الہلال

مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

مصوّر ہفتہ وار الہلال

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد دوم

۱۹۱۳ء

ناشر ۔ اے اے اکیڈمی

۳۲ ۔ اے ، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

[illegible] ۱۹۱۳ [illegible] ۱ [illegible] ۱۸ [illegible] ۲۱ [illegible] اتی

مقصد وحید:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده ، هو اجتباكم ، وما جعل عليكم في الدين من حرج ، ملة ابيكم ابراهيم ، هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ، ليكون الرسول شهيدا عليكم ، وتكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا الصلوة واتوا الزكوة ، واعتصموا بالله ، هو مولاكم ، فنعم المولى ونعم النصير ! (۲۲ : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ، جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ، وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی دقت نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ، اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ، گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی ، تاکہ رسول تمہارے لیے ، اور تم تمام عالم کی ہدایت و نجات کے لیے شاہد ہو ، پس اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو ، اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو ، اور اسکی عبادت میں لگا رہو ، وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حامی ہو ، اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

قیمت فی جلد مجلد آٹھہ روپیہ

نام کتاب: الہلال ہفت روزہ جلد نمبر ۲ - ۳ سنہ ۱۹۱۳ء
مرتب: مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: عبدالرشید ارشد مدیر ماہنامہ الرشید لاہور
مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خاں مدنی - فاضل
مدینہ یونیورسٹی، رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات

الہلال اکیڈمی ۳۲ - اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

قطع: ۲۰ × ۳۰ / ۴
طابع: منہاج الدین اصلاحی
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور
تعداد: ایک ہزار
صفحات: ۱۱۵۰
سرورق: حضرت سید نفیس رقم
تزئین: رانا حفیظ الرحمن

"الہلال" دورِ اوّل ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء قیمت ہر جلد، ساڑھے سات صد روپے

نوٹ

"الہلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم نے اس میں سوائے اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتّیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو — بعض جگہ پوری ایک کاپی یعنی چار صفحے جیسا کہ جلد سوم میں ۶۵ سے ۶۸ تک اور بعض جگہ دو صفحے غائب ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی اور پبلک لائبریری لاہور نیز ہماری اپنی فائل میں ایسا ہی تھا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق کو نکال دیا۔ صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے۔ ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے بھی صفحات دے دیے ہیں

الهلال

فهـــرس المج ۲ ، ۱۱ ، انی

از

جنوري : سنه ۱۹۱۳

تــا

جون سنه ۱۹۱۳

القســم المنثــور

اقسام منظوم

الف

صفحہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱

کلکتہ : چہار شنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری

جلد ۲

Calcutta: Wednesday, January 8, 1913



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

الرسوم والصور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد المكنى بابي الكلام الدهلوى

مقـام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

كلكته

عنوان تلغراف

« هـلال »

قيمت

سالانه ۸ روپيه

ششماهى ٤ روپيه ۱۲ آنه

جلد ۲ | كلكته : چهـارشنبـه ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ هجرى | نمبر ۱

Calcutta: Wednesday, January 8, 1913

اطلاع

— * —

(۱) الهلال كي گذشته جلد كا علحده تائيٹل پيج اور فهرست مضامين و تصاوير زير طبع هے - ناظرين جلد بندهوانے ميں جلدي نه كريں - آئينده نمبر كے ساتهه شائع كردي جاے گي -

(۲) جن خريداروں نے ششماهي قيمت ادا كي تهي انكا چنده دسمبر ميں ختم هوگيا ' جنوري كا پهلا پرچه انكي خدمت ميں وي - پي روانه كرنا تها - ليكن وي - پي ششماهي كا هو يا سالانه كا ؟ نيز وه آينده بهي خريدنا پسند فرماتے هيں يا نهيں ؟ اميد هے كه بهت جلد ايک كارڈ لكهكر آپ اُسكي اطلاع ديديں گے - جن صاحبوں كي طرف سے اطلاع نهيں آے گي - انكا نام رجسٹر سے خارج كرديا جايگا -

(۳) نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ دوبارہ چهپكر طيار هوگئے هيں - پهلي اور دوسري سه ماهي كي مكمل جلديں جنكي جلد پر وسط ميں سنهري حرفوں ميں الهلال كا بلاک منقش هے ' مجلد موجود هيں - پهلي جلد ميں نمبر ۱ سے ۱۲ تک ' اور دوسري جلد ميں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل هيں - دوسري جلد كے مضامين كے ليے پهلي جلد كے ديكهنے كي ضرورت نهيں - قيمت فی جلد چار روپيه آٹهه آنه - ششماهي كے تمام پرچوں كي يكجا جلديں بهي بندهواني گئيں هيں - قيمت في جلد مجلد آٹهه روپيه -

شائقين جلد طلب فرمائيں صرف پچاس مكمل جلديں باقي رهگئي هيں -

فهرست

تصاوير

— * —

اعتذار

— * —

هم نهايت شرمنده هيں كه سال جديد كے اس پهلے پرچے كي اشاعت ميں بهی چند اضطراري اسباب سے تاخير هوگئي - اسكے بعد كا دوسرا نمبر طيار هے جو اسكے بعد هي ڈاک ميں ڈالديا جاے گا ' اور اس طرح انشاء الله يه تاخير آئنده هفتوں تک متعدي نه هوگي -

(منيجر)

الهــــلال

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

—:*:—

فـــاتحۂ جلد جدیـد

—:(*):—

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم اني اعوذ بك من سلطان الانس والجان ' واتوسل بسلطانك العظيم ' رجاء لرحمتك ' واحمدك كما انزل على عبده الكتاب (منه آيات محكمات هن ام الكتاب و اخر متشابهات ' فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله ' وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم - ۳ : ۵) واسئلك على نعمائك التي انعمت بها علينا بقولك (اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي ' و رضيت لكم الاسلام دينا - ۵ : ۵) و سئلتك ان لا اكون من الاخسرين اعمالا (الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا ' و هم يحسبون انهم يحسنون صنعا - ۱۸ : ۱۰۵) و اشهد بما شهد الله به (انه لا اله الا هو والملائكة و اولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ' ان الدين عند الله الاسلام ۳ : ۱۷) و اشهد ان سيدنا (محمد رسول الله ' و الذين معه اشداء على الكفار ' رحماء بينهم ' تراهم ركعا سجدا ' يبتغون فضلا من الله و رضوانا ۴۹ : ۲۹) القــــائل على لسان رسله (و ان هـذا صراطي مستقيما ' فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكـــم عن سبيلــه ' ذالكم وصاكم به لعلكم تتقـــون ۶ : ۱۵۰) اللهـــم صل و سلم عليــه ' و على آلــه و اصحابه الموصوفين بالهداية و الاعتصام بحبل الله و سنة رسولك الذين عهدت اليهـــم بقولـــك (و من يطــع الله و الرسول فاولائــک انعم الله عليهم من النبييــن و الصــديقيــن و الشهــداء و الصــالحيــن ' و حسن اولائك رفيقا - ۴ : ۷۱)

— * —

سخن طــرازي و دانش ' هنر نظيــرے نيست
قبـــول دوست مگـــر نالـــۂ حـــزيں گـــردد

— * —

الهلال کي دوسري جلد کا يه پهلا پرچه هے - ناظرين کو ياد هوگا که هم نے **الهلال** کي اولين اشاعت کے خطبۂ افتتاحيه کو اس دعا پر ختم کيا تها :—

رب ادخلـــني مـــدخل صدق و اخرجني مخرج صدقا و اجعل لي مـــن لـــدنــك سلطـــانا نصيـــرا (۱۷ : ۸۱)	اے پروردگار ! اس سفر ميں جو ميں نے اختيار کيا هے ' ايک بهتر مقـام تـک پهنچا ' اور دشمنوں کے هجوم سے نکاليو تو بهتر طريقے سے نکالنا ' کو ميں ضعيف و بے زور هوں ' مگر تو اپني نصرت بخشي سے اس کار زار حق و باطل ميں فتحيابي کے ساتهه غلبه دلاديو ! !

... دعاؤں کا سننے والا هے ' تو يه دعا اسي کي بتلائي هوئي هے - اگر کوئي درد اضطراب اور رنجوري بيکسي کا درماں بخش هے ' تو يه نسخۂ راحت اسي کا تجويز کيا هوا هے - اگر کوئي هے جو حق کو با وجود ضعف ظاهري کے طاقت بخشتا ' اور باطل کو با وجود سرو سامان ظاهري کے خاسر و ناکام رکهتا هے ' تو يه حربۂ جنگ اسي کا ديا هوا هے - اور پهر اگر کوئي هے جو جهکے هوے سروں ' اشک فشاں آنکهوں ' اور زخمي دلوں کو دنيا ميں ذليل و رسوا نهيں کرتا ' تو يه نشان عزت و کامراني اسي کا بلند کيا هوا هے - پس يه ايک صداے مضطر تهي ' جو ايک قلب محزون سے اس وقت اٹهي ' جب اس سفر کي منزل هي نهيں ' بلکه راه سفر نا پيد تهي - جب صحراے بے کنار سامنے ' مگر دوش همت توشۂ سفر کے بار تقويت سے محروم تها - قدم چلنے کيليے گو بيقرار تے ' مگر راه ' موانع سفر کي کثرت سے ايک سطح خار تهي - جب ايک معرکۂ کار زار در پيش ' مگر يمين و يسار همرهان جنگ اور رفيقان پيکار سے خالي تها - جب بازار ميں خريداروں کي تلاش تهي ' مگر جو جنس مقبول تهي ' اس سے دکان خالي تهي ' اور جو متاع هاتهه ميں تهي ' اسکا کوئي خريدار نه تها - لوگ بازار ميں آتے هيں تا که نفـع و سود حاصل کريں ' ليکن هم نکلے تے که زيان و نقصان کو ڈهونڈ هيں - جبکه زمانے کی حلاوت پسندي جام شربت کي متلاشي تهي ' تو همارے هاتهــه قدح تلخ و کلو گير سے رکے هوے تے - جبکه دنيا اپنے تاب حسن کي افزايش کيليے تازه و روغن کي منتظر تهي ' تو همارا دامن گرد و خاک سے بهرا هوا تهـــا - جبکه اُن هاتهـــوں کي تلاش کي جا رهي تهي ' جن ميں پهولوں کے گلدستے هوں ' تو هم اپنا هاتهه ديا رهے تے ' جس ميں نوک نشتر کے سوا کچهه نه تها - جبکه جسم راحت طلب کي بيقراري منتظر نهيں که کمخواب و مخمل کے بستر کو ديکهيں ' تو همارا مشغله تها که کانٹوں کو زمين پر بچهاليے اور پهر جهاں تک ممکن هو سچه لوٹيے - دنيا کهتي تهي که روشني ميں آئے هيں ' ليکن هم يه کهنے کيليے نکلے تے که تاريکي هي بهتر هے - زمانه کهتا تها که علم ! علم ! ! ' مگر هم پکارنا چاهتے تے که جهل ! جهل ! ! - هر طرف هنگامه بپا تها که آگے بڑهيے ' مگر هم غل مچانا چاهتے تے که پيچهے هٹيے - لوگوں سامنے کي طرف تهيں ' مگر هم عقب کي طرف ديکهنا چاهتے تے - بازار ميں مانگ تهی مدح و تحسين کي ' مگر هم کهتے نکلے تے طعن و قدح کو - خريدار ڈهونڈهرهے تے بادۂ صندل کو تاکه اسکے ليپ سے ٹهنڈک پاليں ' ليکن هم پيس رهے تے نمک جراحت انديش کو تاکه زخموں کي سوزش اور بڑهجاے - يقينا هم مجنوں والا يعقل تے - اگر آپ حلوا فروشوں کے بازار ميں کسي کو ديکهيے که شيرۂ قند کے قوام کي جگهه نيم کي پتوں کو جوش دے رها هے تو آپ کيا کهيں گے ؟ اگر آپ سے کهوں که آگ اور پاني کے ديو يعني انجن کو اپنے ايک هاتهه کي انگليوں سے روک دونگا تو آپ کيوں تسليم کرنے لگے ؟ شهد کو سب پسند کرتے هيں ' مگر کونين کے سفوف کو کوئي شهد کي آرزو و ذوق سے نهيں کهاتا - پهول کے گلدستے کيليے کس کا هاتهه هے جو نهيں بڑهے گا ' ليکن نشتر کي نوک کيليے کوئي بهي بيقرار نهيں هوتا - سفر کي کاميابي زاد راه اور اسباب و سامان پر موقوف هے ' اور لڑائي بغير شمشير و تفنگ اور سپاهيوں کي صفوں کے ممکن نهيں - يه سب سچ هے ' ليکن پهر يه کيا هے جسے اپنے گرد و پيش ديکهه رها هوں ؟

کيا يه اس نيرنگ ساز کے عجــائب کار و بار نصرت کي آيات و آثار نهيں هيں ؟ اگر هر کام کيليے اسباب و سامان مطلوب هيں تو همارے پاس کيا تها ؟ اگر قبوليت و رجوع قلوب کيليے روش عام

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ

بالاخر وہي ہوا‘ جسکا ہونا پيشتر سے معلوم تھا صلح کانفرس کے اجلاس ہوتے رہے‘ ٹرکي وکلا نے البانيا اور مقدونيا کي خود مختاري تسليم کرلي‘ ليکن جزائر بحر ايجين‘ کريٹ‘ اور بالاخر ايڈريا نوپل کے قبضے پر زور ديا‘ مگر بلغاريا تمام مفتوحہ اور غير مفتوحہ يورپين ٹرکي کے علاوہ ايڈريا نوپل کے لينے پر بھي مصر ہے اور دول يورپ اسکے اصرار کو بالکل حق بجانب قرار ديتے ہيں -

انگلستان کي وزارت خارجہ اور ٹرکي کي موجودہ وزارت‘ دونوں نے اُن توقعات کے پورا کرنے ميں کسي طرح کي کوتاہي نہيں کي‘ جنکي آغاز تجويز صلح ميں ہر واقف حال کو انکي نسبت تھي -

کامل پاشا نے صلح کانفرنس کيليے لنڈن ہي کو تجويز کيا اور اسکي علت يہ بيان کي گئي کہ "سر ايڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹھايا جاے" صلح عين ايسے وقت ميں تجويز کي گئي‘ جبکہ بلغاريا کي قوت کا خاتمہ ہوچکا تھا‘ اور ٹرکي کي فوجيں اب نہيں جا کر مجتمع ہوئي تھيں - التواے جنگ کي شرائط ميں بلغاريا کو تو آزاد چھوڑ ديا گيا کہ اپني فوج کو رسد پہنچاتي رہے‘ اور اس طرح اپني فنا شدہ حالت کو زندہ کرنے کيليے اس مہلت سے پورا فائدہ اٹھاے‘ اور ٹرکي کيليے اسکي کوئي صورت نہيں رکھي گئي کہ ايڈريا نوپل کے محصورين کو ضروري غذا بھي بہم پہنچ سکے - ابتدا ميں ٹرکي کي جانب سے کہا گيا تھا کہ يونان بھي شريک صلح ہو تا اسکي عدم شرکت کي تلافي يوں کي جاے کہ ٹرکي کو بھي اپنے محصورين کي اعانت کا موقع ديا جاے‘ ليکن يونان نے برابر جنگ جاري رکھي اور پھر ٹرکي کي طرف سے بھي اس بارے ميں کچھ اصرار نہيں ہوا - يہ سب کچھ کامل پاشا کے ہاتھوں انجام پاچکا ہے - اب اس سے زيادہ سر ايڈورڈ گرے کي خوشنودي کيليے اسکے اختيار ميں کيا تھا؟ يہ تو ممکن نہ تھا کہ باب مسيحيت کے نظارہ فرما: مسٹر ايسکوئتھ کو جامع ايا صوفيا سپرد کرديتا کہ اسکے گنبد پر صليب کا جھنڈا نصب کرکے اپنے صليبي ولولوں کي تکميل کريں! -

صلح کانفرنس کے انعقاد کي خبر سنتے ہي ہم نے اور ہم سے زيادہ بہتر واقف حال اصحاب راے نے آئندہ کي نسبت رائيں قائم کرلي تھيں - کانفرنس کے انعقاد سے صرف يہي مقصود تھا کہ بلغاريا کي کمزوري اور ٹرکي کي جديد اجتماع قوا سے دولت عثمانيہ کو فائدہ اٹھانے نہ ديا جاے‘ اور ٹرکي کي فراہم شدہ قوت يورپ کے صليبي مقاصد ميں حارج نہو - بدبختي سے ايسا ہي ہوا‘ اور ٹرکي کي غدار وزارت کي بدولت اتنا بھي نہوسکا کہ کم از کم صلح کانفرنس کي تمام مہلت ميں ايڈريا نوپل کے مظلوم و بيکس محصورين کو زندہ رہنے کيليے ضروري غذا ہي پہنچائي رہتي - يورپ کا مقصود اس ظالمانہ شرط التوا کے منظور کرانے سے صرف يہ ہے کہ [illegible] ترکوں سے صلح کي منظوري سے انکار کرديا‘ تو رسد کي قلت اور [illegible] مصالحت کے امتداد سے ايڈريا نوپل کے محصورين کي حالت [illegible] ہو جاے کي اور وہ مجبور ہو کر اطاعت منظور [illegible] - [illegible] ايڈريا نوپل بھي بلغاريا کے مفتوحہ مقبوضات ميں آجاے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوجاے -

انقلاب و آثار اُميد

۳۰ دسمبر تک کانفرنس ميں ترکي وکلا کي حالت ويسي ہي تھي‘ جيسي کامل پاشا کي وزارت ميں ہوني چاہيے - ليکن اسکے بعد سے انجمن اتحاد و ترقي کي کوششوں کے ظہور‘ فوج کے اضطراب‘ شتلجہ کے پيغامات‘ غازي انور بے کے قسطنطنيہ ميں ورود‘ اور محمود شوکت پاشا کي جد و جہد کے نتائج نے لنڈن کے ترکي وکلا کے اظہارات کو بھي متغير کرديا -

معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ کامل پاشا کے استبداد اور تسلط نے ہوا خواہان ملت کي قوت کو بکلي فنا کر دينا چاہا‘ مگر اتحاد و ترقي کي سرگرمياں پھر بھي اندر ہي اندر کام کرتي رہيں - ٹرکي ميں ابتک پبلک اوپينين اور ملک و ملت کي آواز مفقود ہے‘ اور اصلي قوت صرف فوجي حلقوں کي آواز ميں ہے - ليکن جنگ کي وجہ سے تمام عثماني افواج مختلف حصوں ميں پھيلي ہوئي ہيں يا شتلجا کے استحکام ميں مصروف ہيں اور دارالخلافۃ فوج کے اجتماع سے خالي ہے -

يہي سبب ہے کہ کامل پاشا کو اپنے غدرانہ اعمال کيليے پوري فرصت ہاتھہ آگئي اور بغير کسي داخلي ہيجان کے چار پانچ سو نوجوان ترک ايک ہي مرتبہ ميں گرفتار کرليے - تاہم جن لوگوں کے دلوں ميں ملک و ملت کي بربادي کي ٹيس ہے‘ انکے اضطراب پر قابو پانے کيليے يہ تمام مظالم بيکار تھے - بالاخر اتحاد و ترقي کے ممبر فوج کو اصلي حالت سے باخبر کرنے ميں کامياب ہوئے اور شتلجہ لائن کے افسروں ميں ايک سخت برہمي اور شورش پيدا ہوگئي - حال ميں ايک فوجي مراسلہ کي خبر دي گئي ہے جو شتلجا سے سلطان المعظم کے نام بھيجا گيا تھا اور جسپر تمام فوجي افسروں کے دستخط تھے - غازي انور پاشا کا بھي يکايک قسطنطنيہ پہنچ جانا تغير حالت کي ايک قوي علت ہے‘ اور کامل پاشا کا تشدد اب پيشتر کي طرح قوي نہيں نظر آتا - يقيناً اسي تغير حالات کا نتيجہ ہے کہ صلح کانفرنس کي پچھلي خبروں ميں عثماني وکلا کي طرف سے يک گونہ استقامت کا ظہور ہوا ہے‘ اور گو يہ استقامت مقدونيا‘ البانيا‘ اور کريٹ کے مسئلہ کو بآساني طے کرديے کے بعد صرف ايڈريا نوپل ہي کيليے ہے‘ تاہم کامل پاشا کي وزارت سے اتنے کي بھي اميد نہ تھي - آخري خبريں برابر يقين دلا رہي ہيں کہ ترک وکلا نے ايڈريا نوپل پر قابض رہنے کا مصمم فيصلہ کرليا ہے‘ اور بلغاريا کو صاف جواب ديديا ہے - ليکن صرف اس سے کيا ہوتا ہے‘ کيونکہ اصل سوال بلغاريا کا نہيں بلکہ دول يورپ کي اُس جنود شياطين کا ہے‘ جو ہر ايسے موقعہ پر ٹرکي کا محاصرہ کرليتي ہے - يقيناً دول يورپ اب ٹرکي پر پورا دباؤ ڈاليں گي کہ ايڈريا نوپل بھي بلغاريا کے حوالہ کردے -

افسوس اس وقت اصل کار وزارت کي عاجلانہ تبديلي تھي‘ اور گو فوجي اضطراب سے کچھہ کچھہ اميد بندھتي ہے‘ ليکن اتحاد و ترقي کے دست و پا ہو جانے کي وجہ سے اسکا قوي [illegible] افسوس ٹرکوں کي قوم ہميشہ ابتلاے دنيا سے [illegible] ذلت اور [illegible] [illegible] آزمائش ہے -

یاد رهے که هر اطاعت کیلیے ایک سرکشي ' هر وفاداري کیلیے ایک دشمني ' اور هر عاجزي کیلیے ایک غرور و تمرد لازمي هے - آپ ایک اقا کے نوکر هو نهیں سکتے ' جب تک که اور تمام آقاوں سے انکار نه کر دیں - زید سے اگر آپکو محبت هے ' تو اسکے یه معنے هیں که اسکے تمام دشمنوں کے آپ دشمن هوگئے - ایک چوکهت پر جب هي سر جهک سکتا هے ' جب اور تمام جهکانے والي چوکهٹوں پر سے مغرورانه گذر جاے - جب آپنے کہا که میں روشني هي کو پسند کرتا هوں تو ضمناً اسکا بهي اقرار کر لیا که تاریکي سے متنفر هوں - اپ ایک هي جانب اپنا منهه کر نهیں سکتے جب تک اور هر طرف سے منهه پهیر نه لیں ' اور ایک هي سے اپنا رشته جوڑ نهیں سکتے ' جب تک هر طرف سے رشتے کاٹ نه لیں - پس خدا اور اسکے رسول کي اطاعت کیلیے پهلي چیز یه هے که اسکے سوا اور جتني قوتیں اپني اطاعت کي طرف بلاتي هیں ' ان سب سے باغي هو جاے ' اور اس کے اگے جهکنے سے پہلے اور تمام جهکانے والوں کے آگے مغرور هو جاے - جو لوگ اسکي اطاعت کے مدعي هیں ' انکو اطاعت سے پہلے سرکشي کا ' وفاداري سے پہلے بغاوت کا ' اور دوستي سے پہلے دشمني کا ثبوت دینا چاهیے - انکو آزمایش میں پڑکر ثابت کرنا چاهیے که خدا کي وفاداري کیلیے انهوں نے کن کن قوتوں سے بغاوت کي هے ؟ اور اسکي محبت کے پیچهے کس کس کو اپنا دشمن بنایا هے ؟ وه حکومت الهي کے مقابلے میں اپنا تخت تسلط بچهانے والي قوت شیطاني ' جو انسانوں کو خدا سے چهین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاهتي هے ' اور جسکے مظاهر تمهارے اندر اور باهر ' دونوں جگه موجود هیں ' مدعیان اطاعت الهي کیلیے دنیا میں اصلي اور پهلي آزمایش هے - کوئي هستي خدا کي مطیع هو نهیں سکتي ' جب تک اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاهر سے باغي و متمرد نهو جاے - سب سے بڑا قوت ابلیسي کا مظهر نفس انساني اور قواے بهیمیه کي قواے ملکوتیه سے ایک دائمي جنگ هے - پهر انسان سے باهر طرح طرح کي ضلالتوں اور باطل پرستیوں کے تخت بچهے هوے هیں ' اور خود انسانوں کے بے شمار غول هیں ' جنهوں نے شیطان کے هاتهه پر بیعت کرکے اسطرح اسکي اطاعت میں اپنے تئیں فنا کردیا هے ' که انکا وجود از سرتا پا پیکر شیطاني ' اور مجسمهٔ ابلیسي بن گیا هے - ان میں سے هر قوت شیطاني انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکهنا چاهتي هے - کهیں دولت اور مال و جاه دنیوي شیطان کا نشیمن هے ' کهیں غرور علم و فضل کے اندر سے شیطان جهانک رها هے - کهیں مذهبي پیشواوں کي جماعتیں اسکا مرکب فساد بن گئي هیں ' اور کهیں جماعتي تسلط اور قوت نے اپني دعوت ضلالت کي باگ اسکے هاتهه میں دیدي هے - حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قهر واستبداد بهي ایک بهت بڑا مظهر ابلیس هے - اور ننگ و ناموس دنیوي اور محبت اهل و عیال کي زنجیروں کے اندر بهي اسی کے تعبد و انقیاد کي کشش مخفي هے - پس مقام "و من یطع الله و الرسول" کے حاصل کرنے کیلیے اولین شرط یه هے که انسان ان تمام طاقتوں کي اطاعت سے یکسر باغي و سرکش هو جاے ' اور انکي عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو ازاد کردے - اتنا هي نهیں بلکه جهاں تک طلب صادق کي قوت ' اور توفیق الهي کي همت اسکا ساتهه دے ' ان تمام مظاهر شیطانیه کے مقابلے میں ایک مغرورانه جهاد کا اعلان کردے ' اور تعبد الهي کي تلوار لیکر فاتحانه اٹهه کهڑا هو - ضلالت اور گمراهي کا بتکده جهاں دیکهے ' حق اور صداقت کي ضرب سے پاش پاش کردے - دولت دنیا میں همیشه سے شیطان کي سیر و سیاحت کا سب سے بڑا مرکب رهي هے ' اور ضلالت کي تاریکي نے چاندي اور سونے کي دیواروں کے اندر همیشه گهر بنایا هے ' پس هر اس غرور اور ادعا کو جو دولت اور عزو جاه دنیوي سے پیدا هو شیطان کا بت یقین کرے ' اور خدا کي عزت کي خاطر ' جهاں تک ممکن هو اسے ذلت سے ٹهکرا دے - حکومتوں کا استبداد ' علماء سوء اور مذهبي پیشواؤں کا استیلا ' دنیوي رهنماوں اور جماعتي حکمرانوں کا قهر و تسلط ' رسم و رواج اور سوسایٹی کے دباو کي بندش ' یه تمام چیزیں بهي شیطان هي کے تخت کے سایے میں نشو و نما پانے والي هیں ' اور انکي قوت بهي " ما انزل الله بها من سلطان " میں داخل ' پس خدا کي محبت کیلیے ان سب کا دشمن هو جاے ' اور اس کے نام کي عزت کو بانـ[illegible] کرنے کیلیے ان سب کو ذلیل و رسوا کرے - اپني زبان کو ' اپنے دماغ کو ' اور اپني تمام قوتوں کو وقف کردے ' تاکه جو طاعت الهي سے سرکش انسان حق و صداقت کي عزت کو دنیا میں تاراج کر رهے هیں ' انکي عزت باطله کے تاراج و غارت کرنے کا وه ذریعه بنے - اسکي زبان حق کي زبان هو اور قدم حق کے قدم هو - زبان سے انکي تحقیر و تذلیل کرے ' اور پانوں سے انکے مغرور سروں کو کچلے - جب اس منزل امتحان سے وه گذر جاے گا ' اس وقت الله اور اسکے رسول کا مطیع هوگا - کیونکه جو الله کا مطیع هو ' ضرور هے که شیطان سے باغي هو -

* * *

الامر بالمعروف و النهي عن المنکر

سلسلهٔ سخن میں هم بغیر کسي گریز کے مقصود اصلي تک پهنچ گئے - اس مقام طاعت الهي هي سے وه اصل اصول اسلامي رو نما هوتا هے ' جسکو قرآن کریم نے -

الامر بالمعروف و النهي عن المنکر

کے جامع و مانع الفاظ میں بیان فرمایا هے ' اور جو اس دین قویم کا اصل اساس ' اور امت مرحومه کے شرف و فضائل کي علت حقیقي ' اور اسکے تمام اصول و فروع کیلیے بمنزلهٔ عماد کار اور بنیاد شریعت بیضاء کے هے :

کنتم خیر امة اخرجت	تم تمام امتوں میں سب سے
للناس تامرون	بهتر امت هو ' اسلیے که اچهے
بالمعروف و تنهون	کاموں کا حکم دیتے هو '
عن المنکر و تومنون بالله	برائي سے روکتے هو ' اور الله پر
(۳ : ۱۰۶)	ایمان رکهتے هو -

دوسري جگه سورهٔ حج میں فرمایا :

الذین ان مکنا	اگر هم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت
هم في الارض	دیکر دنیا میں قائم کردیں ' تو انکا کام ملک
اقاموا الصلوة و اتوا	گیري یا عیش و عشرت نهوگا ' بلکه یه ' که
الزکوة و امروا	وه الله کي عبادت کرینگے ' اپنے مال کو اسکي
بالمعروف و نهوا	راه میں خرچ کرینگے ' دنیا کو نیک کاموں
عن المنکر ' و لله عاقبة	کا حکم دیںگے ' برائیوں سے روکیں گے - اور
الامور (۲۲ : ۴۳)	سب کا انجام کار الله هي کے هاتهوں میں هے -

اس آیت میں الله تعالی نے مسلمانوں کے عروج اور وارث ارض هونے کي اصلي علت یه بیان کي هے که وه دنیا میں اعمال حسنه انجام دیں گے ' اور پهر انکي تشریح کي هے که وه عبادت بدني و مالي ' امر بالمعروف ' اور نهي عن المنکر هے - پس في الحقیقت حق کا اعلان اور گمراهي کا روکنا ایک ایسا فرض اسلامي تها ' جسکو مثل نماز اور زکواة کے هر مومن و مسلم پر فرض کر دیا گیا تها ' اور دنیا میں اس امت کو خدا کي طرف سے یه خدمت تفویض کي گئي تهي که حق کے قیام اور گمراهي کے

ضروری ہے اور ہمارے قدم تو اس طرف نہ تھے - نفس انسانی ہماری خاطر اپنے خصائص طبیعیہ کو چھوڑ نہیں سکتا ' اور زمانے نے کچھہ ہماری اطاعت کا وعدہ نہیں کر لیا ہے کہ ہمارے لیے اپنا رسم بدل دے گا - تعریف نفس کو مرغوب ہے اور نکتہ چینی سے کوئی خوش نہیں ہوتا - نرم ہاتھوں کو سب پسند کرتے ہیں ' لیکن سخت ہاتھوں کی گرفت کسی کو خوش نہیں آتی - ملک میں مختلف گروہ مختلف جماعتوں پر حکمراں ہیں ' اور انکے قلوب کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں' پھر ان میں سے کسی کا ساتھہ دیجیے' تو زمانہ آپکے ساتھہ ہے ' اور الگ رہیے تو اپنی طاقت کا ثبوت دیجئے' لیکن یہاں طاقت کا ادعا نہیں ' بلکہ عجز و ضعف کا انکسار تھا - با ایں ہمہ اس چھہ ماہ کی اقل قلیل مدت کے بعد دیکھتے ہیں تو یہ ایسی عجیب بات ہے کہ با وجود تمام بے سرو سامانیوں کے پہلی منزل سے گذر چکے ہیں' اور با وجودیکہ یکہ و تنہا تھے' مگر الحمد للہ کہ کارزار حق و باطل میں شکست و ناکامی سے شرمندہ و نادم نہیں ہیں - ہر طرح کے اسباب مفقود تھے' اور موانع کی کثرت سے راہ امید مسدود' مگر اسباب کی تلاش سے پہلے خود اسباب نے ہمیں تلاش کیا ' اور طلب سے پہلے خود مطلوب نے اپنی صورت دکھلائی - آواز خوش آیند نہ تھی مگر کسی نے سننے سے انکار نہیں کیا ' اور جام تند و تلخ تھا مگر بہتوں نے اسے شربت قند و شہد پر ترجیح دی - اسمیں شک نہیں کہ بہتوں نے کانوں میں انگلیاں بھی ڈالدیں ' مگر ہاتھہ میں اسکے اوراق بھی لیے رہے - ایسے بھی ہم نہ تھے ' جنھوں نے پینے سے پہلے منھہ بنایا ' لیکن بالاخر حلق سے اتار بھی لیا - بعضوں کی پیشانیاں صاف تھیں ' اور ابروؤں کی پرشکن ' مگر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ چہرے سب کے اسی طرف تھے - یہ ضرور ہے کہ مہر و نوازش کی نظریں نہ تھیں' مگر نگراں بھی سب اسی جانب تھیں - جام سب نے لیے' مگر یوں سمجھہ لیجیے کہ کسی نے آنکھوں سے آنکھیں ملا کر لیا ' اور کسی نے :

منھہ پھیر کر ادھر کو ' ادھر کو بڑھاکے ہاتھہ

* * *

آپکو پورا اختیار ہے کہ اسکے علل و اسباب ظاہری کی جستجو میں کاوش کیجیے' مگر ہم کو یقین ہے کہ اس قلیل عرصے میں یہ جو کچھہ ہوا' فی الحقیقۃ وہ اس دعا کی استجابت کا آغاز تھا ' اور اس نصرت فرمائے حق کی ایک آیت قاہرہ تھی' جو ہمیشہ حق کو باوجود اسکی ظاہری بے سر و سامانی کے نصرت بخشتا ہے' اور باطل کو باوجود اسکے ساز و سامان کے ناکام و خاسر کرتا ہے ' اور پھر قلوب مومنین اور انظار خاشعین کیلیے اس تائید غیبی کو حق و صداقت کی ایک الہی نشانی قرار دیتا ہے - تاکہ دیکھنے والے دیکھیں' سننے والے سنیں' اور دل رکھنے والے سونچیں :

و قل جاء الحق	حق ظاہر ہوا ' باطل کو شکست
و زهق الباطل ان	ہوئی اور باطل تو شکست ہی کھانے والا
الباطل كان زهوقا '	ہے' اور ہم اس کتاب ہدایت قرآن میں
و ننزل من القرآن	ایسی تعلیم دیتے ہیں' جسمیں صاحبان
ما هو شفاء و رحمة	ایمان کیلیے تمام امراض قلبی کے لیے
للمومنين' ولا يزيد	شفا اور رحمت ہے (البتہ) نافرمانوں
الظالمين الا خسارا	اور حامیان باطل کو اس سے الٹا
(۱۷ :)	نقصان ہی پہنچتا ہے -

* * *

ایک ہزار تین سو برس سے زیادہ زمانہ گذرا ' جب حق اور باطل' صدق و کذب ' نور و ظلمات ' پیروان شیطان اور بندگان خدا ' دونوں میں ایک سخت جنگ برپا تھی - حق بظاہر بیکس' بے سر و سامان' اور مظلوم تھا ' اور شیطان کا تخت اپنے سایے کی ظلمت میں باطل پرستیوں کی ایک مغرور فوج رکھتا تھا - جبل بوقبیس کے تنگ و تاریک غار میں روشنی کی ایک دھیمی چمک نظر آتی تھی' مگر ریگستان حجاز کا ایک ایک ذرہ ظلمات کذب کی پوری مسلم فوج تھا - لیکن یہی دعاے مقدس تھی جو خدا نے اپنے زمین کے ایک ہی وارث حق و صداقت کو سکھلائی تھی' اور یہی الفاظ تھے جو غربت و بے سروسامانی کے عالم میں اس مجسمۂ حقانیت کی زبان سے نکلے تھے - پھر جو کچھہ ہوا' وہ صرف آپکے اور ہمارے ہی نہیں بلکہ تمام عالم کے سامنے ہے !

اذا جاء نصر الله	جبکہ خدا کی نصرت آپہنچی ' اور حق
و الفتح ' و رايت	و صداقت کو فتح ہوئی ' اور تم نے
الناس يدخلون	اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ دین الہی
في دين الله افواجا -	میں لوگ جوق جوق داخل ہو رہے ہیں '
فسبح بحمد ربك	تو اب اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرو اور
و استغفره ' انه كان	اپنے خطاؤں کی معافی مانگو ! یقیناً وہ
توابا (۱۱۰ : ۱)	بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے -

* * *

مقام اطاعت خدا و رسول اور شرف معیت جماعت اربعہ

الہلال بھی ایک دعوت ہے ' جسکے تمام اغراض و مقاصد اور اصول و فروع کا نقطۂ وحید صرف اس دین الہی کی دعوت کی تجدید ' اور اسکے اصول بنیادی : الامر بالمعروف و النهي عن المنكر کو زندہ کرنا ہے - پس گروہ ایک ذرۂ حقیر ہو مگر اس کی روشنی ما خود اسی مہر منیر سے ہے - اور گروہ خود ضعیف ہو' لیکن پیغام بر اسی قوی و عزیز کا ہے و لنعم ما قیل :

گرچہ خوردیم' نسبتیست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

یقینی ہے کہ نصرت الہی کے جو عجائب اس دعاے مقدس نے اول روز دکھلائے تھے ' اسکا فیضان جاری آج بھی پیروان دین مبین اور حامیان حق و صداقت کو اپنا کرشمۂ قدرت دکھلاے اور جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے ذریعہ مقربان الہی کے مقام سے نسبت حاصل کرلی ہے' وہ اس شرف نسبت کی بدولت ان تمام برکات و نعائم کے شریک و حقدار ہوجائیں ' جنکے وہ گو خود مستحق نہیں ہیں' مگر جن مستحقین نعمت کے ساتھہ ہیں' انکی معیت کا شرف ضرور حقدار ہے' اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ :

و من يطع الله	اور جو لوگ ہر طرف سے باغی ہوکر صرف اللہ
و الرسول	اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہوگئے تو بیشک
فاولئك مع	وہ ان مقربان الہی کے ساتھی ہو جائینگے
الذين انعم الله	جن کو حق تعالی نے اپنی نعمتوں کے نزول
عليهم من	کیلیے دنیا میں چن لیا ہے ' اور جن
النبيين و	میں سب سے پہلی جماعت انبیاے
الصديقين و	کرام کی ' پھر صدیقوں کی ' پھر
الشهداء	شہدا اور صالحین امت کی ہے - یہ چار
و الصالحين '	جماعتیں انکی ساتھی ہونگی ' اور اس
و حسن اولئك	رفاقت سے بڑھکر اور کونسی رفاقت
رفيقا (۴ : ۷۱)	ہو سکتی ہے ؟

اس آیت میں چار مخصوص جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی' وہ انکے ساتھیوں میں محسوب ہونگے' لیکن یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ " مقام اطاعت " کا حصول کیونکر متحقق ہو سکتا ہے ' اور اسکے شرائط کیا ہیں ؟

حضرت امیر علیه السلام کے مناقب هوتے تھے بلکه کھلے کھلے لفظوں مدں بنی امیه کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - عبد الملک جیسا با رعب و جبروت شہنشاه مدینے آتا تھا تو اسکے دروازے سے گلیم پوش فقراؤ صعالیک نکلتے تھے اور بر سر دربار اسکو ظالم بتلاتے تھے - تاریخ میں هم صد ها واقعات کے ضمن میں پڑھتے هیں که (حجاج) کے سامنے اسکی بے نیام تلوار رکھی رهتی تھی ' لیکن جانفروش مومن آتے تھے ' اور اسکی تلوار کو حقارت سے دیکھکر اپنی شمشیر حق گوئی سے خود اسکے دل کو مجروح کردیتے تھے -

عهد عباسیه اور علماے حق کی استقامت

بنی امیه کے بعد انکی هر چیز کے وارث عباسی هوے' اور گو حکومت کے استیلاؤ استبداد سے " امر بالمعروف " کا نشو و نما رک گیا تھا اور روز بروز اسکی قوت ضعیف سے ضعیف تر هوتی جاتی تھی لیکن تاهم اسلام نے قوم کے اندر اس اصول کی روح جس قوت کے ساتھه پھونکدی تھی' اسکی هلاکت کیلیے ایک مدت مدید درکار تھا - باوجود عجمی حکومت مستبده کی تقلید' اور قهر و استیلاے شدید کے جو آل عباس کو حاصل تھا (مامون الرشید) جیسے عظیم الشان' اور (متوکل) جیسے ظالم کے دربار میں آپکو صدها اشخاص نظر آئیں گے جنکو تخت بغداد کی عظمت و شوکت بھی مرعوب نه کرسکی' اور اپنی جانوں کو هتھیلیوں پر رکھکر انهوں نے امر حق کا اعلان کیا - (مامون الرشید) کا استبداد جب مسئله (خلق قران) میں ظلم و تشدد تک پہنچ گیا' تو دارالخلافت بغداد میں علماے حق کی مظلومی نهایت درد انگیز تھی - لوگوں کو جبر و تشدد کے ساتھه مجبور کیا جاتا تھا که حدوث قران کا اقرار کریں' اور جو انکار کرتے تھے انکو طرح طرح کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا - جامع مسجد میں سواے جهمیه و معتزله کے کسی کو حق نه تھا که وعظ و ارشاد کرے' اور جو شخص زبان سے قدم قران کا لفظ نکالتا تھا اسکی سزا موت تھی - لیکن با این همه عین ایسے جاں طلب اور خونریز موقعه پر شیخ (عبد العزیز بن یحیی الکنانی) مکه معظمه سے چلکر بغداد تک صرف اسلیے آتا هے تاکه دار الخلافه کی جامع مسجد میں خلق قران کے ابطال پر علانیه وعظ کہے' اور اس طرح گرفتار هوکر مامون کی مجلس تک پہنچے' اور پھر اس کے سامنے " امر بالمعروف اور نهی عن المنکر " کے فرض کو انجام دے - چنانچه وه بغداد پہنچکر عین جمعه کے دن جامع (رصافه) میں جاتا هے اور بعد نماز کے ممبر پر سے پکار کر کہتا هے : " کلام الله منزل غیر مخلوق " ! !

اسکی اس هلاکت طلب جرأت سے تمام مسجد میں هنگامه بپا هوگیا' اور لوگوں نے کہا که یا زندگی سے بیزار یا مجنوں و لا یعقل هے - بالاخر (عمرو بن مسعده) رئیس الشرطه (کوتوال شهر) کو فوراً اس واقعه کی اطلاع هوئی - اس نے آکر (عبد العزیز) کو گرفتار کرلیا اور اسکی خواهش کے بموجب دربار خلافت تک پہنچادیا - وهاں پہنچکر اس نے مجلس مناظره اور حضور خلیفه کی درخواست کی' اور مامون الرشید کی موجودگی میں اس عقیدے کے فسادات کو ایک ایک کرکے بیان کیا - (و من شاء التفصیل فلیرجع الی الرسالة له الفها فی ما حدث له فی بغداد)

ظهر الفساد فی البر و البحر

عباسیه کے بعد فتنۂ تاتار کی غارت گری نے تاریخ اسلام کا ورق الٹ دیا اور ایک وحشی قوم اسلام کے عرش حکومت کی مالک هوگئی - عربی حکومت کے خاتمے کے ساتھه هی دعوت اسلامی کے بقیه قوا کا بھی خاتمه هوگیا تھا اور فتنه و فساد' جنگ و جدال' حکومتوں اور قوموں کے تصادم اور دائمی کشت و خونریزی سے نفسانی اغراض و ظلم و عدوان کی فضا هر طرف پھیل گئی تھی - سب سے بڑا فتنه علماے سوٗ کی کثرت اور علماے حق کی غربت تھی - خلافت راشده کے اختتام کے ساتھه هی شخصی حکومت کی بنیاد پڑگئی تھی' اور شخصی حکومت کی سب سے زیاده قاتل سمیّت امرا و رؤسا کی ندامت اور مصاحبت کی رسم کا پیدا هونا هے' جو دنیوی عزو جاه کے حصول کا ذریعه' اور پادشاه وقت کے تقرب و جلب توجه کا وسیله بن جاتی هے' اور یه سب سے بڑی دین و علم کی آزمایش هوتی هے' جو بوجهل زنجیر بنکر طبقۂ (علما) کے پانوں میں پڑجاتی هے - پھر یه طبقه زر پرستی اور حصول عزو جاه کی لعنت میں گرفتار هوکر شیطان کا سب سے بڑا مرکب فساد بن جاتا هے' اور دین و علم کو امرا و رؤساء کی ابلیسانه خواهشوں کے تابع کر دیتا هے - اسکا علم و مذهب اور وعظ و ارشاد حق کیلیے نهیں بلکه طلب دنیا کیلیے هوتا هے' وه قوم کو حق کی طرف نهیں بلاتا بلکه خود قوم کی ضلالت اور گمراهی کے هاتھوں میں ایک کھلونا بنکر رهتا هے - جس عقیدے اور تعلیم کو جلب قلوب اور امرا و رؤساء کی خوشنودی کا ذریعه دیکھتا هے' بیان کرتا هے' اور جس کو انکے خواهشوں کا مخالف پاتا هے ترک کر دیتا هے - قرآن کریم نے علماے یهود کی سب سے بڑی مذمت یهی بیان کی تھی :

فخلف من	پھر بنی اسرائیل میں سلف صالح کے جانشیں
بعدهم خلف	اور کتاب تورات کے وارث ایسے نا خلف هوے'
ورثوا الکتاب'	جو احکام الهی کو اغراض دنیوی کیلیے تبدیل
یاخذون عرض	کردیتے هیں اور حق کو چھپاتے هیں - اسلیے که
هذا الادنا'	اسکے صلے میں انهیں اس دنیاے دوں کا کوئی
و یقولون	ذلیل حصه ملجاتا هے' اور اسپر طره یه هے که
سیغفر لنا'	باوجود اس کے کہتے هیں که (هم علما میں سے
و ان یاتهم عرض	هیں) اسلیے همارا گناه تو معاف هو جاے گا -
مثله یاخذوه' الم	اور اگر پہلی چیز کی طرح کوئی اور دنیاوی
یوخذ علیهم	چیز انکے سامنے آجاے تو پھر اسکے لینے کیلیے بھی
میثاق الکتاب	طیار رهتے هیں - کیا ان گمراهوں سے وه عهد جو
ان لایقولوا علی	تورات میں مرقوم هے نهیں لیا گیا هے' که " هم
الله الا الحق	حق بات کے سوا دوسری بات خدا کی طرف
و درسوا ما فیه'	منسوب نهیں کرینگے " ؟ پھر جو کچھه تورات میں
والدار الاخرة للذین	هے وه آپ پڑھچکے هیں اور کچھه جاهل
یتقون افلاتعقلون ؟	و بے خبر بھی نهیں هیں -

(۷ : ۱۶۸)

باقی آینده

فہرست خزانه هلال احمر

— * —

(۸)

	روپیه	آنه	پائی
بذریعه جناب کے - حمید الدین صاحب پیش امام - جامع مسجد - اکوٹ - برار	۸۰۰	۰	۰
جناب خورشید علی خان صاحب - کنگودم	۲۶	۰	۰
جناب سید پیر نور الدین شاه صاحب لڑکانه - سندھ	۶	۲	۰
جناب ظهیر الدین صاحب - سلہٹ	۱۰	۰	۰
میزان	۸۴۲	۲	۰

انسداد کا اپنے وجود کو ذمہ دار سمجھے اور ہر چیز کو گوارا کرلے مگر حق کی مظلومی کی اسکو برداشت نہو -

یہ فرض عام تھا ' کسی خاص جماعت کی اسمیں خصوصیت نہ تھی - امم قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض ہمیشہ علما ؤ رؤساے دینی کے قبضہ اقتدار میں رہا ' اور اسلیے جس وقت تک وہ خود حق پر قائم رہے ' قوم بھی ہدایت پر قائم رہی ' اور جب وہ گمراہ ہوگئے ' تو قوم کی قوم بھی برباد ہوگئی - اسلام نے اس مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ " امر معروف " کو ہر فرد امت کا فرض قرار دیا ' اور اسکی ذمہ داری پوری قوم پر پھیلا دی - یعنی ہر مومن جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے ' بمجرد اقرار ' اسکا بھی عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیام حق اور انسداد باطل کا ذمہ دار سمجھے گا ' اور اسکی تمام قوتیں صرف اسلیے ہونگی کہ نیکی کی نصرت کریں اور برائی کو روکیں -

علاوہ ان آیات کریمہ کے (صحیح مسلم) کی ایک مشہور حدیث میں - جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور نیز نسائی ' ترمذی ' اور ابن ماجہ میں بھی باد نے تغیر موجود ہے - کس قدر واضح طور پر اس فرض کی تشریح فرمادی ہے :

من رأى منكم	تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات
منكرا فليغيره	دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے
بيده فان لم تستطع	اسکو دور کرے - اگر اسکی طاقت نہ پاے تو
فبلسانه فان لم	زبان سے اس کی برائی بیان کرے ' اگر
تستطع فبقلبه	اسکی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم از کم دل ہی
و ذالك اضعف	دل میں اسکو برا سمجھے - مگر یہ آخری
الايمان	صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے -

اسلام کی تعلیم کا اصلی عملی دور درحقیقت رہی اسکا ابتدائی زمانہ تھا ' جو افسوس ہے کہ بہت جلد ختم ہوگیا - یہ اسی فرض اسلام کی قوت تھی جس نے قرون اولی میں تمام اسلامی سر زمین کو اعمال حسنہ کی حکومت سے نیکیوں کی ایک بہشت بنا دیا تھا - شیطان اسوقت بھی آزاد تھا ' جیسا کہ اب ہے ' اور اسکے پانوں میں بیڑیاں نہیں ڈالدی گئی تھیں ' مگر یہ ضرور تھا کہ اسلام کی قوت عاملہ نے انسانی نفس کی بے اعتدالیوں کو گویا پا بزنجیر کردیا تھا ' اور امر بالمعروف کے حکم سے کوئی باہر نہ تھا - ہر شخص یقین کرتا تھا کہ وہ " مسلم " ہے ' اسلیے دنیا میں خدا کا قائم مقام ' اور اسکا نائب ہے ' پس دنیا کی ہر چیز اور ہر عمل کو اپنی آنکھ سے نہیں ' بلکہ خدا کی آنکھ سے دیکھتا تھا ' اور اپنی خواہشوں پر " مرضات اللہ " کو مقدم رکھتا تھا - ہم اس زمانے کے حالات میں پڑھتے ہیں کہ ایک عورت نفس کے تسلط سے مجبور ہوکر زنا کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسکی کسی متنفس کو خبر نہیں ہوتی ' مگر وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آتی ہے اور اپنے زنا کا اقرار کرکے مجبور کرتی ہے کہ سنگسار کی جاے اور پھر انقضاے حمل کے بعد پورے عزم و استقلال سے آکر سنگسار ہوتی ہے - ہم کو اس زمانے میں وہ ہزاروں انسان نظر آتے ہیں جو حق کے اعلان کی خاطر اپنے تمام عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں ' اور اللہ کی راہ میں ان تمام سخت سے سخت مظالم کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں ' جو باطل کے پرستاروں کے ہاتھوں انکو جھیلنے پڑتے ہیں - باپ نے اپنے بیٹے کو خلاف حق چلتے دیکھکر اپنے ہاتھوں سے سزائیں دی ہیں ' اور بیٹوں نے اپنے والدین کے مقابلے میں تلوار اٹھائی ہے - دنیا کے اختیار میں ہے کہ اس عہد سے اعلی تمدن ' بہتر ساز و سامان معیشت اور ترقی یافتہ علوم و فنون پیش کردے ' لیکن یہ قطعی ہے کہ اس زمانے سے بہتر وہ انسان نہیں دکھلا سکتی -

یہی لوگ تھے جنکی تعریف میں خدا تعالی نے فرمایا تھا کہ :

اشداء على الكفار	کفر و ضلالت کے مقابلے میں نہایت سخت
رحماء بينهم	ہیں ' مگر آپسمیں ایک مومن دوسرے مومن
(٤٩ : ٢٩)	کیلیے نہایت رحم دل ہے -

انکی دوستیاں اللہ کیلیے تھیں اور دشمنیاں بھی اللہ ہی کیلیے - انہوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو مٹا دیا تھا اور اسکی جگہ اللہ کی رضا جوئی کے ولولے کی انگیٹھی روشن کرلی تھی - " الحب في الله والبغض في الله " انکا معمور اعمال تھا ' وہ ملتے تھے تو حق کی خاطر ' اور کٹتے تھے تو صداقت کیلیے - پھر اس راہ میں نہ کسی کا خوف تھا اور نہ کوئی دنیوی طاقت انکو مرعوب کرسکتی تھی ' کیونکہ انہوں نے اس مالک الملک سے صلح کرلی تھی ' جس سے کائنات عالم کی ہر شے ڈرتی ہے ' پس اب انکو کسی ڈرانے والے سے شکست کھانے کا خوف نہ تھا :

اذلة على المؤمنين	ایمان اور صداقت کے سامنے نہایت عاجز نظر
اعزة على الكافرين	آتے ہیں ' مگر کفر و ضلالت کے سامنے نہایت
يجاهدون في سبيل	مغرور - اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور
الله ولا يخافون	پھر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
لومة لائم (٥ : ٦١)	ڈرتے (کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں)

اسی " امر بالمعروف " کے اصول کا نتیجہ وہ آزادی ' راستگوئی ' اور بے باکانہ حق پژوہی تھی ' جسکے بے شمار نظائر سے صدر اول کی تاریخ لبریز ہے - سر زمین اسلام کا ایک ایک بچہ اور مدینے کی گلیوں کی بڑھیا عورتیں اعلان حق کی جو قوت اپنے اندر پاتی تھیں ' وہ آج علم و دولت کی قوت کے مجسموں کو بھی نصیب نہیں - " امر بالمعروف " کی روح نے ایک ایسی زندگی ہر مسلمان میں پیدا کردی تھی کہ خلاف حق و صداقت عمل کو دیکھکر بے اختیار تڑپ جاتا تھا ' اور پھر نہ تلوار اسکی زبان کو بند کرنے پر قادر تھی اور نہ حکومت کا تخت سطوت اسکی آواز کو دبا سکتا تھا -

بنی امیہ کا ستبداد ,, امر بالمعروف ,, کے سد باب کا پہلا دن

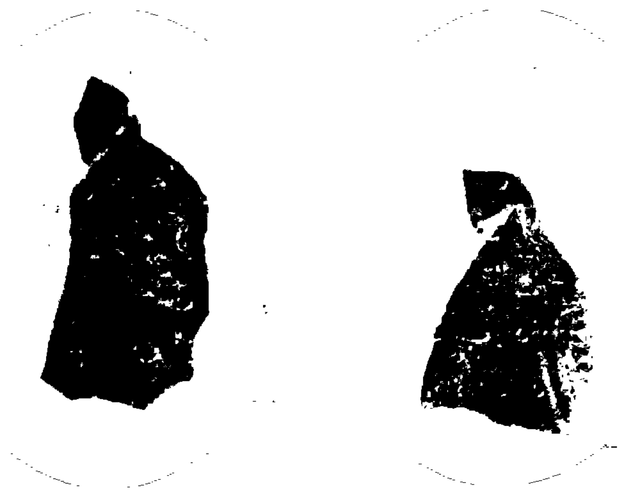
ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صفوف عام فساق و فجار سے الگ قرار دی جائیں گی ' تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً (بنی امیہ) کی ہوگی - انہی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو غارت ظلم و استبداد کیا ' اور اسکے عین عروج اور نشو و نما کے وقت اسکی قوت نمو کو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے کچل ڈالا - انکا اقتدار و تسلط في الحقيقة " امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن تھا - نہ صرف یہ کہ انہوں نے اسلام کی جمہوریت کو غارت کرکے اسکی جگہہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے ' بلکہ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کی قوت کو تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا ' اور مسلمانوں کی حق گوئی کے ترقی کناں ولولے کو مضمحل کردیا - تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرآنی کا اثر ابھی بالکل تازہ تھا ' اسلیے اگرچہ طرح طرح کی بدعات اور محدثات و معاصی کا بازار گرم ہوگیا تھا ' لیکن پھر بھی " امر بالمعروف " کی آواز کی گرج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی - ساٹھہ برس کی ایک بڑھیا عورت بر سر دربار بلائی جاتی تھی اور (معاویہ) کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتی تھی ' جنمیں نہ صرف



صلح کانفرنس لنـدن

بائیں طرفسے شروع کرکے نام بوں پڑھے جائینگے ۔ (۱) ایم ۔ اسٹویان نوواکوچ سابق وزیر سرویا ۔ (۲) جنرل انگلیز افسر ہیڈ کوارٹر اسٹاف یونان ۔ (۳) عثمان نظامی پاشا سفیر برلن ترکی ۔ (۴) ایم ۔ اسکولیڈیس سابق وزیر خارجیہ یونان ۔ (۵) ڈاکٹر ڈانف ۔ پریسیڈنٹ سبرانجی بلغاریہ ۔ (۶) ایم ۔ انڈرے نکلیچ ۔ پریسیڈنٹ ۔ اسکو پشتنا سرویا ۔ (۷) جنرل بایوروچ افسر اسٹاف افواج ولی عہد سرویا ۔ (۸) ایم ۔ پوپوروچ سابق وزیر قسطنطنیہ بمانتی نگرو ۔ (۹) جنرل پپری سابق وزیر خارجیہ بلغاریہ ۔ (۱۰) ایم میجاروف وزیر لندن بلغاریہ (۱۱) رشید پاشا وزیر تجارت ترکی (۱۲) ایم ۔ وینیز یلوس وزیر اعظم یونان (۱۳) ایم ۔ گناڈیس وزیر لندن یونان (۱۴) ایم ۔ میوسکوروچ سابق وزیر اعظم مانٹنی گرو ۔

نامورانِ غزوۂ بلقان



" کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈال دي جو کھینچ کر انکے پیروں تک اوڑھا دي گئي "

ایک سرگذشت خونین

مترجم از گریفک لندن

+:•:+



(۱) رکوع میں جھک گیا ہے

(۲) پھانسي کي طیاري -

(۳)
در سجدۂ کہ سر نہ ز تن میشود جدا
در کشور بلقاں کنہش نام کردہ اند



(۱) وضو کرنے کیلیے بوڑھا ترک بوٹ کھول رہا ہے -

(۲) دونوں ترک اپنا فرد جرم سن رہے ہیں -

(۳) بوڑھا ترک وضو کر رہا ہے -

پندرھویں نومبر کا واقعہ کچھہ ایسا غم آلود تھا ' کہ میرے لوح دل سے شاید تمام زندگي میں بھي محو نہو - ہمارے مرنے کے بعد ہماري نسلیں اسلام کے ایسے شجاعوں ' اور بلغاریا جیسے ظالموں (یورروپین تہذیب کے بدنام کرنے والوں) کے کار ناموں کو پڑہ پڑہ کو دست تاسف ملیں گي - یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں جور و ستم کي ایسي زندہ مثالوں کا ہونا نہایت ہي حیرت انگیز ہے - ترکوں کے اندر اب بھي وہي قوت ' وہي جوش ' وہي حب الوطني موجود ہے جو اب سے صدیوں پیشتر ان کے آبا و اجداد کي صورت میں ظاہر ہوئي تھي - اس جنگ نے ترکي کے گذشتہ کار ناموں کو سطح زمین پر پھر ایک مرتبہ زندہ کر دکھایا ہے -

* * *

دوپہر ڈھل چکي ہے اور شام ہونے میں کچھہ زیادہ دیر باقي نہیں ' آفتاب مغرب کي جانب اپني لنبي لنبي زرد کرنیں آنے والے انسانوں کے اوپر ڈال رہا ہے - میري طبیعت نے یکایک انگڑائی لي اور جي چاہا کہ باہر چلوں - یہ وہ وقت تھا کہ مصطفی پاشا پر بلغاریوں کا قبضہ ہو چکا تھا - جاتے جاتے مجھکو مصطفی پاشا کي بڑي سڑک کے کنارے لوگوں کا ایک ہجوم دکھائي دیا - میرے دل میں بھي اس کے دیکھنے کا شوق گد گدایا - یوں تو جنگ میں ہزاروں جانیں تلف ہوتي ہیں اور اسکا کبھي خیال بھي نہیں ہوتا ' مگر یہ واقعہ ایسا نہ تھا ' کہ اسکو یوں ہي چھوڑ دیا جائے - بلغاریوں نے دو ترکوں کو اس جرم میں گرفتار کیا تھا کہ ان کے ہاتھہ خون آلود پائے گئے تھے اور ان کو یہاں تھوڑي دیر کے بعد پھانسي دي جانے والي تھي - ایک طرف تو ان کو پھانسي پر چڑھانے کا سامان کیا جا رہا تھا ' دوسري طرف بلغاري گروہ انتقام کے جوش میں اسطرح بے چین تھا ' گویا وہ تمام بلغاریوں کا خون آج ہي ان دو ترکوں سے وصول کر لیں گے - مجھہ جیسے آدمي کے لیے جسکي زندگي میں اس سے پیشتر کبھي ایسے نظارہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا ' یہ واقعہ نہایت ہي بھیانک اور ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا - یہ ایک ایسا پر اثر اور سبق آموز واقعہ ہے جو مجھکو اپني زندگي بھر کبھي

مقالات

تاریخ کي باز گشت

— * —

بیسویں صدي میں پھر جنگ صلیبي
کا اعلان
اور
نام نہاد بے تعصب یورپ کي ھمدردي

— : —

(مقتبس از المنار مصر)

— * —

لوگ فخریه کہتے ھیں که هم اُس بیسویں صدي میں ھیں جسمیں انسان زینۂ زندگي کي سب سے بلند تر سیڑھیوں تک پہنچگیا ھے' جسمیں مساوات' عدل' علم' تمام عالم میں پھیلگیا ھے' جسمیں امراض اجتماعي کے برباد کن جراثیم کا استیصال کر دیا گیا ھے' جسمیں غلامي اور بردہ فروشي' کا انسداد ھوگیا ھے' جسمیں انسان کا جذبۂ رحم قوي سے قوي تر ھوگیا ھے' جسمیں انسانیت پرستي' امن دوستي' اور جنس نوازي کے اصول لوگوں کے سامنے مجسم ھوکے آگئے ھیں' جسمیں قلب انساني سے تعصب مذھبي مٹگیا ھے' جسمیں مذھبي رواداري کا اصول ایک عملي قانون کا حکم رکھتا ھے' اور جسمیں ھر شخص دوسرے کے مذھب کا احترام کرنے لگا ھے -

مگر کیا یه صحیح ھے ؟ واقعات اسکا جواب نفي میں دیتے ھیں - صلیبي جنگ کو سات سو برس ھوچکے ھیں' اس عرصه میں یورپ علوم و معارف میں بہت آگے بڑھگیا ھے' لیکن بایں همه کیا یورپ اپني قدیمي مسیحي خصوصیات اور اسلام کے مقابله میں اپنا دیرینه مرکز بھولگیا ھے ؟ کیا یورپ اپنے حریف دیرینه سے غافل ھوگیا ھے ؟ کیا آج یورپ اس مرکز سے ایک انچ بھي ھٹا ھے جس پر وہ جنگ صلیبي کے عہد جہالت میں تھا ؟

مسلمانو ! یقین کرو که چاھے تم اسلام سے غافل ھوجاؤ' مگر عیسائیت کبھي اس سے غافل نہیں رھیگی - تم عیسائیوں کي ستم رانیاں بھول جاؤ' مگر وہ تمھاري بے التفاتیاں نہیں بھولینگے - تمھارے زخم اچھے ھوجائیں' مگر تمھارے لگائے ھوے چرکوں کو وہ ھمیشه ھرا رکھینگے - ایران و طرابلس میں عیسائیوں کي خونریزي' غارتگري' عصمت دري' تم بھول جاؤ' مگر عیسائي' فلسطین' شام' اور مقدونیه کو نہیں بھولینگے' اور میں کہتا ھوں که چاھے اندلس و طرابلس کي منہدم مسجدوں کو تم بھولجاؤ' مگر عیسائي ھمیشه جامع ایا صوفیا اور بیت المقدس کو یاد رکھینگے -

اسلئے اے اخوان غفلت شعار ! یاد رکھو که جب تک زندہ ھو' تم چاھو یا نه چاھو' مگر تمھیں ھمیشه عیسایت سے معرکه آرا رھنا پڑیگا -

میں یه نہیں کہتا که تم عیسائیوں پر دست درازي کرو' میں یه نہیں کہتا که تم خواہ نخواہ جنگ آرائي کرو' بلکه میں کہتا ھوں که یه کبھي نه بھولو که تم توحید کے امانت دار ھو' قرآن کریم کے محافظ اور بیت ابراھیمي و روضۂ نبوي کے پاسبان ھو' اسلیے تمھیں ھر وقت ایک ناگزیر جنگ کے مقابله کےلئے طیار رھنا ھے' جو جلد یا بدیر تمھاري اور تمھارے مقدس مذھب اور نیم باقي سیاسي ھستي کي پامالي کے لئے ضرور کي جائیگی' یعني میں تم سے صرف یه کہتا ھوں که ھمیشه " جنگ دفاعي " کے لیے تیار رھو اور اِس ایت کو ھر وقت پیش نظر رکھو که وَعدوا لھم مااستطعتم من رباط الخیل - جسقدر تم سے ھو سکے (سپاھیانه قوت سے اور طیار گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے کافروں کے مقابلے کیلیے طیار رھو)

برادران ملت ! مجھے اسوقت موجودہ نامبارک حالات کي تفصیل اور تمھارے درخشاں ماضي سے انکے موازنه کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ھوتي - تم خود جانتے ھو که افق خلافت کسقدر پر آشوب ھو رھا ھے' اور کاروان اسلام کے آخري نقش کے مٹانے کے لیے دشمنان اسلام کیا کیا سازشیں کر رھے ھیں - میں ماضي و حال کا سوال چھوڑ کے مستقبل کا سوال پیش کرتا ھوں - میں یه کہنا چاھتا ھوں که خلافت اسلامیه کے موجودہ مصائب ھنگامي واقعات نہیں ھیں' بلکه اسلام کی آیندہ سیاسي مرگ و زیست کي فیصله کن کشمکش ھے - یه سنبھالا ھے' جو مریض اسلام لے رھا ھے' اگر بچگیا تو پھر آگے ایک شاندار مستقبل ھے' ورنه یہودیوں اور پارسیوں کی طرح محکومي' غلامي' اور ذلت کي ایک غیر معلوم الحد طویل زندگي ھے جس سے اسوقت کي شریفانه و با عزت موت بدرجہا بہتر ھے -

اسلئے ضرورت ھے که تمھارا نشۂ غفلت اُتر جائے - تمھارے تمام قویٰ بیدار ھو جائیں' تمھارے خون میں حرکت' تمھاري رگوں میں جنبش' اور اسلام کے دبے ھوے شراروں میں پھر شعله باري پیدا ھو جائے -

تم کو یه خیال نه کرنا چاھیے که یورپ دراصل مقدونیه کي اصلاح چاھتا ھے' کیونکه بلغاریا' سرویا' اور مانٹي نیگرو اسکے لیے موزوں نہیں - مانٹي نیگرو محض ایک وحشیوں کا گروہ ھے - بلغاریه انتظامي معاملات میں دولت عثمانیه سے بہتر نہیں ھے' اور سرویا تو محض سوروں کا ایک گله ھے - لیکن بایں همه یورپ کو ریاستہاے بلقان سے کیوں ھمدردي ھے ؟ اسکے جواب کے لیے میں ایک انگریزي اخبار (پال مال گزٹ) کا یه نوٹ پیش کردینا کافي سمجھتا ھوں

" ھماري آرزو ھے که هم بلقان کے عیسائیوں کو اس عرش سیادت (دولت عثمانیه) کو الٹتے ھوے دیکھیں' جو پندرھویں یا سولھویں صدي میں پیدا ھوئي تھي " - اس لیے اب مسلمانان عالم کو یه اچھي طرح سمجھه لینا چاھیے که دولت عثمانیه سے یورپ کي تمام جنگیں خالص صلیبي جنگیں ھوتي ھیں' گو مسلمانوں کي برانگیختگي کے خیال سے انکو محض ملکي جنگ کہا جاتا ھے -

صلیبي یورپ کے واسطے' جو اپنے هم مذھبوں کي ترقي کے لیے سدراہ ھونا نہیں چاھتا' یه ضروري ھے که وہ مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے هم مذھبوں کي اس حد تک معاونت کرے' جس حد تک که اسکے شخصي منافع و مصالح کو صدمه نه پہنچے' اس لیے اس سے یه امید نه رکھنا چاھیے که وہ کبھي بھي ایک مسلم اور ایک عیسائي کو ایک نظر سے دیکھیگا - تم نے سنا ھوگا که مسیحي سلطنتوں کے مقابله میں بعض دول یورپ نے دو ایک دفعه دولت عثمانیه کي مدد کي ھے' مگر اسکو دولت عثمانیه کي مدد کہنا' مسلمانوں کي ساده لوحی اور بعض اسلام فروشوں کي فریب کاري ھے - میں تم کو یقین دلاتا ھوں که یه مدد اپنے دیرینه کینه کا

نہیں بھولیگا - اس سے پیشتر میں ان قیدیوں کے حالات سن چکا تھا جو بلغاری سنگین حفاظت کے اندر مصطفی پاشا لائے گئے تھے - وہ باشي بزوق تھے اور شہر بھر میں بہادری کے لئے مشہور - ان میں سے ایک نے جو دوسرے سے کسیقدر سن رسیدہ تھا ایک معرکہ میں تیئیس دشمنوں کو قتل کیا تھا اور دوسرے نے بھي اسیطرح اسکا ساتھہ دیا تھا - اس وقت ان کا جرم صرف اسقدر تھا کہ انھوں نے تین بلغاریوں کو جو ان کے گھروں میں لوٹنے کے لیے گھس آئے تھے ' قتل کر دیا تھا - ان کے لئے پھانسي اسي ویران باغ کے مضبوط درخت کي شاخوں میں لٹک رهي تھي - درخت کے برابر ایک سیڑھي لگائي گئي تھي - ایک پھندے کے نیچے چند خالي بکس بے ترتیبي سے جمع کر دیے گئے تھے - دوسرے پھندے کے نیچے کي جگہہ خالي تھي مگر آخري وقت ایک الماري' جس کے پایے اور آلنے ٹوٹ گئے تھے' لاکر رکھدي گئي تھي - اس هجوم میں تماشائیوں کے جھنڈ علاوہ فوٹو گرافر اور نامہ نگارے بھي موجود تھے - ایک سپاهي نے اپني تلوار نکال کر سامنے کي ان شاخوں کو جو فوٹو کے کیمرے کے سامنے اس خوفناک اور حیرت انگیز نظارہ کا فوٹو لینے سے مانع تھیں' صاف کر دیا - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کیا ایسي فریفتگي تھي جو آدمیوں کو شوق دلا رهي تھي کہ مظلوموں کے دم توڑتے ایک نظر دیکھہ لیں ؟ گو میرا ارادہ جانے کا هوا' مگر آنے والے شور و هنگامے کو سنکر میں پھر چند لمحوں کے لئے وهاں گیا - پیشتر اسکے کہ میں اس شور و هنگامے کي وجہہ کسي سے دریافت کروں ' یکایک ایک خاموشي چھا گئي اور ان گرفتار مگر بہادر اور سر بکف قیدیوں کو لایا گیا - ان کي مشکیں کسي هوئیں' اور پیروں میں بیڑیاں تھیں' جو صرف اس قدر ڈھیلي تھیں کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے -

انکو اس بیدردي کے ساتھہ سنگینوں کي طرف دهکیل دیا گیا ' گویا وہ انسان هي نہ تھے - لیکن جب وہ میرے نزدیک پہنچے ' تو مجھکو انکي اس همت پر سخت تعجب هوا جو انسے باوجود اپني قسمت کے آخري فیصلہ کے معلوم کر لینے کے ظاهر هو رهي تھي - ان میں سے ایک ضعیف آدمي تھا جسکي داڑهي اور سر کے بال پک گئے تھے - اسکي گردن کسیقدر موٹي ' اور سینہ چوڑا تھا - اسکے ساتھي کي عمر بھي پچاس سے کم نہ تھي ' گو دیکھنے سے بوڑھا معلوم نہیں هوتا تھا - اسکا قد لنبا ' چہرہ کسي قدر لاغر ' اور ٹیڑھا تھا - اسکے چھوٹي سي کالي داڑهي بھي تھي - یہ دونوں ترکي ٹوپي پہنے هوئے تھے - اور انکے لباس سے ظاهر هوتا تھا کہ کوئي بڑے عہدیدار هیں -

* * *

اسمیں تو اب شک نہیں تھا کہ وہ اپني قسمت کے فیصلہ پر شاکر هیں - ان دونوں نے ان لاشوں کي طرف جو درخت میں لٹک رهي تھیں غور سے دیکھا' لیکن وہ بالکل نہیں جھجکے' بلکہ انکے چہرے ویسے هي هیں شاداب اور شگفتہ نظر آتے تھے' جیسے اس شخص کا چہرہ ' جسکو یقین هو کہ اب اسکي مصیبتوں کا خاتمہ نزدیک هے - اسکے بعد انھوں نے اپنے چاروں طرف هجوم ' فوٹو کے کمرے ' اور بے رحم سپاهیوں کو دیکھا ' جو انکو هر طرف سے گھیرے هوئے تھے - ایک افسر نے اُن الزاموں کو جو ان پر لگائے گئے تھے سزا کا حکم پڑھکر سنایا - یہ کاغذات نہ تھے بلکہ ایک کئي صفحہ کي مفصل داستان تھي ' اور اسکا دهرانا ایسے وقت میں جب کہ دو آدمي آخري فیصلہ کے منتظر هوں مجھکو نہایت درد انگیز معلوم هوا - ابھي یہ ختم هي هوا تھا کہ ایک دوسرے افسر نے آگے بڑھکر انسے ترکي زبان میں دریافت کیا " اب تم کیا مانگتے هو ؟ " دونوں نے ایک زبان هوکر جواب دیا :" صرف ایک خواهش یعنے همکو نماز ادا کرنے کي اجازت دیجائے " انکو پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا - میرا خیال هے کہ ان آدمیوں کو نماز کے پڑهنے میں پندرہ منٹ سے کم نہیں لگے - انکي بیڑیاں کاٹ دي گئیں اور انھوں نے اپنے فرائض کي ادائیگي میں ایسا اطمینان ظاهر کیا ' گویا وہ شب کو آرام کرنے کا انتظام کر رهے هیں یا ٹھیک اسطرح جیسے کوئي آدمي کام پر جانے سے پیشتر صبح کے وقت فرصت میں آرام کرتا هے - اتفاقاً مجھکو اس بوڑھے کے دیکھنے کا کافي موقعہ ملا - یہ میري زندگي میں پہلا وقت تھا کہ ایسے وحشت انگیز ظلم و ستم کے غم آلود نظارے میرے سامنے تھے - اس نیک طینت بزرگ نے جسپر سنگین جرائم کا الزام لگایا گیا تھا دلي اطمینان اور بڑي رغبت کے ساتھہ نماز کي طیاري شروع کي -

جوتے اتار کر اسنے پہلے اپنا منھہ ' پھر هاتھہ ' اور پھر پانوں بڑي احتیاط کے ساتھہ اچھي طرح دهوے اور سب کے بعد تازہ پاني سے کلي کي ' پھر وہ هاتھہ کانوں تک لیگیا ' جو مشرقي اقوام کا دستور هے اور جسکي مثال همکو یہودیوں کي ان پراني تصاویر سے ملتي هے جو انکي هجو کي غرض سے کھینچي گئي هیں (یعنے هاتھہ کانوں تک لیجا کر تکبیر کہي اور نماز شروع کي ' الله اکبر کي صدا سے نامہ نگار کو اذاں کا دهوکا هوا اور اسي لیے آگے چلکر اس نے اسے حرکت کو اذاں سے تعبیر کیا هے - الہلال)

* * *

اب وہ اذاں دینے کے بعد هاتھہ باندهکر کھڑا هوا ' پھر کچھہ دیر کے بعد زمین پر بیٹھکر سجدہ کرنے لگا - ایک افسر هاتھہ میں گھڑي لئے هوئے منٹ گن رها تھا ' پیشتر اسکے کہ وہ بوڑھے کو وقت ختم هونے کي اطلاع دے' بوڑھا سلام پھیر کر خود کھڑا هو گیا ' اور خود هي پھانسي والے درخت کے نیچے چلا گیا - اسنے اپني چاندي کي انگوٹھي آتار کر حقارت سے زمین پر پھینک دي گویا دولت کي اسکے سامنے مٹي سے زیادہ قدر نہ تھي - پھر چند قیمتي چیزیں ' ایک گھڑي ' ایک چاندي کا بکس ' اور ایک سگرٹ هولڈر ایک نو جوان افسر کو دیدیا جو اسکے پاس هي کھڑا تھا - ایک افسر نے پکارا : " کوئي هے جو عمدہ پھندہ دینا جانتا هو " - اس آواز کے سنتے هي دو دهقاني باغ کي پشت کي جانب سے مسکراتے هوئے نکلے ' اور ان فدائیوں کو مضبوط باندهکر اپني عقل اور مشق جلادي کا ثبوت دینا چاها -

* * *

مجھکو سخت تعجب هے کہ ان دونوں بہادروں کے لبوں سے نہ تو کوئي جانکني کي آواز نکلي اور نہ کوئي دوسري قسم کي آواز سني گئي - میں نے انکے چہروں کي ایک آخري جھلک دیکھي ' جس سے سنجیدگي اور قائم مزاجي کے آثار هویدا تھے ' اور جو با وجود اپني غمزدہ هیئت کے خوبصورت نظر آتے تھے - مجھکو دل هي دل میں انکے گناهوں کو پھر دهرانا پڑا ' تاکہ اس رحم و درد کا جوش کم پڑجاے' جو میرے دل میں ان دونوں بہادروں کے لئے موجزن تھا - انکي شکلیں شہید بزرگوں کے مانند معلوم هوتي تھیں - اور انکے چہروں سے پاک موت کا سکون هویدا تھا - کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈالدي جو کھینچکر انکے پیروں تک اوڑها دي گئي اور اب وہ مثل خاموش تصویر کے پہلے سے زیادہ خوفناک اور حیرت انگیز معلوم هوتے تھے - ایسے وقت میں بھي جبکہ انپر تاریکي چھا گئي ' اور موت انسے اسقدر قریب تھي ' انکي زبان سے کوئي لفظ نہیں سنا گیا - چند لمحوں کے بعد دونوں جسم لٹکتے هوئے دکھائي دینے لگے - کئي مضبوط آدمي انکے پیر پکڑ کر انکے ساتھہ جھولنے لگے تاکہ جان نکلنے میں دیر نہ هو - میرے خیال میں انکي جان نکلنے میں کچھہ بھي دیر نہ هوئي گو اس جوان آدمي کي لاش بوڑھے کي نسبت زیادہ تر پھڑاتي هوئي دیکھي گئي - العرض اسطرح ان دونوں کي زندگي ختم هو گئي -

مراسلات

موجوده جنگ سے مسلمانوں کو یه سبق حاصل کرلینا چاهیے که انگلستان صرف اُس قوم کے جذبات کا پاس کرتا هے جو اپني زندگي کا عملي ثبوت دیتي هے ' یا جسکے جذبات کے پاس کرنے سے اسکے مصالح کو فائده پهنچتا هے - پس اگر مسلمان چاهتے هیں که انکے جذبات کا بهي خیال کیا جاے' تو انکا فرض هے که سلطنت بر طانیه کي دیگر محکوم قوموں کي طرح اپني زندگی کا بهي عملي ثبوت دیں اور اپني سیاسي قوت کے اعتراف پر اسکو مجبور کردیں -

اے برادران اسلام ! تم کو معلوم هے که آندلس کے مسلمانوں کا کیا حشـــر هوا ! تم کو معلوم هے که کسطرح مسجدیں ڈهائي گئیں' مسلمان جبراً عیسائي کیے گئے ' اور جو عیسائی نہیں هوے' وه جلائے گئے !! یه سچ هے که اس وقت تمهارے ساتهه یه سلوک نہیں هو رها هے ' مگر تمهیں کیونکر اطمینان هو گیا که جب تمهاري سیاسي هستي کا بالکل خاتمه هو جائیگا اور دنیا میں کوئي آزاد اسلامي سلطنت نہیں رهیگي ' تو اسوقت ایسے لوگ پیدا نہیں هوں گے ' جو مسٹر (گلیڈسٹون) کے حکم کي تعمیل کریں ؟ نیز ایسے لوگ پیدا نہیں هونگے ' جو (پال مال گزٹ) کی تمنا پوري کریں ؟ ؟

اتحادي عیسائیوں نے مفتوحه ممالک میں مسلمانوں اور یهودیوں پر جو ستمرانیاں اور سفاکیـــاں کي هیں' تم نے اشک آلود آنکهوں اور مضطر دل کے ساتهه سني هونگی ' مگـر یه وقت صرف آنکهوں کے رونے یا دل کے پهڑکنـے کا نہیں هے - تمهارے سامنے اندلس' ایران ' اور طرابلس کي مثالیں موجود هیں ' تاریخ همیشه اپنے آپ کو دهراتي هے - مسلمانوں کي موجود کشمکش فیصله کن کشمکش هے ' اگر اسوقت مسلمـانوں نے اپني اور مذهب اسلام کي حفاظت کے لیے سیاسي طاقت نه حاصل کرلي ' تو انکو فیصلـه کرلینا چاهیے که انکا کیا حشر هوگا -

برادران اسلام ! اسلام کا آخري سیاسی ومذهبي مرکز دارالخلافه ' اسوقت دشمنوں میں گهرا هوا هے - دشمن بهت ' یگانے و بیگانے سب انکے مدد گار ' لیکن مرکز اسلام کے ساتهه بجز خدا کے اور کوئي نہیں- یاد رکهو که اگر تم نے اسکي مدد میں کوتاهي کي' تو تم اُس نخل اسلام کے کاٹنے والوں کے مدد گار هوگے' جسکو تمهارے آباء و اجداد نے اپنے خون سے سینچا تها ' اور ایک ایسے حاکم کے سامنے جواب ده هوگے ' جسکي حکومت سے بچکے تم کہیں نہیں جا سکتے -

علي گڈه ، لیگ ، اور کانفرنس

— * —

مخدومي حضرت مولانا اڈیٹر " الهلال "

میں جناب اور جناب کے هم سفیر دیگر دو ایک اخبارں کے وه مضامین جو پبلک لیڈروں کي گوشمالي کے واسطے لکهے جاتے هیں - نہایت دلچسپي اور غور سے پڑهتا هوں' اور شاید مجکو فخر کرنا چاهئے که ایک حصه سے اونکے میں بهي متفق هوں' اور آج سے نہیں بلکه سالوں سے میرا یه خیال هے که سواے سر سید رحمت الله علیه کے کسي دوسرے شخص نے اپنے آپ کو ایسا ثابت نہیں کیا که اوسکے عام اقوال کو احکام سمجها جاے - حضرت سید کي وفات کے بعد مجهه سے چاها گیا که انسٹیٹوٹ گزٹ کو میں اپنے چارج میں لوں' مگر میں نے اسي وجه سے انکار کیا که مجهه سے یه توقع نہیں کرنا چاهئے که میں اس میں ویسے مضامین کسي کي مدح میں یا کسي کي پالسي کي تائید میں لکهونگا جیسا که مرحوم و مغفور سید صاحب کے متعلق لکها کرتا تهـــا ' کیونکه میري راے میں اسوقت کسي نے اپنے آپ کو سر سید کي حاشیه نشیني کے قابل بهي ثابت نہیں کیـــا هے - پهـر تو انا الحق کي صدائیں اس کثرت سے خاصکر علي گڈه سے اوٹهیں که کانوں کے پردے اوسي طرح پهٹنے لگے ' جسطرح (بادب معافي چاهتاهوں) جناب کي تحریروں کو پڑهکر آنکهیں پتهرا سي جاتي هیں - اگر چه رفته رفته هزهاینس آغا خاں نے ایک خاص درجه میري نگاه میں حاصل کر لیا هے' مگر تا هم میں نے مسلم لیگ والوں کو همیشه ملامت کي که انهوں نے لیگ کو اونکے هاتهه فروخت کر دیا' اور قومي سے شخصي بنا دیا - مگر با وجود ان تمام باتوں کے پبلک لیڈروں سے ایسے طور پر پناه مانگنا جیسـا کے جناب نے شیوه اختیار کیا هے میري سمجهه سے ضرور برتر هے ' اور یهي موضوع میري اس عاجزانه تحریر کا هے - جناب یا کوئي صاحب یه ارشاد کریں که زید یا بکر کي پیـــروي نکــرو بلکه عمرو کا کهنا مانو تو پڑهنے والے کو ضرور یه تدبیر اسطرف مایل کرسکتي هے ' که کیوں ایسا کیا جاے اور ویسا نه کیا جاے ' مگر عام طور پر یه لکهنا (که سب سے بچو) اسکے معني تو یه معلوم هوتے هیں که هم جو کہیں وه کرو - اگر ایساهی هو تو اسکي کیا وجه هے که جمهور کسي کا کهنا سواے آپکے فرموده کے نه مانے ' اور یه تو وهي غلطي هے جسکي بظاهر جناب اصلاح چاهتے هیں - همـــارا معزز هم عصر مسلم گزٹ بهي سب سے رو گرداني کرانا چاهتـــا هے ' مگر سمجهنے والے خوب سمجهه جاتے هیں که اوسکا مرکز نظـــر بهي کوئي هے ' اور اس بنـــا پر اوسکـــي نصیحتیں بالکـــل بے اثر هو جاتي هیں -

میـں دیکهتـــا هوں که جنـــاب حکام رس لــوگوں سے بهت ناراض هیں اور نیز اغنیا سے ' مگر سمجهـــه میں نہیں آتا که وه اسقـــدر مقهـــور کیوں هیں که پبلـــک اونکـــو بدتر از بدتر سمجهے ؟ کیا وه پبلک کے مفهوم کا ایک جزو نہیں هیں ؟ - اور کیا جمهور کا مصداق اونکـــو الـــگ کرکے صحیح معنوں پر باقي رهتا هے ؟ جسکـــي بابت میں عرض کرونگا که یه صحیح نہیں هے ! مجلس شوری کی صفت یه هے که اوسمیں هرطبقه کے لوگ هوں - اگر آپ کسي گروه کو اپنے میں شامل کرنا پسند نہیں فرماتے ' تو اوس گروه کا گویا یه حق آپ تسلیم کرتے هیں که وه آپ کے مجمع کو جدا رکهے ' اور یه طریقـــه ایسا هے جو هـــرگز مفید اور منـــزل رسان نہیں هے ' اور سیاست اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف هے -

حاکم اور رعیت انســاني حیـــات کے دو جزو لاینفـــک هیں - دنیا میں نه کل اشخاص حاکم اور نه کل اشخاص محکوم هو سکتے هیں - پس ان اجزا کو باهم ملانے کي کوشش کے بجاے تبعید کا وعظ ' میري راے میں تو معقول نہیں هے - نظر بریں حکام رسي کوئي جرم نہیں هوسکتا ' اور جو شخص حاکموں کي واجبي تعریف اور مدح کرے یا اونکا رتبـــه اونکو دے وه هرگز قابل حقارت کے نہیں هو سکتا -

میں نے اوپر عرض کیـــا هے که میں نے اسکو ناپسند کیـــا که هز هایینس آغا خاں کو لیگ کا روح رواں مانا گیـــا ' مگر میں نے اوسی کے ساتهه اس کو بهي نہایت افسوس سے دیکها که آغا خاں

انتقام یا اپنے آئندہ مصالح کا حفظ ما تقدم تھا - وہ اس خطرہ کا سد باب تھا ' کہ کہیں انکا حریف اسلامی ممالک پر حکمرانی میں سبقت نہ لیجائے - اور اگر یہ نہ تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ ہاتھہ جوکل دولت عثمانیہ کے ہاتھہ میں تھا ' آج اسکے شدید ترین دشمن کے ہاتھہ میں کیوں ہے ؟ وہ ہاتھہ جوکل اسلام نوازی کے نام سے حامی اسلام کی دستگیری کے لیے اٹھا تھا ' آج دشمن اسلام کی پیٹھہ کیوں تھونک رہا ہے - ؟

یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کے ماتحت صدہا مسلمان آباد ہیں' وہ ان عیسائیوں سے کہیں زیادہ مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں ' جو دولت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بابت بیان کیے جاتے ہیں ' مگر آہ ! مذہبی و ملکی آزادی کے مستحق صرف وہ لوگ سمجھے جاتے ہیں ' جو یسوع مسیح کی بادشاہت میں داخل ہیں' اس لیے عیسایوں کی آزادی کے لیے تمام یورپ تیار ہوجاتا ہے' مگر مسلمانوں کی آزادی کے لیے اسلامی سلطنتیں تو ایک طرف خود مصیبت کش مسلمان بھی حرف شکایت زبان پر نہیں لاسکتے - یورپ کے موجودہ طرز عمل نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یورپ کی موجودہ جنگیں اُس عظیم الشان سازش کا نتیجہ ہیں' جو آخری تخت اسلام کے الٹنے کے لئے عرصہ درازسے کی جا رہی ہے ' اور اس لیے گو ارادہ سلطانیہ (عثمانی شاہی اعلان) میں یہی ظاہر کیا گیا ہے ' کہ یہ جنگ محض سیاسی جنگ ہے ' لیکن مجھے یقین ہے ' اور میں تمام مسلمانان عالم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جنگ خالص مذہبی جنگ ہے' اور یہ جنگ عیسائیت کی اس قدیمی عداوت کا نتیجہ ہے' جو اسکو اسلام سے ہے - میرا یہ یقین بے وجہہ نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ شاہ بلغاریا نے اعلان جنگ کے وقت اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا تھا : " آل عثمان کی عیسائی رعایا کے مصائب و تکالیف سن سن کے ہماری فوج میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے ' اور ہمارے ان مذہبی اور جنسی بھائیوں کی مدافعت کے تمام پرامن طریقے ختم ہوچکے ہیں - یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی آہیں سنیں ' اور ہمارے دل پر چوٹ نہ لگے ' چونکہ ہم کو اپنے لشکر پر اور اپنی قوت پر اعتماد ہے ' اسلیے ہم اپنی فوج کو حکم دیتے ہیں کہ اس پرانے دشمن سے جنگ آرا ہو - ہماری مقدس جنگ رحم و انسانیت کی راہ میں ہے ' اے میرے بہادرو ! تمہاری یہ جنگ مقدس صلیبی جنگ ہے' ہاں ! بہادرو ! صلیب کی برکتوں میں آگے بڑھو ! اِنصاف کا دیوتا تمہاری ضرور مدد کریگا " اعلان جنگ کے لیے گرجوں میں گھنٹوں کے بجنے کا حکم دیا گیا ' اور پادریوں نے لڑنے والوں کے لیے نزول رحمت وبرکت کی دعا مانگی - شاہ سرویا نے بھی اعلان جنگ کے وقت فوج سے یہی کہا - تمام سروی گرجوں میں گھنٹے بجائے گئے ' اور دعائیں مانگی گئیں - شاہ یونان نے بھی فوج کے سامنے اسی قسم کی ایک تقریر کی -

یونان کے وزیر خارجہ نے اپنی ایک تقریر میں کہا : " یونان کی صلیبی جنگ اسلیے ہے' کہ تمدن کی مدد کیجائے اور اسکو ایشیائی سیادت (دولت عثمانیہ) کی محکومی سے آزاد کیا جائے' جس نے وائنا تک پہنچکے تمام یورپ کو ڈرا دیا تھا' اور جو تمام ان قوموں کے کاندھوں پر ایک نا گوار بار ہے' جو فاتح قوم سے زیادہ تمدن و آزادی کی شائق ہیں " -

انگریزی قوم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سلامتی ذوق و صفاء قلب میں تمام اقوام یورپ سے آگے ہے' اور اسکا نیم سرکاری اخبار (ٹائیمز) تو یہاں تک کہتا ہے کہ " اسلام کا قوی ترین مدافعت کرنے والا صرف انگلستان ہے " ! !

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس قوم کا وزیر اعظم مسٹر (گلیڈسٹون) کہتا ہے " یہ کتاب (قرآن حکیم) مسلمانوں کے ہاتھہ سے لیکے جلا دینی چاہیے ' یہ کتاب جب تک مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہیگی یقیناً یہ اشخاص تمام ترقیوں اور اصلاحوں کے مخالف اور عیسائیت کے دشمن رہینگے "

انگریزی اخبارات عموماً آجکل لکھہ رہے ہیں کہ " اسلام میں کوئی خوبی نہیں - اور نہ اسلام سے کسی قسم کی اصلاح کی امید رکھنا چاہیے " بہت سے اخبارات نہایت ہیجان انگیز و بے اصل واقعات شائع کر رہے ہیں - اور بعض تو شاہ بلغاریا سے بھی زیادہ سخت مضامین لکھہ رہے ہیں' (پال مال گزٹ) تو صاف صاف کہتا ہے :

" بیشک ہماری راے اور نیز عام راے یہی ہے' کہ ہم کو اپنے مذہبی بھائیوں کی ضرور مدد کرنا چاہیے - بیشک ہماری تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقانی عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح ایشیائی تخت سیادت کو الٹ رہے ہیں' اور جنوب و مشرق یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں' جسطرح کہ انکے بھائیوں نے اندلس کو عربوں سے پاک کیا تھا " - انگلستان میں اسلام کے خلاف جوش صرف اخبارات یا پبلک تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ سیاسی و مذہبی حلقوں میں بھی موج زن ہے - چنانچہ مسٹر لوید جارج ' اور مسٹر (ماسٹر مین) وزیر مال نے (وسٹمنسٹر) میں ریاستہاے بلقان کی حمایت کے لیے ایک انجمن قائم کی ہے' جسکے ممبر پارلیمینٹ کے ممبر ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا گیا ہے کہ " بلقان اس جنگ میں حق بجانب ہے نتیجہ خواہ کچھہ ہو مگر مقدونیہ ضرور آزاد کر دیا جائیگا " - یہ بھی طے ہوا کہ پبلک میں ہیجان عام پیدا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ کیا جائے " -

(مسٹر ناکل بکائن) ممبر پارلیمنٹ (صوفیا) گئے اور اعلان کیا کہ تمام انگریزی قوم کو بلقان کے ساتھہ اِس جنگ میں ہمدردی ہے' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے میدان جنگ میں آنے والے ہیں -

پادریوں نے اتوار کے دن عام طور پر بلقان کی فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگیں - (بشپ آف ساوتھہ ویلس) نے (ناٹنگھم) میں ایک تقریر کی ' جسمیں انہوں نے کہا : " مقدونیہ کے عیسائیوں کی خونریزی و آلام رسیدگی اب ناقابل برداشت ہوگئی ہے - ضرورت ہے کہ اعلان جنگ ہو جائے' لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے " -

انگریزی قوم نے (جسکو مسلمانوں کے جذبات کے احساس اور دولت عثمانیہ سے مخلصانہ دوستی کا دعوی ہے !!) ایسے وقت میں جب کہ تمام عالم کے مسلمانوں کے دل زخمی ہو رہے ہیں' انکے جذبات کی بالکل پروا نہیں کی ' اور کیوں کرتی' جب کہ مسلمانوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے کسی قوم کے جذبات کا لحاظ کیا جاتا ہے -

انگلستان کے اس اخلاقی و دولی اثر کے لحاظ سے جو اسکو حاصل ہے' یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ اِس جنگ کو نہ ہونے دیتا ' مگر اُس نے اسکے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی -

انگریزی قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت ۸۰ میلین مسلمان انگریزی سلطنت کے زیر حکومت ہیں - وہ اپنے خواب گران سے بیدار ہورہے ہیں ' واقعات کے ہاتھہ' نیتوں پر پڑے ہوے پردوں کو چاک کر رہے ہیں ' اور وہ اخلاص و نفاق میں فرق سمجھنے سے اب عاجز نہیں ہیں ' اِسلئے اسکا فرض ہے کہ اس کورانہ عداوت سے احتراز کرے' اور وہ وقت نہ آنے دے جب اسکے " خلاف اسلام " جوش کی وجہہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجان عام پیدا ہو جایگا -

شؤون عثمانیه

صوبۂ البانیه

جس كي اداري خود مختاري تركی نے بصورت صلح تسليم كرلي ہے

—(*)—

يه خطه جسكو هم (البانيه) كہتے هيں' قديم زمانه ميں (اپيروس) كہلاتا تها - (البانيه) اسكا نام قرون وسطي ميں پڑا - اس ميں معمولي زمين كے علاوه بہت سے پہاڑ بهي هيں - يه پہاڑ بہت بلند هيں' جنميں سے نہايت صاف و شفاف جهرنے اور آب شار جاري رهتے هيں - البانيه كے عام مناظر طبعي نہايت درجه نظر فريب و دلكش هيں - گذشته افسانوں ميں عشق كے ليے يہيں كے معشوق انتخاب كئے جاتے تهے - يہاں كي عورتيں نہايت حسين' شديد پاكدامن اور بے حد غيرتمند هوتی هيں -

يہاں كے باشندوں كو اهل يورپ البينين كہتے هيں' مگر ترك انكو (ارناؤط) اور انكے ملك كو (بلاد ارناؤط) كہتے هيں - خود البانی اپنے آپ كو نه (البانی) كہتے هيں اور نه (ارناؤط)' بلكه ايك اور نام سے موسوم كرتے هيں جسكا لفظي ترجمه (عقاب بر دار) ہے -

بعض مورخين كا بيان ہے' كه البانی قوم اقوام يورپ ميں قديم ترين قوم ہے' اس كا وجود تين هزار سال سے ہے - اپني نسل كو غير البانی خون سے محفوظ ركهنے ميں اسكو بہت زياده غلو ہے - اور اسوقت تك اپني مافوق العادت سختي كي وجهه سے اسكي نسل ان تمام اقوام كے اختلاط سے محفوظ ہے' جو وقتاً فوقتاً اس كرۂ ارض پر وجود پذير هوئي هيں -

اسي عدم اختلاط كا يه اثر ہے كه اسكي زبان' اسكے مراسم' اور اسكا تمدن آج بهي ايك حد تك محفوظ ہے -

گذشته صديوں ميں البانی قوم با شوكت و اقتدار تهي' اور هميشه اپنے دشمن كے مقابله ميں كامياب رها كرتي تهي - مگر چونكه اسكو ديگر اقوام كے ميل جول سے نہايت سخت پرهيز تها' اور اپنے بزرگوں كے آثار و عادات كے محفوظ ركهنے ميں نہايت سخت تعصب تها' اسليے گو ايك عرصه تك وه اپني حريت' استقلال' وطن' زبان محفوظ ركهه سكي' مگر ان ترقيوں سے مستفيد نه هوسكي جو اسكے تمدن خاص كے بعد عام تمدن ميں هوئيں -

البانی قوم حب وطن' سنگيني طبع' اور شجاعت ميں مشہور ہے' بلكه اسكي بہادري تو شجاعت كي حد سے نكل كے تہور كي حد تك پہنچگئي ہے -

طبائع كي ذكاوت' خواهشوں كا اعتدال' اسپ سواري' احترام قانون' رعايت حقوق' مہمان نوازي' جنگ پسندي' بغاوت دوستي' اس كے ممتاز خصائل هيں -

البانيوں نے پندرهويں صدي ميں رشتۂ وطنيت كے نام سے متحد هوكے' اپنے استقلال و حريت كي محافظت كے ليے نہايت شجاعت و پامردي سے تركوں كا مقابله كيا تها - سنه ۱۴۴۳ع ميں انكا سردار (جورجي كاستريوني)' جو اسكندربك كے نام سے مشہور تها' آل عثمان كے هاتهه ميں ايك طويل مدت تك گرفتار رهنے كے بعد بهاگ گيا - اور جب اس كے پاس اسكے هم وطنوں كي ايك جماعت جمع هوگئي' تو وه انكو ليكے تركوں پر حمله آور هوا اور (كروئا) اور چند ديگر مقامات پر قابض هوگيا - اسكے بعد اس نے سلطان (محمد) فاتح قسطنطنيه اور سلطان (مراد) چهارم كے مقابله ميں اعلان جنگ كيا - ان معركه آرائيوں كا يه اثر هوا كه البانيوں نے اسكو اپنا حكمران تسليم كر ليا -

وه اپنے بہادر البانی اعوان و انصار كو ليكے پهر تركوں پر حمله آور هوا' اور (اتهينيز) اور ديگر بہت بڑے بڑے معركوں ميں كامياب هوا - سنه ۱۴۶۷ع ميں وه مرگيا' اسكے مرنے كے بعد البانی سرداروں ميں باهم نزاع و نا اتفاقي پيدا هوگئي' جسكي وجه سے انكا شيرازه برهم هوگيا - تركوں نے اس خانه جنگي سے فائده اٹهاكے البانيه پر فوج كشي كي' اور اسكو زير نگين كر ليا - البانيه كے مفتوح هونے كے بعد باشندوں كا بڑا حصه (اٹلي) چلا گيا اور وهيں سكونت پذير هو گيا - جو لوگ نهيں گئے ان ميں سے كچهه مسلمان هوگئے اور كچهه اپنے آبائي مذهب پر قائم رهے' ليكن تركوں كي اس فتحيابي و تسخير ملك سے اسكي شجاعت و بسالت ميں ذرا بهي فرق نهيں آيا - وه اپني اسي خشونت' بداوت' اور استواري عزم پر قائم رهي -

البانيه كے بالائي و زيريں حصوں كے پہاڑي مقامات كے عيسائي باشندوں كو قريبا وهي حقوق حاصل تهے جو انكے هموطن مسلمانوں كو تهے' انيسويں صدي كے اوائل ميں البانيه ميں دو شخص پيدا هوے' جنميں سے ايك كا نام (مصطفى پاشا اسقودري) اور دوسرے كا نام (علي طبلين يانيني) تها' انميں سے ايك نے البانيۂ بالائي اور دوسرے نے زيريں حصے كو انتخاب كيا اور كوشش شروع كر دي - دونوں كو اپنے اپنے حلقه ميں كاميابي هوئي' تمام قبائل اور ادنى و اعلى انكے زير اثر هوگئے - انكا احترام و نفوذ اسدرجه بڑهگيا كه دولت عثمانيه كو كهٹكنے لگا' اور انكے اثر و اقتدار كے متعلق خوف پيدا هو گيا - جب ان دونوں شخصوں كو اپني ديرينه كوشش' يعني عيسائيوں اور مسلمانوں كو باهم متحد كرنے ميں كاميابي هوگئي تو سنه ۱۸۲۰ع ميں (علي پاشا) نے علم بغاوت بلند كيا' باب عالي نے اسكي سرزنش كے ليے (خورشيد پاشا) كو بهيجا - (خورشيد پاشا) ۱۸۲۱ع تك محاصره كئے پڑا رها - جب (علي پاشا) كو گرفتار نه كر سكا' تو مجبوراً اس نے تجويز كي كه (يانيا) كے باهر كسي مقام پر (علي پاشا) اس سے ملے اور صلح كي بابت گفتگو كرے' (علي پاشا) حسب تجويز مقام مقرره پر آيا' جب وه اطمينان سے بيٹهگيا' تو (خورشيد پاشا) نے اپنے لشكر كو حكم ديا كه (علي پاشا) كو قتل كردے' چنانچه (علي پاشا) قتل كر ديا گيا -

علي پاشا كے قتل كے بعد باب عالي نے مصطفى پاشا كي قوت كا بهي خاتمه كرديا' ليكن باايں همه البانی برابر خود مختاري كے ليے كوشش كرتے رهے - اور ۱۸۳۰ - و - ۱۸۴۴ع ميں پهر دولت عثمانيه كے مقابله ميں علم بغاوت بلند كيا - سنه ۱۸۷۹ع ميں برلن كانفرنس نے جب يه طے كيا كه البانيه كا ايك حصه جبل اسود و يونان سے ملحق كرديا جائے' تو انميں برافروختگي پيدا هوگئي' اور انهوں نے ايك عام جنگ برپا كر دي -

سنه ۱۸۸۴ع ميں پهر دولت عثمانيه كے مقابله ميں علم بغاوت بلند كيا گيا -

ئي اوس اسپیچ کي بنا پر جو اونهوں نے ترمیم تقسیم بنگال اور اس قسم کے دوسرے مواد پر کي هے ' آپ حضرات اونسے بیزار هو گئے هیں - کسی شخص کي نسبت یه کهنا که وه اپنے خیال میں ایمانداري سے کهتا هے یا بے ایماني سے ؟ بهت مشکل هے - یه کهنا که حکام رس یا اعمدا بے ایمان هیں ' ویسي هي غلطي هے جسطرح یه کهنا که دوسرے گروه والے بے ایمان هوتے هیں - هر کسي کو دوسرے کي دلي حالت خداوند تعالی پر چهوڑدینا چاهیے جو واقف اسرار هے - هم ظاهر بینوں کا میرے نزدیک فرض فقط یه هے که هم دیکهیں که فلاں شخص کي راے یا خیالات همارے سمجهه کے بموجب کهاں تک لائق تسلیم یا ترک هیں -

میں اس پر اور زیاده وضاحت سے عرض کرسکتا هوں لیکن غالباً اس سے جناب کے معزز اخبار کے اوراق اور اونکے پڑهنے والوں کے اوقات زیاده خرچ هونگے ' اسواسطے اسکو مختصر کرونگا اور اپنا یه منشاء شب بهي بیس چالیس برس ترستي رهکر اسی خلفشارے چهوڑدي ' کیونکه میري راے میں پبلک جلسوں کي شان کے بر خلاف هے که پبلک سے بے تعلقي سي [illegible] جاے ' اور کوس انانیت بجایا جاے - اور مجهکو بے حد خوشي هوئي هے جب که میں جمهور کي آواز اپني آواز کي مانند سنتا هوں - مگر اسي کے ساتهه میں اسکو دوسري غلطي جانتا هوں که هم کسي گروه کو الگ کر دیں - کوئي مشوره مکمل نهیں هوسکتا جبتک که اوسمیں هر ایک طبقه اور گروه کي راے شامل نه هو -

اب میں آپکي ایک اور پالیسي کي بابت چند سطریں لکهنے کي اجازت چاهونگا اور وه هندو اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئله هے - شاید کوئي مشوره اس سے بدتر اور نالائق تر نهیں هوگا که ایک ملک کے رهنے والے ایک دوسرے کے دشمن هوں ' بلکه اونکو بلاشبه دوست هونا چاهیئے - لیکن جناب کا یه خیال که مسلمان اپني تعداد کي

فکاهات

مسلم لیگ

— * —

لوگ کهتے هیں که آمادهٔ اصلاح هے لیگ * یه اگر سچ هے تو هم کو بهي کوئي جنگ نهیں
صیغهٔ راز سے کچهه کچهه یه بهنک آتي هے * که هم آهنگي احباب سے اب ننگ نهیں
فرق اتنا تو بظاهر نظر آتا هے ضرور * اب خوشامد کا هر اک بات میں وه رنگ نهیں
عرض مطلب میں زبان کچهه تو هے کهلتي جاتي * گرچه اب تک بهي حریفوں سے هم آهنگ نهیں
وه بهي اب نقد حکومت کو پرکهتے هیں ضرور * جن کو اب تک بهي تمیز گهر و سنگ نهیں
قوم میں پهونکتے رهتے تهے جو افسونِ وفا * اُن کي افسانه طرازي کا بهي وه ڈهنگ نهیں
وه بهي کهتے هیں که اس جنس وفا کي قیمت * جسقدر ملتي هے ذره کي بهي همسنگ نهیں
آگے تهے حلقهٔ تقلید میں جو لوگ اسیر * سست رفتار تو اب بهي هیں مگر لنگ نهیں

* * *

آپ لبرل جو نهیں هیں تو بلا سے نه سهي * یاں کسي کو طلب افسر و اورنگ نهیں
کام کرنے کے بهت سے هیں جو کرنا چاهیں * اب بهي یه دایرهٔ سعي و عمل تنگ نهیں
سال میں یه جو تماشا سا هوا کرتا هے * کام کرنے کا یه انداز نهیں ' ڈهنگ نهیں
کچهه تو نظم و نسق ملک میں بهي دیجیے دخل * شیوهٔ حق طلبي هے یه کوئي جنگ نهیں
کچهه نه کچهه نظم حکومت میں هے اصلاح ضرور * هم نه مانینگے که اس آئینه میں زنگ نهیں
کم سے کم حاکم اصلاح تو هوں اهل وطن * کیا هزاروں میں کوئي صاحب فرهنگ نهیں

(وصاف)

ظاهر کرونگا که جناب بجائے مسلمانوں کے دو گروهوں میں مفارقت ڈالنے کے یه کوشش کریں تو مفید هو که سب طبقے کے لوگ ملکر کام کریں اور به کار آمد هوں - اپنا وقت غصے اور سب و شتم کي بجاے ' حلم اور اخلاق محمدي (صلعم) برتنے میں آپ صرف فرمائیں ' تاکه امت محمد (صلی الله علیه وسلم) ملکر کام کرنا سیکهے -

بلا شبه مسلم لیگ موجوده شکل میں سخت بے کار جلسه هے ' مگر اسکا یه علاج نهیں هے جو جناب نے تجویز کیا هے ' اسطرح تو آپ ایک کار آمد گروه کو جدا کرکے مسلموں کے پولیٹکل اقتدار کو ایک دوسري طرح کا صدمه پهنچانے کي (ممکن هے که آپ اسکو محسوس نه کرتے هوں مگر) کوشش کر رهے هیں -

میں نے خود مسلم لیگ اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس سے اس وجهه سے علحدگي اختیار کي که میري راے میں یه جلسے پبلک جلسے نهیں هیں - حتے که مدرسة العلوم کي ٹرسٹي

قلت سے مشوش نه هوں ' اس جدید اصول کي بنا پر جو اب رایج هوتا هے ' بالکل قابل تسلیم هے - اگر مسلمانوں کي پولیٹکل اسکیم جدا نه هوئي - اگر مسلمان اتحاد ثلاثه (یعني مسلمان ' هندو ' اور انگریز) سے [illegible] هو جائینگے ' تو [illegible] [illegible] حول هندوؤں اور مسلمانوں [illegible] چاهئیے ' محرم ' بقرعید - هولي - دیوالي پر جنگ [illegible] بدتمیزي [illegible] صیبي هے ' مگر ایسا پولیٹکل اتحاد [illegible] خیال [illegible] بدقسمتي مسلمانوں کے [illegible] عددي هندوؤں کے واسطے نهیں هے -

ان سطروں کے لکهنے میں اگر کوئي امر خلاف مزاج عالی هوا هو تو امید هے که معاف فرمائینگا - آپکا نهایت ناچیز خادم (نهیں بلکه هم درد)

(جناب نواب حاجي) محمد اسمعیل خاں (صاحب رئیس [illegible])

یه امر نهایت تعجب انگیز هے که التواے جنگ سے کسي قدر پہلے جبل اسود کي فوج ایک ایسي شکست کے بعد جسمیں انکا سخت نقصان هوا (طربوش) اور (اشقودره) سے واپس گئي اور شاه جبل اسود اپنے هزاروں بچوں کے غم میں ماتمي کپڑے پہنے هوے اپنے دارالسلطنت میں لوٹ آیا -

یه بالکـــل ظـاهر هے که اگـر همـــاري فـوج کو غـذا کي طرف سے اطمینـــان هو جـاے ' اور دو دو تین تین دن تـک نے آب و دانـه نه لڑنا پڑے ' تو اسے شکست کا خوف نہیں هے - اسکي ایک روشن دلیل یه هے که (ساقز) میں ایک هزار عثماني ۴ هزار یونانیوں سے مقابله کر رهے هیں اور لطف یه که یه یوناني جنگي بیڑے کي پشت پناهي میں هیں ' اور انکے ساتهه هي جزیرے کے یونانیوں کي بهي ایک تعداد کثیر موجود هے -

کامل پاشا اور انگلستان

— * —

المویـد لکهتا هے :—

" سیاسي حالات و نیز نامه نگاران اخبارات کے ساتهه کامل پاشا کي گفتگو سے معلوم هوتا هے که کامل پاشا کو انگلستان سے مدد (جسکي اسکو قوي امید تهي) نہیں ملي - کیونکه انگلستان نے بلقان کي طرف میلان ظاهر کیا ' اور دولت عثمانیه کي اسوقت تـک بالکل مدد نہیں کي " آگے چلکے لکهتا هے " اگر انگلستان نے کامل پاشا کو چهوڑ دیا هے اور گفتگوے صلح میں بقدر طاقت مدد نہیں کي هے' تو انگلستان کو یاد رکهنـا چاهئے که وه مشرق میں اپنے تمـام دوست کهو دیگا ' اور ایک ایسے شخص کے ساتهه اسکے برتاؤ کي یه مثال جس کي سال گذشته شاه انگلستان نے اسقدر عزت افزائي کي تهي' ارباب عقل کے لئے عبرت آموز هوگي "

انگریزي اخبارات کي موجوده همدردي ایک دام تزویر هے

— * —

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات کا جو لب و لهجه تها و اخبار بین دنیا کو معلوم هے - انگریزي اخبار عام طور پر لکهتے تهے که " اسلام میں کوئی خوبي نہیں اور نه اس سے کسي قسم کي نیکي کی امید رکهنا چاهیے " - (پال مال گزٹ) نے تو صاف صاف لکهدیا تها " هماري آرزو هے که اپنے مذهبي بهائي بلقاني عیسائیوں کو دیکهیں که وه یورپ کو اسیطرح مسلمانوں سے پاک کر رهے هیں' جسطرح همارے اور انکے بهائي اندلسي عیسائیوں نے اندلس کو مسلمانوں سے پاک کر دیا تها " لیکن اب وهي انگریزي اخبار مسلمانوں سے همدردي اور بلقانیوں کي ظالمانه حرکات پر اظهار نفرت کر رهے هیں - ایک مشهور عثماني اهل قلم اس غیر معمولی تغیر کے متعلق لکهتا هے :

" انگریزي اخبارات باوجود اس میلان کے جو وه اثناء جنگ میں بلقان کي طرف ظاهر کر چکے هیں' آج بلقان کے ان وحشیانه حرکات سے چیخ رهے هیں جنهوں نے قرون وسطي کي صلیبي جنگ کو پهر لوٹا دیا هے' لیکن انگریزي اخبارات کي یه چیخ پکار اسلیے نہیں هے که وه اسلام کے دوست هیں' بلکه اسلیے که ان کو خوف پیدا هوگیا هے که ایسا نه هو که ان واقعات کي وجه سے مسلمانوں میں اتحاد و همدردي بڑهجائے ' اور دول یورپ خصوصاً انگلستان کے خلاف ایک عام جوش پیدا هو جائے "

هم اسکے متعلق کچهه کہنا نہیں چاهتے ' ناظرین فیصله کرسکتے هیں که اس عثماني اهل قلم کي یه تعلیل کہاں تـک صحیح هے ؟

مظـالم یـونـان

— * —

گذشته نمبروں میں هم نهایت تفصیل سے وه مظالم بیان کرچکے هیں ' جو بلغاریوں نے اپنے مفتوحه ممالک میں مسلمانوں پر کیے هیں - اس هفته کي ڈاک میں مظالم بلغاریا کے سلسله میں صرف ایک واقعه آور آیا هے که جزیره نماے (کلدیسه) میں پانچسو مسلمان گولیوں سے شہید کئے گئے - لیکن بلغاریا کے بدلے یونان کے نهایت گریه انگیز و دلدوز مظالم کي ایک فهرست درج هے جس کا اقتباس هم شائع کرتے هیں - اور اسلام فروش پرستاران یورپ سے پوچهتے هیں که یورپ کے امن پسندوں ' انسانیت پرستوں ' عدل پروروں' اور اسلام نوازوں کے جم غفیر میں سے آج کوئي بهي اٹها که ان بیکس مسلمانوں کو خونخوار مسیحي درندوں کے پنجوں سے نکالے ؟ مسلمانوں بلکه دنیا کي تمام قوموں کو یاد رکهنا چاهیے که یورپ کے رحم و انسانیت اور انصاف و عدل سے صرف دو شخص فائده اٹها سکتے هیں ' ایک عیسائي اور دوسرا وه شخص ' جس کے هاتهه میں ناممکن التسخیر تلوار هو اور بس -

یه بالکل قطعي امر هے که اگر ترکوں کے هاتهه میں انکي تلوار نه هوتي تو آج سے بہت پہلے ایران کي طرح انکي آزادي کا بهي خاتمه کر دیا گیا هوتا -

جامع (یعقوب پاشا) میں مسلمان نماز جمعه پڑهرهے تهے که یوناني درندوں کي ایک جماعت نے انکو گهیر لیا اور نمازیوں کے کپڑے' گهڑیاں' نقد' جوتے وغیره لوٹنا شروع کردیے' نمازیوں میں سے جس نے انکا مقابله کیا سخت و شدید بے رحمي سے زخمي کیا گیا -

یوناني فوج کي ایک ٹولي کنیسه (ایاترده) سے آرهي تهي - محله (حمیدیه) میں اسکو کچهه مسلمان خاتونیں ملیں - ان ستمگروں نے صحرائي درندوں کي طرح ناقابل بیان سختي کے ساتهه ان پر حمله کیا' انکي چادریں چاک کر ڈالیں - کانوں سے بالیاں نهایت بے دردي سے کهینچکے اتار لیں اور اسقدر مارا که سب خون آلود هوگئیں - انمیں سے ایک خاتون مارے دهشت کے بیهوش هوگئي تهي مگر باقي خاتونوں نے چیخنا شروع کردیا - فوج کے لوگ پهر رهے تهے وه آواز سنکے دوڑے' انکو دیکهتے هي یوناني غارتگر بهاگ گئے ' جو خاتون بیهوش هوگئي تهي وه گهر لائي گئي - مگر وه اسقدر ڈر گئي تهي که جان بر نه هو سکي -

یونانیوں نے زنده مسلمـــان مردوں اور عورتوں پر جسقـــدر ستمرانیاں کي تهیں ان سے انکے جذبه انتقـــام پسنـــدي کي تشفي نہیں هوئي - یه وحشي چند مقبـروں میں گهس گـئے - وهاں سنـگ مرمر کي چند قبـریں تهیں' جن پر طلائي حروف میں کچهه عبارتیں کنـده تهیں - ان اشقیاء نے اپنے پهاوڑوں سے ان تمام قبروں کو بالکل منهدم کردیا - مگر اس سے بهي انکي کینه کش طبیعتوں کي تسلی نہیں هوئي اور مرده جانوروں کي لاشیں لائے اور ان سے قبروں کو پاٹ دیا -

سلانیک کے مسلمـانوں نے گو غذا کا سامان جمع کر لیـا تهـا ' مگر یونـاني فوج نے داخـل هـوتے هي تمام گوداموں پر قبضه کر لیا - جن روٹي کي دوکانوں سے مسلمان روٹیـــاں خریدا کرتے تهے انکے دروازوں پر یه لکهدیا که " یه صرف فوج کے لیے هیں " - جب عام مسلمان بهوکے مرنے لگے تو چند خدا ترس و رحمدل دولتمندوں نے اپنے خرچ سے ایک دکان مسلمانوں کے لیے کهلوادي - یونانیوں کو جب اسکي خبـــر هوئي تو وه رات کو بڑے بڑے تهیلے لیکے اس دکان پر گئے اور جسقدر روٹیاں وهاں تهیں سب انمیں بهر کے لے آئے -

البانیه تعلیمگاهوں سے بالکل خالی تھا - دولت عثمانیه کے طرف سے اسکا کوئي انتظام نه تھا - یوناني چرچ کي مذهبي جماعت نے اس فرصت کو غنیمت سمجھکے انھیں یوناني زبان کی تعلیم دینا شروع کر دي ' یه دیکھکے اطالوي پاپاوں نے بھی کیتھولک عیسائیوں کو اطالوي زبان کی تعلیم دینا شروع کي - چونکه البانیه اطالوي ممالک سے قریب تھا اور اُن میں اور البانیه میں تجارتي تعلقات بھي قائم تھے ' اسلیے البانیوں میں اطالوي زبان بہت رائج هوگئي - اسوقت اقوام یورپ کے مختلف تمدنوں میں سے اطالي تمدن کا اثر البانیا میں سب سے زیاده نمایاں هے -

استقلال البانیا

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیهٔ مختلفه)

البانیا کو اسطرح کي خود مختاري ' جیسي که اسماعیل کمال بک چاهتا هے ' ملنا بہت بعید معلوم هوتا هے - اسکو صرف ایک خاص قسم کا انتظامي اختیار دیا جائیگا اور سلطان المعظم کے زیر سیادت ایک امیر متعین هوگا - باب عالي کوشش کریگا که اسمیں اور اس ریاست میں همیشه عمده تعلقات رهیں -

آج سے پہلے بھي کئي بار البانی رؤسا خلیل بک والی بیروت کے مکان پر جمع هوچکے هیں اور ایک ایسي البانی ریاست کا نظام ترکیبي بنا چکے هیں جسکي بنیاد دولت علیه کے ساتھه نہایت مستحکم ارتباط و تعلقات پر هو -

البانیه سے آئي هوئی خبروں سے معلوم هوتا هے که وهاں کے باشندوں کا بیشتر حصه یہي چاهتا هے - انکا خیال هے که انکو بالکل خود مختار سلطنت نہیں ملسکتی - اسکے علاوه وهاں کے مسلمان باشندے دولت عثمانیه سے قطع تعلق کرنا نہیں چاهتے -

البانیه کي ریاست کے امیدوار حسب ذیل اشخاص هیں -

(۱) امیر عبدالمجید افندي (شاهي خاندان کے ممبر هیں)
(۲) امیر عم خدیو مصر -
(۳) فرید پاشا رئیس الاعیان -
(۴) ابن فرید پاشا خسر خدیو مصر -

نامه نگار مذکور ایک دوسري چٹھي میں لکھتا هے :

اسماعیل کمال بک کي خود مختاري ' دولت عثمانیه سے بالکل علیحدگي کي فرمایش ' اور البانیه پر عثماني امیر کی تقرري پر یورپي پرنس کے تعیین کو ترجیح ' اور اسي قسم کے اسماعیل کمال بک کے دیگر حرکات جو مشهور هوے هیں ' انکو نه البانی امراء مقیمین قسطنطنیه نے پسند کیا ' اور نه جمهور البانیوں نے ' بلکه اصالةً و نیابةً اسکے خلاف آواز بلند کي هے ' کیونکه البانیه میں دو ثلث سے زائد مسلمان آباد هیں اور خلافت اسلامیه سے قطع تعلق کرنا اپنے مصالح کے خلاف سمجھتے هیں - چنانچه البانی امراء نے غالب پاشا کے مکان پر ایک جلسه کیا ' جسمیں فرید پاشا دیوان خاص کے صدر مجلس اور عاکف پاشا ممبر دیوان خاص بھي شریک هوے - اس جلسه میں طے پایا که " البانیه میں دولت عثمانیه کے مصالح کی تائید اور اسکي سیاست و سیادت کي تقویت کے وسائل مهیا هونے چاهئیں " - حال میں اسماعیل کمال بک کا تار صدر اعظم کے پاس آیا هے جسمیں مبهم الفاظ میں ظاهر کرتا هے " دولت عثمانیه اور البانیوں میں کوئي شے حائل نہیں هے "

اس تار سے قیاس هوتا هے که اسماعیل کمال بک نے یه محسوس کرکے که "مرکزیت (مجازتي) استقلال تام کے خلاف هے " کامل پاشا سے گفتگو شروع کی هے '

جو لوگ اس شخص کی ان حرکات سے واقف هیں ' جو یه سلطان سابق کے عهد سے لیکے زمانه دستور تک کرتا رها ' وه جانتے هیں که مصائب (روملي) کا سب سے بڑا سبب یہي شخص تھا -

سرویا و یونان سے اتحاد اور بلقان اور البانیه کي کامل خود مختاري کي بابت اسي نے گفتگو کي تھي اور مالیسوریوں کو بغاوت پر بھي اسي نے اماده کیا تھا -

ایک دفعه اس نے (دیبا) کے نامه نگار سے دوران گفتگو میں کہا : "تعجب هے که سروي البانیوں کو کیوں ذبح کر رهے هیں حالانکه سروي اور البانی دولت عثمانیه کي مخالفت میں متحد تھے " اسکا یه کہنا بالکل صحیح هے که البانی و سروي دولت عثمانیه کی مخالفت میں متحد تھے ' مگر یه بھی صحیح هے که اس اتحاد کا بانی اسماعیل کمال بک هي تھا - البانیوں کي دولت عثمانیه سے مخالفت کی وجه انجمن اتحاد و ترقي کي کارروائیاں بیان کیجاتي هے ' مگر یه غلط هے - درحقیقت کمال بے البانیوں کو دولت عثمانیه سے جنگ کرنے کے لیے تیار کر رها تھا ' اسکي بدیهي دلیل یه هے که اسوقت انجمن اتحاد و ترقی بر سر اقتدار نہیں هے ' لیکن پھربھي البانیوں کي مخالفت کا خاتمه نہیں هوا - اب تک اسماعیل کمال بک بالکل علحدگي کا طالب هے اور ایک مسلمان امیر کے بدلے ایک فرانسیسي ' انگریزي ' یا آسٹریي پرنس کو مقرر کرنا چاهتا هے -

التواء جنگ سے قبل ایک آخري حمله

— * —

ایک عثماني نامه نگار ۹ دسمبر کو قسطنطنیه سے لکھتا هے :-

التواء جنگ کے متعلق گفتگو جب قریب اختتام هوئي ' اور بلغاریوں کو (ادرنه) کي سپردگي سے مایوسي هوگئي ' تو انھوں نے یه اراده کیا که التواء سے پہلے (ادرنه) پر چند ایسے فیصله کن و فتح بخش حملے کردیں ' که التواء جنگ هو تو (ادرنه) انکے هاتھه میں نظر آے ' کیونکه معرکه (ادرنه) تمام جنگ کا نصف حصه سمجھا جاتا هے اس اراده کي بنا پر بلغاریوں نے اپني تمام آخري قوت صرف کرکے ایک سخت حمله کیا ' لیکن فوراً سخت نقصان کے ساتھه واپس کردیے گئے -

هم نے بلغاریوں کی اس آخري هزیمت کي خبر سني تھي ' مگر تفصیل معلوم نه تھي اسلئے نہیں لکھي - کل کے اخباروں میں (ادرنه) کے آخري معرکے کي تفصیل سرکاري طور پر شائع کي گئی هے - یه بجنسه وه تار هے ' جو وزیر داخلیه کو آج سے ۵ دن پہلے (ادرنه) سے موصول هوا هے وه تار یه هے :

التوائے جنگ سے پہلے دشمن نے قلعه پر حمله کرنے کا اراده کیا - چنانچه کل رات کو ۹ بجے جنوب ' مشرق ' و مغرب کي طرف سے دشمن نے اپنے تمام پیادوں و توپخانوں کے ساتھه ایک عام حمله کیا لیکن الحمد لله که هماري بهادر فوج نے نہایت مستعدي کے ساتھه ان پیهم حملوں کا مقابله کیا - اس دهشت انگیز جنگ میں جو ۶ گھنٹه تک جاري رهي دشمن کا بہت سخت نقصان هوا - شکست کھاکر مجبوراً پیچھے هٹ گئے ' اثناء جنگ میں دشمن نے شهر پر ۷۰ گولے بھي پھینکے تھے مگر شهر کا ذرا بھي نقصان نہیں هوا - اسي رات کی صبح تھي ' جبکه التواے جنگ کا اعلان کیا گیا تھا -

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲ — کلکتہ: چہارشنبہ ٦ صفر ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday January 15, 1913



یورپ ی ترکی اور ریاست ھاے بلقان

— * —



فرھنگ بعض الفاظ عربیه

— * —

آستانه)	قسطنطنیه
ادرنه)	ایڈریا نوپل
بحر مرمرا)	مار مورا
بحر ایجه)	ایجین سي (جس میں جزائر ساموس وغیرہ واقع ھیں)
(نھر الدانوب)	دریاے ڈینیوب (جو کسي وقت ترکي روسي سرحد تھا)
(النمسا والمجر)	آسٹریا ھنگري
(البوسنه والهرسک)	بوسینیا ' هزریگونیا
(الجبل الاسود)	مانٹي نیگرو
(اینھیا)	ایتھنس دار الحکومت یونان .
(سکک حدید)	یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹي جدول ' جو ترکي حدود حکومت کو ریاست ھاے بلقان ویونان سے علحدہ کرتي ھے -

(یہ نقشہ قسطنطینیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ھے ' اور اصل نقشے کا بجنسہ عکس ھے)

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲ | جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ٦ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 15, 1913

فہرست

— * —

تصــویــر

— * —

البطل العظیم : غازی انــور پاشــا — صفحہ خاص

الہــلال جلد اول

— * —

الہــلال کی پہلی مکمل جلد جس میں جولائی سے دسمبر تــک کے تمام پرچے بہ ترتیب موجود ہیں' اور ابتدا میں مفصل فہرست مضامین و تصاویر اور علحدہ ٹائٹل پیج بڑھا دیا گیا ہے - اب بالکل طیار ہے - جلد خوشنما ولایتی کپڑے کی ہے اور اسپر "الہلال" کا بلاک طلائی حرفوں میں منقش ہے - قیمت ۸ روپیہ-

صرف ۳۰ مکمل جلدیں دفتر میں باقی رہگئی ہیں - باقی متفرق پرچے ہیں - البتہ نمبر (۱۳) سے (۲۴) تــک کی سہ ماہی جلد علحدہ اور مکمل بھیجی جاسکتی ہے -

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ

اس وقت تــک ٹرکی کے طرف سے ایڈریا نوپل کی حوالگی کے انکار میں پوری استقامت کا اظہار ہو رہا ہے- ۱۳ - کی تار برقی ہے کہ حکومت نے مسئلۂ صلح و جنگ کو ایک بہت بڑی قومی مجلس کے حوالہ کردینے کا فیصلہ کرلیا ہے - جسکو سلطان المعظم منعقد کرینگے -

صلح کانفرنس کا بظاہر عملاً خاتمہ ہوگیا ہے مگر وکلا ابتک لنڈن میں مقیم ہیں - اگر یہ سچ ہے کہ بلغاریا دوبارہ جنگ کے جاری کرنے کیلیے پوری استعداد رکھتی ہے تو باوجود فیصلہ کن راے دیدینے کے بار بار کیوں خود ہی مہلت کو طول دیتی ہے' اور اپنے وکلا کو لنڈن سے بلا نہیں لیتی ؟

اصل یہ ہے کہ بلغاریا کی قوت کا اسی دن خاتمہ ہوگیا تھا' جس دن اس نے قرق کلیسا پر اپنے تئیں فنا کرکے قبضہ کیا تھا - یورپ نے دیکھا کہ اب اگر ترکوں کو جنگ کی مہلت ملی تو صلیبی مقاصد کے حصول کی فرصت ہاتھہ سے نکل جاے گی' پس جس کروسیڈ کیلیے وہ اس وقت میدان جنگ کو موزوں نہیں سمجھتا ہے' اسکا حملہ صلح کے دباؤ سے کرنا چاہتا ہے - اب اگر بلغاریا تھریس کے میدانوں میں ترکی کو شکست نہیں دیسکتی تو کیا مضائقہ ہے' کیونکہ لنڈن اور روس کی وزارتخانہ خارجہ سے صلح کے سازشی دباو کے ذریعہ' پوری شکست دی جا سکتی ہے !

ایک دوسرا تار لنڈن کے عثمانی حلقوں کا یہ خیال نقل کرتا ہے کہ " ایڈریا نوپل کا چھوڑنا ممکن نہیں - اور ٹرکی کا فیصلہ اب اس وقت خود بخود معلوم ہو جائے گا جب عثمانی وکلا لنڈن چھوڑ دینگے -

مشہور محرم سیاست اہل قلم : مسٹر (بلنٹ) نے اپنے مضمون میں جو خیالات ظاہر کیے تھے' وہ حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں' انہوں نے لکھا تھا کہ " آخر میں سر ایڈورڈ گرے باتفاق ایم سازا نوف ٹرکی پر دباو ڈالیں گے کہ بلقانیوں کو سب کچھہ سپرد کر کے صلح کرلے " اور اب دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کردیا ہے اور انگلستان اور روس اس صلیبی دباؤ کے اصلی ہیرو ہیں -

(بقیہ مضمون صفحہ ۴ پر)

جس قوم کي عزت کا پہلا دن یه تها که اسکا خدا تین دن تک سولي کي لعنت میں گرفتار رها ' کیونکه (تورات) میں لکها هے که " جو کاٹهه پر چڑها وه ماعون هوا " - آج وهي قوم ' سولي کے تختے کو پوجنے والي قوم ' ایک مصلوب لاش کي پرستش کرنے والی قوم ' اس قوم کو میدان جنگ کي تلوار سے هلاک کرنے کی جگهه ' سازش کاه صلح میں پهانسي دینا چاهتي هے جس کا سب سے بڑا جرم یه بیان کیا جاتا هے که اس کے باني نے دنیا میں ظاهر هوکر اپنے تئیں مسیح کي طرح سولی پر نهیں چڑهایا ' بلکه تلوار کے زور سے اپنے دین کي اشاعت کي ! و تلک الایام نداولها بین الناس -

توحید اور تثلیث کا باهمي سلوک

مسیحیت سے همارا معامله آج هي شروع نهیں هوتا ' بلکه یه میدان صدیوں سے گرم هے - لیکن آج هم کو سر جهکا کر اعتراف کر لینا چاهیے که اس نے همکو پوري شکست دیدي - یهودیوں نے اسکے خدا پر " ولدالزنا " هونے کي تهمت لگائي تهي اور اسکي ماں کي عصمت پر بٹه لگایا تها - هم نے دنیا میں آتے هي اسکو اس شرمناک ذلت سے نجات دلائي اور کها که :

و قولهم علي مریم بهتاناً عظیما (۴ : ۱۵۵) — اور یهودیوں کا حضرت مریم کي نسبت قول ایک بهت بڑا بهتان هے -

لیکن آج تمام مسیحي دنیا هم پر وحشت و خونریزي اور قتل و فساد کا بهتان لگانے میں کامیاب هو رهي هے - هم نے روز اول سے انکے معبدوں اور گرجوں کي حفاظت کو اپني مسجدوں کي حفاظت سے کم نه سمجها اور ایک مرتبه دمشق کي مسجد کي تعمیر شده زمین دیدي تاکه اسپر گرجا بنایا جاے ' لیکن آج طرابلس اور فهلي پولی کي مسجدوں کے محراب و منبر بهي صلیب پرستوں کے حمله آور بوٹوں سے محفوظ نهیں هیں ' اور مشهد کي مسجد گوهر شاه کا نصف گنبد توپوں کي گولا باري سے گرا دیا گیا هے - هم نے اٹهه سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو آستین میں بٹهاکر دوده پلایا ' انهوں نے صحن مسجد میں آکر پیغمبر اسلام کو گالیاں دیں مگر هم نے انکو انکي سرزمین کي راحت سے محروم نهیں کیا ' لیکن آج وه هم کو یورپ سے جلاوطن کرنے کي سازش میں فتح یاب هوگئے هیں ' اور عنقریب خود دنیا کے صفحه هي سے مٹادینے کا اراده کررهے هیں - هاں یه سچ هے که هم نے بغداد کے دربار عظمت و جلال میں " سگ رومي " (۱) کے منهه پر تهوکا تها ' اور یه بهي غلط نهیں که ایک سو برس ادهر تک عثماني وزیر اعظم کي زبان میں روس اور اسٹریا کے بادشاهوں کو یاد کرنے کیلئے سب سے بڑي عزت یه تهي که " وه همارے اچهے کتے هیں " - لیکن پهر اس سے کیا هوتا هے ' کیونکه آج یورپ کا هر مسیحي کتوں کو اپني گود میں بٹهاکر پیار کرتا هے ' لیکن همارے سروں کیلیے اسکے پاس سب سے بڑي عزت بوٹ کی ٹهوکر هي میں هے - یقیناً هم نے آٹهه صلیبي حملوں میں عیسائیوں کے سروں کو کچلا ' اور یروشلیم کے مقدس " بیت اللحم " پر انکو قابض هونے نهیں دیا ' لیکن اسکا ذکر بهي اب بے فائده هے - کیونکه آج تو وه دن هے که اگر غفلتوں اور بے سود فغاں سنجیوں کا یهي حال رها ' تو قریب هے که هماري عزت و حیات کي آخري متاع یعنے " مرقد مطهرۂ رسول الله " اور " بیت مقدس خلیل الله " کي طرف بهي اسکي توپوں کے دهانے کهولدیے جائیں گے ' اور (جده) اور (ینبوع) کے ساحلوں پر یورپ کے آهن پوش دریدنات لنگر انداز نظر آئیں گے ! و یا لیتني مت قبل هذا ' و کنت نسیا منسیا ! (۱۹ : ۲۳)

خاندان اسلام کا سب سے بڑا گهرانا

هندوستان کے مسلمانوں نے خواه کتنا هي اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجهه لیا هو ' اور خواه داخلي اور خارجي شیاطین کي وسوسه اندازیوں نے کتنا هي انکو معطل اور مجبور هونے کا یقین دلادیا هو ' لیکن انکو یاد رکهنا چاهیے که انکي تعداد سات کرور سے متجاوز هے ' اور وه آج برادران اسلام کي سب سے بڑي تعداد هیں ' جو زمین کے کسي ایک ٹکڑے میں آباد هے - انکو ایوان حکومت سے نکلے هوے ابهي زیاده زمانه نهیں گذرا هے ' اور باوجود هر طرح کے تنزل کے اب بهي وه دولت اور تعلیم اور علی الخصوص نئي بیداري اور اپنے مصائب کے محسوس کرنے میں ان مقامات کے مسلمانوں سے بهي نسبةً بهتر حالت رکهتے هیں ' جهاں ابتک اسلامي حکومت باقي هے - اسلیے اگر آج حفظ کلمهٔ توحید ' و بقاء بلاد مقدسه ' و قیام شعار و ناموس شریعت اسلامیه کي سب سے زیاده ذمه داري ترکوں کے ذمے هے ' کیونکه انکے هاتهه میں تلوار هے ' تو یقین کیجئے که مسلمانان هند کے ذمے بهي انسے کم نهیں هے ' کیونکه انکي تعداد تمام دنیا کي اسلامي آبادیوں میں سب سے زیاده هے ' اور حس مصائب اور ذرائع اعانت کے حصول کے لحاظ سے وه تمام دنیا کے مسلمانوں میں درجهٔ امتیاز رکهتے هیں -

پس اسلام کیلیے مستقبل میں جو کچهه هونے والا هے ' ضرور هے که مسلمانان هند اسمیں اپنا پورا حصه لیں ' اور ایک لمحه کیلئے بهي اس وسوسهٔ ابلیس سے فریب نه کهالیں که وه بالکل بے دست و پا هیں اور کچهه نهیں کرسکتے -

یقیناً تم کچهه نهیں کرسکتے ' اگر تم ایسا سمجهتے هو که کچهه نهیں کرسکوگے - دنیا میں همیشه دو هي خیال دماغوں میں پیدا هوے هیں - بعضوں نے سمجها که کچهه نهیں کرسکیں گے ' اور بعضوں نے خیال کیا که اگر کرنا چاهیں گے تو سب کچهه کرلیں گے - پہلے خیال کا نتیجه یهي نکلا که کچهه نهوا - لیکن دوسرے خیال نے چٹیل میدانوں کو ایوان و محل ' ویران جنگلوں کو اباد و شاداب ' دریاؤں کو خشک میدان ' پهاڑوں کو سطح زمین ' غلاموں کو ازله ' ایک گڈریے کو صاحب تاج و تخت ' اور ایک مرده قوم کو زنده و قائم کردیا ! فاعتبروا و تفکروا ایها المسلمون الغافلون ! ولاتکونوا کالذین نسوا الله ' فانساهم انفسهم ' اولئک هم الخاسرون ! !

البته استقامت شرط راه ' و دلیل وصول بارگاه هے :

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا ' فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (۴۶ : ۱۲)

جن لوگوں نے الله کو اپنا مددگار سمجها ' اور اپنے اندر استقامت پیدا کرلي ' تو پهر نه تو انکے لیے کسي طرح کا خوف هے اور نه کسي ناکامي و نامرادي کا غم !

انفروا خفافا و ثقالا ! !

آپ کهیں گے که مسلمانوں نے ان چند مهینوں کے اندر کس قدر جوش و اضطراب کا اظهار کیا اور کس مستعدي سے لاکهوں روپیه ترکي کي اعانت میں فراهم کرلیا - اس سے زیاده اور انکے بس میں کیا هے ؟

لیکن میں کهونگا که بس میں تو سب کچهه هے ' بشرطیکه وه اپني قوت کا اندازه کریں ' کلمهٔ توحید کي حفاظت کیلئے اٹهه کهڑے هوں ' اور اپنے نفس کے مقابلے میں الله اور اسکے رسول کي محبت کو ترجیح دیں - یقیناً وه ٹیس جو درد اسلامي کي انهوں نے اپنے دل میں پیدا کي ' نهایت قیمتي هے - وه اضطراب و هیجان جو انهوں نے اس وقت تک ظاهر کیا ' اس عالم یاس میں بهي امید کا پیام هے ' اور روپیه کي فراهمي بهي ایک اولین جهاد مالي تها ' جس سے وه غافل نه رهے ' لیکن میرا سوال یه نهیں هے که انهوں نے کیا کچهه کیا ؟ بلکه میں پوچهنا چاهتا هوں که جو کچهه کرسکتے تهے ' وه کیا یا نهیں ؟ روپیه بهیجکر آپ زخمي ترکوں کي مرهم پٹي کا ضرور سامان کرسکتے هیں ' لیکن اس تلوار کے حملے کي قوت

(۱) هارون رشید نے قیصر روم کو ایک خط میں کلب الروم کهکر مخاطب کیا تها -

یـا ایـ ... قـــومي يعا ... رن ! !

—:○(*)○:—

یا ایها الذین امنوا ! لا تتخذوا الیهود والنصـــاری اولیـــاء بعضهـــم اولیاء بعض‘ ومن یتولهـــم منکم فانه منهـــم‘ ان اللـــه لا یهـــدي القـــوم الظالمیـــن -

مسلمانو ! (ان) یہود اور نصارا کو (جو اسلام کے خلاف جنگ پر متفق هو جائیں) اپنا دوست نه بناؤ ! یه لوگ تمهارے مٹانے کیلئے اپني سازشوں میں ایک دوسرے کے مددگار اور دوست هیں - اور اگر تم میں سے کوئي (با وجود اسلام کی مخالفت کے) انکو اپنا دوست بنائےگا ‘ تو یقیناً الله کے نزدیک اسکا بھي شمار انهي دشمنان دین و حق میں هوگا ‘ کیونکه الله تعالی ایسے ظالم اور نافرمانوں کو راه راست نہیں دکھلاتا -

فتری الـذین في قلوبهـــم مرض یسارعون فیهم‘ یقـــولون نخشی ان تصیبنا دایـــرة ‘ فعصی الله ان یاتی بالفتـــح او امر من عنده ‘ فیصبحوا علی ما اسروا في انفسهم نادمین -

جن لوگوں کے دلوں میں اسلام فروشي اور نفاق طینتي کا روگ هے‘ تم دیکھوگے که وه ان لوگوں کو اپنا دوست بنانے میں بڑي جلدي کر رهے هیں ‘ اور کهتے هیں که هم کو اس بات کا ڈر لگا هوا هے که کهیں ایسا نهو که بیٹھے بٹھاے هم کسي مصیبت کے پهیر میں آجائیں - سو کچھه عجب نہیں که عنقریب الله تعالی تم کو کوئي کامیابي عطا کرے ‘ یا کوئي اور غیبي امر ظاهر هو اور اسوقت یه لوگ اس نفاق پر‘ جو اپنے دلوں میں چھپاے هوئے هیں ‘ پشیمان هوں -

—*—

والصافات صفاً ‘ فالزاجرات زجراً ‘ فالتالیات ذکرا (۱) که مہلتوں کا خاتمه ‘ فرصتوں کا وقت آخر ‘ همتوں کا امتحان ‘ اور سعی و جهد کے انتهاي لمحے درپیش هیں - فالوقت ضیق ‘ والخطب شدید - ولا هواء رغبات ‘ و للوسائس سلطان - فبای حدیث بعدها یومنون ؟

میں وه صور کہاںسے لاؤں ‘ جسکي آواز چالیس کرور دلوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دے ؟ میں اپنے هاتھوں میں وه قوت کیسے پیدا کروں ‘ جنکي سینه کوبي کے شور سے سرگشتگان خواب موت آور هشیار هوجائیں ؟ آه ! کہاں هیں وه انکھیں جنکو درد ملت میں خونباری کا دعوا هے ؟ کہاں هیں وه دل ‘ جنکو زوال ملت کے زخموں پر ناز هے ؟ کہاں هیں وه جگر ‘ جو آتش غیرت و حمیت کي سوزش کے اذت آشنا هیں ؟ اور پهر آه ! کہاں هیں اس برهم شده انجمن کے ماتم گسار ‘ اس برباد شده قافلے کے ناله سار ‘ اس صف ماتم کے فغاں سنج ‘ اور اس کشتي طوفاني کے مایوس مسافر ‘ جنکی موت و حیات کے آخري لمحے جلد جلد گذر رهے هیں ‘ اور وه بے خبر هیں ‘ یا خاموش - روتے هیں ‘ یا مایوسي سے چپ و راست نگراں ‘ مگر نه انکے هاتھوں میں اضطراب هے اور نه پاؤں میں حرکت - نه همتوں میں اقدام هے ‘ اور نه ارادوں میں عمل کا ولوله - دشمن شہر کے دروازوں کو توڑ رهے هیں ‘ اور اهل شہر رونے میں مصروف هیں ڈاکوؤں نے قفل توڑ دیے هیں اور گھر والے سوتے بھي نہیں ‘ مگر اب تک انکهه ملنے سے مہلت نہیں ملي هے - جب کسي کے گھر میں آگ لگتي هے تو محله کے دوست دشمن ‘ سبھي پاني کیلیے دوڑتے هیں ‘ لیکن اے رونے کو همت اور مایوسي کو زندگی سمجھنے والو ! یه کیا هے که تمهارے گھر میں آگ لگ چکي هے ‘ هوا تیز هے ‘ اور شعلوں کي بھڑک سخت ‘ مگر تم میں سے کوئي نہیں جسکے هاتھه میں پاني هو ! پھر اگر اسي وقت کے منتظر تھے ‘ تو کیا نہیں سنتے که وه وقت آگیا هے ؟ اگر تم کشتي کے ڈوبنے کا انتظار کر رهے تھے ‘ تو کیا نہیں دیکھتے که اب اس میں دیر نہیں ؟ اور آه مسلمانوں کے عروج و زوال کي سیزده صد ساله کشتي ‘ جو بارها ڈوبي ‘ اور بارها اچھلي ‘ اور نہیں معلوم که اب ڈوبنے کے بعد همیشه کیلیے سطح عالم سے ناپید هو جاتي هے ‘ یا اسکے ٹوٹے هوے تختے ‘ اور تار تار بادبان کے ٹکڑے سمندر کي موجوں کا چند گھنٹے اور مقابله کرتے هیں !

درکار ماست نالـه و مـا در هـــواے او
پروانـــهٔ چـــراغ مـــزار خـــودیـم مـا

فکاین من قریـــة اهلکـنـاهـــا وهي ظالـمة ‘ فهی خاویة علی عروشها ‘ وبئر معطلـــة وقصـــر مشیـــد - افلـــم یسیروا في الارض فتکون لهم قلـــوب یعقلـــون بهـــا ‘ او اذان یسمعـــون بهـــا ‘ فـانهـــا لاتعمـــي الابصـــار ‘ ولکن تعمي القلوب التي فی الصـــدور (۲۲ : ۴۴)

پھر انسانوں کي کتنی هي آبادیاں هیں جنکو انکي غفلت و بد اعمالي کي پاداش میں هم نے هلاک کردیا ‘ پس اب وه ایسي اجڑي پڑي هیں که انکي دیواریں اپني چھتوں پر گري پڑي هیں ‘ انکے لبریز کنویں بیکار هو رهے هیں ‘ اور بڑي بڑي عمارتوں کے محـل مکینـوں سے خالـي هیـں ! پھـر کیـا لـوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں اور قومـوں کے عـروج و زوال کي نشانیوں کو دیکھتے نہیں ؟ اگر دیکھتے تو انکے دل سوچنے والے هوتے اور کان سننے والے ‘ اور جب تباهي کا وقت قریب آجاتا هے تو قوموں کي انکھیں اندھي نہیں هوجاتیں ‘ بلکـه وه دل انـدھے هوجاتے هیں ‘ جو سینوں کے اندر چھپے هوے هیں ! !

یا لـلـعـــار ! !

اگر هم کو مٹنا هي هے تو اسکا کوئي شکوه نہیں - رومة الکبرا اور بابل و نینوا کي عظیم الشان قومیں جہاں آباد تھیں ‘ وهاں اج خاک کے تودے اور ٹوٹي هوئي دیواروں کے کھنڈر بھي سیاحوں کو بڑي جستجو سے ملتے هیں - هم نے تیره سو برس تک دنیا میں حکمراني کي هے ‘ اور مغرب و مشرق اگر همارے بعد همکو بھلانا نه چاهے تو مدتوں همارے افسانهٔ حیات و ممات کو دهرا سکتا هے ‘ لیکن غم هے تو اسکا هے که موت دونوں کو آني هے - سپاهي کو میدان جنـگ میں ‘ اور مجرم کو سولي کے تختے پر - پہلي وه عزت کي موت هے جس پر ذلت کي هزاروں زندگیاں قربان ‘ اور دوسري وه ذلت کي موت هے ‘ جسکے بعد انساني روح کیلئے اور کوي ذلت نہیں - اگر یورپ نے هم سے آخري انتقام لینے کا فیصله کر لیا هے تو کاش همارے سینے پر گولي لگتي ‘ لیکن همارے گلے میں پھندا نه ڈالاجاتا !

صلیب پرست قوم ‘ اسلام کو مصلوب کرنا چاهتي هے

الله الله ! انقلاب و حوادث کي کیا نیرنگي هے ! جس قوم کي ابتدا دنیا میں سولي کے تختے سے هوئي هے ‘ جسکي هستي دنیا میں اس طرح شروع هوئي هے که بت پرست رومیوں کے حکم اور یہودیوں کي خواهش سے اسکے خدا کو سولي کے تختے پر لٹکا دیا گیا تھا اور اسکے هتیلیوں اور تخنوں کو تختے سے لگاکر بڑي بڑي میخیں ٹھونکدي گئیں تھي - اگرچه وه بزدلي کي شدت سے بہت چیختا رها تھا که " خدایا موت کے پیالے کو میرے لبوں سے هٹا لے " پر اسکو سولي پر چڑھنا تھا ‘ اور بے رحم چڑھانے والوں نے چڑھا کر چھوڑا -

(۱) قسم هے مجاهدین کے ان گھوڑوں کي ‘ جو دشمنوں سے لڑنے کیلیے صف بستہ ہوتے هوے هیں - پھر اپنے گھوڑوں کو زور سے للکارتے اور دشمنوں پر حمله کرتے هیں ‘ اور پھر جب لڑائي سے فارغ هوجاتے هیں تو ذکر الهي اور تلاوت قرآن میں مصروف هو جاتے هیں (۳۷ : ۱)

قبضہ کرتی گئی - اجتماعی فسادات و امراض کے علاوہ سد باب اجتہاد اور اعتقاد تقلید نے تمام علوم عقلیہ و دینیہ کی ترقی روکدی تھی ' اور علی الخصوص علوم دینیہ کی درس و تدریس میں وہ تمام نقائص ' جنکو علامہ (ابن خلدون) نے اپنے زمانے میں محسوس کیا تھا ' پیدا ہو چکے تھے ' اور جو بالاخر بڑھتے بڑھتے آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ علوم قدیمہ کی تحصیل صرف متاخرین کی چند کتابوں اور حواشی و شروح کے پیچھے صرف دماغ کر دینے میں محدود ہو گئی ہے ' اور علوم قران و حدیث کہ سر چشمۂ ارشاد و ہدایت اور منبع امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھے ' محض (تفسیر جلالین) اور (مشکواۃ) کے الفاظ سے مناسبت پیدا کر لینے کا نام رہگیا ہے -

اگرچہ یہ گذشتہ آٹھہ صدیوں کا زمانہ اسلام کے اخلاقی و اجتماعی تنزل کا اصلی دور تھا ' اور جن امراض کی ابتدا بنی امیہ و عباسیہ کے زمانے میں ہوئی تھی ' وہ اب ہڈیوں سے گذر کرکے ظاہر جسم پر بھی نمودار ہو گئے تھے ' لیکن تاہم خدا کی سرزمین حق و صداقت کی اواز سے کبھی بھی خالی نہیں رہی ہے ' اور اس دین قویم کی نصرت و تجدید کیلیے اسکا وعدہ ہے کہ وہ سخت سے سخت عہد طغیان و فساد میں بھی ایک جماعت صالحین امت کی ہمیشہ ایسی قائم رکھے گا ' جنکے قلوب خود اسکی حفاظت اور پناہ میں ہونگے ' اور ضلالت شیطانی کو ان پر کبھی دسترس حاصل نہوگا :

ان عبادی لیس لک	جو میرے سچے بندے ہیں ' انپر شیطان
علیہم سلطان ' وکفی	کا قابو نہ چل سکے گا ' اور اللہ اپنے بندوں
بربک وکیلا (۱۷ : ۲۷)	کی کارسازی کیلئے بس کرتا ہے -

* * *

فضیلت مخصوصۂ امت مرحومہ اور سلسلۂ دعوت حق کا قیام دائمی

اگر گردش حق نیرش باز ' اور دیدۂ اعتبار بینا ہو ' تو فی الحقیقت اس دین قویم کے بقا و احیاء اور دعوت الی الحق والہدایۃ کیلیے روز اول سے خدا تعالی کے کاروبار تصرف فرمائی عجیب و غریب رہے ہیں - امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو کوئی ہدایت اور دعوت صداقت ایسی نہیں ملتی ' جو اپنے داعی ربانی مذہب کی زندگی کے بعد ایک صدی تک بھی دنیا میں قائم رہسکی ہو - ان اقوام کی تاریخ سے قطع نظر کرنی پڑتی ہے جو اپنی گذشتہ تاریخ کیلئے کوئی بصیرت بخش روشنی نہیں رکھتے - لیکن دنیا کی جو بڑی بڑی قومیں اور مذاہب آج موجود ہیں ' انکی قرون اولی کی تاریخ ہمارے سامنے ہے - حضرت موسی چالیس دن کیلیے وادی سینا کے پہاڑوں پر چلے گئے تھے ' تا کہ وحی الہی سے توراۃ مقدس کو مرتب کریں ' لیکن اتنے ہی دنوں کی غیبت میں تمام قوم کی قوم گوسالہ پرست ہو گئی تھی - اور انکی برسوں کی تعلیم و ہدایت پر ایک شعبدہ باز کے چند لمحوں کا کرشمہ غالب آگیا تھا :

فرجع موسی الی قومہ	حضرت موسی غصے اور تاسف کی
غضبان اسفا - قال	حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس
یا قوم الم یعدکم	آئے اور کہا کہ اے لوگو ! کیا تمسے خدا
ربکم وعداً حسناً '	تعالی نے توراۃ کے دینے کا وعدہ نہیں
افطال علیکم العہد ؟	کیا تھا ؟ کیا تمکو اس وعدے کی مدت
ام اردتم ان یحل	بہت بڑی معلوم ہوئی کہ بت پرستی
علیکم غضب من	میں مبتلا ہو گئے ؟ یا پھر تم نے یہ چاہا
ربکم فاخلفتم	کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو
موعدی ؟ (۲۰ : ۸۸)	اسلیے تم نے اس عہد ہدایت کو
(۱)	توڑ ڈالا جو تم نے مجھسے کیا تھا ؟

حضرت مسیح علیہ السلام کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ محض شریعت موسوی کے ایک مصلح اور آخری مجدد تھے - تا ہم انکی دعوت کی تاریخ چند برسوں سے آگے نہیں بڑھتی ' اور ہمیں خوف ہے کہ جو نادان اور ابلہ ماہی گیر انکے ساتھہ جمع ہو گئے تھے ' ان میں سے سواے (یوحنا) کے کسی نے انکی تعلیم کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟ انکے بعد چند برسوں کا زمانہ یہودیوں کے مظالم اور حواریوں کے تحمل و توکل کا ضرور سامنے آتا ہے جسمیں ایک مظلومانہ اخلاق کی کشش یقینا پائی جاتی ہے ' لیکن اسکے بعد ہی ایک متفنی اور فیلسوف یہودی :(سنیٹ پال) کی شرکت سے مسیحی تحریک کا خاتمہ ہو جاتا ہے ' اور اسکی جگہ ایک نیا مذہب لے لیتا ہے جو رومی بت پرستی ' افلاطونی الہیات ' اور یہودیت کے چند مسخ شدہ رسوم کا مجموعہ تھا :

فاختلف الاحزاب من	پھر عیسائیوں میں بہت سے فرقے پیدا
بینہم ' فویل	ہو گئے اور آپس کے اختلافات میں پڑ گئے '
للذین کفروا من مشہد	پس افسوس ہے انکی کفر و ضلالت پر '
یوم عظیم	اور انکو ایک بڑے دن میں اللہ
(۱۹ : ۳۷)	کے آگے حاضر ہونا پڑے گا -

یہی حال تمام امم قدیمہ کا ہے - لیکن منجملہ اُن آیات صداقت ' اور اعلام حقانیت کے جنکے ذریعہ خدا تعالی نے اس دین قویم کی نصرت فرمائی ہے ' ایک بہت بڑی الہی نشانی یہ تھی کہ اسکی دعوت و تبلیغ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور روز اول ہی کہدیا کہ

یریدون لیطفئوا	پیروان باطل چاہتے ہیں کہ حق و صداقت کا جو نور
نور اللہ بافواہہم '	الہی روشن کیا گیا ہے ' اسے اپنی مخالفت کی
واللہ متم نورہ	پھونک مار کر بجھادیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ اللہ
ولو کرہ الکافرون	اپنے اس نور صداقت کی روشنی کو درجۂ کمال تک
(۶۱ : ۸)	پہنچا کر چھوڑے گا اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے -

---

(۱) اس موقعہ پر ہمیں (نہج البلاغۃ) کا ایک نہایت بلیغ قول یاد آگیا ' اور اسکا کونسا بیان اعلی ترین بلاغت اور بہترین حکمت سے خالی ہے ؟ بعض احبار یہود نے اُن اختلافات و نزاعات کو دیکھکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ میں پیدا ہو گئے تھے ' حضرت امیر علیہ السلام سے اعتراضاً کہا کہ " ما دفنتم نبیکم حتی اختلفتم فیہ (ابھی تم لوگ اپنے نبی کو دفن بھی نہیں کرچکے تھے کہ اسکی نسبت اختلافات میں پڑگئے !) اس اعتراض سے مقصود یہ تھا کہ قرآن کریم ہر جگہ یہودیوں کو انکے اختلاف اور تحریف و تبدیل شریعت کا الزام دیتا ہے ' حالانکہ خود پیروان قرآن کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کی وفات کے ساتھہ ہی اختلافات و نزاعات میں پڑگئے - لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے اس قدر بلیغ و جامع اور پھر قاطع و فیصل کن جواب ارشاد فرمایا کہ : انما اختلفنا عنہ ' لا فیہ (یہ سچ ہے کہ ہم میں اختلافات پیدا ہوے ' لیکن اپنے نبی کی نسبت نہیں ' بلکہ اُن چیزوں کی نسبت جو اس سے تعلق رکھتی ہیں) یعنی ہم میں اختلاف امم گذشتہ کی طرح خود داعی مذہب کے وجود ' اسکے درجۂ رسالت ' اسکی نبوت ' اور نبوت کی صداقت کی نسبت نہیں پیدا ہوا ' جسکی صحت و بقا پر دعوت دیانۃ کی حفاظت موقوف ہے ' بلکہ اُن چیزوں کی نسبت ہوا جو اس سے منسوب تھیں ' یا پھر اُن روایات کی نسبت ہوا ' جو اسکی نسبت سے بیان کی جاتی تھیں - پھر آگے چلکر فرمایا :

ولکنکم ما جفت ارجلکم من	حضرت موسی نے جب تم کو فراعنہ مصر کی غلامی
البحر ' حتی قلتم لنبیکم :	سے نجات دلاکر انکے ملک سے نکالا ' تو ابھی دریاے
" اجعل لنا الہا کما لہم	قلزم کی تری تمہارے پاؤں میں خشک بھی نہ
الہۃ فقال انکم قوم تجہلون "	ہوئی تھی کہ تم نے باطل پرستی شروع کردی اور انسے
(نہج البلاغۃ جلد دوم صفحہ	فرمایش کی کہ " ہمارے لیے بھی ایک ویساہی بت
۲۲ مطبوعہ مصر)	بنادے ' جسطرح کے بت ان بت پرستوں کے پاس ہیں "

پر تو کچهه بهی اثر نهیں ڈال سکتے جو نئے نئے زخم پیدا کر رهي هے ! جوش و اضطراب بنیاد کار هے' لیکن پهر صرف آنسو بها کر تو کسي فوج نے ملک فتح نهیں کیا هے ! یقین کیجیے که تمام مسیحي یورپ اب اسلام کے فنا کردینے کیلیے آخري اتفاق کرچکا هے اور عرضداشتوں اور رزولیشنوں سے دنیا میں کبهي کام نهیں نکلے هیں -

اولین کار

پس اگر مسلمانان هند اس وقت اپني قوت سے کوئي نتیجه خیز کام لینا چاهتے هیں تو براے خدا حالت کي نزاکت کو محسوس کریں اور میدان کار میں چند قدم آگے بڑهائیں - اس سلسلے میں پهلا کام انکا یه هے که حتی الامکان تمام **یورپین مال تجارت اور مصنوعات کو بائکاٹ کر دیں** - در حقیقت موجوده جنگ ابتدا سے یورپ کي درپرده متفقه جنگ تهي' مگر اب تو بالکل ایک کهلا یورپین اتحادي حمله هے' جو اسلام کے مقابلے میں شروع کر دیا گیا هے' اور تمام دول متفقه طور پر ترکي کو ایڈریا نوپل حواله کر دینے کیلیے مجبور کر رهی هیں - پس اب باوجود اس حالت کے' جو مسلمان یورپ کي تجارت اور مصنوعات کو خریدتا اور استعمال کرتا هے' وه گویا دشمنان اسلام و توحید کي کهلي اعانت کرتا هے - شریعت حقۂ اسلامیه نے هم کو تمام دنیا کے ساتهه رحم و محبت اور فائده رساني کي تعلیم دي هے' لیکن چونکه حق و صداقت کي حفاظت تمام چیزوں سے مقدم اور سب سے بالا تر هے' اسلیے جب کوئي قوم اسلام کے خلاف اعلان عداوت کر دے' تو پهر یه قانون محبت' قانون جنگ سے مبدل هو جاتا هے اور خدا اور انسان میں مقابله پیدا هو جاتا هے - پهر جنکو الله کي محبت کا دعوا هے' ضرور هے که وه الله کي دوستي کو انسانوں کي دوستي پر ترجیح دیں اور اسکے دشمنوں سے تمام اپنے فائده رساں تعلقات منقطع کر لیں - یه کوئي ملکي اور سیاسي مسئله نهیں هے بلکه ایک خالص دیني معامله هے' اور هر مسلمان بشرطیکه مسلمان هو' اسکي تعمیل پر مجبور هے -

یه مسئله پورے سات مهینے سے همارے سامنے تها مگر هم اسکے تمام پهلوؤں پر غور کر رهے تهے' اسلئے اسکي نسبت اظهار خیال میں جلدي نهیں کي' مگر اب جو کچهه سونچنا تها سونچ چکے' اور سچ یه هے که سونچنے کا وقت هي باقي نهیں رها - اس وقت اپنے جذبات اور جوش کے اظهار کا عملي اور موثر ذریعه یهي هے جو مسلمانان هند کے سامنے هے' اور هم اسکي نسبت آینده به تفصیل عرض کرینگے : هذه تذکره' فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا -

(بقیۂ هفتۂ جنگ)

دول یورپ ایک دوسري متفقه یاد داشت بهیجنا چاهتے تهے' اور یورپ کے موجوده سیاسي مصطلحات میں یاد داشت کے معنے ایک کامل قاتلانه حملے کے هیں' لیکن اس یاد داشت کا بهیجنا اسلیے ملتوي کردیا گیا هے که جرمني نے چند ترمیمات پیش کردي هیں اور اسلیے اسکا صلح کانفرنس میں پیش هونا ضروري هے -

یه استقامت جو ترکي کي طرف سے ظاهر هو رهي هے' اُس انقلاب داخلي اور هیجان ملی کا نتیجه هے' جو انجمن اتحاد و ترقي کي سعي' انور پاشا کے شتلجا پهنچنے' اور خود ناظم پاشا کے حزب الحریة و الائتلاف سے بیزار هو جانے کا نتیجه هے - ولایت کي پچهلي ڈاک میں اس تغیر حالت کي نسبت بعض اهم معلومات ملتے هیں - اور هم نے الهلال کي ۱۱ - ڈسمبر کي اشاعت میں (محمود شوکت پاشا) کي مضطربانه جد و جهد کي خبر دیتے هوے جن توقعات کا اظهار کیا تها' الحمد لله که اسکي تصدیق کرتے هیں -

الهلال

۱۰ جنوری ۱۹۱۳

فاتحۂ سال جدید

—:*:—

(۲)

الامر بالمعروف و النهي عن المنکر

—*—

زوال بغداد کے ساتهه هي عربي قوت کا همیشه کیلیے خاتمه هوگیا' اور ترکوں کا جو اقتدار ایک صدي سے نشوونما پا رها تها' وه تمام عالم اسلامي پر چها گیا - ترک ایک نو مسلم قوم تهي' جو عربي زبان سے واقف نه تهی اور نه اسکو دین و مذهب کي کچهه خبر تهي - اسلیے مجبوراً اسکو تمام علمي اور مذهبي معاملات میں علما سے مدد لیني پڑي اور اس طرح علم و مذهب پیشتر سے زیاده حصول قوت و حکمراني اور دولت و جاه دنیوي کا ذریعه بن گیا - یه " امر بالمعروف " کي بقیه زندگي کیلیے گویا ایک آخري فتوائے موت تها - کیونکه اب علم و مذهب اعلان حق و دفع باطل کیلیے نهیں' بلکه حصول عزو جاه اور حکومت و تسلط کیلیے حاصل کیا جانے لگا اور نفس پرست بادشاهوں اور امیروں کے دربار کي پهلي صفوں میں علماء و فقهاء کي قطاریں نظر آنے لگیں - علم حق ایک نور الهي هے' جو اغراض نفسانیه کي تاریکي کے ساتهه جمع نهیں هو سکتا - وه حق و صداقت هے مگر نفس کذب و باطل کي پرستش کرتا هے - پس جن دلوں میں دنیوي لذائذ اور حکومت و امارت کي خواهش پیدا هو جاتي هے وه مجبور هو جاتے هیں که علم و حقانیت کو اُن نفوس خبیثه کا تابع و محکوم کر دیں' جنکے هاتهه میں دولت اور عزو جاه دنیوي کي بخشش کي قوت هے - غرض اور هوس کا تسلط انکے دلوں سے خدا کي حکومت کے خوف کو زائل کر دیتا هے' اور اسکي جگه دولت و امارت اور جماعت و عوام کي حکومت قائم کرا دیتا هے - وه حق کو دیکهتے هیں که مظلوم هے' لیکن زبان نهیں کهولتے' کیونکه جانتے هیں که حق کي نصرت انکے اغراض نفسانیه کیلیے مضر هے' جو دل خدا سے نهیں ڈرتا' پهر وه دنیا کي هر شے سے ڈرنے لگتا هے - پس وه الله کي حکومت سے آزاد هو کے شیطان کے هر ادنے سے ادنے مظهر اور ذریت کے غلام هو جاتے هیں اور چونکه امرا و رؤسا یا عوام و جهلا سے جلب نفع اور حصول زر کي خواهش اپنے اندر رکهتے هیں' اسلیے انکي قدرت سے باهر هوتا هے که انکے خلاف لبوں کو حرکت دیسکیں - وه حق اور راستي کو پهچانتے هیں لیکن اسکي طرف انگلي اٹها کر اشاره نهیں کر سکتے' کیونکه ڈرتے هیں که پهر دولت و جاه دنیوي کے بت اپنا هاتهه انکے سروں پر سے هٹالیں گے : و ان فریقا منهم' لیکتمون الحق وهم یعلمون (۲ : ۱۴۱)

في الحقیقت تاریخ اسلام کي گذشته آخري صدیاں " الامر بالمعروف " کي تاریخ کا ایک عهد تاریک تها' جسمیں روز بروز اسکي روشني مفقود هوتي گئي' اور نئي تاریکي اسکي جگه

اور مفسدانہ اغراض کام کر رہے تھے - اخر میں (ملا مبارک) کے خاندان کے دخل سے حالت ضرور بدلی' مگر یہ تبدیلی بھی کچھہ مفید نہ تھی ' کیونکہ وہ خود پچھلے مرض کا ایک بے اعتدالانہ علاج بالمثل تھا ' لیکن عین اسی زمانے میں حضرت (شیخ احمد سرهندی) کا ظہور ہوتا ہے' جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھکر لاکھوں دلوں کو اپنی صداے رعد آساے حق کا شیفتہ بنا لیتے ہیں اور احیاے شریعت و تجدید شعار اسلامی اور اعلان حق و امر بالمعروف کیلیے اپنے وجود کو یکسر وقف کر دیتے ہیں - پھر گیارھویں صدی کے اواخر اور بارھویں کے آغاز میں حضرت شاہ (ولی اللہ) اور انکے خاندان نے امربالمعروف کی تاریخ میں جو حیرت انگیز خدمات دینیہ انجام دی ہیں ' محتاج بیان نہیں - علی الخصوص (شاہ ولی اللہ) کا وجود قدسی ' جو فی الحقیقۃ ... اپنے اندر الہام ربانی و فیضان الہی اور فطرۃ کاملہ و اقتباس انوار نبوت کی ایک مستثنی مثال رکھتا تھا - اسی طرح گیارھویں صدی کے اواخر میں قاضی (شوکانی) کا یمن میں ظہور' اور احیاء سنت اور رفع بدعت کیلیے سعی مشکور' احادیث مذکورہ کی پیشین گوئی کیلیے ایک مثال صداقت ہے -

اگر یہ تائیدات غیبی اور کاروبار الہی نہیں ہیں' تو پھر یہ کیا بات ہے کہ ہر زمانے میں کچھہ لوگ ایسے نظر آتے ہیں ' جو اپنے زمانے کی سوسائٹی میں پرورش پاتے ہیں ' اور بچپن سے لیکر عہد شعور تک انہی خیالات و اعتقادات اور رسم و رواج کو دیکھتے اور سنتے ہیں جنکی فضا انکی چاروں طرف محیط ہوتی ہے - کانوں میں انکے صدا آتی ہے تو باطل پرستی کی' اور آنکھیں دیکھتی ہیں تو ضلالت و فساد کو- لیکن پھر ایک غیبی ہاتھہ ہوتا ہے جو انکا بازو تھام کر شاہراہ عام سے الگ ایک راہ پر لیجاتا ہے' اور فیضان ہدایت الہی کی ایک مخفی قوت ہوتی ہے جسکا سرچشمہ انکے سینے کے اندر سے ابلنے لگتا ہے - وہ جب زبان کھولتے ہیں تو انکی آواز انکے زمانے کے عام اعتقادات و خیالات سے بالکل متضاد ہوتی ہے ' اور اپنے خاندان' سوسائٹی ' تعلیم و تربیت ' اور ملکی رسم و رواج سے بالکل الگ ہوکر حق و صداقت کی طرف دنیا کو دعوت دیتی ہے - انسان اپنے تمام خیالات و معتقدات میں خارجی اثرات کا تابع ہے - وہ دنیا میں آتا ہے اور ایک خاص طرح کی تربیت اور سوسائٹی میں نشو و نما پاتا ہے - یہی تربیت اسکے تمام خیالات و معتقدات کی جڑ بن جاتی ہے' اور وہ جو کچھہ سمجھتا اور جانتا ہے' یکسر اسکے گرد و پیش کے اثرات کا عکس ہوتا ہے - پس وہ کونسی چیز ہے' جو ایک شخص پر ان تمام اثرات کے خلاف جو اسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوے رہتے ہیں' بالکل ایک نئے خیال اور عقیدے کی راہ کھولدیتی ہے - اور وہ باوجود تمام ملک اور زمانے کو اپنا مخالف دیکھنے کے تن تنہا اٹھہ کھڑا ہوتا ہے کہ رسم و رواج ' معتقدات عام ' دولت و ثروت ' اور حکومت و سلطنت کے مقابلے میں حق کی تائید و نصرت کیلیے جہاد کرے ؟

یہ کیا نیرنگی ہے کہ آزر بت تراش کے گھر میں خلیل بت شکن پیدا ہوتا ہے اور پرستاران لات و منات کی سر زمین سے صداے توحید و حق پرستی بلند ہوتی ہے ؟

ان اللہ فالق	بیشک خدا (ہی) ہے جو زمین کے اندر
الحب و النوی	بیج اور دانے کو پھاڑکر اس سے ایک درخت قوی
یخرج الحی	و بلند پیدا کر دیتا ہے - وہی زندے کو مردے
من المیت و مخرج	سے نکالتا ہے ' اور مردے کو زندے سے پیدا کرتا
المیت من الحی'	ہے - یہی عجائب قدرت کے کرشمے دکھلانے
ذلکم اللہ فانی	والی ذات تمہاری مالک ہے پھر تم کدھر
یوفکون ؟ (۶ : ۹)	بہکے جاتے ہو ؟

در حقیقۃ ... یہ سلسلۂ ہدایت اور فطرۃ صحیحہ کے (روحانی ارتقاء) کا ایک سلسلہ ہے ' جس کا اخری درجہ مقام نبوت ہے ' مگر اس کی ابتدا صلحاے امت کے مرتبے سے ہوتی ہے - وہ تمام نفوس قدسیہ جنکو خدا تعالے ہدایت و ارشاد عالم کیلیے چن لیتا ہے' اگرچہ نبی نہیں ہوتے ' مگر اس زنجیر کی ایک کڑی ہوتے ہیں ' جسکی آخری کڑی مرتبۂ نبوت و رسالت ہے - اللہ تعالے انکے دلوں کو فیضان نبوت سے مستفید ہونے کیلیے کھول دیتا ہے ' اور جس طرح افتاب کی روشنی تمام ستاروں کے اجسام کو روشن و منور کردیتی ہے' بالکل اسی طرح انکے قلوب آفتاب نبوت کی ضیا بخشی سے انوار اندوز ہوکر چمک اٹھتے ہیں - اسی ارتقاے انسانیت کے وہ چار مراتب ہیں جنکو قرآن کریم نے بالترتیب اس ایت میں گنایا ہے ' اور انکو خدا تعالے کی تمام نعمتوں اور برکتوں کا مورد و مہبط قرار دیا ہے کہ :

الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشہداء والصالحین حسن اولائک رفیقا -

جو لوگ تمام شیطانی طاقتوں سے باغی ہوکر " مقام اطاعت خدا و رسول " کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں' انکا شمار انہی چار جماعتوں کے متبعین میں ہوجاتا ہے ' اور وہ انکے رفیق اور ساتھی بن جاتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ ان تمام الہی نعمتوں اور برکتوں کے بھی مستحق ہو جاتے ہیں ' جنکا خدا تعالی نے ان جماعت ہاے اربعہ کو مستحق قرار دیا ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنہ

(۹)

تفصیل چندہ ہلال احمر بہ سعی و بذریعہ جناب شاہ محمد عثمان صاحب و چودھری لطیف الحق صاحب ممبران جلسہ اتحادیہ موضع لکھان ضلع مونگیر-

موضع لکھان ضلع مونگیر	۶	۳	۱۵۱
موضع بلیا خورد		۱۵	۱۰۶
موضع لچھیر	۹	۱۰	۲۵
موضع بڑی بلیا و دندولی	-	۱۰	۵۶
موضع سید پور	-	۱۱	۲۰
موضع ساد پور	-	۵	۳
موضع کٹھری	-	۲	۳
موضع مسجد پور	۳	۱۵	۱۵
موضع تڈری	-	۵	۵
موضع شاہا پور و کٹرھا	۶	۲	۱۱
میزان -	-	-	[illegible]
جناب عبد الغفور و محمد نور صاحبان - علیپور پارک - کلکتہ	-	۲	۱۳
میاں باوا شرف و فضل خان زمیندار ضلع چکوال	-	-	۳۳
جناب محمد گل زمیندار	-	-	۳۳
میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	-	۵	۷۳
بذریعہ مولوی حبیب النبی صاحب (کڑایا) کلکتہ	-	-	۳۰
میزان	-	۷	۵۹۳
سابق	-	۱۱	۸۶۲۳
میزان کل		۲	۹۲۱۶

دوسري جگه فرمایا :

انا نحن نزلنـــا الــذکر ' وانا له لحافظون (۹:۱۵)	بیشک هم هي نے اس دین حق و صداقت کي دعوت دنیا میں بهیجي ' اور هم هي هیں جو همیشه اسکے محافظ اور ناصر هونگے -

اسي تائید الہي کا نتیجه تها که انحضرت (صلعم) کي وفات کے دن هي سے اختلافات کي بنیاد پڑگئي اور پهر شخصي حکومتوں کے قیام ' ملکي اغراض اور سیاسي مطامع کے فشار ' عجمي اقوام اور عجمي تمدن ورسوم کے اتباع ' اور امر بالمعروف و نهي من المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنه و فسادات میں ترقي هوتي گئي - یہاں تک که زوال بغداد اور عربي حکومت کے خاتمے کے بعد فتنه وفساد کا ایک ایسا تباه کن سیلاب اٹها ' جو بني اسرائیل پر (بخت نصر) کے تسلط کي تباهي سے کسي طرح کم نه تها ' لیکن پهر بهي اسلام کي دعوت کا بیج اپنے اندر ایک ایسي قوت نمو رکهتا تها که پامال هوتا تها ' اور پهر ابهرتا تها - حوادث و مصایب کا هاتهه جسقدر اسکي شاخوں اور پتونکو کاٹتے تهے ' اتني هي اسکي قوت نمو ابلتے هوے چشمے کي طرح اچهل اچهل کر بلند هوتي تهي - فتنه وفساد کي باد صرصر اگر اسکي شاخوں کو هلا رهي تهي ' تو الله کا دست محکم اسکي جڑ کو مضبوط پکڑے هوے تها - زمین کے اوپر اسکے پتے جهڑ جهڑ کر گر رهے تهے ' لیکن زمین کے اندر اسکي جڑ کے ریشے مستحکم هو رهے تهے - یه سچ هے که امم قدیمه کي تمام تباهیاں اور گمراهیاں ایک ایک کرکے اس امت کو بهي پیش آئیں - کوئي گمراهي بني اسرائیل اور مشرکین مکه کي ایسي نه تهي جس سے اشبه گمراهیوں میں مسلمان مبتلا نه هوے هوں ' مگر دین آخري کے بقا اور قیام کا یه معجزه تها که ان میں سے کوئي ضلالت بهي اصل سر چشمه تعلیم کو مکدر نه کر سکي ' اور تحریف و نسخ اور حذف و اضافه سے قران کریم همیشه محفوظ رها - اس سے بهي بڑهکر یه که نصرت فرماے حق کي تائید غیبي هر سخت سے سخت دور فتن وطغیان میں ایک جماعت ایسي پیدا کرتي رهي جسکے قدم حق و حقیقت پر غیر متزلزل هوتے تهے ' اور چاروں طرف کي پهیلي هوي ضلالت سے محفوظ رهکر باوجود قلت انصار واعوان وعدم ساز وسامان دنیوي کے وه جهاد امر بالمعروف و نهي المنکر میں کامیاب و فتحیاب هوتي تهي ' اور حق تعالے اسکے دل و دماغ کو اپنے دست قاهر و مقتدر میں لیکر ' اپنے دین قویم کي حفاظت اور هدایت امت مرحومه کا ذریعه بنا دیتا تها - دنیا میں صداقت همیشه رهي اور مختلف ناموں سے همیشه آتي رهي ' لیکن دین اسلام اسکا آخري ظهور تها ' اسلیے ضرور تها که وه کامل تر ظهور هو ' اور پهر اسطرح محکم اور نا ممکن التبدیل هو ' که دنیا کي شیطاني قوتیں اسپر کبهي بهي غلبه نه پاسکیں -

پس یه ایک حقیقت تهي ' جسکا اعلان پہلے هي دن کر دیا گیا تها - قرآن کریم کے علاوه احادیث کا تفحص کیجیے ' تو اس حقیقت کو جا بجا ایک پیشین گوئي کي صورت میں پائیگا :

لا تزال من اُمتي ظاهرین علی الحق حتی یاتیهم امر الله وهم ظاهرون (متفق علیه)	میري اُمت میں همیشه ایک جماعت حق ضلالت و باطل پرستي پر فتح یاب رهےگی - یہاں تک که قیامت ظاهر هو -

اس حدیث کو امام بخاري و مسلم نے صحیح میں مغیره کي روایت سے درج کیا هے ' مگر یهي حدیث به تغیر الفاظ نہایت کثرت سے مختلف اسناد و روات کے ساتهه شہرت پاچکي هے ' اور متعدد صحابهٔ کرام سے مروي هے - مسلم ' ترمذي ' اور ابن ماجه میں جو روایت ثوبان هے :

لا تـزال طائفـة من امتي ظاهرین علی الحق لا یضرهـم من خذلهم ' حتی یاتي امر الله وهم کذلك	همیشه میري امت میں ایک جماعت رهے گي جو حق و صداقت کے اعلان میں فتـح یاب هوگي - باطل پرست اسکي مخـالفت کرینگے مگـر انکي ضرر رساني سے خدا اسکو محفوظ رکهے گا -

ابن ماجه اور نسائي کی بعض روایتوں میں قتال و جهاد کا بهي لفظ هے ' اور مسلم کي ایک حدیث میں جس کو عقبه بن عامر نے روایت کیا هے ' " قاهرین لعدوهم ' لا یضرهم من خالفهم " بهي آخر میں زیاده هے - یعني وه جماعت حق دشمنان صداقت کیلیے اپنے اندر ایک الهي قهر و غلظت رکهے گي ' اور جو لوگ اسکي مخالفت کرینگے ' وه اسے نقصان پهنچانے میں کامیاب نهو سکیں گے -

اسي طرح ایک دوسري مشهور حدیث میں جسکو ابو داود اور حاکم و بیهیقي نے ابو هریرة سے روایت کیا هے ' هم کو خبر دي گئي هے که اس دین الهي کے احیاء و تجدید کیلیے همیشه خدا تعالے مصلحان امت اور مجددان ملت کو بهیجتا رهیگا ' اور وه هر صدي میں ظاهر هو کر بدعات و محدثات کا استیصال کرینگے :

ان الله تعالی یبعث لهـذه الامـة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها	الله تعالی اس امت میں هر صدي کے آغاز میں ایک مجدد پیدا کریگا ' جو دین اسلام میں اپنے روح هدایت سے ایک تازگي اور نئي زندگي پیدا کردیگا -

کیا نهیں دیکهتے که یهي نصرت الهي او رآیت غیبي تهي ' جس نے باوجود هیجان طغیان ' و اشتداد فساد ' و شیوع فتن ' و اختلال کار و بار هدایت ' هر زمانے میں امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي آواز کو حي و قائم رکها ' اور فساد و ضلالت کي کوئي سخت سے سخت قوت ابلیسي بهي اس قوت الهیه پر غالب نه آسکي - علی الخصوص تاریخ اسلام کي وه گذشته آخري صدیاں ' جبکه اسلام کے قدیمي مرکزوں کے اختلال ' عربي حکومت کے خاتمے ' امراء و سلاطین کے طامعانه و عیش پرستانه اغراض ' علماے حق کي غربت و قلت ' اور قتل و خون ریزي کي شدت واحاطه سے تمام عالم اسلامي کي حالت موجوده تنزل و انحطاط کے اسباب فراهم کر رهي تهي ' اگر تاریخ پر نظر ڈالي جاے تو پهر بهي اسکے هر دور میں چند نفوس قدسیه ایسے ضرور ملجاتے هیں ' جنکے سینوں کو خدا نے نور هدایت کیلیے کهولدیا تها ' اور انکے دلوں کو حق و صداقت کے جمال کا مسکن بنادیا تها - آٹهویں صدي هجري میں جبکه مسلمانوں میں علم و دین کے تنزل و انحطاط کا بیج بار آور هوچکا تها ' علامهٔ (ابن تیمیه) کا پیدا هونا ' اور انکا علاوه علوم و فنون میں درجهٔ رسوخ و اجتهاد پیدا کرنے کے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کي راه میں هرطرح کے شدائد و مصائب کا گواره کرنا ' اور اپنے تلامذه و متبعین کي ایک بهت بڑي جماعت پیدا کردینا ' جسمیں علامهٔ (ابن قیم) جیسے اشخاص کا پیدا هونا ' کس قدر تعجب انگیز هے ؟

لیکن اس تعجب انگیز ظهور کا اندازه صرف وهي لوگ کر سکتے هیں جنکو مسلمانوں کے اس ذهني اور قلبي انحطاط کا صحیح اندازه هے ' جو چهٹي صدي کے بعد تمام عالم اسلامي پر طاري هو گیا تها اور سد باب اجتهاد نے اذهان و عقول کي ترقي کو اسکے عین عروج و ارتقاء کے وقت هلاک کر دیا تها -

اگر صرف هندوستان هي میں دعوت حق کي تاریخ پر نظر رکهي جاے تو یه آپکے لیے ایک قریب کي مثل هوگي - تاریخ هند میں (اکبـر) کا عهـد اس لحاظ سے خـاص طـور پر قابل ذکر هے - سلاطین پرست اور متبعین هواے نفس علما کي دربار پر حکومت تهي ' اور دیندـاري اور تقدس کے پردے میں نفساني تعصبات

عنوان کے تحت میں گو (دار الشجر) ' (الجوسق) اور (حیر الوحش) کے علاوہ (الفردوس) اور (الزج) بھي داخل ھیں ' مگر چونکہ مصنف نے ان دونوں قطعات کے متعلق کچھہ بھي نہیں لکھا ' اسلیے ھم صرف تین مقدم الذکر مقامات کے حالات لکھتے ھیں -

دار الشجرہ

دار الخلافۃ کے ایک قطعہ میں نہایت صاف پاني کا ایک وسیع و مستدیر حوض تھا - وسط حوض میں ایک نقرئي درخت تھا ' جسکا وزن پانچ کرور درھم تھا ' اس درخت کي ۱۸ شاخیں تھیں - بعض شاخیں نقرئي اور بعض پر طلائي ملمع تھا ' یہ شاخیں بہت طویل تھیں - جب ھوا چلتي تھي ' تو یہ شاخیں اصلي شاخوں کي طرح جھومتي تھیں - انکے پتے مختلف رنگ کے تھے ' جو ھوا سے اصلي پتوں کي طرح ھلتے تھے ' ان شاخوں پر ھر نوع کے نقرئي و طلائي طیور بٹھائے گئے تھے ' جو نہایت شیریني کے ساتھہ نغمہ سنجیاں کرتے تھے ' حوض کے داھنے و بائیں جانب اسپ سواروں کے ۱۵ سنگي بت تھے ' سواروں کي پوشاکیں دیبا و حریر وغیرہ گراں بہا کپڑوں کي تھیں ' ھر سوار کے ھاتھہ میں ایک ایک نیزہ تھا ' یہ تمام سوار اسطرح متحرک تھے کہ معلوم ھوتا تھا گویا انمیں سے ھر ایک سوار دوسرے پر حملہ کرنا چاھتا ھے -

یہ مکان دار الشجرہ کہلاتا تھا ' اور عجیب و غریب مشینوں اور علم منجنیق کے رموز و اسرار سے ایک حیرت انگیز طلسم تھا -

الجوسق

یہ ایک محل کا نام ھے ' جو چند باغوں کے درمیان میں بنایا گیا تھا - وسط محل میں رانگے کا ایک حوض تھا - یہ حوض ایک جانب سے تیس ھاتھہ اور دوسري جانب سے بیس ھاتھہ لنبا تھا - اسکے گرد رانگے کي ایک نہر بھي تھي ' جو صفائي اور سفیدي میں جلا کي ھوئي چاندي سے بھي زیادہ درخشاں و خوشنما معلوم ھوتي تھي - حوض میں چار طیارات تھیں (طیارہ ایک خاص قسم کي کشتي کو کہتے تھے) ان کشتیوں کي نشستگاھیں طلائي تھیں ' جن پر کار چوبي اور حاشیہ دار دیبقي کپڑا منڈھا ھوا تھا ' اور ان پر کار چوبي پارچہ دیبقي کي چادریں پڑي رھتي تھیں -

حوض کے گرد ایک وسیع باغ تھا ' جسمیں ایک روایت کے بموجب ۴ سو کھجور کے درخت تھے - ھر درخت پچاس ھاتھہ لمبا تھا ' ان درختوں کے تنوں پر منقش ساگون کے پترے ھر چہار طرف سے جڑے ھوے تھے ' اور انکے تنے طلائي ملمع کار حلقوں سے آراستہ کیے گئے تھے - باغ کے کناروں پر ترنج ' دستنبو ' و منقع وغیرہ درختوں کي قطاریں باغ رضواں کا دھوکا دیتي تھیں -

حیر الوحش

" حیر " کے معني باغ کے ھیں ' اور وحش سے مقصود حیوانات ھیں - یہ قطعہ در اصل اجکل کي اصطلاح کے مطابق باغ حیوانات تھا - اسمیں مختلف قسم کے جنگلي جانور رکھے گئے تھے ' اور وہ اس قدر انسانوں سے مانوس ھوگئے تھے کہ آدمیوں کے پاس آکے انکے جسم سونگھتے تھے (جیساکہ پالو جانور اکثر کرتے ھیں) ' اور انکے ھاتھہ سے چیزیں لیکے کھاتے تھے -

شاہ روم کا سفیر اور آرائش قصر

سنہ ۳۰۵ میں شاہ روم نے (مقتدر باللہ) کے پاس اپنا سفیر بھیجا - یہ سفیر جب (تکریت) پہنچا ' تو (مقتدر) نے حکم دیا کہ دو ماہ تک اسکو (تکریت) میں رکھا جائے - وھاں سے جب (بغداد) آیا ' تو (دار صاعد) میں اتارا گیا - یہاں سفیر نے دو ماہ تک انتظار کیا ' مگر بارگاہ خلافت میں حاضر ھونے کي اجازت نہیں ملي - اس عرصہ میں قصر کي آرایش نہایت اھتمام کے ساتھہ گراں بہا و خوشنما آلات ' فروش ' اور پردوں سے کي گئي - پارچہاے انماطي ' دیبقي و طبري کے ۱۲ ھزار فرش بچھائے گئے - ۳۸ ھزار پردے پارچہاے ارمني ' واسطي ' بہمني ' دیبقي مطرتز کے لٹکائے گئے - ان ۳۸ ھزار پردوں میں سے ۱۲ ھزار پردے پارچہ دیبقي کے تھے ' جن پر گھوڑے ' ھاتھي ' اونٹ ' اور دیگر جانوروں کي تصویریں منقش تھیں -

سفیر کي فرود گاہ (دار صاعد) سے لیکے دار الخلافہ کے پھاٹک تک ایک لاکھہ ساٹھہ ھزار سوار اور پیادوں کي دورویہ صفیں کھڑي کي گئي تھیں - سواروں کي پوشاکیں نہایت قیمتي ' گھوڑے نہایت عمدہ ' زینیں نقرائي و طلائي تھیں - سواروں کے ھمراہ کوتل گھوڑے بھي تھے -

بازار شرقي کي تمام دوکانیں ' کوٹھے ' حتی کہ چھتیں اور چھجے تک تماشائیوں نے بہت زیادہ کرایہ پر لے لیے تھے -

بازار مذکور کے یمین و یسار کے مکانات اور خود بازار تماشائیوں سے بھرا ھوا تھا -

اصناف کشتي میں سے شذاوات ' طیارات ' زلازلات ' اور سمریات دجلہ میں باھمہ آرایش و سامان کھڑي تھیں - دار الخلافہ کے پھاٹک سے لیکے پیشگاہ خلافت تک مجرئي غلام اور دارني و بیراني خدام لباس فاخرہ پہنے ' زرین پٹکے باندھے ' اور ھاتھوں میں ننگي تلواریں لیے سر بر قد کھڑے کیے گئے تھے -

تمام حاجب و دیگر خدام اپنے اپنے منصب کے موافق گذرگاھوں اور نشست گاھوں میں حاضر تھے -

آرایش کے بہمہ وجوہ مکمل ھونے کے بعد سفیر کو حاضر ھونے کي اجازت دي گئي -

سفیر اپني فرودگاہ (دار صاعد) سے مع اپنے تمام جلوس کے دو رویہ صفوں سے ھوتا ھوا دار الخلافہ کي طرف روانہ ھوا - راستہ میں نصر قشوري الحاجب کا مکان ملا ' جو خلیفہ کي ڈیوڑھي کا دربان تھا - لیکن مکان کي آراستگي اور اشخاص کي صف بستگي کو دیکھکے وہ سمجھا کہ شاید دار الخلافہ یہي ھے - منظر مکان کي عظمت اور خیال دار الخلافہ کي ھیبت اس پر چھاگئي ' اور وہ مرعوب ھوکر رک گیا ' لیکن پھر اسکو بتا دیا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ھے ' بلکہ دار الحاجب ھے - سفیر آگے بڑھا - تھوڑي دور کے بعد وزیر السلطنت کا مکان ملا - یہ مکان (ابو الحسن علي بن محمد الفرات) کي صرف مردانہ نشست گاہ تھي - یہاں جب سفیر نے حاجب کے مکان سے زیادہ شکوہ و احتشام دیکھا ' تو اسکو یقین ھوگیا کہ یہي دار الخلافہ ھے - مگر یہاں بھي اسے بتایا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ' بلکہ دار الوزیر ھے -

(دجلہ) اور باغ کے بیچ میں ایک نشستگاہ تھي ' جو عمدہ عمدہ پردوں اور چیدہ چیدہ فرشوں سے آراستہ تھي - چند دست (تخت یا اسکے مانند کوئي شے) نصب تھے ' جنکے ھر چہار طرف غلام عصا اور تلواریں لیے کھڑے تھے - سفیر اس نشستگاہ میں گیا ' اسکے بعد تمام قصر کي سیر کرائي گئي ' پھر پیشگاہ خلافت میں باریاب ھونے کیلئے حاضر ھوا -

یہ تفصیل ایک روایت کے مطابق ھے - دوسري روایت سے ' جو اس روایت سے طویل ' مفصل ' اور کسیقدر مختلف ھے ' یہ معلوم ھوتا ھے کہ سفیر جب دار الخلافہ تک پہنچ گیا تو ایک تہ خانہ میں داخل کیا گیا ' جہاں سے وہ بارگاہ خلافت میں حاضر کیا گیا - سفیر نے شاہ روم کا پیغام عرض کیا ' اور اسکے بعد

مقالہ

تاریخ عمران عربي کا ایک صفحہ

— * —

دار الخلافہ یا قصر حسني

موجودہ دور میں ' جبکہ جو کچھہ ہمارے پاس باقي رہگیا ہے' اُسے بھي کہو رہے ہیں ' کیا بہتر نہوگا کہ جو کچھہ ہمیں حاصل تہا ' ایک مرتبہ اسکي یاد پھر تازہ کرلیں ؟

گاہے گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہي داشتن گر داغہاے سینہ را

ابوبکر خطیب بغدادي (المتوفي سنہ ۴۶۴ ھجري) نے ایک نہایت ضخیم و بسیط تاریخ بغداد لکھي ہے ' جو " تاریخ مدینۃ السلام " کے نام سے مشہور ہے - یہ مسلم ہے کہ اس سے بہتر اور جامع تاریخ بغداد اسکے بعد کوئي نہیں لکھي گئي' اور اگرچہ مصنف نے ضمني مطالب کو جا بجا اس کثرت سے درج کیا ہے اور حدیث و فقہ کے مباحث میں اس قدر دلچسپي لي ہے کہ موضوع کتاب کو اس سے سخت نقصان پہنچا ہے' تاہم وہ تمام ضمني مطالب بھي اسقدر ضروري اور کارآمد ہیں کہ انکے لیے بھي مصنف کا شکرگذار ہونا پڑتا ہے -

اس نادر کتاب کا سب سے زیادہ صحیح اور قدیم نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانۂ (مصطفی پاشا کو بیریلي) میں محفوظ ہے' دوسرا کامل نسخہ مکہ معظمہ کے قبۂ محمودیہ کے کتب خانے میں ' اور تیسرا لندن کے برٹش میوزیم میں - اسي آخري نسخہ کے ایک ٹکڑے کي نقل ہے ' جس کو سنہ ۱۹۰۴ء میں پروفیسر جي - سلیمان - (G. Salmon) نے تصحیح و تہذیب و جمع اختلاف نسخ کے بعد شائع کیا ہے -

الہلال پریس "احیاء آثار و علوم عربیہ" کے سلسلے میں جن قدیم کتابوں کي اشاعت کا انتظام کر رہا ہے' اس میں ایک یہ تاریخ "مدینۃ السلام" بھي ہے -

اس تاریخ کے مطالعہ سے بغداد کے شش صد سالہ تمدن کے عجیب و غریب مناظر سامنے آجاتے ہیں ' اور صدہا اسطرح کے تاریخي واقعات ہیں ' جنکا عام و متداول تاریخوں میں نام و نشان تک نہیں ملتا -

(المقتدر باللہ عباسي) کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینےکیلئے ایک سفیر بھیجا تہا' جو کئي ہفتے تک بغداد میں مقیم رہا' اور دار الخلافہ کے عجائب و نوادر کي سیر کرتا رہا - اس زمانے میں خلیفہ المقتدر کا قیام ایک خاص عمارت میں تہا ' جسکا نام " القصر الحسني " تہا ' اور اسي قصر میں سفیر روم باریاب حضور خلافت ہوا تہا - " تاریخ مدینۃ السلام " میں' اس قصر کے ساز و سامان اور سفیر روم کي آمد کے نہایت دلچسپ حالات لکہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسکے ایک مختصر ٹکڑے کا ترجمہ آج کي اشاعت میں درج کر دیں -

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں " فن روایت " صرف "حدیث" کیلئے مخصوص نہ تہا ' بلکہ قدمائے مورخین واقعات تاریخي کو بھي بسلسلۂ روایت جمع کرتے تہے ' اور یہ منجملہ ان فضا[ئل] مخصوصہ کے ہے جس کو تاریخ اسلام تمام دنیا کے تاریخي ذخیرے کے سامنے پیش کرسکتي ہے - تاریخ بغداد میں بھي تمام واقعات بقید روات لکہے گئے ہیں اور ہر واقعہ کے درج کرنے سے پہلے راویوں کے نام بسلسلۂ روایت درج کردے ہیں - چونکہ انکے نقل کرنے میں تطویل لا حاصل ' اور ترتیب واقعات میں اختلاط و خلل کا خوف تہا ' اسلیے ترجمہ میں راویوں کے نام نکالدے ہیں' اور واقعات کو بھي روایات کي ترتیب کي جگہہ واقعات کي ترتیب سے نقل کیا ہے - (ایڈیٹر)

وجہ [illegible]

خاندان برامکہ کے ایک ممتاز اور عالي مرتبہ ممبر (حسن بن سہل) نے نہر (معلي) کے نیچے ساحل دجلہ پر ایک قصر عالیشان تعمیر کرایا تہا - یہ قصر اپنے باني کے نام سے مشہور تہا ' جس کي وفات کے بعد اسکي بیٹي (بوران) (۱) کے قبضہ میں آیا - خاندان عباسیہ کا سولہواں فرمانروا (معتضد باللہ) جب تخت نشیں ہوا ' تو اپنے قیامگاہ کے لیے اسکي نظر انتخاب اِس محل پر پڑي' چنانچہ اس نے (بوران بنت حسن) سے اسکے تخلیہ کي فرمائش کي - بوران نے چند روز کي مہلت مانگي جو اسکو ملگئي -

حصول مہلت کے بعد بوران نے عمارت کي درستگي و آراستگي کي طرف توجہ کي - اولاً شکستہ مقامات کي مرمت اور گچکاري کرائي ' اسکے بعد سفیدي پھروائي - اصل عمارت کي درستگي کے بعد اسکي آراستگي شروع کي ' زمین پر نہایت بیش بہا و خوشنما فرش بچھوائے ' دروازوں پر نہایت پر تکلف و گراں قیمت [illegible] لٹکائے گئے -

آراستگي [illegible] فراغت کے بعد محل کے گوداموں میں وہ تمام اشیا مہیا کي گئیں' جن کي شاہانہ زندگي میں ضرورت ہوتي ہے -

جب اس عمارت کو بہمہ وجوہ شاہي قیام کے قابل بنا دیا' تو (معتضد باللہ) کو اطلاع دي اور (معتضد) نے محل کو بہمہ وجوہ آراستہ و مکمل دیکھکر نہایت پسندیدگي ظاہر کي -

یہاں تک جو کچھہ لکھا گیا ہے اسکا ماخذ (ہلال بن المحسن) کي روایت ہے' مگر اس روایت کا آخري جزء یعني بوران سے (معتضد) کي تخلیہ محل کي فرمائش اور (بوران) کا (معتضد) کو حوالہ کرنا قابل تسلیم نہیں - اسلیے کہ (بوران) کا سنہ وفات ۲۷۱ ہجري ہے' اور (معتضد) سنہ ۲۷۹ ھ میں تخت نشیں ہوا ہے -

معتضد سے پہلے معتمد باللہ سنہ ۲۵۶ھ میں تخت نشیں ہوا تہا ' بوران اسوقت زندہ تھي ' اسلئے عجب نہیں کہ (بوران) نے (معتمد) کو یہ قصر دیا ہو' اور رواۃ نے غلطي سے (معتمد) کے بدلہ (معتضد) بیان کردیا ہو' بہر نوع اسقدر ضرور صحیح واقعہ ہے کہ یہ قصر در اصل (حسن بن سہل) برمکي کا تہا - اسکي وفات کے بعد (بوران) کے پاس رہا ' اور (بوران) سے خلفاء بني عباس کے پاس آیا -

تعمیرات جدیدہ

(معتضد) نے اس قصر کے گرد و پیش کے قطعات بھي اسمیں شامل کر لیے' اور ایک دیوار اٹھوادي' جس سے نہ صرف یہ تمام قطعات ایک عمارت کے اجزاء معلوم ہونے لگے' بلکہ نہایت مستحکم اور محفوظ ہوگئے -

(معتضد) کے جانشیں (مکتفي باللہ) نے جو سنہ ۲۸۹ھ میں تخت نشیں ہوا تہا (دجلہ) پر ایک تاج بنوایا جسکے پیچھے چند بیحد بلند و وسیع قبے اور ایوان بھي تعمیر کرائے تہے (مکتفي) کے بعد (مقتدر) سنہ ۲۹۵ھ میں تخت نشیں ہوا' مقتدر نے تعمیرات کے ناتمام حصوں کي تکمیل مزید کي' اور بعض نئي عمارتیں بھي از سر نو بنوائیں -

اس تمام اضافہ و توسیع کے بعد دار الخلافۃ کا طول و عرض کیا تہا ؟ اسکا جواب (عضد الدولہ) کے خزانچي (ابو نصر خوشادہ) کي زبان سے یہ ہے کہ " میں دار الخلافۃ کے اندر و بیرون حصے اور حریم و غیر حریم میں پھرا - میرے اندازے میں دار الخلافۃ شہر (شیراز) کے برابر ہے "

دار الخلافۃ کے بعض قابل ذکر قطعات

دار الخلافۃ نہ صرف اپني وسعت و بلندي کے لحاظ سے دہشت انگیز و حیرت آفریں تہا ' بلکہ اسکے بعض قطعات بھي اس زمانہ کي اعجوبہ طرازي و نادرہ کاري کے بہترین نمونے تہے - اس

(۱) یہ بوران حسن بن سہل کي وہي لڑکي ہے جس سے مامون الرشید نے عقد کیا تہا ' اور جسکي نسبت ایک طول طویل حکایت عقد الفرید میں بیان کي گئي ہے - علامہ ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ میں اس حکایت کا مضحکہ اڑایا ہے - (ایڈیٹر)

مراسلات

الهلال روزانه

—*—

متعنا الله بطول بقائکم

بجناب مولانا المعترم ذر المجد ر الکرم السلام علیکم ورحمة الله ر برکاته - اخبار الهلال کي روزانه اشاعت کے باب میں ابر الاعجاز صاحب عرشي کي اس تجویز سے همیں کسیقدر اختلاف هے که " الهلال هفته وار روزانه کر دیا جاے اور بجاے هفته وار کے صوري و معنوي خصوصیات کے ساتهه چار پانچ جزر کي ضخامت میں رساله البیان ماهوار شائع کیا جاے " هفته وار الهلال جس آب رتاب ار رجن خوبیوں کي بدولت اپنے همعصر اخبارات میں درجه اختصاص حاصل کئے هوے هے' ره محض آپ کي محنت شاقه اور جگر کاري کا نتیجه هے ایک هفته کي لگاتار محنت کے بعد اخبار الهلال پبلک کي مشتاق نظروں اور قدردان هاتهوں میں دکهائي دیتا هے اور پهر جس جوش و خروش کے ساتهه اوسکا خیر مقدم کیاجاتا هے وه محتاج بیان نهیں تاهم آپ کو همیشه عدیم الفرصتي کا عذر رها - اگر الهلال روزانه شائع هوا کرےگا تو عدیم الفرصتي اور عجلت میں ان ساري خوبیوں کے یکقلم موقوف هوجانیکا اندیشه هے جنکي پبلک قدردان هے مجبوراً صفحات الهلال کے پُرکرنے کیلیے انگریزي عربي اخبارات کے اقتباسات اور بسا اوقات پوري پوری عبارات کي نقل کرني پڑیگی جس سے پبلک کی کرو بدگي اور اخبار بیني کے مذاق میں جو خدا خدا کرکے اب پیدا هوچلا هے یک گونه بدمزگي پیدا هوجائیگي اور ممکن هے که الهلال اسوقت جن خوبیوں سے فلک عز و افتخار پر چمک رها هے روزانه اشاعت سے اوسکي ضیاء ماند پڑجاے اور پهر کثرت کار کي تکان آپکي صحت پر مضر اثر ڈالے -

الهلال کے روزانه اشاعت سے مقصود محاربهٔ روم و بلقان کي تازه خبریں ناظرین کے سامنے پیش کرنا' اور حتی الوسع صحیح خبروں سے ناظرین کو آگاه کرنا هے تا که غلط اور غیر صحیح خبروں سے ناظرین کو نعل در آتش رهنے کا موقع نرهے لیکن دیگر اخبارات ان فرائض کے ادا کرنے سے غافل نهیں هیں پهر جس امر کي نسبت اور اخبارات سرگرم و ساعي هیں انکو انهي کیلیے چهوڑ دینا بهتر هے - ترقي و بیداري کي روح پهونکنے کا مهتم بالشان ذمه آپ نے اپنے سر لیا هے اور اس عظیم الشان ذمه داري کو عرصه قلیل میں جس خوش اسلوبي و کامیابي کے ساتهه آپ نے انجام دیا هے اوسکا ایک زمانه مداح و معترف هے پس آپکے لیے اصلي میدان کار یهي هے - بنظر حالات متذکره هم مناسب نهیں جانتے که الهلال کي روزانه اشاعت سے اوسکي قدرداني میں کمي پیدا هو لهذا هفته وار الهلال بدستور جاري و شائع هوتا رهے البته ماهوار البیان شائع کرنا مناسب حال سمجهه جاے تو همیں اوسمیں عذر نهیں - اظهار راے میں کوئي غلطي سرزد هوئي هو تو معاف فرمائیگا -

محمد احمد الله (حیدر اباد)

فکاهت

یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

—*—

تهي سفارت کي جو تجویز بظاهر موزوں * اهل مجلس بهي بظاهر نظر آتے تهے خموش

دفعةً دایرهٔ صدر سے اُٹها اک شخص * جسکي آزادئي تقریر تهي غارتگر هوش

اسنے اس زور سے تجویز په کي رد و قدح * چونک اوٹهے وه بهي جو بیٹهے هوے تهے پنبه بگوش

اهل مجلس نے جو بدلا هوا دیکها انداز * ڈر هوا یه که کهیں اور نه بڑه جائے یه جوش

صدر محفل نے بلا کر اسے آهسته کها * که " تو هم شامل وفدستي و این مایه مجوش "

بادهٔ جام سفارت مئی مرد افگن تها * ایک هي جرعه میں وه شیر جري تها مدهوش

اب نه وه طرز سخن تها' نه وه آزادي راے * نه وه هنگامه طرازي تهي نه وه جوش و خروش

جسکي تقریر سے گونج اُٹها تها اجلاس کا هال * اب وه اک پیکر تصویر تها بالکل خاموش

سخت حیرت تهي' که اِک ذرهٔ خاکستر تها * وه شراره' جو ابهي برق سے تها دوش به دوش

دیکهتے هیں تو حرارت کا کهیں نام نهیں * هو گیا شعله سوزنده بهڑک کر خس پوش

اهل ثروت سے یه کهدو که مبارک هو تمهیں * لله الحمد ابهي ملک میں هیں راے فروش

(کشاف)

عرضداشت

—*—

مسلمانوں اور سلطان المعظم خلد الله ملکه کے تعلقات کي تفصیل چنداں ضروري نهیں - صرف اتنا کهدینا کافي هے که وه خادم حرمین شریفین هیں اور هم لوگ اونکو اپنا خلیفه سمجهتے هیں - اوسوں سے جو مظالم دول یورپ سلطنت عثمانیه پر کررهے هیں' اوسے هم بے خبر نهیں - ان مظالم کا سلسله موقوف اسوقت تک

اسکو تمام قصرکي سیر کرائي گئي - سیر قصرکي کیفیت کے متعلق چند روایتوں کے جمع کرنے سے معلوم هوتا هے کہ جسوقت سفیر داخل هوا هے ' قصر میں فوج کا ایک سپاهي بهي نہ تها - صرف حجّاب اور مختلف النسل خدام تهے جن کي تفصیل یہ هے

خدام سفید	٤ هزار	حجاب	٧ سو
خدام سیاہ	٣ هزار	حبشي غلام	٤ هزار

یہ تمام اشخـــاص چهتوں پر کهڑے کیے گئے تهے - سفیر عام پهاٹـک سے داخل هو کے (خان خیل) کي طرف چلا - (خان خیل) ایک بہت بڑا مکان تها ' جسمیں بکثرت رواق اور سنـگ مرمر کے ستون تهے - دهنے جانب پانچ سو گهوڑے کهڑے تهے ' جن پر پانچ سو طلائي و نقرئي زینین کسی هوئي تهیں ' اسي طرح بائیں جانب پانچ سو گهوڑے کهڑے تهے ' جن پر دیبا کي جهولیں اور لمبے لمبے برقعے پڑے هوے تهے ' اور ان تمام گهوڑوں کي باگیں لباس فاخرہ پہنے هوے سائیسوں کے هاتهوں میں تهیں -

یہاں سے درمیان کی دهلیزوں اور گزرگاهوں سے هوتے هوے سفیر کو (حیر الوحش) میں لیگئے - (حیر الوحش) سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے ' جہاں چار هاتهي کهڑے تهے ' یہ هاتهی دیبا کي جهولوں اور گلکاري سے آراستـہ کیے گئے تهے - سفیر ان مقامات کو نہایت متحیر هو هوکے دیکهتا تها ' اور ادنے ادنے باتوں کو متعجبانہ پوچهتا تها - اس مکان سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے جہاں ایک سو شیر تهے ' ٥٠ داهنے جانب ' اور ٥٠ بائیں جانب - ان شیروں میں سے هر شیر کا هاتهہ چند اور شیروں کے هاتهہ میں تها ' اور شیروں کي گردنوں میں زنجیریں اور طوق پڑے تهے - اس مکان سے اسکو (الجوسق) میں لیگئے - (الجوسق) سے دار (الشجرہ) میں - (دارالشجرہ) سے (الفردوس) میں لیگیے ' جو بیشمار آلات و فروش سے آراستہ تها -

(الفردوس) کي دهلیز میں دس هزار طلا کارذرعیں آویزاں تهیں - یہاں سے اسکو ایک ایسے راستہ میں لیگئے جو ٣ سو هاتهہ لمبا تها اور اس کے هر دو جانب دس هزار درقہ ' خود ' بیقســہ ' زرديہ ' مرصع ترکش ' اور کمانیں آویزاں تهیں ' اور ایک هزار گورے اور حبشي غلام چپ و راست کهڑے تهے - ٢٣ محلوں کي سیر کرنے کے بعد سفیر کو (صحن التسعیني) میں لیگئے - (صحن التسعیني) میں حجري غلام لباس فاخرہ پہنے اور پورے طورپر مسلح کهڑے تهے ' اور انکے اسلحہ میں برچهے ' تبر ' عصا ' اور تلواریں تهیں - سفیر کو مع اپنے جلوس کے صحن التسعیني سے (دار السلام) میں لیگئے ' جہاں کثرت سے سسلي کے غلام دوڑ دوڑ کے برف کا پاني اور شربت وغیرہ لوگوں کو پلا رهے تهے -

اس سیر کي طول مسافت کا اندازہ اس سے هو سکتا هے ' کہ یہ لوگ سات مقام پر اس عرصہ میں استراحت کی غرض سے بیٹهے اور اتنے هي بار پاني پیا - ابوعمر عدي الطرطوشي صاحب السلطان اور رئیس بلاد شام ایک سیاہ عباء پہنے اور سیف و منطقہ زیب کمر کیے ' تمام سیر میں انکے همراہ تهے -

پیـــشــــگاہ خـــلافت

جب سفیر روم قصر خلافت کي سیر کرچکا ' تو حریم خلافت سے طلبي کا پیغام پہنچا -

(خلیفہ المقتدر باللہ) کے دیوان خاص کي عمارت (قصر حسنی) کا وہ کمرا تها ' جو عین دجلہ کے کنارے واقع تها اور (التاج) کے نام سے مشہور تها - سفیر جب باریاب حضوري هوا تو اس نے دیکها کہ آبنوس کے ایک تخت پر خلیفۂ عباسي متمکن هے ' اور دیبق کا ایک زرافشان حلّہ پہنے هوے هے ' جسپر طلائي بیل بوٹوں کے بنانے میں صناع نے حیرت انگیز انساني کمال ظاهر کیا هے - تخت بهي دیبقي مطرز و مذهب فرش سے مفروش هے ' اور اسکے سروں کے دونوں جانب لعل و زمرد کے دو بڑے بڑے هار آویزاں هیں ' جنـکي چمک اور درخشاني سے تمام گرد و پیش منور هو رها هے -

خلیفہ کے سامنے اسکے پانچ شاهزادے بیٹهے تهے ' تین دهني جانب اور دو بائیں طرف -

سفیر روم کے ساتهہ (نصر القشوري) بہ حیثیت مترجم کے موجود تهے - سفیر جب تخت کے قریب پہنچا تو اس نے سینے پر هاتهہ رکها اور تعظیم کے اظہار کیلئے سر جهکا دیا - پهر مترجم سے کہا کہ " اگر تمهارے یہاں سجدہ کرنا ممنوع نہوتا تو میں سجدہ کرتا ' لیکن میں اس طریق سے کورنش بجالایا هوں جو همارے یہاں کے اداب و رسوم کا شعار هے "

اسکے بعد خلیفہ کے طرف سے قیصر روم کے خط کا جواب دیا گیا ' جسکو سفیر نے لیکر چوما ' انکهوں سے لگایا ' اور (باب دجلہ) کے طرف سے اپني فرودگاہ کي طرف روانہ هو گیا -

خلیفہ کي طرف سے سفیر روم کیلئے پچاس کشتیاں عطایاے شاهانیہ کي پیشتر سے پہنچ چکي تهیں - اسکا اندازہ مشکل هے کہ اِن میں سے هر کشتي کے اندر دنیا کي کس قدر دولت موجود تهي ؟ اور جس خزانے سے آئي تهي ' اسکے اندر زر و جواهر کے کیسے عظیم الشان سمندر بند تهے ؟ یہ واقعہ سنہ ٣٠٥ هجري کا هے -

خـــون نـــاحـــق

— * —

شئون عثمانیه

صــــدورهـــم اکبــــر	هیں وہ اس سے بھی کہیں بڑھکر ہیں - ہم
قـد بینـــا لکـم الایات	نے تمکو پتے کی باتیں بتادی ہیں اگر تمھارے
ان کنتــم تعقلـــون	پاس عقل معاملہ فہم ہے تو تمھارے کام آئے گا -

قران مجید اپنا کوئي حکم بجبر نہیں منواتا بلکہ جمیع احکام و هدایات کے ساتھ اُن کے دلائل و براهین بھي بیان فرمادیتا ہے - اس حکم میں بھي اس امر کي فرو گذاشت نہیں کي گئي اور اس سے بعد کي آیات میں بتلادیا کہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں :

هـا انتــم اولاء	سنو جي ! تم کچھہ ایسے سیدھے سبھاؤ کے
تحبونهـــم	لوگ ہو کہ تم تو ان سے دوستي رکھتے ہو اور
ولایحبونکم وتومنون	وہ تم سے مطلق دوستي نہیں رکھتے اور تم خدا
بالکتـــاب کلـــه	کي ساري کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ
و اذا لقوکـم قالوا	تمھارے قرآن کے منکر ہیں اور جب تم سے
آمنـا و اذا خلوا	ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھي ایمان
عضـــوا علیکـــم	لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو
الانامل من الغیظ	مارے غصہ کے تم پر اپني انگلیاں کاٹتے ہیں
قل موتوا بغیظکم	اے پیغمبر اِن لوگوں سے کہو کہ اپنے غصہ میں
ان اللــه علیـــم	جل مرو جو بغض هماري طرف سے تمھارے
بذات الصدور - ان	دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے مسلمانو!
تمسسکم حسنـــة	اگر تم کو کوئي فائدہ پہنچے تو اِن کو برا لگتا
تسوهم و ان تصبکم	ہے اور اگر تم کو کوئي گزند پہنچے تو اس سے
سیئة یفرحوا بها	خوش ہوتے ہیں اور اگر تم ان ایذاؤں سے پرهیز
و ان تصبروا وتتقوا	کرو اور انتقام میں زیادتي سے بچے رہو تو
لا یضرکـم کیدهـم	اطمینان رکھو کہ ان کے فریب سے تمھارا کچھہ
شیئـــاً ان اللـــه	بھي نہیں بگڑے گا - کیونکہ جو کچھہ یہ کہہ رہے
بما یعملون محیط!	ہیں اس کا دفعیہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہے -

کیا ایک غیر مسلم کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے ترکي نے احکام قرآني کي صریح مخالفت نہیں کي ؟ اصل یہہ ہے کہ قرآن کي پیروي سے گڈریے عالم کے سلطان اور قیصر و کسری کي سلطنتوں کے مالک بن گئے تھے - اب قرآن کو پس پشت پھینکنے سے حاصل کي ہوئي سلطنتیں کھو رہے ہیں - فاعتبروا یا اولی الابصار -

(نور الدین از گوجرانواله)

جنگ بلقان و دول یورپ

+:•:+

تاریخ جنگ پر ایک اجمالي نظر اور یورپ کے سیاسي تعلقات موجودہ

گو یورپ کا علم ادب، حفظ حقوق، اعانت مظلوم، وفاء عہد، اور نصفت پروري کے ادعا سے لبریز ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ جذبۂ کشورستاني و حکمراني کا اس درجہ حلقہ بگوش ہے کہ اسکي فرمانبرداري کے لیے ہر قسم کي اخلاقي قربانیوں کے لیے بے دریغ تیار ہوجاتا ہے -

نقض عہد، غصب حقوق، اور زبردست آزاري خواہ کتني مذموم کیوں نہ ہو، لیکن اگر اسکے ذریعہ سے توسیع ملک میں مدد ملسکتي ہے تو اسکے استعمال میں اسکو ذرا بھی تامل نہیں - ممکن ہے کہ سطح بیں نظریں ان حرکات کو اسکي کامیابي و سرسبزي کا ذریعہ سمجھتی ہوں مگر ارباب نظر کو اس امر کے اعتراف سے کسي طرح گریز نہیں ہو سکتا کہ اسکي اس حرص پروري و طمعراني هي میں یقیناً اسکي آیندہ تباهي مضمر ہے -

جنگ طرابلس سے مسیحي دول کي باهم ساز و باز مصالح پرستي، اور حق کشي منظر عام پر آگئي تھي - جنگ بلقان نے اسکي مزید تائید کي اور اسکے ساتھہ دنیا کو یہ بھي دکھا دیا کہ یورپ جسقدر آگے بڑھتا جائیگا، اسیقدر امن و انصاف خطرے سے قریب تر ہوتا جائیگا -

یورپ نے اعلان کیا کہ " مسئلہ بلقان کي بابت جنگ نہیں ہوگي " یہ اعلان غالباً مدبرین یورپ کي ظرافت پسندي نہ تھی بلکہ ایک سنجیدہ اعلان تھا، اور بیشک اگر اغراض پرستي نہ ہوتي تو یورپ کا یہ اعلان حرف بحرف صحیح ثابت ہوجاتا - دول یورپ کا ادنی اشارہ جنگ روکنے کے لیے کافي تھا - چند چھوٹي چھوٹي ریاستوں کي اتني جرأت نہیں ہوسکتی تھي کہ وہ یورپ کي باشوکت و اقتدار سلطنتوں کے خلاف مشورہ کرتیں -

لیکن منع جنگ کا اشارہ کیوں ہوتا ؟ ریاستہاے بلقان روس کے لواحقین میں سے تھیں، جنھیں وہ نہ صرف حوصلہ افزائي کے لیے، بلکہ اپنے مخصوص مصالح کے لئے اپنے حریف دیرینہ دولت عثمانیہ کے مقابلہ کے لیے همیشہ شہ دیتا رہتا ہے - گو فرانس و انگلستان کو براہ راست ریاستہاے بلقان سے کوئي تعلق نہیں، مگر یہ تعلق کیا کم ہے کہ ان پر ایک ایسي سلطنت ظل گستر رهتي ہے جسکي خوشنودي و دوستي انھیں اپني کروروں کمزور و مجہول مسلمان رعایا کي هر دلعزیزي سے کہیں زیادہ عزیز ہے - ائتلاف مثلث (انگلستان، روس، فرانس) کے ایک جنگ پر متفق ہو جانے کے بعد کوئي وجہ نہ تھي کہ اتحاد ثلاثہ (جرمن، اٹلي، اسٹریا) اسکي مخالفت کرتا -

دول یورپ کا یہ عذر کہ انھوں نے جنگ کو روکنا چاہا مگر ریاستہاے بلقان راضي نہیں ہوئیں، محض ابلہ فریبی و حیلہ طرازي ہے - کیا کوئي معمولي عقل کا آدمي بھي یہ فرض کر سکتا ہے کہ جبل اسود کي سي چھوٹي ریاست، دول یورپ کے کسي ایک مشورہ کو بھي نامنظور کرسکتي ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ یورپ کي ساز و باز اور ملمع کار دروغ گوئی کي اس کثرت سے اور اس قدر جلد جلد پے درپے شہادتیں مل رهي هیں کہ اگر اب بھي اهل مشرق نہ سمجھیں، تو آیندہ انکے سمجھنے سے همیشہ کے لیے مایوس ہو جانا چاهیے -

بہر نوع اعلان جنگ ہوا اور اسکے بعد فوراً هي موسیو (پوانیکر) وزیر خارجہ فرانس کي تجویز اور انگلستان و روس کے اتفاق سے یہ اعلان کیا گیا کہ " خواہ نتیجہ کچھہ هي ہو مگر فتحیاب کو اپنے ملک میں مزید اراضي کے الحاق کا حق نہ ہوگا یا بالفاظ دیگر فریقین کے ممالک میں کوئي جغرافیائي تغیر نہیں ہوگا " موسیو (پوانیکر) نے یہ کیوں تجویز کیا تھا ؟ صرف روس کي خوشآمد کے لیے - انگلستان نے اس سے کیوں اتفاق کیا ؟ صرف روس کو خوش کرنے کے لیے - اور خود روس نے اسکو کیوں پسند کیا ؟ اسلیے کہ اسکا خیال تھا کہ بہادر ترکي فوج جسوقت اپني بارکوں سے چلے گي، تو پھر (صوفیا) میں جاکے دم لیگي - اسکو معلوم تھا کہ یوناني فوج جب اس سے برسر پیکار ہوئي تھی تو اسکا کیا حشر ہوا تھا - اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آج یونان صرف اسواسطے ایک آزاد سلطنت نظر آتا ہے کہ اعلان جنگ کے بعد یہ بھي اعلان کردیا گیا تھا کہ جغرافیائي حالت بدستور قائم رهیگي -

نہیں ہوا ہے' بلکہ روزافزوں ترقی دیکھا رہی ہے - جنگ طرابلس اور جنگ متحدہ ریاست ہاے بلقان کے بانی کار دول کو ہمنے اچھی طرح پہچان لیا ہے مگر اسوقت ہمکو اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - اگر آیندہ کوئی موقعہ پیش آیا تو ان شاء اللہ تفصیل سے بحث کرینگے - تازہ اخبارات سے مظالم بلغاریا کی جو تفصیل ہم تک پہنچی ہے' اوسکی فہرست نہایت طول طویل ہے - مختصراً یہ ہے کہ بلغاریا کے سپاہیوں نے مسلمانوں کے گھروں میں گھسکر ناکتخدا لڑکیوں اورعورتوںکو نہایت بیرحمی سے بے عصمت کیا اور مساجد کے ساتھہ طرح طرح کی بے ادبیاں کیں - کیا دنیا کا کوئی انسان جسکی عزت کے ساتھہ یہ برتاو کیا جاے اپنی حد پر قائم رہسکتا ہے ؟ ہر انصاف پسند طینت اسکا جواب یہی دیگی کہ " ہرگز نہیں " - قطع نظر اسکے کیا دنیا کی کوئی قوم اپنی عبادت گاہوں کی بے حرمتی دیکھنا گوارہ کرسکتی ہے ؟ اگر نہیں کرسکتی تو پھر کیا یہہ واقعہ اسلامی دنیا کے لئے ایسا نہیں ہے کہ اسلام کے بچہ بچہ کو اسپر آمادہ کردے کہ وہ وحدانیت کی قسم کھاکر اسکا بیڑہ اوٹھا لے کہ اون ملعونوں کو واصل جہنم کرکے اونکی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹادیگا ؟ اور یہ نہوسکا تو وہ خود اس عالم سے ناپید ہوجاریگا تاکہ پھر کبھی ایسے جانگداز اور روح فرسا واقعات اوسکے کانوں تک نہ پہونچیں ؟

اسلام دنیا میں اسلیے بھیجا گیا تھا کہ وہ دنیا کو آزادی' اخوت' اور مساوات کی تعلیم دے - اسکے تمام پیرو آزاد اور بالکل آزاد ہوں - چنانچہ مسلمانوں کی تاریخیں اس قسم کے صدہا واقعات سے لبریز ہیں - لیکن آہ ! ہم یہ کیا دیکھتے ہیں کہ آجکل تمام قوموں سے زیادہ مسلمانوں کی گردنوں میں غلامی کے طوق پڑے ہیں - مگر ہم کیا کہتے ہیں؟ کیا یہ طوق بگلو مسلمان مسلمان ہیں ؟ کیا اسلام اور غلامی ایک ساتھہ جمع ہوسکتی ہے ؟ کیا جس قوم کے غلام آزاد ہوے ہوں اسکے آزاد غلام ہوسکتے ہیں ؟ کیا جو شخص اسلام کا مقدس " فرض حریت " نہ بجا لائے وہ مسلمان ہوسکتا ہے ؟

یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ مسلمان اج تک تاج برطانیہ کے وفادار رہے ہیں بلکہ خود گورنمنٹ نے بھی غالباً یہی تصفیہ کرلیا ہوگا کہ مسلمان ایک قوم ہے جو ہمیشہ وفاداری کا عہد نباہ سکتی ہے لہذا ہم لوگ اس ادب اور تعظیم کے ساتھہ جو ایک وفادار رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہیے' ملتمس ہیں کہ ہماری عرضداشت دو صورتوں میں سے جس ایک صورت کو پسند فرمایا جاے منظور ہو :

(۱) بلغاریا سے اسکے تمام تہذیب سوز اور وحشیانہ افعال کی پوری سختی اور قوت کے ساتھہ باز پرس کی جاے اور قانون و تہذیب کے خلاف جو حرکتیں اس سے اور اسکی سپاہ سے سرزد ہوئی ہیں اور جنکی وجہ سے کئی لاکھہ مسلمانوں کو طرح طرح کے جگر سوز اور روح فرسا مصیبتیں گوارا کرنی پڑیں اور ہزارہا مسلمانان بلغاریا اپنی عزت و ناموس سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوے - اسکو تمام دول یورپ کے سامنے پیش کرے -

(۲) یا پھر یہ کہ گورنمنٹ غیر جانبداری کو بالای طاق رکھکر ہمکو ہمارے ارادے پورا کرنے کے لئے آزاد کردے - اول صورت کے لئے ہمیں یقین ہے کہ ہماری سلطنت کے وزیر خارجیہ کا صاف الفاظ میں یہہ جواب ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ بوجہ غیر جانبداری کے ایسا کرنے سے معذور ہے - اگرچہ ہمارے پاس اسکے کافی دلائل موجود ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کرسکتی ہے ' مگر ہمکو اسپر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں - پس غالباً ہماری گورنمنٹ کو ہماری عرضداشت کی دوسری صورت منظور کرلینے میں کوئی تامل نہ ہوگا - کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس صورت کے لئے گورنمنٹ کہہ سکتی ہے کہ عدم واقفیت فن سپہ گری سے خطرۂ جان ہے - ہمارے پاس اسکا کافی جواب موجود ہے کہ ہم اس سے ناواقف نہیں ہیں مگر کلمہ توحید جسکی تعظیم کا اثر ہر مسلمان کے رگ رگ میں ہے' میدان سپہ گری میں جوہر دکھانے کے لئے تمام نقصوں کا کامل علاج ہے -

بالفرض اگر یہی مان لیا جاے کہ جان کا خطرہ ہے بلکہ خطرہ نہیں جان کا جانا متصور ہے تو بھی مسلمانوں کے عقیدے کے موافق دنیا ایک عارضی چیز ہے' بمقابلہ اوسکے اخرت مستقل ہے - علاوہ اسکے یہ بھی عقیدہ ہے کہ چاہے کسی قوم کی جانیں اونکے ہاتھہ میں ہوں مگر مسلمانوں کی جانیں اونکے مالک حقیقی کے ہاتھہ میں ہیں جنکو قبل از وقت کوئی بھی نہیں لے سکتا - اگر مسلمانوں کا وقت آگیا ہے تو سبحان اللہ ! اس سے بہتر موت اونکے لئے نہیں ہوسکتی جسمیں اونکو درجہ شہادت حاصل ہوگا -

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے متعجانے سے ... برطانیہ کی ایک ایسی قوم جو اپنے مذہب اور اپنے تاریخی روایات کے برعکس غلامی اور محکومی کیلیے سب سے زیادہ موزون قوم ہے' متعجائے گی' مگر اس کا افسوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انگریزی قوم اپنے آپ کو آزادی کا علم بردار کہتی ہے' اور تجربہ شاہد ہے کہ وہ صدیوں کی مغلوب قوموں کو آزادی کے لیے جد جہد کرنا سکھا چکی ہے پس مسلمانوں کی قوم جنکی سلطنت کو گئے ہوئے پوری ایک صدی بھی نہیں گذری ہے اور جنکی دنیا میں ابھی اور سلطنتیں باقی ہے' کیوں اپنی گم گشتہ ازادی کیلیے اب ایک آخری حرکت مذبوحی سے باز رہے ؟

[یہ مراسلت ایک اسلامی انجمن کی جانب سے پچھلے مہینے ہمارے پاس پہنچی تھی جسکے آخر میں اسکے ممبروں کے دستخط تھے - ہم نے اس خیال سے شائع نہیں کیا تھا کہ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں - درخواستیں اور عرضداشتیں کبھی بھی کسی قوم کے مصائب کا علاج نہیں ہوتی ہیں - لیکن اب شائع کردیتے ہیں کہ کم از کم مسلمانوں کے خیالات اصلی کا تو اعلان ہے - الہلال]

ترکی کا وزیــــر خارجیــہ

ترکی کی وزارت خارجیہ پر ایک ارمنی نسل کا مسیحی متمکن ہے جسکا نام نوروتنگیان افندی ہے - غور کرو' وزارت خارجہ کا عہدہ جلیلہ کیسا ذمہداری کا عہدہ ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک وزیر خارجہ ہوتا ہے - بعض رموز سلطنت ایسے ہوتے ہیں جن کو اجانب و اغیار سے پردۂ خفا میں رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے - اسی بنا پر ایک اسلامی سلطنت کا وزیر خارجہ مسلمان ہونا چاہئے لیکن ترکی کو اس کا مطلق احساس نہیں - یورپ کی مسیحی اقوام اسلام کے قلع و قمع پر تلی ہوئی ہیں اور وہ ہر وقت اسی دھن میں رہتی ہیں کہ بس چلے تو آل عثمان کو یورپ سے جلا وطن کردیں' لیکن سلطنت عثمانیہ ایسی بھولی بھالی ہے کہ انہی مخالفین و معاندین اسلام کے ایک فرد کو وزارت خارجہ جیسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمانے سے دریغ نہیں کرتی - * ع *

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قرآن مجید نے نہایت توضیح و تاکید سے فرمایا ہے کہ مسلمانوںکو چاہیے کہ اپنے سوا کسی غیر کو اپنا رازدار دوست نہ بنائیں کقولہ تعالی :

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم' قد بدت البغضاء من افواههم و ما تخفی	مسلمانو ! اپنے لوگوںکو چھوڑکر مخالفین میں سے کسی کو اپنا رازدار اور دوست نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کچھہ اُٹھا رکھنا نہیں چاہتے ہیں کہ تم کو تکلیف پہنچے - دشمنی تو ان کی باتوں سے ظاہر ہو ہی چکی ہے اور غیظ و غضب جو اِن کے دلوں میں بھرے

لیکن فتح و شکست کی تقسیم بالکل خلاف امید ہوئی -

ہوا کا رخ بدلہ ہوا دیکھکر خیالات کا رخ بھی بدلگیا اور سب سے پہلے اخبارات نے یہ سوال اٹھایا کہ بلقانیوں کو "کیوں نہ اس فتح کے ثمرات سے متمتع ہونے کا موقع دیا جاے' جسکے لیے انکی ہزارہا جانیں کام آئی ہیں" اعلان جنگ پر ابھی نصف ماہ سے زائد نہیں گزرا تھا کہ (روس) سے یہ آواز بلند ہوئی : " نہایت نا انصافی ہوگی اگر ریاستہاے (بلقان) کو ان فتوحات سے ثمرہ اندوز ہونے کا موقع نہ دیا گیا جسکے لیے انہوں نے اپنی نہایت عزیز جانیں دی ہیں" اس کی صداے بازگشت (انگلستان) و (فرانس) سے بھی آئی اور مسٹر ایسکویتھہ اور موسیو پوانیکر بھی وہی کہنے لگے' جو ایک روسی مدبر کہہ رہا تھا - گو (جرمن) ' (آسٹریا) ' اور (رومانیا) یہی چاہتی تھیں' کہ نقشۂ ملک میں تغیر نہ ہو' مگر روس کے ساتھہ (انگلستان) اور (فرانس) کے ہم آہنگ ہو جانے سے مجبوراً انکو خاموش ہو جانا پڑا - لیکن (آسٹریا) نے تغیر جغرافیہ کی مخالفت سے اس شرط پر دست کشی اختیار کی کہ " البانیہ ریاستہاے بلقان میں تقسیم نہ کردیا جاے " کیونکہ اگر البانیہ انکو ملجاتا ' تو سلافی (سلاوین) عنصر کا غلبہ ہو جاتا ' جو (آسٹریا) کی ہستی کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا - اس نے اس امر کی بھی مخالفت کی کہ (سرویا) کو بحر (ایڈریاٹک) میں ایک بندرگاہ و اسلحہ خانہ بنانے کی اجازت دیجاے -

(آسٹریا) نے سرویا کو متنبہ کردیا کہ وہ مطالبات میں اعتدال سے کام لے اور بحر (ایڈریاٹک) میں بندرگاہ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جاے - (سرویا) نے آسٹریا کے مقابلہ میں سختی کی' اور اپنے ارادے پر نہایت مضبوطی سے قائم رہنے کا اظہار کیا - ادھر ائتلاف مثلث نے بھی سرویا کی طرف اس خیال سے اظہار توجہ کیا کہ آسٹریا ڈر جاے اور اپنی مخالفت سے باز آجاے' مگر (آسٹریا) کو معلوم تھا کہ یہ موقع کمزوری دکھانے کا نہیں ہے - اسکی آبادی کا ایک ثلث سلافی عنصر ہے اسلیے اگر آج وہ (البانیہ) کا مختار کل ہوگیا تو کل آسٹروی ممالک کا بھی مالک سمجھنا چاہیے -

(آسٹریا) نے ایک طرف تو جنگی تیاری کا حکم دیا اور سرویا سے کہدیا کہ " اگر تم اپنے فتوحات سے صرف فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو ہم کو اس سے کچھہ تعرض نہیں' لیکن اگر تم قبضہ و ملکیت چاہتے ہو تو اس سے ہمیں قطعی اختلاف ہے' خواہ اس اختلاف کا نتیجہ جنگ ہی ہو اور اسمیں تمہارے ساتھہ ائتلاف مثلث بھی شریک ہوجائیں" - اور دوسری طرف اتحاد کی تجدید کی اور اپنے حلیفوں سے وعدہ لے لیا کہ اگر ائتلاف مثلث نے (سرویا) کی حمایت میں ہتیار اٹھائے تو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے - ائتلاف مثلث نے یہ دیکھا کہ (بلقان) کی چھہ لاکھہ فوج اور اسکے ساتھہ روس کے لاکھوں سپاہیوں سے بھی (اسٹریا) کے ارادہ میں فرق نہیں آیا تو مجبوراً (البانیہ) کی خود مختاری تسلیم کرلی -

گو یہ نزاع طے ہوگئی ہے مگر تاہم حفظ ما تقدم کے لیے آسٹریا کو ۶ فوجیں اور ایک بیڑہ ' اور روس کو ایک کثیر فوج اسکے مقابلے کے لیے تیار رکھنا ضروری ہے ' کیونکہ جنگ کا چھڑ جانا ہر وقت ممکن ہے -

(رومانیا) بھی جو اب تک نہایت خاموشی سے رفتار جنگ دیکھہ رہی تھی' تقسیم ممالک کے وقت خاموش نہ رہسکی اور اعلان کردیا کہ " اگر اس تقسیم میں اس کو کچھہ نہ دیا گیا تو وہ تغیر نقشہ کی مخالفت کریگی " -

خود اتحادیوں میں بھی خانہ جنگی ہوگئی اور یونان اور بلغاریوں میں سالونیکا کی بابت تلوار چلتے چلتے رہگئی -

ان حالت کے دیکھتے ہوے ماننا پڑتا ہے کہ اگر صلح کانفرنس نے کوئی تشفی بخش تصفیہ نہ کیا اور بات بڑھی تو یورپ کا امن عام ضرور خطرہ میں ہوگا - اور اسکے بعد یہ نکتہ بھی سمجھہ میں آجاتا ہے کہ جو سلطنتیں پہلے مداخلت کرنا نہیں چاہتی تھیں وہ اب اسقدر صلح کے لیے کیوں کوشاں ہیں ؟ اور یہ کیوں طے کیا جارہا ہے کہ متفقہ طور پر باب عالی پر زور ڈالا جاے کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو صلح کرلے ؟

جنگ بلقان کے حوادث و واقعات

پر

ایک تفصیلی نظر

(ایک عثمانی مصری مقیم استانہ کے قلم سے)

فخر کائنات صلعم نے فرمایا کہ " مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے - جب ایک عضو کو مرض کی شکایت ہوتی ہے ' تو تمام جسم اسکو محسوس کرتا ہے " اسی لیے بوجہ اُن مصائب و آفات کے جو ہمارے عثمانی بھائیوں پر اجکل نازل ہو رہی ہیں ' مصری مسلمانوں کو حزن و الم کی حالت میں دیکھتا ہوں - چونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان جگر خون کن مصائب کا ایک حصہ دیکھا ہے جو باشندگان مقدونیہ و عثمانی قیدیوں پر اتحادیوں کے قبضہ کے بعد سے نازل ہو رہے ہیں اور نیز یونانیوں کے اس وحشیانہ برتاؤ کو دیکھا ہے جو وہ عثمانی قیدیوں کے ساتھہ کر رہے ہیں' اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے مشاہدات کے خلاصہ سے اپنے مصری بھائیوں کو مطلع کروں - اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ " وہ اسوقت تک کسی قوم کو نہیں بدلتا' جب تک وہ قوم اپنے آپ کو نہ بدلے " اسلیے یہ بدیہی ہے کہ کچھہ ایسے مادی و اخلاقی اسباب ضرور ہیں جو ہمارے اِس تنزل و شکست کا موجب ہوے ہیں -

اخلاقی اسباب کو میں مورخین اسلام کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور اس وقت صرف مادی اسباب و علل کا ذکر کرنا چاہتا ہوں -

عثمانی صوبہاے مقدونیہ چار سال قبل اجنبی (یورپی) نگرانی میں تھے' لیکن بایں ہمہ امن نہ تھا' جسکی وجہ سے یوروپین مقاصد کے فروغ کو بہت نقصان پہنچتا تھا - مدبرین دول (روس و انگلستان) شہر (ریوال) میں جمع ہوے اور طے کیا کہ " مقدونیہ کا نظام حکومت بدلدینا چاہیے " یہ تجویز ابھی عملی صورت اختیار کرنے نہیں پائی تھی' کہ دولت عثمانیہ میں فوجی انقلاب برپا ہوگیا - اس انقلاب نے اس تجویز کو ہنگامی طور پر ملتوی کر دیا - سنہ ۱۹۱۰ع میں حکومت کی طرف سے ایسی کار روائیاں ہوئیں ' جو بلغاری انجمن کے دوبارہ قیام کی باعث ہوئیں اور اس نے پھر دولت عثمانیہ سے (مقدونیہ) کے لیے نظام غیر مرکزی کا مطالبہ کیا - حکومت نے اس کو نا منظور کیا - بلغاریوں میں پھر جماعت بندیاں و گروہ بازیاں شروع ہوگئیں اور یورپ کو متوجہ کرنے کے لیے جابجا تباہ کن گولے پھینکے جانے لگے - اسکے بعد زمانہ اسطرح گزر رہا تھا کہ ایک طرف تو ان گروہوں کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور دوسری طرف حکومت کی کارروائیوں کو ناپسند کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو رہی تھی -

سال گذشتہ کے اواخر میں بلغاری عثمانیوں نے یورپ میں چند وفود بھیجے' جنکی غایت یہ تھی کہ دولت عثمانیہ احکام معاہدہ برلن کی کماحقہ رعایت کرنے پر مجبور کی جائے - مگر ان وفود کو یورپ میں بجز روس کے اور کوئی مددگار نہیں ملا - روس نے یہ دیکھا کہ سلافی عنصر کی نجات اسوقت تک نہیں ہوسکتی' جب تک ریاستہاے بلقان میں اتحاد نہ ہو جاے' اسلیے اس نے ریاستہاے بلقان کو پہلے اس باہمی نااتفاقی کے دفع کرنے کی صلاح دی' جو بلغاری' سروی' اور

ناصیۂ جمال امید



البطل المعظم :

غازي انور پاشا

(غازي موصوف کے قسطنطنیہ پہنچنے کی تقریب پر یہ تصویر شائع کی جاتی ہے)

صرف ایک افسر تھا حالانکہ دشمن کي فوج میں ہر ایک بلاک میں ایک یوز باشي اور پلٹن کے افسر تھے -

اوائل جنگ میں بلغاري فوج دو غیر قلعہ بند مقامات یعنی (جمعہ بالا) اور (شارردہ) پر قابض ہوگئي اور (لو روس) کو یوناني فوج نے مسخر کر لیا ' مگر عثماني فوج بھي سروي ممالک میں پانچ کیلو متر تک بڑھي چلي گئي -

اعلان جنگ کے بعد

آغاز جنگ میں عثماني فوج چار دن تک مدافعت کرتي رهي - کیونکہ تمام عثماني محافظ فوجوں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ دشمن کي فوج ہر مقام پر اس سے کئي گنا زیادہ ہے' لیکن چار دن کے بعد بعض افسروں نے مدافعت کے بدلے حملہ شروع کردیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب حملہ میں کامیابي نہیں ہوئي تو عثماني فوج پیچھے ہٹي اور (قرق کلیسا) کي محافظ فوج قلعوں کو نہ سنبھال سکي - یہ مدافعت کے بدلہ حملہ آوري ہي کا نتیجہ تھا کہ (مصطفی پاشا) کا پل مسخر ہوگیا ' اور (اڈریا نوپل) کا بلغاریوں نے محاصرہ کرلیا -

(جسر مصطفی پاشا) کے مسخر ہوتے ہی (اڈریا نوپل) کے مشرق و مغرب سے بلغاري فوج امنڈ امنڈ کر آئے اور جنوب کي طرف پیش قدمیاں کرنے لگي - ان آنے والي فوجوں میں سے ایک حصہ (دردہ اغاج) تک پہنچگیا' جس نے (قسطنطنیہ) اور (سالونیکا) کي ٹرینوں کا نقطۂ اتصال منقطع کردیا - رسد رساني کے لئے بحري راستہ تو پہلے ہي سے مسدود تھا ' مگر اس نقطۂ اتصال کے منقطع ہوجانے سے ریل کے ذریعہ سے بھي رسد رساني ناممکن ہوگئي - (قرق کلیسا) کي شرقي جنوبي جانب سے جو بلغاري فوج آ رهي تھي وہ (شتالجہ) پہنچگئي ' لیکن خیریت یہ ہوئي کہ وہاں ردیف کے بدلہ باقاعدہ فوج مدافعت کے لیے مامور کردي گئي تھي -

(اڈریا نوپل) کے محاصرہ سے جسقدر بلغاري فوج بچي ' وہ (تکفور طاغي) کي سرحد پر پہنچگئي - معرکہاے (قرق کلیسا) ' (شتلجہ) اور (اڈریا نوپل) میں بلغاري نقصانات کي بابت یہ اندازہ دیا جاتا ہے کہ آسکے ایک لاکھ نوے ہزار سپاهي کام آئے ہیں -

شمال میں (علي رضا پاشا) کي شکست کا قصہ یہ ہے کہ عثماني فوج کو جو حدود (سرویا) میں بڑھتي چلي گئي تھي' بوجوہ چند (قرمانودہ) کے خط دفاع تک پیچھے ہٹ آنا پڑا - جسوقت یہ فوج ہٹکے آ رهي تھي ' اسوقت (کمانو) میں چار دن سے سروي و عثماني فوجوں میں لڑائي ہو رهي تھي - اس معرکہ کا خاتمہ سرویا کي پیش قدمي پر ہوا اور فوج کو وہاں سے ہٹکے (اسکوب) میں آنے کا حکم ملا - لیکن (اسکوب) میں آکے دیکھا تو واپس آنے والي فوج میں سے کل دس یا پندرہ ہزار سپاهي رهگئے تھے' اور وہاں ردیف کے جسقدر آدمي تھے وہ سب اپنے اپنے گھر بھاگ گئے تھے - یہ حالت دیکھکے کمانیر موصوف نے یہ فیصلہ کیا کہ (اسکوب) اپني مدافعت نہیں کرسکتا - اسلئے فوج کو حکم دیا کہ (مناستر) چلکے اس فوج سے ملے جو (کوچنہ) سے ہٹ آئي ہے اور وہاں مقیم ہے -

حدود (مناستر) سے اس بغیر مقابلہ کي واپسي کا یہ نتیجہ ہوا کہ سروي فوج (کولداچہ) سے لیکے (برلبہ) تک کے تمام مقامات پر بغیر مقابلہ کے قابض ہوتي چلي آئي ' (واردار) سے جو فوج ہٹکے (مناستر) آئي تھي ' اس کا پچاس ہزار سروي سپاهیوں سے چار دن تک مقابلہ رہا -

(الاصونیہ) میں ابتداءً میدان ہمارے ہاتھ رہے - حتی کہ ہماري فوج یوناني سرحدوں پر قابض ہوگئي ' لیکن آخر میں جنگ کا رخ بدل گیا ' اور ہماري فوج مجبوراً ۳۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع کو (نیجہ) کي طرف ہٹ آئي -

(جیش غربي) کي ماتحت فوج کي (واردار) میں واپسي ' بلغاري فوج کي (کوچنہ) سے (سالونیکا) کي طرف پیشقدمي ' اور یوناني و بلغاري فوج کا (سالونیکا) کا محاصرہ ' اِن تمام امور کا مجموعي طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ (اوستروما) کي فوج جو بلغاري فوج کي پیشقدمي کو نہیں روک سکتي تھي ' (سالونیکا) کي مدافعت کے لئے (نیجہ) کے خط دفاع میں آگئي اور اس طرح دشمنوں کو بڑھ آنے کا اور موقعہ مل گیا -

(نیجہ) کے سب سے پہلے معرکہ میں ایک ہزار تیس سو عثماني زخمي ہوے' دوسرے معرکے میں عثماني فوج کے قلب کي ایک عیسائي پلٹن بھاگ نکلي اور بلغاري فوج نے فوراً اسکي جگہ پر قبضہ کر لیا - جسکي وجہ سے عثماني فوج کا موقع (پوزیشن) نہایت نازک ہو گیا تھا' مجبوراً اسکو (نیجہ) چھوڑ کے (وار دار) کے بالمقابل چلا آنا پڑا -

(سالونیکا) کے ایک طرف یوناني محاصرہ کئے پڑے تھے ' اور دوسري طرف سے سرویا کي فوج گھیرے ہوے تھي -

گو (استروما) کي فوج جو اسوقت (سالونیکا) میں موجود تھي (جسر صالح آغا) کي مدافعت کرسکتي تھي' لیکن (کوچنہ) سے دشمن کي پیشقدمي نے اسکی واپسي کا راستہ روک دیا تھا - دشمن کی فوج ہردو مرکز (ترامہ) اور (سیروز) پر بھي قابض ہوگئي اور وہاں سے (قولہ) پہنچگئي -

فوج (وار دار) کي ناکامي کا قصہ یہ ہے کہ یہ فوج صحراء (کوچنہ) میں ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ ع تک حیرت انگیز شجاعت وبسالت سے لڑتي رهي' لیکن اسکے بعد اسکے چند مسیحي دستوں نے فریب دیا ' جسکي وجہ سے فوج کا سارا نظام برہم ہو گیا' اور کل سامان جنگ (کوچنہ) ہي میں چھوڑ کے فوج (مناستر) چلي آئي -

اس واپسي کے اسباب بجز اسکے اور کچھہ نہ تھے کہ توپیں عین وقت پر نصبگاہوں پر نصب نہیں ہوئیں تھیں' اور مسیحي سپاهي بھاگ نکلے تھے' نیز پاني نہایت شدت سے برسنے لگا تھا - (یاور پاشا) کي پلٹن جسکا واپسي کا راستہ (دیمتوقید) میں قطع کردیا گیا تھا' اور جو دشمن کي فوج میں ہر طرف سے گھري ہوئي تھي اور پھر تعداد بھي جسکي صرف ۸ ہزار تھي' یہ واقعہ دنیا میں یادگار رہے گا کہ نہایت ثابت قدمي سے مدافعت کرتي رهي بلکہ (الواء دارمہ) کو جس پر دشمن قابض ہوچکے تھے اس نے واپس بھي لے لیا تھا' لیکن جب اس نے (اڈریا نوپل) کي فوج سے ملنا چاہا تو اپنے آپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا پایا - مجبوراً (درہ آغاج) سے آگے نہ بڑھ سکي -

(اشقودرہ) اور (یانینہ) ابھي تک ہمارے ہاتھہ میں ہے اور البانیا کے جنوبی حصہ پر اسوقت تک دشمن قابض نہوسکے - سرویا کي جو فوج البانیہ کي طرف بڑھرهي تھي' وہ اسواسطے رک گئي ہے کہ (آسٹریا) نے سروي سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردیا ہے اسکے جواب میں (سرویا) بھی آسٹروي حدود پر فوج جمع کررهي ہے -

تمام مغربي مقامات بھي مثل (دراج) (بر زین) (بر شندہ) (مہتر رفیتزہ) وغیرہ کے اب تک دشمنوں کے قبضے میں نہیں آسکے ہیں اور بے سروسامان عثماني سپاهیوں نے فاقہ مستي کي حالت میں لڑ لڑکر انہیں محفوظ رکھا ہے -

ہماري ان تمام ناکامیوں کي ایک بڑي وجہ باشندوں کي ہجرت بھي ہے - کیونکہ یہ ہم پہلے ہي بیان کرچکے ہیں کہ یہاں کی باقاعدہ فوج بہت تھوڑي تھی - زیادہ تر ردیف فوج تھي - ردیف فوج کے سپاهي یہ دیکھکے کہ انکے اہل و عیال ہجرت کر کے دوسری جگہ جارہے ہیں کبھي فوج میں نہیں رہسکتے ' کیونکہ انکي حفاظت کے لیے وہ بھي انکے ہمراہ جانا چاہتے ہیں - مجھے نہایت افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ رومیلي کے باشندوں نے ضرورت و بے ضرورت بھي ہجرت کي جسکي وجہ سے اکثر ردیف کے سپاهي چلے گئے -

گو مقدونیہ میں ہماري حالت اسدرجہ خراب تھي ' مگر (شتلجا) میں بحمد اللہ ہماري حالت باوجود تمام اسباب مخالف کے غالبانہ و فاتحانہ رهی ہے - ایشیا سے جسقدر کرد' عرب ' اور ترک آتے ہیں سب (شتلجا) میں جمع ہو رہے ہیں - (باقي آئندہ)

یوناني جماعتوں میں عرصے سے چلي آتي تهي' اور خود بهي تینوں ریاستوں کے سفراء متعینه (سینٹ پیٹر سبرگ) میں باهم اتفاق پیدا کرانے کي کوشش کي - چنانچه اوائل سنه ۱۹۱۲ع میں هم ان فرقوں میں اتحاد کا دور دورہ دیکھنے لگے ' جنمیں همیشه باهم کشت و خون کا بازار گرم رها کرتا تها !

اس عرصه میں چار سال کی وہ مدت گزر گئي جو اعلان دستور کے بعد بطور هنگامی صلح کے قرار پائي تهی ' اور هم سننے لگے که صوفیا میں بلغاریا و دیگر ریاستهاے بلقان کے سفـرا باهم حملۂ مدافعت کي بابت معاهده کو رهے هیں -

یه ظاهر هے که هم سے زیادہ (آسٹریا) کو هماري سلطنت کے متعلق علم تها - چنانچه کونٹ (بر چبولڈ) وزیر خارجیه (آسٹریا) نے تمام دارالسلطنتهاے یورپ کا اس غرض سے دورہ شروع کیا که احکام معاهده برلن کی رعایت پر دولت عثمانیه کو مجبور کیا جائے اور کنایۃً همکو اس معاهده کي بهي اطلاع دیدي -

اس عرصه میں قوم نے بهی یه محسوس کرلیا تها که اسکا اصلي دشمن کون هے ؟ اسلیے (سعید پاشا) کی وزارت کے بعد جو وزارت بیٹهي ' اس نے فوراً اعلان کر دیا که " دولت عثمانیه (مقدونیه) میں اصلاحات نافذ کرنے کے لیے بالکل تیار هے " لیکن ریاست هاے بلقان نے اپنے پس پردہ دول کی جرات افزائي سے شه پاکر (مقدونیه) کي کامل خود مختاري کا مطالبه شروع کردیا - باب عالي نے یه مطالبه نامنظور کیا اور ۱۸ - اکتوبر سنه ۱۹۱۲ع. کو اعلان جنگ هو گیا -

* * *

اعلان جنگ کے وقت

اعلان جنگ سے پہلے هماري فوج کي یه حالت تهي که مارچ سنه ۱۹۱۱ع میں محمود شوکت پاشا اپنے عهدۂ وزارت جنگ میں نظام فوج کے اندر ایک عظیم الشان تغیر کر چکے تهے - لیکن اسکے بعد باقاعدہ فوج کے اکثر پرانے افسر معزول هوگئے' نئے ریجمنٹوں کے ساتهه وہ تمام با قاعدہ دستے بهي ملحق کردے گئے جو تعداد میں ۴ سو تهے -

محمود شوکت پاشا جسوقت اس عهده سے علحده هوے ' اسوقت نئے ریجمنٹوں کے اکثر سپاهیوں کي مدت ملازمت خدمت ختم هوچکي تهي' اسلیے اکثر ریجمنٹ تجربه کار سپاهیوں سے خالي هوگئے تهے اور سپاهیوں کي تعداد بهي کم هوتی گئي تهي - اعلان جنگ سے قبل مختار پاشا کو اعلان جنگ کے امکان کا یقین نه تها - (کیونکه یورپ کي تمام بڑي سلطنتیں یقین دلا رهي تهیں که ریاستهاے بلقان جنگ نہیں کرینگي - الهلال) مگر تاهم قسطنطنیه میں اتحادیوں کے مظاهرات کي وجه سے انکا استعفاء دیدینے کا قطعي ارادہ تها -

اعلان جنگ کے وقت هماري یه حالت تهی که جسوقت باب عالي نے جنگي تیاري کا حکم دیا هے اسوقت (اڈریا نوپل) کے علاوہ تمام (مقدونیه) میں بہت تهوڑي فوج موجود تهی - سامان جنگ قریبا مفقود تها اور سفرمینا کا سامان بیل گاڑیوں پر جاتا تها - دشمن حدود عثمانیه میں گهسا آرها تها اور هم ابهي فوج کے جمع کرنے هي میں مصروف تهے - اسکے علاوہ هماري فوجي تربیت بهی بلغاریا کي فوجي تربیت سے گری هوئي تهي - کیونکه با قاعدہ فوج همیں (ایشیا) سے لاني تهی اور یهاں جو ردیف فوج موجود تهي وہ امور جنگ سے محض ناواقف تهی - ان مشکلات کے ساتهه جسقدر فوج هم جمع کرسکے ' اسکو هم نے چار حصوں پر تقسیم کرکے هر حصه کو ایک خاص نام سے موسوم کر دیا -

ایک حصه کا نام (جیش الشرق) دوسرے کا نام (جیش الغرب) تیسرے کا نام (جیش الشمال) اور چوتهے کا نام (جیش الجنوب) تها -

(جیش الشمال) میں ۴۰ اور ۵۰ هزار کے درمیان میں سپاهي (علي رضا پاشا) کے زیر کمان تهے - (جیش الشمال) سے دو کمپنیاں زیر کمان (فتحي پاشا) اور (جاوید پاشا) سرویا کے حدود پر مامور تهیں

(جیش الغرب) میں تیس هزار سپاهي تهے جسکے کمانڈر (زکي پاشا) تهے - اس فوج کا مرکز (بلغاریا) کے جانب غرب اس مقام پر تها' جهاں (کوستندیل) (کوچنه) (عثمانیه) (جمعه بالا) (رسنه) اور (جسر آغا صالح) واقع هیں -

(جیش الشرق) بلغاریا کے جنوبي حصه میں تها - (جیش الجنوب) کے دو حصے تهے - ایک حصه زیر کمان (اسعد پاشا) (یانیا) کی طرف متعین کیا گیا تها اور دوسرا حصه حدود (الاصونیه) پر مامور تها - اس حصه کي کمان کے لیے (رضا پاشا) کمانڈر توپخانه تجویز کیے گئے تهے مگر انهوں نے اسکي کمان لینے سے انکار کر دیا' اسلئے انکے بدلے (حسن پاشا) کمانڈر مقرر هوے -

اسي طرح فوج کا کچهه حصه جبل اسود کي طرف بهي براے نام بهیج دیا گیا تها -

خلاصه یه که اعلان جنگ کے وقت تمام یوروپین ترکي میں کل فوج تین لاکهه پچاس هزار تهی - اسکے مقابله میں ایک لاکهه پچاس هزار سرویا کي ' تین لاکهه پچاس هزار بلغاریا کي ' ایک لاکهه دس هزار یونان ' کي اور تیس هزار جبل اسود کي فوج تهي -

یه تمام فوج ' جنکي مجموعي تعداد چهه لاکهه تیس هزار تهي یکایک حدود عثمانیه پر حمله آور هوگئي -

(قرق کلیسا) (جسر مصطفی پاشا) (ادیمتوقه) (جمعه بالا) (جسر صالح آغا) (جاروفه) (کوچنه) (سلطان تیه سي) (دربه باغردان) (بوبا) (فتزہ) (زینعیتزہ) (متر) (فتزہ) (پرانه) (لورس) (آلاصونیه) میں جنگ شروع هوئي - یوناني فوج ایک لاکهه دس هزار تهي - اسکے مقابله میں عثماني فوج صرف تیس هزار - جسمیں (لوروس) میں بارہ هزار اور (بش بینار) میں تین هزار ' باقی فوج دیدبانی پر مامور تهي - (الاصونیه) میں ۱۵ هزار فوج تهی جسمیں سے پانچ هزار جزیرہ نماے (خالکیدیکیا) و بندرگاہ (سالونیکا) میں اس غرض سے مامور کي گئي تهي که یوناني بحري فوج کو روکے ' جو جنگي بیڑے کي کشتیوں سے نکلکے (سالونیکا) کي طرف بڑهنا چاهتي تهي - اور باقی دس هزار (الاصونیه) میں لڑ رهی تهی -

(قرق کلیسا) کے قریب (بلغاریا) کي ایک لاکهه دس هزار فوج تهي ' جسکے مقابله میں (قرق کلیسا) کے قلعوں میں صرف پچاس هزار عثمانی فوج تهي -

(بلور پاشا) کے ساتهه صرف آٹهه هزار عثماني تهے ' جنکے مقابله میں بلغاري پورے دس هزار تهے - (جسر مصطفی پاشا) میں عثماني فوج صرف ایک لاکهه تهي ' مگر اسکے مقابله میں بلغاریا کي فوج دو لاکهه چالیس هزار تهي - پچاس هزار سروي' اور ایک لاکهه نوے هزار بلغاري - همارے جیش الشمال میں بهي صرف تیس هزار سپاهی تهے اسکے مقابله میں پانچ هزار سروي اور پینتالیس هزار بلغاري تهے - علاوہ ان بیس هزار سرویوں کے جو حدود جبل اسود پر تهے ' خود حدود (سرویا) پر بهي نوے هزار سپاهي موجود تهے' انکے مقابله میں عثماني فوج صرف پچاس هزار تهي - دشمن کي فوج هماري فوج سے نه صرف تعداد میں زیادہ تهي' بلکه ساز و سامان میں بهي هماري فوج سے بدرجها بهتر تهي - مثلاً هر بلغاري اور سروي ریجیمنٹ کے ساتهه تین میٹرلوز قسم کي توپیں ' دو معمولي توپیں' پیادے ' اور سوار تهے - علاوہ اسکے سفر مینا کي نقل و حرکت کے لیے ریل تهي اور توپوں کے لیے موٹر گاڑیاں - لیکن اسکے مقابله میں همارے ایک فرقه میں کل دو توپیں میٹرلوز قسم کی تهیں' اور سفرمینا اور توپوں کي نقل و حرکت کے لیے محض بیل گاڑیاں !!

تعداد و سامان کے علاوہ ایک بڑا فرق یه تها که دشمن کي فوج تربیت یافته تهي' بخلاف اسکے هماري فوج میں اسي فیصدي غیر تربیت یافته تهے - هماري فوج ردیف کي پلٹنوں میں هر ڈهائي سو سواروں پر

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳

جلد ۲

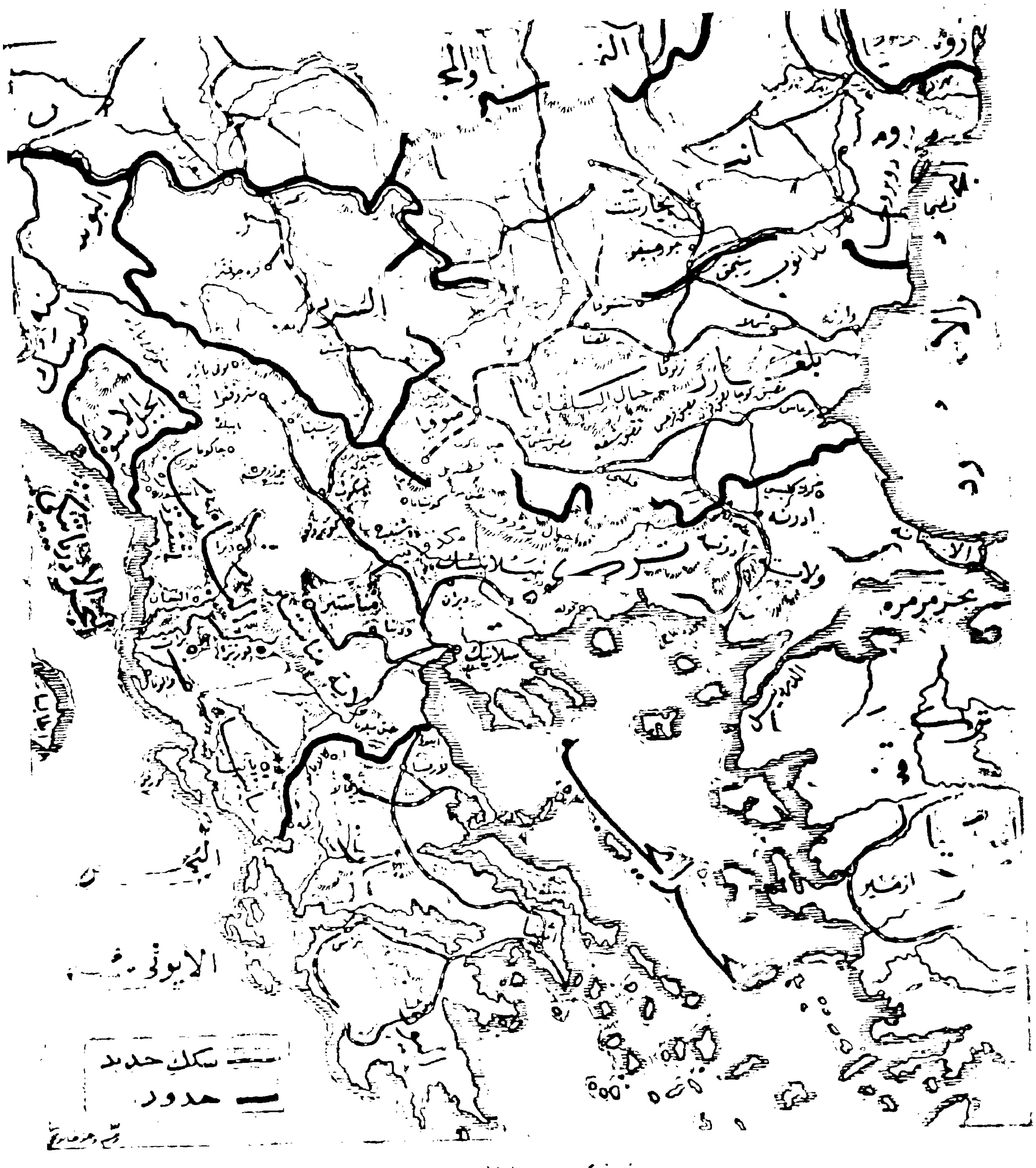
کلکتہ: چہارشنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, January 22, 1913



قیمت فی پرچہ

ساڑھے تین آنہ

یورپین ترکی اور ریاست ہاے بلقان



فرہنگ بعض الفاظ عربیه

(آستانه) قسطنطنیه

(ادرنه) ایڈریا نوپل

(بحر مرمرا) مارمورا

(بحر ایجه) ایجین سی (جس میں جزائر ـ اطرس ـ یعنی واقع ہیں)

(نہر الدانوب) دریاے ڈینیوب (جو اسي وقت ترکی روسي سرحد تها)

(النمسا و المجر) آسٹریا ہنگري

(البوسنه و الهرسک) بوسینیا ' ہرزیگونیا

(الجبل الاسود) مانٹي نیگرو

(اثنیا) ایتھنس دار الحکومت یونان ۔

(سکک حدید) یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹي جدول ' جو ترکي حدود حکومت کو ریاست ہاے بلقان و یونان سے علحدہ کرتي ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے ' اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ہے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الهلال

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و خصوصی
احمد ابو الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الهلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۲

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 22, 1913

نمبر ۳

شذرات

—:*:—

ہفتۂ جنگ

بالاخر دول یورپ نے اپنا آخری متفقہ نوٹ ترکی کو دیدیا ہے : استکبارا فی الارض و مکر السیء (۳۵ : ٤۱) " اخری وقت " اور " فیصلہ کن وقت " مہینوں سے ہماری زبانوں پر ہے ' مگر سچ یہ ہے کہ اخری وقت پہلے نہ تھا ' اب آیا ہے - یہی چند ایام عاجلہ ' جو یاس و بیم کے عالم میں گذر رہے ہیں ' دولت بقیۂ اسلامیہ کیلئے کامل اور حقیقی معنوں میں فیصلہ کن ہونگے : ہنالک ابتلی المسلمون و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

درحقیقت اسلام کو یورپ سے خارج کردینے کیلیے جس صلیبی اتحاد کی ضرورت تھی ' اور جس کو مسئلۂ مشرقی کی پیچیدگی اور دول یورپ کی باہمی رقابت ابتک قائم نہیں ہونے دیتی تھی ' اب وہ پورے طور پر مکمل ہوگیا ہے ' اور یہ متفقہ نوٹ اسکا اعلان جنگ ہے - یورپ انتظار کرتے کرتے اسلام کی سخت جانی اور اپنی رقابتوں سے اکتا گیا تھا ' اسلیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اب وہ اور انتظار کرنا نہیں چاہتا - لیکن ہزار تعجب باب عالی کی موجودہ حکومت پر ہے ' اگر وہ آخری فیصلہ کن وقت کیلیے کسی اور وقت کا انتظار کرے ' اور پھر اسکے بعد اور دیا داری رہجاتا ہے کہ اسکے بچاؤ کیلیے ذلت کی مہلت ' اور بے بسی کے انتظار کو طول دیا جاے ؟

دول کا یہ نوٹ انتہائی سختی کے ساتھہ فیصلہ کن حکم ہے - یا تو یورپ کے دعوے کیلیے خود یورپ کے جبر کا فیصلہ تسلیم کرلیں ' یا پھر یورپ کی ہمدردیوں سے مایوس - صاف صاف طور پر نوٹ میں اسکا بھی اشارہ کردیا ہے کہ اگر باب عالی نے دول کے احکام کی تعمیل نہ کی ' تو خود قسطنطنیہ کیلیے خطرہ ہوگا ' اور ایشیائی صوبجات میں جنگ پھیل جاے گی -

جنگ و صلح کے فیصلے کیلیے جو قومی مجلس تجویز کی گئی ہے اسکا فیصلہ ابتک معلوم نہیں - ۱۹ - کے تارسے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی وزیر خارجیہ نے دول کے نوٹ کے جواب کا مسودہ مجلس وزرا میں پیش کردیا ہے - جواب کا لہجہ گو نرم اور التماسانہ ہے تاہم ایڈریانوپل اور جزائر ایجین کے دیدینے سے انکار کیا ہے او

فہرس

—:*:—

تصاویر

— * —

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کا پیغام

مسلمانان ہند کے نام

(بنام الهلال کلکتہ)

ہم ہندوستانی مسلمان بھائیوں کی اس گرمجوشی کے اظہار کے لئے جو انسے ترک مجروحوں کے لئے چندہ جمع کرنے میں ظاہر ہوئی نہایت ممنون ہیں اور آپ ہماری اس ممنونیت کا پیغام یقینا ان تک پہنچادینگے - جنگ کی وجہ سے بہت سے بے خانماں ہوگئے ہیں اور نہایت سخت و شدید مصائب میں گرفتار ہیں مفصل کیفیت روانہ کی جاتی ہے - ہندوستان سے روپیہ بھیجنے والوں کو آپ ہدایت کردیں کہ وہ روپیہ سنٹرل افس عثمانی انجمن ہلال احمر استنبول کے نام روانہ کریں جس کی وجہ سے ملنے میں بہت اسانی ہوتی ہے - روپیہ دینے والوں کی مفصل فہرست بھیجدیجیے -

نسیم عمر وائس پریسیڈنت

انجمن ہلال احمر عثمانی ادارۂ مرکزی

پاشا سابق جنرل نے جب یونین پارٹی کے خلاف بغاوت کو سرسبز ہوتے نہ دیکھا تو اخبار [illegible] پیرس واپس چلا گیا - [illegible] کے دن طلعت [illegible] کے [illegible] غلطی سے گرفتار کیا گیا تھا اور جو [illegible] رہا کردیے گئے ہیں ' ناظم پاشا اور اندس بک ' ایک پرانے افسر اور کمیٹی کے بارسوخ لیڈر سے ملاقات کی - انکو بھی مثل دوسروں کے قید کیا گیا تھا اور اسوقت ناظم پاشا نے انکو بعض امور میں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا تھا - یہ مجالس نہایت اہم اور معنی طلب ہیں اور ساتھ ہی خوفناک بھی خیال کی جاتی ہیں "

ایک [illegible] جرمنی اخبار کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" بابعالی نے اسکا فیصلہ کرلیا ہے کہ ایڈریانوپل اور قرق کلیسا کو کسی شرط پر بھی نہ دیا جاے اور عثمانی گورنر جنرل کی ماتحتی میں مقدونیہ اور البانیہ کی خود مختاری [illegible] -

بابعالی [illegible] سفارت خانوں میں یہ خیال ہے کہ لندن کانفرنس کا خاتمہ قریب ہے اور لڑائی کی تجدید قریب قریب ناگزیر - ترکی جنگی طیاری اور دول عظام کا اپنے جہازات ابنائے باسفورس سے ہٹانے میں [illegible] دلیل کے لیے کافی ہے "

آگے چلکر یہی نامہ نگار لکھتا ہے :

" اس کشیدگی کے ساتھ ساتھ اندرونی کاربرداریوں کی پر زور کوششیں بھی جاری ہیں - وزیر اعظم کامل پاشا کے ستارہ کو گہن لگنا شروع ہوگیا ہے - چونکہ کامل اپنا وعدہ وفا نہ کرسکا اور برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی نے اسکی امیدوں کا بالکل خون کردیا اسلیے [illegible] کیا جاتا ہے کہ اسی وجہ سے [illegible] مزاج بہک گیا ہے اور بات بات پر اپنے جان نثار دوستوں مثلا شیخ الاسلام جمال الدین سے بگڑ پڑتا ہے - ساتھ ہی اسکے ناظم پاشا کا ہاتھ بھی اسکی مخالف پارٹی یعنی کمیٹی کی دوبارہ تعمیر میں مدد کررہا ہے - اگر گورنمنٹ نے لندن کی صلح میں کافی [illegible] تو فوجی جماعت بہت جلد وزارت پر غالب آجائیگی - [illegible] محمود شوکت پاشا و عزت پاشا کی نسبت خیال ہے کہ [illegible] مقام اور سرگروہ یہی ہیں " و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

سالونیکا میں طوائف الملوکی

— * —

فرانسیسی اخبار ([illegible]) کو معلوم ہوا ہے کہ (سالونیکا) میں اسوقت سخت طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے - چنگی خانہ کی آمدنی کی بابت یونانیوں اور بلغاریوں میں باہمی فساد اسقدر بڑھگیا کہ آخر چنگی خانہ بند کردینا پڑا -

سرویا اور البانیہ

— * —

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چند البانیوں نے ایک سرری باتری پر حملہ کرکے افسر کو قتل کر ڈالا اور باتری کو پہاڑ پر لیگئے -

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

یورپ کی سلطنتوں کا یہ دعوی ہے کہ انکے نظام حکومت میں مذہب کو دخل نہیں اور اسلیے وہ مسیحی اور غیر مسیحی دونوں کے ساتھ یکساں برتاو کرتی ہیں ' لیکن اس دعوے کی تکذیبات کے دفتر بے پایاں میں سے ایک تازہ ترین واقعہ موجودہ جنگ مسیحیت و اسلام بھی ہے - گو یورپ ہلال کے خطرہ کے وہمی دیو سے ہمیشہ ڈرتا رہا ہے ' اور گو اسوقت اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ عیسائی سلطنتوں کے زیر حکومت ہے ' مگر تاہم جب شاہ فردیننڈ نے صلیب کے نام سے علم جنگ بلند کیا ' تو تقسیم عمل کے [illegible] اصول کی بنا پر سپاہیوں نے اپنی جانوں سے ' پبلک نے روپیہ سے ' مدبروں نے مشوروں سے ' سلطنتوں نے سازش ' ناطرفداری ' مداخلت ' اور [illegible] کارروائی سے ' اور اخبارات نے خلاف اسلام ہجو آمیز [illegible] انگیز مضامین کی اشاعت سے اس صلیبی جنگجو کی [illegible] معاونت کی -

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات اسلام کے خلاف اپنے قلم [illegible] جس [illegible] جوش سے صرف عداوت [illegible] ' اس کا اندازہ ان چند اقتباسات سے ہوگیا ہوگا ' جو ہم گذشتہ نمبروں میں شائع [illegible] ہیں ' اور ابھو تمام دول یورپ [illegible] بات کو سامنے سے ہٹا کر خود اس جنگ کا مقدمۃ الجیش بن گیا ہے -

روس کے اخبارات بھی اپنے ہمعصر و ہمسار انگریزی اخبارات سے پیچھے نہیں رہے اور [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] کہ روس [illegible] ماتحت [illegible] مسلمان رعایا ([illegible] سخت سے سخت جبر و استبداد [illegible] ہوے ہے) برداشت نہ کرسکی ' اور اخبار ([illegible]) اور (موسکو) میں [illegible] صدائیں [illegible] بلند کی - مگر انکے اعتراض کا بھی [illegible] مسلمانان ہندوستان نے اعتراض کا ہوا ہے -

[illegible] خود ساختہ خطرہ سے اسقدر بدخوئی ' اور عداوت اسلام [illegible] اسقدر بے باکی نہ تو تعجب انگیز ہے اور نہ بے [illegible] ایک طرف اسکے صدہا مسلم نما ایجنٹ موجود ہیں جو [illegible] مسلمانوں کو اسکی فرضی " نصفت پروری " اور " مسلم نوازی " کا یقین دلاتے رہتے ہیں ' اور دوسری طرف وہ " لیڈر " [illegible] کو جذبات کشی ' ملت فراموشی ' اور یورپ پرستی کی [illegible] رہتے ہیں - یورپ کا وہ دور جہالت گذر گیا جب کہ وہ [illegible] کی رزموں سے ڈرتا تھا - اب اسکا دور ' دور علم و تمدن ہے اور [illegible] ہی سے ڈرتا ہے - مسلمانوں نے عرصے سے اپنی زندگی کا کوئی عملی ثبوت نہیں دیا ' [illegible] کوئی سبب نہیں کہ وہ انکو زندہ سمجھکر انکے ساتھ زندوں کا سا سلوک کرے اور مردہ لاش سمجھکر [illegible] - اگر آج مسلمان اپنے اعتراضات اور جذبات کو موثر [illegible] چاہتے ہیں تو انکا فرض ہے کہ وہ شور و فغاں کے ساتھ زندگی کی کوئی حرکت بھی اپنے اندر پیدا کریں اور جلد سے جلد اسکا اعتراف کرالیں -



مسجد جامع [illegible] واقع ایڈریا نوپل

[illegible]

لکھا ہے کہ " ایڈریانوپل میں بلغاری آبادی بہت کم ہے، اسکے قلعے ناقابل تسخیر ہیں اور حملے سے بے خوف - اسمیں سلاطین عثمانیہ کے مقبرے اور اسلام کی یادگاریں ہیں - پھر پای تخت کا دروازہ اور قسطنطنیہ کی کنجی ہے - ان اسباب کی بنا پر کیونکر بلغاریا کے حوالے کر دیا جاے ؟ "

افسوس کہ ہمارے دل کا اضطراب مجنونانہ ہے ، اور ہم اپنے جگر کا کوئی ٹکڑہ قسطنطنیہ نہیں بھیج سکتے - یہ قطعی ہے کہ اب عثمانی قوا شتلجہ میں نہایت مستحکم ہیں، اور بلغاریا کی موجی قوت کا خاتمہ ہو گیا ہے - یہ بھی حتمی ہے کہ اگر یورپ سامنے آیا تو پھر تمام اسلامی ممالک میں با وجود ہمہ غفلت و بے حسی ، آگ لگ جاے گی اور یہ ایک فیصلہ کن هلال و صلیب کا مقابلہ ہوگا ، اور سب سے زیادہ یہ کہ مصلحت شناسی، انتظار، مہلت طلبی، اور تحفظ بڑانا ، اسی وقت تک ہے، جب تک کہ آئندہ کیلیے کچھہ امید ہو، اور جب اسکے بعد ترکی کے پاس عزت و زندگی کی کوئی متاع باقی رہجاے کہ جسکے بچھانے کیلیے وہ موت پر زندگی کو ترجیح دے ؟ پھر کیوں نہ قسطنطنیہ کی گلیاں لاشوں سے بھر جائیں اور … ذات کی زندگی پر ترجیح دے … لوگ … وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم، والله یعلم و انتم لا تعلمون (۲ : ۲۱۲)

ہم اس وقت … متعدد تار مختلف لوگوں کے نام بھیج چکے ہیں - وزارت کے نام … حاصل تھا، کیونکہ وہ خود اس مسئلے کی ایک فریق ہے - اسلیے سبیل الرشاد ، اقدام ، طنین ، اور دوسرے … بھیجے ہیں - نیز صباح الدین شریف سابق ممبر … عثمانی کے نام ، جن کے ساتھہ عرصے سے ہماری خط و کتابت تھی … سعید پاشا کی وزارت کے شکست کے بعد قسطنطنیہ سے چلے گئے تھے ، چھپی ڈاک میں انکے خط سے انکے آنے کا حال معلوم ہے - امید ہے کہ آئندہ ڈاک میں وہ حسب وعدہ تفصیلی چٹھی روانہ کرینگے اور ہم انکی اشاعت کا وعدہ کرتے ہیں -

فوجی مجلس کے فیصلے کی نسبت بھی ہم نے انکو تار دیدیا ہے کہ بمجرد اطلاع کے ہمارے مطلع کردیں -

انجمن اتحاد و ترقی

انجمن اتحاد و ترقی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود کامل پاشا اور انکے پس پردہ حامیوں کے شدید تر استبداد اور قہارانہ مظالم کے اپنی جانوں پر کھیل کر خدمت ملت و وطن کیلیے جد و جہد کرتی رہی - اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ صلح کانفرنس میں آخری شرائط کے تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا ، اور اب تک باب عالی کی موجودہ وزارت کی خواہش کے مطابق دول کے نوٹ کو تسلیم کرانیکی جرات نہ کرسکا -

ڈاکٹر (دلن) نے (کنٹیمپوریری ریویو) میں قسطنطنیہ کے موجودہ حالات کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے، جسمیں وہ لکھتے ہیں :

" اجزائے جنگ کے لیے نوجوان ترکوں کی سب سے پہلی کوشش یہ تھی کہ انہوں نے (پرنس سعید حلیم پاشا) کو وزیر اعظم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ (شتلجا) میں استواری کے ساتھہ مدافعت کی ضرورت ثابت کریں ، اور مدافعت کا چارج (محمود شوکت پاشا) کو دے دینے پر مجبور کریں لیکن (کامل پاشا) نے نوجوان ترکوں کے نامزد کردہ شخص کی تقرری نا منظور کی - اسکے بعد انہوں نے ذی اثر شخص سلطان المعظم کے پاس بھیجے - اس مرتبہ سلطان المعظم متاثر ہوے اور انہوں نے محمود شوکت پاشا کا تقرر منظور کرلیا ، لیکن تاهم ابھی وزیر اعظم کو اسکی منسوخی کا موقع حاصل تھا اسلیے نوجوان ترکوں نے … کی … بھی حاصل کرنا چاہی مگر اسمیں انکو ناکامی ہوئی "

مزید تفصیل

اخبار ریچ (سینٹ پیٹرسبرگ) کا نامہ نگار مقیمہ قسطنطنیہ لکھتا ہے : " مجھکو طلعت آفندی سابق وزیر پبلک ورکس سے، جنکو معہ دوسرے لیڈروں اور ہم منصبوں کے قید کیا گیا تھا، وزارت جنگ کے قیدخانہ میں ملاقات کرنے کا موقع ملا - یہ ملاقات بہت دیر تک جاری رہی ، جسمیں دوسرے معزز قیدی بھی شریک تھے - بہت سے سابق وزیروں نے اپنی گرفتاری کی وجہ اور بغاوت کا وہ الزام جو انپر لگایا گیا تھا ، بیان کیا جو بالکل غلط اور بے معنی تھا - انکا بیان ہے کہ کورٹ مارشل کے اکثر ممبر اس فوجی جماعت کے تھے جو نوجوان ترکوں کی … کو تباہ کرنے پر تلے ہوے ہیں - اس سے تین دن پیشتر … تھا کہ انکو جلا وطن کرکے قونیا بھیج دیا جاے - قیدیوں نے … داخلہ سے درخواست کی کہ ہمارا معاملہ عوام کے روبرو پیش ہو، جسکا جواب یہ دیا گیا کہ یہ معاملہ میری طاقت سے باہر ہے … لیکن فوجی جماعت کو پورا اختیار ہے - باوجود اسکے سول … ظاہر کی - … طور پر ایک مجسٹریٹ … کو مقرر کیا گیا - مجسٹریٹ … کوئی الزام … جس … کوئی مفید مطلب … انہوں نے حکومت کے معاملات کو اپنے ہاتھہ میں لے لیا اور … کو قونیا بھیج دیا جاے "

" … دن کے عرصہ میں معاملات کی … نوجوان ترکوں کی گرفتاری سے فوج میں … کے … خوف … کہ اگر … قسطنطنیہ واپس چلے جائیں … کامل پاشا نے خود … پرانے گروہ اور فوجی جماعت کی … ثابت ہوگیا کہ فوج اس وقت … اور انکی ضرر رسانی کا خیال … دیکھکر حکم دیا کہ کورٹ مارشل کے … کو موقوف کردیا جاے اور … جنکا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو … سے ملاقات کی اور بیان کیا کہ آپ صاحبوں کا … ہے اور مجھے امید ہے کہ ابھی رہائی … اس چٹھی میں کوئی تاریخ نہیں … ہے کہ اب وہ سب رہا کردیے گئے -

… برابر شام تک گفتگو جاری رہی - آخر ایک افسر … ادب کے ساتھہ کچھہ فاصلہ پر کھڑا ہوگیا - طلعت … افسر نے مہذبانہ لہجہ میں کہا کہ " دروازہ … ناگوار خاطر نہ ہو تو ملاقات کے لئے … آفندی نے کہا کہ " جناب ایک لمحہ … ادب کے ساتھہ جواب دیا کہ " معاف فرمائیے … مطالب لئے جانے کے قابل نہیں ہوں ، … ایک مژدہ جانفزا ہوگی "

اسی طرح برلنر … نامہ نگار مقیمہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" یہ بات قابل … ہے کہ … پارٹی کی طرفداری میں … ثبوت اس سے ظاہر ہے کہ شریف

الهلال

١٣ صفر ١٣٣١ هجری

فسانۂ جہاد جدید

—:*:—

(٣)

گویند مگر‌ ... این سخن عشقش
می گریم و بعد از من، گویند بدستانها

— * —

د فی سبیل الله اور امر با لمعروف

اور یہی " امر با لمعروف اور نہي عن المنکر " هے ' جس کو ن کریم " جهاد فی سبیل الله " کے جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ' اور اسکو قیام اسلام کا مقصد اصلی ' اور مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات کا مبدء حقیقی قرار دیتا هے -

" جهاد " لفظ " جهد " سے هے ' جسکے معنے محنت ' تعب ' مشقت ' اور کسي کام کیلیے سخت تکلیف برداشت کرنے کے هیں - پس جهاد کي تعریف یه هے :

استفـراغ الـوسـع	دشمن کے حملے کي مدافعت میں اپني
في مـدافعـة العـدو	پوري طاقت اور قوت سے کوشش کرنا -
ظـاهـرا و بـاطـنـاً	وہ دشمن ظاهري حمله آور هو مثلاً
(مفردات امام راغب	اعداے دین و ملت اور انکا حرب و قتال '
اص فـهـانـي)	یا باطني جیسے نفس و مظاهر شیطان -

اسلام کا مقصد اصلي دنیا میں قیام حق و صداقت ' اور دفع باطل و ضلالت هے ' یعنے امر بالمعروف ونہي عن المنکر ' خواہ وہ کسی صورت اور کسي شکل میں هو ' اور یه ممکن نہیں ' جب تک که اُن تمام باطل پرستیوں اور گمراهیوں کو دور نه کیا جاے ' جنکو حق کي ضد حقیقي یعني قوت شیطاني مختلف مظاهر و اشکال میں همیشه پیدا کرتی رهتي هے - پس اس بنا پر هر طرح کي انساني گمراهیوں کے دور کرنے کیلیے سعي کرنا اور باطل و ظلم کے مقابلے میں حق و عدل کا حامي و ناصر هونا عین مقصد اسلام ' و علت ظهور رسالت ' و سبب نزول شریعت هے - اور اسي نصرت حق و دفع باطل کي سعي و کوشش کا نام اصطلاح قراني میں " جهاد في سبیل الله " هے - اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کیلیے یوں ... که " امر با لمعروف " اسلام کا مقصد اصلي هے ' لیکن " امر با لمعروف " هو نہیں سکتا ' جب تک که نہي عن المنکر نه کیا جاے - امر با لمعروف کے معنے هیں نیکي اور صداقت کي طرف بلانا اور اسکا حکم دینا ' اور نہي عن المنکر سے مقصود هے برائیوں اور گمراهیوں کو روکنا - لیکن نیکي اور صداقت تو برائیوں کے دور هونے هي کا نام هے ' اور روشني کے معنے هي یہي هیں که تاریکي نہو - کپڑا صاف کیونکر رهسکتا هے جبکه آپ اُسے سیاہ دهبوں سے نه بچالینگے ؟ پس امر بالمعروف کے ساتھ نہي عن المنکر ناگزیر هے اور نہي عن المنکر هي کا دوسرا نام " جهاد في سبیل الله " هے -

صاحب مفردات نے نہایت اچها لفظ " ظاهراً و باطناً " کا رکھدیا هے - یه باطل پرستي و ضلالت کا استیلا کبھي تو انسانوں کے غولوں اور انکے خون ریز هتیاروں کي صورت میں هوتا هے ' اور کبھي اعتقادات اور اعمال و افعال کي صورت میں - کبھي ضلالت تلوار و تفنگ هاتھ میں لیکر مسجدوں کي محرابوں اور اذان کے مناروں پر علانیه قبضه کرنا چاهتي هے تا که پرستاران حق کو نابود کرے ' اور کبھي خیالات و عقائد کے مخفي هتیار لیکر چپکے چپکے ان انساني قلوب اور اذهان کو مسخر کرنا چاهتي هے ' جو حق کی پرستش کي مخفي مگر حقیقي عبادت گاهیں هیں - کبھي وہ جنگ کي تلوار لیکر نکلتی هے اور کبھي فریب کا دام و کمند - کبھي اسکے هاتھ میں توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیله هوتا هے اور کبھي زهر آلود جام شربت - دونوں قوت شیطاني کے مظہر ' اور دونوں اسکي حکومت کی ظاهر و مخفي فوج هیں - پس " جهاد " کے معنے یه هیں که جب گمراهي کا ظهور جنگ کے هتیاروں کي صورت میں هو تو پرستاران حق و امانت داران توحید کے هاتھ میں بھي تیغ جهاد هو ' اور یه دشمن ظاهري کے مقابلے میں مدافعت هے - لیکن جہاں گمراهي کا ظهور نفس و شیطان کي پهیلائي هوئي باطل پرستي ' اور جہل و ضلالت کے اعتقادات و اعمال اور اوهام و خیالات کي شکل میں هو ' تو وهاں مومن و مسلم کو " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کے اسلحه کے ذریعه اپني زبان اور قلم سے اسکے دفع و ابطال میں جهاد کرنا چاهیے ' اور یه باطني دشمن کے مقابلے میں مدافعت هے -

تشریح معنے جهاد

یہي سبب هے که متعدد احادیث میں حکم جهاد کي تشریح کي گئي اور قلب و ضمیر کي اُن تمام کوششوں کو جو نفس و شیطان کے مقابلے میں کي جائیں ' جهاد سے تعبیر کیا گیا - مثلاً فرمایا : جاهدوا اهواءکم کما تجاهدون اعدائکم ! (اپنے هواے نفس کے مقابلے میں بھي ویسا هي جهاد کرو ' جیسا که ظاهري دشمنوں کے مقابلے میں هتیاروں سے جهاد کرتے هو) اور في الحقیقت یہي جهاد اکبر هے - ایک دوسري حدیث میں جس کو نسائي اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا هے ' زیادہ توضیح فرمائي که : جاهدوا المشرکین بانفسکم و اموالکم و السنتکم (باطل پرستوں کے مقابلے میں اپني جان ' اپنے مال ' اور اپني زبان کے ذریعه جهاد کرو) یعنے فرض جهاد کبھي حرب و قتال کي صورت میں ' کبھي اعلاے حق کیلیے مال لٹانے کي صورت میں ' اور کبھي زبان سے امر با لمعروف و نہي عن المنکر کرنے کي شکل میں انجام پاتا هے -

اسلام امر با لمعروف و نہي عن المنکر کیلیے آیا ' اور امر بالمعروف اور جهاد ' دونوں ایک هي حکم کے دو نام هیں - پس هر وہ کوشش جو حق کیلیے هو ' هر وہ صرف مال جو سچائي اور نیکي کي خاطر هو ' هر وہ محنت و مشقت جو صداقت کے نام پر هو ' هر وہ تکلیف و مصیبت جو اپنے جسم و جان پر راہ حق میں برداشت کي جاے ' هر وہ قید خانے کي زنجیر اور بیڑي جو اعلان حق کي وجه سے پاؤں میں پڑے ' هر وہ پهانسي کا تخته ' جس پر جمال حق و صداقت کا عشق لیجاکر کهڑا کردے ' غرضکه هر قرباني جو بذریعه جان ' مال ' اور زبان و قلم کے سچائي اور حق کي راہ میں کي جاے ' جهاد في سبیل الله هے ' اور معنیے جهاد میں داخل - تم اپنا روپیه اسکے نام پر لٹاؤ ' اپني گردنوں سے خون کا سیلاب بہاؤ - گردن کو طوق سے ' هاتھوں کو هتکڑیوں سے ' پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستي کا جلوہ گاہ بناؤ ' زبان سے حق کا اعلان کرو ' اور قلم کو توهین و تذلیل شیاطین ضلالت کیلیے وقف کردو - اسکو عزت دو جو حق کي عزت کرتا هے ' اور اسکو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاهتا هے - دنیا کے رشتوں کو الله کے رشتے پر ترجیح دو ' اور سب سے کٹ جاو تا که اُسکے هو سکو - حق

اصبروا و رابطوا ! یہ تم سے کس نے کہدیا ھے کہ تم صرف آنسو ھي بہا سکتے ھو ؟ حالانکہ تمہارے پاس انکھ کے سوا اور بہي بہت کچھہ ھے - کامل اتحاد ' مضبوط ارادہ ' عہد راثق ' اور اللہ پر اعتماد ' یہي چیزیں ھیں جنکے اندر دنیا کي عظیم الشان قوتیں پوشیدہ ھیں ' اور خدا نے تم پر کچھہ انکا دروازہ بند نہیں کردیا ھے -

مستقل جوش اور کامل اتحادي قوت کے بعد اولین شي جو اس وقت مسلمانان ھند کے جذبات کو موثر بناسکتي ھے ' یوروپین مصنوعات کا (بائیکاٹ) ھے - ھزاروں رزولیوشن اور عرضداشتوں کے ڈھیر سے ایک دن کا متحدہ و متفقہ بائي کاٹ زیادہ کارآمد ھے - مسلمانوں نے اس وقت تک کتنے ھي جلسے کیے ' اور کتنے رزولیوشنوں کي نقل انگلستان بھیجي ' لیکن اشارہ وکنایے ھي میں نہیں بلکہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا گیا کہ ھندوستان کي خاطر کچھہ انگلستان اپنے روسي اتحاد کے فوائد ضائع نہیں کرسکتا ' لیکن اگر اسکي جگہہ پوري قوت اور اتحاد کے ساتھہ بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا اور بنگالیوں کے گذشتہ بائیکاٹ کے طرح نا ممکن العمل کاموں میں نہیں ' بلکہ ممکن العمل حد تک اسپر عمل شروع کردیا جاتا تو یہ یقیني ھے کہ انکے انسوؤں کو اس حقارت سے نہ ٹھکرایا جاتا - موجودہ عہد تجارت کا یہ ایک اصلي حربہ ھے جو خود یورپ نے ھمکو دیا ھے ' اور آج در اصل یورپ کے ایوانہاے سیاست پر بھي اسکے میلوں اور کارخانوں کي حکومت ھے - انگلستان کو یقیناً اس کي پروا نہو کیونکہ آپنے اپني حالت سے اسے پروا کرنے کا عادي نہیں بنایا لیکن منچسٹر اور لنکا شائر کے تو ایک ادنے سے ادنے نقصان کي بھي پروا کرنے پر وہ مجبور ھے - جو دھواں وھاں کے کارخانوں کي چمنیوں سے نکلتا ھے ' وہ کچھہ آپکے بے سود آہ و نالہ کا دھواں نہیں ھے -

یہ بالکل غلط خیال ھے کہ بنگالیوں کا بائیکاٹ ناکام رھا ' اور وہ کوئي مفید مقصد اثر حکومت پر نہ ڈال سکا - ھم اس بارے میں جو شمار و اعداد اور بعض نقشے طیار کرا رھے ھیں ' انکي اشاعت کے بعد اندازہ کیا جا سکیگا کہ کس درجہ قوي اور ناقابل انکار نتائج عملي طور پر بائیکاٹ سے حاصل ھوے اور باوجود بنگالیوں کي موجودہ افسردگي کے ' اب بھي اس تحریک کي بدولت کیا کیا نتائج حاصل ھو رہے ھیں ؟

البتہ ضرور ھے کہ عہد راثق ھو ' اور عزم راسخ ' اور ھر شخص انتہائي قوت کے ارادے کے ساتھہ قسم کھالے کہ " وہ انکي تاراج سے سواے اُن حالتوں کے جنکے لیے وہ مجبور ھے ' اور تمام یورپ کي بني ھوئي چیزوں کا خریدنا ترک کردیگا ' اور دیسي اشیا کے استعمال میں مال اور ارائش و نمایش کي جس قدر قربانی کرني پڑیگي ' اپنے جانورکي قرباني کرنے والے بھائیوں کي یاد میں اسے برداشت کرلیگا "

اگر اس تحریک کے ھزارھا فوائد سے قطع نظر بھي کرلیجاے جنکے بیان کرنے کیلیے دفتر کے دفتر چاھئیں ' تو بھي صرف یہي ایک خیال مسلم و مومن دل کیلیے کیا کم ہے کہ اگر آج اور کچھہ بن نہیں آتا تو کم از کم دشمنان اسلام کي اعانت و مدد نہیں -

آج تمام یورپ جو کوس لمن الملک الیوم بجا رہا ہے ' اسکا اولین سبب اسکي تجارتي حکمراني ' اور اسکا ذریعہ تمام مشرق سے جلب دولت ھے - پھر اگر آج تم یورپ کي تجارت کو فروغ دیتے ھو ' اور اسکي مصنوعات کو خریدتے ھو ' اسکے معنے یہ ھیں کہ تم صریح طور پر اس قوت کے پیدا کرنے اور بڑھانے میں مددگار ھوتے ھو ' جو اپنے استعمال کا سب سے پہلا مصرف تمہارے فنا ھي کو سمجھتي ھے

قانون کي پوري پابندي کے ساتھہ ' امن کے سچے طور پر درست ھونے کے ساتھہ ' اور گورنمنٹ کي وفادارانہ اطاعت سے بغیر سرمو تجاوز کرنے کے ' یہ ایک مفید ترین کام ' اور فرض اسلامي ھے جس کو تم انجام دیسکتے ھو ' اور جیسا کہ ھم لکھہ چکے ھیں اور لکھیں گے ' یہ محض مذاھب اسلامیہ کا پالیسي ھي نہیں ' بلکہ موجودہ حالات کي بناپر داخل احکام شریعت ھے ' فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر -

ناموران معرکۂ بلقان کے سلسلے میں اس ھفتے نامور مدافع عثماني : غازي شکري بے کي تصویر وحالات کے لکھنے کا ارادہ تھا ' چنانچہ اسي خیال سے انکي تصویر کا بلاک (جسمیں وہ مع اپنے ساتھي کے افسروں کے بیٹھے ھیں) الہلال پریس پر دیدیا گیا اور وہ ... سے پہلے چھپتا ھے - لیکن اب مضمون لکھنے کیلیے اس تراجم ... کو ڈھونڈھتا ھوں جسمیں انکے مدافعانہ کارناموں کي سرگذشت شائع ھوئي تھي تو سوء اتفاق سے نہیں ملتا - یا تو کسي غفلت کي نذر ھوا ' یا کہیں ھے اور ملتا نہیں - بہر حال اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس تصویر کي رسالے کے اندر اشاعت کو آیندہ کیلیے ملتوي کردیا جاے -

مجاھد غیور ھندي : حاجي عبدالغني کا نام ھندوستان کے مسلمانوں کیلیے بالکل نیا ھے ' مگر انھوں نے اسلام کي جس پراني اور سپردہ سالہ روح حمیت کا ثبوت دیا ھے ' اسکے لحاظ سے ضرور ھے کہ لوگ انسے واقف ھوں ' اور انکي عزت کو اپنے دلوں میں جگہہ دیں -

یہ وہ جوان اسلام پرست ھے ' جس نے پچھلے دنوں باوجود ھر طرح کي بے سروساماني کے ' محض ولولۂ خدمت اسلام و ملت کے جوش میں طرابلس تک کا سفر اختیار کیا ' ھر طرح کے حوصلہ شکن مصائب برداشت کرکے (درنہ) پہنچا ' وھاں دو ماہ تک غازي انور بے کي خدمت میں رھا ' اور اسکے بعد دسمبر کے اواخر میں مع الخیر ھندوستان واپس آیا : لا یستوي القاعدون من المومنین غیر اولي الضرر والمجاھدون في سبیل اللہ باموالھم و انفسھم ' فضل اللہ المجاھدین باموالھم و انفسھم علی القاعدین درجہ - (۴ : ۹۷)

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انکے حالات سننے اور بعض اھم تجویزوں کیلیے منعقد ھوا تھا ' اسکا حال آپ اخباروں میں پڑھ چکے ھونگے - کثرت اجتماع اور ابتدا جوش و خروش کے لحاظ سے یہ جلسہ ھمیشہ یادگار رھیگا - اس عاجز (ایڈیٹر الہلال) نے سب سے پہلے حاجي عبد الغني صاحب کے حالات سفر اور طرابلس کے موجودہ حالات جو انسے معلوم ھوے ھیں ' بیان کیے ' اور اسکے بعد حاضرین مجلس کے طرف سے انکے گلے میں پھولوں کا ھار پہنایا -

یہ پھولوں کا ھار تھا ' حالانکہ اگر ھم اپنے دلوں کو بھي رشتے میں پرو کر ھار بنا سکتے ' تو در حقیقت وہ (عبد الغني) اس ھار کا مستحق تھا ' جس کے قدم اس سر زمین پر چلے ھوں ' جو خون شہداے اسلام سے مھینوں رنگین رھي ھے ' اسکي عظمت کا کیا پوچھنا ؟

انشاء اللہ ھم عنقریب انکا باتصویر سفر نامہ مع ان پیغامات جگر سوز کے جو مجاھدین طرابلس نے انکي زباني اخوان ھند کے نام بھیجے ھیں ' الہلال میں شائع کرینگے -

مژدۂ صحت آخري طبي اطلاعات سے معلوم ھوتا ھے کہ اب حضور والسرائے کي صحت قابل اطمینان حد تک ترقي کرچکي ھے ' زخم مندمل ھورھے ھیں ' اور نقل و حرکت کي طاقت آرھي ھے - اب دو ایک روز میں بیٹھکر آپ کچھہ دور تک باھر بھي تشریف لائیں - امید ہے کہ بہت جلد ھم صحت کاملہ کا مژدہ سن سکینگے -

و من يسلم وجهه الى اللـــه وهو محسن فقد استمسک بالعروة الوثقى (۳۱ : ۲۱)	اور جس نے هر طرف سے گردن پھیرکر الله كي طرف منه کرلیا ' اورحسن عمل اختيار كيا ' تو بس يقين کروکه اس نے الله كی اطاعت كي رسي مضبوط پکڑلي -

اور یہي حقیقت امربالمعروف و نہي المنکرکي هے - پس جو لوگ اطاعت خدا و رسول کے ذریعه دوستان الهي كي صفوں میں داخل هوگئے' ضرور هے که الله تعالی انکوبھي " الذین انعم الله علیهم " میں شامل کر کے اپني نعمتوں اور غیبي برکتوں کا مورد و مهبط بناد ے ' اور دنیا میں سب سے بڑي نعمت الهي ' نتیجۂ کار کي فتح مندي' اور همتوں اور عزموں کي کامیابي اور فلاح هے -

چونکه وہ لوگ اپنے تئیں خدا تعالے کے سپرد کر دیتے هیں' اور اسکے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے اپني تمام قوتوں کے ساتھه وقف هو جاتے هیں' پس خدا تعالے بھي بحکم: من تقرب الي شبرا تقربت الیه زراعاً (جو میرا بندہ ایک بالشت بھر میري طرف چلتا هے' میں ایک هاتھه آگے بڑھکر اس سے قریب تر هوجاتا هوں) انکو اپنا بنا لیتا هے' اور انکے تمام کاموں پر اپني عزت اور کبریائي کي چادر ڈالدیتا هے - پھر وہ کام انکے نہیں رهتے' بلکه خدا کے هوجاتے هیں' اور انکو انجام دینے والي انکے جسم و نفس کي قوتیں نہیں هوتیں' بلکه الله کا مقتدر و قاهر هاتھه هوتا هے - انکي آواز گو انکے حلق سے نکلتي هے' لیکن چونکه حق و معروف کي آواز هوتي هے' اسلیے انکي نہیں' بلکه صوت الهي کي صداے لازوال هوتي هے - وہ راہ الهي میں مجاهد هوتے هیں' پس خدا بھي انکو اپني فوج بنالیتا هے' اور انکے هاتھه میں اپني تائید و نصرت کا حربه دیکر' ایک پیچھے رهکر لڑانے والے سپه سالار کي طرح لڑاتا هے - بظاهر وہ بے مایۂ و سامان' اور حقیر و عاجز انسان نظر آتے هیں' مگر انکا دل قوت الهي اور جبروت رباني کا مسکن هوتا هے - انکے هاتھه دنیا کے ظاهري هتیاروں سے خالي هوتے هیں' پر خداے قدوس کي شمشیر جلال انکے انگلیوں کي حرکت سے متحرک هوتي هے اور صف اعدا پر گرتي هے - وہ کارزار عالم میں تن تنہا اور بے یار و مددگار هوتے هیں - مگر انکے یمین و یسار نصرت خداوندي کے ملائکه مسوّمین کي صفیں هوتي هیں - خدا انکے عجز کو اپني کبریائي سے' انکے تذلل و انکسار کو اپني عظمت و عزت سے' انکے ضعف و کمزوري کو اپني قوت و طاقت سے' اور انکي بے ساز و ساماني کو اپني مالک الملکی سے بدل دیتا هے - پھر جب وہ بولتے هیں تو انکي آواز میں صداے حق کي گرج هوتي هے' اور جب نظر اٹھاتے هیں تو انکي نگاهوں سے نور الهي کے شعلے نکلتے هیں - انکي آواز سے نسل شیطاني کے طاقتور دل دهل جاتے هیں' اور انکي نگاهوں کي طرف گمراهي و ضلالت کي نظریں اٹھه نہیں سکتیں' کیونکه تم انسان کي آواز اور نظر کا مقابله کرسکتے هو' لیکن خدا کي آواز پر غالب آنے اور اسکي نظر کي تاب لانے کي کس میں طاقت هے ؟

اس موقعه پر اس حدیث قدسي کو یاد کرلو' جسکو امام بخاري کتاب التواضع میں بروایت ابو هریرہ لاے هیں' که :

فاذا احببته ' کنت سمعه الذي يسمع به ' و بصره الذي يبصر به ' و يده التي يبطش بها ' و رجله التي يمشي بها ' و لسانه الذي يتكلم به - و لئن سالني لاعطينه ' و لئن استعاذني لاعيذنه	جب میں اپنے کسي بندے کو اپنا دوست بنا لیتا هوں' تو اسکا کان هو جاتا هوں' وہ میرے کان سے سنتا هے - اور اسکي آنکھه هوجاتا هوں' وہ میري آنکھه سے دیکھتا هے - اور اسکا هاتھه هوجاتا هوں' وہ میرے هاتھه سے پکڑتا هے' اسکا پانوں هو جاتا هوں' وہ میرے پانوں سے چلتا هے - اور اسکي زبان هو جاتا هوں' وہ میري زبان سے بولتا هے - پھر وہ جو مانگتا هے' اُسے عطا کرتا هوں' اور جب پناہ مانگتا هے' تو اپني پناہ میں لے لیتا هوں -

چشم و گوش و دست و بایم او گرفت
من بدو رفتم سرایم او گرفت
این بصر وین سمع' چون آلات اوست
ملک ذرات تنم مرآت اوست
نغمه از نائیست نے از نے' بدان
مستي از ساقیست' نے از مے بدان
گفتن او گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود
ما چو مست از دیدن ساقي شدیم
مست گشتیم' از فنا باقي شدیم

پس چونکه اس جماعت کے تمام کاموں کو الله اپنا کام بنا لیتا هے' اسلیے خود انکا وجود کتنا هي ناکام و حقیر هو' لیکن انکے کام کامیاب و عظیم هوتے هیں' اور وہ کبھي دنیا میں ناکامي و نامرادي سے ذلیل و رسوا نہیں هوتے - وہ خدا کا هاتھه' یا پھر اسکي فوج هوتے هیں' پس خود انکو شکست کا غم هو' لیکن خدا کو تو شکست کا خوف نہیں ؟ :

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون و ان جندنا لهم الغالبون (۳۸ : ۱۷۱)	اور هم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و هدایت کیلیے دنیا میں بھیجا' انکي نسبت پہلے هي دن سے هم نے کہدیا هے که هماري تائید و نصرت سے بیشک وهي فتح مند اور کامیاب و مظفر هونے والے هیں' اور یقیناً هماري فوج هي سب پر غالب آکر رهے گي -

اگر چشم دل وا' اور دیدۂ حق بیں کور نہو' تو في الحقیقة دنیا میں نصرت الهي کي نیرنگیوں کي سب سے بڑي نشاني اس جماعت کے عجائب کار و بار دعوت میں هوتي هے - دنیا میں حق و صداقت کي آواز کبھي بھي تاج و تخت اور ایوان و محل کے اندر سے نہیں اٹھي هے' بلکه همیشه اسکا سر چشمه ویران جنگلوں' پھونس کے جھونپڑوں' اور پہاڑوں کے غاروں کے اندر بہا هے' اور یه بھي اس شاهد عجائب پسند کا عجیب و غریب کرشمه هے که همیشه شکستگي اور افتادگي هي کو محبوب رکھتا هے - اپنا گھر بھي بناتا هے تو ٹوٹے هوے اور زخمي دلوں کو' اپني آواز بھي سناتا هے تو کانٹے پڑے هوے خشک حلقوں سے' اپني نگاهوں کا جلوہ بھي دکھلاتا هے' تو گردنوں کي خونچکاني اور تڑپتي هوئي لاشوں کے اضطراب میں - اور پھر اپنے حسن و جمال کا جلوہ گاہ بھي بناے کا تو تاریک غاروں' شکسته دیواروں' پھٹي هوئي چٹائیوں کو :

مبحو به محمل شاهي' که در ولایت عشق
گدا به تخت نشانند و پادشه گیرند

پھر اگر وہ نہیں هے تو کون هے جسکا هاتھه گلیم فقر و مسکیني سے نکلتا هے اور پادشاهوں کے تاج و تخت کو الٹ دیتا هے ؟ یه کس کي تماشه آرائي هے که چند بے نوا فقیروں کو کھڑا کر دیتا هے' اور وہ دنیا کي بڑي بڑي قوتوں کے تسلط سے نکالکر لاکھوں دلوں کو اپنے آگے سر بسجود کرا لیتے هیں : افسحر هذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۵۲ :) افمن هذا الحدیث تعجبون ؟ و تضحکون و لا تبکون ؟ و انتم سامدون ؟ (۵۴ : ۵۹) و ان في ذلک لایات ' و ما یعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۲) :

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند

کي خاطر دوست بنو ' اور حق کي خاطر دشمن - نیکي کے آگے تمھاري گردن جھکي ہوئي ' لیکن بدي کے آگے بلند و مغرور ہو -

اِن تمام حالتوں میں سے کوئي بھي حالت ہو ' درحقیقت جہاد في سبیل الله اور مقام امر بالمعروف و نہي عن المنکر میں داخل ہے ' اور جس خوش نصیب کو تائید الہي اس کي توفیق دے ' وہ " مجاهد في سبیل الله " کے خطاب کا مستحق -

حقیقت جہاد اور حقیقت اسلامیہ

یہي سبب ہے کہ حکم جہاد اسلام کے ساتھہ لازم و ملزم ہے اور کوئي ہستي مسلم و موحد نہیں ہوسکتي ' جس وقت تک کہ مجاهد نہ ہو - کیا نہیں دیکھتے کہ قران کریم میں ہرجگہہ جہاد في سبیل الله کو " مسلم " کي خصوصیات میں سے شمار کیا ہے ؟ :

وجاهدوا في الله حق جهاده ' هو اجتباكم ' وما جعل عليكم في الدين من حرج ' ملة ابيكم ابراهيم ' هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ' ليكون الرسول شهيدا عليكم ' وتكونوا شهداء على الناس ' فاقيموا الصلوة واتوا الزكواة ' واعتصموا بالله ' هو مولاكم ' فنعم المولى ونعم النصير ! (۲۲ : ۷۸)

اور الله کي راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کي قوموں میں سے برگزیدگي اور امتیاز کیلیے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسي شریعت فطري ہے جسمیں تمھارے لیے کوئي رکاوٹ نہیں - یہي ملت تمھارے مورث اعلی ابراهیم خلیل کي ہے ' اور اس نے تمھارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھي اور اب بھي - تاکہ رسول تمھارے لیے ' اور تم تمام عالم کي هدایت اور نجات کے لیے شاهد ہو - پس الله کي رشتے کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال ' دونوں کو اسکي عبادت میں لٹاو - وهي تمھارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوي مددگار !

في الحقیقت یہ آیت کریمہ ہمارے مقصود اور (الہلال) کي دعوت کے اظہار کیلیے ایک شہادت قاهرہ ' اور منکرین حق و پرستاران نفاق کے قلع و قمع و هلاکت کیلیے ایک سیف الله المسلول ہے :

فلله الحجة البالغة ' فلو شاء لهداكم اجمعين (۶ : ۱۵۰)

اس آیت میں الله تعالی نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت و بزرگي عطا فرمانے کي بشارت دي ' حضرت ابراهیم کي طرف اشارہ کرکے انکے اس " اُسوۂ حسنہ " پر توجہ دلائي کہ انھوں نے راہ محبت الہي میں اپنے نفس کے جذبات ' اور اپنے فرزند عزیز کي جان قربان کردي تھي اور تم انھي کے پیرو اور انھي کے ملت حنیفي کي طرف منسوب ہو ' " اقیموا الصلوة و اتوا الزکواة " کہکر جسم اور مال ' دونوں کے ایثار و قرباني کي تعلیم دي کہ في الحقیقت نماز سے مقصود اپني تمام نفساني خواهشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کي قرباني طاري کرني ہے اور اُسکے بخشے ہوے سر کو اُسي کي چوکھٹ پر رکھدینا ہے ' اور زکواة کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دیتا ہے ' تاکہ انسان اپني پیدا کي ہوئي دولت میں انفاق في سبیل الله کو بطور ایک شریک کاروبار حقدار کے حصہ کے همیشہ تسلیم کرتا رہے - اُسکے بعد امر بالمعروف و نہي عن المنکر کو نسبت ابراهیمي و اسلامي کي علت حقیقي قرار دیا اور کہا کہ " تمھارا نام مسلم اسي لئے رکھا گیا ہے تاکہ تم اعلان حق کرکے تمام عالم کیلیے گواہ بنو اور رسول تمھاري هدایت کا شاهد ہو " - اور پھر اِن تمام خصوصیات و خصائل کو آغاز آیت میں بطور نتیجۂ بیان کے پیش کیا کہ " جاهدوا فی الله حق جهاده " یعني جبکہ ان تمام فضائل و خصائل سے تم متصف کیے گئے ہو ' پس تمھارا فرض ہے کہ الله اور اسکے کلمۂ حق و صدق کي راہ میں جہاد کرو ' اور اسکے لیے اپني انتہائي سعي اور تمام قوتیں وقف کردو تاکہ حق جہاد تم سے ادا ہو سکے -

اور چونکہ اس حقیقت اسلامي اور اُسوۂ ابراهیمي کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا ناگزیر تھے پس آخر میں کہا کہ " واعتصموا بالله ' هو مولاكم " نفس کي ترغیبات و وساوس سے متاثر ' اور باطل و ضلالت کے دنیوي ساز و سامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت ہو ' صرف الله کے ہو جاو اور اسکے رشتے کو مضبوط پکڑ لو - اوروں نے دنیا میں اپنے بہت سے آقا اور مالک بنا لیے ہیں ' مگر تمھارے لیے وہ سب اصنام و طواغیت ہیں - تمھارا مالک ایک مالک الملک ہے - پس کیا اچھا وہ مالک ہے اور کیا اچھا مددگار ! اسي پر بھروسہ کرو اور تمام عالم سے بے خوف و نڈر ہو جاو ! ان ينصرك الله فلا غالب لكم ' وان يخذلكم فمن ذالذي ينصركم من بعده ؟ وعلى الله فليتوكل المومنون (۳ : ۱۰۴)

عود الی المقصود

پس درحقیقت " امر بالمعروف " ایک اشرف ترین جہاد في سبیل الله ہے ' جسکے سلسلۂ حقہ کے تا قیامت قائم رہنے کا هم سے وعدہ کیا گیا ہے ' اور احادیث صحیحہ میں خبر دي گئي ہے کہ باوجود شیوع فتن و فساد ' امت مرحومہ میں همیشہ ایک جماعت حق قائم رہے گي ' جسکے مجاهدات کو حق تعالی احیاء شریعت اور تجدید حیات ملت کا وسیلہ بنادے گا - اور پھر اُن احادیث میں اُس جماعت کي سب سے بڑي علامت یہ بتلائي گئي ہے کہ : ظاهرين على الحق ' لا يضرهم من خذلهم ' حتى ياتي امر الله وهم كذالك - یعنی وہ جماعت منصور من الله ہوگي - الله اسکی دعوت حق کي حفاظت کریگا اسکو گمراہ جماعتوں پر فتحیاب رکھے گا ' اور شیاطین ضلالت کي جو ذریات اسکي مخالفت کرینگي ' وہ اسے کچھہ نقصان نہ پہنچا سکیں گي - یہ حالت برابر قائم رہے گي یہاں تک کہ قیامت کا ظہور ہو -

نزول نعائم الہیہ و نصرت ربانیہ

اور یہ پیشین گوئي صدها آیات کریمہ ' و تجارب تاریخیہ و مشاهدات اهل حق و معارف کے عین مطابق ہے - وهي آیت کریمہ ' جس کو ہم نے خطبۂ مضمون کے اخر میں درج کیا تھا ' همکو اس علامت کي خبر دیتي ہے : ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين ' وحسن اولئك رفيقا (۴ : ۷۱) کہ جو لوگ تمام شیطاني قوتوں سے باغي ہوکر صرف الله اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں ' خدا تعالی انکو اپني اُن محب و محبوب جماعتوں میں شامل کردیتا ہے ' جن کو اُس نے اپنی نعمتوں اور برکتوں کیلیے چن لیا ہے ' اور پھر وہ لوگ صالحین امت کے مرتبے تک پہنچکر ' بادہ نوشان جام شہادت کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہیں ' اور وهاں سے ترقي کرکے مرتبۂ صدیقیت تک مرتفع ہوتے ہیں ' اور پھر اسکے بعد براہ راست آفتاب نبوت سے بہرہ اندوز انوار و تجلیات ہوتے ہیں :

ومن بعد هذا ما يدق صفاته وما كتمه احظى لديه واجمل

ہم نے اغاز تحریر میں اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مقام اطاعت خدا و رسول کے معنے یہ ہیں کہ انسان ہرطرف سے کٹ کر صرف خدا اور اسکے کلمۂ حق کا ہو جاے ' اور دنیا میں جسقدر اس سے باغي قوتیں ہیں ' انکي طرف سے منھہ موڑ لے کہ :

الحمـــد لله رب العلمين و الصلـــوة على رسوله محمـــد
وآلـــه واصحـــابه اجمعيـــن -

رسول الله صلى الله عليه وسلم کے ساتهه مسلمانوں کو جو محبت اور شیفگتي هے ' اس کا اقتضا یه تها که آج همارې زبان میں سیرت نبوي پر متعدد تصنیفیں گهر گهر پهیلي هوتیں -

لیکن واقعه یه هے که جو محبت اور خلوص ان حضرت کي سوانح نگاري کا سبب هوسکتا تها ' اُسي نے ارباب عقیدت کو اس جرأت سے روک رکها ' هر شخص جانتا هے که آنحضرت کي نسبت معمولي سے معمولي واقعه کا منسوب کرنا بهي سخت نازک ذمه داري کا کام هے' ایک لا اُبالي شاعر بهي اس نکته کو سمجهتا هے :

آهستـــه که ره بر دم تیغ است قـــدم را

یهي وجهه هے که بڑے بڑے مقدس محدثین مثلا امام بخاري ' امام مسلم ' امام احمد حنبل وغیرهم نے سیرت نبوي پر کوئي کتاب نهیں لکهي ' لیکن آخر چارۂ کار کیا تها ؟ کیا یه گوارا کیا جاتا که جس ذات مبارک سے اسلام کا تمام نظام وابسته هے ' جسکي محبت مسلمانوں کي رگوں کا خون هے ' جس کے نام لینے سے تمام اسلامي جذبات مشتعل هو جاتے هیں ' جو اسلام کي اصلي کائنات هے ' اُسي کے حالات سے تصنیف کا دامن خالي ره جائے ؟ یهي سبب تها جس نے بهت سے محدثین اور ائمه فن کو اس جرأت پر آماده کیا اور اسي کا نتیجه هے که دوسري صدي هجري میں جب تصنیف و تالیف کا آغاز هوا ' تو امام زهري وغیره نے سیرت نبوي کي بنیاد رکهي اور آج سیکڑوں عربي کتابیں اس فن میں موجود هیں -

میں اس بات سے ناواقف نه تها که اسلام کي حیثیت سے میرا اولین فرض یهي تها که تمـام تصنیفات سے پهلے سیرت نبوي کي خدمت انجام دیتا ' لیکن ایک مدت تک جس خیال نے کبار محدثین کو اس فرض سے باز رکها ' وهي خیال مجهکو بهي اس جرأت پر آماده نهیں هونے دیتا تها ' لیکن ساتهه هي میں دیکهه رها تها که جس ضرورت نے اوروں کو اس خدمت کے ادا کرنے پر مجبور کیا تها ' آج اس زمانه میں اس سے بڑهکر ضرورتیں پیدا هو گئي هیں -

اگلے زمانه میں سیرت کي ضرورت ' صرف تاریخ اور واقعه نگاري کي حیثیت سے تهي ' علم کلام سے اسکو کوئي واسطه نه تها ' لیکن معترضین حال کہتے هیں که اگر مذهب ' صرف خدا کے اعتراف کا نام هوتا تو بحث یهیں تک ره جاتي ' لیکن جب اقرار نبوت بهي جزو مذهب هے تو یهه بحث پیش آتي هے که جو شخص حامل وحي اور سفیر الهي تها اُسکے حالات ' اخلاق' اور عادات کیا تهے ؟

یورپ کے مورخین ' آنحضرت کي جو اخلاقي تصویر کهینچتے هیں' وه (نعوذ بالله) هر قسم کے معائب کا مرقع هوتي هے - آج کل مسلمانوں کو جدید ضرورتوں نے عربي علوم سے بالکل محروم کر دیا هے ' اسلئے اس گروه کو اگر کبهي باني مذهب کے حالات اور سوانح کے دریافت کا شوق هوتا هے تو انهي یورپ کي تصنیفات کي طرف رجوع کرنا پڑتا هے - اس طرح یه زهر آلود معلومات چپکے چپکے اثر کرتے جاتے هیں اور لوگوں کو خبر تک نهیں هوتي ' یهاں تک که ملک میں ایک ایسا گروه پیدا هو گیا هے جو پیغمبر کو محض ایک مصلح سمجهتا هے ' جس نے اگر مجمع انساني میں کوئي اصلاح کر دي تو اس کا فرض ادا هوگیا - اس بات سے اسکے منصب نبوت میں فرق نهیں آتا که اُس کا دامنِ اخلاق معصیت سے داغدار هے - اس گروه کے نزدیک قران مجید جاهل عربوں کے لیے چراغ هدایت هوسکتا تها ' لیکن تمدن کے نصف النهار میں وه کیا کام دے سکتا هے ؟ (۱)

(۱) ذلك قولهم بافوا هم ' یضاهئون قول الذین کفروا من قبل ' قاتلهم الله یوفکون - ۹! - ۳۰ [الهلال]

یه واقعات تهے جنهوں نے میرے خیالات میں تبدیلي پیدا کي اور میں نے سیرت نبوي پر ایک مبسوط کتاب لکهنے کا اراده کرلیا - یه کام بظاهر نهایت آسان تها - عربي زبان میں سیکڑوں کتابیں موجود هیں' اُن کو سامنے رکهکر ایک ضخیم اور دلچسپ کتاب لکهدینا زیاده سے زیاده چند مهینوں کا کام تها - لیکن واقعه یه هے که کوئي اسلامي تصنیف ' اِس تصنیف سے زیاده دیر طلب اور جامع مشکلات نهیں هوسکتي - آگے چلکر هم تفصیل سے بیان کرینگے که عربي زبان میں آجتـک ایک بهي ایسي کتاب نهیں لکهي گئي جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا جاتا ' یهاں تـک که خود محدثین میں یه اصول قرار پاگیا که سیرت میں هر قسم کي روایتیں جائز هیں - حافظ زین الدین عراقي جو حافظ ابن حجر کے اُستاد تهے انهوں نے سیرت نبوي میں ایک منظوم کتاب لکهي هے' اس میں لکهتے هیں :

ولیعلـــم الطّالب انّ السیّرا بجمع ما صح وما قد اُنکرا

یعني سیرت میں هر قسم کي روایتیں ذکر کي جاتي هیں - یهي سبب هے که مستند اور مسلم الثبوت تصنیفات میں بهي سیکڑوں هزاروں غلط روایتیں شامل هوگئیں ' اس بنا پر ضرورر تها که نهایت کثرت سے حدیث و رجال کي کتابیں بهم پهنچائي جائیں اور پهر نهایت تحقیق و تنقید سے ایک مستند تصنیف طیار کي جائے ' لیکن سیکڑوں کتابوں کا استقصاء کے ساتهه دیکهنا اور اُن سے معلومات کا اقتباس کرنا ایک شخص کا کام نه تها - اسکے ساتهه بڑي ضرورت یهه تهي که یورپ میں آنحضرت کے متعلق جو کچهه لکهـا گیا هے اُس سے بهي واقفیت حاصل کي جائے - میں بدقسمتي سے یورپ کي کوئي زبان نهیں جانتا - فرنچ جس قدر جانتا هوں اس کو جاننا نهیں کهه سکتے ' اسلیے ایک اسٹاف کي ضرورت تهي جس میں قابل عربي داں اور انگریزي داں شامل هوں ' خدا نے سرکار عالیۂ بهوپال هز هائینس سلطان جهاں بیگـم خلد الله تعالے ملکها کي بدولت یه سامان مهیا کر دیا -

مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تـک کوئي حریف نهیں هوسکتا که انهوں نے اپنے باني مذهب کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتهه محفوظ رکها که کسي شخص کے حالات اس جامعیت اور احتیاط کے ساتهه قلمبند نه هوسکے اور نه آینده توقع کي جاسکتي هے - بڑے بڑے بانیان مذهب' زردشت حضرت موسی' حضرت مسیح' گوتم بده هیں اور زردشت کے حالات ایک صفحه سے زیاده جگهه نهیں لے سکتے - حضرت موسی کے واقعات کي حد توراۃ هے' حضرت عیسی کي زندگي ۱۲ سے ۳۰ برس تـک بالکل غیر معلوم هے اخیر کے تین برس منظر عام پر نمایاں هیں اور وه بهي وهي هیں جو اناجیل اربعه میں مذکور هیں - هندؤں کي کل تاریخ افسانه هے - بخلاف اسکے پیغمبر عرب کے ۲۳ برس کے واقعات جو عهد نبوت کے واقعات هیں' ان کا ایک ایک حرف محفوظ هے - اس سے زیاده کیا عجیب بات هوسکتي هے که آنحضرت کے افعال اور اقوال کي تحقیق کي غرض سے آپ کے دیکهنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریبا ۱۳ هزار شخصوں کے نام اور حالات قلمبند کئے گئے اور اُس زمانه میں کئے گئے جب تصنیف و تالیف کا آغاز تها - چنانچه طبقات ابن سعد ' طبقات ابن ماکولا ' اسد الغابه ' استیعاب ' اصابۃ في احوال الصحابه' جو نهایت ضخیم کتابیں هیں' صرف انهي بزرگوں کے حالات میں هیں - کیا دنیا میں کسي شخص کے رفقا میں سے اتنے لوگوں کے نام اور حالات درج تحریر هو سکے هیں ؟

مقالات

سيرة نبوي

— * —

از شمس العلما مولانا شبلي نعماني

— * —

اين نيست كه صحراے سخن جادۂ ندارد
وازون روش كج نگري را چه كند كس ؟

اگر قوم میں کام کرنے والوں کي کمي هے ' تو چنداں شکایت نہیں ' کام کرنے والے همیشه کم هي رهتے هیں ' لیکن افسوس اس عالمگیر خیرہ مذاقي پر هے که جو کام کرنے والے موجود هیں ' انکے حسن و قبح کو پہچانںے والے بهي ناپید هیں - تحسین هے تو ناشناسانه ' اور طعن هے تو معاندانه !

از رد و هم قبول تو فارغ نشسته ایم
اے آنکه خوب ما نشناسي ز زشت ما

مرحوم غالب کو شکایت تهي :

غالب سخنجان را چه بگفتار آري
بديارى كه ندانند نظيرى ز قتيل

لیکن قتیل نے تو پهر بهي اچهے شعر بهت سے کہے هیں ' اور ناقهمي کے لیے یه مثال کچهه زیاده درد انگیز نهیں - اسکا کیا علاج که آجکل کے بازار فهم و نقد میں جب حسنت و فضیلت کا ترازو هاتهه میں لیا جاتا هے تو بهت سے مدعیان نظر هیں ' جنکو شاه ولي الله اور مولوي نذیر احمد ' دونوں کے وزن میں کچهه فرق نظر نهیں آتا !

لشتان مابين اليزيد ين في الندى
يزيد سليم ' والاغر ابن حاتم

اس خیره مذاقي کا نتیجه یه هے که غث و ثمین اور گهر و سنگ میں کوئي تمیز نهیں - کاوش اور فکر روز بروز مفقود هوتي جاتي هے ' اور دماغ عموماً قانع هیں - مانگ اعلی کي هے مگر ادنی بهي ملجاے تو شکایت نهیں ' اور تلاش گو سونے کي پیدا هوگئي هے ' مگر هر چمکتي هوئي چیز سونا سمجهه لي جاتي هے -



شمس العلما مولانا شبلي نعماني مد فيوضه

یه ضرور هے که آج ملک میں مخصوص اهل قلم کي جو تصنیفات شائع هوتي هیں انکے ناموں کي شهرت کو بطور ایک ضمانت کے تسلیم کرلیا گیا هے ' اور ایک جماعت موجود هے جو فوراً استقبال کے لئے مستعد هوجاتي هے ' لیکن افسوس هے که اس استقبال کي ته میں بهي کوئي جمال شناسي اور حسن سنجي نهیں هے ' بلکه محض ایک اعتقادي اعتراف اور مقلدانه حسن ظن که فلاں شخص کي طرف منسوب هے اسلئے کتاب ضرور اچهي هوگي -

جن مخصوص مصنفات کو آج اردو لٹریچر کا قیمتي ذخیره سمجها جاتا هے ' هم نے آجتک ایک تحریر بهي نهیں دیکهي جسمیں انکے واقعي حسن و قبح پر شفلسانا نقد کي گئي هو -

ناظرین کو معلوم هے که کچهه عرصے سے شمس العلماء مولانا شبلي نعماني ایک نهایت عظیم الشان دیني و علمي خدمت میں مصروف هیں - یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم کي ایک جامع و مکمل سیرة کي تدوین و تصنیف میں - جو نه صرف یه که اردو زبان میں اجتک نهیں لکهي گئي تهي ' بلکه افسوس که عربي اور ترکي زبانوں میں بهي ' جن پر اردو سے بهتر تصانیف و تالیف کا دور گذر رها هے -

لیکن شاید بهت کم لوگوں کو اس کام کي مشکلات کا صحیح اندازه هوگا -

در حقیقت یه کام ایک شخص کے بس کا نه تها ' گو وه اپنے اندر قابلیتوں اور فضیلتوں کا کیساهي مجمع رکهتا هو ' کیونکه قابلیت اور دماغ هي نهیں بلکه وقت اور محنت بهي مطلوب تهي - ضرورت تهي که ایک منتخب ترین ارباب علم کي مجلس هوتي ' اور یورپ کے مجامع علمیه کے اصول پر اس کام کو انجام دیا جاتا ' لیکن افسوس که هم میں دماغ اور دل ' دونوں کا قحط هے ' اور آدمي کسي مشین میں ڈهال کر پیدا نهیں کیے جا سکتے -

اس وقت " سیرۃ نبوي " کا کام جس رفتار سے هو رها هے اسکے لحاظ سے امید کي جا سکتي هے که غالباً چند ماه کے اندر کتاب کا پہلا حصه پریس میں جانے کے لیے طیار هو جاے گا - اس وقت تک مسودے کي صورت میں اسکا بڑا حصه مرتب هو چکا هے اور بدر تک کے حالات کي تهذیب بهي هو چکي هے - هم نے مولانا سے عرض کیا که کتاب کي اشاعت سے پہلے اسکے بعض اهم اجزا جن سے طرز تصنیف و تحقیق اور مشکلات موضوع کے خاص مقامات سامنے آجائیں ' شائع کردیے جائیں تاکه ارباب نظر و راے کو اسکي نسبت بحث کرنے اور مشوره دینے کا موقع ملسکے -

آج کي اشاعت میں هم دیباچۂ کتاب کا ایک ٹکڑا شائع کرتے هیں ' جسکے مطالعه سے موضوع کتاب کے متعلق ناظرین کو نهایت مفید بصیرت حاصل هوگي - اسکے بعد اصل کتاب کے بعض اهم حصے بهي شائع کیے جائیں گے - ان علماے کرام سے ' جنکو فن سیر و حدیث سے دلچسپي هے ' خاص طور پر امید کي جاتي هے که وه بتعمق نظر ملاحظه فرمائیں گے اور کوئي امر قابل بحث و مذاکره یا مشوره ضروري انکے خیال میں آے گا ' تو اسے دفتر سیرۃ نبوي یا صفحات الهلال تک پہنچانے میں دریغ نه فرمائیں گے -

یه ظاهر کردینا ضروري هے که ابهي کتاب کے تمام ٹکڑے محض مسودے کي حالت میں هیں - ممکن هے که جو ٹکڑے شائع کیے جائیں ' آن میں عند الاشاعت بهت سي تبدیلیاں هوجائیں - سردست مقصود صرف بغرض مشوره و مبادله آرا و بحث و مذاکره انکي اشاعت هے -

جو حضرات آجکل کے جدید فن سوانح نویسي و واقعه نگاري سے ذوق و واقفیت رکهتے هیں ' وه کتاب کي ترتیب و نظام مطالب کي نسبت اگر چاهیں تو مفید مشورے دیسکتے هیں (الهلال)

اس فن کي پہلي تصنيف تھي - امام زہري اپنے زمانہ کے اعلم العلما تھے ' فقہ اور حديث ميں انکا کوئي همسر نہ تھا ' نير امام بخاري کے شيخ الشيوخ هيں ' انھوں نے آنحضرت کي حالات بہم پہنچانے ميں يہ محنتيں اٹھائيں کہ مدينہ منورہ ميں ايک ايک انصاري کے گھر پر جاتے - جوان ' بوڑھا ' عورت ' مرد ' جو مل جاتا ' يہانتک کہ پردہ (۱) نشين عورتوں سے جاکر آنحضرت کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے - وہ نسباً قريشي تھے ' سنہ ۵۰ ھ ميں پيدا ہوئے - بہت سے صحابہ کو ديکھا تھا - سنہ ۸۰ ميں عبد الملک کے دربار ميں گئے ' اسنے بہت قدر و منزلت کي - يہ بات خاص لحاظ کے قابل ہے کہ امام موصوف بخلاف اکثر ائمۂ حديث کے سلاطين کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربين خاص ميں داخل تھے - هشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کي تعليم اُن کے سپرد کي تھي - سنہ ۱۲۳ ميں وفات پائي -

امام زہري کي وجہ سے مغازي و سيرت کا عام مذاق پيدا ہوگيا ' اُن کے حلقہ درس سے اکثر ايسے لوگ نکلے جو خاص اس فن ميں کمال رکھتے تھے ' ان ميں سے يعقوب بن ابراهيم ' محمد بن صالح تمار ' عبد الرحمن بن عبد العزيز ' فن مغازي ميں خاص شہرت رکھتے تھے - چنانچہ تہذيب التہذيب وغيرہ ميں ان لوگوں کا امتيازي وصف (صاحب المغازي) لکھا جاتا ہے -

زہري کے تلامذہ ميں دو شخصوں نے اس فن ميں نہايت شہرت حاصل کي اور يہي دو شخص هيں جن پر اس فن کا مدار ہے : موسى بن عقبہ اور محمد بن اسحاق - موسى بن عقبہ خاندان زبير کے غلام تھے ' حضرت عبد الله بن عمر کو ديکھا تھا - فن حديث ميں امام مالک کے اُستاد تھے - امام مالک لوگوں کو ترغيب ديتے تھے کہ فن مغازي سيکھنا هو تو ان سے سيکھو - اُن کي مغازي کي خصوصيات يہ هيں ' اور ان خصوصيات کي طرف خود امام مالک نے اشارہ کيا ہے :—

(۱) مصنفين روايات ميں صحت کا التزام نہيں کرتے تھے ' انھوں نے زيادہ تر اس کا التزام کيا -

(۲) عام مصنفين کا يہ مذاق تھا کہ کثرت سے واقعات نقل کرتے تھے ' اس کا لازمي نتيجہ يہ هوتا تھا کہ هر قسم کي رطب و يابس روايتيں آجاتي تھيں - موسى نے احتياط کي اور اکثر وهي روايتيں ليں جو اُن کے نزديک صحيح ثابت هوئيں ' يہي وجہہ ہے کہ کتاب بہ نسبت اور کتب مغازي کے مختصر ہے -

(۳) چونکہ روايت حديث کے ليے کسي عمر کي قيد نہ تھي اسلئے اکثر لوگ بچپن اور آغاز شباب هي سے حلقۂ درس ميں شامل هو جاتے تھے اور حديثيں سنکر لوگوں سے روايت کرتے تھے ' ليکن چونکہ اس عمر تک واقعات کا صحيح طور سے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا ' اسليے اکثر روايتوں ميں تغير هوجاتا تھا موسى نے بخلاف اوروں کے کبر سن ميں اس فن کو سيکھا ' - (۲) سنہ ۱۴۱ ميں انھوں نے وفات پائي -

موسى کي کتاب آج موجود نہيں - ليکن ايک مدت تک شائع و ذائع رهي اور سيرت کي تمام قديم کتابوں ميں کثرت سے اُسکے حوالے آتے هيں -

محمد بن اسحاق نے مغازي ميں سب سے زيادہ شہرت حاصل کي ' وہ امام فن کے نام سے مشہور هيں - شہرت عام ميں اگرچہ واقدي ان سے کم نہيں ليکن واقدي کي لغو بياني مسلمہ عام ہے ' اسلئے ان کي شہرت بدنامي کي شہرت ہے - محمد بن اسحاق نے متعدد صحابہ

(۱) تہذيب التہذيب ترجمہ امام زہري (محمد بن مسلم)
(۲) تہذيب التہذيب ترجمہ موسى بن عقبہ -

کو ديکھا تھا ' علم حديث ميں ان کو کمال تھا ' امام زہري کے دروازہ پر دربان مقرر تھا کہ کوئي شخص بغير اطلاع کے نہ آئے ' ليکن محمد بن اسحاق کو اجازت تھي کہ جب چاهيں چلے آئيں - اُن کے ثقہ اور غير ثقہ هونے کي نسبت محدثين ميں اختلاف ہے - امام مالک ان کے سخت مخالف هيں ' ليکن محدثين کا عام فيصلہ يہ ہے کہ مغازي اور سير ميں اُن کي روايتيں استناد کے قابل هيں - امام بخاري نے صحيح بخاري ميں ان کي روايت نہيں لي ' ليکن جزء القراۃ ميں اُن سے روايت کي ہے اور تاريخ ميں تو اکثر واقعات انهي سے ليتے هيں -

فن مغازي کو انھوں نے اس قدر ترقي دي ' اور اس قدر دلچسپ بنا ديا کہ خلفاے عباسيہ ' جو زيادہ تر درسري قسم کي تصنيفات کا مذاق رکھتے تھے ' اُن ميں بھي مغازي کا مذاق پيدا هوگيا ' چنانچہ ابن عدي نے اُن کے اس احسان کا خاص طور پر ذکر کيا ہے - ابن عدي نے يہ بھي لکھا ہے کہ اس فن ميں کوئي تصنيف اُن کي تصنيف کے رتبہ کو نہيں پہونچي (۱) -

ابن حبان نے کتاب الثقات ميں لکھا ہے کہ محدثين کو محمد بن اسحاق کي کتاب پر اعتراض تھا تو يہ تھا کہ خيبر وغيرہ کے واقعات وہ اُن يہوديوں سے دريافت کرکے داخل کتاب کرتے تھے ' جو مسلمان هوگئے تھے ' اور چونکہ يہ واقعات اُنھوں نے اپنے باپ دادا سے سنے تھے اسلئے اُن پر اعتماد نہيں هوسکتا - علامہ ذهبي کي تصريح سے بھي ثابت هوتا ہے کہ محمد بن اسحاق يہود و نصارى سے روايت کرتے تھے اور اُن کو ثقہ سمجھتے تھے - سنہ ۱۵۱ ميں وفات پائي -

محمد بن اسحاق کي کتاب المغازي کا ترجمہ شيخ سعدي کے زمانہ ميں ابوبکر سعد زنگي کے حکم سے فارسي ميں هوا تھا ' اُس کا قلمي نسخہ الہ آباد کے کتب خانہ ميں هماري نظر سے گذرا ہے -

محمد بن اسحاق کي کتاب کثرت سے پھيلي اور بڑے بڑے محدثوں نے انسے ان کے نسخہ مرتب کيے - اسي کتاب کو ابن هشام نے زيادہ منقح اور اضافہ کرکے مرتب کيا جو سيرت ابن هشام کے نام سے مشہور ہے ' اصل کتاب اب کم ملتي ہے ' اسلئے آج اسکي جو يادگار موجود ہے وہ يہي ابن هشام کي کتاب ہے -

ابن هشام کا نام عبد الملک ہے ' وہ نہايت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے - حمير کے قبيلہ سے تھے اور غالباً اسي تعلق سے سلاطين حمير کي تاريخ لکھي جو آج بھي موجود ہے - اُنھوں نے سيرت ميں يہ اضافہ کيا کہ جو مشکل الفاظ آتے هيں اُن کي تفسير بھي لکھي - سنہ ۲۱۳ ميں وفات پائي -

واقدي خود تو قابل ذکر نہيں ليکن اُن کے تلامذۂ خاص ميں سے ابن سعد نے آنحضرت اور صحابہ کے حالات ميں ايسي جامع اور مفصل کتاب لکھي کہ آج تک اسکا جواب نہ هوسکا -

ابن سعد مشہور محدث هيں - محدثين نے عموماً لکھا ہے کہ گو اُن کے استاد (واقدي) قابل اعتبار نہيں ليکن وہ خود قابل سند هيں - خطيب بغدادي نے اُن کي نسبت يہ الفاظ لکھے هيں : کان من اهل العلم والفضل والفهم والعدالة ' صنف کتاباً کبيرا في طبقات الصحابة والتابعين فاجاد فيه واحسن (۲) -

وہ خاندان هاشم سے تھے - بصرہ ميں پيدا هوے ' ليکن بغداد ميں سکونت اختيار کرلي تھي - بلاذري جو مشہور مورخ هيں ' اُنهي کے شاگرد هيں - سنہ ۲۳۰ ميں ۶۲ برس کي عمر ميں وفات پائي -

اِن کي کتاب کا نام طبقات ہے - ۱۲ جلدوں ميں ہے - دو جلديں خاص آنحضرت کے حالات ميں هيں اور يہي حصہ دراصل سيرۃ نبوي

(۱) تہذيب التہذيب -
(۲) تہذيب التہذيب ترجمہ محمد بن سعد -

سیرت نبوي کے متعلق قدماے جو ذخیرہ مہیا کیا (۱) اس کی مختصر تاریخ اور کیفیت هم اس غرض سے اس موقع پر درج کر دیتے هیں که اب ایک کامل اور مستند کتاب کے مرتب کرنے کے لیے کیونکر اس ذخیرہ سے کام لیا جا سکتا هے اور کہاں تک تحقیق و تنقید کي ضرورت هے ؟

فن سیرت کی ابتدا

آنحضرت کے ساتهه صحابه کرام کو جو شغف تها ' اس کا اقتضا یه تها که وہ آپ کي ایک ایک بات کو محبت کي نظر سے دیکهتے تهے اور جہاں بیٹهتے تهے انهي باتوں کے تذکرے کرتے تهے - ان میں وہ احکام اور اوامر بهي تهے جو منصب نبوت کي حیثیت سے تعلق رکهتے تهے اور وہ باتیں بهي تهیں جو روزمرہ کي زندگي میں داخل تهیں -

عرب میں علوم و فنون اور تاریخ نه تهي - صرف خانداني معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات کو محفوظ رکهتے تهے ' اور یهي قصے ان کي گرمي محفل کے کام آتے تهے ' اس لحاظ سے قیاس یه تها که آنحضرت کے حالات و واقعات میں سے سب سے پہلے مغازي کي روایتیں زیادہ پهیلتیں اور تصنیف و تالیف کا آغاز مغازي هي سے هوتا ' لیکن احادیث کے تمام اقسام میں سے سیرت و مغازي کا درجه سب سے متاخر رها اور اکابر صحابه اور محدثین نے اس طرف کم توجه کي -

اسکي وجه یه تهي که خلفا اور اکابر صحابه نے زیادہ تر آنحضرت کے اُن اقوال و افعال پر توجه کی جن کو منصب شریعت سے تعلق تها ' اور جن سے فقهي احکام اور مسایل استنباط هوسکتے تهے - ابن القیم نے اعلام الموقعین کے دیباچه میں لکها هے که جو صحابه فتوی دیتے تهے اُن کي تعداد ۱۳۰ سے زائد تهي (۲)

تحریر کا رواج

عرب میں اگرچه لکهنے پڑهنے کا رواج نه تها تاهم مکه معظمه میں اسلام سے پہلے متعدد اشخاص لکهنا پڑهنا جانتے تهے ' چنانچه جب آنحضرت مبعوث هوئے تو قریش میں ۱۷ شخص پڑهنے کے ساتهه لکهنا بهي جانتے تهے - جن میں بعض عورتیں بهی تهیں - اِن میں سے بعض کے نام یه هیں : حضرت عمر ' حضرت علي ' حضرت عثمان ' حضرت ابو عبیدہ ' طلحه ' زید ' ابو حذیفه بن عتبه ' ابو سفیان ' معاویه ' شفاء بنت عبد الله (۳) -

جنگ بدر میں جو کفار گرفتار هوئے اور فدیه نہیں ادا کرسکے ان کو آنحضرت نے حکم دیا که دس دس بچوں کو اپنے ذمه لیں اور اُنکو لکهنا سکهادیں - زید بن ثابت جو کاتب وحي تهے ' اُنہوں نے اسي طریقه سے لکهنا سیکها تها (۴) اس طرح مدینه منورہ میں کثرت سے لکهنا پڑهنا رائج هوچکا تها - با ایں همه تصنیف و تالیف کا رواج نہیں هوا تها -

تصنیف و تالیف کي ابتدا سلطنت کي وجه سے هوئي

صحابه اور خلفاے راشدین کے زمانه میں اگرچه فقه و حدیث کي نہایت کثرت سے اِشاعت هوئي - اور بہت سے درس کے حلقے قائم هوگئے ' لیکن جو کچهه تها زباني تها - جب خلافت کا دور ختم هوکر حکومت قائم هوئي اور بنو امیه نے دمشق کو پایۂ تخت بنایا جو روم کے اثر سے معمور تها - تو تمدن کے تمام آثار خود بخود پیدا هوگئے ' جن میں تالیف و تصنیف بهی تهي ' بنو اُمیه نے حکم دیکر

(۱) یه ملحوظ رکهنا چاهئے که حدیث کي کتابونمیں آنحضرت کے حالات اور اخلاق و عادات کے متعلق نہایت کثرت سے واقعات مذکور هیں جو سیرت کي تصنیف میں کافي مدد دیسکتے هیں تاهم تنها ان سے کوئي کتاب طیار نہیں هوسکتي - اسکے علاوہ انمیں تاریخي ترتیب نہیں هے - یہاں هم نے جن کتابونکا ذکر کیا هے حدیث کي کتابیں اُن کے علاوہ هیں -

(۲) اعلام مطبوعه مصر صفحه ۱۳ -

(۳) یه پوري تفصیل فتوح البلدان مطبوعه یورپ صفحه ۴۷۱ و ۴۷۲ میں هے -

(۴) طبقات ابن سعد ذکر غزوہ بدر صفحه ۱۴ -

علماے تصنیفیں لکهوائیں ' قاضي عبد البر نے جامع بیان العلم میں امام زهري کا قول نقل کیا هے :

کنا نکرہ کتاب العلم حتي اکرهنا علیه هولاء الامراء (مطبوعه مصر صفحه ۳۶)	هم لوگ علم کا قلم بند کرنا پسند نہیں کرتے تهے ' یہاں تک که اِن اُمرا نے هم کو مجبور کیا -

سب سے پہلے امیر معاویه نے عبید بن شربه کو یمن سے بلا کر قدما کي تاریخ مرتب کرائي جسکا نام اخبار الماضیئین (۱) هے -

امیر معاویه کے بعد عبد الملک نے (جو سنه ۶۵ هجري میں تخت نشیں هوا) هر فن میں تصنیفیں لکهوالیں - سعید بن جبیر جو أعلم العلما تهے ' اُن کو حکم بهیجا که قران مجید کي تفسیر لکهیں ' چنانچه امام موصوف نے ایک کتاب لکهه کر بهیجي جو کتب خانۂ شاهي میں رکهي گئي - عطا بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشهور هے اِنهي کي تفسیر هے - عطا کو خزانۂ شاهي سے یه نسخه هات آگیا تها اور انهوں نے اپنے نام سے مشهور کر دیا (۲) -

حضرت عمر ابن عبد العزیز کا زمانه آیا تو انهوں نے تصنیف و تالیف کو زیادہ ترقي دي - تمام ممالک میں حکم بهیجدیا که احادیث نبوي مدون اور قلمبند کي جائیں - سعد بن ابراهیم جو بہت بڑے محدث اور مدینه منورہ کے قاضي تهے ' اُن سے دفتر کے دفتر قلمبند کراے اور تمام ممالک مقبوضه میں بهیجے - علامه ابن عبد البر جامع بیان العلم میں لکهتے هیں :

عن سعد بن ابراهیم قال امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبناها دفتراً دفترا فبعث الی کل ارض له علیها سلطان دفتراً (مطبوعه مصر صفحه ۳۶)	سعد بن ابراهیم کہتے هیں که عمر بن عبد العزیز نے هم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا - هم نے دفتر کے دفتر لکهے ' عمر نے جہاں جہاں اُن کي حکومت تهي ایک ایک دفتر بهیجدیا -

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاري جو اس زمانه کے بہت بڑے محدث ' امام زهري کے استاد ' اور مدینه کے قاضي تهے ' اُن کو بهي خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم بهیجا (۳) -

حدیث میں حضرت عائشه کی مرویات ایک خاص حیثیت رکهتي هیں - اُن سے اکثر وہ حدیثیں مروي هیں جو عقائد یا فقه کے مهمات مسائل هیں ' اسلئے عمر ابن عبد العزیز نے اُن کي روایتوں کے ساتهه زیادہ اعتنا کیا - عمرة بنت عبد الرحمن ایک خاتون تهیں ' اُن کو حضرت عائشه نے اپنے آغوش تربیت میں پالا تها ' تمام علما کا اتفاق هے که حضرت عائشه کي مرویات کا اُن سے بڑهکر کوئي عالم نه تها - عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن محمد کو خط لکها که عمرہ کے مسائل اور روایات قلمبند کر کے بهیجدیں (۴) -

مغازي پر توجه

اب تک محدثین نے مغازي و سیر کے ساتهه اعتنا نہیں کیا تها ' حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فن کي طرف خاص توجه کي اور حکم دیا که غزوات نبوي کا حلقۂ درس قائم کیا جاے - عاصم بن عمرو بن قتادہ انصاري (المتوفي سنه ۱۲۱) اِس فن میں خاص کمال رکهتے تهے - اُن کو حکم دیا که دمشق کي جامع مسجد میں بیٹهه کر لوگوں کو مغازي اور مناقب سکهائیں - یه سیرت نبوي کا پہلا سنگ بنیاد تها -

اسي زمانه میں امام زهري نے مغازي پر ایک مستقل کتاب لکهي اور جیسا که امام سهیلي نے روض الانف میں تصریح کی هے یه

(۱) فهرست ابن الندیم صفحه ۲۴۴ -

(۲) میزان الاعتدال ترجمه عطاء بن دینار -

(۳) تهذیب التهذیب ترجمه ابوبکر بن محمد و عمرة بنت عبد الرحمن و طبقات ابن سعد جز دوم حصه دوم صفحه ۱۳۴ -

(۴) تهذیب التهذیب ترجمه عاصم بن عمرو بن قتادہ -

يدعـونني اليـه	سختيوں كو برداشت كرنا مجھے زيادہ پسند
(۱۲ : ۴۰)	و محبوب ہے -

كتنے عبّاد شب زندہ دار' زهاد زاويہ نشيں' حكماے فطرت شناس' فلاسفۂ حقايق آگاہ ' اور شناوران قلزم اخلاق و حكمت هيں جو دعوا كر سكتے هيں كہ تنهائي اور سكون و طمانيۃ كے كسي حجلۂ عيش ونشاط ميں ايك صاحب دولت وجاہ فتنۂ حسن' منت و شوق' اصرار و التجا' تخويف و ترهيب كے ساتهہ عيش شباب كي دعوت ديكر بلائيگا اور كہے گا كہ " هيت لك " اور پهر وہ يہ كهكر گردن موڑ ليں گے كہ :

معـاذ اللـہ !	استغفر اللہ ! يہ تو مجھسے كبھي نہيں هوسكتا
انـہ ربي احسن	تو ميرے آقا كي بيوي ہے جس نے مجكو
مـثـواى ' انـہ	اچهي طرح ركها ہے - پهر كيا اپنے مالك كي
لا يفلح الظا لمـون	متاع ميں خيانت كروں ؟ حالانكہ خائنوں كو
(۱۲ : ۲۳)	خدا كبھي فلاح نہيں ديتا !

اور پهر جب اسكي طرف سے اصرار و جوش ميں جبر هو' تو بالكل اس طرح ' جيسے كوئي انسان كسي خونخوار اژدهے سے بهاگتا ہے ' وہ بهاگ كر بچنے كي كوشش كرينگے ؟

پهر دنيا ميں كتنے هيں كہ وہ اپنے كو حضرت يوسف كي جگہ فرض كريں ' اور تخت مصر پر بيٹهكر اپنے بهائيوں كے ايك ايك جگر خون كن مظالم ياد كريں - ليكن جب وہ بهائي ' جنهوں نے كنوئيں ميں ڈالكر هلاك كرنا چاها تها' ايك فقير و دريوزہ گر كي صورت ميں اقرار قصور كريں كہ : تاللہ لقد آثرك اللہ علينا وان كنا لخاطئين - تو اسكے جواب ميں انكي زبانوں سے "يوسف" كي طرح نكلے :

لا تثريب عليكـم	آج كے دن ميري طرف سے تم پر كوئي الزام
اليـوم يغفـر اللہ	اور شكايت نہيں - ميں نے معاف كيا اور
لكـم وهـو ارحـم	خدا بهي تمهارے قصور معاف كرے كہ وہ
الـراحميـن	ارحم الراحمين ہے -

يهي خلق نبوت كي آواز ہے' جو فتح مكہ كے دن بهي دهرائي گئي تهي ' اور جن لوگوں نے اس داعي حق كو اپنے طرح طرح كے مظالم و شدائد سے ترك وطن پر مجبور كيا تها ' وہ جب بے بس قيديوں كي صورت ميں اسكے سامنے لائے گئے تو اسنے كہا تها : لا تثريب عليكم اليوم ' يغفر اللہ لكم وهو ارحم الراحمين -

حاصل سخن يہ ہے كہ دعوئے نبوت كي صداقت كيلئے اصل راہ دليل نبي كي زندگي ہے - اسكا كهانا پينا' رهنا سهنا' عزيزوں اور غيروں سے ملنا- گهر كي معاشرت' اور باهر كا سلوك ' يهي چيزيں هيں' جو ايك مدعي كے دعوے كي صداقت و عدم صداقت كي شهادت ديسكتي هيں - پس هر داعي الى اللہ كيلئے ضرور ہے كہ اسكي زندگي كا صفحہ هميشہ دنيا ميں كهلا رہے -

اس اصول كو پيش نظر ركهكر دنيا كے تمام بڑے بڑے بانيان مذهب كي زندگي كو ڈهونڈهيے' تو في الحقيقت ايك زندگي بهي ايسي نہيں ہے ' جسكے ضروري حالات تك معلوم هوسكيں - تورات كي ابتدائي پانچ كتابيں (خروج) سے (استثنا) تك ضرور حضرت موسے كي زندگي كے حالات بتلاتي هيں' ليكن در اصل وہ عهد موسوي كے بني اسرائيل كي تاريخ ہے ' خود حضرت موسى كي زندگي كے خاص حالات كا اسميں كوئي حصہ نہيں - اناجيل اربعہ ميں اخر كے ڈهائي برس كے واقعات حضرت مسيح كے ملتے هيں' ليكن انسے بهي خود مسيح كي اصلي زندگي كا عقدہ نہيں كهلتا اور افسوس ہے كہ جس قدر حالات معلوم هوتے هيں ' وہ نہ صرف درجۂ نبوت ' بلكہ درجۂ انسانيت سے گرے هوے هيں -

پهر اگر آج ايك طالب حق مذاهب عالم كو للكارے كہ اپنے اپنے بانيان مذهب كي زندگيوں كو بازار تفحص ميں لاؤ' تاكہ كهرا كهوٹے سے الگ كيا جاے ' تو اسلام كے سوا كون ہے جو سامنے آسكتا ہے ؟ يهوديوں كو چهوڑ دو كہ وہ سامنے نہيں آتے' ليكن (مسيحيت جو باوجود تيغ علم و مدنيت سے مذبوح هو جانے كے پهر بهي اپني موت كا اقرار نہيں كرتي) محض تاريكي كي ايك سياہ چادر ہے' جس ميں اس نے اپنے خداے مصلوب كي لاش كو صديوں سے لپيٹ ليا ہے ' پهر چاهتي ہے كہ اس بے روح بوجهہ سے عالم انسانيت كے كاندهوں كو اب بهي نجات نہ دے -

فرض كرو كہ ايك بدگمان شخص (يوحنا) كي زباني انجيل ميں يہ پڑهتا ہے كہ يروشليم كي فاحشہ عورتوں كے هاں بائبل كا مسيح مهمان هوا كرتا تها ' اور (بيت عنياہ) ميں بعض جوان عورتيں تين تين سو دينار كا عطر جوش محبت ميں آكر اسكے پاؤں پر ڈالديتي تهيں اور پهر اپنے بالوں سے پونچهتي جاتي تهيں (يوحنا ۱۲ : ۳) نيز وہ زنا كار عورتوں پر بهت شفيق تها اور ان كو سزا دينے سے انكار كرتا تها ' اور يہ حجت پيش كرتا تها كہ دنيا ميں سب گنہ گار هيں ! (يوحنا ۸ : ۹) پهر وہ سنتا ہے كہ يہ روحاني معلم بچپن هي كے زمانے ميں مصر پهنچاديا گيا تها اور اپنا تمام عهد شباب وافات كسي نا معلوم الحال شهر ميں كاٹ كر تيس سال كے بعد اپنے تئيں ظاهر كيا تها ' تو انصاف كرو كہ اسكے ليے كيا امر مانع ہے كہ وہ مسيح كي مجهول وتاريك زندگي كے متعلق سخت سے سخت شكوك اپنے دل ميں پيدا نہ كرے ' اور مسيحيت كو اسكا ذمہ دار قرار نہ دے كہ بچپن سے ليكر جواني تك كي اصلي اور پر امتحان زندگي كے حالات پيش كيے جائيں ؟

امام طبري اور الزام تشيع

مولانا نے ديباچے كي آخري سطور ميں ابن جرير طبري كا ذكر كرتے هوے اس الـزام بے اصل كي تغليط كي ہے جسكو بعض محدثين نے انكي نسبت شهرت دي تهي اور انكو شيعہ قرار ديا تها-

حال ميں دہلي سے ايك صاحب نے الهلال ميں شائع كرنے كيليے ايك تحرير واقعہ " احراق بيت فاطمہ " كي نسبت بهيجي ہے ' اور اسميں اس الزام كو بهت طول ديا ہے اور پهر هميں مجبور كيا ہے كہ بسلسلہ " اسئلۃ و اجوبتها " انكي تائيد كريں - افسوس ہے كہ هم انكي تحرير كي اشاعت بے سود سمجهتے هيں ' ان مباحث كيليے بيشتر سے ايك بهت بڑا ذخيرہ موجود ہے - ليكن چونكہ ضمناً يہ ذكر آگيا ہے اسليے يہ كہدينا ضروري سمجهتے هيں كہ (علامہ طبري) كي نسبت انكي راے سے هم متفق نہيں هو سكتے -

اصل يہ ہے كہ (ابن جرير) منجملہ آن ائمہ فن اور مجتهدين وقت كے تهے ' جو صاحب مذهب و تحقيق خاص هوے ' اسليے وہ اپنے اجتهادات ميں كسي كي پيروي نہيں كرتے تهے - (سمعاني) نے انساب ميں تصريح كي ہے كہ يہ مجتهد هيں ' لوگ انكے مذهب كي پيروي كرتے هيں - سيوطي كے بيان سے معلوم هوتا ہے چوتهي صدي تك انكے مقلدين موجود تهے (يعني جب تك كہ تقليد شخصي شروع نہيں هوئي تهي) -

منجملہ انكے اجتهادات مخصوصہ كے ايك اجتهاد يہ تها كہ وہ برخلاف تمام ائمہ اهل سنت كے مسح قدمين كے قائل تهے - حديث خم غدير كي توثيق ميں بهي انكو نهايت غلو تها' چنانچہ اس بارے ميں ايك خاص كتاب تصنيف كي -

ان اسباب نے ايك جماعت كو انكا مخالف كرديا' حنابلہ انسے برهم تهے كہ اختلاف الفقها ميں آنهوں نے امام احمد حنبل كو نہيں ليا ' اور صرف ائمہ ثلاثہ كے مسائل پر بحث كي - آنهوں نے بهي اس مخالفت ميں شركت كي ' نتيجہ يہ نكلا كہ مسئلہ مسح قدمين كي وجہ سے انكو تشيع كا الزام دياگيا - اس سے زيادہ اسكي اصليت نہيں -

ہے - باقي جلدیں صحابه کے حالات میں هیں' اور چونکه صحابه کے حالات میں هر جگهه آنحضرت کا ذکر آجاتا ہے اسلئے ان حصوں میں بهي سیرت کا بڑا سرمایه موجود ہے -

یه کتاب قریباً ناپید هو چکي تهي ' یعني دنیا کے کسي کتب خانه میں اس کا پورا نسخه موجود نه تها' شہنشاه (جرمني) کو اس کي طبع و اشاعت کا خیال آیا - چنانچه لاکهه روپے جیب خاص سے دیئے اور پروفیسر (ساخو) کو مامور کیا که هر جگهه سے اسکے اجزا فراهم کر کے لائے - پروفیسر موصوف نے قسطنطنیه ' مصر' اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدیں بہم پہنچائیں - یورپ کے باره پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کي تصحیح اپنے ذمه لي ' چنانچه نہایت اهتمام اور صحت کے ساتهه یه نسخه لیڈن (هالنڈ) میں چهپکر شائع هوا -

اس کتاب کا بڑا حصه واقدي سے ماخوذ ہے لیکن چونکه تمام روایتیں به سند مذکور هیں' اسلئے واقدي کي خاص روایتیں به آساني الگ کرلي جاسکتي هیں -

اس زمانه میں سیرت پر اور بہت سي کتابیں لکهي گئیں چنانچه کشف الظنون وغیره میں اُن کے نام مذکور هیں ' لیکن چونکه نام کے سوا انکے متعلق اور کچهه معلوم نہیں' نه اُنکا آج وجود باقي ہے اسلئے هم اُن کے نام نظر انداز کر دینے پر مجبور هیں -

عام کتب تواریخ

سیرت کے سلسله سے الگ ' تاریخي تصنیفات هیں - ان میں سے جو تاریخیں محدثانه طریقه پر لکهي گئیں' یعني جن میں تمام روایتیں به سند مذکور هیں ' اُن میں آنحضرت کے حالات اور واقعات کا جس قدر حصه ہے وہ بهي در اصل سیرت ہے - ان میں سب سے مقدم اور قابل استناد امام بخاري کي دونوں تاریخیں هیں ' لیکن دونوں نہایت مختصر هیں - تاریخ صغیر چهپ گئي ہے - اس میں سیرت نبوي کے صرف پندره صفحے هیں اور ان میں بهي کوئي ترتیب نہیں - کبیر البته بڑي ہے - میں نے اس کا نسخه جامع ابا صوفیه (قسطنطنیه) میں دیکها تها لیکن سوانح نبوي اس میں بهي کم هیں ' اور جسته جسته واقعات بهي جس قدر هیں ' بلا ترتیب مذکور هیں -

تاریخي سلسله میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبري کي تاریخ کبیر ہے - طبري اس درجه کے شخص هیں که تمام محدثین ان کے فضل وکمال اور وسعت علم کے معترف هیں - انکي تفسیر احسن التفاسیر خیال کي جاتي ہے - محدث ابن خزیمه کا قول ہے که دنیا میں کسي کو ان سے بڑهکر عالم نہیں جانتا انہوں نے سنه ۳۱۰ میں وفات پائي -

بعض محدثین (مثلاً سلیماني) نے اُن کي نسبت لکها ہے که یه شیعوں کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تهے - لیکن علامه ذهبي میزان الاعتدال میں لکهتے هیں :

هذا رجم بالظن الکاذب	یه جهوٹي بد گماني ہے ' بلکه واقعه یه
بل ابن جریر من کبار ائمة	ہے که ابن جریر اسلام کے معتمد اماموں
الاسلام المعتمدین !	میں سے ایک بہت بڑے امام هیں -

تاهم علامه ذهبي نے اس موقعه پر لکها ہے که " ان میں في الجمله تشیع تها لیکن مضر نہیں " تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل ابن الاثیر' ابن خلدون' ابو الفداء وغیره انهي کي کتاب سے ماخوذ اور اسي کتاب کي مختصرات هیں - یه کتاب بهي گویا ناپید تهي اور یورپ کي بدولت وجود میں آئي -

(باقي آینده)

[الهلال] اسکے بعد مولانا نے سیرة نبوي کي تمام تصنیفات کا مبسوط اور مفصل نقشه دیا ہے جو ۸ صفحوں میں آیا ہے - هم نے اسکو چهوڑ دیا که بالفعل اسکي اشاعت ضروري نہیں -

آغاز تحریر میں مولانا نے سیرة نبوي کي اس خصوصیت کي طرف اشاره کیا ہے که " مسلمانوں نے اپنے باني مذهب کے حالات جس تفصیل اور استقصاء کے ساتهه جمع کیے ' دنیا کي کوئي قوم اسکي نظیر نہیں پیش کر سکتي " چند کلمات اسکي نسبت عرض کرنا چاهتے هیں که یه ایک نکته ضروري ہے -

اشـــرف ترین خصـــوصیت اســـلام

اور بـــرهـــان نـــبـــوت

نبوت ایک دعوا ہے ' جسکي دلیل نبي کي زندگي کے سوا اور کوئي چیز نہیں هوسکتي - دلیل کیلیے ضرور ہے که اسکا نتیجه براه راست مخاطب کو تسلیم دعوا پر مجبور کرے - ایک شخص دنیا میں ظاهر هوکر دعوا کرتا ہے که وہ هدایت و ارشاد کي ایک قوت الهي لیکر آیا ہے' اور باوجودیکه وہ اُسي قوم اور سوسائٹي کا ایک فرد ہے ' تاهم اسکے اندر ایک قوت ہے جسکے ذریعه وہ انسانوں کے اعمال و معتقدات کي صف اولٹ دیگا اور ایک بہت بڑي تبدیلي پیدا کردیگا ' پس ضرور ہے که وہ اس تبدیلي کا اولین نمونه خود اپني زندگي کو ثابت کرے - وہ اپني زندگي کي کتاب سب کے سامنے کهول دے اور اسکا کوئي صفحه انظار عالم سے مخفي نهو - اسکي زندگي ویسي هي هو' جیسي هر انسان کي هوتي ہے' تاهم اسکے اندر نفس و جذبات کي تبدیلي کے وہ مظاهر هوں' جنکے حاصل کرنے سے انسان کی تمام ملکوتي قوتیں عاجز آجاتي هیں ' اور جنکو دنیا میں پیدا کردینے کا وہ مدعي ہے - وہ ثابت کرے که جس نفس کے تسلط سے آزاد کرانے کیلئے وہ آیا ہے ' اس سے خود بهي آزاد ہے - وہ خبائث اخلاقي ' جن کے قهار و جبار لشکر کو شکست دینے کا وہ مدعي ہے' اسکو خود بهي شکست دیچکا ہے - اس نے اپنے اخلاق و خصائل میں صفات الهیه کا ایک مظہر قدسي پیدا کرلیا ہے ' اور وہ باوجود پورے انسان هونے کے پهر بهي اپنے اعمال کے اندر عام سطح انسانیت سے بالا تر ایک جلوۂ حق رکهتا ہے - مختصر یه که وہ قواے فطریۂ انسانیه کے جس صحت استعمال کا مدعي ہے' خود اسکي زندگي بهي اسکي شہادت دیتي ہے -

پس في الحقیقت نبي کیلئے دلیل حقیقي خود نبي کي زندگي کے اندر ہے' نه که اس سے باهر - نبي کي سچائي کیلیے سب سے بڑا معجزه یه ہے که اسکي زندگي میں کوئي راز نهو' اسکي زندگي آفتاب کي طرح برهنه هو مگر دهبے سے پاک هو - وہ جزئیات جنکو تم نظر انداز کردیتے هو' در اصل انسانیت کے کلیات کا اصلي سرچشمه هیں - ایک شخص در و دیوار اور شجر و سنگ سے اپني صداقت کي گواهي دلاسکتا ہے' مگر دشمن پر قابو پاکر اس سے درگذر نہیں کرسکتا - ممکن ہے که ایک شخص آگ میں کودکر زنده و سلامت نکل آے ' لیکن دیکهنا یه ہے که غیظ و غضب کی جب ایک خفیف سي چنگاري بهي اسکے دامن حلم پر لگي ہے' تو اسکا کیا حال تها ؟ مولانا روم نے اس نکتے کو لکها ہے :

روۓ آواز پیمبر معجزه ست !

پیغمبر کي آواز اور چہره ' خود معجزه ہے ' اور معجزات هوں یا نهوں -

حضرت یوسف کے سامنے دو چیزیں آئیں : باره برس کي قید عفت و عصمت کے ساتهه ' اور همیشه کا عیش و عشرت عصیان و عدوان کے ساتهه' لیکن انهوں نے قید صداقت کو عیش معصیت پر ترجیح دي اور کہا :

قـال رب السجن	خدایا ! جس شے کي طرف مجهکو یه عورتیں
احب الي ممـا	بلاتي هیں ' اسکے مقابلے میں تو قید کي

بت مــریــم سے نصاریٰ کو ادھــر تھي امید اب فلــک سے کوئي ترکوں په بلا آئي شدیــد
جھانکتــا هي تها ابهي بام فلــک سے خورشید که ادهــر نور کو ظلمت په هوئي یــوں تصعید

دیــــر معمور تهــا اسلام کے جانبــازوں سے
" صوفیا " گونــج اٹها تکبیـــر کي آوازوں سے

زلزلـــه پـــڑگیـــا یـــورپ کے کلیساؤں میں کھلبلـي مچگئـي یونـان کے دانـاؤں میں
آج غــــواص تهے تیونس کے جو دریـــاؤں میں ڈیرے کل ڈالـدیے روم کے صحـــراؤں میں

بجلیـــاں تیـغ کي گر آج گـــریں بلقاں پر
چهـــا گئیں کل وهي بادل کیطرح ایران پر

سر سودا زده میں عشق کي شوریدگي تهـي سینه پر داغ تها اور قلب میں تفتیدگي تهي
حوصلے دل میں تهے اور روح میں بالیدگي تهي جس طرف دیکهیے اسلام کي روئیـد گي تهي

شعله توحیـد کا هر دل میں بهڑک جاتا تها
کفـر تــک نـام خــدا سنکے پهڑک جاتا تها

* * *

یا رهي ترک هیں بلقان میں اب یوں پامال خستگي روح میں' اعضا میں تهکن' دل میں ملال
چهرے سب سرخ هیں اور خون سے یوں کپڑے لال ڈالدے هولي میں جس طرح کوئي رنگ گلال

سیل خون شهـــدا سے هوا صحرا دریـــا
پٹ گیـــا لاشوں سے اور بنگیا دریـــا صحرا

هـوگئے قتـل مکیـــں اور مکاں هیـــں مسمار جس طـرف دیکهیے لاشوں کا لـــگا هے انبار
بوڑهے هیں ذبح جدا قتل الـگ هیں بیمار هے زمیں خـــون خواتین عـــرب سے گلنـــار

گردنیں بچوں کي اور آهني شمشیریں ' آه !
کیسي خاموش هوئیں بولتي تصویریں ' آه !

سن کے یه سینه میں بیچین جگر هو که نه هو خونفشاني کا محل دیـــدۂ تـــر هو که نه هو
اپنے اعضا کي جراحت کي خبر هو که نه هو اپنے انجام په کچهه تجهه کو نظر هو که نه هو

نه سهي یه بهي' مٹیں ترک تو کچهه فکر نہیں
شمع فاران ' مگر ڈر هے نه بجهه جاے کہیں

* * *

نه تـــرے نالے میں اب کچهه شرر افشاني هے رجز هے وه' نه وه انـداز حدي خـــواني هے
نه ترے سینۂ صـــد چاک کي عـــریاني هے نه جنـــوں کي تري وه سلسله جنبـــاني هے

تو بهـــلا بیٹها غضب لـــذت دلسوزي کو
بیقراری کو' مـــذاق تپش انـــدوزي کو

کیف کي اب نه رهي آنکهه میں سرخي باقي نه وه رفتـــار میں هے لغـــزش مستي باقي
بـــزم میں ساقي ' نه اب بـــادۂ صافي باقي هے فقـــط تـــذکرۂ جـــام و صـــراحي باقي

محفـــل عشرت دو شینـــه کا افسانـــه هے
بـــازي بـــاد سحر کـــو پر پـــروانـــه هے

سر طاعت هے' نه هے ذوق نیایش باقي نه بسالت کا رها شـوق نمایش باقي
طلب اوج کي هے اب ' نه گرایش باقي زـکـي غیر کي اک مدح و ستایش باقي

خس سکوں چاهے تو گرداب کو کب پروا هے
گرد ' شـکوه رم آهو سے کرے ' سـودا هے

(نیاز محمد خاں "نیاز" محمد نثم دوري)

قطـــرات اشـــک

یا

شہـــر آشـــوب اســـلام

—○:*:○—

اے زباں' تجھـہ سے تـکلم کے طلبگار ھیں ھم　　زخم دل تجھـہ سے تبسم کے طلبـگار ھیـں ھم
ساز دل' تجھہ سے ترنـم کے طلبـگار ھیں ھم　　اے تري آنکھوں کے قلـزم کے طلبگار ھیں ھم
کر عطا' ذوق تپش' ھستي سیمـــاب اپني
دیدے چنـگاریاں' اے نالـۂ بیتـاب اپني

اے مري نطـق زباں! ناله و افغـاں ھو جا!　　اے میري نوک قلـم! همسر پیـکاں ھو جا!
اے مري آہ! نـکل دل سے پریشـاں ھوجا!　　قوت ضبط فغـاں! جا' کہیں پنہاں ھو جا!
رنـگ خوں آنکھـہ سے ٹپکے ذرا گہرا ھوکر
اشک دامن میں جو آے' تو کلیجا ھوکر

آج عریاں ھے جو تھـــا سینـۂ داغـي مستور　　یا رب اس باغ کي نکہت سے جہاں ھو معمور
میري صورت سے نمـایـاں ھے جو درد مـوفور　　آپ بھي تـوڑ دیں اب زخم جگـر کے انگـور
میرے چہرے سے اگـر رنـگ تڑپ کر نکلے
اشک سے آپ کا دامن بھي مشجّـر نکلے

*　*　*

اے مسلماں! همیں تجھہ سے ھزاروں ھیں گلے　　سن لے' ممکن ھے که پھر همکو ملے یا نه ملے
چمن دھر میں' غنچے ترے نغموں سے کھلے　　تیرے نالـوں سے جبل کیا فلـک و عرش ھلے
آج ھنـــگامۂ ھستي ترا خاموش ھے کیوں؟
نغمۂ صحبت دوشیـنـه فراموش ھے کیوں؟

حـوصلـــوں کا وہ کلیجـہ میں تلاطم نه رھـا　　آرزوؤں کا وہ سینه میں تـراکم نـــه رھـــا
ســا زھستي کا وہ اگـــلا سا ترنـــم نه رھـــا　　جرات آمـــوز وہ انـداز تکلـــم نـــه رھـــا
قلب میں درد کي وہ لذت پنہاں ھی نہیں
گلشن دھر میں تو زمزمه ساماں ھي نہیں

دعـوا الفت کا مگـــر درد سے پیمـاں تـوڑا　　زخـم رکھتے ھو مگـر پھر بھي نمکـداں تـوڑا
صیـد کا عزم ھے اور تیـــر کا پیـــکاں توڑا　　ھو مسلمـــــان' مگـــر رشتـــۂ قـرآن توڑا
ھوکے برھان کے طـالب در ایقـاں بھـولے
شیوۂ زندگي "بوذر" و "سلمـــاں" بھولے

ایـک مٹھي میں اگر اونکے تھي اشتر ‌کي مہار　　دوســرے ھـات میں رکھتے تھے برھنـه تلـوار
زخمي سعي تھے پا' درد سے سینـه تھا فـگار　　نشـۂ بـادۂ ایمـــاں سے مگـــر تھے ســرشـار
وہ جلالت تھي' وہ ھیبت تھي شتربانوں کي
جھک گئیں گردنیں ایران کے سلطانوں کي!

قاطـع پـرشان عـــرب کا وہ پـر از جوش قشون　　تیغ ھو جاے' اگر ھات میں لیں وہ عرجون
سحر تھا باتوں میں اور آنکھوں میں اونکے افسوں　　چشم و لب کي حرکت سے کیا اعدا کو زبـوں
نـام سے اون کے سلاطیـن عجـم کانپتے تھے
سامنے آتے ھـوے قلب و قـدم کانپتے تھے

جس طرف بڑھگئے یوں فتح و ظفر لیکے بڑھے　　جس طـرح نور و ضیـا ساتاره قمـر لیکے بڑھے
روکا دشمـن نے تو پھـر اوسکي خبر لیکے بڑھے　　جھک گیا وہ تو بس لطف نظـر لیکے بڑھے
ھـــل گیا "قاف" سنانـــوں سے اگر ٹکرا کر
"نیـل" سے ملگئے پرچم بھي آدھـر لھـرا کر

*　*　*

گـــرز رکھے ھے وہ شا ـــہ په محمـــد ثـــاني　　ینگچري آگے' جـلـو میں عـرب و ایـراني
مونچھه بل کھاے ھوے چیں سے بھري پیشاني　　تیـور ایسے کـه کـریں شیـر کا پتـه پـاني
کھنچي تـک ھات کھاے اونمیں برھنه شمشیر
شان وہ نیزوں کي تھا ترک فلک بھي نخچیر

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

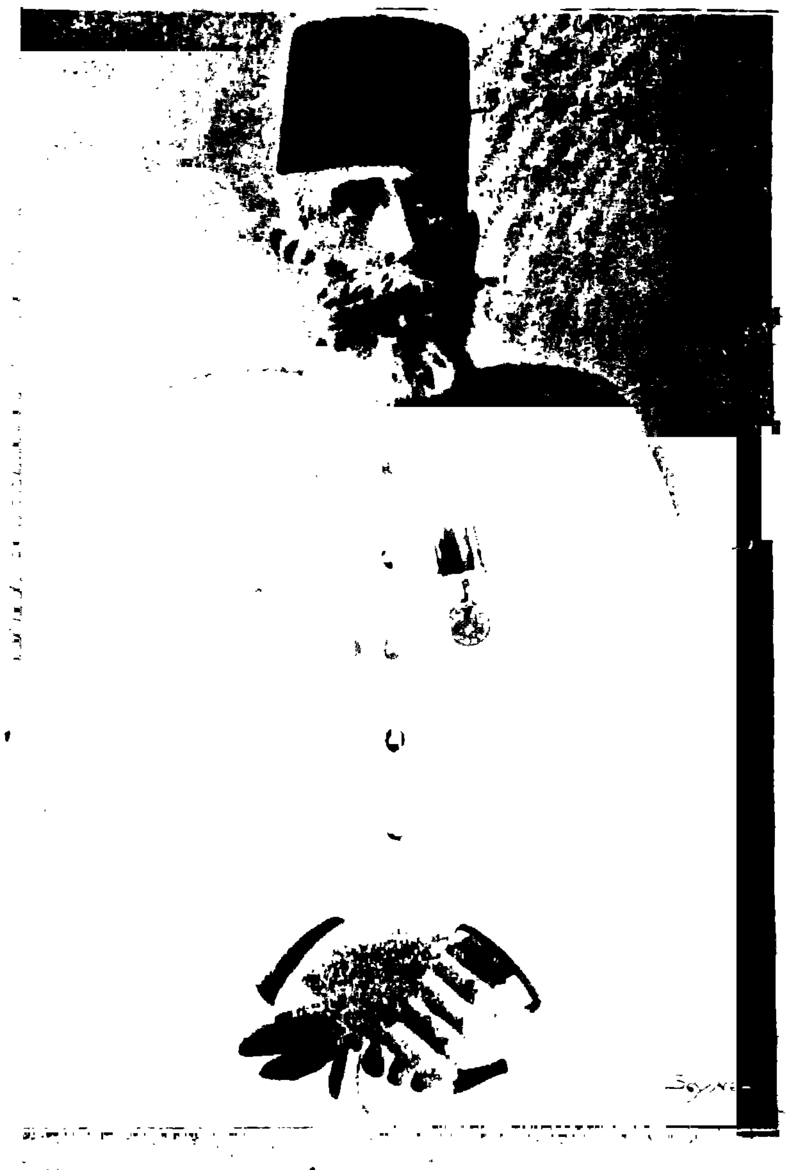
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

نمبر ٤

کلکتہ : چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta : Wednesday, January 29, 1913



ساڑھے تین آنہ
قیمت فی پرچہ

شئون عثمانیه

مظالم سرویا

— * —

البانیا کو یورپ ترکوں کے ظلم سے نجات دلاکر مسیحی امن و رحم کا درس دیتا ہے!

— * —

مقامی معاصر اسٹیٹسمین کا نامہ نگار لندن سے لکھتا ہے :

" ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کے بیان کے بموجب باشندگان البانیا پر موجودہ جنگ کے اثناء میں ہیبتناک مظالم کا ارتکاب کیاگیا تھا - وہ علانیہ لکھتا ہے کہ (البانیہ) کے مظالم کی (جنکے ذمہ دار مغرور سروی افسر اور سپاہی ہیں) تصدیق آسٹروی ' انگریزی ' اطالوی ' اور ناروی نامہ نگاروں نے ناقابل انکار زور کے ساتھہ کی ہے - اِن تمام مظالم کی روئداد ' جو سروی سپاہیوں کی طرف سے عمل میں آئے تھے ' آسٹریا ہنگرین گورنمنٹ کی طرف سے فراہم کی گئی ہے - روئداد ظاہر کرتی ہے کہ تمام ظالمانہ گرفتاریاں جو تاریخ عالم میں بیان کیجاتی ہیں جنرل (جنکوونچ) کے سپاہیوں کے ہاتھوں تمام علاقہ البانیا میں دہرائی گئیں - صرف کومانو اور اسکوب کے درمیانی حصے میں تین ہزار آدمی قتل کیے گیے - پرسنینیا کے قریب ۵ ہزار آدمی سروی ہاتھوں سے نذر اجل ہوے ' لیکن کسی بہادرانہ جنگ میں نہیں ' بلکہ ایک وحشیانہ قتل عام میں - بہت سے دیہاتوں کے مکانوں میں آگ لگاکر انسانی آبادیوں کو لوڑے کرکٹ کی طرح جلادیاگیا ' انکے مظلوم رہنے والے جب گھروں سے باہر کھلے میدان میں نکلے ' تو چوہوں کی طرح گولیوں سے مار ڈالے گئے - شوہر بیوی اور بچوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کیے گیے ' اور عورتوں کو ان بچوں کی حفاظت پر مجبور کیا گیا جو بلا مبالغہ سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئیے گئے تھے - مسلمانوں کو پھانسی پر چڑھاتے رہنا سروی سپاہیوں کی ایک ایسی روزانہ تفریح تھی ' جسکے بغیر وہ ایک دن بھی بسر نہیں کرسکتے تھے - اگر کسی گھر میں ہتھیار پائے جاتے تھے تو تمام گھر والوں کو یا تو گولی مار دیجاتی یا پھانسی پر لٹکا دیا جاتا - کس قدر بیکس مسلمان اس تاریخ عالم کے بے نظیر قتل عام میں ہلاک کیے گئے ؟ اِسکا صحیح جواب کبھی بھی نہیں دیا جاسکے گا - البتہ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ صرف ایک دن کے اندر ۱۳۶ - اشخاص کو پھانسی دیگئی تھی !

ہنگری کا ایک شریف آدمی (ہرٹومش) سابق سکریٹری وزیر اعظم کا بیان ہے کہ میں نے جب سفر کیا تو " (پرزرینڈ) سے لیکے (اپکس) تک سڑک کے دونوں طرف جلے ہوے دیہاتوں کے علاوہ اور کچھہ نہیں دیکھا - لب راہ پھانسیوں کی قطاریں تھیں جن پر البانیوں کی لاشیں لٹک رہی تھیں " (بلغراد) سے شائع ہونے والے اخبارات نے بھی وہ مظالم بیان کئے ہیں جو سروی سپاہیوں کے دست وحشت سے بغیر کسی طرح کی ندامت کے عمل میں آئے -

کرنیل (آسٹرش) کی فوج جب (پرزرینڈ) میں داخل ہوئی تو کرنل مذکور نے با آواز بلند کہا " " مارو اور زندہ مت چھوڑو ! "

بلغاری اخبارات کہتے ہیں کہ یہ لفظ زبان سے نکلا تھا کہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح سپاہی گھروں پر ٹوٹ پڑے اور جو انسان سامنے آیا بے دریغ اسکو قتل کیا گیا - پری لیپ کسود ' اور ورچترا کی وحشت کاریاں اِن مظالم اور سفاکیوں سے بھی زیادہ عالم انسانیت کو رلانے والی ہیں اور انکے مقابلے میں وہ سختیاں رحم و محبت معلوم ہونے لگتی ہیں ' جو البانیا کے لوگ ترکی حکومت کے زمانے میں برداشت کرتے تھے -

ایک ممتاز البانی شخص جو پرزرینڈ سے گریزیم واقع (اسٹریا) میں بھاگ آیا تھا اور جس نے اپنا عہد شباب آسٹریا میں زیر تعلیم بسر کیا تھا ' حسب ذیل داستان بیان کرتا ہے :—

" سروی سپاہیوں کے آگے اپنے آپ کو البانی ظاہر کرنا اسکے لیے کافی تھا کہ اسکو فوراً گولی مار دی جاے - ایسا بارہا ہوا کہ جو لوگ البانی مسلمانوں کے مقروض تھے انہوں نے اپنے مسلمان قرض خواہوں کو ظاہر کردیا اور وہ بلا استثناء پھانسی پر لٹکا دیے گئے -

(اسکوب) میں تمام مسلم البانیوں کو افسروں نے گولی ماردی اور جس گھر میں ایک معمولی شکار کا چھرا بھی نکلا اس کے مالک کو بغیر کسی پرسش کے ہلاک کردیا گیا - ورسودتش میں سروی کمانڈر نے مفرور باشندوں کو اپنے اپنے مکانوں میں واپسی اور ہتھیار رکھنے کے لیے حکم دیا ' اور جب ان مظلوموں نے تعمیل کی ' تو اس غدار نے معاً ۴ سو آدمی قتل کردیے "

صلیب احمر کا ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے :

" سرویا کو جہاں جہاں البانی ملے ' بلاتامل قتل کرڈالے گئے - عورتیں ' بچے ' اور بوڑھے تک نہیں چھوڑے گئے - میں نے سرویا قدیم میں بیشمار گاؤں دیکھے ' جنکو آگ لگادی گئی تھی اور اسکے شعلے بھڑک رہے تھے - (کراٹوو) اور (سلیفوتس) میں سیکڑوں قیدی قطار در قطار کھڑے کیے گئے اور مشین گن توپ کے گولوں سے اڑادیے گئے (سینجیکا) کے قریب جنرل (زیوارتش) نے ساڑھے نو سو شریف البانی مسلمانوں اور ترکوں کو قتل کیا "

[جس قوم نے اٹھہ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو زندگی اور راحت دی ' جن نادان اور بے وقوف ترکوں نے اس سطوت و جبروت کے زمانے میں جبکہ وائنا کے دروازوں پر انکے گھوڑے پڑتے تھے ' عیسائیوں کو اپنی آستین میں بٹھاکر دودھ پلایا ' یقیناً وہ اب علم برداران صلیب کے ہاتھوں اسی سزا کے مستحق ہیں وان فی ذلک لایت لکم ' ان کنتم مومنین الهلال]

سالونیکا کے چنگی خانہ میں چوری

— * —

(سالونیکا) میں یونانیوں کی غارتگری ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوری کا بازار گرم ہوگیا -

قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار (لوید عثمانی) کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج کے قبضہ (سالونیکا) کے بعد سے اسوقت تک چنگی خانہ کا جسقدر مال چوری کیا ہے ' اسکی قیمت کا اندازہ تین ملین گنی کیا جاتا ہے - اسکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انگریزی کونسل نے اس بد نظمی پر اعتراض کیا ہے اور یونانی حاکم سے فرمایش کی ہے کہ چنگی خانہ کے مسلمان سنتری پھر مقرر کردیے جائیں ' کیونکہ انہی کے نکال دینے سے یہ حالت پیش آئی ہے - یہ ہے حالت اُس قوم کے امن و نظم کی ' جو تہذیب و تمدن کی اشاعت کے لیے ایشیائی سیادت کا تخت الٹ دینا چاہتی ہے !

... & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical ...

خاص نمبر متعلق انقلاب عثماني

٢/٥

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ٢

الهلال

ايک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدير مسئول و محرر خصوصي
ابو الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
٧ - ١ مكلوڈ اسٹريٹ
كلكته

عنوان تلغراف
« الہلال »

قيمت
سالانه ٨ روپيه
ششماهي ٤ روپيه ١٢ آنه

نمبر ٤

كلكته: چہارشنبه ٢٠ صفر ١٣٣١ ہجري

Calcutta: Wednesday, January 29, 1913

فہرست

— * —

تصاوير

— * —

شذرات

تار غراف خصوصي

—:*:—

(١)

بجـــواب " الهـــلال "

—:*:—

(قسطنطنيه : ٢٣ - جنوري ٦ بجے)

هاں يه سچ ہے كه غدار وزارت نے صبح کے ١٢ بجے ايسا كرنا چاہا تہا' ليكن قبل اسكے كه رات كي تاريكي پهيلے' الله كي روشني نمودار هوئي ' اور اس نے اپني تلوار همارے هاتهوں ميں ديدي - سپاهيوں کے هجوم' افسران فوج كي برهنه تلواريں' پبلک کے نعره هاے جوش و خروش' اور ايک تغير خواه عرضداشت کے ساتهه جسپر ٥ - هزار دستخط كيے گيے تہے' (انور بے) نے قصر كا محاصره كرليا - اگرچه كهڑكيوں سے گوليوں كي ايک هلكي سي بارش هوئي مگر وه فاتحانه قصر کے اندر داخل هوا اور وزرا كو حكم دياكه اپني كرسيوں كو خالي كر دو - بغير كسي توقف کے وزارت مستعفي هوگئي اور اس طرح يه دوسرا انقلاب عثماني ہے جو بغير كسي كشت و خونريزي کے اختتام كو پہنچا' اگرچه ناظم پاشا اپني غلطي كا آپ شكار هوا -

محمود شوكت پاشا نے نئي وزارت مرتب كرلي ہے' اور اس نے اپني پاليسي كا اعلان كرديا ہے كه عزت ملي كو بچاليں گے يا اپنے اپ كو فنا كرديں گے - ايڈريا نوپل كي " جامع سليم " اسي وقت دي جاسكتي ہے' جبكه قسطنطنيه کے جامع " صوفيا " كو مسخر كر ليا جاے گا -

اب موسم بدل گيا ہے - همارا مقصد اسكے سوا كچهه نہيں ہے كه اسلام كي عزت كي حفاظت كريں' اور اگر نه كرسكيں تو مٹ جائيں - يقين كرو كه هم مٹ جائيں گے مگر تم كو دنيا ميں شرمنده نہيں هونے دينگے - پس اپني دعاؤں ميں هم كو نه بهولو'

آمدي اے قبلۂ جانہاے پاک   خیرمقدم ، مرحبا ، روحي فداک
گر غبار آلودہ گشتي ، باک نیست   اے ہزاران دیدہ در راہ تو خاک !

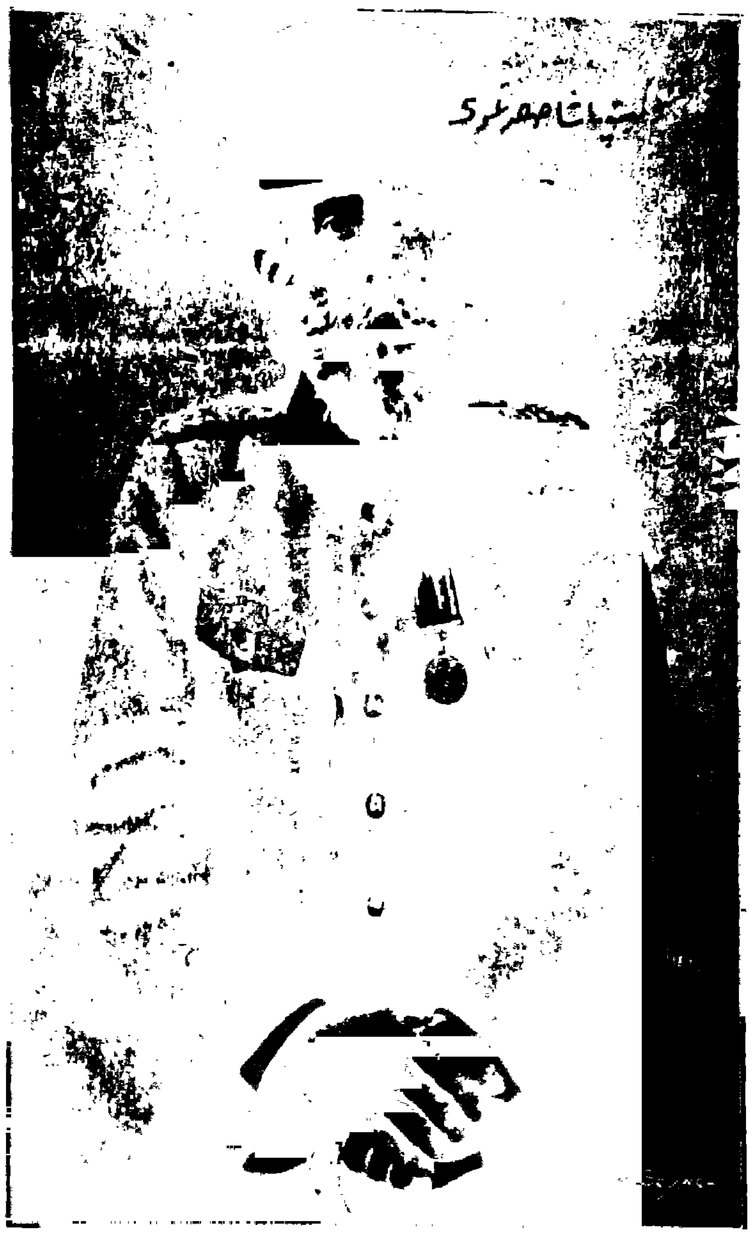
— * —

ثم جعلناكم خلائف فى الارض ، لننظر من بعدهم كيف تعملون ؟

(١٠ : ١٥)

— * —

" شوکت "



البطل الدستور : غازي محمود شوکت باشا القريشي الفاروقي
(صدر اعظم و سپہ سالار افواج عثمانیہ)

— * —

محمود شوکت پاشا نے کہا : ہم یقیناً تلوار کھینچیں گے ، اگر جنگ اور اسلامي دنیا کي ملامت ، ان چیزوں میں سے کسي ایک کے اختیار کرلینے پر مجبور کیے گیے .

(رویٹر ایجنسي - ٢٦ - جنوري)

الهلال

۲۹ صفر ۱۳۳۱ ہجری

— * —

حیات بعد الممات

— * —

تبــدیلـــي وزارت

یــا

انقـــلاب عثماني

— * —

الا ‘ ان حزب الله هم الغالبون ! !

— :*: —

هو الــذي انزل السكينة في قلوب المــومنين ليــزدادوا ايمـــانــاً مــع ايمانهــم ‘ و لله جنـــود السماوات و الارض ‘ و كان الله عليماً حكيمــا - (۴۸ : ۴)

وہ خدا هي تو تها ‘ جس نے مسلمانوں کے افسردہ دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان کی روح پیدا کردي تا کہ انکي ایماني قوت میں ایک تازگي پیدا ہو جاے - زمین کے جانفروشان حق ‘ اور آسمان کی ملائکۂ نصرت ‘ دونوں فوجیں اللــہ هي کے هــاتهہ میں هیں ‘ بیشک وہ علیم و حکیم هے -

——:○(*)○:——

والمرسلات عرفا ‘ فالعاصفات عصفاً ‘ والناشرات نشرا ‘ فالفارقات فرقاً ‘ فالملقيات ذكرا (۱) کہ وہ " صبا " سے " جنوب " کو " سموم " سے " خازم " کو ‘ " سهام " سے " شمال " کو ‘ " نسیم " سے " عاصفه " کو ‘ (۲) اور هواے مخالف سے باد مراد کو ‘ یعني مایوسیوں میں سے امید کو ‘ ناکامیوں میں سے کامیابي کو ‘ نامرادیوں میں سے مراد کو ‘ تاریکي سے روشني کو ‘ خزان سے بہار کو ‘ اور موت سے زندگي کو پیدا کرتا هے اور دنیا پر اسکے عجائب تصرفات قدرت کا دروازہ ابهي بند نہیں هوا :

ان اللــہ فالــق الحب والنوى ‘ يخرج الحـــي مــــن الميــت ويخرج الميــت من الحي ‘ ذلكم اللـــہ فانـــى يــــو فكـــو ن ؟ (۶ : ۹۵)

بیشک خدا (هي) هے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جب کہ وہ محض بیم و امید کي حالت میں هوتا هے) پهاڑ کر (امید و کامیابی) کا ایک قوي درخت پیدا کر دیتا هے - وهي زندگی کو موت سے ‘ اور موت کو زندگي سے نکالتا هے - یہی قدرت کي نیرنگیاں دکهلانے والي ذات قدوس ‘ تمهارا خدا هے ‘ پهر تم کدهر بهکے جارهے هو ‘ اور اسکي طرف نہیں جهکتے ؟

جبکہ موسم تابستان کي تابش و یبوست زمین کو اسکي تمام

---

(۱) قسم هے اُن هواؤں کی ‘ جو ابتدا میں معمولي رفتار سے چلائي جاتي هیں ‘ پهر یکایک زور پکڑ کے تیز هو جاتي هیں ‘ پهر بادلوں کو چاروں طرف پهیلا دیتي هیں ‘ پهر انکو پهاڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتي هیں - اور پهر قسم هے انکي ‘ اسلیے کہ وہ اپنی ان عجیب و غریب مختلف حالتوں سے انسان کے دلوں میں قدرت الهي کا خیال پیدا کردیتي هیں (۷۷ : ۱) ان ایات کے ذکر سے مقصود یہ هے کہ جس طرح ابتدا میں هوا آهستہ چلتي هے ‘ پهر تیز هو جاتي هے ‘ پهر بادلوں کو حرکت دیتي هے ‘ اسي طرح انجمن اتحاد و ترقي کي کوششوں کي هوا ابتدا میں اهستہ چلي ‘ پهر زور پکڑ کے تیز هوئي ‘ اور اب انقلاب وزارت گویا بارش کا ظهور هے ‘ جسکي آبیاري سے عجب نہیں کہ اسلامي عزت کی کشت امید سر سبز هو جاے -

(۲) عربي زبان میں جس کثرت کے ساتهہ هوا کي مختلف قسموں اور حالتوں کیلیے اسماء و صفات هیں ‘ شاید هي کسي زبان میں هوں ‘ اور صرف هوا پر موقوف نہیں ‘ اسکي وسعت کي مثال کیلیے هر شے پیش کي جاسکتي هے - سورہ " مرسلات " اور " ذاریات " وغیرہ میں مرسلات ‘ عاصفات ‘ ناشرات ‘ ذاریات ‘ معصرات ‘ صرصر ‘ وغیرہ جسقدر الفاظ آے هیں ‘ تمام مختلف هواؤں کے نام هیں ‘ جو عرب جاهلیت نے اپني میداني اور صحرائي زندگي میں رکهہ لیے تهے - عربي میں اصلي قسمیں ‘ جو بمنزلہ امہات ریاح کے سمجهي جاتي هیں ‘ چار هیں : شمال ‘ جنوب ‘ صبا ‘ دبور - پهر ان چار قسموں سے مختلف اوقات و موسم کي بہت سي قسمیں قرار دي تهیں - مثلاً (صبا) کي قبول ‘ هیر ‘ ایر ‘ (جنــوب) کي نعامي ‘ خزرج ‘ ازیب ‘ اور (دبور) کي لواقح ‘ بوارح ‘ رخا ‘ جفول ‘ جافلہ ‘ هوج ‘ سوافي ‘ خروق ‘ نوج ‘ مسفسفہ ‘ دروج ‘ هجوم ‘ روامس ‘ وغیرہ وغیرہ ‘ اور ان اقسام کے ذریعہ سے ‘ هوا کي کوئي طبیعي حالت اور موسمي اثر ایسا نہیں هے ‘ جسي نہایت نازک اور خفیف جزائیات امتیاز کو ملحوظ رکهکر ‘ صحیح تعبیر نہیں کي جاسکي - هم نے جن چند اقسام کا ذکر کیا هے ‘ وہ یہ هیں :

" صبا " هوا کي معتدل ‘ مفرح ‘ اهستہ خرام ‘ کشت پرور ‘ لیکن ابر و باران کے ساتهہ آنے والي اقسام هوا میں سے هے ‘ جس کو اهل عرب بہت محبوب رکهتے تهے ‘

" جنوب " اسکے مخالف هے -

" سموم " گرم هواؤں کي ایک قسم هے ‘ جو دن کو زیادہ اور رات کو کم چلتي هے ‘ هندوستان میں اسکو لو سمجهئے -

" خازم " ٹهنڈي هواؤں کي نو قسموں میں سے ایک نہایت سرد قسم کا نام هے -

" سهام " نہایت گرم لو کي لپٹ -

" شمال " نہایت ٹهنڈي اور ... هوا ‘ جسکو " شام " کی طرف ... (بر خلاف " صبا " کے ‘ کہ وہ " یماني " سمجهي جاتي تهي) -

" نسیم " نہایت هلکي اور غیر محسوس هوا ‘ جس سے پتے تک نہ هلیں -

" عاصفه " دبور کے اقسام میں سے ایک نہایت سخت قسم کي اندهي هے ‘ جو درختوں کي جڑوں کو هلادے اور قوي سے قوي چیزوں کو توڑدے -

یہ عجیب بات هے کہ عرب ایک خشک ریگستان هے جہاں بارش اسقدر کم هوتي هے گویا نہیں هوتي ‘ لیکن هوا کي وہ تمام اقسام جو مختلف قسم کے بادلوں کے ساتهہ چلتي هیں ‘ اور بارش کي خبر دیتي هیں ‘ یا جو اثر ... کے بعد ظاهر هوتي هیں ‘ اگر اپ تلاش کیجیے گا تو عربي میں بکثرت ملیں گي - ذاریات ‘ معصرات ‘ ... ‘ هیف ‘ وغیرہ اسي طرح کي قسموں کے نام هیں -

اور اعانت کرو کہ اعانت کا وقت کل تک نہ تھا ' ابھی وقت اب آیا ہے -

دنیا نہیں سمجھہ سکتی کہ صرف ۱۲ گھنٹے کے اندر اس عظیم الشان واقعہ کے اسباب کیونکر فراہم کیے گیے ؟

(مصباح الدین شریف)

(۲)

هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

کا تار بنام الہلال

— : * : —

(بجواب تلغراف تبریک و خیر مقدم)

— * —

۲۳ - کی شام کو هم نے ایک تار تبریک و خیر مقدم کا هز ایکسلنسی کے نام بھیجا ' جسکے اخر میں یہ الفاظ تھے :

" هم خوش هیں لیکن خدا کیلیے هم کو اور زیادہ خوش کیجیے اور اطمینان دلائیے - لوگ پریشان هیں اور آپکا اقرار سننا چاهتے هیں کہ عزت اسلامی کے تحفظ کو اپنی زندگی پر ترجیح دیجیے گا - ایسا نہو کہ نرغۂ اعدا و هجوم مصائب آپکے ارادے کو متغیر کردے "

اسکے جواب میں یہ تار آیا :

(قسطنطنیہ : ۲۸ جنوری ۳ - بجے)

آپکے خیر مقدم اور اظہار محبت کا دلی شکریہ - یقین دلایئے کہ هم نے اسلام کی عزت و ابرو کی حفاظت کا قطعی اور حتمی ارادہ کر لیا ہے - (صدر اعظم : محمود شوکت)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم :
بان لهم الجنة

فی الحقیقة ... ترکوں کی مدد کا اصلی وقت کل تک نہ تھا بلکہ اب آیا ہے - کل تک همکو معلوم تھا کہ کامل پاشا کی پارٹی بر سر حکومت ہے ' اور وہ اسلام کی آخری امیدوں کی پامالی پر تلی هوی ہے ' لیکن تاهم هم مجبور تھے کہ وهاں جو کچھہ هو رها ہے اسکی پروا نہ کریں ' اور صرف اپنا فرض اسلامی دیکھیں - لیکن اب ملک کے حقیقی خادم اور سچے حامیوں کو خدا نے بھیجدیا ہے ' تاکہ حفظ خلافت اسلامی کیلیے ایک اخری سعی کریں - پس هزار حیف ہے مسلمانان هند کی غیرت و حمیت پر ' اگر وہ تار پر تار بھیجکر ترکوں کو جنگ کی ترغیب دیں ' اور جب وہ کھڑے هوجائیں ' تو انکے زخمیوں اور مصیبت زدوں کو بھول جائیں -

هم نے اجتک صرف فراهمی اعانت کی ترغیب و تشویق کو اپنا فرض سمجھا ' اور بقدر طاقت اس جهاد لسانی کی سعی کی - البتہ بغیر تحریک کے جو حضرات دفتر الہلال میں چندہ بھیجتے رہے ' انکے لیے ایک فہرست کھولدی تھی - لیکن آج پہلی مرتبہ ناظرین الہلال سے التماس کرتے هیں کہ وہ گو ابتک بارها اس مد میں روپیہ دیچکے هونگے ' مگر الہلال کی فہرست تو اب تک انکی شرکت سے محروم ہے - خدا را اسکی طرف متوجہ هوں !

یہ التماس خاص ہے عام طور پر تمام اخوان ملت سے التماس ہے کہ ڈاکٹر مصباح الدین کی اپیل سے خدا را اغماض نہ کیجئے کہ وقت وہ آگیا ہے کہ تمام دنیا آپ سے اغماض کرنے والی ہے - مالی مدد جس قدر هوچکی ہے ' اس سے اب دو چند کا وقت سمجھئے - روپیہ بھیجنے کیلیے محفوظ ترین ذریعہ یہ ہے کہ " عمر نسیم بک وائس پریسیڈنٹ هلال احمر " کے نام بھیجیے - دوسری حالتوں میں طرح طرح کے خدشات هیں -

هفتۂ جنگ نئی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ وزارت خارجہ کے تقرر میں دقتوں کا سامنا ہے ' تاهم وہ دول کو زیادہ دیر تک منتظر نہیں رکھےگی ' اور اگر تقرر میں تاخیر هوی تو جواب دیدیا جاے گا -

سچ یہ ہے کہ موجودہ وزارت کا هر عہدہ همتوں اور ارادوں کی سخت قربانیاں کے شرائط سے مشروط ہے ' علی الخصوص وزارت خارجیہ کا عہدہ ' جسکے قبول کرنے سے قوی سے قوی فرض شناس دل بھی لرزتے هونگے -

تغیر وزارت کے متعلق بعد کی تفصیل سے معلوم هوتا ہے کہ سب سے پہلے قومی گروہ کو روکنے کی کامل پاشا کے ایڈی کانگ نے کوشش کی تھی - جسکے حملے کا فوراً جواب دیاگیا - اسکے بعد ناظم پاشا غضب آلود هوکر باهر نکلا ' اور افسوس ہے کہ ملت پرستوں کے هاتھہ سے اسے موت نصیب هوی -

معزول وزرا دوسرے دن دو بجے تک نظر بند رکھے گئے تھے مگر اسکے بعد رها کردیے گیے -

انگلستان نے دو جهازۂ طوفانیہ بھیجدیے هیں - فرانس نے حرکت کے لئے حکم دیدیا ہے - بلقانی وکلا سر ایڈورڈ گرے سے سرگرم مشورہ هیں ' مگر ساتھہ هی شکست صلح سے عجیب طرح گریز کر رہے هیں -

موجودہ حالات کی بنا پر دول کے ائندہ رویے کا صحیح اندازہ مشکل ہے - نیز نہیں کہا جاسکتا کہ نئی وزارت کو عنقریب کن حوادث سے دوچار هونا پڑے گا ؟ اتحاد و ترقی نے تلواروں کے سایے میں اپنی وزارت کا اعلان کیا ہے - مشکلات بے حد و شمار ' مالی مسئلہ مقدم ترین مرحلۂ جنگ ہے ' اور اسکی طرف سے اطمینان نہیں - ایڈریا نوپل کے محصورین سامان و رسد سے محروم هیں ' اور انکی نازک حالت مزید صبر و صرف وقت کی مقتضی نہیں - پچھلی وزارت نے آخری دنوں کی مہلت (جس سے بلغاریا پورا فائدہ اٹھاتی رهی) اس اطمینان میں ضائع کردی کہ صلح بہر حال هونی ہے پس جنگ کے انتظام کی ضرورت نہیں - ایسی حالت میں ایندہ کی نسبت کسی قوی توقع کا اظہار بہت مشکل ہے - اللہ تعالی نئی وزارت کو اپنے اس شجاعانہ عزم پر عمل کی توفیق دے - تا هم اس وقت اتحاد و ترقی نے جو کچھہ کیا ' یہی ایک پیش نظر علاج تھا ' اور باقی اللہ کے هاتھہ میں ہے -

صلح کانفرنس توٹ گئی

اس وقت کا تار ہے کہ بلقانی وکلا نے رشید پاشا کو یاد داشت دیدی ' اور صلح کا خاتمہ هوگیا - تا هم بلقانی ترکی سے یاد داشت کے جواب کے منتظر هیں - باب عالی جمعہ کے دن جواب دے گا -

اطلاع

من جانب سکرٹیری شعبہ ترقی اردو و آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۱۲ ع میں شعبہ اردو کی خدمت راقم کے تفویض کی گئی ہے - شعبہ جیسا کچھہ اهم اور ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں - اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ اس شعبہ کے متعلق کچھہ نہ کچھہ کام هوتا رها ہے - لیکن اب تک وہ سسکتی هوئی حالت میں ہے اور اس سے جو توقع کی گئی تھی وہ ابھی تک پوری نہیں هوئی - میں اب اسے خاص اصول پر پوری مستعدی کے ساتھہ چلانا چاهتا هوں - چونکہ اردو زبان کا قایم کرنا اور ترقی دینا تمام اهل ملک کا فرض ہے لہذا مجھے قوی امید ہے کہ پبلک میری دستگیری کریگی - میں اسکے اغراض و مقاصد عام طور پر کثرت سے شائع کرنے والا هوں اور جو کام زیر تجویز هیں اسکی اطلاع ارکان ترقی اردو اور پبلک کی خدمت میں وقتاً فوقتاً کی جائیگی لہذا اسبارے میں ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کی جاے - اور جو صاحب مجھے اسکے متعلق کوئی مشورہ دینگے میں ان کا نہایت ممنون هونگا - فقط

عبد الحق - بی - اے - (علیگڈہ)

صدر مہتمم تعلیمات صوبہ اورنگ آباد (دکن) سکریٹری ترقی اردو (آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) -

رہے ہیں کہ شاید موجوں کے اندر سے اپني سلامتي کا پیغام دیں - بعینه اسی طرح مسلمانوں کي سیزدہ صد سالہ عزت کي کشتي (بوسفورس) کي موجوں میں نہیں' بلکہ اسکے کنارے ایک محل کي سنگي فرش پر دوچار گرداب ھلاکت ' اور محصور امواج و تلاطم تھي

وہ کشتي جسکو قلزم کي موجوں سے کبھي ھراس نہیں ھوا تھا : وھي تجري بہم في موج کالجبال (۱۱ : ۴۴) (۱) اب ھوا کي اس خفیف سي موج کي متحمل نہ تھي ' جو چند انسانوں کي لبوں کي حرکت کے ساتھہ سراے " دولمہ باغچہ " کي فضا میں پیدا ھونے والا تھا - وہ بادبان ' جس سے اطلانطیک اور بحر ظلمات کے خارا شگاف طوفان سر ٹکرا کر رھجاتے تھے : فما استطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبا (۱۸:۹۶) (۲) اب اس صرصر دسائس کے ایک جھونکے سے پھٹ کر گر جانے والا تھا ' جو " ٹیمس " کي نہر دریا نما سے اٹھکر' بوسفورس کے کناروں پر چل رھا تھا - وہ سمندروں اور اسکي موجوں کے مسخر کرنے والے مسافر' جنکے عزم و ارادے کو بحر عرب کي وہ گرم و تند ھوائیں کبھي شکست نہ دیسکیں جن سے جزیرہ سقوطرہ کے کنارے کي موجیں کھولتے ھوے پاني کي طرح اُبلتي ھیں': کانہم بنیان مرصوص (۶۱ : ۴) (۳) اب اُن سرد ھواؤں کے ایک طمانچے کے خوف سے کانپ رھے تھے ' جو بحر بالٹک کي منجمد برف سے اٹھکر' ان کے سروں پر سے گذرنے والي تھي -

لمحوں اور منٹوں کے اندر یہ سب کچھہ گذر رھا تھا ' اور بے بس دیکھنے والے منتظر تھے کہ یہ ڈوبتي ھوئي کشتي ھمیشہ کیلیے بیٹھہ جاتي ھے ' یا موجوں اور طوفانوں سے ایک مرتبہ اور مقابلہ کرنے کیلیے اسکے شکستہ تختے اور تار تار بادبان ' سطح سمندر پر پھر نظر آتے ھیں ؟

کنارے پر کھڑے رھنے والے سمندر کي موجوں کے قہر اور کشتي کي بے بسي کا تماشا دیکھہ سکتے ھیں ' پر سمندر سے لڑ نہیں سکتے ' لیکن ایک سب سے بالا تر قاھر و مقتدر ھستي ھے ' جو سمندر کي موجوں اور کشتي کي بے بسي ' دونوں کو دیکھتي ھے ' اور پھر اسکا ھاتھہ جس کي طرف چاھتا ھے ' نصرت و حمایت کیلیے بڑھتا ھے - خشکي کي پر امن سطح پر تم اسکو بھول سکتے ھو' لیکن سمندر کي ھلاکت خیز موجوں میں اسکے سوا کون ھے ' جس کي یاد مایوس دلوں کو تسکین دیسکتي ھے ؟ :

ھو الذي یسیرکم في البر و البحر ' حتی اذا کنتم في الفلک ' و جرین بہم بریح طیبة و فرحوا بہا ' جاءتہا ریح عاصف و جاءھم الموج من کل مکان و ظنوا انہم اُحیط بہم ' دعو الله مخلصین له الدین! (۱۰ : ۲۲)

وھي ھے ' جو تم کو خشکي اور تري ' دونوں پر چلاتا ھے ' یہاں تک کہ تم سمندروں کے اندر ھوتے ھو اور کشتي باد موافق کي مدد سے چلتي ھے اور بیٹھنے والے مطمئن و مسرور ھوتے ھیں' (لیکن پھر یکایک) تند و تیز ھوا کے جھونکے چلنا شروع ھو جاتے ھیں ' ھرطرف سے موجیں اٹھہ اٹھہ کر حملہ آور ھوتي ھیں ' اور وہ نا امید ھو کر سمجھنے لگتے ھیں کہ ابتو ان موجوں میں گھر کر رہگئے - یہ نا امیدي انکے دلوں میں خلوص اور انقطاع کے ساتھہ الله کا خیال پیدا کر دیتي ھے' پس وہ دعائیں مانگنے لگتے ھیں کہ تیرے سوا اب نجات دینے والا کوئي نہیں!

(۱) سورۂ ھود میں حضرت نوح کي کشتي کي نسبت ھے ' یعني " وہ کشتي پہاڑ جیسي بلند موجوں کے اندر بے خوف و خطر چلي جا رھي تھي ! "

(۲) سورۂ کہف میں (ذوالقرنین) کي نسبت ھے کہ اس نے قوم یاجوج و ماجوج کو روکنے کیلیے ایک ایسي محکم اور بلند دیوار بنائي کہ " نہ تو وہ اسپر چڑھہ سکتے تھے اور نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے "

(۳) مجاھدوں کے عزم و ثبات کي تعریف میں فرمایا ھے کہ وہ اسطرح جم کر لڑتے ھیں " گویا ایک سیسے کي دیوار ھیں "

اگر غم اور افسوس کے وقت انسان کے دل اسکے پہلوؤں سے تڑپ کر باھر نکل سکتے ' تو نہیں معلوم اُس وقت کتنے ھزار زخمي دل خون کي چادر میں لپٹے ھوے گرد و خاک پر لوٹتے ' جبکہ اس انتظار و اضطراب ' امید و بیم ' خوف و طمع ' اور لمحات حیات و ممات کے بعد ۲۲ جنوري کو تین بجے یہ خبر' صاعقۂ ھلاکت بنکر قسطنطنیہ سے پہنچي :

" جس مجلس کا انتظار تھا ' وہ صبح کو " دولمہ باغچہ " کے قصر میں منعقد ھوئي - ۸۰ - آدمیوں کا مجمع تھا - تھوڑي دیر کي بحث کے بعد تقریباً بالاتفاق فیصلہ ھوا کہ دول کا نوٹ قبول کر لیا جاے - اب ایک یاد داشت دول کے سفرا کو دي جاے گي ' جسمیں ترکي گورنمنٹ اپنے آپ کو یورپ کے ھاتھہ سپرد کر دے گي اور ایڈریانوپل اور جزائر ارخبیل کے بارے میں انکے احکام (تجاویز) کے آگے سر اطاعت خم کر دیگي (یفعل ما یشاء و یختار)" :

یہ اس کشتي کے نتیجے کا آخري منظر تھا ' جس نے بتلادیا کہ اب کیا ھونے والا ھے ؟ :

کشتي ما بورطۂ گرداب فتنہ رفت
صد دیدبان اگرچہ بہر سو گماشتیم

حیات بعد الممات

تار پڑھتے ھي بے اختیار ھماري زبان سے (اوس بن حجر) کے مشہور مرثیے کا مطلع نکل گیا :

ایتہا النفس ! اجملي جزعا
فان ماتحذرین قد وقعا !

مایوسي کي انتہا ھوچکي تھي' اور فیصلہ آخري تھا ' چند گھنٹوں کے بعد دوسرا تار آجانے والا تھا کہ نوٹ کا جواب سفراے دول کے حوالے کردیا گیا ' اور اس میں بظاھر کوئي امر مانع نہ تھا - تا ھم ایک چیز تھي ' جو باوجود موجوں کي طوفان خیزي اور کشتي کے پارہ پارہ ھوجانے کے ' پھر بھي اُمید دلاتي تھي کہ ایک غیبي ھاتھہ اسکے تختوں کو نکالنے کیلیے بڑھنے والا ھے - و من یقنط من رحمة الا الکافرون ؟ (انجمن اتحاد و ترقي) کي آخري سعي کا حال ھمیں معلوم تھا' اور تین دن پہلے ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے (ممبر اتحاد و ترقي اور شریک سعي انقلاب) کي ایک تفصیلي چٹھي آچکي تھي ' جسمیں ایک نئے انقلاب کي طیاري کي تفصیلي سرگذشت مرقوم تھي ' نیز ھم کو یقین کامل تھا کہ اتحاد و ترقي کے بقیة السیف ممبر اپنے تئیں فنا کر دینگے' مگر اس آخري وقت میں ملک و ملت کي عزت کو اس یہودي النسل دجال (کامل پاشا) کے فتنے سے بچانے کي ضرور جانفروشانہ سعي کرینگے - تاھم وقت آخري اور انتظار کي مہلت ناپید تھي - ھم نے اسي وقت ڈاکٹر موصوف کے نام تحقیقات حال کیلیے تار بھیجا ' لیکن قبل اسکے کہ اسکا جواب آے ' ۲۳ - کو ڈھائي بجے کي تقسیم میں ریوٹر ایجنسي نے اُس چیز کي خبر دي ' جسکي دل تصدیق کرتا تھا ' مگر واقعات جھٹلاتے تھے :

" وزارت مستعفي ھوگئي ' محمود شوکت وزیر اعظم ' طلعت بے وزیر داخلي ' اور عزت پاشا وزیر جنگ - طلعت بے نے کہا کہ ھم نے عزم بالجزم کر لیا ھے کہ ایڈریانوپل کو اپنے قبضے میں رکھیں - یا تو ھم اپني عزت کو بچالیں گے یا مٹ جائیں گے "

یہ چند الفاظ تھے ' جن میں کروڑوں دلوں کي مدفون امیدوں کیلیے ایک اقلیم حیات پوشیدہ تھي -

رات کے تین بجے ڈاکٹر مصباح الدین شریف کا جواب بھي آگیا' جس نے اس انقلاب کي تفصیلي سرگذشت سنائي :

زندگي كي علامتوں سے محروم كرديتي هے - خزاں كا بے پناہ حملہ اُن تمام ارواح نباتاتي كو' جنكے العاب حيات سے كائنات عالم كي رونق' اور جنكے الوان مختلفہ كي حسن ارائيوں سے اسكي سطح ارضي ايک صفحۂ جمال معلوم هوتي هے' هلاک كرديتا هے - لہلہاتے هوے كهيت خشک' شگفتہ و شاداب سبزہ زار افسردہ' باغ و چمن كے تختے ويران' درختوں كي ٹہنياں بے برگ و بار' نديان صحراے ريگ' دريا اترے هوے' اور فضاے اسماني پر از گرد و غبار هوجاتي هے - زمين آفتاب كے آتشكدے كي طرف كهنچنے لگتي هے' اور وہ اپني تيز شعاعوں كے پے در پے حملوں سے اسكے خزانہ رطوبت كو غارت كرديتا هے - اُس وقت تمام كائنات عالم بارش كيليے يكسر صداے العطش هوتا هے' اميد كي نظريں آسمان كي طرف اُٹهتي هيں اور مايوسي كا جواب ليكر واپس آجاتي هيں - ليكن پهر تم ديكهتے هو كہ يكايک فضاے آسماني ميں ايک انقلاب عظيم نمودار هوتا هے - ٹهنڈي ٹهنڈي هواؤں كے جهونكے چلنے لگتے هيں - سياہ بادلوں كے غول آسمان پر هر طرف پهيل جاتے هيں - بجلي كي چمک اور بادلوں كي گرج' آنے والے وقت كا پيغـام هر طرف پہنچا ديتي هے - صحرا كے ميدان' پہاڑوں كي چوٹياں' درختوں كي شاخيں' طيور كے جهنڈ' انسان اور حيوان' غرضكہ تمام مخلوقات عالم كے چہروں پر بحالي آجاتي هے' اور ياس كي

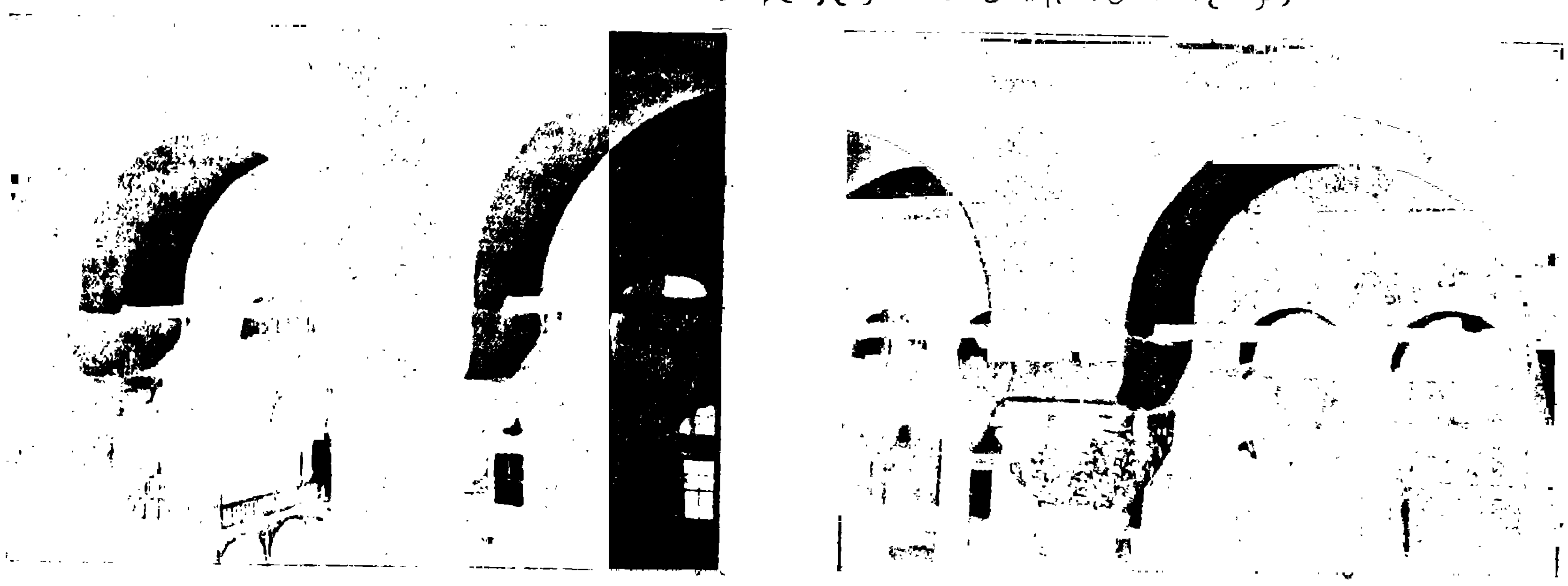
كي ايک مثال نظر آے - پهر كتني اُميديں هيں جو تمهارے اندر مرتي هيں اور زندہ هوتي هيں؟ كتني ارزوئيں هيں جو ناكامي كي خاک تلے مدفون كردي جاتي هيں' اور پهر اُٹهكر كهڑي هوجاتي هيں؟ كتنے ولولے هيں' جنكے جنازوں كو خود هي كاندها ديتے هو' اور پهر خود هي انكي زندگي كا بوجهہ اٹهاتے هو؟ اور پهر وہ كون هے' كہ جب تم هر طرف سے مايوس و نااُميد هوجاتے هو' تو اپنے پيغام اُميد سے تمهارے مردہ دلوں كو زندہ كرديتا هے؟ :

هو الذي ينزل الغيـث من بعـد ما قنطـوا وينشر رحمته وهو الولي الحميد	وہ خدا هي هے كہ جب لوگ بالكل مايوس هوجاتے هيں اور كوئي اميد بارش كي نہيں پاتے تو پهر وہ اپني قدرت كي نيرنگي دكهلاتا هے اور اپني رحمت كا منهہ برسانے لگتا هے - وهي كارساز حقيقي اور سزاوار حمد و تقديس هے -

پيغـام ممـات

قلم دماغ كے افكار كي ترجماني كرسكتا هے' ليكن جذبات كي تعبير اسكي قدرت سے باهر هے - "اميد وبيم" اور "اضطراب و انتظار" ان چار لفظوں كي تركيب سے شايد وہ حالت بيان كي جا سكے' جو ۲۲ - كي سہ پهر تک باشندگان ارضي كے كروروں قلوب پر طاري تهي - اور جبكہ قسطنطنيہ سے موت و حيات كے آخري پيغامات كا انتظار كيا جا رها تها -

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض' لهدمت صوامع و بيع و صلوت و مساجد' يذكر فيها اسم الله كثيرا (۲۲ - ۳۱)



ايدريا نوپل كي مسجد سلطان سليم كي محرابيں' جنكو كامل پاشا نے فروخت كرنا چاها تها مگر انور بے اسپر راضي نہيں!

جگہ اميد' اور موت كي جگہہ زندگي كے اثار و علائم سے دنيا كي صورت يكسر بدل جاتي هے :

الله الذي يرسل الرياح فتثير سحاباً' فيبسطه في السماء كيف يشاء' و يجعله كسفا' فترى الودق يخرج من خلاله فـاذا اصـاب به من يشاء من عبـاده' اذا هـم يستبشرون (۷۳ : ۳۰)	الله هي هے جو هواؤں كو بهيجتا هے اور وہ بادلوں كو اپني جگہ سے ابهارتي هيں' پهر خدا جس طرح چاهتا هے انسے كام ليتا هے - كبهي بادلوں كو آسمان پر پهيلاديتا هے' كبهي انكے ٹكڑے ٹكڑے كرديتا هے' اور تم كو ايسا نظر آتا هے گويا انكے درميان سے مينهہ نكلا چلا آتا هے - پهر جب اپنے بندوں ميں سے وہ جن پر برسانا چاهتا هے' برسا ديتا هے' تو وہ خوشياں منانے لگتے هيں -

در حقيقت يہ ايک قانون "حيات بعد الممات" هے' جو كائنات كي هر شے پر طاري هے - انسان مرنے كے بعد كي زندگي كي نسبت هميشہ متردد رها هے كہ " ءاذا كنا عظاماً و رفاتاً ' ءانا لمبعوثون خلقاً جديدا ؟ " (۱) ليكن اگر وہ زمين كو ديكهے' جس سے كبهي اسكے قدم جدا نہيں هوتے' تو اسكے هر ذرہ ميں حيات بعد الممات اور حشر اجساد

(۱) جب هم مرنے كے بعد گل سڑ كر محض هڈياں اور ريزہ ريزہ هوجائينگے تو كيا يہ ممكن هے كہ هميں پهر از سر نو پيدا كركے كهڑا كرديا جاے گا؟ (۱۷ : ۵۲)

بهت سي غم آشنا هستيوں نے اپنے سامنے ايک بستر مرض كو اس حالت ميں پايا هے' جبكہ انكا سب سے زيادہ محبوب عزيز موت و حيات كي آخري كشمكش ميں ايڑياں رگڑ رها هے' اور وہ منتظر هيں كہ ان آخري ساعات اميد و بيم ميں كيا فيصلہ هوتا هے؟

هم نے اُن مجرموں كو ديكها هے' جو كسي خوني الزام ميں عدالت كے سامنے لائے گئے هيں' اور اب مقدمے كي اُس آخري منزل ميں كهڑے هيں' جبكہ جج اپنا فيصلہ سنانے كيليے مستعد هوا هے' اور اسكے لبوں كي چند حركتيں زندگي يا موت كا حكم دينے والي هيں -

كيا اس انتظار كي تعبير كيليے يہ دو مثاليں كافي هيں؟

ڈرتا هوں كہ نہيں' كيونكہ وہ اس سے بهي زيادہ مضطرب' اس سے بهي بڑهكر جاں گسل' اور اس سے بهي بدرجها زيادہ هوش ربا تها - اِس انتظار ميں شخصي زندگيوں كي موت و حيات كا اضطراب هے' ليكن وہ قوموں اور ملتوں كے بقا و فنا كا انتظار تها - جس طرح سمندر كے كنارے كهڑے هوكر مجبور و بے دست و پا تماشائي اپنے دوست و احباب' عزيز و اقارب' اهل و عيال' اور مال و جاہ سے بهرے هوے جهاز كو موجوں كے اندر ڈوبتے اور اچهلتے ديكهتے هيں' اور آخري اميد كي آنكهيں پهاڑ پهاڑ كر اسكے مستولوں كو تلاش



مرحوم : ناظم پاشا ' جسکي قسمت ميں عزت کي موت نه تهي
کيونکه وه مسلمانوں کو ذلت کي زندگي بخشنا چاهتا تها

انکي صحت اور توثيق کيليے اس قدر کهديناکافي هوگا که يه اُس شخص کے قلم سے نکلے هوے هيں ' جو " اتحاد و ترقي " کي مخصوص ترين جماعت کا سرگرم رکن هے ' مناستر کي اولين مرکزي جمعية کا ممبر هے ' انقلاب عثماني سے پہلے اسکا ايک خفيه داعي اور واعظ رهچکا هے ' اور مدتوں جاسوسوں کي آنکهوں ميں خاک ڈالکر فوجي بارکوں کے اندر پهرتا رها هے - اُن تين مشهور انقلاب انگيز اور استبداد شکن رسالوں ميں سے دو کا مصنف هے ' جنکي ايک لاکهه کاپياں سنه ۱۹۰۷ - ع ميں تمام ترکي فوج کے اندر پوشيده تقسيم کي گئي تهيں ' اور جنميں سے پہلا رساله (احمد رضا بے) کا " وظيفهٔ و مسئوليت " نامي تها - جو برخلاف سيکڑوں زر پرست اور اغراض درست مخالفان عبد الحميد کے ' ايک سچا اور مخلص حريت پرست غيور تها ' جسکو اتحاد و ترقي کے زمانهٔ قيام مصر ميں عبد الحميد کے ايجنٹوں نے طرح طرح کي طمعيں دلاکر رام کرنا چاها ' ليکن وه بغير ادنے التفات کے اخبار " اجتهاد " ميں اپني اتش فشاں تحريريں شائع کرتا رها ' اور ايک لمحه کيليے بهي حق و صداقت کے مصائب پر ' ظلم و عدوان کے بخشے هوے عيش و عشرت کو ترجيح نه دي - يعني نامور اتحادي : ڈاکٹر مصباح الدين شريف بے ' جنکا مختصر ذکر هم پيشتر کرچکے هيں ' اور جنهوں نے نهيں معلوم اس انقلاب کي کيسي نازک اور انهماک طلب گهڑيوں ميں يه چٹهي لکهکر ' في الحقيقت تمام مسلمانان هند پر احسان عظيم کيا هے -

هم نے سب سے پہلے ڈاکٹر موصوف کا نام بک باشي (نيازي بے) کے روز نامچے ميں ديکها ' جو (خواطر نيازي) کے نام سے شائع هوا هے - اسکے بعد انکے متعدد مقالات و رسائل کے تراجم ڈاکٹر (ولي الدين بک) وغيره نے عربي اخبارات ميں شائع کيے ' اور پهر (احمد رضا بے) کے ذريعه انسے خط و کتابت کي صورت نکل آئي ' اور عرصے تک سلسله جاري رها -

اتحاد و ترقي کي آخري پارليمنٹ ميں يه (روم ايلي) کے کسي شهر کي طرف سے ممبر تهے ' ليکن " الحرية و الائتلاف " کے بر سر اقتدار هونے کے ساتهه هي اتحاد و ترقي پر جو مصيبت آئي ' اُس نے صدها اشخاص کي طرح انکو بهي قسطنطنيه کے ترک کر دينے پر مجبور کيا - جنگ بلقان کے چهڑ جانے کے بعد هم صحيح خبروں کے دريافت کرنے کيليے بے چين تهے - هم کو سب سے پہلے انهي کا خيال آيا اور بار بار دريافت حال کيليے انکے نام تار بهيجے مگر سخت تعجب اور مايوسي هوئي ' جب کوئي جواب نهيں ملا - ليکن ۶ - جنوري کي ڈاک ميں يکايک ايک خط ملا ' جسميں صرف انکا وزٹنگ کارڈ ملفوف تها ' اور جس سے معلوم هوا که وه قسطنطنيه آگئے هيں - اسکے بعد ايک مختصر خط آيا ' جس ميں لکها تها که وه قسطنطنيه ميں نه تهے ' " کيونکه قسطنطنيه ميں انکے ليے مصيبت تهي ' ليکن چونکه اب خود ملک و ملت کيليے مصيبت درپيش هے ' اسليے اپني مصيبت کو بهولکر واپس آگئے هيں "

اسي خط ميں انهوں نے لکها تها که وزارت کے نام تار بهيجنا ايک فعل عبث بلکه تمسخر انگيز حماقت هے - هندوستانيوں کو چاهيے که ترکي اخبارات کے نام تار بهيجيں ' تا که عام پبلک کو انکے خيالات کا علم هو ' چنانچه هم نے اس مضمون کا تار اردو و انگريزي اخبارات ميں انهي کے ايما سے بهيجا تها -

اس خط کے جواب ميں هم نے انکے نام متعدد تار بهيجے اور اتحاد و ترقي کے ممبروں کي رهائي کے بعد کے حالات به تفصيل دريافت کيے - انهي تاروں کا جواب هے ' جو گذشته ڈاک ميں موصول هوا هے -

اس چٹهي کي اصلي قدر و قيمت اس واقعه ميں پوشيده هے که اسکا لکهنے والا موجوده انقلاب کا ايک رکن جليل ' اور ايک عضو کارکن هے ' اور من جمله اُن چند عجيب انسانوں کے هے ' جنهوں نے دو هفتے کے اندر ايسا عظيم الشان انقلاب پيدا کرديا ' اور ظاهر هے که ايسے شخص سے بڑهکر اور کس کا قلم واقعات صحيحه کا قابل وثوق راوي هو سکتا هے ؟

اس چٹهي کا ترجمه آپکو به ذيل " ناموران غزوهٔ بلقان " آينده صفحات پر ملے گا -

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا (۱۷ - ۸۳)

— * —

مسٹر بلنٹ کو هم کئي بار ياد کرچکے هيں ' مگر آج اصلي دن آگيا هے که ايک مرتبه پهر انکي طرف ديکهيے : هم نے ۱۱ - ڈسمبر کي اشاعت ميں لکها تها که صلح کانفرنس شيطنت آباد يورپ کے عفريت سياست کا تخت بچهائے گي ' اور بالآخر کامل پاشا ملکي خيانت کے بوجهه سے کمر خميده ' اور ملک کي لعنت کے عصا کو ٹيکتا هوا لايا جاے گا تا که اس تخت کے آگے سر بسجود هو -

کامل پاشا اپنے گهٹنوں کو زمين پر رکهه چکا تها - وه اپني وزارت کا اصلي فرض صرف يهي سمجهتا تها که اُن احکام کي يکے بعد ديگرے

فذاقت وبال امرها ' وکان عاقبة امرها خسرا
(۶۵ : ۹)



کامل پاشا ' جسکا خائن ملت سينه قوم پرستوں کي گولي کا ناظم پاشا سے زياده مستحق تها ليکن شايد قدرت اس طرح کي موت کو اسکي سزا کيليے کافي نهيں سمجهتي -

فانظر الی اثار رحمت اللہ ! کیف یحیی الارض بعد موتہا ان ذلک لمحیی الموتی ' وھو علی کل شئی قــدیــــر (۳۰ : ۴۹)

پس رحمت الہی کی ان نشانیوں کو دیکھو ' کہ کیونکر وہ موت کے بعد دوبارہ زندگی بخشتا ہے ؟ بیشک وہ موت کو زندگی سے بدلدینے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے -

قتــل الخــرا صوان :

الذین ہم فی غمرۃ ساہون (۵۱ : ۹)

ناظرین ابھی اُن خیالات و آرا اور توقعات کو بھولے نہونگے جو پچھلے چھہ ماہ کے اندر الہلال کے صفحات پر ہمیشہ ظاہر کیے گئے ہیں - جبکہ سعید پاشا اور انجمن اتحاد و ترقی کی شکست کی خبر کا تمام عالم استقبال کر رہا تھا ' جبکہ اجانب کا دست دسائس " حزب الحریۃ و الائتلاف " کے پردے میں کام کر رہا تھا ' جبکہ صلیب " اپنی راہ سے " توحید " کی اصلی اور سچی محافظ جماعت کو ہٹا دینے میں کامیاب ہوگیا تھا ' اور جبکہ ہندوستان کے تمام اخبارات بلا استثنا (مختار پاشا) کے نام سے مرعوب ہوکر ' الموید ' العدل ' اور المقطم (قبحہم اللــہ) کی مکذوبات و مفتریات کو بلا تامل قبول کر رہے تھے ' اور بدبختانہ اس انگریزی سازش کا شکار ہو رہے تھے ' جو اپنے اعمــال مخفیــہ کے انجــام دینے کیلیے خود انجمن اتحاد و ترقی کو شکار کر چکی تھی ' تو فی الحقیقت وہ وقت انجمن اتحاد و ترقی سے حسن ظن رکھنے والوں کیلیے ایک نہایت نازک ازمایش کا وقت تھا ' اور تمام ہندوستان و مصر بلکہ خود قسطنطنیہ کے متفقہ غوغاے مخالفت کے مقابلے میں اپنی راے پر قائم رہنا بہت مشکل تھا ' تاہم اُسوقت اس جرم حق گوئی کا مرتکب صرف الہلال ہی ہوا تھا کہ اس ہنگامۂ ضلالت ' اور طغیان شرارت ' و غربت حق و صداقت سے بغیر ایک لمحہ کیلیے بھی متاثر ہوے ' انجمن اتحــاد و ترقی کی حمایت میں اواز بلند کی ' اور ۲۹ - ستمبر کی اشاعت میں ایک تفصیلی افتتاحیہ مضمون لکھکر انجمن کی شکست کو مرکز خلافت کے تحفظ کیلیے مصیبت عظمی و ابتلاے شدید قرار دیا -

نیز لکھا کہ : " خواہ کچھہ ہو ' مگر انگلستان کی سیاسی مکذوبات سے انجمن اتحاد و ترقی مر نہیں سکتی - کچھہ بعید نہیں کہ عنقریب وہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے ایک مرتبہ اور دنیا کو دکھلادے - "

اس سے بھی زیادہ سخت و شدید زمانہ جنــگ بلقــان کے چھڑنے کے بعد شروع ہوا - اس جنــگ کا آغاز انجمن کی شکست سے اور (مختار پاشا) اور (کامل پاشا) کے زیر اقتدار شروع ہوا تھا ' اور جسقدر شکستیں ہوئی تھیں ' وہ فوج کی بد نظمی اور بے قاعدگی سے نہیں ' بلکہ فوجی ضروریات و انتظامات کی بد نظمی سے ہوئی تھیں جسکا ذمہ دار صریح طور پر بر سر حکومت دفتر جنگ تھا ' لیکن تاہم چونکہ اب باب عالی پر نہ سلطــان محمد خامس کی حکومت تھی ' اور نہ وزراے عثمانی کی ' بلکہ کامل پاشا کے پردے میں انگلستان حکومت کر رہا تھا ' اسلیے تمام عثمانی ناکامیوں کو انجمن اتحاد و ترقی کی طرف منسوب کیا گیا - اگر مرحوم (ناظم پاشا) نے (عبد اللہ پاشا) کو دو لاکھہ دشمنوں کے مقابلے میں محض ستر ہزار فوج کے ساتھہ بھیجنے کی غلطی کی تھی ' اگر طرولی برغاس کو عین وقت پر مدد دینے سے وہ قاصر رہا تھا ' اگر محمود مختار پاشا نے قرق قلعسی میں مٹھی بھر سپاہیوں کو ایکــر دو لاکھہ بلغاریوں کے مقابلہ کرنے میں بے احتیاطی کی تھی ' اگر حملے کی بہترین فرصت کو مختار پاشا نے غفلت میں کھو دیا تھا ' اگر با وجود بلقانی ریاستوں کے علانیہ سرحدی حملوں اور اقدام کے ' کامل دو ہفتے تک باب عالی یورپ کے وعدہ ہاے امن پر اعتماد کرتا رہا تھا ' اور اگر دفتر جنگ نے رسد رسانی کی نازک ترین خدمت کو معض بلغاری ریلوے والوں کے رحم پر چھوڑ کر ' ترکی کے پیکر شجاعت و جان نثار سپاہیوں کو چار چار دن تک بھوکا رکھا تھا ' تو ان تمام جرائم کے ملزم اتحاد و ترقی کے وہ مظلوم و بے دست و پا ممبر تھے ' جن کو ایوان حکومت سے نکلے ہوے کئی ماہ گذر چکے تھے ' اور جنمیں سے اکثر جیل خانوں کے کمروں میں مقید ' یا یورپ کے شہروں میں چھپے پھرتے تھے !

درحقیقت یہ سب کچھہ یورپ کر رہا تھا ' اور ترکوں کی غیر متوقع فوجی ناکامی اسکے لیے ایک طلائی فرصت تھی - لیکن چونکہ بد قسمتی سے ناکامیاں واضح ' اور حقیقت مستور تھی ' اسلیے عالم اسلامی اس دسیسۂ ابلیسی سے متاثر ہو رہا تھا ' اور تمام یورپ اور مشرق نے اتحاد و ترقی کی مخالفت میں گویا ایک مستحکم معاہدہ کرلیا تھا -

بہت مشکل تھا کہ ایسے موقعہ پر انجمن سے حسن ظن قائم رکھنے والے اپنے تئیں اس عالمگیر مخالفت کے اثر سے محفوظ رکھتے ' تاہم الحمد للہ کہ ہماری نظر ابتدا سے اُن حقائق مخفیہ پر تھی ' جنکی صداقت قلتم مند ' اور جنکی واقعیت غیر متزلزل تھی - ایک لمحہ بلکہ ایک عُشر لمحہ کیلیے بھی ہمارا دل اتحاد و ترقی کی طرف سے مشکوک و مایوس نہیں ہوا ' اور بلا انقطاع (الہلال) میں یہ یقین ظاہر کرتے رہے کہ " موجودہ مصائب کی علت اتحاد و ترقی نہیں ' بلکہ اتحاد و ترقی کی شکست ہے " ذالک ہدی اللہ یہدی بہ من یشاء ' ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد ؟ (۳۹ : ۲۴)

ہم مٹ جائیں گے مگر قومی عزت کو ہاتھہ سے نہ دیں گے (ریوٹر ایجنسی ۲۳ - جنوری)



مشہــور اتحــادی : طلعت بے

جس نے منــدرجۂ صدر الفاظ میں جدید وزارت کے پروگرام کا اعلان کیا

پر اســـرار جسـد و جہـد

--:o:--

ایک شریف کا عثمــانی کا مراسلــہ

ڈاکٹــر مصبــاح الدین شــریف بے -

— * —

اُن واقعات کے دھرانے کی ضرورت نہیں ' جو کل تک گذر چکے ہیں - کل تک ہماری آخری اُمید یہ تھی کہ انجمن اتحاد و ترقی کو ۲۴ - جولائی کی تاریخ کے دھرانے کا موقعہ ملے اور موجودہ اسلام فروش وزارت کا خاتمہ ہو -

آج وہی امید واقعہ کی صورت میں ظاہر ہوگئی ہے - لئی ہفتے چاہئیں ' جب اس انقلاب کے مرتب حالات دنیا کے سامنے آئیں گے ' جب ٹائمز اور منچسٹر گارڈین کے نامہ نگاروں کی مراسلات ہم تک پہنچیں گی ' یا پھر مصر کے اخبارات سے مشتبہ اور منحرف ' مگر ایک حد تک تفصیلی حالات معلوم ہونگے - لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس ایک ایسی تحــریر موجود ہے ' جس کو اس انقلاب کی خبر کے بعد ' کسی اخبار کے دفتر کیلیے سب سے زیادہ قیمتی چیز کہنا بیجا نہوگا ' اور اسکی وجہ سے ہم طیار ہیں کہ آج عالم مطبوعات میں سب سے پہلے اس انقلاب کے متعلق صحیح ترین حالات بیان کریں - وہ حالات ' جو آج کی اشاعت کے ٹائمز ' ٹان ' نو و ریمیا ' اور الموید میں بھی غالبــاً نہونگے ' اور اگر ہونگے تو اس سے زیادہ مشرح اور موثق نہونگے -

جزائر ایجین کے مسئلہ میں بظاہر استقامت ظاہر کرے اور اسیکا نتیجہ تھا کہ صلح کانفرنس میں باب عالی کے اٹھکر مچل جانے کا ایک فرضی ڈراما دکھلایا گیا - اور ہم نے کامل پاشا کی خلقت سے بالکل متضاد خبر سنی کہ باب عالی جزائر دیکر صلح کرنے پر کسی طرح راضی نہیں !

یہ اضطراب جب بڑھا تو مجلس اعظم کے منعقد کرنے اور جنگ و صلح کے مسئلے کو عام اتفاق راے سے طے کرنے کا اعلان کیا گیا اور اس سے بھی یہی مقصود تھا کہ کسی طرح فرصت نکالکر اس قومی جوش کو فرو کیا جاے جو انجمن اتحاد و ترقی نے مہلت پاکر پیدا کردیا ہے - اسی اثنا میں دول نے آخری یاد داشت بھی پیش کردی اور باب عالی کے تذبذب سے بگڑکر روس نے دو مرتبہ صاف لفظوں میں الٹی میٹم دیدیا -

اب حالت مخدوش اور مہلت مفقود تھی - ایک طرف یورپ کے سخت و فیصلہ کن احکام ' اور دوسری طرف انجمن اتحاد و ترقی کی تلوار کے دوبارہ نیام سے نکلنے کا خوف تھا - بالاخر قوم کو مطمئن کرنے کیلیے دول کے نوٹ کا ایک جواب طیار کیا گیا اور اسمیں ایڈریا نوپل کی مساجد اور سلطانی مقابر کی حالت زار پر یورپ سے رحم کی درخواست کی گئی - مگر جواب کا یہ مسودہ بھی اس غرض سے نہ تھا کہ بھیجا جاے ' بلکہ صرف ایک فریب امیز ارادے کا اعلان تھا تاکہ قوم کا جوش ترقی نہ کرجاے ' نیز کہا جاتا ہے کہ وزارت نے نوٹ کی منظوری سے انکار کردینے کا بھی ارادہ کیا تھا -

مگر یہ تمام کوششیں اس جہاد حق و معروف کے جوش کو فرو کرنے کیلیے بیکار تھیں ' کیونکہ انجمن کے ہاتھہ اب قوی ہوگئے تھے ' اور اس نے قوم کو خواب غفلت سے ہشیار کردیا تھا - تاہم یہ واقعہ بھی اس انقلاب کے واقعہ کی طرح دنیا ہمیشہ تعجب میں غرق ہوکر سنے گی کہ ان حالات کے آخری دنوں میں انجمن نے بظاہر اپنے تمام پیدا کردہ اضطراب پر خاموشی اور سکون کی چادر ڈالدی تھی ' اور جس سمندر کی قہار موجیں دو تین دن کے بعد حکومت کا تختہ الٹ دینے والی تھیں ' اسکی سطح پر ہوا سے پیدا ہونے والی ہلکی لہروں تک کا پتہ نہ تھا !

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شدید ترین سیاسی انقلاب کیلیے پبلک اور فوج میں شورش پیدا کرائی جارہی تھی ' اور اس طرح کی شورشیں جب پیدا ہوجاتی ہیں ' تو ان پر خود شورش کرنے والوں کا بھی قابو نہیں ہوتا - لیکن با ایں ہمہ ملکی شورش کی قوت کو ایک مقید اسٹیم کی طرح انجمن اپنے ہاتھوں میں دبائے ہوے تھی ' کہ جب ضرورت دیکھے ' عین وقت پر اس سے کام لے ' اور جب تک اصلی وقت استعمال نہ آے ' اسے مٹھی میں چھپاے ہوے خاموش بیٹھی رہے !

انجمن کی اس عاملانہ قوت کا یہ دوسرا منظر ہے ' کیونکہ پہلا واقعہ اس سے بھی عجیب تر سنہ ۱۹۰۷ ع کے انقلاب دستوری کا تھا - اور یہ فی الحقیقۃ ملکی انقلابوں کیلیے ایک اصلی اور بنیادی نکتۂ عمل ہے -

وزارت کی کشمکش

وزارت کے سامنے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ (قومی مجلس) کا تھا - اسکے انعقاد کا اعلان ہوچکا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ ملک کی اخری فروخت کی دائمی لعنت سے کسی طرح خود بچ جاے ' اور حصول مقصد کے ساتھہ اسکا طوق خود ملک کی گردن میں ڈالدے - پھر اسی چیز کو اپنے خیال میں ملک کے سکون کیلیے الۂ فریب بھی سمجھتی تھی - ان اسباب سے اسکا انعقاد ناگزیر تھا - ساتھہ ہی خوف تھا کہ اگر ایک اصلی قومی مجلس منعقد کی جاےگی تو قوم کسی طرح اسکے لیے راضی نہوگی کہ جنگ کی تلوار سے جان بچاکر صلح کی پھانسی کی رسی اپنی گردن میں پہن لے -

بالاخر اس مشکل کو کسی طرح حل کیا گیا اور ۲۱ - کو مجلس اعظم کیلیے اعلان ہوا - ریوٹر نے ۲۲ کے تار میں شرکاے مجلس کی تعداد ۸۰ - بتلائی ہے اور اگر یہ سچ ہے تو یقیناً اس تعداد میں صلح پسند مجاورتی پیدا کرنے کی کوئی پر فریب کارروائی کی گئی تھی ' جسکے حالات انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہونگے - مجلس میں جو تقریریں کی گئیں ' اور جس طرح (حسب روایت ریوٹر) بغیر کسی طولانی مباحثے اور اختلاف کے صلح کے تمام شرائط پیش کردہ تسلیم کرلیے گئے ' اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اس صحبت کو " مجلس " کے نام سے منعقد کرکے قوم کو احمق بنانے کی کوشش کی گئی تھی ' ورنہ وہ قومی مجلس کی جگہہ صرف کامل پاشا کی جماعت اور " حزب الحریۃ " کے پرستاروں کا ایک سازشی مجمع تھا - ایسی مجالس کا باسم قوم منعقد کرلینا کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اگر آپ کو تعجب ہو تو (الشي بالشي یذکر) آپ کامل پاشا کے دارالوزرا کی جگہہ (علی گڈہ) کے دارالمصاحبین میں جاکر اس طرح کے قومی کاموں کا نمونہ دیکھہ سکتے ہیں -



مشہور مجاہد دستور : نیازی بے

عزت ملی کی فروخت کا اخری سودا

انجمن اتحاد و ترقی یہ سب کچھہ دیکھہ رہی تھی مگر بالکل خاموش تھی ' اور اپنی قوت کو (جیساکہ ڈاکٹر مصباح الدین نے لکھا ہے) انتہائی مجبوری کے پیش آنے کی صورت میں صرف کرنا چاہتی تھی -

یہاں تک کہ بدہ کے دن گیارہ بجے (یعنے ۲۲ -) کو شیطان نے چابکیں مار مارکر وزرا کو انکے سازش کدوں سے نکالا ' اور سراے " دولمہ باغچہ " میں مجلس کا انعقاد ہوا - بظاہر کچھہ دیر تک آپسمیں سرگوشیاں کرتے رہے : فاقبل بعضہم علی بعض یتساءلون (۱) اسکے بعد ہر صیغہ کے وزیر نے اپنے اپنے صیغہ کی موت و ہلاکت کا اٹھہ اٹھہ کر اعلان کیا - وزیر مال نے کہا کہ روپیہ نہیں ' وزیر خارجی نے کہا کہ روس کی تلوار سر پر چمک رہی ہے - وزیر جنگ نے کہا کہ گو سپاہی جنگ کے لیے بیقرار ہیں مگر جنگ سے کوئی امید فلاح نہیں - گویا ملکی ذلت و مسکنت کی تکمیل کیلیے سب نے اپنے اپنے صیغے کا کام آپسمیں تقسیم کرلیا تھا اور ہر شخص تقسیم عمل کے پر امن اصول کے مطابق صرف اپنا کام انجام دیکر بیٹھہ جاتا تھا :

ناموران غزوهٔ بلقان

تو نخل خوش ثمرے كيستي، كه باغ و چمن
همه ز خويش بريدند و در تو پيوستند !



طرابلس ميں غازي انور بے نے ترکي مصائب و آلام کي خبر سني هے ' اور شدت رنج و الم سے سکتے کي حالت اُن پر طاري هوگئي هے - جوش تاسف ميں هاتهه مل رهے هيں اور حيران هيں که کيا کريں ؟ انکے ساتهه خليل عمري بک بيٹهے هيں جو بنغازي کي ايک لڑائي ميں زخمي هو گئے تهے' اور اب گو اچهے هو گئے هيں مگر چلنے سے مجبور هيں - اس صحبت ميں تيسرا شخص صرف فرهاد بک هے ' جس نے يه تصوير کهينچي تهي -

—○: * :○—

تعميل کرتا جاے ' جو انگلستان کي طرف سے اسکے قلب پر القا کيے جاتے هيں - اس نے صلح کانفرنس کي درخواست کي' دارالصلح لندن کو تجويز کيا ' اور سر ايڈورڈ گرے نے مشورہ فرمائي کي زحمت بهي اسکي خاطر گوارہ کرلي - پهر يونان نے باوجود فريق جنگ هونے کے کاغذات التوا پر دستخط نهيں کيے ' مگر اس نے اپني کوتاہ گردن کو جنبش نهيں دي - ايڈريا نوپل کے محصورين کو رسد بهيجنا اولين مرحلهٔ التوا تها ' ليکن وهانکے لاکهوں باشندونکي زندگي کو بهي اس نے اپنے زود رنج آقا کي مرضي پرچهوڑديا اور اسکي نسبت اصرار کرنے کي گستاخي نهيں کي - پهر البانيا اور مقدونيا کي آزادي کا مسئله سامنے آيا ' مگر اس نے ترکي وکلا کو انکے مرضي کے خلاف مجبور کيا که بلا چون و چرا هر حکم کو تسليم کراليں - سب سے آخر جزائر ايجين اور اڈريا نوپل کي حوالگي کا حکم هوا ' اور ايڈريا نوپل کي حوالگي کا مشورہ قسطنطنيه کي حوالگي کا ايک مهذبانه کنايه تها ' يه يورپ کے دفاتر خارجيه کا وفادار غلام يقيناً اب بهي طيار تها که فوراً قصر (سنيٹ جيمس) کي چوکهٹ پر اپني نود ساله پيشاني کي ايک ايک شکن گهس کر مٹادے ' اور اس سجدهٔ ملعونه ميں دير نه کرے ' جسکے ليے اسکي جهکي هوئي کمر کا بار خيانت اسے بے تابانه جهکا رها تها ' ليکن وہ جماعت حق پرستان غيور ' وہ مجاهد حريت و دستور ' وہ محافظ لواے اسلامي ' وہ فداے راہ اسلام پرستي ' وہ آية من آيات الله ' وہ حزب من احزاب الله : يعني انجمن اتحاد و ترقي اب اپني جهاد حق و صداقت سے غافل نه تهي - اسکے ممبروں کو اگرچه قيد کيا گيا ' اسکے رئيسوں کو جلا وطني پر مجبور کيا گيا ' اسپر طرح طرح کي تهمتيں لگائي گئيں ' اور اسکي سعي و جهد حقانيت کو کبهي بغاوت حکومت سے ' اور کبهي خلع سلطان حال سے تعبير کيا گيا ' ليکن، تاهم حفظ وطن عزيز' اور خدمت کلمهٔ ملت کي جو مقدس آگ اسکے سينے ميں شعله زن تهي ' وہ ايک نور الهي تها ' جس کو کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونين کے دهان کفر پهونک مارکر نهيں بجها سکتے تهے - خدا کي جنود نصرت نے هميشه عاجزوں اور درماندوں کے هاتهه ميں اپني تلوار دي هے ' يه سچ هے که انجمن بظاهر بے دست و پا هو گئي تهي' مگر اسکو کيا کهيے که خدا تعالى نے حفظ ناموس اسلامي کي آخري گهڑيوں ميں اپني نصرت فرمائي کيليے اُسي کو چن ليا تها - يکا يک شتلجه لائن کے قلعوں ميں سے ايک فوجي اضطراب کي آندهي اُٹهي ' اور آناً فاناً قصر وزارت اور سراے " چراغان " کي ڈيوڑهيوں تک پهنچ گئي - يه اُن مجاهدين اتحادي کے دو روزہ دورے کا نتيجه تها ' جسکا حال آگے چلکر آپ پڑهيں گے - خود دارالخلافه کے مختلف حلقوں ميں بهي شورش کے شديد آثار شروع هو گئے ' اور ايک ڈيپوٹيشن سلطان المعظم کي خدمت ميں پهنچا ' جس نے پوري قوت کے ساتهه ملکي خواهش کا اظهار کيا اور کها که " هم ذلت کي صلح کے نهيں ' بلکه فنا کر دينے والي مگر با عزت جنگ کے طلب گار هيں " اس اضطراب و اغتشاش نے وزارت کو مجبور کيا که ايڈريا نوپل اور

كذالك ' و اورثنا قوماً اخرين ' فما بكت عليهم السماء والارض ' وما كانوا منظـريـــن - (۴۴ : ۲۷)

(پس) اس طرح کا واقعه پیش آیا ' اور جب هم نے ایک دوسري جماعت کو انکي جگه کا وارث بنایا ' تو اُن لوگوں پر آسمان اور زمین ' کسي نے بهي آنسو نهیں بهائے (کیونکه انکا زوال غم کا نهیں بلکه خوشي کا مستحق تها) اور نیز خود انکو بهي مهلت نهیں دي گئي که وه کسي طرح اپنے تئیں سنبهالتے -

پس یه ایک قدرت الهي کي نشاني ' اور حق و صداقت کي فتح مندي تهي ' جو اس طرح تکمیل کو پهنچي - اینده کي نسبت کون زبان کهول سکتا هے ؟ حالات نازک ' مشکلات کا هجوم ' دشمنوں کا اتحاد ' اور راه اعانت ناپید ' نهیں معلوم کل کو کیا حالات پیش آئیں ؟ ایسے سخت اور نازک موقعه میں (دول کے متفقه نوٹ کي نا منظوري کے اعلان کے ساتهه) وزارت کا جاں گسل ذمه داري اپنے سر لینا ' في الحقیقت ایک مجاهدانه قرباني هے جو اس قریشي النسل اور آل فاروق مجاهد : محمود شوکت پاشا نے راه اسلام پرستي میں کي ' پس ائنده خواه کچهه هو ' لیکن اتحاد و ترقي نے اس وقت اپنا اولین فرض ملي و اسلامي ادا کر دیا اور جو کچهه کیا ' بهی اس موقعه پر کیا جا سکتا تها :

وانه لحسـرة علي الكافرين ' وانه هو الحق اليقين ' فسبح باسم ربـك العظيم (۶۹:)

اور اس میں کچهه شک نهیں که یه کافروں کے لیے موجب حسرت هے ' اور اسمیں بهي کچهه شک نهیں که یه ایک قطعي اور یقیني صداقت کا ظهور هے - پس اپنے پروردگار عظیم و قدوس کي حمد کرو (جس نے اپني امید بخشی کا دروازه تم پر بند نهیں کیا هے)

ایک پر اســرار جد و جهـــد

— * —

سرگذشت انقلاب

ایک عثماني شریک انقلاب کے قلم سے (۱)

— * —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) لکھتے هیں :

" کل اخبار (اقدام) اور (سبیل الرشاد) میں آپکے تار چهپ گئے - جزاکم الله تعالیٰ - جن تفصیلي حالات کو آپ پوچهتے هیں ' انکو کیا بیان کروں اور جس بیج کے بارآور هونے کي امید نهیں ' اسکي آبیاري کا افسانه کیا سناوں ؟ همارے سروں پر خاک مذلت (۲) اور هماري امیدیں یکسر وقف پامالي ' هم موت اور حیات کے کنارے پر هیں - نه زندگي کي امید هے ' اور نه مرنے کي راه باز !

(ما کلید بهشت بشکستیم در دوزخ بروے ما بستند)

لیکن امید پرست انسان ' جسکي حسیات منفعله مایوسي سے همیشه گریز کرتی هیں ' اطبا کے جواب دیدینے کے بعد بهي موت کا خیر مقدم نهیں کرتا - ایڑیاں رگڑتا هے اور دعائیں مانگتا هے - هم کو امید نے جواب دیا هے مگر هم امید کو جواب نهیں دیسکتے - کامیابي هم سے بظاهر روٹهه گئي هے ' مگر هم کوشش سے کیونکر گردن موڑ لیں ؟ پس کوشش میں مصروف هیں اور نهیں جانتے که نتیجه کیا نکلے گا ؟

آج چار مهینے سے [illegible] رهي هے که دولت عثمانیه نهریس کے میدان میں بلغاریا سے لڑ رهي هے ' مگر اسکو اصلي جنگ کا حال معلوم نهیں - نسل عثماني کي موجوده جنگ اسکي خاک سے باهر نهیں هے ' بلکه اندر هے - اسکي اصلي جنگ وه هے ' جو خود قسطنطنیه کے اندر موجوده حکومت اور اتحاد

(۱) اصل چٹهي فارسي میں هے -

(۲) فارسي کا محاوره هے " خاک بر سرم " هم نے اردو میں گوارا کرنے کیلیے مجبوراً " مذلت " کا [illegible] بڑها دیا -

و ترقي میں هورهي هے - اگر وهاں دولت عثمـاني یورپ کے مقابلے میں مظلـــوم اور بے دست و پا هے ' تو یهـــاں بهي نسـل عثمــاني کي امیـدیں برسر اقتدار حکــومت کے اجانب پرستانه جور و تعدي سے ' انتهاے مظلومي و بیکسي کو پهنچ چکی هیں - دنیا کو اس وقت یقین نهیں آتا تو همکو کوئي پروا نهیں ' لیکن وه وقت دور نهیں جب اسکو یقین کرنا پڑیگا که عثمانیوں (۱) کي بیروني مظلومي و شکست ' سر تا سر انکي اندروني مظلومي کا عکس هے - انکي اصلي بدبختي یه هے که وه اپنے گهر کے اندر مظلوم و بیکس هوگئے هیں ' اسلیے باهر بهي مظلوم و کس مپرس هیں !

: :

کاش همکو مٹانے کیلیے موجوده وزارت نے جس قدر اپني طاقت صرف کي ' اسکا کچهه حصه بهي اُن دشمنوں کے مقابلے میں خرچ کرتي ' جو اسکے گهر کے اندر گهسے هوے هیں ! اس نے همکو کچلدینے کیلیے غیروں سے مدد لي ' اور هماري دشمني میں دشمنوں کو دوست بنالیا - اسنے هماري هستي کي اُن شاخوں هي کو نهیں کاٹا جو زمین کے اوپر تهیں ' بلکه کوشش کي که زمین کے اندر جڑ کے پهیلے هوے ریشوں کو بهي اکهاڑ کر پهینکدے - صرف ستره آدمي قید و غارت سے بچ سکے جو وقت سے پہلے قسطنطنیه سے نکل گئے تهے ' باقي تمام لوگوں کو ' حتی که اُن طالب علموں کو بهي ' جنکي هم میں سے کسي شخص سے صاحب سلامت تهي ' گرفتار کر کے قید خانوں کے حوالے کردیا -

: :

با این همه شاید قدرت حق هم کو ایک مهلت اور دینا چاهتي هے ! یه سچ هے که هم سمندر کي موجوں میں هیں ' لیکن همارے هاتهه پاؤں ابهي شل نهیں هوے - آپ کیا سمجهتے هیں که گورنمنٹ نے محض رحم و عدل سے همارے ممبروں کو رها کردیا ؟ جس وزارت کیلیے وطن اور ملت کا نام کوئي اثر نهیں رکهتا ' اسکےلیے اخلاقي احکام میں کیا قوت هوسکتي هے ؟ اصل یه هے که تغیر وزارت کے ساتهه هي فوج کو طرح طرح کي غلط فهمیوں میں پهنسانے کي کوشش کي گئي تهی ' لیکن گرفتاریوں کي خبر نے انکي آنکهیں کهولدیں ' اور حکومت پر واضح هوگیا که ابهي ملک اسقدر اسکے قابو میں نهیں آیا هے که اسکو بالکل مطلق العنان چهوڑدے - جب وزارت نے فوج کے دباؤ اور اندروني بغاوت کو اپنے سامنے دیکها تو مجبور هوکر رهائی کا حکم دینا پڑا -

(۱) افسوس که ابتک نادان ترکوں کي زبان پر " اسلام " کي جگه " عثمانیت " کا نام چڑها هوا هے - انقلاب عثماني کے بعد سب سے بڑي غلطي جو نوجوان ترکوں نے کي (اور جسمیں اتحادي و ائتلافي ' سب شریک هیں) جنس و وطن کا سوال تها - انهوں نے سمجها که یورپ کا تعصب محض ترکوں کي مذهبي صورت کي وجه سے هے ' اور یوروپین ترکي کي مسیحي آبادي صرف اسي وجه سے ترکي کو اپني حکومت نهیں سمجهتي - پس انهوں نے اپني عالمگیر " اسلامي قومیت " کو " جنس عثماني " کے لفظ سے تبدیل کردیا ' اور اس طرح مٹهي بهر غدار عیسائیوں کي خاطر جنگي عثمانیت کا تجربه اس جنگ میں هوگیا هے ' چالیس کروڑ مسلمانوں کے رشتے کي پروا نهیں کي ' حالانکه مسلمانوں کي ' خواه وه افریقي هوں یا ترکي ' اسلام کے سوا کوئي جنس اور قومیت نهیں هو سکتي :

ان هذه امتكم امة واحدة ' وانا ربكم فاتقون -

تم اپنے تئیں عثماني کهو یا محض وطن پرست ' وه کبهي رحم نهیں کرے گا - اسکو ان اضافي اوصاف سے تعصب نهیں هے ' بلکه تمهاري اصل ذات اور وجود سے ' تم جب تک مشرقي اور مسلمان هو ' وه بهي یوروپین اور مسیحي هے - اور اب ان دو لفظوں کے اندر وه سب کچهه هے ' جس کا درندوں کے بهت اور وحشیوں کے غولوں کے اندر تصور کیا جا سکتا هے :

وجودك ذنب لا يقاس به ذنب (الهلال)

شياطين الجن والانس يوحي بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا (٦ : ١١٢)

غرضكه صرف ايک گهنٹے کے اندر تيره سو برس كي عزت اسلامي' وو آٹهه سو برس كي متاع عثماني كو دائمي ذلت و روسياهي کے درهم بخس پر يورپ کے هاتهه فروخت کرديئے کا فيصله کرديا :

اولئك لعنهم الله ويلعنهم اللاعنون (٢ : ١٥٥)	يهي وه لوگ هيں كه الله كي ان پر پهٹكار پڑي اور (چاليس كروڑ مسلمان) لعنت كرنے والوں نے بهي انكي (اس عزت فروشي) پر لعنت كي -

خدا تعالى نے مسلمانوں کي علامت يه بتلائي هے که : اذلة على المومنين ' اعزة على الكافرين ( ) ليكن ان غارتگران عزت اسلامي كي حالت اس وقت بالكل برعكس تهي : اعزة على المومنين' مسلمانوں کے مقابلے ميں نهايت مغرور و سخت ' ليكن كافروں کے سامنے عاجز و ذليل اذلة على الكافرين !

آج (محمود شوكت پاشا) كهتا هے كه " هم جنگ کے خواهشمند نهيں ' ليكن اگر عالم اسلامي كي نفرين اور جنگ ' دونوں همارے سامنے آئے ' توهم مجبور هيں كه آخري چيز كو اختيار كريں " اور اس طرح صاف لفظوں ميں همارے أن التجاؤں اور فريادوں كي عزت كا اعتراف كرتا هے ' جو هم تمام اكناف عالم سے قسطنطنيه بهيج رهے هيں ' يعني مسلمانوں کے سامنے اسكا سر اعتراف جهكا هوا هے - ليكن كامل پاشا نے آغاز جنگ سے ليكر آخر تک مسلمانان عالم کے صدها تاروں اور التجاؤں كا كهيں اشاره تک نهيں كيا اور اپني اس ذمه داري كو كبهي دنيا پر ظاهر نهيں كيا ' جو مسلمانوں كي طرف سے آج مركز خلافت کے ذمے عائد هوتي هے - اسكا سر همارے آگے بهت مغرور تها ' ليكن يورپ کے سامنے سر بسجود : فاي الفريقين احق بالامن ان كنتم تعلمون ؟

يوم يسمعون الصيحة بالحق :

ذلك يوم الخروج

(٥٠ : ٤١)

اس فيصلے كي خبر همارے دلوں كيليے ايک برق هلاكت تهي ' پهر اندازه كرنا چاهيے كه اتحاد و ترقي کے ملک پرستان غيور پر كيا گذري هوگي ؟ تاهم جس سمندر كي ته ميں كندهک کے طوفان آتشيں اٹهه رهے تهے ' اسكي سطح بالائي اب بهي خاموش تهي :-

٢٣ - كو وزرا كا اجتماع هوا كه اس فيصلے كي تعميل كيليے باقاعده ياد داشت مرتب كي جاے -

اب يه فرصت كي آخري گهڑياں تهيں ' جو ايک گهنٹے کے اندر تيزي کے ساتهه گذر جاتيں - جس عزت ملک و ملت کے زنده لاش كي " مجلس " نے تجهيز و تكفين كي تهي ' اب اسكا جنازه قبر کے كنارے ركهديا گيا تها تاكه مدفون كر ديا جاے -

مجلس فيصله كر چكي تهي ' صرف سفراے دول کے پاس باقاعده جواب بهيجنا باقي تها - چند گهنٹے اور مطلوب تهے كه ملک فروشي کے ابليسانه عمل كي پوري تكميل هو جاے - جب وزارت باقاعده جواب بهيج ديتي ' تو پهر هميشه كيليے معامله هاتهه سے نكل جاتا اور كوئي علاج ممكن نه هوتا -

ليكن پهر وه نيرنگ ساز قدرت كهاں تها ' جسكا هاتهه عين أس وقت اشتي کے بچانے كيليے نمودار هوتا هے ' جبكه ايک لمحه کے بعد اسكے تختے سطح آب پر تيرنے والے هوتے هيں ؟

يه شيطان كي فوج تهي ' جو اپني فتح مندي كو آخر تک پهنچادينے كيليے سرگرم كار تهي ' ليكن پهر خدا كي فوج كهاں تهي ؟

]

جاء الحق

هاں اب وقت آگيا تها كه موسم بدلے ' اور قرار پا گيا تها كه وه حي و قيوم اپني قدرت كي ايک نئي نشاني دنيا كو دكهلاے - پس وه سب كچهه شروع هوگيا ' جو هميشه ايسے وقتوں ميں هوا هے - خاموش سمندر كي سطح يكايک متحرک هوئي' اور آسمان پر برق و باران کے آثار ظاهر هوگئے - جوش ملي اور غيرت اسلامي كا يه ايک صور تها ' جسكي آواز نے ايک طرف هزاروں انسانوں كو چند لمحوں کے اندر جمع كرديا ' اور دوسري طرف اسكي گرج سے خائنين ملت کے دل كانپ گئے : ان كانت الا صيحة واحدة فاذا هم خامدون (٣٦ : ٢٨)

فوجي افسروں كي برهنه تلواريں ' پبلک كا جوش و خروش ' طلبا کے نعرهاے ملي ' جان فروش سپاهيوں كي صفيں ' حق طلبي كا عزم راسخ ' انقلاب كا فتح مند ولوله ' اور ان سب پر نصرت الهي كي غيبي تلوار كي چمک ' يه مناظر عظيمه تهے ' جو باب عالي كي طرف كسي مقدس رسم کے سكون و وقار کے ساتهه بڑهرهے تهے - وه پيكر حميت اسلامي ' مجسمهٔ نصرت الهي ' بانئ ساز لواے ملت ' جاں نثار راه حق صداقت' محي الملة والدين' محبوب الاسلام والمسلمين' حجة الله المبين ' آية الله في الارضين' الذي صدق اخبار الماضيين' وحقق مانسخ من ماثر الاولين ' والذي هو في جبهة هذ الدهر غره ' وفي قلادته دره ' لا تد ايديها في الدنيا دره - والذي تجمل صفاته الجليلة ان يحصرها حاصر ' ويستوعبها ناظم و ناثر - سيف الله القوي العظيم ' والمجاهد في سبيل الله و دينه القويم ' يعني قهرمان مدافعهٔ ملي' بطل الشهير : غازي انور بے سب کے آگے تها ' اور مشهور ملت پرست غيور و مجاهد حريت دستور : بک باشي نيازي بے' اور سرگرم ركن اتحاد و ترقي : طلعت بے اسكے يمين و يسار تهے :' ثلة من الاولين و قليل من الآخرين (٥٦ : ١٣)

(انور بے) کے هاتهه ميں ايک كاغذ تها ' جس پر ٥ - هزار افسران جنگ ' اور عام پبلک کے دستخط تهے اور اسميں تبديل وزارت يا انكار صلح پر زور ديا گيا تها - فوجي اقتدار كا اندازه اس سے كيا جاسكتا هے كه فوج كا جو حصه وزارت کے هاتهه ميں تها ' أسے كسي غير معلوم طريقه سے مصنوعي جنگ كيليے باهر بهيجديا گيا تها ' اور اور جس قدر فوج شهر ميں موجود تهي ' وه سب كي سب قومي جماعت کے ساتهه مسلح هوكر جا رهي تهي -

وزارت بے خبر اپنے كام ميں مشغول تهي كه يه جماعت اسكي كهڑكيوں کے نيچے پهنچ گئي -

اگرچه ريوٹر كي تار برقيوں سے معلوم هوتا هے كه صرف ناظم پاشا کے ايڈي كانگ نے اس هجوم كو روكنے كي سعي كي ' اور ناظم پاشا نے " گستاخ كتے " سے زياده كهنے كي مهلت نهيں پائي' مگر ڈاكٹر مصباح الدين کے تار سے معلوم هوتا هے كه " گوليوں كي ايک هلكي بارش " ضرور هوئي تهي - بهر حال مجمع باب عالي کے سامنے پهنچكر زمزمه سرايوں ' هنگامه خيز صداوں' اور جنگ و انقلاب کے پيهم نعروں ميں مصروف هوگيا (جسميں چند هندوستاني مسلمانوں كي صدائيں بهي ملي هوئي تهيں) اور (انور بے) ايک فاتح حكمراں كي طرح' بے دهڑک وزارت خانے کے هال ميں داخل هوا اور كامل پاشا كو حكم ديا كه يا جنگ کے قائم ركهنے كي قسم كهاے يا اپني كرسي خالي كردے - بالاخر كچهه دير کے بعد وه وزارت سے مستعفي هوجانے كي بشارت ليكر فتحمندانه مجمع کے سامنے نمودار هوا ' اور پهر سلطان المعظم كي خدمت ميں حاضر هوكر (محمود شوكت پاشا) كي وزارت کے قيام كا حكم لے ليا :

[

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

—: * :—

(۲)

صحت ماخذ

انحضرت (صلعم) کے حالات ' نبوت کے تقریباً سو برس کے بعد قلمبند هوے ' اسلیے مصنفین کا ماخذ کوئي کتاب نہ تھي بلکہ زباني روایتیں تھیں -

اس قسم کا موقع جب کبھي دوسري قوموں کو پیش آتا ھے یعني کسي زمانہ کے حالات ' مدت کے بعد قلمبند کیے جاتے ھیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ھے کہ ھر قسم کي عامیانہ افواھیں قلمبند کرلی جاتي ھیں ' جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ھوتا ان افواھوں میں سے وہ واقعات چھانٹ لئے جاتے ھیں جو قراین اور قیاسات کے مطابق ھوتے ھیں اور پھر تھوڑي دیر کے بعد یہي خرافات ایک دلچسپ تاریخي کتاب بن جاتے ھیں - یورپ کي سیکڑوں تاریخي تصنیفات اسي اصول پر لکھي گئیں -

لیکن مسلمانوں کے فن تاریخ کا معیار اس سے بہت زیادہ بلند تھا ' اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاے ' اس شخص کي زبان سے بیان کیا جاے ' جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتا دیا جاے - اس کے ساتھہ یہ بھي معلوم ھونا چاھیے کہ جو اشخاص ' سلسلۂ روایت میں آے ' کون تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسا تھا ؟ حافظہ کیسا تھا ؟ سمجھہ کیسي تھي ؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ' سطحي الذھن تھے یا دقیقہ رس ؟ عالم تھے یا جاھل ؟ ان جزئي باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا ' لیکن سیکڑوں ھزاروں محدثین نے اپني عمریں اسی میں صرف کردیں - ایک ایک شہر میں گئے ' راویوں سے ملے ' ان کے متعلق ھر قسم کي معلومات بہم پہونچائیں ' جو لوگ اُن کے زمانہ میں موجود نہ تھے اُن کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے - اِن تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال (بیوگرافي) کا وہ عظیم الشان فن طیار ھوگیا جس کي بدولت آج کم از کم لاکھہ شخصوں کے حالات و واقعات معلوم ھو سکتے ھیں " اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر (۱) کے حسن ظن کا اعتبار کیا جاے تو یہ تعداد پانچ لاکھہ تک پہنچ جاتي ھے -

محدثین نے حالات کے بہم پہنچانے میں کسي شخص کے رتبہ اور حیثیت کي کچھہ پروا نہ کي - بادشاھوں سے لیکر بڑے بڑے مقتداؤں تک کي اخلاقي سراغ رسانیاں کیں ' اور ایک ایک کي پردہ دري کي - نکتہ چیني ' عیب جوئي ' تجسس ' مذموم اوصاف کي راز جوئي کہ آج کل کے خیال کے مطابق تہذیب کے بالکل خلاف ھے ' لیکن محدثین نے حدیث کي محبت میں سب کچھہ گوارا کیا ' اور سچ یہ ھے کہ اگر اِس احتیاط کي بدولت ' احادیث نبوي میں غلط اور صحیح کا امتیاز قائم رہ گیا ' تو ھزاروں محاسن کو ان عیوب پر قربان کردینا چاھئے - اس سلسلہ میں سیکڑوں تصنیفات تیار ھوئیں جن کي اجمالي کیفیت یہ ھے :

سب سے پہلے اس فن یعني راویوں کي جرح و تعدیل میں یحیی بن سعید القطان نے ایک کتاب لکھي ' وہ اِس رتبہ کے شخص تھے کہ امام احمد حنبل نے ان کي نسبت لکھا ھے : " میري آنکھوں نے ان کا نظیر نہیں دیکھا " اُن کے بعد اس فن کو زیادہ رواج ھوا اور کثرت سے کتابیں لکھي گئیں ' جن میں سے چند ممتاز تصنیفات حسب ذیل ھیں :—

نام مصنف	کیفیت
رجال عقیلي	خاص ضعیف الروایۃ لوگوں کے حالات میں ھے -
رجال احمد بن عبد العجلي المتوفي سنہ ۳۲۷ ھج	اس کتاب کا نام کتاب الجرح والتعدیل ھے -
رجال امام عبد الرحمن بن حاتم الرازي المتوفي ۳۲۷ ھج	بہت ضخیم کتاب ھے -
رجال امام دار قطني	مشہور محدث ھیں ' یہ کتاب خاص ضعیف الروایۃ اشخاص کے حال میں ھے -
کامل ابن عدي	اس فن کي سب سے مشہور کتاب ھے ' اور تمام محدثین نے اُسي کو اپنا ماخذ قرار دیا ھے -

یہ کتابیں قریبا آج ناپید ھیں ' لیکن بعد کي تصنیفات جو انہي کتابوں سے ماخوذ ھیں ' آج بھي موجود ھیں -

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب تہذیب الکمال ھے جو علامہ مزي (یوسف بن الزکي) کي تصنیف ھے ' جنھوں نے سنہ ۷۴۲ میں وفات پائي - علاء الدین مغلطائي المتوفي سنہ ۷۶۲ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا ' علامہ ذھبي المتوفي سنہ ۷۴۸ نے اس کا اختصار کیا ' اور بہت سے محدثین نے اس کے خلاصے اور ذیل لکھے - بالاخر حافظ ابن حجر نے ان تمام تصنیفات سے ایک نہایت ضخیم کتاب تہذیب التہذیب لکھي جو ۱۳ جلدوں میں ھے اور آج کل حیدرآباد میں شائع ھوئي ھے - مصنف نے کتاب کے خاتمہ میں لکھا ھے کہ اِس کي تصنیف میں آٹھہ برس صرف ھوے -

اس سلسلہ کي ایک اور سب سے زیادہ متداول اور مستند کتاب میزان الاعتدال ھے ' جو علامہ ذھبي کي تصنیف ھے - حافظ ابن حجر نے اس کتاب پر اضافہ کیا جس کا نام لسان المیزان ھے -

اسماء الرجال کي کتابوں میں سے تہذیب الکمال ' تہذیب التہذیب ' لسان المیزان ' تقریب ' تاریخ کبیر بخاري ' تاریخ صغیر بخاري ' ثقات ابن حبان ' تذکرۃ الحفاظ علامہ ذھبي ' مشتبہ النسبۃ ذھبي ' انساب سمعاني ' تہذیب الاسماء ' ھماري نظر سے گذري ھیں -

فن روایت اور درایت کي اصلي بنیاد

روایت کي تحقیق و تنقید ' اسلام کے عنصر میں داخل ھے اور خود قرآن مجید نے اسکے اصول متعین کردیے ھیں -

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا	مسلمانو ! اگر تمھارے پاس کوئي فاسق خبر لاے تو تم اچھي طرح جانچ لو '

(۱) ڈاکٹر اسپرنگر ' جرمن کے مشہور عربي داں فاضل ھیں ' مدت تک ایشیاٹک سوسائٹي کلکتہ میں کام کیا ' اصابہ کا نسخہ انہي کي تصحیح سے کلکتہ میں چھپا ' اس کتاب کے دیباچہ میں صاحب موصوف نے لکھا ھے " نہ کوئي قوم دنیا میں گذري نہ آج موجود ھے جس نے مسلمانوں کي طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ھو ' جس کي بدولت آج پانچ لاکھہ شخصوں کا حال معلوم ھو سکتا ھے (منہ) -

همارا اصلي جرم يه تها كه هم نے مصائب اٹھاكر ملک كو اسكي قسمت پر نہيں چھوڑ ديا ' اور آخري وقت بهي كوشش كي كه اُسے ذلت سے نجات دلائيں -

سعي كي ابتـــدا

— * —

هم نے وزارت سے پانچ مرتبه درخواست كي كه جنگ كو جاري ركھے ' اور هم كو خدمت كا موقع دے ' مگر اُس نے حقارت كے ساتهه هم كو ٹهكرا ديا - هم نے مجبور هوكر سلطان المعظم تـک رسائي پيدا كي ' مگر وزارت كے استبداد نے انكے حكم كي بهي تحقير كي - پهر هم نے ولي عهد دولت كے ذريعه سلطان المعظم كو اصلي حالت سے واقف كرنا چاها ' ليكن اسكو خلع سلطان كي كوشش سے تعبير كيا گيا ' اور هم پر تہمت لگائي گئي كه هم تخت خلافت كو اولٹ دينا چاهتے هيں

: :

جب هم اُن تمام كوششوں ميں جو هم نے علانيه كي تهيں ' ناكام ركهے گئے ' تو اب اسكے سوا كيا چاره تها كه خواه كتناهي خطرناک اور مخدوش هو ' مگر اپني آخري تدبير سے كام ليں -

جو چيز اس مايوسي ميں هميں اميد دلاتي هے ' وه يهي هے كه همــاري يه آخري تدبير ضائع نہيں گئي اور الحمد لله كه هم حكومت كے استبداد سے قوم كي مرعوبيت كو دور كر دينے ميں كامياب هوگئے - اب هم آزاد هيں ' اور اتحادي هونا كوئي جرم نہيں - گورنمنٹ قوم كي خواهشوں كا لحــاظ كرنے پر مجبور هوگئي هے ' اور اس نے وعده كرليا هے كه جن شرائط پر دول اجانب زور دينا چاهتي هيں ' انــكي منظوري سے انــكار كردے گي - يه اسي كوشش كا نتيجه تها كه باب عالي كو متواتر دو تار اپنے وكلا كے نام لنڈن بهيجنے پڑے كه وه ارخبيل اور ادرنه كے متعلق سختي سے انــكار كردے تمــام ملــک ميں صلح كے نام سے برهمي پهيل گئي هے ' اور فوج كا هر بيمار اور زخمي سپــاهي بهي جنـگ كا طلبگار هے - اب هم كو قوي اميد پيدا هوگئي هے كه شايد آخري ذلت كا سامنا نه هو گا -

خفيــه مجا[illegible]س اور [illegible]لف

— * —

خواه كچهه هو ' مگر اب ملک اپني انكهوں كے سامنے اپني ذلت كي تكميل نہيں ديكهے گا - هم نے ايک سال كے بعد پهر آخري جانبازي كے حلف كي تجديد كي هے اور هر شخص نے عهد واثق كر ليا هے كه آخر دم تک سعي سے باز نه آے گا - جس دن هماري جمــاعت قيــد خانے سے نكلي ' اسكے دوسرے هي دن هم كو ايک جگه جمع هونے كا موقع ملگيا ' اور هم نے اپنا اينده پروگرام قرار دے ليــا - اسكا منشا يه تهــا كه وطـن كي موجــوده مشكلات اور نزاكت حــال كي وجــه سے سر دست وزارت كي تبديلي كي سعي مضر هوگي ' پس گورنمنٹ كو بحالت موجوده قائم رهنے قومي طاقت كا دباؤ ڈالا جاے اور اسكو مجبور كيا جاے كه ملک كي خواهشوں كے خلاف قدم نه اٹهاــے ' البته اگر اسميں ناكامي هوئي تو پهر هم كو انتهائي علاج كيليے اپني قوت سے كام لينا پڑيگا - همارے آٹهه ممبر صرف اس كام كيليے شتلجه لائين كے قلعوں ميں تقسيم هوگئے هيں كه فوج كے جوش و خروش اور ملكي جاں نثاري كے ولولے كو قائم ركهيں اور انكو موجود حالت سے واقف كرتے رهيں -

انور بے كي طلبي

سب سے بڑي تبديلي انور بے كي موجودگي سے پيدا هوگئي هے ' جنكے بلانے پر هم مجبور هوگئے تهے - وه وطن كي عزت كيليے وطن سے دور تهے ' مگر اب وطن كي عزت هي كو ضرورت تهي كه وه اس سے دور نه رهيں - انكو آخري حالات سے مطلع كرنا ' اور پهر انكا جلد پهنچ جانا ' اسقدر مشكل كام تها كه اسكي كسي كو توقع نه تهي ليكن خــدا نے انكو بالاخر پهنچاديا - وه جس دن آستانه ميں پهنچے هيں ' اسي دن (نظامي پاشا) كا تار پهنچا تها كه يونان كے مطالبات كا دول ساتهه نہيں ديتے ' ليكن جزائر كو ازاد كر دينا چاهتے هيں - وزارت آماده تهي كه مزيد التجا و عاجزي كي تاكيد كرے ' آخر ميں ايک تركي قاضي اور ايک ترک ريذيڈنٹ كي تقرري كي درخواست كے بعد منظور كرلے ' ليكن انور بے كے باب عالي پهنچنے كا يه نتيجه نكلا كه مجبوراً تسليم كرنے سے انكار كرديا گيا -

انور بے كي حيرت انگيز جانبازي

— * —

وه اُسي دن آستانه سے روانه هوگئے اور لوگوں كو معلوم نہيں هوسكا كه وه كہــاں هيں ؟ ليكن در اصل وه ايک عجيب جاں بازانه كوشش كر رهے تهے - وه بغير اسكے كه دشمنوں كو علم هو (ايڈريا نوپل) ميں داخل هوگئے - اور وهاں دو دن تـک مقيم رهے - انهوں نے وهاں كي محصور فوجي اور غير فوجي آبادي كا معائنه كيا ' تاكه انكي قوت مقاومت كا اندازه كرسكيں - پهر جامع سليم ميں محصورين كو جمع كركے انكے سامنے صبح و شام متعدد تقريريں كيں ' اور (قران مقدس) پر حلف اٹهوايا كه خواه حالت كيسي هي نازک هوجاــے ' خواه رسد كي قلت سے بهوكے مرنے لگيں ' خواه انكے پاس ايک گولي بهي باقي نه رهے ' ليكن وه دشمن كے آگے اطاعت كا سر كبهي نه جهكائيں گے -

جاويد بک اور حسين جاهد بک

— * —

انور بے كے ورود سے پہلے (جاويد بے) عارضي طور پر انجمن كے مشير تهے (انجمن اتحاد و ترقي نے اپنے يهاں صدارت كا عهده نہيں ركها هے بلــكه ايک شخص كو نظم و خدمت مجلس كيليے چن ليتي هے اور اسكو مشير كے لفظ سے تعبير كرتي هے - الهلال) ليكن اب انور بے هيں ' (حسين جاهد بے) ايڈيٹر طنين ' جو رهائي كے بعد استانے سے چلے گئے تهے ' اب پهر واپس آگئے هيں اور اپني خدمات ميں مصروف هيں -

انور بے كا شتلجه ميں وعظ

— * —

تين دن سے انور بے (شتلجه) گئے هوے هيں ' اور انكي ولوله انگيز تقريروں نے وهاں كے فوجي حلقوں كو جوش و فدائيت كا ايک آتشكده بنا ديا هے - تمام فوجي افسروں سے وه حلف لے رهے هيں كه ذلت انگيز خاتمۂ جنـگ كي كسي حالت ميں تعميل نه كرينگے -

اينــده كــي نسبت

اميــد و بيـــم

هم اينده كي نسبت كوئي ايسي توقع نہيں پيدا كرنا چاهتے ' جسكے پورا كرنے كي هميں مهلت نه ملے - تاهم مطمئن رهيے كه ملک غافل نہيں هے ' اور حالت بدل چكي هے - ايک ماه پہلے سكون تها ' مگر اب هر طرف اضطراب هے - پہلے خاموشي پيدا كرائي گئي تهي ' مگر اب جنگ كي صداوں سے ڈر اور رعب پيدا هو گيا هے - هم اميد دلاتے هيں كه اگر موجوده اميد افزا حالات ميں انقلاب هوا تو خواه كچهه هو ' هم بهي ايک مرتبه آور كروٹ ليں گے ' اور كم از كم ملک كو اسقدر ارزان فروخت نه هونے دينگے - جسقدر دشمن چاهتے هيں - همارے ليے متصل دعا كرتے رهيے كه هميں خدا كي مدد چهوڑ نه دے -

شؤون عثمانیہ

ملا علی قاری نے موضوعات کے خاتمہ میں (۱) حدیثوں کے معتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور اُن کی مثالیں نقل کی ہیں، ہم اسکا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں :

(۱) جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ کی زبان سے نہیں نکل سکتیں، مثلاً یہ کہ جب کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے اسکی ستر زبانیں ہوتی ہیں - ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں الخ -

(۲) وہ حدیث جو محسوسات کے خلاف ہو، مثلاً یہ حدیث " بیگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے "

(۳) جو حدیث صریح حدیثوں کے مخالف ہو -

(۴) جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ " دھوپ میں رکھے ہوے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے -

(۵) وہ حدیث جو انبیا علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو -

(۶) وہ حدیثیں جن میں آیندہ واقعات کی پیشینگوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئیگا -

(۷) وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں، مثلاً عوج بن عوق کا قد تین ہزار گز کا تھا -

(۸) وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہے، مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے، کیوں کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دیگا کہ قیامت کے آنے میں اسقدر دیر ہے، حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں -

(۹) جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کردیں، مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے یہودیوں کو اداء جزیہ سے معاف کردیا تھا، اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی - ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں، کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے :

(۱) اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے -

(۲) دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے، حالانکہ وہ غزوہ خیبر کے زمانہ تک اسلام نہیں لاے تھے -

(۳) اسوقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا، جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے -

(۴) دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائیگی حالانکہ آنحضرت کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا -

(۵) خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی، اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟

(۶) عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ اِن لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہوسکتے تھے ؟

(۷) اگر جزیہ معاف کردیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست ہیں، حالانکہ چند روز کے بعد وہ خارج البلد کردیے گئے - (لہا بقیۃ)

(۱) نسخہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۹۲ -

قسطنطنیہ کی چٹھی

—○:*:○—

ایک عزیز دوست کی وساطت سے آپکا اخبار (الہلال) ملگیا جس کی ظاہری و باطنی خوبیوں نے دل کو مسخر کر لیا - میں آپسے اُس زمانہ سے واقف ہوں جبکہ، آپ کے مضامین مختلف اُردو رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے - اس کو زمانہ ہوا - لیکن اِس کی خبر نہ تھی کہ آپ نے اسقدر زبردست اسلامی و ملکی خدمت اپنے ذمے لیلی ہے - قیام انگلستان کے طولانی ہونیکے باعث میں ہندوستان کی خبروں سے و نیز بہت سے ضروری امور سے نا واقف رہا - لیکن آپ کے اخبار سے نا واقفیت کا افسوس ہے اور خواہش ہے کہ گذشتہ تمام نمبروں کا مطالعہ کروں اور آئندہ با قاعدہ مطالعہ کیا کروں -

میں سچے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ آپ ایک روشن ضمیر محب ملت اور اُلو العزم مصلح قوم ہیں - آپ کے زور قلم سے اور اعلے مضامین سے دل کو ایک عجیب روحانی غذا میسر ہوئی - ہم لوگ پرائیوٹ (بلا اعانت غیرے) ایک ہلال احمر مرتب کر کے اور انگلستان کی تعلیم سے چند دنوں کے لیے اپنے تعلقات منقطع کر کے قسطنطنیہ میں مقیم ہیں، اور تقریباً ایک ماہ سے مجروح ترک سپاہیوں کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں - خدا کے فضل و کرم سے میرے رفقا شیر دل مسلمان ہیں اور جس حسن عقیدت و جوش کے ساتھہ وہ یہاں پر تشریف لاے ہیں، ہر طرح قابل ستایش ہے -

پوری پارٹی کے نام معہ پتہ حسب ذیل ہیں :—

(۱) نواب سید محمد حسین صاحب بی - اے (آکسن) حیدر آباد دکن -

(۲) سید آل عمران صاحب - اکسفورڈ - رئیس نگینہ ضلع بجنور

(۳) سید عبد الحق صاحب اکسفورڈ - حیدر آباد

(۴) ڈاکٹر عبد الخالق سلیم صاحب لندن - مصر

(۵) سید حسن عابد جعفری اکسفورڈ - اگرہ

ہماری مختصر پارٹی کا خیر مقدم ترکی اخبارات نے سچی اخوت اسلامی کی شان کے مطابق کیا جس کے ہم نہایت درجہ ممنون ہیں اور بصد افتخار اعتراف کرتے ہیں -

(حیدر پاشا خستہ خانہ) یعنی ملیٹری ہسپتال میں کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ایسے اعلی و با اقتدار مقام پر ہماری خدمات کا انجام دینا تشکر طلب ہے -

مجھے اس امر سے دونی مسرت ہو رہی ہے کہ نہ صرف مسلمانان ہند جوش دکھا رہے ہیں، بلکہ دیگر اہل وطن اقوام بھی داد شرافت دیکر حق ہمسایگی ادا کر رہی ہیں -

مجھے خیال نہیں پڑتا کہ اس واقعہ جنگ سے پہلے کبھی کسی دوسرے موقع پر اسلام و دیگر ہندوستانی مذاہب میں اس درجہ میل ہوا تھا - خدا کرے یہ میل قایم رہے اور اس میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو -

ترکی کا کیا حال لکھوں ؟ دل بیٹھا ہوا ہے ترک جتنی ترقی کرتے ہیں، دیگر اسباب کے باعث اُتنے ہی پیچھے ہٹتے ہیں - فوجی اقتدار تو خاک میں ملگیا - اب سواے دوسری جنگ کے جس میں ترک فتح مند ہو جائیں، یہ اقتدار حاصل ہونا ممکن نہیں ہے -

یه حکم فن رجال کي بنیاد تها - حدیث میں هے :

کفي للمـرء کـذبا ان یحدث بکـل ما سمع

آدمي کے جهوٹے هونے کي دلیل یه هے که جو کچهه سنے ' روایت کردے -

یه ایسا اصول تها که اگر اس پر پورا عمل کیا جاتا تو سیکڑوں هزاروں جهوٹي روایتیں سرے سے وجود هي میں نه آتیں یا کم از کم پهیلنے نه پاتیں - حدیث و سیر کي بهت سي کتابوں میں غلط اور موضوع روایتیں موجود هیں ' ان کے درج کرنے کي بهي وجهه هوئي که راوي نے جو حدیث سني ' یه سمجهه کر روایت کردي که " جب سلسلۂ روایت بیان کردیا گیا تو روایت کا فرض ادا هوگیا " حالانکه حدیث مذکورۂ بالا کي رو سے یه جائز نهیں که جو کچهه سنا جائے روایت کردیا جاے - هر روایت کي تحقیق و تنقید بهي ضروري هے اور أنهي روایتوں کا بیان کرنا جائز هے جو تحقیق کے معیار پر پوري اتر چکي هوں -

فن درایت کي ابتدا

درایت کي ابتدا خود صحابه کے عهد میں هوچکي تهي - حضرت عائشه کے سامنے جب یه حدیث بیان کي گئي که انحضرت نے فرمایا هے : " مرده پر جب گهر والے نوحه کرتے هیں تو اُس کو عذاب دیا جاتا هے " تو حضرت عائشه نے اس بنا پر اس کي صحت سے انکار کیا که یه قران مجید کي اس آیت کے خلاف هے :

لا تـــزر وازرۃ وزر أخـــرى

کوئي شخص کسي دوسرے شخص کے گناه کا ذمه دار نهیں هوسکتا -

چنانچه صحیح بخاري (کتاب الجنائز) اور مسلم میں یه واقعه مختلف روایتوں سے مذکور هے -

صحیح مسلم میں هے که حضرت عائشه نے یه بهي کها : " تم لوگ حدیث روایت کرتے هو اور جهوٹ نهیں بولتے ' لیکن سننے میں فرق هو جاتا هے " ایک روایت میں هے که " حضرت عائشه نے فرمایا : " ابو عبد الرحمن کو خدا بخشے ' أنهوں نے جهوٹ نهیں کها لیکن بهول گئے یا غلطي کي "

(سماع موتي) کے مسئله میں حضرت عائشه نے حضرت عمر کي روایت پر جو اعتراض کیا تها ' وه اسي بنا پر تها که اُن کے نزدیک وه روایت ' نص قران کے خلاف تهي -

فقهاء میں بعض اس بات کے قائل هیں که آگ پر پکي هوئي چیزکے کهانے سے وضو ٹوٹ جاتا هے - حضرت ابو هریره نے حضرت عبدالله بن عباس کے سامنے جب اس مسئله کو آنحضرت کي طرف منسوب کیا تو عبد الله بن عباس نے کها اگر یه صحیح هو تو اُس پاني کے پینے سے بهي وضو ٹوٹ جاے گا جو آگ پر گرم کیا گیا هو - حضرت عبد الله بن عباس حضرت ابو هریره کو ضعیف الروایة نهیں سمجهتے تهے ' لیکن چونکه اُن کے نزدیک یه روایت ' درایت کے خلاف تهي اسلئے أنهوں نے تسلیم نهیں کیا ' اور یه خیال کیا که سمجهنے میں غلطي هوگئي هوگي -

جب حدیثوں کي تدوین شروع هوئی تو محدثین نے درایت کے اصول بهي منضبط کیے جن میں سے بعض یه هیں :

قال ابن الجوزي وکل حدیث رایته یخالفه العقول او یناقض الاصول فاعلـم انه موضـوع فلا یتکلف اعتبـــاره اى لا تعتبر رواته ولا تنـظر في جرحهـــم او یکون مما یـــدفعه الحس والمشاهـــدۃ او مباینـــا لنص الکتـــاب والسنة المتـــواتـــرۃ او الاجمـــاع القطعي حیث لایقبل شيء من ذالک التاویل او یتضمن الافراط بالوعید الشدید علي الامر الیسیر او با الوعد العظیم علي الفعـــل الیسیر و هـــذا والاخیر کثیر موجود في حدیث القصاص والطرقیة ومن رکة المعني لا تاکلوا القرعة حتی تذ بحوها ولذا جعل بعضهم ذلک دلیلا علی کذب راویه وکل هذا من القرائن في المروي وقد تکـــون في الراوي کقصة غیاث مع المهدي ...... او انفراده عمن لم یدرکه بمالم یوجد عند غیرهما او انفرده بشي مـــع کونه فیما یلزم المکلفین علمه و قطع العـــذر فیه کما قرره الخطیب في اول الکفایة او بامـــر جسیم یتـــوفر الدواعي علی نقله کحصر عدو الحاج عن البیت

ابن جوزي نے کها هے که جس حدیث کو دیکهو که عقل یا اُصول مسلمه کے خلاف هے تو جان لو که وه مصنوعي هے اُس کي نسبت اس بحث کي ضرورت نهیں که اس کے راوي معتبر هیں یا غیر معتبر' اسي طرح سے وه حدیث قابل اعتبار نهیں جو محسوسات یا مشاهده کے خلاف هو اور تاویل کي گنجایش رکهتي هو' یا وه حدیث جس میں ذرا سي بات پر سخت عذاب کي دهمکي هو ' یا معمولي کام پر بهت بڑے ثواب کا وعده هو (اس قسم کي حدیثیں واعظوں صوفیوں کے هاں بهت پائي جاتي هیں) یا وه حدیث جس میں لغویت پائي جائے مثلا یه حدیث که کدو کو بغیر ذبح کئے نه کهاؤ ' اسلئے بعض محدثین نے لغویت کو روای کي کذب کي دلیل قرار دیا هے ' یه تمام قرینے خود روایت سے متعلق هیں - اور کبهي یه قرائن راوي کے متعلق هوتے هیں ' مثلا غیاث کا واقعه خلیفه مهدي کے ساتهه ' یا جب که روای کوئي ایسي حدیث بیان کرے جو اور کسي نے نه بیان کي هو اور خود راوي جس سے روایت کرتا هے اس سے ملا تک نه هو ' یا وه حدیث جس کو ایک هي راوي بیان کرتا هے حالانکه بات ایسي هے که اس سے اوروں کا بهي مطلع هونا ضرور تها جیسا که خطیب بغدادي نے کتاب الکفایه کے شروع میں اس کي تصریح کي هے - یا وه روایت جس میں کبهي عظیم الشان واقعه کا ذکر هے که اگر وه واقعه هوا هوتا تو سیکڑوں آدمي اُس کو بیان کرتے ' مثلا یه واقعه که کسي دشمن نے حاجیوں کو کعبه کے حج سے روکدیا -

درایت کے چند اصول

اس عبارت سے درایت کے جو اصول مستنبط هوتے هیں' یه هیں که حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نه هوگي اور اس کے متعلق اس تحقیق کي ضرورت نهیں که اس کے راوي معتبر هیں یا نهیں :

(۱) جو روایت عقل کے خلاف هو -

(۲) جو روایت اصول مسلمه کے خلاف هو -

(۳) محسوسات اور مشاهده کے خلاف هو -

(۴) قرآن مجیـد یا حدیث متواتر یا اجماع قطعي کے خلاف هو ' اور اس میں تاویل کي کچهه گنجایش نه هو -

(۵) جس حدیث میں معمـولي بات پـر سخت عـذاب کي دهمکي هو -

(۶) معمولي کام پر بهت بڑے انعام کا وعده هو -

(۷) رکیک المعني هو مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نه کهاؤ -

(۸) جو روای کسي شخص سے ایسي روایت کرتا هے که کسي اور نے نهیں کي اور یه راوي اس شخص سے نه ملا هو -

(۹) جو روایت ایسي هو که تمام لوگوں کو اُس سے واقف هونے کي ضرورت هو' با ایں همه ایک راوي کے سوا کسي اور نے اس کي روایت نه کي هو -

(۱۰) جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعه بیان کیا گیا هو که اگر وقوع میں آتا تو سیکڑوں آدمي اس کي روایت کرتے ' با وجود اس کے صرف ایک هي راوي نے اس کي روایت کي هو -

۸۱۶/۲

بلغاریوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے که وہ خط (شتلجا) میں اسوقت اسي قدر مضبوط هیں' جسقدر که ترک ان جنگي تدبیرات کے بعد سے مضبوط هیں' جو گذشته چند هفتوں کے اندر نہایت محنت اور مشقت اٹھاکر ترک جنرلوں نے انجام دي هیں -

التواء کي دانشمندانه پالیسي کي پیروي بلغاري بھي اسیطرح کرسکتے هیں جسطرح که ترک - اسلیے اگر آئندہ جنگ هوئي تو ترک (پلونا) میں (عثمان پاشا) اور انکي فوج کے سے بہادرانه کارناموں کا مقابله کرسکینگے لیکن غالباً نتیجه پھر بھي کامل سپردگي هوگا -

تا هم ممکن ہے که ترکی حکومت میں دانشمندي اس سے کم ودیعت کي گئي هو جسقدر که قومي مجلس میں ہے ' اور یورپ کے ارباب سیاست کي تنبیه کو جو خود غرضانه مقاصد کي طرف سے القاء نہیں هوئي ہے بلکه محض مخلصانه ' نه پھینکدیا جاے - مصیبت زدہ انسانیت کے مصالح کے لحاظ سے هر شخص یه اُمید رکھے گا مگر اسي وقت تک ' جب تک که پانسا نہیں پھینکا گیا ہے -

[هم نے اس مضمون کا ترجمه اس خیال سے درج کیا ہے تا که ناظرین انگلستان کے موجودہ جذبات و خیالات اور اُس مسیحي اتحاد کا اندازہ کر سکیں ' جو ترکوں کے خلاف اس وقت پورے استحکام سے کام کر رہا ہے - جس کھلے تعصب اور معاندانه خیالات کا اسمیں اظہار کیا گیا ہے ' اسکے رد کي ضرورت نہیں - الهلال]

التواے جنگ کے بعد

— * —

فریقین کي حالت

— * —

(از مراسله نامه نگار " ٹائمس " متعینه قسطنطنیه)

میري گذشته چٹھي میں اسکي تشریح کي جاچکي ہے که چتلجا میں بلغاري اور ترکي مجالس کے درمیان صلح کي گفتگو کي بابت کوشش جاري تھي - میرا یه دعوی اخر کار صحیح نکلا که التواے جنگ باوجود سخت ترین شرائط کے بھي ضرور منظور هوگا اور جسکي ابتدا بلغاریوں کي طرف سے هوئی - میرا یه قیاس اس وجه سے تھا که بلغاریوں کو اس جنگ میں گمان و امید سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ' جسکا یورپ کو خیال بھي نه تھا - بلاشک بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹي نگریوں کے لئے یه ضرور تھا که وہ اس چیز کے لیے هنگامه برپا کرتے' جسکو یوروپین اصطلاح میں " فتح کا نتیجه " کہتے هیں - ایک مناظرہ کرنے والے کے خیال میں " فتح کے نتیجه " کے یه معنے نہیں هیں که تم ایک چیز کو پسند کرتے هو' اسلیے اسپر دعوی کرو ' بلکه جس چیز کو تم لڑ جھگڑ کر کسیطرح حاصل کرلے سکتے هو ' وهي تمہارا اصلي حق اور جنگ کي فتح ہے -

میرے خیال میں یه بہتر ہے که پہلے بلغاریوں کي بابت بیان کیا جائے - تیسري دسمبر منگل کے دن (جس روز که التوائے جنگ پر دستخط لئے گئے هیں) بلغاریوں کے سامنے دو اهم مسئله پیش تھے :

(۱) ایڈریا نوپل کي تسخیر ' جو اول درجه کا قلعه ہے اور شروع جنگ سے انکے خلاف قائم ہے - اس قلعه کي تسخیر کي کوشش میں انکے تیس هزار سے زیادہ سپاهي کام آئے اور جسکا عوض انکو یه ملا که محصور فوج کے متواتر اور کامیاب حملوں نے انکا ناک میں دم کردیا - بالاخر سخت مجبور اور لاچار هو کر اسکا خاتمه التواے جنگ کي صورت میں کیا گیا -

(۲) خط شتلجا کي تسخیر -

بلغاري ناکامیابي

ترکوں کي قدرتي طاقت تمام دنیا میں مشہور ہے - ممکن تھا که بلغاري اسکي تسخیر کے اهل سمجھے جاتے' اگر وہ اپني اول فتوحات کے بعد انکا تعاقب جاري رکھه سکتے - پہلي نومبر کے بعد بلغاری فوج باوجود طرح طرح کے ارادوں اور منصوبوں کے تھریس سے آگے نه بڑھ سکي - چھه روز کي رسد رساني کا طریقه جس پر وہ بہت نازاں تھے' بالکل ناکامیاب ثابت هوا ' جبکه انکو دہ روزہ جنگ کے لیے رسد رساني کا انتظام کرنا پڑا - نیز اس موقع پر رساله بھي ناکامیاب ثابت هو چکا تھا - ایسے نازک وقت میں انکي نا کامیابي کي وجه سے یقین کرنا چاهیے که شتلجا انکے هاتھه سے نکل گیا ' جو انکو فتوحات برابر جاري رکھنے کے بعد ضرور مل سکتا تھا -

اب بلغاري ذرائع سے یه بات ثابت هوگئي ہے که وہ حمله جو بلغاریوں نے ۱۸ نومبر کو شتلجا پر کیا تھا ' ایک محض ظاهري حمله نه تھا ' بلکه اسمیں ترکي مورچوں کو زک پہنچانے کي حتی المقدور پوري کوشش کي گئي تھي - یه حمله قریباً سب سے بڑا اور سخت حمله تھا جو انھوں نے لڑائي جاري هونے کے وقت سے اب تک کیا ہے - اسکے بعد ترکوں کو یه بات معلوم هوگئي که جسوقت تک هم اپنے مورچوں کے اندر هیں ' هم کو غنیم کا توپخانه یا پیدل پلٹن ' دونوں میں سے ایک بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے - اگر اس حمله میں جیسا که اوپر بیان هوا ' بلغاریوں نے پوري طاقت صرف کي تھي ' تو اس عقدے کے حل میں اب کوئي دقت باقي نہیں رهتي که ترک جنگ کے لیے بالکل طیار تھے اور انکا لڑائي جاري رکھنے کا ارادہ مصمم تھا - ورنه ظاهر ہے که التواے جنگ کے کاغذ پر دستخط کر دینے کے بعد اگر وہ فارغ البال هوچکے هوتے تو بے خبر هوکر بیٹھه رهتے' اور بلغاریا اپنے اس آخري شدید ترین حملے میں ضرور کامیاب هو جاتي -

سرویا

واقعات سے ظاهر هوتا ہے که سرویا برخلاف بلغاریوں کے جنگ بلقان میں زیادہ قابل تعریف ہے - بلغاریوں نے هجوم کے وقت غیرمعمولي بندوبست کي کوشش کي ' کیونکه انکا موجودہ انتظام اس موقع کے لئے ناکافي تھا اور اگر سروي اس موقع پر رسد اور گوله بارود سے انکي مدد نه کرتے تو غالباً ترکوں کے مقابله میں انکے تمام منصوبے خاک میں ملجاتے - باوجود بلغاریا کے ضرورت کے موافق سپاہ اور رسد کے مہیا کرلینے کے' سرویوں نے غیرمعمولي کامیابي اور تیزي کے ساتھه اپنے فرض کو ادا کیا - اسمیں شک نہیں که (علي رضا پاشا) نے مورچوں کے انتخاب میں بڑي هوشیاري سے کام لیا تھا اور پوري شاندار مدافعت کي ' مگر بالاخر اسکي سپاہ کو اپنے غدار عیسائي سپاهیوں کے فریب کي وجه سے سروین فوج کے انتظام کے سامنے هار ماننی پڑي - سرویوں کو بھي اِن لڑایوں میں بے حد نقصان اُٹھانا پڑا ' لیکن انکا نقصان نسبتاً بلغاریوں کے اُس نقصان سے کم هوا ' جسکے زخموں سے وہ تھریس کے میدان میں چور هوچکے هیں -

مانٹي نیگرو

مانٹي نیگرو کي کامیابیوں کا اندازہ کرنے سے پہلے اسکا خیال کر لینا ضروري ہے که وہ ایک جنگجو قوم مشہور ہے - جس چیز نے اسکو اس جنگ پر آمادہ کیا وہ ترکوں کے خلاف اسکي پراني دشمني کا اظہار تھا اور اسکا نتیجه ظاهر ہے - وہ ایک حیرت انگیز قرباني کے بعد ایک سرحدي مورچه پر قابض هونے میں جب کامیاب هوگئے' تو انھوں نے سقوطري پر قبضه کرنے کے خیال سے بے دریغ قدم آگے بڑھا دیے -

اس احمقانه خیال کے پورا کرنے میں (جسنے انکو جنگ پر آمادہ کیا تھا) وہ صرف نا کامیابي کا منهه دیکھنے هي پر مجبور نہیں هوے ' بلکه مثل بلغاریوں کے ترکي محصور فوجکے متواتر اور کامیاب حملوں نے انکي بھی اچھي طرح خبر لي - شروع جنگ سے اسوقت تک یه بات راسخ هوگئي ہے که وہ سوائے لڑنے کے اصلي فنون جنگ سے محض ناواقف هیں -

صلح کي خبریں گرم هیں مگر قراین سے صلح نظر نہیں آتي کیونکه ایک نیا اقتدار روز بروز بڑھتا جاتا ہے -

گذشته چند دنوں سے ترکوں کي کامیابیوں کي خبریں وصول هو کر مسرت هوتي ہے - شتلجه پرعرب، اناطولي، کردي، اور ارض روم کے شیر صفت سپاهي آ جمے هیں، اور لڑائي کے لئے همه تن مشتاق هیں - اُمید ہے که ابکي جنگ میں ترک پلونا سے زیاده حسن کارگذاري دکھائیں گے - آمین -

براه کرم اس عریضه کو اپنے اخبار میں جگهه عنایت فرمائیگا - ممکن هوا تو میں اپني پارٹي هلال احمر کی (جو هندوستان کا پہلا هلال احمر ہے) تصویر بھي بغرض اشاعت ارسال کرونگا - عدیم الفرصتي کي وجه سے مختصر عریضه کي معافي چاهتا هوں - انشاء الله بشرط فرصت مفصل عریضه لکھونگا - و السلام

سید حسن عابد جعفري - (آگره)

مقیم آکسفورڈ - انگلستان (حال وارد قسطنطنیه)

دول یورپ کي آخري یادداشت

— * —

انگلستان کے اصلي جذبات ترکي کے متعلق

— * —

مقامي معاصر استیٹسمین لکھتا ہے :

" ترکي کي التواے جنگ کی پالیسي گومنقسمه نقشے کے خلاف بارها نہایت کامیابي کے ساتھه استعمال کي جاچکي ہے، لیکن موجوده صلح کانفرنس میں بالکل بیکار ہے - بلقاني ریاستیں کسیقدر صحت کے ساتھه جانتي هیں که انکو کیا چاهیے اور انکو کسقدر ملسکے گا ؟ بحالیکه دول یورپ (خواه انکا مابعد کا اختلاف کچھه هي هو) اس آرزو کي تصدیق کي آرزومند هیں که ترکي کے دن پورے هوگئے - گذشته زمانه میں یورپ کے اندر همیشه باب عالي کا کوئي نه کوئي حامي و مددگار رها - ایک زمانه میں (آسٹریا) نے اور (برطانیه) نے ترکي حکومت کو (روس) کے هاتھوں بیخکني سے بچالیا - اسکے بعد روس نے (ارمنیا) کے قتل عام کي موقوفي کے لیے سلطان پر دباؤ ڈالنے کي اجازت دینے سے انکار کردیا، اور اب آخر میں (جرمني) اس کا دوست تھا - مگر یه بے قاعده اتحاد اب ختم هوگئے هیں، کیونکه اب اسکا دور گیا که کسي طاقت کو بھي اس مریض آدمي (ترکي) کے زنده رکھنے سے دلچسپي هو - اصلاح کي بابت اسکي کوششیں ناکام هوچکي هیں اور اسکي فوجي طاقت بالکل نا قابل اعتماد ہے - یورپ کے میلان میں یه تغیر صاف طور پر اس یاد داشت کے اندر ظاهر کیا گیا ہے جو دول نے باب عالي کو بھیجنے کیلئے تیار کي - ہے یه اخذ کیا جاسکتا ہے که اتحادیوں کو گفتگوے صلح پر قائم رکھنے کي انتہائي کوشش کي جگہه، اُنھوں نے ایسي مراسلت مرتب کي ہے، جسمیں ترکي حکومت بلقاني حلیفوں کے پیش کرده شرائط کے مطابق صلح کرنے پر مجبور کي گئي ہے -

گو یاد داشت کا مضمون اب تک ظاهر نہیں کیا گیا ہے، لیکن ظاهر ہے که صرف ایک هي مشوره ہے جو طاقتیں دیسکتي هیں - وه یهي بتا سکتي هیں که اگر ترکوں نے ادرنیا نوپل کي حوالگي نامنظور کي تو پھر جنگ ضرور شروع هو جائیگي، اور اگر جنگي کار روائیاں دوباره شروع هوئیں تو باب عالي کو ضرور نتیجه منظور کرنا پڑیگا -

یه امر فراموش نہیں کرنا چاهیے که هنگامي صلح ترکي حکومت کو دول سے اپیل کرنے کے نتیجه کے طور پر عطا کي گئي تھي - یه صحیح ہے که بلغاریا جنگ کي موقوفي کے منظور کرنے کے لیے تیار تھي، لیکن جنگي کار روائیاں، دول یورپ کے عمده دفتروں کے ذریعه سے ملتوي هوئي هیں - اور صاف یه ہے که اگر ترک هتیاروں سے ایک بار پھر درخواست کرنے کے لیے کافي حد تک بیوقوف هیں، تو دول عظمی کي طرف سے پھر کوئي مداخلت نه هوسکے گي ! کاش یورپ ترکي کو بے وقوف بننے کیلئے چھوڑدے اور عقلمند بننے کیلئے دباؤ نه ڈالے - الهلال]

جنگ آخر تک ضرور لڑئي جائیگي اور اگر نتیجه نه صرف (ادریا نوپل) بلکه قسطنطنیه کي بھي گرفتاري هوا، تو پھر تلوار کے فیصلے کي اپیل نہیں کي جاسکے گي - هم معقول طور پر قیاس کرتے هیں که جو پیغام دول کي طرف سے باب عالي کو بھیجا گیا ہے وه انھي خیالات پر مبني هوگا - یادداشت کے ساتھه هي ساتھه ریاستہاے بلقان کي طرف سے اعلان جنگ بھي کر دیا جایگا اور اگر باب عالي نے دول عظمي کے دیے هوے مشوره کو ماننے سے انکار کیا تو فوراً جنگ شروع هو جائیگي - اسلیے صلح اور جنگ کي ذمه داري معاملات قسطنطنیه کي کمزور اور ضعیف الاخلاق بر سر حکومت گورنمنٹ پر عائد هوتي ہے - شکست کا آزادانه اعتراف اب بھي ترکوں کیلیے قسطنطنیه اور اسکے اطراف کے ممالک کو چھوڑ دیگا - یه قطعي ہے که جنگ کے دوباره چھڑ جانے کا نتیجه یه هوگا که اسلام همیشه کیلیے یورپ سے جلاوطن کردیا جائیگا اور پھر اگر قسمت موافق هوئي تو زیاده سے زیاده یه هوسکتا ہے که سلطنت کي جو قاش اس وقت بلقاني اتحاد دے رها ہے، اس سے کسي قدر اچھي قاش ترکي کے هاتھه آجاے - مسئله صلح و جنگ کے طے کرنے کے لیے ترکي حکومت کا ایک فوجي مجمع کو مدعو کرنا اس امر کا ثبوت ہے که ذمه دار وزراء اپنے فرائض کي ادائگي سے اب افسوس ناک اجتناب کر رهے هیں -

اس قسم کے قومي مجمع کو تمام واقعات کا مالک نہیں بنایا جاسکتا اور نه وه معقول نتیجه تک پہنچ سکتا ہے - یه غیر ممکن ہے که حب وطن اور جہالت کي وجه سے قومي مجمع کے ممبر اپنے ملک کي قسمت کو خطره میں ڈالنے کا فیصله کر لیں، حالانکه وزراء ایسے وقت میں اپني ذمه داري پر اگر کام کرتے، تو جنگ بلقان جیسي ایک شرطیه کچل ڈالنے والي شکست کے بعد، ضرور تھا که دانشمندانه طریقه پر طریق رضامندي اختیار کر لیتے -

تمام حالات و قیاسات اور معلومات و تقابل اس یقین کیلیے مجبور کرتے هیں که اب ترکوں کي کامیابي کا موقعه مشکوک ہے - ترکوں کي شکست صرف ایک هي سبب سے نه تھي - جسکا تدارک کیا جاسکے، بلکه ایک عام غیر مستعدي کا نتیجه تھي - فوج میں آدمیوں، سازو سامان جنگ، اور باقاعده تشکیل (آرگنائزیشن) تینوں باتونکی کمي تھي - فوج کا بیشتر حصه ایسے نو اموز اشخاص پر مشتمل تھا جنھوں نے کبھي رائفل کي صورت تک نہیں دیکھي تھي - انکے پاس سامان جنگ کچھه بھي نه تھا، اور انکے افسروں میں موجوده جنگ کے وسیع مقابلے میں آدمیوں کے جم غفیر کو لڑانے کي قابلیت نه تھي - موجوده حالت میں ان نقصانات کي تلافي کي کوشش محض بے سود اور ایک خالي از اُمید کوشش هوگي -

تاهم جنگ کے طرفدار غالباً ترکي سپاهي کي اس قابلیت پر اعتماد کرتے هیں جو وه گذشته زمانه میں مدافعت کے وقت تحمل کے ساتھه ثابت قدم رهنے میں دیکھاچکا ہے اور یه اُمید کیجاتي ہے که بلقاني اپني تمام طاقت ناممکن الاستخیر مقامات ولا حاصل حملوں میں صرف کرچکے هیں - لیکن جو اعتماد که ان خیالات پر مبني هوگا وه غالباً نا اُمید ثابت هوگا -

ادبیات

—:○:*:○:—

تمنا رات اشک

—:○(*)○:—

اے مسلمان ' نکل خون کا محضر لیکر   گرم فریاد هو پهر هات میں خنجر لیکر
هاں ' نکل سینہ میں امیدونکا محشر لیکر   یہ سکوں هستی میں ظالم دل مضطر لیکر !
کهینچ وہ نالہ کہ پیدا هو شرر دامن میں
آگ لگجاے تری شمع کے پیراهن میں

سینۂ طور جسے سن کے دهل جاتا تها   لیکے وہ بار امانت تو سنبهل جاتا تها
لن ترانی کی صدا سن کے مچل جاتا تها   ایک جلوہ کے لیے آگ میں جل جاتا تها
جستجو کی وہ مگر تیری ادائیں نہ رهیں
ذوق آلود وہ پر درد صدائیں نہ رهیں

ساز توحید کا اک لغمۂ بیتاب تها تو   تها گہر ' لیک زمانے میں نہ کمیاب تها تو
مثل نرگس نہ کبهی شیفتۂ خواب تها تو   سرعت برق تها تو ' هستی سیماب تها تو
نہ هوا جس کے لیے اُف ' در خیبر بهاری
نظر آتا هے اوسی هات میں خنجر بهاری

کیا ترا بیعت رضواں میں یہی پیماں تها ؟   کیا یہی درس علی و عمر و عثماں تها ؟
یہی اسلام تها ؟ بهی ' یہی ایماں تها ؟   کیا بشہ یثرب و بطحی کا یہی فرماں تها ؟
جا ' نکل ' تو هے مذلت کا اگر متوالا
تیرا محتاج نہیں گنبد خضرا والا

منتشر میری نوا صورت نکہت هو جاے   هر جراحت کا نشاں دیدۂ عبرت هو جاے
دل بیتاب مری زیست کی لذت هو جاے   کلفت درد مجهے مایۂ عشرت هو جاے
خط تقدیر مٹادوں ترے در پر گهس کر
خاک هوجاؤں تری راہ کی میں پس پس کر

(نیاز محمد خاں " نیاز " فتح پوری)

غزل

—: * :—

غضب هے کہ پابند اغیار هوکر   مسلماں رهجائیں یوں خوار هوکر
سمجهتے هیں سب اهل مغرب کی چالیں   مگر پهر بهی بیٹهے هیں بیکار هوکر

* * *

اُٹهے هیں جفا پیشگان مہذب   همارے مٹانے پہ تیار هوکر
تقاضاے غیرت یہی هے عزیزو !   کہ هم بهی رهیں اُن سے بیزار هوکر

* * *

ابهی تمکو سمجهے نہیں اهل مغرب   بتادو اُنهیں گرم پیکار هوکر
فریب و دغا کے مقابل میں تم بهی   نکل آو بے رحم و خونخوار هوکر
نہیں صلح و نرمی سے رهجاے دیکهو   نہ یہ عقدۂ جنگ ' دشوار هوکر

* * *

یہ ترک و عرب ٹهان لیں اپنے دل میں   رهینگے نہ محکوم کفار هوکر
وہ همکو سمجهتے هیں احمق جو حسرت   وفا کے هیں طالب دل آزار هوکر

(حسرت موهانی)

اب میں کچھه یونانیوں کي بابت بیان کرونگا - جو کچھه هونا تھا هوگیا اور سب لوگ سن چکے - یونانیوں نے اس جنگ میں بہت کچھه کیا ھے - انھوں نے ترکوں کے مقابله میں مستقل مزاجي کا ثبوت دیا اور سالونیکا پر قابض هوگئے - انکي سپاہ (اینوس) اور (ڈیڈچچ) میں پہنچکر دیپالرس کے خط سرحدی پر ناکه بندي کرنے میں بھي کامیاب هوگئي' جسکي وجه سے ترکوں کا سخت نقصان ھوا - کسي کا یه خیال بھي نه تھا که یونانیوں کي ترکیب اس جنگ میں ایسی مفید ثابت هوگي - انکي کامیابي سے همکو ایک سبق ملتا ھے که وہ شے جسکو هم ایک وقت حقیر اور غیر مفید سمجھتے هیں' کیا معلوم که دوسرے وقت ایک نہایت هي مفید شے ثابت هو - اس محنت کا نتیجه جو یوناني جنرل استاف نے اپنے فرائض کي ادائیگي میں برداشت کی' اسوقت همارے سامنے ھے - یوناني بحري اور بري فوج (بالٹک فیڈیریشن) کا نہایت عمدہ جزو ھے - دوسري ریاستوں کے مقابله میں انکا سب سے کم نقصان هوا - شاید کل تین هزار آدمیوں کا - گو وہ بھي اصلي معنوں میں اچھوتي نه رهي' لیکن اسکو ترکوں کے امیدوں کے بالکل خلاف فتح هوئي - اسکے بیڑہ کو انگریزي افسر نے تعلیم دي تھي - کبھي کسیکا خیال بھي نه تھا که یوناني فوج مقدونیي بندرگاهوں پر قابض هوسکے گي - سب سے پہلے یوناني فوج سالونیکا میں داخل هوئي' جسکي وجه سے بلغاریوں اور سرویوں میں حسد کي آگ شعله زن ھے -

[لیکن اس تجربے کے بعد کي جنگوں میں یونانیوں کا نہایت شدید نقصان هوا' جسکا مجبورانه اعتراف اب ایتھنز میں بھي کیا جارها ھے الهلال]

ترکي کي حالت

اگر یه قیاس ٹھیک بھي هو که اسوقت ترکوں کي نصف قوت کا خاتمه هوگیا ھے تو بھي وہ اسوقت بلقاني ریاستوں کے مقابله کے لیے پوري طرح مضبوط هیں - یه اس موقع پر اپنے مورچوں میں محفوظ رهکر غنیم کو متواتر اور مستقل نقصان پہنچانے کیلیے کامیاب حمله کرینگے اور فوج کي صورت ظاهري سے نسبتاً زیادہ کامیاب ثابت هونگے - اگر بالفرض یه لڑائي چھه مهینه اور جاري رهے' تو ترکوں کو خطوط شتلجا کي صرف چند میل زمین اور چھوڑدیني پڑیگي - غالباً اس فوج کي رسد کے اخراجات جو اسوقت شتلجا اور دردانیال میں جمع هوئي ھے' اسقدر کم هیں که اسوقت تک شاید هي دنیا کي کسي فوج کے هوئے هوں - ترکي سپاهي کہتے هیں که هم کو آدھي روٹي اور ایک پیاله پاني کي ضرورت ھے اور بس - برخلاف اسکے دشمن کي فوج کے میدان میں موجود هونے کي وجه سے انکي ریاستوں کا دیواله نکلنے کا وقت آرها ھے - پھر اس نقصان کا تو ذکر هي کیا ھے جسکا نتیجه قوم کے بڑھے هوے میلان جنگ کی شکل میں ظاهر هوجائیگا یعني موسم سرما کے وہ مصائب' جنکي منادي ایشیائي هیضه حال هي میں اپني برباد کن صدا سے کرچکا ھے -

ان تمام واقعات کو دیکھکر بھي اگر ترک اپنے مفید مطلب شرائط حاصل کرنے میں کوتاهي کریں' تو انکے لیے اس سے زیادہ اور کیا بد نصیبي هوسکتي ھے ؟ یه انکو معلوم ھے که مقدونیه همارے قبضه سے نکل چکا ھے اور وہ اس سرکش ورثے کے هاتھه سے نکلجانے پر زیادہ رنجیدہ بھي نہیں هیں - وہ اسوقت بھي (ڈیڈچچ) پر ترکي قبضه قائم رهنے کے لیے گفتگو سے صلح میں زور دیر ھے هیں' وہ جینیا اور سقوطري' دونوں کی قرباني پر رضامند هوجائینگے اگر ترکي سپاہ کو فوجي اعزاز کے ساتھه کوچ کرنیکي اجازت ملجاے اور آیندہ سرحد بندي کے وقت ایڈریا نوپل پر انکا قبضه رهے - بلقاني ریاستوں کے مصالح پر گفتگو کرتے هوئے میرا ذاتي خیال یه ھے که انکي سخت بیوقوفي هوگی اگر وہ صرف ایڈریا نوپل کیلیے جسکو وہ باوجود حیرت انگیز قربانیوں کے ابتک زیر نه کرسکے' پھر دوبارہ مصائب جنگ میں گرفتار هوں - یه همیشه یاد رکھنا چاهیے که زمانه حال (خاصکر یورپ) کی اصطلاح میں اصلي فتح کا اندازہ صرف اس سے کیا جاتا ھے که کسقدر جانیں تلف هوئیں' اور کسقدر مالي نقصان هوا ؟ ریاستوں کو اب صرف ان اسباب پر غور کرنا چاهیے که (کونسل چیمبر) یعني سر ایڈورڈ گرے همکو اس سے زیادہ اور کیا دلا سکتا ھے' جس قدر که همکو جان و مال کي قرباني کے بعد ملنے کي امید هو ؟ اسوقت یه سوال ٹھیک ویسا هي ھے' جیسا که سات برس پیشتر سنه ۱۹۰۵ع میں جاپانیوں کو جنگ مکڈن کے بعد پیش آیا تھا' جبکه تمام دنیا کا خیال تھا که جاپان روس سے بچے بچائے گوشت کا آخري لقمه بھي حلق سے جبراً نکال لیگا اور یا پھر ناکامیابي کي حالت میں وہ هاربن کي طرف کوچ کردے گا -

بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹي نگریوں کي بھي اس موقع پر وهي حالت ھے - جاپانیوں نے بڑي جانچ پڑتال کے بعد اسکا فیصله کیا که یه موقع هاربن کی جانب بڑھنے کا نہیں ھے' جسکي وجه سے وہ نسبتاً نقصان میں رهینگے - اگر بلغاري بھي اسوقت اسي دانشمندي سے کام لیں تو امید ھے که وہ سرحد شتلجا پر قابض هونے کے جنون میں ایک انساني جان یا ایک کارتوس بھي گنوانا پسند نہیں کرینگے - [یقیناً ایسا خیال بلغاریا کیلیے جنون ھے' بشرطیکه انگلستان کي وزارت خارجه کا دماغ محفوظ و مصئون رهے - الهلال]

برطانیه بلغاریا و سرویا کي دیرینه دوست ھے

— * —

(مسٹر جے هارڈ وهالٹ هارس) نایٹن ٹینتھه سنچري کے آخري نمبر میں موجودہ جنگ پر ایک مضمون لکھتے هوے لکھتے هیں :

" برطانیه عظمی اسوقت (بلغاریا) اور (سرویا) کي دیرینه دوست ھے' اسلئے که هم اس شخص (مسٹر گلیڈسٹون) کے هموطن هیں' جسکي قدر آج بھي اسیقدر ھے جسقدر که اسوقت تھی' جبکه وہ انکے دشمنوں (یعني ترکوں) کے برخلاف گرجتا تھا - قومي محبت ایک ایسا خزانه نہیں ھے جو آساني سے حاصل هوسکے "

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جوہادائي
قیمت زۃ ۱، تا ۲۰۰ رل صحت
دیجیـ اتي هیں

— * —

زود کن

داڑھي مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لنبے پیدا ہوتے ھیں - ۳ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشي خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولي کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور - ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ھیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاري رھنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجـاز

کسي قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - نا سور - بھگندر - خنا زیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردي چہرہ - لاغري کمزوري دور مرض تلي سے نجـات - قیمـت در هفتہ دو روپے

برأالســـاعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشي چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشي صدھا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خوني ہو یا بادي ریحي ہو یا سادي - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ هفتہ دو روپے

سـرمہ صمیرہ کراماتي

مقوي بصر - محافظ بنائي - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء - سرخي منعف بصر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائي سنگ یشب دو روپے

جوھر عشبہ مغربي
مع چوب چیني وغیرہ

جس کو انگریزي میں سارس اپریلا کہتے ھیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباھي کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا الہ (تارپیڈو) اگر کوئي ہے تو یہ جوھر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردي کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوھر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو قبولتاھي نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوھر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کي مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوھر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوھر عشبہ تبدیلی موسم کي وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ھیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوھر عشبہ خنازیر کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتي ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاري ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے :

انگریزي دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذھباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ھیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ھیں -

ھمارے جوھر عشبہ وچوب چیني کي فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کي طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھہ کر سرد و ٹھنڈي ، جوش خون کو روکنے والي ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتي ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھہ لو! { جب ھاتھہ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاھي معلوم ہو - جب ھڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھي کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تملم کھرنڈ بننے سے گنج کي صورت بنجائے تو اسکو پلانے سے تملم شکائتیں دور ہو جاتي ھیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ھیں -

— * —

بڑي مستند شہادت { اس جوھر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کي یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ھیں اگر یہ جزي بوٹي دنیا میں ظاہر نہ ہوتي تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چیني و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیواني یا نباتي سرایت کرنے سے جو ردي و موذي امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ھیں - جب تملم جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ھوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - درد عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشي تین روپے:

: ۸ ۱ ؛

حکیم غلام نبي زبدۃ الحکما - لاھـــور

مراسلات

مسلم لیگ
اور ایندہ جلسے کے صدر کا انتخاب

—:*:—

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم -

هندوستان کے روشن خیال مسلمانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو آیندہ اجلاس لیگ کے لئے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور کے انتخاب کو استحسان کی نظر سے دیکھینگے - برخلاف اسکے کچھہ تعجب نہیں کہ اس عجیب و غریب انتخاب سے وہ بدگمانی جو لیگ کی جانب سے قوم میں پھیلی ہوئی ہے مضبوطی کے ساتھہ دلوں میں بیٹھہ جاے - ابھی سے مخالفت کی صدا بلند ہو چلی ہے - اخبار امپائر کلکتہ مورخہ ٢١ جنوری اور امرتا بازار پترکا کلکتہ مورخہ ٢٣ جنوری کے مطالعے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عوام تو عوام بہتیرے انگریزی خوانوں تک کو آنریبل موصوف کی صدارت ناپسند ہے - نظر غور سے دیکھا جاے تو یہ مخالفت بیجا بھی نہیں ہے - لیگ کے کونسل نے آنریبل موصوف کو صدر انتخاب کرنے میں سخت غلطی کی ہے - کل کی بات ہے کہ لیگ قوم کو اپنی روش کے برخلاف دیکھکر اپنے قواعد و ضوابط میں مناسب ترمیم کرنے پر آمادہ ہوگئی تھی - بلکہ قومی احساس کے لحاظ سے سلف گورنمنٹ کو اپنا نصب العین بنانے پر بھی راضی ہوگئی تھی - آج وہ ایک ایسے بزرگ کو اپنی صدارت کی کرسی پر بٹھانا چاہتی ہے - جو پچھلے ہی اجلاس میں جبری تعلیم کے متعلق قومی جذبات اور خیالات کی سختی کے ساتھہ مخالفت کرچکے ہیں - اور صرف اجلاس ہی میں مخالفت کرنے پر اکتفا نہ کی ' بلکہ امپیریل کونسل میں بھی ' جہاں وہ بحیثیت نمایندۂ جذبات مسلمانان پنجاب داخل تھے - اسی اپنی مخالفت پر اڑے رہے - پھر دلیل کیسی معقول جسے ایک طفل مکتب تک سنکر بے اختیار ہنس پڑے - کہ اگر اسلام جبری تعلیم کا روا دار ہوتا تو تیرہ سو برس سے آجتک کئی ہی مسلمان بادشاہ گذر چکے ہیں ' کوئی نہ کوئی بھی اپنی رعایا کے لیے تعلیم کو جبری کردیتا - چونکہ ایسا نہیں ہوا ' اسلیے اسلام کی رو سے تعلیم میں جبر محض ناجائز اور حرام ہے - اسی اجلاس میں آنریبل مسٹر مظہر الحق نے بھی ایک امر یعنی " مسلمانوں کی طرف سے کونسل میں علحدہ نمائیندگی " میں قومی جذبات کے خلاف اپنی راے ظاہر کی تھی - لیکن سلیقے کے ساتھہ - صاف طور کہدیا تھا کہ " یہ راے میری ذاتی راے ہے ' عام مسلمانوں کے خیالات اسکے برعکس ہیں " پھر بھلا مسلمان مسٹر شفیع کی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

کیا لیگ کے سکریٹری صاحب یا اسکے ممبران کونسل اتنا نہیں سمجھتے کہ قوم خدا کے فضل سے اب وہ قوم نہیں رہی جو انکے ہاتھوں کٹ پتلی بنکر رہے ؟ قوم میں صاحب فہم و تمیز لوگوں کی کمی نہیں - ڈاکٹر محمد اقبال بی - ایچ - ڈی - میجر حسن بلگرامی نواب وقار الملک وغیرہ بہتیرے سچے بہی خواہ قوم موجود ہیں جنپر قوم بجا طور پر اعتماد کرسکتی ہے - ان لوگوں کے ہوتے ایک ایسے شخص کو صدر مقرر کرنا جو ایک مفید ملت مسئلے کی متعصبانہ مخالفت کرتے ہوے خود اسلام پر ناروا الزام لگانے میں نہ ہچکچاے - حماقت نہیں تو کیا ہے ؟ بھلا ایسا شخص هندوستان کے مناسب حال سلف گورنمنٹ کا کیا خاکہ کھینچیگا -

مناسب ہے کہ ممبران کونسل اس انتخاب پر قبل اسکے کہ وقت ہاتھہ سے نکل جاے ' ٹھنڈے دل سے نظر ثانی کریں - اور شخصی خوشنودی پر قومی بہبودی کو قربان نہ کریں - اگر اور کوئی صاحب نہیں ملتے تو مسٹر مظہر الحق ہی کیوں نہ صدر بنائے جائیں - جہانتک دیکھا گیا ہے انکا دامن بیجا خوشامد سے پاک ہے - وما علینا الا البلاغ -

آپکا خادم
وحید النبی خاں

کلکتہ

فکاهات

مسلم لیگ

جناب لیگ سے میں نے کہا کہ " اے حضرت ! * کبھی تو جاے ہمارا بھی ماجرا کہیے
کلیم طور پہ کرتے تھے عرض قوم کا حال * تو آپ شمّہ پہ کچھہ حال قوم کا کہیے
معاملات حکومت میں دیجیے کچھہ دخل * یہ کیا کہ قصۂ پارینۂ وفا کہیے ؟
خدا نخواستہ ترک وفا نہیں مقصود * ہر ایک بات باندازِ آشنا کہیے
عدالتوں کی پریشانیاں بیاں کیجیے * فسانۂ ستم و جور ناروا کہیے
دراز دستی پولیس کا کیجیے اظہار * مقدمات کے حالات فتنہ زا کہیے
گذر رہی ہے یہ جو کچھہ کہ کاشتکاروں پر * یہ داستان الم ناک و غم فزا کہیے
شیوع عالم میں قیدیں جو بڑھتی جاتی ہیں * یہ کون شیوۂ دانش ہے ' اسکو کیا کہیے ؟
سنائیے انہیں کچھہ بحر قہر و جبر کا حال * پھر اسکے بعد ستم ہاے نا خدا کہیے
برادران وطن کہہ رہے ہیں کیا کیا کچھہ * کبھی تو آپ بھی افسانہ جفا کہیے
کبھی تو رد و قدح کی بھی کیجیے جرأت * جو بات بات پہ ہر بار مرحبا کہیے
نہ ہو سکے تو اشاروں میں کیجیے اظہار * وگرنہ لطف تو یہ ہے کہ برملا کہیے "

* * *

جناب لیگ نے سب کچھہ یہ سنکے فرمایا : * " مجھے تو خو ہے کہ جو کچھہ کہو بجا کہیے "

[نقاد]

PRINTED & Published by A. K. Azad, at the Hilal Electrical Press, Hilal House 7/1 McLeod Street, Calcutta.

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

نمبر ٥

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, February 5, 1913



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ايک هفته وار مصور رساله

مدير مسئول و محرر خصوصي
سيد ابو الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
۷ - ۱ مكلوڈ اسٹريٹ
كلكته

عنوان تلغراف
« الهلال »

قيمت
سالانه ۸ روپيه
ششماهي ۴ روپيه ۱۲ آنه

جلد ۲ — كلكته: چهارشنبه ۲۷ صفر ۱۳۳۱ هجري — نمبر ۵

Calcutta: Wednesday, February 5, 1913

فهرست

— * —

تصاوير

— * —

تلغراف خصوصي

— : * : —

بجواب الهلال

(قسطنطنيه : ۶ - فروري)

— * —

جنگ شروع هوگئي - انتظامات ما فوق العادة نهايت مستعدي سے جاري' ايڈريا نوپل كے محصورين كي طرف سے هفتوں اطمينان هے - دشمن نے دو مرتبه پيش قدمي كي اور گولوں كي بارش سے فرار پر مجبور هوا - شوكت پاشا شتلجه پهنچ گئے هيں - انور بے ۳۰ - هزار فوج ليكر دارالخلافت سے روانه هوگئے - فتحي بے بهي طرابلس سے آگئے اور انكي كمان ميں جنوبي حصه ديديا گيا - مشهور هے كه دشمن صلح كيليے اب تک دول سے نامه و پيام كر رها هے - ناظم پاشا كے انتقام كي خبر محض گپ هے - شتلجا كي فوج متحد و متفق -

(مصباح)

ا‌ا الاع

نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ ' دوباره چهپكر طيار هوگئے هيں - پهلي اور دوسري سه ماهي كي مكمل جلديں جنكي جلد پر وسط ميں سنهري حرفوں ميں الهلال كا بلاک منقش هے' مجلد موجود هيں - پهلي جلد ميں نمبر ايک سے ۱۲ تک ' اور دوسري جلد ميں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل هيں - دوسري جلد كے مضامين كے ليے پهلي جلد كے ديكهنے كي ضرورت نهيں - قيمت في جلد چار روپيه آٹهه آنه - ششماهي كے تمام پرچوں كي يكجا جلديں بهي بندهوائي گئيں هيں - قيمت في جلد مجلد آٹهه روپيه -

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا ' و ينشر رحمته وهو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷) ولا تايسو من روح الله ! انه لا يايس من روح الله الا القوم الكافرون (۱۲ : ۸۷)

* * *

جلسه کي کارروائی " سورہ والصف " کي تلاوت سے آغاز کی گئي ' جسکو جناب شیخ محمد موسی المصري امام مسجد جامع نے شروع کیا ' اور پھر میں نہیں بتلا سکتا کہ میں کہاں تھا ؟ میرے کانوں میں یه صدا آرهي تھي ' لیکن معلوم نہیں که اس صدا کا جواب چالیس کڑور زبانوں سے کب ملے کا ؟

يا ايها الذين آمنوا ! هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم ؟ تومنون بالله و رسوله و تجاهدون في سبيل الله باموالكم و انفسكم ' ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون - يغفر لكم ذنوبكم و يدخلكم في جنات تجري من تحتها الانهار ' و مساكن طيبة في جنات عدن ' ذلك الفوز العظيم ' و اخرى تحبونها ' نصر من الله و فتح قريب ' و بشر المومنين (۶۱ : ۹)

اے وہ لوگو که دعویٰے ایمان رکھتے هو ' اور کاروبار دنیوي میں مشغول هو! میں ایک ایسي تجارت بتلاؤں ' جو تم کو (آنے والے) سخت و شدید مصائب عذاب سے بچالے ؟ الله اور اسکے رسول پر ایمان کامل پیدا کرو ' اور خدا کی راہ میں اپنے مال و دولت اور اپني جانوں سے جهاد کرو ! یهي طریق تمهارے لیے بہتر هے بشرطیکه تم (وقت کي مصیبت کو) سمجھو !

اگر تم نے ایسا کیا تو الله تمهارے قصوروں سے درگذر کردیگا ' تم کو کامیابي و بامرادي کے ایسے باغہاے نشاط میں پہنچادے گا ' جہاں (اشک حسرت و نامرادی کی جگهه عیش مراد کي) نہریں بہه رهي هونگي ' اور نیز ایسے مکانات طیبه میں ' جو دائمی مسرت کے باغوں میں تم کو بساے رکھیں گے - غور کرو تو یهي کامیابي سب سے بڑي کامیابي هے - اور پھر اسکے علاوہ ایک دوسري نعمت محبوب بھي تم کو ملےگي ' یعنے الله کے طرف سے غیبي نصرت کا نزول هوکا ' اور تم عنقریب فتح مند هو جاؤگے - (اے پیغمبر) یه بشارت هے جو مسلمانوں کو پہنچادو !

* * *

جلسے کي صدارت کیلیے باهر سے ایک بزرگ طلب کیے گے تھے ' مگر عین وقت پر وہ علالت سے مجبور هو گئے - اسلیے باتفاق راے انریبل مسٹر غلام حسین عارف کا انتخاب هوا اور نئي وزارت کے خیر مقدم ' مسلمانوں کو اس فیصله کن وقت میں اتحاد اسلامي کي دعوت ' مظالم بلقان اور دول سته کي خاموشي پر اظہار نفرین و تاسف ' اور تحریک عمومي جهاد مالي کے بالترتیب رزولیوشن پیش کیے گے - تمام جلسے میں جوش و خروش اور اضطراب و التهاب کا جو عالم تھا ' اسکا بیان حیطۂ تقریر سے باهر هے - درمیان میں چندہ کي وصولي اور نئے نئے آنے والے گروهوں کے سیلاب سے (جسکی لہریں منتقل هوتي هوئیں وسط مجلس تک پہنچ جاتي تھیں) شور و هنگامه برپا هوگیا تھا ' اور آپ سمجھه سکتے هیں که جس جگه بلا شائبۂ مبالغه ڈیڑهه لاکھه آدمیوں کا مجمع هو ' اسکا ادنے سا بھي هنگامه کیسا شدید اور سخت هوگا ؟ لیکن الحمد لله که تمام دلوں کا قبلۂ اضطراب ایک هي تھا ' اسلئے جب اسکي صدا اٹھتي تھي تو سب متوجه هو جاتے تھے - تقریر کے شروع هوتے هي ایک ایسا سناٹا اور خاموشي طاري هوگئي ' گویا زبانیں سب سے چھن گئي تھیں ' اور صرف کان هي باقي رهگئے تھے -

جوش کا کچھه اندازہ آپ اس سے کرسکتے هیں که جلسے میں چندے کي وصولی کا ابتدا سے انتظام تھا ' اور تقریر کے شروع هونے سے پہلے هي تقریباً ایک سو والنٹیروں کي جماعت بار بار تمام جلسے میں دورہ کرچکي تھي ' مگر با ایں همه اثناے تقریر میں جب اس عاجز کي زبان سے یه جمله نکلا که :

" اب صرف دو هي کام هیں ' جنکي طرف تم کو بلاتا هوں : جیب میں مال هے ' آے بھیجدو ' اور جسم میں جان هے آسے هتیلیوں پر طیار رکھو تاکه جب کبھي کلمۂ الهي کو تمهاري ضرورت هو تم اسکي پہلی صداے دعوت پر اپني تڑپتی هوئي لاشوں کا اضطراب ' اور اپني گردنوں کے خوں کا فوارہ پیش کش کرسکو ! ! "

تو جاں نثاران ملت نے اپنی جیبوں کو الت دیا ' اور نوٹوں اور روپیوں کے ساتھه صدائیں اٹھیں ' که جیب کي اخري متاع بھي حاضر هے !

کلکته میں ایک سال سے چندے کی وصولي هو رهي هے ' عام لوگوں میں (اور وهي اسلام کے سچے فرزند هیں) شاید هي کوئي شخص هوگا جس نے دس پندرہ مرتبه چندہ نه دیا هو - پچھلے دنوں اس فقیر کي تقریروں کي مجلسیں هفتے میں چار چار مرتبه منعقد هوئیں اور هزاروں مخلصین و محبین هیں ' جو هر مجلس میں شریک هوتے تھے اور هر مرتبه چندہ دیتے تھے - اسي طرح شہر کے هر حصے میں چندے کا سلسله جاري رها ' با ایں همه اس جلسے میں پیسوں ' اکنیوں ' اور دونیوں سے تقریباً ۳۰ - هزار روپیے کي رقم فراهم هوگئي -

والنٹیروں کا گروہ جلسے کے بعد راستوں سے گذرا تو مکانوں کي کھڑکیوں سے عورتوں نے اپنے زیور پھینکنا شروع کردیے - خود جلسے میں نہایت کثرت سے لوگوں نے اپني گھڑیاں ' انگوٹھیاں ' اور کپڑے اتار کر دیدیے - یہاں تک که گاڑي اور گھوڑا تک ایک شخص نے پیش کردیا -

تشکر و تبریک

هم آن جوانان غیور ' اور خدمت گذاران مخلصین کو ان نتائج عظیمه کیلیے خلوص دل سے مبارک باد دیتے هیں ' جنهوں نے ایک هفتے تک اپني پوري زندگي اس خدمت کیلیے وقف کردي اور اسدرجه عظیم الشان مجلس کے منعقد هونے کا اصلي باعث ثابت هوے ' علی الخصوص پر جوش ممبران انجمن (معین الاسلام) جو ایک هفتے کیلیے اپنے آرام و راحت کو بالکل بھول گئے تھے - (کوامو ٹوله) کے حضرات بھی مستحق شکریه هیں ' علی الخصوص (حاجی محمد اسمعیل صاحب) پٹنوي ' شریک فرم حاجي اله بخش صاحب ' جنکا جوش و خلوص اپنے اندر ایک قابل تقلید مثال رکھتا هے - اس جلسے کے انتظام و مشورہ کیلیے جو ابتدائي مجلس هوئي تھي ' اس میں اس عاجز نے جب دوکانوں کے بند کیے جانے پر توجه دلائی ' تو پہلی آواز حاجي صاحب هی نے بلند کی تھي ' فجزاهم الله عن الاسلام والمسلمين خير الجزاء ووفقنا الله سبحانه واياهم كما يحبه ويرضاه -

شذرات

کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن

۲ - فروري

اغراق اور مبالغہ بیاني نے الفاظ کا اثر کھودیا ہے - جب ہر' چند ادمیوں کا مجمع اخباروں اور رودادوں کے صفحوں پر آکر بلا تامل " عظیم الشان مجلس " بن جاتا ہے ' تو اب واقعہ نگار کیلیے یہ نہایت سخت مشکل در پیش ہے کہ جو مجلس واقعي عظیم الشان ہو' اُسے کس لفظ سے تعبیر کرے ؟

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عام مجلس منعقد ہوئي ' في الحقیقت اسکي قوت اجتماعي کے بیان کیلیے صرف کلکتہ هي کا نہیں ' بلکہ بغیر کسي مبالغہ کے تمام ہندوستان کا سوال در پیش ہے - ہم پورے یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ کثرت نفوس ' و اظہار جوش و اثر کے لحاظ سے شاید هي ابتک ہندوستان میں کوئي انساني مجمع ایک وقت میں ایسا ہوا ہو -

صرف ایک مجمع اس مجلس کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے - یعنے وہ ماس میٹنگ ' جو اغاز غزوۂ طرابلس کے زمانے میں فڈریشن ہال کي زمین پر منعقد ہوي تھي ' لیکن وہ بھي کلکتہ هي کي مجلس تھي -

اس نکتے کو یاد رکھنا چاهیے کہ پولیٹکل جلسوں کي حالت عام مجالس سے بالکل الگ ہوتی ہے - کسي عام کامیاب مجلس کیلیے اسقدر ہوجانا کافي ہے کہ اسمیں آدمیوں کا اجتماع کثیر ہو' تقریریں پر اثر کي جائیں ' ذي عزت اور با رسوخ اشخاص شریک ہوں ' چندہ کی مقدار کافي ہاتھہ آے ' اور چیرز کي آواز متصل ہو - لیکن پولیٹکل اغراض سے جو مجمع منعقد ہوتے ہیں ' انکے لیے صرف اتنا هي ہونا کافي نہیں ہے ' بلکہ پہلي چیز یہ ہے کہ کسي ایسي قوت کا انکے ذریعہ ظہور ہو' جو براہ راست مقصد مجلس کے اثر کا دنیا سے اعتراف کرائے ' اور جلسہ کي تقریروں سے نہیں ' بلکہ اسکي در و دیوار سے ایک خاموش قوت کي صدا اٹھنے لگے -

ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ ہر جگہہ جلسے کرتے ہیں مگر اس ضروري نکتے کا خیال نہیں رکھتے -

کلکتہ میں پچھلے اتوار کا آفتاب ابھي اچھي طرح بلند نہیں ہوا تھا کہ ہر شخص محسوس کرنے لگا کہ آج کوئي غیر معمولي کار روائی ہونے والي ہے - سب سے پہلا عظیم الاثر منظر یہ نظر آیا کہ صبح هي سے شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں کی دکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں ' اور تھوڑي دیر کے بعد گیارہ لاکھہ آبادي کے طول و عرض میں ایک مسلمان کاروباري کي دکان بھي ایسي نہ تھي جو بند نہ ہوئي ہو-

اتوار کا دن گو سرکاري تعطیل کا دن ہے ' مگر کلکتہ اور بمبئي وغیرہ میں دیسي بازاروں کے کاروبار کا اصلي دن وهي ہوتا ہے' کیونکہ ایک تو انگریزي دکانوں کے بند ہو جانے کي وجہ سے ضرورت کي چیزیں ہندوستاني بازاروں میں لیني پڑتي ہیں' دوسرے تعطیل کي وجہ سے لوگ بازاروں میں بکثرت آتے ہیں اور ہفتے بھر کي ضروریات خریدتے ہیں - پس اتوار کے دن کلکتہ کے بازاروں میں خاموشي اور سناٹے کا چھا جانا ایک ایسي قوت کا ظہور واضح تھا' جس کا ہر باشندۂ شہر کو اعتراف کرنا پڑتا تھا -

نیو مارکیٹ میں اتوار کے دن بکثرت خرید فروخت ہوتي ہے اور انگریزوں کی تمام روزانہ ضروریات کا دار و مدار اسي بازار پر ہے ' لیکن یہاں ایک دکان بھي کھلی نہ تھي -

قصائیوں اور گوشت کے دکانداروں کا دکان بند کردینا سب سے زیادہ موثر تھا - اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اُس دن دونوں وقت کتنے لوگوں کو گوشت کي جگہ محض ترکاري پر قناعت کرني پڑي ' اور اس طرح معلوم کرنا پڑا کہ آج کیا ہو رہا ہے ؟

مسلمان گاڑي والوں نے بھي گاڑیاں بند کردي تھیں -

جلسہ کیلیے ہالیڈے اسٹریٹ کے ایک نہایت وسیع میدان میں انتظام کیا گیا تھا - دس بجے سے انسانوں کے سیلاب عظیم ہر طرف سے متحرک ہوے اور مقام مجلس تک بڑھنا شروع ہوے - سب سے زیادہ موثر منظر اُن باقاعدہ جلوسوں کا تھا جو تمام بڑے بڑے محلوں سے نکالے گئے تھے - یہ ہزاروں انسانوں کا ایک مضطرب اور پر جوش مجمع ہوتا تھا' جسکے آگے بڑے بڑے علم ہوتے تھے اور اُن پر مختلف آیات جہاد و قتال جلي حرفوں میں نمایاں نظر آتي تھیں - علم کے پیچھے ہزاروں آدمي " اللہ اکبر " اور " جاهدوا في سبیل اللہ باموالکم وانفسکم " کے نعرے لگاتے تھے' اور با پھر بعض پر اثر نظموں کے بند جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتے جاتے تھے -

بارہ بجتے بجتے وہ وسیع میدان ' جسکي نسبت قیاس کیا جاتا تھا کہ شاید اسکے بعض گوشے خالي رهکر جلسے کي عظمت کو نقصان پہنچائیں گے ' اس طرح بھر گیا تھا کہ ہزاروں آدمی سڑک پر کھڑے تھے ' اور جس طرف نظر جاتي تھي انسانوں کا ایک سمندر متلاطم نظر آتا تھا - اُس وقت ہر شخص کو خود بخود ایک عجیب نا قابل تعبیر بیخودانہ کیفیت کے ساتھہ اپنے اندر قوت و عظمت کا احساس ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ہم اتنے ضعیف و کمزور نہیں ہیں ' جتنا بدقسمتي سے ہمیں سمجھایا گیا ہے -

ڈیڑھ بجے جب یہ عاجز جلسے میں پہنچا تو چاروں طرف سڑک بھي اسطرح بھر چکي تھی کہ بلا مبالغہ اسٹیج تک جانے میں پورے دس منٹ صرف ہوے -

حیران ہوں کہ ایک وقت تھا جو گذر گیا ' اب آپکو اسکي تصویر کیونکر دکھلائي جاے ؟

اتنے بڑے جلسے میں شامیانوں کا انتظام ممکن نہیں' البتہ دوپہر کي سخت تپش و حرارت کا اسماني شامیانہ سب کے سروں پر تھا' اور اندر سے اٹھنے والے دود حسرت و اندوہ سے سب کي آنکھیں پر نم تھیں - پسینے کے قطرے پیشانیوں پر چمک رہے تھے' اور دل کے اندر اور جسم سے باہر' دونوں فضاؤں میں آتش و حرارت کے سوا کچھہ نہ تھا - آہ ! یہ آتش مقدس ! یہ حرارت زندگي ! یہ تپش حیات ملي !! جس کے افسردہ شعلوں کے بھڑکنے کے دن نہیں معلوم کب آئیں گے ؟ حالانکہ اگر دن آنے والے تھے تو وہ تو آگئے :

نہ داغ تازہ میخارد' نہ زخم کہنہ مي کارد
بدہ یارب دلے ' کین صورت بیجان نمي خواهم

الهلال

۲۷ صفر ۱۳۳۱ هجری

—:*:—

ايث الغـــاث ... ک (۱)

يـد الله علـى الجماعـه

— * —

الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا و اليه النشور!

— * —

يه پرچه ناظرین کے هاتهوں میں اس وقت پہنچے گا' جبکه لکهنو کي صحبتوں کو ڈیڑه هفته گذرچکا هوگا' تا هم یقین هے که لندن کي " صلح کانفرنس " کے بعد اگر کوئي تذکره انکي صحبت میں هوگا تو وه لکهنو کي گذشته کانفرنسوں کي " معرکه ارائیاں " هونگي -

اخلاقي عقائد کي بہت سي گمراهیاں هیں جنکے الفاظ لوگوں کي زبانوں پر چڑهگئے هیں' اور هرموقعه پر انکا استعمال نہایت کثرت کے ساتهه کیا جاتا هے - من جمله انکے ایک یه خیال بهي هے که صلح جنگ سے' اور امن شورش سے' بهر حال بهتر هے -

لیکن غور کیجیے تو اس خیال میں جسقدر سچ هے' شاید اس سے کسي قدر زیاده مقدار میں جهوٹ بهي هے - یه سچ هے که شورش سے سکون بهتر هے' مگر کس شورش سے ؟ سمندروں کے تلاطم' اور هواوں کي خوفناک موجوں کي شورش سے - نه که اس زندگي کي شورش سے' جسکے جاتے هي موت کے سکون کا پیام آجاتا هے !

صلح بهي اچهي چیز هے' مگر شاید وه صلح اس سے مستثنی کردي جاے' جس کے مشیر (سر ایڈورڈ گرے) هوں -

لکهنو کے اِن جلسوں میں بهي امن کم اور شورش زیاده تهي' صلح کا خیال معدوم تها' اور جنگ کي طلب وسیع - امن و سکون اسٹیج کے کنارے تک بهي خالص نه تها' مگر جنگ کے زلزلے سے هال کي پوري فضا گونج گونج اٹهتي تهي -

پس اسمیں تو شک نہیں که یه شورش تهي ور امن شورش سے بهتر هے - اسمیں بهي کوئي دهوکا نہیں که یه ایک جنگ کي سرگرمي تهي' اور صلح في نفسه جنگ سے اچهي هے - لیکن چونکه اس شورش سے پہلے جو سکون تها' وه دریا کا سکون نه تها' جس سے مسافروں کي زندگي اور کشتیوں کي سلامتي وابسته هے' بلکه سکون تها اُس خواب غفلت کا' جو انسان کو زندگي کي حرکت سے محروم کر دیتا هے' اور اپنے اندر موت کي ایک مثال کامل رکهتا هے : (و هو الذي یتوفاکم باللیل) - بلکه وه سکون تها' اُس جمود ممات' اس نعش بے حرارت' اور اس جسد بے روح کا' جسکے لیے موزوں جگهه زمین کے اوپر نہیں' بلکه اسکے نیچے هے - اسلیے اگر بیداري' هشیاري سے' جنبش' بے هوشي سے' اور زندگي' موت سے بهتر' تو یقیناً یه شورش بهي امن سے' یه جنگ بهي صلح سے' اور یه هنگامه و غوغا بهي خاموشي سے بهتر تها - فالحمد الله الذي احیانا بعد ما اماتنا' و الیه النشور [پس تمام حمد وتقدیس هے اُس قدیر وحکیم کیلیے' جس نے هم کو هشیاري کي زندگي عطا فرمائي' حالانکه هم غفلت کي موت میں ساکن وساکت پڑے تهے -]

* * *

لیکن اس عجائب سراے بوقلموں میں ایک هي وقت کے اندر سب کو خوشي نہیں هو سکتي - همیشه شادي و غم میں باهم تصادم رها هے' اور ایک کي خوشي دوسرے کیلیے ماتم رهي هے - اور غور کیجیے تو ایسا هونا قدرتي هے -

دنیا میں رنج و خوشي اور شادي و غم کي حقیقت یه هے که پہلے میں " حاصل " کي مسرت هوتي هے' اور دوسرے میں " رفته " کا افسوس - غم کي تمام مثالوں کو ایک ایک کرکے ذهن میں لائیے' هر مثال میں آپ دیکهیں گے که کوئي نه کوئي شے آپسے جاتي رهي هے' اور جانے هي کا نام غم هے - مفلس اداس رهتا هے' اسلیے که دولت چلي گئي - بیمار غمگین هوتا هے' اسلیے که صحت جاتي رهي - مایوسي میں سب سے زیاده غم هوتا هے' کیونکه ایک چیز " امید " تهي' جو اُس سے چهن گئي - اسي طرح خوشي کے تمام مواقع یاد کیجیے - آپ ایک پُر تکلف محل یا کسي قیمتي موٹر پر بیٹهکر خوش هیں' اسلیے که دولت هاتهه آگئي - بیمار کیلیے غسل صحت کا دن کم از یوم عید نہیں' کیونکه اُسے صحت ملگئي - پس شادي و غم کي تعبیر اگر زیاده واضح لفظوں میں کي جاے تو یہي هوگي که حاصل هونے کا نام خوشي هے' اور کهودینے کا نام غم - پهر اگر یه سچ هے که خوشي' کسي شے کے حاصل هونے کا نام هے' تو آپ کو جب کبهي کوئي چیز ملے گي' ضرور هے که وه کسي کے هاتهه سے نکلي هو - عالم کائنات میں کوئي چیز بهي بیکار پڑي هوئي نہیں هے که آپ اٹها لیں گے' هر چیز کسي نه کسي جگهه جڑي هوئي هے' آپ کو اٹها لینے سے نہیں ملے گي بلکه توڑنا پڑے گا - اور توڑئیےگا تو آپکا دامن بهرے گا مگر کسي کي استین ضرور خالي هوگي - آپ پهولوں کي سیج پر لوٹ کر خوش هوتے هیں' مگر یه بهول جاتے هیں که کوئي نه کوئي باغ اجڑا هے' جب کہیں جاکر آپکا بستر آباد هوا هے -

(عرفي شیرازي) جو بجاے شاعر هونے کے ایک اسرار شناس حکیم تها' اس نکتے کو کهه گیا هے :

زمـانـه گلشن عیشي کـرا به یغما داد ؟
که گل بـدامن ما دسته دسته مي آیـد

(میـرزا غـالب) نے ایک دوسري بات کہي هے' مگر آپ اسي نظر سے دیکهیں :

هر جاده که از نقش پئے تست به گلشن
چاکیست بجیب هـوس انداختـهٔ ما

پس دنیا میں آپکا هر نفع کسي دوسرے کا نقصان هے' اور آپ اپنے نفع سے خوش هیں تو دوسرا اپنے نقصان پر متاسف -

لکهنو کے جلسوں میں جو کچهه هوا' وه در اصل ایک ابتدائي معرکهٔ جنگ تها' جس نے مسلمانوں میں سب سے پہلے ایک نئے حریف مقابل کو دنیا سے روشناس کیا - قوم خوش هے که اُس نے طاقت حاصل کي' لیکن جن سے چهین کر حاصل کي' ضرور هے که وه غمگین هوں - آپ کو اگر اپنے بننے کي خوشي هے تو کسي کو اپنے بگڑنے کا ماتم هے - پهر اسکا کوئي علاج نہیں که ایسا هونا قدرتي هے - قوم کي قسمت ابتک ایک جائداد منقوله تهي' جن پر چند اشخاص کا قبضه تها : لا تسئل عما یفعل - یه پہلا موقعه هے که ایک نیا دعویدار پیدا هوا اور طاقت دکهلا کر اپنا حق لینا چاها - آپ کسي کے قبضے سے اسکي مقبوضه ریاست چهینیا چاهیں گے تو وه ضرور روے گا - ضابط و خود دار هوگا تو کسي گوشهٔ مکان میں رومال سے آنکهیں چهپاکر روے گا' بے ضبط اور بے قابو آدمي سڑکوں پر چیخ چیخ کر ماتم کرینگے - کوئي وجهه نہیں که آپ اسپر معترض هوں :

---

(۱) اس هفتے میں ایڈیٹر ربل حصے کے لکهنے اور کمپوز هونے کے آخري دنوں میں [یعني اتوار پیر اور منگل کو] مولانا سخت علیل هوگئے هیں - امید نہیں که وه لیڈنگ ارٹیکل لکهه سکیں - یه ارٹکل جنوري کے پہلے هفتے کے الهلال کیلیے لکها گیا تها' لیکن شذون عثمانیه اور " فاتحهٔ جلد جدید " نے اسقدر جگه لے لي که ایندہ اشاعت کیلیے رکهدیا گیا' اسکے بعد بهي هر نمبر میں مقدم مضامین جگه لیتے رهے اور اسکي اشاعت کي نوبت نه آئي' چونکه اس هفتے یه صفحات خالي هیں' احتیاطا کمپوز کرالیا جاتا هے اگر پریس تک لیڈنگ ارٹکل ملگیا' تو اسے نکالدیا جاے گا ورنه شائع هو جاے گا -

(عبـد الواجـد)

جنگ، بعد از صلح

— * —

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ، فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

— * —

(محمود شوکت پاشا) نے کہا تھا :

" عالم اسلامی کی ملامت اور جنگ ، ان دو چیزوں میں سے اگر کسی ایک کے اختیار کرلینے پر ہم مجبور کیے گئے تو ہم کو تلوار کھینچنی پڑیگی "

بالآخر یہ قبلۂ آمال اور کعبۂ امید چہل کرور نفوس اسلامیہ ، تلوار کھینچنے پر مجبور کیا گیا ، اور اس نے کھینچ لی -

وزارت خارجہ پر پرنس سعید حلیم پاشا کا تقرر ہوگیا - جمعہ کے دن باب عالی کی طرف سے یادداشت کا جواب پیش کیا گیا ، جسکا لب و لہجہ پوری دانشمندی اور مصلحت وقت کے مطابق رکھا گیا تھا مگر ایڈریانوپل اور جزایر کی حوالگی سے قطعی انکار تھا -

ترکی کے جواب کے متعلق تاربرقیوں میں عجیب اختلاج بیانی رہا - ۳۰ کی صبح کو جو پہلی تاربرقی آئی ہے اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ " باب عالی اسکے لیے طیار ہے کہ ایڈریانوپل کے جنگی استحکامات مسمار کردے " یہ دراصل انگلستان کی تجویز تھی جو صلح کانفرنس کے اخری ایلم میں مشہور ہوئی تھی - نیز اس تار میں ترکی کی طرف سے یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ ایڈریانوپل کے اس حصے کو دول کی راے پر چھوڑ دیتی ہے ، جو دریاے مارتزا کے دہنی جانب ہے ، اور جہاں اسلامی معابد و مقابر نہیں ہیں -

لیکن پھر دو بجے ایک دوسرا ٹیلیگرام آیا ، جسکا پہلا جملہ یہ تھا : " ترکی کے نوٹ میں ایڈریانوپل کے قلعوں کے مسمار کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ ایڈریانوپل کے اس حصے کی نسبت ، جہاں مزارات مقدسہ واقع ہیں ، ترکی حکومت میں رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے " !

ہم یقین کے ساتھہ کہتے ہیں کہ جس طرح قلعوں کے مسمار کرنے کا نوٹ میں ذکر نہیں تھا ، اسی طرح ایڈریانوپل کے ایک حصے سے دست بردار ہو جانے کا بھی اسمیں ذکر نہوگا ، جسکو پہلے تار میں پڑھکر بہت سی جلد باز طبیعتیں نئی وزارت کی طرف سے مایوس ہوگئی تھیں

دوسرے تار کی عبارت اس خیال کی پوری تصدیق کرتی ہے - ایڈریانوپل کا وہ حصہ جو دریا کے بائیں جانب ہے ، شہر کی اصلی آبادی ہے ، اور تمام مقابر و مساجد اسی میں واقع ہیں - نوٹ میں اس حصے کی اسلامی و تاریخی اہمیت پر زور دیا گیا ہوگا کہ ایسے مقام سے ترکی کیونکر دست بردار ہوجاے ؟ لیکن کسی ایک حصے کی اہمیت پر زور دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے دوسرے حصے سے دست بردار ہوگئے -

بہر حال بلقانی اتحاد نے صلح کی منظوری سے انکار کردیا - نئی وزارت کی استقامت اور ہیبت نے پہلا اثر جو پیدا کیا ، وہ یکایک دول کے رویے کی ایک نئی کروٹ تھی - یا تو دول ترکی پر زور ڈال رہے تھے کہ شرائط منظور کرلے ، اور یا اب بیان کیا جاتا ہے کہ " ترکی کا نوٹ معتدل ہے اور دول نے بلقانی ریاستوں پر صلح کی منظوری کیلیے اپنا پورا زور صرف کیا - انگلستان کے اخبارات عام طور پر بلقانی اتحاد کو آمادۂ صلح کر رہے ہیں "

ترکی نے اخر تک جنگ میں پیش قدمی سے پرہیز کیا - بلقانی اتحاد نے ۳ - فروری کی شام سے اعلان جنگ کردیا تھا ، چنانچہ شام کے سات بجے ایڈریا نوپل پر گولہ باری شروع کردی گئی -

بلقانیوں نے اعلان کردیا ہے کہ نامہ نگاروں کو میدان جنگ میں شرکت کی بالکل اجازت نہوگی ، اور باوجود صوفیا اور بلغراد کی اکاذیب ، اور لفٹنٹ (ویگنر) کی شریفانہ خدمات کے خریدنے کے جو تلخ تجربہ ریاستوں کو افشاے حالات کا ہوچکا ہے ، وہ اسی کا مقتضی تھا -

اسوقت جنگ کے متعلق جو خبریں آئی ہیں انمیں (صوفیا) کی خبر سخت گولہ باری اور ایڈریانوپل کے ایک حصے میں آتشزدگی کا دعوا کرتی ہے ، مگر قسطنطنیہ کی سرکاری خبر میں اسکا کوئی ذکر نہیں ، بلکہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دشمن پسپا ہوکر فرار پر مجبور ہو گیا -



جامع سلیم (ایڈریا نوپل) کا صحن

" ناصیۂ جمال امید "

— * —

ہم نے نمبر (۳) کے ساتھہ غازی (انور بے) کی جو آخری تصویر بہ تقریب ورود قسطنطنیہ شائع کی تھی ، اسکے اوپر " ناصیۂ جمال امید " لکھا تھا - اس وقت تو یہ توقع تھی لیکن اب واقعہ ہے -

یہ سچ ہے کہ موجودہ حالت میں جنگ کو صلح پر ترجیح دینا مصلحت اندیشیوں کی سب سے بڑی قربانی تھی ، جو (اتحاد و ترقی) نے کی - مشکلات بے شمار اور موانع چند در چند درپیش ، تاہم مایوسیوں کی خواہ کتنی ہی ظلمت ہو ، (انور بے) کا ناصیۂ جمال ہمارے لئے شمع امید ہے - شوکت پاشا کی گورنمنٹ ، اور انور بے کی موجودگی یقین دلاتی ہے کہ اب جنگ کی حالت اسکے ماضی سے بالکل مختلف ہوگی ، اور عنقریب واقعات کا چہرہ بدل جاے گا -

اب (انور بے) کس حالت میں ہیں ؟ اسکی نسبت گو کوئی اطلاع نہیں آئی لیکن یقیناً وہ شتلجہ پہنچ گئے ہونگے اور ہم خاص طور پر تحقیق حال کیلیے تار بھیج چکے ہیں -

ایک نہایت تشویش انگیز مگر اتنی ہی ناقابل وثوق خبر یہ تھی کہ مرحوم ناظم پاشاہ کے قتل کا انتقام لینے کیلیے ایک فوج قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رہی ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ کسی بے اصل افواہ کا نتیجہ ہے ، یا سیاسی اغراض سے شائع کی گئی ہے - یقین نہیں کہ اسکی کوئی اصلیت ہو - ناظم پاشا کا واقعہ محض اتفاقی تھا ، اور اگر یہ انقلاب عزت اسلامی کی حفاظت میں کچھہ بھی کامیاب ہوا ، تو ایک ناظم پاشا کی جگہ اگر ہزار ناظم بھی قتل ہو جائیں تو بھی ایک لمحہ کیلیے ہمیں کوئی تاسف نہیں -

بتلانے پر خوشي سے آمادہ هوگئے - قدرةً ميرا پہلا سوال يه هوا که ترکي فوج اسطرح ميدان ميں کمزور کيوں ثابت هوئي ؟ اسکے جواب ميں انہوں نے حسب ذيل تقرير کي :—

" افسوس ! آپ ضرور ايسا دريافت کرينگے اور ميں اسکے وجوہ جہاں تک جانتا هوں عرض کرونگا ' کيونکه آپکو معلوم هے که ميں ان لڑايونميں موجود نه تها اور ميرا چٹلجه پر جانا اُس وقت هوا جبکه جنگ ملتوي هوچکي تهي - مگر ميں نے اکثر فوجي جنرلوں سے بہت ديرتک گفتگو کي ' خصوصا (محمود مختار پاشا) سے ' جو آپکي بڑي تعريفيں کر رهے تهے اور افسوس کرتے تهے که آپ اس جنگ ميں انکے ساتهه نه تهے -

بهر کيف آپ کو ضرور واقفيت هوگي که هم جنگ کے ليے مطلق طيار نه تهے اور يه لڑائي هم پر نہايت بزدلانه ترکيب سے ڈالدي گئي - گذشته سال هم لوگ اپني افواج کے ساتهه اپنے پشت پر اٹلي سے جنگ کر رهے تهے - اپني بحري طاقت کي خرابي سے هم طرابلس ميں کوئي کمک روانه نه کرسکے ' تاهم کسي طور پر هم نے ترکي سپاهيونکي ايک بڑي تعداد اور کئي هزار بہترين جوان افسرونکو روانه کرديا تها ' تا که عربوں کو مردانه حفاظت وطن کي جنگ کي ميں تربيت وتنظيم کي مدد ديں - اسکے بعد يه خبر معلوم هوئي که سرويا اور بلغاريه اپنے اسلحۂ جنگ درست کر رهے هيں اور اس خبر کے موصول هوتے هي يه فريب آميز جنگ شروع بهي هوگئي - انهوں نے هم پر يه تہمت لگا کر ' اسکے انتقام کي صدا بلند کي که هماري فوج نے انکے مواضع پر حملے کئے هيں - مانٹي نيگرو نے بهي فوراً انکي تقليد کي - هم اپني آينده دقتونکو سمجهه گئے اور اپني افواج کو نقل و حرکت کا حکم دينا چاها ' مگر سر (جيرلڈ لوتهر) سفير انگلستان متعينه قسطنطنيه اور ديگر سفرا نے يه استدعا کي که هم لوگ کوئي حرکت ايسي نه کريں جو اشتعال دينے والي تصور کي جاے ' کيونکه انهوں نے همکو صاف لفظونميں سمجهايا که دول يورپ اسپر مستعد هيں که جنگ هرگز نه هونے ديں ' اور اسوقت تک ترکوں کو کسي مخالفانه حمله کا انديشه کرنيکي ضرورت نہيں جب تک خود انکي طرف سے کوئي جنگي طياري اور پيش قدمي نهوگي - بہت خوب ' هملوگوں نے فوراً اپني فوجوں کو ٹهر جانيکا حکم ديديا ' اور کوئي انتظام شروع نه کرسکے - مگر بلقان ليگ کا مخالفانه انداز روز بروز بڑهتا گيا - يهانتک که خود دول يورپ نے عام طور پر اعلان کرديا که اگر جنگ چهڑگئي تو دونوں فريق ميں سے کسي کو اجازت نه هوگي که اس جنگ سے کوئي ملکي يا مالي نفع اٹهائے - اس دهمکي کو يورپ کي پارليمنٹوں نے يوں مفيد ٹهرايا تها که جب کسي فريق کو جنگ سے فائده کي اميد نه هوگي ' پهر يقيني بلقان ليگ کا اُبلتا هوا خون ٹهنڈا پڑ جائيگا ' ليکن دول يورپ شايد بهول گئے تهے که وهاں کي چهوٹي چهوٹي رياستيں اپنے خاص ارادے بهي رکهتي هيں - پس ساري دنيا کو حيرت هوئي ' جب ان سب قصونکے بعد ايک ايسا اعلان هميں ديا گيا ' جسکے الفاظ نے مجبور کيا که اسے اعلان جنگ تصور کريں -

فوجي بے سروساماني

هم جنگ کے ليے بالکل آماده نه تهے - افسروں ميں سے کئي هزار جوان طرابلس ميں رکے پڑے تهے ' جيسا که ميں ابهي آپ سے کهه چکا هوں - اسکے علاوہ هم نے دو بڑي بڑي با قاعده اور رديف فوجيں شام کے ساحل پر اس غرض سے جمع کردي تهيں ' تا که اٹلي کي فوج وهاں اتر نه سکے ' اس ليے هماري يورپين فوج ميں افسرونکي سخت کمي محسوس هوئي - بعضوں ميں سات اور بعضوں ميں صرف دو کمپني افسر تهے ' يورپين افواج کے کل رديف ساحل شام پر مجتمع تهے -

جب ايسي حالت ميں جنگ شروع هوگئي تو هم کو مجبوراً غير مستعد اور نا قابل لوگوں سے کام لينا پڑا ' اور مناستر اور ايڈريا نوپل کي قيامي فوجيں ' جنگي فوج بناکر ميدان ميں بهيج ديني پڑيں - اس فوج ميں ايسے سپاهي بے سرو ساماني سے بهرتي هوے تهے ' جنهوں نے بندوق کبهي چلائي بهي نه هوگي اور جنگي تعليم صرف دو يا تين کمپني افسرونکو اپنے هاتهوں ميں ليني پڑي تهي - اس موقع پر همارے جنگي جهازونکي کمي نے هميں نقصان پهنچايا ' کيونکه همارے پاس شام کے ساحل پر ڈيڑه لاکهه باقاعده سپاهي موجود تهے جنهيں هم اسوقت يورپ نهيں پهنچاسکے اور جنکو قونيا ريلوے تک آنے ميں کئي سو ميل کي مسافت طے کرني پڑي - يه فوجيں چٹالجه اسوقت پهونچيں ' جب التواے جنگ کا اعلان هوچکا تها -

گهوڑونکي کمي

همارے سوار اور برق اندازونميں گهوڑونکي بهي سخت کمي تهي - هم نے حماقت سے يورپين خيال کے مطابق اپنے بندوق کے رساله کو صلح کي وقتي حالتميں قايم رکها تها - جب جنگ شروع هوگئي تو هماري يورپين افواج ميں ۶۸ - هزار گهوڑونکي ضرورت پائي گئي - انکي جگه نئے اور وحشي گهوڑونسے پر کرني پڑي -

سڑکوں کي خرابي

دوسري بڑي دقت سڑکونکي خرابي سے پيش آئي - انکي خرابي کي يه حالت هے که پاے تخت کے متصل جو سڑکيں هيں وہ بهي تهوڑي سي بارش کے بعد بالکل دلدل هوجاتي هيں -

سامان جنگ

فوجونکي تعداد کاغذ پر تو ضرور تهي اور جب نقل و حرکت کا حکم صادر هوا تو تمام سپاهي حاضر بهي هوگئے جيسا که هر سچے ترک سپاهي کا دستور هے ' مگر بار برداري کا سامان کهاں تها ؟ گهوڑے اور ديگر ضروري جانور خريدنيکو روپيه کهاں سے آتا ؟ سپاهي جب روانه هوے هيں تو انکا عجيب حال تها - نه تو انکے اسلحه درست تهے ' اور نه گوله بارود اور ديگر لوازم جنگ کا کوئي سامان تها - نه قطع مسافت کيليے ريل تهي ' اور نه لڑانے والے افسر موجود تهے - ان بيچاروں نے باسفورس عبور کيا اور ميدان جنگ کي پهلي صفونميں قرباني کي بهيڑوں کي طرح هانک ديے گئے - انميں کوئي بهي يه نهيں جانتا تها که انکا سردار کون هے ؟ فوج کے کس حصه سے اسکا تعلق هے ؟ اور کس دسته کا وہ شريک هے ؟ با ايں همه بدنظمي همارے سپاهي ميدان جنگ ميں جان فروشي سے باز نهيں آے اور بے دريغ اپنے تئيں کٹواتے رهے - يه بلغاري ' سروين ' يا يوناني نه تهے ' جنهوں نے انکو شکست دي ' بلکه جنگ کي بے ترتيبي اور بهوکے سپاهيونکي گرسنگي تهي ' جو ترکونکے بربادي کا باعث هوئي - کرک قلعسي ' لولي برغاس ' اور چٹلجا کي لڑايونکو مثالا سامنے رکهيے ' (محمود مختار پاشا) کي فوج ميں سواري کا کوئي سامان نه تها - ان بلغاريوں پر جنکا ٹڈي دل ايڈريا نوپل کي راهيں مسدود کرنا چاهتا تها ' مختار پاشا کو مجبوراً حمله کرنا پڑا - اس حمله ميں وہ سپاهي شريک تهے جنکو تين شبانه روز سے کوئي غذا نهيں ملي تهي - سب کے سب بالکل کمزور هو رهے تهے اور انکے پاس سامان جنگ بهي نه تها سڑکيں اتني خراب تهيں که گهوڑے کيچڑ ميں پهنس پهنس جاتے تهے اور بندوقيں زمين ميں گڑ جاتي تهيں - دو دو ٹکرے کرکے بهي انکا آگے بڑهانا ناممکن معلوم هوتا تها - اور پيدل سپاهي تو گرسنگي کے باعث اسقدر نحيف هوگئے تهے که انسے کسي مدد کي اميد بيکار تهي - روٹي کي تلاش ميں مستعد سپاهي منتشر هوگئے - عين اسي حالتميں دشمنونکي فوجيں نمودار هوئيں اور ترکي سپاهيوں ميں

دل از من ' دیدہ از من ' آستین از من ' کنار از من !

* * *

لیکن یہ جو کچھہ ہوا ' اسپر محض ایک سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے - آجکل ہماری نظریں (بحر مار مورا) اور (در دانیال) کے جنگی طوفانوں کی طرف لگی ہوئی ہیں ' اور جی نہیں چاہتا کہ اور کسی طرف دیکھیں ' تاہم ہم ناظرین سے کہینگے کہ وہ ان چند ہلکی لہروں سے بھی اغماض نہ کریں جو ۲۶ دسمبر کو (گومتی) کی ساکن و خاموش سطح میں اٹھی تھیں - عجب نہیں کہ کسی وقت یہی گومتی کی لہریں قلزم کے طوفانوں کا کام دیں -

فی الحقیقت ان جلسوں میں صاحبان عقل و فکر کیلیے بہت سی عبرتیں تھیں ' جنکو ایک ایک کرکے یاد کرنا چاہیے کیونکہ وہ مسلمانان ہند کے اُس تغیر افکار و اعمال کی پہلی منزل تھیں ' جن سے اس تغیر کا مستقبل وابستہ ہے ' اور جسکی طرف ہم نے پچھلے دنوں " صبح امید " کے عنوان سے دو افتتاحیہ مضمون لکھکر توجہ دلائی تھی اور ہم چاہتے ہیں کہ اسے تفصیل سے لکھیں -

ترکی کے شکست کے اسباب

— * —

عثمانی نظامی پاشا ممبر علم کانفرنس کا بیان

— * —

(اخبار پاینیر کے ایک سابق نامہ نگار کی تحریر)

عثمان پاشا اوسط عمر کے آدمی ہیں - انکا سن ۴۵ سے زیادہ نہیں - انہوں نے ملٹری کالج سے نکلکر قسطنطنیہ کے اسٹاف کالج میں شرکت کی اور اس طرح بحیثیت لفٹنٹ کرنل اور سلطان کے ایڈی کانگ کے فوج میں داخل ہوے - وہ مشرقی اور مغربی ' دونوں زبانیں یکساں فصاحت سے بولتے ہیں اور زبان انگریزی میں انکو استعداد ملکہ ہے ' جسقدر ترکی میں - ترکی وکلاے کانفرنس میں صرف وہی انگریزی زبان سمجھتے ہیں - میں نے انکو کارلٹن ہوٹل میں خفیہ خطوط پڑھتے ہوے مشغول پایا ' لیکن مجھے پہچانکر انہوں نے فوراً اپنے کام سے ہاتھہ اٹھالیا اور جو کچھہ خبریں وہ دیسکتے تھ



میجر سید حسن بلگرامی

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کے صدر ' جنکی غیر متوقع ازادی و صداقت کی بدولت ' علی گڈہ کانفرنس کے اسٹیج پر پہلی مرتبہ ایک زندہ اواز بلند ہوئی - فجزاہم اللہ عن المسلمین خیر الجزاء

مقالات

تراجم احوث

دیباچه

سيرة نبوي

—: * :—

(اثر : شمس العلما مولانا شبلي نعماني)

(۳)

آ ا ص رہ

سيرة نبوي كے عام ذخيره پر

— * —

فن سيرت كي يه ايک ساده اور مجمل تاريخ تهي - اب اسپر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالني چاهيے :

(۱) تيره سو برس كي وسيع مدت ميں ايک كتاب بهي اس فن ميں ايسي تصنيف نہيں كي گئي' جس ميں صرف صحيح روايتوں كا التزام كيا جاتا - سيرت كي جس قدر كتابيں موجود هيں' ان سب ميں محمد بن اسحاق كي سيرت سب سے زياده مستند هے' تاهم علامه ذهبي جو اُن كے طرف دار هيں' ميزان الاعتدال ميں لكهتے هيں :

ماله عندي ذنب' الا ما قد حشا في السيرة من الاشياء المنكرة المنقطعة والاشعار المكذوبة

ميرے نزديک اُن كا اسكے سوا كوئي گناه نہيں كه انهوں نے سيرت ميں منكر اور بے سند روايتيں اور جعلي اشعار بهر ديئے هيں -

(۲) محدثين نے تنقيد اور تحقيق كي ضرورت كو احاديث احكام كے ساتهه خاص كرديا ' يعني صرف وه حديثيں تنقيد كي محتاج هيں' جن سے شرعي احكام ثابت هوتے هيں - جو روايتيں فضائل وغيره سے متعلق هيں' اُن ميں احتياط كي حاجت نہيں - حافظ زين الدين عراقي بہت بڑے پايه كے محدث هيں' حافظ ابن حجر انهي كے شاگرد هيں' وه اپني سيرة منظوم كے ديباچه ميں لكهتے هيں :

وليعلم الطالب ان السيرا يجمع ما صح وما قد انكرا (۱)

يهي وجه هے كه مناقب اور فضائل اعمال ميں نهايت كثرت سے جهوٹي اور ضعيف روايتيں شائع هوگئيں' اور بڑے بڑے ائمه حديث نے اپني كتابوں ميں ان روايتوں كا درج كرنا جائز ركها - علامه ابن تيميه كتاب التوسل (۲) ميں لكهتے هيں :

قد رواه من صنف في عمل يوم وليلة كابن البني وابي نعيم وفي مثل هذه الكتاب احاديث كثيرة موضوعة لا يجوز الاعتماد عليها في الشريعة باتفاق العلماء -

اس حديث كو ان لوگوں نے روايت كيا هے جنهوں نے رات دن كے اعمال ميں كتابيں تصنيف كي هيں مثلاً ابن البني اور ابو نعيم' اور اس قسم كي كتابوں ميں كثرت سے جهوٹي حديثيں موجود هيں جن پر اعتماد كرنا ناجائز هے' اور اس پر تمام علما كا اتفاق هے -

حاكم نے مستدرک ميں يه حديث روايت كي هے كه جب حضرت آدم سے خطا سرزد هوئي' تو اُنهوں نے كها " اے خدا ! ميں تجهكو محمد كا واسطه ديتا هوں كه ميري خطا معاف كردے " خدا نے كها " تم نے محمد كو كيونكر جانا " حضرت آدم نے كها " ميں نے سر اٹها كر عرش كے پايوں پر نظر ڈالي ' تو يه الفاظ لكهے هوے ديكهے : لا اله الا الله محمد رسول الله - اس سے ميں نے قياس كيا كه تو نے اپنے نام كے ساتهه جس شخص كا نام ملايا هے' وه ضرور تجهكو محبوب ترين خلق هوگا " خدا نے كها " آدم ! تو نے سچ كها ' محمد نه هوتے تو ميں تجهكو پيدا بهي نه كرتا "

حاكم نے اس حديث كو نقل كركے لكها هے كه يه حديث صحيح هے ' علامه ابن تيميه يه قول نقل كر كے لكهتے هيں :

اما تصحيح الحاكم لمثل هذ الحديث وامثاله فهذا مما انكره عليه ائمة العلم بالحديث وقالوا ان الحاكم يصحح احاديث وهي موضوعة مكذوبة عند اهل المعرفة بالحديث وكذلك احاديث كثيرة في مستدركه يصححها وهي عند ايمة اهل العلم بالحديث موضوعة (۱)

حاكم كے اس قسم كي حديثوں كو صحيح كهنے پر ائمهٔ حديث نے انكار كيا هے اور كها هے كه حاكم اكثر جهوٹي اور موضوع حديثوں كو صحيح كهديتے هيں ' اسي طرح حاكم كي مستدرک ميں بہت سي حديثيں هيں جن كو حاكم نے صحيح كها حالانكه وه ائمهٔ حديث كے نزديک موضوع هيں -

علامهٔ موصوف ايک اور موقع پر ابو الشيخ اصفهاني كي كتاب كا تذكره كركے لكهتے هيں (صفحه ۱۰۵ و ۱۰۶) :

وفيها احاديث كثيرة قوية صحيحة وحسنة واحاديث كثيرة ضعيفة موضوعة وهينة وكذلك ما يرويه خيثمة بن سليمان في فضائل الصحابة وما يرويه ابونعيم في فضائل الخلفاء في كتاب مفرد في اول حلية الاولياء ... وما يرويه ابو بكر الخطيب وابو الفضل بن ناصر وابو موسى المديني وابو القاسم بن عساكر والحافظ عبد الغني وامثالهم ممن له معرفة بالحديث -

اور اس ميں بہت سي حديثيں هيں جو قوي هيں' اور حسن هيں اور بہت سي ضعيف اور موضوع اور مهمل هيں اور اسي طرح وه حديثيں' جو خيثمه بن سليمان' صحابه كے فضائل ميں روايت كرتے هيں' اور وه حديثيں' جو ابو نعيم اصفهاني نے ايک مستقل كتاب ميں خلفا كے فضائل ميں روايت كي هيں' اور اسي طرح وه روايتيں' جو ابو بكر خطيب اور ابوالفضل اور ابو موسى مديني اور ابن عساكر اور حافظ عبد الغني وغيره ارباب حديث روايت كرتے هيں -

غور كرو ! ابو نعيم ' خطيب بغدادي ' ابن عساكر' حافظ عبد الغني وغيره' حديث اور روايت كے امام هيں ' با وجود اسكے يه لوگ خلفا اور صحابه كے فضائل ميں جهوٹي اور موضوع حديثيں بے تكلف روايت كرتے تهے - اسكي وجه يهي تهي كه يه خيال عام طور پر پهيلا هوا تها كه صرف مسايل فقهيه كي حديثوں ميں احتياط اور تشدد كي ضرورت هے ' ان كے سوا اور روايتوں ميں سلسلهٔ سند نقل كرديتا كافي هے ' تنقيد اور تحقيق كي ضرورت نهيں -

(۱) طالب العلم كو جاننا چاهيے كه سيرت ميں سبهي طرح كي روايتيں هوتي هيں صحيح بهي اور غلط بهي -

(۲) مطبوعه مطبع المنار صفحه (۹۹)

کهل بلي مچ گئي - (محمود مختار) نے فوجونکو مرتب کرنا چاها اور اسکي کوشش میں اپنے لوگونکو گولي سے مار بهي ڈالا مگر بهوک کي شدت نے لوگوں کو هوش و حواس هي میں کب رکها تها که وه حالت کي نزاکت محسوس کرتے ؟ نتیجه یه هوا که مختار پاشا اپني فوج کو اسوقت آراسته کر سکے ' جب اس جنگ لولي برغاس میں اپنے متعـدد بهترین سپاهیونـکو خود اپنے هاتهه سے شهید کرچکے تهے -

بلغاریا کے دعوے

یه تمام خود ساخته روایتیں که دست بدست لڑائیاں هوئیں اور سنگینیں چلیں اور بلغاریوں نے نهایت دلیرانه حملے کیے ' محض جهوٹ اور افترا هے - میں ترکي اسپتال سے هو آیا هوں اور متعدد افسروں سے جو جنگ کے هر موقعه پر شریک تهے گفتگو بهي کر چکا هوں - متعدد سپاهیوں پر نظر پڑي جنکے جسم بندوق یا توپ سے مجروح تهے ' مگر سنگین یا تلوار کا کوئي زخم دیکهنا تو در کنار ' سننے میں بهي نهیں آیا - میں بلغاریونکي مذمت نهیں کرتا - انکي فوج بهترین طریقه سے آراسته تهي اور انهوں نے حمله کا وقت بهي نهایت مناسب نکالا تها مگر بلغاري لفٹنٹ ویگنر کے مصنوعي قصونکے هیرو نهیں هیں - وه معمولي انسان هیں - اگر اب جنـگ چهڑ جاے تو هم انسے یکساں قوت پر مقابل هونگے اور همیں صوفیا تـک دخل کرلینے میں شاید ایک ماه سے زاید عرصه نه لگے گا -

صلـح کي شـرایــط

اب ذرا صلح کانفرنس اور اسکے شرایط کو ملاحظه فرمائیے - بلقان لیـگ نے جو شرطیں پیش کي هیں ' وه بالکل لغو اور بے معني هیں اور هرگز قبول نه هونگي - ایڈریا نوپل یوروپین ترکي کا قدیمي پاي تخت هے اور وهاں همارے گذشته سلاطین مدفون هیں - هم تو ابهي پیرزند دیچکے هیں ' جهاں مراد اول جنـگ (قصوه) کے بعد سنه ١٣٨٩ میں دفن هوے تهے - لیکن ایڈریا نوپل هم کبهي علحده نهیں کرسکتے - یه صوبه قسطنطنیه کي کنجي هے - اسپر بلغـاري قبضه ترکي سلطنت کے حـق میں همیشه مخدوش هوگا - اسکا همارے هاتهوںمیں رهنا بلغاریه کے لیے خطرناک نه تها اور نه اب هے - علاوه ازیں یه مقام ابتـک بلغاریا کیلیے نا ممکن التسخیر رها ' پهر اسکا حق کس انصاف اور حق پر مبني هے ؟ ترکونمیں ایک پراني مثل هے که جو " شے تلوار سے حاصل هوتي هے اسکو تلوار هي چهین سکتي هے " اگر ایڈریا نوپل پر لڑائی میں قبضه هوگیا هوتا تو وه دوسري صورت هوتي اور اسوقت هملوگ شاید اسکے دیدینے پـر جبـراً راضي بهي کرلیے جاتے - مگـر موجوده حالت میں تو ایسا هونا ممکن نهیں - هـم دول یورپ کے سامنے سر تسلیم خـم کـر دینے کو آمـاده هیں که وه اپنـي خـواهش کے مطابـق البانیا کو زیر نگراني سلطاني کسي ترکي خاندان کي حکومت کے ماتحت خود مختـار کرادے ' هم اسپر بهي آمـاده هیں که چار ناچار مقدونیا سے اپنا قبضه اٹهالیں مگر تهریس همارا تها - همارا هے اور همـارا هي رهیگا - جزیرے بهي کبهي جدا نهیں هوسکتے - یه سچ هے که جنـگي جهازوں کي کمي کے باعث یونانیوں نے چنـد جزیروں پر قبضے کرلیا هے مگر آپکو بهولنا نهیں چاهیے که همارا کوئي قلعه وهاں نهیں تها - ان جزیروںمیں زیاده تر یوناني آباد هیں اور هم نے اپنے دستور کے موافق انکو کامل آزادي دیدي تهي - ان باشندوں کي یه آزادي پهر واپس هوجایـگي مگر همـاري ایشیائي حکـومت کے لئے یه بات سخت نقصـان ده هوگي که هم اپنے خاص دروازه کے جزیرے اس قوم کے هاتهوں میں دیدیں ' جو بیز نطـاني وراثت پر حق کا اب تـک دعوي کرتا هے - هم نے فیصله کرلیا هے اور همارا قصد مصمم هو چکا هے که تهریس یا ایڈریا نوپل کو کبهي جدا نهیں هونے دینـگے - اگر جنـگ پهر شروع کي جاےگي تو هم بهي اسکے لئے طیار هیں - هماري ساري کمزوریاں دور هوچکي هیں - همارے پاس اسوقت ٧٥٠٠٠ سپاهي نبرد آزما گیلي پولی میں اور دو لاکهه چتلجه میں موجود هیں ' اور وه ٨٠ - هزار ترک اسکے علاوه هیں جو قونیه اور ستنوطري کے درمیان باسفورس سے متصل مقیم هیں اور هر روز نهـایت بے چیني سے اجراے جنـگ کا انتظار کر رهے هیں - یه جتني تاخیر هو رهي هے ' هماري فوج کو مضبوط بنا رهي هے اور اگر وه همارے شرائط نامنظور کرینـگے تو هم لڑنیکو مستعد هیں - باقي رها نتیجه جنـگ ' تو اسکا همیں کوئي خوف نهیں " -

(الهلال) ان اقتباسات کو پڑهو اور غور کرو ! بلقان میں اسلحه فراهم کیے جاتے هیں مگر کوئي نهیں روکتا - اسکے بعد ڈپلومیٹـک جنگ کا آغـاز هوتا هے ' اس پر ترکی کو تنبـه هوتا هے اور وه بهي بغرض حفظ ما تقدم جنـگي تیـاري کرنا چاهتي هے ' مگـر مرد سخن (جیسا که ادعاء کیا جاتا هے) انگلستان ' بلقانیوں کا ظل گستر : روس ' اور مثلث کا تیسرا ضلع ' فرانس کے سفراء سفیر ترکي سے ملتے هیں اور علی الخصوص انگلستان کا سفیر طفل تسلي دیتا هے که جب تـک وه خود حمله کي محرک نه هوگي اسوقت تـک کسي علانیه جنگ کا اسے خوف نه کرنا چاهیے - اور پهر اسي پر بس نهیں کیا گیا بلـکه اسکو مجبور کیا جاتا هے که تدابیر حفظ ما تقدم کو چهوڑ دے - ترکي کي ناعاقبت اندیش وزارت طرابلس کے تلخ تجربه کے باوجود پهر بهي اعتماد دول کا شکار هوتي هے ' اور جنگي تیاري یک قلم موقوف کردیتي هے - خلوت میں منافقین سیاست کي طرف سے ایک طرف اٹلي کو ابهارا جاتا هے که تمام قوانین جنـگ و انسانیت کو بالاے طاق رکهکر بیروت پر حمله کردے ' تاکه ترکي مجبور هوکر اپني فوج کا اصلي حصه قسطنطنیه سے دور بهیجدے - دوسري طرف راست باز انگلستان کا راست باز سفیر جنگي طیاري سے روکتا هے اور یقین دلاتا هے که جنـگ هرگز شروع نهوگي - لیکن پهر دفعةً جنـگ چهیڑ دي جاتي هے - ترکي اپنے کو دیکهتا هے تو فوج هیں ' نه افسر - سپاهي هیں ' نه سواري - سڑکیں خراب هیں - اور بدقسمتي سے سڑکوں کے ساتهه موسم بهي خراب هے - تربیت یافته افسروں کي قلت کي تلافي ناممکن ' قلت سواري کا تدارک ممکن مگر خزانه خالي ' مجبوراً سپاهیوں کي کمي رنگروٹوں سے پوري کي جاتي هے جو بندوقوں کو بهرنا بهي نهیں جانتے - پهر یه فوج ایک ایسي فوج سے معرکه آرا هوتي هے ' جو تیس برس سے تیار کیجا رهي تهي اور یورپ کي بهترین اعانتوں سے فائده اٹهاکر میدان میں نکلي تهي -

ایسي حالت میں ناکامي لازمي تهي اور پیش آئي ' مگر سوال یه هے که اسکا باعث کون هے ؟ ترک ؟ مگر وه تو ڈپلومیٹـک جنگ کے آغاز هي سے حفظ ماتقدم کرنا چاهتے تهے - پهر کون هے ؟ ......

قتلم از عشوه نمائیست کـه من میـدانم
سر این فتنه ز جائیست که من میدانم

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قبلۂ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسي پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کر دیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئي ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات' راے سے مخلوط نہ ہوجائیں' پاس پاس کے ظاهري اسباب پر بھي نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے - مثلاً آنحضرت (صلعم) کي سیکڑوں چھوٹي چھوٹي لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئي واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے نا گزیر اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا مذاق' ذاتي میلان' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے کہ راوي ثــقہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کي اصلي حالت بدل جاے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبي تعصب اور غیر مذہب والوں سے نفرت ' عام ہوچکي تھي - کبھي روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ کوئي کافر قتل کردیا گیا ' تو کسي کو وجہہ اور سبب کي تلاش نہیں ہوتي تھي ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافي سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا' تمام مذہبي اور تاریخي تصنیفات میں اُسي تدریج کے ساتھہ اُس کے آثار نظر آتے ہیں - مثلاً حضرت عمر نے غیر مسلم رعایا کي نسبت بہت سے احکامات صادر کیے تھے جن کا منشا یہ تھا کہ وہ صورت اور وضع و لباس میں مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہونے پائیں' قاضي ابو یوسف نے کتاب الخراج میں اِن احکام کو نقل کیا ہے اور ہارون الرشید سے نہایت زور کے ساتھہ استدعا کي ہے کہ اِن احکام کي تعمیل نہایت پابندي کے ساتھہ کي جاے - قاضي صاحب اگرچہ نہایت سختي کے ساتھہ اِن احکام کي تعمیل کي تاکید کرتے ہیں' لیکن اُن کے کسي لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ اِن احکام کا منشا کیا ہے؟ یا اوس سے ذمیوں کي توہین مقصود ہے' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا اور متقشف فقہاء پیدا ہوے' تو یہي روایت اِس صورت میں ڈھل گئي کہ حضرت عمر نے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر کیے تھے !

جنـگ یرموک میں جب حضرت ابو عبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں' تو افسران فوج کو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہــاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کر دیا جاے' اور رعایا سے کہدیا جاے کہ "جزیہ اِس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئي دشمن چڑھہ آے تو ہم تمہاري حفاظت کرسکیں' لیکن چونکہ اب ہم تمہاري حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردي جاتي ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے اور یہ اسلام کے عدل و انصاف کي اصلي تصویر ہے ' لیکن قاضي ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے' وہاں اِسقدر اپني راے بھي شامل کردي ہے کہ " حضرت ابو عبیدہ نے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تھا " ما بعد کي تصنیفات میں یہ واقعہ اِسي راے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ کو اس راے سے الگ کر ھي نہیں سکتے -

بنو نضیر کي لڑائي میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں' کٹوا دئیے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسي طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ" محمد (صلعم) باوجود دعوي پیغمبري ایسي بے رحمي کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے' کیونکہ اُن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھہ جو کچھہ کیا جائے عین انصاف ہے -

احادیث اور سیرت کي اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھي گئیں اور اُس وقت لکھي گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا اوج شباب تھا - اس حالت نے تاریخ و روایت پر جو اثر کیا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے' لیکن کسي نے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفائے عباسیہ کثرت سے شادیاں کرتے تھے ' ہزاروں حرمیں ہوتي تھیں ' مامون الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں تھیں اور یہ تعداد کبھي کم نہیں ہوتي تھي ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستي کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتي تھیں ' اسي کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کي روایتوں سے لبریز ہے اور اور کتابوں میں بھي اسکي مخفي تلمیحات نظر آتي ہیں - اس بحث کي زیادہ تفصیل مناسب نہیں' ورنہ ہم بہت سي روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں کہ ثقہ سے ثقہ راوي ان کے اثر سے بچ نہیں سکتے تھے - ثقاہت صرف کا اسي قدر اثر ہوسکتا ہے کہ کوئي واقعہ غلط نہ بیان کیا جاے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوي بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس کے مذاق اور رائے کا اثر روایت پر پڑتا ہے - جو واقعہ راوي کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اُس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ اُجاگر ہوجاتا ہے' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلے ہو جاتے ہیں' اور جو جزئیات اُس واقعہ سے الگ ہوتے ہیں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - امام بخاري کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت کے بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں آسکتے ہیں' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں - ان ٹکڑوں کو پوري روایت میں دیکھو - تو سادہ اور معمولي معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہي ٹکڑے زیادہ روشن ہو جاتے ہیں ' اور اگرچہ کسي موقع پر غلط بیاني نہیں ہوتي' لیکن واقعات کي حیثیت ہر جگہ بدل جاتي ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول بہ اور عام ہے کہ راوي ' روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہي وجہہ ہے کہ بخاري ' مسلم ' ترمذي وغیرہ میں ایک ھي حدیث کو دیکھو تو کسي میں وہ روایت نہایت مطول ہوتي ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر' تیسرے میں اس سے بھي مختصر' اسکي یہی وجہہ ہے کہ ایک بڑي روایت میں سے راوي جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کي رو سے اس قسم کي کمي بیشي کا اختیار وہیں تک ہے' جہاں تک واقعہ کي نوعیت میں فرق نہ آے ' لیکن یہ ایک اجتہادي بات ہے' یعني ممکن ہے کہ ایک راوي کے نزدیک واقعہ کي بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے' مثلاً حضرت عمر نے ذمیوں کي نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سور نہ لائیں' مساجد کے سامنے صلیب نہ نکالیں' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسي مسلمان کے زیر تربیت ہوں' کتاب الخراج اور طبري میں یہ احکام انہي قیدوں کے ساتھہ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ قیدیں خود بخود اُٹھتي گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے' یعني ذمیوں کے لیے سور چرانا' صلیب نکالنا' بچوں کو اصطباغ دینا' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[لها بقية]

(۱) جنگ بنی نضیر کے ذکر میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اُسکے اسباب کا ذکر آئیگا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

اس بے احتیاطي کا اثر سیرت نبوي کي روایتوں پر زیادہ تر پڑا ' خلفا اور صحابه کے فضائل میں جب مبالغه آمیز روایتوں کا نقل کرنا جائز تها ' تو بارگاه رسالت کے فضائل میں جس قدر کہا جاتا ' کم تها - اس قسم کي روایتیں عوام میں مقبول هوکر اس طرح رواج پا جاتي تهیں که اگر کوي محقق ان سے انکار کرنا چاهتا تو عوام دشمن بن جاتے -

موضوعات ملا علي قاري میں لکھا هے که بغداد میں ایک واعظ نے یه حدیث بیان کي " قیامت میں خدا آنحضرت کو اپنے ساتهه عرش پر بٹھاے گا " امام ابن جریر طبري نے سنا تو بہت برهم هوے اور اپنے دروازه پر یه فقره لکهه کر لگا دیا : " خدا کا کوي همنشیں نہیں " اسپر بغداد کے عوام سخت برافروخته هوے اور امام موصوف کے گھر پر اِس قدر پتھر برساے که دیواریں ڈهک گئیں (١)

ایک خاص نکته

اس موقع پر ایک خاص نکته لحاظ کے قابل هے - یه مسلم هے که حدیث و روایت میں امام بخاري اور مسلم سے بڑهکر کوي شخص نہیں پیدا هوا - رسول الله کے ساتهه اُن کو جو عقیدت اور خلوص اور شیفتگي تهي ' اُس کے لحاظ سے بهي وه تمام محدثین کے سرتاج تهے - باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کي مبالغه آمیز روایتیں بیهقي ' ابونعیم ' بزار ' طبراني وغیره میں پائي جاتي هیں ' بخاري اور مسلم میں نہیں ملتیں - بلکه اس قسم کي حدیثیں جو نسائي ' ابن ماجه ' ترمذي وغیره میں پائي جاتي هیں ' وه بهي اِن میں مذکور نہیں ' اس سے قطعي ثابت هوتا هے که جس قدر تحقیق و تنقید کا درجه بڑهتا جاتا هے ' مبالغه آمیز روایتیں گھٹتي جاتي هیں - یه روایت که جب آنحضرت (صلعم) عالم وجود میں آے تو ایوان کسري کے ١۴ - کنگرے گرپڑے ' آتش فارس بجهه گئي ' بحیره طبریه خشک هوگیا - بیهقي ' ابونعیم ' خرایطي ' ابن عساکر ' اور ابن جریر ' سب نے روایت کي هے ' لیکن بخاري اور مسلم بلکه صحاح سته کي کسي کتاب میں اس کا پته تک نہیں !

سیرت نبوي پر جو کتابیں لکهي گئیں ' وه زیاده تر اسي قسم کي کتابوں (طبراني ' بیهقي ' ابونعیم وغیره) سے ماخوذ هیں ' اسلیے ان میں نہایت کثرت سے غلط اور کمزور روایتیں درج هوگئیں اور اسي بنا پر محدثین کو کہنا پڑا که سیرة میں جهوٹ سچ ' هر قسم کي روایتیں هوتي هیں -

(٣) سیرت کے باب میں یه سہل انگاري اختیار کي گئي که محدثین نے تحقیق کے جو اصول قرار دیے تهے ' اکثر نظر انداز کردیے گئے - محدثین کا سب سے پہلا اصول یه هے که روایت کا سلسله اصل واقعه تک کہیں منقطع نه هونے پاے ' لیکن آنحضرت کے حالات ولادت کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور هیں ' قریباً سب منقطع هیں - صحابه میں سے کوئي شخص ایسا نه تها جس کي عمر ' آنحضرت کے ولادت کے وقت روایت کے قابل هو - سب سے معمر حضرت ابوبکر تهے ' وه آنحضرت سے عمر میں دو برس کم تهے ' اسي بنا پر ولادت شریف کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور هیں ' کوئي ان میں سے متصل نہیں ' اور اسي بنا پر اِن واقعات کے متعلق نہایت دور از کار روایتیں پهیل گئیں ' مثلاً ابونعیم نے روایت کي هے که جب آنحضرت پیدا هوے تو بہت سے پرند آکر مکان میں بهرگئے ' جن کي زمرد کي منقار ' اور یاقوت کے پر تهے - پهر ایک سفید بادل آیا اور آنحضرت کو اُٹها لیگیا اور ندا آئي که اس بچے کو مشرق و مغرب اور تمام دریاؤں کي سیر کراؤ که سب لوگ پہچان لیں (٢) یه بے احتیاطي موالید کي روایتوں کے ساتهه مخصوص نہیں ' بلکه اکثر واقعات میں اس کا پرتو نظر آتا هے - سیرت اور مغازي کا بڑا حصه امام زهري سے منقول هے لیکن اُن کي اکثر روایتیں جو سیرت ابن هشام اور طبقات ابن سعد وغیره میں مذکور هیں ' منقطع هیں ' یعني اوپر کے راویوں کے نام مذکور نہیں -

(۴) سیرت میں محدثوں نے جو کتابیں لکهیں ان سے بعد کے لوگوں نے انکي روایتوں کو ان محدثین کے نام سے نقل کر لیا ' اُن بزرگوں کے مستند هونے کي بنا پر لوگوں نے اُن تمام روایتوں کو بهي معتبر سمجهه لیا اور چونکه اصل کتابیں هر شخص کو هات نہیں آسکتي تهیں اسلئے لوگ راویوں کا پته نه لگا سکے اور اسطرح رفته رفته یه روایتیں تمام کتابوں میں داخل هوگئیں - اِس تدلیس کا یه نتیجه هوا که مثلاً جو روایتیں واقدي کي کتاب میں مذکور هیں ' ان کو لوگ عموماً غلط سمجهتے هیں ' لیکن اُنهیں روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کر دیا جاتا هے تو اُن کو معتبر سمجهه لیتے هیں ' حالانکه ابن سعد کي اصلي کتاب هات آئي تو پته لگا که ابن سعد نے یه روایتیں واقدي هي سے لي هیں -

(٥) محدثین نے روایت کے متعلق جو اصول منضبط کیے تهے صحابه کے متعلق انکو بالکل نظر انداز کردیا - مثلاً اصول روایت کي رو سے رواة کے مختلف مدارج هیں ' کوئي راوي نہایت ضابط ' نہایت معني فہم ' نہایت دقیقه رس هوتا هے ' کسي میں یه اوصاف کم هوتے هیں ' کسي میں اور بهي کم هوتے هیں ' یه فرق مراتب جس طرح فطرةً عام راویوں میں پایا جاتا هے ' صحابه بهي اس سے مستثنی نہیں - حضرت عائشه نے حضرت عبد الله بن عمر اور حضرت ابو هریره کي روایتوں پر جو تنقیدیں کیں ' اور جن کا ذکر اوپر گذر چکا ' وه اِسي بنا پر کیں ' لیکن عام طرح پر اِس فرق مراتب کا لحاظ نہیں رکھا گیا - فرض کرو که ایک بدوي ' جس نے صرف ایک دفعه آنحضرت کو کبهي دیکهه لیا ' کسي نازک اور نہایت مشکل واقعه کو ادا کرتا هے ' اور پهر اُسي واقعه کو حضرت ابو بکر یا حضرت علي ادا کرتے هیں ' تو کیا دونوں روایتوں کا ایک درجه هوگا ؟ کیا هم یه قیاس کریں گے که بدوي نے واقعه کو اُسي طرح سمجها هوگا ' اور اُسي طرح اُس کے نازک اور ناقابل ادا پہلوؤں کو ادا کیا هوگا ' جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت علي سے امید هوسکتي هے ؟ حضرت عائشه جب آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں تو اُن کي عمر سات برس کي تهي - اِس زمانه میں اُنهوں نے جو واقعات سنے اور بیان کیے اُنهي واقعات کو اگر وه ١٦ - ١٧ برس کي عمر میں سن کر بیان کرتیں تو کیا دونوں روایتونکا ایک هي درجه هوتا ؟ لحادیث میں بڑا خلط مبحث یه هے که بہت سي مهتم بالشان حدیثیں ' صحابه کي صغر سن کي زمانه کي مروي هیں لیکن ان احادیث کي متعلق اس تفریق کا کوئي اشاره نہیں کیا جاتا -

(٦) واقعات کے اسباب و علل سے مطلق بحث نہیں کرتے ' نه اُن کي تلاش و تحقیق کي طرف متوجهه هوتے هیں - اگرچه اس میں شبهه نہیں که اس باره میں یورپ کا طریقه نہایت غیر معتدل اور واقعیت کے بالکل خلاف هے - یوروپین مورخ ' هر واقعه کي علت تلاش کرتا هے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلومات پیدا کرتا هے ' اس میں بہت کچهه اُس کي خود غرضي اور خاص مطمح نظر کو بهي دخل هوتا هے ' وه اپنے مقصد کو ایک محور بنا لیتا هے ' اور تمام واقعات اُسي کے گرد گردش کرتے هیں ' بخلاف اسکے اسلامي مورخ نہایت سچائي اور انصاف اور خالص بے طرفداري سے واقعات کو ڈهونڈهتا هے ' اُس کو اِس سے کچهه غرض نہیں هوتي که واقعات کا اثر اُس کے مذهب ' معتقدات ' اور

(١) موضوعات علي قاري صفحه ١٣ مطبوعه دهلي -

(٢) مواهب لدنیه میں یه روایت نقل کي هے - اس میں بے انتہا مبالغه آمیز باتیں هیں - میں نے معمولي ٹکڑا نقل کردیا هے -

شئون عثمانیه

مظالم بلغاریا

—:*:—

(اخبار جون ترک ' تصویر افکار ' المؤید ' اور شریعی پاشا صدر ہلال احمر مصر کے بیانات کا اقتباس)

بلغاري ممالک میں قریباً چهه لاکهه مسلمان آباد تھے - اعلان جنگ کے بعد بلغاري دست ظلم سب سے پہلے ان محکوم مسلمانوں پر اٹھا - مکانات مسمار کیے گیے' آبادیوں کو جلاکر خاک کا ڈھیر کردیا گیا اور تمام مال و اسباب فوج کے لیے لوٹ لیا گیا - اور پھر صرف اتنا ھي نہیں' بلکہ مسلمان خاتونوں کي عصمت پر وحشیانہ حملے کیے گیے ' جسکي سرگذشت قابل بیان نہیں -

یہ مظالم ان ستمرانیوں کي ابتدائي مشق تھي ' جو حدود عثمانیہ میں ھونے والے تھے - بلغاري فوج اسطرح مسلمانان بلغاریا کو بے خان و مان اور بے عزت و آبرو کرتي ھوئي حدود عثمانیہ میں داخل ھوئي - انکے داخل ھونے کے ساتھہ ھي مسلمان خاندانوں نے ھجرت شروع کردي کیونکہ انکو مظالم کا حال معلوم ھوچکا تھا - بعض خاندان تو قسطنطنیہ میں چلے آے اور اکثر اناطولیا چلے گئے - مہاجرین کي تعداد تخمیناً ایک لاکھہ پچاس ھزار سے متجاوز تھي - اسکا بیشتر حصہ قرق کلیسا ' لولي برغاس ' ویزہ ' شارلو ' ساوري ' اور دیگر قرب و جوار کے مقامات کے فلاکت زدوں پر مشتمل تھا -

دده آغاج ' قوالہ ' اور دراما وغیرہ میں جو مسلمان خاندان تھے ' انمیں سے جنکي جان و آبرو خدا کو بچانا منظور تھي ' وہ تو اپنے شہروں سے ھجرت کرکے روانہ ھوگئے اور زیادہ تر خدیو مصر کي کشتیوں پر سوار ھوکے مصر پہنچگئے' لیکن بدقسمتي سے جن بلغاري حدود کے خاندان نہیں بھاگ سکے تھے ' ان کي جانیں بے امان تلواروں ' اور انکي عزت و ناموس بلغاري وحشت کاریوں کي نذر ھوگئي -

صوبہ (سالونیکا) کے مسلمان دفعۃً دشمنوں میں گھر گئے - اسلیے انکو ترک وطن کي مہلت نہیں ملي ' لیکن تاھم دیہاتوں سے ھزارھا مسلمان بایں خیال شہر (سالونیکا) میں چلے آئے تھے کہ یہاں انسانیت پرست دول یورپ کے قونصل موجود ھیں' اسلیے اگر یوناني اور بلغاري فوجوں نے دست درازیاں کیں تو انکي رگ انسانیت کو ضرور جنبش ھوگي ' مگر جب شریر دشمنوں کا قبضہ ھوگیا تو پھر شاید ھي کوئي سخت سے سخت وحشیانہ ظلم ایسا ھے جو ان مظلوموں پر نہ ھوا ھو' اور یورپ کے قنصلوں نے خاموشي کے ساتھہ انکا تماشہ نہ دیکھا ھو -

(قوھوہ) کے مسلمان سب سے زیادہ بد قسمت تھے - فوجوں نے وھاں داخل ھوتے ھي قتل عام شروع کردیا - شہر کے راستے لاشوں سے پٹے پڑے تھے' صرف نہر میں اتني لاشیں پڑي تھیں کہ پاني کي رواني رک گئي تھي - (نوري بازار) اور حدود (جبل اسود) کے مسلمانوں کا بھي ایسا ھي حشر ھوا -

(سالونیکا) میں عیسائیوں کے مظالم کي تفصیل گو خود یورپین نامہ نگاروں نے تفصیل سے شائع کي ھے مگر تہذیب پرور دول یورپ میں سے کسي ایک پر بھي اسکا اثر نہ ھوا' اور اسوقت تک بلقانیوں کي اسیطرح پاسداري ھو رھي ھے ' جسطرح کہ اس تفصیل کي اشاعت سے پہلے ھوتي تھي -

دول یورپ سے تغافل کي شکایت في الحقیقت بے معني ھے - ایسي قوم کي عصمت یا جان کبھي محفوظ نہیں رھسکتي جو خود کچھہ کرنا نہ چاھتي ھو' اور دشمن سے انصاف و عدل کي امید رکھتي ھو -

(استرومجہ) میں بلغاري فوج کے داخل ھوتے ھي بلغاري کمانڈر نے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا - (سیروز) میں جس دن فوج داخل ھوئي ' اسي دن پانچ سو اعیان شہر قتل کیے گئے - (راوسته) میں جتنے بالغ مسلمان پاے گئے' بے دریغ نذر اجل ھوے اور انکے ساتھہ عورتیں بھي گرفتار کرلي گئیں - بعض مسلمانوں نے اپني جان بچانے کے لیے تمام مال فدیہ میں دینا قبول کیا ' لیکن جب فدیہ وصول ھوگیا تو بلا تامل قتل کرڈالے گئے - تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کی مسلمان لڑکیوں کي نہایت وحشیانہ طور پر عفت دري کي گئي - انکو یہ اشقیاء ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجاتے تھے اور اپنے دوستوں کي ضیافت کرتے تھے - انمیں سے کتني ھي لڑکیاں شدت مظالم کی وجہ سے مرگئیں - بہت سي لڑکیوں نے عزت دیکے جان بچانے پر' موت کو ترجیح دي اور بہتوں کو مرنے کي بھي مہلت نہیں دي گئي -

(سالونیکا) کے قریب کے ایک گاوں میں ان اشقیاء نے مسلمان خاندانوں کے تمام مردوں کو' جنمیں بچے ' جوان ' بوڑھے ' ھر عمر کے لوگ تھے ' ذبح کرڈالا اور بڑھیوں کے پیٹ تلواروں سے پھاڑ کے انمیں گھوڑے کي لید اور پتھر بھر دیے ' صرف لڑکیوں اور جوان عورتوں کو چھوڑدیا ' اسلیے کہ انکي عصمت و عفت کو اپني نفس پرستي پر قربان کریں -

بعض لوگوں نے ان سفاکوں سے پوچھا کہ بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا ھے اسکے جواب میں انھوں نے کہا " یہ بچے بڑے ھوکے اسلام کا دم بھرینگے کتے کے پلوں کو پہلے ھي دن مارڈالنا چاھیے تا کہ بڑھکے نہ بھونکیں - ھم ان ممالک میں ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے - کیونکہ ھم چاھتے ھیں کہ یورپ کو اسلام کي نجاست سے پاک کردیں -

(سالونیکا) اور (رومیلي) کي مسجدوں کے منارے منہدم کردیے گئے - ممبر توڑ دیے گئے ' اور انکی عمارتوں کو گرجا بنا دیا - تمام مسلمانوں کو شاید ان اینٹ اور چونے کي عمارتوں کي توھین پر بہت غصہ آیگا ' اور بیشک میرا یہ عقیدہ ھے کہ انکي توھین اسلام و توحید کي توھین ھے - یہ شعائر اسلام ھیں' اور ھر مسلمان کا فرض ھے کہ اپنے خون کا آخري قطرہ بھي اسکي حفاظت میں بہادے - مگر اس مصیبت کي میرے نظر میں کچھہ اھمیت نہیں رھتي ' جب میں ان ھزاروں مسلمان خاندانوں کا خیال کرتا ھوں' جن میں سے ھر ایک جسم و وجود ' اسلام و توحید کي اپنے دلوں میں مسجدیں رکھتا تھا مگر انکي لاشوں کو مٹي تک نصیب نہ ھوئي -

جب میں یہ خیال کرتا ھوں کہ ایک طرف حاملین توحید کي صفیں کھڑي ھیں اور بلغاري' گولیوں کي بارش سے انکا چراغ ھستي گل کر رھے ھیں' دوسري طرف انکي عورتیں اور بچے پا بزنجیر کھڑے ھیں اور زار قطار رو رھے ھیں مگر ظالم مسیح پرستوں کے دل پر ذرا بھي اثر نہیں پڑتا ' بلکہ وہ جس قدر آہ و زاري کرتے ھیں اتني ھي انکي سنگیني اور بڑھتي جاتي ھے - جب میں اس جگر پاش منظر کو پیش نظر کرتا ھوں وہ اسلامي خاتونیں جو ھمیشہ اپني عیسائي بہنوں کو بزمہاے عیش میں لطف اختلاط اٹھاتے دیکھتي تھیں مگر محض اپنے پاک مذھب کي ممانعت کي وجہ سے غیر مرد کا

ادبیات

—:○(*)○:—

دعــوت درد

— * —

اٹھہ دل راحت طلب پیـدا سـر شوریـدہ کـر * آپ بھي غمدیـدہ ھو اور ونکـو بھي غمدیدہ کـر
پھـونـک دے معفـل کـو اپنے شعلـۂ آواز سے * گرمي ھنـگامـہ سے ھر قلب کو تفتیـدہ کـر
سرمـہ آسا اھـل بینش کي نـگاھوں میں سمـا * ذرۂ ھستـي کـو اپنے اور بھـي سـائیـدہ کـر
شور پیـدا کـر جھـاں میں نـالـۂ بیتـاب سے * زخمھـاے سینـہ کو اپنے نمک پـاشیـدہ کـر
کرکے عـریاں شمـع ھستي کو دکھـا اوسـکا فروغ * یعنے نـذر شعلـۂ غـم جـامـۂ بوسیـدہ کـر
ھاں زمـانـہ دیکھـہ لـے رفعت تري شکل ھـلال * اور بھـي اپنے تـن کاھیـدہ کـو کاھیـدہ کـر

کارواں کـي چشم خـوابیـدہ کا ھو جـا درد تـو!
جب وہ سرگـرم تگا پو ھـو تو بن جا گـرد تـو!

ساقیـا پھـر جلوہ پیرا ھـو اُسي انـداز سے * زنـدہ کردے اھـل معفـل کو اُسي اعجـاز سے
طـائر سدرہ! همـاري خستگي پـر کـر نظـر * زور بـازو گھـٹ گیـا، پـر رهگئـے پـرواز سے
جھـانـک لے پھـر پـردۂ بـرد یمـاني سے ذرا * پھـر سکھـا طـرز فغـاں چشـم نوا پـرداز سے
وہ حـداى خـواني کے نغمے! وہ سرود رجـز آہ! * ھـو گئـے نـاآشنـا اپنے پـرانے سـاز سے
همنوا ھوں غیـر کا میں بھي، بھـلا ممکن کھاں * جب کـراھا تـک نھیں جاتـا یھـاں آواز سے؟
معـرکـہ دل سے خطـا دلـدادگان حسـن کي * روٹھتـا ھے یوں بھـي کـوئي عـاشق جانبـاز سے؟

سر اگـر همکـو دیـا ھے سـرفـروشي بھـي "..." [illegible]
مے عنایت کي تو پھـر وا رفتـہ ھـوشي بھي سکھا

("نیاز" فتح پوري)

فکاہات

صلح کانفرنس کي شکست اور جنگ کا آغاز

— * —

سوٹ ابـل سلف گـورنمنٹ.
Suitable Self - Government.

—○: * :○—

دیکھـا جو لیـگ نے کہ ھوا خاتمـہ تمـام * از [illegible] دست حق طلبـي اب دراز ھے
کھنے لگے ھیں سب کہ سیاست کا یہ نظـام * مقبـول خاص و عـام نھیں، خانہ سـاز ھے
[illegible] مشـرقي نے عیـاں کردیا ھے سب * جو شـاہ راہ حق میـں نشیب و فـراز ھے
جـاري ھے ھـر زباں پہ مسـاوات کا سبـق * ھـر خـاص و عـام پـردہ در امتیـاز ھے
[illegible] ورھـو کے لیـگ نے اُلٹـایا ھے ورق * جو سر بسـر مـرقـع نیـرنـگ سـاز ھے
چھـرہ پہ ھے جو [illegible] گورنمنٹ کا نقـاب * ھر دیـدہ ور اسیـر طلسـم مجـاز ھے
سمجھے نہ یہ کہ "سوٹ ابل" کي جو شرط ھے * تمھیـد [illegible] دہ ھاے جبیـن نیـاز ھے
[illegible] نہ لوگ یہ، کہ یہي لفـظ پر فریب * اِس ملـک میں طلشـم غـلامي کا راز ھے
سب یہ سمجھہ رھے ھیں کہ اب لیگ و کانگرس، * دونـوں کا ایـک عـرصـہ گہ ترکتـاز ھے

* * *

جب تـک کہ لوگ حلقہ بگوش خـواص ھیں * جبتـک زبـان قـوم خوشـامـد طـراز ھے
جب تـک ھیں لوگ عالـم بالا سے مستفیض * جبتـک بھـم یہ دور "قـدح ھاے راز" ھے
"احرار" سے کھـو کہ نھیں کچھہ اُمیـد "صلح" * ممکـن نھیـں جو تفـرقـۂ و امتیـاز ھے
آزادي خیـال پـہ تـم کـو ھے گـر غرور * تو لیـگ کو بھي شـان غلامي پـہ ناز ھے

(نقاد)

مشہـــور اتحــادي : جاويد بے
جس کا ذکر ڈاکٹر مصباح الدین نے اپنے مراسله مین کیا ھے



گیا ہے تو ایشیاء میں بهي اسکا ظہور هوگا اور اسکی پیچیدہ شکلیں یورپ کو ابهي کئي پشتوں تــک سیاست کي شطرنج بازي میں مشغول رکهینگي اور جب تک کسي پسندیدہ و تشفي بخش صورت میں حل نه هو جائیں گي ' اهل مشرق کو یورپ کي فتنه پردازیوں سے چین نہیں ملیگا لیکن انکے حل هوتے هي یه سوال سامنے آئیگا که ترکوں کو بهگا کر کس گوشه میں پناہ لینے کي اجازت دیجاے ؟

جنـگ بلقان کے حوادث

پـــر

ایک تفصیلي نظـــر

(ایک عثمـــاني اهل قلـــم کي تحریر)

[بقیه الهـــلال نمبر ۲]

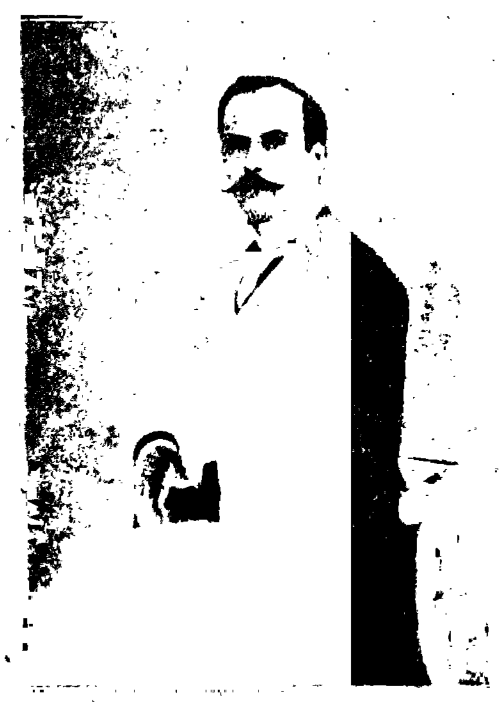
بلقاني فوجوں نے عموما اور سروي اور بلغاري فوجوں نے خصوصا جن انسانیت سوز اور دلدوز سفاکیوں کا بازار گرم کیا تها ' بیشک ان کا مقتضي یهي تها که ریاستهاے بلقان کے نام نہاد انسانیت پرست یورپ کي نظروں سے گر جائیں اور یورپ اپنا دست مساعدت کهینچ لے ' مگر یه نا ممکن هے - اسلیے که صلیب اور هلال یا با الفاظ دیگر اسلام اور نصرانیت کا مقــابله هے اور ایسي حــالت میں جب تــک که مخصوص مصالح کو نقصان نه پہنچتا هو' یورپ کي کوئي سلطنت بهي اسلام کي مســاعدت کے لیے هاتهه نــه بڑهائیگي - کسي مسیحي حکومت کو اسلامي سلطنت کا محافظ کہنا دانسته سادہ لوحي هے' هر قوم میں کچهه لوگ کهرے اور کچهه سطحي هوتے هیں' یهي حال عیسائي قوموں کا هے ' بعض قومیں بہت کهري هیں اور گو وہ اندر هي اندر اسلامي بنیاد هلا رهي هیں' اور علانیه کار روائي کے لیے ایسے وقت کي منتظر هیں جبکه قصر اسلام کے ڈهانے کا اصلي اور آخري وقت آجاے گا ' لیکن انکي عداوت پوشیدہ رهتي هے اور جسقدر ظاهر هوتي هے وہ چنـد مخصوص اشخاص کي طرف منسوب کردي جاتي هے تاکه حکـومت اُس سے متــاثر نهـو' لیــکن بعــض نهــایت تنــگ ظــرف هــیں - وہ اس کینے کو جو اسلام کي طرف سے انکے دلوں میں پیدایش کے بعد سے نفس واپسیں تــک پیــدا کیــا جاتا هے' چهپــا نہیں سکتیں اور موقع پاتے هي انتقام لینے لگتي هیں - بلقاني اقوام کا شمار بهي قسم ثاني میں هے ' اسلیے که جنگ کے آخري فیصله سے قبل انهوں نے مفتوحه مقامات پر جو مظالم کیے هیں' ان پر انسانیت خون کے آنسوں رورهي هے -

گو لوگوں کو سنکے تعجب هوگا ' مگر واقعه یه هے که بلغاري میرے متعلق حسن ظن رکهتے تهے - میرا اصــول یــہ هے که اپنے حقوق کي حفاظت کا هر شخص مجاز هے' اسي لیے میرے نزدیک جو قوم اپني قوت اور قرباني کے زور سے اپنے حقوق مانگتي هے وہ قوم قابل رشک و لائق تحسین هے - اس سے نه حکمراں قوم کو آزردہ خاطر هونا چاهیے اور نه همسایه اقوام کو ناراض هونا چاهیے - دنیا میں کبهي کسي حاکم قوم نے اپني محکوم قوم کو اسوقت تــک حقوق نہیں دیے هیں' جب تــک که محکوم قوم نے اپني حقوق پرستي کا ثبوت نہیں دیا' اور یه ظاهر هے که حقوق پرستي کا ثبوت قرار دادوں سے نہیں هوتا - قرار دادوں کو وہ ایک دعوی سمجهتي هے اور چونکه کوئي دعوی بے دلیل کے ثابت نہیں هوسکتا' اسلیے اسکا ثبــوت مانگتي هے' اور وہ سب سے زیادہ روشن' سب سے زیادہ یقیني' اور سب سے زیادہ ناقابل انکار قرباني هے اسلیے اگر بلغاریوں نے اپنے حقوق کي حفاظت کے لیے سر فروشیاں کیں' تو میں نے کبهي اسکو برا نہیں سمجها بلکه همیشه انکي حقوق پرستي کا مداح رها -

قطع نظر اسکے ایک انصاف پسند آدمي بهي یهي راے رکهیگا - اپني سلطنت کے نقطۂ خیال سے بهي میري یهي راے تهي - کیونکه کوئي حکومت جسمیں ظلم و ستم کي فرمان روائي هو کبهي زیادہ عرصه تک قائم نہیں رہسکتی - جب پیمانه صبر لبریز هوجاتا هے تو قومیں محکومیت کا بوجهه کاندهے سے پهینک کر خود مختار هوجاتي هیں - ایک طریقه حکومت یه بهي هے که انصاف تو نه هو' مگر مشهور کیا جاے' جیسا که آجکل مغربي سلطنتیں اپنے حق پوش ایجنٹوں کے ذریعه اپني داد گستري و عدل پروري کي قصائد خوانیاں کراتي هیں' لیکن میرا عقیدہ هے که یه فریب کاریاں زیادہ عرصه تک کامیاب نہیں رہسکتیں' اور جلد یا بدیر' یورپ کي محکوم قومیں اپني حکمراں اقوام کي عیاري اور حق کش' حاکم پرست' ملت فروش هم جنسوں کي فریب کاري کو سمجهه جائینگي - پس باوجود عثماني هونے کے میں بلغاریوں میں هر دلعزیز تها اور یه اسي لیے تها که میں انکي حقوق طلبي کو بالکل جائز سمجهتا تها -

رعایت حقوق کي بابت میرا یه خیال ایک کلیه هے جو کسي حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا -

بلقاني جسوقت مقدونیه پر قبضه کررهے تهے' اسوقت مجهے خوش قسمتي نہیں بلکه بدقسمتي سے (کیونکه میں نے وهاں مسلمانوں پر



مشہور اتحادي اهل قلم : حسین جاهد بک ایڈیٹر (طنین)

نظر بھرکے دیکھنا بھي گوار نہیں کرتي تھیں' آج انکی جان سے زیادہ قیمتي شے یعني عفت پر بلغاریوں کے حملے هورهے هیں - وہ گھبرا گھبرا کے اپنے عزیزوں کو دیکھتي هیں لیکن وہ پا بزنجیر سامنے کھڑے حسرت آلود نگاهوں سے اپني مجبوري کا اظہار کر رهے هیں - وہ بھاگتي هیں اور بلغاري شکاري کتوں کي طرح انکے پیچھے دوڑتے هیں ' پکڑکے تلواروں اور سنگینوں کي نوکیں انکے بدن میں چبھوتے هیں اور جان کے فدیہ میں عفت مانگتے هیں - جو طبیعتیں مضبوط هیں اور خداے ناصر و قہار کے وعدوں پر یقین رکھتي هیں وہ مرنا قبول کرلیتی هیں مگر اپني ناموس کي بے عزتي گوارا نہیں کرتیں - مگر کچھہ ایسی بد نصیب بھي هیں کہ انکو مرنے بھي نہیں دیا جاتا ' اور انکے هاتھہ پیر رسي سے باندھہ دیے جاتے هیں - اسوقت میرے آنکھوں سے آنسو جاري هو جاتے هیں' میرے جگر میں سوراخ پڑ جاتے هیں اور دل اچھلتا هے کہ باهر تڑپ کر نکل جاے - میں یقین کرتا هوں کہ جس مسلمان کے دل میں عزت اسلامي کا ایک شائبہ بھي هوگا' وہ کبھي ان حالات کو پڑھکر اپنے هوش و حواس میں نہیں رهسکتا -

ایک زمانہ وہ تھا کہ خلیفہ بغداد کو ایک مسلمان بڑھیا عورت کي عیسائیوں کے هاتھہ گرفتاري گوارا نہ تھي ' اور قسم کھاکر اٹھا تھا کہ محل حادثے پر جاکر دم لونگا - مگر آج انھي مسلمانوں کي یہ حالت هے کہ عیسائیوں کي مسلم کشي و عصمت دري پر گھروں میں بیٹھکے عورتوں کي طرح روتے هیں - نہ پیروں کو جنبش هوتي هے اور نہ هاتھوں کو حرکت - جس قوم کے مردوں کے پاس گریہ و زاري ' آہ و فغان ' اور بہت ترقي کي تو عیسائیت سے ذلت آمیز التجاوں کے اسلحہ هوں ' اسکي جان و آبرو کي حفاظت معلوم هے -

مصائب تازیانہاے عبرت میں جو سوتوں کو بیدار اور عاقلوں کو هشیار کرتے هیں - سنہ ۱۲ - نے مسلمانوں کے سامنے یورپ کے تعصب ' اظہار عداوت اسلام میں بے باکي' شعائر اسلام کي توهین ' اصول انسانیت و تہذیب کي بے اثري ' اور ادعاء انسانیت نوازي کي حقیقت کا مرقع پیش کردیا هے - هر شخص کو معلوم هے کہ عیسائیوں کے مذهبي مقدس مقامات اسوقت مسلمانوں کے زیر حکومت هیں - یورپ کي یہ دیرینہ آرزو هے کہ وہ نہ صرف ان مقامات کو مسلمانوں کے هاتھہ سے نکالے ' بلکہ خود مسلمانوں کے مذهبي مقامات پر بھي قابض هوجائے -

یہ صحیح هے کہ تم نے بیت المقدس کي توهین نہیں کي مگر تمھیں یہ امید نہ رکھنا چاهیے کہ وہ اس کروسیڈ میں تمہارے مذهبی مقامات کي توهین نہیں کرینگے ؟ کیا جب تم نے اندلس فتح کیا تھا تو عیسائیوں کو جلا وطن کردیا تھا ؟ اور تم جب مقدونیہ پر حکمراں تھے تو تم نے عیسائي بچوں کو صرف اس جرم پر پارہ پارہ کیا تھا کہ وہ عیسائی تھے ؟

تقسیم ممالک اسلامیہ

(مقتبس از گریفک)

جب (مسئلۂ شرقیہ) یورپ سے همیشہ کے لیے شہر بدر کردیا جائیگا تو وہ ایشیا میں پناہ گزیں هوگا ' جہاں فوائد کے نقطۂ نظر سے وہ دول عظمي کو اسي طرح اشتفہ خاطر کرتا رهیگا ' جسطرح کہ یورپ میں همیشہ کرتا رها -

گو اب تک خود یورپ میں (مسئلہ مشرقي) کا آخري حل اب کہیں جاکر هوا هے' لیکن ابھي سے ایشیا کے مسائل شرقیہ پر مغربي تعلقات کا گہرا رنگ چڑھا کے' انہیں ابھارنے کي کوشش کیجا رهي هے -

ارمنیا ' لیبونا ' شام ' بغداد ریلوے ' کویت' حدود ایران' جدہ ' یہ مقامات منجملہ ان چند مشرقي مسائل کے هیں' جن پر برطانوي ونیز تمام مغربي اخبارات میں گذشتہ هفتہ زور شور سے خامہ فرسائیاں هوئیں - گو اس وقت بھي یہ مسائل معمولي نہیں' لیکن جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا ' اسي قدر یہ اهم هوتے جائینگے -

ریاستہاے بلقان نے دول یورپ کي مساعدت سے جو کارروائیاں کي هیں' کوئي وجہ نہیں کہ چند روز کے بعد رومانیا بھي وہ کاروائیاں نہ کرے اور کیوں دول یورپ اسکي معاون نہ هوں؟ فرانس ابھي سے دنیا کو یقین دلاتا هے کہ شام اسکے حلقہ اثر میں هے - (روس) نے بھي ایشیاے کوچک کا ایک مختصر سا قطعہ یعني (اناطولیا) اپنے لیے متعین کرلیا هے جسمیں اسکو ریلوے کي بابت وهی حقوق حاصل هیں' جن کي بدولت اسنے شمالي منچوریا پر قبضہ کیا تھا - آیا (جرمني) میسوپوٹیمیا کے متعلق صداے دعوي بلند کریگي یا نہیں ؟ اسکے متعلق ابھي تک هم نے کچھہ نہیں سنا' مگر اغلب هے کہ ضرور کریگي - اور اسکے بعد (زیونسٹ) کا فلسطین کے متعلق دعوی' جو گذشتہ دوشنبہ کو ڈاکٹر ویکس نے (ٹائمز) کے کالموں میں نہایت زور شور سے پیش کیا تھا ' پیش هوگا -

[ابھي تک (برطانیہ) کا ذکر نہیں کیا گیا - میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام حالات آشنا کے نزدیک برطانیہ اسقدر بیوقوف نہیں هے کہ بقول ٹائمز کے چند ملین مجہول و نیم مردہ مسلمانوں کے مذهبي ابال کے خوف سے (ایشیا) میں اپني آرزوں کو خاک میں ملاے گي اور اپنے همچشموں سے پیچھے رهیگي -

واقعات کي بنیاد پر نہایت وثوق کے ساتھہ کہا جاسکتا هے کہ برطانی وزارت خارجہ پیش بندي سے غافل نہیں هے - مصر میں جس کو مغربی دنیا کے تعلقات ' جوش' اور علم کے لحاظ سے بلاد اسلامیہ کا دماغ کہا جاتا هے ' لارڈ (کچنر) بھیجدیے گئے هیں جو بجائے ملکي افسر هونے کے ایک نہایت شدید فوجي افسر هیں اور جنھوں نے سودان میں برطانوي اثر قائم کرنے کي سخت ترین تدابیر کے استعمال میں بھي تردد نہیں کیا تھا -

مصر میں انگریزي اثر کا اس سے اندازہ هو سکتا هے کہ اگرچہ موجودہ جنگ شاہ (فرڈیننڈ) نے صلیب کے نام سے کی تھي اور اسکے دیگر حلیف بھي اسکے هم نوا تھے ' مگر با ایں همہ انکے تعلقات مصر سے ویسے هي رهے جیسے کے جنگ کے قبل تھے - کیا مصر اسلامي اور عثماني سلطنت نہ تھي اور کیا اسلام کے مقابلہ میں اعلان' اسکے مقابلہ میں بھي اعلان نہ تھا ؟ اگر تھا' تو پھر انگریزي اثر کے سوا اور کونسي شی تھي ' جس نے مصر اور ریاستہاے بلقان کے تعلقات میں فرق نہیں آنے دیا ؟

مصر سے انگلستان کے گونہ گوں مصالح وابستہ هیں' اسلیے جب ممالک عثمانیہ کي تقسیم هوگي' تو انگلستان اپنے ان مصالح اور اس اثر کي بنا پر ضرور الحاق کا اعلان کردیگا جو یقیناً کامیاب هوگا

اعلان الحاق میں اگر کسي جماعت کے خلل افگن هونے کا اندیشہ هو سکتا هے تو وہ مصر کي (حزب الوطني) هے ' مگر نہایت کامیابي کے ساتھہ حسن تدبیر نے اسکا شیرازہ برهم کردیا هے - رئیس جلا وطن هے' اسکے زبردست آرگن : اللواء اور العلم بند هیں - اور گو اس وقت تک اسکا استیصال نہیں هوا هے' لیکن اگر واقعات کي ایسي هي رفتار رهي تو اعلان کے وقت اسکا بالکل مردہ هو جانا یا اگر بہت سخت جاں ثابت هوئي تو اسقدر کمزور هو جانا کہ انگلستان کي دیرینہ آرزو کي مقاومت نہ کرسکے ' یقیني هے -]

غرض اگر یورپ میں (مسئلہ مشرقیہ) کا حسب دلخواہ حل هو

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنّی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٦ | کلکتہ: چہارشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 12, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

نہایت صبر ربا و گریه انگیز مظالم دیکھے جنکو میں چند سطروں کے بعد لکھتا ھوں) مقدونیا کے چند مقامات میں پھرنے کا موقعه ملگیا تھا ' میں سب سے پہلے جس مقام میں پھرا ' رہ (استرومجه) ھے - یه ایک شہر ھے جو (سالونیکا) سے دو دن کی مسافت پر واقع ھے ' اسمیں ایک ھزار پانچسو گھر آباد ھیں جنمیں سے آتھه سو صرف مسلمانوں کے گھر ھیں - یه شہر بلغاریوں نے بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا بلکه بلغاری کمانڈر مسبطوف کو (شاید اصل نام متّیف ھے) اس بنیاد پر حواله کیا گیا تھا که اس نے باشندوں کی جان ' مال اور آبرو کی حفاظت کا نہایت سنجیدہ و پخته وعدہ کیا تھا -

کمانڈر مذکور نے (ربشف) کو شہر کا والی مقرر کیا ' ایک میونسپلٹی قائم کی اور شہر کی حفاظت کے لیے سروی ریجمنٹ چہارم کی پہلی پلٹن کے کمانڈر (یوالیی) کو مقرر کرکے خود (سالونیکا) روانه ھوگیا -

…ن شہر کی حوالگی اور امان بخشی کے بعد ھی بلقانیوں نے پیماں شکنی کی اور نہایت بے دردی سے ڈاکٹر عابدین ' یوزباشی منضل بک ' یوزباشی تحسین بک ' چار عہدہ لفٹنٹی کے افسر ' سو سپاھی ' اور چار سو بیاسی مسلمان اور یہودیوں کو قتل کرڈالا -

اس اجمال کی تفصیل یه ھے که ایک قومی عدالت قائم کی گئی تھی جسکے سات ممبر تھے - ھر کلمه گو قومی عدالت میں بطور مجرم کے حاضر کیا جاتا تھا ' جس کی بریت پر سات ممبروں سے چھه ممبر متفق الراے ھوتے تھے وہ چھوڑ دیا جاتا تھا - لیکن جسکی بریت پر چھه ممبروں سے کم متفق ھوتے ' اسکی تمام مال و دولت لے لی جاتی تھی اور قید خانے میں بند کردیا جاتا تھا - چوبیس گھنٹه تک قید خانه میں بے آب و دانه پڑا رھتا اسکے بعد نکالا جاتا اور تمام کپڑے اتار لینے کے بعد ھاتھه پیر باندھکے پولیس کے حوالے کیا جاتا - وہ اسے کشاں کشاں شہر کے باھر لے جاتے اور پھر وھاں صلیب کی تیغ ستم ' توحید پرستی کے جرم میں اسکا سر تن سے جدا کر کے اپنے آتش انتقام کو ٹھنڈا کرتی !

لیکن آہ ! ان بیکران ستم کی تسلی اس سے بھی نہیں ھوتی تھی ایک مسلمان کے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کے اسکے کپڑوں میں آگ لگا دی گئی اور اسطرح عین بیسویں صدی میں ازمنه مظلمه کے مسیحی کارناموں کو از سر نو زندہ کیا گیا !

کریم آغا نامی شرفاء شہر میں ایک شخص تھا - اسکے لڑکے کا نام حسن افندی تھا - حسن افندی ان لوگوں میں سے تھا جن کی بریت پر عدالت فوج کے چھه ممبر متفق الراے نہیں ھوے تھے اسلیے اس پر بھی اس ستمگاہ عدالت سے موت کا حکم صادر ھوا - (حسن آغا) کو بھی اپنے ھموطن مسلمان شہداء کی طرح قتلگاہ تک جانا تھا - جب پولیس کے حواله کیا گیا تو پولیس نے اسکو چوپاؤں کی طرح زمین پر کھڑا کیا اور ایک شخص اسکی پشت پر سوار ھوکے سواری کے جانوروں کی طرح ھنکاتا ھوا شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے گذرا اور پھر قتل کے میدان میں پہنچایا - یہاں ایک صلیب بردار ھاتھه میں تلوار لیے کھڑا تھا - حسن آغا کے پہنچتے ھی تلوار ایک بار بلند ھوئی پھر جھکی ' اور اسکے بعد حسن آغا کا سر ' جو ھر روز پانچ مرتبه درگاہ الہی میں سجدہ کے لیے جھکا کرتا تھا خون آلود ھوکر زمین پر تڑپنے لگا !

مسلمانوں کے آتھه سو بیاسی گھر تھے جنمیں اسوقت کل اٹھارہ مرد سزاے موت سے بچ رھے تھے -

چار گھروں کے علاوہ اٹھه سو اٹھتر گھروں میں نه ایک ٹکڑا چٹائی کا بیٹھنے کے لیے تھا اور نه ایک کٹورا پانی کا پینے کے لیے ' جو کچھه تھا ' سب بلقانی فوجیں اور بلقانی لوٹ لیگئے تھے -

وھاں سے - واپسی میں (کوستورں) نامی ایک گاؤں میں میرا گذر ھوا - اندر جا کے دیکھا تو اسمیں بارہ سو مسلمان لاشیں پڑیں تھیں جنمیں مرد عورتیں اور معصوم بچے تھے -

شہر عثمانیه سے جو خانماں برباد ھجرت کرکے (سالونیکا) آرھے تھے انمیں ایک دس ساله لڑکی بھی تھی - یه بد قسمت لڑکی تیس گھنٹه کی مسافت طے کرکے شہر (طوبران) میں ٹھہر گئی - (طوبران) جب تسخیر ھوگیا تو وہ اسوقت وھیں تھی - دشمن بھوکے بھیڑوں کی طرح شہر میں گھسے - انکے سفید چمکتے ھتیار خون آشامی سے ابھی سیر نہیں ھوے تھے - چند سپاھیوں کو یه لڑکی راہ میں ملی وہ دیکھتے ھی اس معصوم روح پر ٹوٹ پڑے اور اپنے تیز ھتھیار اسکے بدن میں چبھونا شروع کردیے اس بیکس نے نہایت درد ناک آواز میں ان خونخوار درندوں سے رحم و انسانیت کا واسطه دیکر چھوڑنے کی درخواست کی مگر آہ ! اس کا کچھه بھی اثر نه ھوا اور تلوار کے وار کے ساتھه یه جواب ملا که " رحم و انسانیت مسلمان کے لیے نہیں ھے بلکه صرف عیسائیوں کے لیے ھے " مگر خوش قسمتی سے میں عین موقع پر پہنچگیا اور ڈاکٹر (حاجی دلکوتا افندی) کی مدد سے اسکو ان خونخوار درندوں کے پنجوں سے بچایا میری فرمایش سے ڈاکٹر صاحب نے اسکی مرھم پٹی کی -

مسلمان عورتوں کی عصمت پر حمله کرنے کے تو اس کثرت سے واقعات ھوئے ھیں که انکا بیان کرنا مشکل ھے بس یه سمجھه لینا چاھئے که معمولی سے معمولی تکلیف جو انکو دی گئی وہ یه ھے که انکی چادریں چاک کرڈالی گئیں اور چہروں پر راستوں کی کیچڑ ملی گئی - ایک نہایت امیر کبیر خاندان کی خاتونوں پر جو حملے ھوے تھے انکی میں نے پوری تفصیل سنی ھے مگر میں اسکو شائع کرکے ایک معزز مسلمان خاندان کی بے عزتی کرنا نہیں چاھتا -

منجمله قابل ذکر واقعات کے ایک واقعه یه بھی ھے که میں (استرومجه) کے کمانڈر کے کمرے میں گیا - یه بزرگ (سرویا) کی احتیاطی فوج کے افسر اور (بلغراد) کے ھائی کورٹ میں جج تھے ' مگر دیکھا تو آپ مسلمان قیدیوں کی جیبوں میں ھاتھه ڈال رھے ھیں اور جو کچھه نکالتے ھیں اس کو اپنی جیب میں رکھه لیتے ھیں - مجھے یه دیکھکر خیال آیا که الله اکبر ! جس قوم کی یه حالت ھو ' یورپ اسکے ھاتھه مقدونیه کی قسمت صرف اسلئے دینا چاھتا ھے که مسلمانوں کے ھاتھه سے نکلجائے ! (باقی آیندہ)

فہرست
زراعانۂ ھلال احمر
(١٠)

	پائی	آنه	روپیه
جناب حاجی مصلح الدین صاحب - کلکته	-	-	١٠٠
بذریعه منشی خلیل صاحب - جلتلکی - بھوانی پور - کلکته	-	٩	٩٥
" مسٹر ایس - ام - بہارت - مخدوم پور - گیا -	-	٤	٤٠
" مولوی تراب علی صاحب - فتحپور -	-	-	٣٧
احمد جہان بیگم صاحبه - اھلخانه … بلدیو اوھرو -	-	-	١٠
منشی نور محمد صاحب - منور لاھور بورسٹل جیل -	-	٨	٧
اھلیه جناب منور صاحب - لاھور بورسٹل جیل	-	-	٢
بنت جناب منور صاحب - لاھور بورسٹل جیل	-	٨	-
جناب سلیم محمود صاحب - جفت فروش - اکوت - برار	-	-	٥
میزان	-	١٣	٢٩٧
سابق میزان	-	٢	٩٢١٦
میزان کل	-	١٥	٩٥١٣

تصحیح — جناب لطف علی صاحب ریاست بھوپال کی مرسله رقم گیارہ روپیه نو آنه گذشته نمبر میں غلطی سے نو روپیه گیارہ آنه شائع ھوگئے ھیں -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفته وار مصور رساله

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد المکنّى بابي الكلام الدهلوي

مقـام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

عنوان تلغراف

« الهـلال »

قيمت

سالانه ۸ روپيه

ششماهي ۴ روپيه ۱۲ آنه

نمبر ٦ — کلکته: چهـارشنبه ۵ ربيع الاول ۱۳۳۱ هجري — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 12, 1913.

فهرس

— * —

تصـــاويـــر

— * —

تلغـــراف خصـــوصي

بنـــام الهـــلال

(قسطنطنيه : ۱۱ فروري)

عثماني اقدامات غير متوقع طور پر کامياب ہو رہے ہيں - ايڈريا نوپل نا قابل تسخير - انور بے يقين ہے که ايڈريا نوپل ميں ہيں اور عنقريب محاصرہ توڑ کر محصورين پر حمله آور ہونگے - ميڈيا اور گيلي پولي ميں اجتماع افواج - سقوطري ميں سخت جنگ کے بعد دشمنوں کو کچل ڈالا گيا ' ۱۰ - ہزار مجروح و مقتول ' اور مانٹي نيگرو کی قوت کا خاتمه - قسطنطنيه ميں جنگي جوش حد بيان سے باہر - عجب نہيں که سلطان المعظم به نفس نفيس افواج کا معائنه فرمائيں - مہاجرين اور مجروحين، اپکي اعانت کے منتظر ہيں -

(مصباح)

يغادوس پر قبضه

— * —

ريوٹر قسطنطنيه سے تار ديتا ہے که اڈريا نوپل کے قلعه سے محصور ترکوں نے نکل کر ۹ ماہ حال کو بلغاريوں پر حمله کر ديا اور (ڈليڈن) کي پہاڑيوں پر سنگينيں چڑھا کر چڑھگئے اور بلغاريوں کو سخت و شديد نقصانات پہونچا کر اس پر قابض ہوگئے - چتلجا کي ترکي فوج (يا پا بر غاس) کي فوج سے متحد ہوگئي اور دونوں نے ملکر بلغاريوں پر جو مغرب کي پہاڑيوں پر موجود تھے حمله کر ديا - تمام بلغاري گرفتار ہوگئے - صرف دس بلغاري بھاگ کر نکل گئے - ترکي رساله نے (يغادوس) پر قبضه کر ليا ہے -

فما استطاعوا ان يظهروه وما استطاعوا له نقبا (١٨: ٩٦)



چٹلجا کا سد مدافعت

جس سے بالاخر تمام بلغاری قوت سر ٹکرا کر رہگئی

چٹلجا کے خطوط مدافعت کی ایک تصویر پچھلے الہلال میں شائع ہو چکی ہے ' لیکن یہ اسکا زیادہ مکمل اور واضح نظارہ ہے - اسمیں عثمانی اور بلغاری استحکامات ' مورچے مورچوں کی زد ' ترکی قلعے اور ساحل کے جنگی بیڑہ کے مقامات اچھی طرح نظر آتے ہیں -

یہ تصویر [illegible] کے کیمپ [illegible] عثمانی لشکر کے ہمراہ ہیں -

یہ عین اس زمانے کی [illegible] بلغاریوں نے ([illegible]) کے قریب آخری حملہ کیا تھا -

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو اگر بد حواس ہوکر چتلجا سے روانہ ہوجانا پڑا ' تو ایسا ہونا ناگزیر تھا ' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپني تمام قوت کو اُس کاغذ کي طرح ' جو قینچي کے دو پلڑوں میں آگیا ہو ' پارہ پارہ کردیتے -

اس حالت کے سمجھنے کیلیے بہتر ہے کہ قلم سے چند خطوط کھینچکر میدان جنگ کا نقشہ آپکے سامنے کردوں - [نقشہ دیکھیے]

اس نقشے میں آپ دیکھتے ہیں کہ غازي (انور بے) نے ساحل مارمورا کے اس حصے پر فوج اتار دي ہے ' جہاں سے محاصرین ایڈریانوپل پر بائیں جانب کو بڑھکر بآساني حملہ کیا جاسکتا ہے - اس سے نیچے آئیے تو آپکو دردانیال کي وہ تنگ بحري شاخ ملے گي ' جسکے ایک طرف مارمورا ' اور دوسري جانب بحر اسود ہے - یہیں (گیلي پولي) واقع ہے ' جہاں (فتحي بے) ٦٠ ہزار فوج کے ساتھہ موجود ہیں -

(انور بے) کي ناگہاني موجودگي ایک طرف تو خود محاصرین ایڈریا نوپل کے سر پر عذاب الیم بنگئي کیونکہ سامنے سے ایڈریا نوپل کے گولے ' عقب سے (انور بے) کا حملہ ' اور سر پر شتلجا لائن کي آتش فشاني : یوم یغشاھم العذاب من فوقہم ومن تحت ارجلہم ' و یقول ذوقوا ما کنتم تعملون (۲۹ : ۵۶) دوسري طرف جسقدر بلغاري فوج گیلي پولي کی طرف سے بڑھگئي تھي ' وہ بالکل قینچي کے اندر پھنس گئي - ایک طرف سے اگر فتحي بے کي فوج بڑھے اور دوسري طرف سے انور بے کي ' تو سمندر کے سوا اور کوئي تیسري راہ فرار باز نہیں -

پس بلغاریا کي حرکت بظاہر کسي پیش نظر جدید نقشۂ جنگ کي تکمیل پر مبني نہیں معلوم ہوتي ' بلکہ محض ایک مضطربانہ اور بدحواسانہ آشیانے کي تلاش ہے - وہ بالکل مجبور ہوگئي ہے کہ غازي (انور بے) کے اقدام سے پہلے گیلي پولي کي مصروف کارزار فوج کو کسي طرح قوي کردے -

ایک تار برقي میں ظاہر کیا گیا ہے کہ " غالباً ایڈریا نوپل کے محاصرے کي جگہ اب پوري قوت (گیلي پولي) کي راہ بڑھنے پر صرف کي جاے گي " یہ بھي ظاہر کیا گیا ہے کہ دردانیال کي طرف سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے - آغاز جنگ ھي کے زمانے میں بعض تجربہ کاران جنگ نے اخبارات میں لکھا تھا کہ " بلغاریا اپني فوجي قوت کو ایڈریا نوپل کے محاصرے اور شتلجا کے سامنے بیکار پڑے رہنے میں کیوں ضائع کر رہي ہے ؟ اسکے لیے زیادہ عقلمندانہ کارروائي یہ ہے کہ (گیلي پولي) میں اپني قوت جمع کردے "

ممکن ہے کہ ایڈریا نوپل کي جگہہ اب (گیلي پولي) جنگ کا اصلي نقطہ بن جاے ' لیکن اگر امپائر کا تار صحیح ہے تو اسکا وقت چلا گیا -

امپائر کے تار کے قبول کرلینے میں صرف ایک امر مانع ہے ' یعنے ہم اپني خاص معلومات کي بنا پر یقین کرتے ہیں کہ اس وقت عثماني فوج کیلیے جلد سے جلد ایڈریا نوپل کے محاصرے کا خاتمہ کردینا سب سے پہلا کام ہے ' اور غازي انور بے کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسي طرح ایڈریا نوپل میں پہنچکر وہاں کي محصور فوج کي کمان اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور باہر نکلکر محاصرین پر ٹوٹ پڑیں - لیکن ممکن ہے کہ مصالح نے اس راے میں تبدیلي پیدا کردي ہو - بہر حال حالات و نتائج کا انتظار ' اور راہ قیاس ناپید ' والامر للہ العلي الکبیر -

اطـــلاع

پچھلا نمبر اس عاجز کي مجبورکن علالت کي وجہ سے نہایت بے مزہ نکلا - اسکي تلافي کیلیے یہ نمبر ڈیوڑھي ضخامت اور ایک پورے صفحہ کي تصویر کے ساتھہ شائع کیا گیا ہے - درمیان میں چار صفحے ' اور آخر میں چار صفحے ' کل ۸ صفحے زیادہ ہیں -

(ایڈیٹر)

[بقیۂ نامورانِ غزوۂ بلقان صفحہ ۸ - ع -]

(۲) گورنمنٹ کي طرف سے نہیں بلکہ ذات شاہانہ ہمایوں کے دستخط سے فوراً ایک اپیل تمام ملک میں شائع کي جاے جسمیں ایک داخلي قرضے کیلیے درخواست ہو -

(۳) نیز ایک دوسري اپیل شائع کي جاے جسمیں حفاظت وطن کیلیے ایک قومي فنڈ کے قیام کي درخواست ہو -

(۴) اگر خدا نخواستہ مجوزہ کمیشن کی تحقیقات کے بعد یہي نتیجہ نکلے کہ عثماني فوج (محمد فاتح) اور (با یزید یلدرم) کي عزت کي حفاظت سے جواب دیدیتي ہے تو پھر بھي جلالة ماب التوا کي منظوري کو چند لمحوں کیلیے ملتوي رکھیں ' اور ایک مرتبہ خود بہ نفس نفیس چتلجا تشریف فرما ہوکر عثماني فوج سے صرف اتنا دریافت فرمالیں کہ " کیا اس جسم کي حفاظت سے تم نے آخري جواب دیدیا ہے ؟ "

سلطان المعظم نے نوجوان ترکوں کي ان ملت پرستانہ معروضات کي پوري قدر داني کي ' اور حکم دیا کہ ایک کمیشن منتخب ہو -

لیکن قبل اسکے کہ محمود شوکت پاشا وغیرہ شتلجا روانہ ہوں ' کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونین نے اپني تدبیروں کو خاک میں ملتے محسوس کرلیا ' وہ سمجھے کہ اسکا نتیجہ قطعاً جنگ کا قیام ' اور یورپ کي اُمیدوں کي نامرادي ہوگي - وہ فوراً قصر سلطاني میں حاضر ہوا اور سرپیٹ کر کہا : " چند ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک نوجوان کي باتوں میں آکر آپ ملک کي حفاظت کي آخري تدبیر کو بھي غارت کر رہے ہیں - جنگ کا خیال اب محض جنون ہے - دول یورپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ صلح کا سامان کرکے ہمیں ہلاکت سے بچا رہے ہیں - جب سفراے دول دیکھیں گے کہ آپ نوجوان ترکوں کي راے پر چل رہے ہیں اور فوجي حالت کي درستگي اور تحقیق کیلیے لوگ شتلجا جا رہے ہیں ' تو برہم ہوکر صلح کي منظوري سے دست بردار ہو جائیں گے ' پھر مرض قطعاً لا علاج ہو جاے گا " -

دوسرے طرف یکایک نوجوان ترکوں کي گرفتاریاں شروع ہوگئیں ' محمود شوکت پاشا کو نظر بند کردیا ' کچھہ نوجوان ترک لڑائیوں سے زخمي ہوکر آئے تھے ' انکو بھي شفاخانوں سے نکالکر قید خانے میں بھیجدیا -

یہ کارروائي جس سرعت اور طاقت کے ساتھہ رات بھر کے اندر کي گئي ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجانب کا ہاتھہ بھي کام کر رہا تھا -

نوجوان ترکوں کی گرفتاري کے بعد ھي التواے جنگ کے کاغذات پر دستخط ہوگئے !

اس پر آشوب وقت میں بھي جس شخص نے ان مظلوم ملت پرستوں کي علانیہ اعانت کي ' وہ یہي پرنس (یوسف عز الدین) تھے -

نوجوان ترکوں کي طرح انکو کامل پاشا گرفتار نہیں کر سکتا تھا ' یہ ولي عہد سلطنت تھے - اس نے سلطان المعظم کو یقین دلانے کي کوشش شروع کردي تھي کہ " در اصل محمود شوکت پاشا اپکو معزول کرکے پرنس کو تخت نشین کرنا چاہتے ہیں " لیکن اس وسوسہ کا چل جانا آسان نہ تھا -

وہ علانیہ انجمن کي حمایت کیلیے کھڑے ہوگئے - صرف آٹھہ شخص جو گرفتاري سے بچ رہے تھے ' انکے ساتھہ تھے - سب سے پہلے انھوں نے سلطان المعظم کي خدمت میں حاضر ہوکر اس ابلیسانہ ظلم و تعدي کي فریاد کي - پھر پوشیدہ طور پر فوج کے اندر اضطراب پیدا کرنے میں مدد کي - انور بے کي طلبي کا انتظام کیا ' قانون سلطنت کي روسے وہ بہ نفس نفیس وزارت کے کاموں میں دخل نہیں دیسکتے تھے ' اسلیے (جمال الدین بے) کو اپنے طرف سے وکیل مقرر کیا اور اس طرح چند دنوں کے اندر حکومت مجبور ہوگئي کہ گرفتاران انجمن کو رہا کردے -

شذرات

هل اتاک حديث الجنود ؟

— * —

موسم بدل گيا

(ڈاکٹر مصباح الدين شريف بے) نے اپنے ٹيلي گرام ميں کہا تھا :

" موسم بدل گيا ہے ' ہم مٹ جائينگے يا عزت ملي کو بچالينگے ! ! "

جس وقت کہ ۲۳ - فروري کو (انور فاتح) قصر وزارت کي گهوڑوں کے نيچے پہنچا ہے ' تو يقيناً بوسفورس کے کنارے پر دولمہ باغچہ سراے کي فضاے محيط کا موسم بدل چکا تها ' ليکن کيا اب سلطل (مارمورا) کا آسمان بهي بدل نہيں گيا ہے ؟

يادش بخير لفٹنٹ (ريگنر) معلوم نہيں اب کہاں هيں ؟ ليکن تاهم خود بلغراد اور صوفيا کے اعلانات سے ايک حد تک انکي عدم موجودگي کي تلافي هو سکتي ہے - صلح کے خاتمے کے ساتهہ هي اعلان کيا گيا تها کہ ايڈريا نوپل کي تسخير صرف چند دنوں کا کام ہے اور اب ايڈريا نوپل کي حوالگي کا نہيں بلکہ قسطنطنيہ کي حوالگي کا مطالبہ کيا جاے گا - يہ اعلان اُس زمانے کا نہيں ہے جبکہ مسٹر (اسکربتهہ) گلڈ هال کي اسپيچ سے فارغ هوتے هي اس تار کو پڑهنے کيليے مضطرب الحال تهے ' جسميں سينٹ صوفيا کي ديواروں سے مقدس راهب کے صليب بردوش نکلنے کي خبر دي جاتي ' بلکہ يہ ۵ - فروري کا واقعہ ہے جبکہ (صوفيا) کا يہ عام خيال ظاهر کيا گيا تها کہ " زيادہ سے زيادہ ايک هفتے کے اندر ايڈريا نوپل مسخر هو جائيگا "

ليکن " موسم بدل گيا " - اب رهي ايڈريا نوپل ہے جسپر کامل تين دن تک بے سود گولہ باري کرنے کے بعد ثابت هوگيا کہ نا قابل تسخير ہے - چٹلجا آتش کي افشانيوں نے ايک مرتبہ بهي بلغاري سروي فوج کو بڑهنے کا موقعہ نہيں ديا - تين لڑائيوں کا خود صوفيا کو اقرار ہے مگر اب يہ کيوں دنيا پلٹ گئي ہے کہ نہ " تو پچاس هزار ترک گرفتار " هوتے هيں ' نہ " تين گهنٹے کے اندر قلعوں کو تسخير " کيا جاتا ہے ' اور نہ ايڈريا نوپل کي تسخير کے دعوے کا اعادہ هوتا ہے ؟

اب بلغاري فتوحات کے لٹريچر کي شاعري اس سے زيادہ نہيں ہے کہ " ترکوں کا معقول نقصان هوا - بآساني پسپا کرديے گيے - کافي نقصان پہنچايا گيا " -

تاهم ابتک لندن کے سياسي حلقے اپنے جان فروشان صليب کي طرف سے مايوس نہيں - کہا جاتا ہے کہ موجودہ خبريں زيادہ تر ترکي ذرائع کي هيں اسليے قابل وثوق نہيں -

بہتر ! مسٹر ايسکوبتهہ کے فتح قسطنطنيہ کا انتظار ابتک ختم نہيں هوا - اب ديکهيں ايڈريانوپل کي تسخير کيليے کب تک لندن منتظر رهتا ہے !

اس سے بڑهکر موسم کي تبديلي کيا هوگي کہ يا تو چند دنوں کے اندر ايڈريا نوپل کي تسخير کا اعلان تها ' يا اعلان جنگ سے تيسرے هي دن بلغاريا اور سرويا کي متحدہ قوت مجبور هوگئي کہ ايڈريانوپل کي تسخير کے جنون سے باز آجاے ' اور اپنا پورا نقشہ جنگ بدل دے ؟

نقشۂ جنگ کي تبديلي درحقيقت ايک عظيم الشان تبديلي ہے - تازہ تار برقيان مظهر هيں کہ بلغاريا کي فوج شٹلجا سے برابر هٹ رهي ہے ' اور اپنے قديمي مقامات کو چهوڑنے پر مجبور هو رهي ہے - قسطنطنيہ کے سرکاري اعلانات جنکو ريوٹر مشتہر کرتا ہے ' جنگ کي حالت بتلاتے هيں ' مگر ايندہ جنگ کے مقامات کي نسبت کوئي خبر نہيں ديتے ' اسليے بحالت موجودہ کوئي قطعي راے قائم نہيں کي جاسکتي کہ لڑائي کا رخ کس طرف هوگا ؟ تا هم يہ تو بالکل ظاهر هوگيا کہ جديد عثماني قوت نے جنگ کے موجودہ نقشے ميں بلغاريا کو شکست ديکر ' واقعات کا ورق الٹ ديا ہے -



اس عظيم الشان اور يکا يک پيدا هو جانے والي تبديلي کا پتہ ڈاکٹر (مصباح الدين) کے اُس تار سے ملتا ہے جو پچهلے هفتے الہلال کے پہلے صفحہ پر شائع هوا تها ' اور جسميں خبر دي گئي تهي کہ (انور بے) ايک فوج کے ساتهہ روانہ هوگئے هيں ' نيز مشہور مجاهد طرابلس (فتحي بک) بهي استانہ سے روانہ هوگئے - اسکے بعد کوئي خبر نہيں آئي -

ليکن ۷ - فروري کو مقامي معاصر (امپائر) کا خاص نامہ نگار تار ديتا ہے :

" انور بے کي ايک شجاعانہ کارروائي نے بلغاريوں کا تمام نقشہ جنگ پلٹ ديا ہے - اس نے جهازوں کے ذريعہ ۲۰ هزار فوج (شٹلجا) کے مغرب ميں اتار دي ہے - اس پيش قدمي سے بلغاريوں کيليے مغرب و شمال کي جانب هٹ جانا ناگزير هوگيا - چنانچہ وہ شٹلجا کے قصبے کو خالي کرکے اور آبادي کو جلا کرچلے گئے - گيلي پولي ميں بهي ايک سخت لڑائي هوئي - يہاں فتحي بک کي زير قيادت ۲۰ هزار سپاہ موجود ہے "

اسکے بعد گو ريوٹر نے کوئي خبر غازي (انور بے) کي نسبت نہيں بهيجي ' ليکن لندن کے ايک تار ميں ظاهر کيا گيا ہے کہ بلغاري شٹلجہ سے واقعي هٹ آے هيں -

اگر امپائر کے نامہ نگار کا بيان صحيح ہے تو پهر نقشۂ جنگ کے تغير کي کنجي بآساني مل جاتي ہے ' اور غازي (انور بے) نے اپنے خوارق دل و دماغ کا چند دنوں کے اندر هي ايک دوسرا جلوہ دکهلاديا

کریمه کے اتباع کی لوگوں کو دعوت دی جاتی ' اور اُن اعمال کا دلوں میں شوق و ولوله پیدا کیا جاتا ' جو ایک " مسلم و مومن " زندگی کے کیریکٹر کا اصلی مایۂ خمیر هیں ' اور جنکے اتباع نے صحابۂ کرام کی زندگی کو اس درجه تک پہنچادیا تھا که لسان الہی نے " یحبہم ویحبونه " کے صداے محبت سے انکی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا :

قــل ان کنتــم	اے پیغمبر! مدعیان محبت الہی سے کہدو که اگر
تحبــون اللــه	تم واقعی الله سے محبت رکھتے هو تو میرا اتباع
فاتبعونی یحببکم	کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو الله کی محبت
اللــه ویغفــرلکـم	کے دعوے کی ضرورت نهوگی بلکه) خود الله تم
ذنــوبکـم واللــه	کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناهوں کو
غفور الرحیم -	بھی بخشدیگا وه نہایت مہربان بخشنے والا ھے -

اگر ایسا هوتا تو ظاهر ھے که ان مجالس سے بڑھکر مسلمانوں کیلیے سعادت کونین کا ذریعه اور کیا تھا ؟ یه تمام کانفرنسیں اور انجمنیں جنکا چاروں طرف هنگامه بپا ھے ' ایک طرف ' اور اُس مجلــس کا ایک لمحه ایک طرف ' جو اس " اسوۂ حسنه " کے نظارے میں بسر هو - هماری مجلسیں اِسی ذکر کیلیے هونی چاهئیں ' اور هماری آنــکھیں اُسی جمال جہاں آرا کے نظارے کیلیے :

خدا سپردے تو سودا دے تیرے زلف پریشاں کا

ولنعم ما قیل :

مصلحت دید من آنست ' که یاران همه کار
بگذارنند ' و خــم طــرۂ یارے گیــرنـد !

لیکن بدبختی یه ھے که همارے اعمال کی صورتیں مسخ نہیں هوئی هیں ' مگر حقیقت غارت هوگئی ھے - قومی تنزل کے معنے یہی هیں که تمام قومی و دینی اشغال بظاهر قائم رهتے هیں لیکن انــکی روح مفقود هوجاتی ھے - یه نہیں ھے که هماری مسجدیں اُجڑگئی هوں ' کتنے جھاڑ اور فانوس هیں جنسے مسجــدیں بقعه نور بنائی جاتی هیں ؟ مگر رونا یه ھے که دل اجڑگئے هیں ' اور یه وه بستی ھے که جب یه ویران هوجاے تو پھر آبادی کہاں ؟ :

مجھے یه ڈر ھے ' دل زنده ! تو نه مرجاے
که زندگانی عبــارت ھے تیرے جینے سے !

فانهــا لا تعمی الابصــار ' ولــکن تعمی القلــوب التی فی الصدور

مجھے کیا کہنا تھا ' اور کیا کہنے لگا - بهر حال مولود کی مجلسیں بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا ' جسکی صورت تو قائم ھے ' مگر حقیقت مفقود - محض ایک رسمی تقریب ھے جو مثل اور رسمی صحبتوں کے ضروری سمجھه لی گئی ھے - اور امراء و رؤساء نے تو اپنی نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھی ایک ذریعه بنالیا ھے -

انحضرت کے صحیح حالات زندگی اور اُن انقلابات عظیمه کے بیان کی جگه ' (جو آپکی ولادت کے واقعه نے مشرق و مغرب میں پیدا کردیے) کتنے افسوس کی بات ھے که محض چند روایات ضعیفه و قصص موضوعه کے بیان کرنے پر اتنے بڑے ملی و دینی جذبے کو قربان کردیا جاتا ھے ؟ اور پھر اگر محض طبقۂ عوام کا یه حال هو تو قابل شکایت نہیں ' لیکن تعجب اور صد هزار تعجب ھے اس بوالعجبی پر ' که صدها علماے ملت هیں جو با وجود ادعاے رسوخ حدیث وسیر و وسعت نظر و علم ' ان روایات کو خاموشی کے ساتھه سنتے هیں ' خود پڑھتے هیں ' اور لوگوں سے پڑھواتے هیں ' مگر ایک لمحه کیلیے بھی انکے دل میں تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہیں هوتی :

ان هــذا من اعاجیب الــزمن !

کاش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت هونے کی نسبت کی گئی ھے ' وه اس مجلس کی اصلاح حال کیلیے کی جاتی - وه تمام چیزیں جو قوم میں شوق و شغف کے ساتھه موجود هوں ' درحقیقت ایک قوت هیں ' پس سب سے اول کوشش یه هونی چاهیے که اسٹیم کو ضائع کرنے کی جگه اس سے مفید کام لیا جاے - البته اگر اصل کار هی جادۂ شریعت سے منحرف هو اور صورت اصلاح مفقود ' تو پھر اُسکے استیصال کی کوشش امربالمعروف میں داخل اور ناگزیر ھے -

غفلت و مداهنت علما و تشدد بے محل

هزار تعجب ھے اُس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوے علم پر ' جسکے جواب کے بعض جملوں کو آپنے نقل کیا ھے - درحقیقة یہی وه مذهب کے نادان حامی هیں ' جنکی دوستانه حمایت ' همیشه دشمنوں کی مخالفت سے زیاده مذهب کیلیے مضر رهی ھے - جن روایات کی نسبت آپنے تحقیق چاهی تھی ' اُنکا اِنکار نه تو نیچریت ھے اور نه الحاد ' بلکه عین شیوۂ اسلام و ایمان ھے ' اور هر صاحب نظر ' جسکو فن حدیث و سیر سے کچھه بھی خبر هوگی ' ایک لمحه کیلیے بھی ان روایات کو تسلیم نہیں کریگا -

آپ اس سعی و کوشش کیلیے مستحق تحسین تھے ' افسوس که اس نادان مدعی علم نے تشدد مذهبی کا بیجا استعمال کیا ' حالانکه جو محل استعمال هیں ' انکی همارے علما خبر بھی نہیں لیتے -

بہت سے لوگ هیں جو تشدد مذهبی اور تعصب دینی کو علماے حال کی طرف منسوب کرتے هیں اور پھر برسوں سے اسپر رو رهے هیں ' لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا - مجھکو تو شکایت ھے که جس درجه تشدد مذهبی علما میں هونا چاهیے ' افسوس ھے که نہیں ھے - صدها امور ایسے هیں جن میں صاف طور پر انکے بیجا تسامح و مداهنت کو دیکھه رها هوں اور حق و معروف کے اعلان سے دانسته اعراض کیا جارها ھے - البته چنــد چھوٹی چھوٹی باتیں هیں ' جن میں تشدد کا اظہار هوتا ھے ' مگر چونــکه یه اظہار بے محل هوتا ھے ' اسلیے محض رائگان جاتا ھے ' بلکه اکثر موقعوں میں اور مضر هوتا ھے -

ایک بہت بڑا نــکتۂ عمل یه ھے که هر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل میں هو - آپ اسٹیــم کو جس سے سمندروں میں جہاز ' خشکیوں پر ریل ' اور کارخانوں میں مشینیں چلتی هیں ' ٹاٹ کی بوریوں میں بھرکر غباره بنــانے کی کوشش نه کیجیے - ورنه آپکی قوت اور سعی ' دونوں رائــگان جائیں گی -

یه اس ذکر کے چھیڑنے کا وقت نہیں ' ورنه بجاے خود ایک داستان طولانی ھے - اپنی مصیبتوں کا حال یه ھے که چادر کا کوئی گوشه دھبے سے خالی نہیں - کس کس چیز کو بیان کیجیے ' کس کس کے حال پر روئیے ' اور پھر اتنا وقت کہاں سے لائیے ؟

آسوده شبے باید و خوش مہتــابے
تا با تو حکایت کنــم از هر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کی صحت و عدم صحت کی نسبت ضمناً جن خیالات کا آپنے اظہار فرمایا ھے ' افسوس که فقیر اس سے متفق نہیں - وه ایک نہایت خطرناک اصولی غلطی ھے ' جس میں زمانۂ حال کے مدعیان تحقیق و اجتہاد اور رهروان جادۂ تطبیق عقل و نقل ' برسوں سے مبتلا هیں - آپنے بار بار اس سوال کو دهرایا ھے که " اگر یه

الهلال

• ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

اسئلة واجوبتها

مجالس مولد نبوی (صلعم)

و احادیث ضعیفه و موضوعه

(از جناب احمد حسین خانصاحب - بي - اے)

چند دنوں کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنے والا ہے' جبکہ مولود شریف کي مجلسیں جابجا منعقد ہونگي ' لیکن جس طریقه سے یه مجلسیں منعقد ہوتي ہیں اور جو حالات و واقعات اسمیں بیان کیے جاتے ہیں' معلوم نہیں جناب کا خیال اس بارے میں کیا ہے؟ لیکن میں تو اسکو نہایت افسوس ناک سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں که یہي حالات و واقعات ہیں جنہوں نے حضرت باني اسلام کي پاک زندگي کے متعلق مخالفین کے دلوں میں شکوک پیدا کردیے ہیں -

ایک مدت سے میرا خیال تھا که ایک مختصر رساله حضرت کے حالات میں جمع کروں جسکو مولود شریف کي مجلسوں میں پڑھا جاے ' لیکن جس طرح کے حالات کا متلاشي تھا ' وہ کہیں نہیں ملتے تھے - عرصه ہوا ایک رساله منشي امیر احمد امیر میناٸي نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا که اسمیں حالات زندگي ایک بہت بڑے عالم کي مدد سے لکھے گئے ہیں ' لیکن اسکو بھي دیکھا ' از سر تا پا وہي قصے بھرے تھے -

اس سال میں نے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھي اور چند علماے دین کو بغرض اصلاح سنائي' لیکن وہ اس امر پر نہایت برہم و ناراض ہوے که ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمیں نہ تھے' جو عام کتب مولود میں بیان کیے گئے ہیں - میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا که کیا یه واقعات مستند تاریخوں اور حدیث کي کتابوں میں لکھے ہیں؟ انہوں نے جواب میں لکھا که " یه تمام واقعات و معجزات صحیح ہیں جنکو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشه بیان کیا ہے - بڑے بڑے علماے دین اور اکابر اسلام نے اُنکي تصدیق فرمائي ہے' اور انکو پڑھا ہے' اور مجلسوں میں سنا ہے - البته آجکل کے نیچریوں اور لا مذہبوں کو انکے ماننے میں تامل ہے' کیونکه انگریزي کي کتابوں میں مرقوم نہیں"

آپ ہمیشه ہم انگریزي دانوں کو الحاد اور مذہبي غفلت کا الزام دیتے ہیں' لیکن جس انداز اور طریقه سے دیتے ہیں' اُسکي وجه سے ہم نہایت خوش ہیں اور آپکو اپنا خیر خواہ اور مصلح سمجھتے ہیں' لیکن خدا کے لیے اس بارے میں میري تشفي کر دیجیے که آیا یه واقعات واقعي مستند کتابوں میں مرقوم ہیں اور ان میں شک کرنا نیچریت اور مذہب سے کنارہ کشي ہے؟ اگر واقعي ایسا ہي ہے تو انصاف کیجیے که کیا یه واقعات عقل میں آتے ہیں؟ اور انکو آجکل کوئي تسلیم کرسکتا ہے؟ معاف فرمائیے اگر ایسے ہي واقعات سناکر آپ ہم کو دیني جذبات سے برگشتگي کا الزام دیتے ہیں تو دیجیے ' ہماري سمجھه میں تو نہیں آتے وہ واقعات یه ہیں :

(۱) جب حضرت کي ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنه کے پاس آیا نیز اُس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کي -

(۲) حضرت مریم اور حضرت آسیه کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا -

(۳) جب حضرت عبد الله کا نکاح حضرت آمنه سے ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں -

(۴) حضرت کي ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھه گیا ' قصر نوشیروان کے کنگورے گرگئے اور خانه کعبه کے بت اوندھے ہوگئے -

(۵) ولادت کے بعد حضرت کچھه دیر کیلیے غائب ہوگئے اور پھر کسي نے بہشتي کپڑوں میں لاکر رکھدیا -

(۶) روشنیوں کا نمودار ہونا اور عجیب عجیب آوازوں کا سنائي دینا -

(الهلال)

آپکا جوش دیني ' و محبت ایماني ' و فکر اصلاح مجالس ذکر مولد ' مستحق تحسین و لائق تشکر ہے - فجزاکم الله تعالی -

آپنے ایک نہایت اہم اور ضروري بحث چھیڑ دي - جي چاہتا ہے که بلا تامل صفحے کے صفحے لکھه جاؤں ' لیکن افسوس که وقت اور گنجایش سے مجبور ہوں ' لہذا چند کلمات ضروریه پر اکتفا کرتا ہوں :

فضیلت مجالس ذکر (صلعم)

مولود کی مجالس کا عجیب حال ہے - مقصد مجالس کے لحاظ سے دیکھیے تو فقیر کے اعتقاد میں اس سے زیادہ اہم ' عظیم المنفعة ' اور قوم کیلیے ذریعۂ ارشاد و ہدایت اور کوئي اجتماع نہیں - لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالیے تو اجتماعي و مجلسي قوتوں کے ضائع کرنے کي بھي اس سے زیادہ اور کوئي افسوسناک مثال نہیں ملیگي - اسلام ایک تعلیم تھي ' اور اس تعلیم کا عملي نمونه آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی زندگي تھي :

لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنه لمن کان یرجو الله والیوم الاخر وذکر الله کثیرا (۳۳ : ۲۲)	بیشک رسول الله کی زندگي میں اُن لوگوں کیلیے پیروي اور اتباع کا ایک بہترین نمونه ہے جو الله اور یوم اخرت سے ڈرتے اور یوم اخرت پر ایمان رکھنے والے ' اور بکثرت ذکر کرنے والے ہیں -

حضرت (عائشه) سے پوچھا گیا که آس صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا؟ فرمایا: خلقه القران! اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ہے تو قران کو دیکھه لو که اس " کتاب مرقوم " کا وہ ایک ظلّ مجسم ' اور اسکے عملي نمونے کي ایک " لوح محفوظ " ہے! و في ذلك ' فلیتنافس المتنافسون (۸۳ : ۱۸) (۱)

پس مولود کي مجلسوں کا اصلي مقصد یه ہونا تھا که وہ اس " اسوۂ حسنه " کے جمال الہي کي تجلي گاہ ہوتیں ' انحضرت کے صحیح حالات زندگي سنائے جاتے ' انکے اخلاق عظیمه اور خصائل

(۱) یه چیز ہے که پیروي کرنے والوں کو اسکي پیروي کرني چاہیے -

على الخصوص متاخرین ایران میں بعض لوگوں نے وعظ گوئي کو ایک مستقل فن بنا دیا ' اور چونکه قابل اور اهل قلم بهي تهے ' اسلیے اپني مجالس کو کتب سیر و قصص کي صورت میں مدون بهي کر دیا : ضلوا فاضلوا ' فويل لهم ولاتباعهم -

مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفي) اور (ملا معین الدین هروي) انهي لوگوں میں سے تهے - على الخصوص اخر الذکر شخص ' جو فی الحقیقت انشا پردازي ' و حکایت طرازي ' و اقتباس روایات ضعیفۂ و موضوعه ' و تاویلات رکیکۂ قران و سنت ' و عبور و رسوخ اسرائیلیات و روایات یہود میں اپنا جواب نہیں رکهتا تها -

شاید بہت سے لوگوں کو یه معلوم نہیں که آج اردو زبان میں جس قدر مولود لکهے گئے هیں اور رائج هیں ' وہ سب کے سب بے واسط یا بالواسطه اسي (ملا معین هروي) کي کتابوں : معارج النبوہ ' تفسیر سورہ یوسف موسوم به نقرہ کار ' قصۂ حضرت موسیٰ علیه السلام موسوم به اعجاز موسوي وغیرها سے ماخوذ هیں -

اسمیں شک نہیں که ان کتابوں میں بعض حصے نہایت دلچسپ اور قابل دید هیں ' مثلاً وہ صوفیانه و عارفانه لطائف و نکات آیات و احادیث ' جو اقوال و مرویات صوفیا سے لیے گئے هیں ' یا خود اس نے پیدا کیے هیں ' لیکن تاهم ان لطائف کو کیا کیجیے که اصل موضوع هي سر تا سر ینبوع خرافات هے -

یه لوگ ان میں سے اکثر چیزوںکے خود موجد نه تهے ' بلکه اپني جماعت کے پیشرو افراد کے متبع ' لیکن فارسي میں لکهکر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع کرکے ان لوگوں نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و هند میں پهیلادیا ' اور چونکه عوام بالطبع اس غذا کے خواهاں هیں ' بغیر کسي دقت کے انکو قبول عام حاصل بهي هوگیا - والقصة بطولها -

قصص کتب مولد کا سر چشمۂ اول

آپنے جن روایات کي نسبت استفسار کیا هے ' (آپکو سنکر تعجب هوگا که) ان میں سے ایک واقعه بهي ایسا نہیں هے ' جو اصول فن حدیث کي بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے ' اور جسکو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا هو - (صحاح) ان قصص سے خالي هے - عام مسانید و معاجم اور مصنفات مشهورہ میں بهي کوئي لائق احتجاج ثبوت نہیں ملتا - حافظ (سیوطي) نے (جمع الجوامع) میں جمع احادیث کا پورا التزام کیا هے ' لیکن یه کیسي عجیب بات هے که ان روایات کا اسمیں کہیں پته نہیں ! (کنز العمال) میں متعدد ابواب تهے جہاں یه روایات آسکتي تهیں ' مثلاً (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) میں ' لیکن ایک اثر بهي وهاں درج نہیں کیا گیا - (قسم الافعال) میں ولادت کا مستقل باب موجود هے ' مگر وہ نہایت مختصر هے اور صرف چند اثار ' تاریخ و ایام ولادت کے متعلق پائے جاتے هیں لیکن ان واقعات کا کہیں ذکر نہیں - معجزات ولادت میں صرف دوچار روایتیں انحضرت کے مختون پیدا هونے کي نسبت البته درج کي هیں ' لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کي هیں ' جنکي نسبت علامه ابن تیمیه کہتے هیں که : " وفیها احادیث کثیرة ضعیفة موضوعة و هینة " اور پهر ان سب کے راوي اول حضرت ابن عباس هیں ' اور اسلیے تمام روایات ولادت کي طرح یه روایت بهي منقطع هے ' پس قابل احتجاج نہیں -

(ان روایات کیلیے کنزالعمال جلد ۲ - صفحه - ۳۳۱ کو دیکهیے)

کنز العمال کے باب (قسم الافعال) میں (دلائل و اعلام نبوت) کے عنوان کے نیچے دو تین طول طویل روایتیں (ابن عساکر) وغیرہ سے لیکر درج کي هیں ' جن میں نہایت بے سروپا قصے بیان کیے هیں اور یقیناً یکسر موضوع هیں ' تا هم اِن میں بهي ان واقعات ولادت کا کہیں پته نہیں - (ایضا - صفحه - ۳۰۴ -)

روایات ثلاثه حافظ ابو نعیم اصفهانی

پس در اصل ان قصص کا سر چشمۂ وحید ' اور مبدء اول وہ تین طول طویل حدیثیں هیں ' جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے عمرو بن قتیبه ' ابن عباس ' اور خود حضرت عباس کي نسبت سے روایت کیا هے ' اور یهي روایات هیں ' جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس ارا واعظوں نے اپني گرمي مجالس کیلیے استقبال کیا ' اور پهر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر متاخرین میں داخل هوگئیں ؟

شیخ جلال الدین سیوطي نے (خصائص کبریٰ) کي پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا هے - ان میں سے هر روایت ایک ایک صفحه کي هے - پوري نقل نہیں کر سکتے ' ضروري ٹکڑے حسب ذیل هیں :—

(۱) بروایت قتیبه

و اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة ' قال سمعت ابي و کان من اوعیة العلم قال : لما حضرت ولادة آمنة قال الله للملائکة افتحوا ابواب السماء کلها و ابواب الجنان کلها ' و امر الله الملائکة بالحضور ' فنزلت تبشر بعضها بعضا - و تطاولت جبال الدنیا و ارتفعت البحار و تباشر اهلها ' فلم یبق ملك الا حضر ' و اخذ الشیطان فغل سبعین غلا و القي منکوسا في لجة البحر الخضراء ' و غلت الشیاطین و المردة ' و البست الشمس یومئذ نورا عظیما ' و اقیم علي رأسها سبعون الف حوراء في الهواء ینتظرون ولادة محمد صلی الله علیه و سلم - و کان قد اذن الله تلك السنة لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامة لمحمد صلی الله علیه و سلم و ان لا تبقي شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا - فلما ولد النبي صلي الله علیه و سلم امتلاءت الدنیا کلها نورا و تباشرت الملائکة و ضرب في کل سماء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار به فهي معروفة في السماء * * * و نکست الاصنام کلها و اما اللات و العزی ' فانهما خرجا من خزانتهما و هما یقولان " ویح قریش جاء هم الامین جاء هم الصدیق "

(۲) بروایت ابن عباس

و اخرج ابو نعیم عن ابن عباس قال : کان من دلالات حمل رسول الله صلی الله علیه و سلم ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة * * * ولم تبق کاهنة في قریش ولا في قبیلة من قبائل العرب ' الا حجبت عن صاحبتها ' و انتزع علم الکهنة منها ' ولم یبق سریر ملك من ملوك الدنیا الا اصبح منکوسا ' و الملك مخرسا لا ینطق یومه ذلك ' و مرت وحش المشرق الی وحش المغرب بالبشارات * * * و فتح الله لمولده ابواب السماء و جنانه فکانت آمنة تحدث عن نفسها و تقول " اتاني آت حین مربي من حمله ستة اشهر فوکزني برجله في المنام و قال لي یا آمنة ! انك قد حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدتیه فسمیه محمدا " فکانت تحدث عن نفاسها و تقول " لقد اخذني ما یاخذ النساء ولم یعلم بي احد من القوم فسمعت وجبة شدیدة و امرا عظیما فهالني ذلك ' فرأیت کان جناح طیر ابیض قد مسح على فوادي فذهب عني کل رعب وکل وجع کنت اجد ثم التفت فاذا انا بشربة بیضاء لبنا وکنت عطشي ' فتناولتها شربتها فاضاء مني نور عال ' ثم رأیت نسوة کالنخل الطوال ' کانهن من بنات عبد مناف یحدقن بي فبینا انا اعجب و اذا بدیباج ابیض قد مد بین السماء و الارض ' و اذا بقائل یقول خذ وہ من اعین الناس قالت ورأیت رجالا قد وقفوا في الهواء بایدیهم اباریق فضة ورأیت قطعة من الطیر قد اقبلت حتی غطت حجري مناقیرها من

روایات صحیح هیں تو کیا عقل میں آسکتي هیں ؟ " جواباً گذارش ہے کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں هیں' لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپکي عقل میں نہ آئے' وہ یکسر غلط و موضوع ہے ؟

آپ بلا تامل پوچھیے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول هیں ؟ اور میں آپکو یقین دلاتا هوں کہ صرف اتنا پوچھہ لینا هي آپکے مقصد کے حصول کیلیے کافی ہے' لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و باطل ہے کہ واقعہ کي صحت کیلیے پہلي شرط آپکے عقل کي تصدیق ہے ؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے هیں مگر نہیں سمجھتے کہ کیسي خطرناک سوفسطائیت کي راہ ہے' جو اسطرح اپکے سامنے کھل جاتي ہے - هر واقعہ کي صحت و عدم صحت کیلیے پہلي چیز' اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس' نہ کہ زید و عمر کي عقل میں آنا - مجکو یقین نہیں کہ مارکوني ٹیلي گرام کو آپکي عقل تسلیم کرتی هو' اور غالباً آپنے اب تک اسکا عیني مشاهدہ بھي نہ کیا هوگا' لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کي خبر یورپ کے کسي مستند پرچے میں دیکھي هوگي' اور تمام اخبارں میں اسکي شہرت کا غلغلہ مچا هوگا' تو فرمائیے' آپنے اسکي تصدیق لي تھي یا انکار ؟

آپکو معلوم نہیں کہ یہي وہ سرحد ہے جہاں سے (با وجود اتحاد مقصد و اصول) مجھے آجکل کے مصلحین مذهب سے الگ هو جانا پڑتا ہے - ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلي سے ذرا بھي الگ پاتے هیں' معاً اس سے انکار کردینے کیلیے بیچین هو جاتے هیں' اور پھر اس انکار محض کو " تطبیق منقول و معقول " کے مرعوب کن لفظ سے تعبیر کرنے کے علانیہ تمسخر سے نہیں شرماتے : و تقولون بافواهکم ما لیس لکم بہ علم و تحسبونہ هینا و هو عند اللہ عظیم (٢٤ : ١٥)

حالانکہ اگر انکو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا هوتا اور علم و فن پر نظر هوتي' تو وہ دیکھتے کہ اسي مقصد کو اصول فن کے ساتھہ چلکر بھي حاصل کر سکتے هیں -

کیا ضرورت ہے اسکي کہ ان روایات کي محض اسوجہ سے تغلیط کردي جاے کہ وہ هماري عقل میں نہیں آتیں' جبکہ هم اصول مقررۂ حدیث و اثار' و طرق جرح و تعدیل روایت' و تحقیق و نقد درایت' و شہادات موثقۂ ارباب علم و فن کي بنا پر بغیر ادنے دقت کے ثابت کر سکتے هیں کہ یہ روایات هي پایۂ اعتبار سے ساقط هیں' اور اصول فن سے لائق احتجاج نہیں - اور اسطرح بغیر سر رشتۂ اصول کو هاتھہ سے دیے' اسي منزل مقصود تک پہنچ سکتے هیں -

معلوم نہیں آپنے میري گذارش کو سمجھا بھي یا نہیں ؟ میں کہتا هوں کہ بہت سي باتیں هیں جنسے انکار کرنے میں ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور هم متفق هوں' لیکن پھر هم میں اور ان میں بعد المشرقین ہے - وہ محض اس بنا پر انکار کرتے هیں کہ انکي عقل میں نہیں آتي' اور هم اس لیے انکار کرتے هیں کہ اصول فن سے انکا قابل تسلیم هونا ثابت نہیں - فاي الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

آپ کہیں گے کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے' میں کہونگا کہ منزل تک پہنچنے هي پر سفر کي کامیابي موقوف نہیں ہے' بلکہ بہت کچھہ راہ سفر کے تعین و انتخاب پر :

و شتان ما بین خل و خمر

آپکو نہیں معلوم' صدھا باتیں هیں کہ آجکل کے مصلحین بھي کہتے هیں اور انھي کو امام غزالي اور شاہ ولي اللہ قدس اللہ سرهما نے بھي کہا ہے' مگر پھر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے مذهب کو تقویت هوتي ہے' حالانکہ مقصود پہلي جماعت کا بھي تقویت مذهب هي ہے - یہ فرق حالت بھي زیادہ تر اسي اختلاف طریق کا نتیجہ ہے - آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ علما اجکل کي چیزوں پر متوجہ نہیں هوتے - یہ سچ ہے' مگر اسکو بھي تو دیکھیے کہ اپ لوگوں نے انکي نظروں کو متوجہ کرنے هي کا کونسا سامان کیا ہے ؟ لوگ دیکھتے هیں کہ جس چیز کو آپ " تطبیق عقل و نقل " کہتے هیں' وہ صرف ایک تیز و برق خرام قینچي ہے' جس کو آپنے اٹھایا اور بے تکان قطع و برید شروع کردي - نہ علم و فن سے مس ہے' نہ اصول و قواعد کي خبر ہے' نہ کتابوں پر نظر ہے' اور نہ اُس زبان سے واقفیت ہے' جس سے قران و حدیث کو الگ نہیں کیا جاسکتا - پھر وہ آپکي وقعت کریں تو کیا کریں ؟

گو میں اپنے عقیدے میں اس اغماض کو بھي علما کي ایک سخت غلطي سمجھتا هوں اور بیان وجوہ کا یہ موقع نہیں' تاهم اگر وہ اپنے اغماض کي یہ توجیہہ کریں تو آپ کیا جواب دیں گے ؟

میں جو همیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے متبع طریقت (سید رشید رضا) کي تعریف کرتا هوں تو اسکي بھي یہي وجہہ ہے کہ انہوں نے بہ نسبت هندوستان کے مصلحین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیال رکھا ہے' حالانکہ ضرورت انکے سامنے بھي وهي تھي جو یہاں درپیش ہے -

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لیں - عقل و تفلسف کو زحمت دینے کي ضرورت نہیں' سرے سے یہ تمام روایتیں هي از قبیل قصص و حکایات موضوعہ هیں' جنکا کتب معتبرۂ حدیث میں نام و نشان تک نہیں -

طبقۂ محدثین و جماعت قصّاص و وعّاظ

اس تفصیل کي یہاں گنجایش نہیں مگر چند الفاظ کہونگا - یہ کیسي سخت بد بختي کي بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن چیزوں کي سب سے زیادہ شہرت' اور عوام و خواص میں جو بیانات سب سے زیادہ مقبول هیں' وهي سب سے زیادہ غیر معتبر اور نا قابل تسلیم بھي هیں - یہ حال هر علم و فن کا ہے - تاریخ میں وهي کتابیں اور انھی کتابوں کي حکایات مشہور و مقبول هیں' جنکے بعد همارے یہاں خرافات واکاذیب کا کوئي درجہ نہیں - سیر و فضائل میں بھي انھي کتابوں کو قبول عام حاصل ہے' جنکے مصنف محدثین کي جگہ قصّاص و واعظین تھے - سب سے بڑي مصیبت یہ ہے کہ قدماء کي کتابوں پر نظر نہیں' اور هر علم و فن میں تمام تر دار و مدار متاخرین پر ہے - یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے' اور چند کتابوں سے رطب و یابس روایات کو کسي ترتیب تازہ کے ساتھہ جمع کردینا هي انکي قوۃ تصنیف کا سدرۃ المنتہی تھا -

میں نے دو مرتبہ " قصّاص و واعظین " کا لفظ کہا' یعني مذهبي قصص و حکایات سے گرمي محفل کا کام لینے والے واعظ - في الحقیقت یہ طبقہ همارے یہاں ابتدا سے سرچشمۂ موضوعات' و مبدء جمیع اقسام افتراء و مکذوبات' و ینبوع خرافات و حکایات رها ہے - یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو انظار عوام میں دلفریب و پرکشش بنانے کیلیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات کي تلاش و جستجو میں رهیں' اور اگر میسر نہ آئیں تو خود وضع کریں : یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ - پھر یہ لوگ اس طرح کي تمام روایتوں کو شاعرانہ اغراق و تغلیب' اور داستاں طرازانہ اضافۂ و تحشیہ کے ساتھہ اپني مجلسوں میں بیان کرتے تھے' اور رفتہ رفتہ مرض متعدي هوجا تا تھا -

پته نهيں - تيسري روايت ميں خود تصريح كردي هے كه " بسند ضعيف " ليكن راوي كے اس انكسار طبع پر هم قانع نهيں هوسكتے ' كيونكه يه روايت ضعيف هي نهيں بلكه سرے سے موضوع هے - روايت خود حضرت عباس سے هے جو بطور جملهٔ معترضه كے اغاز حديث ميں كهتے هيں : ولد اخي عبد الله ' وهو اصغرنا (ميرا بهائى عبد الله پيدا هوا اور وه هم تمام بهائيوں ميں سب سے زياده چهوٹا تها) صرف يهي جملهٔ معترضه اس روايت كے موضوع هونے كيليے ايک محكم اندروني شهادت هے ' كيونكه بالاتفاق يه مسلم هے كه حضرت عبد الله ' حضرت عباس سے بڑے تهے نه كه چهوٹے -

حافظ ابن عبد البر (الاستيعاب في معرفة الاصحاب) ميں لكهتے هيں :

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول الله يكني ابا الفضل بابنه الفضل ' وكان العباس اسن من رسول الله بسنتين و قيل بثلاث سنين - (ديكهو كتاب مذكور جلد ۲ - صفحه - ۴۹۷ -)

عباس بن عبد المطلب آنحضرت كے چچا ' اپنے لڑكے فضل كي نسبت سے ابو الفضل كنيت ركهتے تهے - انكي عمر آنحضرت سے صرف دو برس زائد تهي اور بعض نے كها هے كه تين برس -

جب خود حضرت عباس كي عمر آنحضرت (صلى الله عليه وسلم) سے صرف دو تين برس زياده تهي ' تو آپكے والد سے كيونكر بڑے هوسكتے هيں ؟

معلوم هوتا هے كه جس نادان نے يه قصه گڑهكر حضرت عباس كي طرف منسوب كيا هے ' يا تو اس غريب كو اسكي خبر نه تهي ' يا جانتا تها اور روايت كو معتبر بنانے كيليے قصداً يه ٹكڑا داخل كرديا تاكه ضمناً ايک دوسرا مغالطه ديكر روايت كو انقطاع سے محفوظ ثابت كردے - فكفى بذلك كذبه وبهتانه على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمه ' و من كذب عليه متعمداً فليتبوء مقعده فى النار -

(۳) ايک سب سے بڑي دليل واضح ان روايات واهيه كے نا قابل اعتبار هونے كي يه هے كه خود (حافظ ابو نعيم) نے (دلائل النبوة) ميں ان روايات كو نقل نهيں كيا (۱) حالانكه اسميں هر طرح كي ضعيف و منكر روايتيں بلا تامل جمع كردي هيں - اس سے صاف ظاهر هے كه خود حافظ موصوف كے نزديک يه روايات اسدرجه واضح طور پر موضوع تهيں ' كه وه ضعيف و منكر روايتوں ميں بهي انهيں نه لے سكے ' اور با وجود انكے مذاق ميں سب سے بڑے ذخيرهٔ دلائل و اعلام نبوت هونے كے ' مجبوراً چهوڑ دينا پڑا -

(۴) ليكن ان سب سے بڑهكر ايک برهان قاطع اور شهادت واضح (جو في الحقيقت ان روايات كے موضوع هونے كا اخري فيصله كرديتي هے) يه هے كه خود حافظ سيوطي (خصائص كبرى) ميں تيسري روايت كو نقل كرنے كے بعد لكهتے هيں :

هذا لاثر و الاثران قبله ' فيها نكارة شديدة ' ولم اورد فى كتابى هذا أشد نكارة منها ولم تكن نفسي تطيب بايرادها (فتامل) لكني تبعت الحافظ ابا نعيم في ذلك ! (خصائص كبرى جلد ۱ - صفحه - ۴۹)

يه روايت اور اس سے قبل كي جو دو روايتيں هيں ' تو ان سب ميں نهايت سخت و شديد انكار و قباحت هے اور با وجود انكے اشد شديد انكار كے ميں نے اس كتاب ميں جو درج كيا ' تو ميرا دل اس امر كو پسند نهيں كرتا تها مگر ميں نے محض حافظ ابو نعيم كي پيروي كے خيال سے ايسا كرديا -

حافظ (سيوطي) هر طرح كي رطب و يابس روايتوں كے جمع كرنے بلكه انسے استدلال كردينے ميں جس درجه بے احتياط او ر تساهل پيشه هيں ' وه ارباب نظر سے مخفى نهيں - ليكن ان روايات كي

(۱) دلائل النبوة دائرة المعارف حيدر اباد ميں چهپ گئي هے - اسكے پهلے حصے كے صفحه (۳۲) ميں (تزويج امنه) كا پورا باب ديكهه جاييے ' بهت سي روايات ضعيفه و واهيه درج هيں مگر ان روايات كا پته نهيں ! منه -

لغوبت كا يه حال تها كه وه بهي باين همه تساهل چپ نه رهسكے ' اور بے اختيار هوكر انكار شديد كے ساتهه اسكي معذرت كرني پڑي كه محض حافظ (ابو نعيم) كے اتباع كے خيال سے درج كرديتا هوں !

وه لكهتے هيں كه ميرا جي نهيں چاهتا تها كه ان روايتوں كو درج كروں - غور كيجيے كه جن روايتوں كے درج كرنے سے حافظ سيوطي كي طبيعت بهي اعراض كرے ' وه كس درجه واهي و مزخرف هونگي ؟

اجكل مناقب و فضائل اور واقعات و سير ميں مدعيان فن كي انتهائي سرحد حافظ سيوطي و اقرانه هيں - ليكن يه كيسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف كا هے كه ميں هر طرح واهي و منكر روايتيں لوگوں كے اتباع كے خيال سے درج كرديتا هوں فتاملوا و تفكروا ولا تغروا باصحاب العمائم العجراء اذ قررها و اجازوها ' ان هم الا اصحاب اوهام و شقاشق يتقربون بها من العوام -

كسر ايوان كسرى وغيره

آپكے اكثر سوالات كا جواب ان روايات كي بحث ميں آگيا ' نيز بعض غير مسئول عنه امور كا بهي ' ليكن ابهي ايک چوتهي روايت باقي هے ' جسميں اتشكده ايران كے بجهه جانے ' قصر نوشيروان كے كنگوروں كے گرنے ' كاهنوں كے پر اسرار و عجائب اظهارات اور ايک خطبه كهانت كا ذكر كيا گيا هے -

يه روايت بهي پورے دو صفحه كي هے - سيوطي نے (خصائص) ميں اور حافظ ابو نعيم نے (دلائل) ميں اسكو درج كيا هے - اگر نقل كروں تو پورے دو كالم مطلوب هوں - خلاصه مضمون يه هے كه " آنحضرت كي ولادت كي رات كسرى كے ايوان ميں زلزله محسوس هوا ' اسكے ۱۴ - كنگورے گرگئے ' ايران كي وه آگ جو هزار سال سے نهيں بجهي تهي ' بجهه گئي ' بحيرهٔ ساوه خشک هوگيا ' نوشيروان نے وزرا اور موبدوں كو جمع كركے اسكي وجه پوچهي - انهوں نے كها كه هم نے بهي خواب ديكها هے ' عرب ميں كوئي انقلاب هونے والا هے - اسپر نوشيروان نے نعمان بن منذر كے نام خط لكها كه عرب سے ايک ايسا شخص بهيجدو جو ميرے هر سوال كا جواب دے ' نعمان نے (عبد المسيح) نامي ايک كاهن كو بهيجا ' ليكن اس نے اپنے سے زياده عالم (سطيح) كاهن شام كو بتلايا ' اور نوشيروان كے سوالات ليكر وه اسكے پاس گيا (سطيح) مرض الموت ميں گرفتار تها - (عبد المسيح) نے كهانت آميز اشعار پڑهے ' اور جب اس نے سر اٹهايا تو كها : " تهوي الى سطيح ' و قد اوفي على الضريح ' بعثك ملک بني ساسان ' لارتجاس الايوان ' و خمود النيران ' و رويا الموبذان ' راي ابلا صعابا ' تقود خيلا عرابا ' وغيره وغيره " ليكن سطيح مرگيا اور جواب كي مهلت نه پائي " (۱)

ليكن يه روايت بهي قطعاً نا قابل اعتنا هے - اسكا راوي اول (مخزوم ابن هاني) هے جو اپنے باپ سے روايت كرتا هے - خود حافظ سيوطي اس روايت كو نقل كرنے كے بعد لكهتے هيں :

قال ابن عساكر : حديث غريب لا نعرفه الا من حديث ابن مخزوم عن ابيه ' تفرد به ابو ايوب البجلي (جلد اول صفحه - ۵۱)

ابن عساكر نے اسكي نسبت كها هے كه حديث غريب هے جسكو سوائے ابن مخزوم كے اور كسي نے روايت نهيں كيا هے -

اس روايت كے واقعات به تغير الفاظ و حذف و اضافهٔ بعض امور ' فضائل و حكايات كي كتابوں ميں بكثرت ملتے هيں ' ليكن ان سب كي بنياد يهي روايت هے [illegible] والعدة بما يروي [illegible] حدثوني ' الا بما يهذي به القصاصون الكاذ[illegible] -

(۱) پوري روايت كيليے دلائل النبوة جلد اول صفحه ۴۱ - اور خصائص جلد اول صفحه - ۴۹ - كو ديكهيے - منه

الزمرد و اجنحتها من اليواقيت فكشف الله عن بصري و ابصرت تلك الساعة مشارق الارض و مغاربها * * * ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهي و سمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد شرق الارض و غربها و ادخلوه البحار ليعرفوه باسمه و نعته و صورته " * * * * ثم تجلت عنه في اسرع وقت فاذا انا به مدرج في ثوب صوف ابيض و تحته حريرة خضراء و قد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب و اذا قائل يقول " قبض محمد علي مفاتيح النصرة و مفاتيح الريح و مفاتيح النبوة " ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل و خفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عيني ' فسمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد الشرق و الغرب و علي مواليد النبيين ' و اعرضوه على كل روحاني من الجن و الانس و الطير و السباع " * * * و اذا انا بثلاثة نفر في يد احدهم ابريق من فضة و في يد الثاني طست من زمرد اخضر و في يد الثالث حريرة بيضاء فنشرها فاخرج منها خاتما تحار ابصار الناظرين دونه ' فغسله من ذالك الابريق سبع مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم و لفه في الحريرة ثم حمله فادخله بين اجنحته ساعة ثم رده الي "

(۳) بروايت حضرت عباس

و اخرج ابو نعيم بسند ضعيف عن العباس قال لما ولد اخي عبد الله و هو اصغرنا * * * * * فلما ولدت آمنة قلت لها ما الذي رأيت في ولادتك ؟ قالت " لما جاءني الطلق و اشتد بي الامر سمعت جلبة و كلاما لا يشبه كلام الآدميين ' ورأيت علما من سندس على قضيب من ياقوت قد ضرب ما بين السماء و الارض * * * ورأيت قربي سربا من القطاء قد سجدت له و نشرت اجنحتها ورأيت تابعة سعيرة الاسدية قد مرت وهي تقول ما لقي الاصنام و الكهان من ولدک هذا هلكت سعيرة و الويل للاصنام ورأيت شابا من اتم الناس طولا و اشدهم بياضا ' فاخذ المولود مني ' فتفل في فيه ' و معه طاس من ذهب فشق بطنه شقا ' ثم اخرج قلبه فشقه شقا ' فاخرج منه نكتة سوداء فرمى بها ' ثم اخرج صرة من حرير اخضر ففتحها فاذا فيها شيء كالذريرة البيضاء فحشاه ثم اخرج صرة من حرير ابيض ففتحها فاذا فيها خاتم فضرب على كتفه كالبيضة و البسه قميصا " فهذا ما رأيت - (۱)

ليكن يه تينوں روايتيں قطعا بے اصل هيں ' بوجوه ذيل :

(۱) حافظ (ابو نعيم) پانچويں صدي کے حفاظ حديث ميں سے هيں - (ذهبي) نے انکو تيرهويں طبقه کے ذيل ميں شمار کيا هے اور (تذکره) ميں مفصل ترجمه لکها هے - انکي جلالة مرتبة سے انکار نهيں ' ليکن کيا کيجيے که يه اُن لوگوں ميں هيں ' جنکي نسبت مسلم هے که فضائل و معجزات ميں رطب و يابس اور ضعيف و موضوع ' هر طرح کي حديثيں درج کر ديا کرتے تهے - يا تو يه حسن اعتقاد کي وجه سے تها ' يا پهر اعتماداً على الناس ' که لوگ خود درجهٔ صحت و ضعف کو تحقيق کرلينگے - يهاں تک که (علامهٔ ابن تيميه) کو ابو الشيخ اصفهاني کے ذکر ميں لکهنا پڑا :

و فيها احاديث كثيرة قوية	اور اسميں بهت سي حديثيں هيں
صحيحة و حسنة و احاديث	جو قوي و حسن هيں اور بهت سي
كثيرة ضعيفة و موضوعة	ضعيف و موضوع هيں * * * يهي
* * * و كذلک ما يرويه	حال اُن احاديث کا هے جو ابو نعيم
ابو نعيم في فضائل الخلفا	نے خلفا کے فضائل ميں بصورت ايک

(۱) هم نے ان تينوں روايتوں کا بهت سا حصه چهوڑديا اور ترجمه بهي نهيں کيا ' کيونکه اس سے مضمون بهت بڑهجاتا اور الهلال ميں صفحات محدود - ان روايات ميں وه تمام واقعات وقت ولادت ' جو عام طور پر مولود کي کتابوں ميں بيان کيے جاتے هيں ' موجود هيں اور جنکي نسبت آپ سوالات کيے هيں - نيز اور بهي بهت سے عجايب و خوارق بيان کيے گيے هيں منه

في كتاب مفرد في اول حلية مستقل کتاب کے روايت کي هيں ' الاوليا (کتاب التوسل) (۱) (حليه الاوليا) کے ابتدا ميں -

علامهٔ (ابن تيميه) کي شهادت پر شايد بعض پرستاران سبکي و ابن حجر مکي چيں بجبيں هوں ' مگر يه واضح رهے که علامهٔ موصوف کے رسوخ حديث ' و حفظ و ضبط ' و اتقان فن کا وه ارفع و اعلى مقام هے ' جس سے انکے سخت سے سخت مخالف کو بهي کبهي انکار کي جرأت نهو سکي - حديث " كنت نبياً و ادم بين الماء و الطين " کو (ان الفاظ کے ساتهه) علامهٔ موصوف نے موضوع لکها تها - حافظ ابو الخير (سخاوي) ايک فتوے ميں بحث کرتے هوے لکهتے هيں : " اس بارے ميں ابن تيميه کے علم واسع اور حفظ حديث پر اعتماد کر لينا ' اعتماد کيليے کافي هے جسکا موافق اور مخالف ' دونوں کو اقرار هے "

سخاوي کا يه قول (زرقاني) نے مواهب کي شرح ميں نقل کيا هے (۲)

سب سے زياده يه که حافظ (ذهبي) کا قول اس موقع پر ياد کر لينا چاهيے جو کهتے هيں که : ما رايت اشد استحضاراً للمتون و عزوها منه ' و كانت السنة بين عينيه و اسانه بعبارة رشيقة و عين مفتوحة ! !

حافظ (ابو نعيم) کے اس تساهل ' موضوعات پر سکوت ' او ر نقل و جمع روايات ميں بے احتياطي کي شکايت صرف علامهٔ موصوف هي کو نهيں هے ' بلکه اس سے بهي بڑهکر ثبوت واضح اسکے ليے موجود هے - يهي حافظ ذهبي ' جنهوں نے تذکره ميں انکا ترجمه لکها هے ' (ميزان) ميں حافظ (ابو نعيم) اور انکے معاصر (ابن منده) کے باهمي طعن و قدح کا ذکر کرتے هوے لکهتے هيں :—

لا اقبل قول كل منهما	ميں ان دونوں ميں سے کسي کے طعن
في الاخر ' و هما	دوسرے کے حق ميں قبول نهيں کرتا ميرے
عندي مقبولان	نزديک دونوں مقبول هيں - مجهے ان دونوں
لا اعلم ذنبا اكبر من	کا گناه اس سے بڑهکر تو اور کوئي نهيں معلوم
روايتهما الموضوعات	که وه جهوٹي حديثيں روايت کرتے هيں
ساكتين عليها !	اور اسکي نسبت سکوت اختيار کرليتے هيں !

حافظ (ذهبي) کے نزديک يه غفلت انکي مقبوليت ميں خلل انداز نهيں ' ليکن افسوس که اسي خطرناک مقبوليت نے اُن موضوعات و حکايات کو قوم ميں پهيلاديا ' جنکي وجه سے آج اسلام کو شرمندهٔ اغيار ' اور هدف طعنهٔ مخالفين و اجانب بننا پڑتا هے !

(۲) اب ان روايات پر نظر ڈاليے ' ميں اس وقت اس بحث کو چهيڑنا نهيں چاهتا که درايةً انکے مطالب کس درجه قابل اعتراض و انکار هيں ؟ کيونکه کهه چکا هوں که پهلي چيز نفس روايت کي صحت و عدم صحت هے -

ان روايات ميں پهلي روايت (عمرو ابن قتيبه) سے هے - وه کهتے هيں که ميں نے اپنے والد سے سنا " وكان من اوعية العلم " ! انهوں نے اپنے والد کي فضيلت علمي تو بيان کردي ' ليکن کچهه نهيں معلوم که انهوں نے يه واقعه کيونکر معلوم کيا اور کس اعتماد پر بيان کر رهے هيں ؟ ذکر ولادت کي اکثر روايتيں منقطع هيں (يعنے واقعه تک راوي کا سلسله نهيں پهنچتا) ليکن يه روايت منقطع روايات ميں بهي بدترين منقطع هے - دوسري روايت کے راوي اول حضرت (ابن عباس) هيں ' ليکن ابن عباس واقعه ولادت نبوي کے پچاس برس بعد پيدا هوے هيں ' نهيں معلوم انهوں نے کس سے سنا اور پهر باقي روايت کا

(۱) اس بات کو علامه ابن تيميه نے کتاب التوسل ميں لکها هے ' ليکن يه کتاب اسوقت ميرے پاس موجود نهيں هے - مولانا شبلي نعماني نے ديباچهٔ سيرة النبوي نمبر (۲) مطبوعه الهلال ميں اس عبارت کو نقل کيا هے اور صفحه (۹۹) کا حواله ديا هے - باقي کتابيں پيش نظر هيں - منه

(۲) زرقاني ميں يه مقام ميں نے ديکها هے اور ياد هے ليکن اس وقت تلاش کرنا چاها تو جلدي ميں نه نکال سکا - منه

جلد بے دل نــه کردیتے - سب سے زیادہ اس خبر نے قصر سلطاني میں ایک عام برهمي پیــدا کردي که " کامل پاشا سلطـان المعظـم کو قسطنطنیه چهور دینے اور قدیم ایشیائي پایۂ تخت عثماني (بروسه) چلے جانے کا مشورہ دے رها ہے " !

في الحقیقة ... کامل پاشا نے اسکي پوري سعي شروع کردي تهي که جنگ کے آنے والے خطرات اور قسطنطنیه پر بلغاري قبضے کا خوف دلاکر سلطان المعظم کو ترک قسطنطنیه کیلیے راضي کرلے ' اور اس طرح تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور چالیس کرور چہروں کو روسیاہ کرنے والا حادثه ' اسکي ملکي خیانت کي تکمیل کے ساتهه ظاهر هوجاے -

صلح کي گفتگو هوچکي تهي ' لیکن ابهي عرش خلافت کي قبر (سینٹ جیمس) لنڈن میں نہیں کهودي گئي تهي ' وہ سلطان المعظم کي خدمت میں حاضر هوا اور کہا : " حالات بدل گئے ' اب اسکے سوا چارہ نہیں که جلالة ماب قسطنطنیه کي حفاظت کو الله کے سپرد کریں اور جہاں تک جلد ممکن هو ' تمام خاندان خلافت کو لیکر اپنے قدیمي پایۂ تخت میں تشریف لیجالیں ' یه مشورہ دینے کیلیے میں مجبور هوں ' کیونکه آنے والے وقت کو دیکهنا نہیں چاهتا "

یه کیا کہه رها تها ؟ یه اٹهه سو برس کے تخت حکومت کو چهوڑ کر نامردانه فرار کا مشورہ اس شخص کو دے رها تها ' جسکے ایک بزرگ (سلطان مراد) نے جنگ (قوصوہ) کے معرکے میں اس طرح جان دي تهي که جانکني کے وقت بهي اپني پالکي کو میدان جنگ سے هٹانے نہیں دیا !

جبکه یه کہه رها تها ' تو یقینا اسکے اندر سے صلیبي امیدوں کا شیطان لعین بول رها تها - جن امیدوں کو آج صدیوں سے یورپ میدان جنگ میں پورا کرنا چاهتا ہے ' یه کہه رها تها ' تاکه اسے بغیر ایک مسیحي قطرہ خون کے رائگان کیسے پورا کردے -

آہ ! یه چاهتا تها که قسطنطنیه کا وہ تخت ' جو اٹهه صدیوں سے کبهي خالي نہیں هوا ' خالي هو جاے !

مگر کامل پاشا ' جسکي رگوں کي زندگي ڈهائي هزار برس کي ایک مغضوب الهي اور تاج و تخت سے محروم قوم کے خون سے پرورش پارهي تهي ' اس عثماني خون کی حرارت کا اندازہ نہیں کر سکتا تها جسکا گهر اٹهه سو برس سے صرف تاجدار سروں اور شمشیر بکف هاتهوں هي میں رها ہے - غالبــاً یه پہلا موقعــه تهــا که سلطان المعظم کو کامل کا چہرہ بغیر کسي نقاب کے نظر آیا - انهوں نے صاف کہدیا که " اس مشورے کي تعمیل محال ہے " !

اس اثنا میں بلغاریا بهی صلح کیلیے طیار هوگئي تهي که اپني کمزوري کو التواے جنگ کے پردے میں چهپاے - یکایک مشهور هوا که کامل پاشا سخت سے سخت شرائط کے ساتهه بهي صلح کي سلسله جنباني کر رها ہے -

یه حالت دیکهکر اتحاد و ترقي کے ممبروں نے عرض و التجا کي انتهائي کوششیں شروع کردیں - سلطان المعظم کامل پاشا کي طرف سے افسردہ خاطر هو چکے تهے ' لیکن مشکل یه تهي که وہ پوري کوشش کے ساتهه حالات سے انکو بے خبر رکهتا تها ' اور یقین دلاتا تها که دول یورپ نے صلح کو منظور کر کے انکے تاج و تخت کو بچالیا ہے ' اور اب اگر اسکے ماننے میں تامل هوا تو پهر کوئي صورت بچنے کي نہیں ' اسلیے مقدم کام یه تها که کسي طرح سلطان المعظم کو اصل حال سے با خبر کیا جاے -

انجمن اس سے پہلے سلطان المعظم سے عرض حال کرچکي تهي اور دیکهه چکي تهي که کامل پاشا کے تسلط سے یه طریقه بهي مفید مطلب نہیں ' پس اس نے قصر سلطاني کي طرف توجه کي اور شهزادگان سلطاني کو اپنا هم خیال بنانا چاها -

اس سعي میں سب سے زیادہ جس شخص نے حصه لیا وہ وارث خلافة عثماني : شهزادہ یوسف عز الدین ولي عهد دولت علیه تهے -

انهوں نے تمــام شهزادگان قصر کو جمــع کیا اور موجودہ وزارت کي ملـک فروشیوں کي خبر دي - انکو یقین دلایا که اتحاد و ترقي هي اس وقت ایک جماعت ہے جو ملـک کو اس ورطۂ هلاکت سے نجات دیسکتي ہے - انهوں نے خاص طور پر اسطرف توجه دلائي که کامل پاشا نے سلطان المعظم کو قسطنطنیه چهوڑ دینے کا مشورہ دیا تها ' اور اب ترکي کي طرف سے صلح کي درخواست کرکے ذلت کي تـکمیل کرنا چاهتا ہے - انهوں نے کہا که " اگر واقعي حالت ویسي هي نازک اور مخدوش ہے ' جیسي که یه بوڑها وزیر ظاهر کرتا ہے ' تو پهر اس وقت اس شهر محبوب و مقدس کو هماري سب سے زیادہ ضرورت ہے تا که هم اپنے آخري قطــرہ خون تـک دشمنوں سے اسکو بچائیں - یه کیا ہے که همکو ' هم محمد فاتح اور بایزید یلدرم کي اولاد کو ' مشورہ دیا جاتا ہے که نامردانه ملـک اور قوم کو چهوڑ کر فرار کر جائیں ؟ "

اس مجلس کا نتیجه یه نکلا که تمام شهزادوں اور خاندان سلطاني کے اعضا نے حلف اوٹهایا که وہ آج سے انجمن کے ساتهه هیں - عزت ملک کیلیے اپني پوري قدرت صرف کرڈالیں گے اور موجودہ وزارت کے ارادوں کو کامیاب نه هونے دینگے -

پرنس یوسف عز الدین کے خدمات کے حاصل هوجانے سے انجمن کي کوششوں میں ایک نئي روح پیدا هوگئي - انهوں نے سب سے پہلا کام یه کیا که سلطان المعظم سے ایک قومي وفد کي باریابي کي اجازت لیني ' جو دو گهنٹے کے بعد انکي خدمت میں حاضر هونا چاهتا تها - یه وفد انجمن اتحاد و ترقي کے رؤساء اور مختلف وکلاے ملت سے مرکب تها ' اور اسکے رئیس شیخ (موسی کاظم آفندي) سابق شیخ الاسلام تهے -

اس وفد نے حاضر هوکر قوم کي طرف سے حسب ذیل معروضات پیش کیں :—

(۱) اس وقت تــک جسقدر شکستیں دولت عثمانیه کو هوئي هیں ' وہ دفتر جنـگ کي غفلت ' فوج کي بے سر و ساماني ' غذا کي بد نظمي ' اور با قاعدہ سپاہ کي عدم موجودگي کي وجه هوئي هیں - لیکن اب رفته رفته حالت درست هوتي جاتي ہے ' اور باوجود هر طرح کي بے سروسامانیوں کے پهر بهي عثماني فوج نے بلغاریا کي قوت کو سخت مجروح و مضروب کردیا ہے - پس جنـگ کا همارے لیے اصلي وقت یهي ہے ' اگر ایک هفتے تـک هم جنـگ اور قائم رکهه سکے ' تو صوفیا تـک همارا کوئي مزاحم نهوگا - ایسي حالت میں باب عالي کا صلح کي درخواست میں شریک هونا سخت غلطي ' اور ملک و ملت کي اخري عزت کو خاک میں ملانا ہے - هم نے جنـگ سے پہلے ریاست هاے بلقان کے مطالبات کو ذلت کے ساتهه ٹهکــرا دیا تها ' اب بهي هم کو چاهیے که خواہ کچهه هي هو ' لیکن جبتـک تلوار کا قبضه هاتهه میں ہے ذلت کا سر نه جهکائیں -

جلالت ماب کو یقین دلایا گیا ہے که صلح کے بغیر چارہ نہیں ' مگر هم نہیں سمجهه سکتے که ایسا سمجهنے کي کیا وجه ہے ' جبکه آستانے سے لیکر شتلجا تک همکو عثماني افواج کا ایک سمندر متلاطم نظر آرها ہے ؟ اگر با ایں همه صلح کا ارادہ کر هي لیا گیا ہے ' تو خدا کیلیے اسمیں اسقدر جلدي نه فرمائیے اور کم از کم ایک مرتبه اپني موجودہ قوت کا صحیح اندازہ فرما لیجیے - تمام قوم کي خواهش ہے که ایک کمیشن تحقیقات کیلیے منظور کیا جاے ' جسکے ممبر محمود شوکت پاشا ' عزت پاشا ' ناظم پاشا ' عادل بے ' اور شیخ الاسلام هوں ' اور اسے جلالت ماب شتلجا روانه فرمائیں تاکه وهاں کي فوجي حالت و قوت کا پوري تحقیق کے ساتهه معائنه کرے اور دیکهے که اینده جنـگ جاري رکهي جاسکتي ہے یا نہیں ؟

نامورانِ غزوهٔ بلقان

سرگذشت انقلاب

—:*:—

(۲)

پرنس یوسف عزالدین ولي عهد خلافة علیه
و نامور رکن انقلاب

—*—

(مقتبس از بعض مکاتیب آستانهٔ علیه)

—*—

(۲۹) جنوري کي اشاعت کے بعد هم کو اس انقلاب کي نسبت اور کچهه لکهنے کي مهلت نهیں ملي - حالانکه حالات وافر' اور معلومات مزید قابل تذکره هیں -

انساني اعمال کي انتهائي سرحد' سعي و جهد سے زیاده نهیں هے' نتائج پر حکومت کبهي بهي آسے نهیں ملي ' پس موجوده معاملات کے خاتمے کي نسبت کوئي پیشین گوئي نهین کي جاسکتي - تاهم اس وقت نازک میں عزت ملک و ملت کیلیے ان ملت پرستان غیور نے جو کچهه کیا ' اسکي عظمت و اجلال همیشه غیر متغیر اور لا زوال رهے گي - وه ایک قابل احترام عمل تها ' جو شروع بهي هوا اور پورا بهي هوگیا ' اور اب اپني تکمیل کیلیے نتایج مستقبله کا محتاج نهیں هے - اسکا مقصد سربسجود حکومت کو ایک بار عزت و سربلندي کے ساتهه کهڑا کر دینا تها ' اور جس وقت (انور بے) قصر وزارت کے اندر فاتحانه داخل هوا اور پهر فاتحانه نکلا' یقین کیجیے که اسکے چند لمحوں کے اندر هي انجمن اتحاد و ترقی نے اپنے اس فرض و مقصود کو پورا بهي کردیا - اسکي سعي کي ابتدا اور مقصد کي تکمیل' دونوں ایک ساتهه انجام پاے - پس اب کوئي انتظار نهیں هے جو همکو اس انقلاب کے احترام میں مانع آے ' اور هم اسکے کارنامه هاے عزیز و محبوب کے تذکرے سے غافل رهیں -

* * *

الهلال کے متعلق یه امر ناظرین کے ذهن نشیں رهنا چاهیے که اسکي ضخامت محدود' اور وه ایک هفته وار جرنل هے - پس اپني هر اشاعت کو ترتیب دیتے هوے فرض کرلینا هے که هفته بهر کے عام حالات و اخبار ناظرین کي نظر سے گذر چکے هیں' اور اب یا انکے کسي اهم حصے پر بحث و مذاکره کي انهیں ضرورت هے' یا ایسے معلومات کي ' جو عام ذرائع سے میسر نهیں' اور ایسا فرض کرلینا اسکي حالت کے لحاظ سے ناگزیر هے - پس هم همیشه خاص معلومات کے پیش کرنے کی کوشش کرتے هیں' اور معلومات کے حاصل کرنے کیلیے هماري جستجو و سعي خاموش و مشغول به کار هوتي هے ' نه که غلغله انداز و نمایش خواه - موجوده انقلاب کي نسبت بهی نهایت اضطراب سے هم اُس وقت کے پورا هوجانے کا انتظار کررهے هیں جو قسطنطنیه کي ڈاک کیلیے ضروري هے - امید هے که بهت جلد موثق ترین و مفصل تر حالات پیش کرسکیں گے -

لیکن انقلاب سے ایک هفته پیشتر تک کے بعض ضروري کوائف هیں جو ضرور هے که بالترتیب شائع کیے جائیں -

* * *

یاد هوگا که ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے اپنے گذشته مراسله میں لکها تها :

" هم نے ولي عهد خلافت کے ذریعه جلالة ماب کو حالات سے واقف کرنا چاها ' مگر اسکو خلع سلطاني کي کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور هم پر تهمت لگائي گئي که هم تخت خلافت کو اولٹ دینا چاهتے هیں ! "

یه ایک تفصیل طلب اشاره هے -

انجمن اتحاد و ترقي کے گذشته چار ساله عهد اقتدار میں شاهزادگان قصر خلافت کي خواهشوں کا بهي ایک خاص نازک مسئله رها هے - یه لوگ اتحادي وزارت سے خوش نه تهے ' اور بهت سي شکایتیں بیان کرتے تهے - منجمله انکے ایک بڑي شکایت یه تهي که اتحادي وزارت نے انکي تنخواهیں گهٹا دي تهیں ' اور بیش قرار رقمیں حاصل نهیں کرسکتے تهے - سعید پاشا کی وزارت کے ساتهه جب اتحاد و ترقي کو شکست هولي ' تو کامل پاشا کي جماعت نے اپنے نئے اقتدار کے بڑهانے میں اس واقعه سے بهي فائده اُٹهایا ' اور تمام شهزادوں کي همدري حاصل کرلي - یهاں تک که کامل پاشا کے وزیر اعظم هونے پر ایک شهزادے نے مدحیه ترکي نظم بهي لکهي تهي -

مگر واقعات میں جلد جلد تبدیلي شروع هوگئي اور جنگ کے سریع السیر تغیرات نے ارادوں اور منصوبوں کے چهرے بے نقاب کردیے - پے درپے شکستوں کے ظهور' وزارت کے تساهل ' یورپ پر اعتماد' کامل پاشا کي بزدلي ' ذلت بخش درخواست صلح ' اور جنگ کي طیاریوں کي موقوفي ' یه واقعات ایسے نه تهے' جو انکو بهت



عزالملة والدین :
حضرت شهزادهٔ یوسف عزالدین ولي عهد دولت عثمانیه

مقالات

تراجم اخوان

دیباچہ

سیرۃ نبوی

—: * :—

(اثر : شمس العلماء مولانا شبلي نعماني)

(٤)

بقیہ "فن درایت"

سخت فروگذاشت یہ هوئي کہ روایت کے اصول و قواعد میں نوعیت واقعہ کے اثر کا خیال نہیں کیا گیا' یعني یہ نہیں ملحوظ رکھا گیا کہ واقعہ کي نوعیت کے بدلنے سے شہادت اور روایت کي حیثیت کہاں تک بدل جاتي ہے ؟ مثلاً ایک شخص جو ثقہ ہے' ایک ایسا معمولي واقعہ بیان کرتا ہے جو عموماً پیش آتا ہے اور پیش آسکتا ہے' تو بے تکلف یہ روایت تسلیم کے قابل ہے' لیکن فرض کرو وهي راوي ایسا واقعہ بیان کرتا ہے جو غیر معمولي اور تجربۂ عام کے خلاف ہے' نیز گرد و پیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا' تو اب راوي کي معمولي درجہ کي ثقاهت کافي نہیں هوسکتي' بلکہ اُس کو معمولي درجہ سے زیادہ عادل' زیادہ محتاط' زیادہ نکتہ داں هونا چاهیے -

اس نکتہ کے ملحوظ نہ رکھنے سے روایت کے اکثر قاعدوں میں تعمیم قائم کرلي گئي' اور اس سے بہت سي غلطیاں پیدا هوگئیں -

مثلاً ایک بحث یہ ہے کہ روایت کرنے کے لئے کسي عمر کي قید ہے یا نہیں ؟ اکثر محدثین کا مذهب ہے کہ ۵ - برس کا لڑکا حدیث کي روایت کرسکتا ہے - محدثین کا اس پر استدلال یہ ہے کہ محمود بن الربیع ایک صحابي تھے' آنحضرت کے وقت وہ پانچ برس کے تھے - آنحضرت نے ایک دفعہ اظہار محبت کے طور پر ان کے مونہہ پر کلي کا پاني ڈالدیا تھا - اس واقعہ کو انہوں نے جوان هوکر لوگوں سے بیان کیا' اور سب نے یہ روایت قبول کرلي - اس سے ثابت هوا کہ ۵ - برس عمر کي روایت مقبول ہے (۱) محدثین کا یہ بھي استدلال ہے کہ اگر بلوغ کي قید لگائیں' تو بہت سے صحابہ کي روایتیں چھوڑ دیني پڑیں گی - حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے وفات کے وقت ۱۴ - ۱۵ - برس کے تھے - عبد اللہ بن زبیر ۹ - ۱۰ - برس کے - نعمان بن بشیر ۸ - برس کے - اسي طرح سائب بن یزید' عبد اللہ بن جعفر' مسور بن مخرمہ' سلمہ بن مخلد' عمرو بن ابي سلمہ' یوسف بن عبد اللہ بن سلام' ابو طفیل وغیرہ نے کم عمري میں آنحضرت سے حدیثیں سني تھیں -

- اس کے برخلاف' بعض محدثین کي رائے ہے کہ کم سن کي روایت قابل حجت نہیں' فتح المغیث میں ہے :

ولکن قد منع قوم القبول هنا اى في مسئلة الصبي خاصة' فلم یقبلوا من تحمل قبل البلوغ لان الصبي مظنة عدم الضبط وهو وجه للشافعیة * * * وکذا کان ابن المبارک یتوقف في حدیث الصبي (صفحہ - ۱۶۴)	لیکن بعض لوگوں نے بچہ کے متعلق روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے' ان لوگوں کے نزدیک وہ روایت مقبول نہیں جو سن بلوغ سے پہلے کي گئي هو' کیونکہ بچہ کي نسبت احتمال ہے کہ اسنے روایت کو اچھي طرح محفوظ نہ رکھا هوگا - شافعیہ کے لیے یہي ایک دلیل ہے - اسیطرح عبد اللہ بن مبارک بچہ کي روایت کے قبول کرنے میں تامل کرتے تھے -

لیکن یہ رائیں صحیح نہیں' بے شبہہ ۵ - برس کا بچہ اگر یہ واقعہ بیان کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا تھا' اُس کے سر پر بال تھے' یا وہ بوڑھا تھا' اُس نے مجھہ کو گودیوں میں کھلایا تھا' تو اس روایت میں شبہ کرنے کي کوئي وجہ نہیں - لیکن فرض کرو' وهي بچہ یہ بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص نے فقہ کا یہ دقیق مسئلہ بتایا تھا' تو شبہ هوگا کہ بچہ نے صحیح طور سے مسئلہ کو سمجھا بھي تھا یا نہیں ؟

فقہا نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے - چنانچہ فتح المغیث میں شرح مہذب سے نقل کیا ہے :

قبول اخبار الصبي الممیز فیما طریقہ المشاهدة بخلاف ما طریقہ النقل کالافتاء وروایة الاخبار ونحوہ (نسخہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱۲۲)	باتمیز لڑکے کي روایت اُن واقعات کے متعلق مقبول ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے هوں' لیکن جو باتیں نقلیات میں داخل هیں' مثلاً فتوي یا حدیث کي روایت کرنا' تو اِن میں مقبول نہیں -

لیکن محدثین نے اِس اصول کو عموماً نظر انداز کیا ؛ فتح المغیث میں ہے :

ثم الضبط نوعان : ظاهر و باطن فالظاهر ضبط معناہ من حیث اللغة' والباطن ضبط معناہ حیث یتعلق الحکم الشرعي بہ وهو الفقہ' ومطلق الضبط الذي هو شرط في الراوي' هو الضبط ظاهرا عند الاکثر' لانہ یجوز نقل الخبر بالمعني تهمة تبدیل المعني روایتہ قبل الحفظ او قبل العلم حین سمع ولهذ المعنی قلت الروایة عن اکثر الصحابة لتعذر هذا المعنی قال وهذا الشرط وان کان على ما بینا فان اصحاب الحدیث قل مایعتبرونہ في حق الطفل دون المغفل فانہ متی صح عندهم سماع الطفل او حضورہ اجازوا روایتہ (صفحہ ۱۲۱)	ضبط (۱) کي دو قسم ہے : ظاهري اور باطني' ظاهري کے یہ معني هیں کہ لفظ کے لغوي معنی کا لحاظ رکھا جائے' باطني کے یہ معني هیں کہ شرعي حکم جس بنا پر متعلق ہے' اس کا لحاظ رکھا جائے' اس کو فقہ کہتے هیں' لیکن جو ضبط روایت کے لیے مشروط ہے اکثروں کے نزدیک وہ صرف ظاهري ضبط ہے کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک روایت بالمعني جائز ہے اسي بنا پر یہ شبہ هوسکتا ہے کہ روایت کے ادا کرنے میں معني بدل جاتے هیں اور یہي وجہ ہے کہ اکثر صحابہ نے بہت کم حدیثیں روایت کیں کیونکہ معني کا نہ بدل جانا مشکل ہے' لیکن محدثین اس کا لحاظ نہیں کرتے بلکہ بچہ جب سننے اور مجلس میں شریک هونے کے قابل هوگیا تو اس کي روایت کو جائز سمجھتے هیں -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سیرت نبوي کے نہایت اهم واقعات

(۱) یہ پوري بحث فتح المغیث صفحہ ۱۶۶ تا صفحہ ۶۶ میں ہے (منہ)'

(۱) ضبط کا لفظ محدثین کي ایک اصطلاح ہے' جسکے معنے میں کسي روایت کے الفاظ اور مطلب کو اچھي طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہے -

ادبیّات

لقد کان لکم في رسول اللہ :

اسوۂ حسنہ (١)

—:○(*)○:—

افلاس سے تھا (سیدۂ پاک) کا یہ حال * گھر میں کوئي کنیز نہ کوئي غلام تھا
گھس گھس گئي تھیں ھات کي دونوں ھتیلیاں * چکّي کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتي تھیں بار بار * گو نور سے بھرا تھا، مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے * جھاڑو کا مشغلہ بھي جو ھر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کي پاس * یہ بھي کچھہ اتفاق کہ واں اذن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھہ کر سکیں نہ عرض * واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے : * کل کس لیے تم آئیں تھیں، کیا خاص کام تھا ؟
غیرت یہ تھي کہ آپ ہوي نہ کچھہ منہہ سے کہہ سکیں * (حیدر) نے ان کے منہہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ھوا کہ " غریبان بے وطن * جن کا کہ صفۂ نبوي میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ھنوز * ھرچند اس میں خاص مجھے اهتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گذرتي ھیں * میں اسکا ذمہ دار ھوں، میرا یہ کام تھا
کچھہ تم سے بھي زیادہ مقدم تھا اُن کا حق * جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا "
خاموش ھوکے (سیدۂ پاک) رہ گئیں * جرأت نہ کرسکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کي ھر (اھل بیت) مطہر نے زندگي * یہ ماجرای دختر خیر الانام تھا

(شبلي نعماني)

---

(١) یہ پورا واقع اسي تفصیل سے (سنن ابي داؤد) میں مذکور ہے -

فکاہات

شذرات نظم

— * —

بلاغۂ سیاست کا آمد و اورد

کوئي پوچھے تو میں کہہ دونگا ھزاروں میں یہ بات * روش (سید مرحوم) خوشامد تو نہ تھي
ھاں مگر یہ ھے، کہ تحریک سیاسي کي خلاف * اُن کي جو بات تھي، آورد تھي، آمد تو نہ تھي

عشق آباد ھند

لاکھہ آزادی افکار کو روکا، لیکن * یہ وہ افسوں ھے کہ ھر شخص پہ چل جاتا ھے
غیر کمبخت تو گستاخ تھے مدت سے، مگر * اب تو کچھہ آپ کے منہہ سے بھي نکل جاتا ھے

حرکت مذبوحي

کامیابي میں بس ایک آدہ برس باقي ھے * لیگ سے سلسلۂ کانگرس باقي ھے
اب بھي آجاتي ھے کالج سے خوشامد کي صدا * جا چکا قافلہ، اب بانگ جرس باقي ھے

رتّي کا بل

بیتریاں اور توکت جائیگي کتّے کتّے * کوئي اس مرحلۂ سعي میں ناکام نہیں
(سوت ابل) کا یہ مگر سلسلۂ بے معنے * ھے وہ آغاز، کہ جسکا کہیں انجام نہیں

(نقاد)

" تو جهوت کہتا هے ' امیرالمومنین کا دادا وهاں موجود تها ' کسي نے اسکي بات تک نه پوچهي " مامون الرشید کو بهي اِس گستاخانه جواب پر غصه آیا مگر بات سچ تهي ' مجبوراً تحسین کرني پڑي -

تاهم یه قوي اور عالمگیر قوت بالکل بے اثر نہیں رہ سکتي تهي ' اسلیے سیرت میں اُس کے نشانات جا بجا پائے جاتے هیں - مثلاً سیرت کي کتابیں عموماً اس انداز پر لکهي گئیں ' جس طرح سلاطین کي ملکي فتوحات لکهي جاتي هیں - تاریخ نگاري کا قدیم طریقه یه تها که فتوحات اور رزمیه کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکهتے تهے - ملکي نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تهے ' یا اس طرح پراگنده اور بے اثر لکهتے تهے که ان پر نگاه نہیں پڑتي تهي - سیرت نبوي بهي اسي انداز پر لکهي گئي ' جس طرح سلاطین کي تاریخیں لکهي جاتي هیں - چنانچه سیرت کي ابتدائي تصنیفیں مثلاً سیرت موسی ابن عقبه اور ابن اسحاق ' مغازي هي کے نام سے مشہور هیں - اِن کتابوں کي ترتیب یه هے که سلاطین کي تاریخ کي طرح سنین کو عنوان بناتے هیں اور اسي ترتیب سے حالات لکهتے هیں - یه حالات تمام تر جنگي معرکه هوتے هیں اور غزوات هي کے عنوان سے داستانیں شروع کي جاتي هیں -

یه طریقه اگرچه سلطنت و حکومت کي تاریخ کے لیے بهي صحیح طریقه نه تها ' لیکن نبوت کي سوانح نگاري کے لیے تو بالکل ناموزوں هے - ممکن هے که کسي پیغمبر کو ناگزیر طور پر جنگي واقعات پیش آئیں اور ممکن هے که اِس خاص حالت میں وہ بظاهر ایک فاتح یا سپه سالار کے رنگ میں نظر آئے ' لیکن یه پیغمبر کي اصلي تصویر نہیں هے - پیغمبر کي زندگي کا ایک ایک خط و خال ' تقدس ' نزاهت ' حلم و کرم ' همدردي عام ' اور ایثار هونا چاهیے ' بلکه عین اُس وقت ' جب که اس پر سکندر اعظم کا دهوکا هو رها هو ' ژرف بین نگاهیں فوراً پہچان جائیں که سکندر نہیں ' فرشته هے ! !

ارباب سیر نے اپني دانست میں یه طریقه بہتر سمجها که عام حالات زندگي کے بعد ایک جدا باب فضائل اور محاسن کا باندهتے هیں ' اور اُس میں انحضرت کے مکارم اخلاق کو تفصیل سے لکهتے هیں ' لیکن اِس طریقه کا نتیجه یه هوتا هے که کتاب دو مختلف شخصوں کي تاریخ بن جاتي هے - معلوم هوتا هے که دونوں کے اخلاق و اوصاف بالکل الگ الگ هیں -

تمام ارباب سیر لکهتے هیں که آنحضرت نے جب (بنو نضیر) کا محاصره کیا تو حکم دیا که اُن کے نخلستان کاٹ ڈالے جائیں (قرآن مجید میں بهي اِس کا اجمالي ذکر هے) ارباب سیر یه بهي لکهتے هیں که یہودیوں نے اِس حکم کي نسبت اعتراض کیا که " یه انصاف اور انسانیت کے خلاف هے " یه اعتراض نقل کرکے همارے مصنفین اصلي واقعه کي حقیقت نہیں کهولتے اور بظاهر یه نظر آتا هے که جسطرح آجکل دشمنوں کے باغ اور کهیتیاں برباد کردي جاتي هیں ' اُس مقدس زمانه میں بهي یہي انداز تها -

ارباب سیر لکهتے هیں که آنحضرت کسي غزوه کي جب طیاري کرتے تهے تو جدهر حمله کرنا هوتا تها اُس کا نام نہیں ظاهر کرتے تهے بلکه کسي اور مقام کا نام مشہور کرتے تهے - سیرت ابن هشام میں غزوه تبوک کے ذکر میں هے -

وکان رسول الله قلما یخرج في غزوة ' الا کني عنها و اخبر انه یرید غیر الوجه الـذي یصمد له -	آنحضرت کا عام معمول یه تها که جب کسي غزوه کے لیے نکلتے تهے تو نام کو چهپاتے تهے اور جدهر کا قصد هوتا تها اسکے خلاف ظاهر کرتے تهے -

یه وهي سلاطین کي مصاحبت کا اثر هے - محمد بن اسحاق جن کي کتاب پر آج اس فن کي بنیاد هے ' انهوں نے یه کتاب خلیفه منصور کے لیے لکهي تهي ' اس لیے غزوات نبوي کي نسبت بهي ایسا هي قیاس قائم کر سکتے تهے -

غزوات جس انداز میں لکهے گئے هیں ان میں بالکل شاهي تاریخوں کا انداز هے - فوجیں آراسته هوتي هیں ' بڑے بڑے نامور پہلوان میدان جنگ میں آتے هیں ' مار دهاڑ شروع هوتي هے ' تیغ و خنجر چلتے هیں ' غارتگري هوتي هے ' اسباب و مال لٹ کر آتا هے ' بیوائیں ' بچے ' بوڑهے ' گرفتار هوتے هیں ' اور قیدي بنائے جاتے هیں ' مغازي نبوي کي بهي بعینه یہي تصویر کهینچي جاتي هے -

سخت تعجب یه هوتا هے که بہت سے غزوات کے متعلق بخاري و مسلم وغیره میں ایسے واقعات موجود هیں که اگر اُن کو پیش نظر رکهه لیا جاتا ' تو غزوه کي صورت بدل جاتي اور معلوم هوتا که جو کچهه هوا مجبوري اور حفاظت خود اختیاري تهي ' لیکن سیرت کے مصنفین نے بخاري و مسلم کو بهي ان موقعوں پر نظرانداز کردیا -

جاهلیت میں دستور تها که جب کوئي قبیله کسي قبیله پر فتح پاتا تها تو مال غنیمت میں سے چوتها حصه خود لیتا تها ' اس کے علاوه عمده چیزیں بهي انتخاب کرکے لے لیتا تها ' اس کو صفیة کہتے تهے - همارے سیرت نگاروں نے بهي جا بجا صفیة کا ذکر کیا هے - چنانچه حضرت صفیة (حرم نبوي) کے متعلق لکها هے که وہ اِسي طرح حرم نبوي میں داخل هوئي تهیں -

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات هیں ' جن سے ثابت هوتا هے که مصنفین ' جو سلاطین کے درباري تهے ' سلاطین هي کا نمونه پیش نظر رکهتے تهے ' اسلیے سیرت نبوي کا عام انداز بهي وهي نظر آتا هے جو شاهي تاریخوں کا هوتا هے - (لها بقیة)

مغربي دنیا میں اعلاے کلمة الله

— * —

مکرمي - السلام علیکم - میں نے هندوستان سے رخصت هوتے هوے پیسه اخبار و زمیندار کے ذریعه اپني غرض سفر شائع کردي تهي ' اشاعت اسلام کے متعلق اگرچه میں نے کسي سے وعده کیا نه کوئي امید دلائي ' لیکن برادران ملت نے مجهے بواسطه یا بلا واسطه عنوان بالا کے ساتهه وابسته کردیا ' اور میرے متعلق صحائف اسلامي میں وہ اُمیدیں ظاهر کي گئیں ' جنکا اهل میں کبهي بهي اپنے آپکو نہیں سمجهتا - مجهے ان تحریروں کو دیکهکر یه تو خوشي هوئي که میري قوم میں بیداري اور اشاعت اسلام کا شوق هے ' میں یہاں نه کسي انجمن کي طرف سے مقرر هوکر آیا اور نه کسي مفروضه تاجر بمبئي کي جیب نے متکفل هوکر مجهے اشاعت اسلام کے لئے یہاں بهیجا - میں در اصل اس اصول هي کا مخالف هوں - چنانچه ڈاکٹر اقبال کا سفر جاپان چونکه انجمن کي طرف سے تجویز تها اسلیے میں نے اسکي مخالفت کي - اسلام کا درخت ذاتي قربانیوں کے خون سے سینچا گیا هے ' اور اب همیں اُسي کي ضرورت هے میرے مضطرب دل کي احدیت مآب کي جناب میں گریه و زاري و نیاز مندي مجهے مغربي دنیا میں لے آئي هے اور میں آج کسي نهج پر بهي اس سفر کو ضائع نہیں سمجهتا -

مجهے یه علم تها که یہاں کا طریق عمل اور یہاں کا شعار بالکل نرالا هے ' اسلیے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا - یہاں کسي هال کو کرایه پر لے لینا ' انمیں لیکچر دیدینا ' یا اخباروں میں چرچا کراکر اپنے هم وطنوں کو دهوکه دیدینا اور اسطرح انکي جهوٹي خوشي کا

جو آج تک معرکۃ الارا ھیں اور جن پر ارباب آراء کے مختلف گروہ قائم ھوگئے ھیں ' اکثر اُن راویوں سے منقول ھیں جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے - حدیثوں میں ھے کہ جب آپ نے پہلی دفعہ حضرت جبریل کو دیکھا تو کانپتے ھوئے گھر میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھکو اپنی جان کا ڈر ھے - بخاری کتاب التعبیر میں روایت ھے کہ آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پرسے گرا دینا چاھا - طبری میں ھے کہ آپ کو خیال ھوا کہ میرے حواس میں فرق آگیا ھے - حضرت خدیجہ نے کہا " نہیں خدا آپ کو ضائع نہیں کریگا " پھر وہ آپکو ورقہ کے پاس لواگئیں ' ورقہ نے آپ کا بیان سنا اور آپ کو تسکین دی -

یہ روایت کسقدر تعجب انگیز ھے ! سید المرسلین کو حضرت جبریل نظر آتے ھیں ' اُن کو دیکھہ کر آپ کانپتے ھیں ' اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دینا چاھتے ھیں ' حواس کی نسبت شبہ ھوتا ھے ' پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ھے ' تب کہیں تسکین ھوتی ھے !

عالم ملکوت کے واقعات اور مشاھدات ھر شخص ادا نہیں کرسکتا ' انحضرت نے جو کچھہ دیکھا ' جن الفاظ میں ادا فرمایا ' اسکو راوی نے کس طرح سمجھا ' کیونکر ادا کیا ' پھر درجہ بدرجہ ' راویوں تک آتے آتے کیا کیا تبدیلیاں ھوگئیں ؟ اس کا کون اندازہ کرسکتا ھے -

یہ خدا نخواستہ رواۃ کی شان میں بدگمانی نہیں ' بلکہ اقتضائے حالت ھے - اصول فقہ میں جہاں یہ بحث ھے کہ جو صحابہ فقیہ نہ تھے اُن کی روایت اگر قیاس شرعی کے خلاف ھو تو واجب العمل ھوگی یا نہیں ؟ بحر العلوم ' فخر الاسلام کا مذھب نقل کرکے لکھتے ھیں :

و وجہ قول الامام فخر الاسلام ان النقل بالمعنی شائع وفلما یوجد النقل باللفظ فان حادثۃ واحدۃ قد رویت بعبارات مختلفۃ ' ثم ان تلک العبارات لیست مترادفۃ بل قد روی ذالک المعنی بعبارات مجازیۃ فاذا کان الراوی غیر فقیہ احتمل الخطاء فی فہم المعنی المرادی الشرعی * * * و لا یلزم منہ نسبۃ الکذب معتمدا الی الصحابی معاذ اللہ عن ذالک ' (شرح مسلم مطبوعہ لکھنو ۴۳۲)	امام فخر الاسلام کے قول کی وجہ یہ ھے کہ روایت بالمعنی عام طور پر شائع تھی ' ایک ھی واقعہ مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا اور یہ الفاظ باھم مرادف بھی نہیں بلکہ اکثر مجازی عبارتوں میں مطالب ادا کئے گئے ' اس بنا پر جب راوی فقیہ نہ ھوگا ' تو احتمال ھوگا کہ اُس نے مطلب مقصود (شرعی) کے سمجھنے میں غلطی کی ھو ' اس سے معاذ اللہ یہ لازم نہیں آتا کہ صحابی کی طرف جھوٹ کی نسبت کی گئی -

محدثین اس اصول سے کہ " واقعہ جس درجہ کا اھم ھو ' شہادت بھی اسی درجہ کی اھم ھونی چاھیے " بے خبر نہ تھے ' لیکن انھوں نے اس کا دائرہ محدود رکھا -

امام بیہقی کتاب المدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کرتے ھیں :

اذا روینا عن النبی فی الحلال و الحرام ' شددنا فی الاسانید وانتقدنا فی الرجال ' و اذا روینا فی الفضائل والثواب والعقاب ' سہلنا فی الاسانید و تسامحنا فی الرجال - (فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)	جب ھم آنحضرت سے حلال وحرام اور احکام کے متعلق حدیث روایت کرتے ھیں ' تو سند میں نہایت سختی کرتے ھیں اور راویوں کو پرکھہ لیتے ھیں ' لیکن جب فضائل اور ثواب و عقاب کی حدیثیں آتی ھیں ' تو ھم سہل انکاری اور راویوں کے متعلق چشم پوشی کرتے ھیں -

امام احمد حنبل کا قول ھے :

ابن اسحاق رجل تکتب عنہ ھذہ الحدیث یعنی المغازی ونحوھا و اذا جاء الحلال و الحرام اردنا قوما ھکذا (وقبض اصابع یدیہ الاربع) (فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)	ابن اسحاق اس درجہ کے آدمی ھیں کہ مغازی وغیرہ کی حدیثیں ان سے روایت کی جاسکتی ھیں ' لیکن جب حلال وحرام کے مسائل آئیں ' تو ھم کو ایسے لوگ درکار ھیں (یہ کہکر انھوں نے چاروں انگلیوں کو بند کرکے دبا لیا -)

اس سے ثابت ھوتا ھے کہ محدثین ' واقعہ کی اھمیت کی بنا پر راوی کے درجہ کا لحاظ رکھتے تھے ' اسی بنا پر ابن اسحاق کی نسبت امام احمد نے یہ تفریق کی کہ حلال و حرام میں اُن کی شہادت معتبر نہیں ' لیکن مغازی میں اُن کا اعتبار ھے - یہ وھی اصول ھے کہ جس درجہ کا واقعہ ھو ' اُسی درجہ کی شہادت ھونی چاھیے ' اور یہ ' کہ واقعہ کے بدلنے سے شہادت کی اھمیت بدل جاتی ھے ' لیکن افسوس یہ ھے کہ محدثین نے صرف مسائل فقہیہ میں اس اصول کا لحاظ رکھا ' فضائل و مناقب و مغازی اور ثواب و عقاب میں اسکی رعایت نہ کی ' حالانکہ فضائل و مغازی میں بہت سے ایسے موقع پیش آتے ھیں جو مسائل فقہیہ سے زیادہ اھم ھوتے ھیں فرض کرو ' یہ حدیث کہ نماز میں آمین زور سے کہی جاے یا آھستہ اس کے اثبات و نفی سے اِسلام پر کیا اثر پڑسکتا ھے ' لیکن حضرت زینب کے نکاح کی روایت جس طرح مسند حنبل میں مذکور ھے اگر صحیح ھو تو اس کا اِسلام پر کیا اثر ھوگا ؟

سیرت میں بہت سے واقعات ھیں جو آنحضرت کے اخلاق سے تعلق رکھتے ھیں - اِن روایتوں میں نہایت احتیاط تنقید اور تحقیق کی ضرورت تھی ' لیکن ان میں یہ اصول ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اسی کا اثر ھے کہ ازواج مطہرات کے واقعات میں بہت سی ایسی روایتیں داخل ھوگئیں ' جو واقع میں صحیح نہیں ' اور جن کو آج مخالفین اسلام استدلال میں پیش کرتے ھیں -

(۷) فن تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ھیں ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ھوتا ھے - مسلمانوں کو ھمیشہ اس بات پر فخر کا موقع حاصل رھے گا کہ اُن کا قلم تلوار سے نہیں دبا - حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ھوئی ' جنھوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھہ سے ایشیاے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ پر تبرا کہلایا ' سیکڑوں ھزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں ' عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ھوگئیں ' لیکن نتیجہ کیا ھوا ؟ عین اُسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کردی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ھیں - آج حدیث کا فن اِس خس و خاشاک سے بالکل پاک ھے (۱) اور بنو اُمیہ و عباسیہ جو ظل اللہ اور جانشین پیغمبر تھے ' اُسی مقام پر نظر آتے ھیں جہاں اُن کو ھونا چاھیے تھا - (۲)

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ " امیر المومنین اگر تو آنحضرت کے انتقال کے وقت موجود ھوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ھی نہ ھوتا ' دونوں فریق تیرے ذات پر بیعت کرلیتے " فوراً سر دربار ایک شخص نے اُٹھہ کر کہا

---

(۱) لیکن میں سمجھتا ھوں کہ خس و خاشاک ابتک باقی ھیں - آج بھی صدھا وہ احادیث کتابوں میں موجود ھیں جو محض بنو امیہ کے سیاسی دسائس سے وجود میں آئی تھیں اور انکے متعلق کوئی تمیز نہیں کی جاتی - (الہلال)

(۲) لیکن سیوطی نے تو ائمۂ اثنا عشر والی حدیث کا مصداق انھی کو ٹھرایا ھے ! (الہلال)

آئي ہے تو ان اہل الرائے کي رجہ سے ہے نہ کہ عامۃ الناس کي رجہ سے -

میں نے یہاں آکر بعض مشاہیر کلیسا سے عیسائیت کے متعلق گفتگو کي - علمي معاملات میں دلچسپي رکھنے والے بعض امرا سے میں ملا - مجھے ان سے ملکر بہت خوشي ہوئي - جب میں نے عیسائیت کے اصولوں کے خلاف ایک نرم پیرایہ میں بعض اشکال پیش کئے تو بلا تامل انہوں نے تسلیم کرلیا - بعض یہاں کے سوشیل اور تمدني جدید خیالات کو بعض قراني آیات کا لفظي ترجمہ دکھلایا ' تو وہ اور بھي حیران ہوے اور بعض نے کہا کہ ہم نے محمد صلعم کے دماغ کو اتنا بلند پرواز نہ سمجھا تھا - ان لوگوں نے چاہا کہ اگر اسلام کے متعلق انکو اور صحیح علم دیا جاوے تو انکي خوشي اور مزید غور و فکر کا موجب ہوگا - یورپ کي گذشتہ نسل اور ایسا ہي موجودہ نسل نے مشاہیر کا ایک طبقہ پیدا کردیا ہے ' جو موجودہ تہذیب و تمدن یورپ سے متنفر ہے - بعض کے نزدیک یورپ اسوقت روما کي آخري تہذیب پر پہنچ چکا ہے - جسکا نتیجہ موجودہ عظمت کا خاتمہ ہے -

یہ بزرگ اس تہذیب و تمدن کے مقابل نئے اصول تہذیب و تمدن کے تجویز کرتے ہیں اور جدید طریق تمدن کو پیش کرتے ہیں - میرے دوست یہ سنکر نہایت ہي حیران اور خوش ہونگے کہ وہ طریق اور اصول بعض اسلام کے قریب ہیں اور بعض اسلامي ہیں جنکو میرے انگریزي خواں بھائي مدت ہوئے چھوڑ چکے ہیں - یہاں کي کمیشن طلاق کي رپورٹ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ کمیشن اب قانون طلاق میں جو آسانیاں پیش کر رہي ہے' وہ بالکل اسلامي ہیں - میں نے عرض کیا ہے کہ عام لوگ بلے آغا بلے کے قائل ہیں اور اپني راے نہیں رکھتے - جو انکے آغا ہیں وہ تمدن ' مال ' سوشل ' اور پولیٹکل امور میں اسلامي طریقہ کا تتبع کر رہے ہیں - لیکن آخر الذکر جماعت کو حکمت اور ملائمت کے طریق پر یہ سمجھایا جاوے کہ جس طریق کو وہ پیش کر رہے ہیں اسکے بعض حصہ کو قران نے تیرہ سو برس ہوئے پیش کیا - اور بعض میں یہ نقص ہیں اور اسلام نے اسکو اس طریقہ پر پیش کیا ہے - مثلاً روح اور جسم کا تعلق یا روح کي پیدائش اور حقیقت فلسفۂ دہني کا ایک بڑا حصہ ہے جسکو غزالي اور بو علي سینا نے بہت اچھے یورپ میں رنگا ہوا ہے - لیکن ہنري برگسن فرانسیسي حکیم نے (جو اسوقت زندہ ہے) روح کي جو کیفیت بیان کي ہے' وہ سب پچھلے فلسفہ پر پاني پھیر دیتي ہے - لیکن اسیکا سارا خلاصہ اس آیت کا لفظي ترجمہ ہے جو اٹھارویں سپارہ میں ہے اور جسکا خاتمہ (فانشاناہ خلق آخر) پر ہوتا ہے -

پروفیسر ہکسلي عیسائیت سے بیزار ہے اور اسکے فلسفہ کا ایک بھاري پہلو " ان الانسان لفي خسر " ہے' جس سے مسئلۂ تہذیب و تمدن کا فرض ہے - اسکے نزدیک اس کا علاج مذہب نے (اور مذہب اسکے نزدیک عیسائیت ہے) نہیں بتلایا - اسنے بعض علاج جو اسنے تجویز کئے ہیں گو نامکمل اور بہت ہي ناقص حالت میں ہیں - مگر اس زرین اصول کے قریب آجاتے ہیں جو سورۂ عصر میں اس آیت کے آگے دیا گیا ہے - یعني : الا الذین امنو و عملو الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

حکیم اسپنسر علت العلل کو ماننے کو عیسائیوں کي کتابوں میں کوئي ایسي دلیل یا وجہ معقول نہیں دیکھتا کہ اوس علت العلل کا علم انسان حاصل کرسکے - یعني وہ الہام کا قائل ہونا نہیں چاہتا - کیا سورۂ نحل میں اوسي نیچر کي شہادت پر' جو اس حکیم کي معلم ہے' حکیمانہ دلائل اور فلسفیانہ براہین موجود نہیں ہیں ؟

جس سوشلزم کو آج یورپ میں پیش کیا جاتا ہے اوسکے خوبصورت پہلو اسلامي تعلیم میں موجود ہیں اور اوسکے نقص بھي قران نے دکھلاے ہیں اور پھر بین بین راستہ تجویز کیا ہے - سوشلزم کا گل سرسبد (اصول جسے پروفیسر لیکي عیسائیت کیلیے مہلک بتلاتا ہے اور میرے نزدیک وہ حقیقت انسانیت کا نصف نقشہ ہے) وہ کامل و مکمل حالت میں سورۂ والتین کے اندر موجود ہے -

حکیم مل جس حریت کے اصولپر قربان ہو رہا ہے - اوس سے چار چند حریت صحابہ کي زندگي میں پائي جاتي ہے - جس ذاتي قرباني کو بعض حکماے یورپ نہایت رنج کے ساتھ مفقود ہوتا دیکھ رہے ہیں' وہ خود لفظ اسلام میں موجود اور اوسکے ارکان پر عمل کرنے سے انسان میں پیدا ہو جاتي ہے - حکیم نیدشا (؟) کے متبعین اسبات کے محتاج ہیں کہ جہاں تک حکیم موصوف انہیں پہنچا چکا ہے' اوسکے آگے قران کي جگہ ہے - سفر یجت (حقوق نسوان متعلقہ ورث) کي تحریک اعلي ان حقوق نسوان سے بہت پیچھے ہے ' جو قران نے عورتوں کو دے رکھے ہیں - انگلستان جس وارث سلیوثرند سے سخت گھبرا رہا ہے ' اوسکا علاج اگر کچھہ ہے تو کثیر الازدواجي ہے -

یہ چند ایک امور ہیں جن پر یورپین حکما اور اہل الراے گھبرا رہے ہیں - یہاں مشنري بطور واعظ بھیجنا اور اشاعت کرانا - میرے نزدیک اسکے لیے یہ ملک ابھي تک طیار نہیں - ہاں کوئي خود مشہور و معروف ہو جاے تو اسکي باتوں پر یہاں کان دھر سکتے ہیں - قلم و کاغذ بھي ایک بڑي چیز ہے جسکا لوہا یہاں سب پر غالب ہے - ہندوستان سے لکھہ کر یہاں کتابیں شائع ہوں' یا وہاں کے انگریزي میعادي رسالے یہاں آویں اسکے لیے بھي کوئي یہاں موجود ہے - اگر کوئي اور وجہ نہیں تو ہندوستان کي چھپائي اور ٹائپ اسے اس قابل کر دیتي ہے - یہ امور بالکل بے سود ہیں - یہاں استقامت اور استقلال کے ساتھ بیٹھ کر اگر قلم و کاغذ سے صحیح طریق پر کام لیا جاے' تو بہت ہي مفید ہوگا - یہاں بیٹھکر نہ صرف انگلستان میں اشاعت اسلام ہو سکتي ہے بلکہ یورپ اور امریکہ میں اور خصوصاً اس سیاہ بر اعظم میں جسکے دل بالکل نور اسلام کے لیے طیار ہوچکے ہیں ' اور جنکے دلوں کو اونکے چہروں کي طرح سیاہ کرنے کي زبردست تحریک یہاں پادري حلقہ میں پولیٹکل اغراض سے ہورہي ہے - وہ انگریزي زبان سے بھي واقف ہیں ' عیسائي بھي ہیں' لیکن عیسائیت سے متنفر ہیں اور اسلام کو پسند کرتے ہیں - میري مراد اوس سے (افریقہ) ہے - اسکے متعلق میں آیندہ مفصل لکھونگا - یورپ دراصل خیالات اور اصولوں کے زیر حکومت ہے - ہم یورپ کو تلوار اور تفنگ سے فتح نہیں کر سکتے - البتہ جن اصولوں کے ماتحت وہ ہے ' اگر اسکا بہترین صورت میں ماخذ قران دکھلایا جاے تو کوئي وجہ نہیں کہ قران انپر غالب نہ آجاے - کسي یوروپین حکیم کي تحریر کو دیکھہ لو! وہ یوروپین تہذیب و تمدن سے متنفر ہوکر ایک ایسا تمدن تجویز کر رہا ہے جو بالکل قران کے قریب ہے - انکي نگاہ قران کي طرف اس لیے نہیں جاتي کہ قران کے ماننے والے اُن سب خوبیوں سے جو میرے خیال میں قران کے اتباع سے حاصل ہو جاتي ہیں معرا ہوچکے ہیں - درخت پھلوں سے پہچانا جاتا ہے - ہمکو غلط طور پر غیر اسلامي دنیا نے قران کا پھل سمجھ لیا ہے حالانکہ ہمارے اعمال و افعال کا قران ذمہ دار نہیں -

لنڈن نیشنل بنک آف انڈیا ۱۷ جنوري سنہ ۱۹۱۳ } خواجہ کمال الدین بي - اے مقیم لنڈن

مراسلات

موجب ہوجانا تو بہت هي آسان کام تھا اور خصوصاً اس شہر میں جہاں تاجرانہ اصول پر بڑي سے بڑي عزت اور عصمت اور رائیں خریدي جاسکتي ہیں - مجھے نہ شہرت سے مطلب اور نہ " ان اجري علي اللہ " کے سوا کسیکے اجر پر نگاہ ' اور نہ کسي انجمن یا تاجر بمبئي کے مقابل کسي خدمت کي ذمہ داري ' اسلیے میں نے یہاں کے حالات کا بہ نگاہ اشاعت اسلام مطالعہ کرنا شروع کیا - آج هندوستان سے نکلے مجھے پانچواں مہینہ ہے - اگرچہ میعاد تھوڑي ہے لیکن اس عرصہ میں میں جس نتیجہ پر آیا ہوں ' وہ برادران اسلام کي اطلاع کے لیے قلم و کاغذ کے حوالہ کردیتا ہوں - اللہ تعالی هي جانتا ہے کہ جن نتائج پر میں پہنچا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح ؟

یہ لوگ سرد ملک کے باشندے ہیں اور معاملات میں جلد باز نہیں ' لبرل خیال ہوکر قدامت پرست ہیں - نئي بات یا طریق یا تہذیب کو جلدي میں اختیار نہیں کرتے ' انمیں خود پسندي اور خود رائي بہت ہے ' متواتر کامیابي نے اور طاقت و دولت نے انمیں رعونت پیدا کردي ہے ' یہ ایشیائي دماغ کو کسي قابل نہیں سمجھتے ' ہر ایک خیر و خوبي کا منبع مغرب کو جانتے ہیں ' اگرچہ انکا خدا مشرق میں آیا لیکن کسی مشرقي اصول یا خیال و راے کو محض مشرقي ہونیکے باعث قابل توجہ نہیں سمجھتے - سخت عدیم الفرصت ہیں - صبح کے آٹھ بجے تک گھروں سے نکل کر اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے ہیں - چھ بجے شام کو کام سے لوٹ کر گھر آجاتے ہیں - سارے دن کے تھکے ماندے مختلف قسم کے سرور و خوشي کے اشغال میں لگ جاتے ہیں - لیکچروں میں اگر آتے ہیں تو محض دل بہلانے یا شغل کے لیے - اسلیے یہاں کے لیکچر نصف یا پون گھنٹے کے اندر اندر ختم ہوجاتے ہیں - اس سے زیادہ انمیں بیٹھنے کي تاب نہیں - پالیٹکس یہاں کي دین و ایمان ہے - کوئي نامور معروف فاضل اور وہ بھي پالیٹکس پر لیکچر دے ' تو ہزاروں کي تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں اور خصوصاً ایسے موقع پر جمع ہونا از روے فیشن لوازمات سے ہے - مذہب پر جسقدر لیکچر میں نے سنے ' اگرچہ بعض مواقع پر لیکچرار بہت هي نامي تھے ' لیکن اس آباد شہر میں سامعین کي تعداد ستر اور سو کے اندر اندر دیکھی - مذہب سے انکو کوئي دلچسپي نہیں - گرجوں میں اکثر جاکر دیکھا - یہاں کا فیشن عورتوں کو معبدوں میں لے آتا ہے جنکے وابستۂ زلف بعض مرد بھي ہوتے ہیں - باقي خیریت -

اسلام کے متعلق جن غلط فہمیوں کو یہاں آکر دیکھا ' اونکا وہم و گمان بھي کبھي مجھے هندوستان میں نہ تھا - بُرا سے بُرا تصور جو کسي مذہب یا ایسوسیشن کا تصور تجویز کیا جاسکتا ہے وہ یہاں اسلام کا ہے - اِسکے ذمہ دار پادري هي نہیں بلکہ یہاں کا پالیٹکس ہے - پچاس سال گذر گئے جب لبرل پارٹي نے چاہا کہ ترک یورپ سے روانہ ہوں - یورپ میں جنگ بنکروں اور لوگوں کے ہاتھہ میں ہے - موجودہ بلقاني جنگ بنکروں اور اخباروں کي سازش کا نتیجہ ہے - یہاں کي لبرل پارٹي کا فرض تھا کہ اگر وہ ترکوں کو یورپ سے نکالنا چاہے تو اونکے خلاف لوگوں کي راے پیدا کردے - چنانچہ قسما قسم کي دروغ بیانیاں اور قسما قسم کے خلاف واقعات مظالم اونکے ذمہ اخباروں میں ' ناولوں میں ' کتابوں میں ' شائع کیے گئے ' اور گذشتہ پچاس برس کے اندر کل مغربي اقوام کو اور عامۃ الناس کو ترکوں کا دشمن بنایا گیا - آج کل انگلش کے اخباروں میں ایک قسم کي سازش ہے - کیا مجال جو ایک فقرہ بھي ترکوں کي حمایت میں نکل جاوے - میري تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ ہم هندوستان میں کیا سمجھے ہوے تھے - یہاں تو کل کے کل ترکوں کے دشمن ہیں - بہر حال یہ پولیٹکل امور ہیں جن سے مجھے تعلق نہیں ' میري غرض کہنے کي یہ ہے کہ ترکوں کا بھیانک نقشہ جو پوري دنیا میں ' خصوصاً اس پچاس سالوں میں پولیٹکل اغراض سے پھیلایا گیا ' اوسنے اسلام کو یہاں بد نما کردیا ہے - کیونکہ ترک اور مسلمان یہاں مترادف ہیں -

یہاں کي طرز زندگي یہاں کے خیال کے مطابق معصومانہ لہو و لعب یا دفع الوقتي ہیں مگر وہ باتیں اپنے اندر رکھتي ہیں جو میرے نزدیک فواحش میں داخل ہیں - تخت گاہ ابلیس (پیرس) میں گیا اور واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس خناس کے بعض دربار بھي دیکھے - پھر یہاں آیا - یہاں کے مختلف مشاغل کو بھي دیکھا - استغفار اور لا حول پڑھنا تو خیر ایسے مواقع پر ہر ایک مسلم کا اضطراري فعل ہے ' لیکن اشاعت اسلام کے نقطۂ خیال سے میں اکثر دریاے حیرت میں چلا جاتا ہوں ' اور کہتا ہوں الہي یہ قوم اور اسلام کو قبول کریگي ! میں نے عرض کیا ہے کہ خود عیسایت اور مذہب سے انکو دلچسپي نہیں - مذہبي معاملات میں دخل دینا یہ تضیع اوقات سمجھتے ہیں - اسلام سے انکو سخت نفرت ہے - اسلام انکے نزدیک مانع ترقي ہے - اور موجودہ زمانہ کي رفتار کے بالکل مخالف - پھر ان سب باتوں کے ما سوا انکي مصروفیت اور اشغال دنیوي کچھہ ایسے وسیع ہیں کہ انکو فرصت بھي کسي کام کي نہیں - یہ حالات نصف سے زیادہ قوم کے ہیں - باقي امرا ہیں جنکو سمجھہ هي نہیں آتي کہ روپیہ اور دولت کو کہاں پھینکیں ؟ ایسے فارغ البال اور مجموعہ عجائبات ملک میں اونکے بہلانے کے سامان ایسے کثیر ہیں کہ اونکو مذہب جیسے امور سے کوئي تعلق نہیں ہوسکتا - یہ تو تاریک پہلو اشاعت کا ہے جو میں نے عرض کیا اور امور بالا کو دیکھکر میں نے پسند نہ کیا کہ وقت اور روپیہ لیکچروں میں خرچ اور ضایع کروں - لیکن تصویر کا ایک روشن پہلو بھي ہے جو نہایت هي خوش کن اور حوصلہ افزا ہے -

یہاں کے لوگ جیسے کہ اہل الراے باہر سمجھے جاتے ہیں ' عام طور پر ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں - یہاں کے لوگوں کو بعض معاملات کے متعلق اخبار پڑھنے کے بعد عقل آتي ہے - صبح اوٹھتے هي یہ اخبار پڑھتے ہیں جسپر اونکو بھروسہ ہوتا ہے - پھر جو کچھہ اوس اخبار میں ہو یا نہو وهي انکا دین و ایمان ہے ' وهي انکي راے ہے - یہي وجہ ہے کہ پریس یہاں زبردست طاقت ہے - اس قوم کي ترقي کے اسباب میں یہ ایک سبب بھي ہے کہ جس شخص کو ایک دفعہ اہل الراے مان لیں یا اپنا لیڈر تسلیم کر لیں ' اوسکا کچھہ کہدینا نقش برسنگ ہے - جنگوں میں بھي انکے سپاہیوں کي یہي حالت ہے - مذہبی ' تمدني ' ملکي ' سیاسي ' وغیرہ امور میں ایک وقیع صاحب الراے کسي راے کا اظہار کردے ' کل کے کل ہم آواز ہونیکو طیار ہیں - میرے نزدیک یہ ایک اعلی خوبي ہے ' ہر ایک شخص ہر امر میں صائب راے نہیں دے سکتا - یہي وجہ ہے کہ ایک زبردست آدمي ایک کتاب لکھکر ایک نئي بات پیش کرتا ہے اور ملک کو اپني زندگي میں اپنا ہم راے بنا جاتا ہے ' مجھے اگر اشاعت اسلام کي کوئي صورت اسوقت تک سمجھہ میں

نے اسي مطلب کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا اور جن الفاظ میں دوسرے دن ایک فیصلہ کن رزولیوشن پیش ہونا چاہیے تھا اُس کا مسودہ اُردو انگریزي میں مرتب کیا گیا ' اور میرے سوا باقي حضرات نے اُس پر اپنے دستخط ثبت فرمائے - ممبران ڈپوٹیشن کي ایک فہرست جو کسی صاحب کے پاس انگریزي میں پہلے سے مرتب تھي اُس کو میں نے اردو میں لکھا تو معلوم ہوا کہ اُس فہرست میں بہت کچھہ کمي ہے ' اور یہہ کہ ممبران کانسٹي ٹیوشن کمیٹي اور خاصکر وہ کل اصحاب بھي اُس میں شامل نہیں ہیں جو اس سے پیشتر قوم کي طرف سے بطور ایک ڈپوٹیشن کے گورنمنٹ آف انڈیا کے انریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے ہے - اُس پر میں نے اپني یہہ راے ظاہر کي کہ ممبران کانسٹي ٹیوشن اور گذشتہ ڈپوٹیشن کے نام تو کل ہونے چاہیئیں اُن کے علاوہ اور جن ناموں کا اضافہ مناسب ہو وہ نام اور اضافہ کرلیے جاویں ؛ چنانچہ جس قدر نام ممبران ڈپوٹیشن کے اُس وقت ہم لوگوں کو یاد آئے وہ اُس فہرست میں میرے ہی قلم سے اور اضافہ کیے گئے ' اور جہاں تک مجھکو یاد ہے اُس کے آخر میں اس قدر میں نے اور لکھا کہ " باقي اور نام بھي ہیں " - اور قرار پایا کہ صبح کو دفتر سے دیکھہ کر وہ سب نام درج کرلیے جاوینگے - (یہہ اردو کي فہرست جس میں میرے قلم سے کچھہ اضافے ہوئے تھے غالبا اسوقت مسٹر محمد علي نے مجھسے لے لي' جس کے بعد وہ مجھکو پھر واپس نہیں ملي) اسي اثناء گفتگو میں کسي نے ہم میں سے یہہ بھي کہا کہ اس وقت صرف چند اشخاص جو یہہ مشورہ کر رہے ہیں اس کي خبر بھي لوگوں کو باہر پہونچیگي اور وہ اس بات سے نا خوش ہونگے کہ پبلک مشورہ کے بغیر یہہ لوگ کیوں بالا بالا اس قسم کي کارروائي کر رہے ہیں - میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ پبلک کچھہ بھي بدگمان نہوگي اور ہم بلاکم و کاست اس وقت کي کل روئداد اُس کے سامنے بیان کردینگے - مسودہ رزولیوشن پر جب مجھسے اُس شب میں دستخطوں کے لیے کہا گیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس مجوزہ مسودہ رزولیوشن کي [illegible]رت کي نسبت زیادہ غور کرنا ہے اور میرے نزدیک زیادہ شگفتگي اس میں ہے کہ ہم صاف صاف لکھدیں کہ کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کی تجویزات ۱۱ و ۱۲ اگست گذشتہ سے فونڈیشن کمیٹی کو اتفاق ہے اور صاف صاف ہمارے ایسا کرنے سے (کہ ہم اپني کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کی تجویزوں کو بالاتفاق پاس کردیں) اس کمیٹي کي خدمات کا ایک اعتراف بھي ہوگا اور ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن منشاء کو اگرچہ اس جدید رزولیوشن میں داخل کرلیا گیا ہے لیکن بصراحت اِس بات کا بیان کردینا (کہ جلسہ اس رزولیوشن کو بھي پاس کرتا ہے) جلسہ کی بھي عام مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا - اس پر مجھہ سے کہا گیا کہ کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي خدمات کا اعتراف کرنے سے کسی کو انکار نہیں ہے ' ہم اس کمیٹي کے شکریہ کا ایک علیحدہ ووٹ پاس کردینگے - الغرض میرے اور باقي حضرات کے فیمابین مسودہ رزولیوشن کي عبارت کي نسبت اختلاف رہ گیا - اس وقت رات کا ڈیڑہ بج گیا تھا - جلسہ برخاست ہوا اور قرار پایا کہ میں صبح ہي اُٹھکر اول کام یہ کرونگا کہ میں بھي اپنے الفاظ میں رزولیوشن کا مسودہ لکھوں - اس کو بھي سب صاحب ملاحظہ فرمالیں - الغرض جلسہ کے برخاست کے بعد سب سے اول راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور یہ نیازمند جلسہ سے باہر آئے - راجہ صاحبان موصوف اپني اپني گاڑیوں میں سوار ہوگئے اور میں اپنے [illegible] میں چلا آیا - اُس وقت تک سب کو یہي معلوم تھا کہ صبح جلسہ ساڑھے آٹھہ بجے سے ہے - کچھہ اور ضروریات سے فارغ ہوتے ہوتے مجھکو رات کے دو بج گئے اور جب پلنگ پر لیٹا تو اُنھیں خیالات میں بہت دیر تک نیند نہ آئي اور بہت تھوڑا سونے پایا تھا جو ساڑھے آٹھہ بجے صبح کے دغدغہ کي وجہ سے بہت جلد بیدار ہوگیا اُس وقت دماغ کي جو حالت تھي میں ہي جانتا ہوں مگر جس طرح بھي ہوسکا میں نے اپنا مسودہ تیار کیا اور اُس کو میں بجنسہ ذیل میں نقل کرتا ہوں :—

مسودہ مرتبۂ خاکسار مشتاق حسین و رزولیوشن

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کا رزولیوشن جسپر کامل ایک دن بحث ہوچکي ہے مفصلہ ذیل عبارت میں بالاتفاق پاس کیا جاتا ہے :-

قوانین و قواعد ٹرسٹیان کالج کي دفعہ ۴۱ ضمن ۵ میں جو اختیارات اس وقت ٹرسٹیان کالج کو حاصل ہیں وہ یونیورسٹي کي صورت میں حضور وایسراے چانسلر یونیورسٹي کي طرف بدون کسي اضافہ کے منتقل کردیے جاویں -

رزولیوشن

کانسٹي ٹیوشن کمیٹي نے (جسکو یہہ فونڈیشن کمیٹي تسلیم کرتي ہے) آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر صاحب بہادر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع کے جواب میں جو رائیں دي' ہیں فونڈیشن کمیٹي ان سے اتفاق رکھتي ہے اور اُن کو منظور کرتي ہے اور آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو مجاز کرتي ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور میں ایک ڈپوٹیشن لے جانے کا انتظام فرماویں جو مرکب ہوگا گذشتہ ڈپوٹیشن کے ممبروں سے اور جس میں چند جدید نام اب اور اضافہ کیے گئے ہیں اور اب اُس ڈپوٹیشن کے ناموں کي فہرست حسب ذیل ہے :—

ذیل میں اسماء کي تفصیل درج ہوتي

یہہ ڈپوٹیشن گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں حاضر ہوکر اور قوم کي ضروریات کو ادب کے ساتھہ عرض کرکے گورنمنٹ سے غور مکرر کے واسطے درخواست کرے - اس گفتگو اور عرض و معروض کے وقت ڈپوٹیشن کو کامل اختیار ہوگا کہ اپني قومي یونیورسٹي کے مقاصد کا لحاظ رکھکر اگر ضرورت سمجھے تو کسي تجویز کي ترمیم یا تنسیخ منظور کرے - رزولیوشن نمبر (۱) مندرجہ بالا بھي اس اختیار کے تحت میں ہوگا اور اب ڈپوٹیشن کو گورنمنٹ میں عرض معروض کرتے وقت خصوصیت کے ساتھہ مفصلۂ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور اُن کے علاوہ اور جو امور قابل بحث درمیان میں آجاویں -

[ذیل میں وہ امور درج ہوتے جو رزولیوشن کے تحت میں اُسوقت کي قرار داد کے مطابق درج ہونے والے تھے' اُس کے بعد یہہ عبارت درج ہوتي :]

مجوزہ ڈپوٹیشن کے ممبروں میں سے اگر کوئي اتفاق سے شریک نہ ہوسکتا ہو تو ایک خاص کمیٹي (۱) کو جس میں مفصلۂ ذیل اشخاص شامل ہونگے :—

آنریبل سرراجہ صاحب محمود اباد -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب -

آنریبل مسٹر مظہر الحق صاحب -

اختیار ہوگا کہ وہ اگر ضرورت سمجھیں تو اُسي صوبہ سے جس صوبہ کا کوئي ممبر غیر حاضر ہو دوسرے کسي ممبر کو نامزد کردیں -

رزولیوشن نمبر (۲)

گورنمنٹ میں ڈپوٹیشن کي حاضري سے پہلے یہہ ضرور ہوگا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹي کي طرف سے آخر مرتبہ جو مسودات کانسٹیٹیوشن

(۱) میں نے تو ابتداء یہہ اختیار صرف آنریبل راجہ صاحب سے متعلق رکھنا چاہا تھا - بعض اور حضرات کي راے سے اُس کو ایک مختصر سي کمیٹي کي صورت میں بدل دیا تھا -

مسـلم يونيـورستي فؤنڈيشن كميٹي كي كارروائي لكھنو ميں

—◌: * :◌—

مجوزه ڈيپوٹيشن ميں توسيع كي ضرورت هے

— * —

مسلم يونيورستي فونڈيشن كميٹي ميں جو كارروائى ۲۷ و ۲۹ ڈسمبر سنه ۱۹۱۲ع كو هوئي هے اور جو رزوليوشن اس ميں پاس هوے هيں أن كے متعلق اخبارں ميں جو مضامين نكلے هيں (اور نكل رهے هيں) أن كے اور دوستوں كے اعتراضات كے لحاظ سے ميرے ليے اس كے سوا كوئي چاره كار باقي نهيں هے كه بعض اهم واقعات پر جو پرده پڑا هوا هے اس كو اٹهاؤں - اور اس ضرورت سے ۲۷ و ۲۹ ڈسمبر سے پہلے كي بهي كچهه واقعات بيان كرنے ناگزير هيں-

مسلم يونيورستي فونڈيشن كميٹي كے صدر دفتر (على گڈه) سے جب يه اعلان شائع هوا كه كميٹى موصوفه كا اجلاس فلاں وقت اور فلاں مقام پر هوگا تو اس بات كي ضرورت پيش آئى كه اس اجلاس كا ايک پروگرام پہلے سے مرتب هوكر كم از كم كانستيٹيوشن كميٹي اور ٹرسٹيان ايم - اے - او - كالج اور اُن جمله صاحبان كي خدمت ميں بهيجديا جاوے جو اضلاع كے انتخاب كے ذريعه سے بطور ڈيلي گيٹ كے جلسه ميں شريک هونے والے تهے - اور تجويز يه تهي كه اوائل ڈسمبر ميں جب اكثر حضرات هز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بهادر صوبه كي رونق افروزي كے موقع پر علي گڈه ميں جمع هونگے تو اس وقت وه پروگرام مرتب هو جاوے گا - چنانچه اس كے ليے وقت بهي مقرر هوا ' ليكن جن اصحاب كي شركت اس موقع پر ضرور تهي ان كي عدم موجودگى كى وجه سے اس وقت پروگرام كا مسوده مرتب نه هوسكا ' اور مجبوراً نواب خان بهادر محمد مزمل الله خاں صاحب قايم مقام آنريري سكرٹري فونڈيشن كميٹي اور اس خاكسار كے اتفاق سے پروگرام كا مسوده تيار كيا گيا (جس كا اس موقع پر بجنسه ذيل ميں درج كرديما مناسب معلوم هوتا هے) :

اسكے بعد فونڈيشن كميٹي كا اجنڈا تها ' جسميں ايک ڈيپوٹيشن كے انتخاب' نواب وقارالملک كي اسكيم جامعهٔ اسلاميه ' اور منافع رقم يونيورسٹي كے مصرف كي تجويز كے رزوليوشن تهے - هم نے وه حصه بخوف تطويل چهوڑ ديا (الهلال) -

يهه مسوده پروگرام چهاپا گيا اور تقسيم هونے هي كو تها كه بعض ممبر صاحبان فونڈيشن كميٹي نے خواهش كي كه اس كا اجراء ملتوي ركها جاوے ' اور جس وقت ممبر صاحبان لكهنؤ ميں عنقريب جمع هوتے هيں اس وقت باهمي صلاح و مشوره سے پروگرام مرتب كيا جاوے - چنانچه شب مابين ۲٦ و ۲۷ دسمبر ميں (جس كي صبح كو فونڈيشن كميٹي كا اجلاس منعقد هونے كو تها) بزير صدارت هزهائينس حضور نواب صاحب بهادر والي رام پور دام اقبالهم پروگرام كي ترتيب كي غرض سے بمقام لكهنؤ محمود آباد هوس جلسه منعقد هوا اور ايک پروگرام لكها گيا جس كے چهپنے كي نوبت نهيں آئي اور جو اس وقت ميرے پاس بهي موجود نهيں هے - اس پروگرام كے مسوده لكهتے وقت تمام وه حضرات شريک جلسه تهے جو اس وقت تک بيرونجات سے لكهنؤ تشريف لا چكے تهے اور بعض ديگر حضرات اهل لكهنؤ ميں سے تهے - ۲۷ ڈسمبر سنه ۱۹۱۲ع كو قيصر باغ كي باره دري ميں فونڈيشن كميٹي كا جلسه بزير صدارت حضور ممدوح الشان منعقد هوا اور اس روز جس قدر كارروائي هوئي وه سب پبلک كارروائي تهي - اس كے اعاده كي اس موقع پر ضرورت نهيں هے - جلسه ميں بهت هي زور شور سے دلچسپي كا اظهار كيا گيا تها - دوسرے وقت كے جلسه كي صدارت سر راجه صاحب محمود آباد نے فرمائي تهي -

ڈاكٹر ميجر سيد حسن صاحب كے ايک رزوليوشن نے (جس ميں انهوں نے حضور چانسلر كے غير محدود اختيارات كو خلاف مصلحت قرار ديا تها) جلسه ميں بهت هي گرما گرمى پيدا كردي تهي - يه مباحثه آخر وقت تک بهى اس روز ختم نه هوا اور ختم جلسه كے وقت معلوم هوتا تها كه مانحن فيه مسائل اسقدر مشكل اور پيچيده هوگئے هيں كه آينده اجلاس ميں بهي اسكا سلجهنا دشوار هوگا - لهذا يه لازمي امر تها كه تمام وه اصحاب جو مجوزه يونيورسٹي ميں دلچسپي ركهتے تهے ان كو اسي وقت سے يه فكر لاحق هوئي كه كوئي نه كوئي تدبير ايسي هوني چاهيے جس سے يه مشكل آسان هو - دوسرا دن ۲۸ دسمبر آل انڈيا محمڈن ايجوكيشنل كانفرنس كي كارروائي كا دن تها - لهذا يونيورسٹي كے كانسٹي ٹيوشن پر غور كرنے كے ليے زياده وقت مل گيا تها -

شب مابين ۲۸ , ۲۹ دسمبر كو ميں نے اپني ايک تجويز جناب نواب حاجي محمد اسحاق خاں بهادر كے سامنے پيش كي جو عنقريب ايم - اے - او كالج اور مسلم يونيورسٹي فونڈيشن كميٹي كے آنريري سكرٹري كے عهده كا چارج لينے والے تهے - اصولاً ميري اس تجويز كا خلاصه يهه تها كه فونڈيشن كميٹي كو كانسٹي ٹيوشن كميٹي كي تجويزات ۱۱ , ۱۲ - اگست گذشته سے كامل اتفاق كرلينا چاهيے اور مزيد برآں جناب ڈاكٹر ميجر سيد حسن صاحب كے اس رزوليوشن كو بهي پاس كرديںا چاهيے جسپر ۲۷ دسمبر كو تمام دن مباحثه هوتا رها تها - اور اس دن كے جلسه كے رنگ سے بهي يهه معلوم هوتا تها كه دونوں باتيں قوم كي متفقه (يا كم از كم بهت بڑي مجارٹي كي راے كے) بهي عين مطابق هيں - فونڈيشن كميٹي كے ان فيصلوں سے اس ڈيپوٹيشن كو جو همارے معروضات ليكر گورنمنٹ آف انڈيا ميں حاضر هوگا كافي زور اور اثر كے ساتهه گورنمنٹ ميں يهه عرض كرنے كا موقع هوگا كه جو كچهه وه گورنمنٹ سے چاهتے هيں وه قوم كي متفقه خواهش اور ديرينه آرزو هے - اسي كے ساتهه ڈيپوٹيشن كو يهه اختيار بهي دے ديا جاوے كه اپنے معروضات كو گورنمنٹ ميں پيش كرتے وقت اور گورنمنٹ كے اعلى عهد داروں سے گفتگو اور تبادله خيالات كي حالت ميں اگر ڈيپوٹيشن اپني تجويزوں ميں قومي مقاصد كي حفاظت كے ساتهه كسي ترميم كا قبول كرليما مصلحت سمجهے تو اس كو قبول كرے -

نواب صاحب ممدوح نے ميري اس گذارش سے اتفاق كيا اور فرمايا كه البته اس طرح پر ايک راسته نكلتا تو هے - اس كے بعد ميں نے اپنے خيالات كا اظهار اسي شب ميں علحده علحده ذيل حضرات سے كيا :—

جناب انريبل سر راجه صاحب جهانگير آباد و جناب انريبل سر راجه صاحب محمود آباد و جناب انريبل راجه سيد ابو جعفر صاحب اور جناب انريبل صاحبزاده آفتاب احمد خاں صاحب و جناب محمد علي خاں صاحب اڈيٹر (كامريڈ) (اور شايد كسي اور صاحب سے بهي) اور سب نے اسكو پسند كيا اور بالاخر قرار پايا كه اسي شب ميں كهانا كهانے كے بعد چند حضرات ايک جگه جمع هوكر ايسي كسي تجويز پر غور كريں جس سے كل صبح كو پيش آنے والي مشكلات حل هوجاويں - چنانچه محمود آباد هوس كے بالاخانه پر ١- بجے شب كے قريب پرائيويٹ طور پر هم سب نے (جن كا ذكر اوپر هوا هے اور جن ميں بعض اور اهل الراے حضرات بهي شريک هولے تهے) ان معاملات كے متعلق مشوره كيا جس ميں بهت وقت صرف هو گيا - ميري راے تو وهي تهي جو ميں اوپر عرض كرچكا هوں مگر ديگر حضرات

کي صورت میں پیش کرونگا اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جلسہ میں بہت گڑبڑ ہو جائیگي - اور بالاخر مجھہ سے کہا گیا کہ اگر کسي اور طرف سے پیش شدہ رزولیوشن سے اختلاف کیا جاوے اور معلوم ہوتا ہو کہ اختلاف راے ہوگیا ہے اور مباحثہ میں طوالت ہورہي ہے تب میں اپني ترمیم پیش کروں ' ورنہ جب تک جلسہ کا یہ رنگ رہے کہ اُس میں کسي زائد اختلاف کے نوبت آنے کے بدون پیش شدہ رزولیوشن بجنسہ منظور ہو جایگا ' تب مجھکو اپني ترمیم پیش نہ کرني چاهیے - رزولیوشن کي پیشي کے وقت مسٹر محمد علي نے جب اُس پر جلسہ کے سامنے تقریر کي تو اُس میں اُنھوں نے یہہ بھي فرمایا کہ رات کو بڑي رات گئے تک اس کے متعلق مشورہ ہوتا رہا ہے اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بھي اُنھوں نے لیا) اس رزولیوشن کا مسودہ مرتب ہوا ہے - اس پر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنھوں نے مجھے خاموش رهنے کي تائید کي تھي توجه دلائي کہ پیش شدہ رزولیوشن کی ذمہ داري اب میرے اوپر بھي آني ہے ' مگر اُنھوں نے اُس وقت سکوت فرمایا اور کوئي جواب مجھکو نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا - اور سوچنے کے لیے میرے پاس وقت بہت هي تنگ تھا - بہر حال جو خیال اس وقت میرے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ اُس وقت ترکوں میں بھي بہت زیادہ اختلافات واقع هیں اور هر ایک شخص ان میں سے یہي دعوی کرتا ہے کہ میں جو راے رکھتا ہوں وهي قوم کے حق میں زیادہ مفید ہے اور دوسرے کے خیال کي اطاعت کرنا نہیں چاهتا ' اور اسي کا یہہ نتیجہ ہے کہ جھگڑے بڑھتے چلے جارہے هیں - پیش شدہ رزولیوشن میں بھي وہ باتیں سب آگئي هیں جو میرے مسودہ میں هیں ' صرف بعض باتوں کا فرق ہے ' لہذا رفع اختلاف کي غرض سے اور جلسہ کو سکون کي حالت میں قایم رکھنے کي ضرورت سے مجھہ هي کو اُس وقت خاموش رهنا مناسب ہے ' ورنہ میں بھي اُسي الزام کا ملزم ہوں گا جو میں ترکوں پر لگا رہا ہوں اور میں نے ویساهي کیا اور رزولیوشن پاس ہوا - بعض حصے میرے مجوزہ رزولیوشن میں ایسے تھے جن کو بطور علحدہ رزولیوشن کے پیش ہونے میں کوئي مضائقہ نہ تھا - لیکن صدر انجمن صاحب نے پیش شدہ رزولیوشن کا پاس ہو جانا اس قدر غنیمت سمجھا کہ بغیر اس بات پر غور کیے ہوئے کہ اور کیا کام باقي رہگیا ہے اُنھوں نے فونڈیشن کمیٹي کے جلسہ کو برخاست کیا' اور دوسرے وقت کا جلسہ ایجوکیشنل کانفرنس کي کارروائی کا جلسہ قرار دیا گیا - نیز وقت بھي اس قدر گذر گیا تھا کہ عام جلسہ نے بھي اُس وقت کارروائي کے اختتام کو بہتر سمجھا -

جلسہ کے بعد هي ایک صاحب میري فرودگاہ پر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے صوبہ کي طرف سے مجوزہ ڈپوٹیشن میں نام نہیں آیا - میں نے عرض کیا کہ خود آپ کا نام ہے - اُنھوں نے کہا کوئي نہیں - میں نے پھر عرض کیا کہ آپ کا نام خود میرے قلم سے لکھا ہوا ہے - اُنھوں نے اس پر دوبارہ تحقیق کیا تو بھي معلوم ہوا کہ درحقیقت اُن کا نام اُس فہرست میں نہیں - اور جب میں نے بھي تحقیق کیا تو اُن کا خیال صحیح تھا اور اُن کا نام ڈپوٹیشن کي اُس فہرست میں نہیں تھا جو رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے پیش کي گئي تھي - اور وہ پہلا وقت تھا جب مجھکو معلوم ہوا کہ سر راجہ صاحب جہانگیر آباد اور آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب اور اس خاکسار کے رات کو اُس جلسہ سے چلے آنے کے بعد هم لوگوں کے سامنے کي مرتبہ فہرست بدل دي گئي تھي اور صرف وهي ایک نام جس کي طرف میں نے اوپر اشارہ کیا فہرست سے متروک نہیں کیا گیا تھا ' بلکہ اور بہت سے نام متروک ہوگئے تھے ; اور یہہ اصول بھي بدل دیا گیا تھا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹي کے سب ممبر اُس میں رکھے جائیں ; یہاں تک کہ جو ممبر پہلے سے ڈپوٹیشن میں شریک تھے اور گورنمنٹ کے آنریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے ان میں سے بھي کتنے هي نام پیش شدہ فہرست میں درج نہیں ہوئے - اس غیر متوقع کارروائی نے مجھکو سخت حیرت میں مبتلا کیا ' اور میں نے آنریبل سر راجہ صاحب محمود اباد کو جو اُسوقت جلسہ کي صدارت فرمارہے تھے اس کارروائي پر توجہ دلائي جس کا مجھکو کوئي جواب نہیں ملا - اسکے بعد جب پنجاب کے چند حضرات نے شکایت کي کہ ان کے صوبہ کي قایم مقامي ڈپوٹیشن میں کافي طور پر ملحوظ نہیں رکھي گئي اور صاحبان حل و عقد نے ان کا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا ' تو جناب سر راجہ صاحب ممدوح نے مجھہ سے (جو اسوقت جلسہ میں آنریري سکرٹري کي خدمات انجام دے رہا تھا) فرمایا کہ میں ایک نوٹس جاري کردوں کہ شام کے جلسہ میں بھي فونڈیشن کمیٹي کي کچھہ کارروائی ہوگي - میں نے بہ تعمیل ارشاد نوٹس جاري کردي جس کي اطلاع صبح کے تمام حضار جلسہ کو تو اُس وقت چند منٹ میں هو نہیں سکتي تھي ' لہذا جلسے اور مہمانوں کے کیمپ میں چند جگھہ وہ نوٹس چسپاں کردیے گئے - اور جناب سر راجہ صاحب کي خدمت میں میں نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے عرض کردیا کہ حسب الحکم نوٹس تو جاري کردیے گئے هیں ' لیکن ایسے بے اصول جلسہ میں خود نیازمند حاضري سے معافي چاهتا ہے - چنانچہ میں اُس جلسہ میں شریک نہیں ہوا - لیکن میں نے سنا کہ پنجاب سے چند حضرات کے نام ڈپوٹیشن کي فہرست میں اور اضافہ کرلیے گئے -

یہ ایک واقعہ ہے کہ جس وقت مسٹر محمد علي نے رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے ڈپوٹیشن کے نام پیش کیے میں یہي سمجھتا رہا کہ یہ وهي نام پڑھے جارہے هیں جو میرے سامنے ڈپوٹیشن کے واسطے تجویز ہوچکے تھے -

اب یہاں مجھہپر یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ اُسي وقت جلسہ میں فہرست کے سننے کے بعد میں نے کیوں محسوس نہ کیا کہ یہ وہ رات والي مکمل فہرست نہیں ہے اور کتنے هي نام اُسمیں سے نکال دیے گئے هیں - سب سے اول اس الزام کے جواب میں میں اپنے دماغ کي کمزوري کو معذرت کے ساتھہ پیش کروں گا ' جس سے پبلک غالباً پوري طرح واقف ہے اور جس کے لحاظ سے [illegible] بار بار اس قسم کے کاموں کي شرکت سے معافي چاہ چکا ہوں اور اس مرتبہ بھي جو میں لکھنو کے ان جلسوں میں شریک ہوا میري وہ شرکت اسي سخت ضرورت کي وجہ سے تھي ' ورنہ میري حالت صحت مجھکو اُسکي اجازت نہیں دیتي تھي - دوسرے میں اسپر مطمئن تھا کہ فہرست پر میں غور کرچکا ہوں اور جو کچھہ میرے نزدیک مناسب تھا وہ اُسمیں داخل ہوچکا ہے ' لہذا میرا ذهن اُس ترمیم کي طرف منتقل نہوا جو بغیر میري اطلاع کے فہرست میں کردي گئي تھي - سوم ایک ایسي لمبي فہرست کو ایک هي دفعہ سننے کے بعد اُن سب ناموں کو ذهن میں محفوظ رکھنا اور یہ معلوم کرلینا کہ اُسمیں کیا کمي ہے ' معمولي دماغ کا کام نہیں ہے - بایں همہ اگر قوم کے نزدیک میرے یہ عذرات کافي نہیں تو اپني خطا کا اقرار کرتا ہوں اور امید ہے کہ قوم میري اس معذرت کو مہرباني سے قبول کرکے مجھے معاف فرمائیگي ' خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اس قسم کي خطاؤں کے سرزد ہونے کا کوئي موقع میرے طرف سے غالباً آیندہ پیش آنے والا نہیں ہے -

پبلک راے کے واسطے مشہور ہوئے تھے اور جن پر اس تازہ بحث کی وجہ سے جو سر ہار کورٹ بٹلر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع سے پیدا ہوگئی تھی کانسٹیٹیوشن کو غور اور فیصلہ کا موقع نہ ملا تھا اسکے واسطے مناسب مہلت کے ساتھہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کیاجاوے جس میں وہ سب ممبر شامل ہوں جن کا نام رزولیوشن نمبر (۱) میں آیا اور وہ کمیٹی مسودات مرتبہ کا فیصلہ کریں -

رزولیوشن نمبر (۳)

مسودہ بائی لاز جو ابھی پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے وہ بھی حتی الامکان جلد پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے اور کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس حسب مندرجہ رزولیوشن صدر منعقد ہو اسی میں بائی لاز کا مسودہ بھی مکمل کرلیا جاوے ' تا کہ گورنمنٹ کو بھی یونیورسٹی کے تمام مالہ وماعلیہ پر کامل طور سے غور فرمانے اور ہمارے ڈپوٹیشن کو ہر ایک معاملہ متعلقہ کی نسبت گورنمنٹ میں عرض معروض کا موقع ملے - (انتہی)

اس مسودہ کو مرتب کر چکنے کے بعد میں منتظر تھا کہ شبینہ مشورہ کے شرکاء بڑے جلسہ سے قبل میرے اس مسودہ کو ملاحظہ فرمائیں گے - لیکن جب بجاے ساڑھے آٹھہ کے نو بھی بج گئے تب مجھکو معلوم ہوا کہ جلسہ کا وقت دس بجے سے قرار دیدیا گیا ہے - مجھکو معلوم نہیں کہ یہہ قرار داد کب اور کس طرح ہوئی - شاید اسی شب میں برخاست جلسہ کے بعد یہہ تجویز ہوئی ہوگی ' اور اگر ایسا تھا تو شاید میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ مجھکو بھی اس تبدیلی وقت سے اطلاع دی جانی مناسب تھی ' تاکہ میں اطمینان سے اس شب میں کچھہ آرام کرسکتا اور صبح اطمینان کے ساتھہ اپنا مسودہ مرتب کرتا اور جو تکلیف و پریشانی مجھکو وقت کی تنگی کی وجہ سے ہوئی ' اس سے میں محفوظ رہ سکتا جس کا میں اپنی اس عمر اور ضعف اور علالت کی حالت میں شاید مستحق نہ تھا -

بہرحال جلسہ سے قبل جناب نواب محمد اسحاق خاں صاحب بہادر مجھسے ملے اور اُن کو میں نے اپنا یہہ مسودہ دکھلایا اور جہاں تک اس وقت مجھکو یاد آتا ہے اُس کے بعد انریبل سر راجہ صاحب محمود آباد نے بھی اس کو ملاحظہ فرمایا ' اور چونکہ عین جلسہ کا وقت آگیا تھا لہذا سب صاحب جلدی جلدی فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ میں پہونچے - جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور مسٹر محمد علی صاحب (کامریڈ) نے سب سے اول اپنا وہ رزولیوشن پیش کیا جو اس جلسہ کے آخر میں پاس ہوا - اور جو کارروائی اس وقت جلسہ میں ہوئی وہ علانیہ تھی اور تمام جلسہ اُس سے واقف ہے اور اخبارون میں اُس کی روئداد چھپ چکی ہے - مجھکو اُن امور میں سے کسی کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر محمد علی نے اپنے رزولیوشن کے ساتھہ ممبران ڈپوٹیشن کے نام بھی پڑھے جس کی نسبت میں نے خیال کیا کہ یہ وہی فہرست ہے جو رات کے جلسہ میں میرے سامنے طے پائی تھی -

بہر حال پیش شدہ رزولیوشن کے مضمون کے متعلق بعض اخبارون میں کچھہ غلط فہمی ہوگئی ہے لہذا احتیاطاً میں اُس کو علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع سے بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں :—

وھو ھذا :

یہہ جلسہ حضور ملک معظم کے وزیر ہند بہادر کے فیصلہ مندرجہ مراسلہ انریبل سر ہار کورٹ بٹلر مورخہ ۹ - اگست من مقام شملہ میں کو نہایت مایوسی اور افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے - ان آراء پر لحاظ کرتے ہوئے جو کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے ظاہر کی ہیں اور جو اس جلسہ کے اندر مباحثہ کے دوران میں بھی ظاہر کی گئی ہیں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی طے پایا ہے کہ اول یونیورسٹی کا نام "مسلم یونیورسٹی ' علیگڈہ " ہونا چاہیے - دوم یہ کہ قانون کے متعلق جو اختیارات چانسلر کو سپرد کیے جانے تجویز ہوئے ہیں وہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو سپرد نہ ہونے چاہیئیں - سوم یہ کہ جو اختیارات اسٹیچوٹس کے باب سوم کے فقرہ پنجم میں مندرج ہیں وہ وہی ہونے چاہیئیں جو ٹرسٹیون کو زیر دفعہ ۴۱ قواعد و قوانین ٹرسٹیان علیگڈہ کالج دیے گئے ہیں - چہارم یہ کہ الحاق کے متعلق اسٹیچوٹس اسی صورت پر باقی رہیں جیسے کہ وہ تجویز ہوئے ہیں - اور پنجم یہ کہ کورٹ کونسل اور سنٹ کے متعلق کانسٹیٹیوشن کو شرائط کے اندر ترمیم نہیں ہونی چاہیے - علاوہ بریں ان مہمات ضروریہ پر لحاظ کرتے ہوئے جو اس مسئلہ کے ساتھہ وابستہ ہیں یہ جلسہ حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے اور اُن کو کامل اختیار و منصب کام کرنے اور مسلم یونیورسٹی کے متعلق جملہ معاملات کو مختتم طور پر اس نہج کے ساتھہ طے کرنے کا عطا کرتا ہے جو اُن کو قوم کے بہترین فوائد کے لحاظ سے مناسب معلوم ہو - نیز یہ کہ وہ بصورت ایک ڈپوٹیشن کے ہز اکسلنسی وائسراے کے حضور میں باریاب ہو اور اس باب میں کل ضروری معروضات پیش کرے -

اسماے ممبران ڈپوٹیشن

اینس آفیشیو :— ہز ہائینس سر آغا خاں پریسیڈنٹ فونڈیشن کمیٹی ' انریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد پریسیڈنٹ کانسٹیٹیوشن کمیٹی ' نواب حاجی محمد اسحاق خاں بہادر معتمد سکرٹری علی گڈہ کالج -

صوبجات متحدہ آگرہ و اودہ :— نواب وقار الملک بہادر صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب ' آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب - مسٹر سید نبی اللہ بیرسٹر ایٹ لا ' مسٹر سید وزیر حسن بی - اے - ایل - ایل - بی -

پنجاب :— انریبل خان بہادر میاں محمد شفیع ' انریبل ملک محمد عمر حیات خاں ' ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ' خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب سی - آئی - اے ' میاں محمد فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا -

بمبئی :— آنریبل مسٹر فاضل بھائی کریم بھائی ' آنریبل مسٹر محمد علی جناح -

مدراس :— سید محمد یعقوب حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی ' نواب غلام احمد خان بہادر کلامی -

بنگال :— انریبل مسٹر جسٹس سید حسن امام ' مسٹر مظہر احمد بیرسٹر ایٹ لا -

بہار :— آنریبل مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا ' آنریبل مسٹر فخر الدین -

ممالک متوسط :— خان بہادر ایچ - ایم - ملک صاحب -

دہلی :— مسٹر محمد علی (اسن) -

لندن :— میجر سید حسن صاحب بلگرامی -

جلسے میں رزولیوشن پیش ہونے سے پہلے گذشتہ شب کے جلسہ کے شرکاء میں سے کسی نے میرے مسودہ کے دیکھنے کی خواہش نہیں کی جس کی وجہ غالباً کچھہ یہ بھی ہوئی کہ کارروائی کے لیے وقت بہت ہی تنگ ہوگیا تھا - رزولیوشن پیش ہونے کے بعد مجھہ سے بعض معزز دوستوں نے پرائیویٹ طور پر دریافت کیا کہ آپ اس کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ میں اور پیش شدہ رزولیوشن میں کسی قدر اختلاف ہے لہذا پیش شدہ رزولیوشن کی تائید ہوجانے کے بعد میں اپنے مسودہ کو ترمیم

چلے آنے کے بعد چند نوجوان اور تعلیم یافتہ حضرات نے راے قایم کي اور صاف صاف کہدیا کہ ڈیپوٹیشن میں نصف ایسے لوگ ہونے چاهئیں جو همارے هم راے هوں اور نصف دوسري طرح کے هوں اس اصول کے ساتهه اُس وقت وہ نئي فہرست مرتب هوئي جو اگلي صبح کو رزولیوشن کے ساتهه جلسه میں پیش کي گئي -

نیز ابهي تین چار دن پہلے علیگڈہ میں' مجهکو ایک نوجوان و تعلیم یافته صاحب سے معلوم هوا که ممبران ڈیپوٹیشن کي جب یهه نئي فہرست مرتب هورهي تهي تو اُس میں شریک مشورہ کرنے کے غرض سے کچهه لوگوں کے پاس موٹرکار بهیجے گئے اور اُسي وقت وہ سوتے سے جگا کر اُس جلسه میں بلائے گئے اور اُن سے مشورہ هوکر جدید فہرست مرتب هوئي - جو صاحب مجهسے اس روایت کے راوي هیں وہ بهي اُن میں سے ایک هیں جن کے پاس اُس شب میں موٹرکار بهیجي گئي اور وہ شریک مشورہ هوئے - میں اوپر اپنے اس مضمون میں بیان کرچکا هوں که میں نے مجوزین مسودہ رزولیوشن کو یه مشورہ دیا تها که پبلک کي بدگماني سے بچنا چاهتے هیں' توجوکچهه اس وقت رات میں هورها هے وہ سب جلسه کے وقت صاف صاف بیان کردیا جاوے' لیکن معلوم هوتا هے که ان صاحبوں نے اس وجه سے اُس کي جرات نه کي که ایسا کرنے سے کہیں اُنکا جما جمایا رنگ اُکهڑ نه جاوے - یہاں تک که مجهکو بهي (جو اُسوقت جلسه میں انریري سکرٹري کي پوزیشن میں تها) بالقصد بے خبر رکها گیا - اور کیا ان واقعات کے بعد اس کے سوا کوئي اور راے قایم هو سکتي هے که یهه جوکچهه کیا گیا بالقصد کیا گیا اور صرف اس نیت سے کیا گیا که فہرست ڈپوٹیشن کے مجوزین واقعات کو پردہ اخفا میں رکهه کر اپنے منصوبه کو جلسه سے چپ چپاتے پاس کرا لیں ؟

میں نے اپنے ناظرین کا بہت قیمتي وقت اپني اس گذارش میں صرف کیا هے جس کي میں معافي چاهتا هوں' اور اب اس کے بعد جوکچهه عرض کرنا ضرور هے وہ صرف یه هے که یه تو جوکچهه هوا وہ هوا' لیکن اب آیندہ قوم کو کیا کرنا هے ؟ اُس کي نسبت میري ناچیز راے یه هے که فہرست ڈپوٹیشن کے علاوہ باقي رزولیوشن جو ٢٩ دسمبر ١٩١٢ ع کے جلسه میں پاس هوا اسکو بدستور قایم رکها جاوے' نیز اس سے بهي چارہ نہیں هے که هم کو ایک با اختیار ڈپوٹیشن تجویز کرنا چاهیے جو گورنمنٹ آف انڈیا میں هماري معروضات کو پیش کرے اور جہانتک اُسکے امکان میں هو وہ اپنے آپ کو اسکا پابند رکهے که قوم کي خواهشات پر پورا زور دے - لیکن اسمیں بهي شک نہیں هے که ڈپوٹیشن کے اختیارات میں کوئي مناسب قید بهي هوني چاهیے' یا دوسرے لفظوں میں یهه که اگر ڈپوٹیشن کے ممبروں میں باهم اختلاف راے هو تو اُس وقت ڈپوٹیشن کا طرز عمل کیا هونا چاهیے - آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب نے بعض نہایت مفید مشورہ اُس وقت اُس معامله کے متعلق جلسه کے سامنے پیش کیے تهے' لیکن صاحبان حل و عقد نے (جن کو اُسوقت صرف اپنے نقصان کي پاسداري منظور" تهي بدون اسکے که اُس پیش شدہ ترمیم کي نسبت غور کیا جاتا یا اُن کا کچهه جواب دیا جاتا) خواجه صاحب موصوف کا ایک نام ڈپوٹیشن کے ممبروں میں اضافه کردینا کافي سمجها اور بحث کو آگے بڑهنے نه دیا - خواجه صاحب کا اسم گرامي اضافه کرنے سے غالباً مطلب یه تها که ڈپوٹیشن کي کارروائي کے وقت جناب ممدوح اپنے خیالات کو بہت اطمینان کے ساتهه ڈپوٹیشن کے سامنے پیش کرسکیں گے - لیکن اس کے بعد بهي وہ سوال بدستور کهلا رهتا هے که اگر ممبران ڈپوٹیشن کے باهم کسي مسئله پر اختلاف هو تو اُس کا تصفیه کسطرح هوگا ؟ اور اسکا بہترین حل وهی هے جو اُسوقت خواجه صاحب نے اپني تقریر میں بیان فرمایا تها که کن کن شرائط کے ساتهه ڈپوٹیشن کو مسودہ کانسٹي ٹیوشن مرتبه کانسٹي ٹیوشن کمیٹي میں ترمیم کا اختیار هوگا' مثلاً یه که جب تک دو ثلث ممبران ڈپوٹیشن کسي ترمیم پر اتفاق نه کرلیں تو اُس ترمیم کو ڈپوٹیشن منظور نه کرسکے - رزولیوشن میں ایسا کوئي ذکر نہیں هے - اُسکي توضیح رزولیوشن میں اور هو جاني چاهیے - اور اسي کے ساتهه کوئي ایسا فقرہ بهي رزولیوشن میں ضرور درج هونا چاهیے که جب ڈپوٹیشن ضرورت سمجهے تو اپني فہرست میں توسیع کرسکے - اور مذکورہ بالا مقاصد کي غرض سے میرے نزدیک مندرجه ذیل طریقوں میں سے کوئي طریقه اختیار کیا جاوے :—

اول یهه که مجوزہ ڈپوٹیشن کا ایک اجلاس جلد منعقد کیا جاوے اور وہ ان دونوں باتوں کا تصفیه کرکے اطلاع کے لیے اپني تجویز مشتہر کرے اور قوم کي طرف سے وہ بطور جزو پاس شدہ رزولیوشن کے متصور هو -

(الف) فہرست ڈپوٹیشن کي توسیع کے متعلق - اور یہاں میں صاف صاف یه کہ دینا چاهتا هوں که ڈپوٹیشن کے اس اجلاسکو فونڈیشن کمیٹي کي منظوري کے بدون یه اختیار نه هونا چاهیے که کانسٹیٹیوشن کمیٹي کے یا اس ڈپوٹیشن کے ناموں میں کمي کردے جو اس سے پہلے گورنمنٹ کے ساتهه کارروائي کرنے میں مصروف رها هو حال کے ڈپوٹیشن کو یهه اختیار هونا چاهیے که اگر وہ اور کسي جدید نام کا اضافه ڈپوٹیشن میں کرنا مناسب سمجهے' تو وہ کرسکے -

یہاں بعض حضرات شاید یهه خیال فرماویں که ایسا کرنے سے ممبران ڈپوٹیشن کی تعداد اسقدر زیادہ هوجاوے گي که اُس کو گورنمنٹ شاید پسند نه کرے - لیکن اُسي کے ساتهه هم کو یهه بهي خیال رکهنا لازم هے که سات کروڑ مردم شماري کے کامل اختیارات اس ڈپوٹیشن کو سپرد هوتے هیں' اور اس تمام جم غفیر کا اطمینان اور بهروسه اس ڈپوٹیشن کے کامل اطمینان هونے پر منحصر هے - اور هم کو اس امر پر بہت زیادہ غور کرنا هے که جن لوگوں نے اس معامله میں قوم کي خدمات انجام دي هیں اُن کي خدمات کي نا قدر شناسي بهي نه هوني چاهیے - یهه سچ هے که جو لوگ اس طرح قومي خدمات انجام دیتے هیں وہ کسي قدرشناسي یا کسی دوسرے معاوضه کي اُمید پر ایسا نہیں کرتے' لیکن قوم بهي تو آخر انسانوں هي سے مرکب هے - اُس کو یه کب زیبا هے که اپنے خدمت گذاروں کي خدمات کے اعتراف سے چشم پوشي کرے ؟ لہذا اپني طرف سے تو هم کو اُن کا نام قایم رکهنا چاهیے -

(ب) جب ممبران ڈپوٹیشن موجودہ موقع میں (یعني جس قدر ممبر گورنمنٹ کے حضور میں) کسي وقت کانسٹیٹیوشن کي نسبت عرض و معروض کرنے کي غرض سے حاضر هوئے هوں باهم اختلاف راے هو تو اسکا فیصله کسطرح هوگا ؟

(ج) بعض اور ضروري رزولیوشن جو گذشته جلسه میں وقت کي تنگي کي وجه سے پیش نه هو سکے (مثلاً یهه که یونیورسٹي کے سرمایه کا منافع ایم - اے - او کالج کي اُس قسم کي ترقي میں صرف هو سکے جو اُسکو یونیورسٹي کے درجه تک پہنچانے کے لیے ضروري هو) اُن کا پیش هوکر فیصله هو جانا چاهیے - دوم یهه که پهر ایک تاریخ اور مقام مقرر کرکے فونڈیشن کمیٹي کو طلب کیا جاوے اور ان معاملات کا فیصله کرایا جاوے' اور اگر اسکي نوبت آوے تو اسی جلسه میں فونڈیشن کمیٹي کي ایک منیجنگ کمیٹي بهي مع اپنے اختیارات کے منتخب هو جاوے - نوٹس میں

میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کرچکا تھا کہ اب میرا دماغ ان تفکرات کے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - اسپر بھی جو میں لکھنو چلا گیا یہ میری طرف سے قانون قدرت کی خلاف ورزی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھنو سے لوٹنے کے بعد (جہاں میں نے حتی الامکان ہر طرح کی احتیاط اپنے کھانے پینے وغیرہ میں کی تھی اور عالی جناب سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے بھی' جلسکا کہ میں اس موقع پرمہمان تھا ہر ایک طرح میری آسایش کا پورا انتظام و اہتمام رکھا گیا تھا) اسی تھوڑے عرصہ میں چار دفعہ میری طبیعت خراب ہوئی اور پیچش وغیرہ میں مبتلا ہوا - اور اسوقت بھی میری حالت کسی سفر کے واسطے موزوں نہ تھی - لیکن " چور چوری سے جاے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاسکتا " یہ سمجھکر کہ ٹرسٹیان کالج کا سالانہ جلسہ ہے کم از کم ایک دفعہ تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے اور خاصکر اس خیال سے کہ حال ہی میں نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب بہادر نے علی گدہ پہنچکر اپنے معزز عہدہ آنریری سکرٹری کا چارج لیا تھا ' میرے دل نے نہ مانا اور میں علی گدہ چلا آیا ' اس ارادہ سے کہ ایک ہفتہ یہاں قیام کروں - لیکن یہاں علی گدہ پہنچنے سے چوتھے دن میرے بالیں رخسارہ پر فالج کا اثر ظاہر ہوا ' حالانکہ میرے معزز دوست مسٹر عامر مصطفی خاں صاحب نے میرے آرام اور حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا - اور اب ڈاکٹروں کی متفقہ اور قطعی راے یہہ ہے کہ اس قسم کے خطرات جو اس سے قبل یا اب مجھے پیش آئے' دماغی کام کرنے کی وجہ سے ہیں' اور آیندہ وہ مجھے بہت اصرار کے ساتھہ اس قسم کی جرات سے منع فرماتے ہیں - اُن کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا خود کشی میں داخل ہے جس کو میرا کوئی دوست بھی یقین ہے کہ گوارا نہ کرے گا - میں سمجھتا ہوں (گو اس کے ساتھہ مجھے افسوس بھی بہت زیادہ ہے) کہ آیندہ میں پبلک جلسوں یا صلاح و مشوروں کی صحبتوں میں بھی شریک ہونے ہی سے معذور نہ رہونگا بلکہ غالباً تحریر کے ذریعہ سے بھی اب مجھے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملے گا ' اور اسلیے میری ذات پر قوم کو اگر کچھہ تھوڑا بہت بھروسہ تھا تو اُس سے بھی اب قطع نظر کرنی چاہیے اور جو کچھہ کرنا چاہیے خود سوچ سمجھکر کرنا چاہیے - اس وقت اس فہرست کی حالت جو جلسہ میں منظور ہوئی یہ ہے کہ جلسہ کے برخاست کے بعد ہی پنجاب کے بعض حضرات کو شکایت پیدا ہوئی کہ ڈپوٹیشن میں پنجاب کی قایم مقامی کا لحاظ پورے طور پر نہیں کیا گیا جس کی تلافی اسی وقت دوسرے بالکل غیر متعلقہ جلسہ میں اضطراری طور پر کی گئی جس کو کوئی شخص بھی (جو غور کی نگاہ سے دیکھیگا) واجبی اور باقاعدہ نہ سمجھیگا - جناب آنریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد نے مجھہ سے اس بات کی سخت شکایت کی ہے کہ ڈپوٹیشن میں صوبہ اودہ کی قائم مقامی کا بھی مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - سید نبی اللہ صاحب اور سید وزیر حسن صاحب کو ہم اودہ میں شمار نہیں کرسکتے - راجہ صاحب محمود آباد بحیثیت اپنے عہدہ پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ کے کل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں - دھلی کے حضرات میرے سامنے شکایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا ڈپوٹیشن ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہونے کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور دھلی کے اتنے بڑے شہر کی طرف سے (جو اس وقت تمام ہندوستان کا پایہ تخت ہے اور جہاں خود ڈپوٹیشن شاید کسی وقت حضور وایسراے انڈیا کی خدمت کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کرے) کوئی بھی قایم مقام نہیں ' اور اونکو سخت تعجب ہے کہ حاذق الملک کا سا نام اس فہرست سے کیوں متروک کیا گیا - مسٹر محمد علی بحیثیت ایڈیٹر کامریڈ دھلی کی طرف سے قایم مقامی کا دعوی نہیں کرسکتے - پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے زیادہ کسی شخص نے بھی کانسٹیٹیوشن کے بنانے میں محنت اور جانکاہی نہیں کی ' اور گو مسودہ کانسٹیٹیوشن میں اُن سے مجھکو بہت اختلاف رہے ' لیکن جو محنت ... بہ حیثیت سکرٹری کانسٹیٹیوشن کمیٹی اور بحیثیت ... سکرٹری ڈپوٹیشن انھوں نے برداشت کی اُس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے - لیکن بایں ہمہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کا نام فہرست میں اول سے آخر تک کہیں نظر نہیں آتا - آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو خود فہرست کی ترتیب کے وقت ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے نام کے متروک ہونے کا ایسا افسوس ہے کہ وہ اس فروگذاشت کو بمنزلہ گناہ کے سمجھتے ہیں - اسی طرح جب اُس فہرست کو مزید غور کے ساتھہ دیکھا جاے گا تو معلوم ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں بھی اس قسم کی بعض بعض اہم فروگذاشتیں ہوئی ہیں اور مجوزین ڈپوٹیشن کے سوا خدا ہی کو معلوم ہے کہ یہ اتفاقیہ فروگذاشتیں ہیں یا جو کچھہ ہوا بالقصد ہوا - لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کی توسیع کا نام آتا ہے تو بعض مجوزین فہرست کو یہ ذکر ناگوار گذرتا ہے' تو اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ اُنھوں نے یہ قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ سے جس طرح بھی ہوسکے اس فہرست کو جلدی سے پاس کرادیا جاوے اور جس طرح اس قسم کی کمیٹیوں میں دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ آیندہ توسیع اور ترمیم کی گنجایش باقی رکھی جاتی ہے ایسا کوئی فقرہ رزولیوشن میں داخل نہ کیا جاوے - تو یہ اُن مجوزین کی دانستہ کارروائی ہے - صاحبان ! یہ کسی کی ذاتی میراث کا معاملہ نہیں تھا کہ چار بھائی ایک جگہہ مل کر بیٹھہ گئے اور میراث کو باہم تقسیم کر لیا - اس میراث میں تو تمام قوم شریک اور سہیم ہے - اُس میں ترکیب ترکیب سے اپنے مفید مدعا مطلب براری ہرگز زیبا نہیں ہوسکتی - جلسہ کے سامنے ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں بالکل خلاف واقعہ لیا گیا اور یہ کہکر کہ مجوزہ رزولیوشن بنانے میں مشتاق حسین بھی شامل ہے جلسہ کو دھوکا دیا گیا' اور دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسہ میں بالکل سکوت اختیار کروں - با ایں ہمہ اگرمجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ڈپوٹیشن کی فہرست میری غیبت میں بدل دی گئی ہے تو میں ہرگز بھی جلسہ میں خاموش نہ رہتا اور اُس وقت یقینا حضار جلسہ کو اسماے ڈپوٹیشن پر کامل طور سے غور اور خوض کا موقع ملتا اور ضروری ترمیموں کے ساتھہ فہرست پاس ہوتی اور لازمی طور پر اُسمیں یہہ گنجایش بھی رکھی جاتی کہ ضرورت کے وقت اُسمیں پھر بھی کوئی ترمیم ہوسکے' مثلاً میں ہی اب اپنی ناتندرستی صحت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں پاتا ؛ اور اس حالت میں اگر قوم کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو کہ میری جگہ کوئی اور صاحب ڈپوٹیشن میں شریک کئے جاویں تو جس عبارت میں کہ رزولیوشن پاس ہوا ہے اس کی رو سے اس ترمیم کا کوئی موقع قوم کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

اور جو کچھہ مجھکو ممبران ڈپوٹیشن کی فہرست کے متعلق بعد میں بعض ان حضرات سے جو برخاست جلسہ کے بعد وہاں بیٹھے رہ گئے تھے' معلوم ہوا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ قوم کو اس پر مطلع ہونا چاہیے - اور وہ یہ ہے کہ ہم تین شخصوں کے (یعنی راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نیازمند کے) وہاں سے

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

نمبر ۷

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, February 19, 1913.



شئون عثمانیہ

یہہ بھی درج کیا جاوے کہ جس قدر حضرات بھی شریک جلسہ ہو سکیں گے اُن کا فیصلہ فونڈیشن کمیٹی کا فیصلہ سمجھا جاویگا -

میں خوب واقف ہوں کہ اسقدر جلد اور اسقدر دور دور کے حضرات کو دوبارہ اس قسم کی زحمت دینا کسقدر مشکل اور کسقدر تکلیف دہ امر ہے ' نیز یہہ کہ اس دوسرے جلسہ کی کارروائی کی نسبت بھی شاید کسی قسم کا قانونی اعتراض کسی صاحب کی طرف سے پیش ہو سکے - لیکن اسکی ذمہ داری اُنہی حضرات پر ہوگی جو قومی معاملات کو قومی معاملات کی طرح اور ہر ایک امر کو پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھہ طے کرانے کی بجاے ترکیب سے صرف اپنے منشا کو پورا کرنے سے غرض رکھتے ہیں -

یہہ چند تجویزیں جو میرے خیال ناقص میں آئی ہیں وہ میں نے عرض کردی ہیں - آیندہ اور حضرات ان کے سوا اور جو کچھہ راے قایم کریں ممکن ہے کہ انکی آرا اور تبادلہ خیالات سے اور کوئی بہتر اور آسان تر شکل نکل آوے -

اب آخر میں یہ خاکسار اپنی ناتندرستی کی وجہ سے اور اپنے طبی مشیروں کے مشورہ سے اس قسم کے جلسوں اور دماغی کاموں میں شریک ہونے سے معافی چاہتا ہے ' اور پبلک سے اس التماس دعا کے ساتھہ رخصت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اپنے فضل وکرم سے اپنے اس عاصی گنہگار کا خاتمہ بخیر کرے اور جو دن میری زندگی کے باقی ہوں اُن میں اپنے قوم کی کامیابیوں کی خوشی کی خبریں سنتا رہوں ' اور یہی خوشیاں انشاء اللہ میرے لیے غذاے روح کا کام دیں گی ' والسلام -

[یہ مضمون میں نے اپنے حال کے عارضہ فالج سے پہلے لکھنا شروع کیا تہا اور باوجود طبی ممانعت کے میں نے آج اسکا ختم کردینا ایک قومی فرض سمجھا ہے -]

علی گڈہ :
۲ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

خاکسار
مشتاق حسین [نواب وقارالملک]

[الہلال] ناظرین اس مضمون کو اول سے اخر تک پڑھہ لیں - ہم بشرط صحت ایندہ نمبر میں پوری تفصیل کے ساتھہ اسکی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرینگے -

غازی انور بے
کے
تازہ ترین اظہارات

— * —

مولوی ابوسعید صاحب ونڈوی جو ایک سال سے ممالک اسلامیہ گئے ہوے ہیں' اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم تھے ' جب غازی انور بے طرابلس سے پہنچے - انہوں نے ملاقات کا موقعہ حاصل کرکے انکے سفر کے وجوہ دریافت کیے - اس گفتگو کا خلاصہ ہم (الشعب) قاہرہ سے نقل کرتے ہیں :

(س) آپ طرابلس چھوڑکے قسطنطنیہ کیوں تشریف لائے ؟

(ج) میں نے اپنی جان کو دین اسلام اور وطن عثمانی کی خدمت کے لیے وقف کردیا ہے اسلیے میرے نزدیک طرابلسی اور غیر طرابلسی' دونوں برابر ہیں - میں نے جب دیکھا کہ دولت خلافۃ کو خطرہ نے گھیر لیا ہے اور اسکے مصایب عنقریب تمام عالم اسلامی پر نازل ہونے والے ہیں' تو میں نے اپنے اخوان دین' افسران مجاہدین' اور مشائخ عرب کی راے اس بارے میں لی - پھر میں نے اپنے ارادہ کی اطلاع شیخ سنوسی کو دی ' مگر میں نے دیکھا کہ میدان جنگ میں آخر تک مقابلہ کے خیال کی بنیاد ڈالدینے کے بعد میرے یہاں آنے میں انکے نزدیک کوئی حرج نہ تہا - اسلیے میں نہایت اطمینان کے ساتھہ یہاں چلا آیا -

(س) آپ نے درنہ میں قیام کے بدلہ قسطنطنیہ تشریف ‹‹ کیوں ترجیح دی ؟

(ج) بیشک میرے قیام درنہ میں چند ایسی فوائد تھیں جو یہاں حاصل نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہاں میں برقہ کا حاکم عام تہا اور میرے ہی ہاتھہ میں تمام فوج کی کمان تہی ! مگر یہاں میں ... ایک معمولی افسر کے رہونگا اور مجھکو ... پر کوئی امتیاز نہ ہوگا - پس اگر میں اپنے مخصوص مصالح کا لحاظ کرتا ' تو درنہ نہ چھوڑنا چاہیے تہا - مگر چونکہ میری غرض خلافۃ اسلامیہ اور دولت عثمانیہ کی خدمت کے فرض عام کی بجا آوری تہی ' اسلیے اپنے تمام امتیازات چھوڑکے یہاں چلا آیا -

نہ میں دولتمند ہوں اور نہ دولت جمع کرنے کا خیال ہے - کیونکہ میں نے اپنی ذات کے لیے کبھی بھی کچھہ نہیں کیا - جنگ بلقان شروع ہونے کے بعد جب مجھکو اور میرے بھائیوں کو اعانت دولت علیہ کے چندہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اسوقت میرے پاس بہت تھوڑی سی رقم تہی' مگر میں نے سب دیدی' کیونکہ ہم لوگ طالب زر نہیں -

(س) آپ مصریوں سے کیوں نہیں ملے حالانکہ آپکو وہ بہت محبوب ہیں اور بارہا آپ درنہ میں انکی بلند ہمتی و سخاوت پر اظہار پسندیدگی فرمایا کرتے تھے ؟

(ج) بیشک میں ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا چاہتا تہا مگر موجودہ حالات نے ذرا بھی وقت نہیں چھوڑا تہا اسلیے میں بجلی کی چمک کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچ جانا چاہتا تہا - اسکے علاوہ اور کوئی اور سبب نہیں -

(س) آپ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

(ج) وطن عزیز اور خلافت اسلامیہ کی مدافعت کے علاوہ اور کچھہ نہیں' جو جنگ بلقان کے بعد سے نہایت شدید خطرہ میں ہے -

(س) اسکے علاوہ اور کوئی مہم بھی آپکے پیش نظر ہے ؟

(ج) اسکو میں آیندہ کے لئے چھوڑتا ہوں -

(س) ختم جنگ کے بعد درنہ واپس جانے کا ارادہ ہے ؟

(ج) انتہاے جنگ کے بعد میں اپنے معاملات میں آزاد ہونگا - لیکن اسوقت تو میں فوجی نظام کا ایک تابع سپاہی ہوں اور بہر حال خدمت اسلام ہمیشہ کرتا رہونگا -

(س) موجودہ حالات کے مستقبل کے متعلق آپکی کیا راے ہے؟

(ج) میں نے چتلجا کے قلعوں کی حالت دیکھی ' میرے نزدیک حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے

اطلاع ضروری

اگر کوئی صاحب الہلال نمبر ۱ جلد ۱ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں -

پتہ :- ڈاکٹر محمد جی عرف سید ولایت حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن - پلیگ پوسٹ تارادیوی - شملہ

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۷

Calcutta : Wednesday, February 19, 1913.

فہرست

— * —

تصـاویـــر

تلغـــراف خصـــوصي

— * —

بنـــام الهـــلال

(۱)

(قسطنطنیه : ۱٦ - فروري)

ایک بہت بڑي خونریز جنگ میں مانٹي نیگرو اور سرویا کي فوج کو' جسکي تعداد سوله هزار سے کہیں زیاده تھي' ترکوں نے شکست فاحش دي - چھه توپوں پر قبضه کرلیا اور دشمن تین هزار مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

ایڈیٹر (تصویر افکار) کو بابعالي کي طرف سے اس امر کے اظہار کي اجازت دي گئي هے که گورنمنت ترکي کا منشا صلح کرنے کا هرگز نہیں هے' گو اسکو باعزت صلح سے انکار بھي نہیں -

عبد العزیز چاویش

(سابق ایڈیٹر الهـلال العثماني و حال ایڈیٹر الهدایة)

(۲)

افواه صلـــح کي تـکذیب

بجواب الهلال نسبت اشاعات صلح

— * —

(قسطنطنیه : ۱۸ - فروري)

— × —

محمود شوکت پاشا آج صبح کے اخبارات کو اطلاع دیتے هیں که " همارے طرف سے صلح کي کوئي خواهش نہیں - هم جنگ میں کامیاب هیں' اور اپنے ارادوں میں پوري طرح محکم و مستقل - ممالک خارجه کي اشاعات محض بے اصل هیں "

غازي (انور بے) ایڈریا نوپل سے کسي خاص جانب روانه هوگئے هیں - گھبراؤ مت اور اسقدر جلد هماري طرف سے بدگمان نہو جاو - (۱)

(مصباح)

(۱) هم نے تار میں لکھا تھا که " اگر صلح کي افواه سچ هے تو بتلاو که تم میں اور دشمن میں کیا فرق هے ؟ " یه اسکا جواب هے -

افکار و حوادث

—:※:—

سنہري گريمفوں سے ایک نیا نغمہ !

— * —

ڈاونگ اسٹریٹ لنڈن' اور کمالا ہل بمبئي

— * —

لیڈري کا " طوطي " کہنہ مشق

اور

" استاد ازل " کا ایک نیا سبق

و من یعش عن ذکر الرحمن ' نقیض لہ شیطاناً '
فہو لہ قرین (۴۳ : ۳۵)

— * —

" سنہري گریموفوں سے ایک نیا نغمہ " کیونکہ اس سے پہلے بہت سے نغمات خوش آہنگ نکل چکے ہیں -

" مولانا " کے زمانے میں " گریموفوں " نہ تہا ' اداے مطلب کیلیے انکو بانسري سے کام لینا پڑا :

بشنو از نے چوں حکایت مي کند

شارحین مثنوي کا اتفاق ہے کہ " نے " سے مقصود یہاں وجود انساني ہے' اور " نے ساز " سے نغمہ سراے ازل ' کہ : الانسان سري و انا سرہ (انسان میرا بہید ہے اور میں اسکا بہید ہوں) وہ ایک آلۂ معطل کي طرح دست الہي میں ہے - یقلبہا کیف یشاء (جس طرف چاہتا ہے اسکا دل پہرا دیتا ہے) جو آواز اس " نے " سے نکلتي ہے' ظاہر بیں سمجہتے ہیں کہ " نے " کي آواز ہے ' لیکن حقیقت شناسانِ " باطني " کو صاف نظر آ جاتا ہے کہ " نے " کي نہیں بلکہ نے بجانے والي کي سامعہ نوازي ہے - بانس کے ایک ٹکرے میں یہ طاقت کہاں کہ ہنگامۂ موسیقي سے اقلیم جاں کو تہہ و بالا کردے ؟

نغمہ از نائیست نے از " نے " بداں
مستي از ساقیست نہ از مے بداں

لیکن (مولانا) کي " نے " اور (ایڈیسن) کا " گریموفون " دونوں مثال کیلیے یکساں طور پر مفید ہیں' اور اس وقت ہمارے کانوں میں جس نغمۂ تازہ کي صدا آرہي ہے' آپ پوري طرح مجاز ہیں کہ اِن دونوں میں سے کسي ایک کو مثال کیلیے اختیار کر لیجیے -

في الحقیقت وجود انساني کي مثال کیلیے (مولانا) کي " بانسري " ایک عجیب شے ہے اور اب (ایڈیسن) نے اسکو زیادہ مکمل کردیا - " مسئلہ جبر و اختیار " کو اگر آپ اس وقت نہ چہیڑیں' تو میں کہونگا کہ حضرات صوفیا کا یہ قول قابل اِعماض نہیں کہ انسان ایک بانسري کي طرح ہے' جو خدا کے ہاتھہ میں ہے - جس طرح کي آواز چاہتا ہے' اسکے اندر سے سنا دیتا ہے - البتہ انسانوں کي بھي قسمیں ہیں' اور پھر سب کي پرستش گاہیں بھي ایک نہیں - جن کا معبود وہ خالق لم یزل ہے' انکے وجود سے اسي کا نغمۂ حق نکلتا ہے - لیکن جتنے معبود دنیاوي قوتوں کے " شیاطین الانس والجن " ہیں ' انہوں نے اپنے دلوں کو " نزغات شیطانیہ " کیلیے وقف کر دیا ہے' یقلبہا کیف یشاء - جس طرف چاہتے ہیں انکے دلوں کو پھیر دیتے ہیں ' اور جس آواز کو چاہتے ہیں ' انکي زبان سے سنا دیتے ہیں : ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علی کل افاک اثیم ' یلقون السمع و اکثرہم کاذبون (۱۹ : ۲۲۱)

القاؤ نزول الہام کے لحاظ سے دونوں کا یکساں حال ہے ' صرف سر چشمے مختلف ہیں - دونوں اپنے معبود و إلہ کي پہونکي ہوئي آواز کا نغمہ ہیں - مگر ایک کا معبود قوت الہیہ ہے' اور دوسرے کي مظاہر شیطانیہ - پہلا اگر اپنے معبود حکیم کو ہر وقت حاضر و ناظر یقین کرتا ہے ' کہ : و نحن اقرب الیہ من حبل الورید - تو دوسرا بھي اپنے مسجود لئیم سے کبھي جدا نہیں کہ : و من یعش عن ذکر الرحمن' نقیض لہ شیطانا ' فہو لہ قرین -

حضرات صوفیا کہتے ہیں کہ انسان اللہ کا بہید ہے (الانسان سري و انا سرہ) یہ بندگان اصنام بھي اپنے معبودوں کے راز و نیاز کا سر مخفي ہیں - یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے : " وہ اِنکے بہید ہیں اور یہ اُنکا راز ہیں" : ع - درمیانِ کاتبیں را ہم خبر نیست !

اس ہفتے ہز ہائینس سر (آغا خاں) بالقابہ الکثیرہ نے مسلمانان ہند کے نام ایک چٹہي بمبئي ٹائمس میں شائع فرمائي ہے' اور اسکا خلاصہ بذریعہ تار کے اُسي دن تمام اخبارات کو باہتمام مخصوص بہیجا گیا ہے - یہ چٹہي نہایت دلچسپ ہے - اور اس قابل ہے کہ مندرجۂ صدر معارف باطنیہ کو پیش نظر رکھکر اسکي اسٹیڈي کي جاے - چٹہي کا آغاز ترکوں کي دل سوزانہ ہمدردي سے' مگر خاتمہ ایک ہمدردانہ مشورے پر کیا گیا ہے - وہ اسکو بہت ضروري سمجہتے ہیں کہ مجروحین و مہاجرین کیلیے روپیہ دیا جاے - لیکن اسپر خشمگیں ہیں کہ مسلمانان ہند اجراے جنگ کیلیے ترکي کو کیوں مشورہ دیتے ہیں ؟ انکو کسي کے جنگ و صلح سے کیا غرض ؟ " اپني " حکومت کي امن بخشي سے شاد کام رہیں - ترکي کیلیے صلح ہي میں بہتري ہے -

آخر میں انکا مشورہ تہا کہ اسلام کو اب اپنے یورپین مقبوضات سے فوراً جلا وطن ہو جانا چاہیے - صرف ایشیا ہي پر قناعت کر لي جاے - ایسا کرنے سے ایک نعمت گراں مایہ یعني " دولت علیہ برطانیہ " کي سرپرستانہ اعانت اور اسلام نوازانہ مہر و نوازش کي دولت لا زوال حاصل ہو جاے گي -

یہ ایک " بانسري " کي نئي " حکایت " یا " گریموفوں " کا نغمۂ تازہ ہے' جو ہز ہائینس کے ساز وجود سے منتقل ہوکر سامعہ نواز بزم و انجمن ہوا ہے -

بعض ظاہر بیں بدمزہ ہو رہے ہیں کہ یہ آواز تو کچہہ خوش آیند نہیں ' لیکن باطن شناسان حقیقت کہتے ہیں کہ ملامت بے فائدہ ہے - تم اُن تاروں کو دیکہتے ہو' جنسے آواز نکلتي ہے ' اور ہماري نظر اُن انگلیوں پر ہے' جو اوپر نیچے و بالا پڑ رہي ہیں !

نغمہ از " نائیست " نے از " نے " بداں !

ہز ہائینس نے اس ایک چٹہي میں اپنے " باطني " کمالات کے کیلئے بہیس بدلے ہیں ! آغاز تحریر میں ترکوں کي ہمدردي کرتے ہوے اپنے تئیں " مسلماں " ظاہر کرتے ہیں - کچہہ دیر کے بعد انکو اس خیال سے سخت پریشاني ہوتي ہے کہ " جنگ دوبارہ جاري کردي جائے " یہاں آکر وہ موجودہ مسیحي جہاد کے مقدس علم بردار : شاہ (فرڈیننڈ) کے ہاتہہ پر بیعت کرتے ہوے نظر آتے ہیں' کیونکہ (صوفیا) سے بعینہ یہي آرزو دہرائي گئي ہے کہ ترکوں کو جنگ جاري کرنے کا مشورہ نہ دیا جاے -

آگے جاکر انکا چہرہ زیادہ صاف نظر آجاتا ہے - وہ بے تکان مشورہ دینے کیلیے بڑھتے ہیں کہ " اسلام کیلیے بہتر ہے کہ یورپ کو خبردار کردے " اب انکا لباس بلغاري وضع کي جگہ ' انکي اصلي انگریزي وضع اختیار کرلیتا ہے ' کیونکہ انکے اس مذہب کے ابوالاباء : (مسٹر گلیڈاسٹون) نے بھي سنہ ۱۸۷۶ - میں یہي رائے دي تہي

" بس اب ترکوں کیلیے صرف ایک ہي کام باقي رہگیا ہے یعني فوراً اپنے مدیروں ' بک باشیوں ' قائمقاموں ' اور باشي بزوقوں کو ساتہہ لیکر' اپنے گٹہري اور بقچے سمیت باسفورس کے پار (ایشیا میں) چلي جاے " -

البتہ گلیڈ اسٹون کا نیا تناسخ نسبۃً اچہے لفظوں میں ہوا ہے -

شذرات

ہفتۂ جنگ

اس ہفتے کي خبروں میں سب سے زیادہ اہم واقعہ سقوطري کي محصور فوج کا حملہ ' اور دشمنوں کا نقصان عظیم ہے -

سقوطري کے محصورین کي حالت نہایت نازک تھي ' عرصے سے وہ ہر طرف سے بند ہیں - خبر رساني کا کوئي سلسلہ ان میں اور دار الخلافت میں باقي نہیں رہا - آغاز جنگ سے دشمن اپني تمام قوتوں کو وہاں جمع کر رہا ہے ' تاہم انکا اس بے سرو ساماني کے عالم میں نکلکر مدافعت کي جگہہ خود حملہ کرنا ' اور شکست عظیم کے بعد محاصرین کي قوت کا خاتمہ کردینا ' لفٹننٹ (ویگنر) کي فرضي بلغاري فتوحات سے بڑھکر ' مگر ایک واقعي عثماني فتح کا واقعہ ہے -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے سب سے پہلے اس فتح عظیم کي خبر دي تھي ' مگر ریوٹر کو غالباً اس بارے میں کوئي خبر نہیں دي گئي -

ڈاکٹر موصوف نے جس معرکے کا ذکر کیا تھا ' معلوم ہوتا ہے کہ وہ برابر جاري رہا - ١٦ - فروري کو شیخ (عبد العزیز شاویش) ایڈیٹر (الہدایۃ) اسلامیۂ علیہ سے تار دیتے ہیں کہ مانٹي نیگرو اور سرویا کي متحدہ فوج کو ترکوں نے شکست دي - یہ تار ہمکو ١٧ - کو دن کے دو بجے ملا تھا - شام کو ریوٹر نے بھي قسطنطنیہ سے بعینہ اس خبر کي تصدیق کي -

سنتیجي (دار الحکومت مانٹي نیگرو) کے نامہ نگار نقصانات کا تخمینہ بتلانے سے قلم شرمندہ ہے ' تاہم اعتراف کیا گیا ہے کہ نقصانات اندازے سے بھي زیادہ تھے - سب سے زیادہ یہ کہ " سرکاري طور اعلان کیا گیا ہے کہ اب دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ نہیں "

اخري سطر سے ڈاکٹر مصباح الدین کے اس جملے کي پوري تصدیق ہوتي ہے کہ " دشمنوں کي قوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا "

ایڈریا نوپل

گذشتہ اشاعت میں " ہفتۂ جنگ " پر لکھتے ہوے ہم نے امید ظاہر کي تھي کہ غازي انور بے ایڈریا نوپل میں ہونگے - ہم نے تفتیش حالت کیلیے ڈاکٹر مصباح الدین کے نام تار بھیجا کہ " انور بے اس وقت کہاں ہیں ؟ "

الحمد اللہ کہ ہمارے پر امید قیاس کي تصدیق ہوگئي اور جواب میں جو تار ملا ' وہ پہلے صفحہ پر درج کردیا گیا تھا - اس تار کے بعد ھي ڈاکٹر انصاري اور خود ریوٹر کے تار آے ' جنسے اسکي تصدیق مزید ہوگئي - ہم نے امید ظاہر کي تھي کہ شاید (غازي انور بے) کا اولین کام ایڈریا نوپل کے محاصرے کي شکست ہوگا ' چنانچہ ٥ - فروري کا تاریخي حملہ ' اور (ڈایڈن) کے مورچوں پر قبضہ ' اس عمل عظیم کے کامیاب اغاز کي خبر دیتا ہے -

پچھلے نمبر میں (چتلجا) کي جو تصویر الگ صفحہ پر شائع کي گئي تھي ' اسکو اپنے سامنے رکھہ لیجیے - آپکے دہني جانب چتلجا کي ابادي ہے اور بائیں جانب جو پہاڑي سلسلہ ہے ' اسکے عقب میں بلغاري فوج پھیلي ہوئي ہے - قصبہ بیچ چکمي کے اوپر جو پہاڑي سلسلہ نظر آتا ہے ' اسکي چوٹیوں کا عقب بلغاري پیش قدمي کي انتہائي سرحد تھي ' مگر اب ساحل کے عثماني بیڑے کي گولہ باري نے (جیسا کہ آپ دیکھہ رہے ہیں) اسکو عثماني حدود کے اندر لے لیا ہے - قصبہ اور بائیں جانب کي پہاڑي کے درمیان ایک پل واقع ہے اور ترکي جنگي جہاز : (بار بروس) اسکے محاذي کھڑا ہے ' تا کہ دشمن کي پیش قدمي سے یہ راہ ہمیشہ محفوظ رہے -

(ڈلیڈن) کي پہاڑیاں جن پر شجاعت پیکران ادرنہ نے نکلکر قبضہ کرلیا ' اسي بائیں جانب کي پہاڑي کے عقب میں ہے ' اور وہ ایڈریا نوپل کے بالکل محاذي ' مغرب میں واقع ہے - معلوم ہوتا ہے کہ چتلجا سے ایک عثماني فوج پل کو عبور کرکے پہاڑ پر چڑھگئي اور اُدھر سے (پایا برغاس) کي فوج نے نکلکر اسکا ساتھہ دیا - سامنے سے ایڈریا نوپل کے محصورین نکلے اور بندوقوں پر سنگینیں چڑھاکر پہاڑي پر چڑھنا شروع کردیا - یہ ایک ایسا متفقہ اور ہر طرف سے محصور کردینے والا حملہ تھا ' جس نے بلغاریوں کو بھاگنے کا موقعہ بھي ندیا ' اور (جیسا کہ تار میں ظاہر کیا گیا ہے) صرف دس آدمی کسی طرح بھاگ کر بچ نکلے ' باقي سب کے سب گرفتار ہوگئے :

کذلک العذاب ' ولعذاب الاخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون - (٦٨ : ٣٣)

صلح کي افواہ

٥ - فروري کي اشاعت میں ہم نے ڈاکٹر (مصباح الدین) کا جو تار شائع کیا تھا ' اسکے آخر میں انھوں نے اطلاع دي تھي : " مشہور ہے کہ دشمن صلح کیلیے درل سے نامہ و پیام کررہا ہے "

شاید یہ اسي کا نتیجہ ہے کہ حقي پاشا کے سفر کي خبر کے ساتھہ ھي مشہور کیا گیا کہ موجودہ وزارت بھي رفتہ رفتہ صلح کي گذشتہ شرطوں پر رضامندي ظاہر کر رہي ہے - لیکن شیخ (عبدالعزیز شاویش) کي تار برقي سے اس افواہ کي بکلي تکذیب ہوتي ہے ' جو وزارت کے ایک سرکاري اعلان کا حوالہ دیتے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقي پاشا کے سفر کو کم از کم صلح کي اس حالت سے کوئي تعلق نہیں ' جسکو تاروں میں ظاہر کیا گیا ہے -

ہم نے اس وقت ڈاکٹر مصباح الدین کے نام بھي مسئلۂ صلح کي نسبت ایک تار روانہ کیا ہے -

نقشۂ جنگ

گذشتہ اشاعت میں ہم نے جو قیاسات ظاہر کیے تھے ' ان میں تبدیلي کیلیے اب تک کوئي وجہ پیدا نہیں ہوئي -

لیکن غازي (انور بے) کے خوارق عزائم کیسے عجیب ہیں !

وہ اجراے جنگ کے وقت چتلجا میں وعظ کررہے تھے - پھر یکایک ایک فوج کے ساتھہ مارمورا کے ساحل پر نمودار ہوے - جبکہ دنیا انکو چتلجا کے پیچھے دیکھہ رہي تھي ' معاً معلوم ہوا کہ ایڈریا نوبل میں محصور فوج سے حملہ آوري کا کام لے رہے ہیں - پھر یقیني ہے کہ ٥ - فروري کے حملے کے اندر انھي کي عجیب و غریب قوت کام کررہي تھي - اب نہیں معلوم کہ ہمت و عزم کي یہ بجلی کس طرف چمکنے والی ہے ؟

موجودہ اشتدۂ جنگ میں سب سے زیادہ اہم واقعہ غازي (انور بک) کي وہ نقل و حرکت تھي ' جسکي خبر امپائر کے نامہ نگار نے دي تھي - اب ١٢ - کے ایک تار میں ریوٹر ظاہر کرتا ہے کہ ٣٠ - جدید اشندوں کا ایک مسلح بیڑا انور بے کے زیر کمان نکلا تھا کہ مختلف اہم نقاط میں فوج اتار دے لیکن وہ بالکل ناکام رہا کیونکہ اس وقت تک اسکي نسبت کچھہ نہیں سنا گیا "

یہ اسی عمل ناکامي کي عجیب علامت ہے کہ " اسکے نتائج معلوم نہیں " کیا یہ ممکن نہیں کہ خاموشي کے ساتھہ مخفي اعمال کا کام انجام دے رہے ہوں ؟

(رودستو) میں فوج کے اترنے کي نسبت بھي خبر دی گئي ہے -

ہوتا' لیکن افسوس کہ بیانات اسقدر قوی ' اور راوی اس درجہ صادق القول اور ثقہ ہیں کہ مجکو مجبوراً انپر یقین کرنا پڑا "

اسکے بعد انہوں نے اُن مظالم کی تشریح کی' اور نامہ نگار ڈیلی ٹیلی گراف کی وہ تازہ ترین شہادت پیش کی جسمیں بلغاریا ' سرویا ' اور یونان ' تینوں ریاستوں کے چشم دید مظالم بیان کیے ہیں ' پھر کہا :

" آپکو انسانی تاریخ کے صفحوں پر ایسے خوفناک اور وحشیانہ مظالم کی مثالیں نہیں ملیں گی - مسلمانوں کو معلوم ہے کہ کس طرح مسٹر گلیڈ سٹون نے ارمینیا کے فرضی مظالم کی داستانسرائی سے ترکوں کے خلاف جد و جہد کی تھی' اور پھر اس طرح ترکی کے متعلق تمام یورپ میں غیظ و غضب پھیلایا تھا' اور سلطان عبد الحمید کو " قاتل اعظم " کے نام سے یاد کیا تھا - لیکن کیا آج تمام سرزمین یورپ میں ایک راستباز ہستی بھی نہیں ہے جو مظلوم مسلمانوں کو انصاف دلانے کیلیے آواز بلند کرے ؟ کیا انسانیت اور نوع پرستی کی ہمدردی صرف عیسائیوں ہی کیلیے مخصوص کر دی گئی ہے ؟

ہم کو امید تھی کہ ہمارے شہنشاہ کے وزرا ایسے الفاظ کہنے میں تامل کرینگے جن سے قیصر ہند کی کروڑوں رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچے - تھوڑا سا ضبط اور اعلان بے طرفی کی کسی قدر سختی ' یہ دو باتیں اگر عمل میں لائی جاتیں' تو حصول مقصد کے ساتھہ ۷۰ - ملین قلوب اسلامیہ اسطرح زخمی نہوتے -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو گورنمنٹ برطانیہ سے چاہتے ہیں کہ ترکی کی حمایت میں کوئی عملی حصہ لے - ترکی کو اپنے لیے خود ہی لڑنے دو' (چیرز) البتہ ہماری گورنمنٹ کی طرف کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیے ' جس سے اسکی اراضی میں فرق آجاے -

ہمارا فرض بالکل غیر پیچیدہ ہے ' اور اسمیں ہمارے مذہب کی شرکت بھی ہمیں حاصل ہے - ہم لوگ اپنے برادران اسلامی کی حتی الامکان امداد کرینگے - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلیفہ عثمانی اسلام کے مقدس مقامات کا محافظ ہے' اور ترکی کا تنزل عین اسلام کا تنزل ہے - پھر اسکے تنزل سے نہ صرف اسلام کیلیے خطرہ ہے بلکہ تمام ایشیا کی عزت و اقتدار کیلیے - میں اپنے ہم وطن ہندو اور مسلمانوں ' دونوں سے یکساں طور پر التجا کرتا ہوں کہ ہلال احمر کی اعانت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں - ہمارے ہندو بھائی اس موقعہ پر مسلمانوں کی دائمی شکر گذاری حاصل کرسکتے ہیں - تمام دنیا میں اس واقعہ کو مشہور ہونے دو کہ انسانیت کی ایک مصیبت عظمی میں ہندوستان کی دونوں قوموں نے برابر کا حصہ لیا (چیرز)

ہزہائنس سر آغا خاں کا مشورہ

حضرات ! ہندوستان میں مسلمانوں کی جو عام روش اس بارے میں رہی ہے' اسکی نسبت نہایت افسوس کے ساتھہ میں سر آغا خاں کی تحریر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں' جو حال میں بمبئی کے ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے اور جسکی خبر تمام ہندوستان میں تار کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے - شخصاً میں ہزہائنس کی اسقدر عزت اپنے دل میں رکھتا ہوں کہ نہیں سمجھتا اس کو کیونکر ظاہر کروں ؟ لیکن اگر میں ایک ملی مسئلہ کی نسبت ذاتی دوستی کی بنا پر خاموشی اختیار کر لوں ' تو اپنے اسلامی فرض کے ادا کرنے سے اپنے تئیں بالکل قاصر یقین کرونگا - (چیرز)

میں پورے یقین کے ساتھہ کہتا ہوں کہ ہزہائنس نے جن خیالات کا اپنی اس تحریر میں اظہار کیا ہے' ان سے مسلمانان ہند کی کسی قابل ذکر جماعت کو اتفاق نہیں (سنو ! سنو !) انکے خیالات اسلام کے خلاف ہیں ' اور اس ملک کے اہل اسلام انکو نا منظور کرتے ہیں (صداے تصدیق)

یہ کہنا کہ " جو لوگ ترکوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں ' وہ غیر ذمہ دار اشخاص ہیں اور اپنی فتنہ انگیزی سے واقف نہیں " مسلمانوں کے جذبات سے گویا چشم پوشی کرنی ہے' ہزہائینس کو جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ کے اجرا کیلیے جو مشورے دیے ہیں وہ اسلیے ہیں کہ ترکوں پر ایک نہایت مشکل اور صعب موقع آپڑا ہے ' وہ چاہتے ہیں کہ اپنی خواہشوں سے انکی ہمت بڑھائیں (چیرز)

یہ کہنا کہ " ترکوں کو غیر ذمہ دار صلاح دیگئی " بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے - موجودہ واقعات نے بتلادیا ہے کہ جو صلاح دی گئی تھی' وہ بہت صحیح تھی اور ترکوں نے جنگ جاری کردی (چیرز)

ہز ہائنس فرماتے ہیں کہ " ترکی کو صرف ایشیائی سلطنت ہونے پر قانع ہو جانا چاہیے اور یورپ کے تمام صوبوں کو چھوڑ دینا چاہیے " لیکن میرے لیے تو اسکا باور کرنا ہی مشکل ہے کہ کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر ہوکر مسلمانوں کے خلاف ایسے الفاظ منہہ سے نکال سکتا ہے ! (چیرز)

فی الحقیقت انکی تمام تحریر ایسی ہی خیالات کی روح سے لبریز ہے -

ہم امید کرتے ہیں کہ ہز ہائینس کے یہ خیالات عارضی ہونگے اور جب انکو مسلمانوں کے اصلی جذبات معلوم ہونگے تو وہ اپنی راے کے واپس لے لینے میں تامل نہیں کرینگے "

اسکے بعد انہوں نے وہ تار پڑھکر سناے' جو بنگال کے مختلف مقامات کی انجمنوں سے آے تھے' اور جنمیں جلسہ کی تجاویز سے اپنا اتفاق کامل ظاہر کیا گیا تھا ' اور زور دیا تھا کہ ہم کو اپنے ہمراہ شریک کار یقین کیجیے -

آنریبل مسٹر (فضل حق) ممبر کونسل بنگال نے مظالم بلقان کی نسبت پہلا رزولیوشن پیش کیا ' اور اپنی تقریر میں اس بربرانہ خونریزی و درندگی کے واقعات بہ تفصیل بیان کیے جو یورپین نامہ نگاروں کی شہادت موثقہ سے اب اس درجہ قطعی الثبوت اور ناقابل انکار ہیں' کہ انکی رفعت کیلیے مسٹر ایسکویتھہ کی سرد مہرانہ پہلو تہی' اور سر ایڈورڈ گرے کا سرگرم تجاہل' دونوں بے اثر ہیں -

اس رزولیوشن کے متعلق اردو' بنگلہ' اور انگریزی میں متعدد پرجوش اور مدلل و مبسوط تقریریں کی گئیں' اسکے بعد جلسہ نماز عصر کیلیے ملتوی کردیا گیا -

عصر کے بعد دوسرا رزولیوشن مولوی نجم الدین صاحب ریٹائر ڈپٹی کلکٹر نے انگلستان کے اس طرفدارانہ رویے کی نسبت پیش کیا ' جو آغاز جنگ سے ذمہ دار وزرا کے اظہارات ' ترکی پر تخلیۂ ادرنہ و جزائر کیلیے اصرار' اور اعلان جنگ مقدس و وحشت کارانہ مظالم عظیمہ سے اغماض و خاموشی سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے -

مولوی صاحب نے رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے ایک مبسوط انگریزی تحریر میں مسلمانوں کے جذبات کی تحقیر ' اور مسٹر ایسکویتھہ ' مسٹر چرچل ' سر ایڈورڈ گرے کے گذشتہ نومبر اور دسمبر کے بیانات پر نہایت تفصیل سے بحث کی تھی -

اسکے بعد ایڈیٹر (الہلال) نے تقریر کی -

اگر قلمبند کرسکا تو مضمون کے آخر میں درج کرنے کی کوشش کرونگا -

الهلال

١٢ ربيع الاول ١٣٣١ هجرى

ايک عظيـــم الشـــان اجـــتماع

— * —

مسلمانان بنگال کا قائم مقام جلسه

— * —

هز هائنس سر آغا خاں کے غیر اسلامي مشورے کے عطيے کي واپسي

— * —

اذلة على المومنين، اعزة على الكافرين، يجاهدون في سبيل الله، ولا يخافون لومة لائم (٥ : ٦)

— * —

يهی ايت کريمه تهي ' جسکي تلاوت سے ١٦ - فروري کو ڈهائي بجے (ٹون هال) کلکته کي عظيم الشان مجلس کا افتتاح هوا ' اور اس طرح قبل اسکے کہ انساني اوازيں اٹهيں ' صداے الهي نے جلسه کي کار روائي پوري کردي :

يا ايهـا الـذيـن امنـوا ! من يرتـد منكـم عن دينـه ' فسـوف يـاتـي اللـه بقـوم يحبهم ريحبونه ' اذلـة على المومنين اعزة علـى الكافرين - يجاهدون في سبيـل اللـه ' ولا يخـافـون لومـة لائـم ' ذلـك فضـل اللـه يوتيـه مـن يشـاء ' و اللـه واسـع عليـم - انمـا وليكـم اللـه و رسولـه آمنـوا ' الـذين والـذيـن يقيمـون الصلـواة و يـوتون الـزكـواة وهـم راكعـون و من يتول اللـه و رسـولـه والـذين امـنـوا ' فـان حـزب اللـه هـم الغـالبـون (٥ : ٦٢)

مسلمانو ! اگر تم ميں کوئي دين الهی کي راه سے پهر جاے ' تو الله کو اسکي ذرا بهي پروا نهيں ' وه ايسے لوگوں کو موجود کرديگا جنکو وه دوست رکهتا هوگا ' اور وه اسکو دوست رکهتے هونگے - مسلمانوں کے ساتهه نرم دل ' مگر کافروں کے مقابله ميں نهايت سخت هونگے الله (اور اسکي صداقت) کي راه ميں جانيں لڑاديں گے ' اور کسي ملامت کرنے والے کي ملامت سے نهيں ڈريں گے - يه مقامات ايمان و صداقت الله کا ايک فضل هے ' جسکو چاهے ' عطا فرمادے - اسکي رحمت بڑي وسيع ' اور وه سب کے دلوں کے بهيدوں سے واقف هے -

اے مسلمانو ! تمهارا دوست الله هے ' اسکا رسول ' اور مومنين صادقين ' جو اپنے جان اور مال ' دونوں کو الله کي عبادت ميں صرف کرتے هيں ' اور دنياوي طاقتوں اور حکومتوں کے آگے مغرور هوکر الله کے آگے جهکے رهتے هيں (نهکه وه منافقين ' جنهوں نے دين الهي کي صداقت شعاري سے منه پهير ليا) اور پهر ياد رکهو که جو شخص کفر اور کفر کي طاقتوں کی جگه ' الله ' اسکے رسول ' اور مسلمانوں کا دوست بنکر رهے گا ' تو وه الله کی جماعت ميں سے هوگا اور الله هي کي جماعت (اخر ميں) غالب آنے والي هے -

جبکه سورة (مائده) کے اس آٹهويں رکوع کي صدا ميرے کانوں ميں آرهي تهي ' تو ميں نے سونچا : الله اکبر ! دنيا کي غير فاني صداقتيں هر زمانے اور هر وقت ميں کس طرح آزمايشوں سے بے پروا هيں ؟ اگر يه غير فاني صداقت نهيں هے تو کيا هے که ايک طرف تو تنها ايک شخص کے ارتداد کو ديکهتا هوں ' اور دوسري طرف حد نظر تک نظر آنے والے ' آن هزارها مومنين صادقين کا ايمان هے جو زبان حال سے شهادت دے رها هے که : من يرتد منكم عن دينه ' فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه ' اذلة على المومنين ' اعزة على الكافرين " و الله غنى عن العالمين "

* * *

شيخ احمد موسي المصري جب تلاوت مبارک سے فارغ هوے تو (مسٹر مظهر الحق) بير سٹرات لا بانکي پور کي صدارت کي تحريک کي گئي - اس عاجز نے جو الفاظ اس تحريک کي تائيد کرتے هوے کهے تهے ' بهتر هے کہ وه تحرير ميں آجائيں - ميں نے کها تها که " مسٹر مظهر الحق کي محض قابليت اور لياقت کا اعتراف اس موقعه پر غير ضروري سمجهتا هوں ' کيونکه ميرے عقيدے ميں سب سے بڑي تعريف انکي يه هے که وه مسلمانوں ميں آخري دو برسوں سے نهيں ' بلکه ابتدا سے ايک ازاد خيال اور تعليم يافته مسلمان هيں : و کفى به فخرا "

مسٹر مظهر الحق نے پہلے اردو ميں اغراض مجلس کي تشريح کي ' اسکے بعد اپنا انگريزي ايڈريس پڑهکر سنايا جسکا خلاصه حسب ذيل هے :

مسٹر مظهر الحق کي اسپيچ کا خلاصه

" مجهکو اچهي طرح معلوم هے که هماري جماعت ميں لوگوں کا جوش بے انتها بڑها هوا هے - ميں اس امر سے بهي واقف هوں ' که يهانکے اينگلو انڈين پريس کا رويه ٹرکي کے متعلق سخت حمله آورانه رها هے ' تاهم ميں آپ لوگوں سے استدعا کرتا هوں که آپ بد زباني کا جواب بد زباني سے نه ديں ' اور گو دوسروں کے الفاظ کتنے هي اشتعال انگيز هوں مگر آپ الکي تقليد نه کريں - ياد رکهيے که محض زبان کي بے اعتدالي سے کوئي نتيجه نکل نهيں سکتا ' بلکه اس سے همارے دوستوں کي همدردي هم سے جاتي رهتي هے ' اور جس غرض سے سختي کي جاتي هے ' وهي حاصل نهيں هوتي -

هم لوگوں کا مقصد عدل و انسانيت اور تهذيب و نوع پرستي کي حمايت هے اور بهتر هے که انصاف هي اسکا حکم هو -

اعتدال اور مرتبے کے خيال کو ملحوظ رکهکر آپ اپنے اصلي خيالات کو پوري ازادي کے ساتهه صاف صاف بيان کريں اور اسميں کسي طرح کا خوف نه کريں ' ميں خيالات کے چهپانے کا قائل نهيں هوں (چيرز)

گورنمنٹ کے ساتهه اس سے بڑهکر اور کيا بد سلوکي هو سکتي هے که همارے اصلي خيالات پوشيدگي ميں مدفون رهيں ' اور صاف طور پر ظاهر کرنے کي جگهه ' دل هي دل ميں انکو سونچتے رهيں ؟

گورنمنٹ کيليے نهايت ضروري هے که هر مسئله کے متعلق تمهارے جذبات اسکے سامنے هوں ' اور تمهاري کسي خواهش سے بے خبر نهو - اگر ايسا نه کيا جاے تو پهر کيونکر اميد کي جا سکتي هے که جن لوگوں کے ساتهه تمهاري قسمت نه ٹوٹنے والے رشتے کے ساتهه وابسته هے ' وه تمهاري صداؤں کا جواب دينگے اور تمهاري مدد کرينگے ؟ (چيرز)

جو وحشيانه مظالم اس خوفناک جنگ ميں مسلمانوں پر کيے گئے هيں ' مشکل هے که اس بيسويں صدي ميں انپر يقين کيا جاے - ميں نے اول اول جب ان مظالم کي خونين سرگذشتوں کو پڑها تو مجهکو خيال هوا که يه صحيح نهيں هيں - کاش ميرا شبه صحيح

شئون عثمانیہ

کامل پاشا کي "قومي مجلس"

— * —

جو ۲۲ - جنوري کو صلح و جنگ کے فیصلے کیلیے منعقد هوئي تهي

(مقتبس از جرائد مختلفۂ آستانۂ علیہ)

— * —

خاندان سلطاني کي مجلس

سب سے پہلے ۲۲ - جنوري یوم چہار شنبہ ۱۰ بجے ' بصدارت جلالتماب سلطان المعظم ' مابین همایوني میں شاهي خاندان کے معزز اعضاء کي ایک مجلس منعقد هوئي - مجلس میں ولي عہد یوسف عزالدین افندي - شہزادۂ ضیاء الدین آفندي - شہزادہ وحید الدین آفندي - شہزادہ عبد المجید آفندي بهي شریک تهے - شہزادہ صلاح الدین آفندي ' نادرستي مزاج کي وجہ سے شریک نہ هوسکے - تمام حاضرین آدهہ گهنٹہ جلالتماب کے سامنے موجودہ حالات پر گفتگو کرتے رهے اور اسکے بعد صحبت برخاست هوگئي (۱) -

حاضرین کے جانے کے بعد کامل پاشا اور جمال الدین افندي (شیخ الاسلام) کو شرف بار یابي عطا هوا - اسي درمیان میں ایک فرمان سلطاني شایع کرایا گیا کہ قومي مجلس کي صدارت کامل پاشا کو دیجاے - مجلس میں شرکت کے لیے جو لوگ مدعو کیے گیے تهے ' وہ قصر سلطاني میں آنے لگے - اسماعیل خباني بک مدیر عام تشریفات سلطانیہ ' اور رشید پاشا مصاحب حضرۃ سلطانیہ استقبال کرتے تهے -

فہرست شرکاء مجلس

حاضرین مجلس میں علاوہ ۱۲ - وزیروں اور مستشار صدارت کے اعیان قوم میں سے حسب ذیل اشخاص شامل تهے :

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) فرید پاشا (سابق وزیر اعظم) مختار پاشا (سابق وزیر اعظم) رشید عاکف پاشا ' فواد پاشا ' داماد فرید پاشا ' رضا پاشا (لفٹننٹ) عمر رشدي پاشا ' آرام آفندي ' ارستیدي پاشا ' ازاریان افندي ' محمود اکرم (ملک الشعراء) حسني پاشا ' حلیم بک ' عبد الرحمن شرف بک (مورخ السلطان) رضا آفندي ' پرنس سعید حلیم پاشا ' سلیمان پاشا ' شریف جعفر پاشا ' شریف ناصر بک ' عارف حکمت پاشا ' عبد القادر آفندي ' عزت پاشا ' علي غالب بک ' فائق بک ' تعوفت بک ' ماوروکور داؤ افندي ' محي الدین پاشا ' نوري بک ' شکري پاشا -

علماء میں سے حسب ذیل اشخاص آئے تهے :

شیخ محمد اسعد افندي (امین باب قتاوای شیخ الاسلام) شیخ ابراهیم ادهم افندي (قاضي لشکر روم ایلي) قاضي لشکر اناطول - وکیل تعلیمات مذهبي - شیخ مصطفي عاصم افندي - شیخ ماهر سعید افندي وغیرہ وغیرہ -

ان حضرات کے علاوہ حسب ذیل اشخاص بهي شریک تهے :—

عزت پاشا (رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) هادي پاشا فاروقي (معاون رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) فرید پاشا (رئیس دائرہ سواران) عبد اللہ پاشا (فریق اول) ناظم پاشا (رئیس صیغۂ صنائع حربیہ) خورشید پاشا (فریق حالي و سابق ناظر بحریہ) احمد پاشا (رئیس دائرہ محاسبات) حسني پاشا (مفتش قطعات عسکریہ) خلیل پاشا (رئیس محاکمات بحریہ) راسم پاشا (رئیس دائرہ مصارف) عبدي پاشا (رئیس دائرہ لیمان) صدقي بک (وکیل رئیس ارکان حربیہ بحریہ) احمد سالم بک (رئیس ثاني دائرہ ملکیہ) سعید بک (رئیس ثاني دائرہ تنظیمات) توفیق بک (رئیس ثاني دوائر مالیہ و اشغال و معارف) شیخ علي حیدر افندي (رئیس محکمہ تمیز نظارت عدلیہ) عثماني بک (رئیس دائرہ جزاء نظارہ عدلیہ) رشید بک (رئیس دائرہ استدعاء) اسماعیل حقي بک (باش مدعي عمومي) جمیل پاشا (امین شہر آستانہ) سري بک (مدیر عام چنگي خانہ) وغیرهم -

اتحادي اعیان ملت کا شرکت سے انکار

مگر (محمود شوکت پاشا) نے معذرت کہلا بهیجي کہ بیماري کي وجہ سے شریک نہیں هوسکتے - شیخ موسی کاظم آفندي (سابق شیخ الاسلام اتحادي) نائل بک ' ابراهیم پاشا ' شریف علي حیدر بک سلیمان افندي بستاني (ممبر بیروت و مترجم " هومر ") ضیاء الدین محمد توفیق پاشا ' حقي پاشا (سابق وزیر اعظم) پرنس صباح الدین بک ' یہ لوگ نہ تو شریک هوے ' اور نہ انهوں نے کوئي معذرت بهیجي -

آغاز مجلس

قصر سلطاني میں قاعۃ العز (هائي آف ایمبسیڈر) مجلس کے لیے تجویز کیا گیا تها - جب لوگ جمع هو گئے تو کامل پاشا شرکت جلسہ کے لیے جلالتماب سلطان المعظم کے پاس سے اٹهے اور ڈیڑہ بجے آکر کرسي صدارت پر بیٹهے - کرسي کے دهني جانب شیخ الاسلام ' اور بائیں جانب سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) تهے - حاضرین کي تعداد قریباً ایک سو تهي - سعید بک (مدیر تحریرات باب عالي) کهڑے هوے ' اور دول کي یہ یاد داشت پڑهکے سنائي جو حسب ذیل تهي :

یاد داشت دول ستہ

" هم سفراء آسٹریا ' انگلستان ' روس ' جرمني ' اور اطالیا جنکے دستخط اس یاد داشت پر هیں ' جلالتماب سلطان کے وزیر کو اپني اپني حکومتوں کي طرف سے ' جنکے هم تابع هیں ' اطلاع دیتے هیں :

چونکہ هماري سلطنتوں کو عدم اعادہ جنگ سے سخت رغبت هے ' اسلیے انهوں نے خیال کیا کہ جلالت ماب سلطان کي نظر اس جوابدهي کي طرف مبذول کریں جو دول عظمي کے نصائح نہ قبول کرنے کي صورت میں (بصورت عدم قیام امن عامہ) ان پر عائد هوگي -

نیز یہ کہ اگر جنگ شروع هوگئي اور آستانہ کي حالت مناقشہ انگیز هوگئي یا اعادۂ جنگ کیوجہ سے دولت علیہ کے ایشیائي ممالک میں سے کوئي ملک مفتوح هو گیا ' تو باب عالي کیلیے ضروري هوگا کہ اس تنگي فرصت سے (جس پر هم اسوقت متنبہ کر رهے هیں اور جس سے نکالنے کے لیے هم کوشاں هیں) نکلنے میں دول عظمی سے کسي قسم کي مدد کي امید نہ رکهے -

اگر دولت عثمانیہ نے صلح منظور کرلي تو پهر ان نقصانات کي تلافي یوں کي جائیگي کہ آستانہ میں اپنے مرکز کو قوي کرنے اور اپني وسیع ایشیائي مقبوضات سے (جو دولت عثمانیہ کي حقیقي قوت کے سرچشمے هیں) فائدہ اٹهانے کے باب میں دول عظمی کي مادي و اخلاقي مدد سے فائدہ اٹها سکے گي - جلالتماب سلطان کي حکومت کو معلوم هونا چاهیے کہ باب عالي جسقدر یورپ کے نصائح کي (و

---

(۱) یہ خاندان سلطاني کي اجراء جنگ کیلیے آخري کوشش تهي ' جسکا حال آئندہ اشاعت میں هم درج کرینگے [الہلال]

مولوي واحد حسين صاحب وكيل هائي كورٹ و سكريٹري بنگال پراونشيل كانفرنس ' اور مولوي محمد اكرم صاحب ايڈيٹر " محمدي " نے بھي اس موقعه پر مبسوط تقريريں كي تھيں -

اسكے بعد تيسرا رزوليوشن پيش ہوا :

That this meeting expresses its strong disapproval of the letter of His Highness the Aga Khan, published in a Bombay paper, as it does not voice the opinion of the Indian Mussulman and considers it as most inopportune and misleading.

" مسلمانوں كا يه قائم مقام جلسه هزهائنس سر آغا خاں كي اس چٹھي كي نسبت ' جو انھوں نے بمبئي كے اخباروں ميں شائع كي ہے ' اپني منتہا درجه ناراضگي ظاہر كرتا ہے ' كيونكه جو خيالات اسميں ظاہر كيے گيے ہيں ' وہ مسلمانان ہند كے اصلي خيالات نہيں ہيں - نيز ان خيالات كو سخت بے موقع اور گمراہ كنندہ خيال كرتا ہے " -

ابھي اس رزوليوشن كے متعلق تقريريں شروع بھي نہيں ہوئي تھيں كه تمام جلسه ميں (سر اغا خاں) كے ذكر نے ايك سخت برہمي اور غصه كي شورش پيدا كردي - معلوم ہوتا تھا كه اب پبلك اس نام كو سكون و اعتدال كے ساتھه سننے كيليے بالكل طيار نہيں ہے ' اور اس نام سے اسدرجه متاذي و متالم ہے ' كه سننے كے ساتھه ہي اظہار غيظ و غضب كيليے بے اختيار ہوجاتي ہے - جونہي ہز ہائينس كا نام رزوليوشن ميں آيا ' معاً انكار و تبري كي صدائيں ہر طرف سے اٹھنے لگيں - بہت سي اوازيں نہايت سخت و شديد الفاظ و القاب كے ساتھه مختلف سمتوں سے سننے ميں آئيں تھيں ' جنكا ذكر يہاں مناسب نہيں سمجھتا ' اور جو يقيناً نامناسب اور قابل تنبيه و مواخذه تھيں - مسٹر مظہر الحق نے كمال دانشمندي اور قابليت صدارت كے ساتھه لوگونكو اس بے اعتدالي سے روكا ' اور نہايت سختي كے ساتھه سرزنش كي - اگر وہ نه روكتے تو زبانيں دلوں كے بے اختيارانه جوش سے اسقدر بے قابو ہو رہي تھيں كه عجب نہيں ' تمام جلسے ميں آن سخت و شديد الفاظ كي تكرار متعدي ہو جاتي -

اگر ميرے بعض نيك گمان احباب اجازت ديں تو بغير اميد صلۂ و مزد تحسين كے كہه سكتا ہوں كه اس سرزنش و تنبيه ميں ميں نے بھي حصه ليا -

چند الفاظ جو اس موقع پر ميں نے كہے تھے ' بہتر ہے كه انكي ابتدائي تمہيد كا خلاصه قلمبند كردوں :

ايڈيٹر الہلال كي تيسرے رزوليوشن كے متعلق تقرير

" اس آخري شكريۂ صدارت سے پہلے جسكے ليے ابھي انريبل مسٹر فضل حق آپكے سامنے آئيں گے ' ميں اپنے جوش خيالات سے بے اختيار ہوں كه مسٹر مظہر الحق كا خاص طور پر شكريه ادا كروں - آپكو معلوم ہے كه حق گوئي كي راہ مشكلات اور ازمايشوں سے پر ہے ' اور اسكے ايك چھوٹے سے چھوٹے فرض كے ادا كرنے كيليے بھي بڑي سے بڑي قرباني كي ضرورت ہوتي ہے - پس جب كسي راست باز انسان كي زبان سچائي كيليے كھلے ' تو اسپر نه جاؤ كه اس نے ايك عام اور بالكل ظاہر و آسان بات كہدي ' بلكه اسكو ديكھو كه اس نے سچائي كا اعلان كيا ' اور سچائي خواہ كتني ہي آسان قسم كي ہو ' مگر قرباني اور ايثار سے خالي نہيں - پھر ديكھو كه زمانه كيسا پر آشوب ہو رہا ہے ' اور باطل پرستي كي عالمگير حكومت نے دلوں كو كس قدر مرعوب كرديا ہے ؟ ہر دلعزيزي كي زنجير سے كوئي پانوں خالي نہيں ' اور دل اور زبان كہيں بھي متفق نہيں - پس نہايت سچي تعريف كے مستحق ہيں مسٹر مظہر الحق ' جنھوں نے عين موقعه پر تمام مسلمانان ہند كے دلي جذبات كي ترجماني كي ' اور اپني تقرير صدارت كا بڑا حصه ہزہائنس سر اغا خان كي ضلالت انديش اور مسلم آزار تحرير كي تغليط كيليے مخصوص كرديا (چيرز)

ميں خاص طور پر اس اعلان حق كي تعريف پر اسليے زور ديتا ہوں كه ميرے تجربے ميں ہزہائنس سر اغا خان كا مسئله ہميشه مدعيان حريت و حق گوئي كيليے ايك سب سے بڑي آزمايش رہا ہے (چيرز)

برادران غيور ! ہم كو چاہيے كه اپنے مقصد كے اظہار ميں بالكل غير مشتبه ہوں ' اور جب اپني صدا بلند كريں تو اسقدر صاف ہو كه اسكے سمجھنے ميں ذرا بھي دير نه لگے - اس رزوليوشن كے پيش كرنے سے ہمارا مقصد يه نہيں ہے كه سر اغا خاں كي تحقير و تذليل كريں ' بلكه يه ' كه اپني قوم كو تحقير سے بچاليں (چيرز)

ہم اس وقت جس كام ميں مصروف ہيں وہ دوسروں كي نيتوں اور چھپے ہوے بھيدوں كا تجسس نہيں ہے ' بلكه صرف اپني نيت اور كھلے ہوے خيال كا اظہار - ہم نہيں جانتے كه سر اغا خاں كي نيت اس مشورے كے دينے سے كيا تھي ؟ مگر ہم بتلا سكتے ہيں كه ہمارے دل كے خيالات اس بارے ميں كيا ہيں ؟ پس يه جو كچھه كيا جارہا ہے گو كسي پر حمله ہو ' ليكن اسكا مقصد حمله نہيں ہے بلكه صرف اپني بريت (چيرز)

برائيوں كے ذكر كے وقت نيكيوں كو ياد ركھنا ايك مشكل ترين اخلاقي رياضت ہے - علی الخصوص ايسي حالت ميں ' جبكه نيكي كی شكل افسردہ مگر برائيوں كا ہيكل مہيب ہو ' تاہم ہم پوري كوشش كرينگے كه اس اخلاقي رياضت سے عہدہ برا ہو سكيں - ہم كو ياد ہے كه ہز ہائينس نے پچھلے چند برسوں كے اندر بہت سے كام كيے ہيں - انھوں نے تھوڑے عرصے كے اندر علي گڈھ يونيورسٹي كيليے ايك بڑي رقم فراہم كردي اور متعدد كاموں ميں اپنے جيب خاص سے بڑي بڑي رقميں ديں - روپے كا خرچ كرنا ايك بڑي اولوالعزمي كي بات ہے ' اور ہم ہرگز نہيں چاہتے كه موجودہ حالات پر اسقدر زور ديں كه اس گذشته اولوالعزمي كو صدمه پہنچے ' تاہم اسلام كے ايك ہزار ساله نقش قدم كو سر زمين يورپ سے محو كرديني كے مشورے كي جگهه ' شايد يه زيادہ بہتر تھا كه مسلمانان ہند كي بعض تعليمي عمارتيں روپے سے محروم رہجاتيں - نئي برائي ہمارے ليے اسقدر درد انگيز ہے كه اگر پراني بھلائي اسكي جگهه نه ملتي ' تو ہم شكايت كي جگهه يقيناً شكر گذار ہوتے "

مسٹر (مظہر الحق) نے كہا :

" اس رزوليوشن كے متعلق چند الفاظ ميں مكرر كہنا چاہتا ہوں - مجھكو افسوس ہے كه رزوليوشن كے پيش ہوتے وقت بعض صاحبوں نے بے اعتدالانه جوش كا اظہار كيا - ميں اسكو پسند نہيں كرتا - ہمارا مقصد اس تجويز كے پيش كرنے سے صرف يه ہے كه انگلستان ميں ہزہائنس كي تحرير ہمارے خيالات كي نسبت كوئي غلط فہمي پيدا نه كردے - ہزہائنس كي نسبت مجھكو ذاتي طور پر معلوم ہے كه انكے دل ميں قوم كا درد ہے - انكي خدمات سے ہميں انكار نہيں - ليكن يه انكي ايك غلطي ہے اور ہم كو اپنے طرز عمل سے ثابت كرنا ہے كه غلطي خواہ كتنے ہي بڑے شخص كي ہو ' مگر ہم اسكو توڑنے كيليے طيار ہيں (چيرز)

قوم كا فرض ہے كه وہ اپنے ليڈروں كي عزت كرے ' ليكن اسكے يه معنے نہيں ہيں كه انكي ہر غلط راے تسليم كرلي جاے - قوم كو سچي نكته چيني كيليے ہر وقت طيار رہنا چاہيے ' اور ليڈروں كا فرض ہے '

[بقيه مضمون كيليے صفحه - ۱۹ - ديكھيے]

جونهي سلطان كي سواري همارے پاس سے نكلي' همنے سلام كيا اور خوشي كے نعرے بلند كيے - سلطان المعظم نے اپنے ايڈي كانگ كے ذريعۂ سلام كهلا بهيجا - هم سب نے سلطان المعظم كے ساتهه نماز ادا كي جسكے بعد حضرت سلطان ايوب انصاري كے مزار پر گئے يه ايك عاليشان عمارت اور بهت آراسته هے - يهاں رسالت مآب صلی الله عليه وسلم كے قدم مبارك كا نشان هے - يهاں سے هم سلطان محمد فاتح كے مقبرے كو گئے - يهاں آں حضرت صلی الله عليه وسلم كے موئے مبارك كي زيارت كي - مقبرے كي ديوار پر ايك نهايت خوشنما كتبه هے' جسميں ايك حديث بطور پيشين گوئي فتح قسطنطنيه كے متعلق لكهي هوئي هے اب هملوگ جلد ميدان جنگ جانيوالے هيں ... ... لڑائي كي صحيح خبريں يهاں بهي كمياب هيں - هندوستان كے بعض اخبارات ميں يهاں سے زياده وضاحت سے معلوم هوتي هيں (نيازي بے) بڑي جانبازي سے كام كررهے هيں - جهاد كا كوئي اعلان نهيں هوا هے - سننے ميں آيا هے كه عراق اور شام كي فوجيں لڑائي كيواسطے تيار هيں ... ... آج شام كو

هميشه زنده ركهيگا - تركي كي مالي حالت بهي اچهي نهيں هے ... . عنقريب ايك عظيم الشان جنگ هونيوالي هے - ايڈريا نوپل كے محصورين كي حالت بهت اچهي هے - تركي قلعے بهت مضبوط حالت ميں هيں .... يه سنكے كيسا افسوس هوا كه سالونيكا كو بغير لڑائي كے تحسين پاشا نے يونانيوں كے حواله كرديا مگر حال كي خبر هے كه پرسوں تركوں نے ايك زبردست فتح يونانيوں پر اسي سلونيكا كے قريب حاصل كي -

(۲۱ جنوري) تمام ترك اپنے هندوستاني برادران ديني كي همدردي كے بيحد مشكور هيں - اونكو هندوستان كے اس اظهار همدردي و محبت پر سخت تعجب هے - معزز پاشا اور ديگر اكابر قوم بهي همارے خلوص اور محبت سے بهت متاثر هوتے هيں اور هملوگوں سے نهايت محبت اور احسانمندي سے پيش آتے هيں -

(۱٦) تاريخ كو هز اكسلنسي نسيم عمر پاشا نے همارے طبي مشن كي ايك پر تكلف دعوت كي - پاشاے موصوف كا محل نهايت شاندار اور اراسته هے - دعوت ميں هز اكسلنسي اسد پاشا' جو امراض

فكاهت

شــذرات نظــم

— * —

درس پيشوائــي كــي ابجــد

ميــں نے يه حضــرت والا سے كئــي بار كهــا : * يـــه تو انداز خوشامـــد هے' اسے كيـــا كيجيے ؟
مسكــرا كر يه كهــا مجهسے' كه هاں سچ هے' مگــر * كاميــابي كي يه ابجـــد هے' اسے كيـــا كيجيے ؟

ابنـدهٔ ليـگ كـي پرسيـڈنٹي

ليگ نے ساف گورنمنٹ كي جــو كي خــواهش * وه يه سمجهي تهي كه يه طرز بديـــع اچهـــا هے
ليكن اب اسنے يه سمجهـــا كه غلـــط تهــا وه خيال * كه مـــلازم رهي اچهــا' جو مطيـــع اچهـــا هے
اب كے هوجـــايگا اِس جــرأت بيجـــا كا عـــلاج
ليگ مجرم هے تو هونے دو' شفيـــع اچهـــا هے

كشــاف

خبر آئي كه لڑائي پهر شروع هوگئي - تركي بيڑا (دردانيال) سے نكل كر (بحر ايجين) ميں يونانيوں سے لڑنے گيا هے - شتلجه ميں بهي لڑائي شروع هوگئي - ابكي مرتبه سخت لڑائي هوگي اور خدا سے اميد هے كه تركوں كي فتح هو - دشمنوں نے مفتوحه مقاموں كے كل مسلمانوں كے ساتهه جو قسارت كي هے' وه بيان سے باهر هے اكثر جگه چهوٹے چهوٹے بچے اور عورتيں پكڑ كے زنده جلادي گئيں - انكے ظلم كي باتيں سننے كي تاب نهيں -

(۱۴ جنوري) كل ڈاكٹر انصاري مع چند تركي افسروں اور ڈاكٹروں كے وه مقام ديكهنے گئے' جهاں هملوگونكا اسپتال قائم هوگا اس مقام كا نام (عمر كوي) هے اور شتلجه لين كے بهت قريب هے - يهاں ناظم پاشا سے بهي ملاقات هوئي - ناظم پاشا نهايت خلق اور گرم جوشي سے پيش آئے - لڑائي كي بابت بهت گفتگو رهي - پاشاے موصوف سخت افسوس كرتے تهے كه فوجي انتظام بهت خراب هے - سننے ميں آتا هے كه وزارت بدل جايگي - ايك پارٹي لڑائي جاري ركهنے كي طرفدار هے اور دوسري پارٹي صلح كرلينا چاهتي هے - وقت بهت نازك هے مگر خدا ميں سب قدرت هے - وه اسلام كا نام

چشم كے ايك ماهر خيال كيے جاتے هيں' اور ڈاكٹر طلعت بے اور بعض اور مشهور تركي ڈاكٹر بهي مدعو تهے - كهانے سب انگريزي اقسام كے تهے' جيساكه آپكو مينو (فهرست طعام) سے معلوم هوگا - ايك مفصل تقرير ميں ميزبان نے همارے مشن كا شكريه ادا كيا اور اثناے گفتگو ميں مختلف ممالك كے مسلمانوں كے درميان رشتۂ اخوت و محبت قايم كرنيكے ذرايع پر بحث كرتے هوے كها : كيا اچها هوتا اگر هم ميں اور همارے هندوستاني برادران ديني ميں رشتۂ مناكحت قائم هوا كرتا ! هندوستاني لوگ تركي عورتوں سے اور ترك هندوستان كي عورتوں سے بے تكلف شادياں كرتے اور اس طريقه سے وه رشتۂ يگانگت قايم هوجاتا جسكي اسلام كو بهت سخت ضرورت هے - اس تجويز كو هم سب نے بهت پسند كيا بلكه همارے ساتهه كے ايك شخص نے اسكي تائيد ميں كها كه تجويز تو بهت اچهي هے مگر ترك بهي ايندہ يورپ كي عيسائي عورتوں سے مناكحت كرنا چهوڑ ديں كيونكه يه اونكي خرابی نسل كا باعث هوتا هے - يورپ كي عيسائي ليڈيوں سے هماري هندوستاني عورتيں كهيں بهتر هيں - اس پر لطف تقرير كے بعد ڈاكٹر انصاري نے طلعت بے سے درخواست كي كه

نصائح ' جنمیں یورپ اور دولت عثمانیه ' دونوں کے مصالح یکجا هیں) اتباع کي طرف میلان رضا مندي ظاهر کریگا ' اسي قدر عملي حیثیت سے اسکو دول عظمی کي مدد ملیگي -

اسلیے دول عظمی مکرر باب عالي کو نصیحت کرتي هیں اور اس سے خواهش ظاهر کرتي هیں (بحالیکه وہ خود باهم متفق هیں) که ادرنه ریاستهاے بلقان کے لیے چهوڑدے - اور مسئله جزائر ارخبیل کے حل میں دول عظمی پر اعتماد کرے - اسوقت باب عالي کو حق هوگا که مسلمانان مقدونیه کے مصالح اور ادرنه میں مساجد اور مذهبي معابد کے احترام کي محافظت میں دول عظمي کي مساعدت پر وثوق کرے - دول کوشش کرینگي که مسئله جزائر ارخبیل کو اسطرح حل کریں که دولت عثمانیه کو ان تمام چیزوں سے مطمئن کردے جو اسکے مستقبل کیلیے خوف انگیز هیں -

(مرقومهٔ آستانه ١٧ - جنوري سنه ١٩١٣ ع)

هم هیں سفراے دول عظمي :

برمیار	سفیر فرانس
گیرس	سفیر روس
گیرار لوتهر	سفیر انگلستان
بالا ویچنین	سفیر آسٹریا
و انگهام	سفیر جرمني
گیسیلو گارزني	سفیر اطالیا

وزرا کي تقریر

یاد داشت پڑهنے کے بعد (مرحوم) ناظم پاشا وزیر جنگ کهڑے هوے' اور حاضرین کو موجوده جنگ کے حالات اور فریقین جنگ کے لشکروں کے موقف (پوزیشن) سے مطلع کیا - انکے بعد عبد الرحمن بک وزیر مال کهڑے هوے اور مالي حالت کي حقیقت سے ناظرین کو آگاه کیا - انکے بعد نوار ڈنگیان آفندي وزیر خارجیه کهڑے هوے اور بیان کیا که انکو سخت سردي لگ گئي هے جسکي وجه سے وہ آواز اتني بلند نهیں کرسکتے که سب سن سکیں ' اسلیے انهوں نے اپنے بیانات ایک کاغذ پر لکهدیے هیں جو انکي طرف سے سعید بک وزیر مال نے حاضرین کو سناے' - انکے بیانات میں سیاست عامه کي حالت' هر سلطنت کے طریقے' اور ان اعلانات کے متعلق جو تمام دول نے اپني سفراء کي معرفت بهیجے هیں' تشریحات تهیں -

انکے بعد شیخ مصطفی آفندي مبعوث سابق' داماد فرید پاشا' داماد خاندان سلطاني' مشیر فواد پاشا' شیخ محمود اسعد آفندي ناظر دفتر خاقاني' رشید عاکف پاشا' لفرقت بک' سعید پاشا سابق وزیر' یکے بعد دیگرے کهڑے هوے اور هر شخص نے کچهه نه کچهه تقریر کي - اِن تمام مقررین نے بالاتفاق موجوده معاملات کے نرمي و امن کے ساتهه طے هونے پر زور دیا -

انکے بعد اسمعیل حقي بک نایب عمومی کهڑے هوے اور اجراے جنگ کي فرمایش کرتے هوے چند مسائل کے متعلق کچهه کها ' اور زور دینا چاها که جنگ شروع کي جاے ' لیکن ناظم پاشا نے ان کي تقریر کے لفظوں کو خلاف واقعه بیان کرکے انکي تردید کردي - ان لوگوں میں سے جب هر شخص اپنے خیالات ظاهر کرچکا تو دول عظمی کے ساتهه نرمي و آشتي سے حقوق دولت عثمانیه کي حفاظت کے ضروري هونے کي طرف تمام رائیں لي گئیں -

رشید پاشا وزیر داخله اور نور ڈانگیان افندي وزیر خارجیه نے چند ضروري باتیں پیش کیں - انکے بعد مورخ سلطاني : عبد الرحمن بک نے تقریر کي - پهر ناظم پاشا کهڑے هوے اور اغاز جنگ سے فوج کي حالت جیسي کچهه رهي تهي ' لوگوں سے بیان کي - دوران تقریر میں انهوں نے کها : " اسوقت فوج کي تمام ضروریات پورے طور پر موجود هیں - اور اسکي ادبي (مارل) حالت بهي بهت اچهي هے "

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) نے پوچها : کیا یه مجلس کوئي سرکاري حیثیت رکهتي هے ؟ جواب دیا گیا که یه مجلس شوری هے -

حاضرین میں بجز چند اشخاص کے سب وزارت کي راے سے متفق تهے - ۴ - بجے مجلس برخاست هوئي - سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے کامل پاشا کا هاتهه پکڑ کے زینے تک مشائعت کي ' اور اسکے بعد اعضاء مجلس قصر سلطاني کے هال میں منتشر هو کر کهانے پینے میں مشغول هوگئے -

دوران مباحثه میں جلالتماب سلطان المعظم کو تمام واقعات کي خبر ملتي رهي تهي -

ساقز کوئي کي محافظ فوج کي شجاعت

— * —

اخبار (لوید) عثماني کو اپنے نامه نگار ازمیر سے اطلاع ملی هے : ساقز کي عثماني محافظ فوج نے دشمن کي فوج کا' جو اس سے کئي چند زیاده تهي ' نهایت بهادرانه مقابله کیا - وہ اس امید پر که عنقریب عثماني بیڑا محاصره کو اٹها دینے کے لیے دردانیال سے نکلیگا ' برابر نهایت مصائب و متاعب برداشت کرتي رهي - جب اسکو عثماني اور یوناني بیڑوں کي معرکه آرائي کي خبر پہلے پہل ملي ' تو اس نے نهایت فرح و شادماني کے ساتهه اس خبر کا استقبال کیا - وہ امید کرتي رهي که عثماني بیڑه اسکی مدد کیلیے فوراً نمودار هوگا -

رسد کے خرچ هو جانے کیوجه سے جب اسکي حالت بهت سخت نازک هوگئي اور اسمیں مقابله کي طاقت نهیں رهي' تو دو باره عسکري اشارات کے ذریعه سے اطلاع دي که هم هر طرف سے گهرے هوئے هیں - اگر عثماني بیڑا هماري مدد کو نه اگیا تو هماري حالت سخت نازک هو جائیگي - لیکن عثماني بیڑا ان محصور بهادروں کي مدد نه کرسکا اور مجبوراً فوج نے شهر حواله کردیا - یوناني کمانیر نے انکي اور انکے ماتحتوں کي شجاعت کا اقرار کیا اور تلوار باندهنے کي اجازت دي -

عثماني فتـــوحات

— * —

آستانه علیه میں خبر آئي هے که ایک عثماني آهن پوش جهاز جزیره آسترو پالیا کے قریب تک پهنچگیا - جهاں اسکا مقابله چار جنگي کشتیوں سے هوا - انپر یوناني پهریرے اڑ رهے تهے - لیکن عثماني جهاز نے تین کشتیوں کو غرق آب کردیا - صرف ایک نے بچکے ساحل میں پناه لي -

عثماني فوج نے شنکین کي سرحد کو (جو ساحل اشقودره پر واقع هے) واپس لیلیا هے -

قسطنطنیه کي چٹهي

—:※:—

ڈاکٹر محمود الله جو کلکته سے ڈاکٹر انصاري کے مشن کے ساتهه گئے هیں' اپنے خط میں لکهتے هیں :

(٥ جنوري) همارا قیام اسپتال (قادرزاه) میں هے جو استنبول میں واقع هے - یه ایک بهت بڑا اسپتال قابله گري کا هے' مگر بالفعل ایک جنگي اسپتال بنا دیا گیا هے - یهاں کے مریض بهت اچهي حالت میں هیں - بلجیم کي (بیرونس روزین) یهانکي بڑي نرس اور ڈاکٹر سهامي ' جو ایک یهودي هیں ' اسکے بڑے ڈاکٹر هیں - یه لوگ همارے ساتهه نهایت خلق اور مهمان نوازي سے پیش آتے هیں ...... پرسوں جمعه کو هم لوگ مسجد جامع میں نماز کے واسطے گئے تهے - اسي مسجد میں سلطان المعظم بهي تشریف لائے -

هیں - انگلستان اور روس کے دفاتر خارجه میں ترکوں کي انتظامي حکومت کو تباه کرنے کی نیت سے جو سازش هوئي تهي ' اُس کا بیان بهي بارها کیا جا چکا ہے -

اِن دونوں میں سے هر ایک کا مطلب علیحده تها - انگلستان اس انتظامی حکومت کو تباه کرکے قاهره میں اپنا مطلب یعني مصر پر برطانیه کا دوامي دخل حاصل کرنا چاهتا تها - روس چاهتا تها که باسفورس اور دردانیال کے اندر سے اپنے جنگي جهازات کي آمد و رفت کي کهلي اجازت حاصل کرائے - عیسائیوں کے اِن دونوں پر هوس مطالبوں کا قسطنطنیه کے نوجوان ترکوں کي حکومت نے تکا سا جواب دیدیا تها اور اپنے جواب پر استقلال کے ساتهه قائم تهي - پس اس اینگلو رشین مطالب بر آري کے لیے اس بات کیضرورت محسوس هوئي که وه حکومت جو ملک کي سچي خیرخواه تهي اور عثماني پارلیمنٹ جسکي پشت پناه تهي' اپني جگهه ایک ایسي حکومت کے لیے خالي کردے' جو اجانب کے هاتهوں میں کٹ پتلي بنکر رهے - ساتهه هي ساتهه وه سخت گیر پارلیمنٹ ' جسکا فیصله کوئي زبردست هاتهه متزلزل نه کر سکتا تها' توڑدي جاے - [یعنے اتحادي وزارت کي پارلیمنٹ]

هم همیشه بتلاتے رهے هیں که گذشته سال کے واقعات کي سچي تاریخ اگر کوئي هے تو یهي هے - ڈاؤننگ اسٹریٹ (سر اِڈورڈ گرے کا آفس) اور سینٹ پٹرس برگ (روسي دار الحکومت) کیطرف سے اطالیونکو طرابلس پر دن دهاڑے ڈکیتي کے لیے مستعدي کے ساتهه جو تائید ملي تهي' اسکا راز اسي تاریخ میں مضمر هے - نیز دول یورپ کے اس دباؤ کی تاریخ بهي' جو سلطان پر شاه اطالیه کے ساتهه شرمناک صلح کرنے کے لیے ڈالا گیا تها' یهیں پنهاں هے - گذشته گرمیوں میں البانیه اور مقدونیه میں نوجوان ترکونکو جس فساد کا نئےسرے سے مقابله کرنا پڑا تها' اسکا بهي بهید اسي میں پوشیده تها - یهي فساد بڑهتے بڑهتے تین مهینے هوے قسطنطنیه میں قابل ترین نوجوان ترک اور وزیر جنگ یعني شوکت پاشا کے خلاف فوجي بغاوت کي شکل میں نمودار هوا ' اور انجام کار شوکت پاشا اور نوجوان ترکوں کي حکومت کو اسي فساد نے استعفا دینے پر مجبور کیا ' اور اسکي جگه ایک قدامت پسند فریق کو بندۂ انگلستان یعني کامل پاشا کي سر کردگي میں لا بٹهایا - اس ملک فروش نے عثماني پارلیمنٹ کو ڈهٹائي اور بے ضابطگي کے ساتهه بر طرف کردیا ' اور یورپ کے اِشارے پر ناچنے والے وزرا کے ماتحت ' پرانی بے قاعده حکومت پهر سے قائم کردي -

یه سارے هتهه کهنڈے انگلستان کے تهے البته اسکا نیا سازشي آشنا : روس بهي اسکا ساتهه دیتا جاتا تها - آگے چلکر انگلستان کي بلقاني کمیٹي اور لندن کے وه لبرل اخبارات بهي جو گورنمنٹ کے زیر اثر هیں' انکے مرید بنگئے -

جنگ بلقان کا انتهائي انجام جو کچهه هوا' شاید وهاں تک سر اڈورڈ گرے کي نیت ابتداءً نه پهنچي هوگي' با این همه جو مصیبت ناک واقعات اِس جنگ کے اثناء میں ظهور پذیر هوتے گئے هیں ' بلا شک و شبه انگلستان کي حکومت اُن سبهونکے لیے ذمه دار هے - انگلستان کي صلاح کے بموجب کامل پاشا نے تمام فوجي اور ملکي انتظامات کا محکمه جوانمرد اور لائق کارکن افسروں سے خالي کردیا - صوبه کے با دیانت تجربه کار اور هوشیار معامله شناس نوجوان ترک حاکموں کي جگهه ' گذشته حکومت کے وقت کے بد اخلاق ایجنٹ مقرر کیے گئے - فوج کے بڑے بڑے افسرونکے هاتهه سے ' جنکی تعلیم اعلی پیمانے کي تهي ' اختیارات چهین لیے گئے ' اور یه اختیارات اُن نکمے اشخاص کو دے دیے گئے جو مدت سے برطرف کردیے گئے تهے مگر اِس نئي پرانے خیالات کي ڈربوک وزارت کے هاتهه بٹانے والے دوست تهے -

سب سے مهلک کام یه کیا که شوکت پاشا کو - جو (وان ڈرگولٹز) کے اعلی درجه کے قابل اور لئیق شاگرد تهے ' جنهوں نے فوج کے جنرل اسٹاف کي اصلاح جدید طریقے کے مطابق کي تهي ' اور جنکے دماغ میں تمام مقبوضات سلطنت عثمانیه کے بچاؤکي جنگي تدبیریں کل کي کل محفوظ تهیں - بر طرف کرکے انکي جگهه (ناظم پاشا) کو مقرر کردیا - ناظم پاشا فوجي علوم کے پرانے مکتب کی ایک جاهل یادگار هے - وزارت جنگ کے اعلی عهدے پر آکر اسنے نگراني افواج میں (جسکا ماده اسمیں مطلق نه تها) جو غفلت برتي ' اسیکا نتیجه تها که فوج کي حالت میں اس قدر جلد ابتري پهیلتي گئي - سب سے مضر بات یه هوئي که کامل پاشا نے (جسکا دستور العمل یهي تها که انگلستان کي خواهشات کے مطابق چلا کرے اور انگریزوں کي نصیحت کو سر آنکهوں سے مان لیا کرے) اس بهروسے اور اس اعتماد پر که انگریزي مدبري کا سهارا ایسا نهیں هے جو کبهي بے نتیجه رهے' آنے والي جنگ کے لیے دیدۂ و دانسته کسي قسم کي تیاري نکي - نتیجه یه هوا که جسوقت اتحادیوں نے اعلان جنگ کردیا تو ترکي فوج بالکل بے سروسامان تهي - نه تو باربرداري کا کوئي سامان تها' نه رسد مهیا تهي ' اور نه آلات جنگ هي موجود تهے - اتنا بهي تو نه تها که جنگ کرنے کي کوئي با ترتیب اسکیم پیش نظر هوتي !

مختلف آرمي کور علحده علحده جگهوں میں غیر مستعد پڑي هوئي تهیں ' حتی که آخري وقت تک بهي ریزرو کے سپاهي مجتمع نهیں کیے گئے - ان ساري باتوں کے لیے ضرور بالضرور کامل ذمه دار هے -

اسکے ساتهه ساتهه جب ترکوں کي حکومت کے اگلے وقتوں کو یاد کرتا هوں' تو اس یقین کو دل سے مٹانا مشکل هوجاتا هے که یهه پیر فرتوت' جو حمیدیه اور اسکے اگلے عهد کي یادگار هے' اپنے ملک پر ان ساري مصیبتونکے لانے کے لیے ایک نه ایک نوع سے ضرور ساجهي تها - یهه بالکل یقیني هے که کامل نے یا تو خود بخود ' یا انگلستان کے سفیر کے ورغلانے سے یهه خیال کرلیا هوگا که یورپ کے مقبوضه صوبجات کو اسلامي قبضے میں رکهنا قطعاً ناممکن هے ' اور اسي خیال سے انکے بچانے کیلیے کوئي ایسا کام نکیا جسکو اصلي کوشش کها جاسکے - بهر حال کامل اور سر اڈورڈ گرے کو مجرم قرار دینے کیلیے صرف اتني سي بات پر نظر ڈال لینا کافي هے که ایک ایسے وقت میں جب که سلطنت عثمانیه کي حالت آج سے چار مهینے قبل کیطرح نازک تهي اور هر طرفسے خطرات اسکے سر پر منڈلا رهے تهے' سلطنت کے انتظام کي باگ کامل کے هاتهه میں دیدي گئي - کامل انگلستان کا پیمان داده نوکر تها اور سلطان کي فوجي تباهی کیلیے انگلستان کو اسکے ساتهه ساتهه همیشه کیلیے مورد الزام رهنا پڑیگا -

یه ساري باتیں تو اس یادگار مکر و فریب کے گذشته واقعات کے متعلق تهیں' آینده کي نسبت میرا خیال هے که دیکهنے والے دیکهینگے که سلطان کے یورپین مقبوضات میں سے اگر کچهه حصه اُنکے قبضے میں ره جائیگا تو اس سبب سے نهیں رهے گا که انگلستان اُنکي کسي قسم کي اعانت کریگا - کیونکه انگلستان نے اُنهیں کوئي مدد نهیں دي هے ' بلکه صرف جرمني کي بدولت رهیگا - اسمیں کوئي شک نهیں که یهي جرمني هے جس نے بیچ میں پڑکر شاه فرڈیننڈ کو قسطنطنیه تک بڑه آنے سے روکا هے - آینده کیلیے بهي اسي پر بهروسه

مقالات

هم سب هز اکسلنسي انور بے کي زيارت کے بيحد مشتاق هيں - آپ همارا يه اشتياق کسي طرح انکے گوش گذار کرديں - انهوں نے جواب ديا : بهت اچها ' ميں انکو فوراً مطلع کرونگا ' وہ بالفعل شتلجه ميں هيں - مگر اميد هے کہ کل آپلوگوں سے ضرور مليں - چنانچه دوسرے دن ٹهيک تين بجے هز اکسلنسي انور بے نهايت بے تکلفي سے تن تنها اسپتال ميں هملوگوں سے ملنے تشريف لاے - يه پهلا موقعه تها که همنے اونکو ديکها - وہ نهايت خوشرو جوان ' تقريباً تيس سال کے معلوم هوتے هيں - اُنکے چهرے پر ايک عجيب دلفريب مسکراهت هے - فوج ميں اُنسے زياده کوئي هردل عزيز نهيں - هم سب نے نهايت گرمجوشي سے اونکا استقبال کيا اور اونکے قومي کارنامونکي جسقدر تعريف الفاظ ميں هوسکي ' همنے کي - انهوں نے بهي همارا ته دل سے شکريه ادا کيا اور همارے خلوص و محبت کي بهت قدر کي - اسکے بعد وہ هملوگوں کو ساتهه ليکر بيماروں کے وارڈ کي طرف چلے - هر سپاهي کي پيٹهه نهايت شفقت سے ٹهونکتے اور نهايت محبت اور دلدهي کے لهجے ميں اوس سے باتيں کرتے تهے - اونکا هر هر لفظ همدردي اور اميد سے بهرا هوا تها - وہ اونکو سمجهاتے تهے که " رنج نکرو اور اپني تکليفونکا خيال اپنے دل سے اٹهادو ! ديکهو ! تمهارے بهائي اتنے دور دراز فاصله سے سفر کي مصيبتيں جهيلکے صرف اسليے آئے هيں تا که تمهاري مصيبتيں دور کريں اور تمهاري تکليفوں ميں شريک هوں - پس تمکو چاهيے که اپنے اِن بهائيوں کی تکليفونکا خيال کرو اور اپنے مصائب بهول جاؤ - جلدي سے اچهے هو جاؤ تاکه ايک مرتبه اور اپني شجاعت اور جانبازي کے جوهر دنيا کو دکهلا سکو " اس قسم کے دل بڑهانے والے مگر محبت سے بهرے هوے الفاظ ايک ايک سپاهي سے کهتے تهے ' جسطرح کوئي شفيق باپ اپنے پيارے بيٹے سے باتيں کرتا هے - هر سپاهي ان باتوں کو سنکے جوش و خروش سے نعرهاے تحسين بلند کرتا تها ' گويا واقعي اوسکی تکليفيں دور هوگئيں تهيں ! اسکے بعد هم سب صحن ميں تهوڑي دير بيٹهے جهاں بهت سے گروپ ليے گئے ' جنميں سے ايک ميں هز اکسلنسي همارے مشن کے ساتهه بيٹهے هيں اور ايک تصوير تنها عليحده خود اونکي اور ايک گروپ اون مسلمان روسي عورتوں کا هے ' جو مجروحين کي اعانت کے واسطے ملک روس سے آئي هيں - ميں يه سب تصويريں دستياب هونے پر آپکي خدمت ميں روانه کرونگا - هز اکسلنسي نے يه بهي وعده فرمايا که اپنا ايک دستخطي فوٹو بطور يادگار کے هر ممبر مشن کو عنايت کرينگے -

دوشنبه کے دن يقيناً همارا مشن (عمر کوئي) روانه هوجايگا - ترکوں کي وہ جماعت جو انجمن هلال احمر کي باني هے ' نهايت جوش اور همدردي سے مجروحين اور مهاجرين کے اعانت کا کام کررهي هے - تمام اسپتال جو دار السلطنت ميں يا اسکے قرب و جوار ميں قائم هيں ' وہ اسي هلال احمر کي کوششونکا نتيجه هيں - نسيم عمر پاشا ' اسد پاشا ' اور حاله ... بے کي کوششيں هزاروں تعريفوں کے لايق هيں - ۴۰۰ معزز خاندانوں کي خاتونيں دن رات اسي کام ميں مشغول هيں که ان مصيبت زده ترکوں کي هر طرح سے اعانت کريں - ايک معنے ميں انکي کوششيں گورنمنٹ سے زياده قابل تحسين هيں -

انگلستـــان اور اسـلام

(۳)

صلح اور جنگ

يا زندگي اور موت

— * —

از مسٹر " بلنٹ "

—○:*:○—

جنگ بلقان کے نتائج بلقانيوں کے حق ميں جو کچهه هونے والے هيں ' اُس کي جهلک صاف صاف هميں نظر آرهي هے - شاه فرڈيننڈ اور سلطان المعظم ميں جو صلح هونے والي هے ' اُس کے متعلق عام شرائط کا اعلان هوهي چکا هے ' صرف جزئيات کا تصفيه باقی هے - يه بهي هفته عشره ميں هو جائيگا - کها جاتا هے که سلطان ايڈريا نوپل ' سواحل مار مورا ' اور در دانيال پر قبضه رکهنے کے مجاز هونگے - ترکوں کے يوروپين مقبوضات کا بقيه ' اتحاديوں کے حصے ميں آئيگا که وہ آپس ميں جس طرح چاهيں تقسيم کرليں - اِس ميں کوئي مزاحم اور دخل انداز نه هوگا - اتحادي اِس کے آپ ذمه دار هونگے - يه بهي کوئي اهم مسئله نهيں هے که ايڈرياٹک کے بنادر کس کے حوالے کئے جائينگے ؟ اور نه يهي بات قابل اعتنا هے که البانيه کا اينده حشر کيا هوگا ؟ ايک امر مسلم هے اور بس ' اور وہ يه هے که يه تمام ممالک ' سلطنت عثمانيه سے هميشه کے ليے جدا کر ليے گئے - بالفاظ ديگر " اسلام " سے اِن کا تعلق بالکل قطع کرديا گيا - البانيه کے مسلمانوں نے ترکوں کے ساتهه ناعاقبت انديشانه فساد چهيڑ کر اپنے پاؤں ميں آپ کلهاڑي ماري هے - آينده کے ليے قوميت کے لحاظ سے اُن کا مرتبه کچهه هي کيوں نه هو ' ايک خود مختار اسلامی حکومت کي آزادي وہ اب کسي طرح نهيں پانے کے - هاں اپني اِس عليحده ڈيڑهه اينٹ کي مسجد کے ساتهه يورپ کی چکي کے نا خدا شناس پاٹ ميں اچهي طرح پس پسا کر ' بوسينيا کي طرح عيسائي حکومتوں کي عاليشان عمارت کا مساله بن جائينگے -

وہ بات جو حقيقت ميں غور طلب هے ' اور نتائج کے جس حصے کے متعلق ابتک هميں کچهه بهي علم نهيں ' يه هے که باسفورس کي تاريخي نشست گاه ميں خلافت عثمانيه کو سياسي حيثيت سے کونسا درجه مليگا ؟ آيا سچ مچ اُس کے قديمي آزادنه اور فوجي و ملکي اختيارات و اقتدارات يورپ کے بچے کهچے صوبوں هي پر سهي ' مگر رهنے ديے جائينگے ؟ يا يه دول يورپ کے قرضے کي شکنجے ميں کس دي جائيگي ؟ آيا سلطان کو اپني بقيه مسلمان رعايا پر حکم ران رهنے ديا جائيگا ؟ يا اب سے وہ ايشيا ميں صرف ايک نمايشي خول بنا کر رکهے جائينگے - جس طرح مصر ميں خديو رکهے گئے هيں ؟ يعني ايک ايسے شخص کي صورت ميں ' جسکي ظاهري شان شوکت تو بهت کچهه هو ' ليکن جو دراصل متحده يورپ کي طرف سے محض ايک وظيفه خوار تخت کا پتله هو ؟ در حقيقت يه ايک نهايت نازک اور اهم مسئله هے - ايسا مسئله ' جس سے دنياے اسلام کا گهرا تعلق هے -

(ايجپٹ) کے مسلمان ناظرين پر وہ واقعات جن سے قسطنطنيه ميں موجوده افسوس ناک حالت پيدا هوگئي هے ' بخوبي ظاهر هوچکے

کیا صبح قیامت آ گئي

اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار نهونگے ؟ ؟

—: * :—

بسلسلۂ " مستقبل الاسلام " نمبر (۱)

— * —

در رہ منزل لیلی که خطر هاست بجان
شرط اول قدم آنست که مجنون باشي

— * —

هاں' بني نوع انسان کي تاریخ میں ایک نیا باب کهل گیا هے . اقوام و ملل کے سمندر میں تلاطم بپا هے - عمل اور انکشاف کي دنیا میں ایک هیجان هے - موت یا زندگي کي کشاکش شروع هوگئي هے - مظالم' نا انصافیاں' اور خوني هنگامه آرائیاں مشرق اور مغرب میں هر آن متلاطم و متحرک هو رهي هیں - هاں' ایک شور اور ایک طوفان هے' جو ایشیا' افریقه' یورپ میں اٹهه رها هے اور شمال کو جنوب' جنوب کو شمال' اور مشرق کو مغرب' مغرب کو مشرق بنانے کے لیے بے چین هے - پهر صدیوں کے بعد اب شہادت گاهیں سنسان مقامات میں قائم هوگئي هیں - دار و رسن کي خوني نمایش گاهیں کهل گئي هیں' جان سپاري اور خون ریزي کے بازار اور دکانیں بهي لگادي گئي هیں - شهید اعظم ثقة الاسلام بهي دار پر منصور کي طرح لٹک رها هے - مراکو' طرابلس' ایران' عرب' اور مقدونیه کي کربلاؤں سے کتنے بیزبان شهید هیں' جو یا صباحاه یا صباحاه پکار رهے هیں' انکي لاشیں ایک صدا هیں' جو کهتي هیں که

" اے اسلام کے نام لیواؤ! خواب غفلت سے جاگو! کیا دیکهتے نہیں که یورپ نے کمر باندهي هے که ممالک اسلامیه کو نیست و نابود کردے" پهر وہ وقت آگیا هے که کوہ صفا پر چڑهکر خدا کے برگزیده نبي کي روح اطهر ندا دے: " انا النذیر العریان " اور بتائے که عالم فتنه و فساد سے پر هے' جهالت کا اندهیر هے' خباثت پهیلي هوئي هے - نوع بشر پر جور و جفا کي چهریاں چل رهي هیں' لڑائي جهگڑے چهوڑکر بهائي بهائي بن جانے اور مفسدوں اور فتنه انگیزوں کو فنا کرکے ایک عالم کو نجات دلانیکا وقت آگیا هے -

بظاهر دنیاء اسلام کے زندہ رهنے کي کوئي امید نہیں هے - معلوم هوتا هے که سنه ۱۹۱۵ع میں کوئي اسلامي سلطنت پردۂ دنیا پر باقي نرهیگي - تمام دنیا کے مسلمانوں کي حالت اب ایسي نازک هوگئي هے که آیندہ دس برس کے اندر انکو آبادیاں اور بستیاں چهوڑ کر پهاڑوں' جنگلوں' اور بے نام و نشان گوشوں میں پناہ گزیں هونا پڑیگا - بلکه انهیں اپنے آپکو مسلمان کهتے هوئے بهي حجاب آلیگا اور مصلحت وقت کي تعمیل ضروري کے [illegible] سے اپني شخصیت چهپانے هي میں عافیت نظر آلیگي - آج هم کو اتنا وقت هے که اپنے مظلوم شهیدوں کے نام لے لیکر بین کرسکیں' مگر نہیں معلوم که کل کیسے اسباب پیش آجائیں؟ ممکن هے که شاید ماتم و شیون کي بهي فرصت نديجائے - اور هر آنسو کے بهانے کے واسطے اجازت اور مصلحت کا منه دیکهنا هو! مسلمانوں هي نے اپنے آپکو مٹا کر پہلے زمانه میں اخوت' عالمگیر وحدانیت [illegible] و حقوق العباد کي مشعلیں اسوقت روشن کي تهیں' جب که ایک طرف رومي صلیب پرستوں کي سفاکیوں سے خلق خدا بیزار هو گئي تهي' دوسري طرف ایراني آتش پرستوں کي زیادتیوں سے دنیا خون کے آنسو رو رهي تهي - اب بهي عالمگیر امن و امان اور عالمگیر سکون کے لئے ایشیا' افریقه' اور یورپ کي زمین مسلمانوں کا پاک خون مانگتي هے - هاں' همارے بدلنے سے دنیا بدل جائیگي' اور همارے ایثار میں تمام عالم کي آزادي مضمر هے -

یورپ نے طرابلس غرب میں کیا کیا قیامت نه اٹهائے ؟ تبریز اور مشهد مقدس میں وہ کونسي بیرحمیاں هوسکتي هیں جو عمل میں نہیں آئیں ؟ اور اب کونسي هٹ دهرمي اور بیدردي هے جو سلطنت عثمانیه کے خون ناحق کے واسطے نہیں کي جا رهي هے ؟ یورپ کے برتاؤ پر کیا هم فرقان مجید کے اس نتیجه خیز شذرۂ معرفت سے سبق نہیں لے سکتے ؟

ولن ترضی عنك الیهود ولا النصری حتي تتبع ملتهم (پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۴ - آیت ۸)	اور (اے پیغمبر) نه تو یهود هي تم سے کبهي راضي هونگے اور نه نصاری هي' تاوقتیکه تم ان هي کا مذهب نه اختیار کرلو -
و ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحو بها - و ان تصبرو و تتقوا لا یضرکم کیدهم شئیاً (سورہ آل عمران) (۱۱ : ۱۲)	(مسلمانو!) اگر تم کو کوئي فائدہ پهنچے تو ان کو برا لگتا هے اور تم کو کوئي گزند پهنچے تو اس سے خوش هوتے هیں اور اگر تم (انکي ایذاؤں پر) صبر کرو اور (انتقام میں زیادتي سے) بچو تو (اطمینان رکهو که) انکے فریب سے تمهارا کچهه بهي نہیں بگڑتا هے -

پهر کیا ایسي حالت میں مسلمانوں کو صرف یهي مناسب هے که وہ ایک جلسه کرکے سر ایڈورڈ گرے کے وزارت خانے میں تار بهیجیں اور اس بارگاہ احدیت کي طرف تهوڑي دیر کے واسطے بهي رجوع نهوں' جسکے احکام جبروتي کے آگے تمام دنیوي طاقتیں هیچ هیں ؟

اب وقت تار بازیوں کا گیا - اب وقت اپنے خدا' اپنے هادي' اپنے دل اور اپنے عالمگیر منتشر شیرازہ کے چاروں طرف غور و فکر کرنیکا هے -

آستین نکلي هوئي جیب و گریباں چاک چاک
دامن محشر سے وابسته میرا داماں رها

قوموں کي زندگي میں ابهار اور جوش کا وقت اتفاق سے آتا هے - اسلامیت کي زندگي میں بهي یه وقت ایک دور ارتقائي کے چکر سے آگیا هے - اسکے نشیب و فراز پر غور کرنا اور ایک مستقل اور دوامي تحریک کي روح پهونکنا جانبازوں اور فدائیوں کا کام هے - اب بهي اسلامیت کے پریشان ذروں میں کچهه شرف نفس کا جوهر باقي هے - حب وطن' حمیت قوم' اور عزت کي موت کو ذلت کي حیات پر ترجیح دینے اور اسکے سمجهنے کا میلان پایا جاتا هے - هم دیکهتے هیں که یورپ کے دیوتاؤں کے پوجنے' یورپ کے علوم و فنون کے پس خوردہ کهانے' اور یورپ کي تهذیب خون آشام کي ریس کرنے سے مسلمان مایوس هو گئے هیں' اور وہ دیکهه رهے هیں که جتني تحریکوں کے تخم یورپ کے آتش فشاں دهن میں بکهر گئے ان میں نمو اور حیات کے آثار مطلق نہیں - ساتهه هي جتني محدود بالارض اور سطحي کوششیں هوئیں' اُن سے آج تک نه تو کوئي نتیجه مرتب هوا' اور نه آیندہ اسکے هونیکي امید هے - ایسے پر آشوب اور پر شور وقت میں ایشیا' افریقه' اور یورپ سے آواز بلند هو رهي هے که:

(۱) خانه کعبه کے آزاد دامن امن میں ایک عالمگیر جمعیت فدائیان اسلام کي بهت جلد منعقد هو - جهان عربي میں با خبر مسلمان سرنچکر بتائیں که مسلمانوں کي مذهبي اور سیاسي حالت کسطرح محفوظ رہ سکتي هے - اس شوراے کعبه کي تجویزیں اور کارروائیاں مختلف مقامي زبانوں میں عالمگیر طریقه سے شائع کي جائیں :

(۲) نو جوان تعلیم یافته مسلمان' جنکو اپنے دور افتادہ بهائیوں کا درد هے' هجرت کریں' یا کم سے کم کچهه زمانه کے واسطے ممالک اسلامیه میں جا بسیں اور سمجهیں که دور کي همدردي اور قریب کي همدردي میں آسمان و زمین کا فرق هوتا هے - اسطرح اپنے بهائیوں کو اس عالمگیر سلسله آمد و رفت سے بیدار کریں اور سیلاب یورپ کي مدافعت کے پشتے اپنے جسم' اپنے عمل' اپنے مال اور اپنے جان سے پخته کریں - هجرت اور اخوت کو مسلمانوں کي تاریخ سے ایک معني خیز تعلق هے -

یا جاسکتا ہے کہ اگر کبھی ایسا وقت آجائیگا تو وہ روکے گی - میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہی جرمنی ہے جو انگلستان اور روس کے اصلی منشاء یعنی در دانیال سے روسی جنگی جہازات کیلیے آمد و رفت کا راستہ کھول دیے جانےکی مزاحمت کریگی [لیکن جرمنی کے متعلق یہ خیال درست نہیں ' بعد کے واقعات نے پردے اُٹھادیے - الہلال] - میری راے میں یہی سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے جو بہت جلد ہمارے سامنے پیش آنے والا ہے - اگر یہ راستہ کھل گیا تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ قسطنطنیہ میں سلطان محض بے دست و پا بنا کر رکھدیے جائیں ' کیونکہ اسوقت یورپ کی ہر بحری طاقت کے اختیار میں ہوگا کہ جس بات کے لیے چاہیگی اُن پر دباؤ ڈالیگی اور ساحل پر گولہ باری کی دھمکی سے اُسکی تکمیل کرالیگی - سلطان ایک طرف سے تو بحر قلزم کی طاقتوں' یعنی انگلستان اور فرانس کے ' اور دوسری طرف بحر اسود کی جانب سے روس کے تابع فرمان بنجائینگے - یہ ایسی صورت ہے جو ایتلاف مثلث (جرمنی ' استریا ' ایطالیہ) کو مشکل سے پسند آئیگی' کیونکہ اُس حالت میں جب کبھی ایتلاف مثلث (جرمنی ' استریا ' ایطالیہ) اور اتحاد مثلث (روس ' فرانس ' انگلستان) کے درمیان عام معرکہ آرائی ہو جائیگی' تو ترکوں کو مجبوراً اول الذکر کے مقابلہ میں آخر الذکر کا ساتھہ دینا پڑیگا - انہی وجوہ سے میرے خیال میں یہ بھی صاف نظر آئیگا کہ جب یوروپین کانفرنس کے سامنے عثمانیوں کی آئندہ قسمت کے جملہ مسائل پیش ہونگے' اور اُسوقت تک عنان حکومت سر اڈورڈ گرے ہی کے ہاتھوں میں رہی' تو انگلستان آبناے باسفورس سے راستہ کھلوادیے جانے کے مسئلہ میں روس کا حامی رہیگا - عثمانی سلطنت پر ایسی ہی کچھہ مصیبت کیوں نہ آجاے' در دانیال کا راستہ کھل جانا ایک ایسا امر ہوگا ' جس سے بڑھکر خطرناک اور مہلک دشمنی مسلمانونکی زندگی کیساتھہ نہیں ہو سکتی - کیونکہ اس حالت میں خلافت اِسلامی اُن تین اشد ترین دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں پڑ جائیگی' جنسے اسوقت اِسلام کا مقابلہ ہو رہا ہے' یعنی شمال مغربی افریقہ میں فرانس' مصر میں انگلستان ' اور وسط ایشیا میں روس -

خلیفۂ اسلام عیسائی یورپ کا ایک ادنی چاکر بنجائیگا -

یہی سبب ہے کہ اسوقت جو مصیبت کی تاریک گھٹائیں مسلمانوں کے معاملات پر ہر طرف سے چھائی ہوئی ہیں ' اسمیں اس خبر کو روشنی کی سب سے عمدہ جھلک سمجھنے پر آمادہ ہوں کہ شاہ فرڈیننڈ نے سلطان سے آپس میں بلغاری عثمانی اتحاد قائم کرنے کی ایک تجویز پیش کی ہے - میری راے میں اگر یہ اتحاد قائم ہوگیا ' تو یہ سب سے بڑا اور مضبوط اتحاد ہوگا ' جو خلافت کی آزادی کے قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوسکے ' اور یہی وہ اتحاد ہوگا جو اغیار کی ہوسوں کو عملی طور پر روک دے سکے - یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ اس قسم کے اتحاد کا خیال پیدا ہوا ہو - علانیہ طور پر نہ سہی' لیکن سنہ ۱۹۰۸ ع کے انقلاب ترکی کے بعد سے لیکر آجتک خاص خاص صحبتوں اور موقعوں میں بارہا اس اتحاد کا ذکر آچکا ہے ' اور میں بذات خود ہمیشہ اس اتحاد کا مرید رہا ہوں - میرا خیال ہے کہ سلطان کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ایک آزادانہ فرصت کی مہلت کو کام میں لاکر اپنی سلطنت کی اِس ضرورت کو پورا کرلیں اور اپنی پچھلی شکست کی تلافی کرلیں - اگر یہ ممکن نہو اور اگر طاقتونکی راے ہوئی کہ باسفورس اور در دانیال کا راستہ کھولدیا جاے' تو میرے خیال میں یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہوگا کہ قسطنطنیہ سے تخت خلافت کو ہٹا کر ایشیاے کوچک میں لیجایا جاے - [لیکن اسکا وقت چلا گیا - جو ایک اڑتی ہوئی خبر عثمانی بلغاری اتحاد کی اڑی تھی' اسکی پھر تصدیق نہیں ہوئی - الہلال]

اِس اہم ترین مسئلہ سے قطع نظر کرکے ' جسکا ہر پہلو نہایت نازک اور دقیق ہے ' عثمانی سلطنت کی فوری ضرورت یہ ہے کہ حکومت کا انتظام اُن ناقابل اور نامراد ہاتھوں سے لے لیا جائے جنھوں نے اسکے ساتھہ خیانت کی ہے - (کامل) پھر اُسی تیرہ و تار گڑھے میں دھکیل دیا جاے جس سے وہ چار مہینے ہوئے اپنے ملک میں تباہی لانے کے لیے انگلستان کا دوست بنکر نکلا تھا - نیز عثمانی پارلیمنٹ از سر نو جمع کیجائے - شوکت پاشا دوبارہ وزیر جنگ مقرر ہوکر فوجی انتظامات اپنے ہاتھوں میں لیں ' اور پارلیمنٹ کی نامزدگی سے ایک ایسی وزارت قائم ہو' جسکے ارکان اپنے وطن کے سچے خیر خواہ ہوں - [الحمد للہ کہ یہ امید اب واقعہ ہے - الہلال]

سلطنت کی اس عام مصیبت میں میرا خیال ہے کہ مصر کا حصہ بہت کم ہوگا - غالب سے غالب یہیں تک ہے کہ ہمارا دفتر خارجیہ سلطان کی فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کسی نہ کسی شکل میں ممالک خدیویہ پر برطانوی دخل کی منظوری حاصل کرلیگا - یہ ایک افسوس ناک بحث ہے - میں نہیں چاہتا کہ آج اِس مسئلہ کو طول دوں -

تتمہ

میں مضمون لکھہ ہی رہا تھا کہ اس امر کا اعلان سننے میں آ[یا] کہ " صلح کی گفتگو لندن میں ہوگی تا کہ ترکونکے وکلا سر اڈورڈ گرے کی صلاح سے فائدہ اٹھا سکیں " یہ اعلان اصلی حالات کے لحاظ [سے] ایک عجیب شومی قسمت کا اعلان ہے - ساتھہ ہی ساتھہ وہ برقی خ[بر] بھی' جو سر اڈورڈ گرے کے اخبار (وسٹ منسٹر گزٹ) میں ایشیا[ے] کوچک کی حکومت کی سرخی کے نیچے خصوصیت کے ساتھہ نما[یاں] طور پر شائع ہوئی ہے ' کچھہ کم نا مبارک نہیں ہے - ایک [...] چھپا ہے کہ روس اور انگلستان کے سخت اصرار پر باب عالی - اِس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ " اناطولیہ " اور " میا پوتیمیہ " کی حکومت کے انتظام کے لیے ۱۶ - روسی اور انگریزی انسپ[کٹر] مقرر کرے اور اُن ممالک کی ذمہ دار پبلک کو ایک حد تک سلف گورنمنٹ عطا کردے - اسکے یہ معنی ہیں کہ ایشیا[ئی] ترکی میں سر اڈورڈ گرے کی مشہور معروف ایران والی پالس[ی] دہرائی جاے' یعنی زار روس کے ساتھہ انتظام حکومت کی تقس[یم] کی وہ پالسی' جو بہ الفاظ دیگر " غارت گری بلا جنگ و جدال " موزوں تر الفاظ سے تعبیر کی جاسکتی ہے -

[الہلال]

یہ مضمون مسٹر بلنٹ نے ۸ - ڈسمبر کو لکھا تھا' اسلیے واقع[ات] ما بعد کا اسمیں ذکر نہیں - مسٹر موصوف کو مشرقی مسئلے کے [...] و رموز پر جیسا کچھہ عبور ہے ' اور علی الخصوص وزارت خانہ لندن [کی] پرشیدہ دسائس و فریب سے جیسی محرمانہ واقفیت رکھتے ہیں[ ] اسکا ثبوت انکی کتاب " تاریخ سری مصر " سے ملچکا ہے - لی[کن] (ایجپت) کے مضامین بھی ہمیشہ ایک تازہ شہادت ہوتے ہیں[ ] پچھلے دنوں الہلال کے صفحوں میں آپنے انکا مضمون پڑھا[ ] جسکے قیاسات اور اظہارات حرف بحرف صحیح ثابت ہوے - اب دوسرا مضمون ہے - جسمیں صلح کانفرس کے انعقاد تک کے واق[عات] کی بنا پر انہوں نے اپنی رائیں ظاہر کی ہیں -

اسلام دوستی کی یہ سرگذشت اس حکومت کی ہے ' ج[و] اجکل اسکے بغیر تنخواہ کے ایجنٹ ' مسلم نواز اور وفادار اسلام ظاہر ہوے اپنے خدا اور اپنے ضمیر ' دونوں سے نہیں شرماتے : و اللہ انہم لکاذبون الخاسرون -

مراسلات

اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ

کیطرف سے

بسرپرستي رایٹ آنریبل سید امیر علي صاحب بالقابه

ترکي سلطنت کو اسلامي قرض حسنه

— * —

چونکه ڈائیرکٹران اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ سے یه استدعا کیگئي ھے که اِسوقت ترکي سلطنت کو مالي فایدہ و امداد پھونچانے کیواسطے ایک ایسے عام اسلامي قرض حسنه کا انتظام و بندوبست عمل میں لایا جائے جسمیں بالاتفاق تمام مسلمانانِ ھندوستان کي شرکت و شمولیت ھو - لھذا یه فیصله کیا گیا ھے که ایک بڑي بھاري رقم زر' بنک کیطرفسے بذریعه جاري کرنے ایسے میعادي تمسکات قرضه کے بھم پھونچائي جائے' جوکه بالکل بغیر سود کے ھیں - اور پھریھي رقم کثیر بطور قرضۂ حسنه گورنمنٹ عثماني کو بھي اِسي طرح بالکل بغیر کسي سود کے دیدي جائے - اسپر بنک' سرکار عثماني سے صرف ایک قلیل سي مقررہ رقم محض بطور کمیشن فقط اُن اخراجات کو پورا کرنیکی خاطر لینا قبول کریگا جوکه اِس قرض حسنه کے اجرا و قیام وغیرہ کے متعلق ھونگے - اور کافي رقوم سرمایه کے جمع ھوجانے پر بنک کے ڈائیرکٹران فوراً روپیه مذکور کو اُس بندوبست داد و ستد اور کار و بار قرضه میں داخل کردینگے جوکه ترکي سلطنت کے ساتھه کیا جائیگا - اور وہ یا تو اِس شرط و قرار داد پر ھوگا که یه ایک سراسر جدید قرضه ھے جو سود کي آلایش سے بالکل پاک و مبرا رکھکر ھندوستاني مسلمانوں کي طرف سے دیا جاتا ھے - اور یا یه که روپیه مذکور سرکار عثمانیه کے اُن موجودہ قرضه‌جات کا کوئي ایک حصه یا اُنکی کسي مقدار کے حاصل کرنے میں دیدیا جائیگا' جوکه دولت عثمانیه کي طرف سے بصورت تمسکات عثمانیه جاري کئے گئے ھیں - بالفعل جیساکه مشورہ دیاگیا ھے' صاحبان موصوف طریقۂ اول الذکر کا اختیار کرنا بوجه اسکے زیادہ پسند کرینگے که طریقۂ مذکور بلحاظ کثیر ھندوستاني مسلمانوں کے مذھبي احساسات اور اُنکي لایق قبولیت و قابل قدر خواھشات کے زیادہ تر معزز و سرفراز اور زیادہ تر مقبول و مناسب و فایدہ بخش اور زیادہ تر قابل منظوري و پسندیدگي ھے -

اس غرض کے واسطے جو بانڈز (یعنے تمسکات) منجانب بنک جاري کئے گئے ھیں - اُنکو " مسلم لون بانڈز " (یعنے اسلامي تمسکات قرض حسنه) کھا جاتا ھے - اور یه بھت ھي قلیل مالیت کے ھیں - یعنے انکي قیمت في قطعه صرف مبلغ پانچ روپیه' دس روپیه' اور پچاس روپیه تک رکھي گئي ھے - نیز یه که تمسکات مذکورہ اُنکے ھر ایک اصل مالک یا جایز وارث و جانشیں کے حق میں حسب ضابطه واجب الادا قرار دیے گئے ھیں اور انکا کل روپیه بغیر سود کے اُنکي تاریخ اجرا سے دس سال بعد بلاکم و کاست واپس ملجائیگا - لیکن اگر قرضۂ مذکور کي واپس ادائیگي یا وصولي منجانب سلطنت ترکي دس سال کی معیاد گذرنے سے پیشتر ھوجاے' تو اس حالت میں روپیه مذکور اُن تمسک داروں کو واپس دیدیا جائیگا جوکه اُسوقت اُسکو واپس لینا چاھیں' اور تمام روپیه جوکه اِس مد میں وصول ھوگا بنک کي طرف سے اِنویسٹ (یعنے کسي اور کاروبار میں لگاکر مفید) نہیں کیا جائیگا - تاوقتیکه ترکي حکام کے ساتھه جو بندوبست و داد و ستد اور کاروبار قرضه کا ھوا ھو' وہ بالکل مکمل اور پورا نه ھوجاے - لیکن حساب فلوٹنگ یعنے چالت میں جمع رکھا جائیگا - اور اس سررشته قرض حسنه کے مربي و سرپرست رائیٹ آنریبل سید امیر علي صاحب بالقابه اِس امر کے باقاعدہ انتظام وغیرہ کیواسطے حسب ضابطه ایک ایسا بورڈ بھي قائم فرمائینگے جسمیں کئي ایک اعلی عہدہ داران سلطنت ترکي اور کئي ایک بارسوخ معزز انگریز صاحبان جو سلطنت ترکي کے محب اور دوستدار ھیں شامل و شریک ھونگے - تاکه وہ ھمارے ھندوستاني تمسک دار بھائیونکے فوائد اور حقوق کي بوجه احسن نگراني و حفاظت کرسکیں - اور اس امر کو بھي ملحوظ رکھیں که جو روپیه ھندوستان سے جمع کرکے دیاجاے وہ ٹھیک اپنے موقعه اور محل مناسب پر لگایاجائے چنانچه اس بارے میں رائیٹ آنریبل سید صاحب ممدوح نے ابھي سے کئي سربرآوردہ وزراے سلطنت ترکي سے گفتگو فرمائي ھے اور بنک کو اپني منظوري بھیجدي ھے - پس ڈائیرکٹران بنک یه اُمید اور یقین کرتے ھیں که اگر ھندوستان کا ھر ایک ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کي خاطر کسي طرح کم ازکم پانچ روپیه تک بھي قرض دینے کي استطاعت رکھه سکتا ھو اِس اسلامي قرض حسنه کا تمسک دار بنجاے تو ایک بھت ھي تھوڑي مدت اور قلیل عرصه کے اندر ھي کروڑوں روپے - اِس مد میں اکٹھے ھوکر جمع ھوسکتے ھیں - پس ڈائیرکٹران مذکور اسیواسطے ھر فرد مسلمان اور ھر ایک پیرو اسلام سے بطور اپیل یه عرض کرتے ھیں که وہ اس اسلامي قرض حسنه کو ایک کامیاب نتیجه پر لانے میں ھرگز کوئي بھي رکاوٹ نه رھنے دیویں - اور اس طرح دنیا کو یه ثابت کردکھالیں که اس ملک کے مسلمان بھي ابھي تک کیا کچھه کامیابی حاصل کرسکتے ھیں -

فارم درخواست براے خرید تمسکات طلب فرمایئے اور براہ مھرباني اسکا پورا پورا اندراج فرماکر بمعه کل رقم کے جو اُن تمسکات کي بابت واجب الادا ھو' جنکے واسطے درخواست کیجاے' بنام منیجر صاحب ھیڈ آفس اُورئینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاھور یا بنک مذکور کی کسي شاخ کے منیجر کو یا براہ راست راقم کے پاس بھیجدیجیے -

مقام لاھور مورخه ۲۲ جنوري سنه ۱۹۱۳ ع

(دستخط) احمد حسن بیرسٹرایٹ لا
منیجنگ ڈائیرکٹر اورلینٹ
بینک آف انڈیا لمیٹڈ لاھور

ایک انگریز کي شریفانه اخلاقي جرأت

مسٹر (اوبري ھربٹ) نے انگلستان کي انجمن حامي بلقان کي ممبري سے استعفاء ایک خط کے ذریعه سے دیا' جو انھوں نے اخبارات میں شائع کیا ھے - مسٹر موصوف اس خط میں انجمن کے اس رزولیوشن کو سخت ناپسند کرتے ھیں جسمیں یه طے کیا گیا ھے که دول عظمی پر زور ڈالا جائے که وہ مطالبات کے حاصل کرنے میں ریاستھاے بلقان کي مدد کریں اور ترکي پر زور ڈالیں که وہ بلقان کے مطالبات من و عن تسلیم کرلے - مسٹر موصوف کھتے ھیں که یه تجویز اس ناطرفدارانه پالیسي کے خلاف ھے جو انگلستان نے اختیار کي ھے - اسکے بعد مسٹر موصوف ناظرین کي توجه ان وحشیانه مظالم کي طرف منعطف کرتے ھیں جو بلغاري' سروي' اور یوناني فوجوں نے مسلمانوں پر کیے ھیں - پھر وہ کھتے ھیں که بلقانیوں کے وحشیانه و انسانیت سوز مظالم طشت از بام ھوگئے ھیں اور اسقدر ناقابل انکار مسلم اور غیر مسلم ذرائع سے ثابت ھوگئے ھیں که انمیں شک کي گنجایش نھیں' پس اگر انجمن کي بنیاد تعصب مذھبي یا جنسي کے بدلے حق پرستي اور مظلومي کي دستگیري کے اصول پرہے تو اسکو اپنا اول فرض یه سمجھنا چاھیے تھا که وہ علی الاعلان بلقانیوں کے وحشیانه مظالم پر اظھار نفرت کرے

(۳) یورپ کے اُن اسباب کو ایک سخت عالمگیر طریقہ سے بائیکاٹ کر دیا جاے ' جن سے ممالک اسلامیہ کا قلع قمع کیا جارہا ہے - اپنے دار العلوم ' اپنے مرکز ' اور اپنے چرچے ہوں - ہربرٹ اسپنسر نے جاپانیوں سے کہا تھا کہ اگر اپنی شخصیت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو یورپ کے کل ضروری علوم و فنون اپنی زبان میں کرلو - ایک چپہ زمین کا یورپ کے کسی اجارہ دار کو ندینا - اپنی عورتیں انہیں ندینا اور انکی عورتیں اپنے گھر میں نہ لانا - بظاہر مغربی ہونا مگر باطناً مشرقی رہنا -

(۴) عربی زبان بولنے ' عربی زبان سیکھنے ' اور عربیت کے چرچے کے لیے فوراً آمادہ ہو جانا ' جس سے مرکز اصل کے طرف میلان بالطبع کی راہیں نکلیں ' اور مسلمانان عالم میں اپنے سرچشمہ سے قربت بڑھتی جاے -

(۵) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے فوری انتھک وسایل اور طریقے پیدا کرنا ' تا کہ مسلمانان عالم کو معلوم ہو جاے کہ ہمارا رہنما غیر فانی ہے اور ہم کو اسپر یوں اعتماد ہے کہ اسی کی بدولت ہم نے ایک طرف رومیوں کے چھکے چھڑا دیے اور دوسری طرف آتش پرستوں کا طبقہ الٹ دیا اور علوم و فنون کی مشعل لیکر دنیا میں اجالا کر دیا تھا -

(۶) مسلمانان عالم کے دل سے یہ خیال نکالنا کہ یورپ تہذیب و ترقی کا دیوتا ہے اور وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے - بلکہ یہ جاگزیں کرنا کہ اسکی کمزوریاں اسکی مقصد کو کھوکلا کر رہی ہیں اور وہ اسوقت دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے -

فرقان مجید لایالونکم خبالا (نصاری تمہیں ضرر پہنچانے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے) کا معلم ہے -

(۷) ہزارہا نوجوان مسلمان یورپ ' امریکہ ' اور جاپان بھیجے جائیں جو سیاسیات اور واقعات جدیدہ کے تجربوں کے علاوہ فنون عملیہ کے ماہر ہوکر آئیں اور وہ بلاد اسلامیہ میں تقسیم کردیے جائیں - ابھی اسکا وقت ہے - ممکن ہے کہ آیندہ دس برس میں کسی مشرقی کو کوئی علم اور فن یورپ اور امریکہ والے نہ بتائیں -

(۸) مسلمانان عالم کا ایک (خزینۃ الاسلامیہ) خانہ کعبہ کے صدر مقام میں قائم ہو - جس میں زکوۃ ' اوقاف ' اور چندہ کا روپیہ فراہم ہوا کرے - بلکہ مسلمانان عالم اسکے واسطے اپنے اوپر ایک خاص ٹیکس (فدیۂ اسلام) کے نام سے مقرر کرلیں - اسی سے مختلف ضرورتیں پوری کریں -

* * *

یورپ نے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ممالک اسلامیہ کے زیر و زبر کرنیکا تہیہ کرلیا ہے ' لیکن تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ایسی ظالمانہ تحریکوں کی ابتدا بڑے دھوم اور بڑے تیز رفتاری کے ساتھہ ہوتی ہے مگر ایسی تحریکوں کے توڑنے اور مدافعت کے واسطے جو انتظامی طریقے پیدا کئے جاتے ہیں ' انکا آغاز بہت سست اور کمزور ہوا ہے - لیکن بعد چندے وہ ظالمانہ تحریکیں دھیمی پڑجاتی ہیں اور اسکے برخلاف مدافعت پسند طریقے رفتہ رفتہ زور پکڑ جاتے ہیں - یہی حال یورپ اور اسلام کا ہوگا - اسلیے کہ موجودہ واقعات نے مسلمانوں کو یورپ سے بیزار کردیا ہے - ان میں اخوت ' ہمدردی ' اور جاں نثاری کی چنگاریاں زندہ ہوگئی ہیں جو زمانہ کی آب و ہوا سے مشتعل ہوکر شعلۂ برق کا کام دینگی -

(فاران) کی چوٹیوں سے آوازیں آرہی ہیں اور (مدینہ) کے غیر فانی بادشاہ کی فوجیں آراستہ ہو رہی ہیں -

(محمد نذیر هاشمی غازیپوری)

[بذیل مراسلات]

الہلال اور مسئلۂ تعلیم نسوان

— * —

محسن قوم و ملک ! السلام علیکم

آپکی آزادانہ و منصفانہ راے زنی کا مرقع صفحات الہلال میں دیکھکر مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں بحیثیت فرقۂ اناث کی ایک ادنی فرد ہونیکے آپسے اپنے کس مپرس فرقہ کی بابت کچھہ عرض کروں مگر ذرۂ بے مقدار کا خورشید تاباں کے مقابلہ میں تیزی دکھلانا علامت حماقت و قابل مضحکہ فعل ہے - بھلا کہاں میں کندۂ ناتراش پردہ نشین ہندوستانی لڑکی ' اور کہاں آپ جیسے عالم متبحر واجب التعظیم بزرگ -

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عرض مدعا سے قبل میں یہ گوشگذار کردینا انسب سمجھتی ہوں کہ آپ میری اس بیباکی کو میری خیرہ چشمی پر محمول نفرمائیں -

میں آپسے صرف اسقدر نہایت منت سے التجا کرتی ہوں کہ آپ کبھی کسی مناسب موقع پر حقوق نسواں پر روشنی ڈالیں جسکے ضمن میں تعلیم نسواں و حجاب نسواں پر بھی اپنی قیمتی راے کا اظہار فرمائیں -

اگرچہ یہ بدنصیب مسئلے مقاصد الہلال سے قطعی بے تعلق ہیں مگر میرا دل خود رفتہ مجبور کر رہا ہے کہ آپ جیسے ہمدرد قوم کے روبرو اپنے کمزور بیکس و محروم فرقہ کی حالت زار کا فوٹو پیش کرکے آپکے خیالات پاکیزہ معلوم کروں ' خواہ خلاف توقع ہی کیوں نہو - و نیز مجھے یہ بھی امید ہے کہ شاید آپکا صرف ایکمرتبہ زور قلم دکھانا بدنصیب مستورات کی حمایت میں اکثر سنگدل قلوب کو موم کرکے میری بعض ہمجنسوںکو جہالت کے غار عمیق میں گرنے سے بچالے اور آپکے زور دار فقرے ' آپکا سحر آگین انداز تحریر ' ممکن ہے کہ میری مانند اکثر حضرات کے دلوںپر رعد و برق کا سا اثر دکھاے - ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

افضال الہی سے ہندوستان کے لا تعداد بزرگان قوم فرائض قومی کو انجام دے رہے ہیں مگر وائے برگشتگی بخت زنان ' کہ کوئی خدا کا بندہ صادق مسیحاے وقت بنکر مستورات کے الم پنہاں کی خبر نہیں لیتا جو ہر عورت کے دل میں بصورت جہالت موجود ہے - الا ماشاء اللہ - میں مقر ہوں کہ تعلیم نسواں کی اہم ضرورت ہندوستان میں زیادہ تر محسوس ہو چکی ہے مگر آہ ! آہ !! ابھی تعلیم اخوان ملک کیطرح عام نہیں ہوئی میرا دعوی غلط نہوگا اگر میں کہوں کہ فیصدی دس عورتیں زیور تعلیم سے مزین نظر آئینگی اور چشم بد دور فیصدی نوے مرد - بس یہی خیال ہمیشہ میرے قلب مضطرب میں ہیجان پیدا کیے رہتا ہے -

میں غالباً اداے فرض انسانیت سے قاصر رہونگی اگر الہلال کی نسبت چند کلمات عرض نہ کروں - میرے خیال میں اگر مسلمانان عالم کی بیداری کا کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ الہلال ہے - اور الہلال کو ہی خیر اندیشانہ (حقیقی معنوں میں) پالیسی رکھنے کا شرف حاصل ہے - آپکے پاکیزہ خیالات ناصحانہ انداز بیان کو دیکھکر بیساختہ میرے منہ سے نکلتا ہے کہ :

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ میری مرقومۂ بالا ناچیز التجا شرف قبولیت حاصل کریگی فقط -

راقمہ آثمہ

آپکی ایک ناچیز ہندوستانی بہن

فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه ، اذلة
على المومنين ، اعزة على الكافرين (٥ : ٦٢)

— * —



" انور "

ادبيات

— * —

تنزل اسلام کا سبب اصلي

—:○(*)○:—

لوگ کہتے هیں که یه بات هے اب امر صریح * که زمانه میں کہیں عزت اسلام نہیں
آپ جائینگے جہاں، قوم کو پائینگے ذلیل * اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں

* * *

یه بهي ظاهر هے که هیں مختلف الحال یه لوگ * کوئي چیز ان میں جز هو مشترک عام، نہیں
ایشیائي هے اگر یه، تو وه هے افریقي * اور کوئي رابطۂ نامه و پیغام نہیں
لاله رخ یه هے، تو زنگي و سیه فام هے وه * یه سمن بر هے، وه موزون و خوش اندام نہیں
اسنے گہوارۂ راحت میں بسر کي هے عمر * وه کبهي خوگر آسایش و آرام نہیں
وه ازل سے هے کمند افگن و شمشیر نواز * اسکو جز عیش، کسي چیز سے کچهه کام نہیں
خوان و ایوان سے بهي سیري نہیں هوتي اسکو * اسکو گر نان جویں بهي هو، تو ابرام نہیں
اسنے یورپ کے مدارس میں جو سیکهے هیں علوم * وه ابهي ابجد تعلیم سے بهي رام نہیں
اسقدر فرق و تفاوت په بهي هے عام یه بات : * قوم کا دفتر عزت میں کہیں نام نہیں

* * *

پس اگر غور سے دیکهو، تو بجز مذهب و دین * هم مسلمانوں میں کوئي صفت عام نہیں
ان اصولوں کي بنا پر یه نتیجه هے صریح : * سبب پستي اسلام، جز اسلام نہیں

* * *

ان مسایل میں هے کچهه ژرف نگاهي درکار * یه حقایق هیں، تماشاے لب بام نہیں
غور کرنے کیلیے فکر و تعمق هے ضرور * منزل خاص هے یه، رهگذر عام نہیں
بحث مافیه میں پہلي غلطي یه هے، که آپ * جسکو اسلام سمجهتے هیں وه اسلام نہیں
آپ کهانے کو بنا دیتے هیں، پہلے مسموم * پهر یه کہتے هیں، غذا موجب اسقام نہیں
اعتقادات میں هے سب سے مقدم توحید * آپ اس وصف کو ڈهونڈهیں تو کہیں نام نہیں
کون هے شائبۂ شرک سے خالي اسوقت * کون هے جسپه فریب هوس خام نہیں ؟
استانوں کي زیارت کے لیے شد رحال * اس میں کیا شان پرستاري اصنام نہیں ؟
کیجیے مسئلهٔ "شرک نبوت" په جو غور * کفر میں بهي یه جہانگیري اوهام نہیں
اب عمل پر جو نظر کیجیے آئیگا نظر * که کسي ملک میں پابندي احکام نہیں
اغنیا کي هے یه حالت، که نہیں هے وه رئیس * جسکے چہره په فروغ مئے گلفام نہیں
نص قراں سے مسلمان هیں بهائي بهائي * اس اخوت میں خصوصیت اعمام نہیں
یاں یه حالت هے که بهائي کا هے بهائي دشمن * کونسا گهر هے جہاں یه روش عام نہیں
نه کہیں صدق و دیانت هے نه پابندي عهد * دل هیں ناصاف، زبانوں په جو دشنام نہیں
آیت "فاعتبروا" پڑهتے هیں هر روز، مگر * علما کو خبر گردش ایام نہیں

* * *

الغرض عام هے جو چیز، وه بیدیني هے * صاف یه بات هے، دهوکا نہیں، ابهام نہیں
ان حقایق کي بنا پر سبب پستي قوم * ترک پابندي اسلام هے، اسلام نہیں

(شبلي نعماني)

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

بطل طرابلس : غازي فتحي بے

جو ۶۰ - هزار فوج کے ساتهه کیلي پولي میں مصروف کارزار هیں :
اللهم انصره و انصر عساکره !



یه عجیب تماشا دنیا کو دکهلانا چاها تها - في الحقیقت یه ایک پوري مکمل اور باقاعده طے شده کار روائي تهی ' جسکے تمام اسباب و لوازم پیشتر سے فراهم کرلیے گئے تهے -

باب عالي کي محافظ فوج نے کچهه تعرض نهیں کیا ' لیکن کیوں کرتي ' جبکه وه خود انجاد و ترقي کے جان نثار اور فدائي تهي ؟ صبح هي سے اسکا انتظام کرلیا گیا تها اور با قاعده محافظ دستے کي جگه (اوشک پلٹن) کے سپاهي متعین کیے گیے تهے - یه انجمن کي خاص مددگار جماعت هے -

انجمن کو اس کار روائي کا موقع کیونکر ملا ؟ خاص باب عالي کي محافظ فوج کیونکر بدلدي گئی ؟ کیا اسکي اطلاع دفتر جنگ ' وزرا ' اور پولیس کو نهیں هوئي ؟ یقیناً یه ایک معمه هے ' جسکا حل کرنا سردست مشکل هے (۱)

تاهم اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که انجمن اپنے اس سخت ترین دور مصیبت میں بهي ' جبکه دنیا یقین کرتي تهي که اسکي زندگي کے اخري دن هیں ' اپنے اندر کیسي عجیب اور اعجوبه خیز قوت انقلاب رکهتي هے ؟ اور اسکي تدابیر مخفیه کس درجه پخته ' اور اسکے نشانے کس درجه بے خطا هیں ؟

جماعت آگے بڑهکر چند لحموں کیلیے رکی اور خاموش سپاهیوں کے دستے کے سامنے نیازي بے نے (بالکل اسطرح ' جیسے کوئي تهیٹر میں پارٹ کرتے هوے کهتا هے) چلا کر کها :

" میں اپنے آبائي ملک کي عزت بچانے آیا هوں ' جسکے حقیر و ذلیل کرنے ' ٹهکرانے ' اور روندے جانے میں خائن گورنمنٹ نے کوئی دقیقه اٹها نهیں رکها - اگر تمهاري مرضي یهی هے تو بهتر ' میں بهی راضي هوں - مجهکو مار ڈالو ! میرے سینے کو گولیوں سے چهلنی کردو ! میں اپنے سامنے ٹرکي کي دل خون کن تذلیل و تحقیر تو نهیں دیکهونگا ! زندگي میں یه سننے سے ' مرنے کے بعد سننا بهتر هے که ٹرکي کیلیے اب دنیا میں عزت نهیں ! "

اب اس تهیٹر کا آخري ایکٹ باقی تها - غازي انور بے ' خلیل بے ' جمال بـک آگے بڑهے - انکے پیچهے طلعت بے ' عمر بے ' نیازي بے اور مدحت بـک تهے - یه تمام لوگ وزارت اعظم کے دفتر میں جهاں اس وقت وزرا کي مجلس ' یاد داشت کا جواب لکهنے کیلیے منعقد تهي ' اپنے معمولی کپڑوں میں بے باکانه داخل هوگئے -

اصلی نشست کے هال کا دروازه چند قدموں کے فاصلے پر تها که سب سے پہلے کامل پاشا کا ایڈیکانـگ (نافذ بے) نـکلا اور ریوالور لیے هوے وسط راه میں راسته روک کر کهڑا هوگیا - لیکن معاً ایک گولي چلي اور وه زمین پر ڈهیر تها -

اسکي متابعت ناظم پاشا کے ایک خفیه ایجنٹ اور ایڈي کانگ (توفیق بـک) نے کي ' لیکن اسکو بهي مهلت نهیں ملي - سب کے اخر میں خود (ناظم پاشا) باهر نـکلا اور (انور بے) کو دیکهکر کها :
" یه کیا گستاخی هے ؟ "

ایک پرانے افسر (مصطفی نجیب) نے کها : " گستاخي ' گستاخي تم کررهے هو ! "

ساتهه هي فیر کردیا اور متواتر تین گولیاں اسکے جسم سے نکل گئیں ....

کامل پاشا کے مصاحب نے (ناظم پاشا) کے قاتل کو مار ڈالا ' لیکن خود بهي نه بچ سکا - بعض لوگوں کا بیان هے که کسي " فدائي " کی گولي اسکے حصے میں آئي - بعض اسکے قاتل کو ایک فوجي افسر بتلاتے هیں -

* * *

گولیوں کے چهوٹنے کي اواز سنکر محافظ دستۂ فوج میں ایک جنبش پیدا هوئی - ایک دو سپاهیوں نے (انور بے) کي طرف بندوق کي نالی بهي کردي ' لیکن اُس نے کسي بات پر توجه نهیں کي - وه اپنے ارادوں میں منهمک ' اور گویا کسي طے شده نقشه کے مطابق ایک کے بعد ایک منزل سے گذر رها تها - وه سیدها هال کے اندر چلاگیا اور کامل پاشا کے سر پر کهڑے هوکر حاکمانه لہجے میں بغیر کسي تمهید کے کها :

" میں حکم دیتا هوں که یا تو لڑائي جاري رکهنے کي قسم کهاؤ اور یا اس کرسي کو چهوڑ دو ! اگر تم نے ذرا بهي پس و پیش کیا تو یاد رکهو که اسي وقت یه تمام فضا خون آلود هو جائیگي "

کامل پاشا نے جو اس وقت بالکل سرد پڑگیا تها ' ڈرتے ڈرتے جواب دیا :

" میرا خیال جنـگ جاري رکهنے کے خلاف هے - میں استعفا دیتا هوں "

(انور بے) نے صرف اتنے هي کو کافي نهیں سمجها ' بلکه اُسي وقت استعفا کا مضمون کاغذ پر لکهکر پیش کردیا اور کامل نے بلا کسي وقفه کے دستخط کردیے -

استعفا جیب میں رکهکر اس نے هال کے چاروں طرف نظر ڈالي اور تمام سابق وزرا سے کها :

" براه عنایت آپ تمام حضرات اپنے آپکو نظر بند یقین کریں '



خلیل بک
ممبر اتحادي پارٹي ' اور سابق صدر دار الشوری :

(۱) لیکن ائنده نمبر میں همارے خاص مراسله نگار جلال بے یامي شاید اس معمه کو ایک حد تک حل کرسکے - (الہلال)

ناموران غزوهٔ بلقان

سرگذشت انقلاب

— * —

پر اسرار ۱۲ - چھنڈیاں

— * —

(۳)

— * —

اب گذشتہ انقلاب کے تفصیلی حالات آنا شروع ہوگئے ہیں - گذشتہ ڈاک کے مصری اخبارات میں گو تاربرقیوں سے زیادہ نہیں ' اور غریب (المـوید) تو بالکل سکتے کی حالت میں ہے' لیکن قسطنطنیہ کے اخبارات میں انقلاب کے ابتدائی ' اور انگریزی ڈاک میں بعض نہایت دلچسپ تفصیلات ہیں - ہم آج کی اشاعت میں ان معلومات کا خلاصہ درج کرتے ہیں - اینده پرچہ میں اپنے مراسلہ نگار جلیل : (ڈاکٹر مصباح الدین شریف کے) کی چٹھی شائع کرینگے ' اور اسکے بعدد اسی سلسلے میں غازی (انور بے) کی خود نوشتہ سوانح عمری -

* * *

گورنمنٹ کو افسروں کی طرف سے بار بار اگاہ کردیا گیا تھا کہ فوج بلا کسی خیال کے جنگ کو دوبارہ جاری دیکھنا چاہتی ہے اور وہ انکے لیے سخت مضطرب ہے - نیز انجمن اتحاد و ترقی کے مدبرین بھی برابر اسی پر زور دیے جارہے تھے ' مگر کامل پاشا اسکا سخت مخالف تھا - اسکا خیال تھا کہ وہ خطرات جو دوسروں کو سامنے نظر آے ہیں' اسکے سامنے بالکل ہیچ ہیں - اسکو ناظم پاشا پر پورا بھروسہ تھا اور اسلیے ان خطرات کی کچھہ بھی پیش بندی نہیں کی گئی -

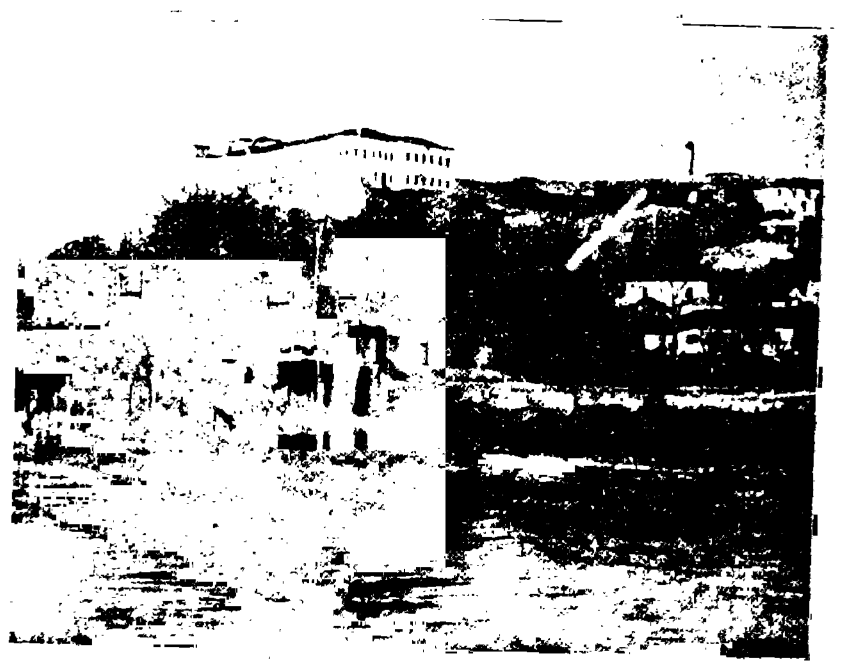
اس ہونیوالے انقلاب کی صبح کو (طلعت بک) نے کامل پاشا سے ملاقات کی اور اثنائے گفتگو میں صاف طور سے ظاہر کردیا کہ " یا تو باب عالی اس موقع پر دول کی یاد داشت کو منظور کرنے سے انکار کردے ' یا پھر ایک سخت خونریزی کیلیے مستعد ہو جاے ! "

* * *

اس مبارک دن کی دوپہر ڈھل چکی تھی ' تین بجے کا وقت تھا اور خاموشی اورسکون کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی تھی 'کہ یکایک آنے والے حادثے کا پہلا نشان ظاہر ہوا - امجد بک (والی ادرنہ) ایک گھوڑے پرسوار نظر آے ' جنکے ساتھہ پانچ سوار اور تھے - جونہی انہوں نے باب عالی کے طرف جانے کیلیے اپنے گھوڑیکے لگام موڑی ' معاً بارہ آدمیوں کی ایک جماعت قریب کے قہوہ خانے سے نکلتی ہوئی نظر آئی ' اور سڑک پر پہنچتے ہی انہوں نے بغل سے سرخ و سفید رنگ کی جھنڈیاں نکالیں اور انکو بلند کرکے کھول دیا -

یہ عجیب پر اسرار جھنڈیاں تھیں ' جن پر قرآن کریم کی آیات کارچوبی کام سے لکھی ہوئی تھیں ' اور خاموش و ساکن فضاے شہر کو متحرک و متلاطم کرنے میں ایک نا قابل فہم طلسمی اثر رکھتی تھیں - اس جماعت نے جلد جلد قدم بڑھانا شروع کردیا - یکایک ایک دوسری راہ سے ۱۲ - جھنڈے نمودار ہوے - انکے نیچے بھی ۱۲ - یا - ۱۵ ادمیوں سے زیادہ تعداد نہ تھی - چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے راستے سے ایسی ہی جماعت نکلی ' اور پھر تیسری اور چوتھی اور پانچویں ' غرضکہ پہلی جماعت اپنی سرخ و سفید جھنڈیوں کو لیے ہوئے جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ' نئی نئی جماعتیں پورے سکون اور خاموشی سے آ آکر ملتی جاتی تھیں - پندرہ بیس منٹ کے اندر شہر کا کوئی راستہ جو باب عالی تک جاتا ہے ' پر اسرار ۱۲ - والی جماعت سے خالی نہیں رہا ' اور بغیر کسی شور و ہنگامے کے ' باب عالی تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی جماعت فراہم ہوگئی -

جونہی یہ گروہ باب عالی کے بڑے پھاٹک پر پہنچا ' ایک جانب سب کی نگاہیں اٹھہ گئیں - سب نے دیکھا کہ غازی (انور بے) ایک گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں -



یورپین ترکی کا نظارۂ آخری

سلانیک کا ایک معدن باغ -

* * *

اب یہ ایک پوری با قاعدہ جماعت تھی ' جسکی تعداد سو کے قریب تھی - غازی انور بے کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر نیازی بک اور طلعت بے ہیں ' جو سب سے آگے تھے - انکے علاوہ انجمن اتحاد و ترقی کے رہنما اور " فدائی " ممبروں کی جماعت تھی -

صدر دروازے سے بڑھتے ہی جماعت نے سب سے پہلے نعرہ لگایا :

" حکومت سے دست بردار ہو جاو ! ہم ملک کو بچائیں گے ! " -

اس نعرے کے ساتھہ ہی پوری جماعت نے باب عالی کے اندر داخل ہونا چاہا - جو محافظ دستۂ فوج وہاں موجود تھا ' اس نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی -

قومی جماعت کا باب عالی کے سامنے نمودار ہونا اور پھر یکایک اندر داخل ہوجانا ' اسقدر جلد ظہور میں آیا کہ تمام واقعہ بالکل ایک طلسم معلوم ہوتا ہے -

لیکن در اصل اس واقعہ پر کچھہ بھی تعجب نہیں کرنا چاہیے ' تعجب کا اصلی مرکز اتحاد و ترقی کے پر اسرار اعمال ہیں ' جس نے

مقامي پریس نے بالاتفاق جلسه کي اهمیت کا اعتراف کیا هے -

* * *

هم نے اس جلسه کي روداد الهلال کے مقالهٔ افتتاحیه کے حصے میں درج کي' حالانکه ناظرین هماري عادت سے واقف هیں که جلسوں کي رپورٹیں ' اور تقریروں کے خلاصے کبهي بهي رسالے میں درج نهیں کرتے ' حتی که ایک مرتبه کے سوا کبهي هم نے اپني بهي کوئي تقریر الهلال میں شائع نهیں کي ' با وجودیکه کئي ماه سے کلکته میں کوئي هفته اس سے خالي نهیں جاتا -

اس کا سبب بیان کرنے سے پہلے دو رائیوں کو درج کردینا ضروري هے جو هندوستان کے مشرق و مغرب ' دو مخالف سمتوں سے حال میں ظاهر کي گئي تهیں -

ابهي شاید ایک هفته بهي نهیں گذرا که مقامي اینگلو انڈین اخبار نے مسلمانوں کي موجوده پولیٹکل حالت پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکها تها ' جسمیں یه ثابت کرنے کي کوشش کي تهي که " آجکل مسلمانوں نے ترکي کے معاملات کي نسبت جو صدائیں بلند کرنا شروع کردي هیں' وه تمام تر چند انتهائي خیال کے نوجوانوں کي اشتعال انگیزي کا نتیجه هے ' جنکو بنگالي اکسٹریمسٹ لوگوں سے مدد مل رهي هے "

گویا اسکي نگاه میں وه صدها جاسے جو تمام اطراف هند میں هو رهے هیں' بیسیوں عظیم الشان اجتماع جو کلکته میں هر هفتے منعقد هوتے هیں' اور علی الخصوص اُس ماس میٹنگ کے ڈیڑهه لاکهه مسلمان' جو ۹ - فروري کو هالیڈے اسٹریٹ کے میدان میں جمع هوے تهے - سب کے سب نیشلسٹ هندوں اور انکے مجهول الحال ساتهي مسلمانوں کے غیرذمه دار مناظر تهے !

یه هم کو معلوم هے که گلیلیو (Galileo) نے سنه ۱۶۳۰ ع میں دوربین ایجاد کي تهي' جسکو مسیحیت کے هاتهوں سخت مصیبتیں اٹهاني پڑیں ' کیونکه اسلام اور علم ' دونوں مسیحیت کے هاتهوں یکساں طور پر ظلم سهتے رهے هیں ' لیکن هم کو معلوم نهیں که سنه - ۱۹۱۳ ع میں (انگلشمین) کے پرنٹنگ هاوس میں کوئي ایسي ٹلسکوپ ایجاد کي گئي هے ' جس سے قریب کي اشیا بڑي نظر آنے کي جگه' کٹي سو حصے چهوٹي نظر آتي هیں !

دوسري راے همارے ایک اردو معاصر کي تهي جس نے لکها تها که :

" جب سے الهلال نکلا هے ' کلکته کے مسلمانوں کے جلسوں کا اعتبار جاتا رها ' کیونکه هم جانتے هیں که وهاں اب جسقدر چهوٹے بڑے جلسے هوتے هیں' وه صرف ایک هي شخص کے خیالات کا عکس هیں " -

اگر کوئي تنها شخص ایک پورے شهر کے خیالات میں تبدیلي پیدا کردے' جسکے اندر تین چار لاکهه مسلمان بستے هیں' تو اسکو اس قوت کیلیے خدا کا شکر گذار هونا چاهیے' لیکن هم نهیں سمجهتے که یه دونوں نزدیک اور دور کي نظریں ٹاون هال کے اس جلسے کي کیا تاویل کریں گي ؟ یه ایک پورا قائم مقام جلسه تها ' جسمیں نه صرف کلکته' بلکه بنگال کے عمائد و نائبین شریک تهے - رزولیوشن جسقدر پیش هوے' انکو ایڈیٹر الهلال نے پیش نهیں کیا ' بلکه ان لوگوں نے پیش کیا ' جنکا نام غالباً (انگلشمین) نے اکسٹریمسٹ مسلمانوں کي یاد داشت میں ابهي درج نهیں کیا هوگا - پهر کیا یه جلسه بهي اکسٹریمسٹ هندوںکي سازش کا نتیجه هے ؟

اصل یه هے که تم نے خود هي هم کو ٹهوکر لگاکر بیدار کیا هے' پهر جب هم کروٹ بدلتے هیں تو کبهي بگڑتے هو' اور کبهي اپنے دل کو تسلي دینے کیلیے فرض کرلیتے هو که بیداري کا وجود نهیں - یه بالکل بے فائده هے - حقائق و واقعات آج جهٹلائے جا سکتے هیں ' مگر کل کو انکے نتائج سے بچنا آسان نهوگا -

فهرست ...

زراعانهٔ دولة علیهٔ اسلامیّه

— * —

(۱۱)

	پائي	آنه	روپیه
بذریعه جناب احمد دین صاحب بخاري :			
چندهٔ کلکته	۰	۱۲	۲۳
چندهٔ بزرگان چکوال جو میاں غلام نبي کریالے والے ضلع جهلم چکوال نے بهیجا هے	۰	۰	۱۳۰۷
میاں محمد امین صاحب خلیفه	۰	۰	.
بذریعه جناب مولوي محمد شهاب الدین - مسافر- مانکتله - محله میاں باغ قدم رسول نمبر ۲۴۷ کلکته :			
نقد	۹	۱	۵۶
زیورات – چاندي کي هنسلي ایک عدد - چاندي کا طوق ایک عدد - چاندي کا جوشن ایک جوڑا هاتهه کا بالا چار عدد (چاندي کا) - چاندي کي بالیاں باون عدد - انگشتري دس عدد زنجیر چاندي کي ایک عدد - چاندي کي گهڑي ایک - ناک کا پهول سونے کا چهه عدد - گلاس پیتل کا ایک -			
کپڑا – ریشمي ساڑي ایک - کرتا ایک - ٹوپي ایک - پگڑي ایک -			
بذریعه جناب عبد اللطیف صاحب ناظر ضلع پر...ني - ناسک	۰	۱	۱۹
بذریعه مولوي نذیر احمد خان صاحب سهسرامي - محله مجاهد پور بهاگل پور سیٹي			
حضرت مولوي سبحان احمد خان صاحب	۰	۳	۲۷
نذیر احمد خان صاحب	۰	۵	۲
حاجي عشرت علي خان صاحب	۰	۰	۲
حسن جان صاحب	۰	۰	۲
مولا بخش صاحب	۰	۸	۰
شیر علي صاحب	۰	۸	۰
میاں جان صاحب	۰	۴	۰
نبي میاں	۰	۴	۰
بذریعه جناب نواب علي صاحب - بي - اے - ایل - ایل - بي - وکیل باره بنکي			
سید فضل احمد صاحب - مسواي	۰	۰	۱
اهلیه شیخ سجاد علي صاحب بهاري	۰	۰	
گمنام	۰	۰	
جناب محمد حسین صاحب - سندوای - شاهجهان پور	۰	۰	۷
شیخ بقائي	۰	۰	۱
اینگلو سنسکرت ٹائپ فاونڈري	۰	۰	۴
اهلیه شفقت حسین صاحب کهنڈوه	۰	۸	۱
والده صاحبه " "	۰	۸	۰
همشیره صاحبه " "	۰	۰	۱
نیاز علي خانصاحب منگلا تبدیلی وزارت کے شکریه میں	۰	۰	۱۵
عبد الرحیم صاحب - سوٹنب کلرد بانده	۰	۱	۵
عبد القادر خان	۰	۸	۰
مسماة محبوبن صاحبه	۰	۶	۰
" انیس صاحبه	۰	۶	۰
عبد الرحمن صاحب بانده	۰	۰	۲۰
خواجه محمد یوسف صاحب حیدر اباد دکن	۰	۰	۵
حبیب الحق صاحب بهاگلپور	۰	۰	۵
غلام نظام الدین صاحب بانکي پور	۰	۰	۲
متین احمد صاحب بانکي پور	۶	۲	۱
چند مسلمان طلبا بانکي پور	۰	۵	۰
ایک صاحب از کوئٹه	۰	۰	۸
عبد الکریم صاحب کوهیما	۰	۰	۸۵
احمد حسین صاحب راحت مراد آباد	۰	۰	۱
عاشق علي خانصاحب کوهیما	۰	۹	۱۱۴
غیرت پرستان غیور مسلمانان (ڈیره اسماعیل خان) بذریعه حزب الله خانصاحب	۰	۰	۳۶۰
میزان	۶	۳	۲۱۴۳
سابق	۰	۱۵	۹۵۱۳
میزان کل	۶	۲	۱۱۶۵۷

یہاں تـک کہ نئي وزارت قائم ھوجاے "
یہ لوگ رات کے نو بجے رھا کردیے گئے تھے -

* * *

اس اثنا میں کیا حکومت بالکل غافل رھي ؟

نہیں ' لیکن انجمن کے جادو نے سب کو سلادیا تھا ' اور اب بیدار کرنے کي وقتي کوشش بے فائدہ تھي - باب عالي کي محافظ فوج کا حال لکھہ چکا ھوں ' اور پھر مزید یہ کہ اسکا افسر غائب تھا - اس پورے عرصے میں سپاھیوں کو کوئي حکم نہیں دیا گیا کہ موجودہ حالات میں انہیں کیا کرنا چاھیے ؟

محافظ دستے کے افسر نے ایسا ظاھر کرنے کي کوشش کي' گویا اتفاقاً اسکے آنے میں دیر ھوگئي ' لیکن در اصل ایک شریک انقلاب افسر اسپر مسلط کر دیا گیا تھا کہ حرکت نہ کرسکے -

خاص شہر کے حاکم کي سرگذشت نہایت عجیب ھے - اول تو اسکو بہت دیر میں اطلاع ملي ' پھر سب سے نزدیک کے فوجي بارک میں جاکر سپاھیوں کو جمع کرنا چاھا ' مگر معلوم ھوا کہ وہ تو سب کے سب سازش میں شریک ھیں !

وہ دوڑا ھوا دوسري پلٹن میں گیا' لیکن وھاں افسر موجود نہ تھے ! سپاھیوں کو حکم دیا کہ طیار ھوں ' مگر انھوں نے نہایت سرد مہري سے یہ جواب دیکر ٹالدیا کہ " افسروں کے معاملات میں ھم دخل نہیں دینگے " ! بالاخر نا امید ھوکر خاموش ھو گیا ! !

لیکن یہ خاموشي ' سپاھیوں کي عجیب خاموشي سے بھي عجیب تر تھي - کیا یہ خود بھي شریک سازش تو نہ تھا ؟

عجب نہیں' کیونکہ اب دنیا بدل گئي تھي اور ھر چیز کا مالک (انور بے) تھا !

* * *

تھوڑي ھي دیر کے بعد (غازي انور بے) دوبارہ نمودار ھوا - اب اسکے ھاتھہ میں فرمان سلطانی تھا : " ھز ایکسلنسي محمود شوکت پاشا وزیر اعظم مقرر کر کیے گیے "

اس خبر کے اعلان کے ساتھہ ھي کمیٹي نے پہلا کام یہ کیا کہ عوام میں سکون اور با قاعدگي پیدا کرنے کي انتہائي کوشش شروع کردي' جنکے ھجوم اور ھنگامے سے ایک محشر جوش و خروش بپا تھا - کمیٹي کے ممبروں ھي میں یہ کام تقسیم کردیا گیا ' کیونکہ اب انکے سوا پبلک کو کوئي خاموش نہیں کرا سکتا تھا -

اسکے ساتھہ ھی اتحاد و ترقي کے مخالفین و معاندین کي گرفتاریاں بھي شروع ھوگئیں - دول خارجہ کے سفرا نے مفرورین کیلیے محفوظ مقامات مہیا کیے اور اسطرح سعید پاشا (پسر کامل پاشا) مختار بک (پسر شیخ الاسلام) اور محل کے ماتحت سکرٹري رشید پاشا نے فوراً بھاگ کر سفرا کے یہاں پناہ لي -

اب دیکھنا یہ ھے کہ انجمن کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھہ کیسا رھتا ھے ؟ وہ دشمن ' جنسے انتقام لینے کي اسے پوري طاقت حاصل ھے - کیا انجمن انکو سخت سزائیں دینا پسند کریگي ؟

* * *

بظاھر سازش کنندوں کي تعداد بہت قلیل تھي ' وقت اور فرصت اس سے بھي کم ' تاھم انھوں نے جس مستعدي' چالاکي ' اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھہ ایک عظیم الشان انقلاب پورا کردیا ' وہ ھمیشہ نا قابل فراموش رھے گا -

ٹیلي فون اور ٹیلي گراف کے وہ تمام تار کاٹ ڈالے گئے تھے' جو باب عالي' محل سلطاني' اور دفتر جنگ میں باھم مخا برہ کا ذریعہ ھوسکتے تھے - اسماعیل افندي ایک شامي اتحادي ھے' جو کمیٹي کے ماتحت خفیہ پولیس کا افسر تھا - اسکے ماتحت سپاھیوں کا ایک گروہ اور خفیہ پولیس کے آدمي دیدیے گئے تھے' تاکہ تمام اخبارات کے دفاتر کي نگراني کریں' نیز انکے دروازوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ تو کوئي شخص اندر سے نکل سکے' اور نہ باھر کا کوئي شخص اندر جاسکے -

انقلاب کے ظہور کے ساتھہ ھي گورنمنٹ کے تمام ممبروں کي گرفتاري میں بھي عجیب و غریب قوت کا اظہار کیا گیا - صرف یہي لوگ نہیں' بلکہ وہ یوروپین اشخاص بھي گرفتار کرلیے گئے تھے' جن سے انجمن کو کسی طرح کا خطرہ تھا -

اینٹولیا ریلوے کا ڈائرکٹر : ایم - ھگنن' جرمن قنصل خانے کا مترجم : ھر و یبر' اور ایک انگریز مسٹر کننگھم نامي' جو نیشنل بنک کا منیجر تھا ' اسي وقت گرفتار کرلیے گئے تھے اور پانچ بجے تـک گرفتار رھے -

اگرچہ اور تمام وزرا رات کے ۳ - بجے رھا کردیے گئے ' لیکن عبد الرحیم پاشا وزیر مال ' اور رشید پاشا وزیر داخلہ اب تـک مقید ھیں -

[بقیہ مضمون مقالۂ افتتاحیہ صفحہ - ۲ -]

اسطرح کي نکتہ چیني سے نہ گھبرائیں - کوئي ھر ھم کو چاھیے کہ جس جوش سے اسکي سچي راے میں اسکا ساتھہ دیں' اتني ھي سختي سے اسکي غلطي پر نکتہ چیني بھي کریں - ابھی مولانا ازاد اپکے سامنے تقریر کر رھے تھے ' لیکن کیا یہ غلط راہ چلیں گے تو ھم انکو چھوڑ دیں گے ؟ (اواز بد کبھي نہیں)

* * *

مسٹر محمد شریف بیرسٹرات لا نے تحریک کي کہ اس جلسہ کے رزولیوشنوں کي نقل وزیر اعظم انگلستان کے پاس بھیجي جاے ' نیز انگلستان اور ھندوستان کے اخبارات میں شائع ھوں -

آخر میں انریبل مسٹر فضل حق نے پریسیڈنٹ کیلیے ووٹ اف تھینکس کي تحریک کي اور چودھري نواب علي صاحب کي تائید سے بالاتفاق منظور ھوئي -

یہ جلسہ جس قوت اور عظمت کے ساتھہ منعقد ھوا ' اب اسکا اندازہ آپ روئداد کے لفظوں سے کیا کرینگے - جو لوگ کلکتہ کي حالت سے واقف ھیں وہ جانتے ھیں کہ کل تـک یہاں مسلمانوں کے جمع کرنے سے زیادہ کوئي کام مشکل نہ تھا ' لیکن اب کچھہ عرصے سے حالت متغیر ھے - ٹون ھال میں پچھلے دنوں سب سے بڑا مسلمانوں کا جلسہ " مسلم لیگ " کے سالانہ اجلاس کا ھوا تھا ' لیکن باوجود داخلے کیلیے ٹکٹ کي شرط اٹھادینے کے ھمیشہ کرسیاں اپني بے رونقی پر متاسف رھیں -

برخلاف اسکے یہ ایک حقیقي معنوں میں مسلمانوں کا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں ھر طبقے اور ھر درجے کے لوگ شریک تھے - بیرسٹر' وکلا' زمیندار' رؤساء' اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شاید ھي کوئي ایسا عظیم الشان مجمع منعقد ھوا ھو - جوش اور اضطراب کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ھے کہ صبح سے موسم بالکل بدل گیا تھا ' اور عین جلسہ کے اجتماع کے وقت بارش ھو رھي تھي ' تاھم پورا ھال ' دونوں طرف کے بر آمدے ' سامنے کي گیلري' اور سیڑھیوں تک انسانوں کے سوا اور کوئي چیز نظر نہیں آتي تھي - تقریروں کے اثنا میں جس جوش و خروش کا اظہار ھوا' وہ بھي ھمیشہ یادگار رھیگا - مظالم کي خونین سرگذشتیں جب سنائي جاتي تھیں ' تو ھزاروں آنکھیں اشکبار نظر آتي تھیں - ھز ھائنس سر اغا خاں کے ذکر پر مجمع میں جو برھمي پیدا ھوئي' اس سے بھي دلوں کي حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ھے -

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلـ ۲۲

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, February 26, 1913.



قیمت فی پرچہ

شذرات

چندۂ هلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(۱)

اغاز اشاعت الهلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط همارے پاس آتے رهے هیں' جن میں هم سے پوچها گیا هے که اعانۂ هلال احمر کے چندے کو کہاں بهیجا جاے ؟ اور فلاں فلاں ذرائع معتمد هیں یا نہیں ؟

بارها اصرار کیا گیا که اسکا جواب الهلال میں دیں ' تاکه عام طور پر لوگوں کو معلوم هوسکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارے میں الهلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے هیں' انکے لیے موجب بصیرت هو -

لیکن هم نے آجتک الهلال میں نه تو اس بحث کو چهیڑا' اور نه کبهي ذرائع ترسیل زر کي نسبت کوئي خاص راے دي -

جب کبهي لوگوں کے خطوط آئے ' تو انکو جوابات دیدیے گئے اور حتی المقدور اسپر اصرار کیا که ۲۵ - پونڈ تک بهي رقم جمع هوگئي هو تو براہ راست ترکي بهیجدیں -

خود بهی هم نے کبهي چندہ جمع کرنے کي کوشش نہیں کي اور همیشه صرف ترغیب و تشویق هي کو اپنے لیے کافي سمجها - خود کلکته میں بهي جس قدر روپیه جمع هوا' مقامي انجمن هلال احمر کے سپرد کردیا - اسي اثنا میں اپنے بعض اخوان طریقت اور احباب و مخلصین سے خاص طور پر اسکي تحریک کي نوبت آئي ' اور ایک صحبت میں کچهه روپیه جمع هوگیا - ان بزرگوں کي اصرار کے ساتهه یهي راے هوئي که یه عاجز هي اپنے ذریعه سے روانه کرے -

مجبوراً اس رقم سے الهلال کي " فهرست زراعانه " کهولدي گئي اور باهر سے جو روپیه خود بخود اکثر آجاتا تها اور یا واپس کردیا جاتا تها یا انجمن کے سپرد کردیا جاتا تها' وہ بهي اسي میں شامل هونے لگا -

هم نے ارسال زر کے اُن ذرائع کي نسبت جو هندوستان میں موجود هیں ' کیوں بحث نہیں کي ؟ صرف اسلیے که اسطرح کے امور میں هم همیشه سخت سے سخت احتیاط کو بهي ضروري سمجھتے هیں - عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچهه عجیب حال هوتا هے - وہ معاملات کو انکي اصلي اور محدود حالت میں دیکهنے کے عادي نہیں - اکثر ایسا هوتا هے که اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کے ساتهه ' سرے سے اس کام هي کے نسبت بے دلي پیدا هو جاتي هے ' جسمیں وہ اشخاص بهي اور صدها اشخاص کے ساتهه شریک تهے -

یه ایک نہایت ضروري نکته هے ' جسکي طرف سے کام کرنے والوں کو اغماض نہیں کرنا چاهیے -

پس اس بنا پر هم نے اس تمام عرصے میں' باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کي وصولي اور ارسال و طرق ارسال کي نسبت همیشه پیش نظر رهے ' خاموشي هي کو اولی و مناسب سمجها -

لیکن اب دیکهتے هیں که خاموشي مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئي هے - کیونکه اس بارے میں همارِي معلومات ظن و قیاس نہیں' بلکه اب یقینیات تک پہنچ گئي هے - پس مجبور هوگئے هیں که مسلمانوں کو انکي سب سے بڑي اسلامي خدمت اور مالي سرگرمي کیلیے علانیه مشورہ دیں -

اس امر کے اظهار کیلیے کسي توضیح و تشریح کي ضرورت نہیں که جو روپیه آج ترکي کي اعانت کیلیے باسم و حقیقة اعانت اسلام جمع هو رها هے ' وہ کس درجه قیمتي هے ؟ بیوہ عورتوں نے اسکے لیے فاقے گوارا کیے هیں ' اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے هاتهوں سے پیسے چهین کر اسمیں شامل کیے هیں - یه روپیه نہیں هے' بلکه دل و جگر کي قاشیں هیں ' جو اسلام پرستي اور عشق الهي سے بهرے هوئے سینوں نے پیش کي هیں' اور سچي اور حقیقي قربانیاں هیں' جو اس صدي میں پہلي مرتبه فرزندان اسلام کر رهے هیں -

پهر اگر اس میں سے ایک پیسه' پیسے کے اگر دس حصے هو سکتے هیں تو دسواں حصه بهي ضائع جاے ' اور اس مقصد میں صرف نه هو' جسکي امید اور آرزو میں وہ دیا گیا هے ' تو همارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاهئیں ' اور هم کو اپنے منه سے خون تهوکنا چاهیے -

انصاف کیجیے که جب ایک چکي پیسنے والي بڑهیا عورت اپني دن بهر کي کمائي آپکے حوالے کرتي هے ' تو اسکو پورا یقین هوتا هے که یه چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کي خدمت و راحت میں صرف هونگے ' اور پهر چند دنوں کے بعد یه یقین کرکے ایک نا قابل اندازہ روحاني خوشی حاصل کرتي هے که اسکي دي هوي رقم اس مقصد میں صرف هوگئي - نہیں سمجهه سکتا که اُس ذمه داري کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اُس بڑهیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کي ترغیب دینے والوں' چندہ لینے والوں' چندے کي انجمنوں' تمام اخبارات بلکه تمام پرستاران خداے اسلام کے ذمے عائد هو جاتي هے -

مگر ایسا کہنا بے فائدہ هے ' کیونکه میري بصیرت اور میرا علم مجهسے کہتا هے که غریب بڑهیا کا ایمان اور اسکي نیت جتني صحیح هے' افسوس که اسکا یقین اتنا صحیح نہیں !

احباب یقین فرمائیں که اس بارے میں میرے احساسات جس درجه درد انگیز هیں ' انکو بیان کرنے کي قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں ' اور علي الخصوص اس وقت ' که دل کي طرح میرا جسم بهي سخت بیمار هے -

اول تو اصولاً دیکهیے که حالت کیا هے ؟ چندے کا کوئي با قاعدہ انتظام نہیں ' کوئي ارگنا ئزیشن نہیں ' کاموں میں اتحاد اور باهمي تعلق نہیں - دینے والے هاتهه هیں اور وصول کرنے والي جیبیں یا پهر وہ بنکیں ' جہاں اپنے نام سے وہ جمع کرا دیں - جس شخص کا جي چاهتا هے فرضي انجمنیں قائم کرلیتا هے - چندوں کیلیے فهرستیں کهولدیتا هے - نه کوئي حساب وکتاب هے اور نه کوئي نگراني و احتساب -

لیکن تا هم یہاں تک بهي مضائقه نه تها اگر اس درجے سے بلند هوکر نظروں کو دیکهنے کیلیے قابل اطمینان حالت نظر آتي' مگر اصلي رونا تو اسکا هے که یه بهي نہیں حالات عموماً چند در چند خدشات و خطرات سے محصور هیں اور بہت سي حالتوں میں صریح اور بین طور پر نا قابل اطمینان - پهر زیادہ افسوس یه هے که انکي تشریح کر نہیں سکتا که وهي مصلحت کار خاموش رهنے پر مجبور کرتي هے -

خیر' اس سے آگے بڑهیے اور فرض کیجیے که یہاں سے روپیه بحفاظت تمام قسطنطنیه کي " مرکزي هلال احمر " میں پہنچ گیا اور وهانسے با قاعدہ رسید بهي آپکے پاس آگئي - یه سعي وکوشش کي آخري سرحد هے - لیکن طول طویل مراسلات ' کافي جستجو و تحقیق' معتبر و موثق ذرائع سے استفسارات ' پوري ذمه داري

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقـام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الهـلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماهی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ هجری

Calcutta Wednesday, February 26, 1913.

نمبر ۸

فہرست

— * —

تصـــاویـــر

— * —

تلغــراف خصـــوصي

— * —

(قسطنطنیہ : ٢٥ - فروري)

گیلي پولي میں دشمنوں نے عقب سے حملہ کیا - نہایت ذلت انگیز شکست کے ساتھہ فرار پر مجبور ہوے - ٨ - سو لاشیں اور ایک توپ میدان جنگ میں چھوڑیں - همارے ٨٠ - شہید اور ١٠٠ - زخمي ہوے -

ادریا نوپل پر دشمنوں کی قوت بالکل ضعیف اور ناقابل ذکر ہے - بلغاري فوج میں رسد کي قلت ' اور فوجي بے دلي کے آثار شدت سے نمایاں - تدابیر و انتظامات کے نتائج عنقریب نمایاں ہونگے - (مصباح)

(٢)

(٢٢ - فروري)

برف باري کي شدت سے گیلي پولي میں دشمنوں کي نقل و حرکت پرقدرتي بلا نازل ہوگئي - سخت مصائب میں مبتلا ہوگئے - (انور بے) کي نسبت ابھی کوئي خبر نہیں - همارے خلاف گذشتہ عہد کے مفسدین سرگرم فساد ہیں - ایک بہت بڑي سازش کا انکشاف ہوا - پانچ مفسد لیڈر گرفتار کیے گئے -

(مصباح)

ایک پر منفعـــت کاروبار

—:o:—

یا الہلال کي ایجنسي

— * —

الہلال گو هفتہ وار ہے ' مگر اسکي ایجنسي مشہور روزانہ اخبارات ت ام ایجنٹوں کیلیے پر منفعت نہیں - اس وقت دهلي ' بانکي پور ' پٹنہ ' جهانسي ' حیدر آباد ' وغیرہ مقامات ك ایجنٹ پچیس تیس روپیہ باساني ماهوار پیدا کرلیتے هیں - پهر ایک صداے دیني و ملي کي اشاعت میں معین ہونے کا اجر اخروي اسکے علاوہ - شرائط بہت سادہ اور آسان هیں - ٢٥ - فی صدي کمیشن کچھ کم معاوضہ نہیں - بہت جلد خط و کتابت کیجیے - (منیجر)

ہفتۂ جنگ

یہ ہفتہ بالکل خاموشی میں گذر رہا ہے - (حقی پاشا) کے سفر انگلستان کی نسبت طرح طرح کی افواہیں مشہور کی گئیں ' مگر بالاخر انہوں نے لندن میں ظاہر کردیا کہ میرے سفر کو ان افواہوں سے کوئی تعلق نہیں ' نیز ایڈریا نوپل اور جزائر کو چھوڑ کر صلح کرنے کا بھی کوئی ارادہ اپنے ساتھہ نہیں رکھتا -

ایک اہم واقعہ ترکی کا مالی مسئلے کی مشکلات کو حل کرنا ہے - موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندی کا یہ ایک دوسرا ثبوت ہے مالی مسئلہ کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابی حاصل کر رہی ہے - ریوٹر نے اس بارے میں صرف اتنی خبردی ہے کہ باروں اور پریڈ کی زمین کی ضمانت پر (بلجیم) سے نصف ملین پونڈ قرضہ وصول کیا گیا ہے - نیز حکومت نے بہت سی چیزیں فروخت کردیں ' جن سے اتنی ہی رقم اور بھی وصول ہوگئی اور اس طرح سپاہیوں کی تنخواہ اور رسد کے وقتی انتظام کی طرف سے اطمینان ہوگیا -

لیکن فی الحقیقت جو انتظامات عظیمہ روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلیے (طلعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے ہیں ' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان ہیں ' اور امید ہے کہ جنگ کی ایک طویل مدت تک کیلیے حکومت کو مالی افلاس سے نجات مل جائیگی -

لیکن جبکہ دولت عثمانیہ جنگ جاری رکھنے کیلیے ان دقتوں سے روپیہ فراہم کر رہی ہے ' تو آن مسلمانان ہند کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاہیے ' جنہوں نے اسے جنگ پر آمادہ کیا ہے -

بمبئی کے عثمانی قونصل کو جو اطلاعات قسطنطنیہ سے ملی ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریا نوپل پر خفیف سی گولہ باری جاری ہے - کوئی بڑا مقابلہ نہیں ہوا - گیلی پولی اور بلیر میں ترکی قوا مستحکم و شدید ' اور دشمنوں کی قوت نقل و حرکت کی جرأت نہیں کرتی -

معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریا نوپل کے طرف ہٹ کر گیلی پولی کی طرف بڑھنے کے ارادے میں بھی بلغاریا و سرویا کو پوری ناکامی ہوئی ہے اور خبروں کا نہ انا (بقول ایک مشہور انگریزی ضرب المثل کے) یہی معنے رکھتا ہے کہ اچھی خبر ہے -

مگر ہم کو یقین ہے کہ غازی (انور بے) کسی نہایت ہی عظیم الشان مخفی ارادے سے سرگرم کار ہیں ' اور گو ابھی خود قسطنطنیہ میں کسی کو معلوم نہوگا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ مگر عنقریب وہ اپنی محیر العقول اور نیرنگ ساز صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر ہونے والے ہیں -

یہ کیسی تمسخر انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت ہے کہ ادھر تو میدان کارزار گرم ' اور صلح برہم ہوچکی ہے ' اور ادھر البانیا کی تقسیم ' سقوطری کا الحاق ' رومانیا اور بلغاریا کے مقبوضہ مقامات کے سرحدی نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رہے ہیں !

اسٹریا اور روس میں جنگی طیاریوں کی خبریں پھر گرم ہیں ' رومانیا اور بلغاریا کی کشیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں ' مگر اُمید نہیں ان بادلوں کی گرج اس وقت برس سکے -

٢٣ - فروری کا تار مظہر ہے کہ - ایڈریا نوپل میں گولہ باری جاری ہے ایک بلغاری آلۂ ہوائی جسے روسی لفٹننٹ چلاتا تھا ترکی لائن میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا - ایک قوی بلغاری فوج جو کادیکوئی سے بڑھہ رہی تھی دو گھنٹے کی جنگ کے بعد پسپا ہوگئی - اسی وقت دشمن کی اور فوج بڑھی اور البسان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا لیکن ترکی والنٹیروں نے رات کے حملے میں قبضہ واپس لے لیا -

اسٹریا و روس فوجی تیاری کر رہے ہیں جرمنی و فرانس فوجی طیاریوں میں سرعت کے ساتھہ کوشاں ہیں - ایم ڈیل کیس فرانس کی جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا ہے جس سے پیرس میں بڑی خوشی ہوئی - مسٹر پانیکار کے تقرر پر فرانس کے ساتھہ روس نے دوستی کا مزید اظہار اسطرح کیا ہے کہ مسٹر پانیکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈرو عطا کیا -

بانکی پور کے جلسے

گذشتہ سنیچر اور اتوار ہم نے بانکی پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک ہیں زندگی کی وہ گھڑیاں ' جو دل کی ایک تپس ' اور انکھوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتھہ بسر ہو جائیں !

بالعموم مسلمانان بانکی پور میں جو خود فروشانہ جوش و خروش ' اور اسلام پرستانہ ولولۂ و اضطراب اس موقعہ پر نظر آیا ' وہ ہمارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تھا - ہم نے دیکھا کہ آگ بھڑکی ہے ' تو تنور کا کوئی گوشہ تپش سے خالی نہیں ' اور دلوں کی صفیں ہر جگہ برہم ہیں - اسمیں کسی خاص شہر کی خصوصیت نہیں - البتہ آگ اسلیے ہے ' تا کہ اس سے کام لیا جاے ' اور کوئی ایسا چراغ روشن کرلیا جاے جو چولہے کے ٹھنڈے ہو جانے کے بعد بھی جلتا رہے ' یہی ایک خیال ہے ' جسکی خلش موجودہ جنگ کے اغاز سے اس وقت تک ہمارے دل میں ہے ' اور انجام کار اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

انجمن اسلامیہ بانکی پور کے جلسے میں اس عاجز کی تقریر " واقعۂ میلاد نبوی " پر تھی ' اور وہ صرف اسی غرض سے شام در منعقد ہوا تھا - یہ جلسہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونہ پیش کیا گیا -

عنوان تقریر : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تھا -

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں ہلال احمر کا جلسہ عام تھا - بیس ہزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جلوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسہ ہونا ' اللہ اکبر کی صدا ہاے پیہم ' اور پھر وہ محویت و بیخودی کی سرشاری ' جس سے مجمع کا کوئی کونہ خالی نہ تھا ' فی الحقیقت ایسے مناظر نہ تھے جو ہمیشہ میسر آئیں ' اور ایسی صدائیں نہ تھیں جو جلد بھلادی جائیں -

میں تمام بزرگان و کارفرمایان بانکی پور کو انکی اس مستحق صد تحسین و ابداع بیداری و خدمات جلیلہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور شکر گذار ہوں اُس پرجوش و خلوص استقبال اور اظہار محبت و نوازش کیلیے ' جو اس عاجز کیلیے انہوں نے ظاہر فرمایا ' اور جسکا ایک لمحہ کیلیے بھی اپنے تئیں اہل نہیں سمجھتا -

طلباے شہر کے جوش و محبت کے اظہارات خاص طور پر ہمیشہ یاد رہیں گے -

البتہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ باہمی نزاعات و مناقشات اور فریقانہ مخاصمات کے مرض متعدی سے آجکل کی اسلامی خدمات کی مقدس فضا بھی خالی نہیں ' اور ہر جگہ کا یہی حال ہے - میں امید کرتا ہوں کہ ہلال احمر کے جلسہ کی اخری تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کی تھیں ' بزرگان بانکی پور انسے اغماض نہ فرمالیں گے -

اور اپني راے کي عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یه کہتے هیں که اس اخري سرحد کے بعد بھي همکو اطمینان نہیں ! !

یه نہایت دل شکن اور افسوس ناک خیالات هیں جو هم ظاهر کر رهے هیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ هوچکا هے که هم اس قسم کے امور میں اپني رایوں کي قیمت کچھه نه کچھه ضرور قائم رکھنا چاهتے هیں - پس وہ سمجھه سکتے هیں که کوئی ایسا هی یقین ' اور کوئي ایسي هي سخت مجبوري هوگي ' جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا : والله علی ما اقول شهید -

هم چار ماہ سے اس بارے میں قسطنطنیه کے بعض احباب سے خط و کتابت کر رهے تھے - پھر اسپر اکتفا نه کرکے هم نے بعض ذمه دار اصحاب سے بھي خط و کتابت کي اور پچھلے دنوں ایک چھه صفحے کي چٹھي خود هزیکسلنسي محمود شوکت پاشا اور شیخ موسی کاظم افندي کو لکھي - اسمیں علاوہ اور امور کے دو صفحے صرف اسي بارے میں تھے - پھر تار کے ذریعه درخلاصۂ استفسار امور کا جواب نفیاً یا اثباتاً طلب کیا جو الحمد لله که همکو پہنچ گیا هے -



قوم کا ایک راستباز ' آزاد خیال ' اور قابل تعریف فرد :

مسٹر مظہر الحق بیرسٹر اٹلا (بانکی پور)

جو آخر کے دو سالوں سے نہیں ' بلکه ابتدا سے اپنے سیاسی اعتقادات میں صراط مستقیم پر هیں ' جنہوں نے لیگ کے گذشته جلسے میں " سوت ایبل سلف گورنمنت " کے بے معني نصب العین سے حق پرستانه مخالفت کي - وہ کلکته کے گذشته ٹون هال کے جلسے میں مسلمانان هند کے اصلي جذبات کے بہترین عنوان پر ترجمان و وکیل تھے - فجزاہ الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء -

اس وقت تمام عالم اسلامي سے اگر چند اخص الخواص مخلصین اسلام منتخب کیے جائیں ' تو انکي تعداد بہت زیادہ نهوگي ' مگر بہت کم لوگوں کو معلوم هے که ایسے لوگوں کي فہرست میں سب سے زیادہ نمایاں نام مصر کے پرنس (عمر طوسون پاشا) کا هوگا ' جو في الحقیقت ایک مخلص ترین خدمتگار ملت اور ایک سچا جاں نثار اسلام هے - یه شہزادۂ غیور و اسلام پرست آج دو سال سے مرکز اسلام کے انتہائي مصائب میں جو گرانمایه خدمات انجام دے رها هے ' اسکي نظیر اس پوري صدي میں بمشکل ملیگي - طرابلس میں غازي (انور بے) کے پاس (با وجود هر طرفسے راہ کے مسدود هونے کے) هزاروں مجاهدین کیلیے سامان جنگ کي کثرت اور هر طرح کي ضروریات قیام و مکان کي موجودگي نے ایک عالم کو متحیر بنا دیا تھا ' مگر یه راز لوگوں کو معلوم نہیں که کون خاموش قوت تھي ' جو یه سب کچھه مصر میں بیٹھے بیٹھے انجام دے رهي تھي ؟ یه سب کچھه پرنس (عمر طوسون) کي فدا کارانه کوششوں کا نتیجه تھا ' اور آج جنگ بلقان کے موقعه پر بھي وهاں جو کچھه هو رها هے ' اسي خدائے ملت و اسلام کي مجاهدات کا نتیجه هے -

هم نے اس بارے میں پرنس موصوف سے بھي مراسلات کیں اور ارسال زر کے متعلق خاص طور پر مشورہ طلب کیا -

قسطنطنیه کي موجودہ انجمن هلال احمر جنگ یونان کے زمانے میں قائم هوئي تھي ' لیکن اس زمانے میں بالکل سرکاري تھي اور جسقدر روپیه جاتا تھا وہ یلدیز میں جمع کردیا جاتا تھا - جنگ طرابلس کے شروع هونے کے بعد انجمن نے از سر نو کام شروع کیا ' لیکن اب سرکاري خزانے یا دفتر وزارت سے اسے کوئي تعلق نہیں ' صرف

ایک انجمن هے جو عام پر جوش ممبروں اور بعض عہدہ داران سلطنت سے مرکب هے ' اور جس قدر ترکي میں اور ترکي سے باهر کي امداد سے روپیه جمع هوتا هے ' اسکو بطور خود اپني تحویل میں رکھکر زخمیوں کي خدمت ' طبي وفود کے ارسال ' اور شفاخانوں میں بیماروں کي خبرگیري کا انتظام کرتي هے -

حکومت کو اعتراف هے که جنگ طرابلس میں اسکے مشنوں نے عمدہ خدمات انجام دي تھیں -

سب سے پہلے ابراهیم پاشا اسکے پریسیڈنٹ بنائے گئے تھے ' پھر حلمي پاشا هوے - یه انریري عہدہ هے ' نه که به حیثیت عہدۂ سرکاري -

اپنے ذاتي شوق سے جو عورتیں کام کرتي هیں ' اور جنمیں بڑا حصه مصري اور یوروپین ترکي کي مہاجر عورتوں کا هے ' انکے علاوہ ایک جماعت یوروپین نرسوں کي بھي انجمن نے نوکر رکھه لي هے -

اب سب سے مقدم بات قابل غور یه هے که یه انجمن حکومت سے کوئي تعلق نہیں رکھتي ' پس اسکو روپیه دینا ' خواہ وہ کیسي هي مفید کام کرنے والي انجمن هو ' مگر حکومت کو روپیه دینا نہیں هے -

آپ یہي کہه سکتے هیں که قسطنطنیه کي ایک انجمن کو روپیه دیا ' مگر در اصل آپ اس یقین کے بھوکے هیں که اپنے ترکي حکومت اور دولت خلافت کو روپیه دیا -

یه صاف بات هے (جیسا که هم نے محمود شوکت پاشا کو لکھا هے) اور اسکو چھپانے کي ضرورت نہیں که مسلمانان هند کو هلال احمر کي غرض سے روپیه بھیجتے هیں ' مگر اس سے مقصود اصلي ترکي حکومت کي خدمت انجام دینا هے ' جسکو وہ اپنے عقیدے میں اسلام کي عزت کا محافظ سمجھتے هیں - پس ایسي حالت میں ضرور هے که انکي مدد حکومت کے هاتھوں تک پہنچے جو سمجھه سکتي هے که اس وقت مدد کے مستحق وہ زخمي هیں جو اچھے هوکر میدان جنگ میں جائیں گے ' یا وہ صحیح و سالم انسان هیں جنکے قوت و ضعف پر چند لمحوں کے اندر دائمي فتح و شکست کا دار مدار هے ؟

جنگ اي حالتوں کا آپکو یا هم کو تجربه نہیں اور نه علم - فرض کیجیے که آج پچاس هزار زخمي مرهم پٹي کے محتاج هیں ' لیکن ساتھه هي ایک هزار صحیح و سالم جنگ آزماؤں کو غذا کي بھي ضرورت درپیش هے ' اور اگر بر وقت نہیں ملتي تو عجب نہیں ایک قیمتي زمین کا ٹکڑا هاتھه سے نکلکر فتح و شکست کا نقشه بدلدے - پس ایسي حالت میں ان پچاس هزار زخمیوں کي مرهم پٹی ضروري هے یا هزار آدمیوں کي زندگي ؟

هم هلال احمر کیلیے روپیه جمع کرتے هیں مگر پہنچنا چاهیے ایسے هاتھوں میں جو اصلي اور مقدم ضرورت کے لیے اسکو صرف کریں

اگر یه دیونا کرادیا گیا ' تو پهر اس بساط پیشوائي کے تمام مہرہ ہاے اصنام خود بخود سرنگوں هو جالیں گے - پس لکهنؤ میں جو کچهه هوا ' وہ اس امر کا ثبوت بهی تها کہ کم از کم اس مشرکانه هیبت کا بت تو قومي راے کے گرز گراں سے مجروح هو چکا هے ' اور اگرچه گذشته ایک سال کے عرصے میں موسم کي تبدیلی کے آثار بالکل واضح اور ظاهر تهے ' تاهم یه پهلي شکست هے جو قوم نے افراد کو دي ' توقع سے زیادہ اور امیدوں کے برخلاف - اور قومي زندگي کی یه پهلي آواز هے جو مسلمانوں کي مجلس میں اٹهي ' امید سے زیادہ قوي اور توقع سے زیادہ بلند - زنجیریں بہت بهاري تهیں ' اور پاؤں مدتوں سے مقید - صیاد کا پنجه سخت تها ' اور صید بظاهر کمزور ' لیکن الحمد لله که رهائي کي پہلي کوشش کا تجربه بے اثر نه رها ' اور بند کو ٹوٹے نهیں مگر ڈهیلے ضرور هوگئے :

قائل تو هوگئے هیں وہ تاثیر عشق سے
موقع نکالنا سو یہ حکمت کي بات هے

همارے عقیدے میں یه انقلاب حالت ایک الهي کار و بار تها ' جو صرف اسلیے تها تاکه عبرتوں اور بصیرتوں کا موجب هو ' تاکه بہرے سنیں ' اور اندهے بینا هوں - تاکه اس ابدي و ازلي قانون کا ایک نیا معجزه تم دیکهو که حق اور صداقت کي اواز کو کوئي قوت روک نهیں سکتي ' اگرچه شیطان کے بڑے بڑے مظاهر جمع هو جائیں - اور سچ همیشه سے ایک ابهرنے والا جوهر هے ' اگرچه جهوٹ کي بڑي بڑي چٹانوں سے اسے دبا دیا جاے : و یحق الله الحق بکلمته و لو کره المجرمون (١٠ : ٨٢) و ان فی ذالك لذکری ' لمن کان له قلب او القی السمع و هو الشهید (٥٠ : ٣٧)

(٢)

درخت سب بوتے هیں ' لیکن هر شخص کي نصیب میں یه نهیں هوتا که پهل بهي کهاے - پس نهایت مبارک هے وہ هاتهه ' جو تخم پاشي کے بعد هي اپنے دامن میں اسکے پهلوں کو بهي دیکهے - مسلمانوں میں نئي حرکت کي تاریخ تقسیم بنگال کي منسوخي سے شروع هوتي هے - اس سے پہلے صرف خال خال اشخاص تهے ' جنکو کانگرسي ' باغي ' بے وفاے قوم ' مفسد ' اور اسي طرح کے بعض بعض اصطلاحات خاص سے یاد کیا جاتا تها ' مگر قوم کي قوم صرف اس شریعت پر عامل تهي که لیڈروں کي گاڑي کهینچیے ' انکے هر حکم پر " سمعنا و اطعنا " کهکر سر بسجود هوجائیے اور مسلمانوں کیلئے غلامي و استعباد کي جو شریعت (پالیسي) انہوں نے مقرر کردي هے ' اس سے سر مو تجاوز نه کیجیے که :

بے حکم شرع اب خوردن خطاست

(طحطاوي) نے (حاشیه در المختار) میں مذاهب اربعه کي تقلید کي نسبت غصے میں آکر لکهدیا تها که : من کان خارجاً عن هذه الاربعة في هذ الزمان ' فهو من اهل البدعة و النار اس سے بهي شدید تر حال ان ائمے مجتهدین کي تقلید کا تها که جو شخص انکي تقلید سے انکار کرے ' وہ قطعاً قوم سے خارج اور گمراہ ابدي هے - وهاں اگر اسپر " اجماع " هوگیا تها ' تو یہاں بهي مسلمانوں کي " مسلمه قومي پالیسي " پر " مجارتي " کا سواد اعظم تها ؛ من شذ ' شذ فی النار !

پهر غور کیجیے که اس نئي حرکت کے بیج کو جگهه پکڑنے ' پهوٹنے ' اور ابهر کر بلند هونے کیلیے کتني مدت ملي ؟ اسباب ظاهري میں سے کیا سامان تها ' جو اسے میسر هوا ؟ زمین بظاهر نا موافق تهي ' اور چند اوازوں کے سوا ' جنکے دبانے کیلیے دولت ' اجتماع ' سازش ' اور رلیسانه و حاکمانه اقتدار ' تمام قوتیں مستعد تهیں ' کون تها جس نے آبپاشي کي هو ؟ اعزاز ظاهري اور روح دنیوي جن هاتهوں میں هے ' ان میں سے ایک متنفس بهي نه تها جس نے ساتهه دیا هو ' مگر با ایں همه آپ نے لکهنؤ میں دیکها که درخت پیدا هوچکا هے ' اور اسکي شاخیں قوي اور تنومند هیں - پس یه فی الحقیقت ایک بہت بڑي نعمت و احسان الهي هے ' جسکے شکر میں گردنوں کو سر بسجود ' اور زبانوں کو زمزمه سنج تحمید و تقدیس هو جانا چاهیے :

الحمد لله الذي	تمام حمد و تقدیس اس خداے حکیم و قدیر
هدانا لهـذا وما	کیلیے ' جس نے اس راہ حق و حریت کي طرف
کنا لنهتدي لولا	هماري هدایت کي ' اور یقیناً هم هدایت نه پاتے '
ان هـدانا الله .	اور ضلالت سے نه نکلتے ' اگر اسکی هدایت
(٧ : ٤٢)	بخشي کي نصرت هماري مدد نه کرتي !

یه بهي ایک ظهور تها اس اعلان حق و معروف کي طاقتوں کا ' جنکي طرف هم نے پچهلے دنوں " فاتحۂ جلد جدید " کے زیر عنوان اشارہ کیا هے -

(٣)

ایک بڑي بصیرت جسکي صدا اس انقلاب حالت سے نکلتي هے ' یه هے که جو کوششیں حق اور سچائي کے اعلان کیلیے کي جائیں ' خواہ زمانه کتني هي انکي مخالفت کرے ' لیکن وہ دریا کے پاني کي طرح اپني راہ خود نکال لیتي هیں ' اور کبهي ان لوگوں کي محنت ضائع نهیں جاتي ' جو اوروں کي معیت چهوڑ کر حق و صداقت کا ساتهه دیتے هیں - کارساز قدرت کا وعدہ هے که : " انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی " میں کسي کام کرنے والے کے کام کو ضائع و رائگاں نهیں کرتا - قران کریم میں هر جگه " والعاقبة للمتقین " فرمایا گیا هے ' اور اسکے بهي یہي معنے هیں که دنیا میں انجام کار کي کامیابي صاحبان حق و معروف هي کیلیے هے -

پس هم ان تمام حامیان حق و معروف کو مبارکباد دیتے هیں ' جنهوں نے پچهلے سال قوم میں آزادي خیال اور طلب حقوق کي تحریک پیدا کرنے میں حصه لیا - اس نصرت فرماے حق نے کسقدر قلیل عرصے کے اندر انکي سعي مشکور کے نتائج حسنه انکو دکهلا دیے ؟

حق و صداقت کا اعلان کوئي آسان کام نهیں هے - اس کے لیے بهت بڑے صبر و انتظار اور تحمل و ضبط کي ضرورت هوتی هے - کتني پاک هستیاں هیں ' جنهوں نے دنیا میں اسکے بیج بوے ' اور اپني بڑي بڑي زندگیاں اسکي آبپاشی میں صرف کردیں - پهر کتنے جانفروشاں حق و صداقت هیں ' جنهوں نے اپنے اشک هاے امید اور خونهاے حسرت و آرزو سے اس بیج کے پودے کو سینچا مگر با ایں همه انکي آنکهوں کو اسکے برگ و بار کا منظر دیکهنا نصیب نه هوا - نسلوں پر نسلیں گذر گئیں ' جب کہیں جا کر وہ بیج بار آور هوے -

آج مسلمانوں کي اعمال زندگي کي هر شاخ میں جو حالت هو رهي هے ' وہ حامیان حق و صداقت سے ایسی هي قربانیوں کي طالب هے ' جو صبر و انتظار کي انتهائي قوتیں اپنے اندر رکهتي هوں ' اور نتیجه کیلیے بے صبر نہوں ' بلکه اپنے کام میں منہمک و مشغول هوں - هم ایک پوري قوم کو چاهتے هیں که از فرق تا بقدم بدل دیں - انساني اعمال و معتقدات کا ایک نقشه همارے سامنے هے ' هم چاهتے هیں که اسکو بکسر الٹ دیں - همارے سامنے ایک سر بفلک عمارت هے ' جسکي دیواریں پہاڑوں کي چٹانوں سے ' اور جسکي چهتیں لوهے کي سلاخوں سے بنائي گئي هیں ' هم چاهتے هیں که اسکو مسمار کردیں ' اور ایک ایسي نئي عمارت بنائیں جسکي چهت هي نہیں ' بلکه بنیاد بهي نئي هو - پهر اگر یه ارادہ عظیم هے ' تو ضرور هے که انتظار کي قوت بهي شدید ' اور صبر کا پیمانه بهي بڑا هو - اس راہ کے مسافر

الهــلال

١٩ ربیع الاول ١٣٣١ ہجری

حــدیث الغــاشــیه

(٢)

نشــۀ نیـم شبي کا صبـح خمـــار
یا
یــونیــورسٹي فــونڈیشن کمیٹي

— * —

حزنی ســاده دل امــروز دگر چــوں هــربــار
به سخن هاے فــریب تو تسلی شــد و رفت

جنوري کے اوائل میں میں نے لکھنؤ کي گذشته صحبتوں کي نسبت ایک افتتاحي مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کي اهمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع هونے کي مهلت نه دي - شاید سر دست اس بحث کو دوبارہ نه چھیڑتا لیکن نواب وقار الملک بہادر کي تحریر گرامي نے (جو پچھلے دنوں علي گڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع هوئي هے ' اور جسکو هم نے بھي الهلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس ذکر کا پیدا کردیا هے -

میں اس وقت سخت بیمار هوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یه سطور لکھه رها هوں - اس بارے میں نهایت تفصیل سے بحث کي ضرورت تھي ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نهیں - پس صرف چند ضروري امور کي طرف اشارہ کرونگا ' کیونکه وقت نکلا جارها هے -

الهلال نمبر (٥) میں جو مضمون " حدیث الغاشیه " کے عنوان سے نکلا هے ' وہ در اصل اس لیڈنگ ارٹیکل کا ایک ابتدائي ٹکرہ تھا ' جو میں نے لکھنؤ سے آکر لکھا تھا میں نے اس مضمون کو اس تحمید ماثور سے شروع کیا تھا که : الحمد لله الذي احیانا بعد ما اماتنا ' و الیه النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلیے هے جس نے همیں موت کے بعد زندگي عطا فرمائي)

في الحقیقت ان جلسوں کے ذکر میں پہلي چیز جو سامنے آتي هے ' وہ لیڈروں کے اس احباري و رهباني اقتدار کے طلائي بت کا پارہ پارہ هونا هے ' جسکي مشرکانه پرستش کے برسوں سے مسلمانوں کے اجتهاد فکر اور ازادي راے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و هیبت کے آگے اجتک قومي قوت کو ظاهر هونے کي جرات نهیں هوتي تھي - قومي راے اور ازادي خیال کي یه ایک قوت تھي ' جس نے پوري قوم کو ایک بے جان لاش بناکر لٹا دیا تھا ' لیکن لکھنؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگي کي پہلي کروٹ لي - اور غالباً همارے لیڈروں کو پہلي مرتبه معلوم هوا که چاندي سونے کي قوت کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھي بستي هیں -

لیڈري کے اقتدار کا یه بت عجیب الخواص تھا - یه طلائي تھا ' اسلیے جب کبھي شملے کي چوٹیوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلۂ جوالہ کي طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کي آنکھیں خیرہ هو جاتیں - لیکن تاریکي میں اسکي صورت مهیب تھي ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپني دونوں صورتیں دکھلائیں - وہ چمکتا بھي تھا اور مهیب بھي بنتا تھا '

لیکن نه تو آنکھیں خیرہ هوئیں ' اور نه لوگوں کے دل هلے - بالآخر عاجز آکر مجبور هوا که ایک عظیم الشان بت کا معبودانه اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کي طرح عاجزانه مکر و سازش کي کوششوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نه دیسکا ' اس سے سازش کے خیموں میں عهدہ برا هو : کذلک نبلوهم بما کانوا یفسقون (٧ : ١٢٢)

هم اس امر کو اتني مرتبه لکھه چکے هیں که اب دهرانے کي ضرورت نهیں - هم نے بارها لکھا هے که قومي کاموں میں تنظیم اور تشکیل کیلیے جسقدر لیڈروں کي ضرورت هے ' اس سے کهیں زیادہ انکا خود مختارانه اقتدار مضر اور مهلک بھي هے - اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تاکه انسانوں سے ان تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعه وہ تحکم اور جبر کے ساتھه غیر مسئولانه حکومت کرتے هوں ' اور پھر خواہ یه اقتدار دنیوي رؤساء کے هاتھوں میں هو ' خواہ مذهبي پیشواؤں کے حکومت کے هاتھه میں هو ' یا کسي بت خانے کے پوجاریوں کے قبضے میں ' کهیں هو ' اسلام اسکا دشمن هے ' اور اسکو شرک في الصفات قرار دیتا هے ' کیونکه اسکے نزدیک غیر مسئول هونا الله کي صفت هے ' پس جو شخص اس صفت کو الله کے سوا کسي او[ر] طاقت میں تسلیم کرتا هے ' وہ خدا کي صفت میں دوسرے [کو] شریک کرتا هے : ما کان لرجل ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبو[ة] ثم یقول للناس کونوا عباداً لي من دون الله - (٣ : ٧٣) (١)

وہ اس طرح کے اقتدار کو صرف " اللــه " کے ساتھه مخصوص کر دیتا هے : (ان الحکم الا لله) اور اسي کو دین قیم قرار دیتا هے (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوي امور میں کسي شے کو هے ' تو وہ صرف قوت " شــوری " یاجماعت کا اجما[ع] و مشورہ هے ' اور وہ بھي اپنے تمام اعمال میں احکام الهیه کے تاب[ع] رهنے پر مجبور -

پس یه ایک شرک جلي تھا ' جو ایک کھلي بت پرستي کي صورت میں تمام پیروان توحید پر مسلط هوگیا تھا - هر شخص جو (علي گڈه) کو چندہ دینے کیلیے روپیه رکھتا هو - هر شخص ' جس[کے] پاس علم کي جگه چاندي سونا هو - هر دولت مند ' جو اسي اجتم[اع] کے موقعه پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا هو - هر رئیس ' جسکے پا[س] سازشوں کیلیے بہت سي موٹرکاریں هوں - هر قیمتي پوشاک ' جسکي جیب بھاري هو - هر اواز ' جسکے گرد ایک حلقۂ تحسین هو ' غرض هر وہ شے ' جسکا وزن بھاري ' اور رنگ سنهري هو ' اس امر کا قدر[تي] حق رکھتي تھي که سات کرور انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسج[ود] ظاهر کرے ' اور قومي راے ' ازادي خیال ' حق و صداقت ' و فضل ' تجربه ' و دانشمندي ' غرضکه دنیا کي هر شریف قوت سے اپنے آگے سجدہ کرائے - اسکي رائیں حکم هوں ' اسکا حکم شریعت [هو] اور اسکي شریعت غیر منسوخ : یفعل مایشاء و یختار :

وکذلک جعلنا	اور اسي طرح هر انساني ابادي میں هم
في کل قریة	بڑے بڑے لوگ پیدا کیے که جو ان م[یں]
اکابر مجرمیها	بد اعمال بھي تھے ' تاکه ان ابادیوں م[یں]
لیمکروا فیها ' وما	مکر و فساد پھیلائیں - حالانکه وہ جسقدر
یمکرون الا بانفسهم	کرتے هیں ' اپنے هي ساتھه کرتے هیں (کیو[نکه]
وما یشعرون	وہ انهي کے آگے آنے والا هے) مگر وہ ا[س]
(٦ : ١٢٤)	حقیقت کو نهیں سمجھتے -

هم نے لکھا تھا که اولین منزل لیڈروں کي لیڈري کا ... بلکه اسکي هیبت و سطوت کے تسلط کا بت هے ' ایک مرتبه ...

(١) یه حق کسي انسان کو حاصل نهیں ... خدا اسکو کتاب و عقل ... و نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کهے که ... کو چھوڑ کر مجھے احکام کي ... کرو اور اسطرح مجھکو پوجو ا

مسٹر محمد علي کو بھي نہيں بھول سکتے ' جنھوں نے في الحقيقت يونيورسٹي کے معاملے ميں آزاد خيالي کي تعليم متصل اور پے هم رکھي اور جسنے موجوده حرکت کي تشکيل ميں بہت زياده مدد دي - فجزاهم الله تعالى عن الاسلام و المسلمين خيـر الجزا ' و وفقنا الله و اياهم کما يحبه و يرضاه في القول و العمل و الاعتقاد -

اس موقعه پر يه کهديفا ضروري سمجهتا هوں که يه جو کچهه هوا محض سياسي اعتقادات کا تغير هے' اور ميں اس وقت کا منتظر هوں جب کسي صحيح مذهبي تبديلي کا ثبوت بين نماياں هو ' کيونکه بغير اسکے کوئي هنگامۂ تغير ميرے لئے تشفي بخش نہيں هوسکتا - البته چونکه نئي گرفتاري کيليے پچهلي گرفتاري سے آزاد هونا ضروري هے ' اسليے اس تغير کو بهي اس سلسلے کي ابتدا سمجهتا هوں - والامر بيده سبحانه ' له مقاليد السموات و الارض -

(۵)

يهاں تـک تو هم نے لکهنؤ کے جلسوں پر اس حيثيت سے نظر ڈالي هے' جهاں تـک انکا تعلق تغير خيالات' اور قومي راے کے اظهار قوت سے هے' ليکن اب اس نتيجے پر بهي نظر ڈالني چاهيے جو اس معرکه آرائي کے بعد پيدا هوا -

افسوس کے ساتهه کهنا پڑتا هے که معرکه ابتدائي ' اور حريف نوآموز تها' جنـگ ميں علانيه هتيا روں هی سے نہيں ' بلکه سازش و خدع کے چهپے هتيار وں سے بهي کام ليا گيا - اسليے با ايں همه اظهار قوت و مقاومت قوم کو شکست هي قبول کرني پڑي -

تا هم اس شکست کو شکست نه سمجهنا چاهيے ' کيونکه در اصل قوم نے اپنے حريفوں سے شکست نہيں کهائي' بلکه اس دهوکے ميں آکر تلوار رکهدي که اب مقابل حريف نہيں بلکه خود اسي کے تيغ آزما هيں - حريفان شاطر نے جب ديکها که دست و بازو شل هوگئے هيں' اور آينده جنگ کي طاقت نہيں' تو پهر يه تجويز کی که صلح کي ايک سازش گاه منعقد کي جاے' اور قوم کو خود قوم کے بهيس ميں آکر شکست دي جاے - بے خبروں نے يکايک ايک صداے صلح سني - نادان سمجهے که هماري آواز هے ' حالانکه اب واہجه بدلا هوا تها مگر آواز انهي کي تهي' جو اب اس ظاهر کا باطن هوگئے تهے -

وہ حلقه هاے زلف کميں ميں هيں ايخدا
رکهه ليجيو ميرے دعوے وارستگي کي شرم

(٦)

اس اجمال کي تفصيل اب کيا کريں که وقت گذرگيا :

تو خود حديث مفصل بخواں ازيں مجمل

تاهم نواب صاحب قبلـه نے يه مضمون لکهکر گذرا هوا ورق پهر الٹ ديا هے - فونڈيشن کميٹي کا پهلا دن في الحقيقت " بزرگان قوم " کيليے ايک " يـوم الفـزع الاکبـر " تها - لوگوں نے ديکها که " الحاق " اور " مسلم " کے انتساب کا جهگڑا چکانے آے تهے' يهاں ميجر سيد حسن بلگرامي نے اختيارات کی ايک نئی بحث چهيڑ دي :

يه بعد از انفصال اب اور هي جهگڑا نکل آيا -

جلسے کے وقفوں ميں اس تجويز کے استرداد و ترميم کی پوري کوششيں کي گئيں ' اور اسٹيج کے ميدان ميں جسقدر حربے دکهلائے جاسکتے تهے' ايک ايک کر کے سب سے کام ليا ' مگر معلوم هوا که ڈهال جمڑے کي نہيں بلکه پتهر کي هے - نه دور کے تير کام ديتے هيں نه سامنے کي تلواريں - لوگوں کے جوش و خروش کا يه عالم تها که تجويز کے خلاف عام هال سے ايک آواز بهي اوٹهنے والي نظر نہيں آتي تهي - اگر اس وقت ووٹ ليے جاتے تو نتيجه معلوم تها که کيا نکلتا - اسليے مصلحت نے سرگوشي کي که ايک دن کے وقفے کے بعد بقيه کارروائي دوسرے دن پر ملتوي کردي جاے - يهي وقفه قيامت کا وقفه تها :

ارتے هيں بهرنے کو ياں خالي تفنگ

(۷)

جو جوش عام لوگوں نے طبقۂ مستبدين کے خلاف جلسے ميں ظاهر کيا تها ' اسميں شک نہيں که اسميں بے اعتدالي اور تفريط ضرور تهي - ليکن چونکه گيند بهت زور سے زمين پر پٹکا گيا تها اسليے اسکے دور تـک اچهلکر بلند هونے کي بهي شکايت نہيں کي جاسکتي - قدرتي امنگوں اور قوتوں کو دبايئے گا تو اور زياده اچهل کر نمودار هونگے - پهر جن لوگوں نے برسوں پهيکے پکوانوں سے اپني اونچي دکانوں کو سجايا تها ' اگر آج ايک وقت کيليے ضرورت سے زياده نمک کهانے ميں پڑگيا ' تو کم از کم انکو تو شکايت نه کرني چاهيے - اگـر يه بے اعتدالي بهي تهي تو بے اعتدالي هی کے جواب ميں :

محتسب خـم شکست و من سـر او :
سـن بالسـن و الجـروح قصـاص

(۸)

دوسرا دن گذشته کے ماتم اور اينده کي فکروں ميں بسر هوا اور بالاخر اس " شام بلا " کي تاريکي قيصر باغ کي برجيوں پر نمودار هوگئي' جسکي پرده پوش تاريکي ميں نہيں معلوم کيا کيا کچهه هونے والا تها - ياران شاطر نے اس تاريکي کي فرصت کو " مطلب براري " کيليے غنيمت سمجها که رات بهر کي مهلت ميں کسي کي حريف نوازي اور نرم دلي جسقدر جرأت دلاے ' متمتع و کامياب هو رهيے' ورنه پهر صبح هجراں کا مطلعِ محشر نمودار هونے کيليے سر پر کهڑا هے -

که در تاخير آفتها' و عاشق را زياں دارد

اتنے ميں خبر اوڑي که (هز آنر) کے هاں (ڈنر) هے - هم نے کها که انا لله و انا اليه راجعون - قومي طاقت کے هزاروں آهني حربے ايک طرف ' اور ان نقرئي چهري کانٹوں کي جهنکار ايک طرف - حريت پسندوں سے پوچها که کهيے ! اس نارک کا بهي کوئي جواب آپکے ترکش ميں هے ؟ جواب ملا که نہيں' شکست کا اعتراف هے ؛

چشم اگر اينست ' و ابرو اين' و ناز و عشوه اين '
الفراق اے هوش و تقوی ! الوداع اے عقل و دين !

ليکن پهر هم نے دل کو تسلي دي - اطباے قديم و جديد کا اتفاق هے که چهه گهنٹے کے بعد غذا کے جرم سے معده خالي هوجاتا هے - جلسه رات کو نہيں بلکه صبح آٹهه بجے هے ' اور انگريزي کهانا بوجه ساده و بے آميز هونے کے قدرتي طور پر زود هضم هوتا هے - اب ايسي بهي يه غذاے نفيس کيا ثقيل هوگي ' که صبح تـک معدے ميں ورزش رهے ' اور آوازيں نـکليں تو حلق کي جگهه معدوں سے !

مگر افسوس که دوسرے دن هماري طبي معلومات ميں ايک انقلاب عظيم واقع هوا - (طبي کانفرنس) کے آينده اجلاس ميں هم اس مسئله کو پيش کرينـگے - همیں اب يقين هے که غذا جتني نفيس و لطيف هوتي هے' اتني هي زياده ثقيل بهي هوتي هے - نيز اگر بقراط بهی کہيں مليں' تو هم انسے اس بارے ميں لڑنے کيليے طيار هيں که " شام کي غذا کم از کم دوسرے دن کي دو پهر تـک تو ضرور معدے ميں موجود رهتي هے "

[باقي آينده]

کي تسکين کيليے يه بس کرتا هے که راه صحيح اور موصل الی المقصود هے - کچهه ضرور نهيں که همارے هي قدم منزل مقصود تک پهنچيں - هم نهونگے ' مگر همارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود تک پهنچيں گے ' اور جو سفر کا خط هم نے کهينچ ديا هے ' وه انکي کاميابي کے آخري نشان تک رهنمائي کريگا :

نفس نه انجمن آرزو سے باهر کهينچ !
اگر شراب نهيں انتظار ساغر کهينچ !

جب حالت يه هو ' تو پهر اس انقلاب کے ظهور کو کيوں نه ايک غيبي نصرت اور ايک احسان الهي سمجها جاے ' جسکي کوششوں کے نتائج ايک سال سے بهي کم عرصے ميں ظاهر هوگئے ' اور جو بيج سالها سال کے انتظار کي برداشت کے بعد برگ و بار لاتے هيں ' انهوں نے چند مهينوں کے اندر هي اپني ٹهنياں پهيلاديں ؟ البته يه جو کچهه هوا ' محض ايک ابتدائی مظهر نصرت ' اور مستقبل کا پهلا نمونه تها ' پهر تغير صرف ايک محدود دائرے کے اندر هوا اور ابهي همارے اعمال اور اپنے ايمان و ايقان ميں محکم تر هو جائيں - کل سعي کي اسليے ضرورت تهي که بهرحال سعي کرني چاهيے ' ليکن آج اسليے ضرورت هے که خود نتائج بهي سعي کي دعوت دے رهے هيں - کل تک لوگ غافل تهے ' پس ضرور تها که انهيں هشيار کيا جاے ' مگر اب لوگ آنکهيں مل رهے هيں ' پس هم کو بهي اٹهنے والوں سے غافل نهيں هونا چاهيے :

باين که کعبه نماياں شود ز پا منشين
که نيم گام جدائي هزار فرسنگ ست

(٤)

اگر هوا موافق نهو ' دريا مهربان نهو ' اور ستارے رهنمائي نه کريں تو کشتيباں کيا کرسکتا هے ؟ ليکن تاهم کشتي اگر سلامت جاے تو کشتي چلانے والے کا حق تعريف کوئي چهين نهيں سکتا - جو تغيرات اس وقت مسلمانوں کے خيالات ميں هوئے هيں ' وه ايک قدرتي نتيجه هے اُن تغيرات کا ' جنهوں نے چاروں طرف سے همارا محاصره کرليا هے ' تاهم جن لوگوں نے ان تغيرات کا ساتهه ديا ' اور

فکاهات

—:○(*)○:—

مسلم يونيورسٹي کا نصاب تعليم

— * —

همارے ليڈروں کے مشغلے اب بڑهتے جاتے هيں * که اب سازش کي بهي باقاعده تعليم هوتي هے
هماري مجلس قومي کے جب اجلاس هوتے هيں * تو اخلاقي قواعد ميں بهي کچهه ترميم هوتي هے
بتهائے جاتے هيں کالج کے لڑکے صدر و پائيں ميں * سکهائي جاتي هے جو کچهه نئي اسکيم هوتي هے
اِدهر اسٹيج پر سرگوشياں هوتي هيں آپس ميں * اشاروں ميں اُدهر فرد عمل تقسيم هوتي هے
طلسم چشم و ابرو کے جو اسرار نهاني هيں * نو آموزوں کو اُن کي دم بدم تعليم هوتي هے
کسي پر تالياں بجتي هيں تحقير و اهانت کي * کسي کي هر ادا پر عزت و تکريم هوتي هے
کسي آزاد گو کے کان ميں کچهه پهونک ديتے هيں * که جس سے کچهه اميد شيوهٔ تسليم هوتي هے
شکايت هوتي هے جب تشنه کامان تفاخر کو * تو پهر دام سفارت ميں بهي کچهه تعميم هوتي هے
يهاں تک تو خدا کے فضل سے هم نے ترقي کي * اب آگے ديکهيے اِس فن ميں کيا ترميم هوتي هے

(نقاد)

و معتقدات کے وه اصل اصول باقي هيں ' جنکے مقابلے ميں جماعتوں اور گروهوں کے متفقه جهاد کي ضرورت هے - ميں اس تغير کو اس لحاظ سے يقيناً اهميت ديتا هوں که وه تغير تها ' اور مسلمانوں کي حالت مدتوں سے غير متغير هو رهي تهي ' پس تغير خواه کتنا هي ابتدائي اور ضعيف هو ' مگر جمود کي شکست کا مخبر هے - ورنه اس بارے ميں ميرے خيالات بهت وسيع ' اور پيش نظر مقاصد بهت بلند هيں ' مشکل هے که اس وقت اپني نظريں وهاں تک پهنچ سکيں - ميں صرف اسي نقطه پر توجه دلانا چاهتا هوں که کام کرنے والے اپنے کاموں کيليے اس تغير کے تذکرے سے فائده اٹهائيں - انکي کوششيں اگر ابهي سالها سال تک ايک ادنا سا تغير بهي پيدا نه کرسکتيں ' جب بهي انکو مايوس نهونا تها ' چه جائيکه اسقدر جلد ايک سخت و نماياں تغير انکو کاميابي کا مژده دے رها هے ' اور يقين دلا رها هے که محنتوں کے نتائج کيليے زياده صبر و انتظار کي آزمايش نهيں هے - پس وه اپني همتوں کو اور قوي کريں ' عمل کي رفتار تيز کرديں ' اسي صدا کے سننے کے ليے دلوں ميں استعداد پيدا کرائي - ضرور هے که اس معاول کے " علل " ميں انکو بهي شمار کيا جاے -

هم سمجهتے هيں که اس سلسلے ميں سب سے پهلے نواب (وقار الملک بهادر) قبله کے اُس مضمون کا ذکر کرنا چاهيے ' جو انهوں نے دربار دهلي سے آکر علي گڈه گزٹ ميں لکها تها ' اور جسميں گو کسي اصول کے طرف دعوت نهيں دي گئي تهي ' مگر مسلمانوں کے " مسلمه قومي پاليسي " کے بت پر يقيناً اس سے ايک ضرب کاري لگي -

اسکے بعد شمس العلما مولانا شبلي نعماني نے بعض مضامين (مسلم گزٹ) ميں لکهے ' اور اسکا اعتراف کرنا چاهيے که انهوں نے تغير خيالات ميں سب سے زياده مدد دي - اسکے ساتهه هي (مسلم گزٹ) کي اشاعت بهي قابل ذکر هے ' جو الحمد لله که بدستور خدمت ملت ميں سرگرم ' و قلع و قمع استبداد سياست ميں مصروف پيکار هے - اس سلسلے ميں هم اپنے شيوه آفريں دوست

ابن رشد کي دليل ان مقدموں پر موقوف ہے

(۱) خدا کا وجود ہے -
(۲) خدا مريد و متکلم ہے -
(۳) نبوت کا وجود ہے اور اُسکي ضرورت ہے -
(۴) وحي کي حقيقت کيا ہے -
(۵) کلام الله کس لحاظ سے معجزہ ہے -
(٦) اسکے مثل نہ کوئي بناسکتا ہے نہ کسي نے بنايا -
(۷) بے مثل ہونا منزل من الله ہونيکي دليل ہے -
(۸) نبوت پر اسکي دلالت قطعي ہے -
(۹) اسکي عبارت فصيح و بليغ' ہدايات و تعليمات کامل اور سريع التاثير ہيں -
(۱۰) آنجناب صلی الله عليه وسلم امي تھے -

معجزہ کے ثبوت کيليے اگر چار مقدمے يا سات درکار ہيں' تو اسکے واسطے دس مقدمات کي حاجت ہے - اور جب تک مقدمات عشرہ ثابت نہونگے' کتاب الله کا دليل نبوت ہونا ناممکن ہے - پھر اگر تمام مقدمات بالفرض تسليم بھي کرليے جائيں' جب بھي گفتگو ختم نہيں ہوتي - ديگر انبياء کرام کي نبوت پر ايمان لانيکا کونسا ذريعہ ہوگا؟ اگر انکي صداقت رسالت کا بھي عامۃ الناس کو اذعان کتاب و تعليم کے ذريعہ سے دلايا جائے' تو دوسرے مقدمات سے سبکدوشي نہيں ہوتي -

(۱) ہر نبي کے پاس کتاب تھي -
(۲) انکي تعليم کامل مکمل من الله تھي -
(۳) تعليم کي غايت خدا پرستي تھي -
(۴) انہيں تعليموں پر نبي عمر بھر قائم رہا اور کبھي منحرف نہوا -

غرض ان مشکلات اور صعوبتونکے ذہن نشين کرنيکے بعد ہر فہميدہ آدمي سمجھہ سکتا ہے کہ اس صورت سے نبوت کو ثابت کرنا کچھہ کم مشکلات نہيں رکھتا - بلکہ اسکا پايہ اگر زيادہ نہيں تو کم سے کم معجزہ کے برابر ہے - علامہ ابن رشد نے اگرچہ مقدمات مذکورہ ميں سے بعض بعض کو اعتراض کے قالب ميں بدلديا ہے اور پھر انکے جواب دينے کي زحمت گوارا کي ہے' ليکن بغير اسکے کہ آنکے کلام پر کوئي تنقيد کيجائے' يہ کہدينا کافي ہے کہ اس دقت و طوالت اور تفصيل و توضيح کے ساتھہ تو معجزات سے بھي مقصد حاصل ہو سکتا ہے -

اس جگھہ يہ ظاہر کرديتا بھي مناسب ہے کہ ہم دليل مذکور کو يا ديگر دلائل جنکو ائمہ فن اور اساطين کلام نے اپني قابل قدر کتابوں ميں ذکر فرمايا ہے ضعيف و کمزور نہيں سمجھتے اور نہ معجزہ ہي کو اثبات نبوت کي قوي دليل جانتے ہيں - بلکہ جسطرح معجزہ کے بارہ ميں برہان اني ہونيکا عقيدہ رکھتے ہيں - ويساہي انکي بابت قطعيت اور واقعيت کا اعتقاد رکھتے ہيں' اگر کسي اعتبار سے معجزہ کو اُن پر فضيلت ہے تو دوسري وجہ سے اُن ادلہ کو معجزات پر ترجيح ہے - اگر اُن سے نبوت کي اصليت اور حقيقت کھلتي ہے تو اس سے اسکا خاصہ اور مخصوص نشاني پہچاني جاتي ہے - اور جس قسم کي مشکليں معجزہ کيليے سد راہ ہيں اگر بالکل ويسي نہيں تو دوسرے رنگ کي دقتيں وہاں بھي قدم قدم پر ساتھہ ہيں - يہ بھي ہماري غرض نہيں ہے کہ جو مقدمے پہلے مذکور ہوئے ہيں اُنکا ثبوت ناممکن ہے اور کسي کو آجتک اُنکے اثبات ميں کاميابي نہيں ہوئي' بلکہ مطلب محض زحمت و اشکال کا دکھلانا ہے - اور اس حيثيت سے دونونکي يکساں حالت ہے - بلکہ بعض وجوہ سے معجزہ ميں صفائي اور وضاحت زيادہ ہے - اسکو ہم آخر مبحث ميں انشاء الله بيان کرينگے -

ميرے نزديک ہر نبي کي نبوت تين طريقونسے ثابت ہوتي ہے -

(۱) مقدس تعليمات برگزيدہ ہدايات سے -
(۲) اسکي پاک زندگي کے پاکيزہ حالات سے -
(۳) معجزات سے -

ايک خاص خيال سے مصنف کا زيادہ مخالفت نکرنا

کہا جاسکتا ہے کہ مستقل دلائل نبوت کے صرف دو طريق ہيں - معجزات بطور شاہد اور مويد کے ہيں' معجزات اُنکے ساتھہ ملکر نبي کي نبوت کو واضح کرديتے ہيں' اور وہ اذعان جو تعليم و نصائح پر غور کرنے سے پيدا ہوتا ہے' اُسکو بہت کچھہ بڑھاديتا ہے جيسا خيال حکيم ابن رشد کا ہے:

و اما الخارق الذي هو ليس في نفس وضع الشرائع مثل انفلاق البحر و غير ذلك يدل دلالة ضرورية على هذه الصفة المسماة بالنبوة و انما تدل اذا اقترنت الى الدلالة الاولى -

ليکن وہ خرق عادت' جو جنس قوانين شرائع سے خارج ہے' جيسے دريا کا پھٹنا وغيرہ' تو اُسکي دلالت نبوت پر بديہي نہيں ہے - بلکہ انکي دلالت نبوت پر اُسوقت ہوتي ہے' جب وہ پہلي قسم کي دلالت کے ساتھہ ملتے ہيں -

پھر دو سطر کے بعد فرماتے ہيں:

فعلى هذا ينبغي ان تفهم الامر في دلالة المعجزة على الانبياء' يعني ان المعجز في العلم و العمل هو الدلالة القطعية على صفة النبوة و اما المعجزة في غير ذلك من الافعال' فشاهد لها و مقوي لها (الکشف صفحہ ۸۹)

انبياء کي نبوت پر معجزات کي دلالت ميں اس امر کا سمجھہ لينا ضروري ہے کہ وہ معجزہ جسکا تعلق علم و عمل دونوں سے ہوتا ہے (کوئي کتاب وغيرہ) اُسکي دلالت نبوت پر قطعي ہوتي ہے - اور جسکا تعلق علم و عمل سے نہيں ہوتا نہ اسميں کوئي اخلاقي و روحاني اصلاح ہوتي ہے تو وہ شاہد اور مقوي ہے -

تو ہمکو اس تقرير سے کچھہ زيادہ مخالفت نہيں' ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہيں جنکا دلي اعتقاد يہ ہے کہ کسي نبي سے کوئي معجزہ خلاف قانون جاري صادر نہيں ہوا' بالخصوص آنجناب صلی الله عليه وسلم نے کوئي امر ما فوق العادت تمام عمر ميں کبھي نہيں دکھايا - نہ معجزہ سے مسئلہ نبوت پر روشني پڑتي ہے نہ وہ مثل شاہد و مويد کے کسي موقع ميں پيش کيے جاسکتے ہيں - کيونکہ ہمارا اعتقاد يہ ہے کہ معجزہ نبوت کي مستقل دليل ہے - اور کم از کم اسکي تائيد و تقويت کي تصديق سے تو کسي طرح انکار نہيں کيا جاسکتا -

ابن رشد معجزہ کے منکر نہيں

يہ بھي واضح رہے کہ علامہ حکيم ابن رشد معجزات کے منکر نہيں ہيں بلکہ انکے کلام کا مفاد محض اسقدر ہے کہ اس راہ ميں چونکہ کج و پيچ بہت زيادہ ہيں' لہذا اسکو چھوڑکر دوسري شاہراہ پر چلنا چاہيے اور اس سے علحدگي اختيار کرني چاہيے - وہ خود صاف صاف فرماتے ہيں:

و انت تتبين من حال الشارع صلى الله عليه وسلم انه لم يدع احدا من الناس ولا امة من الامم الى الايمان برسالته و بما جاء به بان قدم على يدي دعواه خارقا من خوارق الافعال مثل قلب عين من الاعيان الي عين اخرى' وما ظهر

شارع صلي الله عليه وسلم کے حالات پر نگاہ کرنے سے تمکو معلوم ہوگا کہ آپ نے کسي شخص يا کسي گروہ کو اپني رسالت کي تصديق اور ان تمامي چيزونکے ايمان کي طرف جنکو آپ لائے اسطرحسے نہيں بلايا کہ اپنے دعوی کے ثبوت ميں آپ نے کوئي خرق عادت دکھائي ہو مثلا ايک

مقالات

معجزه و خوارق

—:*:—

(۱)

—○:*:○—

معجزه كے باب ميں سب سے پهلي بحث يه پيدا هوتي هے كه "معجزه دليل نبوت هے يا نهيں" ؟ اجكل كے زمانے ميں جو سرمايه "جديد علم كلام" كے نام سے فراهم كيا گيا هے - اسميں ثابت كرنے كي كوشش كي گئي هے كه معجزه دليل نبوت نهيں هو سكتا - هم چاهتے هيں كه سب سے پہلے اسي سوال پر نظر ڈاليں -

دراصل يه راے مشهور مسلمان حكيم : (قاضي ابو وليد ابن رشد) كي كتاب سے ماخوذ هے' اسليے پہلے هم انكي راے بتمامه نقل كرديتے هيں -

ابن رشد كے مقدمات

معجزه سے جب نبوت پر دليل لائي جاتي هے تو مقدمات دليل يه هوتے هيں :

(۱) نبي سے معجزه صادر هوا -

(۲) جس سے معجزه صادر هوتا هے وه نبي هوتا هے -

مقدمه اولى كا ثابت هونا دو مقدموںپر مبني هے :

(الف) معجزه ممكن الوقوع هے اور واقع هوتا هے -

(ب) مدعي نبوت نے تعين كے ساتهه معجزه دكهايا اور وه كسي حكمت عملي يا صفائي مشق كا نتيجه نه تها - نه نظر بندي تهي - نه تخيل تها -

(۲) دوسرا مقدمه - اسكا ثبوت بهي دو مقدمات پر موقوف هے :

(الف) رسالت و نبوت كا وجود هے -

(ب) معجزه بجز نبي كے كوئي نهيں دكها سكتا -

ابن رشد كي تقرير كے متعلق دو امر قابل لحاظ

حكيم ابن رشد كي طولاني تقرير سے جو مقدمات همنے نقل كيے هيں ' انكے متعلق دو امر قابل لحاظ هيں :

(۱) معجزه كے معجزه ثابت كرنے ميں نهايت دقت و دشواري هے -

(۲) جبتك مقدمات اربعه ثابت نهو جائيں' معجزه دليل نبوت نهيں هوسكتا -

هم سب سے پہلے امر اول كيطرف ترجه كرتے هيں اور يه بتاتے هيں كه خود علامۀ موصوف نے اثبات نبوت كيليے كونسي دليل اختيار كي هے اور اس ميں كيا سهولتيں هيں -

ابن رشد كي دليل نبوت

واما الذي دعا به الناس وتحداهم به ' هو الكتاب العزيز ' فقال تعالى : قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان ياتوا بمثل هذا القرآن ' لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا وقال : فأتوا بعشر سور مثله مفتريات - واذا كان الامر هكذا ' فخارقه صلى الله عليه وسلم الذي تحدى به الناس و جعله دليلا على صدقه فيما ادعى من رسالته ' هو الكتاب العزيز - (الكشف عن مناهج الادلة - صفحه - ۷۷)

ليكن وه چيز جسكے ذريعه سے آنجناب صلى الله عليه وسلم نے لوگوں كو بلايا اور انكے مقابله و معارضه ميں پيش كيا ' كلام پاك هے - فرمايا الله رب العزت نے "كهدے اے پيغمبر (صلى الله عليه وسلم) كه اگر تمام جن و آدمي ملكر قرآن كي مثل بنانا چاهيں تو انسے نا ممكن هے - اگرچه انكا بعض ' بعض دوسريكا معاون اور مددگار هو جاوے" اور فرمايا الله پاك نے "لاؤ ايسي دس سورتيں بناكر" جب يه حال هے تو وه امر خارق عادت جسكو حضور صلى الله عليه وسلم نے اپني رسالت كے ثبوت ميں پيش كيا صرف كلام مقدس هي هے

اس تقرير سے ظاهر هو گيا كه ابن رشد نے سرور كائنات صلى الله عليه وسلم كي نبوت مطلقه اور رسالت عامه كو صرف خدا كي الهامي اور مقدس كتاب سے ثابت كيا هے اور اپ كے خوارق عادات ميں سے محض قران پاك كو معجزه تسليم كيا هے (يعني قران كے مبارك ارشاد' بليغ جملے' فصيح عبارت' بليغ معاني' جامع هدايتيں' پر تاثير نصائح' مكمل تعليميں) اسكے نزديک يه جمله امور صاف طريقه سے بتاتے هيں كه بے شبهه يه كتاب خدا كي كتاب هے اور صاحب كتاب نبي مامون هيں پهر ان تمامي باتوں كے ساتهه جب اسكا خيال اسطرف مائل هوتا هے كه آنحضرت صلى الله عليه وسلم امي تهے ' جاهل اور وحشي قوم ميں پيدا هوئے ' انهي ميں پرورش پائي ' انهي ميں هميشه رهے اور باوجود اسكے ايسي كتاب پيش كي' تو آپ كي رسالت كا پورا اور كامل يقين هو جاتا هے -

ويتأكد هذا المعنى بل يصير الى حد القطع واليقين التام اذا علم انه صلى الله عليه وسلم كان اميا نشأ في امة امية عامية بدوية لم يمارسوا العلوم قط ولا نسب اليهم علم ولا تداولوا الفحص عن الموجودات على ما جرت به عادة اليونانيين وغيرهم من الامم والذين كملت الحكمة فيهم في الاحقاب الطويلة (الكشف صفحه ۸۰)

آنحضرت (صلى الله عليه وسلم) كي نبوت پورے طور پر ثابت هوتي هے بلكه يقين كامل كے مرتبه كو پهنچ جاتي هے' جب يه امر جانا جاتا هے كه حضور صلى الله عليه وسلم امي تهے ' ايک جاهل اور وحشي قوم ميں پيدا هوئے ' جنهوں نے كبهي علم كي طرف توجه نكي اور نه اسكي مشق كي - نه كوئي علم انكي طرف منسوب هوا' نه موجودات عالم كي تحقيق و جستجو كا انميں رواج تها اور نه يونانيوں اور دوسري قوموںكا سا دستور تها جنميں حكمت كي تكميل هوئي -

اسميں كچهه شک نهيں كه علامه ممدوح نے جناب رسالت پناه صلى الله عليه وسلم كے رسول الله هونيكو نهايت شائسته عنوان اور واضح برهان سے ثابت كيا هے ' اور سچ يه هے كه اس سے بڑهكر كونسي دليل قاطع و مانع هو سكتي هے ؟ يقيناً ايک مسلمان يا ايک معمولي منكر كو يه دليل نهايت آساني سے مطمئن كرسكتي هے - ليكن سوال يه هے كه كسي منكر ديرينه يا ايک مخالف مناظر كي بهي اس برهان سے تشفي هوسكتي هے يا نهيں ؟ هماري راے ميں هرگز نهيں هوسكتي ' بلكه جسقدر دشوارياں معجزات ميں هيں اتني هي دشوارياں اس راه ميں بهي هيں - معجزات سے دليل لانے ميں اگر مقدمات اربعه كا ثبوت نصب العين هے' تو كلام پاک سے استدلال كرنے ميں مقدمات ذيل كا اثبات ضروري هے :

ادبیات

—*—

جواب شکوہ

کا

اقبال

—:o(*)o:—

سازِ نیرنگ ہوں ہر تان نئی ہے میری * طرزِ آہنگ ہر اک آن نئی ہے میری
رنگ دنیا سے الگ شان نئی ہے میری * آگہی شیوہ ہوں پہچان نئی ہے میری
چشمِ نظارگیِ انجمن آرائی ہوں
آئینہ خانۂ قدرت کا تماشائی ہوں

سرمۂ چشمِ تمنا ہے تماشا میرا * دادِ نازشِ حسن ہے انداز تولا میرا
آفتابِ فلکِ قدس ہے نرا میرا * عقلِ کل سنتا ہے افسانۂ سودا میرا
رنگ لایا ہے میرا ذوقِ تکلم کیسا ؟
جوش زن رحمتِ باری کا ہے قلزم کیسا ؟

شانِ رحمت کی ادا ! میری شکایت دیکھو * آگئی کام مصیبت کی حکایت دیکھو
مجھسے ناچیز پر اسدرجہ عنایت دیکھو * ہم سخن بندے سے معبود ہے قسمت دیکھو
ایسی رحمت کے فدا شانِ کرم کے صدقے
طرزِ شفقت کے فدا شانِ کرم کے صدقے

جب بڑھا دردِ جگر آگئے لب پر نالے * پہنچے تا عرشِ بریں دل سے نکل کر نالے
خوب جی بھر کے لگاتے رہے چکر نالے * راہرو پا کے مجھے بن گئے رہبر نالے
تیز رو ایسے کہ دم بھر میں اثر تک پہنچے
ایک پرواز ہی میں عرش کے در تک پہنچے

سچ ہے ہم تجھسے ترے لطف کے سائل ہی نہیں * ہو اگر آنکھ تو پردہ کوئی حائل ہی نہیں
ہم کو رونا ہے یہی ہم کسی قابل ہی نہیں * جلوہ افروز تو جس دلمیں ہو وہ دل ہی نہیں
ڈھونڈھنے والے نے جس چیز کو ڈھونڈھا پایا
مصر میں جذبِ طلب سے مہِ کنعان آیا

پیرو فخرِ عرب دل سے اگر ہم ہوتے * کیوں پریشاں صفتِ گردِ سفر ہم ہوتے
سرمۂ دیدۂ اربابِ نظر ہم ہوتے * خسروِ کشورِ اقبال و ظفر ہم ہوتے
امتِ احمدِ ذی شاں ہیں فقط کہنے کو
کافر آئیں ہیں، مسلماں ہیں فقط کہنے کو

راہ پر آئیں وہ ہمت ہی نہیں ہے ہم میں * ڈھالیں بتخانے وہ طاقت ہی نہیں ہے ہم میں
سختیاں سہنے کی جرأت ہی نہیں ہے ہم میں * بندہ بن جانیکی عادت ہی نہیں ہے ہم میں
دل میں رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں ہجوم الحاد
دیں کے پودے جلاتی ہے سموم الحاد

ناصیہ سائی کے آثار جبینوں میں نہیں * ذکر تک کعبے کا ہم دیر نشینوں میں نہیں
حق شناسی کے مضامین سفینوںمیں نہیں * داغِ الفت جسے کہتے ہیں، وہ سینوں میں نہیں
ننگِ دارین ہیں ہم امتِ احمد ہوکر
بندگی شیوہ نہیں بندۂ سرمد ہوکر

وہ نظر ہی نہیں قدرت کا تماشا کیسا ؟ * آنکھ رکھتے نہیں گلشن کا نظارا کیسا ؟
کرتے ہیں بندگیِ بت، ترا سودا کیسا ؟ * ہم جو مینوش نہیں، نشۂ صہبا کیسا ؟
عازمِ بتکدہ ہیں راہِ حرم بھول گئے
تجھسے جو عہد کیا تھا آپ ہم بھول گئے

اب نہ وہ ہم ہیں نہ وہ رات کی بیداری ہے * وہ تضرع ہے نہ فریاد، نہ وہ زاری ہے
جنسِ ناکارۂ غفلت کی خریداری ہے * گردشِ جام نرالی نئی مے خواری ہے
دلِ شیدا جو بغل میں نہیں سودا بھی نہیں
سر الفت جو نہیں داغِ تمنا بھی نہیں

علي يديه صلى الله عليه وسلم من الكرامات و الخوارق فانما ظهرت في اثناء احواله من غير ان يتحدي بها (الكشف صفحه ۷۷)	جوهر کو دوسرا جوهر بناديا هو (لکڑیکو سانپ بناديا هو وغيره) اور جو خوارق آپ سے صادر هوئے وہ اثناے حالات میں ظاهر هوئے بغیر اسکے که آپ نے اُنسے مقابله کیا هو -

اس تحریر کے بعد هم اُن اعتراضات کي طرف متوجه هوتے هیں جو منکرین معجزات کي جانب سے پیش کئے جاتے هیں - اسي ضمن میں ابن رشد کے مقدمات اربعه مذکورہ کا بھي جابجا بیان آجایگا - جنپر معجزہ کا دلیل نبوت هونا موقوف ہے -

اعتراضات جو مثبتین معجزات پر وارد هوتے هیں

معجزہ پر جو اعتراضات وارد کیے جاتے هیں وہ دو قسم کے هیں اکثر ایسے هیں جنکا تعلق امکان وقوع سے ہے اور بعض ایسے هیں جو استدلال سے متعلق هیں' چنانچه هم سبکو تفصیل سے بیان کرتے هیں-

(۱) معجزہ چونکه خلاف قانون قدرت ہے اسلیے نا ممکن ہے -

(۲) کسي خارق عادت کا وجود هوا یا نہیں ؟

(۳) خرق عادت سے کیا مراد ہے ؟

(۴) مانا که کسي خارق عادت کا وجود هوا مگر اسکا کیونکر اطمینان هو که اُسکے لیے دیگر اسباب مخفیه نه تھے ؟ بہت ممکن ہے که سحر یا شعبدہ یا مسمریزم کي مشق کا اثر هو - منجمله شرایط کے ایک شرط معجزہ کي یه بیان کیجاتي ہے که کوئي شخص اسکا مقابله نکر سکے ' لیکن اسکا کیسے یقین هوسکتا ہے که کوئي معارضه نہیں کرسکتا اور دنیا میں ایک شخص سے بھي جواب نهوسکنے سے کیا مراد ہے ؟ اگر یه مراد ہے که اظهار کے وقت آسکا جواب نهو سکا تو اور بھي بہت سے لوگونکو پیمبر ماننا هوگا - زردشت وغیرہ سے جو باتیں ظاهر هوئیں اسوقت انکا کوئي مقابله نه کرسکا - اور اگر یه مراد ہے که قیامت تک نه هوسکیگا تو یه پیشین گوئي کیونکر کیجا سکتي ہے که یوم آخر تک اسکي نظیر نا ممکن ہے ؟

اعتراضات مذکورہ کے جوابات

پهلا اعتراض

معجزہ چونکه خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاتا ہے اسلیے ناممکن ہے -

اس سوال کا جواب تین مقدمونکي تحقیقات پر مبني ہے -

(۱) قانون قدرت سے کیا مراد ہے ؟

(۲) کوئي امر خلاف قانون فطرت نہیں واقع هوسکتا - اسکے واسطے کیا دلائل هیں ؟

(۳) کیا هم یه کهه سکتے هیں که فلاں واقعه خلاف قانون قدرت ہے-

قانون قدرت سے کیا مراد ہے

معترضین کہتے هیں :

جو امور هزاروں لاکھوں تجربات اور بارها کے مشاهدوں سے ثابت هوچکے هیں مثلاً آگ کا جلانا' سیکڑوں افراد آگ کے دیکھے گئے لیکن کوئي آگ ایسي نه ملسکي جو گرم یا جلانیوالي نهو - یا پاني کا رواں اور سیال هونا - برف کي ٹھنڈک - سنکھیا کا زهر قاتل هونا - جمادات کا غیر متحرک هونا وغیرہ وغیرہ - یه تمام قوانین ایسے مکمل هیں که انکے مخالف کوئي مثال آجتک نملي نه ان میں کبھي تبدیلي هوئي -

پس انهي کا نام قوانین قدرت ہے اور یہی فطرة الله کہلاتے هیں - اصول و نظام کا مرتب سلسله جو همارے پیش نظر ہے اور جنکو دنرات هم آزماتے هیں ' علت و معلول - سبب و مسبب ' شرط و مشروط کا وسیع کارخانه' جو سارے عالم میں پھیلا هوا ہے - اور جنپر اس دنیا کا نظام قائم ہے وهي عادت الهیه ' سنت مستمرہ اور اصول فطرت کے لقب سے پکارے جاتے هیں -

قرآن کریم سے استدلال

نیز معترضین قرآن کریم سے استدلال کرتے هیں که کوئي واقعه خلاف قوانین فطرت و ضوابط مقررہ نہیں هوسکتا خداوند پاک نے خود اسکي نسبت اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا ہے :

(۱) انا کل شيء خلقناه بقدر -	همنے هر چیزکو ایک خاص اندازہ سے پیدا کیا ہے -
(۲) وکل شيء عنده بمقدار	هرایک چیز اسکے نزدیک ایک مقدار معین پر ہے -
(۳) وخلق کل شی فقدره تقديرا -	هر چیزکو اسنے پیدا کیا اور اسکے لیے مناسب اندازہ مقرر فرمایا-
(۴) لا تبدیل لخلق الله	خدا کي خلقت میں تبدیلي نہیں ہے
(۵) ولن تجد لسنة الله تبديلا	تو خدا کي عادت میں تبدیل نه پائیگا -
(۶) ولن تجد لسنة الله تحويلا	خدا کے طریقه کو ٹلتا هوا تو نه پائیگا -
(۷) سنة الله التي خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تحويلا	یه خدا کا طریقه ہے جو قبل سے چلا آتا ہے اور خدا کے طریقه میں تو کچھه تغیر نه پائیگا-

کلام پاک کي ان سات معتبر شہادتوں سے ثابت هوگیا که خلاف فطرت امور کا واقع هونا نه صرف دشوار بلکه نا ممکن اور محال ہے - خداوند ذوالجلال کے یه سات قولي وعدے هیں ' اور جو محکم نظام اُس نے اپني قدرت و حکمت کے موافق جاري فرمایا ہے وہ اسکا عملي وعدہ ہے - ایسي حالت میں اگر کوئي امر خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاے' تو اسکے یه معنے هونگے که اُسکا عمل ' قول کے بالکل مخالف ہے اور سب سے بڑا الزام کذب و خلف وعد کا عائد هوگا جس سے اسکي ذات پاک ابداً بري ہے "-

یہاں تک هم نے جو کچھه لکھا ہے - قانون قدرت کي تشریح اور دلائل میں معترضین کا اصلي استدلال ہے -

مذاکرۂ علمیہ

اسئلۃ واجوبتہا

ریڈیم

— * —

(از جناب مولوي علي احمد صاحب از گجرات)

ایک عرصے سے (ریڈیم) کي نسبت یورپ کے رسائل میں مضامین نکل رہے هیں ' جنسے معلوم هوتا هے که یه ایک نیا عنصر هے جو دریافت هوا هے - حال میں ایک اخبار نے کسي امریکن رسالے سے نقل کیا هے که اسکي ایک نئي مقدار کسي مشهور ڈاکٹر نے پیدا کرلي هے - براه عنایت آپ تحریر فرمائیں که یه کیونکر دریافت هوا ' اور اسکے خواص کیا هیں ؟

(الهلال)

بیسویں صدي میں علم الکیمیا کے انکشافات اسدرجه حیرت زا هیں که اگر آج سے دو صدي قبل کے واقعات هوتے تو وه تخیل انساني کي فسانه طرازي سمجھے جاتے - ریڈیم جسکي نسبت آپ دریافت فرماتے هیں ان حیرت زا انکشافات کي ایک خاص مثال هے -

(ریڈیم) چند ایسے صفات کا مجموعه هے' جنمیں سے بعض صفات دیگر عناصر میں کمیاب اور بعض نایاب هیں - اس اعجوبگي کا نتیجه یه هے که اسکا صحیح تصور بغیر مشاهده کے ' ناممکن نہیں تو بیحد مشکل ضرور هے -

امریکه کے ایک علمي رسالے (میکانک) نامي نے ایسے لوگوں کے لیے' جنهوں نے ریڈیم کو کبھي نہیں دیکھا ' ایک قریب الفهم و محسوس تشبیه شائع کي تھي - وه لکھتا هے :

" تم تصور کرو که تمهارے پیش نظر ایک جنگي جهاز هے - جهاز کے گرد و پیش میلوں تک ایک قسم کا گیس پھیلتا هوا چلا گیا هے - جسقدر چیزیں گیس اور اسکے حدود کے اندر هیں' انکو یه گیس هر چهار طرف سے محاط هے - جهاز میں توپیں نصب هیں ' جنکے دهانے بندوقوں سے ۴۰ هزار گونه زیاده سرعت کے ساتھه' پیهم گولے برسا رهے هیں - جهاز میں بندوقیں بھي هیں - جن سے في ثانیه (سیکنڈ) ۱۷۵ - میل جانے والي گولیوں کي باڑهه لگي هوئي هے - ان گولیوں سے شعاعیں نکل رهي هیں' جو خون' گوشت' چوب' استخوان' بلکه آهن و سنگ میں بھي نفوذ کر رهي هیں - راه میں جو چیزیں حائل هوتي هیں' انکو شعاعوں کے امواج متلاطم تباه کردیتي هیں - جهاز کے حوالي میں جو لوگ هیں ' انمیں کوئي صحیح و سالم نہیں - قریب و بعید کے اعتبار سے کوئي اندها هوگیا هے' کوئي لنگڑا هوگیا هے' اور کوئي صرف جلگیا هے -

اس جهاز کو تم اسقدر چھوٹا فرض کرو که ایک سوئي کے ناکے سے ان جهازوں کا ایک بیڑا نکلجاے - (ریڈیم) کے ذرات یهي چھوٹے جنگي جهاز هیں "

سنه ۱۸۹۵ ع میں رنتجن (۱) نے جب اپني تحقیق کرده شعاعوں کا اعلان کیا ' تو تمام علما نے ان شعاعوں کا راز دریافت کرنے کے لیے انکا نہایت انهماک سے مطالعه شروع کردیا - ان علماء میں موسیو پوانکرے (Pioncare) نامي ایک فرنچ عالم تھا - موسیو پوانکرے کو یه خیال آیا که ان شعاعوں میں اور اس چمک میں (جو ان شعاعوں کي تولید کے وقت پیدا هوتي هے) کوئي تعلق ضرور هے - موسیو مذکور نے اپنا خیال علما کے سامنے پیش کیا - روس کے ایک عالم (نیو گلاسکي) نے اس خیال پر نہایت توجه مبذول کي' اور اس تعلق کي تفتیش کرني چاهي - (نیو گلاسکي) نے فوٹو گراف کي ایک تختي لي اور اس کو ایک سیاه کاغذ سے لپیٹ کے اس پر شیشے کا ایک مربع ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر کیمیاوي چونے کے چند دانے ڈالدیے - دوسرے دن اس نے تختي کو الٹ کے دیکھا تو اس پر سه گوشه شیشے کي تصویر کھنچي هوئي پائي - اس نے یه بھي محسوس کیا که شعاعیں شیشے کے کناروں پر منحرف هو جاتي تھیں - ان دو واقعات سے وه حسب ذیل دو نتیجوں پر پهنچا :

(۱) (کیمیاوي چونے) کي شعاعیں کاغذ سے بھي نفوذ کر کے فوٹو گراف کي تختي پر اثر کرتي هیں -

(۲) یه شعاعیں رنتجن کي شعاعیں نہیں هیں ' کیونکه اس طرح کا انحراف ان میں مطلقاً نہیں هوتا -

گو نیو گلاسکي کو یه معلوم هوگیا که شعاعیں رنتجن کي شعاعیں نہیں هیں' مگر تاهم یه تحقیق نه کرسکا که یه کون سي نئي شعاعیں هیں ؟ نیو گلاسکي کے بعد ایک فرانسیسي پروفیسر (پکول) نے ان نا معلوم الحقیقة شعاعوں کے تجارب شروع کیے - پروفیسر مذکور کو معلوم تھا که (اورینیم) جن مادوں کے اجزاء میں شامل هوتا هے' وه مادے بالخاصه روشن هوتے هیں - اسلیے اس نے اپنے تجارب میں کیمیاوي چونے کے بدلے (جیسا که نیو گلاسکي کیا کرتا تھا) اورینیم کے مرکبات دھوپ میں رکھنے کے بعد شیشے پر رکھے -

یهي عمل وه کئي دن تک کرتا رها - ایک دن جب وه تختي دھوپ میں رکھنے کے لیے تیار کر رها تھا - یکایک ابر آگیا - آفتاب کے چھپ جانے کي وجه سے اس نے تختي ایک ڈبے میں مع اورینیم کے نمک کے رکھدي - اتفاق سے ایک کنجي بھي تختي پر رهگئي تھي - کئي دن کے بعد پھر وه ڈبا اسکو ملا - تختي کو الٹکے جو دیکھتا هے ' تو اسمیں کنجي کي شکل بھي بني هوئي هے ! یه حسن اتفاق کي ایک عجیب رهنمائي تھي -

اس واقعه سے اس نے یه نتیجه اخذ کیا که فوٹو گراف کي تختي پر (اورینیم) کا نمک تاریکي میں بھي اثر کرتا هے - اس واقعه کے بعد سے اس نے تختي کو دھوپ میں رکھنا چھوڑ دیا ' مگر اسوقت تک وه شعاعیں نامعلوم الحقیقة تھیں - اسلیے اس نے تجارب کا سلسله برابر جاري رکھا -

پروفیسر مذکور نے اورینیم کے مختلف نمکوں کا تجربه کیا مگر سب کا نتیجه ایک هي نکلا - البته ایک نئي بات یه دریافت هوئي که وه معدني شے' جس سے اورینیم نکالا جاتا هے' خود اورینیم سے زیاده اس بارے میں شدید الاثر هے - اس انکشاف نے بآساني اس نتیجے تک پهنچا دیا که اس معدني مٹي میں اورینیم کے علاوه کوئي جزء ایسا بھي هے جو فوٹو گرافک تختي پر اثر کرنے والے اجزا کے علاوه هے -

(۱) رنتجن مشهور جرمن مکتشف هے' جس نے سنه ۱۸۹۵ میں " شعاع غیر مرئي " کو تحقیق کیا - ان شعاعوں کا خاصه یه هے که اجسام کثیفه اسکے لیے حائل و حاجب نہیں هوسکتے ' اور ان میں سے گذرکر اپني روشني پهنچادیتي هے - آجکل جسم کے اندر هڈیوں کي حالت اسي روشني کے ذریعه دیکھي جاتي هے - منه

جسکو دنیا میں نہ پوچھے کوئي وہ فن ہم ہیں * جس سے بخیہ نہو وہ دہر میں سوزن ہم ہیں
جام توٹے ہوے' اجڑے ہوے مسکن ہم ہیں * ایک بھي پھول نہو جسمیں وہ گلشن ہم ہیں
کوئي مونس نہیں' ہمدم نہیں' غمخوار نہیں
ہم ہیں وہ جنس' کوئي جس کا خریدار نہیں

آب وہ محفل نہیں' وہ خم نہیں' وہ جام نہیں * وہ طریقہ نہیں وہ ملت اسلام نہیں
عمل اد ، د مختار سے کچھہ کام نہیں * یہي باعث ہے جو راحت نہیں آرام نہیں
اپني محفل میں نہیں روشني شمع ولا
ایک کے دل میں نہیں روشني شمع ولا

ذوق العاد ہے پا بندي ملت کیسي * جانتے هي نہیں ہوتي ہے شریعت کیسي
طرز اغیار پہ مائل ہے طبیعت کیسي * بے خبر رہتي ہے کونین سے غفلت کیسي
فکر امروز نہ ہے کچھہ غم فردا ہم کو
ڈر ضرر سے ہے نہ بہبود کي پروا ہم کو

جتنے عالم ہیں عمل سے آنہیں بیزاري ہے * زہد کے جسم میں پوشاک ریاکاري ہے
قلب کے مدرسے میں درس حسد جاري ہے * کچھہ دوا جسکي نہیں وہ همیں بیماري ہے
دل میں ہے شوق صنم' نام زباں پر تیرا
جب یہ حالت ہے تو پھر ہے کوئي کیونکر تیرا

ننگ اسلام ہیں جتنے ہیں جہاں میں مسلم * کیسے پابند ہیں زنجیر زیاں میں مسلم
محو رہتے نہیں تکبیر و اذاں میں مسلم * روزے رکھتے نہیں ماہ رمضاں میں مسلم
بت پرستي کے خیالات تراویحوں میں
شرکت رشتۂ زنار ہے تسبیحوں میں

وہ خطا کار کہ ہم چلتے نہیں راہ صواب * آنکھہ رکھتي نہیں آنکھونمیں ہدایت کي کتاب
کثرت جرم کي پروا نہ غم روز حساب * خانقاہونمیں پیا کرتے ہیں غفلت کي شراب
[illegible]ب میں داغ محبت کا نہیں سوز نہیں
کیا اجالا ہو یہاں شمع دل افروز نہیں

کب ہے اسلاف کا دستور ہمارا دستور * ہم میں آزار کي خو رحم تھا ان کا دستور
دشمني اپنا چلن انکا تولا دستور * خود وہ اچھے تھے تو اچھا تھا طریقا دستور
عشق کے داغوں سے گلزار تھے سینے اُن کے
تیري توحید کے دفتر تھے سفینے اُن کے

اب وہ ایمان نہ وہ جوش نہ وہ روزہ نماز * آرزي ورد زباں اور دلوں میں نہ گداز
وہ پرستش کا طریقہ نہ وہ انداز نیاز * جانب گلشن معني نہ وہ شوق پرواز
باغ اندلس میں ہمارے وہ نشیمن نہ رہے
منہدم ہوگئے سسلي میں وہ مسکن نہ رہے

قوم اسلام میں توحید کي دولت نہ رہي * بادہ آشامي خم خانۂ همت نہ رہي
دل کے آئینے میں تصویر صداقت نہ رہي * وہ محبت وہ مروت وہ حمیت نہ رہي
وہ نمازي ہیں نہ وہ شوق جبیں سائي ہے
ضعف اسلام کي گھنگھور گھٹا چھائي ہے

ایک وہ عہد تھا قیصر بھي تھے فغفور بھي ہم * تابع حکم تھے جتنے تھے سلاطین عجم
کبھي باہر نہ پڑا سرحد کوشش سے قدم * بہر راحت تھا بس اک سایۂ شمشیر دو دم
ہر جگہہ جلوۂ توحید دکھایا کس نے
قطرہ پایا تو اسے بحر بنایا کس نے

آج اگر حال زبوں ہے تو الم بیجا ہے * قلب اقبال ہوا ہے تو اچھنبا کیا ہے
دیکھئے باغ اجڑتا ہے کبھي پھلتا ہے * تنگدل ہیں تو کریں صبر یہي اچھا ہے
جب بہار آتي ہے کلیوں کي چٹک کہتي ہے
کب همیشہ خلش تنگ دلي رہتي ہے

جناب صاحبزادہ مصطفی خاں صاحب " شرر "
هوم سکریٹري ریاست رامپور

شئون عثمانیه

انکا ایک خاصه یه هے که انکي راه میں جب کوئي شے حائل هوتي هے' تو اس شے ' اور شعاعهاے بتّا کے تصادم سے ' (شعاعهاے گما) پیدا هو جاتي هیں -

ریڈیم سے ایک قسم کا گیس بهي پیدا هوتا هے - اس گیس کے خواص کے متعلق اسوقت تک صرف اسقدر معلوم هوسکا هے که جو شے اس سے مس هو جاتي هے' اسمیں بهي شعاع انگیزي کي قوت پیدا هو جاتي هے -

خالص ریڈیم صرف ایک ذره هے جو میڈم و پروفیسر (کورے) کي عرقریز کوششوں کا نتیجه هے - اسکے علاوه ریڈیم کي جسقدر اور مقدار هے' وه (اکلور) و (بروم) نامي دو عنصروں سے ملي هوئي هے -

ریڈیم تمام مادوں سے زیاده گراں بها هے - اسکي گراں بهائي کا اندازه اس سے هو سکتا هے که ایک چهوٹے سے ذرے کي قیمت ' جو خوردبین کي مدد کے بغیر نهیں دکهائي دیسکتا ' ۵ - هزار ڈالر هے -

اس ماده میں عجیب ترین شے وه دقائق کهربائے سالبي هیں جنکا اصطلاحی نام (شعاعهاے بتّا) هے - ان دقائق کي حرکت سے ایک قسم کي برقي رو پیدا هوتي هے - تلغراف لاسلکي (والرلیس ٹیلیگراف) کي بنیاد انهی تموجات پر هے جو ان ذرات کی حرکت سے ایتهر میں پیدا هو جاتے هیں -

اسکي قیمت کي گراني اور خواص کي اعجوبگي سے تاجر و عالم ' دونوں واقف هیں ' اور اگر کبهي ریڈیم کے کسي ذرے کو صدمه پهنچتا هے تو اسکی خبر گهر گهر پهیل جاتي هے -

فرانس سے ایک صداے انصاف

— * —

ترکوں کے حق میں

— * —

فرانس کے ایک مشهور اهل قلم اور صحافي (۱) موسیو (جوریس) نے حال میں ایک مضمون اخبار (لامینتا) میں شائع کیا هے ' جسکا عنوان (انصاف کا ایک ذره !) هے - هم چاهتے هیں که اسکا خلاصه شائع کردیں - وه لکهتا هے :

کیا لوگ مجهے اسلیے ملامت کررهے هیں که عثمانیوں کے ایک گرمجوش اور سچے دوست کي صورت میں ظاهر هوتا هوں ؟ افسوس ! صد افسوس ! !

میرے لیے اس سے بهتر اور کیا تها که میں نے زیردستوں کي طرف اس میلان کے ظاهر کرنے کي جرأت کي ' جسکو میرا سینه چهپالے هوئے تها ؟ یه کیا هے که میں کسي طرف سے طاقت اور قوت کے نام پر خروش تحسین کے علاوه اور کوئي آواز نهیں سنتا ؟ میرے کانوں میں طلب هاے حقوق اور فتح و ظفر کي آواز بازگشت کے علاوه کوئي آواز نهیں گونجتي ؟ گویا دنیا میں تلوار کي چمک هي ایک روشني هے' جس سے اِنساني نظریں ضیاء اندوز هو سکتي هیں ! !

میں اس امر سے انکار نهیں کرتا که ان الم انگیز و غم خیز واقعات کے (جو همارے زمانے میں وقوع پذیر هوتے هیں) ناگوار نتیجے کے ایک حصه کي ذمه داري دولت عثمانیه کے کاندهے پر بهي هے - اِسکے علاوه وه ایک طویل مدت تک عهد استبداد کا جوا لادے رهي ' جس نے اس کو اس سخت پست درجوں تک پهنچا دیا اور اسکے قویٰ کو کمزور کر دیا -

مگر عثمانیوں کے شدید ترین دشمن بهي اس امر سے انکار نهیں کرسکتے که شرف و عزت نفس عثمانیوں کي ایک فطري خصوصیت هے ' پس اگر یورپ میں ذره بهر انصاف هوتا ' تو وه انکو عصر جدید کے اقتباس مبادي میں مدد دیتا - لیکن یورپ نے اسکے بدلے شقاق و فساد کي تخم پاشي کو ترجیح دي اور سختي کو کام میں لایا ' تا که وه ایسي دلیلیں اور عذر پیدا کرسکے ' جنکے ذریعه درشتي و قسارت آمیز مداخلت کے لیے راسته صاف هو جاے -

ریاستهاے بلقان نے اس فرصت اضطراب کو مغتنم شمار کیا اور بلقاني عیسائیوں کو آزاد کرنے کے دعوے سے اُن بهیڑیوں کي طرح دولت عثمانیه پر ٹوٹ کر' اسکے جسم کو ان دول یورپ کي موجودگي میں نوچنے لگیں ' جن کے امکان میں تها که بلقاني عیسائیوں کي خوش حالي کے لیے دولت عثمانیه سے کوئي ضمانت لے لیتیں -

یورپ یورپی صوبوں سے جو کچهه لے چکا هے ' اسکے بعد دولت عثمانیه کے ایشیائي صوبوں کي باري عنقریب آتي هے - کیونکه اب یه بهوکے بهیڑیے اپنے دانت نکالے وقت مناسب کے انتظار میں بیٹهے هیں -

دنیا میں کسي عظیم الشان قوم کا عالم اقبال سے رو به زوال هونا دلوں کے لیے سب سے بڑا الم انگیز واقعه هے - گو وه اپني زندگي میں بعض لغزشوں کي بهي مرتکب کیوں نه هوئي هو - جب هم تاریخ کي طرف رجوع کرتے هیں تو معلوم هوتا هے که پولینڈ کي سلطنت چند لغزشوں کي مرتکب هوئي تهي ' مگر جوں هي اس نے همتیں صرف کرنا اور افتادگي سے اٹهنا شروع کیا ' ویسے هي اس پر وه تمام بهوکے بهیڑیے ٹوٹ پڑے' جو اسکے گرد و پیش گهوم رهے تهے اور فوراً اس خوف سے که کهیں اپني کوشش میں کامیاب نه هو جاے اس کا جسم نوچنا شروع کر دیا - یهي حالت بعینه دولت عثمانیه کي هے -

اس نے بهي جوں هي گذشته زمانه کے کثافتوں کو اپنے جسم سے زائل کرنے کے لیے دامن جهاڑا ' فوراً سب کے دلوں میں طمع و حرص سرایت کر گئي ' اور اس خوف سے که اگر اسکو اپني پراگندگي کي فراهمي کا موقع دیا گیا' تو یه طلائي فرصت هاتهه سے نکلجاے گي - اپسمیں (باایں همه دیرینه عداوت و بغض) سازشیں شروع کردیں - لیکن بهر حال میں اس سیاست کو سخت ناپسند کرتا هوں' کیونکه یه اس سنگ دلي کے قریب اور ان پست مطامع کي علامت اور نتیجه هے' جو تمام عالم پر چهائي هوئي هے -

افسوس ! انسانیت پسند جماعت اور سوشیلزم خواهشوں کا بازو اسقدر قوي نهیں هے که ان مطامع سافله ' قسارۃ سبعیه' اور خدع و فریب کے مقابله میں کهڑي هو سکے -

انسان کے لیے سخت مشکل هے که وه حماقت و بیحیائي کے اُسدرجه کا تصور کرسکے' جو مسئله مشرقي کي نسبت یورپ میں حالات کي رفتار کو بدنما کر رهي هے - صرف یهي مسائل انصاف سے خالي

(۱) اردو زبان میں کوئي لفظ ایسا نهیں هے جو انگریزي لفظ "جرنلسٹ" کي جگه استعمال کیا جاسکے ' اور ان لوگوں کي نسبت کها جاسکے جو کو کسي اخبار کے ایڈیٹر نهیں هیں ' لیکن مستقل طور پر مضمون نگار هیں - آجکل عربي میں اسطرح کے لوگوں کو " صحافي " کهتے هیں - جو پہلے جلد ساز کو کها کرتے تهے - کوئي مضائقه نهیں اگر اردو میں بهي یهي لفظ رائج هوجاے -

اس نتیجه کي اشاعت هوتے هي علما نے اس جزء کے علحده کرنے کي کوشش شروع کردي - اس کوشش میں کامیابي هوئي اور یه جزء اسکے محقق اول (پکرل) کے نام سے موسوم کیا گیا -

ان شعاعوں کي بابت یه بهي تحقیق هوا که انمیں منجمله دیگر خواص کے ایک یه خاصیت بهی هے که کهربائیت سے بهرے هوے جام کو خالي کر سکتي هیں - اس خاصیت کے دریافت هو جانے سے ریڈیم کي تحقیق میں بیحد مدد ملي ' کیونکه اب الیکٹر سکوب کا استعمال ممکن هوگیا -

(الیکٹر سکوب) ایک نهایت بسیط آله هے' جس سے کسي جسم میں کهربائیت کے عدم و وجود کے متعلق فیصله کیا جاتا هے - یه ایک شیشے کا ظرف هوتا هے جسکے منهه پر کا رگ لگا هوتا هے - اس کارگ میں ایک مسي تار هوتا هے تار کے نیچے معمولی طلائي ورقوں سے زیاده باریک ' دو طلائي ورق هوتے هیں - یه آله جب کسي ایسے جسم سے لگایا جاتا هے ' جسمیں کهربائیت هوتي هے'

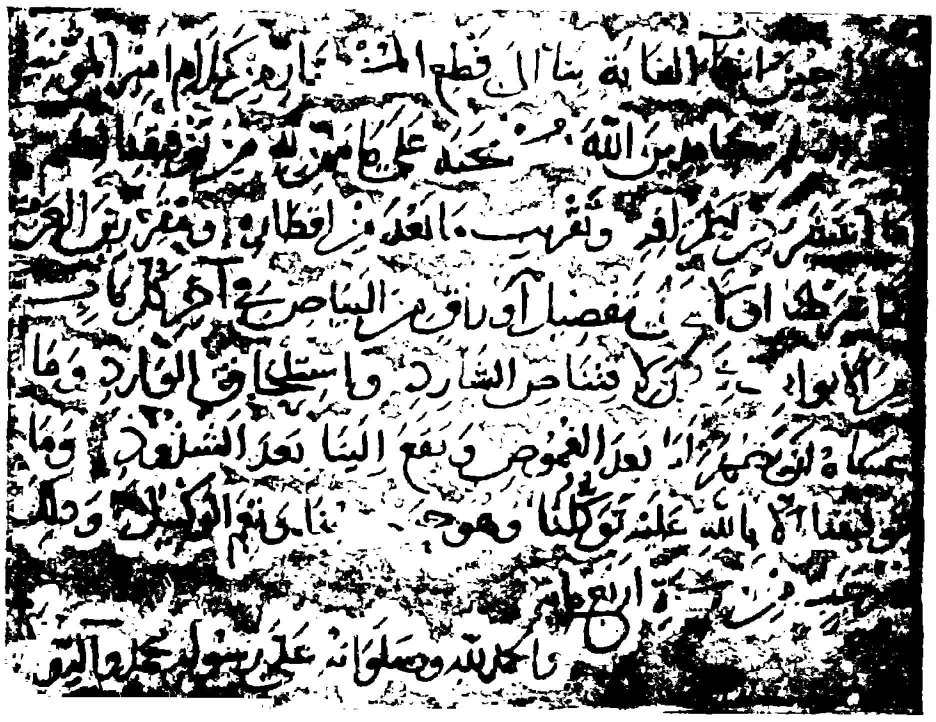
اس عنصر کے اکتشاف کے بعد بهي میڈم موصوفه نے عملیات کیمیاریه کا سلسله جاري رکها - یہاں تک که میڈم دوري اور اسکے شوہ' نے متعدده کوشش سے (ریڈیم) کو تحقیق لیا -

(ریڈیم) کا سب سے پہلا ذره جو میڈم اور پروفیسر کورے نے نکالا تها' نمک کي طرح کا ایک چهوٹا سا ذره تها - یه ذره تاریکي میں چمکتا تها ' اور اسکي روشني اورینیم سے ١٨ - لاکهه گونه زیاده تهي -

میڈم موصوفه کا طریق استخراج نهایت دیر طلب و پریشان کن هے ' اور اس طریقه سے مهینوں کي عرقریز کوشش کے بعد کهیں چند ذرے نکلتے هیں -

ریڈیم اور دیگر معدنیات میں یه فرق هے که ریڈیم جلد حل هو جاتا هے - اسکي اور دیگر معدنیات کي سرعت انحلال میں وهي نسبت هے' جو رفتار میں ایک بیل گاڑي کو اکسپریس ٹرین سے -

ریڈیم کی عمر کے متعلق علماء کیمیا کا تخمینه هے که وه زائد سے زاید ڈهائي هزار سال تک رهسکتا هے - اسي بنا پر خیال کیا گیا هے



چوتهی صدي هجری کي تحریر کا ایک ٹکره

یعني علامهٔ سید (شریف الرضي) المتوفی سنه ٤٠٤ - جامع کتاب (نهج البلاغه) کے هاتهه کي تحریر' جو علامه موصوف کے خود نوشته نسخه نهج البلاغه کے آخر میں موجود هے -

تو خواه مقدار میں کتني هي کم کیوں نه هو ' یه دونوں طلائی ورق اس سے فوراً متاثر هوجاتے هیں - انمیں معاً کهربائیت پیدا هوجاتي هے ' اور ایک دوسرے سے الگ هوکر کهربائي اثر کا ثبوت قطعي دیدیتے هیں -

اس اکتشاف کے بعد میڈم (اوری) نامي پولینڈ کی ایک فاضل عورت شعاعهاے پکرل کے مطالعه پر همه تن متوجه هوئي - اس مطالعه سے میڈم موصوفه کا مقصد اس ماده کا دریافت کرنا تها' جس سے یه شعاعیں پیدا هوتي هیں -

اسٹروي حکومت نے میڈم موصوفه کی اس بارے میں هر طرح کي اعانت کي - وه عرصے تک اپنے تجارب میں مصروف رهي اور بالاخر ایک نیا عنصر دریافت کرلیا جو فوٹو گراف کي تختی اور الیکٹر سکوب پر (اورینیم) سے بهی زیاده شدید اثر رکهتا هے - میڈم موصوفه پولینڈ کي رهنے والي تهی - اس مناسبت سے اس عنصر کا نام (پولینم) رکها گیا -

که ریڈیم کسي دوسرے ماده سے پیدا هوتا رهتا هے ورنه اب تک فنا هوگیا هوتا - گو وه ماده جس سے ریڈیم پیدا هوتا هے اب تک غیر معلوم هے -

دوران تحلیل میں ریڈیم سے مختلف رنگوں کي شعاعیں نکلتي هیں - جو یوناني ابجد کے تین حروف : الفا ' بٹا ' اور گما ' کے نام سے موسوم کي گئیں هیں -

(شعاعهاے الفا) نهایت چهوٹے ذرات هیں جو ایجابي کهربائي سے نکلتے هیں - ان ذرات کي شرح رفتار ١٥ - هزار في ثانیه هے - ان ذرات کا حجم هیڈروجن کے جواهر سے دوگونه زیاده هوتا هے -

(شعاعهاے بٹا) - وه ذرات هیں جو سلبي کهربائي سے پیدا هوتے هیں - ان ذرات کا حجم (هیڈرو جن) کے حجم سے هزار گونه چهوٹا هوتا هے - ان ذرات کي شرح رفتار روشني کی شرح رفتار کے برابر هے - (روشني کی شرح رفتار في ثانیه ٣ - لاکهه کیلو متر هے -)

(شعاعهاے گما) در حقیقت رنٹجن هي کي شعاعیں هیں -

مراسلات

ترکي ڈاک

—:*:—

موجودہ وزارت کي پاليسي

— * —

تصريحات وزير اعظم

— * —

وزير اعظم کا خيال ہے :

(۱) آيندہ سے ممالک عثمانيہ کا نظام حکومت لامرکزي ہوگا - يعني تمام ممالک چند حصوں پر تقسيم کيے جاينگے - ہر حصہ چند ولايات پر مشتمل ہوگا -

(۲) حکومت اجنبي مفتشوں (انسپکٹرس) سے مدد ليگي - مرکزي حکومت و نيز تمام بڑے بڑے منطقوں ميں ہر مشير کے ساتھہ ايک اجنبي مفتش اور ہر منطقہ ميں ايک مفتش عام ہوگا -

(۳) تمام ولايات ميں زراعتي بنکوں کے قائم کرنے کے متعلق قانون وضع کيا جائيگا -

(۴) کمپنياں قائم کيجائيں گي - ريلوے لائن وغيرہ کے ليے معاہدے ہونگے -

ان تمام عثمانيوں کو جن کي عمر ۲۹ - اور ۴۵ - کے درميان ہے، شريک جنگ ہونے کا حکم ديا گيا ہے -

اتحاديوں نے ايک انجمن باسم "جمعيت دفاع وطني" قائم کي ہے -

(کامل پاشا) پر فالج گرا ہے - حالت خطرناک ہے -

(ناظم پاشا) کي طرح (کامل) پاشا بھي مارڈالا گيا ہوتا - مگر بطل الطرابلس (غازي انور بے) نے اسکو اپني گاڑي ميں بٹھا کے گھر تک پہنچا ديا اور مکان پر چند سپاہيوں کو نگراني کے ليے مقرر کر آئے -

ايک عثماني نامہ نگار لکھتا ہے :

اکثر لوگ پوچھتے ہيں کہ دولت عثمانيہ کي مالي حالت کيا در حقيقت اتني ہي خراب ہے جتني کہ لندن اور پيرس کي خبروں سے معلوم ہوتي ہے ؟ واقعہ يہ ہے کہ دولت عثمانيہ کي مالي حالت خواہ کتني ہي خراب تسليم کيجائے مگر اتني خراب تو ہرگز نہيں، جتني خراب مشہور کرنے کي کوشش انگلستان اور فرانس کے دارالسلطنتوں سے کيجارہي ہے اور بلقانيوں کي مالي حالت سے تو بہر حال بدرجہا بہتر ہے - ہاں يہ صحيح ہے کہ اس کو ائتلاف مثلث سے جسطرح راے اور اثر کي مدد مل رہي ہے، اسيطرح روس سے مالي مدد بھي مليگي اور انگلستان اور فرانس خاموش رہينگے کيونکہ انکو اسلام کے ديرينہ دشمن روس کي دوستي اور خاطرداري مسلمان رعايا کي خاطر داري سے زيادہ عزيز ہے -

دولت عثمانيہ کو مسلمانان مصر و ہندوستان کي طرف سے پيش قرار مدد مل رہي ہے، چنانچہ وزير اعظم نے مجھسے بيان کيا کہ اسوقت مصر سے ۳۰ لاکھہ گني (۴ کرور پچاس لاکھہ روپيہ) موصول ہو چکي ہے - ہندوستان سے بھي مبلغ خطير موصول ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - پس اگر مسلمان اپنے اسلامي مرکز کي مدد جاري رکھينگے تو انکو اسکي مالي حالت سے اسقدر مايوس ہونے کي کوئي وجہ نہيں، جسقدر مايوس کرنے کي کوشش لندن اور پيرس کر رہے ہيں -

المويد کے نامہ نگار کي چھٹي سے معلوم ہوتا ہے :

چتلجا اور گيلي پولي کے درميان اسوقت ڈرلاکھہ پچاس ہزار فوج سے کم نہيں - اس فوج کا قوام لازي، کردي، عربي، اور ترکي عناصر سے ہے جنھوں نے عہد کيا ہے کہ يا موت ہے يا فتح - اس فوج کے ساتھہ ہي توپيں بھي ہيں جو حال ميں جرمن سے منگوالي گئي ہيں رسد کا سامان بھي معقول ہوگيا ہے - مخلص نوجوان ترک جيسے بطل الطرابلس انور بے و فتحي بے وغيرہ کے آجانے سے فوجوں ميں ايک غير معمولي جنگي جوش پيدا ہوگيا ہے -

اعلان

—: * :—

عظم الله اجورنا واجورکم بمصابنا بعلي بن موسى الرضا عليه السلام

۲۸ - صفر سنہ ۱۱ ہجري سے ۱۱ ربيع الثاني سنہ ۱۳۳۰ ہجري تک جو واقعات آل محمد عليہم السلام پر گذر گئے انکو آجتک نہ کوئي بھولا ہے نہ بھول سکتا ہے علی الخصوص ان دو مظلوموں کے دل خون کن واقعات جو ديس سے پرديس ميں مہمان بلا کر عالم غربت ميں انتہاے بيکسي سے قتل کيے گئے اور بعد قتل و دفن انکے قبور مقدسہ سے بھي وہ وہ سلوک کيے گئے جنکي ياد ميں زمانہ کي آنکھيں ہميشہ خون کے آنسو روئينگي - حسين بن علي اور علي بن موسى الرضا عليہم السلام جن ميں سے ايک کوفيوں پر دغا کے مہمان ہوکر يزيد بن معاويہ کے ظلم سے تين دن کے بھوکے پياسے کربلا کے چٹيل ميدان ميں شہيد ہوکر بے غسل و کفن اسي سر زمين ميں دفن ہوگئے اور تھوڑے ہي عرصہ کے بعد متوکل عباسي کے ظلم و ستم سے انکي قبر منور پر کھيتي کرنيکا حکم ديا گيا اور دوسرے کو مامون رشيد عباسي نے مہمان بلا کر زہر دغا سے شہيد کيا اور اس تہذيب کے زمانہ ميں روسيوں کے ظلم و ستم سے اس قبر شريف پر گولہ باري کيگئي پھر کيا دنيا کا کوئي شخص يقين کرسکتا ہے کہ کوئي مسلمان کسي وقت اس ظالمانہ کارروائي کو فراموش کرسکتا ہے يا زمانہ کا ظالم ہاتھہ کبھي ان واقعات کے گہرے نقوش کو اہل ايمان کے دلوں سے محو کرسکيگا ہرگز نہيں - دنيا جسوقت تک باقي ہے اس وقت تک نہ حسين بن علي کي مظلومي اور يزيد و متوکل کے ظلم فراموش ہوسکتے ہيں نہ علي بن موسى الرضا کي بيکسي اور مامون و سلطنت روس کے مظالم سہو محو کيے جاسکتے ہيں - مجھے ان واقعات کے ياد دلانے کي کوئي ضرورت نہ تھي کيونکہ گذشتہ ربيع الثاني سے ہر اہل ايمان کا دل مامن رضا کے بے امن ہوجانے سے اس درجہ پيچين ہو رہا ہے کہ کسي وقت ان واقعات کي ياد دل سے محو نہيں ہوتي ليکن آل انڈيا شيعہ کانفرنس کي مرکزي کميٹي نے جو رزوليوشن سال گذشتہ پاس کيا تھا اسکي تعميل ميں يہ ياد دہاني البتہ ميرا ايک فرض تھا جو اس مختصر تحرير کے ذريعہ ادا کرکے جميع مومنين سے التماس ہے کہ ۱۱ - ربيع الثاني کو اپنے اپنے مقامات پر غريب الغربا امام رضا عليه السلام کي مجالس عزا برپا کريں اور باہم ايک دوسرے سے رسم تعزيت ادا کرکے ارواح طيبہ حضرات معصومين کو خوش کريں -

داع الى الخير

خادم قوم السيد علي غضنفر عفي عنہ

نہیں' بلکہ تمام مسائل کی ایسی ھي حالت ھے - انمیں ایک مبدء اساسی بھي ایسا نہیں ملیگا ' جو انکے خیالات کي ضلالت پر نگران یا مسلط ھو -

ھم دیکھتے ھیں کہ یورپ ایک طرف تو ایک اسلامي شہر (ادرنہ) کو دولت عثمانیہ سے ترا دھمکا کے چھین لینا چاھتا ھے - دوسري طرف جزائر ارخبیل کو یونان کے ساتھہ ملانے کے لیے جنسیت کے حقوق کو ذریعہ قرار دیرھا ھے -

خلاصہ یہ کہ یہ غلط سیاست اعتدال و تفکر اور انصاف سے بالکل خالي ھے - پس اگر بلقاني وکلا اس عظیم الشان ھولناک تساھل کي قدر کرتے ' جو عثمانی وکلا نے دوران اجلاس کانفرنس میں ظاھر کیا تھا اور صلحنامہ پر دستخط کر دیتے' تو مقدونیہ' ایبررس' کریت' اور البانیا اور ترجنا کا ایک حصہ انکے قبضہ میں باساني آجاتا - ریاستہاے بلقان کے لیے یہ مناسب تھا کہ رومانیا کي مداخلت کا خوف نہ کرتیں ' اسلیے کہ اس ریاست کے لیے یہ نہایت مشکل ھوتا کہ اختتام جنگ کے بعد تلوار علم کرکے غنیمت میں اپنا حصہ بزور حاصل کرے -

" اسلام جزیرہ نماے بلقان پر خیمہ زن تھا " یہ ایک افسانہ ماضي ھو جاتا اگر ریاستہاے بلقان' جو کچھہ انکي قسمت میں تھا' اس پر راضي ھو رھتیں - اس صورت میں کام کرنے کے لیے انکے سامنے ایک وسیع میدان تھا - خصوصا ایسی حالت میں جبکہ باشندگان شہر کي یک جنسي ان قوتوں کے مادے کا سرچشمہ تھی ' جنھوں نے اسکے لیے دولت عثمانیہ پر حملہ آوري کا راستہ ھموار کردیا -

بلاد عثمانیہ کي حالت اسکے بالکل برعکس ھے کیونکہ وہ متعدد متضاد اقوام پر مشتمل ھیں' جنکے جنس اور عقائد ایک دوسرے سے مختلف ھیں' اور اب کل مقدونیہ ' دراویا ' سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' میں آباد ھونے والے متعدد عنصروں نے باھم اتحاد کي مہم' بلغاریا ' سرویا' اور یونان کے کاندھوں پر رکھدي ھے - یقیناً یہ مہم اپني نوعیت میں سخت ھوگي ' جسکي سختي ان شہروں کے الحاق سے بے انتہا بڑھجائیگي ' کیونکہ انکي آبادي کا اکثر حصہ مسلمان ھے -

بلقانیوں کي قدرت میں یہ بات تھي کہ وہ ان امور کو سمجھتیں - یورپ کو لازم تھا کہ وہ چشم انصاف سے ان قربانیوں کو دیکھتي جو عثمانی برداشت کر رھے ھیں' اور بلقانیوں کے ان غلو آمیز مطامع کو کم کرنے کے لیے مداخلت کرتا - مگر اسکے بدلے ھم ان درندوں کي سي آوازیں سنتے ھیں ' جو اپني زبان حال سے کہہ رھے ھوں : " ھمیں تو اپنے پیٹ بھرنے ھي سے رغبت ھے اور بس "

مجھے تو یہ نظر آتا ھے کہ بلقان کے بھیڑیوں کي دماغی قوت انکے دانتوں میں منتقل ھوگئي ھے' اور یورپ کے دماغ پر فالج گرگیا ھے ' جسکي وجہ سے وہ بے سوچے سمجھے ان بلقاني بھیڑیوں کی صداے بازگشت کو دھرا رھا ھے ' حالانکہ انکي حرص کا پیٹ انکے ممالک کے ملجانے پر بھی نہیں بھرا ....

یورپ کو جنگ عام کا خوف ھے ' مگر یہ اسلیے کہ وہ اس سیاست کي پیروي نہیں کرنا چاھتا' جسکي بنیاد عدل و اعتدال پر ھو اور جسمیں تعصب کی آواز پر بے چرواھے کي بھیڑوں کي طرح دوڑنے کے بدلے ' عقل و فہم ' مظلوموں کی دستگیري ' اور حریصوں کي طمعرانیوں کو روکنے کے اصول کي پیروي کي گئي ھو -

انگلستان اور اسلام

— * —

(٤)

ایک حق پرست انگریز کي چٹھي تائمز لندن کے نام

— * —

ان معلومات سے جو مجھے اور نیز اکثر اشخاص کو موصول ھوے ھیں' یہ معلوم ھوتا ھے 'کہ مقدونیہ میں ناجائز حملوں کے وسائل عملي طور پر ترتیب دیے گئے اور یہ ' کہ بہت سے بے گناھوں پر نہایت ھیبت ناک قتلہاے عام عمل میں آئے -

گذشتہ آخري ایام میں مرد' عورتیں ' اور بچے قتل کیے گئے ' اور اب تک یہ وحشیانہ عمل جاري ھیں بلکہ روز افزوں ' جنکا مقصد اسکے سوا اور کچھہ نہیں ھے کہ مسلمانوں کو فنا کردیا جاے -

چنانچہ ان ھولناک واقعات سے بھاگنے والے مہاجرین کي تعداد کے متعلق کہا جاتا ھے کہ انکي تعداد نصف ملین نفوس سے زیادہ ھے - اگر یہ معلومات صحیح ھیں (جیسا کہ میرا عقیدہ ھے) تو یہ واقعات دنیا کے ھولناک ترین واقعات ھیں' جو اس زمانہ میں مسیحیت کے نام سے عمل میں آئے ھیں !

میں وہ آخري شخص ھوں جو جنگی کار روائیوں میں انسانیت کي مراعات کا منتظر ھے مگر یہ کارروائیاں (فظائع و مظالم) جنگي کارروائیوں سے بالکل بے تعلق ھیں -

انگریزي حکومت اس مسئلہ کي اھمیت کو کم کرنا چاھتي ھے اسکي اس خواھش نے اسي قدر لوگوں کے غیظ و غضب کو زیادہ ابھارا ھے ' جسقدر کہ مظالم کي بري خبروں کي اشاعت ھوئی ھے - علی الخصوص وہ لوگ ' جو میری طرح خیال کرتے ھیں کہ انگریزي سیاست کے ستون میں سے ایک ستون عیسائیوں اور مسلمانوں کے حسن تعلقات کي ترقي ھے -

جب ھم اس جوش و خروش کو یاد کرتے ھیں جو ان خونریزیوں نے یہاں پیدا کردیا تھا جنکے ارتکاب کرنے والے چند کرور وحشي البانی تھے ' تو مقدونیہ میں ان ھولناک و بدترین واقعات پر خاموشی ' جن سے بدن کے روئیں کھڑے ھو جاتے ھیں' تمام دنیا کے مسلمانوں کے ساتھہ ایک سخت اور کھلي ھوئي بد سلوکي ھے -

مقدونیہ میں فتح بلقان سے قبل کتنے مسلمان تھے ؟ اور آج کتنے ھیں ؟

یہ کیا عذاب الیم ھے جو ان بدبخت ستم رسیدہ مخلوقات پر نازل کیا گیا ھے ؟ یہ کیا ستم ھے کہ ھزاروں مرد اور عورتیں نہایت بے رحمی کے ساتھہ زندہ دفن کردي گئیں ؟ کیا یہ مظالم ان ترکی باشي بزوقوں کي کارروائیوں سے سخت تر نہیں ھیں' جن پر گذشتہ زمانہ میں تمام یورپ اٹھہ کھڑا ھوا تھا ؟

کیا بلغاري عہدہ داروں نے ان بدبختوں میں سے کسي ایک شخص کو پھانسي دي ؟ (ناظرین کو غالباً یاد ھوگا کہ ھمیشہ ایسے موقع پر حکومت عثمانیہ نے یورپ کے صداے سرزنش طلبي کے جواب میں لبیک کہا اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں اور اگر اصلي مجرموں کا پتہ نہیں چلا تو یورپ نے ناکردہ گنا لوگوں کو سزا دینے پر مجبور کیا - الھلال)

بیشک مسیحیت اور اخلاق کا شرف یورپ سے ان مظالم کي کامل تحقیقات کا مطالبہ کرتا ھے ! بیشک اس قسم کی تحقیقات اور ان حکومتوں کو تنبیہ ' جن کي رعایا ان فظائع کے مرتکب ھوتي ھے' عالم اسلامي کے تعصب کي تاریکي دور کرنے اور مسیحیت کو انظار مسلمین میں خوش امید بنانے کیلیے ھزاروں مشن کي جماعتوں سے زیادہ مفید ھوگي -

مار میڈک بکتھلے } ۱ - جنوري ۱۹۱۳ ع

* * *

" اس زمین کا هر ذرہ اپنے طلبگاروں سے قرباني چاهتا هے - عثمان اول کي نسل نے نہیں معلوم آٹھہ سو برس کے اندر زندگي اور خون کي کتني قربانیاں کرکے ان ذروں کو خریدا هے ؟ آج بھي اسکي مٹي هم سے رهي مانگتي هے ' جو همیشہ مانگتي رهي - پھر کیا کوئي اسلام کا فرزند هے جو اسکو جواب دے ؟ "

یہ جوش اور خود رفتگي کا ایک شعلہ تھا ' جو لفظوں کي صورت میں جہاز " بار بروس " کے کپتان : (خیري بک) کي زبان سے نکلا اور مارمورا کي فضاے تاریک میں قومي قرباني اور فوجي فیض کي ایک نئي روشني نمودار هوئي !

وہ اسکے بالائي تختے پر کھڑا تھا - جہاز کي تمام روشني گل کردي گئي تھي تا کہ دشمنوں کو نقل و حرکت معلوم نہوسکے - لیکن کبھي کبھي ساحل پر پھٹنے والے گولوں سے روشني پیدا هو کر (خیري بک) کے چہرے کو نمودار کر دیتي تھي - آج کي دهشت انگیز تاریکي میں دشمنوں کے گولوں کے اندر سے آگ نکلتي تھي ' تو اسکا دل بھي ایک آتشکدہ تھا -

مگر جو شعلے اسکے منہہ سے نکل رهے تھے انکي روشني خاموش تھي '

* * *

ایک سیکنڈ کے وقفے کے بعد اس نے پھر تقریر شروع کي ' اسکے سامنے سپاهیوں کي صفیں خاموش کھڑي تھیں -

اس نے کہا :

" دشمن سامنے کي پہاڑوں پر پہنچ چکا هے - اگر دو گھنٹے اسکو اور مہلت دي گئي ' تو وہ اسپر پوري طرح قابض هوجاے گا - وهاں اسکے توپخانے قائم هوجائیں گے ' اور پھر نہیں معلوم اسکو وهاں سے هٹانے کیلیے کتني بڑي قربانیوں کي همیں ضرورت هو ؟ نہیں معلوم پھر کتني ترک عورتوں کو بیوہ هونے پڑے ؟ کتني شیر خوار بچوں کو داغ یتیمي سہنا پڑے ؟ کتني لاشیں پل بنائي جائیں ' اور کتنے خونوں کے سیلاب بہیں ؟ لیکن اس وقت صرف چند مقدس لاشوں کي همیں ضرورت هے ' جو قوم کو زندہ کرنے کیلیے مرنا گوارا کرلیں ' اور اسطرح ایک سخت آنے والي هلاکت سے اپنے بھائیوں کو محفوظ کردیں - صرف ایک توپ اور سو آدمي ! یہي چیز هے ' جو آٹھہ سو برس کي " تاریخ عثماني " آج هم سے مانگتي هے - اگر هم کسي طرح ساحل پر اتر کر انکي توپوں کا جواب دینے لگے ' تو یقین هے کہ وهاں قائم نہ رهسکیں گے ' اور پھر کل کو کسي بڑے حملے کي بربادي هماري فوج کو گوارا نہیں کرني پڑیگي - .... سب سے پہلے میں خود اپنا نام پیش کرتا هوں ! "

* * *

یکایک " بار بروس " کو کے عظیم الشان هیکل ایک خفیف سی جنبش هوئي ' اور فوراً کشتیاں سمندر میں ڈالدي گئیں - سو آدمیوں کي یہ ایک مختصر جماعت تھي ' جس نے ساحل کي طرف بڑھنا شروع کردیا -

سامنے سے گولوں کي لگاتار بارش هو رهي تھي ' اور پھٹنے والے گولوں کي آتش افشانیوں سے تمام ساحل ایک فضاے آتشیں هو رها تھا ' مگر یہ کشتیاں بے خوف و خطر جارهي تھیں - پھر کیا ان کشتیوں میں انسان نہ تھے ؟

انسان تو تھے ' مگر وہ انسان ' جنکو اپني زندگي سے بڑھکر قوم و ملت کي زندگي عزیز هے - پس وہ جانتے تھے ' تا کہ خود مرجائیں لیکن اپني قوم و ملت کي عزت کو زندہ کر دیں !

ساحل تک پہنچنے سے پہلے ایک کشتي کو گولہ لگا اور غرق هوگئي صرف تین کشتیاں ساحل تک پہنچیں ' اور ۷۵ - سپاهیوں نے آگے بڑھنا چاها - ۱۵ - راہ میں گولوں سے اڑ گئے - اب صرف ٦۰ - شخص باقي تھے -

انہوں نے دامن کوہ کے قریب پہنچتے هي ایک زلزلہ انگیز نعرۂ تکبیر بلند کیا ' اور بجلي کي سرعت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا - بلغاري اس خیال میں تھے کہ ترکوں کي هشیاري سے پہلے هم اوپر تک پہنچ چکے هیں اور اب انکا باهر نکلنا محال هے - لیکن اس ناگہاني آواز نے انکے هوش و حواس پراگندہ کردیے ' اور هر شخص یہ سمجھکر بے اختیار هوگیا کہ " ترکي فوج پہاڑ تک آگئي " -

* * *

٦۰ - آدمیوں میں سے صرف ۱۷ - آدمي اوپر تک پہنچ سکے - انہوں نے تمام پہاڑوں کو دشمنوں سے خالي پایا ' کیونکہ انکے پہنچنے سے پہلے وہ دو توپیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے !

* * *

صبح کو (خیري بک) کو چتلجا کے فوجي شفا خانے میں پہنچا دیا گیا ' کیونکہ اسکا تمام جسم زخموں سے چور تھا - وہ زندہ رها ' لیکن اگر وہ زندہ نہ بھي رهتا ' جب بھي وہ زندہ تھا

فہرست

[illegible] اعانۂ دولۃ علیۂ اسلامیہ

— * —

(۱۲)

	پائي	آنہ	روپیہ
[illegible] الدین صاحب لکھنؤ	•	•	۱
محمد خلیل صاحب موضع موزي ضلع گیا	•	•	۲
[illegible] حسین صاحب گونڈہ	•	•	۸
سید محمد علي صاحب [illegible]	•	•	۱۵٦
احمد حسین صاحب - مراد اباد	•	•	۱
احمد بخش صاحب ملتان	•	•	۱۰
[illegible] اللہ صاحب بھنڈارا	•	•	۵۰
سید عبد السلام صاحب [illegible]	•	•	۱۰
بذریعہ مظہر الحسین صاحب :—			
عصمت النساء صاحبہ بنت سعادت حسین صاحب	•	•	۲
اہلیہ منشي فضل [illegible] صاحب	•	•	۲
منشي احسان الحق صاحب مرحوم	•	•	۱
بذریعہ مولوي عبد الرزاق صاحب سیتا پور :—			
امام بخش صاحب	•	۸	۱
[illegible] محمد صاحب	•	۹	•
خدا بخش صاحب	۹	۲	•
اشرف خانصاحب	•	۲	•
حامد صاحب	•	۲	•
اہلیہ امام بخش صاحب	۳	۲	•
بذریعہ مولوي محمد مجیب صاحب آروي :—			
مولوي محمد مجیب صاحب آروي	•	•	۱
مولوي عزیز صاحب آروي	•	•	۱
مولوي صدیق صاحب چھپروي	•	•	۱
ہمشیرہ صاحبہ مولوي صدیق صاحب چھپروي	•	•	۱
مولوي عبد الحي صاحب [illegible]	•	۸	•
ایک بزرگ از الہ آباد جنکو نام ظاہر کرنے کي اجازت نہیں	•	•	۱
بذریعہ مولوي شمس الدین احمد صاحب - ہاوڑہ روڈ :—			
[illegible] بخش عدد چاندي کي - دو عدد گھڑے - نقد	•	•	۲۷۵
میزان	-	۲	۵۲٦
میزان سابق	٦	۲	۱۱٦۵۷
میزان کل	٦	۴	۱۲۱۸۳

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ناموران غزوۂ بلقان

عثماني جنگي جهاز " باربروس "

— * —

بحر مارمورا میں ترکوں کا بحري کارنامه

— * —

پچھلے نمبر کے ساتھه " چتلجا لائن " کا جو نقشه شائع هوا هے اسکو پیش نظر رکهه لیجیے -

عثماني جنگي جهاز " باربروس " جو عظیم الشان بحري فاتح (خیرالدین باربروس) کے نام کے ساتھه تاریخ عثمانیه کے گذشته بحري کارناموں کو یاد دلادیتا هے - آپکے سامنے کھڑا هے -

" چتلجا لائن " کے مخدوش بائیں حصے کو یہي جهاز هے ' جس نے اپني ساحل کي آتش افشانیوں سے بلغاریوں کے لیے سد سکندري بنا دیا -

۲۸ - نومبر کي رات موت و هلاکت کي ایک عظیم الشان رات تهي ' جو برقي سرعت سے چھوٹنے والي مشین گن کے گولوں ' گولیوں کی پے هم بارش ' اور دس هزار اهن پوش انسانوں کے فیصله کن عزم کے ساتھه نمودار هوئي تهي -

یه ایک بلغاري حمله تها ' جو (تلیدن) کي پہاڑیوں کو عبور کر کے ' مغربي جانب سے چتلجا لائن کے ابتدائي خطوط کو مسمار کر دینا چاهتا تها -



عثماني جنگي جهاز : " باربروس " کے بالائي حصے کا ایک منظر

یه حمله بالکل اچانک کیا گیا ' اور بلغاري افسروں نے پورا عزم کرلیا تها که اسي طرح " چتلجا " لائن کو ایک خفیف سا نقصان بهي پہنچا کر ' اپني فتوحات کے جغرافیے کو وسیع کرلیں -

مغربي پہاڑیوں تک دشمن کا پہنچ جانا بہت خطرناک تها - زیاده تر اسلیے که یہاں ساحل کے عثماني بیڑے کي زد بآساني نہیں پہنچ سکتي تهي ' لیکن ساحل اسلیے یہاں کے نشانے بہت خوف ناک تهے -

بلغاري حملے کے نمودار هوتے هي ترکي قلعه کي باٹري نے جواب دینا شروع کردیا ' مگر اب یه کچهه موثر کارروائي نه تهي ' کیونکه دشمن مغربي حصے تک بڑهه آیا تها اور قلعه کي توپ اسکے لیے صحیح نشانه نہیں هو سکتي تهي -

یقیناً یه حالت نازک تهي -

دشمن آگے تو نہیں بڑهسکتا تها ' لیکن اگر وهاں زیاده عرصے تک قائم و قابض رهجاے گا ' تو ترکي قلعه ' ساحل کي آبادي ' اور خود ساحلي بیڑے کو سخت نقصان پہنچانا اسکے اختیار میں هوگا -

وه قصبه اور سامنے کے پہاڑ کے درمیاني پل کا راسته اپني گوله باري سے بند کردیگا ' جسکا نتیجه یه نکلیگا که ترکي فوج اپنے حملے کے ایک بہترین راستے کو کهودیگي

* * *

وقت نازک اور فرصت قلیل تهي - صرف ایک هي علاج باقي رهگیا تها اور وه ساحل کے جنگی بیڑے کے هاتهه تها ' یعنی بغیر ایک لمحه کے ضائع کیے ' فوج کا ایک حصه مع توپخانے کے ساحل پر اتار دیا جاے اور وه پل کو عبور کرکے دامن کوه میں پہنچ جاے - اس ترکیب سے دشمنوں کے گولوں کا جواب ممکن هوجاے گا -

مگر ایسا کیونکر هو ؟ جنگ آگ اور دهویں کا کهیل سہی - لیکن یه جلتي هوئي آگ میں تو کوئي انسان کود نہیں جاتا ؟ جو فوج ساحل پر اتریگی ' اسکے سروں پر گولوں کي بارش هوگي ' جو منٹوں کي رفتار کے حساب سے چھوٹ رهے هیں - چاروں طرف پهٹنے والے گولوں کے مہلک آلات هونگے جو آگ اور دهویں کي فضا کے اندر پهٹ پهٹ کر زندگي کي علامات زمین سے معدوم کررهے هیں !

ساحل کي زمین یکسر موت و هلاکت هے ' پهر روح اور خون رکهنے والا کون انسان هے جو اپنے تئیں اسکي آغوش میں سپرد کردیگا ؟

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۲٦ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, March 5, 1913.



قیمت فی پرچہ

ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲   کلکتہ : چہار شنبہ ۲٦ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری   نمبر ۹

Calcutta : Wednesday, March 5, 1913.

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

صفحہ خواص	مرقع انقلاب
۸ (د)	غازي انور بے درنہ میں روانگي سے پہلے
۸ (ج)	درنہ کے ایک خیمے میں غازي انور بے اور انکے ہم راز
۸ (د)	قسطنطنیه میں غازي انور بے اور مجلس مشورہ

تلغراف خصوصي

— * —

جنگ پر ایک پر اسرار خاموشي طاري ہے - اس تمام ہفتے میں کوئي برقیہ دفتر میں نہیں پہنچي - ریوٹر کي تار برقیوں میں جنینا کے ایک جنگ کي خبر دي گئي ہے - اور محمود شوکت کا سرکاري بیان نقل کیا ہے کہ صلح کي کوئي خواہش نہیں کي گئي - یہ پہلے سے معلوم تھا -

اعلان ضروري

— * —

(۱) یہ نمبر غیر معمولي تاخیر کے بعد یعنی اتوار کے دن ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - اینده سے پرچہ عین وقت پر نکلے گا یا نہیں نکلے گا -

(۲) ایڈیٹر سخت بیمار' اور خطوںکے جواب سے مجبور -

(۳) اس نمبر کي اشاعت کے اسباب میں علاوہ علالت کے' ایک خاص سبب یہ تھا کہ کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کر دي تھي - جسکي وجہ سے کام بالکل بند رہا -

(٤) خط و کتابت میں ان امور کا خیال رکھیے' ورنہ دفتر کي دقتیں بڑھتي جائیں گي -

(الف) جو خطوط دفتر کے متعلق ہوں ان پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا جائے منیجر کا نام ہو -

(ب) بعض حضرات ایک ہي خط میں ایڈیٹر کو بھي مخاطب کرتے ہیں اور پھر ان امور کو بھي لکھتے ہیں' جنکا تعلق دفتر سے ہے - اگر وہ خط دفتر میں بھیجدیا جائے' تو ایڈیٹر جواب کیلیے نہیں سکتا - اگر جواب لکھنے کے انتظار میں رکھدیا جائے تو تعمیل میں تاخیر ہو - پس ضروري ہے کہ جو خطوط ایڈیٹر کو لکھے جائیں انمیں صرف وہي امور ہوں' جنکا تعلق ایڈیٹر سے ہے -

البتہ دفتر کي کسي بدنظمي یا شکایت پر اگر ایڈیٹر کو توجہ دلاني ہو تو وہ دوسري بات ہے - کم از کم اتنا تو ضرور کیا جائے کہ ایک ہي لفافے میں الگ الگ دو کاغذ ہوں -

فذاقت وبال امرها ، وكان عاقبة امرها خسرا

(٦٥ : ٩)



انقلاب عثمانی

— * —

۲۳ - جنوری : سنہ ۱۹۱۳

— * —

یہ تصویر عین اُس موقعہ کی ہے ، جب (غازی انور بے) مع [illegible] انجمن اتحاد و ترقی باب عالی میں داخل ہوے ہیں - ناظم پاشا چیختا ہوا باہر نکلا ہے ، اور اسکے ایڈیکانگ نے گولی چلائی ہے ، جس کے جواب میں انقلاب خواہوں کی طرف سے بھی گولی چلی اور ناظم لڑکھڑا کر گر گیا -

ایکے دھنی جانب دروازہ ہے ، جہاں سے انور بے داخل ہوا - اسکے کاندھے پر اور [illegible] پڑا ہے ، اس علامت سے آپ پہچان لیں - گول میز کی دوسری جانب ناظم پاشا گولی کھاکر گر رہے ہیں - انکے پیچھے کامل پاشا [illegible] حملہ کر رہا ہے - انور بے کے عقب میں بھی ایک شخص زخمی ہو چکا ہے - اسکو کامل پاشا کے ایڈیکانگ نے گولی ماری تھی -

شذرات

چندۂ ہلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(۲)

لیکن اب سوال یہ ہے کہ بحالت موجودہ کیا کرنا چاہیے ؟

اولین کام یہ تھا کہ چندے کے وصولی کے کاموں کو صرف چند معتبر ہاتھوں میں محدود کر دیا جاتا اور ایک سنٹرل کمیٹی اسکے لیے قائم کی جاتی ' تاکہ جو طوائف الملوکی پھیلی ہوئی ہے اسکا انسداد ہو -

لیکن سردست اس بحث کو وجوہ نہیں چھیڑنا چاہتے - اگر چھیڑینگے تو ایک نیا مناقشۂ شدید پیدا ہوجائیگا - صرف اسقدر کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ لوگ احتیاط اور عقلمندی سے کام لیں ' اور مشتبہ ہاتھوں سے اپنے نقدیں بچالیں - خواہ وہ ہاتھ کتنا ہی بلند اور معزز ہو -

اسکے بعد اہم ترین سوال قسطنطنیہ کا سامنے آتا ہے - ہم کو صاف صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کے نام روپیہ بھیجنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں - اسوقت تک لاکھوں روپیہ اسکے نام جا چکا ہے - اور اب تک بھی لوگ بھیج رہے ہیں - اول تو وہ کوئی ذمہ دار حکومت کی جماعت نہیں - پھر جیسا کہ پچھلے اشاعت میں لکھ چکے ہیں ' ارسال زر سے اصل مقصود اعانت حکومت ہے ' نہ کہ وہاں کی کسی انجمن کیلیے روپیہ فراہم کرنا -

پس آیندہ سے کوئی صاحب چندہ ہلال احمر کا روپیہ " انجمن " کے نام نہ بھیجیں ' بلکہ براہ راست حکومت کے نام روانہ کریں - اسکے لیے ضروری بات یہ تھی کہ دولت عثمانیہ کو صحیح طور پر علم ہو جاتا کہ ارسال زر سے اصل مقصود ہمارا کیا ہے ؟ ہم نے اپنی جس چٹھی کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا تھا ' اسمیں علاوہ اور بہت سے ضروری امور کے ' اس بارے میں بھی تفصیلی خیالات ظاہر کیے تھے ' اور ہزایکسلنسی محمود شوکت پاشا کو یقین دلایا تھا کہ ہندوستان کی رقوم گو بہت حقیر ہیں ' لیکن جن حالات میں پیش کی جاتی ہیں ' انکے لحاظ سے حق رکھتی ہیں کہ انکے عمدہ استعمال کا مطالبہ کریں - ہمکو اپنی خدمات محقرہ کا پورا معاوضہ مل جاے گا اگر اطمینان ہو جاے ' کہ وہ وقت کی اصلی اور مقدم ضروریات میں صرف ہوتی ہیں -

ہزایکسلنسی نے بذریعہ تار جن امور کا اشارۃً جواب دیا ' انمیں ایک یہ مسئلہ بھی تھا -

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو روپیہ ابتک ہندوستان سے (ہلال احمر) کے نام گیا ہے ' اسکی نسبت ہمارا اطمینان مضطرب ہے - حکومت کی طرف سے باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیے کہ اس روپیہ کی مجموعی تعداد کتنی ہے ؟ کن کن لوگوں نے بھیجی ہے ؟ وہ کیونکر صرف کیا گیا ہے ' اور کیوں نہ حکومت اسکو اپنے قبضہ تصرف میں لیلے ؟ نیز حکومت کی جانب سے از سر نو رسیدیں آنی چاہئیں ' تاکہ مزید اطمینان کا ذریعہ ہو ' جنکو رسیدیں نہ ملیں وہ اپنے روپیہ کی نسبت تحقیق کرائیں ' اور پبلک معلوم کرسکے کہ لینے والوں نے انکا روپیہ واقعی بھیجا ہے یا نہیں ؟

ہم نے ایک فہرست ہندوستان کے اُن لوگوں کی طلب کی گئی تھی ' جنھوں نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں اور اس بارے میں کوشش کی ہے - جہاں تک ہمکو معلوم تھا ' ایک فہرست مرتب کر کے بھیجدی ہے ' نیز ایک فہرست اُن ناموں کی بھی بھیج دی ہے ' جنھوں نے (ہلال احمر) کے نام روپیہ بھیجا ہے ' یا بھیجنے کا اعلان کیا ہے -

روپیہ کی نسبت ہمارا خاص ارادہ دوسرا ہے - ہمکو معلوم ہے کہ (غازی انور بے) کے ساتھ جو جماعت اس وقت کسی عظیم الشان مقصد کے حصول کیلیے نکلی ہے ' اسمیں ایک گروہ بعض عرب اور کرد مجاہدین کا بھی ہے - ہماری تمنا ہے کہ ہندوستان سے ایک معقول رقم مخصوص فراہم ہو کے روانہ ہوتی رہی ' اور اسکے لیے کوئی قابل اطمینان انتظام ہو جاے کہ وہ صرف غازی موصوف کی مہم میں صرف ہوگی - یہ کام چنداں مشکل نہیں ہے - ہم مسلسل مخابرہ کر رہے ہیں - اگر واقعات نے مہلت دی ' اور تشفی بخش جوابات آگئے تو بہت جلد اسکا اعلان کر دینگے -

مجوزہ یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کی نسبت ایک تحریر آجکے صفحۂ مراسلات میں درج کی جاتی ہے ' جس میں قوم کو جناب نواب (وقار الملک) کی تحریر گرامی پر توجہ دلائی ہے ' اور بجا طور پر افسوس کیا گیا ہے اُس متفقہ تغافل پر ' جو انکی تحریر کے ساتھ خلاف معمول قدیم ظاہر کیا جا رہا ہے -

ہم خود اس معاملے کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ پیش کرنا چاہتے تھے - چنانچہ ایک سلسلۂ تحریر شروع کردیا گیا ہے جو تین نمبروں میں ختم ہوگا -

دوسرا نمبر آج کی اشاعت میں آپ پڑھینگے ' اور تیسرا اشاعت آئندہ میں -

درحقیقت یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ نواب (وقار الملک) بہادر کی تحریر کو نکلے ہوے کئی ہفتے ہوگئے - وہ صریح طور پر ایک جماعت پر فریب ' غلط بیانی ' اور خانہ ساز کار روائیوں کے کرنے کا الزام اپنے قلم سے عائد کر دے رہے ہیں ' لیکن پھر یہ کیا ہے کہ دلوں کی طرح سب کی زبانوں پر بھی مہریں لگ گئی ہیں ' اور ایک صدا بھی کہیں سے نہیں اٹھتی ؟ کیا یہ اسکا ثبوت قطعی نہیں ہے کہ حربہ شدید ' اور ڈھال سے ہاتھ خالی ہیں ؟

اس تجاہل عارفانہ سے اصل مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اس تحریر اور اسکے اثر کو دبا دیا جاے ' اور ڈیپوٹیشن کے متعلق پھر کوئی نئی بحث پیدا نہو - چند دن اور اسی طرح نکل جائینگے ' پھر جب ڈیپوٹیشن ویسرائے کی خدمت میں پہنچ جاےگا تو نہ نواب صاحب کی تحریر کسی کو یاد آےگی اور نہ ۲۸ دسمبر کے پچھلے پہر کی پر اسرار صحبتیں -

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ با ایں ہمہ جوش و خروش ' قوم ابتک احمق اور ہر سخت سے سخت فریب کو گوارا کرنے کیلیے طیار ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ انکو بے اطمینانی ہو - ابھی کل کی بات ہے کہ سراغاں خاں نے ترکوں کو مسٹر گلیڈ اسٹون کی وصیت کی تعمیل کا حکم دیا ' آج وہ ایک لاکھ روپیہ قرض دے رہے ہیں اور ہم کو پوری امید ہے کہ بے وقوف قوم کو خوش کر دینے کیلیے یہ کافی ہے -

سخت ضرورت ہے کہ قوم بغیر فرصت کو ضائع کیے ہوے نواب صاحب قبلہ کی شہادت پر متوجہ ہو ' اور یا اسکی تائید کرے - یا تسلیم کرلے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے جھوٹ ہے -

(سر جیرد لوتهر) اس حکومت کا کونسل ہے ' اور اس نے مختار بنکر یہ کہکر اس طرح دهوکے میں رکها تها کہ " جنگ کیلیے ترکی کوئی طیاری نہ کرے ' ہم ریاستوں کو کسی طرح جنگ شروع کرنے نہ دینگے " اور اسلیے خواہ کتنے هي پردے ڈالے جائیں ' مگر ہم اس حکومت کو بیک نظر شناخت کرلے سکتے هیں ' جس نے ترکوں کي اس درد انگیز شکست کے اسباب فراہم کیے -

پهر ان تمام باتوں کو جانے دیجیے - ہم ہز آنر کي خاطر اس حکومت کے پہچاننے سے کیونکر انکار کردیں ' جسکا وزیر اعظم سلانیک کے فتح کي خبر سنکر اپنے مقدس صلیبي خوشي کے جوش کو دبا نہ سکا اور قسطنطنیہ کے فتح کي اس امید نا کام و رسوا کن کا اعلان کردیا ' جسکے ابتک پورا نہونے کي شرمندگی کو تو همارے ہز آنر بالقابہ کا دل بهي ضرور محسوس کرتا هوگا ' گو مواعظ و نصائح میں اسکے اظہار کا کوئي موقع نہو -

پهر اگر ہز آنر کي محبت فرمائیوں کي خاطر اس واقعہ کو بهي فراموش کردیں ' تو اس یاد داشت کا کیا جواب هوگا ' جسکے نیچے " مسیحي اتحاد " کے تمام دستخطوں کے ساتهہ سب سے بڑي " اسلامي سلطنت " کے بهي دستخط تھے ' اور جسکا یہ مضمون تها کہ ترکي فوراً تمام مفتوحہ اور غیر مفتوحہ مقامات بلغاریا کے حوالہ کردے ؟ کیا ہز انر چاهتے هیں کہ پانچ ہزار مسلمان عورتوں کو ایک مسجد میں جلا دیا جاے ' سر ایڈورڈ گرے کي صمم بکم بارگاہ سے جواب دیا جاے کہ " ہم کچهہ نہیں کرسکتے " اور پهر بهي ہم اپنے تئیں اپنے ناصحوں کے هاتهہ میں چهوڑ دیں تاکہ وہ هماري آنکهوں پر باطمینان پٹي باند هیں اور کانوں کو آهني چادروں سے بند کردیں ؟

اصل یہ ہے کہ نصیحت کرنا آسان ہے مگر درد مندوں کے دل کو سمجهنا مشکل ہے - ہز انر نے نصیحت فرمائي کي مشق تو خوب کرلي ' لیکن دلوں کے سمجهنے کي مشق باقي ہے :—

بزیر شاخ گل افعي گزیدہ بلبل را
نوا گران نخوردہ گزند را چہ خبر ؟

ہز انر اللہ کا شکر کریں کہ خدا نے انکو اس قوم میں پیدا کیا ہے ' جو همارے اقبال مرحوم کي جانشین ہے ' اور هماري کهوي هوي متاع سے جسکي دکان کي آرائش هوئي ہے - قوت و حکومت کا جو خلعت همارے جسم پر راس نہ آیا ' قدرت نے وہ اسکے کاند هوں پر ڈالدیا -

هر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
چا کیست بجیب هوس انداختہ ما

انکو ہم بدبختوں کے دل کي تپش کیا معلوم ؟ اقبال و کامراني کے بستر پر آرام کرنے والے ' خاک محرومي و مذلت پر لوٹنے والوں کا درد دل نہیں سمجهہ سکتے - بہتر ہے کہ وہ هماري فکر میں اپنا عیش تلخ نہ کریں ' اور ہم کو هماري حالت پر چهوڑ دیں - ہم اپنے ناصحوں کو دیکهہ چکے هیں اور اب کسي نئے تجربے کي ہم میں همت نہیں -

(ہز انر) براہ نوازش فرض کریں کہ ترکي کے کسي ارمني گرجے کے گنبد کا مثلث کلس ترکي توپوں کي زد سے گر گیا هو ' یا کسي مقدس پادري کو پهانسي پر چڑها کر ' اسکا موقعہ دیا گیا هو کہ اپنے خداوند مصلوب کي سنت ادا کرنے کا شرف عظیم حاصل کرے - یا گرجے کے احاطے کے اندر پانچ ہزار " مقدس کنواري " کے پرستاران جمیلہ کے ساتهہ وهي سلوک کیا جاے ' جو فلاکت زدہ البانی عورتوں کے ساتهہ کیا گیا ہے - اور اسکي نسبت هاوس اف کامنس میں حکومت کو جب توجہ دلائي جاے کہ اسلام کي اس بربرانہ خوں ریزي اور وحشیانہ ظلم و تعدي پر کیوں خاموشي اختیار کرلي گئي ہے ؟ تو سر ایڈورڈ گرے جواب دیں کہ " ایک غیر طرفدار حکومت کیلیے یہ محال ہے کہ وهاں جاکر اسکا انسداد کرے "

ہز آنر اپنے قلب مبارک پر هاتهہ رکهکر فرمائیں کہ ایسي حالات میں انکے خیالات اپني قومي حکومت کي نسبت کیا هونگے ؟

(ہز آنر) کسي ایسے " مسیحي اتحاد " سے بالکل بے خبر هیں جو اسلام کو مٹانے کیلیے کیا گیا ہے ' اور اسکو صرف چند فتنہ انگیز مفسدوں کا اختراع سمجهتے هیں - یہ اچهي بات ہے ' اور هندوستان میں همارے حکمران یورپ اور انگلستان کے واقعات سے عملاً لاعلم هي رهیں تو انکے اور همارے ' دونوں کیلیے بہتر ہے - لیکن افسوس کہ جس طرح ہز آنر اپنے آپ کو اور همکو ' دونوں کو یورپ کے " بین الاقوامي " فلسفۂ سازش کے سمجهنے سے قاصر سمجهتے هیں ' ویسا هي ہم بهي خود اپنے تئیں اور انکو ' دونوں کو واقعات کے قدرتي اثر کے محو کرنے سے بهي قاصر پاتے هیں - ہز آنر کي قدرت سے باہر ہے کہ وہ " مشرقي مسئلہ " کي اس پوري تاریخ کو ہم سے چهپا سکیں جو گذشتہ نصف صدي کے " بین الاقوامي مسائل " کي اصلي محور رهي ہے - سلطان عبد الحمید نے ممالک غیر کي خبروں اور یورپ کے اخباروں کي فوج میں اشاعت بند کردي تهي ' مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے ہم شکر گذار هیں کہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے - پس جو کچهہ همیں معلوم ہے ہم اس بارے ہز آنر کي تصدیق و تغلیط کے محتاج نہیں -

فرڈنینڈ اور شاہ یونان اعلان جہاد کرتا ہے ' جس طرح چوتهي صلیبي جنگ میں پادریوں کے گروہ جنگ مقدس کا صبح و شام وعظ سناتے ' اسي طرح بلغاري اور سروي پادري فوج کے ساتهہ ساتهہ بائبل در بغل سفر کرتے هیں ' لیکن تمام یورپ کي فضا میں ایک صداے اعتراض بهي نہیں اٹهتي - یہ کیا ہے ؟ اگر شیخ الاسلام بهي بلغاریا کے مقابلے میں اعلان جہاد کردیتا ' تو کیا انگلستان اور یورپ کي حکومتیں خاموش هو رهتیں ؟

با وجود اسکے انگلستان سے مسٹر (بکاٹن) ممبر پارلیمنٹ صوفیا جاتے هیں اور اعلان کرتے هیں کہ " تمام انگریز اس جنگ میں بلقان کے ساتهہ دل سے شریک هیں ' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے آنے والے هیں "

انگلستان میں پادریوں نے اتوار کے دن بلقانیوں کي فتح و نصرت کي دعائیں مانگیں - جنوبي ویلز کے بشپ نے نٹنگهم میں تقریر کرتے هوے کہا :

" ترکي کے عیسائیوں کي حالت اب نا قابل برداشت ہے - ضرور ہے کہ اعلان جنگ کیا جاے - لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے "

مسٹر لاید جارج اور وزیر مال اس انجمن کے قائم کرنے میں شریک هوتے هیں ' جو ویسٹ منسٹر میں بلقانیوں کي حمایت کیلیے قائم کي گئي تهي ' اور انگریزي پارلیمنٹ کے ممبر اسمیں حصہ لیتے هیں - اس انجمن میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ " بلقاني حق بجانب هیں ' نتیجہ خواہ کچهہ هي کیوں نہو ' مگر مقدونیا ضرور آزاد کردیا جاے گا "

رهي انگلستان کي عام پبلک ' تو ابهي کل کي بات ہے کہ (پال مال گزٹ) نے لکها تها :

" همارا اصلي فرض یہ ہے کہ عیسائیوں کي مدد کریں - بیشک یہ هماري دلي تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقاني عیسائي بهائیوں کو دیکهیں کہ وہ اسي طرح اس نعمت سیادت کو اوانہ رہے هیں ' اور مشرقي و جنوبي یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے هیں ' جس طرح انکے بهائیوں نے کبهي اسپین کو عربوں سے پاک کیا تها "

افکار و حوادث

— * —

ناصح مشفق

— * —

مسلمانوں کے اگر دشمن بڑھتے جاتے هیں تو خوشی کی بات هے که نئے نئے دوستوں کی بھی کمی نہیں - منجمله انکے ایک نئے دوست دلنواز اور ناصح مشفق صوبجات متحده کے جدید فرمانروا هیں - کیا هوا اگر (مرڈیی نکد) همارے خلاف اعلان جهاد مقدس کرتا هے' کیونکه (سرجیمس مسٹن) بھی موجود هیں' جواسکو بالکل غلط بتلاتے هیں -

هم سمجھتے هیں که هز انر جیسے اس صوبے کے تخت فرماں روائی پر متمکن هوے هیں' انکا زیاده وقت همارے هی فکر میں بسر هوتا هے - وه ایک صوبے کے حکمران هیں جس میں مسلمان بستے هیں' پس انکو بڑی پریشانی هے که کہیں گمراهیوں میں مبتلا هو جائیں - اسلیے انکا کوئی وعظ ... مشفقانه و حکیمانه سے خالی نہیں جاتا - وه همارے قومی کالج کے پیٹرن هیں' اسلیے انکو به حیثیت ایک مسلمان فقیهه کے طلباے کالج کیلیے فتوا دینا پڑتا هے که ترکوں کے غم میں روزه رکھنا جائز نہیں' مزید براں یه که صحت کیلیے بھی مضر هے - انکو " اسلام کی شاندار روایات " کے تحفظ کی سب سے زیاده بے چینی هے' اسلیے علی گڈه کالج کے وعظ میں ارشاد هوا تھا که اپنے اقبال کی گذشته باتیں بھول جاو' اور اب ارشاد هوتا هے که ... دنیا میں هو رها هے اسکو بھی بھلادو !

پچھلے دنوں گورکھپور میں وعظ فرماتے هوے آپ اپنے اس دلر محبوب کو فراموش نه کرسکے !

ذکر میرا مجھسے بہتر هے که اس ... میں هے

هز انر نے فرمایا :

میں یہاں کے مسلمان حضرات کو ایک دوستانه مشوره دینا چاهتا هوں - مسلمانوں کے دلوں کو بہادر ترکوں کی شکستوں اور زخمیوں اور بیواؤں کی حالت زار سے سخت چوٹ لگی هے' جس سے آپ نے عملی همدردی کا ثبوت دیا هے - مصیبت زده لوگوں کی دست گیری کے لیے چنده دیجئے - هندوستان کے مسلمان یه چاهتے هیں که اس قضیه میں ترکوں کے حق میں باعزت صلح هو - برٹش گورنمنٹ ان کی اس خواهش سے متاثر هوکر فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کررهی هے' مگر اس دور افتاده حصه دنیا میں نه تو آپ جانتے هیں' اور نه میں جانتا هوں که بین الاقوامی مسائل کیسے پیچیده اور نازک هوتے هیں ؟ پھر یورپین سلطنتوں ... کی مخالفت کا یه الزام دینا اور یه کہنا که ... دشمنوں کو صلح کے لیے مجبور نہیں کرتیں' ... بے انصافی هے - اس وجه سے مجھے یه دیکھه کر رنج هوتا هے که مسلمان اخبارات میں لکھنے اور جلسوں میں تقریریں ... بے سوچے سمجھے باتیں کہتے هیں - ان ... سے ظاهر هوتا هے گویا تمام یورپ ترکوں کا دشمن هے' جس نے ان کے مٹانے کی قسم کھائی هے' مگر در اصل یه بات بالکل بے بنیاد هے - مگر وه لوگ جوش اور غصه سے ایسی باتیں کہتے هیں' اسلیے قابل درگذر هیں "

معلوم هوتا هے که آج کل مسلمانوں کو نصیحت کرتے هوے یه بات کچھه لازمی طور پر ضروری سمجھه لی گئی هے که سب سے پہلے **چنده** ... و ترغیب ضرور بلند کردی جاے - ابھی چند دن گذرے هیں که (سر آغا خان) نے همکو نصیحت کی تھی - هز آنر کی طرح وه بھی مسلمانوں کے حکمران هیں - لیکن انکی تمہید بھی بعینه یہی تھی که چنده دو - شاید جو نصائح حقیقی آگے چلکر ارشاد هوا کرتے هیں' انکے لیے مخاطب میں استعداد سماعت پیدا کرنے کیلیے اس تمہید دلپذیر سے کام لینا ناگزیر هے -

بہر حال نصیحت کی صدا خواه کہیں سے آے' اسکا جواب شکر اور پھر عمل هے - شکر کیلیے تو هم بهمه وجوه مستعد هیں' اور جب انگلستان کے بڑے بڑے حکمران عهده داروں کو یاد کرتے هیں' تو هز آنر کی شکرگذاری اور زیاده بڑھجاتی هے - کیا هوا اگر هز انر کو هماری چند باتیں پسند نہیں' لیکن تاهم انکو " دروازۂ مسیحیت " کے نظارے کا تو شوق نہیں هے ؟

اب رها عمل' تو افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا هے که تو هم اسکےلیے طیار هوں' لیکن همارے چاروں طرف کے اسباب اسکے لیے طیار نہیں هیں - هز انر همارے کانوں کو اپنے نصائح سنا سکتے هیں' لیکن دماغوں سے هماری عقلیں چھین نہیں سکتے - وه اپنی دوستانه نصیحت کے پیچھے اپنی قوت حکمرانی کا گرز گراں رکھه سکتے هیں' لیکن هماری آنکھوں پر پرده نہیں ڈال سکتے - انکے اختیار میں هے که غلط کو صحیح بتلادیں' مگر انکے لیے ابھی اس قوت کو حاصل کرنا باقی هے که سچ کو جھوٹ ثابت کردیں - وه اگر کہیں که هماری عقلیں ضعیف اور همتیں پست هیں' تو هم مان لیں گے' کیونکه اسکا بڑا ثبوت یہی هے که وه همکو نصیحت کر رهے هیں' لیکن اگر وه کہیں که هم عقل سے بالکل محروم هیں' تو اسے تسلیم کرنے کیلیے ابھی طیار نہیں - البته اگر نصیحت فرماؤں کی نصیحت کا' اور مخاطبین کی سماعت کا یہی حال رها' تو عجب نہیں که وه وقت بھی آجاے - اور یه پھر انکی مزید خوش قسمتی هوگی -

سنه انیس سو تیره میں ایک صوبے کا حکمران اپنی سرکاری تقریر میں هم سے خواهش کرتا هے که واقعات کو جھٹلاؤ اور دنیا کو بھول جاؤ اور خود یه بھول جاتا هے که الحمد لله اب اسکے مخاطب شمالی نائجیریا کے وحشی نہیں هیں' بلکه هندوستان کے لکھنے پڑھنے والے انسان هیں ! انسانی جراتوں کی اس عجیب ترین مثال کو کیا کہا جاے ؟ وه کہتے هیں که " اس دور افتاده ملک میں نه آپکو اصلی حالات معلوم هیں اور نه مجکو " ... هے که مسلمانوں کی خیر خواهی کے افکار و تردداث سے هز انر ... کی مہلت نه ملتی هو' نه وه حالات معلوم کریں' لیکن الحمد لله که هم کو معلوم هیں - هم جانتے هیں که طرابلس کی جنگ کیونکر چھڑی اور وه کون حکومت تھی جو اس جنگ سے اصلی فائده اٹھانا چاهتی تھی ؟ هم کو یاد هے که ۲۶ - اکتوبر کو عیسائی تهذیب و تمدن کے ایک جنگی مشنری نے طرابلس میں خون کا سیلاب' اور انسانی لاشوں کی دیواریں کھڑی کردیں' اور انگلستان کی ... پرست مدنیت کے بنے هوے پتلوں میں سے کسی کو شرم نه آئی که سنه ۱۸۹۸ - کے انگریزی فتنۂ مسیحی کو یاد کرکے اٹلی سے ... - هم اس حکومت کو اچھی طرح پہچانتے هیں جسکے سامنے اسکے ایک نئے آشنا نے ایران میں (ثقة الاسلام) کو پھانسی دی اور مسلمانوں کی ایک مقدس زیارت گاه کا گنبد گوله باری سے توڑ ڈالا مگر اسکی سوئی هوئی شرم و غیرت کو ذرا بھی جنبش نه هوئی - هماری آنکھیں اس حکومت کے پہچاننے میں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں' جس نے ترکی کو اٹلی سے صلح کرلینے پر مجبور کرنا چاها اور اسکے لیے یه ترکیب اختیار کی گئی که بلقانی ریاستوں نے ترکی سرحد پر قزاقی شروع کردی - هم کو اچھی طرح معلوم هے که

اس صحبت فلکي میں تو یه عجائب و غرائب انجام پا رہے تھے ' اور ادھر زمین کے بسنے والوں کي قسمت سر پیٹ رهي تھی

بگزر ز سعـــادت و نحـــوست ' که مـــرا
ناهیـــد بغمـــزه کشت و مریخ بقهـــر !

(٤)

اصل یه هے که پہلے اجلاس میں جن بعض زبان آوران آزادي نے سرگرم تقریریں کي تھیں ' انکي نسبت لیڈروں نے پہلے هي سمجھه لیا تھا که ابھي ان سنہري تکڑوں کیلیے آگ کي آزمائش باقي هے - ٢٦ - دسمبر کے جلسے میں جبکه لفظوں کي جگه زبانوں سے شعلے نکل رہے تھے ' تو (راجه صاحب محمود آباد) همارے مجلس طراز دوست مسٹر (محمد علي) کو مخاطب کرکے دل هي دل میں ضرور کہتے هونگے :

مجلس طرازیوں کے جدھو'گا سب مزے
تم اتفـــاق سے نہیں تنہـــا اگر ملے

بالآخر انتظار میں زیادہ دیر نہ لگي' اور بہت جلد تنہائي کا " گوشه خلوت " هاتھه آگیا - خلوت ــ اسرار و نیاز محرمانِ مجلس تک تو پہنچے نہیں' هم ایسے غیروں کو کیا خبر؟ تاهم یہاں تک تو تمام راوي متفق هیں که (راجه صاحب) نے اپني شکســت کا اعتراف کیا اور کہا که اگر هرانا هي چاهتے تھے تو هار جانے کا اقرار کرتے هیں - اب اور کیا چاهتے هو ؟ :

بیـــا که ما سپـــر انداختیم اگر جنـــگ است !

کہا جاتا هے که (راجه صاحب) نے کہا تھا که " جب تـــک مسٹر محمد علي رام نه کیے جالیں گے ' کچھه نہیں هونا " یہی سبب هے که اس " خلوت شب " کي بارات کا دولھه انھي کو بنایا گیا ' اور رات بھر " سہرے " کي تزئین و آرایش میں صـــرف هوگئي - خیـــر ' همکو اس سے کوئي بحث نہیں که رات بھر کي بیداري خلوت میں کیا کچھه کیا گیا ؟ هم تو صبح کي چشم خمار آلود ' اور زلف پریشان کي ادائیں دیکھنے والوں میں تھے - اور یه جو اپنے حصے میں آیا ' تو اسپر شاکي بھي نہیں - همارے دوست کے هم وطن بلکه انکے سابق رئیس (یوسف علي خاں ناظم) کا فلسفه اس مـــوقعه کیلیے همیں یاد تھا :

ادائیں شب کي تو سب لوگ دیکھتے هیں ' مگر
هم انکي بگڑي ادائیں سحـــر کو دیکھتے هیں

(٥)

خیر' یه تو اس " شب وصل " کي شام تھي ' اسکے ذکر و بیں جلد نبٹالیجیے ' کیونکه اصلي پر لطف حصه تو اسکے بعد آتا هے ' جبکه رندان بادہ گســـار نے " حجلۂ نیـــم شبي " آراسته کیا ' اور موٹر کاریں بھیج بھیج کر ایک ایک شریک پیماں کي قسمتِ خفته و مژدۂ بادہ گساري سے بیدار کیا گیا :

وقت آں نیست که در حجره بخوابي تنہا !

ذکر عیش بہ از عیش " یعني :

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے !

چشم تصور سے کام لیجیے که دسمبر کے آخري هفتے کي سرد راتیں ہیں ' لیلاۓ شب کي زلف کمر سے گذر چکي هے ' ایک کنج خلوت میں صحبت بادہ پرستي گرم هے ' اور گرم گرم سازشوں کي :

دھري شراب هے ' بیٹھے هیں جا بجا ساقي !

قبل اسکے که آپ کسي مدعي زهد کو الزام دیں' آپ هے کو منصف بناتے هیں که بھلا ایسي توبه شکن اور ولوله انگیز صحبت میں اگر حضرت کسي " دوست " کي توبه نے لغزش کھائي' اور اُس جام عہد

فراموش و مذمت اگانے هي بني' جو کسي کے "دست طلائي" نے پیش کیا تھا ' تو انصاف کیجیے ' آخر پہلو میں دل کس کے نہیں هے ؟ اور پھر یه تو وہ مقام هے که هاروت و ماروت کے قدم بھي ڈگمگا گئے تھے :

ساقیا عربدہ از من ' عالم جوانیها ست !

خود صحبت آرمایان شبینه کا بیان هے که یه بادہ گساري رات کے دو بجے تک جاري رهي تھي - الله الله !! جاڑے کي راتیں اور پچھلے پہر کي "پر اسرار" صحبتیں !! آپ الزام واعتراض کي فکر میں هیں' اور " رات کے دو بجے " کے لفظ سے نہیں معلوم کیسے کیسے خیالات میرے دماغ میں گذر رهے هیں ؟ رات کي تاریکي' پچھلا پہر' رندان ساطر و کہنه مشق کا هجوم' اور بعض نوجوان و نوآموز مدعیان حریف بہ سعل مے پرستي کا یه عالم ! اب کیا کہوں که کیا کہنا چاهتا هوں ؟

مست بر بستـــر من اُفتد و رندان دانند
حالت مســت ' که بر بستر هشیار افتد !

(٦)

اب اُدھر کي سنیے - یہاں تو شب زندہ دارانِ بادہ گساري " صبح خمار " کي اعضا شکنیوں میں کروٹیں بدل رهے تھے' اور ادھر صبح آٹھه بجے هي سے اجلاس کا هال تماشائیان بزم سے بھر گیا - ایک دن پہلے حصول مقصد کیلیے جو تدابیر گونا گوں و بوقلموں اختیار کي گئي تھیں ' منجمله انکے ایک تدبیر خاص یه تھي که جلسه کیلیے ٹکٹ مقرر کردیا گیا ' اور یہاں تک همیں بھي اتفاق تھا ' کیونکه آج اسٹیج پر پردے سے جو پتلیاں نکلنے والي تھیں ' وہ تھیٹر کے امرخته یاد ایکٹروں کي طرح ایک تماشے سے زیادہ نه تھیں ' اسلیے ضرور تھا که (باصطلاح عوام) اس " تماشه گھر " کیلیے ٹکٹ بھي مقرر کیا جاے ' لیکن اسپر طرہ یه تھا که ٹکٹ کیلیے پہلے تو یه شرط لگائي گئي که صبح آٹھه بجے سے پہلے لیے جالیں ' حالانکه جاڑوں میں آٹھه بجے تـــک رات کي کہر سے فضا بھي صاف نہیں هوتي - پھر ٹکٹ کیلیے تھیٹر کے صدر دروازے پر ٹکٹ گھر کي کھڑکي کا اعلان کیا گیا تھا ' لیکن جو لوگ وهاں پہنچتے تھے انسے کہا جاتا تھا که راجه صاحب کے هاں جایئے - راجه صاحب کے هاں سے صدا اُٹھتي تھي که جہاں سے آئے هیں' اسي طرف پچھلے پانوں پھریے :

یاں سے واں ' واں سے یہاں' حکم هوا وصل کي شب
هـــم اٹھـــاتے هي بچھاتے رهے بستـــر اپنـــا !

اس سے غالباً مقصود اصلي یه تھا که ان مشکلات کي وجه سے وہ خیال طبقے کي مجازاني جمع نه هوسکے - یه بھي خبر اڑي تھي که ایک جماعت اس کیلیے باهر سے ٹھیکے پر بلائي گئي هے - ایک جماعت راوي هے که پولیس کي قوت سے بھي کام لینے کا ارادہ کیا گیا تھا - لیکن صبح کو پھر ان تمام انتظامات کے عمل میں لانے کي ضرورت باقي نہیں رهي ' کیونکه رات کے قول و قرار کے بعد سب مطمئن هوگئے تھے ' که جب خیموں میں باهم صلح کرلي هے ' تو میدان جنـــگ میں لڑائي کا اب کیا خوف ؟ (ناظم پاشا) جب ساتھه ملگیا تھا ' تو (کامل پاشا) بے فکر هوگیا تھا' کیونکه اُس نے سمجھه لیا تھا که فوج کي اصلي قوت اسکے هاتھه میں هو یا نه هو' لیکن اس وقت تو ضرور هے -

(٧)

غرضکه آٹھه بجے سے جلسه منعقد' اور " صاحبان حل و عقد " کا منتظر تھا ' لیکن کسي بزرگ کا پته نہیں ' اور اب پته لگے تو کیونکر؟ جس جنگ کیلیے یہاں فوج جمع تھي 'اسکي صلح رات کے دو بجے کي تاریکي هي میں انجام پا چکي تھي - اب جلسے میں شرکت

الهلال

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

حــدیث الغـــاشـــیه

(۳)

نشـہ بیـم شبی کا صبـح خمـــار

یا

یــونیــورسٹـــی فــونڈیشن کمیٹـــی

— * —

وہ " شیفتہ " کہ دھوم تھی حضرت کے زهد کی '
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے !!

(۱)

مرغ اسیر کی گرفتاری اور صیاد بے مہر کی تغافل شعاری کا مضمون همارے سعرا کی بدولت ایک دلچسپ داستان ہوگئی ہے -

فرض کیجیے کہ کوئی قیمتی چڑیا آپکے هزاروں آرزوؤں اور تمناؤں سے پکڑی هو ' اور اسکا مضغۂ ضعیف آپکی مضبوط مٹھی میں اس طرح دبا هوا هو ' کہ ذرا انگلیوں کو اور سخت کیجیے تو غریب کی کاغذی پسلیاں ریزہ ریزہ هو جائیں -

لیکن یکایک آپکو ایک ٹھوکر لگی ' اور اب جو دیکھتے هیں تو هاتھہ خالی ہے ' اور وہ صید ستم سامنے کے کسی درخت کی بلند ٹہنی پر بے فکر و بے پروا بیٹھا هوا چہچہا رها ہے - گویا اسطرح آپکو چیلنج دے رها ہے کہ صیادی کا دعوا ہے ' تو یہاں آکر گرفتار کیجیے ! آپ حسرت سے دیکھتے هیں اور انقلاب حالت پر خونبار هیں ! الله الله ! ابھی چند لمحے پہلے جو مشت پرو بال اپنی زندگی و موت کیلیے همارے رحم کا محتاج تھا ' اب هماری بے بسی و لا چاری پر اپنی ارادانہ پر فشانیوں سے طعنہ زن ہے !

بعینہ یہی حال فونڈیشن کمیٹی کے پہلے اجلاس کا تھا ' وہ صیادان سخت پنجہ ' جنھوں نے قومی ازادی اور جماعتی راے کی سنہری چڑیا کو برسوں اپنی آهنی انگلیوں میں دبا کر مقید کر رکھا تھا اور استبداد گرفت کا یہ حال تھا کہ اف کرنے کی بھی اجازت نہ تھی ' اب چشم تر اور نگاہ خونبار سے دیکھہ رہے تھے کہ ایک هی جست برق رفتار میں انکے قبضے سے نکل گئی ہے ' اور وہ هاتھہ جو کل تک کسی کے پرو بال مقید سے بھرے هوے تھے ' اب خالی هیں - تا کہ جی بھر کے اپنی محرومی اور بے بسی پر ماتم کرلیں !

نا کامی سے بڑھکر نا کامی کے طعنوں کی تکلیف هوتی ہے - ستم یہ تھا کہ یہ بے مہر چڑیا اڑکر چلی نہیں گئی تھی ' بلکہ سامنے کے ایک درخت پر بیٹھی هوئی تھی - ابھی اپنے پروں کو هلا هلا کر یاد دلاتی کہ ابھی پر تھے ' جنکو آپکے قبضے میں حرکت کی بھی اجازت نہ تھی ' لیکن اب کسطرح هوا میں پھیلاے جا رہے هیں ؟ کبھی گردن هلا هلا کر چہچہاتی ' اور اسمیں یہ دلدوز طعنہ مضمر تھا کہ کل تک میری زبان تھی ' جو کسی کے خوف و هیبت سے هلنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی - آج آپکی زبان بھی اسکے سامنے نہلتے هوے کٹ کٹ جاتی ہے !

فانظر کیف کان عاقبة المکذبین !

(۲)

بہر حال انقلاب حالت نے لیڈروں کے کیمپ میں ایک تہلکہ مچا دیا ' پچھلی جاں کی هزیمت سامنے تھی ' اور آئندہ کی خوفناک هزیمتوں کے تصور سے اس " لیڈری " کے " سومنات " کا هر بت لرزاں و ترساں تھا -

فاقبـل بعضهـم علـی بعض یـتلاومون ' قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین ! (۶۸ : ۳۰)
پس لگے آپسمیں ایک دوسرے کو ملامت کرنے ' اور اخر کار سب بول اٹھے کہ هاے هماری کم بختی ! بیشـک هم بڑی نا فرمانیوں اور گمراهیوں میں مبتلا تھے !

تاهم ایک هی رات درمیان میں باقی رهگئی تھی ' اور جو کچھہ هونا تھا ' ضرور تھا کہ طلوع افتاب کی روشنی سے پہلے هی انجام پا جاے - پس جب " سومنات " کے چھوٹے بتوں نے دیکھا کہ همارا عمل کچھہ کام نہیں دیتا ' تو :

قال اوسطهم ' الم اقل لکم لولا تسبحون (۶۸ : ۱۸)
ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا ' کہنے لگا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ اپنے (اُس آخری) معبود کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے (جو تمام مشکلوں کو حل کرنے والا ہے ؟)

یہ اس طرف اشارہ تھا کہ طاقتوں اور قوتوں کے اس " بت اعظم " سے کیوں نہیں خواستگار اعانت هوتے ' جسکی سحرکار آنکھوں کی برق بخشی سے اس مندر کے تمام چھوٹے بڑے سنگی بت طاقت حاصل کرتے هیں ؟

افــرا یتـــم اللات والعـــزی ' ومناۃ الثالثـــة الاخری ؟ (۵۳ : ۱۹)
(پھر) کیا تم نے " لات " اور " عزی " نامی بتوں کو نہیں دیکھا ہے ؟ اور وہ ' جو ایـک (سب سے بڑا) تیسرا بت اور ہے ' اور جسکا نام " منات " ہے ؟

دعا مستجاب هوئی اور بالاخر " اعمال و اشغال مخفیہ " کی یہ عظیم الشان رات اس طرح شروع هوئی کہ سب سے پہلے اس " مقدس عمل تسخیر " کو انجام دیا گیا ' جس کا ظاهری و سادہ نام ظاهر بیں لوگوں کی زبان میں (ڈنر) ہے ' اور هماری اصطلاح میں : بل هی فتنة ' ولکن اکثرالناس لا یعلمون (۱) میں داخل -

(۳)

راویان صداقت شعار اور ناقلان عدالت اثار روایت کرتے هیں کہ یہ " عمل " ساڑھے بارہ بجے تک بجمیع شرائطہ جاری رها :

اور جو کچھہ کہ هوا ' قابل اظهـــار نہیں

" تسخیر کواکب " کے عمل کی مشکلات آپ کو یا همکو کیا معلوم ؟ کسی پوچھیے جنھوں نے اس فن کے علم و عمل ' دونوں میں دستگاہ حاصل کی هیں - پھر مقصد جیسا اهم هوتا ہے ' اتنا هی عمل بھی قوی هونا ہے - اس عمل میں بڑی مشکل یہ تھی کہ " قران السعدین " نہیں ' بلکہ " قران الضدین " کا سامان کرنا تھا ' مریخ اور زهرہ ' دونوں کو جمع کرنا تھا ' اور مشتری کے گرد حلقہ کھینچنا تھا تا کہ " زحل " کے فرمان سے باهر قدم نہ نکالے - بہرحال عامل کا پنجہ سخت تھا ' مریخ اور زهرہ ' دونوں کو ایک دائرے میں جمع کر هی کے چھوڑا ' یہاں تک کہ " زهرہ " نے بایں همہ ناز و عشوہ بلند اسی لیے کیا کہ عین حضرت " مریخ " کے برج کے سامنے ' اپنا رقص درش افکن ستارہ کیوان ایوان کو دکھلائے گی !

(۱) بلکہ وہ ... فتنہ ہے ' مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں -

کي صفوف کي وجهه سے راه مرور اسطرح بند هوگئي تهي ' که وهاں تک پہنچنے کيليے اُتني مدتوں کي جد و جهد مطلوب تهي - خود هم اور خواجه غلام الثقلين اگر اتفاق سے بالکل استيج کے کنارے پيشتر هي سے بيٹهے هوے نه هوتے ' تو تقرير کرنے کا موقعه هي نه ملا هوتا ' کيونکه جتني دير ميں مخالف اٹهکر کنارے تک پہنچنے کي کوشش کرتا ' اتني دير ميں رزوليوشن پاس هي کرديا جاتا (جيساکه بعد کو به جبر کيا گيا)

ايک اور تدبير خاص وه تهي ' جسکے ذريعه موافقت کے چيرز اور مخالفت کا شور و هنگامه پيدا کرنے کي کوشش کي گئي تهي - يعني استيج پر بيٹهنے والي جماعت کا ايک طبقه نيچے مجلس کي مختلف قطاروں ميں متفرق هوکر بيٹهه گيا تها ' تاکه وقت ضرورت مجمع کے هر حصے سے ايک ايک صداے موافق اٹهکر شور مچادے ' اور معلوم هو که هر طرف سے صدائيں اٹهه رهي هيں - اس انتظام کا سلسله اخر مجمع تک موجود رکها گيا تها - استيج کے سامنے کي تمام کرسيوں پر بهي شريکان راز اشخاص بٹهالے گئے تهے ' تاکه اگر کوئي مخالفت ميں تقرير کرے ' تو معاً نيچے سے آوازيں اٹهنا شروع هوجائيں ' اور اسکے هنگامے ميں مجمع کي مخالف صدائيں مدغم هوکر مفقود هوجائيں - چنانچه جونهي آنريبل خواجه غلام الثقلين نے ترميم پيش کي ' گو وه مخالفت ميں نه تهي ' بلکه صرف ترميم تهي ' تو هم شور و غل کي آوازيں معاً سنائي دينے لگيں -

هم نے يه بهي سنا تها (والعهدة على الراوى) که رات کے پيمان و عهد کے بعد بعض ممتاز ازادي خواه اشخاص نے ايک کاغذ اپني تمام جماعت ميں پهرا ديا تها ' جسميں " صحبت نيم شبي " کے صلح نامے کا ذکر تها ' اور لکها تها که اب ۲۶ - کے جلسے کے تمام ازاد خيال لوگوں کو اسي کي تائيد کرني چاهيے ' اور کسي مزيد مخالفت کي ضرورت نہيں - هم نہيں کہه سکتے که کہاں تک يه درست هے ؟ مگر بارہ دري کے دروازے پر جب تکٹ ديکهنے والوں اور آنے والوں ميں هاتها پائي هو رهي تهي ' تو هم شور و غل سنکر باهر نکلے تهے - هم نے اپنے ايک دوست کو ديکها تها ' جنکے هاتهه ميں ايک کاغذ تها ' اور ايک حلقۂ احباب ميں کهڑے باتيں کر رهے تهے - هم نے اينده ارادوں کی نسبت پوچها مگر وه ٹال گئے - والله اعلم بحقيقة الحال -

قصه مختصر يه که بڑے بڑے سامان کيے گئے تهے ' اور چونکه " صلح " هوچکي تهي ' اسليے اب انتظامات خود اُنهي کے هاتهوں انجام پا رهے تهے ' جو ۲۷ - کي شام تک خود فريق جنگ اور " ازاد خيال " جماعت کے سرغنه سمجهے جاتے تهے ' اور در اصل افسوس بهي اسي کا هے :

نيم بسمل اُس نے گو چهوڑا ' تو کچهه پروا نہيں
پر يه غم هے ' اعتبار دست قاتل اٹهه گيا

(۱۱)

بهر حال مجلس جم چکي تو پرده اٹها ' اور اس تماشے کا ايک هي ايکٹ شروع هوگيا - سب سے پہلے همارے عشوه فرما دوست مسٹر (محمد علي) باهر نکلے اور رزوليوشن پيش کيا ' وه بيٹهے تو ميجر (سيد حسن) بلگرامي اٹهے اور تائيد کی :

يکے بدزدي دل رفت و پرده دار يکے !

اب نه ۲۶ - کے معرکے تهے اور نه مويد :

يه لوگ بهي غضب هيں که دل پر يه اختيار !
شب موم کرليا ' سحر آهن بناليا !

۲۶ - کي سه پهر کو همارے دوست کا مزاج بهت گرم تها ' انکي تقرير اتني پر جوش تهي که اسکي بے اعتدالي هم کو بهي ناگوار گذري اور انکے کان ميں کہا که خدا را ذرا لب و لہجه نرم کيجيے - علی الخصوص يه بات همدں کچهه اچهي نظر نہيں آئي که سارا زور " جوش محمد " اور " متين الله " کے صلح پر وه صرف کر رهے تهے اور تقرير صرف صاحبزاده آفتاب احمد خاں صاحب پر شخصي ايرادت کرنے ميں جاري تهي - حالانکه بهتر تها که بغير تشخص و تعين کے وه سب کچهه کہتے - هم کو اعتراف هے که صاحبزاده آفتاب احمد خاں نے اس وقت قابل تعريف ضبط و تحمل سے کام ليا ' اور اپني تقرير ميں ايک لفظ بهي نہيں کہا - گو جلسه انکا مخالف تها ' مگر غصه تو وه شے هے که موقعه شناسي کي مهلت هي کب ديتا هے ؟

ليکن آج انکی تقرير اتني ٹهنڈي تهي که پرسوں جن لوگوں نے انکے جوش کے انگاروں سے اپني انگيٹهياں روشني کي تهيں ' آج انکو آغاز تقرير هی سے جمهائياں آنے لگيں - پرسوں همارے دوست کے هاتهه ميں شامپين کے جام تهے ' آج انهوں نے چاها که ٹهنڈے پاني هي کو والن گلاس ميں بهر بهر کر تقسيم کرديں - سوڈا بهي نہيں -

هم نے تقرير کا پہلا لفظ هي سنکر اپنے قريب کے بيٹهے هوے احباب سے کہديا تها که آج يا تو صرف پاني هے ' يا پاني اسقدر ملا ديا هے که بو اور ذائقه ' دونوں کا پته نہيں .

مرا اے مي فروش آن بيخودي نيست
مگر در باده آبے کرده باشي

سب سے پہلے همارے دوست نے قسميں کهانا شروع کيں که مجهپر خدا کيليے اعتماد کيجيے ' ليکن وه بهول گيے که زياده قسميں کهانا کوئي اچها علامت نہيں سمجهی جاتي کو اچهي علامت هو قسم سمجها جاتي ' پهر بهي ضرورت کيا هے کهانے کي !

همارے دوست کو معلوم نہيں که اعتماد حاصل کرنے کا ذريعه قسموں اور عهد و پيماں ميں نہيں هے ' بلکه کسي اور هي چيز ميں هے - سچا اعتماد پيدا کرنے والوں نے کبهي خود قسميں نہيں کهائي هيں ' بلکه اپني استقامت اعمال کے زور سے اعتماد کي قسميں دنيا سے لي هيں - اس نکتے کو (خانخاناں) نے سمجها تها :

به کيش صدق و صفا حرف عهد بيکارست
نگاه اهل محبت تمام سوگند ست !

الم تر الي الذين يزکون انفسهم ؟ بل الله يزکي من يشاء !

قبل اسکے که کوئي کچهه کہے ' خود انهی نے ڈيپوٹيشن کي تجويز کو " سادي چيک بک " سے تعبير کيا ' اور پهر و اقسموا بالله جهد ايمانهم کا سلسله شروع هوا - کيا يه اسکا ثبوت نه تها که خود انکا ضمير بهي اس وقت عالم اضطراب ميں هے ' اسليے خود هي اپنے سے کہتے هيں ' اور خود هي جواب ديتے هيں ؟ صاف معلوم هوتا تها که آج جو کچهه زبان سے نکل رها هے ' اس سے همارے دوست کو خود بهي حيا آ رهي هے :

ميں اپني چشم شوق کو الزام خاک دوں
تيري نگاه شرم سے کيا کچهه عياں نہيں ؟

(۱۲)

عرضکه دو دن کي فريقانه معرکه آرائي کو اب اور کہاں تک طول ديا جاتا ؟ اسکا فيصله يوں کيا گيا که بين بين طريقه پسند کيجيے که خير الامور اوسطها - کفر و اسلام ' دونوں کو اختيار کيجيے - اهرمن اور يزداں ' دونوں کو رام کيجيے - ايک هي طرف کيوں جهکيے جب دونوں کي خوشنودي حاصل هوسکے ؟ صرف کعبے هي کے کيوں هو رهيے جب بتکدے سے بهي رسم و راه رهسکے ؟ ايک هاتهه ميں زنار برهمن ليجيے اور دوسرے هاتهه ميں سبحه زاهد -

کیلیے کیا ایسی جلدی آ پڑی تھی ' جو جلدی کی جاتی ؟ بہر حال اُدھر رو نمائی میں دیر ' اِدھر مشتاقان دید کی بے صبری ' عجیب کشمکش تھی :

ہوتا ہے از دحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

خدا خدا کرکے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بطور مقدمۃ الجیش کے تشریف لائے - گو خود انکا آنا جلوۂ یوسفی نہ تھا ' لیکن اپنے ساتھ " نسیم پیراہن " کی بشارت ضرور رکھتا تھا - انہوں نے سب سے پہلے " صحبت نیم شبی " کا اعلان کیا ' اور " جنگل میں منادی کرنے والے یوحنا " کی طرح خبردی کہ " راہ صاف کرو کیونکہ آسمان کی پاد شاہت اب قریب ہے ! ! "

(۸)

یہاں تک کہ دس بجے - صدہا نظر ہاے منتظرہ ' اور صدہا ہاے مضطرب کی صفوں سے گذرتی ہوئی " ارباب حل و عقد " کی قطار جلوہ فروش ہوئی ' اور " حجلۂ سازش " (۱) کے تمام " عروسانِ شب زندہ دار " ایک ایک کرکے نظر نواز بزم و انجمن ہوے - چہروں نے پہلی ہی نظر میں ارباب نظر سے رمز فروشی کی کہ رات بھر مین رنگ بدل چکے ہیں :

شب تو شراب خوردہ ' با تو صد نشانیہا ست !

انہی میں ہمارے شیوہ طراز دوست مسٹر (محمد علی) بھی تھے - صحبت نیم شبی کا خمار آنکھوں میں ' اور شب بیداری کی افسردگی چہرے پر - جی میں آیا کہ بڑھکے پوچھیں :

تو شبانہ می نمائی ' بہ بر کہ بودی ام[illegible] ؟
کہ ہنوز چشم مستت اثر خم[illegible]رد !

لیکن ہمارے دوست نے اپنی ایک رات کی حریف پرور اداؤں سے نئے دوستوں کا ایسا حصار ہجوم پیدا کرلیا تھا ' کہ اب اسکا موقعہ ہی کب باقی رہا تھا ؟

جو کام میں غیر کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں !

(۹)

در اصل اب فونڈیشن کمیٹی کی تمام بحث آکر اسپر ختم ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر میجر (سید حسن) بلگرامی کا رزولیوشن منظور ہو یا غیر منظور - تمام دیگر مسائل طے پا چکے تھے ' اور اصلی پتھر جو ارباب کار کو حصول یونیورسٹی کی راہ میں نظر آتا تھا ' یہی رزولیوشن تھا -

اس رزولیوشن کا مقصد فی الحقیقت کسی قومی یونیورسٹی کیلیے اصل مبنیٰ ' اور بمنزلۂ بنیاد کار کے تھا ' یعنے گورنمنٹ کے اختیارات کا مسئلہ - رزولیوشن کے الفاظ یہ تھے :

" قوانین کالج کی دفعہ ۴۱ - ضمن ۵ - میں جو اختیارات اسوقت پیٹرن کو حاصل ہیں ' انسے زیادہ اختیارات یونیورسٹی کی صورت میں ' حضور ویسراے کو بحثیت چینسلر نہ دیے جائیں "

میجر صاحب نے اس تجویز کو بعد از ہزار سعی و مجاہدت پیش کیا ' اور تمام آزاد خیال طبقے نے (جو قوم کو قومی یونیورسٹی کے دھوکے میں ایک گورنمنٹ یونیورسٹی خرید نے سے بچانا چاہتا تھا ' اور جسکی قیمت میں علی گڈہ کالج بھی ہاتھ سے جاتا تھا) ساتھ دیا اور آخر تک ساتھ دینے کیلیے طیار تھا - اب جو وہ تشریف لاے ' تو اسٹیج پر آتے ہی میں نے انسے پوچھا : فرمائیے کیا ارادہ ہے ؟ کہا کہ " صلح کاری کے ساتھ کام کرنا بہتر ہے ' اور مجکو یقین دلایا گیا ہے کہ بحالت موجودہ میرا رزولیوشن پاس نہیں ہوسکتا " (حالانکہ آخری خیال درست نہ تھا)

میں نے اسی وقت " انا للہ " کا جو پرسوں کی شام کو زباں پر گذرا تھا ' اعادہ کیا ' کہ اپنے قیاسات کی پوری تصدیق ہوگئی - اب " صلح " کی خواہش ہے ' گو تمام یورپین ترکی ہاتھہ سے جاے -

میجر صاحب کانفرنس کی صدارت کیلیے تشریف لاے تھے ' اور فی الحقیقت جس قابلیت اور صداقت کے ساتھ انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ' وہ انکی عظمت کیلیے بہت بڑی چیز ہے - پس بہتر تھا کہ وہ فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں حصہ نہ لیتے اور اس رزولیوشن کو پیش ہی نہ کرتے - وہ نئے نئے قوم کے سامنے آلے اور آتے ہی اپنے تئیں ایک آزمایش میں ڈال دیا ' حالانکہ آزمایش کی راہ دوسری ہے :

عاشقی شیوۂ دندان بلاکش باشد

۲۶ - کی سہ پہر کو ہمیں خیال ہوا تھا کہ کہیں میجر صاحب کی استقامت " ارباب حل و عقد " کے مقابلے میں مرعوب نہ ہوجائے ' ہم نے خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنی تجویز میں ترمیم پسند کرینگے یا واپس لے لیں گے ' تو معاً کوئی دوسرا شخص اسکو پھر پیش کردیگا - لیکن افسوس کہ ۲۸ - کی صبح کو حالت بدلگئی - ہم ایک شعر یاد کرنے لگے ' جسکا پہلا مصرعہ یاد نہیں آتا تھا - دوسرا مصرعہ یہ ہے :

اگر ماند شبے ماند ' شبے دیگر نمی ماند

(۱۰)

با وجودیکہ مجلس " نیم شبی " کے قول و قرار صلح سے دل مطمئن اور منصوبے قوی تھے ' لیکن پھر بھی جنگ کے اجرا کا خوف دلوں میں باقی تھا - اسکے لیے علاوہ اور بہت سی تدابیر مختلفہ کے جو بارہ دری کے دروازے اور خود اندر بھی کی گئیں تھیں ' ایک خاص تدبیر خود اسٹیج پر بھی ارادوں کی مخبری کرتی تھی - دو قطاروں کی مسقف پلٹنیں پریسیڈنٹ کی کرسی اور میز کے چاروں طرف فرش پر بٹھائی گئی تھیں ' اور نہیں معلوم اس بلغاری محاصرہ کا (ایڈریا نوپل) کونسا تھا ؟ بعض اشخاص جو کل تک جلسوں میں اپنی پگڑیوں کے ذریعہ ممتاز تھے ' ہم نے خاص طور پر دیکھا کہ آج کے پیش آنے والے واقعات ع[illegible] مدیدہ ہوکر ترکی ٹوپی کے یونیفارم سے لیس ہوکر آے تھے - شاید اسلیے کہ اوروں کے پگڑی اتارنے سے پہلے خود ہی اتار بیٹھیں ' یا اسلیے کہ جنگ کے موقعے جس مستعدانہ چستی و چالاکی کے خواہاں ہوتے ہیں ' انکے لیے پگڑی کے وود گسل پیچ مناسب حال نہیں -

ہم نواب (وقار الملک) بہادر کے پیچھے ہی بیٹھے ہوے تھے - ہم نے دیکھا کہ اس حالت کو بطور خود نواب صاحب قبلہ نے محسوس فرمایا ' اور ان لوگوں سے باصرار کہا کہ اسطرح نہ بیٹھیں ' غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ اس سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں (مگر یہ آخری جملہ یقینی طور پر یاد نہیں ' ممکن ہے کہ کسی اور نے کہا ہو) لیکن وہ نبرد آزمایان جنگ ' جو آج اپنے دست و بازو کے جوہر دکھلانے کیلیے جمع ہوے تھے ' بھلا ان نصائح و احکام کی کب پروا کرنے والے تھے ؟

اس ہجوم و حصار سے ایک خاص مقصود بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اگر کوئی شخص مخالفت میں تقریر کرنے کیلیے آمادہ ہو ' تو اسکو بر وقت اسکا موقعہ ہی نہ ملے ' کیونکہ اول تو مقرر کیلیے کھڑے رہنے کی کہیں جگہ ہی نہ تھی - دوسرے اس محاصرے

---

(۱) سازش کا لفظ شاید پہلے بھی کہیں گذر چکا ہے - لیکن یہ میری جانب سے نہیں ہے ' بلکہ بعینہ نواب صاحب قبلہ کا لفظ ہے - جو انہوں نے اپنے مضمون میں دو جگہ استعمال فرمایا ہے - منہ -

ناموران غزوۂ بلقان

انقلاب عثمانی

(٤)

(انور بے کی طلبی سے ورود قسطنطنیہ تک)

—.*.—

(مقتبس ... مصر جرائد ... و مراسلۂ ...)

— * —

تبارک الذي بیده الملکوت ' و هو علی کل شی قدیر !

—:*:—

انقلاب پر اتنے ہفتے گذر گئے - اس عرصے میں عربی اخبارات کے مضامین ' ٹائمس اور ڈیلی ٹیلی گراف وغیرہ کے نامہ نگاروں کی مراسلات ' اور اور مختلف ذرائع سے آئی ہوئی معلومات شائع ہوئی رہیں ' لیکن با ایں ہمہ اصلی عقدہ اب تک لاینحل ہے !

عمل انقلاب کے دن جو واقعات گذرے ' انکی صحیح روایت کا تجسس بعد کو ہو رہے گا - وہ عقائد پیش آئے اور وہ واقعات ہیں جو روز روشن میں سب کو نظر آئے - لیکن اس سربستہ طلسم کی اصلی گرہ یہ ہے کہ جو کچھ پردے کے باہر دیکھا گیا ' اسکا ساز و سامان ' پردے کے اندر کیونکر کیا گیا ؟ یہ ایک میدان کارزار تھا ' جس نے صلح اور فتح و شکست کا فیصلہ کر دیا ' لیکن وہ کون تھا ' جس نے شب کی تاریکی میں اسکا نقشہ مرتب کیا ؟ یہ ایک لمحۂ الہی کی حفاظت ' اور تحت خلافت کے بقا کیلیے فرح الہی کا دن تھا ' اور ضرور تھا کہ اسکو نجات دینے کیلیے دست خالق کسی دست مخلوق کو اپنا آلہ بنائے - پس اس نے بنایا اور اپنی تلوار اپنے بندوں کے ہاتھوں میں پکڑا دی ' لیکن پھر وہ کون تھا ' جو اس نیابت الہی کا مستحق ہوا ' اور جسکے دست حق پرست نے " سیف اللہ المسلول " سے ملقب ہونے کا استحقاق پیدا کیا ؟

اس آخری سوال کے جواب میں بغیر کسی تامل کے کہا جاسکتا ہے کہ (انور بے) - لیکن پھر نصرت الہی کی یہ قوت قاہرہ ' اسلام پرستی اور خدمت ملی کا یہ مجسمۂ وحید ' عمل و معدومات ... کیلیے یہ ایک برق اعجاز ' یعنی (انور بے) اندرون طرابلس اور صحراے لیبیا سے کیونکر باسفورس کے کنارے پہنچ گیا ؟

ان سوالات کا اب تک ابھی سے جواب نہیں ملا ' کیونکہ وہ اصلی عقدہ ہے ' جو اب تک لاینحل ہے اور جب تک حل نہو ' اس وقت تک ہم اس انقلاب محبوب و عزیز کے متعلق بالکل تاریکی میں ہیں -

لیکن میں آج اسے حل کرونگا ....

* * *

انجمن اتحاد و ترقی کی وزارت کی شکست کے ساتھہ ہی جنگ بلقان شروع ہوئی تھی - گروہ فریقانہ مناقشات کا ایک شدید ترین دور تھا ' تاہم ماہ ... ہرکاہ بمجرد اعلان جنگ کے اتحاد و ترقی نے اپنا اعلان صلح شائع کر دیا تھا اور لکھدیا تھا کہ چونکہ حکومت کو غیروں سے مقابلہ پیش آگیا ہے ' اسلیے اب آپس کی رنجشیں بھول جانا چاہئیں -

جاوید بے ' طلعت بے ' اور خلیل بے ' فوج میں داخل ہوگئے تھے - لیکن با ایں ہمہ (کامل پاشا) کی وزارت نے ریاست ہاے بلقان سے لڑنے کی جگہ انھی کو اپنی اصلی جنگ کا نشانہ قرار دیا ' اور انکی جانب سے گذشتہ باتوں کے بھولنے اور نئی کاوشوں کو دور کرنے کی جتنی زیادہ کوشش ہوئی ' اتنی ہی کامل پاشا نے اپنے حاکمانہ اقتدار سے سختیاں شروع کردیں - کامل ایسا کرنے کیلیے مجبور تھا - وہ ایک پتلی تھی ' جسکی ڈور انگلستان کے ہاتھہ میں تھی ' اور اس نے کامل کو اسلیے وزیر نہیں کرایا تھا کہ اپنے مقدونی پیش روؤں سے لڑائے ' بلکہ اسلیے کہ ملک کی اصلی محافظ جماعت (اتحاد و ترقی) کو نابود کردے -

سب سے پہلے پریس پر مصیبت آئی ' اخبارات بند کردے گیے پھر جلا وطنیاں شروع ہوئیں ' فرضی مقدمات قائم کیے گئے - ایک فوجی عدالت شدید وقتی ضرورت کی فرضی توجیہہ سے کھول دی گئی ' اور سب سے آخر یہ کہ ایک فرضی سازش کا الزام رکھکر گرفتاریاں شروع کردیں

فی الحقیقت اس چند ماہ کی فرصت میں انجمن اتحاد و ترقی کی قوت کو دائمی طور پر کچل دیا گیا تھا ' اور (پیرا) کا (انگلو ترکش) اتحاد اپنے دیرینہ مقصدوں میں کامیاب ہوگیا تھا ' لیکن تاہم اس جڑ کے کچھہ ریشے زمین کے اندر باقی رہگئے تھے ' اور صداقت کی ایک چنگاری بھی باقی رہجاتی ہے ' تو آتشکدہ بننے کیلیے کافی ہے



عساکر انور بے درنہ میں روانگی سے پہلے

یعنی ایک هاتهه ایمان سے ملائیے اور دوسرا رقف مداهنۂ نفاق بعنی ایک هاتهه میں " جام غلامي " اور دوسرے میں " سندان حریت "

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
هر هوسناکے نداند جام و سندان باختن

مذبذبین بین ذالک ' لا الی ھا ولاء ' ولا الی ھا ولاء ! (۴ : ۱۴۲) .

معشوق ما بشیوه هر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاهد نماز کرد

نومن ببعض ونکفر ببعض ' و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا (۴ : ۱۵۰) بعض باتوں میں راه ایمان اختیار کرینگے اور بعض میں راه کفر ' وه چاهتے هیں که ان دونوں کے درمیان کوئي تیسري راه اختیار کریں -

حقیقت یه هے که اس " جمع اضداد " کي راه نهایت مشکل هے - ایک هاتهه میں جام باطل پرستي رکهیے ' اور دوسرے میں سندان حق پرستي ' اور دونوں کو باهم زور زور سے ٹکرایئے ' مگر شرط یه هے که باطل کے جام بلوریں میں بال تک نه آے ' اور سندان حق پرستي بهي هاتهه سے الگ نهو !

هر هوسناکے نداند جام و سندان باختن !

اوروں کي خبر نهیں ' مگر اپني کمزوري کا تو همیں صاف صاف اعتراف هے - اس شعبده بازانه چابک دستي کي مشق کیلیے بڑي بڑي قابلیتوں کي ضرورت هے ' بد مقامات عالیه هم کو ابهي تک حاصل نهیں هوے -

(۱۳)

سیکرٹري صاحب کي تائید کے بعد میں نے تقریر کرني چاهي ' لیکن خواجه غلام الثقلین صاحب نے کہا که وه روزلیوشن کي نسبت ایک ترمیم قلمبند کرچکے هیں ' اسکو پیش کرینگے - چنانچه خواجه صاحب نے نهایت خوش اسلوبي کے ساتهه تقریر کي اور دانشمندانه طریقه سے بعض اختیارات مهمه کے محفوظ رکھنے کي ضرورت واضح کي - لیکن انتظامات مخفیه سرگرم کار تھے - مخالفت کي آوازیں اٹهنا شروع هوگئیں -

اس عرصے میں ' میں کیا سوچ رها تها ؟ [illegible] کي تصدیق هوچکي تهي ' اور معلوم هوگیا تها که آزاد خیال پارٹي کي قوت کو شکست دینے کیلیے ایک عنصر [illegible] - پهر اور جو جو تدبیریں ۲۶ - کے مدعیان آزادي اور [illegible] ایمان حریت کو اپنے قابو میں لانے کیلیے کي گئی هیں ' [illegible] کامیاب هوگئي هیں - ایک پورا جال هے ' جسمیں [illegible] پهانس لیے گئے هیں - پهر کیا رنگ بدلا دوں [illegible] میں بهي خاموش هوجاوں ؟

یه ایک صفت تهي هر دل عزیزي اور احسان [illegible] کي جو [illegible] نقصان کے حاصل هوتي تهي - [illegible] آزادي و حق پرستي سرجهکا چکے تهے ' اور اب اس حق و باطل کے [illegible] هي کا نام " حق خالص " تها ' پس آزاد خدا کي

حق پرستي پر کوئي آنچ نهیں آتي هے ' اور هر دل عزیزي کي دولت هاتهه آجاتي هے - حق بهي اپنے هي حصے میں آتا هے ' اور باطل کا دامن بهي نهیں چهوٹتا - پهر کیا مضائقه اگر چند لمحوں کي [illegible] سے مدتوں تک هم دینے والي کمائي پیدا کرلي جاے ؟

یه خیالات تهے جو اس موقعه پر قدرةً هر دماغ میں گذر سکتے تهے ' [illegible] کو فوت کا ایک لمحه بلکه بهي دعوا نهیں ' تاهم اس کي [illegible] شیطانیه کیلیے تو الحمد لله اپنے پهلو میں ایک قوت رکهتا هوں -

" هر دلعزیزي " کي خواهش سب سے بڑا " شیطان " هے جسکي ایک نگاه گرم کے ساتهه هي همتوں اور استقامتوں کي بڑي بڑي چٹانیں [illegible] بهه جاتي هیں ' لیکن جس دن میں نے اپني پهلي آواز [illegible] کي ' اسي دن سے اپنے پانوں کو راه حق کرلي کي اس اولین

[illegible] سے آزاد کر لیا ' اور استقامت کي توفیق الله کے هاتهه میں هے -

میرے عقیدے میں " هر دلعزیزي " کا زیاده صحیح نام " منافق " هے اور یه محال قطعي هے که ایک شخص " حق گو " بهي هو اور پهر بزم ایمان و کفر ' دونوں میں هر دلعزیز هو - جو لوگ چلنا چاهتے هیں ' انکو سمجهه لینا چاهیے که انکے سامنے صرف دو هي راهیں هیں ' حق و باطل ' کفر و ایمان ' نور و ظلمت ' اور خدا پرستي و شیطان پرستي ' انهي دو راهوں میں سے کسي ایک کو اختیار کرلیں - یه بالکل فضول کوشش هے که دونوں میں سے کوئي نئي درمیاني راه پیدا کي جاوے - میں نے تو اراده کرلیا هے که خواه کچهه هي کیوں نهو ' لیکن اپنے ظاهر و باطن کو ایک رکهونگا ' اور جو دل میں هوگا ' اسي کو زبان کے حوالے کرونگا ' دعا کرتا هوں که خدا جلد مجهے کسي سخت آزمایش میں ڈالے ' اور مجهے اپنے دل کي استقامت کے آزمانے کا موقعه ملے - وعلی الله ' فلیتوکل المتوکلون -

مجهکو بعض صاحبوں نے روکا که اب مخالفت میں تقریر کرنا بے فائده هے - نواب اسحاق خاں صاحب نے کہا که ایک بات پر اب سب متفق هوگئے هیں ' مخالفت سے کیا فائده ؟ لیکن در حقیقت ان بزرگوں کي غلطي تهي - مخالفت اسلیے نهیں کي جاتي [illegible] اور لوگ چپ رہ [illegible] کا هنگامه بپا کر [illegible] ایمان اور ضمیر کا [illegible] سے پروا هے که [illegible] نهیں کرونگے [illegible] سچ هے اگرچه [illegible] البته یه حالات و واردات اور هیں جنکے سمجهنے سے اپنے بزرگوں اور دوستوں کو ابهي عرصے تک مجبور و معذور سمجهتا هوں

حریف کاوش مژگان خون ریز کسي نامم
بدست آور رگ جانے ' و نشتر را تماشا کن

جس چیز کو آپ لوگوں نے " ایمان " سمجها هے ' اپنے عقیدے میں رکهي [illegible] هے - حق کي پرستش کیلیے ازلین سے قرباني کے اور اپنا دماغ ابهي اسکا تصور بهي نهیں کرسکتا - ساري عمر نفس کي پرستش میں گئي هے ' اب چند لمحوں کے اندر اپنو خدا کیسے دکهلا دوں ؟ اپني اپني راه هے ' اور اپنا اپنا مذهب :

و للناس فیما یعشقون مذاهب

آپ لوگ مجبور هیں ' لیکن میري راه میرے لیے چهوڑ دیجیے [illegible] جا رها هوں ' جانے دیجیے - آج نهیں ' مگر کل بتلاونگا [illegible] کیا هے ؟ - خدا کا هاتهه سب سے بهتر فیصله کرنے والا اور " مستقبل " سے بڑهکر کوئي جج نهیں - عنقریب کهل جاے که میں اس راه پر تها ' اور آپ کہاں جا رهے تهے ' اور وه مقلب القلوب بندوں کے دلوں کو میرے لیے کهولتا هے یا آپکے لیے ؟ الله جن دلوں کو خدا اپنے نور هدایت کیلیے چن لیتا هے ' ان میں [illegible] یهي فرق هے که وه آج جس چیز کو دیکهتے هیں ' تم دیکهو گے - اسي معاملے کو دیکهو ! جلسے میں صرف میں هي ایک مجرم تها ' جس نے مخالفت کي اور سب خاموش رهے [illegible] شعاري نفاق سے جهومتے رهے - لیکن آج سیکڑوں هیں جو [illegible] رهے هیں - پهر یه کیا هے ؟ کیا یه ایک الهي نشاني نهیں هے جو حقیقت کے چہرے کو بے نقاب کر رهي هے ' اور بتلا رهي هے که [illegible] الله کے هاتهه میں هے جو اسکو کهلواتا هے ' اور جس کے دل [illegible] کے قبضے میں هیں ' جو انهیں هلنے نهیں دیتا ؟ پهر کہا کوئي هے جو دیکهے ! کوئي کان هے جو سنے ! اور کوئي دماغ هے جو سوچے !

و هو الذي انشا لکم السمع و الابصار و الافئدة ' قلیلا ما تشکرون (۲۳ : ۷۸)
وهي خداے قدوس و حکیم هے جس نے تمهارے لیے کان ' آنکهیں ' اور دل [illegible]
تاکه تم سنو ' دیکهو ' اور عبرت پکڑو ' مگر افسوس [illegible] تم [illegible]

بدلے پوشیدہ (چتلجا) چلے گئے - چتلجا جانے کیلیے بھی بڑے انتظامات کی ضرورت تھی ' فوجی چوکیاں قدم قدم پر قائم تھیں اور ان سب کو دھوکا دینا ممکن نہ تھا - اسکے لیے یہ تدبیر کی گئی کہ سامان رسد کی جو گاڑیاں صبح شام روانہ ہوتی تھیں ' ان میں سے ایک گاڑی کے محافظ سپاہیوں کو قبضے میں کیا گیا اور انکی جگہہ چار ممبر بھیس بدلکر گاڑی کے ساتھہ روانہ ہو گئے -

وہاں پہنچکر شتالجا کے مختلف قلعوں اور گڑھیوں میں شب کے وقت ان لوگوں نے دورہ کرنا شروع کر دیا - فوج میں جو خاص معتمد اتحادی افسر موجود تھے ان پر اپنے تئیں ظاہر کیا اور ملک کی موجودہ حالت کا افسانہ سنایا - انکو پہنچے ہوے ابھی تین دن ہی گذرے تھے کہ یکایک تمام فوجی حلقوں میں ایک جنبش عام پیدا ہوگئی اور غیظ و غضب اور برہمی کے آثار دیکھکر ناظم پاشا گھبرا گیا - لیکن با ایں ہمہ کچھہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اسکا مقصد کیا ہے ؟ چوتھے دن تمام افسروں کا ایک وفد اپنے اپنے فوجی حلقوں کے قائم مقامی کے ساتھہ ناظم پاشا کے پاس آیا اور خواہش کی کہ " سلطان المعظم ایک ارادۂ خاص کے ذریعہ اتحادی محبوسین کو فوراً رہا کردیں ' ورنہ ہم مجبوراً اس غرض سے قسطنطنیہ جائیں گے " ناظم مجبور ہوا کہ اس بارے میں عاجلانہ کارروائی کرے - اس نے وہ مشہور تار برقی سلطان المعظم کے نام روانہ کی ' جسمیں فوجی اغتشاش کی اطلاع دی گئی تھی اور نیز درخواست کی تھی کہ " فوراً اتحادی جماعت کی رہائی کا حکم نافذ فرمائیے ' ورنہ فوج ہاتھہ سے نکلی جا رہی ہے " ادھر قسطنطنیہ میں شہزادہ یوسف عز الدین سرگرم کار تھے ' وہ علانیہ حمایت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوے ' نتیجہ یہ نکلا کہ کامل پاشا کی کچھہ نہ چلی ' اور ارادۂ سلطانیہ جاری ہوگیا کہ فوجی عدالت کی جگہ ایک علانیہ سول کورٹ میں متہمین کی تحقیقات کی جاے اور اگر جرم قطعی الثبوت نہ ہو تو رہائی میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہو -

عشق ملت اور خدمت وطن کے سوا انکا اور جرم ہی کیا تھا ؟ بالاخر تمام گرفتاران ظلم رہا ہو گئے -

* * *

اب انجمن کی قوت تازہ ہوگئی - یہ وہی وقت تھا جسکی نسبت (ڈاکٹر مصباح الدین) نے اپنے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ " اب ہم آزاد ہیں - اب اتحادی ہونا کوئی جرم نہیں - ہمارے دست عمل پیشتر کی طرح مقید نہیں رہے "

ان آٹھہ آدمیوں نے اپنے مشن کا پہلا کام یوں انجام دیا -

* * *

انسانی فطرۃ کے فضائل کا سب سے بڑا منظر وہ ہے ' جب وہ باوجود مصائب و آلام میں محصور ہو جانے کے ' اُن کاموں کو انجام دینے کیلیے بڑھتی ہے ' جنکو آرام و راحت کی گھڑیوں میں بھی انجام دینا مشکل ہے - ان بقیۃ السیف آٹھہ آدمیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ دو لاکھہ سپاہیوں کے دل ہاتھہ میں لیکر ' آٹھہ سو آدمیوں کو رہا کرا دیا ' بلکہ ملک کی نجات اور بقا کی آخری تدبیریں بھی شروع کردیں -

(۲)

صلح نامہ اٹلی و دولت علیہ کے نافذ ہو جانے کے بعد (غازی انور بے) نے قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ ابھی چند برسوں تک طرابلس سے نہ ہلیں اور جس " عربی طاقت " کے پیدا کرنے کا اس جنگ نے سامان کردیا تھا ' اور جو کامل ڈیڑھ سال کی لگاتار سعی و مجاہدت کے بعد وجود میں آئی تھی ' ضرور تھا کہ اب اسکو تکمیل تک پہنچایا جاے - سب سے بڑا اہم کام یہ تھا کہ (شیخ سنوسی) اور قبائل عرب کو جنگ پر قائم رکھا جاے ' اور اندرون عرب میں نشر تعلیم و تربیت کی مہمات کو ترقی دی جاے -

وہ اپنے کاموں میں مصروف تھے ' اور ترکی کے تازہ حالات سے بے خبر ' کہ یکایک پرنس (عمر طوسون پاشا) نے انکو کامل پاشا کے برسر اقتدار ہونے کی خبر دی ' اور لکھا کہ مختار پاشا کا نام محض ایک دھوکا ہے - نئی حزب الحریۃ و الائتلاف کامل پاشا کے پردے میں کام کر رہی ہے -

ساتھہ ہی وہ خطوط بھی انکو پہنچاے جو آستانۂ علیہ سے اس بارے میں آئے تھے -

یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ طرابلس میں (انور بے) کے قسطنطنیہ سے تعلقات اب صرف (عمر طوسون پاشا) کے ذریعہ قائم تھے ' کیونکہ سرکاری ڈاک جو کبھی براہ تیونس اور کبھی براہ مصر انکے پاس پہنچتی تھی ' وہ تبدیل وزارت کے ساتھہ ہی کامل پاشا کے ہاتھہ میں آگئی تھی اور اب محال قطعی تھا کہ اس کے ذریعہ اُن میں اور انجمن اتحاد و ترقی میں تعلق باقی رہسکتا - پس تغیر وزارت کے ساتھہ ہی ' انھوں نے اپنے دوستوں کو لکھدیا تھا کہ آئندہ خاص مراسلات پرنس موصوف کے ذریعہ کی جائیں -



قسطنطنیہ میں غازی انور بے اور مجلس مشورہ
وسط میں غازی موصوف ہیں ' اور دونوں طرف اتحاد و ترقی کے مخصوص ممبر

کامل پاشا کے اقتدار اور انجمن کی شکست کی خبر نے اگرچہ غازی انور بے کو نہایت مضطرب کردیا تھا تاہم وہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے - اس زمانے میں کلکتہ کا مشہور مجاہد طرابلس (حاجی عبد الغنی) درنہ میں مقیم تھا اور اسکے خیمے اور غازی موصوف کے خیمے میں صرف چند قدموں کا فاصلہ تھا - اسکا بیان ہے کہ :

" باوجود ان حالات کے معلوم ہونے کے (انور بے) کے چہرے کی دائمی شگفتگی پر کبھی کبھی افسردگی غالب آنے لگی تاہم وہ اپنے کاموں میں منہمک اور اپنے ارادوں میں مصروف تھے - البتہ انکی خاموشی بڑھگئی تھی - فرصت کے چند لمحوں میں قدیمی عادت کے خلاف اکثر چپ بیٹھے رہتے "

انور بے کو یقین ہو گیا تھا کہ اب حالات خطرناک ہیں - اور کامل پاشا کا برسر حکومت ہونا اسکا ثبوت قطعی ہے کہ اجانب و اغیار کسی مہلکۂ عظیم میں کلمۂ اسلام کو مبتلا کرینگے - تاہم ایک وقت میں دو کام نہیں ہو سکتے ' اسلیے فرض کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے موجودہ وظیفہ عمل میں مصروف رہوں -

انجمن کے بقیة السیف ممبر زمانے کو مخالف دیکھکر خاموش ہوگئے تھے ' لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ کامل نے پہلے تو اصلی فرصت جنگ کو دول یورپ اور علی الخصوص اس بساط سیاست کے سب سے بڑے خطرناک شاطر (انگلستان) کے اعتماد پر قربان کردیا ' اور اب صلح کی سازش شروع ہوگئی ہے ' تو صبر نہ کرسکے ' اور باوجود بے پر و بالی کے ایک مرتبہ اوڑنے کی آور کوشش کی -

(کامل پاشا) نے انجمن کے ممبروں کے تعلقات قصر سلطانی سے بالکل منقطع کردیے تھے ' اور اس امر کا نہایت شدید انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص بغیر کامل کی وساطت کے سلطان المعظم سے مل نہ سکے - اسمیں یہ مصلحت تھی کہ جنگ کے حالات اور فوجی و قومی آواز سے سلطان المعظم بالکل بے خبر رہیں ' اور جو اطلاعات کامل پاشا ان تک پہنچادے ' اسی پر اعتماد کرتے رہیں -

پس سب سے پہلی کوشش جس سے انجمن نے اپنا موجودہ دور حیات شروع کیا ' خاندان سلطانی کی اعانت کو حاصل کرنا تھا ' اسی کا نتیجہ وہ قومی وفد تھا جو شہزادہ یوسف عزالدین کی سعی سے بارباب بارگاہ سلطانی ہوا ' اور جسکی سرگذشت ہم (انقلاب عثمانی) نمبر (۲) میں لکھ چکے ہیں -

لیکن کامل پاشا کا ستارہ ابھی اوج پر تھا - اس نے فوراً ایک وفد تیار کر دیا ' اور ایسی چال چلی ' کہ سلطان المعظم کو چند لمحوں کے اندر اپنے ہاتھوں میں کرلیا - اس نے کہا کہ اتحادی آپکو تخت سے اُتارنے کی تدبیریں کر رہے ہیں - پرنس یوسف اسلیے انکا ساتھ دیتا ہے کہ تخت نشین بننے کے منصوبوں میں ہے - ساتھ ہی ایک فرضی سازش کی خبر دی جو گویا محمود شوکت پاشا کی سرکردگی میں انجام پا رہی ہے ' اور تمام اتحادی اور خاندان سلطانی کے ممبر اسمیں شریک تھے -

اسی کا نتیجہ وہ عام گرفتاری تھی جس نے چند گھنٹوں کے اندر ۸ - سو انجمن کے ممبروں اور ہواخواہوں کو دنیا سے الگ کردیا -

* * *

جو لوگ بچے تھے ' وہ قسطنطنیہ سے خفیہ نکل گئے - صرف آٹھ آدمی شہر میں اسلیے رہگئے ' تاکہ ان گرفتاران ظلم کی رہائی کی تدبیریں کریں -

یہ ایک نہایت خطرناک قیام تھا ' جو ان آٹھ فدائیان ملت نے گوارا کیا - قید خانے کے دروازے انکے منتظر تھے ' اور کامل پاشا کی آنکھیں بیدار تھیں ' تاہم انکی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ رفیقان کار زندان بلا میں گرفتار ہوں ' اور وہ انکو چھوڑ کر اپنے عیش کدوں کی راہ لیں -

اندر بری تقویت (شہزادہ یوسف) سے ملی جس نے انکو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا اور عہد واثق کیا تھا کہ انکی اعانت سے کبھی دست بردار نہوگا

انہی آٹھ آدمیوں کی جماعت نے آئندہ حوادث و انقلاب کا اصلی بانی ' اور اتحاد و ترقی کے اس دور کا مبدۂ اصلی سمجھنا چاہیے -

ان میں سے چھ آدمی حسب ذیل ہیں ' جنکے نام ہم کو معلوم ہوسکے :

(۱) ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے

(۲) عزیز بے (غازی انور بے کے چھوٹے بھائی)

(۳) خلیل بے (جنکی تصویر دو مرتبہ الہلال میں شائع ہوچکی ہے)

(۴) عمر ناجی بے مدرسۂ حربی

(۵) عثمان نجاتی بے سب ایڈیٹر طنین

(۶) شریف نوری بے ایڈیٹر اخبار " عثمانی " سلانیک

کامل پاشا کی ان لوگوں پر نظر تھی - اس نے گرفتاری کیلیے پوری تجسس کی ' لیکن یہ لوگ اسطرح پوشیدہ رہے کہ اسکو انکے قسطنطنیہ سے چلے جانے کا یقین ہوگیا -

* * *



ادرنہ کے ایک خیمے میں غازی انور بے اور انکے ہم راز

یہ اس راز دارانہ مجلس کا موقع ہے ' جہاں روانگی سے ایک دن پہلے غازی موصوف نے مشورے کیا تھے - اے چند رفیقان ... [illegible] -

ان آٹھ ادمیوں میں پانچ انجمن کے " فدائیوں " میں سے تھے - " فدائی " گروہ اور انکے پر اسرار فرائض کا بیان آگے آے گا -

ان لوگوں کے سامنے دو کام تھے - مقدم ترین کام گرفتاران حکومت کو رہا کرانا تھا - اسکے بعد انقلاب حالت کی سعی -

محمود شوکت پاشا بھی نظر بند کردیے گیے تھے اور انسے اس بارے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی -

ترکی میں موجودہ انقلاب دستور کے ابتک پبلک اوپینین کوئی شے نہیں ہے ' اور اصلی طاقت فوج ہے - جو لوگ انجمن اتحاد و ترقی پر الزام دیتے ہیں کہ اس نے فوجی قوت کو انقلاب حلیہ کے بعد بھی اپنے قبضے میں رکھا ' وہ بھول جاتے ہیں کہ قسطنطنیہ پیرس یا لیورپول نہیں ہے - جب ہر تحریک اور ہر جماعت اپنے ہر طرف مخالف قوتوں کا حصار پاے ' تو اپنے زندہ رہنے کیلیے مجبور ہے کہ کسی نہ کسی قوت کو اپنا حامی بناے - ترکی میں فوجی آواز کے سوا اور کسی آواز میں قوت نہیں ہے ' اور ابھی عرصے تک یہی حالت رہے گی -

پس ضرور تھا کہ اس وقت بھی فوج ہی سے مدد لی جاتی - فوجی افسروں کا بڑا حصہ ہمیشہ اتحادیوں کے ساتھ رہا اور اب بھی ساتھ تھا ' مگر انقلاب وزارت نے انکے تعلقات فوج سے بالکل منقطع کردیے تھے ' اور انکو کچھ خبر نہ تھی کہ اتحادیوں پر کیا گذر رہی ہے ' اور موجودہ حکومت ملک کے ساتھ کیا کر رہی ہے ؟ -

یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہوگئی - چار آدمی بھیس

کی قلمرو میں کب کی داخل ہوچکی تھی' مگر اسوقت تک مسیحی اتحاد کی تکمیل کا وقت نہیں آیا تھا - ایک طرف خود دول یورپ میں باہم اختلاف تھا' دوسری طرف ترکوں میں باوجود گونہ گوں مفاسد کے ایسے اشخاص موجود تھے' جنکی قوت تدبیر نے اتحاد دول کو منعقد ہونے نہیں دیا -

مسئلہ شرقیہ کا دوسرا دور

سنہ ۱۸۲۵ - میں یونانیوں نے استقلال کا علم بغاوت بلند کیا' جسکے نیچے ہزاروں عیسائی بطور والنٹیر کے جمع ہوگئے - ایک ارتھوڈاکس بطریق کو قسطنطنیہ میں پھانسی دیگئی تھی جسکی وجہ سے تمام دول یورپ دولت عثمانیہ کی مخالفت پر دست بدست ہوگئیں - جب کہ دولت عثمانیہ استقلال خواہ یونانیوں سے بر سر پیکار تھی' تو روس نے دفعۃً اسکے خلاف اعلان جنگ کردیا - انگلستان اور فرانس' روس کے ساتھہ ملگئے اور ایک بحری مظاہرہ (نیول ڈیمونسٹریشن) کرکے سلطان المعظم کو مجبور کیا کہ وہ جنگ کو موقوف کردیں اور یونان کو خود مختاری' دردانیال اور ڈینیوب میں جہاز رانی کی آزادی' اور روس کو تاوان جنگ دیں!

یہ مسئلہ شرقیہ کا دوسرا دور تھا' جسمیں روس کے ساتھہ آسٹریا کے بدلے فرانس اور انگلستان دست بدست تھے -

مسئلہ شرقیہ کا تیسرا دور

مسئلہ شرقیہ کا تیسرا دور سنہ ۱۹۱۱ - سے شروع ہوتا ہے - اطالیا نے دولت عثمانیہ سے بے وجہ اعلان جنگ کیا اور تمام دول یورپ نے ناطرفداری کی پالیسی اختیار کی - نخلستان میں قتل عام ہوا' اور سب نے خاموشی اختیار کرلی - انگلستان مسئلہ مصر کی وجہ سے در پردہ اس دور کا سرغنہ تھا - ترکی نے صلح سے انکار کیا تو مقدونیا کی ریاستوں کو بر سر پیکار کردیا گیا - بالاخر سلطنت عثمانیہ نے طرابلس کو خود مختار کردیا اور اطالیا اسکے الحاق کا اعلان کرتی ہے -

موجودہ حالت

اسکے بعد ریاستہاے بلقان کے اعلان جنگ سے ایک نیا زمانہ شروع ہوتا ہے - دول نے پھر ناطرفداری کی پالیسی بظاہر اختیار کی اور اسکے ساتھہ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی جغرافی تغیر نہ ہوگا - مگر جب ریاستہاے بلقان نے اُن سازشوں سے میدان جنگ میں فائدہ اٹھایا' جنکے ذریعہ دول یورپ نے ترکی فوج کو طیاری کا موقع نہیں دیا تھا' تو اپنے سابقہ اعلان کو واپس لیلیا اور مفتوحہ ممالک ایک طرف رہے' غیر مفتوحہ مقامات (اڈریانوپل' سقوطری' جزائر ایجین' کریٹ) سے دست بردار ہونے کیلیے متفقہ یاد داشت کے ذریعہ دولت عثمانیہ پر زور ڈالا گیا - یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے انگلستان' فرانس' اور اطالیا نے اپنے جنگی جہازوں کو نقل و حرکت کا حکم بھی دیدیا تھا -

سابق نقشۂ تقسیم کی بعض دفعات کا نفاذ

تیسرے دور میں سابق نقشہ کی بعض دفعات نافذ کردی گئی ہیں - مثلاً طرابلس (جسکو دولت عثمانیہ نے خود مختار کردیا ہے اور جہاں کے باشندے اپنی خود مختاری برقرار رکھنے کے لیے اسوقت تک شمشیر بکف ہیں) اطالیا کو دلوادیا گیا ہے - کریٹ پر یونانی جھنڈا بلند کیا گیا' باوجودیکہ دول یورپ نے اسکی حفاظت کا قانونی عہد کیا تھا - ایک اٹالین اخبار کے بیان کے بموجب اختتام جنگ کے بعد مصر کی خود مختاری اور برطانیہ کی فوجی نگرانی کا فرمان بھی سلطان المعظم سے لیا جائیگا اور اسکی خبر مسٹر (بلنٹ) دیچکے ہیں -

نقشۂ تقسیم تیسرے دور میں

اس دور میں ممالک عثمانیہ کا نقشۂ تقسیم کسیقدر بدلگیا ہے - (سالونیکا) آسٹریا کے بدلے بلقانیوں کو دیدیا گیا ہے - (اناطولیا) پر روس قابض ہونا چاہتا ہے -

جرمنی کے مصالح اناطولیا سے زیادہ اور دو آبہ دجلہ و فرات سے وابستہ ہیں -

گو مسئلہ اسلامیہ کا یہ ایک نہایت نامکمل خاکہ ہے' مگر تاہم اس سے اسقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ عیسائی دنیا اسلام کے ساتھہ کیا کرنا چاہتی ہے ؟

کیا مسلمان اسقدر سادہ لوح اور دیر فہم ہیں کہ با ایں ہمہ واقعات وہ اب بھی ہلال کے لیے صلیب کی معاونت کے امید وار رہینگے ؟ کیا وہ اس درجہ خوش گمان اور دیر شک ہیں کہ اب بھی انگلستان کے دعوئے " مذہبی بے تعصبی " کو باور کرلیں گے ؟

کیا وہ اسقدر فریب خوردہ ہیں کہ " انصاف و مساوات کی ماں " " انسانی ہمدردی سے لبریز " اور " قدیم شاندار روایات " کی شیریں ترکیبوں کے دام میں گرفتار رہینگے - ؟

کیا وہ اسقدر سرد جوش ہیں کہ اب بھی گلفرو شان یورپ کی مسلم فریبی اور صریح مظالم کی حیلہ طرازی و عذر جوئی ان کو متنبہ نہ کرے گی ؟ اور کیا وہ اسقدر غیر عاقبت اندیش ہیں کہ اب بھی " مساعد نفس " کے طلائی اصول کے بموجب حفاظت اسلام کے لیے با قاعدہ اور مسلسل کوشش شروع نہ کرینگے ؟

پھر سب سے آخر یہ کہ جو منافقین وکفر پرست زبانیں اب تک انگلستان' فاذ " سب سے بڑی اسلامی سلطنت " ہونے کا وعظ کرتی ہیں اور مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ ہر طرف سے انکھیں بند کرکے صرف انگلستان کی مسلم نوازی پر آسرا لگاے بیٹھے رہیں' کیا انکو اب بھی اپنے ضمیر اور اپنے خدا سے شرم نہ آے گی ؟

ضرورت ہے کہ ان سوالات کا جواب زبان قال کے بدلے زبان حال سے دیا جاے -

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انھوں نے ان عبرت آموز واقعات سے فائدہ نہ اٹھایا' اور حفاظت اسلام کی مسلسل اور باقاعدہ کوشش شروع نہ کی' تو وہ وقت دور نہیں جب طرابلس اور فلی پولی کی مسجدوں کی طرح خانہ کعبہ کی طرف بھی صلیب کا جھنڈا لہراتا ہوا بڑھے گا' اور پارلیمنٹ میں کسی سوال کے جواب میں کہا جاے گا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی ابال کے لیے ایک ناطرفدار حکومت میدان کار زار میں نہیں جاسکتی -

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۳ کا]

اور ہمکو یقین ہے کہ تم (اے معزز اہل صلیب) ہمارے وطنی جذبات کی پوری قدر کروگے اگرچہ وہ تمہاری راے کے خلاف ہو

اور تمہاری قوم کے وہ جذبات جو کہ ممالک متحدۂ بلقان کے ساتھہ ہیں ہم سے انصاف کرنے کیلیے مانع نہونگے اسلیے کہ وہ البانیہ جسپر مکار و خائن نصاری چاروں طرف سے ہجوم کر رہے ہیں' اوسکی نظر میں عَلَم ہلال سے بہتر کوئی ملجاء و ماوی نہیں ہے -

اور اگر اس لڑائی میں البانی قوم فتحیاب ہوئی' تو ملت البانیہ مجلس مقدس روسی کی نہایت ممنون ہوگی کہ اوسنے ولایت متحدہ میں البانی چرچ کا اعتراف کیا ہے - اور اگر ہم مغلوب ہوں اور اپنی وطنی مصیبتوں کے بعد زندہ رہیں تو آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمکو باقی مصیبت کے دن کاٹنے کے لیے سائبریا کے گرجا گھروںمیں رہنے کی اجازت عطا فرمائیں گے -

مقالات

مسئلۂ اسلامیہ

یا

مسئلـــۂ شرقیـــہ

(بسلسلۂ " مستقبل الاسلام ")

سیاسي مضمون نگار بسا اوقات مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے هیں ' جو سیاسي راز آشنائي ' واقعــات و حوادث کے تجارب ' تاریخ ماضي کي ورق گرداني ' اور حال کے غائر مطالعه پر مبني هوتي هیں -

منجمله ان عنوانات کے ' جن پر ان مضمون نگاروں نے خامه فرسائیاں کي هیں ' ایک عنوان (مسئلہ اسلامیه) ہے ' جسکي پر فریب تعبیر (مسئله شرقیه) کے نام سے کي جاتي ہے - (مسئله شرقیه) پر جسقدر مضامین شائع هوتے هیں ' انکے خیالات اور تعبیر میں کسیقدر اختلاف ہے ' جسکي وجه کچهه تو اراء کا اختلاف ' اور مصالح دول کا تعارض ہے ' اور کچهه اهل مشرق کو مغالطه اور فریب دینے کي تدابیر کا تنوع و اختلاف - مگر با ایں همه اس امر سے هر مضمون نگار کو اتفاق ہے کہ مشرق اور اهل مشرق کے متعلق یورپ کے سامنے ایک نهایت پر خطر ' پیچیده ' اور لاینحل مسئله درپیش ہے ' جسکي کشائي گرہ مغربي افق سیاست کي صفائي اور باهم دگر دوستانه تعلقات پر مبني ہے -

یورپ کے دول سته کا اتحاد مسئله شرقیه کے حل کي سب سے پہلي اور سب سے آخري شرط تهي ' جو حال کي متحده یاد داشت کي صورت میں پوري هوگئي ' اسلیے اب مشروط کا وجود بهي کچهه دور نہیں - پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس نقشۂ حل کا علم هوجائے ' جو عرصه هوا ترتیب دیا جا چکا ہے ' اور جس پر (غالباً) نظر ثاني کے لیے لندن میں مجلس سفراء مدعو کي گئي تهي -

مسئلہ شرقیه کے مقاصد

(۱) دولت عثمـانیه کي اسطرح تقسیم هو که هر سلطنت کو اسکي حسب ضرورت ٹکڑے ملیں ' اور ساتهه هي یورپ کي قوتوں کے توازن میں فرق بهي نه آئے - اس مقصد کو پیش نظر رکهتے هوئے نقشۂ تقسیم حسب ذیل ترتیب دیا گیا تها -

انگلستان ... ... مصر ' سوڈان ' اور عرب

فرانس ... ... شام

جرمن ... ... اناطولیا -

اطالیا ... ... قیروان اور طرابلس

روس ... ... آستانۂ علیه (قسطنطنیه)

آسٹریا ... ... سالونیکا اور بحر ادریاتیک میں کوئي بحري اسٹیشن

(۲) عموماً اهل مشرق کے اور خصوصاً اهل اسلام کے شیرازہ کو پراگنده کرنا ' تا که عیسائي نو آبادیاں قائم کیجا سکیں ' اور مشرق اور مغرب قریب کي زر خیزیوں سے مغرب بعید کے سامان عیش و طرب مهیا کیے جاسکیں -

(۳) مشرقي اقوام کے مذهب میں تغیر پیدا کیا جائے ' کیونکه بغیر مذهبي تبدیلي کے اسلام کي پولیٹکل قوت کا خاتمه نهوگا ' پس ضرور ہے که یسوع مسیح کي بادشاهت عالمگیر بنائي جائے ' اور زمین کے هر قطعه پر پرستاران صلیب کا جهنڈا لہرائے -

مسئله شرقیه کا سبب اصلي

مسئله شرقیه کے اغراض سے مجملاً معلوم هوگیا هوگا که اسکي افزایش کے اسباب کیا کیا هیں ؟ مگر اب هم اسکو کسي قدر تفصیل سے بیان کرتے هیں -

گو یورپ خود ستایانه طور پر مدعي ہے که وہ تعصب کي قید و بند سے آزاد هوگیا ' مگر واقعه یه ہے که آج اسکي قوت قاهرہ اور تسلط عامه کي زندگي هي تعصب کے دم سے ہے - وہ دونوں قسم کے تعصبوں میں گرفتار ہے - مذهبي بهي اور قومي بهي -

اقوام یورپ کا تعصب جنسي اسقدر مشهور و معروف ہے که اسکے متعلق زیاده لکهنے کي ضرورت نہیں - مثال کے لیے امریکا ' افریقه ' اور هندوستان کے باشندوں کے ساتهه ان کے متعصبانه برتاو کي هزارها شهادات عیني و یقیني کافي هیں -

یورپ کے طرف تعصب مذهبي کے انتساب سے لوگوں کو تعجب هوگا ' کیونکه یورپ نے اپني بلاخوانیوں میں "مذهبي بے تعصبي" کا وصف نهایت بلند آهنگي سے بیان کیا ہے -

مگر یه واقعه ہے که یورپ با ایں همه علمي و صناعي ترقي کے مذهبي تعصب میں آج بهي اسي مرکز پر ہے ' جهاں جنگ صلیبي کے زمانه میں تها - دیکهو ! ایک ارتهوڈاکس بطریق کو آستانه میں پهانسي دیجاتي ہے - انگلستان جو مذهباً پروٹسٹنٹ ہے ' اور فرانس جو مذهباً رومن کیتهولک ہے ' یه دیکهتے هي فوراً اپني اپني جنگي قوتوں کي نمایش کرتے هیں اور تعزیر و پاداش کے غلغلوں سے تمام یورپ میں آگ لگ جاتي ہے - لیکن جب ایران میں عاشورہ کے دن ثقة الاسلام کو پهانسي دیجاتي ہے ' تو دونوں خاموش رهتے هیں - آرمینیا میں نا خوانده و وحشي کرد اور البانیوں کے هاتهوں چند عیسائي قتل هوتے هیں تو تمام یورپ بهڑک اٹهتا ہے - انگلستان کا وزیر اعظم غصه سے از خود رفته هوجاتا ہے اور کهتا ہے که ان اشقیاء (مسلمانوں) کے هاتهوں سے یه کتاب (قرآن حکیم) لیلو جلادو ' کیونکه جب تک یه کتاب انکے هاتهوں میں رهیگي ' وہ همیشه متعصب رهینگے - لیکن ایران ' طرابلس ' اور مقدونیه میں مساجد کي توهین کي جاتي ہے - عورتوں کي عصمت پر حملے هوتے هیں - عورتیں اور مرد ' بوڑهے اور بچے ' سب بلا تمیز ته تیغ کیے جاتے هیں ' مگر کوئي جنبش پیدا نہیں هوتي - اور پهر جب پارلیمنٹ میں سوال هوتا ہے تو اسکا جواب دیا جاتا ہے که " نا طرفدار حکومت کے لیے یه نا ممکن ہے که وہ مظلوموں کي حمایت کے لیے میدان کار زار میں جائے "

مختصر یه که مسئلۂ شرقیه کا سرچشمه یورپ کا مذهبي اور جنسي تعصب ہے ' اور اسکے سوا کچهه نہیں -

مسئله شرقیه کا آغاز

اٹهارویں صدي کے اواخر میں ینگ چري فوج کي بے قاعدگیوں ' افسروں کي نا فرمانیوں ' اور یونان ' رومیلي ' اور ایشیاء کوچک کے عیسائیوں کي بغاوتوں نے دولت عثمانیه کي حالت نهایت مخدوش کردي تهي ' یهانتک که بد اندیش ایک طرف رهے ' اسکے خیرسگال بهي نفس آخریں شمار کر رهے تهے -

اس فرصت کو غنیمت سمجهکے روس اور آسٹریا نے یورپین ٹرکي کي تقسیم کي بابت سنه ۱۷۸۷ - میں ایک معاهده کیا - یه معاهده اگر نافذ هوگیا هوتا ' تو آج دولت عثمانیه پرستاران صلیب

بلغراد کے اخبارات قتل و غارت کی داستانیں سروی فوج کے کارنامہ ھاے زرین کے زیر عنوان بیان کرتے تھے - چنانچه ایک اخبار نے لکھا تھا که کرنیل (اوستویچ) کے زیر کمان صلیبی مجاهدین جوں ھي (بر زرین) میں داخل ھوے ' افسروں نے ان سے کہا : " اے بہادر مجاهدو ! خداوند یسوع مسیح کا حکم یاد کرو اور اسکی تعمیل کرو ! " یه سنتے ھي سروی مجاهد " مسلمانوں کے گھروںپر ٹوٹ پڑے - اور نہیب و سلب ' قتل و ذبح کا بازار گرم ھوگیا - یہاں تک که تمام شہر دشمنان مسیحیت سے پاک کردیا گیا - "

برلیپ ' قوصوه ' قرشیتنزه کے مظالم نا قابل بیان ھیں -

برزرین کے ایک معزز البانی نے مجھسے بیان کیا : جو " البانی سروی سپاھیوں کی شکایت بالا دست افسروں کے پاس لیجاتا تھا ' قطعاً قتل کردیا جاتا تھا "

البانیا کے قرضدار عیسائی اپنے مسلمان قرضخواھوں کے متعلق سروی افسروں سے جاکر لگاتے تھے که وه باغی ھیں - سروی افسر محض ایک شہادت پر بلا مزید تحقیق کے انکو سزاے موت کا حکم دیتے اور الکی تمام مملوکات اس قرضدار مخبر کو نہایت ارزان قیمت پر دیدیجاتی تھی -

(فرلیوفیتس) نامی ایک گاوں میں جب سروی فوج داخل هوئی ' تو باشندگان شہر سروی افسر فوج کے پاس گئے اور جان بخشی کی درخواست کی - افسر نے انکو تسلی دی اور اون سے وعدہ کیا که انکی جان ' آبرو ' اور مال ' تینوں میں سے کسی کو صدمه نہیں پہنچیگا - مگر جوں ھي یه بدنصیب باشندے گھر واپس پہنچے ' بے دریغ ۴ - سو شخص قتل کردیے گئے - یہاں تک که گاوں بھر میں ۱۲ - مسلم خاندانوں کے علاوه ' تمام خاندان ته تیغ کردیے گئے تھے -

(باتا) میں تمام مسلمان قیدی جانوروں کی طرح ذبح کیے گئے - بیان کیا جاتا ھے که جسطرح شکاری فخر کے موقع پر یه دیکھتے ھیں که کس نے زیاده شکار مارے ؟ اسیطرح سروی افسر مفاخرت کے موقع پر یه دیکھتے ' که کس نے زیاده مسلمان مارے ؟!

صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر کا بیان ھے که سروی جنرل (استیفا نویتچ) نے صدھا آدمیوں کو دو ٹکڑے کرکے انکو توپوں سے اڑوا دیا - اسی ڈاکٹر کا یه بھی بیان ھے که (سلنجه) کے قریب سروی جنرل (زرکو ویتچ) نے ۹۵۰ البانی مسلمانوں کو ذبح کیا -

ان مظالم کو پڑھکر یورپ کی عموماً اور دولت برطانیه کی خصوصاً دانسته خاموشی کیوجه سے قدرتاً سوال پیدا ھوتا ھے که اس نوین صلیبی جنگ میں کیا دولت برطانیه بھی شریک ھے ؟ ھر انگلش مین و نیز وه تمام مسلمان جو ھندوستان اور مصر میں برطانی اثر کے قیام کے طرفدار ھیں ' ضرور دل سے خواستگار ھونگے که اس کا جواب نفی میں ھو ' مگر یاد رکھنا چاھیے که اهل مشرق اب اسقدر ساده لوح اور طفل مزاج نہیں رھے که سابق کی طرح ڈپلو میٹک جوابوں سے بہل جائیں - ان کی تسلی اب صرف اس جواب سے ھو سکتی ھے جو [illegible]ان عمل سے دیا جائے - اس لفظ پر پہنچکے افسوس کے ساتھه [illegible]وتا ھے که اسوقت انگریزی زبان عمل کے جواب کا میلان نفی کی جگه [illegible]ثبات کی طرف ھے -

الهلال کی ایجنسی

— * —

[illegible]ندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' انگریزی اور گجراتی ھفته وار [illegible]ں میں الهلال پہلا رساله ھے ' جو با وجود ھفته وار ھونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایے -

البانیا اور دولت برطانیه

مقتبس از " الرای العام "

— * —

مترجمۂ جناب قمر شاه خاں صاحب (رامپور)

— * —

ایک ارتھو ڈکس البانی پادری مقیم بوسٹن (امریکه) نے حسب ذیل کھلی چٹھی البانیا کی مجلس بطریق کے نام شائع کی ھے :

ایک چٹھی فادر الگزنڈر ھو توفنز کی (جو نیو یارک میں روسی بشپ ھیں) ھمکو ملی ' جسمیں انہوں نے عیسائی البانی مقیم امریکه کے خیالات دربارۂ جنگ بلقان معلوم کرنا چاھے ھیں - اگرچه مراسلۂ مذکوره خاص طور پر لکھا گیا ھے اور فادر موصوف نے دوستانه لہجه میں ظاھر کر دیا ھے که وه ھماری رائے پر معترض نہیں ھیں ' لیکن ھم ضروری سمجھتے ھیں که اپنی پالسی ظاھر کرنیکے لیے اس مسئله پر پوری طرح بحث کریں اور اپنی سیاسی حالت اور اوسکے اسباب وضاحت سے بیان کردیں ' تا که کسیکو غلط فہمی واقع نہو ' اور اگر اون اسباب کے بوضاحت بیان کردینے میں ھم کامیاب ھونگے ' تو ھمکو یقین ھے که مجلس مقدس کے معزز ارکان اور کنیسۂ روسیه اور محترم روسی قوم ھماری رائے کو (جو اس مسئله میں ھے) سمجھه لیگی اور ھمارے جذبات کو انصاف کی نظر سے دیکھے گی -

عیسائی البانی اپنے مسلمان بھائیوں کے دل و جان سے شریک ھیں اور اجنبی حمله آوروں کے مقابله میں جرأت کیساتھه وطن کی مدافعت کررھے ھیں - اسکی تفصیل بیان کرنا اور سمجھنا نہایت سہل ھے ' اسلیے که اگر کوئی شخص نقشے میں جزیره نماے بلقان پر غور کریگا تو البانی زمین کو یونان ' مانٹی نیگرو ' اور سروی قوموںکا رزمگاه پائیگا - اور جو شخص بلقان کے سیاسی حالت سے واقف ھے اوسپر روشن ھے که اگر اس لڑائی میں ترکوں کو شکست ھوئی تو البانیا دول بلقان میں تقسیم ھو جائیگا اور نقشۂ یورپ سے ھمیشه کیلیے محو کر دیا جایگا -

جمله البانی بلا لحاظ اختلاف مذاھب ' اور آپس کے سیاسی جھگڑوں کے ' اس بات کو خوب جانتے ھیں که یه جنگ محض اسلیے ھے که البانی قوم اپنے حقوق کی حفاظت پر قادر ھونے سے پیشتر پیس ڈالی جاے - اس خیال کا موید یه واقعه ھے که ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیه پر ایسے وقت میں اعلان جنگ کیا ' جبکه حکومت عثمانیه اس طویل وخونریز شورش البانیا کو ختم کردینے پر راغب تھی اور سرکاری طور پر اوسنے البانیوں کی قومیت کا اعتراف کرکے ھمکو وطنی مدارس جاری کرنیکا حق اور آزادی عطا کردی تھی - ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیه پر اپنے ناگہانی حمله سے البانیوں کو ان وطنی حقوق سے متمتع نہونے دیا جو کسی دوسریکے حقوق کے خلاف و مضر نہیں ھیں ' بلکه وه طویل زمانه جس میں البانی ادبار و مظالم میں پڑے ھوے تھے ' اوسکو حکومت عثمانیه اور البانیه کے باھمی معاهده نے ختم کردیا تھا -

ھماری اس پالیسی کے یه اسباب ھیں - اور علاوه اسکے اور بھی اسباب ھیں مگر سردست انکا ذکر کافی ھے :

ھر زمانه میں عیسائی البانیوں کو ترکوں کے ساتھه متحد رکھنے والا پہلا سبب یه رھا ھے که گذشته زمانه میں عثمانیوں سے زیاده ھمکو ممالک متحده بلقان سے مضرتیں پہنچی ھیں ' ثانیاً البانیونکا اعتقاد ھے که اونکے معاملات میں ریاست بلقان ترکوں سے زیاده مشفقانه سلوک نہیں کریگی -

گذشته زمانه میں جو خوفناک مظالم یونانی پادریوں نے

شئون عثمانیه

مظالم سرویا

— * —

ایک جنگي نامه نگار کی چٹھي - ایک مشہور انگریزي اخبار میں

— * —

اطالي ' آسٹروي ' اور ناروي قونصلوں کي رپورٹوں نے یه ثابت کردیا هے که البانیا میں سروي افسروں اور سپاهیوں کي گونه گوں ستم رانیوں کي خونیں داستانیں ' محض افسانه نه تهیں بلکه اصلي واقعات تھے -

گذشته چند هفتوں کے اندر یورپ میں جنگ عام کے چھڑ جانے کا رهمي خوف بدقسمت البانیوں کے حق میں کسیقدر مفید ثابت هوا تها ' کیونکه مظالم کا مقیاس الحرارت ایک حد تک گر گیا تها -

راحت و ارام کي گهڑیاں گو عموماً مختصر و زود فنا هوتي هیں مگر بدبخت قوموں کے حق میں اور بهي خفیف اور جلد گذر جانے والي هوتي هیں - ستمزده الباني شدت مظالم کي کمي سے زیاده عرصه تک راحت اندوز نه هوسکے ' اور دوباره مظالم کي گرم بازاري شروع هوگئي -

آسٹروي قونصل نے شروع هي سے روئداد مظالم کي جمع و ترتیب کے ساتهه اعتنا کیا ' اور ان خونیں مناظر کو فراهم کرتا رها جو سروي افسروں اور سپاهیوں کي تلواریں اور سنگینیں البانی مرد ' عورت ' بوڑهے ' بچے ' مسلم ' اور غیر مسلم اشخاص کے خون کے ساتهه ملکر پیدا کر رهي تهیں - اتفاق سے مجھے ان روئدادوں کے مطالعه کا موقع ملگیا میں نے ان کو بہت غور سے پڑها ' اور اب میں بوثوق کہتا هوں که سروي جنرل (چانکو یٹچ) کي ماتحت فوج کے مظالم اور سیه کاریاں دنیا کے ان بدترین واقعات میں سے هیں ' جن کو تاریخ نے عہد وحشت کي یادگار کے طور پر محفوظ رکها هے - میں ان ان روئدادوں کے مطالعه کي بنا پر کہتا هوں که یه واقعه هے که ساحل بحر ادریاتک پر مارچ کے دوران میں نه صرف غیر مسلم البانیوں کو ته تیغ کیا گیا ' بلکه بہت سے البانیوں کے اعضاے جسم کو اس بري طرح کاٹا گیا ' که شاید انساني عہد وحشت کي تاریخ بهي اسکي نظیر پیش کرنے سے عاجز هوگي - اسکے علاوه بہت سے غیر مسلم نوجوانوں ' کمر خمیده بوڑهوں ' بیکس عورتوں ' اور معصوم بچوں کا قتل عام کیا گیا ' جسکا کوئي شمار نهیں کیا جا سکتا -

روئدادوں کے مطالعه سے معلوم هوتا هے که ان وحشیانه ستمکاریوں کا اصلي باعث خلاف اسلام مسیحي جوش تها ' جو سروي فاتحوں کے سینوں میں جوش مار رها تها - اسکي ایک روشن دلیل یه هے که تمام البانیا میں سروي فاتحوں کي تلواروں اور سنگینوں کے تختهٔ مشق صرف مسلم سر اور مومن سینے تھے -

اس سے بهي روشن تر اور قطعي فیصله کن دلیل یه هے که روئدادوں کے بیان کے بموجب ان متعصب فاتح افسروں نے علي رؤس الاشهاد اعلان جہاد کیا اور سروي افسروں نے اپني اپني فوجوں کو جنگ کے لیے برانگیخته کرتے هوے کہا " همارے بادشاه یسوع مسیح کہتے هیں که " میرے وه دشمن جو نهیں چاهتے که میں ان پر حکومت کروں انکو یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو " اسلیے همارے جہاد مقدس کا مقصد صرف اسوقت پورا هوگا جب که هم البانیه کي زمین ناپاک مسلمانوں سے پاک کردیں - پس همارا یه اصلي مقصد هے که البانیه میں آخري مسلمان کو بهي ته تیغ کردیں " - ظاهر هے که افسروں کي زبان سے اس قسم کا اعلان پہاڑي بهوکے بهیڑیوں پر کیا اثر کریگا ؟

سروي فوج میں (جو متعصب ' وحشي ' جاهل ' اور لٹیروں کا مجموعه تهي) ایک آگ سي لگ گئي - " مسلم کشي " کے جوش سے هر سروي سپاهي لبریز هوگیا - " مسلم کشي " سروي فوج کا تکیه کلام هوگیا تها ' جسکي صداے بازگشت زبان تیغ سے بهي آنے لگي - (کمانوو) اور (اسکوب) میں ۳ - هزار نفوس سے زائد ذبح کیے گئے جنمیں صدها وه معصوم بچے بهي تھے ' جن کي زبان ابهي اسلامي کلمه سے آشنا بهي نهیں هوئي تهي ! !

یه البانی افسانهٔ غم انگیز (ٹریجڈي) کا پهلا دور (پارٹ) تها - اسکے بعد کا دور اس سے بهي زیاده خونچکاں هے - یعني (پرشتنه) میں ۵ - هزار البانی ذبح کیے گئے - جمله معترضه کے طور پر یه بتانا ضروري هے که یه تمام مقتولین وه نهیں هیں ' جو میدان جنگ میں کام آئے هیں ' بلکه صرف وه لوگ هیں ' جنکا شکار بلقان کے مقدس مجاهدین نے کیا -

منجمله ان خونیں تماشوں کے جو سروي مجاهدین نے البانیه کے تماشاگاه میں کهیلے هیں ' ایک تماشه یه تها :

سروي سپاهیوں کي ایک ٹولي آتي هے اور اسلامي محلوں کے مکانات میں آگ لگاتي پهرتي هے - گهر والے نکل نکل کے بهاگتے هیں ' دروازوں پر سروي سپاهیوں کے پرے کے پرے نظر آتے هیں ' وه ان بهاگنے والوں کو گرفتار کرلیتے هیں ' مرد وهیں بندوقوں کے هدف بنائے جاتے هیں ' اور کچهه سپاهي بچوں کو گود میں لي هوئیں بیکس ماؤں پر ٹوٹ کر ' ان کي گود سے بچوں کو چهین لیتے هیں - بلکتے هوے بچے درختوں کي ڈالیوں میں لٹکائے جاتے هیں ' اور نمایشي جنگوں کے پهلوں کي طرح سروي چمکتي هوئي تلواریں اپني کاٹ کے جوهر دکهاتي هیں - اسکے بعد ستمدیده ماؤں پر حمله کیا جاتا هے اور اسکے بعد جو واقعات پیش آتے هیں انکے بیان سے میں اپنے قلم اور اپنے اخبار کے صفحات کو آلوده کرنے کي جرأت نهیں کر سکتا -

قتل و غارت سروي فوج کا ایک شغل تفریح تها - دس دس باره باره سپاهیوں کي ٹولیاں مسلمانوں کے گهروں میں گهس جاتي تهیں ' اور مال و اسباب کو بے دریغ لوٹ لیتي تهیں - اگر گهر میں کوئي هتیار ایک ظرف ' ایک بڑا چاقو بهي نکلتا تها ' تو فوراً گهر والوں کو سزاے موت سنا دیجاتي تهي اور بندوق کا منهه یا تلوار کي دهار اسکا فوراً نفاذ کردیتي تهي - اسطرح سروي دیوان انصاف سے ۳۵ - ۳۶ مسلمان البانی روزانه سزا یاب هوتے تھے -

سروي مظالم کا علم صرف غیر سروي ذرائع هي سے نهیں هوا هے بلکه بعض سروي دهان قلم نے بهي انکي داستانسرائي کي هے -

(هر ٹو متیچ) سیکریٹري سابق وزارت سرویا بتصریح بیان کرتا هے که اس نے ابتدائي سفر (بزدیرینه) اور (ایبک) کے درمیان کے دیهاتوں میں اٹھتے هوے دهوؤں اور شعلوں کے سوا اور کچهه نهیں دیکها - راسته میں نهایت کثرت سے سولیاں ملیں اور (دیا کووه) تو سولیوں کي جهاڑي معلوم هوتا تها ! !

مراسلات

مجلس تکمیل مسلم یونیورسٹی علی گدہ کا مجوزہ:

خانہ ساز ڈیپوٹیشن

(اسلامي اخبارات اور مسلم پبلک کي خاص اور فوري توجه کي ضرورت)

— * —

جہاں یه دیکھکر بے حد مسرت هوتي هے که هندوستان کے مسلمان ترک بھائیوں کي مصیبت کو اپني مصیبت' اور ایرانیوں' مراکشیوں' اور طرابلس کے جانباز عربوں کي تباهي کو اپني تباهي سمجھکر ان کي موجودہ مشکلات و مصائب میں اپني گہري همدردي کا اظہار کرتے هیں اور ان کے لیے چندہ جمع کرنے اور دیگر اخلاقي امداد دینے میں اپني پوري سرگرمي دکھاکر قدیم شاندار اسلامي روایات کو تازہ کر رهے هیں' وهاں یه دیکھکر از حد رنج و افسوس هوتا هے که هندوستان کے مسلمان اپنے خاص هندوستاني معاملات کو نہایت بے پروائي کي نظر سے دیکھه رهے هیں اور انھوں نے ایک ایسے قومي معامله کي طرف سے' جسکے متعلق اخبارات و پبلک جلسوں میں نه صرف بہت هي گرما گرم مباحثے هوچکے هیں' بلکه جس کو متفقه طور پر مسلمانان هندوستان کي قومي حیات و ممات کا مسئله قرار دیا گیا هے' مطلقاً آنکھیں بند کر لي هیں -

یه امر یقیناً موجب مسرت هے که ترکي کے معامله میں جب هزهائینس (آغا خاں) مسلمانوں کي عام راے کے خلاف ایک مضمون لکھتے هیں تو مضمون شایع هونے کے چند گھنٹے بعد هي فوراً آغا خاں کے خیالات و رویه پر اظہار نفرت و حقارت کیا جاتا هے اور پھر کلکته' لاهور' مدراس' هندوستان کے تمام طول و عرض میں جہاں جہاں وہ مضمون پہنچتا هے' مسلمانوں میں ایک هلچل اور عام بے چیني پیدا کردیتا هے - هر جگهه اور هر مقام پر اظہار ناراضگي کے جلسے منعقد هوتے هیں - ملامت اور نفرت کے ریزولیوشن پاس کئے جاتے هیں - بے اطمیناني و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے هیں - مگر کیا یه امر موجب افسوس نہیں که قوم کا مسلمه لیڈر نواب وقار الملک بیماري کي حالت میں اپنا قومي فرض سمجھکر انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گدہ میں ۱۰ صفحے کا ایک مبسوط مضمون لکھتے هیں اور قوم فروشوں کي (۱) قوم فروشي کے بھانڈے کو اخبار کے هزاروں هاٹ پر پھوڑ دیتے هیں اور مسلمانان هندوستان اس کو بے پروائي کي نظر سے دیکھکر اسکي طرف متوجه بھي نہیں هوتے ؟ نه مسلمانوں کي کسی انجمن کے جلسه میں ان قوم فروشوں کے خلاف کوئي ریزولیوشن پاس هوتا هے - نه کوئي اسلامي کمیٹي یا پبلک جلسه اس خانه ساز ڈیپوٹیشن کے خلاف ملامت و نفرت کا اظہار کرتا هے - نه کوئي اسلامي اخبار اس قوم فروشانه کارروائي پر کوئي خاص نوٹس لیتا هے اور نه مجوزہ خانه ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق بے اطمیناني و بے اعتمادي کے تار دوڑاے جاتے هیں ! کیا مسلمانوں کو نواب صاحب قبله کے اس مضمون کي صداقت میں کوئي شک و شبه هے ؟ میرے خیال میں قوم کا وہ کون بد نصیب فرد هوگا' جسکا یه خیال هو - اور جس صورت میں که نواب صاحب قبله کے مضمون کي تردید میں اسوقت تک قوم فروشوں کے کیمپ سے ایک آواز بھي نه اُٹھي هو' بلکه نواب صاحب قبله کے مضمون کي تائید شیخ محمد عبد الله صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - اور آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - ٹرسٹیان کالج کے مضامین مندرجه انسٹیٹیوٹ گزٹ و مسلم گزٹ سے هوتي هے تو کوئي خفیف سا شک و شبه بھي ایوندر باقي رہ سکتا هے -

تو پھر اے هندوستان کے مسلمانو! کیا تم چاهتے هو که تمہارا تمام سرمایه' تمہاري تمام عمر کي پونجي' تمہارا تمام بنا بنایا کھیل یعني مدرسة العلوم علی گدہ' جس پر کئي ایک بزرگان قوم کي زندگیاں صرف هوچکي هیں - جس پر قوم کا بے شمار روپیه خرچ هوچکا هے - جس پر قوم کي نگاهیں اُٹھتي هیں اور جو قوم کي تمام امیدوں کا مرکز هے' گورنمنت کے حواله کردیا جاے ؟ هندوستان کے مسلمانو! کیا تم اس بات پر رضامند هو که مدرسة العلوم کي رهي سهي آزادي کا بھي خاتمه هوجاے ؟ اور کیا تم اس بات کے لیے تیار هو که یونیورسٹي اگر تمھیں مل بھي جاے تو اسکا نام مسلم یونیورسٹي نه هو بلکه علی گدہ یونیورسٹي هو- جو آزاد' اسلامي' اور مکمل یونیورسٹي نه هو' بلکه گورنمنت کي' غیر اسلامي' اور محدود یونیورسٹي هو ؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفي میں هے تو پھر اے مسلمانو! بر وقت کیوں کوشش نہیں کي جاتي که مسلمانوں کا کالج مسلمانوں هي کا رهے - مسلمانان کانپور گورنمنت سے نماز بخشوانے گئے تھے' مگر وهاں کو چند جاہ طلب اور خود غرضوں کي طفیل اور ان قوم فروشوں کے صدقے' جنکے پنجوں میں (کامل) کي روح کام کر رهي هے' اُلٹے روزے بھي مسلمانوں کے گلے پڑ رهے هیں - مسلم یونیورسٹي' تو کیا ملیگي ؟ کالج بھي جاتا رهیگا - اور جو تھوڑي بہت آزادي اسوقت مسلمانوں کو کالج میں حاصل هے اس سے بھي مسلمانوں کو هاتھه دھونے پڑینگے -

پس میں تمام مسلمانوں سے بالعموم اور اسلامي اخبارات' انجمنوں' اور مسلم یونیورسٹي پراونشل کمیٹیوں سے بالخصوص نہایت زور سے اپیل کرتا هوں که وہ اس معامله کي اهمیت و نزاکت کو پورے طور پر محسوس کریں اور قوم فروشوں کي اس قوم فروشانه کارروائي کے خلاف جو لکھنؤ میں درون پردہ راتوں رات کیگئي هے زبردست آواز بلند کریں اور مجوزہ خانه ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق اپني بے اطمیناني و بے اعتمادي صاف ظاهر کردیں - ورنه اگر قوم خاموش رهي اور موجودہ خانه ساز ڈیپوٹیشن ... جس میں اکثریت ایسے حضرات کي هے جو گورنمنت کي شرائط پر یونیورسٹي لینا چاهتے هیں اور عام پبلک اوپینین (عام راے) کي بے وقري کرنے پر تلے هوے هیں' حضور وایسراے کے پاس پہنچ گیا تو یقیناً اسکا نتیجه وهي هوگا' جو مسلمانوں کي تعلیمي تباهي کے سوا اور کچھه نہیں هو سکتا - یعني یونیورسٹي کو گورنمنت کي پیش کردہ شرائط پر ان تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھه جو مجوزہ مسلم یونیورسٹي کو گورنمنت یونیورسٹي بنادینگي' منظور و قبول کرلیا جائیگا - اسوقت قوم کا شور و غل بالکل بے کار' بے سود' اور صداے بے هنگام ثابت هوگا - یکے نقصان مایه و دیگر شماتت همسایه والی مثل صادق آئیگی' اور سواے اسکے اور کیا هو سکیگا که قوم مسٹر محمد علي اڈیٹر کامریڈ سے خطاب کرکے یه مصرعه پڑھے - (۱)

---

(۱) ڈیپوٹیشن کے معاملے میں آنکر غصه بہت هے' لیکن اتني سختي بہتر نہیں (الهلال)

(۱) اس مصرعه کے لکھنے کا بھلا یه کون موقعه تھا ؟ همارا خیال مسٹر محمد علي کي نسبت ایسا نہیں هے - البته ان سے ایک لغزش ضرور هوگئي (الهلال)

جنوبي البانيه ميں کيے هيں' اون سے آپ لوگ خود هي واقف هيں - اسيطرح همیں یه بهي ياد دلانيکي ضرورت نهيں معلوم هوتي که يوناني بشپوں نے هماري ملکي زبان پر کيا کيا آفتيں ڈهائي تهيں ؟ اور آرتهوڈاکس البانيوں پر عام طور پر کيسے ناکردني افعال کے وه مرتکب هوے هيں ؟ نيز محض سياسي وجوه کي بنا پر وه البانيوں کو بپتسما دينے سے انکار کرتے تهے ' اور علاوه اوسکے يوناني پادريوں کے جاسوس حکومت سے البانيوں کي مخبرياں کرتے رهتے تهے - زمانهٔ عبد الحميد ميں البانيه کے صدها بچوں پر نزول مصائب کے باعث بهي وهي هوے اور انکي جرائم پيشه توليوں نے اونکے ورغلانے سے عوام کو اور پادريوں کو (جنکا کوئي جرم بجز سچي محبت وطن کے نه تها) قتل کيا - ان مظالم کي تائيد ميں (جو يوناني بشپوں نے البانيوں پر جائز رکهے) هم خود بلغاريوں کو شهادت ميں پيش کرتے هيں - کيونکه ان تمام مصائب ميں وه بهي همارے شريک حال رهچکے هيں اور اس بات کي دليل (که رياست هاے بلقان کي کاميابي کي صورت ميں البانيونکي کيا حالت هوگي) وه معامله هے' جو سرويه نے بعد معاهدهٔ برلن کے کيا تها - سرويه کو اس معاهده کے ذريعه ايک قطعه البانيه کا ديا گيا تها' ليکن اس عيسائي سلطنت نے مدنيت و تهذيب کي مهم کو اس البانی زمين ميں اسطرح انجام ديا که ايک لاکهه البانيونکو نکال ديا اور اونکي جائداديں بلا معاوضه ضبط کرليں' اور اس وجه سے هزاروں انسان بهوک اور سردي کے شدائد سے مرگئے اور يک قلم فنا هو گئے -

جو سروي اپني ملک کي تاريخ سے واقف هے' اگر اس وحشيانه اور انتهائي ظلم سے انکار کرے' تو همارے پاس حجت تمام کرنے کيليے صدها شهادات موجود هيں -

هماري پاليسي مانٹي نيگرو کي نسبت اگرچه بظاهر ايسي معلوم هو که هم مانٹي نيگرو کي اون مهربانيونکي ناقدري کرتے هيں جو انهوں نے دو سال پہلے ماليسوريونکي شورش کے وقت هم پر کي تهيں جبکه هم نے اونکے ملک ميں پناه لي تهي - ليکن حقيقت يه هے که جسقدر گيهوں پناه گزينونکو ديا گيا تها' اوس سے دس گنا زياده قيمت ترکوں نے بادشاه نکولس کو ادا کردي اور جبکه رقم پهنچگئي تو بادشا نے سرداران البانيه کو ترکوں کي شرائط قبول کرنے پر مجبور کيا اور وه بغير حصول ضمانت اپنے اپنے ملک کو واپس گئے -

اور ايک بڑي دليل اس بات کيليے که مانٹي نيگرو کے خاندان شاهي کي دوستي محض مال پر مبني هوتي هے اور اس امر کي' که همارا پهلا قول بادشاه کي نسبت اختراع نهيں هے' وه معامله هے جو جنگ روس و جاپان کے زمانه ميں پيش آيا - اوسوقت سلطنت روس اپني مالي مشکلات کي وجه سے اس بات پر مجبور هوگئي تهي که جو امداد سالانه مانٹي نيگرو کو ديا کرتي تهي روک لے - اس سے يه نتيجه نکلا' که وليعهد مانٹي نيگرو پرنس دينيلو نے امير البحر توگيو اور جاپاني فوج اور بيڑے کا جام صحت نوش کيا - جبکه اهالي مانٹي نيگرو نے روس کے ان انعامات کي تحقير کي' جسنے مانٹي نيگرو کي آزادي کيليے لاکهوں جانيں اور کروڑوں روپيه کي قرباني کي هے' تو همکو البانيوں کے ساتهه انصاف کي کيسے اميد هوسکتي هے ؟ وه همکو اسوقت متهم کرتے هيں که عيسائيونکي لڑائي ميں هم عثمانيونکے شريک هيں' ليکن همارے پاس اس باطل تهمت کا جواب اونهي کي گذشته سياست هے -

علاوه ازيں ممالک بلقان نے باوجود عيسائي هونيکے البانيوں کي قوميت مٹانے ميں سلطان عبد الحميد کي مدد سے درگذر نهيں کي - اور نئي ترکي کے پرده ميں رياست هاے بلقان اون تمام فوجي مهموں ميں شريک رهيں' جو ترکوں نے البانيوں پر بهيجيں - ان وجوه سے هم نے وطن کي حفاظت کيليے ضروري سمجها که هم ايسے سلطان کے مخلص رهيں' جسکي زندگي نهايت پاک هے' اور ايسي حکومت کي مدد کريں' جسنے الباني قوم کے ساتهه عدل و انصاف کيا هے' يعني دولت عليه عثمانيه کي -

هم يه بهي ظاهر کرديٺا چاهتے هيں که هم رياست هاے بلقان سے اس ليے مقابله نهيں کر رهے هيں که همارے دل ميں ان عناصر سے کينه هے جو ممالک بلقانيه سے مرکب هيں - بلکه اونکي ظالمانه سياست اور تهذيب البانيه کے لغو دعوونکي وجه سے - بلقانيوں ميں جو خوبياں هيں' اونکي هم ضرور قدر کرتے هيں -

ليکن هم افسوس کرتے هيں که وه اپني کوششيں اس ظالمانه جنگ پر صرف کر رهے هيں' جس کا نفع بجز اونکے بادشاهوں اور مدبرين کے کسيکو نهيں پهنچ سکتا - کيونکه جس مهم کے واسطے يه لڑے هوئے هيں' وه عقلمندوں کي رائے ميں اونکي قابليت اور فوجي حيثيت سے زياده هے - يه کها جاتا هے که عيسائي تهذيب ممالک بلقان ميں عثماني تهذيب سے بهتر هے - حالانکه يه کهنا اوسيقدر صحيح هے' جتنا که قرون وسطے ميں صليبي متعصبونکا اون مسلمان عربونکي نسبت (جو تهذيب کے انتهائي عروج پر تهے) ايسا کهنا صحيح تها - کيونکه بلغاري' يوناني' سرويوں نے مقدونيه ميں ايک دوسريکے مقابله ميں وه وه شرمناک حرکات کيے هيں' جنکي مثال تاريخ عثماني ميں نهيں ملسکتي' اور انهي شرمناک افعال کا وه عنقريب پهر اعاده کرنے والے هيں - اس جنگ ميں فتح ياب هونيکے بعد تقسيم مال غنيمت کے وقت ايک دوسرے کا گلا دبائيگا - يورپ کا فرض تو صرف يهي هے که کهڑا ديکهتا رهے' ليکن هماري دلي خواهش هے که ايسي نوبت نه آئے' اور عثماني لشکر ان طمع کے نشه ميں مخمور غارتگرونکا نکبر توڑ کر هميشه کيليے اونکي بدمزاجي نکالدے -

يه هے خلاصه اون اسباب کا' جس نے البانيونکو بلقانيوں کي صليب کے مقابلے ميں عثماني هلال کيطرف مائل کرديا هے' کيونکه الباني اس لڑائي کو مسيحيت کي لڑائي بمقابله اسلام کے نهيں سمجهتے هيں - وه جانتے هيں که يونانيوں اور بلقان کے سلافي بے وقوفوں کي اپني حدود کي توسيع کے ليے يه ايک کوشش هے' اور يه توسيع صرف هماري سرزمين هي سے هو سکتي هے' پس عثماني محض همارے ليے لڑ رهے هيں -

ممالک متحده امريکه ميں البانيوں نے اس کو خوب سمجهه ليا هے - يهانتک که انهوں نے مشرقي اور مغربي ولايت ميں جو جلسے منعقد کيے' اونميں اس بات پر متفق هوگئے که ترکوں سے جو جو کدورتيں هيں اونکو بهول جانا چاهيے' اور حکومت عثمانيه کے ساتهه کامل اتحاد رکهنا چاهيے -

يهي نهيں بلکه انهوں نے عثماني لشکر کي فتح کيليے نماز کا اعلان کيا' اور بوسٹن' سوث' بروج' اضلاع ولايت ماس' پڈبورد ؟ ماين' ماستواد' نيويارک' اورن' هابو' ميں ترکونکي فتح کيليے دعا مانگي - جسوقت سلطاني لشکر کي فتح کے ليے دعا مانگي گئي' هم نے اپنے قوم کو روتے هوئے ديکها' اور اگر چند مهينے پہلے هم ايسا کرتے' تو يهي الباني اور همارے مسلمان بهائي همکو سنگسار کر ديتے -

حالات موجوده کے متعلق الباني قوم کي پاليسي آپ پر واضح کرنيکے ليے جسقدر کهنے کي گنجائش تهی' هم کهه چکے' اور همارے قول کو يقين هے که آپ پورا مدلل اور موثق و معتمد پائيں گے -

هم فرض سمجهتے هيں که اپني موت و حيات کے خيال سے' اور اپني وطن کي مدافعت کيليے اجنبي لٹيروں سے جهانتک ممکن هو لڑيں

[بقيه کيليے صفحه ۱۰ ملاحظه هو]

فکاہات

—:○(*)○:—

(۱)

سر آغا خاں کا خطاب ترکوں سے

—:*:—

گفت با ترک حضرت آغا * انچه گویم به گوش در گیرید
بگذارید خاک یورپ را * دل ازیں مرز و بوم برگیرید
ایشیا مسکن قدیم شماست * باز آں خاک را مقر گیرید
دل به صید رمیده نتواں بست * یک شکار شکسته بر گیرید
اسپ گر زیر راں نمي اید * بگذارید و ماده خر گیرید
کار پیشینهٔ شما کشت است * مرغزارے و گاو نر گیرید
بانگ توپ و تفنگ درد سر ست * ناوک و خنجر و سپر گیرید
نوبت ریل و تلغراف گذشت * قاصد و پیک و نامه بر گیرید
کار دنیا کسے تمام نکرد * هر چه گیرید مختصر گیرید

(۲)

ترک سے حضرت آغا نے یہ ارشاد کیا: * کیوں هو بے فائدہ یورپ میں گرفتار الم ؟
ایشیا میں اگر آجاو تو پھر تا بہ ابد * پاوں پھیلا کے پڑے چین سے سوؤگے چه غم ؟
نظر آجائنگي بیکاري آلات جدید * جب کہ تم وادي تاتار میں رکھوگے قدم
ریل یا تار کي پھر ہوگي نہ حاجت تم کو * ڈاک پہنچانے کو آجائینگے مرغان حرم
خود هي کہدوگے کہ بیکار هیں سب توپ و تفنگ * نظر آئیگا جو تیر افگنیوں کا عالم
سلک بحري کي ادا دل سے اُتر جائیگي * دیکھه لوگے جو کمندوں کا وہ پیچ اور وہ خم
فائدہ کیا ہے کہ تم ریل کا احسان اٹھاو * آپ کا اسپ سبک سیر ہے کس بات میں کم ؟
آپ صحرا میں چلائیں گے جو خشکي کا جہاز * پھر نہ کچھه بھاپ کي حاجت ہے نہ طوفانکا غم
لطف جو بانگ جرس میں ہے وہ سیٹي میں نہیں * زیر کوکہہ نہیں سکتا کوئي هم پایۂ بم
لمپ کي شعلہ فشاني میں کہاں وہ انداز * شمع کي بزم طرازي کا جو کچھه ہے عالم
فیصلہ بیٹھه کے چوپال میں کردیگا جو پنچ * هوگا یورپ کے قوانین سے بڑھکر محکم
اور مانا بھي کہ فردوس بریں ہے یورپ * حضرت خواجهٔ شیراز یہ کرتے هیں رقم

پدرم روضهٔ رضوان به دو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من به جوے نفروشم

کشاف

یونیورسٹی ڈپوٹیشن

—*—

آپ نے " بعث سفارت " پہ جو کي تھي تقریر * تھا حقیقت میں وهي شیوۂ ازادۂ روشي
دفعۃً طبع مبارک نے جو بدلا انداز * سب کو حیرت تھي کہ کیوں آپ نے کي کج روشي
یا تو اس زور سے تھے آپ " سفارت " کے خلاف * یا کہ خود آپ بھي شامل تھے اُسي میں بخوشي
بادۂ جام سفارت طرب انگیز سہي * آپ کي شان کو زیبا نہ تھي یہ بادہ کشي

* * *

کھینچکر اک نفس سرد یہ ارشاد ہوا: * " ذوق ایں بادہ نہ داني بخدا تا نہ چشي "

نقاد

جهوٹي قسم سے آپکا ایمان تو گیا ؟

اسلامي اخبارات کي خدمت میں خاکسار در باره یه عرض کرنیکي اجازت چاهتا هے که وه نواب صاحب قبله کے مضمون کو تمام و کمال نقل کرکے اس آواز کو تمام قوم تک پهونچائیں اور اس پر نهایت آزادي کے ساتهه راے زني کریں - ورنه بعد از وقت طویل و عریض لیڈر لکهنے کا فائده معلوم -

(الهـــلال) کلکته نے اگرچه سب سے پہلے نواب صاحب قبلـه کے مضمون کو تمام و کمال نقل کردیا تها مگر اسکے متعلق اپنے خیالات ظاهر کرنے کا جو وعده کیا تها وه ابهي تک پورا نهیں کیا - مسلم گزٹ نے چند اقتباسات اور مختصر سے اڈیٹوریل نوٹ پر اکتفا کرکے خاموشي اختیار کي - زمیندار نے ایک مدت کے بعد اس مضمون کو پانچ یا چهه ٹکڑوں میں شایع کیا اور باوجود " ایک زبردست اور دل هلادینے والي آواز " اور " ایک گهري سازش کا انکشاف " کے زبردست عنوان قائم کرنے کے خود اسکا اپنا دل ذرا بهي نهیں هلا - آنریبل مسٹر محمد شفیع کي صدارت مسلم لیگ کے خلاف تو صداے بے هنگام بلند کرنے کیلیے لیڈروں پر لیڈر لکهے جاتے هیں مگر گهري سازش کے انکشاف کے متعلق دوسطروں کا نوٹ لکهنے کیلیے بهي گنجایش و فرصت نهیں - وکیل و پیسه اخبار بالکل هي خاموش - آبزور نے ایک مختصر سانوٹ لکهدیا تها اور بس - (کامریڈ) بهلا کیا لکهیگا - وه تو خود ایک فریق هے - نواب صاحب قبله کے مضمون کا تو وه بهولے سے بهي ذکر نهیں کرتا ' البته اس بات پر خوشي ظاهر کرتا هے که هز هائي نس آغا خاں اور راجه صاحب محمود آباد حضور ویسراے سے ڈپوٹیشن کي حاضري کے متعلق خط و کتابت کر رهے هیں !

خاکسار مقبول احمد سکرٹري پراونشل کمیٹي مسلم یونیورسٹي - ریاست کشمیر - ٢٨ فروري سنه ١٩١٣ع

ایک تجـویـــز

— * —

غازي انور بک کي خود نوشته سوانح عمري

— * —

١٢ - ربیع الاول کے اخبار میں جو آپ نے آینده نمبر میں انور بے کي خود نوشته سوانحعمري کے درج کرنے کا وعده کیا هے ' اسکي نسبت میں یه راے دونگا که شائع کرنے سے قبل اُس کاحق تالیف رجسٹري کرادیا جائے اور آینده پرچے سے برابر تین چار پرچوں تک خریداران الهلال کو اطلاع دیجائے که وه اُس نمبرکو کم سے کم ڈهائي روپیه کو وصول کریں اور هر ایک خریدار اُس نمبر کا ایک اور خریدار پیدا کرے ' اور یه روپیه جو اس طریقه سے وصول کیا جاے ' زر اعانهٔ هلال احمر میں جمع کرکے قسطنطنیه بهجدیا جاے تا که وه انور بے کي راے سے اُسکو صرف کریں - میں سمجهتا هوں که یه ایک بهت هی حقیر رقم هوگي لیکن اِس سے همارا وه جوش محبت معلوم هوجائگا جو انور بے کي ذات کے ساتهه همکو هے - خداوند کریم اُس کو اپني امن و امان میں رکهے ' اور اُسکي کوششوں اور مساعي کو مشکور کرے - اگر یه تجویز آپ منظور نکریں تو بهي وه رساله جس میں مذکوره بالا سوانح عمري درج هو میرے پاس دس روپیه میں وي پي کردیجئے گا - میں ایک قانع آدمي هوں جیسا که آپ جانتے هیں - لیکن آج مجهکو اپني حالت کارنج هے ' کاش میں کچهه دے سکتا یاکر سکتا -

(از بهوپال)

فهـــرست

زر اعانهٔ دولت علیهٔ اسلامیه

—:⁂:—

(١٣)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

	پائي	آنه	روپیه
مولوي واحد حسین صاحب وکیل هائیکورٹ کلکته	٠	٦	٦
بذریعه قافله مولوي شهاب الدین صاحب مانک تله			
بزرگان کالدارا بهات پاڑا نقد	٠	٢	٨٨
" بین بڈن معه زنجیر و تعویذ چاندي کے دو عدد			
بذریعه ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بکاي	٠	٠	١٢٥
بذریعه میاں حسین صاحب محله گولک پور بانکي پور	٠	٤	١
نور محمد صاحب سب اورسیر (ماتهه) جهانسي	٠	٠	٥
بذریعه نذر علي خانصاحب سپروائزر نهر جهیلم			
منگلا هیڈ ورکس	٠	٥	٣٦١
بذریعه ولي محمد صاحب عباسي اودیپور	٠	٨	٢١٢
بذریعه مولوي حبیب النبي خان صاحب صولت			
(کرایه - کلکته) :—			
لفٹنٹ جے - ایف - اِباٹ صاحب بهادر (پلٹن نمبر ١/٨			
گورکها - ڈیرو ڈره)	٠	٠	٢٠
شیخ محبوب میاں صاحب (کرایه)	٠	٠	١
معرفت مولوي حیات بخش صاحب (بالو بازار)	٠	٢	٣
منشي کرامت علي صاحب (کرایه)	٠	٨	١
معصوم بچوں کي عیدي	٦	٢	١
حافظ غلام حسین صاحب (کرایه)	٠	٠	١
بابو اُستاد صاحب (کرایه)	٠	٠	١
منشي عبد العزیز خاں (بالو بازار)	٠	٠	٣
جناب کریم بخش عطار صاحب (مرزا پور)	٣		٠
جناب عبد الحکیم صاحب (مرزا پور)	٦		٠
" عبد المجید خاں صاحب (کرایه)		٠	١
" شیکو میاں صاحب (کرایه)			٠
" شیخ مجیب الرحمن عرف موجو میاں (کرایه	٠	١	٠
" سید دلاور علي صاحب (کرایه)		-	٠
" مٹکلو میاں صاحب (کرایه)		٨	
متفرقات	٦	٨	٢٩
جناب محمد حنیف صاحب		٢	٠
میزان	٠	٣	[illegible]٦٥
میزان سابق	٦	٤	٢١٨٣
میزان کل	٦	٧	٣٠٤٨

مبلغ چالیس روپیه جو بذریعه مولوي حبیب النبي خانصاحب صولت کرایه روڈ کلکته وصول هوا تها فهرست نمبر ٩ میں شائع کیا گیا تها آج اسکي تفصیل درج ذیل کي جاتي هے :—

	پائي	آنه
منشي احمد علي صاحب (خضر پور - کلکته)	٠	٠
مولوي اظهر السعدین صاحب (کرایه)	٠	٠
محمد اسمعیل اِستاگر صاحب (کرایه)	٠	٠
قاضي صوبه جاں صاحب (کرایه)	٠	٠
جناب اسمعیل میاں صاحب جهاؤلا روڈ	٠	
ماسٹر امام الدین (راؤڈن اسٹریٹ)	٠	
ماسٹر نصیر الدین (کرایه)	٠	

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

میر مسئول و مر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.



قیمت فی پرچہ — سلطان تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکته

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکته: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱۰

Calcutta : Wednesday, March 12, 1913.

فہرست

—*—

تصاویر

—*—

تلغـراف خصـوصـي

فـتـح ...

—:*:—

بحـري کار نـامے

—*—

(قسطنطنیه : ۱۳ - مـارچ)

—*—

بجـواب " الہـلال "

تسخیر (جانینا) کي یہاں کوئي خبر نہیں دي گئي ہے - البته جنگ شدید کي خبریں برابر ملتي رهیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باهم تباه کن جنگ شروع هوگئي - "تصویر افکار" کا تار چهپا ہے کہ ابتک ۱۲ - سو بلغاري اور ایک هزار یوناني باهم دگر لڑکر مقتول هو چکے هیں -

(۲)

تائید الهي ایک نصرت عظیم کي صورت میں ظاهر هوئي - " حمیدیه " جہاز کي آتش افشانیوں نے سرویں استحکامات جنگ میں هلاکت اور تباهي پهیلا دي - میکوا میں فوجي بارک مع سپاهیوں کے خاک کا ڈهیر هوگئي - رسد اور غله کے ذخائر برباد هوگئے -

التمـاس

(۱) نمبر ۷ ' و ۸ ' جلد (۲) قبل از وقت ختم هوگئے هیں - دوباره چهپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

فلـــم اري كالدعـــاء اعم نفــع
و اعظم في مكافات الصـــديق

مسٹر (مظهر الحق) ياد رکهيں که اگر وہ قوم کي خاطر کچهه کهونے کيليے طيار هيں' تو قوم بهي اپني بہترين متاع انکو دينے کيليے طيار هے - غريب قوم کيا کرے ؟ وہ تو اپنا دل هاتهوں ميں ليے هوے کب سے حيران وسرگردان پهر رهي هے ' مگر افسوس که کوئي خريدار هي نہيں ملتا - کونسا دروازہ هے جس پر وہ نہيں پہنچي ' اور اعتماد کي کونسي آواز تهي ' جس کو اُس نے نہيں آزمايا ؟

نفائس دل و دين مي دهم به نيم نگاه
به من معاملۂ کن که راست گفتــارم

اس ڈيپوٹيشن کي تحريک جن طريقوں کي ساتهه کي گئي ' پهر ممبروں کا جس طرح انتخاب هوا ' اور انتخاب ميں جن جن ذرائع و رسائل مخفيه سے کام ليا گيا ' وہ نواب صاحب قبله کي زبان مبارک سے قوم سن چکي هے - پس در حقيقت ايک ايسي جماعت ميں شريک رهنا ' جسکي پيدايش سازش کے نا جائز حمل سے هوئي هو ' خود اپنے ضمير اور ايمان کو الودۂ معصيت کرنا تها - ڈيپوٹيشن کا جانا اور رسمي آمد و رفت محض ايک دلفريش کن حيله تراشي هے ' تا که کسي طرح ازاد خيال طبقه رام کيا جاسکے - مسٹر (مظهر الحق) کا نام بهي اسي ليے رکها گيا تها ' تا که لوگ سمجهيں که کيسے کيسے آزاد خيال لوگ اسميں شريک هيں ' اور پهر اسکي طرف سے بالکل مطمئن هو جائيں -

حقيقت يه هے که يه ڈيپوٹيشن يونيورسٹي کے اهم مسائل ميں کسي تغير کا ذريعه نہيں هوسکتا - اور نه هونے کا اراده هے - گورنمنٹ کو اب اسپر کوئي اعتراض نہيں که علي گڈه کي معهود يونيورسٹي کے نام ميں " مسلم " کا لفظ بڑها ديا جاے اور يه تو ساري دنيا کو معلوم هوچکا هے که اسکولوں کے الحاق تک وہ راضي هوچکي هے - پس ڈيپوٹيشن کي تجويز سے مقصود يه تها که انهيں منظور کرده چيزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پيش کر ديا جاے که وہ سمجهے ' يه خاص مراعات تهيں جو ڈيپوٹيشن نے سعي و کوشش کرکے حاصل کرا ديں -

تاهم مسٹر (مظهر الحق) نے نهايت دانشمندانه کارروائي کي که اتمام حجت کا پورا موقعه ديا ' اور پهلي مجلس ميں شريک هوکر اور اپنے خيالات ظاهر کرکے مستعفي هوے - انهوں نے ايک مثال قائم کردي که ايک راست باز آدمي کو ايسے موقع ميں کيا کرنا چاهيے ؟

مسٹر (مظهر الحق) نے مستعفي هوکر همارے سامنے مقابله کرنے کيليے کيسے عبرت انگيز مناظر پيش کردیے هيں ! ايک طرف تو وہ لوگ هيں جو اس ڈيپوٹيشن کي شرکت کي عزت کے معاوضے ميں اپني ازاد خيالي کو تاراج کردينے کيليے طيار هيں - دوسري طرف وہ لوگ هيں جو (بقول نواب صاحب قبله) اس ڈيپوٹيشن کي ممبري کو ايک ايسي دولت عظمی سمجهتے هيں ' جسميں اب کسي دوسرے حصه دار کا تصور بهي انکے ليے تکليف ده هے - تيسرے طرف مسٹر (مظهر الحق) هيں ' جنکو بے طلب اسکي شرکت کي مکرر عزت دي گئي تهي مگر انهوں نے سچائي اور اصول کي خاطر اُسے ٹهکرا ديا ! انهوں نے اس عزت کي پروا نہيں کي جو صداقت اور آزاد خيالي سے خالي تهي ' پس اسکا بہترين معاوضه وہ عزت هے ' جو اب قوم کے لاکهوں دلوں ميں انهوں نے اپنا گهر بناکر حاصل کرلي هے -

و من کان يريد العزة ' فلله العزة جميعـا ' اليه يصعد الکلـــم الطيب ' و العمـــل الصـــالح يرفعـــه (۳۵ : ۱۱)	جو لوگ عزت کے بهوکے هيں انکو معلوم هونا چاهيے که تمام عزت بخشياں الله هي کے هاتهه ميں هيں - تمهارے اعمـــال صـــالح اسي کي درگاه تک پہنچتے هيں اور وهي نيک عمل کرنے والوں کے درجوں کو بلند کرتا هے -

مسٹر (مظهر الحق) نے اپني چٹهي ميں ۵ - مارچ کے جلسے کي جو کارروائي درج کي هے ' اس سے معززين ڈيپوٹيشن کي نقاب پوشي کا خاتمه هوگيا هے ' اور جو بات همیں ۲۸ - ڈسمبر کي صبح کو معلوم تهي ' اميد هے که اب دنيا کو ۵ - مارچ کے بعد اچهي طرح نظر آجاے گي - (مسٹر مظهر الحق) نے تجويز پيش کي تهي که کارروائيوں سے قوم کو بے خبر نه رکها جاے - اس سے کم ازکم اتنا تو هو جاتا که هر شخص کي نسبت قوم فيصله کرسکتي که اس نے قوم کي خواهشوں کو کهاں تک ياد رکها هے ؟ ليکن هم نے سنا هے که يه تجويز جب پيش کي گئي ' تو ايک هي نام کے دو آزاد خيال بزرگوں يعنے مسٹر محمد علي (کامريڈ) اور مسٹر محمد علي (جينا) نے مخالفت کي - اور مصر هوے که کارروائياں بصيغه راز رکهي جائيں -

اگر يه سچ هے تو همیں ايک سال کے گذشته واقعات ايک مرتبه ياد کرلينے چاهئيں - ۱۱ - اگست سنه ۱۲ ۱۹ - کو کانسٹيٹيوشن کميٹي کا جو اجلاس لکهنو ميں هوا تها ' اسميں همارے دوست "راز داري" کے سخت مخالف تے - کامريڈ کي پچهلي فائل کي بهي اسکے ليے ورق گرداني کي جا سکتي هے - يه اب دنيا کيوں پلٹ گئي ؟

مانا که ڈيپوٹيشن کي تجويز ضروري تهي ' صلح جنگ سے بہتر هے ' اور قوم کو قسموں کي عزت کا پاس کرنا چاهيے - ليکن کيا اب همارے دوست کيليے "راز داري " کا گذشته نقاب تاريک بهي انکے مطعون ليڈروں کي طرح ضروري هوگيا ؟

مشـاطه کا قصـــور سهي سب بنـاؤ ميں
کيا اُس نے اس نظر کو بهي پر فن بنا ديا ؟

ممکن هے که تم اپنے اعمال قوم سے مخفي رکهه لينے ميں کامياب هوجاؤ ليکن ميرے عزيز دوستو ! تم بڑي ناداني ميں پڑے هو - خدا کي انکهه سے بچنے کيليے تمهارے پاس کوئي پرده نہيں هے :

او ليس اللـــه با علم بمـا فـي الصـــدور العالميـن ؟ (۲۹ : ۹)	کيا الله تعالی اُن چهپے هوے بهيدوں سے واقف نہيں هے جو دنيا کے سينوں ميں مدفون هيں ؟

بهر حال قوم کے هاتهه ميں مسٹر (مظهر الحق) نے بہت اچهي کسوٹي ديدي هے - مدعيان ازادي و راستي کي آزمايش کي يه بہترين گهڑياں هيں - اب ديکهنا يه هے که ممبران ڈيپوٹيشن ميں اور بهي کسي کا قدم هے ' جو اس طرح سچائي کي طرف حرکت کرے ؟

مسلمان اگر اپني بے وقوفي پر رحم کهائيں ' تو انکے ليے کام کرنے کا يه اصلي وقت هے -

نهايت ضروري هے که هر مقام پر جلسے کيے جائيں اور نواب (وقار الملک) بہادر کي تائيد ميں آوازيں بلند هوں : هذه تذکره ' فمن شاء اتخذ الی ربه سبيلا -

هفتهٔ جنگ

اس هفته کي خبروں سے معلوم هوتا هے که بلقاني فوجوں ميں سے صرف يوناني فوج جنگ آرا هوئي - نتيجهٔ جنگ کے جسقدر معلومات هيں وہ يوناني ذرائع سے هيں ' جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فيصله اب هر شخص کيليے آسان هوگيا هے - اتهنس کے ۴ - ماه حال کے تار سے معلوم هوتا هے که يوناني بيڑے نے (جنيدا) کے قلعه (سنيڈا کوارنٹا) پر گولي باري کي - جس سے ايک ترکي توپخانه ضائع هوا - اسکے بعد يوناني بيڑا فوج کے

شذرات

مسٹر مظہر الحق کا استعفا

ذالک، فلیتنافس المتنافسون!

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد، و منهم سابق بالخیرات باذن الله، ذالک هو الفضل الکبیر (۳۱:۳۵)

اس جماعت میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں، اور پھر انہی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں، جو اعمال نیک میں راست بازانہ پیش قدمی کرتے ہیں - یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے!

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں ہوں، منقبت سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے:

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی، وظیفہ ات غزل ست

حق گوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں: دولت و طاقت، اور ذاتی تعلقات و وابستگی - اگلے زمانے میں احباب کم از کم اسکا تو اندازہ کرچکے ہیں کہ الحمد للہ یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہوسکتے:

ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھ اپنا حال ہے، وہ محتاج بیان نہیں - زبان اور قلم، دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتی تعلقات، تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لیے واقعی پر از اشکال تھے - مسٹر محمد علی نہ صرف میرے ایسے دوست ہی ہیں، جن سے دوستانہ حد سے بھی گذر کر، برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں، بلکہ یہ بھی ہے کہ مجکو انکی دوستی نہایت عزیز ہے - تاہم کچھ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور راے کا سوال ہے - تعلقات کی ایسی تاروں کی کیا حقیقت ہے؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں -

پس جو کچھ میری راے تھی، بلا تامل حوالۂ قلم کردی -

دوستی کیا چیز ہے؟ ہماری خون اور نسل کی رشتہ داریوں کو بھی حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با ایں ہمہ میری نکتہ چینی ہی آج مجکو مجبور کرتی ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کی تعریف میں جسقدر ممکن ہو، اسراف کروں - وہ اسراف نہیں، بلکہ عین اعتدال ہے -

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے، اور حق و راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے؟ کوئی نہیں جو اسکی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لے - کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اسکے چند بندوں کا غصہ جھیل لے، اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول ہی کی عزت کیلیے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بناے - ہر دعوا دلیل سے محروم، ہر قول عمل کا مخالف، اور ہر سفیدی نمایش اور نفاق کی سیاہی سے آلودہ! تعریف کی خواہش سے دماغ مخبوط ہو رہے ہیں، مگر کوئی نہیں جو پہلے تھوڑی سی مذمت گوارا کرکے، تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئی دوستی بغیر دشمنی کے، کوئی محبوبی بغیر مبغوضی کے، اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتی - جو لوگ دنیا سے "تعریف و مدح" مانگتے ہیں، انکو پہلے بتلانا چاہیے کہ اسکے لیے انہوں نے کیا کھو دیا ہے؟:

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون؟ ولقد فتنا الذین من قبلهم فلیعلمن الله الذین صدقوا، ولیعلمن الکاذبین- ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا؟ ساء ما یحکمون! (۲۹ : ۴) ومن یجاهد، فانما یجاهد لنفسه، ان الله لغنی عن العالمین (۲۹ : ۶)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے ایمانداری اور راستبازی کا دعوا کردینگے اور بغیر آزماے ہوے چھوڑ دیے جائیں گے؟ (حالانکہ) جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں، خدا نے انکو بھی آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا ان لوگوں کو معلوم کرکے رہے گا جو اپنے دعوے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی، جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کی قوتیں اعمال بد میں خرچ ہو رہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہی بری سمجھ اور کیا ہی برا فیصلہ ہے! یاد رکھو کہ جو سچائی اور راست بازی کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کیلیے ایسا کرتا ہے - خدا دنیا کے تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن کی ممبری سے استعفا دیدیا، جسکو ایک مبسوط تحریر کی صورت میں آپ آج کی اشاعت میں پڑھیں گے - میں اپنے عقیدے اور اپنی بصیرت کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے استعفا نہیں دیا ہے، بلکہ سچائی اور راستبازی کی ایک ایسی مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کردی ہے، جسکے نمونے عرصے سے ہماری کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدا نے مومنوں کی سب سے بڑی خصلت یہ بتلائی ہے:

یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم -

حق کی راہ میں جہد و سعی کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے -

مجکو اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقی خصلت ایمانی کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

وفی ذلک، فلیتنافس المتنافسون!

اور یہی چیز ہے، جسکی پیروی کرنے والوں کو پیروی کرنی چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے سوا اور کیا کہوں کہ اللہ تعالی اس خدمت جلیل اور عمل عظیم کیلیے انکو جزاے خیر دے، اور اس وقت کے دکھلانے میں زیادہ دیر نہ کرے، جب قوم پرستی اور راست بازی کی ایسی ہی مثالیں بکثرت قوم کے سامنے ہوں:

انقلاب باب عالي

—:*:—

۲۳ - جنوري سنہ ۱۹۱۲



قبل از انقلاب

باب عالي کے دروازے پر انقلاب خواہوںکا ہجوم

[illegible]
"[illegible] 18-3-13"



مشہور " اوشک " پلٹن کے سپاہي ، جو محافظ سپاہيوں کي جگہہ ۲۳ - کي صبح کو باب عالي پر متعين کرا دیے گئے تھے ' اور جو ابتدا سے " انجمن اتحاد و ترقي " کے ہوا خواہوں میں سے ہیں ۔

آتارنے میں کامیاب ہوگیا - ٦ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل (ساوتزر) سواروں کے تین سکویڈرن لیے ہوے جنینا میں داخل ہوگیا -

" داخل ہونے سے پہلے دو دن نہایت سخت جنگ ہوتی رہی' جس میں یونیوں نے ایک نیا نقشہ جنگ اختیار کیا تھا - یونانی فوج نے اپنا بایاں بازو اٹھالیا اور بیزانی پر خوفناک گولے پھینکے - ترکی توپیں خاموش ہوگئیں - اس عرصہ میں فوج بائیں جانب بڑھی - گولہ باری دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھہ جاری رہی - پیادہ فوج ترکوں کو شکست دیتی ہوئی سرعت و بہادری کے ساتھہ (بزینی) میں سیلاب سمندر کی طرح امڈ آئی - یونانی دباتے ہوے جنینا تک چلے گئے - راستہ میں انہوں نے آدمی اور توپیں گرفتار کیں - ٩ - کا تار بیان کرتا ہے کہ یونانی سواروں کے دو سکواڈرنوں نے شمال جنینا پر توپیں سر کرتے ہوے ٢ - ہزار ٣ - سو ترک مہاجرین کو گرفتار کرلیا - یونانی ولیعہد اپنے تار میں بیان کرتا ہے کہ جنینا میں ٣٥ - ہزار ترکی فوج تھی - سب نے اپنے آپکو حوالہ کر دیا "

ان اطلات کی عثمانی ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کی' مگر یہ اطلاعات خود آپ اپنی تضعیف کر رہی ہیں - مثلاً بیان کیا جاتا ہے کہ جنینا میں ٣٥ - ہزار فوج نے ہتیار رکھدیے اور کوئی وجہ نہیں بیان کیجاتی - حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ٣٥ - ہزار سپاہی بے وجہ ہتیار نہیں رکھہ سکتے - اسکے علاوہ ٦ - کے تارسے معلوم ہوتا ہے کہ جنینا فتح ہوگیا' مگر ٩ - کے تار میں بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سواروں نے شمال جنینا پر گولہ باری کرتے ہوے ٢ - ہزار ٣ - سو ترک مہاجرین گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنینا ٦ - کو فتح ہوگیا تھا تو پھر ٩ - کو شمال جنینا پر گولہ باری کیوں کی گئی ؟ علاوہ ازین جس تار میں تسلیم شہر کی خبر بیان کی گئی ہے' اسمیں خود صیغۂ تضعیف یعنی " یہ رپورٹ کی گئی ہے " استعمال کیا ہے -

نازنینان لندن میں سیاسی حقوق طلبی کے جذبات روز افزوں ہیں :

خوش طبیبی ست' بیا تا همه بیمار شویم

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسی جماعت میں کوئی خاص جذبہ عالمگیر اور راسخ ہوجاتا ہے تو دو جماعتیں پیدا ہوجاتی ہیں - ایک معتدل اور دوسری گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھی دو جماعتیں ہیں : ایک معتدل ہے' جو صرف قانونی ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے' اور دوسری گرم ہے جو مسٹر (ملک) کے مسلک پر عمل کرتی ہوئی کہتی ہے کہ بغیر قانون شکن ایجی ٹیشن کے مطالب برآری ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو فوجی کہتا ہے - کیونکہ وہ حقوق طلبی کے لیے اسلحہ بھی استعمال کرنا چاہتا ہے -

جب سے لبرل گورنمنت برسر اقتدار ہوئی ہے' اس گروہ نے وزرا کی زندگی تلخ کردی ہے - فوجی گروہ کی کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنہ ١٩٠٥ - سے ہوتا ہے - دسمبر سنہ ٠٥ - میں سر ہنری کیمپل بینر مین جب وزیر اعظم ہوے' تو مع اپنے رفقائے وزارت کے البرٹ ہال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی - مس (کرائسٹیبل پانکھرسٹ) گیلری میں بیٹھی تہیں - انہوں نے وہیں سے ایک جھنڈا ہلا دیا' اور باواز بلند پوچھا : " لبرل گورنمنت عورتوں کیلیے کیا کرنا چاہتی ہے ؟ "

اسکے بعد ہی ہاوس آف کامنس پر حملہ ہوا' جو کچھہ عرصہ کے بعد فرو ہوگیا - لیکن یہ ایک مہلت جنگ تھی - تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاری ہے - فوجی گروہ نے ایذا رسانی کی صدہا شکلیں اختیار کی ہیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے ہر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اکھاڑ کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں ہم انکے یادگار حملوں کی ایک مختصر سی فہرست درج کرتے ہیں -

وزرا پر حملہ

(١) ٧ - دسمبر سنہ ٩ - کو لیمپن کیسل واقع فولکیسٹن میں وزیر اعظم پر حملہ کیا گیا -

(٢) ١٤ - نومبر سنہ ٩ - کو مسٹر چرچل برسٹون میں کتے کے کوڑے سے مارے گئے -

(٣) ٢٣ - نومبر سنہ ٩ - کو ہارو سیس کارڈ پیریڈ میں ہنگامہ پیدا کر کے دق کیے گئے -

(۴) ١٨ - جولائی سنہ ١٢ - کو جب کہ وزیر اعظم مع مسٹر جان ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں گاڑی پر جا رہے تھے' ان پر کلہاڑیاں پھینکی گئیں -

(٥) ٢٠ - جولائی سنہ ١٢ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حملہ کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

١١ - فروری سنہ ٨ - کو ٥٠ - عورتوں نے ہاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس جرم میں گرفتار کی گئیں -

٣٠ - جون سنہ ٨ - کو ٩ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار کی گئیں

٣٠ جون سنہ ٩ - کو ١٢٠ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار ہوئیں -

١٢ - نومبر سنہ ١١ - کو ٢٢٣ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار ہوئیں -

جائداد پر حملہ

١٨ - جون سنہ ٨ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کی گئی -

یکم مارچ سنہ ١٢ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کی کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - ہزار پونڈ کا نقصان ہوا -

٢٦ - نومبر سنہ ١٢ - کو تمام شہر کے لیٹر بکسوں سے خطوط اڑا دیے گئے -

٣٠ جنوری سنہ ١٣ - کو ایمبڈیہ پیاس اور ویسٹ اینڈ کی چھہ کھڑکیاں توڑی گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور ہوے - ایک یہ کہ مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یہ کہ بولنگ کلب کے تمام خیموں میں آگ لگادی -

خود شناسی سرچشمہ ہے حقوق شناسی کا' اور حقوق شناسی آغاز ہے حقوق طلبی کی - حقوق طلبی ایک ایسا جذبہ ہے جو پیدا ہونے کے بعد' پھر فنا نہیں ہوسکتا - یہ ایک بھاپ ہے' جتنی دبائی جاتی ہے' اتنی ہی زور سے نکلتی ہے - یہ جذبہ جب اپنی پوری قوت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے لیے بند قانون' موہائے آتشدیدہ ہو جاتے ہیں' جنکو اسکی معمولی سی جنبش ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے - بالا دست جماعت کو زیر دست جماعتوں میں بیداری اور خود شناسی پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشی کے لیے تیار ہوجانا چاہیے - یاد رکھنا چاہیے کہ حقوق طلبی کا جذبہ سخت ضدی ہے - وہ صرف ایک ہی صورت سے راضی ہو سکتا ہے' یعنی یہ کہ جو کچھہ مانگتا ہے' اُسے فوراً دیدیا جائے -

کي موجودہ صورت کے مجوزین میں شریک نہیں ہیں - انکا نام بھي فہرست میں شامل تھا ' پھر قوم میں کون شخص ہے جو کہہ سکتا ہے کہ نواب صاحب قبلہ لائق اعتماد نہیں ؟ لیکن اصلي سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ کیا وہ حالات بھي قابل اعتماد ہیں ' جنمیں یہ ڈیپوٹیشن مبتلا ہوگا ؟ کیا اُس فضاے آھني پر بھي بھروسہ کیا جاسکتا ہے ' جہانکي ہوائیں حوصلوں اور عزموں کي چٹانوں کو سرمہ بنا کر اڑا دیتي ہیں؟

اور جب رایوں کي تبدیلي وتغیر کي ایسي مثالیں ہمکو دکھلائي جاتي ہیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے آرزو مند ہوجاتے ہیں' اور جو چیز شام تک سیاہ تھي' وہي صبح کو سفید بن جاتي ہے' تو پھر ہمارا کیا قصور ہے اگر ہم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھیڑتے ہیں ؟ ہم تو اسقدر بے وقوف اور ہر فریب تازہ میں آجانے والے ہیں کہ چیک بک کي کیا حقیقت ہے' ہم نے تو ایک نگاہ ناز پر اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ہے - لیکن آخر تا بکے ؟ کب تک نئي نئي ازمایشوں میں ڈالے جاتے رہیں گے ؟

ہم زمانے کي حالت یہ دیکھتے ہیں کہ چار آدمیوں کي مجلس میں بھي کسي کو جرات نہیں ہوتي کہ جو کچھہ دل میں ہے اسکو صاف صاف حوالۂ زبان کردے' پھر ہم کو بتلایا جاے کہ خواستگاران اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون ہیں' جو گورنمنٹ ہاوس میں اُس استقامت کو ظاہر کرینگے' جس کي مثل ۲۸ - ڈسمبر کو قیصر باغ کي بارہ دري میں پیش نہ کر سکے ؟

ہم کو سب پر اعتماد ہے مگر اعتماد نہیں ہے اپني بدبختي پر' اعتماد نہیں ہے اپني محرومي پر' اعتماد نہیں ہے اُن واقعات و حالات پر' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے' اور جنکے سامنے نہ کسي کي استقامت چلے گي اور نہ دعوئے عزم و ازادي - جماعت جتني وسیع ہوتي جاتي ہے' اُتني ہي اسکي قوت بڑھتي جاتي ہے' اور جتني کم ہوتي جاے گي' اتني ہي راے دینے والوں کیلیے دقتیں بڑھتي جائیں گي - آپ ایک جلسے میں کھڑے ہوکر اور ایک بہت بڑي جماعت کے صداے اتفاق سے قوي ہمت ہوکر جس طرح گورنمنٹ پر نکتہ چیني کرتے ہیں' کیا حضور ویسراے کے سامنے بھي اسي طرح کر سکتے ہیں ؟ ہاں کر سکتے ہیں مگر وہ ہستیاں اور ہیں' آپ نہیں ہیں :

ہر مدعي کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

(۵)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد ہوگا کہ ہمارے اخري الفاظ کیا تھے ؟ ہم نے کہا تھا :

" تم اس وقت ناداني اور غفلت کے ہاتھہ بک گئے ہو مگر وہ وقت دور نہیں ہے جب " اعتماد " کي اس اخري آزمایش پر بھي تم کو متاسف ہونا پڑیگا "

ابھي وہ وقت نہیں آیا ' مگر تاسف ابھي سے شروع ہوگیا ہے - انشاء اللہ العزیز اُس کا اصلي وقت بھي آ رہا ہے' - اُسوقت ہم پھر یک امرتبہ اپنے انھي الفاظ کو دھرائیں گے : وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھي اسمیں دیر ہے ؟ - ۲۱ : ۱۰۹)

(٦)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے : " مجلس نیم شبي " کے محرمان راز- انکے متبعین' جو خود باریاب صحبت نہ تھے مگر انکے نام احکام جاري ہوگئے تھے - اور کچھہ عام لوگ ' جو اس ناگہاني انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر دل ہونے کي وجہ سے کوئي اواز اور راے نہیں رکھتے تھے -

ان غریبوں کا عجیب حال تھا- ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بہت سے سرگرم مدعیان ازادي و حریت بھي تھے ' مگر یہ سب اس تیغ تیز سے زخمي ہوے کہ مسٹر (محمد علي) کو تحریک کرتے اور میجر صاحب کو تائید کرتے ہوے دیکھا - ایک دن پہلے تک ازادي کا علم انھي کے ہاتھوں میں دیکھہ چکے تھے - پس سمجھے کہ جب انھي حضرات کے طرف سے تحریک و تائید ہو رہي ہے' تو ضرور کوئي اپنے ہي مطلب کي بات ہوگي' گو ابھي ہماري سمجھہ میں نہیں آتي !

وہي کمبخت مذاق تقلید جو کل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کي صورت میں خانماں سوز عقل و دانش تھا ' آج ازادي کے عہد تازہ میں نئے لوگوں کے اتباع کي صورت میں فہم و دراست کي گردن کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ابناے عصر کي غلامي بھي مقلدانہ تھي' اور اب آزادي بھي مقلدانہ ہے- کچھہ حصہ نئے دور کا گذر جاے ' اور مدتوں کے گرفتار تقلید دماغ (جو بالکل شل اور معطل ہوگئے ہیں) کچھہ کچھہ فکر و اجتہاد کے عادي ہو جائیں- تو پھر شاید ہر شخص اپني سمجھہ سے ہر بات کو سمجھنے کي کوشش کرے - وما ذلک علی اللہ بعزیز !

(۷)

اب قدیم و جدید ' اور مستبدین و احرار کي " متحدہ سازش " سخت بد حواس ہوئي کہ کہیں بنا بنایا کھیل بگڑ نہ جاے- ہر طرف سرگوشیاں شروع ہوگئیں :

انما النجوي من الشیطان لیحزن الذین آمنوا ' ولیس بضارھم شئیا الا باذن اللہ ' وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (۵۸ :	راز دارانہ سرگوشیاں شیطان کي وسوسہ اندازي سے ہوتي ہیں ' تاکہ مسلمان اُس کي وجہ سے ازردہ خاطر ہوں' حالانکہ بغیر مشیت الہي کے یہ سرگوشیاں کچھہ بھي نقصان نہیں پہنچا سکتیں - مسلمانوں کو چاھیے کہ ہر طرف سے ہٹ کر صرف اللہ ہي پر اعتماد کریں -

معاً خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بھي ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا بیان ہے کہ مجمع اسٹیج کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق ادنی " کي طرف کھینچ کر لیگئے - وہاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور منتیں کیں کہ مان جاؤ - کیا کرتا ؟ مجبوراً ماننا ہي پڑا :

اتخذوا ایمانھم جنة (۵۸ : ۳ا)	انھوں نے بچاو کیلیے اپني قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے -

گو مے ہے تند و تلخ' پہ ساقي ہے دلربا
اے شیخ بن پڑیگي نہ کچھہ ہاں کیے بغیر

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا ' تو میں نے بھي مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آیا تھا - لوگ کہتے کہ اسي نے چلتي گاڑي میں روڑا اٹکا دیا -

بہر حال یاران طریقت نے خواجہ صاحب کو بھي چپ کرا ہي دیا :

پا مال اک نظر میں قرار و ثبات ہے
اُسکا نہ دیکھنا ' نگہ التفات ہے

اب خواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں ؟ وہ کہتے ہیں کہ مجمع قسموں نے فرصت ہي نہ دي :

ناز سے ' عشوہ سے ' غمزہ سے لگا لیتے ہیں
وہ جسے چاھتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

خواجہ صاحب نے بھي دیکھا کہ کسي کي منتیں مفت میں ہاتھہ آتي ہیں ' یہ ضد اور ہٹ کا موقعہ نہیں :

الهلال

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

حــدیث الغ اشـ یه

(٤)

نشــۀ نیم شبي کا صبح خمـــار
یا
یــونیــورسٹــي فــونڈیشن کمیٹـــي

رات اور زلف کا یــه افسانــه !
قصـــه کوته ' بڑي کہـــاني هے

(۱)

صداقت کي مظلومي کوئي نیا واقعه نہیں هے - اسپر آزمایش و ابتلا کے ایسے ایسے هلاکت خیز وقت آئے هیں ' جب خداکي زمیں پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نه تها ' لیکن با وجود اسکے سچ ' سچ رها ' اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کي کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے همیشه بے پروا رهي هے اور همیشه رهے گي - وہ تمهارے پاس اسلیے نہیں آتي که تمهاري محتاج هے ' بلکه اسلیے که تم اسکے محتاج هو - اگر تم نے اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشته کاٹ لیگي اور کسي اور مستقیم دل کو اپنا نشمیں بنایگي - اگر ۲۶ - کي شام تک یونیورسٹي کے بارے میں همارا خیال حق تها ' تو ۲۷ - کي شام کے (ڈنر) کے بعد ' اور دو بجے کي خلوت نیم شبي کي صبح کو وہ باطل نہیں هوسکتا تها - اگر ۲۹ - کي سه پہر کو سچ ' سچ تها ' اور صدها آوازیں اسکا استقبال کرتي تهیں ' تو ۲۸ - کي صبح کو بهي وہ سچ هي تها ' گو ایک اواز بهي اسکي حمایت کیلیے نہیں اٹهتي تهي - سچ کي کسوٹي اسکے حامیوں کي کثرت نہیں هے - اسکے لیے اتنا هي کافي هے که وہ سچ هے - حق کي پرستش کے ایمان بکف مدعیوں کي استقامت اگر متزلزل هے تو کیا مضائقه ؟ حق کي قوت کا استحکام متزلزل نہیں هوسکتا - حقیقي قوت اسي میں هے ' اور جن مبارک هستیوں کو اسکے علم کے نیچے جگهه مل گئي هے ' انجام کار فتح یابي بهي انهي کے حصے میں آئیگي -

و تلک الدار الاخــرة ' نجعلها للذین لا یریدون علـواً فــي الارض و لا فســادا ' و العــاقبـــة للمتقین -	اور یه اخر کي کامیابیوں کا گهر انکے لیے هے ' جو دنیا میں بڑائي اور پیشوائي نہیں چاهتے اور نه فساد پهیلاتے هیں ' اور یـاد رکهو که انجام کار الله سے ڈرنے والوں هي کیلیے هے -

آپ دیکهتے هیں که سورج مشرق سے نکلتا ' اور مغرب میں ڈوبتا هے - والذي نفسی بیده ' میں بهي بعینه اسي طرح دیکهه رها هوں که سچائي غربت و کس مپرسي سے اٹهتي هے ' اور فتح و کامراني کا علم بنکر لهراتي هے - یه میرا یقین اور میري بصیرت هے - آپکو نظر نہیں آتا تو میں دکهلا بهي نہیں سکتا -

(۲)

بهر حال میں نے مخالفت میں تقریر کي ' اور نرم و خوشنما ' پر اشتمال و ذو جهتین ' اور معاني زهر آلود و الفاظ شهد نما کي جگهه ' صاف صاف لفظوں میں اس کارروائي کو نا قابل اعتماد بتلایا - یه پیشتر سے معلوم تها که اسکا نتیجه کیا هوگا ؟ مگر اظهار حق اور امر بالمعروف نتیجه کے خیال سے بے پروا هے - وہ ایک فرض ایمان اور محض تعبد الهي هے ' اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منهه پهیر لینے سے اسکا حکم نہیں پهر سکتا - میرے لیے اسقدر کافي هے که آج ' جبکه بعد از خرابي بصرہ بڑي بڑي آوازیں ڈیپوٹیشن کي مخالفت میں اٹهه رهي هیں ' اور طرح طرح کے لقب اسکو دیے جارهے هیں ' الحمد لله که اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں هوں ' اور دلوں کي عبرت اور نگاهوں کي بصیرت کیلیے یه نشاني بس کرتي هے که جس جگهه لوگوں کے قدم آج پہنچے هیں ' وہ عین اس وقت هي میرے قدموں کے نیچے تهي ' اور جو روشني وقت گذر جانے کے بعد انکو آج نظر آئي هے ' وہ عین وقت پر میں دنیا کو دکهلا رها تها - اس وقت تم نے نہیں دیکها ' اور اب اپني انکهوں کو مل رهے هو - بہتر هے که اپنے سروں کو پیٹو : ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپني تقریر میں کہا تها که اسقدر جوش و خروش ' جمع و اجتماع ' ادعا و شورش ' اور هنگامۀ رستخیز ' کے بعد یونیورسٹي کي قسمت پهر چند شخصوں کے هاتهوں میں دیدینا کیا معني رکهتا هے ؟ یه بهي کہا تها که قوم کو اب اپني قسمت کے فیصلے کیلیے کسي پر اعتماد نہیں کرنا چاهیے -

اس آخري فقرے کي چبهن بہت سخت تهي - بڑے بڑے کرسیوں کے وزني بوجهه (جنکے لیے قرآن کریم نے بہت اچهي تشبیه دي هے که " کانهم خشب مسندہ ") لگے تلملا تلملا کر زانو بدلنے اور مضطرب هو هو کے دیکهنے :

رایت الــذین فی قلـــوبهـــم مـــرض ' ینظـــرون الیـــک نظـــر المغشي علیه مـــن المـــوت ! (۴۷ : ۳۹)	جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے بیمار هو رهے هیں ' (اعلان حق کے وقت) تم دیکهوگے که تمهاري طرف مضطرب هو هوکے دیکهه رهے هیں ' جیسے کسي پر موت کي بے هوشي طاري هو اور اسکي آنکهیں پهٹي کي پهٹي رهجائیں !

(٤)

لیکن یه بالکل بے فائدہ تها :

من جـــرب المجـــرب ' حلت به الندامه

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں هے بلکه حالات پر - اور اگر حالات پر همیں اعتماد نہیں ' تو یه کوئي بگڑنے کي بات نہیں هے - اگر یونیورسٹي کي قسمت کا فیصله ان اشخاص کے هاتهه میں هوتا ' جو همارے سامنے پیش کیے گئے هیں ' تو باوجود انکي تمام کمزوریوں کے پہلا شخص میں هوتا ' جو کہتا که اعتماد کرو اور راضي نامه داخل کردو - یه کہنے میں همارا کوئي حرج نہیں که جناب سر (راجه صاحب محمود اباد) پر همیں اعتماد هے - کون کہتا هے که شخصا میجر سید حسن بلگرامي اور مسٹر محمد علي لائق اعتماد نہیں ؟ یه تو همیں اسوقت معلوم نہیں تها که (نواب وقار الملک) بهادر ڈیپوٹیشن

میں گردش رقص کي جگهه نہیں ملتي تهي ' اسلیے جو رقاص جہاں کهڑا تها' وهیں اپنے پاؤں سے اسٹیج کے چوبین تختوں کو کوٹ رها تها !!

یه ایک رقص مغلوبه کا اصلي ایکٹ تهـا اگر (سر هنري اررنـگ) زنده هوتا اور اس مجمع کو دیکهتا' تو یقین هے که ان پرجوش نوجوانوں کي ایک کهیپ تو ضرور اپنے ساتهه لیجاتا -

(۱۲)

لیکن اس عجیب الخلقت تماشے کا ایک خاص منظر تو رہ هي گیا -

جونهي رزولیوشن کے پاس کرنے کا غل مچا ' هم نے دیکها که معاً سر (راجه صاحب محمود آباد) اپني کرسي سے مضطربانه اٹهے ' اور (نواب وقار الملک) بهادر کے هاتهوں کو بے اختیارانه چوم لینا چاها - نواب صاحب قبله کي جو سچي عظمت قوم کے دل میں هے' اسکے لحاظ سے اگر (راجه صاحب) انکے قدم بهي چوم لیتے تو یه کوئي بڑي بات نه تهی ' لیکن رزولیوشن کے پاس کرنے کے ساتهه هي اس مضطربانه اور بیخودانه تعظیم کا هم مطلب نه سمجهے که دست بوسي کي قیمت نقد کیلیے کوئی متاع نقد بهي هوني چاهیے - مگر اب خود نواب صاحب قبله کي تحریر گرامي سے یه عقده حل هوگیا' اور معلوم هوگیا که واقعي اُس وقت راجه صاحب اپني بے اختیارانه اظهار ممنونیت میں حق بجانب تهے -

یاد هوگا که نواب صاحب قبله نے اپني تحریر میں ایک جگهه ارقام فرمایا هے :

" بعض معزز دوستوں نے پرائیوٹ طور پر مجهسے پوچها که کیا آپ رزولیوشن کي تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا که میرے مرتبه مسوده اور اس میں اختلاف هے اسلیے میں ترمیم پیش کرونگا - اس پر مجهسے بہت اصرار کیا گیا که میں ایسا نه کروں ورنه جلسے میں بہت گڑبڑ هوجائیگي * * * * مسٹر محمد علي نے رزولیوشن پیش کرتے هوے کہا که رات کو بڑي رات گئے تـک اس رزولیوشن کے متعلق مشوره هوتا رها اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بهي انهوں نے لیا) اسکا مسوده مرتب هوا هے (حالانکه یه صحیح نه تها کیونکه نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بهیجکر بلوایا گیا اور خود هي اس رزولیوشن کا مسوده' اور ممبران ڈیپوٹیشن کي فہرست مرتب کي - نواب صاحب قبله کے سامنے یه بات قرار پائي تهي که صبح کو خود ایک مسوده رزولیوشن مرتب کرکے پیش کریں' چنانچه بقیه رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انهوں نے مرتب فرمایا' لیکن صبح کو کسي نے پوچها تک نہیں که وہ مسوده کہاں هے - الهلال)

اسپر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنهوں نے خاموش رهنے کي تاکید کي تهي توجه دلائي که اس رزولیوشن کي ذمه داري اب میرے اوپر بهي آتي هے ' مگر انهوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئي جواب نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا *

جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * * اور جلسے کو دهوکا دیا گیا ' دوسري طرف اس بات کي کوشش کي گئي که میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدۂ دست بوسي " کا حل بالکل سامنے هے - یه مضطربانه اظهار تعظیم و تکریم اسلیے تها که " اگر آپ خاموش نه رهتے تو یه کشتي طوفاني کیونکر ساحل مراد تـک پہنچتي ؟ "

(۱۳)

حریفان خلوت نے " صحبت نیم شبي " کي مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس باده گسارا نه فیاضي کا اعتراف کرنا چاهیے که صبح کي مجلس عام کو بهي سر شاري و بیخودي سے محروم نه رکها - کیونکه باره دري سے نکلکر جو کچهه گذري' اسکي ذمه داري تو کوئي نہیں لے سکتا اور کیوں لے ؟ لیکن اسمیں شک نہیں که باره دري کے اندر تو سبهي مست تهے :

بیخود اس دور میں هیں سب حاتم
اندنوں کیا شراب سستي هے !

لیکن هم کہیں کہه چکے هیں که همارے ساقي مآب دوست نے پلائي تو ضرور کوئي ایسي هي شے' جسکا رنـگ سرخي مائل ' اور نظروںکے لیے ولولواہ انگیز تها ' لیکن اسمیں شک هے که کہیں پاني تو زیاده نہیں ملا دیا تها - کیونکه هم نے ۲۸ - هي کو دیکها که شام هوتے هوتے جمهائیاں آني شروع هوگئیں تهیں ' اور چہرے اکثر بے حال تهے - باره دري سے نکلنے کے بعد هي چند مدعیان ازادي ملے جنسے هم نے پوچها که یه کیا هنگامه تها ؟ لیکن وہ رزولیوشن کا مطلب بهي نه بتلاسکے ! جب کہا که بے سمجهے بوجهے آپنے بهی تو " رقص مغلوبه " میں حصه لیا تها ' تو یکایک انکے سر میں خارش شروع هوگئي ' حالانکه اب هاتهه کي جگهه ' سر نہیں بلکه پیشاني تهي :

گیـا هے سانپ نکل ' اب لکیـر پیٹا کر

وهاں تو سب دم بخود رهے لیکن ڈیپوٹیشن کي شرکت کا مسئله ایسا نه تها ' جو بعد کو یاد نه آتا - هم نے سنا هے که بقیه تمام دن اسي معرکه آرائي میں صرف هوا :

یه بعد از انفصال اب اور هي جهگڑا نـکل آیا

بزرگان پنجاب نے فوراً اپنا بستر لپیٹا که هماري قائم مقامي کا لحـاظ نہیں رکهـا گیـا ' اور صحبت نیـم شبي کي کسي کو خبر بهی نہیں دي ' گویا اور تو تمام صوبوں کی قائم مقامي کا کامل لحاظ رکها گیا تها !! سنا هے که جناب (راجه صاحب) اسٹیشن دوڑے هوے گئے' که خدا کیلیے اور جو جي میں آے کیجیے' مگر روٹهکر تو نه جائیے :

تم هي سچے سہي اس بات کا جهگڑا کیا هے ؟

مسٹر محمد علي نے پہلے انکے بستروں پر قبضه کیا تها مگر نه چلي - جناب راجه صاحب گئے اور داوں پر اسطرح قبضه کرلیا که دو ممبر اور بڑها دیے :

رنجیده میروي ز سر کوئے او سلیم !
چوں میشود ' نیاید اگر از قفا کسے ؟

بمبئي کے لوگوں کو بهي سخت شکوه تها - همارے ایک دوست نے کہا که " صاحبزاده افتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنـگ دے آیا هوں - جب یه حال هے تو آئنده سے الفراق بیني و بینک " معلوم نہیں که اس التي میٹم کا کیا جواب ملا ؟

الهـــلال کي ایـجنسـي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

بڑا مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں "چپ رہو خدا کیلیے"

لے دیکھے اِک خواجہ صاحب ہمارے ساتھہ اٹھے تھے - انکو بھی ہمارے دوست اسٹیج کے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھی یہی شکایت تھی :

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں ؟

ہم تو اُس وقت تقریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ اسٹیج کے گوشوں میں کیا ہو رہا ہے' ورنہ خواجہ صاحب کو پہلے ہی سے خبردار کر دیتے :

لغزش نہو' بلا ہے حسینوں کا التفات
اے دل سنبھل ' وہ دشمن جاں مہرباں ہے اب !

خیر' بہتر ہے - آپ لوگ اپنے سر مفت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح ہوتی ہو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مخالفتوں کیلیے تو ایک زیاں پسند' نفع فراموش ' محروم عقل و دانش دماغ مجھہ دیوانے ہی کا بنا ہے - اور کوئی کیوں بدنام ہونے لگا ؟

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو یہ عقلمندی و دانش ' اور مجھہ کو اپنا جنون و نفع و دشمنی مبارک رہے - میں دعا مانگتا ہوں :

و یرحم اللہ عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے جب اپنے اعمال مخفیہ کو انعام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالی - فوجی قوت صلح کی کی مخالف تھی - اس نے سونچا کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملائے کامیابی نہیں ہو سکتی - پہلے ناظم صلح کے اشد شدید مخالف تھے ' اور (چتلجہا) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن جب ۲۳ - جنوری کو سرائے (دولمہ باغیچہ) میں " قومی مجلس " منعقد ہوئی ' تو اس تماشے کا ہر ایکٹر اپنے پارٹ کی مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے ہوے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتری اس میں ہے کہ صلح کرلی جاے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسی کی صدا نکل رہی تھی' اسکو لب ہلانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

یہاں بھی آج " قومی مجلس " تھی ' اور صلح کی سعی و ارزوے شدید - نہ تو سر (راجہ صاحب) کو لب ہلانے کی ضرورت ہوئی' نہ انکے اعوان و انصار کو' صرف ایک ہمارے دوست ہی کافی تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

(۹)

غرضکہ کہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کی آجتک کون پیمایش کرسکا ہے ؟

ما جرا ہا ست بان زلف فسون ساز مرا

بالاخر وہی ہوا ' جسکا ہزاروں تمناؤں اور ارزوں کے ساتھہ انتظام کیا گیا تھا :

یاں لعل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا '
واں پیچ ادھر زلف اڑا لیگئی دل کو

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹرایٹ لا لکھنو نے بولنا چاہا ' مگر اب کون بولنے دیتا ہے ؟ یاران کار فرما پر ایک ایک منٹ ایک ایک برس کا گذر رہا تھا - جلدی تھی کہ نہیں معلوم کن کن اعمال مخفیہ اور وظائف " نصف اللیل " کے بعد اپنا بخت خفتہ بیدار ہوا ہے' اور لوگوں کی آنکھوں پر غنودگی طاری ہوئی ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکی آنکھہ کھلے ' اور اُدھر اپنی قسمت پھر چادر منہہ پر ڈال لے -

بہزار مشکل انکو نہایت نپا تلا وقت دیا گیا ' لیکن ادھر ایک لفظ منہہ سے نکلتا تھا ' اُدھر گھڑی دکھلائی جاتی تھی کہ وقت ہو گیا !

اسکی محفل کی دیکھنا تہذیب !
بات کا انتظام ہوتا ہے

تقریر کیا کرتے ' انہیں وقت کی حساب فہمی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی - مجبوراً خاموش ہو گئے -

(۱۰)

جن لوگوں کی کشت امید میں ۲٦ - کی شام تک خاک اڑ رہی تھی ' آج دیکھتے تھے تو گھٹا ئیں امنڈی آ رہی ہیں - خوف تھا کہ یہاں کی فضا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جاے - یکایک غل مچا کہ رزولیوشن پاس کردو ! سر راجہ صاحب نے حضار مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی !

یہاں خود ہی دست سوال تھا اور خود ہی زبان جواب ؟

خود کوزہ و خود کوزگر و خود گل کوزہ

بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی ؟ اگر " حلقہ نیم شبی " کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کی جگہہ دل کے ٹکڑوں کی پیشکش سے دیتے کہ دل و جان سے منظور ہے " کہیں خدا کیلیے پاس بھی کیجیے ؟

ساقی مے دے' کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں !

یکایک شور اٹھا کہ " منظور ! منظور ! منظور ! " اسٹیج اور اُسکے ارد گرد جو حلقہ تھا' وہی منظوری لینے والا تھا اور وہی منظوری دینے والا - نہ سوال میں دیر لگی اور نہ جواب میں -

(۱۱)

رزولیوشن کے پاس کر دینے کی خوشی کے ہیجان نے ہوش و حواس کھو دیے تھے ' جن نو جوانوں نے پہلے دن اپنی گلا بازی سر گرم تقریروں میں دکھلائی تھی ' آج انکی گرج اس ہنگامے کے بپا کرنے میں کام آگئی - چیختے چیختے گلا بیٹھہ بیٹھہ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر ارازوں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - اوازِ اگلتے اگلتے منہہ دکھہ جاتے تھے' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا تھا - " بلغاری محاصرہ " کی پلٹنیں اپنی بیکاری سے کچھہ اُکتا سی گئی تھیں - اب انہوں نے ایک گھنٹے کی خاموشی کی کسریوں نکالی کہ کچھہ دیر کیلیے بارہ دری کے اسٹیج کو " ہارمسٹن سرکس " کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکاں قلا بازیاں کھانے :

دل از تمکین شود بے ذوق زنہار
گہے طفلی شوو مستانہ می رقص !

جن لوگوں نے اُن عجیب و غریب گھڑیوں کو نہیں دیکھا ہے محال ہے کہ انہیں اسکی کیفیت سمجھائی جاسکے - چہرے جوش و ہیجان سے سرخ' گردن کی رگیں ابھری ہوئیں' گلے شدت شور و ہنگامہ سے پڑے ہوے' ہاتھہ میں اچھلتی ہوئی ٹوپیاں' اور پاؤں کو اضطراب رقص سے قرار نہیں - منہہ سے کف اڑ رہی تھی ' اور چونکہ قریب قریب کھڑے تھے' اسلیے آپس ہی میں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھی - رومال نکال کر ملنہہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - منتظمین جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دری کے اسٹیج سے میدان رقص کا کام لیا جاے گا ورنہ اسکی رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش ترانہ

بلانک نے ۶ - لاکھ کنی لگا کے نہایت ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی ایک پرشوکت عمارت اور ایک دلکش پائیں باغ تیار کرایا ' اور ھمبرگ سے اپنا تمام سامان قمار بازی بھی لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کی شہرت پھیلنے لگی - دور دور سے لوگ آ آکر شریک ھونے لگے ' اور تھوڑے ھی دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرکز ھوگیا -

قمار خانے کی آمدنی

اس قمار خانے کی آمدنی اس تخمینے سے کہیں زیادہ ھے ' جسقدر ان حالات کے علم کے بعد کیا جاسکتا ھے - ریاست میں حفظ امن ' نگرانی باغات ' اصلاح ریلوے کے مصارف اور اسکے علاوہ ریاست کو ایک لاکھ فرنک سالانہ دینا ' بلانک کے بجٹ کی صرف چند مدین تھیں - اس نے اسی قمار خانے کے خالص منافع سے اپنے تمام مصارف کے بعد دس ملین پونڈ جمع کر لیے تھے !

لیکن ایک نئی مشکل یہ پیدا ھوئی کہ باشندگان ریاست کو قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے خلاف عام جوش یہاں تک بڑھا کہ رعایا نے رئیس کے مقابلہ میں بغاوت کر دی - بلانک نے اس موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا - اُس نے یہ تجویز پیش کردی کہ تمام رعایا ٹیکس سے معاف کر دیجائے - انکے معارضے میں ٹیکس کی پوری رقم میرا قمار خانہ ادا کر دیا کریگا -

اس تجویز نے رعایا کے دلوں کو مسخر کردیا اور بغاوت فرو ھوگئی -

ان مصارف کے معلوم ھونے کے بعد غالباً یہ تخمینہ (جیسا کہ کیا گیا ھے) بیجا نہیں ' کہ بلانک کو قمار خانے سے کئی ملین پونڈ سالانہ کی بچت تھی ! !

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معاوضہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلانک کے پاس سے ایک کمپنی کے ھاتھ میں گیا - اس کمپنی نے لائسنس کی تجدید سنہ ۱۹۴۷ع کے لیے کی ' اور اسکے مقابلہ میں ریاست کو ۱۸۹۹ع تک ۲۴ - لاکھ پونڈ دیتی رھی - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر ترقی کرتی رھی تھی - چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ - میں کمپنی نے ۵ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۱۹۱۳ع میں ۶ - لاکھ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ۱۹۱۷ع میں ۸ - لاکھ پونڈ ' سنہ ۲۷ع میں ۹ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۳۷ ع میں ۱۰ - لاکھ پونڈ دیگی -

قمار خانے کے بند کرنے کی کوشش -

قمار خانے کی دلکشی اور عالمگیری روز بروز بڑھتی گئی - یورپ کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آے اور قسمت آزمائی کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر لازمی طور پر کھیلنے والے ھارتے تھے ' گو بظاھر وہ سمجھتے تھے کہ جیت بھی جایا کرتے ھیں - نہیں معلوم بر اعظم اور یورپ کے کتنے شخصوں اور خاندانوں کے خزانہ ھاے عظیمہ تھے ' جو اسکی سرزمین میں مدفون ھیں ! آزادانہ قمار بازی کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعی مفاسد ھمیشہ رھتے ھیں - انگلستان اور فرانس نے اسکی روز افزوں دلکشی پر توجہ کی اور رئیس پر زور ڈالکے قمار خانہ بند کرنا چاھا - ممکن ھے کہ انگلستان اور فرانس کلید (قسطنطیہ) کی حوالگی کی بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ھوں ' کیونکہ وہ ایک ایشیائی سلطنت ھے ' مگر یورپ کی ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ کتنی ھی چھوٹی کیوں نہو ؟) یورپ کی بڑی بڑی فوجی اور اخلاقی قوتیں بھی بیکار ھیں - رئیس نے اس متفقہ یاد داشت کے جواب میں صاف کہدیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپنی خود مختاری سے دست بردار ھوجائیگا اور شہنشاہ جرمنی کی ماتحتی قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس و انگلستان کے ھوش اڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئی -

و فی ذلک ، فلیتنافس المتنافسون ! !

—○:*:○—

استعفا اور خط

— * —

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

— * —

بنام سکریٹری صاحب مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

—:*:—

جناب نواب صاحب !

جب سے میں دھلی سے آیا ھوں ' نہایت تردد کے ساتھ غور کر رھا ھوں کہ آیا یونیورسٹی ڈیپوٹیشن میں اپنی ممبری کے قائم رھنے کے ساتھ میں قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ھوں ؟ نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ھوں کہ جس نتیجہ پر پہنچا ' وہ یہ ھے کہ " نہیں "

یہ پیچیدہ سوال چونکہ مسلمانان ھندوستان کے لیے معقول حد تک اھم ھے ' اسلیے قدرتاً مجھے اپنے خیالات کی بالتفصیل تشریح کرنا چاھیے -

گذشتہ دسمبر کو کانگرس کے اجلاس بانکی پور کی استقبالی کمیٹی کا صدر تھا - فرائض صدارت کی مشغولیت کی وجہ سے فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ لکھنو میں شریک نہ ھوسکا ' اور میری عدم موجودگی میں میرا نام بھی ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست میں شامل کر دیا گیا -

میں آپ کو یقین دلاتا ھوں کہ اگر میں اسوقت موجود ھوتا تو ضرور بالضرور ھر ایسے رزولیوشن سے اختلاف کرتا ' جسکا منشا یہ ھو کہ کسی خاص جماعت کو اسدرجہ کامل اختیارات دیدے جائیں - میں بذات خود ھمیشہ سے اس اصول کا سخت مخالف ھوں کہ چند اشخاص کو (خواہ انکی زندگی کتنی ھی نمایاں کیوں نہ ھو) غیر محدود اختیارات تفویض کر دیے جائیں -

یونیورسٹی ایک ایسا مسئلہ ھے ' جس سے تمام قوم کو نہایت سرگرم اور ناگزیر دلچسپی ھے - ھر طبقے اور ھر حلقے سے چندہ آیا ھے - شاہ و گدا ' یتیم و بیوہ ' فقرا و درویش ' سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے صوبے میں فراھمی چندہ کے کام میں شرکت کی تھی - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بالکل لغوی معنی میں ' شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ اسطرح پھرا ھوں ' کہ میرے ھاتھ میں کاسۂ کلاہ تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گروں تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رھا تھا - اسلیے میری حیثیت ایک معتمد علیہ شخص کی ھے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے جوابدہ سمجھتا ھوں ' جنھوں نے اس بارے میں اعتماد کیا تھا اور ذمہ دار ھوں اس کا ' کہ " لیڈروں " کی " توثیق " پر چندہ دینے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے ' وہ واجبی طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنو کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ھونا چاھیے تھا کہ چند اصولی امور مثلا چانسلر کے اختیارات ' کالجوں اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹی کی ساخت وغیرہ ' قطعی و مختتم طور پر طے ھو جاتے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کردیے جاتے -

مقالات

نادرۂ تمدن یورپ کا ایک نمونہ

—:(*):—

قمار خانۂ " کارلو "



جمال عشق و شرافت

فرانس کے ایک مصور کامل الفن مصور نے اس تصویر کے ذریعہ " قمار بازي " کے نتائج محزنہ پر دنیا کو توجہ دلائي ہے -

(طامس) ایک سنگدل قمار باز ' رات کو گھر سے نکلا - جس طرح قطب نما کي سوئي ہمیشہ قطب کي طرف رہتي ہے ' اسي طرح قمار باز کا دل بھي قمار خانے کي جستجو سے ہٹ نہیں سکتا - لیکن عین اسي وقت اس گھر میں ایک اور دل بھي تھا ' جسکي محبت کي سوئي بالکل اسي طرح " طامس " کے بے مہر دل کي طرف پھري ہوئي تھي !

اسکي بیوي نے اپنے شیر خوار بچے کي طرف دیکھا ' جسکو صبح سے دودھ کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ خود اسکي ماں پر دو شامیں فاقے کي گذر چکي تھیں - وہ بلک رہا تھا ' لیکن اسے جلد ہي اسکي طرف سے آنکھیں ہٹالیں اور آنسو بھري آنکھوں سے ' جنمیں حسرت و مایوسي کے آنسو بھرے ہوے تھے (طامس) کي طرف دیکھا -

آہ ! " عورت " کي نظر ' جبکہ اسمیں مایوسي ہو ! آہ وہ قطرۂ عالم کي حکمراں جمیل ' جسکي نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کي بخشش گاہ ہے ' اوس دیکھہ سکتا ہے کہ خود کسي نگاہ سے رحم امید کي طالب ہو ؟

لیکن (طامس) نے اسکي نگاہ امید طلب ' اور اشک داد خواہ ' کي حقارت کي - اس نے بے پروائي سے اسے ٹھکرا دیا - وہ سمجھنے لگي کہ آہ بے مہر ' اظہر محبت سے نا آشنا ' آنکھیں تھیں ' جنھوں نے ابھي پانچ سال پیشتر اسي رات میں اپنے ... ... اس نے معصوم محبت طلب تھي لیکن آج میں اس سے رحم کي طالب ہوں ! ہاے ہاے محبت خواہ سے میرا دامن تر کردیا تھا !

وہ قمار خانے کي طرف روانہ ہو گیا - کاش وہ کسي طرح دیکھہ سکتا کہ یاس و حسرت کي نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہي ہیں ؟ وہ عشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے یاد آتا کہ ایک دل ہے ' جو اسي کي طرح قمار محبت میں بازي ہار چکا ہے ' اور اب فتح یاب ہونے کا نہیں ! !

صبح کو " وہ " آئي - بچے کو گود میں لیا اور قمار خانے میں آئي کہ گم گشتۂ قمار کو تلاش کیا - اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اس کو سنا پڑا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ اسکے شوہر کو گرفتار کرکے لے گیا ہے - اب اسکي آنکھیں خشک تھیں - سفر حیات کي ایک خاص منزل افسوسناکي کي ہے ' مگر وہ اس سے گذر چکي تھي - وہ راہ پوچھتي ہوئي قید خانے کے دروازے پر پہنچي - بچہ اسکي گود میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیکھنے لگي کہ شوہر کو اس قید خانے میں رکھا گیا ہے ؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو ' اس انجم مخفي ' اس طلسم جمیل ' اس معمۂ حسن کے دل کو ' اس دنیا میں کون سمجھہ سکتا ہے ؟ !

ریاست موناکو کے مختصر حالات

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کي طرف ایک چھوٹي سي خود مختار ریاست (موناکو) نامي واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس ' اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کي کل کائنات صرف تین مقامات ہیں : شہر موناکو ' کوہ کارلو ' اور کندا - ریاست کي آبادي ۱۹ - ہزار ہے - جسمیں ۱۰ ۲۴ - شہر موناکو میں ' ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں ' اور ۹۲۱۸ کندا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے ' جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمار خانہ بنے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹي ہے - اس کي آمدني اتني نہ تھي کہ چارلس ثالث ' سابق فرماں رواے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدني کي بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور فطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئي مشکل معاملہ نہیں ' نہایت آساني سے آپ ایک بڑے والي ملک کي آمدني پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپنے صرف اپني ریاست کي قلیل آمدني کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کي بڑي بڑي دولت مند قوموں کي دولت پر متوجہ ہوں - اسکے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کي زحمت گوارا کرني پڑیگي -

چارلس ثالث کو یہ مشورہ پسند آیا ' اور اس نے (ڈیول) اور (لفاویر) دو فرانسیسي شخصوں کو اپني ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملکے ایک قمار خانہ قائم کیا ' مگر بعض حالات ایسے پیش آے کہ اسمیں کامیابي نہیں ہوئي -

[illegible]

شہر (ہمبرگ) میں (بلانک) نامي ایک شخص تھا - یہ شخص تار آفس کے کارپردازوں کو رشوت دیکے ان تاروں کو حاصل کرلیا کرتا تھا ' جو بدلوں کے نرخ کے متعلق پیرس سے آیا کرتے تھے - اس جرم میں اسکو چھہ ماہ کي سزا ہوگئي - چھہ ماہ کے بعد جب قید خانہ سے نکلا تو اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل قمار بازي کے لیے قائم کیا - اس ہوٹل میں نمایاں کامیابي ہوئي - اس نے خیال کیا کہ اگر کامیابي کي یہي رفتار رہي ' تو عجب نہیں کہ حکومت جرمني ہوٹل کو بند کرانے پر متوجہ ہوجاے - اسلیے اسکو ایک ایسے مقام کي فکر ہوئي ' جہاں کسي طرح کي مزاحمت کي خلش نہ ہو - اسیقدر جستجو کے بعد کوہ کارلو کا علم ہوا ' اور اس نے فوراً یہاں پہنچکر سنہ ۱۸۶۰ع میں (ڈیول) اور (لفاویر) سے قمار گاہ کا لائسنس خرید لیا -

شؤن عثمانیه

المسئلة الشرقیه

(۲)

مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث

—:*:—

ایدریا نوپل کا مطالبه کس کی طرف سے ھے ؟

— * —

ایک عثمانی نامه نگار کے قلم سے -

— * —

ھم کو اس امر کا یقین ھے که بلغاریوں نے التوای جنگ پر اسوقت دستخط کیے ھیں' جب که انکے دلوں میں جنگ کی طرف ذرا بھی میلان نه تھا - پھر یه که ان کو اچھی طرح معلوم تھا که دولت عثمانیه اپنے سابق دار الخلافه کو کسی طرح بھی حوالے نہیں کریگی' بلکه یه تو انکی صلح کی یاد داشتوں سے بھی معلوم ھوتا تھا که وہ اس شہر کی سپردگی کا مطالبه نه کرینگے' اور چتالجه سے قسطنطنیه واپس آنے کے بعد ناظم پاشا کی گفتگو سے بھی معلوم ھوتا تھا که بلغاریوں نے مسئله ایدریا نوپل سے قطع نظر کرلیا ھے -

با این همه لندن کانفرنس کے منعقد ھونے کے بعد ادریا نوپل کے لینے پر اصرار کرنا اور یه کہنا که بغیر اسکی حوالگی کے صلح نه کرینگے' کیا معنی رکھتا ھے ؟ بعض لوگوں کا خیال ھے که چتالجا میں اظہار تساھل محض ایک فریب تھا' جس کا مقصد یه تھا که انکو اپنی پراگندگی کے جمع کرنے اور ایدریانوپل کے ذخائر کے ختم ھو جانے کے لیے وقت ملجائے - ادریا نوپل کی بابت انکا خیال تھا که اسمیں زائد سے زاید تاریخ التواے جنگ سے ایک ماہ تک کے لیے سامان خور و نوش ھوگا' اور اس بنا پر شہر خود بخود مسخر ھو جائیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال ھے که جرمن اور آسٹریا کو نقصان پہنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کی طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا ھے که وہ ادریانوپل کی حوالگی پر اصرار کرے' اور چونکه کانفرنس لندن میں ھو رھی تھی اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹھانے کی امید ظاھر کی تھی' اسلیے امید قوی تھی که بلغاریا) کو ایدریا نوپل ملجائیگا -

(ائتلاف مثلث)میں تین سلطنتیں ھیں: روس' فرانس' اورانگلستان - روس کے زور ڈالنے کی وجه تو ظاھر ھے' کیونکه اگر ادریا نوپل بلغاریا کو ملگیا تو سلافی عنصر کی قوت بڑھجالیگی جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کہتا ھے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کے وجوہ بھی بلا سمجھه میں آجاسکتے ھیں - یه تو اچھی طرح معلوم ھے که انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری منظور ھے - اور یه خاطر داری اس حد تک عزیز ھے که اپنی کروروں محکوم مسلمان رعایا کی دلا زاری میں بھی دریغ نہیں - دنیا جانتی ھے که ایران کی تباھی کا بانی روس اور اسکا مددگار انگلستان ھے' کیونکه اگر انگلستان نے اتنی چشم پوشی نه کی ھوتی' تو اسکی یه حالت نه ھوتی - انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری اسواسطے عزیز ھے که وہ اسوقت طاقت ور ھے اور اسکی طاقت اور جنگجوئی کو سب تسلیم کرتے ھیں' اسلیے اسکی دوستی جرمنی کے عفریت اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رھے ھیں) بچنے میں مدد دیگی -

دولت عثمانیه ایک خوان یغما ھے' جسمیں یورپ کی تمام سلطنتیں حصه دار ھیں - انگلستان نے اپنے لیے مصر' فرانس نے شام' جرمنی نے بغداد' روس نے اناطولیا' اٹلی نے طرابلس تجویز کرلیا ھے اور ھر سلطنت اپنے اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اپنا اثر پھیلا رھی ھے - مگر یه خیالی تقسیم اسی وقت واقعی ھوسکتی ھے جب که مریض (ٹرکی) کے اخری انفاس موقوف ھو جائیں اور افتاب ھستی ھمیشه کے لیے بحیرۂ باسفورس میں غروب ھوجاے - اسمیں دشواری یه ھے که بعض حصوں کے متعلق ابھی طے نہیں پایا که وہ کون لیگا ؟ خوف ھے که کہیں تقسیم کے وقت خانه جنگی شروع ھو اور تمام یورپ میں آگ نه لگجاے - اسلیے یورپ کی راے ھے که مریض کے دست و بازو قطع کردیے جائیں تاکه آیندہ وہ مقابله کے قابل نه رھے - ساتھه ھی کچھه عرصے تک زندہ بھی رکھا جاے تاکه اسکے ۴۰ کرور سادہ لوح' ناواقف' عدو فراموش' اور دوست و دشمن میں تمیز نه کرنے والے ھم مذھبوں پر اسکے ذریعه اثر ڈالا جاے - وہ ھمارے ھاتھه میں گرامو فون ھو - جو کچھه ھم اسمیں بھردیں وھی دھراے جائے - مسلمان چرواھے کی بکریوں کی طرح آواز پر دوڑیں اور مصالحت کی قربانگاہ طمع پر ذبح کر دیے جائیں -

اسمیں کوئی شک نہیں که مصر کا انگلستان کے قبضه میں آجانا انگریزی مصالح کے لیے نہایت مفید ھے مگر کیا مسلمان اسکے لیے راضی ھونگے که مصر کی (جو دماغ اسلام کہلاتا ھے) آزادی کا (گو زبانی ھی سہی) خاتمه ھو جاے ؟ شام کا فرانس کے قبضه میں جانا فرانسیسی مصالح کے لیے نہایت مفید ھے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و ٹیونس اس پر راضی ھونگے که دولت عثمانیه کے جسم سے ایک ٹکڑا اور کاٹ لیا جاے ؟ بیت المقدس کا کسی عیسائی سلطنت کے قبضه میں آجانا' دنیاے عیسائیت کے لیے ایک مژدہ عظیم ھوگا' مگر کیا اسیطرح دنیاے اسلام کے لیے ماتم انگیز خبر نه ھوگی ؟ خانه کعبه پر صلیبی جھنڈے کا لہرانا عیسائی دنیا کے لیے از خود رفته کردینے والی خبر ھوگی' مگر کیا کوئی مومن قلب جسمیں رائی برابر بھی ایمان ھوگا' اسوقت پھٹ نه جائیگا ؟ پس ایسی قوم سے جو ھم سے ھر حیثیت سے مختلف ھو' اوسکے مصالح کے قربانی کی درخواست کرنا یا امید رکھنا' ایک ناجائز درخواست اور امید ھے' اور اسکا جواب ذلت آمیز خاموشی کے سوا اور کچھه نہیں ھوسکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف ھے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپنی کسی مصلحت سے دست کش ھو سکتی ھیں' جب ثابت ھوجائے که اس سے زیادہ اھم مصلحت کو ضرر یا فائدہ پہنچتا ھے - پس اگر ائتلاف مثلث کی اسلامی رعایا یه چاھتی تھی' که انکی حکومتیں اپنے مصالح کے مقابله میں رعایا کے جذبات کا لحاظ کریں' تو انکا اولین فرض یه تھا که اپنے آپ کو آبادی کا ایک ایسا جزء ثابت کرتیں' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اھل مغرب نہایت دانشمند ھیں - جزئی جزئی واقعات سے نہایت اھم نتائج اخذ کرتے ھیں' اندرون ملک کے سیاسی تغیرات اور ان سے

جب که میرے یه خیالات هیں ' تو اب بآساني اندازه هو سکتا هے که مجهے اسوقت کتني مایوسی هوئي هوگي ' جب ۲۹ - دسمبر کو لکهنؤ پهنچکے یه سنا هوگا ' که اس جلسه میں ۲۴ آدمیوں کی ایک کمیٹي کو " بلینک چک " دیدیا گیا هے اور انکو اختیار دیا گیا هے که جو چاهیں کریں ' حتي که اگر چاهیں ' تو قوم کے طول طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کرده امور کو بهي بیدردي اور بے خیالي سے پامال کر دیں ؟

همارے محترم لیڈر نواب وقار الملک بهادر محمودآباد هاوس میں فروکش تهے - میں یه خبرسنتے هي سیدها انکے پاس گیا - میں نے کها که اس فیصله کن ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کي گئي هے ' وه قوم کے مصالح کے لیے سخت مهلک هے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا : " میں اسکا ذمه دار نهیں " -

جلسه کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نهایت مبسوط خط بهیجا هے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پرده اٹها دیا هے جو وفد سازي کے لیے اختیار کیے گئے تهے - یه خط نهایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل هے - اسکي اشاعت پر ایک مهینه گزر چکا ' مگر با وجود اسکے اب تک نه اسکي تردید کي گئي هے اور نه تشریح !

مجهے امید هے که مبالغه طرازي نه سمجهي جائیگي اگر میں کهوں که سب سے زیاده ذمه دار اور معزز قلم سے نکلے هوے اس خط نے تمام قوم میں بے چیني پیدا کردي هے اور اس کمیٹي کے خلاف قوم کے طرف سے قابل التفات آوازیں بلند هو رهي هیں -

یه خط جب پریس میں آیا تو اسي وقت ڈپوٹیشن کي ممبري قبول کرنے میں مجهے پس و پیش هوا ' اور بالاخر میں نے فیصله کر بهي لیا که اس اعزاز کي بالاکراه منظوري سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے بهاري احباب نے ' جنهوں نے اس تحریک میں سرگرم حصه لیا تها ' دوستانه طور پر مشوره دیا که اسکي پهلي هي منزل میں مستعفي هوکے ' ایک نازک ترین وقت میں قوم سے کناره کشي کرنے کا الزام اپنے سرنه لوں - ان احباب نے مجهے یه بهي مشوره دیا که میں کمیٹي کے اولین جلسه میں ' جو ۹ - ماه حال کو دهلي میں منعقد هونے والا تها ' شرکت کروں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاهر کردوں - مشوره معقول تها - میں نے قبول کرلیا -

چنانچه اسي خیال کا نتیجه تها که میں دهلي گیا اور میں نے ایک با قاعده رزرلیوشن کي صورت میں یه تحریک کي که کمیٹي کي تمام کارروائي عام طور پر (پبلک) کي جاے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رهے که هم اب تک کیا کر چکے هیں اور کیا کیا کرنا چاهتے هیں ؟ (تاکه قوم کو هماري نسبت راے قائم کرنے کا موقعه ملے) -

میں نے یه بهي تحریک کي که ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص اختلاف کریں ' انکے نام بهي شائع هونا چاهئیں ' تاکه کم از کم قوم کو یه معلوم هوجاے که ڈپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دي تهي ' گو کثرت راے کے آگے نه چلي -

میں نے کها که کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کي کارروائي میں جو اخفاء کیا گیا تها ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادي اور شکوک پیدا کردیے تهے اور اسلامي اخبارات نے نهایت سخت زبان میں اسکي مخالفت کي تهي - میرے پاس اس یقین کے وجوه هیں که قوم اسلامي اخبارات هي کے ساتهه هے - پس اگر یونیورسٹي کي تحریک کو کامیاب بنانا هے تو کمیٹي اپنے ساتهه عام راے کا بهي دفتر رکهے - میں پیش بیني کرتا هوں که اگر ایسا نه کیا گیا تو مستقبل میں نهایت شدید مشکلات اور ناگوار تفریق کا خطره هے ' جس سے مطلع کرنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض هے -

میں نے کها که یه صحیح هے که اسوقت ۳۰ - لاکهه روپیه جمع هے مگر یه نه بهولنا چاهیے که مصارف یونیورسٹي کے سمندر میں یه ایک قطره سے زیاده نهیں - ابهي بالکل آغاز هے اور آج کے بعد پهر بارها همکو قوم کي مدد کي ضرورت پڑیگي - پس ممبران کمیٹي قوم کے ساتهه جیسا برتاو کرینگے ' ویسے هي برتاو کي انکو قوم سے بهي امید رکهنا چاهیے ' جب که آینده ضرورتوں کے لیے وه اسکے سامنے هاتهه پهیلائنگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصله کي عزت کرینگے اور انکي پیروي ' تو قوم پسندیدگي ' مسرت ' اور گرمجوشي کے ساتهه انکا استقبال کریگي ورنه اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا هو جائیگي ' جس کا ایک اور صرف ایک هي سبب یه هوگا که کمیٹي نے قوم کي راے ظاهر نهیں کي ' بلکه اپني شخصي راے ظاهر کي ' اگرچه وه قومي راے سے کتني هي مختلف تهي -

جیسا که پہلے سے میرا خیال تها ' میري راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نهیں کیا - " اخفا " اور " راز داري " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصله صادر نهیں هوا اور اینده اجلاس لکهنؤ کے لیے ملتوي کردیا گیا -

حال میں کمیٹي کے طرف سے دهلي کے جلسے کي ایک روئداد شائع هوئي هے - میں دیکهتا هوں که میري تحریک کا اسمیں کهیں ذکر نهیں اور وهي اپني پراني " اخفا " کي پالیسي پر عمل هے -

ان حالات کي بنا پر میں محسوس کرتا هوں که راست بازي کے ساتهه ایسے ڈپوٹیشن کے ساتهه نهیں رهسکتا ' جسکي کارروائي کي تائید میں دیده و دانسته نهیں کرسکتا - اسلیے اپ آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا هوں ' اور اس خط کے ذریعه استعفا پیش کرتا هوں - مجهے یقین هے که میرے استعفا سے کمیٹي کے لیے معامله همورا هوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آساني هوگي -

اخر میں آپ کو یقین دلانا چاهتا هوں که اگر مجهے ایک لحظه کے لیے بهي یقین هوتا که آپکي کمیٹي کے لیے (موجوده طریق عمل کے با وجود) میں مفید ثابت هوسکتا هوں تو نهایت خوشي سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتهه شریک هوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے هے -

چونکه معامله عظیم الشان اور عام اهمیت کا هے ' اسکے علاوه میں یه بهي چاهتا هوں که پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم هوجائیں ' اسلیے اس خط کو پریس بهیجنے کي آزادي حاصل کرتا هوں -

مظهر الحق

(بیرسٹر اٹ لا - بانکي پور)

اولڈ بوائز ایسوسي ایشن

— * —

میں نهایت ممنون هونگا اگر اپ مجهے اجازت دینگے که اپني اخبار کے ذریعه سے جمله هندو اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسة العلوم علي گڈه کو خواه وه ممبر هوں یا نه هوں اولڈ بوائز ایسوسي ایشن کے طرفسے مدعو کروں که وه ایسوسي ایشن کے سالانه جلسه و ڈنر میں جو ۲۱ - ۲۲ - ماه حال کو کالج هذا میں منعقد هوگا تشریف لاکر شرکت فرماویں - چونکه اس سال کے جلسه میں بهت سے نهایت اهم امور کو طے کرنا منظور هے اسوجه سے یه جلسه معمولي جلسه نه هوگا جمله صاحب کا تشریف لانا نهایت ضروري هے - جو صاحب ممبر هوں مگر کسي وجه سے تشریف نه لاسکیں وه بدرجه مجبوري اپني تحریري راے ' پندره ماه حال تک دفتر ایسوسي ایشن میں بهجدیں -

نیاز مند شوکت علي انریري سکریٹري اولڈ بوائز ایسوسي ایشن

سامنے کھڑي ہے - ہماري آنکھیں ' ہمارا دل ' ہمارے قوائے دماغي بلکه جسم و جان بھي اس بات کو محسوس کر رہے ہیں که یورپ کي عیسائیت نے اور شکم پرور مدبرین نے ایشیا و افریقه میں نہیں بلکه یورپ میں بھي اسلام کي بیخکني اور بربادي کیلیے کمر باندھلي ہے اور کوئي دن خالي نہیں جاتا که یورپ کے دفاتر خارجیه میں کسي اسلامي طاقت یا مسلمان افراد قوم کي تباهي اور اونہیں محکوم بنانے کے سامان پر غور نہیں کیا جاتا ہو - اس بیانسے کسي عقلمند آدمي کو انکار نہیں ہوسکتا که موجودہ زمانه اسلام کي زندگي اور موت کا زمانه ہے - یا تو اسلام کي عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کي عظمت انہیں چند سالوں میں بحال رهیگي اور یا همیشه کے لیے خدانخواسته مفقود و نابود ہوجائیگي - یه ایسے زبردست اور صریح نتایج ہیں که انسے انکار کرنا محض جہالت ہے -

مولانا ! یه وہ وقت ہے جسوقت اسلام مسلمانوں سے اون قربانیوں کا ملتجي ہے جو کسي قوم یا کسي دین کو معراج ترقي پر پہنچانے کیلیے هر ایک فرد بشر پر لازمي خیال کي گئي ہیں - یه وقت ہے جب اسلام اس امر کا ملتمس ہے که مسلمان قرون اولی کے صفات پیدا کریں اور اسلام اور اسلامي ترقي کے مقابله میں کسي چیز کو بھي عزیز نه رکھیں - مسلمانوں کي مذهبي اور ملکي تاریخ ایسے کارناموں سے بھري ہوئي ہے جو صرف ایک مسلمان هي کیلیے نہیں بلکه هر ایک ذیشعور و عقلمند کے لیے مایهٔ ناز ہوسکتي ہیں - یہه وہ وقت ہے که مسلمانوں کي متفقه عملي کوشش اسبات میں صرف ہوني چاهیے که نه صرف اون اسباب پر غور کریں ' جو اسوقت اونکو هلاکت سے نکال سکتے ہیں ' بلکه اون اسباب کو پیدا کریں ' اور اونپر کاربند ہوں ' اور اونہیں اپنا دستور العمل بنائیں - اب تجاویز کا وقت نہیں بلکه کام کرنے کا وقت ہے -

حضرت امام حسین علیه السلام کي شہادت کے عملي نتایج پر اگر غور کیا جاے تو صاف ظاهر ہوجائیگا که آپ نے خدا اسکے رسول ' اور اسلام کي حقانیت کے اظہار میں هر ایک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان اسایش و حکومت وغیره کو ترک کرکے اپنے بچے ' اپنے بھائي ' اپنے دوست و اقارب ' سب کے سب کمال اطمینان اور صبر و تحمل سے قربان کردیے اور حرف شکایت تک لب پر نه لاے - یه تمام تکالیف صرف اسیوجه سے برداشت کي گئیں که یزید کي بیعت کي بدعت کا اظہار رسول کے گھرانے سے نه هو اور رسول کي امت اون تمام مکروهات و ممنوعات سے بچے ' جو یزید کے فسق و فجور نے عالم اسلام میں رایج کردي تھیں -

اسلام کے فدائي ایسے هي ہوتے ہیں اور اسلام اسبات پر ناز کرتا ہے که اسکي فدائیوں کي نظیر ایسي هي معدوم ہے ' جیسا که خود اسلام کا سا کسي اور دین کا ہونا معدوم ہے -

مجالس معزز سید علي غضنفر صاحب میں مومنین کا یه فرض ہونا چاهیے که اُن اسباب کو پیدا کریں جو ایران میں تحریک بیداري کا باعث ہوں - جنکے ذریعه ایرانیوں کو اسبات کا علم ہوجاے که اونکي آزادي ' اونکي قومي زندگي ' اور اونکي قومي سلطنت معدوم ہوگئي ہے اور اگر اونہوں نے اپنے اندر کوئي تغیر پیدا نه کیا تو وہ بھي انهي چند سالوں کے اندر هي صفحه هستي سے معدوم ہوجائینگے جیسا که اور تساهل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر ہوا ہے -

زیادہ نیاز

حکیم امین الدین بیرسٹر ایٹ لا

فہـــرست

زر اعانـــهٔ دولت علیهٔ اسلامیه

—:—

(۱۳)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

ایک سو پچیس روپیه جو بذریعه ڈاکٹر عبد الله خانصاحب ساکن بکاني وصول ہوے ' اور جنکي مجموعي رقم فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کي گئي ہے :—

	روپیه	آنه	پائي
محمد عبد الله خانصاحب بکاني	۱۰	-	-
...ز عبد الله خان صاحب	۵	-	-
مدسر عدمان خانصاحب سب انسپکٹر	۳	-	-
منشي عبد الہادي صاحب هد کانسٹبل	۳	-	-
منشي نذر محمد خانصاحب جمعدار سابق	-	۴	-
نذیر خانصاحب پٹیل بارا	۵	-	-
منشي علي حسن صاحب محرر جوڈیشل	۴	-	-
گازي باباں مید پور	۳	۸	-
مسلمانان بہالله	۴	-	-
رهاران موتي	۴	۲	-
مسلمانان زلاني	۲	-	-
سلادر علي خانصاحب جمعدار بہالله	۲	-	-
عبد الله خانصاحب	۲	۸	-
شیخ رحیم بخش کانسٹبل بکاني	۱	-	-
مرزا امیر بیگ کانسٹبل	۱	-	-
منشي محمود خانصاحب کانسٹبل	۱	۱	-
امیر خان صاحب کانسٹبل زلاني	۱	-	-
الہي بخش صاحب هد کانسٹبل	۱	-	-
نظیر خانصاحب کانسٹبل زلاني	۱	-	-
منشي سلیمان خان صاحب جمعدار جنگل	۱	-	-
شیخ احمد بخش صاحب ... پوري	۱	-	-
نور خانصاحب حوالدار	۱	-	-
محفوظ علي صاحب چپراسي	۱	-	-
نظیر خانصاحب شحنه	۱	-	-
نبي بخش صاحب شحنه	۱	-	-
بانکے علي صاحب سدده	۱	-	-
شیخ غني صاحب	۱	-	-
ملان رحیم بخش صاحب	۱	-	-
سید خانصاحب	۱	-	-
شیخ الله بخش صاحب	۱	-	-
منشي غفور خانصاحب	-	۸	-
اکبر خانصاحب	-	۸	-
میرزا احمد بیگ صاحب	-	۸	-
رجب علي صاحب بوره	-	۴	-
منا	-	۱	۳
برادران ممدوح	۴	۲	۹
(۱) معرفت منشي محمد عبد الغني صاحب پٹواري	۷	-	-
(۲) معرفت منشي محمود خانصاحب ملازم پولس	۵	-	-
(۳) معرفت مرزا امیر بیگ صاحب کانسٹبل	۸	۵	-
(۴) معرفت عبد الله خانصاحب	۵	-	-

مراسلات

آبادي کے تاثیر کا اندازہ کرلیتے هیں - اندروني تغیرات کے مقابلہ میں مسلمانوں کي جو حالت رهي اس سے انکو یہ انداز هوگیا کہ مسلمان آبادي کے عضو ماؤف' ترقي کے سد راہ ' حاکم پرستي کا پیکر' پالیسي کے نقاب پوش ' اور حق فروش اشخاص پر ایمان لانے والے هیں -

حکمران قوم سے جذبات کي پاس داري کي امید صرف اس جماعت کو رکھنا چاهیے' جو اپنے آپ کو حاکمران گروہ کي نگاہ میں وزندار اور اهم ثابت کرچکي هو - اور اهمیت کار نامہ هاے اسلاف کے اعادہ سے نہیں حاصل هوتي' بلکہ صداقت' حریت' عبرت غیرت ' حمیت' اور ائیارسے ثابت هوتی ہے - پس جب کہ ائتلاف مثلث اور اسکي مسلمان رعایا میں صرف حکومت کا تعلق تھا ' اور اس حیثیت سے اس نے اپنے آپ کو نہایت پست ذوق ' کم حوصلہ خوشامد طراز' اور جذبات کش ثابت کردیا ' تو کیوں ائتلاف مثلث مسلمانوں کے جذبات کے لیے اپنے قیمتي مصالح کي قربانی کرتیں ؟

خلاصہ یہ کہ التوے جنگ پر دستخط کرنے سے پہلے بلغاریا کا ادریانوپل اور جزائر ایجین کي حوالگی پر مصرنہ هونا' مگر لندن میں صلح کانفرنس کے منعقد هوتے هي ان دونوں مطالبات پر نہایت شدید اصرار کرنا' بلقاني پالیسي میں ایک پراسرار تغیر ہے اور غالباً یہ دول ائتلاف مثلث کے اشارہ سے هوا ہے - باب عالي نے ان بیجا مطالبات کا یہ جواب دیا ہے کہ اس نے مقدونیا جسمیں سالونیکا جیسا اهم شہر موجود ہے ' دیدیا - البانیہ کي حد بندي انکي مرضي پر چھوڑ دي' اور کریت میں تعلقات عثماني کے بقا و عدم بقا کو دول کے هاتھہ میں دیدیا - ان اهم رعایتوں کے بعد وہ ادریانوپل کے دینے پر راضي نہیں ' کیونکہ وہ قسطنطنیہ کي کنجي ہے ' اسکے باشندوں کا بیشتر حصہ مسلمان ہے' لیکن جب اس جواب پر بھي بلقاني اصرار میں فرق نہ آیا اور ائتلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالي نے مضافات ادریانوپل کے تین مقام : مصطفی پاشا' قرحہ علي' اور طمراس بھي دیدینے کا وعدہ کیا اور بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بحیرہ ابیض پر ددہ اغاج نامي مقام بھي دیدے کا وعدہ کیا ہے -

(یہ کامل پاشا کي آخري فیاضیاں تھیں' لیکن قدرت نے صفحۂ وزارت اولٹ دیا : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا - الهلال)

یادگار حادثہ هائلہ مشہد مقدس

— * —

١١ - ربیع الثاني

— :*: —

مولانا ! میں نے ٢٦- فروري سنہ ١٩١٣ ع کے الهلال میں جناب سید علي غضنفر صاحب کا اعلان پڑھا اور بڑے شوق سے پڑھا - مجھے سید صاحب موصوف کے ان خیالات سے اتفاق ہے جو انھوں نے ان مصائب و مظالم کي نسبت ظاهر فرمائے هیں' جو حضرت امام حسین اور حضرت علي بن موسی الرضا علیهما السلام پر وارد هوے اور جنکي یاد قیامت تک نہ صرف مسلمانوں کے ' بلکہ هر ایک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بیچین و بیقرار رکھے گي -

روسیونکا تشدد ' روسیونکا ظلم ' روسیونکا بلا تمیز سن و سال زن و مرد کو ذبح کردینا ' علماء اسلام کو سولیوں پرچڑھانا ' اور اونکے پاک سینوں کو جنمیں خداء واحد کی توحید' رسول برحق کي رسالت ' اور اسلام کا پاک نور متمکن تھا ' گولیوں اور سنگینوں سے پاش پاش کردینا ' اور پھر روضہ مبارک حضرت موسی الرضا پر گولہ باري کرکے اوسے سخت بے حرمت کرنا ' کچھہ ایسے دل هلادینے والے واقعات هیں جو صفحہ هستي سے کوئي دنیاوي طاقت نہیں مٹا سکتي - سال گذشتہ میں جب مظالم کا ظہور هوا تھا ' تو یہہ ایک قدرتي امر تھا کہ هر مسلمان کے دل میں اونکي وجہ سے رنج پیدا هو' چنانچہ مجھے بھي سخت قلق هوا اور طبیعت عرصہ تک بیچین رهي - مگر بعد ازاں میں سمجھہ گیا تھا کہ ان تمام مظاهرات عالم میں قدرت خداوندي کا ایک خاص راز ہے ' جسکا نہ تو هم سر دست احساس هي کرسکتے هیں اور نہ هماري دنیاوي بلکہ گم کردہ بصیرت آنکھیں دیکھہ سکتي هیں - کیونکہ یہہ امر یقیني تھا کہ اگر گناہ گار هیں تو مسلمان' اور اگر شریعت و طریقت محمدي (صلعم) کو فراموش کرکے مضحکۂ عالم بنگئے هیں تو مسلمان ' اور مسلمان بھي وہ ' جو زندہ و موجود هیں. پھر اوس بزرگ طریقت اور امام برحق اور رسول کے بیٹے کا کیا قصور تھا جو آج سے قریباً ١٣ - سو سال پیشتر اس دنیاء فاني سے رحلت کر گیا تھا ' جسکي پاک زندگي خدا رسول کے احکام کي کما حقہ پابندي اور خلق خدا کي خدمت هي میں بسر هوئي تھي ؟ یہي وہ چیزیں هیں جنھیں میں راز الهي یا حکمت خداوندي خیال کرتا هوں اور یہ حکمت نہایت هي معني خیز حکمت ہے اور اسکے اصلي و عملي نتائج کے ظہور کے لیے همیں چند سال منتظر رهنا پڑیگا. میرا ایمان ہے کہ جو نتایج اس حکمت بالغہ سے ظاهر هونگے وہ ایسے هونگي جنسے دنیا کي قوموں کي تاریخیں بنتي ہے اور جنکے ذریعہ دنیا میں قومیں اپنے لیے خود تاریخ پیدا کرتي هیں -

سید علي غضنفر صاحب نے اعلان مذکورہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں جماعہ مومنین کو مشورہ دیا ہے کہ ١١ - ربیع الثاني مطابق ٢٠ مارچ سنہ ١٩١٣ کے دن تمام اطراف و اکناف هندمیں مجالس برپا کریں اور باهم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومیں کو شاد کریں -

مجھے سید صاحب موصوف کے اس مشورہ سے اتفاق بھي ہے اور میں اس تجویز کا مخالف بھي نہوں - جہانتک انعقاد مجالس تعزیت اور فاتحہ خواني کا تعلق ہے' اسے تو میں ضروري و لابدي خیال کرتا هوں - یہ بات بھي نہایت ضروري ہے کہ روسي مظالم کي یاد میں ١١ - ربیع الثاني کو ایک خاص اهمیت دیجاے اور اسے بھي محرم سے کم نہ سمجھا جاے کیونکہ اس قسم کي تقریبوں سے طبیعت پر ایک خاص اثر پیدا هوتا ہے اور اگر کسي بندہ خدا کے دلمیں درد پیدا هو جاے اور وہ ان مجالس سے متاثر هوکر عملي کام کرنے کي طرف مایل هو جاے تو بلا شبہ ایسي مجالس باعث خیر ثابت هوتی هیں - مگر بات یہ ہے کہ اب وہ وقت نہیں رها کہ هم گھروں میں بیٹھکر رویا کریں - قومي تنزل کي بدیہي نشاني اگر هوسکتي ہے تو اس سے بڑھکر نہیں کہ افراد قوم میں یا تو اپنے تنزل کا احساس هي نہ هو' اور اگر هو تو اسباب ادبار کے دور کرنے کي طاقت جرات ' یا خیال تک نہ آئے - کسي خیال کو عمل میں لانا اور بعد ازاں اوسپر کاربند هونا بہترین وسایل ترقي میں شمار هوتا ہے عورتوں کي طرح گھر میں بیٹھکر رونے اور بیان کرنے کا زمانہ گذر گیا - مصائب و آلام کي مہیب صورت بُت بنکر همارے

نامور مدافع ملي : غازي عزيز بک

چنکے مجاهدانه اقدامات عظیمه نے اندرون طرابلس دو اناي کیلیے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے



ایسي تفصیل خط و کتابت میں ممکن بھي نہیں -

اسکا ایک هي علاج تھا ' یعنے فوراً ایک معتمد شخص روانه هوجاے اور مصر کي راه سے پوشیده طرابلس پہنچکر غازي انور بے کو اپنے همراه لاے - جو چند آدمي انقلاب کا سامان کر رهے تھے ' ان میں سے هر شخص خود قسطنطنیه میں نہایت قیمتي وقت رکھتا تھا ' اور جن کاموں میں مصروف تھا ' وہ خود نہایت اهم اور عظیم الشان تھے - اسلیے اس جماعت میں سے کوئي شخص نہیں جاسکتا تھا -

بالآخر راے قرار پائي که انور بے کے رفیق قدیم و همراز ' مشہور مجاهد دستور و جانباز ملت (نیازي بے) کو اس مہم کیلیے منتخب کیا جاے اور ان سے درخواست کي جاے که ملک کو انقلاب دستور کے زمانے سے بھي بڑھکر ایک خطرناک حالت سے نجات دیں اور اس خدمت کو منظور کرلیں -

یه معلوم نہیں که جس وقت یه تجویز قرار پائی ' اس وقت (نیازي بے) کہاں تھے ؟ یقیناً وہ کسي فوج کے همراه هونگے -

تاهم اسقدر قریب موجود تھے که فوراً انکو اطلاع دي گئي اور شریک کار هوگئے -

ڈاکٹر (مصباح الدین) لکھتے هیں که في الحقیقت هماري کامیابي کي اصلي تاریخ انور بے کے ورود سے نہیں ' بلکه (نیازي بے) کي شرکت سے شروع هوتي هے - کیونکه اگر اس جانفروش ملت کي خدمات عظیمه عین وقت پر میسر نه آجاتیں ' تو انور بے کا ورود اور اسکے تمام نتائج معجزه ظہور پذیر هي نه هوتے -

نیازي بے فوراً بھیس بدلکے قسطنطنیه سے ایک جرمن جہاز پر روانه هوگئے - اسکندریه سے قاهره آے اور بغیر کسي کو اطلاع دیے (حتی که عمر طوسون پاشا اور اپنے بعض اخص الخواص دوستوں سے بھي نہیں ملے) طبروق پہنچے اور وهاں سے درنه اس هیئت میں گئے که خود (انور بے) نے ایک کردي مجاهد کی صورت میں انھیں دیکھکر تعجب کیا -

* * *

طیار هو جانے کے بعد انور بے کے سامنے دو موانع سخت تھے - ایک شخص کي جستجو ' جو انکے بعد کامل طور پر انکا جانشین هو اور قبائل سنوسیه کے جوش مدافعت کے قیام ' انکی تعلیم و تربیت ' اور جمیعت و جلب وسائل جنگ کا پورا انتظام کر سکے - دوسرا خود (شیخ سنوسي) کا اطمینان -

امر اول کے طرف سے اطمینان کرنیل (عزیز بک) کي موجودگي نے کردیا ' جو پہلے عراق میں سرکاري عہده دار تھے اور اجراے جنگ کے بعد ایک مجاهد کي حیثیت سے آکر شریک جهاد هوگئے - انکے جانفروشانه عزائم اور مجاهدانه اعمال نے تمام قبائل اندرون طرابلس میں انھیں هر دلعزیز اور محبوب القلوب بنا دیا تھا -

(شیخ سنوسي) سے وہ خود ملے اور (نیازي بے) نے قسطنطنیه کے تمام موجوده حالات انکے ذهن نشیں کر دیے انھوں نے سمجھایا که اگر اس نازک ترین وقت میں هم نے بھي غفلت کي تو طرابلس کي مدافعت کے نتائج بھي همیں کچھه کام نه دینگے -

ایک مجلس خاص مرتب کي گئي جس میں انور بے نے اپنے چند خاص معتمدین اور محرمان راز کو بلایا اور اس بارے میں مشوره کیا - پچھلے نمبر میں اس موقعه کي ایک تصویر درج کي جا چکي هے -

(المؤید) کي وہ تمام اشاعات محض کذب و افترا تھیں ' جن میں (انور بے) کے اس حالت میں چلے آنے کا شکوه کیا گیا تھا که تمام قبائل عرب اور شیخ سنوسي انسے برهم هوگئے هیں اور متاسف هیں که خلاف عهد انھوں نے بے وفائي کي - جو دل اسلام اور اسکي ملت بیضا سے عهد وفا باندھچکا هے ' وہ کسي سے بے وفائي نہیں کرسکتا -

شیخ سنوسي خود غازي موصوف کے سفر کے ارادے میں شریک تھے - انکو قسطنطنیه کے تمام موجوده حالات سمجھاے گئے تھے ' اور وہ جانتے تھے که اس وقت (انور بے) کي خدمات کا اصلي مستحق اندرون طرابلس نہیں هے - عزیز بک سرحد سلوم تک خود انکو پہنچانے آے تھے اور (موٹرکار) میں انکے ساتھه بیٹھے تھے - البته مصالح وقت کا اقتضا یہي تھا که اس حرکت کو بالکل پوشیده رکھا جاے ' اور انور بے کے عجایب اعمال کا ایک بڑا جلوه ' انکي پوشیدگي اور طلسم نمائي هي میں هے -

بهر حال (انور بے) روانه هوگئے - (سلوم) سرحد مصر کا وہ آخري مقام هے ' جس پر جنگ طرابلس کے زمانے میں برطانیه نے باسم مصر قبضه کرلیا - وهاں تک وہ اپني خاص موٹرکار میں آے انکے همراه صرف تنہا ایک جان نثار ملازم تھا ' جسکو وہ اپنے ساتھه قسطنطنیه سے لاے تھے -



صحراے لیبیا میں انور بے دن !

(غازي انور بے) مصر درمیان پر طبروق جارهے هیں

PRINTEL Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

(٥)

— * —

انور بے کي طلبي سے ورود قسطنطنيه تک

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانيه و مراسلۂ ڈاکٹر مصباح الدين شريف بے)

— * —

نيز بحالت موجوده غازي انور بے کا قسطنطنيه جانا بهي مخدوش تها' اور بهت ممکن تها' که اتحاد و ترقي کے مخالف ايک فتنۂ تازه برپا کر ديتے اور کسي مفيد فوجي خدمت کا بهي موقعه نه ديتے -

جنگ نے اپني ابتدائي منزليں طے کيں' اور اس عجيب جنگ کي ابتدائي منزليں هي اسکی انتها تهي - پيهم شکستوں کي خبريں برابر غازي موصوف کو پهنچتي رهتي تهيں اور پرنس عمر طوسون پاشا نے روزانه ڈاک کا انتظام کر ديا تها -

تم' که جسم اسلام کے ايک عضو معطل' اور چهرۂ ملت کيليے ايک داغ ناکامي هو' جب مصطفى پاشا' قرق کليسا' شار لو' اور لولي برغس کي شکستوں کي خبريں سنکر وقف درد و اضطراب هوگئے تهے' تو اندازه کرو که ان شکستوں کي خبروں نے موجوده نسل اسلامي کے سب سے بڑے زنده و کار فرما فرزند پر کيا اثر ڈالا هوگا ؟

اسلامي مصائب کي خبروں کے انتشار نے تمام عالم اسلامي کو جنگ طرابلس کے گذشته واقعات ياد دلا ديے تهے - هر شخص آرزو کرنے لگا تها که کاش " انور بے " آج درنه کي جگه ادرنه ميں هوتا ؟ مصر کے بعض غيرت مندان ملت نے چار آدميوں کا ايک وفد طبرق بهيجا' تاکه غازي موصوف کو قسطنطنيه جانے کي طرف توجه دلاے - الجزائر سے صدها مراسلات پهنچيں' جنميں ارزوئيں کي گئي تهيں که يه وقت طرابلس کي جگهه مرکز خلافت کے تحفظ کا هے' اور آپکو کسي نه کسي طرح آستانه پهنچ جانا چاهيے - اخبار (الزهره) تيونس ميں ايک موثر اپيل شائع هوئي تهي' جس ميں افسوس کيا تها که انور بے آج قسطنطنيه ميں نهيں هيں -

آپ سنکر تعجب کرينگے مگر اب اظهار ميں کوئی هرج نهيں که آپکے هندوستان سے بهي يهي پيام غازي موصوف کے نام بهيجا گيا تها' اور ايک شخص نے اسي غرض سے وهاں تک کا سفر کيا تها -

تاهم انور بے نے طرابلس سے حرکت نهيں کي اور يا خاموش رهے' يا يه کها که " ايک وقت ميں سپاهي کے سامنے ايک هي جنگ هوني چاهيے " -



مشهور مجاهد دستور: (نيازي بے)

يه تصوير ۱۹۰۸ کي هے - جب نيازي بے نے (رسنه) سے مشهور دستوري تحريک کا علم بلند کيا تها -

* * *

اب وه وقت آيا جب جنگ ملتوي اور صلح کے سامان شروع هوے - کامل پاشا کے تاريک مقاصد بالکل روشني ميں آگئے - اتحاد و ترقي کے ممبروں پر کهلے بندوں ظلم هونے لگا' پريس دور حميدي کے احتساب ميں آگيا' اور جاسوسي کا بازار پهر گرم هوگيا -

اتحاديوں نے ديکها که هماري طاقت بالکل ٹوٹ گئي هے' اور اصلاح حال همارے امکان سے باهر هے - اب اگر کوئي علاج هے' تو يهي هے که اس فرشتۂ نصرت' غازي انور بے کو طلب کيا جاے -

وهي ۸ - آدمي' جن ميں سے بعض کے نام هم لکهه چکے هيں' اب اتحاد و ترقي کی اصلي کارکن جماعت تهي - پرنس يوسف عز الدين کي سر پرستي سے کسي قدر مطمئن اور بے خوف هوگئے تهے - وه جمع هوے اور ايک پوري متفکر اور پر محزن رات بحث و مشوره ميں بسر کي - وه ديکهه رهے تهے که مطلع غبار آلود هے' طوفان کے آثار شروع هوگئے هيں بادبان بيکار هے' اور موجوں کے طمانچوں سے کشتي تهه و بالا هو رهي هے - اس وقت جب تک ايک غيبي هاتهه ناخدائي نهيں کريگا' کشتي کا ساحل مقصود تک پهنچنا محال هے -

ليکن سوال يه تها که انور بے کو کيونکر اطلاع دي جاے ؟ اگر مصر کے ذرائع سے اطلاع دي جاتي هے تو اتنا وقت نهيں هے که خط و کتابت ميں ايک عرصۂ طويل صرف کرديا جاے - پهر خط و کتابت محفوظ طريقه سے ممکن نهيں - تيلي گراف اور پوسٹ افس' دونوں زير احتساب تهے - ممکن هے که انور بے کو عذر هو' جب تک پوري طرح اصلي حالات منکشف نهونگے وه اپنے عذرات کو پيش کرينگے

۲۲۳

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.



فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان للتلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, March 19, 1913.

فہرست

—*—

تصـاویـر

—*—

شـذرات

—:○:(*):○:—

" ایک شکستہ دل مسلمان "

—:*:—

مندرجۂ صدر دستخط سے اپکا خط پہنچا - آپنے جن امور کو لکھا ہے ' وہ مدت سے خود اس عاجز کے پیش نظر ہیں ' اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں - بعض اسباب کی فراہمی کا انتظار ' اور مقاصد مہمہ پیش نظر ' والا مر بیدہ سبحانہ ' انہ سمیع مجیب الدعوات -

تعجب ہے کہ آپ نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا ؟ بہتر ہے کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیجیے - (ابو الکلام)

ہفتۂ جنگ جنگ کی ہر خبر گو مختصر مگر پر معنی ہے - ایڈریا نوپل کی نسبت پال مال گزٹ کا بیان ہے :

" صوفیا سے لندن میں ایک پرائیوٹ تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ سخت جنگ کے بعد بلغاریوں نے قلعہ (ہتنز یلا) پر مع ۴ - سو آدمیوں کے قبضہ کرلیا ہے اور عنقریب خاص ایڈریا نوپل میں داخلہ کی امید ہے " -

مگر بلغاری سرکاری محکمہ اطلاع خاموش ہے - ایسی گرانقدر و پر امید فتح کے موقع پر خاموشی کے کیا معنے ؟

۱۰ - ہزار سروی مع ۴۰ - توپوں کے سقوطری پہنچگئے ہیں اور شرنگ گولہ باری ہیں -

۱۱ - کو بلیر میں سخت جنگ ہوئی - عثمانی فوج نے معتاد شجاعت سے مقابلہ کیا اور عثمانی جنگی جہازوں نے مدد دی -

۱۷ - فروری سے حمیدیہ روپوش تھا - مگر ۱۱ - کو ظاہر ہوا - سقوطری سے ۷۰ - میل کے فاصلہ پر دُرازہ کے سروی لشکر گاہ پر گولہ باری کی - ریوٹر کا بیان ہے کہ کوئی شدید نقصان نہیں ہوا - مگر اس بارے میں ہمارا خاص تار ناظرین پڑھچکے ہیں ' اور اب بمبئی کے عثمانی قونصل کو حسب ذیل اطلاع پہنچی ہے :

میں اپنی عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرآباد ہمیشہ مشہور رہا ہے -

جو سازشی خاموشی و تجاهل' اور جاهلانه و مقلدانه تغافل انکی اس تحریر کی نسبت ظہور میں آیا ' ہم بادب عرض کرینگے کہ نواب صاحب اسپر توجه نه فرمائیں - ہم سے زیادہ بہتر اور زیادہ عملی طور پر انہیں معلوم ہے کہ حق کی معیت کیلیے اصلی سوال فرض کا ہے' نه که نتیجه کا - اسکی تکمیل نتیجه کی محتاج نہیں ہے ' بلکہ صرف اعلان کی - قوم کو ابتک اسکا چھینا ہوا دماغ واپس نہیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کی طرح ابتک اپنے اختیار میں نہیں ہے - کسی بات کیلیے غل مچائیے اور ایک ہی وقت میں بہت سی آوازیں بلند کردیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر گله آ آکر جمع ہونے لگتا ہے - چپ رہیے تو کسی کو ہوش نہیں کہ کہاں چلنا چاہیے اور کون چرواها ہے ؟

کیا غضب کی بات ہے کہ سال بھر سے یونیورسٹی کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے- جس کو دیکھیے آزادی کے شراب میں بدمست - اخباروں میں یہی ذکر' جلسوں میں اسی کے رزولیوشن ' صحبتوں میں اسی کا چرچا - پھر ۲۹ - دسمبر کو دیکھیے تو معلوم ہوتا تھا کہ آزادی کے دیوتا کے یہ جانباز پوجاری نہیں معلوم آج کتنوں کا خون کرکے رهیں گے ؟ لیکن جب معامله آخری منزل تک پہنچا اور رهی ہونے لگا ' جسکے خوف سے سال بھر تک آزادی کے وکیلوں کو نیند نہیں آتی تھی ' تو سب کو اسطرح فریب کا سانپ سونگھه گیا که :

اب آنکھیں رهتی هیں در در پھر بند !

نادانو! سال بھر سے چیخ رہے تھے که قوم کی قسمت چند آدمیوں کے هاتھه میں دینا نہیں چاهتے ' پھر یه کیا تھا ' جو چپکے سے آنکھیں بند کرکے تم نے دیدیا ؟

تو دانی حساب کم و بیش را !

پھر اُس وقت کو بھی جانے دو - کہا جاے گا کہ ہوش و حواس ہی کس کے درست تھے - لیکن کئی هفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام زبان نے واقعات پر سے پرده هٹایا ' تو اُس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر کی چھنی ہوئی عقل واپس آگئی ہوگی - پھر بھی کسی کی زبان کھلی ؟ کوئی جلسه منعقد ہوا ؟ کوئی رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب قبله مطمئن رهیں - آج لوگ انکی آواز سے تغافل کرسکتے هیں لیکن کل نہیں کرسکیں گے - البته اس وقت محض تاسف ہوگا ' اور آج تلافی مافات کی فرصت باقی ہے -

نواب صاحب قبله کے مضمون سے نئے نئے انکشافات ہوے هیں - ابتدائی حصه کو چھوڑ دیتے هیں که وقت کم ہے- صرف ۲۹- سے دیکھیے - رات کو ڈیپوٹیشن کے ممبروں کی فہرست مرتب ہوئی اور قرار پایا که پچھلے ممبروں کو قطعی طور پر رکھا جاے - انکے چلے آنے کے بعد وہ فہرست اڑا دی گئی ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائی ورثے کی تقسیم کی طرح چار آدمیوں نے بیٹھکر جسطرح جی میں آیا باهم تقسیم کرلیا - کہا گیا که هماری پارٹی کے نصف اور تمہارے نصف ' چلو جھگڑا ختم ہوا :

بردند و برادرانه قسمت کردند

کسی صوبے کی قائم مقامی کا پته نہیں - بنگال سے ایک آدمی نہیں - دهلی سے بھی کسی کو نہیں لیا - پچھلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتی تعلقات اور دوستیاں تھیں جن جن شہروں میں وہ رهتے تھے ' وهی وهاں کے قائم مقام هوگئے -

پھر نواب صاحب سے کہا که آپ رزولیوشن طیار کریں ' انہوں نے اس پیری و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسوده طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رہے که حسب وعده لوگ آئیں گے' مگر جلسے میں پہنچے تو وهاں ایسے لوگ موجود تھے ' جو انکے سامنے انکی عدم موجودگی کو موجودگی سے تعبیر کرنے کے بے امان حربے سے آراسته تھے !

پھر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاها تو انکو روکا ' اور اصرار کیا که خاموش رهیں - اسمیں کوئی شک نہیں که رزولیوشن کے مجوزیں میں نواب صاحب کے بھی شامل ہونے کی فریب دهی نے لوگوں کو اور زیاده مطمئن اور خاموش کردیا تھا -

نواب صاحب قبله نے اس موقعه پر قوم سے معذرت کی ہے که وہ باایں همه حالات خاموش نه رهتے' مگر کچھه تو شب بیداری کی تکلیف و قدرتی ضعف و نقاهت کے سبب سے وہ فہرست کے ناموں کو غور سے نه سن سکے' اور کچھه اس خیال سے بھی خاموش رهگئے که مخالفت اس موقعه پر موجب تفریق و نزاع هوگی - اور پھر بصورت غلطی بعض نہایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافی مانگی ہے' جنکو پڑھکر همارے دل پر سخت چوٹ لگی اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کی حالت ایسی افسوسناک هو' جیسی که انکے مضمون کے ساتھه تغافل کرنے میں نظر آرهی ہے' وہ اسکی مستحق هی کب ہے که نواب صاحب قبله کی زبان مبارک اسکے آگے معافی خواہ هو؟ اور پھر جو کچھه هو' هم تو انکو یقین دلاتے هیں که انکی خاموشی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا - انکی مجبوریاں واضح هیں - هم نے خود اُسوقت محسوس کیا تھا که کرسی کی نشست انکے لیے سخت تکلیف ده ہے - وہ بیٹھه نہیں سکتے اور گرانی سر کی شدت سے مضطرب الحال هیں - ایسی حالت میں مشکل تھا که کار روائی کے احتساب کا وقت پاتے - بالفرض اگر یه کوئی غلطی بھی تھی تو اس مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی تلافی هوگئی - وہ کیسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت هونا چاهتے هیں! حالانکه کمبخت قوم کے پاس انکے بعد اور کیا ہے ؟ الله تعالے انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابھی عرصے تک انکا سایه همارے سر پر قائم رہے - وہ فرماتے هیں که آئنده سے میں نه کسی جلسے میں شریک هوسکونگا اور نه کوئی تحریر هی لکھه سکونگا - میں کہتا هوں که آپ کو ان لوگوں میں هیں ' جنکا صرف قوموں میں رهنا هی قوموں کی عزت و عظمت کیلیے کافی ہے - کام کا یہاں سوال نہیں -

ترکی فتح

چتلجا لائن پر ایک خونریز جنگ

قسطنطنیه ۱۹ مارچ

آج کا سرکاری بیان ہے که چتلجا میں پیدل سپاه کے ساتھه سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل هوئی -

مزید یه که ترکی سپاه تمام چتلجا لائن پر دشمن کے ساتھه مستعدی سے مصروف جنگ ہے -

" حمیدیہ نے پہلے سروي لشکرگاہ پر درازو میں گولہ باري کي - اسکے بعد سینٹ جان اور میڈوا پر آتش افشاني کرتا رہا - دشمنوں نے بڑي بڑي توپوں سے مقابلہ کیا مگر کچھہ نہ چلي - یونانیوں کے سات جہازوں میں سے ایک اُسي وقت غرق ہوگیا اور باقي بھي غرق ہو چکے ہونگے " -

ریوٹر کے ۱۵ - کے تار سے بھي اسکي تصدیق ہوتي ہے -

باب عالي کے ۱۷- کے تار میں بیان کیا گیا ہے :

۱۶- تک ادرنہ اور بلیر کي حالت میں کوئي تغیر نہیں ہوا - چتالجا میں ہماري فوج دشمن سے کئي بار معرکہ آرا ہوئي سب میں دشمن کو شکست ہوئي - (کیلفک کوئي) پر قبضہ کرتے ہوے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا -

بلقاني اتحاد کا خاتمہ باوجود اس سخت نگراني کے جو خبروں کے اظہار میں کي جا رہي ہے، بلقاني اتحاد کے خاتمے کے واقعات و حوادث اب دنیا کے سامنے آگئے ہیں - اور یہي ہونا تھا -

سلانیک کي خانہ جنگیوں کے واقعات محتاج تفصیل نہیں - یونانیوں اور سرویوں اور بلغاریوں میں ادھر سخت خوں ریز جنگیں ہوئیں اور دونوں طرف کے صدہا آدمي مقتول ہوے - ان خبروں کے اخفا کي بڑي کوشش کي جا رہي ہے -

۱۸ - کو صوفیا سے تار آیا ہے کہ پارلیمینٹ میں مخالف جماعت نے حکومت کي پالیسي پر تنقید کرتے ہوے کہا :

" سروي اور یوناني مفتوحہ مقامات میں بلغاریوں کو گرفتار کر رہے ہیں - ان دونوں کے کشور ستانانہ حوصلہ مندیوں کي وجہ سے اتحاد بلقان خطرہ کي حالت میں ہے " -

شاہ یونان کا قتل سب سے زیادہ اہم خبر اس سلسلے میں شاہ یونان کا ناگہاني قتل ہے - اب تک تار نہایت مبہم حالت میں ہیں - آج ۸ - بجے صبح کي خبر تھي کہ کسي شخص نے سلانیک میں طمنچہ کي ضرب سے قتل کر دیا - ۲ - بجے اتنا اور اضافہ ہوا کہ وہ ایک راہ سے گذر رہے تھے کہ (الیکو اسکي نس) نامي ایک سو شیلسٹ نے سات نالي کے ایک طمنچہ سے حملہ کیا - حملہ دو گز کے فاصلے سے کیا گیا تھا اور قاتل نے اپنا اظہار دینے سے انکار کر دیا -

ہم اس امر کو مشتبہ سمجھتے ہیں کہ قاتل سو شیلسٹ تھا - کچھہ عجب نہیں کہ بلغاري یا سروي ہو -

صلـــح کي نئي شرطوں کا صوفیا کے نیم سرکاري اخبار (میر) نے ذکر کیا تھا - اب ۱۸ - کے تار میں سرکاري طور پر وہ ظاہر ہوگئے ہیں - صرف گیلي پولي کو مطالبات سے مستثنا کردیا ہے - باقي تمام مقامات کا مطالبہ ہے - نیز تاوان جنگ ' اور بلغاري رعایا کیلیے خاص مراعات و رعایات کا -

دول شرائط کے سخت اور قابل ترمیم ہونے کا اعتراف کرتے ہیں -

دول یورپ نے اپني گذشتہ متفقہ یاد داشت میں دھمکي دي تھي ' کہ اگر ترکي نے صلح منظور نہ کي ' تو خود قسطنطنیہ اور اور ایشیائي ترکي کي حفاظت خطرے میں پڑ جائیگي' اور نیز یہ کہ ائندہ دول سے امید مداخلت نہ رکھي جاے -

کامل پاشا نے عاجزي کا سر جھکا دیا تھا' اسلیے وہ ایسے ہي یاد داشتوں کا مستحق تھا ' لیکن جب شوکت پاشا نے تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھا تو اب تک نہ تو قسطنطنیہ کے خطرے میں پڑنے کا وقت آیا ہے ' نہ ایشیائي ترکي کے تباہ ہونے کا ' اور نہ اب دول یورپ ہي کو مداخلت سے انکار ہے ! !

افکار و حوادث

—○:*:○—

عرصہ ہوا' ہم نے (الہلال) میں چند افتتاحي مقالات لکھے تھے ' اور مسلم یونیورسٹي کے خواب گراں کي اُس تعبیر سہل کو (جو آنریبل ممبر تعلیم کے تعبیر نامے سے کمیٹي نے حاصل کي تھي) " نشۂ شام کي نصف شب " سے موسوم کیا تھا کہ :

بنتي نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

مگر یاد ہوگا کہ ہمارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمایا تھا - شاید اسلیے کہ ایسا کہنا اُن جامہاے ہوش افگن کي تحقیر تھي' جنکي پے در پے بخشش نے تشنہ کامان صحبت کي یہ حالت کردي تھي کہ :

حریفان را نہ سر ماند و نہ دستار !

لیکن وہ شراب ہي کیا' جسکا کیف و سرور نصف شب تک بھي ساتھہ نہ دے ' اور پہلي ہي پہر میں یہ حالت ہوجاے کہ جن ہاتھوں میں کچھہ دیر پہلے شعلۂ حیات سے لبریز جام تھے ' اب دیکھیے تو شدت اعضا شکني و وفور احتضار خمار سے برف کي سل بنکر رہگئے ہیں !

کہ زود اخر شود ایں نشۂ و من در خمار افتم

بہر حال ہم نے اس تشبیہ کي صحت پر زیادہ اصرار بھي نہیں کیا :

سخت شرماے وہ ' اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
چھیڑتا تھا تو کوئي شکوہ بیجا کرتا

لیکن ۲۸ - دسمبر کو یادش بخیر لکھنو میں رات کے " دو بجے " جو خلوت بادہ گساري منعقد ہوئي تھي ' ہم سمجھتے ہیں کہ اسکي صبح کاذب تو نمودار ہوگئي اور صبح صادق میں بھي دیر نہیں - تارے جھلملا رہے ہیں ' اور سفیدي پھیلتي جاتي ہے - اگر نشۂ شام کي نصف شب خمار میں بسر نہ ہوئي تو زمانہ لیدے میں ہمارا کوئي حرج نہیں ' اب دو بجے کي پچھلي پہر کي بادہ آشامیوں کو دیکھنا چاہیے کہ صبح تک سرور قائم رہتا ہے یا نہیں ؟

یہي سبب ہے کہ ہم نے گذشتہ اشاعتوں میں اس سرگذشت کي سرخي میں ترمیم کردي - ہمارے دوست " نشہ شام کي نصف شب " پر معترض تھے - خیر' اب " نشۂ نیم شبي کي صباح خمار " کو قبول فرمائیں :

کوئي تو بات ہنسي کي نکلے
خندۂ صبح قیامت ہي سہي !

ہم نے بہ تحقیق سنا ہے کہ اس صحبت کا خاتمہ کو دو بجے ہوا مگر آغاز بارہ بجے ہوا تھا - اسلیے " نیم شبي " کي ترکیب پر اعتراض نہ کیجیے -

لیکن جناب (نواب صاحب) قبلہ کي تحریر گرامي کي نسبت ہماري معروضات ابھي باقي ہیں - سب سے پہلے تو انکے اس احسان عظیم و جلیل کا اعتراف کرنا چاہیے' جو باوجود علالت و ضعف و نقاہت یہ مضمون لکھکر انھوں نے قوم پر کیا' اور اُس خاموشي کي پوري تلافي ہوگئي ' جس کے لیے جلسے میں وہ مجبور کیے گئے تھے - یہ مضمون في الحقیقت نواب صاحب کي صداقت شعاري اور حق پرستي کي اُن آیات عظیمہ کا ایک شاندار حصہ ہے' جو انکي حیات مبارک کو اس دور نفاق اور عصر فساد میں ممتاز و نمایاں کردیتي ہیں' اور جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف عناصر کا غلبہ' اور مجبور کن اسباب کي کشاکش نہو' تو انکا وہ تاریخي کیریکٹر ہر معاملہ

بعد احداً افضل ولا اورع ولا اعلم من علي بن موسي - فلذلك عقد له العهد من بعده -	علي بن موسي سے بڑھکر صاحب علم و تقوی نہ پایا - پس انہی کو اپنے بعد ولي عہد خلافت مقرر کیا -

عباسیوں کا لباس رسمي سیاہ تھا ' اور علویوں کا سبز - بیعت کے بعد اُس نے احکام جاري کیے کہ آج سے سیاہ لباس ترک کردیا جاے اور تمام فوج و اعیان ملک سبز لباس اختیار کریں -

اس واقعہ نے تمام عباسیوں اور بني هاشم میں برهمي و غیظ و غضب کي آگ بھڑکا دي - لوگوں نے علانیہ کہنا شروع کیا :

لا نخرج الخلافة منا الی اعدائنا !	یہ ممکن نہیں کہ خلافت همارے هاتھہ سے نکلکر همارے دشمنوں (سادات و علویئین) کے هاتھہ میں چلي جاے -

(مامون) خراسان میں تھا - دارالخلافت بغداد میں تمام لوگ اسکي طرف سے پھرگئے - یہاں تک شورش بڑھي کہ علانیہ اسکي بیعت توڑکر اسکے چچا (ابراهیم بن المهدي) کے هاتھہ پر بیعت کي - (مبارک) کے لقب سے وہ تخت پر متمکن هوا - (اغاني) نے لکھا ہے کہ چونکہ ابراهیم شعر و موسیقي میں درجۂ امتیاز رکھتا تھا ' اسلیے مشہور شاعر (ابو فراس بن حمدان) نے یہ شعر لکھا :

منکم علیة ام منهم ' و کان لکم
شیخ المغنین ابراهیم ام لهم ؟

مامون کا تشیع اور ایثار

مامون الرشید نے عباسیہ کے استحقاق خلافت کے ایسے عظیم الشان اور بنیادي مسئلہ میں کیوں تغیر کیا ؟ اور کیوں بني هاشم وعباسیہ کي دشمني مول لي ؟

میں ایک لمحہ کیلیے بھي اسکو تسلیم نہیں کرسکتا (جیسا کہ برادران شیعہ کا خیال ہے) کہ یہ محض ایک مکر و خدع اور حضرت امام کو شہید کرنے کي ترکیب تھي - اگر مامون کے تشیع اور محبت اهل بیت کي واقعیت سے انکار بھي کردیا جاے ' جب بھي یہ سوال باقي رهتا ہے کہ ایسا کرنے کي اسکو ضرورت هي کیا تھي ؟ اگر کسي سبب سے (حالانکہ وہ معلوم نہیں) حضرت امام کو وہ شہید هي کرنا چاهتا تھا ' تو کیا اسکي یہي تدبیر تھي کہ ایک ایسا عظیم الشان تغیر مسئلہ خلافت میں کرکے ' اور تمام دنیا کو اپنا دشمن بنا کے ' پھر اُسکے بعد انکو شہید کرا دے ؟

اصل یہ ہے کہ مامون کي محبت اهل بیت اور مذاق تشیع سے انکار کرنا ' تاریخ کي شہادات موثقہ کي بلا وجہ توهین ہے - اُسنے (برامکہ) کي گود وں میں پرورش پائي تھي جو شیعہ تھے - عجمیوں کي سوسائٹي میں رها ' اور اس وقت تک شیعیت کو سیاسي لحاظ سے مخصوص بعجم سمجھنا چاهیے - تخت نشین هونے کے بعد بھي اسکا ساتھہ (خاندان سہل) کے ساتھہ رها اور یہ شیعہ تھے - اُس نے اعلان کردیا تھا کہ " جو شخص معاویہ کو اچھا کہے گا ' دائرۂ اطاعت سے باهر ہے " (متعہ) کي حلت کا جیسا شدید اور جابرانہ حکم اُس نے دیا تھا ' وہ تاریخوں میں موجود ہے - حضرت امیر علیہ السلام کي افضلیت کي نسبت اسکے مباحثے طول طویل هیں -

خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے باغ (فدک) سادات کو دیدیا تھا ' مگر پھر اسکے بعد انکے قبضے میں نہیں رها - مورخین نے تصریح کي ہے کہ مامون الرشید نے دو بارہ سادات کو واپس کر دیا کہ انهي کا حق ہے -

تمام عباسیہ میں اسي کا عہد ہے کہ سادات و علویئین کي قدر و منزلت ' حتی کہ ملکي عہدوں پر فائز هونے کے واقعات نظر آتے هیں - اسکے زمانے میں سادات نے متعدد فوجي تحریکیں دعوئے خلافت کے ساتھہ شروع کیں ' مگر مامون نے همیشہ درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے کام لیا - حالانکہ ظاهر ہے کہ وہ (سفاح) اور (رشید) کا جانشین تھا ' اور اسي تخت پر بیٹھا تھا ' جس پر (متوکل) بیٹھنے والا تھا -

پس حضرت امام کو ولي عہد مقرر کرنے کا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بیت اور ولولۂ شغف خاندان علي کے سوا اور کچھہ نہیں هوسکتا -

ایک اور سیاسي سبب

البتہ صرف ایک سبب اور ہے ' جو اسکے ذیل میں بیان کیا جا سکتا ہے ' اور میں اسکو سیاسي نظر سے وقیع سمجھتا هوں - یعنے (عجمي) اقتدار کي افزایش ' اور عربي قوت کو ضعیف کرنے کي تحریک ' جو في الحقیقة .. اغاز عہد عباسیہ سے شروع هوگئي تھي - برامکہ ' آل نوبخت ' اور خاندان سہل وغیرہ یکے بعد دیگرے اسکے ارکان و دعات میں سے رہے ' اور خود مامون کا وجود عجمي اثر کي فتح یابي کا ایک واقعہ تھا - هارون الرشید کے زمانے میں جب (امین) اور (مامون) کي ولي عہدي کي رقیبانہ کشمکش هو رهي تھي ' تو وہ در اصل عجم و عرب کي منافست و مسابقت کي معرکہ آرائي تھي - مامون کي کامیابي نے عجمي اقتدار کو قائم کردیا ' اور سادات و علویئین کي طرفداري ' اس وقت تک عجم کا سیاسي مذهب تھا -

طبري ' ابن اثیر ' ابن عبد رب ' اور مقریزي وغیرہ نے تصریح کي ہے کہ حضرت امام رضا کي ولي عہدي کا معاملہ در اصل (فضل بن سہل) کے هاتھوں انجام پایا -

پس اس ولي عہدي کا ایک دوسرا سبب قوي یہ بھي تھا کہ اسکے ذریعہ بني هاشم و عموم عرب کا زور توڑا جاے ' اور عجمي اقتدار همیشہ کیلیے تخت خلافت پر قابض و محیط هو جاے -

بہر حال سبب کوئي هو ' مگر یہ ولي عہدي ایک سچي خواهش اور ارادے کا نتیجہ تھي - مکر و خدع اور حیلہ طراشي نہ تھي ' گو اور صدها موقعوں پر ایسا بھي هوا هو -

ولي عہدي کے بعد

البتہ اصلي سوال یہ ہے کہ جب (امام رضي) کي ولي عہدي کا اعلان هوگیا ' اور اسکي وجہ سے تمام بغداد میں برهمي پھیل گئي ' حتی کہ مامون کي خلافت بھي قائم نہ رهي ' اور اسکي بیعت توڑکر لوگوں نے ابراهیم مبارک کو تخت پر بٹھا دیا ' تو یہ مخدوش اور تخت خلافت کو الٹ دینے والا رنگ دیکھکر مامون مجبور تو نہیں هوگیا کہ اپني حکومت اور ذات کے تحفظ کیلیے اُس سبب کا انسداد کردے ' جس کي وجہ سے یہ تمام نتائج پیدا هوے هیں ؟

شخصي حکمران کیلیے اعتقاد کوئي چیز نہیں

شخصي حکومتوں کي حالت اس بارے میں بالکل نا قابل اعتماد ہے - منٹوں اور لمحوں کے اندر تغیرات هو جاتے هیں ' اور کسي حالت کو دوام و قرار نہیں هوتا - شخصي حکمرانوں کے سر پر تاج هوتا ہے ' مگر پہلو میں دل نہیں هوتا - انکے تمام جذبات " تاج " کي حفاظت کے ما تحت هوتے هیں اور اس بارے میں وہ گویا انسان کي عام فطري جبلت کے علاوہ ایک نئي جنس خاص بنجاتے هیں - محبت و عداوت ' احسان و ممنونیت ' رشتہ داري و تعلقات نسل ' اور اس قسم کے وہ تمام جذبات ' جنکو اخلاق ' فطرة انساني میں داخل بتلاتا ہے ' انکے لیے بالکل بے اثر هیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ اس بارے میں وہ ملامت کے مستحق نہیں بلکہ رحم کے حقدار هیں - انسان پر سب سے زیادہ غالب جذبہ ' حفظ نفس اور جلب نفع کا ہے - اسکے تمام اعمال ارادي کا محور یہي جذبہ ہے - شخصي

الهلال

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

اسئلة واجوبتها

خلیفہ مامون الرشید عباسي

اور

الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

از مولانا محمد حسین صاحب (...)

الهلال نمبر ۸ - جلد ۲ - مورخہ ۱۹ - کے صفحہ (۱۳۸) کے دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہہ تاریخي غلطي دیکھکر مجھ سخت حیرت هوئي که جناب سید علي غضنفر صاحب نے مامون الرشید عباسي کو حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه الصلوۃ والسلام کا قاتل قرار دیا ہے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام گنانا مجھے اپني قابلیت ظاهر کرنے کے ضرورت نہیں) مامون الرشید کو محب اهل بیت ظاهر کیا ہے اور حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه السلام کو اپنے بعد خلیفه قرار دینے کا ذکر کیا ہے - ایسے جلیل القدر خلیفه اور محب اهل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلا کر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا ' اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے روح مطہر کو تکلیف دینا ہے - اگر جناب کو فرصت هو اور الهلال کے بیش قیمت کالموں میں کچھہ گنجائش نکل سکے ' تو براہ کرم اس تاریخي مسئله پر کچھہ تھوڑا سا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخي غلطي کے عنوان اعلان کے تحت میں اس بے محل واقعه کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کي خوش مذاقي ظاهر کرتا ہے ' اسکا ذکر خارج از بیان ہے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاہ اور ابن عم رسول الله صلعم کو برا کہکر همارے جذبات سے اپیل کرنا که " ایک مجلس عزاے حضرت امام علي ابن موسی رضي علیه السلام مقرر کریں اور روسیوں کے ساتھہ مامون الرشید بے گناہ کو بھي برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور اسطرح ارواح طیبه حضرات معصومین کو شاد کریں " کس قدر غلط و ناموزوں و فتنه انگیز طریقه ہے ؟

الهلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق هوں که مولوي سید علي غضنفر صاحب نے اظہار مقصد کیلیے اچھا پیرایه اختیار نہیں کیا ' حالانکه انکے اختیار میں تھا - وہ بغیر ایک مختلف فیه تاریخي الزام کو چھیڑ نے کے ' اپنا مقصد اچھي طرح انجام دے سکتے تھے - میں مصلحت عمومي کا قائل هوں ' مگر اسکا قائل نہیں که اسي خوف سے تاریخي تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازہ بند کردیا جاے - تاهم غالباً سید علي غضنفر صاحب ایک مفید وقت اور نافع عموم اهل اسلام تحریک کي دعوت دے رہے تھے - مناظرہ نہیں کررہے تھے - وہ وقت گذشته الزاموں کي یاد تازہ کرنے کا نه تھا -

تاهم معاف کیجیے - اپ کو بھي اسپر برهم هونے کي چنداں ضرورت نه تھي - دیکھیے ' مسٹر امین الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے گذشته اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کي نسبت کس طرح مشورہ دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے غض بصر کرکے اس غلطي کي پیروي نه کي ' جو سید صاحب سے هوي تھي -

بہر حال اب آپنے پوچھا ہے تو کیا کروں اگر جواب نه دوں ؟ ورنه سر دست ان بحثوں کي ضرورت نہیں دیکھتا -

واقعه شہادت حضرت امام رضا (ع)

حضرت امام (علي بن موسی الرضی) علیه و علی ابائه و اجدادہ الصلوۃ و السلام کي وفات کا واقعه آج هي نہیں ' بلکه غالباً واقعه کے وقت هي سے مشتبه رها ہے - عام تاریخوں کا ابتدائي بیان تو یه ہے :

و کان سبب موته انه اکل عنباً ' فاکثر منه ' فمات فجاۃ - (مختصر الدول صفحه ۲۳۳)	انکي موت کا سبب یه هوا که انگور بہت کثرت سے کھا لیے تھے ' جنہوں نے نقصان پہنچایا اور یکایک انتقال فرما گئے -

لیکن یه سبب اسقدر مہمل اور بے معني ہے که کوئي شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں که آپکو انگور میں زهر ملاکر دیا گیا - جس طرح آجکل کي سرکاري خبریں هوا کرتي هیں ' اسي طرح سرکاري اعلان میں انتقال کي وجه یه بیان کي گئي هوگي که کثرت سے انگور کھا گئے تھے !

اس امر کي اسي زمانے میں کافي شہرت هوگئي تھي که انتقال زهر کي وجه سے هوا - چنانچه (کاتب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیرہ تک سب زهر خوراني کو تسلیم کرتے هیں ' اور اسکي نسبت خاص خاص تفصیلات بھي بیان کرتے هیں -

الزام قتل کا اصلي ملزم

لیکن زهر اس نے دیا ؟

انصاف یه ہے که اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن مشتبه ضرور ہے ' اگرچه همارے پاس دلیل قطعي کوئي نہیں دونوں پہلو قوي هیں ' اور سوء ظن سے اجتناب شاید قرین احتیاط سمجھا جاے -

یه یاد رکھنا چاهیے که تاریخ کي راہ مذهبي عقیدت اور حسن ظن کي متحمل نہیں هوسکتي - یہاں بحث " ابن عم رسول الله " (صلعم) کي حیثیت سے نہیں بلکه ایک مسلمان حکمران مامون الرشید نامي شخص کي نسبت ہے -

انتقال خلافت اور عباسیوں کي برهمي

اجمال کي تفصیل یه ہے که سنه ۲۰۰ - هجري میں مامون الرشید نے ارادہ کیا که اپنے بعد کسي شخص کو ولي عہد مقرر کردے - اس غرض سے اس نے تمام بني عباس و علویین کو جمع کیا اور کچھہ عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک مجلس منعقد کرکے حضرت امام (علي بن موسی الرضی) کي ولي عہدي کا اعلان کردیا :

انه نظر في بني العباس و بني علي ' فلم	اس نے تمام خاندان عباس و علي پر نظر ڈالي ' لیکن کسي شخص کو اهل

ن اني امرتكم
الك · فدعوى
س لها بينة " ثم
رب اعناقهم وحمل
سهم الى الحسن
ن سهل و كتب
زيه وولیه مكانه -

ثابت هے كه خود قتل كا اقرار كرتے هو - رها ميرا حكم دينا ' تو يه محض تمهارا دعوا هے ' جس كے ليے كوئي دليل نهيں ! " بهر حال انكو قتل كرديا اور انكے سروں كو حسن بن سهل كے پاس بهجوا يا اور فضل كے مرنے پر تعزيت كي اور اسكي جگهه اسكو مقرر كيا -

در حقيقت (مامون الرشيد) كي اصلي حكومت اسي دن سے شروع هوئي هے ' جس دن امام علي رضا نے اسكو ملک كي حالت سے باخبر كيا ' اور يه انكا حكومت مامونى پر ايک احسان عظيم هے - چونكه اگر (ذوي الرياستين) تهوڑے دن اور زنده رهتا ' تو مامونى خلافت كا بالكل خاتمه تها -

بهر حال (مامون) نے ملكي شورش كا پهلا علاج تو يه كيا - اب اسكے بعد اس شورش كي علت اصلي ' يعني خلافت كا خاندان عباسي سے سادات ميں منتقل هونا ' اور امام علي رضا كي ولي عهدي كا مسئله درپيش تها -

حادثهٔ شهادت امام رضا

مامون كو معلوم هوگيا تها كه ميں سادات كي دوستي كے ساتهه كسي طرح تخت خلافت پر قائم نهيں رهسكتا - عباسيوں نے ابراهيم كے هاتهه پر بيعت كرلي هے اور اگر اسكو شكست دے بهي ديگئي ' جب بهي يه فتنه ايسا نهيں هے جو پهر نه ابهرے -

(ذوي الرياستين) كي قوت پر اسكو بڑا بهروسه تها ' ليكن مجبوراً خود هي اپنے هاتهه سے كهونا پڑا - پس اسكے سوا اب چاره نه تها كه عباسيوں كي خواهش كے آگے سر جهكا ديا جاے اور جس علت نے شورش پيدا كي هے ' اسكو دور كركے تلافي مافات كي جاے -

سفر كرتے هوے سنه ۲۰۳ - ميں (مامون) طوس پهنچا ' اور چند دنوں كيليے ٹهر گيا كه (هارون الرشيد) كي قبر يهيں تهي - حضرت امام علي رضا بهي اسكے ساتهه تهے - دفعةً بيمار هوے اور دفعةً انتقال كرگئے - موت كي علت مسموم انگوروں كا كهانا تها ايک مسلم واقعه هے -

مامون نے انكي وفات پر نهايت سخت ماتم كيا ' يهاں تک كه تين دن تک قبر كي مجاوري كي -

جنازے كے ساتهه ننگے سر چلكر مشائعت كي اور حكم ديا كه (هارون الرشيد) كي قبر كهود كر اسي ميں انكو دفن كيا جاے تا كه انكي بركت سے رشيد كي مغفرت هو -

خاندان اهل بيت كے مشهور مداح (دعبل) نے اسي واقعه كي نسبت هجو لكهي تهي :

ما ينفع الرجس من قرب الذكي ' ولا
على الذكي بقرب الرجس من ضرر

واقعات كا يهي حصه هے ' جهاں پهنچكر مامون كا دامن مشتبه هوجاتا هے ' اور قرين قياس و عقل معلوم هوتا هے كه اس نے جو سياست (ذوي الرياستين) كے ساتهه برتي تهي ' وهي امام علي رضا كے ساتهه برتنے پر مجبور هوگيا هو -

يه تو يقيني هے كه عباسي شورش كے بعد (مامون) كے اس طرز عمل ميں پورا تغير هوگيا تها جو اس سے پہلے سادات و علويئين كے ساتهه تها - شعار علويئين (لباس سبز) كے اختيار كرنے ميں اسكا اهتمام بليغ اوپر گذرچكا هے - جب سنه ۲۰۴ - ميں خراسان سے بغداد پهنچا ' تو خود اسكا اور اسكے ساتهيوں كا لباس سبز تها - جو لوگ دربار ميں آتے تهے ' وه بهي سبز لباس هي پهنے هوتے تهے -

آٹهه دن تک يه حالت قائم رهي ' ليكن جب اس نے ديكها كه عباسي اس بارے ميں اعتراض كررهے هيں ' تو معاً حكم ديديا كه لباس بالكل بدل ديا جاے اور وهي پرانا عباسي شعار ' يعني سياه رنگ كے كپڑے سب پهن ليں !

واقعه كا دوسرا پهلو

— * —

يهاں تک هم نے جو كچهه لكها ' وه (مامون) كي شركت قتل كے قرائن اور قياسات تهے ' جنكو ساده و قدرتي ترتيب كے ساتهه هم نے پيش كرديا -

ليكن اسكے ساتهه هي ايک دوسرا پهلو بهي تاريخي وقعت ' اور قرائن عقلي كي تقويت ' دونو چيزيں ركهتا هے ' اور انصاف كے خلاف هے كه اسكي طرف سے آنكهيں بند كرلي جائيں -

(مامون) مصلحت وقت كي وجه سے مجبور هوگيا تها - امام علي رضا كا دشمن نه تها - ليكن تمام عباسي تو ولي عهدي كے بعد سے قطعي انكے جاني دشمن هوگئے تهے - پهر كيا عجب هے كه انكے اور مامون كے مخالفين نے خود كوئي سازش كي هو ' اور انگور ميں زهر ملا كر ديديا هو ؟

جو مورخين (مامون) كي شركت قتل كے مخالف هيں ' وه اسي پر زور ديتے هيں كه مخالفين مامون و حضرت رضا نے ايک سازش كركے يه معامله انجام ديا -

مخالفين امام قتل

انكے دلائل كي وقعت سے بهي انكار نهيں كيا جاسكتا - سب سے زياده قديم راے اس بارے ميں مورخ يعقوبي مشهور به (ابن واضح كاتب عباسي) كي هے - وه تيسري صدي كا مشهور مورخ هے ' اور عهد مامونى كے تمام واقعات خود اس عهد كے لوگوں سے روايت كركے بيان كرتا هے - اسكا بيان هے كه يه سازش (علي بن هشام) نے كي تهي - مامون كو اس سے كوئي تعلق نهيں تها -

(ابن اثير) بهي اس واقعه سے انكار كرتا هے ' اور بعد كو جتني تاريخيں لكهي گئيں ' سب ميں شركت مامون كے خيال كو (قيل) كے ساتهه لكها هے ' اور اسكي صحت پر زياده زور نهيں ديا هے -

(يعقوبي) كي شهادت كو اس ليے قوي سمجها جاتا هے كه وه بظاهر شيعيت كي طرف مائل نظر آتا هے - ڈاكٹر ادورد مانديک (جو ايک بے طرف اور مسيحي مصنف هے) اكتفاء القنوع ميں لكهتا هے : " كان يميل فى غرضه الي الشيعه ' دون السنيه " - قرب عهد اور تقدم زمانه اسپر مستزاد هے -

البته متاخرين ميں (فخر الدين ابن الطقطقي) نے زياده پهيلاكر اور ايک حد تک قوي لب و لهجه ميں اس الزام كو لكها هے - ليكن اسكي نسبت مخالفين الزام كهه سكتے هيں كه وه عباسيه كا سخت مخالف تها - حتى كه قتل معتصم اور فتنهٔ تاتار و بربادي بغداد كے واقعه پر بهي چنداں متاسف نهيں -

حاصل تحقيق و تنقيد

پس ايسي حالت ميں سچ يه هے كه كسي خاص پهلو كو ترجيح دينا مشكل هے - واقعه كي نوعيت اور اسكے گرد و پيش كے حالات اس طرح كے هيں كه (مامون الرشيد) كا پوزيشن مشتبه ضرور هے - اور ساتهه هي يه بهي ممكن هے كه عام مخالفين امام نے يا بقول (ابن واضح) علي بن هشام نے ايسا كيا هو -

بهر حال كوئي قطعي راے بحالت موجوده نهيں دي جا سكتي - همارے نزديک دونوں پهلو ممكن الوقوع هيں -

فرماں روائي کا تاج گو لعل و جواهر کا هوتا هے ' مگر اسکے اندر هلاکتوں اور خطروں کے کانٹے بهرے هوتے هیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتهه کیا کیا اور اُس نے کیا کیا تها ؟ اُس نے چهه سو برس تک رهنے والي حکومت دلائي اور منصور چند لمحوں کي زندگي دینے پر بهي راضي نه هوا ! (هادي) کي موت کا واقعه بهلایا نهیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعه هے - (برامکه) کے ساتهه (رشید) کاجو کچهه تعلق تها ' وه محتاج تشریح نهیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تخت خلافت کے ملنے میں (یحیی برمکی) کي مساعی کیسي عظیم و یاد گار تهیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو کچهه (رشید) سے کرایا ' وه تاریخ عباسیه کا ایک مشهور افسانهٔ غم هے - (امین) مامون کا بهائي تها - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائي گئي تو اس نے تکیے کو ڈهال بناکر کہا : " انا ابن عم رسول الله ! انا ابن هارون ! انا اخو المامون ! الله الله في دمي ! الله الله في دمي ! ! " میں رسول الله کے چچا کا فرزند هوں ! هارون کا بیٹا هوں ! مامون کا بهائي هوں - ظالمو ! میرے ساتهه یه کیا کر رهے هو ؟ لیکن کچهه نه چلي اور بالاخر قتل کر دیا گیا - (ذوی الریاستین) نے (مامون) کے ساتهه وهي کیا تها ' جو (ابو مسلم) نے منصور کے ساتهه ' (بیرم) نے (اکبر) کے ساتهه ' اور (میر جمله) نے (عالمگیر) کے ساتهه ' مگر بالاخر جب اسکا اقتدار بڑها اور (ابو مسلم) کی سي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت کے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعي سے ملي تهی) مجبور هوا که چند آدمیوں کو بهیجکر حمام میں قتل کرا دے !

(طاهر) ذوالیمنین کے ساتهه بهي اسکو ایسا هي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑهیے - آخر وه بهي تو انسان تهے ' جنهوں نے اپني اولاد کو قتل کرایا ' اور بهائیوں کے قتل کے واقعات کو تو کون شمار کر سکتا هے ؟

(شاهجهاں) اور (اورنگ زیب) اسي کمبخت شخصي حکومت کیلیے جن کاموں پر مجبور هوے ' انکے لیے دور جانے کی ضرورت نهیں -

هم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے هیں ' تو همارا هاتهه اپنے دل پر هوتا هے ' جو کسي کے تلوے میں کانٹا چبهے تو تڑپ جاتا هے - اُس دل کو بهول جاتے هیں جسکو چتر شاهي اور تاج حکومت کے سایے میں پتهر اور لوهے کا بنکر رهنا پڑتا هے -

اس بارے میں خود (مامون) کا کیریکٹر همارے سامنے هے - هم نے اُن واقعات کي طرف سرسري اشاره کیا که تفصیل کي گنجایش نهیں - آپ براه لوم تاریخوں پر نظر ڈال لیں -

مامون کے طرز عمل میں انقلاب

دیکهیے - (مامون) کي محبت اهل بیت اور میلان تشیع اس قدر بین ' اور اسکي صداقت کیسي نا قابل انکار هے ؟ سنه ۲۰۱ - هجري میں اُس نے خود هي سیاه لباس کي ممانعت کرکے اور سبز لباس لازمي قرار دیکر تمام خاندان کو دشمن بنا لیا تها ' لیکن بالاخر جب مجبور هوا ' تو چهه برس کے بعد بالکل اسکے متضاد اور بر عکس حکم جاري کیا که " تمام سادات اپنا ممتاز لباس سبز ترک کرکے ' اسکي جگه آل عباس کا سیاه لباس اختیار کریں ' اور آئنده سے دربار میں انکو آنے کی اجازت نهیں "

غور فرمائیں که (مامون) کے طرز عمل میں یه کیسا عظیم الشان انقلاب تها ؟

مـــامـون کي مشکـــلات

حقیقت یه هے که (مامون) کے الفت و محبت اهل بیت کے بارے میں تو کوئي شک نهیں ' لیکن خاندان عباسیه کي مخالفت اور برهمي نے اسکو مجبور کردیا ' ورنه وه خود اپني راے پر قائم اور مستقیم تها -

ولي عهدي کے واقعه نے تمام بغداد میں بغاوت پهیلا دي تهي ' اور (ابراهیم) کے هاتهه پر بیعت بهي کی جاچکي تهي ' لیکن (ذوي الریاستین) کي دربار خلافت پر حکومت تهي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکها - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نهیں پهنچا سکتا تها - هرثمه نے جرأت کي ' مگر (ذوي الریاستین) کے دسائس کا شکار هوا - یهاں تک که (حسن بن سهل) مقابلے کیلیے روانه هوگیا ' اور پهر بهي (مامون) کو یهي خبر دي گئي که " ابراهیم بغداد میں نائب الریاست کي حیثیت سے کام کر رها هے ' کوئي خدشے کي بات نهیں "

امام رضا کا مامون پر احسان عظیم

یه حالت دیکهکر امام (علي رضا) سے صبر نهوسکا - وه ایک دن گئے اور مامون سے کہا :

یا امیر المومنین ! ان الناس ببغداد ' قد انکروا علیک مبایعتي بولایت العهد و تغییر لباس السواد ' و قد خلعوک و بایعوا عمک ابراهیم بن المهدي (الفخري صفحه ۲۰۰ -)	یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف هوگئے هیں - اس سبب سے که آپنے مجهکو ولي عهد مقرر کیا ' اور سیاه لباس کي جگهه سبز لباس پهننے کا حکم دیا - انهوں نے آپکي بیعت توڑ دي هے ' اور آپکي جگهه آپکے چچا ابراهیم بن مهدي کے هاتهه پر بیعت کرچکے هیں -

اب (مامون) کي آنکهیں کهلیں - وه اب تک (ذوي الریاستین) کے هاتهه میں اسي طرح ایک عضو معطل تها ' جیسا که عرصے تک (اکبر) بیرم کے هاتهه میں رها تها - اسکو اپني بے خبري اور معطلی کے حس کے ساتهه اُس طوفان هلاکت کا بهی علم هوا ' جو اهل بیت کی محبت اور امام رضا کي ولي عهدي کي بدولت اسکي طرف بڑهرها تها -

تاریخ مشاهدے کا نام نهیں هے ' بلکه روایت کا ' اور پهر قرائن و تجسس ' ظنون غالبه ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاهیے که قدرتي طور پر (مامون) اس وقت کن خیالات سے دوچار هو هوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس نے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا هو گا ؟

حادثهٔ قتل ذوي الریاستین

اُس نے وهي کیا جو هر شخصي حکمران ایسے موقعه پر کرتا هے - ایک جماعت باهر کے لوگوں کي (ذوي الریاستین) کے پیچهے لگا دي :

فدس جماعة علي الفضل ' فقتلوه في الحمام ثم اخذ هم وقدمهم لیضرب اعنا قهم فقالوا له : " انت امرتنا بذلك ' ثم تقتلنا ؟ " فقال لهم : " انا اقتلکم باقرارکم ' واما ما ادعیتموه علی	پس مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے خفیه لگا دي ' جنهوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پهر مامون نے قاتلوں کو پکڑوا بلوایا ' اور قتل کا حکم دیا - اسپر انهوں نے کہا که " خود آپ هي نے تو هم کو حکم دیا تها که اسے قتل کردیں - جب اسکي تعمیل کي تو اب هم کو الٹا قتل کیا جاتا هے ؟ " لیکن مامون نے اس قانوني پیچ سے انکو چپ کرادیا که " تمهارا جرم تو

مقالات

دقایق و حقایق

دیدۂ اعتبار

—*—

گوش سخن شنو کجا ، دیدۂ اعتبار کو ؟ ؟

—:*:—

(از جناب مراسله نگار ادیب - از لکھنو)

(۱)

ایک دن جبکہ میں (نظیر آباد) کے چوک سے گذر رہا تھا ، میں نے مستر رائے کتب فروش کی دکان کے نیچے بیس تیس آدمیوں کا مجمع دیکھا - ایک بنگالی دکان اور اسکے پاس اسطرح راهگیروں کا جمع هوجانا ، میرے لیے ایک سخت کشش رکھتا تھا - جب میں قریب پہونچا ، تو ان انسانی ستونوں کے درمیان سے پہلی شے جو مجھکو نظر آئی ، وہ پانی میں بھیگے ہوئے اور خاک آلودہ سیاہ برت تھے - جب میں اس مجمع کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیکر بادہ خواری ، مجسمۂ سرمستی ، و وجود سرشاری ، سر سے پاوں تک کیچڑ میں نہایا ہوا ، جیب مدهوشی میں سرافگندۂ ذلت و رسوائی ، بیٹھا هے ! !

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مجمع میں کتنے چشمہائے عبرت نگر اور کتنے دیدہ هائے اعتبار تھے ؟ گوشت اور هڈی کے پردہ کے اندر کا حال کون جان سکتا هے ؟ هاں البتہ اسقدر بتا سکتا ہوں ، کہ بعض چہرے متاسف ، بعض متبسم ، بعض هاتھہ کف افسوس ملنے والے ، اور بعض تالیاں بجانے والے تھے ! !

اس قسم کے واقعات انسانی زندگی میں بہ کثرت پیش آتے هیں ، لیکن ایک غلط انداز نظر کے بعد وقف فراموشی هو جاتے هیں -

آہ انسان کی غفلت پیشگی ، جو عصیان حیات کی اصلی شراب هے ! !

* * *

انگلستان کے شاہ چارلس اول کا قتل ، فرانس کے شاہ لوئی اور ملکہ کا ظالم و تعدی کے هاتھوں مارا جانا ، سنہ ۱۷۸۹ - کے انقلاب کا ایک ایک واقعہ ، نپولین کے عہد عزت و اقبال کے بعد زمانۂ ذلت و ادبار ، اور دور کیوں جائیے ، آپکے لیے موجودہ هندوستان کے خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر ایک عبرت رکھتا هے ، جسکی چشم عبرت اندوز ، باز ، اور دیدۂ عبرت پذیر ، بینا هو ، ان سے سبق حاصل کر سکتا هے -

قدیم لیڈروں کی ذفیت اور کس مپرسی ، اور جدید مدعیان اصلاح کی آب و تاب اور ظفر مندی ، پھر ان نوخیز مصلحین کی زود پژمردگی کے آثار کا گذشتہ یونیورسٹی فونڈیشن کانفرنس کی اشک آلود آواز سے یہ مصرع پڑھنا :

حسرت ان غنچوں پہ هے جو بن کھلے مرجھا گئے !

ان تمام عبرت آمیز باتوں کے ساتھہ ، بلقانی مسلمانوں کے مصائب و آلام کے افسانے ، غرضکہ هندوستان ، آجکل ایک عبرت زار هو رہا هے - در و دیوار سے صداے عبرت آ رهی هے ، فضاے عبرت چاروں طرف محیط هے ، اور هوا تک میں عبرت بسی ہوئی هے :

هر گل نو ز گلرخے یاد همی کند ولی
گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو ؟

* * *

لیکن با وجود اسکے بہت سے آنکھیں هیں جو " علی ابصارهم غشاوہ " کا مصداق هیں - ان پر غفلت کے غلیظ پردے پڑے ہوے هیں ، اور وہ دیکھنے نہیں دیتے کہ گرد و پیش کیا هو رہا هے ؟ خواب غفلت کا زهر رگ رگ میں سرایت کر گیا هے اور آلام و مصائب کے ظالم هاتھہ اور ذلت و خواری کی بیدرد ٹھوکریں بھی بیدار نہیں کر سکتیں - لیکن جب ایک جسم خوابیدہ ایکطرف تو زور زور سے جھنجوڑا جا رہا هو اور دوسری طرف بے تکان ٹھکرایا جا رہا هو ، اور اسپر بھی آنکھیں نہ کھولے ، تو جان لیجیے کہ وہ جسم خفتہ نہیں بلکہ لاش مردہ هے اور اس غفلت کی موت کے لیے مناسب جگہہ ، دنیا کا بستر نہیں بلکہ ذلت کی وہ گور هے ، جو ماضی کے هاتھہ اسکے لیے کھود رهے هیں ، اور مستقبل گمنامی کا پردہ اپنے هاتھہ میں لیے منتظر هے -

* * *

یہ چند اضطراری خیالات هیں جو زبان قلم سے بے ساختہ نکل رهے هیں ، اور جنکا حیز تحریر میں آنا ناگزیر - اسلیے کہ اگر دل و دماغ سے اٹھے ہوے اس طوفان تفکر کو کاغذ پر پھیلنے کی اجازت نہ دیجاے ، تو ایک حق پژوہ قلب کے ڈوب جانیکا سخت اندیشہ هے -

(۲)

مضمون کی ابتدا ایک مشاهدہ سے کیگئی - شرابی کا افسانہ بیان کرنے سے مقصود ایک محسوس مثال دیکر " عبرت " کی ماهیت ذهن نشین کرنا تھا - " عبرت " منجملہ ان هزاروں الفاظ کے هے جو اگرچہ دن میں سو سو مرتبہ زبان پر جاری هوتے هیں ، لیکن دماغ پر ایک مدهم نقش اور نہایت دهندلا عکس پڑکر رهجانے کے سوا ، اور کچھہ نہیں هوتا - تمام کلیات کا یہی حال هے - سبب یہ هے کہ کلیات (۱) کا وجود خارج میں نہیں هوتا - " انسان " ایک ایسا وجود هے کہ جسکو فلسفی کی نظر کے سوا چشم عالم تک نے از ادم تا ایندم نہیں دیکھا - انسان ، پیش نظر هوتا هے تو همیشہ زید و بکر اور اسی طرح کے دیگر اشخاص و جزئیات کی شکل میں -

" کلیات " جغرافیہ کے نقشوں کیطرح هیں کہ گو ان کے ذریعہ سے معلومات عامہ میں اضافۂ خطیر هوتا هے ، لیکن کوئی متخیل شکل ذهن کے سامنے قائم نہیں هوتی ، اور اسلیے ان اشیاء کے متعلق ایک طرح کی پراگندہ فہمی نفس پر طاری هوکر رهجاتی هے - اسکے بر خلاف جزئیات کی حالت هے کہ وہ مثل تصویر کے هیں ، جسکا اثر براہ راست همارے حواس پر پڑتا هے اور اسطرح تخئیل کی مدد سے حافظہ ایک ایک خط و خال کو محفوظ رکھہ سکتا هے -

جو دماغ فلسفہ اور الہیات کے حقائق و مسائل کے پیچیدہ اور دشوار گذار راهوں سے آشنا هیں ، وہ جانتے هیں کہ محسوس امثال کی دستگیری و رهنمائی کیا معنی رکھتی هے ؟ یہی وجہ تھی کہ مضمون کی بنیاد ایک محسوس واقعہ پر ڈالی گئی اور ایک تجربے کو پیشطاق بنایا گیا ، تاکہ خیرہ فہمی نہونے پاے ، اور جب عبرت

(۱) انسان ، درخت کتاب ، کلیات کی مثالیں هیں اور ، زید ، عمر ، کوئی خاص درخت ، جزئیات کی - ایک کلی همیشہ چند جزئیات کو محیط و محاصر هوتا هے - (منہ)

بحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ باہم دگر الزام دہی میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (مامون) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد ہوا تو اللہ کی عدالت کھلنے والی ہے اور وہاں آپکی یا میری وکالت کی ضرورت نہیں - اگر نہیں ہوا تو بخشدو اور بھول جاؤ - ملاعنۂ روسیہ کے مظالم کی تپش اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھہ ہو رہا ہے ' جب اس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں ہوتی ' تو کل جو کچھہ گذر چکا ہے ' اسکے دہرانے سے کیا فائدہ ؟

جس وجود مقدس کی ولی عہدی کی تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکی قبر مبارک کا گنبد شکستہ ہو چکا ہے اور تمام اسلامی دنیا خاموش ہے :

مطہرون نقیات جیوبہم
تجری الصلوۃ علیہم اینما ذکروا
من لم یکن علویا حین تنسبہ
فما لہ فی قدیم الدہر مفتخر
اللہ لما بری خلقا فاتقنہ
صفاکم واصطفاکم ایہا البشر
فانتم الملاء الاعلی ' وعندکم
علم الکتاب وما جاءت بہ السور

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ
کی رسید

—:*:—

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آئے ہیں :

" ہم نے چندہ ہلال احمر کا روپیہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انہوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کردینگے - اب وہ ایک چھپی ہوئی رسید دکھلاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے ' مگر ہم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئی ایسی شناخت بتلائی جائے ' جس کے ذریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الہلال)

شناخت کیا بتلائی جائے - انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی ایک رسید کا بجنسہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھہ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور خدشے کے مواقع سے بچیے :



انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی رسید

اصلی رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگنی ہے - وہ نہایت قیمتی طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح بینک کی چک بکوں ' یا کرنسی نوٹ پر مختلف رنگوں کی نقاشی ہوتی ہے ' اسی طرح کی چھپی ہوئی ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ ہلالوں کی جدول ہے - اندر کی سطح ہلکے آسمانی رنگ کی ' اور وسط میں سرخ دائرۂ ہلال کے اندر ہلال احمر کے دو والنٹیروں کی تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حرفوں میں " عثمانی ہلال احمر جمعیتی " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط ہوتے ہیں -

جو رسیدیں آپکو دکھلائی گئی ہیں ' انکو بغور دیکھہ لیجیے - اگر ایسی نہیں ہیں تو فوراً دفتر الہلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کی فہرست مرتب ہو رہی ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاری -

مظالم بلقان

— * —

مظالم کا بوٹ

ہمعصر انگلشمین کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے :

" جیسا کہ میں بارہا اپنے خطوط میں لکھہ چکا ہوں " ارمینیا کے مفروضہ مظالم کی وجہ سے مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کررہا تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ تو خود بلغاریا کی ایجاد تھی ' اور کچھہ نہایت روشن اور بے سرو مبالغہ و اغراق - لیکن یہی مظالم کا بوٹ جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹی کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھی نہیں تھا !

سر ایڈورڈ گرے نے دیدہ و دانستہ ان قتلہاے عام کی بابت ہمارے قونصل کی رپورٹ کو دبا دیا ہے - لارڈ مارلے انکے اس فعل کی تصدیق میں کہتے ہیں : " اس قسم کے مدفون واقعات کو اکھاڑنا (گو وہ صحیح ہی کیوں نہ ہوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو نا قابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیڈسٹون نے قونصل کی رپورٹ کو دبا دینا تو درکنار (اور اگر دباتے بھی تو کیا دباتے' انکے پاس کوئی رپورٹ ہی نہ تھی) صوفیا اور ترنوا کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہی فرضی قصے تھے جنھوں نے کنسرویٹو پارٹی کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کی حامی "

راقم خط اس زمانے میں ڈینیوب میں تھا - اسکے بعد ترکی اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بذات خود ترکوں کے خلاف مفروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیص جرائد عثمانیہ

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلی پولی کے قریب ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں میدان عثمانی فوج کے ہاتھہ رہا -

اسا میلا میں دشمن کو شکست

اسا میلا (واقع گیلی پولی) میں بلغاری قوت اسقدر کمزور ہوگئی کہ تاب مقابلہ نہ لاسکی - ایک شدید معرکے میں سخت شکست کھاکے کاوں سے بالکل چلی گئی ہے -

جب سے دشمن کی فوج سامنے سے ہٹی ہے ' عثمانی فوج کی پیشقدمی گیلی پولی سے شمال کی طرف برابر جاری ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئی میں عثمانی اور بلغاری فوج کے تفتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور ہولناک رن پڑا - جنگ برچھوں اور سفید ہتھیاروں سے ہوا کی - عثمانیوں نے دشمنوں کو اسکے فوجی مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض ہوگئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بلغاری شریک جنگ ہوے' اسمیں سے صرف دس بچے - باقی سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بندوق ہتیار ملے -

اور رذائل ثلاثہ کا ازالہ دیکھیے - کیونکہ بغیر اسکے ایک مشت خاک لیڈر نہیں بن سکتا -

جو بد دیانتیاں اسوقت منظر عام پر آچکی ہیں، انکو چاہیے کہ اپنے دلمیں منفعل ہوں، توبہ کریں، آیندہ اصلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سرائر ابھی پردۂ نمایش کے اندر مخفی ہیں، انکے لیے بھی سبق عبرت حاصل کریں، اسلیے کہ خیالات فاسدہ کے ہاتھوں انکو بھی روز بد دیکھنا پڑیگا - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون -

" لیڈر " کچھہ زید، عمر، بکر، کا نام نہیں، بلکہ عبارت ہے صفات مذکورہ کے مجموعہ سے - فطرت انسانی ہر اُس شخص کو لیڈر ماننے کے لیے طیار ہے، جسکے اندر فضائل اربعہ مجتمع ہوں، اور اسکی ذات رذائل ثلاثہ سے پاک ہو -

سر (آغا خاں) ہوں یا سر (علی محمد خاں)، (کامریڈ) ہو یا (الہلال) - کوئی ہو، ہم اُسی شخص کو لیڈر تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوری کرے -

(۱) حق پرستی میں استقلال ہو - شوکت و جاہ، عظمت و اقتدار، حرص مال، ہوس القاب، غرضکہ کوئی دنیاوی ترغیب، دامن صداقت چھڑوا دینے میں کامیاب نہو -

(۲) قومی کاموں میں تن آسانی اور آرام طلبی کو جگہ نہ دیکھائے اور کامل جانفروشی کے ساتھہ قومی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جاے -

(۳) خلوص کے جعلی اظہار اور مصنوعی انہماک سے سخت پرہیز کیا جائے - یاد رکھنا چاہیے کہ مصنوعی انہماک اور جعلی خلوص، جعلی نوٹ کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے کہ جسطرح جعلی نوٹ چلانے والے کی آواز میں خوف پنہاں، اور ہاتھہ کی حرکت میں ایک غیر محسوس رعشہ پوشیدہ ہوتا ہے، اسیطرح جعلی خلوص نمائی، اور مصنوعی انہماک آرائی اپنے اندر مکر اور فریب کی جھلک رکھتی ہے، جسکو دیدہ وری اور ژرف نگاہی کی آنکھہ جلد سے جلد محسوس کرلیتی ہے، اور اس سے چھپ نہیں سکتی -

(امالی)

ہمارا مدت سے ارادہ تھا کہ الہلال میں ایک باب کسی ایسے عنوان کا رکھیں، جسکے نیچے متفرق طور پر ہر طرح کے خیالات، جو ایک مطالعہ دوست و صاحب فکر دماغ میں ہمیشہ گذرتے ہیں، اور کسی مستقل مضمون کی صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے، شائع ہوں -

مختلف امور کے متعلق بیسیوں ایسے خیالات ہمارے دماغ میں گذرتے ہیں، جنکو اگر قلمبند کیا جاے تو موجب بصیرت ہوں، لیکن ضائع جاتے ہیں - کتابوں کے مطالعہ کے وقت آرا و معلومات کو جنبش ہوتی ہے، اور اگر متفرق نوٹوں کی صورت میں اسکا ما حصل محفوظ ہو جاے، تو اکثر حالتوں میں مفید ہو، مگر ایسا نہیں ہوتا - (وثائق و حقائق) کی سرخی اسی غرض سے ہم نے قائم کی ہے -

بعض چیزیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاہتے تھے کہ یہ مضمون پہنچا - جذبۂ عبرت پذیری پر (گونا مکمل اور سرسری طور پر) مگر اچھے لفظوں میں اظہار خیالات تھا - اسلیے اسی کو اس عنوان کے نیچے بایں خیال درج کر دیا گیا، کہ کسی خاص سلسلہ و ترتیب سے مربوط نہ تھا -

اس مضمون میں دو خیال ایسے ظاہر کیے ہیں، جنسے ہم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یہ خیال کہ " لیڈری

انتقاد

— * —

مطبوعات اردو

—:*:—

نہایت شرمندہ ہیں کہ ریویو کیلیے کتابیں بکثرت آئی ہیں لیکن ہم نے اجتک ایک لفظ نہیں لکھا - بعض حضرات کی شکایتیں اس بارے میں سوء ظن تک پہنچ گئی ہیں، مگر اپنی مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پہلی بات یہ کہ الہلال کے پیش نظر جو نمونے ہیں، وہ ہندوستان سے باہر کے ہیں - جب احباب اپنی عزت افزائی سے تعریف کرتے ہیں، تو ہم اپنے دل میں شرمندہ ہوتے ہیں کہ اٹھہ دس صفحوں میں چند ادہر ادہر کے مضامین شائع کردینے کے سوا آور اسمیں ہوتا ہی کیا ہے ؟ یورپ کے رسائل کو چھوڑ دیجیے، کم از کم ترکی کے بعض ترقی یافتہ رسائل کی ضخامت اور تنوع مضامین کا مقابلہ تو کر سکتا - لیکن ساتھہ ہی ہمیں یاد آجاتا ہے کہ اُن رسائل کی قیمت کتنی ہے، اور کتنا وسیع حلقۂ اشاعت اپنے ساتھہ رکھتے ہیں ؟

این نیست کہ صحراے سخن جادہ ندارد
وازوں روش کج نظری را چہ کند کس ؟

ان حالات کی وجہ سے اگر کتابوں پر ریویو کا صفحہ بھی ہمیشہ الہلال میں رکھا جاے تو آور ضروری مضامین کیلیے جگہ کہاں سے آے ؟

پھر اس سے بھی بڑھکر دقت یہ ہے کہ ابناے عصر نے " ریویو " کو " تقریظ و مدحت سرائی " کا مرادف سمجھہ لیا ہے، اور جب کبھی کوئی چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بھیجی جاتی ہے، تو مقصود یہی ہوتا ہے کہ اسکی تعریف کی جاے - فقہا کا اصول ہے کہ " اصل ہرشے کی اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی شے عارض حرمت نہو " اسی طرح اخبارات نے بھی یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ " اصل

[بقیہ پہلے کالم کا]

ی ڈگ کا، تاج سلطنت اور دست عاما میں مشترک طور پر آنا، مرھٹی اقتدار اور زوال دولت مغلیہ کا سبب ہوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا کیریکٹر ہے - مگر یہ خیال صحیح نہیں، واقعات تاریخی کے خلاف ہے، نیز زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والقصہ بطولہا -

نیز لکھا ہے کہ " لیڈر کی صرف پبلک زندگی زیر احتساب ہو سکتی ہے، نہ کہ پرایویٹ " ایک لحاظ سے تو یہ صحیح ہے - قرآن کریم نے بھی سورہ (حجرات) میں فرمایا ہے کہ " ولا تجسسوا " تجسس نہ کرو - لیکن اس سے ایک اصولی غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے - ہمارا ذاتی اعتقاد یہ ہے کہ " لیڈر " کیلیے اولین شے یہ ہے کہ اسکی زندگی اپنے تمام اعمال ظاہر و باطن حتی کہ جزئیات حیات میں بھی قوم کیلیے ایک نمونہ ہو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا ہے، ضروری ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی راز نہو، اور اسکی پرائیوٹ لائف بھی ایک کہلا صفحہ ہو - قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ صرف اسٹیج ہی پر نہیں، بلکہ اسکے گھر میں بھی اسکا تعاقب کرے - ہمارے سلف صالحین نے پیشوائی کے یہی معنی ہم کو سمجھاے ہیں -

کا لفظ کان سنیں، تو معاً آنکھوں کے سامنے اسکی مجسم تصویر بھی پھر جائے -

* * *

مظاہر عبرت اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی لغزش یا فروگذاشت کے نتائج کی محسوس و مجسم مثالیں ہوں، اور عبرت سنجی اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ان مثالوں سے ہم متاثر ہوں - جب ہم ایک شرابی کو نالے میں پڑا اور اسکے گرد تماشائیوںکو جمع دیکھتے ہیں، تو ہم در اصل شرابخواری کے چند نتائج محسوسہ مشاہدہ کرتے ہیں، اور انکے دیکھنے سے اولاً نفس پر یہ اثر پڑتا ہے کہ خوف و رحم کے مرکب جذبے کو جنبش ہوتی ہے اور اسکے بعد شراب کے طرف سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے - رفتہ رفتہ نصیحت ان جذبات پر تیرتی ہوئی ساحل قلب سے جا کر ٹکراتی ہے اور "میں شراب ہرگز ہرگز نہ پیونگا" کی دھیمی اور غیر محسوس آواز سے گوشۂ دل گونجنے لگتا ہے -

یہی عبرت پذیری کی آخری منزل ہے - یہاں پہونچکر وہ نفرت کی ایک متعین اور مستقل شکل بن جاتی ہے -

مگر عبرت ربانی کے بہ لحاظ استعداد تحصیل، مختلف مدارج ہیں اور ان مدارج و مراتب کا تعین نتائج مشاہدہ کے اس اثر کے لحاظ سے ہوتا ہے، جو ہمارے نفس پر مترتب ہوتا ہے - کہیں تو اس اثر کا ظہور ہمارے افعال و کردار میں اسطرح ہوتا ہے کہ ہم شراب سے عملاً سخت پرہیز کرنے لگتے ہیں، اور کہیں نقش نفرت اسقدر گہرا بیٹھہ جاتا ہے کہ شراب کا تصور چہرۂ تنفر اور پیشانیے اجتناب کے آثار پیدا کر دیتا ہے -

خلاصہ یہ کہ عبرت کے اجزاے ترکیبی یہی چند جذبات ہیں اور عبرت سنجی ایک فطری ملکہ ہے جو ہم میں ودیعت ہے - دوسرے قوی ایطرح یہ بھی عدم مشق سے ضعیف ہو جاتا ہے اور کثرت مشق سے قوی و قوی تر ہو جاتا ہے - پس ہزار افسوس ہے کہ اس مفید اور نہایت قیمتی قوت کی مشق کے مواقع بہ کثرت موجود ہیں، لیکن ہم غافل ہیں - مگدر کی جوڑی سامنے رکھی ہے، لیکن کاہلی نے دونوں ہاتھہ باندھدیے ہیں !

یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ عبرت پذیری صرف دوسرونکی غلطیوں سے نصیحت و سبق حاصل کرنے ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ خود اپنی غلطیوں سے متاثر و متنبہ ہونا بھی اسمیں شامل ہے - ہر مصیبت، اور ہر وقت، خواہ اسکا مظہر دوسرا شخص ہو یا ہم خود اپنے اندر، دیدۂ اعتبار کیلیے ایک پیغام عبرت رکھتا ہے -

(۳)

مثلاً اجکل کے تازہ ترین مناظر عبرت اثر میں قومی ریاست اور پیشوائی کا عزل و نصب بھی ہے -

اکبر کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے قبل لیڈری کی باگ قباؤ دستار کے ہاتھہ میں تھی - البتہ کبھی کبھی مقتضیات وقت، تاج و تخت کو دست اندازی کرنے پر مجبور کر دیتے تھے - اکبر کے تخت نشیں ہونیکے بعد پانسہ پلٹا، اور (ابو الفضل) کی ضرب کی مدد سے عنان تحکم کچھہ عرصہ کیلیے مذہب کے ہاتھہ سے نکلکر سلطنت کے ہاتھہ میں آگئی - شکست خوردہ جماعت نے ہر چند کوشش کی، لیکن دست حکومت کی گرفت مضبوط تھی -

سترھویں صدی عیسوی کے نصف النہار پر پہونچنے کے بعد ایک زمانہ آیا کہ تاج و دستار میں مصالحت ہوئی اور آپسمیں ایسا پیار اور اخلاص بڑھا کہ باگ کا ایک تسمہ تاج نے پکڑا اور دوسرا دستار کے ہاتھوں میں نظر آنے لگا - یہ دیکھکر مرھٹی آزمندی کے منہہ میں پانی بھر آیا، اور تاریخ شاہد ہے کہ مرھٹی ہاتھہ نے ایک ایسا کستاخانہ جھٹکا دیا کہ لیڈری کی باگ دولت مغلیہ کی سفید چٹکیوں سے نکلکر مرھٹی سیاہ ہتیلی میں پہونچگئی - عین اسوقت ہم چند یورپین ہاتھوں میں پنجہ بازی ہوتے دیکھتے ہیں کچھہ عرصہ کے بعد فرانسیسی ہاتھہ زیر اور انگریزی ہاتھہ زبر نظر آنے لگتا ہے اور چشم زدن میں مرھٹی ہاتھہ کو ہٹا کر عنان حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے -

اتنے میں ایک بڑے سر والا شخص آتا ہوا معلوم ہوتا ہے - یہ قریب پہونچکر جھک کے سلام کرتا ہے - قابض ہاتھہ، باگ پکڑنے کا اشارہ کر دیتا ہے - اس نیک مرد کے چلے جانے کے چند اور لوگ آتے ہیں (اس عہد کی ہسٹری سے اپ خود بخوبی واقف ہیں) اور پہلے شخص کی انگلیوں کے نشان پر اپنی انگلیاں جما دیتے ہیں -

لیکن بعض جوانان تند خو، باگ کو قابض ہاتھہ کے بالکل قریب مگر بہ لحاظ ادب، اوپر سے نہیں بلکہ نیچے سے پکڑنا چاہتے ہیں - یہ جرات اس ہاتھہ کو اور نیز زبردست عنان گیروں کو سخت ناگوار گذرتی ہے -

اس سین پر خاتمہ کا ڈراپ سین ابھی نہیں پڑا ہے اور دنیا شوق آلود نظروں سے ٹکٹکی باندھے تماشہ دیکھہ رہی ہے -

* * *

اب اگر آپ عہد بہ عہد کے لیڈروں کی فہرست کو، عام اس سے کہ وہ صاحبان دولت و حشمت ہیں یا ارباب علم وفضل، اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں، تو ہر لیڈر کے نام کے سامنے ذاتی اوصاف، خصائل و فضائل، کے کالم لکھے نظر آئیں گے اور منجملہ دیگر اوصاف حمیدہ کے مندرجہ ذیل صفات مشترک و متواتر پائی جائیں گی -

(۱) حق پرستی (۳) خلوص

(۲) انہماک (۴) سرفروشی

اس فہرست میں تمام لیڈر گو دیگر اوصاف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن ان صفات میں یکسر متحد تھے - فی الحقیقت یہی فضائل اربعہ وہ عناصر اربعہ ہیں جنسے ایک حقیقی لیڈر کے کیرکٹر کی ترکیب ہے -

اسکے بعد فہرست ھذا کے تیسرے کالم پر نظر ڈالیے، تو آپکو "معائب و رذائل" کا عنوان نظر آئیگا اور اس کالم کے نام کے مقابل، اسکے معائب و قبائح درج ہونگے - اس کالم میں اور سب عیب لکھے ہونگے لیکن یہ نہونگے -

(۱) امانت شکنی (۳) غرضمندی

(۲) بد دیانتی

ایک حقیقی لیڈر کا اخلاق ان متعفن اور زہریلے رذائل ثلاثہ سے ہمیشہ پاک ہوگا -

اس کے ساتھہ ہی یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ لیڈر کی صرف پبلک زندگی موضوع تنقید و احتساب ہو سکتی ہے، اسکی پرائیوٹ زندگی سے تعرض نہیں کیا جاتا - اور لیڈروں کے رذائل و معزولی کے اسباب انکی پرائیوٹ زندگی کے معائب کبھی نہیں ہوتے، بلکہ ہمیشہ انکی پبلک زندگی کے نقائص - آجکل کے روبہ عزل و تنزل لیڈرونکو بھی انکی پرایوٹ زندگی کے معائب نے نہیں، بلکہ پبلک زندگی کے رذائل ثلاثہ نے سرنگوں کیا ہے - دیدۂ اعتبار کے لیے یہی مقام عبرت ہے -

لیکن عبرت کیلیے یہ اعتقاد نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو پھر اٹھکر چلنا گناہ ہے - نہیں، اگر باقتضاے بشریت پاے اخلاق کو لغزش ہوئی، تو مضایقہ نہیں اصلاح کی کوشش کیجیے اور اپنے اندر فضائل اربعہ پیدا کیجیے

قاهران غزوهٔ بلقان :



انقلاب عثماني

انجمن اتحاد و ترقي كي نئي وزارت ' انقلاب كے دوسرے دن

(۱) اسنیان افندي وزیر محکمه پست و تلغراف
(۲) شیخ الاسلام
(۳) شاهزاده سعید حلیم - پریسیڈنٹ پارلیمنٹ و وزیر خارجیه
(۴) جلال بک وزیر معدنیات و زراعت
(۵) مارشل محمود شوکت پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ
(۶) ابراهیم پاشا وزیر عدالت
(۷) حاجي عادل بک وزیر داخلي
(۸) رفعت بک وزیر مال
(۹) بزدیا افندي وزیر پبلک ورکس

فکاهات

— * —

یونیورسٹي فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس لکھنؤ

۲۸ - دسمبر - سنه ۱۹۱۲ -

یه فیض هے جماعت " احرار " کا ضرور * اب قوم کو جو شخص پرستي سے عار هے
آزادي خیال کا جو کچهه که هے اثر * یه سب اُنهي کے فیض کا منت گذار هے
لیکن یه دیکهنا هے که یه عزم ' یه ترنگ * هے دیرپا ' که جوش جنون بهار هے ؟

* * *

اب کے جو لکهنؤ میں دکهایا گیا سماں * سچ یه هے تو مضحکهٔ روزگار هے
دیکها یه پہلے دن ' که هر اک گوشهٔ بساط * میدان رزم و عرصهٔ گیر و دار هے
غل هے که " مقدمة الجیش " آگیا * اب افواج یمین و یسار هے
احرار کي صفوں کي صفیں هیں جمي هوئیں * مجلس تمام ' عرصهٔ کارزار هے
استیج پر هر ایک بپهرتا هے اسطرح * گویا حریف رستم و اسفندیار هے
هات اُٹهه رهے هیں ' یا علم فتح هے بلند * چلتي هوي زبان هے ' یا ذو الفقار هے
هر نوجوان هے نشهٔ آزادگي میں مست * جو هے وه حریت کا سر پر خمار هے
احرار کهه رهے هیں : " نه مانینگے هم کبهي * ونٹو کا ویسراے کو کیا اختیار هے ؟
الحاق اگر نهیں هے تو هر سعي هي عبث ' * مسلم کا لفظ خاص همارا شعار هے "
جو والیان ملک ' که تهے زیب انجمن * سب دم بخود سے تهے که یه کیا خلفشار هے ؟

* * *

یا صبح دم جو دیکهیے آکر تو بزم میں * نے وه خروش و جوش نه وه گیر و دار هے
ٹوٹي هوي صفیں هیں ' علم سرنگوں هیں سب * بازوے تیغ گیر جو تها ' رعشه دار هے
" سازش " کا ایک جال بچهایا هے هر طرف * هر شخص اُسکي فکر میں مصروف کار هے
سرمستیاں هیں دور قدح هاے راز کي * هر شخص " حکمت عملي " کا شکار هے

* * *

جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تهي * وه آج مایهٔ شرف و افتخار هے
جس بات پر که نعرهٔ نفریں بلند تهے * اب وه قبول خاطر هر ذي وقار هے
کل کهه چکے هیں کیا ؟ یه نهیں اب کسي کو یاد ' * اب نکته هاے زیر لبي پر مدار هے
خود آپ اپنے هات سے کهائي هے ' گو شکست * کهتے هیں پهر ' " یه فتح مبین یادگار هے "

* * *

حیران تهے عوام که کیا ماجرا هے یه ؟ * یه کیا دو رنگیِ چمن روزگار هے ؟
" احرار " کا طریقِ عمل هے اگر یهي * پهر کامیابیوں کا عبث انتظار هے

(لشاف)

سوت ابل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— : * : —

کل کهه رهي تهي لیگ یه احرار قوم سے : * " جو جو بلائیں مجهه پڑي تهیں وه هٹ گئیں
اب قید " سوٹ ابل " سے هو کب دیکهیے نجات * وه بیڑیاں تو خیر کسي طرح کٹ گئیں "

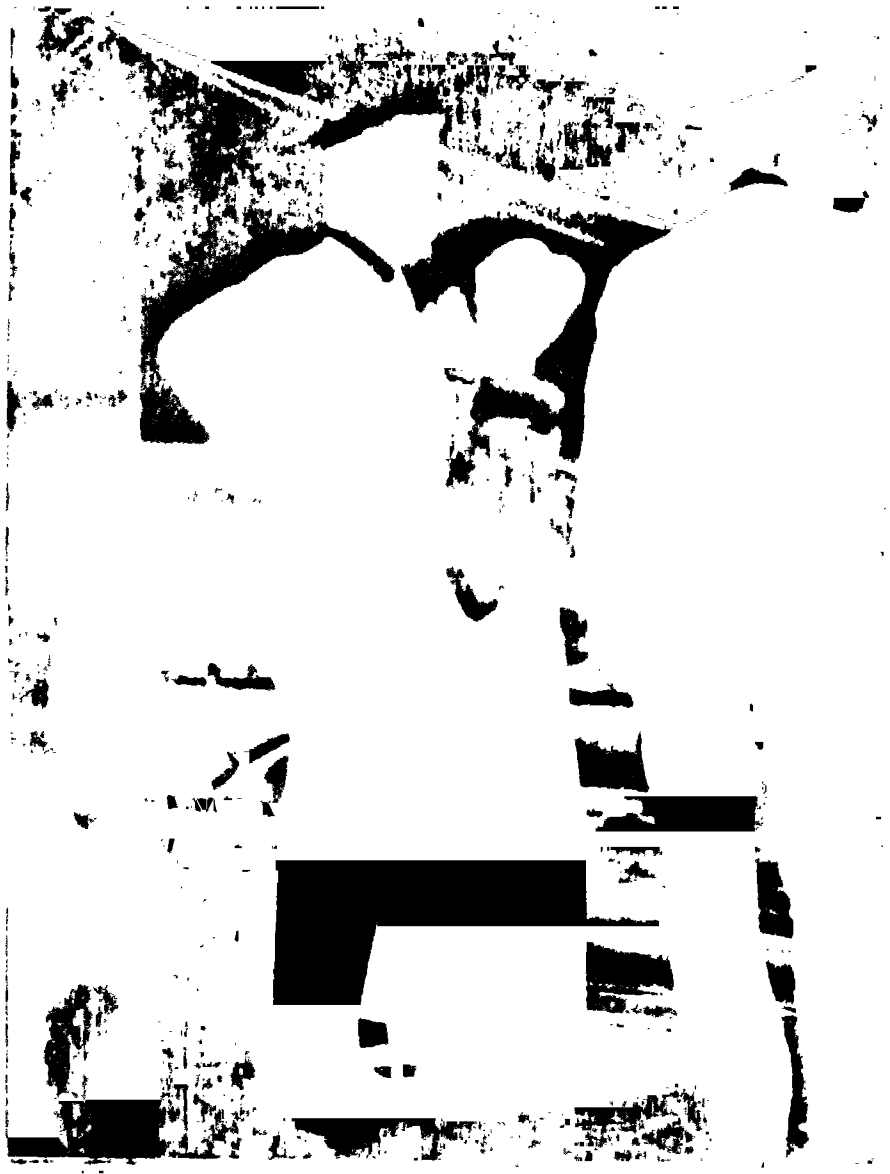
" متین الله " اور " جوش محمد "

اعتدال آنے نه پایا هے نه آئیگا کبهي * اپ کي طرح سے مجهکو بهي یهي کهٹکا تها
یه تو هونا هے که اُچهلے کي اُسي زور سے اب * آپ نے قوم کو جس زور سے دے پٹکا تها

(نقاد)

ـدالسرا علمیـــه :

شہدای راہ کشف و علم پرستي !







مکتشف قطب جنـوبـي
کپتـن رابـرٹ اسکاٹ
(۱) مسز اسکاٹ اپنے بچے کے ساتھ بیٹھي ہے (۲) مسز اسکاٹ اپنے شوہر کے ساتھ جہاز پر (۳) مسز اسکاٹ ہے شیر بچے کو اسکے باپ کا نقشہ بتلا رہي ہے !



نصرت غیبی

مصطفی پاشا اور ایدریا نوپل کے درمیان فوجی حملے کے سلسلے کو منقطع کرنے کیلیے بلغاریوں نے دریاے ماریزا پر ایک پل بنایا تھا - جس سے جنوبی اور شمالی فوج کا سلسلہ باہم مل گیا تھا - بالکل سواروں کا ایک فوجی دستہ وہاں متعین کیا گیا ، جو منتظر تھا کہ اگر ترک اپنے پرانے مورچوں پر قبضہ کرنا چاہیں ، تو فوراً گولہ باری شروع کر دیں

لیکن قدرت الہی نے ایک عجیب کرشمہ دکھلایا - قبل اسکے کہ ترک اس پل پر سے آنے والوں کے حملے کا نشانہ بنیں ، دریاے ماریزا میں ایک شدید طغیان پیدا ہوا ، اور نہایت تعجب اور حیرت کے ساتھ خود ترکوں نے دیکھا کہ پل ٹوٹ گیا ہے اور اسکے تختے پانی میں بہہ رہے ہیں ! !

نقد اور ریویو کي مدح هے ' تا رقتیکه همارے اغـراض ذاتي کے منافي نهو "

یه اصول خواه کتنا هي قابل ذم هو ' مگر اسمیں شک نهیں نه آسان بهت هے - کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھا ' اور رسمي الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرتے گئے -

کاش اس آساني اور سهل کاري سے هم بهي فائده اٹھا سکتے - مگر افسوس که همارے لیے هر کام میں دقتیں هي هیں - هم چاهتے هیں که جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں' جب تـک انپر ایک کافی نظر نه ڈال لیں ' اور شنا سانه راے دهي کیلیے مستعد نهو جائیں ' ایک لفظ حوالۂ قلم نه کریں - ریویو نویس در حقیقت پبلک کي طرف سے بهت بڑي ذمه داري اپنے سر رکھتا هے - وہ لوگوں کو مشورہ دیتا هے که فلان کتاب کا مطالعه کریں ' اور فلاں اخبار خریدیں - پس بهت ضروري هے که یه مشوره پوري امانت داري اور دیانت پژوهي کے ساتھه هو' که " المستشار مؤتمن "

لیکن اسکے لیے بڑا رقت چاهیے - جن لوگوں کو اپنے کتب خانے کي تازہ ترین اور جدیـد الا شا عه ذخیرۂ علوم کے مطالعه کا موقعه نهیں ملتا ' وہ آجکل کے اُردو پریس کي نکلي هوئي مطبوعات کے مطالعه کیلیے کہاں سے رقت لائیں ؟

ممکن تها که یه کام هم کسي اور صاحب کے حوالے کر دیتے ' مگر اول تو ابهي دفتر خود هي قحط الرجال کا مرثیه خواں هے ' پهر ڈرتے بهي تهے که الهلال میں جو کچهه نکلےگا ' وہ هماري طرف منسوب هوگا اور کتابوں کي نسبت نهیں معلوم کیـا راے قایم کی جاے اور کیا لکهدیا جاے !

ایک یورپ کے اخبار و رسائل هیں ' جنکو علم و فن کي بهترین مطبوعات کے نقد کیلیے جگهه نکالني پڑتي هے - ایک هماري قسمت هے که هر شخص جو قلم پکڑ سکتا هے' چند صفحے سیاه کرکے چهپوا لیتا هے اور پهر تمام اخباروں کو ذمه دار سمجهتا هے که کیوں نهیں اپنے کا لم کے کالم اسکي مدحت سرائي کیلیے رقف کر دیتے ؟

بهر حال اس مشکل کا علاج کچهه نهیں - کتابیں هر طرح کي اس کثرت سے جمع هوگئي هیں که اگر چند سطروں میں بهي ذکر کیا جاے' تو بهي صفحوں کے صفحے مطلوب - هم آجتک اس اُمید سے جمع کرتے رهے که شاید دیکهنے کا رقت ملے' مگر افسوس نه آجتک رقت نهیں ملا ' اور کس کو معلوم که کل ملے کا ؟ مجبوراً بالفعل یهي کرتے هیں که کتابوں کي ایک ڈهیري بغیر کسي ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکهه لیتے هیں ' اور تائٹل پیج ' فهرست ' اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر لکهنا شروع کر دیتے هیں - یه ریویو نهیں بلکه ایک طرح کي رسید کتب ' اور یا محض اعلان هے - سر دست اسي پر قناعت فرمائیے - حضرات مصنفین کرام سے معافي خواه هیں اُس تاخیر کیلیے ' جو هوئي' اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بهي هم متاسف هیں - آینده نمبر سے یه کام کسي اور صاحب سے متعلق کر دیتے هیں ' اور پهر امید هے که شکایت کا موقعه نهو -

یهاں یه ظاهر کردینا ضروري هے که " انتقاد " الهلال میں ایک ضروري باب رهے گا ' جسکا اصلي مقصد یورپ اور ممالک اسلامیه کي جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکرہ هے ' یا پهر هندوستان کي بعض مخصوص اور اهم مطبوعات پر ' مثلاً (کتاب الانساب سمعاني) پر هم ریویو لکهه رهے هیں' جو حال میں یورپ سے شائع هوئي هے -

ترجمۂ تفسیر کبیر
اردو جلد اول

— * —

[illegible] ادارۃ الهلال

علامۃ (رازي) رحمۃ الله علیه کي تفسیر کبیر کا یه اردو ترجمه هے' جس کو جناب مولوي محمد اسحاق صاحب دهلوي نے مرتب فرمایا هے -

تفسیر (کبیر) کي نسبت اگر کچهه لکهوں تو کئي صفحے مطلوب - کبهي نه کبهي تفصیلي طور پر اس موضوع پر لکهنا ضرور هے ' لیکن یهاں اسقدر لکهدینا کافي هے که (تفسیر کبیر) علم تفسیر' کلام و عقائد ' اختلاف ملل و مذاهب' اور جمع معقول و منقول کا ایک ایسا ذخیرہ هے' جو اگر آج موجود نهوتا' تو نهیں معلوم کن کن اهم مباحث اور معلومات سے هم محروم رهجاتے ؟

قدماء (معتزله) نے تطبیق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکهنے کي بنیـاد رکهي - تاریخ و تراجم میں هم اُن تفسیر کا حال پڑهتے هیں - مگر بد قسمتي سے (فهرست ابن الندیم) اور (حاجي خلیفه) کے باهر انکا کوئي رجود نهیں - وہ تمام سرمایه همـاري محرومي سے ضائع هوگیا - آج نه (قفال کبیر) کي تفسیر کا پته هے نه (ابوبکر اصم) کا - نه (ابو القـاسم بلخي) کي تفسیر ملتي هے' جسکي نسبت (ابن خلـکان) لکهتے هیں که " ۱۲ - جلدوں میں تهي اور تاریخ اسلام میں پهلي ضخیم تفسیر هے " اور نه (ابو مسلم اصفهاني) کي وہ تفسیر (جامع التاویل والمحکم المدون) ملتي هے' جو في الحقیقت ایک ذخیرۂ مباحث حکمیه و معارف کلامیه تهي ' اور جسکي نسبت خود امام رازي کا قول هے که " حسن الکلام في التفسیر ' کثیر الغوص علي الدقائق و اللطایف "

اگر امام (طبري) کي تفسیر نه نکل آتي' تو حکیمانه انداز کي تفاسیر کي طرح ' نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بهي تفسیر میں کوئي بڑا ذخیره همارے پاس نه تها -

پس تفسیر کبیر قرآن مجید کے اکثر مشکل مقامات تفسیر کي نسبت جو عمده اور بصیرت افزا مباحث رکهتي هے' اس سے بهي بڑهکر همارے نزدیک اسکي خصوصیت یه هے که آج یهي ایک تفسیر هے' جسکے ذریعه سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پته چل جاتا هے ' اور هر مسئله کي نسبت هر طرح کي آرا و توجیهات سامنے آجاتي هیں - اگر یه تفسیر نا پید هو جاتي ' تو نهیں معلوم کیسي سخت تاریکي میں هم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوي اسحاق صاحب نے اسي تفسیر کے اردو ترجمه کي بنا ڈالي هے ' اور اسکا پهلا ٹکڑہ همارے سامنے هے - سرسري نظر میں هم جسقدر اندازہ کر سکے ' ترجمه سلیس ' عام فهم ' اور مطلب خیز هے - تقطیع بڑي ' اور کاغذ اور چهپائي نهایت عمده - سب سے بڑي بات یه هے که اس کتاب کے عالي همت پبلیشر نے همکو اطلاع دي هے که جسقدر نسخے اسکے فروخت هونگے ' انکي نصف قیمت چنده (هلال احمر) میں دیدیں گے ' اور اسکا حساب دفتر الهلال کے ذمے چهوڑ دیا هے - پس هم سفارش کرتے هیں که ناظرین الهلال ایک ایک نسخه اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکي هر طرح کي معلومات میں اضافۂ خطیر هوگا -



(۱) کپتان اسکاٹ



(۲) مسٹر اسکاٹ مع اپنے رفقائے سفر کے ، جو انکے ساتھ راہ اکتشاف و علم پرستی میں شہید ہوے -



(۳) قطب جنوبی کی اقلیم برف کا ایک نظارہ - برف کی سطح پر خیمے اور انسان برف کے دیوتا سے لڑ رہا ہے -

عام حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام روابرٹ فیلکن اسکاٹ ' اور باپ کا نام جان ایدورد اسکاٹ ہے - جون سنه ۱۸۶۸ - کو بمقام آرٹ لینڈس دیونپورٹ پید ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم ستوبنگٹن هاوس (Stubbington House) میں ہوئي - تعلیم کے بعد سنه ۱۸۸۲ - میں صیغۂ بحریه میں داخل ہوا - سنه ۱۸۶۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس میجیسٹک کا تارپیڈو لفٹننٹ ہوا - دوسرے برس فرسٹ لفٹننٹ ' اور تیسرے برس کمانڈر ہوا - سنه ۱۹۰۴ - میں کیپٹن کے درجه تک ترقي کي ' پھر سنه ۱۹۰۵ - میں آنریبي ڈي - ایس - سي آف کیمبرج اور مینچسٹر بنایا گیا - سنه ۱۹۰۸ - میں اس نے متوفي کینن لارڈ برٹس کي لڑکي (کیتھرائن) سے شادي کی -

اسکاٹ لینڈ ' امریکه ' سویڈن ' ڈنمارک ' فلیڈیلف ' اور انٹرپولي جغرافي انجمنوں اور نیز شاهي جغرافي انجمن نے اسکو طلائي تمغے دیے تھے -

آغاز شهرت

قدرت کا هاتھه صلاحیت اور تناسب کا خالق ہے - جس شخص کے لیے وہ تشریف شهرت قطع کرنا چاهتا ہے ' اسکا اندام بھي ویسا هي بناتا ہے - اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانه زندگي ختم کي - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن ایسا هي ہے ' جیسے هندوستان میں ۸ - یا ۹ - برس کا - اسلیے پیش دست لڑکوں کي طرح صیغۂ بحریه میں داخل ہوا اور اپنے بالا دستوں کے احکام کي تعمیل کرنے لگا - اس بچے سے چھوٹے چھوٹے کام لیے جاتے تھے ' اور اسي طرح لیے جاتے جسطرح که بچوں سے لیے جاتے هیں - مگر یه کسے معلوم تھا که جو بچه آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ' وهي کل اتنا بڑا کام کریگا ' جسکي نظیر پیش کرنے سے جہاز راني کي تاریخ قاصر هوگي ؟ اور جس بچے کي بحري زندگي کا سب سے پہلا دن اسقدر بے نشان ہے ' اسکي بحري زندگي کا سب سے آخري دن اسقدر پرشان هوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کي عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ - ایم - ایس میجیسٹک کا تارپیڈو لفٹنٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد هي اول درجه کے لفٹنٹ تک ترقي کي اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر هوگیا -

قطب کي مهموں کا آغاز

۴۸ - سال کي عمر اور ۱۹ - برس بحري تجربه کے بعد اس نے قطب جنوبي کي تحقیقات کے لیے روانه هونے کا اراده کیا - گو راسته موت کے بیستان سے هوا هوا گیا تھا ' مگر اسکو معلوم تھا که نامور کبھي بھي نہیں مرتے ' اور حیات جاوید موت کے منهه میں جاکر بھي قایم رهتي ہے - پس وہ پر شوق و بیخوف دل کے ساتھه - ۹ اگست - سنه ۱۹۰۱ - کو کوس (Cawes) سے روانه هوا ' اور دوسرے سال برفستان میں داخل هوگیا - آغاز سال هي میں (کنگ ایڈورڈ دي فقتھه لنیڈ) دریافت هوئي - اسکے بعد موسم سرما خلیج میکمرڈو (McMurdo Cay) میں گذرا - ۲ - نومبر کو پھر کوچ شروع کیا ' اور ایک بطي السیر ' طویل ' اور دشوار سفر کے بعد ۳۰ - دسمبر سنه ۱۹۰۲ - کو عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک پهنچ گیا -

دوسرا جاڑا بھي برفستان هي میں کاٹا - اسکي متعدد مهموں کے اسفار کا نتیجه وہ چند گراں قدر ترمیمیں تھیں ' جنکا بحر انطلاطیک کے نقشے میں اضافه هوا -

انکشاف کے دو دریائي حلقے

سنه م - میں اسکاٹ کي واپسي کے بعد دو مهمیں اور روانه هوئیں - گو ان دونوں مهموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست کوئي تعلق نہیں ' مگر سلسلۂ اکتشاف کي تکمیل کے لیے انکا بیان ضروري ہے -

سر ارنیسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے انکشاف جنوبي کي غرض سے ایک مهم لیجانے کا اراده کیا - چنانچه اپنے روپیه اور چند دیگر احباب کي مالي مدد سے ایک مهم ترتیب دي - اور نمرد (Nimrod) نامي وهیلر جہاز (Whaler) میں یکم جنوري سنه ۱۹۰۸ - کو نیوزي لینڈ سے روانه هوگیا - اس مهم میں سب سے بڑي بات یه تھي که پہلي مرتبه موٹر کاریں استعمال کي گئیں ' جو تجربه سے نہایت کار آمد ثابت هوئیں -

اس مهم کے اهم ترین نتائج حسب ذیل هیں :

(۱) پروفیسر داود (Pro. David) نے ماونٹ ایریبس (Mount Erebus) پر چڑهکے یه دریافت کیا که اسکي چوٹي کي بلندي ۱۳ - هزار ۳ - سو قدم - ہے - یه ایک کوہ آتش فشاں کے دهانے کا کنارہ ہے ' اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ - سو قدم کے اندر ہے -

(۲) پروفیسر مذکور نے ۷۲۶۰ - قدم عروج ' ۷۲ - درجه اور ۲۵ - دقیقے طول ' اور ۱۵۵ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسي کو دریافت کیا -

(۳) قطب کي طرف حمله کیا گیا -

۲۹ - دسمبر سنه ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کي ایک ٹولي ۹۱ - دن کي غذا اور دلانے برف چلنے والي گاڑیاں لیے روانه هوي ۲۶ - نومبر کو وہ اسکاٹ کي تحقیق کردہ جنوبي حد کو عبور کرگئے ' چند دن بعد تمام جانور مرگئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں ' اور بڑي بڑي مصیبتیں اٹھائیں - سات دن میں بمشکل تمام بیرڈ مور (Beardmore) کے برفستاني تودوں (Glacier) کي چڑهائي کو کاٹکے هوائي قطب کے حدب (Plateau) میں آئے - اب منزل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصله پر تھي ' اور بالکل ممکن تھا که وهاں تک پهنچ جاتے ' مگر غذا کي بے وقت کمي اور واپسي کي مسافت کي طوالت نے واپس هو جانے پر مجبور کردیا -

اس مهم نے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ دقیقے ج تک ۱۵۳۰ - جغرافي میل زمین دریافت کي -

امیدسن (Amundsen) نے اولاً بحر ارطیق (Arctic) کي تیاري شروع کي ' مگر بعد کو نقشه مهم بدلدیا ' اور ارطیق کے بدلے جنوب کي طرف روانه هوا - یه مهم خلیج وهیلس (Whales Bay) میں ۱۳ - جنوري کو داخل هوي -

اس نے کنگ ایڈورڈ دي فقته لینڈ کے قریب گریٹ باریر (Great Barrier) میں مرکز قائم کیا تھا -

تمام خزاں کا موسم سیل (ایک قسم کي مچھلي ہے : Seal) کي فراهمي ' اور کوچ کے لیے مجوزہ خطوط پر گوداموں کي تیاري میں صرف هوگیا - نومبر میں جنوب کي مهم روانه هوئي - راسته وکٹوریا لینڈ کے پہاڑوں سے هوتا هوا گیا تھا ' اور بیس میل فی یوم کے حساب سے باریر (Barrier) کو قطع کیا ۱۰ - هزار قدم چڑهائي کے بعد مهم حدب (Plateau) تک پهنچي - سفر کے [illegible] میں گرم ڈھالو زمین ملي ' جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں هوا اور جغرافي دنیا کي دیرینه آرزو پوري هوئي -

خوش قسمتي سے موسم سازگار تھا - سفر واپسي بخیریت انجام پذیر هوا اور مهم ۱۴ - جنوري سنه ۱۹۱۲ - کو واپس پهنچ گئي -

مثل عزیمة

قطب جنوبي

— * —

کپتان روابرت اسکات

— * —

بحر انطلاطیک کا افسانۂ غم

— * —

(۱)

تمہید

تمدن یورپ کے خال و خط میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ اسکی علم پرستی' اور پھر علم پرستی کی راہ میں طلب صادق ہے۔

طالب صادق مطلوب کی تحصیل میں پامردی' سرفروشی' اور سرگرمی کے ساتھہ مصروف رہتا ہے - نہ ناز و نعم اور راحت و آرام اسکے لیے بند پا ہوتے ہیں' اور نہ مساعی کی ناکامی اور اشخاص کی موت اسکے لیے حوصلہ گسل ہوتی ہے - اسکی نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہو جائے یا هستی کی کل ساکن نہ ہو جائے :

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

اس محک پر یورپ کی علمی' صنعی' تجارتی' مذہبی' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک کو کسو' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طلب' طلب صادق ہے - اسی صدق طلب میں یورپ کی تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کی تاریخ صدق طلب کی صدہا عجب پرور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے بیسویں صدی میں صدق طلب کی ایک درخشاں مثل (بحر انطلاطیق) کی انکشافات کا وہ افسانۂ غم ہے' جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاری ہے' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انطلاطیق میں اکتشافی مہموں کی اجمالی تاریخ

بحر انطلاطیق کے طویل و عریض کوہہاے برف کی تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسی سرفروش و اکتشاف دوست' بروویت (Bovet) نامی کے دل میں پیدا ہوا' اور وہ اس مہم پر روانہ ہوگیا' لیکن چنداں کامیابی نہیں ہوئی - (بروویت) کے بعد کیپٹن کک (Captain cook) ۱۷ - جنوری سنہ ۱۷۷۳ - میں اسی مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسری کوشش نسبۃً کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقہ انطلاطیق سے گذرتا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ اور ۱۰ - دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا' لیکن اس سے آگے نہ بڑھسکا -

نیم کامیابی طلب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتی ہے - یکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں اور روانہ ہوئیں' اور مجاہدین علم کی جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا -

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم اور آگے بڑھا - ویدل (Weddel) نامی ایک اسکاچ کی مہم تین درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئی' جہاں تک کہ کک کی مہم پہنچی تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ایریبس (Erebus) اور تیرور (Terror) نامی دو جہازوں میں امیر البحر سر جیمس روس (Sir James Ross) کی زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئی -

یہ مہم کوہ پیکر دیوارہاے برف کو چیرتی ہوئی' ڈھائی میل پر نکل گئی - نو کشف شدہ زمین کا نام جنوبی وکٹوریا لینڈ (South Victoria Land) اور اسکی بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ایریبس ماونٹ (Erebus mount)' دوسرے کا نام (تیرور ماونٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام روس باریر (Ross Barriar) رکھا گیا -

روس کی اس بے عدیل کامیابی نے اسکو دوسری مہم کی ترغیب دلائی -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا' اور ایک قطعہ زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسی کو بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا اور کنگ ایڈورڈ دی ففتھہ لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا

گو اس دفعہ اسکی کوشش تاج کامرانی زیب سر نہ ہوسکی' مگر تاہم اسکو ایک نمایاں شعاع امید نظر آئی' جسکی روشنی میں وہ تیسری دفعہ پھر روانہ ہو گیا -

روس کے تیسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافی معلومات میں اضافۂ خطیر کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک سفر کا راستہ کھل گیا -

یہی کامیابیاں ہیں' جن کی بدولت صف مکتشفین میں روس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

روس کے بعد کمانڈر جیرلیچ (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کی حکومت کی زیر سرپرستی ایک مہم روانہ ہوئی - یہ مہم ۱۷ درجہ ج' تک پہنچی - اثناء سفر میں اس کو نہایت خوفناک شدائد کا سامنا ہوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر اکتشاف قطب شمالی کے مشہور فسانہ طراز: ڈاکٹر کک (Cook) کے بہادر ہاتھ مدد کے لیے نہ بڑھتے' تو یقیناً یہ مہم فنا کے نا پیدا کنار سمندر میں غرق ہوگئی ہوتی - (جیرلیچ) کی مہم کے بعد سے انیسویں صدی کے آخر تک کوئی عظیم الشان مہم نہیں گئی -

بیسویں صدی کے آغاز نے شوق اکتشاف کا ایک نیا دور شروع کیا صلاے سرفروشی کے زمزمۂ شہادت نے روس کا زمانہ یاد دلا دیا جرمنی' اسکاٹلینڈ' اور برطانیہ نے اکتشافی مہمیں روانہ کیں - جرمنی کی مہم گاس (Gauss) کے زیر قیادت تھی' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئی - اسکو گو کوئی نئی زمین نہیں ملی' مگر نہایت اہم علمی نتائج سے پر دامن آئی - اسکاٹلینڈ کی مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جہاز میں ڈاکٹر ڈبلیو - ایس - بروس (Dr. W. S. Bruce) کے زیر قیادت تھی - یہ جرمنی کی مہم سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۲۷ - دقیقے ج تک بڑھتی ہوئی چلی گئی تھی - چند مقامات دریافت بھی کیے' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land)' ماونٹ مارکم (Mount Markham)' اور (Mount Long Staffe) رکھا گیا - ان مقامات کے علاوہ جنوبی ملک کے طبقات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھہ واپس آئی تھی -

برطانوی قومی مہم اسی کیپٹن اسکاٹ کی زیر قیادت تھی جسکی حسرت انگیز موت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاری ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ اسکے حالات کی طرف متوجہ ہوں

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, March 19, 1913.



فی پرچہ
ساڑھی تین آنہ

مراسلات

ترکـــون کي مـالـي امداد

— * —

فوري طور پر صرف اوقاف سے ممکن هے

— * —

(۱) ساڑهے ساتهــه کروڑ مسلمانان هند کي آبادي میں مجاهدین ترکونکي فوري مالي امداد کا مسئله ایک عقدۂ لا ینحل هو گیا هے - ایک طـرف جب هم دیکهـتے هیں که ترکونـکي مالي امداد کے نا کافي رهنے سے اسلام کي حیات و ممات کا مسئله وابسته هے اور دوسري طرف جب هم متوسط اور غریب اصحاب کو اس قلیل عرصه میں کافي رقم کے جمع کرلینے پر قادر نهیں دیکهتے ' تو اس فوري امداد کا سوال اور بهي مشکل هو جاتا هے - ضرورت مقتضي هے که في الفـور کئي کروڑ روپیه ترکوں کي امداد کیلیے مهیا هو جاوے - ممکن هے که قوم کے سربراوردہ اصحاب ایسي مالي امداد کے مهیا کرنے پر آمادہ بهي هو جاویں ' لیکن سوال تو وقت کا هے - یعنی ضرورت آج هے اور امداد کا تهیه ایک مدت چاهتا هے - جس سے یهـه خطرہ پیدا هوتا هے که خدا نخواسته تا " تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود " کا مصداق نه هو جاے - ایسے تنگ اور نازک وقت میں اگر کوئي صورت اس فوري امداد کي مسلمانوں کے هاتهه میں باقي هے ' تو وہ اسلامي اوقاف کے معزز همدرد متولیوں کي خاص نظر عنایت سے وابسته هے ' اور انکي ایسي با وقت مالي امداد اسلامي دنیا کے شکریه کي خاص طور پر مستحق هے - بشرطیکه وہ اپنے اوقاف سے ایسي مالي امداد کے بهم پهونچا نے میں تنگي وقت و ضرورت کو ملحوظ رکهکر عجلت سے کام لیویں -

(۲) یهي وہ خاص وقت هے جسکے لیے اوقاف کے کروڑوں روپے کا بهتر استعمال کیا جاسکتا هے - اور خدا و رسول کے نزدیک معزز اور همـدرد متولی ان اوقاف کي ذمـه داري سے عهدہ برا هوسکتے هیں اور عند الناس مشکور -

(۳) اسلامي اوقاف کا بهترین مصرف اگر کوئي هوسکتا هے ' تو وہ بالخصوص اسلامي روایات اور شان کا تحفظ - ترک اس وقت اسلامي روایات کے تحفظ کیلیے اپني جانوں کو قربان کر رهے هیں - ان اوقاف کي خطیر رقوم سے جنکا جائز مصرف اکثر مقامات میں ظهور پذیر نهونے سے آجتک بینکونکي تحویل میں پڑا رهنا ضروري سمجها گیا هے ' ترکوں کو مالي امداد بهم پهونچانا ' ان اوقاف کا بهترین مصرف هے - رنگون ' بمبئي ' سورت ' الکته ' مدراس ' اجمیر شریف ' پاک پٹن شریف ' سرهند شریف ' پیران شریف ' تونسه شریف ' گولڑہ شریف ' دهلي ' لاهـور ' پشاور ' و دیگر جملـه شهروں و قصبوں کے متولیـوں اور مقدس انفـاس سجادہ نشینـوں اور پیـروں سے نهایت اخلاص اور عاجزي کیساتهه استدعا کیجاتي هے که اپنے اپنے اسلامي اوقاف کي گراں بها رقوم کو هفته عشرہ کے اندر اندر ترکوں کي مالي امداد میں منتقل کرنے میں عجلت سے کام لینگے - کیونکه اسوقت غنیم یعنی عدوے اسلام کو تمام دنیا کے گرجوں اور کلیساؤں سے روز مرہ بیش از بیش رقوم فراهم هو هو کر پهنچ رهي هیں -

(۴) معزول سلطان عبد الحمید خاں غازي اپني پیش تر فراهم کردہ رقوم کو جو جرمني کے بینکوں میں جمع تهیں ' ترکوں کي امداد میں دیکر اسـلامي دنیا کے لیے ایک قابل تقلید مثال قایم کرچکے هیں - اور ایک معزول سلطان کا اپنے معزول کنندونکي امداد میں اپني کل فراهم کردہ رقوم کا دیدینا اس امر کي بین دلیل هے که معزول سلطان نے اپنے غازیوں کو خطرے کي حالت میں دیکهکر یه امـداد نهیں کي ' بلکـه اسـلامي کشتي کو خطرے میں دیکهکر -

(۵) اسلامي اخباروں اور رسالوں سے هماري عاجزانه درخواست هے که اس استدعا کو جلد سے جلد اپني قابل راے کیساتهه اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرکے عند الله و عند الرسول ما جور رهوں -

ڈاکٹر ایم - اے - سعید انصاري - بي - ایم - ایس - سي
سکریٹري هلال احمر شمله

فهرست

زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیه

—:۞:—

(۱۵)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

	روپیه	آنه	پائي
بذریعه قافله مولوي شهاب الدین صاحب			
نقد	۵۷	۲	-
قران شریف دو جلد - مکمل چاندي ۱۰ عدد - جهومر چاندي ۳ جوڑے - پازیب خورد چاندي ۲ عدد - بالی زنجیر دار چاندي ۳ عدد - بالیاں چاندي ۱۲ عدد - ناک سونیکي ایک عدد - کانپهول چاندي ۲ عدد - انگشتري ۱۹ عدد خورد و کلاں - سونیکا بلاق ایک عدد - سونیکے ناک پهول ۳ عدد - گهڑي ۲ عدد ٹائم پس - ... ایک عدد ریشمي بدرسي - کرتا ایک عدد گوٹه			
بذریعه ... حسین خانصاحب - برادران پٹنه			
نقد (جو زیورات فروخت کرکے ادا کیا گیا)	۲۴	۵	۹
... ماہ بانو	۱۲	۷	۶
... حسین صاحب - ... پوري	۱	•	•
... عدن ...	۱	•	•
...	۱	۱۲	۶
بذریعه حافظ ... احمد صاحب مختار بدماله	۷۵	•	•
بذریعه عبد الحمید خانصاحب - ... - ...	۲۷۵	•	•
بذریعه خدا بخش ' الهي بخش ' قاسم علي خاں - سکندر علي			
خاں - عبد الرحیم خانصاحب برزاں مودا - مسیار پور	۲۰۰	•	•
بذریعه عبد علي ' و عطا محمد صاحب - موسدار پور	۱۲۰	•	•
بذریعه سید احمد حسین صاحب ... گنج	۱۳	۴	•
حاجي محمد یوسف صاحب مدراس	۱۰	•	•
ولي حسین صاحب ... پور	۳	•	•
محمد حسن صاحب اله آباد	۱	•	•
... الرحمن صاحب ... اله آباد	-	•	•
میزان	۷۹۷	۱۵	۹
میزان سابق	۳۰۴۸	۷	۶
میزان کل	۳۸۴۶	۷	۳

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلم ... ابو الکلام الدہلوی

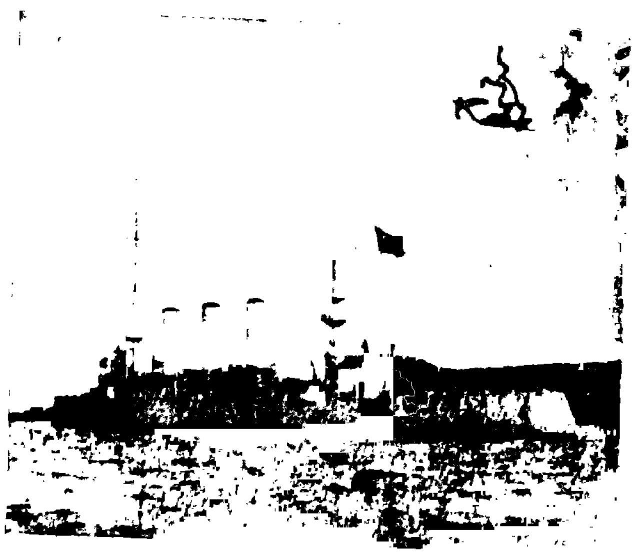
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ١٧ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری
Calcutta: Wednesday, March 26, 1913.

نمبر ١٢



قیمت فی پرچہ

بلا محصول ڈاک ...



DR. ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION WITH NURSES OF THE TURKISH RED CRESCENT SOCIETY.
Seated in centre of the second lower row is Basim Omer Pasha, President of the Turkish Red Crescent Society.



LT.-COLONEL ENVER BEY (centre second lower row) AND MEMBERS OF DR. ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION.
[Photos. taken in the Kadirjah Hospital, Constantinople.]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ٨ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ١٢ — کلکتہ: چہارشنبہ ١٧ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری — جلد ٢

Calcutta: Wednesday, March 26, 1913.

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

التماس

— * —

نمبر ٧ ، ٨ ، جلد (٢) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے شائقین ذرا توقف فرماویں -

منیجر

طرفدار" دول نے باب عالي کو' متعدد یاد داشت بھیجي تھي'
ر قسطنطنیه اور ایشیاء کے تاراج کی دھمکي دي تھي -

اس داستان بھر میں سب سے زیادہ مزے کي بابت یه ھے' که
سٹریا کہتي ھے' که وہ جو کچھه کر رھي ھے' محض انسانیت کے
لیے کر رھي ھے' کیا یه صحیح ھے ؟ کیا آسٹریا اتني انسانیت پرست
ھے ؟ اگر جواب اثبات میں ھے ' تو سوال یه ھے ' که اسوقت آسٹریا
کي انسانیت پرستي کہاں تھي جب که مقدونیه' البانیه' اور تھریس
میں عورتوں کي چھاتیوں کے کاٹے جانے' بچوں کو نمایشي جنگ کے
پھلو کي طرح لٹکا کے نشانه بنائے جانے ' اور نوجوانوں اور بوڑھوں
کو بندوقوں کي باڑہ سے آزائے جانے کي روداد یں شائع ھو رھي تھیں'
مگر شاید نصاري کے نزدیک انسان صرف وہ ھے ' جو یسوع مسیح
کي باد شاھت میں داخل ھے' نہیں بلکه خاموشي کي وجه یه تھي
مقدونیه وغیرہ میں جوکچھه ھو رھا تھا ' وہ بادشاہ یسوع کے اس حکم
کي تعمیل تھی ' که " میرے وہ دشمن جو یه نہیں چاھتے ' که میں
ان پر حکومت کروں ' ان کو یہاں لاو اور میرے سامنے ذبح کرو " -

صلح

سفراء دول نے بلغاریا کے وزیر اعظم کو شرائط صلح دیدیے
ھیں یه شرائط حسب ذیل ھیں -

(۱) خط اینس و میڈیا کے جنوب کے تمام قطعات باستثناء
البانیا حلیفوں کو دیدیے جائینگے -

(۲) حد بندي اور مستقبل جزائر دول کے ھاتھه میں ھو گا

(۳) ترکي کو کریت سے دست بردار ھونا پڑیگا -

(۴) حلیفوں کو تاوان جنگ نہیں ملیگا ' مگر اسکے بدلے انکو
اس کمیشن میں شرکت کا حق دیا جائیگا ' جو پیرس میں اس
غرض سے بیٹھے گا ' که عثماني قرض کا منصفانه (؟) فیصله کرے'
ترکي کو بھي اسمیں شرکت کا حق ھوگا -

(۵) جوں ھي یه شرائط منظور ھو جائینگے' جنگ فوراً موقوف
ھو جائیگي -

بلغاریا اور سرویا نے یه جواب دیا ھے که وہ مشورہ کے بعد جواب دینگے -

* * *

اشقودرہ' سقوطري' اور ادرنه کي شاندار مدافعت نے دنیا کو محو
حیرت بنا دیا ھے' مگر اسکي یه قدر کي گئي ھے' که باوجود غیر مفتوح
ھونے کے بلقان کو دلوائے جارھے ھیں' اس تقریب سے ھمیں وہ وقت
یاد آتا ھے' جب که یونان و ترکي میں جنگ ھوئي تھي' اور یونان
کو ترکوں کے مفتوحه مقامات بھي دلوا دے گئے تھے - مسٹر گلیڈسٹن
نے کہا تھا " که ھلال کے پاس سے صلیب کے پاس آسکتا ھے لیکن جو
صلیب کے پاس آجائے وہ ھلال کے پاس واپس نہیں جا سکتا -

واقعه یه ھے که یورپ ھمیشه اسي مقوله پر عمل کرتا رھا ھے'
مگر فرق یه ھے' که یه مقوله مسٹر گلیڈسٹن کے دل و عمل کے ساتھه'
زبان پر بھي تھا' مگر اور لوگوں کے صرف دل اور عمل میں ھے " -

حدود البانیا

ریوٹر کو معلوم ھوا ھے که ' البانیه کے حدود کا پرخار مسئله باھم
سفراء دول میں طے ھوگیا ھے' اور اندہ اسي فیصلے کا نفاذ ھوگا ' کیا طے
ھوا ھے ؟ یه پوشیدہ ھے اور وقت مناسب تک پوشیدہ رھیگا -

ایک مجاھد صلیبي اور انگلستان

۲۰ مارچ کو دار العوام میں شاہ یونان کي موت پر موجودہ
شاہ یونان' یونانیوں' ملکه الیگزنڈرا ' شاھنشاہ جارج پنجم ' کے ساتھه
ھمدردي اور تعزیت کے ووٹ کي تحریک کرتے ھوے' مسٹر ایسکوئتھه
وزیر اعظم انگلستان نے کہا که " اس بے مقصد جرم کي خبر (جس نے
لاکھوں انسانوں کو غمگین بنادیا ھے) دنیا سنتے میں پڑنکي ھے'
مسٹر موصوف نے کہا ' که یه امر خاص طور تم انگیز ھے' که یه حمله
اسی وقت کیا گیا ' جب که وہ اپنی امیدوں کو بارآور ھوتے ھوے دیکھنے
والے تھے' آخر میں مسٹر موصوف نے کہا ' که اس ماتم میں یونانیوں
کے ساتھه برطانیه کي شرکت کے معقول وجوہ موجود ھیں' مسٹر بونرلا
نے تائید کي ' رزولیوشن پاس ھوگیا -

* * *

الشیٔ یبعث الشیٔ

مسٹر ایسکوئتھه کي مرثیه خواني سے ھمیں بلقان کے وہ صدھا خانماں
برباد مسلمان خاندان یاد آگئے' جنکي خاتونیں بے عصمت کي گئیں'
بچے نمایشي جنگ کے پھلوں کي طرح کاٹے گئے' اور مرد بندوقوں
اور سنگینوں کا نشانه بنائے گئے' اور " بار آوري امید " کے فقرے نے تو
قیامت ھي کي نمک پاشي کي - پس اسوقت ھم بھي مسٹر ایسکوئتھه
کي طرح پر فغاں ھیں' بلکه ان سے زیادہ ' انکے صرف ایک داغ لگا ھے'
اور یہاں داغ مجسم ھیں ' ممکن تھا که ھم بھي ھندوستان کے بعض
اجیر نوحه گروں کي طرح ماتم کي صفیں بچھاتے اور نوحه کرتے ' اور
اگر ھم ماتم کرتے' تو غالباً مسٹر موصوف سے زیادہ درد انگیز و جگر دوز
طریقے سے کرتے' مگر خداے عزیز و جلیل فرماتا ھے که :—

انما ینہاکم الله عن الذین	الله تم کو ان ھي لوگوں سے دوستي
قاتلوکم فی الدین	کرنے سے منع کرتا ھے ' جن لوگوں نے
واخرجوکم من	تم کو دین کے واسطے قتل کیا ھے' اور تم کو
دیارکم وظاھروا علی	تمہارے گھروں سے نکالا ھے' اور تمہارے
اخراجکم ان تولوھم	نکالنے میں مدد دي ھے' جو لوگ ان
ومن یتولھم فاولئک	سے دوستي کرتے وہ ھي (مسلمانوں
ھم الظالمون	کے حق میں) ظالم ھیں -

اس بناء پر ھمارا عقیدہ ھے که صلیبي مجاھد کي عزاداري کرنا
خدا قادر و قہار کی اور اسکے ملائکه کي لعنت کا مستوجب ھونا ھے' پس
ھم نہیں چاھتے' که دنیاوي بادشاہ کے لیے آسماني بادشاہ کي لعنت
کے مستوجب ھوں ' اور غالباً ھمارا دنیاوي بادشاہ بھي نہیں چاھتا '
که ایسی عزاداري میں شریک ھوں جسمیں شریک ھونا مذھباً
ھمارے لیے حرام ھے -

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله

حق کي فتح

یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

الحمد لله ھنگامه باطل پرستي میں مظلوم حق کي صدا بیکار نہیں
گئي ' یونیورسٹي ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا ' فونڈیشن کمیٹي از سر نو کام
کریگي' یه دوسرا دفعه ھے' که قلت کو اکثرت پر حریت کو استبداد پر اور
حق کو باطل پر فتح ھوئي ھے' ان في ذلک لایة لقوم یعقلون -

جلسه لیگ

ھماري تو شروع ھي سے راے تھی ' که جب تک لیگ کے
قوام میں استبداد پرست ارباب زر کا عنصر غالب ھے' اسوقت اسکي
اصلاح سے قوم مایوس رھنا چاھیے' ابکي جلسه سے معلوم ھوا ' که قوم
اس نکته کو ایک حد تک سمجھنے لگي ھے ' حاضرین کي
تعداد غیر معمولي طور پر کم تھي ' پبلک نے تو گویا بائیکاٹ ھي
کردیا تھا -

" سیلف گورنمنٹ " کے ساتھه " سوٹ ابل " کي قید پاس ھوگئي
اور کیوں نه ھوتي -

خود کوزہ خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

ھم اندہ نمبر میں ان شاء الله العزیز اپنے افکار و اظہار کرینگے -

شذرات

—:○•○:—

هفتـــــه جنگ

—:•:—

چتـاجـا ١٧ تک عثماني سرکاري روداد جنگ کے بموجب خطوط چتلجا پر کولي حمله عام نهيں هوا ' خفيف مناوشات (اسکريمشيز) هوتے رهے - ١٩ کو عثماني پيادہ فوج ايک پر جوش معرکے کے بعد فتحياب هولي' فتحيابي کے بعد بهي تمام خطوط پر دشمن سے معرکه آرا هوتي رهي - ٢١ کو صوفيا کے ايک تار سے معلوم هوتا هے' که دو ترکي تريزوں نے بلغاريا کے ميمنه پر حمله کيا ' شديد جنگ هولي' ترکي فوج پانچ سو مقتول و مجروح چهوڑ کے پسپا هولي' شام کو پهر حمله آور هولي' پهر پسپا کر ديگئي - ٢٣ کے عثماني سرکاري تار سے (جو هندوستان کے عثماني قونصل عام) کو موصول هوا هے' معلوم هوتا هے که خطوط چتالجا پر سکون طاري هے -

ان خبروں سے صاف طور پر معلوم هوتا هے ' که چتلجا ميں خطوط کے استحکام اور فوج محافظ کے جوش و همت ميں کولي فرق نهيں آيا هے ' فوج برابر نـکل کے حملے کرتي هے' اور جيسا که قاعدہ هے کبهي کامياب هوتي هے اور کبهي نا کام -

ادرنــه ٢٠ کو عثماني فوج نے دشمن کے اگلي پوزيشنوں پر گوله باري کي' عثماني سرکاري تار سے معلوم هوتا هے' که دشمن کي فوج آتشباري کي تاب نه لاسکي اور بهت سے خندق چهوڑ کے پيچهے هٹ گئي - ٢٢ کو ادرنه سے براہ راست لندن ميں اس مضمون کا تار موصول هوا هے' که مدافعت بهادرانه طور پر جاري هے' قلعے پوري طرح مضبوط هيں' انتظام کامل طور بر قرار هے غذا افسر تقسيم کرتے هيں' ٢٠ کا صوفيا کا تار بيان کرتا هے' که حمله عام کيا گيا ' جسميں حمله آور مشرق کے دو قلعه بند نقطوں پر قابض هوگئے -

درياے استمبي اب تـک تو دنيا کو يه يقين دلايا گيا تها ' که البانيه بالـکل فتح هوگيا مگر ٢٥ کے سٹنجي سے آلے هوے تار سے معلوم هوتا هے' که البانيه کے درياے استمبي ميں جاويد پاشا جانبازانه مدافعت کر رهے تهے ' مگر آخرکار ٢٥ کو پاشاے موصوف نے مع ١٥ هزار فوج کے سروي فوج کے آگے هتيار ڈالديے (؟)

يتپليني دراز و سے جانب جنوب و مشرق ٧٥ ميل کے فاصله پر ايک تيپليني نامي ايک مقام تها اتهينس کے ٢٧ کے تار سے معلوم هوتا هے' که يونانيوں نے اس پر بهي قبضه کرليا هے -

حمــــله عــــربــي

آج آپ شؤن عثمانيه ميں طرابلس الغرب کے زير عنوان چند خوشگوار و اميد افزا خبريں پڑهينگے' يه خبريں عثماني ذرائع کي هيں' انکا خفيف پرتو آپ رومه کي اس تار برقي ميں بهي ديکهينگے' جو ذيل ميں درج کيجاتي هے -

٢٣ مارچ رومه '

باروني بے کے زير قيادت عربوں کے هاتهوں طالوي بهت دق هورهے هيں' حملوں کو موقوف کرنے کے ليے ' دو اطالوي کالموں نے حمله کيا ' اور گيرين سے جنوب کي طرف ايک مضبوط موقف (پوزيشن) پر دست بدست جنگ کي ' عرب ٢٢٠ مقتول چهوڑ کے چلے گئے ' اطاليوں کے ٢٣ زخمي هوے ' اور ١٣ کام آئے

آپ کو اس سے اتنا معلوم هوگيا هوگا ' که عربوں برابر حملے کر رهے هيں ' رهي مقدار نقصانات کي صحت و عدم صحت تو اسکا تجربه آپکو سنه ١١ ع ميں اچهي طرح هوچکا هے -

* * *

امداد اسلام ميں خانه جنگي کے آثار

جاوا کوي ميں عام طور پر' مسلمان اور کيتهولک ارتهوڈکس هونے پر علانيه مجبور کيے جارهے هيں ' اس سلسله ميں نه معلوم کتنے امام مسجد علماء اور مشائخ شهيد کيے گيے ' ان تمام مسلم کشي کي خبروں کے جواب ميں تو تمام يورپ نے صرف اس کهنے پر اکتفاء کيا که جنگ ميں ايسا هي هوتا هے ' مگر حال ميں پيلک نامي ايک پادري کے قتل نے ' تمام کيتهولک دنيا ميں آگ لگادي هے ' والنا ميں اس واقعه کي تفصيل يه بيان کي گئي هے' که اولاً پيلک سے ارتهوڈکس هونے کي فرمايش کي گئي' جب اس نے انکار کيا' تو اسکو دهمکايا گيا ' جب وہ تهديد سے بهي متاثر نه هوا ' تو اسکے کپڑے چاک کر ڈالے گئے اور اسکو اسقدر مارا گيا که اسکي پسلياں اور هاتهه پير ٹوٹ گلے ' اور وہ زمين پر گر پڑا ' مگر اب بهي وہ ارتهوڈکس نه هوا ' آخر ايک شخص نے اسکے جگر ميں سنگين بهونکدي اور وہ مرگيا -

ايک آسٹروي جهاز " اسکودرا " نامي گرفتار کرليا گيا هے' اور جبراً سروي فوج کي نقل و حرکت ميں استعمال کيا جا رها هے' سقوطري پر گوله باري ميں آسٹريا کا ايک يتيم خانه' خانقاہ' اور چند اور عمارتيں منهدم هوگئي هيں - ان وجوہ سے آسٹريا اور مانٹي نيگرو کے تعلقات نهايت تلخ هورهے هيں -

عام طور يقين کيا جاتا هے' که پولا سے آسٹروي بيڑے کي روانگي کا تعلق انهي واقعات سے هے' گو سرکاري طور روانگي کي وجه حسب عادت نمايشي جنگ بيان کي گئي هے -

حال ميں آسٹريا نے مانٹي نيگرو سے حسب ذيل مطالبات کيے تهے -

(١) قتل پادري کي تحقيقات آسٹروي قونصل کے سامنے کي جالے -

(٢) تبديل مذهب کي کاروالي فوراً موقوف کرديجا لے ' اور اس قسم کے جسقدر واقعات اسوقت تـک هوے هيں' وہ سب کالعدم سمجهے جاليں -

(٣) " اسکودرا " فوراً چهوڑ ديا جاے -

(٤) اسقوطري کے غير ملکي لوگوں کو شهر چهوڑنے کي اجازت ديجا لے -

مانٹي نيگرو نے نمبر اول کے جواب ميں پادري پر بغاوت کا الزام لگايا هے' نمبر دوم کي واقفيت سے انکار کيا هے' نمبر سوم کے بابت فوري تحقيقات کا وعدہ کيا هے - اور نمبر چهارم کے منظور کرنے سے انکار کيا هے مگر يه اطمينان دلايا هے' که آينده آتشباري کا رخ صرف قلعوں کي طرف هوگا -

مگر آسٹريا کے نزديک يه تمام جوابات ناکافي هيں ' اسليے اس نے الٹيميٹم ديديا هے' که اگر غير ملکي باشندوں کے ترک اسقوطري تـک گوله باري موقوف نه رهي ' تو وہ فوجي طاقت سے کام ليگي - اس الٹيميٹم کي وجه سے مانٹي نيگرو پر غير معمولي خوف و اضطراب چهايا هوا هے - اس نے اپنے حليفوں کو اسکي اطلاع دي هے' اور دول کے سامنے يه اعتراض کيا هے' که يه کاروالي ناطرفداري کے خلاف هے - مگر سوال يه هے' که اسوقت مانٹي نيگرو کهاں تها جب "سعـ

جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں بلکہ "خود کامی" ہے' جسکے پیش نظر کبھی "اسباب زندگی" اور کبھی "افسری و سیادت" ہوتی ہے -

تمدن و جنگ

تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟ یہ ایک سوال ہے' جس پر بارہا خامہ فرسائیاں ہو چکی ہیں' قناعت بخش جواب کے لئے' پہلے دو امور پر غور کر لینا ضروری ہے :

(١) اسباب جنگ کیا ہیں ؟

(٢) تمدن کا ان پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

ہم نے ابھی بیان کیا ہے' کہ جنگ کا سرچشمہ " اسباب زندگی " یا " سیادت " کے لئے انسان کی خود کامانہ کوشش ہے - تمدن نے زندگی کو نہایت پُر تکلف اور گران کر دیا ہے' اور یہ ظاہر ہے' کہ زندگی جسقدر پُر تکلف ہوتی جائیگی' اتنی ہی زیادہ اسباب زندگی کی ضرورت ہوگی اور جسقدر زیادہ ضرورت ہوگی' اسی قدر اسکے لئے انسان زیادہ سرگرمی سے کوشش کریگا -

سیادت کا آغاز فرق مراتب سے ہے' اور فرق مراتب کا آغاز تمدن سے - جب تک کوئی قوم متمدن نہیں ہوتی' اسوقت تک تمام افراد یکساں حیثیت سے رہتے ہیں' لیکن جسقدر انمیں تمدن آتا جاتا ہے' اسی قدر فرق مراتب پیدا ہوتا جاتا ہے' اور جسقدر فرق مراتب واضح ہوتا جاتا ہے' اسیقدر جاہ پسند افراد میں سیادت طلبی کا شوق پیدا ہوتا جاتا ہے -

تم اگر ایک محض وحشی قبیلے میں جاؤ' تو نشست و برخاست' گفتار و کردار' وضع و قطع' غرض کسیطرح سے بغیر دریافت کے یہ نہ معلوم کر سکوگے' کہ ان میں شیخ القبیلہ کون ہے ؟ لیکن اب اگر کسی گاؤں میں جاؤ' تو وہاں تمہیں عام آبادی میں کچھہ فرق نظر آئیگا - گاؤں سے کسی قصبے میں جاؤ وہاں فرق کیسیقدر زیادہ نمایاں معلوم ہوگا' اور پھر شہر میں اس سے زیادہ' اور اگر کسی دربار شاہی میں جاؤگے' تو فرق مراتب کا ایک محیر العقول طلسم زار دیکھوگے !

غور کرو کہ صحرا' گاؤں' قصبہ' شہر اور دربار میں بعض امور مشترک ہیں اور بعض مفترق ہیں - امر مشترک یہ ہے' کہ ہر جگہ بالا دست و زیردست ہیں' اور امر مفترق یہ ہے' کہ بعض جگہ بالکل تمدن نہیں' بعض جگہ تمدن ہے' مگر ناقص' بعض جگہ کامل تر' اور بعض جگہ (اس زمانہ کے اعتبار سے) کامل ترین' جہاں تمدن نہیں ہے' وہاں دونوں طبقوں کا فرق غیر ظاہر' جہاں تمدن کم ہے' وہاں ظاہر ہے مگر کم' جہاں پورا تمدن ہے' وہاں پوری طرح یہ فرق ظاہر ہے - پس اس سے صاف ظاہر ہوگیا' کہ تمدن سیادت طلبی کے لیے محرک' اور باعث ہے - اس علم کے بعد' کہ تمدن اسباب جنگ کو کم کرنے کے بدلے بڑھانے والا ہے' بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے' کہ تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟

ایک بدیہی شہادت

یورپ کے تمدنی تقدمات اسقدر روشن ہیں' کہ اُن کے بیان کی ضرورت نہیں' لیکن با ایں ہمہ جنگ کی بابت اسکی کیا حالت ہے ؟ اسکا جواب ایک مشہور نقاد مورخ کی زبانی یہ ہے :

" وہ (Self-love) متمدن اقوام میں غیر متمدن اقوام سے قوی تر ہے' کیونکہ علم انسان کے دائرۂ عقل کو وسیع' اور مطالب کو کثیر کردیتا ہے' جسکی وجہ سے اسکے ضروریات بھی بڑھ جاتے ہیں' اور اسکو کشاکش کے لیے مجبور کرتی ہیں - وہ قومیں جو اپنی فطری حالت میں باقی ہیں' باوجودیکہ تاخت و تاراج اور یورش و جنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں' لیکن پھر بھی اُن میں ایسے اخلاق پائے جاتے ہیں' جو طمع کی شدت کو کم کردیتے ہیں - میری مراد اس سے وہ عادت ہے' جسکو (Chivalry) (١) کہتے ہیں' یہ عادت خونریزی اور جنگ کے موقوف کرنے میں بھی' بارہا اسیطرح کامیاب ہوئی ہے' جسطرح کہ بارہا جنگ کا سبب ہوئی ہے -

متمدن اقوام کی جنگ تمامتر شخصی مطامع پر مبنی ہوتی ہے' انمیں " شیو الیری " کا مطلقاً وجود نہیں ہوتا' چنانچہ اسی بناء پر لوگ کہتے ہیں کہ " سیاست کے دل نہیں " -

" متمدن قوموں میں ہر قوم اپنے ہمسایوں کی طرف حسد کی نگاہ سے دیکھتی رہتی ہے' اگر اسکی قدرت میں یہ ہوتا' کہ وہ سب کو اپنے زیر نگیں کرلے' تو ہرگز دریغ نہ کرتی' مگر چونکہ یہ اسکے بس میں نہیں ہے' اسلیے وہ بلی کی طرح گھات لگائے ہوئی' ہر ایسی فرصت کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہے' جسمیں وہ اچک کے کسی شہر پر قبضہ کرلے اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کرسکے - یہ صحیح ہے' کہ وہ کسی عذر کے بغیر تلوار نہیں نکالتی' مگر اکثر عذر فرضی اور غلط ہوتے ہیں " -

" جب کوئی سلطنت دوسری سلطنت کا کوئی ملک لینا چاہتی ہے' تو پہلے وہ یہ دیکھتی ہے' کہ وہ اس پر غالب آسکتی ہے یا نہیں' اگر غالب آسکتی ہے' تو پھر کوئی نہ کوئی عذر تلاش کر لیتی ہے' اور اس عذر کی بنا پر اعلان جنگ کر دیتی ہے' لیکن اگر غالب نہیں آسکتی' تو اس سے قوی تو عذروں کے موجود ہوتے ہوے بھی جنگ کا نام نہیں لیتی " -

جنگ کے اصلی سبب آفرینی

فاضل نقاد نے جنگ کے لیے متمدن اقوام کی سبب آفرینی کی بابت جو کچھہ لکھا ہے' گو وہ حرف بحرف صحیح ہے' مگر تاہم چند مثالوں کا طالب ہے -

* * *

ہندوستان دنیا کی تمام حوصلہ مند قوموں کا منظور نظر رہا ہے - عہد قبل تاریخ سے لیکے اسوقت تک ہر عالی حوصلہ قوم نے اسکے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے - اسلیے کوئی وجہ نہ تھی' کہ فرانس کو اسکا خیال نہ ہوتا' اس کے علاوہ وہ ایک مدت تک بعض قلعات پر حکومت بھی کرچکا تھا - مصر ہندوستان کی کنجی ہے' اور بجاے خود بھی سرسبز اور زرخیز ملک ہے' ان گونہ گوں ترغیبات کی وجہ سے فرانس کے اولوالعزم جنرل نیپولین کے دل میں فتح مصر کا خیال پیدا ہوا - اس نے فرانسیسی حکومت کے ممبروں کی ایک مجلس مدعو کی' جسمیں فتح مصر کا ارادہ ظاہر کیا' وجوہ بیان کرتے ہوے کہا کہ " وہ (مصر) دنیا کی سرسبز ترین زمینوں میں سے ہے' اور ہندوستان کا راستہ ہے " دیگر ممبران حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کرنے میں تردد کیا' تو نپولین نے کہا' کہ اگر اسکی تجویز سے اتفاق نہ کیا گیا' تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیگا' مجبوراً تجویز منظور کی گئی' نیپولین بیڑا لیکے اسکندریہ کے ساحل پر آیا' لیکن داخل ہوا' تو باشندوں میں ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ " ہم اسلیے یہاں آئے ہیں' کہ تمہارے ظالم حکمرانوں کے پنجے سے تم کو نکالیں اور فرانسیسیوں کے ساتھہ جو بد سلوکیاں انہوں نے کی ہیں' انکا انتقام لیں " -

---

(١) (Chivalry) دراصل ایک فرانسیسی نژاد کلمہ (Chevalier) ہے' جس نے انگریزی قالب میں آکے یہ صورت اختیار کر لی ہے -

موخر الذکر ایک فرانسیسی اسم صفت (Chevalier) کا حامل صفت ہے' اس اسم صفت کے معنی اولین اسپ سوار اور معنی ثانی ثانت کے ہیں - ثانت ہذ کے عناصر دوام تین صفات سمجھے جاتے تھے (١) نیک نہادی (٢) بسالت (٣) اسلحہ باری میں چابکدستی -

شیو الیری کے معنی ثانی ان صفات ثلاثہ کا مجموعہ ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ اریحیت و نجدت دو لفظوں میں ہوا ہے - ١٢ منہ

الہلال

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

الحـــرب

(۱)

تمہید اور انسان کي ابتدائي حالت

قدیم ترین زمانے میں انسان کي غذا کي حالت یہ تھي' کہ درختوں کے برگ و بار اور خودرو نباتات کھاتا' اور چشموں اور دریاؤں کا پاني پیتا تھا' جب یہ چیزیں ختم ہو جاتیں' تو انکي نیابت کمزور اور سریع الحصول حیوانات کرتے' انسان انکو پکڑ لیتا اور کچا کھا جاتا' کچا اسلیے' کہ اسوقت فن طبخ عالم وجود میں نہیں آیا تھا' جب جانور بھي ختم جاتے تو اُس جگہہ کو چھوڑ کے کسي اور جگہہ چلا جاتا'

قیامگاہ کے لیے وہ ہمیشہ قرب آب کو ترجیح دیتا تھا' تاکہ پینے کے لیے پاني' اور کھانے کے لیے خودرو درخت اور پاني پینے کے لیے آنے والے جانوروں کے کافي ذخیرہ تک اسکا دست رس رہے' اس طرح عرصہ تک انسان خانہ بدوشانہ زندگي بسر کرتا رہا' اس عرصہ میں کبھي کبھي ایسا بھي ہوا' کہ اتفاق سے دو یا دو سے زیادہ خاندان ایک ہي وقت میں ایک ہي مقام پر پہنچے -

انسان خود کام پیدا کیا گیا ہے' اسلیے بمقتضاے فطرت ہر خاندان کي خواہش ہوئي' کہ وہي اس جگہہ فروکش ہو' انمیں سے ہر ایک نے چاہا' کہ دوسرا چلا جائے' مگر خود نہین گیا - زباني گفتگو ہوئي' مگر کچھہ طے نہ ہوا' بات بڑھي' اور قدرتي سادہ ترین ہتیار یعني دانت' ہاتھہ' اور پیر کام کرنے لگے - (غالباً) دنیا کي سب سے پہلي جنگ اسي طرح وقوع پذیر ہوئي -

ایسا بارہا ہوا' کہ غذا کي ضرورت ہوئي' جستجو کي' مگر کامیابي نہیں ہوئي' یا ایسے وقت ضرورت ہوئي' جسوقت کہ جستجو نا ممکن تھي- ان تلخ تجارب نے انسان کو حفظ ما تقدم کے لیے غذا جمع کرنے کي تلقین کي' کچھہ صدیاں اسي حالت میں گذریں - اس عرصہ میں انسان نے تمدن میں ترقي کي' اور ضروریات اور گرد و پیش کے حالات کي رہنمائي سے زراعت اور جانوروں کي پرورش شروع کي - خشک سالیوں اور امراض نے انسان کو بتایا' کہ احتیاط یہ ہے' کہ جسقدر زیادہ اسباب زندگي پر قبضہ ہوسکے کرلیا جائے - اس جذبہ نے فطرتي خود کامي کے ساتھہ آمیز ہو کے' یہ خیال پیدا کیا' کہ اگر ممکن ہو تو' ان اسباب زندگي پر بھي قبضہ کرلیا جائے' جو دوسروں کے زیر تصرف ہیں- اسکے لیے ضرورت قوت کي تھي' اسلیے ہر خاندان نے اپنے اور اپنے رشتہ دار خاندانوں کے ارکان سے جتھے تیار کیے' اور دوسروں کے زیر تصرف اسباب زندگي پر یورش کرنے لگے -

نسل میں افزایش ہوئي' اسکے علاوہ چھوٹي چھوٹي جماعتیں حملہ یا مدافعت کو کامیاب بنانے کے لیے' متحدہ کوششیں کرنے لگیں - اسطرح چھوٹي چھوٹي حملہ آور ٹولیوں نے بڑي بڑي فوجوں کي شکل اختیار کرلي' اور معمولي حملہ کے بدلے اب بڑي بڑي جنگیں برپا ہونے لگیں - اسوقت ایک ایسے شخص کي ضرورت محسوس ہوئي' جو اُن ہزاروں مقاتلین کو لڑا سکے- ظاہر ہے کہ اس منصب کا مستحق وہي ہوسکتا ہے' جو اوروں سے زیادہ شجاع' زیادہ دانشمند اور امور جنگ سے زیادہ باخبر ہو- ممکن تھا کہ نوجوانوں میں دانشمند و اور شجاع تر ملجاتے' مگر اسکا کیونکر اطمینان ہوتا' کہ جوش شباب انہیں شجاعت کے حدود سے نکال کے' تہور کي حد تک نہ لیجائیگا- اسکے علاوہ دانشمندي تجربے کي نیاز مند ہے' اسلیے یہ خدمت ان سالخوردہ افراد کے سپرد کي گئي' جو شجاعت و دانشمندي کے ساتھہ تجربہ کاري کي صفت بھي رکھتے تھے -

ایک شخص کي چشم و ابرو کي گردش پر ہزاروں انسانوں کا جنبش کرنا' انساني حیات کا سب سے بڑا منظر ہے- شیوخ قبائل نے خدمت سالاري حاجت روائي کے لیے لي تھي' مگر اب شان و عظمت افسري سے جو ذوق آشنا ہوے' تو انکو سالاري میں لطف آنے لگا- مقاتلین نے جنگ ضرورتاً کي تھي' مگر جب فتح و ظفر نے انکو سربلندي سے روشناس کیا' تو شیوخ کي طرح انکو بھي جنگ میں لطف آنے لگا' نتیجہ یہ ہوا' کہ اب جنگ اسباب زندگي کے بدلے جلال سالاري اور لطف سربلندي یا بالفاظ دیگر کشورستاني اور حکمراني کیلیے ہونے لگي -

سرچشمۂ جنگ

نیپولین کہتا ہے " جنگ ایک وحشیانہ حرکت ہے " بالفاظ دیگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہے - ممکن ہے کہ سرچشمۂ جنگ کي بابت نیپولین کي رائے صحیح ہو' مگر جہاں تک ہماري راے کي پرواز ہے' یہ خیال صحیح نہیں- دنیا ہزاروں برس آگے نکل آئي ہے' یورپ میں آفتاب علم نصف النہار پر ہے' خورشید تمدن و تہذیب سے کارزار ہستي پر آہنگ ہے' یادگار ہاے وحشت کے محو کرنے کے لیے عرقریز کوششیں ہو رہي ہیں' وحشت و ہمجیت سے ہر شخص (غلط یا صحیح طور پر) تبري کر رہا ہے مگر با این ہمہ' بقول ایک تشبیہ طراز کے " یورپ آخري الٹ جنگ کي منتظر مسلح اقوام کا کیمپ ہے - "

پس اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہوتي' تو آج کم از کم یورپ سے جنگ کا تمام ساز و سامان محو ہو جاتا' حالانکہ اس مقام پر سب سے بڑي منڈي رہي ہے !

اب سوال یہ ہے' کہ اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں' تو پھر کیا ہے ؟ موجودہ علم الاخلاق کا یہ ایک بنیادي مسئلہ ہے' کہ خود کامي اور خود دوستي (Self love) نوع انساني میں دو عالمگیر جذبے ہیں دنیا میں ایک شخص بھي ایسا نہیں ملیگا' جو خود دوستي سے خالي ہو' یہي خود دوستي اور خود کامي قدرتي طور پر باہم منافست و تصادم کا باعث ہوتي ہیں - اور ہر قوم' ہر جماعت ہر خاندان' بلکہ ہر فرد یہ چاہتا ہے' کہ دنیا کي بہترین چیزیں صرف اسي کے قبضہ میں رہیں' اور اگر نہیں ہیں' تو آ جائیں -

افسري و سیادت گو پر خطر ہیں' مگر دلکش ہیں' گو موجودہ حالت میں اہل ہند اسکا اندازہ نہیں کرسکتے -

انسان کي خود دوستي و خود کامي اسکو ترغیب دیتي ہے' کہ جسطرح ممکن ہو' لطف سیادت سے بہرہ یاب ہو - پس درحقیقت

انگلستان

جنگ کریمیا — ۶ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۲۷ هزار نفوس -

جنگ جرمن و انگلستان ۱۸ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ تعداد نفوس غیر معلوم

جنگ انگلستان و فرانس — ۸۳ کرور ۱۰ لاکھ پونڈ - تعداد نفوس غیر معلوم -

فرانس

جنگ کریمیا — ۹ کرور ۳۰ لاکھ پونڈ اور ۴ لاکھ ۲۴ هزار نفوس -

جنگ فرانس و پروشیا — ۳۱ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۱۳۸۸۷۰ نفوس -

روس

جنگ کریمیا — ۱۴ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ اور ۹۵ هزار نفوس -

ان چند نامکمل تخمینوں سے اندازہ هو سکتا هے' که معمولي جنگوں کے علاوہ صرف ۱۶۰۰ مشہور جنگوں میں کتني جانیں اور کسقدر مال ضائع هوا هوگا ؟

مشاهیر یورپ کے اقوال

ان عظیم الشان نقصانات کي بناء پر' مشکل سے کوئي ایسا فلسفي ملیگا ' جس نے جنگ کي نکوهش نه کي هو' مگر ایک فلسفي سے جنگ کي نکوهش عجب نہیں' تعجب تو یه هے' که خود بعض ان لوگوں نے جنگ کو برا کہا هے ' جنکا شمار دنیا کے مشہور سپه سالاروں میں هے ' چنانچه (نپولین) کہتا هے که " جنگ ایک وحشیانه اور بربري حرکت هے ' خواہ وہ کتني هي شکلیں بدلے ' مگر بہر حال وہ عہد وحشت کي ناگوار یادگار هے " (ولنگٹن) کہتا هے : " اگر تم ایک دن بهي جنگ کو دیکهه لو' تو خدا سے دعا مانگو که پهر وہ تمہیں روز جنگ نه دکھائے " اسي کا یه مقوله هے : که " جنگ میں شکست سے بدتر فتح هے " -

ممنوعات جنگ

کہا جاتا هے' که تمدن جدید کا یه ایک وصف امتیازي هے ' که اس میں جنگ بهي پابند قانون هے ' گو واقعه یه هے' که وہ اس باب میں بهي آفتاب اسلام سے ضیاء اندوز هوا هے ' جیسا که هم آینده نمبر میں بشرط فرصت دکھائینگے -

ارباب تمدن کا بیان هے ' که ان قوانین کا مقصد شدائد جنگ کو کم کرنا هے ' مگر افسوس که واقعات اسکي تصدیق نہیں کرتے - هم دیکهتے هیں هر روز مہلک سے مہلک تر اسلحه ایجاد هوتے هیں' پس اگر قوانین' جنگ کي غرض اصلي شدائد کي تخفیف هوتي' تو ان اسلحه کي ایجاد یا کم از کم استعمال ممنوع هوتا -

اصل یه هے' که تمدن و قانون باهمدگر لازم و ملزوم هیں ' جن قوموں میں تمدن بالکل نہیں - انمیں کوئي قانون نہیں ' اور جن قوموں میں جسقدر تمدن هے ' اسي قدر قانون بهي هے - چونکه قرون اخري میں تمدن نے غیر معمولي ترقي کي هے ' اسکا لازمي نتیجه یه هوا ' که قانون نے بهي اسي قدر ترقي کي ' اور صلح سے گزر کے جنگ تک پہنچگیا ' اور رفته رفته تمام زنده قوموں کي زبانوں میں اس موضوع پر بهي ایک معقول ذخیرہ ادب تیار هو گیا -

ان تمام قوانین کي تفصیل نہایت طویل هے' اسوقت هم ممنوعات جنگ میں سے چند دفعات نقل کردیتے هیں -

(۱) هتیار رکهدینے کے بعد دشمن کو زخمي کرنا -

(۲) زخمیوں پر حمله کرنا -

(۳) دشمن کي طرف سے جب امان طلب کیجائے تو اسکي منظوري سے انکار کرنا -

(۴) گرفتاري کي حالت میں دشمن کي توهین و تعذیب کرنا -

(۵) دشمن پر چالاک حمله کرنا -

(۶) ایسے گولوں کا استعمال' جس سے دشمن کے زخمیوں کو بے فائده تکلیف هو -

(۷) زهر میں بجهے هوے تیروں' پسے هوے شیشے' یا دم دم کي گولیوں کا استعمال کرنا -

(۸) آتشگیر گولوں کا استعمال' جب که فریقین جنگ عیسائي هوں -

(۹) ایسے گولوں کا استعمال' جن کا وزن ۴ سو کیلوگرام سے زیاده هو' یا جنمیں آتشگیر مادے بهرے هوں (یه دفعه سنه ۱۸۶۸ ع میں سینٹ پیٹر سبرگ کي کانفرنس میں طے هوئي تهي)

(۱۰) زهر کا استعمال' خواہ کنووں ' چشموں' نہروں وغیرہ میں ڈالا جاے' یا کهانے میں ڈالا جاے' یا اسلحه اسمیں بجهائے جائیں -

(۱۱) بغیر اعلان جنگ کے دفعه حمله کردینا -

(۱۲) جهوٹ بولنا - (مگر فتح و نصرت کي جهوٹي خبریں شائع کرنا بالکل جائز هے) -

(۱۳) عہد شکني کرنا - (جیساکه اسوقت ریاستہاے بلقان کررهي هیں)

(۱۴) سامان کي گاڑیوں پر سرخ جهنڈا (جو مریضوں کي گاڑیوں کي علامت هے) نصب کرنا -

(۱۵) بل ڈاگ سے کام لینا کیونکه وہ درنده هے -

(۱۶) تجارتي بندرگاهوں پر گوله باري کرنا -

(۱۷) عورتوں' بچوں' اور بوڑهوں پر تلوار اٹهانا -

ان واقعات میں جو امور ضروري اور سودمند هیں - وہ وهي هیں جنکو اسلام تیرہ سو برس پہلے کہه چکا هے -

قوانین جنگ کي زود شکني

تاریخ بتاتي هے' که جب کبهي دو غیر مساوي قوموں میں جنگ هوئي هے' تو تمام قوانین دفعه توڑ دئے گئے هیں' اور قوي قوم نے اپنے حریف کو زک دینے کے لیے ' جو وسائل مناسب معلوم هوے هیں' اختیار کیے هیں - مثلا بوئروں اور انگریزوں میں جنگ هوئي - پهٹنے والے گولوں کا استعمال قانون جنگ کي رو سے ممنوع تها' مگر انگریزوں نے استعمال کیا دم دم کي گولیاں سخت مہلک اور ممنوع الاستعمال هیں' مگر سنه ۵۷ کے غدر میں' انگریزوں نے استعمال کیں - هتیار رکهدینے کے بعد حریف کي فوج پر هتهیار اٹهانا جائز نہیں ' مگر تسلیم پلونا کے بعد آدهه گهنٹه تک روسي توپخانے پلونا پر گولے برساتے رهے - تجارتي بندرگاهوں پر گوله باري ممنوع هے' مگر اطالیا نے سنه ۱۱ میں ساحل بیروت پر گوله باري کي - غیر مسلم جوانوں ' بوڑهوں ' عورتوں ' اور بچوں ' کو قتل کرنا جائز نہیں ' مگر نخلستان طرابلس اور میدانہاے مقدونیه و تهریس میں بلا تمیز هر مسلم که و مه قتل کیا گیا - مختصراً یه که بقول حکیم (سولن) قانون تار عنکبوت هے جو اپنے سے کمزور کو دبا لیتا هے' مگر اپنے سے قوي سے ٹوٹجاتا هے پس واقعه یه هے که لا حکم الا القوہ -

هم کسي اینده اشاعت میں اس عنوان پر اسلامي نقطۂ نظر سے بحث کرینگے -

جزائر الغرب ایک زر خیز ملک ہے - فرانس کی دیرینہ آرزو تھی ' کہ وہ اسکی نو آبادیوں میں آجائے ' مگر اسکے لیے فرصت کا منتظر تھا ' نپولین نے جب مصر فتح کرنا چاہا ' تو اسکے لیے الجزائر کے ایک یہودی مہاجن سے کچھہ روپیہ قرض لیا ' قرض کی ادائگی میں عمداً دیر کی گئی - ایک دن فرانسیسی قونصل امیرالجزائر کے پاس بیٹھا تھا ' قرض کا ذکر آیا ' تو فرانسیسی قونصل نے کوئی سخت نا ملائم لفظ استعمال کیا ' جس پر امیر کو غصہ آگیا ' امیر کے ہاتھہ میں ایک پنکھا تھا ' اس نے وہی پنکھا قونصل



امیر الجزائر فرانسیسی قونصل کو پنکھے سے مار رہا ہے

کے منہہ پر مارا - قونصل نے اسکی اطلاع اپنی حکومت کو کی ' جزائر پر جنگ کیلیے یہ علت کافی سے زیادہ تھی ' فوجکشی کی گئی اور فتح کرلیا گیا -

* * *

سنہ ۱۸۹۲ سے قبل تک تو تمام مورخین جنگ فرانس و پرشیا کا ذمہ دار فرانس کو قرار دیتے تھے ' مگر اسکا اصلی ذمہ دار کوئی اور تھا ' اور جو تھا بعد کو خود اس نے اقرار کرلیا -

اسی اجمال کی تفصیل یہ ہے ' کہ فرانس اور جرمنی میں جب اسپین کی بابت اختلاف پیدا ہوا ' تو فرانس نے موسیو (بنیدیتی) کو شاہ پرشیا سے ملنے کیلیے بھیجا ' موسیو مذکور شاہ پرشیا سے ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ ع کو (ایمس) میں ملا -



سفیر فرانس شاہ پرشیا سے گفتگو کر رہا ہے

اور اختلاف انگیز نقطہ کے متعلق گفتگو کی ' شاہ نے موسیو کو جواب نامنظوری کی صورت میں دیا ' مگر ایسے الفاظ میں جنمیں توہین کا شایبہ بھی نہ تھا - (بسمارک) کو معلوم تھا ' کہ شاہ کا جواب نامنظوری ہوگا ' لیکن وہ چاہتا تھا ' کہ جواب کا لہجہ سخت ہو ' تاکہ فرانس کو غصہ آئے ' اور جنگ کا آغاز اسی کی طرف سے ہو - جب بسمارک کو شاہ کے لطف آمیز جواب کا علم ہوا ' تو اس نے سخت پیچ و تاب کھایا ' اور سوچنے لگا ' کہ اسکے متعلق کیا کرنا چاہیے ؟ (بسمارک) اپنے (مفکرات خصوصیہ) میں جو اسکے مرنے کے بعد شائع ہوئی ہیں ' لکھتا ہے " میں نے ارادہ کیا ' کہ اپنے عہدہ سے استعفاء دیدوں ' میں نے ایک پارٹی دی جس میں مارشل (مولٹک) اور (رون) کو مدعو کیا - ہم لوگ کھانے کی میز پر تھے ' کہ تار والا آیا ' اور مجھے ایک تار دیا - اس تار پر شاہ کے مشیر خاص کے دستخط تھے - اور (ایمس) سے آیا تھا ' جب اسکا مضمون پڑھا گیا ' تو میں نے دیکھا ' کہ سفیر فرانس کے مقابلہ میں شاہ کی کمزوری سے ' میرے دونوں ہم صحبتوں کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہونے لگے ' اور کھانے سے ہاتھہ کھینچ لیا ' میں نے تار کئی مرتبہ پڑھا ' شاہ نے مجھے اس تار کے اشاعت کی اجازت دیدی تھی ' میں نے فوراً قلم اٹھایا ' اور ایک فقرہ کاٹ کے اسکی جگہہ دوسرا فقرہ بنادیا ' جس سے تار کا اثر بالکل بدلگیا ' اسکے بعد میں مارشل (مولٹک) کی طرف متوجہ ہوا اور فوج پر اعتماد ' جنگ کے نتیجے ' اپنی مہمات اور تیاری کی تکمیل تک انتظار و امہال ' کے متعلق چند سوالات کیے ' مارشل مذکور نے سب کے جواب میں یہ کہا کہ " اگر جنگ ناگزیر ہے ' تو پھر عجلت بہتر ہے ' کیونکہ التواء ہمارے لیے خطرات انگیز ہوگا " اسکے بعد میں نے انکو ترمیم شدہ تار سنایا ' تار کے سنتے ہی انکی شکنہاے پیشانی صاف ہونے لگیں ' میں نے ان سے کہا کہ یہ تار نصف شب سے قبل فرانس پہنچ جائیگا - اسکا اثر علم سرخ کے برابر ہوگا - ہماری کامیابی اس امر کے ساتھہ وابستہ ہے کہ ہمارے مقابلے میں اعلان جنگ کیا جاے ...... تاکہ ہم یورپ میں علی الاعلان کہسکیں ' کہ ہم حملہ آور نہیں ' بلکہ مدافع ہیں "

* * *

اہل ٹرانسوال نے پیغام صلح کے جواب میں لارڈ (سالیسبری) نے تو یہی کہا تھا کہ " اہل ٹرانسوال نے آغاز جنگ کیا " مگر راست گو مورخین اعلان کرتے ہیں کہ " ٹرانسوال کے متعلق انگلستان کی نیت عرصہ سے خراب تھی ' وہ عمداً اہل ٹرانسوال سے ہمیشہ جھگڑتا رہتا تھا ' تاکہ وہ مجبور ہو کے اعلان جنگ کریں ' چنانچہ ایسا ہی ہوا ' جب اہل ٹرانسوال کی پریشانی نا قابل برداشت حد تک پہنچ گئی ' تو انہوں نے مجبوراً اعلان جنگ کیا

خسائر جنگ

خسائر جنگ کا اندازہ نہایت دشوار ہے - جنگ میں صرف جان و مال ہی ضائع نہیں ہوتے ہیں ' بلکہ کارزار کی اجتماعی و اخلاقی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - چنانچہ نپولین کہتا ہے کہ " جنگ میں اخلاقی قوی اسقدر بڑھ جاتے ہیں ' کہ اسمیں اور جسمانی قوی میں ۳ اور ۴ کی نسبت رہجاتی ہے " تاریخ کے قدیم ترین زمانہ سے لیکے اسوقت تک تخمیناً ۱۶۰۰ عظیم الشان جنگیں ہوئی ہیں - جنمیں سے صرف قرون وسطی کی جنگوں میں تخمیناً ۱۲ ارب ۸۶ کروڑ جانیں کام آئیں - بالفاظ دیگر چند صدیوں میں موجودہ آبادی سے کئی گونہ زیادہ آدمی ضائع ہوئے -

جسطرح کہ جنگ میں کام آنے والی جانوں کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا ' اسیطرح ان مصارف کا بھی صحیح تخمینہ نہیں کیا جا سکتا ' جو سلطنتوں کو دوران جنگ میں برداشت کرنا پڑتے ہیں ' مگر تاہم قرون اخیر کی چند مشہور جنگوں کے خسائر کے متعلق ایک سرسری اندازہ کیا گیا ہے ' جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

آمندسن فریم (Frame) میں اپنی جماعت لیے جارہا تھا، خلیج وہیلس (Whales Bay) میں غیر مترقبہ طور پر ٹیرانوا اور فریم سے ملاقات ہوئی - جہاز لفٹنٹ کیمپبل (Liet. Campble) کے زیر سر گروہی ایک جماعت اتار کے، شمال کی طرف لوٹا، اور اپریل میں نیوزیلینڈ پہنچگیا - جہاز پھر جنوب واپس گیا اور یکم اپریل سنہ ۱۲ کو ۱۹ مارچ تک مہم کی خبریں لیکے نیوزیلینڈ واپس آیا -

۲ نومبر سنہ ۱۲ کو اسکاٹ کے زیر سر گروہی ایک جماعت جنوب کے لئے روانہ ہوئی، راستہ میں برف کے تودے چھوڑتی جاتی تھی، تاکہ واپسی میں نشان راہ کا کام دیں، سد (Barrier) پر مہم کی شرح رفتار ۱۰ میل فی یوم تھی -

۳۱ دسمبر کو ۸ ہزار ۹ سو قدم عروج (Altitude) پر حدب ملا -

۲۵ جنوری کو ۱۲ آدمیوں کی ایک جماعت مع ۸ یابوؤں اور دو کتوں کی ٹیموں کے گوداموں کی تیاری کے لیے روانہ ہوئی - اس جماعت کی روانگی کے کسیقدر بعد ایونس کے جنوب کی طرف بحر برف (Sea - Ice) پھٹی - اس شگاف نے جماعت اور منزلگاہ میں مراسلت کا راستہ پیدا کردیا - جماعت مختصر اور بار زیادہ تھا، اسلیے صرف ہٹ پوائنٹ (Hut - Point) سے ۷ میل جانب مشرق، جنوب و مشرق سد برف (Ice - Barrier) پر ایک مرکزی خیمہ کے نصب میں جماعت ۳۰ جنوری تک مشغول رہی -

جماعت نے رسد کا اصلی حصہ اسی خیمہ میں چھوڑ دیا، اور ہلکے بوجھ لیکے، ایک مقام کی طرف روانہ ہوئی، جسکا نام بعد کو کوارٹر کیمپ (Corner Camp) رکھا گیا، شمال و جنوب کی طرف یہ کوچ قریباً ۲۷ میل کا تھا، اور جزیرۂ سفید (White-Island) کے غاروں سے بچنے کے لیے جنوب کی طرف واپسی سے چلے کیا گیا تھا -

۸ فروری کو یہ جماعت دنیوپ کی طرف روانہ ہوئی، رات کو کوچ اور دن کو آرام کرتی تھی، موسم خاص طور پر ناسازگار تھا - تین یابوؤں کی کمزوری اور لاغری نے، آگے لیجانے کی اجازت نہ دی، اسلیے وہ واپس کردیے گئے -

راہ میں شدید برفباری ہوئی، دو یابو مرگئے، ایک زندہ بچا، بقیہ یابوؤں اور کتوں کو لیے ہوے جماعت ۱۶ فروری کو عرض البلد کے ساڑھے ۸۹ درجے تک پہنچی، موسم ناسازگار اور جانور مسلوب القوی تھے، پیشقدمی کی کامیابی موہوم، اور جانستانی اغلب نظر آتی تھی، عاقبت اندیشی عناگیر ہوئی، اسکاٹ نے پیشقدمی کا ارادہ فسخ کردیا، اور ایک گودام بنا کے واپسی کا فیصلہ کیا، گودام میں ایک ٹن سے زاید سامان رسد رکھدیا -

ایک معجزہ نما جاں بری

گودام سے فراغت کے بعد، یہ جماعت کتوں کو لیکے مرکزی خیمہ کی طرف واپس ہوئی، راستہ میں جزیرہ سفید کے قریب ایک گوشہ ملا - روشنی نہایت کم، بلکہ نہ تھی، جماعت نے اسکو قطع کرنا شروع کیا، دوران قطع میں ایک سخت خطرناک سانحہ پیش آیا،

برفستانی گاڑیوں میں کتے جتے ہوے تھے، جزیرہ سفید کے غاروں کے قریب جب یہ گاڑیاں پہنچیں، تو کتے ان غاروں میں گر پڑے، اسوقت حالت یہ تھی، کہ ایک طرف پل پر گاڑیاں رکی ہوئی تھیں، دوسری طرف غار میں اکثر کتے لٹکرہے تھے، اور ساز دونوں میں رشتہ اتصال تھا - بالکل ممکن تھا، کہ کتے زیادہ پھڑکتے اور مع گاڑی کے غار کی تہ پر ہوتے - اسوقت حالت خطرناک نازکی کے اس نقطے تک پہنچگئی تھی، جہاں حواس پراگندہ، خاطر آشفتہ، اور تدبیر آفرینی عقیم ہوجاتی ہے، مگر اسکاٹ کو آہن اندامی اور پختہ عزمی کے ساتھہ، ثبات قلب اور اجتماع حواس سے بھی بہرہ وافر ملا تھا، تین گھنٹہ کی مسلسل جانفشانی و عرقریز کوشش کے بعد وہ کتوں کے نکالنے میں کامیاب ہوا - ..... ڈنڈے سے ایک کتے کو بہت بری طرح زخمی کیا تھا، ..... وہ جانبر نہو سکا -

اسکاٹ مرکزی خیمہ آیا، یہاں آ کے دیکھا، تو صرف ایک یابو اچھا بچا تھا -

۲۴ فروری کو اسکاٹ مع چند آدمیوں اور ایک یابو کے روانہ ہوا - روانگی کا مقصد یہ تھا، کہ کوارٹر کیمپ میں مزید رسد فراہم کیجائے - واپسی میں ۲۷ کو سخت برفباری ہوئی، مگر مرکزی خیمہ قریب تھا، اسلیے ۲۸ کو یہ جماعت خیمے واپس پہنچگئی -

جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے یہاں ایک غیر معمولی طوفان بپا ہوچکا تھا، جو تین دن تک رہا تھا، اور جس نے برف کا ایک انبار عظیم جمع کردیا تھا -

یابو کو دیوار ہاے برف کی پناہ میں رکھنے کی کوشش کیگئی، مگر آندھی کے جھونکوں نے اس کوشش کو بے سود ثابت کیا، اور مسکین جانور کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی - ان حالات کی بنا پر اسکاٹ نے بغیر کسی تاخیر کے، ہٹ پوائنٹ واپس آنے کا فیصلہ کیا -

ایک صدمہ شدید

ایک یابو کو برفباری سے سخت نقصان پہنچا تھا، اوٹیس، کرین، اور اسکاٹ اسکی حفاظت کے لیے پیچھے رہگئے، اور باورس چیری (Cherry) گیرارڈ (Garrard) اور کرین (Crean) چار نہایت عمدہ یابوؤں کو لیکے کتوں کے پیچھے پیچھے چلے -

یہ جماعت جب ہٹ پوائنٹ کے قریب پہنچی، تو اسوقت بحر برف میں شگاف پڑرہے تھے، یہ دیکھکے وہ فوراً واپس ہوئی، واپسی میں وہ جنوب کی طرف ۴ میل تک چلی گئی -

جانوروں کی خستگی و ماندگی برابر بڑھ رہی تھی، یکم مارچ کو ۲ - بجے ماندگی اس حد تک پہنچگئی، کہ جماعت کو مجبوراً منزل کرنا پڑی -

کوئی ۴ - بجے کا عمل تھا، کہ ایک خروش نے باورس کو بیدار کردیا، باورس نے اٹھکے دیکھا، تو معلوم ہوا، کہ برف کے تودے پھٹ رہے ہیں اور سیلاب کی طرح سرعت کے ساتھہ خیمہ کی طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں -

یابوؤں کے باندھنے کے لیے ایک قطار میں میخیں گاڑی گئی تھیں - دیکھا، تو ایک یابو غائب ہوگیا ہے، یہ حالت دیکھکے جماعت جنوب و غرب کی منجمد برف کیطرف روانگی کا فیصلہ کیا، برفستانی گاڑیاں لادی گئیں اور جماعت روانہ ہوگئی - گاڑی کے کھینچنے میں غیر معدود مشاکل پیش آے - یابو ایک بہتے ہوے تودۂ برف (Floe) سے اچک کے دوسرے بہتے ہوے تودہ برف پر جاتے تھے اور دوسرے سے تیسرے پر، وھلم جراً -

دوپہر ہوتے، جماعت سد (Barrier) کے قریب پہنچی، اسوقت حالت سنگین سے سنگین تر ہوگئی تھی، پیچھے گرم تعاقب سیلاب تھا اور آگے سد کی ناقابل صعود دیوار برف، اس امید پر، کہ شاید دیوار برف میں کوئی شگاف ملجاے، ولسن مشرق کی طرف گرم سیر ہوا، اتفاقاً اسکو ایک شگاف ملگیا - جسکے سہارے سے وہ سطح پر چڑھگیا -

اسکاٹ کی ٹولی نے بیمار یابو کی جان بری کی ہر ممکن کوشش کی، مگر ناکامی ہوئی - یہ ان سوانح سے بالکل بیخبر تھی، جو ولسن کی ٹولی کو پیش آئے تھے، اسلیے جب اسکو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی، تو وہ وہاں سے روانہ ہوگئی، دوپہر سے پہلے وہ لب سد پر پہنچی، یہاں اسکو غیر متوقع ہولناک منظر نظر آیا، اس نے دیکھا، کہ بحر برف ندارد ہے اور سد کی برف پیر کے نیچے

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبي

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۲)

—*—

کي مہم

امنسڈن کي مہم کے بعد برطانوي انطلاطيقي مہم (جسکے واقعات هم اس مضمون ميں بيان کرنا چاهتے هيں) روانه هوئي - اسکي روانگي کي اطلاع سب سے پہلے ٹائمس نے ان الفاظ ميں دي تهي :

" ايک برطانوي انطلاطيقي مہم زير ترتيب هے ' جو سنه ۱۹۱۰ ع تک انگلستان چهوڑديگي "

کپتان (اسکاٹ) نے سر ارنيسٹ شيکلٹن مکتشف قطب شمالي سے اس مہم کي بابت گفتگو کي - شيکلٹن اسوقت اپني مہم کے بعض اهم علمي نتائج کي تکميل ميں مصروف تها ' اسليے اس سے زياده نه کرسکا ' که اپني دلي همدردي کا اظهار کرے اور تياري ميں اپني سنه ۹ - ۱۹۰۷ کي مہم کے تجارب سے فائده اٹهانے کا موقع دے - اسکاٹ نے اسکي سرکردگي اپنے ذمه لي ' اور صيغهٔ بحريه ميں اپنے عهده سے مستعفي هوگيا -

ٹيرا نوا

ٹيرانوا (Terra Nova) ايک اسکاچ وهيلگير دخاني جهاز هے - يه جهاز سنه ۱۸۸۳ ميں بمقام ڈنڈي (Dundee) بنايا گيا تها - اور مسرس برونگ برادرس (Messrs Browing Bros) عرصه تک اسکو ابحاے شمالي ميں وهيلگيري ميں استعمال کرتے رهے -

ٹيرانوا امارت بحريه (Admiralty) کي اجازت سے دو ايک بار بحر انطريطق ميں بهي اکتشاف کي غرض سے جا چکا تها -

غرض کچهه تو اسلئے ' که برطانوي ساخت اور برطانوي ملکيت ميں تها ' اور کچهه اسليے که چند بار مستعمل هونے کي وجه سے قابل اعتماد تها ' ٹيرانوا جهاز هي خريدا گيا -

چند ممتاز رفقاء

يوں تو اسکاٹ کے ساتهه بهت لوگ تهے ' مگر انميں قابل ذکر حسب ذيل اشخاص هيں -

(۱) لفٹنٹ بي - آر - جي - اينوس آر - اين - قائد ثاني (Lieut - B. R. G. Envas. R. N. Second - in - command)

(۲) ڈاکٹر ولسن - (Dr. Wilson) رئيس صيغهٔ علميه و عالم علم الحيوان و مصور -

(۳) کيپٹن اوٹيس (Captain Oates.) داروغهٔ يابو خانه (کيونکه اسکا تجربه انکو هندوستان اور تبت ميں هو چکا تها -)

(۴) مسٹر ميکنٹاش بل (Mr. MacKintash Bell) عالم الحيوان

نقشهٔ مہم

اسکاٹ کے پيش نظر اس مہم کا جو نقشه تها ' اسکا ذکر روانگي سے کسيقدر قبل خود اسکاٹ نے شاهي مجلس علميه کے ايک جلسه ميں کيا تها - اس نے کہا تها که " اسوقت ميرے سامنے تين راستے هيں

(۱) مشهور راسته جو بيرڈمور گليشير (Beardmore Glacier) تک جاتا هے -

(۲) اس اميد پر که کوئي نيا برف کا توده مليگا ' مشرق کي طرف ' آگے بڑهوں -

(۳) سيدها فيرر گليشير (Ferrar Glacier) کي طرف بڑهتا هوا چلا جاؤں ' اور وهاں سے حدب هوتا هوا قطب تک پهنچ جاؤں -

گو اسوقت اسکے سامنے تين راستے تهے ' مگر بوجوه چند اس نے مشهور راستے کو ترجيح دي اور شيکلٹن کے تجارب نے فائده اٹهايا -

مہم کي فرد عمل ميں بعض دفعات يه تهے :

دسمبر تک ميکمرڈو سونڈ (McMurdo Sound) اترا جاے اور تمام موسم گرما گوداموں کي ساخت اور غذا کي تياري ميں صرف کيا جائے اسکاٹ کو اميد تهي ' که اخر اپريل تک جماعت کے ليے عمده گودام اور سامان غذا تيار هو جائيگا -

اسکے بعد جاڑے کے اثناء ميں قطب تک پهنچنے کي اخري عظيم الشان کوشش کے ليے تياري کيجائيگي -

سفر کے تين حصے هوں -

(۱) جسميں حوالي سد اعظم کا حدب قطع کيا جاے -

(۲) پهاڑي گزرگاهوں کو عبور کيا جاے -

(۳) بلند اور اندروني ميدانوں کو طے کيا جاے -

ايک دفعه يه بهي تهي که اکتوبر اور نومبر سد کے قطع ... اور برف کے تودوں پر چڑهنے ميں صرف کيے جائيں -

اسکاٹ کو اميد تهي ' که اوائل دسمبر ميں وه بالائي حدب تک ... اور ۲۲ - دسمبر کو (جسوقت که آفتاب اپنے انتهائي عروج پر هوگا) قطب تک پهنچ جائيگا -

روانگي

جب تياري ختم هوچکي ' تو شاهي مجلس جغرافيه نے ايک وداعي جلسه کيا - صدر جلسه نے اس جماعت کو خدا حافظ کہتے هوے کہا -

" يه وه بهادر هيں ' جو انگريزي صفات ' تحمل ' اور استقامت کي درخشاں مثال بنکر هميشه چمکينگے "

غرض مہم کيپٹن اسکاٹ کي سرکردگي ميں ۲۹ - نومبر کو نيوزيلينڈ سے روانه هوئي -

آغاز مشاکل

ٹيرانوا نيوزيلينڈ سے ۱۹ نومبر سنه ۱۰ ع کو روانه هوا - ۹ دسمبر کو جب وه عرض البلد کے ۶۵ درجے تک پهنچا تو اسکو منجمد برف (Pack ice) ملي - جهاز آگے بڑها اور ۳۰ دسمبر کو کيپ کروزر (CapeCrozier) سے کسيقدر فاصله پر بحر روس (Ross Sea) ميں پهنچا - سمندر کي حالت اس قابل نه تهي ' که مہم اتر سکتي - جهاز کا رخ ميکمرڈو سونڈ کي طرف پهير ديا گيا - يه راسته غير معمولي طور پر کهلا هوا نکلا -

زمستاني منزل گاهيں کيپ ايونس (Cape Evans) ميں قائم کي گئيں '



بیسویں صدی کے ترقی یافتہ چور

جو

علمی طریقوں سے اپنا مقصد [illegible]

بہت رهي هے' یه حالت ایک عظیم الشان آنے والے سیلاب کي گرد راه تهي' اسکاٹ فوراً تاڑ گیا' ولسن سے ملاقات هوئي تو اس نے بیان کیا که " عینک کي مدد سے میں نے یابوؤں کو بحر برف میں بہتے هوے دیکها هے " اس روایت سے اسکاٹ کے خیال کي تائید هوئي ' گهنٹه بهر کے بعد کریں آتا هوا دکهائي دیا' جب وه قریب آگیا' تو اس نے اپني سرگذشت بیان کي' جسکے سنتے هي ارتیس اور اسکاٹ' کریں کو اپنے همراه لیکے' مغرب کي طرف ولسن کي ٹولي کے بقیه اعضاء کو نکالنے کے لیے روانه هوے -

ایک خلیج کے گرد انهوں نے چلنا شروع کیا' چلتے چلتے ۶ بجے شام کو خوش قسمتي سے گم شده ٹولي نظر آئي -

اب موجیں ته نشین هوگئیں تهیں اور شمال و مغرب کي طرف منجمد برف کا بہنا هنگامي طور پر موقوف هوگیا تها

آلپن (ایک قسم کا درخت هے) کي رسي کے ذریعه سے تمام آدمي بغیر کسي دقت کے نکال لیے گئے - کام رات کو بهي جاري رها ' برفستاني گاڑیوں اور سامان کے نکال لینے میں بهي کامیابي هوئي ' یابو ۳۰ میل کے فاصله پر تهے' وه نہیں نکالے جاسکے ' آخر شب کو قریباً ۳ بجے منجمد برف میں پهر حرکت شروع هوئي' ۸ بجے' صبح کو پهر یه حرکت سکون سے بدلگئي ' اب یه لوگ شمال کي طرف روانه هوے ' یه دیکهکے که یابوؤں نے اپنے نکالنے کي غیر معمولي جوش کے ساتهه کوشش کي هے ' ارتیس اور باورس ایک طویل چار گهنٹے منجمد برف تک پہنچے ' اور باقي لوگ سد کے حصه زیرین میں خندق کهود نے گئے' بہتے هوے برف کے تودے کا همواز اور سطح آب سے بلند تهے' ارتیس' اور باورس نے یابوؤں کو جست کي ترغیب دي ' ایک تو نکل آیا ' مگر دو جست میں ناکام رہے اور غرق هوگئے' منجمد برف نے پهر شمال کي طرف حرکت شروع کي -

اسکاٹ مع اپنے رفقاء کے روانه هوا' ۴ مارچ کو یه لوگ کیسل روک (Castle Rock) سے مشرقي پہاڑیوں پر چڑھے اور ۵ کو بعافیت هٹ پوائنٹ پہنچگئے -

اس سفر میں تین نہایت توانا اور قوي هیکل یابو ضائع هوگئے ' جیسا که اسکاٹ نے اپنے روزنامچه میں لکها هے' ان تین قوي و توانا یابوں کا ضائع هونا مہم کے لیے ایک سخت صدمه تها اور اگر چار اور یابو باقي نه هوتے تو تمام نقشه درهم برهم هو جاتا -

یه تمام مصائب ایک موج کا کرشمه تهے' جو دس میل تک پهیلي هوئي تهي' اس موج میں گهلي هوئي برف کے پاني کے علاوه سد اور خاندانے کي برف کے بڑے بڑے ٹکڑے بهي تهے' یہاں کي یه حالت صرف اسي سال نه تهي' بلکه سنه ۱۹۰۲ ع سے یه هي حالت رهتي هے - یه جماعت ڈسکوري هاوس پہنچي' مگر یہاں دیکها ' تو مکان کي عجیب حالت تهي' کهڑکیاں ٹوٹي هوئي اور پٹ قلابوں سے نکلے هوے تهے ' اندر برف سخت (solid ice) پٹي پڑي تهي ' فوراً سب نے ملکے اندر کي برف نکالي ' اور شکسته مقامات کي ضروري مرمت کي' مرمت کے بعد اس کہاے برفستان میں اس مکان نے بڑا آرام دیا -

ایک عرصه تک ان لوگوں کو انجماد سمندر کا انتظار کرنا پڑا ' اس عرصه میں انکے بود و ماند کي وه حالت تهي' جو انسان کي آغاز تمدن میں تهي - تین اور چند اور دهاتوں کو ملاکے ایک ایک ناهموار اور بدقواره انگیٹهي' اور ایک بهدا اور ساده چراغ تیار کیا گیا تها' چراغ میں رهیل کي چربي جلائي جاتي تهي' غذا سیل تهي' جو ایک دور پہاڑي کے قریب ملتي تهي اور وه بهي بہت تهوڑي' مگر ایسا کبهي نہیں هوا که بالکل نه ملي هو -

علـــوم حـديثـــه كي تـرقي

اور

جــرائم و حـــادث

—:*:—

علم ایک آله هے ' جس طرح کے هاتهه میں هوگا ' ویسا هي نتیجه پیدا کریگا -

علمي ترقي ایک طرف محافظین مال و دولت کیلیے ایسے ایسے طلسمي صندوق اور آهني الماریاں ایجاد کرتي هے ' جسکو دیکهکر عقل کو تعجب اور دماغ کو تحیر هوتا هے - لیکن ساتهه هي دوسري طرف چوروں کے لیے ایسے ایسے آلات عجیبه اور وسائل نادره بهم پہنچادیتي هے ' جنکے ذریعه سے اس طلسم محافظ کي کنجي وه ڈهونڈه نکال لیتے هیں ' اور جس علم نے مال کي حفاظت کرائي تهي' وهي علم دوسرا نقاب منهه پر ڈالکر اسکي قزاقي بهي کرا دیتا هے !!

* * *

حال میں انگلستان کے ماهرین علوم چوروں نے جس عجیب علمي طریقه سے ایک صندوق کو کهولنا چاها تها ' اسکا تذکره آجکل علمي رسائل میں بکثرت کیا جا رها هے -

هالبن وائد کت کے ایک جوهري کے یہاں آهني الماري کے اندر ۲۰۰۰ پونڈ کے قیمتي موتي رکهے تهے' ۳ فروري کي رات کو چوروں کي ایک باقاعده جماعت [illegible] کے بعد' دکان میں پہنچي ' اور [illegible] علمي طریقه پر الماري کے کهولنے کي کوشش کي [illegible] [illegible] مگر مکمل ناکامي میں دوچار هو گئي' یہاں تک که صبح [illegible] بج گئے ' غریب جوهري کي قسمت خفته بیدار هوئي کي [illegible] پولس کي موجودگي نے ان ماهرین علم و فن کو ایک علمي تجربے کي تکمیل کا موقعه نہیں دیا -

* * *

نقب زنوں نے سب سے پہلے ایک خاص قسم کا خیمه استعمال کیا ' جو اسي غرض سے انکے [illegible] تها -

خیمه اسطرح نصب کیا گیا تها' که اس کے اندر دیوار کا حصه [illegible] گیا تها' جس کے ساتهه کي هوائي اندر کي طرف آهني الماري تهي - یه چاروں طرف لکڑي کي ساخته تهي' جسکي مضبوطي اور کسي پرزوں کا استحکام مسلم هے -

جب الماري کي دیواروں میں سے راه پیدا کرنے کي کوشش کامیاب نہیں هوئي ' تو اس جماعت نے دوسرا طریقه اختیار کیا - انهوں نے الماري کے ایک رخ کي تهه پر نہایت سخت اور خوفناک شعله باري شروع کردي ' اور علمي اصول سے اسمیں اسقدر انتہا درجه کي حرارت اور تمازت پیدا کي ' که تهوڑي هي دیر کے اندر سطح میں ایک بڑا سوراخ پیدا هوگیا - اتنا بڑا سوراخ' که جس سے بآساني هاتهه اندر چلا جائے !

فائر پروف کا قاعده هے ' که حرارت کے پہنچنے سے پگهلکے ' دهار کي سیال صورت میں بہنے لگتي هے ' اور الماري کے اندروني اور بیروني حصے میں حائل هو جاتي هے - اسي لیے

[پہلے کالم کا بقیه]

الماري میں نہایت حقیر چیز کي بهي بہت قدر هوتي هے - اتفاق سے وهاں ایک پرانا صندوق ملگیا ' اسکے متعلق اسکاٹ اپنے روزنامچه میں لکهتا هے که :

" که ایک پراني میگزین کے ایک صندوق کے انکشاف کا هم نے بیحد لطف اٹهایا اور اس سے بہت آرام ملا " (باقي آینده)

فکاهات

(۱)

لیگ کي دائم المرضي کي علت اصلي

حضرت لیگ نے اب کي سر ممبر یہ کہا * کہ " بس اب " سلف گورنمنٹ " کي طیاري ہے
وہ گئے دن ' کہ نہ تھي حق طلبي پیش نظر * اب تو میرے رگ و پے میں بھي یہي ساري ہے
وہ گئے دن ' کہ تملق تھا مرا طرز عمل * اب تو جو بات ہے ' وہ شیوۂ خود داري ہے
اُلٹي اسکیم سے جو کچھہ کہ رہا ہے باقي * وہ فقط شیوۂ تعلیم " وفاداري " ہے
میں نے یہ " سوٹ ابل " کي جو لگائي ہے قید * یہ عجب نکتۂ آئین جہانداري ہے !
فن انشا و بلاغت کا بھي رکھا ہے لحاظ * کوئي کیا جانے ' کہ کیا اس میں فسوں کاري ہے ؟
میں نے اس لفظ میں رکھے ہیں هزاروں پہلو * ایک جملہ ہے ' مگر لاکھہ پہ بھي بھاري ہے
آپ جتنا اسے کھینچیں گے اچک جائے گا * سادگي میں بھي وهي شیوۂ عیاري ہے
یاں تلک کانگرس کا بھي نہ پہنچا تھا خیال * نہ سمجھیے گا ' کہ یہ بھي کوئي فخاري ہے
هوتي جاتي هیں ' جو یہ لیگ کي شاخیں قایم * چشمہ فیض ہے ' جو چار طرف جاري ہے
الغرض جلسۂ سالانہ کے هوتے هوتے * آپ دیکھینگے کہ کیا لیگ کي جباري ہے "

* * *

یہ تو سب کچھہ ہے ' مگر دیکھیے اب تک جائے
بات کرنے کي جو یہ آپ کو بیماري ہے

(نقاد)

(۲)

ترکوں کو صلاح ترک یورپ

نہیں کچھہ امتیاز دوست دشمن اس زمانے میں * کرم فرما جنھیں سمجھے تھے ' وہ نکلے ستم آرا
وہ آغا خاں ' جنھیں هندوستان کے سادہ دل مسلم * کہا کرتے تھے کل تک " نا خدا هست کشتي مارا "
هیں لکھتے اج ایک مضموں ٹائمس آف بمبي میں * جسے پڑھکر هر ایک مسلم کا دل هوتا ہے صد پارہ
وہ لکھتے هیں کہ " بہتر ہے کہ یورپ چھوڑدے ترکي * اُٹھالے جائے ارض ایشیا کو اپنا پشتارا "
یہ کیسي راے ہے ؟ کیوں ہے ؟ نہ پوچھو اس معمے کو * یہ هیں اسرار پنہاں انکے افشاء کا نہیں یارا
مگر کہنا یہ ہے ' سنتے هي یہ مضمون شور افزا * بڑھا جوش و خروش ایسا کہ هر اک شخص بنکارا
جہاں دیکھا ' جسے دیکھا ' مخالف هي نظر آیا * نہیں دو چار ' هم آهنگ تھا هندوستان سارا

* * *

بھري ایک سانس ٹھنڈي اور پڑھا یہ شعر حافظ کا * سنا جب حضرت شفاف نے یہ ماجری سارا
من ازآں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم * کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

* * *

کھلا عقدہ نہ اغا خاں کي اس شوری طرازي کا * بہت هم عقل دوڑایا کیے ' هر چند سر مارا
نظر آیا بالاخر ایک سیاح جہاں دیدہ * کہ حل کرد او ز نیرو فراست ایں معمارا
کہا اس نے " صلاح ترک یورپ پر تعجب کیوں ؟ * مگر شاید نمي داني تو قوم و ملک اغا را
یہ ایراني هیں ' جو هیں عاشقاں خانہ برانداز * [illegible] انکا قول یہ با وصف فقد شاهي دارا
اگر آں ترک شیرازي بدست آرد دل مارا * بخ[illegible]ال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

[illegible] ریداری تمسکات

بہت چھینٹے دیے بارد مزاجوں نے اُنھیں ' لیکن * کسي [illegible] مقیاس الحرارت کا دبا پارا
یہ بڑھتا جوش جب دیکھا ' تو حامي بنکے ترکوں کے ' * بڑھا [illegible] هاتھہ چندے کا ' مسلمانوں کو تھپکارا
یہ پالیسي ' یہ ترکیبیں ' هیں پالیٹکس کے جوهر * [illegible] تعریف فرمادي ' کبھي برعکس لکھہ مارا

(هفاف)

آلماری کي دیوار میں اسکے عقلمند موجد نے درانچ کي فائر پروفنگ دے دي تھی -

اگر آکسیجن (Oxygen) کي دھار کا رخ کسي ایسي دھات کي طرف، جو پہلے گرم کي جا چکي ہو، پھیر دیا جاے، تو قاعدہ ہے کہ دھات بھڑک اٹھتی ہے، اور فوراً آئرن آکسڈ (Iron oxide) کي شکل میں جل جاتي ہے - ایسي ٹیلن (Acetylen) کے ساتھہ آکسیجن کي آمیزش اسي غرض سے ہے -

یہ چوري جن آلات و رسائل علمیہ کے ذریعہ سے کي گئي تھي، انکا ایک مرقع آجکي اشاعت کے ساتھہ علحدہ صفحہ پر چھاپا جاتا ہے - اسکو پیش نظر رکھہ لیجیے -

تصویر میں دو لمبے چونگے ھیں - ان میں سے ایک میں ایسي ٹیلین ہے اور دوسرے میں آکسیجن، ان دونوں چونگوں میں گیس کي اتني مقدار آسکتي ہے، کہ دو تین گھنٹے تک متصل شعلے نکلتے رھیں - ایسي ٹیلین شعلے پیدا کرتا ہے، اور آکسیجن حرارت کو سخت خوفناک حد تک تیز کردیتا ہے -

یہ دونوں گیس دو ربر کي نالیوں سے ہوکے، مہنال کے پاس مل جاتے ھیں، اور اپني متحدہ اور مرکبہ طاقت سے آگ اور بربادي کے ایک دیوتا کي قوت بن جاتے ھیں -

تا ہم یہ ایک سخت خوفناک تماشہ تھا - اسي لیے نقبزنوں نے ایک کیمیا وي تجربہ کرنے والے پروفیسر کي طرح، اپنے چہروں کے آگے ابرک کا ایک تختہ آویزاں کر دیا تھا، تا کہ شعلوں کي حرارت سے آنکھیں محفوظ رھیں - اس تختے میں ایک سوراخ تھا، جس کے اندر سے گیس کے نالي کي مہنال داخل کردي گئي تھي -

آپ دیکھہ رہے ھیں، کہ فرش پر ایک ناند رکھي ہوئي ہے - اس میں پاني ہے، اور یہ اسلیے ہے، تاکہ الماري سے جو دھار پگھلکے بہے، وہ اسمیں آجائے - اگر یہ احتیاط نہ کي گئي ہوتي، تو اس مادے سے تمام عمارت میں آگ لگ ہوتي !

ایسي ٹیلن کا اس غرض سے استعمال حال کي اکتشافات میں سے ہے، پہلے اسکي جگہہ نائٹرو گلیسیرین (Nito glycerime) استعمال کیا جاتا تھا -

الماریکي چول کے سامنے دروازے کے شگاف میں گارا بھر دیا گیا تھا - اس گارے میں نائیٹرو گلیسیرین کیلیے ایک پیالہ نما ظرف رکھا گیا تھا -

انفجار کے لیے ایک خاص طرح کے فتیلے سے کام لیا گیا تھا -

* * *

یہ علم کے کرشمے ھیں، جو محافظ و سارق، فرشتہ امن اور دیو جنگ، وسیلۂ راحت اور ذریعۂ خسران، دونوں ہے -

الهلال کي ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتي اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

تصحیح

نمبر ۱۱ کے صفحہ ۱۸۶ میں نیچے سے پانچویں سطر میں " علم النفس " کے بدلے " علم وظائف الاعضاء " ہونا چاہیے -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:**:—

(۱۶)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم، بان لهم الجنة

مبلغ - ۵ - ۳۶۱ جو بذریعہ نیاز علي خانصاحب سپروائزر نہر جہیلم منگلا ہیڈ ورکس وصول ہوے اور جنکي مجموعي رقم نمبر ۱۳ میں شائع کي گئي ہے -

	روپیہ	آنہ	پائي
میاں اللہ دیا	۲	-	-
مستري ذاکر حسین	۲	-	-
خواجہ فرزند علي سب اورسیر	۱۲	۸	-
احمد علي میٹ	۴	-	-
مستري چراغ دین	۶	۴	-
چودھري امیر خاں	۲	-	-
چودھري نیاز علي خاں سپروائزر	۶۶	-	-
ہمشیرہ صاحبہ چودھري نیاز علي خاں	۵	-	-
اہلیہ چودھري نیاز علي خاں	۷	-	-
مستري محمد شریف	۱	-	-
میاں عبد العلي سب اورسیر	۱۸	-	-
قاضي سید احمد سب اورسیر	۱۸	-	-
اہلیہ صاحبہ قاضي سید احمد	۱۰	-	-
ڈاکٹر فضل کریم	۱۰	-	-
خان محمد مبین اورسیر	۳۰	-	-
مولوي رحمت علي سب اورسیر	۱۱	۴	-
میاں صدر دین کلرک	۳	-	-
قاضي محمد اعظم کلرک	۲۰	۸	۶
میاں سردار محمد سب اورسیر	۱۵	۴	-
میاں عبد الکریم کلرک	۴	-	-
میاں عبد الرحمان پوسٹ ماسٹر	۵	-	-
مستري عطا محمد	۵	-	-
میاں ضیا الدین کلرک	۱۵	۸	-
مستري عبد الکریم	۳	-	-
میاں فضل کریم	۲	-	-
میاں فیروز دین کلرک	۲	-	-
شیر خان جمعدار بمعہ مزدوران	۵	۴	-
مستري غلام قادر	۲	-	-
غلام محمد میٹ	۱	-	-
نظیر بیگ ڈرائیور	۵	-	-
منگو ڈرائیور	۱	-	-
خدا بخش میٹ بمعہ مزدوران	۱	۸	-
ساون لوہار	۲	-	-
غلام محي الدین فٹر	۶	-	-
غلام قادر فٹر	۵	-	-
مستري محسن خان	۴	-	-
دادو ڈرائیور	۵	-	-
غلام محمد میٹ و مزدوران	۰	۱۴	-
فیروز دین ڈرائیور	۲	-	-
روشن دین فٹر	۵	-	-
مستري حسن محمد	۱	-	-
اکرم خان	۱	-	-
برانچ ورکس پلس مینو	۸	-	-
جماعت ڈرائیور	۱	۴	-
بدر دین ڈرائیور	۲	-	-
رجب علي ڈرائیور	۲	-	-
مراد بخش ڈرائیور	۱	۴	-
سیف علي ڈرائیور	۶	-	-
ڈھڈو ڈرائیور	۲	-	-
روشن میٹ و مزدوران	۳	۸	-
الف دین ٹھیکیدار و مزدوران	۵	۹	-
پیرا حجام	۲	-	-
متفرق معرفت میاں عبد العلي	۷	۹	-
دیگر متفرق	۳	-	-

شئون عثمانیه

اخبار و حوادث

تلخیص جرائد عربیه

چتلجا

ادهر دو دن تک گو موسم اچها رها ' مگر چتلجا اور بلغاریوں کے بیچ کی دلدل فریقین کی پیشقدمیوں میں حائل رهی - بظاهر معلوم هوتا هے ' که عثمانی توپوں کی زد سے بچنے کیلیے بلغاری درکاوں جلا کے پیچهے هٹ گئے هیں

دولت عثمانیه نے جمع شده فوج کا ایک حصه تو ازمید اور میڈیا میں اتار دیا هے ' اور بقیه نامعلوم مقامات پر جهازوں کے ذریعه سے روانه کردیا هے ' موخر الذکر فوج دسویں کمپنی کی هے ' اسکے قائد بطل الطرابلس انور بے هیں ' مگر عنقریب انکے ساتهه خورشید بک بهی روانه کیے جائنگے - انور بے نے اپنا شعار " فتح یا موت " قرار دیا هے -

خالقه کوی پر (جو چتلجا کے مضافات میں واقع هے) بلغاریوں نے سفید اسلحه سے حمله کیا ' عثمانیوں نے جواب دیا ' شدید جنگ هوئی ' دشمن سخت نقصان کے ساتهه پسپا هوگیا -

افسروں نے ۹ یونانی اور ایک بلغاری جمله ١٠ جاسوس گرفتار کیے هیں ' یه جاسوس عدالت جنگ کے حواله کردیے گئے هیں -

پیشقدمیاں

چتلجا میں عثمانی فوج کی پیشقدمیاں جاری هیں ' بلغاری فوج کے اهم حصے تشرلو کی طرف هٹ رهے هیں ' بلغاری واپسی کے وقت تهوڑی فوج چهوڑ آتے هیں ' یه هی وه فوج هے ' جس سے اور عثمانی فوج سے بابا برغاس کی پهاڑیوں پر چند خفیف مناوشات هوئے ' نقصانات غیر اهم هیں -

ادرنـه

سخت گوله باری هوئی ' صرف شهر پر تخمیناً ١٥٠ گولے گرے - محله (قرقش) کو غازی شکری پاشا قائد ادرنه نے غیر لوگوں کیلیے خاص کردیا هے - اسلیے یه محله ناطرفدار سمجها جائیگا -

ادرنه میں رسد

بعض خاص ذرائع سے معلوم هوا هے ' که البطل العظیم شکری پاشا نے آغاز محاصره کے وقت سرکاری گوداموں میں رسد کی مقدار وافر جمع کرلی تهی ' محاصره سے گهبرا کے بعض بلغاری بطل موصوف کے پاس آئے ' اور تسلیم کی درخواست کی ' بطل موصوف نے اس درخواست کے جواب میں انهیں پهانسی دلوادی ' تاکه آئنده کسی کو اس قسم کی درخواست کی جرات نه هو -

حوالی اشقودره

(نیر فوری پریس) کا نامه نگار اطلاع دیتا هے :

جنگ کے متعلق جبل اسود کی سرکاری رودادیں مبالغه سے لبریز هوتی هیں ' اشقودره کے متعلق قابل اعتماد خبروں سے یه نتیجه نکلتا هے ' که ترابوش ' بردانهول ' اور بادیکه میں جو معرکے هوئے ' انکا انجام مانتی نیگرو کی شکست پر هوا ' کرنل (یوبوفتیش) کے زیر قیادت (بادیکه) پر حمله کیا گیا تها ' مگر ناکام رها ' سخت نقصان کے ساتهه واپس هونا پڑا -

ترابوش پر بهی نهایت جوش و همت کے ساتهه حمله کیا گیا ' مگر بیکار گیا ' قلعوں کو بالکل نقصان نهیں پهنچا ' بلکه محافظ فوج کا جوش اور بڑهگیا ' اشقودره میں بلوے کی خبر بالکل بے بنیاد هے ' سامان غذا و جنگ کافی مقدار میں موجود هے - آخری وقت تک مدافعت پر فوج تلی هوئی هے -

(جون ترک) کا نامه نگار خصوصی تار دیتا هے :

مانتی نیگرو اشقودره کے محاصره میں تنگ گیری صرف سروی توپونکے برتے پر کرسکتے هیں ' تاهم عثمانی فوج کی همت میں فرق نهیں آیا هے ' اعادۂ جنگ کے دوسرے هی دن عثمانی فوج نے شهر سے خروج کیا ' اور دفعةً سروی فوج پر آتش باری شروع کردی ' جس سے سروی فوج کا سخت نقصان هوا -

ڈیلی میل کا نامه نگار تار دیتا هے :

عثمانی نکلے ' انکے ساتهه البانی والنٹیر بهی تهے ' تین سروی رجیمنٹوں پر حمله آور هوے ' سخت جنگ کے بعد دشمن سے هتیار رکهوالیے -

حمله اشقودره

قرائن سے معلوم هوتا هے ' که اشقودره پر حمله موقوف هوگیا هے - جمعه اور هفته کو شهر پر هر طرف سے سخت گوله باری هوتی رهی ' مگر اسکے بعد دفعةً موقوف هوگئی ' اور اب دو دن سے سکون تام طاری هے -

برریکا کے جانب جنوب بڑے بڑے غار هیں ' بیان کیا جاتا هے ' که ان غاروں کی وجه سے حمله ناممکن تها ' اسلیے سروی حملے کا نقشه بدل گیا هے ' مگر یه احتمال صحیح نهیں ' که موجوده سکون تغیر نقشه کا نتیجه هے -

یه معلوم هے ترکوں نے یکشنبه کو انجلوا بالکل خالی کردیا هے ' اتوار کو ترابوش کی بلندیوں اور اطراف و جوانب کی طرف مانتی نیگرو کی پیشقدمی کا منظر نهایت عجیب و غریب تها ' مگر میدان جنگ میں بعض حرکات میں دیر هوئی ' جسکی وجه سے انکو واپس هونا پڑا -

خسائر جبل اسود

سٹنجی (دار السلطنت مانتی نیگرو) میں آئی هوئی خبروں کے بموجب مانتی نیگرو کو بار دنجولت کے معرکوں میں سخت نقصان هوا ' حوالی ترابوش کے نقصانات بهی اسی کے قریب قریب تهے - انگریزی انجمن صلیب احمر کے طبی مشن (جو پهاڑ کی بلندیوں اور ٹیلوں پر خیمه زن هے) کا کام غیر معمولی طور پر بڑهگیا هے -

نامورانِ غزوۂ بلقان



"حمیدیه" شکستگي کے بعد
قسطنطنیه جا رها ہے حصۂ
پیشین زیر آب ہے -



" حمیدیه " مرمت کے بعد



" حمیدیه " میں گیارہ گز مربع سوراخ هوگیا ہے اور قسطنطنیه
کو واپس جا رها ہے



کپتان حسین رؤف کمانیر " حمیدیه "

" حمیدیه " گذشته سال جنگ بلقان میں بلغاریا کے مقابله میں معرکه ارا هوا تها ۲۲ نومبر کو ایک ضرب شدید نے اسمیں ۱۱ مربع گز کا ایک شگاف پیدا کردیا ' جهاز مرمت کے لیے قسطنطنیه روانه هوگیا ' رفتار میں اسکي حالت یه تهي ' که پانچ انچ کے علاوہ تمام جهاز غرق آب تها -

شگاف کا طول و عرض اور رفتار کي حالت دیکهتے هوے کسی کو بهي یه امید نه تهي که " حمیدیه " قسطنطنیه پهنچیگا ' مگر با ایں اسکے پخته کار و دانشمند کمانیر غازي رؤف حسین بک نے سررشتهٔ همت هاته سے نهیں دیا اور ایسي مهارت و چابکدستي کو کام فرما ' که عالمگیر مایوسي کے علي الرغم " حمیدیه " قسطنطنیه پهنچگیا - قسطنطنیه میں اسکی مرمت هوئي -

چند روز تک " حمیدیه " کے متعلق خبروں پر خاموشي طاري رهی ' ایک دن دفعةً یه خبر آئی که " حمیدیه " نے " میسیڈونیا " پر گوله باري کي اور اس خوش اسلوبي سے کي که موذر الذکر کے لیے غرق و تسلیم کے علاوہ تیسري صورت نرهي ' اسلیے اس نے اپنے آپ کو ڈبو دیا -

حال میں " حمیدیا " نے " میڈیا " پر گوله باري کي تهي ' اور چلتے چلتے اس قدر اندازي کے ساته دو نشانے مارے ' که سروي بارکش اور میگزین میں آگ لگ گئي ' جس سے ایسا شدید نقصان هوا ' که دشمن کو بهي اعتراف کرنا پڑا -

مگر بایں "دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت" نے سب سے پہلے اور اسکے بعد دیگر دول یورپ نے اطالیا کے الحاق کو تسلیم کیا -

کیا در حقیقت عرب الحاق طرابلس کو نامنظور کرتے ہیں ؟

اسکا جواب گو انکی زبان و تیغ دونوں بارہا دیچکی ہیں ' مگر بس پرمعنی ' اثر آگین ' اور باقاعدہ طریقے سے ١٢ اور ١٣ ذیحجہ سنہ ١٣٣٠ھ کو دیا گیا ہے ' اسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملسکتی ١٢ ذیحجہ کو البطل العظیم شیخ سلیمان بارونی کی زیر صدارت ایک اجتماع عام ہوا ' قریب و بعید کے ٣٠ قبائل نے اپنے وفود و شیوخ شرکت کے لیے بھیجے ' جلسے کا منظر عجیب پر اثر ' پر عظمت اور پر ہیبت تھا ' جلسہ گاہ شیوخ ' اعیان ' مجاہدین ' اور عام لوگوں سے بھرتی - شیوخ و اعیان اپنے لباس فاخرہ میں ' اور مجاہدین کرام لباس جہاد میں تھے مجاہدین کی کمروں میں حافظ ناموس اسلام مقدس تلواریں بندھی ہوئی تھیں ' جو خاموشی کی آواز میں کہہ رہی تھیں ' کہ اگر وہ نہ ہوتیں ' تو مراکش ' تونس ' ور الجزائر کی طرح طرابلس پر بھی آج صلیب پرستار حکمراں ہوتے -

ہر کہ و مہ دفاع وطن و حفظ استقلال کے جوش سے لبریز تھا ' چہروں سے ثبات عزم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ' جلسہ کا افتتاح شیخ بارونی نے ایک دلنشین ' اثر آگین ' اور شجاعت انگیز تقریر سے کیا ' اس تقریر میں شیخ موصوف نے اطالیا کی دروغبازی ' فریب کاری اور بدعہدی ' بعض اخوان وطن کے انخداع ' اور اسکے تلخ نتائج کی طرف توجہ دلائی ' اسکے بعد اتحاد اور حفظ استقلال کی ترغیب دیتے ہوے کہا -

" ١٣ مہینہ ہو گئے ' تم ابتک اپنے جوش و بسالت کی بدولت بزدل دشمن کے پامال کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ' اس طویل مدت میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا ' جس سے تمہارے جوش و خلوص یا اتحاد و اتفاق پر حرف آتا ' اس بناء پر میں سمجھتا ہوں ' کہ مجھے یہ کہنے کا حق ہے ' کہ تم نے اپنا مرکز نظر صرف اتفاق و ائتلاف قرار دیا ہے ' بارک اللہ فی ذلک "

آگے چلکے کہا " کہ میں اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ' اور اپنی طرف سے اور تمام عالم اسلامی کی طرف سے اس غیرت عربیہ اور حمیت اسلامیہ پر ' تم کو مبارکباد دیتا ہوں ' جسکا اظہار تم نے افریقہ کے دیرینہ اور آخری اسلامی ملک کی مدافعت میں کیا ہے - تم کو معلوم ہے ' کہ افریقہ کل تک توحید کے زیر نگیں تھا ' مگر آج تثلیث کے زیر عصا ہے ' اس وسیع قطعہ زمین میں اب آزاد اسلامی حکومت کی اگر کوئی یادگار ہے ' تو وہ طرابلس الغرب ہے ' پس تمہاری مدافعت صرف وطن عزیز کی راہ میں نہیں ہے ' بلکہ ملت بیضاء کی راہ میں بھی ہے " اسکے بعد شیخ جلیل نے ان چند اشخاص کا شکریہ ادا کیا ' جنھوں نے اس مدافعت میں خاص طور پر حصہ لیا ہے ' اسکے بعد کہا -

" کہ میں اپنے خطبے کے ختم کرنے سے پہلے تم لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ آج پھر ہم دین و استقلال کے عہد مدافعت کی تجدید کریں ' اور قسم کھالیں ' کہ ہم اسوقت تک ہتیار نہیں رکھینگے ' جب تک خدا ہمارے اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ نہ کردے ' وہو احکم الحاکمین تمام حاضرین نے قسم کھائی ' فتح و ظفر کی دعا اور شیخ جلیل اور مجاہدین کی ستایش کا خروش بلند ہوا ' اور جلسہ برخواست ہوا - جو ١٤ کو پھر شیوخ قبائل جمع ہوے ' اور حسب ذیل عہد نامہ لکھا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

— * —

اس فرمان سلطانی کی بناء پر ' جو ہم کو یکم ذیحجہ کو موصول ہوا ہے اور جو ہم کو انتظامی خود مختاری دیتا ہے ' ہم اس عطیہ سلطانی کو کمال مسرت و ممنونیت کے ساتھہ قبول کرتے ہیں ' اور اپنے قائد سلیمان بارونی کو تکلیف دیتے ہیں ' کہ وہ اس اعلان کی اطلاع جن کو جن کو دینا ضروری ہو ' ان کو ان کو دیدیں اور ایک حکومت قائم کریں ' جو بموجب قواعد شرع و اصول عمران ' حفظ راحت ' قیام امن ' حفاظت دین و وطن ' وغیرہ وغیرہ ان تمام اعمال کو انجام دے ' جنکی ضرورت ہے ' اور نیز حفظ راحت اور مدافعت استقلال کے لیے تمام وسائل مثلاً جمع مال ' فراہمی اسلحہ وغیرہ وغیرہ کو اختیار کرے والتوفیق من اللہ والنصر بیدہ -

اس عہد نامہ پر سب نے دستخط کے ' دول یورپ کو اعلان استقلال و تشکیل حکومت کی اطلاع دیدی ' استقلال کا علم بلند کیا گیا ' فوج اور پولس کے عہدوں پر نئے اشخاص مامور کیے گئے ' جو اپنے فرائض نہایت جوش ' مستعدی ' اور خوش اسلوبی کے ساتھہ انجام دے رہے ہیں -

اس ملکی انتظام کے بعد مجاہدین کرام کو حملہ کا حکم دیا گیا ' ترہنہ اور سرن میں دو ہولناک معرکے ہوئے ' جسمیں دشمن کے سپاہیوں کے علاوہ بارہ افسر مارے گئے -

انکشاف سازش

حال میں اطالوی جنرل مولا مانی نے لواء جبل کے اعیان و اشراف کے پاس چند جوابات بھیجے تھے ' جسمیں انکو سبز باغ دکھالئے گئے تھے ' مگر حسن اتفاق سے اسکا پتہ لگ گیا ' مکتوب الیہم فوراً گرفتار کرلیے گئے ' خانہ تلاشیاں ہوئیں ' جسمیں مزید اطالوی فرمانات اور سکے برآمد ہوے ' یہ اعلانات ان خائنوں کے پاس پوشیدہ طور پر اسلیے بھیجے گئے تھے ' کہ وہ انکو قبائل میں تقسیم کردیں اور اطاعت کی ترغیب دیں -

مشایخ میں پولیٹکل تحریک

— * —

خانقاہ نشینوں کی جنبش

— * —

زمانہ وہ ہے ' کہ مشائخ صوفیہ اپنے خلوتکدوں سے باہر آئیں اور پالیٹکس و سیاست میں ہاتھہ ڈالیں - مگر کونسی سیاست ؟ سوڈا نوشی اور ڈنر خوری کی نہیں ' اپنے بزرگوں اور جبہ و عمامہ کی آبرو ریزی کی نہیں ' صرف حفاظت روحانیت کی سیاست ' نئی روشنی والوں کو خدا کا راستہ انکی عقل اور سمجھہ کے موافق بتا نیکی سیاست - لہذا توحید کے نام سے ایک اخبار نکالنے کی تجویز ہوئی ہے ' جو میرٹھہ سے ہفتہ وار با تصویر ١٥ اپریل سنہ ١٩١٣ع سے جاری ہوگا - یہ اخبار مشائخ کو کام کرنیکے طریقے بتلائیگا - یہ حلقہ نظام المشائخ کا زبردست آرگن ہوگا ' جو حلقہ کے اغراض کو عمل میں لانیکی کوشش کریگا ' یہ خانقاہ نشینوں میں جنبش پیدا کریگا - اسکے نگراں اور سر پرست مولانا خواجہ نظامی دہلوی ہونگے - قیمت سالانہ ٣ روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر دیا جائیگا ' مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے

منیجر اخبار توحید } لال کرتی میرٹھہ

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

گذشتہ چند دن میں صرف زرجاج کے انگریزي شفا خانے میں ۴۵۰ - زخمیوں کا علاج کیا گیا - اس سے انداز کیا جاسکتا ہے کہ دیگر مقامات کي کیا حالت ہوگي -

بستر لوبد کو (کتارو) سے معلوم ہوا ہے کہ محاصرہ اشقودرہ میں پیہم ناکامیوں کي وجہ سے اہل جبل اسود کے دلوں میں نوامیدي سما گئي ہے - حال میں سروي فوج کي مدد سے جو حملہ کیا گیا تھا اسمیں سخت نقصان کے ساتھہ ناکامي ہوئي ' شفا خانے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں ' متصل پانچ دن کے معرکے میں مقتولین کي تعداد ۳ ہزار ۵ سو ہے

ابتک حکومت کي طرف سے ہمیشہ فتوحات اور قرب تسلیم کي خبریں شائع کیجاتي رہیں ' جس سے قوم نے امید کي نہایت بلند عمارتیں قائم کیں (گو وہ ہوا میں تھیں) اب محافظ فوج کي حیرت انگیز مدافعت نے آنکھیں کھولدي ہیں ' اور بتا دیا ہے ' کہ اب تک جو کچھہ شائع کیا گیا ہے ' وہ محض مبالغہ طرازي ہے ' اسکے علاوہ اعاظم دول یورپ نے اشقودرہ کو البانیہ سے ملحق کرنے ارادہ ظاہر کیا - ان وجوہ سے اہل جبل کے قوي رو بانحطاط ہیں اور یہ حالت اسوقت تک روز افزوں ہے -

اسطول عثمـــاني

— * —

عثماني بیڑے کی نقل و حرکت کي نسبت زیادہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر اسقدر یقیني ہے ' کہ آہن پوش " مسعودیہ " نے بہت بڑے بڑے گولے (ترکوس) کے آگے کے بلغاري مرکزوں پر پھینکے -

جنگي جہاز " آثار توفیق " (قاضیکوي) میں دو تباہ کن کشتیوں کے ساتھہ لنگر انداز ہے -

" مجیدیہ " کي بابت کہا جاتا ہے کہ بحر اسود میں پھر رہا ہے - یہاں یہ خبر مشہور ہوئي تھي کہ " حمیدیہ " جدہ پہنچگیا اور وہاں عثماني ارباب حکومت سے اسکے رپان (جہاز کے افسر اعلی) نے یہ بیان کیا کہ عنقریب بحر ارخبیل میں واپس جائیگا -

جہاز " طور غود رئیس " (رودستو) میں بلغاري نقل و حرکت کي نگراني کورہا ہے -

۵۰۰ بلغـــاري

جون ترک سے ایک ایسے شخص نے ' جو خود معرکہ میں شریک ہوا تھا ' بیان کیا ہے ' کہ جوارئي پر " باربروسا " کي گولہ باري نے ۵۰۰ سو بلغاري ضائع کیے -

حمیدیہ

دس بجے شب کو " حمیدیہ " آبہاے حیفا میں پہنچا ' یہاں وہ کوئلے اور دیگر ضروریات کے لیے آیا ہے ' جہاز کے امانڈر غازي روف حسین بک ہیں ' چند آدمي ان سے ملنے جہاز پر گئے ' کمانڈر موصوف جوش اور شجاعت سے لبریز ہیں ' آنے والوں سے نہایت اچھي طرح ملے اور دوران گفتگو میں تبسم کرتے ہوے کہا کہ " ہم اور ہمارے رفقا ملک و ملت پر نثار ہونے کے لیے تیار ہیں ' ہم حفظ ناموس اسلام و آزادي وطن کی راہ میں موت کو قابل رشک خوش قسمتي سمجھتے ہیں " -

فوج میڈیا

جون ترک قسطنطنیہ کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو عثماني میڈیا میں اتاري گئي تھي ' وہ برابر بلغاري فوج سے معرکہ آرا ہو رہي ہے ' عثماني فوج انکي بار ناف شہر تک گھستي ہوئي چلي گئي اور بے قاعدہ جنگیں برپا کیں - یہ فوج اسوقت تک بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا چکي ہے -

مالي حالت کي اصلاح

— * —

صباح (ترکي اخبار) کا بیان ہے : کہ " آخري جلسہ میں محمود شوکت پاشا وزیر اعظم نے ۲۷ اقتصادي تجویزوں پر غور کیا ہے ' جنکے لائسنس کمپنیوں کو دیے جائیں گے -

طرابلس الغرب

شیخ سنوسي کا وفد

— * —

سید السنوسي کا وفد سید عبد العزیز ' سید احمد ' اور دو اور بزرگ جملہ ۴ اعضاء سے مرکب ہے - یہ وفد خشکي کے راستہ سے شام ' اطنہ ' اور قونیہ ہوتا ہوا ۱۰ فروري کو آستانہ پہنچا ہے -

جلالتماب سلطان المعظم کي طرف سے مابین ہمایوني کے مدیر ثاني رجائي بک ' حکومت کي طرف سے طلعت بک ' (تشریفات کے ایک عہدہ دار) اور مجلس امانت و آستانہ کي طرف سے ' باشر کاتب ممدوح بک ' استقبال کے لیے گئے ' وفد جب (راس القصر) پہنچا ' تو خزانہ کے کتخدا نے فوج کے ایک دستے کے ساتھہ ' استقبال کیا - اصطبل خاص سے گاڑیاں بھیجي گئي تھیں ' انہي پر سوار ہوکے (سراے مجیدیہ) میں آئے اور وہیں فروکش ہوے -

جلالتمآب کے نذرانہ کے لیے یہ وفد سید السنوسي کي بندوق خاص لایا ہے -

عـــربـــي حمـــلـــہ

— * —

(ٹائمس) کا جنگي نامہ نگار قصر یفرني (یہ ایک شہر ہے جو دھبیات کي راہ سے طرابلس کے جنوب و غرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے) تار دیتا ہے :

طرابلس کي خود مختار حکومت نے اطالیا سے پھر معرکہ آرائي شروع کردي ہے ' ۳ ہزار کي جمعیت شیخ العرب کے زیر علم ' اور دو سو کي جمعیت بلاد توراج سے آکے ' زوارہ میں جمع ہوئي - سخت جنگ ہوتي رہي ' بالاخر اہل عرب فتح یاب ہوے - اطالیوں کے انسان اور حیوان ' دونوں کی ایک تعداد کثیر کام آئي -

ارادہ ہے ' کہ اس حکومت عربي کا انتظام وہي ہو ' جو شیخ باروني نے قصر یفرني میں تجویز کیا تھا ' شیخ باروني نے بڑا کام کیا ہے ' ترکوں اور عربوں کو انہوں ہي نے ملایا - عربوں میں انکي بڑي شہرت ہے - (شیخ سلیمان باروني کے حالات اور تصاویر الہلال میں بارہا شائع ہو چکي ہیں - الہلال)

ایک اجتماع عظیم

— * —

حفظ استقلال ' تشکیل حکومت ' اور تعین قائد کے لیے

بیسویں صدي میں حق کشي اور عدل سوزي کي واضح ترین مثال مسکین طرابلس ہے ' طرابلس خود مختار کیا گیا ' اطالیا نے اسکے الحاق کا اعلان کیا ' اہل طرابلس نے الحاق کو نامنظور کیا

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳

جلد نمبر ۲

کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.



قیمت فی پرچہ

سلوشی تین آنہ



البطل الجليل والمدافع النبيل
الغازي شكري باشا قائد ادرنه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ٢٤ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری | نمبر ١٣

Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.

تلغراف خصوصي

(قسطنطنیہ ۳۰ مارچ)

ادرنہ مسخر ہوگیا' دشمن کا قبضہ شہر پر نہیں ہوا' بلکہ کھنڈروں پر' اور غیر معمولي قرباني کے بعد - چارش

(قسطنطنیہ ۳۱ مارچ)

ہاں تسخیر کي خبر صحیح' مگر غیر معمولي مدافعت کے بعد' دشمن کے نقصانات شدید ترین' چتلجا میں ہماري حالت اچھي' مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

— * —

حیران ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپني اس ندامت' اور پریشاني کا اظہار کروں' جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ فکاہات کو دیکھکر مجھپر طاري ہوئي' اور ایک امر جو ہوچکا ہے' نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کردوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں' اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میري موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - میري عدم موجودگي میں ایک لغو نظم " شفاف " کے بے معني نام سے درج کردي گئي' جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں' اور ایک شعر بھي ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا' تو میري نظر سے بھي گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلي نظر پڑي' تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ کیونکر ہزاروں ناظرین الہلال کو اسي وقت اپني بے خبري کي اطلاع دوں !

نہایت شرمندگي کے ساتھہ ناظرین سے معافي خواہ ہوں کہ میري مجبوري پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمائیں - غالباً یہ پہلا ادبي گناہ ہے' جو الہلال سے سرزد ہوا ہے' اور میري معذرت واضح ہے : و العذر عند کرام الناس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں' اور وہ الہلال کے ساتھہ شائع کردیا جائے' تاکہ اس صفحہ کو رسالے سے خارج کرکے اسکي جگہ یہ ورق لگادیا جائے - کم از کم قائل تو محفوظ رہے گي -

(فقیر ابو الکلام)

فہرست

— * —

تصویر

— * —

[بقیہ شذرات صفحہ ۴ کا]

و شدید گولہ باري کي - بلغاریوں میں بے انتظامي پھیل گئي اور چھہ ہزار ترکوں نے سنگینوں سے مخالفانہ حملہ کرکے مقابل کے ڈھالو مقامات کے نیچے بلغاري فوج کا صفایا کردیا - ۴ ہزار بلغاري مقتول و مجروح ہوے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے' کہ وہ چتلجا کے خطوط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو بچے میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے حدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاهي کا اس سے زیادہ فرض نہیں ' کہ وہ جانبازي ' پامردي ' اور دانشمندي کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کرے ' اگر اس نے ایسا کیا ' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش ' شکست هو یا فتح '

اسلیے اگر مشاهیر و ابطال کي صف میں نیپولین اور عثمان پاشا بھی هیں ' تو یقیناً مدافع جلیل غازي شکري پاشا بھي انکے دوش بدوش هونگے -

یہ تفصیل تما متر صوفیا اور ایک نامہ نگار کے بیان کي مرتت صورت ہے ' اور بیک نظر معلوم هوجاتا ہے ' کہ اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کي عذر جوئي اور فتح کي تفخیم و تعظیم کي کوشش کي گئي ہے ' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغہ و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں ' کہ واقعیت کا عنصر فنا هوگیا ہے ' تو اس تسخیر سے ان معلومات کي تکذیب نہیں هوتي ' جو الهلال کے صفحات میں وقتا فوقتا شائع هوتے رہے هیں - ان تمام معلومات کا خلاصہ دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاهدہ اور دوسرے سامان کي کافي مقد - امر اول کے متعلق هم ابھی تفصیل کے ساتھ لکھ آے هیں - رها امر دوم ' اسکے لئے آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں ' آپ کو اسمیں زار خط مقامات میں ملیگا ' کہ محصورین نے سامان میں آگ لگادي ' جب معاصرین داخل هوے تو اسوقت گلے چراگاهوں میں چر رہے تھے ' پس کیا یہ اس امر کي شہادت نہیں ' کہ سامان کي کمی نہ تھي -

اس بحث میں سب سے آخري نقطہ یہ ہے ' کہ آیا وزارت سابقہ کي راے صحیح تھي ؟ اور کیا انقلات اور اجراے جنگ اتحادیوں کي خود کامي یا خام کاري تھي ؟ ابھي اسباب تسخیر تاریکي میں هیں ' جسقدر تفصیل آئي ہے وہ اجمال سے بھي کم ہے ' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا ' مگر " آقاے کامل " کي مجوزہ نام نہاد قومي مجلس کي کارروائي (جو الهلال نمبر ۷ میں شائع هو چکي ہے) کے پڑھنے کے بعد هم جس نتیجہ پر پہنچے تھے ' وہ یہ تھا ' کہ مجلس کے فیصلہ صلح کي بنیاد دو امر پر ہے -

(۲) تاراج ایشیاء کا خوف

(۱) مالي مشاکل کا نا قابل حل هونا

پس اگر هم صحیح نتیجہ پر پہنچے تھے تو هم کو اس کہنے میں کوئي تامل نہیں ' کہ با ایں تسخیر اتحادي وزارت کاملي وزارت سے نسبتا کامیاب رهي -

محمود شوکت پاشا نے شمشیر کے قبضہ پر هاتھہ رکھا تو تاراج کي دھمکي دینے والے پھر نا طرفداري کے کمینگاہ میں روپوش هوگئے اور مالي مشائل کا انتظام - جو انگلستان ایسے دولتمند ' ملک کے پرستار هونے کے باوجود کامل سے نہیں هو سکا تھا - اس حد تک هوگیا ' کہ واجب الاداء تنخواهیں بے باق کردي گئیں - اور دو ماہ تک جنگ جاري رهي اور ابھي ہے -

اگر یہ صحیح ہے ' کہ ایک غیور شریف کے لئے حملہ آور کو اپنے حرم کي حوالگي حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرتے رهنا فرض ہے ' جب تک کہ اسکے قوي جواب نہ دیدیں ' تو هم کہتے هیں کہ ادرنہ - وہ ادرنہ جسکے چپہ چپہ پر اسلامي یادگاریں کندہ هیں ' جہاں اسلام کے نامور و درخشان فرزند مدفون هیں ' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یہ کہ ' جو قسطنطنیہ کي کنجي ہے - کي حوالگي (جو کامل چاهتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھي ' اور انکا فرض تھا ' کہ اسکي مدافعت اسوقت تک کریں جب تک کہ انکے امکان میں هو (جیسا کہ اتحادي وزارت نے کیا) ادرنہ کي تسخیر اسکي تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک سپاهي کے لیے میدان میں زخمي هو کے گرفتار هونا ' بے زخمی هوئے هتھیار ڈالدینے سے بہر حال اور بدرجہا بہتر ہے -

چتلجا تسخیر ادرنہ کے بعد چتلجا کے متعلق خبروں کي حالت تشویش انگیز تھي - عثماني ذرائع خاموش تھے - غیر عثماني ذرائع تمامتر شکست و هزیمت کي داستانسرائي کرتے تھے - ۲۵ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دي گئي تھي ' کہ بلغاري آگے بڑھے ' دشمن پس پا هوا ' اب بلغاري عثمانلي اور اپدي و ڈیس کے درمیاني خط پر قابض هیں - ۲۷ کو بلغاري سفارتخانے نے اطلاع دي ' کہ بلغاري شہر پر قابض هوگئے - ۲۸ کو ریوٹر کو قسطنطنیہ سے یہ خبر ملي " کہ چتلجا میں جنگ هوئي ' جسکا نتیجہ ترکوں کے خلاف نکلا ' ابتداً وہ انتظام قائم رکھسکے مگر آخر میں بے انتظامي پھیلگئي - معلوم هوتا ہے ترک خوفزدہ هوگئے هیں ' ترکوں نے شہر ۲۶ هي کو خالي کردیا تھا ' اسوقت وهاں هیں ' جہاں وہ نومبر میں تھے - کسي سنگین بلغاري حملہ کي علامت نہیں ' مگر انور بے کي محفوظ فوج پیشگاہ (ورنت) بھیجدیگئي ہے - چتلجا پرجوش جنگ کے بیان میں مبالغہ کیا گیا ہے - گذشتہ نصف ماہ میں چتلجا سے قسطنطنیہ صرف ۵ سو زخمي آئے هیں " - مگر ۳۰ کو خبروں کا رخ بدلگیا - قسطنطنیہ سے سرکاري طور پر اطلاع دیگئي ' کہ دشمن نے بویوکچکمجي کے آگے کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا ' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثماني فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کرلیا -

یہ تار گو سرکاري تھا ' مگر معرکہ کي اهمیت کے باب میں خاموش تھا ' یکم اپریل کو ریوٹر نے تفصیل شائع کي ' جس نے معرکے کي اهمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا ' جو عثماني فوج نے ادرنہ کے همت شکن اور استقامت افگن سانحہ کے بعد دکھائي ' تفصیل بجنسہ درج ذیل ہے -

لندن یکم اپریل - ترکي فوج کے ساتھہ جو خاص نامہ نگار بویوکچکمجي کے معرکہ کارزار میں موجود تھے انھوں نے اس جنگ کي مفصل خبریں بھیجي هیں ' جن سے معلوم هوتا ہے کہ یہ لڑائي نہ صرف نہایت شدید تھي ' بلکہ چتلجا کے آیندہ کارناموں پر اس کا نہایت هي اهم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یہ تھا ' کہ ترکي فوج جو حالیہ چیکمجي کے مغربي جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے ' اس کا تعلق قلب جیش (اصلي بري فوج) سے ' جو چتلجا کے خطوط مدافعت پر موجود ہے ' منقطع کردیں - ۲۵ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجي جمعیت سے پیش قدمي کي - عزت پاشا نے اپني فوج کا جزو اعظم قلبي مورچوں کي طرف هٹالیا - اس کے بعد دو روز تک خوفناک گولہ باري هوتي رهي - بلغاریوں کو اس حالت میں ' جبکہ وہ مقبوضہ حصے میں مورچے کھود کر کمینگاهوں میں چھپنے کي کوشش کر رہے تھے ' ترکي توپوں کي سخت آتشباري کا سامنا کرنا پڑا ' جن کو آلات تنویر (سرچ لائیٹس) سے برابر مدد مل رهي تھي - بلغاریوں نے جمعہ کے دن صبح کو کہرے کي تاریکي میں یہ کوشش کي ' کہ ایک جناحي پیش قدمي (فلینک مارچ) کے ذریعہ سے چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے ایک آخري حملہ کرکے چیکمجي کي مغربي جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑدیں ' لیکن کہرے کے موقوف هوجانے پر بلغاري فوج موت کے جال میں گرفتار هوگئي ' اور ترکوں نے اس

(بقیہ صفحہ اول کے آخر میں -)

شذرات

تسخیر ادرنہ

۲۷ - مارچ کي اولین تقسیم میں ریوٹر نے ادرنہ پر بلغاریا کے کامل استیلاء کي خبر شائع کي ' دفتر سے اسي وقت متعدد تار قسطنطنیہ روانہ کیے گئے - جوابات آے ' مگر دیر میں ' اسي لیے ان تاروں کے جواب میں تاخیر ہوئي ' جو دفتر میں بغرض دریافت حال موصول ہوے تھے - یہ جوابات صفحہ اولي میں درج ہیں ' ریوٹر نے جو تار برقیاں شائع کي ہیں - انکے بموجب روداد تسخیر حسب ذیل ہے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب کو بلغاریوں نے ایک متحد الوقت حملہ عام کیا - ۳ بجکے ۵۰ منٹ پر غیر معمولي پر جوش مقاومت کے علي الرغم بلغاریوں نے سنگینوں سے حملہ کیا ' اور مشرقي حصہ پیشین کے تمام آگے بڑھے ہوے مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھیک مشرق کي طرف کے تمام قلعہ بند نقطوں پر قابض ہوگئے - اس معرکہ میں بلغاریوں نے برابر میں توپیں ۴ زرہ کار اور ۳ سو آدمي گرفتار کیے -

اسي دن دوراز لشکر چوکیاں سرو اندیري نامي ایک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قریباً ایک کیلومتر کے فاصلہ پر واقع ہے) پر قابض ہوگئیں - اسي دن ترک جنوبي مقامات سے بھي ہٹادیے گیے - ۲۶ کو حملے کي تیاري ہوئي ' پہلے مویشیون کے گلے بھیجے گئے ' گلون کے بعد آھن پوش و سپر بردار سپاھي روانہ ہوئے ' قلعہ کي دیوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے کاٹکے بنائي گئي تھي - دیوار چارون طرف سے لوھے کے جال سے گھري ہوئي تھي ' بلغاري فوج نے اس جال کو کاٹنا شروع کیا ' رن پڑا ' سنگینون تک نوبت پہنچي ' اور سخت گھمسان کي لڑائي ہوئي -

جنوب ادرنہ میں سرویون سے بلغاریون کو بیحد مدد ملي ' سروي فوج کا پورا ایک ریجمنٹ کام آیا - آخري حملہ کے آغاز میں بلغاري خس و خاشاک کي طرح کاٹے گئے اور ترکي مقامات (پوزیشنز) تک پہنچنے سے پہلے پوري پوري کمپنیان برباد ہوگئیں -

ترکون نے سامان غذا ' گوداموں ' اسلحہ خانون ' توپخانون ' شفاخانون ' اور بارکون ' میں آگ لگادي -

۲۶ کو ۲ بجے شکري پاشا نے جنرل اونف کے سامنے تلوار ڈالدي -

صوفیا میں بلغاري مرکز کو اطلاع دي گئي کہ اس معرکہ میں ۱۱ ہزار بلغاري مجروح و مقتول ہوے ہزار عثماني گرفتار ہوے ۲۸ مشین گن اور ۶ سو ۵۰ مختلف قسم کي توپیں غنیمت میں ملیں -

نامہ نگار خاص (جسکو بلغاري فوج کے ساتھہ شہر میں داخل ہونے کي اجازت دي گئي تھي) بیان کرتا ہے ' کہ صرف ۸۰ میداني توپیں اس پہاڑي ٹیلے پر لگي ہوئي تھیں ' جو ادرنہ کے مشرق میں واقع ہے اور قلعہ کو محیط ہے - لڑائي کے میدان میں دو اور تین میل کے درمیاني فاصلہ پر ۱۶۰ توپیں لگي ہوئي تھیں - صرف ایک روز میں ۳۰ ہزار پھٹنے والے گولے پھینکے گئے ' جنھوں نے عملي طور پر تمام قلعوں کو نابود کردیا - بعد میں داخلے کے بعد معلوم ہوا ' کہ یہ تمام قلعے اینٹوں کے بنے ہوے دیرینہ وکہنہ گنبد ہیں ' جن پر مٹي کي استرکاري ہے - توپوں کے نصب کرنے کے لیے صرف زمین کھود کے جگہ بنالي گئي ہے - یہ ترکي افسانے تھے ' کہ جدید وضع کے زبردست قلعے بنے ہوے ہیں - اسکي مضبوطي کو سب سے زیادہ اھمیت اسوجہ سے حاصل ہے ' کہ وہ قدرتي طور پر مضبوط مقام ہے - اگر بلغاري اصل حقیقت سے آگاہ ہوتے تو نامہ نگار استمرار مقاومت کي وجہ بلغاریوں کي لا علمي ثابت کرنا (چاھتا ہے ' مگر یہ اسکا جہل یا تعصب ہے ' ورنہ خود عثماني تسلیم کرتے ہیں ' کہ انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زیادہ واقف ہیں ' اور کیوں نہ ہوں جب کہ افسر قلعوں کی تعمیر میں مزدوري کریں اور ایک ایک گوشے کو اپني آنکھہ سے بنتے دیکھیں - الہلال)

وہ اس مقام کو ' جو صرف ایک مورچہ بند فوجي کیمپ تھا ' تین مہینے قبل ھي سنگینوں سے فتح کر لیتے - شکري پاشا کے پاس وہ تمام توپیں بھي نہیں تھیں ' جنکي نسبت کہا جاتا تھا ' کہ انکے پاس موجود ہیں - جب دشمن کي فوج بلند مقامات کي طرف حملوں پر حملے کر رھي تھي ' تو شکري پاشا نہایت خوش اسلوبي سے اپنے توپخانوں کو ایک جگہ سے دوسري جگہ منتقل کردیتے تھے جس سے دشمن کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے پاس بہت توپخانے ہیں - جب بلغاري شہر میں داخل ہوے ' تو انکو یہ بات دیکھکے سخت حیرت ہوئي ' کہ مویشیوں کے گلے شہر کے قریب کي چراگاھوں میں چر رہے ہیں - قلعہ کي فوج اور شہري رعایا بھي پریشان نہیں معلوم ہوتي تھي -

اس تفصیل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کریں ' کہ ۲۵ مارچ کو حملہ ہوتا ہے ' عثماني فوج غیر معمولي جوش کے ساتھہ مدافعت کرتي ہے ' مگر باایں دشمن کامیاب ہوتا ہے ' اسکے بعد دو اور تین میل کے درمیان فاصلہ پر ۱۶۰ ساتھہ توپیں گولہ باري کرتي ہیں ' جنمیں سے صرف ایک قلعہ پر ۸۰ توپیں آگ برساتي ہیں - اسکے بعد دشمن کي فوج بڑھتي ہے ' اور آھني جال کاٹڈالتي ہے - اسکے بعد اور بڑھتي اور سنگینوں تک نوبت پہنچتي ہے ۱۲۷ دن کے محصورین ھمت و شجاعت کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہیں ' بلغاري فوج کے ساتھہ سروي فوج بھي شریک ہے ' سروي فوج کے پورے ریجمنٹ کے ریجمنٹ اڑ جاتے ہیں ' بلغاري بھي خس و خاشاک کي طرح کاٹے جاتے ہیں ' مگر وہ آگے بڑھتے ہیں اور شہر پر قابض ہو جاتے ہیں - یہ تصویر جنگ کا ایک رخ ہے ' دوسرا رخ یہ ہے ' کہ قلعوں کي کائنات کہنہ گنبد ہیں ' توپوں کے رکھنے کے لیے زمین میں گڑھے کھودے گئے ہیں ' توپوں کي تعداد ناکافي ہے ' مگر قائد اپنے حسن انتظام سے انکي تعداد کئي چند زیادہ دکھاتا ہے ' دشمن مقام پر مقام لیتا چلا جاتا ہے ' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا ہے ' تو عثماني فوج جوش کے ساتھہ مقابلہ کرتي ہے ' مگر ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں ' کہ باایں پرجوش مدافعت و مقاومت دشمن شہر میں داخل ہو جاتا ہے -

اب سوال یہ ہے ' کہ عثماني فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے لیکے ۲۶ کے ۲ بجے دن تک کي فیصلہ کن و خوفناک مدت میں - جبکہ ہر دوسرا گھنٹہ پہلے گھنٹے سے زیادہ حوصلہ گسل اور ھمت سوز ہوتا تھا - ایک منٹ کے لیے پست ھمتي ' سرد جوشي ' اور خوفزدگي کا اظہار کیا ؟ کیا شکري پاشا نے شہر پر بلغاریوں کے استیلاء تام سے پہلے ہتیار ڈالے ؟ کیا اگر شکري پاشا ہتیار نہ ڈالتے تو شہر پر بلغاریوں کا قبضہ نہ ہوتا ؟ اور مختصراً یہ کہ کیا محصورین نے مقاومت کا کوئي دقیقہ اٹھا رکھا ؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفي میں ہیں ' تو اب سوال یہ ہے ' کہ محصورین نے اس عہد کو پورا کیا یا نہیں جو انھوں نے بطل الطرابلس انور بے سے کیا تھا ؟

فی الارض ولا فسادا ، والعاقبة للمتقین -	و منافع کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے ھیں ' اور یاد رکھو ' کہ ھر کام کا انجام و آخر صرف اللہ سے ڈرنے والوں ھی کیلیے ھے -

قران کریم میں " العاقبة للمتقین " ھر جگہ اسي لیے کہا گیا ھے ' کہ اغراض فاسدہ اور مقاصد ردیہ گو بظاھر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب ھو جاتے ھیں ' انکي کامیابي محض ھنگامي عارضي ھوتي ھے ' اور انجام کار کي فتح و فیروز مندي انکے حصے میں نہیں آسکتي - یہي آخر کي کامیابي ھے ' جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپني تائید غیبي کے اعلان کیلیے ایک نشاني قرار دیا ھے ' اور یہ اسي کا دست نصرت ھے ' جو حق کو نتائج و عواقب کي نصرت بخشکر بتلا دیتا ھے ' کہ خود وہ کس کے ساتھہ ھے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے اور خدا کي روشني سے نسل آدم کي آنکھیں محروم ھو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ' کہ قران کریم میں ھر جگہ خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جنکے اغراض و مقاصد مرضات الہي کي خواھش اور نور صداقت و حق پژوھي سے خالي ھیں) ھمیشہ اُن چیزوں سے تشبیہ دي ھے ' جو اپنے اندر کوئي نہ کوئي کامیابي کا ھنگامي اثر و جلوہ ضرور رکھتي ھیں ' لیکن پھر آخر میں انکي ناکامي نمایان ھو جاتي ھے - مثلاً ایک جگہ فرمایا :

اعمالہم کسراب بقیعة یحسبہ الظمآن ماء ' حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ ' واللہ سریع الحساب - (۲۴ : ۳۹)	ان لوگوں کے کاموں کي مثال ایسي ھے ' جیسے کسي چٹیل میدان میں چمکتا ھوا ریت ' کہ پیاسا آدمي دور سے اُسے پاني سمجھکر دوڑتا ھے ' لیکن جب قریب پہنچتا ھے ' تو ریت کے تودوں کے سوا اور کچھہ نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعہ پر مکڑي کے جالے کي مشہور مثال دي :

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت ' اتخذت بیتا ' و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۰)	ان لوگوں کي مثال جو اللہ کے علاوہ اور لوگوں سے دوستي کرتے ھیں ' مکڑي کي ھے ' مکڑي گھر بنانے کو تو بناتي ھے مگر گھروں میں کمزور ترین اسي کا گھر ھے ' کاش یہ لوگ سمجھتے -

پہلي آیت میں اعمال ضلالت کي مثال اُس شخص کي سي بتلائي ' جو پیاسا ھو ' مگر دریا کي جگہ ریگستان کو سمندر سمجھکر اُسکي طرف دوڑے ' اور بالاخر ناکامي اور نامرادي کے سوا اُسے کچھہ حاصل نہو - دوسري آیت میں مکڑي کے جالے سے تشبیہ دي ھے ' کہ جو کام رشتہ الہي اور تعلق ایماني کي قوت سے خالي ھوتے ھیں ' انکي ھستي مکڑي کے جالے کي طرح ھوتي ھے ' کہ جب تک وہ قائم ھے ' نہایت مرتب و منظم نظر آتا ھے ' لیکن جونہي ھوا کي ایک ھلکي سي موج بھي اس پر سے گذري ' اور ھباءً منثورا ھوگیا : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون -

(۳)

فی الحقیقت غور کیجیے ' تو انساني اعمال کي ضلالت کیلیے اس تشبیہ و تمثیل سے بڑھکر اور کوئي بیان نہیں ھو سکتا تھا ' اور اصل یہ ھے ' کہ قران کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکي تمثیلوں اور تشبیہوں ھي میں ھیں لیکن :

تقاصر عنہ افہام الرجال

مکڑے کا جالا کیسي عجیب اور موثر چیز ھے ! کس ترتیب اور نظم کے ساتھہ اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق ھے ' اور کس درجہ کامل طور پر اشکال ریاضي کے تسویہ و تناسب کے ساتھہ اسکے دائرے ' دائروں کے مدارج ' اور ھر درجے میں متعدد خانے ھوتے ھیں ؟ پھر اُس محنت و سعي پر نظر ڈالیے ' جو جالے کے بنانے میں وہ گوارا کرتا ھے - کیسي خود فروشانہ محویت کے ساتھہ ایک ایک تار کو بنتا ھے ' اور کس اَن تھک سعي کے ساتھہ ' ٹوٹنے کے بعد پھر از سر نو بنانا شروع کر دیتا ھے - وہ گویا ایک نہایت منظم ' مرتب اور خوشنما عمارت ھوتي ھے ' جس کي تعمیر میں حیات دنیوي کي پوري قوت صرف کردي جاتي ھے - با ایں ھمہ اسکے ثبات و قرار کا یہ حال ھوتا ھے ' کہ اسکي تعمیر و تکمیل کے عین عروج کي حالت میں ' اگر ھوا کي ایک ھلکي سي حرکت بھي مقابل ھو جاے ' تو ایک لمحہ کیلیے بھي قائم نہیں رھسکتا ' اور چشم زدن میں نابود و مفقود ھو جاتا ھے -

بعینہ یہي حالت اُن تمام کاموں کي ھوتي ھے ' جو حق و معروف کا مقابلہ کرنا چاھتے ھیں - یہ نہیں ھے ' کہ انکو کامیابي نصیب نہیں ھوتي - اگر وہ ابتدا سے ناکام و نامراد رھیں ' تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فتح و ظفر کا فیصلہ بیکار ھو جاے - وہ بظاھر کامیاب ھوتے ھیں ' اور مکڑي کے جالے کي ظاھر فریبي کي طرح دیکھنے والوں کو انکي کامیابي نہایت خوشنما اور منظم نظر آتي ھے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کی انجام دھي میں اُس سے کم محنت و سعي نہیں کرتے ' جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رھتا ھے - وہ اپني دولت ' اپني عزت ' اپنا رسوخ ' اپني صحت ' اور اگر قابلیت حاصل ھے ' تو اپني قابلیت غرضکہ تمام قوتوں کو وقف اعمال ضلالت کردیتے ھیں - پھر دنیا دیکھتي ھے ' کہ ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ بنکر طیار ھو گیا ھے ' جس میں طرح طرح کے خانے ' اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے ھوے ھیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کي ھستي اُس وقت تک ھوتي ھے ' جب تک ھوا کا کوئي جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ' اسي طرح اسکي زندگي بھي صرف اتني ھي دیر تک کیلیے نظر فریب رھتي ھے ' جب تک یاد حق و صداقت میں حرکت نہیں ھوئي ھے ' اور اُسکا رخ اُسکي طرف نہیں ھوا ھے - مکڑا اپني تمام زندگي ایک ایسي شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا ھے ' جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھتا ھے ' مگر در اصل اُسکي تمام زندگي ایک محض ناپائدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتي ھے - بالکل اسي طرح یہ گم کردگان اعمال سمجھتے ھیں ' کہ ھماري محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ ھو رھي ھے ' حالانکہ " تار عنکبوت " کي طیاري کي طرح ' انکي زندگي اور محنت کي یہ نامرادانہ تباھي ھوتي ھے ' اور وہ خود اپنے ھاتھوں اپني عمروں کو ضائع کر دیتے ھیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کي کامیابي سے مغرور نہیں ھونا چاھئے ' کہ کامیابي تو ضرور ھوتي ھے ' لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کي کامیابي ایک شے ھے ' جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا کسي کا قبضہ نہیں - یہ بہت ممکن ھے ' کہ باطل کي سعي و محنت ایک نظر فریب چیز ھمارے سامنے پیش کردے ' اور بظاھر معلوم ھو کہ کامیاب ھوگیا - لیکن یہ کامیابي ایسي ھي کامیابي ھوگي ' جیسي کہ مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل ھوتي ھے - یہ نہیں ھوتا کہ اسکي سعي ناکام رھے - وہ جس گھر کو بنانا چاھتا ھے ' اسکي تعمیر میں پوري طرح کامیاب ھو جاتا ھے - لیکن اسکو کیا کیجئے کہ جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا ھے ' اس سے کوئي پائدار چیز بن ھي نہیں سکتي -

الہلال

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

حدیث الغاشیۃ

(۵)

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا

— * —

اولا یرون انہم یفتنون فی کل علم مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون و لا ہم یذکرون (۹ : ۱۲۷)	کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !!

—

معتقد ہوں کعبے کا ناظم مگر جاکر وہاں
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویراں ہوگیا ؟

— * —

میں لکھنؤ پہنچتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا اسلیے یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے ٹوٹنے کی نسبت کچھہ نہ لکھہ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

دنبال تو بودن گنہ از جانب ما نیست
با غمزہ بگو تا دل مردم نہ رباید

کوئی واقعہ ہو اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے - کامیابی اور ناکامی دونوں میں ہمارے لیے ذخائر عبرت ہیں فتح و شکست دونوں ہم کو نصیحت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے تو تنبہ و اعتبار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہوجاتا ہے : فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ - اولئک الذین ہدا ہم اللہ و اولئک ہم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر حریت نے استبداد پر اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

یقیناً فتح پائی رات کی پردہ پوش اور جرائم پرور تاریکی میں نہیں بلکہ علانیہ روز روشن کی فیصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش و خدع کے ہتھیاروں سے نہیں بلکہ حق اور راست باری کے حربۂ الہی سے فتح پائی - دولت و رسوخ دبدبۂ و سطوت جمعیت و قوت اور ادعا و تعدی کی نمایش فروشیوں کی طاقت دکھلا کر نہیں بلکہ بے سروسامانی ضعف و عاجزی قلت اعوان و انصار اور فقدان اسباب و وسائل کے ساتھہ فتح پائی -

یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ اسکے خوارق و معجزات کو سنیے تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سرزمین عجائب خیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ خوارق رکھتا ہے اور نہیں معلوم آغاز عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کتنے معرکہ ہاے زہرہ گداز ہوچکے ہیں ؟ اول تو اُن واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دنیوی قوتیں اور قاہر و جابر فوجیں اپنے ساتھہ رکھی ہیں انکو سامنے لالیے تو معلوم ہو کہ اس معرکے میں وہ ساز و سامان ہی کہ میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان تختوں کو الٹتے دیکھا ہے جنکی سطح سونے کی تھی اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے اُن عظیم الہیئۃ اور قدیم البنیان مندروں اور ہیکلوں کی دیواروں کو سرنگوں دیکھا ہے جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشاں بتوں سے رکے ہوے تھے - ہم نے تاریخوں میں اُن معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے جنمیں باطل پرستی کی فوجیں بے کنار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں مگر حق کا علم اپنے سائے میں صرف ایک ہی وجود بے سروسامان رکھتا تھا مگر با ایں ہمہ عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے تو اُس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداقت حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان مقابلوں کا افسانہ سناتی ہو اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار فرمائی کے نمایشی ہنگامے کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں لولت دی ہوں اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو اسکے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس بناپر جو کچھہ ہوا اسمیں آپکے لئے ندرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں البتہ غور کیجیے تو عبرت و بصیرت ضرور ہے

و ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض و اللہ ولی المتقین (۴۵ : ۱۸)

(۲)

سب سے پہلی بصیرت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے وہ وہی ہے جس کو آغاز اشاعت الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد محکم اور ایقان قلبی ہے جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اُٹھتی رہتی ہے اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراوں لیکن تھکنے کی جگہ ہر مرتبہ ایک راحت تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مندی اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ بگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ :

و تلك الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علواً	اور آخر کار کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے جو دنیا میں پیشوائی اور لیڈری خواہشمند نہیں اور نہ اپنے اغراض

(۱) پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے ان بندوں کیلیے جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے ہیں اور اُسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (منہ)

نتیجه نکلا ' اور جس سرزمین میں ایک اینٹ بهي اپني جگه سے هلائي نہیں جاسکتي تهي' وهاں آج ایک پوري بني بنائي عمارت اس طرح منهدم هوگئي هے' که اسکے اطلال و آثار تک کا پته نہیں' اور (فاونڈیشن کمیٹي) کا میدان جس طرح ۲۸ - ڈسمبر کي صبح سے پلے صاف تها ' اب پهر ویساهي بار عمارت سے سبکدوش هوگیا هے ' قوم کو " چک بک " واپس ملگئي هے ' اور آینده خواه بنک کي دیواروں کے نیچے سرنگ کهود کر خزانه هي کیوں نه نکال لیا جاے' مگر الحمد لله اب تک کوئي . چک اسکے نام نہیں گئي هے -

(٦)

ایک سب سے بڑي عبرت اس واقعه میں قوم کیلیے یه هے ' که وه اپني قوت کا اندازه کرے ' اور محسوس کرے که تغیرات حالات نے جو هیبت و جبروت اسکي آواز میں پیدا کردیا هے ' یه کیسي بدبختي هے ' که خود وه اُس سے غافل هے ؟ تلوار اگر کند هوگئي هے تو شکایت کا موقعه نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر هے ' جو اپنے هاتهه میں ایک ایسي تیغ تیز رکهے ' جس کي کاٹ کے خوف سے حریف کانپ رها هو' لیکن خود وه اسکے جوهر سے بے خبر هو -

دو سال سے قوم نے اپني راے اور اواز کي جو هیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردي هے ' وه اصلي قوت عمل هے ' بشرطیکه قوم اُس حربے سے کام لے' نیز یه ' که صحیح' معتدل' اور بر وقت کام لے- فاونڈیشن کمیٹي کے گذشته اجلاس' اور پهر ڈیپوٹیشن کي شکست ' یه دو متضاد واقعات هیں ' جنکو جمع کرتا هوں ' تو اصلیت سامنے آجاتي هے - اس سے معلوم هوتا هے که قوم کي بیداري میں شبه نہیں' اسکي قوت اور هیبت کے اعتراف سے بهي دلوں کو انکار نہیں' گو زبانوں کو انکار هو - لیکن مصیبت یه هے ' که برسوں کی تقلید ' اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا هے ' خود اپني سمجهه اور فکر سے کام لینے کي عادت مفقود هے ' اور میدان . عمل میں نو آموزي اسپر مستزاد - نتیجه یه هے ' که پلے اشخاص کي قوت و استبداد سے شکست کهاتي تهي - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فهمي ' ساده لوحی ' نو آموزي ' اور خدع و فریب سے شکست کها جاتي هے - پهر اصلي مصیبت یه هے' که تقلید و اعتماد بیجا کي عادت دیرینه اب بهي زنجیر پا هے ' اور وقت پر معاملات کو سمجهنے اور غور کرنے کي قوت پیدا نہیں هوئي هے - لیکن ساتهه هي چونکه حس و بیداري کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبه کا خیال پیدا هوگیا هے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹها دیے جائیں ' اور کوئي اواز چیخ چیخ کر اپني طرف متوجه کرنے کي پوري کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرکت هر طرف پیدا هوجاتي هے' اور لوگ ساتهه دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کي صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا که ڈیپوٹیشن کي کارروائي کو منسوخ کردیں ' وه اُس وقت بهي موجود تهي ' جب ۲۸ - ڈسمبر کو ڈیپوٹیشن کي تجویز نعره هاے مسرت کے غلغلوں اور چیرز کے صدا هاے متصل و پیهم کے هنگاموں میں پاس کي گئي تهي- ڈیپوٹیشن کي مخالفت میں جو خیالات آج الهلال کے صفحات پر شائع هوے ' یهي خیالات تهے ' جو عین تجویز کے پیش هونے کے بعد ظاهر کیے گئے تهے ' اور سننے والوں میں بهی بهت سے اشخاص وهي تهے ' جنهوں نے الهلال کے صفحات پر آج نظر ڈالي - مگر پهر غور کیجیے که نتائج دونوں وقت کے کیسے مختلف بلکه متضاد هیں ؟

اسکي علت وهي هے ' جو نمبر (۱) میں ظاهر کي گئی- قوم کي بیداري اور صداے حق کي سماعت کیلیے مستعدي میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ' که وقت پر کام کرنے والوں کي نیرنگ طرازیوں اور شعبده سامانیوں کا هجوم اُسے اصلیت کے سمجهنے کي مهلت هي نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فهمي میں پڑگئے ' اور بالکل نه سمجهے' که هم سے کیا مانگا جا رها هے اور کیا هے جو هم نے اٹها کر دیدیا هے ؟ خریداروں نے دراصل یه سمجهنے کي کسي کو فرصت هي نه دي : که :

مشتري چه کس ست و بهاے ما چند ست ؟

لیکن جب کچهه زمانه گذرگیا ' اور اسکے بعد اصلي حالات به عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فهمي دور هونا شروع هوئي ' اور جو بات وقت پر نه سمجهے تهي' اب هر شخص کے سمجهه میں آنے لگي- نتیجه یه نکلا' که جلسے بهي منعقد هوے' تجویزیں بهي پاس هولیں ' مضامین بهي نکلنے لگے ' اور قوم اپني طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد هوگئي - .

پهر اس پہلو پر بهی نظر رهے' که نواب صاحب قبله کا مضمون نکلا ' لیکن کس طرح نذر غفلت و اغماض هوکر رهگیا ؟ اس موقعه پر بهي لوگ محتاج تهے' که انکي غفلت پر ایک پر زور صداے تاسف بلند کي جاے ' اِن تمام حالات سے صاف طور پر واضح هوتا هے ' که بیداري پیدا هوگئي هے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں هوا هے ' بلکه سب سے زیاده اهم کام ابهي باقي هے - یه بیداري کچهه مفید نہیں هوسکتي ' اگر کوئي هاتهه غفلت کے نازک موقعوں پر بهي بیدار رکهنے کیلیے هر وقت مستعد نه رهے ' اور همیشه معاملات کي ته اور اصلیت سے خبردار نه کرتا رهے - لوگ اُٹهه بیٹهے هیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پهر لیٹ جانے کا کهٹکا هر وقت لگا رهتا هے - پس وقت هے' که کام کرنے والے قوم کی بیداري کي زیاده رجز خواني نه کریں ' بلکه بیداري کو قوي ' کرے اور دماغ میں صحیح هشیاري پیدا کرنے کي سعي میں مصروف هو جائیں -

(۸)

یه بهي یاد رکهنا چاهیے که قوم نے اپني اواز میں جو قوت پیدا کرلي هے ' وه ایک اصلي قوت عمل هے ' جسکے بغیر کوئي نیا دور پیدا نہیں هوسکتا تها ' تاهم یه ایک قوت هے ' اُسي حالت میں مفید هے جبکه اسکا استعمال صحیح هو' پس یه بڑي سخت اور مہلک غلطی هوگي' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور هو جائیں ' اور افراد اپني قوت سے جو بیجا فائده اٹهاتے تهے ' ویساهي غلط فائده قومي قوت اور راے کے نام سے بهي اٹهایا جاے - بهت بڑي ضرورت اس امر کي بهي هے' که اس قوت کا استعمال همیشه حزم و احتیاط' اور اعتدال' و صحت طریق استعمال کے ساتهه هو-

(باقي آینده)

(٤)

میں کہنا چاهتا تھا کہ " یونیورسٹي ڈیپوٹیشن " کي شکست میں اس قانون الهي کي ایک عبرت انگیز بصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین ماہ کے واقعات کو یاد کرلیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہاے جد و جہد اور کمال سعي و جانفشاني کے ساتھہ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کي عمارت کھڑي کي تھي ' اور بعض لوگوں نے اپني کیسي کچھہ گران بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں دیدي تھیں - راتوں کي نیندیں اسکے لیے قربان کي گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے غارت هوا - بہت سے دعووں سے دست برداري کي گئي ' اور اس صلح کے لیے جنگ کي فتح مندیوں کي نمایش و شہرت سے بھی هاتھہ اٹھالیا گیا ' مگر با ایں همہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' غرور و ادعا ' طمانیة و استغنا ' اور اظہار سطوت و جبروت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صداے حق و معروف کے ایک جھونکے هي میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لوکانوا یعلمون :—

هم بڑي چیز سمجھتے تھے ' پہ میخانے میں
نکلا اِک جام کي قیمت بھي نہ ایمان اپنا !

جیسا کہ بار بار لکھہ چکا هوں ' اس موقعہ پر بھي توجہ دلانا چاهتا هوں ' کہ اس واقعہ کو سرسري نظر کے حوالے نہ کیا جاے - یہ ایک بین ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کي کہ حق کي کوئي صدا ' ضائع نہیں جا سکتي ؛ اور گو دنیوي اور انساني طاقتیں کتني هي مخالف هوں ' لیکن وہ بالاخر کام کر جاتي ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور همت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور منکرین قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظة کا ایک تازیانہ : وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون -

(٥)

۲۶ اور ۲۸ - دسمبر کو جو اجتماع لکھنو میں هوا تھا ' وہ صحیح طور پر فاونڈیشن کمیٹي کا اجلاس هو یا نہو ' لیکن تاهم اسکو یونیورسٹي کا آخري فیصلہ کرنے کیلیے کافي سمجھا گیا ' اور ڈیپوٹشن کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاهر عام اتفاق راے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھي ایک عرصے تک کوئي صداے مخالف نہیں اٹھي ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کي تحریر شائع بھي هوئي ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب وفد و تفویض اختیارات کاملہ کي نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص وفد کي قلت و کثرت اور طریق انتخاب کي بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - نیز یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ تھا ' نہ کہ اصل ڈیپوٹیشن کي شکست اور بالکلیہ برهمي - ایسي حالت میں ظاهر ہے ' کہ اس کارروائي کي مخالفت بحالت موجودہ بالکل بے سود نظر آتي تھي - کس کو اسکا خیال بھي هوسکتا تھا ' کہ اس تمام کارروائي هي کو سرے سے باطل کردیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھینی هوئي " بلنک چک بک " پھر واپس ملجائیگي - جلسے میں جو آواز مخالفت کي بلند کي گئي تھي وہ " لکھنو کي نا کام کوشش " تھي ' اور اب " کامیاب حلقے " کیلیے کوئي وجہ نہ تھي ' کہ لکھنو کي " کامیابي " کا " کلکتہ کي ناکامي " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کي گئي ' تو دو هفتے کے اندر هي اسکا اثر هر طرف سے نمایاں هونے لگا ' ور رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر هوا ' کہ اضافہ و اصلاح هي نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن هي کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور برجیوں کیلیے اینٹیں چني جا رهي تھیں ' اسکي بنیاد هي مسمار هوگئي ! !

پس یہ نتیجہ بتلاتا ہے کہ همارے آگے " کامیاب " کاموں کا خواہ کیساهي محکم روئي قلعہ هو ' اور خواہ مقاومت کا اصلي وقت گذرهي کیوں نہ جاے ' لیکن تاهم اعلان حق کي طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلاے بغیر نہیں رهتي ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاهیے ' کہ خود هماري نیت اور حق پرستي کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کي کامیابي کا کوئي سوال نہیں - آجکل حق کي غربت و بیکسي کا ایک خاص سبب یہ بھي ہے ' کہ لوگ اعلان حق و سعي اصلاح کي ضرورت محسوس کرتے هیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب هوچکے هیں ' اور اب انکي مخالفت کا مناسب اور اصلي وقت نہیں ہے - اسي کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چیني کي طرف سے بے پروا هوگئے هیں ' اور سمجھتے هیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسي طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادینے میں کامیاب هوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کي مخالفت کو بے سود و بے وقت سمجھکر ' کوئي مخالفت کا تصور بھي نہیں کریگا - اس طرح کے کاموں کیلیے انھوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی هیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " کثرت راے کا فیصلہ " " کثرت راے کا قرار دادہ " - قوم بھي بالعموم ان ترکیبوں سے مرعوب هوگئي ہے ' اور کسي بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال هوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش هورهتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقي نہیں رها - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے فیصل کردہ مسئلے کي نکتہ چیني کرنا بالکل بے اثر بلکہ تمسخر انگیز هوگا -

مذهب ' اخلاق ' اور قانون ' هر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولي غلطي ہے ' اور در اصل اعلان حق و امر بالمعروف کے سد باب کي ایک علت قوي ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسي سچي بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ هونا کافي نہیں سمجھتے ' اور اسکي ضرورت دیکھتے هیں ' کہ لوگ اسے سچ مان بھي لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑني چاهیے - میں نے جب عین جلسے میں ڈیپوٹیشن کي تحریک کي مخالفت کي تو اس سے بالکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الهلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اس وقت بھي یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سردست اس کوشش میں کامیابي هوگي یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا هوں ' میرے عقیدے میں حق کي اس سے بڑھکر کوئي توهین نہیں هوسکتي ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابي کے ظہور کا محتاج قرار دیا جاے - اور اگر ایسا هو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرہ هر وقت تاریک رهتا ہے ' کبھي بھي حق کي روشني ظاهر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور راے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاهم اگر نتیجہ خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اس نصرت فرماے حق و صداقت کي مشیت میں بھي نہ تھا ' جس نے هر کام میں عواقب امور کي کامیابی کو اپني نصرت بخشي کي ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم ' فمن ذالذي ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المومنون -

کردیتا جس سے انتظامات مذکورۂ بالا کی ' ایک هی دفعه نهیں تو بتدریج ' تکمیل هوکر رهتی - یه فرمان کچهه اسی انداز اور اسی پیرایے میں جاری کیاجاتا ' جو حال میں طرابلس کو خود مختارانه حکومت عطا کرتے وقت اختیار کیاگیا تها - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمه کردیا هے اور هم توقع کرتے هیں ' که اب اس کارروائی کی تجدید بهت جلد نه هونے پائیگی -

ساتهه هی ساتهه هم " ایجپٹ " کے مسلمان ناظرین سے ' خواه وه مصر میں هوں ' یا روم میں ' یا هندوستان میں ' اپیل کرتے هیں ' که وه اس امر کی نسبت دهوکا نه کهائیں ' که اسلام کو جس خطرے کا اس وقت مقابله هے ' اسکی حقیقت اور اصلیت کیا هے ؟ واقعه یه هے ' که اسلام هماری نام نهاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے هاتهوں تباه اور برباد هو رها هے - مسلمانوں کو چاهئے ' که اس موقع پر جهاں انکے مذهب کا تعلق هو ' اور جس جگه بقیه ماندہ آزاد اسلامی حکومتوں کی بهبودی پیش نظر هو ' لفظ " لبرلزم " (آزاد خیالی) سے دهوکا نه کهائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذره بهر همدردی نهیں هے - انگلستان انکی ترقی سے خائف اور لرزاں هے ' اور همیشه اسکا سر کچلا کرتا هے -

پس " لندن مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنهیں اسلامی جذبات کی نمایندگی کا دعوے هے) ' کا اس وقت گورنمنٹ کے آگے منت سماجت کے ساتهه درخواست کرنا ' محض حماقت هے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بهی سراسر بے سود هے - یه احساسات تو کب کے اٹهه گئے هیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دهائی سے بهی کوئی کام نهیں نکلنے کا - اس قسم کی عبارتیں با اچهی تصور کی جاتی هیں ' اور کچهه بهی وقعت نهیں رکهتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جهاں تک مسلمانوں کے معاملات سے انکا تعلق هے ' کسی دلیل کا کوئی اثر هو سکتا هے ' تو وه یه هے ' که شاهی اقتدار کو صدمه پهنچنے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کهدیا جائے ' که جسوقت تک که انگریزوں کی شرکت فرانس ' روس ' اطالیه ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رهے ' اس وقت تک حکومت برطانیه هندوستان کے کروروں مسلمانوں کو اپنی دل سے وفادار رعایا شمار نه کرے - اور جب کبهی هندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار هو ' تو ان کروروں میں سے ایک سے بهی دوستی یا امداد کی توقع نه رکهے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت لیڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور همت کے ساتهه نکلینگے ' تو انکا اثر ڈاؤننگ اسٹریٹ (دفتر وزیر خارجیه انگلستان) پر پڑیگا - ایسے الفاظ اسلام کی اس نازک ترین خطرے کی حالت میں ' اسکے لئے ان تمام منت سماجت اور آنسوؤں سے ' جو ان کے ضرورت سے زیاده دور اندیش لیڈروں نے پچهلے چهه مهینے میں همارے بے پروا وزراء کے آگے ضائع کئے هیں ' بدرجها مفید ثابت هونگے - بلکه سرمایه هلال احمر اور جنگ کے جاری رکهنے کے واسطے دوسرے قسم کے سرمایوں کے لئے جو چندے جمع کئے جا رهے هیں ' انسے بهی زیاده سود مند هونگے -

الاخلاق

— * —

تمهید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مختصراً یه ' که تمام مظاهر زندگی اصلاح طلب هیں - اسلیے یه صحیح هے ' که مشرق کو کسی اصلاح سے استغناء نهیں - لیکن یه ایک نا قابل انکار صداقت هے ' که قوم میں مذهبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیره وغیره گونه گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نهیں هوتا ' جب تک که اسکے افراد میں ایک ایسا گروه نه موجود هو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تمیز ' اصابت راے ' اور جرأت اخلاقی هو -

یه گروه عموماً نوجوانوں میں سے پیدا هوتا هے - کیونکه انمیں بڑهاپے کی عافیت اندیشیوں کے بدلے جوانی کی ولوله خیزیاں هوتی هیں ' جوان کو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑهاتی هیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولین نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پرداخت هے -

تعریف

جسطرح که سنگ چقماق میں آگ پوشیده هے ' اسی طرح انسان میں گونه گوں صدها قوی پوشیده هیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا هے ' تو اسی قدر تعمد و تکلف کی ضرورت هوتی هے ' لیکن جب عرصه تک برابر سلسله استعمال جاری رهتا هے ' تو پهر انکی یه حالت هوجاتی هے ' که انکے استعمال کے لیے قصد و اراده کی ضرورت نهیں رهتی ' بلکه حسب موقع وه از خود کار فرما هونے لگتے هیں - اور اگر بهت زیاده عرصه تک انکا استعمال جاری رهتا هے ' تو وه اسطرح جزو زندگی بنجاتے هیں ' که ان سے علحدگی کے لئے نه صرف اراده کی ضرورت هوتی هے ' بلکه تکلیف هوتی هے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجه تک خوگر هوجاتا هے ' تو یه خوگری عادت یا خلق کهلاتی هے -

اخلاق کی شکل پذیری

تم نے بارها دیکها هوگا ' ایک آهنی تار بالکل سیدها تها ' مگر جب کسی شے پر لپیٹا گیا ' تو اسکی بهی وهی شکل هوگئی اور اگر زیاده عرصه تک لپٹا رها ' تو وه شکل تار میں اس درجه راسخ هوگئی ' که اسکا سیدها کرنا دشوار هوگیا - قوی اخلاقی کی بهی بعینه یه هی حالت هے - وه ابتداءً بے شکل هوتے هیں ' لیکن جب عرصه تک ایک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے هیں ' تو وه ایک خاص شکل اختیار کرلیتے هیں -

اقسام اخلاق

گو همارے زبان میں اخلاق کا استعمال اکثر اخلاق حسنه ' بلکه اخلاق حسنه کی ایک خاص صنف یعنی خاطر مدارات کے معنی میں هوتا هے ' چنانچه خوش اخلاق اس شخص کو کهتے هیں ' جو ملاقات میں اعتناء و التفات کو کام فرماتا هو ' مگر واقعه یه هے ' که اخلاق کا دائره معانی اسقدر تنگ نهیں - اخلاق مجموعه عادات کا نام هے ' اگر عادات اچهے هیں ' تو وه شخص خوش اخلاق هے ' اور اگر برے هیں تو بد اخلاق هے -

میں اسوقت اخلاق کی پیش پا افتاده تقسیم حمیده و ذمیمه سے گزر کے ' دو اور تقسیمیں بیان کرنا چاهتا هوں -

(۱) اخلاق طبیعی ' یه وه اخلاق هیں جو انسان اپنے ساتهه لیکے پیدا هوتا هے ' انکا استیصال ناممکن ' مگر تقویت و تضعیف ممکن هے ' تم نے دیکها هوگا ' بعض لڑکوں میں انکی صحبت کے عام اخلاق کے خلاف بعض عادتیں پائی جاتی هیں ' یه وهی عادات هیں جن کو هم فطری کهتے هیں -

مقالات

انگلستان اور اسلام

(۵)

از خامۂ محرم سیاست مسٹر بلنٹ

ترکوں اور بلغاریوں کی جنگ کا آخری نتیجہ خواہ کچھہ هي کیوں نہ هو - سلطان المعظم اِس وقت کم از کم اِس بات پر مبارکباد کے مستحق هیں ' کہ کامل پاشا کي وزارت سے برطرفي کے ساتھہ اُنہوں نے ایک نہایت فتنہ انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اِسلامي اغراض کے حق میں سخت غدّار تھا ' چھٹکارا پالیا ھے - یورپ کي تینوں شدید ترین دشمنانِ اِسلام طاقتوں' یعنے انگلستان - فرانس اور روس نے' بالخصوص انگلستان نے' اِس بوڑھے نوکر کے ذریعے سے' جس حکمت عملی کو کام میں لانا چاھا تھا' اُسکي اصلي کیفیت - نیز اصلي مطلب برآري ' یعنے سلطنت عثمانیہ کو آپس میں بتدریج تقسیم کر لینے کے جو طریقے عمل میں لاے' جارھے تھے - اُنکي مفصل سرگزشت " ایجپٹ " کے ناظرین پر پوشیدہ نہیں ھے - پچھلے چھہ مہینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے هم صحیح واقعات پر روشني ڈالتے رھے هیں - اور وزیراعظم قسطنطنیہ' جو نامیمون و نامبارک بھروسا انگریزي وزارت پر کرتا رھا تھا ' اُس سے جو تباھي خلافت پر آنے والي تھي - اِس پر بھي هم متعدد مواقع پر متنبہ کرتے رھے هیں - همیں اِس بات کا علم تھا ' کہ سرادورڈ گرے نے اِسلام کي مخالفت پر کمرچست باندہ لي ھے - همیں یہ بھی معلوم تھا کہ ڈاؤ ننگ اِسٹریٹ (دفتر سرادورڈ گرے) سے انگریزي مدبري کي جو آواز نے ۔۔۔ کي صورت میں بلند هوگي - وہ اسلام کے حق میں ایک غدار آواز هوگي - هم یہ بھي بتاتے رھے هیں' کہ سلطان کو یورپ میں اگر دوستي کي کہیں کچھہ توقع هوسکتي ھے - تو " اتحاد مثلث " سے نہیں' بلکہ " ایتلاف مثلث " کي صرف اُس طاقت سے' جسکا نام جرمني ھے - کامل " اتحاد مثلث " کي اغراض کا نمائندہ تھا - اِسکا زوال انگلستان' فرانس' اور روس کي راہ میں ایک سنگ گراں ھے - اور سرادورڈ گرے کے منھہ پر تو ایک ایسا طمانچہ ھے ' جسے وہ یاد هي کرتے هونگے -

جسوقت سے' کہ موجودہ جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثماني افواج کي طرف سے پھرا هوا نظر آنے لگا ھے' اسوقت سے همارے دفتر خارجیہ کی دن رات یہي کوشش رهي ھے ' کہ کسي نہ کسي طرح پھسلا بھلا کر جرمني کو بھي سلطان کے ایشیائي مقبوضات کي مجوزہ تقسیم میں اپنا سہیم بنالے - اسکے لئے حلقہاے مصالح کي مشہور و معروف صورت سامنے موجود هي ھے - یہ ٹھاني گئی تھي' کہ ایشیاے کوچک جرمني کے لئے حلقۂ مصالح قرار دیا جائے' فرانس کو ایران اور ترکي آرمینیا میں آزادانہ اختیارات دلوالے جاتے اور نیز - قسطنطنیہ کو ایک مشترکہ بین الاقوامي نفع بنا کر رکھدیا جاتا - اور دردانیال یورپ کے کل جنگي جہازات کے لئے کھل جاتا - عثمانیوں کے ایشیائي صوبجات عیسائي طاقتوں کي مختلف اغراض - ملکي هوں یا مالي - کے نشانے بنادیے جاتے - ممکن تھا ' کہ یہ ساري باتیں ایک هي دفعہ نہ هوتیں - لیکن رفتہ رفتہ هر طاقت اپني اپني فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کي تکمیل کرالیتي - سلطان کي براے نام حکومت صرف اس غرض سے برقرار رکھدي جاتي' کہ جب کبھی کسي طاقت کو مسلمانوں کے جذبات کو عیسائي حکومت کے ماتحت کرنے کي ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعہ سے سہولیت اور آساني هو - یہی تجویز تھي' جو یورپ کي مجتمعہ طاقتوں کی طرف سے امن عامہ کے لئے پیش کي گئي تھي - یہ تجویز خصوصاً سرایڈورڈ گرے کے دماغ سے نکلي تھي - یہ محض ایک خوش نصیبي کي بات ھے' کہ قیصر جرمنی نے ابتک اس انگریزي سازش میں شرکت منظور نہیں کي ھے - اور سلطنت عثمانیہ کی تقسیم کا خیال اگرچہ همارے دفتر خارجیہ نے بالکل ترک نہیں کر دیا ھے' پھر بھي کم سے کم تھوڑے عرصے کے لئے تو یہ تقسیم ملتوي هوگئي ھے - نئے وزیر اعظم' محمود شوکت پاشا ' ایک با دیانت شخص هیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا ھے' کہ وہ اسلام کے ساتھہ غداري نہ کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمني انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد ھے - اصلي اور حقیقي حالت یہ ھے' جو میں نے اوپر بیان کردي - سرادورڈ گرے کے دل کي کیفیت غصے کے مارے جو کچھہ هو رهي هوگي' وہ محتاج بیان نہیں - لیکن اب اُنکے لئے اسکے سوا کوئي چارۂ کار نہیں ھے کہ' قہر درویش برجان درویش کہکر' اس طمانچے کے ضرب کو بطیب خاطر برداشت کرلیں' اور اپنے اندروني جذبات کو چہرے سے نمایاں نہ هونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نہیں بلکہ بلقاني حلیفوں پر دباؤ ڈالا جاے گا - قسطنطنیہ پر چڑھائي کي اجازت نہ دیجائیگي - یہ بھي ممکن ھے' کہ اڈریا نوپل سلطان هي کے قبضے میں رہنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے همیں سب سے زیادہ دلچسپي ھے ' اور جو دریاے نیل پر اسلامي آزادي کي امیدوں سے متعلق ھے ' وہ یہ ھے' کہ قسطنطنیہ میں کامل کے زوال کے ساتھہ وہ خاص سازش بھي کچھہ دنوں کے لئے ملتوي کردیني پڑي ھے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانوني دائمي تسلط کرلینے کي نیت سے کی گئي تھي - یقیناً پچھلے سال موسم سرما میں سرادورڈ گرے اور کامل کے درمیان یہ امر قطعي طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ " سلطان مصر کو اپني سلطنت سے کلیۃً " آزاد کرکے انگریزوں کي نگہداشت میں رکھدینگے - خدیو بادشاہ کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پہنچنے کے یہ معنی هونگے ' کہ اصلي اختیارات اُن سے مطلقاً سلب هوجائینگے - خراج جو باب عالي کو دیا جاتا ھے' اُسکے عوض میں ایک معتدل رقم یکمشت ترکوں کو دیدي جائیگي - جسکي اُنہیں اشد ضرورت ھے - ملکي قرضے کي ادائگي کا بار انگلستان کي گردن پر رهیگا - دوامي فوجي تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسي انتظامات قائم کرلینے کے بعد مصر پر پورا قبضہ آپ سے آپ هو جائیگا - مصري حب الوطنوں کي رضامندي اُنھیں ایک قسم کي رعایت دیکر' جو انتظامي حکومت (کانسٹي ٹیوشن) کے نام سے موسوم هوگی' لے لي جائیگي - ان جدید انتظامات کو حکومت خود مختاري کا شاندار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بھي شک نہیں ھے' کہ اگر بلغاریوں کے ساتھہ صلحنامے پر دستخط هوچکنے کے بعد بھي کامل عہدہ وزارت پر مامور رهتا' تو وہ ایک ایسے حکمنامے پر ضرور دستخط

كه جسقدر يه شـرط مقـدم هے ' اسي قدر اسكي طرف سے غفلت كيجاتي هے ' ماليں جو بچوں كے پالنے ميں رات كو رات ' اور دن كو دن ' نهيں سمجهتيں ' اور باپ جو اولاد كي تعليم و تربيت ميں كسي چيز سے بهي دريغ نهيں كرتے ' عموماً اس نهايت اهم شرط سے چشم پوشي كرتے هيں - وه اپنی صحت لذائذ زندگي ' يا غفلت كي بدولت تباه كر ديتے هيں ' اور اسكا خميازه نه صرف وه خود كهينچتے هيں ' بلكه انكے بعد آنے والي نسليں پشتها پشت تک كهينچتي رهتي هيں - يه واقعه هے ' كه هزار ها بچوں كي جسماني ' دماغي ' اور اخلاقي كمزوري كے ذمه دار انكے والدين كي كمزور هے -

دوسري شـرط حسن تربيت هے ' بيشک يه صحيح هے ' كه جواني يا بڑهاپے ميں اصلاح اخلاق محـال نهيں ' ليكـن قريب محال ضرور هے ' كيونكه انسان جسوقت پيدا هوتا هے ' اسوقت وه ايک لوح ساده هوتا هے ' وه هر قسم كے نقش قبول كرنے كے ليے تيار هوتا هے ' ليكن جب ايک نقش كهنچ جاتا هے ' تو اسكا مٹنا اكثـر دشوار طلب اور كبهي نا ممكن هو جاتا هے ' اسليے جو قوم چاهتی هے ' كه اسكی آينده نسلوں كي اخلاقي حالت عمده هو ' اسكو چاهئے ' كه اس ساده لوح پر شروع هي سے عمده نقش كهينچے - اسكے لئے اسكو حسب ذيل امور ملحوظ ركهنا چاهئيں -

(۱) ايسي فضاء كا انتخاب جو اخلاق رذيله كي سميت سے محفوظ هو -

(۲) اخلاقي قوي كا صحيح اندازه ' تاكه جو حصه كمزور هو ' اسكو خاص طور پر قوي كيا جاے -

(۳) مذاق نظر كے ليے كوئي بلند شے پيش كرنا

(۴) افكار عاليه كي تلقين -

(٥) روزانه زندگي ميں اصول اخلاق كا نفاذ -

حسب ذيل قوي كو خاص طور پر ابهارنا چاهيے

(۱) حقيقت پرستي -

(۲) جرأت اخلاقي -

(۳) استواري عزم -

ابتـــدا ئي تـــربيت اور مـشــرق

مشرق ميں بچوں كي اخلاقي تربيت كا بهترين آله " قمچي " يا " تسمه " سمجها جاتا هے - يه نهايت سخت غلطي هے - مارنے سے بجز اسكے كه بچے كے دل ميں معلم كي هيبت اور اس عادت سے نفرت پيدا هو ' اور كوئي فائده نهيں هو سكتا -

بچے كی اخلاقي تربيت كا صحيح ترين اصول يه هے ' كه جس عادت سے باز ركهنا منظور هو ' پہلے اسكے فوائد اور نقصانات اسكو سمجهائے جائيں ' اور اسكے بعد اسكے چال چلن كی نـگراني ركهي جاے ' فراموشي كے وقت اسكو ياد دهاني كيجاے ' ياد دهاني كے ساتهه بچے كو اسكے فوائد و مضار كی طرف متوجه كيا جائے ' اس طرح بچه بهت جلد خود بخود تعميل حكم كرنے لگے گا -

بچے كي پهلي اخلاقي درسگاه گهر هے ' اور اسكے بعد مدرسـه كا نمبر هے - مگر گهر ميں صرف زمين تيار هوتي هے ' تخم پاشی درحقيقت مدرسه ميں آكے هوتي هے - اسليے جسطرح زميں كے تيار كرنے ميں سخت توجه كی ضرورت هے ' اسيطرح تخم پاشي اور اسكے آبياري كے ليے بهي اعتناء شديد كي حاجت هے - نصاب ميں اخلاقي كتابوں كا داخل كرنا ' يا دارالخطابه (ليكچرروم) ميں اخلاقي تقريروں كا هونا ' اسوقـت تـک مفيد نهيں هو سكتا ' جب تـک كه خود مدرس كي شخصيت با اخلاق نه هو - كتاب كے نقوش اور تقريروں كے هوائي تموجات معلم هيں ' مگر مرده ' ليكن مدرس زنده معلم هے ' اور يه ظاهر هے ' كه انسان پر جو ايک زنده معلم كا اثر هو سكتا هے ' وه ايک مرده معلم كا نهيں هو سكتا - پس اگر مدرس كي كتاب زندگي ميں اخلاقي سبق نهيں ' تو محض نصاب كي كتابوں يا دار الخطابه ميں بلاغت دار تقريروں سے اخلاقي تربيت كي اميد غلط اميد هے -

ديگر امور كي طرح يه نكته بهي مغرب كے پيش نظر اور مشرق كے پس پشت هے ' مغرب ميں بچوں كے ليے مصنف ' معلم ' اور مربي زبردست شخصيت و علميت كے لوگ هوتے هيں - مگر مشرق ميں اسكے بالكل برعكس هے موخرالذ كر ميں بچوں كي تعليم و تربيت كم درجه كا كام سمجها جاتا هے ' اسكو صرف وه لوگ كرتے هيں جو ديگر ذرائع سے معاش پيدا نهيں كرسكتے ' اسي كا نتيجه هے ' كه مشرق كے فرزند اعلی تعليم حاصل كرنے كے بعد بهي مغرب كے فرزندوں سے اخلاق ميں پيچهے رهتے هيں -

بنـــدوق كي منه والي آنكهه

—:*:—

مادہ پرستي كے دلپر نشانے

—:*:—

وقت آگيا هے ' كه زمانه كے الحاد - دهريت اور خدا فراموشي كے خلاف اسلامي توحيد كے هتيار اٹهائيں جائيں - اسليے ميرٹهه سے ايک هفته وار اخبار توحيد كے نام سے جاري كيا جائيگا - اخبار توحيد هندوستان بهر ميں اپني شان كا سب سے پهلا اخبار هوگا - وه ايمان و عرفان كي آسماني آندهياں ليكر آئيگا اور نئي تهذيب كے عقائد و تمدن كو گهاس كے تنكوں كي طرح اڑا كر هندوستان سے صاف كرديگا - اسميں اردو ادب كے مستانه مضامين هونگے - تصويريں هونگي - كارٹون شائع كئے جاينگے ' ملـک كے اخبارات و رسائل پر بے باكانه تنقيد هوگي - وه نرم كو گرم اور گرم كو نرم بنايگا - اسكي عبارت ايسي صاف اور آسان هوگي كه عورتيں اور بچے بهي سمجهه سكيں - اسكے اڈيٹر ' نگران اور سرپرست مولانا خواجه حسن نظامي دهلوي هونگے - پهلا پرچه خدا نے چاها تو ١٥- اپريل سنه ١٩١٣ ع كو نكليگا - اگر آپ يورپ كے دلداده هيں ' تو هرگز نه منگاے ' ورنه ايک آنه كے ٹكٹ بهيجكر نمونه طلب كيجيے - سالانه چنده صرف ۳ روپيه هے - الهلال كا حواله ديجيے -

منيجر اخبار توحيد لال كورتي ميرٹهه

مرض طاعون كي دوا

يه دوا حفظ طاعون و مرض طاعون كے ليے بيحد مفيد هے - جن حضرات كو ضرورت هو ذيل كے پته سے مفت طلب فرمائيں

سپرنٹنڈنٹ ادوه شفا خانه - لكهنو

الهلال كي ايجنسى

—*—

هندوستان كے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے كے ' روزانه اخبارات كي طرح بكثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور كامياب تجارت كے متلاشي هيں ' تو اپنے شهر كيليے اسكے ايجنٹ بن جائيے -

(۲) اخلاق کسبی - یہ وہ اخلاق ہیں، جو انسان صحبت سے سیکھتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں تقریباً اتنے ہی جاگیر ہو جاتے ہیں، جتنے کہ اخلاق طبیعی راسخ ہوتے ہیں -

یہ تقسیم کانٹ کی تھی، پروفیسر ڈیوی امریکی نے اخلاق کی حسب ذیل تقسیم کی ہے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(۱) ادراک سے ہے -

(۲) جذبات سے ہے -

(۳) ارادہ سے ہے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق ہیں، جن کے ذریعہ سے کذب و صدق، وہم و شک، ظن و یقین، وغیرہ وغیرہ میں تمییز ہوتی ہے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق ہیں، جنکا تعلق جذبات سے ہے، جیسے حسن دوستی، لذت پسندی، وغیرہ وغیرہ -

اخلاق متعلق با رادہ وہ اخلاق ہیں، جنکا تعلق ارادہ سے ہے، جیسے صبر، استقلال، حلم، وغیرہ وغیرہ -

سر چشمہاے اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سر چشمے ہیں :—

(۱) وراثت

(۲) موثرات

(۳) ارادہ

وراثت - عموماً بچہ جس شخص سے جسقدر قریب ہوتا ہے، اسیقدر اس سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے، مثلاً بچہ سب سے زیادہ والدین سے قریب ہوتا ہے، اسلیے وہ نسبتاً سب سے زیادہ والدین سے مشابہ ہوتا ہے - والدین کے بعد والدین کے والدین سے قریب ہوتا ہے، اسلیے تیسری یا چوتھی پشت کے لوگوں کی بنسبت ان سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے، وھلم جراً، مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں بسا اوقات اسکے خلاف شہادتیں ملتی ہیں -

موثرات خارجیہ - اسکی دو قسمیں ہیں -

(۱) فضاء مادی، جیسے آب و ہوا، چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے، کہ معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب، عیش پسند، اور کاہل ہوتے ہیں، لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ چق و چوبند، چست و چالاک، محنتی اور جفاکش، ہوتے ہیں - غیر معتدل ممالک میں گرم ممالک کے باشندے سریع الانفعال ہوتے ہیں - وہ جسقدر جلد خوش ہوتے ہیں - اسی قدر جلد ناراض ہوتے ہیں - سرد ممالک کے باشندے بطی الانفعال ہوتے ہیں، مگر جب متاثر ہو جاتے ہیں، تو وہ تاثر پھر جلد زائل نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ -

(۲) فضاء اخلاقی - احباب، اصدقاء، معلمین و بیک لفظ صحبت یا سوسائٹی -

اسپنسر کہتا ہے "کہ انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے ہمعیشوں سے مشابہ ہوتا ہے، صحبت کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے: ایک پیشے کے لوگوں میں بہت سے اخلاق مشترک ہوتے ہیں، بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے، کہ اگر دو نہایت ہی قریب کے رشتہ دار دو مختلف پیشے کرتے ہوں، تو ان دونوں کے اخلاق باہم دیگر اس سے کم مشابہ ہوتے، جتنے کہ دونوں کے اخلاق اپنے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے مشابہ ہوتے ہیں" - ایک فرانسیسی مثل ہے "کہ تم اپنے ہم نشینوں کو مجھے بتا دو، میں تمہیں یہ بتا دونگا، کہ تم کیسے ہو"

ارادہ - اخلاق کے دو سبب یعنے اسلاف اور صحبت (سوسائٹی) کا انتخاب انسانی قدرت سے باہر ہے، لیکن تیسرا سبب یعنی ارادہ اسکی قدرت میں ہے، بیشک یہ مسلم ہے، کہ وراثت اور صحبت کا اثر نہایت سخت راسخ ہوتا ہے، مگر با ایں انسان کا ارادہ اگر قوی ہے، تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا ہے،

اگر ہم عبرت آموز نظر سے اشخاص کی زندگی کا مطالعہ کرینگے، تو ہمکو بہت سے لوگ ملینگے، جنمیں انکے بزرگان خاندان اور انکی صحبت کے خلاف اخلاق موجود ہونگے - یہ بالکل بدیہی ہے کہ ان اخلاق کا سر چشمہ نہ وراثت ہوگی اور نہ صحبت، اب جو چیز رہجاتی ہے، وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کی مساعدت ہے - پس یہی دو چیزیں انکا سر چشمہ ہونگی - اسی بناء پر علماء اخلاق کا یہ خیال ہے، کہ انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف ہے - اس نظریہ کی مزید تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے، کہ دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا ہوے ہیں، وہ ایسی قوموں میں سے پیدا ہوے ہیں، جنکی اخلاقی حالت نہایت بدتر تھی، اور قطعاً ان میں سے اتنے بڑے ارباب اخلاق کے پیدا ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی تھی -

ارادے کے مدارج مختلف ہیں، بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نہایت قوی ہوتا ہے، اور بعضوں کا کمزور، اور بعض کا متوسط درجہ کا۔

جسطرح جسم ورزش اور نگہداشت سے بڑھتا ہے، بعینہ یہ ہی حالت ارادے کی بھی ہے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوی اور ایک قوی ارادہ قوی تر ہوسکتا ہے - بچپن میں تمام قوی انسانی کا آغاز ظہور ہوتا ہے - اسوقت وہ ہر طرح کی تربیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں - اسلیے ارادے کی تربیت اور تقویت کا بہترین زمانہ طفولیت کا زمانہ ہے - اسی لئے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتھے ہی برس سے استواری عزم و پختگی ارادہ کی تعلیم دیجاتی ہے -

اخلاق کی آراستگی

اخلاق کی ماہیت اور اسباب کے معلوم ہونے کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ انکی آراستگی یا تہذیب کا کامیاب ترین ذریعہ کیا ہے؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوی ودیعت کیے ہیں، جنکی نشونما کے لیے غذا اور ورزش کی ضرورت ہے - مگر جسطرح، کہ ان قوی کے جو ہر مختلف ہیں، اسیطرح انکی غذا اور ورزش بھی مختلف ہے، جسمانی قوی کی غذا اور ورزش ماکولات و مشروبات او والعاب ریاضیہ (جمناسٹک) ہیں، مگر اخلاقی قوی کے لیے یہ چیزیں بیکار ہیں، انکی غذا افکار عالیہ، اور انکی ورزش زمانہ کی کشمکش ہے - جسطرح، کہ ہر شخص کے جسم کے لیے ایک ہی قسم کی غذا اور ایک ہی نوعیت اور ایک ہی حد تک کی ورزش مفید نہیں، اسیطرح ہر شخص کے لیے ایک ہی نوعیت کے افکار عالیہ اور ایک ہی نوعیت و شدت کی کشمکش زمانہ مفید نہیں - اسلیے آراستگی اخلاق کے شائق کے لیے دو امر نہایت ضروری ہیں -

(۱) اخلاقی غذا کے لیے ایسے افکار کا انتخاب، جو اسکی طبیعت کے مناسب ہوں

(۲) زندگی کی ان کشمکشوں سے اجتناب، جو اسکی طبیعت کے غیر مناسب ہوں -

شرائط بیرونی

جسطرح انسان کی جسمانی ترقی کے لیے اسلاف کی صحت، آب و ہوا کی عمدگی، قوی کے استعمال و تعطیل، میں اعتدال، حزن مسرت میں توازن، وغیرہ وغیرہ شرائط ہیں، اسیطرح اخلاقی ترقی کے لیے بھی چند شرائط ہیں -

اولین شرط والدین کے جسم و عقل کی تندرستی ہے - مگر افسوس

ذي روح و غیر ذي روح مادوں میں تشابہ في الحرکت

لیکن بعض علماء طبیعات بعض ایسے اجسام میں' جو کسي حالت میں بهي ذي روح تسلیم نہیں کیے جا سکتے' ایسي حرکتیں دکهاتے هیں' جو عموماً ذي روح مادوں میں هوتي هیں - مثلاً روغن زیتون اور سیماب کے قطرات میں وہ ایک قسم کي حرکت دکهاتے هیں' جسکي نوعیت کسیطرح بهي ذي روح اجسام کي حرکت کي نوعیت سے ممتاز نہیں هوتي هے' حالانکه اس میں کوئي شک نہیں' که مقدم الذکر کي حرکت کیمیاوي و طبیعي اسباب و علل کا نتیجه هے -

جنبش مژگان اور انقباض عضلات پر جب هم دقت نظر کے ساتهه بحث کرتے هیں' تو ان دونوں حرکتوں اور حرکت امبیه میں تشابه کي ایسي صورتیں نظر آتي هیں' جن کی بنیاد پر هم کو یقین هو جاتا هے' که یه حرکات حرکت امبیه کے هم نوع هیں' اور یه که انکي پیدایش بهي قریباً حرکات امبیه کي طرح هوتي هے -

نتیجه تشابه

اس میں کوئي شک نہیں' که وہ مرکب حرکتیں جو ذي روح مادوں کي ما به الامتیاز هیں' دفعةً پیدا نہیں هوئیں' بلکه اس بسیط حرکت کي ترقي یافته صورت هیں' جسکا ظہور اکثر جمادات میں بهي هوتا هے - مرکب حرکات کا آغاز' خواہ ان حرکات کي شکل میں هوا هو' جنکو امبیا پیدا کرتي هے' یا ان حرکات مژگان کي شکل میں' جن کو نقاعیات یا خلایا هدبیه پیدا کرتي هیں' یا عضلات کے ان انقباضات کي شکل میں' جو ارادے کے زیر اثر پیدا هوتے هیں' یا قلب کے ان حرکات کي شکل میں' جو نفس کے انفعال و تاثر سے پیدا هوتے هیں - بهر نوع هم اس نتیجه کے نکالنے پر مجبور هیں' که حرکات مادہ کے عام قوانین کے تابع هیں' اور یه' که انکا وجود ایسے اسباب کے ساتهه وابسته هے' جو حرکت جمادات کے اسباب کے مشابه هیں -

تمثیل و عدم تمثیل

مگر ایک معترض یه کہسکتا هے' که ممکن هے' که وجوہ تشابه قطعي هوں - اور یه صرف امکان نہیں بلکه واقعه هے' چنانچه هم جب دقت نظر کے ساتهه ذي حیات مادوں کي طبیعت (نیچر) سے بحث کرتے هیں' تو هم کو ذي حیات مادوں میں بعض ایسے امور ملتے هیں' جو غیر ذي حیات مادوں میں نہیں ملتے' مثلاً تمثیل' عدم تمثیل اور تحلیل غذا -

لیکن یه اعتراض صحیح نہیں - جن امور کي طرف معترض اشارہ کرنا چاهتا هے' وہ ایسے حالات کا نتیجه هیں' جنکو حیات سے وابسته کرنے کا وهم بهي کسي فہمیدہ دل میں نہیں گذر سکتا - اسکي بہترین مثال سیال مادوں کے وہ تغیرات هیں' جسمیں ایک جهلي درمیاني پردہ بنکے باهم آمیزي میں حائل هوجاتی هے -

کیمیا و حیات

مادہ کي دو قسمیں هیں' آلیه' اور غیر آلیه - کچهه عرصے سے بعض لوگوں کا خیال هے' که مادهاے آلیه اور غیر آلیه کي کیمیا باهم دیگر بالکل مختلف هوتي هے - مادهاے آلیه اور غیر آلیه میں حد فارق گذشته صدي کے اوسط تک تو نہایت واضح نظر آتي تهي' مگر اسکے بعد' علم نے جتنے قدم آگے رکهے' اتني هي وہ حد غامض هوتي گئي' اور هوتے هوتے یہاں تک نوبت پہنچي' که اب بالکل غیر محسوس هے - کل تک ذي روح مادوں کي کیمیا علم الکیمیا کے دائرہ بحث سے خارج سمجهي جاتی تهي' مگر آج وہ مادهاے آلیه کي کیمیا کي ایک شاخ هے' اور علماء حیات کے هاتهه سے نکلکے علماء کیمیا کے هاتهه میں جارهي هے -

(باقي آیندہ)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیه

—:✣:—

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم' بان لهم الجنة

(۱۷)

فہرست نام بزرگان موضع بیگون جنکي مجموعي رقم ۸ - ۲۱۲ بذریعه ولي محمد صاحب عباسي' ساکن رودے پور' وصول هوئي اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کي گئي -

	پائي	آنه	روپیه
امام بخش چوهان مومن بیگون	٠	٠	۱۰
کریم بخش اگوان	٠	٠	۲
علي محمد چاندنا	٠	٠	۱
الله بیلي اجمیري	٠	٠	۵
احمد چوهان	٠	٠	۱
عمر مرتوال	٠	٠	۱
محمد مرتوال	٠	٠	۱
علي محمد خلخي	٠	٠	۱۵
رحیما مرتوال	٠	٠	۲
عدن امرتوال	٠	٠	۲
نورالدین چوهان	٠	٠	۱
محمد بخش	٠	٠	۱
نورا لاجرا	٠	٠	۱
قایم گہلوت	٠	٠	۳
نورا مرتوال و مد چمنا	٠	٠	۲
هاشم هانسي وال	٠	٠	۲
یعقوب نمبم	٠	٠	۱
بخشا اجمري	٠	٠	۱
خدا بخش هانسي وال	٠	٠	۵
محمد سروارے	٠	٠	۲
نورا مرتوال مومن بیگون	٠	۱۳	٠
الله اکبر بازي	٠	٠	۱
کریم بخش ملہ	٠	٠	۱
الله بخش مرتوال	٠	٠	۱
رمضو ولد اسمعیل چوهان	٠	٠	۱
واحد ولد قادر چوهان	٠	٠	۱
اله بخش ابکربه	٠	٠	۲
خدا بخش اجمري	٠	٠	۱
حسنا اجمري	٠	٠	۱
سبحان چوهان	٠	٠	۱
سلیمان چوهان	٠	٠	۱
رضا علي یوبیه	٠	٠	۱
علاؤالدین چوهان	٠	۱۳	۱
واصل چوهان	٠	٠	۱
محمد چوهان	٠	٠	۱
حسنا پدہار	٠	٠	۱
خواجو مرتوال	٠	۸	٠
راجو چوهان	٠	٠	۱
الله بخش اجمري	٠	۸	٠
الله بخش سوای	٠	٠	۱
رمضو چوهان ولد نبي بخش	٠	٠	۱
قاسم مرتوال	٠	٠	۱
امیر هانسي وال	٠	٠	۱
واصل ولد قادر چوهان	٠	٠	۱
وزیر مروازي	٠	٠	۱
احمد گہلوت	٠	٠	۱
رسول اجمیري	٠	٠	۱
رمضو ولد فاصل چوهان	٠	٠	۱
واحد ولد فاصل چوها	٠	٠	۱
احمد ولد الله بخش چوهان	٠	٠	۱
الله رکها جهتي وال	٠	٠	۱

(باقي آیندہ)

مباحث علميه

الحياة

—:○*○:—

يورپ كي علمي هيفتگي اور شيفتگي كے ساتهه گونه گوں مساعي كي تفصيل كا يه موقع نهيں ' مختصراً يه هے ' كه وه علم كے نشر و اشاعت اور توسيع و تقدم كے ليے هر ممكن كوشش كر رها هے ' اس سلسله مساعي كا ايك حلقه اسكے مجامع علميه هيں -

ان مجامع كے سالا نه جلسے عموماً مختلف ممالك و امصار ميں هوتے هيں - هر كاه جلسه علمدوست اور مشاهير علما هوتے هيں - ان صحبتوں ميں تبادله افكار كے علا وه ' محاضرات (علمي تقريروں) كا ايك سلسله هوتا هے ' جسميں صاحب محاضره اپني سال بهر كي كدو كاوش كے نتائج بيان كرتا هے - يورپ كي تمام علم پرست اقوام ميں اس قسم كے مجامع موجود هيں ' چنانچه برطانوي قوم ميں بهي اس قسم كا ايك مجمع هے - سال گذشته اس مجمع كا جلسه ٣٥ - برس كے بعد دوسرے بار بمقام ڈنڈي منعقد هوا تها - جلسه كے صدر پروفيسر هيفر تهے ' پروفيسر موصوف علم وظائف الاعضا كے مشهور عالم اور اڈنبرا يونيورسٹي ميں اس فن كے پروفيسر هيں -

پروفيسر موصوف نے اپنے خطبه رئيسيه (پريسيڈنشل اڈريس) كا موضوع "حيات" قرار ديا تها - جسكا ايك حصه آج شائع كيا جاتا هے - "علم الحيات" فن دقيق ' اور اردو كے ليے بالكل نيا هے ' اور فلسفيانه اسلوب بيان اس پر مستزاد ' خطبه كو سريع الفهم بنانے كے ليے مجبوراً جابجا محو و اثبات كرنا پڑا ' اسليے غالباً اس مضمون كي تعبير ترجمه كے بدلے اقتباس زياده موزوں هوگي -

تعريف

حيات كيا شے هے ؟ هرشخص كو اسكا علم يا ظن علم هے ' يا كم ازكم حيات كے معمولي اور واضح مظاهر كا علم هے ' اسليے اكثر يه خيال هوتا هے ' كه اسكي تعريف صحيح مشكل نهيں ' مگر واقعه يه هے ' كه اسكي تعريف ميں بڑے بڑے ارباب انديشه سرگرداں هيں -

اسپنسر نے تو اپني كتاب (جو اس نے مبادي علم الحيات پر لكهي هے) كے دو باب تعريف كے ليے وقف كردیے ' اور تمام سابق تعريفات پر بحث كرنے كے بعد ايك تيسري تعريف پيش كي ' مگر آخر ميں خودهي اعتراف كيا ' كه اس سے بهي حيات كي كوئي جامع و مانع تعريف نهيں هو سكي -

حيات كي عاميانه تعريف (جو اكثر اهل لغت لكها كرتے هيں) يه هے " كه حيات زندوں كي حالت كا نام هے " واسٹر نے كلوڈ پانير كي پيروي ميں حيات كي يه تعريف كي " كه حيات ان مظاهر كے مجموعه كا نام هے ' جو تمام زندوں ميں مشترك هيں "

مگر يه دونوں تعريفيں تو ايسي هيں ' كه انكے نام سے تعريف كو شرم آتي هے - ميرا اسوقت يه مقصد نهيں ' كه ميں آپكا وقت ايك ايسي گره كي كشايش ميں مشغول كروں ' جسكے آگے اكابر فلاسفه نے سپر ڈالدي هے - خصوصاً اسليے كه علم كے تقدمات حديثه سے معلوم هوتا هے ' كه زنده اور غير زنده مادوں ميں فرق اس سے كم واضح هے ' جتنا كه ان تقدمات كے قبل سمجها جاتا تها ' اسليے اب حيات كي جامع و مانع تعريف اور بهي زياده مشكل هو گئي هے -

حيات كا ضد موت نهيں

اكثر لوگ سمجهتے هيں كه حيات كا ضد موت هے ' مگر يه ايك شديد غلطي هے ' موت كا لفظ حيات سابقه پر دلالت كرتا هے ' گو دلالت التزامي هے ' يعني موت اسوقت هوگي ' جب كه پہلے حيات هو -

علم وظائف الاعضاء همیں بتاتا هے ' كه موت كا شمار مظاهر حيات ميں هے ' موت بهي زندگي كا ايك دور هے ' مگر آخري اور انتهائي -

اسكے علاوه تضاد كے لئے احدالضدين كا وجود هر حالت ميں ضروري هے ' مگر هم ديكهتے هيں ' كه مثلا جمادات نه زنده هيں اور نه مرده ' اسلئے حيات كا شمار ان كلمات ميں كرنا چاهيے ' جو اضداد نهيں ركهتے -

ايك عالمگير غلطي

عام طور پر يه سمجها جاتا هے كه " نفس " و " حيات " دونوں ايك هي چيزيں هيں ' اس خيال كا منشا غالباً يه هے ' كه نفس كا تصور اسوقت تك نهيں هوسكتا هے ' جب تك كه اسكے ساتهه حيات كا تصور بهي نه كيا جاے ' اسكے علاوه تصور نفس ميں جسقدر ارتقاء هوا هے ' وه زنده اجسام كے ترقي يافته ترين مظاهر حيات كے مطالعه سے هوا هے -

گو يه خيال عالمگير هے ' مگر كسي خيال كا شيوع اسكي صحت كي دليل نهيں ' نفس و حيات ميں كامل فرق هے ' اور يه فرق اسوقت تك نهيں جا سكتا ' جب تك كه نفس كے معني ميں اس حد تك وسعت نه پيدا كيجائے ' جهاں پهنچكے " نفس " اپنے مابه الامتياز معاني سے محروم هوجائے - يه اسلئے ' كه جن مسائل كا تعلق " حيات " سے هے ' ضرور انكا تعلق ماده سے بهي هے ' پس حيات كا وجود بمعني علمي بغير مادے كے نا ممكن هے ' اسكے علاوه مظاهر حيات اور مظاهر ماده كے طرق بحث ايك هي هيں -

مظاهر حيات كے نتيجه بحث سے معلوم هوتا هے ' كه " حيات " پر بهي انهي قوانين كي حكومت هے ' جن كي حكومت جمادات پر هے ' جسقدر همارا مطالعه مظاهر حيات عميق هوتا جاتا هے ' اسي قدر هم اس نظريه (تهيوري) كے اعتقاد سے قريب اور گذشته نظريه يعني ' مخصوص مگر غير معلوم اسباب كي طرف انتساب ' سے دور هوتے جاتے هيں - پس اگر نفس و حيات دونو مرداف هونگے ' تو اسكے معني يه هونگے ' كه مباحث نفس بهي مباحث ماده سے اسي قدر قريب هيں جسقدر كه مباحث حيات قريب هيں ' حالانكه ان دونوں علوم كے مباحث ميں وه نسبت هے جو خط قطر كے دونوں كناروں ميں هے -

مظاهر حيات

حركت

حركت ذاتيه حيات كا روشن ترين مظهر هے - هم ايك كتے كو چلتے يا پرندے كو اڑتے ديكهتے هيں ' تو هم جان ليتے هيں ' كه زنده هے ' هم خرد بين سے ايك قطره آب كو ديكهتے هيں ' تو اسميں هم كو بيشمار متحرك ذرے نظر آتے هيں ' يه ديكهكے هم كهه اٹهتے هيں ' كه يه قطره ذي روح مادوں سے پر هے - هم خرد بين سے ديكهتے هيں ' ايك صاف ماده هے ' اسكے بعض حصے ابهرے هوے هيں ' يه ماده مختلف شكليں بدلتا هے ' اسكے ابهرے هوے حصے پهيلتے هيں ' يه ماده ايك طرف سے دوسري طرف حركت كرتا هے ' پس هم يقين كرتے هيں ' كه يه ذي روح هے ' اور اسكو هم (اميبائيڈ ماكس) اور اس حركت كو حركت اميبيه كهتے هيں -

هم ديكهتے هيں ' كه همارے اجسام كے خلايا اور خون كے سفيد كروي ذرات هميشه حركت كرتے رهتے هيں - هم يه بهي محسوس كرتے هيں ' كه يه حركات اس سابق الذكر مادے كے حركات سے ايك حد تك مشابه هيں اس تشابه في الحركة سے هم يه نتيجه اخذ كرتے هيں ' كه اجسام كے خلايا اور خون كے سفيد كروي ذرات ميں بهي حيات هے - همارے نزديك اس تشابه سے اس سے زياده قرين عقل كوئي دوسرا نتيجه نهيں نكالا جا سكتا -

مراسلات

تلغراف خصوصي

الهلال کي مالي حالت

۱۵- فروري کو دس روپیه کا ایک مني آرڈر خدمت شریف میں

اور فضیلتوں کو میں کیا کہوں ؟ تمام جہان جانتا ہے - صرف ظاهري محاسن کا ذکر کرتا هوں - کاغذ ایسا عمده جو بڑي بڑي قیمت کي اُردو کتابوں کو بهي نصیب نہیں - چهپائي نفیس و اعلے ' تصاویر سے مزین - غرض اخبار کي ظاهري خوبیاں دیکهکر یقین کرنا پڑتا هے ' که سالانه چنده اصل لاگت کیلیے بمشکل کفایت کرتا هوگا - لیکن ایک اور خصوصیت هے ' جو الهلال کو دیگر اُردو اخبارات سے

فکاهات

لیگ

مع

سوت ایبل

لیـــگ کو " سلف گورنمنت " هے اب پیش نظـــر * للّـــه الحمد ' که حل هـــو گئـــي ساري مشکل
اب یه بیجا هے شــــکایت ' کـــه وه آزاد نهیں * اب یـــه کہنـــا غلطي هے ' که وه هے پــا در گل
ملـــک کے جملـــه مسائل کي یهي هے بنیـــاد * اور جو کچهه هے ' اسي چیز میں هے سب شامل
لیگ نے حق طلبي میں جو یـــه جـــرات کي هے * واقعه یـــه هے ' که هے مـــدح و ثنـــا کے قابل
کچهه تو هے لیگ میں جسنے یه کشش کي پیـــدا * آپ سے آپ جـــو کهنچتـــا هے ادهـــر دامن دل
لیگ والـــوں نے جو اسٹیج پـــه کیں تقریریں * کـــردیۓ اس نے خیـــالات غلـــط ' سب باطل
اس دلیـــري سے هر اک حـــرف ادا هـــوتا تها * بعض کہتے تهے که " هے سوے ادب میں داخل "
الغـــرض لیگ کے اور مجلس ملـــکي کے حدود * یـــوں ملے آکے بهـــم ' بحـــرے جیسے ساحل

* * *

هاں تو اب عرض هے یه خدمت عالي میں جناب * " کیجیے سلـــف گـــورنمنت کا مقصـــد حاصل
امتحانـــات سول کے لیے لنـــدن کي یه قیـــد ' * هے یـــه رفتـــار تـــرقي کے لیے سخت مخل
یه جو پیمـــایش ارضي کا هے سي سالـــه رواج ' * ملک کے حق میں هے یه زهـــر سے بڑهکـــر قاتل
جو مناصب که ولایت کے لیے هیں مخصوص * آج ابنـــاے وطـــن بهي تو هیـــں اُسکے قابل
صیغـــهٔ فـــوج میں تخفیف مصـــارف هے ضرور * سینهٔ ملـــک په افسوس ! که بهاري هے یه سل "

* * *

لیگ نے سن کے یه سب ' مجهه سے به آهسته کہا * " آپ سمجهے بهي که اس لفظ کا کیا تها محمل ؟
همنے گـــو سلف گورنمنت کي خواهش کي تهي * شرط یه بهي تو لگا دي تهي که هو " سوت ایبل "
آپ جو کہتے هیـــں ' وه هے حد ادراک سے دور * هم کو اس خواب پریشاں میں نه کیجیے شامل
یه وه باتیں هیں ' جو مخصوص هیں یورپ کے لیے * آپ طے پہلے غـــلامي کي تو کـــرلیں منزل ! ! "

(وصاف)

بهیجکر ساتهه هي ایک تفصیلي خط بهي لکها گیا تها - آج آپ کے کارڈ مورخه ۲۱ - فروري سے معلوم هوتا هے ' که همارا وه خط آپکو نہیں پهنچا - لهذا دس روپیه کے مني آرڈر بهیجنے کي غرض مکرر بیان کرتے هیں -

هندوستان کي اسلامي دنیا میں (الهلال) کا وجود ایک نعمت غیر مترقبه اور رحمت الهي سے کم نہیں - اسکي معنوي خوبیوں

ممتاز ثابت کرتي هے - یعنے هر هفته وه خاص اور طولاني ٹیلي گرام ' جو پہلے صفحه میں درج هوتا هے ' همارے خیال میں گویا اخبار کي جان هے - ڈاکٹر مصباح الدین کي صداقت دلوں پر خاص طرح کا اثر کرتي هے - بلکه مرده دلوں میں نئي روح پهونک دیتي هے - با ایں همه اسمیں کوئي مبالغه نہیں هوتا - مسلمانوں کو خوش کرنے کیلیے افراط و تفریط سے کام نہیں لیا جاتا - جو بیان هے ' واقعي '

ادبیات

—:*:—

خلافت فاروقي کا ایک واقعہ

عام الرمادہ کہتے ہیں' جسکو عرب میں لوگ * عہد خلافت عمري کا وہ سال تھا
اُس سال قحط عام تھا ایسا' کہ ملک میں * لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پاني کي ایک بوند نہ ٹپکي تھي ابر سے * ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کي بسر حشرات زمیں پہ تھي * سب اُٹھ گیا' جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑہ کے جناب عمر کو تھي * ہر دم اسیکي فکر' اسیکا خیال تھا
تدبیر لاکھ کي تھي ' مگر رک سکا نہ قحط * گو انتظام ملک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمر کا ' کہ متصل * کرتے تھے گشت' رات کو سونا محال تھا
اکدن کا واقعہ ہے ' کہ پہنچے جو دشت میں * کوسوں تلک زمیں پہ خیموں کا جال تھا
بچے کئي تھے' ایک ضعیفہ کي گود میں * جن میں کوئي بڑا تھا ' کوئي خرد سال تھا
دیکھا جو اُسکو یہ' کہ پکاتي ہے کوئي چیز * جاتا رہا ' جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے' کہ اب وہ ملک کي حالت نہیں رہي * کم ہو چلا ہے ' قحط کا جو اشتعال تھا
پوچھا خود اُس سے جاکے' تو رونے لگي " کہ آہ! * کیا آپ کو غذا کا بھي یاں احتمال تھا ؟
بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر * میں کیا کہوں زباں سے ان کا جو حال تھا
چولھے پر رکھ دیا ہے' ان کے بہلنے کے واسطے * پاني چڑھا دیا ہے ' یہ اُسکا اوبال تھا
ان سے یہ کہدیا ہے " کہ اب مطمئن رہو * کھانا یہ پک رہا ہے' اسي کا خیال تھا "
بے اختیار رونے لگے حضرت عمر * بولے کہ " یہ میرے ھي کئے کا وبال تھا
جو کچھہ کہ ہے' یہ سب ہے مري شامت عمل * از بس گنہ گار مرا بال بال تھا"
بازار جا کے لائے' سب اسباب آب و نان * جو زخم قحط کا سبب اندمال تھا
چولھے کے پاس بیٹھہ کے' خود پھونکتے تھے آگ * چہرہ تمام' آگ کي گرمي سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا' تو کھل اُٹھے * ایک ایک اب تو فرط خوشي سے نہال تھا
تھي وہ زن ضعیف' سراپا زبان شکر * یاں حضرت عمر کو وھي انفعال تھا
عہدہ عمر کو یہ جو ملا تجھہ سے چھین کر * جو کچھہ کہ ذر رہا ہے یہ اُسکا وبال تھا

(شبلي نعماني)

غزل

—:*:—

کیا ہے جسنے اس عالم کو قائم اُسکو کیا کہیے ؟ * خرد خاموش ہے ' اور دل یہ کہتا ہے " خدا کہیے "
اسي حیرت میں عمریں کٹگئیں ارباب بینش کي * کسے اللہ کہیے اور کس کو ماسوا کہیے ؟
یہ اُنکا کورس کیا کم ہے' کہ میں بھي کچھہ کہوں اُسے * مري جانب سے بس کالج کے لڑکوں کو دعا کہیے
سرافرازي ہو اولتوں کي' تو گردن کاٹیے اُنکي * اگر بندر کي بن آئے' تو فیض ارتقا کہیے
مري قران خواني پر نہ ہوں یوں بدگمان حضرت * مجھے تفسیر بھي آتي ہے' اپنا مدعا کہیے

اکبر (الہ ابادي)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۱ جمادی الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, April 9, 1913.

نمبر ۱٤



قیمت فی پرچہ

ساڑھی تین آنہ

جسکي بتدریج دیگر ذرائع سے تصدیق ہو جاتي ہے - یہ ایک ایسی خصوصیت ہے' جو آجتک کسي اُردو رسالے کو نصیب نہیں ہوئي اور سب سے پہلے الہــلال ہي نے اسکي راہ پیــدا کی - ہم دل سے چاہتے ہیں 'کہ ہر ہفتہ اِن خاص تارون کا سلسلہ جاري رہے - اب یہ بات باقي رہي 'کہ آپ اخبار کي موجودہ آب و تاب قایم رکھکر ایسے طــویل تارون کا خرچ کب تک برداشت کرسکینگے ؟ بڑا ظــلم ہوگا اگر ناظرین الہــلال اس معاملہ میں آپکا ہاتھہ نہ بٹالینگے - اسي غرض سے دس روپیہ کي ناچیز رقم بذریعۂ مني آرڈر بھیجکر سابق خط میں ہم نے آپ سے درخواست کي تھي' کہ الہلال کے دیگر ناظرین کو بھي اس معنی کي ترغیب ہونے کیلیے آپ اس خط کو اخبار میں درج کر دیں - کیونکہ جو لوگ ان تارون کو نہایت شوق اور دلچسپي سے دیکھتے ہیں' یہ امید کیونکر نــہ رکھي جاــے 'کہ وہ اس مبارک سلسلہ کے استحکام میں امداد دینے کے متعلق بھي ویسي ہي سرگرمي سے کام لینگے ـــ مگر معلوم ہوا 'کہ ہمارا وہ خط ہي آپ کو نہیں پہونچا - آپ کا مخلص

حاجي محمد یوسف اینڈ کمپني (مدراس)

(الہــــلال)

اس لطف فرمائي کا شکرگذار ہوں - جو خلوص اور سچي ہمدردي جناب کے خط کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتي ہے' یقین فرمالیے کہ حقیر کیلیے اصلي قدر و قیمت اُسي میں ہے - جنــاب نے الہــلال کي مالي حالت اور مصارف کي کثرت کا ذکر چھیڑدیا ' میں نے تو اسے مدت ہوئي بھــلا دیا ہے ' اور یہ پڑھکر چپ ہوگیا ہوں کہ :

گل فشانند بہ بستر ہمہ چوں عرفي و ' من
مشت خس چیدم و بر بستر خواب اندازم

تلغرافات کے مصارف پر کیا موقوف ہے ؟ ایک زخم ہو' تو اُسکو مرہم بنانے کي زحمت دوں ' کس کس زخم پر پٹي باندھیے کا ؟ آغاز اشاعت سے اس وقت تــک اخبار کي مالي حالت کا جیسا کچھہ حال رہا ہے ' وہ دفتر کے لوگوں کے سوا اور کسي کو معلوم نہیں ہو سکتا - ۱۲ - روپیہ قیمت ہــوتي ' جب بھي موجودہ اشاعت کافي نہ تھي ' چہ جائیکہ پچھلي شش ماہي میں صدہا خریداروں کے نام ۴ - روپیہ میں اخبار جاري کردیا گیا تھا - ان امور پر اگر اپني نظر ہوتي ' تو شاید اس سفر کي پہلي منزل سے بھي گذرنا محال تھا - ابنائے عصر کا قاعدہ ہے 'کہ ہمیشہ کسي نہ کسي عنوان سے اپني حالت پر ناظرین کو توجہ دلاتے رہتے ہیں ' اور اپنے ایثار اور بے غرضي کا زمانے کي توجہ سے مقابلہ کرتے ہیں ' مگــر اپنے تئیں کچھہ یہ شان دریوزہ گري پســند نہ آئي ' اور طبیعت نے گوارا نہیں کیا' کہ اور بہت سي فغــاں سنجیوں کو چھوڑکر اپني حالت کا نالہ و فغاں شروع کردیں - گذشتہ جنوري کے آغاز میں " فاتحۂ جلد جدید " لکھتے ہوــے خیال ہوا تھا' کہ دفتر کي مالي حالت کا نقشہ ہي کم از کم ناظرین کے آگے پیش کردیں ' کہ گو یہ کام شخصي ہے ' مگر کم از کم اتنا ضرور ہے' کہ اغراض شخصي نہیں ہیں ' مگر پھر دل نے کہا' کہ یہ بھي رہي دوکانداري کا چبوترہ ہے' گو اسپر بوریاــے قناعت بچھا دي گئي ہو - بہتر یہ ہے' کہ سب کچھہ اُسي کے اعتماد پر چھوڑ دو' جسکے اعتماد پر یوں بھي اپنا سب کچھہ چھوڑتا ہوا ہے : وعلی اللہ' فلیتوکل المومنون -

تلغرافات خصوصیہ کا سلسلہ کئي ماہ سے جاري ہے - مصارف کا اندازہ اس سے کر لیجیے ' کہ ڈیڑہ روپیہ في لفظ براہ یورپ ترکي کے تارون کي شرح اجرت ہے - اور پھر بے شمار تار جو تحقیق و تفتیش حالات ' و تاکید و طلب جوابات میں یہاں سے بھیجے جاتے ہیں' انکا خرچ اسکے علاوہ ہے' مگر آپ ملاحظہ فرماتے ہیں' کہ آجتک کبھی الہلال میں ہم نے اتنا بھي نہیں لکھا' کہ یہ کوئي اسکي قابل ذکر خدمت ہے' یا ایک خصوصیت و مزیت ہے - ہم سمجھتے ہیں' کہ انسان کے لیے راہ عمل صرف ایک ہي ہے' اور کوئي نہیں' یعنے کام کیے جاــے' اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکھے - اگر لوگ اُسکی کوئي قیمت محسوس کریں' تو یہ فضل و لطف ہے' نہ کریں تو کوئي وجہ شکایت نہیں - اپني نظر دنیا پر نہیں ہے' بلکہ اپني نیت اور اپنے دل پر ہے - جب تــک اپني نیت کي طرف سے اطمینان ہے' اس وقت تــک یقین ہے 'کہ الہلال کے کاموں کي محافظت اور اسکے قیام و استحکام کي نگراني میرے ذمے نہیں ' بلکہ اُس کار فرماــے حقیقي کے ذمے ہے' جسکا وعدہ ہے' کہ وہ کام کرنے والوں کے کام کو کبھي ضائع نہیں کرتا (اني لااضیــع عمل عامل منکم من ذکر و انثی) پس خواہ الہلال کے مصارف کتنے ہي ناقابل برداشت ہو جائیں' میري صحت و توانائي کتنا ہی نا امید کردے' اور جمعیت خاطر و سکون و فرصت کي طرف سے خواہ کتناہي مایوس ہو جاؤں ' تاہم میرے لیے گھبراہٹ کي کوئي وجہ نہیں - میں مطمئن ہوں' اور اپنے کاموں کي طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتي کو ڈبانے والا سمندر ہے ' یا اسکی موجوں کو اُٹھانے والي ہوا ' لیکن یہ دونوں قوتیں جس فرما نفرماــے قاہر کي تابع فرمان ہیں ' جب وہ میرے ساتھہ ہے' تو کشتي کے ڈوبنے کا کیا خوف ؟ من لہ المولی فلــہ الکــــل !

مایفتــح اللــہ للنــــاس	اللہ تعالی اپني رحمت کا دروازہ
من رحمــۃ فــلا ممســك	لوگوں کیلیے کھول دے ' تو کوئي
لھــا ' ومــا یمســك فـــلا	اسکا بنــد کرنے والا نہیں ' اور
مرســل لــہ مــن بعــدہ '	اگر بند کردے ' تو کوئي نہیں
وھـــو العــزیــز الحکیــــم	جو پھر اُسے کھول سکے ' (۳۵ : ۲)

اپنے دس روپیہ کي جو رقم بطور عطیہ کے مرحمت فرمائي ہے ' وہ جناب کي جانب سے " زراعانۂ دولت علیہ " میں شامل کردي گئي ہے - اللہ تعالی اس لطف و نوازش کیلئے جناب کو جزاــے خیر عطا فرماــے - سب سے بڑا عطیہ ' جسکے لیے آپ سے اور نیز اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانہ التجا کرتا ہوں ' صرف یہی ہے' کہ اپني دعاؤں میں اس خادم کو نہ بھولیں ' اور درگاہ رب العزت میں ملتجي ہوں' کہ میري نیت اور مقاصد کو اس راہ میں استقــامت عطــا فرمــاــے' اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکھے' کہ اصل کار یہي ہے -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۴، ۱۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta: Wednesday, April 9 and 16, 1913.

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

پچھلے ہفتے رسالے کی اشاعت میں بہت تاخیر ہوگئی تھی - اگر پرچہ نہ نکلتا تو پھر وہ تاخیر آیندہ ہفتوں تک متعدی ہوتی، اور پچھلے دنوں اسکا دور برابر قائم رہچکا ہے - پس بجاے پچھلے ہفتے کی اشاعت کے آج نمبر (۱۴) اور نمبر (۱۵) اکٹھے شائع کیے جاتے ہیں، تا کہ کسی طرح چند دنوں کی تاخیر کا ایک مرتبہ بل نکل جاے -

منیجر

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈہ

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الاستاد الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہوگئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہولے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے، اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، رسیدہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جاےگا *

المشتہر
منیجر المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ، مدرسۃ العلوم، علی گڈہ

میں سختي اور غلاظت هوتي تو لوگ کبهي پاس نه آتے - پهر عام طور پر کہا :

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنه	الله کي راه کي طرف دعوت دو تو اسطرح که حکمت وموعظة کے ساتهه ' سختي وجنگ و جدل کي حالت نهو-

خاص یہود و نصارا کي نسبت کہا :

ولا تجادلوا اهل الکتاب ' الی باللتي هی احسن	یہود و نصارا سے جب کبهي مجادله کرو تو بہتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا که اپنے اندر نرمي و محبت ' آشتي و رافت پیدا کریں - حتي که فرمایا :

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا ' واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما - (٢٠ : ٦٥)	اور الله کے نیک اور سچے بندے وه هیں جو زمین پر نہایت فروتني کے ساتهه چلتے هیں ' اور جب جاهل انسے جہالت کي باتیں کرتے هیں تو سختي و تشدد کي جگه ' صرف سلام کرکے الگ هو جاتے هیں -

یه تو عام اور اصلي احکام هیں ' لیکن سوال یه هے که هم تو قوموں کے ساتهه نرمي و محبت کرتے هیں ' لیکن قومیں هم سے تنگ دلي برتتي هیں - هم محبت کیلیے طیار هیں ' مگر وه محض اسلیے که هم خداے واحد کے پرستار ' اور دین الهي کے پیرو هیں ' عداوت و دشمني ' ظلم و تعدي ' قساوت و بے رحمي ' اور خوں ریزي و برباسي کا همیں مستحق سمجهتي هیں - وه هم پر حمله کرتی هیں ' هم کو دین حق کے قیام سے روکتي هیں ' همارے شہروں پر چڑه آتي هیں ' همارے مساجد پر قبضه کرنا چاهتي هیں ' همارے تخت حکومت کو الٹ دینا چاهتي هیں ' هماري عورتوں کي عصمت پر حمله آور هوتي هیں ' اور همکو هماري آبادیوں اور زمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتي هیں - پهر ایسي حالت میں کیا هم اپنے تئیں متنے سے نه بچائیں ؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعي همارے لیے نهیں هے ؟ اور پهر کیا هم دین مقدس کي بے حرمتي ' شعائر الهیه کي بے ناموسي ' اور پیروان توحید کي مظلومي کا حس اپنے اندر نه پیدا کریں ؟

جب که ایسي صورت پیش آجاے تو پهر اُسي قران کا ' جس نے گذشته آیات میں احسان عام اور محبت عمومي کا حکم دیا تها ' یه حکم هے :

انما ینهاکم الله عن الذین قاتلوکم في الدین ' واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علي اخراجکم ان تولوهم ' ومن یتولهم فاولیک هم الظالمون (٦٠ : ٨)	بیشک الله تعالے تم کو ان ظالم قوموں سے دوستی رکهنے کي اجازت نهیں دیتا جنهوں نے تمهارے ساتهه بغض اسلام کے ساتهه جنگ کي هے ' اور تم کو تمهارے شہروں اور گهروں سے نکالا هے ' اور جو شخص ایسے ظالموں سے دوستي رکهے گا تو اُس کا شمار بهي ظالموں هي میں هوگا -

اور پهر ایسے لوگوں کے ساتهه مقابله کرنے کا حکم دیا که :

قاتلوا في سبیل الله الذین یقاتلونکم (٢ : ١٨٧)	الله کیلیے اُن دشمنوں سے قتال کرو ' جنهوں نے تمهارے ساتهه قتال کیا هے -

پہلے حکم دیا تها که نرمي کرو ' مذهبی دعوت بهي دو تو آشتي و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کریمه اور رافت و شفقت کو الله کي رحمت فرمائي سے تعبیر کیا تها ' لیکن اس حالت میں فرمایا که اپنے اندر سختي پیدا کرو که اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمهارے اندر سختي هوگي ' اتنا هي ثبوت ایمان هے :

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ' ولیجدوا فیکم غلظة -	اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لڑو اور چاهیے که وه تمهارے اندر سختي اور شدت محسوس کریں -

اور پهر اسي بنا پر اُن یہود و نصارا سے دوستي و محبت کے رسوم ادا کرنے کي قطعي ممانعت کردي ' جو مسلمانوں پر حمله آور هوے هوں ' یا جنهوں نے اسلام کے خلاف کسي ظالمانه سازش میں حصه لیا هو ' اور جو شخص انسے اس قسم کے تعلقات رکهے ' اسکے لیے نہایت شدید وعید نازل کي :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ' ومن یتولهم منکم ' فانه منهم (٥ : ٥٢)	مسلمانو ! اُن یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نه بناو جو مسلمانوں کي مخالفت کي سازش میں باهم ایک دوسرے کے دوست هیں اور پهر جو ایسا کریگا تو یقین رکهے که اسکا شمار بهي اُنهي میں هوگا -

غور کرو ! کیسي سخت وعید اُن لوگوں کیلیے فرمائي ' جو اُن عیسائیوں سے رسم و راه دوستي اختیار کریں ' جنهوں نے مسلمانوں سے مقاتله کیا هے ؟ فرمایا که ایسے لوگوں کا شمار بهي انهي عیسائیوں کے ساتهه هوگا ! فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقامات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کي نسبت فرمایا ' مثلاً :

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ومن یفعل ذلک ' فلیس من الله في شي (٣ : ٢٧)	مسلمانوں کو چاهیے که اپنے برادران دیني کو چهوڑ کر کفار کو اپنا دوست نه بنالیں - اور جو ایسا کریگا تو پهر اس سے اور خدا سے کچهه سروکار نهیں -

پهر سورهٔ (نساء) میں فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین (٤ : ١٤٣)	مسلمانو ! مسلمانوں کو چهوڑ کر ان کفار کو اپنا دوست نه بناو ' جنهوں نے تمهارے خلاف تلوار اٹهائي هے -

اتنا هي نهیں ' بلکه اُن تمام لوگوں کیلیے جو دین الهي کي کسي نهج پر بهي مخالفت کرتے هوں ' یا شعائر الهیه کي تضحیک و تمسخر جنکا شیوه هو ' اور یا احکام اسلامي کي هنسي اوڑاتے هوں (جیسا که آجکل خود ملاحدهٔ مسلمین اور متفرنجین مارقین و مفسدین کا شیوه هے) یه حکم صاف سوره (مائده) میں نازل فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعبا (٥ : ٦٠) واذا نادیتم الی الصلوة ' اتخذوها هزواً ولعبا (٥ : ٦٣)	مسلمانو ! اُن لوگوں کو اپنا دوست نه بناو جو تمهارے دین کے ساتهه هنسي اور تمسخر کرتے هیں اور گویا اسے ایک کهیل سا بنا لیا هے - جب تم نماز کیلیے اذان دیتے هو تو یه نماز کا تمسخر اوڑانا شروع کردیتے هیں -

اب آپ سمجهه گئے هونگے که اس بارے میں اصولي طور پر اسلام کي تعلیم کیا هے ؟ پس یقین کیجیے که آج جن لوگوں نے اسلامي آبادیوں پر حملے کیے هیں ' لاکهوں مسلمانوں کو انکے گهروں سے نکالا هے ' عورتوں کو بیوه اور بچوں کو یتیم کردیا هے ' اور تخت اسلام کو اولٹ دینے کیلیے اپنے تمام قواے شیطانیه کو کام میں لا رهے هیں ' اور پهر اور جن قوموں اور حکومتوں نے انکي کسي صورت میں بهي اعانت کي هے ' یا اس برخلاف اسلام سازش میں شرکت هے ' وه سب بموجب ان نصوص قرآنیه اور احکام شریعة حقهٔ اسلامیه کے ' ایک لمحه ' اور ایک دقیقے کیلیے بهي اسکے مستحق نهیں که هم انکے ساتهه رسم وراه دوستي اور طریق مودت و ولایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتهه

شذرات

اینده نمبر کے بعض اہم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے جو دو نمبر درج کیے گئے ہیں' ان میں پہلا نمبر اثناے سفر کے بعض اوقات پر اندوہ کے خیالات کا نتیجہ ہے' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے' جو آٹھ ماہ سے پیش نظر تھی' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاہد صلیب کا ماتم

— * —

علیگڈہ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں : " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیت اور ماتم گذاری کے مضامین لکھے' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا' تاہم مسلمانان ہند کی وفا داری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تعلقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداب رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمائیے کہ کیا ایک ایسے پادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے' جس نے اسلام کے مٹانے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے ؟ "

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تقریر و تحریر کی تاریخ میں یہ کونسا نیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بخشے ہوے اعزاز کے صلۂ و مزد پر ہو' اسکے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدے کیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستبازی تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھ میں دیدیا ہے' اور انہوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے' تو خود ہمارے ہی وجود سے پتھر کا کام لیا ہے - ہم یہ سب کچھہ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی بڑی بات ہے' اگر مجاہدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا کوئی گوشہ وقف کردیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدة الحکام اور عبید الدنیا گروہ کو کسی طرح علم ہو جاے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر ابو جہل اور مغیرہ کی تعریف سے خوش ہو جاتے ہیں' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہو گا' اور اُن کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے بہ کمال فخر و شرف سیاہ کردیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کردیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں کسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور جنسی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی اوصاف و خصائل کے اعتراف' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تمیز مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو' اور خوبیوں اور وصفوں کی طرف کھینچیں' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قران نے اُن مسیحی رہبانوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے' جو سچائی کا ادب کرتے تھے' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ دہرانے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس قانون احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالا تر ایک شے ہے' اور میں اجکل کے فرضی غوغاے بے تعصبی میں اس اقرار سے نہیں شرماتا کہ وہ حق کی حمایت' اللہ کی پرستش اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم' کسی جماعت' کسی ملک' کسی مذہب' اور کسی فرد کی طرفسے اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروؤں کی مخالفت کی جاے' حق کی روشنی پر ظلمت غالب آنا چاہے' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہوجاے' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو' اور صرف خدا کا' حق کا' اسکے دین کے پرستاروں کا' اسکی عبادت گاہوں کا' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا ساتھہ دو' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر اُن سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں جس درجہ احسان عام' خدمت و محبت' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا' اس دوسری صورت میں اتنا ہی' سختی و شدت' قہر و غضب' اور غیظ و غلظت کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے :

لاینہا کم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم' ان تبروہم و تقسطوا الیہم' ان اللہ یحب المقسطین (۹ : ۷۹)	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ اُن غیر قوموں سے' جنہوں نے تم سے دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی ہے' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا ہے' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل کے ساتھہ پیش آؤ - بلکہ اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو اتنے ہیں کہ انکا استقصا ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی سے مخاطب ہونے کیلیے نصیحت کی کہ " وقولا لہ قولا لینا " بات کرنا تو نہایت نرمی سے کرنا - خود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : " فبما رحمة من اللہ لنت لہم' ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اُس نے تمہیں نرم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا' اور اگر کہیں طبیعت

الہلال

۳ - و ۱۰ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

سقوط ادرنہ (۱)

اور ایک دقیقۂ فکریہ

(۱)

ولا تھنوا ولا تحزنوا ' و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ' و تلک الایام نداولہا بین الناس -

ہمت نہ ہارو اور نہ اس شکست کی خبر سنکر غمگین و دل شکستہ ہو - یقین کرو کہ اگر تم سچے مومن ہو' تو آخرکار تمہارا ہی بول بالا ہے -

اگر تم کو اس لڑائی میں سخت زخم لگے ' تو ہمت نہ ہارو کہ طرف ثانی کی قوت بھی اسی طرح مجروح ہو چکی ہے ' اور یہ وقت کے نتائج و حوادث ہیں جو نوبت بہ نوبت سب لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں -

— * —

ایتہا النفس اجملی جزعا

فان ما تحذرین قد وقع (۲)

— * —

بالاخر ایڈریا نوپل فتح ہوگیا ' اور واقعات و حوادث کے آگے انسانی سعی جیسی کہ ہمیشہ ناکام رہی ہے ' اس معرکے میں بھی ناکام رہی : انا للہ و انا الیہ راجعون :

بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میر

بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما (۷۶ : ۳۰)

صبح تمنا اور شام حسرت

— * —

اس امید آباد عالم میں ' ہر لمحہ اور ہر آن ' کتنی امیدیں ہیں جو پیدا ہوتی ہیں ' اور کتنے ولولے ہیں جو اٹھتے ہیں ؟ پھر ان میں کتنے ہیں جنکے نصیب میں فیروز مندی و کامرانی ہے ' اور کتنے ہیں جنکے لیے حسرت و یاس کے سوا کچھہ نہیں ! بیکس انسان ' جو آرزؤں کا بندہ ' اور حسرتوں کے خمیر کا پتلہ ہے ' شاید صرف اسلیے بنایا گیا ہے کہ نصف عمر امیدوں کے پالنے میں صرف کردے ' اور بقیہ نصف نامرادی کے ماتم میں کاٹ دے -

([illegible]) نے صحرا میں ایک اعرابی کو دیکھا تھا کہ میدان سے پتھروں کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے ' اور جب ایک ڈھیر جمع ہو جاتا ہے تو پھر ایک ایک ٹکڑے کو اٹھاتا ہے ' اور جہاں سے لایا تھا ' اسی طرف پھینکنے لگتا ہے - کیا انسانی ہستی کی پوری تاریخ اس مثال میں پوشیدہ نہ تھی ؟ ہماری زندگیاں ' جنکے ہنگامۂ حیات سے کارگاہ عالم میں شورش و کشش معاش کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں ' غور کیجیے ' تو امید کے ایک تار عنکبوت ' اور حسرت کے ایک جلتے ہوے تنکے سے زیادہ کیا ہستی رکھتی ہیں ؟ ساری عمر دو ہی کاموں میں بسر کر دیتے ہیں - یا صحراے دجلہ کے اعرابی کی طرح صبح تمنا میں امیدوں کے سنگریزے جمع کرتے ہیں ' یا پھر شام نامرادی میں جہاں سے لاے تھے ' وہیں پھینکدیتے ہیں کہ ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجائیں :

مثل یہ میری کوشش کی ہے ' کہ مرغ اسیر

کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کیلیے !

کار ساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ہیں ! کچھہ خاک امید کی لی اور کچھہ خاکستر حسرت کی - دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا ' اور انسان نام رکھکر اس ہنگامہ زار ارضی میں بھیجدیا - کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ہوتا ہے ' کبھی نا امیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ہے - کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ ساز نغمۂ انبساط ہوتا ہے ' اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ہے - کبھی ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے ' کبھی رقص نشاط ہے ' اور کبھی سینۂ ماتم - ایک ہاتھہ سے جمع کرتا ہے ' اور دوسرے سے کھوتا ہے :

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی '

عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

پس اے ساکنان غفلت آباد ہستی ! و اے رہروان سفر مدہوشی و فراموشی ! ! مجھے بتلاو کہ تمہاری ہستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے ؟ اور اے نیرنگ آرائے تماشا گاہ عالم ! کیا یہ ہنگامۂ حیات ' یہ شورش زندگی ' یہ رستخیز کشا کش ہستی ' تو نے صرف اتنے ہی کیلیے بنائی ہے ؟

امید کو تہ و بازوے سست و بام بلند

بمن حوالۂ نومیدیم گنہ گیرند !

ربنا ! ماخلقت ہذا باطلا ! !

—:*:—

نہیں معلوم آغاز عالم سے آجتک یہ سوال کتنے دلوں کے اضطراب و التہاب کا باعث ہوا ہوگا ؟ مگر سچ یہ ہے کہ اپنے کان ہی بہرے ہیں ' ورنہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس سوال کا جواب نفی میں دے رہا ہے :

محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا

یاں ورنہ جو حجاب ہے ' پردہ ہے ساز کا

و کاین من ایۃ فی السماوات و الارض ' یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون (۱۲ : ۱۰۶)

یہ سچ ہے کہ مصائب و ناکامی کا ہجوم انسان کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے ' مگر حقیقت یہ ہے کہ اس صنعت کدہ عالم کا یہ سازوسامان صرف اتنے ہی کیلیے نہیں ہو سکتا - وہ عالم انسانیت کبری ' جو تاج خلافت الہی سر پر ' اور خلعت کرامت (ولقد کرمنا بنی آدم) اپنے دوش عظمت پر رکھتا ہے ' کیونکر ممکن ہے کہ صرف امیدوں کے پالنے ' اور پھر الکی موت و احتضار کا تماشا دیکھنے ہی کیلیے بنایا گیا ہو ؟ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ؟

(۱) عربی میں کسی محصور شہر کے حصار ٹوٹ جانے کو (سقوط) کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ' جو بالکل انگریزی لفظ Fall کا قائم مقام ہے - چونکہ اردو میں کوئی اور موزوں لفظ نہیں ہے ' اسلیے ہم نے اس معنی میں اسی لفظ کو لکھنا شروع کردیا ' اگرچہ اردو میں سقوط بالکل مختلف معنوں میں بولا جاتا ہے -

(۲) اوس بن حجر کا مشہور شعر ہے - یعنی اے نفس محزون ! اب رونا دھونا موقوف کر ! کیونکہ جس حادثے کے خیال سے ڈرتا تھا ' وہ تو ہو چکا !

نرمی و محبت اور شفقت و رافت کا سلوک کریں - اور اگر کریں ' تو پھر اللہ ' اسکے ملائکہ مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کی نظروں میں ہمارا شمار بھی انہی دشمنان خدا کے ساتھہ ہے -

جب اس بارے میں تعلیم اسلامی کا یہ حال ہے ' تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان میں سے ایک خبیث ترین رکن اتحاد مسیحی ' اور ملعون ترین مجاہد صلیب پرستی ' یعنے شاہ یونان مخذول کے قتل ہونے پر ہمارے لیے عین ایام جنگ میں صف تعزیت بچھانے ' اور مسیحی ماتم میں برادرانہ و عزیزانہ شرکت کرنے کیلیے کیا حکم ہو سکتا ہے ؟ و من یتولهم منکم ' فانه منهم ' ان اللہ لا یهدی القوم الظالمین -

شاہ یونان ' وہ شخص تھا ' جسکے اندر سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حلول کرکے صداے جہاد دی تھی ' اور آغاز جنگ ہی میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا ' پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان ہوں ' اپنے دلی اعتقاد کے اخفا پر قادر نہیں ' میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اس شریر انسان کے قتل کے واقعہ پر میری زبان اسکے سوا اور کچھہ نہیں دیسکتی کہ اسپر اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکی فوج و سامان لشکر پر ' اللہ کی ' اسکے ملائکہ کی ' اور چالیس کرور پیروان دین الہی کی لعنت اور پھٹکار ہو ' اور ہر اس پر جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف مسیحی جہاد کا اعلان کرے یا در پردہ اسکے ساتھہ ساز رکھتا ہو - اولئک یلعنهم اللہ ' و یلعنهم اللاعنون (۲ : ۱۵۵)

و اولئک ماواهم ' جهنم ' و لا یجدون عنها محیصا (۴ : ۱۲۰) یہ ہیں ' جنکا اخری ٹھکانا دوزخ ہے ' اور وہاں سے پھر نکلنے کی انکے لیے کوئی راہ نہیں -

وقائع جنگ

سقوطری کی آبادی قریبا ۱۵ - ہزار ہے - باشندے نسبا البانی اور مذہبا رومن کیتھولک عیسائی ہیں -

جبل اسود کی یہ کوشش تھی کہ جسطرح ممکن ہو سقوطری کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا کہ وہ ہر حالت میں البانیا کی خود مختار ریاست کا جزو قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کی پشت پر ایک خوفناک فوج تھی ' اور خوف تھا کہ اگر اسکی فرمایش پوری نہ کی گئی ' تو وہ ناطرفداری کی نیام سے تلوار باہر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئے گی - پھر اگر آسٹریا میدان میں آئگا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھی اتریگا ' اور اگر روس اترا ' تو جیسا کہ جرمنی کے ذمہ دار اخبار نے (ریتشتنگ) میں بار بار کہا ہے ' وہ بھی اپنے حلیف کی مساعدت سے خاموش نہیں بیٹھہ سکتا ' اور جرمنی اترا تو فرانس بھی اتریگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کرہ آتش فشان بلقان کی ایک چنگاری تمام یورپ کو جلا دیگی -

یورپ کی ملکی اور تجارتی ترقی مسالۂ مشرقیہ پر موقوف ہے ' اور مسالۂ مشرقیہ کا حل باہمی اتفاق و امن عامۂ یورپ پر - انگلستان جسکی شاہنشاہی کا مدار ہندوستان پر ہے ' اس اتفاق کے لیے نہایت مضطرب تھا ' کیونکہ مسئلۂ مصر اور خلیج فارس کا حل (جنکا براہ راست ہندوستان پر بڑا اثر پڑتا ہے) مسئلۂ مشرقیہ ہی کے حل پر موقوف ہے -

اسلیے انگلستان نے " منقسمہ یورپ " کی شیرازہ بندی کی کوشش کرکے ' ایک اتحادی سازش کی ' اور لندن میں سفراء دول کی ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائی گئی - اس کے سامنے دیگر نزاع انگیز مسائل کے علاوہ ' حدود البانیا کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ۳۱ - مارچ کو یہ فیصلہ کیا کہ سقوطری البانیا کے ساتھہ شامل رہے اور جبل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصلہ کو نہ مانے ' تو بلا تامل ایک مظاہرۂ بحریہ کیا جائے -

شرکاء مظاہرہ اسوقت تک متعین نہیں ہوے تھے - خیال کیا جاتا تھا کہ روس ' فرانس ' اور انگلستان شریک مظاہرہ نہ ہونگے -

۵ - اپریل کو ریوٹر نے یہ تار شائع کیا تھا کہ اگر مظاہرہ ناکامیاب ہوا اور سقوطری ساقط ہوگیا تو آسٹریا ۱۵ - پہاڑی بریگیڈ لیکے سٹنجی (دارالسلطنت جبل اسود) پر حملہ کر دیگی -

۶ - اپریل کو مؤتمر کے فیصلہ کی اطلاع جبل اسود کو دی گئی ' جسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ مظاہرہ اصول ناطرفداری کے خلاف ہے - ۹ - اپریل کو ریوٹر نے یہ خبر شائع کی :

" اگر دول نے جبل اسود کے مقابلہ میں طاقت کو کام فرمایا تو وہ اپنی خود مختاری سے دستکش ہوکے سرویا میں مدغم ہوجائگا "

۱۰ - کو ناکہ بندی شروع ہوگئی - باستثناء روس ' تمام دول یورپ شریک ہیں - روس کے محکمۂ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے ' جسمیں ظاہر کیا ہے کہ روس کے لیے نا ممکن ہے کہ ان تدابیر کی مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروری سمجھتی ہیں - اس اعلان میں جبل اسود کو مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ اپنے اصرار سے باز آجائے - ۱۱ کو ناکہ بند جہازوں نے ایک شاہی کشتی کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کی حفاظت میں جا رہی تھی -

۱۲ - کو ریوٹر تار دیتا ہے کہ سٹنجی کے ایک سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جبل اسود سقوطری کے معاوضے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے - کل کا تار ہے کہ ایک سرکاری اعلان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جبل اسود سر تسلیم خم کر دیگا ' مگر خون کی ندیوں کے بہنے کے بعد - مگر بظاہر آخری حالت امید نہیں -

صلح

ریوٹر کی خبروں کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

دولت عثمانیہ نے شرائط مداخلت منظور کرلیے ہیں - دول کی یاد داشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے ایکے میدیا تک کے بدلے ' انیدوس سے لیکے میدیا تک سرحد تجویز کی ہے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجین کو اپنے ہاتھہ میں رکھنا چاہتی ہیں اور تاوان و قرض کے مسئلے کو اس کمیشن کے ہاتھہ میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ۱۰ - دن کیلیے حلفاء بلقان اور دولت عثمانیہ میں ہنگامی صلح طے ہوئی ہے -

ہمیں اس خبر کی صحت میں تامل ہے -

اتحاد بلقان

سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاری اور یونانی دونوں اپنی اپنی جگہ پر فوجی تیاریاں کر رہے ہیں ' اور عجب نہیں کہ مستقبل کے لیے بھی سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع کردیں - ڈاکٹر دینف نے ۱۱ - کو بلغاری وکلا مخاطب کرتے ہوے ' اس خوف کی طرف اشارہ کیا ' جو بلغاریا و دیگر حلفاء کے آئندہ تعلقات کے باب میں پیدا ہوگیا ہے - ڈاکٹر دینف نے کہا کہ اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھی راضی نہ ہوگی

ڈاکٹر دینف نے ایک تقریر میں بیان کیا ہے کہ سرو بلغاری عہد نامہ بالکل صاف ہے - اختلاف کی صورت میں روس حکم ہوگا - لیکن یونانی اور بلغاری عہد نامہ نہایت عجلت میں تیار ہوا تھا - اسمیں تحکیم کی بابت کوئی دفعہ نہیں ہے تاہم سرحد کا فیصلہ فوج کی تعداد اور نقصانات جنگ کے اعتبار سے ہوگا -

ولن تجد لسنة الله تبديلا -

الله کے بنائے ہوے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ دیکھوگے -

باغ و چمن میں بہار و خزاں کا انقلاب ہو' دریاؤں میں مد و جزر کا آثار چڑھاؤ ہو' سمندروں میں سکون و ہیجان کا تغیر ہو' افراد حیوانی کی حیات و ممات' اور شباب و کہولت کا ایاب و ذہاب' افراد کی صحت و علالت' اور اقوام کا عروج و زوال' یہ تمام حالتیں فی الحقیقت انہی قوانین الہیہ' اور نوامیس فطریہ کے ما تحت ہیں' جنکو فاطر السماوات و الارض نے اس عالم کے نظام و قوام کیلیے روز اول ہی سے مقرر کردیا ہے - پھر جن افراد و اقوام نے ان قوانین کے مطابق راہ امید اختیار کی ہے' انکے لیے امید کی زندگی ہے' اور جنہوں نے اس سے روگردانی کی ہے' انکے لیے نامرادی و ناکامی کی مایوسی ہے - قانون جرم کی سزا دیتا ہے' پر مجرم کو جرم کرنے کیلیے مجبور نہیں کرتا - پس شکایت کار ساز قدرت کی نہیں' بلکہ خود اپنی ہونی چاہیے - خدا نے امید کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا ہے' اور زمین کی راحت کسی ایک قوم کو ورثے میں نہیں دیدی ہے - اس نے پھول اور کانٹے دونوں پیدا کیے ہیں - اگر ایک بد بخت کانٹوں پر چلتا ہے' مگر پھولوں کو دامن میں جمع نہیں کرتا' تو اسے اپنی محرومی پر رونا چاہیے' باغبان کا کیا قصور؟

فما کان الله لیظلمهم' ولکن کانوا انفسهم یظلمون - (۸ : ۳۰)

خدا کے انصاف سے بعید تھا کہ وہ کسی پر ظلم کرے' مگر افسوس کہ بد اعمالیاں کرکے خود آپ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا -

دوسری جگہ فرمایا :

ذالك بما قدمت ایدیکم و ان الله لیس بظلام للعبید (۸ : ۵۷)

یہ سب بربادیاں تم نے خود اپنے ہاتھوں مول لیں' ورنہ الله تو اپنے بندوں کیلیے کبھی ظالم نہیں -

اس نے دنیا کے آرام و راحت' اور عیش و کامرانی کو انسان کے ماتحت نہیں' بلکہ انسانی اعمال کا محکوم بنایا ہے' اور جب تک کوئی قوم خود اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کردیتی' اسپر زمین کی راحتوں کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا :

ذالك بان الله لم یك مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم' و ان الله سمیع علیم (۸ : ۵۵)

ان قوموں کو نامرادی و مایوسی کی یہ سزا اسلیے دی گئی کہ ایسا ہی اسکا قانون ہے - جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو' پھر وہ کبھی واپس نہیں لی جاتی' تا انکہ خود وہ قوم اپنی صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے -

(آیندہ اس قانون عروج و زوال امم کی تشریح کرونگا جو قرآن کریم نے بتلایا ہے' اور آپکو نظر آلیگا کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب کیا ہیں؟)

ماضی و حال

— * —

یہ انقلابات قدرتی ہیں' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اسکے گذر چکے ہیں؟ آج امید و کامیابی کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہو رہے ہیں' ابھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے' اور جس بہار کے موسم عیش و نشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں' ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ و چمن ہی میں اسکے جھونکے آیا کرتے تھے - اب کس سے کہیے کہ کہنا کا وقت ہی چلا گیا!

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں' جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں - زمانہ ہم سے ہمیشہ برگشتہ نہیں رہا - مدتوں امید کا ہم میں

سقوط ادرنہ

اور

ایک دقیقۂ فکریہ

(۲)

ہجوم یاس' و اختلال نظام امید

— * —

من کان یظن ان لن ینصره الله فی الدنیا والاخرة' فلیمدد بسبب الی السماء' ثم لیقطع' فلینظر ہل یذہبن کیده ما یغیظ؟ و کذالك انزلناه آیات بینات' و ان الله یهدی من یرید - (۲۲ : ۱۵)

جو شخص مایوس ہوکر الله کی نسبت ایسا ظن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرے ہی کا نہیں' تو پھر اسکو چاہیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا ہے) اپنا تعلق قطع کرلے' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئی ہے یا نہیں؟ اسی طرح ہم نے قرآن کریم میں ہدایت و فلاح کی روشن دلیلیں اتاری ہیں' تاکہ تم انپر غور کرو' اور الله جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

—:*:—

ایک ہم ہیں' کہ ہوے ایسے پشیماں' کہ بس
ایک وہ ہیں' کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے!

— * —

موجودہ جنگ بلقان یا جنگ اسلام و فرنگ کی اگر تاریخ لکھی جائیگی' تو اسمیں شاید سب سے زیادہ موثر اور درد انگیز باب مسلمانان عالم کے اضطراب امید و بیم کا ہوگا - یہ سچ ہے کہ میدان جنگ میں صرف مجاہدین ترک تھے' جنکی لاشیں دشمنوں کی گولیوں سے تڑپتی تھیں' لیکن دنیا میں کروڑوں قلوب بھی تھے جنکی لاشیں نہیں' مگر پہلو میں دل ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے -

واقعات نے جلد جلد اپنے اوراق الٹے - امیدوں کو عموماً شکست ہوئی اور توقعات میں بالعموم ناکامی - جنگ کے التوا کے بعد صلح کے مہلک اور خانماں سوز شرائط سنکر وہ مضطرب تھے' مگر خود

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

آشیانہ رہا ہے بلکہ ہمارے سوا اسکا کہیں ٹھکانا نہ تھا - اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم و نا امیدی' دو ہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں' لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری زندگی کیلیے اسی دنیا میں اور بھی بہت سے کام تھے!

و بلوناهم بالحسنات و السیئات لعلهم یرجعون (۷ : ۱٦) و ان فی ذالك لایات' و ما کان اکثرهم مومنین (۲٦ : ٦۸)

اور ہم نے ان قوموں کو اچھی اور بری' امید اور مایوسی' فتح اور شکست' دونوں حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید یہ بد اعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق اختیار کرلیں - اور بیشک اس انقلاب حالت میں عبرت و موعظة کی بہت سی نشانیاں ہیں' مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کی دولت سے محروم تھے -

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم ' و یتفکرون في خلق السماوات والارض ' ربنا ما خلقت ھذا باطلا ! سبحانک فقنا عذاب النار (۳: ۱۸۹)

جو ارباب فکر و حکمت اللہ تعالی کا ہر حال میں ذکر کرتے ھیں ' اور آسمان اور زمین کے ملکوت و آثار قدرت پر تفکر و تدبر کي نظر ڈالتے ھیں ' انکي زبانوں سے تو یہ عالم صنعت دیکھکر بے اختیار صدا نکل جاتي ھے کہ " خدا یا یہ تمام کار گاہ صنعت تو نے بیکار و عبث نہیں پیدا کي ھے ! "

بہار و خزاں

اور امید و بیم

اسمیں تو شک نہیں کہ جس قدر کاوش سے غور کیجیے کا ' جذبات انساني کي تحلیل و تفرید کے آخري عناصر یہي دو چیزیں ' امید اور حسرت نظر آئیں گي - وہ جو کچھہ کرتا ھے ' یا آیندہ کي امید ھے اور یا رفتہ پر حسرت ' البتہ یہ ضرور ھے کہ امید و یاس کي تقسیم کو صرف افراد و اشخاص میں محدود نہ کیجیے ' بلکہ اسمیں در اصل قوموں اور ملکوں کي تاریخ پوشیدہ ھے - باغ و چمن میں بہار و خزاں ' دو موسم ھیں ' جو یکے بعد دیگرے آتے ھیں ' اور اپني اپني آمد کے متضاد و مخالف آثار چھوڑ جاتے ھیں - اسي طرح امید اور حسرت کو دو مختلف موسم تصور کیجیے ' جو قوموں اور ملکوں پر بھي آتے ھیں ' اور وہ نامرادي و کامراني کي تقسیم ھے ' جو اپنے اپنے وقتوں پر قوموں میں ھوجاتي ھے - بعض قومیں ھیں جنکے حصے میں امید کي بہار آئي ھے ' اور بعض ھیں جو اب صرف یاس و حسرت کے خزاں ھي کے لیے رھگئي ھیں - موسم بہار زندگي و شگفتگي کا موسم ھوتا ھے ' اور انسان کي رگوں کے اندر دوڑنے والے خون سے لیکر ' درختوں کي شاخوں اور ٹہنیوں تک ' ھر چیز میں جوش حیات ' اور ولولۂ انبساط پیدا ھوجاتا ھے - یہي حال اُن قوموں کا ھوتا ھے ' جو اپنے دور امید سے گذرتي ھیں - تمام دنیا انکے لیے ایک بہشت امید بن جاتي ھے ' اور اسکي ھر آواز انکے کانوں کیلیے ایک ترانۂ امید کا کام دیتي ھے - وہ اپنے اندر دیکھتے ھیں ' تو دل کا ھر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ھے ' اور باھر نظر ڈالتے ھیں ' تو دنیا کا کوئي حصہ عروس امید کي مسکراھٹ سے خالي نہیں ھوتا - اس طلسم زار ھست و نیست میں انسان سے باھر نہ غم کا وجود ھے اور نہ خوشي کا - زندگي کي تمام کامیابیاں اور مسرتیں در اصل دل کي عشرت کامیوں سے ھیں - جب تک آپکے دل کے طاق مخفي میں امید کا چراغ روشن ھے ' اس وقت تک دنیا بھي عیش و مسرت کي روشني سے خالي نہیں - لیکن اگر باد صرصر نامرادي کا کوئي جھونکا وھاں تک پہنچ گیا ' تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ھو ' مگر یقین کیجیے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور آپکے لیے ظلمت سراے تاریک ھے -

یہ وہ خوش نصیب قومیں ھیں ' کہ انکے دلوں کے اندر امید کا چراغ روشن ھوتا ھے ' اسلیے جہاں جاتے ھیں ' اقبال و کامراني کي روشني استقبال کرتي ھے - چونکہ انکے دل کے اندر سلطان امید فتح یاب ھوتا ھے ' اسلیے زمین کے اوپر بھي نامرادي و ناکامي کي صفوں پر فتح یاب ھوتے ھیں - جس ھاتھہ میں امید کا علم ھو ' پھر دنیا کي کوئي قوت اُس ھاتھہ کو زیر نہیں کر سکتي - انکي امید حسرت و آرزو نہیں ھوتي ' جو محض ناکامي و نامرادي کے ماتم کے لیے ھے ' بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ھوتي ھے ' جو دل میں امید بنکر ' اور دل کے باھر عیش و مراد کي کامراني و فیروز مندي کي صورت بنکر جلوہ آرا ھوتي ھے -

لیکن اسي سطح ارضي کے اوپر ' جو امید کي کام بخشیوں سے خوش نصیب قوموں کیلیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط ھے ' وہ بد نصیب قومیں بھي بستي ھیں ' جنکے دامن حیات میں امید و یاس کي بخشش کے وقت ' امید کے پھولوں کي جگہہ صرف ناامیدي کے کانٹے ھي آئے ھیں - جو خزاں کے افسردہ و افسردہ کن موسم کي طرح ' دنیا میں صرف اسلیے زندہ رھتے ھیں ' کہ بہار گذشتہ پر ماتم کریں ' اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کي پتی جھڑ دیکھہ دیکھہ کر آنسو بہائیں - وہ دنیا ' جو اوروں کے لیے اپني ھر صدا میں ایک پیغام امید رکھتي ھے ' انکے لیے یکسر ماتم کدۂ یاس بن جاتي ھے - دل جب مایوس ھو تو دنیا کي ھر چیز میں مایوسي ھے - انکے دلوں میں امید کا چراغ بجھہ جاتا ھے ' تو دل کے باھر بھي کہیں روشني نظر نہیں آتي - دنیا کے وہ وسیع صحرا ' جن پر قدرت نے طرح طرح کي نباتاتي نعمتوں کا دستر خوان چن دیا ھے - وہ خوشنما اور عظیم الشان آبادیاں ' جنکو انساني اجتماع اور مدني محنتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا ھے - وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر ' جنکي حکمراني کي طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکي کے ٹکڑوں پر حکمراني کي ضرورت باقي نہیں رھتي - غرضکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والي تمام چیزیں ' ان سے اس طرح منہ پھیر لیتي ھیں ' گویا وہ اس زمین کے فرزند ھی نہیں ھیں - جبکہ بڑي بڑي آبادیاں قوموں اور جماعتوں کي فاتحانہ امنگوں کا جولانگاہ ھوتي ھیں ' تو ان بد نصیبوں کیلیے صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھي کوئي گوشۂ عافیت نہیں ھوتا - صحراؤں کي فضائیت ' ھوا کي سنسناھٹ ' اور دریاؤں کي صداے رواني ' اوروں کیلیے پیام امید ھوتي ھے ' مگر انکے کانوں میں ان سب سے نامرادي و فنا کي صدائیں اٹھہ اٹھہ کر طعنہ زن ھوتي رھتي ھیں - دنیا میں اگر بہار و خزاں ' امید و یاس ' شادي و غم ' نغمۂ و نوحہ ' خندۂ و گریہ ' اور فنا و بقا ' دو ھي چیزیں ھیں ' جنکي زمین کے بسنے والوں میں بخشش ھوئي ھے ' تو مختصر یوں سمجھہ لیجیے کہ پہلي قوموں کو بہار و امید اور شادي و نشاط کا حصہ ملا ھے ' اور دوسروں کو یکسر یاس و خزاں ' نوحۂ و ماتم ' اور گریہ و فغاں کا :

ما خانہ رسیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

و ما ظلمهم اللہ

و لکن کانوا انفسهم یظلمون

لیکن یہ حالات و نتائج کا ایک دور ھے ' جو نوبت بہ نوبت دنیا کی تمام قوموں ' بلکہ کائنات کي ھر شے پر طاري ھوتا ھے - قرآن کریم نے اسي طرف اشارہ کیا ھے :

و تلک الایام نداولها بین الناس -	امید و یاس ' شادي و غم ' اور فتح و شکست کے یہ ایام ھیں ' جو نوبت بہ نوبت انسانوں پر گذرتے رھتے ھیں -

دنیا میں کوئي شے نہیں ' جسنے غم سے پہلے اپني شادي کے دن بھي نہ دیکھے ھوں ' اور باغ میں کونسا زندہ درخت ھے ' جس نے خزاں کے جھونکوں کے ساتھہ کبھي نسیم بہار کی لذتیں بھی نہیں لوٹي ھیں ؟ دنیا عالم اسباب ھے ' اور یہاں کا ایک ذرہ بھی قوانین فطریہ و سلسلۂ علل و اسباب کي ما تحتي سے باھر نہیں - پس یہ انقلاب حالت بھی ایک قانون الہي اور ناموس فطری کے ما تحت ھے ' جس نے ھمیشہ اس عالم میں یکساں نتائج پیدا کیے ھیں اور اُن میں تبدیلي ممکن نہیں :

مغلوب کرلے اور اسلیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے ' مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب ' جسمیں ایک ذرہ برابر بھی نور اسلام باقی ہے ' ایک منٹ ' ایک لمحہ ایک دقیقہ ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اسکو مان سکتا ہے کہ اسلام کے مٹنے کا وقت آگیا ہے -

انسانوں ہی نے ہمیشہ انسانوں کو مغلوب کیا ہے اور نئی قوموں نے ہمیشہ پرانی قوموں کی جگہ لی ہے - اسکا حریف اس عالم میں دیو نہیں بلکہ انسان ہی ہے - پس یہ کوئی عجیب بات نہیں اگر ہمکو ہمارے سیزدہ صد سالہ دشمن آج مغلوب کر کے فنا کردیں ' مگر اے خدا کی رحمت کی توہین کرنے والو ! میں یہ کیونکر مان لوں کہ ایک مصلوب لاش ' حی و قیوم خداے ذوالجلال کو مغلوب کرسکتی ہے ؟ اور مایوسی خواہ کتنی ہی ہو ' مگر کیونکر تسلیم کرلوں کہ انسانی گروہ خداے قادر و لازوال کی جبروت و کبریائی کو شکست دیسکتے ہیں ؟

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہو رہے ہیں ' حالانکہ میں تو کفر مایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں ' کیونکہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اُس خداے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت و ربوبیت کیلیے سب سے بڑا انسانی کفر ' اور اُس کی جناب میں سب سے بڑی نسل آدم کی شوخ چشمی ہے - تم ' جو ان بربادیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو ' تو بتلاؤ کہ تم نے خدا نے اسلام کی قوت و رحمت کو کس پیمانے سے ناپا ہے ؟ وہ کونسا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانۂ رحمت کو دیکھکر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اسمیں تمہارے لیے کچھہ نہیں ؟ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا ؟ (۱۹ : ۸۲) ام عند هم الغیب وهم یکتبون ؟ ؟ (۵۲ : ۴۲) (۱) پھر تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مایوس ہو رہے ہو ' اور کیوں تم نے خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے ؟ تم کہتے ہو کہ اب ہمارے لیے مایوسی کے سوا کچھہ نہیں ' حالانکہ ایک مسلم دل کیلیے تو نا امیدی سے بڑھکر کوئی کفر نہیں ہے :

لقد جئتم شیأ ادا - تکاد	یہ تو تم نے ایسی بڑی سخت بات
السماوات یتفطرن منه	منہ سے نکالی ہے جس کی وجہ سے عجب
وتنشق الارض وتخـــر	نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں ' زمین شق
الجبـــال هـــدا ! !	ہو جاے ' اور پہاڑ ریزے ریزے ہوکر
(۱۹ : ۹۲)	زمین کے برابر ہو جائیں (۲)

امیـــد و بیـــم

و من یقنط من رحمته الا الکافرون ؟

خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کون مایوس ہوسکتا ہے ؟

— * —

انسان شاید یاس و امید کے بارے میں کچھہ فطرةً عاجل ہے - اسکی فطرة سادہ ' بچوں کی مثال سے واضح ہوتی ہے - بچوں کا قاعدہ ہے کہ ہر حالت کا اثر بغیر تفکر و تدبر کے دفعةً قبول کرلیتے ہیں - روتے ہوے بچے کو مٹھائی کا ایک ٹکڑا پکڑا دیجیے تو ہسنے لگتا ہے ' اور چھین لیجیے تو فوراً مچل جاتا ہے -

بعینہ یہی حال عقل و فکر کے نشو و نما کے بعد بھی انسان کا ہوتا ہے - البتہ دور و نتائج دور کی صورت بدل جاتی ہے - قرآن کریم نے اسی فطرة انسانی کی عجلت پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے ' جبکہ کہا ہے کہ خلق الانسان من عجل - انسان کی خلقت میں جلد بازی اور تعجیل کار ہے -

مصائب کے حس اور شادمانی کے غرور میں بھی دیکھیے ' تو اسکی یہی جلد بازی اور زود اثری ہر موقعہ پر کام کرتی ہے - وہ کس قدر جلد غمگین ہو جاتا ہے اور پھر ایک روتے ہوے بچے کی طرح ' جسکے ہاتھہ میں مٹھائی کا ٹکڑا دیدیا گیا ہو ' کس قدر جلد خوش ہو جاتا ہے ؟ اسکی مایوسی اور امیدواری ' دونوں کا یہی حال ہے - جب کبھی وہ اپنی کسی توقع میں ناکامی دیکھتا ہے تو فوراً مایوس ہو کر بیٹھہ رہتا ہے ' اور پھر جب کبھی کوئی کامیابی کی خبر سن لیتا ہے ' تو امید و مسرت کے ضبط سے عاجز ہوکر اچھل پڑتا ہے - حالانکہ نہ تو اسکو اُن اسباب کی خبر ہے ' جو غم و نامرادی کے پیچھے ظاہر ہونے والے ہیں ' اور نہ اُن عواقب و نتائج کی خبر ہے ' جو بشارت امید کے بعد پیش آنے والے ہیں - اسکی خدا پرستی بھی اس جلد بازانہ یاس و بیم سے شکست کہا جاتی ہے - اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو سمجھتا ہے کہ خدا میرے ساتھہ ہے ' اور اگر نتائج حالات اور مشیت الہی کسی ابتلاؤ مصیبت میں ڈالدیتی ہے تو دیوانہ وار مایوس ہو جاتا ہے کہ خدا نے مجھکو چھوڑ دیا - سورہ (والفجر) میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ' اور تمہارے اندر وہ کونسی شے ہے جسکی طرف قرآن نے اشارہ نہیں کیا ؟ :

فاما الانسان اذا	انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسکے
ما ابتـــلاہ ربه '	ایمان کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکو دنیا میں
فاکرمـــه ونعمه '	عزت اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ فوراً خوش
فیقـــول ربـی	ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پروردگار میرا اعزاز
اکرمن - واما اذا	اور اکرام کرتا ہے - اور جب اسکے ایمان کو کسی
مـــا ابتـــلاہ	آزمایش میں ڈالکر اس طرح ازماتا ہے کہ اسکا
فقـــدر علیـــه	رزق اسپر تنگ کردیتا ہے (یعنی مصیبت میں
رزقـــه ' فیقول	ڈالدیتا ہے) تو پھر معاً مایوس ہوکر کہنے لگتا ہے
ربـــی اهانـــن	کہ میرا پروردگار تو مجھے ذلیل کر رہا ہے اور میرا
(۸۹ : ۱۵)	کچھہ خیال نہیں کرتا ! !

* * *

مہلـک ترین ضلالت انسانی

حیات امید و موت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی ' انسان کی وہ مایوسی ہے ' جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھکر اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے ' اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کیلیے نا مرادی و ناکامی کی بنیاد رکھدیتا ہے -

مایوسی سے بڑھکر کوئی شے انسانیت کیلیے قاتل و مہلک نہیں ' اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں - یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے ' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا ہے ' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے ' اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مراکب چلاے ہیں ' اور جب چاہا ہے اسکے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کردیا ہے - پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے ' بستر مرگ سے بیماروں کو اُٹھایا ہے ' ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے ' بچوں کو جوانوں کی تیزی سے دوڑایا ہے ' اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی و طاقتور بنا دیا ہے -

جبکہ قوتیں جواب دیدیتی ہیں ' جبکہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے '

(۱) کیا انکو عالم غیب کی خبر ہوگئی ہے یا اس بارے میں انہوں نے خدا سے کوئی عہد کرلیا ہے ؟ اور کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ جو واقعہ ہو وہ اسے بے کم و کاست لکھدیں ؟

(۲) قرآن کریم کی آیات کا ہم ہمیشہ ترجمہ دیتے ہیں ، لیکن یہ واضح رہے کہ ترجمے میں لفظی ترجمہ کی رعایت بالکل نہیں کی جاتی - بالعموم ترجمہ کا حصہ بھی اصل مضمون کی عبارت کا ایک مسلسل ٹکڑا ہوتا ہے ، اور اسے کو بطور حاشیے کے دہنی جانب دیدیتے ہیں - اس آیت میں بھی " لقد جئتم " کا ترجمہ بالکل نہیں کیا ہے ' صرف حاصل مقصد کو حسب محاورہ لکھدیا ہے -

دارالخلافہ میں ایک جماعت آخری سعی و مجاہدہ کیلیے اٹھہ کھڑی ہوئی' اور دوبارہ اجراے جنگ نے پھر ایک شعاع امید دکھلائی - حالات گو بدستور تھے ' نئی وزارت آیندہ کیلیے باوجود بے سروسامانی کچھہ نہ کچھہ سامان کرسکتی تھی' مگر جنگ کے گذشتہ ایام میں اسکے پیشرو جو کچھہ کرچکے تھے' انکی تلافی محال تھی - وہ محصور مقامات کو رسد نہیں پہنچا سکتی تھی اور محصور قلعوں میں نئی فوج بھی نہیں بھیج سکتی تھی - با ایں ہمہ مالی مشکلات کا انتظام کیا گیا ' اور دو ماہ تک اس جنگ کو جاری رکھا' جسکو ایک ہفتہ اور جاری رکھنے کی قوت بھی تسلیم نہیں کی جاتی تھی ! !

اس عرصے میں امید تھی کہ حالات میں اور تغیرات ہونگے ' اور ایڈریا نوپل کے محاصرے میں دشمن کے لیے مشکلات پیدا ہو جالینگی - اسباب و بواعث کی بحث کا یہ موقعہ نہیں' انکی تفصیل کسی دوسری جگہ پڑھیے گا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ حالات کے عین مطابق' مگر ہماری امیدوں اور ارزوؤں کے خلاف ایڈریا نوپل بھی مفتوح ہوگیا ' اور بظاہر ہر شخص نے محسوس کیا کہ آخری رشتۂ امید جو باقی رہگیا تھا' اس نے بھی بے وفائی کی :

فان ماتخذ رین قد وقع

میں دیکھتا ہوں کہ (ایڈریا نوپل) کے سقوط کی خبر نے ابناے ملت کی ہمتوں کو پست کردیا ہے - لوگ عموماً نا امید ہوگئے ہیں ' اور اکثروں کے دل بیٹھہ گئے ہیں - یاس و اضطراب کا لشکر جب آتا ہے' تو اسکا پہلا حملہ عقل و دماغ پر ہوتا ہے - لوگ حیران ہیں کہ اب کیا کریں ؟ اور مایوس ہیں کہ اب کچھہ نہیں کرسکتے - مرحوم (غالب) نے اسی عالم کی تصویر کھینچی ہے :

فرصت زدست رفتۂ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتۂ و افسوں نکردہ کس

حس مصائب رحمت الہی ہے

مصیبت کا احساس غم و ماتم کی صورت میں جسقدر شدید ہو' بہتر ہے' کیونکہ زخم کی تکلیف جتنی سخت ہوتی ہے' اتنی ہی مرہم کے بنانے میں بھی جلدی کی جاتی ہے - اور قدرت الہی کی نیرنگیوں نے اکثر ایسا دکھلایا ہے کہ یاس و نا امیدی جب حد انتہا کو پہنچ گئی ہے' تو اسی کی زمین میں امید کی ازسرنو تخم ریزی ہوئی ہے -

پس موجودہ مصائب کا حس جسقدر درد انگیز ہو' اسکو فال نیک سمجھنا چاہیے ' اور در اصل سچ پوچھیے تو ہماری زبانوں کے آہ و فغاں کو دیکھتے ہوے جسدرجہ درد و الم دلوں میں ہونا چاہیے تھا ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - ہم میں کتنے ہیں ' جنہوں نے چند لمحوں کے اضطراب و تشویش سے زیادہ اپنی زندگی اس غم میں تلخ کی ہے ؟ اور پھر کتنے ہیں ' جنکے حلق سے ایک وقت کا کھانا بھی کسی بے چینی کے بعد اترا ہے ؟

میں سفر میں تھا جب سقوط ادرنہ کی خبر آئی - مجھے اسکے بعد متعدد مقامات میں جانے کا اتفاق ہوا ' اور میں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات و درجات کی بہت سی آبادیاں دیکھیں - میں نے دیکھا کہ جو گذرنا تھا ' گذر گیا ' لیکن ہماری غفلت و مدہوشی کے اعمال ' اور عیش جوئیوں اور راحت پسندیوں کے اشغال بدستور جاری ہیں - یہ کہتے ہوے خود اپنے تئیں ندامت اور تکلیف ہوتی ہے مگر افسوس کہ کہنا پڑتا ہے -

تاہم یہ ضروری ہے کہ دلوں کی بے چینی میں شک نہیں ' اور ایک ٹیس جو پہلے نہ تھی ' اب شاید لاکھوں پہلوؤں میں محسوس ہو رہی ہے - اگر ہزاروں ہیں جنھیں خواب غفلت سے مہلت نہیں ' تو انکی تعداد بھی کم نہیں جو گو ابتک بستروں پر لیٹے ہیں مگر اضطراب کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں ' اور یہ یقیناً کار فرماے قدرت کی ایک سب سے بڑی توفیق بخشی ہے - اگر موسم کے بدلنے کا وقت آگیا ہے تو اتنے اثار بھی کم نہیں - ہم نے بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو دیکھا ہے کہ انکے اندر سے آگ کے مہیب شعلے اٹھہ رہے تھے ' حالانکہ چند گھنٹے پیشتر انکی تہہ میں چند بجھتی ہوئی چنگاریوں کے سوا اور کچھہ نہ تھا - انہی خاکستر کے تودوں میں چھپی ہوئی چنگاریوں کو جب باد تند و تیز کے چند جھونکے میسر آگئے ' تو چشم زدن میں دہکتے ہوے انگاروں اور اچھلتے ہوے شعلوں سے تنور بھر گیا - پھر کیا عجب ہے کہ سوز و تپش کی جو چنگاریاں اس وقت دلوں میں بجھتی ہوئی نظر آرہی ہیں ' توفیق الہی کی باد شعلہ افروز انہی سے اس آتشکدۂ حیات کو گرم کردے ' جو افسوس ہے کہ روز بروز خاکستر سے بھرتا جاتا ہے ! !

ذلک بان اللہ یولج یہ امید اسلیے ہے کہ قدرت الہی کی نیرنگیوں
اللیل فی النہار سے ایسا ہونا کچھہ بعید نہیں - وہ رات کی
و یولج النہار فی ظلمت سے دن کی روشنی کو' اور دن سے
اللیل و ان اللہ سمیع رات کو پیدا کرتا ہے ' اور ہماری تمام امیدوں
بصیر (۶۰ : ۲۲) کو دیکھتا اور دعاؤں کو سنتا ہے -

* * *

لیکن مایوسی پیغام موت ہے !

—*—

لیکن ساتھہ ہی افسوس ہے کہ موجودہ حس مصائب اور استیلاے غم و اندوہ کا رخ تنبہ و اعتبار کی طرف نہیں ہے' بلکہ عموماً مایوسی اور نا امیدی کی صورت میں ہے - جس طرف دیکھتا ہوں ' سقوط ایڈریا نوپل کے واقعہ پر یاس و قنوط کے جذبات کو احاطہ کیے ہوے پاتا ہوں - لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا باقی رہگیا ہے جسکے لیے امید کی جاے ؟ اور بد قسمتی نے کیا چھوڑا ہے ' جو ہمتوں میں مستعدی پیدا کرے ؟ اب یا تو ماتم کی صفیں بچھائیے ' یا سیلاب بدبختی کی رو پر اپنے تئیں چھوڑ دیجیے کہ جب ڈوبنا ہی ہے تو ہاتھہ پاؤں ہلانے سے کیا فائدہ ؟

پھر کیا آخری سوالات کا وقت آگیا ؟

—*—

بہتر ہے کہ اس بارے میں میری زبان پر صاف صاف سوالات ہوں : پھر کیا وقت آگیا ہے کہ ہم ہمیشہ کیلیے مایوس ہوجائیں ؟ کیا ہم یہ سمجھہ لیں کہ امید و یاس کی تقسیم میں اب ہمارے لیے صرف یاس ہی رہگئی ہے ' اور تکمیل فنا میں جسقدر وقت باقی رہگیا ہے' اس میں صرف رفتہ کا ماتم ' اور آیندہ کی نا امیدی' دو ہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں ؟ کیا یہ جو کچھہ ہورہا ہے ' ہماری زندگی کی آخری ساعات اور موت کے احتضار کی آخری حرکت ہے ؟ کیا چراغ میں تیل ختم ہوگیا اور بجھنے کا وقت قریب ہے ؟ اور سب سے آخر یہ کہ کیا اعداء اسلام اور اسلام کا آخری مقابلہ ہوچکا ' اور (یسوع) کی مصلوب اور مردہ لاش نے خداے حی و قیوم پر فتح پالی ؟ ؟

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے ہونگے - ممکن ہے کہ مایوسی کا غلبہ میرے اعتقاد کو

و ان اصابہ فتنۃ انقلب علی وجہہ' خسر الدنیا و الاخرہ' ذالک ھوا الخسران المبین (۲۲ : ۱۱)

اگر کوئی فائدہ پہنچ گیا تو مطمئن ہوگئے - اور اگر کبھی مصیبت آپڑی' تو جدھر سے آئے تھے' الٹے پانوں ادھر ھی کو لوٹ گئے (یعنے مایوس ہوکر یہاں سے ھاتھہ اٹھا لیا) - یہ وہ لوگ ھیں کہ جنھوں نے اپنی دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی' اور یہی سب سے بڑا اور بالکل صریح نقصان ھے -

فرمایا کہ "خسر الدنیا و الاخرہ" کیونکہ مایوسی کے بعد انسان کی قوۃ عمل معطل ھو جاتی ھے - پھر نہ وہ صرف دنیا ھی میں ناکام و نا مراد رھتا ھے' بلکہ عاقبت کی خوشحالی سے بھی اُسے نا امیدی ھی ملتی ھے -

انسان کا فرض سعی و تدبیر ھے' اور وہ جب تک اس دنیا کی سطح پر باقی ھے' اسکو سعی و کوشش سے باز نہیں آنا چاھیے - ھمارا کوئی عزیز بیمار ھوتا ھے' اور اسکی حالت' صحت کی طرف سے مایوس کردیتی ھے - ڈاکٹر بھی جواب دیدیتے ھیں' تاھم سعی و علاج سے آخری ساعات نزع تک باز نہیں آتے - جب افراد کے ساتھہ ھمارا حال یہ ھے' تو تعجب ھے کہ قوم و ملت کے ساتھہ نہو ؟ کس کو معلوم ھے کہ کب دروازۂ رحمت کھلنے والا ھے' اور کب بارش ھونے والی ھے ؟ دھقان کا کام صرف یہ ھے کہ تخم پاشی کرتا رھے :

چون دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگنائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

فتح و شکست کا اصلی میدان

دل کے اندر ھے' نہ کہ اس سے باھر

یہاں تک میں نے جو کچھہ لکھا' یہ عام انسانی حالت کے اعتبار سے تھا' لیکن اب سونچنا چاھیے کہ بہ حیثیت اسلام کے اس وقت ھمیں کیا کرنا چاھیے ؟

پھر میں نہیں سمجھتا کہ اگر موجودہ جنگ میں ھر طرف نتیجہ شکست ھی رھا' اور مسلمانوں کو اپنے آخری دنوں میں ایک سب سے بڑی نقصان رساں شکست اٹھانی پڑی' تو اس سے فرزندان اسلام مایوس کیوں ھو جائیں ؟ اگر ایڈریا نوپل چھہ مہینے کی عدیم النظیر مدافعت' اور آخر کے محیر العقول مقابلۂ و مقاتلے کے بعد' بالاخر قدرتی اسباب و حالات کی بنا پر مفتوح ھوگیا' تو پھر چالیس کروڑ فرزندان اسلام کی حصن امید لشکر مایوسی سے کیوں مفتوح ھوجائے ؟ یہ سچ ھے کہ ھمارے دشمنوں نے میدان جنگ میں ھمیں شکستیں دیں' لیکن ابھی وہ اس امید کو شکست نہیں دیسکتے' جو ھر مسلم دل کو اسلام کے خدائے قادر و قیوم سے ھونی چاھیے ؟

ایک لاکھہ سے زیادہ سروی و بلغاری لشکر توپوں کے دھانے کھولکر اگر ایڈریا نوپل کی مٹی کی دیواروں کو ڈھا دیتا ھے' تو یہ کونسا دنیا کا نیا اور عجیب واقعہ ھے ؟ اسمیں اُس قوم کیلیے کونسی شرم کی بات ھے جس نے سترہ ھزار فوج کے ساتھہ ایک بے پناہ اور مٹی کی دیواروں سے بنے ھوے مقام میں چھہ مہینے تک مدافعت کی ھو ؟ اسپر ھمیں ماتم نشیں ھونے کی ضرورت نہیں - ھم ایک لمحہ کیلیے بھی یہ نہیں مان سکتے کہ بلغاری و سرویوں نے ھماری جرأت و شہامت کو شکست دیدی - لیکن اے اُس خاندان اسلام کے ماتم گسارو ! جسکے چالیس کروڑ فرزند اس وقت سطح ارضی پر چلتے پھرتے ھیں ! اگر یہ سچ ھے کہ تمھارے دل بھی مایوس ھوگئے ھیں' اور تمھارے دل کے اندر خدائے ابراھیم و محمد (علیھما الصلوۃ و السلام) نے جو چراغ امید روشن کیا تھا' وہ بھی بجھہ گیا ھے' تو پھر اسمیں کوئی شک نہیں کہ واقعی سروی اور بلغاری مجاھدین صلیب نے تم کو شکست دیدی' اور تیرہ سو برس کے اندر دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اور انسانوں کے بڑے بڑے لشکر جس دشمن کو گرا نہ سکے تھے' آج واقعی بلقان کی چند ریاستوں کے اجماع نے اُسے گرا دیا !!

ھاں اگر یہ سچ ھے تو بیشک تمھاری اُس لافنا زندگی کو جسے قیصر روم اور کسرائے فارس موت سے بدل نہ سکا تھا' اُس نے مجروح کردیا ھے - تمھارے ان آھنی جسمونکو' جنھیں یرموک کے میدان میں متمدن رومیوں کے لاکھوں تیروں کے نشانے زخمی نہ کرسکے تھے' یقیناً اس نے خاک و خون میں تڑپا دیا ھے' اور تمھارے اُن نشانہاے توحید اور علم ھاے دین الہی کو' جسے اٹھہ صلیبی حملوں کے لاکھوں نیزے بھی نہیں گرا سکے تھے' سچ یہ ھے کہ سرویا کے سور چرانے والوں نے آج پارہ پارہ کرکے گرادیا ھے - پھر اسمیں شک نہیں کہ تم مرگئے - تم' جو کبھی نہیں مر سکتے تھے' یقیناً مرگئے - تم' کہ تمھاری رگوں کے اندر خدا کی روح جلال جاری و ساری تھی' اور اسکی نصرت و حمایت کے ملائکۂ مسومین تمھارے آگے دوڑتے تھے' یقیناً آج مرگئے - پس جس جس قدر تمکو ماتم کرنا ھے کرلو' اور جس قبر جلد اپنی قبر کھود سکتے ھو' کھود لو' کیونکہ خدا کی رحمت اور دنیا کی زندگی' صرف امید رکھنے والوں کیلیے ھے' اور مایوسی کا نتیجہ موت کے سوا اور کچھہ نہیں - خدا تم کو نہیں چھوڑتا پر تم اسے چھوڑ رھے ھو - وہ تمھاری طرف دیکھتا لیکن تم نے نا امید ھوکر اسکی طرف سے منہ موڑ لیا ! تم کو معلوم نہیں کہ یہی مایوسی ھے جسکو تمھارے خدا نے کفر کی خود کشی سے تعبیر کیا ھے :

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرہ' فلیمدد بسبب الی السماء' ثم لیقطع' فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ ؟ و کذالک انزلناہ ایات بینات' و ان اللہ یھدی من یرید - (۲۲ : ۱۵)

جو شخص مایوس ھوکر اللہ کی نسبت ایسا ظن بد رکھتا ھو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرنے ھی کا نہیں' تو پھر اسکو چاھیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ھی سمجھتا ھے) اپنا تعلق قطع کرلے' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اُسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ھو رھا تھا' دور ھوگئی ھے یا نہیں ؟ اسی طرح ھم نے قران کریم میں ھدایت و فلاح کی روشن دلیلیں اُتاری ھیں' تا کہ تم اسپر غور کرو' اور اللہ جس کو چاھتا ھے اسکے ذریعہ سے ھدایت بخشتا ھے -

ھنوز آن ابر رحمت در فشانست

— * —

سب سے پہلے تو ھم مایوسی کے اس حصے ھی کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ دولت عثمانیہ اور ترکوں کی طرف سے بالکل مایوس ھو جائیں اور سمجھہ لیں کہ اس جنگ نے انہیں اب بالکل عضو معطل کردیا - جو کچھہ ھو چکا ھے' ابھی اسکے بعد بھی سنبھلنے کیلیے کئی میدان باقی ھیں اور اگر عبرت و تنبیہ کی یہ سزائیں بے اثر نہ رھیں اور بقیہ قواے عاملہ کو اُبھرنے اور کام کرنے کی توفیق مل جاے تو اب بھی یہ قوم' جسکی شمشیر اٹھہ سو برس سے علم اسلامی کیلیے مدافعت کر رھی ھے' پنپ سکتی ھے' اور حالات فوراً متغیر ھو جا سکتے ھیں -

دنیا میں ھمیشہ واقعات کا مطالعہ کرنے کیلیے دو طرح کی نظریں رھی ھیں' ایک امید کی اور دوسری مایوسی کی - حکماے یونان کی نسبت سنا ھوگا کہ اثار و نتائج عالم پر بحث کرتے ھوے ان میں دو مختلف مذاھب امید اور مایوسی کے تھے - پھر جس

جبکہ زمین کے کسی گوشے سے صداے ہمت نہیں آتی' اور جبکہ تمام اعضاے عمل جواب دیدیتے ہیں' تو امید ہی کا فرشتہ ہوتا ہے' جو مسکراتا ہوا آتا ہے' اپنے پروں کو کھولتا ہے' اور اسکے سایے میں لیکر' قوت و طاقت' ہمت و مستعدی' چستی و چالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کردیتا ہے !

دنیا میں کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے' اور اعمال کیلیے پہلی چیز امید ہے - جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے' مصیبتوں اور ہلاکتوں کے اگر عفریت بھی سامنے آ کھڑے ہوں' تو بھی اسکو شکست نہیں دیسکتے -

اگر خون اور اسکا دوران انسان کی جسمانی حیات کیلیے ضروری ہے تو یقین کیجیے کہ اخلاقی و ادبی حیات کیلیے امید اسکے اندر بمنزلۂ روح کے ہے - جب تک اسکا دوران دل سے اٹھکر (یا باصطلاح حال دماغ سے نکلکر) جسم کے تمام گوشوں میں حرارت عمل پیدا کررہا ہے' اسکی قوت عمل زندہ' اسکے اعضاے کار متحرک' اور پاے مستعدی سرگرم تگاپو ہیں - لیکن جہاں یہ روح حیات دل سے نکلی' پھر جسم انسانی کیلیے قبر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں -

ایک شخص جب مایوس ہوگیا' جب اس نے یقین کرلیا کہ اب اسکے لیے دنیا میں کچھ نہیں' جب اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب خدا اسے کچھ نہ دیگا' تو ظاہر ہے کہ اسکا دماغ کیوں سوچے ؟ دل میں امنگ کیوں پیدا ہو ؟ ہاتھ کیوں ہلے ؟ اور پاؤں بڑھنے کیلیے کیوں متحرک ہوں ؟

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ہے کہ انکا دل امید کا دائمی اشیانہ ہوتا ہے' اور خواہ ناکامی و مصائب کا کتنا ہی ہجوم ہو مگر امید کا طائر مقدس' انکے دل کے گوشے سے نہیں اڑتا - وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ہیں' اور امید کہتی ہے کہ یہاں جو کچھ ہے' صرف تمہارے ہی لیے ہے - اگر آج تم اسپر قابض نہیں ہو تو غم نہیں' کیونکہ عمل و جہد کے بعد کل کو وہ تمہارے ہی لیے ہونے والی ہے -

مصیبتیں جس قدر آتی ہیں' وہ انکو صبر و تحمل کی ڈھال پر روکتے ہیں' اور غم و اندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ہونے دیتے' بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور انکی صفوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ہیں - نامرادی انکے دلوں کو مجروح کرتی ہے' پر مایوس نہیں کرتی' اور غم کے لشکر سے مزاحمت اٹھاتے ہیں' پر بھاگتے نہیں -

دنیا ایک میدان کارزار ہے' اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو' دراصل یہ ایک حریفانہ کشمکش اور مقابلہ ہے - پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح و شکست سے چارہ نہیں - وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں' اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ہے' اسے کامیابی و ناکامی اور فیروزمندی و نامرادی سے چارہ نہیں - کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ ہماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو ؟ کیوں نہ ہم اپنے سر و سینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؟ بستر پر آرام کرنے والوں کو رونا چاہیے کہ پاؤں میں کانٹا چبھ گیا' لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اُف نہیں کرنا چاہیے - کیونکہ اس کی جگہ تو بستر نہیں بلکہ میدان جنگ ہے -

شکست و زخم کا خوف ہے تو میدان جنگ میں قدم ہی نہ رکھو' اور تلووں کو بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہتر جگہ پھولوں کی سیج ہے - چلوگے تو ٹھوکر کھاؤ گے' اور لڑوگے تو زخم سے چارہ نہیں - پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو آنکھیں کھولو اور بیٹھکر رونے کی جگہ تیزی سے چلو' کیونکہ جتنی دیر بیٹھکر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا' اتنی دیر میں قافلہ اور دور نکل گیا -

پھر اگر دشمن کی کاٹ نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو ؟ مایوسی خودکشی ہے اور امید زندگی - اور زیادہ چابکدستی سے پیکار و جنگ کیلیے طیار ہو جاؤ - کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے' زیادہ ہمت مطلوب نہ تھی' لیکن زخم کھاکر تم نے معلوم کر لیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے' اور اب پہلے سے زیادہ ہمت اور مستعدی مطلوب ہے -

میں نے کہا کہ قومی زندگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اسکا ہر فرد ایک پیکر امید ہوتا ہے' اور اپنے دل کو امید کی جگہ سمجھتا ہے' نہ کہ مایوسی کی - لیکن اِتنا ہی نہیں' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زندہ قوموں کیلیے مایوسی کے اسباب ہی میں امید کا پیغام ہوتا ہے' اور مصیبتیں جتنی بڑھتی ہیں' اتنی ہی وہ اپنی امید کو اور زیادہ محبت اور پیار سے پالتے ہیں - مصیبتیں انکو مایوس نہیں کرتیں' بلکہ غفلت سے ہشیار کر دیتی ہیں' اور عبرت و تنبہ کی صورت میں انکے سامنے آتی ہیں - وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھکر بھاگتے نہیں' بلکہ اُس راہ کو ڈھونڈ ھکر بند کرنا چاہتے ہیں' جہاں سے اسنے نکلکر بہنے کی راہ نکالی ہے -

پس مصائب انکے لیے رحمت ہو جاتے ہیں' اور نامرادی انکے لیے کامیابی کا دروازہ کھولدیتی ہے - وہ جسقدر کھوتے ہیں' اتنا ہی زیادہ پاتے ہیں' اور جسقدر گرتے ہیں' اتنا ہی زیادہ مستعدی سے اُٹھتے ہیں - وہی دنیا جو کل تک انکے لیے نامرادیوں کا دوزخ تھی یکایک کامیابیوں کا بہشت بن جاتی ہے' اور جس طرف دیکھتے ہیں' تخت فتح یابی بچھے ہوے' اور انہار کامرانی بہتی ہوئی نظر آتی ہیں - یہی بہشت امید ہے جسکے رہنے والوں کی نسبت کہا گیا ہے کہ :

متکئین فیہا علی	کامیابی و فیروزمندی کے تخت
الارائک ' لا یرون فیہا	پر تکیے لگاے بیٹھے ہونگے - غم
شمساً ولا زمہریرا	اندوہ کی سوزش و تپش کا انہیں
(۱۲ : ۷۶)	حس تک نہو گا -

کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے' پس دنیا بھی انکو مایوس نہیں کرتی -

ہلاکت امید اور موت قنوط

—: * :—

لیکن اسی طرح قومی زندگی کے ایام ممات' اور انسانی ارتقاے حیات کا سد باب' اُس دن سے شروع ہوتا ہے' جس دن کاشانۂ دل سے امید کا جنازہ اٹھتا' اور مایوسی کا لشکر فنا امنڈتا ہے - جس فرد یا جس قوم کو مصیبتوں اور ناکامیابیوں کے عالم میں مایوس دیکھو' یقین کرو کہ اسکا آخری دن آ گیا - مصیبتیں تو اسلیے تھیں' تاکہ غفلت کو شکست اور ہمت کو تقویت ہو' لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں' دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں' اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کچھ نہیں رہا' وہ تو خود اپنے لیے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ہیں - پھر دنیا کی کامیابی' زندگی کو لڑکر لینے والوں کیلیے ہے' مٹ جانے کے متلاشیوں کیلیے نہیں ہے -

دیکھو ! قرآن کریم نے کیسے جامع الفاظ میں ایسے لوگوں کی حالت اور انکی مایوسی کے نتائج کی طرف اشارہ کیا ہے' اور اُس نے کس چیز کی طرف اشارہ نہیں کیا' مگر افسوس کہ بہت کم لوگ ہیں' جو اسکی صداؤں پر کان لگاتے ہیں !

ومن الناس من یعبد	اور انسانوں میں بعض ایسے ہیں جو خدا
اللہ علی حرف ' فان	کی پرستش تو کرتے ہیں' مگر انکے
اصابہ خیر' اطمان بہ '	دلوں میں استقامت نہیں ہوتی - اگر

مراسلہ

[illegible]

یعنی ایک خط

منجانب کمال الدین ایڈیٹر مسلم اینڈ اسلامک ریویو

بخدمت

ممبران اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ لکھنؤ

— * —

برادران اسلام - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - چند ماہ ہوے جب میں ہندوستان سے چلا - میرے اس سفر نے میری اغراض سفر کے متعلق بہت سے بیوجہ قیاسات بعض اصحاب کے دلوں میں پیدا کردیے - بہر حال میں کسی دنیوی مفاد کے لیے یہاں نہیں آیا تھا - **اشاعت و تبلیغ اسلام** میری زندگی کا ایک اعلی مقصد رہا ہے - اسی خیال نے مجھے ہندوستان میں جب تک میں وہاں رہا بیقرار رکھا ' اور اس دنیا کی طرف میرے آجانے کا بڑا بھاری باعث بھی یہی تھا - میں یہاں اُن وسائل و اسباب کو دریافت کرنے کے لیے آیا تھا جو اسلام اور علوم اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں یہاں استعمال ہو سکتے ہیں - لیکن میرے یہاں کے قیام نے مجھہ پر بعض ایسے اور امور کا انکشاف کیا جو مجھے پہلے معلوم نہ تھے اور میرا گمان ہے کہ شاید آپ میں سے بھی اکثر کو وہ باتیں معلوم نہونگی -

آج آپ اپنی آیندہ بہتری اور قومی بہبودی کے وسائل سوچنے اور انپر غور کرنے کے لیے جمع ہوے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر آپ کی توجہ اور غور کو ان حالات کی طرف منعطف نہ کروں جو مجھہ پر یہاں آکر کھلے ہیں ' تو میں ایک قیمتی موقعہ کو گویا ہاتھہ سے گنواتا ہوں - اسلامی سلطنتوں کی قطع برید کرنا اور پھر آخر کار اُن کا خاتمہ کردینا ہی اِس وقت بعض کے زیر نظر نہیں ' بلکہ روے زمیں سے ہمیں بحیثیت قوم مسلم مٹادینا نصب العین ہو رہا ہے - موروں (مسلموں) کا جو حشر اندلس میں ہوا ' وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے اور ہمارا نسیاً منسیا ہونا اب وقت کا سوال ہے -

بد قسمتی سے ہر جگہ یورپ کی عالمگیر خواہش اقتدار و تحکم کی روک ہم مسلمان ہی ہوے ہیں ' ہم ہی نے ہر جگہ عیسائیت کو بحیثیت مذہب مغلوب کیا ہے ' لہذا اگر بعض کلیسیا اور بعض ڈپلومیٹک حلقوںمیں ہماری ہستی پسند نہیں کیجاتی ' تو یہ کوئی حیرت افزا بات نہ تھی ' لیکن اب تو اور وجوہ کو چھوڑ کر محض ہمدردی انسانی کے متقاضی مغربی بلاد میں بظاہر یہی سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو - ہمارا خاتمہ کر دیا جاوے -

برادران ! اس سے آپ حیران نہ ہوں کہ مغربی دنیا نے ہمارے متعلق یہ راے کیوں قائم کرلی ؟ اس کے اسباب دریافت کرنا کوئی محال امر نہیں - یورپ نے اسلام اور مسلم کا جو مفہوم سمجھہ رکھا ہے ' اگر وہ صحیح اور درست بُنیاد پر ہے ' تو پھر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں ایک دل کا صاف انسان ' جس کو کچھہ بھی ہمدردی بنی نوع ہے ' یورپ کی اس کام میں مدد نہ کرے جس کی غرض یہ ہے کہ **اسلام کو اب دنیا سے مٹا دیا جاے**

لیکن اگر یہ امور یورپ میں عمداً غلط بیانیوں اور کسی کو ارادتاً بدنام کرنے کے ارادہ نے پیدا کر رکھے ہیں ' تو پھر عام طور پر اہل یورپ کا کیا قصور ہے ؟ اور ایسا ہی اس سے بھی کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا کہ ہم ان غلط بیانی کرنیوالوں اور اپنے بد نام کنندگان کا احتساب کریں - میرے نزدیک بہترین علاج یہ ہے کہ ہم یورپ کے مطلع سے اس جہالت کے بادل کو ہٹادیں ' جو اس وقت یورپ پر محیط ہو کر اہل یورپ کو اسلامی محاسن دیکھنے کے ناقابل بنا رہا ہے -

تعداد ازدواج ' غلامی ' جزیہ ' جہاد ' صرف یہی مسائل نہیں جن کی غلط تعبیر کروانہ نفرت اور ناحق کے غصہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے ' بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار زیر عتاب ہو رہا ہے اور نا قابل اصلاح سمجھا گیا ہے - ہمارے اصول الہیات ہوں یا ہمارا فلسفہ اخلاق ' ہمارا تمدن ہو یا ہمارا اقتصاد ' ہمارے خانگی امور ہوں یا مجلسی امور ' الغرض ہمارا ہر امر بھیانک اور وحشیانہ سا نظر آ رہا ہے - ہمارا مفہوم الوہیت مزیل شان باری تعالی ' اور ہمارا اندازہ انسانی انسانیت پر حملہ خیال کیا گیا ہے - نہ تو ہم فرقہ اناث کی نیک فطرت و عصمت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہمیں فرقہ ذکور کی قدر افزائی اناث پر بھروسہ ہے - کہا جاتا ہے کہ ہم حسد و رقابت سے مغلوب ہوچکے ہیں اور اسی لیے ہم نے بنی نوع کو اُس خوشی سے محروم کر رکھا ہے جو عورت اور مردوں کے خصوصاً بال وغیرہ میں خلاملا اور بے تکلف ملنے جلنے سے پیدا ہوتی ہے - ہم تو حقیقی خوبصورتی اور علو شان کی طرف سے بھی بالکل اندھے ہیں چنانچہ ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم اپنی مستورات کے دل لبھانے والے محاسن اور ان کی خوبصورتی کا کسی غیر کو قدردان ہونے دیں ' حالانکہ یہ حسن و خوبی تو عورتوں کو نہ صرف ہماری ہی بلکہ دنیا کی عام مسرت اور خوشی بڑھانے کے لئے ید قدرت نے عطا فرمائی تھی ' اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے مخلوق کے نصف بہترین حصہ یعنی عورتوں کو چار دیواری میں بند کردیا ہے اور جو کچھہ اُن میں خیر و خوبی تھی اس طرح اس کا قلعہ قمع کر دیا ہے - ہمارے اصول اخلاق بھی عجب بےآہنگی اور بے جوڑ ترکیب اپنے اندر رکھتے ہیں - کہیں رہبانیت ہے تو کہیں عیش پرستی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام جذبات بہیمیہ کو تو ضرور مشتعل کرتا ہے لیکن حلیم جذبات کے نمو کیلئے اسمیں کوئی جگہ نہیں - اِس سے مذہبی خبط بھڑکتا ہے اور اسلام عقل اور حس مشترک کا خون کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مسلم زور بازو سے فتوحات بھی کر لیتا ہے اور تلوار کے زور سے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ بھی رکھہ لیتا ہے لیکن مفتوحہ اقوام پر عمدہ حکومت کرنا اسلام کا کام نہیں - القصہ جہالت ' تنگدلی ' تند مزاجی ' درندگی ' عیش پسندی ' نواحی حالات سے نا مناسبت اور نہ معلوم اور کس قدر نفرت انگیز اسی طرح کی باتیں مغربی لوگوں نے ہمارے سر تھوپ رکھی ہیں اور جنکے ذریعہ پادری اپنے نرم الفاظ کے لفافہ میں ' اور بین الاقوامی سفرا اپنے طنز آمیز اشارات میں ہمارے خاص " محاسن " بیان کیا کرتے ہیں - یہ تو ضرور کہا جاتا ہے کہ اسلام پر بھی دن آچکے ہیں - اسلام نے بھی بنی نوع کی



داعی اسلام :
جناب خواجہ کمال الدین صاحب
بی - اے - متعلم لندن

طرح کي نظر سے تم دنیا کو دیکھوگے ' وہ اسي رنگ میں نظر آے گي - مایوسي کي نظر سے دیکھو تو اسکے دلائل بھي بے شمار ھیں ' اور امید کا مذھب اختیار کرو تو اسکے پہلو بھی مایوسی سے کم نہیں - اسلام ھم کو ھمیشہ امید کي تلقین کرتا ھے ' پس کیوں نہ ھم امید کے پہلوؤں ھي پر پہلے نظر ڈال لیں ؟

اس اعتبار سے دیکھا جاے تو (جیسا کہ کسي وقت تفصیل سے لکھونگا) با ایں ھمہ حالات ' ترکوں کي طرف سے مایوس ھو جانے کي کوئي وجہ نہیں پاتا -

اور پھر اگر یہ تسلیم بھي کرلیا جاے کہ اب ترکوں کي قوت کا بالکل خاتمہ ھوگیا تو مجکو خدا کیلیے جواب دو کہ کیا تمھارے خدا کي قوت کا بھي خاتمہ ھوگیا ؟ مان لو کہ ترکوں کي تلوار زنگ آلود ھوگئي تھي اور اب ٹوٹ کر انکے ھاتھوں سے گرگئي ھے ' لیکن کس کو معلوم ھے کہ ابھي خدا کے لا زوال خزانۂ نصرت میں اور کتني غیر مستعمل تلواریں پڑي ھیں ' جنکو وہ اپنے دین مبین اور کلمۂ محبوب کي حمایت کیلیے چمکا سکتا ھے ؟ اسلام ایک قوت الہیہ ھے ' جس کي زندگي انسانوں اور قوموں سے وابستہ نہیں ھے ' بلکہ قوموں کي زندگي اسکي متابعت اور معیت سے وابستہ ھے - پھر قومیں کرسکتي ھیں اور انسانوں کے فاني جسم مٹ سکتے ھیں ' پر وہ نہیں مٹ سکتا - وہ اپنے خداے لا زوال کی غیر فانی قوت کے ساتھہ ھمیشہ سے ھے اور ھمیشہ رھیگا ' کیونکہ وہ صداقت ھے ' اور صداقت کب نہ تھي ' اور کب نہیں رھیگي ؟

اسلام کا ظہور ترکوں کے ظہور کے ساتھہ نہیں ھوا ھے ' بلکہ ترکوں نے اسکے دم سے اپني ھستي کو برقرار رکھا ھے - کیا تیرا سو برس پہلے جب غار (حرا) کے غاروں سے حق کي روشني چمکي ' تو اُس وقت ترکوں کا ھاتھہ اسکا محافظ تھا ؟ کیا (بدر) اور حنین کے میدانوں میں ترک تھے جنمیں سے تین سو فاقہ مستوں نے تین ھزار جوانان عرب کو خاک و خون میں ملادیا تھا ؟ کیا (یرموک) اور (قادسیہ) کے معرکہ ھاے خونیں میں وہ ترک ھي تھے ' جنھوں نے رومیوں اور ایرانیوں کي ھزاروں لاشوں سے صحراے شام و مدائن کو بھردیا تھا ؟ وہ قوم جس نے تخت کسری کے ھزارھا سالہ عظمت کا خاتمہ کردیا تھا ' ترکوں کي تو نہ تھي - وہ ' جس نے سپہ سالار روم کے سامنے اپنے نیزے کو ریشمیں قالین کے اندر سے زمین میں چبھو دیا تھا ' یقیناً کوئي ترک تو نہ تھا -

پھر (دمشق) اور (بغداد) کے تخت پر کون تھا ؟ اور کن کے گھوڑے تھے ' جنھوں نے (بحر الکاہل) کي مہالک طوفانوں سے گذرکر جبل الطارق پر علم توحید بلند کردیا تھا ؟ ترکوں کو تخت خلافت اسلامي پر قدم رکھے کتنے دن گذرے ھیں ؟ خدا کیلیے ان سوالوں کا جواب دو ! ترکوں سے پہلے جس قوت نے ھمیشہ علم توحید کي حفاظت کي ھے ' کیا وہ آج ترکوں کے بعد کسي دوسري قوم کو بھیجکر نہیں کرسکتي ؟ نادانو ! تم نے اگر اللہ کي بخشي ھوئي حکومت و عزت کو کھودیا ھے تو غم نہیں ' لیکن یہ کیا بدبختي ھے کہ اپنے دلوں اور دلوں کي روح امید کو بھي کھو رھے ھو ؟

اس تیرہ سو برس کے اندر کتني قومیں آئیں ' اور اپني اپني باري میں حفاظت اسلام کي خدمت انجام دیکر چلي گئیں - جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھہ دیا اور اپنے اعمال و اعتقادات میں اس سے منہہ نہیں موڑا ' اس وقت تک وہ بھي انکے ساتھہ رھا ' لیکن جب انھوں نے اپني صلاحیت اور قابلیت کھودي ' اور اس مقصد کو بھول گئے ' جسکي انجام دھي کیلیے زمین کي وراثت انکو دي گئي تھی ' تو انکا دور کارفرمائي ختم ھو گیا ' اور اللہ نے اپنے دین کي حفاظت کي امانت کسي دوسري جماعت کے سپرد کر دي - وہ اپنے کلمۂ مقدس کي حفاظت کیلیے ھمارا محتاج نہیں ھے ' بلکہ ھم اپنے زندگي کیلیے اسکے دین مبین کی خدمت گذاري کے محتاج ھیں :

یا ایھا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ ' واللہ ھو الغني الحمید - ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید - وما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵ : ۱۷)	اے لوگو ! تم اللہ کے دروازۂ نصر و توفیق کے محتاج ھو ' اور اللہ بے نیاز اور بے نیازي کي تمام صفات سے متصف ھے - اگر وہ چاھے تو تم کو چھوڑدے ' اور تمھاري جگہ اپني دوسري مخلوقات لا بساے ' اور ایسا کرنا اسکے لیے کچھہ مشکل نہیں -

دوسري جگہہ سورۂ (نساء) میں ارشاد ھوا :

وان تکفروا فان للہ مافي السموات ومافي الارض وکان اللہ غنیا حمیدا - وللہ ما فی السماوات و ما فی الارض ' وکفی باللہ وکیلا - ان یشا یذھبکم ایھا الناس ! ویات باخرین ' وکان اللہ علی ذلک قدیرا (۴ : ۱۳۳)	اور اگر تم اسکے آگے نہ جھکوگے تو وہ تمھارا کچھہ محتاج نہیں ھے ' کیونکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھہ ھے ' سب اللہ ھي کے زیر حکم ھے اور وہ بے نیاز اور بہمہ صفت موصوف ھے - اگر وہ چاھے تو اے مغرور انسانو ! تم سے اپني زمین کو خالي کردے اور اسکي جگہ دوسري قوموں کو لا بساے ' اور وہ ایسا کرنے کی پوري قدرت رکھتا ھے -

لا تایئسوا من روح اللہ !

دمبدم میشنو ' کہ نا امیدي کفر است

پھر یہ ممکن ھے کہ اس کائنات ارضي کا ھر مخلوق نا امید ھو جاے ' یہ بھي محال نہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اور تمام انساني جماعتیں مایوسی کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیں ' لیکن جن لوگوں کے دلوں کو اسلام کی امانت سپرد کي گئی ھے ' وہ تو کبھی مایوس نہیں ھوسکتے - اسلام سرتا سر امید ھے ' وہ جب کبھی کسي انسان کا ھاتھہ پکڑتا ھے تو پہلي چیز جو آسے دیتا ھے وہ امید ھي ھے - اسکی اصطلاح میں ایمان امید کا نام ھے ' اور مایوسي کفر کا مبدأ ھے - حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی تھي کہ :

لا تایئسوا من روح اللہ ' انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۲ : ۸۸)	خدا کي روح رحمت سے مایوس نہو ' اسکی رحمت سے کوئي مایوس نہیں ھوسکتا مگر وھي بدبخت قومیں ' جنھوں نے اپنے دلوں کو کفر کا آشیانہ بنا لیا ھے -

اسکی پہلي آواز اپنے ھر پیرو کیلیے یہ ھے کہ " لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ! " وہ مایوسي کو کسي حال میں ایک مومن کیلیے جائز نہیں رکھتا اور کہتا ھے کہ : ومن یقنط من رحمتہ ' الا الکافرون ؟ دنیا میں مسلمان مایوسي کیلیے نہیں پیدا کیے گئے ھیں ' وہ صرف امید کیلیے ھیں ' اور جس دن اسکے لیے نہوں ' اس دن وہ مسلم بھي نہیں - یہ موقعہ اسکي تفصیل کا نہیں ' مگر اُس آیت کریمہ کو یاد کرو جس سے اس مضموں کا افتتاح ھوا ھے - خدا نے مایوس ھو جانے والوں کي نسبت فرمایا کہ اگر وہ مایوس ھوگئے ھیں ' تو آنکے رھنے کیلیے میري پیدا کي ھوئي دنیا موزوں نہیں " فلیمدد بسبب الی السماء ' فلیقطع " انکو چاھیے کہ رسي کا پھندا گلے میں ڈالکر خود کشي کرلیں ' کیونکہ مایوسي کي دوسري منزل خود کشي ھي ھے -

" الہلال " اپني ھر اشاعت میں اس صداے الہي کو دھراتا ھے :

لا تھنوا ولا تحزنوا ' و انتم الاعلون ان کنتم مومنین -

بدل دینا ایک بڑا بھاری کام تھا - چنانچہ اس کمینہ اور گندے کام کو سر انجام دینے کے لیے بدگو، مفتری، جھوٹ بولنے والوں کی ایک نسل پیدا ہوگئی - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا، اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذہب تھا، اور اُس مذہب کو جو دنیا میں امن، روشنی، اور تہذیب لایا، اور جس کی تعلیم نے کل تہذیب جدید کے بنیادی اُصول تعلیم کیے، اُس مذہب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاہر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالی کی مصلحت نے ہمیں برطانوی سلطنت کے زیر سایہ رکھا ہے اور کئی طریق پر یہ سلطنت ہمارے لئے مفید بھی ہوئی ہے - اب بھی انگریزی قوم انصاف و نصفت شعاری کی حامی ہے - اب بھی کمزور کا ساتھ دینا اس قوم کا شعار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر عمدہ رہنمائی سے باضابطہ کوشش کی گئی اور ہم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دی تو یقیناً یہاں پالیسی بدل سکتی ہے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ہے اور کسی کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ہمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں، وہ بھی کوشش میں لگے ہی رہتے ہیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ہمارے معاملات اصلی حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئی تو یہاں کے خیالات اور رائے کے بدلنے کے لئے کافی ہوگی - اسلیے ہمارے حالات اور کاروبار کو اُلٹے طور پر یا نہایت ہی خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں اُس دلچسپی کا ذکر کرتا ہوں جو آج کل ہمیں معاملات ترکی سے ہے - وہاں سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں آپ عظیم الشان وقیع جلسہ کر رہے ہیں، جن کی اہمیت نے اعلی افسران سلطنت تک کو آپ کا ہمدرد بنا رکھا ہے - لیکن یہاں کا اخبار پال مال گزٹ اپنے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے، جب وہ اپنی ۳۱ - کی اشاعت میں بیان کرتا ہے کہ کلکتہ، لاہور، یا دیگر مقامات کے اسلامی جلسے جو بلقانی جنگ کے متعلق برطانوی طریق عمل پر ہو رہے ہیں، چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ نوجوان ترکوں کی طرح یہ جلسے بھی چند نوجوان مسلمانوں کی شورش سے ہیں - تمام مسلمان قوم تو اسوقت سخت گھبراہٹ اور بے چینی میں ہے اور یہاں کنسرویٹو جماعت کا یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ ہم کو ترکی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ہند کو اس قدر انجام ترکی کے متعلق تشویش ہی ہے، بلکہ یہ تو انڈیا مسلم لیگ کے چند نوجوان ممبروں کی کارروائی ہے - جب ہماری حکمران قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ اُس میں ایسے ناقابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں رائے پیدا کرنے والے ایسے نا اہل انسان پیدا ہوتے ہیں، تو پھر اگر وہ کوئی غلطی کر گذرے تو اُس قوم کا کیا قصور؟ یہ تو محکوم قوم کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ہمارے برادران وطن بھی بڑے ہی ہوشیار اور سمجھ دار ہیں - مدت سے انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا ہے اور نہایت ہی اطمینان بخش اس کا علاج کر لیا - انہوں نے یہاں نہایت ہی نامعلوم لیکن نہایت ہی کارکن ذرائع پیدا کر لیے جن سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور اپنی پیش بینی کے ثمرات حاصل کر رہے ہیں -

برادران قوم! آج آپ لکھنؤ میں اُن امور پر غور کرنے لئے جمع ہوئے ہیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ہیں - لیکن خدا را اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کی طرح الگ تھلگ کی چار دیواری میں اپنے اغراض و مفاد کو محدود نہ کرو - مسلم تو کل روے زمین کا باشندہ ہے - اُس کا وطن تو کل دنیا ہے - وہ تو نواحی حالات کا غلام نہیں ۔

برادران! تمہیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ہونا ہے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار اکناف عالم میں پہنچانے کیلیے ودیعت کیا ہے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ہونے لگا ہے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دن گن چھوڑے ہیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار ایک حد تک یورپ کا وہ شوق بھی ہے، جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپنی عظمت قائم کرنے کی فکر میں ہے - لیکن اس کا بڑا بھاری باعث وہ غلط رائے اور غلط محاکمہ، اور غلط مفہوم ہے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ہو چکا ہے - یہ افترا اور بہتان جو ہم پر یہاں لگائے جاتے ہیں کچھ تو پادریوں کی مہربانی ہے اور کچھ ایک سخت گہری پولیٹکل مصلحت کا نتیجہ ہے - بدگو مفتریوں کے نہ تھکنے والے قلم نے ہم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ہے - اب اگر ضرورت ہے، تو اس کے مقابل ایسے ہی قلم کی ہے جو حمایت میں اُٹھے! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رہے ہیں، بلکہ یورپ کی گمراہ کردہ وہ عام رائے یہ کام کر رہی ہے جو ہمارے متعلق ہے اور جس نے یہ ایام بد ہمارے لیے پیدا کر دیے ہیں - خدا نے چاہا تو ترک تو اس مصیبت سے نکل ہی جاویں گے - لیکن ہمارا بہ حیثیت قوم روے زمین پر قائم رہنا اُس رائے اور محاکمہ کی تبدیلی پر منحصر ہے، جو نہایت رذیل طریق پر ہمارے خلاف قائم ہو چکی ہے -

برادران! یہ ایک بڑا بھاری مسئلہ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فوری اور آنی توجہ اور غور کو چاہتا ہے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپنی مذہبی دھن میں آنکلا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ہی نہ تھا - میں تو خود اپنی روز افزوں چلتی وکالت کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جسکے متعلق آپکا انتخاب کردہ پریسیڈنٹ آپکو اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ہوں اور یہ بڑا بھاری کام ہے جو میرے سامنے ہے اور اس کام کا حق اُسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہمدردانہ کوشش مل جل کر ہو - میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی مجھسے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاہتا ہے کہ لندن میں آپکے روزانہ اور ہفتہ وار اخبار ہوں جو ہزاروں میں مفت تقسیم ہوں، کوئی کامریڈ ہو، کوئی محمدن ہو، کوئی آبزرور ہو، کوئی ریویو آف ریلیجنز، کوئی زمیندار ہو،

خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروری باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہوں -

آپکا دینی بھائی
خواجہ کمال الدین } ۱۵۸ - فلیٹ اسٹریٹ - لندن

الهلال کی ایجنسی

—*—

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

اس حد تک تو ضرور خدمت کی ہے کہ وحشی اقوام کی اصلاح کی ہے - اسلام اب بھی مغربی تہذیب اور مغربی مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب کچھہ تہذیب و ترقی ہوچکی ہے - وہاں اسلام کو اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالی کردینی چاہیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادی رسائل' کتب' تھئیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے ذریعہ مجھہ پر اپنے تعلق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھہ ماہ کی میعاد میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہی میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھے اپنے اور اپنے مذہب کے متعلق سمجھہ نہ آئیں' اور آتی بھی کس طرح' جبکہ یہ سب کی سب باتیں دروغ' افترا' اور نہایت ہی بیجا غلط بیانی ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام نے عمداً یہاں پیدا کردیئے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوکھا کا یہی یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئی استثنا نہیں - لہذا یہ اسی غلط یقین اور غلط محاکمہ کی بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طبع بعض باتیں سوچا کرتی ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں بنی نوع کی بہبودی چاہتے ہیں اور اس کے مذبح پر وہ ہم کو قربان کرنا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کررکھا ہے اور اسلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف کو ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئی حیرت افزا امر آپ نہ سمجھیں' جیساکہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متحدہ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سرزمین امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتی ہیں - ایسا ہی یہ امر بھی کچھہ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہی خیر خواہی خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامی سلطنتوں کو خاک میں ملانے کی تجویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی تقسیم یورپ نے اپنے درباروں میں مدت سے کر رکھی ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہی ہے - جب ان کے نزدیک اسلام بنی نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتنی جلدی یہ دور ہو' اتنا ہی اچھا ہے - یہی تو وجہ بظاہر نظر آتی ہے کہ یورپ بالکل خاموش رہا اور سرد مہرانہ بے اعتنائی سے اُن وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کی موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - تھریس' مقدونیہ' اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بلغاری اور مانٹی نیگروین وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط جو ہیگ کانفرس نے بنائے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدیے گئے - لیکن یورپ پر اس کا اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے کوئی خفیف سا افسوس و رنج ہی اہل یورپ کو ہوتا - بلکہ ان پر پردہ ڈالنے اور اُن کو خفیف کرکے دکھلانے کی کوشش کی گئی اور ان کی تشریحات کی گئیں - ذیل کی چٹھی سے' جو اتفاقاً اُسی دن یہاں کے اخبار ڈیلی نیوز میں شائع ہوئی جس دن میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح لاکھوں مہذب انسانوں سے حقیقی واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق محاکمہ کرنے میں اُن کو گمراہ کیا جاتا ہے :

قتل عام مقدونیہ

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائی بھائیوں کے خلاف الزام یقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہی خطرناک ہیں' اگر سچ بھی ہوں تو بھی ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہی ہاتھہ کا بویا ہوا پھل ہے جو اُسے آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹۶ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید جہازی نے مجھہ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائی باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائی کے شایاں نہ تھے تو یہ تو اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے اُن کو دی ہے اور یہ ایک مزید وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اب مٹادیا جائے - ایک ظلم رسیدہ قوم یا تو غریب آرمینیوں کی طرح بزدل ہوجایگی یا اہل کریٹ کی طرح تند خو ہوجائیگی - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائی حکومت سے فائدہ اُٹھایا لیکن عیسائیوں کی حالت تو کہیں بھی اسلامی حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئی - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہی دردناک مثال ہیں -

سینٹ مارکس ویکر لا یونیل لوئیس
وائٹ چیپل ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۲ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماری ہیں' اُن کیوجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماری مبینہ پستی اور ہماری معکوسی فطرت تو کچھہ ایسی ناقابل اصلاح سمجھی گئی ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھہ نہ دے - ابھی ابھی اُس کی پشتینی دوستی مبدل بغیر جانب داری ہوچکی ہے اور یہ غیر جانب داری بھی ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران ! جسمانی طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھہ ہے - میری یہ چٹھی جس تکلیف کا باعث ہوگی اُس کی کیفیت اور کمیت کو میں یہاں بیٹھا محسوس کر رہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھہ اُن تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہی کیا - اگر ہمارے دن لوگوں نے اب گن چھوڑے ہیں تو پھر ہم اس بات کے ہی مستحق ہیں' لیکن اگر یورپ دریاء جہالت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افتراء اور غلط بیانی کا شکار ہو رہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطی سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادی اور حریت کی جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں لکھوکہا ایسے انسان نکلیں گے - زیادہ توضیح کے لئے میں آپ کو آج سے پچاس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان ترکی کا رفیق تھا - اُس وقت ہم انگلستان کی مدد پر حصر کرتے تھے -

اگر گلیڈسٹن کی متعصب مسیحی فطرت اسلام کو نہ دیکھہ سکتی تھی' اور وہ یہی چاہتا تھا کہ ترک بیگ بیڈی و دو گوش یورپ سے نکل جاویں تو حرج نہ تھا - اُس کے برخلاف یہاں ایک زبردست عام راے بھی تھی جس کا گلیڈسٹن کو مقابلہ کرنا تھا - چنانچہ وہ دنیا سے رخصت ہوگیا' لیکن اس آرزو کو ساتھہ ہی لے مرا - انگلستان کی محبت عثمانیہ کو نفرت عثمانیہ سے

اعانة الدولت العثمانیه

اور

مصائب اسلامی

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامی دنیا پر حسب مشیت ایزدی نازل ہو رہے ہیں ' وہ اظہر من الشمس ہیں - وہ مسلمان خوش قسمت ہیں جو اخباری دنیا سے باہر رہتے ہیں - جنکو اسوقت تک معلوم بھی نہیں کہ قسطنطنیہ کہاں ہے ؟ کہاں جنگ ہو رہی ہے ؟ اور فریقین جنگ کون ہیں ؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کی تعداد بھی کروروں سے کم نہیں ' مگر جو لوگ جانتے ہیں کہ قسطنطنیہ مرکز خلافت ہے اور اسوقت صلیب پرستوں کی مظفر و منصور فوجیں اِس اسلامی مرکز کے دروازہ تک پہونچگئی ہیں اور بزور شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل ہونیکے لیے تیار ہیں ' ایسے لوگوں کی تعداد بھی اسوقت کروروں سے کم نہیں - یہاں پرسوں پنجشنبہ کے روز معلوم ہوا کہ بلغاریوں نے ایڈریا نوپل تسخیر کرلیا ' توحید وہانسے رخصت ہوئی اور تثلیث کا دور دورہ شروع ہوگیا - میری زبان سے اوسوقت بے اختیار یہی نکلا " یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیا " اب بہر حال جنگ کا خاتمہ ہے - عارضی صلح کے خاتمہ پر بلغاریوں نے جو دھمکی دی تھی اور جسکی وقعت ہماری اِسلامی نظروںمیں گیدڑ بھبکی سے زیادہ نہ تھی ' اوسکی واقعات نے تصدیق کر دی -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ یہی خیالات اسوقت لاکھوں مسلمان دلوں میں موجود ہونگے اور اگر آپ اپنی راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعہ سے ظاہر فرمائینگے تو خالی از فائدہ نہوگا -

جسوقت بلغاریوں نے قرق کلیسا پر صلیب کا جھنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کی آرزو کی تکمیل ہوگئی ' یعنی خداوند واحد کے پرستاروںکا سر زمین یورپ سے نام ونشان مٹ گیا : اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاؤ وتنزع الملک ممن تشاؤ !!

اب بھلا اس صلیبی سیلاب کو کون روک سکتا ہے ؟ خدا کے لیے تو بلاشک سب کچھہ ممکن ہے مگر خدا کی جو مشیت ہے وہ ان اسباب سے صاف ظاہر ہے جو اوسنے اسوقت پیدا کر رکھے ہیں - ترکوں میں نہ تو اتفاق ہے نہ دولت ' نہ علوم اور نہ قوت انتظامیہ - البتہ بلحاظ شجاعت و شہامت وہ اسوقت بھی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے مگر خالی شجاعت سے بنتا ہی کیا ہے سوڈان کے درویش جس قسم کے بہادر تھے وہ دنیا کو معلوم ہے - آخری جنگ مین انکی شجاعت ہی اوکی شکست کا باعث ہوئی - ترکوں کے مقابلہ مین ایک طرف تو تمام صلیبی دنیا ہے اور دوسری طرف خود اندرونی فساد ہے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچہ دیکھا ' جسکے ٹائٹیل پیج پر ناظم پاشا گولی کھا کرگرتا ہوا نظر آتا آتھا تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ " خدا حافظ اوس قوم کا ' جسکے گہر کے دروازہ تک زبردست دشمن پہنچگیا ہو اور وہ آپسمین ایک دوسریکو بندوق کا نشانہ بنا رہی ہو "

ترک کیوں مغلوب ہوئے ؟ اسکے جواب میں خود اہل یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ بلقانیوں نے ترکوں کو مغلوب نہیں کیا ' بلکہ بلقانیوں کے سامان رسد رسانی نے ترکوں کے سامان رسد رسانی کو مغلوب کرا لیا - یعنی یہ جنگ سپاہیوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ بلغاری محکمہ کمسریٹ ' ترکی محکمہ کمسریٹ سے لڑ رہا تھا - بلغاریوں کے پاس کھانیکو موجود تھا اور بیچارے ترک بھوکے تھے - میرے خیال مین اس بد انتظامی کا ذمہ دار کوئی خاص شخص نہیں ' بلکہ اسکا باعث عام خرابی نظم و نسق ہے جس سے غالباً ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی آزاد نہیں -

پس ایسی صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یہی مشورہ دیا کہ اب آیندہ کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا موطن سمجھو تو اسمیں کیا برائی ہے ؟ قدرت نے سامان ہی ایسا مہیا کر دیا ہے کہ لا محالہ یورپ چھوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یہی غنیمت ہے کہ کسیطرح ترک ایشیا ہی میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں ' ورنہ سامان تو کچھہ ایسا نظر آتا ہے کہ یہاں بھی انکو آرام و چین نصیب نہ ہوگا -

(۲) مجھے سخت تعجب ہوتا ہے جبکہ میں بعض سر برآوردہ اسلامی اخبارومیں اس امر کی تحریک دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو یوروپین ساخت کی اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب ہے -

پولیٹکل ماتحتی کا لازمی نتیجہ تمدنی اور تجارتی ماتحتی ہے یورپ کے اسباب کا بائیکاٹ کرنا قریباً ایساہی نا ممکن ہے جیسا کہ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا - ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں ' مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو ؟ نہ کہ یہ کہ آپ کوہ ہمالیہ کو اوسکے مقام سے ہلا دینے کی کوشش کریں - یہ تو ممکن ہے کہ آپ دو چار پتھر وہانسے اٹھا لائیں مگر پہاڑ کو اوسکی جگہہ سے ہلا دینا ناممکن اور محال ہے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو بائیکاٹ کردینا ممکن ہے ' مگر ایسا عام بائیکاٹ جسے اہل یورپ محسوس کریں از قبیل محالات ہے - مگر باوجودیکہ بائیکاٹ صاف طور پر ایک نا ممکن امر ہے ' تاہم بعض صاحب الراي نہایت سنجیدگی سے اسبارہ میں خامہ فرسائی فرما رہے ہیں -

(۳) میں کچھہ بہت متمول نہیں ہوں تاہم جسقدر مجھکو خدا نے ہمت دی ہے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کی امداد کے لیے روپیہ بھیجتا رہا ہوں ' اور مجھے یقین ہے کہ اسوقت دولت کا مصرف سب سے زیادہ بہتر اور مقدم یہ ہے کہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کی جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت ہیں حتی المقدور روپیہ کے ذریعہ سے امداد کیجائے - اس سے بڑھکر میرے خیال میں کوئی کار خیر نہیں - مگر تمسکات قرض کی خرید کے بارے میں میری راي ڈانواں ڈول ہے - میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ کچھہ تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رہے ہیں اور وہ یہہ ہیں -

ترکی کی مالی حالت اسقدر خراب کیوں ہے ؟ خرابی کا باعث بجز اسکے اور کیا ہے کہ انتظام سلطنت سزاوار تحسین نہین - اگر ممکن ہے کہ اسوقت کارکنان سلطنت (ماضی و حال) کی جیبیں روپیوں سے پر ہوں اگر چہ خزانہ سلطنت بالکل خالی ہے ' تو کیا ممکن نہیں کہ اسوقت جو روپیہ گورنمنٹ ترکی کو بطور قرض دیا جائے وہ بجاے اسکے کہ اسلامی اور قومی کاموں میں صرف ہو بعض غدار اہالکاران سلطنت کے پرایوٹ خزانوں میں پہنچ جائے اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے ؟ اس موجودہ جنگ کے نتائج صاف بتلا رہے ہیں کہ ان نتائج کے ذمہ دار ترک سپاہی نہیں بلکہ ترک اسٹیٹسمین ہیں ' پس ہمکو اسطرح یقین ہوسکتا ہے کہ یہہ روپیہ جو اسوقت ہم علحدہ بطور قرض کے بھیجینگے وہ فی الحقیقت ترک سپاہیوں ہی کے کام آئیگا - اسوقت ترکی میں کوئی مستقل حکومت نہیں - دو یا اس سے بھی زاید پارٹیاں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی جان کی دشمن - گذشتہ وزارت کا انقلاب ایک مشہور اور ممتاز ترک افسر کی جان قربان کرنیکے بعد واقع ہوا - اوسوقت ہندوستان کے اسلامی اخبارون نے خوشیوں کے

ا ار اسلام

ادبیات

جرات صداقت

مدتوں حضرت (عباس) بھي تھے شامل کفر * کم سے کم یہ ' کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آکے لڑے ' اور گرفتار ہوے * بسکہ تقدیر میں تھي خانۂ زنداں کي زمیں
قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرتے ہوے لوگوں نے جو مشکیں تھیں کسیں
دیر تک سرور عالم کو رہي بے خوابي * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتي تھي قریں
وجہ پوچھي جو صحابہ نے ' تو یہ فرمایا : * " آتي ہے کان میں عباس کي آواز حزیں "
جب سنا یہ ' تو وہیں کھول دیے ہات اُن کے * چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

* * *

تھا اِنہي حضرت عباس کا پوتا (منصور) ' * جو کہ ایوان خلافت میں ہوا تخت نشیں
ایک دن حکم دیا اُسنے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں ' جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پنھا کر زنجیر * کہہ دو اِن سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

* * *

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا بزنجیر تھے سادات یسار اور یمیں
اور منصور تھا زیب حرم خانہ زیں * ساتھہ ساتھہ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول

* * *

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا : * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
غزوۂ بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سلوک * وہ تو کچھہ اور تھا ' ہے یاد بھي تمکو کہ نہیں ؟"

(شبلي نعماني)

غزل

مراکہ یک دل و صد گونہ آرزو ها هست * شکیب و صبر چگویم نہ نیستم ' یا هست
دلم بہ نازکي لعل او همي لرزد * کہ بوسہ بے ادب و شوق بے محابا هست
ز ناوک غلط انداز خود چہ مي ترسي * بیا کہ برلب من شکوہ هاے بیجا هست
حدیث دلمد چو گویند با من مجنون * گماں برم کہ مگر گوشۂ ز صحرا هست
ز سینہ تا بزبا نم پُر است ' و غمزۂ او * هنوز درادب آموزي تقاضا هست
بہ سخت جانے من کس مباد کز عمرے * مدار زندگیم وعدہ هاے فردا هست
هزار حیف کہ در ملک حسن نتواں یافت * بجز متاع جفائے کہ دست و هر جا هست
بیا کہ ما و تو هر دو برابر اُفتادیم * هر آں قدر کہ وفا با تو نیست ' باما هست
جفا کني و بہ این خیرگي نمي ترسي * کہ روز داد گر امروز نیست ' فردا هست
هنوز نشۂ دو شینہ در برم باقي است * کہ درس گویم و بعثم ز جام و صهبا هست

(شبلي نعماني)

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

مذاکرۂ علمیہ

ا[illegible]ات

علم الحیات پر ایک خطبۂ صدارت
اور
اکتشافات حدیثه کے بعض نتائج مهمه

— * —

(۲)

— * —

پچاس سال هوے که (ٹامس گریهم) نے حالت هلامیه میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یهي ملاحظات هیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچه ثابت هوے -

ذي حیات مادون کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملي - همارے عملیات طبیعیه و کیمیاریه جس قدر ترقي کرتے جاتے هیں ' اسي قدر هم کو یقین هوتا جاتا هے که طبیعي و کیمیاري حیثیت سے ذي حیات مادے ' حیات هي کي طرح هیں - ذي حیات مادے همیشه سیال شکل اختیار کرکے رهتے هیں - اس سیال شکل میں هلامیات کے علاوه بلور نما اجسام بھي هوتے هیں ' جو کبھي هلامي ذرات سے متصل هوتے هیں اور کبھي غیر متصل -

هلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذي روح مادون کے گرد ایک جھلي سي هوتي هے - یه جھلي اکثر هلامیات کي هوتي هے اور کبھي اسکے ساتھه ایک روغنی طبقه بھي هوتا هے - یه جھلی گو سیال هلامي اور ایک دوسرے سیال میں حائل هوتی هے مگر تاهم ان دونوں سیالوں میں باهم برابر مبادله هوتا رهتا هے - سیال هلامي سے پروٹوپلاسم (۱) نامي ایک شے پیدا هوتي هے - پروتوبلاسم میں چند اور جھلیاں بھي هوتي هیں - ان جھلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعي یا کیمیاري صفات پائے جاتے هیں ' جن کي بدولت بعض مادوں کا پروتوبلاسم کي صورت میں منتقل هوجانا ' یا اس سے بالکل نکل آنا ' نهایت آسان هوجاتا هے -

ان طبیعي حالات میں پیدا هونے والے تغیرات ' اور ان تغیرات کا مجموعه ' جو پروتوبلاسم میں پیدا هونے والے کیمیاري اسباب کا نتیجه هوتے هیں ' انکي تمثیل و عدم تمثیل کا باعث هوتا هے - جنکے مماثل تغیرات ' خارج از جسم بھي طبیعي یا کیمیاري ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے هیں -

یه صحیح هے که تحول و انتقال کے ان تمام درمیانی دوروں کا استیعاب هم نے نهیں کیا هے ' جنمیں سے جسم میں داخل هونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا هے ' لیکن جب تک که تغیرات کا حاصل یهي ابتدائي دور اور یهي انتهائي نتائج هونگے (بشرطیکه انکي رفتار طبیعي و کیمیاري قوانین کے مطابق هو) اسوقت تک هم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق هے که ذي حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بھي وهي معمولي کیمیاري و طبعي اسباب هیں -

نمو و توالد جمادات و ماده هاے ذي حیات

ممکن هے که کوئي شخص کهے که ماده هاے ذي حیات اور جمادات میں مابه الامتیاز ' صرف اول الذکر کا نمو اور توالد هے - ایسا همیشه کها جاتا هے ' مگر میرے عقیدے میں شاید هي کوئي دعوی اس خیال سے زیاده غلط اور بے اثر هو - تحقیقات قریبه اور تجارب حالیه نے کامل طور پر ثابت کردیا هے که جمادات میں بھي نباتات و حیوانات کي طرح قوت نشو و نمو موجود هے ' اور رفتار نمو کي سستي و تیزي کے سوا کوئي شے نهیں ' جو دونوں میں ما به الامتیاز هو - گھڑي کے دائرے میں منٹوں کي سوئي چکر لگاتي هوئي نظر آتي هے لیکن منٹ کے بڑے کانٹے پر جب تک نهایت غور کے ساتھه نظر نه جمالي جاے ' اسکي حرکت محسوس نهیں هوتي - پھر گھنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا هے ' اور با وجود اسکي حرکت کے علم یقیني کے ' کوئي نظر اسکي حرکت کو محسوس نهیں کرسکتي - پھر کیا هم میں کوئي شخص بھي اسکے لیے طیار هے که گھڑي کي منٹ کي چھوٹي سوئي کي حرکت کو تسلیم کرے ' مگر بڑے کانٹوں کي حرکت سے انکار کرے ؟

یهي حال مخلوقات عالم کي نشو و نما کي رفتار کا هے - بعض نهایت سریع السیر هیں اور اسلیے انکي قوت نمو کو هر نظر محسوس کرتي هے - بعض اس سے کم سریع هیں ' اور انکا مشاهده زیاده غور کا محتاج هے - آخري درجه جمادات کي نشو و نما کا هے ' که انکي حرکت گھنٹے کي سوئي کي طرح نهایت بطیء السیر ' اور دیر رفتار هے ' اور بغیر ایک معتد به وقت کے گذرنے اور اسکے حالۃ رفتار کے درجوں پر نظر رکھکر مقابله کرنے کے ' کسي طرح اسکا اندازه نهیں کیا جا سکتا -

جمادات میں عدم نمو کي تغلیط کے لیے میں یهاں (بلورات غیر آلیه) کي مثال کافي سمجھتا هوں : (آلیه اور غیر آلیه کي تشریح گذشته نمبر میں گذر چکي هے)

(بلورات غیر آلیه) کو اگر انکي ضروري غذا ملتي رهے تو انمیں بھي توالد و تکاثر هوتا هے - انکے مختلف اصناف هیں ' اور هر صنف کے نمو کي ایک خاص حد هے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پهنچ جاتا هے تو پھر مثل حیوانات کے قد کے ' انکے حجم میں زیادتي نهیں هوتي بلکه نئے بلور پیدا هونے لگتے هیں - یه بھي دریافت هوا هے که جب بلورات اصطناعیه وسط مناسب میں رکھے جاتے هیں ' تو انمیں بھي نمو هوتا هے ' اور انکے نمو اور ذي روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابهت هوتي هے -

جمادات میں توالد بالتناسل

جمادات میں توالد بالتناسل کا انکار بھي صحیح نهیں - دریائي تریتا کے متعلق (لریب) کے مباحث نے ثابت کر دیا هے که

(۱) آگے چلکر (خلایا) اور (خلیه) کا لفظ آے گا ' اسلیے ان دونوں مطلحوں کي حقیقت سمجھه لیني چاهیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کي ابتدائي تکوین ایک خورد بیني تھیلي سے هوتي هے ' جو اسقدر دقیق هے که بغیر آله خورد بین (میکرسکوب) کے نظر نهیں آسکتي - اسکے اندر ایک متحرک سیال ماده مثل ایک لعابي مادے کے هوتا هے - اسي کو انگریزي میں Protoplasm پروٹوپلسم کهتے هیں - افسوس که اسکے لیے سردست هم کوئي اصطلاح وضع نه کرسکے ' اور نه کوئي عربي لفظ آجکل کے تراجم حدیثه عربیه میں ملا -

اسي سیال مادے میں ایک اور چیز مثل گٹھلي کے تیرتي هوئي نمودار هوتي هے ' اور اسي سے پھر نباتاني و حیواني جنین کي تکوین هوتي هے - یهي گٹھلي هے ' جسکے لیے عربي لفظ (نواة) هم نے مضمون میں جا بجا استعمال کیا هے -

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اجراے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پرسوں معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کئي سو برس تک ترکوں کا دار السلطنت رہچکا ہے - آج اوس مسجد کي کیا کیفیت ہوگي جسکي تصویر کچھہ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئي تھي ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھہ ہوا. حسب فرمان ایزدي ہوا مگر اسکي ذمہ داري کا بوجھہ کسکي گردن پر ہے ؟ تمام ترکي لیڈروں کي گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقي - عجب شان ایزدي ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسي شجاع قوم اور دوسري طرف چار چھوٹي چھوٹي ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسي عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سواے اسکے اور کچھہ نہیں کہ ادھر ترک مزے سے میٹھي نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے بلقاني اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھي خبر نہ تھي کہ هماري همسایہ ریاستیں کس تیاري میں مصروف ہیں اور اونکي فوجي طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشي کا نتیجہ وهي ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں همارے هندوستاني مسلمان مر مرا کر دو تین کرور روپیہ بطریق قرض حسنہ یا بامید منافعہ گورنمنٹ ترکي کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ اونکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامي عظمت جسکا رونا اج تمام اسلامي دنیا رورهي ہے از سرنو یورپ میں قایم ہو سکتي ہے ؟

(۴) مجھکو ترکوں سے بغایت همدردي ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک اونکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے ؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکي خلاف کوئي معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کي وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رهي ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئي ' آخري خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامي دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مرکز خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھہ سے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئي قسم کي خلافت سلطنت کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہ گر ہوئي - ترک بادشاہوں نے بزور شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسي خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اوس خلافت سے بالکل مختلف تھي جو پیغمبر خدا صلعم کي وفات کے بعد مدینہ منورہ میں قایم ہوئي تھي - پس اگر یہ خلافت وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کي حفاظت خدائے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کي تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر قوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا باعث یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامي جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اس ریگستاني سرزمین کو اپني توجہ کے لایق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسي مخالف قوم نے کبھي اسطرف توجہ کي تو خدا خود اپني گھر کي حفاظت کے لیے کافي ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وهي انجام غالباً اوس فوج کا بھي ہوگا -

خاکسار

محمد احتشام الحق

مسئلۂ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوي کے سوال کا گورنمنٹ کي طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کي) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاري عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازمین کو عملاً ایک فرض مذهبي کے ادا کرنے سے باز رهنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کي ' اور مسٹر غزنوي کي تحریک و سعي سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کي چھٹي منظور کرلي - حال میں مسٹر غزنوي کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ بہ خوشي اسبات کو منظور کریگي کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹي طلب کرے ' اسکو اجازت دیدي جاے -

اس کارروائي سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کي تحریک کی ضرورت نہیں رهي - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائي نے عملي مسئلہ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاهر یہ ہے کہ جب کوئي مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹي طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹي دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کي عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ هر ملازم کو هر دفعہ جمعہ کے دن - اجازت طلب کرني پڑیگی - اس صورت میں ظاهر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسیکي مذهبي پابندي کي نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت بہ هرحال مل جائیگي ' تاهم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھي تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کي عام اجازت ہے ' تو بے تکلف هر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کي اصلي خواهش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کي چھٹي مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کي تعطیل دیدي جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رهي تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رهیگا کہ غیر مسلمان افسر همیشہ مسلمان ملازموں کو اپني ماتحتي میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو همیشہ یہ نظر آیگا کہ هر آٹھویں دن ایسے ملازموں کي وجہ سے سرکاري کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کي بنا پر ' هم تمام اسلامي اخبارات اور اهل الراے حضرات سے مستدعي ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپني راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کي موقت اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلیني چاهیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرني چاهیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اکتفا کرنا چاهیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردي جاے ؟

شبلي نعماني - لکھنؤ

مقالات

حیات کا وجود ایسے اسباب سے ہے ' جو کائنات میں مادے کي گونہ گوں شکلوں کے اسباب کے شامل ہیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بھی قانون ارتقاء تدریجي سے ہوا ہے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ حیات کرۂ ارض پر پیدا نہیں ہوئي بلکہ کسي سیارے سے آتي ہے ' اور عجب نہیں کہ حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مناقشہ یاد ہو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنہ ۱۸۷۱ - منعقدہ اڈنبرا کے خطبۂ رئیسیہ میں سر (ولیم ٹامس) کے ایک اعلان پڑھوا تھا ' جبکہ معلم موصوف نے کہا تھا کہ حیات کرۂ ارض میں ذوات الاذناب (دمدارستارے) کے ذریعہ سے آئي اور اسي سے حیوانات میں زندگي پیدا ہوئي !

اس راے پر مختلف و متعدد اعتراضات ہوے تھے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نہ تھا - ایک شخص نے اعتراض کیا تھا کہ زمین سے قریب ترین نظام نجمي تک پہنچنے کے لیے ذوات الاذناب کو ۶۰ - ملین سال کا زمانہ چاھیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملین سال - جب وہ ارض کے جو سے گزرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اشد شدید حرارت پیدا ہو جائیگي -

پس اولاً یہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک کیونکر زندہ رہے ؟ اور اگر یہ مان بھي لیا جاے کہ وہ زندہ رہے تو انھوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کي جسکو کوئي ذي حیات برداشت نہیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور راے اسي کے قریب قریب ظاہر کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ غالباً جراثیم حیات اس غبار بالائي میں موجود ہیں ' جو فضاء نجوم میں پھیلے ہوے ہیں - اور پھر ذوات الاذناب کي طرح گرم ہوے بغیر زمین پر گرپڑے - آر - ہینوس کا یہي مذہب ہے - وہ کہتا ہے کہ اگر جراثیم حیات کسي قسم کي شعاعوں کے ذریعہ سے ایتھر میں واپس کردیے جائیں ' تو انکو زمین سے قریب ترین نظام نجمي تک پہنچنے میں ۹ - ہزار سال ' اور مریخ تک پہنچنے میں بیس دن لگینگے -

یہ مذاہب مسئلہ نشو حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پہنچا دیتے ہیں ' جہاں تک شاید ہماري رسائي نہ ہوسکے ' اور ہم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے اپنے حد وہم و ادراک سے ماورا کوئي سطح تلاش کرني پڑے -

اگر ان مذاہب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جاے ' تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ گویا ہمکو نشو حیات کا کوئي علم نہیں اور نہ ہوسکتا ہے - اسمیں شک نہیں کہ بدقسمتي سے اسکا جزء اول صحیح ہے ' مگر ہم کو امید ہے کہ جزء دوم صحیح ثابت نہ ہوگا -

جب ہم مادۂ ارضي کے ان قوا کے نشو و ارتقاء پر غور کرتے ہیں ' جن کا اسوقت تک ہم کو علم ہوا ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان مذاہب کو غیر ممکن سمجھنا ہمارے لیے جائز ہي نہیں بلکہ ضروري ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہي کہ اصول نشو و ارتقاء کے ذریعہ سے اس مسئلہ کا حل ان مذاہب کے حل سے نسبتاً قریب ہے اور علوم حالیہ اسکي تصدیق و توثیق کے معاون ہیں - ہم تسلیم کرلے سکتے ہیں کہ کرۂ ارض کے علاوہ کائنات کے کسي اور گوشے میں

هلال و صليب

اور

مستقبل الاسلام

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائي بیرسٹر ایٹ لا (لکھنو)

—: * :—

حضرت مولانا ! تسلیم - لکھنو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کئي روز ہوئے تشریف لیگئے -

اب نہ جانے جناب کا قیام کہاں ہے ؟ چلئے ایڈریا نوپل بھي گیا - صلح بھي سمجھیے کہ ہوھي گئي - میں چار ماہ پیشتر ہي اپنے دوست سہروردي کو لکھہ چکا تھا کہ یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا ہي ہوا - اور ابھي کیا ہے - جیسا میں نے مولانا باري صاحب کو لکھا ہے ' ان دو برسوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا بوجھ گرا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاہر ہونگے ' اونکے مقابلے میں یہ بھي گرد ہو جاوینگے -

مسلمانوں کي آخري لڑائي ہوچکي - عیسائیوں نے اونکو شکست دي - اور شکست بھي فاش - لیکن ابھي ایک آخري معرکہ عیسائیت او اسلام سے کرنا باقي ہے - وہ بھي ہوکر رہیگا ' اور مجھے بہت اندیشہ ہے کہ جلد ہي ہو - اوس معرکہ میں بھي اگر مسلمان غافل رہے تو یہي نتیجہ ہوگا جو ہوا ' بلکہ اس سے بھي بدتر -

اسلام کي زندگي

کیا ہماري زندگي سے وابستہ ہے ؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اوس معرکہ کے بعد اسلام فنا ہوجایگا - نہیں ' اسلام کبھي بھي فنا نہ ہوگا - آفتاب فنا ہوجایگا - مہتاب فنا ہوجایگا ' مگر نور اسلام چمکتا رہیگا - اسلام باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بھي بڑھہ رہا ہے - اور اگر مسلمان اسلام کو چھوڑ بھي دیں ' تب بھي اسلام فنا نہ ہوگا - خدا ضرور کوئي دوسري قوم پیدا کریگا جو اوسکے نام اور اوسکے اسلام کي عزت کو برقرار رکھے - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مٹ جانا ہي شاید اسلام کے لئے مفید ہوگا - اب وہ کون ہے جو اس برگزیدہ مذہب کو بدنام کر رہا ہے ؟ وہ کون ہے جو دوسروں کو اوسپر طعنہ زني کا موقع دیتا ہے ؟ کسنے اوسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اوسکو میجک لنٹرن سے تشبیہ دلائي کہ جسقدر تاریکي ہو اوسي قدر وہ کھلتا ہے ' اور جہاں روشني ہوئي ' جہاں تہذیب ہوئي ' بس وہ مٹ کر رہجاتا ہے ؟ یہ سب اس زمانہ کے مسلمانوں ہي کي بدولت اسلام نے سدا ' ورنہ اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو روز روشن سے روشن تر کر

[بقیہ ...]

بھي حیات کا وجود ہو ' مگر ہمارا ... ارضي اپنے ہر ذرہ میں جو طبیعي قوت نشو و نما رکھتا ہے ' ظلم ہوگا ' اگر اسکو دوسرے کرون سے حیات مستعار لینے کا محتاج قرار دیا جاے - جبکہ نشو و ارتقا کا قانون ہر ذي حیات میں ہے ' تو پھر اصل حیات کو اس قدرتي قانون کا نتیجہ قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش ہے ؟

انڈوں کي تلقيم (۱) جسکا شمار اب تک حيات کے مخصوصات ميں تھا ' کسي ايسے ذي حيات مادے سے نہيں ہوتي' جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعصاب ' انسجه ' اعضاء' مختصراً يه که تمام جنين کي تياري نر کے جراثيم کے بدلے ايک بسيط کيمياري مادہ کے ذريعه سے ممکن ہے - اور کبھي اسکي بھي ضرورت نہيں ہوتي بلکه صرف منجنيقي (يعني ميکانک کے آلات کے ذريعه) يا کھربائي ذريعه سے حرکت و انتباہ اسکے ليے کافي ہوتي ہے -

ذي حيات مادے کي ترکيب ممکن ہے

شروع ميں علماء کيميا کا يه خيال تھا که ذي حيات مادوں کي ترکيب وقت و اتفاق ميں انتہائي نقطه پر ہے' اور اسکا اندازہ صحيح مستبعد ہے - اسليے وہ يقين کرتے تھے که ذي حيات مادے کي ترکيب ممکن نہيں - مگر اب ہم اس راے کے رکھنے پر مجبور نہيں ہيں - اپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حيات کي اولين شکل ايک مادۂ خوردبيني (۲) ہے' جو ايک مجموعۂ ذرات' اور بعض حالتوں ميں کسي خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ ظروف حيات کے تمام خلايا ميں تغذيه و توالد کا سب سے بڑا ذريعه ' اور اس درجه اہم درجه رکھتا ہے که بيجا نہيں' اگر ارباب کيميا اسے خلايا کا خلاصۂ حيات قرار ديں -

اس مادۂ خورد بيني کو (نوات) کے لفظ سے ياد کرتے ہيں -

موسيو موشيو' اس کي پيروي ميں پروفيسر وکوسل' اور اسکے تلامذہ کے مباحث نے يه ثابت کرديا ہے که نوات کي ترکيب کيمياوي غير معمولی درجه کي نہيں ہے - اسليے ہم کو اميد ہے که ايک دن انسان اس مادے کو بھی بنا سکيگا جو نوات کا مايۂ خمير ہے - يه کہنا صحيح نہيں که اعمال و افعال کے باب ميں نوات کی ترکيب کيمياوي کي جگه اسکي شکل کو اہميت حاصل ہے ' کيونکه وہ تمام لوگ جو مباحث ميں خورد بين سے مدد ليتے رہتے ہيں ' جانتے ہيں که نوات کي شکليں بيحد مختلف ہيں اور نه صرف مختلف ہيں بلکه بعض نوات کی تو کوئي خاص شکل ہي نہيں ہوتي - صرف پروتو پلاسم ميں پراگندہ ذرات کي شکل ميں موجود ہوتا ہے - اس سے ميرا مقصد يه نہيں که نوات کي شکل اور اسکے تغيرات غير اہم ہيں' بلکه ميں يه کہنا چاہتا ہوں که نوات کي شکل اسکے اعمال و افعال کا مبني و اساس نہيں ہيں - يه ايک مسلم واقعه ہے که وہ مادہ جو معمولي خلايا ميں آکے نوات کي شکل اختيار کرليتا ہے' بعض بسيط ذي حيات مادوں ميں بالکل ترقي يافته ذي حيات مادوں کي طرح فرائض طبيعي انجام ديتا ہے' حالانکه انميں عمل خلايا کا کوئي وجود نہيں ہوتا -

تراکيب حيات کي ترکيب کيماوي

ذي حيات مادوں کے عناصر قوام کي تعداد مختصر ہے - انميں چار عنصر يعني کربون ' ہيڈروجين' آکسيجين ' اور نيٹروجين تو ہميشه ہوتے ہيں - ان عناصر اربعه کے ساتھه فاسفورس بھي ضرور ہوتا ہے - فاسفورس پروتو پلاسم اور مادہ نوائي' دونوں ميں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر ميں کم' اور موخر الذکر ميں زيادہ -

تجارب سے معلوم ہوتا ہے که شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حيات کے ليے کم از کم ۷۰ - فی صدي پاني کي ضرورت ہے' ليکن بقاء زندگي کے ليے اتنے پاني کي ضرورت نہيں - چنانچه ديکھا گيا ہے که اگر بالکل نہيں تو ايک بڑي مقدار ميں پاني نکالنے کے بعد بھي بعض ذي حيات مادوں کي زندگی ميں کوئي فرق نہيں آيا -

پاني کي طرح بعض نمک ہاے غير آليه کا وجود بھي ضروري ہے - ان نمکوں ميں مقدم ترين نمک' کلورڈ سوڈيم اور بعض نمک ہاے کلسيم تيشيم' اور آہن ہے - انھي تين عنصروں سے حيات کے مراتب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتي

اس تفصيل سے معلوم ہو گيا ہوگا که مادہ ہاے حيات کي توليد يا بالفاظ ديگر توليد حيات محال نہيں ہے ' جيسا که اب تک سمجھا جاتا ہے -

(پيتر) کے تجارب کے بعد سے ذي حيات خورد بيني مادوں ميں تولد ذاتي کا قائل اب بجز معدودے چند اشخاص کے اور کوئي نہيں -

جہاں تک مجھے علم ہے ' مشاہير ارباب علم ميں ڈاکٹر سٹين کے علاوہ اور کوئي شخص اب قديم عقيدہ پر قائم نہيں' مگر ڈاکٹر موصوف بھي اپنے متعدد تجارب کے اجرا اور مقالات و کتب کي اشاعت کے باوجود اب تک اپني راے کي صحت لوگوں سے تسليم نہيں کراسکے - بہر نوع ميں تجارب پيتر کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پيش کيے گئے ہيں اگر انميں شک ہے تو کوئي مضائقه نہيں' تجربے اور مشاہدے کي منزل اخري جب تک رونما نہو' اس سفر علم ميں ہميشه شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ' ليکن ساتھه ہي اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نه ہونا چاہيے - يه تسليم کرلينا چاہئے که غير ذي حيات مادوں سے ذي حيات مادوں کي توليد ممکن ہے -

حيات نتيجه نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ' دونوں ميں ہميشه يه عقيدہ رکھا ہے که " حيات کا فيضان مادے ميں نہيں بلکه مافوق الطبيعة مبدء سے ہے " ليکن اس وقت ہمارا دائرہ' معلومات و تجسس ہے' اعتقاد نہيں ہے' يه کہنا پڑتا ہے که يه اعتقاد بصورت ايک دعوے کے ہے مگر کسي علمي بنياد پر قائم نہيں اور اسليے علمي دنيا ميں واجب التسليم نہيں ہو سکتا - ہمکو يه اعتقاد رکھنے کو

(۱) تلقيح سے مقصود نطفۂ حيوانات کي وہ حالت ہے' جب وہ بيضۂ رحم اناث کے ساتھه ملتا ہے -

(۲) انگريزي ميں ايک اصطلاحي اسم ہے : مائي کروب Microbe يعني وہ نہايت دقيق اور مہلک ذرات کے جراثيم نباتاتي و حيواني ' جو تمام فضائے ارضي ميں پھيلے ہوے ہيں اور کوئي جگه نہيں جو انسے خالي ہو - علوم حديثه کا يه ايک عظيم الشان اکتشاف ہے ' اور اسنے علم تشريح و حيات اور علم الجو و الہوا ميں ايک عجيب انقلاب پيدا کرديا ہے - سب سے پہلے ان جراثيم کو ايک فرانسيسي مکتشف پروفيسر (پاسٹر) نے دريافت کيا تھا ' اور في الحقيقت اس نے عالم انسانيت کي سب سے بڑي خدمت انجام دي -

ان جراثيم کا جرم اسقدر دقيق ہوتا ہے که دھوپ ميں نظر آنے والے ذرات بھي انکے مقابلے ميں نہايت کبير الحجم ہيں - انکو چشم غير مسلح (يعني بغير آلات مصنوعي کے) نہيں ديکھه سکتي ' اسليے انکے ديکھنے کيليے ايک نہايت قوي المنظر آله مائي کراسکوب Micrascob ايجاد کيا گيا ہے ' جسکے ليے بہت عمدہ لفظ ہمارے يہاں خورد بين کا رائج ہوگيا ہے - انگريزي ميں ان جراثيم کو مائي کروب کہتے ہيں ' اور آجکل عربي ميں بھي يہي لفظ ميکروب کے لہجه ميں رائج ہو گيا ہے - مگر ہم نے اسکي جگه (خورد بيني جراثيم) کا لفظ وضع کيا -

اسي طرح ہر چيز جو خورد بين ہي کے ذريعه نظر آئي ہو' اور نہايت دقيق الجرم ہو' خورد بيني کي ترکيب سے موسوم کي جا سکتي ہے - يہاں (مادۂ خورد بيني) سے تکوين حيات نباتاتي و حيواني کي وہ ابتدائي شکل مراد ہے ' جو بصورت ايک گٹھلي کے پروتو پلاسم ميں پيدا ہوتي ہے اور تيرتي رہتي ہے - اجکل عربي کے تراجم علميه ميں اسکو (نواۃ) کہتے ہيں اور وہي لفظ ہم نے بھي اختيار کيا ہے - يه کوئي اصطلاح نہيں ہے بلکه گٹھلي کو عربي ميں نواۃ کہتے ہيں -

يه گٹھلي بھي اسقدر چھوٹي اور دقيق ہے که بغير خورد بين کے نظر نہيں آسکتي - اسي ليے اسکو مادۂ خورد بيني کہنا چاہيے -

چونکه خوردبين کے ذکر ميں ضمناً علم جراثيم خورد بيني کا ذکر آگيا ہے اسليے چند الفاظ اسکي نسبت بھي لکھدیے گئے -

سلیم کا مقبرہ بھی گیا - اور سال بھر کے اندر فرض کرلیجیے کہ قسطنطنیہ کے بھی نکل جانے کا سامان ھوگیا - اب قسطنطنیہ میں ترک اسی وقت تک ھیں' جبتک زار فرڈیننڈ کی مرضی ھے ' یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاوضہ اپنے لیے افغانستان ' ایران یا تبت وغیرہ کی طرف روس سے نہیں طے کرلیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا ' یا کچھہ اور بھی ؟ کیا ھم لوگ یہ سمجھکر بیٹھے رھینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ھوگیا ؟ کیا ھم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رھینگے ؟ اور کیا ھم یہ سمجھتے رھینگے کہ اسلامی روح کے بغیر ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھسکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ھے - میدان کارزار میں انھیں شکست ھوئی - لیکن کیا اب ان میں اسلامی روح اسقدر مفقود ھوگئی ھے کہ حمیت اور غیرت بھی جاتی رھی ؟ کیا بس اب وہ شکست کو مان کر ھاتھہ پر ھاتھہ رکھکر بیٹھہ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر انھوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا انکی نظر اسقدر خیرہ ھوگئی ھے کہ انھوں نے اوس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا ' جو ایڈریا نوپل کی فتح کی خبریں سنکر ڈیو مالے روس (Duma) کے ایسے موقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے برپا کیا ؟ کیا ارمینا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ھیں ؟

آخــری فیصلـــے کا وقت

اب وقت اسکا آگیا ھے کہ نہ صرف ترکوں کو ' بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کرلینا ھے کہ وہ کسی مقام پر حاکم اعلی بنکر رھینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاھیں بھی ' تب بھی ممکن نہیں ھے کہ وہ حاکم اعلی رھیں - ذراسی صوبہ داریوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا نہ ترک تنہا ھرگز مسلمانوں کی عزت دینداری برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ھوگیا - ترکوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور انکے ذرائع آمدنی کم ھوگئے -

چھہ عیسائی طاقت ور قوتیں تھیں - اب متعدد قوت بلقان ایک اور ترکی کی دشمن جان پیدا ھوگئی -

سیاست دانوں کو معلوم ھے کہ انگلستان کی سی دولتمند اور وسیع الذرائع سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رکھنے میں بھی ایڑی تک پسینہ لانا پڑتا ھے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ھو سکے کہ وہ اپنی بحری اور بری ' دونوں قوتوں کو چھہ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاھر ھے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کرسکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کرسکتے ھیں ؟ اب تو انکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ھی مشکل ھوگا - سال آئندہ اگر زار فرڈیننڈ یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ھوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لیے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا ' کل مدینہ یا کعبہ کا ڈھا دینا ضروری تصور ھوا تو اوسکی مدافعت کیسے ھوگی ؟

آج کل کی جنگ کے بعد طاقت دار سے طاقت دار قوتیں فتحمندی کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ھیں - پھر بیچارے ترک کیا کرینگے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ھے - ھجوم آفات ارضی و سماوی ھے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو بڑوں کا ھوا ' بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آڑے آ سکتی ھے ' اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بنا سکتی ھے ' اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کرسکتی ھے ' تو وہ یہی اسلامی روح ھے -

ھمـــارے مقـــدم کام

ھم کو تین کام کرنے چاھئیں -

۱ ــــ ھمکو ایـک مضبـوط اور بہت وسیـع پیــن اسلامـک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ھوں تو پین ایشا ٹک Pan-Asiatic) ارگینزیشن -Arganisation بنانا چاھیے - جو اوسی طرح ھر ھر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشت پناھی کرے ' جسطرح ھر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comaitees بلقان کے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ ــــ ھمکو مسلمانوں میں عام طور پر ' اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر ' قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاھیے ' یہانتک کہ ھم پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا إله إلا الله کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ ــــ کل یورپ پر نقش کردینا چاھیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا ' کل ایشیائیوں کی نظروں میں خار ھوگا - اور انکو یورپ سے بیزار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی خود مختار سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رھگئی ھیں ' بہت کمزور ھیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ھے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ھیں ' اسلیے ھم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ھے - ھمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ھونے کی ضرورت ھے - اگر ھم بیدار ھوگئے تو بلا شبہ ھماری عزت سب قومیں کرینگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ھونگی -

مغـربـی تمــدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ھے ' لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ھو ' وہ دیکھہ سکتا ھے کہ اوس ترقی کی حد ھوگئی ' اور اب انتہا کا آغاز ھے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ھوا ' لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ھوگئے ھیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر کوئسچن Labour-Question (یعنی مسائل عمال - الہلال) درپیش ھیں - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتے ھیں - معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجٹس Sufferettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ خانگی خوشی میں خلل انداز ھونے والا ھے -

تجارتی نظـر سے دیکھیے تو یورپ کی قوتوں میں خود تجارتی رقابت اس خونریزی سے ھو رھی ھے ' اور کشاکش زندگانی اسقدر مہیب ھوگئی ھے کہ قوتوں اور قوموں کو مہلک سامان بر و بحر مہیا رکھنے پر مجبور کردیا ھے تا کہ وہ رقیب سے اپنے کو بچاسکیں - جبتـک ایشیا کے ملـک لوٹنے کو اور جولان گاہی کو باقی تھے وھانتـک آپسمیں صاف ھوکر متفق ھوتے رھے - جب وہ باقی نہ رھینگے تو آپس ھی میں خون خرابہ ھوگا ' اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ھو رھا ھے - وہ وقت آھی گیا کہ معاھدے کوئی چیز نہ سمجھے جاویں ' وہ وقت آگیا کہ کمزور کی حمایت کے بجاے اسکو روند دیا جاوے - ایا کوئی شخص کہہ سکتا ھے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رھسکتی ھے ؟

ایشیا کی تہذیب بدرجہا زیادہ پائدار تھی - اور اب بھی اگر وہ

چکا هے - وه تو ربع مسکون پر تہذیب و عام کا علم بلند کر چکا هے - وہ تو تمام معلوم مذاهب کو اخلاق کا سبق دیچکا هے - میں سمجھتا هوں که اگر هم اسلام کے پیرو نہیں هو سکتے تو همکو چاهیے که هم فوراً ایسا مذهب اختیار کرلیں جسکی پا بندی کر سکیں - جو اسقدر ارفع نه هو جسقدر که اسلام هے - مسلمانوں کا عیسائی هوکر انسان اور صلیب کی پرستش کرنا اچھا هے بنسبت اسکے که وه اپنے افعال اور اعمال سے خداے اسلام کو بدنام کریں - اور خداے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو' اونکے سامنے اپنی ذلیل حالت پیش کرکے' پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بغیر روح اسلامی کے ممکن نہیں

یا پھر کمر همت چست کریں' اور سچے اور پکے مسلمان بنیں - مجھے یقین واثق هے که اگر مسلمان مسلمان هو جائیں' تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبه پر پہنچے بغیر نه رهیں' جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے هر مرض کی دوا اسلام هے - همکو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں هے - همکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں هے - همکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں هے - همکو "ترقی یافته" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - هم اوس وقت کیا برے تھے جب همارے غریب بھائی بادشاهوں کے سامنے اپنے پھٹے کپڑوں میں جاکر انہیں مبہوت کردیتے تھے ؟ هم اوس زمانه میں کیا برے تھے' جب همارے امیر اونٹ کی مہار پکڑے' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے' بیت المقدس کے بے باعظمت اور عیسائیوں کے معتبر مقام کی فتح کے لیے داخل شہر هوئے تھے ؟ هم اوس وقت کیا برے تھے' جب همارا هر فرد راه خدا میں مجاهد تھا - جب هم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نه هوتی تھی' بلکه کل ملک کا خراج همارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب هم خرمی پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے' اور جب هم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے' جس سے همنے ایک طرف تو روحانی طاقت سے اوهام باطله کو فنا کر دیا تھا' اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراهم کرلی تھیں -

کیا همارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں همکو چست سے چست کام کرنے میں مانع هوتی تھیں ؟ کیا هم اونھیں پہنے هوئے بودهابست اور فرانس اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا هماری اُس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طاهرہ اور صاف بود باش نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت نسواں اور اعانت یتیمان و بیکساں میں همسے کوئی دوسری قوم بڑھسکی تھی ؟ کیا همارا سادہ اور قرآنی قانون هماری هر ضرورت کے لیے کافی نہیں هوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم هو سکی جو مساوات' حریت' اخوت کے اصولوں پر اس مضبوطی اور خوبی سے قائم هوئی هو' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پہرا جو اسلام نے همارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا' اوس قانونی گرفت اور پولیس کی روک تھام سے کمزور اور کم اثر تھا جو آج همپر مسلط هے ؟ نہیں - هم کو کچھه نہیں چاهیے سوا اسلام کے - اسلام ! اسلام ! اسلام ! همارے هر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا همارے اوپر کسقدر احسان هے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان هے ؟ هم اسلام سے پہلے کیا تھے ؟ جانور - اسلام نے همکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشه گاه - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمانوں میں اسلام کی محبت رهی - جبتک اونھوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی' اوسوقت تک اونھوں نے زوال نہیں دیکھا - وہ آپسمیں بھی لڑے - انھوں نے ظلم بھی کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بجا رها - جبتک وہ باوجود ذاتی عداوت اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رهے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رهے - اسوقت تک اُنھوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز هی نہیں هے - اوسکی ساخت هی صناع عالم نے ایسی رکھی هے که هر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح هے وہ پست نہیں هوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اڑا سکتا هے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح هو' توپ و تفنگ سے فنا کی جا سکتی هے ؟ نہیں - مگر چاهیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھه نہیں - مسلم بلا اسلامی روح کے بد ترین انسان هے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھه افضل الناس هے - میں آینده کی عیسائیت اور اسلام کی دوبارہ معرکه آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھه رها هوں - میری روح اس اندیشه سے لرز جاتی هے که مبادا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نه هوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب هوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح هے تو وہ کسی طاقت دار سے طاقت دار قوت سے بھی مغلوب نه هونگے -

گذشته کے سبق

اگلے زمانه میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات هیں - کیا اوس زمانه کے قریب قریب هر معرکه میں یه نہیں هوا که مسلمان تعداد میں کم - فوجی ساز و سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونھی کے هاتھه میں رهتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (ضرار) کو ایک نیزہ هاتھه میں لیکر ننگے بدن' ایک تیغ و تبر اور زرہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابله پر آجانے کیلیے آمادہ کرتی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قبل اسکے که غنیم کی تلوار اُسکے ننگے بدن پر گرے' اُسکے نیزے کی ذری سی انی کو زرہ بکتر کے پار پہونچا دیتی تھی ؟ یه وهی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو فاقوں پر فاقه کرنے کے بعد بھی اسلامی مجاهدین میں اسقدر زور باقی رهنے دیتی تھی که شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم غنیم پر غالب آجاتے تھے ؟ وهی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جرأت اور اولو العزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاهی کے اوسی جان نثاری اور شیردلی پر آمادہ و مستعد رکھتی تھی' جیسی به حیثیت ایک کمانڈر ان چیف اور سپه سالار افواج کے اُن میں تھی ؟ یه بھی وهی اسلامی روح تھی -

هماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعه یه پیش آیا که عین اوسوقت' جب غنیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر هے' ایک سپه سالار اور ایک وزیر معزول کیا گیا' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس فعل نے ایسے نازک وقت پر بھی عداوت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور کتنوں نے اوس عزل کے انتقام کے جوش میں وطن فروشی تک پر تیاری کرلی - ترکوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر پڑ نہیں سکتا' جو اسطرف پڑا' پھر بھی اونمیں ایکا نه هوا - پھر بھی وہ ذاتی عداوت دبا نه سکے - سلطنت کا بڑا حصه هاتھه سے نکل گیا' مگر باهمی جنگ و جدل موقوف نه هوئی -

مستقبل

اچھا' اب یه هو چکا هے - باب مسیحیت بھی مسلمانوں کے هاتھه سے گیا - البانیه بھی گیا - سکندر ذوالقرنین کا وطن بھی گیا - سلطان

کے لیے کون سی تہذیب چاهیے اور اس تہذیب کے دبانے کے لیے کون مذهب یا کون قوم مناسب ہے ؟ میں مسلمان هوں - محض پیدائشی مسلمان نہیں - بلکہ میں سمجھتا هوں کہ اگر میں کسی مذهب کا پابند هوسکتا هوں تو اسلام هي کا - اگر میري گردن کسی کے آگے عاجزانہ جھک سکتي ہے تو وہ خدا ہے ' اور خدا بھي وهي جو ان صفات کا هو :

هو الله الذي لا اله الا هو ' عـالم الغيب و الشهادة ' هو الرحمن الرحيم - هو الله الذي لا اله الا هو ' الملک القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبـار المتكبر - سبحان الله عمـا يشركون - هـو الله الخالق البارئ المصور له الا سماء الحسنى ' يسبح له ما في السماوات و الارض ' و هو العزيز الحكيم -

اگر مذهب ضروري ہے تو اسلام کے سوا کوئي نہیں

اگر میں کسي انسان کا ایسا معتقد هوسکتا هوں کہ اسکے ارشادات کو بلا چوں و چرا قبول کروں ' تو اوس انسان کا ' جو حقیقي طور پر رحمت للعالمین تھا - جو واقعي اکمل البشر اور افضل الناس تھا - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبہ شخصوں سے بھي بلند تھا - میں مسلمان هوں - مسلمان هونے پر مجھے فخر ہے - اور میري دلي آرزو یہ ہے کہ میں تمام دنیاکو نعرۂ لا اله الا الله محمد رسول الله لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا هوں کہ میرے لیے اس سے زیادہ اور کوئي خوشي کي بات نہیں هوسکتي کہ کل ایشیائي اور افریقي باشندے مسلمان هوجاویں - مسلمان سے هرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں هیں - بلکہ قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تھے -

ایسے مسلمان جنکي زندگي ' جنکي موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے الله کے لیے تھیں - جو بیکسوں پر رحم کرتے تھے - یتیموں کي مدد کرتے تھے - سچ بولنا جنکا شعـار تھا - دوسروں کے لیے خود تکلیف اوٹھانا جنکا شیوہ تھا - جو جانوروں تک پر ظلم کے روا دار نہ تھے - جو کسي موقع پر انصاف سے نہ هٹتے تھے - جو راہ حق پر نہ صرف اپني جانیں بلکہ کل اپنے خاندان کي جانیں اور مال نثار کردیتے تھے - جنکي جرات اخلاقي و جسماني دونوں اعلی ترین مرتبہ پر تھیں - الغرض میں ایشیا اور افریقہ کیا ' کل دنیا کا مسلمان هوجانا چاهتا هوں - سچے دل سے چاهتا هوں - اور اسمیں جو کوشش هو ' اسے کرنے کیلیے موجود هوں - لیکن اس کے ساتھہ هي میں یہ نہیں کہتا کہ اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگي نہ تھي - میں تو " لانفرق بين احد من رسله " کا قائل هوں - رام هوں ' یا کرشنا - شیو هوں ' یا بدھا - یہ سب وہ گراں قدر لوگ تھے ' جنکي عظمت جسقدر هم کریں کم ہے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربي (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کہنا چاهتے ' تو همیں یہ تو نہ چاهیے نہ اونکو آگے کرنے سے محض تعصب کي بنیاد پر پس و پیش کریں ؟

یہ سب کو معلوم رهنا چاهیے کہ اسلام کے اصول عالمگیر هوئے هیں - اور بالاخر وهي کل بني نوع انسان کے اصول هونگے - اگر وہ ترقي پذیر رها اور کمال ترقي تک پهونچا -

ایسي حالت میں اوس سے تعصب رکھنا خود اپنا نقصان کرنا ہے - دراگر اسوقت یہ امر قابل لحاظ نہ هو ' تب بھي یہ دیکھنا تو ضرور ہے کہ کون قوم ' یا کس مذهب کے پیرو اسوقت مادي تہذیب کا کامیابي سے مقابلہ کرسکنے کي اهلیت رکھتے هیں ؟ جو قوم یا جو مذهب اسکي امید دلائے ' اوس کو کل ایشیا و افریقہ کو بلکہ دنیا کے کل اوس حصے کو ' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے مفقود هونے دینا نہ چاهے ' اوسي قوم اور اوسي مذهب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دلسوزي کے ساتھہ حمایت کرني چاهئے -

میں جو خیالات جاپان کی بابت رکھتا هوں ' وہ میں ظاهر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یہ سمجھتے هوں کہ جاپانیوں کي قوم اور بودہ مذهب هي مادي تہذیب و ترقي کا مقابلہ کرکے روحانیت کا بول بالا کرسکتا ہے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامي سے آزاد کرا سکتا ہے ' تو بلا پس و پیش میں کہونگا کہ مسلمانوں کو بھي فوراً چاهیے کہ جاپان کو آگے کرکے اوسکي حمایت کیلیے کمر بستہ هوجائیں -

اب تنگ دلي ' تعصب ' اور بیجا جنبہ داري کا وقت نہیں ہے - جاپان اگر عالم گیري کي همت رکھتا ہے ' تو اوسے بیشک میدان میں آنا چاهئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹھانا چاهئے - بہر صورت اب وقت خواب کا باقي نہیں رها -

روحانیت بالکل مغلوب هو رهي ہے - اگر اب بھي اوسکا تحفظ نہ کیا گیا ' تو پھر کامیابي محال نہیں تو هزار چند زیادہ دشوار هو جاویگي -

هم مسلمانوں کو همارے خدا نے خیر الامم کہا ہے - اسلیے سب سے زیادہ همارا فرض ہے کہ هم اس حالت کو محسوس کریں - اور بني نوع انسان کے شرف کو برقرار رکھیں -

وقت کا سـوال

مسلمـانوں کے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ تـرک جئیں یا نہ جئیں - عرب زندہ رهیں یا نہ رهیں - اونکے لیے سـوال اب یہ نہیں ہے کہ ایڈریا نوپل رہے یا نہ رہے - قسطنطنیہ رہے یا نہ رہے - اونکے لیے اب اسکا سوال بھي نہیں رها کہ یورپ سے اسلام خارج هو یا نہ هو ' اور افریقہ میں اسـلامي سلطنت خود مختار باقي رہے یا نہ رہے - یہ عظیم الشان مسئلہ اونکے لیے خارج از فکر ہے -

بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تھا - اور قطع نظر ان امور کے جنـگ صلیب یہ اول هي نہیں هولي -

مسلمانوں کي شان یہ ہے کہ مصیبت پر ثابت قدمي دکھا دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت ' دونوں کو مصیبتوں کي حالت میں ترقي هوتي ہے -

مسلمان بلا شبہ شکست کھا گیے هیں - مگر کیا اونکي همت بھي ٹوٹ گئي ہے ؟ کیا وہ مایوس بھي هوگیے ؟ کیا انھوں نے

لا تقنطوا من رحمة الله

کے جادو اثر اور جاں بخش ارشاد کو فراموش کردیا ہے ؟

اسطرف مجھے غریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق هوا تو مجھے یقین کامل هوگیا کہ ابھي مسلمانوں کے دل مردہ نہیں هوگئے - ابھي اونمیں اسلام کي محبت موجود ہے -

اگر اسلام کي خدمت کا شوق کم هوا ہے تو هم ایسے مسلمانوں میں ' جن پر مغربي عنصر غالب آگیا ہے -

افسوس ہے تو یہ کہ وہ بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد ہے مادي تہذیب سے نابلد هیں - وہ یہ نہیں جانتے کہ کسطرح وہ حسن و خوبي سے آج کل اسلام کي خدمت کرسکتے هیں - اونمیں اب بھي ایسے جوانمرد نکلینگے جو اسلام کے لیے توپ کے منہ میں گھس جاویں - اپني سمجھہ کے موافق وہ هر طرح کي اسلام کي خدمت کرنے کو تیار هیں -

لیکن اونکو چونکہ مادي تہذیب سے واقفیت کم ہے اسلیے وہ بہترین صورت مدد کي سوچ نہیں سکتے -

اور هم لوگ جو سوچ سکتے هیں اونکو شراب و کباب سے فرصة

عروج پر پہنچا دیجاوئے تو وہي دنیا کے کاربار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتي ہے -

مگر ایشیا کي قو میں بیدار بھي تو ھوں - ایشیائی تہذیب کا زنگ بھي تو دفع ھو -

میں جانتا ھوں کہ لوگ اسے فیناٹزم Fane tessm اور جنون کہینگے - میں جانتا ھوں کہ اس حالت بربادي و تباھي میں یہ بات منہ سے نکالنا بہتوں کو ھنسادیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رھسکتا کہ ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسي قوم میں ہے' جس نے مذھب اسلام اختیارکیا ھو - عیسائیت کے "مذھب مخالف" " flaith antayonisdic " ھي میں عیسائي تہذیب کی جگہ لینے کا مادہ ہے -

صرف اسلام ھي جامع روحانیت و مادیت ہے

(۲) مسلمانوں کا خمیر ھي ایسا تیار کیا گیا ہے کہ اونمیں قوم اوسط ھونے کي قابلیت ھو' اور جو عیسائي مادیت اور ھندوں کي روحانیت کے بیچ بیچ ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا ھوں کہ تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا کہ مقابلہ خالص مادیت سے ہے -

اگر ایک چور کوئي مال لیے جا رھا ھو' تو پہلا کام تو یہ ھونا چاھیے کہ مال رکھا لیا جاے اور قوت مادي سے کام لیا جاے - اسکے بعد پھر چاھیے کہ چور کي درستي اخلاقي کے لیے اوسپر روحاني اثر ڈالا جاے کہ وہ چوري کا ارادہ ھي نہ کرے' اور اپنے پڑوسي کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز ہے - مگر مادي ترقي کے بغیر ھم روح کي برتري قائم نہ رکھہ سکینگے -

ھمارا تمدن سادہ رھے - ھم تجارت میں بھي بہت ترقي نہ کریں - ھمکو اسلیے روپیہ کي بھي بہت ضرورت نہ ھو کہ ھم قناعت پیدا کریں' اور کشاکش زندگاني کو زیادہ شدید نہ بننے دیں - لیکن جب ھمارے اوپر دفعتاً اوس طرح چھاپہ مارا جایگا' کا جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تھا' تو ھم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یہ ہے کہ یورپ کے علاوہ افریقہ' ایشیا' امریکہ' کہیں کوئي ایسي زمین وہ چھوڑنا نہیں چاھتا' جہاں کے لوگ' اور جہان کا مال اوسکے تنازع للبقاء میں معین ھو -

مذاھب ھند اور مقابلۂ مادیت

ایسي حالت میں ھم اکیلي روحانیت کو لیکر چاٹ نہیں سکتے - جاپان مادي تہذیب کو اختیار کر رھا ہے' مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اوسکا بھي وھي حال ھوگا جو عیسائیوں کا ھوا - روحانیت مفقود ھوجاویگي' انسانیت ختم ھو جاویگی' اور انسان ایک ایسي کل بنجا ویگا جو روپیہ اور سامان عیش نفس ڈھالا کرے - میں یہ اسوجہ سے نہیں کہتا کہ میں بدہ مذھب کي روحاني قوت سے بے خبر ھوں - عیسائي مذھب کی اور بدہ مذھب کي روحانیت میں کچھہ بہت فرق نوعیت کا نہیں - ھاں بدہ مذھب کي روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند ہے - مگر دونوں کي روحانی حالت اس جہان کون و فساد کے لیے مناسب نہ تھي - جسطرح مادیت نے عیسائي روحانیت پر غلبہ کرلیا' اور عیسائي تہذیب محض خود غرضي اور بہیمیت کي طرف منتقل ھوگئي' اوسي طرح مجھے اندیشہ ہے کہ بدہ مذھب کی روحانیت کا بھي یہي حال ھوگا - جاپان اپنی شخصیت خاص قائم رکھکر ترقي نہیں کر رھا ہے' بلکہ مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رھا ہے' اور چونکہ اسوقت اوسے کامیابي ھوگئي ہے' اسلیے وہي رنگ اختیار کرلینے کي اور بھي رغبت ھوگي - مسلمانان ترکي بھی اوسي رنگ پر آرھے تھے' مگر انکے تو قدرت کي جانب سے ایک طمانچہ سخت رسید ھوگیا - لیکن جاپان کامیاب ھوا' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا' جسکا اثر حکمت اور روباھیت سے جلد ضائع کیا جا رھا ہے' مگر پھر بھي جاپان کي کامیابي میں شک نہیں' اور اوسکو مغربي رنگ اختیار کرنے پر وہ کامیابی کافي ترغیب دیسکتی ہے' بلکہ دیرھی ہے - ابھي کئی دن ھوے کہ شاہ جاپان کي قتل تک کي سازش کا اظہار ھوا تھا - یہ بھی مغربی رنگ ہے - ھندوں کي تہذیب بھي بہت اعلی اور فلسفیانہ ہے - اونکي روحانیت درجہ کمال کو پہونچي ھوئي ہے - لیکن روحانیت کے کمال پر پہونچنے کا نتیجہ یہ ہے کہ مادي ترقي قبول کرنے کي قابلیت صحیح نہیں رھی ہے - ھندوستان کے اولوالعزم مدبر امکاني کوشش ھنود کے اصلاح تمدن کي کر رھے ھیں - ھندوستان کے مسلمانوں کي نسبت ھنود نے بہت کچھہ مادي رنگ حاصل کیا ہے - لیکن اگر غور سے دیکھیے تو ھندونکے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ ھیں - جنکا ھزار برس میں بھي پوري طرح سے دفع ھونا آسان نہیں -

اصل یہ ہے کہ ھندونکي تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف ہے - اور یہ کسیطرح آسان نہیں نظر آتا کہ ھندوں کي قوم مادیت اور روحانیت' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقي رھتي ہے تو وہ وھي ہے جسکو مادي تہذیب نے ابھي ابھي روندا ہے - میں پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - کہ مادي تہذیب کے مقابلہ کے لیے' نہیں مادي تہذیب کو نیچا دکھانے کے لیے' مسلمانوں سے زیادہ کوئي قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت ہے جو مادیت سے سازکرسکتي ہے' اور جسپر پھر مادیت غالب نہیں آسکتي - اگر ذرا برابر بھي اسبات کي کوشش کي جاوے کہ اپني حالت قائم رھے -

اسلام ایسي معمولي تعلیم نہیں دیتا کہ کوئي ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا اوسکي طرف پھیر دو -

وہ یہ بھي نہیں کہتا کہ سوئي کے ناکے سے اونٹ کا پار ھوجانا آسان ہے لیکن مالدار آدمي کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یہ آبہت سانی سے کرسکتے ھیں کہ اپني تہذیب اسلامي اور ایشیائي پر قائم رھیں اور پھر بھي یورپ کے ھم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چھوت اچھوت کے جھگڑے کہاں ھیں ؟ اونمیں خود کشي اور باد شاہ پرستي کي خرابیاں کہاں ھیں ؟ آجکل یورپ نے جمہوري اصول اختیار کر رکھا ہے - اور تجربہ نے یہ بتادیا کہ ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑھکر کوئي طریق حکومت نہیں -

پھر مسلمانوں سے بڑھکر جمہوریت پسند اور کون ھو سکتا ہے ؟ ھر مسلمان کے خمیر میں ڈیما کرٹزم Dmocratisim ھونا چاھیے -

مسلمان ھي ایک ایسي قوم ہے جو غیر اسلامي اصول حکومت سے مستغني ھو سکتي ہے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم ھي اسلامي اصول پر ھوئي تھي لیکن چونکہ عیسائي مذھب میں تہذیب کے اخلاقي حالت پر بحال رکھنے کا سامان نہ تھا' حضرت مسیح نے تہذیب و معاشرت کے اصول منضبط نہ کیے - اسلیے عیسائیوں میں وہ اسلامي تہذیب آکر بالکل مادیت ھوگئي' اور اب اسکو اسلامي تہذیب کیا' خود عیسائي تہذیب کہنا بھی غلطي ہے -

ابتو یہ تہذیب بیسویں صدي کي تہذیب ہے - جسکي بنیاد بالکل اصول ضروریات Ulltorean Prinsiph پر ہے -

اب ایشیائي قوموں دو یہ دیکھنا ہے کہ ایسي تہذیب کے مقابلے

(عـــلانات)

دهلي [illegible]

پہلے تیموري تاجدار اور اسکے خاندان کي کیا شان تهي - اور غدر کے بعد کیا هوگئي - پهولوں کي سیج پر سونے والي شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - اُنکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کهائے بہادر شاہ غازي اور انکے بال بچوں پر کیسي کیسي بپتائیں پڑیں - شہنشاہ هند کے بیٹوں اور نواسوں نے دهلي کے بازاروں میں کسطرح بهیک مانگي - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجه حسن نظامي میں بکثرت جمع کیے گئے هیں - یه مجموعه ڈهائي سو صفحه کا هے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بهي بہت سے دلچسپ مضمون خواجه حسن نظامي کے هیں - قیمت صرف ایک روپیه -

اگر هندوستان میں انگریزی چراغ گل هو جائے

خدا نخواسته حکومت کا نہیں بلکه انگریزوں کي پهیلائي هوئي نئی روشن کا چراغ اگر گل هوجائے اور اهل هند اپنے قدیمي تمدن اور پراني روشني کے اصول کو اختیار کرلیں تو اسوقت نئي روشني کي بولتي هوئي تاریخ لسان العصر اکبر اله آبادي کے کلام میں جوں کي توں مل جائیگي - کلیات اکبر کا یه لا جواب مجموعه دو حصوں میں همارے هاں موجود هے - قیمت تین روپیه آٹهه آنے -

یـــورپ اپنے گهـــر میں رهے

ایشیاء و افریقه میں اسکا رهنا عقل اور فطرت کے خلاف هے - یه مقوله مصر کے زبردست بزرگ اور تمام صوفیوں کے شیخ المشائخ کا هے جو انهوں نے اپني کتاب مستـقبل الاسلام میں لکها هے - اس کتاب میں ایسي دل کو لگنے والي پیشین گوياں هیں که مسلمان علی الخصوص ایشیائي آنـکهه دیکهکر باغ باغ هو جاتي هے - اسکے اردو ترجمه کا نام اسلام کا انجام هے - قیمت چار آنے -

زار روس کي هتهکڑیاں

اس کا بهید شیخ سنوسي کے رسالوں میں هے جسمیں ظهور حضرت امام مهدي اور شہنشاه انگلستان کے مسلمان هونے اور آئنده زمانه کے هولناک انقلابات کي سچي پیشین گویاں هیں -

حصه اول ۴ آنه - حصه دوم کتـاب الامر ۴ آنه - حصه سوم فیضان ۸ آنه -

هندوستان میں [illegible]

سلطان محمود غزنوي نے سومنات میں کیونـکر جهاد کیا - اسکے چشـم دید منظر روزنامچه خواجه حسن نظامي میں ملینگے جسمیں سـفر بمبئي سومنات کاٹهیاواڑ گجرات وغیره کا دلچسپ تذکره هے - قیمت ۸ آنه

محدث گنگوهي کي گرفتاري

عارف و واصل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوهي رحمة الله علیه غدر کے زمانه میں کیونکر گرفتار هوئے اور آنپر کیا کیا گزري اسکا ذکر اسـي نئي سوانح عمري میں هے - یه کتاب نہیں هے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانه هے - با تصویر قیمت ایک روپیه ۸ آنه - اسرار مخفي بهید - ۴ آنه ترکي فتـح کي پیشین گویاں قیمت دو پیسه - دل کي مراد قیمت ۱۰ آنه - رسول کي عیدي قیمت ۲ آنه

یه سب کتابیں کارکن حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائیے -

سستـم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچـا وقت ' برابر چلنے والي ' معه محصـول دو روپیه آٹهه آنه

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلي اسٹریٹ ڈاکخانه دهرمتله کلکته -

کوٹ اور ٹرَوزرس Troutsers کي شکلين ديکھنے سے فرصت نہيں - همپر بدقسمتي سے يورپ کي تہذيب کا سکه اسقدر بيٹھه گيا هے که ذرا برابر بهي اوس سے انحراف کريں تو شرمنده هو جاتے هيں -

معلوم تو يه هوتا هے که مغرب نے همارے جسم هي کو نہيں بلکه هماري روح کو بهي مغلوب کر ليا هے -

اگر يورپ همسے يه کہے که اسلام يورپ ميں رهنے کے قابل نہيں - تو هم بهي فوراً کہديںگے که ترکوں کو يورپ سے نکلکر ايشيا ميں آکر انگلستان کي پرورش سے زندگي بسر کرنا چاهئے ! !

اگر يورپ همسے يه کہے که اسلام جمهوريت کے ساتهه نہيں چلسکتا تو هم بهي فوراً يه تسليم کر ليں گے که ايران اور ترکي ميں جو اندوه ناک انقلابات هوے' وه اوسي وجه سے هوے ! !

يه تو بڑے بڑے معاملات هيں - هماري افسوس ناک حالت تو يه هے که هم ذرا سے ٹب ميں پاني بهر کر نهانے کو' باوجود اسکے که وه طب اور سائنس کي رو سے قطعاً مضر اور گنده طريقه هے' صرف اسليے پسند کرتے اور اختيار کرتے هيں که يورپ ميں وه رائج هے -

افسوس که هم ميں هي اسکي قابليت نهی که هم اپني تهذيب کو پهر بلند مرتبه پرپهونچاتے ' اور اپنے ملک - اپنے مذهب - اپني قوم کے عروج کے طريقے نکالتے - ليکن هماري حالت يه هے که هم اپنے آپ کو بهول گئے هيں - اور اسپر فخر کرتے هيں که هم مهذب بهي اگر سمجهے جاتے هيں تو اس حالت ميں که مغرب کي بُري اور بهلي هر طرح کي تهذيب پر کاربند هوں -

ميں نے ايک غزل کہي تهي - اوسکا ايک شعر يه تها :

برا هو اس محبت کا - بهلا هو حسن دلکش کا
ميں اپنے آپ سے گم هوں مگر ميرا پتا تم هو

آخر کے " بهلا " کو بهي " برا " کهکر' مسلمانوں کي حالت کے مطابق اسے بنا سکتے هيں -

مادي تهذيب کي اس نمايشي دلاويزي اور عقل فريبي نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بهلا ديا هے - اور مغربي تهذيب کا نشان انکے ليے بهي قائم کر ديا هے - وهي معيار تهذيب و انسانيت هے -

مولانا ! ياد رکهيے که قادر حقيقي هم هي لوگون سے شديد باز پرس کريگا که همنے اُن دلدادگان اسلام کي حمايت کيون نه کي ' جو اسطرح سے اسلام کي خدمت کو تيار تهے -

آپ نے جو پاليسي اختيار کي هے اور جس عظيم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے ليا هے' وه يقيناً اصلي اور صحيح علاج هے - آپ مسلمانوں ميں مذهبي روح پهونکنا چاهتے هيں' اور معارف قرآن کے ذريعه سے -

بيشک اوسکا' اثر هوگا - بلکه بہت کچهه هو چکا هے' ليکن وقت اسکا مقتضي هے که اسکے اثر کو ضائع نه کيا جاے اور کوئي عملي کام شروع کرديا جاے -

ميري خدام کعبه کي اسکيم Scheme کو بهي آپ نے ٹال رکها اور ميرے پاس ٹهيک مسوده بهي نہيں هے -

کچهه کرنا ' اور جلد کرنا ضروري هے - آپ يه تو ديکهيں که آپ تو ايک بهت بڑا کام کر رهے هيں رهيں يعني " الهلال " کي روشني هند ميں پهيل رهي هے - ميں تو بيکار هو رها هوں - کچهه تو کروں - خدام کعبه کي اسکيم چلے تو اُسی کام کو کروں -

جو پين اسلامک Pan. Islamic انجمن کي ماليخوليائي اسکيم تهي اوسے بهي بهيجتا هوں - ملاحظه فرمائيے - آپ تو اوسپر نه هنسيںگے ' مگر هندوستان کے نوے في صدي مسلمان اوسکو پڑهکر سمجهے

مجنون ضرور کهينگے - وه کهيں گے که عمل ميں لانے والي چيز نہيں - اچها نہيں - اور پهر نہيں - اور پهر نہيں - شايد وه وقت بهي آجاے که وه قابل عمل هوجاے - جو چيز فوراً عمل کي هو اوسے کرنا چاهيے -

بهر حال کچهه کرنا چاهيے - پهر اوٹهيے - اب دير کيا هے ؟ سونچ کيا هے ؟ انتظار کيا هے ؟

والسلام

الهــــلال

پيش نظر امور سے يه عاجز غافل نہيں - گذشته آٹهه ماه سے شب و روز يهي فکر دامنگير رهي هے - ليکن ميري نظر اور پهلوؤں سے پڑ رهي تهي - ميں اُس بهترين طريق عمل ' اور ايک نقطهٔ کار کا متلاشي تها ' جسکے چاروںطرف اپني موجوده صدها ضرورتيں جمع هوسکيں - بهر حال جو کچهه سونچنا تها' سونچ چکا هوں ' اور رحمت الهي کا شکر کرتا هوں که اُس نے اپنے فضل و کرم سے راه سوجها دي هے - آينده نمبروں ميں اسکي توضيح ديکهه ليجيے گا - آجکي اشاعت کے مقالات افتتاحيه گويا اسي کي تمهيد ميں - آپکي اسکيم " خدام کعبه " بهي شائع کر ديتا هوں - وما توفيقي الا با الله - عليه توکلت واليه انيب -

همارا ليڈر کون هے

—:*:—

آخري فيصــله کـــي گهـــڑي

— * —

دنيا بهول ميں هے - روپوں کي تهيلي اور پتلون کي جيب ميں ليڈر کو تلاش کرتي هے - همارے رهنما حجازي رسول (صلعم) هيں - تيره سو برس کي پائدار رهبري کو چهوڑ کر هم خود غرض' بے اعتبار - اور مقلدين فرنگ ليڈر نہيں چاهتے - آخري فيصله کي ساعت اب آگئي - توحيد کي روشني اخباري دنيا کي تاريکي ميں نمودار هونا چاهتي هے - وه هفته وار اخبار توحيد هے - هر هفته بڑي تقطيع کے آٹهه صفحوں پر ميرٹهه سے شائع هوا کريگا - خط اور چهپائي نهايت صاف - لڑائي کي تصويريں - مفيد و دلچسپ اسلامي کارٹون - تازه اخبارات و رسائل کا ضروري خلاصه - انقلاب انگيز طوفاني چال' بيدين کے لئے بهونچال - امن و امان کے لئے نيک فال - هم خاص و عام کے سمجهه کے قابل باتيں - وه طريقے جنسے ملک ميں ليڈر شناسي کا ملکه پيدا هو - مولانا حسن نظامي دهلوي کي ايڈيٹري' نگراني ' اور سرپرستي ميں ميرٹهه سے ١٠ اپريل سنه ١٣ع سے جاري هو جائيگا - قيمت سالانه صرف ٣ - روپيه - نمونه ايک آنه کے ٹکٹ آنے پر مليگا - مفت نہيں - الهلال کا حواله ضرور ديجئے -

منيجر اخبار توحيد - لال کورتي - ميرٹهه

	روپیه	آنه	پائي
اهلیه قاضي محمد حسین صاحب محله جهنڈا کلاں	٦	١١	٣
سید محمد یوسف میاں محله جهنڈا کلاں	-	-	١٥
سید حسین احمد میاں محله جهنڈا کلاں	-	-	٥
چند مسلمانان شاهجهانپور	-	٩	٢

بذریعه سید بشارت علي و سید مظهر امام صاحب

هنسلي نقرئي ایک - کنگن نقرئي ایک جفت - بالي نقري ٩ عدد - جهومر نقري
- بتانا نقري ایک جفت - چهلا نقرأي ایک جفت - جوشن ایضاً ایک جفت - آرسي
- انگوٹھي نگدار ایک - پاندان برنجي ایک معه بوذرچو - حصه برنجي خرد و کلاں
- کمور برنجي ایک - سالي ملیکیا ایک - برنجے ایک - لوٹا برنجي ایک -
دان معه بودوجه ایک - پاندان مدور ایک - بورجه مه مسي ٥ عدد - ایضاً رکابي
و کلاں بدهنا و بدهني - ایضاً ٥ عدد - کٹوره مسي ایک - گلاس الیومونیم ایک -
ے بلم-ري دوعدد - گهڑي جیبي کهنه ایک - سگریٹ کیس دوعدد - تسبیح ایک -
لي لیس ایک - حولي مخمل ایک - انٹا ایک - بیهک ایک - چاقو ایک - صافه ایک -
ن چامداني ایک - سهد نامه معه جزدان ایک - کتاب از قسم ناول گیاره جلد -
وبند سرخ ایک - رجب علي سوداگر بکس ایک - نقد - ٥ ١٥

	روپیه	آنه	پائي
بذریعه ڈاکٹر فضل شاه صاحب جهت پت	-	٧	١٠١
جناب عبد الحمید خاں صاحب	-	-	٥
خاں بهادر سردار لشکر	-	-	١٠
حاجي کریمداد خاں	-	-	٥٠
معرفت جناب خانصاحب منشي معزاز الدین	-	-	٩
کریمداد ملازم هسپتال	-	١	١
منشي صوبه خاں برینچ پوسٹماسٹر	-	-	٣
منشي فیض محمد خاں گرد اور قانونگوں	-	٨	٨
مرزا محمد حسن عرائض نویس	-	-	٢
جناب ڈاکٹر فضل شاه	-	-	١٠
سید عبد الخالق	-	-	٣
بقایا رقم جو که پہلے چندوں سے بچي تهي	-	١٥	٢
بزرگان ٹیٹا گڑه - کلکته در گهڑیاں جیبي - و نقد	-	١٤	٣٥٥
جناب خلیل الرحمن صاحب باقر گنج - بانکي پور	-	٦	٦
بزرگان جمرئي ضلع مونگیر بذریعه محمد یعقوب صاحب	-	-	١٣٠
عبد القادر صاحب ضلع ڈیره غازي خاں	-	-	٢٠
بذریعه حبیب النبي خانصاحب صولت	-	-	٢
بزرگان صاحب بگاں بمقام کالي گهاٹ بذریعه نعمت صاحب مستري	٦	١	٦٠
ایس - ایم - پیارے صاحب از مخدوم پور - گیا	-	-	٤١
ایک خاتون از دیار پور - سوهاگ پور بذریعه	-	-	١٩٥
سید احمد صاحب (علیگڈه)			
بزرگان برهل گنج ضلع گورکهپور بذریعه سید محمد قاسم صاحب			
کلرک تهانه	٩	١٢	١٦
جناب چودهري اعجاز رسول صاحب ردولي	-	-	٢
بزرگان بایزید پور ضلع مونگیر بذریعه شمش الهدی صاحب	-	١٣	١٦
شیخ محمد عطا الله صاحب طالب علم اٹاوه	-	-	٣
نبي بخش - خدا بخش صاحب بستي مونتي خاں هوشیارپور	-	٢	٢٥
نذیر الدین صاحب نعماني ردولي	-	-	٥

برادران هنود و اسلام ریاست جبر کهاري ضلع همسر پور بذریعه
جناب منشي عبد الرحمن صاحب و نفر الحسن صاحب - - ٢٥٠

(به تفصیل ذیل)

چنده متفرق جو عید گاه میں بقر عید کو

	روپیه	آنه	پائي
وصول هوا	٦	١٢	١٢
منشي عبد الوحید صاحب معه اهلیه خود	-	١٠	٣
منشي عبد العزیز صاحب معه اهلیه و پسر خود	-	-	٧
بابو سعید احمد صاحب ڈاکٹر شفاخانه ریاست	-	٧	١٤
جناب والده صاحبه ڈاکٹر صاحب ممدوح	-	-	١٠
منشي عیوض علي صاحب پیشکار	٦	١٢	١
منشي احمد حسین صاحب کمال الدوله	-	١٠	١
منشي بهوري خانصاحب	-	١٤	١
منشي عبد الباسط صاحب	-	٦	٩
مرزا احمد حسین صاحب سررشته دار حضور دربار	-	-	٢
منشي رجب علي خانصاحب منصرم پیماش	-	٥	١
نجف خانصاحب سوار	-	١٣	-
منشی فخر الرحمان صاحب	٦	-	٩
مولا بخش صاحب سوداگر	-	٨	١١
سید سرفراز علي صاحب سوداگر	-	-	٢
منشي رسول خانصاحب افسر دریم	-	١٢	٤
منشي صادق حسین خانصاحب			
سب انسپکٹر پولیس	-	-	٩
شمس الدین صاحب سوداگر مهوبا	-	-	١
قوم چنده جو مبلغ ریاست جرکهاري میں			
وصول هوے	٦	٨	٩
عبد الجلیل خانصاحب عرف پول خاں	-	-	٥
چهوٹے خا صاحب سپاهي	-	٨	٢
امام خانصاحب سپاهي	-	١	٣
رسولی حسن باز صاحب	٣	١١	-
منشی امیر الله خانصاحب اهلمد اپیچنٹی			
معه اهلیه خود	-	٦	٥
منشی عبد الکریم صاحب سررشته دار ریاست	-	-	٥
بیگم صاحبه مدار المهام صاحب	-	-	٢
والده صاحبه حافظ یوسف علی	-	-	١
حکیم مهر خانصاحب حکیم ریاست	-	-	١
منشی عبد المجید صاحب مورمال	-	-	٤
منشی احمد جان صاحب باگول	-	٩	١
منشی امجد علی صاحب	-	-	١
مولوي محمد ابراهیم صاحب مجسٹریٹ			
درجه سویم	-	-	١
جگن خانصاحب ٹهیکدار آبکاري	-	-	٢
شیخ الهی بخش صاحب سوداگر	-	-	٣
سید باقر حسین صاحب	-	٩	١
میر اصغر علی صاحب اور سیر	-	-	١
شیخ غازي صاحب تماکو فروش	-	-	١
منشی بهادر خان صاحب مدرس			
انگریزي	-	-	١
دیوان شیخ محمد صاحب	-	-	١
سید عبد الرحیم صاحب حضور دربار	-	-	١
حکیم احمد حسین صاحب حضور دربار	-	-	٢
شیخ مداري خلیفه چررنی	-	-	١
محمد خانصاحب	-	-	١
رمضان صاحب	-	-	١
مرزا واجد بیگ صاحب ٹهیکدار تعجورت	-	-	١
منشي ارشاد حسین خانصاحب مورمال	-	-	١
منشي عبد الحکیم صاحب سب انسپکٹر پولیس	-	-	٢

فهرست

زر اعانهٔ دولت علیهٔ اسلامیه

(١٨)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ، بان لهم الجنه

بقيه فهرست اسماء بزرگان موضع بيگون، جنكي مجموعي رقم ٨ - ٢١٢ بذريعه جناب ولي محمد صاحب عباسي ، ساكن اودے پور، وصول هوئي اور فهرست نمبر ١٣ ميں شائع كي گئي تهي -

	پائي	آنه	روپيه
سبحان نيورا	-	-	١
حمان مرتوال	-	٨	-
فاصل مرتوال	-	-	١
الله بخش هانسي وال	-	-	١
امير حسنا - چوهان	-	٦	-
اسلم الدين چوهان	-	١٠	-
فامتو چوهان	-	٨	-
نعمت گوري	-	-	١
قادر اجميري	-	٨	-
الله ركها مرتوال	-	٨	-
محمد ولد قاسم هانسي وال	-	٨	-
نبي بخش هانسي وال	-	-	١
الله ركها اجميري	-	٨	-
الله بخش ولد داؤد لاهوري - بيگون	-	-	١
الله ركها ولد نورا هانسي وال	-	٨	-
رمضو ولد فاصل چوهان	-	-	١
الله بخش ولد كريم بخش	-	١٠	١
چهوٹو اجميري	-	٨	-
كريم چاندنا	-	-	١
راجو	-	-	١
رسول	-	-	٢
فاصل	-	-	١
الله بخش	-	-	٢
نبي بخش پٹيل	-	-	٢
هاشم جان والا	-	-	١
داؤد بهاجوري	-	-	١
نورا جان والا	-	-	٥
حسنا ولد ميرو	-	-	٢
ناپتو	-	٨	-
نبي بخش كدواسا والا	-	-	١
كلو	-	-	٤
گوٹو ولد قادر	-	-	١
نبي بخش	-	-	٣
نورا پٹيل	-	-	١
دهولا	-	٨	-
نبي بخش ولد امنم بخش نداف بيگون	-	-	١
چاندو	-	-	١
امام بخش چوني بيگون والا	-	١٣	١
كالو	-	-	١
رحمان ولد ميرو	-	٨	-
شهاب الدين چهپه بيگون	-	-	٥

	پائي	آنه	روپيه
كرم بخش	-	-	-
جمال الدين	-	-	-
اسحاق	-	-	٣
مسماة فاطمه بيوه نورا	-	٣	-
ابراهيم نيلگر بيگون	-	-	٢
حسنا	-	-	٣
پير بخش	-	-	٥
غريب	-	-	٤
خدا بخش	-	-	١
خواجو	-	-	١
خواجو بهلواڑه والا	-	٦	-
نبي بخش	-	٣	-
گدا سچا	-	-	٢
الله نور سمرگندہ والا	-	-	١
قدرت الله خان كوتوال	-	-	٥
دوست محمد خان همدرد سپاهي بيگون	-	-	٢
دراز خان	-	-	٣
گلاب خان ولد نبي بخش	-	-	٢
نصر محي خان	-	٨	-
اكبر خان	-	-	١
پير خان ولد مدح خان	-	-	١
منير خان	-	-	١
چاند خان	-	٣	-
عزيز خان	-	-	١
لعل خان	-	-	١
نانهو ساركر بيگون	-	-	١
عالم كاغذي	-	٢	-
الله بخش مصور	-	-	١
محمد ڈولر والا	-	-	٢
حسنا آهنگر	-	-	١
مستان شاه	-	-	١
چهوٹو ورق ساز	-	-	١
رحيم بخش بهبوجه	-	٨	-
رحمان سورگر	-	٨	-
حسن شاه صاحب جفت فروش	-	٨	-
نبي بخش جعفر	-	٤	-
بهورا شاه جعفر	-	-	١

اسمائے بزرگان شاهجهانپور جنكا چنده ... ... ١٥٦ - بذريعه جناب مولوي سيد محمد نبي صاحب وكيل شاهجهانپور وصول هوا اور فهرست نمبر ١٢ ميں شائع كيا گيا -

	پائي	آنه	روپيه
سيد محمد غلام رباني صاحب مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	٢٠
سيد رفيق حسن صاحب محله خليل	-	-	٥
حكيم سيد جميل الدين صاحب محله نجو خليل	-	-	٢
همشيره سيد محمد حسن صاحب مياں محله علاوري	-	-	٥
سيد محمد حسين صاحب مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	١
عنايت احمد خاں صاحب محله غليري	-	-	١
محمد كشور علي خاں صاحب محله تارين بهادرگنج	-	-	٥
سيد مشرف علي مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	٥
سيد عبد الحكيم مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	-
اهليه سيد محمد نبي مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	-
اهليه سيد غلام رباني مياں محله جهنڈا كلاں	٦	٥	١٠
همشيره سيد غلام رباني مياں محله جهنڈا كلاں	-	-	

	پائي	آنه	روپیه
نورن باچر والا	۰	۲	۰
کیو شتر سوار	۰	۲	۰
نور بیگ	۰	۲	۰
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۶	۰	۰
جھنگي باجے والا	۰	۱	۰
رمضان تلنگا	۶	۰	۰
دیوان خان تلنگا	۰	۱	۰
مسماۃ بڑي بہو فیل خانہ	۰	۱	۰
شیخ روشن صاحب	۰	۲	۰
کہري صاحب	۰	۱	۰
شیخ نتھو صاحب	۰	۲	۰
رسول بخش صاحب	۰	۱	۰
مرزا نوجي صاحب	۳	۰	۰
مرزا بشارت صاحب	۰	۱	۰
چھوٹے خانصاحب	۳	۰	۰
یوسف خانصاحب گولہ انداز	۰	۴	۰
غازي خانصاحب چابک سوار	۰	۲	۰
شیخ کلو گولہ انداز	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
نور خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دایم خانصاحب سپاهي	۰	۱	۰
بدلو سیقل گر	۱	۰	۰
باسط سپاهي	۲	۰	۰
شیخ اسمعیل صاحب	۰	۵	۰
شیخ بشارت	۰	۵	۰
بادل خانصاحب سپاهي	۳	۰	۰
یعقوب بیگ گولہ انداز	۰	۳	۰
مرزا بشارت بیگ صاحب	۰	۴	۰
شیر علي صاحب عطار فروش	۰	۴	۰
علي مرزا صاحب گولہ انداز	۰	۵	۰
دایم خانصاحب پہلوان	۰	۸	۰
مرزا نجف بیگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا خاتم بیگ صاحب	۰	۴	۰
مرزا کریم بیگ	۰	۸	۰
محمد شیر خانصاحب مدرس	۰	۲	۰
رمضان بیگ صاحب	۰	۲	۰
فتح خانصاحب	۰	۱	۰
علي خانصاحب بلم بردار	۰	۱	۰
منو خانصاحب	۰	[illegible]	۰
نتھو خانصاحب	۰		۰
مدار حسین بیگ صاحب	۰	۱	۰
شیخ غازي صاحب	۰	۱	۰
رضا بیگ صاحب	۳	۰	۰
منو بیگ صاحب	۳	۰	۰
محمد بیگ صاحب	۳	۰	۰
ورد قہار صاحب	۰	۱	۰
نبي بخش صاحب	۰	۲	۰
قادر بیگ	۰	۳	۰
رجب قہار	۰	۱	۰
حافظ نور محمد صاحب	۰	۲	۰
پٹو صاحب	۰	۱	۰

	پائي	آنه	روپیه
گلاب خانصاحب	۰	۲	۰
چھوٹے خانصاحب	۰	۱	۰
صدر خانصاحب ہرن باز	۰	۶	۰
مظفر حسین صاحب چوکیدار	۰	۱	۰
غلام اکبر خانصاحب مختار	۰	۴	۰
شیخ عبد الله صاحب سپاهي	۰	۲	۰
حسین خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
دین محمد صاحب سپاهي	۰	۲	۰
شیخ خیراتي روشن چوکیدار	۰	۸	۰
نجف خانصاحب چوکیدارے	۰	۴	۰
غازي خانصاحب برقنداز	۰	۲	۰
سري بہشتي	۰	۱	۰
نبو صاحب سپاهي	۱	۱	۰
شیخ عثمان	۰	۴	۰
امیر خانصاحب مور دربار	۰	۴	۰
عبد الرشید صاحب مختار	۰	۴	۰
شیخ الہي بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
حاجي اله دین صاحب	۰	۴	۰
میر بخش - شترخانہ	۰	۱	۰
عیدو سبزي فروش	۰	۲	۰
سیقول سبزي فروش	۰	۲	۰
مان خانصاحب افسر دویم	۰	۴	۰
پٹو خانصاحب	۰	۲	۰
امام باجے والا	۰	۲	۰
زوجہ محمد امان خانصاحب	۰	۱	۰
خاند سپاهي	۰	۱	۰
به ذریعه شیخ چاند صاحب سپاهي	۰	۳	۰
منشي گلاب خانصاحب مور	۰	۳	۰
توندي رنگریز	۰	۱	۰
قانتي خلاصي	۰	۱	۰
کہري منشکا سطاسب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب گولہ انداز	۰	۲	۰
حسین بیگ منکا	۰	۱	۰
قربان علي سپاهي	۰	۱	۰
مرزا سداري بیگ صاحب	۰	۲	۰
بقاتي بساطي	۰	۲	۰
جمن منہار	۰	۳	۰
لعل محمد منہار	۰	۱	۰
شیخ بہوري	۰	۴	۰
عثمان خانصاحب طالبعلم	۰	۴	۰
گدو سائیس	۶	۱	۰
پٹو خانصاحب سپاهي	۰	۳	۰
مرزا والایت علي بیگ	۰	۲	۰
جہسو خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
غالب خانصاحب سوار	۰	۴	۰
دلاور سپاهي	۰	۲	۰
فقیري جمعدار تحصیل	۰	۳	۰
حسن خان وزن کش	۰	۴	۰
مان خانصاحب سپاهي	۰	۴	۰

	پائی	آنه	روپیه
منشي عبد الحميد صاحب سابق سب انسپکٹر	۰	۰	۱
منشي شاهمت حسين صاحب طالب العلم	۰	۰	۲
سبزي فروشونکی پنچایت سے وصول ہوے	۰	۰	۱۰
قاسم علي صاحب جمعدار نقار خانه	۰	۴	۱
معرفت منشي وزير خانصاحب پيشكار	۰	۰	۱۰
منشي عبد الرزاق صاحب مدرس	۰	۰	۲
سيد محمد عباس صاحب تحصيدار رياست ينكم گڈھه	۰	۰	۱
منشي عبد الكريم صاحب سب انسپکٹر پوليس رياست بهادر	۰	۰	۱
منشي علي شير خانصاحب سب انسپکٹر	۰	۰	۶
منشي عبد الرحمن خانصاحب هڈ کانسٹبل ضلع هوڈپور	۰	۰	۱
بهادر خانصاحب ٹهيكدار همير پور	۰	۰	۱
شيخ عبد الغفور صاحب همير پور	۰	۰	۱
شيخ لكهو صاحب شتر سوار	۰	۰	۱
مصاحب ارجن سينگهه جوديو صاحب كرنيل افواج رياست چركهاري	۰	۰	۵
پنڈت درگا پرشاد صاحب سب انسپکٹر پوليس	۰	۰	۱
منشي كرشن گوپال صاحب	۰	۸	۰
پنڈت جگناتهه پرشاد	۰	۰	۱
بلونت سنگهه صاحب موٹر ڈرائور	۰	۴	۰
سيد نير حسن صاحب سپاهي	۰	۰	۱
عمرو حجن سوداگر تماکو	۰	۸	۱
نور محمد سبزي فروش	۰	۰	۱
راج بخش صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
شيخ بدلو صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
شيخ دمون صاحب سبزي فروش	۰	۰	۱
امير خانصاحب خانسامان	۰	۰	۱
مسماة حسيني جان	۰	۰	۲
مسماة حيدري جان	۰	۰	۱
مسماة لعل جان	۰	۰	۱
مسماة نذير جان	۰	۹	۱
مسماة بيگم جان	۰	۹	۱
مسماة مسان جان	۰	۱	۰
مسماة پريا والدة رمضان	۰	۸	۰
مسماة جنی	۰	۸	۰
مولوي نور خانصاحب اهلمد	۰	۸	۰
احمد حسين صاحب	۰	۰	۱
رمضان علي صاحب عطر فروش	۰	۸	۰
اعزاز حسين صاحب مختار	۰	۶	۰
محمد خانصاحب قوال	۰	۸	۰
حكيم محمد رضي صاحب اهلمد	۰	۶	۰
شيخ محمد صاحب اهلمد	۰	۸	۰
خيراتی خانصاحب ٹهيكدار	۰	۸	۰
منشي عبد اللطيف صاحب قاضي شهر	۰	۸	۰
هدايت الله خانصاحب همير پور	۰	۸	۰
حاكم سبزي فروش	۰	۴	۰

	پائی	آنه	روپیه
پير بخش صاحب	۰	۴	۰
سبسی صاحب نابينا	۰	۱	۰
رمضان علي صاحب خانسامان	۰	۴	۰
منشي رضا بيگ صاحب جمعدار	۳	۶	۰
شيخ فجو برقنداز جنگ خانه	۰	۴	۰
شيخ رمضن صاحب	۰	۴	۰
مولا بخش صاحب چوڑي والا	۰	۴	۰
شيخ الهی بخش صاحب سوار	۰	۴	۰
شيخ عبدو صاحب	۰	۴	۰
شيخ خيراتی سائيس	۰	۴	۰
شيخ حسين سپاهی	۰	۲	۰
پير بخش صاحب	۰	۲	۰
مهر خانصاحب	۶	۲	۰
مولا بخش صاحب بلم بردار	۰	۱	۰
مصطفى كونچوان	۹	۱	۰
جناب سداري صاحب	۳	۰	۰
منشي بهادر خانصاحب مدرس اردو	۰	۲	۰
رمضان صاحب	۰	۱	۰
شيخ كلو صاحب	۰	۲	۰
آغا صاحب ملنگ	۶	۲	۰
رسول خانصاحب ملازم شفاخانه	۰	۱	۰
بهادر خانصاحب	۰	۲	۰
علي حسن صاحب	۰	۲	۰
اسمعيل خانصاحب	۰	۲	۰
شيخ فجو صاحب گهر گنور	۰	۴	۰
والده لعل خانصاحب	۰	۴	۰
لياقت حسين صاحب گوله انداز	۶	۲	۰
سيد محمد حسين صاحب	۰	۴	۰
قاضي مومن صاحب	۰	۲	۰
مهر خانصاحب	۶	۱	۰
دلو بهشتي	۰	۱	۰
شيخ شبراتی صاحب رنگساز	۰	۲	۰
شير خانصاحب گوله انداز	۰	۴	۰
نور خان ولد غازي خان گوله انداز	۰	۴	۰
ذان خانصاحب گوله انداز	۰	۲	۰
احمد خانصاحب سپاهي	۰	۲	۰
شيخ عبد القادر صاحب محافظ دفتر	۶	۰	۰
خدا بخش صاحب	۰	۴	۰
مسماة نورن	۰	۴	۰
رسول خانصاحب سپاهی	۰	۶	۰
شيخ الهي ڈنگا نواز	۰	۲	۰
شيخ عبد الله صاحب عطار	۰	۲	۰
حافظ شيخ سمو صاحب	۰	۴	۰
والده عبد الرحمن صاحب	۰	۱	۰
بهول خانصاحب	۰	۴	۰
شاه خان خانصاحب	۰	۱	۰
كلو خان صاحب بگنله مارڑي كارڈ	۰	۴	۰
سوين ڈلنگا	۰	۲	۰

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

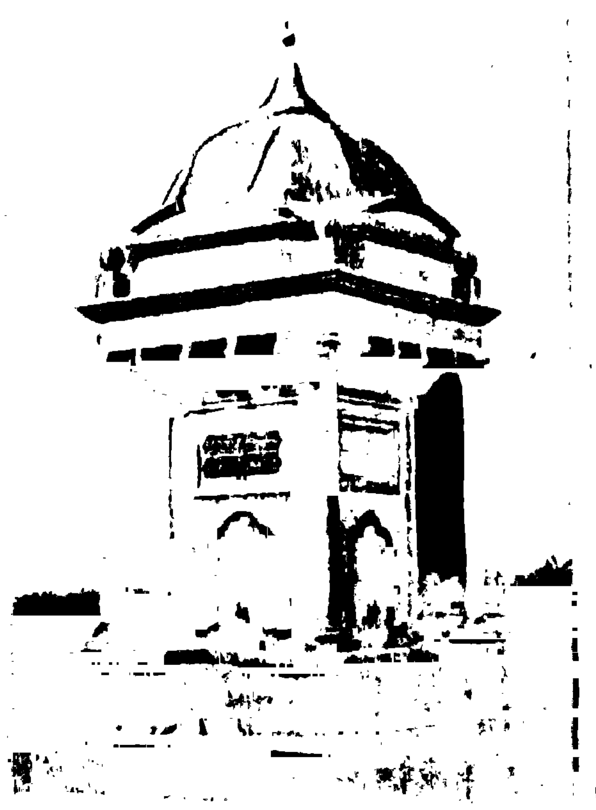
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta: Wednesday, April 23, 1913.



قیمت فی پرچہ
ساڑھی تین آنہ

نام	پائی	آنہ	روپیہ
شمشیر خانصاحب وزن کش	۰	۰	۱
شیخ سبحان وزن کش	۰	۲	۰
رستم خانصاحب وزن کش	۰	۸	۰
شیخ مقیم صاحب وزن کش	۰	۴	۰
شیخ خدین صاحب وزن کش	۰	۲	۰
مداری صاحب وزن کش	۰	۲	۰
شیخ عثمان سپاهی	۰	۴	۰
اسمعیل خان ولد پیر خان	۰	۴	۰
گھنٹے باجے والا	۰	۱	۰
گل خا[illegible] کابلی	۰	۲	۰
تاج محمد صاحب کابلی	۰	۱	۰
بھورا	۰	۲	۰
رمضان وفاتی	۰	۱	۰
ظہور الله صاحب	۰	۲	۰
شیخ اکرام صاحب	۰	۱	۰
پیر خانصاحب جمعدار	۰	۴	۰
للو منشی صاحب	۰	۱	۰
خدا بخش چوکیدار	۰	۱	۰
دختر نصب علی صاحب	۰	۲	۰
پیر خانصاحب سپاهی	۰	۱	۰
ملو رنگریز	۰	۱	۰
حاکم رنگریز	۰	۱	۰
عبدل خیاط	۰	۱	۰
عمر صاحب	۰	۱	۰
رمضان فراش	۰	۱	۰
نتھائتن ڈمریدار	۰	۴	۰
بشارت بیگ صاحب	۰	۲	۰
بدھو صاحب	۰	۱	۰
رحیم صاحب	۰	۱	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
خواجو صاحب	۰	۴	۰
سید برکت علی صاحب	۰	۲	۰
میر صاحب	۶	۰	۰
مان خانصاحب سوار	۰	۴	۰
سید برکت علی صاحب چوکہاری	۰	۲	۰
شیخ رحیم صاحب	۰	۲	۰
میر خانصاحب جمعدار پولیس	۰	۲	۰
مرزا متھو صاحب	۰	۱	۰
مرزا چنگی صاحب	۰	۱	۰
شیخ سبحان صاحب	۰	۱	۰
میکو صاحب	۶	۰	۰
مرزا حسو صاحب	۰	۱	۰
وزیر خانصاحب سوار	۰	۴	۰
شیخ امیر تلنگا	۰	۱	۰
قاسم علی صاحب	۰	۱	۰
مہر خانصاحب سپاهی	۰	۲	۰
شیخ چاند	۰	۲	۰
ایک مسلمان	۰	۲	۰
رحم خانصاحب تلنگا	۰	۰	۱
فقیری صاحب	۰	۴	۰
منشی عبد الحکیم صاحب طالب علم	۰	۱۲	۰
والدہ صاحبہ فخر الرحمان خان محرر	۰	۰	۱
اہلیہ صاحبہ فیض محمد	۰	۰	۱
محمد خانصاحب سپاهی	۰	۴	۰

نام	پائی	آنہ	روپیہ
مولا بخش	۰	۲	۰
زوجہ حیات خانصاحب	۰	۲	۰
فجھو حجام	۰	۴	۰
لالی حجام بذریعہ اسلم خان	۰	۳	۰
محبوب بخش صاحب ٹھیکدار	۰	۰	۱
محصول منی ارڈر	۰	۸	۲
جناب عبد الکریم صاحب کوهیمہ (آسام)	۰	۰	۱۰۰
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب شیخو پوری	۰	۰	۲
جناب عبد العزیز خانصاحب سہسرامی	۰	۰	۵
جناب وحید الحق صاحب ستملپور	۰	۰	۷
جناب محمد یوسف صاحب اوورسیر جلیسر	۰	۰	۱۷
بذریعہ جناب عبد العزیز صاحب اوورسیر لوئیلم	۰	۰	۵
جناب منشی نور محمد صاحب ٹھیکہ دار	۰	۰	۲۰
جناب غلام حیدر خانصاحب	۰	۰	۵
جناب بابو ایسر دام صاحب	۰	۰	۵
بذریعہ جناب سید قطب الدین مکتر - هسوا - گیا	۰	۱۰	۲۸
(بہ تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع هسوا ضلع گیا		۴	۲۶
,, بھبنور ,,	۹	۰	۷
,, پالی خورد ,,	۰	۲	۳
,, منکھولی ,,	۳	۳	۲
بذریعہ جناب ابو طاهر محمد ظاهر حق صاحب بہار - پٹنہ			
(بہ تفصیل ذیل)			
بزرگان موضع کوسی ضلع گیا	۰	۰	۷۲
,, گودر هزاری باغ	۰	۰	۲۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاهر کرنے کی اجازت نہیں	۰	۰	۳
ایک بزرگ از گید گنج - الہ باد	۰	۰	۱
بذریعہ جناب احمد سعید صاحب افضل گڈہ - بجنور	۰	۴	۵۱
(بہ تفصیل ذیل)			
امام بخش منتری قصاب مانیا والا	۰	۰	۱
عظمت الله پٹواری والا	۰	۰	۱
منشی حبیب الله	۰	۰	۱
حکیم مُولا	۰	۸	۰
حبیب الله ولد محمد بخش	۰	۴	۰
علی محمد ولد الهی بخش	۰	۸	۰
نبی ولد خدا بخش	۰	۴	۰
رفعتی حجام	۰	۴	۰
خدا بخش قصاب	۰	۶	۰
نبی رنگساز	۳	۸	۰
رحمت الله ولد الهی بخش	۰	۰	۱۲
بشیر احمد میکھور	۰	۰	۱
آصف آباد	۰	۴	۱
احمد سعید صاحب	۰	۰	۲۰
نبی ولد ایزد بخش	۰	۸	۰
مولا بخش رنگساز	۰	۲	۰
عبد الرزاق صحبودہ	۰	۸	۰
محبوب علی	۰	۴	۰
مولا بخش نداف	۰	۸	۰
جھو نداف	۰	۲	۰
کالو نداف	۰	۲	۰
کریم بخش نداف	۰	۲	۰

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Propriet & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

عنوان للتلغراف

« الهلال »

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۱٦ — کلکته : چهار شنبه ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 23, 1913.

فهرست

— * —

تصاویر

— * —

تلغــــراف خصوصي

— * —

(قسطنطنیه ۲۲ - اپریل) ۱۹ تاریخ کو هماري وزارت کا ایک جلسه هوا ' جسمیں تمام اتحادي شریک تھے - ۲۳ - رایوں سے برخلاف ۱۲ - کے قرار پایا که " عربي زبان " کے مسئلے کو اهل عرب کی دیرینه خواهش کے مطابق منظور کرلیا جاے - نیز یه که بیروت ' دمشق ' اور مکۂ معظمه میں بهت جلد سرکاري یونیورسٹیاں قائم کي جائیں - آپنے اپنے خطوط میں اسکي خواهش کي تهي پس یه خوشخبري برادران اسلام کو پهنچا دیجیے - خدا ترکوں اور عربوں کے اتحاد سے نئے دور اسلامي کا افتتاح کرے -

مصباح

شذرات

—:○✱○:—

شمس العلماء مولانا شبلي نعماني

اور [illegible] " النـــدوہ "

— * —

(مسلم گزٹ) لکهنو میں منشي اعجاز علي کاکوروي برادر منشي احتشام علي صاحب ' اور منشي اسحاق علي کاکوروي ایڈیٹر الناظر کي دو تحریریں نکلي هیں ' جنمیں رساله الندوہ کے موجودہ ایڈیٹر مولوي عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم کے ایک مضمون " جهاد " کي نسبت بعض واقعات و حالات درج کیے هیں -

مجهکو سب سے پہلے اس واقعه کي نسبت خود مولانا شبلي نے اله اباد سے ایک خط میں صرف اسقدر لکها تها که " الندوہ میں ایک سخت مضمون جهاد کے متعلق نکلا ہے جو ندوہ کے مقاصد کے خلاف ہے "

اس سے زیادہ اسمیں کچهه نه تها اور یه شاید چار پانچ مهینے کي بات ہے -

میں نے اسکے بعد ایک دو مرتبه الندوہ کے پرچے دفتر میں تلاش کراے ' مگر معلوم هوا که یا تو وہ پرچه نهیں آیا ' اور آیا تو اب نهیں ملتا -

اسکے بہت عرصے کے بعد لکهنو سے ایک صاحب کي مراسلت آئي جس میں اس مضمون کي تائید تهي ' میں نے انکو خود اس مضمون کا خط لکها تها که " جهاد کی نسبت میرا جو

و تلك الايام نداولها بين الناس

(١٣٣ ، ٣)



سلطان سليم ملك ثاني (رح)

باني جامع سليم واقع ادرنه



مقبرة سلطان سليم (ح)

واقع ادرنه

البلاغ

— * —

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون !

لوگوں کے نتائج اعمال کا وقت قریب آ لگا ‘ لیکن اسپر بھي وہ غفلت میں سرشار اور اللہ کے طرف سے منھہ موڑے ہوے ہیں ! !

— * —

استجیبوا لربکم من قبل ان یاتی یوم لا مرد لہ من اللہ ‘ مالکم من ملجا یومئذ و مالکم من نکیر - فان اعرضوا ‘ فما ارسلناك علیهم حفیظا - ان علیك الا البلاغ (۴۲ : ۴۶)

اے غافل لوگو ! اُس فیصلہ کن دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو ‘ جو اُس کے طرف سے اعمال بد کے نتائج میں آنے والا ہے ‘ اور اُسکا ٹلنا ممکن نہیں - اُس دن نہ تو تمھارے لیے کہیں پناہ ہوگي ‘ اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ھي کرسکوگے !!

اگر اسطرح سمجھا دینے پر بھي یہ لوگ روگرداني کریں تو (اے پیغمبر) ہم نے کچھہ تم کو اُن پر داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں ‘ تمھارے ذمے تو بس حکم الہي کا پہنچا دینا ھي ہے - ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے -

— * —

ایڈریا نوپل جو حلفاء بلقان کي راہ کامیابي میں بظاہر آخري مانع کامیابي تھا ‘ بالاخر مسخر ہوگیا ‘ مع (جامع سلیم) کي مقدس محرابوں کے ‘ جنھوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز ‘ اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ھي کو دیکھا تھا ‘ اور مع اُن بلند اور عظیم الہیئتہ مناروں کے ‘ جن پر آج تک روزانہ اعلان و شہادت توحید کي ایک صدا بھي قضا نہ ہوئي تھي - وہ فتح ہوگیا ‘ حالانکہ ہمارے جوش و بیداري کا لشکر عظیم ابتک غفلت و سرشاري کے قلعہ میں محصور ہے اور عبرت و تنبیہ کے پیہم ہجوم ابتک اُسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! ویا ویلتا ! و یا ندما !!

لمثل هذا یذوب القلب من کمد
ان کان في القلب اسلام و ایمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے اول بار یہ خبر سني - میں نے دیکھا کہ اس خبر کي تصدیق کے بعد بھي دنیا ویسي ھي تھی ‘ جیسي اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف ‘ اور اپني احتیاجات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ نیند کے انتظار میں بستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگي کي مصروفتیوں میں کوئي تغیر نہیں ہوا ‘ اور اپنے اندر بھي دیکھا تو حالت ویسي ھي پائي ‘ جیسي کہ کل تک تھي - حالانکہ ہم میں سے کوئي بھي اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سونچا کہ کیا کسي دن اسي طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہوجانے کي خبر آ جائیگي ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سونچا کہ کیا ایک دن ہماري آخري متاع عزت یعنے بیت جلیل خلیل اللہ اور مسجد مطہرۂ رسول اللہ پر بھي ملاعنۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کي خبر آجائیگي ‘ اور ہم اسي طرح اپني رفتار مدہوشي میں آگے بڑھجائیں گے ؟ فما ذا جری علی المسلمین ؟ و من لذي دفع بهم من علئین الی اسفل سافلین ؟

(ولقد اخذناهم بالعذاب ‘ فما استکانوا لربهم و ما یتضرعون !) اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھي اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے ‘ اور اپني غفلت پر نہیں روتے ؟



جامع سلیم (ادرنہ) کا
محراب و منبر

دنیا میں قوموں کیلیے بڑے بڑے کام ہیں - بہت سي ہیں جنکو اپنے ایوان حکومت اور تخت جلال کي آرایش کرني ہے - بہت سي ہیں ‘ جنکو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں ‘ اور اپني عالمگیر تجارت کي حفاظت مقصود ہے - بعض اپني قومي دولت و ثروت کے بڑھانے کي فکر میں ہیں ‘ اور بعض خدا کي زمینوں پر قبضہ کرنے کے انتظام میں ‘ لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کیا کام باقي رہگیا ہے ؟ حکومتیں باقي نہیں رہیں کہ انکے دبدبۂ و سطوت کا نقارہ بجائیں ‘ دولت و ثروت کب کي جا چکي ہے ‘ اور جو رہچکي ہے ‘ وہ بھي برف آتش زدہ ہے - نئي زمینوں پر قبضہ کرنے کي فکر کیا کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام ذلت و نکبت بسر کرنے کیلیے باقي رہگئے تھے ‘ انکے لایق بھي نہ نکلے - تہذیب و تمدن کي جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایۂ انسانیۃ سمجھا جاتا ہے ‘ اور دنیا کي قوموں کي فہرست میں ہمارے نام کے ساتھہ " وحشي " اور " نا قابل حیات زندگي " کے القاب لکھے جاتے ہیں " کیونکہ اللہ کي زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے - ہم سے زمینیں چھین لیني چاہیئں ‘ اور جسقدر جلد ممکن ہو ‘ ہمارے بار ذلت سے دنیا کو پاک کردینا چاہیے - ہماري تیرہ سو برس کي تاریخ کے بعد ‘ آجکل کي سرگذشت حیات صرف اتني ھي باقي رہگئي ہے ! فیا للعار ! و یا للاسف ! ! و آہ ! آہ ثم آہ ! !

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو !
اے خوں شدہ دل تو تو کسي کام نہ آیا !

ہماري تمام متاع اقبال لٹ چکي ہے - ایوان حکومت کھنڈر ہیں ‘ اور تخت شاہي اُلٹ گئے ہیں - اب ہمارے پاس کچھہ باقي رہگیا ہے ‘ تو بس یہي چند مسجدوں کي محرابیں ہیں ‘ اور چند عبادت گاہوں کے صحن ‘ اور یا پھر وہ گنبد سبز ‘ جسکے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان سو رہا ہے !

لیکن آج ایڈریا نوپل کي جامع سلیم کے صحن میں بلغاریوں کے بوٹوں کي گرد اُڑ رہي ہے ‘ کون کہہ سکتا ہے کہ کل اور کیا کچھہ نہوگا ؟

پھر اے وہ لوگو کہ اپنے ایوان حکومت کي حفاظت نہ کرسکے ‘ کیا آج خدا کي عبادت گاہوں کي محرابوں اور اُسکي صداے توحید بلند کرنے کے مناروں کي بھي حفاظت نہ کرسکو گے ؟ ؟

* * *

اعتقاد هے وہ واضح هے - میں اسکو اصل اصول اسلامي اور بنیاد حیات شریعت سمجھتا هوں - رها وہ مضمون - اور ندوہ کے معـاملات ' تو جب تـک وہ پرچہ دیکھہ نہ لوں ' کچھہ نہیں کہہ سکتا - آپ وہ پرچہ بھیجدیں - "

مگر میرے پاس پرچہ نہیں آیا ' اور پھر مجھے اسکا خیال بھي نہیں رها -

پچھلے دنوں لکھنو میں مولانا سے ملاقات هوئي تو یہ ذکر نکلا - اس وقت بجاے واقعہ کے تفصیلي حالات کے ' اصل موضوع پرکچھہ گفتگو شروع هوگئي ' اور ایک بخاري عالم وارد لـکھنو آگئے - انسے میر زاهد کا تذکرہ شروع هوگیا ' پھر مولانا کرامت حسین صاحب آگئے - اور باتیں هونے لگیں ' اور اس طرح وہ بات درمیان هي میں رهگئي -

میں اس وقت سونچتا هوں تو اس واقعہ کي نسبت میري معلومات ابتدا سے صرف اتني هي رهي هے ' اور اسي غرض سے میں نے یہ تفصیل لکھي -

ان دو مضمونوں سے معلوم هوتا هے کہ " جب یہ مضمون نکلا تو مولانا نے مقامي پانچ ممبروں کو جمع کیا اور انھیں دھمکي دي کہ اگر اس مضمون کے لکھنے والے کو سزا نہ دوگے ' تو میں هز انر سے تمھاري شکایت کرونگا - پھر رزولیوشن کے لفظ میں اپني جانب سے بعض الفاظ بڑھا دیے ' اور اس کمیٹي نے ڈپٹي کمشنر صاحب کو لکھا کہ آپ جو سزا تجویز فرمالیں اسکے نافذ کردینے کیلیے هم طیار هیں -

پھر انتظامي جلسہ هوا ' اور پہلي کارروائي کالعدم قرار پائي - اسپر هز انر کي چٹھي پہنچي ' اور اب چھہ ماہ ملازمت ندوہ سے معطل کردینے کي وهاں سے سزا تجویز هوئي هے "

اگر یہ واقعي سچ هے تو اسمیں کوئي شک نہیں کہ همارے اعتقاد میں مولانا نے اور آن ممبروں نے نہایت سخت کمزوري دکھلائي - یہ سچ هے کہ ندوہ کي حالت خاص طرح کي هوگئي هے - وہ برسوں ایک باغي جماعت سمجھي گئي ' اور اسکے کام کرنے والوں کو حیدر آباد بھاگنا پڑا یا مکہ معظمہ کے طرف هجرت کرني پڑي - یہ بھي ضرور هے کہ مولانا جب ندوہ میں آے اور برسوں سعي و کوشش کي تو خدا خدا کرکے گورنمنٹ کا خیال بدلا ' اور اب اسکي زندگی اسکي بخشي هوئي زمین ' اور اسکے مقرر کیے هوے عطیے پر هے - لیکن با ایں همہ اِن واقعات سے صرف یہ نتیجہ نـکلتا هے کہ اس مضمون کا الندوے میں نکلنا جو ندوے کا آرگن اور ایک محض تعلیمي جماعت کي آواز هے ' نا موزوں تھا ' لیکن جب نکل گیا ' اور ایک غلطي جو هوني تھي هوگئي ' تو اب اسپر اسقدر گھبرانے کي کوئي بات نہ تھي کہ ان واقعات تـک معاملے کو پہنچا یا جاے -

ان مضامین میں ظاهر کیا گیا هے کہ اس جلسے میں مولانا عبد الباري ' مولانا عبد الحي ' منشي احتشام علي ' اور مسٹر ظہور احمد بھي شریک تھے - معلوم نہیں ان صاحبوں نے کیا خیالات ظاهر کیے ؟ لیکن اگر یہ سچ هے کہ اس کمیٹي نے گورنمنٹ کو فیصلہ کرنے کي دعوت دي تو مولانا عبد الباري سے مجھے نہایت تعجب هے جنھوں نے ریسراے کو اسقدر غضب آلود تار دیا تھا ' اور اسپر میں نے بھي اظہار مسرت کا ایک تار انکي خدمت میں بھیجا تھا ' نیز مولوي عبد الحي صاحب سے ' جو سید صاحب بریلوي کے خاندان سے هیں ' جنھوں نے سکھوں کے مقابلے میں جہاد کیا تھا - پھر منشي احتشام علي سے ' جو لکھنو کے شیعہ سني کے فتنے میں اسقدر قوم کا ساتھہ دیچکے هیں کہ آنکے لیے ایک نئي کربلا وقف کردي ' اور همیشہ " جھنڈے " کے مسئلے میں بمقابلہ گورنمنٹ اپني جماعت کي سرپرستي فرماتے رهے - گو بد قسمتي سے اب عشرۂ محرم میں انھیں شہرسے باهر چلا جانا پڑا هے -

لیکن میں راے قائم کرنے میں جلدي نہیں کرسکتا - ایک بزرگ جسکے اخلاص ' آزادي خیال ' غیرت اسلامي ' اور جوش ملي کا مجھے بدیہیات جیسا یقین هے ' اور اسکي ایک نہیں ' بلکہ بیسیوں شہادتیں میرے سامنے هیں ' جبتـک صحیح ذرائع یقین سے حالات معلوم نہو جائیں ' یقیناً اسکا مستحق هے کہ فیصلہ کرنے میں جلدي نہ کي جاے -

میں نے اسي خیال سے ایک خط مولانا کیخدمت میں روانہ کیا اور لکھا کہ تمام واقعات اصلي سے اطـلاع بخشیے ' لیکن مولوي عبد السلام صاحب کے کارڈ سے معلوم هوا کہ مولانا سخت علیل هیں اور خط وکتابت سے مجبور -

مجھکو بڑي هنسي آئي ' جب میں نے هز انر سرجیمس مسٹن بہادر کي اس بارے میں چٹھي پڑھي - انکے نسبت پرایوٹ سکریٹري لکھتے هیں کہ " هز انر اس بارے میں آپ لوگوں سے اتفاق کرتے هیں کہ هندوستان میں جہاد کے وعظ کي ضرورت نہیں ' خواہ وہ دفاعي هو یا غیر دفاعي "

لیکن میں هز آنر کو اطلاع دینا چاهتا هوں کہ وہ اسلامي جہاد کے وعظ کي ضرورت اور عدم ضرورت کا فیصلہ نہیں کرسکتے - وہ مسلمانوں کے حکمراں هیں ' لیکن اسلام پر حکمراں نہیں - بہتر هے کہ اس مسئلہ کے فیصلے کو هم هي پر چھوڑ دیں -

هفتہ جنـگ

اس هفتہ میں حلفاء بلقان کے باهمي تعلقات بگڑتے بگڑتے علانیہ جنـگ وجدال اور کشت وخوں ریزي تـک پہنچ گئے ' اور ایسا هونا نا گزیر تھا -

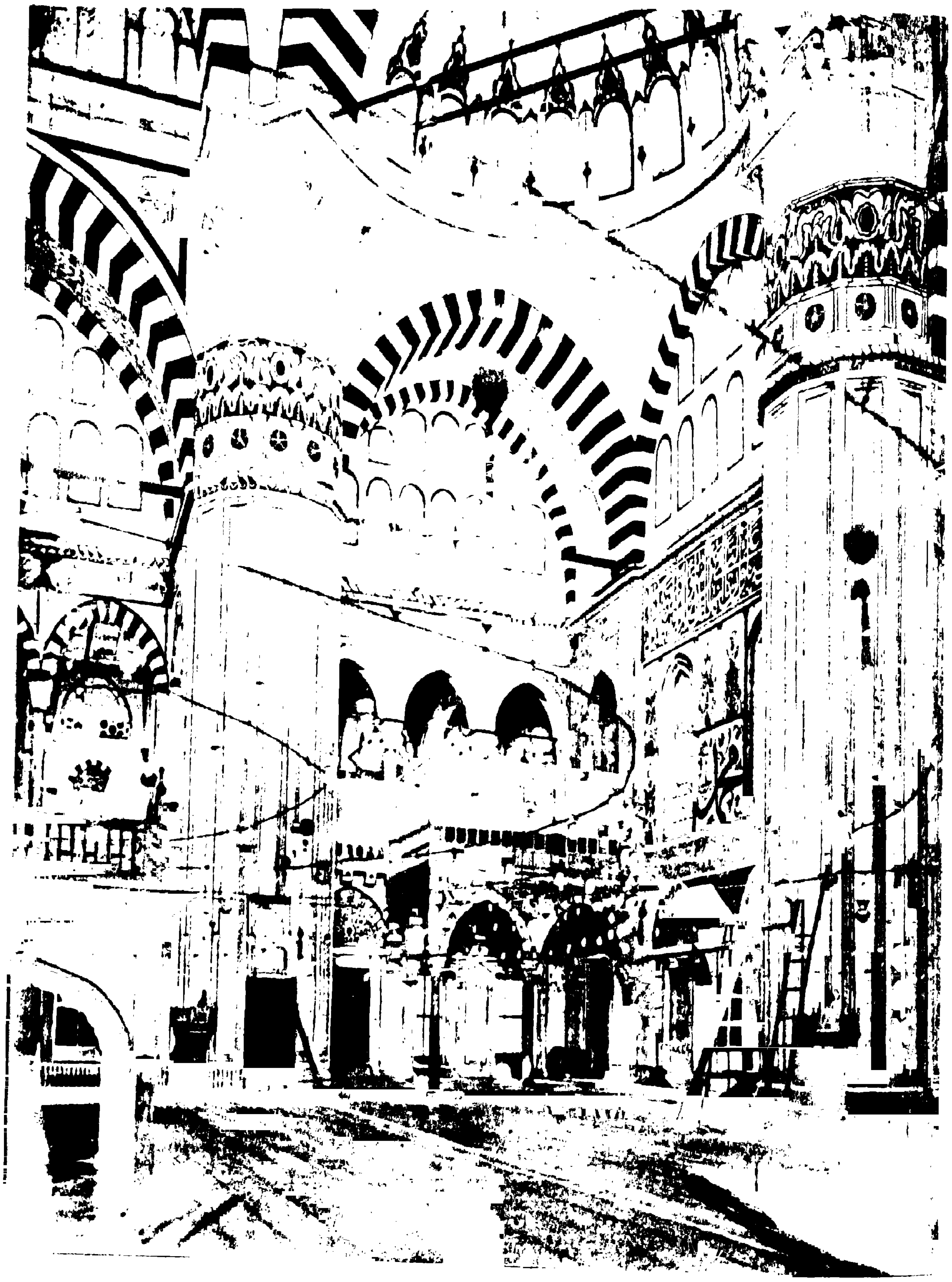
مقدونیا میں سروي ' بلغاریوں کے ساتھہ بري طرح پیش آرهے هیں - بلغاري پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اسکي اطلاع سروي حکومت کو دیدي گئي هے -

ریوٹر کو اطلاع ملي هے کہ کومانو اور انگري پلینیکا کے درمیان ایک بلغاري جتھے نے سروي سفر مینا پر حملہ کیا ' جسمیں آٹھہ سروي کام آئے - اس هفتہ میں کوئي معرکہ نہیں هوا - التواء جنـگ کي بابت تحریري معاهدے کي خبر غلط تھي - هم نے پچھلي اشاعت میں اسکے تسلیـم کرلینے سے انکار کیا تھا - دوسرے هي دن خود ریوٹر نے اسکا اعتراف کرلیا - صرف زباني طے هوا هے کہ ٢٣ - ماہ حال تـک جنـگ ملتوي رهیگي اور اگر ضرورت هوئي تو اسمیں اضافہ بھي هوسکیگا -

حکومت جبل اسود نے اپنے تمام وکلا کو اطلاع دیدي هے کہ سقوطري کے معاوضے میں مالي معاوضہ منظور نہیں کر سکتي ' کیونکہ اس سے اهل جبل کے شاندار عزت (؟) پر حرف آتا هے ' مگر با ایں همہ دول نے اصولي طور پر منظور کر لیا هے کہ جبل اسود کو ایک رقم بطور قرض دي جائے ' جسکي تعداد تیس هزار فرانـک هو ' اور جسمیں تمام دول یورپ شریک هوں - تفصیل ابھي غیر معلوم هے -

کہا جاتا هے کہ حلفاء بلقان نے دول کي مداخلت کو اس شرط پر منظور کرلیا هے کہ انکو جزائر ارخبیل (ایجین سي) کے متعلق مباحثے کا اختیار رهے گا - اطالیا کے نیم سرکاري اخبار (ٹریبیونا) کا بیان هے کہ یونان کے ساتھہ جزائر لیمنس ' ساس ' چائس ' متیلین اور کوس کے الحاق پر اطالیا اعتراض کریگي -

ایڈریا نوپل کا حملہ ' بلغاریا اور سرویا کي قوت کا آخري اور انتہائي ظہور تھا - بلغاریا تو اس سے پہلے هي ختم هو چکي تھي ' البتہ سرویا نے ملـکر اس حملے کو تقویت دي - اب تمام وقائع نگار اور یوروپین پریس بلغاریوں اور سرویوں کي قوت کے خاتمے کا باصرار اقرار کرتے هیں -



جامع سلیم (ایدریا نوپل)

—•—

جو بقیه یوروپین ترکی میں هماري آخري متاع عزت تهي ' لیکن بالاخر هم سے چهین لی گئي !!

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سی مصیبتیں اسکے لیے اسقدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتی ہیں کہ انکا تصور بھی کرتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے - لیکن پھر جب وقت آجاتا ہے ' اور وہ مصیبت سر پر آکر کھڑی ہوجاتی ہے' تو کچھہ دیر متحیر رهکر' کچھہ دیر رو دھو کر' اور کچھہ دیر ماتم و فغاں سنجی کرکے آگے بڑھجاتا ہے' اور جس وقت کے تصور سے لرز جاتا تھا ' اسکو اسطرح جھیل جاتا ہے ' گویا کوئی واقعہ ہوا ہی نہ تھا !

ایک مدت سے ہم عالم اسلامی کے آخری مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں - " آخری وقت " اور " فیصلہ کن وقت " ہماری زبانوں پر ہے - ہم اُس وقت کا ذکر کرتے تھے ' جب اعداے اسلام ہمارے نیست و نابود کردینے کیلیے اکٹھا ہو جائیں گے - ہم اُس مصیبت کبری کے خیال سے لرز اٹھتے تھے' جب دشمن قسطنطنیہ کے دروازوں پر آپہنچیں گے - ہم غافلوں کو ڈراتے تھے کہ ہشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے ' جب آخری فیصلے کی گھڑی سر پر آجائیگی - ہم سوتوں کو جگاتے تھے کہ اٹھہ کھڑے ہوں ' کیونکہ وہ " فزع اکبر " اور " طامۃ الکبری " کا وقت کبھی نہ کبھی آنے والا ہے' جبکہ فنا و بقا ' اور موت و حیات کا فیصلۂ آخری ہوجائیگا -

پھر اگر آنکھیں کھولکر دیکھو تو اُس وقت موعودہ ' اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آگیا ' اور اگر اسکی آخری ساعات نہیں آئی ہیں ' تو اسکو بھی دور نہ سمجھو - لیکن کیا اپنی غفلت پیشگی کی عام عادت کی طرح ' اس بارے میں بھی ہمارا ویسا ہی حال ہوگا ' جیسا کہ ہر آنے والی مصیبت کے آجانے کے بعد ہوا کرتا ہے ؟ کیا ہم اِسے بھی جھیل جائیں گے ؟ کیا چند آنسوؤں کی ریزش ' اور چند آہوں کی کشش سے زیادہ اور کچھہ نہوگا ؟ اور کیا پانی سر سے گذر جائیگا اور ہمارے ہاتھوں کو حرکت نہوگی ؟

خاک بدهنم ' تھوڑی دیر کے لیے فرض کرلو کہ وہ سب کچھہ ہوگیا ' جسکے ہونے میں اب کچھہ دیر نہیں ہے - چشم تصور سے کام لو کہ جس آخری ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے ' وہ مع اپنی آخری ہلاکتوں اور بربادیوں کے آگئی - انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کی ریاست کی دیرینہ آرزو پوری کرلی - شام پر فرانس نے قبضہ کرلیا ' بقیہ ایشیا جرمنی کے زیر علم آگیا - قسطنطنیہ اور دردانیال کا بھی وہ حشر ہوگیا ' جو مسئلۂ مشرقی کے انفصال کے وقت سب سے پہلے ہوکر رهیگا ' اور اپنی موت کی آخری خبر بھی ہم نے موجودہ جنگ کی خبروں کی طرح ریوٹر کی زبانی سن لی ' تو پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اسکے سوا اور کیا ہوگا ' جو کچھہ کہ اِس وقت ہو رہا ہے ؟ کیا در و دیوار سے سر ٹکراؤگے ؟ کیا آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے ؟ کیا گنگا اور جمنا کی سطح تم کو اپنی آغوش میں لیکر بچا لیگی ؟ یا بحر عرب کی موجوں میں تمہیں پناہ مل جائیگی ؟

اگر ایسا نہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئی انقلاب عظیم ہوجائگا ؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑدیگا ؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہو جائیگی ؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے ؟

اگر یہ بھی نہوگا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کار و بار چھوڑدیں گے ؟ کیا کھانا پینا بالکل بند کردینگے ؟ اور کیا ہمکو زندگی کی احتیاج باقی نہیں رهیگی ؟

حالانکہ ہم کو دنیا کے اندر تبدیلی پیدا ہونے کی خواہش کا کیا حق ہے ' جب ہم خود اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے ؟

* * *

دنیا اس طرح کبھی نہیں بدلی ہے ' اور وہ ہماری امیدوں اور ولولوں کی تابع نہیں - ایران نے بابل کو مسمار کردیا مگر آفتاب اُسی وقت طلوع ہوا ' جیسا کہ روز ہوتا تھا - سکندر نے ایران میں آگ لگادی' مگر انسان نے اپنے گھروں کو' اور صحرا کی چڑیوں نے اپنے آشیانوں کونہیں چھوڑا - بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہوگئے ' مگر انکی بربادی کے ماتم میں شاید کائنات کے ایک ذرے نے بھی زحمت نہ اٹھائی - یونان اور رومۃ الکبری کے طلائی مندر اور سنگی دار العلوموں کی دیواریں سرنگوں تھیں' اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہوگیا تھا ' مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اسکی پرواکی' اور اس انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا

اس کائنات ارضی کی گھڑی اپنے کیل پرزوں پر چل رهی ہے اور وہ ان حوادث و تغیرات سے بند نہیں ہو سکتی - پس اسکی تبدیلی کی خواہش بے فائدہ ہے - اسمیں نہ کبھی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہماری خاطر اب ہوگی - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں - البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے ' سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادث و انقلابات سے خود اسکے اندر کوئی تبدیلی نہو اور اگر اس وقت نہوگی تو پھر اور کس وقت کا انتظار ہے

ہماری ساری بدبختی اسمیں ہے کہ ہم اپنی فتح و شکست ایڈریا نوپل کے سامنے ڈھونڈھتے ہیں ' حالانکہ اسکا اصلی میدان ہمارے دل کے اندر ہے - و فی انفسکم افلا تبصرون ؟ جب تک خود اپنے اندر فتح یاب نہونگے ' اس وقت تک باہر بھی کامیاب نہیں ہو سکتے -

العجل العجل ! الساعۃ الساعۃ

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا - ایک یوم الفصل تھا جس کا آفتاب طلوع ہوگیا - پرانی پیشین گوئیوں میں کہا گیا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا' اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا - ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ مایۂ امیدواری ما بدبختان عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے

پس وقت آگیا ہے کہ جس کو اٹھنا ہے اٹھے' جس کو چلنا ہے چلے ' اور جس کو اپنے روٹھے ہوے خدا سے صلح کرلینی ہے کرلے - کیونکہ ساعت آخری ' نتائج سامنے ' مہلت قلیل ' اور فرصت مفقود ہے

فتنبہوا عباد اللہ و قوموا ایہا المسلمون الغافلون ! و جاہدوا فی حق جہادہ ' و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و هم لا یسمعون ' شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

جستجوے مقصود و توفیق الہی

موسم گذر رہا ہے - آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا ' اور وقت جاکر پھر واپس نہیں آتا - آج آٹھہ ماہ سے میں دیکھہ رہا ہوں عالم اسلامی میں جو ایک عام حرکت بیداری پیدا ہوگئی ہے موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر اضطراب طاری کردیا ہے ' وہ ایک اصلی اور حقیقی قوت کار ' ایک آخری فرصت عمل ہے ' جس سے اگر کوئی صحیح اور الی المقصود کام نہ لیا گیا ' تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم کے سوا اور کچھہ نہوگا -

کیونکہ میں عمل کی دعوت دیتا ہوں ' اور راہ عمل کبھی بھی پہولوں کی چادر نہیں رہی ہے - پس جو صاحب اپنا اسم گرامی بھیجیں ' پہلے اپنی مستعدی اور اضطراب دل کا بھی پورا اندازہ کرلیں :

گریزد از صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست !
کسیکہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست !

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین ھدا ھم اللہ ' و اولئک ھم اولو الا لباب -

---

[بقیه مضمون صفحه ١٥ کا]

حوالے کیا' اور انکی نسبت اپنی دلچسپی اور توجہ کا ثبوت دیا - کم ازکم ایک صدا تو آٹھی : فجزاکم اللہ تعالی عنی خیر الجزا و کثر اللہ امثالکم -

عود الی المقصود

اب دفعہ وار چند سطور لکھدوں کہ سلسلۂ سخن بہت بڑھگیا -

(١) ہاں یہ سچ ہے کہ آجکل تراجم علمیۂ حدیثہ میں اصطلاحات کا مسئلہ بہت اہم ہے اور ایک غیر معمولی توجہ و مذاکرہ کا محتاج ' لیکن جس قدر آپ حضرات اسکو مشکل اور ایک امر عظیم اور مانع شدید راہ تراجم و تصنیف میں سمجھتے ہیں ' اس عاجز کے خیال میں امر واقع کے بالکل خلاف ہے - میری سمجھہ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ اگر اردو زبان میں ترجمے کیلیے مستعد ہوجائیں تو صرف اصطلاحات کا مسئلہ کیوں مانع ہو؟

یقین کیجیے کہ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں - البتہ اسکی ضرورت ہے کہ علوم عربیہ سے پوری واقفیت ہو' اور دماغ میں اس کام کی صلاحیت - اگر یہ نہیں تو پھر اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ مترجم بھی نہیں - مترجم کے معنے میں وہ قدرت اور قابلیت بھی شامل ہے ' جس کے ذریعہ زبان غیر کی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جاے - اگر ایک شخص اصطلاحات کے باب میں قاصر ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ مترجم ہی نہیں ہے -

پس یہ جو آپنے لکھا ہے کہ " اردو زبان علوم کے ترجمے کیلیے ناقابل ہے " ایک ایسی بات ہے' جو آپ ایسے علمی مذاق رکھنے والے شخص کو نہیں کہنا چاہیے - آجتک غریب اردو سے کام ہی کب لیا گیا ہے کہ آپنے اسکے قابل اور نا قابل ہونے کا بے تکان فیصلہ کردیا ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک لمحہ کیلیے بھی ناقابل نہیں ' البتہ وسعت نظر ' اور قدرت وضع الفاظ و تراکیب ' اور علوم ادبیۂ عربیہ و فارسیہ پر نظر ہونی چاہیے -

میں اپنی عام تحریرات میں نئے الفاظ اور مناسب حال عربی اصطلاحات و تراکیب کے رائج کرنے کا حتی المقدور خیال رکھتا ہوں -

نئے علوم سے اگر مقصود فلسفہ ہے تو اسمیں توکوئی اصطلاح ایسی نئی نہیں ' جو عربی میں نہو - البتہ بعض وہ علوم جنمیں اضافے ہوے ہیں ' اور بعض وہ ' جو زمانۂ حال سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں ' اپنے ساتھہ ایک ذخیرہ نئی اصطلاحات کا بھی رکھتے ہیں ' مگر ارباب کار و واقفان فن سمجھہ سکتے ہیں کہ جو کچھہ ہے اپنا ہی قصور ہے ' ورنہ انکے لیے بھی وضع الفاظ کا مسئلہ چنداں مشکل نہیں -

میں بہت جلد خاص اسی مسئلے پر مع ایک ذخیرۂ الفاظ و اصطلاحات کے اپنے خیالات ظاہر کرونگا -

(٢) " مائینڈ " (Mind) کیلیے ہمارے یہاں بہت مدت سے ایک لفظ موجود ہے اور وہ کافی ہے ' یعنے " نفس "

(٣) اسکے بعد آپنے ایک نہایت اہم اور دلچسپ مسئلے پر توجہ فرمائی ہے یعنے " اخلاق میں وراثت کا اثر " -

لیکن اسکے بعد ہی آپ " نفس " اور اسکے اعمال کی بحث کرتے ہوے طریق حل مبحث و ما نحن فیہ سے الگ ہوگئے ہیں -

بیشک انقلاب فلسفۂ قدیم و جدید کے درمیانی دور میں بھی مثل دور سابق ' اس مسئلہ کو تسلیم کرتے تھے ' اور کانٹ نے اسپر زور دیا ' لیکن غالباً جناب کا یہ خیال درست نہیں کہ اب کلیۃً اسکے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے ' اور زمانۂ حال کے اساطین فلسفۂ و اخلاق اسکے بالکل قائل نہیں - آجکل تو فلسفۂ و اخلاق پر متعدد مذاہب کا ایک بحران عظیم طاری ہے - مضمون زیر نقد میں بہت سرسری طور پر چند اخلاقی ملاحظات پر توجہ دلائی تھی ' نہ کہ علمی اصول پر بحث و تنقید - اس مسئلے کے متعلق دونوں مذہبوں کے دلائل و مباحث کا بہت بڑا ذخیرہ پیش نظر ہے ' اور اب جناب نے یہ بحث چھیڑدی ہے تو مستقل عنوان سے اسکی نسبت جواب عرض کرونگا کہ محتاج بسط و استقصاء ہے -

(٤) بیشک تربیت اولاد کا مسئلہ اہم ترین مسائل علم و اخلاق ' و مبدء اصلاح انسانیۃ ' و عماد ترقی ملت و نسل قوم ہے ' اور اس قوم سے بڑھکر بد بخت کوئی قوم نہیں ' جسکے والدین اپنی اولاد کی جسمانی و دماغی پرورش سے بے پروا ہوں - آپ لوگ تو صرف اسلیے اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے علم پیڈا گوا جی (Pedagogi) (علم التعلیم و التربیۃ) کے لحاظ سے ضروری ہے ' مگر میں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے خداے حکیم نے قرآن کریم میں حکم دیا ہے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا !	مسلمانو ! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد
قوا انفسکم و اھلیکم	اور متعلقین کو آگ کے عذاب سے
نارا - (٦٦ : ٦)	بچاؤ جو انکو پیش آنے والا ہے -

اور فی الحقیقۃ (بقول حضرت امیر علیہ اسلام ' کما ذکرہ الرازی فی تفسیرہ) اس آیت کریمہ میں اولاد کی تربیت و تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے' تاکہ وہ اُن تمام عذابوں سے دنیا میں بچیں ' جو ہر طرح کے جہل و ضلالت سے پیش آتے ہیں -

لیکن معاف فرمائیے کا ' جو لوگ ملک کے پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں ' یا اسلامی مصائب کے ذکر سے حرکت و التہاب پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ' اُن پر برہم ہونے کی یہاں ضرورت نہ تھی - بچوں کی تربیت ماں باپ ہی کرسکتے ہیں' لیکن سیاسی اور جنگی مصائب کے ورود کے بعد نہ مائیں باقی رہتی ہیں ' جو بچوں کو گود میں اٹھائیں ' اور نہ باپ باقی رہتے ہیں ' جو انکو درس فلسفۂ و حکمت دیں - آج جو انقلابات مسلمانوں پر طاری ہو رہے ہیں ' انہوں نے گویا ایک جنگ کا دور ہم پر طاری کردیا ہے - یہ ضرور ہے کہ فن حرب کی تعلیم' اور علوم و صناعۃ کا حصول ہم میں ایسی قوتیں پیدا کردیگا ' جو براہ راست میدان جنگ میں کام آئیں گی' لیکن جنگ کے ایام میں ان باتوں کی مہلت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف اسکی' کہ خوش اخلاق و بد اخلاق' واقف فن اور جاہل مطلق' جیسے کچھہ آدمی میسر آ جائیں ' اور ہتیار کاندھے پر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ' انکو دشمنوں کے سامنے بھیجدیا جاے اور پھر امن کی مہلت نکالکر اصلی اور تدریجی ذرائع تقویت و تعلیم کی طرف متوجہ ہوں -

پس اس وقت پہلی چیز یہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت سے ہم اپنی بہتر حالت کیونکر بنائیں ؟ بلکہ یہ کہ اپنی اچھی بری موجودہ حالت میں ہی کسی طرح زندہ اور باقی رہسکیں - اگر ذرا بھی زندگی کی طرف سے اطمینان ہو تو پھر وقتی اور فوری ادویہ کو چھوڑ کر صحیح اصول علاج کے مطابق بتدریج اپنا علاج کرالیں گے - والعاقبۃ للمتقین

روپیه کا فراهم کرنا ' جذبات و عواطف اسلامیه کو حرکت میں لانا ' مجالس تذکرۂ مصائب ' اور مجامع تحریک و تشویق ' اور اسي طرح کي تمام باتیں ' دراصل ضمني اور بطور ذرائع و وسائل کے تهیں - پهر اگر هماري تمام بیداري صرف آلات کي طیاري هي میں صرف هوگئي ' اور اصل عمل کي توفیق نه ملي ' تو یه ایک بهت بڑي بد بختي هوگي -

لوگوں کي نظر سطحي اور بالائي چیزوں پر تهي مگر میں حقیقت حال کو سونچ رها تها - لوگ متاسف تهے که محرابیں خوشنما نهیں ' انهیں بدل ڈالیے ' مگر میں رو رها تها که بنیاد کهوکهلي هوگئي هے ' اسکي درستگي کي کیا تدبیر هو ؟

اصلي چیز یه تهي که یه وقت کے مصائب دراصل اُن دائمي اور مستمر اسباب کا نتیجه تهے ' جو پچهلي دو صدیوں سے عالم اسلامي پر طاري هیں ' اور جب تک اس سوراخ کو بند نه کیا جائے ' جهاں سے سیلاب نکلکر بها هے ' اُس وقت تک صرف پاني کے ڈول بهر بهر کر پهینکنا ' یا در و دیوار کو مضبوط بنانے کیلیے مصالحه جمع کرنا ' بالکل لا حاصل هے -

میں اپنے کاموں سے غافل نه تها - (الهلال) میں جو کچهه لکهه رها تها ' اسکو ایک لحمه کیلیے بهي اپني همتوں اور عزموں کا اصلي مصرف نهیں سمجها ' بلکه همیشه کسي اور مقصود حقیقي کي طرف جانے کیلیے ایک وسیلۂ و ذریعه یقین کیا ' لیکن مشکل یه تهي که طریق عمل کا فیصله آسان نه تها -

اس عرصے میں کتني اسکیمیں بنائیں ' اور پهر انکو چاک کیا ' کتني راهیں سامنے آئیں اور پهر ایک قدم اٹها کر واپس آ گیا - همارا مرض ایک هي نهیں هے ' اور همارا گهر هرطرف سے اُجڑا هوا هے - ضرورت ایک ایسي راه عمل کي تهي ' که ایک هي راه هو ' کیونکه ایک وقت میں انسان ایک هي راه پر چلسکتا هے ' لیکن ایسي هو ' که پهر اسکے بعد کسي دوسري راه کے تلاش کي ضرورت باقي نه رهے ' اور همارے تمام امراض کیلیے ایک نسخۂ وحید ' اور علاج جامع هو -

آپ یقین کیجیے که میں نے بهت سونچا - انساني دماغ کسي چیز پر جسقدر غور کرسکتا هے ' شاید میں نے همیشه کیا ' اور متصل اور پیهم کیا ' مگر با ایں همه کسي ایک تجویز اور راه پر پهنچکر نه رک سکا - یهاں تک که میں تهک گیا ' اور قریب تها که مجهپر عالم تحیر و تعطل طاري هو جاے اور قوت فیصله جواب دیدے -

اللــه ولي الــذين امنــوا
يخرجهـم من الظلمات الي النــور

لیکن جب که میں تلاش مقصود میں بهٹک رها تها ' تو اُس نے ' جس کا هاتهه همیشه سرگشتگان حیراني کا دستگیر ' اور گم گشتگان تحیر کیلیے رهنما و دلیل هے ' میرا هاتهه پکڑ لیا ' اور چهرۂ مقصود کو بے نقاب کردیا - میں نے اُس بجلي کي طرح جو اچانک ظلمت طوفاني میں چمکتي هے ' اسکو دیکها ' پر اُس نے بجلي کي طرح مجهسے بے وفائي نه کي ' اور اپني روشني دیکر پهر واپس نه لي : والذين جاهدوا فينا لنهدينهـم سبلنـا ' وان اللـه لمع المحسنين (۲۹ : ۶۹)

اب میري حیراني ختم هوگئي هے - میں ظلمت میں نهیں بلکه الحمد لله که روشني میں هوں ' پس طیار هوں که اُٹهوں ' اور جو راه اُسنے دکهلائي هے ' بلا توقف اسکي طرف روانه هو جاؤں - وه ' جو دلوں کو کهولتا ' دماغوں کي رهنمائي کرتا ' آنکهوں کو دکهلاتا ' اور هاتهوں کو پکڑتا هے ' ضرور هے که اپني راهنمائي کا دروازه اب بهي کهلا رکهے گا ' اور ٹهوکروں اور گمراهیوں سے بچاے گا - وه هر اُس دل کے ساتهه هے ' جو اسکے ساتهه هونا چاهے ' اور هر اُس بهروسه کرنے والے کو بچانے والا هے ' جو اسپر بهروسه کرے : والله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور - (۲ : ۲۵۸)

مــن انصــاری الــی اللــه ؟ ؟

پهر کوئي هے جو میرے ساتهه چلنے کے لیے طیار هو ؟

وه آنکهیں کهاں هیں جو همیشه درد ملت سے خونبار رهتي هیں ؟ وه دل کهاں هیں ' جو حس مصیبت اور فکر مآل سے زخمي هو رهے هیں ؟ میں چاهتا هوں که انکو دیکهوں ' اور میں طیار هوں که انکے آگے اپني تجویز پیش کروں -

جنگ کي نهیں ' سپاهیوں کي ضرورت هے

یه ایک سخت غلطي هے که لوگ اپني مستعدي اور همت کو کام کے تعین اور پیش هونے پر موقوف رکهتے هیں ' حالانکه جو چلنے والے هیں انکے لیے زمین کے تمام گوشے کهلے پڑے هیں -

پس میرے اعتقاد میں پهلي چیز کاموں کي تلاش نهیں هے ' بلکه کام کرنے والوں کي تلاش - دنیا میں کاموں کي کبهي بهي کمي نهیں رهي هے ' اصلي کمي کام کرنے والوں کي هے - موجوده زمانه اسلام پر ایک ایام جنگ کا دور هے - همارے اندر بهي ' اور هم سے باهر بهي - دشمنوں کا هر طرف هجوم هے ' اور کوئي گوشه نهیں جو حمله آوروں کے اسلحه کي جهنکار سے خالي هو - پس جو لوگ اپنے اندر ایک سپاهي کا جوش ' اور ایک جانباز کي همت رکهتے هیں ' انکے لیے میدان کار کي کوئي کمي نهیں هے - وه مستعد هوکر باهر نکلیں ' پهر کونسا گوشۂ اسلامي هے جو آج اپنے جانبازوں کے ورود کا منتظر نهیں ' اور کونسا میدان هے ' جهاں سے " اجيبوا داعی الله ! " کي صدائیں نهیں آ رهي هیں ؟

پس قبل اسکے که میں اپنے کاموں کا معرکه زار دکهلاؤں ' چاهتا هوں که معلوم کروں که کتنے سپاهي مستعد پیکار هیں ' اور کتنے هیں جو آج اپنے خدا اور اپني ملت کو اپني زندگي اور اپني قوت کا کچهه حصه دیسکتے هیں ؟ میں بهت جلد اپني تجویزوں کي ایک اسکیم پیش کرونگا ' لیکن پہلے مجهے جواب دیجیے که کتنے هیں جو آج اپنے تئیں خدا کو دیدینے کیلیے بالکل مستعد هیں ؟

پهر کهتا هوں که آج ' جبکه هماري قومي زندگی کا کوئي شعبه بهي ایسا نهیں هے جو محتاج احیاء نهو ' کاموں کي کوئي کمي نهیں هے - کمي صرف مجاهدین حق ' اور جان نثاران ملت کي هے - آپ اگر اپني زندگي میں سے ' جسکے چوبیس گهنٹے روزانه فکر نفس و جاں میں صرف هوتے هیں ' کچهه وقت اپنے اسلام اور اپنے خدا کو بهي دینا چاهتے هیں ' تو اٹهه کهڑے هوجیے ' اور اپنے تئیں ظاهر کیجیے - کاموں کا فیصله منٹوں اور لمحوں میں هو جاے گا -

حــزب اللـه

پس میں اعلان کرتا هوں که ابناے ملت میں سے جو ارباب درد آج کام کرنے کیلیے اپنے اندر کوئي سچي مستعدي اور اسکا اضطراب رکهتے هیں ' وه اس پرچے کو دیکهتے هي صرف اتني زحمت گوارا فرمائیں که اپنا اسم گرامي معه نشان و شغل و پیشه کے ایک کارڈ پر لکهکر دفتر الهلال میں بهیجدیں - کیونکه جو طریق کار پیش نظر هے (اور جو اپني ابتدائي منزلوں سے گذر بهي چکا هے) اسمیں پهلي چیز یهي سمجهتا هوں که مجاهدین حق اور جاں نثاران ملت کي ایک فهرست جلد سے جلد طیار هوجاے -

یه بهي ظاهر کردینا ضروري سمجهتا هوں که میري دعوت سیر چمن اور تماشاے لاله زار کی نهیں هے - میں کانٹوں پر لوٹنا چاهتا هوں ' اور ایسے هي ایذا دوست اور زیاں پسند لوگوں کا طالب هوں جنکو مرهم کي راحت سے زخم کي سوزش زیاده محبوب هو -

لنبا ' اور اسکے ضرب کا اثر بہت زیادہ وزنی ہوتا تھا ' اور شہر پناہ کی دیواروں ' اور قلعہ کے دروازوں کے توڑنے میں کام آتا تھا -

(منجنیق) ایک کثیر الاستعمال مشین تھی ' جسکے ذریعہ بڑے بڑے وزنی پتھر غنیم کے لشکر اور محصور شہر کے اندر پھینکے جاتے تھے - یہ (میکانک) کے یونانی اصل کا معرب ہے ' اور علم الحیل (فن وضع آلات و مشینری) کی قدیم ترین ایجاد - عربوں نے بھی اپنی جنگوں میں اس سے کام لیا ہے - یہ گویا قدیم زمانے کی توپ تھی - پتھر کے بڑے بڑے گولے جب اس سے نکلکر اڑتے تھے ' تو انکی ضرب دیواروں اور قلعوں پر نہایت سنگین پڑتی تھی -

(اتش افشاں منارے) لکڑی کے بنائے جاتے تھے - اسکے نیچے پہیے لگے ہوتے تھے ' تاکہ گاڑی کی طرح نقل و حرکت ممکن ہو - اسکی کئی منزلیں ہوتی تھیں - ان میں بیٹھکر حملہ آور محصورین کی طرف تیزی سے بڑھتے تھے ' اور انکے برجوں سے آتشیں روغن کو شہر کی دیواروں اور عمارتوں پر پھینکتے تھے -

(کبش) اس زمانے کا بہترین ہتیار تھا - کچھہ آدمی گاڑی کو کھینچتے تھے ' اور کچھہ حفاظت کرتے تھے - یہ گاڑی شہر پناہ سے بھڑا دی جاتی تھی ' اور اندر کی فوج محصورین کی تیر اندازی سے محفوظ رہکر ' دیواروں میں نقب لگا دیتی تھی -

عربوں نے اسکو (کبش) اسلیے کہا کہ اسکے سامنے کے رخ پر ایک

کی بڑی بڑی عظیم الشان سر زمینوں کو مع انکے بسنے والوں کے بخشا دیا تھا - مگر انہوں نے اس پیمان و عہد کو توڑ دیا ' جو مصر کی غلامی سے نجات پانے کے بعد خداوند خداے قدوس سے سینا کے پہاڑ پر باندھا تھا - جب وہ طرح طرح کی بد اعمالیوں اور فسق و فساد میں مبتلا ہوگئے تو رحمت الہی انسے روٹھہ گئی ' اور اس نے اپنی برکت کی جگہہ اپنے قہر و غضب کو بھیج دیا - خدا کا اس دنیا میں سب سے بڑا قہر یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے حکومت و فرماں روائی کی عزت چھین لے ' اور غیر قوموں کی غلامی و محکومی کی زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدے - پس یہودیوں کیلیے بھی اب دنیا میں اس سزا کے سوا کچھہ نہ تھا - (بخت نصر) کی فوج کشی اور (بابل) کی قید کے بعد (عزار) کی آہ و زاری نے انکی سزا کی مہلت بڑھادی تھی ' پر انہوں نے اس فرصت سے بھی فائدہ نہ اٹھایا - اسلیے ضرور تھا کہ آخری غضب الہی کسی جابر قوم کے استیلا و تسلط کی صورت میں ظاہر ہو - اور وہ جب کبھی کسی قوم سے روٹھتا ہے تو اسکی عادت ہے کہ اپنی کسی جابر مخلوق کو اسپر مسلط کردیتا ہے - پھر وہ اسکے تخت حکومت کو اولٹ دیتی ہے ' غلامی و محکومی کی بیڑیاں اسکے پاؤں میں ڈالدیتی ہے ' اور عزت ملی اور شرف قومی کی روح اسکے اندر سے کھینچ لیتی ہے !!

رومیوں کا یہ حملہ یہودیوں کیلیے اسی سلسلۂ غضب الہی کی



کبش

رومی آلۂ جنگ ' جو مثل ایک گاڑی کے تھا ' اور جس میں بیٹھکر محاصرین حملہ کرتے تھے -

مینڈھے کا مصنوعی سر بنا کر لگا دیا جاتا تھا - (دیکھو تصویر کبش)

شہر کی بیرونی شہر پناہ اور رومی لشکر کے شمالی حصے کے مابین جو آباد قطعے تھے ' وہاں کے تمام درخت اکھڑوا ڈالے گئے تھے ' تاکہ فوجی نقل و حرکت میں مانع نہوں -

اطراف شہر کی سر سبزی کا اس وقت یہ حال تھا کہ یہ تمام قطعات طرح طرح کے شاداب درختوں کی کثرت سے ایک جنت ارضی کا منظر معلوم ہوتے تھے ' اور اس کثرت کے ساتھہ تھے ' کہ صرف انکی جڑوں کے کھودنے اور اکھاڑنے میں کامل چار دن رومی فوج نے صرف کیے !!

یہ شام کی سر زمین تھی ' جسکی نسبت قران کریم نے سورہ (بنی اسرائیل) میں فرمایا : " بارکنا حولہ " ہم نے بیت المقدس کے اطراف کو اپنی برکات سے مالا مال کردیا تھا !

اسکے بعد فوج شمال کی جانب بڑھی ' اور ایک ایسے مقام پر خیمہ زن ہوگئی ' جہاں سے بیرونی حصار شہر کا ایک گوشہ نظر آتا تھا - یہاں محاصرین نے چند برج تعمیر کیے ' اور ان میں بیٹھکر بیت المقدس پر سنگی گولے برسانا شروع کردیے -

فاعتبروا یا اولی الابصار !

یہ وہی بیت المقدس تھا ' جس کو خداے ذو الجلال نے اپنی رحمت و برکت کا نشیمن بنایا تھا - ابراهیم (ع) کے گھرانے سے جو الہی وعدے ہوے تھے ' انکے ایفا کا پہلا گھر اسی میں تھا - بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کے سیلاب اسکی شہر پناہ سے نکلتے تھے ' اور دنیا

اخری سزا تھی ' جسکے بعد بنی اسرائیل کی عظمت کا چراغ ہمیشہ کیلیے گل ہوگیا : ضربت علیہم الذلة و المسکنہ ' و باؤ بغضب من اللہ - (بخت نصر) اور بابلیوں کا ورود پہلا عذاب تھا ' اور یہ آخری - انہی دو عذابوں کی طرف قران کریم نے اشارہ کیا ہے کہ :

و قضینا الی	اور ہم نے بنی اسرائیل سے انکی کتاب
بنی اسرائیل فی	تورات میں صاف صاف کہدیا تھا کہ تم ضرور
الکتاب لتفسدن	زمین پر دو مرتبہ فساد میں مبتلا ہوگے
فی الارض مرتین '	اور اپنی بد اعمالیوں میں مغرور ہوکے نہایت
و لتعلن علوا کبیرا -	سخت زیادتیاں کروگے ' تو اے بنی اسرائیل
فاذا جاء وعد	کے لوگو ! جب تم میں ظہور فساد و عدوان
اولا هما ' بعثنا علیکم	کا پہلا وقت آیا ' تو ہم نے تمہارے مقابلے
عبادا لنا اولی باس	میں (بابل کے) ان لوگوں کو بھیجدیا ' جو
شدید ' فجاسوا	نہایت جابر اور سخت گیر تھے - وہ تمہاری
خلال الدیار ' و کان	بستیوں کے اندر پھیل گیے (اور وہ سب
وعدا مفعولا	کچھہ کیا جو انکو کرنا تھا) اور اللہ کے وعدے
(۱۷ : ۳)	کو پورا ہونا تھا ' اور وہ پورا ہوکر رہا -

یہ قوموں کے اعمال کے قدرتی نتائج ہیں - جس بیت المقدس پر ملائکۂ الہی رحمت و برکت کے پھول چڑھاتے تھے ' آج حملہ آوروں کے برجوں سے اسپر پتھروں کے گولوں کی بارش ہو رہی ہے !!

و ما کان اللہ لیظلمہم ' و لکن کانوا انفسہم یظلمون -

مقالات

صفحة من تاريخ الحـــرب

تـــاريخ حـــرب کا ایک صفحـــہ

— * —

مدافعة المحصورين

— * —

به تذکرۂ محاصرۂ ادرنه

(۱)

" الشي بالشي يذكر " عربي کي مشهور ضرب المثـل هے - آجکل جبکه ادرنه (ایڈریانوپل) اور (سقوطري) کي حیرت انگیز مدافعت نے پلیونا ' لیڈي اسمتهه ' اور پورٹ ارتهر کے واقعات دهرا دیے هیں ' همارا ذهن بے ساخته اُن اقوام سالفه کي طرف منتقل هوتا هے ' جنهوں نے اب سے کئي هزار برس قبل اپني ملت و وطن اور اپنے مذهب عزیز کي مدافعت اس استقلال اور جانفروشي سے کي تهي که اسکي خونیں داستانیں آجتک آرائش صفحات تاریخ هیں ! !

— ۞ —

قدیم ترین محاصرے اور مدافعت

— * —

دنیا میں جنـگ کے آغاز کے ساتهه هي محاصره اور محصورانه مدافعت شروع هوگئي تهي - انسان نے جب پہلے پہل بادیه نشیني کي زندگي سے ترقي کرکے شهري زندگي شروع کي هوگي تو مختلف قوموں ' نسلوں ' جماعتوں ' اور خاندانوں کي باهمي جنـگ جوئي نے طاقتور کو محاصرے کي ترغیب دي هوگي ' اور مغلوب و ضعیف محصور هوجانے پر مجبور هوگیا هوگا - سب سے زیاده قدیم ترین محاصره ' محاصرۂ ازوت هے ' جو بسي میتـک اعظم کي زیر قیادت کیا گیا تها - یه محاصره ۲۹۰ - برس تـک جاري رها ' مگر تفصیلي حالات معلوم نهیں -

اسکے بعد سب سے زیاده دنیا کا قدیمي محاصره طرواده (Trode) هے ' جس کا افسانه یونان کے مشهور سحر طراز اور ابو الشعر هومر (Homere) نے الیڈ (Iliade) میں نظم کیا هے ' اور گو شاعرانه افسانه طـرازي اور یوناني علم الاصنـام کے خرافات کي آمیـزش سے اسکے اصلي واقعات معلوم کرنا مشکل هیں ' تاهم اسمیں شک نهیں که وه زمانۂ قدیم کي ایک بهت بڑي انساني خوں ریزي ' اور تاریخ حرب کا ایک عظیم الشان جنگي محاصره تها -

یه محاصره ۱۰ - برس تـک جاري رها تها ' اور اسکي نسبت جنگ و مقاتلات کے عجیب و غریب واقعات هومر بیان کرتا هے -

اس هولناک محاصرے کے بعد ' قرون اولی کے محاصروں کي تاریخ ایک حد تـک تاریخي روشني میں آجاتي هے ' اور دنیا کے دو مشهور قدیم ترین محاصرے یروشلیم (بیت المقدس) اور قرطاجنه (کارتهیج) کے همارے سامنے آتے هیں - اس وقت مختصراً انهي دو محاصروں کي طرف متوجه هونگے -

— * —

محاصرۂ بیت المقدس

ایک قدیم رومي محاصره

— * —

تاریخ عروج و زوال امم کا ایک درد انگیز افسانه !

— * —

۷۰ - وین عیسوي سنه کا آغاز تها ' که روم سے جنگ آزماؤں اور حمله آوروں کا ایک سیلاب عظیم شام کي طرف امنڈا ' اور شهنشاه طیطس (Titus) نے بني اسرائیل کي هزارها ساله عظمت و جبروت کے مسکن ' حضرت (داؤد) کے عظیم الشان هیکل ' اور تخت گاه (سلیمان) پر فوج کشي کردي - اسرائیل کے گهرانے کي یه وه آخري بربادي تهي ' جسکي (یسعیا) نبي نے خبر دي تهي ' اور نسل اسحاق کي بد اعمالیوں کي وه سب سے آخري سزا تهي ' جس پر (حزقیل) نبي نے ماتم کیا تها ' اور خداوند خدا نے کها تها که " اے اسرائیل کي بدکار عورت ! تونے مجهے چهوڑ دیا ' پس میں غیرقوموں کو بهیجونگا ' جو تیري عظمت و ناموس کو ناپاک کرینگے " (حزقیل ۱۵ : ۲۵)

یهي رومي فوجکشي وه آخري عذاب الهي تها ' جسکے بعد جلال خداوندي نے همیشه کے لیے اولاد اسرائیل سے اپنا رشته کاٹ لیا ' اور (سعیر) کي روشني نے (فاران) کي چوٹیوں کو اپنا مطلع و مبدء بنایا: وکان وعداً مفعولا (۱۷ : ۳)

محـــاصـرے کا آغـــاز

رومي فوج نے شهر کے قریب پهنچکـر اپنـا قاصد بهیجـا ' اور باشندگان شهر سے کها که شهر حواله کردیں ' مگر وه بیت المقدس کے مستحکم حصار ' اور آهني عمارات جنگ کي طرف سے مطمئن تهے ' انهوں نے تسلیم شهر سے (عربي میں حوالگي کے معنوں میں " تسلیم " کهتے هیں اور اسکو اردو میں رائج هونا چاهیے) انکار کردیا -

اب رومي فوج کیلیے محاصره ناگزیر تها - ۳۰ - هزار آهن پوش فوج نے چاروں طرف سے شهر کا محاصره کرلیا -

بیت المقدس اُس وقت نهایت محفوظ تها - یکے بعد دیگرے تین نهایت مستحکم شهر پناهیں تهیں ' اور انکے باهمي فاصلے مدافعة کے آلات و اسباب جنگ کیلیے نهایت مضبوط عمارتیں رکهتي تهیں - (طیطس) نے اپني فوج کے چار حصے کردیے - تین حصے شمالي جانب پر مامور کیے ' جو بیروني شهر پناه سے ایک میل کے فاصلے پر جم گئے - اور باقي ایک حصه جانب مشرق مقرر کیا ' جو مشهور مسیحي مقدس پهاڑ (کوه زیتون) کے حوالي میں تها -

قدیم آلات جنگ

رومي فوج کے ساتهه اُس زمانے کے ترقي یافتـه آلات جنـگ بے شمـار تهے - علي الخصوص طویل و وزني گرز ' سنـگ با منجنیقیں ' آتش افشاں پهیه دار منارے ' اور قدیم زمانے کا عجیب و غریب آلۂ جنـگ ' جسکے لیے عربي میں (کبش) لفظ مستعمل هوگیا تها -

(گرز) قدیم قوموں کا سب سے بڑا آلۂ جنـگ تها ' جوس رستم و سهراب کے کاندهوں پر شـاهنامے میں هم نے همیشه دیکها هے - لیکن رومیوں کے پاس ایک خاص طرح کا گرز هوتا تها ' جسا محاصرے میں استعمال کیا کرتے تهے - یه معمولي گرز سے بهت زیاده

پھر وہ سب کچھہ ہوا جو اسکے بعد ہونا تھا - اُس قتل و غارت کا کون اندازہ کرسکتا ہے ' جو کئي دن تک اس مقدس شہر میں جاري رہا ؟ عورتوں اور بچوں تک کو خونخوار فاتحوں کي تلوار سے امان نہ تھي - عمارتیں جل رہي تھیں ' اور دیواریں زمین کے برابر ہوگئي تھیں - جو بچ رہے تھے ' وہ قیدي بنا لیے گئے ' اور جو بھاگ گئے ' انہوں نے پھر بني اسرائیل کے ہزار ہا سالہ گھرانے کي نسبت کوئي اچھي خبر نہیں سني !!

پھر انسانوں کي کتني بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں ہلاک و برباد کردیا ' کیونکہ وہ نا فرمان تھیں ' اور انہوں نے احکام الہی سے سرتابي کي تھي - پس وہ اس طرح اُجڑ گئیں ' کہ انکي بڑي بڑي عمارتوں کي دیواریں اپني چھتوں پر گر پڑیں ' انکے کنوئیں بیکار و معطل ہوگئے ' اور پکي اینٹوں کے عظیم الشان بناے ہوے محل ویران نظر آنے لگے ! پھر کیا دنیا کے غافل انسانوں نے زمین پر سیر و سیاحت نہیں کي ہے ؟ اور گذشتہ قوموں اور ملکوں کے اُن انقلابات کو نہیں دیکھا ہے ؟ اگر نظر عبرت سے دیکھتے تو انکے پاس دل ہوتے ' جو انجام کار کو سمجھتے - اور کان ہوتے ' جو صداے الہي کو سنتے - اصل یہ ہے کہ جب کسي قوم کے برے دن آتے ہیں ' تو لوگوں کي آنکھیں اندھي نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں !

فکاین من قریة اهلکناها وهي ظالمة ' فهي خاوية علی عروشها ' و بئر معطلة و قصر مشید - افلم یسیروا فی الارض فتکون لهم قلوب یعقلون بها ' او اذان یسمعون بها ' فانها لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التي في الصدور - (۲۲ : ۴۴)

مطبوعات عصریۃ

انتقاد

—:○*○:—

وِدھ دی ترکس اِن ٹریپولي

— * —

With The Turks in Tripoli

— * —

مسٹر ای - اِن - بینٹ (E. N. Benit) کے سیاحت نامۂ طرابلس کا ذکر اردو اخبارات میں بارہا ہوچکا ہے ' اور اسکے اقتباسات اکثر اخبارات نے شائع کیے ہیں - جس صداقت اور بے تعصبي کے ساتھہ اس شریف انگریز اہل قلم نے حالات جنگ پر بحث کي ہے ' اور ضمناً ترکوں اور اسلام کے متعلق جو پر عواطف خیالات ظاہر کیے ہیں ' وہ یقیناً ہماري شکر گذاري کا مستحق ہیں -

موجودہ زمانے میں جنسي و سیاسي تعصب جس خوفناک و تاریک درجہ تک پہنچ گیا ہے ' وہ قرون مظلمہ (Middle Agse) کے مذہبي تعصبات کے خونین مصائب سے بھي زیادہ عالم انسانیت کیلیے خطرناک ہے - یہ سچ ہے کہ اب کوئي عدالت تعذیب روحانئین (Inquisition) نہیں ہے ' جو کافروں اور ساحروں کو زندہ جلا دیتي ہو ' تا ہم وہ متمدن قومیں اپنے ترقي یافتہ قواے جنگ ' اور نا قابل مقاومت وسائل تسلط کے ساتھہ موجود ہیں ' جو لاکھوں انسانوں کو باسم تہذیب و دعوت مدنیت ' محض اس جرم پر قتل کردینا جائز سمجھتي ہیں ' کہ وہ نسل قوقاسي سے نہیں ہیں ' یا ہیں تو جنس ابیض کے وجود کي موجودگي میں انکا وجود کچھہ ضروري نہیں !

اسي جنسي تعصب کي یورپ کے موجودہ افکار و اقلام پر حکومت ہے - تاریخیں ' سفر نامے ' سیاسي اسفار ' اور اخبار و رسائل ' غرضکہ قلم اور سیاہي کي آمیزش سے جس قدر اشیا طیار ہوسکتي ہیں ' اُن سب کے اندر اسي جنسي تعصب کا شیطاني حلول ہوگیا ہے - تا مور اہل قلم ' اور قابل سے قابل مغربي سیاح ' جب مشرقي اوضاع و اطوار اور عادات و خصائل کي تصویر کھینچتا ہے ' تو اپنے قلم کو اس تعصب کے رنگ و روغن سے الگ نہیں رکھہ سکتا -

علی الخصوص مغرب و مشرق ' اور اسلام و مسیحیت کي جنگ آرائیوں میں انصاف اور صداقت بالکل ایک بے وجود شے ہوگیا ہے -

یہ فی الحقیقت دنیا اور انسانیت کیلیے ایک مصیبت عظمی ہے ' اور تمام گذشتہ ازمنۂ ظلم و ظلمت سے ' با ایں ہمہ شیوع علم و ترقیات علمیۂ عظیمہ ' و رفع منار مدنیۃ و عمران ' و اتحاد و تبادل آراء اقوام و ملل ' و ادعاے مساوات و نوع پرستي و بے تعصبي ' زیادہ خطرناک و مہلک ' اور ایک خوفناک ترین دار انساني ہے -

پھر جنسي تعصب کے ایک ایسے تاریک عہد میں جو خال خال چند نفوس صالحہ یورپ کي سر زمین میں نظر آجاتے ہیں ' اور قومي پاسداري کي خباثت سے پاک و بري ہوکر منصفانہ ظہور حق کرتے ہیں ' اسکے وجود کو بسا مغتنم اور انکي خدمت انسانیۃ کو مستحق تحسین و امتنان یقین کرنا چاہیے -

عروج و زوال امم کا یه قانون الهي هے ' اور اے کاش که آج وه پیروان اسلام ' جنکو خدا نے بني اسرائیل کي اس عظمت و جبروت کا جانشین بنایا تها ' اور جو اُس خلافت ارضي کے وارث هوے تهے ' جسکي اهلیت (داود) اور (سلیمان) کي نسل میں باقي نهیں رهي تهي ' تاریخ کے ان نتائج قریبه سے عبرت پکڑیں ' اور آنے والے وقت سے ڈریں :

کذلـك یضـــرب الله الا مثـال ' لعلهـــم یتذکرون !	اسي طرح الله گذشته قوموں اور ملکوں کي مثالیں بیـان کرتا هے ' تاکه شاید غافل قومیں عبرت پکڑیں ! !

رومي پیش قدمي

یهودیوں کي حالت اُس وقت نهایت افسوس ناک تهي - بابل کي قید اور عرصے کي غلامي نے پهر اُسي سیرۃ اولی پر پهنچا دیا تها ' جس سے دریاے نیل کے کنارے حضرت موسي نے انهیں نجات دلائي تهي -

تاهم اُنهوں نے اس موقعه پر اپنے تمام قوی کو جمع کیا ' اور پوري جانبازي سے مدافعت کا سامان کرنے لگے - سب سے بڑي مشکل یه تهي که رومیوں کے سے آلات جنگ اور اسلحۂ هلاکت انکے پاس نه تهے ' اور سنگ باري کے برجوں ' عظیم الشان کبشوں ' اور آتشین روغن کي بارش کا کوئي جواب نهیں دیسکتے تهے -

پهر ممکن تها که وه اسکا جواب دیسکتے ' مگر قدرت الهي کے بهیجے هوے عذاب یا اپنے اعمال بد کے قدرتي نتائج کا انکے پاس کیا جواب تها ؟

فاخذهم العذاب و هـــم ظالمـون (۱۶ : ۹۰)	پس عذاب الهيٰ نے اُنهیں جا پکڑا اور وه اپنے ظلموں کي وجه سے اسي کے مستحق تهے-

نتیجه یه نکلا که کچهه عرصے کے بعد بیرون شهر کي سر حد محاصرین نے فتح کرلي -

اب رومیوں نے زیاده شدت اور مستعدي سے قدم آگے بڑھاے ' اور کوه (زیتون) کي مشرقي فوج نے اپني منجنیقوں کا رخ مقدس (هیکل) کي جانب کردیا - ساتهه هي مشتعل روغن (نفت) کي بارش بهي شروع کردي - آجکل عربي و فارسي میں کراسن تیل کو نفت کهتے هیں ' مگر یه ایک دوسرا معدني تیل تها ' جو نهایت سریع الاحتراق تها ' اور جس مقام پر پڑتا تها ' بمجرد ایک دوسرے تیل کے پڑنے کے ' اُس سے شعلے بهڑکنے لگتے تهے - قدیم زمانے کي بهت سي متمدن قوموں نے اسکو استعمال کیا هے ' اور جنگ صلیبي کے عهد میں بزمانۂ محاصرۂ عکه مسلمانوں نے بهي اس سے کام لیا تها -

یهودي اب نهایت مضطرب هوے ' کیونکه منجنیقوں کے گولے ' اور روغن نفت کي پچکاریاں هیکل کي دیواروں تک پهنچنے لگیں - بعض پراني جنگوں میں انهیں چند منجنیقیں مل گئي تهیں - وه نکالي گئیں ' اور محصورین کي طرف سے بهي گوله باري کا جواب دیا جانے لگا - لیکن ابهي اس انتظام کو زیاده دیر نهیں گذري تهي ' که ایک اس سے بهي بڑهکر مصیبت کي خبر ملي - یعنے لوگوں نے دیکها که شمالي شهر پناه کے اندر جا بجا سوراخ هو گئے هیں !

اس خبر کے پهیلتے هي محصورین کے دل بیٹهه گئے - همتوں نے جواب دیدیا - بالاخر مایوس هو کر پیچهے هٹ آئے ' اور اس طرح شهر کي پهلي شهر پناه پر رومي قبضه هو گیا -

اب دوسري شهر پناه کے محاصرے کیلیے برج طیار هونے لگے -

اس عرصے میں رومیوں نے بارها باشندوں سے تسلیم شهر کي درخواست کي - سمجهایا که اس طرح انکي جانیں تهه تیغ هونے سے بچ جائیں گي ' مگر یهودي قید بابل کا تجربه کر چکے تهے - انهوں نے هر مرتبه اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ' اور بدستور محصور رهے -

محصورین کي آخري سعي

اسلحه کے باب میں یهودي رومیوں سے بهت کمزور تهے - اسلیے رو در رو مقابله ناممکن تها - اسکے علاوه ایک شهر پناه مسخر هوچکي تهي اور اس سے قوم کي اخلاقي حالت میں بهي فرق عظیم پیدا هوگیا تها - اسلیے یهودیوں نے اسکے سوا چاره نه دیکها که کمزور مگر با تدبیر اقوام کے مشهور هتیار " حیله طرازي " سے کام لیا جاے -

چنانچه انهوں نے شهر پناه کے اندر سے ایک عمیق سرنگ رومي لشکر گاه تک کهود دي ' اور اسکا نتیجه معاً ظاهر هوگیا - یعنے زمین کے مجوف هو جانے کي وجه سے لشکر گاه کے تمام بروج دفعتاً بیٹهه گئے - رومیوں کو اس سے واقعي سخت نقصان پهنچا اور کئي دن کي متصل محنت کے بعد پهر دوباره برج تعمیر کیے گئے - تاهم جس ساز و سامان کے ساتهه وه آے تهے ' اسپر ان نقصانات کا کوئي اثر نهیں پڑسکتا تها - فوج محاصره کیلیے بدستور پڑي رهي -

دوسري شهر پناه بهي یهودیوں کو چهوڑ دیني پڑي ' اور روماني فوج فاتحانه اسپر بهي قابض هوگئي !

اب یهودي تیسري شهر پناه میں محصور تهے ' اور یه آخري حفاظت کا نشیمن تها ' کیونکه اسکے بعد چوتهي شهر پناه تهي - اسي کے اندر هیکل اعظم اور تمام مقامات مقدسه تهے ' اور اسکے مفتوح هو جانے کے بعد بچنا دشوار تها -

انهوں نے ایکے پهر سرنگیں کهودیں اور اس محنت و جانفشاني کے ساتهه ' که چند دنوں کے بعد هي تمام زمین کهو کهلي کردي ' اور رومي برجیاں اور عمارات محاصره پهلي مرتبه سے زیاده نقصان ده طریقے پر منهدم هوگئے - اس سے رومیوں کا غیظ و غضب اور بهڑک اُٹها ' اور جوش انتقام نے مجنون کردیا - انهوں نے اپني عظیم الشان منجنیقیں اور بڑے بڑے کبش لیکر آخري حمله بول دیا - وه برابر هلاکت اور بربادي پهیلاتے هوے بڑهتے گئے - یهاں تک که آخري شهر پناه میں بهي شگاف پڑگئے -

خرقیل نبي کي پیشین گوئي

اس سے بهي بڑهکر مصیبت عظمی یه تهي که آتش انگیز روغن نفت کي بارش نے مقدس هیکل کي دیواروں تک پهنچنا شروع کر دیا تها - بدبخت یهودیوں نے هر چند کوشش کي ' مگر اپني هزار ساله عظمت کے گهر کو نه بچا سکے - اصل یه هے که اب اسرائیل و اسحاق کا خدا بهي اُسے نهیں بچانا چاهتا تها - اسکا بڑا حصه آتشزدگي سے برباد هوگیا ' اور گنبدوں اور میناروں میں سنگي گولوں سے سوراخ پڑگئے - (خرقیل) نبي نے کها تها : " میں هیکل کے گنبدوں پر غیر قوموں کے لگاے هوے دهبے دیکهه رها هوں " بالاخر اس بدبخت اور خدا کي مغضوب قوم کي آخري سزا کي تکمیل هوگئي ' اور عروج و زوال امم کے قانون الهي کے نفاذ کو کوئي انساني سعي روک نه سکي - رومیوں کے برجوں کي گوله باري کا اب جواب ممکن نه تها -

خاتمه !

ایک دن صبح کو یهودیوں نے دیکها که رومي لشکر عظیم قتل و غارت ' اور نهب و سلب کے هتیار هاتهوں میں لیے ' آخري شهر پناه سے اندر داخل هو رها هے :

فجاسـوا خـلال الـديـار ' و کان وعـداً مفعـولا !! (۱۷ : ۳)	پس وه بستیوں اور آبادیوں میں پهیل گئے ' اور الله کے وعدے کو پورا هونا تها اور پورا هوکر رها -

مسٹر میکالا اور مسٹر ایبٹ وغیرہ کی طرح ' کتنے ارباب حق پرستی ہیں ' جو صدائے انصاف بلند کرتے ہیں ؟

بیشک اس ہنگامۂ قتل و غارت میں چند پست اوازیں رحم انصاف کی بھی کبھی کبھی سننے میں آئی ہیں - فرانس کے مشہور انشا پرداز (بیرلوتی) کے مضامین ایک اچھی ضخامت کا رسالہ بنگئے ہیں - لیکن وہ تو ترکوں کی حمایت ' اور ترکی سوسائٹی کے ایک محب ناول نویس ہونے کی حثیت سے بد نام ہے ' اور پھر افسوس کہ ان صداؤں میں سات کرور مسلمانوں پر حکمرانی کرنے والی قوم کا کوئی حصہ نہیں ' والشاذ کالمعدوم ! !

اصل یہ ہے کہ انگلستان بد بختانہ اس وقت صلیبی جذبات کا شکار ہوگیا ہے ' اور یہ جذبہ اقلام و صحائف پر اس طرح حاری ہے کہ ہمارے لیے انصاف و رحم کی صدا اب دریاے تیمس کے نارے نہیں اٹھہ سکتی !

اٹلی کے قزاقانہ حملہ طرابلس کی تاریخ میں بھی (موجودہ جنگ کی طرح) انگلستان کا نام پہلے صفحہ میں لیا جائیگا -

مسئلۂ مصر و عرب کیلیے ایسا ہونا ضروری تھا ' اور گو اسکی طرف عملی پیش قدمی کا طرۂ افتخار سر ایڈورڈ گرے کی کلاہ سیاست کو حاصل ہو ' لیکن سچ یہ ہے کہ انگلستان کی وزارت خارجیہ میں آن سے پہلے ہی یہ مسئلہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر چکا تھا ' اور جس وقت فرانس نے ٹیونس اور الجزائر پر قبضہ کیا ہے ' اسی وقت اٹلی کے وزیر خارجی (کرسپی) نے لارڈ (سالسبری) سے مراسلات شروع کردی تھیں - لارڈ سالسبری نے اس موقعہ پر اپنے سفیر کے ذریعہ جو امید بخش اور جرأت پرور جواب دیا تھا ' اسکو مسٹر (بینٹ) نے دیباچہ کتاب میں نقل کیا ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے :

" آپ کی تحریر کا لارڈ سالسبری پر بہت اثر ہوا - انہوں نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا تار دینے کی ہدایت کی ہے - " انکو اس امر سے اتفاق ہے کہ جب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ بین الاقوامی حالات میں معمولی یا اہم تبدیلی کا وقت آئیگا ' تو اس موقع پر یہ امر ناگزیر ہوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے " ایک بات میں سالسبری کو آپ سے البتہ اتفاق نہیں ہے - انکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا - لارڈ سالسبری نے اپنی راے ذیل کے جملہ پر ختم کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ " گورنمنٹ ایطالیہ کو طرابلس مل جائیگا ' لیکن ایک شکاری اگر جو چاہتا ہے کہ ہرن کو مار کر شکار کرلے ' اسوقت تک انتظار کرنا چاہیے ' جب تک کہ اسکا شکار بندوق کی زد پر نہ آجاے ' تاکہ اگر نشانہ پورا نہ پڑے اور خالی زخم آجاے ' جب بھی گرفتار ہو جاے "

اسکے بعد مسٹر بینٹ لکھتے ہیں :

" دول یورپ کو جس میں انگلستان بھی شامل ہے ' اٹلی کی قزاقی کے ارادوں سے واقفیت تھی اور انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھہ ان ارادوں کے پورا کرنے میں شہ دی - ہمارے یہاں خارجیہ تعلقات کی یہ حالت ہے کہ جس طرح ملک شام کے کاشتکاروں کو باب عالی کے معاملات میں کوئی دخل نہیں ' اسی طرح عوام انگریزوں کا اپنے محکمۂ خارجیہ پر بھی کوئی اثر نہیں ہے - حقیقت یہ ہے کہ ایسا واقعہ کبھی دل خوش کن نہیں ہوسکتا ' جسے ہمارے ملک کے ۹۰ - فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور جسے بین الاقوامی ڈاکہ کہنا نہایت موزوں ہوگا - اور اسپر طرہ یہ کہ ہمارا محکمۂ خارجیہ بلا کسی خفیف مخالفت کے ایسے علانیہ ڈاکہ کو جائز رکھے ' در حالیکہ ملک میں لبرل پارٹی کی گورنمنٹ ہو - آخر میں کیور (۱) کے قول کو ماننا پڑتا ہے کہ " ہم سلطنت کے لیے وہ کام کرتے ہیں اور وہ تدابیر عمل میں لاتے ہیں جو اپنی ذات کے واسطے خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے "

(۱) ایطالیہ کا ایک مشہور عالم جو معاملات سیاست میں بہت قابل مانا جاتا تھا -

اسکے بعد انہوں نے دول یورپ کے معاہدوں اور سیاسی اعلانات کی نسبت کیا خوب لکھا ہے :

" میں زمانۂ حال کے معاہدات کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس زمانہ میں عہد و پیمان صرف اس لیے لکھے جاتے ہیں کہ جسوقت انکی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائیں ' بشرطیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ہو کہ بلا خرخشہ اپنے عہد کو توڑ سکے " -

یہ کتاب جب شائع ہوئی ہے ' تو اسکا تذکرہ اخبارات میں کافی ہوچکا ہے ' اسلیے ہم زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتے ' ورنہ اسکے اکثر مقامات مستحق اقتباس و استدلال ہیں -

کارزار طرابلس

—:*:—

قیمت ۱ - روپیہ - درجہ اول باتصویر ۲ - روپیہ - مترجم سے ملسکتی ہے

— * —

یہ کتاب اسی سیاحت نامہ کا اردو ترجمہ ہے - مترجم مسٹر عبداللہ خاں رئیس خورجہ ہیں - چھپائی صاف ' کاغذ اچھا لگایا گیا ہے - درجۂ اول کے ساتھہ نامورانِ غزوہ طرابلس اور اشخاص متذکرہ کتاب کی متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی لگائی ہیں ' جنسے کتاب کی دلچسپی میں عمدہ اضافہ ہوگیا ہے -

مسٹر عبد اللہ خاں دیباچے میں لکھتے ہیں کہ یہ انکی پہلی ادبی کوشش ہے ' اور ترجمہ نہایت عجلت میں کیا گیا ' تاہم ترجمہ صاف اور سلیس ہے - البتہ سرسری نظر میں بعض مقامات گنجلک ' اور بعض موقعوں میں عبارت کی خامی ' اور محاورات کی غلطیاں بکثرت ہیں -

محاربات طرابلس

— * —

قیمت ۱ - روپیہ - ۸ - آنہ : انجمن ہلال احمر لکھنؤ

— * —

یہ اسی کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ ہے ' جو انجمن ہلال احمر لکھنو کی فرمایش سے جناب شیخ شوکت علی صاحب بی - اے نے بعد حصول اجازت مصنف کیا ہے ' اور نو الکشوری پریس میں چھپا ہے - کاغذ اچھا ہے ' اور چھپائی متوسط درجے کی -

ہم نے مثل پہلے ترجمے کے چند صفحات ایک دو مقام سے دیکھے - ترجمہ صاف و سلیس ' اور عبارت بہت رواں اور با محاورہ ہے ' البتہ بعض بعض ترکیبیں اور علی الخصوص انگریزی ترکیبوں کا ترجمہ بہت رکیک اور غلط ہے - مثلاً جابجا " ڈاکہ زنی " کی ترکیب نظر آئی جو کسی طرح صحیح نہیں ' اور صدہا فارسی تراکیب صحیحہ اسکی جگہ ملسکتی ہیں -

اسکی فروخت سے جسقدر رقم بچیگی ' وہ انجمن ہلال احمر کے فنڈ میں شامل کردی جائیگی - اس بناپر فیاض طبع مترجم یقیناً مستحق تعریف ہیں -

افسوس کہ ترجمے کے ساتھہ تصاویر کا انتظام نہیں کیا گیا - البتہ دو نقشے افریقہ و مقامات جنگ کے علحدہ چھاپکر لگا دیے ہیں ' اور یہ بہت ضروری تھے -

اب ریویو کا سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن حضرات نے کتابیں روانہ فرما کر یقیناً نہایت ناگوار انتظار کی زحمت گوارا فرمائی ' وہ مطمئن رہیں -

—

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک قابل تمجید شخص ' کتاب زیر بحث کے مصنف مستر ای - ان - بینٹ بھی ہیں -

جنگ طرابلس کے شروع ہوتے ہی وہ معائنہ حالات کیلیے روانہ ہوگئے - غالباً اخبار مانچسٹر گارجین کی نامہ نگاری کی حیثیت سے گئے تھے - ٹیونس کا راستہ ' جو اس وقت اندرون طرابلس کیلیے ایک ہی دروازہ تھا ' اختیار کیا - وہاں پہنچکر ترکی کیمپوں میں ٹھہرے اور تین بڑی لڑائیوں کو اپنے سامنے دیکھا - یہ وقت جنگ کا اصلی زمانہ تھا - اندرون طرابلس اور صحرا کے عربی قبایل جوق جوق آ رہے تھے ' شیخ سنوسی کی ہمدردی پوری طرح حاصل ہوچکی تھی ' اطالیوں کی پے در پے شکستوں اور ناکامیوں نے جراتوں اور ہمتوں کو بڑھا دیا تھا ' اسلیے انکو اصلی حالات معلوم کرنے اور صحیح رایوں کے قایم کرنے کا پورا موقعہ ملا - وہ ترکی افسروں کے ساتھہ کیمپوں میں رہے - عربوں کے اُن صحرائی خیموں میں ' جنکے اجزاے ترکیبی ایک پھٹے ہوے کمل ' اور ایک کسی درخت کی خشک شاخ سے زیادہ نہیں ہوتے ' بارہا بیٹھے اور انکے جذبات ملیہ و دینیہ کا مطالعہ کیا - وہ بادیہ نشین قبایل ' جو ہزاروں کی تعداد میں ترکی کیمپوں کے سامنے کے میدانوں میں ' اپنے اونٹوں کے پاس ' کھلے اسمان کے نیچے پڑے رہتے تھے ' اور جوش فدا کاری ملت ' و حفظ خاک وطن مقدس ' و عشق اسلام معجوب میں نہ دنکی کی ریگستانی تپش کی انھیں پروا تھی ' اور نہ رات کی مہلک اور مرض پرور ہوا و رطوبت کی ' انکے سامنے تھے اور انکو پورا موقعہ حاصل تھا کہ اسلام کی جنگی و سیاسی قوت کے اس آخری غیر مستعمل خزانے کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں -

پس انکا سفر گو مختصر تھا ' لیکن اِن نادر مواقع کی وجہ سے بہترین مواد ' اور قابل وثوق آرا کے جمع کرنے کا سامان اپنے ساتھہ لاے ' اور جس سنجیدہ انداز روایت ' اور منصفانہ طریق بحث و استدلال کے ساتھہ اُنھوں نے اس سے کام لیا ' وہ ایک عام سیاحت نامے کی سطح سے اس نا مکمل روز نامچے کی قیمت بڑھا دیتا ہے -

اٹلی کے اس حملے اور نیز یورپ کے موجودہ ظالمانہ و قاتلانہ حرص کا انھیں نہایت درد و تاسف سے اعتراف ہے - صدہا مواقع پر انھوں نے اہل عرب کی قوت و شجاعت اور جانفروشی و جذبات صحیحہ کی داد دی ہے - غیر قوموں کے ساتھہ عربوں کے وحشیانہ سلوک ' اور اسلام کے تعصب کے افسانوں پر جابجا ہنسی اڑائی ہے - جن عربوں کو یورپ میں وحشت و بربریت کا خوفناک دیو سمجھا جاتا ہے ' انھوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی سی مہربانی اور قدوسیوں کی سی نیکی کے ساتھہ وہ اسے ملے ' اسکی دعوتیں کرنی چاہیں ' اور انکے منصفانہ خیالات کے شکر گذار ہوے -

عربوں کی شجاعت و جانفروشی کی شہادتوں نے جب ایک عالم کو متحیر کردیا ' تو بعض اخبارات نے اس اثر کو بے وقعت کرنے کیلیے طرح طرح کے افسانے مشہور کیے - مثلاً لکھا کہ ترکوں سے انکو بیش قرار رقمیں ملتی ہیں ' اور اگر ایک دن کا وظیفہ بھی نہ ملے تو فوراً اٹلی سے مل جائیں -

مگر مستر بینٹ نے جو حالات دیکھے ' وہ بالکل اسکے متضاد تھے - وہ اسی کتاب ہی میں لکھتے ہیں :

" عربوں کے لیے نومبر کے مہینے میں جب بارش ہوئی ہے ' بڑی سخت آزمائش کا وقت تھا ' لیکن انھیں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی - چنانچہ طرابلس کا واقعہ ہے کہ جب سنہ ۱۹۰۸ع سے لیکر سنہ ۱۹۱۰ع تک بوجہ امساک باران قحط پڑ گیا تھا ' تو ہزاروں عرب فاقہ کشی کی مصیبت سے تنگ آ کر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کر کے چلے گئے تھے -

لیکن اِس موقع پر جبکہ باران رحمت کا نزول ہوا تو میدان جنگ میں تھے ' اور اپنے کھیتوں سے منزلوں دور - بعض اُن میں سے تھوڑے دنوں کے لیے کھیتی کی غرض سے گئے ' لیکن اکثروں نے اپنے آئندہ نفع کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے ' کہ آیندہ اُنھیں اور نیز اُنکے بال بچوں کو رزق میسر آنا نا ممکن ہوگا ' اپنی جگہ سے نہ ہلے -

اٹلی والے رشوتیں دیکر اپنا وہ کام نکالنا چاہینگے ' جس کام کو بزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ہیں - لیکن میرے خیال میں اسلامی قوت و یک جہتی عربوں کے فطری لالچ پر غالب آئیگی "

جیسا کہ مستر بینٹ نے بھی لکھا ہے ' یہ ضرور تھا کہ عربوں کو انکے ضروری ما یحتاج کے انتظام کیلیے ایک رقم ضرور دی جاتی تھی ' مگر ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر تھا - وہ ' جو اپنی زراعت ' اور اپنے اصلی وسائل گذران چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے آگئے تھے ' کیا اسکے بھی مستحق نہ تھے کہ دو وقت کے کھانے کیلیے چند آنے روز دیے جائیں ؟ پھر یہ کوئی ایسی رشوت تو نہ تھی جو ترک اٹلی کے قیمتی تحفوں اور طلائی طشتوں کو ٹھکرا دینے کے معاوضے میں اُنھیں دیتے ہوں ' اور نہ انکے لیے معرکہ جنگ ہو سکتی تھی -

اصل یہ ہے کہ جنگ عرب کا اصلی مذاق ہے - تاریخ نے بتلا دیا ہے کہ عرب ہر کام کیلیے موزوں ہے - تخت پر فرماں روائی کیلیے بھی ' اور امن کے تمدن و تہذیب کے لیے بھی - لیکن سچ یہ ہے کہ جنگ کی قوت اسکے اندر کی اصلی آگ ہے ' اور جب بھڑکا دی جاے ' بھڑک سکتی ہے - ترکوں نے اپنے تمام زمانۂ حکومت میں سب سے بڑی سخت خطرناک غلطی (جسکے نتایج اب بھگت رہے ہیں) یہ کی کہ ہمیشہ اہل عرب کی طرف سے بے پروائی برتی - انکو مٹایا اور ذلیل کیا ' اور انکو خلافت کا رقیب سمجھکر کبھی ابھرنے اور قابل بننے کا موقعہ نہیں دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اصلی کارفرما قوت محض صحراؤں کی ریگ اور اونٹوں کے غولوں کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ' اور اہل عرب کو کوئی موقعہ اپنی قدیمی روایات عظیمہ کے زندہ کرنے کا نہیں ملا -

جنگ طرابلس میں غازی انور بے کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس ترکوں کے سب سے بڑے شخص نے عربوں کے اندر ایک تحریک پیدا کردی ' اور انکو موجودہ حالات سے با خبر کردیا - پس آگ بھڑک اٹھی ' اور عامل چونک اٹھے - اسمیں نہ طمع زر کو دخل ہے اور نہ بیش قرار تنخواہوں کو - پس اور آجکل کے دور مصائب میں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ اسلام کے مستقبل قریب کو اگر پر امید بنتا ہے ' تو بعید اسمیں اسلام کے اصلی خزانۂ قوت ' یعنی عربوں کی زندگی اور تحریک کو دخل اغلب ہوگا : وما ذالک علی اللہ بعزیز -

یہ ضرور ہے کہ طرابلس کی جنگ ترکوں اور اطالیوں کی جنگ تھی اور انگلستان کے باشندوں کیلیے سیاسی اور قومی جذبات کے لحاظ سے اٹلی کے اندر کوئی بڑی کشش نہ تھی - یہی سبب ہے کہ اس زمانے میں بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے اس حملے کو قابل اعتراض بتلایا اور بعضوں نے نہایت سخت مضامین لکھے - پس حق پسند انگریزوں کیلیے اظہار حق کی کوئی بڑی آزمائش نہ تھی - برخلاف اسکے موجودہ جنگ بلقان جو مسیحی جہاد کے نام سے کی گئی ہے ' اور جو یورپ کو اسلام سے خالی کر دینے کے صلیبی ولولے پر مبنی ہے ' انگلستان کے باشندوں کیلیے انکے حق پرستی اور مظلوم نوازی کا اصلی امتحان تھا - اور دیکھنا تھا کہ مستر بینٹ

هوگي - بچه بالکل همارے اختیار میں هے - خواه اوسکو هم بڑي اصابت راے والا ' بڑے اخلاق والا ' اور بڑي سمجهه بوجهه اور عقل و دانش والا بنائیں ' خواه اوسکو اسطرح تباه کردیں ' جیسا که آجکل روزانه هماري جهالت سے تباه هو جاتے هیں - مجهکو سیکڑوں بچوں کا تجربه هے ' اور سبکو جاهل ماں باپ کا شکار پایا هے - یه سخت درد ناک هے - میں اُن حضرات سے جو بالیٹکس میں نهایت تیز هیں ' جو هندوستانی یا اسلامي پالیٹکس میں بڑا حصه لیتے هیں ' به الحاح استدعا کرتا هوں که وه ذرا اسطرف بهي نظر کریں - مجهکو ڈر هے که کهیں وه نسل ' جو اب سے صرف دس سال بعد طیار هوگي ' اپني غلط کاریوں اور اپکي بے توجهی سے کالجوں ' اِسکولوں اور یونیورسٹیوں کو بیکار ثابت نه کردے - فقط

الهـــلال

سب سے پہلے تو میں آپکے ذوق علمي کا شکر گذار هوں که ان مضامین پر آپنے توجه فرمائي ' اور انکي ضرورت کا اعتراف فرماتے هوے نقد و بحث کا دروازه کهولا -

بڑي مصیبت یه هے که لوگوں کو ان چیزوں کا ذوق هي نہیں هے - بیشک ملک میں اخبارات و رسائل کے پڑهنے کا ایک ولوله پیدا هوگیا هے ' لیکن سطحي و عام مضامین کے سوا ' کوئي نہیں جو خالص علمي مباحث و افکار کا خیر مقدم کرنے کیلیے طیار هو -

روشنـــي کا ایک هـــي ذریعـــه

آپ اسکو نہیں مانینگے مگر میں کہونگا که جس گهر میں ایک هي چراغ جلتا هو ' اسکي تمام کوٹهریوں کي روشني اسي کے دم سے وابسته هوتي هے - اسے گل کردیجیے تو یهي نهوگا که درمیان کا کمره تاریک هو جائیگا ' بلکه آس پاس کي تمام کوٹهریاں بهي اندهیري هوجائینگي ' کیونکه چراغ ایک هي تها -

مسلمانوں کے ذوق و شوق کیلیے بهي ابتدا سے ایک هي چراغ جل رها تها ' یعنے ولولۂ مذهبي ' اور جوش تعمیل احکام دیني کا - اس گهر کي اور جتنے کوٹهریاں تهیں ' اخلاق و تربیت کي هوں ' یا حکومت و سیاست کي - علم و فن کي تحقیق و جستجو کي هوں ' یا عمران و تمدن کي ' سب اسي چراغ کي روشني سے منور تهیں - جس چیز کو وه حاصل کرتے تهے ' مذهب کي راه سے ' اور مذهب کے پیدا کیے هوے ولولے سے - یه کیسي عجیب بات هے که مسیحي مذهب کے اصلي دور عروج میں علم و فن پر دور مظلمه گذرا ' پر اسلام کا اصلي زمانۂ عروج وهي تها ' جب گهر گهر علم و فن کے آفتاب درخشاں تهے :

یک چراغست دریں خانه ' که از پرتو آن
هر کجا می نگري انجمنے ساخته اند

آج همارے هزاروں علماے کرام هیں - جا کر دیکهه لیجیے وه تفسیر و حدیث کو اس ذوق و جانکاهي سے نہیں پڑهتے ' جس قدر محنت سے یوناني فلسفه اور ارسطو کی منطق میں اپنا وقت ضائع کرتے هیں - علم کلام میں بهي جتنا وقت صرف هوتا هے ' اسے بهي ارسطو هي کے حصے میں منتقل کردیجیے که در اصل وه علم کلام نہیں بلکه فلسفۂ یوناني هي هے - (شرح مواقف) کو اگر آپ دیکهیں تو متعجب هوں که کس فن کی کتاب هے ؟

مگر ایسا کیوں هے ؟ کیا موجوده زمانے کے علما کي نسبت کہا جاسکتا هے که حکماے یورپ کے سے خاص علمی ذوق اور علمی جذبات سے یه سب کچهه کرتے هیں ؟ میں تو کہه بهي دوں مگر آپ حضرات کب کہنے لگے ؟

اصل یه هے که همارے تمام کاموں کی افتاد هی ابتدا سے ایسی پڑي هے که ذوق علم ' محبت وطن ' قوم پرستی ' سوسائٹي ' قانون ' غرضکه هر شے کا محور مذهب هوگیا هے - قدما نے فلسفه کے حملوں سے بچنے کیلیے ضروري سمجها که علما فلسفه پڑهیں اور اس سے واقف هوں - امام الحرمین اور امام غزالي نے نصاب میں داخل کردیا - نتیجه یه هے که آج ایثینیا اور اسکندریا کے تلامذۂ فلسفه سے زیاده شغف ' همارے علماے دیني کو یوناني فلسفه سے پیدا هوگیا هے !

آپ کہیں گے که یه تو ایک مذهبي خود غرضي هوئي ' علم کو تو علم کیلیے پڑهنا چاهیے ' لیکن میں کہونگا که اس زمانے سے بهي نظر اوپر کیجیے ' اور ابتدائي صدیوں میں اسلامي ممالک پر نظر ڈالیے - آپکو نظر آئیگا که هزاروں فدا کاران علم و مذهب هیں ' جو تلاش و جستجوے مقصود میں اپني زندگیاں صرف کر رهے هیں ' یه بهي جو کچهه تها ' اسلام هي کے پیدا کیے هوے ولولے سے تها -

آج بعض مستشرقین یورپ نے اسکي توجیهه یه کی هے که جسقدر حکماے اسلام تهے ' انکو اسلام سے واسطه هي کب تها ؟ اور پهر جو کچهه هوا ایراني و عجمي اثر سے هوا ' یا شام و مصر کے مسیحي حکما کي صحبت سے - لیکن سوال یه هے که ایسے هي ملحد اور غیر قوموں سے تمدن اخذ کرنے والے افراد ' مسیحي دور عروج میں کیوں نہیں پیدا هوے ؟ پهر ان بیچاروں کو یه خبر نہیں که ابن مسکویه ' فارابی ' ابن رشد ' ابوبکر رازي ' وغیره کے دیني اعتقاد و اعمال کا کیا حال تها ؟ اما و معتزله سے بڑهکر علم دوست اور فلسفه خواں کوئي گروه نہیں هوا ' لیکن ساتهه هي اعمال مذهبي میں اُنسے زیاده شدید التقشف ماوراء النهر کے فقها بهي نه تهے - کبیره گناه کے مرتکب کو وه مومن هي تسلیم نہیں کرتے ! پس حقیقت یه هے که ساري روشني اسي چراغ کے دم سے تهي - کوئي مانے یا نه مانے مگر میں کہونگا که جب سے یه چراغ گل هوا ' همارے علم و فن کے تمام حجرے بهي تاریک هوگئے -

اسي کو روشن کیجیے - اسلام هي بتلاے گا که " و من یوت الحکمة فقد اوتي خیرا کثیرا ' و ما یذکر الا اولوا الالباب "

جدید تعلیم یافته اور افلاس علمي

یه کیا بد بختي هے که نصف صدي سے هم میں نئي تعلیم پهیل رهي هے - قدیم علما تو آپ لوگوں کے نزدیک جهل و نادانی میں پڑے هیں ' پهر بهي وه اپني عزیز عمریں اُن علوم کے حصول میں صرف کر رهے هیں ' جنکو اپنے عقیدے میں بهتر و اعلی سمجهتے هیں - فرمائیے که نئے تعلیم یافته گروه میں ابتک کتنے فلسفه داں ' کتنے سائنس کے ماهر ' کتنے مصنف ' کتنے مترجم ' اور کتنے ارباب صحائف و مجامع پیدا هوے ؟

هر سال کتنے مسلمان طلبا هیں جو بي - اے کے بعد آگے قدم بڑهاتے هیں ' مگر میں نے کبهي نہیں سنا که انهوں نے ایم - اے میں فلسفه لیا هو - اکثر تو عربي وغیره لیکر بآساني اس مرحلے سے گذر جاتے هیں ' اور بعضوں نے بہت همت کي تو علم ادب لے لیا - اور وه بهي کم هیں -

سر چشمۂ علـــم کي خشک سالي !

(علي گڈه) کالج کا نام لیجیے تو لوگوں کو ضیق النفس کا دوره شروع هوجاتا هے ' مگر کیا کیجیے که جو محبت اسکے نادان پرستاروں کو اسکے نقایص کے چهپانے کا مشوره دیتي هے ' وهي محبت نکته چینوں سے اسکے نقایص پر خون کے آنسو بهي رلاتی هے - کوئي خدا کیلیے مجهے بتلاے که اس مرکز اسلامي ' اس کعبۂ مسلمین ' اس قبلۂ الاسلام ' اس قرطبۂ وقت ' اس غرناطۂ عصر ' اور اس کیمبریج اور آکسفورڈ کے برزور وجود ظلي نے اشاعت علوم جدیده و فلسفه کا آجتک

باب المراسلة و المناظرة (۱)

— * —

الاخلاق

— * —

از مسٹر مسعود احمد عباسی (امروہہ)

مضمون بالا نظر سے گذرا - حقیقت میں ایسے مضامین جو اب سب سے اول " الہلال " میں شایع ہونا شروع ہوئے ہیں، سب سے زیادہ قابل توجہ و صرف وقت ہیں - کیا ہی اچھا ہو کہ ان مضامین کا سلسلہ مستقل طور پر جاری ہو جاے ' تاکہ اصحاب تفکر' اور صاحبان تمیز' میدان میں آئیں اور رفتہ رفتہ ایک ایسا علمی ذخیرہ طیار کردیں جو قوم و زبان کی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے - اب تک یہی ایک کمی ایسی رہی ہے جس کا اجتک کوئی انتظام نہوا -

مگر سب سے بڑی دقت جو حائل ہے' وہ اردو زبان کی علمی زبان ہونیکی نا قابلیت ہے - بڑی ضرورت ہے کہ انشا پرداز حضرات ایک ایسی لغات طیار کریں جو یورپ کے علمی خیالات کو جگہ دیسکے اور مشرقی یا اردو طرز اداکے موافق بھی ہو - میں دیکھتا ہوں کہ " الحیات " کی سرخی والے مضمون میں صرف اسوجہ سے پھیکا پن ہے کہ الفاظ کسی ایک قاعدہ اور قانون کے ماتحت نہیں ہیں' مثلاً کہیں آپ مادہ کی تقسیمیں زندہ اور غیر زندہ کی کرتے ہیں اور کہیں الیہ اور غیر الیہ کی - خیر یہ گفتگو اسی دوسرے وقت کے لیے زیادہ موزوں ہے - اسوقت صرف آپکی توجہ کو اسطرف مبذول کرانا مقصود تھا ورنہ یہ خواہش کرنا کہ صرف تنہا ایک آپ ہی اس اہم کام کو بھی انجام دیں ' آپکی تندرستی اور قوت پر حملہ ہوگا -

آپ نے اخلاق کی دو قسمیں کی ہیں - طبیعی اور کسبی - طبیعی کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ فطری ہوتے ہیں اور انسان پیدائش سے لیکر پیدا ہوتا ہے - یہاں مجھکو اختلاف ہے اور آگے چلکر میں اس اختلاف کی وجہ پیش کرونگا - مگر میں دیکھتاہوں کہ کچھہ آگے چلکر آپ خود اپنی تقسیم پر قایم نہیں رہے اور جب اخلاق کے سرچشموں کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہاں اسکو کلیہ بنانے سے انکار کرتے ہیں -

بہر حال یہ ضرور ہے کہ آپ اخلاق میں وراثت کے اثر کے موید ہیں - اور اکثر ہلت جیسے بعید زمانہ کے اصحاب فلسفہ کا بھی ایسا ہی خیال تھا -

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اولاد میں اپنے والدین سے جسمی مشابہت پا کر اخذ کرلیا کہ اخلاق میں بھی ایسا ہی ہوگا ' اور سطحی نظر میں کچھہ شہادتیں بھی جمع کرلیں ' لیکن صحیح نتائج پر آنیکے لیے جن احتیاطوں کی ضرورت ہوتی ہے ' اوسکا لحاظ نہ کیا - یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان احتیاطونکی طرف خیال بھی اسوجہ سے نہ کیا ہو کہ اوس زمانہ کا مشہور عام مسئلہ یہ تھا کہ اولاد میں برائی بھلائی ورثہ میں والدین سے ملتی ہے - لیکن حال میں جو تحقیقاتیں اس موضوع پر ہوئی ہیں ' اون سے ظاہر ہے (بقول کارل پیرسن کے کہ) وراثت کا اثر بالکل غلط خیال ہے اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں وہ اوس تربیت کا نتیجہ ہیں جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھہ سے پہنچتی ہے اور جس میں والدین نے اپنی مخصوص عادات و اخلاق کی جھولی اپنے اولاد کے حوالے کردی ہے -

(۱) یہ ایک مستقل باب کی سرخی ہے - اس وقت اسکا ذکر ... ہوا تھا ' اسلیے تائپ میں ... -

مگر ہم دوسرے پہلو سے اسپر غور کرتے ہیں -

اخلاق خود کوئی قوۃ نہیں بلکہ یہ تابع معلوم ہوتے ہیں کسی دوسری شے کے ' اور وہ شے وہ ہے' جو اخلاق کے برے بھلے ہونے پر غور کرتی یا کرسکتی ہے - اس شے کو انگریزی میں مائنڈ (Mind) کہتے ہیں اور جسکا مرادف ابتک ہماری زبان میں دل تھا' مگر اب اوسکی سلطنت تو مغربیونکے ثقیل دماغ کے پاس اوٹھہ گئی ہے اور اوسکی وقعت ایک پوست نفس سے زیادہ نہیں ہے - جو چیز کہ تخت نشین ہے وہ کیا ہے ؟ وہی جسکو مائنڈ کہتےہیں اور یہ نام ہے تین مظاہر کے مجموعے کا -

(۱) انفعال -

(۲) ارادہ -

(۳) سمجھہ -

میرے سامنے دروازہ ہے اور میں اوسکو کھولنا چاہتا ہوں - گویا مجھپر کھولنے کی خواہش کا ایک اثر ہو رہا ہے - یہی اثر وہ ہے جسکو مینے انفعال سے تعبیر کیا ہے - افسوس کہ زبان کے نقص کی وجہ سے میں اپنے مطلب کو الفاظ میں واضح طور پر پیش نہیں کرسکتا - آپ تصور میں میرے مطلب تک پہنچ جاوینگے - میں دروازہ کھول دیتا ہوں - یہ وہ ہے جسکو مینے ارادہ سے تعبیر کیا ہے - اگرچہ یہ لفظ بھی اس مطلب کے لیے بہت کم مناسب ہے - ان دونوں کے ساتھہ ساتھہ ایک تیسری قابلیت اور ہے' یعنی میں جانتا ہوں کہ دروازہ کھل سکتا ہے - یہی چیز ہے جسکو مینے سمجھہ سے موسوم کیا ہے - گویا یہ تین چیزیں : انفعال ' ارادہ ' اور سمجھہ ' مظاہر ہیں اوس شے کے' جسکو مائنڈ کہتے ہیں - اس لفظ کے مرادف لفظ بنانیکے لیے میں جناب کو توجہ دلاتا ہوں -

ہاں تو اسطرح یہ تین قوتیں انسان کے تمام اخلاق اور اعمال پر حکمرانی کرتی ہیں - یہی وہ ہیں جنکے نہونےسے انسان جانور ہے اور جنکے ہونےسے مگر غیر مناسب حالت میں' انسان ناقص ہے' اور ہونےسے اور بہ تناسب' وہ کامل ہے -

لیکن ان تینوں مظاہر کے ساتھہ چاکرانہ حیثیت سے حواس ہیں - میں جلتے لمپ کی چمنی چھوتا ہوں تو مجھپر اثر ہوتا ہے - فضاے آسمان میں تارے چمکتے دیکھتا ہوں تو مجھپر اثر ہوتا ہے - زبان پر کوئی میٹھی چیزیں چکھتا ہوں تو مجھپر اثر ہوتا ہے - مجھپر کو ... سنتا ہوں تو مجھپر اثر ہوتا ہے - اور میں اپنے پچھلے تجربے کی بنا پر سمجھتا ہوں کہ ایک چیز جلتی ہے تو دوسری روشن ہے وغیرہ وغیرہ -

اگر بچے میں سمجھہ کی قابلیت نہیں ہے تو ابھی کچھ نہیں ہو سکتی - لیکن حواس میں بھی کسی ایک کا نہونا ان تینوں قابلیتوں پر کچھہ زیادہ موثر نہیں ہوسکتا - ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ تمام حاسوں کے نہونے پر یہ تینوں قابلیتیں بھی مفقود پائی گئی ہیں - پس اسطرح یہ تینوں قابلیتیں اور حواس کسی نہ کسی حد تک ساتھہ ساتھہ ہیں' اور یہ اوسوقت تک ہر انسان میں صحیح حالت پر موجود ہیں' جب تک عناصر انسانی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگئی ہے - اگر دماغ سے فاسفورس نکل گیا ہے تو یقیناً سمجھ بھی نہ ہوگی - وغیرہ وغیرہ -

پس ظاہر ہے کہ ایسے دو شخص' جنکا ہر حیثیت میں بیرونی اثرات سے موثر ہونا ممکن ہوتا ' خواہ وہ آب و ہوائی ہوں ... سوشیل' یا اور کچھہ' تو ضرور اخلاق کے لحاظ سے بھی یکساں ہوتے مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا ' اور یہ ان دوسرے اثرات کی وجہ سے ہے' وراثت پرالزام ہی الزام ہے -

جب یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی تو ہم پر اپنی اولاد کے متعلق ایک ذمہ داری آن عاید

مراسلات

قسطنطنیه کی چٹھی

—:•:—

هندوستان کا اولین طبی وفد

— * —

کچھه عرصه هوا میں نے آپ کے کالموں کے ذریعه سے اطلاع دی تھی که همارا طبی وفد جو انگلستان سے آیا ہے ' هندوستان کا پہلا هلال احمر وفد ہے کیونکه جمله ممبران وفد نه صرف هندوستانی هیں بلکه انگلستان سے روانه هونیکے قبل هم نے اپنے وفد کا نام بھی هندوستانی هلال احمر رکھا تھا -

مدراس کے اخبار محمدن مورخه ١٧ - فروری سنه ١٣ - میں ایک مضمون The First Indian Medical Mission کے عنوان سے شایع هوا ہے اور جو مشن بمبئی سے یہاں آیا ہے ' اس کو یه نام دیا گیا ہے - اور غالباً کلکته کے ڈاکٹر سہروردی کے تار برقی کے پیغام کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت کی نوبت آئی ہے -

بہر کیف میں اطلاعاً عرض کرتا هوں که هندوستانی پہلا طبی وفد همارا ہے اور هم نه صرف بمبئی مشن سے کہیں پہلے یہاں پر وارد هوے بلکه هم نے اس سے کہیں پہلے حیدر پاشا خسته خانه میں چارج بھی لے لیا تھا - لہذا هم اعلان کرتے هیں که بمبئی طبی وفد کے ارکان و نیز " محمدن " و دیگر اخبارات جنهوں نے یه غلطی کی ہے که بمبئی وفد کو اول قرار دیا ہے ' اپنی غلطی کا اقرار کرکے بمبئی مشن کو آینده اس نام سے یاد نه کریں ' اور اس نام کو جس کے هم بہر طور مستحق هیں ' غصب کرنے کی ناجایز کوشش نه فرمالیں -

صباح ' اقدام ' و دیگر ترکی اخبارات کے علاوہ همارے پاس حیدر پاشا خسته خانه کی زبردست شہادتیں موجود هیں ' جن کے هوتے هوے اس قسم کی حرکتیں محض عبث هیں - و السلام

انشاء الله آینده هفتے پوری کیفیت سے مطلع کرونگا -

بنده حسن عابد جعفری

انریری سکریٹری اول هندوستانی طبی وفد } قسطنطنیه

الهلال

تعجب ہے که اسلام کا یورپ سے آخری وفد حیات خون کے سیلاب میں بہتا هوا واپس آ رها ہے ' اور آپ لوگوں کو صرف اپنے " پہلے وفد " هونے هی کی پڑی ہے ؟ آپ انگلستان سے گئے ' اور لوگ هندوستان سے ' مگر سب کا مقصد خدمت مجروحین اسلام و اداے فرض دینی و اخلاقی تھا ' پھر اب تمام لوگوں کی نظر صرف اپنے فرض هی پر رهنی چاهیے ' نه که ایک دوسرے کی مخالفت اور " پہلے " اور " آخری " هونے پر - میں رنج و غم کے ساتھه آغاز ارسالیات طبیه سے وہ سب کچھه دیکھه رها هوں ' جو هماری اخلاقی بدبختی همکو دکھا رهی ہے - هر شخص چاهتا ہے که ارسال وفد کی شہرت اوس کے اپنے چنگل سے نکلنے نه دے - پھر اس راه میں جن جن جائز و ناجائز طریقوں سے کام لیا جاسکتا ہے ' اس سے دریغ نہیں - جب کسی قوم کے برے دن آتے هیں ' تو اسکے اچھے کاموں میں بھی برائی پیدا هو جاتی ہے -

مجلس خدام کعبه

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی - بیرسٹر اٹ لا - لکھنو

* * *

یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم و الله متم نوره ولو کره الکافرون

— * —

کفار چاهتے هیں که الله کے نور کو اپنے منه کی پھونک سے بجھادیں لیکن الله اپنے نور کو کمال تک پہونچادیگا ' چاهے کافر خلاف هوں -

—:*:—

یه اسکیم انجمن " خدام کعبه " کی ہے جو میرے دوست مسٹر قدوائی نے مرتب کرکے غالباً وسط جنوری میں بھیجدی تھی ' اور اسکو الهلال کے علاوہ بصورت ایک رسالے کے شائع کرنے کا بھی اراده تھا ' مگر میں نے اسکو کاغذات میں رکھدیا اور آجتک شائع نہیں کیا -

اس تجویز کی ضرورت اور اهمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں هوسکتا - یقیناً کام کرنے کی آخری ساعات سے هم گذر رهے هیں ' اور یه موسم خالی گیا تو پھر ناکامی و نامرادی کے سوا کچھه نہیں - لیکن اس قسم کے اهم کاموں کیلیے مقدم امر یه ہے که اسکے تمام پہلوؤں پر کمال تدبر و تفکر کے ساتھه غور کرلیا جاے ' اور طبیعت کے پورے اطمینان ' اور عزم کے انتہائی رسوخ کے بعد قدم اٹھایا جاے - جو قدم اسطرح اٹھتے هیں ' انکے لیے پھر نه تو ٹھوکر هوتی ہے ' اور نه رجعت -

یه ' اور اسکے علاوه اور متعدد پیرایۂ عمل سامنے تھے ' مگر میں اسی غور و فکر میں تھا - بہر حال اب چونکه بیٹھنا نہیں بلکه کسی نه کسی طرف چلنا هی ہے ' اسلیے اپنے افکار کے اعلان پر آماده هو گیا هوں - اور ساتھه هی مسٹر قدوائی کے الفاظ میں اس اسکیم کو بھی شائع کردیتا هوں - تاکه لوگوں کو غور و فکر اور مشورے کا موقعه ملے - مسٹر

[بقیه مضمون پہلے کالم کا]

هم تمام مسلمانان هند آپکے اور نیز آپکے همراهیوں کے شکر گذار اور سچے دل سے معرف هیں که اپ لوگ انگلستان میں رهکر اس خدمت ملی کیلیے مضطرب هوے ' اور یقیناً سب سے پہلے قسطنطنیه جاکر اپنے برادران دینی کی خدمت گذاری شروع کی - لیکن خدا کیلیے اپنا وقت ان بحثوں میں صرف نه کیجیے اور جو لوگ اپنے تئیں " پہلا وفد " کہنے کی اس مسلمانوں کی " اخری ساعات " میں بھی ناگزیر ضرورت دیکھتے هیں ' انکو اس دولت عظمی سے مستفیض هونے دیجیے - ان اغراض سے کوی دینی و دنیاوی نفع حاصل نه هوگا - اجکل هندوستان کے طبی وفدوں نے بھی مسلمانوں کی رسوائی کا ایک نیا سامان پیدا کردیا ہے - لڑتے هیں ' جھگڑتے هیں ' ایک ایک وفد کے تین تین مالک و دعویدار پیدا هوتے هیں ایک دوسرے کو بدنام کرتے هیں - یقین کیجیے که قومی بدبختی کے یہی معنے هیں - ولقد اخذناهم بالعذاب ' فما استکانوا لربهم وما یتضرعون !!

کیا سامان کیا ؟ کونسی سوسائٹی قائم کی ؟ کتنے طلبا پیدا کیے ؟ اور وہاں کے نکلے ہوے اشخاص میں سے کتنے ہیں جنہوں نے فلسفۂ و علوم جدیدہ کی کتابوں کے ترجمے کیے ہوں یا انپر کتابیں لکھی ہوں ؟

آپکو تعجب ہوگا کہ مصر میں اسوقت ہائی اسکول سے زیادہ تعلیم نہیں ہے ، اور یہ انگلستان کی علمی سر پرستیوں کا حال ہے - البتہ بیروت میں امریکن مشن ' اور جیسوبٹ فرقے نے کالج قائم کیے ہیں - لوگوں کے سطحی مذاق ' اور محض علوم یورپ کے بعض اسماؤ رسوم رٹ لینے کا وہی حال ہے جو یہاں ہے - تا ہم اگر آپ قلم دوات پاس رکھیں تو میں پچاس سے زیادہ کتابوں کی فہرست لکھوادوں جو موجودہ علوم و فنوں کے متعلق واقعی صحت و ثقاہت ' اور واقفیت و علم کے ساتھہ ترجمہ کی گئی ہیں یا مستقلا لکھی گئیں ہیں - اور ویسے غیر معتبر کتابیں اور سطحی تو صدہا ہیں !

لیکن فرمایئے ' نئے تعلیم یافتہ گروہ نے اردو کیلیے کیا کیا ؟

یـــا لـلعجب !

مجکو تو بعض وقت غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی - کیا مزے کی بات ہے کہ آج جو لوگ اپنے تئیں الحاد کا نقیب سمجھتے ہیں ' جنکو علم و مذہب کے معرکے کے نظارے سے فرصت نہیں ' جنہوں نے اسلام کے شکست کا پورا فیصلہ کرلیا ہے ' جو نئے علوم اور نئے فلسفہ کے مناقب و فضائل کا ایک سیلاب عظیم اپنے حلق کے اندر سے بہا سکتے ہیں ' انکے سرمایۂ علم کا یہ حال ہے کہ فلسفہ کی مبادیات تک پر ایک مختصر تقریر کی خواہش کیجیے تو منہ تکنے لگیں ! ! آجتک اتنی بھی توفیق کسی کو نہیں ملی کہ ہم کو اتنا تو بتلا دیتا کہ نیا فلسفہ ہے کیا چیز ؟ اور قدیم و جدید میں فرق کیا ہے ؟

الحاد نتیجہ سمجھا جاتا ہے شیوع علم کا ' پھر یہ کیا ہے کہ ہم میں الحاد جہل مطلق کے ساتھہ جمع ہوگیا ہے ؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجیست !

انصاف کیجیے کہ یہ کیسی شرم و غیرت کی بات ہے کہ جو لوگ یورپ کی زبانوں کی تحصیل کریں ' وہ علوم و فنون جدیدہ سے غافل ہوں ' اور جن لوگوں کا مایۂ تحصیل یہ نہیں ہے ' وہ آپ کے لیے کوشش کریں ؟

ایک درد انگیز تجربہ

کئی سال سے چاہتا ہوں کہ کم از کم اتنا تو ہو کہ اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع تاریخ فلسفہ مرتب ہو جاے ' جس میں قدیم فلسفہ کے مختلف ادوار و مذاہب کی تشریح کے بعد نئے فلسفے کی ابتدائی تغیرات سے تاریخ لکھی جاے ' اور اسکے مختلف انقلابات اور مختلف اسکولوں کو اس خوبی سے بیان کیا جاے کہ معلوم ہو سکے کہ فلسفہ کا اس وقت تک کل سرمایہ کیا ہے ؟ اور قدیم و جدید کا ما بہ الامتیاز و اختلاف کس درجہ ہے ؟

میں نے کتابیں جمع کیں - کسی ایک کتاب کا ترجمہ نہیں چاہتا تھا ' بلکہ بطور خود اخذ و التقاط کے بعد ایک مستقل تصنیف -

میں نے ایسے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو فلسفہ سے واقفیت رکھتے ہوں ' اور اس کام میں مجھے مدد دیسکیں - تلاش کا جو نتیجہ نکلا وہ میرے لیے نہایت درد انگیز تھا ' میں جانتا تھا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں علم کا ذوق نہیں ' مگر اس درجہ مایوسی کا تو مجھے کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا - اول تو کسی نے حامی ہی نہیں بھری ' پھر بعض اصحاب ملے بھی ' تو اول ہی صحبت میں معلوم ہوگیا کہ اس میدان میں مجھہ ناواقف سے بھی گئے گذرے ہیں - صرف ایک صاحب ایسے ملے ' جنسے واقعی مدد ملتی مگر مشیت الہی نے یک جائی کا موقعہ نہیں دیا - اپکو تعجب ہوگا کہ بالآخر جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو ایک ہندو تعلیم یافتہ شخص نے مجھپر رحم کھایا ' اور جو کچھہ ہونا تھا وہ اسی کی مدد سے ہوا !

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص اردو میں ' اور اس اردو میں جسکے ہندوستانی لغۃ عمومی (لنگوافرینکا) ہونے کے ہنگاموں سے تمام ملک میں ایک طوفان تحریر و تقریر برپا ہوا کرتے ہیں ' ایک مسلمان شخص کتاب مرتب کرے ' اور اسکو جسقدر مدد ملے ایک تعلیم یافتہ ہندو سے ! افسوس !

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے !

ان باتوں کے لکھنے کی یہاں چنداں ضرورت نہ تھی ' لیکن یقین کیجیے کہ میرا دل ان حالات کی ایک نہایت سخت ٹیس اپنے اندر رکھتا ہے - میں انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کے افلاس علمی اور شدت جہل کے درد سے زخمی ہوں - ذرا سی بھی ٹھیس لگتی ہے ' تو اپنے خیالات کے اظہار میں مجبور ہو جاتا ہوں !

افسوس کہ ہم نے اپنے قدیم علوم ' اپنی پرانی سوسائٹی ' اپنے گذشتہ اخلاق و آداب ' حتی کہ اپنی قومیت اور مذہب تک نئی تعلیم اور یورپ کے نئے علوم و فنون کیلیے دیدیا ' لیکن یہ کیا قہر الہی اور کیا بد بختی ہے کہ اسپر بھی وہ جنس ہمیں نہیں ملنی تھی اور نہیں ملی - جیب تو خالی ہوا مگر دامن حسرت کا ہاتھ بھی متاع سے خالی ہے !

مــــذا کـرۂ علمیـــه

الہلال میں " مذاکرۂ علمیہ " کا باب اسی غرض سے رکھا کہ اسی بساط کے مطابق کچھہ نہ کچھہ لکھتا رہونگا - لیکن انصاف کیجیے کہ انسان ہوں اور ہاتھہ سے لکھتا ہوں ' لکھنے کی کوئی مشین میرے پاس نہیں ہے - دماغ تو الحمد للہ کہ فضل الہی سے جواب نہیں دیتا ' مگر وقت اپنی قدرتی مقدار کار میں میرے ساتھہ خاص رعایت کیوں کرنے لگا ؟

پھر الہلال کی ضخامت بھی محدود - اسی خیال سے (الدیوان) کا ارادہ کیا ' دو نمبر اسکے مرتب کر کے رکھدیے ' لیکن معمولی معین کار بھی میسر نہ آے ' مجبوراً ملتوی کر دینا پڑا اور اب کسی نہ کسی طرح نکالونگا -

آجتک کتنے اشخاص ہیں جنہوں نے الہلال کے کسی باب میں بھی کوئی مضمون لکھا یا میری مدد کی ؟ لوگوں کی زبانوں کی تقریروں میں اور قلموں کو تحریروں میں دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدمت علم و دین کے ملائکۂ مقدسین ہیں ' جنکو خدا نے مسلمانوں پر رحم کھاکر بھیجدیا ہے - لیکن کام کرنے کیلیے مستعد ہوییے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ہنگامۂ حرکت کا طوفان برپا کرنے والے اجسام حیہ ' لاشوں کے ڈھیر یا پتھر کی مورتوں سے زیادہ نہ تھے ! فانظر ! کیف ضربوا لک الامثال ' فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا (۱۷ : ۵۱) -

خود نہ لکھیں تو کم از کم اتنا ہی کریں کہ جو کچھہ لکھا جاے زندہ آدمیوں کی طرح پڑھیں ' اسکی نسبت بحث و مذاکرہ کریں ' اعتراض و نقد کا سلسلہ شروع کریں ' مراسلۂ و مناظرہ کی نوبت آے ' اس سے اتنا تو ہوگا کہ آگے کو کام کرنے کی راہ صاف ہوگی کام کے حسن و قبح کا فیصلہ ہوگا ' نیز ایک وجہ تشویق و ترغیب کی نکل آئیگی -

بہر حال میں آپکا کمال شکرگذار ہوں کہ آپنے ان چند ابتدائی اور محض سرسری طور پر لکھے ہوے صفحوں کو اپنے علمی ذوق -

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲ - ملاحظہ ہو]

اس انجمن کا هندوستان کے کسی شہر میں ایک صدر مقام هوگا - دهلی - لکهنو - کلکته یا کوئی مقام جو بعد کو تجویز هو - صدر انجمن کے دو سکریٹری هونگے - صدر انجمن کی شاخیں هر هر ضلع میں' اور هر هر ضلع کی شاخیں هر هر قصبه اور گاؤں میں' جہاں چار مسلمان بهی هوں' قائم کی جاوینگی - هر هر شاخ کا ایک خادم خدام هوگا - هر شاخ اپنے قواعد و ضوابط میں مختار هوگی ' مگر اسکو کسی اصولی مقصد صدر انجمن سے اختلاف کی اجازت نه هوگی - هر شاخ کو صدر انجمن کے پاس اپنے قواعد اور اپنے اراکین انجمن-خادمان کعبه کی فهرست بهیجنا هوگی -

خادم کعبه وه شخص هوگا ' جو ایک روپیه سال صدر انجمن خواه کسی شاخ کو ادا کر کے اپنا نام لکهادے - چندهٔ سالانه ایک روپیه هر خادم کعبه کے لیے هوگا - لیکن وه لوگ جو اسقدر بهی نہیں دیسکتے ' اور خدمت کعبه میں دوسری طرح سے حصه لیتے هیں ' یا دوسروں سے مدد دلاتے هیں' وه بهی کسی خادم خدام کعبه کی سفارش پر انجمن کے ممبر هوسکیں گے - هر خادم کعبه کا فرض هوگا که وه جسقدر رقم یا جو معاونت انجمن خادم کعبه کے لیے حاصل کرسکتا هے ' اس سے دریغ نه کرے -

صدر انجمن خدام کعبه کی ایک شاهی مجلس هوگی' جسمیں کم سے کم دس مقامی خدام کعبه رکن هونگے ' اور هر هر ضلع سے دو اور فی شاخ ایک شخص مجلس صدر انجمن کا رکن مقرر هوسکیگا -

مجلس صدر انجمن کو حلقهٔ خدام کعبه کهینگے - کورم حلقه کا کم سے کم تین رائیوں کا هوگا - جهانتک ممکن هوگا حلقه خدام کعبه میں خادم خدام کعبه هی داخل هونگے - هر خادم کو خواه وه صدر کا هو یا ضلع کا ' یا دیهات کا ' یه حلف لینا هوگا که وه :

> اسلام کی خدمت سے کبهی دریغ نه کریگا - انجمن کے کسی راز کو اگر مجلس مقرر کردے ظاهر نه کریگا - کعبه اور مدینه کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال سے حاضر رهیگا اور جو قوم اور جو مذهب که ان مقامات کو مسلمانوں کی حکومت سے نکالنے کا قصد کرے ' یا مسلمانوں کے هاتهه سے نکالنے کی کوشش میں حصه لے' اس قوم سے اور اس مذهب سے جو اس قوم کا مذهب هو' دشمنی رکهیگا ' اگر اس مذهب کی کسی دوسری قوم نے حفاظت حرمین میں عملی مدد نه دی هو -

پانچ هزار روپیه سال تک کا خرچ مقاصد انجمن کے سرانجام دینے کے لیے حلقه خدام کعبه کی منظوری تحریری یا زبانی سے هوگا - لیکن پانچ هزار سے زیاده کی رقم جب خرچ کرنا هو' تو تمام خادمان خدام کعبه کی رائیں' خواه وه شریک حلقه هوں یا نه هوں' لینا ضروری هوگا -

هر اختلافی امر کا تصفیه کثرت راے سے هوا کریگا -

شاخوں کا صرف جو بہت تهوڑا هونا چاهیے ' خادم مقامی خدام کعبه کے چنده سے نکال سکیگا - لیکن هر خادم کعبه کے معائینه کے لیے اسکا حساب تیار رهیگا - اور هر ماه اخراجات مقامی کا حساب صدر انجمن کے پاس روانه کیا جایگا -

هر شاخ سے باقی کل رقم جو چندے یا عطیات سے وصول هو' فوراً صدر انجمن خدام کعبه کو بهیجی جاویگی اور رسید دستخطی خدام کعبه کی منگائی جاویگی -

هاں کوئی اور جو چهوٹی بڑی رقم کسی انجمن خدام کعبه کے لیے وصول کرے' اوسکو اوسکی رسید انجمن دینا لازمی هوگا - رسید پهلے دونوں یا کسی ایک سکریٹری صدر انجمن کے دستخطی هونگی - دستخط نه هو تو مهر کا هونا لازمی هوگا - صدر کے خادمان خدام کعبه اپنی متفقه راے سے ایک هزار روپیه سال تک مقاصد انجمن کے سر انجام دینے میں صرف کرسکتے هیں - اس سے زیاده کے لیے اونکو حلقه کی رائیں لینا ضروری هوگا -

بیت المال انجمن خدام کعبه وهاں هوگا ' جهاں مجلس تجویز کرے - لیکن پانچ هزار کی رقم خادمان خدام کعبه اپنی متفقه راے سے صدر مقام کے کسی محفوظ بینک کے کونت اکاونت میں رکهنے کے مجاز هونگے - اور جب روپیه نکالنے کی ضرورت هو تو چک پر دستخط دونوں خادموں کے هونگے -

انجمن صدر اور نیز شاخوں کا فرض هوگا که وه وقت ضرورت هر خادم خدام کعبه کی مدد کریں' اور اگر وه یوں انجمن کا کام نه کرسکے تو اوسکے کهانے کپڑے کے لیے مناسب رقم تجویز کردیں - خدام کعبه میں سے جو شخص حج یا زیارت کو جانا چاهے ' اوسکی واجبی اعانت اور آرام کے لیے انتظام کردینے کیلیے خادم خدام کعبه ' صدر انجمن کے خادمان کو اطلاع دیگا ' اگر وه شخص [illegible] هیگا -

اگر مناسب سمجها جاویگا تو صدر انجمن بمش[illegible] ده خدام کعبه کوئی امتیازی پوشاک خادمان خدام کع[illegible] یے مقرر کریگی یا خدام کعبه کے لیے کوئی امتیازی پهول [illegible] دوسری علامت تجویز کردیگی -

اس انجمن سے انشیورنس کمپنی کا کام بهی اسطرح لیا جاسکیگا که جو شخص خود ایک دم سے حج کے مصارف برداشت نہیں کرسکتا اور کوئی خاص رقم جیسے پچاس روپیه سال برابر انجمن کو دیتا هے ' دو تین سال بعد انجمن سے تیسرے درجه کا ثلث آمد و رفت اور ڈهائی سو روپیه تک کی رقم حاصل کرسکیگا -

مرقومه بالا تجاویز بہت کچهه ناقص هوگی اور پبلک کے سامنے اسی غرض سے پیش کی جاتی هے که اخبارات میں یا بذریعه خط و کتابت کے هر مسلمان اسپر غور و فکر کے بعد نکته چینی کرے - تاکه پورے غور اور مشورے کے بعد ایک مکمل اسکیم تجویز هوجاے -

یه بتا دینا ضروری هے که انجمن خدام کعبه کے قائم کرنے یا نه کرنے کا مسئله اب زیر بحث نہیں - سمجهنا چاهیے که انجمن قائم هوگئی هے -

جو کچهه زیر غور هے وه یه هے که قواعد و ضوابط کیا هوں اور اسمیں هر مسلمان کو حق هے که وه اپنی راے دے - مگر جلد - اسلیے که اب زبانی باتوں کا اور ریزولیوشنوں کے پاس کرنے کا وقت نہیں - زبانی جوش و ولولے کی بهی پرواه نہیں کی جاتی' اسلیے که بعض مکار دهوکا دیدیتے هیں که ولوله مصنوعی هے - یا صرف چند شخصوں هی کا پیدا کیا هوا هے -

الهلال کی ایجنسی

—:○*○:—

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

موصوف نے اس اسکیم کی تمہید کو نہایت شرح و بسط سے لکھا تھا ' لیکن میں نے بخیـال اختصار ' تمہید اور بیان ضرورت کے بعض حصے نکالدیے - زیادہ تر اس خیال سے کہ اب ضرورت تو سب کے سامنے پوری وضاحت سے آگئی ہے - اصلی شے تجویز ہے - (ایڈیٹر)

کچھہ شبہ نہیں کہ الله اپنے نور کا خود محافظ ہے - مگر کیا ہم اوس نور کی امانت اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اُس نور کی حفاظت کے لیے اوسے کسی دوسری قوم کو چننا پڑیگا ؟ کیا امت محمدیہ کی موجودہ نسل اُس نور کی امین نہ رهیگی ؟

دو سال سے هماری شدید ازمائش هو رهی ہے - کتنے مسلمان طرابلس میں شہید هوئے ؟ کتنے بلقان میں فدا هوے ؟ ظالموں نے همارے بھائیوں کے خون بہانے هی پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ مقبوضہ مقامات کے اسلامی متبرک جگہوں تک کو بے حرمت کیا - اونکو اصطبل بنایا ' اور اُنسے گرجے کا کام لیا ! -

اب بھی بلقان کی متفقہ قوتیں اور اونکے ساتھہ تمام عیسائی دول اس بات پر مستعد هیں کہ ایڈریا نوپل کا مقام جہاں خلفاء کی قبریں اور مسجدیں هیں ' مسلمان دولۃ کے هاتھہ سے نکال لیں -

هم مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لیے بلگیریا قسطنطنیہ پر ' جہاں مسجد صوفیا اور مزار مقدسہ هیں ' قبضہ کرنا چاهتی تھی -

مشہد مقدس کا جو حال هوا ' وہ کسی پر پوشیدہ نہیں - جب بیسویں صدی میں بھی عیسائیت اور تہذیب مادی کا یہ ولولہ ہے تو اس بات کی اسوقت کیا ضمانت ہے کہ خدا نخواستہ کعبہ اور مدینہ کا بھی یہی حال نہ هوگا ؟ ہم لوگوں کو کافی سبق اسبات کا ملگیا ہے کہ هم کسی دوسری قوت یا مذهب پر کوئی بھروسہ نہ کریں - اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی فکر هم هی کو کرنا هوگا -

بھائیو ! عیسائی دولتوں کا کیا ذکر ' تمکو اب اپنے اسی ایک قوم یا فرقہ پر بھی اپنے مقدس مقامات کو نہ چھوڑنا چاهیے - ترک هوں یا ایرانی - یہ بیچارے تنہا یا متفقہ بھی اکثر التعداد دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - کوئی ایک قوت دس قوتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی - مادی تہذیب کے پیرو قوت هی کو حق سمجھتے هیں ترک جانوں پر جانیں دے رهے هیں - انکی بیبیاں بیوا هو رهی هیں - اونکے بچے یتیم هیں - اونکے گھر اوجڑ رهے هیں اور انکی زراعتیں پامال هو رهی هیں - پھر بھی وہ اکیلے کیا کر سکتے هیں ؟ سلطان کیلیے اپنے اجداد کے مزارات هی کو دشمنوں کے دست تصرف سے بچانا دشوار هوگیا ہے - تمام عیسائی قوتوں کا دباؤ اونکے خلاف ہے - پھر اسکا کیسے اطمینان هو کہ جب خانہ کعبہ ' مدینہ طیبہ ' بیت المقدس ' اور کربلاے معلی کی طرف دشمنوں کا اجتماع هوجائیگا ' تو وہ اونکی حفاظت کر سکینگے ؟

یہ بھی تو معلوم هو کہ اسلام کے مقدس مقامات کی عزت اور حفاظت کا فرض اکیلے ترکوں هی کے ذمہ کیوں هو ؟ ؟

مسلمانو ! یا تو تم آج سے اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو ' اور یا سب کے سب ابھی سے تیار هو جاؤ کہ تم سب اپنے اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت اور حفاظت کروگے ' اوسکے لیے مستقل ذرائع اور تدابیر عمل میں لاؤگے ' اور اسلام کو کسی کی نگاهوں میں ذلیل هونے نہ دوگے -

باوجود مسلمانوں کے اسوقت کے جوش و خروش کے ' طرابلس ' سلونیکا و برقہ کی مسجدیں بے حرمتی سے نہ بچ سکیں - اور آج ایڈریا نوپل کی مسجدوں اور مزاروں کو بھی غیر اسلامی هاتھوں میں دیدینے کیلیے شدید زور ڈالا جا رہا ہے -

پس اگر همکو واقعی اپنے مقدس مقامات عزیز هیں - اگر همکو واقعی اپنے مذهب سے محبت ہے - اگر هم حرم محترم کو گولہ باری سے محفوظ رکھنا چاهتے هیں - اگر هم اپنے هادی اور دنیا کے اعلیٰ ترین انسان کی قبر کو کفار کے حملے سے بچانا چاهتے هیں - اور شہید کربلا کے مزار کا حال امام رضا کے مزار کا سا نہیں هونے دینا چاهتے - اور اگر هم بیت المقدس کو بلگیریا یا روس کے پنجوں میں جانے دینا نہیں گوارا کرسکتے ' تو اب همکو ضرور مستقل صورت تمام مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی نکالنا چاهیے -

هم سب پر فرض ہے کہ هم اسکا انتظام کریں کہ همارے مقدس مقامات کی حالت درست رہے - وهاں مسلمانوں کے جانے آنے میں آرام اور آسانی هو - وهاں حفظان صحت وغیرہ کا انتظام معقول هو - اون سے اسلام کے سے عظیم الشان اور با سطوت و جبروت مذهب کی عظمت اور تقدس کا پتہ چلتا رہے - اور کوئی دوسرا مذهب اون مقدس مقامات کی طرف کبھی بھی نگاہ بد سے دیکھنے کی جرأت نہ کرسکے -

(تـجـویـز)

— * —

انہی اغراض کو مد نظر رکھکر یہ تجویز ہے کہ ایک انجمن " خدام کعبہ " کے نام سے قائم هو - اوسے ملکی معاملات سے تعلق نہ هوگا - وہ محض اسلامی انجمن هوگی - اور کوشش اسبات کی کی جاویگی کہ هر مسلمان اوسمیں شریک هو ' اور اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت پر کمر بستہ هو جاے - یہ انجمن اور مذاهب سے یوں بے واسطہ رهیگی ' لیکن اگر دوسرا کوئی مذهب اوسکی مدد کرے تو وہ بھی حسب امکان اوسکا عیوض کریگی - امن اور آشتی اوسکی پالیسی رهیگی -

هندوستان کے مسلمانوں سے امید ہے کہ وہ اپنے ملک کی انجمن خدام کعبہ میں پورا حصہ لیں گے - اوسکی ممبری کا چندہ بہت کم مثلا ایک روپیہ سال رکھا جاوے گا - جو مسلمان اسقدر دے سکتے هیں ' اوسکے ممبر هونگے - اور جو نہیں دے سکتے وہ جو کچھہ دے سکیں گے ' دیں گے - یا جس طرح هو سکیگا خدمت گذاری مقامات محترمہ میں حصہ لیں گے - هر مسلمان جو میلاد رسول کریم کی تقریب کرتا ہے ' کچھہ حصہ حفاظت مزار مقدس کے لیے نامزد کردیگا - هر شخص جو عزاداری کرتا ہے ' کچھہ حفاظت کے لیے بھی دیدیا کریگا - هر خوشی اور هر غم کے موقع پر جہاں اور مراسم کے انجام دینے میں اکثر صرف هوتا ہے ' وهاں اوسی میں سے کوئی رقم خواہ ایسی هی خفیف کیوں نہو ' حفاظت کعبہ معظمہ کے نام سے نکالدی جایا کریگی - اور اس طرح هر مسلمان کچھہ نہ کچھہ حصہ اپنے مقدس مقامات کی خدمت میں لیگا تو ایک معقول رقم سال بہ سال آتی رهیگی - اس میں سے کچھہ تو مقدس مقامات کے راہ آمد و رفت کی درستگی یا وهاں سراے اور هوٹل وغیرہ بنانے کے کاموں میں صرف هوگی ' اور اگر الله نے فضل کیا اور مسلمانوں نے دل سے مدد کی تو حجاج کے لیے انجمن خدام کعبہ خود اپنے جہاز خرید سکے گی ' جنمیں هندوستانی کھانے وغیرہ اور نماز و طہارت وغیرہ کا عمدہ انتظام کیا جائیگا -

لیکن اپنے زیادہ حصہ آمدنی کو انجمن خدام کعبہ ' مقدس مقامات اسلام کی حفاظت کے لیے محفوظ رکھیگی - یہ امر کہ روپیہ کہاں جمع هوگا اور کسطرح صرف هوگا ؟ خدامان خدام کعبہ اور مجلس انجمن خدام کعبہ کے تصفیہ پر رهیگا -

جو اسکیم اسوقت میرے ذهن میں اس انجمن کی ہے ' وہ حسب ذیل ہے -

	پائي	آنه	روپيه
بذریعه جناب عبد الحي خانصاحب رائچور دکن	-	۱۰	۱۵
ازجناب عبدالرزاق صاحب	-	۴	۴
از جناب سید ظفر حسن صاحب جمعدار	-	۴	۴
ایضاً بذریعه کهال قربانی	-	۱۲	۲
ازچنده بندگان معرفت جناب سید صاحب	-	۴	۴
طلباے بیکر هوسٹل کلکته	-	۳	۲۲
بزرگان قصبه کوٹانه ضلع میرٹهه بذریعه قاضی			
حیدر الدین صاحب	-	-	۲۵
سردار میر منها خانصاحب بگٹی جهٹ پٹ	-	-	۴۵
بذریعه جناب محمد عبد العزیز صاحب فتح پور-			
بهاگلپور	-	-	۷۵۰
(به تفصیل ذیل)			
جناب محمد عبد العزیز صاحب	۶	-	۱۵۴
اهلیه محمد شهاب الدین صاحب	-	-	۱۰
محمد عبد المجید صاحب	-	-	۱۰
غریب ساهو	-	-	۱۰
بیساکهي ساهو	-	۴	۱۶
شیخ عبدالرحمن	-	-	۱۰
بخشو	-	-	۱۰
والده عمر علي	-	-	۱۰
محمد حسین	-	-	۵
جگو	-	-	۲
کرامت	-	-	۵
بلا ساهو	-	-	۱
رحمان	-	-	۱
پونا ساهو	-	-	۱
تواري ساهو	-	-	۱
حسن	-	-	۱
افضل	-	-	۱
اشرف علي	-	-	۷
عبدالکریم	-	-	۵
ابو سعید	-	-	۱
کپوري	-	۸	-
جامو	-	۸	-
متفرقات از غربا	۶	۷	۱
اهلیه حامد حسین صاحب مرحوم	-	۴	۱۱
قیمت زیورات جو شریف مسلمان عورتوں نے وقعات سے			
نہایت متاثر ہوکر دیدا	-	-	[illegible]
بذریعه جناب سید شاہ محمد الیاس صاحب پریسیڈنٹ			
هلال احمر ضلع گیا	-	-	۱۲۵
(به تفصیل ذیل)			
فروخت چاول مٹهي	۶	۱۴	۳۴
شیخ لیاقت حسین صاحب مختار	-	۱۲	۲۰
اهلیه جناب موصوف	-	۵	۶
شیخ محمد ناصر	-	-	۲
میر مجد حسین	-	۸	۲
شیخ حسیني	-	۸	-
شیخ چمن پٹوه	-	-	۲
مولوي عبدالحمید منشی	-	-	۱
شیخ محمد رضا	-	۴	-
شیخ ظہیر حسین درگاه	-	-	۲
شیخ اصغر حسین درگاه	-	۸	-
عبدل خانسامان	-	-	۳
شیخ اکبر حسن	-	-	۱
شیخ واحد علي مغلا کهار	-	-	۱
عبد الغني دریسو	-	-	۲
شیخ جذت جوزم	-	[illegible]	-

	پائی	آنه	روپیه
حافظ عبدالغني	-	۴	-
شیخ کریم بخش ماکهر	-	-	۱
شیخ شبراتي مرزا پور	-	۴	-
شاه رفیق	-	۲	-
جواد علي مغلاکهار	-	۴	-
راجد میان مغلا کهار	-	۴	-
قربان میان	-	۴	-
حافظ احمد علیخان	-	۸	-
الهي بخش	۳	-	-
بولقي خانسامان	-	۴	-
شیخ امیر علی	-	-	۳
کرامت مرزا پور	-	۲	-
قصاب وغیره	-	۶	-
الفت حسین امام گنج	-	۸	-
مصاحب علی عرف موسی	-	-	۱
والده الهی بخش خان	-	۳	۱
امیر میاں	-	۸	-
ولایت میاں	-	۴	-
رسول بخش	-	۴	-
شیخ بندهو صاحب	-	۴	-
دمڑي میاں	-	۱	-
مولوي غلام رسول صاحب	-	۲	-
ملک عبدل	-	۴	-
منشی ظہور الحق صاحب مختار	-	-	۱
از گوندد پور معرفت فضل کریم و فرح	۳	۱	۲
عبد الرحیم عرف دهوبی	-	۱	-
شیخ مراد علی	-	۱	-
همشیره جواد علی	-	۵	-
عمۂ جواد علی	۶	-	-
شیخ مراد	-	۱	-
ملک بولقی گرنر	-	۲	-
راهو میاں	-	۲	-
پیر بخش خان مدهوبن باڑه	-	-	۳
شیخ الفت حسین	-	۸	-
عبد الغنی خیاط	-	۸	-
شبراتی خیاط	-	۴	-
جعفر سردار صاحب	-	-	۴
ریاض علیخان	-	۱	-
شیخ خیرات احمد صاحب	-	-	۴
پلٹو میاں پهولڈیهه	-	۸	-
محمد علی میاں	-	۲	-
ناصر علیخان	۶	۱	-
والده بشارت خلیفه	-	۸	-
جمراتی قصاب	۹	۱	-
نا معلوم	-	۸	-
از موضع پچهما معرفت شیخ لیاقت حسین			
صاحب مختار	-	-	۵
منشی بولقی صاحب مختار	-	۱۰	۲
وزیر الدین کنسٹبل	-	-	۱
ملک عبدالغفور کوسي	-	۲	-
اهلیه باقر مرحوم	-	-	۱
بقیه قیمت چرسه شیخ لیاقت حسین صاحب	-	۴	-
شیخ محمد حسن سردار	-	-	۲
باقرعلی رستم پور	-	-	۱
شیخ اسلم علی زوح	-	۴	-
شیخ رمضان علی	-	۲	-
معرفت لوندر نان بائی	۶	۵	۱
سیدین عززالدین بهاري	-	-	۱
سید وحید الدین مانڈي	-	-	۱

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Publg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

فهـــرست

زر اعانـــۀ دولت علیۀ اسلامیه ۵

—:**:—

(۱۹)

بسلسلۀ اشاعت گذشته

— * —

	پائي	آنه	روپیه
چنا کہائي کہڑہ	-	۱	-
محمد علي حسین	-	۲	-
کریم بخش	-	۲	-
محمد بخش	-	۴	-
محمد حسین	-	۲	-
غلام نبي	-	۲	-
غلام مصطفی	-	۲	-
رحیم بخش	-	۲	-
محمد بخش ولد حسین	-	۲	-
گہاسي	-	۱	-
سلیم خیاط	-	۴	-
خیکا شاہ	-	-	۱
عبداللہ	-	۲	-
محمد بخش	-	۴	-
علي بخش	-	۱	-
بدھن	-	۲	-
بدر بخش	-	۴	-
رمضان	-	۴	-
خانو	-	۶	-
عظیم اللہ روغن گر	۳	۳	-
محمد شفیع	-	۴	-
میانجي نتھو	-	۴	-
نتھو جہوجه	-	۴	-
جہنو قصاب	-	-	۱
مہرو ولد بالے قصاب	-	-	۱
نذیر ولد بالے	-	-	۲
مولی بخش ولد بالے	-	-	۲
موکہا قصاب	-	۶	-
سونداگہوسي	-	۴	-
مازي گہوسي	-	۴	-
نیاز اللہ مستري	-	۴	-
امام بخش رھڑیا	-	۸	-
رحمت اللہ قصاب	-	۱۲	-
خدا بخش ولد نبي بخش	-	-	۲
کریم بخش قصاب	-	۸	-
مدو قصاب	-	۴	-
موکہا قصاب	-	۸	-
عبد اللہ بدھو	-	۴	-
نوري	-	۲	-
عظیم اللہ قصاب	-	۸	-
سعدي قصاب	-	۲	-
توار قصاب عمري والا	-	۸	-
عبدي قصاب	-	۴	-
کہنسي مستري	-	-	۱
ایوب علیخان صاحب تھیکیدار بیم	-	-	۲
جناب رحیم داد خان صاحب نیمچ	-	-	۵
جناب مولوي معین الدین احمد صاحب سکریٹري دارالمعلومات ندوہ - لکھنؤ	-	-	۱۵
ذریعه جناب محمد سعد اللہ صاحب کرتپور - بجنور	-	-	۱۱۰۰
جناب فیروز بیگ وجناب صدیق مرزا بیگ صاحب تعلقه داران اورنگ آباد ضلع سیتا پور	-	-	۲۰۰
ذریعه جناب ولایت حسین و فقیر محمد صاحب ازجلسه بہواني پور منعقدہ ۳۰ مارچ - نقد	-	۱۲	۱۳۰

اور حسب ذیل اشیا بنارسي چادر ایک - عمامه ایک - ٹوپي ۳ عدد - قالب تانبے کا ایک - پیجامه گلبدن ایک - اچکن ساٹن ایک - چارپاري روپیه ایک بٹن قمیض کا ایک - دوپٹه ایک

	پائي	آنه	روپیه
جناب محمد حیات بخش صاحب نانو بازار	-	-	۱
جناب سیٹھه مہر بخش صاحب سوداگر چرم دھاراوي - بمبئي -	-	-	۱۲۰۰
ذریعه جناب چودھري نواز علي خانصاحب سپروائزر - مدکاهیڈورکس جہیلم	-	۷	۱۰۳

(به تفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
ڈاکٹر فضل کریم صاحب	-	۱	۴
ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	-	-	۲
میاں اللہ دتا صاحب اورسیر	-	-	۱۵
میاں خدا داد کلرک	-	۳	۴
منگو ڈرائور	-	-	۱
حسن محمد فائرمین	-	-	۱
امام دین ڈرائور	-		۵
باغ علي فائرمین	-		۲
اللہ دین	-	-	۱
نورا خلاصي	-	۱۲	-
بہادا	-	۸	-
امام علي	-	۶	-
شادي ڈرائور	-	-	۵
مستري فتح علي	-	-	۲
حسن دین میٹ و مزدوران	-	-	۳۰
مرزا رستم بیگ کمپونڈر	-	-	۱
محمد ملازم هسپتال	-	۸	-
میاں محمد دین نقشه نویس	-	-	۲
شیخ قیام الدین تھیکدار	-	-	۵
مزدوران معرفت بابو سوندار محمد سب اورسیر	-	-	۷۲
وزیر محمد فائرمین	-	۸	-
فیس منی آرڈر	-	۹	۱

	پائي	آنه	روپیه
جناب مولوي محمد یعقوب صاحب	-	-	۱۱
جناب رضي احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس شاهجہانپور	-	-	۲۰
بذریعه جناب ناظر علي گوجرانواله	-	۹	۴۹
مسمات عصمت النسا مرحومه بذمت لطافت حسین صاحب	-	-	۵
معین الدین احمد صاحب قدوائي جہان آباد	-	-	۵
ایک بزرگ جنکا نام معلوم نہیں بذریعه اسٹامپ	-	۴	-
گنیش پرشاد - ڈالي گنج کلکته - کاٹے قیمتي			۱۵
عبدالرحیم صاحب بي اے - کوهیما - آسام			۷۵۰

۳۳۰

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱۷

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

شذرات

۲

شمس العلمـــا مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلۂ " الندوہ "

اس عرصے میں اس معاملے کي نسبت جو حالات معلوم ھوے ' وہ مع اُس راے کے جو بحالت موجودہ و باستعانت کوائف معلومہ قائم کي جاسکتي ھے ' حسب ذیل ھیں -

زمیندار میں مولانا نے ایک مختصر چھٹي شائع کي ھے ' جسمیں آیندہ تفصیلي جواب کا وعدہ ھے ' اور اصلي واقعہ کي نسبت چند مختصر دفعات -

علي گڈہ سے ایک موثق اور معتمد قلم سے نکلي ھوئي ایک تحریر پہنچي ھے ' جسمیں بعض حالات تفصیل کے ساتھہ بیان کیے ھیں ' مگر ساتھہ ھي یہ عجیب شرط بھي لگا دي ھے کہ ابھي تین چار ھفتے تک راقم خط کا نام ظاھر نہ کیا جاے ! بہر حال اصل مقصود حالات ھیں نہ کہ تشخص و تعین نسبت -

اصل یہ ھے کہ اس معاملے کي نسبت ایک آخري راے بہت جلد قائم ھوجاتي ' اگر خود مولانا شبلي نعماني بہ تفصیل حالات شائع کردیتے تاکہ قوم آخري راے قائم کرلے - مگر افسوس ھے کہ ابتک انھوں نے کوئي تفصیلي تحریر شائع نہیں کي ' اسلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جو حالات اس وقت تک موافق و مخالف شائع ھوے ھیں ' یا علي گڈہ کي تحریر میں ظاھر کیے گئے ھیں ' انھي کو پیش نظر رکھکے ایک راے قائم کرلي جاے -

جو مضامین منشي اعجاز علي اور منشي اسحاق علي نے مسلم گزٹ میں شائع کیے ھیں ' انسے صورت واقعہ یہ معلوم ھوتي ھے :

(۱) جب الندوہ میں یہ مضمون نکلا تو مولانا شبلي نے فوراً پانچ مقامي ارکان کو (جنمیں دو ندوے کے صیغۂ مال و مراسلات کے سکریٹري تھے) جمع کیا اور مجبور کیا کہ وہ راقم مضمون کو سزا دیں ' نیز ھز آنر تک مخبري کرنے کي دھمکي دیکر اس تجویز کو منظور کرانا چاھا کہ خود ایک ھفتہ کي معطلي کي سزا دیں اور ڈپٹي کمشنر صاحب کو مداخلت کي دعوت دي جاے -

پس تمام ارکان و معتمدین اس دھمکي سے مرعوب و متزلزل ھوکر مجبور ھوے کہ تعمیل احکام سے انکار نہ کریں ' اور اس عالم میں کہ " یرضونکم بافواھھم و تابي قلوبھم (۹ : ۹) " انکي تمام پیش کردہ تجویزات کو منظور کرلیا -

(۲) لیکن چونکہ یہ تعمیل احکام حالت تخویف و تقیہ کي تھي اور نیز جلسۂ انتظامیہ پر محمول ' پس جب انتظامیہ مجلس منعقد ھوئي ' تو اس کارروائي کي مخالفت کي گئي - مسٹر مشیر حسین قدوائي نے تجویز پیش کي کہ کارروائي منسوخ کي جاے نیز یہ کہ مولانا شبلي اُس سزا کے لیے جو بہ حیثیت معتمد دار العلوم کاتب مضمون کو دي گئي ھے ' کاتب مضمون یعنے مولوي عبدالکریم سے معافي مانگیں ۔ مگر پھر معافي کا ٹکڑا کثرت راے سے یا کسي اور وجہ سے نامنظور ھوا ' اور صرف پچھلي کارروائي منسوخ کر دیگئي -

(۳) لیکن اسکے بعد کیا حالات پیش آئے ؟ یہ تاریکي میں ھے ' البتہ پھر یکایک ایک حکم نامہ گورنمنٹ کي طرف سے آیا کہ مولوي عبد الکریم کو ' بجاے منسوخ کردہ ایک ھفتے کي سزا کے ' چھہ ماہ کي معطلي کي سزا دي جاے - چنانچہ ارکان ندوہ نے بالاتفاق یا بالاکثریۃ وہ سزا دیدي -

اب اس بنا پر قابل غور مندرجۂ ذیل امور ھوے :

(۱) سب سے پہلا مسئلہ یہ ھے کہ کیا واقعي وہ مضمون اسي سلوک کا مستحق تھا ؟

(۲) کیا یہ تمام کارروائي صرف مولانا شبلي ھي نے کي اور اور لوگوں نے بطور تقیہ کے محض عالم جبر و اکراہ میں ؟ یا یہ ایک متفقہ کارروائي تھي ' جسمیں پانچ آدمیوں نے باھم ملکر ایک تجویز قرار دي ؟

(۳) اگر پہلي صورت صحیح ھے تو ایسي حالت میں مولانا شبلي کي یہ کارروائي کس راے کي مستحق ھے ؟

(۴) اور اگر صحیح نہیں ھے تو باقي شرکاء کار کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاھیے ؟

(۵) پھر سب سے آخر یہ کہ اگر اور لوگوں کي شرکت مساوي متحقق ھو جاے تو اس سے معاملے کي ذمہ داري تو ضرور بٹ جائیگي ' جواب دھي صرف ایک شخص کے ذمے نہیں رھیگي اور عمل جس راے کا مستحق وہ ھوگا ' اسي راے کے مستحق باقي اشخاص بھي ھونگے ' لیکن کیا ایسي حالت میں اور لوگوں کي شرکت ثابت ھوجانے سے مولانا شبلي محض بري الذمہ ھوجائینگے ؟ اور کیا کسي غلط کام کے کرنے میں متعدد اشخاص کي شرکت ' اُس کام کو اچھا کر دیتي ھے ؟ کیا ایک جرم صرف اسلیے برا ھے کہ ایک ھي شخص کرتا ھے ؟

میں سمجھتا ھوں کہ اِن دفعات بحث کے مقرر کرنے میں میں نے پوري احتیاط سے کام لیا ھے اور بحث کا کوئي ضروري پہلو باقي نہیں رھا -

(۱)

سب سے پہلي بحث اصل مضمون کي نسبت ھے - لیکن میں متاسف ھوں کہ باوجود اسکے کہ میں نے مولانا شبلي ' مولانا عبد الحي ' اور منشي محمد علي معزز ندوہ کے نام خطوط لکھے ھیں کہ مجھکو الندوہ کا وہ پرچہ (خواہ کسي قیمت میں ھو) وي پي بھیجدو ' لیکن اب تک کہیں سے نہ تو جواب ملا ' اور نہ وہ پرچہ آیا - جو کچھہ معلوم ھے وہ صرف یہ ھے کہ مضمون " جہاد " پر تھا ' اور نفس مسئلۂ جہاد پر حسب نصوص قرآنیہ بحث کي گئي تھي - مولانا شبلي نعماني کے خط مطبوعۂ زمیندار اور مراسلۂ علي گڈہ سے معلوم ھوتا ھے کہ اسمیں کوئي دفعہ (۱۰) کي بحث تھي ' جسمیں یہ لکھا تھا ' یا بطور نتیجۂ بحث کے اُس سے ثابت ھوتا تھا کہ " کوئي مسلمان کسي غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رھسکتا " لیکن صرف اسقدر اشارہ راے دینے کیلیے کافي نہیں ھے ' جب تک کہ پورا مضمون سامنے نہو - بحث کرنے کے طریقے ھیں ' اور استدلال کے مختلف اصول ھیں - نہیں معلوم اس دفعہ کو کس اصول ' کس خیال ' کس زبان ' کس لب و لہجے ' کس نص قرآن و حدیث سے مدلل ' اور کس سیاق و سباق کے ساتھہ لکھا گیا ھے ؟

اگر مجھسے پوچھیے تو یہ خیال تو بالکل بے معنی اور لغو ھے ' جب تک کہ اسکا مقصد و سیاق و سباق سامنے نہو - کوئي مسلمان غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رھسکتا کیا معني رکھتا ھے ' جبکہ ھزاروں مسلمان رھے ھیں ' اور اب بھي کروڑوں مسلمان ماتحت ھیں ' البتہ (خواہ میرے اس جملے کا مطلب کچھہ ھي سمجھا جاے

الا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانه ٨ روپیه
ششماہی ٤ روپیه ١٢ آنه

جلد ٢

کلکته : چہار شنبه ٢٢ جمادی الاولی ١٣٣١ ہجری
Calcutta Wednesday, April 30, 1913.

نمبر ١٧

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

—: * :—

دفتر الہلال کے ذریعه پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ہنڈ ملسکتي ہیں -

ہر چیز دفتر اپني ذمه داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(١) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بہتر اور قدیمي کارخانه ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر ہیں کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس کے موٹر میں سوله سو في گھنٹه کے حساب سے چھاپ سکتي ہے

چونکه ہم اسکي جگه بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ہیں اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(٢) ٹریڈل مشین ' جو پانوں سے بھي چلائي جاسکتي ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعه خط و کتابت طے ہوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں که ہم اپني ذاتي ضمانت پر مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

ہر طرف سے مجبور و بے بس ہوکر اپنے ایمان اور خدا پرستی سے دست بردار ہوگئے ' اور عالم ہراس و مرعوبیت میں جو کچھ چاہا ' اسے منظور کرا لیا - اگر یہ صورت ہو' تو اس حالت میں ان لوگوں کا جرم اُس شخص کی مثال سامنے لانے سے کسی قدر ہلکا ضرور ہو جاتا ہے ' جس نے بعالم مجبوری اپنی جان کی حفاظت کیلیے جھوٹ بولا ہو ' یا قتل کے خوف سے بت پرستی کی ہو ' یا سولی کا تختہ دیکھکر ایمان و اسلام سے بطور تقیہ کے کانوں پر ہاتھ دھرا ہو -

(۲) یا پھر ایسی صورت تو پیش نہیں آئی ' مگر عادت نفاق و تذبذب بین الاسلام و الکفر کی وجہ سے اس مجلس میں اپنی موافق راے دیدی ' اسکے بعد دوسری طرح کا عمدہ موقعہ ہاتھہ لگ گیا تو (اُس وجود کی طرح جسکی قران میں مثال دی گئی ہے) کہدیا کہ " انی بریٔ منک ' انی اخاف اللہ رب العالمین (۹۵ : ۱۶) " اسمیں ایک طرف ازادی و حریت بھی ہاتھہ آگئی ' دوسری طرف مدتوں کی عداوت کو پھولنے پھلنے کا موقعہ بھی ملگیا :

چہ خوش بود کہ بر آید بہ یک کرشمہ دو کار

(۳) اور یا پھر ایک شریف آدمی کی طرح ' جسکی ایک ہی زبان ہوتی ہے ' ان لوگوں کی بھی اصلی راے یہی تھی اور یہی ہے - اور اس کارروائی میں وہ سب کے سب برابر کے شریک و حصہ دار تھے - پس اب اُس کارروائی کا جو نتیجہ ہو ' اسمیں بھی انہیں اپنا اپنا حصہ لینا چاہیے -

عقل و درایۃ کہتی ہے کہ اِن تین صورتوں کے سوا اور کوئی چوتھی صورت نہیں ہو سکتی - اب اگر پہلی صورت ہے ' اور محض عالم خوف و ہراس میں ان بزرگان قوم اور علماے دین نے اس کارروائی میں شرکت کی تھی ' تو مولانا شبلی علانیہ اس سے منکر ہیں ' اور معاملہ غیر حاضر اور غیر شریک لوگوں کے قلم سے منسوب کیا جا رہا ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ خود ان لوگوں کی زبانوں پر مہریں لگ گئی ہیں ؟ کیوں نہیں منشی احتشام علی اپنی مل سے ' مولانا سید عبد الحی اپنے مطب سے ' اور مولانا عبد الباری اپنے حلقۂ درس سے باہر تشریف لاتے اور اپنی مجبوری و بے بسی ' و عالم ہراس ' و خوف جان و مال کا افسانۂ غم انگیز اور داستان گریہ آور اپنی معتقد اور ارادت کیش قوم کو سنادیتے ؟ مجلس کو ابھی چند صدیاں نہیں گذری ہیں اور اُس کے شرکاء کی زبانیں اب تک مفلوج نہیں ہوئی ہیں - یہ کیا ہے کہ اسکے متعلق لوگوں کو عالم تذبذب میں رکھا جارہا ہے ؟ کیوں نہیں وہی لوگ اپنے قلم سے چند سطریں لکھکر شائع کردیتے ہیں ' اور بتلا دیتے ہیں کہ ہمارا دامن اس دھبے سے بالکل پاک ہے ' تاکہ قوم کو ایک انقطاعی راے قائم کرنے کا موقعہ ملے ؟

اصل یہ ہے کہ ندوہ کے اندرونی حالات ایک عرصے سے اسکے مقتضی تھے کہ پبلک میں لاے جائیں - لوگوں کو ابھی اصلیت معلوم نہیں ہے لیکن اب ضرور ہو ہی کر رہیگی - لوگوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ ایک کارروائی ایک جماعت نے کی - پھر اگر وہ نفرین کی مستحق ہے ' تو سب اسکے مستوجب ہیں ' اور تحسین کی مستحق ہے تو سب کے حصے میں آنی چاہیے - کیا سبب ہے کہ تمام بار ایک ہی شخص کے اوپر ڈالا جا رہا ہے ' اور اور لوگ اس طرح دامن بچا کر الگ ہو رہے ہیں ' گویا ان مرفوع القلم بچوں ' اور معصوم قدوسیوں کو اس سے کوئی سروکار ہی نہیں !!

تیــن جماعتیــں

اور ایک خطرۂ عظیم

حقیقۃ … حال یہ ہے کہ اس واقعہ نے … پہلو ' اور … تین جماعتوں کی دلچسپی حاصل کرلی ہے -

ایک جماعت تو اُن لوگوں کی ہے جنکو اشخاص سے بحث نہیں ' اصل کارروائی کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں اور جن لوگوں نے کی ہے ' خواہ وہ کوئی ہوں ' انکو قابل مواخذہ یقین کرتے ہیں - یہ جماعت باہر کے عام لوگوں کی ہوگی ' اور فی الحقیقۃ … وہی راستباز اور اسلامی ازادی کا اپنے دلوں میں سچا درد رکھنے والی جماعت ہے - ایسے لوگوں کی قدر کرنی چاہیے ' اور خدا کا شکر بجالانا چاہیے کہ دو سال کی صداہاے حریت نے ایسے لوگوں کی ایک جماعت مخلصین پیدا کردی اور یہ سب سے بڑا احسان الہی ہے - آج اسلام کو جتنی توقعات ہیں ' وہ اسی جماعت اور ایسے ہی حریت خواہوں سے ہیں - فکثر اللہ سبحانہ امثالہم -

دوسری جماعت بندگان اغراض و اہواء کی

دوسری جماعت اُن چند خاص اشرار و مفسدین کی ہے ' جن بندگان اغراض نے نہ تو آزادی و حریت کا کبھی خواب دیکھا ہے ' اور نہ مسئلۂ جہاد اور مسائل اسلامیہ کی وقعت و شرف کے تحفظ کی انہیں کچھہ پروا ہے - ساری عمر یا تو فکر جاہ و مشغلۂ غرور و تکبر میں کٹتی ہے ' یا محض بے حسی و عطالۃ کے اُس گھونسلے میں ' جہاں نہ تو حریت کا کبھی تصور ہوتا ہے ' اور نہ عدم حریت کا - اس دنیا میں انہوں نے قدم ہی نہیں رکھا -

لیکن ساتھہ ہی ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید سے مولانا شبلی سے تخالف وتعاند ہے ' اور بوجہ اپنے کسی خاص معاملے کے ' یا معاملات ندوہ کی اندرونی سازشوں کے ' یا اپنے عدم فروغ و داغ محرومی شہرت و ناموری کے ' یا عدم تغلب معاملات ندوہ و دارالعلوم کے ' یا پھر کسی اور سبب و مقصد سے (اور ارباب اغراض و اہواء کا عالم مقاصد نفسانیہ بے کنار ہے) ہمیشہ اپنی راتوں کی نیند ' اور دن کا کاروبار اس فکر و کاوش میں برباد کرتے آئے ہیں کہ کسی طرح انکو شکست دیں اور قوم کی نظروں میں ذلیل و رسوا کریں ' اور اسکے لیے بارہا مجاہدات و مقاتلات تک کر چکے ہیں ' لیکن ہمیشہ ناکام و خاسر رہے ہیں - اب چونکہ خود مولانا شبلی کی غلطی اور تعجب انگیز کمزوری سے اس معاملے میں انکی شرکت و سعی وقوع میں آئی ' اور وقت اور موسم کے لحاظ سے پبلک اوپینین کا سہارا بھی معقول مل گیا ' تو ایک مخفی سازش کرکے اس واقعہ کو پبلک میں پیش کردیا گیا ' اور چونکہ ساتھہ ہی اُن پر بھی بعصۂ رسدی اسکا اثر پڑتا تھا ' لہذا یہ کوشش کی گئی کہ تمام بار انہی کے سر ڈالکر اور موجودہ دور ازادی سے فائدہ اٹھا کر ' انکو قوم کی عدالت میں سزا دلوادو ' اور اسطرح سامنے آوکہ لوگ سمجھیں کہ جو کچھہ ہوا ' صرف مولانا شبلی ہی کی حکام پرستی سے ہوا ' اور یہ آباء حریت ' اور فدا کاران راہ جہاد و قتال ' محض ازادی کی خاطر اور مسئلہ جہاد کے شرف کیلیے انکی مخالفت کررہے ہیں ' اور انکو اس بات کا نہایت درجہ غم ہے کہ گورنمنٹ کو معاملات ندوہ میں مداخلت کا موقعہ کیوں دیا گیا ؟

حالانکہ اِن لوگوں کا اس بارے میں جو کچھہ حال ہے ' اسکا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جب سید رشید رضا لکھنو آے ' تو انکی صدارت سے اختلاف کرتے ہوے منجملہ اور وجوہ کے ایک سبب یہ بھی کہا گیا تھا " کہ ایک مصری شخص کے صدر بنانے سے گورنمنٹ ناراض ہو جائیگی " اور مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری

لیکن) میرا یه اعتقاد ضرور ہے که اسلام دینی اور دنیوی عزت بخشنے والی ایک قوۃ الهیه ہے ' اور جو جسم اسکے نشیمن هوں ' وہ اس کائنات ارضی میں ذلت و پستی کیلیے نہیں بنائے گئے هیں ' بلکه صرف عظمت و عزت ' هیبت و اجلال ' سطوت و جبروت ' اور رفعت و علو مرتبۃ کیلیے - پھر خواہ وہ ذلت و پستی حکومتوں کی محکومی اور غلامی کی ہو خواہ جہالت و بے علمی کی - خواہ غربت و فلاکت کی هو' خواہ وحشت و بد اخلاقی کی - میرا یقین ہے که مسلمان دنیا میں یقیناً صرف حاکم بننے کیلیے هیں' اور قرآن کریم نے اپنے پیروؤں کیلیے جو الکتاب دنیوی زندگی کا پیش کیا ہے ' وہ محکومی و ما تعلق کا نہیں' بلکه حکومت و افسری هی کا ہے - وہ مسیح کی آسمانی بادشاهت کی سی پادشاهت نہیں ہے' بلکه استخلاف فی الارض' اور وراثت ارض الهی کی نعمت اسی دنیا میں ہے - یه میرا دلی اعتقاد ہے - میں اسکے لیے تعلیم اسلامی ' اور نصوص قرانی سے شہادت رکھتا هوں - خدا نے اس بارۂ خاص میں مجکو اپنے لطف و کرم سے ایک مخصوص بصیرت عطا فرمائی ہے - اور اسکی دعوت کو میری زندگی کا مقصد' اور غایۃ قصوی قرار دیا ہے - و ما توفیقی الا بالله -

پس میں نہیں جانتا که اس مضمون کا مقصود کیا ہے ؟ مولوی عبد الکریم کی نسبت مجھے ایسے حالات معلوم نہیں جنکی وجه سے میں انکو ان مباحث کا اهل سمجھوں که لکھنے کے طریقے اور بیان کے انداز هیں - ممکن ہے که انہوں نے بہتر لکھا هو' اور ممکن ہے که ایک بے معنی ازادی دینی' اور غیرت فقہی و تشدد ما وراء الفہمی کا اظہار کیا هو-

اس بنا پر جب تک نه دیکھه لوں ' ایک حرف نہیں لکھونگا - البته جہاد کی جو حقیقت الله تعالے نے مجھپر کھولی ہے ' اور قران کریم نے جو روشنی اس بارے میں میرے قلب پر ڈالی ہے' اسکو آغاز اشاعۃ الہلال سے اتنی مرتبه لکھه چکا هوں که الحمد لله ' کثرت تکرار و مذاکرہ' و اظہار حقیقت و دعوت سے اب جہاد کا لفظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے ' اور اسکے نام کو زبان سے نکالتے هوے لوگوں کو وحشت و هراس دامنگیر نہیں هوتی - باآنکه نصف صدی سے اس بنیاد شریعت و اصل حقیقۃ اسلامیه کو بعض اشرار و منافقین نے اسلام کی لغت سے نکالدیا تھا ' اور نه صرف نئی اصلاح کی عمارتیں ' بلکه علما کے حجروں اور صوفیوں کی خانقاهوں سے بھی کبھی اسکی صدا نہیں اٹھتی تھی - لوگوں نے سمجھه لیا تھا که چونکه جہاد کے معنی محض قتل و خونریزی کے سمجھه لیے گئے هیں' اسلیے بہتر ہے که سرے سے اس لفظ هی کو بھلا دیا جائے - چنانچه میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے که (مسٹر بک) نے ایک مرتبه (علی گڈہ کالج) میں چاہا تھا که کتب فقہیۂ درسیه سے " جہاد " کا باب بالکل نکالدیا جائے !!

(۲)

البته دوسرے سوال پر بر بنائے حالات مطبوعۂ و معلومه نظر ڈالی جاسکتی ہے -

پھر کیا ان مضامین میں صورت واقعه جیسی کچھه ظاهر کی گئی ہے ' اور جسکے پڑھنے سے هر شخص کو بادل وهله نظر آنے لگتا ہے که یه سب کچھه صرف ایک هی شخص کی کارستانیاں تھیں ' وہ بالکل صحیح ہے ؟

لیکن زمیندار کی چٹھی میں مولانا نے جو واقعه لکھا ہے' اس سے' مراسلۂ علی گڈہ سے' نیز از روے قرائن و درایت' حالات بالکل مختلف صورت میں سامنے آتے هیں -

(الف) یعنے یه که ارکان خمسۂ مجلس اولی جمع هوے - اسمیں مولانا شبلی معتمد دار العلوم ' منشی احتشام علی معتمد مال ' مولانا سید عبد الحی معتمد مراسلات ' اور مولانا عبد الباری اور مسٹر ظهور احمد وکیل ' رکن انتظامی ندوہ تھے -

بحث چلی که اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے سخت خلاف ہے اور موجب نزول عتاب حکومت ' پس اب کیا کارروائی اسکی تلافی کیلیے اختیار کی جائے ؟

تمام شرکاء خمسۂ مجلس نے (جیساکه ایسے موقعوں پر هوتا ہے) غور و مشورہ کیا ' اور باتفاق باهمی ' و باتحاد اجماعی ' وبشرکت مساویانه ' بغیر هیچ گونه جبر و اکراہ ' وبغیر تعدی و تعذیب ' و بغیر تخویف و ترهیب ' بحالت صحت و تندرستی' وبعالم سلامتی هوش و حواس' و درستگی عقل و تمیز' و به سن رشد وبلوغت' یه فیصله کیا که " اس واقعه کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیدی جائے ' نیز مولوی عبد الکریم کو الندوہ کی ایڈیٹری سے معطل کر دیا جائے' کیونکه انکا مضمون ندوہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے "

(ب) جب یه امور بالاتفاق طے پا چکے ' تو مولانا شبلی نے کہا که " ان امور کے بعد مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردینا چاهیے - کیونکه انکا مضمون مقاصد ندوہ کے خلاف تسلیم کرلیا گیا ہے - وہ ایڈیٹری سے بھی الگ کر دیے گئے هیں - نیز اس واقعه کی اطلاع حکام کو بھی دی جائیگی - پس ایسی حالت میں ضرور ہے که مجکو بھی میری ذمه داری سے سبکدوش کیا جائے - مدرسه میرے ماتحت ہے اور اندریں صورت مدرسے میں وہ کیونکر رکھے جائیں ؟ اور پھر اگر ایسا نہوا تو میں تا انعقاد جلسۂ انتظامیه دار العلوم کی ذمه داری سے دست بردار هوجاؤنگا' اور اسکی اطلاع گورنمنٹ کو دیدونگا "

بالاخر قرار پایا که ایک هفتے یا دو هفتے کیلیے (مجھے اس وقت یاد نہیں اور وہ مضامین سامنے نہیں هیں) مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردیا جائے -

* * *

اب اس بیان پر درایتاً نظر ڈالیے -

مولانا شبلی کے علاوہ جو لوگ شریک جلسه تھے' ان میں دو معتمد اور دو رکن تھے' لیکن ان میں ایک شخص بھی انکی پارٹی کا یا انکے معاونین میں سے نه تھا - منشی احتشام علی انکے اعدّ عدو دشمن' مولانا عبد الباری سے مخالفت مشہور و واضح' مولوی سید عبد الحی میں اور ان میں گو کوئی مدعیانه مخالفت نہیں' تاهم وہ انکے موافق و معاون بھی نہیں - رہے مسٹر ظهور احمد' تو انکا حال بھی مولوی عبد الحی کا سا ہے -

ایسی حالت میں کسی طرح یقین نہیں آ سکتا که ان تمام صاحبوں نے برخلاف اپنے ضمیر اور اپنے جوش جہاد فی سبیل الله ' و هیجان قتال کفار و مشرکین ' و استقامۃ فی سبیل الحریۃ کے ' محض مولانا شبلی کے کہنے سے' اور انکی موافقت کے خیال سے' مقلدانه و متبعانه اس فیصلے میں شرکت کرلی هو - علی الخصوص منشی احتشام علی' جو بڑے بڑے معرکه هاے جدال و قتال مولانا شبلی کی مخالفت میں کرچکے هیں ' اور مولانا عبد الباری' جنھوں نے کل کی بات ہے که مسئله نظامت کے بارے میں خطوط شائع کیے تھے ' اور پھر اس بارے میں اخبارات تک الزام و انکار کا معامله پہنچا تھا !!

پس یه صورت تو کسی واقف حال کے سمجھه میں آهی نہیں سکتی - البته تین صورتیں اور هیں :

(۱) گو یه اشخاص مخالف تھے' لیکن مولانا شبلی نے بعض ذرائع و وسائل سے انکو اسدرجه ڈرایا اور دھمکایا که

پس ان لوگوں کو نہ تو آزادی کی اتنی پڑی ہے کہ اسکے لیے آسمان کو سر پر اٹھالیں، نہ مسئلہ جہاد کے شرف کی، بلکہ جہاد کا لفظ تو انکے لیے ایک عفریت خونخوار ہے، جسکی ایک جھلک دیکھتے ہی انکو لرزۂ شدید کا بخار چڑھجاتا ہے، اور اس لفظ کے توحش کی وجہ سے آج جسقدر مشکلیں پیدا ہوتی ہیں، وہ سب کی سب اسی جماعت کی پیدا کی ہوئی ہیں - البتہ چونکہ ازادی اور صداقت کی نئی تحریک سے انپر ایک کوہ غم ٹوٹ پڑا تھا، اور اسکی ترقی کو روکنے کیلیے راتوں کو بستروں پر عالم اضطراب میں لوٹتے، اور دن کو فکر تدابیر و تجاویز سے اپنے دماغوں کو تھکا تے تھے، اسلیے یہ معاملہ انکے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگیا، اور اسکو انہوں نے قوم کے ارتجاع و تقہقر کیلیے ایک آلۂ کار بنا لیا -

ایسی حالت میں، میں قوم کو (جو اپنے نئے دور ازادی میں ابھی بالکل نو آموز اور سادہ لوح ہے) اس خطرۂ عظیم سے باخبر کردینا ضروری سمجھتا ہوں، جو اسکی راہ میں سنگ گراں بنکر حائل ہو جا سکتا ہے - میں نے (یونیورسٹی ڈیپوٹیشن) کے معاملے میں اواز بلند کی تھی، مگر لوگوں نے اغماض کیا، اور پھر بالا خر جب انکھیں کھلیں تو اصلیت منکشف ہوئی - آج میں پھر از سر تا پا صداء یقین و حقیقت بنکر آواز بلند کرتا ہوں کہ یہ ایک سخت فتنۂ فساد، اور فریب ضلالت ہے، جو قوم کو دیا جا رہا ہے، اور اس سے مقصد صرف یہ ہے، کہ ایک شخص کو قوم کی نظروں سے گرا کر، اسکے ذریعہ اصل تحریک کو بھی نظروں سے گرا دیا جاے: اولئک حزب الشیطان، الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۵۹ : ۲۰)

قوم کو یاد رکھنا چاهیے کہ کوئی صداقت اور راستی اسلیے صداقت نہیں ہے کہ زید اسکا داعی ہے، یا عمر نے اسکا ساتھہ دیا ہے، بلکہ سچ صرف اسی لیے سچ ہے، کہ وہ سچ ہے، اور اگر تمام دنیا اس سے منہ موڑ لے، جب بھی اسکی صداقت میں بال برابر فرق نہیں آ سکتا -

پس اگر واقعہ کی وہ صورت بالکل تسلیم کر بھی لی جاے، اور یہ ثابت و متحقق ہو جاے کہ سخت سے سخت الزامی بیان جو اس بارے میں شائع ہوے ہیں، وہ بھی حرف حرف صحیح ہیں، جب بھی اس معاملے کا جو کچھہ اثر پڑسکتا ہے، صرف مولانا شبلی پر، نہ کہ اس صداقت پر، جسکی انہوں نے صدا بلند کی تھی - میں کہتا ہوں کہ ایک انسانی وجود کی کیا ہستی ہے؟ اگر کروڑوں انسانوں سے بھی اس راہ میں لغزش ہوجاے، تو بھی اسکی صداقت کی عزت پر کوای بٹہ لگ نہیں سکتا - اے بے خبرو! راستی کبھی بھی اشخاص کی پابند نہیں رهی ہے، اور نہ اشخاص کی بحث سے اسکی حقیقت متاثر ہوسکتی ہے، ولنعم ما قیل:

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
همہ عالم گواہ عصمت اوست

اگر یہ لوگ واقعی اپنے بیان میں سچے تھے، اور محض اصول کی خاطر میدان میں آئے تھے، تو انکو چاهیے تھا کہ اپنی بحث کو صرف اصل معاملہ، اور مولانا شبلی اور دیگر شرکاء کار تک محدود رکھتے، اور جس سختی و تشدد سے چاهتے، اسپر بحث کرتے - ایسی حالت میں وہ مستحق تھے کہ انکی عزت کی جاتی، اور قوم انکی آزاد خیالی اور اصول پسندی کا اعتراف کرکے شکر گذار ہوتی - لیکن جب ہر شخص دیکھہ سکتا ہے کہ اس آخری جماعت نے مولانا شبلی کے واقعہ کو ایک آڑ بنالیا ہے، اور اسکے پیچھے اپنی قدیمی غلامی کی تعلیم کو لیے کھڑی ہے، تاکہ ذرا بھی اس شور و غوغا سے قوم کی راے اور استقامت میں تزلزل پیدا ہوتے دیکھے تو فوراً اسکا طوق پھر دو سال کے بعد قوم کی گردن میں ڈالدے، پھر ایسی حالت میں میرے لیے حسن ظن قائم کرنے کا کوئی موقعہ نہیں، اور قوم کی آزادی و استقامت، اور قوت تمیز و ادراک کیلیے ایک سخت آزمایش درپیش -

قوم کو چاهیے کہ خدا کیلیے اس فریب سے اپنے آپکو بچاے - نہو کہ جس دلدل سے خدا خدا کرکے اسکے قدم نکلے ہیں، اس نازک ترین دور مصیبت اسلامی میں (کہ اسلام اپنے ہر فرزند سے استقامت کا طلبگار ہے) پھر اسی دلدل میں گرفتار ہوجاے اور چند اشخاص کی وجہ سے اصل اصول ہی کو هاتھہ سے دیدے!!

میں نے لکھنؤ کی فاونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ تم نہ جناب راجہ صاحب محمود آباد کو دیکھو، نہ میجر صاحب کو، اور نہ کامریڈ اور الهلال کو، بلکہ صرف اصول اور راستی پر نظر رکھو - اسی پر اعتماد کرو اور اسی کا ساتھہ دو - آج میں پھر اسی اواز کو دهراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اشخاص کی بحث سے متاثر و مرعوب نہو - میں پوچھتا ہوں کہ اگر خود الهلال، جو دس ماہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دے رہا ہے، اگر استیلاء هواء نفسانی سے ٹھوکر کھا کر راہ ارتداد اختیار کرلے، اور صداقت و حریت کی جگہ غلامی و باطل پرستی کے طرف بلاے، تو کیا پھر تم الهلال کے گرنے سے خود بھی گر جاؤ گے؟ فالحذر، الحذر، الحذر، ایها المسلمون الغافلون! ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء هم البینات، اولئک هم الخاسرون!!

مولانا کے اس معاملہ کو جس صورت میں ظاہر کیا گیا ہے، حالات شہادت دے رہے ہیں کہ وہ اصلیت سے یقیناً مختلف ہے اور اس وقت تک مختلف سمجھا جائیگا، جب تک کہ دیگر شرکا اپنے مستور چہروں سے برقعہ هٹا کر باہر نہ آلیں گے، لیکن (جیسا کہ میں آگے چلکر بحث دفعہ ۵ - میں بالتفصیل لکھونگا) اسمیں کوئی شک نہیں کہ دیگر اشخاص کی شرکت مساوی ثابت ہونے کے بعد بھی میرے عقیدے میں مولانا سے غلطی ہوئی - غلطی ہوئی، اور افسوس کہ غیر متوقع غلطی ہوئی - لیکن میں تو یہاں تمام بیان کردہ صورت واقعہ کو تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اگر ایسا بھی ہو تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ ایک شخص یا جماعت کی لغزش قوم کو اسکی صراط مستقیم سے کیوں هٹا دے؟

* * *

اور اگر پہلی صورت نہیں بلکہ دوسری صورت ہے - تو ہم ایک مرتبہ چاهتے ہیں کہ ان بزرگان ملۃ کے روے مبارک کی زیارت کرلیں، جو اپنے چہرے پر غازۂ نفاق کی ایک غلیظ تہہ جماتے ہوے نہیں شرماتے، اور ایک طرف تو آج غلغلۂ اسلام پرستی کا ساتھہ دے رہے ہیں، اور دوسری طرف کفر پرستانہ تجاویز و احکام کی تدوین و نفاذ میں بھی شریک کار و رکن مجلس رہچکے ہیں! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ مولوی عبد الکریم کے جرم کی تشخیص کرنے، اور انکے لیے فیصلۂ سزا کے لکھنے کی فل بینچ پر بیٹھے تھے، وہ ایک طرف تو مجرم کو سزا دیچکے ہیں، اور دوسری طرف آج مجرم کی حمایت و فریاد رسی کیلیے اپیل بھی کرانا چاهتے ہیں؟ اس سے بھی عجیب تو یہ کہ جن ججوں نے سزا کا حکم سنایا ہے، وهی آج مجرم کے وکیل بھی بن بیٹھے ہیں؟ ان هذا لشيء عجاب!!

نے بکمال ادعاے سیاسیات ' ایک ماهرفن (اکسپرٹ) کے لہجے میں اسکو " مسئلۂ سیاسي " سے تعبیر کرنے کي عزت حاصل کي تهي -

تیسري جماعت ' اور قوم کے نئے دور حیات کیلیے ایک فتنۂ عظیم

لیکن ان دو جماعتوں کے سوا سب سے زیادہ تماشا طلب ایک تیسري جماعت بهي هے - یه وه جماعت هے ' جس کو مسئله جہاد اور عدم مداخلۂ حکام سے صدمه هونا ایک طرف ' حکام کي خوشامد و عبادت ' اور انکي نفرت و اکراه کي وجه سے لفظ جہاد سے تبری و انکار ' انکي تمام عمر کا اندوختۂ عمل ' اور انکے تمام اعمال و افعال کا مصدر شریعت هے - یه وهي ملحدین مارقین ' اور منافقین مفسدین و اعدٓ عدوے کلمۂ اسلام و مسلمین هیں ' جنهوں نے قوم میں بزدلي اور غلامي کے شجر ملعونه کا بیج بویا هے ' اور پهر شیطان لعین نے اسکي پرورش اور پرداخت کا سامان کیا هے - وه بیج پهوٹا ' اور اسکي شاخیں شیطان کے مخفي هاتهوں کے ارتفاع سے بلند هوئیں - پر جیسا که قانون الهي هے ' عین اس وقت ' جبکه اسکي بلند اور محکم شاخوں پر شیطان کي ذریات نے اپنے نشیمن بنائے تهے ' اور اسکے سائے میں فتنۂ و نفاق کا لشکر دجال آ کر پناه لیتا تها ' یکایک باد رحمت الهي ' صر صر هلاکت کي صورت میں نمودار هوئي ' اور اسکے ایک تند و تیز جهونکے نے اس شجر ملعونۂ خبیثه کو بیخ و بن سے اکهاڑ کر پهینک دیا ' یعنے قوۃ الهیه نے قواء شیطانیه کو شکست دي ' شجرۂ ملعونه کي جگهه اسلام پرستي و ایمان پژوهي ' راستبازي و حریت پسندي کي تخم ریزي هوئي ' اور باران رحمت الهي نے اسکو اپني ایک ایۃ اعجاز قرار دیکر ' دو سال کے اندر هي اندر ایک ایسا درخت تناور بنا دیا که :

کشجرة طیبة ' اصلها ثابت و فرعها فی السماء توتي اکلها کل حین باذن ربها ' و یضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون (۱۴:)	اسکي مثال ایک مبارک اور ملکوتي درخت کي سي هے که اسکي جڑ زمین کے اندر مضبوط ' اور اسکي بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچي هوئیں ! وه قوت الهیه کي نشو و نما سے هر وقت کامیابي کا پهل لاتا رهتا هے - اور یه درخت کا ذکر در اصل ایک مثال هے جو الله بیان کرتا هے تاکه لوگ سمجهیں اور غور کریں -

پس جب حکمت الهي نے ایسا کیا ' تو شیطان بہت غمگین هوا - اسکا کار و بار خراب هوگیا ' اور اسکي نسل کے گهرانے میں گهر گهر ماتم پڑگیا -

یه انقلابي تبدیلي کچهه ایسے الهي ساز و سامان کے ساتهه هوئي ' اور دوهق مقدسۂ حضرۃ ایزدي نے کچهه ایسے اسباب جلیله اور محرکات عظیمه اسکے لیے پیدا کر دیے ' که انکے مقابلے میں کوئي سعي و کوشش انکي سود مند نہیں هوسکتي تهي - وه جسقدر کوشش نا مرادي و نا کامي کے عذاب الیم سے نکلنے کي کرتے تهے ' اتنا هي اسمیں اور زیاده گرفتار هوتے جاتے تهے - گویا اس دنیا هي میں انکا حال جہنم کے مجرموں کا سا هوگیا که :

کلما ارادوا ان یخرجوا منها من غم ' اعیدوا فیها و ذوقوا عذاب الحریق ! (۲۲ : ۲۲)	جب کبهي دم کے گهٹنے سے گهبرا کر اس سے نکلنا چاهیں گے ' تو پهر اسي میں دهکیل دیے جائیں گے ' که یہیں پڑے پڑے سوزش و تپش کے عذاب کا مزه چکهتے رهو !

ان میں سے اکثروں کی زبانوں پر بهي دلوں کي طرح مہریں لگ گئي تهیں ' اور بہت سے اپني بد بختي اور انقلاب زمانه کے غم میں سر بزانوے تعجب و ماتم و حسرت تهے ' که اتنے میں مولانا شبلي ا[ور] ندوه کے معاملے کو لیکر شید[ي] نجدي نے ظهور کیا ' [...] انکي قسمت نے [...] ڈوبتے انکي یاوري [...] که مولانا کي آنکهوں [پر] غفلت کا پرده ڈالدیا [...] انسے ایک سخت غلط[ي] اس بارے میں ظاهر [هو] گئي - چونکه مولانا نے [...] مسلم لیگ اور مسلما[نوں] کي غلامانه سیاست کے [...] قمع میں حصه لیا تها اور " پولیٹکل کورٹ " [کے] عنوان سے تین مضا[مین] لکهکر لیڈروں کے چہل [...] بتکدۂ سیاست کو توڑا [...] اسلیے یه ایک عجیب و غریب زرین موقعه هاتهه آگیا که ازاد خی[الي] کي نئي تحریک کو نقد[...] پہنچانے کیلیے ' اور قوم کو پهر اسي ظلمت کدۂ استبداد و العاد [...] کي دعوت دینے کیلیے اس معاملے میں ازاد خیالوں کے [...] بن جائیں ' اور نہایت زور و شور سے اس معاملے پر قوم کو [...] دلائیں - پهر آخر میں کہیں که دیکهو ! جو لوگ آزادي کے حامي [اور] غلامي کا الزام دینے والے تهے - جو لوگ حریت کے داعي ' اور [غلامي] پرستي کے مخالف تهے - جو لوگ نکلے تهے که تم کو هماري تعلیم[ي] هولي غلامي سے نکا لیں ' اور اپني دکهلائي هوئی راه آزادي پر چلا[ئیں] خود انکا حال ان معاملات میں ایسا هے ' اور کس طرح وه خود اس تعلیم پر عامل نہیں هوسکتے ' جسکي طرف تم کو بلاتے ه[یں] پس گمراهي سے بچو ' اور انسے پناه مانگو که وه جو کچهه کہه رهے محض دهوکا اور فریب هے - اصلي راسته وهي هے ' جسپر هم نے برسوں چلایا ' پس آو که تمهاري آنکهوں پر پٹي باندهکر پهر تم ا[سي] کے بیل کي طرح غلامي و العاد کے چکر میں ڈالدیں !

مـن انصاري الى الله ؟

— * —

نحن انصار الله ! !

— * —

الحمد لله که گذشته نمبر کي اشاعت میں جو پہلي آواز " من انصاري الى الله ؟ " کي بلند کي گئي تهي ' اسکے لیے خدا تعالی نے اپنے بندوں کے دل کهول دیے ' اور اسکے جواب میں " نحن انصار الله " کي صداے همت افروز و امید نواز هندوستان کے هر خطے اور هر گوشے سے بلند هونے لگي هے - آج منگل کي شام تک تقریباً آٹهه سو ناموں سے فہرست کی ابتدا هو گئی هے ' فالحمد لله علی توفیقه و کرمه و لطفه -

آجکي اشاعت کے ساتهه ایک فارم بهي شائع کیا جاتا هے ' صرف اسکي خانه پري کرکے بهیجدیجیے - چند دنوں کے اندر جو رفتار مجاهدین خدمت اسلامي کي الله نے دکهلا دي هے ' اس نے میرے اندر ایک حیات تازه پیدا کردي هے ' اور امید هے که دو هفتے کے اندر اپني پیش نظر تعداد کو پورا دیکهه لونگا ' اور اس کے بعد دوسري منزل کي طرف بڑهونگا - فالسعي مني ' و الاتمام من الله تعالے -

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ ، ایک لمحہ ، ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے ، یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور ، ... آلود ، اور مستوجب صد نفریں ہستی ہے ، بلکہ یہ ، کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ، ان یکن غنیا او فقیرا ، فاللہ اولی بہما ، فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا و ان تلوا او تعرضوا ، فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (۴ : ۱۳۴)

اے مسلمانو ! استقامت اور مضبوطی کے ساتھہ عدل و انصاف پر قائم رہو ، اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی دو ، گو وہ خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر ہے تو اللہ انکے لیے سب سے بڑھکر ہے ، پس تم انکی خاطر ہواے نفس کی پیروی نہ کرو کہ لگو حق سے انحراف کرنے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو ، خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین واقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی ، وہاں یہ " ذاتی تعلقات " کیا چیز ہیں ؟ اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آزمایشیں ہیں ، مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کبھی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آنے والی ہیں ، اور الحمد للہ کہ جنکا وقت اب دور نہیں سمجھتا ، انکے لیے البتہ دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرماے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط ، تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلا دیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بھائی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں ، اسکی ابھی اب لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجاے : فانتظروا ، انی معکم من المنتظرین (۱)

تو و طوبی ، و ما و قامت دوست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی ، یعلمون بما غفرلی ربی ! ! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں ، تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں ، اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی ، جسکا مجھے انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت اسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا ، معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے آئے شذرات میں لکھونگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ! تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے گناہوں سے درگذر کرکے میرے رب کریم نے مجھپر کیا کچھہ اپنا لطف و کرم مبذول فرمایا ہے ! !

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار ادیب صاحب امضا

— * —

یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً و ما یذکر الا اولو الالباب (سورۂ بقر - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالی) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے ، اور جسکو حکمت ملی ، پس اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○※○:—

فی الحقیقۃ ، حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے ، لیکن جن وسائل و وسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے - وہ ہم سے دور نہیں ، بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

دوست نزدیک تر از من بمن است
وین عجب تر کہ من ازوی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت ، کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر ، اور اندر سے باہر جاتا ہے ، ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے پیغام بصیرت ہے ، اور اگر ہر خاکریزہ ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سر تا سر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ مغالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں ، بارہا تفتیش و تجسس نے گمراہ ہوکر حق کو باطل اور باطل کو حق ، اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہر دم تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جائے ؟ اور کیا ان کج احتمالیونکی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجاے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم لینا کفر سمجھے ، جب تک کہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جاے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے ، اور اپنے گرد و پیش ، انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے ، جنسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل ، اور کبھی سرد نہ ہونے پائے -

موجودہ ہندوستان جو یکسر صفحۂ بصیرت ہے ، اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے ، تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دیتی ہے ، تو غفلت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھنا تھا کہ کیسے کیسے نظریات گوناگوں مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اضافات اپنے اس نظریہ میں کرتا ، جسپر

اگر یہ بھی نہیں تو پھر تیسری صورت کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی - یہ امر قطعی ہے کہ اس بارے میں وہ برابر کے شریک مجلس و مشورہ تھے' اور جو راے مولانا شبلی کی تھی' وہی انکی تھی - اور جو کارروائی انہوں نے پسند کی' اسی کو مولانا شبلی نے بھی پسند کیا - اور یہ کوئی تقلیدی کارروائی' یا محض تعمیل حکم' یا عالم جبر و اکراہ کا تقیہ نہ تھا' بلکہ انکا اصلی اعتقاد' اور انکے ایمان و ضمیر کا فیصلہ' اور وہ بہر حال ایسی حالت میں ایسی ہی کارروائی کرتے' جیسی کہ انہوں نے کی - اور اسطرح کے پر آزمایش معاملات میں انکی راے کا سدرۃ المنتہی یہیں تک ہے !

(۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلی ہی نے کی' اور اور لوگوں کو بجبر اسمیں شریک کیا' اور حسب بیان مضامین مطبوعہ' صرف ایک وہی اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہیں' تو ایسی صورت میں انکی نسبت کیا راے قائم کی جاے ؟

اسکا جواب دیچکا ہوں' اور پھر دیتا ہوں کہ اس صورت میں انکو جسقدر الزام دیا جاے صحیح ہے' اور وہ یقیناً اسکے مستحق ہیں -

لیکن گذشتہ سطور سے ناظرین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جس قدر مواد اس معاملے میں پبلک کے سامنے لایا گیا ہے' وہ انکی تنہا ذمہ داری کے لیے کافی نہیں - واقعات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ پانچ ممبروں میں سے ہر شخص شریک کار اور مساویانہ رکن مشورہ تھا' اور اب ندوۃ العلما کے تمام ارکان انتظامیہ باستثناے بعض اس کارروائی کو پسند کرتے اور اس سے متفق ہیں - اور انشاء اللہ جو اور کوائف آگے چلکر پیش کرنے والا ہوں' اس سے یہ امر زیادہ واضح ہو جائیگا - ایسی حالت میں جس وقت تک نئی شہادتیں اور بہم نہوں' اسکے خلاف راے قائم نہیں کی جاسکتی -

(۴)

چوتھا مبحث یہ ہے کہ اگر تمام اور لوگ شریک مساوی ثابت ہوجائیں تو پھر وہ کس سلوک کے مستحق ہیں ؟ اسکا جواب ظاہر ہے -

(۵)

اب رہی پانچویں بحث' یعنی یہ کہ کیا اور لوگوں کی شرکت کا ثابت ہوجانا' خود مولانا شبلی کو اس بارے میں بالکل بری الذمہ کردیگا ؟ اور کیا کوئی غلطی صواب ہوجاتی ہے' اگر اسکا کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ بہت سے ہوں ؟

اس وقت تک مسلمانوں کی جو روش ان امور میں رہی ہے' ندوہ کی نسبت گورنمنٹ کی جو بدگمانیاں عرصے تک قائم رہی ہیں' اسکی زندگی جس طرح گورنمنٹ کی فیاضی اور اسکے عطیہ پر ہے' اور جس درجہ گورنمنٹ کی کوی نئی بدگمانی اسکے لیے مضر ہوسکتی ہے' نیز ندوے کے مقاصد جس طرح محدود' اور وہ ایک محض تعلیمی جماعت ہے' یہ' اور اس طرح کے تمام امور' اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس طریق عمل میں مولانا شبلی' مولانا عبد الباری' مولانا عبد الحی منشی احتشام علی' اور مسٹر ظہور احمد کی متفقہ کارروائی کیلیے ایک وجہ عذر و مجبوری ضرور ہیں - اور اسی طرح خاص مولانا شبلی کیلیے بھی' جو ندوے کی از سرنو زندگی کے اور اسکے کام کے چلنے کا باعث ہوے' اور گورنمنٹ کی بدگمانی کو دور کرایا' لیکن تا ہم یہ عذر اور مجبوری عام طور پر آجکل کے کام کرنے والوں کیلیے ہو تو ہو' لیکن میرے عقیدے میں تو کوئی مجبوری اور عذر نہیں ہے - اصول کی پابندی ہر شے سے بالا تر ہے' اور دنیا کی کوئی مجبوری اسکے لیے مجبوری نہیں ہوسکتی - اگر ایسا نہو تو دنیا میں اصول کی عزت ہمیشہ کیلیے مدفون ہوجاے - اس مضمون کا شائع ہونا اگر ایک غلطی تھی تو وہ ہوگئی تھی - اب اسپر اسقدر گھبرانا اور پریشان ہونا بالکل فضول تھا - گورنمنٹ اگر ندوہ سے اپنا عطیہ چھین لینا چاہتی ہے تو چھین لے - اسکی عمارت میں ہل پھروا دے' لیکن ہم اپنے اصول کو کیوں ہاتھہ سے دیں ؟ امور کسی کارروائی کی بطور خود حکام کو اطلاع دینا' انکو مداخلت کی دعوت دینا ہے' اور یہ سخت کمزوری' اور اپنے ہاتھوں اپنے عزت عمل کو نقصان پہنچانا ہے -

یہ کمزوری سب سے ہوئی' لہذا مولانا شبلی کہ اسمیں شریک تھے' ان سے بھی ہوئی - اور لوگ اگر اسطرح کی کارروائی کیلیے طیار تھے' تو انکی غلطی اور کمزوری تھی' لیکن مولانا شبلی کیلیے تو یہ کوئی مجبوری نہ ہوئی کہ چونکہ فلاں فلاں آدمی کمزور تھے' پس انکی کمزوری و غلطی بھی صواب ہوگئی -

وہ فرماتے ہیں کہ نواب اسحاق خاں صاحب اور اکثر ارکان ندوہ اس سے متفق ہیں' لیکن میں باادب عرض کرونگا کہ ہوں' انسے توقع ہی کس کو تھی ؟ توقع تو ہم آپسے رکھتے ہیں' اور ظاہر معلوم ہے کہ انسان کیلیے سب سے بڑی درد انگیز بات اسکے توقعات کی ناکامی ہے -

* * *

ان امور کے طے ہوجانے کے بعد اب مندرجۂ ذیل پہلو بحث کے باقی رهگئے :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات' مثلاً جلسۂ انتظامیہ کے مباحث و تجویز و ترمیم جس انداز سے بیان کیے گئے ہیں' وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کی سزا کا فیصلۂ ارکان خمسہ منسوخ کردیا گیا تھا' تو یہ چھہ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشی و خرمی بغیر ہیچ گونہ بحث وانکار دیدی گئی ؟ اور کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اس کی اطلاع دی' یا بعض لوگ اس بارے میں انکے پاس دوڑے ہوئے گئے اور ایک وجہ تقرب پیدا کرکے اس حکم سزا کا تحفہ اپنے ہمراہ لاے ؟ اگر گئے تھے تو وہ کون کون بزرگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دہی ہوئی سزا کو منسوخ کردیا گیا تو پھر اب صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے' اور مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی سزا سے بچا کر' چھہ ماہ کی سزا میں مبتلا کر دینا' کیا معنی رکھتا ہے ؟ اور یہ کن لوگوں کی کارستانی ہے ؟

ان امور پر آئندہ نمبر میں بحث کرونگا کہ مضمون بہت بڑھگیا - و نسأل اللہ تعالی ان یہدینا سواء السبیل -

هفتہ جنگ

۲۳ - اپریل کو ستنجی (دار السلطنت جبل اسود) سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی تھی کہ ۲۱ - ماہ حال کی رات کو سقوطری پر حملہ کیا گیا - جنگ رات بھر ہوتی رہی - سنگینیں استعمال کی گئیں تھیں - ۲۲ - کی صبح کو ترکوں نے مخالفانہ حملہ کیا اور وہ پسپا کردیے گئے - سقوطری کا سقوط قریب ہے - پھر اسی دن دوسرا تار آیا کہ سقوطری ساقط ہو گیا - سقوط سقوطری کی خبر نے بقول ریوٹر حلفاء کے دار السلطنتوں میں وحشی ترین مظاہرۂ مسرت کو حرکت دی - شہروں کو آراستہ

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھی اسلاف سے اخلاف کی طرف وراثۃً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کی اصطلاح میں " ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کی بنا پر ضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھی وہی عقیدہ ہو' اور جسکو وہ قطعی اور بدیہی سمجھتے تھے' ہم بھی اسکو قطعی اور بدیہی سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبول ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مفعولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلی اثر سے قطع نظر' بجاے خود ایک اثر حجۃ اور فائدۂ دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دھرا دینا ہی' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براہین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھہ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکی کوئی وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعنی ایک ہی بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئی دوسری شے پر اثر' اور کوئی دوسرا آلۂ تاثیر نہیں " یہ صرف ایک شے کے پے درپے دماغ کے رو برو پیش ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاری چیزیں ہمیشہ خراب ہوتی ہیں' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباری اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کثیر الاشاعۃ اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح مرعوب و معمول ہوجاتے ہیں' کہ جب انکو اس شے کی ضرورت ہوتی ہے تو بے ساختہ اسی کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کی دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپاں دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر وقوع پذیر ہونے کا ادنی کرشمہ ہے -

جماعتوں کی حالت اکثر یہ دیکھی گئی ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کی خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن اِدھر یہ متاثر ہوئے اور اُدھر یہ اثر مرض متعدی کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتی جوئی کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں' اسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لی بان لکھتا ہے کہ جماعت کی طبیعت کی اُفتاد کچھہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو) اپنا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتی ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وہی عقائد و خیالات اسکے بھی ہوجاتے ہیں ' اور اسکی قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً مفلوج و مسلول ہوجاتی ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کی آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتی ہے - وہ ایک آلہ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو خواب چاہے' دکھادے' اور وہ ایک بے جان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

(۱) بشرطیکہ ماحول یعنی گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیامیں اور قوتیں بھی ہیں جو جماعت پر کبھی کبھی مسلط ہوجاتی ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامی اور عارضی ہوتا ہے' مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پھینک دیا ہے ' جماعت بھی اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہونے تک نہایت ارادت آگین نظروں سے دیکھتی رہتی ہے -

لی بان کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی چیزوں میں ناکامی کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندی ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابی کی ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسی پبلک کام میں ناکامی ہوئی ' اور معاً اسکے حباب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - اِدھر ناکامی و نامرادی کی ہوا چلی اور اُدھر اعتراضوں کی بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے' اور گویا ساری ساکھہ اور بھرم ایک نقش بر آب تھی کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی ! !

ناکامی کے علاوہ اعتراض فی نفسہ ایک اقبال شکن' دبدبہ افگن' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پادر ہوا اعتراضات نے لیڈری کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹی) ڈیپوٹیشن کی شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈری کی عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) بے بنیاد اعتراضونکے ہدف نہیں ہوئے ؟ در حقیقت یہی لوگ مثال جامد ہیں لی بان کے اس خیال کے ' کہ اعتراض فی نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھہ لکھا گیا ' فرانس سے آتی ہوئی صدا کی ہندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھی ' ورنہ بیچارے ہندوستان میں ابھی یہ تاب و تواں کہاں' کہ اپنی ذاتی آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتنی طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کی دستگیری کے کوچۂ علم میں ایک قدم بھی چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کی آنکھوں میں اتنی بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کی عینک کے کچھہ دیکھہ سکے ؟ آج جو کچھہ اسکے ہاتھہ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھہ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے' وہ سب کچھہ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفی ' ابر فرمائی ' اور بیدریغ بخشی کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خ[illegible]ی کب تک ' اور دوسریکے آگلے ہوے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا بکے ؟

یہ نظریات جو اوپر لکھے گئے' سچ پوچھیے تو تمام و کمال' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن ہندوستان نے ابھی ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ ہندوستان نے ابھی ایسے ہاتھہ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزی تفتیش و تجسس کی تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر ہندوستان نے ابھی ایسی آنکھیں کہاں پیدا کی ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھہ سکیں ؟ راقم (مفتش)

(۱) شخصی معاملات ہمیشہ رد و تردید اور جواب الجواب کی پیچیدگیوں میں ملفوف ہوتے ہیں - ہم اس ضمن میں اسی مکروہ مناظرہ اور مکابرہ میں پڑنا نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - مجادلہ و مناقشہ نہیں بلکہ مخابرہ و مظاہرہ اور اُردو داں پبلک تک چند خیالات کا پہونچا[illegible] ہے ' اور اسی کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (مدیر)

هم هندوستان کي موجوده حالت کے نقطۂ نظر سے ' ذيل ميں ايک اجمالي ريويو کرنا چاهتے هيں :-

(گستولي بان) فرانس کا مشهور و معروف فلسفي هے - علم النفس اسکي تحقيقات کا تا حشر شرمندۂ احسان رهيگا - لي بان پہلا شخص هے جسنے منظم اور مرتب شکل ميں اس امر کو دکهايا که جماعت کے نفس کے حالات و واردات ' ايک منفرد نفس کي کيفيات و معاملات سے بالکل مباين هيں - اس موضوع پر لي بان نے ايک نهايت مبسوط رساله لکها هے ' جسکا ترجمه عربي ميں بهي باسم " روح الاجتماع " هوگيا هے - يوں تو ديگر نفسيين (Prychslogists) کے يہاں بهي نظريه " روح الاجتماع " کا (جس سے هم آگے چلکر تفصيلي بحث کرينگے) مواد پايا جاتا هے ليکن اسکو ايک منظم صورت ميں پيش کرنے اور اسکي تدوين و تلفيق اور ترميم و تشريح کا سہرا لي بان هي کے سر هے -

مصنف موصوف کا دعوى هے (اور اس دعوے کي آجکل پيش آنے والے واقعات نے غير مشتبه طور پر تصديق کردي هے) که چند افراد کا کسي خاص مقام پر کسي غرض سے مجتمع هوجانا ' انکي انفرادي خصوصيات کو محو کر ديتا هے ' اور منفرد اذهان کي باهمدگر ترکيب و امتزاج سے ايک مستقل ذهن طيار هوتا هے اور ايک قائم بالذات روح ترکيب پاتي هے - اب اس نئے ذهن اور اس جديد نفس مرکبه کے افعال و کيفيات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جدا گانه اور مستقل هوتے هيں - اس جماعت ميں داخل هونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کيفيات ايک فرد کے ذهن پر طاري هوتي هيں ' وه اسکے ذهن کے ذاتي اصول کے مطابق نهيں هوتيں بلکه " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع هوتي هيں ' اسکا دماغ اسکے قابو ميں نهيں رهتا - اسکي کوئي ذاتي اور شخصي راے نهيں هوتي ' بلکه جو جماعت کي راے هوتي هے وهي اسکي بهي راے هوجاتي هے - وه مثل ايک ذرے کے هے ' جو ايک تودۂ ريگ ميں داخل هوجانيکے بعد هوا کے دست برد سے اپنے تئيں محفوظ اور قائم نهيں رکهه سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر ليجاتي هے ' اسي طرف چار و ناچار اسکو بهي آجانا پڑتا هے - اس نظريه کے مطابق ارسطو اسيوقت تک ارسطو هے ' جب تک که وه تنها اور جماعت سے علحده هے ' ليکن جب وه تودۂ جماعت ميں شريک هوگيا ' تو وه ايک ذرۂ بے مقدار هے اور اسکا فضل و تفلسف جهالت اور حماقت سے بدلے بغير نهيں رهسکتا اسليے که جماعت کے خصائص معلومه ميں سے يه ايک نماياں خصوصيت هے که مادۂ غور و فکر مفقود هوجاتا هے اور اسکے فقدان سے جو جگـه خالي هوجاتي هے اسکو تخئيل اور اميجيشين پُر کر ديتا هے - يعني جماعت ميں عقل کم اور جذبات زياده ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود هوتا هے - جماعت کے مزاج ميں ضد اور همت بے انتها هوتی هے اور هر خيال ' قوت سے فعل ميں منتقل هونے کے ليے سخت مضطرب رهتا هے - اسي بنا پر لي بان نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبيه دي هے - بچے کيطرح ' جماعت ميں بهي قوت فاعله زياده هوتي هے اور اس لحاظ سے (علي گڈه يونيورسٹي) کے هنگامے ميں ' اگر پبلک نے ليڈروں کي گاڑياں کهينچي هيں ' اور اسپ خواصي ظاهر لي هے ' تو همارے ليے مطلق تعجب کي بات نهيں -

هم نے اپني آنکهه سے ديکها که اس هنگامه ميں مختلف صورتوں سے اظہار گرمجوشي ميں هندو بهائي بهي شريک تهے - کوئي اسکو بے تعصبي سمجهے ' ليکن همکو تو يه سب لي بان کے اس مقوله کي تفسير هي معلوم هوتي هے که :

جماعت کے افراد عام اس سے که وه مختلف المذاهب هوں يا متحد المذهب ' جب ايک جگه (۱) کسي خاص شورش انگيز مقصد کے ليے جمع هو جاتے هيں تو ايک هي رنگ ميں ڈوب جاتے هيں اور سب کا مطمع خيال اور محور عمل ايک هي هوتا هے - پاني کي طرح جماعت بهي ايک هي سطح چاهتي هے -

حقيقت يه هے که جماعت کے هر فرد کي حالت مسمريزم کے معمول کي طرح هوتي هے اور اسکے تمام حرکات اور افعال اراده سے بالکل معرا هوتے هيں - پس جو کچهه وه اپنے گرد و پيش هوتے ديکهتا هے خود بهي وهي کرنے لگتا هے - اسکو اس امر کا بالکل احساس نهيں هوتا که وه هندو هے يا مسلمان - عيسائي هے يا يهودي ' اور جو کچهه وه کر رها هے اسکي ملت ' مذهب ' اور قوميت کے موافق هے يا مخالف ؟

جماعت نادان ' ساده لوح ' حماقت شعار اور ضدي هونے کے ساتهه شدت سے مبالغه پسند بهي هوتي هے ' اور اخباروں (۲) نے يونيورسٹي کے کارکنوں کي ادنى ادنى خدمات کي نسبت جو نثر کے قصيدے چهاپے هيں ' وه ايکطرف تو اس دعوے کے مصدق هيں که جماعت کے مزاج ميں اغراق اور غلو کا خلط نهايت غير معتدل درجه پر هوتا هے ' اور دوسري طرف انکي قبوليت عامه اس امر کي موثق هے که جماعت مبالغه اور حقيقت ميں تميز نهيں کر سکتي -

چونکه جماعت کا دماغ اک فرد کے دماغ سے عليحده اور مختلف هوتا هے اسليے ' اسکا طريق استدلال بهي نرالا ' اور اسکي منطق بهي انوکهي هوتي هے - جماعت کا طرز استدلال هميشه مثالي اور اکثر سرسري اور سطحي هوتا هے - جماعت کے نزديک کوئی وجه نهيں که بلور کا ٹکڑا منهه کے اندر نه گهلے ' در انحاليکه برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابه هے منه ميں گهل جاتا هے ! !

اس بنا پر مجاز بياني اور استعاره طرازي جماعت کے ليے جسقدر پر اثر هو سکتي هے ' دوسرا طريقۂ بيان نهيں هو سکتا - يهي سبب هے که جماعت همه تن تخئيل هوتي هے ' اور اسيليے وه هميشه اس شے سے متاثر هوتي هے جو عقل و فکر کي جگه تخئيل سے اپيل کرتي هو - اسکے ساتهه هي اگر تحرير يا تقرير ميں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بهي لحاظ رکها جائے ' تو اسکا اثر دگنا هو جاتا هے - مثلاً مسلمانوں کے ليے اس سے زياده موثر طريقۂ استدلال نهيں هو سکتا که کبرى هميشه قران مجيد کي کوئي آيت يا حديث هو ' اور صغرى وه شے اور وه بات هو ' جو موضع ترغيب يا معرض ترهيب هے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکهکر چند دنوں کے عرصه ميں (الهلال) نے جو حسن قبول حاصل کرليا هے ' وه محتاج ذکر نهيں -

آيات قرآنيه اور حديثوں کے بعد وه ضرب الامثال ' مقولے ' کہاوتيں اور اشعار جو هماري سوسائٹي ميں رائج هيں ' هماري ليے حجج راسخه اور دلائل قاطعه کا حکم رکهتے هيں - ممکن نهيں که جماعت مخاطب کے حق ميں کسي کهارت سے استدلال ' اطمينان بخش اور مناسب اور مشهور اشعار کا ايراد تسکين بخش ثابت نهو - حل اس عقده کا يه هے که اول تو فطرتاً هم هر اس شے کے معتقد هوتے هيں ' جس پر همارے آبا ؤ اجداد اعتقاد رکهتے هيں ' اسليے که علم الحيات کا يه

(۱) ايک مقام پر جمع هونيکي شرط مضول هے اسليے که جذبات سے جب شورش پيدا هو جاتي هے ' تو افراد کہيں هوں ' جماعت کے تمام خصوصيات کے مظہر تام هوجاتے هيں ' اور روح الاجتماع انميں حلول کر جاتي هے - يه جماعت کي آنکهوں سے ديکهتے هيں ' جماعت کے کانوں سے سنتے هيں ' اور جماعت کے حواس سے هر شے کو محسوس کرتے هيں - کيونکه انکے ذاتي حواس بالکل معطل هو جاتے هيں -

(۲) اخبار نويس بهي روح الاجتماع کي خصوصيات کے جراثيم سے محفوظ نهيں رهتے ' اسليے که وه بهي پبلک کا ايک جزو هوتے هيں - (منه)

شمـــع سحر

اب پهر بد قسمت قرطاجنه روميوں كا حلقه بگوش تها - ايک نۂ مديد اسي حالت ميں گذرگيا -

(هني بال) كي جانفروشيوں كا افسانه ابهي پرانا نہيں هوا تها ' حفظ وطن كے ولولے بالكل مر نہيں گئے تهے - كچهه عرصے كے بعد ني حلقوں ميں پهر سرگوشياں شروع هوگئيں ' اور اهسته اهسته وں نے اپني فوجي حالت كي درستگي اور فوجي عمارت كي لمات پر توجه كي -

رومي اب پہلے كي طرح بے خبر نه تهے - يه حالت ديكهكر اً هشيار هوگئے - انهوں نے ديكها كه اب اگر تهوڑي سي مہلت بهي ں قرطاجنه كو ديدي گئي ' تو ممكن هے كه پهر ازادي كي كوئي نريک گراں پيدا هو جاے -

هم اهل قرطاجنه كے جس قومي دفاع كا آج ذكر كرنا چاهتے ہيں ' اسكا افسانه اسي زمانے سے شروع هوتا هے :

آخري مدافعـــة

روميوں كا ايک جرار لشكر جنگ كے انتهائي احكام ليـكر لا ' اور اهل قرطاجنه شهر ميں قلعـه بنـد هو گئے - روميوں انكي موجوده حالت ' اور ناگهاني حملے كي وجه سے بے بسي احال معلوم تها ' انهوں نے پہنچتے هي حكم ديا كه بلا كسي پس ر پيش كے شهر حوالے كر ديں - محصورين اگر اسكي تعميل نه كرتے ر اور كيا كرتے ؟ ليكن جب رومي سپه سالار اپني پوري فوجي جمعية كے ساتهه شهر ميں داخل هوگيا تو اس نے هتياروں كا بهي مطالبه كيا اور تمام شهر ميں ايک متنفس بهي ايسا نہيں بچا ' جسكے پاس كسي طرح كا بهي كوئي اسلحه باقي رها هو - بدبخت قرطاجيوں نے كه اپني قسمت كے فيصلے سے بے خبر تهے ' سمجها كه سكے بعد انهيں نجات مل جائيگي ' ليكن انكے تحير و تعجب ' دهشت و خوف ' اورحزن و ملال كي كوئي انتها نه تهي ' جب اسكے بعد روماني سپه سالار نے اپنا يه آخري حكم سنايا :

> ميں اسليے آيا هوں كه تمهاري قسمت كا آخري فيصله تم كو سناؤں : روماني مجلس شيوخ (سينٹ) نے تمهاري نسبت يه فيصله كرليا هے كه اپنا موجوده شهر قرطاجنه چهوڑدو ' اور ايک دوسري جگه جاكر آباد هو ' جو بالكل كهلي اور بے پناه هو ' جسكے چاروں طرف كوئي سنگي حصار نهو ' جسميں قلعے اور دفاع كي عمارتيں نه بنائي جائيں ' اور جو محض تمهاري سكونت كے گهروں كي ايک بستي هو - كيونكه قرطاجنه اور اسكي تمام عمارتيں مسمار كردي جائيں گي -

يه ايک غم و اندوه كي بجلي تهي ' جو يكايک بدبخت قرطاجيوں پر گري - شدت غم و حسرت نے هوش وحواس كهوديے ' اور عالم حيرت نے سكتے كي حالت طاري كردي - هر طرف ماتم بپا هوگيا اور ايک دوسرے كو ديكهه ديكهه كر رونے لگا - لوگ راستوں اور سڑكوں پر ديوانه وار پهرتے تهے اور نہيں سمجهتے تهے كه كيا كريں ؟

آخر ميں جب انكو قطعي مايوسي هوگئي اور يقين هوگيا كه ايسا هي هوگا اور انكا هزار ساله وطن هميشه كيليے انسے چهوٹ جاے گا ' تو انهوں نے اپنے گالوں پر طمانچے مارے ' گريباں چاک كرديے ' زمين پر لوٹنے لگے ' اور روميوں پر لعنت بهيجي - پهر اپنے مندروں ميں گئے اور اپنے خاموش اور غير متحرک معبودوں سے قرطاجنه كے حفظ و سلامتي كے ليے دعائيں مانگيں -

* * *

غموم و هموم كا نزول جس طرح همت سوز اور ياس انگيز هوتا هے ' اسي طرح كبهي كبهي عزم و شجاعت كے مرده ولولوں كو زنده بهي كرديتا هے - اور مبارک هے وه قوم ' جو نزول مصائب پر مايوسي و عطالة كي جگه ' همت و عزم سے كام ليتي هے -

اهل قرطاجنه كيليے اب انتها درجه كي مايوسي تهي - شهر حوالے كرچكے تهے ' اسلحه ديچكے تهے ' لڑنے كي طاقت نه تهي اور خونخوار فاتحوں كے پاس محكوموں كي فريادوں كيليے باب سماعت مسدود تها - ليكن اسي مايوسي نے انكے اندر عزم و همت كي ايک مرتبه آخري حرارت پيدا كردي ' اور انهوں نے سوچا كه وطن محبوب كي بربادي سے پہلے كيوں نه اپني قسمت كي آخري آزمايش كركے خود بهي برباد هو جائيں ؟

وه اپنے سب سے بڑے معبد ميں جمع هوے اور سب نے مقدس قسميں كهاكر عهد كيا كه خواه كچهه هي هو ' ليكن جب تک آخري قطرۂ خون همارے جسموں ميں باقي هے ' هم اپنے هزار ساله ملک كو مسمار نهونے دينگے ' اور مرينگے بهي تو اس عالم ميں ' كه هماري مضطرب لاشيں قرطاجنه كي ديواروں هي كے نيچے تڑپ رهي هونگي !!

دفـاع امم كي ايک عظيم ترين مثال

انساني سعي و جوش كے آگے كوئي شے نا ممكن نہيں

روماني سپه سالار حكم ديكر اپنے لئے انتظامات كيليے اتهينا چلاگيا تها ' اسليے اهل قرطاجنه كو ايک فرصت اخرين حاصل تهي -

اس امر كي مثال كيليے كه ايک قوم اگر اپني ملت و وطن كي حفاظت كيليے مستعد هو جاے ' اگر اپني اسرو غلامي كي حالت كا اسكو سچا احساس هو ' اگر وه محكومي كے عيش پر حريت كي پر محن زندگي كو ترجيح دے ' تو پهر دنيا ميں كوئي ايسي مشكل نہيں جو اسكي راه جهاد ميں حائل هو سكے ' اور كوئي كام نہيں جو اسكے ليے نا ممكن هو ' في الحقيقة اهل قرطاجنه كي تاريخ ايک سر چشمۂ عبرت و بصيرت هے - ايک جابر اور فاتح قوم اپنے محكوموں سے هتيار چهين لے سكتي هے ' پر يه طاقت تو كسي ميں نہيں هے كه وه قوموں سے انكے دلوں كو بهي چهين لے - اور پهر قومي زندگي صرف تيز اور چمكيلے هتياروں هي كے دم سے نہيں هے ' اصلي شے تو دل كي زندگي هے -

اهل قرطاجنه جب آخري دفاع وطن كيليے مستعد هوے تو انكي كيا حالت تهي ؟ هتيار جو جنگ كي پہلي شرط هے ' انسے چهينے جا چكے تهے ' قلعے مسمار هو چكے تهے ' اور اسباب جنگ اور قواے ماديۂ دفاع ميں سے كوئي قوت بهي انهيں حاصل نه تهي - تاهم انكے پاس صرف ايک هي چيز يعني جوش جهاد كا نا قابل تسخير اسلحه ضرور تها - پس وه اسي كو ليكر مستعد هوگئے ' اور اگر ايک قوم مرنے كيليے مستعد هو جاے ' تو پهر دنيا كي كونسي قوت هے جو اسے روک سكتي هے ؟

دنيا ميں آدم كي اولاد كو سب سے بڑي تكليف ' جو دي جا سكتي هے ' موت هے - اسكے بعد انساني جبر و تعدي كا اسلحه بيكار هو جاتا هے - پس اگر ايک قوم خود هي تلخي حيات كے اس آخرين جرعه كو پينے كيليے طيار هو جاے ' تو پهر دنيا ميں كوئي شے اسكے ليے نا ممكن نہيں - وه سب كچهه كرسكتي هے ' جو كچهه كه دنيا ميں حيات انساني سے ممكن هے -

غم و اندوه صرف اسليے هے تا كه مصيبت كے حس سے سعي و استعداد كي قوت پيدا هو ' ورنه آنسو بهاكر تو كسي سپاهي نے ميدان جنگ فتح نہيں كيا - (لها بقية)

ادبیات

عرض تمنا

هوگئیں مدتیں همیں' خستہ و ناتواں بنے * شب کو زمانہ هوگیا ' روز په حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے' بسمل ناز کا حضور * غیر بھي اے شہ حرم ! مورد امتحاں بنے
جنبش سوزن مژہ ' آپ کي هو جو چارہ گر * ابتري' ' اب دل ' دفتر لامکاں بنے
میري خموشیاں بنیں درس دہ فغان حشر * رفعت فطرت رسا ' حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میري فتادگي ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وهي' سرعت نشتر جنوں * یه جرس شکسته پھر' ناله کا همزباں بنے
پھونک هي ڈالیں قلب کو' حسن کي جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق هي ' رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے هو بندھا ' رشتۂ ذوق بیدلي * نقش خلش سے صورت حسرت صد نشاں بنے
قلب کي شعله پروري ' هو کے رهے حریف برق * سعي جنوں کا حوصله ' رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد هو' محرم جادۂ خلش * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
هر رگ و پے میں ڈوب جاے' شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مري' ناله امتحاں بنے
اشک سے آبیاریہے' گلشن درد مند هو * چشم بھی خونچکاں رهے' سینه جو ناقداں بنے

سینه میں دل اگر رهے' حجله آرزو رهے
منه سے اگر نکل پڑے' شوق کي داستاں بنے

(نیاز محمد " نیاز " فتح پوري)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلے گا کیا ' دیر کے التفات سے * مجھکو بچاے میرا رب ایسے تعلقات سے !
آپ بہت چھپاتے هیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھي ٹپک رها هے کفر آپکي بات بات سے !

* * *

یه کہتا نہیں میں' که گردوں نے همکو * مسلمان رهنے کا شائق نه رکھا
مگر یه ' که اوضاع ملکي نے هم کو * مسلمان رهنے کے لائق نه رکھا

غزل

امشب این غلغله در کوچه و بازار افتاد * که فلان مي زد و بیخود شد و سرشار افتاد
سخن از صومعه و اهل ورع چند کني * که مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
بسکه غارت گر حسن تو جهان برهم زد * یوسف از خانه بدر جست و به بازار افتاد
چه عجب گر نگه مست تو افتد بر من * باده بیرون فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مهر ز خوبان نتوان داشت طمع * که مرا کار به این طائفه بسیار افتاد
محتسب از پی و ' جمعی ز حریفان به کمین' * (شبلیا) رندي پنهان تو دشوار افتاد

باب المراسلة و المناظرة

سیرۃ نبوی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب (بہاولپور)

آپکے خیالات کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکر بجا لانا ہے کہ ایسے لوگ پیدا کردیے' جو دلوں میں عظمت قرآن بٹھاتے اور خیالات شنیعہ مٹانے کے لیے طیار بلکہ بر سر کار ہیں -

مجھے بہت دنوں سے الہلال کا مطالعہ حاصل ہے - چونکہ میں دینی امور میں فاضل اور دنیوی معاملات میں اہل الراے نہیں ہوں اسلیے الہلال سے اپنی ترتیب خیالات اور تربیت اخلاق کو غنیمت سمجھتا رہا اور راے زنی سے پرہیز کرتا رہا - لیکن ان دنوں سیرۃ نبوی کا نمونہ شائع ہونے لگا ہے -

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی مد فیوضہ کی تحقیق اور تنقید مسلمہ ہے - بایں ہمہ آپ نے فراخ دلی سے صلاے عام کی صدا بلند کی کہ تنقید اور ترتیب کے متعلق علماے کرام کو مشورہ کا موقع حاصل ہے -

آپکو معلوم ہو یا نہو' مولانا کو میں نے ہی نمونہ دینے پر آمادہ کیا تھا - ممکن ہے کہ اور صاحبوں نے بھی التجا کی ہو - میرا خیال تھا کہ تالیف ہی میں علماء دیکھ لیں - اگر کہیں ضرورت ہو تو اپنا خیال ظاہر فرمالیں -

جسدن مولانا نے الہلال میں نمونہ بھیجا' اسی دن مجھکو اطلاع دیدی - آپ جانتے ہیں کہ ایسی سیرۃ نبوی زمانہ کے لیے ضروری ہے - نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری -

غنیمت ہے کہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرکے سیرت کی طرف جھکے ہوے ہیں - کئی یاروں نے جلب فائدہ کے لیے پیغمبر عالم اور سوانح عمری پیغمبر وغیرہ کے نام سے کتابیں طیار کرکے بیچنا شروع کر دیا ہے -

لیکن ہر طرف سے سیرۃ نبوی شبلی کی طرف آنکھ لگی ہوئی ہے - اس شوق و شغف کو دیکھکر میں یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں' بلکہ ایک معجون اسلامی ہے کہ جس سے حرارت دینی کا انتعاش ہوجائیگا - لیکن ساتھ ہی اسکے معافی حاصل کرکے عرض کرتا ہوں کہ صحت اور تنقید میں اسکا خیال رکھا جاے کہ اسکی ترکیب' آخر میں کوئی مضر جزو بننے نہ پاے - ورنہ بعد از قوام' مصلح ملانا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائیگا -

(طبری) کو مولانا نے سنی المذہب ثابت کیا ہے جسکی تائید آپنے بھی کی ہے' لیکن میرا خیال ہے کہ وہ شیعہ تھے - حاشیہ پر قول فیصل چڑھا یا جاے -

یوم ولادت سراپا سعادت میں محل کسری کا متزلزل ہونا اور کنگروں کا گرنا احادیث کے علاوہ تواریخ میں بھی موجود ہے -

شاہنامہ فردوسی کو مولانا نے شعر العجم میں تاریخی پایہ کی کتاب ثابت کیا ہے - شاہنامہ میں حالات نوشیرواں میں نوشیرواں کا خواب دیکھنا' اور پھر محل کا آواز کرنا' اور کنگروں کا گرنا' موجود ہے :

پس سیرت نبوی کو الہلال میں شائع کرتے ہوے آپ بھی حاشیہ چڑھاتے جایا کریں - تا کہ کم سے کم آپکے حواشی اور مباحث' اسکی خوبیاں اور محاسن یا مشورہ طلب مقامات کو علما کے سامنے ظاہر کردیں اور ناظرین کو فائدہ ہو نہیں معلوم کہ الہلال مدرسۂ عالیہ دیوبند میں جایا کرتا ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں جاتا تو جب تک نمونہ شائع ہوتا رہے آپ براہ کرم ایک پرچہ الہلال کا مدرسہ عالیہ دیوبند میں بھیجدیا کریں - آپکا احسان عظیم ہوگا - اور مدرسۂ عالیہ دیوبند کے علما سے بکمال احترام عرض کیجاتی ہے کہ مشورہ سے دریغ نکریں - امید کہ میرا یہ ناچیز خط اخبار میں چھاپ دینگے - والسلام

الہلال

جناب کے ذوق علمی اور اظہار حسن ظن کریمانہ کا کمال شکر گذار - دیباچۂ سیرۃ نبوی کی اشاعت سے مقصود یہی تھا کہ ارباب راے مشورہ و مذاکرہ کی راہ پیدا کریں' مگر جیسا کہ میرا پیشتر سے خیال تھا' ان امور کی نسبت بد مذاقی اور بے حسی اسدرجہ عام ہے کہ کسی نے اسطرف توجہ نہ کی -

صرف کلکتہ سے ایک صاحب نے ایک ضمنی امر کی نسبت تحریر بھیجی تھی جو آیندہ نمبر میں شائع کردی جاے گی -

امام طبری کی نسبت مولانا نے کوئی خاص بحث نہیں کی ہے اور نہ وہاں موقعہ تھا' بلکہ مورخین سیرۃ کے ذکر میں ضمناً ذکر آ گیا ہے - رہا الزام تشیع' تو براہ کرم اسکے وجوہ ارقام فرمائیے -

محل کسری کے تزلزل کی نسبت شاہنامے سے استدلال تعجب انگیز ہے - اگر مولانا نے شعر العجم میں اسکی تاریخی حیثیت پر زور دیا ہے تو اس سے یہ مقصود ہوگا کہ خود فردوسی نے بطور قصص اور داستانسرای کے واقعات گھڑے نہیں ہیں' بلکہ قدیم ایران کی تاریخ کا جو مواد عربی میں آچکا تھا' اسی کو بہ حیثیت ایک دیانت دار مورخ کے نظم کر دیا ہے - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فردوسی کو بطور ایک محدث اور مورخ سیرۃ کے تسلیم کیا جاے !! ان روایات کی نسبت فقیر کی تحریر پچھلے دنوں الہلال میں نکل چکی ہے' اسکے ملاحظہ فرمانے کے بعد امید ہے کہ جناب مطمئن ہوگئے ہونگے -

خلیفہ مامون الرشید

اور الـزام قتـل امـام رضـا (ع)

از جناب مولانا مرتضی الحسینی لکھنوی

آپکے اخبار گوہر بار میں مجھکو ایک عجیب و غریب مناظرہ دربارۂ خلیفۂ مامون رشید عباسی نظر آیا - جناب نے نتیجہ محاکمہ میں بڑی نزاکت اور باریک بینی اور اعتدال سے کام لیا ہے جو ضرور قابل تحسین و آفرین ہے' مگر افسوس کرتا ہوں کہ مجھے نہ پورا اتفاق جناب کے مقالۂ محاکمہ سے ہے' نہ اوس فریق سے' جو جزم کرتا ہے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ اسلام کو زہر سے شہید کرایا -

آپنے تبدیل لباس سے جو قیاس قائم فرمایا ہے' میں اوسکے اساس کو مضبوط نہیں سمجھتا' کیونکہ تبدیل طرز و وضع و لون لباس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ اوسنے امام علیہ السلام کو زہر بھی دلوایا ہو - مسائل سیاسی ہمارے زمانہ میں بھی سریع التغیر یا بطی التغیر ہوا کرتے ہیں مگر اوس سے انتہائی تغیر کا قیاس قائم کر لینا ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا - مثلا قانون اخبارات کو ملاحظہ فرمائیے کہ اوسنے کتنے ہی رنگ بدلے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گورنمنٹ کی نسبت یہ قیاس قائم کیا جاوے کہ محبان وطن اور فدایان آزادی کے قتل عام کا حکم دیدیا ہو - گو اونکو جہاز پر سوار کرکے غائب کردینا اور کسی دور و دراز جزیرہ میں قید کر دینا' جہاں ہواے وطن کا ہزاروں ٹھوکر کھاکر بھی پہونچنا دشوار ہو' معاذل قتل قرار دیا جاوے' مگر مماثل اور مماثل لہ میں فرق ظاہر ہے -

مامون رشید اس سطوت اور جبروت کا حکمران تھا کہ اگر وہ علانیہ امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیتا تو کوئی چیز اسکے نفاذ حکم میں حائل ہوسکتی تھی درحالیکہ ہارون رشید کی مطلق العنان حکومت قاہرہ سے اہل بیت رسالت سے انحراف کی ہوا وباے عام کی طرح عالم گیر ہو رہی تھی - اس صورت میں کسی فتنہ و فساد

مذاكرهٔ علميه

قطب جنوبي

— * —

كپتان رابرٹ اسكاٹ

(۳)

سلسلے كيليے ملاحظه هو نمبر (۱۲)

— * —

اسكاٹ ۸ - آدميوں كي جمعية سے ۱۱ - اپريل كو هٹ پوائنٹ سے ايونس كيمپ روانه هوا - ۲۵ - مارچ كي برفباري نے راسته كو اسدرجه دشوار گذار كر ديا تها كه اس مختصر قافله كا منزله مقصود تك پهنچنا بظاهر ناممكن معلوم هوتا تها - مگر حالات كي ياس انگيزي ارباب عزم كے عنان گير نہيں هوتي - سفر جاري رها - راسته ميں بحر برف كے قريب ايك طوفان نے آليا مگر وه بهي سفر كا رخ واپسي كي طرف نه پهير سكا' اور تين دن كے پر تعب سفر كے بعد ۱۳ - كو قافله ايونس كيمپ پهنچ گيا - ياد هوگا كه يهاں ايك منزلگاه تهي اسكاٹ نے اس منزلگاه كا معاينه كيا' حالت اطمينان بخش تهي' پس ۱۷ - كو هٹ پوائنٹ واپس آنے كے ليے روانه هوگيا -

م - نومبر تك يهيں قيام رها - اس عرصه ميں كئي ٹوليں مختلف مقاصد كے ليے روانه كي گئيں جو كامياب واپس آئيں - اسي عرصه ميں هٹ پوائنٹ سے ۱۵ - ميل تك ٹيليفون لگايا گيا -

م - نومبر تك اسكاٹ كو روانه هوے ۱۱ - ماه اور دو دن گذر چكے تهے - گو اس مدت كا بيشتر حصه ره نوردي اور كار پردازي ميں صرف هوا مگر ان اعمال و اسفار كي غايت قصوي كے نقشهٔ استعداد كا نفاذ تها - چنانچه اس عرصه ميں مهم كي فرد عمل كا خلاصه گوداموں اور منزلگاهوں كي تعمير' اور نشانهاے راه كي طياري هے -

نقشهٔ استعداد كے تمام دفعات جب نافذ هو چكے تو اسكاٹ نے اپنے غايه قصوي (قطب جنوبي) كي طرف روانگي كا اراده كيا - ۲ - نومبر سنه ۱۱ - كو مهم هٹ پوائنٹ سے روانه هوئي - مهم رات كو چلتي تهي اور دن كو آرام كرتي تهي - هر چار ميل كے فاصله پر ايك نشان راه بناتي جاتي - عرض البلد كے هر درجه پر هفته بهر كي رسد ركهديتي تهي - يه اسليے تها كه واپسي ميں (جسكي مهم كو توقع تهي) راه كي نا شناسي يا رسد كي كمي حائل نه هو -

موسم خراب ' آفتاب روپوش' هر طرف تاريكي چهائي هوئي - نه آسمان نظر آتا تها اور نه زمين' ايسي حالت ميں رفتار كي استقامت يا سرعت تو ايك طرف' اسكا تسلسل باقي ركهنا بهي مشكل تها' تاهم پابر مستعدي كے ساتهه چلتے رهے' اور با ايں همه عوائق اسكاٹ م - دسمبر سنه ۱۱ - كو مارنٹ هوپ (Mount-Hop) سے باره ميل كے فاصله كے اندر (يعني عرض البلد كے - ۸۳ درجے اور ۲۴ - دقيقے تك) پهنچگيا -

اسكے بعد آگے بڑها - ايك شديد طوفان كي وجه سے برف كي خوفناك مقدار جمع هوگئي تهي - يه برف نهايت نرم تهي - چلنے والوں كے پير گهٹنوں تك دهنس جاتے تهے - پيدل پا چلنا تو ناممكن تها - برفستاني گاڑياں (Sl dges) بهي نا كافي ثابت هوئيں - البته برفستاني كهڑاوں (Ski) نے بڑا كام ديا اور واقعه يه هے كه اگر يه نه هوتيں تو چلنا نا ممكن تها -

پانچ دن كے بعد سطح برف ميں كسيقدر سختي پيدا هوئي مگر نه اسقدر كه كهڑاوں سے بے نيازي هو جاتي -

۴ - سے ۱۵ - دسمبر سنه ۱۱ - تك رفتار كي شرح غير تشفي بخش رهي ' مگر اسكے بعد نهايت عمده هوگئي - ۲۱ - دسمبر سنه ۱۱ - كو اسكاٹ عرض البلد كے - ۸۵ درجے اور ۷ - دقيقے تك پهنچ گيا -

۳ - جنوري سنه ۱۲ - كو اسكاٹ قطب سے صرف ۱۵ - ميل كے فاصلے پر موجود تها -

وه اس سفر كا روزنامچه لكهتا جاتا تها اور اعضاء مهم كے همدست قسط وار بهيجتا جاتا تها -

آخري قسط يهيں سے بهيجي هے - اسوقت مهم كے اعضاء حسب ذيل تهے -

(۱) اسكاٹ (۲) واسن (۳) اوائيس (۴) باورس (۵) ايونس

مهم كے همراه ايك مهينه كا سامان رسد تها - مستقبل كے متعلق اسكاٹ اس قسط ميں لكهتا هے : " كاميابي كي اميد اچهي هے بشرطيكه موسم كي حالت ايسي هي رهے اور غير مترقبه عوائق پيدا نهوں " پهر اخر ميں لكهتا هے : " تمام انتظام تشفي بخش طور پر انجام پا گيا هے ! اغلب يه هے كه اب اس سال كوئي مزيد اطلاع نه مل سكے گي ' كيونكه واپسي ميں ضرور تاخير هوگي " -

۴ - جنوري سنه ۱۲ - كو يهاں سے مهم آگے روانه هوئي - شرح رفتار ۱۲ - ميل روزانه تهي - ۱۷ - كو قطب پهنچي - ۱۷ - كو مطلع ابر آلود تها مگر ۱۸ - كو كهلگيا اور آفتاب پوري طرح نظر آنے لگا - اسكاٹ كو مقياس الارتفاع والمساحه (Theodlite) كي پيمايش سے معلوم هوا كه مهم اس وقت ۸۹ - درجے ۵۹ دقيقے پر هے - قطب ۹۰ درجے پر هے اسليے ابهي قطب سے كسيقدر فاصلے پر تهے مگر نهايت خفيف فاصلے پر - اسكاٹ نے پيشقدمي كا حكم ديا - برفستاني خود رو گاڑياں (Sidge motor) مهم كو نصف ميل اور آگے لے گئيں - جب مهم پورے ۹۰ - درجے پر پهنچگئي جو اصلي نقطهٔ قطب هے تو اسكاٹ نے بڑهكے برطانوي علم (يونين جيك) نصب كرديا -

يهاں درجهٔ حرارت (ٹمپريچر) ۲۰ - درجے زير صفر تها - يهاں كي برف سد كي برف سے كسيقدر مختلف تهي - سد كي برف سخت تهي - اسميں پرتيں سي تهيں ' اور پگهلنے كے بعد پاني كي معقول مقدار نكلتي تهي' مگر يهاں كي برف نرم تهي' اسميں كوئي پرت نه تهي' اور پگهلنے كے بعد پاني كي نهايت قليل مقدار نكلتي تهي -

شاهد مقصود سے هم آغوش هوكر مهم واپس هوئي - واپسي ميں درجة الحرارة ۲۰ - سے ۳۰ - درجے زير صفر تك رها -

شرح رفتار كا اوسط ۱۸ - ميل روزانه تها - جسماني حالت كي بنا پر گو سب كو يقين تها كه موثرات خارجيه كي مقاومت سب سے زياده ايونس كرسكيگا ' مگر سوء اتفاق سے سب سے پہلے وهي مغلوب هوا - سردي كي شدت خوفناك حد تك پهنچگئي تهي' جسے ايونس برداشت نه كرسكا - اسكا دماغ ماؤف هوگيا اور بالاخر ۱۷ فروري كو مرگيا - يه صدمه ان صدمات كا مقدمة الجيش تها جو اس كامياب مگر كوتاه بخت جماعت كو پيش آنے والے تهے - ايونس كے بعد اواٹيس پر سردي كا حمله هوا - هاتهوں اور پيروں كو سردي لگ گئي - اسي حالت ميں كئي هفتوں تك زنده رها ظاهر هے كه اسوقت اسكي كيا حالت هوگي ؟ مگر با ايں همه كئي هفتوں ميں ايك دفعه بهي حرف شكايت زبان پر نه لايا !

(البقية تتلى)

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ، ایک لمحہ، ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے، یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور، معصیت آلود اور مستوجب صد نفریں ہستی ہے، بلکہ یہ، کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین، ان یکن غنیا او فقیرا، فاللہ اولی بہما، فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا، فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (۴ : ۱۳۴)

اے مسلمانو ! استقامت اور مضبوطی کے ساتھہ عدل و انصاف پر قائم رہو، اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی دو، گو وہ خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر ہے تو اللہ انکے لیے سب سے بڑھکر ہے، پس تم انکی خاطر ہوائے نفس کی پیروی نہ کرو کہ لگو حق سے انحراف کرنے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو، خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین واقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی، وہاں یہ "ذاتی تعلقات" کیا چیز ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آزمایشیں ہیں، مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کبھی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آنے والی ہیں، اور الحمد للہ کہ جنکا وقت اب دور نہیں سمجھتا، انکے لیے البتہ دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرمائے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط، تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلادیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بہالی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں، اسکی ابھی اپ لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجائے : فانتظروا، انی معکم من المنتظرین (۱)

تو و طوبی، و ماؤ قامت دوست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی، یعلمون بما غفرلی ربی !! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں، تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں، اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی، جسکا مجھے انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت اسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا، معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے آئے شذرات میں لکھونگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ! تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے گناہوں سے درگذر کرکے میرے رب کریم نے مجھپر کیا کچھہ اپنا لطف و کرم مبذول فرمایا ہے !!

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار ادیب صاحب اصفا

— * —

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً و ما یذکر الا اولو الالباب (سورۃ بقر - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالی) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے، اور جسکو حکمت ملی، پس اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○○:—

فی الحقیقت، حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے، لیکن جن وسائل و وسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے - وہ ہم سے دور نہیں، بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

دوست نزدیک تر از من بمن است
وین عجب تر کہ من ازوی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت، کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر، اور اندر سے باہر جاتا ہے، ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے پیغام بصیرت ہے، اور اگر ہر خار کریزہ ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سرتا سر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ مغالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں، بارہا تفتیش و تجسس نے گمراہ ہوکر حق کو باطل، اور باطل کو حق، اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہر دم تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جائے ؟ اور کیا ان کج احتمالیوں کی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجائے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم لینا کفر سمجھے، جب تک کہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جائے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے، اور اپنے گرد و پیش، انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے، جنسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل، اور کبھی سرد نہ ہونے پائے -

موجودہ ہندوستان جو یکسر صفحۂ بصیرت ہے، اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے، تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دینئی ہے، تو غفلت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھنا تھا کہ ایسے کیسے نظریات گونا گوں مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اضافات اپنے اس نظریہ میں کرتا، جسپر

منکر کا خوف بھی دامنگیر نہ تھا تو پھر کسی طرح قرین عقل نہیں ہے کہ مامون الرشید علے الاعلان اظہار محبت و فضیلت اہل بیت رسالت کے بعد، امام علیہ السلام کو ولی عہد بنا کر، اونکو مخفی طریقہ سے شہید کر دیتا -

میری راے میں یہ تہمت مامون رشید پر اون لوگوں کی تھی، جو اوسکی فرط محبت اہل بیت رسالت سے جلتے تھے اور یہ اونکی نہایت باریک و ڈپلومیٹک چال مامون پر حملہ کی تھی -

بہر حال روس کے مظالم اسلام سوز کے ذکر میں مامون رشید کی زہر خورانی کا ذکر علاوہ غیر ضروری ہونے کے، مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی حیثیت سے بھی اولی بالحذف ہے -

اب رہا اون روایات کا مسئلہ، جس میں مامون کی زہر خورانی کا ذکر آیا ہے، تو میں اون روایات کو بمقابلہ درایۃ اور شہادت عقلی کے قابل وثوق نہیں سمجھتا - افسوس ہے کہ عالم سفر میں میرے پاس فن رجال کی کتب نہیں ہیں ورنہ تنقید رجال سے بھی ممکن تھا کہ مامون کی برات اس الزام سے ثابت کرتا - مجھے خیال آتا ہے کہ جناب سیّد (ابن طاؤس) اور جناب علامہ (قاضی نور اللہ شوستری) بھی میری راے کے موافق ہیں - ناظرین کو غلط فہمی نہو - میں واقعہ زہر خورانی سے انکار نہیں کرتا بلکہ مامون کی شرکت یا حکم سے اس واقعہ میں منکر ہوں -

اصل یہ ہے کہ علاوہ مامون کے دیگر اکثر خلفاء بنی عباس کے مظالم اہل بیت رسالت و سادات پر زیادہ سے زیادہ تھے لہذا عام راے شیعوں کی اور اون کے قلوب ایسی روایات کے لیے سریع القبول و الاذعان تھے، اور تنقید و تدقیق و تحقیق پر متوجہ نہوتے تھے، لہذا مامون بھی ایسے الزامات کا نشانہ اس گروہ کے نزدیک بنگیا حالانکہ مامون میرے نزدیک فی نفسہ مصئوں و مامون تھا والسلام -

الهـــلال

صرف تبدیل لباس سے تو یقیناً یہ لازم نہیں آتا، لیکن یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ سیاسی ضرورتوں سے مامون الرشید کا طرز عمل سادات و علویلین کے ساتھہ بدل گیا تھا -

غالباً جناب نے اس تحریر کو بالا ستیعاب ملاحظہ نہیں فرمایا - یہ تو خود اس عاجز نے بھی لکھا ہے کہ واقعۂ ولی عہدی کو ایک دسیسۂ ذریعۂ قتل قرار دینا بالکل قرائن صحیحہ اور واقعات سے انکار کرنا ہے - لیکن اصلی مشتبہ حصہ وہ ہے، جہاں آکر اس واقعہ کی بدولت مامون مشکلات میں گھر جاتا ہے، اور خود اسکی خلافت معرض خطر میں آ جاتی ہے، حتی کہ بغداد میں ابراہیم کے ہاتھہ پر لوگ بیعت کرنا بھی شروع کر دیتے ہیں - کیا ایسی حالت میں ممکن نہیں کہ وہ اسی سیاست کے عمل در آمد پر مجبور ہوگیا ہو جو اس نے بلا اختلاف ذوی الریاستین کے ساتھہ عمل میں لائی، اور ذو الیمینین کو بھی اسی کا نشانہ بنانا چاہا تھا ؟

تاہم لکھہ چکا ہوں کہ بحالت موجودہ قطعی فیصلہ دشوار، اور نیز غیر ضروری - کچھہ عجب نہیں کہ عام بنی عباس میں سے کسی شخص کی یہ کارروائی ہو، جیسا کہ ابن واضح کا بیان ہے - قرائن صحیحہ کے معنے ہیں کسی واقعہ کے وقوع کا ظن غالب پیدا ہو جانا - لیکن عدم وقوع کا خطرہ تو ہمیشہ باقی رہتا ہے -

فن رجال کی کتابیں اس بارے میں اس سے زیادہ غالباً کچھہ نہیں بتلا سکتیں -

اتفاق سے اس وقت (مجالس المومنین) وغیرہ ملی نہیں - کہیں کتابوں میں ہے - اب جناب نے اس طرف توجہ دلائی ہے تو کتب شیعہ کو بھی بوقت فرصت اس نظر سے دیکھونگا -

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور مسئلہ الندوہ

— * —

از جناب سید علی متقی صاحب (امروہہ)

مولانا ! السلام علیکم -

الهلال کی جو آزادانہ، بے باکانہ، اور غیر طرفدارانہ رفتار اسوقت تک رہی ہے، اور آپ کی ذات سے اوس کے متعلق قوم کو آیندہ کی نسبت جیسی توقعات ہیں، وہ میری ناچیز شہادت کی محتاج نہیں - لیکن میں اسقدر عرض کرنیکی معافی چاہتا ہوں کہ اگرچہ الهلال کی خریداری کا شرف بہت کم مسلمانوں کو حاصل ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ مسلمانان ہند کا ایک کثیر حصہ خصوصاً آزاد خیال مسلمانوں کا ایک گروہ کثیر الهلال کو بیحد شوق کے ساتھہ دیکھتا ہے - اور یہ دیکھنا معمولی طریقہ کا نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا جماعت اوس حسن عقیدت کیوجہ سے جو اوسکو الهلال اور اوس کے قابل فخر اڈیٹر کے ساتھہ ہے، یقیناً اوسکو اس نظر سے دیکھتی ہے، جسطرح کسی بہترین مشیر کے قابل اعتماد مشورے دیکھے جاتے ہیں -

میرا عقیدہ ہے کہ آپ اپنی اوس ذمہ داری کو کافی سے بھی زیادہ محسوس کرتے ہیں جو الهلال جیسے رسالہ کے اڈیٹر ہونیکی حیثیت سے مذکورہ بالا اعتماد کے لحاظ سے آپ پر عاید ہوتی ہے - ایسی حالت میں یہ امر کسیقدر حیرت انگیز ہے کہ الهلال نے اسوقت تک ندوہ کے موجودہ ناگوار واقعات کیطرف ذرا توجہ نہیں کی - ابتک تو یہ کہکر دل کو سمجھالیا گیا ہے کہ زیادہ وقت نہیں گذرا - ممکن ہے کہ آیندہ آپ کچھہ لکھنے والے ہوں - مگر آپ مجھسے زیادہ جانتے ہیں کہ دنیا میں بدگمانوں کی کمی نہیں ہے اور اب یہ خیال ترقی کرنے والا ہے کہ آپکے اور مولانا شبلی کے باہمی تعلقات نے آپکو اون کے خلاف کچھہ لکھنے کی اجازت نہ دی - کیا آپ براہ کرم اس عریضہ کو معہ مندرجۂ ذیل سوالات کے الهلال میں جلد سے جلد درج فرما کر مجھکو مشکور اور پبلک کو اس معاملہ کے متعلق اپنے قابل عمل اور آزادانہ راے سے مطلع فرما کر ممنون فرمائینگے ؟

(۱) مولوی عبد الکریم ملازم ندوہ کے معاملہ میں جو روش مولانا شبلی صاحب نے اختیار کی ہے، اگر وہ تحریریں صحیح ہیں جو اسوقت تک مسلم گزٹ میں اسکے متعلق شایع ہوئی ہیں، تو آپ کا خیال مولانا شبلی صاحب کے اس طرز عمل کے متعلق کیا ہے ؟

(۲) آیا آپکو کچھہ ایسے واقعات معلوم ہوے ہیں جو مسلم گزٹ کی تحریرات کے خلاف ہوں اور مولانا شبلی کی طرف سے بطور ڈیفنس کے پیش ہو سکیں -

(۳) آپ کے اس معاملہ کی طرف توجہ نکرنیکی وجہ کیا ہے ؟

الهـــلال

جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا کمال شکریہ، اور استدعاء دعاے حصول استقامت، و توفیق خدمۃ، و اعمال صالحہ : و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

جس دن جناب نے یہ خط لکھا ہے، امید ہے کہ اسی دن گذشتہ اشاعت کا الهلال پہنچ گیا ہوگا اور اسمیں ایک نوٹ اس معاملے کی نسبت نظر مبارک سے گذرا ہوگا -

جناب نے " ذاتی تعلقات " کا ذکر کیا ہے - ایک مدت تک لوگ اپنے اعمال میں ان چیزوں کے عادی رہے ہیں، اسلیے یہ لفظ بکثرت زبانوں پر چڑھگیا ہے اور ہمیشہ سامنے آجاتا ہے، مگر میں تو اسے سنتے سنتے اب کچھہ اکتا سا گیا ہوں - یہ " ذاتی تعلقات " کا لفظ کیا بلا ہے، جو ہمیشہ لوگوں کی زبانوں پر آتا ہے ؟ میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اسکا مطلب کیا ہے ؟ آپ کہتے ہیں کہ ذاتی تعلقات، میرے

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھی اسلاف سے اخلاف کی طرف وراثۃً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کی اصطلاح میں " ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کی بنا پرضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھی وہی عقیدہ ہو' اور جسکو وہ قطعی اور بدیہی سمجھتے تھے' ہم بھی اسکو قطعی اور بدیہی سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبول ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مفعولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلی اثر سے قطع نظر' بجاے خود ایک اثر حجۃ اور فائدۂ دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دہرا دینا ہی' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براهین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھہ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکی کوئی وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعنی ایک ہی بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئی دوسری شے پر اثر' اور کوئی دوسرا آلۂ تاثیر نہیں " یہ صرف ایک شے کے پے درپے دماغ کے روبرو پیش ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاری چیزیں ہمیشہ خراب ہوتی ہیں' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباری اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کثیر الاشاعۃ اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح مرعوب و معمول ہوجاتے ہیں' کہ جب انکو اس شےکی ضرورت ہوتی ہے تو بے ساختہ اسی کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کی دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپان دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر وقوع پذیر ہونے کا ادنی کرشمہ ہے -

جماعتوں کی حالت اکثر یہ دیکھی گئی ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کی خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن اِدھر یہ متاثر ہوئے اور اُدھر یہ اثر مرض متعدی کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتی جوئی کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں' اسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لی باں لکھتا ہے کہ جماعت کی طبیعت کی اُفتاد کچھہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو) اپنا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتی ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وہی عقائد و خیالات اسکے بھی ہوجاتے ہیں ' اور اسکی قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً مفلوج و مسلول ہوجاتی ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کی آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتی ہے - وہ ایک آلہ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو خواب چاہے' دکھادے' اور وہ ایک بے جان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

(۱) بشرطیکہ ماحول یعنی گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی ہیں جو جماعت پر کبھی کبھی مسلط ہوجاتی ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامی اور عارضی ہوتا ہے' مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پھینک دیا ہے ' جماعت بھی اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہونے تک نہایت ارادت آگین نظروں سے دیکھتی رہتی ہے -

لی باں کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی چیزوں میں ناکامی کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندی ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابی کی ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسی پبلک کام میں ناکامی ہوئی ' اور معاً اسکے حباب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - اِدھر ناکامی و نامرادی کی ہوا چلی اور اُدھر اعتراضوں کی بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے ' اور گویا ساری ساکھہ اور بھرم ایک نقش بر آب تھی کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی ! !

ناکامی کے علاوہ اعتراض فی نفسہ ایک اقبال شکن' دبدبہ افگن' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پاور ہوا اعتراضات نے لیڈری کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹی) ڈیپوٹیشن کی شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈری کی عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) بے بنیاد اعتراضوںکے ہدف نہیں ہوئے ؟ در حقیقت یہی لوگ مثال جامد ہیں لی باں کے اس خیال کے ' کہ اعتراض فی نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھہ لکھا گیا ' فرانس سے آتی ہوئی صدا کی هندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھی ' ورنہ بیچارے هندوستان میں ابھی یہ تاب و تواں کہاں' کہ اپنی ذاتی آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتنی طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کی دستگیری کے کوچۂ علم میں ایک قدم بھی چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کی آنکھوںمیں اتنی بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کی عینک کے کچھہ دیکھہ سکے ؟ آج جو کچھہ اسکے ہاتھہ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھہ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے' وہ سب کچھہ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفی ' ابر فرمائی ' اور بیدریغ بخشی کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خ[illegible]ی کب تک ' اور دوسروںکے اُگلے ہوے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا بکے ؟

یہ نظریات جو اوپر لکھے گئے' سچ پوچھیے تو تمام و کمال' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن هندوستان نے ابھی ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ هندوستان نے ابھی ایسے ہاتھہ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزی تفتیش و تجسس کی تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر هندوستان نے ابھی ایسی آنکھیں کہاں پیدا کی ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھہ سکیں ؟ راقم (مفتش)

(۱) شخصی معاملات ہمیشہ رد و تردید اور جواب الجواب کی پیچیدگیوں میں ماخوف ہوتے ہیں - ہم اس ضمن میں اسی مکروہ مناظرہ اور مکابرہ میں پڑنا نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - [illegible] نہیں بلکہ مباحثہ و مظاہرہ اور اُردو داں پبلک تک چند خیالات کا پہونچا دینا ہے ' اور اسی کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (مدیر)

هم هندوستان کي موجوده حالت کے نقطۂ نظر سے ' ذیل میں ایک اجمالي ریویو کرنا چاهتے هیں :-

(گستولي بان) فرانس کا مشهور و معروف فلسفي هے - علم النفس اسکي تحقیقات کا تا حشر شرمندۂ احسان رهیگا - لي بان پہلا شخص هے جسنے منظم اور مرتب شکل میں اس امر کو دکھایا که جماعت کے نف س کے حالات وواردات ' ایک منفرد نفس کي کیفیات و معاملات سے بالکل مباین هیں - اس موضوع پر لي بان نے ایک نهایت مبسوط رساله لکھا هے ' جسکا ترجمه عربي میں بهي باسم " روح الاجتماع " هوگیا هے - یوں تو دیگر نفسیین (Prychslogists) کے یہاں بهي نظریه " روح الاجتماع " کا (جس سے هم آگے چلکر تفصیلي بحث کرینگے) مواد پایا جاتا هے لیکن اسکو ایک منظم صورت میں پیش کرنے اور اسکي تدوین و تلفیق اور توضیح و تشریح کا سہرا لي بان هي کے سر هے -

مصنف موصوف کا دعوی هے (اور اس دعوے کي آجکل پیش آنے والے واقعات نے غیر مشتبه طور پر تصدیق کردي هے) که چند افراد کا کسي خاص مقام پر کسي غرض سے مجتمع هوجانا ' انکي انفرادي شخصیتوں کو محو کر دیتا هے ' اور منفرد اذهان کي باهمدگر ترکیب و امتزاج سے ایک مستقل ذهن طیار هوتا هے اور ایک قائم بالذات روح ترکیب پاتي هے - اب اس نئے ذهن اور اس جدید نفس مرکبه کے افعال و کیفیات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جدا گانه اور مستقل هوتے هیں - اس جماعت میں داخل هونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کیفیات ایک فرد کے ذهن پر طاري هوتي هیں ' وہ اسکے ذهن کے ذاتي اصول کے مطابق نهیں هوتیں بلکه " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع هوتي هیں ' اسکا دماغ اسکے قابو میں نهیں رهتا - اسکي کوئي ذاتي اور شخصي راے نهیں هوتي ' بلکه جو جماعت کي راے هوتي هے وهي اسکي بهي راے هوجاتي هے - وہ مثل ایک ذرے کے هے ' جو ایک تودۂ ریگ میں داخل هوجانیکے بعد هوا کے دست برد سے اپنے تئیں محفوظ اور قائم نهیں رکھه سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر لیجاتي هے ' اسي طرف چار و نا چار اسکو بهي آجانا پڑتا هے - اس نظریه کے مطابق ارسطو اسیوقت تک ارسطو هے ' جب تک که وہ تنہا اور جماعت سے علحده هے ' لیکن جب وہ تودۂ جماعت میں شریک هوگیا ' تو وہ ایک ذرۂ بے مقدار هے اور اسکا فضل و تفلسف جہالت اور حماقت سے بدلے بغیر نهیں رهسکتا اسلیے که جماعت کے خصائص معلومه میں سے یه ایک نمایاں خصوصیت هے که مادۂ غور و فکر مفقود هوجاتا هے اور اسکے فقدان سے جو جگه خالي هوجاتي هے اسکو تخئیل اور امیجیشیں پُر کر دیتا هے - یعني جماعت میں عقل کم اور جذبات زیاده ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود هوتا هے - جماعت کے مزاج میں ضد اور هٹ بے انتہا هوتي هے اور هر خیال ' قوت سے فعل میں منتقل هونے کے لیے سخت مضطرب رهتا هے - اسي بنا پر لي بان نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبیه دي هے - بچے کیطرح ' جماعت میں بهي قوت فاعله زیاده هوتي هے اور اس لحاظ سے (علي گڈه یونیورسٹي) کے هنگامے میں ' اگر پبلک نے لیکچرنگي گاڑیاں کهینچي هیں ' اور اسپ خواصي ظاهر کي هے ' تو همارے لیے مطلق تعجب کي بات نهیں -

هم نے اپني انکھه سے دیکھا که اس هنگامه میں مختلف صورتوں سے اظہار گرمجوشي میں هندو بهائي بهي شریک تھے - لوگ اسکو بے تعصبي سمجھے ' لیکن همکو تو یه سب لي بان کے اس مقوله کي تفسیر هي معلوم هوتي هے که :

جماعت کے افراد عام اس سے که وہ مختلف المذاهب هوں یا متحد المذهب ' جب ایک جگه (۱) کسي خاص شورش انگیز مقصد کے لیے جمع هو جاتے هیں تو ایک هي رنگ میں ڈوب جاتے هیں اور سب کا مطمح خیال اور محور عمل ایک هي هوتا هے - پاني کي طرح جماعت بهي ایک هي سطح چاهتي هے -

حقیقت یه هے که جماعت کے هر فرد کي حالت مسمریزم کے معمول کي طرح هوتي هے اور اسکے تمام حرکات اور افعال اراده سے بالکل معرا هوتے هیں - پس جو کچھه وہ اپنے گرد و پیش هوتے دیکھتا هے خود بهي وهي کرنے لگتا هے - اسکو اس امر کا بالکل احساس نهیں هوتا که وہ هندو هے یا مسلمان - عیسائي هے یا یہودي ' اور جو کچھه وہ کر رها هے اسکي ملت ' مذهب ' اور قومیت کے موافق هے یا مخالف ؟

جماعت نادان ' ساده لوح ' حماقت شعار اور ضدي هونے کے ساتھه شدت سے مبالغه پسند بهي هوتي هے ' اور اخبارون (۲) نے یونیورسٹي کے کارکنوں کي ادنی ادنی خدمات کي نسبت جو نثرکے قصیدے چھاپے هیں ' وہ ایکطرف تو اس دعوے کے مصدق هیں که جماعت کے مزاج میں اغراق اور غلو کا خلط نهایت غیر معتدل درجه پر هوتا هے ' اور دوسري طرف انکي قبولیت عامه اس امر کي موثق هے که جماعت مبالغه اور حقیقت میں تمیز نهیں کر سکتي -

چونکه جماعت کا دماغ اک فرد کے دماغ سے علیحده اور مختلف هوتا هے اسلیے ' اسکا طریق استدلال بهي نرالا ' اور اسکي منطق بهي انوکھي هوتي هے - جماعت کا طرز استدلال همیشه مثالي اور اکثر سرسري اور سطحي هوتا هے - جماعت کے نزدیک کوئي وجه نهیں که بلور کا ٹکڑا منهه کے اندر نه گهلے ' در انحالیکه برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابه هے منه میں گهل جاتا هے ! !

اس بنا پر مجاز بیاني اور استعاره طرازي جماعت کے لیے جسقدر پر اثر هوسکتي هے ' دوسرا طریقۂ بیان نهیں هو سکتا - یهي سبب هے که جماعت همه تن تخئیل هوتي هے ' اور اسیلیے وہ همیشه اس شے سے متاثر هوتي هے جو عقل و فکر کي جگه تخئیل سے اپیل کرتي هو - اسکے ساتھه هي اگر تحریر یا تقریر میں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بهي لحاظ رکھا جائے ' تو اسکا اثر دگنا هو جاتا هے - مثلاً مسلمانوں کے لیے اس سے زیاده موثر طریقۂ استدلال نهیں هو سکتا که کبری همیشه قران مجید کي کوئي آیت یا حدیث هو ' اور صغری وہ شے اور وہ بات هو ' جو موضع ترغیب یا معرض ترهیب هے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکھکر چند دنوں کے عرصه میں (الهلال) نے جو حسن قبول حاصل کرلیا هے ' وہ محتاج ذکر نهیں -

آیات قرآنیه اور حدیثوں کے بعد وہ ضرب الامثال ' مقولے ' کہاوتیں ' اور اشعار جو هماري سوسائٹي میں رائج هیں ' هماري لیے حجج راسخه اور دلائل قاطعه کا حکم رکھتے هیں - ممکن نهیں که جماعت مخاطب کے حق میں کسي کہاوت سے استدلال ' اطمینان بخش اور مناسب اور مشهور اشعار کا ایراد تسکین بخش ثابت نهو - حل اس عقده کا یه هے که اول تو فطرتاً هم هر اس شے کے معتقد هوتے هیں ' جس پر همارے آبا ؤ اجداد اعتقاد رکھتے هیں ' اسلیے که علم الحیات کا یه

(۱) ایک مقام پر جمع هونهي شرط مقبول هے اسلیے که جذبات سے جب شورش پیدا هو جاتي هے ' تو افراد کہیں هوں ' جماعت کے تمام خصوصیات کے مظهر تام هوجاتے هیں ' اور روح الاجتماع انمیں حلول کرجاتي هے - یه جماعت کي آنکھوں سے دیکھتے هیں ' جماعت کے کانوں سے سنتے هیں ' اور جماعت کے حواس سے هر شے کو محسوس کرتے هیں - کیونکه انکے ذاتي حواس بالکل معطل هو جاتے هیں -

(۲) اخبار نویس بهي روح الاجتماع کي خصوصیات کے جراثیم سے محفوظ نهیں رهتے ' اسلیے که وہ بهي پبلک کا ایک جزو هوتے هیں - (منه)

مراسلات

بحضور لامع النــــور اعلی حضرت همایوني
شهنشاه گیتي پناه فلک بارگاه سلیمان جاه
ظل الله سراج الملة والدین والي دولت
خدا داد افغانستان خلد الله ملکه

—:*:—

بعد از حمد فراوان احکم الحاکمین که تصرف هیجده هزار عالم درحیطۂ قدرت اوست ودرود نا معدود بر سید کائنات خیر البشرکه زبان قلم وقلم زبان قاصر از منقبت او - کمترین کنیزکان ' مادرکور بخت ڈاکٹر عبدالغني و مولوي نجف علي و محمد چراغ که سرمایۂ حیات این مسکینه و قرة العین این عاجزه بودند و حالا در زندان کابل اسیر هستند ' بصد عجز و ادب و هزاران تضرع و الحاح گریه و زاري خود را بمسامع اجلال اعلی حضرت شهنشاهي رسانیده عارض است که از راه مراحم خسروانه فرزندان این مبتلای آلام را از حبس مخلصي عنایت فرمایند - این عاجزه نمي گوید که ایشان بے قصور هستند - خدای علام الغیوب جلة عظمته مي داند که حقیقت حال چیست " ان الله علیم بذات الصدور " آنچه این مسکینه توجه عالیه اعلی حضرت همایوني بدان منعطف کردن مي خواهد این است که حضرت حق سبحانه وتعالی چندین ذنوب صغار وکبار بندگان تقصیر پیشه را عفو مي فرماید وحسابی ازان در نمي گیرد حضرات سلاطین بر صفحۂ زمین نائبان کردگاراند : هوالذي جعلکم خلائف فی الارض - لاجرم ایشان را نیز صفت عفو وصفح و رحم وکرم کار باید فرمود " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین " این عاجزه را از جهت مفارقت فرزندان که لخت جگر این مسکینه اند و از مدت پنج سال درزندان معبوس اند خواب و خور حرام گشته شب و روز ندرگریۂ و بکا میگردد تا بحدیکه از افراط ناله و اشکباري چشم سفید و بصارت زوال پذیرفته پیش ازین طاقت مهجوري افلاذکبد خویش ندارم - و لهذا بذریعۂ این عرض داشت اظهار حالت زار خود نموده و اسماء پاک خدای عز و جل و رسول اکرم صلی الله علیه وسلم را وسیله آورده ملتمس مراحم خسروي هستم - توقع واثق از حضرت علیاء شهنشاهي بفحوای " ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء " بر حال خستۂ این عاجزه ترحم فرموده فرزندانم را از حبس نجات عنایت خواهند فرمود - ارحم ثم ارحم یا امیر المومنین ! فانت اهل لذلک تخلقوا باخلاق الله - ان الله بالناس لرؤف رحیم - زیاده بجز ادعیۂ ترقي عظمت و جبروت وتخلید ملک و سلطنت چه عرض نماید -

عرضـ ـ داشت

عاجزه والدہ ڈاکٹر عبد الغني
ساکن جلال پور جٹاں - ضلع گجرات (پنجاب)

الہلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شهر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

کہا ي پہنچے ي

مسلمان لیڈروں کي خدمت میں

—*—

بزرگان قوم ! السلام علی من اتبع الهدی -

جس شمع سے شبستان اسلام کي تجلي سمجهي جاتي تهي وہ اب ٹمٹمانے لگي هے - اسلام یورپ میں چند دنوں کا مهمان هے اور ایشیا میں بهي اسے دیر تک اطمینان حاصل نہیں رهنے کا - هماري بربادي کے سامان آنکهوں کے سامنے صاف جهلک رهے هیں - اسپین میں زوال قوة اسلام کي داستان پهر تازہ هو رهی هے - گرد و پیش کے آثار و قرائن سے مستقبل اسلام پر آپ خود مجهه سے بہتر حکم لگا سکتے هیں ' اور یه حقیقتیں آپ پر مجهه سے کهیں زیاده روشن هیں - جو هونا تها هوچکا ' اور جو کچهه هونے کو هے وہ بهي معلوم هے - اب سوال یه باقي رهتا هے که مسلمانوں کو کسي غیبي امداد کے انتظار میں چپکے بیٹهے راہ تکنا چاهیے ؟ اپني موجوده حالت یا جو صورت زمانه قائم کردے اس پر صابر و قانع هوجانا چاهیے ؟ یا هاتهه پاؤں مارنا چاهیے اگر گنجایش هو ؟

اس وقت کروروں مسلمان ایسے هیں جو سلطنت ترکي کے زوال کو اسلام کا زوال سمجهه کر ایمان برباد کر رهے هیں - اور ڈانواں ڈول سے هو رهے هیں - بهتیرے سهل اعتقاد اور ساده لوح مسلمان امام مهدي کے ظهور کو سر پر سمجهتے هیں - مگر در حقیقت اسلام نه سلطنت ترکي کا محتاج اور نه ایران و افغانستان کا - اسلام کا نصب العین کشور کشائي اور حکمرانی نهیں هے - اس کا مقصد اصلي اشاعت توحید هے - اس راہ میں [illegible] اور سلطنتیں حائل هوں تو ان کي تسخیر و تغلب [illegible] هم میں دنیا طلبي پیدا هوگئي اور حکمراني [illegible] مقصد اصلي کو بالاے طاق رکهه دیا - اب [illegible] سلطنت کو عین زوال اسلام سمجهے هوئے هیں - حالانکه اسلام ایسے مفاخر سے بے نیاز هے - جب توحید کي اشاعت کي جاتي هے تو [illegible] خود بخود اس کے جلو میں همرکاب هوتي هے - اور اسلام کو اسکي نه خبر هوتی هے نه پروا - اشاعت توحید کي راہ میں کوئي طاقت آج حائل نهیں - آپ کو اب اس مقصد کے لیے کشور کشائي کي ضرورت نهیں - آپ آج ٹهیٹه اور سادے مسلمان بن جائیں - شعائر اسلام اختیار کرلیں - اور اشاعت توحید کے لیے همه تن مستعد هو جائیں تو آج مسلمانوں کي ساري کمزوریاں دفع هوجائیں -

آپ خوب جانتے هیں که کسي قوم کے عروج کے لیے اخوت اور اتحاد باهمي سب سے قوي عنصر هیں - آپ اپني تحریروں اور لکچروں میں اسي کا رونا روتے رهتے هیں مگر آپ کو یه نهیں معلوم که انهیں مقاصد اور ایسے ایسے سیکڑوں شخصي اور قومي مفاد کیلیے نماز فرض کی گئي هے - مگر کون نماز ؟ کبهي کبهي گهر میں چار ٹکریں لگا لینے والي هرگز نهیں - آپ پانچ وقت وضو کرکے مسجد میں تشریف لائیں ' غریب ' مسکین ' مسافر ' بیمار ' مسلمان بهائیوں کے دوش بدوش کهڑے هوکر نماز پڑهیں - اور اقوام عالم کو دکها دیں که مسلمانوں کے خدا کے گهر میں ایک هائي کورٹ کا جج ' اور ایک پنکها کهینچنے والا قلي - ایک کانسل کا ممبر ' اور مکتب خانه کا میانجي - ایک سید اور ایک بهنگي ' سب ایک هیں - آپ جمعه کے روز جامع مسجد میں آکر نماز پڑهنا اپنے اوپر لازم کرلیں '

ادبیات

عرض تمنا

ہوگئیں مدتیں ہمیں، خستہ و ناتواں بنے * شب کو زمانہ ہوگیا، روز پہ حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے، بسمل ناز کا حضور * غیر بھی اے شہ حرم ! مورد امتحاں بنے
جنبش سوزن مژہ، آپ کی ہو جو چارہ گر * ابتری، ... اب دل، دفتر لامکاں بنے
میری خموشیاں بنیں درس دہ فغاں حشر * رفعت فطرت رسا، حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں مرا بنے ریزش سجدۂ نیاز * میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چھیڑ دے وہی، سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پھر، نالہ کا ... ں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو، حسن کی جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق ہی، رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے ہو بندھا، رشتۂ ذوق بیدلی * نقش خلش سے صورت حسرت صد نشاں بنے
قلب کی شعلہ پروری، ہوکے رہے حریف برق * سعی جنوں کا حوصلہ، رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد ہو، محرم جادۂ خلش * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
ہر رگ و پے میں ڈوب جائے، شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مری، نالۂ استخواں بنے
اشک سے آبیاریے، گلشن درد مند ہو * چشم بھی خونچکاں رہے، سینہ جو گلفشاں بنے

سینہ میں دل اگر رہے، حوصلۂ آرزو رہے
منہ سے اگر نکل پڑے، شوق کی داستاں بنے

(نیاز محمد " نیاز " فتح پوری)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلے گا کیا، دیر کے التفات سے * مجھکو بچائے میرا رب ایسے تعلقات سے !
آپ بہت چھپاتے ہیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پھر بھی ٹپک رہا ہے کفر آپکی بات بات سے !

* * *

یہ کہتا نہیں میں، کہ گردوں نے ہمکو * مسلمان رہنے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ، کہ اوضاع ملکی نے ہم کو * مسلمان رہنے کے لائق نہ رکھا

غزل

امشب این غلغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلان می زد و بیخود شد و سرشار افتاد
سخن از صومعہ و اہل ورع چند کنی * کہ مرا کار بآن چشم قدح خوار افتاد
بسکہ غارت گر حسن تو جہان برہم زد * یوسف از خانہ بدر جست و بہ بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر من * بادہ بیرون نشد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر ز خوبان نتوان داشت طمع * کہ مرا کار بہ این طائفہ بسیار افتاد
محتسب از پی و، جمعی ز حریفان بہ کمین، * (شبلیا) رندی پنہان تو دشوار افتاد

عالم اسلامي

اور

اعانة دولة عليه

— * —

بالفعل ترکي کے مصائب و محن روزافزوں هو رهے هيں جو بالعرہ تمام مسلمانان عالم کے مصائب و محن کا مقدمه هے - في الواقع يه زمانه مسلمانوں کے ليے قيامت صغری هے - حالات مذکورہ کے تدارک کے ليے مسلمانوں کی کوشش جاري هے خداوند تعالی انکے مجاهدات اور مساعي مشکور فرمائے - اگرچه اسبارہ ميں مختلف تدبيرات اور انتظامات عمل ميں آرهے هيں اور انکا نتيجه کم و بيش ظاهر هو رها هے مگر ايک امر' جو بظاهر نتيجه خيز هو سکتا هے ' غالباً اوسکي جانب هنوز توجه و اعتنا نهيں کی گئي هے وہ امر يه هے - که بهت سے قطعات دنيا ميں مسلمان کثرت سے آباد هيں - علاوہ مصر و هندوستان کے جهاں بهت سرگرمي کے ساتهه اعانت ترکي کا سلسله جاري هے بلاد چين و جاوہ و ممالک روس و ترکستان وغيرہ ميں کثرت سے مسلمان آباد هيں اور بعض ان مقامات بلکه اکثر مقامات ميں مسلمانوں کے مالي حالت بهي عمدہ هے اور اُن ميں همت اور حميت بهي سني جاتي هے مگر اس آشوب کے زمانه ميں مسلمانان مذکورہ کے جانب سے ترکي کے اعانت کے بارہ ميں کوئي صدا سماعت ميں نهيں آتي هے - ظاهراً اسکي يه وجه معلوم هوتي هے که ممالک مذکورہ ميں بوجه فقدان وسايل اخبار و خبر رساني يه جمود و سکوت پيدا هو رها هے ' وگرنه غالباً عمدہ نتائج پيدا هوتے - پس مناسب معلوم هوتا هے ' انجمن هلال احمر کے سلسله سے وهاں ايسے وفود بهيجے جائيں که جو قابل افراد پر مشتمل هوں اور وهاں کے اهل اسلام سکان کي توجه اعانت ترکي کي جانب برانگيخته کريں - خواہ وہ اعانت بصورت چندہ هو يا بشکل قرضه هو' ميرے خيال ميں ايسي کوشش بهت هي مفيد اور کارگر ثابت هوگي خصوصاً قرضه جات کے بارہ ميں بهت زيادہ کاميابي کي اميد هے - اسليے که ممالک مذکورہ ميں مسلمان عموماً تجارت پيشه هيں لهذا خصوصاً انکو معامله قرضه ميں بهت دلچسپي هوگي - ايسي استعانت کي کوشش هماري گورنمنٹ کے منشاء کے خلاف بهي نهوگي بلکه اميد کيجاتي هے که گورنمنٹ انگريزي کي کانسلهاے متعينه ممالک مذکورہ اس کام ميں هماري مدد بهي کريگي - (حکيم بشير الدين احمد وارد جهانگير اباد)

الهلال

جاوہ ' ترکستان ' اور بعض بلاد روس سے جنگ طرابلس اور بلقان کے زمانے ميں سلطنت عثمانيه کو برابر امداد پهنچتي رهي هے ' اور اسکا تذکرہ اخبارات تک بهي پهنچا هے - جنگ طرابلس کے زمانے ميں ايک مخير روسي مسلمان محمد حسين نامي نے نو لاکهه روپيه سے براہ راست غازي انور بے کی اعانت کي تهي ' اور اسي زمانے ميں الهلال نے اسکي تصوير شائع کي تهي -

جاوہ ميں نهايت جابرانه حکومت هے - مجهے اسميں شک هے که بازادي وهاں چندہ هو سکتا هے يا نهيں ؟

البته مسلمانان چين کي نسبت کچهه معلوم نهيں' بهرحال اب وقت صرف فراهمي چندے ميں اپنے تمام قواے عمليه کو صرف کرنے کا نهيں رها - ضرورت هے که ايندہ کے تحفظ کيليے کوئي راہ اختيار کي جاے -

اسلام کے عظيم الشان

معبد ميں جامعه اسلاميه (يونيورسٹي)

کي

تجويز اور اسکي تائيد

—:○:○:—

١٥ - اپريل سنه ١٩١٣ کے روزانه زميندار ميں شمس العلماء علامه شبلي نعماني کيطرف سے ايک آرٹيکل شايع هوا هے - جسميں علامه موصوف نے مسلمانوں کي موجودہ حالت کا اندازہ فرماتے هوے دردمند دل سے يه مبارک تجويز پيش کي هے که مکه معظمه ميں ايک جامعه اسلاميه قائم کيجاے جسميں تمام مذهبی اور دنيوي (جن ميں علوم جديدہ بهي شامل هيں) علوم کي اعلی درجه کي تعليم هو - محترم ناظرين ! يه وہ آواز هے جسپر نه صرف هندوستان بلکه تمام دنيا کے مسلمانوں کو صداے لبيک بلند کرنا ضروري اور خير مقدم واجب هے کيونکه جب اسلامي پبلک کو اس واجب التکريم اور عظيم الشان معبد سے وهي تعلق اور کشش هے جو کاہ و کاہ رباء ميں ديکهي جاتي هے تو اس اعلی مقصد کيليے مکه معظه سے بهتر کوئي اور مقام موزوں نهيں هوسکتا -

ليکن ايسي يونيورسٹي قائم هونے ميں جهاں يه دقت هے که ترکي گورنمنٹ مشکل سے اجازت ديگي - يه بهي دقت هے که عرب کے ديندار قبائل ايسي يونيورسٹي کيطرف بمشکل متوجه هونگے - بلکه اکثر قبائل اس روشن خيالي کو نفرت کي نگاہ سے ديکهينگے اور دهريت کا پيش خيمه سمجهکر مانوس نه هونگے اور الفت نه رکهينگے -

ميرے خيال ميں دونوں دقتيں رفع هونيکي سهل صورت يه هے که مدرسه صولتيه کو ترقي ديکر ايک مکمل اسلامي يونيورسٹي اور عظيم الشان دار العلوم بنايا جاے -

صولتيه وہ مدرسه هے' جو ٣٨ - سال سے مرکز اسلام ميں قائم هے اور جسکا سنگ بنياد ايک مرد خدا ' نيک سيرت بزرگ ' دور انديش (فاضل هند مولانا رحمت الله صاحب مرحوم) نے هندوستان کو خيرباد کهکر' حرم محترم ميں بڑي اولو العزمي اور جوش کے ساته سنه ١٢٩٢ هجري ميں اس ارادہ سے رکها که اس کے ذريعه علوم رباني کي اشاعت صحيح اصول اور اعلے پيمانه پر جاري هو -

مدرسه نے اپنے باني کي نيک نيتي اور خلوص سے بتدريج اتني ترقي کي که وہ جامعه اسلاميه بننا چاهتا هے - خود اسکے مهتمم مولانا محمد سعيد صاحب سنه ١٣٢٩ هجري کي روداد ميں تحرير فرماچکے هيں که مدرسه صولتيه کے شاندار مستقبل کيلئے مسلمانونکو اپني متفقه کوشش سے کام لينا چاهيے اور جسطرح مسلم يونيورسٹی عليگڈہ کيلئے تمام ملک ميں ايک عام تحريک اور جوش پيدا کيا گيا تها اسيطرح ايک مذهبي دار العلوم خاص مرکز اسلام ميں قائم کرنيکا ولوله اور خيال پيدا کيا جاوے -

مسلمانوں کو اگر اپنا مذهب عزيز هے اور وہ اپني حالت سنبهالنا چاهتے هيں تو وہ اسوقت اور اس موقعه کو غنيمت سمجهيں اور ياد رکهيں که جس اصلاح کي بنياد مذهب کے اعظم ترين مقدس مقام پر رکهي جاريگي اسکا اثر تمام اسلامي دنيا پر پڑيگا ' اس اصول پر کاربند هو جزو ء جز کو سرسبز رکهنے سے شاخيں هميشه تروتازہ اور بار آور رہ سکتي هيں -

اس طرح آپ عام مسلمانوں کي محبت ' تعظیم ' اور اعتماد ' خرید سکتے هیں - اتحاد و اخوت بے وعظ و پند پیدا کرسکتے هیں اور دنیا کو اسلام کي تعلیـم مساوات کا تماشا دکھا سکتے هیں - پھر آپ دیکھه لیں که خدا کا وعدہ جھوٹ نهیں - هم مسلمان تو صرف کهنے کو هیں - ملے توحید کي لذت سے بیخبر هیں - اگر ایک جرعه همارے حلق سے فرو هوجاے' تو هم صاف دیکھه لیں که بخت و اقبال هماري خوشامد کرتے هیں - پیچھے پیچھے چلے آتے هیں اور هم پروا نهیں کرتے - کاش همیں اس لذت کا کچھه بھي حس هوتا' جس نے بلال حبشي کو جلتے هوئے پتھر پر ننگے بدن لٹایا ' جان دینے پر آمادہ کیا ' مگر کلمۂ توحید سے توبه کیسي' ایک دم کے لیے چپ رکھنا بھي گوارا نه کیا -

حضرات ! یه همارے اصلي نقص هیں اور یهي مقام ضعف هے' اسي کي تقویت درکار هے - پھر آپ کو یه منصب حاصل هوگا که مشرکوں میں توحید کي اشاعت کریں اور خدا کی مرضي کو پورا کریں - آپ غریبوں اور اُن مسلمان بھائیوں کو جنھیں اپني زبان میں طبقۂ ادنی کهتے هیں' اپنے طمطراق' اپني بد دماغي ' اور کبر سے مرعوب نه بنائیں' آپ داد خواهوں کے روکنے کے لیے اپني کوٹھیوں پر پیادے تعینات نه کریں - آپ وہ چال اور وضع اختیار نه کریں جن سے غربا ادب سے ملتے هوئے ڈریں اور هچکچائیں - آپ عهد خلافت کي سادگیوں کو یاد رکھیں جب ایک غـلام عین خطبه کے وقت حضرت عمر کا دامن پکڑکر کهتا تھا " حضرت پهلے آپ اس بات کا جواب دے لیجیے پھر آگے بڑھیے - یه چادریں جو خراج میں آئي تھیں' سب کے حصه میں ایک هي ایک پڑي تھیں - آپ اس قدر بلند قامت هیں - اُس ایک چادر سے عبا کیونکر بنالي ؟ " حضرت عمر نهایت ٹھنڈے دل سے فرماتے هیں : " بڑے بیٹے نے اپنے حصه کي چادر مجھے دیدي هے اور اُسي کو ملاکر یه عبا بنائي هے " تب اُس غلام نے دامن چھوڑ کر کها : " میں مطمئن هوگیا اب آپ اپنا کام کریں - "

ایک دفعه حضرت عمر خطبه کے وقت قوم سے پوچھتے هیں : " اگر میں راہ حق سے الگ جاؤں تو تم میرا کیا کرسکتے هو " ؟ ایک شخص آگے بڑھکر کهتا هے : " کوڑوں سے سیدھا کردونگا " آپ خوش هوکر فرماتے هیں : " میں اسي جواب کا خواهاں تھا - جب تک مسلمانوں میں ایسے آزاد خیال لوگ موجود هیں' همیں کوئي ڈر نهیں " اب تو آپ لوگ ایسي باتوں کا نام وحشت رکھینگے مگر یه اُس شخص کے واقعات زندگي هیں' جس کے عهد میں اسلام کو سب سے زیادہ عروج هوا -

هم کو نام بنام پُکار پُکار کر کهنے میں کوئي خوف اور تامل نهیں - جب تک هم مسٹر مظهر الحق - مولوي فخر الدین - مولوي عبد المجید - راجه صاحب محمود آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں - مسٹر محمد علي - میاں محمد شفیع - مسٹر غـــزنوي وغیرهم اور تمام مدعیان لیڈري و دردمندان اسلام کو جو قوم کے وکیل کهلانا چاهتے هیں اور تقریر و تحریر میں بڑي بڑي باتیں کهتے هیں ' اور اسلام کا نوحه پڑھا کرتے هیں ' پانچوں وقت مسجد میں نه دیکھیں گے ' هم نه انکے کسي قول کي وقعت کرینگے نه انکو اپنا وکیل گردانینگے -

امید هے که تمام اسلامي پریس هماري یه عرضداشت شائع کرکے تمام لیڈروں کے کان تک پهنچادینگے - کیونکه یه کوئي معمولي اپیل نهیں - اسي پر هماري آینده زندگي کا دار و مدار هے -

آپ کا خادم - محمد مسلم عظیم آبادي

انجمن هلال احمر

—:•:—

قسطنطنیه

— * —

جناب من -

کچھه عرصه هوا یهاں کسي ذریعه سے یه افواہ مشهور هوئي تھي ' که انجمن هلال احمر قسطنطنیه سے سلطنت عثمانیه کو کوئي تعلق نهیں هے - اور یه انجمن عیسائیوں کے هاتھه میں هے - چونکه اوسکي وجه سے اس کار خیر یعني تحصیل چندہ امداد مجروحین ترکي کو مضرت کا اندیشه تھا لهذا بنظر رفع غلط فهمي میں نے هز ایکسیلنسي جناب جعفر بے عثماني کونسل جنرل بمبئي سے اسبارہ میں استصواب کیا - جسکے جواب مورخه ۱۸ فروري سنـه ۱۹۱۳ ع کا ترجمه بغرض اطلاع عام درج ذیل هے امید هے که اسکو اپنے اخبار میں شائع فرماکر جناب ممنون فرمائینگے :—

" ڈیر سر - آپکي چٹھي کے جواب میں میں آپ کو اطلاع دیتا هوں - که عثماني انجمن هلال احمر سلطنت عثمانیه کے حکم اور مخصوص ارادۂ سلطاني کے ذریعه سے قایم هے - اوسکے منتظم ممبروں کو انجمن کے ممبر منتخب کرتے هیں - اور کل منتظم ممبر مسلمان هیں - لهذا جو خبر آپ کو ملي هے وہ غلط هے " -

دستخط جعفر بے ...

نیـاز منـد - قمر شاهجهان

الهـــلال

یه خیال بالکل بے سروپا هے که انجمن هلال احمر قسطنطنیه کے ممبر عیسائي هیں اور تعجب هے که کن لوگوں نے اس کذب آفریني میں حصه لیا ؟ البته یه صحیح نهیں که وہ کوئي سرکاري انجمن هے - اسکا قیام یقیناً سنه ۱۸۸۸ - میں ارادۂ سلطاني کے ذریعه سے هوا اور اب بھي سلطان وقت اسکا پیٹرن هوتا هے' مگر انجمن غیر سرکاري ' او حکومت کا تعلق اعزازي هے -

جلسه سالانه اهل حدیث کانفرنس

منعقدہ امـــرتسر

خدا کے فضل و کرم سے اهلحدیث کانفرنس کا دوسرا سالانه جلسه امرتسر میں بتاریخ ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - مارچ سنه ۱۹۱۳ ع - بعد نماز جمعه شروع هوکر اتوار اور سوموار کي درمیاني رات کے ایک بجے تک رها - جلسه کی شان و شوکت غیر معمولي تھي - معزز مهمانوں کي خاطر و مدارات میں حتی الامکان نهایت تن دهي سے کام لیا گیا حاضرین کي تعداد هر اجلاس میں اندازہ سے زیادہ هوتي تھي - علماء کرام دور دراز مقامات سے تشریف فرما تھے - قابل واعظین کي پند و نصائح ' مقررین کي موثر تقریریں' حاضرین کے دلوں کو مسخر کر رهي تھیں - ایک جلسه کے بعد دوسرے جلسه میں حاضرین کا اشتیاق افزوں دکھائي دیتا تھا - یهانتک که رات کے بارہ بجے سے بعد تک بھي وعظ هوتا رهتا تھا - اور لوگ ابھي متمني نظر آتے تھے که ا بھي هو - غرض جلسه نهایت کامیابي سے هوا - اور آینده سال کیلیے معززان پشاور کي طرف سے کانفرنس کو سالانه جلسه کیلیے دعوت دي گئي - کانفرنس کیلیے چندہ کي مقدار بھي بحمد الله اچھي تعداد تک پهونچگئي - مفصل حالات اخبار اهلحدیث امرتسر یا شائع هونے والي رپورٹ میں ملینگے -

ابو الوفاء ثنـاء الله (سکریٹري کانفرنس)

	پائی	آنہ	روپیہ
شیخ گھرتو قصاب	-	-	٥
چاند دیوان	-	-	٣
عبد الرحیم عطر فروش	-	٨	-
محمد شاباش	-	-	٢
شیخ نذ مرف ملک جي	-	-	١
امیر خان	-	-	١
بذو شاہ فقیر	-	٤	-
شیخ محمود مجاور	-	-	٤
نواب محمد خان	-	-	٥
رمضان دیوان	-	٩	-
وزیر خان	-	-	٣
سکندر قاضي	-	٤	-
عیدو بي (بیوہ) پنجارني	-	-	١
تاج محمد قصاب	-	-	٢
غفور خان	-	١	-
محمد اسحاق	-	١	-
انو شاہ فقیر	-	٢	-
امیر شاہ فقیر	-	٢	-
لالا میاں	-	-	٢
شیخ وہاب	-	-	١
عثمان خان	-	-	١
شیخ چھوٹو	-	-	١
امیر شاہ	-	٨	-
شیخ نعمو قصاب	-	-	١
محمد مراد خان ہیڈ ماسٹر (ایلچپوري)	-	-	١
قاضي عبد العزیز	٣	٥	-
مني آرڈر خرچ	٦	١٢	-
محمد قاسم صاحب مختار	-	-	٣
معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي رکھاپور	-	١٢	٤
احمد سعید صاحب - افضل گڈہ بجنور	-	-	٥٢
به تفصیل ذیل :—			
پنچائت چھاپہ گران مانیاوالا	٣	١١	٢٠
چھوٹے جھوجہ	-	-	١
قیمت کھال قرباني از شیخ نبي و حسین بخش	-	-	٩
قیمت کھال قرباني از فیض محمد و ملا حسین بخش	-	٤	٦
قیمت کھال شیخ نبي و حسین بخش	-	٨	٥
کریم الله جھوجہ	-	٢	-
الله دیا	-	٤	-
نبي بخش	-	٤	-
غني	-	٢	-
موکھا گھوسي	-	-	١
بھوري	-	٤	-
محب الله جھوجہ	-	٦	-
نیاز الله مستري	-	٤	-
علم نبي	-	٤	-
علي بخش دوکاندار	-	٨	-
چھجو دھاوي	-	٨	-
عبد الله دهلوي	-	-	١
مولا بخش درزي	-	٢	-
منشي فصیح الدین	-	-	١
چھجن خان ضلعدار	-	-	١
منشي عزیز الحق	-	-	١

	پائی	آنہ	روپیہ
محمد ظہور	-	-	١
جاني میاں	-	٦	-
رحمت الله ولد کریم الله	-	-	١
محمد عیاض خانصاحب - دھامپور - بجنور	-	-	٢٥
امام خان - بہویہ - مظفرنگر	٩	١٠	٣٩
ایک بزرگ از امروہہ بذریعہ اسٹامپ	٦	٥	-
نواب ان - بي - اچھن خانصاحب - از کالن برھما	-	-	٢٠
مولوي شفیع الله صاحب آرہ	-	-	٥
محمد امیر الدین ابو ظفر صاحب دھاروي بمبئي	-	-	٢٥
حکیم عبد الرزاق صاحب صادقپوري	-	-	١٣

اشتہـــــار

زیر دفعـــہ ٨٢ ضابطـــہ دیواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ دوم مقام ڈیرا اسماعیل خاں

ٹھاکر رام ولد پوکھا داس ذات کھانچو سکنہ تحصیل کلانچي -

مدعي بنام پہلوان و شادي ولدان سلطان نا بالغان مدعا علیہ

مقدمہ مسمات جنتي والدہ خرد سکنہ ممبر از کنال دیہہ نمبر ٣ - دہوے ضلع حیدرآباد بخانۂ جہاں خاں پنشنر دفعدار -

مقدمہ مندرجہ صدر ے مسمی پہلوان وشادي ولدان سلطان نا بالغان بر برھي -

مدعا علیہ مسمات جنتي والدہ خرد سکنہ ممبر از کنال دیہہ نمبر ٣ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے روپوش پھرتا ہے اسلئے بذریعہ اجراء اشتہار ھذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور نے بتاریخ پیشي ٣ - مئي سنہ ١٩١٣ حاضر عدالت ھذا ھوکر جوابدھي مقدمہ کي نکي تو اسکي نسبت کاروائي یکطرفہ عمل میں آویگي -

آج بتاریخ ١٦ اپریل ھماري دستخط اور مہر عدالت سے جاري کیا گیا ؛

اشتہ ار

زیر دفعہ ٨٢ ضابطہ دیواني

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ دوم مقام ڈیرہ اسماعیل خاں

ٹھاکر رام ولد پوکھا داس ذات کھانچو سکنہ تحصیل کلانچي -

مدعي بنام جہان خاں ولد موسی خاں -

مدعا علیہ ذات سمرو سکنہ ممبر از کنال دیہہ نمبر ٣ ضلع حیدرآباد سندہ دفعدار پنشنر دعوے ٦٤ بروے تمسک

مقدمہ مندرجہ صدر ے مسمي جہان خان ولد موسی خاں ذات ممرا سکنہ جورہ کنال دیہہ نمبر ٣ ضلع حیدرآباد سندہ -

مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے روپوش پھرتا ہے اسلیے بذریعہ اجراے اشتہار ھذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور ے بتاریخ پیشي ٣ - مئي سنہ ١٩١٣ حاضر عدالت ھذا ھوکر جوابدھي مقدمہ کي نکي - تو اسکي نسبت کاروائي یکطرفہ عمل میں آویگي -

آج بتاریخ ١٦ - اپریل ھماري دستخط اور مہر عدالت سے جاري کیا گیا ؛ -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

د[illegible]وت الہلال
کي اشاعت عمومي

— * —

معترم ملت! بارک الله فی صحتکم و عافیتکم -

السلام علیکم - بھوپال میں اکثر جگہ رسالہ الہلال آتا ہے - جسکے دیکھنے کا شرف مجھکو بھي ایک دوست کی وساطت سے حاصل ہے - الہلال میں جو خوبیاں ھیں اور جس پالیسي کو آپ اختیار کیے ہوئے ھیں' اوس کي مدح و ثنا تکلف محض ہے - صرف یہ کہدینا کافي ہے کہ الہلال اردو رسالوں میں بہمہ وجوہ عدیم النظیر ہے -

لیکن ساتھہ ھي میرے نقطۂ خیال سے اس رسالہ کي اشاعت سیاسی - تمدني - اور ملي اعتبار سے عامہ خلائق میں ہونا ضروري بلکہ لازمي ہے - جب تک عام لوگ اثر پذیر نہ ہونگے' اصلاح بعید اور سعي غیر مشکور رھیگي -

قیمت کي زیادتي اس کي اشاعت کا عوام و خواص کے درمیان ایک حجاب حاجز ہے -

قلیل البضاعت معاشر اسلام مطالعہ سے محروم ھیں - اگرچہ ان کے ملي جذبات افراد مخصوصہ سے کہیں زاید اور بکار آمد ھیں - مگر کم مایگي ان کو اس ھادي طریق مستقیم تک پہونچنے میں سنگ راہ ہے - پس اس جانب آپ کو اپني خاص توجہ منعطف فرمانے کي خاص ضرورت ہے -

مناسب ہوگا کہ زینت طبع کے لحاظ سے دو قسم کے رسالہ شایع کیے جائیں : اعلی اور ادنی - اعلی پیمانہ کے رسالہ کو (جو آج کل شایع ہوتا ہے) انہي لوگوں کے لیے خاص کردیا جاے جو معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري محاسن کو بھي پسند کرکے خواہش کریں - اور معمولي کاغذ کے غیر مصور رسالہ کو غربا اور عوام کے لیے مخصوص کردیا جاے -

مہرباني فرماکر اس راے ناقص میں الہلال کے ناظرین سے استصواب فرما لیجئے - اوس کے بعد آپ کي اور ناظرین الہلال کي آراء عالیہ کا انکشاف اور اس جدید طرز عمل کي پسندیدگي اور انتظامات جدیدہ کے متعلق اس ہلال کي روشني سے' جو بدر کامل ہوکر چمکنے والا ہے' عامہ خلائق کو مستفیض فرمائے -

خیر اندیش محمد مستقیم الدین
آدیٹر دفتر محاسبي - بھوپال

فہرست
زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:*:—

(۲۰)

ان الله اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنه

	پائي	آنه	روپیه
بذریعہ یوسف حسن خانصاحب جےپور	-	-	۱۲۰
به تفصیل ذیل :—			
مولوي معشوق علي صاحب	-	-	۷
حسن علي خانصاحب	-	-	۱
ب بیگم صاحبه	-	۱	۱۵
والدہ منشي یعقوب علي صاحب	-	-	۴
مقبول صاحب	-	۵	۱
دکوہ	-	-	۱۵
دختر معشوق علیصاحب	-	-	۲
مرزا هادي یار بیگ صاحب	-	۲	۱
مرزا اختر یار بیگ صاحب	-	-	۳
والدہ منشي یوسف علیصاحب	-	-	۱
منشي یوسف علیصاحب انسپکٹر	-	-	۵
شیخ کلو	-	-	۳
امیرا بیوہ	-	۱	-
مسماۃ بدو	۶	-	-
والدہ سرفراز الدین صاحب	-	۲	۹
منشي محمد عاشق علیصاحب	-	-	۱
قرباني	-	۱۱	۷
... صاحب نور باف	-	-	۱
بابو نورالدین صاحب	-	-	۱
بابو عبد الصمد صاحب	-	۸	-
عبدالعزیز صاحب کمپونڈر	-	۸	-
وحید الدین خانصاحب افسر	-	-	۵
ایک مسافر	-	-	۱
خدا بخش باورچي	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب	-	۳	۲
مرزا عبد العلي صاحب	-	-	۱
سید مراد بخش صاحب	-	-	۱
شیخ عبد الحق صاحب افسر	-	۳	۵
شیخ شمس الدین صاحب افسر	-	۳	
صاحبزادہ جناب سید محمد ایوب صاحب	-	۱۰	۱۵
نبي دادا خان صاحب	-	۲	
مولا بخش صاحب	-	۸	۱
مني آرڈر	-	۴	۱
تعداد	۶	-	-
ایم - مراد خانصاحب - امفیر - ناگپور	۶	۸	۷۱
به تفصیل ذیل :—			
عطار مسافر	-	-	۱
منگل دیوان	-	-	۵
محبت شاہ	-	۸	-
کریم خان	-	-	۱
سید قاسم	-	-	۱
محمد اسحاق	-	-	۲
نواب تانیخان	-	-	۳
نواب سردار خان	-	-	۱
شیخ رسول	-	۸	-
سید بابا رنگریز	-	۴	-
نواب سکندر خان اول	-	-	۲
نواب سکندر خان ثاني	-	۴	۱
نواب داؤد خان	-	-	۲
نوابي	-	-	۱
نواب مستي علي خان	-	-	۱
نواب نوار خان	-	-	۴
شیخ وزیر عطار	-	-	۵
گلاب خان پدھابي	-	-	۱
شیخ لطف قصاب	-	-	۲
یعقوب شاہ فقیر	-	-	۱
امیرن بي	-	۲	-

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنّی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, May 7, 1918.

نمبر ۱۸



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا و لا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ـ القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

میر مسئول و مُحرِّر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ ۔ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

عنوان تلغراف

« الهلال »

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماہی ٤ روپیه ۱۲ آنه

جلد ۲ — کلکته : چہار شنبه ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱۸

Calcutta : Wednesday, May 7, 1918.

فہرست

تصاویر

شذرات

شمس العلماء مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلۂ " الندوه "

(۳)

گذشته نمبر کا خلاصۂ تحریر ' امید ہے که قارئین الهلال کے ذهن میں محفوظ هوگا - اس عرصے میں بکثرت خطوط ادارۂ الهلال میں پہنچے ' اور انکا سلسله برابر جاري ہے - ان خطوط کے مطالعه سے معلوم هوتا ہے که الحمد لله ملک میں ارباب فهم و ادراک ' اور صاحبان عقل و بصیرت کي ایک جماعت موجود ہے ' جو هر آواز کو اسکي اصلي جگهه دینے کي پوري استعداد رکھتي ہے ' اور اگر حقیقت کھولکر سامنے رکھدي جاے ' تو اسکے استقبال کیلیے طیار ہے - ان خطوط میں اس عاجز کي نسبت جس حسن ظن کریمانه کا اظهار کیا گیا ہے ' اسکے لیے حق تعالے کا شکرگذار ہے ' اور مستدعي ہے که اسکے لیے استقامت و معیة حق و صداقت کي توفیق بخشي کي دعا فرمائیں ' که اصل مقصود و مطلوب یہي ہے ' و باقي همه هیچ !

ان خطوط میں سخت اصرار کیا گیا ہے که انهیں بجنسه شائع کردیا جاے ' لیکن میں بادب خواستگار معافي هوں که اول تو الهلال کي گنجایش محدود ' پهر زیاده اهم مقصد بالفعل پیش نظر ' اسلیے سردست انکي اشاعت سے مجبور هوں - الا بعض نشده ضروري مکاتیب که انکي اشاعت ناگزیر و مفید مطلب هو -

* * *

بسلسلۂ مباحث گذشته اس واقعه کے چند پہلو اور باقي رهگئے هیں :

۳۰ - اپریل کو رائٹر نے اطلاع دي که بين القومي حالت کي
ت سفراء دول ميں نہايت اهم گفتگو هورهي هے - دفتر خارجيه
ں سفير روسي' مبعوث جبلي' اور مسٹر بارچ باهم ملے اور اعلان کيا گيا
دول کے نام جبل اسود کا جواب پيش هوگيا هے -

يکم مئي تک اطاليا کي پاليسي ايک راز سر بسته تهي -
ا ميں کونت وان بر چٹولڈ نے اطالي سفير سے ايک طويل ملاقات
- والنا کے اخبارات نے يه مشوره ديا تها که آسٹريا ' سقوطري کي
ب بڑھے' اور اطاليا جنوب البانيه پر قبضه کرلے -

اطاليا کے نيم سرکاري اخبار ٹريبونا نے ايک مضمون لکها' جسميں
خيال ظاهر کيا هے که اطاليا آسٹريا کو تنها مسئله البانيه طے کرنے نه
ي' بلکه خود بهي اسميں حصه ليگي -

غلبۂ سقوطري

روس نے جبل اسود سے نہايت سخت الفاظ
ميں سقوطري کے فوري تخليه کا مطالبه کيا
اے متنبه کيا که اس سرکشي سے وه اپني بربادي کا سامان کر رها
- اس مطالبه کے بعد يکم مئي کي صبح کو جبل اسود نے غير
قبه طور پر جواب پيش کيا - جواب ميں ظاهر کيا گيا هے که دول
طرفداري توڑ دي هے - جبل اسود دول کا مقابله کرنا نہيں چاهتا'
، انصاف چاهتا هے - جواب ميں يه بهي ظاهر کيا گيا تها که
عارضه تخليه سقوطري منظور هے - پهر شام کو سفراء دول کي سر
ورد گرے سے ڈيڑھ گهنٹه تک صحبت رهي - اس صحبت ميں
ں مراسله پر بهي بحث کي گئي - آسٹروي سفير کو اصرار تها که
ليه فوري اور غير مشروط هو' ليکن ديگر سفراء کو زياده اصرار نه تها -

۲ - مئي کو شاهنشاه آسٹريا نے شاهنشاهي مجلس کا ايک
ر معمولي جلسه کيا - جلسه ميں آسٹريا اور هنگري کے وزراء اعظم
نائب وزير بهي مدعو کيے گئے تهے - آسٹروي وزير جنگ نے
جلس مدعو کي' جسميں موجوده حالت کو بالاستيعاب بيان کيا -
ں مجلس نے فوجي کارروائي کو پسند کيا -

ٹريبونا نے ايک مضمون ميں لکها هے که اگر آسٹريا نے البانيه ميں
جي کارروائي شروع کي' اور اطاليا سے شرکت کي درخواست کي گئي'
وه ضرور حصه ليگي - محکمه جنگ کو حکم ديديا گيا هے که
روري فوج تيار رکهے - ايک ڈويژن کافي سمجها گيا هے - والنا کے
خبارات لکهه رهے هيں که اطاليا اور آسٹريا کي کارروائي کے اصولي امور
ے پاگئے هيں -

هرزگوينا اور بوسينا ميں فوجي قانون نافذ کيا گيا هے - وجه يه
ان کي گئي که اهل هرزگوينا اور بوسينا جبل اسود کے ساتهه عملي
ور پر همدرد هو چلے تهے -

۴ - مئي کو رائٹر کو معلوم هوا تها که مجلس جنگ نے' جسکا
صدر خود شاه نکولس تها' فيصله کيا هے که تخليۂ سقوطري کي بابت
دول کے مطالبه کو منظور کرليا جاے - ۵ - مئي کو رائٹر تار ديتا هے
شاه نے دول کو باقاعده طور پر اطلاع دي هے که اس نے معاملۂ سقوطري
دول کے هاتهه ميں رکهديا - مجلس تاج کا فيصله چونکه حکومت کي
اے سے مختلف هے' اسليے وزارت مستعفي هو گئي هے -

اسي تاريخ کے سٹنجي کے تار ميں بيان کيا گيا هے که
مسئلۂ تخليۂ سقوطري پارليمنٹ کي اس غير معمولي نشست کے
سامنے پيش کيا جاليگا' جو ۸ - ماه حال کو مدعو کي گئي هے - والنا
ميں يه تجويز مزيد دقت حاصل کرنے اور ترميم کي ذلت کم کرنے کے
ليے بطور ايک نمايشي جنگ کے خيال کي جا رهي هے -

صلح

حسب تلغرافات عموميه فريقين نے مداخلت کو
منظور کر ليا هے - وکلاء صلح کے ليے پهر لندن تجويز هوا -
دولت عثمانيه کے وکلاء عثمان نظامي پاشا اور بڈيزيريا آفندي'
اور مشير قانوني رشيد بے قرار پائے هيں - حقي پاشا' توفيق پاشا'
اور حسين حلمي پاشا نے شرکت منظور نہيں کي - وکلاء عثماني
مع مشير قانوني ۶ - کو روانه هونگے - اس خيال سے که گفتگو زياده
طول نه کهينچے دول گفتگو کے متعلق چند اصولي امور کا مسوده
پيش کرديں گي جب اس مسوده پر دستخط هو جائينگے تو پهر
متخاصمين ميں گفتگو شروع هوگي -

باب عالي کي کاميابي

همارا خيال تها که مسئلۂ اسعد پاشا
موجوده عثماني حکومت کي سياسي
شطرنج بازي کا ايک حيرت انگيز اور ستايش طلب کارنامه هے'
کيونکه اگر البانيا کي خود مختار حکومت اسي اصول پر قائم هو'
جس پر يورپ کي نصراني سلطنتيں قائم کرنا چاهتي هيں' تو اسکے
يه معني هونگے که جسم اسلام کا يه ٹکڑا اسطرح علحده کر ليا جاے که
پهر کبهي بهي نه ملسکے' اور اتنا هي نہيں' بلکه اسکے آثار باقيه بهي
مٹادیے جائيں !

گذشته اشاعت ميں هم نے اس خيال کي طرف مختصراً اشاره
کيا تها' ليکن اس هفتے کي خبروں سے اس خيال کي غير معمولي
طور پر تصديق هو رهي هے - فالحمد لله على ذلک -

يکم مئي کا تار هے که " اسعد پاشا کي درخواست رسد و نقد
کے جواب ميں باب عالي نے تار ديا هے که وه بيروت روانه
هو جاے - اگر بين القومي ناکه بندي حائل هو' تو پهر ويلونا کا
رخ کرے - باب عالي ويلونا ميں رسد اور نقد بهيجدے گا -

۳ - مئي کا تار هے : " اسعد پاشا نے زير سيادت سلطان المعظم
اپنے مسقط الراس ٹيرانا ميں حکومت قائم کرلي هے اور علم هلال
بلند کر ديا هے " اس تار کے بعد غالباً اس راے ميں شک کي
گنجايش نہيں' جو هم نے شرکت باب عالي کي بابت گذشته
اشاعت ميں ظاهر کي تهي - هم نے اسکي نسبت متعدد تار
تحقيق حال کيليے ترکي بهي روانه کيے هيں -

البانيا

البانيا کے قيام حکومت کي خبر ابهي آپ پڑھ چکے هيں -
اسکے علاوه حسب ذيل خبريں اور وصول هوئي هيں :-

۲ - مئي کا تار هے که اسعد پاشا نے سرويا سے فرمايش
کي هے که ڈوري ريزر اسکو ديدے - اس کے جواب ميں سرويا نے
اسوقت تک تعميل فرمايش سے انکار کرديا هے' جب تک که
اسعد پاشا سقوطري کو بالکل خالي نه کرديگا -

۳ - مئي کو قسطنطنيه کے ايک تار ميں بيان کيا گيا هے که
مسلمان مهاجرين البانيا اپنے گهروں کو واپس جارهے هيں - عثماني
مبعوثين البانيا بهي واپس جانے والے هيں' کيونکه انکو اميد هے
که وه قومي مجلس ميں [illegible] هوسکيں گے -

پيرس کے ۴ - مئي کے تار ميں بيان کيا گيا هے که اليسو کي
سب سے آخري خبروں سے معلوم هوتا هے که جمعه کے دن ڈوريزو کے
قريب جاويد پاشا (جو خليج البانيا ميں سرويوں کي مقاومت
کر رهے تهے' اور جنکے متعلق مشهور کر ديا گيا تها که انهوں نے مع
۱۵ - هزار فوج کے سرويوں کے آگے هتهيار ڈالديے) اور اسعد
پاشا ميں ايک خونريز معرکه هوا' جو کئي گهنٹے تک هوتا رها
بالاخر جاويد پاشا کو شکست هوئي اور فوج پريشان هوکے بهاگ گئي -

[بقيه کے ليے صفحه ۳ ملاحظه هو]

(۱) مضامین میں دیگر جزئي حالات جو بیان کیے گئے ہیں' وہ بھي صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوي عبد الکریم صاحب کي نسبت ایک یا دو ہفتے کي معطلي کا فیصلہ جلسۂ انتظامیہ نے منسوخ کر دیا تھا تو یہ چھہ ماہ کي سزا پھر کیوں بخوشي و خرمي' بغیر کسي انکار و عذر کے دیدي گئي؟ جن لوگوں سے مولانا شبلي نے بجبر و اکراہ عالم تقیۂ ونفاق میں سزا دلوائي تھی' وہ تو اب آزاد تھے' اور سزا کي منسوخي اسپر شاہد ہے کہ اب مولانا شبلي کا تسلط و استبداد باقي نہیں رہا تھا - حتي کہ انھیں معافي مانگنے کیلیے کہا گیا تھا - پھر یہ کیونکر ہوا کہ بیچارے مولوي عبد الکریم کو گرگ تسلط کے منہ سے نکالکر تیغ قصاب کے پنجے میں ڈالدیا گیا' اور چند یوم کي سزا کي جگھہ نصف سال کي دفعہ لگا دي ؟

کیا ڈپٹي کمشنر صاحب نے خود اسکي اطلاع دي' یا بعض لوگ اس بارے میں خود ہي انکے پاس دوڑے ہوے گئے اور اس سزا و عقوبت تعزیري کا ہدیۂ مبارک' فقیہ دار العلوم کیلیے اپنے ساتھہ لاے ؟ اگر گئے تو وہ کون لوگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کي قرار دي ہوئي سزا کو منسوخ کر دیا گیا' حالانکہ وہ مدرسہ کا اندروني معاملہ تھا' تو پھر اب محض ڈپٹي کمشنر صاحب کے احکام مستبدہ سے چھہ ماہ کي سزا دینا' کیا معني رکھتا ہے؟ کیا یہ کہ مولوي عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کي خود اپني دي ہوئي سزا سے بچاکر' چھہ ماہ کي سرکاري سزا دلا دي جاے ؟

مجھکو جو اطلاع اس بارے میں مراسلۂ علی گڈہ سے ملي ہے' اور جسکي تصدیق خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو کي مراسلت سے ہوتی ہے (جو اس ہفتے درج رسالہ کی گئي ہے' اور جسکي نسبت میں اپني راے آخر مراسلہ میں ظاہر کرونگا) اور جو اس وقت تک صحیح اور معتبر سمجھي جاے گي' جب تک کہ ارکان ندوہ' اور شرکاء کار اسکي کوئي باقاعدہ تغلیط نہ کریں' وہ حسب ذیل ہے :

مجلس ارکان خمسۂ کواین کے بعد اس کارروائي کی مولانا عبد الحي نے تمام ارکان کو حسب قاعدہ اطلاع دي' اور ۹ - مارچ کو مجلس انتظامیہ کا جلسہ منعقد ہوا -

اسمیں بعد مباحثہ و تحریک و ترمیم و مخالفت' بالاخر یہ طے پایا کہ " جو کارروائي پانچ حضرات کي مجلس نے' نیز معتمد دار العلوم نے کي تھي' وہ کالعدم سمجھي جاے "

اس کارروائي کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسي جلسہ میں منشي احتشام علي' مولانا سید عبد الحي' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب شرواني ندوہ کے عہدے اور ممبري سے مستعفي ہوگئے -

اب سوال یہ ہے کہ جو مضامین اس معاملے کي نسبت لکھے گئے' ان میں یہ تذکرہ کیوں حذف کر دیا گیا ؟

منشي اعجاز علي جنھوں نے اس بارے میں مضمون لکھا ہے' منشي احتشام علي کے بھائي ہیں' یا شاید کوئي اور تعلق ہے مگر قریبي عزیز ضرور ہیں - تعجب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک واقعہ پر روشني ڈالنے سے کیوں قاصر رہے ؟

اگر یہ تمام کارروائي جو مولوي عبد الکریم کے ساتھہ کي گئی' صرف مولانا شبلي ہي کے تسلط کا نتیجہ تھی' اور منشي احتشام علي' مولوي سید عبد الحي' اور مولوي عبد الباري صاحب محض بالجبر شریک ہوگئے تھے' تو سوال یہ ہے کہ منسوخي کے بعد منشي احتشام علي اور مولانا عبد الحي کو کیوں اسقدر صدمۂ شدید پہنچا' کہ اعتراض و مخالفت ہي نہیں' بلکہ ندوہ کي ممبري ہي سے مستعفی ہوگئے' اور ایک ایسي جماعت سے رسم و راہ رکھنا بھي انھیں گوارا نہوا' جو مولوي عبد الکریم مصنف مضمون جہاد کي سزا کو منسوخ کردے ؟

یہ امر صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے ان تمام حضرات کو کس درجہ تعلق تھا' کیونکہ اگر تعلق نہوتا' تو پھر خلفشار و منسوخي کے بعد مستعفي کیوں ہو جاتے ؟

البتہ مولانا حبیب الرحمن صاحب کا مستعفي ہونا بالکل ایک علحدہ اور بے تعلق معاملہ ہے - کیونکہ وہ پہلي کارروائي میں شریک نہ تھے' جسکي منسوخي کا انپر اثر پڑتا - انکے مستعفي ہوجانے کیلیے وجوہ و اسباب ہونگے' جو معلوم نہیں -

اس بحث کا سب سے زیادہ تماشا طلب حصہ یہ ہے کہ اگر یہ مضامین واقعي حریت پسندي' صداقت فرمائي' اور جہاد دوستي کي وجہ سے لکھے گئے ہیں (اور اگر ایسا ہو تو تمام ملک جانتا ہے کہ یہ عین نتیجہ و منشاء دعوت یک سالۂ الہلال ہے) تو کیا سبب ہے کہ منشي اعجاز علي کارروائي کرنے والي مجلس کے صرف ایک رکن کي مخالفت میں تو اس درجہ سرگرم جہاد في سبیل اللہ ہیں' اور باقي چار ممبروں کا' جنمیں ایک خود انکا بھائي ہے' ذکر تک نہیں کرتے؟ ازادي راے اور معیتِ صداقت کا ایما تو یہ ہے کہ انکو سب سے پہلے پوري مجلس کي کارروائي پر اعتراض کرنا تھا - پھر چونکہ مولانا شبلي بھي اسمیں شریک تھے' ان پر بھي کرنا تھا - اور ساتھہ ہي اپنے گھر کی بھي خبر لیني تھي - علی الخصوص منشي احتشام علی صاحب سے پوچھنا تھا کہ " بابا ! تم جو اس کارروائي میں شریک مساوي تھے' اور تم کو اس کارروائي کي منسوخي کا اسدرجہ غم تھا' کہ تم نے اپنا استعفا پیش کردیا تھا' اور تم جو ڈپٹي کمشنر سے بمعیت مولوي خلیل الرحمن صاحب سہارنپوري جا کر ملاقات کرتے ہو' اور حکم سزاے شش ماہہ لیکر واپس ہوتے ہو' بتلاؤ کہ ان واقعات کو مطلوبہ حریۃ و حق طلبي' اور حکم جہاد و قتال في سبیل اللہ سے اب میں کیونکر تطبیق دوں ؟ "

لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا - غلامي ہو یا حریت' بندگان اغراض و اہوا نے انھیں اپنے مقاصد ردیہ کیلیے ایک آلہ بنا لیا ہے - ایسوں کي نہ غلامي موجب تاسف ہوتي ہے اور نہ ادعاء حریت موجب مسرت - یہ مقامات دوسرے ہیں -

شاید مجھسے زیادہ منشي اعجاز علي کا کوئي مداح نہوتا اگر وہ اس معاملے میں فرض حق گوئی ادا کرتے - جہاں شخصي تعلقات و عداوت کا قدم آیا' وہاں ایک لمحہ کے لیے بھي سچائي نہیں ٹہر سکتي - یا تو چپ رہو کہ بہتوں کي خاموشي انکے بولنے سے اچھي ہے' یا بولو تو اپنے تعلقات اور عزیز داریوں کي زنجیر کو توڑدو' اور اپنے دل کو شخصي مقاصد فاسدہ سے پاک کردو -

ہفتہ جنگ

آسٹریا کي " آزادانہ کارروائي " کے فیصلے نے تمام یورپ میں عالمگیر اضطراب پیدا کردیا ہے' اور گو لندن میں اسکی سرکاري طور پر تصدیق نہیں کي گئي تھي' مگر بازاروں کي حالت خراب ہونے لگي ہے -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر کے تار کا مفاد یہ تھا کہ آسٹریا اور جبل اسود' دونوں سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہي ہیں' انٹي واري میں اسوقت ۱۰ - ہزار جبلي فوج موجود ہے اور مزید فوج آ رہي ہے -

مطالبہ دول کے تحریري جواب میں جبل اسود نے یہ اعلان کیا تھا کہ آخري جواب وہ اسوقت تک نہیں دیگا' جب تک کہ یونانیوں کي عید الفصح ختم نہ ہوجائے گي -

الہلال

۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

حـــول ادرنـــه

افکار و نتائج

انجمن اتحاد و ترقی - انقلاب وزارت - صلح و جنگ - دفاع ادرنه - و نظر به مستقبل -

(۱)

مصائب و حوادث کا نزول انسانی آراء و معتقدات کیلیے سب سے بڑی آزمایش ہے - اور انسان کے اعتقاد کا شرف و احترام صرف اس میں مضمر ہے کہ ناگہانی حوادث کے ظہور کے وقت اسکے استقلال فکر و قوت قیام کا حال کیا تھا ؟

پھر کتنے کمزور دماغ ہیں ' جو مدتوں کے نشوؤنما یافتہ اعتقاد کو صرصر حوادث کے ایک جھونکے پر قربان کردیتے ہیں ' اور کتنی ضعیف القلب ہستیاں ہیں ' جو اپنی راے کی قیمت ایک صداے رعد ' اور ایک اضطراب برق کی ارزش مرعوبیت سے زیادہ ثابت نہیں کرسکتیں ؟

لیکن فی الحقیقة یہ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے - انسانی راء و اعتقاد کے شرف کو اس سے بہت اونچا ہونا چاہیے که اسکا استقلال حوادث و مصائب کے مقابلے سے عاجز ہو ' اور اپنے ہستی قیام کو تغیرات کی رو پر چھوڑ دے - دنیا میں حوادث سے چارہ نہیں ' پھر اگر تم نے اپنی راے کی زندگی کا سررشتۂ حیات و ممات انکے ہاتھوں میں دیدیا ' تو اسکے یہ معنی ہیں که خود تمہارے پاس کوئی روح فکر و ذہن نہیں - ہر لمحے میں تمہاری رائیں بدلتی ہونگی ' اور ہر دقیقے کے اندر انکے جنازے اٹھیں گے !

پھر یہ دنیا کی عظیم الشان ہستی ' یعنے انسان کی راے نہیں ہے ' بلکه حیات حیوانی کے وہ ابتدائی نمونے ہیں ' جو ہوا کی ایک حرکت سے مرتے ' اور رطوبت کے ایک قطرے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں -

* * *

البته استقلال فکر ' اور جمود راے میں فرق کرنا چاہیے - تمہاری راے اور اعتقاد کو مستقل اور محکم ہونا چاہیے ' لیکن جامد و غیر نشو پذیر نہیں ہونا چاہیے - دنیا کی ہر مادی و غیر مادی شے پر قانون ارتقا جاری ہے ' پس تمہاری راے اور عقیدے کو بھی ترقی کرنا چاہیے - ترقی سے مقصود یہ ہے که غلطیوں اور غلاؤں سے نکلے ' اور حق و حقیقت کی طرف متصاعد ہو - وہ ہر اس تغیر و انقلاب کیلیے بالکل مستعد رہے ' جو حق کے ظہور و کشف سے اسپر طاری ہو ' اور جب ظہور صداقت کی تلوار اٹھے ' تو خود اپنے تئیں زخمی ہونے کیلیے پیش کر دے ! !

اعتقـادات و آراء میں یه تغیـر ' جو قبول حق اور سماع صداقت سے ہوتا ہے ' دراصل استقلال و استحکام فکر کا منافی نہیں ہے ' بلکه اسکا ارتقا اور نشو و نما ہے -

پس ضرور ہے که رایوں میں جمود ' اور سماع حق و تلاش صدق سے اعراض نہو ' لیکن اسکے ساتھ ہی استقلال و قیام میں تزلزل بھی نہونا چاہیے - وہ ایک ایسی قوت ہو که حق کے مقابلے کے سوا ' دنیا کا کوئی حادثه ' اور کوئی سخت سے سخت قوت بھی اسکو شکست نہ دیسکے -

* * *

سقوط ادرنه اور تسلیم سقوطری (۱) کے واقعه نے جو فوری اور ناگہانی اثر قلوب و افکار پر ڈالا ہے ' میں سمجھتا ہوں که استقلال راے اور استقامت فکر کے نقطۂ بحث کو پیش نظر رکھکر انپر ایک نظر ڈالنی چاہیے -

سب سے پہلا اثر تو وہ مایوسی کی گھٹا تھی ' جس کو میں نے تقریباً ہر طرف محیط پایا ' اور میرا دل بہت غمگیں ہوا ' جب میں نے آنسوؤں کی چادر ہٹا کر دیکھا ' که جو لوگ دنیا میں صرف امید کیلیے پیدا ہوے ہیں ' وہ بدبختانه مایوسی سے مغلوب ہو رہے ہیں ' حالانکه : و من یقنط من رحمته الا الکافرون ؟

پھر میں دیکھتا ہوں که اس واقعه کا ایک اثر ' وہ رایوں کا تغیر ' اور معتقدات کا انقلاب بھی ہے ' جو ترکوں کے اسلامی دفاع ' انجمن اتحاد و ترقی ' انقلاب وزارت ' صلح سے انکار و اصرار جنگ ' اور ایڈریا نوپل کے دفاع کی ناکامی کی نسبت ' دماغوں اور فکروں میں پیدا ہوگیا ہے -

میں بہتوں کو جانتا ہوں جو کل تک اتحاد و ترقی کے مداح تھے ' مگر سقوط ادرنه کی خبر سنتے ہی مخالف ہوگئے - گویا ایڈریا نوپل کے جنگی دفاع کی کامیابی و ناکامی ' اتحاد و ترقی کی موافقت و مخالفت کی ایک طے شدہ شرط تھی ' اور اب یه لوگ شرط کے پورا نہونے سے اپنا معاہدۂ موافقت بھی فسخ کررہے ہیں ' که اذا فات الشرط ' فات المشروط ! !



بانی ادرنـــه : شہنشاہ اڈریا نو -

اسی رومانی شہنشاہ نے ایڈریا نوپل کو آباد کیا تھا اور پھر اسی کے نام سے مشہور ہو گیا - اصلی نام " اڈریا نو - پولس " تھا - یعنے شہر اڈریا نو - جیسے ایران کے قدیمی دار الحکومت جمشید کو " پرسی پولس " کہتے ہیں پولس یونانی میں شہر کے معنی میں بولا جاتا ہے - پھر کثرت استعمال سے " اڈریا نوپل " ہو گیا - یه تصویر ایک سنگی بت کی ہے ' جو لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ہے -

کامل پاشا کی وزارت کی شکست ' اور نئی وزارت کا صلح سے انکار بھی ان لوگوں کے خیال میں ایک ایسا مسئله تھا ' جسکے حق و باطل کا معیار صرف ایڈریا نوپل کی دیواروں کے نیچے تھا - پس جب بلغاری و سروی فوج نے اسکو توڑ کر گرا دیا ' تو اسکی

(۱) عربی میں شہر کو حوالہ کردینے کیلیے " تسلیم " کا لفظ بولا جاتا ہے ' جو لغت کے اعتبار سے بھی بالکل صحیح ہے -

يا قومنا ! اجيبوا داعي الله !

اے برادران ملت ! الله کے طرف پکارنے والے کي پکار کا جواب دو !

انفروا خفافا و ثقالا !

آہ ! کاش مجھے وہ صور قیام قیامت ملتا ' جس کو میں لیکر پہاڑوں کي بلند چوٹیوں پر چڑھجاتا ' اسکي ایک صداے رعد آسا غفلت شکن سے ' سرگشتگان خواب ذلت و رسوائی کو بیدار کرتا ' اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ " اٹھو کیونکہ بہت سوچکے ' اور بیدار ہو ! کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاھتا ہے ! پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو ' پر اسکي نہیں سنتے جو تمہیں موت کي جگہہ حیات ' زوال کي جگہہ عروج ' اور ذلت کي جگہہ عزت بخشنا چاھتا ہے !

يا ايها الذين آمنوا ! استجيبوا لله و للرسول اذا دعاكم لما يحييكم و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه ' و انه اليه تحشرون (۸ : ۳۲)

اے مسلمانو ! الله اور اسکے رسول کی صدا کا جواب دو ' جبکہ وہ تمہیں بلا رہا ہے ' تاکہ تمکو موت سے نکالکر زندگي بخشے - یاد رکھو کہ الله جب چاھتا ہے ' انسان اور اسکے دل کے اندر آڑے آجاتا ہے ' اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ھي اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے اسي کے آگے ایک دن جانا ہے !

* * *

آج آنے والي بربادیوں اور ھلاکتوں سے نکلنے کیلیے تم بیقرار ہو ' اور اسکے لیے طرح طرح کي تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈھتے ہو - لیکن یہ کیا بد بختي ہے کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھي تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اسکو تو اپنے سے راضي کر لیں ' جسکے دروازے سے بھاگ کر ساري دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نا مرادیوں کي ٹھوکریں کھائیں ' حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے :

يا ايها الذين آمنوا ! ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ' و يكفر عنكم سيئاتكم و يغفر لكم و الله ذو الفضل العظيم (۸ : ۳۸)

اے مسلمانو ! اگر تم الله سے ڈرو اور اسکے حکموں کے آگے جھک جاؤ ' تو پھر تمہیں کسي چیز کیلیے بھي کسي دوسري تدبیر کے کرنے کي احتیاج باقي نہیں رہیگي - وہ دنیا میں تمہارے لیے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردیگا ' اور تمہاري تمام گمراھیوں کو معاف کردیگا - وہ تو سب سے زیادہ بخشدینے والا اور صاحب رحم الطاف ہے !

* * *

پھر اگر اٹھنا ہے تو اٹھہ کھڑے ہو ' کیونکہ چلنے کا وقت یہي ہے ' اور اسکے بعد موت کے سوا کچھہ نہیں - آج تم کو کوئي انجمن ' کوئي جمع شدہ دراھم اور روپیہ کي مقدار ' کوئي پولیٹکل سرگرمي ' اور کوئي انسانوں اور ممبروں کے اجتماع محض کا ایک جتھا ' آنے والے مصائب سے نہیں بچاسکتا ' جب تک کہ خود تمہارے اندر کوئي انقلابي تبدیلي نہو ' اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے ' اسکی راہ ' اور اسکی مرضات کی راہ میں ' اپنے تئیں دے ڈالنے کا عملي عہد نہ باندھلو ' اور اسی کے بتلائے ہوے طریقہ ' اور اسي کے حکم و ایما کے ماتحت ہوکر ' اسکے نہ ہو جاؤ -

پس یہي ہے - جسکي طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں ' اور یہی دعوت ہے ' جسکے پکار کی راہ اس نے مجھے دکھلائي ہے - میں اٹھا ہوں ' پس تم بھي اٹھو ' تاکہ ہم سب ملکر اسکے دروازے کو کھٹ کھٹائیں ' اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسي کے ہو جائیں - پھر وہ جسطرف لے جاے ' اپنے تئیں چھوڑ دیں - کانٹوں پر لوٹاے ' تو اپنے تلووں کو زخمي کردیں - اور پھولوں پر چلاے ' تو انکے لطف و راحت سے لذت اندوز ہوں - تلواروں کا زخم کھلاے ' تو اسکو غیروں کے مرھم سے زیادہ محبوب سمجھیں ' اور زھر کا تلخ و مہلک جام دے ' تو اسے شربت قند و گلاب کي طرح مزے لے لیکر پی جائیں : -

پیکان ترا بجان خریدار
من مرھم دیگران نخواھم

* * *

الحمد لله کہ صداے " من انصاري الى الله " کیلیے وھي خداے حکیم دلوں کو کھول رہا ہے ' جس نے اس صداے دعوت الى الله و رسوله کو بلند کرایا ہے - اسوقت تک روزانہ ایک سو درخواستوں کا اوسط ہے - لیکن شاید ابھي بہت سے لوگ ہیں ' جو متامل ' اور بہت سے ہیں جو اصلیت و مقصد کي طرف سے پریشان ہیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ حکمۃ الہیہ نے یہي طریق دعوت اس لیے قرار دیا تاکہ اسطرح سب سے اول ھی دلوں کي آزمایش اور دعوونکا امتحان ہوجاے ' جنکے دلوں میں سچا ولولہ ہوگا ' وہ بغیر اصلیت کو پوچھے اٹھہ کھڑے ہونگے ' کیونکہ انکے لیے اتنا اشارہ ھي کافي ہوگا کہ الله کي راہ کی دعوت ' اور اسلام کي ایک مخلص جماعت پیدا کرنا ہے ' پھر خواہ اسکي کوئي تدبیر اور کوئي پیرایہ ہو ' کہ یہ امور ' وسائل و ذرائع ہیں ' اور اصل حقیقت انسے متاثر نہیں - هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا !

[بقیہ مضمون صفحہ تین کا]

سرویوں نے اسعد پاشا کے لیے ڈوریزو کا راستہ کھوادیا ' اور اسعد پاشا کي فوج کا ایک حصہ فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا -

اسعد پاشا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت وہ مرکز البانیا کي حالت کا مالک ہے -

سب سے آخري خبر یہ ہے کہ سرویا نے البانیا کو بالکل خالی کردیا ہے - آخري سروي بارکش جہاز اسعد پاشا کے داخلے سے پہلے ھي صبح کو ڈوریزا سے روانہ ہوگیا -

شاید جاوید پاشا اسعد پاشا کو دولۃ عثمانیہ سے بالکل بے تعلق سمجھہ رہے ہیں ' اور یہی غلط فہمی اس معرکہ کي بنیاد ہے -

نیز نہیں کہا جا سکتا کہ ان خبروں کے تمام اجزا کہاں تک موثق ہیں ؟ بہر حال امید ہے کہ آیندہ ہفتے تک قسطنطنیہ کي کوئي مفصل تلغراف خصوصي اس بارے میں شائع کرسکیں گے -

کے کاموں کیلیے ایک عجیب الخلقة منطق کی بنا پر معیار حق و باطل سمجھتے هیں ' انکو اس وقت سامنے آنا چاهیے -

اس مسئلے پر غور کرنے کیلیے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل دفعات قرار دی جاسکتي هیں :-

(۱) دول یورپ نے اپنی پچھلی یاد داشت میں ایدریا نوپل کي حوالگی پر زور دیا تھا ' اور کامل پاشا کي وزارت نے سر جھکا دیا تھا ' مگر اتحاد و ترقي نے ایدریا نوپل کي حوالگی کو اسلامی شرف و وقار اور عثماني روایات کیلیے خود کشي بتلایا ' اور اسي بنا پر قوم اور فوج میں برهمي پیدا کرائی ' اور وزارت کا تخته الٹ دیا - لیکن اسکا نتیجه کیا نکلا ؟ یہی که جو چیز عزت سے مانگی جاتي تھي ' بالاخر شکست کي ذلت کے ساتھه جبراً دیني پڑي ؟

(۲) پھر آخري نتیجه تو اس سے بھي بدتر نکلا ' کیونکه اس صورت میں بلغاریا ایدریا نوپل کي اسلامي آبادي اور مقامات متبرکه کی حفاظت و احترام کا وعدہ کرتي تھي ' لیکن اب ' جبکه جبراً لے لیا گیا ' تو وہ بات بھي جاتی رهی -

(۳) نئي وزارت نے جنگ میں کونسي ایسي تبدیلي پیدا کردي ؟ نه تو انور بے نے صوفیا فتح کیا ' نه فتحي بے بلغراد اور ستنجی پر قابض هوا - کوئي نئی فتح یابي ' اور کسی حصۂ زمین کي واپسي نئی وزارت سے بن نه آئي - بلکه ایدریا نوپل ' جنینا ' اور سقوطري بھی هاتھه سے گئے -

(۴) پس کیا شوکت پاشا اور کامل پاشا ' دونوں نتیجه کے لحاظ سے جنگ کیلیے یکساں نہیں هیں ؟

یہی اعتراضات هیں جو باشکال مختلفه سامنے آتے هیں - میں بہت اختصار و ایجاز اور محض بطور اشارات کے جواب عرض کرونگا ' کیونکه آجکل الهلال کے صفحات افتتاحیه بوجه تحریک تشکیل "حزب الله" بالکل رکے هوے هیں اور مزید گنجایش مفقود ہے - یه بھی جو لکھه رها هوں ' تو صرف اسلیے که موجودہ حالات کي مایوسیوں کا اثر بالواسطه قواء عمل و استعداد کار پر بھی پڑتا ہے ' اسلیے ضرور ہے که پہلے غلط فہمیوں کو صاف کردیا جاے - ورنه میں تو آجکل اپنے پیش آنے والے کاموں میں اسطرح غرق هوں که ان چیزوں کے لکھنے کا اب کوئی ولوله هی اپنے دل میں نہیں پاتا - اور احباب یاد رکھیں که میري تمام تحریریں دل کے ولولے هي پر موقوف هیں - یه دوسري بات ہے که لکھنا هر حال میں پڑتا ہے -

فاقول و بالله التوفیق :

(۱)

سب سے پہلے پہلي بحث پر نظر ڈالیے - پھر میں ان نادانوں سے ' جنہوں نے اپني رائے کی باگ حقائق امور کے هاتھه میں نہیں ' بلکه وساوس و خطرات امید و بیم ' اور جذبات و امیال حزن و نشاط کے هاتھه میں دیدي ہے ' یه پوچھنے کا حق رکھتا هوں که

کیا انکي اصطلاح میں خود کشي اور موت ' دونوں ایک هي هیں ؟

اگر ایک بیمار جاں بلب هو ' تو کیا ایک قدیم یوناني فلسفه کی طرح ' اسکو وقت سے پہلے مار ڈالنا چاهیے ' یا آخر وقت تک علاج و سعی اور جد و جهد کے ذریعه بچانے کي کوشش کرنا چاهیے ؟

جو لوگ ایدریا نوپل کو نه بچاسکنے کی وجه سے اسکا بخوشي دیدینا جائز بلکه ضروري بتلاتے هیں ' کیا وہ ایک بیمار شخص کو جو حد درجه ضعیف هوگیا هو ' یه مشورہ دینے کیلیے طیار هیں که وہ خود کشي کرلے ' کیونکه کسي نه کسي دن تو اسکي جان ملک الموت جبراً لے هي کر چھوڑے گا ؟

هزاروں انسان هیں ' جو اپنے بیمار عزیزوں کا جاں کني کي آخري گھڑي تک علاج کرتے هیں ' لیکن تدبیر انساني مشیت الہي سے شکست کھاجاتی ہے ' اور بالاخر انکي جان حوالۂ موت هونے سے نہیں بچتی - یه حالت دیکھکر انکے عزیز روتے هیں ' اور انکي موت پر ماتم کرتے هیں ' پر یه تو کوئی نہیں کہتا که مرنے والے کو جب مرنا هي تھا ' تو کیوں نه هم نے اپنے هاتھه سے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ؟ یه سچ ہے که ایدریا نوپل کي حفاظت کا تاریخی دوام بالاخر جاں بر نہوسکا ' لیکن اسپر هم رو سکتے هیں ' پر یه تو نہیں کہه سکتے که جانے والے ایدریا نوپل کو خود هي اپنے هاتھوں سے کیوں نہیں دیدیا ؟

ایدریا نوپل قسطنطنیه کے علاوہ یورپ میں همارے آخري متاع عزت تھي - وہ آل عثمان کي عزت و عظمت کا منارہ ' اسلامي فتوحات اخیرہ کا صفحۂ افتخار ' سلاطین عثمانیه کا مدفن ' قدیمي عثماني دار الحکومت ' یوناني و روماني عظمة مخذوله کي یادگار مفتوحه ' اور اسلام کي ضرب شمشیر کا ایک گہرا مسیحي زخم تھا - پھر قسطنطنیه کا ایک کھلا دروازہ ' اور شاخ زریں کے قفل عظمت کي طلائي کلید تھي -

ایسي متاع عزیز و محبوب کو ایک عدیم النظیر قزاقی ' اور ایک شرمندہ کن انسانیة بے حیائي کے ساتھه ' دور موجودہ کا تعفت ابلیس لعین ' اور انسانیة مظلومه کیلیے وجود مجسمۂ لعنت و عذاب الیم ' یعنے دول متحدۂ یورپ (قاتلهم الله تعالی) هم سے طلب کرتا تھا ' تاکه هم اس جنس گرامی کو بغیر ایک قطرۂ دفاع کے بہاے ' بخوشي دیدیں ' اور اسطرح اسلام کے دامن عصمت پر اپني کمزوریوں اور بزدلیوں سے جو صدها دهبے هم لگا چکے هیں ' ان میں ایک سب سے آخري مگر سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور شرم انگیز دهبے کا اضافه کر دیں ! !

پھر آنے والی تمام نسلیں هم پر لعنت بھیجیں ' اور وہ تاریخ میں حسرت و ندامت کے ساتھه پڑھیں که همارې ذلت و بدبختي یہاں تک پہنچ گئي تھی که عزت اسلامي کو اگر بچانے سے عاجز تھے ' تو اسکے لیے خون بہانے سے بھي مجبور هوگئے تھے ! !

(کامل پاشا) کے اندر صلیب کي غلامی کا آسیب حلول کر گیا تھا - انگلستان کے آستانۂ صلیبی پر اسکي نود ساله پیشاني جبهه سائي کر رهي تھي - یقیناً وہ ایسا کرسکتا تھا ' جسکی اس نے چالیس کرور فرزندان اسلام کي آخرین ذلت و رسوائي کیلیے مخذول و نامراد سعي کی تھي ' لیکن اگر آج سقوط ادرنه کي خبر سنکر مسلمانان عالم ' اور علي الخصوص مسلمانان هند کی زبان سے بھي (جو اپنے جوش اسلامي کیلیے آج تمام ترکي میں ضرب المثل هو رهے هیں) ایسے کلمات سفیهه و رذیل نکلتے هیں ' تو میں نہیں سمجھتا که اپني بدبختی پر کیونکر ماتم کروں ؟ کیونکه پھر تو واقعي مسلمانوں کي سیزدہ صد ساله عزت کا خاتمه هوگیا ' اور ملة قویم الهیه کي ذلت و رسوائي کي انتہا هوگئي - هم لوگ صرف عالم مادیه کي شوکت و افسري هي کے مدعي نه تھے ' بلکه همارې اصلي عظمت اقلیم دل اور عالم روح و عواطف معنویه کي تھي - بلغاریا اور سرویا نے ایدریانوپل کو جس محیر العقول اور مافوق العادہ دوام ملي کے بعد لیا ہے ' اور پھر جیسي عدیم النظیر شکست کے بعد اس فتح کے ادعا کا آسے موقعه ملا ہے ' وہ همارے لیے خواہ کتنا هي غم انگیز هو ' مگر ذلت انگیز نه تھا ' لیکن اگر اس مدافعة پر ایک لمحه کیلیے بھي کسي قلب مومن میں تاسف و انفعال پیدا هوتا ہے ' اور یورپ کے مطالبۂ ادرنه کے وقت کو حسرت کے ساتھه یاد کرتا ہے ' تو پھر یقیناً بلغاریا اور سرویا نے نہیں مگر خود همارې بدبختي نے همارے معصوم چہروں پر ایک دائمي ذلت کا داغ لگا دیا ' اور یقیناً اب هم کو خود کشي هي کرلیني چاهیے !!

مئي کے ساتھہ اس مسئلے کي صداقت بھي گزرگئي ! یہ لوگ اب کہلے ھیں کہ جنگ سے تو واقعي صلح ھي بہتر تھي !!

* * *

لیکن افسوس ھے کہ میں اپنی رایوں کو اسقدر جلد پیدا کرنے اور پھر قتل کر ڈالنے پر قادر نہیں - میرا دماغ رایوں کا گھر ھے' پر میں اسے مدفن بنانا نہیں چاھتا - میں انسان کی راے کو ایک قوت سمجھتا ھوں جو اندر ھی پیدا ھوتي ھے' اور جب مرتي ھے' تو اندر ھی کی کسي قوت سے مرتي ھے - میرے عقیدے میں باھر کے حوادث و واقعات اسپر موثر نہیں ھوسکتے -

مجھکو معلوم ھے کہ نئي وزارت جنگ کے اعلان کے ساتھہ قائم ھوئي - میں ابھي بھولا نہیں ھوں کہ ایڈریا نوپل کے تحفظ کی خاطر اپني انتہائي قوت صرف کردینے ھی کیلیے (انور بے) باب عالي کے اندر داخل ھوا تھا -

مجھکو یاد ھے کہ طلعت بے نے کہا تھا : " ھم مٹ جائیں گے مگر اسلامی دنیا کو شرمندہ نہیں کرینگے "

پھر ساتھہ ھي میں یہ بھی تم سب کي طرح دیکھہ رھا ھوں کہ اس تمام عرصے میں نئي وزارت نے کوئی چھنا ھوا ملک دشمن سے واپس نہیں لیا - اسکي خبر بھي کوئی نہیں آئي کہ عزت پاشا نے چٹلجا سے نکلکر صوفیا اور بلغراد پر قبضہ کرلیا ھو - جنگ کیلیے اولین شے روپیہ ھے - یہ بھي سچ ھے کہ نئي وزارت کے اولي نیا خزانہ بھي آیا صوفیہ کي دیوروں کے نیچے سے نہیں نکلا " اور یورپ نے اپنے ادعائي حیاد(۱) کے برخلاف کوئی قرضہ بھي نہیں دیا -

اسکے بعد آخري خبر جو سب کو سننی پڑي' میں بھی سن چکا ھوں - یعنے ایڈریا نوبل ساقط ھوگیا' اور بلغاري فوج اسکے اندر فاتحانہ داخل ھوگئي -

لیکن باوجود اِن تمام یاد داشتوں' اور حافظے کي زندہ معلومات کے' اور باوجود ان حوادث و نتائج کے سماع اور مشاھدے کے' میں کہتا ھوں کہ میري جو راے ابسے تین ماہ پہلے انقلاب وزارت کے وقت تھي' اب بھي ھے - میں بہت سوچتا ھوں لیکن ایک لمحہ کیلیے بھي اپني راے کو اسمیں تغیر کیلیے طیار نہیں پاتا -

ھاں' یہ سچ ھے کہ ایڈریا نوبل کے تحفظ کی سعي' نئي وزارت کا اعلان اولین تھا' اور وہ ساقط ھوگیا - مع اپنے عظیم الشان مقبروں اور مقدس مساجد کے - مگر الحمد للہ کہ میري راے کي تسخیر کیلیے

ابتک مخالف اسباب پیدا نہیں ھوے ھیں - وہ ابتک بدستور قائم و مستقل ھے - مع اس راے کے' جو ابتدا سے عثماني مسائل کي نسبت رکھتا ھوں' اور مع اُن خیالات کے' جو انقلاب وزارت کے وقت ظاھر کرچکا ھوں -

انجمن اتحاد و ترقي

انجمن اتحاد و ترقی کی نسبت میں اس وقت کچھہ نہ کہونگا کہ مختصراً بار بار کہہ چکاھوں' اور تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - میري رائیں مدتوں اور لمحوں میں نہیں بدلتیں - میں نے جو خیالات الہلال جلد اول نمبر (۲) میں " تصادم احزاب و تنافس اقلام " کے عنوان سے ظاھر کیے تھے' اب تک اُن پر قائم ھوں - میري راے کا خلاصہ یہ تھا کہ : لہم حسنات و سئیات :

خلطوا عملا صالحاً وآخر سئیا (۹ : ۱۰۳) — انھوں نے ملے جلے عمل کیے' اچھے بھي اور برے بھی -

انکی غلطیوں پر شاید اوروں سے بہتر نظر رکھتا ھوں' مگر ساتھہ ھي مجبور ھوں کہ ترکي میں انکے سوا کوئي کارکن اور مخلص ملک جماعت نہیں پاتا - پس وہ اپني غلطیوں کی وجہ سے مستحق نفرین نہیں ھیں بلکہ مستحق دعا ھیں کہ خدا آیندہ انکو ٹھوکروں سے بچاے -

المنار اور الہلال

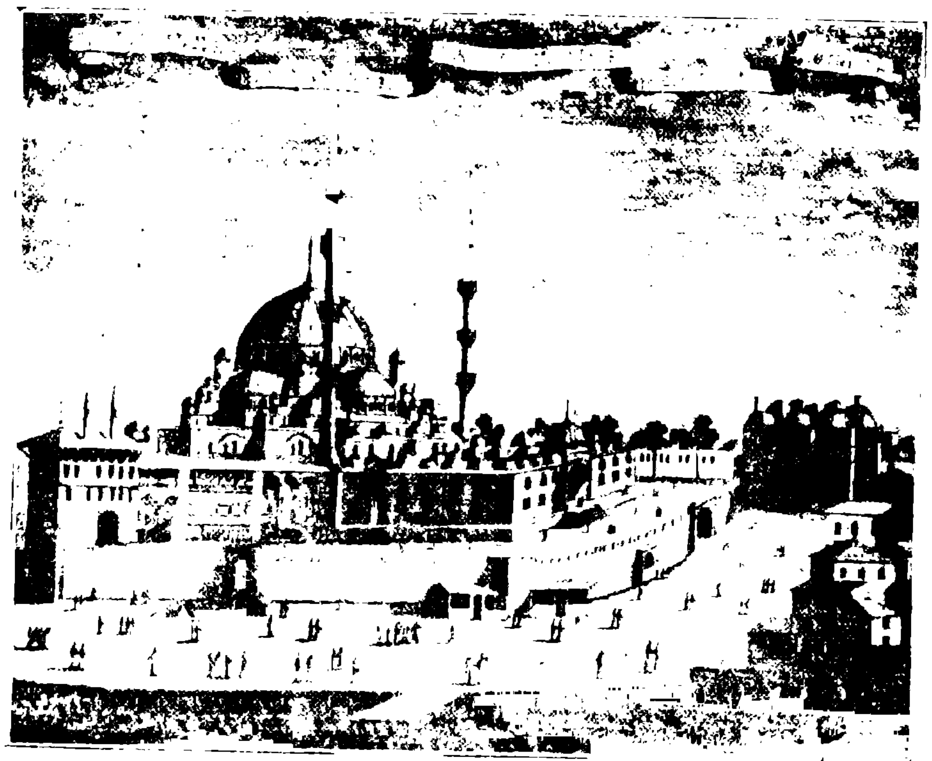
اس عاجز کے بعض بزرگ احباب اس راے پر سخت برھم ھیں - علی الخصوص حضرۃ الفاضل المصلح الجلیل السید رشید رضا صاحب المنار (مصر) جن سے اس بارے میں' نیز تحریک لامرکزیۃ کی نسبت باہم ماہ سے باھم طول طویل مراسلات جاري ھیں' اور ایک نتیجہ تک پہنچ جانے کے بعد انشا اللہ وہ تمام مراسلات الہلال یا المنار میں شائع ھو جائینگی - وہ اس عاجز کو اس بارے میں " گمراہ " اور " بے خبر " بتلاتے ھیں' اور ایک ایسے بزرگ کو' جو ھم دونوں کے دوست ھیں' اپنے مکتوب مبارک میں لکھتے ھیں کہ " و منہم صاحبنا ابوالکلام' و ھو رئیس المجانین " یعنی ایسے ھي مخلص مگر گمراہ لوگوں میں سے ھمارا دوست ابوالکلام ھے' اور وہ پاگلوں کا سردار ھے ! "

وہ مجھے " رئیس المجانین " سے ملقب کرتے ھیں' مگر میري راے کے استقلال کا دوسرا نمونہ یہ ھے کہ میں انکو " رئیس المصلحین " سمجھتا ھوں اور ھمیشہ سمجھتا رھونگا - اس بزرگ انسان کي عزت میرے دل میں ھے' کیونکہ میں اسکو جانتا ھوں' اور اُسکي خدمات دینیہ کا معترف ھوں - پس دعا کرتا ھوں کہ اگر اس بارے میں میري راے غلطي پر ھے' تو اللہ تعالی جلد میري ھدایت فرماے' اور مجھپر حقیقت کے منکشف کرنے میں دیر نہ کرے : واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

انقلاب وزارت

البتہ جو لوگ سقوط ادرنہ اور عدم فتوحات جدیدہ کو نئي وزارت

وداع ادرنہ !!



جامع سلیم (ادرنہ) کے نظارۂ خارجي

پر ایک وداعي نظر !!

(۱) ناطرفداري اور دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رھنے کو انگریزي میں نیوٹریلٹي Neutrality کہتے ھیں لیکن اردو میں اسکے لیے کوئي عمدہ لفظ نہیں ھے - عربي میں اسکو " حیاد " کہتے ھیں اور میں چاھتا ھوں کہ یہ اردو میں بھي رائج ھو -

مقالات

صفحة من تاريخ الحـــرب

— * —

تاریخ حـــرب کا ایک صفحہ

— * —

مدافعة محصورين
او اسرۂ قـرطـاجـنــه

(۳)

تاریخ دفاع امم کا ایک حیرت انگیز افسانه

اهل قرطاجنه نے رونا دهونا موقوف کیا ' اور شہر کے حصار و تعمین کي تدبیرات میں مصروف هوگئے - انهوں نے اپنے بڑے بڑے هیکلوں اور مندروں کو' جنکي دیواریں قلعوں کي طرح محکم ' اور جنکے احاطے فوجي میدانوں کي طرح وسیع تھے ' بجاے قلعه اور حصار کے استعمال کیا - شہر کي تمام عمارتیں اپنے هاتھه سے منهدم کردیں ' تا که غیروں کے هتیاروں کي لعنت سے نا پاک نه هوں ' اور ان میں جسقدر مختلف اقسام کي معدنیات مثل لوهے اور تانبے وغیرہ کے استعمال کي گئي تهیں ' وہ سب نکالکر گلا دیں ' نیز انکي لکڑیاں اور تختے بھي بکثرت جمع هوگئے -

تمام اهل شہر نے اپنے هر قسم کے اشغال حیات معطل کردیے - عورت ' مرد ' بوڑھے ' بچے ' سب لوگ رات دن لگا تار کام کرنے میں مصروف هوگئے - عمارتوں سے نکالي هوئي معدنیات کو گلا کر انسے هر قسم کے هتیار طیار کرتے ' اور لکڑي سے تلواروں کے قبضے اور نیزوں کے دستے بناتے - تمام عورتوں نے اپنے سر کے وہ حسین بال ' جنکي حسن و رعنائي جنس اناث کا بہترین سر مایۂ جمال هے ' جمال حریت و شرف وطن پر قربان کردیے ' اور انکو کاٹ کاٹ کے دیدیا ' تا که انکي لڑیوں کو بٹ کر دوریوں کي جگهه ' منجنیقوں کي رسیاں اور کمانوں کے چلے بناے جائیں ' اور انسے اڑکر نکلنے والے تیروں سے دشمنان ملت و اعداء وطن کے سینے زخمي هوں !

چند دنوں کي شبانه روز کي محنت میں انهوں نے اپنے تمام انتظامات مکمل کر لیے - هر طرح کے هتیاروں سے انکا ذخیرۂ جنگ لبریز هوگیا ' اور ایک باشندۂ قرطاجنه بھي ایسا باقي نه رها ' جو نہتا هو ' اور کوئي مفید آلۂ جنگ اسکے پاس نهو !

رومیـــوں کي یلغـــار

رومي اتھیکا میں تھے - انهوں نے ان طیاریوں کا حال سنا تو هنسے اور یلغار کرتے هوے روانه هوگئے - انکا خیال تھا که پچھلے حملے میں با وجود سامان جنگ اور اسلحۂ و آلات کي موجودگي کے ' بغیر مقابله قرطاجیوں نے شہر حوالے کردیا تھا ' تو اب بے دست و پائي کي حالت میں کیا مقاومت کرینگے ؟ لیکن انهیں معلوم نه تھا که

دلوں کي اقلیم میں منٹوں اور لمحوں کے اندر انقلاب هو جاتا هے - اور اسي کے انقلاب سے اس دنیا کے انقلابات وابسته هیں !

رومي اپنے زعم باطل کے نشے میں سرشار چلے آتے تھے ' لیکن جب شہر کے قریب پہنچے تو انکي آنکھیں کھل گئیں ' اور انهوں نے دهشت و تحیر کے عالم میں دیکھا که جس قرطاجنه کو چند هفتے پیشتر چھوڑ گئے تھے ' جنّوں کي سي مخفي قوت ' اور جادوگروں کي سي ساحرانه طاقت سے وہ بالکل بدل گیا هے - اب قرطاجنه ایک بے پناہ اور بے هتیار آبادي نہیں هے ' جیسي که بجبر و ظلم بنا دي گئي تھي ' بلکه ایک محکم و نا قابل تسخیر قلعه بند حصار ' جو نو تعمیر برجوں ' انپر جابجا رکھي هوئي منجنیقوں ' اور کمانیں چڑھاے هوے مسلم مدافعین کي صفوں سے مستعد پیکار و دفاع هے !!

اهل قرطاجنه کے پاس جنّوں اور ساحروں کي کوئي مخفي طاقت تو نه تھي ' پر حریت پرستي اور جوش ملي و وطني کا ایک مقدس فرشته ضرور تھا ' اور اس کي طاقت کے آگے جنّوں اور ساحروں کي مزعومه قوتیں بھي هیچ هیں !

مجبور هوکر رومیوں نے محاصرہ کرلیا اور اپني فوج چاروں طرف پھیلا دي - انکے آلات جنگ نہایت خوفناک تھے ' اور فوج کي مقدار بھي بے شمار ' لیکن با ایں همه انکي کوئي کوشش محصورین کي جانفروشیوں کے آگے نہیں چلتي تھي ' اور جب کبھي هجوم کرکے بڑھتے تھے ' معاً بربادي و هلاکت کے ساتھه پسپا کردیے جاتے تھے !!

یہاں تک که محاصرے نے بہت طول کھینچا - کامل دو برس گذر گئے ' لیکن محصورین کا عزم و ثبات ایک کوہ عظیم تھا ' جس سے رومي طاقت ٹکراتي تھي اور چور هوتي تھي -

محاصرہ کا تیسرا سال

اور خاتمه

جمہوریۂ روم کامل دو سال کے محاصرے سے عاجز آگئي - تیسرے سال کا آغاز هوا ' تو قدیمي سپه سالار کي جگه طاسطیوس

[بقیه مضمون صفحه ۸ کا]

هاؤس فنڈ میں شاہ جارج اور ملکه میري نے سو سو پونڈ اور شاہ و ملکه ناروے نے ۵۰ - ۵۰ - پونڈ دیے هیں -

ریفسٹر نامي اخبار نے دو فنڈ کھولے هیں : ایک رن شلنگ فنڈ اور دوسرا رن پیني - پہلا جوانوں اور بوڑھوں کے لیے هے ' اور دوسرا صرف بچوں کے لیے - رن پیني فنڈ سے آسٹریلیا کے تمسکات خریدے جائینگے اور اسکا سود مسز اسکاٹ کو ملیگا - ۲۳ - فروري سنه ۱۳ - تک کل سرمایه امداد ۳۰ - هزار پونڈ تک هو چکا تھا -

نتـــائج علمیه

اس مضمون کا اصل حصه در حقیقت نتائج علمیه هیں - اس سلسلے میں جو معلومات فراهم هوئي هیں ' انکا تعلق تین مختلف علوم یعني علم طبقات الارض ' علم وظائف الاعضاء ' اور علم جغرافیه سے هے - یه معلومات ان علوم کے علماء خصوصیین (Specichisth) کو دیدي گئي هیں اور وہ انکے مطالعه میں مصروف هیں - جب نتائج مطالعه شائع هونگے ' تو ان شاء الله العزیز هم انکے تراجم کي اشاعت کي کوشش کرینگے -

مثل عظمیّه

قطب جنــــوبي

کپتـــــان رابرت اسکات

(٤)

سرگذشت مہم کے آخري صفحات

اواتیس کي حالت اس درجہ یاس انگیز تھي کہ جب شب کو سوتا تھا تو صبح کو زندہ اٹھنے کي امید نہیں ہوتي تھي - اسي حالت میں کئي ہفتے گذر گئے - ۱۶ - مارچ کي صبح کو اٹھا.تو برفبار اندھي (Blizzard) چل رہي تھي - اواتیس نے اپنے رفقا سے کہا کہ میں باہر جاتا ہوں - اسکات لکھتا ہے : " ہم جانتے تھے کہ وہ موت کے منھہ میں جا رہا ہے - ہم نے اسکو ہر چند اس ارادے سے باز رکھنا چاہا مگر اُس نے نہ مانا اور چلا گیا - اسکے بعد پھر ہم نے اسے نہیں دیکھا " -

اواتیس کے جانے کے بعد اسکات ' واسن ' اور باورس شمال کي طرف بڑھے - موسم غیر معمولي اور پر خوف تھا - اس حالت میں جسقدر تیز چل سکتے تھے یہ لوگ چلے - ۲۱ - مارچ سنہ ۱۲ - او عرض البلد کے ۷۹ - درجے اور ۴۰ - دقیقے تک پہنچے - اب یہ لوگ ون ٹن کیمپ سے ۱۱ - میل کے فاصلہ پر تھے - بالکل ممکن تھا کہ ون ٹن کیمپ تک پہنچ جاتے ' مگر سوء اتفاق سے ایک سخت برفبار اندھي چلي - اسکات ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں لکھتا ہے : " چار دن لوگ خیموں سے باہر نہ نکل سکے ' کمزور اس درجہ ہوگئے ہیں کہ لکھنا بھي مشکل ہے " - دیگر یاد داشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں غذا اور ایندھن بھي ختم ہو گیا تھا -

ان مصائب کے اسباب کیا تھے ؟ اس پر خود اسکات نے اپنے ۲۵ - مارچ کے آخري پیغام میں بحث کي ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ تمام مصائب انتظامي نہیں بلکہ بدقسمتي کا نتیجہ ہیں - ۱۱ - مارچ کو ایک یابو ضائع ہوگیا جس سے ہماري روانگي میں سخت تعویق ہولي - موسم کي خرابي جو تمام بیروني سفر میں رہي اور ۸۳ - درجے کي طویل اندھي نے بھي ہمیں روک لیا - گلیشر کے حصہ زیرین کي برف نے ہمارے قدموں کے درمیاني فاصلہ کو کم کردیا - اچھے موسم میں گلیشر قطع کرنا کولي مشکل نہیں مگر جب ہم یہاں پہنچے تو ہم کو ایک دن بھي اچھا نصیب نہیں ہوا - یہ اُن مصائب کے مقابلہ میں کچھہ بھي نہ تھے جو سد میں ہمارا انتظار کر رہے تھے - یہاں ایسے حالات پیش آلے کہ دنیا میں کسي کو بھي انکي امید نہیں ہو سکتي تھي - چوٹي پر عرض البلد کے ۸۵ - سے ۸۶ - درجے تک درجۃ الحرارت ۲۰ - سے ۳۰ - زیر صفر (Minus) رہا - سد میں عرض البلد کے ۸۲ - درجے پر درجۃ الحرارت دن کو ۳۰ - زیر صفر ' اور ۴۷ - زیر صفر رہا - "

سب سے آخري مصیبت ۱۱ - کا طوفان تھا - یہ اسقدر شدید تھا کہ اسکات لکھتا ہے : " شاید ہي دنیا کي کولي بدقسمتي اس آخري صدمہ سے بڑہ سکیگي " غرض اسي حالت میں مہم کے بقیۃ السیف اعضاء بھي شہید ہوے - کب ہوے ؟ یہ ہنوز غیر معلوم ہے اور شاید ہمیشہ غیر معلوم رہیگا -

مفقـــود الخبـــري

۲۵ - مارچ کے بعد عرصہ تک مہم کي کولي خبر نہیں آلي ' اسلیے ایک جماعت تفتیش حال کے لیے ترتیب دي گئی - اس جماعت کے دو حصے تھے ' جنمیں سے ایک مسٹر رائٹ (Mr. Wright) کے زیر سرکردگي تھا - یہي مفتش مہم تھي ' جسے ۱۲ - نومبر کو اسکات کیمپ کے اندر اسکات ' باورس ' اور ولسن کي لاشیں ملیں -

اس جماعت نے خیمہ کے اندر لاشیں رکھیں - برف کا ایک نشان بنایا جس پر ایک صلیب نصب کي - ایک کتبہ کندہ کیا جسمیں ان شہداء علم کے نام ' آنے کا مقصد ' سنہ ' اور ماہ وغیرہ وغیرہ مندرج تھا -

ماتمگساري

سنٹرل نیوز ایجنسي نے اسکات کي موت کي خبر شائع کي تو فوراً شاہ جارج نے لارڈ کرزن صدر انجمن جغرافي شاہي کو تعزیت کا تار دیا - مسز اسکات اسوقت فرانسیسکو نامي جہاز پر تھیں - تمام دن ان کو تعزیت کے تار پہنچتے رہے - اسکات کي موت ایک قومي صدمہ سمجھا گیا اسلیے ٹف (صدر جمہوریۃ امریکہ) ' ڈاکٹر ولسن (سابق صدر جمہوریۃ امریکہ) تمام مستعمرات برطانیہ ' غرض دنیا کے ہر گوشہ سے شاہ جارج کے پاس تعزیت کے تار موصول ہوے - دنیا کے مشہور مجامع جغرافیۂ و فنون نے مجلس ہاے تعزیۃ منعقد کیں ' اور دنیا کے تمام اخبارات نے اس شہادت علمي پر افتتاحیات لکھے - مصور رسالوں نے اسکات کے رفقاء ' اسکے جہاز ' اسکی بیوي ' اور اُس کے بچے کي متعدد تصویریں شائع کیں ' اور یادگار و تذکاري اشاعت خصوصیہ مرتب کیں - مختصراً یہ کہ اسکات کا ماتم اس قدر بلند آہنگي سے کیا گیا کہ بڑے بڑے شاہوں اور فاتحوں کو بھي ایسي تعزیۃ عظمیہ نصیب نہ ہولي ہوگي - اسکات سے زیادہ اسکي با اقبال قوم کي یہ حالت قابل صد رشک و ہزار داد و تحسین ہے : فطوبی لرجل ' یعیش و یموت في قوم ' یعرف اقدار الرجال ! !

یورپ مردہ پرست نہیں ' پھر یہ جو کچھہ ہوا کیوں ہوا ؟ اسلیے کہ یہ ابطال پرستي ہے ' اور بطل پرستي ہي میں مردم خیزي مضمر ہے - جو قومیں زندہ ہیں وہ اپنے ابطال و مشاہیر کي پرستش کرتي ہیں انکي تنویہ و تشہیر کرتي ہیں - انکي یاد گاریں قائم کرتي ہیں ' کیونکہ وہ جانتي ہیں کہ قوم میں بہت سي بطل نہاد طبیعتیں ہوتي ہیں مگر سوء اتفاق سے تاریک فضاء میں نشوو نما پاتي ہیں - پس انکے سطح عام پر آنے کے لیے شمع راہ کي ضرورت ہے ' اور وہ ابطال اور صرف ابطال ہي کے امثال کو نمایاں کرنے میں ہے -

سـرمـایـۂ امـداد

اسکات کا تعلق ایک ایسي قوم سے تھا جو اپنے ابطال اور انکے پس ماندگان کے حق میں اپنے عزیز و اقارب سے بھي زیادہ فیاض ہے - اسلیے اپنے اہل و عیال کے تکفل کي درخواست نہ صرف پیمانۂ بطالـۃ (Heroism) سے گري ہولي بلکہ غیر ضروري بھي تھي ' مگر با ایں ہمہ اسکات نے اپنے آخري پیغام میں اس طرف اشارہ کیا تھا - اسکے جواب میں انگریزي قوم نے زبان عمل سے لبیک کہا ہے -

انجمن مہم انطلاطیقي برطانوي ' اخبار ڈیلي ٹیلیگراف ' اور میئنشن ہوؤس میں اعانہ کے فنڈ کھولے گئے ہیں - مینشن

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۹ ملاحظہ ہو]

دریچوں میں کھڑے تھے ' اور اعداء وطن پر پتھر پھینک رہے تھے - ایسی سخت خونریزی عرصہ تک جاری رہی ' جس نے تمام کو خون اور لاشوں کا سمندر بنادیا - عشاق وطن اور فدائیان ملت ان عزیز جانوں کو ' جنھیں تیس سال تک عشق وطن میں نذر رشدائد رکھا تھا ' ہتیلیوں پر لے کر بڑھتے تھے ' اور خونخوار دشمنوں کی تلواروں اور تیروں پر اس بے خودی و بے جگری سے گرتے تھے ' گویا یہی انکا مطلوب و معشوق ہے !!

انسان یقیناً انسان ہے ' پر وہ درندہ بن جاے تو درندوں سے بھی بدتر ہے :

خلقنا الانسان في احسن تقويم ' ثم رددناه اسفل سافلين !! (۹۵ : ۴)	بیشک ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھی ساخت پر پیدا کیا ' پھر اسی کو بدتر سے بدتر حالت میں لوٹا لاے کہ وہ جس حالت کو اختیار کرنا چاہے و اپنے اندر اسکا سامان رکھتا ہے !

یہ ظلم و سفاکی اور بربریت و سبعیت کی ایک لعنت تھی ' جو خونخوار رومیوں کے بے امان ہتیاروں سے نکلکر قرطاجنہ کے راستوں پر چھا گئی تھی - اہل شہر نے جو کچھہ کیا ' یہ محض جوش و قربانی کی استقامت تھی ' ورنہ در اصل اب نہ وہ مقابلہ کرسکتے تھے ' اور نہ مقابلے میں کامیابی کی کوئی صورت باقی تھی - بالاخر وہی ہوا جو ہمیشہ ظالم و مظلوم ' اور غالب و مغلوب کے درمیان ہوا ہے - رومیوں نے اپنی تیس سال کی خونیں تشنگی کو تازہ خون کی سیلاب سے بجھانا شروع کردیا - پھر نہ عورتوں پر رحم تھا ' نہ بڑھوں کو ' اور نہ معصوم و بے زبان بچوں کو - زخمیوں کی آہیں ' بچوں کی گریہ و زاری ' عورتوں کی فریاد و بکا ' اور ان سب پر غالب آجانے والی وہ صداے وحشت و انتقام ' جو رومی درندوں کے بے امان ہاتھوں سے نکلتی تھی - دراصل وہ آخری فیصلہ کی گھڑیاں تھیں ' جو اہل قرطاجنہ پر گذر رہی تھیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنی بدبخت قومیں ہیں ' جن پر یہ گھڑیاں گذر چکی ہیں !!

رومی سپہ سالار لاشوں پر سے گذرتا ہوا قلعہ تک پہنچا - جسقدر باشندے قتل و غارت سے بچے تھے ' وہ سب اسکے اندر موجود تھے - اس نے فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے برہنہ تلوار کھینچکر محاصرہ کرلیں ' اور اس تمام عرصے میں تلواریں کب نیام میں پڑی تھیں کہ برہنہ کی جاتیں ؟ جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو قلعہ میں آگ لگا دی گئی -

تھوڑی ہی دیر کے اندر ہر طرف شعلے بلند ہونے لگے - اب اہل قرطاجنہ کیلیے اندر آگ تھی ' اور باہر نکلیں تو آگ سے بھی زیادہ بے رحم انسانوں کی تلواریں - چھہ دن تک شہر جلتا رہا ' اور نہیں معلوم کتنی جانیں اسکی شعلوں کی نذر ہوئیں ؟ مگر شہر بہت وسیع تھا ' اور ابھی بڑا حصہ باقی تھا ' جہاں بڑھتے ہوے شعلوں کے انتظار میں بد بخت انسان پڑے سسک رہے تھے !!

ملت فروش و خائن وطن

هسدروبال

کوئی قوم جوش ملت پرستی کے خواہ کیسے ہی دور فدا کاری میں ہو ' مگر تورات مقدس کی روایتوں میں کہا گیا ہے کہ باغ عدن میں آدم کے ساتھہ سانپ بھی تھا - پس قوم فروشوں اور خائنین ملت سے خالی نہیں ہوتی ' اور اسکی آستین صداقت میں کوئی نہ کوئی سانپ بھی موجود ہوتا ہے :

اولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللاعنون (۲ : ۱۵۹)	پھر یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان پر لعنت کی ' اور تمام لعنت بھیجنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں !

ایک محفوظ اور بلند پہاڑی پر اہل قرطاجنہ کے دیوتا (اسکولبیوس) نامی کا ہیکل تھا ' جسکی دیواریں رفیع ' اور حصار مستحکم تھا - اسمیں نو سو کے قریب استقلال پرست قرطاجنی (هسدروبال) نامی قرطاجنی افسر کی ماتحتی میں پناہگزیں تھے ' اور رومی اسکو مغلوب کرنے میں بالکل ناکام رہے تھے - لیکن جب رسد کی قلت نے بھوک کی تکلیف سے مجبور کردیا تو هسدروبال اپنی جماعت کے اطلاع بغیر ' غداری اور بے وفائی کر کے نکل آیا اور اپنے تئیں رومیوں کے حوالے کردیا -

رومی سپہ سالار نے اس خیانت کے صلے میں اسے اپنے پیروں کے پاس جگہ دی - وہ جب بیٹھا تو اوپر ہیکل کی دیواروں سے محصور قرطاجنیوں نے اسے دیکھا - وہ اپنے غصے اور غضب کو ضبط نہ کر سکے اور باوجودیکہ خود بھی فاقے کی مصیبت میں گرفتار تھے ' جس سے بچنے کا طریقہ هسدروبال نے بتلا دیا تھا ' لیکن انکی حسیات شریفہ نے انکو نفرت و اکراہ سے بھر دیا - انھوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ " اے خائن اور کمینہ خصلت هسدروبال ! تجھپر ہمیشہ کیلیے پھٹکار ہو کہ تیری بزدلی اور نامردی نے قرطاجنہ کے دامن عزت پر دھبہ لگا دیا !! "

عشاق ملت کے مصائب

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست !

رسد کی درآمد عرصے سے بند ہوگئی تھی - پرانے ذخیرے اب کے ختم ہو چکے تھے - اب شب و روز کا متصل فاقہ تھا ' جسمیں هسدروبال کے ساتھی مبتلا تھے - چند دن اور اسی عالم میں انھوں نے بسر کیے - وہ ہیکل کی دیواروں سے باہر کی اس دنیا کو دیکھتے تھے ' جہاں دنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں موجود تھیں - وہ رومی فوج کے سامنے طرح طرح کے لذیذ اور پر تکلف کھانوں کے دستر خوان بچھے ہوے دیکھتے تھے ' اور هسدروبال کے پہچاننے میں بھی انکی نظر غلطی نہیں کرتی تھی ' جو ان لذائذ و نعائم میں شریک کرلیا جاتا تھا - انسے چند قدموں کے فاصلے پر یہ سب کچھہ ہو رہا تھا ' لیکن انکے لیے ' ان بدبختوں کیلیے ' روٹی کا ایک خشک ٹکڑا ' اور سمندر کے تلخ پانی کا ایک قطرہ بھی اس دنیا میں باقی نہیں رہا تھا - کیوں ؟ صرف اسلیے کہ وہ جرم محبت ملت کے مجرم ' اور وطن پرستی کے قصور کے گناہگار تھے !

پھر آہ اے معبد ملت پرستی ' اور اے صنم مقدس حریت و آزادی ! تیری پرستش اور تیری محبت کے جرم نے تیرے پرستاروں کو کن کن آزمایشوں میں مبتلا نہیں کیا ' اور کیسے کیسے جوصلہ آزما عذابوں سے دوچار نہیں ہوے ؟ پر تجھہ میں وہ کونسی عقل ربائی اور ہوش افگن دلفریبی ہے ' جس کی مقناطیسی تعبد کی فرمانیۃ پر نظام کائنات کی کوئی قوت غالب آ نہیں سکتی ؟

ترک جان دردہ آن سرو رواں این ہمہ نیست
عشق اگر نرخ نہد ' قیمت جان این ہمہ نیست !

انکے لیے بھی عیش و راحت کا دروازہ کھلا تھا - ایک لمحہ کے اندر انکی حالت بدل جاسکتی تھی - هسدروبال نے بتلا دیا تھا کہ جس کسی کو شرف ملی سے زیادہ حفظ نفس عزیز ہو ' اسکو کیا کرنا چاہیے ؟ رومی طیار تھے کہ اگر وہ اپنے تئیں سپرد کردیں ' اور انکی غلامی کا طوق پہننے کیلیے طیار ہوجائیں تو انکو امان دیدی جاے -

(Tacitus) نامي ایک شجاع و باسل رومي افسر کو مقرر کیا گیا ' جسکي جنـگي قابلیت اُس وقت تمام روم میں مسلـم تهي -

طاسطیوس نے آکر دیکها که اهل قرطاجنه کے جنگي دفاع کے آگے تمام فوجي قوتیں بیکار گئي هیں' اور اگر محض جنگي قوت پر اکتفا کرلیا گیا تو برسوں بیکار جائیں گي - اسلیے اس نے سب سے پہلے اسکي کوشش شروع کي که کسي طرح باهر سے رسد کے پہنچنے کے راستے بند کردیے جائیں' تاکه محصورین فاقے کے خوف سے خود بخود شہر کهولدیں -

اهل قرطاجنه کیلیے دونوں راستے کهلے تهے - خشکي کا بهي اور سمندر کا بهي - طاسطیوس نے پہلے راستے کو یوں بنـد کردیا که ایک مرتبه هي تمام فوجي قوتوں کو مجتمع کرکے شہر پناه کي طرف بڑهنـا شروع کردیا ' اور اسقدر قریب پہنچکر که ایک تیـر کے فاصلے سے زیاده مسافت باقي نہیں رهي تهي' فوج کو چاروں طرف پهیلا دیا - خشکي کي راه سے جسقدر نقل و حرکت اور آمد و رفت هوتي تهي' اب وه سب دشمنوں کے حملے کي زد پر آگئي تهي اور انکي نظروںسے پوشیده هوکر شہر میں داخل هونا ممکن نه تها -

اهل قرطـاجنه کي ایک سخت غلطي

— * —

بحري راستے کي بندش کیلیے اُسنے ساحل پر ایک سنگي عظیم الشان بندرگاه تعمیر کرانا شروع کردیا' تاکه وهاں بحري قوت هر وقت موجود رهے' اور جن کشتیوں اور جهازوں پر محصورین کو رسد کي امداد بهیجي جاتي هے' اُنکو راه هي میں برباد اور گرفتار کرلیا جاسکے -

اهل قرطاجنه کو اسکي خبر هوئي' مگر بعد از وقت - اگر ابتدا هي میں اُنهوں نے اپني کشتیاں بهیجکر دریا کي طرف سے حمله شروع کردیا هوتا تو رومي کسي طرح بندرگاه کي تعمیر میں کامیاب نہو سکتے - انکي بحري قابلیت جنـگ اهل قرطاجنه کي هزار ساله بحري زندگي کا مقابله نہیں کرسکتي تهي - لیکن اُنهوں نے بري راه کے بند هوجانے کے بعد سمندر کي راه پر اعتماد کرلیا' اور اسکي طرف سے بالکل غافل هوگئے - بعد کو جب تنبه هوا' تو وقت هاتهه سے نکل چکا تها - اُنهوں نے چند کشتیاں حملے کے لیے بهیجیں لیکن وه کچهه نقصان نه پہنچا سکیں' اور رومیوں نے بندرگاه طیار کرکے بحري راه بهي بند کردي !

عبـــرت و بصیـــرت !!

غور کرو ! ایک بے دست و پا اور مظلوم و محصور جماعت ' جس کے قلعے مسمار کیے جا چکے تهے' جس سے هتیار چهین لیے گئے تهے' جسکو تمام قواء جنگ و دفاع سے ایک پر لوچے هوے کبوتر کي طرح محروم کردیا گیا تها' اور جسکے موجوده مادي قوتوں کي کل کائنات اتني تهي که چند عمارتوں کے لوهے سے بنائے هوے هتیار تهے' یا عورتوں کے بالوں سے بٹکر طیار کیے هوے کمانوں کے چلے' مگر وه دنیا کي ایک عظیم الشان متمدن قوم' اور رومیوں جیسي فاتح و مہیب فوج کو تین سال تـک ایک انچ آگے بڑهنے نہیں دیتي' اور پهر اسکو مغلوب کرنے کیلیے ایک سال کا زمانه صرف کرے' اور پہاڑوں کي چٹانیں کاٹ کاٹ کے' عظیم الشان عمارتیں اور بندرگاه تعمیر کیے جاتے هیں!

هے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں په مرے
سکهـائي طرز اُسے دامن اُٹهـا کے آنے کي !

جب کبهي انسانوں کے دل اپني قوم اور اپنے وطن کي عزت کیلیے باهم مل جاتے هیں ' اور اپنے اندر سچا جوش اور محکم ولوله پیدا کرلیتے هیں ' تو پهر انکي محیر العقول اور ما فوق العادة قوتوں کے معجزات و خوارق کا ایسا هي حال هوتا هے : وفي ذالک' فلیتنافس المتنافسون ' (۸۳:۱۸) و ان في ذالک لایات ' وما یعقلها الا العالمون-

* * *

اب اهل قرطاجنه کو لا علاج مشکلوں سے سامنا هوا ' اور محاصره کے مصائب روز بروز زیاده محسوس هونے لگے - قواء جنـگ کي کمي کا وه اپنے جوش و فدا کاري سے علاج کرسکتے تهے ' لیکن غذا کي فطري ضرورت' اور حیات جسمانیه کے داعیهٔ طبیعیه کا انکے پاس کیا علاج تها ؟ راه مرور و درامد رسد کے بند هو جانے سے وه بالکل مجبور هوگئے -

طاسطیوس نے دیکها که اسکي تدبیر کار گر هوگئي هے' پس اُس نے آخري حملے کي طیاري شروع کردي ' اور اسمیں بهي ایک سخت پر فریب حیلهٔ وخدع سے کام لیا - یعني سب سے پہلے اپني طیاریوں کو بندرگاه کي طرف سے شروع کیا اور فوج کا ایک بڑا حصه الگ کرکے منتظر حکم طیار رکها - اهل قرطاجنه کي خاک وطن پر قرباني کے آخري دن قریب آگئے تهے - وه اس دهوکے کو نه سمجهے' اور یقین کرلیا که دشمن بندرگاه کي طرف سے هي حمله آور هوگا' پس انهوں نے اپني تباهي کي خود هي طیاري کي' اپني تمام قوتوں کو اسي رخ پرمتوجه کردیا' اور اُس جانب کے چوبیں مورچوں میں آگ لگادي -



النـــار و لا العـــار

اهل قرطاجنه نے قلعے میں آگ لگادي هے' اور اسمیں کود کود کرجل رهے هیں

لیکن یه بے فائده تها - رومي اس جانب سے آنا هي نہیں چاهتے تهے' جب انهوں نے دیکهه لیا که محصورین پوري طرح اس رخ پر آگئے هیں تو فوراً منتظر اور محفوظ لشکر کو حکم دیا که شمالي جانب هجوم کرکے بڑهجائیں - یه تدبیر پوري طرح کامیاب هوگئي - رومي بغیر کسي نقصان کے بڑهتے گئے ' اور شہر پناه کے پاس پہنچے تو مقابـلے کا بالکل سامان نه تها - انهوں نے وزني گرزوں اور سنگین هتوڑوں سے دروازے توڑڈالے اور محفوظ و مطمئن شہر میں داخل هوگئے-

آخـــري ســاعـات جنـگ

اهل شہر کي آنکهیں کهلیں تو اُس وقت ' جب خونخوار درندوں کي طرح دشمنوں کے خون آشام غول شہر کے کوچوں اور محلوں بازاروں میں پهیل گئے تهے ' اور تیر کمان سے نـکل چکا تها !

تاهم جو آگ حفظ وطن کي تین سال سے جل رهي تهي ' وه اس قدر جلد بجهه نہیں سکتي تهي - با وجودیکه اب سعي وتدبیر کا وقت جاچکا تها اور آخري ساعات سر په تهیں ' تاهم اهل شہر ذلت کے فرار کي جگه' عزت کي بعد از مقابله موت کیلیے طیار هوگئے اور وسط شہر میں جمع هوکر لڑنا شروع کردیا - عورتیں گهروں کي چهتوں پر چڑهگئي تهیں اور کمانیں لیکر دشمنوں پر تیر برسا رهي تهیں -

ر اپنے بچوں پر مفتوں تھا - جب اُس نے قوم سے غداري کرکے پوشیدہ نکل جانے کا ارادہ کرلیا تو چاہا کہ اپني بیوي اور بچوں کو ساتھہ لیجاے - اسنے اپنے ذلیل ارادے سے اُسے اطلاع دي، طرح طرح کي تدبیروں سے سمجھانا چاہا ' لیکن اُس وفادار ملة ار وطن ' اور تمثال شرافت و عظمت نے نہایت ذلت و نفرت اسکي تجویز کو ٹھکرا دیا ' اور اسدرجہ غصے سے مضطرب الحال ي کہ هسدروبال سہم گیا - اُسے خوف ہوا کہ کہیں جوش غضب یں میرے مخفي ارادے کو قوم پر ظاہر نہ کردے اور میں اپني ن کو بھي بھگاکر نہ لیجا سکوں -

انسوس کہ اس خائن ملت کو اسپر بھي شرم نہ آئي - محبت س و عشق غذاے حیواني نے اسکو مغلوب کرلیا تھا - وہ رات کے ت نظروں سے پوشیدہ ہوکر تن تنہا نکل آیا اور سمجھا کہ میري مثال ر غذا کا فقدان ان لوگوں کو بھي اطاعت قبول کرلینے پر مجبور دیگا ' اور میري بیوي بھي کچھہ دنوں کے بعد نکل آئیگي -

لیکن اسکے نفس ذلیل و سفیہہ نے اسکو دھوکا دیا - اس نے ني بیوي اور اپني جماعت کے قلب شریف کو بھي اپنا ہي سمجھا تھا - صبح کے وقت جب ہیکل کي دیواروں سے اُسکي وي نے رومي سپہ سالار کے پاس اُسے دیکھا ' تو غیظ و غضب میں رچلا اُٹھي اور نفرت و حقارت کے ساتھہ اُسپر لعنت بھیجي !

اسکے بعد آخر تک هسدروبال کي بیوي نے اپني قوم کا ساتھہ دیا اور جب خاتمے کے آخري دن ہیکل کي دیواروں سے آگ کے شعلے بلند ہوے تو اُس نے اپني قوم سے کہا :

" مجھے چند لمحوں کي زندگي ابھي مطلوب ہے - اپنے لیے ہیں ' اپنے ان معصوم بچوں کیلیے نہیں ' بلکہ انکے غدار اور سفیہہ اپ کیلیے ' جس کو قبل اسکے کہ مقدس دیوتا آخرت کي لعنت یں گرفتار کرے ' میں چاہتي ہوں کہ اس دنیا میں آج بھي ک سزا دے دوں - افسوس کہ اُس نے مجھسے نہیں ' مگر اپني قوم ے بے وفائی کي - وہ آجتک میرے عشق میں ثابت قدم ا ' لیکن کاش مجھسے بے وفائی کرتا ' پر اپنی قوم سے ے وفا نہوتا !! "

اُس نے یہ کہا اور اُس وقت تک توقف کیا ' جب تک کہ گ کے شعلے ہیکل کے احاطے کي دیواروں تک نہ پہنچ گئے - مقام رومي فوج کے بالکل سامنے اور قریب تھا - اُس نے جب یکھا کہ دیواروں میں آگ نے اچھي طرح گھر بنا لیا ہے ' تو اپنے ونوں بچوں کو گود میں لیکر نکلي ' اور هسدروبال کے امنے جا کر کھڑي ہوگئي -

هسدروبال کي بیوي کي تقریر

اسکا مستقیم قد استقلال و ثبات کا ایک آہني ستون تھا ' اور اسکي حسین آنکھوں سے غیظ و غضب کي چنگاریاں نکل رہي ہیں - وہ پہلے بھي حسین تھي ' لیکن اس وقت عزم و استقامت ' ور عظمت و جبروت کے حسن معنوي نے اسکے اندر فرشتوں ي سي ایک ہیبت جمیل پیدا کردي تھي -

اُس نے پہلے رومیوں کے لشکر اور انکے ساز و سامان کي ایک نظر حقارت تذلیل کي - پھر رومي سپہ سالار کي طرف دیکھکر کہا :

" اے ظالم رومیو ! تم خوش ہو کہ تم نے ہماري بربادي و ہلاکت اپني آنکھوں سے دیکھہ لي - لیکن تم بھول گئے کہ اس دنیا کي ایسي ظالمانہ خوشیاں ہمیشہ سے عارضی ہوتي ہیں - اُس وقت کو دور نہ سمجھو ' جب تمہاري ہلاکت و بربادي کا وقت بھي آلیگا ' اور گو اُس وقت کو دیکھنے کیلیے ہم نہونگے ' مگر ہمارے اجسام سوختہ کي خاکستر ' اور قرطاجنہ کي جلي ہوئي دیوارں کي ذرے موجود ہونگے ! "

پھر وہ اپنے شوہر کے طرف متوجہ ہوئي - اسکے چھوٹے چھوٹے بچے آنے والے وقت سے بے خبر اسکي چھاتي سے لپٹے ہوے تھے ' جبکہ اُس نے کہا :

" اے هسدروبال ! اے خائن ملة ! اے شقي روسیاہ ! اے وہ ' کہ تونے اپني قوم ' اپنے مقدس وطن ' اور اپنے دیوتاؤں سے بے وفائي کي !! یاد رکھہ کہ قرطاجنہ کي جلي ہوئي دیواروں کي خاک کا ہر ذرہ تجھپر لعنت بھیج رہا ہے ' اور قیامت تک کیلیے تیري روح سفیہہ اور ہستي نجس پر انسانوں کي پھٹکار ہوگي !! تونے اپنوں کو فاقہ و موت کي حالت میں چھوڑ کر غیروں کي اطاعت کرلي ! تونے اپني اس جماعت کو چھوڑ کر جو تیرے قدموں پر سر رکھے ہوے تھي ' اس روم کے ملعون ظالم کے قدموں تلے جگہ ڈھونڈھي ! تونے اپني قوم کو چھوڑ دیا تا کہ وہ فاقۂ و تشنگي سے ہلاک ہو ' اور خود روٹي کے ایک ٹکڑے اور پاني کے ایک کوزے کیلیے غیر قوموں کي ٹھوکریں کھانے کیلیے چلا آیا ! بتلا کہ تونے دیوتاؤں کي مقدس قسم ' قوم کی وفاداري ' اور وطن کي محبت کو بیچ کر کیا پایا ؟ اُس حیات فاني کي چند گھڑیاں ' جو ممکن ہے کہ ابھي ہي ختم ہوجائیں ؟ روٹي کا ایک ٹکڑہ اور پاني کے چند قطرے ' جو تو نو سو قرطاجیوں کي بھوک اور تڑپ کو بھولکر اپنے حلق کے نیچے اُتارتا تھا ؟ یا پھر دنیوي عزت اور کامراني کا کوئي وعدہ ' جو اس رومي سپہ سالار نے تجھسے کیا ہے ؟ لیکن اے شقی و سفیہہ ! بتلا کہ جب تیري قوم میں سے ایک فرد بھي اس دنیا میں باقي نہ رہا ' جب تیرا ملک آگ کے شعلوں کا ایندھن بن گیا ' جب قرطاجنہ کي ہزار سالہ نسل نابود و فنا ہوگئي ' تو پھر دنیا میں تیرے لیے ' تن تنہا تیرے لیے اے لعین و روسیاہ تیرے لیے ' کونسي شے ہے ' جو عزت اور خوشي کا ذریعہ ہوسکتي ہے ؟ کیا یہ ظالم رومي تیرے سرپر رومة الکبری کے عظمت کا تاج رکھدینگے ؟ پھر اگر وہ رکھہ بھي دیں ' تو تیري تمام قوم کے مٹ جانے کے بعد وہ تاج تجھکو کیا خوشي دیسکتا ہے ؟ ہزار تف ہو تجھپر اے هسدروبال ' کہ تیري زندگي تیري قوم کے کام نہ آئي ! اور قیامت تک کیلیے پھٹکار ہو ہر اُس زندگي پر ' جو تیرے نقش قدم پر چلے ' اور حیات دنیویہ کي فاني لذتوں ' اور نفس و جان کے آرام و راحت کیلیے اپني قوم اور اپنے ملک سے بے وفائی کرے ! "

شدت غیظ و غضب سے اسکا تمام جسم کانپنے لگا ' اور جب اپني قوم کي یکسر بربادي و ہلاکت یاد آئي تو درد و غم کے وفور سے اسکي آواز بند ہوگئي -

چند لمحوں تک اس نے ایک سکوت قہر کے ساتھہ اپنے بد بخت شوہر کو دیکھا ' پھر ایک نگاہ اشک آلود اپنے اُن بچوں پر ڈالي ' جو اسکے ارادے سے بے خبر ' اور کئي دنوں کے متصل فاقے سے زار و نزار ہوکر اسکے منہہ کو مظلومانہ تک رہے تھے !

وہ کسی مخفي ارادے کا فیصلہ کرکے ' ایک استقلال آمیز کے ساتھہ آگے بڑھي - بچوں کو گود سے اُتار کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور

ليكن انكي غيرت عشق نے اس كو گوارا نه كيا كه جس معبوب كے عشق مقدس ميں تين سال تـک رشتۂ وفاداري هاتهه سے نه ديا هو' اب زندگي كي آخري ساعات ميں' جبكه انكا وطن معبوب شعلوں كے اندر سے سرگرم فغاں' اور ملت عزيز سيلاب خون كے اندر سے توصيه فرماے استقامت و وفاداري هے' اپني حيات فاني كي ايک مدت مجهول و قصير كيليے اس سے كيا بے وفالي كريں ؟

النار و لا العار!!

بالاخر قبل اسكے كه دشمنوں كے هاتهه سے شهر كي طرح هيكل كي ديواروں ميں بهي آگ لگائي جاتي' انهوں نے خود هي اسميں آگ لگادي :

آ تشـــم تيــــزست و دامـــاں مي زنــم

جب آگ نے اچهي طرح درو ديوار ميں جگهه بنالي اور شعلے تيزي كے ساتهه بهڑكنے لگے ' تو تمام قرطاجي ' جنميں عورتيں بهي تهيں اور معصوم بچے بهي' ايک مقام پر آكر جمع هو گئے اور "قرطاجنه" كے نام كي جاں سپارانه صدائيں لگاكر' بهڑكتے هوے شعلوں كے اندر كود پڑے - عيش فاني كے اس لاله زار سے جو غيروں كي غلامي سے حاصل هوا هو' كيا يه شعله هاے حيات سوز بهتر نه تهے' جسكے اندر اپني ملت معبوب كے هزاروں اجسام' اور اپني سر زمين مقدس كي صدها عمارتوں اور گري هوئي ديواروں كي خاكستر ملي هوئي تهي؟ وه اس شوق و ذوق اور بے هراسي سے آگ ميں كود رهے تهے ' گويا مدتوں كے بچهڑے هوے عشاق هيں' جو اپني معبوب كي هم آغوشي وصل كي طرف بے تابانه جا رهے هيں : فالموت جسر' يوصل الحبيب الي الحبيب !! (موت مثل ايک درمياني پُل كے هے ' جو دوست كو دوست تک پهنچا ديتا هے !) -

شوهر اپنے سامنے اپني عورتوں كو جلتا هوا ديكهتے تهے ' تاكه غيروں كا تسلط انكے ننـگ و ناموس كو بٹه نه لگاے -

مائيں اپنے معصوم بچوں كو چهاتي سے لگاے هوے شعلوں ميں كودتي تهيں ' تا كه انكے بعد انكي نسل غيروں كي غلامي ومحكومي كيليے باقي نه رهے - والدين اپني اولاد كے ساتهه شعلوں سے لپٹ لپٹ كر جان ديتے تهے' تا كه نهو كه غيروں كي غلامي سے انكے فرزندوں كے شرف كو بٹه لگے - وه جبكه جل رهے تهے ' تو انكے جسم سوخته كا دهواں زبان حال سے صدا لگا رها تها كه " النــار و العــار " !! آگ ميں جلنا منظور هے' مگر قومي ذلت منظور نهيں !!

تلـک الامثـال نضربهـا للنـاس

لعلهـــم يتفكـــرون !

عشق ملت ' اور حريت پرستي كي يه ايک مثال تهي ' جو مبارک قرطاجيوں نے دنيا كو دكهلا دي - انهوں نے اپني جانيں ضرور ديں ' ليكن اپني جانفروشي كي نظير سے قوموں اور ملكوں كو زندگي بغش دي - اور في الحقيقة جو لوگ اس دنيا ميں مرتے هيں ' وهي مردوں كو زندگي بغش بهي سكتے هيں - تم اگر صرف اپني خاطر زنده هو' تو اسكے يه معنى هيں كه اپني ملت كيليے ايک مرده لاش هو' پر اگر قوم كيليے مرجاؤ' تو تم نه صرف زنده هو' بلكه هزاروں اور لاكهوں جسموں اور هستيوں كو زندگي بغشنے والے هو !

اهل قرطاجنه نے آگ كے شعلوں ميں كود كر جانيں ديديں ليكن اسلام ' جسكي حيات معنوي كي پهلي شرط نفس وجسم پر موت طاري كرنا هے ' اگر هوتا تو آگ كے شعلوں كي جگه دشمنوں كي تلواروں كي طرف اشاره كرتا ' اور آخري مايوسي كے عالم ميں بهي اسكو كبهي پسند نه كرتا كه اسكے فرزندوں كي جانيں بالكل رائگاں جائيں - يه نو سو استقلال پرست قرطاجني سر سے كفني باندهكر اگر نكلتے' تو كم ازكم ۹ سو روميوں كو تو ضرور خاک و خون ميں ملاديتے تا هم جس جذبۂ فدا كاري اور جاں سپاري سے انهوں نے اپني جانيں ديں ' اسكے شرف و احترام كي تاريخ عالم هميشه حفاظت كريگي - آگ كے شعلوں نے انكے جسموں كو چند لمحوں كے اندر فنا كرديا هوگا ' ليكن انكي مثال حريت و تفاني كي روح مقدس كبهي فنا نهيں هوسكتي - انهوں نے صفحۂ عالم پر اپني ياد هميشه كيليے نقش كردي ' اور آنے والي قوموں كيليے ايک مثال عظيم چهوڑ گئے -

عبرت و نتـائج

انكي سرگذشت از سر تا پا ايک توصيۂ حريت اور ايک صداے موعظة هے ' جو قوموں كو بتلاتي هے كه اپني قومي ازادي اور ملي استقلال كي قدر وقيمت پهچانيں اور اسكي معبوبيت و معشوقيت كا اندازه كريں - انكي تاريخ اُن قوموں كيليے ايک شاهراه عمل كا افتتاح كرتي هے ' جنهوں نے اپني غفلت كي لعنت ميں گرفتار هو كر غيروں كي غلامي و محكومي كا طوق پهن ليا هے ' اور انكي هيبت و سطوت اور قواء جنگ و اسباب تسلط سے مرعوب هوگئي هيں - انهوں نے گويا هميشه كيليے اس كا فيصله كر ديا هے كه قوموں كي زندگي اور استقلال صرف قواء جنگ اور اسلحۂ و آلات كے حصول هي پر موقوف نهيں هے ' بلكه دلوں كے محكم جوش ' مصيبت كے سچے احساس ' مستعدي اور آمادگي كي صداقت ' اور سب سے زيادہ كه باهمي نزاعوں اور بے مهريوں كي جگه ' اتحاد و اتفاق كي زنجيروں ميں بندهكر ايک دل اور ايک جان هو جانے پر هے - پهر نه زرع كي ضرورت باقي رهتي هے ' نه اسباب ماديۂ مقاومة و دفاع كي احتياج هوتي هے ' نه هتياروں كے چهن جانے سے نقصان پهنچ سكتا هے ' اور نه قلعوں كے مسمار هو جانے سے قوت سلب هوسكتي هے -

انكا مقابله ايک نهايت متمدن اور شايسته قوم سے تها ' جو اُس زمانے ميں يورپ كے موجوده تمدن كي قائم مقام تهي - دشمن شهر پر قابض هو چكے تهے' هتيار چهين ليے تهے ' اور انكي تعداد بے شمار تهي تا هم تم نے ديكها كه جب انتها درجے كي مايوسي چها گئي ' هر طرف سے اميد كا دروازه بند هوگيا' اور قرطاجنه كے هر فرد كو آنے والے وقت كا سچا اور آخري احساس هوگيا ' تو پهر انكے دل قوت اور طاقت كي ايک نئي روح سے بهر گئے ' اور انكے دلوں سے ايک لمحه كے اندر دشمنوں كي قوت ' تسلط ' قواے جنـگ ' اور كثرت تعداد كا رعب دهل گيا - پهر وه اتهه كهڑے هوے' اور سب كے دل قومي عزت كے حفظ كيليے ملكر ايک هوگئے - اگر هتيار نه تهے تو عمارتوں سے لوها نكالكر ڈهالنا شروع كر ديا - اگر كمانيں نه تهيں ' تو عورتوں نے اپنے بالوں كي لٹيں كاٹ كاٹ كر اسكے چلے بنا ليے - پهر سب كچهه هو گيا ' كيونكه جو قوم مرنے كيليے مستعد هو جاے' خواه وه كيسي هي بے دست و پا اور بے سامان هو' مگر پهر بهي وه ايک ايسي قوت هے ' جو سب كچهه كرسكتي هے ' جو نا ممكن كو ممكن بنا ديسكتي هے ' اور جس پر اس دنيا كي كوئي قوي سے قوي طاقت بهي غالب نهيں آسكتي !!

آخـري نظـاره

فاعتبروا يا اولى الابصار !

يه سب كچهه هورها تهـا' اور خائـن مالـک و ملت (هسدروبال) رومي لشكر ميں بيٹها ديكهه رها تها - اسكي نوجوان بيوي جسكي حسن و رعنائي تمام قرطاجنه ميں ضرب المثل تهي هيكل كے اندر پناه گزينوں كے ساتهه تهي ' اور دو چهوٹے چهوٹے بچے بهي اسكي گود ميں تهے - هسدروبال كو اپني بيوي سے عشق تها

تیمار داروں کے علاوہ باربرداری کے لیے ایک جہاز بھی لیا جائے کا تاکہ جہاں ضرورت ہو' انجمن بغیر کسی تاخیر کے اپنا سامان بھیج سکے -

اخر میں تمام معاونین انجمن کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا [illegible] ہے - افسوس ہے کہ انجمن اپنی مالی حالت کے تفصیلی [illegible] کو اس رپورٹ میں جگہہ نہ دی ' حالانکہ یہ بہت ضروری [illegible] تھا ' اور اسکی تفصیل لوگوں کیلیے موجب طمانیة و مزید سرگرمی اعانة ہوتی - میں نے ارکان انجمن و معاونین کار کو پچھلے دنوں باربار اسپر توجہ دلائی' اور اس رپورٹ کو دیکھکر پھر ایک تفصیلی مراسلہ بھیجا ہے - نیز ڈاکٹر مصباح الدین اور شیخ جاوش [illegible] کو بھی لکھا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اشغال اور جنگ کی مصروفیت سے کوئی مبسوط رپورٹ شائع نہ ہوسکی - تاہم ضرورت ' ضرورت ہے ' اور اس سے اغماض نہیں کیا جاسکتا -

عام تقسیم کیلیے زیادہ نسخوں کے بھیجنے کیلیے بھی لکھا ہے تاکہ ہندوستان کی تمام انجمن ہاے ہلال احمر میں تقسیم کر دی جائیں -

مطبوعات اردو

— * —

جہنم سے پہلا اور دوسرا خط

قیمت حصہ اول ۲ - آنہ - حصہ دوم - دو آنہ - مترجم سے ریاست رام پور ممالک متحدہ کے پتے سے ملسکتی ہے -

مولوی شرف الدین احمد خانصاحب ہیڈ کلرک جیل رامپور کے متعدد رسالے اردو میں شائع ہو چکے ہیں -

آجکل ایسے لوگوں کی بڑی ضرورت ہے جو اپنے فرصت کے اوقات کو ادبی خدمات کیلیے وقف کر دیں ' اور اپنی مقدور بھر جو کچھہ لکھہ پڑھسکتے ہیں ' اس سے دریغ نہ کریں -

مولوی شرف الدین صاحب ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں - یہ رسائل انگریزی کی ایک مقبول و کثیر الاشاعة کتاب سے ترجمہ کیے گئے ہیں' جو خود بھی غالباً یورپ کی کسی دوسری زبان کا ترجمہ ہے - اسکے مصنف نے مذہبی احکام جزاء و عقوبت کو پیش نظر رکھکر ' ان روحانی آلام و عذاب کا نقشہ کھینچنا چاہا ہے ' جو دنیا کے تمام مذاہب میں " جہنم " کے نام سے بیان کیے گئے ہیں ' اور اسمیں قوت تخئیل اور قدرت تعبیر ' دونوں چیزوں سے کہ شاعری کے اجزاے ازلی ہیں ' پوری طرح کام لیا ہے -

صورت بیان یہ ہے کہ ایک سخت گنہگار ادمی مرجاتا ہے اور جہنم کے عذابوں میں گرفتار ہوکر ' وہانسے خطوط لکھتا ہے - اصل کتاب میں ۲۵ - خط ہیں' اور ابھی بطور نمونے کے مولوی صاحب نے دو خطونکا ترجمہ شائع کیا ہے -

اس کتاب کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی طبیعت پر مذہبی عقائد اور احکام کے اثر کو قوی کیا جاے ' اور گناہوں سے بچنے ' اور تعذیب معاد کے عقیدے سے متاثر ہونے کا ذریعہ ہو - ترجمہ صاف اور سلیس ہے ' اور اسطرح کی ادبی اور شاعرانہ تحریروں کے ترجمہ کی مشکلات پر غالب آنے کی کوشش کی گئی ہے -

قیمت اسقدر ارزاں ہے کہ اگر ہر شخص ایک ایک نسخہ لے لے تو اسکو کچھہ بھی محسوس نہوگا ' لیکن اگر مطالعہ ایک لمحہ کیلیے بھی دل پر کام کر گیا تو یہ بہت قیمتی ہے - ہم مولوی صاحب کے اس مقصد وقیع و اہم کو قابل داد و تحسین سمجھتے ہیں' گو آجکل کے بہت سے مدعیان تنویر فکر و علو خیال کو اس مقصد پر ہنسی آے -

سالنامہ مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ

مہتمم مدرسہ - کیرانہ ضلع مظفر نگر کے پتے سے ملسکتی ہے

مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ' اور اخبار بیں اشخاص اسکے کاموں سے بے خبر نہیں ہیں - یہ اسکی تازہ ترین رپورٹ ہے جو مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ نے شائع کی ہے ' اور علاوہ حالات مدرسہ کے ' اپنے تمہیدی مضامین کے لحاظ سے بھی نہایت دلچسپ اور مفید اطلاعات پر مشتمل ہے -

اس مدرسے کو قائم ہوے عرصہ ہوگیا - مکہ معظمہ اسلام اور مسلمانوں کیلیے ایک قدرتی مرکز ہے ' اور وہاں کا ہر معمولی اور ادنی کام بھی ' اور مقامات کے عظیم الشان کاموں سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ وقت کی ضرورتوں ' اور اصول کار و طریق عمل سے اغماض نہ کیا جاے -

اس بنا پر مدرسۂ صولتیہ بھی ایک توجہ طلب کام ہے ' جو قائم ہے' اور اپنی ابتدائی منازل سے گذر چکا ہے' اور اگر اسکی طرف توجہ کی جاے تو ایک مفید ترین کام بن سکتا ہے -

میں کسی وقت اسکی نسبت تفصیلاً لکھونگا -

یہ رپورٹ نہایت عمدہ اور پر تکلف چھپی ہے' اور ۱۱۶ - صفحوں پر ختم ہوئی ہے - مدرسہ کی تفصیلی حالت ' جدید دار التدریس کا قیام ' سالانہ اجلاس کی روداد ' وسائل اعانة و مقدار اعانت کی تفصیل ' اور اسی طرح کے ضروری بیانات پورے شرح وبسط سے درج کیے گئے ہیں -

آسان تعلیم

قیمت ۲ - آنہ - مصنف سے ملسکتا ہے -

اردو زبان کی ابتدائی تعلیم اور رسم الخط کا مسئلہ بھی ایک اہم اور توجہ طلب مسئلہ ہے -

یہ رسالہ مولوی عبد الرحیم صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ مال کلکٹری گیا نے اس غرض سے لکھا ہے کہ بچوں کی تعلیم کیلیے قاعدۂ بغدادی کے اصول پر اردو کی تعلیم کا بھی ایک قاعدۂ ابتدائی مرتب ہوجاے -

اسمیں ہجے کے اصول پر تمام تراکیب حروف کے اسباق بناے ہیں' اور ہر حرکت کا سبق علیحدہ ہے - ساتھہ ہی مرکب جملے مشق کیلیے دیے ہیں اور پھر اضافت وغیرہ کی مشق کرا کے چھوٹی چھوٹی عبارتیں بنائی ہیں' جنسے یقیناً بچوں کو بہت فائدہ ہوگا -

تفہیم القواعد

قیمت ۳ - آنہ مصنف سے ملسکتا ہے -

— * —

مسئلۂ صرف و نحو اردو

یہ اردو کے صرف و نحو کا ایک نیا رسالہ ہے' جسے مولوی جلال الدین احمد صاحب جعفری زینبی ہڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول کانپور نے مرتب کیا ہے -

یہ صرف پہلا ابتدائی حصہ ہے - دوسرا حصہ اعلی جماعتوں کیلیے اسکے بعد شائع کیا جائیگا -

اردو زبان کی ترقی و اشاعت میں یہ بات ہمیشہ عجیب سمجھی جائیگی کہ ایک طرف تو علوم وفنون کی کتابیں اسمیں لکھی جا رہی ہیں' اور دوسری طرف کوئی جامع لغت بلکہ مکمل صرف و نحو تک موجود نہیں ہے' اور بیسیوں صرفی و نحوی مسائل ہیں' جو ابتک غیر فیصل شدہ ہیں !

اپنے جنسي ضعف و صوت نسالي کے خلاف ' شہنشاھوں اور فاتحوں کي آواز میں گرج کر بولي :

" تیسري اصلي سزا کا وقت دور نہیں ہے ' جبکہ قرطاجنه کا مقدس دیوتا اپني عدالت میں تجھے کھڑا کریگا ! لیکن اس وقت بھي تیرے لیے ایک عذاب الیم درپیش ہے - پھر بتلا کہ جب تو مجھے ' اور اپنے اِن بچوں کو آگ میں جلتا ھوا ' اور موت کے احتضار سے تڑپتا ھوا دیکھے گا ' تو تیرے پاس کیا عذر ھوگا ؟ کون ہے جو تجھکو اس معائینۂ تعذیب ' اور اس نظارۂ الیم سے بچالیگا ؟ یہ تیرا معبود رومي ' جسکے قدموں کي ٹھوکر کھانے کا تجھے فخر ہے ' تجھکو روٹي دیسکتا ہے ' پر اس عذاب سے تو نہیں بچاسکتا ! "

رومي سپہ سالار ' ھزاروں افسران جنگ ' اور قشون محاصرہ ' اسطرح ساکت و صامت تھے ' گویا انکے ظالم دلوں کي طرح ' آج انکے اجسام حیّہ بھي پتھر کے بت بن گئے ھیں ! ھسدُروبال کي آنکھیں کھلي ھولي تھیں ' مگر کانوں میں سمندروں کي رواني ' جنگلوں کي سنسناھٹ ' اور درندوں کي مہیب بولیوں کي سي متوحش صدائیں آرھي تھیں - وہ اپني بیوي کو ' جسکا پیکر حسن ' اسوقت ایک فرشتۂ عذاب کي صورت میں اسکے سامنے تھا ' دیکھہ رھا تھا ' لیکن نہیں سمجھہ سکتا تھا کہ یہ کیا ہے ؟

شہداء ملت کي یاد میں آخرین قطرۂ اشک

اُس کي بیوي نے ایک مرتبہ قرطاجنه کے جلے ھوے کھنڈر کو جي بھر کے دیکھا ' پھر اپني قوم اور اپنے ملک کي یاد میں ایک آخرین قطرۂ اشک بہایا ' اسکے بعد اپنے دونوں بچوں کا گلا گھونٹ کر آگ میں ڈالدیا ' اور انکے بعد خود بھي آگ میں کود کر ' اسکے بھڑکتے ھوے شعلوں میں روپوش ھوگئي ! !

....

(البقیۃ تتلي) ....

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ ھنڈ ملسکتي ھیں -
ھر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ھیں :-

(۱) ٹائپ کي ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بہترین اور قدیمي کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائي سال تک معمولي کام ھوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ھیں -

ابتدا سے الہلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو ھارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے - چونکہ ھم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے ھیں اسلیے الگ کردینا چاھتے ھیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' ڈیمائي فولیو سائز کي - اِس پر ھاف ٹون تصاویر کے علاوہ ھر قسم کا کام جلد اور بہتر ھوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ھوسکتي ہے - جو صاحب لینا چاھیں ' وہ مطمئن رھیں کہ ھم اپني ذاتي ضمانت پر انھیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاھتے -

منیجر الہلال پریس

انتقاد

— * —

رپورٹ انجمن ھلال احمر قسطنطنیہ

— * —

انجمن ھلال احمر عثماني نے ایک بین المليّ انجمن کي صورت اختیار کرلي ہے اسلیے عالم اسلامي کے ھر ھر گوشے کو اسکے اعمال و خدمات کے متعلق سوال کا حق ہے اور ایسے ملک کو تو خصوصاً ' جسمیں سات کرور مسلمان رھتے ھوں اور ھر ضرورت کے وقت اعانت کے لیے اُٹھکھڑے ھوتے ھوں - انجمن کي موجودہ شکل کو قائم ھوے کم و بیش تین سال ھوگئے - اس عرصہ میں ھندوستان سے معتد بہ مدد ملي مگر با این ھمہ اس نے آج تک ھندوستان میں کوئي روداد شائع نہیں کي تھي - یہ ایک ناگوار بے اعتنائي تھي جو انجمن کي طرف سے ھندوستان کے ساتھہ کیجارھي تھي - لیکن نہایت خوشي کي بات ہے کہ اس بارے میں جو تحریکیں ادارۂ الہلال اور بعض دیگر حضرات نے کي تھیں ' وہ بیکار نہ گئیں ' اور اب ایک مختصر انگریزي رپورٹ شائع کي گئي ہے -

اسمیں انجمن نے ان خدمات کي مختصر روداد شائع کي ہے جو اس نے جنگ بلقان میں انجام دي ھیں - اس روداد کو مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا ہے - انگریزي اڈیشن غالباً خاص ھندوستان کے لیے ہے ' کیونکہ عالم اسلامي کے جس گوشے میں سب سے زیادہ انگریزي سمجھي جاتي ہے ' وہ صرف ھندوستان ھي ہے -

روداد کے دیکھنے سے معلوم ھوتا ہے کہ اس جنگ میں انجمن کا دائرہ خدمات صرف شفا خانوں تک ھي محدود نہیں رھا بلکہ شفاخانے کے علاوہ متعدد اور طریقوں سے بھي نہایت مفید خدمات انجام دیے -

مثلاً میدان کارزار سے واپس آنے والے مجروحین کے لیے یورپین ٹرکي میں منزلگاھیں قائم کیں ' جنمیں انکے آرام کا تمام ضروري سامان تھا - قسطنطنیہ میں جو طبي وفود آئے تھے ' انکو ھر قسم کي مالي و انتظامي مدد دي - خزانہ کے خالي ھونے کي وجہ سے فوجي اور منیوسپل شفا خانوں کے پاس آلات و ادویہ وغیرہ کي کمي تھي - لیکن اونکو جس شے کي ضرورت ھوئي ' انجمن نے اپنے ذخیرے سے مہیا کردي - عثماني اسیران جنگ اور انکے اعزا میں مراسلت کا انتظام کیا جو في الحقیقت سب سے بڑي رفیع خدمت تھي - وغیرہ وغیرہ -

کارفرمایان انجمن اخر میں اعتراف کرتے ھیں کہ اپنے کاموں میں انجمن ھلال احمر اپني ھمچشم انجمنہاے صلیب احمر کي برابري نہیں کرسکي ' مگر وہ کہتے ھیں کہ اسکي وجہ اعضاء انجمن کا تساھل نہیں بلکہ انجمن کي نوعمري ' کم مایگي ' اور صرف زمانہ جنگ کي تیاري ہے - چنانچہ اس تجربہ کي بناء پر جو انکو دو جنگوں میں ھوا ' مجلس انتظامیہ نے طے کرلیا ہے کہ آیندہ سے انجمن زمانۂ صلح میں بھي مصروف کار رہے - مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا ہے کہ صرف آلات ' ادویہ ' اور پوشاکوں کے فراھم کرلینے سے انجمن کي تیاري مکمل نہیں ھوسکتي - اسلیے یہ بھي طے کیا گیا کہ مذکورہ بالا اشیاء کي فراھمي کے علاوہ تیمار داروں کو تعلیم خصوصي بھي جاے اور اگر ضرورت ھو تو اسکے لیے ایک درسگاہ کھولدیجالے -

مولوي صاحب کي يه سعي مستحق هزار تحسين هے که امر بالمعروف و تبليغ احکام شريعت ميں مصروف هيں - اسطرح کے رسائل و مطبوعات کي جسقدر اشاعت هو' داخل عبادت' بل افضل از هزار نافلۂ و تهجد هے -

بعض حديث الاشاعه جرائد و مجلات (۱)

— * —

آزاد

کانپور - قيمت سالانه ۳ - روپيه - ايڈيٹر مسٹر نگم بي - اے -

رسالۂ " زمانه " کانپور اردو کے مشهور رسائل ميں سے هے - اسي کے دفتر سے يه هفته وار اخبار جاري هوا هے -

صوبجات متحده ميں بمقابله پنجاب کے اخبارات کم هيں - اور عمده اخبارات کي جگهه تو هر صوبے ميں ابهي بهت کچهه خالي هے -

مسٹر نگم ايک مقبول رسالے کے ايڈيٹر هيں' اسليے پبلک کيليے انکے اخبار کا مطالعه پهلا تجربه نهيں هے - اس وقت تک ميں نے ايک دو نمبر جو اسکے ديکهے' تو خبروں کے جمع کرنے' وقتي معاملات پر بحث کرنے' اور حتى المقدر هر طرح کي دلچسپي کا سامان مهيا کرنے ميں ساعي پايا - ضخامت بهي پنجاب کے بعض اخبارات کي طرح غير معمولي هے' اور چهپائي لکهائي عام حالت کے لحاظ سے بري نهيں - پوليٹکل امور ميں شايد اس نے اپني پاليسي " هندوستاني " لکهنو کي مثال ديکر واضح کي هے' اور ميرا هميشه سے يه خيال هے که هندوستاني کي پاليسي بهت مفيد' معتدل' اور اتحاد و تاليف حکام کے ساتهه' مصالح ملکي کے تحفظ کے اصول پر' بهت اچهي هے -

البته اعتدال کے معني درمياني راه اور توسط کے هيں - يه معني نهيں هيں که انسان دونوں راهوں ميں سے کسي ايک راه سے اسقدر قريب تر هوجاے' که اگر بال برابر بهي آور بڑهے تو درمياني حصے کي جگهه' سرحد کو عبور کرجاے !

اردو پريس کيليے ايک مشوره

" آزاد " کے ذکر ميں نئے اخبارات کا ذکر آگيا هے تو هم اپنے چند خيالات بطور مشورے کے ظاهر کردينا چاهتے هيں -

نئے اخبارات جو نکلے هيں' يا شائع هونے والے هيں' بهتر هے که ان ميں مندرجۂ ذيل امور کا لحاظ رکها جاے :

(۱) يورپ ميں روزانه' هفته وار جرنل' ماهوار اور سه ماهه کي جو ترتيب اور مضامين و مقاصد کي تقسيم هے' اسکو ضرور پيش نظر رکهنا چاهيے - ايک وقت تها که ملک ميں اخبار بيني کا مذاق بهت کم تها' اسليے تقسيم عمل اس بارے ميں ممکن نه تها' اور ضرورت اسکي تهي که جيسے کچهه هوں' مگر اخبارات نکالديے جائيں' مگر اب حالت بدل چکي هے' پس ضرور هے که رفته رفته اردو پريس کو صحيح اصول تقسيم کار' اور ترتيب و نظام عمل پر لايا جاے' اور يه طوائف الملوکي اور بے راهه روي نهو که هفته وار اخبار' روزانه اخبارات کا مواد فراهم کر رهے هيں' اور هفته وار ماهوار رسائل کے سے مضامين کي تلاش ميں هيں - نتيجه يه هے که کوئي ايک صاف بهي موجود نهيں - نه روزانه' روزانه هيں' نه هفته وار' هفته وار !

(۲) تصاوير اور کارٹون عمدہ اجزاء اخبار و رسائل ميں سے هيں' اور موجب ازدياد اثر' و رونق اخبار' و وسيلۂ حسن تفهيم و تسهيل مطالب و مسائل' ليکن کسي کام کے کرنے کيليے' اسے کردينا هي شرط نهيں هے' بلکه اسطرح کرنا' جس طرح دنيا ميں کيا جاتا هے - ليتهو کي چهپائي ميں تصاوير کا انتظام ممکن نهيں اور اگر ممکن هے تو اسقدر اعلى درجه کا کام' جسکے مصارف کا تحمل ممکن نهيں - پهر اس سے کيا فائده که چند سياهي کے دهبوں سے صفحات سياه کرکے مذاق سليم و حسن نظر کو زخمي کيا جاے ؟

البته کارٹون ممکن هيں' ليکن ياد رهے که آجکل کا رٹونوں کو وضع کرنا' اور پهر انکو بنانا ايک مستقل فن لطيف و دقيق هے' جسکے يورپ ميں خاص خاص ماهرين فن هوتے هيں' اور ان پر هزارها روپيه صرف کيا جاتا هے - اسکے ليے دقت خيال' نزاکت تخئيل' سرعت فهم' مواد شاعري' اور قوت مصوري کے ايک هي دماغ ميں جمع هونے کی ضرورت هے - پهر ايسے قابل مصوروں کي' جنکے سامنے کارٹوں کے تمام اجزا لفظوں ميں پيش کرديے جائيں' اور وه اسطرح انهيں جامۂ تصوير پهنا ديں' گويا اسکے سوا اور کوئي لباس انکے ليے موزوں هي نه تها ! !

مجهکو خود بارها کارٹوں کا خيال هوا' اور کئي بار بعض لطيف و نازک خاکے ذهن ميں آئے - اسکا سامان بهي اور تمام مقامات سے بهتر موجود تها' مگر ميں نے بهتر نه سمجها که کسي کام کو کيا جاے' اور ايک صاحب فن کی حيثيت سے نه کيا جاے -

پس اردو اخبارات يا تو کارٹوں کا صيغه بالکل چهوڑ ديں' يا اسکي ذمه داريوں کو پيش نظر رکهيں - يه محض تمسخر نهيں هے' بلکه موجوده ترقي يافته پريس کا ايک رقيع اور اهم کام هے -

مساوات

اله اباد - قيمت سالانه ۴ - روپيه - اڈيٹر : مسٹر نزير احمد (عليگ)

يه اخبار حال ميں شائع هوا هے - صوبجات متحده ميں ابتک علی گڈه گزٹ اور البشير وغيره کے سوا مسلمانوں کے هاتهه ميں با وقعت اخبارات بالکل نه تهے - پچهلے دنوں لکهنو سے مسلم گزٹ نکلا' اور اب خوشي کی بات هے که اسطرف تعليم يافته اصحاب کو توجه هونے لگی هے - چنانچه " مساوات " اسي سلسلے ميں قابل ذکر هے -

اسکا ايک پرچه ريويو کي غرض سے ميں نے اٹهاليا هے - ضخامت ۱۶ - صفحه کي هے جو کافي هے - کاغذ عمده لگايا جاتا هے' اور شايد اس لحاظ سے اپنے صوبے کے تمام اخبارات ميں ممتاز هے - خبروں کے انتخاب' اور اهم واقعات اور کونسل کے ضروري مباحث وغيره کے تراجم و تذکرے کا بالعموم اهتمام کيا جاتا هے -

صوبجات متحده ميں ابهی اردو اخبارات کی بهت کمي هے' اور پبلک ميں روز بروز اخبار بينی کا مذاق بڑهتا جاتا هے - اسليے نئے اخبارات جس قدر شائع هوں بهتر هے - اميد هے که اله اباد کے اس تنها اردو اخبار کو' جو صوبے کے دار الحکومت سے نکلا هے' ترقي و کاميابی کے وسائل بهت جلد حاصل هو جائيں گے -

قيمت اگر صرف ۳ - روپيه کردي جاے تو بهتر هوگا' کيونکه مسلم گزٹ اور ازاد وغيره نے انتهائي قيمت يهی رکهي هے اسطرح اشاعت ميں بهی بهت جلد ترقي هوجاے گی -

(۱) ماهوار رسائل کيليے شام کے مشهور اديب شيخ خليل يازجي نے " مجله " کا لفظ منتخب کيا' اور تمام ملک نے قبول کرليا - يه کوئي نئي اصطلاح نهيں هے' بلکه جاهليت عرب کي زبان ميں بهي قريب قريب اسي مفهوم کيليے بولا جاتا تها (منه)

اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ سودا اور میر تقی سے زیادہ احسان اسپر ایک عام درست انگریز (سر جان گلگرسٹ) کا ہے، جس نے سب سے پہلے اسکے قواعد کو منضبط کرایا اور یہ احسان اُن احسانات عظیمہ کے علاوہ ہے، جو بہ حیثیت اس زبان کے رواج دھندہ ہونے کے میں (باغ و بہار) جیسی بے نظیر نثر کی کتابوں کے مرتب کرانے، اور اسکی مومسانہ سرپرستی کی وجہ سے ہمیشہ یاد گار رہیں گے -

بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ نے گذشتہ نصف صدی کے اندر صرف و نحو میں کتابیں لکھنے اور لکھوانے کی متعدد کوششیں کیں، اور اس سے باہر بھی ملک میں متعدد کتابیں لکھی گئیں، مگر سچ یہ ہے کہ ابتک کوئی جامع اور ہر طرح معتبر کتاب ملک کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

یہ تو اردو صرف و نحو کے تدوین فن کا حال ہے - اسکے بعد ابتدائی اور متوسط و اعلی درسی قواعد کا خانہ ہے، اور معیار نظر بلند کرکے دیکھیے تو وہ بھی خالی ہے - بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید انضباط ضروریات قواعد، و تسہیل بیان، و ترتیب مندرجات کے لحاظ سے انگریزی میں نسبتہ اچھی قواعد کی کتابیں لکھی گئی ہیں - گو اغلاط و لغزشیں اُن میں بکثرت ہوں -

اس سلسلے میں بہت سی کتابیں میں نے دیکھیں، اور (تفہیم القواعد) ایک مختصر رسالۂ تازہ ہے - مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ابتک جو قواعد لکھی گئیں، انمیں یا تو انگریزی گرامر کا اتباع بیجا کیا گیا، یا محض عربی کا - اسلیے میں ایک سادہ و آسان رسالہ مرتب کرتا ہوں جو بچوں کے دماغ پر ابتدا ہی سے بار گراں نہو -

میں نے اِسکے چند ابتدائی صفحات دیکھے - اسمیں شک نہیں کہ طریق بیان بہت سہل و آسان ہے - ترتیب مسائل وہی عام اور معمولی، مگر ہر سبق کے ساتھہ ہی مشق کی عبارت بھی دیدی ہے - تقریباً تمام ضروری اقسام و ابواب کو جمع کیا ہے، اور یہ کوشش ہر جگہ نظر آتی ہے کہ طریق تعلیم آسان اور سہل ہو -

بہتر تھا کہ طریق سوال و جواب سے بھی کہیں کہیں کام لیا جاتا کہ درس مسائل و قواعد کیلیے یہ طریقہ بہت مفید ہے -

نقشے بنا کر باہمی تعلقات و روابط و انشعاب ابواب کو سمجھانا بھی ایک عمدہ اصول تعلیم ہے، اور بہتر ہو اگر آیندہ اسکا خیال رکھا جاے -

اتحاد المسلمین

— * —

علماء و مصلحین واعظین و ارباب صحائف و جرائد کیلیے مفت - مولوی عبید اللہ صاحب - بنگلہ نواب وقار نواز جنگ - متصل مسجد حیدر آباد - حیدر اباد دکن -

— * —

مولوی محمد احسن صاحب اڈیٹر العدیہ نے یہ رسالہ اس لیے لکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو فریضۂ قطعیہ زکوۃ کی ضرورت و اہمیت، و دلائل فرضیت سے باخبر کیا جاے، اور آمادہ کیا جاے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت نہ کریں - اور مولوی ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب نے اسی مقصد سے اسے شائع فرمایا ہے:

فجزا ہما اللہ تعالی خیر الجزا، و زادنا اللہ و ایا ہما حمیۃ الاسلام!

اس رسالے کی تقریب پر بہتر ہے کہ چند کلمات فریضۂ زکوۃ کی نسبت عرض کروں:

فریضۂ زکوۃ

حکم زکوۃ ایک اعظم ترین فرائض مسلمین، و اہم ترین احکام شریعۂ حقۂ اسلامیہ میں سے ہے، اور اسکی فرضیت مثل فرضیت حج و صلوۃ و صیام، نصوص قطعیۂ شریعت، اور تعامل غیر منقطع اہل اسلام سے ثابت ہے - اور منجملہ ہمارے موجودہ مصائب عظیمہ کے ایک مصیبت کبری یہ ہے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت و تساہل بالعموم طاری و ساری، اور اسکے جمع و صرف کیلیے انتظام و اہتمام کے وسائل مفقود -

ہم نے اپنے گھر کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں، اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں مارے مارے پھرتے ہیں - آج یورپ میں مختلف مدارج و طبقات کے تصادم، اور فقراۂ عمال (۱) کے افلاس و مصائب، اور دولت کی عدم تقسیم و مرکزیۃ (۲) کی وجہ سے موجودہ ہئیۃ اجتماعیہ اور معیشۃ مدنیہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں - اشتراکیۃ (سوشیالیزم) کی اسی لیے پیدایش ہوئی - اور فوضویہ (نہلزم) کے مہیب وجود کی تولید اسی کا نتیجہ ہے - کل کی بات ہے کہ انگلستان میں مسٹر لائڈ جارج نے اُمرا و اشراف کے ٹیکس کا مسئلہ اٹھایا تھا، اور برطانیہ کے مزدوروں کی اصلاح حالت اور تقویۃ مالی کے مقصد نے ایک سخت ہنگامہ مچادیا تھا!

یہ سب کچھہ قوم کے مفلس حصے کی ضروریات کے پورا نہونے ہی کا نتیجہ ہے -

جرمنی اور بعض حصص امریکا میں غرباء و محتاجین کیلیے حکومت اور قوم کے مشترک فنڈ قائم کیے گئے ہیں -

کواپریٹو سوسائٹیاں اور زرعی اور دیہاتی بنکیں جو آج قائم کی جا رہی ہیں، یہ بھی دراصل اسی ضرورت کا علاج ہے کہ قوم کے محتاج اور بے مایہ حصے کی اعانت کی جاے -

لیکن اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھہ ہی ان مفاسد اجتماعیہ و مدنیہ کا علاج کردیا تھا - فریضۂ زکوۃ کی بہت بڑی مصلحت یہی تھی کہ اسکے ذریعہ قوم کے مفلس و محتاج حصے کی ضروریات کا انتظام کیا جاے - نیز صدہا ملی احتیاجات مالیہ کیلیے ایک دائمی خزانہ (فنڈ) مہیا ہوجاے -

اسلام نے ایک طرف سود کو حرام کیا، جو غریبوں اور محتاجوں کی زندگی کیلیے مہلک و سم قاتل تھا، اور جسکے ذریعہ دولت مندوں کو اُن پر ایک جابرانہ و ظالمانہ تسلط کا موقعہ مل جاتا تھا - دوسری طرف اسکے بدلے زکوۃ کو فرض کردیا، تاکہ جن احتیاجات کی وجہ سے غریب و محتاج طبقہ سود دینے پر مجبور ہوجاتا ہے، وہ پیش ہی نہ آئیں!

فی الحقیقۃ موجودہ زمانے کے وقت کے کاموں میں سے ایک اہم اور ضروری کام فریضہ زکوۃ کی تعمیل، اور اسکے جمع و خرچ کے انتظامات کی باقاعدہ تشکیل بھی ہے، اور اس عاجز کے بعض پیش نظر کاموں میں اسکی تحریک بھی داخل ہے: و کل امر مرہون باوقاتہا -

دراصل یہ تمام مصیبتیں اسلیے ہیں کہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے سلسلۂ حقہ کا عملاً سد باب ہوگیا ہے - علما اپنے قدرتی فرائض کو بھلا چکے ہیں، اور دار الشفا کے طبیب خود ہی بیمار اور محتاج اطبا ہیں - ایسی حالت میں کس کس بات پر روئیے، اور کس کس کا ماتم کیجیے!

تن ہمہ داغدار شد، پنبہ کجا کجا نہی؟

(۱) آجکل عربی میں یورپ کی لیبر پارٹی کیلیے "حزب العمال" کا لفظ رائج ہے، اور مزدوروں کیلیے عمال ہی کا لفظ زیادہ تر لکھا جاتا ہے -

(۲) دولت کی "مرکزیۃ" یعنی دولت کا کسی ایک ہی جماعت اور سوسائٹی کے طبقے میں جمع ہوجانا، اور دیگر حصص و طبقات کا بالکل محروم رہنا - یہ حالت تمدن اور سوسائٹی کیلیے سخت ضرر رساں ہے - رومۃ الکبری کے انقراض و تباہی کے اسباب اولی میں سے ایک سبب یہ بھی تھا - اسلام کا قانون توریث اور تقسیم ورثہ اسی مصلحۃ عظیمہ پر مبنی ہے -

مراسلات

نماز جمعہ اور تعطیل عام

—:○*○:—

از جناب مولوی نواب علی صاحب - ایم - اے - پروفیسر بڑودہ کالج

گورنمنٹ کی موقت اور محتاج اعادہ اجازت نماز جمعہ کے عوض عام تعطیل طلب کرنے کی تحریک' اگرچہ عام طور سے مسلمانوں میں پسند کیجائگی ' لیکن واقعات پر بھی ہمکو غور کرنا چاہیے -

ادبیات

—:○*○:—

خروش یاس

پھر ایک ستم تازہ ہے اور کاہش جاں ہے * دل سینۂ ماتم زدہ میں نوحہ کناں ہے
اُجڑے ہوے گلشن میں کہاں زمزمۂ عیش؟ * کچھ نالہ و فریاد ہے کچھ آہ وفغاں ہے
مستقبل مجہول ہو کیا باعث تسکین ؟ * کچھ حوصلہ افزا نہیں جو حال عیاں ہے
مذہب کی حرارت کے بھڑکتے نہیں شعلے * ہاں آتش خاموش کا تھوڑا سا دھواں ہے
سنتا نہیں اک سمت سے بھی حرف تسلی * دل حلقۂ ماتم میں پھر سو نگراں ہے
اے شان جلالی ! تری غیرت کو ہوا کیا ؟ * مٹ جائینگے مسلم ' یہ حریفوں کا گماں ہے !
کیا رحم کے قابل نہیں اسلام کی حالت ؟ * اے ملت بیضا کے نگہباں تو کہاں ہے ؟

وحشت ہے اور آہنگ نواہاے جگردوز
یہ طائر مجروح عبث بال فشاں ہے

رضا علی (وحشت)

فکاہات

— * —

دوس لیگ

—:○*○:—

ز راہ لطف کہا کانگریس نے لیگ سے یہہ : * "کہ ایک راہ میں رہرو ہیں میں اور آپ ' جناب !
سفر میں خوب نہیں ساتھیوں سے بے ربطی * یہہ ہمرہی ہے غنیمت کہ راستہ ہے خراب
نہیں یہہ رسم رفاقت ' حجاب دور کرو * اتار دو رخ زیبا سے " سیلوت ایبدل " کا نقاب "
کہا یہہ لیگ نے ہنسکر " ابھی میں کمسن ہوں * نہیں حجاب مجہے ' ہے یہہ انتظار شباب "

ایک منتظر شباب

ہفتہ میں ایک دن آرام لینے کی رسم قدیم سے جاری ہے - سامی قوموں میں یہ رسم مذہبی حیثیت رکھتی ہے - یہود سبت (شنبہ) کے دن کوئی کام نہیں کرتے - حضرت عیسی نے اگرچہ اسقدر تشدد نہیں فرمایا مگر سبت کو شعائر دین سے سمجھتے تھے کیونکہ آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ " میں توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں " لیکن واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں میں یہ عقیدہ خلاف سینٹ پال کی تعلیم سے پھیل گیا کہ یسوع مسیح تیسرے دن (یکشنبہ) کو مردوں میں سے جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اسلیے اتوار کا دن یوم العیدہ ہوگیا -

شئون عثمانیه

حادثۂ ادرنه

(مقتبس از جرائد استانۂ علیه)

(۱)

ادرنه کا بطل عظیم غازي شکري پاشا مسلسل پانچ مہینه تک ایک ایسي فوج گراں کے مقابله میں' جو اپنے دونوں بازؤں میں هزاروں بلغاریوں اور سرویوں اور صدها زود کار اور انسان پاش توپوں کو لیے هوے تهي' جما رها' اور آل عثمان کے سروں کو بلند' انکي امیدوں کو زنده' اور انکے صفحۂ تاریخ کو روشن کردیا -

یه بطل عظیم ابهي عرصه دراز تک سلسله حملۂ و مدافعت جاري رکهسکتا تها' بلکه محاصره کو اٹها دیتا' اگر مرحوم ناظم پاشا' خائن ملۃ کامل کے فریب میں نه آگیا هوتا اور التواء جنگ کے وقت اس عظیم الشان شہر تک رسد رساني کي اجازت کي قید لگا دي هوتي' اور چٹلجا میں جنگ جاري رکهي هوتي - یعني وه منحوس التواء جنگ منظور هي نه کیا هوتا' جسکي بدولت بلغاریوں کو خطوط محاصره و قتال استحکام کا موقع ملا -

محاصره کو دو دن کم پانچ مہینے هوے - اسوقت تک اس بطل همام کا عزم بالجزم تها که راه مدافعت میں اپنا اور اپني فوج کا آخرین قطرۂ خون بہادینگے اور اگر مغلوب هونگے' اور دشمن کي طاقت نطاق محاصره کو چیرتي هوئي قلب شہر تک پہنچ جائیگي' تو اپنے پاس کا تمام سامان جنگ ضائع کردینگے ! !

مگر حکومت سابقه نے اسکے ساتهه وه اعتناء و اهتمام نہیں کیا جسکا وه مستحق تها - حکومت نے اسکے اس مقصد شریف سے اتفاق نہیں کیا اور کامل پاشا برابر اس عار انگیز صلح کے درپے رها' جو دولۃ عثمانیه کے شرف و حیات' بلکه اسلام کے شرف و وجود هي کا خاتمه کر دینے والي تهي -

بطل ادرنه کو جب محسوس هوا که حکومت اسکے اس مقصد جلیل سے متفق نہیں' تو اس نے تسلیم شہر کي صورت میں شہر کو اڑا دینے کي باب عالي کو دهمکي دي - بطل موصوف' جیسا که اسکے سوانح حیات سے معلوم هوتا هے' صاحب عزم راسخ اور شدید الراے شخص هے - وه جب کسي کام کا اراده کرتا هے' تو کسي قسم کے پس و پیش کے بغیر اس کو کر گذرتا هے' پس اگر شہر حوالے کردیا جاتا' تو بهي ادرنه کا حشر وهي هوتا جو اسوقت هوا - کیونکه تسلیم کي صورت میں غازي شکري پاشا نے جو کچهه کہا تها' اسکو ضرور پورا کرکے چهوڑتے -

اب صرف اس حیثیت سے بحث کرنا باقي هے که تسلیم ادرنه کي صورت میں کیا نتائج مرتب هوتے؟ اور اب کیا مرتب هونگے ؟

یه بات تو معلوم هے که سلانیک بغیر مدافعت و مقاومت کے' صرف اس امید پر حوالے کردیا گیا تها که باشندگان شہر و سرحد کا خون نه بہایا جائیگا' مال و متاع نه لوٹا جائیگا' اور عورتوں کے ناموس پر حمله نه کیا جائیگا -

مگر کیا اسکا نتیجه یه نہیں هوا که یه تمام جهوٹي امیدیں بیکار ثابت هولیں' اور وه هزارها عثماني' جنهوں نے هتیار حوالے کردیے تهے' فاقه' برهنگي' امراض' اور سب سے بڑهکر یه که قتل کي بدولت موت و هلاکت کا لقمه هوے ؟

کیا اس کا نتیجه یه نہیں هوا که دشمن همارے ذخائر و اسلحه پر قابض هوگیا' جس سے محاصره یانیا (جنینا) میں اسکو مزید تنگ گیري کا موقع مل گیا ؟

کیا اس تسلیم کا نتیجه یه نہیں هوا که جان' مال' آبرو' اور جائداد (جس کي حفاظت کا وعده کیا گیا تها) دشمنوں اور مسیحي غارتگروں کیلیے مباح سمجهه لي گئي اور هر ممکن تصرف و حشیانه و بربرانه' جو انساني ظلم کر سکتا هے' بے دریغ کیا گیا ؟

سلانیک میں دشمن نے کب اپنے شرف و وقار اور عہد و پیمان کا پاس کیا' جو ان پر ادرنه کے باب میں اعتماد کیا جاتا ؟ اور اگر اعتماد کیا جاتا تو یه دانسته انخداع اور دولت علیه اور اسلام کے ساتهه خیانت نه هوتي ؟

سلانیک کي محافظ فوج نے تسلیم سلانیک سے دشمن کے قدم جمادیے کیونکه قلعه وغیره تمام سامان مدافعت و استحکام انکو ملگیا' لیکن اس بطل تاریخ (شکري پاشا) نے وه جلیل و شریف فرض ادا کیا' جو اس کے عہدے کي حیثیت سے اس پر عائد هوتا تها - پس اس نے نہایت دانشمندي کي' که آخر وقت تک جنگ جاري رکهي' اور جب دشمن نے اندر داخل هونے کا قصد کیا تو جو کچهه برباد کرسکا برباد کر دیا - اب ادرنه وه شاندار جنگي شہر نہیں هے جو پہلے تها - اب وه ایک سنسان کهنڈر اور وحشت کده هے !

یه امر محال هے که بلغاري ایک عرصه دراز سے پہلے ادرنه کي سابق جنگي اهمیت کو دوباره پیدا کرلیں' کیونکه صرف قلعه (مرعش) سالها سال میں تیار هوا تها اور اسکي مزید تحصین و استحکام میں کئي سال اور صرف هوگئے تهے' جب جا کے وه اسدرجه مستحکم هوا که بلغاریوں کو اسکي فتح میں سنگین نقصانات اٹها نا پڑے - ایسے سنگین نقصان' جو آج نہیں جبکه وه نشۂ فتح میں سرشار هیں' بلکه چند دنوں کے بعد انہیں معلوم هونگے -

بیشک بطل ادرنه نے اپني آخر تک مدافعت اور آخر میں ذخائر' اسلحه' اور عمارتوں کے برباد کر دینے سے عساکر چٹلجا کی ایک خدمت جلیله انجام دي -

ایسے انتہائي مدافعت کے بعد سقوط ادرنه ایک تاریخي واقعه هے جو ثناء عظیم و تمجید کثیر کا مستحق هے - اس دعوے کي سب سے بڑي دلیل یه هے که دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعه کو ایک حادثه جلیله قرار دیا هے' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں شمار کیا هے' جن کي مثال گذشته صدیوں میں مشکل سے مل سکتي هے -

اس سلسله میں هم چند عثماني و اجنبي اخبارات کے اقوال اینده هفتے نقل کرینگے -

نحن انصار الله

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (٢: ١٢٦)

ميري عبادت ، ميري قرباني ، ميرا جينا ، ميرا مرنا ، غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين هي کيليے هے -
اسي قرباني کا مجهکو حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " هوں !

نام .... پيشه .... عمر ....

پته ....

نحن انصار الله

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (٢: ١٢٦)

ميري عبادت ، ميري قرباني ، ميرا جينا ، ميرا مرنا ، غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين هي کيليے هے -
اسي قرباني کا مجهکو حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " هوں !

نام .... پيشه .... عمر ....

پته ....

نحن انصار الله

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (٢: ١٢٦)

ميري عبادت ، ميري قرباني ، ميرا جينا ، ميرا مرنا ، غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين هي کيليے هے -
اسي قرباني کا مجهکو حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " هوں !

نام .... پيشه .... عمر ....

پته ....

نحن انصار الله

ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ، لا شريک له ، بذالک امرت و انا اول المسلمين (٢: ١٢٦)

ميري عبادت ، ميري قرباني ، ميرا جينا ، ميرا مرنا ، غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين هي کيليے هے -
اسي قرباني کا مجهکو حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " هوں !

نام .... پيشه .... عمر ....

پته ....

مسلمانوں کا جمعہ نہ تو یہود کے سبت کی طرح ہے (کیونکہ اوقات نماز کے سوا باقی تمام دن کار و بار کی اجازت ہے) اور نہ عیسائیوں کے اتوار کے طرح کسی نبی یا ولی کے دوبارہ زندہ ہوجانیکی یادگار ہے' بلکہ شہر یا قصبہ کی آبادی کا سات دن میں ایک دن ایک ہی مقام پر مل جل کر وحدہ لاشریک خدا کی عبادت کرنے کا دن ہے - ہم نے جب تک شعائر دین کی سچی تعظیم کی' اسوقت تک خدا نے ہماری حکومت کے ذریعہ جمعہ کو عام تعطیل دلوائی لیکن جب ہمارے حکام' امرا' اور رؤسا نے علانیہ نماز جمعہ ترک کردی' تو ہماری عام تعطیل بھی ہم سے چھن گئی - اسپربھی ہمارے آنکھیں نہ کھلیں اور اب بھی ہمارے مساجد اعلی عہدہ داروں اور ...یوں سے خالی ہیں - کچھہ شک نہیں کہ اگر یہ حضرات اخلاقی جرات اور سچی محبت دین سے کام لیکر نماز جمعہ کے وقت بیخوف و خطر اٹھتے' اور فاسعوا الی ذکر اللہ کی تعمیل کرتے' تو آج گورنمنٹ کے سامنے یہ بھیک مانگنے کی نوبت ہی نہ آتی - ہم نے رو دھوکر دو گھنٹہ کی اجازت حاصل کی مگر نماز جمعہ کے وقت سات کرور مسلمانوں کی حاضری اگر لیجاے تو حقیقی حال معلوم ہوجاے -

هندوستان میں حکومت عیسائیوں کی ہے اسلیے ممکن نہیں کہ اتوار کو عام تعطیل نہو - جمعہ کے دن بھی اگر مسلمانوں کی خاطر سے عام تعطیل دیجاے' تو ہفتہ میں دو دن یا ڈیڑھ دن تعطیل کے ہوگئے - پھر کوئی وجہ نہیں کہ هندوستان کے یہود کے خاطر سبت کے دن عام تعطیل نہ دیجاے - لیکن اگر دو گھنٹہ کی اجازت ملجانے پر مسلمان ملازم گورنمنٹ خاصکر حکام اور عہدہ دار خصوصیت کے ساتھہ نماز جمعہ کے پابند ہوجائیں تو عام تعطیل کی تحریک میں خواہ مناسب' ہو یا نا مناسب' ہم بھی شامل ہوجائیں گے -

مسلمانو! کب تک نمایشی تحریکوں کے گرویدہ رہو گے؟ اٹھو اور سچے مسلمان بن جاؤ - جو کچھہ کہنا ہو اسکو کرکے دکھادو فقط -

علامہ شبلی نعمـــانی پر بیجا الزامات کی حقیقت

از جناب خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو

— * —

اجکل چند اخباروں میں مولوی عبدالکریم صاحب مدرس دارالعلوم کی معطلی کے متعلق جو سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے اس میں در حقیقت مولانا شبلی کے ساتھہ ایک عظیم الشان مذہبی انسٹیٹیوشن کو بھی بد نام کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے اس بنا پر نہایت ضروری ہے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو مٹایا جائے جو اِن مضامین کے ذریعہ سے پھیلائی جا رہی ہیں - ان مضامین میں امور تنقیح طلب حسب ذیل ہیں :

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق جو کارروائی مولانا شبلی نے کی' وہ شخصی طور سے کی' یا جو کچھہ عمل میں آیا اس میں ان کا حصہ اسی قدر تھا' جتنا ہر ممبر کا ہو سکتا ہے ؟

(۲) جو حکم دیا گیا وہ فی نفسہ مناسب اور صحیح تھا یا نہیں؟

(۳) اس واقعہ کو گورنمنٹ تک پہونچانے میں مولانا شبلی کی شرکت کس حد تک ہے ؟

(۴) اس حکم کے متعلق لوگوں نے مولانا شبلی کے دباؤ سے رائیں دیں یا نہیں' اور یہ کہ انہوں نے دباؤ ڈالا یا نہیں ؟

اس موقعہ پر سب سے مقدم یہ ہے کہ ندوہ کا نظام ترتیبی سمجھہ لینا چاہیے کیونکہ واقعات کے متعلق پبلک کو بڑی غلط فہمی اسوجہ سے ہوئی ہے کیونکہ وہ ندوہ کے نظام اور تقسیم اختیارات سے واقف نہیں'

اسکی تفصیل مضمون کے اخیر میں آئیگی - یہاں صرف اس قدر سمجھہ لینا چاہیے کہ ندوہ ایک وسیع اور عام انجمن ہے اور اس کے تحت میں بہت سی شاخیں ہیں' ان میں ایک مدرسہ بھی ہے جس کا نام دارالعلوم ہے - مولانا شبلی اس مدرسہ کے معتمد یعنے سکریٹری ہیں' اصل ندوہ کے نہ وہ سکریٹری ہیں نہ اسٹنٹ سکریٹری ہیں - ندوہ میں کئی برس سے کوئی سکریٹری نہیں ہے' لیکن سکریٹری شپ کے جتنے کام ہیں' مولانا سید عبدالحی صاحب انجام دیتے ہیں - ندوہ کا صیغہ مال الگ ہے اور اس کے سکریٹری منشی احتشام علی صاحب ہیں -

واقعہ بحث طلب

کچھہ عرصہ سے مولوی عبدالکریم صاحب جو دارالعلوم ندوہ میں مدرس بھی ہیں الندوہ کے اڈیٹر ہیں (جو ندوۃ العلما کا پرچہ ہے) انہوں نے جون کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان جہاد لکھا' جس میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو کسی غیر مذہب حکومت کی رعایا بنکر رہنا جائز نہیں - مولانا شبلی نے اسکو مقاصد ندوہ کے مخالف سمجھا - اس کے ساتھہ ان کے نزدیک اصل مسئلہ کی تشریح بھی غلط طور سے کی گئی تھی' اس بنا پر انہوں نے بمشورہ مولوی عبد الحی صاحب' و مولوی ظہور احمد صاحب وکیل انکو عارضی طور پر (جسکی واقعی مدت صرف ایک دن تھی) معطل کردیا - ندوہ کی مجلس انتظامیہ کے لیے ضرور ہے کہ پندرہ روز قبل تمام ارکان کو اطلاع دیجاے اس بنا پر جب کبھی کوئی فوری ضرورت پیش آتی ہے تو ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ معتمد مراسلات مقامی ارکان کو بلاتے ہیں اور کوئی عارضی کار روائی بشرط منظوری جلسہ انتظامیہ کردیجاتی ہے - اس بناپر مولوی عبد الحی صاحب نے دوسرے دن تمام ارکان شہر کو بلایا' جن میں سے پانچ شخص دوسرے دن شب کو جمع ہوے اور ایک جلسہ منعقد ہوا - اشخاص حسب ذیل تھے : منشی احتشام علی صاحب معتمد' مولوی ظہور احمد صاحب وکیل ممبر ندوہ' مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی' مولانا شبلی صاحب نعمانی' مولوی عبد الحی صاحب -

اِس جلسہ میں طے پایا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ایک مراسلہ حسب مضمون ذیل بھیجا جائے :-

(۱) چونکہ رسالہ الندوہ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۲- و شائع شدہ ۲۵ - جنوری سنہ ۱۹۱۳- میں ایک قابل اعتراض مضمون مسئلہ جہاد پر شائع ہوگیا ہے' اِس لیے آج مقامی ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا ہے' اور اِس میں مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے :-

(۱) منشی احتشام علی صاحب (۲) مولوی عبد الحی صاحب
(۳) مولانا شبلی نعمانی صاحب (۴) مولوی عبد الباری صاحب
(۵) مولوی ظہور احمد صاحب -

حسب ذیل امور باتفاق رائے منظور ہوے : -

(۱) اس جلسہ کی راے ہے کہ مضمون زیر بحث میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ اغراض و مقاصد ندوہ کے منافی ہیں اور اس کے شائع ہونے کا افسوس ہے'

(۲) اس جلسہ کی راے ہے کہ اشاعت الندوہ تا فیصلہ جلسہ انتظامیہ موقوف رہے -

(۳) اس جلسہ کی راے ہے کہ معتمد دارالعلوم ندوہ نے جو مولوی عبدالکریم صاحب کو بر بناے تحریر مضمون جہاد معطل کر دیا ہے' یہ حکم تا جلسہ انتظامیہ قایم رہے اور مولوی عبدالکریم صاحب سے جواب طلب کیا جاے -

(۴) اس جلسہ کی راے ہے کہ مذکورہ بالا کار روائی کی اطلاع ڈپٹی کمشنر لکھنو کو دیجاے -

(باقی الندہ)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 M'LEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
(القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ : چہار شنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 14, 1918.



لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱-۷ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 14, 1913.

فہرست

تصاویر

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟؟

نفائس دل و دین مي دهم به نیم نگاه !
بمن معاملہ کن ، که راست گفتارم !

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کي کمي کي شکایت تهی ، اسلیے ابکے پهر چار فارم حاضر هیں - جن حضرات کو اور زیادہ مطلوب هوں ، " عارضي ادارۂ نظمیۂ حزب اللہ " سے دفتر الہلال کے ذریعہ طلب فرمالیں - ۲۵ ، ۲۵ ، فارموں کي کتابیں مع مضامین دعوت و تبلیغ متعلقہ بهي چهپ رهي هیں - العجل ! العجل ! العجل !! فان الساعۃ آتیۃ ، لا ریب فیہا ، والعاقبۃ للمتقین ! !

شمس العلماء ! مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلۂ " الندوہ "

(۳)

اس مسئلے کي نسبت مراسلات و مکاتیب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ روزانہ ڈاک کي هر تقسیم میں آٹهہ دس مراسلات اسي کي نسبت هوتي هیں - انکی کثرت سے الہلال کے صفحات گهبرا جالیں ، مگر اس عاجز کا دل مطمئن ہے - ان سے ضمناً ثابت هوتا ہے کہ قوم کي حرکت اور دفع جمود کي نسبت جو نئی امیدیں دلوں میں پیدا هوگئي هیں ، اور جو ابهي کبهی بعض واقعات و حوادث مخالف کے ظہور سے متزلزل هوجایا کرتي هیں ، في الحقیقت صحیح ، اور

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین ہفتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شئون عثمانیہ کے نہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۃ و اجوبتہا کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تر خود الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے روک دی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکاء جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تشریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال ممنونیت انکی تحریروں کو شائع کردونگا -

بقیہ [illegible]

[illegible] اشاعت گذشتہ

کار روائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ رزولیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم' اور لفظ " قابل نفرت" سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ رزولیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحي وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحي کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحي طبیب ہیں' اور فن طب رجوع خلائق و ہجوم مرضی ' و کثرت واردین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب [illegible] دارپر اسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلہ طبابت کی وجہ سے یقینا بیماروں اور شاگردوں کا ہمیشہ ہجوم رہےگا علی الخصوص صبح کا یہی وقت اداے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہہ معاملات ندوہ کے بعض جدید وکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحي اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھانا پسند نہ فرمائیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر وکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہر حال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری راے اس بارے میں وہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - یعنی اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں نے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو ' اسمیں ادنے تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرانیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا ' ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھہ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت' جس کو مضامین میں دفعہ (۱۰) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ما تحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنا بریں " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا ' تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت مفت میں آزادی و حریت کے وکیل بل ابو الآباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے [illegible] سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بھڑکاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قرآن مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبرت کلمۃ تخرج من افواههم ' ان يقولون الا كذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا ' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظین کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ غل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھہ نہیں ' پس یقینا یہ مرتد ہوگیا !

بالاخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاهلوں کو یہ کہکر مشتعل کر رہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھہ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بڑی بڑی حدیثیں اسمیں موجود ہیں - بھلا جو شخص قران کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملاحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھہ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' چہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟ تاہم یہ ضرور ہے کہ :

(۱) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

مستحق نشو و نماء فکر و دماغ هیں - فالحمد لله علی لطفه و کرمه وهو علی کل شی قدیر!

اُن تمام مراسلات میں جو اب تک اس عاجز کی تحریر کی نسبت ادارہ میں پہنچ چکی هیں ' صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں ہے ' اور باقی تمام موافقت ' و اظہار طمانیة و حسن ظن بزرگانه ' و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ اس وقت تک موافق و مخالف ' جس قدر تحریریں اس مسئلے کی نسبت لکھی گئیں ' کسی تحریر میں اس جامعیت ' اور ناطرفدارانه و آزادانه طریق پر بحث نہیں کی گئی ' اور مسئلے کے تمام قریب و بعید ' و گرد و پیش ' اور نتائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالی گئی ' جیسی که اسمیں کی گئی ہے - اس رائے کیلیے اُن بزرگوں کا شکرگذار هوں ' اور سمجھتا هوں که مضمون لکھتے هوے اسکی سعی میں نے ضرور کی تھی ' اور انسان اپنی طاقت سے زیادہ کچھه نہیں کر سکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی تائید میں لکھی گئی هیں - ایک مراسلة طول طویل ہے اور اسمیں واقعات کو دهرا کر ثابت کرنا چاها ہے که ابتدائی مجلس نے جو کچھه کارروائی کی ' اور مولانا نے بمشورۂ مولانا عبد الحی اور مسٹر ظہور احمد ' مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کی معطلی کی جو سزا دی " وہ مضمون کے اثر ' ندوہ کی حالت ' اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تھی " اور اگر ایسا نه کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کی حالت کا ذمه دار کون هوتا ؟ " نیز یه که کسی ضروری اور متعلق گورنمنٹ کارروائی کی حکام کو نقل بھیجدینا " اپنی آزادی اور پابندی اصول کے منافی نہیں " - یه ایک " ضابطه کی احتیاط ہے " اور اس سے یه لازم نہیں آتا که انہیں مداخلت کی دعوت دی گئی هو ' جیسا که " بغیر سونچے سمجھے اور انصاف و عقل سے کام لیے الهلال نے لکھدیا ہے "

مگر افسوس ہے که میں اس سے متفق نہیں هو سکتا - مانا که اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تھی ' لیکن پھر بھی ایک مضمون تھا ' جو ایک مذهبی مسئله کی نسبت شائع هوا ' پس کونسی ایسی ناگزیر ضرورت آپڑی تھی که اسکی نسبت اپنی کارروائی کی نقل ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجی جاے ؟ اگر آپ کسی کام کو اپنے کسی اصول کی بنا پر کرتے هیں ' تو صرف اصول هی کیلیے کیجیے - یه کہاں کی احتیاط ہے که اسکی اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقی رهی دارالعلوم کی ذمه داری ' تو یه سچ ہے ' مگر اسکو کیا کروں که میرے اعتقاد میں اصول کی عزت اس سے بالاتر ہے که کوئی عمارت سر سے لیکر پیر تک ڈھا هی کیوں نه دی جاے ' اور اس سے زیادہ تو گورنمنٹ کچھه نہیں کرسکتی تھی -

البته ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئی معلومات پیش کرتی هیں ' جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاهر کرنے کیلیے محفوظ رکھتا هوں ' اور ایک کو یہاں لکھکر اپنی بے اطمینانی ظاهر کرتا هوں - کیونکه صاحب مراسله خود اسکی نسبت کوئی معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعنی وہ لکھتے هیں که :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامی و معتمدین کا جلسه هوا ' جسمیں یه تمام امور طے پاے ' لیکن آپکو معلوم نہیں که خود اس جلسے کے انعقاد اور علامۂ شبلی نعمانی کی شرکت سے پہلے هی منشی احتشام علی صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سے مل چکے تھے اور اس مضمون کی اشاعت کی اطلاع به نیت اظہار تقرب دے چکے تھے - افسوس ہے که اس طرح کی ملاقاتیں همیشه مخفی هوتی هیں ' اور انکی نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل هوجاتا ہے - تاهم مجھکو ایک پرائیوٹ مگر موثق ذریعه سے یه حال معلوم هوا ہے اور اسی وقت اسکا ذکر لوگوں سے کرچکا هوں "

لیکن تعجب ہے که جب صاحب مراسله اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بھیجتے هیں ؟ هم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن صحیحۂ عقلیۂ و غالبه هی پر بحث کر سکتے هیں ' اور اُنهی کا ساتھه دیسکتے هیں - چونکه اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں ہے ' اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور هوں اور تصدیق نہیں کر سکتا - البته جلسے کے بعد انکی حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث ہے اور وہ آگے آنا ہے -

دو مراسلات مولانا شبلی نعمانی کی مخالفت میں هیں ' اور اُن میں ظاهر کیا گیا ہے که وہ الهلال کی تحریر سے خوش نہیں ' اور نیز یه که اصل معامله اور مخالفت کے مضامین پر غور کی نظر نہیں ڈالی گئی ' اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کی گئی -

ایک خط منشی اعجاز علی صاحب کا ہے ' جنھوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعه خط کی نقل بھی بھیجدی ہے ' جو انھوں نے ارکان کی خدمت میں بھیجی تھی -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کی خدمت میں ملتمس هوں که اس معامله میں میری فہم و بصیرت نے جیسی کچھه اور جہاں تک میری رهنمائی کی ' میں نے اپنے خیالات ظاهر کردیے هیں - اور وہ عالم السرائر ' اور بینندۂ خفایاے قلوب جانتا ہے که اس معاملے پر بحث کرتے هوے کسی ایک فریق کی طرفداری یا ادنی جانب داری کا تصور بھی میرے قلب میں نه تھا ' اور اپنا جو کچھه عقیدہ اس بارے میں ہے ' وہ آزمایش کیلیے جن پیش آنے والے مقامات کو دیکھه رها ہے ' وہ اِن هیچ و بے اثر معاملات کی سطح سے الحمد لله که بہت بلند و ارفع هیں ' اور شاید اس قدر ارفع ' جہاں تک میرے نکته چینوں کا فہم و ادراک بھی نہیں پہنچ سکتا ' چه جائیکه عمل و ولولۂ عمل فرمائی -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے ' اور اصول درایت و نقد سے هر هر ٹکڑے پر بحث کی - میں نے وہ غلطی نہیں کی ' جو کسی غلطی میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے هیں ' اور کسی کام میں فرد واحد کی جگه جماعت کے هاتھه کا هونا ' انکے نزدیک اس کام کی قرین صواب هونے کی دلیل هوتا ہے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت ' پھر بھی مولانا شبلی نعمانی کی ذمه داری کو ظاهر کیا اور بلحاظ توقعات کے انکے وجود کو زیادہ قابل توجه قرار دیا - یہی طریق بحث ہے ' اور اتنا هی ہے جو میں کرسکتا تھا - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن ہے ' اور اپنے اعتقاد اور آزادی و صداقت کو به هیچ وجه ' و به هیچ گونه فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با این همه ممکن ہے که یه تمام خیالات بھی میرے نفس کا کوئی دھوکه هوں ' اور میری حسیات مجھکو فریب دے رهی هوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق ہے تو اسکا علاج صرف یه ہے که میرے حق میں دعا فرمایے که اس حالت سے نجات پاؤں ' کیونکه میں اپنے ضمیر و فکر ' اور حسیات قلبیه کی طاقت سے زیادہ تو اور کچھه نہیں کرسکتا ؟ ولا یکلف الله نفسا الا وسعها -

ساتھه هی دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت هوں که اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الهلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا - اور نه کوئی نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے وضع

الہلال

٧ - جمادی الثانیہ ١٣٣١ ہجری

البصائر !!

ھذا بصائر للناس، وھدی و رحمۃ لقوم یوقنون (٤٥ : ١٩)

یہ تبلیغ دعوت، لوگوں کیلیے عقل و بصیرت اور موعظۃ و حکمت کا مجموعہ ہے، اور جو لوگ اللہ کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں، انکے لیے سرتاپا ھدایت و رحمت ہے !!

وانیبوا الی ربکم و اسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون - واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ و انتم لا تشعرون - ان تقول نفس : "یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ ! و ان کنت لمن الساخرین !!" او تقول : "لو ان اللہ ھدانی لکنت من المتقین" او تقول حین تری العذاب : "لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین" بلی، قد جاءتک آیاتی، فکذبت بھا، واستکبرت وکنت من الکافرین (٣٩ : ٦١)

اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوے ہو! اسکی طرف رجوع کرو، اور اسکے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا دو، قبل اسکے کہ تم پر (آخری) عذاب آنازل ہو، اور کسی طرف سے تمہیں مدد نہ مل سکے !!

اللہ کی طرف سے جو بہترین احکام و مواعظ بھیجے گئے ہیں، انکی پیروی کرو، مگر اس وقت الیم سے پہلے، جبکہ یکایک تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آگھیریگا اور تم بالکل بے خبر ہوگے !!

نہو کہ اس وقت حسرت و ندامت کے ساتھہ اس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئی کہے کہ "آہ آہ !! صد حسرت و افسوس میری اس کوتاہی پر، جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام کی تقدیس و احترام کرنے میں کی ! ھاے افسوس کہ مجھکو حکم الہی سنایا جاتا تھا مگر میں اس پر تمسخر کرتا تھا !"

یا کہے کہ "اگر خدا میری ھدایت فرماتا تو میں بھی آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا !" (حالانکہ اسی اتمام حجۃ کیلیے آج ھدایت کی صداے دعوت بلند کی جا رہی ہے)

یا پھر جب وہ آنے والا عذاب سامنے آموجود ہو، تو اسکو دیکھکر حسرت سے کہے کہ "اے کاش مجھکو گئی ہوئی مہلت، اور گذرا ہوا وقت پھر دوبارہ ملجاتا، تو میں بھی نیک بنکر نیکوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا !"

لیکن اسوقت صداے الہی اٹھےگی کہ ہاں، میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا، اور اپنی نشانیاں تجھے دکھلائی تھیں، پر تونے انکو جھٹلایا، اور انکے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہوگیا - میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بھی تھا اب تیرے لیے حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا !!

من لم یکن للوصال اھلا فکل طاعاتہ ذنوب !!

اے وہ لوگو، کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بے خبری ہو! تمہیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمہارے لیے کیسی کیسی بربادیاں اور ہلاکتیں آنے والی ہیں؟ پھر سپاہی کو اپنے بستر سے اٹھنا چاہیے، اگر طبل جنگ کی آواز آنے لگے، اور لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہیے، اگر انکے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جاے، تو اے عزیزان غفلت شعار! و اے سرگشتگان نشۂ بے خبری و خمار! خدا را بتلاؤ کہ میں کیوں تمہارے غفلت کے بستروں کو خالی، اور تمہارے پاے عمل میں حرکت نہیں دیکھتا؟

اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر تھے، تو آہ! آہ! ثم آہ! کہ اس بربادی کا آخری وقت آگیا - اگر تمہاری خواہش تھی کہ ذلت و نکبت کی انتہا کو اپنی ان آنکھوں سے، جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارۂ دید کیلیے پیدا ہوئی تھیں، دیکھہ لو، تو یا حسرتا علی ما فرطتم فی جنب اللہ! کہ اسکا وقت بھی آگیا - پھر کیا ہے، جس نے تم کو بند ہوا و غفلت میں گرفتار کر دیا ہے؟ اور وہ کونسا قہر الہی ہے، جسکا انتظار تمہیں اپنے مرکز غفلت سے ہلنے نہیں دیتا؟ **فالوقت ضیق، و الخطاب شدید -**

(٢) اگر مضمون کے کسي حصے یا حامل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اُسکے اظہار کیلیے اور بیسیوں لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ھرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و بریّت پائي جاتي ھے ' وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت کمزوري اور مرعوبیت رکھتي ھے - اگر کوئي چیز سیاسي حیثیت سے غلط بھي ھو ' تو اسکي غلطي کا اعتراف صرف ضروري اور بقدر کفایت لفظوں میں کردینا چاھیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ھي سے ھماري تمام کمزوریوں کي بنیاد پڑي ھے ' اور یہ ایسي بات ھے ' جس کو اوروں سے بہتر خود مولانا سمجھتے ھیں - تعجب ھے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسے صریح غلطیاں ھوگئیں ؟

(٢)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ توجہ طلب ھے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ھیں ' متعجب ھوں کہ کسي نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالي -

جو مضامین مخالفت میں لکھے گئے ھیں ' انکي نسبت حسن ظن کا سد باب ھوجاتا ھے ' جب سوچا جاے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ یعنے مولوي عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کي نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھہ ھي اسکے جب دیکھا جاے کہ جن لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپي لي ھے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ھے وہ سب کچھہ گوارا کر سکتے ھیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر زور دیکر ' دیگر شرکاے کار کي طرف بھي نظر اُٹھائي جاے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسي اندروني جذبۂ مخفی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ھیں کہ دیگر شرکاء کار کا نام لینا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کي چبھن رکھتا ھے - وہ سنتے ھي بے تابانہ چیخ اٹھتے ھیں ' اور اپنے اضطراب و التہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ھے کہ جو کچھہ اوپر نظر آرھا ھے ' صرف اتنا ھي نہیں ھے ' بلکہ اسکے نیچے بھي کچھہ اور چھپا ھوا موجود ھے -

لیکن جنکو ذاتي و شخصي بغض و عناد ھے ' وہ شاید اسکے لیے اچھہ وجوہ رکھتے ھوں گے ' لیکن ھر شخص سے تو یہ امید بیجا ھے کہ وہ بھي انہي کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجھکو بحث صرف اصل معاملے سے ھے ' اور میں مجبور ھوں کہ ھر اُس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ھو ' اور اس طرف سے بے رحمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراہ رھا ھے ؟

یہ کیسي عجیب بات ھے کہ پہلي مجلس نے جو ایک دو روز یا ایک دو ھفتے کي سزا خود مولوي عبد الکریم کو دي تھي ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت و آزادي کي رگ جہاد و قتل في سبیل اللہ پر یہ کیوں فالج گر گیا کہ ایک دن کي اپني قرار دادہ سزا منسوخ کرکے ' چھہ ماہ کي سرکاري سزا چپ چپاتے دیدي ' اور غریب مولوي کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

هفتهٔ جنگ

١٠ - کو سنتنجي کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے وکلاء متعینۂ میدرا کو اطلاع دیدي ھے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بین القومي فوج کے سپہ سالار نائب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

١٣ - کا روما کا تار ھے کہ بین القومي فوج میدرا میں اتر گئي - امید کیجاتي ھے کہ اتوار تک سقوطري پہنچ جائیگي -

البانیہ

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کوہ آتش فشاں ھے " اور گو اسکي کسي چنگاري نے ابھي تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائي مگر ھر ھر چپہ پر خیال ھوتا ھے کہ کہیں یہیں دھانۂ آتش فشاں نہو - مسئلۂ سقوطري نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائي درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کي تہدید آمیز نصیحت نے عین وقت پر تدارک نہ کر لیا ھوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اُٹھتا ھے - مسئلۂ سقوطري گو ختم ھوگیا ھے مگر بلقان کي نزاع انگیزیاں ابھي ختم نہیں ھوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ھوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ھیں جنمیں باھم تعارض و تقارب بھي ھے ' اسلیے اس نے سقوطري کي جگہ لے لي -

یاد ھوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطري کے لیے جنگي تیاریاں ھو رھي تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاري اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائي نہیں کرنے دیگي بلکہ خود بھي شریک ھوگي " ممکن ھے کہ سطحي دماغوں نے اس کو شدت مودت و ائتلاف پر محمول کیا ھو ' مگر حقیقت نیوشوں کے لیے ایک صدا تھي جو تضارب اغراض و تعارض مصالح کي خبر دے رھي تھي -

٩ - مئي کو ریوٹر اس خیال کي ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ھے " یہ یقین کیا جاتا ھے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پروٹیسٹنٹ بادشاہ چاھتي ھے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ وجدل کي صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ھے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑدیا جائے -

خانہ جنگي

جذبۂ کشورستاني ایک سیلاب ھے جسکي حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھي نہیں ھو سکتیں ' جنکو مذھب یا اخلاق کے ھاتھہ بناتے ھیں ' پس جس عمارت کي بنیاد جوش سیلاب پر ھو ' اسکي پختگي معلوم -

موجودہ اتحاد کي بنیاد " آزادي " پر تھي یا کشورستاني پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ھے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کر دیا ھے - ایسے اتحاد کا جو حشر ھونا چاھیے تھا وھي ھوا -

اتحاد کا مشن ابھي مکمل بھي نہیں ھوا تھا کہ خانہ جنگي شروع ھو گئي اور جو تلوار اس کے نیام سے نکلي تھي اُسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کي زمین کو پاک کرکے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ھي کو اپنا تختۂ مشق بنالیا !

١١ - مئي کا تار ھے کہ یونانیوں کي ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاري مظالم کي شاکي ھے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ھے - یہ دفتر گو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھہ بھي نہیں ' جو نصراني تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا مگر تاھم وہ یورپ کي انسانیت دوستي کے لیے نہایت قلق انگیز ھے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کي مشق یسوع کي امت پر کي گئي ھے -

ان مظالم کے علاوہ حلفاء میں باھم معرکہ آرائیاں بھي ھوتي رھي ھیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ھے جو حال میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیفیڈا ھوا ھے - تفصیل ھنوز غیر معلوم اور نہ ایندہ توقع -

یوناني نقصانات کي تعداد ٦٠ - اور بلغاري نقصانات ٤٩ - بیان کي گئي ھے ' اور کون کہہ سکتا ھے کہ اصلیت کیا ھے ؟

نہ موڑو' دنیا نے تم سے گردن موڑ لی ہے - آہ ! آہ ! ثم آہ ! علی ما فرطتم فی جنب اللہ ! کہ اسکی صداے لا یزال و لم یزل ' آج اپنے چاہنے والوں سے کچھہ کہہ رہی ہے : فہل من مدکر :

اے وہ لوگو' کہ تم نے میرے مقدس رشتۂ عشق کے تقدیس کی تحقیر کی اور میرے طرف سے گردن موڑلی ! ! کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے' پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھہ تمہارے نام کو بلند کیا - تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے' پر میں ہی قدوس و ذوالجلال تھا کہ میں نے دنیا کی عظمتوں اور دینوی کبریائیوں کو تمہارے قدموں پر ڈالدیا تھا - تم گمراہ تھے پر میں نے تمہارا ہاتھہ پکڑا - تم فقیر تھے' پر میں نے خشکیوں اور سمندروں کی حکمرانی تمہیں بخشدی - تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے' پر میں نے تمکو پچھلوں کے علم و حکمت کا وارث ' اور آنے والوں کیلیے چراغ علم و مدنیۃ بنایا - پھر تم کو کیا ہوگیا کہ تم نے مجھکو چھوڑدیا ' اور میری محبت کے دامن قدس کی تحقیر کی ؟ وہ اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تھا' جسکا حسن میرے جمال جہاں آرا پر غالب آگیا' اور میرے حسن کی پرستش چھوڑ کر تم نے اُسکی پایگاہ معشوقیت پر پیشانی رکھی ؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی کا حسن و رعنائی ہوسکتا ہے' جو مجھہ سے چھوڑاکر تمہیں اپنا مفتون و شیدا بنا لے سکتا ہے ؟ پھر بتلاؤ کہ مجھسے کٹ کر تم نے کونسا نیا رشتۂ کامرانی جوڑا' اور مجھکو چھوڑ کر کیا تھا ' جو تمہیں مل گیا ؟ تم نے مجھکو چھوڑا' لیکن پھر کیا میری دنیا کی ہر قوت نے بھی تمہیں نہیں چھوڑ دیا ؟ تم میرے آگے جھک کر پھر مغرور ہوگئے' لیکن کیا یہ نہیں ہوا کہ تمام دنیا بھی تمہارے آگے مغرور ہوگئی ؟ تم نے مجھسے صلح نہ کی' پھر کیا نہیں دیکھتے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رہی ہے ؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکے' تو بتلاؤ کہ میری دنیا کو اپنے آگے جھکانے کے کیوں آرزومند ہو ؟ جب تم مجھسے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تمسے کیوں نہ پھرجاے ؟

اے نا دانو ! اب بھی مان جاؤ کہ میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبھی بھی بند نہیں - اب بھی مجھسے صلح کرلو' کہ مجھسے جنگ جاری رکھکر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے - دنیا کا ہر دروازہ تم پر بند ہوسکتا ہے ' مگر میرا ہی ایک دروازہ ہے' جو صرف کھلنے کیلیے ہے' بند ہونے ہونے کیلیے نہیں ہے - تم ہزاروں مرتبہ اُس دروازے سے بھاگو' پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ہے ! !

باز آ باز آ ! ہر انچہ کردی' باز آ !
گر کافر و گبر و' بت پرستی ' باز آ !
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی ' باز آ !

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا' انہ ہو الغفور الرحیم (۳۹ : ۵۵)

اے میرے بندو' کہ تم نے میری نافرمانیاں کرکے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کیے ہیں' گو وہ کتنے ہی سخت اور غضب انگیز ہوں ' تاہم اپنے پروردگار کریم کی رحمت و رافت سے مایوس نہو ! ! توبہ کرو اور اسکے آگے جھک جاؤ ! وہ تمہارے تمام قصوروں کو معاف کردیگا - وہ تو بہت ہی بڑا بخشدینے والا' اور مہربان ہے ! !

* * *

اے عزیزان ملت ! میں کیونکر تمہیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکھلاوں' جسکے ہر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ہزاروں نشان ہیں ! اور پھر میں کیونکر اپنا دل تمہارے پہلو میں رکھدوں کہ تم اس صداے الہی کو نہیں سنتے' پر میں سنتا ہوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ہوں - تم میری آواز سن سکتے ہو' پر اُس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھہ سکتے ' جو میرے اندر سلگ رہا ہے ' اور جسکے شعلے اب اسقدر بھڑک اٹھے ہیں ' کہ میں انکے دھوئیں کو نہیں دبا سکتا -

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا' اور دن کو کاموں میں سرگرم رہتا ہوں لیکن مجھکو میرا گم شدہ دل نہیں ملتا ہے' اور میرے کان میرے قبضے میں نہیں رہتے ! !

* * *

آجکل کی گرمیوں کی راتوں میں' جبکہ ایک عالم رات کی ٹھنڈی ہواؤں کے مزے لوٹتا ' اور خواب نوشیں کی راحت فرمائیوں میں مست و بے خبر ہوتا ہے - جبکہ ابتدائی نصف رات کی چہل پہل ختم ہوجاتی' اور پچھلے پہر کا مقدس اور لاہوتی وقت شروع ہوتا ہے' تو میں اُس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنج باغ کی سنسان اور فکر پرور تنہائی میں' عیش خواب سے مہجور' اور راحت بالش و بستر سے محروم' پڑا ہوتا ہوں - پھر تم یقین کرو کہ میں اسکو دیکھتا ہوں' جسکی روشنی بجلی کی طرح شعلہ آسا' لیکن بجلی کی طرح نظروں کو خیرہ کرنے والی نہیں ہوتی - میرے کانوں میں اُسکی ایک صداے سامعہ نواز و نغمہ آسا آتی ہے' جو دریاؤں کی آہستہ روانی سے مشابہ ' یا کسی دور کی صداے ارغنون کے مانند ہوتی ہے -

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں' جسکی نسبت نہیں کہہ سکتا کہ وہ اوپر ہے ' پر مجھے خیال ہوتا ہے کہ اوپر ہے - جبکہ وہ کہتا ہے کہ :

هل من تائب' فتوب علیه ؟
هل من مستغفر' فاغفرله ؟
هل من سائل فاعطیه ؟ یا
طالب الخیر اقبل ! و یا
طالب الشر اقصر ! (۱)

آج کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اُسکی توبہ کو قبول کروں ؟ کوئی طالب مغفرت ہے' کہ میں اسے بخشدوں ؟ کوئی مجھسے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں ؟

(۱) یہ وہ مشہور حدیث ہے' جسکو امام بخاری صحیح کے آخری حصے میں بذیل کتاب التوحید لاے ہیں ' لیکن میں نے جو الفاظ لیے ہیں یہ دار قطنی وغیرہ کی روایت کے ہیں - بخاری کے الفاظ یہ ہیں : عن ابی ہریرۃ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : یتنزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر' فیقول: من یدعونی فا[illegible] له من یسالنی فاعطیه' من یستغفرنی فاغفر له "

لیکن یہ حدیث مختلف روایات اور الفاظ میں بکثرت روایت کی گئی ہے' اور اسکے الفاظ علی الخصوص نزول الی السماء الدنیا کی تفسیر و توجیہہ پر بڑی بڑی بحثیں کی گئی ہیں - بخاری کی اس روایت میں تو مطلق رات کے ثلث اخیر کا ذکر ہے ' لیکن دیگر روایات میں خصوصیت کے ساتھہ شب جمعہ کی قید بھی آئی ہے - بعض روایت میں شب جمعہ کی قید نہیں ہے مگر ثلث اخیر کی جگہ " حتی یمضی شطر اللیل " ہے -

کتب قوم میں اسپر بحثیں کی گئی ہیں کہ اللہ تعالی کے نزول سے کیا مقصود ہے ؟ حنابلہ اور عام محدثین کا (جنکو تشبہ و تجسم اور ظاہریت محض سے متہم کیا جاتا ہے و حاشا کہ وہ اس سے بری ہیں) یہ مسلک ہے کہ قرآن و حدیث کے متشابہات کو بار یچۂ تاویل و توجیہہ ہرگز نہ بنانے کی جگہ ' بہتر سمجھتے ہیں کہ علم الہی کے حوالے کردیں ' اور حق یہ ہے کہ احوط و پر امن مسلک یہی ہے - تاہم اکثر شارحین بخاری و ائمہ فن متاخرین مثلاً امام شوکانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالی نے صاف لکھدیا ہے کہ نزول سے مقصود تخاطب خاص ہے

[بقیہ نوٹ کے لیے صفحہ ۸ - ملاحظہ ہو]

و للاهواء رغبات و للوساس ...... ان - فبای حدیث بعدها یومنون ؟ ؟

فکر و جان مال تا چند ؟ اور جستجوے عیش و راحت تا بکے ؟

واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ، و ان اللہ عندہ اجر عظیم - وہ زندگی، جسمیں اپنی ملت اور اپنے خداے ملت کا کوئی حصہ نہو، عیش زندگی نہیں، بلکہ ایک لعنت کونین ہے :

و ما هذه الحیاۃ الدنیا، الا لہو و لعب، و ان الدار الاخرۃ لہی الحیوان، لو کانوا یعلمون! (۲۹ : ۶۵)

یہ عیش نفس، اور محض فکر جان و مال کی زندگی (جسکی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے پانوں میں ڈالدی ہیں) کیا ہے ؟ سوا اسکے کہ ایک لہو و لعب نفسانی ہے (جسکا کوئی اثر دنیا میں باقی رہنے والا نہیں) اور اخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، اگر تم سمجھو اور غور کرو !

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فانی کی خاطر چڑیوں کے طرح آشیانے بناتے، اور چارپایوں کی طرح آذوقہ ڈھونڈھتے ہو، وہ با ایں ہمہ شورش و کشاکش، ایک نہ ایک دن جانے ہی والی ہے، اور تم اسکی خاطر سب کچھہ کرسکتے ہو، پھر آسے روک نہیں سکتے - پھر اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہوسکتا ہے، کہ ایک ایسی جانے والی رائگاں شے کو کسی کی خاطر دیدو، مفت کا احسان بھی ہاتھہ آس کے سر رکھہ دیجیے ؟

جاں بجاناں دہ، وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل، ایں بکن یا آں بکن !

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں - تم ہتیلیوں پر رکھکر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر، مگر سب سے زیادہ کام دینے والی جنس عجیب کے لٹانے کا اصلی طریقہ کیا ہے ؟ پھر صرف یہی راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سرونکو کٹوادو، بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اپنے دوست کی تلوار کی نوک سے زخمی ہو - زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہی کے خنجر سے کیوں نہ تڑپیں ؟ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ہاتھہ سے کیوں پییں ؟ اور جان دینی ہی ہے، تو کسی کے سر رکھکر کیوں نہ دیدیجیے ؟ آیا نہ شنیدی کہ عارف (ابو الخیر) چہ گفت ؟

غازی زپئے شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تر ازوست
در روز قیامت ایں، بآں، کے ماند ؟
کیں کشتۂ دشمن ست، وآں کشتۂ دوست !

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ، و اللہ رؤف بالعباد (۳۲ : ۱۱)

اور بعض اللہ کے محبوب بندے ایسے ہیں جو اپنی جان تک کو اللہ کی رضاجوئی کے راہ میں دیدیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے !

افسوس کہ اس دور جوش و خروش، اور بیداری و ہشیاری میں بھی دیکھتا ہوں، تو میرے دل کی غمگینی اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا -

میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کی سرشاریاں ہیں، یا بیداری کی کروٹیں بھی لی ہیں تو انکھوں سے غفلت دوشین کا خمار ابھی دور نہیں ہوا ہے - خواب غفلت کی سرشاری اور چشم نیم باز کی کروٹیں، یہ تو دو پہلی حالتیں ہیں، لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بھی نظر آتا ہے، جو بستر سے تو اٹھہ چکا ہے، مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر ہے - پس چلنا بھی چاہتا ہے، تو خط سفر سے نابلد ہے - احرام کعبے کا باندھتا ہے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کی تمیز نہیں - حالانکہ اگر منزل مقصود کے نشان کو ملنا ہے، تو صرف کعبے ہی کی راہ میں ملسکتا ہے، اور وہ کئی نہیں، بلکہ صرف ایک ہی ہے -

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی انجمن قائم کرلی تو ان مصائب سے نجات پا جائینگے - بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کرلیا تو ہمارا وجود اسلام کیلیے اکسیر حیات بن جاےگا - میں نے بھی مدتوں ان امور کو سونچا ہے - اسمیں شک نہیں کہ ان تدبیروں میں سے ہر تدبیر اچھی اور ضروری ہے، پر افسوس کہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے - تم اپنے سے باہر انجمنیں کو ڈھونڈتے ہو مگر بد بختی یہ ہے کہ اپنے اندر کی خلوت سے بے خبر ہوگئے ہو - اسلام کی حفاظت کیلیے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو، تاکہ اپنی جیب اسکے حوالے کردو لیکن اس سے بھی مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو اسکے سپرد کرو کہ اسکے بعد تم وہ سب کچھہ دیسکوگے، جو دینا چاہتے ہو، پر اسکے بغیر کوئی چیز بھی دے نہیں سکتے !

لیکن میں ایک صداے مضطر، اور ایک فریاد لرزاں ہوں ! میری آواز کبھی نہیں تھک سکتی، کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا، اور میرے آنسو کبھی نہیں تھم سکتے، کیونکہ مدتوں کے جمع کیے ہوے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہانا ہے - **پس جسکے پاس کان ہیں، وہ سن لے - جسکے پاس آنکھیں ہیں، وہ دیکھہ لے - اور جسکے پاس دل ہے، وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے، کہ آج خدا اور اسکے بندوں میں صلح و جنگ کی آخری ساعت ہے - آج روٹھے ہوے اور اسکے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے - آج ہی کسی کا دامن اقبال ہمیشہ کیلیے خالی ہونے والا ہے، اور کسی کی آستین امید ہمیشہ کیلیے مالامال ہونے والی ہے !**

آج ہی وہ شب موعود، اور وہ لیلۃ القدر ہے، جبکہ محروم ہونے والے محروم ہوجائینگے اور منانے والے روٹھے ہوئے کو منالینگے - وہ قوموں کے حیات و فنا کی فیصلہ کن گھڑیاں، جنمیں ایک کو دائمی مایوسی، اور دوسرے کو ہمیشہ کی امید و شادکامی ملےگی - ایک کو دائمی ہجر کا عذاب الیم، مگر دوسرے کو ہمیشہ کی بشارت لطف عمیم کی تقسیم ہوگی، بہت قریب ہے کہ ظاہر ہوجاے - وہ، جس نے آج سے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہی وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشتہ کاٹا، اور (فاران) کی چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھلایا تھا، اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا، اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھہ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو - پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے مت جھٹلاؤ - اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو، پر مجھے کوئی

شئون عثمانیہ

داستان خونین

یعني مظالم وحشت کارانۂ اقوام مسیحیۂ فرنگ ' و روایات مرثقۂ شہداء جنگ و مراسلہ نگاران جرائد

(۱)

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں قسطنطنیہ میں " مجلس دفاع ملي " کے قیام کي اطلاع الہلال کے کالموں میں دي گئي تھي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بھي قائم کي تھي کہ جنگ بلقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر معارب باشندوں پر کیے گئے ہیں ' اور جو چشم دید بیانات اور روایات مرثقہ ' مراسلہ نگاران جنگ کے ذریعہ مشتہر ہوچکي ہیں ' انکو ایک رسالے کي صورت میں جمع کرکے مختلف السنۂ یورپ میں شائع کرے ' تاکہ یورپ کے ادعاء انسانیت و نوع پروري کا ایک آخري امتحان ہوجاے -

اس سب کمیٹي کي یہ مستعدي قابل تحسین ہے کہ تھوڑے ہي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچہ پچھلي ڈاک سے ہمارے پاس شائع کردہ روداد مظالم کا ایک نسخہ آگیا ہے جو انگریزي میں ہے ' اور بہت ضروري ہے کہ اسکا ترجمہ اردو میں شائع کردیا جاے ' تاکہ جو ہاتھہ آج ماتم کیلیے اٹھے ہوے ہیں ' انکو پہلے اپني خانماں بربادیوں کا پورا علم ہوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر آدم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیدہ دیباچہ لکھا ہے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمہ شائع کرتے ہیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمہ شائع ہوتا رہے گا ' اور پھر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جائیگا -

بہتر ہو اگر معاصر دہلي (کامریڈ) اسکو بجنسہ نقل کرنا شروع کردے - (الہلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچہ لکھنے کي مجھہ سے فرمایش کي گئي ہے - اس امر کا خوف تھا کہ ملي اور جنسي عداوتیں جو گذشتہ ربع صدي میں مقدونیہ کے اندر برانگیختہ ہوئیں اور جنکا ذمہ دار صرف ترکي سوء انتظام هي نہ تھا ' اس جنگ کے چھڑنے پر بڑھجائیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بھي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تھا -

یقیناً گذشتہ چند ماہ میں مقدونیہ کا اس سے زیادہ نقصان ہوا ' جتنا کہ سالہا سال میں ترکوں کي بري حکومت کے اندر ہوسکتا تھا -

جنگ کي خوفناکیوں پر ' جنمیں ہزارہا آدمي ہلاک ہوے ' مقدونیہ کے مسلمانوں کي علمي نابودي کا بھي اضافہ کیا گیا !

اس جنگ میں موجودہ متمدن جنگ آرائي کے مسلمہ اصول کا خیال نہیں رکھا گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نہ ہوگا -

فاتح کا قتل و ظلم ' اور دباء کے روکنے کے نا قابل ہونا ' اسکي عزت کے لیے نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا ' اور گو میں " مسلمانوں کي بیخکني کي سونچي سمجھي ہوئي پالیسي " کو انکي طرف منسوب کرنا نہیں چاھتا ' مگر عملي طور پر ایسا ضرور ہوا -

حلفاء بلقان افسوس کرینگے کہ بڑي حد تک انہي کے قصور کي وجہ سے اب مقدونیہ " انڈے کا ایک خالي چھلکا " اور آتش و تیغ کي برباد کي ہوئي صرف ایک ایسي زمین رہگئي ہے ' جس سے مسلم آبادي ' اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتھہ بالکل نکالدي گئي ہے !



" مجلس دفاع ملي " قسطنطنیہ کي سب کمیٹي ' جس نے مظالم بلقان کي روداد شائع کي -

جنگ اور کشور ستاني ' دونوں جائز قرار دیجا سکتي ہیں ' لیکن صرف اسي حالت میں ' کہ وہ مقبوضہ مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یہ ممکن ہے ' مگر کسیطرح یقیني نہیں ' کہ حکام کا تغیر مقدونیہ کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید ہو ' مگر یہ امر تو نصف النہار کي طرح روشن ہے کہ جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید ہونے کے علاوہ کوئي اور چیز ہي ثابت ہوئي ' اور انکي بربادي ملک کي آیندہ سرسبزي پر ہمیشہ ایک مصیبت انگیز اثر رہیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بھي یہ دعوی باطل نہیں کرتا کہ گذشتہ زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رہے ہیں ' یا گذشتہ چند ماہ میں خون ریزي کے الزام سے وہ بالکل بري تھے -

تاہم دو پیمانے اور دو بٹکھرے نہیں ہوسکتے - یورپ اور متحدہ حکومت کا وہ دباؤ ' جسکو ترکوں پر سخت سے سخت ملامت (ڈیمونسٹریشن) کے پاس کرنے میں بھي کبھي باک نہوا ' اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رہا ہے -

اہل مشرق اور خصوصاً ترکوں نے ہمیشہ انگریزوں کي عزت ' اور

ہاں کوئی ہر طرف سے کٹ کر میرے طرف آنے والا ہے کہ میں اُسے آغوش میں لیلوں ؟ کوئی میرے آگے تڑپنے والا ہے کہ میں اُسے تسکین دوں ؟ کوئی میرے آگے خاک اضطراب و انابت پر لوٹنے والا ہے کہ میں اُسے اپنی گود میں اُٹھالوں ؟ یعنے کوئی ہے کہ میرا بن جانے والا ہو' اور میں بھی اُسکا ہو جاؤں ؟ اور کوئی ہے جو مجھے پیار کرنے والا ہو' تاکہ میں بھی اُسے پیار کروں ؟ پھر وہ کہاں ہیں' جو مجھے ڈھونڈھنے والے ہیں' اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لیے تشنہ ہیں ؟ میں انکے لیے' جو کہ پیاسے ہیں' پانی ہوں' اور انکے لیے' جو مایوسی سے تھک گئے ہیں' امید ہوں ! اگر تم زخم ہو تو میرے طرف آؤ کہ میں مرہم ہوں' اور اگر تم بیمار ہو تو مجھکو ڈھونڈھو کہ صرف میں ہی شفا ہوں ! تم کیوں غیروں کی ٹھوکریں کھاتے ہو' اور میری آغوش محبت سے بھاگتے ہو ؟ حالانکہ میں تو وہ ہوں' کہ اگر تم ایک بالشت میری طرف بڑھو' تو میں ایک ہاتھ آگے بڑھکر تم سے ملوں - اگر تم ایک ہاتھ میرے طرف آؤ' تو میں ایک گز آگے بڑھکر استقبال کروں - اور اگر تم چل کر میری طرف آؤ' تو میں دوڑ کر تمہاری طرف آؤں ! ! (۱) اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو کہ میں بھی تم سے

[بقیہ نوٹ صفحہ ۷ کا]

جیسا کہ بعض دیگر احادیث بخاری وغیرہ میں صلوۃ عصر و فجر کی نسبت آیا ہے' اور یہی سر گروہ ارباب تاویل و اسرار' امام غزالی نے احیاء میں لکھا ہے -

اصل یہ ہے کہ شب کا آخری وقت ایک مخصوص اثر و کیفیت کا وقت ہے - اور جیسا کچھہ ہے' اسکو صرف ارباب درد و حال ہی سمجھہ سکتے ہیں - میں تو کہتا ہوں کہ اگر ایک ہستی اعلی و محبوب ہے' تو وہ کب اپنے بندوں سے غافل ہے ؟ لیکن ضرور ہے کہ رات کے پچھلے پہر کی خلوت ہی میں اپنے عشاق سے مجلس راز و نیاز گرم کرے - انکی آہ و زاری سنے اور اپنی صداے و امید سنائے - غیروں کیلیے دن کی ملاقاتیں ہوتی ہیں' مگر اپنوں کیلیے شب کی مخفی صحبتیں - دن آرزوؤں میں کاٹیے' مگر وصل کیلیے رات ہی کا انتظار کرنا چاہیے - یہی وہ تصفیۂ باطنی و ذہاب الی اللہ کا مقام اعلی ہے' جسکی نسبت سورۂ زمر میں فرمایا :

امن ہو قانت اناء اللیل ساجداً وقائماً یحذر الاخرۃ' و یرجوا رحمۃ ربہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ (۳۹ : ۱۳)	بھلا وہ شخص جو رات کے اوقات تنہائی و خلوت میں اپنے خدا کے سامنے ہر طرف سے کٹکر جھک گیا ہے - کبھی جوش اضطراب سے اسکے آگے سجدہ میں گرجاتا ہے' کبھی اسکے آگے ہاتھہ باندھکر غلاموں اور مجرموں کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے' کبھی آخرت کی منزلوں کے تصور سے

ڈرنے لگتا ہے' اور پھر کبھی اسکی شان کریمی و رحمت کو یاد کرکے امیدوار بخشش ہوجاتا ہے - تو بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص' اور سرشاران غفلت و حجاب' دونوں برابر ہیں ؟ اور پھر کیا صاحبان علم و گم گشتگان جہل' دونوں کا ایک ہی درجہ ہے ؟

یہ موقعہ نہیں کہ اس آیت کے متعلق کچھہ عرض کروں' لیکن یاد رہے کہ یہ ایک نہایت اہم اور بصیرت طلب آیۃ کریمہ ہے - ایک ایسے قانت و منقطع شخص کی مثال دیکر فرمایا کہ " ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ " غور کیجیے کہ اسکو علم و جہل سے کیا تعلق تھا ؟ اصل یہ ہے کہ جو حالت اس شخص کی بیان کی گئی ہے' وہی فی الحقیقت علم و حکمۃ حقیقیہ کا انتہائی مرتبہ ہے' اور وہی حالت ہے جسے علم کا اصلی نتیجہ یقین کرنا چاہیے - کاش البیان جلد نکلے اور میرا قلم بندش گنجایش الہلال سے آزاد ہو' کہ یہ چیزیں حاشیوں میں لکھنے کی نہیں ہیں - والامر بیدہ سبحانہ و تعالی -

(۱) یہ میں ترجمہ ہے اُس حدیث قدسی کا' جسکو امام بخاری نے کتاب التوحید کے باب " ذکر النبی و روایتہ عن ربہ " میں سب سے پہلے بروایت شعبہ عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہم درج کیا ہے کہ : " اذا تقرب العبد الی شبراً' تقربت الیہ ذراعاً - واذا تقرب منی ذراعاً' تقربت منہ باعاً - و اذا اتانی مشیاً' اتیتہ ہرولۃ "

ایک دوسری روایت (عن انس بن مالک عن ابی ہریرۃ) میں " باعاً " کی جگہ " بوعاً " کا لفظ بھی آیا ہے -

ملنے کو محبوب رکھونگا - اور اگر تم مجھسے پھر جاؤگے تو میں بھی تم سے پھر جاؤنگا - (۱) اے طالب خیر ! تو کہاں ہے کہ میں تجھے پکار رہا ہوں - جلدی کر ! جلدی کر ! کہ یہی مانگنے کا وقت ہے - اور اے شر کے پیچھے اپنے تئیں نادانی سے کھونے والو ! اب بھی باز آجاؤ اور کمی کرو' کہ یہی وقت ہے' یہی وقت ہے' اور صرف یہی وقت ہے کہ میں تم کو بچالوں ! ! "

با گنہ گاراں بگویم تا نینداز ند دل
من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم !

پس اے اخوان عزیز ! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میری ترجمانی کو مت جھٹلاؤ کہ میں سو رہا تھا لیکن اُس نے مجھکو نیند سے جگا دیا - پھر کہ غفلت سے چونک کر بھی غفلت ہی میں رہو' اور بستر سے اُٹھو بھی تو بستر کی جگہہ راہ میں سو جاؤ - اُس شخص کی غفلت میں جو بستر پر پڑا ہو' اور اسمیں جو ہشیاروں کی طرح چلکر غلط راستوں میں پھنسکر رہ گیا ہو' کوئی فرق نہیں - یہ تمہارا آجکل کا اضطراب مبارک ہے - یہ تمہاری جستجو مقصود ایک رحمت الہی ہے - یہ تمہاری امادگی اور مستعدی امید کا فرشتہ' اور ہمت کا پیغام ہے - مگر میری سنو اور اللہ کی پکار کی طرف سے غفلت نہ کرو - اگر سنبھلنا چاہتے ہو تو ایک ہی ہاتھہ ہے جو تمہیں سنبھال سکتا ہے - محض انجمنوں کا قائم کرلینا' ممبروں کے نام سے ایک گروہ جمع کرلینا' اور صرف روپیے کی کسی بڑی مقدار کی فراہمی پر بھروسہ کرلینا' غفلت کے بعد دوسری غفلت ہے' جو تمہیں بستر ضلالت پر ڈالدیگی' اور آخری وقت عمل ہاتھہ سے نکل جائیگا - اصلی اور ایک ہی وسیلۂ فوز و فلاح (اے دنیا میں تبدیلی چاہنے والو !) یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو' اور احکام الہی کے اعتقاد و عمل کا عہد واثق کرکے اُٹھہ کھڑے ہو - توبہ کرو اور توبہ کرو کہ تمہارے تمام دکھہ کی دوا صرف توبہ ہی ہے - خدا کے آگے جھکو اور اسکو پیار کرو ! اُسکو اپنے سے مناؤ کہ جب تک دوست کو اپنے سے راضی نہ کرلوگے ؛ خواہ کتنی ہی محنت و مشقت کرو' لیکن کبھی مقبول نہوگی - و للہ در ما قال :

من لم یکن للوصال اہلاً
فکل طاعاتہ ذنوب !

میں چپ تھا' پر اب اُٹھا ہوں کہ جو سن رہا ہوں' تم کو بھی سناؤں - آؤ کہ ہم سب ملکر اسکے دروازے پر جھکیں' اور ایک " مخلص و مجاہد " جماعت الہی بن کر صرف اُسی کے ہو جائیں - اسی کی دعوت ہے' جسکی طرف بلاتا ہوں' اور صرف یہی میری بقیہ زندگی کا مقصد و وظیفہ' اور غایت جہد و عمل ہے' جسکے لیے خدا سے استقامت کا طلبگار ہوں - پس مبارک ہیں وہ' جو میری سنیں' اور خدا کی طرف بڑھیں' اور آخر کی کامیابی انہی کیلیے ہے -

اولئك الذين هدا هم الله' و اولئك هم اولو الالباب (۳۹ : ۲۰)

(۱) یہ بھی ایک حدیث مشہور کا عین ترجمہ ہے' جسکو امام بخاری نے کتاب التوحید میں بروایت ابو ہریرہ درج کیا ہے کہ :

" اذا احب عبدی لقائی' احببت لقائہ - و اذا کرہ لقائی' کرہت لقائہ "

اور قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے کہ : " فاذکرونی اذکرکم' و اشکروا لی و لا تکفرون " یعنے تم میرا ذکر کروگے تو میں بھی تمہیں یاد کرونگا - اللہ اللہ ! کیا شان عشق و عاشقی ہے ! ! ولنعم ما قیل فی ہذا الباب :

عاشقاں ہرچند مشتاق جمال دلبرند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

امام غزالی نے احیاء میں ایک حدیث درج کی ہے : " الا طال شوق الابرار الی لقائی' و انی الیہم لاشد شوقا " اسکے الفاظ تو ثابت نہیں (جیسا کہ صاحب تخریج احیاء نے اعتراف کیا ہے) مگر مطلب وہی ہے -

ہے - ہم کو چاهیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور همیشه ماتم کریں - اس مصیبت کي عظمت کے اظهار کے لیے هم کو چاهیے که علامات حزن و الم وضع کریں ' تا که وہ هم کو یاد دلاتے رهیں که هم کو اپنے دشمنان شرف سے بدله لینے کے لیے همیشه تیار رهنا چاهیے -

یه علامات حزن گو ایک عرصه تک همارے زخمهاے دل کو هرا ' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے' لیکن اسکي انتها اس پر هوگي که هم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے' اور اپنے شرف کو ان داغهاے عار سے پاک کرسکینگے' جن سے افسوس که وہ اسوقت آلودہ هو رها ہے - اور پهر اس معبد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو هم اسوقت کهو بیٹھے هیں -

گو دوران سقوط میں ادرنه کي اصلي سرگذشت کا هم کو علم نہیں ' لیکن تا هم ان جسته جسته اقوال سے جو یورپ سے همارے دار ا ...... میں آئے هیں ' معلوم هوتا ہے که همارے بهادر سپاهي دشمن سے رو در رو سفید اسلحه سے لڑے' اور جب دشمن شهر میں داخل هوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکه گهروں تک میں هر هر قدم پر لڑے' اس درجه کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا؟ مٹے هوے کهنڈر ' اجڑے هوے گهر ' جنمیں آگ کے شعلے بهڑک رہے تھے' اور منتشر پتهر ' جن پر زمانه کا دست هلاکت دراز هوچکا تها ! !

هم میں سے هر شخص جانتا ہے که همارے حقیقي دشمن کون هیں؟ کیا صرف بلغاري ' یوناني ' اور سروي هي هیں ؟ اس واقعے کي سنگیني نے همارے دردوں کو همارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج هم ایسي چیزوں کا اعلان کرتے هیں ' جن کو هم کل تک چهپاتے تهے - آج هم پر واجب ہے که هم علی الاعلان کهدیں که ان دشمنوں کے علاوہ اور دشمن بهي هیں' جنهوں نے سقوط ادرنه میں مدد دي - فرانس اور روس نے پوشیدہ اور علانیه ' دونوں طور پر ' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنه میں مدد دي - فرانس اور روس نے توپیں اور کمک تک معاصرین تک پهنچالي - اگر یه اتحاد ثلاثه مدد نه دیتا ' تو کیا ممکن تها که بلقان کي یه چهوٹي چهوٹي ریاستیں همارے سامنے ٹهر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا همارے سامنے ٹهرنا کیا اس امر کي کافي دلیل نہیں ' که فرانس اور روس ادبي اور مادي دونوں طریقوں سے ' اور انگلستان صرف ادبي صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رها ؟

کیا ان واقعات کے بعد بهي کوئي کهه سکتا ہے که یه جنگ صرف ریاستهاے بلقان اور عثمانیه میں تهي ؟ نہیں' یه جنگ دولت عثمانیه اور ریاستهاے بلقان میں نه تهي ' بلکه عثمانیه اور اتحاد ثلاثه میں تهي ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -

اثناء گفتگوے صلح میں ایک فریق کا خیال تها که مساعي صلح میں اصلي رخنه انداز فرانس ہے - وہ چاهتا ہے که سقوط ادرنه کے بعد صلح هو - آج هم کهتے هیں که یهي فریق حق پر تها "

(جون ترک) فرانسیسي لکهتا ہے :

سقوط ادرنه کي بابت دو دن سے جو منحوس افواهیں مشهور هو رهي تهیں ' وہ صحیح ثابت هوئیں - یه امر پایه ثبوت کو پهنچگیا که یه عظیم الشان شهر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے هاتهوں ساقط هوگیا -

خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے هوے تاروں سے معلوم هوتا ہے که شکري پاشا نے شهر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کها تها وهي کر دکهایا - چنانچه انهوں نے دشمنوں کے هاتهه شهر حواله کرنے پر' آسے آگ اور لوہے کے ڈهیر میں دفن کردینے کو ترجیح دي ...... وطن مقدس شکري پاشا کي تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کرسکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے ' لیکن مرقع ابطال میں شکري پاشا کي تصویر

باب الم راسلة و المناظرة

دعوت " الى الله "

ایک بزرگ از رامپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخه ۱۵ - جمادي الاولی میں جو ایک پر جوش مضمون اور ایک عام ندا ہے که (کوئي ہے جو میرے ساتهه چلنے کے لیے طیار هو ؟) اسکے متعلق مجهے ایک اختلاج ہے - اسکو ظاهر کرتا هوں - امید که اسکو میري نیک نیتي پر حمل کرکے بد دعا نه فرمایئے گا - یه زمانه چونکه نهایت افسوس و عیاري کا زمانه ہے - اسلیے طرح طرح کے شبهات بعض اوقات پیدا هو جاتے هیں - اپنے خداے عالم الصدور کو حاضر و ناظر سمجهکر سچ سچ کهیں که یه جو کچهه آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کیا ہے' یا اسمیں کوئي راز ہے' اور کسي کي تعلیم سے کیا ہے تا که مسلمانوں کي حالت کا امتحان کیا جاے اور دیکها جاے که اسوقت اسلام سے انکو کهاں تک تعلق اور اسلام کي حمایت کا کهاں تک خیال رکهتے هیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یهي هو' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتهه چلنے والونکي فهرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الهلال

یه قومي بد بختي کي انتها ہے که هر کام کے متعلق شبهات و وساوس همارے دلوں میں پیدا هوں !

ظهور حضرت مسیح کے وقت یهودیوں کي ایسي هي حالت هوگئي تهي - مگر سچ یه ہے که شبه کرنے والے بے قصور هیں' اور بد قسمتي سے هماري حالت هي ایسي هوگئي ہے که جسقدر شبهات پیدا هوں ' کم هیں -

کهنے کي بات نہیں ' اور پهر کهیے تو کس کي نسبت کهیے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف هوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کي حیثیت سے پهچانے جاتے هیں - هر آن و هر لمحه قال الله اور قال الرسول انکي زبانوں پر ہے' یا بڑي بڑي مسجدوں کے پیش امام اور خطیب هیں ' لیکن ان اشغال الهیه کے ساتهه اپنے اندروني اعمال شیطانیه بهي جاري رکهتے هیں ' اور جاسوسي و مخبري جیسے ملعون و خبیث مشغلۂ غداري سے انهیں باک نہیں - فلعنهم الله فی الدنیا و الاخرہ ' و اعد لهم عذاباً الیما !

ان حالات میں اگر بعض نادانوں کو فقیر کي نسبت یه خیال پیدا هوا ' تو انهیں بالکل معذور سمجهتا هوں - اور اسقدر عرض کردینا کافي سمجهتا هوں که میرے کلم عام کاموں سے مختلف هیں ' اور الحمد لله وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کي قوتیں اسطرح کي رکهتے هیں ' که ایک بڑهنے والے درخت کي طرح بڑهیں گے ' ایک زندہ جسم کي طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں هیں تو انکي پرورش کرنے والا ' خود هي انکی پرورش کریگا -

بقیه پہلے کالم کا

دوسرے دونوں مدافعین کي تصویروں کے سروں پر آویزاں هوگي - شکري پاشا کا عظمت ماب نام شهرت کے آسمان عظمت پر شرف و احترام کا آفتاب بنکر درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکهه رهي ہے' جس نے دولت عثمانیه کے صحیفۂ مجد میں ایک نئي آیة کرامت اضافه کي ہے - اس عمل جلیل نے همیشه کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیه کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ هوگیا تها "

ان پر اعتماد کیا ھے - کیونکہ وہ ایک منصف قوم مشہور ھیں - مجھے خوف ھے کہ یہ یقین اب رخصت ہو رہا ھے -

صرف ان کمبخت واقعات کي مناسب تحقیقات اور مجرم کي سزا پر اصرار ھي کے ذریعہ سے یہ ممکن ھے کہ " نا انصافي " کا احساس شدید جو اسوقت ترکوں کے دلوں میں کھٹکرھا ھے جڑ سے اکھیڑا جاسکے -

مجھے اعتماد ھے کہ میں غلطی کر رھا ھوں مگر میري راے ھے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو ' جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ھیں ' بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے ' گزر جانے کا موقع دیدیا گیا ' تو ھمارے ' اور ھمارے ھم زندگي مسلمان رعایا کے درمیاني تعلقات ' بالاخر ایک سنگین معاملہ ھو جائیگا -

میں نے ان دریافتوں اور تفتیشوں میں حصہ نہیں لیا ھے جو اس روئداد کي اشاعت کا باعث ھوئي ھیں - ھر تفصیل کي صحت کي بابت خواہ کتنا ھي شک کیوں نہ ظاھر کیا جائے ' تاھم اس امید کیلیے کافي مقدار رکھتي ھے کہ یورپ ' جس نے ترکوں کي بد کاریوں کے روئداد پر نہایت آساني اور تیزي سے اعتبار کرلیا تھا ' ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے رکھے جائینگے -

زخم رسیدہ مسلمان آبادي کے مصائب کسي طرح ختم نہیں ھوے - ارخبیل کے بندرگاہ سے وھي غمگین افسانے ان فاقہ زدہ اور محتاج مہاجرین کے پہنچ رھے ھیں ' جنکے لیے سرمایے کي سخت ضرورت مند ترکي حکام کوشش کر رھے ھیں انکي موجودہ کوشش صرف اسلیے ھے کہ اس جگہ کے عوض ' جسکو وہ لاعلاج طور پر ضائع کر چکے ھیں ' گھروں کي تلاش کرنے کے لیے وہ کسی طرح ایشیاء کو چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کي تلافي تو اب قریباً خارج از سوال ھے - مردے تو ھمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دول یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لوگوں کي نسبت ' جو ان خوفناک ایام کے بعد مہینوں زندہ رھے ' کوئي اھم دلچسپي لینے کے لیے تیار ھیں ' تو بڑي حد تک ماضي کي تلخي اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا کرسکتے ھیں - نیز مشرق و مغرب اور ھلال و صلیب کي مصالحت کا راستہ اس سے ھموار کیا جا سکتا ھے -

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد مختلفۂ استانۂ علیہ)

(۲)

تصریحات جرائد

انتہائي مدافعت کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخي واقعہ ھے جو ثناء عظیم و مجد دائم کا مستحق ھے - اس دعوے کي سب سے بڑي دلیل یہ ھے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ھے ' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں سے شمار کیا ھے ' جن کي مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے ملتي ھے -

اس سلسلہ میں ھم چند عثماني اور اجنبي اخبارات کے اقوال نقل کرتے ھیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ھے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ھے کہ ادرنہ ' جس نے اپني محافظ فوج سے کئی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا ' بلغاریوں کے ھاتھوں ساقط ھو گیا - بیشک اس خبر نے ھمارے دلوں سے خون ' اور آنکھوں سے آنسو بہاے ! !

مگر کیا کیجیے - یہ قضا و قدر کا حکم تھا جو رد نہیں کیا جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ھوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکري پاشا نے (جنھوں نے عثماني تاریخ عسکري میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائي کا اضافہ کردیا ھے) حکومت کو ایک تار بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ھے - ھماري فوج قلعہ کي طرف ھٹ آئي ھے - میں نے ارادہ کرلیا ھے کہ سرکاري اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے ' توپوں کے خراب کرنے ' ذخائر کے جلانے ' اور اسی قسم کی تمام ضروري کار روائیوں کے بعد اپني زندگي کے اخریں نفس حیات تک لڑونگا ' تاکہ اگر میں مغلوب ھوں اور دشمن داخل ھو جائیں ' تو ان کو با عظمت ادرنہ کي جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے ' جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ھوں ' نہ بے حرمتي کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ھمیں جسقدر معلومات ملي ھیں ' انکا سرچشمہ صوفیا ھے - ان معلومات سے قائد جلیل شکري پاشا کے اخري تار کي حرف بحرف تائید ھوتي ھے - بہرنوع ابھي حقیقۃ … حال پوشیدہ ھے کیونکہ اس بارے میں روایتیں مختلف ھیں - کل یہ خبر مشہور ھوئي تھي کہ شکري پاشا نے خودکشي کرلي - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ھے کہ سقوط کي اصلي روداد کے لیے ھم کو ابھي دو تین دن انتظار کرنا چاھیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ھے :

اِن اخري حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کي بدولت ھم پر نازل ھوے ھیں ' ھم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے ذکر کے سامنے پاتے ھیں ' جو تا ابد محفوظ رھیگا - وہ کون ؟ غازي شکري پاشا ! ادرنہ کي مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت ' جو ایک عظیم الشان مقاومت ' اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاھر ھوے ھیں ' ھماري آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ھیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثماني کي تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ھے ' اور یہ اسلام کي معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ھے - شکري پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ھے ' جسکو زمانہ کبھي نہیں مٹا سکتا -

ھاں ادرنہ ساقط ھوگیا ' لیکن شرف عثماني بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کي محافظ فوج لڑي ' حتی کہ گلي کوچوں تک میں ! ! اور یہ تمامتر صرف ایک شخص ' یعني بطل عظیم ادرنہ ' شکري پاشا کي ھمت کي بدولت ! !

پس اے بطل عظیم تو کہاں ھے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت ! تجھے کیا ھوا ؟ آہ ! کس کو حقیقۃ … حال معلوم ھے !

لوگ کہتے ھیں کہ سرکاري اور مذھبي عمارتوں کے ڈھانے ' اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکري پاشا نے دشمنوں کے دیکھنے پر خودکشي کو ترجیح دي ' اور اسطرح مرحوم علمدار کي پیروي کي ' کہ جب وہ ینگ چریوں کے نرغے میں گھر گئے تھے ' تو انھوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دي تھي - اگر یہ خبر صحیح ھے تو پھر بھي شکري پاشا کي کارروائي عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگي ' اور مسلمانوں پر فرض ھے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں ' اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کي اسي طرح قدر کریں ' جسطرح کہ مغربي قومیں اپنے ابطال مشاھیر کی کرتي ھیں -

لیکن ھم صمیم قلب سے امید کرتے ھیں کہ یہ روایت غلط ثابت ھوگي ' کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکري پاشا ایسے مخلص کي سخت ضرورت ھے ' جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور کوئي فکر نہیں (مگر الحمد للہ کہ خودکشي کي خبر غلط ثابت ھوئي) ۔

تصویر افکار لکھتا ھے :

" بیشک سقوط ادرنہ کا دن تمام عثماني قوم کے لیے ماتم کا دن

نتقاد

ذ ة ال

آگرہ - قیمت سالانہ ٣ - روپیہ - ایڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر۔

ایک نیا ماہوار ادبی رسالہ ہے - ضخامت ٥٢ - صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائی آگرہ کی مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں - آگرہ جو فی الحقیقۃ عہد اسلامی کے دور عروج کا دار الخلافہ ' اور اُردو کی ترقی اور نشو و نما میں بھی ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' نیز میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کی پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھی اچھا وطن ثابت ہو -

جدید رسائل کیلیے چند مشورے

چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے :

(١) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ کام کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسی کی ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' گو ایک رسالے کی تشکیل صوری کیلیے کافی ہو ' مگر معناً کافی نہیں - ضرورت اسکی ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تحشیۂ مولفانہ کے کوئی خاص مقصد بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کی نظم و نثر میں ابھی کام کے تمام گوشے خالی ہیں -

(٢) پبلک کا مذاق ارباب صحائف و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھہ نہ کچھہ اردو پریس کی سطح بلند ہونی چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکی محض تقلید کچھہ بلند نظری کی بات نہیں - ہر شخص کو اپنے کاموں کیلیے کوئی نئی بلندی ڈھونڈھنی چاہیے - سطحی اور بد مذاق مضامین کی اشاعت سے خود ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوتے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمی ہوتا ہے - رسالوں کی ضخامت نصف کردی جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(٣) نقاد کا صرف نمبر ٣ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریڈیم " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئی مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکی اشاعت کی بھی خبر نہ تھی - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسی سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسی صورت میں ایڈیٹر کے نام کی جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپنی اصطلاح میں تدلیس کہتے تھے ' اور افسوس کہ اسکی مختلف اشکال آجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو تمسخر انگیز سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل کیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کی اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالۂ محض نقل کرلیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسنے ایڈیٹر نے خاص طور پر رسالے کیلیے لکھا ہے !

(٣) آجکل یہ عادت بھی عام ہے کہ لوگ کوئی کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکی نسبت ہر قلم و سیاہی سے کام لینے والا جو کچھہ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھہ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رکھے جاتے ہیں ! !

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی چھوٹے درجے کی بات ہے ' اور اس سے انسان کی ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کی خوبی ہے ' اور کوئی تعریف خواہ کیسی ہی بڑے سے بڑے قلم سے نکلی ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتی - پھر یہ کونسی خوشی کی بات ہوئی کہ فلاں اخبار والے نے آپکی تعریف کردی ' اور فلاں ایڈیٹر نے کہدیا کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا موزوں ہو (اور وہ بھی تجارتی اغراض والوں کیلیے) مگر ابھی اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپنی ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کی تعریف و ستایش سے ہماری سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دسترخوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈے ہے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکی تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

المؤید ' الجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقی ' البرہان ' المنار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہبال ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھی کبھی ذکر نہیں کیا -

سیکڑوں ضروری خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھے مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصی طور پر بحث کی جاتی ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئی چیزیں

تاج گیسو دراز روغن

قیمت فی شیشی ١٢ - آنہ سے ١ - روپیہ تک - موری دروازہ - دہلی -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت فروخت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کی خواہش تھی ' وہ ادویہ کا مصالحہ کسی کم قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتی تھیں ' اور تکلف کی انتہا یہ تھی کہ قنوج یا جونپور سے چمیلی کا تیل منگوا لیجیے - شعرا کو بھی زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کھلنے پر خوشبو آتی تھی تو یاسمن ہی کی -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتنی ترقی تو ابھی نہیں ہوئی کہ محض آجکل کی عطریات مالیہ پر اکتفا کرلی جاے ' جو شیدا حسن پروران فرنگ ہے - البتہ آجکل کے بنگالیوں نے ہندوستانی عطریات کو ملحوظ رکھکر جو بعض تیل نکالے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقی کی مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لاینفک تہذیب و ترقی سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھی اسی مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستانی پھولوں کی خوشبو سے نئے قسم کے تیل بناے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کی شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

مقالات

حریة اور ایک نکتۂ اہم

از لارڈ میکالے

(مترجمہ مولوي محمد مسلم عظیم آبادي)

گو اکثر انقلابات کي ابتدا نہایت خراب دیکھي جاتي ہے مگر قوم جب تک آزادانہ زندگي بسر نہ کرلے وہ آزادي کے صحیح استعمال سے واقف بھي نہیں ہوسکتي - انگورستانوں کے باشندے عموماً شرابي نہیں ہوتے' اور جہاں شراب نایاب ہوتي ہے' وہیں بادہ خواري کي کثرت بھي ہوتي ہے - نو آزادوں کي حالت اُس لشکر کي سي ہوتي ہے جو رائن اور زیریز میں (جہاں شراب کي کثرت پیداوار ضرب المثل ہے) خیمہ زن ہو - کہا جاتا ہے کہ جب فوجي سپاہیوں کا بے روک ٹوک ایسي نایاب اور گراں بہا وسیلۂ تعیش پر دسترس ہوتا ہے ' تو بادہ خواري اُن کے آٹھوں پہر کا مشغلہ بن جاتي ہے - اُنھیں نشہ اور بدمستي کے سوا کچھہ سوجھائي نہیں دیتا - آخر رفتہ رفتہ افراط اور کثرت ' تمیز اور ہوش کي آنکھوں کو کھول دیتي ہے ' اور جب شراب ایک آدہ مہینہ تک روزانہ صبح و شام کي غذا ہو چکتي ہے تو وہ اپنے قیام وطن کے ایام سے بھي زیادہ کم نوش اور رو بہ اعتدال ہو جاتے ہیں - پس حریت کے آخري اور مستقل ثمر' تمیز' اعتدال ' اور رحم ہوتے ہیں ' پر وقتي اثرات بالعموم وحشیانہ اقدام' ناسزا غلطیاں' اظہر من الشمس معاملات میں شک و اشتباہ' نہایت نازک معاملات میں خود رائي' اور بسا اوقات ہٹ دھرمي ہوا کرتے ہیں -

ایسے ہي نازک وقت میں دشمنان حریت اس کے معائب گنانے لگتے ہیں - یعني تعمیر ابھي ادھوري ہي ہے اور وہ مچان کھول ڈالنے پر آمادہ ہیں - گرد و غبار کے اوپر سے گرنے ' کوڑے کرکٹ سے اٹے ہوئے کمرے ' اور تمام مکان کي وحشت انگیز بے ترتیبي کا رونا لے بیٹھتے ہیں اور طنز سے پوچھتے ہیں کہ جس شان و شوکت اور جس امن و ... کا وعدہ تھا ' وہ کہاں ہے ؟ اگر ایسي ہي افسوسناک اور غلط منطق پھیل جائے تو دنیا میں کبھي کوئي نفیس مکان یا عمدہ حکومت تیار نہ ہو سکے -

اریوسٹو ایک اطالوي شاعر نے ایک پري کي کہاني لکھي ہے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں میں نہایت کریہ منظر اور زہریلي ناگن کي شکل میں نکلتي تھي - جو لوگ اس ہیئت میں اُس کو تکلیفیں پہنچاتے' وہ اُن تمام راحتوں سے محروم کردیے جاتے ' جو وہ بعد کو لوگوں کو پہنچایا کرتي تھي - مگر جو لوگ باوجود اُسکي اس مکروہ صورت کے ' اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے ' وہ بعد کو اُن پر اپنے اصلي حسن و جمال اور دلربائي کے ساتھہ جلوہ نما ہوتي ' اُن کے ساتھہ رہتي ہے - اُن کي تمام خواہشیں پوري کرتي ' اُن کے گھروں کو دولت سے بھر دیتي' اور پھر عشق میں اُن کو فائز المرام' اور جنگ میں فتحمند بنا دیتي - حریت بھي ایک ایسي ہي پري ہے - بعض وقت یہ نفرت انگیز کیڑے کي شکل اختیار کرلیتي ہے' رینگتي ہے - پھنکار مارتي ہے' نیش زني کرتي ہے - حیف ہے اُن کي قسمت پر جو بد حواسي میں اُس کا سر کچل دیں' اور مبارک ہیں وہ' جو اُس کے ذلیل اور ہیبتناک ظہور میں بھي اُس کا جوش واحترام سے خیر مقدم بجا لائیں اور پھر اسکے حسن کے زمانے میں اُس کا اجر عظیم حاصل کریں !!

تازہ حریت کے پیدا کردہ نقصانات کا ایک ہي علاج ہے - اور وہ خود حریت ہي ہے - جب کوئي قیدي پہلے پہل تنگ و تاریک تہہ خانہ سے چھوٹتا ہے' تو وہ روز روشن کي چمک برداشت نہیں کرسکتا - نہ وہ رنگوں میں تمیز کرسکتا ہے' نہ چہرے پہچان سکتا ہے - مگر اس کا علاج اُس کو پھر تہہ خانے میں بند کردینا نہیں ہے' بلکہ اُس کو آفتاب کي شعاعوں سے مانوس بنانا ہے - حق اور حریت کي تابش اُس قوم کو پہلے پہل خیرہ نظر کرکے اندھا کردے سکتي ہے' جو قید غلامي میں رہتے رہتے نیم کور ہوگئي ہو' مگر ذرا ان کي آنکھیں کھلي رہنے دو - وہ بہت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں گے - تھوڑے ہي دنوں میں لوگ عقل سے کام لینا سیکھہ جاتے ہیں - رایوں کي پر جوش تیزي معتدل ہوجاتي ہے - متضاد خیالات مل جل کر ایک دوسرے کو صحیح کردیتے ہیں - سچائي کے منتشر عناصر باہمي لڑائي اور جد و جہد چھوڑ کر' اکھٹا ہوجاتے ہیں - اور آخرکار انھي پریشان اجزاء سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذیر ہوتا ہے -

ہمارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ایک مسلم الثبوت مسئلہ کي حیثیت سے پیش کردیا کرتے ہیں کہ کسي قوم کے لیے اُس وقت تک آزاد ہونا مناسب نہیں' جب تک کہ وہ اپني حریت کے صحیح استعمال کے لائق نہ ہوجائے - یہ مقولہ اس احمق کي زبان سے زیادہ موزوں معلوم ہوگا' جو پُراني روایت کے مطابق ' پیرنا سیکھے بغیر پاني میں قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا - پس اگر قوم حریت کے لیے اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ پہلے حالت غلامي ہي میں پوري عاقل اور ذي ہوش بن جائے ' تو اُس کو تا ابد صرف انتظار ہي کھینچنا پڑیگا - وہ دریا میں اترنے کیلیے شناوري کے سیکھنے کا انتظار کریگي ' اور شناوري بغیر دریا میں اترے تا قیامت نہ آئیگي !!

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ کا]

الہلال آغاز اشاعت سے اس وقت تک جو کچھہ کہہ رہا ہے ' اور جو کچھہ کر رہا ہے' ایک صاحب بصیرت شخص کیلیے خود اُسي میں بہت سي نشانیاں ہیں - ایسي الہي نشانیاں' جو سونچیے تو آپکے ہمارے درجۂ فکر و قوت سے بہت اونچي تھیں - پس اگر سونچ سکتے ہو تو سونچو ' اور سمجھہ سکتے ہو تو سمجھو - اگر سمجھہ معطل' اور وساوس و خطرات کا ہیجان ہے' تو میري طرف نہ آؤ' بلکہ خدا کي طرف متوجہ ہو' تاکہ وہ تم پر حقیقت منکشف کردے -

انسان سب کچھہ کر سکتا ہے' پر اپني نیت اور مقصد کے کھوٹ کو چھپا نہیں سکتا - آج نہیں تو کل پیشانیاں دل کي مخبري کردینگي : وتلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون في الارض علوا و لا فسادا ' والعاقبة للمتقین -

میرے عزیز بھائي ! معاف کرنا ' اصل یہ ہے کہ تمھاري پیاس ہي سچي نہیں - اگر سچي ہوتي تو میں اگر فریب سے سراب دکھلاتا ' تو تم پاني یقین کرکے بے تابانہ دوڑ اُٹھتے - ایک تین دن کے بھوکے پیاسے سے کہو کہ فلاں مقام پر روٹي بٹ رہي ہے ' وہ سنتے ہي دوڑیگا - اسکي بھوک اور پیاس اسکي مہلت ہي نہ دیگي کہ اصول روایت و درایت اور قیاس و تحقیق سے اس خبر کو پہلے جانچ لے - (عرفي) نے اس نکتے کو سمجھا تھا :

زنقص تشنہ لبي داں' بعقل خویش مناز
دلت فریب گر از جلوۂ سراب نخورد

بھائي ! میں نے پاني کي صدا بلند کي ہے - اور مجبور ہوکر کي ہے' جبکہ کسي طرف سے صدا نہیں آٹھي - پس جسکو پیاس ہوگي' خود بخود دوڑیگا ' اور جسکو نہوگي وہ دانشمندانہ تحقیقات ' اور عاقبت بیني کي تفتیشات و تذبذب میں رہیگا - واللہ یعلم سري وعلانیتي ' وہو علی ما اقول شہید !

مراسلات

انحلال دولۂ عثمانیہ

اور

مصائب اسلامی

انقلاب وزارت ، موجودہ عثمانی حکومت ، مرکز اسلامی ، اور قرض حسنہ کی نسبت

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر - کلکتہ

حضرت مولانا - السلام علیکم - مضمون بعنوان بالا بقلم مسٹر احتشام الحق نظر سے گذرا - اسے بار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ " الہلال " جیسے با عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو راے زنی کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کی پالیسی کے خلاف ہی کیوں نہوں ؟ واقعی یہ آپکی فیاضی طبع تھی کہ اسے شایع کردیا ورنہ اسکا اهل نہ تھا - آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامی دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتی ہے - مناسب تھا کہ بطریق توضیح اپنی راے سے بھی " الہلال " کے ناظرین کو مطلع فرماتے -

غور سے دیکھا جاے تو اپکے نامہ نگار صاحب ، جنھوں نے اپنی غلط فہمی سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہونیکی تہمت لگائی ہے ، درحقیقت کسی مسلمان کے ہمخیال نہیں - بالتشریح بحث کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الہلال کے بیش بہا اوراق کو ان باتوںسے پر کیا جاے - مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں - امید ہے کہ الہلال میں جگہہ دیکر ممنون فرماویں -

وہ لکھتے ہیں کہ " قرق کلیسہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا " مگر یہ کسی مسلمان کا خیال نہیں اور نہ ادرنہ کے سقوط کے بعد بھی ایسا خیال ہے - اسلام کو یورپ میں ابھی بہت کچھہ کرنا ہے - اسکے مشن کی تکمیل باقی ہے - زمانہ نے ایک ہی پلٹا کھایا ہے - دوسرے پلٹے کا انتظار ضروری ہے - گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گی - ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خداے واحد کے پرستاروںکا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ بوسینیا میں اسلامی آبادی موجود ہے - روس کی سرزمین میں بھی مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار " سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ، جنکی مذہبی روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتی ہے " -

مغربی افریقہ ، جہاں کوئی اسلامی مشن پہنچا ہی نہ تھا ، کس خوشی سے اسلام قبول کر رہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقی پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمنی گھبرا اوٹھا ، اور اسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائی ! لیکن :

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کرور مسلمان نہ ہوتے اور آج مسٹر احتشام الحق بھی نہوتے - تاریخ اسلام میں ایسی شکست کوئی بڑی بات نہیں - اللہ اکبر ! کیسی کیسی برباد کن شکستوں کے بعد بھی اسلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا ! بغداد کی سرزمین ابتک اس بات کی شاہد ہے -

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ، و تلک الایام نداولها بین الناس -

آپکا نامہ نگار ترکوں کی مالی تنگی پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکونکے نفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے - واقعات اسکے برعکس ہیں - جس عز و شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کرتا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقی حادثہ تھا ، جسکا ترکوں کو بھی افسوس ہے - یہ سخت بہتان ہے کہ ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ عام خرابی نظم و نسق سے آزاد نہیں - مسٹر مشیر حسین قدوائی کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھہ عرصہ ہوا پانیر میں شایع ہوا تھا ، ظاہر کرتا ہے کے ترکی محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یوروپین سپاہیوں کی شکایتیں بالکل غلط ہیں - پروفیسر (وامبری) جو ترکوں کے باب میں ایک زبردست سند مانا گیا ہے ، ترکوں کی ترقی پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاح سے ترکونکو بہت فائدہ پہونچا - ترک ہر طرح سے اپنی ترقی کے لیے کوشاں ہیں لیکن آئے دن یورپ کی دست اندازی سے انکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقی کے زینہ پر پاؤں رکھہ سکیں - تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھہ کر دکھایا ہے ، (بقول موسیو لوتی کے) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ، اور مسٹر بلنٹ (مدیر اجپت) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکونکی مدد کرے - افسوس ! مدد کے بدلے ترکونکو مٹانے کے لیے سارے عیسائی دنیا ملگئی ہے اور شک ہے کہ ترکونکو ایشیا میں بھی چین لینے دیگی - چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سرھاری - جونسٹن ترکونکی آیندہ زندگی پر بحث کرتے ہوے یہ منصوبہ ظاہر کرتا ہے کہ سائپرس ، سینا ، اور مصر انگریزوں کو دیدیا جاے ، شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو - شام و میڈیا ایک یہودی سلطنت بنا دی جاے - عرب خود مختار ہو طرابزون اور ارمنیا روس کے ماتحت ہو - روڈوسٹو اٹلی کو دیدیا جاے - اور باقی حصہ (بشرطیکہ کچھہ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جاے - مگر یہاں بھی بیرونی معاملات جرمنی کے سپرد ہونگے !

ایسی حالت میں اطمینان کب ہو سکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردی کے ، الزامات کا بوچھاڑ ترکوں پر کر رہے ہیں - ترکونکا یہ عزم ، کہ ایک انچ زمین بھی بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ، قابل تحسین ہے - اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں ، اسوقت تک ہر دیانت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکی ہمدردی و تائید کو اپنا وظیفۂ دینی و ملی یقین کرے -

جب آپکا نامہ نگار مقاطعہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے - آپ فرماتے ہیں :

" ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو " مقاطعہ کی ضرورت ہے کہ نہیں ؟ یہ بات اب مان لیگئی ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی ہونی چاہیے اور اسکی کامیابی کی صورت یہی ہے کہ ہم یورپ کی ساخت کی چیزیں خریدنا چھوڑ دیں - لارڈ منٹو نے تعلیم صنعت و حرفت

جنمیں متعدد قسم اور خوشبو کے تیل هیں ' اور اسمیں شک نہیں که خوشبو هر شیشی کی اپنے حال پر شاهد هے - علاوہ خوشبو کے لیبل پر ظاهر کیا گیا هے که مقوی دماغ ' اور بالوں کی مضبوطی اور افزایش کا ذریعه هے - جناب حاذق الملک نے اسکی خوبیوں کا اعتراف کیا هے اور بعض دیگر حضرات کی سندات بھی موجود هیں - پس ضرور هے که اسکی تصدیق کی جاے -

رهی خود اپنی راے ' تو صاحب کارخانه نے تیل تو بھیجدیا لیکن تجربۂ ذاتی کیلیے سر و بال کہاں سے لاؤں ؟

دماغ عطــر پیــراهن نہیـں هے
غـم آوارگی هـــاے صبـــا کیـــا ؟

کلکته کے کارخانوں کا تیل بکثرت فروخت هوتا هے - لیکن بہتر هوگا که لوگ اس نئے کارخانے کی همت افزائی کریں - شاید اس جامعیت سے تمام پھولوں کے تیل اور کسی کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزانی بھی نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و ترتیب کے ساتھه ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً هماری همت افزائی کا مستحق هے -

ترکی کے کارخانے کی ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - هوشیار پور - جالندهر

ترکی ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجه بڑهگیا هے که کچھه عرصے کے بعد یه بھی هندوستان کی ایک مخصوص و وسیع تجارت سمجھی جائیگی ' مگر یورپ نے صرف همارے اجسام و افکار هی کو غلام نہیں بنایا هے ' بلکه هماری ضروریات اور مایحتاج پر بھی اسی کی حکومت هے !

یه کیسی بد بختی هے که جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک هو ' وہ اٹلی اور آسٹریا سے لی جاے !

میری معلومات ترکی میں کسی ایسے کارخانے کے وجود سے همیشه بے خبر رهی ' جہاں عمدہ ترکی ٹوپیاں بنتی هوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانه قائم کیا تھا مگر معمولی ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاهیوں کے کام آتی تھیں ' یا خستهٔ خانهٔ همایونی کے یتیم بچوں کو دی جاتی تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالی مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکی کے کارخانے کی بنی هوئی ٹوپیوں کی تلاش هوئی - شیخ صاحب نے اسی زمانے سے خط و کتابت شروع کردی تھی - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعه ملگیا هے ' اور انکا بیان هے که جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آگئی هیں ' وہ خاص قسطنطنیه کے ایک کارخانے کی بنی هوئی هیں -

اگر یه بات هے ' تو واقعی انهوں نے نه صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان هیں ' بلکه ایک وقت کی نہایت ضروری خدمت انجام دی -

ایک ٹوپی انهوں نے بطور نمونے کے بھیجدی هے -

ترکی ٹوپیوں کا میں صاحب تجربۂ و نقاد نہیں ' کیونکه کبھی اوڑهنے کا اتفاق نہیں هوا ' لیکن بظاهر انکی عمدگی کیلیے یه امور ضروری نظر آتے هیں که اندر کپڑے کی بناوٹ نہو ' کاتیے تو بالکل بانات کی سی اندرونی ساخت نکلے ' قماش نرم هو ' اور دبازت زیادہ نہو ' سطح کی پشمه دار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے هو -

کرسٹی کی پانچ روپیه اور اس سے زیادہ قیمت کی ٹوپیاں ایسی هی هوتی هیں - اور آسٹریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتی - اس ٹوپی کی قیمت ٢ - روپیه هے - اسلیے اسکا درجه متوسط قیمت سے بھی گرا هوا هے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجه هونا چاهئیں ' اسمیں موجود هیں -

البته اسکی رنگت زیادہ سرخی مائل هے اور اچھی رنگت کسی قدر سیاهی مائل هوتی هے - لیکن انکا بیان هے که هر رنگت کی انکے هاں آگئی هیں -

پس اگر یه واقعی ترکی کے کسی کارخانے کی بنی هوئی هے تو اس قیمت میں غیر عثمانی ٹوپیوں سے کسی طرح بری نہیں ' اور اگر بری بھی هوتیں تو بھی لوگوں کو کسی قدر ایثار سے کام لیکر اسی کو ترجیح دینا تھا -

امید هے که شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کرلیا هوگا که یه واقعی ترکی کے کارخانے کی بنی هوئی هیں -

البته ایک امر قابل توجه هے - بمبئی اور کلکته کی طرح ٹوپیوں کے قالب اور مقامات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکی ٹوپی بغیر قالب پر چڑهی هوئی آتی هے - جو لوگ منگوالیں گے وہ قالب پر چڑهانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر هو اگر ایک قالب بھی منگوا لیا جاے ' اور اسپر چڑها کر اور بکس میں رکھکر خریداروں کے پاس بھیجا جاے - کلکته میں قالب پر چڑهانے کی اجرت ایک آنه ' اور دهلائی کے دو آنه لیتے هیں - کچھه حرج نہیں که قیمت میں ایک آنے کا اضافه کردیا جاے -

توحید

چھاونی میرٹھه - قیمت سالانه - ٣ - روپیه - اڈیٹر خواجه حسن نظامی دهلوی

خواجه صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نکلتے رهے هیں ' اسلیے مزید تقریب کی ضرورت نہیں -

یه اخبار حال میں میرٹھه سے شایع هوا هے ' اور بہترین نام هے ' جو اختیار کیا گیا هے - کاغذ نہایت اچھا - ڈیمائی سائز کی پوری نصف تقطیع پر نکلتا هے ' اور لکھائی چھپائی اتنی اچھی هے جو هفته وار اخبارات میں کم دیکھی گئی هے - ان حالات کے ساتھه قیمت یقیناً ارزاں هے -

میرٹھه ایک ممتاز شہر هے - وهاں سے آجکل کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا - یه بہت ضروری هے که کم از کم هر شہر سے اک دو اردو کے اخبار جاری هوں -

امید هے که اس نئے اخبار کو ترقی و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل هوجا ئیں گے -

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراسلۂ آستانہ

اولین ہئیۃ ہلال احمر ہندیہ

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکریٹری اولین ہلال احمر ہندوستان قسطنطنیہ یہ چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت ہیں - براہ کرم ان کو اپنے اخبار میں جگہ عنایت فرمائیگا -

مجھکو افسوس ہے کہ چند ہندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا ہے - میں اِس ناجایز پالیسی کی تردید پہلے کرچکا ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ ہندوستان کے بعض مسلمان ابھی تک پورے حالات سے مطلع نہیں ہوے ہیں - لہذا میں دوبارہ اطلاع دیتا ہوں -

" غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن " ہمارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیہ میں وارد ہوا ' اور ہم سے کئی ہفتوں کے بعد اُس نے کام شروع کیا - ہمارا مشن جسکا نام " اول ہندوستان ہلال احمر " ہے' لندن سے آیا - اِس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے - (آکسن) ہیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران جینیز کالج (اکسفورڈ) ہیں - ہمارے مشن نے حیدر پاشا خستہ خانہ میں کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دیں - اور ہم کو عثمانی ہلال احمر نے " برنجی ہندوستان ہلال احمر ہیئتی " کا نام دیا ہے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے - علاوہ ازیں ترکی اخبارات' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' و رجسٹر وغیرہ وغیرہ میں بھی انہی اصول پرکارروائیاں عمل میں آئی ہیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اِس بات کا دعوی کرے کہ وہ " برنجی (۱) ہندوستان ہلال احمر ہیئتی " ہے' تو بالکل غلط ہوگا - اور ہم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہمارے مشن نے نام و نمود کی خواہش کبھی نہ کی - ہم ہندوستانی طالب علم انگلستان کی درسگاہ آکسفورڈ میں مقیم تھے - لیکن ترکی کے مصایب کی کیفیت سے بیتاب ہوکر' اور اپنی تعلیم و جملہ دنیاوی خواہشات پر لعنت بھیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیہ میں آئے' اور مجھے اس امر سے مسرت ہے کہ ہماری مشن کا نمبر اول رہا - ہم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی اِمداد نہ چاہی' اور نہ اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچھہ بھی ہم مسلمان طالب علموں سے ممکن تھا' وہ ہم نے اپنے ذاتی روپیہ سے کیا' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نہایت طولانی ہوجائیگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اُس کے ذریعہ مفصل حالات پبلک تک پہونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت ہے کہ بعض مسلمان اخبار اور بعض ہم وطن مسلمان ہماری خدمات کا اعتراف کرنا بھی عار سمجھتے ہیں اور بجاے اظہار مسرت کے زہر آلود نا پاک نگاہوں سے ہماری کوششوں کو دیکھتے ہیں - مجھکو ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی ' لیکن سخت نا انصافی ہوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بنانے اور بھیجنے کا تجربہ ہے' وہ خوب جانتے ہیں کہ اِس سے زیادہ دشوار اور ہمت آزما کام کم ہوے ہیں اور ایسی خدمات عموما پبلک چندوں کے ذریعہ سے انجام دی جاتی ہیں - لیکن یہ فخر صرف " برنجی ہندوستان ہلال احمر " ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا ہندوستانی مشن ہے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایہ سے بنا ہے اور پھر ان نوجوانوں نے صرف روپیہ ہی سے اِمداد نہ کی' بلکہ خود استنبول آئے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں ہمہ تن مصروف رہے !!



مسلمان متعلمین انگلستان کی " ہئیۃ طبیۃ ہلال احمر "
نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکسن (حیدر آباد دکن) - ڈاکٹر عبد الخالق سالم (قاہرہ) - سید حسن عابد جعفری (آرہ) - مسٹر عبد الحق (حیدر آباد) - مسٹر آل امام (نشیبہ) - :

اگرچہ ہمارے دل مصائب اسلامیہ و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور ہیں اور ہم سر بکف خدمت اسلام کے لیے تیار ہیں' اور انشاء اللہ تا دم آخر رہیں گے' لیکن یہ تو ہمیں کسی طرح منظور نہیں کہ ہمارے ہی ہم مذہب اور ہمارے ہی ہم وطن ہمارے کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقہ پر ہمارے اول ہونیکے فخر جائز کو ہم سے چھیننے کی کوشش کریں ! ہم کسی صلے یا انعام کے خواہش مند نہیں ہیں - ہم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نہیں ہیں - ہم مسلمان ہیں ' ہماری محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الہی ہے (بس اسی کو پیش نظر رکھیے - الہلال)

---

(۱) " برنجی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا ہے - یعنی " پہلا " (الہلال)

پر بہت زور دیا تھا' مگر اس بات کو نظرانداز کردیا - اسکي رجه ظاهر هے - حالانکه مقاطعه و ملکي صنعت و حرفت کا ترقي پانا ایک دوسرے کے ساتھه لازم و ملزوم هے - سر جیمس مسٹن نے گورکهه پور کي اسپیچ میں فرمایا تھا که مقاطعه کے خلاف میري جتني قوت هے' میں صرف کرونگا' لیکن ایسي بے معني باتیں تو اکثر سننے میں آتي هیں - مدعا میرے لکھنے کا یه هے که باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑ رها هے اور اسکي کامیابي انکي بربادي کا باعث هے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتے میں هوتے تو انکو میں دکھلاتا که یہاں کے "دو لکھي سہل" بند هو جانیسے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو هفته تک بند رهے - دنیا میں هر کام ممکن هے' لیکن کوشش شرط هے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب هو' ترکوں کے لیے کارگر هو - وہ هندوستان میں کیوں نہیں مفید هوگي ؟ شاید یه خیال گذرتا هو که گورنمنٹ اِسے روکیگي ' لیکن یه اسیوقت ممکن هے ' جبکه اسکي عملي تائید میں بے عنواني کیجارے' اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن هو - میرے دلکو کوئي نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسي چیزوں کو لوں اور یوروپین ساخت کي چیزیں نه لوں ' تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض هوگي ؟ بهر کیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہي سننا چاهتا هوں که اگر مقاطعه ممکن هے تو وہ اسکے حامي هیں یا نہیں ؟ امرا اس کام کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد آپکا نامه نگار (قرض حسنه) پر بحث کرتے هوے یوں رقمطراز هے که " میري راے ڈانوا ڈول هے " ...... اسکي رجه یه هے که انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیه بعض غدار اهلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانے میں پهونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مهیا کرے گا " اور شکست کي وجه یه هے که " ترک مزے سے میٹھي نیند سو رهے تھے " -

برین عقل و دانش بباید گریست

آپکا نامه نگار اگر (Capital) " کیپٹل " کا " H. E. " " اي - ایچ " نهو تو کم سے کم اسکا هم خیال معلوم هوتا هے - ترکي انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کرچکا هوں اور زیادہ لکھنے کي ضرورت نہیں ' لیکن دوسرے امر کي نسبت مجھے صرف یه کہنا هے که کیا اُنکا کانشنس ایسے بہتان عظیم کے لکھنے سے مانع نهوا ؟ وہ ترکي سلطنت' جو که آئے دن دشمنوں کے شکنجوں میں پهنسي هوئي هے - وہ ترکي سلطنت ' جسے چاندي کي زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑلیا هے - وہ' جسے ایک منٹ کي فرصت بهي نہیں دي جاتي که اپني حالت کو درست کرے - وہ ' جو حفظ اسلام کے لیے اپني رعایا کي خون کي ندیاں بہا رهي هے' اور وہ آخري دولة اسلامیه ' جسکے فرزند تمام دشمنان اِسلام کے مقابلے میں تنہا سینه سپر هیں اور اپني جان و مال کو قربان کر رهے هیں ' کیا هندوستان کے چند لاکهه روپیه کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کي سمجهه پر - وہ في الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا کچهه درد رکھتے تو انکے قلم سے ایسي بات هرگز نه نکلتي - قرض دینا همارا فرض هے - حساب لینا خدا کے هاتهه میں - همیں اسکي پروا هي نہیں که روپیه کیسے خرچ هو؟ هم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاهیے -

" ترک میٹھي نیند سو رهے تھے " - کاش یہي هوتا که ترکوںکو تهوڑے عرصه تک میٹھي نیند سو لینے دیا جاتا ' تو آج یه نتیجه نه نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحه کي بهي راحت نصیب نہیں -

آخر نامه نگار موصوف سلطان المعظم کي خلافت پر شک کرتا هے اور پوچهتا هے اور وہ بهي نہایت پر معني سادگي اور بهولے پن سے که " کیا یه صحیح هے که قسطنطنیه عرش خلافت هے اور سلطان روم خلیفة المسلمین هیں ؟ کیونکه خلافت صرف تیس برس تک قایم رهي " لیکن میں یه کہنے کیلیے مجبور هوں که نامه نگار موصوف غلط فهمي میں مبتلا هے - وہ خلیفة الرسول اور امیرالمومنین کو ایک سمجهتے هیں - خلیفة الرسول کا زمانه تیس برس تک رها لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیه کو علما نے لکھا هے اور کل کا اسپر اتفاق هے - تمام اسلامي دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتي هے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے هیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دي جاتي هے' اور اہل خاص و عام آمین کہتے هیں - کیا (ترمذي) کي حدیث نامه نگار موصوف کي تشفي کے لیے کافي نہیں که من اهان سلطان الله فی الارض' اهان الله ؟ سلطان المعظم کو امام المسلمین کل مسلمان مانتے هیں - اور ایسا ماننا واجب هے - حدیث میں وارد هے : من مات و لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة - امام مسلمانوں کا مسلمان هي هونا چاهیے - اس سے کسیکو انکار نہیں هوسکتا : ما جعل الله للکافرین علي المومنین سبیلا - پهر جب مسلمانوں کا قید امام میں رهنا طے پا چکا' تو آج سواے سلطان المعظم کے کون اسکي قابلیت رکھتا هے ' اور مستحق هوسکتا هے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پهونچتا که وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلاوے -

مذهبي پیرایه کے علاوہ سیاسي نظرسے دیکھیے - یه زمانه نہایت نازک هے - هملوگ کسیکو اپنا خلیفه ضرور مان لیں اور رشتۂ اتحاد قایم رکھیں ورنه کوئي مرکز سیاسي پیدا نهوگا - انکا یه بیان که " کعبه مقدس جب خدا کا گھر هے تو خدا اپنے گھر کي آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اوس قسم کي گفتگو هے ' جو بني اسرائیل نے موسی علیه السلام سے کي تهي که : فاذهب انت والهك فقاتلا ' انا هاهنا قاعدون !! الحمد لله که یه مسلک کسی مسلمان کا نه کبهي تها اور نه قیامت تک هونیوالا هے - کعبه تو کعبه هے - اگر خدام کعبه پر غنیم کي زیادتي هو تو کل مسلمانوں پر واجب هے که اپني جان و مال نثار کردیں اور الله کیلیے اُٹهه کهڑے هوں -

آخرمیں میں قوم کو ایسے لوگوںسے متنبه کیے دیتا هوں' کیونکه یه وہ لوگ هیں جو اپني خود غرضي سے ایسے موقعه پر کچهه مضامین شایع کرکے اپني سرخروئي حاصل کرنا چاهتے هیں - جسوقت که جنگ طرابلس هوئي تو پنجاب سے بهي ایک ایسي هي صدا اٹهي تهي -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تھے' اُنهوں نے اسکي نسبت لکھا تھا :

" آپنے مسٹر ...... کا خط پانیر میں ملاحظه کیا هوگا - اسکي وجه اسکے سوا اور کچهه نہیں که مسٹر موصوف سرکاري ملازمت کے خواهاں هیں اور حال میں اُنکي درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کي خدمت میں جا چکي هے - " !!

اعلان

دفتر الهلال کے ذریعه پریس کا تمام سامان ' اور لیتهو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ هنڈ ملسکتي هیں -

هر چیز دفتر اپني ذمه داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود هیں :-

ایک کہتا ہے کہ تم لڑتے جھگڑتے تھے ' مگر شکر الہی بجا لاؤ کہ هم نے اپنی جماعت سے ایک سالار لشکر تمھیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہی تو تمہارا دسیسۂ مخفی ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آوارہ گرد دشت غربت و مصائب تھے ' اور لندن کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمھیں فخر و غرور تھا ' تمھارے لیے بالکل بیکار ہوگئے تھے ' تو پھر اس وقت کون تھا ' جس نے تمہارا ھاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخی کارنامۂ عظیم انجام دیا ؟

ھماری بدبختی کے جو خال و خط اس شریفانہ اوضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسی بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ھمیں اِن کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتی ہے ' اسکے لیے یہ حالات کیسے درد انگیز ہونگے ؟

جب ھندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئی کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھی بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ھندوستانی مشنوں کے ممبر باھم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ھیں - منھہ سے فحش و دشنام و سخط ' ھاتھہ حریف کی گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ھنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکی نوبت کیوں آنے لگی ؟ وقت کے جذبات اور مصائب کی حسیات نے اب ھمیں بدل دیا ہے -

اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسی ایسی صورت کی خبر تو اب تک نہیں آئی ہے اور خدا نکرے کہ آے ' لیکن باھم تخالف و تعاند اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آگئے ھیں -

(۳) خیر ' یہ حالات تو اُن وفود کے ھیں جو ھندوستان اور انگلستان سے باعانۃ ھندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ بھی ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کی چارہ جوئی کا ذکر کرکے ' ھماری بد بختیوں کو اور زیادہ درد انگیز کردیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ھی سے ان مشنوں کی بدولت ھماری رسوائی کا کافی سامان ہوچکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعی سب سے پہلے ترکی پہنچے ' اور ابھی یہانکا کوئی مشن نہیں پہنچا تھا کہ اپکا خط مجھے ترکی سے ملا ' لیکن اگر کوئی نادان آدمی اسکو ایک بہت بڑا تمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاھتا ہے تو خود ھی اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسی دولت عظمی اور سعادت کبری ہے کہ آپکو مفلس ' اور اسکو قارون بنادیگی ؟ جانے دیجیے - آپکو بغیر بحث ' و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کی ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کر دینی چاھیے اور بس ' ھر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھی کچھہ نہ کچھہ باقی ہے -

(۵) آہ ! آپ لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سونچیں کہ اپنی نسبت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخری ہے ' یا اپنی بربادی کی پہلی قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ھندوستانیوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہے - اگر کام کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ھم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ھیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ھر ڈاک میں بھیجتے ھیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو اِن بحثوں کے سونچنے کی مہلت ھی نہ نکلتی -

لیجیے اگر ترکی میں ھندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہوں کہ وہ کیا کچھہ کرسکتا ہے -

(۶) اِس وقت کی ڈاک میں " شہبال " پہنچا - اسمیں بھی آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکی ایک کاپی آپ نے مجھے بھیجی ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ھیں - پس کام کیجیے اور صرف کام کیجیے - اِن بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ھم لوگ آپکی خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کی اس ۔۔۔ جلیل کے تہہ دلسے شکرگذار و مداح ھیں -

دعوت الهلال

کی اشاعۃ عمومی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یونانی خانپور (بہاولپور)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

الهلال کی وقعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کی قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہی سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الهلال نیک نیتی اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کررہا ہے ' آپ فی نفسہ اپنے لیے لوگوں کی ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھی جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب فی وجوہ المداحین - یعنے مدح کنندگان کے منہ میں مٹی ڈالی جائیگی ' لیکن ساتھہ ھی اسکے مجھکو علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ یعنے جو شخص آدمی کی ستایش نہیں کرتا ' خدا کی ستایش بھی نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الهلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ھی کا شکر بجا لانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کی آلودگی اور بدعت کا زنگ جاتا رہا ' غلامی کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہوگیا ' اسلامی حرارت جوش میں آئی ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد للہ علی ذالک -

الهلال کی توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کی راے اکثر نظر سے گذرا کرتی ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الهلال اور ماھوار البیان جاری کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے راے دی کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوی کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تاکہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الهلال ھفتہ وار پھیکا پڑجاے - میں نے اس راے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الهلال کے عام کردینے کی تحریک کی ہے ' اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولی کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھی چھپا کرے اور قیمت کم کردی جاے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھی فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کرسکتا - وجہ یہ کہ میرے ذھن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الهلال کی وقعت کا سبب ' معنوی خوبیوں کے ساتھہ صوری حسن کا جزو لاینفک بھی ہے - مانا کہ :

حاجت مشاطہ نیست روے دلآرام را

لیکن ابھی ملک میں علمی مذاق نے یہاں تک ترقی نہیں کی کہ حقیقت شناسی کا مادہ صورت پذیر ہوچلا ہو - ھنوز دلی دور ہے -

لهذا میں اطلاع دیتا هوں که " برنچي هندوستان هلال احمر هیئتي " " غریب مسلمانان بمبئي کے طبي مشن " کا نام نہیں ہے اور نه وه مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے' جیسا که عثمانیه هلال احمر فیصله کرچکي ہے - علاوه اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اُوپر هو چکا ہے' غالباً یه بے موقع اظہار نه هوگا که پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلی عثمانیه هلال احمر نے هماري دعوت کي تھي' اور اس میں علاوه ڈاکٹر انصاري ڈائرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و مولوي ظفر علیخان اڈیٹر زمیندار کے' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکي بھي شامل تھے - اس موقع پر بھي هم کو " برنچي هندوستان هلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے هماري حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے که میرے هم ملک بھائیوں تک میري یه تحریر پہنچیگي اور وه آینده غلطي نه کریں گے - هم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسي ڈائرکٹر (غریب مسلمانان بمبئي مشن) کو تحریري نوٹس دےدیا ہے که جو لیا نام اُنھوں نے بمبئي مشن کو دینے کي کوشش کي ہے' وه ناجایز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاهیے ورنه ممکن ہے که معامله طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے همارے نام کے فارم و نیز مہریں وغیره بھي تیار کرالي هیں - اُن کو یا کسي دوسرے کو اس فعل کا کوئي حق نہیں ہے - بلکه جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یه حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئي مشن کي ہے' اور بعض بیروني اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیه کیلیے اس طرح کي اشاعات کي ترغیب دیتے هیں اور خود اس مشن کے سکریٹري اور دیگر ممبر بھي انکے اس فعل کے مخالف هیں - یه تحریر محض بغرض اطلاع اخوان ملة شایع کي جاتي ہے - هندوستان کے اسلامي اخبارات نقل فرمالیں تو موجب شکریه' ورنه شکایت بھي نہیں -

الهـــلال

ارسالیات طبیۂ هند

اور هماري ایک نئي قومي رسوائي

آپنے تحریر بھیجي' نیز اپنے مشن کا مرقع' دونوں شائع کردي جاتي هیں' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس موقع پر باز نه رهسکوں که کوئي اواز آج میرے کانوں میں ایسي نہیں آتي' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو !

(١) آپکي تحریر سے معلوم هوتا ہے که آپ اور آپکے با همت پُر جوش ساتھي " مسئلۂ عجیبۂ اولیت و آخریت " کي بعض اشاعات و مساعي کي وجه سے یه سمجھنے لگے هیں که هندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانه اقدام و اعمال کي بے وقعتي کي جا رهي ہے' اور اس خیال سے بہت ملول هیں' لیکن میں آپکو یقین دلاتا هوں که واقعیت اسکے خلاف ہے - هم لوگ آپکي سعي و مجاهدة کے مداح' اور اس جوش خدمة مجاهدین اسلام کے قلب دل سے معترف هیں - جبکه هندوستاني متعلمین فرنگ کي نسبت برسوں سے هماري معلومات پُرغم' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے' هم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا که آپ لوگ اپنے تمام اشغال کو ترک کرکے' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے' بغیر اعانة خارجي' محض اپنے جوش و ولوله سے قسطنطنیه پہنچے' اور خدمت گذاري اخوان مجاهدین میں مصروف هو گئے ! فجزاکم الله تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء ! وکثر الله امثالکم' و ثبت الله اقدامکم -

(٢) لیکن معاف فرمائیگا' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر هوں که جو لوگ اپنے " پہلے " اور " دوسرے " هونے کي بحث میں پڑے هیں' اور اس کے پیچھے اپني بہترین قواء عمل کو بے دریغ خرچ کر رهے هیں' انکي اس سعي میں' اور اس جوش و مستعدي میں' جس نے انکو قسطنطنیه کے شفاخانوں میں پہنچایا' کیا فرق ہے ؟ هم دیکھتے هیں که جس شوق و مستعدي سے آپ' ممبران بمبئي مشن' اور ممبران ڈاکٹر انصاري مشن خدمت اسلامي میں حصه لینے کیلیے دوڑے تھے' تقریباً اتنے هي جوش سے بدبختانه بحث اولیت و عدم اولیت' و ترجیح و افضلیت' و منافست و مسابقت' و باهم دگر تعاند و تباغض' و تحقیر و تفضیح و شناعت کیلیے بے تابانه و بے اختیارانه دوڑ رهے هیں ! پھر فرمائیے که هم بدبخت' اور اپني بد بختي کے ان مناظر شنیعۂ و محزنه دیکھنے والے بد بخت مسلمانان هند' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں' اور کس کو نظر انداز کریں ؟ کس کو یاد رکھیں' اور کس کو بھلادیں ؟ کس کي داد دیں' اور کس پر تبرا بھیجیں ؟ فاین تذهبون ؟

عزیزان من ! یه کیا بد بختي ہے' جو هم کو کسي عالم میں بھي نہیں چھوڑتي ؟ اگر دشمن هم کو زنده رهنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصله پر تم برهم هو ؟ تم کیوں دنیا میں زنده رهو' جبکه خود تمہارے اعمال کا یه حال ہے ؟ ایک طرف تو لاکھوں فرزندان اسلام کي گردن سے خون کے فوارے بلند هو رهے هیں' اور دوسري طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستي اور خود نمائي غرور و ادعا' اور نمایش و مباهات کا ایک سیلاب غلیظ ہے' جو کسي طرح بند هي نہیں هوتا ! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمي اسکي ملکیت کے مدعي بن بیٹھتے هیں' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوي پیش کرتے هیں' گویا پوري ایک صدي کي موروثي جائداد تھي جو ان فدائیان اسلام سے چھن گئي ! اسکے بعد قسطنطنیه پہنچکر' ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے هیں' جوتیوں میں دال بٹتي ہے' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے هیں - پھر عین اس وقت جبکه ایڈریا نوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کي محرابوں کے نیچے ملاعنۂ بلغاري کے پہنچنے کي هم خبر سنتے هیں' یه بشارت اسلامي بھي سننے میں آتي ہے که خیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکي کي عدالتوں میں بھي معامله پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاري کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک تو شاید خیموں کے اندر باهم لڑتے جھگڑتے تھے اور پھر بھي کسي ترک افسر کے آنے کي خبر سنکر لوگ آدمي بنکر بیٹھ جاتے تھے' لیکن' اب ترکي عدالت میں علانیه مسلمانان هند کي عظمة اسلامي' اور جوش دیني' وغیرت ملي کے نمونے پیش کردیے جائیں !!

اس پر بھي بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے که زیاده نه بولو ورنه میں تمہارا پرده فاش کردونگا' دوسرا کہتا ہے که ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کي بینچ کے سامنے هو رهیگا' جو کچھ هونے والا ہے - ایک کہتا ہے که میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے' اور یه ایک شرف جلیل اور فوز عظیم ہے' جو بلا شرکت غیرے مجکو حاصل هوا - ترکوں کے غول غول آتے هیں' اور اسکے نیچے برکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے هیں - دوسرا کہتا ہے که مان لیجیے که یه سچ ہے' مگر اس سے هوتا هي کیا ہے که " عمر کولي " کي جگه " هندوستان کولي " کے نام کے قرار دینے کي فتح مبین تو همارے هي دست حق پرست پر ظہور میں آئي - پہلا اسپر بگڑتا ہے که یه دوسري مداخلة بیجا اور غصب نا جائز ہے - اس واقعه کي صداقت سے انکار نہیں' مگر یه بھي تو همارے هي صحیفۂ فتوحات آستانه کي ایک سطر جلي ہے !!

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

Shidait Ullah Khan Kasur

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1913.



ادرنہ مدافع بہادری شکری پاشا

قیمت فی پرچہ — سارھے تین آنہ

میں جہاں تک خیال کرتا هوں الهلال کي رقعت کے اسباب صوري اور معنوي محاسن کے ساتھه ساتھه' گراني قیمت بهي ہے اور وہ ناگزیر ہے - هرچیز جو مشکل سے هاتھه آتي ہے' عزیز بهي هوتي ہے -

اگر عام کردیا جائے تو بجاے اسکے کہ شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جاے' عام اخبارون کي طرح بازار میں عطارون کے یہاں کاغذات ردي کے نرخ پر فروخت هونے لگے گا -

چونکہ مذاق علمي نے ابهي دلوں میں جڑ نہیں پکڑي ہے' سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جهک پڑینگے' اور یہ لطف نہیں رهیگا - با اینہمہ قیمت موجودہ کچهہ بهي گراں نہیں ہے - بلکہ میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن کہ ارزاني هنوز

میري راے یہ ہے کہ الهلال کو اسي آب و تاب میں رکھا جاے اور کسي قسم کي تبدیلي نہ کي جائے - البتہ البیان کے جاري کرنے میں جلدي کیجائے - الهلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیہ کے عنوان بڑھاے جائیں - اور البیان کو تطبیق معقول و منقول اور اسلامي تاریخ اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چهوٹي اور موزوں کتابي هیئت میں رکهي جاے - نیز روزانہ الهلال کے ارادہ کو سردست ملتوي کردیا جاے -

آرزو ہے کہ جس مہینہ سے البیان جاري هو' اوس مہینہ کے نام سے مجهکو اطلاع بخشیں - خریداري کي بابت میں نے پیشتر عرض کردیا ہے کہ بلا پرسش وي - پي روانہ هو - مگر مہینہ کے نام سے آگاہ کرنے کي ضرورت یہ ہے کہ ایک افتتاحي مضمون لکھونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکھونگا - پهر درج هونا نهونا پسندیدگي پر ہے -

امید کہ اس ناچیز عریضہ کو الهلال میں کہیں جگہ ضرور عنایت فرمائینگے' تاکہ ارباب راے کو اس تحریک میں راے دینے کا موقع ملے و السلام - (ایندہ هفتے جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشي احتشام علي صاحب سکریٹری مال ندوة العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم مورسیدکورٹ - علي گڈہ کالج)

تسلیم - آپنے اپني گذشتہ اشاعت میں دارالعلوم ندوة العلماء کے تازہ واقعہ پر بحث کرتے هوئے ایک موقعہ پر جناب منشي احتشام علي صاحب قبلہ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ عشرۂ محرم میں بمجبوري انہیں لکهنؤ چهوڑنا پڑا ہے - غالباً جن ذرائع سے یہ علم آپکو هوا ہے' انکو واقعات کے متعلق غلط فہمي هوئي' ورنہ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے - مجهے امید ہے کہ آپ اس جملہ کي تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادري بما فیها " میرے بیان کي توثیق فرما لیں گے -

الهلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعریض نہیں بلکہ بطور تعجب لکھا تها کہ ان حالات کے ساتهہ ایسي کمزوري کا اظهار موجب حیرت ہے رها اس واقعہ کا غلط هونا' تو اگر غلط ہے تو مجهے اسکي غلطي کے تسلیم کر لینے میں کوئي عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تها - اب آپ نے اسکي تغلیط کردي تو غلط یقین کرتا هوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق ہے - کیا اچها هو اگر منشي صاحب اصل بحث کي طرف متوجہ هوں -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۱)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم' بان لهم الجنہ

فہرست چندہ موضع پاکاں ضلع فیروزپور

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حسین خاں حاجي الدین صاحب	•	•	۲۵
جناب کیمان صاحب	•	•	۱
جناب بهانا ماچهي صاحب	•	•	۱
جناب حاجي عبد اللہ صاحب	•	۴	•
جناب سکهویرا صاحب	•	•	۱
جناب سرجا صاحب	•	•	۱
جناب عبد الغني صاحب	•	•	۱
جناب سمیان صاحب	•	۸	•
جناب کیماند صاحب	•	۸	•
جناب مہر الدین صاحب	•	•	۱
جناب قمر الدین صاحب	•	•	۱
جناب امیر صاحب	•	•	۱
جناب نامان صاحب	•	•	۱
جناب رحمان صاحب	•	-	۱
جناب حاجي متهد صاحب	•	•	۱
جناب محمد صاحب	•	•	۱
جناب ڈرگر صاحب	•	--	۱
اللہ دتا صاحب	•	•	۱
بندا صاحب	•	•	۱
جناب محمد صاحب	•	۳	•
لقمان صاحب	•	۸	•
پیرا صاحب	•	•	۱
قطب الدین صاحب	•	•	۵
مائي ماچهي صاحب	•	۱۰	•
محمود صاحب	•	۴	•
محمد صاحب	•	۴	•
اسماعیل کالیا صاحب	•	•	۱
سجها خوجہ صاحب	•	۸	•
جامون خوجہ صاحب	•	۸	•
میاں فضل الدین صاحب	•	•	۱
هامان صاحب	•	۸	•
کریم کالیا صاحب	•	•	۱
نظام صاحب	•	۸	•
ممان صاحب	•	•	۱
جهانا صاحب	•	•	۱
میزان	•	۱	۵۱

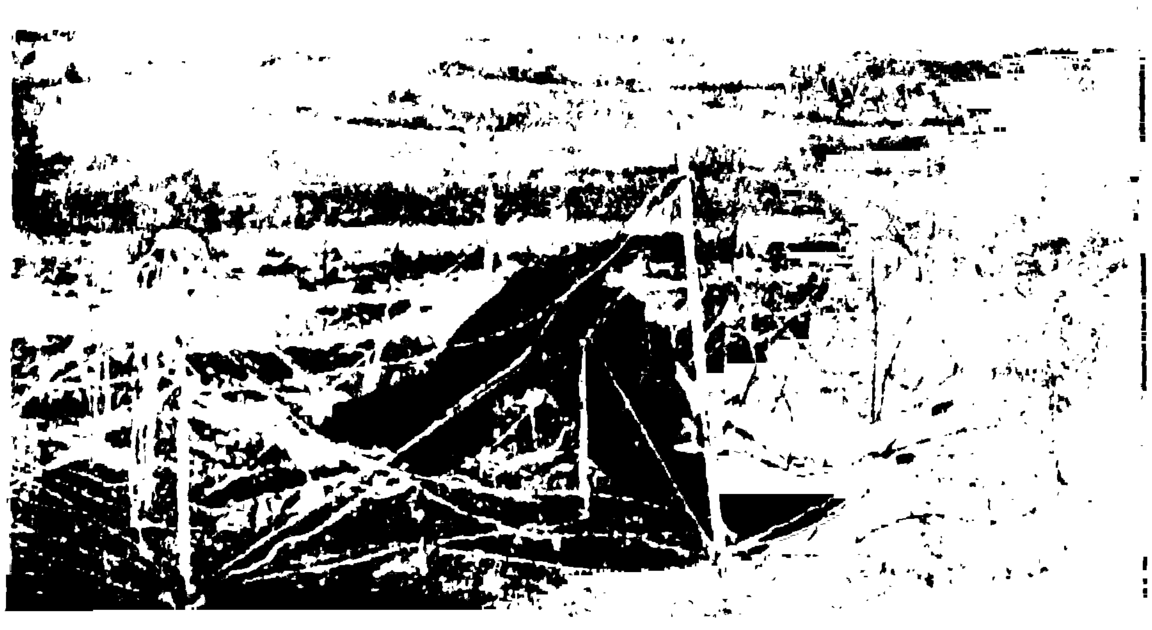
PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

ز غبار آلودہ گشتی ، پاک نیست
اے ہزاراں دیدہ در راہ تو خاک !

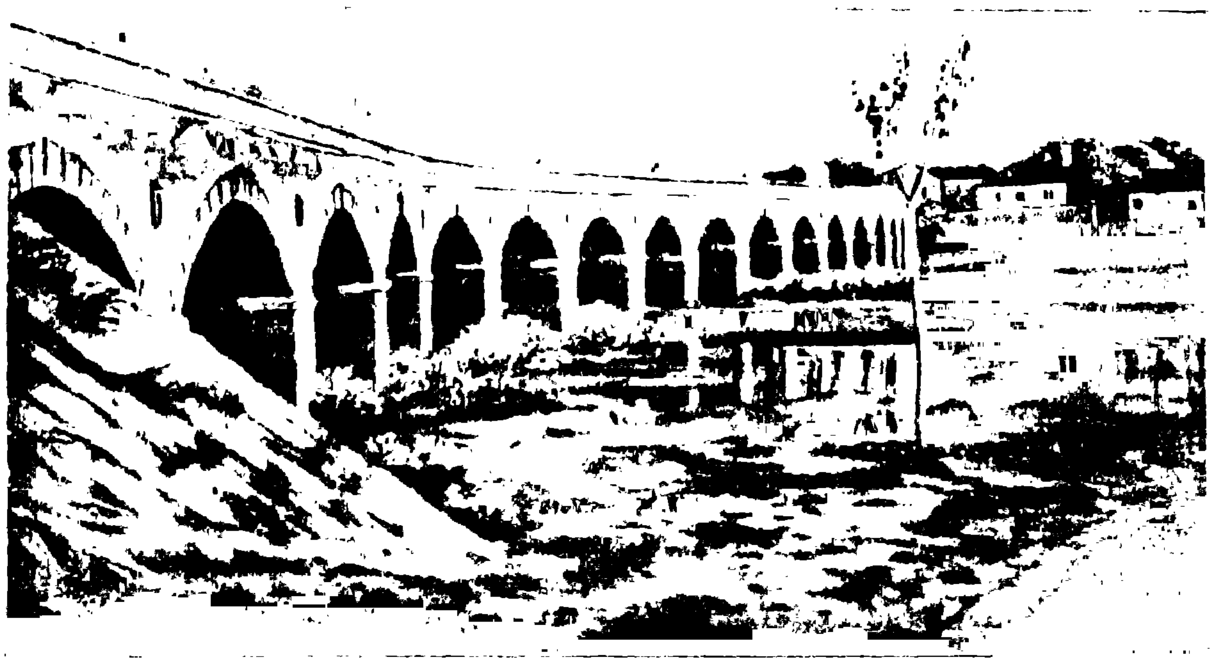


ادرنہ مدافع بہادری شکری پاشا

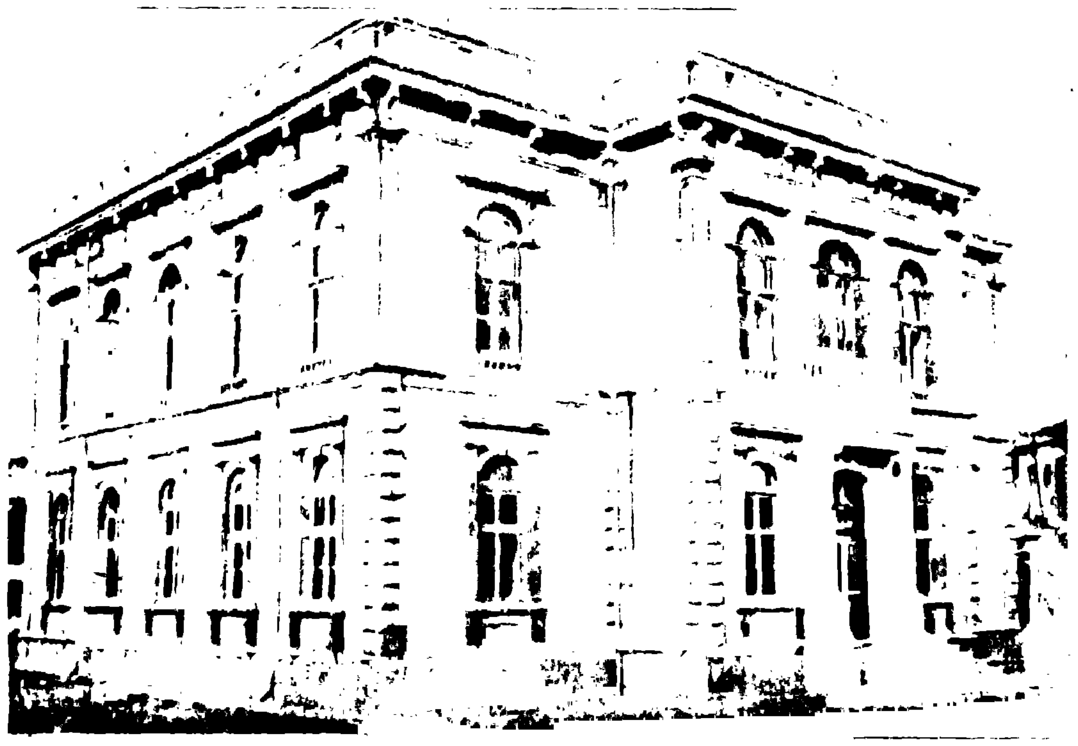
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما !



ایڈریانوپل کے گرد تاروںکا حصار ، جسمیں پھنسکر ایک گھوڑا مرگیا ہے -



مشہور مقام جنگ : جسر مصطفیٰ پاشا (مصطفیٰ پاشا کا پل)



ایڈریانوپل کا صدر میونسپل آفس



ایڈریانوپل کا ریلوے پل
جسے غازی شکری پاشا نے توڑ ڈالا

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكیم)

AL-HILAL

Propriete & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المكنى بابى الكلام الدهلوى

مقام اشاعت

۷ ۔ ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکته

عنوان للتلغراف

« الهلال »

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۲۰ — کلکته : چہار شنبه ۱٤ جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1913.

اشاعة خصوصي بهٔ تذکار بطل ادرنه :

غازی شکری پاشا ! !

حادثۂ سقوط ادرنه کي نسبت الہلال میں بہت کم لکھا گیا تھا ، اور عام جرائد و صحائف اردو
میں بھي صحیح تفصیلي حالات به ترتیب و اجتماع مناسب بہت کم آے تھے
اسلیے اس هفتے کا نمبر مخصوص طور پر اس واقعه کي یاد گار میں
شائع کیا جاتا ہے - قلت گنجایش سے بعض ضروري چیزیں
پھر بھی رهگئي هیں - مثلاً غازي شکري پاشا
کي سوانح عمري ، جو امید ہے که
اینده پرچے میں شائع هو -

فهرست

تصاویر

شذرات

من انصاري الي الله ؟ ؟

الا ' ان حزب الله هم الغالبون !

جب وہ قدير و حکيم اپنے بندونکے دلوں کو کسي کي صدا کے استقبال کيليے کھولدے ' تو پھر کون روک سکتا ہے ؟ الحمد لله که اسکي توفيق کار ساز شامل حال ' اور اسکا لطف و کرم دعا نواز و اجابت فرما ہے - یہ نہيں کہتا کہ ميں پاني سے سيراب ہو چکا ہوں ' بلکہ پياسوں کا متلاشي ہوں کہ ہم سب ملکر دريا کے کنارے پہنچيں ' اور جو نشان کہ مل چکا ہے ' اسکو دليل راہ بنا کر چل کھڑے ہوں - يہ نہيں کہتا کہ ميں پاني ہوں تاکہ تم سيراب ہو جاؤ ' بلکہ کہتا ہوں کہ پاني کے متلاشي ميري سنيں کہ اسکا نشان پاچکا ہوں ' اور اسکے سوا تشنگي کي سيرابي کي کوئي راہ نہيں - پس جس کو پياس ہے وہ اٹھے ' اور جسکا حلق سوکھہ رہا ہے ' وہ پاني کي پکار پر لبيک کہے ! و تلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفکرون !

رسالۂ دعوت و تبليغ مع فارموں کے علحدہ چھپ رہا ہے - ايسے حاميان دعوت الہي کي ضرورت ہے ' جو بہت جلد اسکے متعدد نسخے منگوا کر ان لوگوں تک پہنچادیں ' جنکو خود اس راہ کي تلاش و جستجو ہو - اسکے ليے صرف اطلاع کافي ہے - ٹکٹ وغيرہ بھيجنے کي ضرورت نہيں - و بالله التوفيق و ہو حسبي بالدارين و خير رفيق -

اعانۂ مہاجرين عثمانيہ

موجودہ خريداران الہلال سے علی الخصوص ' اور عام ناظرين کرام سے بالعموم التماس ہے کہ وہ موجودہ مصائب کے متعلق صدہا چندوں ميں شريک ہو چکے ہيں ' مگر بے خانمان مہاجرين کي امداد ' ہلال احمر اور تمسکات ' دونوں سے زيادہ اہم اور مقدم ہے - خدا را ايک نظر ان ہزارہا بچوں اور مظلوم عورتوں کے غولوں پر ڈالیں ' جو گھر کے عيش و راحت سے نا گہاں محروم ہوکر موت و حيات کي کشمکش ميں مبتلا ہيں - بحالت موجودہ جو کچھہ اور جتني کچھہ اعانت قليل و کثير انکے امکان ميں ہو ' اس سے دريغ نہ فرمائيں - يہ خيال افسوس ناک ہے کہ ہم کہاں تک مدد کريں ؟ عزيزان ملت ! اگر ہم مسلمان ہيں ' اور رشتۂ اخوۃ اسلامي ميں منسلک ' تو اس سے چھٹکارا ڈھونڈھنا عبث ہے - اگر ہم آخر تک اور يکے بعد ديگرے مدد کرتے نہ رہيں گے تو کيا کرينگے اور کہاں جائينگے ؟ اسلام کا دروازہ تو اسي وقت تک ہم پر کھلا ہے ' جب تک اسکے فرزندوں کا ہمارے دل ميں درد ہے - اگر سو مرتبہ تمہارے آگے تمہارے بھائي ہاتھہ پھيلا چکے ہوں ' جب بھي تمہارے مال و متاع ميں انکا حق باقي ہے - تم جو خدا کے آگے ہزار مرتبہ بھي سوال کرکے نہيں شرماتے ' اسکے بندوں کے بار بار سوال سے کيوں گھبراتے ہو ؟ تم مسلمان ہو تو تم کو اپنے بھائيوں کي مدد سے کبھي چھٹکارا نہيں - اور انسان ہو تو انسانوں کي مصيبتوں پر ہميشہ رونا ہي پڑيگا : فارحموا علي الارض ' يرحمکم من في السماء ! !

اگر برادران ملت اعانت مہاجرين کيليے ايک مرتبہ اور اٹھہ کھڑے ہوں اور تھوڑي تھوڑي رقم بھي اور فراہم کرديں ' تو يہ مشکل آسان ہو جا سکتي ہے - ساتھہ ہي " الہلال " کے خريدار بہم پہنچا کر بھي کم از کم في خريدار ساڑھے سات روپيہ جمع ہو جا سکتا ہے - اور اشاعت دعوت حق ' و تبليغ اسلامي کا اجر اسکے علاوہ : ذالکم خير لکم ' ان کنتم تعلمون !

اردو پريس علي گڈھ کي ضمانت

بالاخر ہز آنر سر جيمس مسٹن نے اپنے عمل سے قول کي تصديق کردي !

تعزير جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ ياں سزا کے بعد

مبارک ہے وہ حکومت ' جو اپنے نفساني ہيجان استبداد و جبر کے ضبط پر قادر ہو ' اور خسران عاجل ہے اس حکومت کيليے ' جو جبر و تسلط کي آب پاشي سے ' ملکي اميدوں کے بيج کو وقت سے پہلے سرسبز کردے :

تو ہم شب را بسر کے مي بري اے شمع کم فرصت !
گرفتم سوختي پروانۂ آتش بجاني را !

ملکوں اور قوموں کي آزادي کي پوري تاريخ سے قطع نظر ' سب سے قريب تر مثال کو ديکھو جو اس قانون طبيعي اور ناموس انقلاب عالم کي تصديق کرتي ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ ملکي زندگي اور وطني قوت کا اصلي باعث صرف لارڈ کرزن کا پنج سالہ عہد حکومت تھا ' اور پھر اسکے جانشين کي وہ ابتدائي پاليسي ' جسکي سخت گيري نے پھانسيوں کے تختے ' جيل خانوں کے کمرے ' اور عدالت کے کٹھروں سے کام اپنا شروع کيا تھا - اگر ايسا نہوتا ' تو يقيناً بنگاليوں کي زلزلہ انداز تخت وزارت ہند تحريک ' اور ملک کي دہ سالہ وطني زندگي کم از کم ايک چوتھائي صدي کيليے ملتوي ہو جاتي -

ليکن لارڈ مارلے اور لارڈ منٹو کي وہ يادگار دانشمندي قابل داد ہے ' جس نے تاليف قلوب کي پاليسي عين وقت پر شروع کردي اور پھر اسي کا نتيجہ نکلا کہ ملکي تحريک ايک زمانۂ ممتد کيليے پيچھے رہتي -

پھر کيا اب ہز آنر سر جيمس مسٹن کا دربار نادري ' وطني شورش کي جگہ اسلامي تحريک کے مقابلے ميں ' ايک نئے تجربے کا خواہشمند ہے ؟

اسکا جواب واقعات نہيں بلکہ واقعات کے نتائج دينگے -

* * *

گورکھپور ميں ہز آنر نے فرمايا تھا کہ ميں باغيانہ تحريک کو حاکمانہ روکونگا - جو شخص اپنے قول اور عمل کو يکساں ثابت کردے ' اس کي اس شريفانہ انساني خصلت کي ضرور تعريف کرني چاہيے - اگرچہ پہلا اقدام ظلم ' اور دوسرا اسکا وقوع ہو - اسکا اعتراف کرنا چاہيے کہ ہز آنر ايک شريف آدمی کي اس نہايت ضروري خصلت کو اپنے اندر ثابت کرنے ميں يقيناً کامياب ہوے ہيں -

(اردوے معلی) علي گڈھ کي تازہ اشاعت سے ہز آنر کي اس اخلاقي فتح مندي کي سر گذشت معلوم ہوتي ہے - سيد فضل الحسن حسرت موہاني کچھہ عرصے سے مسلمانوں ميں موجودہ

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ ! ! !

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ "خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی نا گہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھربار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بدنصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوارا گذریں کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہوچکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -



یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیہ کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنی ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب درن اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے' تاکہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال دو ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجایگا - اس طرح دو ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کر دیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جز روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلی درجہ کے با تصویر' پر تکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "دموزان غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و دقائق' المراسلۃ و المناظرہ' اسئلۃ و اجوبتہا' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں - خود زمانے نے اور زمانے کی صدا و جنبش نے اس عمل السحر کا رد عمل کر دیا ہے ' اور اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں - اب انکو معلوم ہوگیا ہے کہ حسرت موہانی کون ہے اور کیا ہے ' اور اسکے گذشتہ معاملے کو محض ہندوںکی معیت کا ایک مسئلہ سمجھنا انکی کیسی درد انگیز غلطی تھی - اب وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حسرت موہانی اس وسیع مملکت ہند میں ' جسمیں سات کرور مسلمان بستے ہیں ' اپنی حریت دوستی اور صادقانہ جانفروشی کے لحاظ سے تمام مسلمانوں میں ایک فرد فرید ' اور ایک وجود گرانمایۂ وحید ہے - وہ ' جس نے دنیوی آسائش و لذائذ پرجاں بازانہ حق کی معیت کے مصائب و مہالک کو ترجیح دی ! وہ ' جو آج تمام مسلمانان ہند میں ایک ہی خوش قسمت ہے ' جسکو راہ حریت میں امتحان عزم و ثبات دینے کی لائق صد رشک و حسرت فرصت کی توفیق ملی ! اور وہ ' جسکے مبارک پاؤں میں ' مقدس جرم حریت خواہی کے پاداش میں ' زندان عقوبت کی زنجیریں ڈالی گئیں ' اور پھر آہ ! وہ زنجیر محبوب ' اور صد رشک و ہزار حسرت اس زندان مقدس و مطلوب پر ' جو سبیل حریت و عشق ملت میں زہروان امتحانگاہ حق و صداقت کو نصیب ہوا !

ترک جاں در رہ آں سرو رواں این ہمہ نیست
عشق اگر نرخ نہد قیمت جاں ایں ہمہ نیست

* * *

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اس ضمانت کا سبب براہ راست اس سعی و جہد کے سوا کچھ نہیں ہے ' جو غریب حسرت نے حال میں اسلامی مصائب جانکاہ سے متاثر ہوکر غیر ملکی مصنوعات کے مقابلے میں کی تھی ' اور بائی کاٹ کیلیے اپنی عملی کوشش سے بعض کامیاب نتائج پیدا کردیے تھے - علی الخصوص علی گڈہ میں کئی دکانیں کھل گئیں ' اور باوجود مرکز وحید استبداد و غلامی ہونے کے ' ہلال احمر فنڈ اور جذبات صحیحۂ اسلامیہ کے ابراز مظاہر میں وہ دیگر شہروں کے دوش بدوش رہا - یہ باتیں مہینوں سے کھٹک رہی تھیں ' اور کسی فرصت مناسب کا انتظار کیا جا رہا تھا - فرصت قانونی تو نہیں ملی ' مگر استبداد و ہیجان غیظ و غضب اس درجہ مستولی ہوا کہ وہ قوت ضبط و تحمل ' جسکا دلفریب ظہور تقریروں اور سرکاری مواعظ میں ہوا کرتا ہے ' دلی جذبات کے آگے قائم نہ رہسکا ' اور ضمانت کا فرمان ناصری صادر ہوگیا - پس افسوس اس شکست فاحش پر ' جو دماغ حکمرانی کو جذبات قلب انسانی کے مقابلے میں ملی ' اور ہزار اسف اس غلطی پر ' جو انشاء اللہ نقصان ہلاکت پہنچانے کی جگہ ' ایک سرچشمۂ آب حیات ثابت ہوگی - وما ذالک علی اللہ بعزیز !

تین ہزار روپیے کی ضمانت پریس ایکٹ کی مقدار مقررۂ انتہائی کے اندر ضرور ہے ' لیکن عملاً پانچ سو یا ہزار روپیے سے زیادہ طلب نہیں کی جاتی ' اور صرف ایک دو مثالیں دو ہزار کی سنی گئی ہیں - پھر ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کا دربار سطوت و جلال نہیں معلوم اتنی بڑی سنگین رقم ضمانت کیلیے کیا وجہ بیان کرسکتا ہے ؟

گورنمنت اس سے بے خبر نہیں کہ اردو پریس اور اسکے مالک کی کی حالت کیا ہے ؟ حسرت موہانی جب قید سے رہا ہوکر آیا تو کوئی چیز اس دنیا میں ایسی باقی نہ تھی ' جو اسکے لیے ذریعہ تقویت مال ہوتی - ڈیرہ دو روپیہ ماہوار کرایے کا ایک جھونپڑا ہے ' جسکے اندر ایک چھوٹی سی صحنچی اور ایک کوٹھری ہے ' اور پھر بھی اتنی ہی مکانیت ہے - اندر وہ فقیر حریت مع اپنی کوہ عزم و ثبات بیوی کے خود رہتا ہے ' اور باہر ایک کاٹھہ کا دستی پریس اور دو چار پتھر ہیں - بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ خود اسی نے اپنے ہاتھوں سے اردوے معلی کی کاپیاں لکھی ہیں ' خود ہی پتھر پر جمائی ہیں ' اور خود ہی پریس چلا کر چھاپا ہے !

یہ کل کائنات اردو پریس اور اسکے مالک کی ہے - کوئی دوسرا ذریعۂ آمدنی نہیں ' اور نہ اسکی طبع غیور کسی کی شرمندۂ احسان ہونا پسند کرتی ہے - اردوے معلی کے دو چار سو خریدار ہیں - اسکی قیمت سے شاید چند روپیے مہینے میں بچ رہتے ہیں ' اور اسی سے دو وقت کی روٹی کھاکر نشۂ آزادی کی بیخودی ' اور دولت لا زوال حق و صداقت کے غناء غیر فانی سے مست رہتا ہے !

مبیں حقیر گدایان عشق را ' کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

اصلی دولت دل کی دولت ہے ' اور غناء فقر کے آگے دنیا کے تمام ساز و سامان ہیچ ہیں - جو فقر و فلاکت کی زندگی حق و حریت کی معیت میں گرد و خاک پر بسر ہو ' وہ چاندی سونے کے بنے ہوے اُن ایوان تعیش سے ہزار درجہ بہتر ہے ' جنکے اندر حق کے چراغ کی روشنی نہو - خدا کے دروازے کا فقیر ہونا ' دولت و بندگان دولت کے فقیر ہونے سے کیا بہتر نہیں ؟ یہی تو اس راہ کے منازل امتحان ہیں -

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم سقفا من فضۃ ومعارج علیہا یظہرون ' ولبیوتہم ابوابا وسررا علیہا یتکئون وزخرفا ' وان کل ذالک لما متاع الحیاۃ الدنیا ' والاخرۃ عند ربک للمتقین !! (۴۳ :)

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہوجائیں گے تو ساز و سامان دنیا تو ہمارے یہاں اس درجہ حقیر و ذلیل ہے کہ جو لوگ منکران حق اور پرستاران دنیا ہیں ' انکے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی بنادیتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں ' جن پر چڑھکر وہ چھت پر پہنچتے - اور چاندی ہی کے دروازے ہوتے اور چاندی ہی کے تخت ' جنپر وہ تکیے لگاکر بیٹھتے ' اور یہ تو مثال کیلیے چاندی کی قید لگائی گئی ' سمجھلو کہ چاندی نہیں بلکہ یہ سب کچھہ خالص سونے ہی کا بنا دیا جاتا ' لیکن پھر بھی یہ تمام ساز و سامان اس دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں اور آخرت کی کامیابیاں تو اللہ کے پاس صاحبان اتقاء و حق ہی کیلیے ہیں !!

ان حالات کے ساتھہ ایک ایسے فقیر زندگی شخص سے تین ہزار روپیے کی ضمانت طلب کرنا ' یقیناً ایک ایسا واقعہ ہے ' جو برٹش انڈیا کی تاریخ میں گورنمنت کے اظہار سطوت و اجلال کو ہمیشہ یاد دلاتا رہیگا !

* * *

با ایں ہمہ صوبجات متحدہ کی گورنمنت کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین ہزار کی ضمانت ایک سچے خادم ملک و ملت کے جد و جہد کو فنا کردینے کیلیے کوئی کارگر آلہ نہیں ہے - یہ ابھی چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہمارے اختیار میں ہے کہ اس تین ہزر کے لاکھوں پیسے اور دھیلے بنا کر ' ایک ایک مسلمان سے وصول کریں ' اور اسکا ڈھیر ہز آنر سر جیمس مسٹن بہادر کے پر ہیبت و جلال قصر حکومت کی ڈیوڑھی پر لگا دیں ' تاکہ انکو بھی معلوم ہوجاے کہ انکے تخت فرمانروائی پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ہی دنیا بدل چکی ہے ' اور اب جو کچھہ حسرت موہانی سے مانگا جا رہا ہے ' وہ حسرت موہانی سے نہیں ' بلکہ تمام مسلمانوں سے مانگا جا رہا ہے ' اور جو

مصائب اسلامي کي تحريکوں ميں خاص طور پر حصه لے رهے تهے - علی الخصوص علي گده اور بعض ديگر مقامات ميں انکي سعي مشکور سے ملکي صنعت و حرفت اور مصنوعات کي تحريک مسلمانوں ميں جگه پکڑ رهي تهي - چونکه يه واقعه هز انر کي اُس شاهنشاهانه اور مطلق العنانه تهديد کے خلاف تها ' اسليے اُسکو " روکنے " کيليے ضرور تها که حربهٔ حکومت حرکت کرتا -

چنانچه رسالهٔ اردوے معلی کے پريس سے يکايک تين هزار روپيه کي ضمانت طلب کي گئي هے ' اور چونکه هر شخص جانتا هے که اسکا فقير و بوريه نشين مالک تين هزار کي جگه دس روپيے کے تين نوٹ بهي ايک وقت ميں نهيں دے سکتا ' اسليے اسکا لازمي نتيجه يهي هونا تها که پريس بند هوگيا -

* * *

هم کو اس واقعه پر ذرا بهي تعجب نهيں اور نه افسوس هے - هم نے خبر سنتے هي پهلا کام يه کيا که ايڈيٹر اردوے معلی کو تبريک و تهنيت کا ايک تار بهيجا ' کيونکه همارا عقيده هے که صداقت و حريت کيليے پوري ايک صدي کي زباني اور قلمي جد و جهد بهي وه کام نهيں کرسکتي ' جو ايک لمحے کے جابرانه احکام ايسے موقعوں پر کر جاتے هيں ' اور ايسا هونا دنيا کي گذشته تاريخ حريت کے لازمي اور قدرتي واقعات ' اور هندوستان کے سفر حريت کے ناگزير منازل هيں - کوئي حکومت اُس فاتح و مسلط حکومت سے بڑهکر اپنے ايسے مهلک ' اور ملک کيليے حيات پرور نهيں هے ' جو اس طرح کے احکام و اعمال مستبده کي عادي هو ' اور در حقيقت جبر و قهر هي کا پاني وه آب حيات هے ' جو آزادي کے بيج کو جادوگروں کے تماشے کي طرح منٹوں اور لمحوں ميں بارآور کرديتا هے - پس يه جس قدر زياده هو بهتر هے ' اور اسميں جسقدر زياده سختي هو ' رحمت هے - يهي چيز هے جس نے همارے هم وطنوں کو خواب غفلت سے چونکايا ' اور يهي نعمت هے ' جسکے ليے هم کو ترسنا چاهيے که هماري پيش آنے والي زندگي کيليے ' اگر وه زندگي هوگي ' تو اس جنس گرامي و محبوب کي سب سے زياده مانگ هے !

هم کو اسپر بهي کچهه تعجب نهيں هوا که بغير کسي قانوني گرفت کے اور بغير کسي صريح استدلال پريس ايکٹ کے ايسا کيوں کيا گيا ؟ کيونکه هم کو معلوم هے که پريس ايکٹ اسليے عالم وجود ميں نهيں آيا که وه ايک زنجير هو جو مجرموں کے پانوں ميں ڈالي جاے ' بلکه صرف اسليے ' تاکه وه ايک تيز آله هو ' جو ناگهاني استيلا و هلاکت کيليے تلوار کا قايم مقام ثابت هو - قانون رعايا کے هاتهه ميں بيشک وسيلهٔ طلب انصاف هے ' مگر جابر حکومتوں کيليے تو ايک بهانهٔ ظلم سے زياده نهيں - اُس کے نفاذ کيليے جرم قانوني کي نهيں ' بلکه جرم حق پرستي و صداقت کي ضرورت هے که :

وجودک ذنب ' لا يقاس به ذنب

جو لوگ اس طرح کے واقعات پر داد و فرياد کي صدائيں بلند کرتے هيں ' اور حق و انصاف کي بے سود دهائي ديتے هيں ' مجکو هميشه اُن پر هنسي آئي هے - ايک اخبار کيليے در حقيقت اس جرم سے بڑهکر اور کون سا سنگين جرم هو سکتا هے که وه ظلم کي چوکهٹ کا پرستار نهيں هے ' اور حق اور صداقت کا ساتهه ديتا هے ؟ کيا يه جرم طبيعي بڑي سے بڑي سزا کيليے کافي نهيں که يه نادان لوگ دوسرے جرموں کو تلاش کرتے اور پوچهتے هيں ؟ البته يه دوسري بات هے که ارباب ذوق و درد کهيں :

خدا گواه که گر جرم ما همين عشق ست
گناه گبر و مسلماں به جرم ما بخشند !

پس ان امور پر تو همیں بالکل تعجب نه هوا ' اور نه هونا چاهيے ' البته هم کو تعجب هوا ' اور صد هزار تعجب هوا مسلمانوں کے نئے ادعاء زندگی ' اور جديد دور حسيات ملي و اسلامي پر ' اگر اس موقعه پر هم انکے اندر کوئی ثبوت زندگي کا نه پائيں گے - انکي زبانيں خاموش ' انکي آنکهيں موت کے سکتے سے پتهرائي هوئيں ' اور انکے جسم ايک ٹهنڈي لاش کي طرح اگر بے حس و حرکت هونگے ! فحاشا للمسلمين ' ان يکونوا من القوم المنافقين !!

يه واقعه حسرت موهاني کا نهيں هے ' بلکه يه صريح مسلمانوں کے جذبات کي پامالي ' اور جديد اسلامي تحريک کو مذبوح کرنا هے - حالانکه سر جيمس مسٹن حسرت موهاني کے پريس کو بند کرسکتے هيں ' ليکن الحمد لله که انميں يا انکے کسی هم طريقت ميں يه قوت کبهی بهي آنے والي نهيں هے که وه سات کرور مسلمانوں کے دهڑکتے هوے دلوں کي حرکت کو ' جنهيں انکا خداے مضطرب نهيں ' بلکه ماهر و مقتدر اور لايزال ولم يزل خداے توانا ' حرکت ميں لا رها هے ' اپني اس سعي باطل سے بند کر سکيں -

هز آنر کو ياد رکهنا چاهيے که وه اپني جگه سے هلنا نهيں چاهتے مگر الحمد لله که هم هل چکے هيں اور اب همارے قدموں کو وه پيچهے نهيں هٹا سکتے - انکي خوش قسمتي کا وه زمانه گيا ' جبکه غريب حسرت موهاني کو ' اس قتيل حريت اور فدا کار ازادي کو ' اس مجاهد حق و صداقت اور جانفروش راه ملت پرستي کو ' اُس امتحان گاه حريت پرستي کے کوه ثبات ' اور اُس رزمگاه صداقت کے سر بکف جاں نثار کو ' پکڑ کے قيد کرديا گيا تها ' اور علي گده کالج کے سکريٹري نے اسکے خلاف شهادت دي تهي - پهر اسکا گهر بار لٹ گيا ' اسکي عزيز کتابوں کو مٹي کي ڈهيريوں کي طرح نيلام کيا گيا ' اسکي مسکين و صداقت پرست بيوي اور شيرخوار بچے کو طرح طرح کے جاں فرسا مصائب جهيلنے پڑے ' وه دو سال تک روزانه ايک من گيهوں پيستا رها ' پر اسکي قوم اسکو بهولي رهي اور اسکي ذرا بهي خبر نه لي - اور اس طرح اس نے بدبختانه اپني تاريخ ميں هميشه کيليے ايک يادگار ذلت و نفرت کو اپنے هاتهوں سے ثبت کر ديا !

هاں ' هز انر کو معلوم نهيں تو يه انکي ايک درد انگيز غلطي هے ' مستر هم ايک خيرخواه مشير کي طرح انکو يقين دلاتے هيں که وه زمانه گيا ' اور شايد هميشه کيليے گيا - اب مسلمان ايسے دس سال پيشتر کے وه مسلمان نهيں هيں ' جنکو حکومت کے بعض سحرکار ايجنٹوں نے افريقه کے مرض النوم ميں گرفتار کرديا تها ' جنکا دين و ايمان قبلهٔ حکومت کے طرف استقبال و جوه ' جنکا قرآن فجر صحيفهٔ استعباد و غلامي کي تلاوت ' اور جنکا ذکر و شغل فنا و استهلاک توحيد تعبد حکومت و ارباب حکومت تها ' اور علی گده کالج کے ارکان طيار رهتے تهے که جب کبهي کوئي ضرورت مقامي کلکٹر کو پيش آجاے ' تو فوراً گواهي ديکر ' معبد پرستش صاحبان " اولو الامر " کا دوگانهٔ عبادت ادا کرديں :

واتخذوا من دون الله آلهة ليكونوا لهم عزا - كلا ' سيكفرون بعبادتهم و يكونون عليهم ضدا ! (۱۹ : ۸۴)	اور ان لوگوں نے اپنے معبود واحد کو چهوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا رکها هے ' تا که انکے ليے عزت هو ! ليکن ياد رهے که يه تو کبهي هونے کا نهيں - وقت آيگا جبکه انکے يه معبودان باطل انکي عبادت گذاريوں اور غلامانه بندگيوں سے انکار کرديںگے اور عزت دينے کي جگه الٹے انکے دشمن هو جائيں گے !

* * *

نشو و نما اب تک آمادۂ ظہور و ارتقا ہے - اور اگر دہقان کا ہاتھ اور باران رحمت کي نظر مہر میسر آجاے' تو فوراً اسکي حالت میں انقلاب عظیم ہو جا سکتا ہے -

بعینه یہي حال سر زمین حیات ملة کا بھي ہے - گو اسکي تمام سطح سرسبزي و شگفتگي کي جگه' خشکي و وحشت کا منظر ہو' تاہم اگر کسي ایک گوشے میں بھي چند سبز شاخیں اور پتے نظر آ رہے ہوں ' تو نا امید نه ہونا چاہیے' اور سمجھنا چاہیے که اسکي قوت نشو و نما ابھي تک فنا نہیں ہوئي' اور دہقان کي محنت ' اور ابر کي بخشش اگر ساتھ دیں' تو کچھ بعید نہیں که یہي وحشت کدۂ ارضي ' ایک جنت سماوي بن جاے !

* * *

آج صدیوں سے سرزمین اسلام پر جو تنزل و انحطاط قلب و دماغ طاري ہے ' اس کا منظر یقیناً درد انگیز ہے ' لیکن اس مایوسي میں جو چیز امید دلانے والي ہے' وہ صرف یه ہے که با ایں ہمه ' خشک سالي اور قحط کے آثار گو ہر طرف ہیں ' مگر زمین اب تک بنجر اور شور ثابت نہیں ہوئي ہے - یه ضرور ہے که وہ زمانۂ شاداب اور وہ موسم نمو خیز اب چلا گیا ' جب ہماري سر زمین کے ایک ایک ذرے سے نامورانِ عالم اور ابطال ملت اٹھتے تھے ' اور دنیا کي تاریخ کے بڑے بڑے صفحوں پر قابض ہو جاتے تھے - تاہم اب بھي جب کبھي اسباب و وسائل ظہور جمع ہو جاتے ہیں تو کہیں نه کہیں سے صداے ابطال و امجاد کانوں میں آجاتي ہے ' اور عالم اسلامي کا کوئي نه کوئي گوشه اوصاف و خصائل گراں مایه کا نمونه پیش کر دیتا ہے - اور اسطرح یقین ہو جاتا ہے که زمین کي قوت نشو و نما ابتک معدوم نہیں ہوئي ' اور یاس و قنوط کے وقت میں ابھي دیر ہے - اب بھي اگر اس زمین کي درستگي کي جاے ' اور وسائل زراعت مہیا ہو جائیں' تو اسکا چپه چپه گلہاے عطر بیز اور درخت ہاے شاداب سے لہلہا سکتا ہے :

ذالك بان الله هو الحق '	اسلیے که الله اور اسکي پر اسرار قوتیں
و انه یحي الموتی '	برحق ہیں' اور اسلیے که وہ مردوں کو
و انه علی کل شئ قدیر !	زندہ کر دیتا ہے ' اور نیز اسلیے که وہ
(۲۲ : ۷)	ہر مشکل سے مشکل بات پر قادر ہے !

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں هم بکنند انچه مسیحا مي کرد

* * *

موجودہ دور اسلام کا ایک ایسا ہي فرزند جلیل ' و وجود نبیل ' سرنامۂ صحیفۂ عظمة و اجلال ' و رافع منار الملة و الاسلام - الرجل العالم :

بطل ادرنه غازي شکري پاشا

(متع الله المسلمین بطول حیاته ' وحفظ وجودہ' من شر اعدائهٗ) ہے -

جنگ بلقان کي پوري تاریخ ہمارے لیے درد انگیز و جانکاہ تھي - جب که ملکوں پر ملکوں کے نکلنے' اور شکستوں کے کھانے کي خبریں مسلسل و غیر منقطع تھیں - جبکه مایوسي کي ایک گھٹا تھي ' جس نے ہر طرف سے ہمیں گھیر لیا تھا - جبکه حسرت کے ساتھ تاریخ کے گذشته صفحات کو ہم پڑھتے ' اور اپني موجودہ نامردگیوں کے ساتھ اُنکا مقابله کرتے تھے - جب که تاریخ عثماني کي فتح مند داستانیں ہمیں یاد آتي تھیں ' اور ہم متعجب ہو ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے' که اگر آج محمد فاتح ' سلیم ثالث ' اور بایزید یلدرم دنیا سے نابود ہوگئے ہیں ' تو ایا کوئي عمر پاشا ' احمد طوسون ' اور عثمان پاشا بھي ترکوں میں باقي نہیں رہا ؟ یعنے جبکه غیروں کي فتح مندیوں نے ہمارے دلوں کو دو نیم ' اور اپني نامرادیوں نے ہماري عزت ہزار ساله کو سرنگوں کر دیا تھا ' تو پھر جنگ کے آخري ایام میں ایک اسي پیکر شجاعت و بسالت ' ستون آہنین عزم و ثبات مدافعة ' قہرمان دفاع ملي ' بلند ساز لواے عزت اسلامي ' اسلام پرست ارجمند و غیور ' و جانفروش ملک و وطن محبوب کا وجود عظیم و جلیل تھا ' جو ظلمت ناکامي میں نیر درخشندۂ حرب دفاع و استقلال ' اور ضیاء تابان عظمت و جبروت و اجلال بنکر سماء مجد خالد پر نظر افروز نظارہ گیان عالم ہوا ' اور اپنے حیرت انگیز خوارق دفاع ' اور محیر العقول عزم و ثبات سے اس دور ناکامي و نامرادي میں عزت اسلامي و مجد عثماني کو نابود و فنا ہونے سے بچا لیا ! !

فالسلام علیک یا قدوة الابطال ! والسلام علیک یا زبدة الامجاد ! !

† † †

قوموں کي زندگي اپنے نامورانِ ابطال کي عزت و یاد سے وابسته ہے - محاصرۂ ادرنه نه صرف تاریخ اسلام بلکه باتفاق موافق و مخالف ' تمام تاریخ حرب عالم میں درجۂ اعزاز سے نمایاں ہے - تاریخ قریب کے مشہور محاصرے مثل پیریس ' سباسٹو پول ' پلیونا ' لیڈي اسمتھ ' اور پورٹ ارتھر ہمارے سامنے ہیں' اور جب تمام حالات و واقعات کا مقابله کرتے ہیں' تو یه آخري محاصرہ ' محاصرے کے ہر پہلو' بلکه عام جزئیات تک میں اپنا نظیر و مماثل نہیں رکھتا -

اس واقعه کي عظمت نے یورپ کے ارباب بینش و انصاف کي گردنیں جھکا دي ہیں - فرانس اور جرمني کے فوجي حلقوں اور مشہور اخبارات نے تحریکیں شروع کردي ہیں که اس دفاع عظیم کے اعتراف کے ثبوت میں انکے ملک و قوم کے طرف سے غازي شکري پاشا کو تحالف دیے جائیں - مصر میں بھي اسکي تجویز ہو چکي ہے ' اور ترکوں نے تو اسکا سامان بھي کر دیا ہے -

تذکار شکري پاشا

بطل ادرنه کا مسلمانان ہند کي طرف سے اعزاز و احترام !

ایسي حالت میں ضرور ہے که مسلمانان ہند بھي اس موقعه پر اس اعزاز ملي میں حصه لیں ' اور بطل ادرنه کي خدمات اسلامیه کے اعتراف کي کوئي پر اثر یادگار قائم کریں - یه یادگار صرف " شکري پاشا " کي یادگار نہوگي' بلکه اسلامي دفاع و جانفروشي کا اس دور آخري میں ایک تذکرۂ عظمت و احترام ہوگا - وہ ایک طرف موجودہ نسل اسلام کے اس فرزند جلیل کي عزت کا اعلان کریگا ' دوسري طرف سقوط ادرنه کے اُس داغ کو موجودہ مصائب کے داغہاے گوناگوں اور زخم ہاے بے شمار کے ساتھ ' ہمیشه ہمارے دلوں کي جنبش اور ہماري غیرتوں کي بیداري کیلیے تازہ رکھے گا ' جو ہماري غفلت و سرشاري کي بدولت' ہماري عزت کي پیشاني پر' غیروں کے ہاتھوں لگ چکا ہے -

لیکن یه یادگار کیونکر ہو ؟ اسکا بہترین اور مفید طریق کیا ہو ؟ کوئي تحفه ہو جیساکه فرانس و جرمني اور مصر کي جانب سے پیش ہوگا ؟ یا کوئي ایسي تجویز ہو ' جو خود ہندوستان میں قائم ہو' اور جو کسي اہم ضرورت وقت کو پورا کرنے کے ساتھ بحالت موجودہ سہل و آسان بھي ہو ؟ میں چاہتا ہوں که اسکي نسبت ارباب فکر و راے غور فرمائیں' اور اپني اپني رائیں صفحات الہلال یا دیگر اخبارات میں شائع کریں - خود میري راے اسکي نسبت قائم ہو چکي ہے ' مگر آخري نہیں ہے' اور انشاء الله اسکو تمام رایوں کے وصول ہو جانے کے بعد ظاہر کرونگا -

کچھہ اس فقیر ملت کے ساتھہ کیا جا رہا ہے' وہ اسکی نہیں ' بلکہ اسلامی جذبات کی پامالی ہے' اور اسکی چوٹ ہر مسلمان کے دل پر براہ راست لگتی ہے - وہ وقت گیا ' جب قومی معاملات کو اشخاص کا معاملہ بنا کر مسلمانوں کو غافل کردیا جاتا تھا ' اور حق و ازادی کو صرف هندؤں کے سر باسم بغاوت تهوپکر ' خود هماری قوم هی کے مفسدین و منافقین کو همارے سامنے کهڑا کردیا جاتا تھا -

هم نے ان دو دنوں کے اندر هی اس کی تحریک شروع کردی هوتی ' لیکن صرف یه خیال مانع آیا که خود اڈیٹر اردوے معلی کے انتظامی مصالح کو پہلے معلوم کرلینا چاهیے که وه آینده مستقل پریس کو مفید سمجھتے هیں' یا کوئی انتظام دوسری طرح کا کرنا چاهتے هیں' تاکه یه دو چار هزار روپیه کیوں حکومت کے خزانے کے سپرد کیا جاے ' اور کیوں نه اردوے معلی کی کوئی عمده تقویت و اصلاح اور انکے کاموں کی ترقی کیلیے صرف هو - هم نے انکو اطلاع دیدی ہے که سردست پچاس روپیے کی رقم حقیر الهلال کی طرف سے اینده انتظامات کیلیے قبول کریں ' اور ایک امدادی فنڈ کی بنیاد پڑ جاے - جواب کے انتظار کی مهلت نہیں ہے که یه آخری فارم کمپوز هو رها ہے - پس اینده هفتے تک اس مسئلۂ اهم کا فیصله هو جاے گا -

هم کو امید ہے که صوبجات متحده کی کونسل کی اولین فرصت میں اسکی نسبت سوال کیا جائیگا - حصول انصاف کیلیے نہیں' بلکه صرف اعلان امر کیلیے - هم اپنے سرگرم دوست جناب انریبل خواجه غلام الثقلین صاحب کو توجه دلاتے هیں' که وه اس معاملے کی نسبت سب سے پہلے سوال کریں - ایسا نهو که گذشته زمانے کی طرح کونسل هال میں کسی مسلمان ممبر کو اپنے ایک برادر ملت کے مصائب کی نسبت کچھہ کہنے کی جرات نهو' اور ایام زندان کے مصائب کی نسبت سوال کرے بهی تو ایک قابل هندو ممبر ' یعنے انریبل گنگا پرشاد ورما !

سید نذیر هاشمی اور علی گڈه کالج

مجھہ کو ایک تار کے ذریعه اس واقعه کی اطلاع ملی ' اور اب اردوے معلی کی تازه اشاعت میں اسکی تفصیل چھپی ہے - مسٹر هاشمی ایک ذهین و قابل اور پر جوش طالب علم هیں' جو کچھہ عرصے پہلے تکمیل تعلیم کا خیال چهوڑ کر دفتر همدرد میں آگئے تھے ' اور اسکے بعد کسی سبب سے چلے آئے اور بی - اے کی تکمیل میں مشغول هوگئے - انهوں نے کالج کے اندر مختلف موقعوں میں جنگ طرابلس و بلقان کی نسبت اظهار حسیات و جذبات اسلامیه میں حصه لیا تھا ' بعض پر جوش نظمیں لکهی تهیں ' اور ان امور کا حسن و درد اپنے اندر رکھتے تھے -

بظاهر حالات میری معلومات صرف یهی هیں -

تازه واقعه یه ہے که وه کالج کے بورڈنگ سے بجبر نکالدیے گئے ' اور اس عالم مظلومی میں' که رات کا وقت تھا ' آندهی زور سے چل رهی تهی ' پانی لگاتار برس رها تھا ' اور پهر جس طالب علم نے رات کو نہیں کهانا کهلایا ' اسکو بهی بجرم اعانت مجرم نکالدیا گیا -

یه ' اور اس سے زیاده افسوس ناک واقعات سے مملو مراسلات میرے پاس پہنچی هیں ' - ان میں ظاهر کیا گیا ہے که ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب موجوده قائم مقام پرنسپل نے محض انکے اسلامی مسائل پر اظهار جوش کی بنا پر یه سب کچھہ کیا - میں نے تحقیق حال کیلیے ڈاکٹر صاحب کیخدمت میں تار بهیجا ' جسکے جواب میں وه واقعات مندرجۂ اردوے معلی کی تغلیط کرتے هیں - ایسی حالت میں ضرور ہے که ڈاکٹر صاحب کے ذاتی بیان کا پہلے انتظار کرلیا جاے - امید ہے که انهوں نے تار کے بعد کوئی والا نامه اس بارے میں ضرور ارقام فرمایا هوگا ' ! آسکے بعد میں پهر بتفصیل و تشریح لکهونگا ' جو کچھہ اس بارے میں لکهنا ہے -

بطل ادرنه غازی شکری پاشا

رجل العالم و رافع منار الاسلام ! !

ثبت ست برجریدۂ عالم دوام ما !

ایک چراغ سے هزاروں چراغ روشن هو جاتے هیں - آگ کی ایک چنگاری بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو شعلوں سے بهر دیتی ہے ' ایک بیج صدها شاخیں ' اور هزاروں پهل پیدا کر دیتا ہے - باران رحمت الهی کا ایک شاداب دن ' پوری فصل کو سرسبز کر دینے کیلیے کافی هوتا ہے - موتی کا ایک بڑا دانه ' پورے هار کی عزت بڑها دیتا ہے - هیرے کا ایک درخشنده ٹکڑا پورے تاج کے حسن و جمال کیلیے بس کرتا ہے - کیوڑے کا ایک درخت پورے باغ کے معطر هونے کیلیے ' گلاب کا ایک قیمتی پهول پورے ایوان و منزل کی رونق کیلیے ' اور به تمثیل ساده تر ' ایک چراغ پورے کمرے کی روشنی کیلیے کافی هوتا ہے !

یهی حال قوموں اور ملکوں کا بهی ہے - قوموں میں جب زندگی آتی ہے تو هزاروں افراد کے ذریعه نہیں ' بلکه همیشه سرچشمۂ حیات ایک ' یا ایک سے زیاده چند نفوس قلیلۂ و عدیده هی میں هوتا ہے - اس عالم کی زندگی قوموں سے ہے ' مگر قوموں کی زندگی صرف اشخاص کے دم سے وابسته ہے - سر زمین انسانیه میں جب ایک عمده بیج بارآور هو کر سر اٹھاتا ہے' تو اس سے صدها شاخیں پهوٹتی هیں' اور آن میں هزارها تر و تازه پهل لٹکنے لگتے هیں -

پس باغ کی زمین کی طرح' اس سر زمین کی شادابی کیلیے بهی بہت سی خار دار اور بے ثمر جهاڑیوں اور درختوں کی ضرورت نہیں ہے ' بلکه صرف ایک هی درخت کی -

ایک هی انسان چاهیے ' جو انسان هو ' اور ایک پوری قوم اور ایک پورے ملک کو زنده کردے - اس عالم کی رونق اقوام کے دم سے ہے ' مگر اقوام کی زندگی صرف اشخاص هی کے دم سے وابسته ہے - قومیں مرتی هیں اور زنده هوتی هیں - لیکن انکی موت و حیات کے یهی معنی هیں که پہلی صورت میں آن نفوس عالیه سے خالی هو جاتی هین ' جنکے دم سے انکی زندگی وابسته تهی ' اور دوسری حالت میں انکے اندر ایسے وجود قدسیه موجود هوتے هیں' جو اپنی زندگی کے سر چشمے سے پوری قوم کے کشت اقبال کو سرسبز و شاداب کردیتے هیں -

کیا نہیں دیکھتے که کتنے ادمی هیں' جنکا مرنا قوموں کا مرنا هوتا ہے' اور کتنے هیں' جو اپنے ظہور کے اندر ایک پوری قوم اور ملک کی زندگی کو پوشیده رکھتے هیں ؟

قیس سا پهر کوئی اٹھا نه بنی عامر میں
فخر هوتا ہے گهرانے کا سدا ایک هی شخص !

* * *

یه قاعده طبیعی ہے که کوئی زمین خواه کیسی هی بنجر نظر آئے ' اور خواه کتنی هی اسباب و وسائل کشت کاری اور تربیت و پرورش ذرعی سے محروم هو' لیکن اگر اسکی قوت نشوونما بالکل معدوم نہیں هوگئی ہے' تو اسکا کوئی نه کوئی گوشه سرسبز' اور کبهی نه کسی کونے میں کوئی بیج سربر آور نظر آئیگا ' اور ایسا هونا اس امر کی دلیل سمجھا جاے گا' که گو اس زمین کو اپنے خزانه هاے نباتاتی کے ظہور کے وسائل حاصل نہیں' اور اسباب و ذرائع سے محروم هوکر بنجر اور غیر شاداب سی هوگئی ہے' تاهم اسکی قوت

مقالات

حیات بعد الممات

از جناب مولوی نواب علی صاحب ایم - اے - پروفیسر بڑودہ کالج

[illegible]

میرے ایک دوست، جنہیں سائنس کے ساتھہ خاص شغف ہے، ایک دن مجھسے کہنے لگے کہ دنیا میں جسقدر حقائق دریافت ہوے ہیں وہ سائنس ہی کے ذریعہ سے، ورنہ مذہب تو "واللہ اعلم" کے بیچھا تعلم سے کسی مشکل مسئلہ کو حل ہونے ہی نہ دیتا، اور انسان کو ہمیشہ جاہل رکھتا - میں نے کہا : مذہب نے جن امور کو دریافت کیا ہے، انپر انصاف کی نظر ڈالنے سے پہلے ذرا معلومات سائنس کی نوعیت پر تو غور کرو! سائنس کی تمام تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ چند قوانین ہیں جنکے با قاعدہ نفاذ سے کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے - نسل انسانی کی طفولیت میں ان قوانین کا جزائی علم حاصل ہوا تھا - اب کلیات کی شکل میں مرتب ہو کر سائنس کے نام سے مشہور ہوا ہے - مثلاً انسان نے پہلے یہ دیکھا کہ آفتاب کبھی تو دیر میں نکلکر جلد غروب ہو جاتا ہے اور کبھی جلد نکل کر دیر تک رہتا ہے - چاند کبھی گھٹ جاتا ہے کبھی بڑھ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان روزانہ مشاہدات پر غور کرنے اور اجرام سماویہ کے متعلق اپنی معلومات میں وسعت دینے، اور پھر ان معلومات کو کلیات کی شکل میں ترتیب دینے سے علم ہیئت مدون ہوا -

یا مثلاً انسان کو پہلے یہ معلوم ہوا کہ لکڑی آگ سے جل اٹھتی ہے، لوہا پانی میں زنگ کھا جاتا ہے - میوہ عرصہ تک رکھہ چھوڑنے سے سڑ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان مشاہدات میں جسقدر ترقی ہوتی گئی، اسیقدر اشیاء کے خواص، ترکیب، اور تحصیل کا علم بھی وسیع ہوتا گیا، اور آخر ان معلومات کے با قاعدہ ترتیب سے کمسٹری (علم کیمیا) کی تدوین ہوئی -

یہی حال سائنس کے بقیہ شعبوں کا سمجھو - لیکن با این ہمہ وسعت معلومات، سائنس اب تک اتنا بھی تو نہ سمجھا سکا اور نہ سمجھا سکتا ہے کہ ان قوانین کی اصلیت کیا ہے؟ اور کیوں نافذ ہیں؟ اس دعوے کے ثبوت میں ہم اسپنسر کی مشہور کتاب " اصول اولیہ " سے ایک مثال پیش کرتے ہیں :

" یہ مسلم ہے کہ کشش ثقل کا مسئلہ تحقیقات سائنس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور علمی دنیا نیوٹن کی مرہون منت ہے، جسنے یہ معرکۃ الارا مسئلہ دریافت کیا - لیکن تھوڑی دیر کیلیے اس مسئلہ کی تاریخ پر غور کرو - قدیم آریہ قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ آفتاب ایک رتھہ ہے، جسپر انکا آسمانی دیوتا بیٹھہ کر سیر کرتا ہے - ابھی اس بحث کو چھوڑ دو کہ یہ عقیدہ فی نفسہ کیسا تھا، بلکہ صرف یہ دیکھو کہ آفتاب کی ظاہری حرکت کی علت سمجھنے کے واسطے اس زمانے کے فہم کے مطابق قدماء نے کیونکر ایک محرک دیوتا کا وجود تسلیم کیا؟ مدت دراز کے بعد جب کیپلر نے یہ دریافت کیا کہ سیارے آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں، تو اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکی گردش کی کچھہ علت ہونی چاہیے - اسلیے اسنے یہ راے قایم کی کہ ہر ایک جرم سماوی میں ایک پوشیدہ روح ہے، جسکی قوت سے گردش کا ظہور ہوتا ہے - اس طرح ایک مادی مجسم دیوتا کا خیال تو باطل ہو گیا، لیکن اسکے عوض نفوس فلکیہ کا عقیدہ قایم ہو گیا - آخر میں جب نیوٹن نے اجرام سماویہ کی حرکات کو ایک ہی ہمہ گیر قانون کے دائرہ میں داخل کر دیا، تو نفوس فلکیہ معطل ہو گئے اور انکی جگہ قانون کشش ثقل نے لے لی - اس طرح قدماء کے محسوس مادی دیوتا، پہلے نا محسوس نفوس کی شکل میں تبدیل ہوے، اور آخر کار ایک عسیر الخیال اور ہمہ گیر قانون کے پیرایہ میں ظاہر ہوے - کچھہ شک نہیں کہ اس قانون کے دریافت ہو جانیسے اجرام سماویہ ایک با قاعدہ نظام کے تحت میں داخل ہو گئے، جسکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے، لیکن یہ مشکل حل نہوی کہ اس قانون میں نافذ ہونے کی قوت کہاں سے آئی؟ اسی لیے نیوٹن نے کیپلر کے نفوس فلکیہ کے عوض، ایتھر کو قایم کیا، جسکی وساطت سے یہ قانون نافذ ہے -

لیکن پھر بھی یہ مشکل کہ خود ایتھر اس قانون کو کیونکر نافذ کرتا ہے؟ حل نہیں ہوتی ! " (اصول اولیہ صفحہ ۱۰۳)

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب نے جس راز کو پہلے ہی دن ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں افشاء کیا تھا، سائنس نے اسیکو ایک عمر کی کاوش و کاہش کے بعد سمجھایا بھی تو اسطرح کہ :

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد !

لیکن مذہب کا اعجاز دیکھو کہ دور آخر میں انکی حقیقت ایک امی (روحی فداہ) کی زبان پاک سے کسطرح بیان کی گئی، جبکہ فرمایا کہ :

الشمس و القمر بحسبان	سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے
والنجم والشجر یسجدان	اور درخت سجدہ کرتے ہیں

شمس و قمر، نجم و شجر، کی کچھہ تخصیص نہیں، تمام کائنات کا یہی حال ہے :

وان من شی الا یسبح بحمدہ	اور کوئی شے ایسے نہیں جو اسکی تسبیح
ولکن لا تفقہون	و تحمید نکرتی ہو، لیکن تم انکی
[illegible]	تسبیح کو سمجھتے نہیں -

یہ تسبیح و تحمید کیا ہے؟ انقیاد، یعنی ایک زبردست مقنن کے ہمہ گیر قانون کی پابندی میں سر جھکا دینا - اس انقیاد کا جلوہ ان تمام پوشیدہ قوتوں میں جنکے واسطے سائنس نے اپنی اصطلاحیں مثلاً : میل مرکزی، کشش اتصال، اتحاد کیمیاوی وغیرہ وغیرہ ایجاد کی ہیں، نظر آتا ہے - انقیاد کا رنگ ان تمام قوانین کائنات میں، جنکا علم انسان کو سائنس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے، صاف جھلک رہا ہے، مگر تعجب ہے کہ سائنس کے " گروہ معتقدین " کو نظر نہیں آتا؟ صدق اللہ العلی العظیم حیث قال :

لا تعمی الابصار ولکن تعمی	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل جو
القلوب التی فی الصدور	سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کی روز افزوں معلومات صرف اسیقدر سمجھاتی ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے - اسکے سمجھنے کیواسطے آج ایک تھیوری (راے و قیاس) قایم ہوتی ہے کل دوسری، پرسوں

الهلال

ادبیات

عدل فاروقي کا ایک واقعه

ایک دن حضـــرت فاروق نے منبـــر په کہـــا : * " میں تمہیں حکم جو کچهه دوں تو کروگے منظور ؟ "
ایک نے اُتهه کے کہا یه که " نه مانینگے کبهي * که تیـرے عدل میں هم کو نظر آتا هے فتـــور
چادریں مـــال غنیمت میـں جـو آب کے آئیـں * صحن مسجد میں وه تقسیم هوئیں سب کے حضور
ان میں هر ایک کے حصـه میں فقـط ایک آئي * تها تمہـارا بهي وهي حق که یهي هے دستـــور
اب جو به جســم په تیرے نظـر آتا هے لبـاس * یـه اُسي اوٹ کي چـادر سے بنـا هوگا ضـــرور
مختصـر تهي وه ردا ' اور تـرا قد هے دراز * ایک چادر میں ترا جسـم نه هوگا مستـــور
اپنے حصے سے زیاده جو لیـا تونے ' تو اب * تو خلافت کے نه قابل هے نه هم هیں مامـــور "

گرچـه وه حـد منـاسب سے بڑهـا جاتا تهـا * سب کے سب مہر به لب تهے چه اناث و چه ذکور
روکدے کوئي کسیکو ' یه نه رکهتـا تها مجـال * نشهٔ عدل و مسـاوات سے تهے سب مخمـــور

اپنے فرزنـــد سے فاروق معظم نے کہـــا : * " تم کو هے حالت اصلي کي حقیقت په عبور
تمہیں دیسکتے هو اِسکا مري جانب سے جواب * که نه پکڑے مجهے محشر میں مرا رب غفور "

بولے یه ابن عمر سب سے مخاطب هو کر : * " اس میں کچهه والد ماجد کا نهیں جرم و قصـور
ایک چادر میں جو پورا نه هوا اُن کا لبـاس * کر سکي اِسکـــو گوارا نـــه مـري طبـع غیور
اپنے حصے کي بهي میں نے اُنہیں چادر دیدي * واقعه کي یه حقیقت هے ' که جو تهي مستور "

نکته چین نے یه کہا اُتهه کے که هاں اے فاروق * حکم دے هم کو ' که اب هم اُسے مانینگے ضرور

(شبلي نعماني)

غـــزل

چنـدے گره کشـــائی خـم زلـــف بـــوده ام * تا رفتـــه رفتـــه کار بـه بنـــد قبـــا رسیـــد
در کار عشـق دیـده وری شـرط بـوده است * هر کس نظر کشـــود و تمـاشا بمـــا رسیـــد
زلـفش دکان مشـک فروشي کشا ده است * این مـــژده ام بگـــوش ز باد صبـــا رسیـــد
پیچـا ره دل میـــان دو قاتل فتا ده است * نـاوک کشـــاد غمزه و ناز از قضـــا رسیـــد
شوخے که از غرور بـه خـود هم نمي رسـد * عذرش بنـه اگـر نتـــوانـــد بمـــا رسیـــد
قـاصد هـــزار گـونـه سخن ساخت در پیام * بے چاره گشـت چون بـه سر مدعـــا رسیـــد

(شبلي نعماني)

میں ناکامیاب ثابت ہوگا - یہ ممکن ہے کہ جو قومیں اپنے آپکو عملی صورت میں اسلام کی دشمن ثابت کر رہی ہیں اور جنکا دلی مدعا یہ ہے کہ اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر اسلام کو اسقدر ضعیف اور کمزور کردیا جاے ' کہ پھر اوس میں ابھرنے کی قابلیت نہ رہے ' جب اون قوموں کو اس بات کا علم ہوگا کہ کعبہ و مدینہ کی حفاظت کیواسطے ایک ایسی زبردست انجمن ہے جسکے ممبر حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار ہیں اور یہ علم اون قوموں کو ضرور ہوگا ' تو اول تو وہ قومیں اس انجمن کے درہم برہم کرنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ذریعے عمل میں لائینگی - اگر اونکو اس مقصد میں کامیابی ہوگئی تو انکے مدعا کے حاصل کرنیکا راستہ صاف ہو جائیگا - اور اگر اونکو ناکامیابی ہوئی تو ممکن ہے کہ بخیال مصلحت ' کعبہ و مدینہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ' اور تمام دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرکے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر دیں ' اور اونکو اپنی غلامی میں داخل کرکے طرح طرح کی اذیتیں پہنچالیں اور اونکو تمام حقوق مذہبی و ملکی سے محروم کردیں ' اور صرف کعبہ و مدینہ کو مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہنے دیں -

لہذا محض کعبہ و مدینہ کی حفاظت کا مذہبی پہلو ہمکو ذلت و پستی سے نکالکر عزت و بلندی پر نہیں پہنچا سکتا - میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ کا مدعا ترک کرکے کوئی دوسرا مدعا پیش نظر رکھا جاے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - یہ مدعا ضرور پیش نظر رہے - نہ صرف حفاظت کعبہ و مدینہ ہی ' بلکہ حفاظت کعبہ و مدینہ و بیت المقدس و کربلاے معلی و دیگر مقدس مقامات اسلامی بھی ہماری انجمن کا مدعا ہونا چاہیے - کیونکہ معاملۂ بیت المقدس عنقریب چھڑنے والا ہے ' جسکی حفاظت کیواسطے صلیبی لڑائیوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوچکے ہیں ' اور بیحد و حساب مال و متاع تصدق کرچکے ہیں اور جس مقدس مقام کے حاصل کرنے کیواسطے یورپ ہر طرح کوشش کر رہا ہے - علاوہ ازیں مجلس خدام کعبہ کے مقاصد میں یہ امر بھی داخل کیا جاے کہ اوسکے ہر ممبر پر پابندی احکام دین اسلام لازمی ہوگی - یعنی کلمہ کا قائل اور صوم و صلواۃ کا پابند ہوگا ' اور بصورت توفیق ذکوۃ دیگا اور حج کریگا - مجلس کے ممبروں اور کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے اور پھیلانیکی ہمیشہ کوشش کریگا - بغض و حسد و کینہ - غیبت و عناد و دروغ گوئی - منافقت وغیرہ کی برائیوں کو ترک کرکے کسی مسلمان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانیکی صرلحتاً یا کنایۃً ہرگز کوشش نہ کریگا ' اور مظلوم مسلمانوں کی اور اسلام کی جان و مال سے حمایت اور امداد کریگا - پھر یہ عبارت بھی اگر مناسب تصور کیا جاے تو حلف میں داخل کر دیجالے - ہماری غرض اسوقت یہ نہ ہونی چاہیے کہ ممبران مجلس کی تعداد فوراً ایک لاکھ تعداد ہوجاے ' بلکہ ہمکو اس قسم کا معیار قائم کرنا چاہیے کہ جو مسلمان اوسپر عہد کرکے ممبر ہو ' اوس کی زندگی قرون اولی کے مسلمانوں کی زندگی کی طرح ہوجاے ' اور اسلام کا عمدہ سے عمدہ نمونہ بن جاے - اور اس قسم کا ممبر بدرجہا بہتر ہے اون ہزار ممبروں سے ' جو احکام دین اسلام کے پابند نہیں ہیں ' اور وہ اکیلا اسلام کے ایک سو دشمنوں پر بھاری ہوسکیگا - اور نیز ہر مسلمان سے انجمن کے ممبر ہونیکی درخواست کیجاے - اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمکو اس کا علم ہوجائیگا کہ دنیا میں اسلام پر فی الحقیقت اپنی جان و مال فدا کرنے والے کسقدر مسلمان ہیں اور کسقدر براے نام مسلمان ہیں - میرے خیال میں انجمن کے مقاصد اسقدر عمدہ ہیں کہ کوئی مسلمان بھی اوس کے ممبر ہونے اور حلف لینے سے انکار نہیں کریگا اور اگر کوئی بد قسمت مسلمان اس قسم کے عہد سے انکار کرے یا تامل کرے تو سمجھہ لینا چاہیے کہ فی الحقیقۃ اوس کے مذہبی اعتقاد میں ضعف و کمزوری ہے - اور ایسی حالت میں ہمکو چاہیے کہ اوس سے ہر قسم کا رابط و اتحاد قائم نہ رکھیں - اسکی کسی قسم کی رسم و تقریب میں شریک نہوں - اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسکو اسلام کا ' انجمن کا ' اور اپنا دشمن تصور کریں ' اور اسقدر ہوشیار رہیں جسقدر کہ ایک دشمن سے رہنا چاہیے -

الهلال

جزاکم اللہ تعالی کہہ نہیں سکتا کہ جناب کی تحریر پڑھکر کس قدر طبیعت مسرور ہوئی - جناب نے آغاز تحریر میں لکھا ہے کہ ایک ایسی انجمن کے قیام کا خیال آپکو بھی تھا ' اور اب دوسری طرف سے بھی اسکی صدا سنکر نہایت مسرت ہوئی کہ اس خیال نے اور دلوں میں بھی اپنا گھر کرلیا ہے - آپکی تحریر پڑھکر بعینہ یہی حال اس فقیر کا بھی ہوا - یہی خیالات ہیں جنکو کسی قدر زیادہ اضافہ و توسیع کے ساتھہ پیش نظر رکھتا ہوں ' اور اسی لیے محض کسی انجمن کے قیام اور ایک بہت بڑے فنڈ کے مہیا ہو جانے کو اصل کار نہیں سمجھتا ' گو اجزاء ضروریۂ کار ' و منازل ابتدائیہ و وسائل تقویت و اعانۃ ضرور ہیں - ہم مسلمان ہیں ' اور دنیا میں صرف کعبے ہی کی حفاظت کیلیے نہیں ہیں ' بلکہ کعبے کے ساتھہ ہوکر تمام دنیا کی حفاظت کرنے والے ہیں - یہ بد بختی ہے کہ ایسا نہیں ہے - تاہم ہم کو اپنا نصب العین ہمیشہ بلند اور وہی رکھنا چاہیے ' جو ہمارے خدا نے ہم کو بتلا دیا ہے -

جس وقت تک مسلمان اس آیۃ کریمہ کے مطابق اپنا حال و قال نہ بنائیں گے ' اس وقت تک کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بڑی سے بڑی روپے کی تعداد اونکو خاک مذلت سے نہیں اٹھا سکتی : الذین ان مکناهم فی الارض ' اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

ذرا توقف کیجیے - ہمیشہ کام ترتیب طبیعی سے انجام پذیر ہوتا ہے - الہلال اسی پر عامل ہے - میں بہت جلد یکے بعد دیگرے ان تمام امور کو بالتفصیل و تشریح عرض کرنے والا ہوں - معدے کی طرح دماغ بھی ایک وقت میں غذا کی ایک ہی مقدار ہضم کر سکتا ہے -

جمعیۃ خدام کعبہ

(از جناب مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹر ایٹ لا)

جمعیۃ خدام کعبہ کی اسکیم کا خاکہ جو الہلال میں شایع ہوا ' اوسپہ اکثر حضرات نے مجھے تحریریں روانہ کیں اور اونمیں کی سب نہایت توقع افزا ہیں - بہت سی جواب طلب ہیں - میں بذریعہ اس اخبار کے سب حضرات کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہی دستور العمل زیر غور ہے - جب دستور العمل کا خاکہ حسب صلاح جناب شوکت علی صاحب اور دیگر حضرات طے ہو جائیگا تو پبلک کے پیشکش ہوگا - اور اوسپر رائیں لیکر یہ عالمگیر جمعیت قائم ہوگی -

مراسلات

تیسری - اسیطرح انسان کی معلومات ترقی کرتی جاتی ہیں' لیکن یہ تمام انکشافات ان معلومات کے سامنے' جنکو خاص مذہب نے سمجھایا' محض سطحی معلوم ہوتے ہیں - وہ معلومات کیا ہیں ؟ وہ یہ ہیں کہ یہ کارخانہ عبث نہیں ہے اور اسلیے ہم بھی جو اس کارخانے کے ایک جزء ہیں' نہ عبث پیدا ہوے نہ عبث مرتے ہیں :

ما خلقنا السموات	ہمنے آسمان اور زمین اور جو کچھہ
و الارض و ما بینہما	ان دونوں کے بیچ میں ہے' نہیں
الا بالحق	پیدا کیے' مگر حق کے ساتھہ' اور ایک
و اجل مسمی	ٹھہری ہوئی مدت تک -
افحسبتم انما	کیا تمنے یہ سمجھا ہے کہ ہمنے تمکو
خلقناکم عبثا	عبث پیدا کیا اور یہ کہ تم ہمارے
وانکم الینا لاترجعون	طرف لوٹ کر نہ آؤ گے ؟

کچھہ شک نہیں کہ حیات بعد الممات کا مسئلہ انسان کے واسطے ایک مہتم بالشان امر ہے - کیونکہ اس تحقیق کے درپے ہونا کہ کائنات کا کارخانہ کسطرح چل رہا ہے' صرف موجودہ زندگی تک ہی مفید ہو سکتا ہے - لیکن یہ معلوم کرنا کہ یہ کارخانہ کیوں چل رہا ہے اور ہمکو کیا کرنا ہے' حقیقتاً ایسا ہے جسپر ہماری زندگی اور موت کا انحصار ہے اور یہی مذہب کا اصلی کارنامہ ہے -

اس تقریر کا یہ منشاء نہیں ہے کہ سائنس کی معلومات جو درحقیقت دافع اوہام ہیں اور سچے مذہب کی موید' حقیر اور عبث ہیں' بلکہ مقصود یہ ہے کہ جن مدعیوں نے اپنے محدود علم کے زعم و غرور باطل میں یہ سمجھہ رکھا ہے کہ :

زعم الناس کفروا' ان	کافروں کا گمان ہے کہ مرنے کے بعد پھر
لن یبعثوا' قل بلی	زندہ نہونگے ! کہدے کیوں نہیں ؟ قسم ہے
و ربی لتبعثن ثم	میرے رب کی کہ تم ضرور زندہ کیے جاؤ گے
لتنبؤن بما عملتم	پھر تمکو تمہارے اعمال جتلا دیے جائیں گے
وذلک علی اللہ یسیر	اور ایسا کرنا اللہ پر آسان ہے -

وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوجائیں' کیونکہ ارتقاء گذشتہ پر ایمان لانا' مگر ارتقاء آیندہ' یعنی معاد سے منکر ہوجانا' تعلیمات سائنس کی تکذیب کرنا ہے (۱) جسکی وجہ اسکے سوا اور کوئی نہیں جسکو شیخ عطار نے شتر مرغ کی لطیف تمثیل میں بیان کیا ہے - نفس کی حیلہ جوئی کے متعلق شیخ موصوف فرماتے ہیں :

چوں شتر مرغے بداں ایں نفس را
نے کشد بار و نہ پرد بر ہوا
گر بہ پر گویش' گوید اشترم
ور نہی بارش' بگوید طائرم

یہی حال سائنس کے گروہ معتقدین کا ہے - طبائع جب یہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں' تو قبول حق سے بہر حال دور ہوجاتی ہیں : نعوذ باللہ من شرور انفسنا' و من سیأت اعمالنا !

(۱) یہ بحث آیندہ آئیگی - (منہ)

انجمن خدام کعبہ

(از جناب مراسلۂ نگار بھوپال)

حضرت مولانا - السلام علیکم - آپکے اخبار الہلال مورخہ ۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ میں مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا کی تجویز مجلس خدام کعبہ کو میں نے بغور و بخوشی پڑھا - اس قسم کی ایک مجلس قائم کرنیکا خیال مجھکو اور نیز میرے دیگر ہم خیال احباب کو کئی ماہ سے تھا - اور اوسکے قواعد و مقاصد پر غور کیا جا رہا تھا - الحمد للہ کہ یہ خیال ہمیں پر محدود نہ تھا بلکہ یہ خیال دوسرے مسلمانوں کو بھی پیدا ہوا - اور یہ ایک نیک فال ہے اور بلاشک اسکو ایک تائید غیبی سمجھنا چاہیے - اس کام میں خداوند تعالی ہمکو ضرور کامیابی عطا فرمائیگا - جب خداوند تعالی کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی قوم کے زمانۂ ذلت کا خاتمہ ہو' اور وہ بیدار ہوکر دنیا میں عروج حاصل کرے' تو اوس کے افراد میں بہبودی کے خیالات خود بخود پیدا کر دیتا ہے' اور شاندار مستقبل' اور قابل حصول مدعا کی مجسم صورت اوس قوم کے سامنے کھڑی ہوجاتی ہے - نیز اوس سے یاس اور نا امیدی کے جراثیم مہلکہ کو دور کرکے' ارادہ اور استقلال اور سعی کی زندگی اوس میں پیدا کر دیتا ہے - تاریخ و تجربہ و مشاہدہ صاف طور پر ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جس قوم میں پست ہمتی و یاس اور نا امیدی کی گمراہیاں پیدا ہوجاتی ہیں' وہ قوم خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ ہو' معزول ہوکر نیست و نابود ہوجاتی ہے' یا ذلت و گمنامی میں زندگی بسر کرتی ہے - مگر جس قوم میں اولوالعزمی اور حصول مدعا میں مشکلات کا مقابلہ کرنے اور سر کرنیکی خوبیاں پیدا ہوجاتی ہیں' وہ ضرور ترقی اور عروج کے آسمان پر مثل آفتاب کے چمک کر رہتی ہیں - تاریخ ترقی اقوام اس امر کی بھی شاہد ہے کہ قوموں کی ترقی میں اون کے مذہبی پہلو نے ہمیشہ بڑا حصہ لیا ہے - جس قوم میں مذہبی پابندی کے ساتھہ ارادہ' اولوالعزمی' اور استقلال شامل رہا ہے' وہ ضرور ترقی و عروج پا کر رہی ہے - لہذا ہر قوم کی ترقی و عروج کے راز میں اوس کا مذہب ہمیشہ ایک جزو اعظم ہوتا ہے - مذہب ہی ایک ایسی شے ہے جو کسی قوم کے مختلف الخیال و مختلف المزاج افراد کو ہم خیال بنا سکتا ہے' اور جبتک کہ کوئی قوم ہم خیال نہ ہوجائے' اوسوقت تک اوسکی ترقی محال ہے -

مسٹر مشیر حسین کی تجویز مجلس خدام کعبہ بیشک ایک قابل قدر و قابل ستائش تجویز ہے' مگر اس تجویز میں مذہبی پہلو ایک گونہ شامل نہیں ہے - اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ خود ایک مذہبی مدعا ہے اور انجمن - ممبروں کو ہمخیال بنانیکے واسطے یہی مدعا کافی ہے - لیکن اگر اس مسئلہ پر خود رائی و ہٹ دھرمی کو علحدہ کرکے ٹھنڈے دماغ کے ساتھہ غور و فکر کیا جاے' تو معلوم ہو جائیگا کہ محض حفاظت کعبہ و مدینہ کا خیال و مدعا ہمکو ذلت سے نکالکر عروج پر پہنچا-

شئون عثمانیه

الاتحـــاد الاسلامي

[illegible]

اثر خامهٔ حضرت کاتب تدبیر: جلال نوري بک

اتحاد اسلامي ' خلافت ' اور مسئله مصریه کی بابت میرے خیالات' میرے ان اقوال سے معلوم هوچکے هیں جو اخبار اللواء نقل یا اقتباس کیا کرتا تها' مگر آج پهر یه مضمون اسلیے لکهرها هوں که مجملاً ان خیالات دیرینه کو اپنے مصري اور ترکي بهائیوں کے سامنے پیش کروں' کیونکه ان خیالات کو شاهي رعایا کے رشتهٔ الفت کے استحکام اور بقیه قوا سیاسیه اسلامیه کے ثبات کے لیے سودمند سمجهتا هوں -

یورپ صرف انهي لوگوں کو پسند کرتا هے ' جنکا نشو و نما مغربي اصول یعني وطنیت و جنسیت کي تقدیس پر هوا هو - لیکن عربوں' ترکوں' مصریوں ' هندوستانیوں ' افریقیوں ' غرض اسلامي قوموں میں سے کهیں بهي اختلاف جنسیت کا اثر نهیں - کیونکه اسلامي تعلیم میں نه جنسیت کي بنیاد هے اور نه اسکا اثر - اسلام نے تو یه کها هے که تمام مسلمان ایک قوم هیں - اگر بعض اجنبي سلطنتوں کے مسلمان خلیفة المسلمین کي تقدیس اور اقرار بیعت کے باوجود اپنے آپ کو ایک جداگانه قوم سمجهنا چاهتے هیں ' تو یه انکي سخت غلطي هے جسکي وجه اسکے سوا اور کچهه نهیں که وه تعلیم اسلامي کي روح سے نا واقف هیں -

اسلام (جیسا که رنیان کهتا هے) " ایک ولوله انگیز و محیر العقول طاقت هے' جو لغت ' جنسیت ' وطنیت ' طبیعت ' اور مزاج کے اختلاف کے با وجود ' اپنے حلقه بگوشوں کو ایک کر دیتي هے - " بنابریں میں کهتا هوں که یورپ کا مذهب استعمار جهاں تک هوسکے دنیا میں پهیلے اور عام هو ' اور دول یورپ ایشیاء ' افریقه ' اور اوقیانوس کے ممالک میں سے جسقدر چاهیں فتح کرلیں - پر یه تمام فاتح و استعمار مسلمانوں کے رشتهٔ اخوت و الفت کو منقطع نهیں کرسکتا - بلکه اسکے بر عکس ان سلطنتوں کا ظلم و ستم جسقدر زیاده ' اور تعدي و توهین جسقدر گراں هوگي ' اسیقدر عالم اسلامي کي بیداري اور احساس دروں زیاده هونگے - پولینڈ نے ' جسکو جماعتوں کے باهمي اختلافات و منازعات نے اسدرجه پاره پاره اور پامال کردیا تها که وه اپنا اتحاد قومي اور جذبهٔ وطني تک بهولگیا تها ' اسیوقت اپنا گم کرده احساس دوباره پیدا کیا' اور رشتهٔ ملي و وطني کي حقیقت اور قدر و قیمت سمجهي' جب روس ' آسٹریا ' اور پروشیا نے اسکو باهم تقسیم کرلیا - اسوقت تمام پولینڈ مدافعت کے لیے اٹهکهڑا هوا اور هوا' جو کچهه که هونا تها -

پس انگریزوں کا مصر میں احتلال ' فرانس کا تونس اور الجزائر پر قبضه اور مراکش کو نگلجانا (گو حلق میں پهنسگیا هے) اطالیا کا دولت عثمانیه کے مقابلے میں اعلان جنگ ' طرابلس اور بنغازي کو بزور اسلحه زیر کرنے کے لیے' وغیره وغیره ' وه مصائب هیں' جنهوں نے عالم اسلامي کو بیدار کردیا هے - حتی که مراکش کے قبائل ' جو همیشه تاخت و تاراج میں مصروف رهتے تهے ' جنکے دلوں میں اپنے همسایوں کو زک دینے یا نقصان کي فکر همیشه پوشیده رهتي تهي' جو ان امور کے علاوه کسي اور امر پر غور کرنا جانتے هي نه تهے' اب ترقي کے شائق هیں اور ملي و قومي رابطه اتحاد کو مستحکم کرنے کي کوشش کر رهے هیں -

بیشک نصارا میں رومي ' قبطي ' فرانسیسي ' ارمني ' انگریز وغیره وغیره ' مختلف جداگانه قومیں هم کو ملینگي ' مگر اسلام میں اس جنسي تقسیم کا اثر نهیں - ایک رومي ایک فرانسیسي کو اجنبي سمجهتا هے تو سمجهے ' مگر ایک هندوستاني مسلمان ایک افریقي مسلمان کو اپنا بهائي سمجهتا هے - یاد رکهنا چاهیے که پیرس یا مارسیلز کا باشنده جس نظر سے لیوان یا نانس کے باشندے کو دیکهتا هے ' اسي نظر سے ایک ترکي مسلم ایک قوفازي یا جاوي مسلم کو دیکهتا هے' بلکه اس سے زیاده محبت آمیز و اخوت آگیں نظر سے -

اسلام تمام اعتبارات سے بر تر هے - اسلام اقوام عالم میں ایک عالمگیر برادري یا اخوت هے - بلاد اسلامیه میں نصراني سلطنتوں کے ممالک و مسائس خواه کتنے هي پهیلیں ' اور انکے اموال و مصنوعات کتنے هي رائج هوں' مگر یقیناً یه چیزیں اس رشتے کو نه توڑسکینگي -

جلالتمآب سلطان المعظم کا مرتبه بحیثیت خلیفة المسلمین کے انکے اس مرتبه سے صدها درجه زیاده ارفع و اعلی هے ' جو ان کو بحیثیت شاهنشاه دولت عثمانیه هونے کے حاصل هے - مقدم الذکر صورت میں وه تمام عالم اسلامي کے بادشاه هیں - یه ایک ایسي طاقت هے - جسکا هر شخص اعتراف و احترام کرتا هے - اس طاقت کا فرض هے که آجکل ظاهر هو اور ایسے عملي نظام و تنسیق کے ساتهه' جو اسکے مناسب هو' تا که اگر یورپ اپنے مادي مصالح کا پاس کرنا چاهے تو اس کا فرض هو که دولت عثمانیه کي مخالفت سے اجتناب کرے - میں پوري جرأت سے کهتا هوں که آینده خلافت اسلامیه کی حفاظت کا کوئي طریقه اس سے بهتر نهیں ملسکتا -

یورپ کا خیال هے که مشرق میں عموماً اور عالم اسلامي میں خصوصاً ' ایسا عام کوئي اثر نهیں ' مگر یه اسکي غلطي هے - بیشک یه صحیح هے که سیاسي جماعتوں کے اختلافات یہاں اسقدر عظیم الشان نهیں هوتے ' جتنے که اور جگه هوتے هیں - مگر جب که مذهبي اختلاف هو اور بحث و نزاع میں مذهب کي عزت کا سوال پیدا هو جاے تو افریقه کا حبشي بهي (جو تمدن میں کمترین درجه سمجها جاتا هے) اپنے مذهب عزیز کي مدافعت میں آواز بلند کرنے لگتا هے -

دولت عثمانیه اتحاد اسلامي کا محکم ترین ستون هے اور اسکا فرض هے که اس سے جائز طور پر مستفید هو - رفاه عالم اسلامي سے خود دولت عثمانیه کو شوکت و قوت حاصل هوتي هے -

مصر جو اپنے آپ کو آزاد کرنے' اپني سرسبزي سے متمتع هونے' اور اپني گذشته عظمت کو دوباره حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رها هے' دولت عثمانیه کا ایک جزو غیر منفصل هے - اسکو هم دولت عثمانیه کے لیے منجمله اسباب ترقي و رفعت شان کے سمجهتے هیں -

افسوس هے که بعض نوجواں ' جنهوں نے واقعي اپني عزت کو محسوس کیا هے' ان خیالات سے ناواقف هیں' جو انکے متعلق یورپ کے حلقوں میں دائر و سائر هیں - یورپ چاهتا هے که اپنے تمدن کي بوقلموني سے انکو اپنے آپ میں جذب کرلے اور حقیقت سے اندها

کام اہم ہے - اللہ توفیق دے اور حمایت کرے - کامیابی یقینی ہے لیکن اصول اور ضوابط کو مکمل کرلینا ضروری ہے کہ بنیاد مضبوط ہو - اور وسعت کی اعتبار سے لنگر کی برداشت کی قوت ہو -

جناب مولانا ابو الکلام کے مرکوز خاطر کوئی اہم تحریک ہے - جسکی تمہید بلکہ ابتدائی کام بھی بذریعہ الہلال پبلک کے سامنے پیش ہے - اوس اسکیم سے بھی فایدہ اوٹھایا جاویگا - جو رائیں آرہی ہیں اور امید ہے کہ بعد کو آئیں' اونسے بھی ہم سب لوگ مستفید ہونگے - اور انشا اللہ یہ زبردست [illegible] قائم ہو جاویگی -

ہر ہر گاؤں اور ہر ہر قصبہ میں ایک شاخ ہونا چاہیے - سب سے بڑی غرض [illegible] کے قائم کرنے سے یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اسلامی خدمت میں حصہ لینے کا ولولہ ہو اور موقع ملے - ایک روپیہ سال خدام کعبہ کا چندہ ہوگا - لیکن کوئی صورت ایسی بھی رکھی جائیگی جس سے وہ علم بر داران توحید اور جاں نثاران بیت اللہ جو عسرت و فلاکت دنیاوی کے بوریہ پر جلوہ افروز ہیں' محروم نہ رہسکیں ' اور ثواب حاصل کرنے کا موقع اونکو بھی حاصل رہے - اکثر حضرات نے دریافت کیا ہے کہ کیا پین اسلامک انجمن کوئی اور ہوگی - یہ اور؟

میری حقیر راے یہ ہے کہ خدام کعبہ کے مقاصد کو محدود رکھنا چاہیے - اور اسی سے ابتدا کرکے پھر انتہا پین اسلامک انجمن تک پہونچا دینا چاہیے - جس سے تمام مسلمان اور اونکی انجمنیں ایک دوسرے سے ہم رشتہ اور آپس کے احوال سے با خبر ہوجاویں ' اور اعدا کے مقابلے کے لیے بہ یک وقت سینہ سپر رہیں - یہ ابتدائی کام جمعیت خدام کعبہ کا درپیش ہے - یہ جمعیت ولولہ افگن ہوگی - لوگوں کو نظم و نسق کا عادی کریگی - ہر ہر گھر میں اسلامی [illegible] کا چرچہ پیدا کریگی - اور انشاء اللہ العزیز دشمنوں کے دلوں میں رعشہ اور اونکے خیالات میں زلزلہ پیدا کردیگی -

وہ جزو جسکی مسلمانوں میں کمی ہوتی جاتی ہے' یعنی اسلامی روح ' پھر عود کر آئیگی -

اسطرف اسلامی اخبارات نے بڑا کام کیا ہے - توقع ہے کہ اب عملی کام کے کرنے میں بھی وہ حصہ لینگے - ہر اخبار سے توقع ہے کہ وہ بار بار اس [illegible] پر اظہار آراء کرینگے - اور [illegible] خدام کعبہ کا پیغام ہر ہر قریہ میں پہنچا دینگے -

اگر دنیاے اسلام اب بھی ایک رشتہ میں منسلک ہوجاے - اگر اب بھی مسلمانان عالم اپنے حال سے باخبر اور اعدا کے ارادوں سے واقف ہو جاویں ' تو کیا تعجب ہے کہ مسلمانوں کی ترقی و عروج کا دریا پھر اوسی طرح تموج پر آجاوے جسطرح آجکل عیسائیوں کا ہے -

دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

اگر ہم غافل رہے تو نہ صرف ہم مسلمانوں کا بلکہ ایشیاء کا خاتمہ ہے - اور سب ایشیائی اقوام اور مذاہب مغلوب ہوکر رہینگے -

چین میں مصالح ملکی نے جو عیسائیت کا ولولہ پیدا کیا ڈالا ہے وہ بہت ہی اندیشہ ناک آثاروں میں سے ہے -

مسلمان اگر اپنی حالت درست نہ کرینگے تو سب سے اہم الزام اونپر یہ ہوگا نہ دنیا کو ضلالت کی طرف پہنچنے میں اونہوں نے حصہ لیا - تعلیم وحدانیت سے لوگوں کو متنفر کیا -

مسلمان ہرگز اپنی حالت نہیں درست کرسکتے جبتک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر سب کے سب مجتمع نہ ہو جاویں - جب تک اُنکا رخ ایک خدا کی طرف اور ایک قبلہ کی طرف نہ پھر جاے -

[illegible] خدام کعبہ کا مقصد یہی ہے - اور یہی اولین مقصد ہے - اسی مقصد پر کام شروع ہونا چاہیے - [illegible] کی تکمیل میں ابھی پانچ چھہ ماہ کا عرصہ لگیگا مگر ہیولی تیار ہو رہا ہے - ترتیب میں ہر شخص کی راے سے فایدہ اوٹھایا جاویگا -

میرا شاید یہ لکھدینا مناسب ہوگا کہ مجھے ایک ایسے الو العزم شخص کا انتظار ہے جو بسم اللہ کہکر ' علائق سے علحدہ ہوکر' کمر ہمت چست باندہ کر آگے ہو - میں اوسکے پیچھے چلنے کے لیے دامن سنبھالے بیٹھا ہوں - کوئی عالم با عمل یا رند بلاکش آگے ہو پھر اسکا میں ذمہ دار ہوں کہ اوسکا ایک مقتدی تو ایسا ضرور ہونگا جو دنیا و ما فیہا سے بیخبر ہوکر دامے' درمے' سخنے' قدمے بلکہ دل و جان سے خدمت کے لیے مستعد ہونگا - اس کام کے متعلق ابھی میری حالت حافظ (رح) کے اس شعر کے مصداق نہیں ہوئی ہے :-

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بیشک میں ایک فینٹیک (Fanatic) (دیوانہ) مسلمان ہوں - مگر ابھی قرعہ فال میرے نام پر نہیں گرا - نہ ابھی کسی آسمانی شکوہ پر اس کا تجربہ ہوا کہ وہ اوٹھا سکیگا یا نہیں - خود میری شناخت میں دو چار گراں پایہ حضرات ایسے ہیں جو ظاہرا اسے اوٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں - اللہ اونکو حوصلہ دے - استقلال دے - قوت دے - اور اوسی کے ساتھہ تھوڑی سی چاشنی جنون یا یورپ کی زبان میں فینا ٹیسزم (Fanaticism) کی بھی عطا کرے - اسلیے کہ :-

ناز پروردہ تنعم نہ برد راہ بہ دوست
عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

ہاں اس کام میں پیش راہ ہونے کے لیے کسی امیر کو نہیں چاہتے - کسی والی ملک کو نہیں چاہتے - کسی قارون کو نہیں چاہتے -

ہماری حالت خراب ہے - ہم پر بلاؤں کا نزول ہے - ہمارا جہاز گرداب میں پڑا ہے - الغرض :

اندھیرا ہے - تلاطم ہے - ہواے تند ہے - لیکن -
ہمیں ڈر اے محمد کیا - ہمارے نا خدا تم ہو -

ارض حجاز کا قریشی چرواہا اب بھی ہماری گلہ بانی کو کافی ہے - محمد (صلعم) عربی کے نقش قدم واضح ہیں' اور ہم کو منزل مقصود تک پہونچانے کے لیے دلیل راہ بنسکتے ہیں - ہمارے لیے قران کریم کی ہدایت کافی اور بالکل کافی ہے - ہمارے جہاز کا اگر ناخدا کوئی بھی نہ ہو' تب بھی ہم کو یہ دعوی ہوگا :

ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست

ہم کوئی سرغنا نہیں چاہتے - رہنما نہیں چاہتے - ہم صرف ایک خادم الخدام چاہتے ہیں -

کوئی خدا کا بندہ مل ہی کر رہیگا - یہ خدا کا کام ہے - اور خدا کا کام بند نہیں رہتا - وہ اپنا کام جوان اور بڈھے سب ہی سے لے سکتا ہے -

اگر کسی صاحب کے ذہن میں کچھہ خاص نام ایسے ہوں جو ان کاموں کے لیے مناسب معلوم ہوں اونسے بھی مطلع کریں - اتنے گراں بہا موتی ہیں جو صدف کے اندر ہی رہجاتے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ یوں نہ ہو تو اِس ریز (Xrays) سے کام لیکر ہر ہر صدف میں در بے بہا کی تلاش ہو - کوئی نہ کوئی گوہر ایسا مل ہی جایگا جسپر خاقان ہفت اقلیم کو بھی ناز ہو -

ے معزوم کرنا ہے - پس اب ہم کو سفر کے لیے تیار ہو جانا چاهیے که وقت قریب ہے " -

شکري پاشا اسکي طرف مڑتے هیں - اسکے اعتناء و التفات کا شکریه ادا کرتے هیں -

دده اغاج ... ایک هل چل ... ٹرین روانگي کے لیے تیار - فوجیں سلامي کے لیے مستعد ' شکري پاشا مع رفقا کے ٹرین کي طرف روانه هوتے هیں - فوج سلامي دیتي ہے - شکري پاشا ٹرین میں بیٹھے هیں - کھڑکي ' سے گردن نکالتے هیں ' شهر پر پر حسرت نگاهیں پڑتي هیں جو کهتي هیں :

" ادرنه ! آه اے عزیز ادرنه ! تو مجھے ماں کي طرح محبوب و محترم اور بیوي کي طرح عزیز و پر ناموس تها - میں نے قسم کهائي تهي که جب تک دم میں دم ہے' تیرے لیے مدافعت کرونگا - شب و روز مسلسل جاگا ' استحکامات و خطوط کي نگراني کي ' خائنوں نے تسلیم کرنا چاها تها مگر میں نے کهدیا که اگر تو دشمنوں کے حوالے کیا گیا تو میں انکے پامال کرنے سے پہلے اپنے هاتھه سے تجھے تودۂ خاکستر بنادونگا - اخر وقت تک لڑا ' پر افسوس که تمام کوششیں ناکام ثابت هوئیں - تو بالاخر ان هاتھوں میں چلا گیا ' جن سے بچانے کے لیے هزاروں مسلمانوں نے اپني جانیں قربان کي تهیں ؟

میں نے اپني قسم کي تمام باتیں پوري کردیں - البته میں خود زنده هوں - مگر اپنے لیے نهیں ' ورنه میري تلوار میرا فیصله کر چکي هوتي ' بلکه اپنے وطن عزیز اور امة محبوب کے لیے ' کیونکه وه دشمنوں سے گهري هوئي ہے - اسکي مصیبتوں کا ابهي خاتمه نهیں هوا ہے - اسے ابهي جنگ کي آگ میں سلگنا ہے - ممکن ہے که میں اسوقت کام آسکوں - یه سچ ہے که تو ساقط هوگیا ' اور میں زنده هوں - لذائذ حیات کے لیے نهیں ' بلکه اس جسم کے لیے ' جسکا تو ایک ٹکڑا ہے - اس تاج کے لیے ' جسکا تو ایک گوهر ہے ' اور اس قوم کے لیے ' جسکے ابطال کي تو آرام گاه ہے !

فالوداع الوداع الوداع ! یا ادرنه ! الوداع الوداع یا معبودي و مطلوبي ! ! السلام علیک و علی من فیک من الابطال الامجاد ! ! !

....

....

حول سقوط ادرنه

مقتبس از لندن ٹائمس و منچسٹر گارجین

نامه نگار جنگ ادرنه سے لکهتا ہے :

قلبه سے نهایت سخت تکلیف کے ساتھه میں ادرنه پهنچا - سب سے پهلا کام میں نے یه کیا که شهر کے حالات دریافت کرنے کے لیے اپنے چند دوستوں کے پاس گیا جو شهر میں موجود تهے - اهل ادرنه آغاز جنگ میں تو گهبراے ' مگر بعد کو عادي هو چلے تهے - غذا کي ذرا بهي تکلیف نهیں هوئي - سرکاري گودام کے دروازے انکے لیے التواء جنگ کے آخر تک کهلے رہے تهے -

چونکه غذا کي طرف سے اطمینان هوگیا تها ' اسلیے لوگوں کي ٹولیاں جمع هونے اور جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگیں - آغاز جنگ میں بلغاري توپوں نے شهر کو اس سے زیاده نقصان نهیں پهنچایا که قبیق اور سلطان سلیم نامی دو محلوں کي چند عمارتیں منهدم ' نیز ۵۰ - آدمي قتل کیے - بهتر تو یه تها که منحوس التواء جنگ نه هوا هوتا ' لیکن اگر هوا تها تو ادرنه میں رسد رساني کي شرط ضرور لگادي گئي هوتي - افسوس که سابق وزارت نے اسکي طرف توجه نه کي ' جسکا خمیازه اخر کو بهگتنا پڑا - جب دوباره جنگ شروع هوئي تو سامان غذا کا بڑا حصه صرف هو چکا تها پهر بعض بعض چیزیں بالکل ختم هونے لگیں - جنمیں نمبر اول نمک کا تها -

شهر میں گراني سرعت کے ساتھه بڑھنے لگي - امراء شهر نے ایک حد تک گراني کا تدارک فقراء کو مالي امداد دیکر کیا ' لیکن مشکل یه تهي که گراني کے ساتھه فقراء کي تعداد بهي بڑھتي جاتي تهي - شکري پاشا کو اطلاع هوئي تو انهوں نے اسکا نهایت عمده انتظام کیا اور پهر حکومت کي طرف سے روزانه ایک وقت هر فقیر کو روٹي ملنے لگي -

گرد و نواح کے باشندے مع اپنے مویشي و دیگر ضروریات کے شهر چلے آئے تهے - باشندے توپوں کي آواز سنتے سنتے عادي هوگئے تهے ' اور اب ان آوازوں سے انمیں کوئي بیچیني پیدا نهیں هوتي تهي - باشندوں کے آرام و راحت کے لیے شکري پاشا هر طرح کي کوشش کرتے تهے - پولیس رات دن شهر میں پهرتي رهتي تهي ' تا که کوئي شخص کسي کي راحت میں خلل انداز نه هو سکے - اوقات تقسیم غذا کے علاوه ' کسی دوسرے وقت کسي طرح کا بهي شور و غل نهیں هوتا تها -

باشندوں کي حالت دیکهنے کے لیے شکري پاشا موٹر پر شهر میں گشت لگاتے تهے ' اور شهر هي سے استحکامات جاتے اور ضروري احکام دیتے تهے - جیسا که لوگوں کا بیان ہے ' غذا کي مقدار وافر موجود تهي -

گولے شهر پر گر رہے تهے ' جس سے آتش زدگي کے کئي واقعات هوے ' مگر آگ بجهانے کے آلات موجود تهے ' اسلیے جهاں آگ لگي ' فوراً بجهادي گئي اور زیاده نقصان نهیں هونے پایا - ایک گوله ارمني گرجے پر گرا ' جس سے گرجے کا صرف اسقدر نقصان هوا که دو یا تین دن میں اسکي مرمت هوگئي - ایک طرف تو شهر میں سامان غذا کم هو رها تها ' جسکی وجه سے گراني بڑھ رهي تهي ' دوسري طرف عام لوگوں کے پاس روپیه ختم هوگیا تها - اسلیے آخر میں غربا کو سخت تکلیف اٹهاني پڑي -

حملۂ عام شروع هوا تو تمام لوگوں پر سخت هیبت چهاگئي - لوگ خانه نشین هوگئے - راستے اور گلیوں میں سپاهیوں کے سوا اور کوئي نظر نهیں آتا تها - گولے راستوں میں گرتے تهے اور پهٹتے تهے - اهل شهر سمجھ گئے تهے که اب محاصره بر سر اختتام ہے ' اسلیے اکثر تو شهر کے باهر چلے گئے ' اور بعض جو نه جا سکے ' وه گهروں میں بند هو کے بیٹھه رہے - شکري پاشا نے جب دیکها که مقابله کامیاب هوتا نظر نهیں آتا تو باب عالی کے حسب الحکم قلعوں ' گوداموں ' اور تاریخي عمارتوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا - توپوں کے دهانے ادهر پهر گئے اور گولے برسنے لگے - تین دن تک شب و روز گوله باري هوتی رهي - اسکے بعد معلوم هوا که بلغاري مشرق کي طرف سے شهر میں داخل هوگئے هیں ' مگر دیگر اطراف کی فوج ابهي کامیابی کے ساتھه مقابله کر رهي ہے - اسکے بعد توپیں خاموش هوگئیں ' اور شکري پاشا نے آخري مایوسي کے بعد هتیار ڈالدیے - ایک دن کے بعد فرڈیننڈ شاه بلغاریا آیا ' اور پهر شکري پاشا صوفیه روانه هوگئے - اسکے بعد اهل شهر میں سے جو لوگ گهروں میں چهپے هوے تهے ' دوسرے دن نکلے - بلغاري فوج نے عثماني امیروں کي تفتیش شروع کردي -

اس خیال سے که بلغاري جامع سلیم کي توهین نه کریں علما و مشائخ مسجد کے دروازه پر آ کر جمع هوگئے تهے ' مگر انکی ایک نه چلي ' اور بلغاریوں نے وه سب کچھه کیا جو کرنا چاهتے تهے - تفتیش کا سلسله تین دن تک جاري رها ' جسقدر اسلحه برامد هوے گرفتار کرا ے گئے -

کر دے - همارا کمال و تقدم هر مشرقي سے نفرت' اور هر مغربي کي تقلید کے ساتهه وابسته نہیں' بلکه هماري خوش بختي اور کامیابي ایسي اشیاء میں مضمر هے جو مشرق اور اهل مشرق کي ترقي کا باعث هوں -

اگر هم اپنے قومي عادات و خصائل کو چهوڑ دینگے تو هم صفحه هستي سے مٹجائینگے - لیکن اگر هم اپنے قومي عادات کو مضبوط پکڑے رهینگے ' سختي کے ساتهه اپنے اخلاق کے پا بند هونگے اور اپنے مذهبي تمدن کي تعلیمات کي طرف رجوع کرینگے تو همیں هماري گذشته عظمت پهر حاصل هو جائیگي ' اور ترقي یافته قوموں کي صف میں داخل هو جائینگے -

ولایات متحدہ امریکه اور جاپان ' جنکا رشته اتحاد وطنیت هے ' مغربي نفوذ کي حلقه بگوشي اور مذهبي کے تذلل و انکسار کي وجه سے دول عظمي میں شمار نہیں کي گئیں ' بلکه اسکے برعکس ان دونوں سلطنتوں کو یه مرتبه صرف مغربي کورانه تقلید اور اسکے نفوذ کي حلقه بگوشي سے نفرت کي بدولت حاصل هوا -

عالم اسلامي آج اس قابل نہیں که دول یورپ کو نقصان پہنچاسکے - اسلیے اسکا اهم ترین فرض یه هے که اپنا دیني و علمي پایه بلند کرے اور یورپ کي ممانعت و معاکست کے علي الرغم' تمدن میں اسکا مقابله کرے - اگر ۴۰ - یا ۵۰ - سال تک عالم اسلامي پوري طرح کوشش کرتا رها تو اسمیں ارباب فکر اور اهل کمال پیدا هونے لگینگے اور اسوقت یورپ جو اسوقت همارے ساتهه هر ممکن خشونت و درشتي کے ساتهه برتاو کر رها هے' اس طاقت کے آگے گهٹنوں کے بل جهک جائیگا -

جو قوم اپنے شرف و وقار کو پہچانتي هے ' اپنے فرزندوں کی ذکاوت و جودت پر قناعت اور اپنے عمدہ اخلاق پر اعتماد کرتي هے' محال هے که کسي وقت بهي ' کسي قوت کے سامنے بهی ' اسکي عزت مٹ سکے - مصائب کتنے هي مسلسل و متواتر هوں' مظالم کتنے هي شدید هوں' مگر ضرور هے که ایک دن آئے' جسمیں اسکي ظفر مندي کا اعلان کیا جاے -

اسلحه کا اثر مادیات پر هے' مجردات پر نہیں - توپیں اور بندوقیں سنگ و خشت کے قلعوں' کو فتح کرسکتي هیں' اور اسکي فوج کو قتل کرڈالتي هیں' مگر نه دل کے قلعوں کو فتح کرسکتي هیں اور نه اسکي فوج یعني احساسات کو قتل کرسکتي هیں - اصلي قلعه یهی هے جسکو همیں مستحکم کرنا چاهیے' اور اصلي فوج یه هے' جسکي تعلیم و تربیت همیں کرني چاهیے - اسي لیے جب سے دولت عثمانیه میں حریت کا آفتاب طلوع هوا هے میں اس خیال کي خدمت کر رها هوں اور اسکو عالم اسلامي میں پهیلانا چاهتا هوں - ممکن هے که میري مساعي کامیابي کا تاج زیب فرق کرسکیں -

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹي هفته وار سالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

افسانۂ دفاع و سقوط ادرنه

گاه گاهے باز خواں ایں دفتر پارینه را
تازہ خواهي داشتن گرداغهاے سینه را

لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب !

وداع ادرنه !!!

مقتبس از طنین (قسطنطنیه)

کیا ؟ ......کیا وہ داخل هو گئے ؟ کیا ادرنه ساقط هو گیا ؟ کیونکر ؟ اور کس طرح .... ؟

وقت آگیا که هم میں سے هر شخص ایک دوسرے سے' پرنم آنکهوں' کانپتي هوئي آواز' اور لڑکهڑاتی هوئي زبان سے یه سوالات کرے - اخوان وطن ! ادرنه - آل عثمان کا قدیم دار السلطنت' ابطال عثمانیه کی آرامگاه ' عثماني مدافعت کا مطاوب ' امة اسلامیه کا محبوب ' یعني ادرنه ساقط هوگیا ! هاں ساقط هوگیا ! هماري نظروں کے سامنے ساقط هوگیا اور هم' هم بدبخت زنده هیں ! ! فیاللادرنه ! و یا للادرنه ! !

یه سانحه ' دلدوز سانحه ' جو هر عثماني کے مخیله پر مرتسم رهیگا ' مہینوں اور سالوں تک نہیں ' بلکه اسوقت تک ' جب تک که اسکي رگوں میں عثماني خون گردش کرتا هے ! !

سه شنبه کو فیصله کن حمله شروع هوا ' حال نے مستقبل کي بابت پشین گوئي کي' اور ایسے روشن دلائل کے ساتهه' جسمیں تکذیب کي گنجایش نه تهي -

اب ادرنه کے افق سے امید کي روشني مفقود هوچکي تهي ' نومیدي کي گہري تاریکي چهائي هوئي تهي - یه حالت تهي جسمیں بطل ادرنه نے لاسلکي (وائرلیس) کے ذریعه باب عالي کو اطلاع دي : " دشمن نے سخت حمله کیا ' شدید جنگ هو رهي هے "

یه آخري اطلاع تهي جو بطل موصوف نے بهیجی - ... ... ایک مدت کے بعد سنائي دي توپوں کي گرج ... هتیاروں کي کهڑکهڑاهٹ ... ... داخل هونے والوں کا خروش ... جوش فتح سے بد مستوں کے نعرے ... ... امید کا چراغ گل ! یاس کا استیلا ! شکري پاشا پر هجوم غم' وفور حیرت - نہیں جانتے که مرجائیں اور ذلت گرفتاري سے نجات پائیں ' یا زنده رهیں' اور وطن عزیز اور ملت بیضاء کے لیے اپنا لہو پاني کریں - خیالات میں تلاطم ' جذبات میں هیجان' مرگ و زیست کے ایسے خود داري' اور وطن عزیز کے لیے کشا کش ....

دشمن کے نعرے ... ... موسیقي کے نغمے ... ... فوجوں کي حرکت ...... دروازہ کهلتا هے - ایک شخص زرد و سفید ریش ' بلند پیشاني والا داخل هوتا هے' اور کہتا هے :

" اے قائد جلیل ! اے فخر تاریخ حرب ! دشمن هوں مگر قدر شناس - تیري بسالت اور پامردي کا معترف اور مداح - پس قدر کر اپني ' که دشمن تک تیري قدر کرتے هیں - میں تجهه سے تلوار لینا نہیں چاهتا کیونکه تجهه ایسے قائد شجاع سے تلوار لینا ' تلوار کو عزت

میرے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ بلغاریوں کے ایسے نارنگیوں سے لدی هوئی ٹرینیں جا رهي هیں اور وہ ضروریات زندگي تک سے محروم هیں تو وہ یقیناً شکستہ دل هوگئے " ان سے دریافت کیا گیا کہ " کیا یہ صحیح ہے کہ اپنی فوج کو بھاگتے ہوے دیکھکے آپ نے کہا تھا کہ ایسی فوج کے ساتھہ لڑنا ناممکن ہے ؟ " اسکے جواب میں انھوں نے بہت زور سے کہا : " نہیں ' هرگز نہیں ' ممکن ہے کہ مجھہ سے کہیں غلطی هوئي هو ' مگر میري فوج نے اپنا فرض پوري طرح ادا کیا "

پھر ان سے دریافت کیا گیا : " کیا آپ کو اولی برغاس کي فیصلہ کن جنگ کا علم تھا ؟ اپنے اختیار میں ۸۰ - هزار فوج رکھتے ہوے آپ نے کیوں نہیں خروج کیا ؟ " پاشا موصوف نے جواب دیا کہ " بالکل شروع میں هم نے متعدد بار خروج کیے مگر میں نہیں کہسکتا کہ وہ تمام خروج کیوں نا کام رهے ؟ یہ کہ اولی برغاس میں جنگ هو رهی تھي ' مجھے اسکا علم نہ تھا " پاشا موصوف نے کہا کہ " انھوں نے ریل کا پل اڑا دیا کیونکہ یہ اُنکا فرض تھا ' مگر تسلیم کے بعد انھوں نے کوئی عمارت نہیں اڑائي - یہ غیر شریفانہ حرکت هوتي - انھوں نے گھوڑوں کو بھي ضائع کردیا ' کیونکہ هر ایسي شئ کو ضائع کردینا جو دشمن کے استعمال میں آسکے ' انکا فرض عام تھا - مگر انھوں نے عام عمارتیں انسانیت کے خیال سے نہیں اڑائیں ' کیونکہ قرآن (حکیم) کہتا ہے کہ سب کا ایک هي خدا ہے ! "

آخر میں انھوں نے فرمایش کي کہ ایک جرمن جرنل کي اس رپورٹ کي تردید کر دیجاے کہ انکے افسروں میں اور خصوصاً انمیں اور محافظ شہر اسماعیل پاشا اور انکے اسٹاف کے چیف میجر فواد بے میں شکر رنجي تھي - اور یہ کہ یہ شکر رنجي غیر قانوني اسباب سے بڑھگئي تھي -

صوفیا میں بطل ادرنہ

کا

ورود

۲۸ - مارچ کو موسم نہایت خوشگوار تھا - صوفیا کا اسٹیشن مختلف قسم کي جھنڈیوں سے اراستہ کیا گیا تھا - اسٹیشن پر بلغاري اعیان میں سے کرنل کانشف ' قائمقام یوزف ' لفٹنٹ ستوالف ' ستوایانف ایڈي کانگ وزیر جنگ ' اور معززین و رؤساء شہر کی ایک تعداد عظیم موجود تھي - ساڑھے چار بجے تھے کہ اسپشل ٹرین جسمیں شکري پاشا اور انکے رفقا کے بارہ عثماني افسر تھے ' اسٹیشن پر پہنچي - ان عثماني اسیروں میں سے شکوي پاشا کے علاوہ اسي کے کمر میں تلوار نہ تھي - عثماني جنرل گو جوان تھے مگر آنکے بشرے ان مصائب کے آثار کو چھپا نہیں سکتے تھے ' جو انھوں نے اثناء محاصرہ میں برداشت کیے تھے - رنگ زرد تھا ' چہرے مرجھائے هوے تھے ' اور آنکھیں بیٹھي هوئي تھیں - شکري پاشا گو معمر هیں ' چنانچہ انکي عمر اسوقت ۵۹ - سال کي ہے ' مگر انکے چہرے سے علم و وقار کا نور چمک رها تھا ' اور انکھوں سے تجربۂ و فراست کي نہایت تیز شعاعیں نکل رهي تھیں -

سب سے پہلے وہ یوز باشي جو شکري پاشا کی خدمتگذاري کے لیے متعین کیا گیا تھا ' اترا - اسکے بعد شکري پاشا اترے اور اپنے رفقاء کو اشارہ کیا کہ اترو - چنانچہ وہ بھي اتر گئے - بلغاري افسروں نے فوجي سلام کیا - ملکي (سویلین) افسروں نے ٹوپیاں اتھالیں - کرنل کانشف شکري پاشا کي طرف بڑھا اور فرانسیسي میں تاثر سے کانپتي هوئي آواز میں کہا : خوش آمدید ! تمام عالم ' ادرنہ کے غالب و مغلوب ' دونوں کي شجاعت سے حیرت میں ہے - بلغاري ادرنہ کے بطل عظیم کي خدمت میں اپنا احترام و اجلال پیش کرتے هیں - اے بطل عظیم ! آپ یقین کریں کہ اس مایوسي کے عالم میں آپ نے جس بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ' اس پر بلغاریوں کو استعجاب ہے ' اور اپکي ذات عالیہ کا وہ مخلصانہ طور پر احترام کرتے هیں "

شکري پاشا کرنیل مارشولف کي طرف متوجہ هوے ' اور پست اور رکتي هوئی آواز میں ان جذبات کا شکریہ ادا کیا ' جو بلغاریوں نے انکے استقبال میں ظاهر کیے تھے - اسکے بعد کرنل کانشف نے قائمقام یوزف کا شکري پاشا سے تعارف کرایا - اور اُس نے شکري پاشا کو اپنی حفاظت میں لے لیا -

موٹر اور دو گاڑیاں ان اسیران عثماني کے انتظار میں کھڑی تھیں - موٹر میں شکري پاشا اور یوزف پہلو به پہلو بیٹھے ' اور گاڑیوں میں باقي جنرل - اور اسپلینڈڈ پیلس هوٹل کي طرف ' جو انکے لیے فرود گاہ تجویز کیا گیا تھا ' روانہ هو گئے -

تصریحات شکری پاشا

نفصیل و تشریح بعض امور مبهمہ ' و تغلیط مکذوبات

غیر ملکي اخبارات کے نامہ نگاروں نے صوفیا میں شکري پاشا بطل ادرنہ سے اثنا ے ملاقات میں جو سوالات کیے ' اور پاشاے موصوف نے انکے جو جوابات دیے ' اخبار نیو فری پریس کا نامہ نگار صوفیا حسب ذیل بیان اسکے متعلق شائع کرتا ہے :

هم مختلف ممالک کے ۱۳ - نامہ نگار شکري پاشا کے کمرہ میں گئے - کپڑوں کي کھونٹي میں پاشاے موصوف کي معمولي تلوار آویزاں تھي ' کمرے کے ایک گوشے میں ایک چھوٹي سي لائبریري تھي ' جسمیں کتابیں اور بعض اخبارات تھے - هم لوگ جب کمرے میں داخل هوے ' تو پاشاے موصوف نے هم سے مصافحہ کیا - اس تمہید ملاقات کے بعد هم نے متعدد سوالات پیش کیے - سلسلۂ جواب شروع کرتے هوے پاشاے موصوف نے فرمایا :

" حالت قید میں نامہ نگاران ممالک اجنبیہ سے ملاقات میرے لیے ایک نہایت افسوس ناک واقعہ ہے ' لیکن بہر حال آپ جو چاهیں پوچھہ سکتے هیں - جواب کیلیے طیار هوں -

(س) شریف بہادر : کیا آپ بتا سکتے هیں ' کہ آپ نے اپنے کو بلغاریوں کے حوالے کیا تھا یا سرویوں کے ؟

(ج) میں آخري ایام میں حضراق کے مورچے میں تھا - بلغاریوں کا دعوی میري گرفتاري کي نسبت صحیح ہے ' کیونکہ میں نے اپنے کو بلغاري کرنل مارلوف کے سپرد کیا تھا جو دو جنگي افسروں کے ساتھہ میري ملاقات کیلیے آیا تھا - اس بنا پر تسلیم ادرنہ کے متعلق بلغاري مرکز حربي عمومی نے جو اعلان شائع کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا - وزیر خارجیۂ سرویا سے اس بیان کو سنکر مجھے نہایت تعجب هوا ' کہ میں نے اپنے اپکو سرویوں کے حوالہ کیا تھا -

واقعہ یہ ہے کہ پہلے بلغاري کرنل مالولوف همارے پاس آیا ' جس سے ۱۵ - منٹ تک میں نے گفتگو کي اور اسکے بعد اسکے ساتھہ ایک گاڑي پر سوار هو کر ایک مقام تک آیا ' جہاں میں نے کمانڈر داتوف کو پایا ' اور وهاں سے هم سب ایک موٹر پر سوار هو کر کمانڈر کانوف کے پاس آئے ' جہاں پہونچکر میں نے خواهش ظاهر کي ' کہ میں بالفعل انھیں مورچوں میں قیام کرنا چاهتا هوں - افسروں نے

بعد سقوط

ادرنہ کي درد انگیز مظلومي !

مقتبس از ڈیلي ٹیلي گراف لنڈن

نیڈو (صوفیا) کانامہ نگار ادرنہ سے لکھتا ہے :

ادرنہ کي اسوقت یہ حالت ہے کہ ہر دیکھنے والے کو رونا آتا ہے ‘ اور دل پاش پاش ہوجاتا ہے - میں نے اکتوبر میں مصطفی پاشا کو دیکھا تھا - اسوقت اسکي حالت نہایت درد انگیز تھي ‘ مگر جو شخص اسوقت ادرنہ کو دیکھیگا ‘ وہ مصطفي پاشا کو بھول جائیگا - ایک طرف عثماني مقتولین کا ایک پہاڑ لگا ہوا ہے ‘ دوسري طرف عثماني مجروحین ہزاروں کي تعداد میں پڑے دم توڑ رہے ہیں ‘ تیسري طرف مریضوں کي ایک جماعت کثیر کراہ رہي ہے ‘ راستے میں چلو تو بندوقوں کي آوازوں کے سوا ‘ جو غالباً باشندوں پر سر کیجاتي ہیں اور " رحم کرو " کي صداؤں ‘ مظلوموں اور ستمزدوں کے نالوں کے علاوہ ‘ جو دلوں کو ہلادیتي ہیں ‘ اور کوئی آواز سنائي نہیں دیتي ! !

سقوط کے بعد قریباً دو ہفتے تک یہي حالت رہي - ادرنہ کو بیک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بلغاریوں کي سنگدلي اور توحش کے متعلق دنیا غلطي میں نہیں ہے -

اسوقت بلغاري فوج اس درجہ فتح سے بدمست ہے ‘ کہ ایک نامہ نگار نے جب ایک بلغاري افسر کي توجہ ان کے انسانیت سوز مظالم کي طرف منعطف کرنا چاہي ‘ تو اس نے جواب دیا : " جب ہم کو لوگ وحشي اور ظالم سمجھتے ہیں ‘ تو پھر ہم کیوں اپنے جذبات کي تشفي نہ کریں ؟ "

سقوط ادرنہ کے بعد اخبار ماتان نے موسیو ہوگ اور کو ادرنہ اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے چشمدید حالات سے اطلاع دیں - چنانچہ ۱۵ - اپریل کے پرچے میں انکي رپورٹ شائع ہوگئي ہے - موسیو مذکور لکھتا ہے :

" ادرنہ جسوقت ساقط ہوا ہے ‘ اسوقت شہر میں ۸۰ - ہزار باشندے اور ۶۰ - ہزار فوج تھي - یہ انسانوں کي تعداد عظیم بلغاریوں کے ظالم ہاتھوں میں آگئي - انکے علاوہ ۴۵ - ہزار وہ لوگ تھے ‘ جو گرد و نواح سے آکے شہر میں پناہ گزیں ہوے تھے - خود بلغاري فوج جسوقت داخل ہوئي ہے ‘ ۴۰ - ہزار تھي - غرض سقوط کے بعد ادرنہ میں انسانوں کي مجموعي تعداد سوا دو لاکھ تھي "

بلغاري حکومت خواہ کتنے ہي پر زور لہجہ میں دعوی کرے ‘ مگر دنیا یقین نہیں کرسکتي کہ اس تعداد عظیم کے کھانے کا انتظام وہ کرسکي ہوگي - اسکا قدرتي نتیجہ یہ تھا کہ اس جم غفیر کا ایک بڑا حصہ بھوکا رہتا ‘ اور یہ ظاہر ہے کہ عثماني قیدیوں کے علاوہ اس حالت کے لیے اور کس کا قدرتي انتخاب ہوسکتا تھا ؟ - چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ ہزاروں عثماني قیدي عین اس وقت ‘ جبکہ بلغاري پیٹ بھرکے عمدہ غذائیں کھا رہے تھے ‘ بھوکے مر گئے ! !

نہر طونہ پر ایک جزیرہ ہے ‘ عرصہ ہوا میں وہاں گیا تھا - اسوقت وہ ایک جنت تھا ‘ جسمیں مسلمان عورتیں ‘ جو ہمیشہ پردہ میں رہتي ہیں ‘ آتي تھیں ‘ آزادي سے پھرتي تھیں ‘ اور پھولوں کے گلدستے گھر لیجاتي تھیں - مگر آہ ! اب میں نے جاکے دیکھا تو وہ ایک وحشت انگیز قبرستان ہے ‘ جسمیں عثماني قیدیوں کي لاشیں بے گور و کفن پھینکدي گئي ہیں ! !

اسوقت جزیرے کا منظر اس قدر عبرت انگیز اور درد ناک ہے ‘ کہ دیکھنے والے کو بیساختہ رونا آجاتا ہے -

سقوط کے آخري دن

بطل ادرنہ کي تصریحات

(از نیر ایسٹ لندن)

شکري پاشا ۱۵ - اپریل کو اپني فرودگاہ (اسپلینڈ پیلس ہوٹل کے کمرہ) میں متعدد اخبارات کے نامہ نگاروں سے ملے ‘ اور انکے سوالات کے جواب دیے - شکري پاشا نے بیان کیا کہ مشرقي حصے کي گرفتاري کے ۴ - گھنٹے کے بعد ‘ سرویوں نے قلعہ حیدر لق پر قبضہ کیا - اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے مجھے گرفتار کیا تو میں زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ واقعہ صرف وہي ہے جو میں نے بلغاري مرکز عام میں بیان کردیا ہے - اس بیان کے ضمیمہ کے طور میں یہ کہسکتا ہوں کہ کرنل مارشولف بلغاري محافظ شاہي چلے حیدر لق آئے ‘ اور انکے اس اعلان کے بعد کہ میں قیدي ہوں ‘ ہم لوگ بارک گئے ‘ جہاں ہم جنرل داژف سے ملے - واپسی میں انھوں نے مجھے پولیس کي چوکي پر چھوڑ دینا چاہا ‘ مگر میري فرمایش پر مجھے میري قیامگاہ لے گئے - جب ہم وہاں پہنچے تو دو یا تین گھنٹے کے بعد بلغاریوں نے مجھے گرفتار کیا - میں نے وہاں ایک سروي میجر اور ایک سروي کرنل کو موجود پایا جو مجھہ سے باتیں کرنے لگے -

اس سوال پر کہ " آیا انھوں نے سروي افسروں کو اطلاع دي تھي کہ اب وہ بلغاري اسیر ہیں ؟ " پاشا موصوف نے فرمایا : " نہیں اسکا مجھے خیال بھي نہیں آیا - کسي نے مجھے قید کیا ہو ‘ میرے لیے سب برابر تھے - مجھے وہم بھي نہ تھا کہ ایک دن اس سوال پر مناقشہ ہوگا " ایک اور سوال کے جواب میں شکري پاشا نے کہا : " میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا صرف سروي حملہ قلعے کو خطرہ میں ڈال سکتا تھا - مگر جسوقت میں گرفتار کیا گیا ہوں اسوقت تک مغربي حصہ گرفتار نہیں کیا جا سکا تھا "

ادرنہ کے ایام آخریں

شکري پاشا نے بیان کیا کہ جسوقت قلعہ ساقط ہوا ہے ‘ اسوقت ترکوں کے پاس اور چار یا پانچ روز کي رسد باقي تھي - آخر میں سپاہیوں کے پاس بد ترین قسم کے آٹے کي ۲۰۰ - گرام روٹي بھي موجود تھي - انکو یقین نہیں کہ رسد کي معقول مقدار شہر میں کہیں چھپي ہوئي تھي ‘ کیونکہ اچھي طرح تفتیش کرلي گئي تھي - انھوں نے اس امر کا خیال رکھا کہ اہل شہر کو فوج سے بہتر غذا ملے ‘ کیونکہ محصورین کي اصلي حالت کے متعلق اجانب کي شہادت کي تصدیق دینا جلد کردیگي - شہر میں گھوڑوں اور بھیڑوں کي ایک کثیر تعداد موجود تھي ‘ مگر نمک کي عدم موجودگي کي وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ سپاہیوں کو ‘ جو پیچش میں مبتلا تھے ‘ کھانے میں گوشت بھي دیا جاتا - ایک مادہ سیال جو نمکین پنیر سے نکالا جاتا تھا ‘ نمک کے بدلے روٹي میں ڈالدیا جاتا تھا - رہا سامان جنگ ‘ تو اسکي اتني مقدار وافر موجود تھي کہ سال بھر تک چلتا اور پھر بھي بچ رہتا -

شکري پاشا نے بیان کیا کہ جنگ کي آخري منزلوں میں انکے پاس صحیح طور پر صرف ۳۰ - ہزار آدمي تھے -

اس سوال پر کہ " آیا دو مہینے کے التواء جنگ نے فوج کي اخلاقي حالت کو نقصان تو نہیں پہنچایا " شکري پاشا نے کہا : " نہیں ‘ مگر

ہمارے خزینۂ اقبال کے آخری جواہر

یورپین ترکی کا خاتمہ

(۱)

عظیم الشان ادرنہ

مختصر حالات

نام اور حدود اربعہ

رومیلی (یورپین ترکی) میں ایک صوبہ ہے ' جسکی حد بندی شمال کی طرف سے امینہ طاغ اور بلقان ' مشرق کی طرف سے بحر اسود ' جنوب کی طرف سے آستانۂ علیہ ' بحیرہ مرمرہ ' درۂ دانیال ' جزائر ارجذیل ' اور مغرب کی طرف سے دستیر طاغ کرتا ہے - رقبہ ۸۸ ' ۷ ' ۴۲ - کیلو متر ہے - ۳۶ - ضاع اور ۵ - قسمتیں ہیں - قسمتوں کے نام یہ ہیں :

(۱) ادرنہ (۲) قلبہ (۳) اسلمہ (۴) تکفورطاغ (۵) گلی پولی

کل آبادی ۵۹ ' ۷۰ ' ۵۳ ' ۲- ہے - صوبے کا دار الحکومت ادرنہ ہے - پہلے اس صوبے کا نام ثرافت (تھرافت) تھا ' مگر اب یہ اپنے دار الحکومت کے نام سے موسوم ہے -

مناظر طبیعی

یورپ میں یورپین ترکی ' اور یورپین ترکی میں ادرنہ ' ان مقامات میں سے ہے ' جن کے لیے قدرت نے کشادہ دستی کو زیادہ کام فرمایا ہے - دامن ہاے کوہ (جنکی اس صوبے میں کمی نہیں) لذیذ میوؤں ' عطر بیز پھولوں ' اور خوش منظر درختوں کے کنج ' اور نظر کش و باصرہ افزا مرغزاروں سے معمور ہیں - پہاڑوں سے گرنے والے لطف انگیز و نغمہ طراز آبشاروں کے علاوہ ' شیریں ' خوشگوار ' اور شفاف پانی کی نہروں کا ایک روپہلی جال ہے ' جو تمام صوبے میں بچھا ہوا ہے ' اور ہر ہر گوشے کو سیراب و شاداب کرتا رہتا ہے - ہوا بھی معتدل مگر لطیف و خوشگوار ہے - مختصراً یہ کہ یہاں کے مناظر طبیعی بے حد صحت پرور ' فرحت انگیز ' اور لطف آگیں ہیں -

پیداوار

خاک ادرنہ جسطرح فرحت پرور اور نظر نواز ہے ' اسی طرح مایہ دار اور زر ریز بھی ہے - نباتات میں روئی ' افیون ' بادام ' فندق ' کاہی ' سیب ' ناشپاتی ' خربزہ ' اور جمادات میں پشمینہ ' لوہا اور سنگ مرمر پیدا ہوتا ہے - ان خدا داد سرچشمہ ہاے دولت کے علاوہ یہاں تمول کا وہ ذریعہ بھی ہے ' جو گنج عالم کی کلید اور قدرت کی فیاضیوں سے محروم ممالک کا مدار زندگی ہے - میری مراد اس سے صنعت ہے - اصناف صنعت میں سے یہاں پشمینہ و پنبہ بافی اور اسلحہ سازی زیادہ رائج ہیں - تینوں قسم کے کارخانوں کی ایک تعداد موجود ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے - یہاں کی مصنوعات میں سے جانمازیں ' پردے ' اور عبائیں اپنی گلکاری ' خوش رنگی ' اور پائداری کی وجہ سے مشہور ہیں - غرض کہ ادرنہ ایک شاداب ' سیر حاصل ' اور مایہ دار صوبہ ہے ' اور اسی لیے یورپین ترکی میں قسطنطنیہ کے بعد اسی کا نمبر ہے - شاید اب کہنا چاہیے کہ " تھا " !

ادرنہ بلحاظ دار الحکومۃ ہونے ' نیز طبیعی اور صناعی ' دونوں حیثیتوں سے اس صوبے کا واسطۃ العقد ہے - یہ قسطنطنیہ سے شمال و مغرب ۱۳۰ - میل دور اس سنگھم پر واقع ہے جہاں مریم ' طبخہ ' اور واردا ' تین نہریں ہم آغوش ہو کر ' ایک نظر ربا عریض سطح آب پیدا کرتی ہیں - شہر کے گرد ایک پرانی شہر پناہ ہے - جس سے سنگھم کی موجیں ٹکراتی ہیں - تمام شہر دلکش باغوں ' اسلامی اور غیر اسلامی تاریخی عمارتوں سے معمور ہے ' جو زبان خاموشی سے اسلاف کی جنگ آرائی ' نفاست درستی ' رفعت پسندی ' اور شکوہ نمائی کی داستان سناتی ہیں - یہیں وہ قصر بلند ہے ' جسکو (اسکی سراے) کہتے ہیں - اسی قصر میں بیٹھکے عثمانی سلاطین سنہ ۷۶۸ - ہجری میں " باب ... " پر ' جسے سب سے پہلے ایک صحابی نے اپنی شمشیر جہاد سے کھٹکھٹایا تھا ' جانبازانہ و مسلسل حملے کرتے رہے - یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ - ہجری میں وہ کھلگیا ' اور اسلام کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی -

شہر ادرنہ میں ۴۰ سے زائد مساجد ہیں ' جنمیں ۹ - خاص سلاطین عثمانیہ کی بنوائی ہوئی ہیں -

جامع سلیم

ان مساجد میں سب سے زیادہ قابل ذکر جامع سلیم ہے - جیسا کہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ' جامع سلیم کا بانی سلطان سلیم ثانی تھا - جو خاندان عثمانیہ کا گیارھواں تاجدار تھا اور ۷۴- سے ۹۸۲- ہجری تک حکمراں رہا - اس مسجد کی رفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ جامع ایا صوفیا سے ۲۰ - قدم بلند تر ہے - اسمیں ایک عظیم الشان گنبد ہے ' جو سنگ سماق کے دو کھنبوں پر تھما ہوا ہے - چار منارے ہیں - ہر منارے میں ایک زینہ ہے ' جس سے موذن سر مانذنہ تک جاتا ہے - صحن کے تین گوشوں میں قبے ہیں ' جو مسجد کی عظمت و جلال کو افزوں تر کرتے ہیں - اپنی عظمت ' استحکام ' اور خوشنمائی کے لحاظ سے ' جامع سلیم کا شمار عثمانی فن تعمیر و تمدن کے بہترین نمونوں میں ہے -

ان مساجد کے علاوہ دو بہت بڑے بازار ہیں ' جنمیں سے خوشنما تر وہ بازار ہے ' جسکو علی پاشا کہتے ہیں - یہ اسقدر طویل ہے کہ ایک متوسط رفتار آدمی ۱۵ - منٹ سے کم میں پورے بازار کا چکر نہیں لگا سکتا -

دیگر عمارات

ادرنہ میں بڑے فندق (ہوٹل) ۵۲ - ہیں - نہر طبخہ پر ایک پل بھی ہے - ان عمارتوں کے علاوہ متعدد حمام ' مدارس ' قہوہ خانے اور شفا خانے ہیں - ایک مطبع بھی ہے - سرکاری پارچہ بافی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں ریشمی اور اونی کپڑے بنے جاتے ہیں -

گلشن آباد عالم !

زمین نہایت درجہ سرسبز و زر خیز ہے - باغوں کی یہ کثرت ہے کہ ادرنہ گلشن آباد ہو رہا ہے - صرف نہر مریم کے ساحل پر ۵۰۰ باغ ہیں ! ان میں سے اکثر صرف گلاب کے لیے وقف ہیں - گلاب کی اسدرجہ کثرت کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہاں عرق کشی کے کئی کارخانے ہیں ' جنمیں صرف عرق گلاب کشید کیا جاتا ہے ' اور اسکے لیے ادرنہ مشہور ہے - یہاں کا عطر روح گلاب تمام دنیا میں اول درجے کا تسلیم کیا جاتا ہے -

آبادی

آبادی ۱۵۰۰۰ - ہے - جنمیں ایک ثلث بلغاری و یونانی ' اور بقیہ دو ثلث میں یہود ' ترک ' ارمنی ' اور عام فرنگی ہیں -

قدیم تاریخی معرکے

فن تاریخ کا یہ ایک راز آشکارا ہے کہ جن ممالک پر قدرت کا ابر کرم زیادہ برستا ہے ' ان میں خون کی بارش بھی زیادہ ہوتی ہے -

رضامندي ظاهر كي' اور ميں اپنے مستقر پر واپس آگيا- اس واقعه كے دو گھنٹے بعد دوسرے افسر آئے ' جنكو ميرے اور بلغاريوں كے گذشته واقعات كي كچهه اطلاع نه تهي - يه افسر ميري نسبت بعض تعريفي فقرے كہكر واپس چلے گئے - انهوں نے تسليم ادرنه كے متعلق ايك حرف بهي مجهسے نہيں كہا -

(س) كيا جناب نے سرويوں كو اس سے مطلع كيا كه بلغاري يہاں پہلے آ چكے هيں ؟

(ج) (مسٹر ڈاکٹر) نہيں ' كيونكه اسكي ضرورت نه تهي - ميں صرف يه جانتا تها كه ميرے سامنے جو فوج هے ' وه متفقه رياستوں كي هے - مجهكو سرويوں اور بلغاريوں كي باهمي منافست كا بالكل علم نه تها ' اس بنا پر خواه ميں اپنے كو سرويوں كے حواله كرتا يا بلغاريوں كے ' دونوں ايك هي بات تهي - اسوقت ميں نے آپ لوگوں سے حقيقت حال بيان كردي كه ميں نے اپنے كو بلغاري جنرل كے حوالے كيا تها -

(س) يہاں يه متواتر افواهيں پهنچيں كه جناب نے مارکولوف سے جب ملاقات كي اور اوسنے درخواست كي كه آپ اپني تلوار حوالے كرديں' تو جناب نے جواب ميں فرمايا كه ميں اپنے پاس تلوار نہيں ركهتا -

(ج) ميں يقين كرتا هوں كه پستول جسكو برابر ميں اپنے ساتهه ركهتا هوں' تلوار سے زياده كار آمد هے' اسي ليے اوس وقت بهي تلوار كي جگه پستول هي ميرے پاس تها -

(س) كيا سرويوں نے مورچوں ميں سب سے زياده نقصانات پہونچاے ؟

(ج) سرويوں نے جو حمله كيا ' اوسكا نتيجه صرف يه هوا كه وه بعض اگلے مورچوں پر قابض هو گئے - اونكا توپخانه گو نہايت سخت بارش كر رها تها ' ليكن ميں يه سمجهه گيا تها كه حمله آوروں كا حقيقي هدف صرف مشرقي جانب هے' اور سرويوں كے يه حملے فوج محصور كو محض دهوكها دينے كيليے نمائشي هيں' ليكن ميں يه اعتراف كرتا هوں كه اونهوں نے هر حملے ميں بهادري ظاهر كي -

(س) كيا قلعه ميں سكون اور خاموشي تهي ؟

(ج) پاشا نے يه سنكر اپني جيب سے فرانسيسي اخبار (طان) كے ۱۰ - اپريل كا نمبر نكالا جسميں لكها تها : " كامل پاشا كے سقوط وزارت كے وقت ادرنه ميں اتحادي جنگي افسروں كي ايك جمعيت مشكل هوئي - اس جمعيت كے مقابلے ميں شكري پاشا عاجز رهے اور آخر ان سے يه كهديا گيا كه تمهارا جو دل چاهے وه كرو "

پاشا نے اسكے بعد فرمايا : يه واقعه شائبۂ صحت سے بالكل خالي هے - تمام فوج آخر تك صادق' وفادار' اور اطاعت گذار رهي ' اور كوئي باهمي تفرق يا جمعيت مخالفه وهاں نه تهي -

اسكے بعد نامه نگاروں نے جنگ كے متعلق سوالات كا اراده كيا ' ليكن پاشا نے اونكے جواب دينے سے انكار كرديا ' اسليے گفتگو كا دوسرا سلسله شروع هوا :

(س) كيا تمام ايام محاصره ميں ' روزانه جناب آستانه سے گفتگو كرتے رهتے تهے ' اور كيا آستانه نے جناب كو قرق كليسا ' يا اسكي لوله برغاس ' اور بنار حصار كي هزيمتوں كي اطلاع دي تهي ؟

(ج) بيشك' مگر يه ضرور تها كه بے تاركي تار برقي كے آلات ابهي اچهے نہيں هيں' اسليے چند روز تك هميں كوئي اطلاع نہيں هوئي - اسكے بعد پاشا نے ايك ٹهنڈي سانس لي اور فرمايا :

ايسے شهر كي مدافعت ميں' جو ان تمام سامانوں سے خالي هو' ميں آپلوگوں كو كيا بتاؤں كه كن كن مصائب كا سامنا كرنا پڑا ؟ اگر ميں بالتصريح تمام واقعات بيان كروں ' تو آپ حيران هو جائينگے - حقيقت يه هے كه واقعۂ مدافعت ادرنه دنيا كي تاريخ كا ايك عديم النظير واقعه هے -

اس سے پہلے جسوقت صلح منعقد هوئي تهي ' بجز اسكے اور كوئي اثر هم پر نه پڑا كه ان طويل ... ميں همارا ذخيرۂ خوراك نہايت كم هو گيا - اوسوقت جب چتالجه كي فوج كو روزانه خوراك تقسيم هوتي تهي ' ميري فوج روزانه ۳۵ - گرام كے نان بے نمك پر قناعت كرتي تهي - كچهه دنوں كے بعد ۳۵ - گرام سے گهٹكر صرف ۲۵۰ - گرام كي مقدار رهگئي ' اوراے كاش اگر پوري خوراك ملتي ...

(س) - كتنے عرصه تك قلعه اور مقاومت كرسكتا تها ؟

(ج) - تين دن تك ' كيونكه خوراك ميرے پاس اس سے زياده دن كي نه تهي - عام باشندگان شهر كے پاس بهي كهانے كي كوئي چيز نه تهي - هم نے اكثر گهروں كا ملاحظه كيا ' اور ضروري چيزيں فوج كيليے حاصل كيں' ليكن با ايں همه غير ملكي اشخاص اور عيسائيوں كے پاس كچهه نه كچهه كهانيكي چيز ضرور تهي ' ليكن بيچارے مسلمانوں كي حالت نہايت خراب تهي - يه ان حيوانات كا گوشت كهاتے تهے جو جنگ ميں بيكار هو جاتے تهے - قلعه ميں بے نمك كي روٹي اور حيوانات كے گوشت كے كهانے سے ڈيزانٹريا كي بيماري عموماً پهيل گئي تهي - آخري دنوں ميں تو فوج كو جو كي روٹي تقسيم هوتي تهي - اوسميں بهي نصف حصه مٹي كا هوتا تها ! !

(س) جناب قلعه ميں كب داخل هوے ؟

(ج) - ميں بعض امور كي تحقيقات كي غرض سے قوجانه ميں مقيم تها ' اور وهاں دو مهينے تك اقامت كي ضرورت هوئي - ميں اس اثنا ميں نہايت سخت بيمار تها كه مجهكو ادرنه كے تقرري كي اطلاع دي گئي - ڈاكٹر نے مجهكو مشوره ديا كه ميں قوجانه چهوڑكر بغرض علاج آستانه چلا جاؤں ' ليكن ميں اس مشورۂ طبي كو اسليے قبول نه كرسكا كه ميرے نزديك اداے فرض هر شے پر مقدم هے - انهيں حالات كے ساتهه ' ميں شهر ميں اعلان جنگ سے صرف پانچ روز پہلے داخل هوا ' ليكن با ايں همه همارے پاس اتنا سامان ضرور تها' جو ايك سال تك كفايت كرتا -

(س) كيا يه صحيح هے كه جناب آخري ايام ميں اپني فوج سے ناراض تهے ؟

(ج) اس خبر كي كوئي بنياد نہيں - ميں اوس فوج سے كيونكر ناراض هوسكتا تها ' جو جو روزانه ضروري خوراك كا بهي صرف تہائي حصه پاتي تهي ؟

هماري شكست كا تنہا سبب بهوكهه كا سخت و شديد حمله تها ' جسكي مدافعت كا همارے پاس كوئي سامان نه تها ' علاوه بريں تيس هزار قليل التعداد فوج اوس فوج گراں كا مقابله كيونكر كرسكتي تهي' جو ايك لاكهه بتيس هزار بلغاريوں ' اور چاليس هزار سرويوں سے مركب تهي ؟ اس تيس هزار ميں سے بهي نصف مجروح اور مريض تهے ! !

(س) جناب نے ادرنه كے پل كے انہدام اور حيوانات كے قتل كا حكم كيوں ديا ؟

(ج) - اسليے كه آستانه سے مجهكو يہي حكم پہونچا تها ' اور اس لحاظ سے بهي كه ميں ايك مسلمان سپاهي هوں - افسران بالا كا امتثال امر ميرے ليے فرض هے - علاوه بريں جنگي مصلحتيں بهي اسي كي مقتضي تهيں - اسي بنا پر خوراك كي وه قليل مقدار' جو ميرے پاس بچ رهي تهي' اوسكو بهي ميں نے جلا ديا ' اور يه حكم مجهكو آستانه سے سقوط ادرنه سے پہلے هي پہنچ چكا تها ' جسكي ميں نے پهر تعميل كر دي -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (القرآن)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

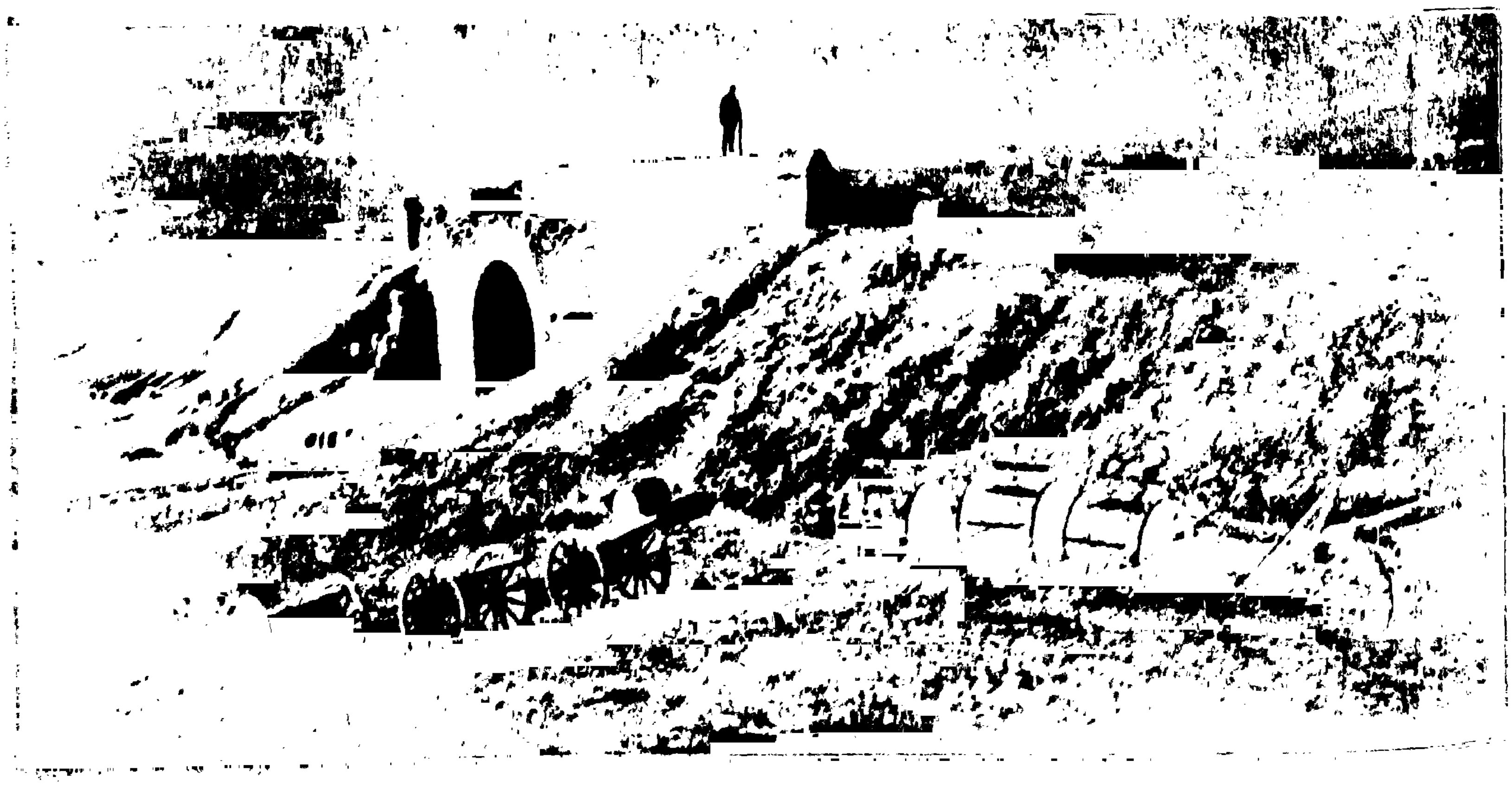
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.



باب المراسلة و المناظرة

سیرت نبوي اور نقد روایات و اثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسه عالیه کلکته

الهلال کي اشاعات گذشته میں سیرۃ نبوي کے دیباچے کے جو بعض اجزا شائع هوے هیں' ان میں بعض اصول نقد روایات سیرۃ کو بیان کیا گیا ہے - آسکي نسبت چند گذارشات هیں :

روایت کے ساتهه درایت کي پله بپله نگاهداشت ' ایک ایسا ضروري امر هے ' جس سے غالباً کسیکو اختلاف نهوگا - اسلیے که درایت' نقد روایت کے لیے ایک کسوٹي هے' جس سے جید کو ردي سے امتیاز کیا جاتا هے - علماے ربانیں نے اس سے جهوٹوں کا ناطقه بند کردیا - لیکن اسکا اسطرح استعمال' جس سے قلب موضوع هو جاے ' اور جس غرض کے لیے اسکا ایجاد هوا ' اوسي کو قلع و قمع کردے ' انصاف کا خون کرنا هے -

" راوي میں قید عمر هونا چاهیے یا نهیں " فاضل ناقد نے اسمیں گفتگو کرتے هوے ' سیرت نبوي کا اکثر رواۃ غیر بالغین سے روایت هونا دکها کر ' فرمایا هے که " وقائع عالم ملکوت چونکه اس عالم سے بالا تر هیں اور وه واقعات اسدرجه کے امور هیں که اونکي ادا پر هر ایک قادر نهیں - رواۃ غیربالغین نے نهیں معلوم اسطرح سے سنا ' کیسا ادا کیا ' اور بتدریج کتنا کچهه تغیر آگیا ؟ اسکا کون اندازه کرسکتا هے - معمولي وقائع کے لیے نفس ثقاهت اور ضبط و امتیاز کافي هو سکتا هے' لیکن واقعه غیرمعمولي کے لیے معمول سے زاید اتقان و ضبط و ثقاهت ضروري هے ورنه تغیر و تبدل سے امن معرض خطر میں هے "

هم نهیں سمجهتے که وقائع عالم ملکوت کے لیے معمول سے زاید ثقه و ضابط اور عادل هونیکي کیا حد هے - اصول حدیث میں فقهاء صحابه کو اگرچه ارنمیں بهي تفاوت مراتب هے اور بعض کی خاص شان هے) طبقه علیا میں مانا گیا هے اور بجا مانا گیا هے - بدایت وحي کي حدیث صحیحین میں بطریق مختلفه مروي هے - اسکي نسبت غایت استبعاد ظاهر کیا هے که " سید المرسلین کو حضرت جبرئیل نظر آویں - اونکو دیکهکر آپ کانپتے هیں - اپنے آپکو پہاڑ سے گرا دینا چاهتے هیں - حواس کي نسبت شبهه هوتا هے - پهر ایک عیسائي تسکین دیتا هے - تب کهیں جا کر تسکین هوتي هے" اسکے راوي حضرت ام المومنین عایشه صدیقه رضی الله عنها هیں - اونکا حفظ اور ضبط مستغني عن البیان هے - في الاصابه صفحه (۶۹۲) جلد ۴ - قال عطاء ابن ابي رباح : کانت عایشه افقه الناس و اعلم الناس و احسن الناس رایا في العامه -

چهه صحابي جو کثیر الروایت شمار کیے جاتے هیں' اونمیں سے ایک حضرت عائشه بهي هیں - یه مسلم هے که بدء وحي کے وقت یه پیدا نهیں هوئي تهیں - فی الاصابه صفحه (...) عایشه بنت ابي بکر الصدیق ولدت بعد المبعث باربع سنین او ... س الخ - لیکن آنکي روایات اکثر انحضرت صلی الله علیه وسلم سے ... اور بعض دیگر چند صحابه سے - في الاصابه صفحه (...) : روت عایشه عن النبي صلي الله علیه وسلم الکثیر الطیب و روت ایضا عن ابیها و عن عمر و فاطمه و سعد بن ابي وقاص و اسید بن حضیر و جدا مة بنت وهب و حمزة بنت عمر - باقي رها نابالغی کا شبهه جو ناقد علامه کو پیش آیا هے' تو وه نهیں معلوم که آیا وقت تحمل هے یا بوقت ادا - بوقت ادا تو هو نهیں سکتا که عروه جو اونکا بهانجا اور تابعي هے' اون سے روایت کرتا هے - یه زمانه بعد زمانۂ وفات نبوي صلي الله علیه وسلم هے ' اور حضرت کے وفات کے وقت عایشه صدیقه ۱۸ - برس کي تهیں اور عروه سے اس حدیث کا بیان کرنا یقیناً اس کے بعد هوگا - رها وقت تحمل ' خواه حضرت صلي الله علیه وسلم سے سنا هو جیساکه ظاهر هے' یا کسي اور صحابي سے' بهر حال اوسوقت اونکے نابالغه هونیکا کیا ثبوت هے ؟ جبتک تحمل کے وقت نا بالغه هونا ثابت نه کیا جاوے ' صرف بعض احتمالات کي بنا پر یه کهدینا که " سیرت نبوي کے نهایت اهم واقعات جو آجتک معرکۃ الاراء هیں اور جن پر ارباب اراء کے مختلف گروه قائم هوگئے هیں اکثر اون راویوں سے منقول هیں جو سن بلوغ کو نهیں پهونچے " نا کافي هے - فاضل ناقد کو اول یهه ثابت کرنا چاهیے که بوقت سننے کے حضرت عایشه کم عمر تهیں - و دونه خرط القتاد - فاضل ناقد کو جو ان واقعات کے متعلق استبعاد هوا هے اور اسکو درایت کے خلاف سمجها هے ' اوسپر غور کرنے سے واضح هوتا هے که یهه امور کچهه بهي درایت کے خلاف نهیں هیں - انبیاء علیهم السلام آخر بشر تهے : ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده - اور نه لوازم بشریه آنسے منفک هوسکتي هیں اور نه طبیعت بشري بدل سکتی هے - انسان کي فطري عادت هے که جب وه کسي غیر مالوف وغیر مانوس چیز کو' جس سے کبهي سابقه نه پڑا هو' دفعۃ دیکهتا هے تو مرعوب اور خوف زده هوجاتا هے - اور پهر کسي انیس اور معتمد کے تسلي آمیز کلمات سے تشفي پانا بهی ایک امر طبعي هے -

باقي آینده

[بقیه صفحه ۱۹ کا]

صوبه ادرنه پر قدرت کي اسدرجه کرم گستري کا یه لازمي نتیجه تها که وه آماجگاه جنگ هوتا - رومیوں کے زمانے سے لیکے اسوقت تک صدها هولناک جنگیں هوئیں' اور بارها خون کے سیلاب ' بکهرے هوے اعضا ' اور خون آلود انساني پیکروں سے ادرنه کے دلکش مرغزاروں کو ایک ایسا لاله گوں نقش زار بنادیا' جسے دیکهکے دل فگار اور آنکهیں خونبار هوتي تهیں - سنه ۳۲۳ - میں قسطنطین اور لیکنیوس میں ایک خونریز معرکه هوا ' جسمیں هزار ها انسان کام آئے - سنه ۳۷۸ - میں پهر میدان کار زار گرم هوا - فریقین جنگ گاتهه اور شاهنشاه والنس تهے - میدان گاتهه کے هاتهه رها - سنه ۵۵۱ - میں پهر آتش جنگ روشن هوئي - سلافي اور بیز نطینی سپاه معرکه آرا بهي هوئي - لیکن بیز نطینی فوج کو شکست هوئي - سنه ۸۲۲ - میں بلغاروں نے ... کشي کي' اور بزور شمشیر شهر میں داخل هوگئے - سنه ۱۱۸۹ - میں انگریز داخل هوے مگر چلے گئے - سنه ۱۲۰۵ - میں بور ڈین نے حمله کیا - اسوقت شهر ادرنه بلغاریوں کے قبضے میں تها - میدان کار زار آراسته هوا ' مگر حمله اور فوج نے مدافع فوج کو شکست دي ' اور بادشاه کو قید کر لیا - سنه ۱۳۶۱ میں خاندان عثمانیه کے تیسرے تاجدار سلطان مراد اول نے اسے فتح کیا اور وه مشهور محل شاهي بنایا ' جسکا ذکر عمارات کے سلسله میں آچکا هے - سنه ۱۲۴۵ - میں روسي فوج داخل هوئي مگر بعد کو معاهده ادرنه کے بموجب روسیوں نے شهر خالي کر دیا تها -

اب اسکا حسرت انگیز حال سامنے' اور مستقبل مجهول هے !

[قلت گنجایش کي وجه سے فهرست چنده ندیجاسکي انشاء الله تعالی آینده هفته میں دیجائیگي]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲۱

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

اتقو الله ایہا المسلمون !

ولا تکونوا ، کالذین نسوا الله ، فانساهم انفسهم ، اولالک هم الفاسقون (٥٩ : ٢٠) •

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
این نشہ بمن گر نبود با دگرے ہست

(١) حکمة الہیہ اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھہ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکا اولی کام آزمایشوں اور امتحانوں سے خالی نہیں ہوتا : احسب الناس ، ان یترکوا ان یقولوا آمنا ، وهم لا یفتنون ؟ (٢٨ : ٢٠)

(٢) دعوة " من انصاري الی الله " میں بھی اولین آزمایش یہ تھی کہ بغیر اظہار و تعین کار کے لوگوں کو اپنی شرکت کے طرف بلایا گیا ، اور پھر جنکے دلوں میں سچی طلب تھے ، وہ بغیر فکر اور رأی ، امداد ، رفاقت ، اور مستعد اعانت ہوگئے : وہم الذین لا خوف علیہم ولا هم یحزنون -

(٣) جماعة " حزب الله " کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج مل میں چھپنے کیلیے دیدیا جالیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع ہوگا -

(٤) چونکہ رسالہ مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھہ ہی یہ رسالہ بھی قریب الاختتام ہے ، اسلیے اب علحدہ اشاعت کی جگہ دونوں کو یکجا شائع کرنا ہی مناسب معلوم ہوا -

(٥) پھر جنکو پیاس ہے ، انہیں کیا ہوگیا کہ " العطش " کی صدا نہیں لگاتے ؟ اور جو روشنی کے متلاشی تھے ، یہ کیا ہے کہ وہ روشنی کو روشنی سمجھنے میں متامل ہیں ؟ پس جلدی کرو ، جلدی کرو کہ عجب نہیں اس جلدی ہی میں تمہارے لیے اصلی آزمایش پوشیدہ ہو - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ، و الله یهدي من یشاء الی صراط مستقیم -

فہرست

تصاویر



قلعه و حصار حیدرلي





سرویا کي دو کمپنیاں، جنکو سقوط ادرنه کے بعد ترکي توپوں نے ہلاک کردیا۔
انکي لاشوں کي صفوف کا ایک گوشه
پادري دعا مانگ رہا ہے۔

شذرات

اردو پریس علیگڈھ کی ضمانت

گذشتہ دو سال کے اندر اسلامی مصائب کے ظہور نے مسلمانان ہند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار رسائل کی تاسیس' مضامین مہیجہ و معرکہ کی اشاعت' مجالس کا قیام' اور حس و بیداری کے مظاہر نہ صرف بڑے بڑے شہروں' بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوری سرگرمی سے ظاہر ہوے اور اسکا سلسلہ اب تک جاری ہے -

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصائب کے شدید ترین دور کا آغاز تھا' اور اسلام کی خانہ ویرانی جیسی اب ہوئی' صدیوں سے نہیں ہوئی تھی - غفلت کے بعد ناگہانی ہشیاری' اور خواب کے بعد اچانک بیداری ہمیشہ خطروں سے پر ہوتی ہے' اور دل سے اٹھے ہوے جذبات دماغ کی دانشمندیوں کے تابع نہیں ہوتے' ایسی حالت میں کچھہ بعید نہ تھا کہ جوش و خروش میں ہر طرح کی بے اعتدالیاں ہوتیں' اور امن و سکون میں قسم قسم کی خلل اندازیاں پیدا ہوجاتیں - تاہم برٹش انڈیا کی تاریخ میں یہ واقعہ ہمیشہ یادگار رہیگا کہ با ایں ہمہ حالات عقل برانداز' و حوادث ہوش افگن و شکیب ربا' راس کماری سے لیکر کشمیر تک' تمام مسلمانان ہند نے کوئی حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کی' اور اگر ایجی ٹیشن کا کچھہ ظہور بھی ہوا' تو وہی مجلس آرائیوں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں' یا چند لمحوں کی گرم تقریروں' اور مجامع و مجالس کی گاہ گاہ اٹھنے والی سرد آہوں میں -

ہم سب کچھہ سنتے تھے' اور سب کچھہ جانتے تھے - ہم یورپ کے وزارت خانوں سے بے خبر نہ تھے' اور انگلستان کی موجودہ وزارت خارجیہ کے نظارے سے بھی آنکھیں بند نہ تھیں - جنگ کی خوں ریزیاں' اور صلح کی امن جویانہ دھمکیاں' دونوں ہمارے سامنے تھیں - ہم نے اُن خونچکاں لاشوں کو بھی دیکھا' جنکا خون جنرل کذیوا کی شمشیر برہنہ سے ٹپک رہا تھا' اور پھر ہم نے اُن جلے ہوے گھروں' اُن تودۂ خاکستر آبادیوں' اور اُن تڑپتی ہوی لاشوں پر بھی نظر ڈالی' جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضی کے مختلف گوشے نظارہ کیان عالم کیلیے جگر پاش اور زہرہ گداز تھے' تاہم ہم کو جواب دیا جاے کہ ہم نے کیا کیا؟ اور ہم کو بتلایا جاے کہ ہم نے کیا چاہا؟ وہ وسیع مجمع انسانی' جسکی تعداد سات کروڑ سے متجاوز بتلائی جاتی ہے' کیا ممکن نہ تھا کہ اس موقعہ پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر' جذبات طبعی سے مجبور انسانوں کی طرح' کچھہ نہ کچھہ بے عنوانیاں کر گذرتا؟ مگر سواے اُس درد حسرت و ماتم کے' جو کبھی کبھی اس مجمع سے اٹھا' اور سوا اُن صداہاے فغاں سنج و الغیاث کے' جو لا حاصل و ناکام اس آبادی کی وسعت سے بلند ہوئیں' کوئی صداے قانون شکن' کوئی حرکت بغاوت آمیز' کوئی سعی مخالفت حکومت' ایسی ہوئی' جو سامنے لائی جا سکتی ہے؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا ہوں کہ انسانی مجامع کے غم و اندوہ اور اضطراب و اضطرار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی گئی ہو' تو مسلمانان ہند کے گذشتہ دو سالہ سکون و امن اور خاموشی و قانون پرستی کی اسمیں شاید کوئی نظیر نہیں ملے گی -

قوم اور ارکان حکومت' دونوں اس سے بے خبر نہیں ہیں کہ الہلال اپنے اصلی دلی خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے' اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہی فرق ہے کہ انکے دل میں وہ ہے' جو اسکے زبان پر ہے' پر انکی زبان پر وہ نہیں ہے' جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجھے یہ کہدینے میں کوئی باک نہیں کہ اس تمام عرصے میں مسلمان ہند کی خاموشی و امن پرستی حد تفریط تک پہنچ گئی ہے - اور وہ قانون کے احترام اور امن کے ساتھہ رہکر جو کچھہ کرسکتے تھے' افسوس کہ انہوں نے نہیں کیا -

پھر یہ حکومت اور رعایا' دونوں کیلیے ایک نہایت ضروری سوال ہے کہ اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تھے اور کیا ہیں؟ کل کی بات ہے کہ لارڈ کرزن کے زمانے میں دبی ہوئی وطنی شورش نے ظہور کیا' اور چند سالوں کے اندر ہی اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانہ اقدامات تک معاملہ پہنچ گیا' اور اب تک قائم ہے - حالانکہ اسکے لیے بظاہر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوی نہ تھے' جو پچھلے دو سالوں کے اندر مسلمانان ہند کو پیش آے' اور جسکے نتائج معزنہ ابھی انکے سامنے سے ہٹے نہیں ہیں -

یہ کیوں ہے کہ اس تمام عرصے میں ایک مسلمان ہاتھہ بھی کسی خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں ہوا؟

یہ ایک سوال ہے' جسکے جواب پر غور فرمانے کی ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی گورنمنٹ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسکا سبب صرف ایک ہی ہے' اور سبب اصلی و قوی ہمیشہ ایک ہی ہوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات ہمیشہ گذرے ہیں' اور انکے حالات و نتائج نے ہمارے لیے بحث و راے کا راستہ صاف کردیا ہے - اُن پر نظر ڈالیے' اور ان سے بھی قریب تر خود ہندوستان کی گذشتہ دہ سالہ تاریخ کو دیکھیے - صاف صاف نظر آئیگا کہ اس کا سبب اصلی اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند و مدبر' اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختی و پرسش کی پالیسی پر عملدر آمد نہیں کیا' اور مسلمانوں کو انکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا - انکے کاموں میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالی' انکے مجامع و مجالس میں کوئی علانیہ مداخلت نہیں کی گئی' اور ہر موقعہ پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجہ ظاہر کیا' اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کار فرماؤں' اور حلقہ ہاے احتساب کو کوئی بات قابل گرفت نظر آئی بھی' تو اسکی بنا پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی -

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ انسانی قلوب کا جوش' دبانے سے اچھلتا' اور پٹکنے سے کودتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے ہوے چشمے' یا اچھلتے ہوے فوارے کی سی ہے' کہ جسقدر اسکی راہ میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے اتنا ہی وہ زیادہ قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانہ اور مستحق تحسین پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوش و خروش اور حسیات و جذبات کو زیادہ ابھرنے اور زیادہ قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا' اور وہ مثل ایک ایسے درخت کے ہوگیا' جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئی تھی' لیکن آفتاب کی تپش اور پانی کی رطوبت میسر نہیں آئی - کیونکہ دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختی اور سخت گیری مثل حیات بخش پانی کے' اور مثل نامیہ افزا تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پانی نہیں دینا چاہیے - پر اگر پانی دیا گیا تو وہ پہلے پھولیگا' اور اسکی جڑیں زمین

لاکم ون بے خان ان • ھا زین

...کي گليـــوں ميں !!!

الهـــلال کلکته - سالانـــه قيـ... مع ... ول صرف آتهــه انــه !!!

آج دفتر الهلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ھیں که " خدا کیلیے یوریپین ترکي کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ھزارھا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ھیں - جنکو جنگ کي ناگھاني مصیبتوں کي وجه سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بھي زیاده درد انگیز ھے - جو مرگئے ' انکو دفن کر دیں ' جو زخمي ھیں انکو شفا خانے میں لے آلیں ' لیکن جو بد نصیب زنده ' مگر مردے سے بدتر ھیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الهلال حیران ھے که اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے که هلال احمر کا چنده ھر جگهه ھو چکا ھے ' اور تمسکات کا کام بھي جاري ھے - مجبوراً جو کچھه خود اسکے اختیار میں ھے ' اسي کیلیے کوشش کرتا ھے -



یوریپین ترکي کے بے خانماں مهاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ھزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ھزار کي رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراھم کرنا چاھتا ھے ' کیونکه هلال احمر کے مقصد سے جو روپیه دیا جاتا ھے ' اسکو خلاف مقصد دوسري جگه لگانا بہتر نہیں - اسکي اطلاع آج ھي ترکي میں بھیجدي گئي ھے -

اس بارے میں جو صاحب دون اعانت فرمائیں گے فا ... ره ... اللـــه '

وانه وه دوسروں پر بار ڈالنے کي جگهه ' خود ھي اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاھتا ھے -

(۲) اسکي صورت یه ھے که بلا شک نقد تیس ھزار روپیه دینا دفتر کے امکان سے باھر ھے ' مگر یه تو ممکن ھے که تیس ھزار روپیه جو اُسے مل رھا ھو ' وہ خود نه لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامي کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ھزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ھزار روپیه دیتے ' تا که میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ھے که **دفتر الهـــلال چار ھــزار الهـــلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ھے - آج کي تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھه روپیه قیمت سالانه الهـــلال کي دفتر میں بھیجدینگے '** انکے روپیه میں سے صرف آٹھه آنه ضروري اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑھے سات روپیه اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار اُنکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیه وہ اپنے مظلوم و ستم رسیده برادران عثمانیه کو دینگے ' اسکا اجر عظیم الله سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھه آنے میں سال بھر کیلیے الهلال بھي (جو جیسا کچھه ھے ' پبلک کو معلوم ھے) انکے نام جاري ھوجایگا - اس طرح چار ھزار خریداروں کي قیمت سے ۳۰ - ھزار روپیه فراھم ھو سکتا ھے اور دفتر الهلال اُسے خود فائده اٹھانے کي جگه ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ھے -

(۵) اس وقت ماھوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ھے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کر لیتا ھے - دفتر اس وقت تک کئي ھزار روپیے کے نقصان میں ھے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ھیں ' تاھم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھي ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ھي کے آگے ھاتھه پھیلاتے رھنا ' بہتر نظر نه آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپني جیب سے ھزاروں روپیه کار خیر میں دیتے ھیں - شاید اردو پریس میں یه پہلي مثال ھے ' لیکن اسکي کامیابي اس امر پر موقوف ھے که برادران ملت تغافل نه فرمائیں اور اس فرصت سے فائده اٹھا کر فوراً درخواست خریداري بھیجدیں - ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

(٦) الهلال - اردو میں پہلا ھفته وار رساله ھے ' جو یورپ اور ترکي کے اعلے درجه کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ھے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران ' اور امر بالمعروف و نہي عن المنکر ھے - محققانه علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ھر موافق و مخالف نے اقرار کیا ھے - اُس نے ھندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب "شئون عثمانیه" ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحه معلوم کرنے کا مخصوص ذریعه ھے - "نامورانِ غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکي ایک با تصویر سرخي ھے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ھیں ' جو اپنے مخصوص نامه نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ھیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیه ' حقائق و وثائق ' المراسلة و المناظره اسئلة و اجوبتها ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ھیں - آٹھه آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حواله ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کی پیشاني پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

الهلال

۲۱ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

فتنه مي بارد ازیں طاق مقرنس برخیز !

أأمنتم من فی السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور ؟ - ام امنتم من في السماء ان يرسل عليكم حاصبا فستعلمون كيف نذير ؟ (۶۷ : ۱۳)

خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اُس کے جلال سے نڈر ہوگئے ہو کہ زمین میں تم کو دھنسا دے اور وہ پڑے جھکولے مارا کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمھیں اُس کے غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنه ۱۰۶۴ - ع - کا واقعہ ہے کہ جزیرۂ صقلیه (سسلي) پر توحید کي حکومت تھي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں الله اکبر کے نعرے گونج رہے تھے - سنه ۸۳۶ ع میں یه علاقے علم اسلام کے زیر سایه آئے تھے - اس واقعه کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تھے ' اور اس مدت مدید میں اسلامي تمدن نے سسلی میں اچھی طرح جڑ پکڑ لي تھي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رہا تھا ' پلرمو کي عظیم الشان درسگاہ سے مغربي دنیا تہذیب و شایستگي کا سبق لیتي تھي - تعلیم عام بھی تھي اور مفت بھي - تربیت کا ایسا اچھا انتظام تھا کہ ہمارے بورڈنگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتایج پیدا نہو سکے - ہمارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بھي نہیں ہیں اور دائرۂ اثر بھي محدود ہے ' مگر سسلي کي عربي درسگاہیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کر گئي تھیں کہ یورپ کي متعجبانه نگاہوں میں یه باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تھیں - یه سب کچھه تھا اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراہم تھے ' لیکن جیسا کہ موسیو سیدیو نے خلاصه تاریخ العرب (صفحه ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کی ہے ' مسلمانوں میں بڑي کمی یه تھي کہ نہ اُن کو اپني حالت کا احساس تھا ' اور نہ اُن میں کوئي مرکزي وابستگي تھي - ہر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تھے - کسي کو کسي سے اتنا بھي تعلق نہ تھا جتنا چین کے ایک بہت ہي معمولي یوروپین کے رنج و راحت سے سر ایڈورڈ گرے کي نظارۃ خارجیه کو ہوسکتا ہے - بے حسي کا یه عالم تھا کہ جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے ' جزیرۂ قندیه چھن گیا ' جنوبي اطالیه کے بیشتر علاقے صلیب کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي درد مند دل میں ٹیس بھي نہ اُٹھي - نتیجه یه ہوا کہ سنه ۱۰۶۸ ع سے سنه ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات تثلیث نے غصب کر لیے - سنه ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطه کي شامت آئي - سنه ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیه کي نوبت پہونچي - سنه ۱۱۴۸ ع میں صفاقس و سوس و مہدیه و قیروان و تونس جاتے رہے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل ہي خاتمه ہو گیا - موحدین نے بعد میں کچھه علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بھي پڑ گئي - مگر یه تعمیر بھي عام بے حسي و عدم مرکزیۃ کي برکت سے میرزا غالب کي اُس تعمیر سے کم نہ تھي - جسکي نسبت خود اُن کو شکایت تھي :

ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا !

گیارھویں صدي کے انھیں واقعات کا اعادہ آج بیسویں صدي میں ہو رہا ہے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمه کر ہي دیا - ایشائي ممالک باقي رہے تھے ' جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اہمیت حاصل تھي - لیکن ۱۴ - مئي سنه ۱۹۱۳ ع کو ' جس کي تفصیل لندن ٹائمز نے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج کي ہے - اس میں بھي گھن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشہور ساحل جزیرہ " کویت " پر برطانیه عظمی کا باقاعدہ شاہي اثر تسلیم کر لیا گیا - باب عالي کي صرف نام کي سیادت رہ جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومۃ ' معاملات داخلیه ' اوضاع سیاست - ولایت عہد ' غرضکه ہر ایک بات سے ترکي سلطنت بے تعلق ہوگي ' اور برطانیه و کویت کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے ' اس کو نافذ الاثر سمجھیگي -

(۲) جزائر بحرین و مسقط و القطر سے باب عالي کے شاہي حقوق معدوم ہو گئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل ہو گیا - خلیج فارس میں روشني کرنے - منقذات (جان بچانے والي کشتیوں) اور خضراء (پرایس محافظ) کا نظم و نسق بھي اُسي سے متعلق ہوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب ہوگا - دریاے دجله و فرات میں جہاز راني کے لیے برطانیه عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل ہونگے -

(۴) ایک عثماني کمیشن کے ذریعه سے جس کي وضع و ترکیب میں برطانیه کو طاقتور حصه ملیگا ' شط العرب میں جہاز راني ' اور بندرگاہوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عام انگریزي راے اس باب میں یه ہے کہ کمیشن کے معاین و مہندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز ہونے چاہیئیں - ورنه انگریزي فوائد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابي نہوگي -

(۵) بصرہ و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا آخري حق برطانیه کو حاصل ہوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائرکٹروں کي مجلس) میں کم ازکم دو انگریز افسر ہونگے ' جن کے ذریعه سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیه کے انتظام میں امتیازي سلوک روا نہ رکھنے کے فرائض انجام پایا کرینگے - اس معاہدہ کو گویا مکمل سمجھنا چاہیے - ۱۷ - مئي کو معاہدہ کے اُس حصه پر جو مسئله کویت و حدود بصرہ سے متعلق ہے دستخط ہو چکے ہیں - بقیه ہنوز غیر موثق ہے - اُن پر بھی کچھه مدت کي گفت و شنفت کے بعد دستخط ہو ہي جاینگے ' اور رسول الله صلے علیه وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمه کي تحریک کے لیے ایک غیر متوقع سبیل نکل آیگي - اس معاہدہ کي تکمیل سے انگریزوں کو جو نفع ہوگا ریوٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئی کے تلغرافات میں اُس کي یوں ترجماني کي ہے کہ " مشرق اوسط میں تجارتي فوائد برطانیه کي ترقي و تقویت کے لیے یه معاہدہ ایک نہایت اہم واقعه ہوگا " اور ترکوں کو جو ضرر پہونچیگا اُس کا اندازہ ۱۵ - مئی سنه ۱۹۱۳ ع پایونیر کے اُس فقرہ سے ہوسکتا ہے جو اُس نے مشہور یوروپین اخبار " جرنل " سے نقل کیا ہے کہ " ان معاہدوں کو ایشیائي روم کي تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاہیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرفت کے لیے مطالبات کیے ہیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بنادر (۴) اور اُن

کے اندر ' اور شاخیں اسکے اوپر دور دور تک پھیل جالیں گی !

گورنمنٹ کی یہ ایک اصلی دانشمندی اور ٹھیک ٹھیک قابلیت حکومت فرمائی کا استعمال تھا ' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کی تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخی ' تقسیم بنگال کی تنسیخ ' اور پھر حادثہ دھلی کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور ' یادگار رہیگا ' تو اسی کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھی تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جاے گا ' جو انہوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامی جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

یہ اسکا در حقیقت ایک قدرتی اور طبیعی سبب اصلی ہے ' جس کی قوموں اور ملکوں کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ہوتی ہے ' لیکن اسکے بعد اسکے ذیل میں بعض اور اسباب بھی قرار دیے جاسکتے ہیں ' اور انمیں اولین وجہ مسلمانوں کی یہ نمایاں قومی خصلت بھی ہے کہ وہ صبر و تحمل کے عادی اور فتنۂ و شر سے گریزاں رہتے ہیں ' اور اپنی اسی خصلت کی بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ہیں ' جو مقدونیا میں حاصل کرچکے ہیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انہوں نے یہ بھی ثابت کردیا کہ خواہ اضطراب و جوش کا کیسا ہی ہجوم ہو ' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سر رشتہ انکے ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

❈ ❈ ❈

یہ حالت تھی ' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ اس پالیسی کو ہاتھہ سے دے رہی ہے ' اور اسکا بہت بڑا عملی نمونہ اردو پریس علی گڈہ کی ضمانت ہے -

اردوے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کی گئی ' اسمیں پولیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمفقود ہے -

اسکے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ہے کہ اس نے اسلامی حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا ' اور اخری دنوں میں ملکی مصنوعات کے طرف توجہ ' اور غیر ملکی مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کی - اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ' اپنے مستقبل ' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکی پر امن مساعی و حرکات سے کوی تعرض کرنا نہیں چاہتی ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۂ نفس الامر ایسا نہیں ہے ' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا روک کا کام دے - پھر انکا جوش بڑھے ' اور جذبات میں ایک نئی حرکت پیدا ہو - حکومت کو غور کرنا چاہیے کہ اس نئے جوش کی ذمہ داری کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیری پر ہوگی ؟

کیا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ھفتۂ جنگ مبادی صلح پر ابھی تک دستخط نہیں ہوے ہیں - حلقہ ہاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارہا باعث التواء کون ہے ؟

کل کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ابھی عالم اسرار میں ہے ' مگر ابتدائی تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تھا ' وہ سرویا تھی -

۲۱ - کو ریوٹر نے اطلاع دی تھی کہ سرویا کی راے ہے کہ اسکے متعلق بعید اہم معاملات میں دول کا فیصلہ کافی طور پر لازمی نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاہتی ہے - اسی تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ۲۲ - کو موصول ہوا ' یہ بیان کیا گیا تھا کہ حلفاء بلقان کی طرف سے سرویا نے سر ایڈورڈ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کی ' جو صلحنامہ میں وکلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ہیں - اس جلسے میں ڈاکٹر ڈنیف وکیل بلغاری بھی شریک تھا - مگر اس نے ایک تجویز بھی ان ترمیمات کی بابت پیش نہیں کی - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پیرس کے مالی کمیشن میں بلقانی وکلا کی وہی حیثیت ہو جو دیگر وکلاء دول کی ہوگی - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رہیں ' جب تک کہ ایک دوسرا وسیع عہد نامہ تیار نہ ہوجاے -

ریوٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ ترکی اور بلغاری وکلاء نے سر ایڈورڈ گرے سے کہا ہے کہ یہ دول کا فرض ہے کہ وہ بقیہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں - اور یہ کہ دول نے انکو فہمایش کی ہے ' اور یہ کہا ہے کہ اگر انھوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فوائد کو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کی صورت میں حاصل ہوسکتے تھے -

خانہ جنگی حلفاء بلقان کے تعلقات کی حالت دیکھیے کب تک درست رہتی ہے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاہدہ کے وجود میں اب کوئی شک نہیں رہا - ۲٦ - کو سالونیکا کا تار ہے کہ کیوالا سے کسی قدر فاصلے پر بلغاری اسکویڈرن نے یونانیوں پر آتشباری کی - اسکے علاوہ پیگھین میں بھی جنگ ہوئی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں یونانی نقصانات کی تعداد ۳۹ - مقتول اور ۱۳۷ - مجروح ہیں -

طرابلس الغرب

بنغازی سے ۱۹ - کا تار ہے کہ سیدی غربی اور اسیلانی کے مرکزوں پر کل اطالوی فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امنڈا ' جسکو عربوں نے پیچھے ہٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویوں پر ایک غیر مترقبہ حملہ کیا ' مگر کمک پہنچنے کے بعد عربی حملہ بھی پسپا کردیا گیا - اطالوی نقصانات کی مقدار ۷ - افسر ۷۲ - سپاہی مقتول ' اور ۲۹ - افسر اور ۲۵۰ - سپاہی مجروح ہے -

۲۴ - مئی کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے انڈر سکریٹری نے یہ تسلیم کیا کہ ۴ - توپیں ضائع ہوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردی گئی تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعصبات کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ہیں !!

اسی تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ٦۵ - ملین لیر (ایک اطالی سکہ) ہیں جن میں سے ۴۲ - ملین ان مصارف کی ادائگی کے لیے رکھے گئے ہیں جو جنگ طرابلس کی وجہ سے ہوئے - اور ۱۹ - ملین بیڑے کی ترقی میں -

سقوطری میں بین القوی قبضہ ہوگیا - فوج بارکوں میں مقیم کی گئی ہے -

باشندوں کی حالت اچھی ہے - لا سلکی (وائرلیس) اور دیگر امور نفعہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارہی ہے -

خلیج فارس ہی میں کار برآری ہوئی اور نہ بحر ابیض متوسط ہی میں کام نکلا - ایران کی آٹھہ سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض ہے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے ڈانڈے ایشیاے کوچک سے ملے ہوں - جس کی دس ہزار کیلو میٹر کی لانبی ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کی حدیں ایک کردی ہوں - ایسی بے سود و بے نتیجہ نمایشیں اُس کے لیے کیا مفید ہو سکتی ہیں ؟ "

اس ترغیب و ترہیب کا مفاد ظاہر ہے - ایران کی آزادی سلب ہوگئی - جنوب و شمال کی طوفانی ہواؤں نے بنیادیں ہلا دیں ' زندوں کی جانیں قربانگاہ استبداد پر بھینٹ چڑھائی گئیں ' اور مُردوں کی ہڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دی گئی - یہ سب کچھہ ہوا اور ہورہا ہے - مگر مضمون نگار کی راے میں ابھی یہ کافی نہیں - وہ چاہتا ہے کہ کل کو آنے والی قیامت ابھی اور آج ہی کیوں نہ آجاے ؟ طہران میں حکومت کے مٹتے ہوے خط و خال کیوں باقی رہیں ؟ اور کیوں نہ خلیج فارس میں ایک مرکزی بندرگاہ کے بہانے احمد کی سلطنت نکولس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمرہ (کالونی) کی شکل میں تبدیل نہ ہو جاے ؟

دوسری صورت یہ بتائی گئی ہے کہ " اسکندرونہ " پر قبضہ کرلینے سے روس کی وہ غرض پوری ہو جائیگی جس کا خواب دیکھتے ہوے مدتیں گزر گئیں - یہ مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت ہے ' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطۂ مرکزی ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرۂ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع ہے - اسکندر اعظم کی نظروں میں اس بندرگاہ کی بہت بڑی اہمیت تھی ' اور اُسی کے نام پر یہ مشہور بھی ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ اس پر سکہ بٹھانے کے لیے ہولناک خونریزیاں کرنی پڑینگی ' اور باشندگان " وشزل " اور " اردیل " کے مابین بڑے معرکہ کا رن پڑیگا - آجکل تو یہ شہر صرف جرمنی کے دائرۂ اثر میں واقع ہے ' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رہا ہے کہ آگے چل کر ایک مشہور جرمن بندرگاہ اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا ہمبرگ ہو جائیگا " یعنی روس اگر اسکندرونہ پر قبضہ کرنے میں نا کام بھی رہا ' جب بھی یہ علاقہ ترکی حکومت سے جدا ہوجائیگا ' اور جرمنی اس کو مشرق ادنی کے لیے اپنا ایک حربی مستقر بنالیگی - یہی نہیں بلکہ یورپ کی رفتار سیاست کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد " آسٹریسزرانڈ وشو " اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ " ایشیاے کوچک کا عنقریب تجزیہ ہوجائیگا - ترکی حکومت یورپ کی پیچیدگی سلجھانے میں منہمک ہے - اُس کو علم بھی نہونے پائیگا کہ اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی ' اور اُس کے مقبوضات منقسم ہوجائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیاے کوچک میں بے شمار یونانی موجود ہیں - تحریک انقسام کی راہیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگی - شام پر فرانس کا تسلط پہلے ہی سے لگ چکا ہے - یہ ملک جمہوریۂ فرانس کا ایک مشرقی جزو ہوکر رہیگا - لیکن اسکندرونہ و خلیج ادالیہ کے مابین ایک علاقہ ہنوز بے تعلق ہے - روس ہمیشہ موقع کا منتظر رہا ہے - مناسب و موزوں وقت پیش آنے پر ادھر رخ کرنے میں اُسے کیا امر مانع ہو سکتا ہے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمنی سے مقابلہ کا بھی خطرہ نہیں - ارمنی قوم کی آزادی کے لیے اسے نہایت سنجیدگی و متانت سے کام کرنا ہوگا - گو یہ سچ ہے کہ ترکی ارمینیا میں اس قوم کو خواہ ذبح کرڈالیں ' یا روسی ارمینیا میں تاتاری اس کو سر مشق ستم بنالے رہیں ' روس کی نظروں میں دونوں برابر ہیں - تاہم اسکی ہمدردانہ کارروائیوں نے اگر شمالی سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکی حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و دردانیال کی پرلطف آرزوئیں بر آنے میں کیا بات باقی رہ جائیگی ؟ دول یورپ کا کچھہ یوں ہی سا کھٹکا ہے - وہ بھی اسی حد تک ' کہ یورپ میں موجودہ حالت بر قرار رکھنے کی کوشش ہوگی ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولی نہ سمجھو ' یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں ' ان پر عمل درآمد کی طیاریاں بھی شروع ہو چکی ہیں - ۱۳ - مئی سنہ ۱۹۱۳ کو ارمنی وفد نے باب عالی میں جو معنی خیز یاد داشت پیش کی ہے - ارمینیا کی اصلاح پر زور دیا ہے - مسلمان مہاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا ہے - عیسائیوں کی مصیبتیں کم کرنے ' قتل و غارتگری کو روکنے ' اور غیر مسلم اقوام کو جبراً مسلمان بنانے کے انسداد کی جانب توجہ دلائی ہے - صدر اعظم عثمانی (شوکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرحکے ہمدردانہ الفاظ میں دیا ہے ' اور اجراے اصلاحات کی نسبت جو محکم وعدے کیے ہیں ' ان کی صداقت و استواری کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین ہے کہ " ترکی ارمینیا میں گذشتہ خوفناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشہ نہیں - اس امر کی شہادت مل چکی ہے کہ مطالبات اصلاح پر عمل درآمد ہو رہا ہے " مگر کیا مقدونیہ و طرابلس کے باب میں انہیں مبادی کا اعادہ نہیں ہوچکا ہے ؟ ملک گیری کا سر آغاز عمل یہی ہے کہ اسلامی حکومتوں سے نہایت ملائم لہجہ میں اصلاح کا مطالبہ کیا جاے - کچھہ روز کے بعد نفاذ اصلاح میں خود دخیل بن بیٹھیں - اور جب اس مداخلت کی بنا پر اصلاحی کارروائیوں میں کھنڈت پڑجاے تو مظلوموں کی حمایت کے نام سے سلسلۂ جنگ شروع کردیں -

پھر روس کا ارادہ ظاہر ہے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقی ہیں - اُن کی نسبت دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں مسٹر آکلینڈ ۸ - مئی کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجۂ برطانیہ کی نیابت میں اعلان کرچکے ہیں کہ " معاہدۂ صلح پر دستخط ہوجانے کے بعد حتی الامکان اس امر کا خیال رکھا جائیگا کہ ارمینیہ میں باقاعدہ نظم و نسق قائم کرنے کے مسئلہ پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتایج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کی تاریخ استعمار کا مطالعہ کافی ہے - ممدوح کی یہ پر مغز تشریح بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ " تمام دول یورپ کی یہ دلی آرزو ہے کہ دولت عثمانیہ کو عمدہ موقع دیاجائے کہ وہ اپنے بقیہ مقبوضات کو ترقی کے پیمانہ پر لاسکے (ترکوں کی مخالفت میں) جب کوئی مسئلہ پیدا ہو تو برطانیہ اس امر کا خیال رکھیگی ' اور دول یورپ کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ مسئلہ تمام سلطنتوں کی طرف سے اجماعی تحریک کے ساتھہ پیش ہو ' اور کسی قسم کی انفرادی کارروائی نہ کی جاے " اس موقعہ پر برطانیہ عظمی کی اُس سیاسی مسابقت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے جسکی ذیل میں زبان سے تو بقیۂ مقبوضات عثمانیہ کے لیے ترقی کے بہترین مواقع بہم پہنچانے کے وعدے کیے جاتے ہیں ' مگر یہ وعدے وفا اس طرح ہوتے ہیں نہ سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکی علاقوں پر انگریزی نفوذ باقاعدہ سرایت کر جاتا ہے ' اور ترک اپنی عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ براے نام سیادت کے علاوہ ہر قسم کے اختیارات فرمان روائی سے دست بردار ہوجائیں ! بحث طلب امر یہ ہے کہ تجزیۂ ترکی یا آزادی ارمینیہ کی تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ ہی کے اجماع پر ٹھہرا تو یہ کیا بڑی بات ہے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں ہزار تناقض سہی ' لیکن تناقض میں بھی تو اکثر وحدتیں ہوا کرتی ہیں ' پھر تجزیہ عثمانیہ کی تحریک میں ہر ایک کا متحد ہوجانا کیوں مستبعد ہونے لگا ؟

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی تعلق ہو سکتا ہے، مخصوص رعایتیں مانگی ہیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاریوں کی تکمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی ترج کے لیے منظور کیا ہے تاکہ ترک ان طیاریوں کی دھمکی میں آکر، مطالبات منظور کرائیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی ہے جو عثمانیوں کی معیۃ کا دم بھر رہی ہے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح ہے تو اناطول میں وہ بھی دوستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے ہے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی ہوئی مشکلیں ہیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں ہیتے نہیں - عثمانی ممالک میں لا مرکزی کے اصول پر ہر ایک صوبہ کو خود مختار کر دینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرائی گئی ہے - یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا، جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ترکی میں مداخلت کرکے لا مرکزی کی بنیادیں محکم کرادے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لا مرکزی جوش پھیلانے میں کامیاب ہو ہی چکی ہے - المؤید پہلے ہی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کر چکا ہے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اہل بصرہ بگڑ کھڑے ہوے - انگریزی جنگی جہاز " سلوپ ایارت " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۴ - مئی سے اب تک وہیں گرد آوری کر رہا ہے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی رہی سہی حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک ہائی کمشنر رہتا ہے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق ہے - لارڈ کچنر کو اصرار ہے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رہنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا، مگر بقول المؤید وغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہوئی، اور یہ مسئلہ یوں ہی رہگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی، جس میں تمام سفرا و قناصل طلب کیے گئے تھے - لیکن عثمانی کمشنر کی خبر تک نہ لی گئی (؟!).

دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر بڑی مصیبتیں ہیں - پچھلے مہینے میں فرانس نے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی ہے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اُس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا ملک اس وقت فرانس کے ماتحت ہے - اس میں اور اس کے ہمسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی ہے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - ہزار ۷۸۵ - ایکڑ زمین عربوں کے زیر کاشت تھی - پیداوار میں عشر کا طریقہ رائج ہے، جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی ہوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں نو لاکھ ۹۴ - ہزار ۱۴۰ - ایکڑ اراضی ہے، مگر وہ ہر طرح کے محصول سے معاف ہیں - فرانس کو اُن سے ایک پائی بھی وصول نہوی - عربوں نے اور اُن کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا، تو اُن سے ضمانتیں طلب ہوئیں اور دو ہفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیرس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۶۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے ہوے جمہوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکام کا فرض ہے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن ہو وجوہ عداوت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رہیں، کیونکہ خیریت اُسی وقت تک ہے کہ مسلمان باہم دست و گریبان رہیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھہ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے، مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر دیا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش ہو گئیں، اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہو سکا - نائن ٹینتھہ سنچری کی تازہ اشاعت میں موسیو فیلپ میلیت لکھتے ہیں: "الجزائر بھی اب بیدار ہو رہا ہے - انگلستان کو مصر میں جو زحمتیں پیش آئی ہیں، وہی دقتیں فرانس کو یہاں پیش آنے والی ہیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے ہیں، اور اُن میں بھی حقوق انسانیہ کے مطالبے کے جذبات پھیل رہے ہیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی ہے مگر اس کا پرداز عمل بالکل ہی استبدادی ہے - باشندوں کو ہر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں، مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف ہے - کسی عرب پر کیسا ہی ظلم ہو، فرانسیسی کے مقابلے میں اُس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی، بلکہ اور اُسے قانونی شکنجہ کی کشا کشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رہسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے ہونگے - اُن کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے، اور حکمرانی میں اُن کو بھی شریک کرنا ہوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو اُن کو سب سے زیادہ مشق ستم بنانے کی کوشش ہو رہی ہے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر موسیو اوٹو وان گرسٹرز کا ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے، جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز راند شو " سے ماخوذ ہے - اس مضمون کا ما حصل یہ ہے کہ " روس اپنی سلطنت کو وسط ایشیا و سائبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رہا ہے، جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص ہو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بارور ہوی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ ہے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے فوائد کیوں پامال رہیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و باد کوبہ (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ ع میں ایرانی صوبۂ اریوان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - ترکوں نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ ع میں اضلاع قارص و باطوم جس حکمت عملی سے پطرسبرگ کی حکومت میں شامل ہوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رہے - اور رفتار سیاست منحرف کیوں ہو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی ہے، اُس پر غور کرتے ہوے انسان محو حیرت بن جاتا ہے - سنہ ۱۹۰۷ ع کے معاہدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی ہے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اسٹیشن قائم کرلے - اس اجازت کا مدعا اُس وقت صاف ہو جاتا ہے جب اُن امتیازات پر نظر پڑتی ہے جو روس نے اصفہان سے تبریز، تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں - اور جن سے شمالی مغربی طہران کے ڈیڑھ سو کیلو میٹر مربع کے علاقے اُس کے زیر اثر آگئے ہیں - با ایں ہمہ ہنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی - نہ

آپہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الہلال)

افسوس اسلام کی بدقسمتی اب اس سے زیادہ کیسا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرما دی ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے فدائی اور برگزیدہ ارباب علم اونہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصی کا بازار گرم کر رہے ہیں ' اور صحابہ رضی اللہ عنہم ' جنکے لیے آقاے اسلام " فانھم خیارکم " کی شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابی "(نسائی) کا حکم فرما رہے ہوں ' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دی ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ في اصحابي ! لا تتخذوهم غرضا من بعدي " اور " من اذاهم فقد اذانی " (ترمذي) آپ اونہی بزرگوں کے ایک معترم فرد بلکہ امیرالمومنین (بخاري احمدي) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا ابا لانہ انداز سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسي ضرب المثل حام اور ساٹھہ برس کی بڑھیا کے ہفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخـــو العـــدرة لا یمـــر بصـــالح
الا و یا • زہ بکـــذاب اشـــر

الہـــلال

اللہ تعالی جب اپنے کسی عاجز و ناتوان بندے پر اپنا لطف و کرم مبذول فرماتا ہے ' تو اسکی نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کر دیتا ہے - اور پھر خواہ وہ ' اور اسکے کام کتنے ہي حقیر و ذلیل ہوں ' لیکن اسکے بندوں کی نظروں میں عزاز و معبرب ہو جاتے ہیں : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب ' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کی نسبت ہمیشہ اس عاجز و ہیچ میرز کا یقین ایسا ہي رہا ہے - یہ اسي کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میری جانب مائل کر رہا ہے - پس اللہ کا احسان ' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر ' و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کار ' و الی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھہ ارقام فرما یا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھہ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بحث صاف نہیں ہوتی ' اور دوسرے طبیعت بھی نہیں مانتی - بہر حال مجبوراً آخری ہی صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہي پر قناعت کر لیتا ہوں :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل
اللہ اللہ في اصحابي !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہي جماعۃ قدسیہ ہے ' جو انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیۃ ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و اجمل ترین نمونہ و اسوہ تھي ' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں ' بلکہ تاریخ جمیع ازمنۂ ماضیۂ عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کر دینے کے بعد انسانوں کا کوئي گروہ ' اور انسانیۃ کبری کا کوئي اعلی سے اعلی ظہور بھي انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انھي میں وہ نفوس ذکیۂ و عظیمہ تھے ' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض اولوالعزم انبیاء بني اسرائیل سے بھي زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشبہ و تعلق کا رکھتے تھے ' اور جنکي زبان حال " جئنا بحراً ' وقف الانبیـــاء علی ساحلہ " کي صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم ملکوت تھي - کیونکہ " لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل و محور جمیع اعمال و افعال تھا ' اور اسلیے وہ سرچشمۂ " مقام محمدی " کے فیضان سے بہرہ یاب تھے ' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو فرق تھا ' وہ انکے اندر بھي نمایاں تھا کہ المرء مع من احب :

عن المرء لا تسئـــل و سل عن قرینـــۃ

و لنعم ما قیل :

جمـــال ہم نشیـــں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمـــاں خـــاکم کہ ہستم

یہي وہ لوگ تھے کہ " یحبھم و یحبونہ " انکا مرتبۂ اختصاص تھا ' اور " رضي اللہ عنھم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبی و عشق و عاشقي سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دي : اشداء علی الکفار رحماء بینھم ' تراھم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ' سیما ھم في وجوھھم من اثر السجود : (۴۹ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے ' جنھوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دلوں کو روشن کیا ' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندوز حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے ' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قبور و اموات کو زندہ کر دینے کیلیے کافي ہے ' اسکي بارش انکے سروں پر ہوئي ' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلیے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں ' اسکے دریاے بیکراں کے کنارے انھوں نے مدتوں زندگیاں بسر کیں - وہ اس وجود الہي کے جلیس تھے ' جو خلوت " ابیت عند ربي ھو یطعمني و یسقیني " کا شب گذار ' اور درس گاہ " ادبني ربی فاحسن تادیبي " کا درس آموز لیل و نہار تھا - فھـــم جلســـاء اللہ ' لا یشقي جلیسھم - و للہ در ما قال :

غالب ندیم دوست سے آتي ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگي بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دن کے غزا و جہاد في سبیل اللہ و دعوت حق و اعلان معروف ہي میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے ' بلکہ اس مخاطب نداء محبت " یا ایھا المزمل " کي راتوں کي خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال مخصوصہ میں بھي شریک خلوت تھے ' اور اسکي شہادت خود خدا نے دي کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ ' و طائفـۃ من الذین معک ' واللہ یقدر اللیل والنہار ' علم ان لن تحصـــوہ فتـــاب علیکم ' فاقـــرؤا ما تیسر من القـــران ' علـــم ان سیکون منکم مرضی و اخـــرون یضربون في الارض یبتغون من فضل اللہ ' و اخـــرون یقاتلون في سبیل اللہ (۷۳ :)	اے پیغمبر ! تمہارا پروردگار واقف ہے کہ تم راتوں کو اللہ کي یاد اور ذکر کیلیے جاگتے ہو - کبھي دو تہائي رات کے قریب ' کبھي آدھي رات اور کبھي ایک تہائي - اور ایک جماعت تمہارے ساتھیوں کي اس شب بیدارنہ عبادت میں تمہـــارے ساتھہ شریک رہتي ہے - رات اور دن کے (تمام اشغال و اعمال) کا اللہ ہي اندازہ کرسکتا ہے - اس کو معلوم ہے کہ تم (بوجہ انہماک عبـــادت اور کمال محویت و خود فروشی) وقت کو محفـــوظ نہیـــں کر سکتے - اسلیے اسنے

تمہارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کي قید اٹھادي - پس اب جس قدر بآساني قران پڑھسکتے ہو پڑھلیا کرو ! اس کو یہ بھي

مقالات

دولة بني اميـــه اور الہلال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امويه - خلفاء راشدين ' او ر ملـك عضوض - و ما يناسب ذلـك -

از جناب مولانا عبيد اللـه صاحب (امجهر)

جناب كي نئے اندازكي انشا پردازيوں' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قراني استشهادات نے هم لوگوں كے دلوں ميں اپكي جو عظمت پيدا كردي هے' اور اپكي ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں كي جو اميديں وابسته هوگئي هيں' وه بيان سے باهر هيں' اور حق يه هے كه اپكا وجود اور اپكي تحرير اس دعوى كيليے برهان قاطع هے كه اس قحط الرجال ميں بهي بعض نفوس قدسيه پاے جاتے هيں جنهيں بلا مبالغه " لا يخافون لومة لائم " كہا جاسكے - آپ امر بالمعروف ونهي عن المنكر كا وعظ فرما رهے هيں' يا اپني معجز بيانيوں سے احياء اموات كر رهے هيں ؟ يه كيا سحر اور كيا اعجاز هے ؟ آنكهيں خيره ' كان سن هيں - نه ايسي تحريريں كبهي ديكهيں نه ايسي تقريريں سني هيں -

ليكن افسوس كه ان باتوں كے احساس كرنے والے قلوب بهي يه ديكهكر محو حيرت بلكه غرق ندامت هوجاتے هيں كه جناب اپني دراز دستيوں سے (بي ادبي معاف) اس چودهويں صدي كے ادعائي ليڈروں كو شهيد اداء حق پرستي فرماتے هوے' جوش اعجاز نمائي ميں حقيقي ليڈروں يعني صحابهٔ كرام تـك كو مجروح ناحق شناسي فرما جاتے هيں -

[بقيه صفحه ۸ كا]

ان تمام واقعات كو پڑهو اور غور سے پڑهو اور پهـر سوچو كه دنيا همارے فنا و زوال كے ليے كيـا كيا تدبيريں كررهي هے ' اور هم كس بے خبري و بے حسي كے عالم ميں هيں ؟ قزاقوں كا هجوم دروازے پر پهنچ گيا هے' اور گهر كے سونے والے كس طرح خواب غفلت ميں سر شار هيں ؟

اے مقيمـــان ته سقف سپهـر غدار
تا به كے حسرت فرزند و زن و شهر و ديار ؟
آيهٔ فاعتبـــروا يا اولى الابصـار پڑهــو
هو خرابے په اگر قصـــر ادرنه كے گذار
كبهي قرآن كا ظاهر تها يهـاں جاه و جلال
كبهي اسلام كا لگتا تها يهاں پر دربار
آج تثليث نے اس كا يـه بنـايا عـالم
كه نه توحيد هے باقي نه كهيں اسكا مزار

ذلك بما قدمت ايديكم ' و ان اللـه ليس بظـلام للعبيـــد (۸ : ۵۷)

يه تمام بربادياں تـــم نے خود اپنے هاتهوں مول ليں ' ورنه الله تو اپنے بندوں كيليے كبهي ظالم نهيں -

پهر كيا وقت نهيں آ گيا هے كه " من انصاري الى الله " كي صدا عالم ميں بلند هو' اور دين الهي كے آخري انصار " لبيك لبيك ! اللهم لبيك " كهتے هوے اٹهه كهڑے هوں ؟ فاين تذهبون ؟ ؟

جناب نے " بني اميه كا استبداد اور امر بالمعروف كے سد باب كا پهلا دن " (الهلال نمبر ۱ - ج - ۲) كي بني اميه كے سفـك بيجا اور خون ناحق سے شرابور سرخي ' (گستاخي معاف) بے وقت قائم كر كے بني اميه كي قوم كو' خواه وه حضـرت عثمان رسول عليه السلام كے داماد ' يا حضرت معـاويه محمد عليه السلام كے صهر هوں ' يا سليمان بن عبد الملـك ' يا حضرت عمر بن عبد العزيز هوں ' عليه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار كے الفاظ سے مخاطب فرما رهے هيں - جناب كي ان تلخ كلاميوں نے قوم رفاض (كذا فى الاصل - الهلال) كي ياد تازه كردي - اسلام ميں يهي ايك فرقه هے جسنے صحـابه رضي الله عنهم كو سب و شتم كرنا اپنا پيشه بناليا هے ' اور اكابر اسلام كو گالياں دينا جزو مذهب سمجهه ركها هے - مكر ما ! بني اميه بقول جناب كے هزار برے سهي ' پهر بهي اپنے بعد والوں سے بحكم صادق مصدوق " لاياتي عليكم زمان الا الذي بعده اشر منه حتى تلقو ربكم " (بخاري) لاكهه درجه اچهے تهے ' اسليے انكے بعد والونكو خصوصاً اس صدي كے مسلمانوں كو انهيں برا كهنے كا كوئي حق نهيں - چلے يه اپنے گريبان ميں منهه ڈالكر اپني سيه كاريوں كو ديكهيں اور بتائيں كه اگلوں كو گالي دينے كے سوا اور انكے پاس كيا ركها هے ! ! امر بالمعروف كے واعظ كو شارع عليه الصلوة كي يه پر مغز و انفع وصيت اپنا نصب العين بنانا چاهيے كه " ليحجزك عن الناس ما تعلم من نفسك " (مشكوة) بني اميه كي فتوحات اسلاميه كو ٹهنڈے دل سے ديكهيے تو وه خود علي رضي الله عنه تـك كے زمانه ميں مفقود نظر آئينگي - بقيه بني هاشم كا كيا ذكر هے ! ميں بني اميه كے چند افراد كي افسوسناك سيئات سے بے خبر نهيں ' ليكن ساتهه هي ديگر افراد كے حسنات سے چشم پوشي بهي نهيں كيجا سكتي - انكے بعض افراد نے مسلمانوں پر صاف و صريح خون رلانے والے ظلم كيے هيں' تو دوسرے افراد نے اسلام كے حدود كو قابل تعريف طريقه سے وسعت بهي دي هے' اسليے هميں انكے ساتهه ان الحسنات يذهبن السيئات كا انصافانه سلوك كرنا چاهيے - آپ قيامت كے دن فساق و فجار كي صف بندياں كر كے اور بني اُميه كو صف اول ميں جگه ديكر اپني تئيں حق بجانب سمجهه رهے هيں تو كوئي وجه نهيں اگر نسل بني اُميه كا كوئي فرد ان صفوف كے سائق وقائد هونے كا فخر بني هاشم كو بخش دے تو آپ چيں بجبيں هوں' كيونكه خارجين علي الامام اور بغاة و فساق كي اس قوم ميں بهي كمي نهيں اور جو چيز جتني اجلي هوگي ' اوسيقدر اوسكے دهبے نماياں بهي هونگے -

جناب نبي اُميه كو ملزم قرار ديتے هيں كه " اسلام كي جمهوريت كو غارت كركے شخصي حكومت كي بنياد ڈالي " نبي اُميه كا پهلا فرد جو رسول الله عليه الصلوة كا بجا طور سے جا نشين بنا ' وه حضرت ذي النورين رضي الله عنه تهے - انكي خلافت بهي بمشورۂ و اتفاق مهاجرين و انصار منعقد هوئى - يه پهلا دن تها كه خود جمهوريت اسلام نے نبي اُميه كو بر سر اقتدار و تسلط بنايا ' اور انكے بر سر اقتدار آتے هي فتوحات اسلاميه كا ايك دريا تها جو اُمنڈ آيا - جسكي لهريں عرب و افريقه كے آتش فشاں صحرا كو طے كرتي هوئي هند تـك

بھی ہے کہ انھوں نے سنت خلفاء اربعہ کو زندہ کیا ' اور اپنے اولین خطبۂ خلافت میں فرمایا :

ایہا الناس ! انی ابتلیت بهذ الامر من غیر رئی منی فیه ' ولا طلبة ' ولا مشورة من المسلمین - وانی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیری (یعنے لوگو ! میں اس حکمرانی میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ فوری کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعۃ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میری خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میری گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمہاری گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمہیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس مقام سے اپنے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے ایسے باہمی مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو ! !)

لیکن یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے بالاتفاق پکارا : قد اخترناک یا امیر المومنین ورضیناک امیرنا بالیمن و البرکة - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبری ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابو حنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیری وغیرہ)

(٦) جناب ارقام فرماتے ہیں کہ : " آپ بلا استثنے بنی امیہ کو ظالمین کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہاے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت داریوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بر بناء اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتی طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بخود مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال غیر امویہ ' و اتباع سنت شیخین جلیلین کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قرابت داری کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو محور منقبت و منقصت قرار دوں ' تو اُن مشکلات کا کون ذمہ دار ہوگا جو دو چار قدم کے بعد ہی پیش آنا شروع ہو جائیں گی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا -

حسن ' بصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
زخاک مکہ ابو جہل ' ایں چہ بوالعجبیست !

(۷) " لا یاتی علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو آپ عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ تقدم زمانی ' مروان بن الحکم ' اور شمر و زیاد کو ترجیح دیں - فہم سابقون فی الاسلام و العهد والزمان ! ! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و اتباع شریعۃ ' و عمل بالقران و السنة کی تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی ارباب النظر و العلم - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

فضائح و فضائل

(۸) بحث کے مختلف مواقع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث - ائمہ اہل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسی کو انکار نہیں - مثلاً فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ و کان لهم من الوزراء و ابطال الجند و الاعوان ' من تغلبوبهم علی الزمان و افتتحوا بسیوفهم البلدان ' و حفظوا لهم الملک من الاعداء بحد الحسام - فصفوة القول فیهم ان ہا اولاء الملوک مع ما کانوا فیهم من الترف و الانصراف الی الملذات و الشهوات ' و عدم اتباع الشریعة و الانحراف عن جادة السنة السنیة , و اعمال الدینیه ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء و الدهاء و الدرایة و الحزم و حسن العزیمة و فضل السیاسة - و کذلک لم یحل اشتغالهم بنفوسهم عن النظر فی شئون الحکومة و ترقیتها ' و العمل علی زیادة نموها و عمرانها ' و التوسع فی املاکها و ردغارات الاعداء عنها - پس ہم انکی سئیات دینیہ کی برائی کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسی طرح انکے حسنات ملکیہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ یزید کے ذہین و طباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا چونکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھی ہو ! !
مقصد اصلی یہ ہے کہ بنی امیہ نے خلافۃ دینی کو ' جسکا عمود کار اتباع شریعۃ تھا ' محض حکومت و سیاسۃ کی صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنیاد خلفاء راشدین نے رکھی تھی ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ہواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' ازادی راے کو بزور شمشیر بند کرنا چاہا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرنے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف توجیہہ نما کرنے کی بنیاد رکھی - یہی بنیاد تھی ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اپنے ابتدائی سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھہ یاد کرتی رہی !

میں نے آغاز تحریر میں لکھدیا ہے کہ معروضات محض اجمالی بر سبیل اشارہ ہونگی ' اسلیے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جبراً بڑھنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک دفتر طویل و افسانۂ طولانی ہے - اسفار اثار تاریخ کو اٹھائیے اور ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے ..

دور اوائل اور ظہور منکرات

(۹) اپ متعجب ہیں کہ میں نے اُس ابتدائی عہد کو درر محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و وفور حیرانی سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے ضخیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاہا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد ترین بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد بن سمیہ کا استلحاق اور اسکے لیے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۃ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہی زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بشارت فتح پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابو سفیان اور حضرت امیر علیہ السلام ممبر کے قریب بیٹھے تھے - ابو سفیان نے کہا کہ " انه ابن عمك " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا وذ فته فی رحم امه سمیه " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابو سفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا اخاف هذا الجالس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس دعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا ! ! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

* یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - عام ناظرین کی واقفیت کیلیے اسقدر لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاہلیۃ کی ایک زانیۂ و فاحشہ عورت تھی - ابو سفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اُسی سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استلحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائی قرار دیا - اسکے لیے ایک خاص مجلس شہادت بھی منعقد ہوئی تھی ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - ازانجملہ ایک گواہ ابو مریم الخمار تھا ' جس نے ابوسفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا : فقال اشهد ان ابا سفیان حضر عندی و طلب منی

(۱) لیکن اس مکالمے کو بعض مورخین نے عمر ابن عاص اور ابو سفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ " اسکت یا ابا سفیان ! فانک لاتعلم ان لوسمع هذا القول منک ' لکان الیک سریعاً (الفخری صفحہ ۱۰۰) منہ

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کررہے ہونگے ' اور بعض خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے - بہر حال ایسی صورت میں اب صرف یہی حکم ہے کہ شب کو جسقدر قران (تہجد کی نماز) میں بآسانی پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو -

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کی نسبت یہ ہو ' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مخاطب بناتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کی زحمت لا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان هذا من اعاجيب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بہ زمرۂ ظالمین شمار کیا ! میں نے ملوک و امراء بنی امیہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت - حضرت عثمان گو خاندان بنی امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مروانی کے بانیوں اور اس سلسلے کے پادشاہوں میں - پھر بنی امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنی ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے - یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تغافل موجب کمال تعجب و تحیر ہے -

يخرج الحي من الميت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنی ہوں کہ ایسے ہی مستثنی لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعة الہیہ ' محي السنة السنیہ ' قامع بدعات مروانیۂ و بنی امیہ ' یعنے حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اسی خاندان میں پیدا کیا ' تا کہ انکے دست حق پرست پر شریعۃ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا استیصال فرمالیں - پس اس وجود گرامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تجدید کی ' اور ایک ایک کرکے بنی امیۂ و آل مروان کی پیدا کی ہوئی اُن محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کی شریعت خالص کو آلودہ و مکدر فسق و معاصی شتی کر دیا تھا - اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کی (کہ سنت رسول اکرم تھی) حیات بعد الممات ہوئی ! نور اللہ مضجعہ ' و شکر اللہ مساعیہ -

تاریخ اسلام میں تبرے کی بنیاد

بنی امیہ نے ڈالی اور شیعہ انکے متبع ہیں

(۴) ازانجملہ بنی امیہ و آل مروان کی ایک سب سے بڑی ہادم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھی ' جسکا انتقامانہ اتباع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ بدبختانہ شاد آجتک کرتے ہیں - یعنے سب سے پہلے سرزمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوۃ ہی کی تخم ریزی کیلیے بنی تھی ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئی تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ منکرۂ سیاسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کر دیا - چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبرے ' و ہتک شریعۃ الہیہ کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں ہوتی تھی - الا ماشاء اللہ ' و هم الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون -

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہمیشہ رہین منت رہے گی کہ انھوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکی چھنی ہوی عزت و حرمۃ واپس دلا دی - چنانچہ لعن و تبرے کی جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان الله يامر بالعدل و الاحسان ' و ايتاء ذى القربى ' و ينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى ' يعظكم لعلكم تذكرون " داخل کیا - یہ آیۃ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا جزو آخری ہے ' اور ہر ہفتے سئیات بنی امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہی دیتی ہے - و قال فيه كثير عزة :

وليت و لم تسبب عليا و لم تخف
مريبا ' و لم تقبل مقالة مجرم
و صدقت القول الفعال مع الذي
اتيت ' فامسى راضيا كل مسلم
فما بين شرق الارض و الغرب كلها
منــاد ينادي من فصيح و اعجم
يقول امير المومنين ظلمتني
باخذك ديناري و اخذك درهمي
فاربح بها من صفقة لمبايع
و اكرم بها من بيعة ثم اكرم

اس بزرگ جلیل اموی کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور دودمان حضرۃ خیر الانام نے بھی اسکا اعتراف کیا - چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضی الموسوی رحمۃ اللہ علیہ انکے مرثیے میں لکھتے ہیں :

يا ابن عبد العزيز لو بكت العـ
ـين فتى من امية لبكيتك
انت انقذتنا من السب والشـ
ـتم فلو امكن الجزاء جزيتك
غير اني اقول انك قد طبـ
ـت وان لم يطب ولم يزك بيتك
دير سمعان لا عدتك الغوادي(۱)
خير ميت من آل مروان ميتك

(۵) ازانجملہ بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انھوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۃ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکی بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھی ' حکومت شخصی و مستبدہ ' و سلطۃ ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کردیا ' اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی ' بلکہ محض قوت اور سیاسۃ پر - اور تاریخ اسلام کے تمام صغار و کبار ' و اعالی و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنۃ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھی ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا - یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہی دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگی - و القصة بطولها ' فعليكم النظر على التاريخ و الاسفار -

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

(۱) حضرت عمر ابن العزیز نے سنہ ۱۰۱ - میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا - اسی کے طرف اشارہ ہے - [منہ]

مراسلات

نماز باجماعت

نماز پنجگانه جماعت کے ساتهه پڑهنا نهایت ضروري هے - اسکي نسبت متعدد احادیث منقول هیں - بڑي تاکید اس امر کي هے که جماعت ترک نه کیجاے - اهمیت اور ضرورت اسکي اهل بصیرت سے پوشیده نهیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اِس خیال سے که مسلمان ثواب سے محروم نه رهیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سهولت پیدا کردي' یعني دس بیس مسلمان موجود هیں اور وه کام میں مصروف هیں' صرف تین آدمي کے جمع هونے سے جماعت هوگئي' اور پهر دو شخص بهي شامل هوکر نماز پڑه لیں تو جماعت کا ثواب ملگیا - حضرت شارع علیه السلام نے جسقدر اهمیت اور ضرورت اسکي پیش نظر رکهي تهي' وه ان مبارک تاکیدات سے ظاهر هے جو احادیث میں موجود هیں - اگر مجهے راے دینے کا موقع هوتا تو میں ضرور یه کهتا که جس مقام پر پندره بیس مسلمان هوں اور وه کسي دوسرے کام میں مصروف هوں' اذان کے ساتهه هي نه آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رهیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نهیں هوتي' دس پندره آدمي جمع هو کر نماز ادا کرني چاهیے - جو لوگ پهلے سے تیار هوں اِس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کي غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانه میں فی صد پانچ آدمي بهی نماز ادا نهیں کرتے هیں - جماعت کجا - الهلال میں میں نے مضامین دیکهے' جن میں زور دیا گیا هے که جب تک همارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نه کرینگے تو هم اونکو اپنا لیڈر نه سمجهیں گے - سبحان الله اسقدر عمده بات هے - هر مسلمان کیلیے یه لازمي گردانا جاے که جسقدر آدمي اوسکے مکانمیں هوں' اوکے ساتهه نماز با جماعت ادا کرے - اسکي اسقدر سختي سے پابندي هوني چاهیے' که بلا عذر شرعي کوئي نه چهوڑے - جسطرح هر شخص کو اپنے مکان کي حد تک جماعت کي پابندي لازم هوگي - اگر شهر هے تو اهل محله کیلیے بهي پانچوں وقت محله کي مسجد میں جمع هوکر نماز ادا کرنیکي پابندي هوني چاهیے - اگر کارو بار دنیوي کا لحاظ کیا جاے تو محلے کي مسجد کے متعلق چند نمازونکي رعایت دي جاے - مگر جهاں کام کرتے هوں' نوکر هوں' جسقدر لوگ هوں' رهیں سب کو جماعت کي پابندي کرني چاهیے - ان امور کي پابندي اور نگراني کیلیے اگر شهر هو تو دو شخص میر محله مقرر هوں - اگر کوئي کارخانه یا مل هے' تو دو یا چار شخص لیڈر مقرر هوں اور وه نماز جماعت کي پابندي کرائیں - اسیطرح اب اس امر کي بهي ضرورت هے که بجاے اسکے که هر محلے کي مسجد میں جمعه کي نماز ادا کیجاے' اور محله کے مسلمان جمع هوں' اگر قصبه هے' آبادي کم هے' تو ایک هي مسجد جامع میں جمعه کي نماز ادا کریں - شهر هے' آبادي زیاده هے تو چار یا تین مساجد جمعه کي نماز کیلیے منتخب کي جائیں انتخاب کیلیے هر محله کے میر محله اور شهر یا قصبه کے قاضي و خطیب کي کمیٹي بنائي جاے' اور اوکي راے سے بلحاظ آبادي وضرورت و فاصله' مساجد منتخب کي جائیں اور اسکي پابندي میں سرمو فرق نهو - سلف کے مسلمانوں میں انهیں جماعتوں کے اندر جمله امور سنگین طے هوا کرتے تهے - هر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تها - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نهیں پڑهتے هیں وه بلاے جائیں' اونپر سختي نکیجاے بلکه نهایت نرمي سے بتلایا جاے که نماز پڑهیں اور جماعت کے ساتهه پڑهیں - یقین هے که جسقدر مسلمان هونگے' سب شریک هو جائیں گے - اِس پابندي کي فضیلت اور اهمیت صاحبان تفکر سے پوشیده نهیں - میں نے اِسکي بنا ڈالدي هے' هر مسلم کا فرض هے که اِسمیں جسقدر کامیابي هو اوسکي فهرست مرتب کرکے - فهرست میں هر مسلم کے دستخط لے رکهیں - میر محله اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹي کے لوگ اپنا فرض ادا کریں - اس طریقه سے هر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب هوجائیگي - ضرورت کے وقت بهي لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نهایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نهایت شاندار طریقه سے ادا هوا کریگي - امامیه طریق کے لوگوں کو بهي غالباً جماعت کی پابندي میں کوئي عذر نهوگا - وه خود بهي پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑهتے هیں' اور مسائل کے لحاظ سے شاید یه ممکن هے که اهل تشیع بنیت فرادیٰ جس کے عقب میں هوں نماز پڑهسکتے هیں فقط -

م ع

الهلال

جزاکم الله - زادنا الله و ایاکم حمیة الاسلام - مسئله پابندي نماز و پابندي جماعت' و شرائط اوقات خمسهٔ مساجد' ایک اهم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے هے' اور اسکا عملي طریق پر انتظام اقدم و الزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا هے - انشاء الله به ضمن " جماعت حزب الله " یه تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات کو پیشکش ناظرین کرونگا -

فرضیة صلوٰة خمسه کے ساتهه التزام جماعت بهی في الحقیقة فرض' و از جملهٔ اسرار و مصالح فرضیة صلوٰة هے - یه هماري سب سے بڑي بد بختي هے که باهمي اتحاد و تعاون و اتحاد کلمه کیلیے نئي انجمنیں بناتے هیں' مگر اپني قدرتي انجمنوں کو بهول گئے هیں - آج مسلمانوں کیلیے کسي کام میں تاسیس و ایجاد کي ضرورت نهیں هے' بلکه صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - همارے لیے کچهه ضرورت نهیں هے که نئے گهروں کي تعمیر کیلیے مضطرب الحال هوں' بلکه ضرورت صرف اسکي هے که اپنے اجڑے هوے گهروں کو آباد کریں - یهي اصولي اختلاف هے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں هے' اور غور کیجیے تو یه ایک بهت بڑا نکته تها' جسکو میں نے سرسري طور پر عرض کر دیا -

دعوت " انصار الله " کا اصلی یهي اصول هے - اور انشاء الله تشریح کا وقت دور نهیں -

وجیاً ' فقلت له لیس عندي الا سمیه ' فقال هاتها علی قذرها و وضرها ' فاتیت بها - فخلا معها ' فخرج من عنده و انها لتقطر ...... ایسی شہادتوں سے بالاخر غریب زیاد بھی شرما گیا ' اور چیخ اٹھا : مهلاً یا ابا مریم ! فانما دعیت شاهداً ' و لم تدع شاتماً !!

یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مسطور ہے : و کان ھذا اول ما ردت به احکام الشریعة ' فان رسول الله صلی الله علیه و سلم ' قضی بالولد للفراش ' و للعاهر الحجر -

اسی واقعہ کی نسبت عبد الرحمن بن حسان نے کہا تھا :

و ترضی ان یقال ابوک زان ! اتغضب ان یقال ابوک عف

پھر کیا آپ اس سے انکار کرینگے کہ یہ بدعت نہ تھی ؟ خیر یہ تو ایک خاص واقعہ تھا اور اس زمانے میں لوگوں نے اسکی تاویلیں بھی کیں - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا خلافة علی منہاج النبوة کو حکومت اور ملک عضوض میں بدلدینا بھی بدعة نہ تھی ؟ کیا مشورے کا سد باب ایک اشد شدید بدعة فی الدین نہ تھی ' حالانکہ حضرت فاروق کا یہ جملہ ہم کو معلوم ہے کہ لا خلافة الا من شورة ؟ کیا مسلمانوں پر جنگ میں پانی کا روکدینا بھی بدعت نہ تھا ؟ جبکہ دوسرا فریق غالب ہوکر بھی نہیں روکتا ؟ کیا سخت سے سخت مکر و خدع سے کام لینے میں بھی باک نہ ہونا ' خفیہ دسائس سے مسئلہ حکمین کا فیصلہ کرنا ' اپنے اغراض سیاسیہ کو ہر موقعہ میں شریعت پر ترجیح دینا اور اسکے لیے لوگوں کو خفیہ و علانیہ بیت المال سے روپیہ دینا (جیسا کہ خود کہا کہ " کنت احب الی قریش منه [ای من علی] لانی کنت اعطیهم و کان یمنعهم ' فکم سبب من قاطع و نافر عنه - استیعاب) شخصی طور پر بزور و جبر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنانا ' عجمی شان و شکوہ اور علو و رفعت سے دربار آرائی کی اساس اولین قائم کرنا ' مسجد میں اپنے لیے عام مسلمانوں سے الگ مقصورہ بناکر نماز پڑھنا ' اور شمشیر برہنہ نگہبانوں کے حصار کے اندر سجدہ کرنا ' اور اسی طرح کی بیسیوں محدثات کو بھی بدعت تسلیم نہیں کیا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولی العهد خلیفة بعده ' و اول من اتخذ دیوان الخاتم و امر بهدایا النیروز و المهرجان ' و اتخذ المقاصیر فی الجوامع ' و اول من قتل مسلما صبرا و حجراً و اصحابه ' و اول من اقام علی راسه حرسا ' و اول من قیدت بین یدیه الجنائب ' و اول من اتخذ الخصیان فی الاسلام ' و کان یقول انا اول الملوک (ملخص از استیعاب حافظ ابن عبد البر جلد اول صفحه ۲۶۳ وغیرها)

اور پھر یہ تو خود امیر معاویہ کے زمانے کے حالات ہیں - آگے چلکر جو کچھ ہوا اسپر نظر ڈالیے - میں نے بدعات و منکر امت کا لفظ عام طور پر حکومت امویہ کی نسبت لکھا تھا نہ کہ کسی خاص شخص کی نسبت -

خلافة مرتضوی

(۱۰) آپ فرماتے ہیں : " بنی امیہ کی فتوحات کو دیکھیے تو خود حضرت علی کے زمانے میں مفقود نظر آئیں گی "

فتوحات ممالک و بلدان ' و توسیع حکومت اسلام یقیناً ایک ایسی شے ہے ' کہ اس تیرہ سو برس میں جن جن ہاتھوں پر اسکا ظہور ہوا ' انکی خدمات کا اعتراف ہمارا فرض ہے ' لیکن میں تو اپنے مضمون میں " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے سلسلے کی تاریخ لکھ رہا تھا ' نہ کہ تاریخ فتوحات اسلامیہ - پھر وہاں مجھے اس سے کیا غرض کہ کن کے ہاتھوں زیادہ فتوحات ہوے ہیں ' اور کون اس سے قاصر رہے ہیں ؟ بحث کے مواقع اور مختلف پہلو ہوتے ہیں - رہا حضرت امیر کے زمانے میں فتوحات خارجہ کا نہونا ' تو میں نہایت رنج و غم سے اس غلط فہمی کو دیکھ رہا ہوں ' جو آجکل کے نئے مذاق سیاسی نے پیدا کردی ہے ' اور اسکا ظہور جناب کے اس ارشاد میں بھی ہوا ہے - عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر کا زمانہ ایک نہایت ناکام زمانہ تھا - حکومت و سیاست کیلیے وہ بالکل موزوں نہ تھے ' انکے زمانے میں اسلام کیلیے کوئی نئی فتح ' اور کوئی نئی ملکی و ارضی توسیع نہیں ہوئی ' اور پھر اسکو اصول و معیار بحث قرار دیکر نہایت شدید غلطیاں اس بارے میں کی جاتی ہیں ' مگر یقین فرمائیے کہ یہ خیال بالکل غلط ' اور اصلاً حقیقت نہیں رکھتا ' اور نہایت افسوس ناک سطح بینی اور تاریخ کی بے خبری پر دلالت کرتا ہے - وقت اور موقع تشریح کا نہیں ہے - نہایت ضروری ہے کہ ایک مبسوط و جامع سوانح حضرت امیر علیه السلام کی لکھی جاے ' اور اس غلط فہمی سے لوگوں کو نجات ملے - اگر الله نے توفیق دی تو انشاء الله یہ ایک اہم خدمت تاریخ اسلام ہے جسکو انجام دینا ہے - یہاں اس بارے میں اختصار ممکن نہیں اور تفصیل متعذر -

(۱۱) آپ لکھتے ہیں :

" اگر نسل بنی امیہ کا کوئی فرد ان صفوف فساق و فجار کے قائد ہونے کا فخر بنی ہاشم کو بخشدے تو آپ چیں بجبیں ہونگے "

گذارش ہے کہ جناب نے یہ صفت کا شرف مجھکو عطا فرمایا ' حالانکہ اسکی ضرورت نہیں دیکھتا - اگر کوئی فخر دو دمان مروان و ولید آج بنی ہاشم کو صف اولین فساق و فجار میں قرار دے ' تو میں کیوں چیں بجبیں ہونے لگا ؟ اگر چیں بجبیں ہونگے تو اشرف ترین خاندان بنی ہاشم یعنی (محمد) بن عبد الله علیه الصلوة و السلام ہونگے - اور پھر جس کو ایسا کرنا ہے کرلے - معاملہ مجھہ میں اور اسمیں نہیں ہے -

غالباً جناب یہ جملہ جلدی میں لکھہ گئے ' اور خیال نہ فرمایا کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے ؟

طبری نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضی الله عنهما) کا مسئلہ خلافت کے بارے میں ایک مکالمہ نقل کیا ہے - اسمیں ایک موقعہ پر حضرت فاروق نے ضمن کلام میں افسوس کیا تھا کہ بنی ہاشم کے دلوں سے پرانے رنج نہیں گئے ' اور یہ جس لحاظ سے کہا تھا بالکل صحیح تھا ' مگر حضرت ابن عباس بول اٹھے کہ " رسول الله (صلعم) بھی تو ہاشمی ہی تھے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمایا کہ اب اس بحث کو جانے دو (طبری صفحه - ۲۷۷۱)

حضرت ابن عباس نے تو بنی ہاشم کی نسبت اتنی سی معمولی بات پر اسطرف توجہ دلائی تھی ' اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر ہوکر ترک سخن کو ترجیح دی تھی - لیکن اگر آج بنی ہاشم کو بانتقام بنی امیہ صفوف فجار و ظالمین میں جگہ دی جاتی ہے ' تو دینے والے شوق سے دیں ' اسمیں میرے چیں بجبیں ہونے کا لحاظ نہ فرمائیے -

(۱۲) پھر تمام ارشادات سابقہ سے عجیب تر بلکہ اعجب العجاب قول جناب کا یہ ہے :

" اسلام کی بد قسمتی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و افضلیت سرور کائنات نے بیان فرما دی ' اب ایسے اسلام کے فدائی انہی قرون میں بدعات کا بازار گرم کررہے ہیں "

اور پھر ساتھہ ہی صحیحین و سنن کا حوالہ بھی جناب نے دیدیا ہے ' کاش اگر وہ حدیث آپ نقل فرما دیتے تو اعتراض کے ساتھ میری جانب سے جواب کا فرض بھی ادا ہو جاتا !

براہ کرم مجھکو ان احادیث سے اطلاع دیجیے ' جنمیں دور بنی امیہ و قرون مروانیہ کی " خیریت و افضلیت " کی شہادت دی گئی ہے - افسوس ہے کہ میری محدود معلومات حدیث اس بارے میں مجھے کچھہ مدد نہیں دیسکتیں ' بلکہ افسوس ہے کہ اس دور کی " خیریت و افضلیت " کی جگہ محدثات و منکرات ' جبر تسلط ' اور فساد و فتن کی خبر دینے والی احادیث کو اپنے سامنے پاتا ہوں - و شتان بین هما (

جماعة حزب الله

اور
مسلمان خواتین

از صالحه خاتون صاحبه بنت سید محمد صالح مرحوم (آره)

آپکی دعوت " من انصاري الی الله " کی پُر اثر آواز پردہ میں بھی پہنچی ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماري بہنوں کا دل بیقرار ہوگیا ' کہ اس انجمن میں ہم بھی کسیطرح سے شریک ہوں - چونکہ حضور نے فرقۂ نسوان کي شرکت کي نسبت صراحت سے کچھہ نہیں لکھا ' پس نہیں معلوم کہ ہماري جنس کو' جس کا اس زمانے میں کوئي پُرساں حال اور سچا ہمدرد نظر نہیں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا یا نہیں ؟ یہ لکھنا عبث ہے کہ ہماري شرکت اس مبارک انجمن کے حق میں کسقدر مفید ثابت ہوگی ؟ دنیا میں کوئي کام بغیر مرد اور عورت ' دونوں کي شرکت کے اچھی طرح انجام نہیں پاتا - لڑائي تک میں ' جو خاص مردونکا کام ہے' عورتیں بیماروں اور زخمیوں کي خبرگیري اور تیمار داري کا اهم کام کس خوبي سے انجام دیتی ہیں - اسي طرح عبادت میں بھي وہ اپنے برادران دین کے ساتھہ جسطرح زمانہ قدیم میں شریک ہوتي تھیں' اب بھي شریک ہو سکتي ہیں - غرضکہ کوئي کام ایسا سمجھہ میں نہیں آتا کہ جو مردوں هي کے فایدے اور اونهي کي ترقي کے واسطے مخصوص ہو' اور عورتوں کو اوس سے کوئي سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئي تخصیص کسي کام کي نہیں کی ہے' ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال اور کرنے کے قابل ہوگا یا نہیں -

اگر پردہ کا خیال کیا جاے تو اسکے دو جواب ہیں : ایک یہ کہ زمانہ قدیم میں عورتیں کیا کرتي تھیں ' اور ایسے مبارک کاموں میں شرکت کرتي تھیں یا نہیں ؟ اگر کرتي تھیں تو ہمارے واسطے بھي مثل اونکے شرکت میں کوئي مضایقہ نہیں - دوسرے یہ کہ رسمي پردہ في زماننا خود کم ہوگیا ہے' اور روز بروز اوٹھتا جاتا ہے - بہت سي عورتیں تعلیم یافتہ اور نیم تعلیم یافتہ ایک ضروري اور شرعي پردہ کے ساتھہ سب کچھہ کرسکتیں ہیں' اگر کرنا چاهیں' اور اونکے " قوامون علی النساء " بھی اونکو اجازت دیں - بهر نهج یہ معاملہ بہت ضروري ہے' اور امید ہے کہ حضور بھي اسکي نسبت اپني زبان فیض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائینگے - ہم اتنا ضرور عرض کرینگے کہ اس زمانے میں ہر شخص ہمارا مخالف هي مخالف ہے' کوئی اپنا اور ہمدرد نہیں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پردہ کی شق پیش کرینگے' بعض اوسکو غیر مناسب اور خلاف مصلحت بتلائیں گے' مگر حضور اِن ریا کاروں کے کہنے سننے میں نہ آویں' اور جیسا مناسب سمجھیں خود تصفیہ کریں' مگر ہمارے حقوق پا مال نہوں -

الہلال

آپ اور مثل آپکے دیگر اسلام پرست و با غیرت و حمیت بہنوں کا یہ جوش دیني ' انکي قدیمي روایات ملیہ کو تازہ کرنے والا ' انکے جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسین و صد ہزار حوصلہ افزائی ' و نیز موجب شکر حضرت عزاسمہ ہے - اللہ تعالے توفیق رفیق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرماے -

دعوت " انصار اللہ " کا مقصد حقیقی اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو حقیقي مسلمان بننے کي دعوت دي جاے' اور ایک جماعت پیدا کي جاے جو اپنے تمام اعمال و افعال میں تعلیم اسلام کے خود فروشانہ و مجاهدانہ اتباع کا نمونہ ہو' اور اپني زندگي کو ہر طرف سے هٹاکر' صرف اللہ کے ماتحت کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قرآن کي دعوت میں مرد و عورت کي تفریق نہیں تو اس میں بھي کیوں ہونے لگي ؟ اگر مسلمانوں کو مسلمان بنا چاهیے تو مرد و عورت' دونوں کیلیے ہے - اور اسلام جو تمام عالم میں عورتوں کو انکي اصلي عزت و حقوق دلانے والي ایک هي قوۃ الہیۂ وحیدہ ہے' وہ کب کسي چیز میں امتیاز و تفریق کو پسند کرتي ہے ؟

پس اگر ایک عورت مسلمہ' اللہ اسکے احکام کي -[illegible]- ہے' اگر مومنین و مسلمین کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھي صداے الهي کے مخاطب ہیں ' اگر شریعۃ الہیہ اور احکام اسلامیہ اعمال حسنہ کي تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد هي نہیں بلکہ بالکل انهي کي طرح عورتیں بھي ہیں' اور اگر اسکا دروازہ ہر اپنے چاهنے والے کا منتظر ہے' تو پھر کیا امر مانع ہے اسکے لیے کہ دعوت انصار اللہ کي صدا پھر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائیں اور لبیک نہ کہیں ؟

پھر یہ ایک امر ظاهر و مسلم ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابات بعیدۂ و قریبہ کا اگر تفحص کیا جاے تو اسمیں اس جنس اشرف و محترم کے مساعي کا ایک بہت بڑا سلسلہ نظر آے گا - یہی ہیں جنکو اللہ تعالی نے اپني مخلوقات کي مجازي ربوبیت کا منصب عطا فرمایا ہے ' اور انساني قلب و دماغ پر حکومت بخشی ہے - یہي ہیں جو اگر چاهیں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظیم الشان انساني تبدیلیاں پیدا کردیں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں میں بڑے بڑے مصلحین و واعظین نہیں کر سکتے - یہ ماں کی صورت میں انسان کي طبیعت پر حاکم ہیں' اور اسکي فطرۃ ثانیہ انکے هاتھوں میں ہے - اور پھر بیوي کي صورت میں معیشۃ منزلی کي ملکۂ فرماں رواں ہیں ' اور جس رنگ میں چاهیں' انسانوں کو رنگ دے سکتی ہیں -

زیادہ تفصیل کي گنجایش نہیں - مقصد یہ ہے کہ آج ہم میں تبدیلي پیدا کرنے کیلیے ایک بہت بڑي اصولي اور بنیادي شے یہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبدیلي پیدا ہو' اور ہماري عورتیں اُس صدا کو گھروں کے اندر یاد دلالیں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہیں ' اور پھر بدبختانہ بھلا دیتے ہیں -

اگر وہ دن آجاے کہ ہماري عورتیں آمادۂ عمل ہو جائیں ' تو اللہ اللہ ! اُس دن کي عظمت و بزرگي ' اور اسکے نتائج مقدسۂ و جلیلہ کا کیا پوچھنا ؟

یقین کیجیے کہ پھر ہم سب بدل جائیں' اور ہم بدل جائیں تو دنیا کو بھي بدل جانا پڑے -

امید ہے کہ اب آپ کي تشفي ہوگئی ہوگی' اور میں اطلاعاً ظاهر کر دینا چاهتا ہوں کہ علاوہ اپني جماعت مخصوص مقامي کي' باہر سے بھي اس وقت تک بہت سي خواتین غیور و اسلام پرست شریک دعوت و معین راہ ہو چکي ہیں - رہا پردے کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئي تعلق هي نہیں ہے - خدا کا ہر بندہ اپني جگہ پر رهکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے لیے باہر نکلنے کي ضرورت نہیں - و نسال اللہ تعالی ان یرزقنا کمال الحسنی ' و سعادۃ العقبی ' و خیر الاخرۃ و الاولی -

الهـــلال کي اشاعـــة عمومـــي
اور
کم استطاعـــة اشخاص

(از جنـــاب مولوي محسن صاحب)

میں اُن کم لیاقت اشخاص میں سے هوں جنکو کسي رهنما کی ضرورت هوتي هے - خوبي قسمت سے جس دن که الهلال میري نظر سے گذرا ' اُسي روز سے دل میں یه خیال جاگزیں هوگیا که بس اسي کو اپنا مقتدا سمجهنا چاهیے - مگر قسمت نے کچهه ایسے مصائب میں مبتلا کر رکها هے که فی الحال برجه زیادتي چنده اسکي خریداري کي جرأت نه کرسکا - میرا خدا نخواسته اس سے یه مطلب نہیں که الهلال کا چنده اُسکي حیثیت سے زیاده هے' بلکه بخدا میرا خیال پخته هے که اسکا چنده دس گنا بهی کردیا جائے تو بهي حق بین نگاهوں کے آگے کچهه گراں نہیں هو سکتا - گذشته اشاعت میں کسي صاحب نے (افسوس که فایل کے نه هونے کي وجه سے میں اُنکا نام نامي نہیں تحریر کرسکا) بهوپال سے اسکي قیمت میں کمي کر دینے کے چند وجوه تحریر کیے تهے ' جس سے ایک امید هوگئي تهي که اب میري آنکهیں بهي بلا امداد غیرے اسکي زیارت سے مشرف هوا کرینگي - مگر افسوس صد افسوس ' که اس هفتے کي اشاعت میں جناب حکیم غلام غوث صاحب کا مضمون دیکهکر اُس تازه اُمید پر ایک اُوس سي پڑگئي -

حکیم صاحب موصوف نے چند مطالب اُن لوگوں کے تو ضرور دکهلا دیے جنکے دلوں میں علم کي کوئی وقعت نہیں ' مگر افسوس که اُن لوگوں کا مطلق خیال نه ایا جوکه علم دوست اور کم استطاعت هیں - کاشکے جناب حکیم صاحب کے دل میں بجاے اس خیال کے یه خیال پیدا هوتا ' که دفتر الهلال میں ایک فنڈ کهولا جائے' جسکي اعانت ذي مرتبه اشخاص کے ذمه هو' اور اُسکي غرض یه هو که کم استطاعت لوگوں کو یه پرچه نصف قیمت پر دیا جائے ' اور خود اُسمیں ایک بهت بڑا حصه اپنے ذمه لیکر ایک کثیر جماعت کو اپنا ممنون و مشکور بناتے - حیف صد حیف که اس زمانے میں بهي ذي مرتبه اشخاص غربا کو کسي بات کے اهل هونیکے قابل هي نہیں خیال کرتے ' اور فرماتے هیں که (هنوز دهلي دور ست) مسلمانو ! یه زمانه خود داري و خود پسندي کا نہیں هے' بلکه تمکو چاهیے که هر ایک و مه کو اسلامي مشنري کا ایک باکار پرزه خیال کرو ' اور چهوٹے پرزونکا زیاده خیال رکهو ' کیونکه ' کثرت استعمال سے اُسکا جلد خراب هوجانا ممکن هے -

ا ان
ض روری اما اع

عالیجناب شمس العلماء مولوي نواب امداد امام صاحب بهادر اثر بالقابه کا دیوان مطبع سرکاري ریاست رامپور میں زیر طبع هے - جمله شاعران باکمال کیخدمت میں گذارش هے که براه مهرباني قطعات تاریخ سنین حال بهت جلد راقم کے نام ارسال فرماکر ممنون فرمایا جاے ' تاکه دیوان موصوف کے همراه طبع هوسکیں - تمام قطعات تاریخي ۱۵ - جولائي سنه حال تک آجانا چاهئیں -

راق م مصطفے علیخاں
هوم سکرٹري ریاست رامپور - یو - پي

باب اا، راسا ة و المنـاظـره

يد رت ن وي اور نقـد روايات آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسه عالیه کلکته

(۲)

حضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام جو نبي مرسل اور اولوالعزم پیغمبر هیں' بدء وحي کے وقت وادي مقدس میں شرف همکلامي سے مشرف هیں ' اور " وما تلك بیمینك یا موسی " وغیره لطف آمیز خطابات سے مخاطب ' اس عین حضوري کیوقت جب عصا ڈالنے کا حکم هوا اور عصا سانپ بنکر هلنے لگا تو موسی علیه السلام حسب مقتضاء بشري مونهه پهیر کر بهاگے - جب خدا تعالی نے تسلي دي' تب جاکر سکون هوا - قال الله تعالی : فلما رآها تهتز کانها جان' ولي مدبرا و لم یعقب' یموسی لا تخف اني لایخاف لدي المرسلون - واقعهٔ کلیم الله علیه السلام اور واقعه وحي نبوي علیه السلام نوعیت کے اعتبار سے بالکل یکساں هیں - البته وه قرآن سے ثابت هے' اور یهه حدیث صحیح سے - پس اگر روایت بدء وحي تعجب انگیز هے تو واقعه موسی علیه السلام اعجب هے - اس بنا پر حضرت نبوي صلی الله علیه وسلم کا اول اول جبریل علیه السلام کو اونکی اصلي صورت میں جو ۶۰۰ پروں کے ساتهه ظاهر هوے تهے' دیکهکر گهبرا جانا اور بوجه شدت ثقل وحي کے (جسکا ثقل قرآن سے ثابت هے : انا سنلقي علیك قولا ثقیلا اور مشاهده صحابه سے ثابت هے - حدیث صحیح میں وارد هے که اگر اتفاقا آپ ناقه قصواء پر سوار رهتے اور اوسوقت وحي آنیکا اتفاق هوتا ' تو غایت ثقل سے ناقه قصواء گهٹنے کے بل بیٹهه جاتي - اور زمانهٔ سرما میں بوجه شدت وحي آپ بسینه پسینه هوجاتے -) مرعوب هو جانا اور بدن ناسوتي پر لرزه پڑ جانا ' کسیطرح منصب نبوت اور شان پیغمبري کے خلاف نہیں' اور نه موجب قدح روایت هے - اور پهاڑ سے گرنیکا قصد معاذ الله بوجه فتور حواس نہیں بلکه جب وحي چند روز کے لیے موقوف هوگئي' اوسوقت بسبب غایت شوق و ذوق اسکا خیال هوتا ' جیسا غایت اشتیاق کے وقت جان دیدینا هر آدمي کي فطرت میں داخل هے - فی البخاري بروایة معمر عن الزهري : ثم لم ینشب ورقة ان توفي وفتر الوحي فترة حتی حزن النبي صلی الله علیه وسلم فیما بلغنا حزنا غدا منه مرارا کی یتردي من رؤس شواهق الجبال - فکلما اوفي بذروة جبل لکی یلقي نفسه تبدي له جبریل فقال یا محمد انك رسول الله حقا فیسکن لذلک جاشه و تقر نفسه - فرجع فاذا طالت علیه فترة الوحي غدا لمثل ذلك فاذا اوفی بذروة جبل تبدی له جبریل' فقال له مثل ذلك الخ - علی هذا ورقه سے آپکو اطمینان هوا تو یهه بهی امر طبعي هے - جب کوئي شخص کسي فن کا ماهر هو' اور اوسکے گرد و پیش کے حالات اور معاملات اطمینان بخش هوں تو اوسکی بات بهی طبعا موجب تشفي هوتی هے - کثرت ادله سے مزید اطمینان کا هونا منافي نبوت نہیں هے - ابراهیم علیه السلام کے واقعه سے (ولکن لیطمئن قلبي) یه ثابت هوتا هے - در حقیقت آپکو اطمینان تو اول هي هوچکا تها' اس سے اور زاید اطمینان هو گیا -

الغرض شواهد عقلیه اور قواعد نقلیهٔ قطعیه اسپر دال هیں که بدء وحي کی روایت بوجوه مذکوره مظنه اشتباه نہیں - اصول درایت سے کسیطرح ان روایات پر تنقید نہیں هوسکتي - هذا ان اصبت فمن الله و الا فمني و من الشیطان و الله اعلم وعلمه اتم و احکم -

واستبداد، اس اثر اسلامی، اس مذکر ماضی اور اس رشتہ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاہتا ہے، جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم وحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام ہے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش ہے - اس عدل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟ افسوس ہے کہ داستان طویل اور نطاق مقالہ تنگ، مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جا رہا ہے، اور بعض حصوں میں یہ مساعی شنیعہ اس حد تک کامیاب ہوگئی ہیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی جوے سلسبیل تھی، آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا، مگر موضوع تفصیل طلب تھا، اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجاے خود اطناب ہوگیا - مجھے کہنا یہ ہے کہ علم، زبان، صنعت، تجارت، سپہگری، غرض ان تمام اسلحہ ہجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست ہے، جو اس رزمگاہ ہستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے ہیں - لیکن با این همہ تہیدستی و بے سامانی، ایک ہتیار ہے جو تیغ بھی ہے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا ہے، اور خود انکے چرکے بھی لگا سکتا ہے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض " الاتحاد الاسلامی " ہے -

پس اب مسلمانوں کو صرف دو کام ہی کرنے ہیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا، اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ایک بین الملی زبان ہو جسکے لیے بحمد اللہ عربی موجود ہے - پس چاہیے کہ اسکی توسیع و ترقی، نشر و اشاعت، اور اسمیں نبوغ و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجاے، اور ہر ایسے خطے میں جہاں مسلمان ہوں، ایک ایسی جماعت ہو، جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاہر کرسکے اور اسطرح ہر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر ہو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و راے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر توجہ کیجاے - اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیا جاے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر ہے، اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند ہوگئے تو پھر یورپ کل کا یورپ نہ رہیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلے کیلیے نمبر (۱۹) ملاحظہ ہو

باوجود ریاستہاے بلقان کی کوششوں، یورپین پریس کی زرخرید خاموشی، اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے، کچھہ حصہ اون مظالم کا، جو ریاستہاے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے ہیں، آخر آشکارا ہو ہی گیا :

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہزاروں قیدیوں کے ہاتھہ پاوں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ ہوے، غیر جنگجو لوگوں کی پوری آبادیاں، جنمیں بڈھے، عورتیں بچے، سب شریک تھے، زندہ جلا دی گئیں - ہزاروں عورتیں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظلوم مقدونیا پر نازل ہوا، سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچا ہے، من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اول تو اوسکے تفصیلی حالات اسقدر درد انگیز ہیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی - دوسرے اسکا خوف ہے کہ اوسکے راوی محض واقعات کی صفائی اور بلاکم و کاست ہونیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے، اور وہ خونخوار درندے، جو مقدونیا پر اب قابض ہیں، اون سے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں ہمنے پوری کوشش کی ہے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

ہماری محنت ٹھکانے لگ جاے، اگر وہ واقعات جو ہمنے اس رسالے میں بیان کیے ہیں، اور جو اوس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں، جو ہمارے پاس موجود ہے، اونکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورنمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اوس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسیطرح کم نہیں) باز آئیں، جو اونکا لڑائی کے پیشتر سے وتیرہ رہا ہے - اور ان مظالم کو روکیں، کیونکہ یہ اب تک جاری ہیں - اور اگر یہ نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رہینگے، جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی مٹ نہ جائیگی - ہم سے ہر روز وعدے کیے جاتے ہیں اور اسکا ثبوت ملتا رہتا ہے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق ہیں، اور اونکے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے فریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالیٹکس کے پیچیدہ مسایل سے کہیں آسان تھے، مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا، کیا اسکا کافی ثبوت نہیں ہے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل پنبہ بگوش ہیں ؟ مگر اوسی حد تک جب تک کہ اون واقعات کا تعلق مسلمانوں سے ہے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں، مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر البانیا کے، جہاں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ سے غالب رہی ہے، مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی ہے، جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاہب کے مخلوط ہو جانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلا اکثر مسلمان، سربی یا بلغاری ہیں اور بہت سے وہ لوگ، جو یونانی کہے جاتے ہیں، دراصل البانی، یا ولاخ، (رومانی) ہیں - اور وہ جو بلغاریا کے نقشجات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے ہیں، دراصل یونانی ہیں، جنہوں نے ڈر کے مارے تبدیل مذہب کر دیا - اسیطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیساے یونان قبول کرلیا ہے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملا یہ بتلائی جاتی ہے :

مسلمان	۴۰ - فیصدی
عیسائی	۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق ہے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے ہیں - یعنے کم از کم دس لاکھہ - مگر خواہ اسی حساب سے ہو، مسلمانوں کی تعداد دیگر

شئون عثمانیه

الاتحاد اللغوي الاسلامي

اثر حضرت کاتب قدیر: جلال نوري بک

(۲)

عالم اسلامي پر تفوق یورپ کا راز دو باتوں میں مضمر ھے :

(۱) علوم و معارف میں عالم اسلامي کا تنزل -

(۲) مستعمرات اسلامیه میں اشاعت مدنیة حدیثه اور منع انتشار علوم و معارف کے لیے یورپ کي سعي -

پس اگر عالم اسلامي چاهتا ھے کہ یورپ کے غالب پنجے سے ان حقوق کو واپس لیلے ' جن پر یورپ نے اپني شجاعت و بسالت یا آتشیں و سفید اسلحه سے نہیں ' بلکه اختراعات و اکتشافات ' صنائع و تجارات دھاء و حزم ' اور خدع و دروغ بافي سے قبضه کرلیا ھے ' تو اسکا اولین فرض یہ ھے کہ وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولوله و حوصله ' سعي و کوشش ' اور همت و وقت کو اس ایک مرکز پر جمع کردیں - جب تک یورپ اپنے حوصله و علم سے هماري زمینوں اور اپنے مصنوعات و اختراعات سے هماري جیبوں کو خالي کر رها ھے ' اسوقت تک همارے لیے نہ انقلابات سیاسیه و اضطرابات داخلیه مفید هونگے ' اور نہ موتمرات اصلاحیه و موازنات دولیه - کیونکه هماري موجوده گونه گوں غلامیاں علم کي شاخ سحر کا عمل هیں ' جسکے رد کے لیے بھي اسي شاخ سحر کي ضرورت ھے - پس عالم اسلامي کو یہ نکته اچھي طرح سمجھه لینا چاهیے کہ اگر وہ اس کار زار هستي میں آزادي کے ساتھه زنده رهنا چاهتا ھے ' تو اسکو لازم ھے کہ اس تیغ و سپر سے فوراً مسلح هو جاے ' جو حریت و حیات کے بقاء کے لیے نا گزیر هیں - یہ تیغ و سپر کیا هیں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) یورپ کے لیے خواب خوف آگیں (نائٹ میر) ھے ' جسے دیکھه کے چیخنے والے کي آواز پر نہ صرف ایوان سیاست کے زوده ترس سونے والے ' بلکه بندوں کے مہاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چیخنے لگتے هیں - اسلیے ارباب دانش و سیاست عرصے سے اس کوشش میں هیں کہ جسقدر جلد ممکن هو اسکے جراثیم کو قتل کر ڈالا جاے - یورپ کا خیال ھے کہ ان جراثیم کے توالد و تناسل ' و تضاعف و تزاید کا سبب وحید ' اتحاد اسلامي کا تخیل ھے ' اور اس اتحاد اسلامي کا عروة الوثقی وحدت لغت یعني زبان کا ایک هونا ھے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپني لغة ملیه کو چھوڑ دیا ھے ' اور بغیر قہر و اکراہ کے ' نہ صرف بنظر ضرورت ' بلکه بخیال تفرنج ' و برسبیل مباهات ' فرنگي زبانیں اختیار کرتے جاتے هیں ' وهاں تو ضرورت هي نہیں ' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھي اس رشته اتحاد اسلامي کو اپني انگلیوں میں مضبوط پکڑے هوے هیں ' اور اسوقت تک چھوڑنا نہیں چاهتے ' جب تک کہ گردنیں اپني جگه سے نہ سرک جائیں ' وهاں هر ایسي شرمناک فرنگیانه تدابیر سے اسکے چھڑانے کي کوشش کیجارهي ھے ' کہ انسانیت کي زبان ارباب تدابیر کي تحقیر کے بغیر نہیں رهسکتي - مشرق کا ایک معمولي طالب علم بھي جانتا ھے کہ قریباً هر ملک میں دو زبانیں هوتي هیں : ایک لغة فصحه کہ ایک هي هوتی ھے ' اور خطابت و کتابت اور خوانده طبقه میں عام طور پر استعمال کیجاتي ھے - دوسري دارجه کہ متعدد هوتي هیں ' اور زیاده تر ناخوانده و باشندگان قصبه و ده میں مستعمل هوتي ھے - دارجه کا تعدد و تشتت لغة فصحه کي وحدت پر موثر نہیں هوتا - اهل دارجه خواہ صحبت و معاشرة ' خواہ تعلیم و تربیت سے جب اس قابل هوجاتے هیں کہ زبان فصحه استعمال کرنے لگیں ' تو دارجه کو چھوڑ کے فصحه اختیار کرلیتے هیں - کردي کي زازا ' عثماني کي اذري ' اور بربري کي عربي سے وهي نسبت ھے ' جو فلقي ' باسقي ' اور برو فانسالي کي فرانسیسي سے ھے -

اس توطیه و حیزه کے بعد میں اپنے مقصود کي طرف متوجه هوتا هوں - افریقه کي دارجه بربري ھے - رومیوں کے عهد میں تمام قبائل شمالي افریقه کي یہي زبان تهي ' مگر جب اسلام آیا تو اپنے ساتھه مدنیت اسلامیه کے دیگر اجزاء کي طرح لغت اسلامیه یعني عربي بھي لایا - جسطرح کہ عالم اجسام میں ناموس (تنازع للبقاء) (و بقاء الاصلح) جاري ھے ' اسي طرح عالم السنه میں بھي جاري ھے - بربري اور عربي میں تنازع و تصادم هوا - بربري تاب مقابله نہ لاسکي - اعلی طبقه کو چھوڑ کے جہلا اور عامه میں پناہ گزیں هوگئي نہ وہ همجیت و توحش کي یادگاروں کے لیے ایسي پناہ گاهیں هیں ' جہاں تک مدنیت و ارتقاء کا هاتھه نہیں پہنچتا ' اور اگر پہنچتا بھي ھے تو بہت عرصه کے بعد - غرضکه صرف سر انگشت کتابت و خطابت ' اور اعلی و خوانده طبقه پر عربي نے قبضه کیا ' اور یہ حالت هوگئي کہ تمدن و شایستگي کا ذریعه (کہ زبان اسلوب ' بلکه مخارج تک هیں) عرب کے مخارج کي نقل و محاکات سمجھي جانے لگي ' بعینه اسیطرح ' جسطرح کہ ایک اناطولي دهقاني جب قسطنطنیه میں چند دن رهتا ھے تو اپنا کرخت اور درشت لہجه چھوڑ کے قسطنطنیه کا شیریں و نرم لہجه اختیار کرنے کي کوشش کرتا ھے - یا ایک باشندهٔ نو آبادي پیرس میں چند دن رهتا ھے تو اپنے وحشیانه لہجه کو چھوڑ کے پیرس کے شسته ' شائسته ' اور طرب انگیز ' لہجه کو اختیار کرلیتا ھے - پس گو افریقه کي اصلی زبان بربري تهي ' مگر جب عربي آئي تو اس نے کچھه تو دامن ملت و خلافت سے وابستگي کي وجه سے ' اور زیاده تر اپني جوش آهنگي ' مایه داري ' اور قدرت تعبیر سے بربرہ کے قلمرو ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنیف و تالیف ' مراسله و مکالمه پر مشتمل تها) اپني وسیع شاهنشاهي میں شامل کرلیا - پس اگر فرانس لغت ' جنس ' او ر وطن میں افریقه سے مختلف هونے کے باوجود افریقه کے استعمار کو جائز سمجھتا ھے ' تو کوئي وجه نہیں کہ عربي کے اس استعمار کو " غصب " یا تداخل نا جائز قرار دیا جائے اور افریقه سے اسکے نکالنے کي کوشش کیجائے - حالانکه اهل افریقه سے عربي بنسبت فرانس کے زیاده قریب ھے کہ وہ انکي زبان ملی اور صدیوں سے زبان ادبي ھے - مگر یورپ ' یہ پیکر مصالح پرستي ' یہ مجسمه خود کامي ' یہ مرقع اجماع حریصه

ناموران غزوهٔ بلقان

شهادة بطل الحرية

رحمة الله عليك يا نيازي بك !!

شهيد راه ملة و وطن ، و فقيد الامة

حادثهٔ ملي

ناظرين نسل عثماني کے موجوده مجمع ابطال کے مشهور برگذيده رکن ، اور دستور عثماني کے اولين مجاهد ، يوزباشي (نيازي بک) کو ابهي بهولے نهونگے ، جس کا ذکر صفحات الهلال هي پر نهيں ، بلکه حوادث و واقعات عظيمهٔ عالم کے قراطيس شهرت پر بارها جالب انظار مغرب و مشرق هوچکا هے -

غزوهٔ طرابلس کے زمانے ميں غازي انور بے کے ورود طرابلس کے بعد انکا به تبديل لباس مصر پهنچنا اور پهر افشاء راز کے بعد واپس جانا ، اور پهر انقلاب عثمانيه آخري ميں جانفروشانه عزائم کے ساته شريک هونا ، وه تازه واقعات هيں ، جو کل تک هماري زبانوں پر تهے -



شهيد راه ملة و وطن : رسنه لي نيازي بک

ممالک اسلاميه کي تازه ترين ڈاک سے معلوم هوتا هے که عين اپني بد نصيب ملة کے دور کهولة ، مگر خود اپنے عنفوان جواني کے عالم ميں ، يه فداء ملة ، خود البانيا اعداء ملک و وطن کے هاتهوں حدود البانيا کے اندر شهيد هوگيا ! انا لله و انا اليه راجعون -

در حقيقت يه حادثهٔ فاجعه صرف مملکت عثمانيه کا هي خسران نهيں هے ، بلکه ايک مصيبة ملي هے ، جسکے غم ميں تمام عالم اسلامي کا حصه هے - ناموران و ابطال کا فقدان زنده قوموں کيليے بهي ايک ماتم کبري هوتا هے ، پهر اُس قوم کيليے کيوں نهو ، جو اپنے دور انحطاط و تنزل کے دن گن رهي هو ، جسکے تمام خزانے لت چکے هوں ، جسکے تمام قواء نشو و نما مضمحل هوگئے هوں ، اور جسکا هر آنے والا دن ، بظاهر گذرے هوے دن سے بد تر هو ؟

ايک دولت مند کي اشرفيوں کا صندوق بهي کهو جاے تو اسکے ليے چنداں غم و حسرت کي بات نهيں هوتي ، کيونکه اگر ايک صندوق ضائع جاتا هے تو صدها صندوق خزانے ميں موجود هوتے هيں ، اور انکي دولت و حشمت کي افزايش و ترقي کا سلسله جاري هوتا هے ، لکن اگر ايک فقير در ماندة کو جسکي تمام متاع اسکي پهٹي هوي جيب کے چند کهوٹے سکے هوں ، ايک تانبے کا حقير و ادنی سکه بهي کهو ديتا هے ، تو شدت غم و مايوسي سے اسکا دماغ چکرا جاتا هے ، اور اپني بيکسي و محتاجي پر زار قطار رونا شروع کر ديتا هے - کيونکه دولت مند کيليے اشرفياں بهي کچهه نه تهيں ، پر اس بدبخت کيليے تو ايک کهوٹا سکه بهي کم از تخت قيصر و تاج سکندر نهيں !!

يهي حال قوموں اور ملکوں کا بهي هے - زنده قوموں کا خزانهٔ خصائل و کمالات انسانية طرح طرح کے طلائي سکوں اور قيمتي و نادر لعل و جواهر سے لبريز هوتا هے - اور روز بروز انکي دولت ميں افزايش ، اور انکے خزانے کے حدود ارضي ميں وسعت هوتي رهتي هے - ان ميں هر صنف و فضيلة انساني کے ارباب کمال موجود هوتے هيں ، اور ايک جاتا هے ، تو دس اسکي جگه آ موجود هوتے هيں - پس کاملين و ابطال کا فقدان گو في نفسه درد انگيز هو ، ليکن انکے ليے چنداں موجب خسران و نقصان نهيں هوتا ، ليکن جو قوميں که اپنا دور اقبال کهو ديتي هيں ، اور عروج و ارتقاء کي جگه ادبار و تسفل کے زمانے ميں مبتلا هوتي هيں ، انکي مثال اُسي کنگال فقير کي سي هوتي هے - پس انکو تو اپنا ايک کهوٹا سکه بهي هزار درجه زائد از لعل و گهر محبوب هونا چاهيے - چه جائيکه وه لعل درخشاں ، جو فقير کي گدري هي ميں نهيں ، بلکه بادشاه کے تاج و تخت کيليے بهي زيور هو !!

هم لٹ گئے هيں - همارا خزانه تاراج ادبار هوگيا - اور همارے اُجڑے باغ کے پهولوں سے آج غيروں کے کاشانه و ايوان معطر هو رهے هيں - ايسی حالت ميں هم کو اپني بچي کهچي پونجي کے ايک ايک ذره کا عشق هونا چاهيے ، اور اگر اوروں کو اپنے پهولوں کے لٹنے کا خوف هے ، تو هم کو اپنے کهرے خس و خاشاک کے ضائع هوجانے کا غم هونا چاهيے !!

* * *

جب يه حال هو تو پهر آج هم (نيازي بک) کے فقدان پر جسقدر ماتم کريں کم هے -

هم اشاعت آئنده ميں انکي سوانح عمري شائع کرينگے ، جو انکي خود نوشته سوانح (خواطر نيازي) سے ماخوذ هوگي -

جنگ بلقان کے چهڑتے هي يه ملت پرست غيور مصروف خدمات اسلاميه هوگيا تها - اس نے فوج سے الگ هو کر مجاهدين کي ايک خاص جماعت قائم کي تهي ، اور اپنے دوست و همراز يوسف صبري بک کے ساته مصروف دفاع وطن ، اور جهاد في

قوموں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قوالہ اور اوسکے اس پاس کے تین اضلاع بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ ارن لوگوں کی نسل میں ہیں' جو سنہ ۱۴۹۳ع میں کلیسا اور سلطنت' دونوں کے ہاتھہ سے گھایل' اور مقدس انکویزیشن کے مظالم وتشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھہ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر " یونانی " گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں' اور " بلغاری " مشرق میں' اور " سربی " شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الزمہ نہیں کرنا چاہتے' جو مقدونیا کی بدنظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا' اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طرز عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بدنظمی بہت ضروری تھی' کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بدنظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے' تو یہ لوگ اوسی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تجویز میں ریاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں' جنکا دانت ہمیشہ سے البانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی' مگر اونمیں سے صرف چند ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - " یونانی " اور " بلغاری " بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عداوت رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی منافرت مات ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی چیز سے ان متضاد عناصر میں ایک غیر طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا' مگر اصلاح کے معنے تھے ایک متحدہ اورمطمئن مقدونیا' مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلہ ارمینیا

روسی اخبار باکو نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے :

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کوہ قاف سے زیادہ وسیع زمین حاصل کرسکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں' جن پر وہ قابض ہوا' اتنی بڑی فوجی طاقت رکھے' جتنی نہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے' اور اگر خونیں رستخیز کے بعد چھہ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا' تو دول عظمی کے سامنے وہ بس جوابدہی کا ذمہ دار ہو جائیگا' جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمنیوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے' جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (منارتی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرقیہ سے بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں میرے ہم آہنگ ہیں کہ ارمینیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات سے ممکن ہے' جو (یورپ کی کفالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خوابوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے' جو بعض ارمنی ارباب ہوس دیکھہ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال سیاسی اور ان پر افراط مطالبات کے غاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے تو وہ بےسود حرکتیں کی ہیں' جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

موجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں' یہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطول پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھہ میں رہے - ترکی پر موجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھہ ہی پڑے' مگر اسکو مسئلہ ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے' تو روس یا کوئی طاقت بھی شداللہ جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھہ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو یہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے نہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹا نے کے بدلے اپنی ہی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ کفیل تر و قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور ڈاکٹر ہوادت سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں' موجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ بر سر اختتام تھی' اسلیے شاہ متوفی نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا' جو اب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے -

جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں' یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے' جس سے آج فتحمند نکلے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے بتحقیق یہ معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے' اور نہ صبر و فرصت شناسی کی' لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اسوقت کا انتظار کیا جبکہ وہ اندرونی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو - موجودہ وقت ایسا ہی تھا' اسلیے ہم نے اسکے ساتھہ وہ جنگ شروع کی' جسکا انجام ہماری فتحمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے' مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجاے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہو جائیگا - بلکہ میری راے میں عجب نہیں کہ عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے' وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہماری بہادر فوج پر جوش ہے' اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قوتیں گری ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پرا عتماد ہے' اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھہ ۸۰ ہزار ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین مل جائینگے -

لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکی الملقب بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۰۲ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

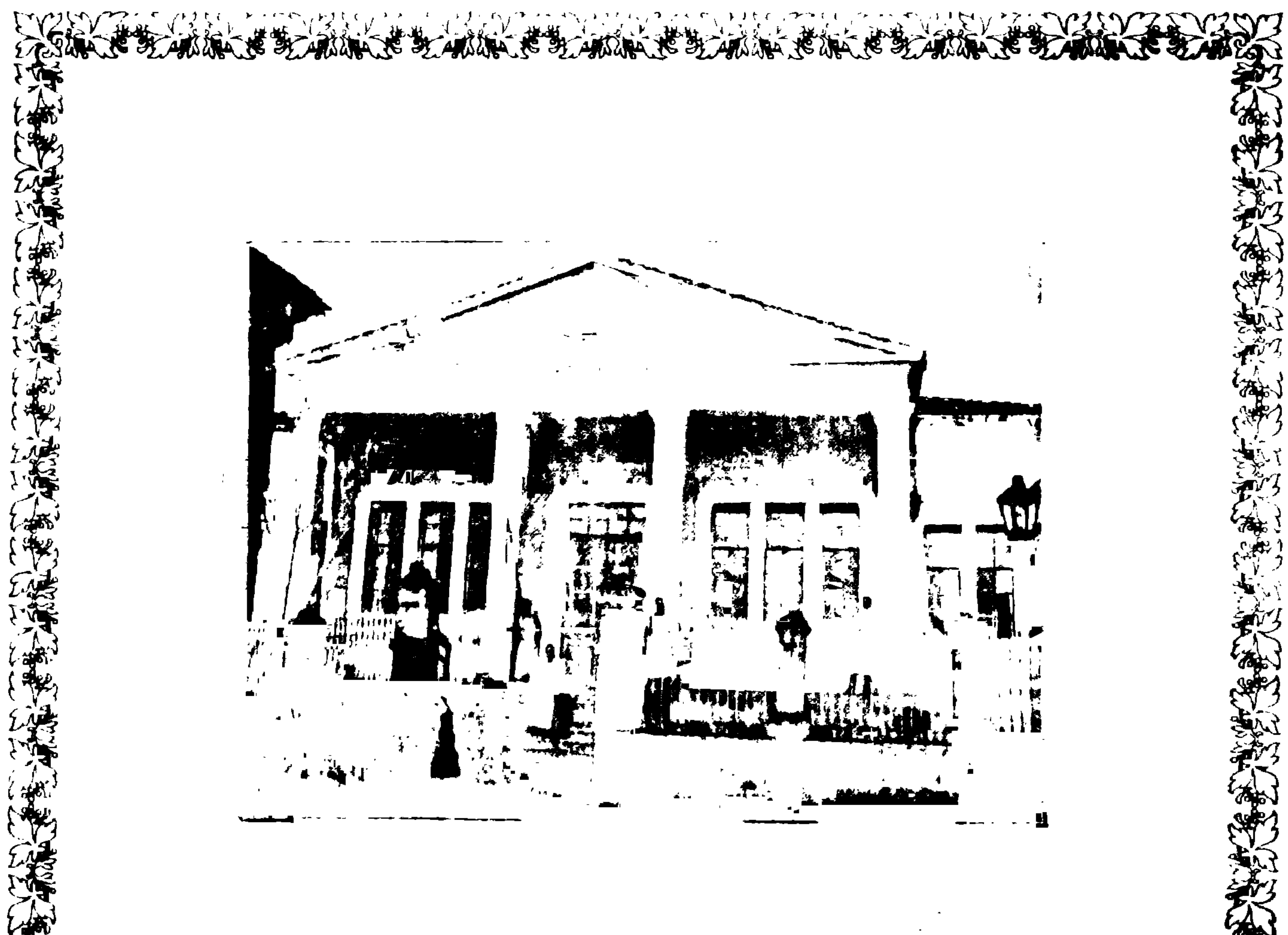
قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.



قیمت فی پرچہ

ساڑھے تین آنہ

سبیل الله تها - آخري زمانے میں اس نے البانیا کے طرف رخ کیا که وهاں کے حالات زیاده نازک اور اعانة طلب تهے - وهاں کئي معرکه هاے شدیده میں شریک کار و رزم رها ' اور اس شجاعت و بسالت سے اپني مختصر جماعت کو لڑایا که یونانیوں کو کئي سخت شکستیں دیں - بالاخر مقام (الونیا) کو فتح کرکے فاتحانه اسمیں داخل هوگیا ' اور یونان کي قوت عاجز آکر مجبور به فرار هوئي -

لیکن خائن ملت او ر وطن فروش البانی ' جنکے افعال اثیمه و ملعونه در حقیقت اس جنگ کے اسباب میں سے شمار کیے جائیں گے ' دشمنوں سے ملے هوے تهے - انهوں نے تمام جنگ کے زمانے میں عثماني افواج کے ساتهه خیانت هي کي - نیازي بک نے یونانیوں کو شکست دي تهي ' لیکن ان گهر کے دشمنوں کو کیا کرتا ؟ یکا یک آستانے میں خبر آئي که البانیوں نے ایک موقعه پر دهوکا دیکر نیازي بک کو قتل کرڈالا هے ' او ر اسکي جماعت گرفتار مصیبت و مهالک هے : فسیعلم الذین ظلموا ' ای منقلب ینقلبون !

فرحم فقیدنا الجلیل العظیم' رحمة راسعة - وانا لله و انا الیه راجعون -

فہرست

زر اعانـــۀ دولت علیۀ اسلامیـــه

(۲۲)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

فهرست چنده موضع نباواله تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور

بقیه فهرست ۱۲۵ - روپیے کي جو سید حسین شاه صاحب کے ذریعه وصول هوئي ' اور جس میں سے ۵۱ - روپیه کي تفصیل ۱۹ نمبر میں شائع هوچکي هے :

	پائي	آنه	روپیه
میاں سلیمان درویش	•	•	۴
میاں احسان	•	•	۱
نظام الدین	•	•	۲
گهونا	•	•	۱
کهیون صاحب	•	•	۱
محمد صاحب	•	•	۱
گهنا صاحب	•	•	۱
سلطان صاحب	•	•	۱
جورنا صاحب	•	•	۱
عنایت صاحب	•	•	۱
پہلو صاحب	•	•	۲
رحمت صاحب	•	•	۱
سمائیل صاحب	•	•	۱
میاں حمید صاحب	•	•	۱
جگا صاحب	•	•	۱
بدهو صاحب	•	•	۱
میاں بهادر صاحب	•	•	۵
جمال الدین صاحب	•	•	۱۵
رمضان صاحب	•	•	۱
فرید صاحب	•	•	۱
دلو صاحب	•	•	۱
میهان و رمضان صاحبان	•	•	۱
حسین صاحب	•	•	۱
غلام رسول صاحب	•	•	۱
نور محمد صاحب	•	•	۱
بندہ صاحب	•	•	۱
حافظ صاحب	•	۱	•
حافظ سجاده صاحب	•	۱	•

	پائي	آنه	روپیه
[illegible]	•	•	۱
نور الدین صاحب	•	۸	•
ملا صاحب	•	•	۱
[illegible] صاحب	•	۸	•
والده عیسی صاحب	•	۱	•
سبحان صاحب	•	۱	•
سید حسین شاه	•	۴	۳۰
اهلیه عبد الله صاحب دفتري مرحوم رقم مهر	•	۳	۳
خدا بخش صاحب	۳	۱	•
محبت علیصاحب	۹	۳	•
مسماة امیرن بي بي بانکي پور	•	•	۴
میر واحد علي صاحب ویٹرنري انسپکٹر پرتابگڈه	•	•	۵
بذریعه محمد عبدالله خانصاحب بزرگان بکرامي ضلع بلند شهر	•	•	۱۰۵
داکٹر خلیل الرحمن صاحب بانکي پور	•	•	۳
جان محمد صاحب کلو - برهما	•	•	۱۶
محمد رواق صاحب سمنج پور	•	•	۵
جان محمد صاحب ٹونجي - برهما	•	•	۳
غلام مرتضی صاحب - شجاع آباد - ملتان	•	•	۵
عبدالکریم صاحب رسولي - دارہ بنکي	•	•	۵
مولانا محمد عالی صاحب مفتي بهوپال	•	•	۲۵
حبیب الرحمن صاحب اسپدال مظفرپور	•	•	۱
معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي	•	•	۱۵
چودهري نجم الحسین صاحب سلهٹ	•	۱	۱۴
احمدالله خانصاحب	•	۴	۶۵
اس - ام - پیارے صاحب - مخدوم پور - گیا	•	•	۱۵

بذریعه جناب خاں صاحب مولوي محبوب عالم صاحب گوجرانوالا
(به تفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
داکٹر عبد العلي صاحب سب اورسیر	۳	•	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۱۵۶
بذریعه محمد یوسف صاحب پنجابي	•	•	۵
بذریعه سید فضل شاه صاحب جهٹ پٹ	•	۱۲	۱۸

(بتفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
سردار میر مٹها خاں بگٹی	•	•	۲
سردار نور محمد خاں بگٹي	•	•	۲
غلام محمد محرر	•	•	۱
معلوم بگٹي	•	•	۱
دبرهان بگٹي	•	•	۱
توجه	•	•	۱
رحم علي	•	۸	•
بهاں	•	۸	•
نواب جاکراني	•	۴	•
نور خان	•	۴	•
اونگ	•	•	۱
میر خاں کهري	•	•	۱
سبزي کهري	•	•	۱
هارب	•	•	۱
محمد	•	•	۱
رمضان	•	•	۱
میرا	•	•	۱
ملا حسین	•	•	۱
چاکر	•	•	۱
امیر خلیفه	•	•	۱۰
فیس مني آرڈر	•	۴	•
کل میزان	•	•	۱۹

[بذریعه جناب ضامن علي صاحب گرداور و به سعي ممبران مسلم کلب اودے پور میزان ۳ - سو - ۴۳ - رو به ایک آنه ۳ - پائي وصول هوچکا هے - فجزاهم الله - تفصیل اینده درج هوگي -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & BLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1913.

فہرست

شـــذرات	
من انصار الی اللہ	۱
اعانۂ مہاجرین	۲
مسئلۂ حج کے مبادی	۳
ہفتۂ جنگ	۴
مقـــالۂ افتتاحیہ	
مسلمانان ہند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی	۵
مقـــالات	
دولت بنی امیہ اور الہلال (۲)	۸
نامورانِ غزوۂ بلقان	
شہادت بطل حریۃ (۲)	۱۳
اعانۂ مہاجرین	۱۵
مراسلات	
تصحیح ضروری	۱۶
مدرسہ بجائے مکتب	۱۶
قانون ازدواج مدرگاس کی تحریک	۱۷
کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی	۱۷
فہرست چندہ زر اعانۂ ہلال احمر	۱۹

تصاویر

نیلی ولی کا شفاخانۂ ہلال احمر	لوح
نیـــازی بے	۱۳
اسعد پاشا	۴

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

در رہ منزل جاناں کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

(۱) جو حضرات بغیر کسی تحریک کے محض اپنے ذاتی جوش اور قلبی ولولے سے اس دعوت کی تبلیغ میں سعی مشکور فرما رہے ہیں ' اور فارموں کو طلب کرتے ' رسائل کی اشاعت کیلیے اپنے تئیں پیش کرتے ' اور والہانہ و بیقرارانہ اس بارے میں خط و کتابت فرما رہے ہیں ' نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں میں انکا تذکرہ کروں ؟ اگر میرا ذاتی کام ہوتا تو انکا شکرگذار ہوتا ' لیکن اس معاملے میں کسی کی سعی کے شکریہ ادا کرنے کا اگر کسی کو حق ہے ' تو صرف اسلام کو ' یا اُس خداے اسلام کو ' جس نے آج مدعیوں کی آزمایش کیلیے اپنے دین محبوب کو اسکی غربت اولی میں چھوڑدیا ہے ' اور زبان آوران خدمت و جاں سپاری کیلیے ایک میدان امتحان کھولدیا ہے کہ کون بڑھتا ہے ' اور کون ہے ' جو خدمت ملت کی اس دولۃ عظمی سے فائز المرام ہوتا ہے ؟

(۲) اسطرح کے بزرگوں کے جوش ایمانی اور ولولۂ ملی کو تائید الہی کے اس سلسلے کا پہلا ظہور یقین کرتا ہوں ' جو الحمد للہ کہ میرے سامنے ہے ' اور جسکی نسبت ایقان کامل اور طمانیۃ واثق کی صدا روز ازل ہی سن چکا ہوں - وہ ' جسکا دست مخفی ہر ظہور صداقت ' اور ہر دعوت حق و ہدایت کے تخم کی آب پاشی کرتا ' اور ہر اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کا ساتھہ دیتا ' اور اسکے اندر سے اپنی

البته افسوس هے که الهلال کے خریداروں کي رفتار ایسے موقع پر جیسي هوني چاهیے تهي ' نهیں هے - اور مجهے معاف رکها جاے ' اگر عرض کروں که یه امر واقعي میرے لیے نهایت درد انگیز هے - زمانه جانتا هے که الهلال نے کبهی اپني اشاعت کي توسیع کیلیے ناظرین پر بار نهیں ڈالا - صرف ایک مرتبه خاتمه جلد اول کے مضمون میں سرسري طور پر اسکي نسبت توجه دلائي تهي ' اور پهر اسکے بعد اُسکا دهرانا تک پسند نهیں کیا ' کیونکه الحمد لله وہ اصول و فن تجارت سے جهل و ناواقفیت کا الزام قبول کرنے کیلیے طیار هے ' مگر اپني ذات کیلیے گدا گري اور دست سوال بڑها نے کا عادي نهیں - اگر یه روش منظور هوتي تو نهیں معلوم آج الهلال کي اشاعت کهاں سے کهاں تک پهنچ جاتي - یه نقص هو یا نادانی ' لیکن اپني طبیعت کے بدلنے پر قادر نهیں هوں -

مگر یه معامله الهلال کے ذاتي نفع و فائده کا نهیں هے' اور جو کچهه اور جیسا کچهه هے' وہ محتاج تشریح نهیں - پهر اگر اسکي جانب بهي اخوان ملت متوجه نهوں اور اسکے لیے سعی نه فرمائیں ' تو انصاف کا طالب هوں که میرا دل کیوں نه زخمي هو' اور میري زباں سے کیوں نه آه نکلے ؟

تاهم شکوہ کسی حال میں نهیں - ابتدا سے الهلال کا اصول عمل یه هے که صرف اپنا فرض ادا کرنا - نتائج پر نه کبهی نظر رهی هے اور نه رهیگی - میري تسکین کیلیے یه یقین بس کرتا هے که جس ذات سے هم سب کا اصل معامله هے ' وہ دلوں کی نگرانی سے غافل نهیں ' اور جو کچهه کر رها هوں ' اسکے پیش نظر هے - و الله یعلم سري و علانیتی ' و علیه توکلت و الیه انیب -

ایک غلط فهمي

آخر میں یه ظاهر کر دینا ضروري هے که جو قیمت اس مد میں الهلال کیلیے آئیگی ' اس سے صرف ۸ آنه - وضع کیا جایگا ' باقی ساڑهے سات روپیے اعانهٔ مهاجرین میں چار یا اس سے زیاده قسطوں میں روانه کر دیے جائیں گے - اسے ترکي تمسکات سے کوئی تعلق نهیں ' اور یه ایک ایسا امر هے جو سب کے سامنے آجایگا -

---

مسئلهٔ حج کے مبادي

یورپ کو حج کعبه میں بڑے بڑے خطرات نظر آتے هیں ' پہلے اس مقدس فریضه کي حکمت و غرض و غایت پر ایک مدت تک اعتراضات هوتے رهے که مسلمان اس سے باز آئیں اور طبیعتیں اس سے پهر جائیں ' یه وار کارگر نکلا اور مدنیت فرنگ کے اکثر شیدائي حج کو ایک فضول کام سمجهنے لگے ' لیکن سواد اعظم هنوز اس کي فرضیت هي کا قائل رها - اس گروہ کے لیے موسیو هانوتو وزیر فرانس نے پندرہ برس هوے یه تجویز پیش کي تهي که پیرس کے عجائب خانه " لوفر " کو خالي کر کے کعبه کي شکل میں تبدیل کر دیا جائے ' اور مکهٔ مبارک سے حجر اسود کو یهاں منتقل کر کے اسي کو مرکز حج بنادیا جائے - مصر کے مفتي اعظم شیخ محمد عبده نے فرانسیسي اخبارروں میں بڑے جوش و قوت سے اس تجویز کي مخالفت کي - آخر یه بات تو دب گئی' مگر فرانسیسي مقبوضات الجزائر و تونس کے مسلمان سفر حج سے روک دیے گئے - هر سال موسم حج میں ایک سرکاري فرمان شائع هوتا هے که حجاز میں وبا و طاعون پهیل گیا هے لهذا حجاج ارادهٔ حج کو ملتوي رکهیں - اس سال مراکش میں بهي اسي حکم کی توسیع مد نظر هے - مسلمانان روس بهی قیام ڈیوما (روسی پارلیمنٹ) سے قبل سفر حج سے ممنوع تهے ' اب آزادي تو مل گئی هے' مگر حکام ایسی شرطیں عائد کرنے کی فکر میں هیں که حجاج عمومیت کے ساتهه اداے فریضهٔ حج کے لیے سفر نه کرسکیں - خوف یه هے که ایام حج میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کا مکهٔ مبارکه میں اجتماع هوتا هے ' کهیں ایسا نهو که آپس کے مبادلهٔ افکار سے اُن میں زندگي کی کوئي مفید روح سرایت کر جاے ' اور پهر یه قوم موت قطعي سے' که یورپ اسي کے تهیه میں هے' بچ نکلے - حال میں حجاج هند کیلیے بعض نئے انتظامات گورنمنٹ هند کے پیش نظر هیں' اس نے عام مسلمانوں کے اندر بدگماني پیدا کردي هے که یه بهي مسئله حج کیلیے ایک بندش هے -

جدید بندش

موجوده واقعات یه هیں که انگریزوں کي ایک جهاز راں کمپني (مسرس ٹرنر ماریسن - اینڈ کو) نے ایرانیوں کي بمبئي پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپني کے جهاز' جو گویا حجاج کے لیے مخصوص هیں ' خرید لیے هیں - اس خریداري نے دامان هوس پهیلادیے اور کمپني نے گورنمنٹ بمبئي سے درخواست کي که مسافران حجاز کا اُس کو ٹهیکه ملجاے ' اور جو ایک دو مسلمانوں کے جهاز حاجیوں کو عرب لے جاتے اور وهاں سے واپس لے اتے هیں وہ بهي اس نفع سے محروم هو جائیں - اس تحریک خواستگاري میں کرایه واپسي کی شرح سب سے زیاده عجیب تهي - جولائي میں رجب و شعبان کے دن هوتے هیں ' ان دنوں میں خاص حج کي غرض سے کوئي کیوں سفر کرنے لگا ؟ حج کا سفر تو عید کے بعد یعني وسط ستمبر سے شروع هوتا هے ' اور کچهه لوگ ایسے بهي هوتے هیں جن کي طیاریاں اوائل ذي قعده یعني آغاز اکتوبر میں پوري هوتي هیں- کمپني کي فیلسوفي تماشا طلب هے که ' جولائي میں جانے والوں کا کرایه جهاز بمبئي سے جده تک کے لیے سو روپے' ۲۶ - اگست تک کے لیے ۱۲۰ ' ۲۷ - اگست سے ۲۵ - ستمبر تک کے لیے - ۱۴۰ ' ۲۶ - ستمبر سے ۱۰ - اکتوبر تک کے لیے ۱۶۰ - روپے کي شرح مقرر

[بقیه مضمون صفحه ۸]

نتایج هیں جو " زپلین " و " مارکونی " و " بیکر " و " ڈکسن " کي صورتوں میں نمایاں هوکر زمانه کو مجبور کردیتے هیں که هر ایک قسم کي علمي و عملي ترقي میں یورپ کے قدموں پر سر جهکادے - لیکن کیا هندوستان میں بهي کوئي ایسا انتظام هے' یا گورنمنٹ کي مهرباني سے هوسکتا هے که هندوستانیوں کے قواے عقلیه آراسته و مهذب بن جائیں ؟ طومار درس میں اعمال ادرا اکیه کے لیے بهي کوئي گنجایش نکلے ؟ قومي زبان' قومي لٹریچر ' اور قوم کي تاریخ سے بناے قومیت استوار هوسکے ؟

(۵)

اسلام نے مسلمانوں کو همیشه ظاهر فریبیوں سے بچنے کی هدایت کي هے ' جس قوم پر هر جانب سے افلاس محیط هو' جسے تعلیم کے نا کام نتایج دیکهتے دیکهتے ایک زمانه گذر گیا هو ' جس کے لیے عموما اُن مقدمات و مبادي کو محمود بتایا گیا هو جن سے اُس کي بے خبري میں اضافه' اور تنزل میں ترقي هوتي هو' ایسي قوم کا علاج سطحي و سرسري دواؤں سے ممکن نهیں - گورنمنٹ کے حسن التفات کا بے شبهه قوم کو شکر گذار هونا چاهیے ' لیکن اگر یه تعلیمي منشور انهیں حالتوں مین نافذ العمل هوگیا اور اصلي و اساسي دقتیں بدستور برقرار رهیں تو مسلمانوں کو صاف کهدینا چاهیے که یه نام نهاد اجزاے اصلاح اُن کے درد کي دوا نهیں هیں - ان سے کسي دوسري جماعت کو خوش کرنے میں مدد لیني چاهیے :

ما بهمامے که ز جم ماند ' قناعت کردیم
به سکندر بدهید انچه ز دارا مانده

صداء الہي سناتا اور بلند کرتا ہے ' آج بھي اپني نصرت غيبي کے معجزات دکھلانے پر ويسا ھي قادر ہے ' جيسا کہ ھميشہ سے رہا ہے ' اور ھميشہ رھيگا - پس ضرور ہے کہ اسکي قدرت و حکمت کے مخفي خوارق و عجائب ظاھر ھوں ' اور يقيني ہے کہ اسکا ساتھہ دينے والے اسکي معيت کي فتح يابياں اور کامرانياں بہت جلد اپنے سامنے ديکھليں : اللہ ولي الذين امنوا ' يخرجھم من الظلمات الی النور ' والذين کفروا ' اوليٰء ھم الطاغوت يخرجونھم من النور الی الظلمات ' اولٰئک اصحاب النار ' ھم فيھا خالدون (۲ : ۲۵۷)

(۳) جن صاحبان ايقان ' اور جان نثاران اسلام نے محض ايک مبہم و مجمل صداء دعوت سنکر ' اپنا نام بلا تامل بھيجديا ' اور اُن تمام خطرات و وساوس سے مرعوب نہ ھوے ' جو ايسے موقعہ پر قدرتي طور پر نفس انساني ميں پيدا ھوتے ھيں ' انھوں نے في الحقيقت راہ جاں سپاري و فدويت کا پہلا امتحان ديديا ' اور اس طريق دعوت ميں في الحقيقت ايک بہت بڑي حکمت يہي پوشيدہ تھي - اس سے يہي مقصود تھا کہ سچي پياس رکھنے والے ' اور جھوٹے مدعيان تشنگي ميں تميز ھوجاے - جنکو سچي پياس ھوگي ' وہ پاني کا نام سنتے ھي دوڑيں گے ' اور پياس کي شدت انھيں اسکا موقع ھي نہ ديگي کہ عاقبت بينيوں اور مصلحت انديشيوں ميں مبتلا ھوں -

پس جن بزرگوں نے بلا تامل قدم بڑھايا ' وہ الحمد للہ کہ پہلي منزل امتحان سے کامياب گذرگئے ' اور بعد کي آنے والي منازل سے گذرنے کا اپنے تئيں مستحق ثابت کر ديا - انکے جوش کي مثال مقدس ' اور انکي سبقت و پيش قدمي کي عظمت قابل احترام ہے - ليکن جو متامل ھوے اور جنکے ولولہ قلبي نے خطرات نفساني سے شکست کھالي ' انھوں نے سبقت و آزمايش کي بہترين فرصت کھودي - تائيد الہي عنقريب اس دعوت کو ايک عظيم الشان جماعۃ کي صورت ميں ظاھر کرنے والي ہے ' ليکن جبکہ اغراض و مقاصد کي اشاعت ھوجائيگي ' تو پھر ياد رہے کہ اسکي طرف سبھي بڑھيں گے ' ليکن انکا اجر اُن لوگوں کا سا تو نہيں ھوسکتا ' جنھوں نے خطرات و خدشات کے ھجوم ميں اُسکا ساتھہ ديا ہے - اور يہ ايک بہت بڑي معني توفيق الہي ہے ' جس کو ملنے والي ہے ' اب بھی مل رھيگی ' اور جس کو محروم رھنا ہے ' محروم رھيگا : و ذالک فضل اللہ يوتيہ من يشاء ' و اللہ ذو الفضل العظيم -

(۴) رسالہ اغراض و مقاصد زير طبع ہے - انشاء اللہ ۱۵ - جون سے اسکي روانگي شروع ھوجائيگي - مضمون بہت بڑھگيا ہے ' اسليے چھپنے ميں زيادہ وقت صرف ھو رہا ہے - و ما توفيقي الا باللہ ' عليہ توکلت و اليہ انيب -

اعانۂ مہاجرين عثمانيہ

کسيکہ محرم باد صباست مي داند
کہ باوجود خزاں بوے ياسمن باقيست

الحمد للہ کہ اعانت مہاجرين عثمانيہ کيليے الہلال کي صداے الغياث بيکار نہ گئي ' اور اللہ تعالی کے فضل و کرم ميں سے سب سے بڑا احسان کسي بندے پر يہ ہے کہ وہ اسکي آواز ميں اثر ' اور اسکي آہ ميں درد بخشدے -

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ ؟
دو اشک بھي بہت ھيں اگر کچھہ اثر کريں !

اگرچہ عاجز نے اعانت کيليے صرف ضمناً اشارہ کيا تھا ' اور جو کچھہ اپني بساط ميں اس موقعہ کيليے تھا ' صرف اسی کے پيش کرديني پر قناعت کرلي تھي ' ليکن عام طور پر معاونين کرام اور احباب و مخلصين نے جس طرح اسپر توجہ گرامی مبذول فرمائی ' اور جس جوش و خروش سے امادہ اعانت ھوگئے ' سچ يہ ہے کہ وہ ميري توقع سے بہت زيادہ ہے - ميں ديکھہ رہا تھا کہ دو سال سے اعانت مجروحين طرابلس و بلقان کيليے چندوں کا سلسلہ برابر جاري رہا اور ابتک جاري ہے - پس مجھکو خوف تھا کہ شايد لوگ اب کسی نئی تحريک کے سنے کيليے طيار نہوں ' اور چندوں کی صداؤں سے اُکتا گئے ھوں - اسليے بہتر نظر آيا کہ بجاے عام تحريک و صداء اعانت طلب کے ' خود اپنے اختيار ميں جو کچھہ ہے ' اسی کيليے کوشش کروں ' اور ناظرين کو اس بارے ميں کوئی زحمت تازہ نہ دوں - گو اُس زحمت کو اپنے عقيدے ميں حيات دنيوي کی ھزار نعمتوں سے بہتر سمجھتا ھوں -

پھر يہ خيال بھی ھوا کہ جس دعوت کا سب سے پہلے خود اپنے نفس کو مخاطب نہيں بنا سکتے ' ھميں کيا حق ہے کہ اسکے تخاطب کا دوسروں پر بار ڈاليں ؟ اسکے ليے کونسی دليل بتلائی جا سکتی ہے کہ کسی کام کيليے مسلمانوں کو مال و دولت لٹانے کی تعليم دي جاے ' اور خود باوجود ادعاء اسلام ' اپنے تئيں مستثنی کرليا جاے ؟ يا ايھا الذين آمنو ! لم تقولون ما لا تفعلون ؟ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون -

يہ ضرور ہے کہ پريس کي موجودہ مالي حالت ' اور نقصان جاري و قائم کے لحاظ سے چار ھزار پرچوں کا ايک سال تک مفت جاري کرنا ايک ايسا امر ہے ' جو اگر کوئي بڑي جرأت نہ سمجھي جاے ' تو کم از کم ايک ايسا ارادہ تو ضرور ہے ' جسکي تعميل مشکلات سے خالي نہيں - تاھم اپني نظر ميں يہ کوئي ايسي بڑي بات نہيں ہے ' جس پر لوگوں کو توجہ دلائي جاے - اداء فرض اسلامي کي ايک حقير و ادنی ترين کوشش ہے ' اور جس قدير و مقتدر نے اسکا ارادہ دل ميں ڈالديا ہے ' وھي اسکي تکميل کا سامان ' اور اسکے تحمل کي طاقت بھي بخشديگا ' : و من يتوکل علی اللہ فھو حسبہ -

اس بارے ميں بعض ارباب ھمت کو اللہ تعالی نے جيسي کچھہ توفيق بخشي ہے ' ميں چاھتاھوں کہ اسکا اعلان ھوتا رہے - اور اسي ليے آجکي اشاعت ميں (اعانۂ مہاجرين) کے عنوان سے بعض خطوط کا اقتباس شائع کيا جاتا ہے ' اور آئندہ بھي شائع ھوتا رہے گا - ان ميں بعض خطوط ايسے ھيں ' جن ميں ظاھر کيا گيا ہے کہ وہ الہلال کي اپيل کو پڑھکر اشکبار ھوگئے ' ليکن ميں اپني وہ آنکھيں انھيں کيونکر دکھلاؤں ' جو انکے خطوط کے پڑھتے وقت انسے کم اشکبار نہ تھيں ؟ اللہ اللہ ! اس دور تنزل و غفلت ' اس ھجوم نا اميدي و مايوسي ' اس حصار نامرادي و ناکامي ميں ايسے نفوس قدسيہ ابھي موجود ھيں ' جو اپنے برادران ديني کے مصائب کا افسانہ سنکر اپني خواتين کا اسباب آرايش ' اور اپني زندگي کي آخري پونجي تک ديديني پر طيار ھيں ! اور اب بھي ممکن ہے کہ تاريخ اسلام کي گذشتہ روايتيں دلوں اور دماغوں کي صورت ميں مجسم ھوکر اسلام کے ابتدائی انصار و خدام کے کارنامہ ھاے مقدس و عظيم کو زندہ کرديں !! اگر ايسا ھي ہے ' تو ابھي نا اميدي و قنوط کا آخري وقت نہيں آيا ' اور گو چولھا شعلوں کي بھڑک سے محروم ہے ' مگر چنگاريوں کي حرارت مفقود نہيں :

کسيکہ محرم راز صباست ' مي داند
کہ با وجود خزاں بوے ياسمن باقيست

الهلال

٢٨ - جمادى الثــانيه ١٣٣١ هجرى

خم گو سر خود گیر که خم خانه خراب است

مسلمانان هند اور گورنمنت كي تعليمي حكمت عملي

وما انخفضوا كم يــرفعوكم٬ و انما
رأوا خفضكم طول الحياة اهم رفعا

والــذين كفـــروا اعمالهـــم كســراب بقيعـــة يحسبـــه الظمـــآن مـــاء٬ حتـــى إذا جـــاءه٬ لـــم يجـــده شيئـــا٬ و وجـــد اللـــه عنـــده فوفـــاه حســـابه٬ و اللـــه سريـــع الحســـاب (٢٤ : ٣٩)

جو لوگ منکر هیں٬ اُن کے کام ایسے هیں جیسے بیابان میدان میں ریت٬ که پیاسا اس کو دور سے پانی سمجھتا دوڑتا هے٬ مگر جب اس کے پاس آیا تو کچھه بھي نه پایا٬ بلکه الله کو اپنے قریب پایا جس نے اُس کا حساب چکا دیا٬ اور الله جلدي حساب کر دینے والا هے -

" تعليم صحيح ایک ایسے درخت کے مشابه هے جو کسي نهر کے کنارے اپني شادابي وسطبري و سرسبزي کي بهار دکها رها هو - یه درخت کس چیز سے پیدا هوا هے ؟ ایک ننهے اور حقیر سے بیج سے اس کو درخت بنایا هے٬ جو درخت کے تمام اعمال و خواص پر حاوي هے٬ اور جو اس وقت خاک میں چهپا هوا هے - انسان بهي اسي درخت کے مشابه هے - بچوں میں دیکهو٬ وهي تمام قوتیں مخفي و مستور هیں٬ جو اس کي زندگي میں نمایاں هوتي هیں - انسان کي تهذیب صرف ادبي و اخلاقي حالت کا نتیجه هے - اور کچهه نهیں "

(هنري بستالوتسي)

هندوستان کي تعلیمي رفتار کے دماغي قوی پر جو ناگوار اثر ڈالے هیں٬ طبیعتیں جس طرح کند هوگئي هیں٬ اُبھرنے والي فطري طاقتوں پر جو گراں بار دباؤ پڑا هے٬ قواے ذهنیه کي پامالي میں جیسي دست درازیاں اس نے کي هیں٬ اُس کي خارجي نظیر اگر کوئي هو سکتي هے٬ تو " رابرٹ جسکرد " اور اُس کے بهائي " راجــر " کي وه حکمت عملي٬ جس کے زور سے ایک طرف تو سنــه ١٠٧١ ع میں جنوبي اطالیه کي عربي سلطنت پامال کرکے اسلامي دنیا سے عربوں کے تعلقات همیشه کے لیے منقطع کردیے گئے٬ اور دوسري طرف اس خیال سے که ملک کي تمدني و صناعي و علمي اهمیت کے اجزاے عظمی اُن دنوں صرف عرب تهے٬ اُن کو یه امتیازي رعایتیں بهي دي گئیں که مسیحي گورنمنت کي نگراني میں اُن کي تعلیمگاهیں برقرار رهیں٬ جن میں ان کي اولاد کو ایسي تعلیم٬ جو منشاے حکومت کے مطابق هو٬ سرکاري خرچ پر دي جاے۔ اُس وقت تو ان مراعات کي قدر و قیمت کا عام اعتراف هوا تها لیکن حکومت نے جو مخفي بندشیں ان کے ساتهه وابسته کر رکهي تهیں٬ قومي ترقي کے لیے وه اس قدر مهلک ثابت هوئیں٬ که قومیت میں روز بروز اضمحلال آتا گیا اور آخر یه حالت هوگئي که تهوڑے هي زمانے میں عرب یا تو بالکل هي فنا هوگئے یا کچهه رهے بهي تو نصرانیت کي تهذیب نے اُن کو اپنے اندر مدغم کر لیا !

همارے ملک میں اصلاح تعلیم کا خیال تو گورنمنٹ کو اب هوا هے اور خاصةً مسلمانوں کے متعلق ابهی ٢٠ مئي سنه ١٩١٣ع کو تعلیمي سرکلر شائع کیا گیا هے٬ لیکن یورپ میں اس کي ابتدا اُنیسویں صدي کے سر آغاز سے درش بدرش هے - هنري بستالوتسي متوفي سنه ١٨٢٦ ع (جس کے الفاظ اس مضمون کے طغراے عنوان هیں) تهذیب نظام درس کے عوامل معرکه میں پهلا شخص تها - وه ایک مقام پر لکهتا هے :

" آجکل تعلیم کے جو طریقے رائج هیں اُن کے اتباع نے یورپ کو بڑي سخت غلطي میں مبتلا کر رکها هے - غلطي هي نهیں وه آپ اپنے سامان هلاکت میں هے - ایک طرف تو وه اعلی درجه کے علوم و فنون و صنایع میں ترقي کے فلک العرش پر پهونچ گیا هے٬ اور دوسري جانب تعلیم طبیعي کي وه بنیاد هي کهو بیٹها هے جس کا مدعا یه هے که سب کو ایک تعلیم دیني چاهیے٬ اور سب کي تعلیم اُن کے ذوق طبعي کے موافق هوني چاهیے - مجهے معلوم نهیں که یورپ کي طرح دنیا کا اولي اور حصه ترفع کے اس درجه تک بلند٬ اور پهر هبوط کے ایسے قعر میں گر گیا هو - همارے بر اعظم کي یه حالت اُس مجسمه کے مشابه هے جس کي تصویر پیغمبروں نے کهینچي تهي که اُس کا سر تو سونے کا هے مگر پاؤں (جس پر یه سر قائم هے) ٹهیکري کے بنے هیں ! یورپ نے اپنے ان تعلیمات کے ذریعه سے قوم کو محبت و الفت و دانائي و حکمت و مخزکات و جذبات کے لباس سے برهنه کرکے اُس کے دماغ میں اُنس پسندي سے وحشت٬ ایمان سے تنفر٬ اور توهمات و خرافات سے دلچسپي پیدا کر رهي هے- اس خلل کا سد باب میري راے میں یه هے که سطحي تعلیم کو ترک کرکے عقلي و ذهني تعلیم کو ترقي دي جاے٬ اور حقیقي معرفت کے مصدر و منبع کي جانب رجوع هو "-

یه وه الفاظ هیں٬ جو یورپ کي تعلیمي حالت کے متعلق کهے گئے تهے٬ جس کي علمي ترقي اُس زمانه میں بهي مسلم تهي٬ مگر صد حیف هے هندوستان پر٬ جو اس طویل و عریض انگریزي عهد حکومت میں علم کے صحیح مفهوم تک سے آشنا هونے نه پایا ! !

حال میں تعلیم کي نسبت جو سرکاري سرکلر شائع هوا هے٬ اس نے مسئله تعلیم و اصلاح کو از سر نو چهیڑ دیا هے -

مسلمانوں کي قومیت کے آجکل جو مخصوص ترکیبي عناصر هیں٬ اُن سب میں شکر گزاري و ممنونیت کا عنصر هر ایک پر غالب هے٬ اور یهي وجه هے که سرکلر میں گورنمنٹ کي جانب سے جس سلسلهٔ احسان کا اعلان هوا هے٬ اُس کي منت پذیري کے جذبات سے تمام قوم کے سینے لبریز هو رهے هیں - یه احساس واقع میں قابل تعریف هے اور بهبود عامه کي ذیل میں حکومت کا جو قدم آگے بڑهے٬ رعایا کا فرض هے که اسکا خیر مقدم بجا لاے٬ اور اُس کي قرار واقعي عزت کرے٬ لیکن جب اس کي اشاعت سے خود گورنمنٹ کا مدعا یه هے که نفاذ احکام سے پیشتر استشاره و استصواب کرکے مسئله کو منقح کرالیا جاے٬ تو کوئي وجه نهیں که اس باب میں آزادي سے بحث نه هو٬ اور عام راے کو اصلي معنوں میں آشکارا نه کیا جاے ؟

كي- گورنمنٹ بمبئي نے یه درخواست گورنمنٹ هند کے پاس بھیج دی' جس نے تمام مقامي گورنمنٹوں سے اس باب میں راے طلب کی' بعد میں گورنمنٹ بمبئي کا سفارشنامه بھي موصول ھوا که یه درخواست ھر طرح سے منظوري کے قابل ھے- ۱۶- مئي سنه ۱۹۱۳ع کو گورنمنٹ هند نے ھر ایک صوبه کي حکومت کو اس سفارش کی بھي اطلاع دي' اُن سے راے پوچھي اور اس باب میں عام اسلامي راے سے واقف ھونے کي ضرورت ظاھر کي - اسٹیٹسمین نے یه واقعات ۲۴ - مئي کي اشاعت میں درج کیے تھے' لیکن دوسرے ھي دن ۲۵- مئي کے پرچه میں صاف تصریح کردي که گورنمنٹ بمبئي کي سفارش گورنمنٹ هند نے منظور کرلي ھے -

ما که باشیم که اندیشهٔ ما نیز کنند ؟

اسٹیٹسمین کی صاف بیانی سے یه حقیقت واضح ھوگئی که گورنمنٹ کی جانب سے اس تجویز کی منظوري کا با قاعده اعلان ھنوز نہوا' نسہی' مگر گوشهٔ چشم اسی جانب ھے' اور اھل حل و عقد کے میل خاطر کي حمایت اس کو حاصل ھو چکی ھے- یه سچ ھے که منظوري کی صورت میں مسلمانوں پر سخت ظلم ھوگا' بے شمار تکلیفیں برداشت کرنی ھونگی' بہت زیادہ کرایهٔ جہاز دینا پڑیگا' یه بھی درست ھے که مشرقی طبیعتیں اس نشر معدلت کی حقیقت سمجھنے سے بالکل ھی قاصر ھیں که ایک دن استشاره کے لیے ایک اسکیم شائع کی جاتی ھے' اور پھر دوسرے ھی دن بغیر اس کے که کسی ایک صوبه کی عام راے بھی دریافت ھونے پائے' اسکیم کا تصفیه بھی ھوجاتا ھے - گورنمنٹ اپنے سرکاري کاموں کو اجاره پر دینے کے لیے ٹوئنڈر طلب کرتی ھے که جو شخص یا کمپنی کم نرخ پر کام کرنے کیلیے آماده ھو' اسی کو یه کام تفویض کیا جاے' مگر کرایهٔ جہاز کے مسئله میں ٹنڈر کا نام بھی نہیں لیا جاتا' اور خود بخود صرف ایک درخواست پر فیصله کر دیا جاتا ھے - هندؤں اور عیسائیوں کے مذھبی تہواروں کے موقع پر ریٹرن ٹکٹ لینے والوں کو ایک طرف کے کرایه میں دونوں طرف کا ٹکٹ مل جاتا ھے' اور واپسی کے لیے ایک خاص مدت معین ھوتی ھے' لیکن بے زبان و غریب حجی اس عام رعایت سے بھی محروم رکھے جاتے ھیں !!

ان حالات کے ھوتے ھوے کون کہسکتا ھے که جب تک هندوستان میں هندوستانیوں کو حکومت میں شریک ھونے کا موقع نه ملیگا

اور صاف گورنمنٹ اپنی اصلی صورت میں حاصل نہوگی' اس وقت تک کبھی بھی هندوستان کی ضرورتوں پر لحاظ ممکن ھے ؟ اور کیا صرف قانون کی نمایشی مجلسوں سے ملک اپنے فوائد و مصالح کی حفاظت میں کبھی کامیاب ھوسکتا ھے ؟

هفتهٔ جنگ

۲۷ مئي کي صبح کو سر ایڈورڈ گرے وکلاء بلقان سے علحده علحده ملے' اور یه اطلاع دي که صلح نامه میں مباحثه کي مزید گنجایش نہیں' جیسا اسوقت ھے' اسي پر دستخط ھونا چاھیے - اسکے جواب میں بلغاري وکیل نے دستخط کے لیے مستعدي ظاھر کی -

سروي اور یوناني وکلاء نے جواب دیا که چونکه درل کا لہجه بالکل غیر مترقبه ھے 'اسلیے ھم کو اپني اپني حکومتوں سے مزید تعلیمات ضروري حاصل کرنا چاھییں -

لہجه کي استقامت وکلاء و نیز جمہور (پبلک) دونوں کے لیے حیرت انگیز ھے -

۲۸ - کے تار میں بیان کیا گیا ھے که سرویا اور یونان کو یقین دلایا گیا ھے که یورپین مجلس میں جب تفصیلات زیر امتحان آئینگي تو انکو اپنے مصالح کي مدافعت کے لیے شریک کیا جائیگا -

۲۹ - مئي کي دوپہر کو سر ایڈورڈ گرے نے تمام وکلاء کو اطلاع دیدي که کل عہد نامه پر ضرور دستخط ھو جانے چاھییں - شام کو ایک با قاعده دعوت نامه تمام وکلا کے پاس بھیجا گیا - جسمیں یه فرمایش کي گئی تھی که کل سینٹ جیمس میں ۱۲ - بجے عہد نامه پر دستخط کے لیے سب جمع ھوں -

حسب دعوت سب لوگ سینٹ جیمس میں جمع ھوے - سر ایڈورڈ گرے نے ایک تقریر کی جسمیں صلح پر شاہ جارج کي تہنیت و نشفي کا اظہار کیا' اور کہا که " اس احساس میں تمام دول شریک ھیں' جو کہ اب تک نا طرفدار رھیں (!) مگر انکي یه خواھش تھي که بغرض اطمینان یورپ میں پھر امن واپس آ جائے "

اصل صلحنامه کے دستخط میں تو صرف چند منٹ لگے' مگر چند اور ضمیموں اور مسودوں پر بحث میں آدھه گھنٹه صرف ھوگیا -

اطالی ایران نیابت میں اس دفعه پر تہنیت آمیز تقریریں کي گئیں' اور یه تجویز کیا گیا که سر ایڈورڈ گرے کي خدمت انکي ان تھک محنت پر مبارکباد کا تار بھیجا جاے -



اسعد پاشا :

جس نے البانیا کي فرمان روائی کا اعلان کیا اور جسکا وجود ابتک ایک طلسم ابہام ھے

چکے ہوں۔ ہندوستان کے لیے پرائمری ایجوکیشن کا لزوم مسلم نہیں ہے' جس کے ذریعہ سے انشا و لغت و ادبیات کی ابتدائی معلومات میں بھی کامیابی نہوتی ہو' جس کا خاص نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ فطرت انسانی کی مخفی طاقتیں کسی حالت میں بھی ظہور پذیر نہو سکیں' جس کے انداز درس میں نقد و اختبار و ترسیع معارف کی گنجایش ہی نہ رکھی گئی ہو' جہاں درس دینے والے اپنے فیشن کے لحاظ سے بہترین نمونۂ تہذیب' اور اپنے کیرکٹر کی بنا پر بد ترین تمثال بربریت و وحشیت نظر آئیں' جو اساتذہ کو تلامذہ کے ساتھہ ذلت آفریں خشونت کا برتاؤ سکھاتی ہو' جو ایک عجیب و غریب معنی میں اصول مساوات کی اس شدت سے پابند ہو کہ طلبہ کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں خواہ کیسی ہی مختلف ہوں' اور ہر ایک کے ذوق طبیعت میں چاہے کتنا ہی تباین محسوس ہوتا ہو' مگر سارے گلے کو ایک ہی لاٹھی سے ہنکایا جاے' اور تمام طبقات مختلفہ کو ایک ہی قسم کی بے نمک تعلیم دی جاے' ایسی تعلیم اور اس تعلیم کا اصلاحی منشور (سرکلر)' اگر کسی قوم کی کامیاب زندگی میں معاون ہو سکتا ہے' تو ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ قدرت نے نتایج میں غلطی کی' ورنہ محکوم مسلمانان سسلی کے لیے وہاں کی مسیحی گورنمنٹ کو فرمان مراعات کو اصل میں آیۂ رحمت ثابت ہونا چاہیے تھا ! !

(۳)

یورپ میں طرز تعلیم کے کیا اصول ہیں ؟ اس کا معیار حقیقت یوں قائم کیا گیا ہے :

(۱) طرز تعلیم میں اصلی چیز نقد و نظر ہے -

(۲) ہر ایک شاخ میں درس کی ابتدا سادہ و سرسری اصول سے کرکے دقیق مسائل تک اس کو بہ تدریج پہونچانا چاہیے -

(۳) مسئلہ جب تک منتہی ہوکر متعلم کے ذہن نشین نہو جاے معلم کو آگے نہ بڑھنا چاہیے -

(۴) طرز تعلیم کو صرف عقل کے ترقی دینے والے مسائل کے دائرہ میں محدود رہنا چاہیے - مباحث علمیہ کے دوران میں دماغوں پر غیر علمی تسلط بٹھانا' یا علمی اصول میں مذہبی تحقیق کو خلط و ملط کردینا' دماغ کے لیے ایک تشویش آفریں چیز ہے -

(۵) تلامذہ کی شخصیت قابل احترام ہے -

(۶) تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ انسان میں جو قوتیں مخفی ہیں' وہ آشکارا ہوجائیں - یہ نتیجہ نہونا چاہیے کہ دل میں نئی قوتیں ڈال دی جائیں -

(۷) قوت کو معلومات' اور ذکاوت کو تعلیم سے آمیزش دینی چاہیے -

(۸) معلمین و متعلمین کے مابین جو بزرگانہ تعلقات ہوں اُن کی عمارت اُس داغ بیل پر تعمیر ہونی چاہیے' جس کی بنیاد دراصل تعلیم رسالت نے ڈالی تھی کہ " لیکبر کبیرکم و لیرحم صغیرکم " (تم میں جو بڑے ہوں اُن کی بزرگ داشت کی جاے' اور جو چھوٹے ہوں اُن کے ساتھہ مرحمت و مہربانی کا برتاؤ ہو)

(۹) طرز تعلیم کی خاص غرض تہذیب نفس سمجھنا چاہیے -

سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نظارۂ معارف (سررشتۂ تعلیم) میں کیا اسی طرز پر تعلیم دی جاتی ہے ؟ اور کیا موجودہ اصلاحی منشور اس دل آویز و خوشگوار توقع کی ضمانت ہوسکتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اب انہیں اصول پر تعلیم دیجا یا کریگی ؟ سرکلر میں جب ان توقعات کی تکمیل کا نام و نشان ہی نہیں ہے' جب طرز تعلیم میں نقد و نظر سے علاقہ ہی نہیں رکھا گیا' جہاں مسائل کے افہام و تفہیم کے لیے کوئی اسلوب تدریج ہی نہو' مباحث درسی کو طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر درسگاہ کی حاضری پوری ہوجاے' مدرسین کا صرف یہ فرض ہو کہ مقدار مقررہ تک کے لیے اپنے روزانہ لکچروں کا وظیفہ پورا کردیا کریں' عقلی ترقی کے محرکات سے علاقہ نہو' تلامذہ کی شخصیت کا احترام غیر ضروری سمجھا جاے' کوشش کی جاتی ہو کہ اس طرز تعلیم سے متعلمین کی بہترین مخفی قوتیں مخفی تر ہوجائیں' اُن کے دلوں میں نئے نئے قسم کے قوای استعباد پیدا ہوں' تہذیب نفس کی غرض تدنیس قلب سے آلودہ رہے' متعلمین و معلمین کے مابین اکثر اوقات میں خاص قسم کے تعلقات رہا کریں' تو پھر ان حالات میں یہ اصلاحی نمایشیں کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اور ان پر شکریہ کے رزولیوشن پاس کرنے کے کیا معنی ہیں ؟

یورپ کی بیشتر مسیحی طاقتوں نے دنیاے اسلام کو جن ہولناک و ہلاکت افزا مصائب کا آماجگاہ بنا رکھا ہے' اُس کے زخم ایسے اچھے نہیں ہیں کہ معمولی مرہموں سے مندمل ہوجائیں - وہ قوم جس کو فنا کرنے کی علانیہ تدبیریں ہو رہی ہوں' اگر ترقی اصلاح کی سرسری تجربزیں ہی اُس کو پامال ہونے سے بچاسکتی ہیں' تو کوئی شک نہیں کہ شیخ شیرازی کی

" خانہ از پاے بست ویران است "

والی حکایت میں :

" خواجہ در بند نقش ایوان است "

کی مینا کاری' مکان کو انہدام سے محفوظ رکھنے کی سب سے اچھی ترکیب رہی ہوگی -

(٤)

یہ وہ اصول ہیں جن پر ممالک یورپ کی ہر ایک درسگاہ میں عمل درآمد فرض ہے' اور جن کے طریق عمل میں بہت کم اختلافات پیدا ہوے ہیں' لیکن اب کچھہ دنوں سے فرعیات میں بعض اور اصلاحیں شروع ہوگئی ہیں' جن کے اہم پہلو یہ ہیں :

(۱) تعلیم و طرز تعلیم سے خاص غرض یہ تھی کہ تلامذہ کے قواے عقلیہ آراستہ ہوجائیں' لیکن اس کی کوئی سہل الوصول ترکیب متعین نہ تھی - اب اس کی یوں تحدید کی گئی ہے کہ صرف اعمال ادراکیہ سے اس میں کامیابی ممکن ہے -

(۲) مصلحین نے اب تک طبیعیات کی تعلیم مقدم رکھی تھی' یہ تقدم تو اب بھی یک گونہ مسلم ہے' اور عملی دنیا میں سب سے زیادہ فزیکل سائنس ہی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے' مگر اہل نظر کی راے میں قومیں عموماً زبان کی ترقی یا تنزل سے بنتی بگڑتی ہیں' اس لیے ادبیات کی تعلیم کو طبیعیات پر ترجیح حاصل ہے -

(۳) پہلے جغرافیہ و حساب و سائنس کے درس پر زیادہ اصرار تھا' لیکن اب اس کی جگہ زبان و ادب و تاریخ کو ملی ہے -

(۴) اب تک تعلیم نفسی کی حمایت کی جاتی تھی' قدیم فلسفۂ عقلیہ کی تعلیم سے انکار تھا' لیکن اس کی قائم مقام کوئی اور چیز نہیں رکھی گئی تھی - اب یہ جگہ فزیکل سائنس سے معمور کی گئی ہے' جسکے لیے پہلے صف اولین میں ممتاز گنجایش نکالی گئی تھی -

یہ اصلاحیں اصولی و عمومی حیثیت سے یورپ میں تسلیم کرلی گئی ہیں' اور اب ایک مدت سے یورپ کے تمام اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہی اصول زیر عمل ہیں' اور انہیں کے ...

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲ ملاحظہ ہو]

عہد قدیم کے ایک گنوار عجمی نے ایک نامور عرب (حنظلہ بن صفوان) سے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ " حسن اور حسین (یعنے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) کس پیغمبر کی لڑکیاں تھیں ؟ " اس نے جواب دیا کہ " خدا کے لیے اس ایک جملہ میں کوئی ایک بات تو درست کہی ہوتی " یہ بحث ضروری نہیں کہ اس واقعہ میں اور موجودہ سرکار میں کس حد تک مماثلت موجود ہے ؟ البتہ اس حقیقت کو بے نقاب کر دینا ضروری ہے کہ سرکلر کی خامیاں پختہ مغزان نقد و نظر کے لیے نہایت مایوسی کا باعث ہوئی ہیں -

(۱) اسلام اور تعلیم میں قدرتی لزوم ہے ' اس لیے ہر ایک مسلمان کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ ہو - عہد رسالت میں صرف اظہار ایمان ہی پر قناعت نہ تھی ' بلکہ یہ بھی تقید تھا کہ ہر ایک مسلمان بقدر میسور قرآن کریم کی تعلیم بھی ' کہ اس زمانہ میں وہی ایک تعلیم تھی ' حاصل کرے - اس کے لیے اتنے ترغیبی احکام تھے کہ ضروریات زندگی کے اہم اوصاف ' حتی کہ بیع و شری اور مہر نکاح تک میں اداے معارضہ کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ قرآن کی تعلیم دینے سے یہ حق ادا ہوجاتا ہے - اس خصوصیت پر غور کیجیے اور پھر یہ دیکھیے کہ اعلی تعلیم تو معدوم ہے ہی ' ابتدائی تعلیم میں بھی مسلمان کتنے پیچھے ہیں ؟ با این ہمہ سرکلر میں بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائی تعلیم میں مسلمانوں کی جماعت ہر طرح فوقیت رکھتی ہے -

(۲) ہندوستان کے عام طبقات و عناصر میں اگر زبان اردو کی عمومیت کو بحث میں نہ بھی لایا جاے ' جب بھی اس قدر ماننا پڑیگا کہ تمام اقطاع کے مسلمانوں میں اردو سمجھی جاتی ہے ' علمی پہلو سے ہر جگہ اسی زبان کی حکومت ہے ' اور جہاں دوسری بولیاں رائج ہیں وہ بھی اصل میں زبان نہیں ہیں ' بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ زبان کے لہجے ہیں ' اور ان میں بھی اردو دخیل ہے - پھر بھی گورنمنٹ کی راے ہے ' کہ " بہت سے اقطاع ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اردو کا استعمال بالکل ترک کردیا ہے "

(۳) یہ درست ہے کہ اردو کے علاوہ دوسری زبانوں کے ذریعہ سے انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں ' اور یہ بھی سچ ہے کہ غالب تعداد کے مدارس ثانویہ (سیکنڈری اسکولوں) کا انتظام بہت کم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے ' لیکن اس کا علاج صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " مسلمانوں کے لیے خاص خاص کالج و اسکول قائم کرنے سے یہ دقتیں جاتی رہینگی " سوال یہ ہے کہ ان مخصوص درسگاہوں کا سلسلہ اتنا وسیع تو ہوگا نہیں کہ تمام اسلامی آبادی کے لیے کافی ہوسکے ' لا محالہ عام درسگاہوں کے ذریعہ سے یہ کمی پوری کرنی پڑیگی - پھر ان درسگاہوں میں یہ مشکلیں کیوں کر آسان ہونگی ؟

(۴) مدرسۂ عالیہ کلکتہ ' اسلامی کالج لاہور ' اور اسلامی اسکولوں کی اصلاح کی تجویز پیش کی گئی ہے ' جو نہایت عمدہ بات ہے - اگر اس تجویز پر قابل و تجربہ کار مصلحوں کی اعانت سے عمل درآمد ہوا ' اور تعلیمی و انتظامی معاملات میں مسلمانوں کی آزادی سلب نہوئی ' تو بے شبہہ یہ ایک بہت ہی کامیاب و معقول صورت ہوگی ' مگر خونزدہ پبلک کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ ہوگلی کالج ' حسین آباد اسکول ' اور میرزا محسن مرحوم کے وقف اسٹیٹ کے لیے بھی ابتدا میں تحریک اصلاح ہی پیش ہوئی تھی ' مگر اصلاحی مداخلت نے تھوڑے ہی دنوں میں ان سب کے نظم و نسق سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا - نیشنل اسکول اعظم گڑھ اور کاظمین اسکول لکھنؤ اسی بہانہ سے آرتے ہیں ' اور اسی مادہ کی اصولی صورت کری ہے جس نے مدرسۃ العلوم کی حکومت میں غیروں کو مسلمانوں کی جگہ صاحب نفوذ و حکومت بنا رکھا ہے -

(۵) پرائیویٹ انتظام کے ذریعہ سے اسلامی ہوسٹلوں کی تجویز نہایت مبارک ہے ' لیکن کیا حقیقت میں یہ ہوسٹل غیر سرکاری مسلمانوں کے ہات میں ہونگے ؟ کیا واقع میں اسلامی خصوصیات کے مطابق یہاں تہذیب نفس کا انتظام ہوگا ؟ اور کیا بغیر ان باتوں کے ہوسٹلوں سے کسی مفید و سودمند نتیجہ کی امید حق بجانب ہو سکتی ہے ؟

(۲)

اب ان اصلاحات کا مقابلہ یورپ کی تعلیم و طرز تعلیم سے کیجیے جس کو ہندوستان کی تعلیمی زندگی کے لیے مثال و نمونہ کے طور پر ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے ' اور یونیورسٹی کے ہر ایک کانووکیشن میں ہندوستانیوں سے اسی کے اتباع کی خواہش کی جاتی ہے - اس تعلیم کے خاص خاص اصول یہ ہیں :

(۱) تعلیم اس خارجی ترقی کا نام نہیں ہے جو انشا و لغت و ادبیات کی سطحی معلومات پر قائم ہو ' اصل میں تعلیم ان مخفی قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو فطرت نے انسانی طبیعت میں ودیعت کی ہیں - علم النفس (سائیکالوجی) کے اصول پر آج یورپ میں جس تعلیم کا رواج ہے اس کا مدعا یہی ہے کہ ان خیالات کو علمی صورتوں میں لاکر درسگاہ عمل کا ایک جز بنا دے -

(۲) تعلیم کا پہلے یہ انداز تھا کہ علم کو محنت و کوشش سے حاصل کیا جاے اور انسان کو محنت و کوشش کا خوگر بنا یا جاے - اب یہ اسلوب ہے کہ تعلیم کا نقطۂ مرکزی صرف نفع ستانی و نفع رسانی ہے -

(۳) تعلیم کی بنیاد یہ ہے کہ نقد و اختبار و توسیع معلومات کے ذریعہ سے انسانی قوتوں کو ترقی دیجائے -

(۴) درسگاہوں میں طرز تعلیم کی اصلاح کی جائے اور درس دینے والوں کو نمونۂ تہذیب بنا یا جاے ' تا کہ وہ اپنے فرایض کو نہایت کامیابی سے ادا کرسکیں -

(۵) تلامذہ کے ساتھہ مہربانی کا برتاؤ ہو ' ان کی ذہنی وعقلی و دماغی حالتیں ملحوظ رہیں ' اور درس میں ہر ایک متعلم کی منفعت و مذاق طبیعت کو زیر نظر رکھا جاے -

(۶) ابتدائی تعلیم کا پورا پورا اہتمام ہو -

(۸) تعلیم کا مقصد افراد کو ترقی یافتہ بنانا ہو -

(۸) تعلیم کے لیے فرض ہے کہ ایسے طرز و طریق پر دی جاے کہ دنیا کا ہر ایک فرد اپنی عقلی مقدرت و طبعی استعداد کے مطابق خاطر خواہ ترقی کرسکے -

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان ہے ؟ وہ تعلیم جسکی بنیاد محض گورنمنٹ کی مخصوص ضرورتوں کے لیے پڑی ہو ' جس کے نصاب حقیقت میں ' وضع و افتاد میں ' اسلوب و پرداز میں ' استعداد کا جوہر ہر ایک چیز پر غالب ہو ' جسکا منشاے عمل ہی یہ ہو کہ تعلیمی ڈگریاں ' غلامی کی ذلیل زندگی بسر کرنے کا آل تمغا ثابت ہوں ' جو افراد کے دماغی تنزل کو ترقی دینا چاہتی ہو ' جو عقلی مقدرت و طبعی استعداد کے دبائے رکھنے کی حامی ہو ' جس کے حکام فیصلہ

عن ابن بشیر عن حذیفه قال: قال (صلعم) تکون النبوة فیکم ماشاء الله ٬ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ماشاء الله ان تکون ٬ ثم یرفعها الله ٬ ثم تکون ملکا عاضاً فیکم ما شاء الله ان یکون ٬ ثم یرفعها الله ٬ ثم تکون ملکا جبریه فیکون ماشاء الله ان یکون ٬ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة - قال حبیب: فلما قام عمر ابن عبد العزیز کتبت الیه بهذ الحدیث اذکره اياه و قلت ارجوان تکون امیر المومنین بعد الملک العاض و الجبریه

آنحضرت (صلعم) نے فرمایا: جب تک الله کو منظور ہے ٬ تم میں وجود نبوت باقی رہے گا ٬ اسکے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی ٬ اور جب تک الله چاهیگا قائم رهیگی اور پھر اٹھالی جائیگی - اسکے بعد جور و ظلم کی پادشاهت شروع هوگی اور جب تک منظور الهی ہے ٬ رهیگی - اسکے بعد محض جبر و تسلط کی حکومت هوگی ٬ اور وہ بھی مشیة الهی کے مطابق رهیگی - لیکن اسکے بعد پھر ایک دور خلافت نبوت کے دور کا آلیگا -

حبیب کہتے هیں که جب عمر ابن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے ٬ تو میں نے یه حدیث انکو لکھکر بھیجی ٬ اور لکھا که مجھے امید ہے که آپ اس حدیث کی خبر کے مطابق " ملک عضوض و جبر " کے بعد محض پادشاہ هی نہیں بلکه امیر المومنین هونگے !

اسمیں زمانے کی قید نہیں ہے ٬ مگر ترمذی کی حدیث میں جسکو امام موصوف نے دوسری جلد کے باب الفتن میں درج کیا ہے ٬ زیادہ تصریح ہے:

عن سعید بن جمهان - قال ثنی سفینه : قال قال (صلعم) الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ٬ ثم ملك بعد ذالك ثم قال لی سفینه: امسک خلافة ابی بکر ٬ ثم قال : و خلافة عمر ٬ و خلافة عثمان - ثم قال : امسک خلافة علی ٬ فوجدناها ثلاثین سنة ٬ قال سعید: فقلت له ان بنی امیه یزعمون ان الخلافة فیهم ٬ قال کذبوا بنو الزرقاء ٬ بل هم الملوک من شر الملوک (تامل)

سعید سے روایت ہے که سفینه نے انحضرت کے اس قول کو روایت کیا که " خلافت میری امت میں صرف تیس سال رهیگی ٬ پھر اسکے بعد محض حکومت اور پادشاهت ہے - اسکے بعد سعید کہتے هیں که مجھسے سفینه نے کہا که حضرت ابوبکر کا زمانهٔ خلافت شمار کرو ٬ میں نے کیا - پھر کہا که حضرت عمر و عثمان و علی کا عهد خلافت شمار کرو ٬ میں نے سب کو جمع کیا تو کل تیس سال هوے - پھر میں نے کہا که یه تو سچ ہے لیکن بنی امیه جو سمجھتے هیں که هم بھی خلیفه هیں ٬ یه کیسی بات ہے ٬ حالانکه بموجب اس حدیث اور تمهاری بیان کردہ تطبیق کے خلافت قبل از بنی امیه ختم هوگئی ؟ اسپر سفینه نے کہا که زرقا کی اولاد نے (یعنی بنی امیه نے) کذب بیانی اختیار کی - وہ خلیفه کہاں هیں ؟ وہ تو شریر ترین پادشاهوں میں سے پادشاہ هیں "

ان تمام احادیث کی تطبیق سے یه نتیجه نکالا گیا ہے که بہترین قرن انحضرت کا تھا - اسکے بعد شیخین کی خلافت کا - اسکے بعد حضرت عثمان سے لیکر عام الجماعه تک کا ٬ جبکه حضرت امام حسن علیه السلام نے خلافت سے کنارہ کشی فرمائی - اور پھر اسکے بعد محض " ملک عضوض " اور " ملک جبریه " کا عهد فتن و فساد شروع هوگیا ٬ اور وهی دور بنی امیه ٬ اور " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا -

یه امر یہاں ظاهر کردینا ضروری ہے که ان احادیث اور نیز انکے هم مطالب احادیث کی نسبت اس عاجز نے اپنے خاص پیش نظر مباحث سے اس موقع پر کچھه کام نہیں لیا ہے - چونکه جناب نے " خیر القرون " کی حدیث کے طرف اشارہ کیا ٬ اور ان احادیث سے جا بجا استشهاد فرمایا ٬ اسلیے ضرور هوا که جناب کو احادیث هی کی طرف توجه دلائی جاے -

پھر یه کیسی عجیب بات ہے که ان احادیث پر جناب نے نظر نہیں ڈالی ٬ اور اس عاجز کے اتنا لکھدینے پر ٬ که " بنی امیه کے عهد میں بدعات و محدثات کا بازار گرم هوا " سقدر متالم و متاذی هوے ؟ کیا جس عهد کی نسبت یه تصریحات موجود هیں ٬ اسکی نسبت ضمناً کسی موقعه پر کچھه اشارہ کردینے کا بھی آج کسی قلم کو حق نہیں ؟ اور کیا ان احادیث سے بالکل غض بصر کر لینے کی علة دریافت کرنے کی اس عاجز کو اجازت ملیگی ؟

یه وہ مشهور ترین احادیث تھیں ٬ جنکو مشکوة وغیرہ میں هر شخص دیکھه سکتا ہے - لیکن کیا وہ حدیث بھی جناب کو یاد ہے ٬ جسکو ترمذی ابواب الفتن کے " باب ما جاء فی الشام " میں لائے هیں ؟ اور جس کو ابن قرہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے که " اذا فسد اهل الشام ٬ فلا خیر فیکم " ؟ اور نیز یه که ان احادیث کے معامل ٬ تابعین و تبع تابعین و محدثین نے کیا قرار دیے هیں ٬ جن میں ظهور فتن و فساد کی بکثرت خبر دی گئی ہے ٬ اور جنسے اسفار حدیث کے ابواب فتن بھرے هوے هیں ؟ - مثلاً " سیکون فتن ٬ القاعد فیها خیر من القائم ٬ والقائم فیها خیر من الماشی ٬ و الماشی خیر من الساعی " (متفق علیه)

براہ کرم اس بارے میں کنز العمال کے ابواب فتن ٬ یا کتب دلائل و خصائص ٬ مثل خصائص سیوطی وغیرہ کے ابواب اخبار پر ایک نظر ڈال لیجیے ٬ اور خدارا اسپر تعجب نه کیجیے که بدعات و محدثات کی گرم بازاری دور بنی امیه میں کیونکر تسلیم کی جاسکتی ہے ؟

اگر طبرانی و حاکم اور بیهقی اور ابو نعیم اصفهانی وغیرہ کی مرویات پر بھی نظر ڈالی جاے ٬ تو دور بنی امیه ٬ حتی که بعد از شهادت حضرت فاروق فتنه و فساد و منکرات و بدعات کے متعلق ایک ذخیرهٔ دفاتر و مواد مجلدات کثیرہ موجود ہے (١)

آگے چلکر کس قدر پر غیظ لهجے میں ارشاد هوتا ہے :

" بنی امیه لاکھه برے سہی پھر بھی اپنے بعد والوں سے لاکھه درجه اچھے تھے ...... آجکل کے مسلمانوں کو انہیں برا کہنے کا کوئی حق نہیں "

(١) احمد و بیهقی اور طبرانی نے عروہ بن قیس سے روایت کی ہے : قال الخالد بن ولید ٬ ان الفتن قد ظهرت ٬ قبل لها و ابن الخطاب حی ٬ فلا انما تکون بعده -

حافظ سیوطی نے خصائص کبری اور جمع الجوامع میں ایک خاص باب اس عنوان سے باندھا ہے که " اخبارہ (صلعم) بالفتنة و ان مبدءها قتل عمر " یعنی آنحضرت کی خبر دهی فتنه کی نسبت ٬ اور یه که اسکا مبدء حضرت عمر کا شهید هونا ہے - اس باب کی بنیاد تو بخاری و مسلم کی حذیفه والی حدیث ہے جو مشهور ہے ٬ لیکن اسکے علاوہ دیگر سنن و مسانید و معاجم کی حدیثیں بھی بکثرت جمع کی هیں ٬ جنسے گویا استدلال کیا ہے که حضرت عمر کی وفات کے بعد هی فتنه شروع هوگا ٬ اور انکا وجود ایک دیوار درمیان امن و فتن کے ہے - اور کیا ہے تو شهادت حضرت عثمان اور وقائع جنگ صفین وغیرہ کے وہ مقاتلات ٬ جنمیں دس کم سو لڑائیوں میں بروایت مشهور ستر هزار صحابه و مسلمین قتل هوے ٬ اور جنمیں ٢٠ سے زیادہ صحابهٔ شرکاء بدر بھی تھے ٬ در حقیقت اسلام کے ابتدائی عروج کیلیے ایسا شدید فتنه تھا ٬ جس سے بڑھکر اور کیا هوسکتا ہے ؟ یورپ کے مورخ حیران هیں که باوجود ایسے مقاتلات عظیمه کے کیونکر اپنے عهد ابتدائی میں اسلام کی فاتحانه قوت قائم رهی ٬ لیکن حقیقت یه ہے که یه صرف تائید الهی و نصرت غیبی کا اعجاز تھا - (منه)

مقالات

دولة بني اميه اور اهل ... ال

الله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امويه - خلفاء راشدين ، ملک عضوض - و ما يناسب ذالک -

(۲)

حديث " خيـر القـرون "

آپنے چونکه قرون اولى کا لفظ لکها هے ' اس سے معلوم هوتا هے که غالباً وهي مشهور حديث مراد هے ' جس کو امام مسلم اور ترمذي نے عمران بن حصين سے باختلاف بعض الفاظ روايت کيا هے که : " خير الناس قرني ' ثم الذين يلونهم ' ثم الذين يلونهم " ترمذي کي روايات ميں " خير الناس قرني " اور " خير القرن الذي بعثت فيهم " بهي هے ' اور بعض ميں " خير القرون قرني "

حاصل سب کا يه هے که انحضرت نے فرمايا " بهترين زمانه ميرا زمانه هے ' پهر اسکے بعد کا ' اور پهر اسکے بعد کا "

قرن کے مفهوم کے تعين ميں محدثين نے غور و خوض کيا هے- ليکن چونکه دوسري حديث " الخلافة بعدي ثلاثون سنة " (خلافت ميرے بعد صرف تيس برس تک هے) موجود هے ' اسليے يقيناً اس حديث ميں قرن سے مراد دس برس کا زمانه مراد هے ' اور مقصود يه هے که بهترين ده ساله دور آنحضرت کا تها ' اسکے بعد دوسرا عشره ' اور اسکے بعد تيسرا ' جسکے بقيه چهه مهينے حضرت حسن بن علي عليهما السلام کي خلافت سے پورے هوئے اور پهر زمانه شر و فتن کا شروع هوگيا -

پس گذارش هے که جس زمانے کي نسبت ميں نے محدثات و بدعات کي ابتدا لکهي هے ' اس سے خير القرون کي شهادت کو کيا تعلق ؟ آپ مجهے اس طرح کے خلط بيان سے کيوں تعجب و تحير ميں مبتلا کرتے هيں ؟ کهاں خير القرون کا زمانۂ خيريت و افضليت ' اور کجا دور امويه و عباسيه کے قرون جبر و تسلط و ملک عضوض ؟ خير القرون کا عهد ميمون تو بني اميه کي حکومت سے پيشتر هي ختم هوگيا تها ' اور وهي الحقيقت وهي دور اسلام کي تعليم کا اصلي نمونه ' اور اسکي عمر کا حاصل و مآل زندگي تها -

ميں يقيناً اُس زمانے کو امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے سد باب کا پهلا دن ' اور محدثات و بدعات کي گرم بازاري کا آغاز عهد قرار ديتا هوں ' جسکي نسبت اسي حديث کے بقيه حصه ميں سرور کائنات نے پيش آنے والے امور کي خبر دي تهي ' اور جس کو جناب نے غالباً بخيال ايجاز و اختصار چهوڑ ديا ' مگر ميں (که باوجود ارادۂ و سعي اختصار ' مبتلاے اطناب هو چکا هوں) اُسے چهوڑ نهيں سکتا ' چنانچه جيسا که اوپر گذر چکا هے ' فرمايا که بهترين زمانه ميرا اور اسکے بعد کا هے - مگر اسکے بعد :

ثم يأتي من بعدهم قوم يتسمنون و يحبون السمن ' (ترمذي جلد ۲ - ابواب الفتن)	ايک قوم آئيگي جو محض کثرت مال و جاه و اکل و شرب ' اور عيش نفس ' اور ادعا و نمايش ميں مبتلا هو جائيگي -

اس حديث کا راوي اول عمران بن حصين هے ' اور آگے چلکر مختلف رواة نے مختلف الفاظ ميں روايت کي هے - چنانچه ايک دوسري روايت ميں بعض الفاظ زايد هيں -

مثلاً : " يشهدون ولا يستشهدون ' و يخونون ولا يوتمنون ' و يفشوا فيهم السمن " - ترمذي نے اپني اصطلاح ميں اسکو " حسن صحيح " لکها هے -

اور مسلم کي روايت ميں ان الفاظ کے بعد " و ينذرون ولا يوفون و يظهر فيهم السمن " بهي هے ' اور اس سے علاوه نفس پرستي ' عيش پسندي ' اور دولت و جاه و نمايش کے تبذر و انهماک کے ' عدل و امانت اور ايفاء عهد و اخلاق حسنه کا بهي اس جماعت ميں نهونا ثابت هوتا هے -

بس يهي جماعت هے ' جو خير القرون کے سي ساله عهد کے بعد نمودار هوئي ' اور يهي دور بنو اميه هے ' جو " امر بالمعروف کے سد باب کا پهلا دن " تها ' اور يهي وه دور محدثات و بدعات ' و فتن و قلاقل ' و شر فساد امور کا هے ' جسکي حضرت صادق و مصدوق (روحي فداه) نے اسي حديث ميں ' جو جناب کے استشهاد و استدلال کا عروة الوثقى هے ' صاف صاف الفاظ ميں اطلاع ديدي تهي ' اور پهر غالباً يهي هے ' جسکي اطلاع الهام الهي نے بهي " واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منکم خاصة " فرما کر ديدي هے : صدق الله العلي العظيم ' و صدق رسوله النبي الکريم ' و نحن على ذالک من الشاهدين !!

اخبار ظهور فتن و منکرات

اصل يه هے که اخبار ظهور فتن ' و تحديد ازمنۂ خير و فضيلة کي نسبت اگر شرح و بسط کے ساتهه لکها جاے ' تو اتنا وافر ذخيره هے ' اور اسکے متعلق بعض ايسے اهم مباحث هيں که ايک پورا رساله چاهيے - اسکي مهلت کهاں اور پهر ضرورت بهي نهيں - آپنے ذکر کرديا ' تو کيا کروں ؟ با وجود ارادۂ اختصار و اجمال ' خود بخود بحث بڑهتي جاتي هے -

اس بارے ميں جو احاديث صحاح اور ديگر اسفار حديث ميں مروي هيں ' اور آثار صحابه و تابعين ميں اسکي جو تصديق و تائيد کي گئي هے ' ان سب پر نظر ڈالکر علماء سلف نے اس مسئله کو تقريباً حل کرديا هے - انکا بيان هے که سب سے زياده صحيح اور صاف پيشين گوئي اس بارے ميں " خير القرون " والي حديث هے ' جسکو اس مبحث کا اساس و بنياد قرار ديتے هيں - اسميں انحضرت نے اپنے عهد رسالت ' اور اسکے بعد دو زمانوں کو يکے بعد ديگرے بهترين زمانه قرار ديا ' اور يهي زمانه " خلافة على منهاج النبوة " اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا عهد طلائي تها - يه زمانه امير معاويه کي خلافت سے پهلے ختم هوگيا ' اور اسکي تصديق اُن احاديث سے هوتي هے ' جنميں بتصريح اسکي اطلاع دي گئي هے -

چنانچه " خير القرون " والي حديث کے مطالعه کے بعد اُس حديث کو ديکهيے جسکو صاحب مشکوة نے باب " الانذار و التحذير " کي تيسري فصل ميں درج کيا هے :

اهل بیت اور صداقت پرست و جرأت فرما عورتوں کے آنے، سوال و جواب میں خطبات بلیغۂ و موثرہ دینے، اور اپنے اشعار مدحیۂ حضرت امیر سنانے کے متعدد واقعات تاریخ و مختارات ادبیہ میں منقول ہیں، اور فی الحقیقت عرب کی ازادي، اسلام کي تعلیم حریۃ، اور قرون اولی کے امر بالمعروف کي تاریخ میں، ان میں سے ہر عورت، شرف و احترام اور عظمت و کمال کا ایک درجۂ مخصوص و ممتاز رکھتي ہے -

صاحب عقد الفرید وغیرہ اور امام ابوالفضل ابن طاهر نے " بلاغات النساء " (۱) میں سودہ بنت عمارہ، زرقاء بنت عدي، بکارۃ الہلالیہ، عکرشہ بنت الا طش، اور ام البراء بنت صفوان کا ذکر کیا ہے، جنھوں نے جنگ صفین میں شرکت کي تھي، اور حضرت امیر کی نصرت و حمایت میں جانبازانہ حصہ لیا تھا - پھر امیر معاویہ کے تسلط کے بعد یہ لوگ مختلف تقریبات میں اسکے سامنے پیش ہوے ہیں، اور انکو امیر معاویہ نے وہ زمانہ یاد دلایا ہے - اسپر نہایت بے باکانہ و حق گویانہ حضرت امیر کے فضائل بیان کیے ہیں، اور تمام اهل دربار کو اپني عظمت حق گوئي سے متحیر و متعجب بنا دیا ہے !!

از انجملہ (بکارۃ الہلالیہ) کے وفد کا واقعہ نہایت موثر ہے، اور غالباً اس مضمون میں، میں نے اُسي کي طرف اشارہ کیا تھا -

صاحب بلاغات النسا نے لکھا ہے کہ بکارۃ الہلالیہ بالکل بڑھاپے اور ضعف و ناتواني کے عالم میں ایک مرتبہ امیر معاویہ کے دربار میں گئي - وہ اسقدر ضعیف تھي کہ دو عورتیں دو طرف سے اُسے تھامکر لائي تھیں - وہاں مروان بن حکم اور عمرو ابن عاص بھي بھي موجود تھے - انھوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ " آپنے اِسے پہنچانا ؟ یہ وہ عورت ہے جس نے جنگ صفین میں ہم لوگوں سے مقابلہ کیا تھا اور یہ اشعار پڑھ پڑھکر لوگوں کو سناتي تھي :

اتری ابن هند للخلافۃ مالکا
هیهات ذاک، وما اراد بعید
منتك نفسك فی الخلاء ضلالۃ
اغراک عمرو للشقاء و سعید
فارجع با نکد طائر بنحوسها
لاقت علیا اسعد و سعود !

سعید بھي موجود تھا - اسنے کہا کہ اتنا هي نہیں، بلکہ یہ اشعار بھي اسي کے ہیں :

قد کنت آمل ان اموت، ولا اری
فوق المنابر من امیۃ خاطبا
فا اللہ اخر مدتي، فتطاولت
حتی رایت من الزمان عجائبا
في كل یوم لا یزال خطیبهم
وسط الجموع لال احمد عائبا

یعنی میري ارزو تھي کہ مجھے موت آجاے، مگر اُس وقت کو اپني آنکھوں سے نہ دیکھوں، جبکہ بني امیہ کا کوئي فرد ممبر پر خطیب نظر آے ! مگر افسوس کہ یہ ارزو پوري نہ هوئي، اور اللہ نے میري موت کے وقت کو بڑھا دیا - یہاں تک کہ آج میں زمانے کے انقلابات کے عجیب عجیب رنگ دیکھہ رهي هوں، مسجدوں کے ممبروں پر بني امیہ کے خطیب چڑھتے ہیں، اور آل محمد پر علانیہ لعن و طعن کرتے ہیں !! "

بکارہ نے ان بیانات کو سنکر امیر معاویہ سے کہا :

" بیشک یہ کتے مجھپر حملہ کر رہے ہیں، اور میرا عصاء دفاع ضعیف ہے کہ انکو ھنکا نہیں سکتي - بیشک ان اشعار کي میں ھي مصنف ھوں - میں پسند نہیں کرتي کہ اس سے انکار کروں - اب میں واپس جاتي ھوں - سچ یہ ہے کہ امیر المومنین علي کے بعد زندگي میں کوئي خوشي نہیں " (بلاغات النساء صفحہ - ۴۰ -)

اسي طرح سودہ بنت عمارہ رحمہا اللہ کا واقعہ بھي مسلمانوں کیلیے حق گوئي اور صدق لہجہ کي ایک مثال عظیم اور اسوۂ حسنہ ہے - یہ جب امیر معاویہ کي تخت نشیني کے بعد اسکے سامنے آئي تو امیر نے پوچھا :

" کیا تو وهي عورت نہیں ہیں، جس نے ایام جنگ صفین میں یہ اشعار کہے تھے ؟

شمر کفعل ابیک یا بن عمارۃ
یوم الطعان و ملتقی الا قران
و انصر علیا والحسین ورهطه
و اقصد لهند و ابنها بهوان
ان الامام اخو النبی محمد
علم الهدی و منارۃ الایمان
فقه الحتوف و سر امام لوائه
قدما بابیض صارم و سنان

سودہ نے کہا :

" اے و اللہ ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ھوں، جو حق سے وقت پر پھر جاتے ہیں، اور کذب گوئي کیلیے حیلہ طرازیاں کرتے ہیں - بیشک میں ھي ھوں جس نے یوم صفین میں یہ اشعار کہے تھے "

امیر نے کہا : " کیا شے تھي، جس نے ان اشعار کے کہنے پر تجکو امادہ کیا " ؟

سودہ نے بے باکانہ و مسلمانہ کہا :

" حب علي علیہ السلام، و اتباع الحق - حضرت علي کي محبت، اور حق کي پیروي " !! (ایضاً صفحہ ۳۶)

(الہلال) میں (احرار اسلام) کا باب تاریخ اسلام کے ایسے ھي امثال جلیلہ کے احیاء ذکر کیلیے تھا، مگر افسوس کہ ھجوم اشغال نے مہلت نہ دي کہ ایک ادمي کیا کیا کرے ؟

بہر حال اس مضمون میں یا سودہ کے طرف اشارہ تھا، یا بکارۃ الہلالیہ رحمہما اللہ تعالی کي طرف - آپ اسکو " ایک بڑھیا کے هفوات " سے تعبیر کرکے شاید کوئي خوشي حاصل فرماتے ھونگے، مگر یقین کیجیے کہ آپکے الفاظ پڑھکر میري آنکھوں سے تو انسو نکل پڑے - فسبحان من لا یتغیر !! ایک زمانہ تھا کہ هم میں سے بڑھیا عورتوں کے اندر اسلام کا ایسا سچا اتباع، حق اور حریت کے ایسا گرانمایہ امثال، امر بالمعروف کا ایسا سچا ولولہ، اور ازادي و صداقت کي ایسي غیر متزلزل محبت تھي - اور ایک زمانہ آج کا ہے، جب کہ مردان اسلام، اور رجال علم و فضل، ایسي مثالوں کا پیش کرنا ایک طرف رہا، انکو " هفوات " کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں !!

اللہ اللہ ! اُس مقدس مسلمہ و مومنہ کا مقام عالي اور مرتبہ ارفع ! جسکے دل کو خدا نے خاندان نبوت کي محبت و عشق کا کاشانہ بنایا، جسکو حق کي معیت کي توفیق عظیم ملي، جس نے اهل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کي حمایت و نصرت میں اپنے سیف لسان کے جوهر دکھاے، اور جسکي حریت و ازادي، اور حق پرستي و صداقت بڑھي کر تخت دمشق کي

(۱) بلاغات النسا امام ابوالفضل احمد بن ابي طاهر بغدادي متوفي سنہ ۲۸۰ - کي ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے، جس میں جاهلیۃ و صدر اسلام کي مشہور عورتوں کے اقوال و خطبات اور بلاغات و نوادر کو بطرز احسن و بہ تقسیم مواد و ترتیب ابواب جمع کیا ہے، اور اس بارے میں اسکا مطالعہ عقد الفرید و اغاني وغیرہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ ہے - مصر میں چھپ گئي ہے - (منہ)

مخدوما ! ان دو سطروں میں کئی غلطیاں هیں - اول تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " کا یه مطلب هرگز نہیں ہے که هر مقدم موخر سے افضل هو - مقصود من حیث القوم اور من حیث الاکثر ہے ' اور اسمیں کوئي شک نہیں که بني امیه کے زمانے میں جمیعۃ اسلام اور ممالک اسلامیه اپنے بعد کے زمانے سے هزار درجه بہتر تے - عرب کي اصلي سادگي اور ازادي هرشے کے اندر نمایاں تهي - صحابه ؤ تابعین و تبع تابعین کا گروہ عرصے تک موجود رها - عام خاندان اهلبیت مطہرہ اور ائمۂ اهل بیت علیهم السلام یکے بعد دیگرے موجود رهے - مسلمانوں کے اندر ولوله اسلام اور جوش فتوحات بالکل تازہ اور عروج پر تها ' وغیرہ وغیرہ - لیکن چونکه فتنه و فساد کے جرائیم پیدا هوچکے تے ' اسلیے وہ بتدریج بڑهتے گئے ' اور هر آنے والا زمانه گذشته زمانے سے بدتر هوتا گیا یہاں تک که جو هونے تها هوا' اور آج جو حالت ہے وہ ظاهر ہے -

پهر " برا کہنے " کے حق کي نسبت بهي حدود مقرر کرنے چاهئیں' ورنه سیاہ و سفید کي تمیز اٹهہ جایگي - " الحب فی اللہ و البغض فی اللہ " تمام اعمال و افعال میں مسلمانوں کا محور اعمال ہے ' اور اچهے اعمال کو اچها سمجهنا' اور برائي کو خواہ وہ کسي عہد میں هوئي هو' برا یقین کرنا ' ایک ایسي شے ہے' جسکا خود همارے اعمال و خصائل پر اثر پڑتا ہے - اشخاص کي بحث خود بخود پیدا هوجاتي ہے ' جبکه اعمال پر نظر ڈالي جاتي ہے - یزید کے مظالم پر بعد کو آنے والے کیوں فریادي هیں' حالانکه آپکے اصول کے مطابق تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " ؟ ؟

اطلاق لفظ فسق و ظلم نسبت بني امیه

(۹) بہت زیادہ تاسف جناب کو اُس مضمون کي " خون سے شرابور سرخي " پر ہے' اور اسپر' که بني امیه کي طرف ظلم و فسق کو کیوں نسبت دي گئي ؟ خیر' آو تمام باتوں کو جانے دیجیے - آپ ترمذي کي اُس حدیث کي نسبت کیا کہتے هیں' جو اوپر گذر چکي ہے ' اور جسمیں سفینه کا بني امیه کي نسبت یه قول نقل کیا ہے که " بل هم ملوک من شر الملوک " ؟ ؟

قاتلیـــن عمـــار بن یاســـر

پهر اُن احادیث مشہورہ (اور بقول سیوطي متواترہ) کي نسبت کیا ارشاد هوتا ہے' جنمیں حضرت عمار بن یاسر کي شهادت کي خبر دي گئي تهي ' جو جنگ صفین میں اهل شام کے هاتهوں شہید هوے ' اور جنمیں انکے قاتلوں کي نسبت " فئۃ الباغیۃ " کا وصف فرمایا گیا تها ؟

عن ام سلمه و ابي قتاده ان رسول الله (صلعم) قال لعمار : تقتلك الفئة الباغیه (بخاري و مسلم)	ام سلمه اور ابو قتاده سے روایت ہے که انحضرت (صلعم) نے فرمایا : اے عمار ! میں دیکهتا هوں که تجهکو ایک باغي گروہ قتل کریگا -

حافظ سیوطي اس حدیث کو نقل کرکے لکهتے هیں :

" هذ الحدیث متواتر' رواہ من الصحابه بضعة عشر' کما بینت ذلك في الاحادیث المتواترہ " (خصائص کبری - جلد ۲ - صفحه ۱۴۰)

یه تو صحیحین کي حدیث ہے ' لیکن امام احمد و حاکم اور طبراني نے عمر ابن العاص سے روایت کي ہے که " سمعت رسول الله (صلعم) یقول : اللهم اولعت قریش بعمار قاتل عمار و سالبه في النار "

یه احادیث صفین کے اهل شام کي نسبت قرار دي جاتي ' پهر انصاف فرمائیے که میں نے اگر عام حکومت بني امیه کي نسبت ظلم کي نسبت دي' تو میرے اس جرم کے دیگر شرکاء کو کیوں فراموش کردیا جاتا ہے ؟

جناب نے فقه حنفي کي مشہور کتاب هدایه تو قطعاً پڑهي هوگي - قضا کے ابواب میں کوئي اس قسم کي عبارت بهي جناب کو یاد ہے ' جسکے الفاظ یه هیں ؟

یجوز تقلد القضاء من السلطان الجایر' کما یجوز من العادل ' لان الصحابة تقلدوا من معاویه ...... والتابعین تقلدوا من الحجاج (هدایه مطبوعه لکهنو جلد ۳ - صفحه ۱۱۷ -)	ظالم بادشاہ کے طرف سے قضا کا عہدہ قبول کرنا جائز ہے' چنانچه صحابه نے معاویه کي جانب سے قبول کیا تها - نیز حجاج سے تابعین نے -

صاحب هدایه کے اس " لا ابا لانه " طریق ذکر کي نسبت جناب کا کیا خیال ہے ؟

(۱۰) جناب نے یه بهي ارقام فرمایا ہے که :

" آپکي ان تلخ کلامیوں نے " رفاض " کي یاد تازہ کردي جنهوں نے صحابه کو سب و شتم کرنا اپنا پیشه بنا لیا ہے "

لیکن اگر اعمال مروانیه کو ظلم و جور کے لفظ سے تعبیر کرنا رفض ہے' تو میں بکمال مسرت و ابتهاج وهي کہونگا ' جو امام شافعي کي طرف منسوب ہے که :

فلیشهد الثقلان اني " رافضي " ! !

اور خوش هونگا که یه ایک ایسا " رفض محبوب و مطلوب " ہے' جسمیں الحمد لله' میرے ساته وہ وہ لوگ شریک هیں' جنکا نام آج دنیاء اسلام بغیر دعا و تحیة کے نہیں لیتي :

نازم بکفر خود که بایمان برابر ست !

رها تبرہ اور سب و شتم' تو افسوس ہے که اس بدعة شنیعه کي بنیاد اولین بهي بنو امیه هي نے رکهي' جو علانیه بر سر منبر ذکر خدا و رسول کے ساته حضرت امیر پر لعنت بهیجتے تے ' اور اسي کا اتباع ہے' جو شیعي دنیا بدبختانه کر رهي ہے -

و فد بـكارة الهـلالیـه علي معاویـه

(۱۱) جناب نے آخر میں الهلال کے مضمون زیر نقد کے ایک جملے کي طرف اشارہ فرمایا ہے اور لکها ہے :

" ستم تو یه ہے که جناب انکے اسي ضرب المثل حلم' اور ساٹهه برس کي بڑهیا عورت کے هفوات سے درگذر فرما جا[illegible] کو خدا جانے کن نگاهوں سے ملاحظه فرماتے هیں ؟ "

جناب کا یه اشارہ الهلال کے مضمون زیر نقد کي اس عبارت کي طرف ہے :

" اگرچه طرح طرح کي بدعات و محدثات کا بازار (خلفاء راشدین کے بعد) گرم هوگیا تها ' تاهم چونکه عهد نبوت کا فیضان روحاني اور تعلیم قرآني کا اثر ابهي بالکل تازہ تها ' اسلیے پهر بهي " امر بالمعروف " کي اواز کي گرج کوفه و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتي تهي - ساٹهه برس کي ایک بڑهیا عورت بر سر دربار بلائي جاتي تهي' اور امیر معاویه کے سامنے بے دهڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساته پڑهتي تهي' جن میں نه صرف حضرت امیر علیه السلام کے مناقب هوتے تے' بلکه کهلے لفظوں میں بني امیه کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تے - الخ " (الهلال جلد ۲ - نمبر ۱ - صفحه ۹) -

اب اس وقت یاد نہیں آتا که اس مضمون میں کس عورت کي جرات و دلیري و حق گوئي کي طرف اشارہ کیا گیا تها ' جو جناب کے لفظوں میں " هفوات " سے ملقب هونے کي مستحق قرار پائي ہے ؟ امیر معاویه کے سامنے اس طرح کي معب

ناموران غزوۂ بلقان

شہادۃ بطل الحریۃ !!

رحمۃ اللہ علیک یا نیازی بک !

حادثۂ ملی

(۲)

یورپین ترکی کے بہترین بلاد جمیلہ اور مقدونیا کی حسین ترین آبادیوں میں تیسرا نمبر (مناستر) کا ھے - وہ مغربی سرزمین میں مشرقی اوضاع و اطوار کے اختلاط کا (جو یورپین ترکی کی خصوصیت ھے) ایک نہایت دلکش نمونہ ھے - موسم کی خوبی ' قدرتی مناظر کی دلفریبی ' پہاڑوں کی قطاریں چشموں کی روانیاں وہ سرمایۂ روح پرور ھیں ' جنکی نعمت سے وہاں کا ہر باشندہ ' دنیا میں آتے ھی متمتع ہونے لگتا ھے -

اسکے اطراف و جوانب میں دور تک چھوٹے چھوٹے قصبے اور دیہات ھیں ' جنمیں سے اکثر دامن کوہ میں واقع ھیں ' اور وہاں کے باشندے اب تک بدویت اور حضریت کی درمیانی زندگی کے آثار اپنے اندر رکھتے ھیں - مقدونیا کے وہ پہاڑی عصابات (جرگے) جنکے قتل و غارت اور باھمی جنگ و جدال نے اس صوبے کو ھمیشہ حکومۃ عثمانیہ کیلیے مصائب انگیز رکھا ' انہیں دیہاتوں اور انکے قرب و جوار کی وسیع پہاڑیوں میں بستے ھیں -

انہیں قصبوں میں ایک بڑا قصبہ ' اور اضلاع کی فوجی چوکیوں کا صدر و مرکز ' رسنہ نامی مقام ھے -

یہی (رسنہ) نیازی بک کا مولد و منشاء ھے - یہیں وہ پیدا ھوا ' یہیں اپنی فوجی زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا ' یہیں سے اُس نے اپنی ملکی جاں نثاری کی حرکت شروع کی ' لیکن افسوس کہ یہاں کی آخری خاک اُسے نصیب نہیں ھوئی - حالانکہ اُسے رسنہ بہت محبوب تھا - وہ رسنہ ' جسکے ایک جھونپڑے میں اُس نے اپنی ملۃ و وطن کی راہ میں قربانی کا آخری عہد و میثاق باندھا تھا ' اور جسکی ایک رات اس عالم میں بسر کی تھی ' کہ صبح کو اپنی جماعت کے ساتھہ علم حریت کا اعلان کرنے والے تھا ' جسکا نتیجہ مجہول تھا ' اور اسکی نوجوان بیوی ' جسکے ساتھہ شادی کے بعد صرف دو تا تمام موسم بسر کر سکا تھا ' شیر خوار بچے کو گود میں لیے ھوے اسکے وداعی الفاظ سن رہی تھی ! !

لیکن آہ اے نیازی بک ! اے پرستار ملت و وطن ! ! تیرا وطن محبوب بھی ھمارے ھاتھہ سے گیا ' اور اسکے بعد تو نے بھی ھم سے کنارہ کشی کی ! کیا اس لیے کہ اپنی ملۃ کی ذلت و نکبت تجھسے دیکھی نہ گئی ؟ اور کیا اسلیے کہ تیری غیرت عشق نے گوارا نہ کیا کہ وطن کے جانے کے بعد ' وطن کے نام لیوا دنیا میں باقی رھیں ؟

آہ ! تو ' اور تجھہ ایسے شہداے ملۃ ' خوش نصیب ھیں کہ آنے والے وقت سے پہلے ھی دنیا سے چلے گئے ' اور اپنی ملت عزیز اور وطن محبوب کی ھونے والی ذلتیں دیکھنے کیلیے باقی نہ رہے ' لیکن بتلا کہ ھم بد بخت کہاں جائیں ؟ ھم کہ زندہ ھیں ' اور اسلیے زندہ ھیں کہ اپنی بربادیوں اور غیروں کی کامرانیوں کو ابھی کچھہ دنوں اور دیکھہ لیں ! ! ....

....

* * *



نیازی بے اعلان دستور کے زمانے میں

انقلاب دستور کے بعد دنیا اُن لوگوں کو جاننے کیلیے نہایت مضطرب تھی ' جنھوں نے بظاھر چند ماہ کے اندر ملک میں رھکر ملک کو بدلدالا تھا - اُسی زمانے میں نیازی بک نے اپنا روز نامچۂ انقلاب دستور " خواطر نیازی " کے نام سے ترکی میں شائع کیا ' جسکا انگریزی خلاصہ مسٹر ای - ایف - نائلٹ نے لکھا ' اور پھر ولی الدین بک نے عربی میں شائع کیا - اسمیں مرحوم نے اپنے ابتدائی حالات مختصر طور پر لکھے تھے -

نیازی بک کی ابتدائی حیثیت محض ایک عام سپاھی کی تھی ' سب سے پہلا امتیازی وصف جو اس سے ظاھر ھوا ' وہ جنگ یونان کا موقعہ تھا ' اور اس نے ایک طرف تو فوجی حلقوں کو اسکی طرف متوجہ کیا ' اور دوسری طرف ارباب حکومت کی اصلاح

شوکت قیصري اور ابہت عجمي مرعوب نه کرسکي ! آپ اسکے کارنامۂ حق پرستي کو هفوات و ترهات کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں - کیجیے ' لیکن مجهکو تو اگر اپني تمام زندگي میں اِن " هفوات " کي ایک مرتبه پیروي کرنے کي بهي سچي توفیق ملجاے ' تو اپني قسمت پر ناز کروں ' اور یقین کروں که میري بخشش کا سامان هوگیا !!

تو و طوبي و ما و قامت دوست
فکر هرکس بقـدر همت اوست

مخدوم من ! معاف فرمائیگا ' عقائد نسفي هي کے اندر سب کچهه نہیں هے ' اس سے باهر بهي ذرا اپني نظر وسیع فرمالیجیے - حق کي بحث فریقانه تعصبات سے ارفع و اعلی هے ' اور اهل حق کا مسلک عدل و اعتدال ' اور افراط و تفریط سے اجتناب هونا چاهیے - آپ کو میري اُس تحریر میں " رفاض " کے سب و شتم کا طریقه نظر آیا که بنو امیه کي بدعات کا ضمني تذکره بهي آپکے خیال میں مشرب " رفاض " هے - نہیں سمجهتا که اس بارے میں کیا عرض کروں ؟ تاهم اتنا عرض کیے بغیر نہیں رهسکتا که الحمد لله ' اهـل بیت نبـوت کي محبت سے فائض المرام و ایمـان اندوز هوں ' اور اس عالم میں هوں که جب خدا کے حضور میں عبادت کیلیے جاتا هوں ' تو میري نماز بهي اُس وقت تـک پـوري نہیـں هـوتي ' جـب تـک که آل محمـد پر درود و سلام و تحیة کا هدیه ' پیش کش بارگاه حضرت تبارک و تعالی نه کرلوں که " اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد و علی آل محمد ' کما صلیت وسلمت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انک حمید مجید :

یا اهل بیت رسـول الله حبکم
فرض من الله فی القران انزله
کفــاکم من عظیم القدر انکـــم
من لم یصل علیکم لا صلوة له !

میں تشهد میں درود کو اصطلاحي واجب نہیں بلکه حقیقي واجب یعنی فرض سمجهتا هوں ' فنسال الله تعالی ان یجعلنا علی اتباع الکتاب و قرنائه اهل بیت النبي الکریم ' علیـه و علی آله و اصحـابه الصلوة و التسلیم -

(۱۲) آخر میں یه عرض کردینا ضروري سمجهتا هوں که اس قسم کے مباحث و مذاکره کي نسبت ارباب عصر کي مختلف رائیں هیں - بعض حضرات انکو اس درجه اهم اور اقدم سمجهتے هیں ' که دین و دنیا کا کوئی خیال اور اسلام و مسلمین کي کوئی مصلحت انکی نظروں میں انسے اهم تر نظر نہیں آتی ' اور انکے عقیدے میں اب مسلمانوں کیلیے اسکے سوا دنیا میں کوئی کام باقی نہیں رها هے که گذشته منازعات و مناقشات کی نسبت تصنیف و تالیف و جرح و تعدیل کا بازار گرم کیا جاے ' اور قوم و ملت اپنی زندگی کو اسکے مطالعه کیلیے وقف کردے !!

ان بزرگوں کے ساتهه ایک دوسرا روشن خیال ' اتحاد دوست اور " مصلحت " فرما طبقه هے ' جسکا خیال هے که اس طرح کے تمام مباحث چونکه اسکی مصطلحه " مصلحت وقت " کے خلاف هیں ' اسلیے بہتر هے که همیشه کیلیے انکو مدفون مقبرۂ ذهول و نسیان کردیا جاے ' اور کبهي انکي طرف اشاره بهي نهو -

گویا اس خیال کے بزرگوں کے نزدیـک سیاه و سفید ' حق و باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمت ' اور معروف و منکر کي بنیاد ' حقیقت نہیں ' بلکه " مصلحة " هے ' اور تمام تاریخي اسفار ' اور مجلدات آثار دنیا سے نابود کردینا چاهئیں ' کیونکه وه " مصلحت وقت " کے خلاف هیں !!

لیکن اس عاجز کا مسلک اِن دونوں مذاهب سے مختلف هے - میں دونوں جماعتوں کو افراط و تفریط میں دیکهتا هوں - اپني تمام قوت علم و دین کو محض تاراج مجادله و مکابره کرنا ' اور امور متنازعه کو خواه نخواه زنده کرکے امن و اتحاد و جمعیة کلمه میں خلل انداز هونا ' عقل و شرع ' دونوں کے لحاظ سے مضر هے ' لیکن ساتهه هي میں اس " مصلحت اندیشي " کا بهي قائل نہیں ' جسکے معنے یه هیں که تاریخي مباحث و تحقیقات کا سد باب کردیا جاے ' تصحیح خیال ' و تعدیل اعتقاد ' و تمجید اعمال حسنه ' و ذم افعال سئیه کو روک دیا جاے ' اور دفاتر اخبار ' و اسفار اثار کے دروازوں پر یک قلم قفل چڑها دیا جاے -

تاهم بحالت موجوده میں اسکي بالکل ضرورت نہیں دیکهتا که اِن مباحث میں اپنا اور ناظرین کا وقت صرف کروں - وه وقت ' که هماري فرصتیں قلیل ' اور ضرورتیں لا تعد ولا تحصے هیں ' اور پهر یه بحثیں تو هماري زندگي سے وابسته هیں ' لیکن پیش آنے والے حالات تو وه هیں ' که هماري زندگي هی کو مشکوک ' اور هماري هستی هی کو مفقود کردینے والے هیں -

الهلال کی گذشته جلد کے اختتام ' اور نئي جلد کے فاتحه میں " امر بالمعروف و نهی عن المنکر " کی (که اصل مقصود دعوت الهلال هے) تاریخ کی طرف مختصر سا اشاره کیا گیا تها ' اور اس فضل مخصوص امة مرحومه کی طرف توجه دلائی تهی که هر زمانے میں حکمة الهیه نے احیاء شریعة و امر بالمعروف کیلیے برگذیدگان امت کو منتخب کیا ' اور انکے ذریعه حق کا اعلان ' اور باطل کا استیصال ظهور میں آیا - اسی ضمن میں یه ذکر بهی آگیا تها که اسلام کا اصلی دور زندگی ابتدائی عهد راشد تها ' اور پهر اسکے بعد هی بدعات ومحدثات کا سلسله شروع هوگیا تها - وهاں نه بنی هاشم اور بنی امیه کے منازعات کا ذکر تها ' اور نه جمل و صفین کا - نه تعین تهی ' اور نه تشخص - لیکن جناب نے اس طرف توجه مبذول فرمائی ' اور اسکو رسم سب و شتم ' و اتباع " رفاض " و سب صحابۂ کرام [رضوان الله علیهم] سے تعبیر کیا - ایسی حالت میں ضرور تها که برسبیل اجمال اپنے خیالات ظاهر کردوں - یه کیونکر ممکن هے که واقعات سے بالکل چشم پوشی کرلی جاے ' اور یه کیا استبداد و قهر ' اور حکم بندش قلم و لسان هے که ضمناً بهی کہیں صاحبان اعمال خیر کی مدحت ' اور موسسین بدعات و محدثات کی طرف اشارۂ منقصت نهو ؟

(۱۳) پس یه اسباب تهے ' جنکی وجهه سے الهلال کے چند صفحات اس ذکر کی نذر هوگئے - نیز اس لیے بهی که اس بارے میں جناب کا اصرار شدید تها ' ورنه قارئین کرام پر واضح رهے که اس عاجز کے قلم و دماغ کے لیے امویۂ و عباسیه کا مبحث نہیں ' بلکه اب تو اسلام کا سوال درپیش هے ' اور تاریخ اسلام کا حفظ نہیں ' بلکه نفس اسلام کے حفظ کی مهم سامنے هے - اب اسوقت " صفین " اور " جمل " کے واقعات پر غور کرنے کی مهلت کہاںسے لائیں ' که یوم " بدر " اور " احزاب " کے واقعات تازه هو رهے هیں !!

مرحوم غالب نے اس بحث کا فیصله کردیا هے :

بحث و جدل بجاے مان ' میکده جو ' کاندران
کس نفس از جمل نزد کس سخن از فدک نخواست

اور اسکے ارکان و اعضا ویسے نہیں ہیں ' جیسے کہ پہلے تھے - اُس وقت ' جس کی روایتیں بچپنے سے میں سنتا آیا ہوں ...... پھر اگر ایسا ہی ہے تو خدایا یہ کیا بد بختی ہے' اور تیرے ہاتھہ کو کیا ہوا کہ ہمیں نہیں پکڑتا ؟ .... "

مقدونیا میں ایک اور نیا سامان تنبہ اور اعتبار کا پیدا ہوگیا تھا ' اور نیازي اور اسکے بعض ساتھیوں کي دیدۂ عبرت کیلیے اسکے نظارے نے بھی سرمۂ بصیرت کا کام دیا --

مسئلۂ مقدونیا کی قبل از دستور آخري پیچیدگی اس طرح سلجھائي گئی تھی کہ دول ستہ نے اپنے ہائی کمشنروں کا ایک کمیشن متعین کر دیا تھا ' اور انکے ماتحت ترکی فوج کا ایک حصہ دیدیا گیا تھا ' جنکا مقصد بظاہر بتلایا جاتا تھا کہ سعی اجراے اصلاحات اور قیام امن ہے -

یہ ترکی فوج جو باہر کے افسروں کے ماتحت رہتی تھی' انتظام و راحت کے لحاظ سے تمام عثمانی فوج کیلیے رشک انگیز تھی - چونکہ اسکا انتظام یوروپین طاقتوں کے کمشنروں کے ماتحت تھا ' اسلیے وہ اسکو باقاعدہ تنخواہیں دلاتے تھے' عمدہ وردیاں پہناتے تھے ' انکے جوتے ٹوٹے ہوے ' اور انکے کوٹ پھٹے ہوے نہیں ہوتے تھے' اور ترکی زندگی کی محبوبات ' یعنے قہوہ اور تمباکو کیلیے ترستے نہ تھے -

اِن سپاہیوں کا وجود مقدونیا کی عام عثمانی فوج کیلیے ایک تازیانۂ عبرت ہوگیا - وہ انکو دیکھتے اور اپنی حالت سے مقابلہ کرتے - اور پھر سونچتے کہ یہ کیا بدبختی ہے' کہ انھی کے بھائی انھی کے سے سپاہی ' انھی کی سر زمین کے فرزند ' چند غیروں کے ماتحت رہکر عزت و خوشحالی کی ایسی رشک انگیز زندگی بسر کرتے ہیں ' اور خود وہ اپنے ملکی افسروں کے ماتحت رہکر اور اپنے ملک کی پرستش کا عہد باندھکر' ذلت و نکبت ' افلاس و ناداري ' عسرت و تنگی' اور پریشانی و پریشان حالی میں مبتلا رہتے ہیں ؟

غیروں کو کیوں یہ عزت و عظمت حاصل ہے ' اور انکے ملک کیلیے کیوں ذلت و نکبت کے سوا کچھہ نہیں ؟

نیازي بک لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی مقدونیا کے کمشنروں کے ماتحت سپاہیوں کو دیکھتا تو اپنے ہمراز دوست یوسف صدیي سے گھنٹوں اس اختلاف حالت کے اسباب و نتائج پر بحث کرتا - "

* * *

اسی زمانے سے نیازي بک کے خیالات میں تغیر شروع ہوگیا - اسکے احساسات بدل گئے ' اسکے مشاہدات نے ایک نئی چادر اوڑھلی ' اور اسکے کانون قلب میں " خدمت ملک و وطن " کی وہ مخفی آگ روشن ہوگئی ' جو اگر ایک بار روشن ہوجاے ' تو پھر اسکا بجھنا دشوار ہوتا ہے -

اس نے بغیر کسی مرشد و رہنما کے حیات ملکی و ملی کے سر مخفی کو معلوم کرلیا ' اور اسکو یقین ہوگیا کہ ہمارے جسموں کے اندر روح نہیں ہے - کشتی پانی سے بھرتی جاتی ہے ' اور بستر مرض روز بروز مایوسی سے قریب تر ہوتا جاتا ہے -

اسکے کانوں میں ایک فرشتہ غیبی کی ہر وقت صدا آنے لگی کہ " کوئی انسان اس خاکدان ارضی' اس سماء دنیا کے نیچے زندہ نہیں رہسکتا' جب تک کہ روح حریۃ اسکی رگوں کے اندر نہ دوڑ رہی ہو' اور مملکۃ عثمانیہ کا مرض اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ ایک صدي کے اندر اسکے چاروں طرف کی دنیا پلٹ گئی ہے' لیکن وہ ابتک اپنی جگہ پر پڑي ہے "

اب نیازي بک وہ نیازي بک نہ تھا ' جو چند مہینے پہلے اپنی بارک کے فوجی قہوہ خانے میں بیٹھکر اپنے اطراف و جوانب

اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

قبلہ مد ظلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال ابھي ابھی مجھے ملا ہے - آپکا چھوٹا سا اپیل دربارہ امداد مہاجرین پڑھنے میں آیا - آپکي ہمت پرجوش اور رشک کے آنسو نکل پڑے - اللہ تعالی آپکو اس سے بھي بڑھکر توفیق عنایت فرماوے اور مجھے بھي - لیکن میں اپنے پاس ایسی جیب کہاں سے لاؤں جسکي وسعت اسیقدر ہو' جتنی ان بے خانماں بھائیوں' بہنوں ' اور ماؤں کي امداد کي ضرورت ہے ' یا جسمیں الہلال کي سي قابلیت ہو کہ وہ ایک عظیم الشان ایثار کے ساتھہ اتني بڑي رقم اپنے اندر سے نکال دے - ادھر تنگي حوصلہ ملاحظہ ہو کہ جي نہیں چاہتا کہ آپ پر بار بنوں ' یا جو قلیل رقم آٹھہ روپیہ کي ہوں وہ بھي میرا ایثار نہو ' بلکہ جناب کا - اور اگر محض ایک خریدار ھي پیدا کروں تو پھر میں نے تو کچھہ بھي ندیا - اللہ میري مٹھي کو تنگ نکرے ' اور نہ میرے حوصلہ کو پست - لہذا میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپني بیوي کي طرف سے (اور کسقدر مقام شرم و غیرت ہے کہ آج میري بیوي جسے میرا نصف ہونا چاہیے تھا' مجھسے بڑھگئي ہے) ایک جوڑي طلائي بندوں کي پیش کرتا ہوں - میں نے یہ جوڑي اپنے دوست .... کو دیدي ہے - وہ فروخت کرکے قیمت آپکو ارسال کردینگے - ...... میں چونکہ زیور کي قیمت اچھي پڑتي ہے اسلیے اسے وہیں فروخت کرنا مناسب سمجھا - اس ادنی سي رقم کو آپ اس چندہ میں راقم الحروف یا اسکي بیوي کي طرف سے شمار کرلیں' لیکن ساتھہ ھي عرض ہے کہ ہرگز میرا نام آپکي فائل میں ظاہر نکیا جاوے -

پس جسوقت رقم پہنچ جاوے فقط اتنا لکھدیجئیگا کہ ایک بدنصیب مسلم جسے بہت کچھہ دینے کي تمنا تھی ' لیکن جو بباعث کچھہ نہ رکھنے کے اپنے دل کے ارمان نکال نہیں سکتا "

[الہلال - ذلك' فلیتنا فس المتنافسون]

[از جناب شیخ محمود صاحب جفت فروش - اکوت ضلع اکولہ ملک برار]

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانہ مہاجرین کے متعلق آپ نے جس ایثار اور مالي قرباني سے کام لیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں عملي دنیا میں یہ پہلی نظیر ہے - کاش طبقہ امرا بیدار ہوتا اور مالي اعانت میں کوشان ہوتا تو یہ آفات کي گھٹا جو مسلمانان عالم پر چھائي ہوئي ہے پرزے پرزے ہوکر رہجاتي - وہ مقلب القلوب اونکے دلوں کو اسلام کے درد اور مسلمانوں کي ہمدردي سے بھر دے -

میرے دل نے اسبات کو گورا نہ کیا کہ اتني بڑي رقم کا بار آپ کی ایک واحد ذات پر ڈالا جاے - اس بنا پر نیازمند نے آٹھہ روپیہ کي حقیر رقم اعانہ مہاجرین کي مدد میں بذریعہ مني آڈر خدمت اقدس میں ارسال کي ہے - اس رقم کو آپ اخبار کي قیمت تصور نہ فرمالیں - کیونکہ اخبار کا چندہ ختم ہونے پر اخبار کي مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی - .

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

کے دشمنوں کی گرفتاري کی تدبیریں سونچتا تھا - اب اسکے سامنے اُن عظیم الشان دشمنوں کی صفیں تھیں ' جنکے حملے روز بروز اسکی قوم اور اسکے ملک کو برف کی طرح پگھلا رہے ' اور خشک سالی کے چشموں کی طرح سکھا رہے ہیں -

وہ اب شب و روز ایک عشق غیر معلوم ' اور ایک تلاش و تجسس مجہول کی فکر میں مستغرق رہنے لگا ....

طلب بے عنوانیوں کا پہلا نقش اسکے دل پر کھینچ دیا - جنگ کے ایک پر خطر موقعہ میں اس نے تنہا ۱۸ - یونانیوں کو قید کر لیا تھا ' اور ان میں بعض نہایت ممتاز یونانی فوج کے افسر تھے - وہ اپنے اسیروں کو لیکر خوشی خوشی قسطنطنیہ روانہ ہوا کہ سلطان کے حضور میں پیش ہوکر اپنی خدمت کو پیش کرے - راہ میں امراے یلدیز میں سے ایک امیر کا لڑکا ملا ' اور اسکو معلوم ہوگیا کہ نیازی بک کے ساتھہ یونانی اسیر ہیں - قبل اسکے کہ نیازی قسطنطنیہ پہنچے ' مابین همایونی سے ایک فرمان شائع ہوگیا ' جسمیں ۱۸ - یونانیوں کو تنہا قید کرلینے کے کارنامے کو اُس امیر زادے کے طرف منسوب کیا گیا تھا ' اور پھر اسکے صلے میں ترقی مراتب و مدارج کا اعلان تھا !

نیازی بک کہتا ہے کہ " یہ پہلا واقعہ ہے ' جس نے میری آنکھیں کھولیں ' اور مجھکو اپنے ملک کے حکام ' اور مرکز کی بد نظمی کی نسبت علم ہوا "

سنہ ۱۹۰۳ - کے اواخر میں یورپین ترکی کے اندر بلغاری جرگوں کی بغاوت اور شورش کا همسایوں نے انتظام کیا ' اور تمام مقدونیا میں آتش فساد بھڑک اٹھی - یہ کوهستانی اطراف اور دیہات و قصبات کے قبائل تھے ' جنھوں نے مختلف جرائم پیشہ سرغناوں کی سر کردگی میں اپنی اپنی جماعتیں بنالی تھیں ' اور پھر باهم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے ' اور دیہاتوں اور قصبوں کو لوٹتے تھے - یہ بغاوت سنہ ۱۹۰۸ ع - تک قائم رہی ' جبکہ دستور عثمانی کا پہلا اعلان ہوا -

* * *

حکومت نے جن لوگوں کو بلغاریوں کے مقابلے ' اور سرکوبی کے لیے متعین کیا تھا ' ان میں نیازی بک بھی تھا - وہ پانچ سال تک اپنی رجمنٹ کے ساتھہ مقدونیا کے جرگوں کا مقابلہ کرتا رہا ' اور اس عرصے میں اس نے اپنی شجاعت و بسالت ' ایثار نفس و جوش خدمت ملک و ملت ' اور نوع پرستی و انسانی همدردی کی نہایت نمایاں مثالیں پیش کیں - اسکا وجود تمام اطراف رسنہ و مناستر کیلیے ایک رحمت الہی تھا - اُس نے بلغاری اشرار کے حملوں اور لوٹ مار سے تمام اپنے قرب وجوار کی آبادی کو بالکل محفوظ کردیا تھا ' اور بڑے بڑے مشہور بلغاری ڈاکو اور سرغنے اسکے نام سے ڈرتے اور اسکی شجاعت و کاردانی کا اعتراف کرتے تھے - اسکی همدردیوں نے بلا اختلاف مذهب و ملت تمام اطراف و جوانب کے لوگوں میں اسکے وجود کو محبوب القلوب بنادیا تھا - اسکی موجودگی کا یقین راتوں کو تاریکی میں امن و امان کی روشنی تھا ' جو گھروں کے اندر عورتوں اور بچوں کو اطمینان کی نیند بخشتا تھا ' اور بوڑھوں اور معذوروں کو بلغاری وحوش و برابرہ کے حملوں سے بے پروا کردیتا تھا -

ایک ذکی الحس اور حقیقت جو طبیعت کیلیے دنیا کے تمام حوادث و واقعات عبرت و بصیرت کا درس ہوتے ہیں - صدها عام سپاهی اور فوجی افسر نیازی کی طرح اس کام میں مصروف تھے ' لیکن نیازی بک جو کچھہ کرتا ' اور جو کچھہ دیکھتا تھا ' وہ کسی کو میسر نہ تھا - وہ گو اب تک انقلاب و اصلاح کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوا تھا ' اور اسکے خیالات میں کوئی انقلاب انگیز جنبش فکر پیدا نہیں ہوئی تھی ' باهر کے اخبارات کی ملک میں اشاعت مسدود تھی اور علی الخصوص ترکی فوجی زندگی تمام دنیا سے بے خبری اور بے قدری میں کٹتی تھی - تاهم چونکہ اسکا دل محب ملک ' اور اسکا دماغ پیرو ضمیر تھا ' اسلیے وہ جو کچھہ کرتا تھا ' محض فوجی فرض ' اور حق تنخواہ کے جذبے سے نہیں ' بلکہ اپنے ملک کی محبت ' اسکو فتنہ و فساد سے محفوظ کرنے کی آرزو ' اور خلق اللہ کے امن و رفاہ کیلیے -

لیکن اس فوجی خدمت کے اثنا میں اسپر نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوا اور اُس نے حیرت اور غم کے ساتھہ دیکھا کہ اسکے ملک اور ملکی حکومت کی حالت ویسی نہیں ہے ' جیسی کہ وہ بچپن سے سمجھتا آیا ہے -

* * *

وہ لکھتا ہے :

" سب سے بڑھکر جس واقعہ نے اس زمانے میں مجھپر اثر ڈالا وہ یہ تھا کہ میں اپنے وفادار ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالکر ' راتوں کی نیند اور دن کی راحت سے اپنے تئیں یک قلم محروم کرکے ' طرح طرح کی مصیبتوں اور طرح طرح کی مشکلات کے بعد ' کسی مشہور بلغاری سرغنے ' یا کسی مشہور کوهی ڈاکو کو گرفتار کرتا ' اور اسکے خونی جرائم اور حملوں سے مظلوم انسانی آبادیوں کو نجات دلاتا ' لیکن جب اسکو مناستر بھیجدیتا ' اور وهاں سے اسکا معاملہ (یلدیز) کے هاتھوں میں پہنچتا ' تو چند دنوں کے بعد حیرت و تعجب سے سنتا کہ " فلاں یورپین حکومت کے سفیر نے انکے معاملے میں مداخلت کی ' اور وہ فوراً باعزاز و اکرام رہا کردیے گئے " !!

یا درمیانی حکام کو رشوتیں ملگئیں ' اور تیسرے چوتھے دن هی وہ پھر اپنے قبائل سے آملے !!

اسکے ساتھہ هی میں دیگر فوجی افسروں کو دیکھتا ' جو میری هی طرح بلغاری باغیوں کے مقابلے کیلیے متعین تھے ' اور دیگر اطراف مقدونیا سے تعلق رکھتے تھے - نہ انکو غریب دیہاتیوں کے لٹنے کا کچھہ غم تھا ' اور نہ باغیوں کی تادیب و تنبیہ کی کچھہ فکر تھی - نہ انھوں نے اُن خطرناک جرگوں سے مقابلہ کرکے انھیں اپنا دشمن بنایا ' اور نہ کبھی انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی - اپنے اپنے مقاموں پر پڑے رہتے ' اور جب کبھی کسی جگہ کے لٹنے اور تاراج قتل و غارت ہونے کی خبر آتی ' تو دوسرے تیسرے دن معائنے کیلیے چلے جاتے ' اور اپنے روز نامچے میں لکھدیتے کہ " غارتگروں کا کچھہ سراغ نہ لگ سکا " !

تاهم وہ مجھسے زیادہ محبوب و عزیز تھے - !!

میں نے سونچا کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بچپن سے اعتقاد و فکر کی جس جنت میں مقیم ہوں ' وہ محض ایک دھوکا اور فریب ہے ؟ کیا ابتک میں نے جو کچھہ سنا ' اور جو کچھہ سمجھا ' وہ واقعیت اور صداقت سے خالی تھا ؟ ...... ؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دنیا کی حکمران قوموں کی طرح هم ایک عظیم الشان حکمران قوم هیں ' اور همارا سلطان دنیا کے پادشاهوں میں ایک بڑا پادشاہ ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ کیوں ہے کہ جن مجرموں نے همارے ملک کی عافیت کو تاراج کردیا ہے ' هم انکو پکڑتے هیں ' لیکن هماری حکومت کو اتنا حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی مرضی سے انھیں سزا دے ' اور وہ محض ایک یورپین سفیر کے اشارے پر بلا تامل چھوڑ دیے جاتے هیں ! چھوڑ دیے جاتے هیں تاکہ وہ پھر آکر هماری سرزمین کو قتل و غارت اور نهب و سلب سے بھر دیں ! تاکہ مظلوم انسانوں کی عورتیں بیوہ ' اور تاکہ انکے شیر خوار بچے یتیم ہوں !! ...... یا للعجب ! و یا للاسف ......

اگر هماری حکومت کا یہی حال ہے ' تو پھر هماری جانوں کو انکے مقابلے کیلیے کیوں معرض هلاکت میں ڈالتی ہے ؟ ....

کیا یہ سب کچھہ اس لیے ہے کہ هم ذلیل و حقیر ہوگئے هیں ' اور اپنے آپکو سنبھالنے پر قادر نہیں ؟ کیا هماری حکومت کا انتظام

تعلیم کے لیے - ایک مولوی کی اجازت ملجاے تو بہت مناسب ہے - یہ نیک نظیر نامور ری کا باعث ہوگی که سرکاری اسکول میں ایک فرماں رواے اسلام کی طرف سے مذہبی تعلیم کا انتظام ہوا - اسکول کو بھی مقابلةً زیادہ رونق ہوگی - مسلمان طلبه مذہبی تعلیم سے مستفید ہونگے - هیڈ ماسٹر مڈل اسکول - ہر وقت نگراں رہیگا -

قانون ازدواج بیوگان کی تحریک

از جناب نثار احمد خاں صاحب کاکوری

بیواؤں کے عقد ثانی کا مسئله اس قدر ضروری و اهم ہے که کوئی دور اندیش و معامله فہم دل و دماغ اس کی اهمیت سے انکار نہیں کرسکتا - میری راے میں اسکے لیے امپیریل ایجسلیٹو کونسل میں ایک خاص قانون وضع کرنے کی پرزور تحریک ہونی چاهیے - جس کا ابتدائی مسودہ یوں ہوسکتا ہے -

دفعه (۱) صاحب کلکٹر یا سیشن جج یا اونکے همرتبه عہدہ داران ریاست کو بذریعه درخواست با ضابط بیوہ کے حالات و متعلقات کی اطلاع ہونا چاهیے -

دفعه (۲) ہر ایسی درخواست میں بیوہ کی تخمینی عمر - اسباب عدم نکاح ثانی مع اون وجوہ کے جو ولیوں مربیوں یا سرپرستونکی طرف سے که مانع نکاح ثانی ہوں درج کرنے چاهئیں -

دفعه (۳) ہر ایسی درخواست کے گذرنے پر عہدہ دار خود یا اپنے کسی ماتحت افسر کو خواہ وہ آنریری ہوں یا ملازم سرکاری بغرض تصدیق بیانات عرضی گذار کے مامور کرکے عذرات مندرجۀ درخواست کی تصدیق کرالیگا -

دفعه (۴) درخواست تصدیق شدہ چند معزز مقامی باشندونکے پاس مزید تصدیق و تحقیق کی غرض سے بهیجدی جاے' اور اون کی سفارشی رپورٹ پر مناسب لحاظ کیا جاے -

دفعه (۵) اگر شادی ہونیکے لیے سفارش ہو تو بیوہ جس شخص کی سر پرستی یا نگرانی میں ہو اُس کو مناسب وقفه و مہلت دیکر بیوہ کے عقد ثانی کی هدایت کرنی چاهیے -

دفعه (۶) مناسب مہلتوں کے بعد بهی اگر تکمیل نہو تو ایسی حالت میں مقامی معززان کو ولی و سرپرست مقرر کرکے تکمیل عقد کرنیکے لیے هدایت کی جاے -

دفعه (۷) بحالت بالغ ہوے بیوہ کے حسب سفارش مقامی معزز باشندوں کے تکمیل عقد کے لیے مناسب هدایت کی جائیں' جن کے عمل در آمد نہونے پر برادری کے ہر قسم کے رسوم میں شرکت کرنیسے اُسے روک دیا جاے - خود اسکے یہاں کی تقریب غمی و شادی میں اهل برادری وغیرہ کی شرکت ممنوع قرار دی جاے - عدول حکمی کی سزا اخلاقی و میعادی ہونا چاهیے -

دفعه (۸) خاص عمر کی اور مریض اور ایسی بیوائیں جو صاحب اولاد ہوں اور جنکے عقد کرنیسے اونکی اولاد کی بربادی کا اندیشه ہو مستثنی قرار دی جائیں -

دفعه (۹) بیوہ ترکۀ شوہر اول سے محروم نکی جاے - نفاذ قانون کا اثر عقد اول سے عقد ثانی تک رہے - مکرر بیوہ ہونے پر اُسے نکاح کے لیے مجبور نه کیا جاے -

هندو بیواؤں کے لیے بهی به نظر هم وطنی و همدردی انسانی کوئی ایسا ہی قانون جاری ہونا چاهیئے -

کیا عرب سے اسلام کی حکومت مٹ جائیگی ؟

میرا خیال ہے که هندوستان کے اردو اخباروں میں آپ ہی کا ایک اخبار ایسا ہے' جو اسلامی معاملات پر آزادی سے بحث کرتے ہوے اپنی آواز کو قسطنطنیه کے باب عالی اور دهلی کے ایوان حکومت تک پہنچا سکتا ہے - اور گو میری ناچیز تحریر اسکے زریں کالموں کے لیے عیب ہے - مگر میں ان خیالات کو اظہار کیے ہوے بغیر نہیں رهسکتا' جو مجهکو عرصے سے پریشان کررہے ہیں - اگرچه مجهے یقین ہے که وہ اخبار کے کالموں میں شائع ہونے کا شرف نہیں پاسکتے - لیکن اس امید پر که ممکن ہے اپ میری راے سے اتفاق کرتے ہوے اپنے قلم فصاحت کو جنبش دیں وهو المقصود -

موجودہ رفتار سیاست کو دیکهتے ہوے یه سوال پیدا ہوتا ہے که آیندہ عرب و حجاز کا حاکم اعلے کون ہوگا - یه سوال گو بظاہر ایک سرسری بات ہے - مگر موجودہ و گذشته واقعات ایک آنیوالے خطرے سے مجهکو ڈرا رہے ہیں' اور میں چاهتا ہوں که جسطرح ممکن ہو ان خطروں کا ذکر مفصل کروں - میں جس خطرناک شہنشاہ عرب کا وحشتناک خواب دیکهه رہا ہوں - اسکی تعبیر ریوٹر ایجنسی نے ترکی و انگریزی معاهدہ خلیج فارس کو ظاہر کرتے ہوے - کردی ہے -

عرب کے موجودہ پالیٹکس کو سمجهنے کے لیے بہتر ہوگا که تاریخ عرب میں ترکی اور انگریزی اقتدار کے ماجراے سیاست پر بحث کرتے ہوے معاهدۀ خلیج فارس و مسئلۀ و مصر پر راے زنی کی جاے :—

" عرب میں ترکی حکومت شریف جعفر " اول سے شروع ہوئی سلیمان صاحبقران (۱۵۲۰ - ۱۵۶۶) کے عہد میں عثمانی سلطنت منتہاے عروج پر تهی - اسوقت تمام عرب ترکی ایشیا میں شامل تها - مگر انیسویں صدی کے شروع میں مدت تک ترکی حکومت عرب میں متزلزل رہی - سنه ۱۸۲۰ع میں ترکی حکومت کا دوبارہ اعلان ہوا - اور عبد المطلب مکه کے شریف اعظم مقرر ہوے - لیکن شریف اور پاشا میں منافست کے باعث عبد المطلب کو معزول کرکے محمد ابن عون کو حاکم مشہور کیا گیا - ۱۵ - جون سنه ۱۸۵۸ع کو جدہ میں انگریزی قونصل کے قتل ہو جانے کی وجه سے انگریزوں اور حجاز کے فرمانرواؤں میں لڑائی ہوئی - جدہ پر گولہ باری کی گئی' اور اس شرط پر جهگڑا رفع ہوا که انگریزوں کو تاوان دیا جاے اور قاتلوں کو سزا دیجاے - نہر سویس کے اجرا سے ترکی کا تعلق مکه سے قوی ہوگیا - جدہ بحر قلزم کے سلسله تار سے ملادیا گیا - بابعالی سے مکه کو تار پہونچنے لگے - طائف میں تار پہونچایا گیا - شرفاے حجاز کے لیے مخالفانه کارروائی کا موقع نه رہا - جنگ روس و روم میں مکه سے سپاهیوں کے ایک رجمنٹ بهرتی کرنے کی کوشش کی گئی -

سنه ۱۸۶۹ میں مدینه' جدہ' مکه اور طایف میں عثمانی دفتر اور محکمے قائم ہوے - مکه میں عبد الله ایک ہر دلعزیز شریف تها - اسکے بعد اسکا بهائی مقرر ہوا جو سنه ۱۸۸۰ع میں قتل کردیا گیا - اوسی سال عبد المطلب دوسرے مرتبه شریف ہوا - گو که اُسنے انتظامات تو اچهے کیے مگر طبیعتیں پہلے ہی سے اُس کی جانب سے متنفر ہوچکی تهیں - عزل کی درخواست کی گئی -

عثمان پاشا نے آکر اس مسن و معمر شریف کو معزول کردیا' اور شہر کی حکومت خود سنبهال لی - ۱۸۸۲ میں حسین کا بهائی عون الرفیق شریف مقرر ہو' اس دو عملی سے بدویوں نے بغاوت کردی - رفیق مدینه بهاگ گیا - اور عثمان پاشا

مراسلات

از جناب مولوي يعقوب صاحب هيڈ مولوي اسكول جموي ضلع مونگير

مخدومنا الاعظم جناب المكرم مولانا ابوالكلام آزاد - ادام الله شموس افاضتكم ساطعة على راس المومنيــن وجعلنا الله سبحانه و اياكم من انصار المسلمين - السلام عليكم و رحمة الله و بركاته - اعانت مهاجرين بے خانمان ترک کے ایسے مبلغ آٹھ روپے ارسال خدمت هیں - ربنا تقبل منا انـك انت السميع العليم -

حیثیت کے بدل جانے سے حکم بهي بدل جاتا ھے' اب جناب والا کے الهلال نے بحکم : الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله صد هزار بدر کامل کو بے نور و صد هزار متاع کونین کو هیچ کردیا - ان هذا كان لكم جزاء و كان سعيكم مشكورا - میرا خیال ھے که تیس هزار کي رقم خطیر کے ایثار سے دلیل راه بننے کي مثال آپ سے پہلے کوئي اخبار هندوستان کا شاید نہیں هوا ھے - اسکي مقبولیت کي کافي دلیل آیة مذکور ھے - کیونکه ابتغاء مرضات الله سے افضل ترین دوسري کوئي چیز نہیں هوسکتي - یه امتیاز جناب والا کا لوجه الله ھے کسي مداح کے مدحت سے اچھا اورکسي حاسد کے چشم پر فتن کے دیکھنے سے برا نہیں هوسکتا انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاءً ولاشكورا -

جناب والا نے غازي شکري پاشا متع الله المسلمين بطول حیاته کے خدمات اسلامیه کي یاد گار قائم کرنے کا خیال جو ظاهر فرمایا ھے گو کسي حیثیت سے محمود متصور هو' مگر بنفسه به چند وجوه یه یاد گار قابل اعتراض ھے -

(۱) کیا یه خیال صحیح ھے که قوم ترک کے افراد میں بطل ادرنه غازي شکري پاشا سے زائد اسلام پرستي و ملک و وطن کے لیے جانفروشي کرنے والا دوسرا کوئي فرد اس جنگ بلقان میں ثابت الاقدام نظر نه آیا ؟ اگر یه خیال صحیح ھے تو اونکي یاد گار کے لیے یه کافي ھے که اشداء على الكفار کي صفت سے عامه مسلمین یاد کیا کریں - تاریخ میں اون کے لیے یه صفت باعث صد افتخار و مکرمت ھے - بیشک ثاني اگر ایک کے لیے کوئي یاد گار قائم هو اور دوسرے کے لیے نہیں' تو ترجیح بلا مرجح ھے - یقین جانیے که اس دور ناکامي و نامرادي میں بهي هر مسلمان سپاهي جوش همت وعزم و ثبات میں خالد وقت ھے' پهر ایک کے لیے یادگار قایم کیجاے اور دوسروں کے لیے نہیں ' کیا یه راے صائب هوسکتی ھے ؟

صوفي بالکل مفت

از جناب محمد الدین صاحب اڈیٹر صوفي پنڈي بہاؤ الدین ضلع گجرات

تصوف کا بے نظیر رساله جو پنڈي بہاؤ الدین ضلع گجرات سے ماهوار شائع هوتا ھے - ان صاحبان کي خدمت میں سال بهر تک بالکل مفت روانه کیا جائیگا - جو اسکي سالانه قیمت ایک روپیه ۵ - آنه خزینه اعانهٔ مهاجرین عثمانیه میں بنام اڈیٹر صاحب الهلال کلکته بذریعه مني آرڈر بهیجدیں - اور رسید مني آرڈر جو ڈاکخانه سے ملے وه معه اپنے پته کے دفتر صوفي میں ارسال فرمائیں - رساله سال بهر تک انکے نام جاري رهے گا - [الهلال - جزاكم الله تعالے خير الجزاء]

تصحیح [illegible] روزی

از جناب شرف الدین احمد صاحب ریاست رام پور

آپ نے اپنے معزز پرچه " الهلال " مورخه ۷ مئي سنه ۱۹۱۳ ع میں میرے ناچیز ترجمے یعني " جهنم سے پہلے اور دوسرے خط " پر جو ریویو فرمایا ھے اوس میں دو غلطیاں هیں اگر براه کرم آپ اون کي صحت فرمادینگے تو میں شکر گذار هونگا -

(۱) تقریباً دو سال سے میں هیڈ کلرک جیل نہیں هوں بلکه اب هوم ڈپارٹمنٹ میں عالي جناب صاحبزاده محمد مصطفی علي خانصاحب بہادر هوم سکریٹري کي عنایت آمیز ماتحتي میں اپنا فرض منصبي انجام دیتا هوں -

(۲) اصل کتاب میں تیس خط هیں - آپ نے ۲۰ - خطوط لکھے هیں ۳۰ - میں سے صرف دو خطوں کا ترجمه ابهي شائع هوا ھے تیسرا زیر طبع ھے -

مدرسه بجاے مکت[illegible]

از جناب نصیر خاں صاحب جلال آبادي

احتشام الملک سلطان الدوله جناب احمد علیخانصاحب بہادر مرحوم شوهر بیگم صاحبه بهوپال جلال آباد ضلع مظفر نگر کے رهنے والے تهے - والي عهد بہادر ریاست بهوپال اور ان کے بهائي کرنل محمد عبد الله خان بہادر جلال آباد کے رئیس اعظم محمد ولایت علیخانصاحب کے یہاں منسوب هیں -

ان تعلقات نے بهوپال اور جلال آباد میں وابستگي پیدا کر دي ھے - جلال آبادیوں کا اراده تها که هرهائنس بیگم صاحبه بهوپال سے ایک هائي اسکول کے لیے درخواست کیجاے - یه اراده عملي صورت میں ظهور پذیر هونے بهي نه پایا تها - که ایک دو اصحاب نے درخواست پیش کي - که سرکار عالیه کیجانب سے جلال آباد کے مسلمان بچوں کي تعلیم کیلیے ایک حافظ قرآن کا تقرر منظور فرما یا جاے - وهاں کیا تها - دس روپیه ماهوار پر ایک حافظ صاحب مقرر هوگئے - جلال آباد کي آبادي چار هزار ھے - اسمیں بڑي کوشش سے ۱۵۰ طلبه تعلیم پاتے هیں - ایک سرکاري مڈل اسکول ھے جس میں متعلمین کا شمار اب سے دو ماه پیشتر ڈیڑه سو تها - اب اس مکتب کے طفیل میں روز بروز تعداد کم هونے لگي - سررشته تعلیم سے جواب طلب هوا - اسوقت تو کچهه یوں هي سا جواب دیدیا گیا ھے ' لیکن تابکے - یهي حالت رهي تو کمي تعداد طلبه کي وجه سے اسکول دوسري جگه منتقل هوجائیگا - پهر آپ سمجهه سکتے هیں اهل شهر اور مضافات کے باشندوں کو کسقدر نقصان هوگا - هرهائنس بیگم صاحبه کي توجه سے بمنظوري صاحب کلکٹر ضلع مظفر نگر اگر بجاے علحده مکتب قراني کے مڈل اسکول هي میں مذهبي

باسفورس کے ایشیائی ساحل سے انقرہ (انگورہ) کو جو ریل آئی ہے وہ جرمن کے ایک سنڈیکیت کے زیراهتمام ہے - اس لائن کے بغداد تک وسیع هو جانے کی تجویز ہے - عرب میں انگلستان کے دو حاکم رہتے ہیں - ایک بو شہر کا برٹش رزیڈنٹ جو قونصل جنرل کے نام سے مشہور ہے - دوسرا عدن میں اوسی نام سے رهتا ہے - بو شہر کے رزیڈنت کی نسبت لارڈ کرزن نے لکھا ہے کہ " اسکو اگر خلیج فارس کا بادشاہ بے تاج کہا جاے تو درست ہے - اس کے ماتحت ایک دو مسلح جہاز رهتے هیں - ایرانی اور عرب اپنے جهگڑوں میں اسکو سرپنچ بناتے هیں - ایک جہاز خاص اسکی ضرورت کے لیے رهتا ہے "

اس شاهی اثر کا قائم کرنیوالا کرنیل راس اور اسکا پیشرو سر لولس بیلی تھا - بحرین کے سرداروں سے بحری امن کے قیام اور دول غیر کی مزاحمت اور انسداد غلامی کے لیے عہد نامے هوچکے هیں - القطر کے جنگجو عربوں سے بھی عہد نامے کیے گئے - سنہ ۱۸۵۳ میں دیگر قبائل - اس شرط پر دائمی عہد نامہ هوا تھا کہ بحری لڑائی نہ کیجاے - سب جهگڑے برٹش رزیڈنت سے فیصل کرائے جاتے هیں - اسکے علاوہ ایک خاص عہد نامے کے رو سے شیخ بحرین نے اس مجمع الجزایر کو انگریزی حفاظت میں دیدیا ہے - سواحل الحسا و القطر کے عرب قبائل ترکی حکومت کے مطیع هیں - مگر انگریز اُن کے منازعات میں بھی دخل دیتے هیں - القطیف سے بصرہ تک ترکی علاقہ پایا جاتا ہے ملک گیری کی هوس عرب کو اپنے ماتحت بنانے کی بیحد خواهشمند ہے - اور جبکہ ترکی سلطنت میں ضعف کے آثار پائے جاتے هیں تو یہ تخیل بالکل بجا ہے کہ مصر کی طرح بصرہ و بغداد میں بھی هماری قوت زور پکڑے گی - اور مقدس سرزمین کے هم وارث هونگے - ان مدبروں نے کاغذی لڑائی شروع کردی ہے - بری و بحری عساکر سے امداد کا وعدہ لیا ہے - امیر البحر نے خلیج فارس میں بحری قوت مستحکم کی ہے - پولیٹکل افسروں کے اسٹاف و سلسلۂ تلگراف کی توسیع هونے کو ہے - کویت کا جزیرہ ترکی سلطنت کے ماتحت ریاست ہے مگر مہرۂ سیاست جو چاہے انقلاب پیدا کردے - ترکوں کا فرض ہے کہ اس سیاسی کشمکش کو جہانتک انکو فرصت اجازت دے دور کرنے پر جلد متوجہ هوں - اور اپنے حقوق هی کی نہیں بلکہ دراصل اسلام کی حفاظت کریں - مغصوبہ ممالک کو اگر واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم سے کم اپنے بچی هوئی املاک کو تو بچائیں اور اگر ایسا نہیں کرسکتے تو منتظر رهیں کہ :

" قومے از غیب برون آید و کارے بکند "

اطلاع

دفتر الهلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکینڈ هنڈ ملسکتی هیں -

هر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود هیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈهائی سال تک معمولی کام هوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد هیں -

ابتدا سے الهلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو هارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گهنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے - چونکہ هم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے هیں - اسلیے الگ کردینا چاهتے هیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پانوں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ' ڈیمائی فولیو سائز کی - اِس پر هاف ٹون تصاویر کے علاوہ هر قسم کا کام جلد اور بہتر هوسکتا ہے -

فهـــرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۳)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

[بذریعہ جناب ضامن علي صاحب گرداور و بہ سعي ممبران مسلم کلب اودے پور مبلغ ۳۰۰ - ۲۲ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائي

(بتفصيل ذيل)

	روپیه	آنه	پائي
نبي بخش صاحب	٠	١٣	-
شير خان صاحب	١	١٠	-
جماعت کفش دوزاں	١٦	٤	-
کريم بخش صاحب	١	١٠	-
قاسم صاحب	٠	٦	٦
رحيم بخش صاحب	٠	١٣	-
مستري رحيم بخش صاحب	٥	٠	-
اسحاق صاحب	٠	١٣	-
قادر بخش صاحب	-	١٣	-
الله رکهه جي اوستا	-	١٣	-
نتهي ... عرف ناهتو	-	١٣	-
... جي	٠	١٠	-
احمد بخش صاحب	-	١٣	-
عبد الستار صاحب	٤	٠	٩
جماعت کهار دوني	٦	٩	٩
قلم محمد و ابراهيم - فخرالدين صاحبان	١٢	١٣	٦

علاوہ ازیں ایک انگشتری طلائي بھي عنایت کي ہے - جو فروخت هوکر بعد از قیمت دوسرے منی آرڈر کے همراہ روانہ کیجاویگی

	روپیه	آنه	پائي
امام خان صاحب	٠	١٣	٩
... خان	٩	١٠	١٠
... غالب خان	١	١٠	-
... صاحب	١	١٠	٩
رمضان خان صاحب	١	١٠	-
محراب صاحب	١	١٠	-
... پوش صاحب	١	٠	-
منشي محب الله خانصاحب	١	٠	-
... سلطان محمد صاحب	١٦	٣	٠
... مير محمد صاحب	٠	١٣	٠
دفعدار تاج محمد صاحب	٢	٧	٠
شمس الدين صاحب	٢	٦	-
... لال صاحب	٠	١٣	٠
پير بخش صاحب	٠	٦	٠
... خان صاحب	٠	١٣	٠
امين اسماعيل صاحب	٠	١٣	-
رحيم بخش صاحب	٢	١١	٠
... خاتون	-	١٣	٠
محمد اکبر خانصاحب	٨	٠	-
بابت فاتحه سيد صاحب	٤	٠	٠
بابت فاتحه محرم	٩	٧	-
از ... و دفعدار دوادار	٣	٣	-
الله ديلي صاحب	١٦	٣	٠
ميان ... شاه صاحب	٥	٠	٠
سليمان صاحب	٥	-	٠
داؤد جي سنگ تراش	٥	٠	-
حسن بخش جي سنگ تراش	٤	٠	٠
عظيم جي سنگ تراش	١	٠	-
رحمن بخش جي واني	١	٠	٠
الله رکهه جي چوڑيگر	٣	٠	٠
فضل الدين جي سنگ تراش	٣	٠	٠
فخر الدين جي سنگ تراش	٢	[illegible]	٠
نتهاجي فقير	١	٠	٠
امير خان جي	١	-	٠
امام بخش جي	١	-	٠
عوض خان جي	١	٠	٠
زمان خانجي دفعدار	١	٠	٠

کي معزولي تـک واپس نہ آيا' عثمان پاشا سے اهل مکہ ناراض تهے - کيونکہ اُسنے شريف کے بچوں اور غلاموں کو قتل کرکے شہر ميں اُن کے سروں کي تشہير کرائي تهي - صفوة پاشا اُسکے جانشين نے بغاوت فرو کي - حجاز اور يمن کے درميان عسير کا علاقہ هے' يہاں کے لوگ قديم سے بہادر اور آزادي پسند هيں' زيدي مذهب کے پيرو هيں - سنہ ۱۸۲۲ سے ۱۸۱۷ تـک ترکي افواج نے ان کوهستانيوں سے ۹ لڑائياں کيں - مگر هر مرتبہ شکست هوئي - سنہ ۱۸۳۳ و ۱۸۳۴ ميں پهر لڑائي جاري هوئي - اگست ۱۸۳۴ ع ميں بڑے معرکے کي لڑائي هوئي - جسميں ترکوں کي فتح هوئي - مگر عرب ترکي قلعوں پر چهاپے مارتے رهے - اور ستمبر ميں ترک پهر شکست کهاکر واپس گئے - سنہ ۱۸۳۶ ميں پهر حملہ کيا گيا - مگر پہلے سے زيادہ نقصان اٹهانا پڑا -

سنہ ۱۸۴۰ ميں عربوں نے ترکوں سے يمن کو جبراً خالي کراليا - مگر ۱۸۷۲ - ميں ترک پهر صنعاء يمن ميں داخل هوگئے - کيونکہ امام يمن قبائل کي غارتگري کا انسداد نہيں کرسکتا تها - اسليے مخہ کے سوداگروں نے ترکوں کو حکومت کے ليے دعوت دي - مارچ سنہ ۱۸۷۲ ميں احمد مختار پاشا کے زير کمان بيس هزار جرار ترکي فوج براہ جدہ بهيجي گئي - جو ۵ - اپريل کو صنعاء ميں داخل هوئي - اهل شہر نے بغير لڑائي دروازے کهول ديے - فوجيں صنعاء کے شمالي و جنوبي علاقوں ميں هر سمت پهيل گئيں - جب يہ فوج سلطان لحج کے علاقہ کي طرف بڑهي - جسنے انگلستان سے عہد نامہ کيا تها' تو عدن کے انگريزي ريزيڈنٹ نے جنگي توپ خانہ اور رسالہ بهيجا - اور گورنمنٹ انگريزي نے بابعالي ميں اعتراضات پيش کيے - حتی کہ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ ميں ترکي فوج واپس آگئي - سنہ ۱۸۷۵ ميں يمن کي جنوبي سرحد پر يورش هوئي - جو فرو کردي گئي - فوج نے صنعاء پر قابض هوکر امام يمن کو معزول کرديا تها - مگر مذهبي اثر کي وجہ سے اسکو شہر ميں رهنے کي اجازت تهي - اور عثماني سلطنت کے وفاداري کي شرط پر اُس کو پنشن بهي عطا هوئي - اُسکي وفات پر يحيی حميد الدين زيديوں کا امام اور باب عالي کا وظيفہ خوار قرار پايا' سنہ ۱۸۹۲ ميں چار سو ترکي فوج بني مروان سے جدہ کے شمالي ساحل پر ٹيکس وصول کرنے گئي - عربوں نے حملہ کرکے اُس کو نيم جان کر ڈالا - اور حميد الدين کو زبردستي سپہ سالار بناکر تمام قبيلے جہاد کے ليے آمادہ هوگئے - يمن ميں صرف ۱۵ - هزار ترکي فوج تهي - صنعاء سے امام بهاگ گيا - اور باغيوں نے شہر پر قبضہ کرليا - مناخہ' طاار' يبوم پر بهي تسلط هوگيا - صنعاء - حديدہ اور شمال کے دو چهوٹے شہروں کے سواے تمام يمن باغيوں کے هات آگيا - اور فيضي پاشا گورنر سابق کي سرعسکري ميں حديدہ کو کمـک بهيجي گئي' جو مناخہ کو فتح کرتے هوے آگے بڑهي - تيس ميل پر اسکي مزاحمت کي گئي - باغي بارہ روز تـک سيدي الهوالي کے زير کمان ايک تنگ درے ميں مزاحم رهے - آخر پسپا هوکر پہاڑوں ميں بهاگ گئے اور ترکي فوج بڑهکر صنعاء پر قابض هوگئي - جنوري سنہ ۱۸۹۳ کو تمام شہر مسخر هوگيا - سڑکيں کهل گئيں - بغداد پر ترکوں نے سنہ ۱۶۳۸ ميں قبضہ کيا - جو آجتـک صوبہ کا پايۂ تخت هے - سنہ ۱۸۸۴ ميں بصرہ بغداد سے علاحدہ کيا گيا - القطيف اور الحسا پر ترکوں کا قبضہ سنہ ۱۸۷۱ ميں هوا - الحسا آجکل ولايت بصرہ کا ايک حصہ سمجها جاتا هے - اور هف هف ميں نجد کا متصرف پاشا رهتا هے - جزيرہ نماي القطر ميں ترکي فوج کا قلعہ هے' بحرين اور کويت کے شيخ ترکي کے باجگذار هيں -

انگـريـزي اثـر

فرماں رواے عمان کو انگريزوں سے وظيفـہ ملتـا هے - عدن برٹش مقبوضات ميں ايک اهم جزيرہ هے - يہ يمن - بحيرۂ قلزم اور تمام مغربي عرب کا راستہ هے' پہلے پہل سنہ ۱۶۰۹ ميں کپتان شاور کے ايسٹ انڈيا کمپني کا جہاز ليکر عدن گيا تها وهاں اُسے قيد کرکے فديہ ليکر رها کيا گيا - اس جہاز کے دو انگريزوں نے روپيہ دينے سے انکار کيا - اُنکو صنعاء ميں پاشا کے پاس بهيجديا گيا - سنہ ۱۶۱۰ ع ميں ايک اور انگريزي جہاز سے دغا کي گئي - سنہ ۱۸۲۰ ع ميں بحريۂ هند (انڈين نيوي) کے کپتان هنس عدن گئے - سنہ ۱۸۲۹ ع ميں کورٹ اف ڈائرکٹرز نے عدن کو کوئلہ کا اسٹيشن بنانا چاها - مگر پهر اس خيال سے باز رهے - ليکن سواحل عدن ميں جب ايک جہاز کے ٹوٹ جانے پر بدوؤں نے مسافروں اور ملاحوں پر دست درازي کي تو گورنمنٹ بمبئي نے عدن پر سنہ ۱۸۳۸ ميں ايک مہم بهيجي - اور لکها کہ عدن همارے حوالے کر ديا جاے - سنہ ۱۸۳۹ ميں تين سو يوروپين اور چار سو هندوستاني فوجوں نے جہاز دالگا سے گولہ باري کي اور اسکو مسخر کرليا - عربوں نے براہ خشکي چار مرتبہ عدن لينےکي کوشش کي ' مگر هر مرتبہ نقصان کے ساتهہ ناکامياب رهے - اسکي باٹرياں ' دمدمے سڑکيں - قلعے بہت مستحکم هيں - هر سال حفاظت کے ليے نئي تعميرات کي جاتي هيں - اور پراني کو مضبوط کيا جاتا هے - يہ مقام جو تجارت کا ايک بڑا مرکز اور دنيا ميں اول درجے کا کولے کا اسٹيشن هے احاطۂ بمبئي کے زير حفاظت هے - ايک ريزيڈنٹ اور دو اسسٹنٹ کے هات ميں عدن کا انتظام هے' نہر سويس کے اجرا سے تجارت بڑهتي جاتي هے - عدن اپنے نواح کي چهوٹي چهوٹي عربي رياستوں کے استحکام کا بهي ذمہ دار هے - جزائر سقوطرہ اور جزائر کوريا موريا بهي عدن سے ملحق کرديے گئے - اور افريقہ کا ساحل سومال بهي - سقوطرہ کا رقبہ ۱۳۸۲ ميل مربع سے زائد هے - اور آبادي دس هزار کے قريب - سنہ ۱۸۸۶ ميں سلطان سقوطرہ سے اسکي حفاظت کا عہد نامہ هوا - کوريا موريا کے پانچ جزيرے سلطان مسقط نے بحيرۂ قلزم کا سلسلۂ تار قائم رکهنے کے ليے انگريزوں کو ديے تهے جو بہت زر خيز هيں - حديدہ کے شمال بحيرۂ قلزم ميں طولاً ۱۵ - ميل اور عرضاً ۵ - ميل جزيرۂ قمران (کامران) واقع هے - يہ بهي مقبوضات انگريزي ميں خيال کيا جاتا هے - يہاں حجاج کو قرنطينہ ميں رهنا پڑتا هے - جزائر بحرين پر بهي انگريزوں کا اثر هے - موجودہ سردار شيخ عيسی کو سنہ ۱۸۶ ميں انگريزوں هي نے تخت نشين کيا - اور اپني حفاظت ميں ليا - سنہ ۱۸۷ - ميں اسکو باقاعدہ حکمراں بناکر دوسرے مدعيوں کو هندوستان ميں جلاے وطن کرديا - بو شہر کا انگريزي ريزيڈنٹ ان جزائر کي نگراني کرتا هے - تاهم يہ سلطان کے مقبوضات سمجهے جاتے هيں -

بحيرۂ قلزم کے سرے پر جزيرہ پيرم سنہ ۱۷۹۹ع ميں ايسٹ انڈيا کمپني کے قبضہ ميں آيا - اور بمبئي سے وهاں فوج بهيجي گئي - مگر چند هي روز ميں واپس بلالي گئي - سنہ ۱۸۵۷ ميں دوبارہ پورا انگريزي دخل هوگيا - سنہ ۱۸۶۱ ميں لائٹ هاؤس کي تکميل هوئي' اور قلعہ ميں مستقل فوج متعين کي گئي - مصر کے عربي مقبوضات پر بهي انگريزي حفاظت رهتي هے - جزيرۂ نماے سينا - اور بحيرۂ قلزم کا ساحلي علاقہ نہر سويس کے گورنر جنرل کے زير حفاظت هے - خليج فارس اور بحيرۂ روم کو ملانے کے ليے فرات سے بصرہ تک اور پورٹ سعيد سے مشرق هوکر بصرہ تک ريلوے بنانے کي تجويزيں هيں - مجوزہ انگريزي و مصري حکومت هے - انگلستان سنہ ۱۸۷۲ سے بري راستے سے ريل بڑهانا چاهتا هے مگر ابهي عملي صورت ميں نہيں لاسکا -

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, June 11, 1918.

نمبر ۲۳



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

نام	روپيه	آنه	پائي
وزیرعلي جي سنگ تراش	۱	•	•
سليمان جي سنگ تراش	۲	•	•
بچو جي سنگ تراش	۱	•	•
بيور جي سنگ تراش	۱	•	•
سدي گهاسي جي	•	۸	•
ميران بخش جي سنگ تراش	۱	۱۴	•
پيرو جي صاحب	•	۱۳	•
علي جي صاحب	•	۳	•
تانگے والے شہر اودے پور	۶	۱۵	•
محمد حسين خان صاحب	۵	•	•
دفعدار فضل الهي جي	۱	•	•
سوار گهاسي خانجي	•	۸	•
سوار حكيم علي جي	•	۸	•
سوار شير محمد جي	•	۸	•
نشان بردار سردار خانجي	۱	•	•
گل محمد جي	•	۸	•
عنايت خان سپاهي	•	۸	•
غلام حسين جي سپاهي	•	۸	•
خدا بخش جي سپاهي	۱	•	•
زور آور خانجي سپاهي	•	۸	•
خواجه خان جي سپاهي	•	۸	•
اليار خان جي سپاهي	•	۸	•
كالو جي سپاهي	۲	۲	•
سليمان جي سپاهي	۱	•	•
نور خان جي سپاهي	•	۸	•
دلو جي سقه	•	۸	•
منير خان جي سپاهي	•	۸	•
چهتر خان جي سپاهي	•	۴	•
كچرو جي چوڑي ساز	۲	۸	•
دهن جي چوڑي ساز	•	۴	•
تاهتو جي چوڑي ساز	۱	•	•
حافظ محمد اسماعيل صاحب	۱	•	•
فقير روشن شاه جي	•	•	•
فقير چمن شاه	•	۲	•
پير محمد جي	•	۸	•
كيسر چوڑي ساز			
گلاب صاحب	•	۴	•
بهشتي منا جي	•	۸	•
محمد صديق صاحب	•	۸	•
لال محمد صاحب	•	۳	•
حوالدار غلام رسول صاحب	۱	•	•
جمعدار اكبر محمد صاحب	•	۱۲	•
مبارك صاحب	•	۶	•
اوستا خواج بخش صاحب	۱۷	۲	•
ابراهيم صاحب	۱۴	•	•
عبدالرحمن صاحب	۸	•	•
الله بيلي صاحب	•	۱۳	•
منشي الهي بخش صاحب	۱	۱۰	۹
جمعدار شاه نور خان صاحب	•	۱۳	•
امير صاحب	•	۱۳	•
قمرالدين صاحب	•	۱۳	•
ولي محمد صاحب	۱	•	•
وزير خان صاحب	۱	•	•
محراب خان صاحب	•	۱۳	•
منشي كريم الدين صاحب	•	—	•
مياں علي محمد صاحب	•	—	•
سيد مراد علي صاحب	•	۱۳	•
ضامن علي صاحب	۱	•	•
كريم بخش صاحب	•	[illegible]	•
حسن بخش صاحب	•	۱۳	•
حكيم اكبر محمد صاحب	—	—	•
حكيم مشتاق احمد صاحب	•	۱۳	•
ملا رحمن بخش صاحب	•	۱۳	•
وزير خان صاحب	•	۱۳	•
الله بخش صاحب	•	[illegible]	•

نام	روپيه	آنه	پائي
كريم بخش صاحب	•	۱۳	•
كالو شاه صاحب	۱	۱۰	•
پير بخش صاحب	۱	۱۳	•
نور بخش صاحب	۲	•	•
مسماة سكينه بائي	•	۳	•
بائي سكينه بائي	•	۶	•
زوجه بيا جي صاحب	•	۱۳	•
مولوي عبداللطيف صاحب	•	۱۳	•
كريم بخش صاحب	•	۱۳	۶
كهيرو صاحب	—	۶	۹
دلح محمد صاحب	—	۱۳	—
شفيع محمد صاحب	—	۱۳	—
قطب الدين صاحب	—	۶	۶
فتح محمد صاحب	—	۱۳	—
امير الدين صاحب	—	۳	—
مسماة كالي بائي	—	۶	۶
حوالدار شيخ حيدر صاحب	—	۱۳	—
منشي ابراهيم خان صاحب	—	۱۳	—
نور محمد صاحب	—	۱۳	—
ابراهيم صاحب	۲	—	—
بهاوج گهيسو جي [illegible]	—	۶	—
چاندر صاحب			
كالو صاحب	—	۳	۳
چاند محمد جي اوستا	۱	۱۰	—
مسماة سالو بائي	—	۶	—
علاءالدين صاحب	—	۱۳	—
اسماعيل صاحب	۱	—	—
نتها جي بهشتي	۱	—	—
الهي بخش صاحب	—	۶	۹
كريم بخش جي اوستا	—	۳	۳
كمال صاحب	۱	—	—
ميجر سيد شاه خان صاحب	۴	۴	—
خانساماں صاحب	۲	—	—
محمد يوسف صاحب	—	۸	—
اوستا جلال بخش صاحب	—	۳	۳
اوستا چاند محمد صاحب	—	۸	—
اوستا علي محمد صاحب	—	۹	۶
اوستا چاند محمد صاحب	—	۱	۶
والده سبحان بخش صاحب	—	۱	۶
والده دلي جي اوستا	—	۱	—
زوجه قاسم جي اوستا	—	۶	—
زوجه اله بخش اوستا	—	۹	—
همشيره عوض محمد صاحب اوستا	۱	—	—
زوجه نور محمد صاحب			
گل محمد جي	•	۱	۶
شيخ الهي بخش جي	•	۳	۳
قادر بخش جي	—	۱۳	—
كالو جي	—	۳	۳
گهاسي جي	—	۳	۳
كريم خان صاحب	—	۸	—
الله رکها جي	—	—	۹
رحيم بخش جي زرگر	—	۶	—
سبحان بخش جي زرگر	—	۹	—
قاسم جي اوستا	—	۶	۹
[illegible] جي ميوه فروش	—	۱۳	—
[illegible]	۱	—	—
[illegible]	۲۰	—	—

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 11, 1913.

فہرست

تصاویر

شذرات

مسجد " مچھلی بازار " کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

کانپور میں ایک نئی سڑک نکل رہی ہے ' جس کا نام اے - بی روڈ ہے - یہ سڑک کلس بازار اور مچھلی بازار سے ہوتی ہوئی مول گنج جائیگی - کلس بازار میں ایک مندر سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپلٹی نے اسکے متولی سے مندر کے لینے کی بابت گفتگو کی ' چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ منہدم کردیا گیا -

مچھلی بازار میں بھی ایک مندر بعینہ اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا ' اسپر بھی میونسپلٹی نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولی نے صاف انکار کردیا ' اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئی کہ اگر مندر مسمار کیا گیا تو میونسپلٹی کے معماروں کا تیشہ پہلے سروں پر پڑیگا ' اسکے بعد مندر کی دیواروں کی نوبت آئیگی ! پس ایسی حالت میں ضرور تھا کہ اس مندر کی قسمت کا فیصلہ اسکے پیشرو کی طرح نہوتا -

زمانۂ قدیم کے برخلاف موجودہ زمانے کی سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتی ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قیمت دینے کی ہمت ہوتی ہے ' وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں ' پر جو تہی دست ہیں ' انکو محرومی کی شکایت زیبا نہیں -

غالباً پہلے مندر کی طرح اس مندر کیلیے بھی بالا ترین مقامات حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا ' مگر ان حالات کے بعد منسوخ ہوگیا -

اور اتمام، دونوں دعا پڑھتا، اور اسکا لفظ لفظ الحاح و منت، خشوع و خضوع، ارادات و عقیدت، و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں ڈوبا تھا !!

تا ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں، انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل مسترد کردیا :

برہمن می شد م گر اینقدر زنار می بستم !!

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو علوم انجام دے نہیں سکتے، اور بد قسمتی سے خواص نے، جو آج اسلام کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں، صرف دعاؤں کے اٹّھے ہوے ہاتھوں، اور زمین پر دو بسجود سروں کے رکھنے ہی کی مشق کی ہے، حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں، چہ جائیکہ ذی روح اور دارائے قوت انسان کا، جو صرف قوت ہی کا قائل، اور صرف زور ہی کا بندہ ہے !

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طلب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ التماس معروضات، زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے، اور بہتر تھا کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا، لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارت اور صد مشاہدات و نتائج اسکے برعکس ہیں، اور اگر اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں، تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسی کانپور میں، اسی معاملے سے متصل، اور اسی مسئلہ کے مماثل، دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم، مگر دوسرا اپنے وجود حي و قائم کے اندر ایک صداے تنبہ، اور ایک اعلان بصیرت ہے - پھر کیا وہ اس قانون حیات کی شہادت نہیں دے رہا کہ " ہر شے کی زندگی صرف اسکی قوت کے اظہار میں ہے، نہ کہ تذلل اور عجز انکسار میں " ؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں، گذشتہ واقعات کو بھی اگر سامنے لایا جاے تو اسی کانپور میں نظائر کی کمی نہیں، مولگنج کے چوراہے پر بھی ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسی روڈ نکل رہی تھی تو بعینہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا، یعنی مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک صاف نہیں ہوسکتی تھی - اسوقت کلکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے - مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلے کی بابت گفتگو کی - صاحب موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازی مناسب نہ سمجھی، مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی، اور سڑک کو ویسا ہی رہنے دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد ۴ - فیٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے، اور میں خود آسے دیکھہ چکا ہوں -

وہی حاکم ہے اور وہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت پر آج سے پہلے دست درازی جائز نہیں رکھی گئی تھی، اس پر آج با این همه گریہ و زاری، بتضرع و فغاں سنجی، اظہار وفا کیشی و دعا گوئی، بے نیازانہ دست درازی کیجا رہی ہے ؟ یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغاں سنجی بے سود، اور اشکباری بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک ہو، اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو ٹھکراتے ہیں، مگر زندہ انسان کی تعظیم کیلیے استقبال کیا جاتا ہے !

بہرحال یہ تو اس مسئلے کی پچھلی سرگذشت تھی - میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو کچھہ کرنا تھا کرلیا، اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے، سامنے ہیں، لیکن اب سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا ؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ کل کیا ہوگا ؟

عہد و مواعید، امید و توقع، سعی و سفارش، آہ و زاری، عرض تمنا، اور امروز و فردا، تابکے ؟ اور غفلت و اہمال تا کجا ؟ کچھہ عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپنی دعا ہاے اقبال دولت، اور گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے، اور اسلام کی ناموس و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہوجاے - ہمارا تخاطب اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کی عام پبلک سے ہے - ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں، لیکن آخری اطلاعات تک حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا منظور نہیں، جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے، تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں، اور اپنی اور اپنی مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ، خود اپنے ہاتھوں میں لیں - کچھہ ضرور نہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کی جاے - پورے امن، اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے اپنے جذبات اور انکی قوت کا اظہار کرسکتے ہیں - عام باشندگان شہر کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے - شہر کے علماء اور بزرگان دینی کا فرض اصلی ہے کہ اس معاملے کو غیر متزلزل قوت اور معکم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں، اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حکماً جمع کریں - اُس دن شہر کی دکانیں بند ہونی چاہییں، اور ہر کاروباری مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کی عبادت گاہ کی عزت کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کردینا چاہیے - جلسہ پورے سکون اور وقار کے ساتھہ ہو، مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ صاف صاف ظاہر کردیا جاے کہ مسجد کی سوا ہمیں کچھہ معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے، کٹی ہوئی رگوں اور ٹپکتے ہوے خون کے ساتھہ کاٹ لیے جاسکتے ہیں، مگر یہ محال قطعی ہے کہ مسجد کی زمین، اسکی عمارت، بلکہ اسکی چار دیواری کے اندر کے کسی جزو سے، ایک انچ، ایک انگل، ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑا الگ کیا جاسکے !!

تم اپنے اندر قوت پیدا کرو تو قوت بھی تمہارا ساتھہ دیگی - خدا تعالی نے اپنے مخلص بندوں کی صرف اتنی ہی تعریف نہیں کی کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ) بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مظبوطی کے ساتھہ جم بھی گئے ہیں - پس استقامت اصل کار، اور تمام کامیابیوں اور نصرت یابیوں کا سبب اصلی ہے -

مسجدوں کی جب کبھی بحث چھڑتی ہے تو یہ صرف چند عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا، بلکہ قومی عزت و ذلت، اور دینی تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوتی ہے، تو کل کیلیے اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب و ممبر کا نہوگا ؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں، تو پھر اقلیم ہند کے کسی شہر کی کسی مسجد کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی، تو وہ مطمئن رہیں کہ تمام مسلمانان ہند انکے ساتھہ ہیں، اور پھر ضرور ہے کہ ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھی انکی نصاف طلبی کی صدا سے اغماض نہ کریگی - واللہ عاقبۃ الامور -

یہ واقعہ هز آنر سر جمس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تها - هم نے سنا ہے کہ مژدہ تنسیخ سے هندؤں کو جسقدر مسرت هولی' اتنی هی مسلمانوں کو بهی هولی - اولاً تو اسلیے کہ جہاں تک همیں علم ہے' کانپور کے هندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار هیں' ثانیاً اسلیے بهی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ هوگیا تها' اور معلوم هوگیا تها کہ اگر مسلمان بهی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتهہ کوشش کرینگے' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رهینگے تو ضرور انکی خواهشوں کا بهی لحاظ رکها جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم هوا کہ اس مندر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بهی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجهی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبہ کے هردلعزیز لفٹنٹ گورنر دورہ فرماتے هولے کانپور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے هز انر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک هم کو علم ہے' هم یہ لکهنے کیلیے وجوہ پاتے هیں کہ هز انر نے حسب عادت اسپر نہایت همدردی ظاهر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذهبی عمارات کا احترام هر حال میں ملحوظ رهیگا -

اس سے زیادہ کسی وعدے کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں هوسکتے' جو کہے گئے تهے کہ " هندو مسلمانوں کے معابد میں کسی طرح بهی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن هونا هی چاهیے - پهر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکهیے تو اسکا اخلاقی احترام نا گزیر ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال هوکر بیٹهہ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے بے پروا اور فارغ البال هو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس' اس عبادت گاہ الهی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بهی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی هستی ملی و دینی کا حقیقی سرچشمۂ حیات ہے' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر' اور ایک شہر کی بهی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و اسودہ خاطر هو بیٹهے' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی کولی فکر بهی اسمیں خلل انداز نہیں هوسکتی' لیکن قدرت کی اس ضد کی بهی داد دینی چاهیے کہ اسنے بهی انکے هر اطمینان اور اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کرلیا ہے - همارے هر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بهی زیادہ نہ نکلی - تهوڑی هی مدت کے بعد امپرومینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود' یہ رزلیوشن پاس کردیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جاے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جاے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا' تو مسلمان ممبروں نے اسکی مخالفت کی' اور بالاخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی تصدیق ملتوی کردینی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اهم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لاے اور " بوٹ پہنے هوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچهے پیچهے دست بستہ موجود هونگے' مگر مجهے اسمیں شک ہے کہ کولی " مسلمان " بهی انکے ساتهہ تها یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سربر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے دردولت پر حاضر هوا' اور " اپنی چهل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر بصد عجز و نیاز و الحاح و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جاے' لیکن ارشاد هوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ هوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی' مگر نا منظور کردی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اهم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند هندو ممبر بهی مستعد تهے' اور اس سے کانپور کے هندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت هوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں هندو اور مسلمان ممبروں نے متفقہ طور پر ایک اور رزولیشن پیش کیا' جس کا مقصد یہ تها کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بهی نہ لیا جائے' اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بهی هو' تو وہ ایکٹ منسوخ کردیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتهہ دیا -

تعداد میں هندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تهی - قاعدہ سے اس کو پاس هوجانا چاهیے تها' مگر پاس هونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت هی پر موقوف نہیں ہے' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پوجا جو آج هندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے هیں' انہیں کون سمجهاے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراهی ہے - اصل شے قوت ہے' اور ایک قوی وجود بهی هو' تو وہ هزارها انسانوں پر غالب هوتا ہے - جب یہاں ایک اور هزاروں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پهر اس مقابلے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' جس میں هندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں ایک سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تهیں' اور اگر یہ بهی نہ هوتا' جب بهی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ گرم هی کیا کم تهی ؟

بہرحال رزولیوشن منظور نہوا' البتہ هندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک راے هوجانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ هز انر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منهدم نہ کیا جاے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ هز آنر کی خدمت میں ایک میموریل بهیجا جاے - چنانچہ ایک میموریل تیار کیا گیا' جس پر عمائد' رؤسا' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - هزار آدمیوں کے دستخط تهے - علماء شہر کا ایک فتوی بهی اسکے ساتهہ منسلک کیا گیا تها -

" چهل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میموریل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تها' اسکا آغاز

الهلال

۰ • رجب ۱۳۳۱ ہجری

[illegible]

به تذکرۂ تحریک انریبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لاتاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفه ' واتقوا الله ' لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)	مسلمانوں ! سود کے لینے سے پرهیز کرو که وه (سود در سود کي صورت میں) دگنا چوگنا هوتا چلا جاے ' الله سے ڈرو (که ظلم و زیادتي سے اسکا غضب ظهور میں آتا هے -) عجب نہیں که اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

انریبل خواجه غلام الثقلین صاحب نے پچھلے دنوں مسئله سود کے متعلق صوبجات متحده کي کونسل میں جو مبسوط تقریر کي تهي ' وه تمام اخبارات اردو و انگریزي میں چھپ چکي هے - میں وقت فرصت کا منتظر تها که اسکو پڑهسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکرہ کیا هے ' لیکن میں اسکو دوسري نظر سے دیکھتا هوں -

سب سے پہلے جناب خواجه صاحب کو ایک ایسے ضروري اور اهم مسئلے پر ایک مبسوط ' مدلل اور پر مغز تقریر کرنے کیلیے تمام قوم کي طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجھتا هوں - انهوں نے فی الحقیقت ممبري کے انتخاب کیلیے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ' اور انکي قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمي ولولے اور جوش کو پیش نظر رکھتے هوے ' اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تهیں ' سچ یه هے که ان میں ذرا بهي نا کامي نہیں هوئی -

هماري حالت اپنے هم وطن بهائیوں سے بالکل مختلف هے ' اور حالت مختلف هے تو هماري تحسین و تقبیح اور جرح و تعدیل کو بهي مختلف هونا چاهیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نہیں هے - وه مجالس عامه اور کونسل کے هال ' دونوں میں اپني قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاهر رکھتے هیں ' اور موجوده هندوستان کے چهل ساله عهد میں انهوں نے اپنے کاموں کي ایک اچهي تاریخ مرتب کرلي هے - لیکن هماري حالت انسے بالکل متضاد هے - قابلیت اور اداء فرض ' دونوں میں همارا خانۂ عمل صفر سے زیاده نہیں - پس ایسی حالت میں اگر هماري قوم کے اندر کوئي چهوٹا سے چهوٹا کام بهی قابلیت اور صداقت کے ساتهه انجام پاے ' تو اسکو اوروں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجهنا چاهیے - جوهریوں کے بازار میں هیرے کے مرصع هار کو بهي کوئي نہیں پوچهتا ' لیکن کسي کوڑے کي کان میں موتي کا ایک دانه بهي لیکر نکل جائیے ' تو هر شخص کي نظر پڑیگي که یه کیا چیز هے ؟

کونسل کي تاریخ میں مسلمان ممبرونکا تذکرہ

هندوستان میں مجلس وضع قوانین کي ابتدا کو ایک قرن سے زیاده زمانه گذر گیا ' اور رفارم پر بهي کونسل کا ایک پورا عهد انتخاب گذر چکا هے - لیکن اس تمام عرصے کی پوري تاریخ پڑهه ڈالیے - یه کیسی شرم کي بات هے که وه تمام تر صرف هندؤں کی قابلیت ' ازاد بیانی ' حق پرستی ' اور اداء فرض کے صدها کارنامه هاے جلیله و عظیمه کی سرگذشت هے ' اور سواے ایک واقعه کے ' مسلمانوں کیلیے کوئی تذکرۂ نمایاں اپنے اندر نہیں رکھتی !

ایک واقعه سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم هیں ' جو کونسل کے ابتدائی عهد میں دو بار شامل کیے گئے ' اور جنهوں نے مشهور " البرٹ بل " کے مباحثه میں یادگار حصه لیا تها -

اور رفارم کے بعد صرف مسٹر مظهر الحق کو جانتا هوں ' جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاهیے -

کونسل کے اندر اظهار قابلیت کے متعدد مواقع هیں - سب سے پهلي چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسوده پیش کرنا هے - پهر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتهاد فکر و راے کے ساتهه حصه لینا ' هر معامله اور قانون کے متعلق ملکي مصالح اور اغراض کي حمایت کرنا ' سرکاري تجاویز و خیالات کے بے اعتدالانه اثر کي اعتدال و قابلیت کے ساتهه مخالفت کرنا ' بجٹ وغیره کے اهم مواقع پر عمده اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ' ملک کي عام حالت پر نظر رکهنا ' اور اسکے درس و مطالعه سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ' شمار و اعداد کو هر معاملے کي نسبت خاص طور پر محفوظ رکهنا ' اور هر بحث میں ان سے کام لینا ' مفید اور نتیجه خیز سوالات کرنا ' اور انکے جوابات سے ملک کي عام معلومات اور راے میں اضافه ' اور حکومت کي غلطیوں کا انکشاف کرنا - یه ' اور اسی طرح کے صدها مواقع هیں ' که ایک قابل شخص کي قابلیت کیلیے کونسل هال میں آزمایش هو سکتے هیں -

پهر حق گوئي اور راست بیاني ایک جوهر اصلي هے ' جسکی هر موقعه پر ضرورت هے - اور جو ایک روشني هے ' جس سے کونسل کا هال هي نہیں بلکه هر جگه روشن هو سکتي هے -

لیکن افسوس که اس تمام عهد گذشتۂ و رواں میں مسلمان ممبروں نے ' ان تمام امور میں سے کسي ادنی ترین کام کا بهي اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا -

البته ایک چیز هے ' جسکي قابلیت کا انهوں نے هر موقعه پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ' که هندوستان کي کوئي قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نہیں چهپا سکتي - یعنے ملک اور ملکي امیدوں کي تذلیل ' جهل و ناداني کے ساتهه هر سرکاري خواهش کا استقبال ' اور هر صداے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یه وه صفت ملکوتیه هے ' جو ملاء اعلی و کروبیان عالم بالا کیلیے بهي بہترین وصف هے ' چه جائیکه کونسل هال میں انسانوں کیلیے که : لا یسبقونه بالقول ' وهم بامره یعملون !! (۱)

اس سے بهی زیاده درد انگیز بات یه هے که برائی کے ظهور کی اصلاً دو شکلیں هوتي هیں : ایک نیکی کا عدم ' اور دوسرا بدي پر اصرار - پهلي صورت بہتر هے ' اگر دوسري صورت پیش نه آے - ایک شخص کچهه نہیں کرتا - یه بري بات هے - لیکن اس شخص سے تو وه هزار درجه بہتر هے ' جو نه صرف یه که نیک کام نہیں کرتا ' بلکه

(۱) سوره انبیا میں یه آیة فرشتوں کي تعریف میں هے یعني وه الله کے احکام پر ایسے عامل هیں که اسکے کسي حکم کے خلاف نہیں کرتے - (منه)

فہرست زراعانۂ ہلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کی فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکی ہے' اسکا میزان مجموعی حسب ذیل ہے - ابھی بقیہ فہرست کی اشاعت باقی ہے ' اور سلسلہ برابر جاری رہیگا -

کل رقم مجموعی از ابتداء فہرست	۲۲'۲'۱۸ -
روانہ شدہ باسم ہلال احمر	۹۳'۱۱ -

فہرست نمبر (۱) کی مجموعی رقم ۳'۸'۱۱ - تھی ' جو ہلال احمر کے عام چندے میں شامل کردی گئی - اسکے بعد ۳ - سو پاونڈ فہرست نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ - سے روانہ کیے گئے - پس دونوں کی مجموعی رقم کا یہ میزان ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص ہلال احمر	۵۰۰'۱۱ -
بقیہ	۲'۴۰'۷

جو فہرست اسی نمبر سے شائع ہوگی' اسکی رقوم اسکے علاوہ ہیں -

ان رقوم کی فراہمی میں جن حضرات نے سعی فرمائی اور نیز جو حضرات آج بھی مصروف سعی ہیں' بیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو ' کیونکہ انہوں نے جو کچھہ کیا ہے ' اسکی شکرگذاری کا حق کسی انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے' اور وہی بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ فطریہ فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتی ہے' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کی نظر سے دیکھتے ہوں اور کسی شے کی نسبت سرسری حیثیت سے کوئی حکم نہ دیتے ہوں - یہ بات تو پرانی تھی' لیکن یورپ کی قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کی حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفہ فطریہ ہے' اور اس کے علم بردا لندن کے فیلسوف پادری (ڈاکٹر ہارٹن) ہیں - انہوں نے " کنٹمپرریری یو " کی تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کی ہے ' اور اس ذیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداری (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمہ پولیس و ریلوے اور بیشتر سرکاری دفاتر کے ہندوستانی اہلکار' جھوٹے ' رشوت خوار' غماز' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسی سوسائٹی پیدا کرنے سے قاصر ہے ' جس کے ایوان وطنیت کے ستون صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں" اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ دو برس ہوے' مسٹر کیر ہارڈی نے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹی) کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طرز عمل کو قرار دیا تھا ' اور مسٹر بونر لا کی تقریر بھی اس کی تائید میں تھی ' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے ؟ اور یہ ذمہ داری کیونکر پوری ہو سکتی ہے ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' تو ہم می دانی !

احسن المسائل کامل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کی کتاب مستند - قیمت ایک روپیہ - پتہ : منیجر مطبع فاروقی دھلی

فرانس میں استعمال افیون دماغی قوی میں غیر طبعی ولولہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مکیفات پسند کر رکھے ہیں ' لیکن یہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لیے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھی شروع ہو گیا ہے ' اور وہ بھی عیش پرست فرقہ ہی میں نہیں' بلکہ جنگی بیڑہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کر رہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو پہلے ہی اچھال دی تھی ' اب افیون کی آمیزش سے دیکھیے سر بھی باقی رہتا ہے یا نہیں ؟ حال میں وزیر بحریہ نے فرنچ اخبار " ماتن " کو اطلاع دی ہے کہ اس کے استیصال کے لیے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کی تحریک منظور کر چکی ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کی حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار اس قدر وسیع ہے ؟ مگر بجاے اس کے کہ سد باب کے لیے گورنمنٹ کوئی حکم نافذ کرتی' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کی تائید و تصویب میں تقریر کرائی گئی تھی ' اور اس سے بھی چالیس پچاس برس پہلے جب چین میں استیصال افیون کی پہلے پہل تحریک ہوئی تھی تو مولف تاریخ چین (جیمس کارکرن) کی تشریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اس سے جنگ کرنی پڑی تھی کہ ترک افیون کی وجہ سے جب چین میں افیون کی کھپت نہوگی تو ہندوستان کے مالیہ کو نقصان پہونچیگا ! !

پچھلے چند سالوں میں چین کی آہ و زاری سے مجبور ہوکر افیون کے مسئلے پر توجہ بھی کی گئی تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھہ ' جنکی وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھی ایک عرصے تک ہندوستان اور چین میں اس جام مسموم کی بخشش جاری رکھیگا ! !

نزدیکان دور و دوراں نزدیک ! ! پولنید کا ملک ' جسے عربی میں بولونیا کہتے ہیں' ایک مدت سے جرمنی' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے - جرمنی سے جو حصہ متعلق ہے ' اس کی مجلس حرب (جنگی کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) موسیو سیداہ نے ریچسٹاگ (جرمن پارلیمنٹ) کی گذشتہ نشست (سشن) میں ترکی و پولیند کے تعلقات پر بحث کرتے ہوے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا :

" دولۃ عثمانیہ دوستانہ سلوک اور مہربانی کے برتاؤ کی مستحق ہے - بر اعظم یورپ میں یہی ایک سلطنت ہے' جس نے اس زمانے میں پولینڈ کی حمایت کی ' جبکہ تمام یورپ اس کا دشمن ہو رہا تھا ' اور خود مسیحی دنیا اس کو پامال کرنے کی فکر میں تھی - پولینڈ تقسیم بھی ہو گیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھی کر لیا ' مگر ترکی نے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی - ایسی شریف سلطنت کے دکھہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشی ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھہ اثر نہوا' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ترکوں کے لیے بڑی فراخدلی سے ' چندہ فراہم کر رہے ہیں -

پولینڈ کی نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردی ہے ' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسی صورتوں کے اندر بھی موجود بتلایا جاتا ہے ' جو ترکوں کی اعانت کے جذبات کو مسلمانان ہند کی قوتوں کی بربادی بتلاتے ہیں ! !

درزخ کا نمونه بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناه اسفل سافلین ' الا الذین آمنوا و عملو الصالحات فلهم اجر غیر ممنون (۹۶ : ۶)

انساني خود غرضي کا مهیب ترین ظهور

اس خود غرضی کا ایک بد ترین ظهور' جمع و حصول مال کی بهوکه هے ' جسکو پیاس کهنا چاهیے ' اگر استسقا کی تشبیه اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکها جاے تو اعمال انسانیه میں اس مرض کا کوئی ظهور اس درجه انسان کے ملکوتی خصائل کے لیے مهلک ' اسکی بهیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ' هیئۃ اجتماعیه اور مجامع انسانیه کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل' اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خونناک درنده بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نهیں هے ' جیسا که سود' اور سود خواري کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و خصائل انسانیة کا آبگینه تو اسدرجه نازک هے' که تجارت اور کاروباري معیشت کی زندگی کی ٹهیس کا بهی متحمل نهیں هوتا ' اور همدردي و مروت کا چشمه کچهه نه کچهه مکدر هو هی جاتا هے - پهر ظاهر هے که اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر طبعی قائم هو جاتا هے) کس درجه مضر هوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یهی معصیت " حرب من الله و رسوله " هے ' کیونکه اور کسی معصیة میں انسان خدا کے بندوں کیلیے اس درجه بے رحم اور خونخوار نهیں هو جاتا ' جس درجه سود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد از سر تا پا مجسمۂ شقاوت وقساوت' و غلظت و صلابت هو جاتا هے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور هونا ' فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور هو کر آمادۂ جنگ و پیکار هونا هے -

✽ ✽ ✽

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر' جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا هے' اپنے سامنے لاؤ' اور ایک ایک کرکے دیکهو ! بڑے بڑے عادي مجرموں کو تم دیکهوگے که بارها انسانی مظلومی اور بیکسی نے انکی انکهوں کو اشکبار' اور انکے دلوں کو درنیم کر دیا هے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی نسبت بهی تم سن سکتے هو که اُس نے عین اپنی بے رحمي و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت' ایک بڑهیا عورت کی فریاد ' ایک بیکس عورت کی گریۂ و زاری ' اور ایک یتیم بچے کے مضطربانه فغان الغیاث پر اپنی کهینچی هوئی تلوار پهینکدي' اور چند لمحوں کیلیے اسکي بهولی هوئی معنی انسانیة اُسے یاد آ گئی - تاریخ اور ملکی روایات نے اُن ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے هیں ' جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ' اور مال و دولت سے بهرے هوے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تهے ' دوسري طرف صدها بیوه عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تهے ' جنکو ایک فیاض طبع دست کریم' اور ایک دریاے بخشش پادشاه کی طرح امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تهے - انگلستان کے قرون متوسطه اور هندوستان کے گذشته زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت هر شخص جانتا هے که انهوں نے قصبات و دیهات کي بیکس عورتوں کیلیے با قاعده وظائف و مشاهرے مقرر کردیے تهے ' اور روم کے ایک مشهور ڈاکو نے ٹیٹس سے کها تها : " میرا مجرم هاتهه پادشاه کے مقدس هاتهه سے زیاده غریبوں اور بیکسوں کي مدد کرتا هے' اگرچه وه پادشاه اور میں ڈاکو هوں "

یهي حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا هے' اور فضیلۃ انسانیة هر بڑي سے بڑي زندگي کي تاریکي میں بهي' کبهي نه کبهي اپني روشني کو بے نقاب کردیتي هے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لو - وه چور نهیں هے ' وه ایک ڈاکو کے نام سے ذلیل و حقیر نهیں کیا جاتا ' لوگ اُس سے پناه نهیں مانگتے' بلکه اسکو ڈهونڈهتے هیں - وه پهاڑوں کي غاروں ' اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کي طرح نهیں چهپتا - وه سوسائٹي سے مردود و مطرود نهیں هے - اس نے پادشاه کے قانون کے توڑنے اور انسانوں کے اداب و مراسم کي حقارت کا کبهي جرم نهیں کیا - وه ایک شهري هے ' جو مثل ایک شریف باشندۂ شهر کے انسانوں میں رهتا ' اور جسم اجتماعي میں عضو صحیح کي طرح شامل هے - با ایں همه' اسکے اعمال کا کیا حال هے ؟ وه ڈاکو سے بڑهکر آبادي کو غارت کرتا ' وه قاتل سے زیاده انساني حیات کو موت سے تبدیل کرتا ' وه عادي مجرم سے زیاده سوسائٹي کو تباه کرتا ' وه ایک درنده سے بهي خوفناک تر خوں آشام' اور بهیڑیے اور جنگلي سور سے بهي بڑهکر حیات انسانی کا دشمن هے - پهر ان سب سے زیاده یه که سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کي آنکهوں سے بهي کبهی نه کبهي رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا هے ' پر یه معامل قطعي هے که اسکي قساوت و شقاوت کبهی بهي کسي تڑپتے هوے جسم اور کسي پکارتي هوئي زبان پر ایک لمحے ' ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بهي ترس کهاے !!

(شکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر بے سود هے - دنیا میں اس وقت تک کتنے هزار شائیلاک گذر چکے هیں ' اور کتنے همارے سامنے موجود هیں !!

ایک اهم نکته

اگر ایک شخص چور هے ' ڈاکو هے ' قاتل هے ' تو قانون اسکو قتل کریگا ' اور انساني آبادي اس سے پناه مانگے گي' لیکن ایک سود خوار' جو کهتا هے که " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا هے ؟ اس نے تجارت کي ایک دکان کهولدي هے' اور ضرورت و احتیاج انسان کے هوش و حواس کو معطل کردیتي هے - ڈاکو سے انسان بهاگتا هے' لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مظلوم قرضدار خود هي دوڑ کر گیا تها - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسي قانون اور مذهب کیلیے اسدرجه سختي کي مستحق نهیں هو سکتے' جسقدر که سود' اور سود خواري کي مهیب زندگي -

پهر کیا " حرب من الله و رسوله " سے اسکي تعبیر صحیح نهیں ؟ اور کیا تمام مذاهب عالم میں اسلام کي یه سب سے بڑي خصوصیت نهیں که اس نے با وجود جاهلیت عرب کے اس میں غرق هونے کے ' سود خواري کو سب سے بڑا جرم اور معصیة کبیره قرار دیا ؟

تجارت اور لین دین کي بے رحمیوں ' اور عام بے رحمیوں میں بهت بڑا فرق هے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسي هیں که انسانوں کیلیے کوئی دلم اور کشش اپنے اندر نهیں رکهتیں - وه از سر تا پا نفرت اور مبغوضیت هیں - لوگ انسے پناه مانگتے هیں - لیکن روپیه کا لین دین ایک ایسي شے هے' که خواه کیسے هي سخت سے سخت عنوان ظلم سے هو' لیکن چونکه احتیاج اور ضرورت کو وقتي اور فوري طور پر دور کرنے والي هے ' اسلیے انسان اس سے بهاگ نهیں سکتا ' بلکه پناه مانگنے کي جگه خود هي اسکي طرف دوڑتا هے - وه جانتا هے که سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درنده هے' لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ' اور اس شهري ڈاکو کے آگے عاجزي سے هاتهه جوڑتا هے' تا که وه اسے اپنے دام ظلم میں پهنسائے

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرساں

مسلمان ممبروں نے اتنا ھی نہیں کیا کہ اپنے وجود سے کچھہ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھہ کام لیا بھی تو یہی لیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ھمیشہ اسکی بہترین امیدوں کیلیے ایک سنگ گراں بنکر حائل راہ رہے - یہ ھماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہر حال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ھوئی کہ کونسل ھال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اھم اور ضروری مسئلہ کی نسبت لب کشائی کی ' اور اسپر قابلیت اور صرف وقت کے ساتھہ غور کیا - یہ بات فی نفسہ گو بہت اھم نہو ' مگر ھمارے بازار میں جس جنس عام کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھہ کیوں نہ خوش ھوں ' گو اوروں کے ھاں وہ عام ھو -

مسئلہ سود اور قران کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے اُن نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کردیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ھیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ھیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ھیں ' جنکے اندر اس کی تباھی و ھلاکت کے مجروح پڑے سو رہے ھیں !!

میں نے ھمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قران کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ھیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللـہ و ذروا ما بقـی من الربوا ' ان کنتـم مومنین - فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللـہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)	مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ھو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھہ سود باقی رھگیا ہے ' اُسے چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللـہ اور رسول کے ساتھہ لڑنے کیلیے خبـردار ھو جاؤ کـہ یہ

فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قران کریم نے اس ایت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رھیں !

بظاھر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ھوتا ہے - انسان کی وحشیت اور ھمجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب معصیتیں کی ھیں ' اور وہ جب سبعیت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خوفناک ھوجاتے ھیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قران کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ھی کو (کہ محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟



" تو صرف ایک رطل گوشت لے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ اف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی قساوت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ محتاج تشریح نہیں -

حال میں لندن کے ڈروری لین کے دار التمثیل (تھیٹرھال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) نئے ساز و سامان سے دکھلائی گئی تھی - مسٹر فارس نے شائیلاک کا ' اور مس کرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس مرقعہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آئی ہے ' اور اس نے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بہتر ' اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک ھی رطل ھو "

حرب من اللہ

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی جاتی تو میں سمجھتا ھوں کہ اس ایت کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ھو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی سے اس دنیا کے عجیب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اُس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ھوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیۃ کبری اور معنی خلافۃ الہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیۃ سے بھی ارفع ' اور در باب مقام قدوسیت اعلی ہے - مذھب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ھی کے مظاھر شدیدہ کو روکنے کیلیے ھیں - اور اگر اس درندناک جانور کے پانوں میں اتنی بوجھل بیڑیاں نہ ھوتیں ' تو اغراض و استجلاب نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

(۱) " فاذنوا بحرب من اللہ " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ھیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے بکسر ذال و مد ھمزہ بر وزن " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعضوں نے بفتح ذال ' لیکن مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کرلو یا خبردار ھوجاؤ - حرب من اللہ سے بعض مفسرین نے حقیقی معنی لیے ھیں ' یعنی جو سود لیں گے ' انسے اللہ اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس سے خبردار ھو جائیں ' لیکن فی الحقیقت یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ وعید و عقاب اور تہدید و ترھیب میں مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود نہی ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حریف جنگ بننے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمہ میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (مدہ)

تاهم وہ انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ انسانوں میں ایک سب سے بڑی قیمتی چیز ہے جو اسمیں نہیں ہوتی -

یہی حال ایک سودخوار زندگی کا ہے - بظاہر اسمیں کوئی برائی نہیں ہوتی - وہ سوسایٹی کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ ہوتا ہے - عام تاجروں کی طرح اسکی بھی ایک تجارت ہوتی ہے - وہ مبادلۂ اشیا کی تجارت نہیں کرتا - تو کیا ہوا ؟ ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پھر بھی یہ ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ہے ' اور چور کی طرح چھپ کر چرانے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معاملہ کا راضی ہونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ہے ' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جب کبھی معاملہ کرتا ہے: تو انھی سے کرتا ہے جو اسکی شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپنی پوری رضا ظاہر کرتے ہیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دھمکا تا کہ اس سے روپیہ لیں ' اور اسکی شرائط کے آگے سر جھکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہری ' ایک جائز کاروباری آدمی میں جو کچھہ ہونا چاہیے ' اسمیں ہوتا ہے ' اور کوئی بات بظاہر اسکے خلاف نظر نہیں آتی -

لیکن ان تمام مظاہر انسانیت و مدنیۃ کے ساتھہ ' دوسری طرف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھہ ہے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کار و باری شہری میں سب سے زیادہ ضروری جوہر جو ہونا چاہیے ' اسمیں نہیں ہے - وہ باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے ' وہ باوجود شریف زندگی ہونے کے رذالت و سفاہت اور ہمجیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر ہونے کے درندوں کے بھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ہے - اس نے گو تجارت کی دکان کھولدی ہے مگر وہ ایک ڈاکو ہے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ہے !!

ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکا نظام حواس و ادراک درہم و برہم ہو جاتا ہے ' اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر اور شریف زندگی ہونے کے ' شریف نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور فضائل خصائل و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں ' اور یہی وہ چیزیں ہیں جو معطل ہو جائیں تو:

فلم یبق الا صورۃ اللحم والدم !

اور زیادہ اس تشبیہ پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کھاتا ہے پیتا ہے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ہے ' بالکل ایک بھلے چنگے آدمی کی طرح اپکے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھا ہوتا ہے ' ... دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہوجاتا ہے - اسکے ہاتھہ پاؤں کھینچنے لگتے ہیں ' اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے ' خون کا دوران جاری و ساری یکایک بند ہو جاتا ہے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکا یک پھٹ گیا ہو ' اسکے ہوش و حواس کے کیل پرزے بند ہو جاتے ہیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ہے ' احتضار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ہے ' منہہ سے کف جاری ہوجاتا ہے ' اور دیکھنے والے متحیر و متعجب ہو کر رہجاتے ہیں کہ چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' ذی حس و دارے ہوش و حواس انسان کی حالت میں ' یہ کیا انقلاب عظیم ہو گیا ؟

بعینہ یہی حالت سود خوار کی بھی ہوتی ہے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بھی اجسام و جوارح انسانی کا ایک پرتو ہے - ٹھیک ٹھیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار ہوتا ہے - اسمیں از فرق تا بقدم کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی ' جو ایک شریف اور شہری زندگی کی مخالف ہو - وہ ڈاکوؤں کی طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پہاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکہ ہر مدنی وجود کی طرح شہر اور انسانوں کی آبادی کا خواستگار ہوتا ہے - وہ عین آبادی کے وسط میں مکان بنا کر رہتا ہے - وہ کسی شریف شہری کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گھر کے اندر ملاقات و محبت میں مصروف نظر آتا ہے - تم اسکو ہر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاتے ہو - وہ تمہارے ساتھہ نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمہارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لطف و وداد کے ساتھہ اپنے پاس بٹھاتا ' تمہارے ساتھہ کھاتا پیتا ' اور چلتا پھرتا ہے - لیکن با ایں ہمہ ' جب کہ تم ان مظاہر انسانیۃ سے متاثر ' ان علائم امیال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریۃ سے خوش وقت ہوتے ہو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے لگتا ہے - صرع کے جن کی طرح سود خواری کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ہے ' اسکی طبیعۃ ثانیہ کے ہیجان کا ابال اسکے دل کے اندر جوش کھا کھا کر ابلنے لگتا ہے - اسکی صورت متغیر ہو جاتی ہے - رحم و انسانیۃ کی لینۃ و نرمی کی جگہ ' وحشیت و سبعیت کے اثار و علائم سے اسکی پیشانی مکروہ بن جاتی ہے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کی طرح حسین تھا ' دفعۃً ایک خونخوار درندے کی طرح مہیب ہو جاتا ہے - اسکی آنکھوں میں قساوت و بے رحمی کی سرخی پھر جاتی ہے - اسکی ناک کے نتھنے ہیجان غیظ و غضب سے خون آشام درندوں کی طرح پھڑکنے لگتے ہیں ' اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیۃ و ملکوتیۃ اسکے صفحۂ ذہن سے یک لخت محو ہو جاتے ہیں - پھر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کی طرح وہ اپنے قابو میں نہیں ہوتا اور نہ اسکے ہوش و حواس اسکے اختیار میں ہوتے ہیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان ہوتا ہے ' جو اسکو مسمریزم کے معمول کی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - اسکی آنکھہ اور کان ' دونوں انسانیۃ کی حکمرانی سے باغی ہوکر صرف شیطان کے تابع فرمان ہوجاتے ہیں - پھر نہ وہ " سود " کے سوا کچھہ دیکھتا ہے اور نہ سود کے سوا کچھہ سنتا ہے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسی مجہول و غیر مرئی وجود کو دیکھکر اسکو پکارتا اور اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسی طرح وہ صرف " سود " ہی کی طرف اشارہ کرتا ' اور صرف "سود" ہی کی آواز کو سننا چاہتا ہے - اسکا صید قہر و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹے ' زخمیوں کی طرح چیخے ' یا جاں کنی میں تڑپنے والوں کی طرح تڑپے ' پر اسکو کچھہ نظر نہیں آتا - وہ مدہوش اور پاگل کی طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کہکر پکارتا ' اور اسکے لینے کیلیے اپنا ہاتھہ بڑھاتا ہے !! ان الذین یاکلون الربوا ' لا یقومون الا کما یتخبطہ الشیطان من المس !!

❊ ❊ ❊

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الہلال کے صفحات ان مباحث کیلیے محل موزوں نہیں - جسقدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور دونوں حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا ہی اس تشبیہ کی جامعیت اور احاطہ کا انکشاف ہوتا جائے گا - یہ صرف سرسری اشارات ہیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتی ہے کہ امثال

کیلیے چن لے ' اور اسکو مجروح تیغ قساوت و بے رحمی کرنے سے انکار نہ کرے !!

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اور تمام ہزارہا انسانی بے رحمیاں کسی آبادی کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ہے -

یہی ہے کہ قران کریم اسکو سب سے بڑی وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے -

اسکی علت اصلی

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسدرجہ استمرار اور مداومت نہیں ہے ' جیسی کسی کاروباری بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں ' اور نسلوں تک جاری رہتا ہے - وہ جس شکار کو پکڑتا ہے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے ' اور جب تک ہمیشہ کے لیے اسکے تڑپنے ' لوٹنے ' اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ اسکی قساوت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ہوتی ہے - وہ چونکہ ہمیشہ اپنی بے رحمی کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا ' اور انکی بیقراریوں کے معائنے کا اپنے دماغ کو عادی بناتا رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام قواے ملکوتیہ پر ایک عالم ممات طاری ہوجاتا ہے ' اور رحم و ہمدردی کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہو جاتے ہیں کہ کوئی قوی سے قوی محرک بھی انکو زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں ؟ اسکا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو ویسی نصیب نہیں ' جیسی اور جس درجہ کی بے رحمی میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ہو جاتی -

قران کریم کی ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قران کریم نے اشارہ کیا ہے ' جبکہ اس نے سود خواری کی زندگی کا انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقی ہے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہیں سکینگے مگر اس پاگل کی طرح '
الذی یتخبطہ الشیطان	جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانہم	الحواس بنا دیا ہو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھی مثل سود ہی کے ہے -

افسوس ہے کہ عام (متداول) مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کی کہ سود خوار کی زندگی کو

حالت کا سبب " ذلک " کہکر انکے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھی مثل سود کے ہے " ؟

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض اثار مرویہ کی بنا پر صرف قیامت کے دن ہی کیلیے مخصوص کر دیا ہے ' اور اسکی تفسیر یوں کی ہے کہ " لا یقومون - ای یوم القیامۃ من قبورھم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ہی کی نسبت بیان کی گئی ہے -

اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اٹھائے جائیں گے جیسے کوئی مصروع اور آسیب زدہ پاگل ہوا کرتا ہے - اور پھر اسکی مختلف توجیہات قرار دی ہیں -

فی الحقیقت قران کریم کے حقائق و معارف کے متعلق ایک اہم مبحث ارباب نظر کیلیے یہ بھی ہے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسی دنیا کی زندگی اور انکے اعمال و نتائج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ' صرف قیامت اور بعد الممات کی زندگی کیلیے مخصوص سمجھہ لیے گئے ہیں ' اور سخت ضرورت ہے کہ اس مبحث پر نظر ڈالی جاے -

میں انشاء اللہ ماہوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا کہ اسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ہیں ' اور اس موقعہ کی تفصیل بھی بہتر ہے کہ اسی وقت کیلیے ملتوی کردی جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ در حقیقت اس آیۃ کریمہ کی تفسیر وہی امور ہیں ' جنکو اوپر بغیر کسی ترتیب کے لکھہ چکا ہوں -

مفسرین صحابہ کی جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ہیں - یہ میرا عقیدہ ہے کہ قران کریم کی تفسیر میں لغۃ عرب اور صحابہ کی تفسیر ' یہی دو چیزیں اصل ہیں ' اور اگر صرف انہیں دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و غرائب قران کا خاتمہ ہے - لیکن تاہم اخرت کی زندگی اس دنیا کی زندگی ہی کا نتیجہ ہے ' اور جو کچھہ کل ہونے والا ہے ' اسکی مثال آج چشم ہاے بصیرت اور دیدہ ہاے اعتبار کیلیے ہمارے سامنے کردی گئی ہے - پھر کیا ضرور ہے کہ ہر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ہی کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ہے ' اسکے لیے صرف دنیا سے باہر ہی نظارہ کریں ؟

ایک تفسیری اشارہ

اصل یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ میں ایک سود خوار زندگی ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور انکے نتائج کی جیسی جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوری کتاب ہے - اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ہو جاتا ہے ' اور صرع (مرگی) کی بیماری در اصل ایک طرح کا آسیب ہوتی ہے - (مس) جنون کے معنی میں بولا جاتا ہے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ہیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگی کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دی ہے ' اور مقصود اسکے وہی حالات ہیں ' جو اسے دنیا کی زندگی میں پیش آتے ہیں -

ایک شخص ' جو پاگل ہو گیا ہو - ایک مجنون ' جسکی عقل و دانش بالکل معطل ہو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو - ایک مصروع ' جو مرگی کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو - غور کرکے دیکھیے کہ اسکی حالت کیا ہوتی ہے ؟ وہ عام انسانوں کی طرح ایک کامل و سالم انسان ہوتا ہے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ہوتے ہیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمی کی طرح درست ہوتے ہیں - وہ بظاہر بیمار نہیں ہوتا - چلتا ہے ' پھرتا ہے ' بھوک کا اظہار کرتا ہے ' اور پیاس سے ویسا ہی بیقرار ہوتا ہے ' جیسا کہ دنیا کی ہر حیوانی مخلوق -

اب ذرا پررفیسر کارل پیرسن کي بهي تعریر ملاحظه هو - وه (نیشنل لائف فروم دي سٹینڈ پائنٹ آف سائنس National life from the stand point of science) میں اخلاقي رراثت کے اصول پرزرر دیتے هوئے لکھتے هیں :

" رالدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار' انکی خوبیاں ' انکی برائیاں' انکی عادات ' انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ نسبت کے ساتهه انکے بچوں کو ورثے میں ملتی هیں - آدمی کے سر کی شکل ' اس کی دماغی قابلیت و حالت ' گھوڑوں کی کھال کا رنگ ' افیون کے پھول کی پنکھڑیاں ' پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موررثی هیں - قصہ مختصر انسان کے ادنی سے ادنی اخلاق سے لیکر اعلی سے اعلی اخلاق تک ' تمام رکمال مورروثی هیں - "

پھر هکسلے لیکچرز (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے هیں :

" ایک اخلاقاً ناتندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا هونا از قبیل محالات هے - اور یه خیال کرنا که یه محال نہیں هے ' ایسا هی لغو هے ' جیسا یه خیال که چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا هوسکتے هیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتهه ملانیکا بدیهی نتیجه یهي هے که تندرست نسل کمزرر هو جائیگي - مثال کے طور پر یه کہدینا کافی هے که گندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملاتے جاؤگے ' اتنا هي رہ کمزرر هوتا جاے گا - اخلاقي و جسماني امراض میں مبتلا نسل سے قوم کو نجات دینے کا صرف یهي علاج هے که اسے آهسته آهسته مفقود هوجانے دیا جاوے - تعلیم اور اصول حفظ صحت' اور دیگر اثرات ' انسان کے مورروثي اخلاق کو هرگز هرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یه مقولے مشتے نمونه از خروارے هدیۂ ناظرین کیے جاتے هیں' تاکه وه ملاحظه فرمائیں که مسٹر عباسی کا یه بیان که کارل پیرسن انکے هم راے هے ' بے بنیاد اور محض غلط فهمی پر مبني هے -

اخلاق پر ایک بہت هي عامیانه بحث (مجھے معاف فرمایا جے' اگر تصحیح بحث کیلیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب لکھتے هیں :

" یه ثابت هوگیا که رراثت اخلاق میں کوئي دخل نہیں رکھتي ... "

میں حیران هوں که صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یه ثابت کیا هے که رراثت کو اخلاق میں کوئي دخل نہیں ؟ کیونکه بحث تو وه کررهے هیں انفصال و اراده کی ' جسمیں رراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وه اس غلط سند کو بهی اپنے خیال میں کافی و شافي ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے هونگے - اگر بالفرض یه مان بهي لیا جاے که وه سند صحیح تهی (حالانکه نہیں هے) تو بهي اس ایک فقره سے یه بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی که اخلاق موررثي نہیں هیں ؟ بہتر هے که اب هم اس موضوع پر اپنی طرفسے کچهه نه کہیں ' اور صرف مشاهدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں که کہاں تک اخلاق میں رراثت کو دخل هے' اور کس درجه همارے دوست کا دعوا قابل تسلیم هے ؟

(رالیم پیٹسن) سائنٹفک جرنل میں لکھتے هیں :

" همیں آج تک اس امر میں کامیابي حاصل نہیں هوئی که رراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے با ثمر هونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باهر آنے تک' ایک ذرہ بهر هم بدي کو باهر نکال نہیں سکتے' اور نه ایک ذرہ بهر خوبي رحم کے اندر بهیج سکتے هیں - بچے کے پیدا هونیکے بعد کسي قسم کي تعلیم یا دواؤں کے ذریعه اس بچے کے موررثي اخلاق کو هرگز هرگز نہیں بدل سکتے - سویٹ پیز (ایک قسم کا پهول هے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند هو جاتا هے' حالانکه اس کا هم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بهی اونچا هونے نہیں پاتا - چھڑي جو سویٹ پیز کو بلند هونے میں مدد دیتي هے ' اور بغیر اس کے وہ اس بلندي تک کبهي بهي پہنچ نہیں سکتا ' سمال پیز کو کسی طرح بهي اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی هی هے' جیسے پیز کے لیے چھڑي - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود هے' اسے یه اپنے ظہور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے هیں ' اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع هو جاتی هے - مگر اس بچے کو ' جسمیں وہ صلاحیت موجود هی نہیں' هرگز هرگز انسے کوئی مدد نہیں مل سکتی " -

اس بہت بڑے اور مستند شخص کے قول سے دو اصول قابل بحث پیدا هوتے هیں جن پر هم ایک سرسري نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصه موررثی هوتا هے -

دوم - موررثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے هے - هم یه نہیں کہتے که یه محالات عقلی میں سے هے' بلکه ابهی تک انسان کا علم اس درجه وسیع نہیں هوا که وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب هو -

اصول اول کي تحقیق کرتے هوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے باني مباني حسب ذیل مشاهدات پر پہنچے :

(الف) رراثت کے اثرات میں نصف دونوں والدین کا ' چوتھائي والدین کے چاروں والدین کا ' آٹھواں حصه تیسري پشت کے آٹھوں اجداد کا ...... و قس علی هذا ...... هوتا هے - (ملاحظه هو بحث بر قانون رراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis G's Law of Ancestral Inheritance)

هم اس بات کے ماننے کیلیے تیار هیں که اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کي ضرورت هے' اور جوں جوں علمي تحقیقات کا دائرہ وسیع هوتا جائیگا' یه قانون بهی خود بخود ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے که یه قانون سرے سے هی غلط هے' هم هرگز هرگز تیار نہیں هیں ' جب تک که همارے پاس کوئي کافي معتبر ثبوت موجود نہو -

(ب) اگر جسماني و اخلاقي تندرستي کے مدارج مقرر کیے جائیں' اور انمیں سب سے اعلی درجه خاندان (الف) کا هو دوم (ب) کا' سوم (ج) کا' چهارم (د) کا' پنجم (ر) کا' اور ششم (س) کا' و علی هذا ' تو تحقیقات نے ثابت کردیا هے که اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اپنے سے ایک درجه ادنی قسم میں شادي کرلیں تو وہ صرف ۶ - بچے قسم (ج) کے پیدا کرسکیں گے ' اور اگر وہ قسم (س) میں شادي کریں تو صرف ایک بچه قسم (ج) کا پیدا کریں گے - حالانکه ۲۵۰۰ - جوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچه قسم (ج) کا پیدا کرلیں گے ' اور (س) سے گھٹیا قسم کے جوڑے ایک بهي (ج) کي قسم کا بچه پیدا نہیں کرسکتے !! اس کا ماحصل یه هے که جسماني و اخلاقي کمزوري کے اسباب

(۱) پروفیسر هکسلے کي یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسي نه کسي زیر بحث مضمون پر سال بهر کے اندر ایکدفعه لیکچر دیا کرتے هیں - چونکه پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں فاضل بے مثل تسلیم کیے جاتے هیں' اس لیے انهوں نے اس مضمون پر کئی دفعه لیکچر دئیے هیں - ان لیکچروں کے مجموعه کا نام هے (هکسلے لیکچرز بانی کارل پیرسن)

مذاکرۂ علمیہ

و تشبیہات قرآنیہ اپنی ہر مختصر سی مختصر تشبیہ کے اندر بھی مطالب عالیہ ' غوامض حکمیہ ' اور سرائر فطریہ کا ایک بحر بے کنار ' بل اوقیانوس حکم و معارف بیکراں ہے - فہم انسانی اسکے سراغ میں نکل سکتی ہے ' پر اسکا احاطہ نہیں کر سکتی کہ :

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور پھر یہ اسکا فضل ہے کہ جس خوش نصیب کو چاہے ' اپنے کلام حکیم کے چند قطرات معارف سے سیراب کرنے کیلیے چن لے - اسکے لیے محض علم و فضل اور مطالعۂ علوم کا دعوا بیکار ہے : کہ

بل ہو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ' و ما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۲۹ : ۴۸) :

ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام ' والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ' ما نفدت کلمات اللہ ' ان اللہ عزیز حکیم ! (۳۱ : ۲۶)	یہ زمین پر لاکھوں اور کروروں درخت جو تم دیکھہ رہے ہو ' اگر ان سب کی شاخوں کو قلم بنادیا جاے ' اور تمام بے کنار و بیکراں سمندروں سے سیاہی کا کام لیا جاے ' اور وہ بھی اس طرح کہ جب سمندر ختم ہوکر خشک ہو جائیں ' تو ویسے ہی سات نئے عظیم الشان سمندر انکی جگہ

آ موجود ہوں ' اور اس طریقے پر اللہ تعالے کی کلمات و آیات کو لکھا جاے ' پھر بھی یقین کرو کہ وہ کبھی تمام نہونگی ' کیونکہ وہ حکیم و عزیز ہے " !!

(البقیۃ تتلی)

باب المراسلۃ والمناظرۃ

اخلاق و آداب میں موروثی اثر

یعنی اولاد میں انکے ماں باپ اور خاندان کے اخلاق و خصائل کا اثر بطور وراثت طبیعی کے ہوتا ہے یا نہیں ؟

از جناب مراسلہ نگار فاضل صاحب امضا

(ایک مخصوص نظر علمی)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ الہلال نمبر [۱۳] - جلد [۲] میں ایک مضمون [اخلاق] کے عنوان سے درج ہوا تھا - اسمیں اخلاق کے سرچشموں پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا تھا کہ اسکا ایک ذریعہ وراثت بھی ہے -

جناب مولوی محمود صاحب عباسی نے اس سے اختلاف کیا ' اور ایک تحریر بھیجی جو بصیغۂ " مراسلہ و مناظرہ " نمبر [۱۵] میں شائع ہوئی تھی اور اسمیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس مسئلے پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

پھر میں اپنے حالات میں غرق ہو گیا اور لکھنے کی مہلت نہ ملی - لیکن نہایت خوشی کی بات ہے کہ بعض قابل و وسیع النظر اہل قلم نے اس موضوع پر توجہ کی ہے ' اور ایک مفید مضمون بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے - الہلال ابتداے اشاعت سے تعلیم یافتہ جماعت کی بد مذاقی کا فریادی ہے ' مگر اس قسم کے مضامین کا لکھنا اور الہلال تک پہنچنا اس امر کا ثبوت ہے کہ اب علم دوست طبیعتیں اشغال علمیہ کی طرف متوجہ ہونے لگی ہیں - فالحمد للہ علی ذلک -

آج کی اشاعت میں یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے ' لیکن میں نے جس مضمون کا وعدہ کیا تھا ' اسکی ضرورت ابتک باقی ہے اور اسکے متعلق مواد بکثرت سامنے ہے - انشا اللہ پہلی فرصت میں اسے قلمبند کرونگا - (ایڈیٹر)

۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - کے الہلال میں قابل نامہ نگار مسٹر محمود عباسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوے کہ " اخلاق میں اثر وراثت کو بالکل دخل نہیں " چند قابل انتقاد جملے تحریر کیے ہیں - مسٹر موصوف نے جو باتیں پروفیسر (کارل پیرسن) کے طرف منسوب کی ہیں ' وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں ' یا انسے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت عباسی نے پروفیسر موصوف کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی -

عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" بقول کارل پیرسن ' وراثت کا اثر بالکل غلط ہے ' اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں ' وہ اس تربیت کا نتیجہ ہیں ' جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھوں پہنچتی ہے ...... "

دقایق و حقایق

نۃ ائـج و ٔ : ر

استبداد کے نتایج انسان کو دنیا هي میں نظر آجاتے هیں یورپ میں روس کي وسعت حکومت سب پر فائق هے' اور یه ظاهر هے که مغربي مدنیت کے تماشاگاه میں اس وسیع رقبهٔ حکومت کے فرما نروا کو ایک خاص حیثیت سے تهذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاهیے - مغرب کي تهذیب و مدنیت پرکو زیاده بحث کرنے کي ضرورت نهیں هے' اسلیے که ادرنه و سلانیک و مناستر و قرصوه و طرابلس و مقام رضا (علیه السلام) میں اس کے اصول عمل اچهي طرح عالم آشکار هوچکے هیں' تاهم عجیب بات یه هے که خود اهل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابله میں جائز رکهنے پر بهي ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے هیں' اور سخت اظهار نفرت کے متمني هوتے هیں - نقولا (قیصر نکولس زار روس) کي حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے' مظلومان بلقان کي اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظهار بے طرفي (نیو ٹریلٹي) پر بهي ارسال فوج و اسلحه و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹي نگرو یا قره طاغ) کي طرفداري میں حصه لیتي رهي' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث هوي که یورپ کي مهذب سر زمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئي حق نهیں هے - یه سب کچهه هوا' اور اس کے نتایج سے تمام اهل مغرب مستفید هورهے هیں' مگر نقولا کي جان عذاب میں هے - آسایش کي زندگي اس کو نصیب نهیں' آزادي کے فوائد اسے حاصل نهیں' پولیس کي حراست میں اس کي عمر کٹتي هے' اٹهتے' بیٹهتے' سوتے' جاگتے' کسي عالم میں بهي سپاهیوں کا پهره اس سے جدا نهیں هوتا - ولیم قیصر جرمني کي شاهزادي لویزي کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا هے' یهاں فوج کے حصار سے جان تو بچ جاتي هے' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راه گیروں کے نعره هاے تحقیر توپ و تفنگ بن کے اس پر برستے هیں ! ! اگر اس کي اخلاقي حس پہلے هي مرده نهوچکي هوتي' تو یه آتش بازي اسکے سوزش جسم و روح کیلیے کافي تهي -

نقولا پر کیا منحصر هے ؟ یورپ کے کسي مستبد (فرمانروا) کو بهي رعایا کي همدردي حاصل نهیں - کهتے هیں که اسلامي دنیا کا قدیم دستور احتساب انسان کي آزاد شخصیت کے حق میں ایک نهایت بدنما قرنطینه تها' لیکن سوال یه هے که ان مستبدین کے رهنے سهنے' کهانے پینے' سونے جاگنے' چلنے پهرنے' بولنے اور چپ رهنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا هے' یه کیا هے ؟ وه انسان کو غلام بناتے هیں' دنیا میں غلامي پهیلاتے هیں' قدرت کے بهترین عطیهٔ حریت کے استعمال کو' جس سے چڑیاں بهي اپنے گهونسلوں میں اور مچهلیاں بهي اپنے آبخور میں محروم نهیں هیں' انسان کے لیے حرام بتاتے هیں' مگر خود ان کي حالت کیا هے ؟ وه خود اپني دار السلطنت میں اپنے هي محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور تشریفاتي (چمبر لین) کے غلام هوتے هیں - باره گهنٹے پہلے جب تک انهیں اطلاع نه دیں اور ان سے اجازت نه لے لیں' شهر کے کسي حصے میں نه آسکتے هیں نه جاسکتے هیں - آزادي کے ساتهه سیر و تفریح وه نهیں کرسکتے' تماشا گاهوں میں وه نهیں جاسکتے' کسي عمومي شخص (پبلک مین) سے ملنا چاهیں' کسي کو کچهه لکهنا چاهیں' کوئي بات کرنا چاهیں' سب میں یهي قید هوگي که مجلس مستشار جب اور جس سے ملنے کي اجازت دے' اس کي پابندي کریں' جو مسوده مرتب هو' وهي لکهیں' جن امور کي تلقین کي جائے' وهي ان کي زبان سے ادا هوں - ظاهر هے که ان قیود کے ساتهه ضمیر کي آزادي کیونکر قائم ره سکتي هے ؟ ان حالتوں میں اگر انهیں رعایا کے مصائب کا احساس نهو' استعباد کي جفا کاریاں نظر نه آئیں' مظلوموں کي فریاد سنائي نه دے' تو اس میں حیرت کي کیا بات هے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مرده هوچکا هو' جس کے ضمیر کي زندگي موت سے بدل چکي هو' اس کو زنده سمجهنا هي غلط هے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں حامیان استبداد کي جانب سے جو باتیں سنگ راه هوں' انهی سے انکی شکایت کرنا بے فائده هے ؟ ایک اسٹیچو هے' ایک کالبد هے' ایک مجسمه هے' جو کسي خاص طاقت سے مردم آزاري کے وظائف ادا کررها هے - اس سے گله و شکوه کیوں کرو ؟ اس کے آزار سے محفوظ رهنے کے لیے کوئي معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نهیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت هوئي' اس حقیقت کي ترجماني کرچکا هے' جسے اس کي روح حکمة شعریه' به تبدیل الفاظ' آج بهي سنا رهی هے :

رسیـــد نالـهٔ من از جفـــاے استبـداد
بر آسمــــان' و شنیدند تیـــر و کیوانش
اگر بگوش حکومت نمي رسد' زان است
که سالها است که از جسم' پاره شد جانش

عرب میں ایک مثـل مشهـور هے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمي سب کچهه برداشت کرلیگا' لیکن کوئي ایسي کارروائي جس سے اس کي آزادي و عزت نفس کو صدمـه پهونچتا هو' کبهي بهي برداشت نهیں کرسکتا -

(۱) و لا یقـیم علی ضـیم یراد بـه
إلا الا ذ لان عیـر الحی و الوتـد
(۲) هذا علی الخسف منکـوس بر مته
و ذا یشـج فـلا یـرثي لـه احـد

(۱) کوئي مخلوق جس پر جور و ستم منظور هو وه اس حالت کو کبهي گوارا نه کریگي - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیله کا اونٹ [۲] اور اس کے باندهنے کي میخ -

(۲) یه [اونٹ] تو بے آب و گیاه' رسیوں سے بندها هوا' سر جهکائے رهتا هے - اور اس [میخ] پر چوٹ پڑتي هے تو کوئي اس پر رحم بهي نهیں کرتا -

[بقیه مضمون صفحه ۱۲]

یه ثابت کرنا تها که " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور هے "

جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنے کا شوق هے اور انگریزي بهی جانتے هیں' وه ان هر دو کتابوں کے علاوه' جنکا حواله همنے اپنے مضمون میں دیا هے' مندرجهٔ ذیل کتب کا بهی ضرور مطالعه فرمالیں :

اول - Heredity مصنفه جے - اے - ٹامسن J. A. Thomson
دوم - هاؤس آف کامنز ڈیبیٹ رپورٹ - مورخه ۱۷ - مئی سنه ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۴ -
سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنه ۱۹۰۴ - سنه ۱۹۰۸ -
چهام - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر .Crime and Insanity -

(حقی)

همارے آبا و اجداد کي طرف منسوب هونے چاهئیں اور وهي انکے ذمه دار هیں -

رائل کمیشن نے (جو سنه ۱۹۰۴ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر هوئي تهي) اپني تحقیقات کا سلسله چار سال تک جاري رکها - اُس نے سنه ۱۹۰۸ع میں تحقیقات کي ایک رپورٹ مرتب کي جواب بلیو بک (Blue Book) کي شکل میں چهپ گئي هے - اس رپورٹ میں صدها مثالیں دیکر یهه ثابت کیا گیا هے که دماغي کمزوري اور جنون عموماً موروثي هوتے هیں - هم اس میں سے ناظرین کي دلچسپي کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے هیں :

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چند مرتبه چوري کے جرم میں سزا یاب هو چکا تها - اس کے کئي بیٹے تهے - بڑا لڑکا ۱۸ - سال کی عمر سے لیکر ۳۲ - سال کي عمر تک ' ۳۴ - دفعه سزا یاب هوا - دوسرا لڑکا پندرہ سال کي عمر سے لیکر ۲۹ - برس کي عمر تک ۱۷ - دفعه اسی چوري کے الزام میں قید هوا !

دوم - ایک چودہ سال لڑکے کا حال ' جس نے اس عمر تک پہنچنے سے پہلے تین مرتبه پونٹینول (Pontenville) کے جیلخانه میں سزاے قید کي عقوبتیں جهیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئی دفعه جا چکا هے ' اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پي کر مدهوش هوجانیکے جرم میں سزا پا چکي تهي -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمي کا واقعه ' جسنے ایک ایسي عورت سے شادي کي ' جوکه سرقة وغیرہ کے جرم میں کئي دفعه سزاے قید بهگت چکي تهی - اُسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانه جات کي رپورٹ کا ترجمه حسب ذیل هے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا هوئیں - بڑي لڑکي مقامي پاگل خانے میں عمر کا زیادہ حصه بسر کرچکي هے - چهوٹي لڑکي ابهی کنواري هے لهذا والد کے زیر حفاظت هے - پولیس ابهی اُسکی نسبت کچهه رپورٹ نهیں کرسکتي -

بقیه دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

پہلے کنبه کا باپ مقامي پاگل خانے میں رہ چکا هے ' اور وہ ابهي تک بڑي غضبناک طبیعت رکهتا هے - اس کی پہلي بیوي سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا هوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چهه هفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامه حسب ذیل هے ' اگرچه اس کی عمر ابهی صرف پچیس برس هی کی هے :

گیارہ سال کي عمر میں اسے چوري کرنیکے جرم میں تربیت کي گئی - اٹهارہ سال کي عمر میں اینڈرور Androver میں ایک گهڑي چرانیکي پاداش میں اسے ایک ماہ کی قید هوئی - اسي سال ونچسٹر کالج میں فریب دهی کي غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کیلیے جیلخانه کی هوا کهانی پڑي - پهر منچسٹر میں چند گهڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماہ کیلیے قید خانے میں بهیج دیا گیا - پهر السٹر میں چوري کے جرم میں دو ماہ کیلیے قید رها - ۱۹ - سال کی عمر میں ڈاکه مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماہ کیلیے بادشاہ کا مهمان رها - اسی سال السٹر میں ایک گهڑي چرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کی اور قید هوئی - اسی سال پهر سات دن کیلیے بهیک مانگنے کی خاطر بند کر دیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماہ کیلیے منقفل کردیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بهیک مانگنے کے جرم میں چودہ دن کے لیے پهر قید کیا گیا - پهر ایک ماہ السٹر میں چوري کے لیے ' اور تین ماہ ڈاکے کے الزام میں شاهی چهار دیواري میں مقید نظر آیا .... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاري زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ۱۰ - شلنگ جرمانه هوا ' اور اسی سال چوري کے الزام میں ۱۵ - ماہ کیلیے جیلخانه بهیج دیا گیا ! !

دوسرا لڑکا گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں گرفتار هوا ' اور اسے چار ماہ کیلیے ایک ریفورمیٹري (Reformatory) (یعنی تربیت خانۂ جرائم و اوارگی - الهلال) میں بهیج دیا گیا - اور اسکے بعد ۵ - دفعه مجسٹریٹ کے سامنے چوري کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقي تینوں بچے ابهی بهت خورد سال هیں " -

یه تو ایک کنبه تها - اب دوسرے کنبے یعني (م) کا حال بهي سن لیجیے :

" دوسرے بهائی کے نو بچے تهے (بخوف طوالت هم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کریں گے) پهلا لڑکا گیارہ دفعه چوري کے الزام میں قید هوا - ایک لڑکی پاگل خانه میں هے - دوسري لڑکی ایک شادي شدہ نوجوان کے ساتهه تعلق ناجائز پیدا کرکے اور اپنے والدین کو چهوڑکر بهاگ گئی ' اور بهت عرصه تک اسی کے پاس رهي " نتیجه جو هوا وہ ناظرین خیال کرسکتے هیں - باقي بچوں کا حال بهی اسی پر قیاس کرلیجیے -

" چهارم - ایک فاحشه عورت نے گیارہ حرامي بچے جنے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئي دفع مرتکب هوچکی هیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شهدوں نے گمراہ کرکے بے عصمتی پر آمادہ کیا ' جسکا نتیجه دو ولد الزنا لڑکیوں کي صورت میں نمودار هوا - بڑي لڑکي کي عمر اس وقت (یعني بر وقت تحقیقات کمیشن) ۱۸ - سال کي هے ' اور وہ دو ولد الحرام بچوں کي ماں هے ' اور چهوٹي لڑکي ناجائز حمل سے هے "

یهه واقعات ایسے نهیں که انکو محض مستثنیات کهه کر نظر انداز کر دیا جاے ' بلکه یهه ایسے واقعات هیں جو هر روز مشاهدے میں آتے رهتے هیں - کمیشن کي رپورٹ میں اپکو ایسے صدها واقعات ملیں گے ' جنکو همنے بخوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیادہ شوق هے وہ اس رپورٹ کو ملاحظه فرما سکتے هیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول ' جو همنے بیان کیے تهے ' ثابت هوتے هیں ' یعني :

اول - اخلاق کا زیادہ حصه موروثی هوتا هے -

دوم - کسي قسم کي خارجي تعلیم یا تربیت ان موروثي اثرات کو بدل نهیں سکتي -

ریفورمیٹري یا پاگل خانے عارضي طور پر انکے فوري اثر کے ظهور کو روک سکتے هیں ' مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا ' پهر اپنی فطرت کو لوٹا - واقعه سوم خاص طور پر قابل غور هے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں ماخوذ هوے - اور پهر باقي تمام عمر اسی میں مشغول رهے - ریفور میٹري میں چار سال تک اور هر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رهنے کے بعد بهی ایک لڑکے کی چوري کی عادت نه گئی ! !

یه خیال کرنا که هماري تحریر کا ماحصل یه ثابت کرنا تها که " تمام اخلاق موروثی هی هوتے هیں " غلط هوگا - همارا ماحصل صرف

طرابلس میں اطالي افسروں نے ایک جرمن پادري کو گرفتار کیا ہے - اس جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کہا تھا !!



اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کي وحشیت و درندگي پھر عود کر آے !

ہر شخص جانتا ہے کہ اطالیا سواحل بنغازي سے (جہاں تک کہ اسکے بیڑے کي توپوں کے گولے جاتے ہیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکي ہے - بیس دن ہوے کہ اس کے نفس بد نے اسے سجھایا کہ تم از کم (سانیہ فقیہ محمد بن شتوان) پر' کہ سواحل بنغازي سے صرف آدھہ گھنٹہ کي مسافت پر واقع ہے ' یلغار کرے - اسکي بزدل فوج استحکامات بناتي' اور سرحدیں مستحکم کرتي ہوئي نکلي' اور برابر پیش قدمی کرتي ہوئي بڑھتی گئی - یہاں تک کہ شدہ شدہ بیس گھنٹے کي مسافت طے کرگئي - جب ان شیران حریف افگن کے نیستانوں کے قریب پہنچي تو وہ ایک بار ھي پھرے اور اس زور سے حملہ کیا کہ چند لمحوں کے اندر ھي صدھا لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے' وہ اس عالم میں بھاگے' کہ ساحل بحر سے ادھر ایک لمحہ کیلیے بھي کہیں دم نہ لیا !!

مگر مزے کي بات یہ ہے کہ ایک طرف تو بنغازي میں اطالیا کي جنگي حالت یہ ہے' دوسري طرف سرکاري خبریں کہتي ہیں کہ اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامي کا سررشتہ ہاتھہ سے نہیں دیا ہے - وزارمستعمرات (نوابادي) ان سے وعدے کرتا ہے' انہیں امیدیں دلاتا ہے ' انہیں پھسلاتا ہے ' انہیں بہلاتا ہے ' کیونکہ اسکو یقین ہے کہ مالک داري ' ستمراني ' خانماں بربادي ' عصمت دري ' اور مردم کشي سے نہیں ہوتي بلکہ نرمي' فریب ' روباہ بازي ' اور سیم و زر کے عوض میں دنی الطبع و سفلہ مزاج دلوں کي خریداري سے ہوتي ہے !! با این ہمہ اسکي فوج میں ایک جماعت ہے جو قتل و سفاکي وغیرہ وغیرہ سے دلوں کي آگ بھي روشن کرتي رہتي ہے - پس اگر اطالیا اپني اس فرنگیانہ ستمرانیوں کو نرمي اور حسن سلوک خیال کرتي ہے تو اللہ اکبر ! اس وقت کیا ہوگا جب کہ سختي ' کینہ کشي '

تنگ گیري اسکے ان خیالات کو پورا کریگي ' جنکو اسکا کینہ پرور سینہ چھپاے ہوے ہے ؟؟

کل کي بات ہے کہ بنغازي میں ایک غریب الوطن جرمنی کے پادري کو اسلیے قید کر دیا گیا تھا' کہ وہ اپنے معمولي مواعظ میں انساني رحم و ہمدردي کے الفاظ بکثرت کیوں بولتا ہے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کي پیروي میں ' حکومت اطالیا نے بھي بنغازي کي فوج کے لیے بازار والوں کو (کہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں) بجبر بھرتي کرنا' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا ہے - بالکل مبالغہ نہ ہوگا ' اگر کہا جاے کہ اسوقت طرابلس کے اطالوي مقبوضات میں احتیاج' فاقہ' اور ضرورت کي جو گرم بازاري ہے' اسکي نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتھہ حکومت اطالیاجو کچھہ کرنا چاھتي ہے' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے ہو سکتا ہے -

غیر اطالوي مال پر ٥ - فیصد چنگي لگائي گئي ہے - اطالوي ممالک میں آلو اور اسي قسم کي دو ایک چیزوں کے سوا پیدا ھي کیا ہوتا ہے ' جو اطالوي تاجر لا کے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شہري عربوں کا مدار زندگي تو اطالوي بوٹون کے صاف کرنے پر ھے - پس اگر اطالوي اسباب راحت و آرام لا ئے بھي تو یہ تہیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گراني بڑھیگي اور غریب طبقہ ' کہ آبادي کا بیشتر حصہ ہے ' فاقہ موت کا شکار ہوگا -

تمام دیسي تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے اسکندریہ تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاھدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھي کھولے گئے ہیں اور یہ یورپ کا سب سے بڑا شیطاني دسیسہ ہے - ان میں قران حکیم کے علاوہ (جسکي نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پڑھایا جائیگا) باقي تمام تعلیم صرف اطالوی زبان میں ہوگي جو کچھہ شروع بھي ہوگئي ہے -

ایک معمولي اطالوي کي رپورٹ پر عربوں کو انکي زمینوں سے بیدخل کر دیا جا تا ہے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالویوں کے ھاتھہ فروخت کر دي جاتي ہیں - ان مصائب پر مستزاد یہ ہے کہ جب سے اطالوي آئے ہیں ' قحط و گراني برابر رھتی ہے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپني زمینیں اور گھر اطالویوں کے ھاتھہ نہایت کم قیمت پر خود ھي فروخت کر ڈالتے ہیں -

دولت عثمانیہ نے جو استقلال اداري دیا ہے ' اسکي حالت یہ ہے کہ نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثماني علم نصب نہیں کر سکتا ! -



بنغازي میں بازار کے فقیر الحال لوگ ، کو جنمیں بچے اور عورتیں بھي شامل ہیں اسلیے قید کر لیا ہے کہ وہ اپنا ام سامان فوج کے حوالے نہیں کر دیتے

شذرات

لیکن هم هیں کہ یہ سب کچهہ دیکهتے هیں ' اور یہ سب سنتے هیں ' پهربهي اپنے خاموش و استبداد پسند و بے حس طرز عمل سے مولوي روم کے اس تخیل کا مجسم نمونہ بنے هوے هیں کہ :

چشم باز وگوش باز و این ذکا   خیره ام بر چشم بندي خدا

کئی مہینے هوے مظالمۂ بلقان کے متعلق یورپ سے داد رسي کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کي تهي ' جس کے میر مجلس غازي احمد مختار پاشا تهے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کي ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کرکے دول یورپ کے پاس بهیجي تهي' جس پر کہیں کہیں سے جواب تو ملا ' مگر انسدادي کارروائي کسي نے بهی نہ کي اور اسکي توقع بهي نہیں - تین هفتے' هوے' ترکي اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعلق ایک صاف گو فرانسیسي مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تها ' جس کا مفاد یہ تها کہ " نادان و نا فہم بچوں کو راحت پہونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور هے' اور یہ دستور کچهہ ایسا ناموزوں بهي نہیں ' مگر جو قوم قدرت کي دي هوئي طاقتوں کے استعمال سے بے خبر هو' اور مصائب سے بچنے میں اپني طاقت کا سہارا پکڑنے کي جگہ غیروں کے بهرو سے پڑي رهے ' وہ هرگز اس قابل نہیں کہ اُسے کسي قسم کي امداد بهی دي جاے " یہ ضابطہ قابل تسلیم هو یا نہو' مگر ترقي پذیر دنیا کا آج اسي پر عمل هے' اور یہي وہ بنا تهي جس پر کئي سال هوے' کوریا کے شاهي ایلچي کو جاپاني حکومت کي شکایت کرنے پر هیگ کانفرنس میں پهانسي دے دي گئي تهي - ان مراتب کو پیش نظر رکهکر سوچو اور سمجهو کہ جس زوال حریت کا تم مرثیہ پڑهتے هو' جس فناے جلالت کا تمهیں رونا هے ' جس بناے قومیت کے انهدام کا رنج و صدمہ هے ' کیا کبهي تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اُس کے واپس لانے کي بهي کوشش کي ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپني طاقت کا بهي استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طرز پر کام کرنے کا ولولہ هي نہیں تو لبوں کي شکوہ سنجي سے کیا حاصل ؟

نہو جب دل هي پہلو میں تو پهر مونهہ میں زباں کیوں هو ؟

الفانسو فرمانرواے اندلس پر ایک مشہور فوضوي (انارکسٹ) نے ' جس کا نام سانشز هے' کچهہ زمانہ هوا گولي چلائي تهي - یہ شخص اصل میں فرقۂ اشتراکیہ (سوشیا لوجسٹ پارٹی) کا ممبر تها اور الفانسو کي حکومت کا استبداد دیکهہ دیکهہ کے اُس کا دشمن هوگیا تها - ارتکاب جرم کے بعد پولیس نے اُسے گرفتار کرلیا - قاعدہ تو یہ هے کہ ایسے مجرموں کے مقدمات محکمۂ عرفیہ (کورٹ مارشل) میں پیش هوتے هیں' اور جرم کي تحقیقات خفیہ اور بالکل هي خفیہ کي جاتي هے' مگر ملک کي صحافت (پریس یا اخباري اهتمام) نے ایسے تند و ترش لہجہ میں صداے احتجاج بلند کي کہ' حکومت کو معمولي و آئیني عدالت میں ارجاع مقدمہ کي اجازت دیني پڑي ' جس کے علانیہ اجلاس هوتے رهے' اور اب تک هو رهے هیں - مجرم کا جواب دعوی یہ هے کہ " الفانسو کي حکومت نے اصول

مدنیۃ اطالیہ !

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑي آمید کي جستجو' جس سب سے بڑي منزل کے لیے تگا پو' اور جس سب سے زیادہ صحیح راستے کو اختیار کر رهي هے' وہ یہ هے کہ لبدہ اور برقہ کے اطراف و جوانب میں اپني هزارها بکهري اور پهیلي هوئي رعایا کو نوآباد ' اور ان اطراف کے مذهب کو ایک کردے ' - اور طرابلس میں بربادي اندلس' یعني اس مصیبت دلدوز' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعہ' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں سادہ لوحوں کو شہ' جاهلوں کو فریب ' اور کند ذهنوں سے سخن سازي شروع کي هے کہ انکو صرف متمدن بنانے ' ان کي حالت کو ترقي دینے' انکے شہروں کو آباد کرنے' اور ان کي ثروت کے پروں کو پهیلانے کے لیے آئي هے' اور یہ ایسے وقت میں' کہ اهل طرابلس کو اطالي برباد کن جهاز نیست و نا بود کررهے تهے ' اطالي تلواریں انکے گلے کاٹرهي تهیں' اطالي توپیں انکے گهر بار اور چهوٹوں بڑوں پر آتش افشاني کر رهي تهیں' اور اطالي فوج عزتوں کو چاک ' اهل و عیال کو قید ' اور مال و دولت کو دست برد کر رهي تهي !

حالانکہ ان شہروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضہ) کیا هے تاکہ اپنے بکهرے هوے پروں کو اسمیں جمع کرے ' انکے ناکردہ گناہ اصلي باشندوں کو اپنے آهني پنجہ ظلم میں دبائے '

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پہونچائے هیں ' کارفرماؤں کے مقابلے میں کارکنوں کي کچهہ پیش نہیں جاتي - معدلت کے جو اصول هیں اُن میں خود استبداد غالب هے - تمام ظالمانہ احکام الفانسو هي کے نام سے نافذ هوتے هیں ' لہذا اُس کے قتل کی کوشش کوئي بے اصول و غیر آئیني کوشش نہیں کہي جاسکتي - جسم کے کسي عضو میں کوئي مہلک خرابي آجاتي هے تو اُسے کاٹ دیتے هیں کہ دوسرے اعضا بهي اس سے ماؤف نہو جائیں ' انسان کي هیئۃ اجتماعیہ میں بهي یہي کیفیت هے ' اور اُس کي ضرر رساني کا استیصال بهي اسي ضابطہ کے تحت میں هونا چاهیے "

خود یورپ کي فضا تو ان صداؤں سے گونج رهي هے' مگر وہ مشرق سے چاهتا هے کہ اسکے سکوت تعبد میں انصاف جوئي اور حق طلبي کي آواز سے بهي خلل نہ پڑے !!

قرآن کریم کی اصطلاح میں یہي چیز اخلاقي " تطفف " هے :

ویــل للمطففیــن '	بربادي و تباهي هو تول میں
الــذین اذا اکتالــوا	کم دینے والوں کیلیے ' کہ
علی الناس یستوفون '	جب لوگوں سے خود کوئي شے
و اذا کالــو هم او وزنو هم	ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں '
یخســرون (۸۳ : ۱)	لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں !!

معــــرکه سینغــــل

الجزائر میں منطقه استنبولیه کے قریب ایک مقام ہے' جو الخنق کے نام سے معــروف ہے - اس میں ایـک بازار ہے جسکــو (سوق سنیغال) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے ' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصیٰ کے سینوں میں سلگ رہي ہے' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیۃ یعنی فرانسیسی ملاعنه کي تلواریں جزائري خون کی نہریں بہا چکي ہیں -

اس معرکۂ مقدسه یا کرشمه طرازي حریت و وطن پرستی کي داستان تازہ عربي ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

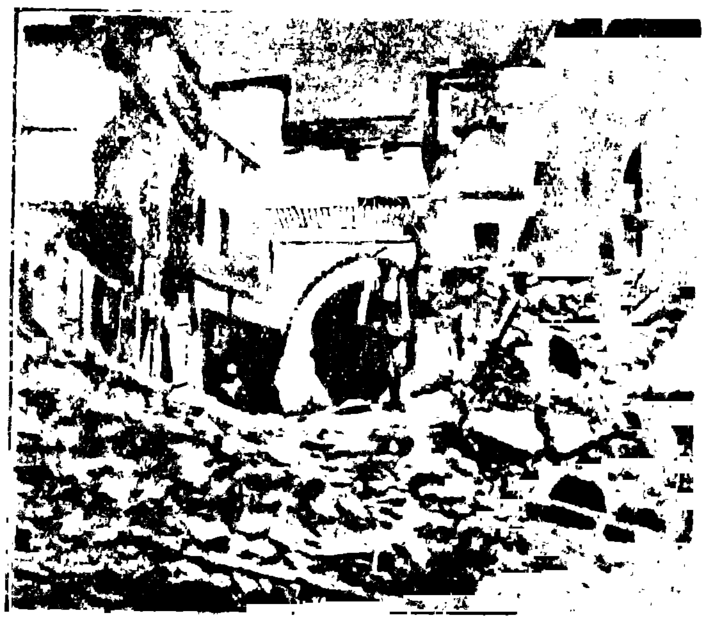
بوبجي اور متالسه کے حریت پرست قبیلوں کے مجاهدین کا ایک جم غفیر سوق سینی غال میں جمع ہوا - ان جانبازان راہ حریت و وطن کي تعداد صرف ۱۸ - سو تھي ' جنمیں ٦ - سو اسپ سوار ' اور ۱۲ - سو پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا که مرکز نخیله میں فرانسیسي غار تگران حریت پر حمله کیا جاے - (مرلویه) کے بعض مراکزوں نے اسکي اطلاع جنرل آلیکس کو دیدي -

مغرب اقصیٰ کے مشرقي حصے کے فرانسیسي قائد نے یہ طے کیا که ان مجاهدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے اُن پر حمله کرکے ' انکا شیراز برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک ریجیمنٹ ترتیب دي' جسکي قیادت خود اپنے هاتھه میں لي' اور ۹ - بجنے شب کو مرادہ سے نکل کے روانه ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیله کے قریب پہنچا 'اور اسکي محاذات میں مقیم ہوگیا -

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسي محافظ فوج کے لیے ایک مژدۂ جاں بخش تھي' جو ان مجاهدین راہ حریت کي تیغ خوں آشام سے اُنھیں نجات دینے کے لیے آئي تھي - اس نے نہایت گرمجوشي اور مسرت آمیز ازخود رفتگي کے ساتھه استقبال کیا' اور اپني جماعت میں سے بھي چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھه لے لیں -

یه مجموعي فوج دو حصوں میں منقسم ہوکے آگے بڑھي - اور کوہ زاغ سے اُتر کے مجاهدین کرام کي منزلگاہ کي طرف روانه ہوگئي - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئي که خیموں کي چوٹیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی توپخانه مرکز مناسب کي جستجو کي غرض سے پیچھے رہگیا' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ٥ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائي دي - یه آواز ایک مغربي مجاهد کي بندوق کي تھي' جو اس نے فرانسیسي ملاعنه کے سواروں پر سر کي تھي - آواز بمشکل خاموش ہوئي تھي که نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئي' اور نعروں کے ساتھه ہي مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کي ٹولیاں آتي ہوئي نظر آئیں - گھوڑوں کي باگیں ڈھیلي تھیں' اور سرعت رفتار کي یه حالت تھي که ٹاپیں بمشکل زمین پر پڑتي تھیں - بندوقیں سواروں کے سینوں سے لگي ہوئي تھیں' اور دہانوں سے گولیوں کی بارش ہورہي تھي - مجاهدین کرام اور جنود ملاعنۂ فرانسیسیه میں چونکه مسافت زائد تھي' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاهدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا ' وہ یه تھا که سواروں کي ٹولیاں مختلف اطراف و اکناف سے نکلیں' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں' که جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آہنیں



فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار
حمله فرانس کے بعد

(بقیه صفحه ۱۵)

سرکاري دفتروں کي حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوي زبان اچھي طرح جانتا ہو' مگر با ایں ہمه وہ فریب دہي کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یه ہے که گھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے که اس سے بیکاري کي عادت پیدا ہوتي ہے' ہر شخص سمجھه سکتا ہے که یه پنشن ہمیشه نہیں ملیگي اور جلد یا بدیر موقوف ہو جایگی' پھر وہ نان شبینه تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربي حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریٹ و یونان رکھے گئے ہیں' جنھوں نے اطالوي تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یه که جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے' انمیں ایک شخص بھي ایسا نہیں ہے جو عربي پوري طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک' برق خوں و خوں ریزي ہے' اور جو اسلیے گرائی جا رہي ہے که شہري و ساحلي عربوں کي بیخکني کردي جاے -

چونکه شیخ سنوسي (متع الله المسلمین بطول بقائه) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کر لیا ہے' اسلیے اعلان کردیا ہے که انکا جہاد برابر جاري رکھا جائیگا - یہاں تک که الله اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصله کردے -

یه تمام حال ساحلي مقامات اور شہر کا ہے - البته اندرون طرابلس اب تک شر لعنۃ مسیحیه سے محفوظ ہے' اور یه الله کے ہاتھه میں ہے که وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -

ادبیات

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اوٹھا کر دیکھو ‘ * دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا ‘ کہ جس نے دم میں * کردیا ذرۂ افسردہ کو ہم رنگ شرار
ہے یہ وہ قوت پُر زور کہ جسکی ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشت غبار
اسکی زد کھا کے لرز جاتی ہے بنیاد زمیں * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلتے جاتے تھے ایوانکہ کسرا میں شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں * جنکے ہاتوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اسکی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم * بنگئی دہر میں جاکر چمن آرائے بہار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن * نقش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

✻ ✻ ✻

یا کوئی جذبۂ ملک و وطن تھا ‘ جسنے * کردیے دم میں قوای عمای سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستی احرار وطن * ہے اسی نشے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار

✻ ✻ ✻

آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو محروم * نہ سیاست ہے نہ ناموس شریعت کا وقار
مدتوں بحث سیاست کی اجازت ہی نہ تھی * کہ وفاداری مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اجازت ہے مگر دایرۂ بحث یہ ہے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہوں عرضہ گذار
" ہم کو پامال کیے دیتے ہیں ابنائے وطن * ڈر ہے ‘ پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور * کہ مناصب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار "

✻ ✻ ✻

اب رہا جذبۂ دینی ‘ تو وہ اسطرح مٹا * کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں‘ طرز میں‘ اخلاق میں‘ سیرت میں‘ کہیں * نظر آتے نہیں کچھہ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ہم کو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے پہلے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ہم نے پہلے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ‘ ہرچند * تھے فلاطون الہی کے بھی گوشکر گذار
جانتے تھے مگر اسبات کو بھی اہل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنی یہ بادۂ عرفاں کے نہیں ذوق شناس * بزم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

✻ ✻ ✻

آج ہر بات میں ہے شان تفرنج پیدا * آج ہر رنگ میں یورپ کا نمایاں ہے شعار
ہیں شریعت کے مسایل بھی وہیں تک مقبول * کہ جہاں تک اُنہیں معقول بتائیں اغیار

✻ ✻ ✻

نہ شریعت ‘ نہ سیاست ‘ تو پھر آپ کسکے لیے * یہ تگ و دو ہے‘ یہ شورش ہے‘ یہ غل ہے‘ یہ پکار ؟

(شبلی نعمانی)

اس تیس ہزار کی رقم میں ایک معقول حصہ اپنے ذمہ لے لیتا ' مگر میں مجبور ہوں - لہذا آج ۸ - روپیہ بھیجتا ہوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کی قسم دیتا ہوں کہ انکو بلا اجراے پرچہ اوس فنڈ میں ڈالدیں ' اور الہلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطلاع خیریت مزاج مجھے بھیجدیں - کیونکہ ایک سال سے مجھے اسکا اشتیاق ہے ' اور سال گذشتہ سے بارجود میری خط و کتابت کے آپکا دستی خط نہیں ملا ہے - اگر آپنے روپیہ لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ پھر تا بعیات میرے آپکے تعلقات غائبانہ بھی نرہینگے' اور آپ ایک مخلص کو کھوکر افسوس کرینگے -

ہاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکھکر نہ بھیجینگے ' یہ روپیہ میری ملکیت رہیگا - میری یہ تحریر ہرگز آپ اخبار میں نہ درج فرمائیں ' اور اگر ضرورت ہو تو میرا نام نہو -

الہلال

آپ اُن لوگوں میں ہیں کہ اپکی ایک نظر شرق ' الہلال کی بہتر سے بہتر قیمت ہے - کیا کیجیے کہ کوئی کام بغیر بقدر ضرورت روپیے کے قائم نہیں رہسکتا ' ورنہ الہلال کی صدا تو فیضی کے الفاظ میں یہ ہے :

نقالس دل و دین می دہم بہ نیم نگاہ
بمن معاملۂ کن کہ راست گفتارم

باقی آپنے اس عاجز کے اس ارادۂ محقرۂ ترسیل اعانہ کی نسبت جو الفاظ لکھے ہیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے کہ ان حقیر و نا قابل ذکر امور کی جگہ ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاوں - یہ جناب نے کیا ارقام فرمایا کہ " دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے زیادہ آپ سے توقع رکھی جاے " ؟ یہ بات ہی کونسی تھی کہ قابل توقع ہوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابھی خالی پڑا ہے ' اور وہ پیش آنے والا ہے - اگر ان توقعات کا تھوڑا بہت بھی اہل ثابت ہوا ' تو سمجھونگا کہ زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نہ گئے - ورنہ جس معبد کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت ہے ' وہاں ان حقیر مالی نقصانات کی نذر کو کون پوچھتا ہے ؟

در مدرسہ کس را نہ رسد دعوئ توحید
منزل گہ مردان موحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتہرۂ الہلال مورخہ ۱۴ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری کے جواب میں اٹھہ روپیہ میں بھی پیش کرتا ہوں - بذریعہ قیمت طلب پارسل وصول فرما کر منزل مقصود تک بھجوا دیجیے - باقی رہا جناب کا ایک سال کے لیے الہلال بھجوانا ' وہ جناب کا اختیار ہے - بھجوالیں یا نہ بھجوائیں - الہلال اور آٹھہ آنہ !

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

خیر' جزاکم اللہ خیر الجزاء -

مکرر آنکہ - مشفقی منشی صوبہ خانصاحب برانچ پوسٹماسٹر جہت پٹ بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے اٹھہ روپیہ کے مبلغ ۱۰ - روپیہ اسطرح پر پیش کرتے ہیں کہ دس روپیہ کا وی - پی - پرچہ الہلال کا ان کے نام بھیجا جاوے - جسمیں سے آٹھہ آنہ قیمت الہلال براے ایک سال وضع کرکے بقیہ ساڑھے نو روپیہ داخل فنڈ زر اعانہ مجروحین عساکر عثمانیہ جمع کیا جاے -

ثالثا - محبی سید فضل شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جت پت جو پہلے سے الہلال کے خریدار ہیں ' مبلغ سولہ روپیہ بتقریب توالید فرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے ہیں کہ بمجرد رسیدن عریضہ ہذا ' مبلغ سولہ روپیہ کا وی - پی - انکے نام بھجوایا جاوے - اسمیں سے پندرہ روپیہ تو داخل فنڈ اعانہ مجروحین کیا جاوے ' اور آٹھہ آنے میں الہلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدی و مولائی حضرت شاہ ابو الخیر صاحب نقشبندی مجددی بمقام کوالئہ (بلوچستان) جاری فرما دیویں ' اور باقی آٹھہ آنے میں سید فضل شاہ صاحب یعنی خود معطی کے واسطے الہلال از ابتداے یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ - لغایت - ۳۰ - جون سنہ ۱۹۱۴ع تک جاری فرما دیویں - کیونکہ ان کا موجودہ چندہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۳ کو ختم ہو جایگا -

(جناب عبد الغنی صاحب سب اور سیر محکمہ نہر دلگی سرحد شمال مغرب)

اعانۂ مہاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نہایت ہی ناچیز ہدیہ ۵۰ - روپیہ کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرماویں' نیز چاہتا ہوں کہ الہلال کے دفتر پر کسی طرح کا بوجھہ نہو - میں الہلال کی اشاعت کو بھی اعانۂ مہاجرین سے کم نہیں سمجھتا - کیونکہ وہ اگر جسمانی مہاجرین کی اعانت ہے' تو یہ اُن روحانی مہاجرین کی اعانت ہے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا ہجرت کر چکی ہے - اور اس قوت اور روح اسلامی کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الہلال کی دعوت ایک غیبی تائید ہے ....

یہاں خدا کے فضل سے ہر شخص آپکے مشن بلکہ آپکے طریق تبلیغ کو دل سے لبیک کہتا ہے - خدا اپنے فضل اور قدرت کاملہ سے سرسبز کرے ' حوادث زمانہ سے بچالے اور آپکی ذات اور " الہلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

کیا ہی اچھا ہو کہ آپ تمام اردو پریس کے ذریعہ یا ہینڈ بل کی شکل میں اپنا اشتہار " اعانت مہاجرین " عام پبلک کے ہاتھوں میں پونچانیکی کوشش فرمائیں -

" اعانۂ مہاجرین " کا اشتہار موجودہ صورت میں صرف الہلال ہی کے ناظرین دیکھہ سکتے ہیں' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یہ ہے کہ اس " ایک پنتھہ دو کاج " میں عام پبلک شریک ہو ' اور آپکا ہاتھہ بٹائے -

الہـــلال

یہ درست ہے - اسی غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بھیجدیا گیا تھا - بعض حضرات نے بصیغۂ مراسلات ' بعض نے بمعاوضہ اشتہارات معاصرانہ ' اور بعض نے پورے ایک صفحہ کی اجرت لیکر چھاپا ' اور بعض نے شائع ہی نہیں کیا - سب کا شکر گذار اور دعا گو ہوں - اب علیحدہ اوراق پر چھپوا لیتا ہوں کہ متفرق طور پر تقسیم ہو سکے -

جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براہ کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچہ الہلال میرے نام جاری کیجیے' اور پہلا پرچہ ۱۵ - روپیہ ۸ - آنہ کا وی - پی - کرکے بھیجدیجیے - منجملہ اس رقم کے ۸ - روپیہ الہلال کی قیمت مجرا کرکے حسب تجویز متذکرہ بالا کارروائی فرمائیے ' اور بقیہ ۷ - روپیہ ۸ - آنہ بلا معاوضہ الہلال ' میری جانب سے اعانت مہاجرین کے فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

بن جائے - اسمیں دشمن ہر چہار طرف سے گھرا ہو' اور اسقدر شدید آتشباری کی جاے کہ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑوں کی زینیں سواروں سے خالی نظر آنے لگیں ! !

مجاہدین اسلام کا پڑاؤ معرکہ گاہ سے ۴ - سو میٹر کی مسافت پر تھا' فرانسیسی انسان پاش توپوں نے اس پرگراں وزن گولے اتارنا شروع کردیے - پڑاؤ قلعہ نہ تھا کہ اسکی سنگین دیواریں اپنے پناہ گزینوں کے لیے سینہ سپر ہوتیں - فدا کاران حریت نے دیکھا کہ اب تبدیل مقام ناگزیر ہے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف ہوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو مغتنم خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک کوہ زاغ کی چوٹی پر کھڑا' رفتار جنگ دیکھہ رہا تھا' اترا' اور فوج کو لیکے دفعۃً مکمل انتظام کے ساتھہ ٹوٹ پڑا - حملہ خطرناک موقع شناسی کے ساتھہ کیا گیا تھا' جسکا نتیجہ عموماً فوج حریف کی پراگندگی' برہمی' اور دیوانہ وار گریز کی صورت میں نکلتا ہے' مگر یہ علم برداران حریت جوش سر فروشی کے ساتھہ کمال جنگ آرائی بھی رکھتے تھے - پیادوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا' اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل کرلیا -

حملہ آوروں نے آگ برسانا شروع کردیا - دشمن کے کرہ ہاے آتشیں شہاب ثاقب تھے کہ فضا سے زمین پر بکثرت آرہے تھے' مگر سواروں کی بے جگری کا یہ عالم تھا کہ نہایت بے پروائی سے ہر طرف گھوڑے اڑاے پھرتے تھے' اور برق کی طرح کبھی یہاں تھے اور کبھی وہاں ! !

۵ - بجے صبح سے زوال آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد تک آتشباری ہوتی رہی' اور گو فرانسیسی فوج ایک طرف تربیت یافتہ اور دوسری طرف فرانس کے جہنمی اسلحہ سے آراستہ تھی' مگر با ایں ہمہ ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کی "بنیان مرصوص" کو اپنی جگہ سے نہ ہٹاسکے' اور عاجز ہوکے خود ہی نخیلہ واپس چلے گئے - مجاہدین کرام میں بعض نے موخرۃ الجیش (بالکل آخر کی فوج) پر تھوڑی دیر تک آتشباری کی' لیکن بیشتر حصہ کوہ و جبل کی طرف چلا گیا -

اس معرکۂ خونریز کے اسطرح انجام پذیر ہونے کے بعد مجاہدین غیور' کارزار سے شہداء اور مجروحین کو لائے - تجہیز و تکفین اور معالجہ سے فراغت کے بعد اپنی جماعت کی رخنہ بندی کے طرف متوجہ ہوے -

مجاہدین سرفروش اور ضروریات جنگ کی فراہمی کے بعد ایک دوسرے فرانسیسی مرکز کی طرف انہوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - قائد فالی کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج تھی - ان مجاہدین میں کچھہ لوگ ایسے بھی تھے' جو فرط شوق جہاد سے با قاعدہ جنگ کا انتظار نہیں کر سکتے تھے - دن کو تو نہیں جاتے تھے کہ مصلحت عامہ کے خلاف ہوتا - البتہ رات کو پیٹ کے بل رینگتے ہوے قلعہ تک پہنچ جاتے تھے - رفتار کا یہ انداز اسلیے اختیار کیا گیا تھا کہ دشمن کو انکی آمد کا علم نہ ہو - قلعہ کے قریب پہنچکر بندوقیں سر کرتے تھے جن سے کم از کم اتنا تو ہو رہتا کہ دشمن کے سپاہی اور جانور مرتے' زخمی ہوتے' اور کچھہ نہیں تو کم از کم انکی تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم ہی میں گزرتی -

جنرل الیکس نے یہ طے کرلیا تھا کہ جو قبیلہ یا جماعت راہ حریت پرستی میں علم جہاد بلند کرے' اسکی تعذیب و تنکیل کے لیے وہ مع اپنے انسان صورت بھیڑیوں اور آلات جہنمیہ کے فوراً پہنچ جاے' اور اسوقت تک سفاکی و خونریزی جاری رکھے'

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

تسلیم - مجھے یقین ہے کہ آپ مجھکو اور میرے لڑکے ...... کو نہ بھولے ہونگے - سال گذشتہ میں نے ارزاں ملنے کے لالچ میں برخوردار ... کے نام سے پرچہ جاری کرا دیا تھا' اور بعد میں آپکو یاد ہوگا کہ میں نے ہی یہ واقعہ لکھکر آپ سے استدعا کی تھی کہ پوری قیمت آٹھہ روپیہ روانہ کردوں' مگر آپنے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ میرے لڑکے سے پوری قیمت لیجاے - اس مرتبہ آٹھہ روپیہ اخبار کی واجبی قیمت سے بھی کم قیمت بھیج چکا ہوں - اب آپنے ۸ - آنہ قیمت کا اعلان کیا ہے اور ۷ - روپیہ ۸ آنہ مظلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا ہے - میرے پاس واللہ الفاظ نہیں ہیں' جنکے ذریعہ آپکی اس فیاضی کا اعتراف کروں' اور آپکو بتادوں کہ میری ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا ہے ؟ مگر ہاں میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونہ باقی ہے ! !

موقع تو یہ ایسا تھا کہ عالم گیر کے استاد ملا جیون صاحب کے اس قصہ کو دہرا لیا جاتا' کہ جب وہ سرائے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پہونچے' تو سستی سواری ملجانے پر پھر مکانکو واپس روانہ ہوگئے ! پس اسوقت مکرر الہلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کہتا ہوں - آپکی حالت ہر اعتبار سے قابل اعانت ہے' اور میرا دل ہرگز نہیں گوارا کرتا کہ آپ جن نقصانات کو برداشت کر رہے ہیں' ان سے زیادہ آپسے توقع رکھی جاے - بخدا اگر آسانی سے ممکن ہوتا تو میں

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

جب تک یہ علم مبارک سرنگوں نہ ہوجائے - قبائل الجزائر کی حالت معلوم ہے - وہ بے برگ و نوا' بے اعوان و انصار' بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروہ ہے' جن سے انکی عزیز ترین متاع یعنی حریت و استقلال سلب کرلی گئی ہے' اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئی' مگر وہ اپنی چھنی ہوئی حریت و حکومت کو نہیں بھولتے - ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی ہے' اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو ہوا دیتا ہے تو اس سے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں - انکو خون کی بارش' دبا سکتی ہے' مگر بجھا نہیں سکتی -

معرکہ سیذغال کے بعد مراکز نخیلہ کی طرف سکون ہوگیا - مگر دوسرے مراکز کے قریب شعلے بھڑک رہے تھے - جنرل منذ کور نے اپنی مستعدی اور قدرت کے اظہار کے لیے اس کی طرف بھی فرانسیسی بھیڑیوں کا ایک غول بھیجا' مگر تمام نقل و حرکت اور خونریزی و سفاکی کا ماحصل یہ ہے کہ اسوقت دونوں مرکز خطرے میں ہیں' اور فرانسیسی محافظ فوج ہر وقت خوفزدہ رہتی ہے -

مراکش

آخر ترین رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ تزنیت' ایت یراز' انشیدن اور ایت عزبودہ میں ایک حرکت عام پھیلی ہوئی ہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ الہبا کی جماعت فرانسیسی مقبوضات مراکش پر تاخت و تاراج کر رہی ہے : ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

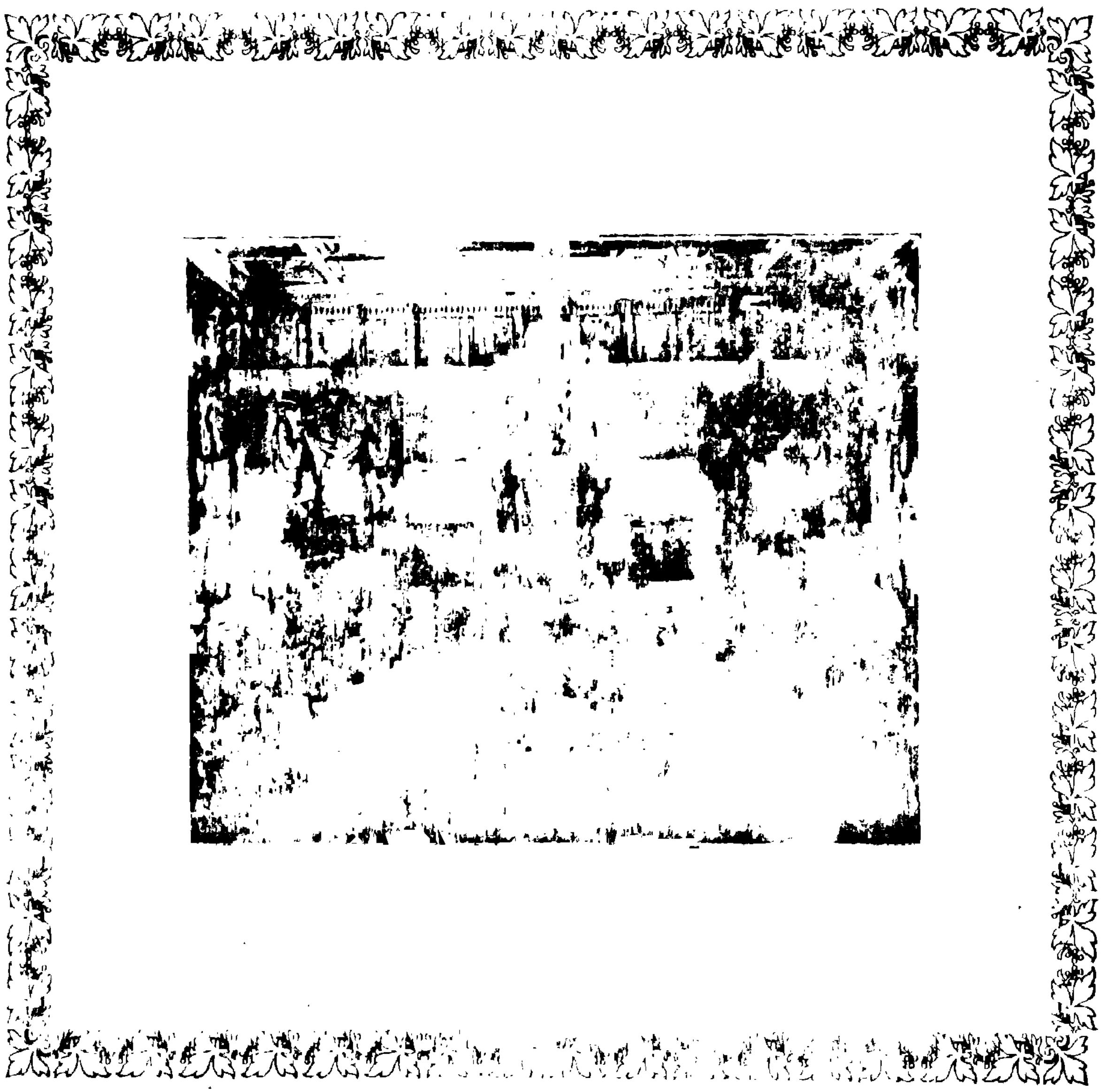
مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٢٤ | کلکتہ: چہارشنبہ ١٢ رجب ١٣٣١ ہجری | جلد ٢

Calcutta : Wednesday, June 18, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

جناب محمد نقي صاحب - گونده

گونده ایک بہت چھوٹا مقام هے ' اور با وجودیکه اگي مرتبه غریب مسلمانان گونده چنده هلال احمر دیچکے هیں ' لیکن تهوري سي امداد ترک مهاجرین کیلیے بهي مرسل هے - آپکے مضمون نے اوگونپر کچھه عجیب اثر هوا هے - یه امر خاص طور پر قابل گذارش هے که اس چنده میں کسي امیر آدمي کا ایک پیسه بهي شامل نہیں ' کل روپیه غریب اور متوسط الحال مسلمانوں کا هے -

جناب محمد سراج الدین صاحب ضلع فیروز پور

حسب الارشاد والا اعانت بے خانمان مهاجرین کي صدا پر لبیک کہتا هوا ' ایک خریدار پیش کرتا هوں ' جو آپکے درد میں شریک هوکر پوري قیمت اخبار ادا کرتے هیں ' اور اسیقدر رقم زر اعانت میں بهي دینا چاهتے هیں -

آج الهلال میں ایک مضمون بابت اعانة مهاجرین عثمانیه دیکھکر ایک قسم کی حرارت روحاني پیدا هوئی اور دل دهڑانے لگا - الله تعالی آپکو جزاء خیر دے که جو هم جیسے خوابیده نفوس و خمار زده اشخاص کو نوم الغفلة سے بیدار فرماتے هیں - بالفعل پانچ روپیه هم دونوں بهائي اپني طرف سے ' اور دو روپیه اپنے ملازم حیدر الدین کیطرف سے ارسال خدمت عالی کرتے هیں - انشاء الله تعالی اور بهي کوشش کرتے رهینگے والسلام -

حکیم فتح محمد " عمدة الحکما " و حکیم عبد القیوم حیدر آباد سنده

جناب من ' السلام علیکم - حسب وعده سات روپیه آٹهه آنه براے اعانة مهاجرین ارسال خدمت عالی کرتاهوں ' کل ایک بیمه زیورات کا جسکا تخمینه پچاس روپیه کا هوگا ' ارسال کیا هے ' امید هے که وه بهي پهونچگیا هو - فهرست میں اگر ذکر کیجیگا تو اسکي تصریح ضرور کردیجیے که غریب عورتوں نے بهڈولي ضلع باره بنکي سے اس غرض کیلیے بهیجا هے -

(معین الدین احمد قدوائي ندوي)

جناب من - مبلغ آٹهه روپیه ارسال خدمت والا کرتاهوں ' مهرباني فرماکے اعانة مهاجرین کے فنڈ میں جمع کر لیجیے - اخبار بهیجنے کي ضرورت نہیں -

(مهدي حسین)

براے " اعانة مهاجرین " حقیر ۸ - روپیے کي رقم پیش کیگئي هے ' مگر الهلال کي سالانه مقرره قیمت برابر ادا هوتي رهیگی - یه رقم اوسکے علاوه هے -

(شیخ محمود سوداگر جفت)

مبلغ آٹهه روپیه روانه خدمت هیں - اخبار بهیجنے کی تکلیف نه فرما ویں ' خداوند کریم آپ کی کوششوں کو با برکت فرماوے -

(رکن الدین - مري)

مبلغ ۲۵ - روپیه بتقریب شادي برادرم منشي لطیف الدین احمد صاحب براے امداد مهاجرین ترکي ارسال خدمت هیں -

(ضیاے عباسی هاشمي)

فهرست

زر اعانة دولت علیة اسلامیة

(٢٤)

بسعي جناب حافظ محمد علي اکبر خان صاحب سرواني ایف - اے - حسن پور و سید محمد ریاض الحسن کشمیري و حافظ محمد مسلم خان صاحب سرواني حسن پور ۳ - سو ٦۱ - روپیه ۱ - ۸ - (بتفصیل ذیل) :

	پائي	آنه	روپیه
والدہ عبد الجمیل خانصاحب	٠	۴	۲۳
(نقد ۲ روپیه قیمت زیور ۲۱ روپیه ۴ آنه)			
والدہ حافظ محمد شعیب خانصاحب	٠	۷	۱۵
والدہ حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	٠	٠	۱۵
محمد اسحاق خانصاحب	٠	٠	۱۰
حافظ محمد زکریا خانصاحب	٠	٠	۱۰
والدہ محمد حامد علي خانصاحب	۳	٦	۷
(نقد ایک روپیه ایک پیسه قیمت زیور ۵ روپیه ٦ آنه)			
محمد اسماعیل خانصاحب	٠	٠	۷
عبد الواسع خانصاحب	٠	٠	۷
والدہ محمد عبد الواسع خانصاحب	٠	٦	٦
(نقد ایک روپیه قیمت زیور ۵ روپیه ٦ آنه)			
همشیرہ عبد الجمیل خانصاحب	٠	٠	۵
همشیرہ حافظ محمد علي اکبر خانصاحب	٠	٠	۴
محمد [illegible] علي خانصاحب	٠	٠	۴
عبد ال[illegible] خانصاحب	٠	٠	۲
حافظ محمد مسلم خانصاحب	٠	٠	۲
[illegible]	٠	٠	۲
حاجي عبد الرقیب خانصاحب	٠	۱	۱
مداري صاحب	٠	۳	۱
عبد العزیز خانصاحب	٠	٠	۱
والدہ مدار خانصاحب	٠	٠	۱
[illegible] خانصاحب	٠	٠	۱
[illegible] صاحب	٠	٠	۱
نور علي صاحب	٠	٠	۱
محمد ادریس خانصاحب	٠	٠	۱
محمد سلیمان خانصاحب	٠	٠	۱
محمد نصیر الله خانصاحب	٠	٠	۲۵
پسر محمد ادریس خانصاحب	۳	٠	۱
منشي اشرف خانصاحب	٠	٠	۱
مداري صاحب	٠	٠	۱
متفرق	۳	٦	۲
متفرق	۹	۱۰	۳
اهلیه حاجي ودائي خانصاحب مرحوم	٠	۱۰	۱
(نقد ۲ آنه قیمت زیور ایک روپیه ۸ آنه)			
متفرق	۱	۱	۳
ٹکاجي	٠	۲	٠
ٹکا جي	۹	٠	٠
متفرق	٠	۹	٠
متفرق	٠	۴	٠

باقي آینده

آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس ضرورت هے

۱۳ - رجب سنه ۱۳۳۰ کو آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس کا افتتاح هوگا ' جو شیعه طلبا اس بورڈنگ میں داخل هونا چاهتے هیں وه فوراً اپني درخواستیں بنام انریري سکریٹري آل انڈیا شیعه سنٹرل بورڈنگ هوس بمقام خاقان منزل وزیر گنج لکهنو ارسال کریں فقط -

سید امجد علي خان
انریري سکریٹري

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

٥٠٥

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المكلام الدهلوي

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ٢٤
Calcutta : Wednesday, June 18, 1913.

فہرست

تصاوير

شــذرات

دوسری جلد کي اخری اشاعت

تذکار شہداء اسلام

(۱) ناموران غزوۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام کے حالات ایک مخصوص طرز میں لکھے جاتے تھے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - عرصہ گذرگیا کہ شہیدان ملت کی یاد میں کوئی صحبت ماتم منعقد نہیں ہوئي - جس قوم کیلیے اب دنیا میں صرف " ماتم و حسرت " هي کا ایک شغل باقی رهگیا هو' اُسے اتنے دنوں تک اپنے اس ایک هی شغل محبوب سے بے خبر نہیں رهنا چاهیے :

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے' کہ آخر
نہ نالۂ سحري ہے نہ آہ نیم شبی ہے

(۲) شہداے بلقان اور جان نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ عرصے سے مہیا ہے' مگر لکھنے کی مہلت نہ تھی - ارادہ تھا کہ الہلال کی ایک " خونین اشاعت " خاص شہداے اسلام کی یادگار اور مخصوص تذکار میں شائع کی جاے -

(۳) حسب ارادہ تو مطلب مضامین کی مہلت نہیں' تاهم ارادہ ہے کہ آئندہ کي دو اشاعتیں خاص طور پر " تذکار شہداء اسلام " میں شائع کي جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اسمیں بعض مخصوص مرقعات اور مقالات هونگے -

(٤) نیز " حزب اللہ " کے مقاصد کی تشریح و توضیح کے متعلق جن مضامین کا انتظار ہے' وہ بھي مقالۂ افتتاحیہ کی جگہ ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مضمون میں زیادہ تفصیل پیدا هوتي جاتي ہے - اسکو مکمل کرکے شائع کرنا بہتر معلوم هوتا ہے کہ پھر بعض دیگر ابتدائي معلومات کیلیے بھي اعضاء حزب اللہ کو اسي کا بھیجدینا کافي هو - وما توفیقي الا باللہ -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کردیا ' اور نہایت اعزاز اور احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات قسطنطینیہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھہ ہو ' ترکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھہ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر

ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھہ امیدیں دلائی تھیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اس کی تشریح معاهدۂ کویت و بحرین کی زبان حال نے اپنے خاموش لہجے میں اچھی طرح کردی ہے -

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ ایشیاے کوچک میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا اسے کوئی حق نہیں رہتا ' کیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند بالشت زمین ' زمین کے نیچے لیکر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے -

یہی حال قومی حیات و ممات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمین خالی کرائیں - اسمیں شام اور ایشیاے کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادنی کی نگرانی کے لیے مخصوص کردیا جائیگا ' تا کہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ مستحکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ اعرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام ضروری سمجھا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفی کامل پاشا کی تحریک جب [illegible] طلب [illegible] میں جب توسع ہوی ' اور انگریزی قبضہ [illegible] خلاف آواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھہ ہزار کردی گئی -

اب اس سے بھی زیادہ بڑھانے کا سوال در پیش ہے ' اور مالٹا کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر -

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے کہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - البتہ وادی نیل کے بدبختوں کو یہ سونچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری

غزوۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوٹریلٹی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو بار برداری کے لیے اونٹوں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ عدن سے یہ ضرورت پوری ہوگئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم نیازی طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کردیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندرگاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہونچایا گیا تھا ' " بے طرفی " نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر یونانی بیڑے نے ۱۸ - اپریل ۱۹۱۳ - کو جب سویس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں یورپین اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان ایجنسی قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا ہے کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے ! قانون سے غالباً قانون بے طرفی مراد ہوگا اور جس طرز پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو غرابت ہے ' عام راے بے شبہہ اس کو متعجبانہ چشم و ابرو سے دیکھہ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے تجربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

همہ جنگ

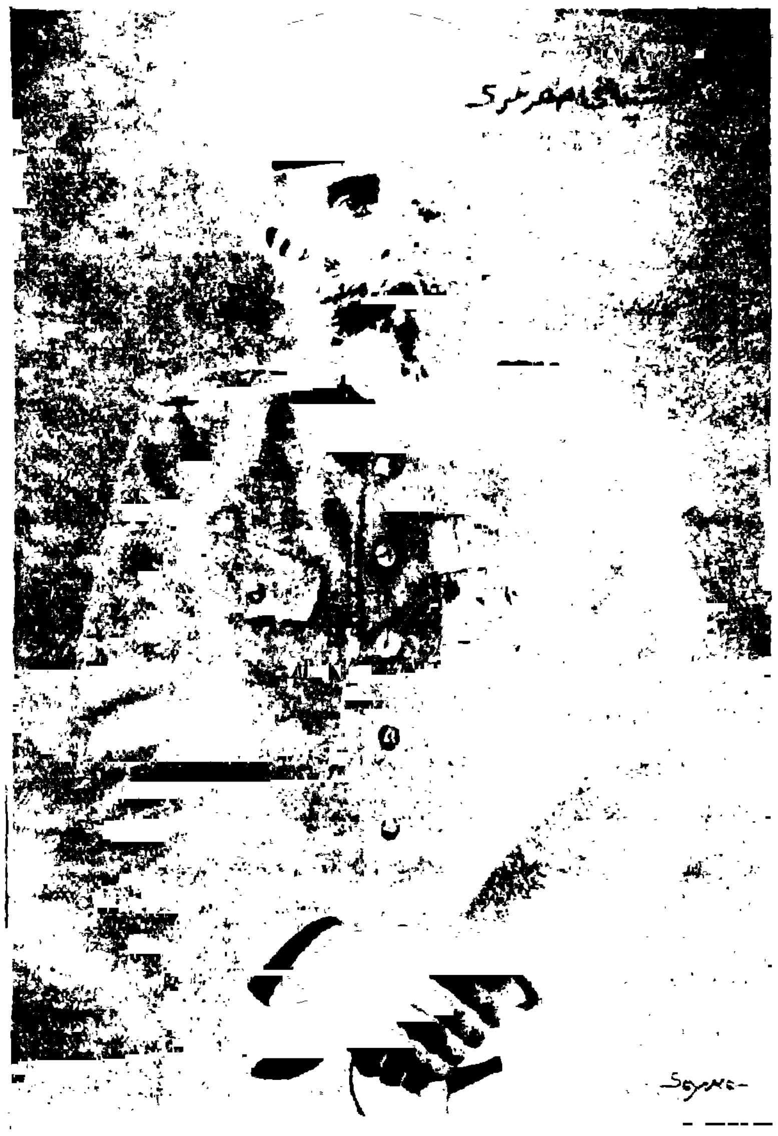
سنہ ۱۹۰۸ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوری نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہونی تھی ' اور طبعاً یہ " دور بعد النور " گراں گزرنا تھا یورپ نے آزادی کی امید دلائی ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر اعظم و صدر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی رہ چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا ' جنہیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کردی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

النبــاء الالیـــم ! !

والفـــزع الاکبـــر

ابھي کل کي بات ھے که مرحوم (نیازي بک) کي شہادت کے حادثے پر لکھتے ھوئے ھم نے ایک ماتمي تمہید لکھي تھي' اور اپني خانماں بربادیوں کو ایک تھي دست فقیر سے تشبیه دي تھي' جسکو اپني بچي کھچي پونجي کا ایک ایک پیسه' اشرفیوں اور زر و جواھر سے بھي زیادہ محبوب ھوتا ھے -

لیکن ابھي وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا که ھز ایکسلنسي محمود شوکت پاشا کے ناگہاني قتل ھوجانے کي خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کردیا' حالانکه اگر دلوں کے زخم ھي مطلوب ھیں تو آنکي پیشتر ھي سے کیا کمي تھي ؟



مرحـــوم محمـــود شـوکـت پاشـــا

لیکن آہ' اب زخموں کے دن گئے' جسم پر اگر دس بیس زخم ھوں تو انھیں زخـم کہنا چاھیے' لیکن جو جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھه نہو' وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگه لائے ؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں ھے' بلکه زخم سے بھي بڑھکر کسي چیز کا' یعني موت کي تڑپ اور فنا کے نظارے کا ! !

ھوچکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مـرگ ناگہـــاني اور ھے !

حیران ھوں که اس حادثۂ ھائله اور اس فزع اکبر کي تمہید ماتم و تعزیت میں کیا لکھوں ؟

نئي مصیبتوں کي سختي پچھلي مصیبتوں کو بھلا دیتي ھے' اور بیماري کے آخري ایک دن کے شدائد' مہینے بھر کي مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ھیں - ھمارے گھر کي آتشزدگي کو صدیاں گزرگئیں' لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ھر لمحه کسي نه کسي نئي بربادي کے استقبال ھي میں کٹ رھا ھے - مصیبتوں کي جب یه کثرت ھو تو ماتم گساروں کي زبانیں فغان سنجي سے' اور ھاتھه سینه کوبي سے بھي کیوں نه تھک جائیں ؟ حوادث و مصائب کي کثرت کي حد ھوگئي که اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کے الفاظ بھي نہیں ملتے - کثرت غم سے انکھوں کے آنسو خشک ھوجاتے ھیں' زبانیں بھي اگر بند ھوجالیں تو عجب نہیں ؟

غم و اندوہ کے فسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کي مصیبتیں بیان کي گئي ھیں' جن پر ایک ھي وقت میں ھزاروں غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے' مثلاً کوئي جنگ' جس نے ایک ھي معرکے میں انکے تمام افراد کو ته تیغ کردیا - کوئي بیماري' جس کي ھوا چلي' اور چند گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھه گئے' کوئي ملکي جرم و عقوبت کا حادثه' جسکي پاداش میں سب کے سب سولي پر چڑھا دیے گئے - یه محض افسانے ھي نہیں ھیں' بلکه اس ماتم سراے عالم میں نہیں معلوم روز ایسے کتنے حوادث و واقعات ھیں' جو گذرتے ھیں' اور ایک ایک زندگي کے اندر ایک ایک مجسم افسانه پنہاں ھے -

غور کیجیے تو یه چند افراد کے مصائب ھیں مگر ھماري قومي و ملي بربادیوں کا بھي یہي عالم ھے - صاف معلوم ھوتا ھے که ھمارے کسي فرد ھي پر نہیں' بلکه فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ھي وقت کے اندر ساري مصیبتیں گھر آئي ھیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ھیں' زبانیں فغاں سنجي میں' اور ھاتھه سینه کوبي میں مصروف ھوتے ھیں' لیکن ابھي اس پر جي بھر کے رونے بھي نه پاے تھے که ایک دوسرے جنازہ کي طیاریاں شروع ھوجاتي ھیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے' اور کس کس پر رولیے ؟

کلیم از دست بیداد کے نالیم ؟
به کشت ما کذار لشکر افتاد ؟

بربادیوں کي یه انتہا ھے که اگر ھماري بچي کھچي دولت غیروں کے ھاتھوں جنگ کے میدان میں نه لٹي' تو شہر کي گلیوں میں خـود اپنے ھي ھاتھـوں تاخت و تاراج کي جا رھي ھے !

میـرا ھـر آشیـانه' اور آدھا جـلا ھوا ؟
بجھه بھي گئي تھي آگ تو بجلي گر دیا ھوا ؟

لب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ھے' اور جب سختیوں اور بے چینیوں کا ایک آفتاب غروب ھوتا ھے تو کہتا ھے که ایک دن اور گذر گیا - یہي حال ھماري ملت بیمـار' اور امت مریضه کا ھے - وہ لوگ جو آج جنـگ کے میدانوں یا امن کي سازشوں میں تڑپ رھے ھیں' دراصل ھمارے بقیه ایام حسرت کے چند ایام معدودہ تھے' جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ھم سے رخصت ھو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھي ھماري بقیه زندگي کا ایک آخري شاندار دن تھا' اور افسوس که آج وہ بھي غروب ھوگیا - انا لله وانا الیه راجعون -

تفصیـل حادثـه

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ھیں' اور خاص تفصیل بھي ھمارے پاس نہیں پہنچي - تمام تاروں کا خلاصه یه ھے که گذشته بدھه کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رھے تھے - انکے ساتھه ایڈیکانـگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حمله کیا اور گولي نشانے پر لگي - وہ خود اور ایک ساتھي' دونوں شہید ھوگئے -

پولیس نے اس موقعه پر حیرت انگیز مستعدي اور انتظامي قابلیت دکھلائي - کسي طرح کي بدامني نه ھونے دي - فوراً قاتلوں کي تفتیش شروع ھوگئي اب تک کئي گرفتاریاں عمل میں آچکي ھیں - ایک شخص توپال قدري نامي زیادہ مشتبه ھے' جو مالٹا کے ایک انگریز کے مکان میں پوشیدہ تھا - تاھم قطعي سراغ لگا لینے کا کوئي اعلان نہیں ھوا ھے -

الہلال

۱۲ - رجب ۱۳۳۱ ہجری
۱۹۱۳ء ۱ ع ۱۸ ون

به تذکرۂ تحریک انریبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقــر ویامرکــم بالفحشــاء ' واللــه یعدکم مغفــرة منه و فضلاً و الله واسع علیـم - یوتی الحکمـة من یشــاء و من یوت الحکمــة ' فقــد اوتی خیـرا کثیــرا ' وما یذکر الا اولــو الالـبــاب (۲ : ۲۷۲)	شیطان تم کو تنگ دستي سے ڈراتا ہے' اور برائیــوں پر آمادہ کــرتا ہے - لیکن خدا اپني طرف سے مغفـرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ' اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاهتا ہے' دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ' اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اُس نے بڑي دولت پالی' اور نصیحت بھي وهي مانتے هیں ' جو ارباب عقل و بصیرت هیں -

بقیه مبحث اشاعت گذشته

اصل یه ہے که اس تشبیه میں علة تشبیه وہ اضطراري حالت ہے' جو کسی مخبوط الحواس یا مصروع کي اپنے دماغ اور دماغی قوی کے مقابلے میں هوتی ہے - یهی مجبوري' بے اختیاري ' اور اضطرار' ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیه اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و محنت اور صرف وقت کے روپیه حاصل کرنے کا عادي هوکر' اسکو ایک حق قدرتي و قانوني سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزایش کا یه غیر معمولی وسیله اسکي طمع و هوس کو عام انساني مطامع کے درجے سے المضاعف کردیتا ہے - وہ چونکه شب و روز ایک ظالمانه حصول نفع اور بے رحمانه جلب زر کی زندگي میں رهتا ہے ' اسلیے رفته رفته اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یهی جذبه حاوي هوجاتا ہے' اور اسکا دماغ روپیه کي تعداد کي کمي و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز هو جاتا ہے - اسکا نتیجه یه هوتا ہے که وہ با وجود انسان هونے کے' اپنے قواے سبعیه کي مقاومت کرکے انسان نہیں رهسکتا ' اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سرتا سر وجود مضطر' و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوري هو جاتا ہے !

* * *

یهی سبب ہے که قران کریم نے سود خواري پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑي وعید نازل کي' اور اسکو " حرب من الله و رسوله " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھي' لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے "حرب من الله و رسوله " کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقي ہے' اور اسکے ذیل میں نہایت اهم مباحث اُن اصول مدنیۂ معیشۃ

اسلامیه کے متعلق هیں' جنکي بنا پر وہ دولت کي مرکزیة' و عدم تقسیم' و تحصل اشخاص ' و تمول افراد ' و ضعف کسب و عمل ' کا سخت مخالف' اور هر اُس ذریعۂ معاش و طریق زندگي کا دشمن ہے' جس سے اسطرح کي حالتیں پیدا هو جائیں -

مگر بحث کے اس ٹکڑے کو اب نہیں چھیڑتا' کیونکه مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء الله مجلۂ شہریه (ماهوار رسالے) میں اسکو کسي وقت لکھونگا -

عـود الی المقصـود

لیکن سود کے شجرۂ خبیثه کا بدترین پھل' اور اصول سود خواري کي مہیب ترین صورت' وہ جرثومۂ (۱) حیات مدنیة' وہ اعد عدوے انسانیة ' اور وہ مہلـک عمران بلاد' عفریت خون آشام ہے' جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اور جسکي تیغ هلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کي کتنی آبادیوں کو ویران' کتنے محل و ایوان کو کھنڈر' کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا' کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان' اور کتني عزتوں اور شرافتوں کو ذلتوں اور رسوائیوں' بربادیوں اور تباهیوں' نکبت و مسکنت' فلاکت و ادبار' سے بدل دیا ہے !!

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئي یک جا کرنا چاهے ' تو اسکے لیے سب سے بڑي عجیب و غریب شے اس مسئلے کي بوالعجبي بھي هوگي - یه کیسي عجیب بات ہے که قانون چور کو مجرم قرار دیتا ہے' قاتل کو پھانسي پر چڑھاتا ہے' ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے' اور جرم کي تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رهتا ہے' مگر هزار چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکي آستین میں پل رها ہے - جسکو اُس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظلوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے' جسکے جرائم کو وہ رونق دیتا' اور جسکي درندگي کو وہ دودھ پلاتا ہے - اسکي طرف سے وہ بالکل غافل ہے' اور غافل هي نہیں' بلکه صریح طور پر اسکی حمایت کر رها ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر گورنمنٹ کے سرکاري اور تعلیم یافته ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی هیں ' اور اُن لوگوں کی تعداد کثیر پر لوگوں کو اکثر رحم آجاتا ہے' جو اسقدر غریب هیں' که دو وقت کی غذا بھی انہیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم هیں' اور انکی تعداد دادا بھائی نوروزجی کے گذشته قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کروڑ سے متجاوز بتلائی گئی ہے ' لیکن هندوستان کی آبادي صرف ایک کروڑ هی نہیں ہے ' بلکه اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتي' وہ ملک کی خوشحالي کا راز نہیں هیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاهیے' مگر افسوس که اتنا هی بمشکل ملتا ہے - یه ایک کروڑ کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے' جو کٹ بھی جاے تو غم نہیں' لیکن اسکے جسم کی ریڑھ کی هڈي وہ کروڑوں انسان هیں' جو شہر سے باهر' عام زراعت پیشه آبادي کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوس سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود هیں ' اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی ' اور جنکی تباهی سے اس پورے بر اعظم کی تباهی ہے -

وہ جراثیم مہلکه جو ملک کے اس اکثر حصۂ ابادي کو گھن کي طرح کھوکھلا کر رہے هیں ' ایک نہیں بلکه متعدد هیں ' اور جس رستے سے آتے هیں ' وہ بھی ایک نہیں بلکه مختلف هیں - ان کے

(۱) جرثومه جراثیم کا مفرد ہے' جو اجکل ڈاکٹري کے حسب (...ئي کے) ....لیے کہا جاتا ہے - یعنی وہ مہلک کیڑے ' جنکے اثر و نفوذ سے مختلف بیماریاں پیدا هوتي هیں - [مدیر]

یہ قضیہ ختم نہوا تھا کہ طرابلس میں جنگ چھڑ گئی - ترک ادھر متوجہ تھے ' ادھر میدان خالی تھا ' البانیہ میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ہی میں وعدے ہوے تھے کہ البانیہ کی آزاد جمہوریت کو تمام یورپ مُصدّق مان لیگا - البانیوں نے بلقانیوں کا ساتھہ دیا ' ترکوں سے ہر معرکہ میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودرہ (سقوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کر دیا -

تخلیہ کے دوسرے ہي دن آسے یورپ کے وعدے مشتبہ محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا کہ وہي سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیہ کے وعدے کرچکي تھیں ' اب بھري پارلیمنٹ میں سر ایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کي یوں ترجماني کر رہے ہیں ' کہ البانیہ کي حکومت ترکي سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کي نگراني سے آزاد نہوگي ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیہ کا بادشاہ بن بیٹھا ' اور ایوان شاہي پر ترکي جھنڈا نصب کرکے عثماني سیادت کا اعلان کر دیا - اٹلي و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر رضامند نہ تھا ' اُس نے اپنے دست پرورده مصري شاہزادہ (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یہ امید ایسي تھی کہ مصر میں شاہزادے کو جس قدر اعزازي عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہو جانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسماني تعلیم کي حقیقت سمجھہ میں آگئی ' کہ آدم (عم) جرات کرکے شجر ممنوعہ کي جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھہ کچھہ نہ آیا - اُلٹے اپني برہنگي کي ندامت اُٹھاني پڑي !

اشقودرہ اس وقت یورپ کي حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالباً مسلمانان اشقودرہ کي عزت اور بھي غیر محفوظ ہوگئي تھي - شاید وہ آمادہ ہو چلے تھے کہ قانون کو اپنے ہاتھہ میں لے لیں - انگلستان کو یہ ولولہ دبانا تھا ' جس کے لیے فوجي طاقت سے زیادہ اور کیا چیز موزوں ہو سکتي تھي ؟ ۷ - جون کي شب میں ویست یارک شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - ریوٹر نے یہ خبر مشہور ہي کي تھي کہ مظلومان اشقودرہ کی سرگرمیاں تہدیدي پڑگئیں - البانیہ میں جہاں جہاں اسلامي آبادي کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ہي غیر محفوظ ہو رہي ہے ' لیکن پارلیمینٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھي گورنمنٹ کي جانب سے یہي جواب ملتا ہے کہ " اس باب میں کسي مزید کاروائي کا اعلان ممکن نہیں "

ہدیوں پر میري لڑتے ہیں سگان کوی دوست

بلغاریہ و سرویہ میں مفتوحہ ترکي علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی کہ روس و جرمنی اور فرانس کو بڑي سختي سے تہدید کرني پڑي - دونوں سلطنتوں نے روس کي ثالثي تسلیم کرلي ہے - بلغاریہ کي مجلس وزرا اس مداخلت کو بے اصول سمجھہ کر مستعفي ہوگئي ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور وہ جدید وزارت بھی مرتب کر چکے ہیں - اس جنگ سے تباہي کا جو خطرہ تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویس کي بلغاري فوج ہیضے سے تباہ ہوتی جاتي ہے -

انگلستان کي رائے میں " اب اس حالت میں از سرنو جنگ کا چھڑ جانا انسانیت کے بالکل ہي خلاف ہے " یعني اس سے قبل کي خونریزي اور مسلمانوں کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہو ' مگر اب دو فرنگي حکومتوں کي معرکہ آرائي سے مسیحیوں کی جان و مال خطرہ میں پڑ جائیگي ' لہذا یہ جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگي - باایں ہمہ رومانیہ کو یہ فلسفہ تسلیم نہیں ہے - اُس نے اعلان کردیا ہے کہ مشرقی یورپ کے سیاسي میزان اقتدار میں خلل پڑنے کو وہ ابھي گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑي تو نہایت کوشش و جاں فشاني کے ساتھہ اُس کو تلوار کے زور سے اس معاملہ میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپني فوجیں فراہم کرنے کي ضرورت بھی ظاہر کرچکي ہے -

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کررہي تھي ' اُس کي نشستیں پوري ہوچکی ہیں - اصولاً تو معاہدۂ صلح پر پہلے ہی دستخط ہوچکے ہیں ' تفریع مراتب باقي ہے ' جسکی نسبت وکلاے مصالحت کي خواہش ہے کہ ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہد نامے ہو جائے تو زیادہ آساني کے ساتھہ قطعي نتائج نکل سکتے تھے -

مرحوم شوکت پاشا

کامل پاشا کي جماعت نے - جو مصر کو قطعي طور پر ' مسٹر ایلفرڈ بلنٹ اڈیٹر اخبار ایجپت لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردینے ' شام میں فرانس کا قابضانہ رسوخ تسلیم کرنے ' اور عرب میں انگریزي سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کرچکي تھي - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نہ دیکھکر غالبا (قدري تو پال) کے ہاتھوں غازي محمود شوکت پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگي سلطنت کے سفارتخانے سے بھي بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکي تفصیل شاید بعد کو آئے کہ اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو اُمید تھي کہ اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھہ آجائیگي ' مگر یہ آرزو پوري نہوئي - فوري نظم و نسق کے رو سے شہزادہ سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنھیں اس سے قبل تک صرف وزارت خارجہ کي ریاست حاصل تھی - خاندان خدیویہ مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں خاطر خواہ کامیابي ہوچکي ہے - شام کي حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یہ پیشینگوئي کون کرسکتا ہے کہ سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے معلے "

الہلال میں اگرچہ کوئی باقاعدہ تحریک اس بارے میں نہیں کي گئي تھي ' کیونکہ سید صاحب کا ارادہ معلوم نہ تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقوم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں کہ اسکی فہرست کھول دي جاے - الہلال میں جو کچھہ لکھا جاتا ہے ' ارباب درد و غیرت کیلیے کافي ہے ' اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ۵۰ - روپیہ - ایک صاحب درد ۱۰ - روپیہ - ایک باغیرت و حمیت خاتون ۵ - روپیہ - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنہ) ۵ - روپیہ - جناب سید فضل الرحمن صاحب ۲ - روپیہ -

بیائی اپنے مقروض کو اسکے گهر کے اندر سے گهسیٹتا هوا سڑک پر لایا هے - وه زرد رها هے' منتیں کر رها هے' اسکے پانوں پر لوٹ رها هے ' لیکن کوئی طاقت نهیں هے' جو اسکی قهار لاٹهي سے آسے امان دیسکے ' اور کوئی هاتهه نهیں هے ' جو اس ظلم کیلیے منتقم هو - پینل کوڈ هائي کورٹ کے کتب خانے کي الماري میں ' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تخت عدالت پر بے خبر متمکن هے !!

قانون کي درد انگیز ناکامي

حقیقت میں یه عجیب بات هے که قانون انصاف کے نام سے اپني پرچا کراتا هے ' لیکن جنکو انصاف کي ضرورت هے' وهي سب سے زیاده انصاف سے محروم هیں - دنیا میں قانون کي مجلدات سے صدها کتب خانے بهرے هوے هیں ' عدالتوں کي عمارتیں سر بفلک کهڑي هیں ' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے هر ناکے پر اپنا علم انصاف لیے هوے اثبات وجود کر رها هے ' اور یه تمام سامان اسدرجه وسیع اور عظیم الشان هے ' جسکو دیکهکر خیال هوتا هے که دنیا عدل و داد سے معمور' اور ظلم و بے انصافي سے پاک هوگئي هے' اور انصاف کا فرشته دنیا کے کونے کونے میں مظلوموں کي فریاد الغیاث کو ڈهونڈهتا پهرتا هے' تاکه انکو اپنے پروں کے اندر پناه دے !!

لیکن اگر عدالت کدونکے سر بفلک مناروں سے نظریں هٹا کر زمین کي آبادیوں کے اندر جائیے' اور کسي ایک شهر کا ایک محله' ایک محله کا ایک مکان ' اور ایک مکان کا ایک گوشه بهي دیکهیے' تو اس وقت صاف نظر آجائیگا که ظلم کا خونخوار دیو اب تک بدستور آزاد و حکمراں هے - اسکے پانوں میں کوئي بیڑي نهیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عهد کي طرح بے نیام هے - اسکي بے امان کاٹ برابر اپنا کام کر رهي هے' مگر قانون کو اپنے قیمتي عدالت خانوں سے جهانکنے کي مهلت نهیں :

عسس بخانۂ و شه در حرمسرا خفته ...

ممکن هے که امرا کے جگمگاتے هوے محل ' قانون کي روشني سے منور هوتے هوں ' مگر روشني کي ضرورت برق تاب ایوانوں میں نهیں هوتي ' بلکه تاریک حجروں اور تهه خانوں میں ' اور افسوس هے که انکي تاریکي کیلیے روشني کا کوئي وسیله نهیں -

في الحقیقت دنیا میں حکومتوں کا قانون کبهي بهي انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نهیں هوا' اور یهي ناکامي هماري رهنمائي کرتي هے اور بتلاتي هے که نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالا تر ایک الهي قانون یعني مذهب کي محتاج هے' جسکي حکومت جسموں پر نهیں بلکه دلوں پر هو !!

اضعـــافـاً مضـــاعفـــه

پس یهي سبب هے که قرآن کریم نے " اضعافاً مضاعفه " کهکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یه " اضعافاً مضاعفه " اسي سود در سود کے نتائج کي طرف اشاره هے' اور جو حال کابلیوں کے سود اور ظالم مهاجنوں کي زرهوتري کا آج نظر آرها هے ' یهي هے جو جاهلیت عرب میں رائج تها - اور اسکي تفصیل آن روایات و آثار سے معلوم هوتي هے' جنکو (امام طبري) نے اپني عظیم الشان تفسیر میں به ذیل آیات ربا جمع کیا هے - علي الخصوص حضرت (عبد الله بن عباس) کي مشهور حدیث مطالعه طلب هے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکه هر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلائے ' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کرسکتي هے که سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدي عیسوي کے تاریک فضاء عالم میں اسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا ' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نه تها ؟

وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها ' کذلک یبین الله لکم ایاته ' لعلکم تهتدون - (۳ : ۱۰۰)

اور ظهور اسلام سے پہلے تمهارا یه حال تها که گویا تم آگ کے گڑهے کے کنارے آلگے تهے ' لیکن اسلام کا هاتهه دستگیري کیلیے ظاهر هوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسي طرح الله اپني نشانیاں ظاهر و بین کرتا هے تاکه تم هدایت پاو -

دنیا آج سود کے نتائج الیمه کو محسوس کرے تو غنیمت هے ' اور قانون اسکے انسداد کي ضرورت کو پالے تو بهت بهتر هے ' لیکن الله کے قانون کو جو کچهه کرنا تها ' وه کرچکا ' اور جو حکم دینا تها ' دے چکا - یه هماري گمراهي هے که انسانوں کے بناے هوے قانون کي عزت کرتے هیں' لیکن الهي قانون کو بهول گئے هیں حالانکه :

و من احسن من الله حکماً لقــوم یوقنون ؟ (۵ : ۵۶)

جو لوگ یقین کرنے والے هیں ' انکے لیے الله سے بهتر حکم دینے والا اور قانون نافذ کرنے والا اور کون هوسکتا هے ؟ ؟

یه مسلمانوں کا اصلي مشن هے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکهتا هوں' کیونکه بهتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي سعادت ' اور بهتوں کے نزدیک میري سب سے بڑي ضلالت یهي هے که هر مسئلے پر نظر ڈالتے هوے میرے لیے دلیل راه صرف " اسلام " هي کا هاتهه هوتا هے :

ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ' ید الله فوق ایدیهم ' (۴۸ : ۱۰)

جو لوگ داعي اسلام کے هاتهه میں اتباع و بیعت کے عهد کا هاتهه دیتے هیں' تو انکے هاتهه پر آسکا هاتهه نهیں هوتا' بلکه در اصل خود خدا کا هاتهه هوتا هے !!

فالحمد لله' الذي هدانا لهذا' و هو یهدي من یشاء الی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کي تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادي مسئله نهیں سمجهتا ' بلکه یه ایک خالص اسلامي تحریک ' اور اسلام کے مشن کا احیاء هے ' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دیني سمجهکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کي سعي کرنا چاهیے ' اور یقین کرنا چاهیے که به حیثیت اسلام کے فرزند هونے کے انکا اصلي مشن یهي هے که خدا کے بندوں کو ظلم و بربادي کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے جب اور جهاں کام هوگا ' وه اسلام هي کا کام هے -

اس تحریک کي سلسله جنباني کرتے هوے ' آنریبل خواجه غلام الثقلین نے في الحقیقت ایک اسلامي فرض ادا کیا هے ' اور مسلمانوں کو اسکا اعتراف کرنا چاهیے -

هندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا هے - وه هر طرح کے ظلم و عدوان کي بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا هے ' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود هندوستان کے پانوں ایسي بهت سي بوجهل هیں - ظلم و زیادتي کي یه بهي ایک زنجیر هے' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دیني سمجهکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعي کرنا چاهیے -

خواجه صاحب کا اراده هے که وه اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے' اور باقاعده طور پر اسکي کوشش جاري رکهي جائیگي - کام کرنے کیلیے اس صیغے میں بهت بڑا وسیع میدان موجود هے' اور انجمن کا خیال نهایت صحیح اور ایک بالکل وقت کي ضرورت هے - امید هے که ارباب راے و اثر اس بارے میں ضرور خواجه صاحب کي اعانت فرمائینگے - و نسأل الله تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبه و یرضاه -

اولین اور فوری اسباب کی تلاش میں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پیدا ہوتا ہے ' اور اسکے بعد خود ملکی اور داخلی مفاسد کا - انہی میں سے ایک سبب اعظم اور ایک جرثومۂ قاتل' سود کا بھی مسئلہ ہے ' اور اسکے لیے کسی عذر و دلیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ' کہ براہ راست اسکی جواب دہی اور تمام تر ذمہ داری قانون کے سر کیوں نہو؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کررہی ہے اور اپنی غفلت پر قانع ہے ' تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - ایک اسی پر کیا موقوف ہے - آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ :

ماجرا هاست بان چشم فسوں ساز مرا

لیکن پھر ستم یہ ہے کہ با ایں همه حالات بینه و قاطعه ' وہ ملک کی خوشحالی کی مدعی ' اور اسکے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کی بڑی خواهشمند بھی ہے '

از حسن ایں چه سوال ست که معشوق تو کیست ؟
ایں سخن را چه جوابست ' تو هم میدانی !

خواجه صاحب نے اپنی تقریر میں شرح و بسط کے ساتھہ سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالی ہے' اور آخر میں گورنمنٹ سے خواهش کرتے هیں کہ قانون خواب غفلت سے کروٹ لے ' اور اپنی هوشیاری کے اصلی موقعہ پر آنکھیں بند نہ کرلے - اس حالت کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لا متناهی اور اضعافاً مضاعفه کی غیر محدود افزایش کو محدود کر دیا جاے' اور بالعموم سود کی ایک ایسی شرح خاص مقرر کردی جاے ' جس سے زیادہ کے لین دین کرنے کا کسی کو اختیار نہو' اور عدالت ڈگری دینے سے انکار کردے -

خواجه صاحب کی اس خواهش میں یقیناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتھہ دیگا -

انھوں نے هندوستان میں سود کے ابتدائی قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانین کا ذکر کیا ہے ' اور پھر اُن حالات پر نظر ڈالی ہے' جنکی وجہ سے شرح سود کا غیر محدود ہونا ملک کو ایک دائمی طاعون سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے - قانون میں آج اسکے لیے کوی روک نہیں کہ ایک روپیہ سود در سود کے اصول پر' ایک عرصے کے بعد سو یا ہزار روپیہ کیوں نہ ہو جاے ؟ اور اگر روزانہ نظائر و واقعات پر نظر ڈالی جاے تو قتیلان خنجر " اضعافاً مضاعفه " کا هر شخص اپنے سامنے ایک وسیع قبرستان آباد پاےگا - خواجه صاحب نے چند مقدمات کی طرف اشارہ کیا ہے' جنمیں چند روپیوں کے قرض کیلیے دس هزار روپیه کے سود در سود کی ڈگری دی گئی ہے ' اور اگر تھوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر الیمه جمع کرنے پر صرف کیا جاے ' تو صدها مثالیں بحوالۂ فیصلہ ہاے عدالت ' گذشتہ چند سالوں کے اندر [illegible] -

" شائیلاک " کا ایک نیا گھرانا

عام مہاجنوں اور یہود خصلت بنیوں کی هندوستان میں کیا کمی تھی کہ ایک نئی مصیبت سیاح [illegible] اور ولایتی پٹھانوں کی پیدا ہوگئی ہے - یہ کابلیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے' جو هندوستان میں سود کی باقاعدہ تجارت کرنے کیلیے آتا ہے ' اور بڑے بڑے شہروں کے علاوہ تمام دیہات و قصبات میں پھیل جاتا ہے - روپیے کی ایک تھیلی انکے کمر میں ہوتی ہے ' اور ایک خطرناک اور مقروض افگن لاٹھی هاتھہ میں - کم تنخواہ کے ملازمت پیشہ اشخاص ' بے سرمایہ دکاندار' غریب اهل حرفۂ صناع' عام مزدور اور بیوہ عورتیں ' اور وہ تمام جمعیۃ انسانیہ کا مظلوم ترین طبقہ ' جس کو اس سماء دنیا کے نیچے عیش و مراد حیات میں سے کچھہ نصیب نہیں ' ان ظالم صیادوں کے فتراک سود کا نخچیر ہے' اور اسکے مناظر ایسے دردناک ' اضطراب انگیز' اور چشم انسانیت کیلیے گریہ آور هیں' کہ انکو دیکھکر ممکن نہیں ' کوئی انسان قانون کی مجرمانہ اور معصیت پرورانہ غفلت و اغماض پر اپنے حق بجانب غیظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں ' بلکہ مقروض کی احتیاج پر موقوف ہے' اور جیسی سخت مجبور کن اسکی ضرورت ہوتی ہے' اتنی هی رقم بھی سود کی مقرر کر دی جاتی ہے - راکفیلر وغیرہ امریکن کرور پتیوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکی آمدنی اسقدر وسیع ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے اسکی تقسیم ہو سکتی ہے - یہی حال ان کابلی مہاجنوں کی شرح سود کا بھی ہے - اسکا حساب بھی مہینے کی قید سے نہیں بلکہ ایک ایک روز کے حساب سے کیا جاتا ہے - اکثر حالتوں میں ایک روپیہ کا سود ایک دن کیلیے دو آنہ' اور بعض حالتوں میں ایک آنہ ہوتا ہے !!

غریب آبادی اپنی ضرورتوں سے مجبور ہوکر انکے دام میں پھنستی ہے - سینٹ (پال) نے کفارۂ مسیح کی تعلیم اباحت دیتے ہوے کہا تھا : " شریعت گناهگار کو سزا دیسکتی ہے ' پر بچا نہیں سکتی " یہ ایک سخت فریب تھا ' لیکن میں صحیح طور پر کہتا ہوں کہ قانون صرف ڈگری دیسکتا ہے' پر مظلوم کو بچا نہیں سکتا -

ان کابلیوں کا کاروبار ایک طلسم عذاب ہے' جسمیں ایک مرتبہ اگر کوئی شخص پھنس گیا تو پھر " سود در سود " کے پھیر سے نکلنا محال ہے - ساری عمر سود کے دینے هی میں گذر جاتی ہے' اور پھر بھی وہ پورا نہیں ہوتا ' اصل رقم کا کیا سوال ہے ؟

ابھی کل کی بات ہے کہ کلکتہ کی عدالت خفیفہ میں ایک یوریشین عورت نے ایک کابلی پر مداخلت بیجا کی نالش کی تھی' جو روپیہ مانگتے ہوے اسکے مکان میں گھس آیا تھا - مقدمے کے چلنے سے معلوم ہوا کہ مدعیہ کی نانی نے ۲۴- روپیہ اس سے قرض لیا تھا ' جسکا سود ادا کرتے ہوے دو نسلیں گذر گئیں - اصل رقم اب تک باقی ہے' اور ابھی سود کا سود بھی پورا ادا نہیں ہوا !

سب سے زیادہ عجیب بات روپیے کے دینے میں انکی دلیری اور کسی فیاض آدمی کی طرح بے عذری ہے - لین دین کا عدم اعتماد اور قانونی تحفظ معاملہ کی شرائط کا پورا نہونا بھی معاملات قرض کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے' اور اسکی بدولت بہت سے لوگ قرض لینے سے بچ جاتے هیں - مگر کابلیوں کیلیے یہ تمام چیزیں بے اثر هیں - انسے معاملہ کرنے کیلیے صرف ایک هی شرط کافی ہوتی ہے ' یعنے انسے معاملہ کرنا اور روپیہ کی طلب - پھر خواہ کیسا هی بے اعتبار اور مفلوک الحال شخص طالب قرض ہو' [illegible] پر بھروسہ ' اور سب سے زیادہ اپنی لاٹھی کی بے امان قہرمانیت اور همہ وقت مستعد قوت پر پورا اعتماد ہے - انکا قانون' انکی عدالت ' انکا جج ' سب کچھہ وهی ایک سحرکار لاٹھی ہے - وہ بے خطر روپیہ دیدیتے هیں ' کیونکہ [illegible] جانتے هیں کہ انکا مقروض قرض لیتے وقت صرف [illegible] هاتھہ سے روپیہ هی نہیں لے رہا تھا ' بلکہ بائیں هاتھہ کی جوبی [illegible] لاٹھی کو بھی دیکھہ رہا تھا !!

میں جہاں رہتا ہوں ' اسکے قریب هی چند غریب دھوبیوں کے گھر هیں [illegible] ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا کہ اس بے امان گروہ کی قساوت ' اور سود کے نتائج [illegible] کا کوئی الم ناک نظارہ نہ دیکھتا ہوں - میں نے بارہا دیکھا کہ عین دن کے وقت ' کلکتہ جیسے عظیم الشان شہر کے یورپین کوارٹر میں' ایک قسی القلب

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہو سکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نقصان رساں پایا، اُن سے اجتناب کرنے لگے، اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک نا خوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی، جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدر آمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں، انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منقش ہوگئی ہے، کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتا ہے -

نظریۂ بالا کی تائید ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ بد ذایقہ و بودار چیزوں سے استفراغ ہوجا تا ہے، لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھالی جاتی ہے، اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں، بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا، بھوک کے وقت کھانا کھانا، نیند بھر سونا، ایک حد مناسب تک ورزش کرنا، جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید، بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں، وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تفریح بھی ہیں؟ غرض کرب و مضرت، اور حظ و منفعت کا تلازم، اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں، لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے؟ عمل زوجیت بقاے نسل کے لیے لازمی ہے، لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا؟ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے، مگر ایک شہید تخیل (آئیڈیل) کو، ایک ہیرو کو، اسی جانسپُری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ، اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں، لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطۂ ہاے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے:

ایک اس حیثیت سے، کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے، کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو، اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے، کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہی ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حسیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے:

(۱) نفع و ضرر، افراد کے لیے -
(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -
(۳) " نسل کے لیے -

ان منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تخالف و تناقض پایا جانا، نہ صرف ممکن ہے، بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سخت مضرت رساں ہے، مگر بقاے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل، افراد کے لیے بجاے خود، مضر ہے، لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

ساتھہ ہی، فطرت انسانی کا یہ قانون بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں، علی العموم انفرادی منافع و مضار، ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متناقض الاثر افعال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض، دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھہ ہی ساتھہ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل وظیفۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید، بلکہ لازمی ہے، اسلیے اُسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے، مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے، یعنی اس میں سے ایک کافی ذخیرۂ قوت کو خارج کر دیتا ہے، اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا نا خوشگوار احساس بھی ہوتا ہے، مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں، چونکہ انفرادی منافع، نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں، اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین، اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں، تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھہ ساتھہ متحسس ہوتے ہیں - تکلیف اس لیے کہ فاقہ کشی کر کے، وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے - ہیں، اور راحت اس بنا پر، کہ اس فعل سے بقاے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے: بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل کسقدر منجر بہ ہلاکت ہوتا ہے؟ اور اسلیے اُنہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے، تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجاے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے، جو انکے ذاتی خطرۂ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دو چار ہونا پڑتا ہے، جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تضاد پڑجاتا ہے - حب قوم، حب ملت، اور حب وطن میں افراد سخت سے سخت صعوبت برداشت کرتے، بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو، بلکہ یہ کہ جو کچھہ ہوتا ہے، اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ "اداے فرض" "احقاق حق" وغیرہ دلفریب القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں، محض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت، دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں،

مقالۂ علمیۂ

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب (۱)

از : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(۱)

تمہید

قانون ارتقاء کي سب سے زیادہ اهم دفعه ' انتخاب طبیعي و تزاحم في الحیات کا مسئله هے - مد و جزر ' خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' التیام و خرق ' اجتماع و انتشار ؛ اِن سب کي متضاد قوتیں هر لحظه و هر آن اپنا عمل کرتي رهتي هیں - بلکه سچ یه هے که کاینات نام هي اسي تزاحم و کشاکش کا هے ' اور دنیا کي حقیقت اس سے زاید کچهه نہیں که وه ایک استیج هے ' جس پر بقا و فنا کے متناقض الخواص پتلے هر وقت ایکٹ کر رهے هیں !!

جسوقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور التیام کے عناصر کا پله زبردست هے ' هم کہتے هیں که وه شے زنده هے یا اسکی هستی قایم هے - اور جہاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد کے عنصر نے غلبه حاصل کیا ' وه شے همارے اصطلاح میں فنا یا مرده هو جاتی هے - پس کسی مخلوق کے زنده رهنے کے معنی یه هیں که اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسي استعداد موجود هے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پله ' به نسبت عوامل مہلکه کے بهاري هے - جس مخلوق میں یه استعداد جتني زیاده هوگي ' اسي نسبت سے وه بہتر ' اور زیاده مدت تک زندگي بسر کر سکیگی -

یه قانون ' عالم موجودات کے ذره ذره پر محیط هے ' جسکي پابندي سے انسان مستثنی نہیں - اگر اسے زنده رهنا هے ' تو ضرور هے که اس میں اُن تاثرات کا حصه ' جو حیات کو قایم رکهنے والے ' اسکي قوتوں کو بڑها نے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگي پہنچانے والے هیں ' به نسبت ان تاثرات کے زیاده هو ' جو اسکي قوت کو گهٹا نے والے ' اُسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اُسے موت کے طرف لیجانے والے هوتے هیں - اور یه که جہاں تک اسکي سعي و انتخاب کو دخل هے ' وه همیشه اول الذکر نوعیت کے مقابله میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو اختیار کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یه هے که انسان کے پاس ان عوامل متضاده میں امتیاز کرنے کا ذریعه کیا هے ؟ کیا شے هے ' جسکي بنا پر وه فیصله کر سکتا هے که فلاں اعمال اسکے بقاے حیات کے حق میں مفید هونگے ' اور فلاں مضر ؟ اگر کہیے که تجربه و آزمایش ' تو اس جواب کا نا کافي هونا ظاهر هے - اسلیے که قبل اسکے که انسان عوامل مہلکه کے تجارب سے فایده اُٹها کر آینده اُن سے محترز رهنے کے قابل هو ' دوران تجربه هي میں اُسکا کام تمام هو جایگا - اسلیے فطرت نے خود نفس انساني میں ایک ایسي قوت ودیعت کر رکهي هے ' جسکے باعث وه في الفور مضر کو مفید سے ' اور زهر هلاهل کو آب حیات سے تمیز کر سکتا هے ' اور یه وه شے هے جسے هم حیات نفسي میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے هیں -

مزید توضیح

یعنے جو اشیاء همیں خوش ذایقه معلوم هوتي هیں ' جتنی چیزیں خوشبودار هوتي هیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم هوتا هے ' جن نظاروں کا دیکهنا مرغوب هوتا هے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس هوتي هے ' غرض که جو چیزیں کسي حیثیت سے بهي هم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتي هیں ' وه علی العموم وهی هوتي هیں ' جو همارے قیام حیات کے حق میں مفید هوتي هیں - اسي طرح جو ماکولات و مشروبات همیں بد ذایقه معلوم هوتے هیں ' جو آوازیں کرخت هوتی هیں ' جن چیزوں میں بو آتی هے ' جن نظاروں سے آنکهه میں خستگي یا خیرگي محسوس هوتي هے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا هے ' غرض جن چیزوں سے هم میں کسي حیثیت سے بهي ' درد ' کرب ' اذیت اور انقباض کا احساس پیدا هوتا هے ' وه وهي چیزیں هوتي هیں ' جو صحت انسانی کو نقصان پہنچانے والی اور انسان کے لیے مودي الی الفنا هوتی هیں - اور چونکه یه بهی انسان کی جبلت میں داخل هے که وه همیشه اُنهیں اعمال کو اختیار کرتا هے ' جن سے اُسے حظ حاصل هوتا هے ' یا حصول حظ کی توقع رهتی هے ' اسلیے فطرت نے هم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے همیں ایک ایسے قابل اعتماد و دلیل راه کی سپردگی میں دیدیا هے ' جو قدم قدم پر همیں مضرت کی راه سے خبردار ' اور منفعت کی راه کی طرف مستعد کرتا رهتا هے ' اور جسکی رهبري میں هم بے خوف و خطر ' نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتهه منازل حیات طے کر سکتے هیں -

قانون توارث

لیکن یه نه سمجهنا چاهیے که مختلف چیزوں کے احساسات همارے نفس میں همیشه سے ازخود ایک معین وضع پر قایم هیں ' بلکه ان احساسات کا مبدء اصلي دراصل تجربه هے ' گو وه تجربه ' تجربهٔ افراد نہیں ' بلکه تجربهٔ متوارث هے ' اور اس مسئله کا حل قانون توارث میں ملتا هے -

قانون توارث کا منشا یه هے که خصایص جسماني کی طرح اسلاف کے خصایص ذهني بهي اخلاف میں وراثةً منتقل هوتے هیں ' اور جن خصایص کو چند نسلیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتي رهتي هیں ' وه آگے چلکر نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جڑ پکڑ جاتی هیں ' یا اُن سے بالکل فنا هو جاتی هیں -

(۱) یه دراصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑا هے ' جو جناب مراسله نگار غیبر مطبوعه لکهه رهے هیں (الهلال)

مقالات

وثائق وحقائق

نتائج و عبر

قال موسی لقومه: استعینوا بالله و اصبروا ' ان الارض لله ' یورثها من یشاء من عباده ' و العاقبة للمتقین - قالوا : أوذینا من قبل ان تاتینا و من بعد ما جئتنا ' قال : عسی ان یهلك عدوکم ویستخلفکم في الارض فینظر کیف تعملون (۷ : ۱۱۴)

موسی نے اپني قوم سے کہا : " الله سے مدد مانگو اور صبر کیے رهو' ملک تو سب الله هي کا هے ' اپنے بندوں میں سے جس کو چاهتا هے اُس کا وارث بنا دیتا هے ' اور حسن انجام پرهیزگاروں هی کے لیے هے " وه لگے کہنے که " تمهارے آنے سے پہلے اور تمهارے آنے کے بعد بهی هم تو اذیت هی اٹھاتے رهے " موسی نے کہا " اب وه وقت قریب آ رها هے که تمهارا پروردگار تمهارے دشمن کو هلاک کردے ' اور تم کو اُنکا قائم مقام بنا دے ' پهر دیکهے که تم کیسے کام کرتے هو " -

دنیا میں همیشه ناکامیوں نے کامیابي کي بنیادیں معکم کي هیں - جسقدر بندشیں بڑھتي گئیں ' جتنا استبداد زیاده هوا ' جیسے جیسے مظالم ترقي کرتے گئے' اُسي تناسب سے حوصله بهی بڑھتا گیا ' اور همت نے بهي پر پرواز نکالے - شیر کو چوٹ لگتي هے ' زخم کهاتا هے' مجروح هو جاتا هے' مگر درمانده هوکر همت نہیں هار دیتا - جوش انتقام میں دوڑتا پهرتا هے' اور جب تک اپني ابتدائي ناکامي کو انتهائي کامیابي کي صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا ' خاموش نہیں هوتا -

غاز (گیس) کو شیشے میں بند کردیتے هیں' دباتے هیں' مگر وه دباؤ کو نہیں مانتي اور پهوٹ بہتي هے - درخت کی شاخیں قلم کرتے هیں' کاٹتے هیں' بے برگ و بار کر دیتے هیں' لیکن بہار آتے هي اُس میں آور نمو هوتا هے' پهلتا هے' پهولتا هے' هرا بهرا هو جاتا هے !!

سمندر کو مطیع بنانے کي کیا کیا کوششیں کیجاتي هیں ؟ اُس کي پُشت پر جهاز چلاتے هیں' چڑھتے هیں' سینه چیر ڈالتے هیں' بحري تار کا جال بچها کر اُسکے قلب میں شگاف کر دیتے هیں' لیکن وه خبر بهي نہیں هوتا - آخر جب شدائد بہت بڑھتے هیں' نا قابل برداشت هوجاتے هیں' تو وه دفعة کروٹ لیتا هے' هیجان میں آتا هے ' اور " نعوذ بالله من غضب الحلیم " کا ایک معمولی طوفان ' ساري بندشوں کي دهجیاں بکهیر دیتا هے !!

یهی حال قوموں کے هبوط وصعود ' ترقی و تنزل' حرکت و سکون' اور موت و حیات کا بهی هے - قومیں گرتي هیں' اس لیے که اُبهریں - سوتی هیں' اس لیے که پهر جاگیں - پیچهے هٹتی هیں ' اس لیے که آگے بڑھیں -

مصائب کے تنوع نے بے شبهه هماري موجوده حالت خراب کر رکهی هے ' خسته کر رکهي هے ' مگر جراحت کو نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے هو؟ دنیا تو اسی کا نام هے که مصائب و مشکلات پیش آئیں' زندگي تلخ هوجائے ' اذیتوں کا طوفان اُمنڈ پڑے ' اس تلاطم میں انسان هر ایک زحمت کے مقابله کو اوٹھه کهڑا هو' اُس کی کوششیں بار بار ناکام ثابت هوں' قدم قدم پر ٹهوکریں لگیں' چلے اور گر گر پڑے ' لیکن پهر سنبهلے اور سب کچهه سنبهال لے -

یعقوب بن لیث ایک ٹهٹهیرا تها - اُس نے جب دکان بڑھائی هے' اور دوستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے هیں ' تو لوگ اُس کے باتوں پر هنستے تهے :

نه بوریا بهي میسر هوا بچهانے کو
همیشه خواب هي دیکها کیے چهپر کهٹ کا

وه اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تها :

" میرے پاس مال نہیں هے ' دولت نہیں هے ' اعوان و انصار نہیں هیں ' ملک گیري و ملک راني میں سابقهٔ معرفت حاصل نہیں ' مگر کیا میرے پاس وه دل بهی نہیں هے جس نے ایک خراسانی کافر کو (ابو مسلم) بنا دیا تها ؟ "

دمشق کا جب تخت اُلٹا ' اور بنی امیه کے جاه و جلال نے آل عباس کیلیے جگه خالی کی ' تو اس انقلاب کا علم بردار (ابومسلم) نامی ایک نو مسلم خراساني تها - یعقوب بن لیث کا اشاره اسی طرف تها که اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملاسکتا هے ' اور ایک نئی حکومت کي بنیاد رکهه سکتا هے' تو پهر هر انسان کیلیے جو همت و عزم رکهتا هو' یه کیوں نا ممکن هے ؟

یه عزم راسخ ' یه همت بلند ' یه جلالت آفریں حوصلے' ایک ایسے شخص کے تهے' جس کے حصے میں دنیا اور اُس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نموداري کی بات نہیں آئی تهی ' مگر یه حساس دل تها ' یه الله اکبر کی صدائیں تهیں ' یه " لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صلاحیت رکهنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشین بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکهنے والے جذبات تهے ' که اُن کی بدولت سے بالاخر ایک مجهول و بے حیثیت ٹهٹهیرا ایران کا بادشاه هو گیا ' اور خلیفهٔ روے زمین کی عظمت اور سپاه و سلطنت بهي اُس کا کچهه بگاڑ نه سکی - تاریخ ایران یعقوب بن لیث کي داستان عظمت و جلال آجتک سنا رهي هے !!

ذلك بان الله مولی الذین امنوا' و ان الکافرین لا مولی لهم (۴۷ : ۱۰)

یه اس لیے هوا که حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا هے ' اور جو خدا کي قدرت کے منکر هیں' اُن کا کوئی بهي مالک اور کارساز نہیں -

آجکل کا سنهٔ ۱۹۱۳ ع ' سنه ۲۳ ۲۱ ع ' کے اندلس سے کیا گزرا نہیں هے' جهاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمه هوچلا تها ' مسجدوں میں

اور اسی بنا پر ' اُن افعال سے ایک فوری اذیت ' لیکن اسکے بعد ایک دیرپا لذت محسوس ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ کسی شخص کا ایک دانت ہلنے لگا ہے ' اور ڈاکٹر کو اسے مجبوراً اکھاڑنا پڑا ہے - غور کرو کہ ایسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت ' دونوں کے سامان ایک ہی فعل کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں - فرق یہ ہے کہ مضرت ہنگامی ہے ' اور منفعت مستقل : یعنی ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو ' ایک جزو جسم ' اس سے علحدہ کیا جا رہا ہے - اور دوسری طرف اسکی ایک اذیت ' ایک تکلیف کا بھی ازالہ کیا جا رہا ہے ' پس ضرور ہے کہ اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف ' اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس ہو - چنانچہ دانت اکھاڑتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحی کے) وقت ' ایک ہنگامی تکلیف ' مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب ہونا ' اسی تناقض عملی اور تناقض اثری کا نتیجہ ہے -

الام و لذات محض اضافی ہیں

ہمارے آلام و لذات ' جیسا کہ ہر شخص کو نظر آتا ہے ' دنیا کی تمام اشیاء کی طرح اضافی و اعتباری ہوتے ہیں - ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت ہے ' مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسی شخص کے لیے ایک ہی شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان ' مختلف احساسات رکھتی ہے -

اس تغیر احساسات کی وجہ صاف ظاہر ہے ' یعنی وہی افراد کی جلب مضرت و منفعت کی قابلیت - اور چونکہ اس استعداد ' اس قابلیت میں ہر وقت تغیر ہوا کرتا ہے ' اسلیے (حظ و کرب) کے احساسات میں تغیر ہوتے رہنا بھی لازمی ہے - وہی غذا جو بھوک کے وقت نہایت خوشگوار معلوم ہوتی تھی ' شکم سیری کی حالت میں ہمارے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی - اِس کا سبب صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ ممد حیات تھی ' اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش ہوگئی ہے -

ایک اعتراض

رہی یہ بات کہ بعض دوائیں ہیں ' (مثلاً کونین) جو مفید ہونے کے ساتھہ ہی سخت بد ذایقہ بھی ہوتی ہیں ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ اُنکا بد ذایقہ ہونا ' نظریۂ بالا کے عین مطابق ہے ' اسلیے کہ وہ فی نفسہ نہایت مضر صحت ہوتی ہیں ' اور ہمیں اُن سے شفا جو حاصل ہوتی ہے ' تو صرف اس لیے کہ وہ اپنے سمی اجزا سے امراض کے پیدا کردہ زہر کا توڑ کر دیتی ہیں ' اور اس طرح گو آخر کار انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے ' لیکن اس سے اُن ادویہ کی فطرۃ سم آلودہ بدل نہیں سکتی -

خلاصۂ بحث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کی جو تشریح کی گئی ' اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ افادہ و انبساط ' اور مضرت و انقباض مترادف الفاظ ہیں - لیکن " افادہ " و " مضرت " میں پھر بھی ابہام ہے - علم وظائف الاعضا کی مدد سے یہ پردہ بھی اٹھہ جاتا ہے ' اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ افراد کا افادہ و نقصان دراصل نام ہے علی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب ' اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کہہ سکتے ہیں :

" اعصاب جسوقت تک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتھہ کام کرتے ہیں ' حیات انسانی کو تقویت ' اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے - اور جہاں انکی فعلیت میں خواہ کیفی خواہ کمی حیثیت سے اختلال ہوا ' حیات انسانی میں بھی انحطاط ' اور اسلیے نفس میں بھی انقباض پیدا ہو جاتا ہے "

چنانچہ بعض اکابر علماء نفس نے اسی کلیہ کو اختیار کیا ہے - ورزش بالکل نہ کرنا ' یا غیر معتدل طور پر کرنا ' دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضی کیفیت کا احساس ہوتا ہے ' برخلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے - ایک موسیقی داں کی خوش الحانی تھوڑی دیر تک لطف دیتی ہے ' لیکن اگر دیر تک رہے تو گراں گزرنے لگتی ہے - احباب کا لطف صحبت تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے ' لیکن اسکے بعد طبیعت اُکتا جاتی ہے - ریل اگر اپنی معمولی رفتار سے چل رہی ہو ' تو ہم خوشی کے ساتھہ دریچوں سے باہر جھانکتے ہیں ' لیکن اگر وہی فاصلہ ایک نہایت سست رفتار بیل گاڑی ' یا نہایت سریع السیر برقی مشین کے ذریعے طے کرنا پڑے ' تو دونوں صورتیں ہمیں ناگوار ہونگی - اسلیے کہ پہلی صورت میں اعصاب بصری کے سامنے ایک ہی منظر ' حد سے زیادہ دیر تک رہیگا ' جس سے انسان اُکتا جایگا ' اور دوسری صورت میں تمام اشیا ' اس سرعت کے ساتھہ آنکھہ کے سامنے یکے بعد دیگرے آتی جاینگی ' کہ کسی شے پر نظر نہ جم سکیگی ' اور انسان پریشان ہو جایگا -

ہوا جبتک سبک و لطیف ہے ' خوشگوار معلوم ہوتی ہے ' مگر وہی ہوا تند ہوکر ' آندھی کی شکل میں کسقدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے ؟ روشنی ' جسوقت تک ہلکی ہے ' لطف دیتی ہے ' لیکن تیز ہوکر وہی روشنی تڑپ کھلاتی ہے ' اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کردیتی ہے - آواز میں دلکشی و ترنم اُسی وقت تک ہے ' جبتک وہ ایک حد خاص سے بلند نہیں ہونے پاتی ' لیکن تیز ہوتے ہی ایک تکلیف دہ شور وغوغا کی صورت اختیار کرکے ' کان کو کسقدر ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے ؟

یہ تمام تمثیلات شواہد ہیں اس دعوے کے ' کہ ایک ہی شے ' جبتک کہ اعصاب کو ایک حد معین و طرز خاص تک متاثر کرتی رہتی ہے ' خوشگوار و انبساط بخش رہتی ہے ' اور جب اپنے حدود سے متجاوز ہوکر اعصاب کو متاثر کرنے لگتی ہے تو ناگوار اور باعث انقباض ہو جاتی ہے -

ایک ضروری نکتہ

احساس کی بحث میں یہ نکتہ غالباً سب سے زیادہ اہم ہے کہ قوت ارادی اپنی فعلیت میں سرتاسر احساسات کے تابع اور محکوم ہوتی ہے - یعنی انسان ' اپنے قصد و ارادہ سے اُنہی افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اُسے براہ راست انبساط حاصل ہوتا ہے ' یا حصول انبساط کی توقع رہتی ہے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا ہے ' وہ وہی ہیں ' جو اسکے لیے موجب انقباض ہوتے ہیں - یہ فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون ہے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادی مستثنی نہیں - رند و اوباش ' عالم و فاضل ' زاہد و صوفی ' سب اس حیثیت سے مساوی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ کسی کو جام و مینا میں حظ و لطف آتا ہے ' کسی کو مطالعۂ کتب و انہماک علمی میں ' اور پھر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاہد ' جس نے جسم کو ہر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکھا ہے ' اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم ' جو انہماک کتب بینی و استہلاک غور و فکر سے بالکل نحیف و زار ہو گیا ہے ' دلوں کو اگر ٹٹولو ' تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کو انہی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل ہوتا ہے ' اور ویسا ہی حظ ' جیسا کہ عام افراد کو پرتکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں (لہا بقیۃ)

پچھلی مئی میں واشنگٹن کے ایک مدرسہ ثانویہ (سکینڈری اسکول) میں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کیلیے ایک یہ شرط بھی لگادی گئی تھی کہ جواب کی کاپیوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ہیں' وہاں ہر ایک متعلم یہ بھی لکھے کہ تکمیل تعلیم کے بعد وہ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ڈھائی سو تھا - ان میں بجز دس لڑکوں کے' جنھوں نے تعلیم کے ذریعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے لیے سر رشتۂ تعلیم کی ملازمت پسند کی تھی' اور سب نے آزاد کاروباری زندگی کی جانب رغبت ظاہر کی - اور سرکاری ملازمت کو پسند کرنے والا کوئی نہ نکلا - طالبا میں ایک غریب گھرانے کی نوخیز لڑکی بھی تھی - اُس نے اپنے نام کے ساتھہ لکھا تھا : " میں امریکہ کی پریسیڈنٹ (رئیس الجمہور) بننا چاہتی ہوں " غریب لڑکی کو معلوم تھا کہ اُس کی حالت خستہ ہے' خراب ہے' بے بس ہے' بے کس ہے' عورتوں کو رئیس الجمہور بننے کا حق بھی حاصل نہیں' لیکن حقیقی معیار تعلیم نے اُس کے خیالات بلند کر رکھے تھے' اور اُس کو یقین تھا کہ مدعاے تعلیم یہی ہے کہ گرنے ہوے دل و دماغ ہمیشہ گرے ہی نہ رہیں بلکہ اُن کو اُبھرنے اور عزت کی سب سے اونچی سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعلیمی روشنی کا نقطۂ شعاعی (فوکس) ایک طرف تو یہ ہے' اور دوسری جانب یہ ہے کہ پڑھو' پڑھ کر گریجویٹ بنو' لیکن صرف اسلیے کہ تمھارے لیے چاکری کی کوئی سبیل نکل سکے - تم اپنی ساری زندگی اسی غلامی میں بسر کردو' اور اسی کو حاصل ایام سمجھو :

ما همه بندهٔ و این قوم خداوندانند !!

فاعتبروا یا اولی الابصار !!

کچھہ اوپر سو برس ہوے' ہندوستان میں انگریزی حکومت آئی' اور جدید علم و فن کو اپنے ساتھہ لائی - اسکول بنائے' کالج قائم کیے' تربیت گاہ (ہوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کی بنیاد ڈالی' وظیفے دیے' ملازمتوں کا دروازہ کھولا' سررشتۂ تعلیم کی رسی دراز کی - یہ سب کچھہ ہوا' لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اُس کا طرز و طریق ہی ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہی میں ترقی کرسکا' نہ دماغ ہی آراستہ ہوے' نہ عملی طریق پر ملک کی ثروت بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی' اور نہ ایجاد و اختراع ہی کی جانب توجہ پیدا ہوئی - اس تمام تعلیمی تگ و دو اور غوغاے علم کا نتیجہ صرف اسی قدر نکلا کہ سرکاری دفتروں میں محرری و نظامت کے لیے کم معاوضہ پر فرنگی کارکن نہیں مل سکتے تھے' ہندوستانیوں کو انگریزی میں بہرہ نہ تھا' انگریزی افسر ہندوستانی محرروں کے حاجتمند بھی تھے' اور اُن کے ہاتھوں زحمت بھی اُٹھاتے تھے - پس سرکاری یونیورسٹیوں نے یہ زحمت رفع کردی - کلرکی کے لیے اس تعلیمی ترقی کے دور میں ہر قسم کے ہندوستانی گریجویٹ ملنے لگے' جن کی زندگی کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ کما لیں' کھا لیں' اور گورنمنٹ کی غلامی میں عمریں گذار دیں !!

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

یہ حالت تو ہندوستان کی ہے' جہاں ایک نہیں پانچ سرکاری یونیورسٹیاں پہلے سے موجود ہیں' اب ایک اور نئی یونی ورسٹی ڈھاکے میں قایم ہونے والی ہے' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے احمد آباد گجرات میں بھی ایک سرکاری یونی ورسٹی قائم کرنے کی راے دی تھی - اسکے مقابلے میں ارض شام کی حالت دیکھیے' جہاں ایک یونی ورسٹی بھی نہیں - گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کالج بھی قائم نہیں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ہیں یا بیروت میں مبشرین امریکہ کا ایک بہت ہی مختصر کالج ہے جو اپنا آپ ہی امتحان لیتا ہے' اور سند دیتا ہے -

تاہم تعلیم کا نظام اتنا سودمند ہے' نشو و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے' اظہار مواہب فطریہ کے محرکات اس درجہ بڑھے ہوے ہیں' کہ وہی معمولی تعلیم اُن میں مصنفین و مخترعین پیدا کرسکتی ہے' مگر ہماری غیر معمولی تعلیم ایجاد و اختراع کے ... ہاے اور علوم و فنون کا صحیح مطالعہ کرنے میں بھی مدد نہیں دے سکتی !

عبد اللہ افندی البستانی ارض شام کے ایک مشہور بزرگ ہیں' جن کو تعلیمی حیثیت سے یونی ورسٹی کی کوئی ڈگری حاصل نہیں - حال میں اُنھوں نے ایک نئی چیز دریافت کی ہے جس کا غلغلہ دمشق و بیروت سے نکل کر یورپ تک پہونچ گیا ہے -

تنباکو کے نقصانات اس قدر عام اور وسیع ہیں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ایک طرح کا اعلام معلوم ہوگیا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھہ چکے ہیں' بڑی بڑی انجمنیں اسکی عادت چھڑانے کے لیے قائم ہیں' اور حکومتوں نے اسکے لیے قوانین نافذ کیے ہیں' تاہم جو شے ایک صدی سے جزو زندگی ہوگئی ہے' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد اللہ بستانی کو فلسفۂ اجتماع کی اس حقیقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ہو اور یہ رجحان پختہ ہوچکا ہو' اُس کی فوری بندش کی کوششیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں - اصلاح البتہ ممکن ہے اور وہ بھی تدریجی رفتار سے مقبول ہوسکتی ہے - تنباکو میں مضرت کی جو خاص چیز ہے وہ ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاء رئیسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمی نام " نیکوٹین " ہے' اور وہی ان مضرتوں کا باعث ہے - بستانی کی اختراعی قابلیت نے ایک ایسی چیز نکالی ہے کہ تنباکو کے مزے اور ذائقہ و بو میں فرق بھی نہیں آنے پاتا' اور یہ مادہ بھی اُس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سنیٹری کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بیٹسر نے اس اکتشاف کی نہایت کامیاب تصدیق کی ہے -

ایجاد کی عملی تصدیق یوں ہوئی کہ ایک سو خرگوشوں کے خون میں مادہ (نیکوٹین) پچکاری کے ذریعہ پہونچایا گیا - ہنوز پورے بیس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کیے ہوے تنباکو کے جوہر سے دوسرے خرگوشوں پر یہی عمل کیا گیا' مگر وہ بالکل زندہ رہے' اور اُن کی طبعی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہینے میں اس اکتشاف کے متعلق مصر میں ایک لکچر بھی دیا تھا' اور اس کیفیت کا تجربہ دکھلا دیا تھا' چنانچہ علمی دنیا کے مختلف حصوں سے انھیں پر جوش مبارکباد دی گئی ہے -

کیا ہندوستان میں بھی وہ دن آئیگا کہ تعلیم کا صحیح معیار اور درست انتظام قائم ہو' اور تعلیمی نتایج بہترین علمی اکتشاف و اختراع کی صورت میں ظاہر ہوا کریں ؟

شراب پرتگالي کے دور چلتے تھے ' تماشا گاهوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کي تمثیل (ایکٹ) هوتي تهی - الفانسو هفتم نے ملک هی سے نهیں ' آزادي و عزت سے بهي مسلمانوں کو بے دخل کر رکها تها - اس معشر آمات میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مولوي اُٹهتا هے ' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور کوئي ساز و سامان نهیں هوتا - یه شخص (محمد بن عبد الله) مشرق سے روشني لیکر مغرب میں اکیلا آتا هے ' اور اکیلے ایک خدا کي جانب بندوں کو بلاتا هے ' اور اتباع قران و احیاء سنت رسول کي دعوت دیتا هے - اس دعوت میں صرف اُس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتهه هے ' لیکن صداقت کو بهت سے ساتهیوں کي ضرورت نهیں پڑا کرتي - اُس کي تنها کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتي هیں ' اور سنه ١١٤٧ - سے سنه ١١٩٧ - تک کي قلیل مدت میں ' اندلس کي تثلیث پر دو باره توحید غالب اکر زمین کو آسمان کے اس مقدس پیغام کا مفهوم سمجها دیتي هے :

فانتقمنا من الذین اجرموا — جن لوگوں نے جرم کیے تهے هم نے
وکان حقا علینا نصر — اُن سے انتقام لیا ' اور هم پر حق تها
المومنین (٣٠ : ٤٠) — که ایمان داروں کي مدد کریں -

یه انتقام و نصرت کچهه اُسي زمانه سے مخصوص نهیں ' اور نه قدرت کامله کے وعد و وعید میں کسي عهد کي تخصیص هوا کرتي هے - ایمان کي خصوصیت اگر اب بهي همارے افعال سے نمایاں هو ' اور قانون الهي کي اس دفعه پر اگر اسوقت بهي همیں سچا ایمان حاصل هو جاے که " ان العزة لله ' و لرسوله ' و للمومنین جمیعاً " (عزت صرف الله کے لیے ' اُس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے هے) اور هم اپني اس کهوئي هوي عزت اسلامي کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں ' تو اس حالت میں خدا پر بهي حق هے که هماري مدد کرے ' اور جو لوگ فناے حق و عدل کے مجرم هیں اُن سے انتقام لے ' اور پهر یهي صداقت الهي هے ' جو (من انصاري الی الله) کي صداے دعوت میں اپنے ڈهونڈهنے والوں کو ڈهونڈ رهي هے ' لیکن افسوس که " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بهت کم هیں ' جنکے پهلو میں عبرت آشنا دل هوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدي میں تمام عالم اسلامي کو زیر و زبر کر دیا) اسکا پهلا سر مشق جلال الدین خوارزم شاه تها - اُس کا یه عالم تها که هولاکو خاں کي حمله آور فوج پیچهے پیچهے اور غفلت و مے گساري و مخموریت آگے آگے رهتي تهي - آج کسي شهر میں مقابله هوا ' تاتاریوں نے خوارزم شاهیوں کو پسپا کردیا ' بادشاه ساز و سامان چهوڑ کر بهاگ نکلا ' رات کو بڑي مشکلوں سے کسي مامن میں پناه لي ' لیکن پهر شراب و شاهد اور رود و سرود کا مشغله شروع هوگیا - دوسرے دن تاتاري یهاں بهی آ پهونچے ' اور خوارزم شاه بهاگ کر کسي دوسري جگهه پناه گزیں هوا - پهر وهی دور چل نکلا ' اور رات بهر جام و مینا کي صحبت عیش میں بسر هوئي - یهی تباه کاریاں تهیں ' جن سے متاثر هوکر بادشاه کے خاص شاعر تک کا دل بهر آیا تها اور اس نے لکها تها که :

شاها زمئی گران چه بر خواهد خاست
و ز مستي هر زمان چه بر خواهد خاست
شه مست ' جهاں خراب ' دشمن پس و پیش '
پیداست کزین میان چه برخواهد خاست

بادشاه اس پر بهی متاثر نهوا ' اور آخر اپنی سلطنت هي نهیں ' بلکه دنیاے اسلام کی ساري عظمت و عزت بهی کهو بیٹها - یه واقعات آج سے سات سو برس قبل کے هیں ' لیکن آج اپنی حالت کو دیکهیے ' کیا هماري غفلت و بے حسي اُس عهد کی سرمستی سے بڑهی چڑهی نهیں هے ؟

هندوستان میں هیں تو هندوستان سے باهر نه جالیے - یهیں کا ماضي و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافي هے - ایک عهد تو وه تها که (خان دوران) کو عین معرکۂ جنگ میں نماز پڑهتے هوے گولي لگتی هے ' وه شهید هو جاتا هے ' سپاهي بد دل هو جاتے هیں ' لشکر میں تفرقه پڑ جاتا هے ' اسی عالم میں معین الملک (میر منو) اُٹهتا هے ' مرحوم سپه سالار کی لاش کو آگے رکهه لیتا هے ' اور اس شدت سے حمله کرتا هے که احمد شاه ابدالی جیسے نبرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتی هے - دشمنوں سے میدان خالی هوجاتا هے ' اور وهی فوج جو ایک گهنٹه قبل سراسیمه هوکر بهاگنے پر تلی بیٹهي تهی ' اپنے احساس کے بیدار هوتے هی حریفوں کو بهگا کر دم لیتی هے -

اب اُسی قوم کی یه حالت هے که مدنیۂ فرنگ اُس پر یکسر مسلط هو چکي هے ' دین و دولت لے چکي هے ' علم و فضل لے چکی هے ' تهذیب و تمدن لے چکی هے ' اُس کے تمام موارد حیات کو فنا کرچکی هے ' اور اب اُس کے بقیه انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آماده هے - مذهب کي لاش آگے پڑي هوئي هے ' اور وه اُسے چهوڑ کر پیچهے بهاگے جا رهے هیں -

و اضیعة الناس و الدین الحنیف وما
تلقاه من حدثات الدهر اجواد
هتک و قتل و احداث یشیب بها
راس الولید و تعذیب و اصفاد

هاے ' یه لوگوں کي تباه کاري ' یه مذهب مقدس کا ضائع هونا ' یه حوادث زمانه سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار هو جانا ! !

عصمت کي پرده دري هو رهي هے ' جذبات کا قتل عام هے ' حوادث ایسے پیش آ رهے هیں که بچوں کے بال سفید هو جائیں ' طرح طرح کے عذاب هیں اور گرفتاریاں وقوع میں آ رهي هیں !!

وقت آ گیا هے که ان حالات پر هم غور کریں ' ان معاملات کو پیش نظر رکهیں ' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر هوں ' اور اُس دیرینه روش کو ' جو فرسوده هو چکی هے ' جو همیشه بے سود ثابت هوا کی هے ' جس نے قوم کو ولولۂ حیات سے محروم کر رکها هے ' ترک کرکے اس نئی وادي میں قدم رکهیں ' جس کا خدا نے هم سے وعده کیا هے ' اور پهر اُس پیغام آسمانی کو یاد رکهیں جو خدا نے مقدس کوه سینا پر موسی (علیه السلام) کی زبانی بنی اسرائیل کو دیا تها :

" دیکهو ! میں آج کے دن تمهارے آگے برکت ' ولعنت دونوں کو رکهے دیتا هوں - برکت ' جب که تم اپنے خدا کے احکام کو ' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا هوں ' مانو - اور لعنت ' جب که تم اپنے خدا کی فرماں برداري نه کرو ' اور اُس راه سے پهرکے ' جس کی بابت میں آج تم کو حکم دیتا هوں ' پرائے معبودوں کی ' جنهیں تم نے نهیں جانا ' پیروي کرو "

" جب تیرا خدا تجهه کو اُس سر زمین میں جهاں تو جاتا هے که اُس کا وارث بنے ' داخل کریگا تو اُس برکت کو تو جرزیم کی پهاڑي پر ' اور اُس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنا لیگا .... تم اردن پار جاتے هو تا اُس سر زمین کے ' جو تمهارا خدا تمهیں دیتا هے ' وارث هو - تم اُس کے وارث هوگے اور اُس میں بسوگے ' لهذا تم اُن تمام حقوق و احکام کی محافظت کرو ' جنهیں میں آج تمهارے سامنے رکهتا هوں ' اور اُن پر عمل کرو (استثنا - ١١ : ٢٦ - ٣٢)

مخلصین امت و جاں نثاران ملت کي ایک مخفي جماعت موجود ھے -

لیکن وہ کہاں ھیں ؟ کون لوگ ھیں ؟ کیا نام ھے ؟ کون کون اُن میں شریک ھوچکا ھے ؟ ان امور کي ابھي اسکو کوئي اطلاع نہیں دي جاتي تھي ' تا کہ اگر وہ دھوکا دینا چاھے' تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رھے -

جب وہ اُس مخفي جماعت میں شریک ھونے کیلیے طیار ھوجاتا ' تو اسکے آگے نہایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا ' اور شدید سے شدید شرطیں سنائي جاتیں - اس منزل سے بھي گذر جاتا ' تو پھر وہ نقیب اسکو اپنے ساتھ لیتا ' اور رات کے پچھلے پہر کي تاریکي میں آنکھوں پر پٹي باندھکر کسي غیر معروف اور شہر سے دور مقام پر لیجاتا ' وھاں ایک نہایت پر خوف اور ھیبت انگیز مختصر سي صحبت ھوتي - چار پانچ سیاہ پوش اجسام ھوتے ' جنکے چہرے نقاب سے چھپے ھوے ' اور جنکی آرازیں ھیبت اور جبروت میں ڈوبي ھوئي ھوتیں - دو شخص برھنہ تلواروں کو اجنبي کے سر پر بلند کرتے ' اور ایک شخص قران مجید اسکے ھاتھ میں دیتا - پھر قبلہ رو ھوکر " حلف و میثاق مقدس " کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکی زبانی دھراے جاتے :

" میں آج خدا کی عبودیت ' اسکي عدالۃ کے احترام' اسکے رحم کی پیروي' اسکے قوانین حریۃ ' مساوات ' اخوت ' اور بني نوع انسان کے طبیعي حقوق کي نگہداشت کے عہد کي تجدید کرتا ھوں - آج سے میري جان ' میري عزت ' میري آبرو ' میرا مال ' اور میري تمام قوتیں میري نہیں رھیں ' بلکہ اُس جماعت کی ' جو انکو ملک کي سعادت و حریت اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غصب اجانب سے نجات دلانے کي راہ میں خرچ کریگي - مجھپر اور میري نسل پر تا قیامت الله کي لعنت اور پھٹکار ھو' اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کی خلاف ورزي کا کبھي تصور بھي اپنے دل میں لاؤں - .... "

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یہ حال تھا کہ عام آبادي ایک طرف رھي ' خود سراے یادیز کے ڈائینگ ھال کے اندر دو آدمیوں سے اسکے بھیس بدلے ھوے نقیب نے مقدس حلف لیا تھا !!

فوجي مسئلہ

نیازي بک بھی ان تمام مدارل سے گذرا ' اور رسنہ سے پوشیدہ مناستر میں لایا گیا ' جہاں ایک مخفی اور مجہول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور ھواے وطن کي مقدس قسم کھائی ' اور پھر واپس اکر انجمن کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ' اور تھوڑے ھی دنوں کے اندر اسکی پلٹن کے اکثر افسر اور ساتھی بھی انجمن میں شامل ھوگئے -

انجمن اپنے کاموں میں نہایت تیزي سے مصروف تھی ' اور وقت مناسب کا انتظار کر رھی تھی - ترکی کی فوج نظام سات رجمنٹوں میں منقسم ھے ' جسکو (فیلق) کہتے ھیں ' اور یہی فیالق نظامیہ اسکی فوج کی اصلی طاقت ھیں - ان میں سے دوسري اور تیسري رجمنٹیں یورپین ترکی کے صدر مقامات سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' ادرنہ ' اور ازمیر میں تھیں ' اور چوتھي روملی میں -

باقي چار ' یعنے پہلي ' پانچویں ' چھٹی ' اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافہ میں ' اور تین بلاد بعیدہ یعنے دمشق ' بغداد ' اور یمن میں متعین تھیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یورپین ترکي میں مقیم تھیں ' اور جنکے چھتیس ھزار سپاھي عثماني فوج کا اعلی ترین حصے تھے ' اپنے ساتھ کرلیا تھا ' اور اسکے تمام چھوٹے بڑے افسروں نے انجمن کي اطاعت کي قسم کھالي تھي -

(غازي انور بے) اور مرحوم نیازي بک تیسري رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے -

پہلي رجمنٹ جو دار الخلافہ میں تھي ' اسکے تمام بڑے افسر حتی کہ سراے یلدیز کے محافظین انجمن کے ممبر تھے -

بقیہ چار رجمنٹیں اسقدر دور تھیں ' کہ انکي وجہ سے وقت پر کوئي مدد قسطنطنیہ پہنچ نہیں سکتی تھی -

انجمن کي اصلي حکمران جماعت

پس انجمن نے دیکھا کہ اب کام حد تکمیل کے قریب ھے ' اور فوجي جمعیت کا مسئلہ تقریباً طے ھوگیا - اب وہ صرف اسکي منتظر تھی کہ پہلي رجمنٹ کے چھوٹے افسروں اور عام سپاھیوں میں جو خفیہ نقیب پھیلے ھوے تھے ' وہ بھي اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ' لیکن حالات نے انتظار کي مہلت نہ دي - سنہ ۱۸۹۸ میں شہنشاہ اڈورڈ اور زار روس کي مشہور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کی ازادي کا مسئلہ تقریباً طے کردیا ' اور انگلستان اور روس نے متفق ھوکر اور ایک اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ' باب عالي کو بھیجدي -



مرحوم نیازي کا مرحوم وطن !!
رسنہ کا ایک نظارہ !

اب وہ وقت آگیا تھا کہ انگلستان اور روس یورپین ترکي کے فصل کا فیصلہ کرچکے تھے ' اور اک دو ھفتے کے اندر مقدونیا کي قسمت کا آخري فیصلہ ھو جانے والا تھا !

پس انجمن کي جماعۃ عاملہ نے ۲۰ - جون سنہ ۱۸۹۸ع - کی رات کو آخري فیصلہ کردیا کہ اب کام بلا تاخیر شروع کردیا جاے -

یہ جماعت عاملہ انجمن کی اصلی حکمران جماعت تھی - اسکی تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نہ تھی - دنیا کی تاریخ میں ھمیشہ یہ لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ' کیونکہ اپنے کاموں کی طرح ' یہ خود بھی نہایت عجیب تھے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بھی واقف نہ تھے کہ ھماري حکمران جماعت کہاں ھے ' اور وہ کون لوگ ھیں ؟ صرف انکے احکام تھے ' جو نقیبوں کے ذریعہ ممبروں تک پہنچ جاتے تھے - ممبروں میں کاموں کی تقسیم ھوگئی تھی - ان میں سب سے بڑي جماعت فدائیوں کی تھی - انکا کام صرف یہ تھا کہ جو حکم پہنچے ' اُسی وقت اسکی تعمیل کریں ' گو اسمیں کیسا ھی خطرہ کیوں نہو - ان فدائیوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ھم پر حکومت کرنے والے اور احکام بھیجنے والے کون لوگ ھیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تھے ' اور اسکی تعمیل کیلیے سر فروشانہ طیار رھتے تھے

ناموران غزوۂ بلقان

ﷺ انۃ بطا ل الحـــرية

رحمـــۃ اللہ علیک یا نیـــازي !!

حـــالاتِ ۃ ، ي

(٣)

انجمن میں شرکت

(نیازي بک) کے خیالات کا تغیر روز افزوں تھا - اسکے تفکرات سیاسیه روز بروز عمیق تر ہوتے جاتے تھے - عشق ملۃ اور ہواے حریۃ کے ایک محبوب غیر مرئي کي یاد نے اسکي تمام حسیات و جذبات ذهنیه پر قبضه کرلیا تھا -

لیکن تاهم اب تـک اسـکا سفر بے مقصود' اور اسکي تفحصات فکریه مجہول تھیں -

اٹلي کے مشہـور داعـي حریت (جوزف میزیني) نے جب اپنے هم وطنوں کو غیر ملکي سپاهیوں کی قید میں سڑک پر سے گذرتے ہوے دیکھا تھا' تو عشق حریۃ کي آگ اسکے سینے میں بھڑک اٹھي تھي - وہ اپني مخفي بیقراري سے مضطر' اور اپنے التہاب قلبی سے مضطرب تھا' لیکن تھوڑے هي دنوں کے اندر بغیر کسي تلاش و جستجو کے' خود بخود اُسے ایک مخفي ملکي جماعت کا پته ملگیا' اور اسکي شرکت کے ساتھ هي اسکی تاریخی زندگي شروع ہوگئي -

بعینه اسی طرح نیازي بک کو بھي زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا - اس انقلاب طبیعت پر بیقراري کا ایک سال بھی نہیں گذرا تھا که اُسے " انجمن اتحاد و ترقي " کا ایک مخفي داعي ملگیا' جس نے انجمن کے مقاصد و اغراض سے مطلع کیا' اور بتلایا که " جن افکار میں تم مبتلا ہے اضطراب ہو' یہي اضطراب ہے' جس نے ملک کے ہزاروں فرزندوں کو تم سے بہت پہلے رشتۂ اتحاد و اشتراک عمل میں منسلک کر دیا ہے "

(نیازي بک) لکھتا ہے : " اس راہ میں (انور بے) کے ارشاد طریقت اور دلیل راہ بننے کا میں همیشه شکر گذار رہونگا "

† † †

انجمن کے قبل از دستور کاموں کے ذکر کا یه موقعه نہیں - تیس برس کے اندر مختلف مقامات میں رہنے اور حوادث و موانع کے ظہور سے ٹوٹنے اور منتشر ہونے کے بعد' بالا خر انجمن کي مرکزي جمعیۃ پیرس میں آکر مقیم ہوگئي تھي' مگر اپنے کاموں کي طرف سے بالکل نا امید تھي' اور سراے یلدیز کي مخالفانه و حریفانه کوششوں کا مقابله کرتے کرتے عاجز آگئي تھے - یہاں تک که سنه ١٨٩٦ - سے مقدونیا کے مسئلے نے یورپین ترکي کے مسئلے کي صورت اختیار کرلی' اور دول ستہ نے صاف صاف اسمیں مداخلت کا اعلان کر دیا - انجمن نے سونچا که یه وقت خاموشي اور صرف نظر کا نہیں ہے' اور ترکي کے لیے جو کچھه ہونا ہے' ضرور ہے که دول یورپ کے مطامع کے ظہور سے پہلے هي ہوجاے - اس نے دیکھا که برلن کانگریس کے معاهدے میں سے الحاق بوسینیا و هرزي گونیا وغیرہ کا بڑا سبب دولۃ عثمانیه کا غیر آئیني حکومت ہونا ظاهر کیا گیا تھا' اور اسکي تصریح کردي گئي تھي که اگر سنه ١٨٨٧ - کي عثماني پارلیمنٹ قائم رهي اور اصلاح و ترقي کرتي رهي' تو یورپین ترکي کي علحدگي یا خود مختاري کا سوال بالکل چھوڑ دیا جاے گا -



مشہـــور "ـــرانے یاســدز"
کا ڈائنینـگ هال

پس اگر اس وقت کوئي داخلي انقـلاب نه ہوا' تو مقدونیا اور بقیه یورپین ترکي کا دولت عثمـانیه سے فصل قطعي اور یقیني ہے -

چنانچه انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مرکزي جماعت' پیرس کي جگه مصر میں قرار دي - پھر اسکے بعد سنه ١٨٩٧ - میں خود مقدونیه کے مرکزي اور فوجي مقامات (سلانیک) اور (مناستر) میں منتقل کردي گئي' اور اسکے داعي و نقیب طرح طرح کے بھیسوں اور لباسوں میں تمام فوجي آبادیوں کے اندر پھیل گئے -

انجمن کے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور هلاکتوں میں گھري ہوئي تھی' اسلیے اس نے قدیمي انقلابي اور مخفي جماعتوں کے اصول پر اپنے تمام کاموں کے طریقے قرار دیے تھے - اسکے نقیب سوسائٹي میں شامل ہوکر لوگوں کے خیالات کو ٹٹولتے' اور انکي طبیعت کا اندازہ لگاتے رہتے - جب انکو کسي شخص کے خیالات میں تغیر و اصلاح اور مصائب ملک و ملت کے حس کا پته لگتا' تو پھر اسکو طرح طرح کي آزمایشوں میں ڈالتے' اور کچھه عرصے تک اسکے خیالات کي استقامت کی تفتیش کرتے - جب وہ مستقل اور قابل وثوق ثابت ہو جاتا تو پھر اسکو اطلاع دیتے' که جن چیزوں کے تم متلاشي ہو' انھي کیلیے

شذرات

مسلمانوں میں میجر رنلي کي هر دلعزیزي اور محبوبیت کا یه عالم هے که جب سے وہ روانه هوے هیں ' هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قران حکیم پڑهسکتے هیں ' وہ سورہ یاسین ' اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هیں ' وہ دو رکعتیں پڑهکے دعا مانگتے هیں که ڈون ماس میجر رنلي باحترام و اکرام آستانے پہنچیں ' سفراء و جلالتماٰب سلطان المعظم سے ملاقات هو ' اور مقصد سفر میں کامیاب هوں ' اور پهر بخیر و خوبي و راحت و آرام جزائر واپس آئیں ! !

جلالتماٰب سلطان معظم کیخدمت میں جو عریضه بهیجا گیا هے وہ نهایت فصیح و بلیغ عربي میں لکها گیا هے - یه عریضه ایک سفید مچهلي کے کاغذ کے غلاف میں هے -

یه غلاف سرخ ' زرد ' اور سبز ' تین رنگوں کے فیتے سے آراسته هے - یه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کیے گئے هیں که یهي ریاستهاے متحدہ امریکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هیں :

(۱) سلطان المعظم کا به حیثیت خلیفه دور دراز کے جزائر تک پر نسي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي ' جو هر جگه نمایاں هے -

(۳) ترکي نے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ایک فرمان بهیجا تها ' جس میں شورش و بد امني سے بچنے کي ترغیب دي تهي - ترکي کا یه ایک احسان عظیم هے جسکو شاید گورنمنٹ اف انڈیا بهلا چکي هو ' مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هی کي خصوصیت نهیں ' بلکه جزائر فلیپائن کے مسلمانوں کو بهی ترکي نے امن و وفاداري کی تعلیم دي تهي ' اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو یورپ کي نو آبادیوں میں کبهي یورپ کے زعم کے مطابق وسیلۂ شورش و بغاوت نهیں بنایا - شورش تو یقیناً اچهی بات نهیں ' لیکن بهتر تها که ترکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حریت کي سعي میں کام لیتی -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي ' که ایک مسیحي کا سلوک انسے اچها هوا ' تو اسکے لیے دعائیں مانگیں ' اور اسکو باپ کهکر پکارتے هیں - افسوس که اس احسان پرستی کا انهیں یورپ سے جو جواب ملا ' اسکا اشارہ اب تغیر خصلت کي طرف هے ' اور مبارک هیں وہ ' جو اِس اشارے کو سمجهیں اور اسپر عمل کریں !

الہلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الہلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

واقعۂ " سید هاشمی "

قائم مقام پرنسپل کي تصریح

کچهه عرصه سے سید هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات میں غلط اور بے بنیاد خبریں شایع هو رهي هیں - اس قسم کي افواهیں خواہ غلط هوں یا صحیح ' کسي حالت میں نه طالب علم کے لیے مفید هیں نه کالج کے لیے - میں مناسب سمجهتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کردیے جائیں - یه مشهور کیا گیا هے که سید هاشمی نے ٹینس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بهائیوں پر مصیبت آ رهي هے ' اور اس مخالفت کي سزا میں انهیں نکال دیا گیا - اسکے اصل واقعات یهه هیں :

ڈنر کي تاریخ سے دو هفته پیشتر ٹینس کمیٹي کا ایک جلسه هوا جسمیں سید هاشمی شامل تهے ' اور اُس جلسه میں یهه قرار پایا که پرانے عهدہ داروں کي علحدگی اور نئے عهدہ داروں کے چارج لینے کي تقریب میں ایک ڈنر دیا جاوے - اس کمیٹي میں سید هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نهیں کي - ڈنر کي تاریخ مقرر هوگئي - مهمانونکے پاس انویٹیشن جا چکے ' جسکو انهوں نے قبول کرلیا ' تمام جنس خریدي جا چکی - آخر وقت میں هاشمي نے کالج کے کچهه اور طلباء کو جنکا ڈیپوٹیشن سے کچهه تعلق نهیں تها بهڑکا کر یهه رزولیوشن پاس کرایا که ٹینس ڈنر نهیں هونا چاهیے - اسپر ٹینس کمیٹي کا جلسه هوا ' اور یه بیان کیا گیا که انکو ڈنر کي مخالفت کمیٹي میں کرنا چاهیے تهی - اگر اُسکا مقصد همدردانه هوتا تو وہ ٹینس کي کمیٹي میں مخالفت کرتے ' اور پندرہ روز خاموش رهکر ایسے وقت میں ' جبکه ڈنر کا ملتوي هونا نا ممکن تها ' ایسے نا جائز طریقه سے اعتراض نکرتے - کمیٹي نے یه خیال کیا که اوسکا یه فعل که کمیٹي میں بیٹهکر خاموشي سے ایک بات کي موافقت کرنیکے بعد باهر جاکر اوسکے خلاف اوروںکو ورغلانا ایک شریف علي گڈہ بواے کے کیرکٹر کے خلاف هے - چنانچه ٹینس کمیٹی کي ممبري سے اونکا نام خارج کردیا گیا ' اور یه معامله یهیں ختم هوگیا - اونکے اخراج کے اسباب یهه هیں :-

(۱) پچهلے تین سالوں میں ٹیوٹر کے پاس اونکے متعلق خراب رپورٹیں آئیں ' اور اونکو متعدد مرتبه اونکے ٹیوٹر نے متنبه بهي کیا - اور ایک مرتبه کچهه نا گوار گفتگو بهي هوئي -

(۲) اونهوں نے اپنے اسسٹنٹ کي سچائي کے خلاف جهوٹي روایتیں مشهور کیں -

(۳) اونهوں نے سنیر اسٹاف کے ایک پروفیسر کو جهوٹ بولکر دهوکا دیا ' جسپر پرنسپل صاحب نے بهت تنبیه کي ' اور کها که تهوڑي سي بات پر وہ نکالدیے جائینگے -

(۴) تهرڈ ایر کے سالانه امتحان میں وہ باتیں کرتے هوے پکڑے گئے -

شئون عثمانیہ

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلي پائن

جزائر فلیپائن [illegible] - متحدہ امریکہ کے ماتحت ہیں - ان جزائر میں اسوقت ٥ - لاکھہ مسلمان آباد ہیں -

جزائر (مورو) جزائر فلیپائن کي حکومت کے ماتحت ہیں - جزائر (مورو) پر ۱۱ - سال تک میجر رنلي حکمراں رہا - میجر مذکور نے اپنے عہد میں فرائض حکمراني نہایت خوبي سے ادا کیے اور باشندوں میں ہر دلعزیز و معتمد علیہ ہو گیا -

سن (نیو یارک امریکہ) کو اپنے نامہ نگار [illegible] کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ میجر رنلي فلیپائن کي اسلامي آبادي کے وکیل مطلق کي حیثیت سے آجکل آستانۂ علیہ آئے ہوے ہیں -

میجر مذکور آستانہ پہنچتے ہي شیخ الاسلام کے پاس گئے ' اور وہ تمام سرکاري کاغذات پیش کیے ' جن کي بنا پر یہ خدمت وکالت انکے متعلق کي گئي ہے -

میجر مذکور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد کے متعلق گفتگو کرتے ہوے بیان کیا :

" مسلمانان فلیپائن نے انکو اسلیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا ہے ' تاکہ وہ (یعنے میجر مذکور) سلطان المعظم سے مسلمانان فلیپائن کے رئیس دیني یا خلیفے کي حیثیت سے ملیں اور نیابةً عرض کریں کہ جلالتماب ریاستہاے متحدہ امریکہ کي پالیسي یعني تفریق حکومت و مذہب کي بابت اطمینان فرمائیں - اور میجر موصوف بدلائل قاطعہ جلالتماب کو یقین دلائیں کہ ریاستہاے متحدۂ امریکہ اپنے دل میں اپني مسلمان رعایا کے ساتھہ بد سلوکي کا خیال پوشیدہ نہیں رکھتي ' کیونکہ وہ اسلام پر چلنے کي کوشش کرتے ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ ایک ہي وقت میں وہ مومن کامل بھي ہوں اور امن دوست شہري بھي "

میجر رنلي نے کہا :

" ممکن ہے کہ ان اسباب کا دریافت کرنا مشکل ہو ' جنکي بنا پر ایک قدیمي و فطري زندگي بسر کرنے والي جماعت نے میرے غیر مسلم ہونے کے باوجود یہ خدمت میرے متعلق کي ' لیکن میں کہتا ہوں کہ میں اپنے عہد حکومت میں انکے اعتماد و اعتبار کے حاصل کرنے میں ہمیشہ کامیاب ہوا ' کیونکہ میں نے ان پر محبت و مروت کا اظہار کیا ' اور انکو یقین دلایا کہ وہ موجودہ حالت میں نیک کردار مسلمانوں کے راستے پر نہیں چل رہے ہیں اور اصلاح کے محتاج ہیں "

یہ حالات تھے ' جنکي بنا پر انھوں نے میجر رنلي کو اس مقصد عالي کے لیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا ہے - خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے پہلے کبھي انھیں اس مقصد کے لیے کسي شخص کو بھیجنے کا اتفاق نہیں ہوا -

چنانچہ وہ اپنے اسي خط میں سلطان المعظم کو لکھتے ہیں :

" اب ہماري تمام امیدیں آپ ہي کے ہاتھہ وابستہ ہیں - ہم کسي ایسے شخص کو نہیں جانتے ' جس سے ہمارے تعلقات آپکے تعلقات سے زیادہ قریب ہوں - کیونکہ آپ جانشین رسول اللہ اور ہم تمام مسلمانوں کے خلیفہ ہیں - اسکے علاوہ کوئي اور شخص ایسا نظر بھي نہیں آتا جس سے یہ امید ہو کہ وہ اتباع اسلام کے باب میں ہماري خواہشوں کے پورا کرنے میں ہمیں مدد دیگا "

میجر رنلي اپني اور مسلمانان مورو کے تعلقات کي سرگذشت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" میرے اور مسلمانان مورو کے تعلقات ان مساعي کي بدولت ہوے ہیں ' جو میں نے آستانے میں انجام دي تھیں - جسوقت یہ جزائر ریاستہاے متحدہ امریکہ کو ملے ہیں اسوقت اسکا معتمد مسٹر اوسکار ترس آستانے میں مقیم تھا - اسکو جب معلوم ہوا کہ ہمارے نئے مستعمرات (نو آبادیوں) میں بہت سے مسلمان بھي ہیں ' تو وہ سلطان عبد الحمید خاں سے ملا ' اور معاہدہ ریاستہاے متحدہ و صوبہ طرابلس الغرب پیش کیا ' جسکي دفعہ ۱۱ - میں لکھا تھا :

" چونکہ ریاستہاے متحدہ کي حکومت کي بنیاد کسي حیثیت سے بھي [illegible] پر نہیں ہے ' اور چونکہ یہ حکومت مسلمانوں کے اسباب راحت ' انکے عقائد ' انکے مذہب کے ساتھہ ' کسي طرح بد سلوکي کا ارادہ نہیں رکھتي ' اور نیز کیونکہ وہ آج تک کسي مسلمان قوم سے معرکہ آرا نہیں ہوئي ہے ' اسلیے فریقین اس امر پر متفق ہیں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات باہمي کے انقطاع کے لیے مذہبي امر سبب نہ قرار دیے جائیں "

چونکہ سلطان عبد الحمید خاں کو ان جزائر کا حال معلوم نہ تھا اسلیے پہلے انھوں نے یہ دریافت کرنا چاہا کہ آیا درحقیقت ان جزائر میں مسلمان رہتے ہیں ؟ اور کیا انمیں سے کوئي جماعت اداے فریضۂ حج کے لیے حجاز بھي آئي ہے ؟ پھر اسي غرض سے انھوں نے ایک تار بھي مکہ معظمہ بھیجا - حسن اتفاق سے ان جزائر کے دو شخص وہاں موجود تھے - سلطان عبد الحمید نے ان دونوں آدمیوں کے ہاتھہ مسلمانان جزائر کے پاس خطوط بھیجے اسمیں انھوں نے [illegible] کي تھي کہ حکام کے ساتھہ دوستي و محبت کے تعلقات رکھیں - یہ انھیں خطوط کا اثر تھا کہ جب یہاں انگلینڈ کے قاصد آئے ' اور باشندوں کو بغاوت میں شرکت کي دعوت دي ' تو مسلمانوں نے شرکت سے صاف انکار کردیا -

میجر رنلي کو مسلمانان فلیپائن (ترن ماس) کہتے ہیں ترن ماس کے لفظي معني بادشاہ ' باپ ' یا سردار کے ہیں -

مسلمانوں نے ایک بہت بڑي مرصع انگشتري بھي بطور یادگار انکو دي ہے ' اور وہ ہر وقت اسے فخریہ زیب انگشت رکھتے ہیں

موجود هیں که ان‌میں سے صرف ایک متنفس هي اتني قابل هو کر بلا تکلف دیکر، مظلوم مهاجرین کي اعانت فرما سکتا هے - ذرا همت کر کام فرمایا جاے تو ارباب همم کیلیے یه امر کچهه بهي دشوار نہیں :

همت نخورد نیشتر لا و نعم را

عجب نہیں جو ابتک کسي غیور همدرد نے رقم مطلوبه آپ کي معرفت قسطنطنیه بهیجوا دي هو - یا آپکو بذریعه قیمت اخبار حسب اعلان ایک معتد به رقم وصول هوچکی هو - وکفی بالله وکیلا -

آه ! آه ! ! مولانا - خدا کي قسم میرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئي سرمایه نہیں ، جس سے اپنے مظلوم بهائیونکي اعانت کرسکوں ، البته کوئي خرید فرما لے تو میں بکنے کیلیے تیار هوں ، مگر حیران هوں که مجهه بدترین خلایق کو کون خریدیگا ؟ مجهه میں نه ایاز کا سا حال و قال ، نه یوسف کا سا حسن و جمال ، پهر کہتا هوں که گو کچهه نه سهي مگر انسان هوں - مسلمان هوں -

جبکه ادنے ادنے اشیاء چندہ کے جلسونمیں روپیوں اشرفیوں سے بذریعه نیلام نہایت احترام کے ساتهه بک گئي هوں ، اور جبکه پهٹے کپڑے ٹوٹے جوتے تک بک جاتے هیں ، تو کیا دس کرور اهل اسلام میں ایک خریدار سراپا ایثار بهي مجهکو میسر نه آئیگا ؟

پهر هاں اے جان عزیز ! بتا که اب تیرا کیا عزم هے ؟ گو تو سب سے عزیز‌ترهی اور نقد دو عالم تیرے مقابله میں هیچ ، مگر تیري محبت کي قسم که تو جان آفریں کي خوشنودي سے تو زیاده هرگز عزیز نہیں - اگر تو اسوقت بهي کام نه آئي تو پهر کس کام کي - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسیده بهائیوں کي اعانت میں قربان هوجا !

یا خدا میري اس صداے جانفروشي کو در اجابت تک پہونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امري الی الله -

حضرت مولانا - حاشا آپ میري اس تحریر کو شاعرانه تعلي یا دیوانے کي بڑ خیال نه فرمائیں - میں آپکو بعزم و استقلال ، به ثبات عقل و هوش ، و برضا و رغبت ، بلا اکراه و جبر مطلع کرتا هوں ، بلکه اختیار دیتا هوں که جو صاحب ، جن داموں چاهیں ، مجهکو خرید فرمالیں یا آپ جسکے هاتهه جس قیمت پر چاهیں فروخت فرما کر زر قیمت فوراً قسطنطنیه روانه فرماویں - کچهه عذر نکرونگا ، اور تا زیست اپنے مولی کي غلامي سے انحراف نکرونگا ، معامله طے هوجانے پر باضابطه خط غلامي بهي لکهدونگا - و بالله التوفیق -

یه خادمه ایک غریب شوهر کي زوجه هے - جو کثیر العیال بهي هیں - میرے غریب شوهر مسمی منشي محمد عبد الکریم صاحب سنه فست پان بازار سکندر آباد نے ابهي ابهي مجهسے فرمایا که همارے ترک بهائي ، بهنیں ، اور مائیں ، جو مهاجرین هیں ، بڑي سخت مصیبت میں هیں - ان کي امداد کے لیے حضرت مولانا ابو الکلام مدظله نے اپنا اخبار مفت بهیجنے کا وعده فرما کر اعلان شائع کر دیا هے - یه خادمه آپکي دن دوني رات چوگني دولت بڑهنے کے لیے اور درازي عمر کے لیے دعا کرتي هے -

جبسے که جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع هوئي - اور همارے پیارے ترک بهائیوں ، بهنوں ، اور ماؤں ، اور ننهے ننهے بچوں پر ظالم بلقانیوں و اطالیوں نے مظالم کیے هیں - انکا حال سن سنکر میرا اور میرے شوهر کا کلیجه پاش پاش هو چکا هے - هم دونوں جب کبهي اپنے بچوں کو محبت کي نظر سے دیکهتے هیں تو همارے پیارے و عزیز ترک شهداء ، پیاري مائیں ، پیاري بهنیں ، پیارے و عزیز بچے یاد آجاتے هیں ، اور بے اختیار آنکهه سے جهڑي شروع هوجاتي هے - ....

آه اے رب العالمین ! تیري شان قهاري کو کیا هوگیا ؟ تیرے حبیب کي امت پر یه کیسي مصیبت هے ؟ تو اور تیرا عرش سکوت میں کیوں هے ؟ تیري وحدانیت اور تیرے حبیب کي رسالت کي گواهي دینیکا بدله یه هم سے لیا جا رها هے -

مجهے بچپن سے اردو اخبارات دیکهنے کا شوق هے ، لیکن اب اخبارات دیکهتي هوں تو اسلام پر هر طرف ایک اندهیاري سي چهائي هوئي معلوم هوتي هے - اب تو یهي بهتر معلوم هوتا هے که دنیا کے کل مسلمان ایک دل هوکر اسلام کي حفاظت کا عهد کرلیں - اسکا نتیجه جو کچهه خداے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بهروسه تو اس خداے وحده لا شریک پر هے - میں تو اس دن کو اپنے لیے عید سے بڑهکر جشن کا دن سمجهوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو ساله فرزند کو شهید هوتے دیکهوں - اور میں خود بهي " فاطمه بنت عبد الله " کے قدم بقدم چلکر شهید هوں ، جو جنگ طرابلس میں شهید هوکر حوران بهشتي کے آغوش میں کهیل رهي هے ، اور جسکا حال حضور نے اخبار میں لکها تها -

کل میرے غریب شوهر نے آٹهه روپیه کلدار بذریعه مني آڈر (اعانهٔ مهاجرین عثمانیه) کے لیے بهیجا هے ، اوسي سلسله میں آج یه خادمه بهي آٹهه روپیه بذریعه مني آڈر ارسال کرتي هے - همکو کسي معاوضه کي ضرورت نہیں -

(از جناب محمد حسین صاحب سکریٹري انجمن هلال احمر بلکم)

روزانه زمیندار میں اعانه مهاجرین کے عنوان سے الهلال کا شایع شده مضمون نظر سے گذرا - آپنے عالي همتي اور ایثار سے الهلال کي چار هزار کاپیاں وقف امداد مهاجرین کي هیں - جزاکم الله احسن الاجزا - آپکي اس عالي همتي کي صرف زباني داد دینا تو نہایت آسان امر هے ، لیکن اصل بات یه هے که کچهه عملي کارروائي بهي کر دکهلائي جاے - اسي خیال سے میں نے آج نماز جمعه کے بعد جامع مسجد میں ، ایک مختصر تقریر بیان کي ، اور مسلمانوں سے اس امر کي تحریک کي که کم از کم - هر ایک مسجد کے لیے ایک الهلال ضرور خریدا جاے جسکي خریداري هم خرما و هم ثواب سے بهي بڑهکر هے - اسی وقت آٹهه روپیه جمع هوگئے جو آپکی خدمت میں بذریعه مني آرڈر روانه کئے گئے هیں - وصول فرما کر الهلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاري فرمائیں -

اراده هے که هر ایک مسجد میں جا کر اوگونکو اسکي خریداري پر آماده کروں تا که ایک معقول تعداد الهلال کے خریداروں کي پیدا هوجاے - اور اس طرح مهاجرین کي بهي اعانت هو -

الهلال

(کثر الله امثالکم - کہه نہیں سکتا که جناب کے اس خلوص و درد اسلامي نے میرے دل میں کیسي جگه پیدا کر لي هے ؟)

حضرت مولانا - الله تعالی آپکے علم و فضل میں برکت و اضافه کرے - مجهه ضعیف و نحیف کا عزیز از جان فرزند عبد الرحیم کاتب بعمر ۲۲ - سال آپ کے اخبار الهلال کا عاشق شیدا تها - جب تک الهلال کو دیکهه نه لے ، اُسے چین نه پڑتي تهي افسوس که اس

(٥) فضل الحسن مرهاني اكثر اردوے معلی کو جو سکیشن میں سزایاب هوچکے هیں پرنسپل نے بد اتفاق آنریری سکتری کالج میں آنیکی اور طالبعلموں اوراسے ملنے کي ممانعت کي هے - سید هاشمي کا اوس ربط و ضبط رها اور اونکے بائیکاٹ کے نوٹس نمایش میں تقسیم کرنے میں نمایاں حصه لیا -

یه مشہور کیا جاتا هے که اونکو آندهي اور مینهه میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے اونکو اپنے یہاں ٹهرایا اونکو نکالا - اور جسنے روٹي کهلائي اوسکو بهي نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یه هیں که اونکو صبح آٹهه بجے کالج سے چلے جانے کے لیے کہا گیا' اور انکي متعدد قسم کي فیس معاف کر کے اونکو سفر خرچ کے لیے روپیه بهي دیا گیا - اور کہا که اوسي روز پانچ بجے کي گاڑي سے چلے جاویں' اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب اونکو اسٹیشن پر روانه کرنے گئے - وہ اوس روز نہیں گئے' اور تین دن تک ایک طالبعلم کے یہاں چهپے رهے' جسکي کسیکوکوئي اطلاع نہیں کي گئي - ان طالبعلم کے خلاف چونکه پہلے کوئي بات نہیں تهي اسلیے اونکو متنبه کر کے اوسکا کمره تبدیل کر دیا گیا' اور کوئي سزا نہیں دیگئی - هاشمي کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تها که کوئي طالبعلم سید هاشمی کو رخصت نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید هاشمي کو ایک شاندار ڈنر دیا' جسمیں بہت سے طلبا کو مدعو کیا - سید هاشمي کو هار پہنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماہ کے لیے اسٹیکیٹ کیا - اس طالبعلم کي پہلے سے بهي کچهه شکایتیں تهیں - سید هاشمي کي روانگي دهلي کو شام کے پانچ بجے هوئي' اور اوس روز اتفاق سے خاص طور پر موسم اچها تها - اونکے روانه هونے کے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکهنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے اڈیٹروں سے جو کالج کے دوست هیں اپیل کرتا هوں که وہ کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریري سکریٹري یا پرنسپل سے واقعه کي تصحیح کرلیا کریں - مجهے خوشي هے که چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریري سکریٹري کو لکها -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈه

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکي اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - آپکے اخبار مورخه ١٤ - مئي سنه ١٣١٩ سے ظاهر هوتا هے که مجلس دفاع ملی نے جو روئداد مظالم بلقان کي شائع کي هے اور اوسکے تراجم مختلف السنه یورپ میں کیے گئے هیں - اوسکي ایک کاپي انگریزي آپکے پاس پہنچ گئي هے' اور آپ اوسکا ترجمه اپنے اخبار میں وقتاً فوقتاً چهاپتے رهینگے - آپنے یہه خیال بهي ظاهر فرمایا هے که اگر همدرد اسکو چهاپ دے تو بہت بہتر هو' میري راے ناقص میں نه صرف همدرد بلکه کل روزانه اور هفته وار اسلامي اخباروں میں اسکي اشاعت ازبس ضروري هے - اور میں امید کرتا هوں که ان اخبارات سے پرائیوٹ خط و کتابت کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کي اشاعت کے بعد جیسا که آپکا خیال هے اس روئداد کو ایک رساله کي صورت میں شائع کیا جاے -

تاریخ حسیات اسلامیهٔ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانهٔ مہاجرین

اعلان جان فروشي

جناب عبد الحي خاں صاحب از دیورک

حضرت مولانا مد ظله العالي - سلام مسنون - اسوقت یوروپین ٹرکي کے مظلوم و بے خانماں مہاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور اُنکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجهٔ الهلال پیش نظر هے -

کیا عرض کروں که دل بیتاب کیا کہه رها هے' اور آنکهوں سے کیا بہه رها هے؟ جس ایثار سے آپنے بذریعه قیمت اخبار ٣٠ هزار کي فراهمي کا انتظام و اعلان فرمایا هے وہ نہایت مستحسن اور سہل الحصول طریقه هے - بفضله تعالی قوم میں هزاروں عالي همت اور صاحب دل ایسے

[بقیه مضمون پہلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروري تصور کرتا هوں که اس روئداد کا ترجمه آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئي اور شخص انگریزي سے اردو میں ترجمه کرے تو بهي آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یه رساله اردو ٹائپ میں نه چهپے' بلکه لیتهوگراف میں' کیونکه عوام الناس ٹائپ کو اچهي طرح نہیں پڑهه سکتے' اور کم ازکم اوسکے پڑهنے میں دقت محسوس کرتے هیں - اس رساله کے ترجمه میں مغلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے' کیونکه بد قسمتی سے هندوستان میں عربی تقریبا معدوم و مفقود هوگئي هے - یہه رساله خوشخط هو' مگر کاغذ کي پروا نہیں' خواہ کیسا هی کم قیمت هو - اسکي ایک لاکهه کا پیاں تمام هندوستان میں کم سے کم شائع کي جائیں - اور اصلي قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نہیں جانتا که اس روئداد کا عربي میں بهي ترجمه هوا هے - لیکن اگر نہیں هوا تو ضرور هونا چاهیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب طرابلس وغیره مقامات میں اسکي هزاروں کاپیاں مشتہر کرني چاهئیں - حج بیت الله کے موقع پر اسکي اشاعت خصوصیت سے کیجاے' تا که مسلمانوں کي آنکهیں کهلیں' اور وہ خواب غفلت سے کروٹ لیں - اجکي ڈاک میں بطور چنده دس روپیه کا مني آرڈر اس رساله کي اشاعت کي غرض سے آپکي مبارک خدمت میں بهیجتا هوں - امید هے که اسکي اشاعت کي لیے بہت زیاده چنده کی ضرورت نہوگي اور تهوڑي سی سعي سے کافي چنده هوجائیگا - کل شہروں میں ائمه مساجد جامع کے پاس یه روئداد مفت بلا قیمت جاني چاهیے - اس روئداد کے عربی ترجمه کے لیے آپ قسطنطنیه میں خط و کتابت کرکے انتظام باساني فرماسکتے هیں - میري راے میں اس اشاعت سے ایک اور بهي مدعا حاصل هوگا' اور وہ یہه که گورنمنت برطانیه کے رحم اور دیگر یورپین حکومتوں کي بے رحمي اور قساوت کا اندازه عامهٔ خلائق کو بمصداق تعرف الاشیاء باضدادها هوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

ابو الکلام آزاد الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ ۔ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

ضعیفي میں مجھے داغ جدائي دیگیا ' یعنے چند ماہ بیمار رهکر انتقال کرگیا- میري بقیه عمر ضائع هوئي - کیا کرون کدهر جاؤں ؟ مہاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الہلال میں تحریر کیا هے اس سے دلپر سخت صدمه پہنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیه چنده ارسال کرتا هوں' اوسکو قبول فرماویں' اور میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمالیں که خدا اوسکي مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگهه دے آمین -

الہـــلال

(عظم الله اجــورکم بمصائبکم - اللهم اغفـــره وارحمــه ' وانت خیر الراحمین !)

(فضل کریم حکیم ڈویزنل کورٹ هوشیار پور)

عزیزه اهلیۂ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم هاتھي دروازه امرت سر دو تین ماه سے بعارضه بخار بیمار هیں - تبدیل آب وهوا کي غرض سے یہاں آئي تهیں - بیماري کی شدت سے چونکه وه بہت دلگیر اور مایوس تهیں ' اسلیے انهیں خیال هوا که اپنے زیورات راه خدا میں دیدیں - چنانچه دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ٥٨ روپیه کو خریدي گئي تهیں ' مجھے دیدیں که انهیں کسي عمده مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الہـــلال کو پڑهتے هوے دل میں خیال آیا که اعانت مہاجرین سے اچها مصرف اور کوئي نہیں هو سکتا -

آج هر دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا هیں - یه خالصاً آپکي نذر هیں ' آپ پسند کریں توانهیں اعانۂ مہاجرین میں بهیجدیں - اور مریضه کے حق میں دعاے صحت فرمائیں -

الہـــلال

(الله تعالی اس مومنۂ مخلصه کو صحت عطا فرماے - جمیع قارئین الہلال سے التجا هے که انکي حق میں دعاے صحت و سلامتي فرمائیں)

(از جناب نظیر احمد خان صاحب سہسرامي)

همارے والد ماجد مولوي سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت دیواني برابر الہلال دیکها کرتے هیں - اس هفته کے الہلال کو دیکهکر نہایت غمگین هوے' اور مہاجرین کي حالت دیکهکر دل بهر آیا - چنانچه ٣-سو روپیه اپنے مشاهره سے پس انداز اس ارادہ سے کیا تها که حج کو تشریف لیجاویں - مگر حالت مہاجرین قابل رحم هے - فوراً حکم دیا که کل روپیه " بمد اعانــة مہــاجرین " دفتر الہـــلال کو بهیجدو که منزل مقصود تک پہونچ جاے - اور ان بیکسوں کي دستگیري هو - لہذا حسب الحکم جناب موصوف الصدر مبلغ ٣-سو روپیه بذریعه کرنسي نوٹ بیمه ارسال هے - امید که رسید سے بہت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مہاجرین " کے مد میں جمع کرینگے -

فہـرست زر اعانــۂ مہاجرین عثمـانیــه

(١)

	پائي	آنه	روپیه
جناب انوار الحق صاحب سوداگر- پوریاں- شاهجہانپور	٠	٠	١٦
مسلمانان قصبه رسولي بذریعه جناب برهان حسین صاحب	٠	٧	١٦
جناب عبدالرضا خانصاحب - آر- اے - آر- کهیري - لکهیم پور	٠	٠	٢٢
جناب حاجي محمد محي الدین صاحب بنگلور	٠	٠	٥
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر- شورکوٹ جهنگ	٠	٠	١٠
زمینداران کهرٹه بذریعه غلام محمد صاحب	٠	١٥	٢
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بهاگل پور	٠	٠	٣٠٠
جناب احمد حسین صاحب ٹهیکه دار نہر درگئی پشاور	٠	٠	٣٠
جناب معزالدین احمد صاحب سبزیمنڈي - اله آباد	٠	١	١٥
غیور مسلمانان بازید پور- مونگیر	٠	٥	١٦
جناب ایم - ترابعلیخا نصاحب - تحصیلدار حیدر آباد دکن	٠	٠	٥٠
مسلمانان جہلم	٠	٠	١٠٠
جناب عبد الغفور صاحب - بسین برهما	٠	٠	١
جناب امراؤ علي صاحب دهلي	٠	٠	٢
جناب مولوي حبیب الدین صاحب دهلی	٠	٨	٠
جناب ایم امین الدین صاحب بیرسٹر لائل پور	٠	٠	٣
جناب محمد اشفاق النبي خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	٠	٠	٨
جناب میران بخش صاحب پٹواري هوشیارپور	٠	٠	٥٠
جناب منشي مهدي حسن صاحب محرر چنگي پرتاب گڈه اوده	٠	٠	٨
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبو ساز بریلي	٠	٠	١٥
جناب ایم - حصول احمد صاحب انریري مجسٹریٹ خیر آباد	٠	٠	١٠٠
مسلمانان کهونٹي بذریعه عزیز الحق صاحب مختار - کهونٹي - رانچي	٠	٠	٢٠
جناب محمد نصیر صاحب موضع هرگاران بریگها	٠	٩	١٠٣
جناب ور بیگ صاحب وکیل جونپور	٠	٠	٥
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب بکاني - کوئٹه	٠	٠	٣
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	٠	٨	٧
جناب سید محمد تقي صاحب - از گونڈه	٠	٠	٦٥
جناب سید فضل شاه صاحب جهت پت	٦	٨	٠
میاں نذیر حسین صاحب از لوهیا نواله ضلع گوجرا نواله	٠	٠	٣
جناب جمال خان کشمیري ککهر- گوجرا نواله	٠	٠	١
ایک صاحب درد از قصور لاهور	٠	٠	٥٠
معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي	٠	٠	٧

بذریعه معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي زیورات
(به تفصیل ذیل)

جوشن نقري مرصّع ١٩ عدد - جوشن نقري ساده ٢٣ عدد - گوٹه نقري - بجلي طلائي ایک جفت - کیل طلائي ایک عدد - چوڑي نقري ۴ عدد - چهلے نقري ۴ عدد - آرسي نقري ایک عدد

	پائي	آنه	روپیه
جناب سید علي حامد شاه صاحب سجاده نشین سنڈي هردوئی	٠	٣	٣
شیخ محمد بخش صاحب سکریٹري ٹرکش ریلیف فنڈ - امرتسر	٠	٠	٣

باقي آینده

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.



موجودہ نسل اسلامی کا بزرگ ترین فرزند :

مرحوم محمود شوکت پاشا

القریشی الفاروقی

اپنے اصلی عربی لباس میں، جنکی شہادت موجودہ عصر مصائب کے عظیم ترین سانحات ملیہ میں سے ہے ۔

نور اللہ مضجعہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

H-yearly „ „ 4-12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مسئول و مدیر خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

نمبر ۲۵

اعلان

خریداران الہلال کی خدمت میں

الہلال کی دوسری ششماہی جلد کا یہ اخری پرچہ ھے - جن حضرات نے گذشتہ جولائی میں سالانہ قیمت دی تھی، یا جنھوں نے جنوری میں ششماہی مرحمت فرمائی تھی، انکا حساب اس اشاعت سے ختم ہو گیا - اگر ائندہ کیلیے الہلال کی اعانت مقصود ہو، تو براہ کرم اس نمبر کو دیکھتے ہی ائندہ کیلیے قیمت روانہ فرمائیں، یا ایک کارڈ لکھکر وی - پی - کی اجازت دیں - ورنہ مجبوراً انکی خدمت میں ائندہ پرچہ روانہ نہو گا -

تذکار شہداء اسلام

الہلال کی " اشاعۃ خونیں "

افسوس ہے کہ جس مخصوص اشاعت کا گذشتہ پرچے میں ذکر کیا گیا تھا، اسکی ترتیب کی بالکل مہلت نہ ملی - ناظرین سے معافی خواہ ہوں - انشاء اللہ نئے سال کی ابتدائی اشاعات میں اسکا حسب دلخواہ انتظام ہو جائیگا - تصاویر بکثرت ہیں اور چھپ رہی ہیں - صرف مضامین کی ترتیب باقی ہے -

ایڈیٹر

فہرست

تصاویر



مرحـــوم شوکت پاشا

گذشته انقلاب کے دوسرے دن

[۱] اسکیاس افندي وزیر محکمہ پست و تلغراف
[۲] شیخ الاسلام
[۳] شاهزاده سعید حلیم - پریسیڈنٹ سابق و وزیر خارجیه و معارف
[۴] جلال بک وزیر معدنیات و زراعت
[۵] مارشل محمود شوکت پاشا مرحوم وزیر اعظم و وزیر جنگ
[۶] ابراهیم پاشا وزیر عدالت
[۷] حاجي عادل بک وزیر داخلي
[۸] رفعت بک وزیر مال
[۹] برياد افندي وزير پبلک ورکس

یه اصلاحات قدرتي و سیاسي اصول کی بنـا پر هیں ' کیونکه قسطنطنیه کے دارالخلافه رهنے سے یورپ کي توجه ادهر زاید رهیگي ' علاوہ اسکے قسطنطنیه کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروزکمي بهي آتی جاتي هے ' موجوده مجلس مبعوثان عثماني کو اس بهشت ارضی (قسطنطنیه) کا چهوڑنا طبعاً گوارا نہوگا ' تاهم جو مدبر جب بهي اس اهم کام کوانجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق هوگا " !!

هفتهٔ جنگ

اب یه بات صاف هوگئی که محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگریزي رعایا کے افراد تهے' اور سازش دل میں خارجي سیاست کو تعلق تها - کامل پاشا اس کے علم بردار تهے ' اور پچهلے دنوں ان کي آمد قسطنطنیه اسی بغت ریز کے متعلق تهی - ارکان سازش نے موجوده ترکی حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصله کر لیا تها - طلعت بے ' نائل بے ' عاصم بے' ان سب کے قتل کا تہیه هوچکا تها' مگر صرف وزیر اعظم کے سرگئي ' اور سب بچ رهے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرغنه تهے ' جو اپنے بهت سے رفیقوں کے ساتهه گرفتار هوے هیں - ان لوگوں کو امید تهی که انقلاب میں وه بر سر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیه کا خاطر خواه تجزیه کرکے دول فرنگ کی همدردي حاصل کرلینگے ' مگر منصوبه ناکام رها ' راز افشا هوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پیکر کے قطعی استیصال میں منہمک هے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم هوا هے جن میں ۱۲ - کو میدان بایزید میں پهانسی دے دي گئی - کامل پاشا کے حفید (پوتے) ایک اطالی جہاز میں سوار هوکر بهاگ گئے - اجانب نے اُن کو پناه دي هے که اب نه معلوم پهر کبهي ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد ملیگی - دنیا کی سب سے بڑي اسلامی سلطنت برطانیه نے جس معاهده کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کرادی هے ' لندن ٹائمس نے اُس کی تفصیل شائع کردي - معاهده کے اهم دفعات یه هیں :

(۱) مسیحي مقبوضات عثمانیه کے وہ تمام علاقے جو " اینوس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع هیں ' بلقانیوں کو تفویض کردیے جائینگے - حد بندي کا تصفیه ایک بین الدولي کمیشن کے ذریعه سے هوگا -

(۲) البانیه کی حد بندي اور حکومت البانیه کے تمام متعلقات کا فیصله یوروپین سلطنتیں کرینگي ' ترکي جزائر بحر سفید (به استثناے جزیرۂ کریت و جزیره نماے کوه آتهوس) کا مسئله بهي دول فرنگ هی پر واگزار هوگا -

(۳) جزیرۂ کریت بلقانیوں کو دے دیا جائیگا - دولت عثمانیه کو جو سیاسي و سلطاني وغیره حقوق حاصل هیں ' وہ ان سب سے دست بردار هو جائیگي ' اور یه تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالي نقصانات هوے هیں ' اُن کي تعویض کا سوال وہ بین الدولي کانفرنس حل کریگي ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد هونے والي هے - مفتوحات (یا مغصوبات) کي تقسیم بهي اسي کانفرنس کے ذریعه هوگی -

(۵) اسیران جنگ ' سیاسي حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باهمي معاهده سے طے هونگے -

اس معاهده نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تهریس کا ایک بهت ذرا سا جزو اور قسطنطنیه کے مضافات شامل نہیں هیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیه کے لیے وهاں مذهبي حقوق بهي باقي نہیں رهے - ادهر سے تو صفائي هوگئي ' لیکن اب خود بلقانیوں کي باهمي کدورت سیاسی مطلع کو روز بروز مکدر کرتي جاتي هے - سرویا و بلغاریا کی کشاکش آویزش کي حد تک پہونچ گئي - سرحدیں فوجوں سے لبریز هیں - روس کي سعي مصالحت سے کوئي خوش نہیں - اتحاد بلقان کے هر رکن کو اس سے اختلاف هے - اسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض هو رها هے - بلغاري متطوعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کي باقاعده فوج پر حمله شروع کردیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچهه سروي مقتول و مجروح بهي هوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعه مصالحت کرانی چاهی تهي - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کر دیا ' اور تصفیه مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کي خواهش ظاهر کی - ۲۴ جون کو روس کے الحاح و اصرار پر اُس کی نالش تو منظور کرلي هے مگر کسے معلوم که کل کیا هوگا ؟ مقدونیه کے مقام کوهرلي (کوپرللو) میں جو بلغاریه کي سرحد پر واقع هے اوس نے ایک لاکهه چالیس هزار سپاه فراهم کرلی هے' صوفیا دارالحکومة بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصله پر هے' اس سے بلغاریوں کو خوف هے که سروي فوجیں صوفیا پر حمله کردینگي - یونان و بلغار میں بهي کشمکش کی ابتدا هوگئي هے - مقدونیه اس وقت یونانیوں کے قبضه میں هے - بلغار کو یونان سے شکایت هے که مقدونیه میں بلغاري رعایا پر سخت مظالم هو رهے هیں - اس نے اپني فوجیں سرحد مقدونیه پر جمع کر رکهي هیں که تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسري جانب یونان کا مطالبه هے که مقدونیه کے وہ علاقے جو تاریخي روایات و قومیت کے لحاظ سے یوناني هیں' بلغاریوں کے قبضه سے یونانیوں کو واپس ملنے چاهئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریه کي روش باب عالي کے ساتهه ایک گونه تواضع و تذلل کا پهلو لیے هے - یونان کو اس کي بهي شکایت هے که یوناني حکومت کي مخالفت کے لیے یه روش اختیار کی گئی که اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کي امداد سے یونانیوں کو منهزم کیا جاے - جزائر بحر سفید کے قبضے کا تصفیه پیرس کانفرنس کے متعلق هے' مگر یونان نے ابهی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کر دي هے ' جس سے ریوٹر ایجنسي کي راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے هیں - اور اب یه احتمال اس قدر قریب هو رها هے که ملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا اراده ملتوي کر دیا - کیونکه بلقان میں صورت معاملات کي تبدیلیاں ایسي نہیں هیں که اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باهر جانے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولي کانفرنس کے ابتدائي مراتب طے هوگئے کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب هوے هیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول سته (برطانیه ' فرانس ' روس ' جرمني آسٹریا ' اٹلي) کے ممبر بهي شریک هیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش هونگے :

(۱) ترکي سلطنت کے ذمے قرضه فرنگستان کا جو بار هے' وہ هر ایک ترکي علاقه پر منقسم هے' اور هر جگه کی آمدني سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دي جاتی هے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے هیں' اُن سے جس قدر قرضه کي رقم ادا هوتي تهي ' اب وہ کس حد تک باقی رهیگي ؟ بلقاني اُس کو یکمشت ادا کردینگے' یا سود کی سالانه قسطوں کي صورت میں دیتے رهینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت هوگي ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکي تمسکات میں زیاده حصه فرانس کا هے' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجراے سیاست بلقان سے یهي مستنبط هوتا هے که ترکي قرضے کي جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد هوگی ' وہ کم از کم ایک کرور بیس لاکهه پونڈ' اور زاید از زاید دو کرور پونڈ هوگي -

شذرات

خاتمة السنة الاولى

فیضي مگمان مبر که غم دل نگفته ماند
اسرار عشق انچه توان گفت ' گفته ایم

الحمد لله كه الهلال كي اشاعت كے پہلے سال كا يه اخري پرچه هے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم هوگئي ' اور اشاعة اتيه سے تيسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله في البداية و الانتها ' و الشكر له في السراء و الضراء - و نسال الله ان يرزقنا كمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى :

ز عاشقان جهاں غیر ما نماند کسے
بیار باده که ما هم غنیمتیم بسے

اس مرقعه پر بہت سے خيالات تهے ' جو معرض تحرير ميں آجاتے تو بهتر تها - جس زندگي كيليے هر ساعت اور هر لمحے ميں اپنے نفس و اعمال كا احتساب ضروري هے ' كم از كم چهه مہينے كے بعد تو اسپر ايک نظر ڈال لي جاے - سب سے بہتر " كراماً كاتبين " انسان كيليے خود اسكا ضمير هے ' اور جو لوگ اس فرشتۂ غيبي كي صدا كي سماعت حاصل كر ليتے هيں ' انكو احتساب اعمال كيليے قيامت كے دن كي ضرورت نہيں رهتي - وه جب كبهي اپني جستجو ميں نكلتے هيں تو خود انكے اندر سے آواز آتي هے :

اقرأ كتابك ' كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا ! (۱۷ : ۱۵)

اپنے اعمال كي كتاب پڑهلے ' آج كے دن كسي دوسرے كاتب و شاهد كي ضرورت نہيں ' خود تيرے ضمير هي كا احتساب تيرے ليے كافي هے !

ليكن افسوس هے كه بعض ضروري اور مقدم افكار نے خاتمۂ جلد كے لكهنے كي مہلت نه دي ' اسليے الله تعالى كے شكر ' معاونين كرام كے تجديد ذكر ' اور آئنده كيليے طلب توفيق رفيق ' و استقامت و ثبات كي دعا پر ' اس جلد كو ختم كرتا هوں ' اور آينده اشاعات كے فاتحۂ جلد ثالث كے مضمون پر بعض ضروري گذارشات وقت ملتوي -

جو كچهه كيا جارها هے ' سب كے سامنے هے - اور جو كچهه كرنے كا اراده هے ' اسكے ليے ادعا نہيں - صلے كي نه كبهي خواهش هوئي ' اور نه نكته چيني كي سماعت سے انكار هے - اگر كوئي ايک لمحه بهي خدمت ملة اور اعلاء حق كا نصيب هوا ' تو يه اسكا فضل هے - اور اگر نيتوں ميں كهوٹ اور كاموں ميں قصور رها ' تو يه ميرے نفس كي كمزورياں هيں : ما اصابک من حسنة فمن الله ' وما اصابک من سيئة فمن نفسک -

پہلي صورت ميں تحسين كي خواهش نہيں مگر انصاف كي التجا ضرور رهے - اور دوسري حالت ميں اعتراف سے گريز نہيں ' مگر دعا كي التماس البته ركهتا هوں - فنعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا و من يهدي الله فما له من مضل ؟

مسئلۂ ارمنيه ايشيائي تركي ميں زياده تر پانچ قوميں آباد هيں : ترک ' ارمني ' عرب ' كرد ' يوناني - انميں بڑي تعداد ارمنيوں كي هے جن كي آبادي ۳۹ فيصدي هے - مسٹر تهوميسن كي راے ميں يهي قوم سب سے زياده سر مشق ستم هے ' وه كہتے هيں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دري ' اور زبردستي مسلمان بنا لينے ' زمين و املاک كو جبراً ضبط كرلينے كي كارروائياں كچهه اوپر نصف صدي سے على الاتصال جاري هيں - حكام كے دستبرد سے اسكا انتظام اول هي هوچكا تها كه ارمنيوں سے اسلحه لے ليے گئے تهے - اسليے غريب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نہيں كرسكتے - حكام كي ريشه دوانيوں سے اكثر قتل عام هوتے رهے هيں ' اور جو لوگ قتل هونيسے بچ رهے ' جلاے وطن كرديے گئے - عجيب ترين امر يه هے كه ارمني يه تمام مصيبتيں جهيلتے هيں ' پهر بهي انكي دلي آرزو يهي هے كه دولت عثمانيه كا ايک جزو بنكر رهيں - اس معامله ميں وه اسقدر از خود رفته هيں كه اگر آج يورپ انكو آزاد بهي كرا دے تو وه اسكو منظور نہيں كر سكتے "

يه تخيلات اس قدر غرابت آفرين تهے كه مقامي اينگلو انڈين معاصر كي عصبيت بهي ۱۸ - جون سنه ۱۹۱۳ ع كي اشاعت ميں ان كو مجموعۂ تضاد ماننے پر مجبور هے ' كيونكه " ارمنيونكو روسي رعايا بننے كي اجازت دي جاتي هے ' جب بهي وه تركي رعايا بنكر هي رهنا پسند كرتے هيں "

مسٹر تهوميسن انگلستان كو الزام ديتے هيں كه " تركي كو تمام بد عنوانيوں سے وه روک سكتا تها - اب بهي موقع هے كه ايشيائي تركي ميں سلسلۂ اصلاح جاري هو تو فرنگي سلطنتيں اس پر نگراني ركهيں - نيز فرنگي حكام نگراں مقرر كيے جائيں "

انگلشمين اس راے كي تحسين كرتے هوے اس كے عملي نفاذ ميں مشكلات كے پيش آمد سے خوف زده هے ' تاهم اس نے قطعي فيصله كرديا هے كه " فرنگي سلطنتوں كي امداد سے انگلستان كو حق حاصل هے كه دولت عثمانيه سے نصرانيوں كے حقوق كي نگراني كے ليے باقاعده مطالبه كرسكے ' كيونكه دنيا بهر ميں اس وقت برطانيه هي سب سے بڑي " اسلامي سلطنت " هے " يعني " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " كا يه حق نہيں هے كه مسلمانوں كو مظلوميت سے بچانے كا مطالبه كرے - البته اس كو يه حق ضرور حاصل هے كه سب سے بڑي اسلامي سلطنت هونے كي عجيب و غريب خصوصيت كو اسطرح عمل ميں لاے كه بقية السيف مسلمان سلطنتوں كے داخلي نظم و نسق ميں ' مداخلت و دراندازي كركے ' انكي رهي سهي زندگي كا بهي خاتمه كردے !!

تركوں پر نظر عنايت وان ڈرگولز كو آزاد گان ترک كي ناكامي پر افسوس هے ' ان كي راے ميں جس كي ترجماني مينچسٹر گارجين نے كي هے " اب يهي بهتر هے كه تركي مقبوضات يورپ كو فرنگيوں كے رحم پر چهوڑ كر ايشياے كوچک چلي جاے " تركوں كو انهوں نے دوستانه صلاح دي هے كه " وه اپني فوج كو از سر نو مرتب كركے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا ليں كه اگر كوئي سلطنت ان پر حمله كرنے كا قصد بهي كرے تو خود اس كي هستي معرض خطر ميں آجاے " ان كو صاف اعتراف هے كه " آجكل كي دنياے سياست اسي كے حق ميں انصاف كرتي هے جو زبردست هو ' حامي اسي كي هوتي هے جو طاقت ركهتا هو ' جن كي طرف سے ذرا بهي انديشه هوا كه علي حاله چهوڑ دينے سے قوت پكڑ جاينگے ' پهر ان كي خير نہيں " ان اصول موضوعه كي ترتيب و تمهيد سے فارغ هونے كے بعد لكهتے هيں :

" سلطنت عثمانيه كو زياده افواج كي ضرورت نہيں كيونكه اسكو صرف دو سرحدوں كي حفاظت كرني هوگي ' ميڈيا سے ابروس تک كي ' اور داماں كوه قاف كے حدود كي " فوج ميں غير مسلمان عنصر كا داخله بهي ان كے خيال ميں ضروري هے -

سياسي اصلاحات كے ضمن ميں اجرا و توسيع ريلوے كي ضرورت پر زياده زور ديتے هيں كه " اناضول (اناطوليه) سے عرب كے داخلي مل جائيں ' سلطان روم قسطنطنيه سے دست بردار هوجائيں ' خلافت كا نشيمن دمشق يا حلب ميں قائم هو ' عربوں سے قربت قريبه حاصل رهے " اسكے بعد راے دي هے كه :

من المیت ؛ و یخرج المیت من الحی - ذالکم اللہ ' فا نی یوفکون ؟ (٦ : ٩٥)

و بیم کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید و کامیابی کا) ایک قوی و تناور درخت پیدا کر دیتا ہے - وہی زندگی کو موت سے ' اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے - یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدوس ' تمہارا خدا ہے ' پھر تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو ' اور کیوں اسکی طرف نہیں جھکتے ؟ "

علائم و آثار

لیکن اسمیں شک نہیں کہ سمندروں کا پانی اُڑتا اور پھر ابر کی صورت میں پھیل جاتا ہے - یہ یقینی ہے کہ پانی کے برسنے سے پہلے موسم بدلتا ' اور اپنے آنے سے پہلے ' اپنی علامتوں کو بھیجتا ہے - طوفان کے آنے سے پہلے طوفانی ہوائیں چلتی ہیں ' اور برسات سے پہلے ابر غلیظ کی چادریں آسمان پر پھیلا دی جاتی ہیں :

اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا ' فیبسطہ فی السماء کیف یشاء و یجعلہ کسفا ' فتری الودق یخرج من خلالہ ' فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ہم یستبشرون (٣٠ : ٧۴)

" اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں ' پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اُنسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے ' کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے ' اور تم کو ایسا نظر آتا ہے ' گویا انکے درمیان سے مینہ نکلا چلا آتا ہے ! پھر جب اپنے بندوں میں سے جن پر برسانا چاہتا ہے ' برسا دیتا ہے ' تو وہ (زندگی پا کر) خوشیاں منانے لگتے ہیں ! ! "

یہ علائم فطریہ اور آثار طبیعیہ جو تم کو دنیا میں اپنے سے باہر نظر آتے ہیں ' بعینہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں - تم جو اس عالم صورت و جسم کے ذرے ذرے کی پرستش کرتے ہو ' بھول گئے ہو کہ ایک اقالیم قلب و معنی بھی ہے ' اور اس " عالم صغیر " میں جو کچھ ہے ' اسی " عالم کبیر " کا عکس و ظلال ہے :

الم تر الی ربک کیف مد الظل ؟ (٢٥ : ۴٧)

کیا تم نے اپنے پروردگار کی اس حکمت و قدرت کو نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر " ظل " یعنی سائے کو پھیلا دیا ہے ؟

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود درا تا قبلۂ روحانیاں بینی

آفتاب طلوع ہوتا ہے ' اور اپنے سایے کو اپنے ساتھ متحرک کرتے ہوے غروب ہوجاتا ہے (۱) چاند نکلتا ہے ' اور عروج و محاق کی منزلیں طے کرتا ہوا نظر آتا ہے (۲) موسم بدلتے ہیں اور نئی نئی ہوائیں چلتی ہیں - سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں ' اور آسمان پر بجلیاں چمکتی ہیں - جبکہ موسم خشک اور گرم ہوتا ہے تو بارش کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ' اور جب علامتوں کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے تو بارش کا نزول ہوتا ہے - غرضکہ جو دنیا تمہارے سامنے موجود ہے ' وہ طلوع و غروب ' عروج و محاق ' تساقط و تنزع ' تضارب و تصادم ' تخاذل و تسابق ' تسفل و ترقی ' تبدل و تجدد ' اور ایاب و ذہاب کا ایک یکسر مرقع ہے ' جسکے مناظر متلوّن ' اور جسکے مناظر و امثال متحرک ہیں -

بعینہ یہی حال اُس دنیا کا بھی ہے جو تمہارے سامنے نہیں ' مگر تم میں موجود ہے - وہاں بھی طلوع و غروب ہوتا ہے ' اور جبکہ تاریکی چھا جاتی ہے تو آفتاب دریچۂ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے - وہاں بھی موسم بدلتے ہیں ' اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں - بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے ' اور خزاں افسردگی و ہلاکت کے ساتھ ظہور کرتی ہے - وہاں بھی سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں ' اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں - جب موسم بدلتا ہے ' تو یہاں کے آسمان کے طرح ' وہانکا آسمان بھی بدلجاتا ہے - اور جب پانی برسنے کیلیے آتا ہے ' تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے - قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے ' لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں - جب آسمان اپنی دریا نوالی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کر دیتی ہے ' تو دریا اُتر جاتے ہیں ' اور سیر حاصل زمین خشک ہوکر چٹیل میدان بن جاتی ہے - پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے ' اور انسان اپنی غذا سے محروم ہوجاتا ہے -

یہی حال وہاں کا بھی ہے - البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم کردیتی ہے ' اور وہاں کا قحط قلب و روح کیلیے پیغام ہلاکت ہوتا ہے - پس یہاں جسم کیلیے موت ہے ' جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے ' اور وہاں دل کیلیے ہلاکت ہے ' جسکی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں !

و القلب تحمل ما لا یحمل البدن !

جسم و جان ' رنگ و بو ' لفظ و معنی ' صورت و حقیقت ' یہی دو مختلف دنیائیں اور موجود و مشہود کی دو اقالیمیں ' ہیں جنکو لسان الہی " عالم آفاق و انفس " سے تعبیر کرتا ہے :

سنریہم ایاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴١ : ٥٢)

ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے اور انکے نفس کے اندر بھی ' یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہوجاے گا کہ بیشک وہی حق ہے -

اور یہی وہ عالم معنوی ہے ' جسکے اثار و علائم ' اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے ' اور جس سے اولاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ :

و فی انفسکم افلا تبصرون ؟ (٥١ : ٢١)

اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے ' اسے تم نہیں دیکھتے ؟

ما بعد اثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم ہمیشہ مظنون ' اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے ' تاہم علامتوں کے ظہور میں شک

---

(١) " غروب ہو جاتا ہے " اس اعتبار سے کہ ایسا نظر آتا ہے - یہ تمام باتیں ہماری ادبیات میں داخل ہوگئی ہیں - آسمان کو ساکن ہو اور زمین گردش میں ' لیکن ہم شکایت آسمان ہی کی گردش کی کرینگے کہ کرتے آئے ہیں - [منہ]

(٢) ایام محاق سے مراد اصطلاح نجوم میں مہینے کی وہ آخری راتیں ہیں جب چاند چھپ جاتا ہے ' یعنی نصف آخری (منہ)

[نوٹ صفحہ ٥ کا]

(١) فطرۃ انسانی عجلت پسند واقع ہوئی ہے - خلق الانسان من عجل - اسلیے ممکن ہے کہ بعض حضرات کو ' جو اغراض و مقاصد کی تشریح کیلیے ایک مبارک اضطراب اپنے اندر رکھتے ہیں ' یہ تمہید ناگوار گذرے ' کہ سنی سنائی باتوں کے اعادے سے کیا فائدہ ؟ لیکن جہاں انہوں نے اتنے عرصے تک صبر کیا ہے ' وہاں چند دنوں کا اور انتظار گوارا فرمالیں تو بہتر ہے - ہر کام ترتیب طبعی سے انجام پاتا ہے - اغراض و مقاصد سے پہلے اُن تمام امور پر نظر ڈال لینا ضروری ہے ' جنکے بیک وقت پیش نظر ہوے بغیر ' مقصود اصلی سمجھ میں آ نہیں سکتا - اور لوگوں کے بے شمار خطوط و استفسارات ان تمہیدی امور کی نسبت آچکے ہیں ' اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ تمہید ہی میں اپنے خیالات صاف صاف عرض کردوں آگے چلکر یہ تمہید ہی تشریح مقاصد کا کام دیگی ' اور اسمیں صرف چند صفحوں کی دیر ہے -

الهلال

۱۹ - رجب ۱۳۳۱ هجری

اا داء واا دواء

يعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(۱)

يا ايها الناس ! قد جاءتكم موعظة من ربكم و شفاء لما فی الصدور ، وهدی و رحمة للمومنين - قل بفضل الله و برحمته ، فبذالك ، فليفرحوا ، هو خير مما يجمعون (۱۰ : ۶۰)

زخمه بر تار رگ جاں مي زنم * کس چه داند تا چه دستاں مي زنم
زخمه بر تارم پریشاں مي رود * کین نوا هاے پریشاں مي زنم
خامه همراز دم گرم منست * آتش از نے در نیستاں مي زنم

* * *

باز شوقم در خروش آورده ست * باز هوے همچو مستاں مي زنم
دی به یغما داده ام رخت و متاع * امشب آور در شب... تاں مي زنم
جوے شیراز سنگ راندن ابلهي ست * بهر گوهر تیشه بر کاں مي زنم
گریه را در دل نشاطے دیگرست * خنده بر اب هاے خنداں مي زنم
بند هر خواهش ز دل مي بگ... م * نقش هر صورت بعنواں مي زنم
دعوئے هستي ، هماں بت بندگیست * کافرم گر لاف ای... اں مي زنم

* * *

در خراباتم ندیدستي خراب * باده پنداري که پنهاں مي زنم
تو درینجا بیني و ، من خود هنوز * جام مے در بزم اعیاں مي زنم

* * *

مي ... زم با قضا از دیر باز * خویش را بر تیغ عریاں مي زنم
لعب با ... ر و ... زمي کنم * بوسه بر ساطور و پیکاں مي زنم
در جنوں بیکار نتواں زیستن
آتشم تیزست و داماں مي زنم

تمهيد (۱)

یه بار بار کها گیا هے که عالم اسلامي کے گذشته اخري مصائب نے مسلمانوں میں تنبه و اعتبار کے جیسے غیر معمولي علائم و آثار پیدا کردیے هیں ، انکا دو سال ادهر وجود نه تها -

اس قسم کے آراؤ قیاسات همیشه مظنون ، اور مستقبل کے نتائج کے محتاج هوتے هیں ، اور انکي صحت و عدم صحت کے دلائل منتّوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر هو جاتے

هیں - وہ قدیر و حکیم ، جو ایک چهوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی هستي تک پهنچاتا ، اور پهر خود اس سے هزاروں بیج پیدا کرتا هے ، صرف اسکے هاتهه میں هے که بیداریوں کو استوار ، عبرتوں کو نتیجه خیز ، اور متحرک نعشوں کو حي و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے :

ان الله فالق الحب و النوی ، یخرج الحي

"بیشک خدا هي هے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکه وہ محض امید

کي برکتوں میں داخل هوگیا ' اسکے لیے پهر همیشه کیلیے امن و امان هے "

پس ضرور هے که هر مسلم هستي اسکي خدمت گذاري کي راه میں اپنے تئیں قربان کردینے کا حلف اُٹهالے ' اور یه بهي ضروري هے که انکده کیلیے پوري سعي و مجاهدت کے ساتهه ایک عظیم الشان اسلامي خزینه فراهم کیا جاے ' جو هر موقعه پر همارے لیے وسیلۂ کار اور ذریعۂ رفع احتیاجات هو ' اور اسکے لیے بهتر سے بهتر اشخاص اپنا وقت بے دریغ صرف کریں -

یه سب کچهه سچ هے - اس سے کسي طرح انکار نہیں ' لیکن سوال یه هے که جو ضرورت همارے سامنے هے ' جس منزل کی تلاش و جستجو هے ' جس مقصود کے کهوج میں قدم اُٹهے هیں ' اور جس لیلي کے فراق میں مجنون صفتان عشق کي یه کچهه بیقراریاں هیں ' کیا اسکے لیے صرف اتنا هی کافي هے ؟ کیا صرف ایک عہد کا لے لینا ' اور ایک بہت بڑے فنڈ کا قائم کر لینا هي هماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور همارے امراض کا علاج وحید هے ؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تها ' مشکل یه هے که اختیار کرنے کے بعد بهي وهي سوال سامنے آجاتا هے :

گشت راز دگر آن راز که افشا می کرد

مدتوں مجهکو صرف مشغول آه و بکا رهنے کا الزام دیا گیا - کئي ماه سے لوگ معترض هیں که صدا اُٹهه رهي هے مگر مدعا کا پته نہیں - اسکے اسباب سے تفصیلي بحث کبهي نه کبهی هورهیگي ' اور غالباً مضمون کے آخر میں کروں ' مگر یہاں صرف اسقدر کهنا چاهتا هوں که یه خاموشي بے وجه نه تهي - یاران راه نے منزل مقصود کي جستجو کو جتنا آسان سمجهه رکها هے ' شاید اسقدر آسان نہیں هے :

بیا که مسئلۂ عشق ازاں دقیق تر است
که حل شود شرف از فهم باطل همه کس

لوگ سفر کا اعلان کردینے میں بہت جلد باز هیں مگر بهتر هو اگر یه جلدي قدموں کي جگه دماغوں کو سونچنے میں نصیب هو -

روپیه کا جمع کرنا ایک نہایت اهم کام هے ' اور خدمت کعبه تو هر مسلمان کا شعار ملي هے - پانچ وقت جس تجلي گاه معبود حقیقي کي طرف روز همارا منه هوتا هے ' دن میں ایک مرتبه بهي کیا اسکي طرف همارا دل نهوگا ؟ اس ولولے کي آگ جسقدر ممکن هو بهڑکائیے ' اور اگر کچهه بهڑکي هے تو دامن سے هوا دیجیے - لیکن کهنا صرف یه هے که اسکے بعد مشکل حل نہیں هو جاتي ' اور عقدۂ کار کي گره بدستور باقي رهتي هے - پهر کهتا هوں که یه سب شاخیں ضرور هیں ' سوال یه هے که جڑ کہاں هے ؟ باغ بسانے کي تدبیر یه نہیں هے که درختوں کی شاخوں پر پچکاري سے پاني دیجیے - پہلي بات یه هے که جڑ کو تر و تازه کیجیے - آپکو یه معلوم نہیں تو ممکن هے که دوسرونکو معلوم هو -

توگل از باغ مي خواهی من از گل باغ می جویم
من از آتش دخان بینم تو آتش از دخان بینی

فسئلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۱۶ : ۳۵)
پهر اگر تمهیں معلوم نہیں تو صاحبان فکر و ذکر سے دریافت کرو ؟

صرف روپیے پر زور دینا

ایک خطرناک غلطي هے

یقیناً حالات نے همیں بتلا دیا هے که " ضروریات ملی " کی غرض سے ایک وسیع " خزینۂ ملی " (نیشنل فنڈ) کا همیشه مہیا رکهنا کس درجه ضروري هے ؟ پس ضرور هے که اسکا سامان کیا جاے - لیکن صرف کسي ایسي انجمن کا قائم کرلینا ' جو آنے والے مصائب کو اپنکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے هم پر امنڈنے والے هیں ؟ کیا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ایک ایسا معامله هے ' جسکو ایک دو کرور روپیه بطور رشوت دیکر هم اپنے حسب مرضی طے کرالیں گے ؟ کیا کراپے کی فوجیں ' اور کراے کا جوش لندن اور برلن میں ملتا هے که جب کبهی کوئي فوج بلاد اسلامیه پر حمله آور هوگی تو هم تار کے ذریعه اُجرت طے کرکے فوراً اُنهیں میدان کی طرف روانه کردیں گے ؟ کیا هماري تمام بربادیاں اور نامرادیاں صرف اسلیے تهیں که هم نے همیشه اپنے پاس روپیه جمع نه رکها ' اور یورپ نے صرف افلاس کا الزام رکهکر هم سے سلانیک اور ایڈریانوپل لے لیا ؟

فرض کیجیے که کل کو فرانس نے شام پر علانیه قبضه کرلینا چاها ' اور اسکي خبر رویٹر نے همیں پہنچادي - اس وقت همارے پاس ایک نہایت طاقتور انجمن هوئي جسکے خزانے میں دو سال کا چنده چوده کرور روپیه موجود هوا - پهر با ایں همه دولت فراواں ' هم کیا کرینگے ؟ ایم - پوائنکرے کو تار دیں گے که هم سے ۱۴ - کرور روپیه لیکر شام کے قبضے کا اراده ترک کردو ؟ یا سر ایڈورڈ گرے سے درخواست کرینگے که هم سے ۱۴ - کرور روپیه لیکر اپنے اتحاد ثلاثه کے مقاصد اور فیصلۂ مسئله مشرقي دو واپس کرلیجیے ' اور کراپے کي ایک عظیم الشان اور قاهر و باسل فوج از راه رعایا پروري ساحل بیروت پر اُتار دیجیے ؟ فمالکم کیف تحکمون ؟

ممکن هے که بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ایسا خیال هو :

و للناس فیما یعتقدون ' مذاهب

لیکن :

فاش مي گویم و از گفتۂ خود دل شادم
بندۂ عشقم و از هر دو جہاں آزادم

اگر مثال کیلیے فرض هي کرنا هے تو زیاده بهتر مثال کیوں نه فرض کي جاے ؟ فرض کیجیے که کل کو انگلستان نے مسئلۂ عراق کا قطعي فیصله ضروري سمجها ' اور اسپر قبضے کا اعلان کردیا تو پهر اس وقت همارا یه عظیم الشان فنڈ کیا خدمت انجام دیگا ؟ عزیزان من ! ملکوں اور زمین کے ٹکڑوں کا نیلام نہیں هے که آپ بهي زیاده سے زیاده بولي دینے کیلیے اپني جیب کو مستعد رکهیں - یه تو قوتوں کا مقابله اور طاقتوں کي نبرد آزمائي هے - صرف آپکي جیب بهاري هوگئي تو اس سے کیا هوتا هے ' جبکه دل هی خالي هے !

معمورۂ دلے اگرت هست بازگوئے
کین جا سخن به ملک فریدوں نمي رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسیات اسلامیه کو محض روپیے کے جمع کردینے هی میں خرچ کر ڈالنا ' اپنے هاتهوں اپنی آخري فرصت کو کهونا هے - روپیه کي ضرورت اور قوت سے انکار نہیں ' لیکن خدا را اتني پرستش تو نه کیجیے که قوم کي ساري قوتیں صرف اسي میں ضائع هوجائیں ؟

همارے سامنے آج همارا زوال هے ' هم بربادیوں کے کنارے پر کهڑے هیں ' اور اپني تجهیز و تکفین کا سامان اپني آنکهوں سے دیکهه رهے هیں - همارے پاس اب اتني مہلت نہیں هے که بار بار نسخے آزمائیں ' اور بہت سے طبیبوں سے رجوع کریں - هم کو اس وقت صرف ایک هی نسخے کی ضرورت هے ' اور صرف ایک هي طبیب کي - همارے امراض یقیناً بے شمار هیں ' اور فرصت هوتي تو ایک ایک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ایسے نسخے کی تلاش هي پر انحصار زندگي اور امید صحت هے ' جو ایک هو ' مگر اپنے اندر همارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکهتا هو -

نہیں - یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور انکھیں ابر کی پھیلی ہوئی چادروں کو' اور جسم ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں - پس پانی کا برسنا ضروری ہے ' اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے' اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی کر دیتی ہے -

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہو رہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کی رنگت پہلے سرخ تھی' مگر اب سیاہ اور تاریک ہوگئی ہے - اور بجلی پہلے چمکتی تھی ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار وگیر' اور ایک محشر رستخیز بنگئی ہے - اور کائنات کی ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر کوئی فوج نہیں آ رہی ' تو یہ گرد و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہی ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھہ رہا ہے ؟ اور اگر کچھہ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں ؟ ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع وھو شہید -

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھہ لیتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیے اور کشتی بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتی کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کی شورش و اضطراب بے معنی نہو' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں -

عالم اسلامی آج ایک آخری انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کی وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کی تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کی ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدھشہ ' جنھوں نے قوموں اور ملکوں کی تاریخ یک قلم اولٹ دی - وہ ' جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکی خشکی اور تری کے حدود میں تبدیلیاں کردیں - وہ ' جنھوں نے انسانی نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کی عمارتوں کو ڈھاکر پھر ازسر نو تعمیر کردیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الہی کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو ازسرتا پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہی مظاہر و اثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہوچکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمی قانون کے ماتحت ہے : و ما تسبق من امة اجلها و ما یستاخرون (١٥ :) (١)

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و اثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ رفتہ پر ماتم اور اینده کی حسرت کی جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں -

یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامی کے دیگر اکناف و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھی باوجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلے ' تو فی الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کی فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہی کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر ہی

طرح کسی دیہات کی ایک چکی پیسنے والی عورت بھی سمجھنے لگی ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہی انکو محسوس کرسکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقید ظہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کی نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہے - اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کی کمی نہیں -

کچھہ تو مایوس ہیں اور کچھہ متلاشی ' مگر انتظار دونوں کو ہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلادی جاے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھی انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے فکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل گو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداری کے بعد غفلت

هر بفاں رہ دیر کردہ لکم   خو یل لهسم ثم ویل لهسم !

مگر جیسا کہ میں مختصراً اشارہ کر چکا ہوں ' آج کسی قدر تفصیل کے ساتھہ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معنی صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے اُٹھکر راہ میں سوجائے ' وہ گو بستر سے اُٹھہ چکا ہے ' لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہی مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشین کی راحتوں کو خیر باد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگی ' بستر کی جگہ ' راہ کی گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہو رہی ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرة المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جاے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہا تھا ' وہ ہماری غفلتوں اور نادانیوں کی نذر ہو گیا - جو باقی ہے ہر آن و ہر لمحہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی متاع آخری رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند خدا سینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھہ ظہور کیا - جہاں وہ محترم و مقدس " غار " ہے ' جسکی تاریکی میں " داعی الی اللہ و سراج منیر " کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئی ' اور جو دعوت اسلامی اور ملة حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جاں کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلا کر ' حقیقت اسلامیہ کی پہلی بنیاد رکھی تھی :

ان اول بیت وضع للناس الذی ببکة مبارکا وھدی العالمین - فیہ ایات بینات مقام ابراھیم ' ومن دخلہ کان امنا - (٣ : ٩١)

" وہ عبادت الہی کا پہلا گھر ' جو انسانوں کی عبادت گذاری کیلیے بنایا گیا ' یہی تھا ' جو شہر مکہ کی سرزمین میں فیضان و برکت الہی کا مرکز اور عالم و عالمیاں کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے - اسمیں حکمت الہیہ کی بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں - اور انہی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اسلام کے اولین داعی حضرت ابراہیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الہی

(١) اور کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتی ہے اور نہ پیچھے رہسکتی ہے - (منہ)

مقالات علمیہ

واردات و جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب

اثر: مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(۲)

چند اہم تفریعات

گذشتہ نمبر میں احساس کي بابت اصولي نظریہ کا بیان تھا۔ صفحات ذیل میں اس مسئلہ کي چند اہم تفریعات درج کي جاتي ہیں :

(۱) دنیا کی کوئي لذت ' درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتي ' بلکہ ہر انبساط کے اندر انقباض کا شایبہ لازمي طور پر شامل رہتا ہے -

یہ ہم ابھي اوپر کہہ چکے ہیں کہ حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ' اور چونکہ ہر عمل سے اعصاب میں کسي نہ کسي قدر تکان پیدا ہونا ضروري ہے ' اسلیے کوئي حظ ایسا نہیں ہوسکتا ' جسکے متعاقب کرب نہ واقع ہو - جس طرح ہر کون کے لیے فساد اور ہر محنت کے لیے خستگي لازمی ہے ' اسي طرح ضروري ہے کہ ہر حرکت عصبي کے بعد ایک کسل و تکان پیدا ہو' اور اسی کا نام انقباض ' کرب ' اذیت ہے -

---

گذشتہ نمبر کي آخري سطور میں قوت ارادي اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا ہے کہ احساس کے تمام افعال ارادیہ حس لذت و الم کے تابع ہوتے ہیں - اسکے متعلق ایک ضروري فٹ نوٹ شائع ہونے سے رہگیا تھا جو درج ذیل ہے :

بعض موجودہ علماء نفس کو اس کلیہ کي ہمہ گیري سے انکار ہے ' اور تعجب ہے کہ پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھي انکا ہم زبان ہے - یہ تسلیم کرلے کے بعد کہ افعال انساني کا ایک بڑا حصہ اسي کلیہ کي ماتحتي میں انجام پاتا ہے ' جیمس ایک خطیبانہ انداز میں کہتا ہے :

" کون شخص ہنسنے کي لذت کے لیے ہنستا ' اور غضب ناک ہونے کے استلذاذ سے غضبناک ہوتا ہے؟ کون شخص نئے چھینکنے کي تکلیف رفع کرنے کي غرض سے چھینکتا ہے ؟ کون شخص غم و غصہ اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے لیے انکي ملازم حرکات کا مرتکب ہوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سائکالوجي جلد ۲ - ۵۵۰)

لیکن عرض یہ ہے کہ یہ حرکات ' اور نیز افعال عادیہ ہمارے ارادے کي معلوم ہي کب ہوتے ہیں ؟ یہ تو افعال اضطراري ہیں ' جو بلا قصد ہم سے از خود سرزد ہوجاتے ہیں - حالانکہ احساس حظ و کرب کا دایرۂ عمل بہ حیثیت محرکات افعال ارادي تک محدود ہے - یہ بھي قابل لحاظ ہے کہ محرکات افعال صرف موجودہ احساسات ہي نہیں ہوتے ' بلکہ احساسات کے تصورات بھي ہوتے ہیں - (مدہ)

---

(۲) کوئي حیات انساني ' آلم و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکہ حیات عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ' اور حرکات نام ہے انتشار سلمات کا ' جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ' اسلیے ہر ذي حیات کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکہ ہر حیات انساني لازمی طور پر حیات اجتماعی ہوني چاہیے' اور حیات اجتماعي ممکن نہیں ' جبتک کہ افراد کی آزادي اعمال محدود نہ کردي جاے ' اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ' پس اسلیے بھی درد و الم حیات انسانی میں ناگزیر ہے -

(۳) قوت احساس ' مدارج تمدن کے متناسب ہوتي ہے - احساس ' چونکہ نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ' اسلیے کا نشو و نما عام نفسي نشو و نما کے تابع ہوتا ہے - یعني جن آدمیوں کے قواے نفس نمو یافتہ ہوتے ہیں ' انکي قابلیت احساس بھي بڑھی ہوئي ہوتي ہے - اور چونکہ متمدن اقوام ہمیشہ غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذہنی حیثیت سے بلند پایہ ہوتي ہیں ' اسلیے انکے افراد بھي نسبۃً نہایت ذکي الحس ہوتے ہیں ' اور ایسے ادنی سے ادنی واقعات سے متلذذ یا متالم ہوتے ہیں' جنکے وقوع کي غیر متمدن افراد کو خبر تک نہیں ہوتي -

کسي مہذب یورپین کے نرم و گدار بستر پر خفیف شکن بھي اگر رہجاتی ہے ' تو وہ چیں بہ جبیں ہوجاتا ہے ' لیکن ہندوستانی دہقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رہتا ہے ' اور اسکي پیشاني پر ہلکي سی ہلکی شکن کا نشان بھي نہیں ہوتا -

متمدن ممالک میں ہلکے سے ہلکے عمل بالید کے لیے ہوشیار سے ہوشیار ڈاکٹر ' اور بہتر سے بہتر انتظامات درکار ہوتے ہیں' اسکے مقابلے میں وحشي قبایل کے افراد بلا کسي ساز و سامان کے بلا تکلف اپنے ہاتھ ' پیر ' اور دیگر اعضاء جسم کاٹ ڈالتے ہیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبقۂ اعلیٰ کے تصنع پر محمول کرتے ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - تمدن کي بلندي کے ساتھہ ' احساسات کا نازک و دقیق ہوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجہ متمدن افراد کے زیادہ متاثر عن الاحساسات ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ ان میں عقل ' دور اندیشی ' اور پیش بیني زیادہ ہوتی ہے ' اسلیے بہ نسبت وحشیوں کے وہ نتایج افعال کا اندازہ انکے وقوع سے بہت پیشتر کرلیتے ہیں ' اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر ہی وہ حظ یا کرب سے متاثر ہونے لگتے ہیں - فرض کرو کہ ایک بکري ذبح کرنے کے لیے ہم نے خرید کی' مگر چونکہ وہ اپنی قسمت سے ناواقف ہوتی ہے' عین ذبح ہونے کے وقت تک اسے کوئی غم نہیں ہوتا - برخلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ' وہ اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان تمدن اور عقل و علم میں ترقی کرتا جاتا ہے ' اسي کے ساتھہ ساتھہ وہ اپنے آلام و لذات ' دونوں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

پهر اگر هم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماهوار یا سالانه اسکے لیے نکالدي ' توگو یه بہت اچھا کیا ' اور کئي حیثیتوں سے مفید هوگا ' لیکن کیا اس سے همارے تمام اُن امراض کا علاج هوجاے گا ' جنهوں نے صدیوں سے همارے جسم کو کهلا رکها ہے ' اور اب یه حالت هو گئي ہے که :

کین خسته اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ہے که اسلامي حکومتوں کا خاتمه ' اور ترکی کا بدرجۂ قصوی انحطاط ایک ایسا واقعه ہے ' جس نے حرمین شریفین کي حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے ' پس اب صرف اسلیے اُٹھه اٹهنا چاهیے - اگر یه تسلیم کر بهي لیا جاے که همارے لیے صرف یهي ایک کام علاج اصلي ہے ' تو سوال یه ہے که اس مقصد کو بهي کیونکر حاصل کرینگے ؟ همارے پاس دو هی چیزیں هونگي - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیه ' عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیه لیکر حماه آور واپس نہیں هو سکتے - پهر :

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے که اگر تمام مسلمانان هند نے حرمین شریفین کي جگه آج ایڈریا نوپل کي (مسجد سلیم) کي حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا هوتا ' اور اس نام سے ایک فنڈ بهي انکے پاس مهیا هوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں هم نے جو کچهه مالی مدد دي ' وہ نتائج کي محتاج نه تهي - کیونکه وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تها ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' همارا فرض دیني و جهادي یه تها که جو کچهه بن پڑے ' اس سے دریغ نه کریں - آج بهي جبکه مهاجرین کے مصائب کے حالات همارے سامنے هیں ' همارا فرض دیني ہے که انکي اعانت کریں - اور یه اعانت کچهه اس بنا پر نہیں ہے که اس سے مصائب اسلامي کا خاتمه هو جاے گا -

لیکن جبکه هم آئنده کیلیے انتظام کرنا چاهتے هیں ' جبکه مسلمانان عالم کا مستقبل همارے سامنے هوتا ہے ' اور جبکه آینده کي حفاظت کے نام سے هم قوم کو دعوت دیتے هیں ' تو همارا فرض هونا چاهیے که هر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکها جاے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کي جستجو کریں ' جسکے حاصل هو جانے کے بعد آینده کیلیے اِن مصائب کے نزول و هجوم کا قطعي سد باب هو جاے -

کعبه کي خصوصیت

حاجي بره کعبه و واں کیں راه دین ست

خوش مي رود ' اما وہ مقصود نه اینست

پهر صرف " خدمت کعبه " کي خصوصیت سے بهي میں متفق نہیں هو سکتا - یه سچ ہے که آج بڑي ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنا لزیشن) کي ہے ' اور مسلمان کعبے هي کي حفاظت کیلیے اسلامي ممالک کي بقا کے بهي خواهشمند هوسکتے هیں ' مگر ضروري ہے که اسي وقت اسکي تشریح بهی کردي جاے - نہو که همتیں پست هوجائیں ' اور تمام موجوده قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں که " صرف حدود کعبه و مدینه کي حفاظت هي همارا فرض ہے اور بس " -

جو کچهه کہه رها هوں ' بہتر تها که آپ اُسے سمجهتے - میں بغیر کسي اندیشه و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاهتا هوں ' اور حیات ملت کا یه ایک اساس قویم ہے ' جس سے اگر آج غلطي کي گئي تو عجب نہیں که اس دور مصائب و نا امیدي میں بے همت دلوں کیلیے کوئي سہارا باقي نه رہے -

بقیه شذرات

أفلا تنقون ؟ مصر کي مجلس هلال احمر نے محمد بک کو مسلمانان ادرنه (ایڈریا نوپل) کی موجوده حالت کا اندازہ کرنے کے لیے بهیجا تها - اُن کا بیان ہے که ادرنه میں چالیس هزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں هیں که تن ڈهانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کهانا بهی میسر نہیں - چار هزار مسلمان زخمي پڑے هیں ' اور ۲۶ - هزار قیدي هیں - منا ستر میں ۱۵ - هزار ' سلانیک میں اس سے بهي زیاده - اور تمام مقدونیه کے ستم رسیده و بے خان ومان اسلامي آبادي کا شمار تو ایک لاکهه سے بهي زاید ہے - یه وہ بے سرو سامان لوگ هیں ' جن میں اتني بهي سکت نہیں رهي که ظالموں کے دست ستم سے چهوٹ کر قسطنطنیه تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وهاں اُن کے لیے کوئی انتظام هو -

اس حالت میں اگر کوئی درد رسیده و دردمند دل ان بلا کشان صلیب کي اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ہے اور اُس کے مطابق کام کا آغاز کردیتا ہے ' تو اُس پر تعریضیں هوتي هیں که ترک خود اپنے بهائیوں کي امداد سے مقصر هیں تو هم کیوں یه بلا اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لهم : انفقوا مما رزقکم الله ' قال الذین کفروا للذین امنوا أنطعم من لو یشاء الله اطعمه ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین (۳۶ : ۳۸)

جب اُن سے کہا گیا که " خدا کي دي هوئی روزي سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا هم ایسے کو کهلائیں جسے الله چاهتا تو آپ کهلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراهی میں پهنسے هو جو ایسا کہتے هو "

واے بر ریشے که آن را از نمک مرهم کنند

فرنگي سلطنتیں خوش هیں که باب عالي نے ایشیاے کوچک کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلي هیں ' جن کا اهم پہلو یه ہے که یه پورا ملک چهه صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - هر صوبه کا انتظام چهه ممبر اور ایک گورنر کے متعلق هوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجهے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث فرنگي هونگے - اس کمیشن کے ذمے چار مختلف شعبوں کي نگراني هوگي - (۱) عدالت - (۲) تعلیم - (۳) پولیس - (۴) رفاه عام - جندارمه (جنگي پولیس) هر صوبه کے لیے علحده علحده هوگي ' جس کے سرکاري (کمیشنڈ) و غیر سرکاري (نان کمیشنڈ) افسر فرنگي هوا کرینگے - فرانسیسوں نے پچهلے تین سالوں میں معاملات انا طول کو ایک طرح اپنے هات میں لے لیا ہے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمه نہیں ہے جس میں ایک نه ایک فرانسیسی کارفرما یا کارکن نهو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل بومن هیں ' جن کي حسن خدمت کے ترک بهي معترف هیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بهی ادا کرتے هیں ' اور در پرده فرانس کا نفوذ و رسوخ بهی بڑهاتے رهتے هیں - اس تمهید مداخلت کي بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ہے که فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر هونگے ' سب انگریز هونگے ' یعنی اتحاد برطانیه و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق پہلے سے قایم ہے ' اب مشرق صغیر بهي اُسی سلسله میں منسلک هو جائیگا ! !

مرهم از لبهاش می جویند هر جان فگار

واے بر ریشے که آن را از نمک مرهم کنند !

عوايد کي عملي تدابير ' تو اولا تو اس بحث کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں ' دوسرے هم اسکي کسي قدر تفصيل اپنے ایک علحدہ مضمون میں کرچکے هیں]

حس لذت و الم کا ایک اهم فرق

(۶) آلم کي طرح لذات کبھي تیز و شدید نہیں هوسکتیں - دیکھ ہوا نہ شدید درد کي حالت میں ساري رات کروٹیں بدلتے رهتے هیں اور کسي پہلو کل نہیں پڑتی - فرط غم کي حالت میں پچھاڑیں کھاتے هیں اور سینہ کوبي کرکے کرتے اپنے تئیں هلکان کر ڈالتے هیں ' لیکن فرط مسرت میں کبھي یہ بے تابي و بیقراري طاري هونے نہ دیکھي هوگي - اسکي وجہ ظاهر ہے - انبساط نام ہے اعصاب کی معتدل ورزش کا ' اور اس پر انبساط کا اطلاق اسي وقت تک هوسکتا ہے ' جبتک کہ اس میں اعتدال ہے ' اور جہاں انبساطي کیفیت حدود اعتدال سے متجاوز هوئي ' وہ انبساط نہیں رهتی ' بلکہ بجاے خود ایک کرب و الم هو جاتي ہے - اطمینان ' سکون ' چین ' کل ' راحت ' کے حدود مقرر هیں ' لیکن اضطراب ' بیقراري ' بیچیني ' بے کلي ' کرب کي کوئي انتہا نہیں هو سکتي -

وجـــدان

احساس کا نظریہ مع اسکی اهم تفریعات کے بیان هو چکا - اب دو لفظوں میں صرف یہ کہدینا باقي ہے کہ احساس ' جسکے دو رخ هیں : ایک حظ اور انبساط کا ' دوسرا کرب و انقباض کا ' وجدان کي منزل اولین کا نام ہے - وجدان جسوقت تک .... ' بسیط اور مفرد حالت میں ہے ' احساس کہلاتا ہے اور جب پیچیدہ ' مرکب اور مخلوط شکل اختیار کر لیتا ہے ' تو جذبے کے نام سے موسوم هوتا ہے - گویا احساسات ' جذبات کے عناصر و مفردات ہیں - یعنی جذبات کي جب تحلیل کي جاتي ہے ' تو آخرکار وہ احساسات هی پر آکر ٹھیر جاتے هیں - جذبات کي ماهیت ' اور مہمات جذبات کي مفصل تشریح ' آیندہ ابواب کا موضوع ہے -

الهـــلال

یہ مضمون کتاب کا ایک ٹکڑہ ہے ' اور امید ہے کہ اسکے اور ابواب بھي شائع هوں - مسٹر عبد الماجد اُن معدودے چند تعلیم یافتہ ارباب علم میں سے هیں ' جنکو تصنیف و تالیف اور تراجم علمیہ سے ذوق ہے - ان ابواب کي اشاعت سے انکا مقصود یہ ہے کہ طرز تحریر اور اسلوب بیان کے متعلق اگر ارباب علم مشورہ دیسکیں ' تو قبل از اشاعت کتاب اس سے فائدہ اٹھائیں ' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ لوگ اس طرح کے مضامین کو غور سے پڑھنے اور راے دینے کي زحمت گوارا کرینگے -

بالفعل صرف ایک امر کے طرف اشارہ کردینا ضروري ہے - مضمون میں جا بجا " حس لذت و الم " کو " حظ و کرب " سے تعبیر کیا ہے ' اور اسی کو بصورت اصطلاح عنوان میں بھی جگہ دي ہے - لیکن اسکے لیے " لذت و الم " هی کے الفاظ زیادہ موزوں اور صحیح تھے -

اول تو " حظ " کے معني لذت کے نہیں بلکہ حصے کے هیں (الحظ : النصیب ' جمعہ حظوظ) البتہ اردو اور شاید فارسي میں لذت کیلیے بولتے هیں ' لیکن باعتبار لغت غلط ہے ' اور عربی میں تو اس معنی کا کہیں پتہ نہیں -

پھر جب " لذت " کا ایک لفظ پیشتر سے اسکے لیے موجود ہے ' اور عربی میں ٹھیک اُسی مفہوم کو ادا کرتا ہے ' جو مباحث علم النفس میں آپکا مقصود ہے ' تو دوسرا لفظ کیوں تلاش کیا جاے ؟ اردو میں لذت کا لفظ اپنے اصلی معنی سے هٹ گیا ہے ' اور مختلف موقعوں پر بولا جاتا ہے ' لیکن عربی میں یہ همیشہ " الم " کے مقابلے میں لایا جاتا ہے ' اور لغت میں اسکی تعریف " نقیض الالم " ہے -

" کرب " اور " الم " میں بھی فرق ہے - کرب صرف " حزن " کے معنوں میں آتا ہے ' لیکن " الم " میں اس سے زیادہ وسعت اور تعمیم ہے -

بقیۂ شذرات

هنـا و هنـــاك

محمد شریعي پاشا مصر کے ایک نامور دولتمند رئیس هیں - ارض شام میں اُنھوں نے تین شاخ در شاخ ریلوے لائین جاري کرنے کي درخواست کي ہے -

(۱) ایک لائین غزہ سے بیرسبع تک -
(۲) غزہ سے یافا و بیت المقدس تک -
(۳) غزہ سے مصر تک -

دو درخواستیں خود اهل شام نے بھي دي هیں ' جن میں ایک اجراء ریلوے اور ایک جہاز راني کے متعلق ہے - ٹراموے کے لیے بھي ایک درخواست پیش هوئي ہے ' جو امید ہے کہ منظور هو جائيگي -

مسلمانان شام کي اس پر آشوب حالت کا اندازہ کیجیے کہ مظالم یورپ نے اُن کے دل پاش پاش کردیے هیں ' مگر بقاے حیاۃ کي فکروں سے وہ اس حالت میں بھي غافل نہیں ! وہ اس لیے کہ مظلومان بلقان کا اُن کو درد نہیں ہے ' بلکہ محض اس لیے کہ وقت فرصت سے فائدہ اُٹھانے میں اگر پیش قدمی نہوي تو یہی اجارے فرنگي سرمایہ داروں کو ملجائینگے - لیکن هندوستان کي حالت کسقدر افسوسناک ہے کہ تمام موارد ثروت پر غیر هندوستاني قومیں قابض هوتي جاتي هیں ' تاهم کسي هندوستاني سرمایہ دار کو اس کا احساس بھي نہیں هوتا ' اور باوجود روز روز مصائب کے ' پھر بھي آنکھیں بند هیں !

زر اعانۂ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صدیقي رنگون سے لکھتے هیں :

آپکے اخبار الہلال میں " اردو پریس علیگڈہ کي ضمانت " کے عنوان سے جو مضمون شائع هوا ہے ' اُسکو پڑھکر بہت صدمہ هوا اور اُسوقت اور بھي اضطراب پیدا هوا ' جب میرے ایک دوست مسٹر غلام جیلاني نے جو حال هي میں علیگڈہ سے تشریف لائے هیں اُن تمام امور کي تصدیق کي جو کچھہ جناب حسرت موهاني کي غربت کا حال اپنے اخبار میں درج فرمایا ہے - واقعي ایک ایسے پریس سے تین هزار کي ضمانت طلب کرنا سراسر ناانصافي ہے - هملوگ اپني حیثیت کے مطابق موجودہ احباب سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے آپکي خدمت میں بھیجتے هیں - آپ جس طرح چاهیں اس روپیہ سے حضرت موهاني کی امداد فرماویں - هملوگ استدعا کرتے هیں کہ آپ بہت جلد اسکے متعلق ایک باقاعدہ فنڈ قائم کردیں - هملوگ کوشش کرکے جسقدر بھی روپیہ یہاں سے جمع هوسکیگا ' آپکي خدمت میں بھیجینگے -

جن صاحبوں نے ایک ایک روپیہ دیا ہے اُنکے اسماء گرامی حسب ذیل هیں :

مسٹر غلام جیلاني - مولوي امام علیصاحب - مسٹر رشید محمد مولوي شہباز خانصاحب - محمد ناظم صدیقي -

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (۱) -

پھر محض انسان کی عقل و پیش بینی ہی نہیں ' بلکہ اسکی تمام تمدن زائیدہ صناعیاں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جنگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکلیف و بربادی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۴) مختلف احساسات ' معاشرت کی وقعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ میں حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تا ہم بازار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض اٹکل کی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - بہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حیات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات رکھنے پر ہے

اس کلیہ کی توضیح چند مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بعینہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسایٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد اُن افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً یورپ میں کورٹ شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تا ہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسایٹی اسکو جائز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی آگے دور وہ افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل بقاے نسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اُس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اُس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات بقاے نسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال اُن افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ فضلوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب حلقوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کے اونچے طبقے کی یورپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ ' انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور بلا شبہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف ایک حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعۃً کسی غیر شخص کا آ جانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو محجوب کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ ضیافتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے ذایقہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں اُن مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قیام حیات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنہیں ہم صرف تفنن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا پہاڑ ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں کے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' اُنھیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۵) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جاے -

احساس حظ و احساس کرب ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آے ہیں ' چونکہ نام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الترتیب موافقت و عدم موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب ناموافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے ناموافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط کا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہوجانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' اُچک پھاند پر جان دیتے تھے ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض غذائیں اب ہم رغبت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں برف کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں اُسے ذوق و شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں حل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں نشو و نما ' دفعۃً کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اُس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرین ' یعنی ناموافق چیزوں کی تدریجی مزاولت کرکے انکو موافق بنالینا اور انکا خوگر ہوجانا - [رہیں اکتساب

(۱) اسکا تجربہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود ان مصایب سے بڑھکر تکلیف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست
قعر دریا سلسبیل و روے دریا آتش ست

اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے' اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشہ اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں ' وقائع نگاروں ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' مجھکو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اِس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو - مسٹر (ای - ایف - نالت) جو عرصے تک یورپین ترکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے ' اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبد العزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :

" یہ یاد رکھنا چاهیے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبد العزیز) کو اسکی نا اہلی اور نا قابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے ' اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی - البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا ' اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے - چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ' اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (Awakening of Terkey p. 8.)

مسٹر (نالٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں اتنا ظرف ہے ' اسلیے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ویمبرے) جس نے ترکی کے قلب میں رہکر نشو و نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتوں کی عربی لب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے ' جو شیخ الاسلام نے سلطان عبد العزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :

" چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تانکے تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' اسلیے قران کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی ملگئیں ' لیکن یہ تمام بدعتیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں ' گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا ' اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاورھم فی الامر (اپنے معاملات کیلیے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے - (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا : " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' .... جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاهیے ' لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے .... جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں ' وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان پادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاهتے ہیں - اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرمان رواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی "

(Western Light and Eastern Lands Vol. 3. p. 32.)

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس مزعومہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثال میں بابر ' حسین مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا ' تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماہر کو ' اور کوئی نام نہیں ملتا ! و ذلک مبلغہم من العلم -

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے ' اور گو " وشاورھم فی الامر " ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جاے گا ' تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے - ایک ضعیف و لب گور بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں - مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں - انکے قوی مضمحل ہوچکے ' اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ ' افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے ' پھر اُنکے " دلر جوانی در عہد پیری " کو آج کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کریگا ؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو ' مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں !!

فتـادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آن ہمت
کہ گر سیمـــرغ می آمد بدام ' آزاد می کردم

٭ ٭ ٭

تاہم جستجو کرنی چاهیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ' اور کیا یہ واقعی مسٹر نالٹ اور ویمبرے کے الفاظ میں " چند برسوں " کے نو زائیدہ خیالات ہیں ' یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت و تعلیم کے صحائف و اسفار میں مدون چلے آتے ہیں ؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کیلیے متذکرۂ صدر خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے -

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی ضلالت اندیشی عام ہے - اس نے ابتک جو کچھہ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے ' وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے - وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا ' بلکہ اُسکی نظر میں از سرتا پا اسکی ہیئت و صورت مکروہ ہے - پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو ' تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں -

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ترکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بار آور ہوئیں ' اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرز حکومت پر قرار پایا - اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلیے ایک زمانۂ ممتد کے محتاج ہوتے ہیں - بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جاے ' مگر اسکے استعمال کے نتائج کیلیے انتظار ناگزیر ہے -

حریت اسلام

الحریة فی الاسلام

(۱)

منجمله ان مقاصد مهمه کے ' جنکے لیے الہلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اهم احرار اسلام کا باب تها -

اراده تها که منجمله مستقل ابواب مضامین کے ' یه باب بهی بالالتزام همیشه چند صفحات کا سرعنوان رهیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضی و حال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج هوا کرینگے ' جنسے غفلت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بهولا هوا خواب یاد آجاے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچه و توطیه مضامین کے ' ایک مبسوط تمهید کی ضرورت تهی ' تاکه اسلام اور حریة صحیحه کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاهر کر دیا جاے -

الہلال جلد اول کے دوسرے نمبر هی سے اسکا سلسله شروع کرنا چاها ' اور اسکی پہلی تمهیدی قسط " الحریة فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بهی کی ' لیکن اسکے بعد سے آجتک که دوسری جلد کا اختتام درپیش هے ' اسکے متعلق ایک حرف لکهنے کی مہلت نه ملی - احباب کرام نے بارها یاد دلایا ' اور بهولا تو میں بهی نه تها ' لیکن کیا کرتا که اپنی بساط میں زندگی اور زندگی کے اوقات کی ایک هی اینٹ تهی - کن کن عمارتوں کی دیوارمیں اس سے چنتا ' اور ایک هی پتهر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آه که بسیار کم است
و آرزوے دل مرغان چمن بسیار ست !

اب چاهتا هوں که الہلال میں یه سلسله بالالتزام شروع هو جاے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاهیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قران کریم ' پهر احادیث صحیحه ' اور اسکے بعد آثار صحابه و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لینی چاهیے -

سلسله بیان کیلیے ضروری تها که الہلال جلد (۱) نمبر (۲) کا تمهیدی مضمون سامنے آجاے ' اسلیے آج کی اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا هے - اسکے بعد اصلی سلسله جو طیار و مستعد هے ' شائع هونا شروع هو جاے گا -

و ما توفیقی الا بالله -

يا صاحبي السجن ! أ ارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ؟

اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچها هے یا ایک هی خداے قہار کے آگے جهکنا ؟ تم جو الله کو چهوڑ

ما تعبدون من دونه الا اسماء ' سميتموها انتم و اباؤكم ما انزل الله بها من سلطان " ان الحكم الا لله " امر الا تعبدوا الا اياه ' ذلك الدين القيم ' و لكن اكثر الناس لا يعلمون (۱۲ : ۴۰)

کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رهے هو تو یه اسکے سوا کیا هے که چند نام هیں ' جو تم نے اور تمہارے پیشروؤں نے گهڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئی سند بهیجی نہیں - اے گمرا هو ! یقین کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اُس ایک خدا هی کیلیے هے - اس نے حکم دیا هے که صرف اُسی کے آگے جهکو ! یہی دین اسلام کا سیدها رسته هے لیکن افسوس که اکثر لوگ هیں جو نہیں سمجهتے ! !

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی مبدع (توحید) هے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتہال کے ساته جهکاتا هے ' اتنا هی خدا کی پیدا کی هوئی تمام کائنات کے آگے سربلند و مغرور کر دیتا هے - دنیا کی کوئی طاقت ' اور خدا کے سوا کوئی هستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی - وہ ایک جبروت پر سر جهکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرماں برداروں سے آزاد هو جاتا هے ' اور ایک کا هو کر سب کو اپنا بنا لیتا هے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا لله) کی صدا کے ساته حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمیز قوم و مرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں کاٹ کر گرگئیں ' جنکی بوجهه سے نوع انسانی کے پاؤں شل هو رہے تهے ' لیکن یه کتنی تعجب کی بات هے که آج صدیوں سے اسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکهتے - انکے تمام اعمال پرستش نفس و اوهام اور نفوس و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونه هیں ' اور وہ جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تهے ' انسے زیاده بوجهل بیڑیاں آج خود انکے پاؤں کا زیور هیں ! !

بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبی ست !

پهر کیا ایک هی علت در متضاد نتائج پیدا کرسکتی هے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اسکے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں هیں ؟ اور اگر نہیں هیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کی گهڑی ' چند ابتدائی سالوں هی تک کیلیے کوکی گئی تهی ؟

یه سوالات هیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعه میں پیدا هوتے هیں -

گذشته نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری آزادی و حریت کے ولولوں سے معمور هے - علی الخصوص پچهلے چهه سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمهوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا هوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم هوئیں '

میں ایسے طلسموں کي عمر زیادہ نہیں ہو سکتي - دوسرے وقائع نگاروں نے بہت جلد واقعات سے پردہ اتّھا دیا ' اور ایک طرح کي قلمي جنگ واقعات بلقان کے متعلق چھڑ گئي - جبکہ یورپ ادنی کے میدانوں میں ہلال و صلیب معرکہ آرا ہو رہے تھے ' تو یورپ اقصی کے کاغذي میدانوں میں صدق و کذب اور حق و باطل بھی دست و گریباں ہونے لگے -

سب سے پہلے مستر نیت نے (نائین تینتھہ سنچوري) میں ایک مضمون شائع کیا ' جسمیں ان تمام وقائع نگاروں پر نہایت سخت حملے کیے ' جو عسکر عثماني کے ہمراہ تھے - اس مضمون کا جواب مستر جارج پلیچر نے اسي رسالے میں میں شائع کیا - پھر اسي سلسلے میں مستر ولیم مکسول نے ایک پر مغز مضمون رسالہ مذکور میں شائع کیا - اس کے آغاز میں ان سوانح و وقائع پر بھي ایک ... سري نظر ڈالی تھي ' جو نامہ نگاروں کو جنگ سو ... ' جنگ بوبر ' جنگ جاپان ' وغیرہ وغیرہ میں پیش ... تھے - یہ مضمون کسیقدر طویل ہے - اسلیے اصل مضمون کے بدلے صرف اسکي تلخیص شائع کیجاتي ہے کہ بعض دلچسپ اور سبق آموز کوائف سامنے آجائیں گے

سنہ ۱۸۵۴ع کے بعد سے جنگ بلقان سب سے بڑي جنگ ہے ' جسمیں نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کي اجازت نہیں دیگئي - مگر اس باب میں ترکي اور ریاستہاے بلقان ' دونوں حق بجانب ہیں - اسلیے کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاروں کي مراسلات کے پہنچنے اور شائع ہونے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا تھا کہ اسکے بعد ان اطلاعات سے فریقین جنگ کسی حالت میں مستفید نہیں ہوسکتے تھے ' اور اسیطرح ان مراسلات کا فائدہ ایک تاریخي حد تک محدود رہتا تھا ' مگر اب حالات بالکل بدلگئے ہیں - نامہ نگار کی مراسلت اسی دن پہنچ جاتي ہے ' اور وصول اشاعت کے بعد سب سے پہلي اشاعت میں نکل جاتي ہے ' اور اسکو تمام دنیا کي طرح فریقین جنگ بھي پڑھسکتے ہیں -

پس اگر نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کي اجازت دیجاتي تو ان مراسلات کا اثر وقائع نگاري کي حد سے گذر کے جاسوسي کي حد تک پہنچ جاتا ' اور فریقین میں سے کوئي بھی اپنے ان مخصوص حالات کو پوشیدہ نہ رکھہ سکتا ' جنکا اخفا اسکے مصالح کے نقطۂ نظر سے ناگزیر تھا -

یہ ایک ایسی بات ہے ' جسکو کوئي قائد بھی گوارا نہیں کرسکتا ' کیونکہ اس کا مقصد اپنے حریف کی شکست ہوتی ہے نہ کہ قارئین کی دلچسپی اور جرائد و صحائف کی گرم بازاري -

ماضي و حال میں ایک فرق یہ بھي تھا کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاران جنگ کي جماعت مختصر ' منتخب ' اور کاردان افراد کا مجموعہ ہوتي تھي ' مگر اس زمانے میں برخلاف اسکے نامہ نگاروں کا ایک جم غفیر تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر لیاقت کے لوگ تھے - ان نامہ نگاروں کي فوج گراں میں سے بعض نے تو اپني خدمات بعض اخبارات کے لیے بلا معاوضہ محض اس شوق کي بناء پر پیش کردي تھي کہ وہ اپني آنکھوں سے ان افسانہ ہاے غم کو ایکت (ممثل) ہوتے دیکھینگے ' جنکو نہایت عمیق شوق و ذوق کے ساتھہ ہمیشہ اخبار و رسائل ' تاریخ ' یا ناولوں کے صفحات پر پڑھا کرتے ہیں -

بساط صحافت (نامہ نگاري) کے ان تازہ واردان جنگ میں بعض افراد تو اس درجہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بھي معلوم نہیں ہوتا کہ اپني مراسلت میں کیا لکھیں اور کیونکر لکھیں ؟ -

اس موقع پر مجھے وہ گفتگو یاد آتی ہے جو ایک اخبار کے مالک اور بہت بڑے صحافی میں ہوئي تھي - مالک اخبار پہلے قالین باف تھا - اسکے یہاں فرش بنے جاتے تھے ' مگر آدمي بلند حوصلہ تھا - اس نے ایک اخبار جاري کیا ' اور اسکي تحریر (اڈیٹري) کے لیے اس صحافي کي خدمات حاصل کرلیں - کچھہ دنوں کے بعد مالک اخبار کو خود مضمون نویسي کا ولولہ اٹھا ' اور کاغذ کے چند صفحے سیاہ کرکے مالکانہ تحکم کے ساتھہ ایڈیٹر کے حوالہ کیے - مضمون اس درجہ مہمل اور بے معنی تھا کہ ایڈیٹر اپنی راے کے ضبط کرنے پر قادر نہو سکا اور ردي کے ٹوکرے میں ڈال دیا - یہ دیکھکر مالک نے کہا :

" میں نے بہت سے مضامین دیکھے تھے اسلیے مجھے یہ خیال ہوا کہ اب میں بھی لکھسکتا ہوں "

نامہ نگار نے کہا :

" ہاں مگر میں نے بہت سے فرش پامال کیے لیکن مجھے تو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ اب میں خود بھی فرش بن سکتا ہوں " ! !

نامہ نگاروں کا یہ ازدحام دفعۃً نہیں ہوا ' بلکہ اس تدریجي اضافے کا نتیجہ ہے ' جو جنگوں کے توالي و تتابع کي وجہ سے عرصے سے ہورہا ہے -

ام درمان (سوڈان) کي جنگ میں ہم لوگوں کي تعداد ۱۶ - تھي مگر اس پر بھي لارڈ کچنر نے کہا تھا کہ اب یہ تعداد اتني ہو گئي کہ ایک پورا رجمنت ترتیب دیا جا سکتا ہے - مگر ان میں صرف ۶ - شخص پختہ کار نامہ نگار تھے - انھي چھہ میں فریڈ رک اوڈ س بھي تھے جو بالاخر زخمي ہوے ' اور ہربرٹ ہاورڈ بھی تھے ' جنھوں نے اس راہ میں اپني جان تک قربان کردي -

جنگ بوبر میں ہماری تعداد اور بڑھ گئي ' اور جنگ جاپان و روس میں تو اسقدر بڑھگئي تھي کہ پورا ایک لشکر جرار تھا - ہم میں سے بعض نے اپني خدمات بغیر کسی معاوضۂ مالي کے پیش کي تھیں - جاپان سے جب کوریا جانے کے لیے روانہ ہوے تو ہم میں سے ۵۶ - آدمیوں نے فوج کے ہمراہ جانے کي درخواست کي - ان ۵۶ - میں ۳۳ - انگریزي اخبارات کے نامہ نگار تھے ' ۱۷ - امریکن ' ۲ - فرانسیسي - اتنے ہي جرمني ' اور اطالي اخبارات کے تھے -

ہم انگریزي نامہ نگاروں کے قافلے میں ارباب صحف و قلم کے علاوہ عام مضمون نگار ' معلم ' تاجر ' بساطي وغیرہ بھي تھے -

دخانی جہاز اس لشکر مکاتبین کے لیے ہر روز نئي نئی کمکیں لاتے رہتے ' جنمیں سے کسي میں امریکہ اور کسي میں سوئزرلینڈ کي خاتونیں بھی ہوتي تھیں -

بلغاري فوج کے ہمراہ کتنے نامہ نگار تھے ؟ مجھے اسکا صحیح علم نہیں - کیونکہ ان لوگوں کے صوفیا پہنچنے سے پہلے ہی میں نے صوفیا چھوڑ دیا - لیکن تخمیناً سو سے تو کسي طرح کم نہ ہونگے - انمیں سے بعض فوجی افسر بھی تھے - ان فوجی افسروں نے عجیب تماشہ کیا - ایک طرف تو العاقی سپاہیوں کے مقابلے میں اس بنا پر امتیاز کا دعوی کیا کہ وہ نامہ نگار ہیں ' اور دوسري طرف نامہ نگاروں کے مقابلے میں بعینہ یہی دعوی اتنی تبدیلی کے ساتھہ دہرا دیا کہ وہ فوجی افسر ہیں ! !

ان میں سے اکثر برگ و ساز اور تجربہ و اختبار ' دونوں حیثیتوں سے اس خدمت کے لیے تیار نہ تھے -

مقالات

بد قسمتی سے ان دونو حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج' اختلال و اعتشاش' اور اجانب کے فشار و ھجوم سے مہلت نہ ملی' اور اسکے بعد ھی بربادیوں اور تباھیوں کا ایک سلسلہ غیر منقطع شروع ھوگیا - علی الخصوص دولت عثمانیہ' جو موجودہ جنگ کی بربادیوں سے بالکل نیم جاں ھوگئی ھے -

عام نگاھیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجلہ کی منتظر تھیں' انھوں نے دیکھا کہ نتائج مطلوبہ ایک طرف' انقلاب کے بعد تو پچھلی حالت بھی قائم نہ رھسکی' اور بربادیوں کا ایک سیلاب عظیم ھر طرف سے امنڈ آیا - بظاھر ھر مقدم واقعہ' موخر کی علت ھوتا ھے' اسلیے بہتوں نے یقین کرلیا کہ یہ تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج ھیں' اور پھر اس الزام سے اسلام کو بچانے کیلیے یہ سمجھہ لیاگیا کہ اسلام صرف شخصی حکومت ھی کا مجوز ھے' اور " مشورہ " اور " شوری " سے حکومت دستوری مقصود نہیں - یا ھے بھی تو وہ کوئی اور شے ھوگی جسکی ھمیں خبر نہیں - کم ازکم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوئی تعلق نہیں ! !

اسطرح وھی اسلام' جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبدہ کا قامع یقین کیا جاتا تھا' اور اسکے لیے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تھا' ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین و دستور کا اعدا عدو مخالف ھوگیا ! ! و ما لھم بہ من علم' ان یتبعون الا الظن' و ان الظن لا یغنی من الحق شئیا (۵۳ :)

آج ھندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیادہ اخبار بیں طبقہ اسی غلطی میں مبتلا ھے -

لیکن فی الحقیقت یہ ایک نہایت خطرناک گمراھی ھے - اسلام اگر حریت و جمہوریت کا حامی ھے' تو اسکے لیے وہ ترکی و ایران کے تجربے کا محتاج نہیں' اور اگر مخالف ھے' تو مدحت پاشا و جمال الدین کی تحریک اسکو حامی نہیں بنا سکتی - پھر ھمیں اسلام کے متعلق ایک مختتم فیصلہ کرلینا چاھیے - وہ ایک [illegible] ھے - کوئی پیچیدہ راز نہیں ھے - اسکی تعلیم کی جو حقیقت [illegible] ھوگی' وہ ھمیشہ قائم رھیگی' خواہ تمام دنیا کی جمہوری حکومتیں غارت ھوجائیں' خواہ دنیا سے شخصیت [illegible] کا نام و نشان ھمیشہ کیلیے مٹ جاے -

[illegible] تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمہ دار نہیں ھوسکتی - [illegible] حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ما حول سے وابستہ ھوتا ھے' [illegible] دنیا میں کبھی کامیابیاں ھوتی ھیں' کبھی ناکامیاں - لیکن [illegible] قانون اور تعلیم کی حقیقت ھمیشہ غیر متزلزل ھوتی ھے -

کچھہ ھرج نہ تھا اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض ھوتے - کچھہ مضائقہ نہ تھا اگر وہ وھاں کے حامیان دستور پر لعنت [illegible]' اور وھاں کے رجال انقلاب کی سختی سے سخت [illegible] کرتے - اسلام کے احکام اسکے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث [illegible] سکتے' اور اسلام کی کس تعلیم کا آج ھم نے اپنے تئیں نمونہ

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

بنایا ھے کہ اس امر خاص میں ھمارا عمل اسکی تعلیم کا آئینہ ھوتا ؟ لیکن مصیبت یہ ھے کہ سرے سے جمہوریت اور نظام شوری ھی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا ھے' اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (کہ پیشتر ھی سے غلط فہمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف ھے) ایک نئی اور نہایت سخت تاریکی پھیلائی جا رھی ھے -

حالانکہ اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت ھے' جسکا تصور بھی اسکے دامن حریت پرور کیلیے معصیۃ کبری سے کم نہیں -

پس ضرور ھے کہ اس غلط فہمی کا' اسکے ترقی و اشاعت سے پہلے انسداد کیا جاے - نہو کہ حوادث و آلام کا فوری اثر نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانہ عقیدے پر استوار کردے - اسکا تو کچھہ غم نہیں کہ ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجھتی ھے ؟ البتہ اسلام کے دامن عصمت پر جہل و تاریکی اور ظلم و استبداد کی حمایت کا دھبہ گوارا نہیں کیا جاسکتا :

من و دل گر فدا شدیم' چہ باک ؟
غرض اندرمیاں سلامت اوست

المکاتیب البحریہ

یعنی وقائع نگاران جنگ

موجودہ تاریخ حرب کا ایک صفحہ

اثر : مسٹر وارڈ - نامہ نگار ڈیلی میل (لندن)

دنیا کی تمام مشہور جنگیں اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں ضرور رکھتی ھیں' جو انکے لیے علت شہرت و باعث تذکرہ ھوتی ھیں - مگر بیسویں صدی کی صلیبی جنگ گونہ گونہ خصائص و مزایا کا ایک طول طویل سلسلہ ھے' اور ان خصائص میں ایشیاء کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے خصوصاً سب سے زیادہ سبق آموز پہلو' یورپ کے خصائل و عقائد کی بے نقابی ھے' جس نے مسیحی عصبیت کے تمام خال و خط نظارہ گیان عالم کیلیے نمایاں کردیے -

غالباً لفٹننٹ ویگنر ارلین وقائع نگار جنگ کے لیے مزید تعارف کی ضرورت نہیں' کیونکہ انکی روپوشی کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا - قارئین کرام کو یاد ھوگا کہ آغاز جنگ میں لفٹننٹ مذکور کی سحر کار پنسل نے فتوحات بلغاریہ کا ایک طلسم باندھا تھا' مگر اس عصر کہرباء و بخار

وقائع و حقائق

اقتراعیات

یعنی سفریجٹس

میونسپل کمشنری کے لیے مسوری میں ایک لیڈی کے انتخاب نے ہندوستان میں بھی اقتراعیات انگلستان (حقوق طلب عورتوں) کی یاد تازہ کردی ہے -

روزانہ تار برقیوں میں ایک دو تار ان عورتوں کے متعلق ضرور ہوتے ہیں - انکے سرفروشانہ عزائم اور جاں نثارانہ اقدامات کے حالات فی الحقیقت نہایت عجیب و غریب ہیں -

جس قوم کے افراد رجال " حقوق طلبی " کے معنی سے نا آشنا ہوں ' انکے لیے ان عورتوں کی حقوق طلبانہ جاں بازیوں کی خبریں نظر انداز نہیں کی جاسکتیں -

قوم کو مجبور کیا جاے کہ وہ حقوق طلب عورتوں کی خواہشوں کے آگے سر تسلیم خم کردے -

اس راہ میں کسی سخت سے سخت قربانی سے بھی جو کوئی زندہ وجود کرسکتا ہے ' انہیں انکار نہیں - وہ وزیر اعظم (مسٹر ایسکویتھ) پر حملہ کرتی ہیں ' مظاہرے (ڈیما سٹریشن) نکالتی ہیں ' پولیس سے لڑتی ہیں ' ایوان حکومت کو گھیر لیتی ہیں ' بم چلاتی ہیں ' قید ہوتی ہیں ' قید خانے میں فاقے کرتی ہیں ' پارلیمنٹ کی چھت میں اپنے تئیں لٹکا دیتی ہیں ' اجلاس شروع ہوتا ہے تو مسئلۂ اقتراع کی ضرورت پر انقلاب آفریں تقریریں کرتی ہیں -

شہنشاہ (جارج خامس) کی سواری جا رہی ہے ' ایک اقتراعیہ بڑھکر گاڑی روک لیتی ہے ' گھوڑوں کے آگے فرش راہ بن جاتی ہے ' اور بالاخر بادشاہ اتر کر اس کی مزاج پرسی کرتے ہیں -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ ۴ - جون کو بھی نازک و ناز آفریں جماعت برینڈ فورڈ (لندن) کے قریب ایک عالی شان عمارت میں آگ لگا دیتی ہے ' جس سے دو لاکھ دس ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے -



خوش طبیبے ست ' بیا تا ہمہ بیمار شویم !

شکسپیر کا ایک مشہور ڈراما ہے Tamin gof the Shrew - حال میں لندن کے ایک تھیٹر نے سفریجٹ عورتوں کی دست درازیوں کو اسکے بعض مناظر میں نہایت خوبی سے دکھلایا ہے - اس تصویر میں مس دی سلوا ڈرامے کی عیار و شوخ چشم عورت بنی ہے ' اور اپنے آخری امیدوار کی جوے سے مزاج پرسی کر رہی ہے !

یہ بحث بالکل الگ ہے کہ جو طریقہ ان عورتوں نے اختیار کیا ہے اور جو ہمیشہ ایسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں ' وہ کس درجہ قابل تحسین و تقلید ' اور کہاں تک موجب اختلاف ہے ؟ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ راہ حق طلبی میں جو ولولہ و استقلال اور استحکام و ثبات یہ عورتیں ظاہر کر رہی ہیں ' کیا ایشیا کے مردوں کیلیے ان میں کوئی عبرت اور بصیرت نہیں ہے ؟

اگر یورپ کے جاں فروش مردوں کے حالات ہمیں بیدار نہیں کرتے تو حیف ہے اگر وہاں کی عورتوں کی قربانیاں بھی ہمارے لیے تازیانۂ عبرت نہوں !

حقوق طلب عورتوں کی تحریک اگرچہ عرصہ سے ہے ' مگر فدائی عورتوں کے اعمال کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ سے شروع ہوتا ہے ' جبکہ سر ہنری کیمبل بنیر مین وزیر اعظم ہوے تھے - اس فدائیت کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ' ملک کے قانون ' امن ' نظام ' اور سکون میں خلل ڈالا جاے ' اور اپنی جانوں کی قربانیاں کرکے

پبلک کا یہ حال ہے کہ آب رسانی کے دو منبع (ریز روائرس) خراب کردیے ہیں ' پانی کا رنگ بدل گیا ہے اور اسمیں سمیت آگئی ہے ' مجبور ہوکر سلسلۂ آبرسانی کو بند کردینا پڑتا ہے -

کوئنس ہال کے جلسے میں مسٹر چرچل تقریر کرنا چاہتے ہیں مگر اقتراعیات کے شور و غوغا سے نا چار ہوکر رک جاتے ہیں -

شہنشاہ کی تصویر جو مسٹر فیلی کی معجزانہ بداعت نگاری کا بہترین نمونہ ہے ' رائل اکاڈیمی کے وسط ایوان میں آویزاں تھی ' اسکی صورت بگاڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے ' اس لیے ملکہ الیگزنڈرا بے بس ہوکر ۶ - جون کو اکاڈیمی سے تصویر واپس منگالیتی ہیں -

اس قسم کے بے شمار واقعات ہر روز پیش آتے رہتے ہیں ' حکومت نالاں ہے ' امن عامہ میں خلل آگیا ہے ' قانون کی بے عزتی ہوتی ہے ' تعزیرات بے اثر ہیں ' یہ سب کچھ ہے مگر سواد اعظم کا ایک بڑا حصہ اس جد و جہد میں عورتوں سے ہمدردی رکھتا ہے ' خود سر ایڈ ورڈ گرے بہادر (وزیر خارجیۂ برطانیہ) جنکا طرز عمل مشرق کی آزادی کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوتا آیا ہے ' پارلیمنٹ کے

پھر کس اعتماد پر آے تھے ؟

صرف اس امید پر ' کہ وہ بلغاری قوم کی خدمت کے لیے جا رہے ھیں ' اسلیے حکومت اور قوم ' دونوں انکا خیال کرینگی ! !

اقوام کے اختلاف کے ساتھہ نامہ نگاران جنگ کے ساتھہ برتاو بھی بدلتا رہا ہے -

جنگ ام درمان (سوڈان) میں پہلے تو لارڈ کچنر نے نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ' حالانکہ وہ خود (اسٹینڈرڈ) کے نامہ نگار تھے ' مگر جب لارڈ روزبری نے سفارش کی تو پھر اجازت دی گئی - مگر احتساب مراسلات میں کسی طرح کی تنگ گیری نہیں کی - کیونکہ فوج ایک ھی تھی -

اسوقت محتسب مراسلات سر فرانسس رنگنٹ تھے -

کہا جاتا ہے کہ نامہ نگاروں کو روکنے کے لیے جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے بعض وسائل اختیار لیے تھے ' مگر یہ بالکل غلط ہے - میرے علم میں کوئی ایسی قوم نہیں جس نے جاپانیوں سے زیادہ نامہ نگاروں مدارات کی ہو ' یا جنکے قوانین متعلقہ نامہ نگاران جنگ ' جاپانیوں کے قوانین سے زیادہ معقول ھوں - موخر الذکر قوانین میں اگر کوئی عیب تھا (بشرطیکہ یہ عیب ہو) تو صرف یہ کہ وہ قابل نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دیتا تھا ' اور نا قابل نامہ نگاروں کو محروم رکھتا تھا - لائق نامہ نگاروں کے واسطے ھر ممکن الرویۃ معرکے کے دیکھنے کے لیے جاپانیوں نے ھر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائیں - نگرانی میں غیر مناسب سختی نہ تھی - مراسلات کا وہ حصہ ھرگز حذف نہیں کیا جاتا تھا ' جسکی اشاعت اصولا جائز تھی ' گو بعض مصالح خصوصیہ کے خلاف ہو -

نامہ نگاروں کے انتخاب کا طریقہ بھی معقول تھا - ھر امیدوار کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی حکومت کے سفیر کی ایک تحریر پیش کرے ' جسمیں اس بات کی شہادت دی گئی ہو کہ یہ شخص کم از کم ایک سال تک کسی اخبار کے دفتر میں کام کرچکا ہے ' یا معروف صحافی ہے -

اگر امیدوار اور سفیر میں اختلاف ھوتا تھا تو اسکا فیصلہ اس حکومت کے متعلق کردیا جاتا تھا جسکی طرف نامہ نگار اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا -

ان اصول پر انتخاب میں ۵۶ - امیدوار کامیاب ھوے - ان میں سے پہلی فوج کے ساتھہ ۱۶ - گئے ' جنمیں ۸ - انگریز ' ۶ - امریکی ' ایک فرانسیسی ' اور ایک جرمن تھا - دوسری فوج کے ساتھہ ۲۰ - گئے - ان میں ۱۱ - انگریز ' ۶ - امریکی ' ایک فرانسیسی ' ایک جرمن ' اور ایک اطالی تھا - تیسری فوج کے ساتھہ بھی ۲۰ - نامہ نگار گئے ' جنمیں ۱۴ - انگریز ' اور ۱۶ - امریکی تھے -

کون کس فوج کے ساتھہ جائے ؟ اسکا فیصلہ قرعے کے ذریعہ کیا گیا تھا - حکم یہ تھا کہ جس کا نام جس فوج کے ساتھہ نکلے ' وھی اس کے ساتھہ رہے -

ایک امریکی نامہ نگار اس تقسیم پر راضی نہ ھوا ' اور اس کے خلاف احتجاج (پروٹیسٹ) کرنے کیلیے ایک مشہور امریکی مصنف اور ایک دوسرے مشہور انگریزی مصور کو اس نے راضی کرلیا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فوجی افسر آیا اور اس نے نامہ نگار کو اطلاع دیدی کہ ایک گھنٹے کے بعد ٹوکیو کے لیے یہاں سے ٹرین روانہ ھوگی ' ضرور ہے کہ تم اسی ٹرین میں روانہ ھوجاؤ ! !

بلغاریا اور نامہ نگاران جنگ

مگر جنگ بلقان کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی -

جاپانیوں نے تعداد گو قلیل رکھی تھی اور اھل لیاقت و کفایت کے انتخاب کا اصول کسی قدر سخت ضرور تھا ' تاھم اتنا ھی دانشمندانہ بھی تھا - لیکن بلغاریوں نے دو افسروں کے اعتراض کرنے کے باوجود ' صرف اس خوف سے آئین انتخاب کو نظر انداز کردیا ' کہ اگر یہ لوگ (جو جنگ کے متعلق دنیا کی معلومات کا سرچشمہ ھیں) ناراض ھوگئے ' تو ھمارے اسرار و خفایا کو بے نقاب کردینگے ' اور یورپ کی شعوب و امم کی اس ھمدردی کو نفرت سے بدل دینگے ' جو غیر معمولی فرزانگی و ھوشیاری کے ذریعے حاصل کی گئی ہے -

بلغاریا نے اپنے مصالحۂ مخصوصہ کی بنا پر چاھا کہ نامہ نگاروں کی دو جماعتیں کردی جائیں - ایک جماعت پہلے جاے اور دوسری اسکے بعد - جو جماعت کہ بعد کو بھیجی جانے والی تھی ' اس نے اس تجویز پر نہایت سختی سے اعتراض کیا - چونکہ بلغاریا کا قبلۂ عمل پہلے ھی سے نامہ نگاروں کی رضا جوئی تھا ' اسلیے اعتراض کی وجہ سے پہلی تجویز مسترد کردیگئی ' اور تمام نامہ نگاروں کو صوفیا سے لشکر گاہ تک ساتھہ جانے کی اجازت ملگئی -

اسوقت نامہ نگاروں کی تعداد سو کے قریب تھی -

اس کاروان مکاتبین میں سے ۱۰ - اشخاص کو تیسری فوج کے ساتھہ جانے کی اجازت دیگئی - ان میں کرنل رنکینگ نامہ نگار ٹائمس مسٹر فرانک فکس نامہ نگار مورننگ پوسٹ ' اور نامہ نگار ڈیلی میل کے علاوہ تین روسی نامہ نگار بھی تھے ' جنمیں دو فوجی افسر تھے اور ھمیشہ اپنے رسمی لباس میں رھتے تھے -

فرانسیسی نامہ نگار بھی شامل ھوگئے تھے اور ان میں بھی دو فوجی افسر تھے -

لیکن قرق کلیسا ' لولوبرغاس ' اور چتلجا کے معرکوں میں خود بلقانی ریاستوں کے نامہ نگاروں میں سے صرف ایک ھی شخص تھا ! !

لفٹننٹ (ویگنر) کا دعوی ہے کہ وہ تیسری فوج کے ساتھہ گئے تھے ' اور محققانہ تاریخ نگاری کے پرداز پر انہوں نے اپنے مشاھدات قلمبند کیے ھیں ' مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ تیسری فوج کے ساتھہ ایک بھی آسٹروی نہ تھا - آسٹریا اور جرمنی کے نامہ نگار تیسری فوج کی ھمراھی سے اسلیے عمداً روکدیے گئے تھے کہ وہ بلغاریوں کا طریقۂ جنگ نہ دیکھہ سکیں -

خوش قسمتی سے میں بھی ان لوگوں میں سے تھا ' جنکو اجازت تھی کہ جس فوج کے ساتھہ وہ چاھیں ' جا سکتے ھیں -

جب میں (مصطفی پاشا) پہنچا تو افسر فوج نے اپنی فوج کے ھمراہ جانے کی مجھے اجازت نہ دی - یہ افسر خوش صحبت تھا - اس نے ایک بار میری دعوت بھی کی تھی - میرے پاس رؤساء ارکان جنگ کا صریح اجازت نامہ بھی موجود تھا - با ایں ھمہ مجکو اجازت نہ ملسکی ' اور کہا گیا کہ یہاں ٹھیرے رھنا ناگزیر ہے -

بسا اوقات اسطرح کے غیر اختیاری معاملات میں کشود کار کسی ایسی صورت سے ھوجاتی ہے جسکا ھمیں خیال بھی نہیں ھوتا - اسی اثنا میں بلغاری فوج میں دو پروفیسر پہنچ گئے ' جنمیں سے ایک مدرسۂ حربیہ کا معلم تھا ' اور دوسرا صوفیا کی یونیورسٹی کا - یہ دونوں احتساب مراسلات جنگ پر مامور کیے گئے ' اور انھیں حکم ملا کہ چتلجا روانہ ھوجائیں -

راستہ دشوار گزار تھا اور سواری کوئی نہ تھی - صرف میرے اور کرنل رنکینگ کے پاس موٹر کار تھی - یہ حالات دیکھکر ھم نے فرصت کو معلوم کرلیا ' اور ان پروفیسروں سے کہا کہ اگر وہ ھمیں فوج کے ھمراہ جانے کی اجازت دیدیں تو ھم انکو اپنی موٹر پر چتلجا پہنچا دینگے -

الہي تازہ کمک کي صورت میں نمودار ہوئي - فوج نظامي کا پہلا ریجیمنٹ آگیا' اور عزیز بک نے اسکو اطالیوں کے میمنہ پر پلٹ پڑنے کا حکم دیا یہ حرکت نہایت کامیاب ثابت ہوئي -

معاً دشمن کے پیر اکھڑنے لگے - عین اسوقت جبکہ دشمن کے قدم پیچھے ہٹ رہے تھے' ایک توپخانہ بھي آگیا' جسمیں چار زود کار اور بہت بھاري توپیں بھي تھیں -

اسوقت تک مجاہدین کي مثال ایک ایسے چھوٹے سے قافلے کي تھي' جسکو بھیڑیوں کے' ایک بہت بڑے گلے نے گھیر لیا ہو' اور وہ انہیں اپنے پاس آنے سے روک رہا ہو - مگر توپخانے کے پہنچتے ہي نوج میں ترتیب عسکری پیدا کي گئي' اور اسکے بعد جنگ کي بجھتي ہوئی آگ کو اس زور سے ہوا دي کہ پھر شعلے بھڑکنے لگے -

کامل ۱۱ - گھنٹے تک یہ ہنگامہ بپا رہا - [illegible] باشندگان عیش آباد (روما) کے صبر و ثبات کي بڑي سے بڑي عمر ہے' اور سچ یہ ہے کہ وہ اسمیں معذور بھي ہیں - کیونکہ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے' وہ انکي "جرم الارض" کا ایک معجزہ ہے ورنہ آگ میں نہانا پیکران حسن کا کام نہیں -

اب ہر اطالي اس طرح مبہوت و مندہش تھا' گویا موت مجسم سامنے کھڑي ہے' اور اسکي عزیز ترین متاع یعني "حیات" کے لینے کے لیے ہاتھ بڑھا رہي ہے - پیمانہ لبریز ہو چکا تھا - چھلکنے کے لیے صرف معمولي ٹھیس کي ضرورت تھي - ایک پر از خروش صداے اللہ اکبر نے یہ خدمت انجام دي - اطالیوں نے بد حواسي کے عالم میں بھاگنا شروع کیا - مجاہدین نے انکے پیچھے گھوڑے ڈالدیے - دباتے ہوئے دور تک چلے گئے - اطالي جب اپنے استحکامات میں گھسگئے تو مجبوراً واپس آجانا پڑا - مجاہدین کرام میں ۷۰ - مجروح اور ۳۰ - شہید ہوئے : رحمۃ اللہ علیہم اجمعین -

اطالیوں کے نقصانات کی تفصیل یہ ہے کہ مجاہدین کو غنیمت میں ۴ - پہاڑي توپیں' ایک متر الیوز قسم کی توپ' - ۵ - سو بندوقیں اور بمقدار کثیر ذخیرہ جنگ ملا - ۵۰ - آدمي گرفتار ہوے - جنمیں گیارھویں ریجیمنٹ کا لفٹننٹ (میبر جیلو) بھي ہے - گو اطالي مقتولین کي صحیح تعداد معلوم نہیں' مگر لفٹننٹ (میبر جیلو) کے اس بیان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ " اسکي صفوں کے آگے جو ریجیمنٹ لڑ رہا تھا' اس کا بیشتر حصہ تباہ ہوگیا - " !

یورپ کہتا ہے کہ مسیحیت رحم کي تعلیم دیتي ہے' اور اسلام قساوت و سنگ دلي کی - مسیحي رحم کا نمونہ تو تم اطالی کیمپ اور نخلستان میں دیکھچکے ہو - اب اسلام کي سنگدلي کي داستان بھي سن لیں -

یہ پچاس انسان یا بزنجیر کون ہیں ؟ غارتگران وطن' اعداء حریت' دشمنان اسلام' اور قاتلین شیوخ و شبان و نساء و اطفال' مگر با ایں ہمہ بطل غیور عزیز بک حکم دیتا ہے کہ تمام زخمي قیدیوں کا علاج کیا جاے' مردے دفن کیے جائیں' اور اسیر لفٹننٹ خاص اسکے ساتھہ کھانا کھاے !! ع : ببین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا ؟

اطالیوں کا عام قاعدہ ہے کہ اپني شکستوں کو چھپاتے ہیں' مگر یہ شکست اسقدر شدید تھي کہ گو سرکاري طور پر اسکي پوري اہمیت کا اعتراف نہیں کیا گیا' تاہم اتنا مان لیا گیا ہے کہ لفٹننٹ مادل مارتین زخمي' اور لفٹننٹ میبر ویلو گرفتار ہوگیا ہے - چار توپیں بھي عربوں نے لے لی ہیں -

اس شکست کي اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جنرل رانی سے استعفا لے لیا گیا ہے' اور اسکی جگہ جنرل [illegible] مامور ہوا ہے -

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند
کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

آپ کي اپیل دربارہ اعانۂ مہاجرین ترکي الہلال مورخہ ۲۱ - مئي کو دیکھہ کر قلب کي جو حالت ہوئي' اسکو نہ تو خود اپني زبان سے بیان کر سکتا ہوں' اور نہ زبان قلم ہي کو اتني قوت ہے کہ اسکو ظاہر کر سکے - اپیل کو پڑھکر دلي خواہش یہي ہوئي کہ اگر خدا استطاعت دیتا تو اسکا پورا بار اپني گردن پر لے لیتا' مگر اپني شومي قسمت کو کیا کروں کہ صرف تنگدست ہی نہیں بلکہ تہیدستوں کي جماعت میں زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں' اور اسی جماعت میں انشاء اللہ خاتمہ بھی ہوگا - بہرکیف سر دست مبلغ چار روپیہ اعانۂ مہاجرین ترکی کے لیے بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتا ہوں' اور بقیہ چار روپیہ انشاء اللہ اس مہینہ کا مشاہرہ پاکر روانہ کرونگا' لیکن حضور ایسا ہرگز خیال نہ فرماویں کہ میں اسکے صلہ میں ایک برس مفت الہلال لینا چاہتا ہوں' اور مجھہ پر کیا منحصر ہے شاید کوئی مسلمان جسکے دل میں کچھہ بھي جوش اسلام ہوگا اسکو قبول نہیں کر سکتا - میرے خیال کے بموجب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں اپنا ہاتھہ بڑھاے نہیں بلکہ اپنے مصیبت زدہ و آفت رسیدہ بھائي بہنوں کی مدد کرے -

میري یہ خواہش نہیں ہے کہ حضور میرے اس خط کو اپنے قیمتي پرچہ میں جگہ دیں' لیکن اگر حضور کي خواہش ہو تو مجھے کوئي عذر بھي نہیں' لیکن نام میرا نہ ظاہر کریں -

مجھے امید ہے کہ آپ میري اس حقیر تحریر کو کسي گوشہ اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرماوینگے - آج اخبار مشرق میں آپکا مضمون دربارہ اعانہ مہاجرین قسطنطنیہ نظر سے گذرا - دل بھر آیا کہ کیونکر ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کي امداد کیجاے ؟ چنانچہ یہ تحریک جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیمہیاں ضلع گونڈہ کي خدمت میں پیش کیگئي - ممدوح [illegible] دردمند دل رکھتے ہیں' اور ہونہار پر جوش اور ہمدرد نوجوں ہیں اس خبر موحش کا انکے دل پر کمال اثر ہوا - اور فوراً مبلغ دو سو دیا ئیس روپیہ سات آنہ براے اعانت مرحمت فرمایا - اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالے وقتاً فوقتاً اور جو مدد میرے امکان میں ہوگي دیتا رہونگا - زر مذکور آج کي ڈاک سے آپکے نام روانہ کیا جاتا ہے - جس پرچہ اخبار میں یہ مضمون شائع ہو - اسکی ایک کاپي جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیمہیاں ڈاکخانہ پچپڑوا ضلع گونڈہ کي خدمت میں روانہ کیجاے - والسلام

شیخ عبد الوحید قدوائي ہیڈ مدرس اسکول پچپڑوا ضلع گونڈہ

مخدومنا دام برکاتہم

پس از تسلیم ملتمس ہوں کہ جناب نے جو الہلال میں مظلومین و مہاجرین ترکي کي اعانت کیلیے تیس ہزار روپیہ کا اعلان کیا ہے شاید اس کی [illegible] مثال اس وقت دشواري سے مل سکیگی' کیونکہ ہماري قوم کي [illegible] سے اسلامي اخبارات کي جیسي کچھہ

کارزار طرابلس

پچھلے افتتاح کے موقع پر اقتراعیات کی حمایت میں تقریر کرتے ہیں - تیس برس سے مسٹر ایسکویتھ کے ساتھ اُن کے دوستانہ تعلقات ہیں ' مگر اُنھیں کسی بات کی پروا نہیں ہوتی ' علانیہ مخالفت کرتے ہیں ' اور عورتوں کو حق اقتراع دینے کے خلاف مسٹر ایسکویتھ نے جو روش اختیار کر رکھی ہے ' اُس کو بڑی وضاحت سے قابل ترمیم بتلاتے ہیں !!

وہ مردانہ وار قید خانے میں جاتی ہیں ' اور خوشی خوشی اسکے مصائب جھیلتی ہیں - قید خانے میں عہد کر لیتی ہیں کہ بالکل بھوکی پیاسی رہینگی ' اور اس طرح اپنی جان دیدینگی ' لیکن جرم کا اعتراف نہ کرینگی - مشہور اقتراعیہ : مس کرالستیول پانکھرسٹ بارہا قید خانے جا چکی ہے - جیل کے ڈاکٹر کو ربر کی نالیاں حلق میں اتار کر غذا پہنچانی پڑی ' مگر اس نے اپنے میثاق جاں فروشی کا روزہ کبھی نہیں توڑا - مجبور ہو کر پولیس نے بارہا رہا کر دیا - اب پھر قید خانے میں ہے -

پولیس کی کیا ہستی ہے ؟ فوج تک انکے ہاتھوں عاجز آگئی ہے - وہ مرد نہیں عورتیں ہیں - اسلحہ و آلات جنگ انکے پاس نہیں - ہلاکت اور بربادی کی قوتوں پر دسترس نہیں - دولت و شوکت اور فوج و جمعیت ' کوئی بھی کارفرما قوت اپنے ساتھ نہیں رکھتیں - چند جوان اور بوڑھی عورتیں ! جنس نازک و ضعیف کی ایک جمعیۃ محقرہ ! چند نا تمام مشورے ' اور کمزور ہستیوں کی ایک باہمی سازش !! لیکن با ایں ہمہ ایک طرف انکی صف ہے ' اور دوسری طرف حکومت اور ملک مع اپنی فوج و آلات جنگ کے ' اور مع اپنے قواے عظمت و جبروت کے صف آرا ہے - برسوں گذر گئے ' لیکن ابتک شکست و فرار ' عجز و اعتراف ' اور تذلیل و تحقیر کے سوا انہیں کچھہ نصیب نہیں !!

غور کیجیے کہ حقوق طلبی کے فرشتے کے بال و پر کیسے قوی ہیں ؟ یہ چند کمزور عورتوں کے دل گردے نہیں ہو سکتے کہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں پادشاہ کے گھوڑے کو روکنے کی کوشش کریں ' اور پھر اسکے نیچے آکر جان دیدیں - یہ کوئی دوسری ہی روح ہے جو انکے اندر کام کر رہی ہے :

هم از غالب حریفی هاے حسن است
کہ یک عالم حریف کردہ نیست

چند نازنینان عشوہ طراز نے ایک پورے ملک کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے !!

خوش طبیبے ست ' بیا تا ہمہ بیمار شویم

اس حالت پر کئی حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے - یورپ نے مردوں اور عورتوں کے حقوق عامہ میں جس غیر طبیعی مساوات کا دعوا کیا ہے ' اگر آج اسپر عمل کا وقت آیا ہے تو اسے پیٹھہ نہیں دکھلانی چاھیے - حالات کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا ' اور جبکہ ان حقوق طلبیوں میں کامیابی ہوگی (اور ایسا ہونا ضروری ہے) تو اسکے بعد یورپ کے نظام عائلہ و معیشۃ منزلی کے امراض اجتماعی و ادبی کے ظہور کا آخری دن ہوگا :

ابھی تو تلخی کام و دھن کی آزمایش ہے !

ایک فتح عظیم

ناکام حملہ اطالیہ

جنرل رانی کا استعفا

اطالی غارتگران طرابلس خود حملہ آور ہیں ' مگر آغاز جنگ سے انہوں نے اپنا انداز یہ رکھا ہے کہ گویا خود محصور ہیں ' اور انکا فرض مدافعت سے زیادہ نہیں - وقذف فی قلوبهم الرعب ' فریقاً تقتلون و تاسرون فریقا (۳۳ : ۲۴)

بیشک انکے اعمالنامے میں حملوں کا بھی ایک عنوان ہے ' مگر یہ حملے ان خروج سے مختلف نہیں ' جو محصورین شدائد محاصرہ سے اکتاکے کردیا کرتے ہیں -

۱۶ - مئی کو اطالیوں نے ایک حملہ کیا تھا - اس حملے کی تفصیل تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

درنہ سے ایک نامہ نگار لکھتا ہے :

" مجاہدین کرام کی ایک جماعت درنہ کو گھیرے پڑی ہے - صبح کا وقت تھا - رات کی خاموشی کے بعد ابھی ہنگامۂ عمل بپا نہیں ہوا تھا کہ مجاہدین نے اپنے آپ کو جنرل ممبورتی کے زیر قیادت ۱۲ - ہزار فوج میں گھرا ہوا پایا - صبح کا وقت ' پہلے سے علم نہیں ' دشمن سر پر ' مگر با ایں ہمہ سپہ سالار عام (عزیز بک) نے ثبات قلب سے اس خبر کو سنا ' اور سنتے ہی فوراً تیاری کے لیے مجاہدین کی مختلف جماعتوں کے نام اوامر و احکام صادر کر دیے - تفتیش حال کا کام اہم اور دشوار تھا ' اسلیے اسکو خود اپنے لیے رکھا -

آفتاب طلوع ہو رہا تھا کہ عزیز بک تفتیش کے لیے روانہ ہوئے - نقطہ (عین المنصورہ) تک اطالیوں کے آنے کی خبر نہ تھی ' اسلیے انہوں نے اپنے ہمراہ زیادہ فوج نہیں لی - مگر جب آگے بڑھے تو ۱۲ - ہزار انسانوں کا ایک سیلاب رواں نظر آیا -

دونوں فوجیں رو در رو کھڑی ہولیں - ایک طرف مٹھی بھر انسان تھے ' دوسری طرف ایک لشکر جرار ' مگر فتح و شکست کا مدار قلت و کثرت ہی پر نہیں بلکہ اس شجاعت و بسالت ' صبر و ثبات ' جوش فدویت و شوق شہادت پر ہے ' جو وجود مومن کی صفات اصلیہ ہیں ' اور جنکی وجہ سے تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد میں ایک مسلم اور دس حملہ آور یکساں سمجھے جاتے تھے -

عزیز بک اس شرذمۂ قلیلہ کو لیے اس انسانی سیلاب کے راستے میں کھڑے ہوگئے ' اور اپنے کمال عسکری کے محیر العقول کرشمے دکھانے لگے -

اطالیوں کی آتشباری نے کارزار کو آتشکدہ بنا دیا ' مگر عزیز بک مع اپنے مجاہدین کے اس آتشکدے میں کھڑے جواب دے رہے تھے - آتشباری کی شدت نہایت شدید تھی - ممکن تھا کہ انسانی کمزوری صبر و ثبات پر غالب آجاتی ' مگر غالباً جسقدر ابتلاء و امتحان ہو چکا تھا وہ نا کافی نہ تھا - دیدنہ کن گھڑی قریب آرہی تھی کہ نصرت

مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

الہلال

ہفتہ وار مصوّر

عکس

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد سوم

۱۹۱۳ء

الہلال اکیڈمی
۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

حالت ہے وہ تو ظاہر ہي ہے' اگر ہماري قوم کے اعلي طبقہ کے حضرات اس طرف متوجہ ہوجاتے توکچھہ زیادہ دشواري نہ تہی - میں بہت ہی کم درجہ والوں میں ہوں' افسوس عدم استطاعت اس کار خیر میں جناب کا کچھہ زیادہ ہاتھہ بٹانے کي اجازت نہیں دیتي' سردست ایک هنڈوي ایکسو - تیس روپیہ کے اس مقصد کے لیے خدمت والا میں پیش کرتا ہوں' اسکے عوض میں آپ الہلال کا ایک پرچہ ذیل کے پتہ پر ایک سال کیلیے روانہ فرمالیں - باقي روپیہ امداد مہاجرین ترکي میں روانہ فرمادیں - میرا نام اوراس کا اعلان نفرمایاجاے اخبار میں بہی درج نفرمایا جاے

(از رامپور)

قبل اسکے میري اهلیہ مبلغ تیس روپیہ اعانہ مہاجرین میں داخل کرچکي هیں' وہ مجھہ سے پوچھتی هیں کہ ۴ - جون والے پرچہ میں اس کي اشاعت نہیں کي گئي' نہیں معلوم اصلي مقام پر روپیہ پہونچا ہے یا نہیں -

مبلغ یکصد اور چودہ روپیہ ۱۲ - آنہ بذریعہ مني آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں - دوسري قسط انشاء اللہ العزیز پرسوں تک خدمت والا میں روانہ کي جاویگي -

جناب اقدس ! الہلال کو دیکھکر اعانہ مہاجرین سے چشم پوشی کیجاے کیا معني' چنانچہ اپني استطاعت کے مطابق حاضر و پیشکش خدمت عالي کیا گیا - یہ بھي ضرور عرض کرونگا کہ یہ رقم حقیر خدا جانے کس صورت سے ارسال کي گئی - اشارۃ یوں خیال فرما لیجیے کہ ایک طالبعلم جوکہ دوسرونکا دست نگر ہے اوسکا تحفہ محقر ہے -

مبلغ ۲۳ - روپیہ براے مہاجرین ترک ارسال ہے ۸ - آنہ میں اخبار الہلال بھیجنے کي ضرورت نہاں ہے میں قبل سے الہلال کي پوري قیمت دیکر خریدار ہوں -

خراجہ محمد خلیل عفي عنہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۲)

	روپیہ	آنہ	پائي
جناب محمد علي صاحب طالبعلم اسلامیہ اسکول گوجرانوالہ	۱	٠	٠
جناب محمد عبد الحق صاحب مختار - ارہ	۲	٠	٠
جناب غلام نظام الدین حیدر صاحب	۲	٠	٠
جناب زیڈ - اے - ہاشمي صاحب دیري لشکر آگرہ بتقریب شادي	۲۵	٠	٠
جناب محمد یوسف صاحب ارگوگہا	۲	٠	٠
جناب عبد اللہ خانصاحب سب انسپکٹر تہانہ بہول مظفر نگر	۱٠	٠	٠
جناب منشي مصطفی خانصاحب	۵	٠	٠
جناب منشي عبد الباطن صاحب علوي	۵	٠	٠
مستورات اهل کانپور بذریعہ محمد یسین صاحب	۷٠	٠	٠
اهلیہ منشي عبد الرحمن صاحب سب اورسیر ملیٹري ورکس کوہ مري	۲٠	٠	٠
جناب مہر الدین احمد صاحب اورسیر ورکشپ	۲۴	٠	٠
جناب شیخ محمود صاحب سوداگر جفت	۸	٠	٠
جناب شیخ عبدالستار صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل پاکن برهما	۲٠	٠	٠
جناب نظیر الدین صاحب نعمانی - ردولي	۱٠	٠	٠
جناب حکیم فتح محمد و حکیم عبد القیوم صاحب حیدر آباد سندہ	۷	٠	٠
جناب زین الدین صاحب ایس اینڈ-ٹي - اور - مري	۸	٠	٠
ایک بزرگ	۳٠٠	٠	٠
جناب سید مہدي حسن صاحب - بہار	۱	٠	٠
جناب سید محمد یعقوب صاحب سب ڈپٹي کلکٹر - حویلی ضلع مونگیر	[illegible]		٠
جناب غلام زین العابدین صاحب (میرٹھہ)	[illegible]	٠	
جناب سید یوسف رضا صاحب ورنگل	[illegible]	٠	
جناب میرزا محمود بیگ صاحب وکیل - گونڈہ	[illegible]	٠	٠
جناب مولوي عبد الرحیم صاحب - مالیرکوٹلہ	۹	٠	٠
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - گونڈا	۱۵	٠	٠
جناب غلام حسین صاحب ابو - رنگون	۲۵	٠	٠
جناب عبد الغني اسحاق صاحب رنگون	۱٠٠	٠	٠
جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیہدان - گونڈہ	۲۴۲	۷	٠
جناب عبد الکریم صاحب وهیما - آسام	۴٠٠	٠	٠
ایک بزرگ غیور از ریاست رامپور	۱۲۲	٠	٠
جناب محمد اسماعیل صاحب خیرپور ناتهن شاہ	۸	٠	٠
جناب رضی احمد صاحب - پورن پور	۵	۶	٠
جناب نذیر الدین صاحب نعماني - ردولي	۹	٠	٠
جناب م - ن - ا - بغرض ثواب اهلیہ خود - (غفرها اللہ تعالی)	۱	٠	٠
جناب عابد علي صاحب بغرض ثواب اهلیہ خود	۱	٠	٠
جناب پیر بخش صاحب از کرانچی	۱۵٠	٠	٠

(بہ تفصیل ذیل)

	روپیہ	آنہ	پائي
جناب پیر بخش صاحب	۲۵	٠	٠
جناب محمد ابراهیم ولد پیر بخش صاحب	۵٠	٠	٠
جناب حاجي محمد حاجي قاسم بھضہ فروش	۲۵	٠	٠
جناب فضل الدین صاحب انسپکٹر	۲٠	٠	٠
ملازمان پیر بخش	۱۵	٠	٠
وہ عام لوگ جنسے دوکان کي بابت مال وغیرہ لیا جاتا ہے	۱۵	٠	٠
احباب دوستونکي طرف سے	۴۵	٠	٠
جناب منشي محمد عبد الکریم صاحب	۸	٠	٠
بي بی فاطمہ صاحبہ زوجہ منشي محمد - عبد الکریم صاحب سکندر آباد	۸	٠	٠
جناب عبد المجید صاحب نارٹل ڈانگا - کلکتہ سکندر آباد	۲٠	٠	٠
میزان	۱۸۴۴	۱۳	٠
میزان سابق	۱٠۴۳	٠	۶
میزان کل	۲۸۸۷	٠	۶

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

الهلال

فہ رس الہ ا ، اڈ الث

ا ـ ـ ا

از

۲ - جولائي سنه ۱۹۱۴ ع

تا

۲۴ - دسمبر سنه ۱۹۱۴ ع

التہ ـ الہنث رر

نوٹ

"الہلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم نے اس میں سوائے اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو — بعض جگہ پوری ایک کاپی یعنی چار صفحے جیسا کہ جلد سوم میں ۶۵ سے ۶۸ تک اور بعض جگہ دو صفحے غائب ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی اور پبلک لائبریری لاہور نیز ہماری اپنی فائل میں ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق کو نکال دیا۔ صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے، ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے بھی صفحات دے دیے ہیں

القر م اروزها وم

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

عنوان تلغراف

« الہلال »

مقام اشاعت

۷ . ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲٦ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday July 2, 1918.

فہرست

شـذرات

تصاویر

اطلاع

زر اعـانهٔ مہاجـرین

اور

الہـلال

(۱) اعلان کیا گیا تھا کہ ۳۰ - جون تک جو درخواستیں آئیں گی انکی قیمت زر اعانهٔ مہاجرین میں داخل کردی جائیگی - ۳۰ - جون گذر گیا' مگر اب تک جو رفتار خریداروں کی رہی ہے' وہ میری امید کیلیے بہت دلشکن ہے - اب ایک یہی چارۂ کار باقی رہگیا ہے کہ مدت اور بڑھا دی جائے - چنانچہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۰ - جولائی تک اس مدت کو بڑھا دیا جائے - اس عرصے کے نئے خریداروں کی قیمت بھی بعد وضع ۸ - آنہ کے داخل خزینهٔ اعانت کردی جائیگی -

(۲) گذشتہ پرچے میں اعلان کیا گیا تھا کہ جن حضرات کی قیمت ختم ہوچکی ہے' انکے نام یہ پرچہ نہیں جائیگا' تا آنکہ وہ ایندہ کیلیے قیمت بھیجدیں یا وی - پی کی اجازت دیں - لیکن احتیاطا یہ نمبر بھی تمام موجودہ خریداروں کے نام بھیجا جاتا ہے -

لیکن اگر اس ہفتے بھی انکی جانب سے کوئی اطلاع نہیں ملی تو پرچہ مجبورا بند کردیا جائیگا -

(۳) گذشتہ جلد کی مفصل فہرست مضامین نظم و نثر و تصاویر اور علیحدہ لوح چھپ رہی ہے - ناظرین جلد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - غالبًا آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہو جائے -

(٤) بعض حضرات اب بھی رعایت کے لیے خط لکھتے ہیں اور اسطرح دفتر کا وقت بے فائدہ ضائع ہوتا ہے - بکمال ادب گذارش ہے کہ دفتر کے مالی نقصانات اب اس درجہ پہنچ گئے ہیں کہ رعایت کسی طرح ممکن نہیں - بارہا اسکی نسبت اعلان ہوچکا ہے -

الرسوم و الصور

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 2, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

شذرات

فاتحة السنة الثانية

المجلد الثالث

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي سهل لعباده المومنين الى مرضاته سبيلا ' و اوضح لهم طرق الهداية و جعل اتباع الرسول عليها دليلا و انزل كتابا " يهدي للتي هي اقوم و يبشر المومنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجراً كبيرا (۱۷ : ۹) " و كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه لما رضوا بالله ربا ' و بالاسلام دينا ' و بمحمد رسولا ' و اتخذهم عبيداً له' فاقروا له بالعبودية و لم يتخذوا من دونه وليا و لا نصيرا - و قال فی حقهم " ان عبادی ليس لك عليهم سلطان ' و كفى بربك وكيلا (۱۷ : ٦۸) " و الحمد لله الذی اقام فی ازمنة الظلمات من يكون باشراق انوار الشريعة كفيلا - و اختص هذه الامة بانه " لا تزال فيها طائفة على الحق ' لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم ' حتى ياتی امره " و لو اجتمع الثقلان على حربهم قبيلا - يدعون من ضل الى الهدى ' و يصبرون منهم على الجحود و الاذى ' و يبصرون بنور الله اهل العمى ' و يحيون بكتابه الموتى ' فهم احسن الناس هديا و اقومهم قيلا - يجاهدون في الله حق جهاده ' و لا يخافون لومة لائم ' " و للاخرة اكبر درجات و اكبر تفضيلا (۱۷ : ۲۳) " - فحاربوا في الله من خرج عن دينه القويم ' و صراطه المستقيم ' الذين عقدوا الوية الضلالة و البدعه ' و اطلقوا اعنة الفتنه ' و اعرضوا عن الكتاب و نبذوا السنه ' و ارتضوا غيرهما بديلا " و قل جاء الحق و زهق الباطل ' ان الباطل كان زهوقا ' و ينزل من القران ما هو شفاء و رحمة للمومنين ' ولا يزيد الظالمين الا خسارا (۱۷ : ۸۴) "

و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ' ارسله " بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (٦۱ : ۹) " و كفى بالله شهيدا - ارسله " كافة للناس بشيرا و نذيرا (۳۷ : ۲۸) " و " داعياً الى الله باذنه ' و سراجاً منيرا (۲۳ : ۴۹) " فهدى به من الضلاله ' و علم به من الجهاله ' و بصر به من العمى ' و ارشد به من الغي ' و فتح به اعيناً عميا ' و اذانا صما و قلوبا غلفا - الي ان اشرقت برسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت القلوب بعد شتاتها - فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين ' و اصحابه المهتدين ' صلواة دائمة بدوام السماوات و الارضين ' مقيمة عليهم ابداً ' لا تروم انتقالا عنهم ولا تحويلا -

و اسئلك اللهم هداية هذه الامة الي اقوم سبيل ' و الهامها عرفان الجميل ' و تميز العدو من الخليل ' و بلغها اللهم تلك الدرجة السامية التى تتزحزح بها عن مذلة التقليد ' و تتجافى جنوبها عن مضاجع الاسر و التقييد - فلا تنقاد لمن يوردها حتفها ' و يملك عليها امرها ' حتي اصبحت بحالة لا تعرف قوتها من ضعفها - وهب لمرشديها وجدانا صادقا ' و علماً نافعاً ' و قلبا صافيا ' و لسانا بالحق ناطقا ' و لا تدع منهم مفتنا ولا منافقا - يلبس ثوبا على ظاهره مسحة من الصلاح ' و باطنه انت به عليم : " و منهم من يومن به و منهم من لا يومن به ' و ربك اعلم بالمفسدين (۱۰ :) "

(و بعد) فقد مضى على (الهلال) عام و هو دائب على صادق الخدمه ' التي يعتقد بها فلاح المله ' و نجاح الامه ' غير مبال بما يصمه به الجامدون الجاهلون ' و يتهمه به المتفرنجون الدجالون اطفاء لنور الحقيقة ' و طمسا لمعالم الصدق " و يابى الله الا ان يتم نوره و لو كره الكافرون "

فهو - بعون الله القدير - كان و لم يزل متبعا سنن الحق بعلمه و ايقانه بان الحق احق ان يتبع ' و ان ينصت له و يستمع ' و الباطل اجدر بالدثور ' و اقتلاع الجذور " و الله ولى الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور (۲ : ۲۵۷) "

اللهم ثبتني بالقول الثابت ' و العمل النافع ' و العزم الراسخ ' و " ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق و اجعل لی من لدنك سلطانا نصيرا (۱۷ : ۸۳) " و لا تجعل للاهواء على سبيلا -

و اعذني من كل شيطان رجيم ' و افاك اثيم ' و اهدني صراطك المستقيم ' " صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (۱ : ٦) " و اجعلني من " الذين لا خوف عليهم و لا هم يحزنون (۴٦ - ۱۲) "

اللهم انى ابرأ اليك يا ذالحول و الطول ' من الطول و الحول ' و اشهدك باني غير معصوم عن الزلل و الخطل ' فهب لی من ينتقد اقوالی ' و يمحص اعمالی ' و رحم الله امرأ هدانی الى عيوبي و يرشدني بالاحتساب ' و السلام على " الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ' اولئك الذين هدا هم الله ' و اولئك هم اولو الالباب (۳۹ : ۱۹) "

دشمن دوست نما ! !

غیر اقوام پر حکمرانی کے باب میں روسی قوم دیگر اقوام یورپ سے بہت پیچھے ہے -

دیگر اقوام نے لفظی ہمدردیوں ' خوش ایند قرار دادوں ' اور دلکش وعدوں سے محکوم اقوام کے دل اپنے دست فریب و خدع میں لے لیے میں ' اور پھر اسکے بعد جو کچھہ کرنا مقصود ہوتا ہے ' پس پردہ پوری خوش اسلوبی سے انجام دیا جاتا ہے ' لیکن روس کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے - وہ ہمیشہ اپنی رعایا کو خشونت و درشتی اور تیغ و تفنگ سے اپنے ہاتھہ میں رکھنا چاہتا ہے ' اور حق یہ ہے کہ تلوار بکف دشمن ' در استین خنجر سے ہزار درجہ بہتر ہے -

تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ ادفان کے مدرسۂ عثمانیہ کے تمام معلمین و متعلمین نے متفقہ طور پر ایک عرضداشت (میموریل) حکومت کے نام بھیجی تھی' جسمیں اصلاح تعلیم کی درخواست کی گئی تھی' مگر حکومت روس نے اپنی دیرینہ خشونت کے ساتھہ یاد داشت کو نامنظور کر دیا -

اسی ڈاک میں ایک زیادہ شرمناک و عبرت انگیز واقعہ کا ذکر ہے -

مسلمانان بیشیقورسق ایک جامع مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے - حسب قانون مینو سپلٹی انہوں نے اجازت کی درخواست دی - جو جگہ تجویز کی گئی تھی ' اس کے پاس ایک گرجا تھا - مینو سپلٹی کے چیرمین نے پادری کو بلایا ' اور اس سے درخواست کی بابت مشورہ کیا - پادری نے جواب دیا کہ گرجا کے قریب مسجد بنانا مذہباً جائز نہیں ' اسلیے درخواست واپس کردی گئی -

الشر قد ینتج الخیر

سطحی نظریں ان حرکات شنیعہ کی بناء پر روس پر نفریں بھیجیں گی ' اور اسکو محکوم اقوام کے لیے قہر الہی خیال کرینگی ' مگر دقیقہ رس نظریں جانتی ہیں کہ یہ قہر الہی نہیں بلکہ تازیانۂ بیداری ہے - حاکم کا علانیہ ظلم و ستم اور خشونت و درشتی محکوموں کے جذبات کو بیدار کرتا ہے ' انہیں حریت و استقلال کی تعلیم اور جانبازی و سر فروشی کا درس دیتا ہے - دنیا میں قوموں نے علم استقلال اسی وقت بلند کیا ہے ' جب یا تو حکمراں قوم کی علانیہ ظلمرانی حد سے گذر گئی ' یا محکوم قوم کا احساس اس قدر تیز ہو گیا کہ مخفی مظالم کا بھی احساس ہونے لگا - پس ترکستان و کوہ قاف میں روسی مظالم ' عذاب الہی نہیں بلکہ معلم حریت ہیں ' جو غلامی اور محکومی کا جوا پھینکدینے کے لیے انہیں تیار کر رہی ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں جو حکومتیں بظاہر نرمی و رافت ' اور حسن سلوک و مسامحت کی پالیسی پر کاربند ہوتی ہیں ' اور اپنے ہر سخت سے سخت استبدادی اور ظلم آمیز عمل کو بھی ازادی کا نقاب پہنا کر ظاہر کرتی ہیں ' انکا وجود مخلوقات الہی کیلیے سب سے بڑا قہر ہے - کیونکہ طبیعتیں انکی ظاہر فریبیوں کا شکار ہو جاتی ہیں ' اور انکی نرمی و رافت ' حس و بیداری کو کروٹ لینے کی مہلت نہیں دیتی -

یاد رکھنا چاہیے کہ بے نقاب دشمن ' دوستی کے نقاب پوش دشمن سے بدرجہا بہتر ہے : وان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون -

---

موجودہ حکومت نے چاہا تھا کہ قسطنطنیہ کی فضا کو سازش کے جراثیم سے پاک کردے ' مگر یہ کیونکر ممکن ہے ' جب پیرا میں اسکی پرورش کے لیے تربیت خانے قائم ہوں ' اور لندن کے ماہرین فن نقشہ ہاے تربیت بلا انقطاع بھیج رہے ہوں ؟

هفتة وز ؟ .

مرحوم محمود شوکت پاشا کے قاتل کے ساتھہ اسکے اعوان و انصار کے حق میں بھی موت کا فتوی صادر کیا گیا تھا کہ اس فتنۂ اسلام سوز کا خاتمہ ہو جائے - مگر کار فرما ہاتھہ کی چابک دستی دیکھو ! اس تعذیب و تنکیل سے کیسی طلائی فرصت کا کام لیا ہے ؟ اگر رویٹر کا بیان صحیح ہے تو اس قتل عام کے متعلق غلط فہمی سے پورا فائدہ اٹھایا جارہا ہے ' اور انتقام کے پردے میں دولت عثمانیہ کے اصلی فرزندوں کے قتل کے لیے بھی سازشہاے تازہ کے ساتھہ وسیع تیاریاں ہو رہی ہیں ! !

جس قوم کی یہ حالت ہو کہ دشمن کے لگاے ہوے زخموں سے جسم چور چور ہو ' مگر با ایں ہمہ غیروں پر چلانے کی جگہ ' آپس ہی میں تلوار چلا رہی ہو ' اسکا خدا ہی حافظ ہے -

مگر اس تلوار کے قبضے کن ہاتھوں سے متحرک ہیں ؟ پس پردہ کن ہاتھوں میں ڈورز ہے ' جو پتلیوں کو نچا رہی ہے ؟

ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ سازشوں کی بدولت حکومت کی بنیاد کشتی طوفانی ہو رہی ہے ' دوسری طرف (بقول رویٹر) خزانہ کی یہ حالت کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں وسط مارچ سے واجب الاداء ہیں ' اور اب جنگی کے عہدہ داروں کی تنخواہیں بھی نہیں ملتیں - روپیہ کے اسدرجہ قحط اور بعض اشد ضرورتوں سے عاجز آکر حکومت کو چند زمینوں کے فروخت کا فیصلہ کرنا پڑا -

روس کا توسط اب تک سرویا نے منظور نہیں کیا - ۲۴ - جون کے تار میں جو خبر دی گئی تھی ' اسکی تغلیط ۲۷ - کے تار میں کردی گئی ہے - بلغاریا نزاع انگیز مقامات سے اپنی فوج ہٹانے پر راضی نہیں - اسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ یونان اور سرویا کو بھی اپنی اپنی فوجوں کے ہٹانے سے انکار ہے - سالونیکا سے آئی ہوئی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زلیٹو میں جنگ روبہ ترقی ہے - فریقین کا سخت نقصان ہو رہا ہے - اور اسوقت تک سرویا کے اعوان و انصار کی تعداد برابر بڑھتی جاتی ہے -

وائنا میں بیان کیا گیا ہے کہ رومانیا بلغاریا کو دھمکی دے رہی ہے کہ اگر بلغاریا نے سرویا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو وہ بھی اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیگی - اسکوب میں بارہ ہزار مانٹی نیگری پہنچگئے ہیں - سروی فوج نے پرجوش نعروں اور دستکوں سے انکا استقبال کیا - ایک نامہ نگار بلغراد سے لکھتا ہے کہ ۲۰ - ہزار البانی سرویا کے طرف سے لڑنے کے لیے تیار ہیں ' جسمیں سے ۶ - سو اسکوب پہنچگئے -

جسم زخموں سے چور' گھر میں سازشوں کی آگ مشتعل' خزانہ خالی ' مگر با ایں ہمہ دولت عثمانیہ پھر میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار ہے ! اخبار مذکور کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ایک جلسے میں تمام وزراء نے بالاتفاق طے کیا کہ اگر سیرس ' کیویلا ' ڈراما سے بلغاریا نے اپنی فوجیں نہ ہٹالیں ' اور جنگ چھڑ گئی ' تو یونان کی طرف دولت عثمانیہ اپنا دست اعانت دراز کریگی - نامہ نگار کا بیان ہے کہ مجھسے ایک ذمہ دار جماعت نے بیان کیا کہ " اگر ان حلفاء میں باہم جنگ ہوئی ' اور وہ جنگ بلغاریا کے حق میں مضر ثابت ہوئی ' تو ممکن ہے کہ موخر الذکر بالکل پیچھے ہٹا دیا جائے ' اور اپنی فتوحات کے نہایت ذرا سے حصے پر قانع ہوجائے - یہ ناممکن ہے کہ ہم جنگ کے وقت بالکل علحدہ رہیں - فوجوں کا متفرق ہونا ابھی ملتوی رہیگا " -

مگر سوال یہ ہے کہ کیا عثمانیوں نے ابھی تک یورپ کو نہیں پہچانا ؟ کیا ہلال کے پاس سے جو صلیب کے پاس جا چکا ہے ' اسکو یورپ پھر ہلال کے پاس واپس آنے دیگا ؟ کیا انکو نہیں معلوم کہ گلاڈسٹون کی روح کا بھوت اسوقت تمام یورپ میں حلول کرچکا ہے ؟ فما لہا ولاء القوم ' لا یکادون تفقہون حدیثا ! !

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیه کي گلیوں میں

الهلال کلکته - سالانه قیمت مع محصول صرف اٹهه آنه !!!

آج دفتر الهلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے هیں که " خدا کے کیلیے یوروپین ترکي کے اُن لاکھوں بے خانماں مهاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں هزارها بیمار عورتیں اور جاں بلب بچے هیں - جنکو جنگ کي ناگہاني مصیبتوں کي وجه سے یکایک اپنا گهر بار چهوڑنا پڑا ' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بهي زیاده درد انگیز هے - جو مرگئے ' انکو دفن کردیں ' جو زخمي هیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بد نصیب زنده ' مگر مردے سے بد تر هیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الهلال حیران هے که اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو نا گوار گذرے که هلال احمر کا چنده هر جگهه هو چکا هے ' اور تمسکات کا کام بهي جاري هے - مجبوراً جو کچهه خود اسکے اختیار میں هے ' اسي کیلیے کوشش کرتا هے -

(۱) کم از کم وه ایک ماه کے اندر دو هزار پاونڈ یعنے ۳۰ - هزار کي رقم مخصوص اعانۂ مهاجرین کیلیے فراهم کرنا چاهتا هے ' چونکه هلال احمر کے مقصد سے جو روپیه دیا جاتا هے ' اسکو خلاف مقصد دوسري جگه لگانا بهتر نهیں - اسکي اطلاع آج هي ترکي میں بهیجدي گئي هے -

اِس بارے میں جو صاحب درد اعانت فرمائیں گے فاجره[illegible]

ورنه وه دوسروں پر بار ڈالنے کي جگهه ' خود هی اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاهتا هے -

(۲) اسکي صورت یه هے که بلا شک نقد تیس هزار روپیه دینا دفتر کے امکان سے باهر هے ' مگر یه تو ممکن هے که تیس هزار روپیه جو آسے مل رها هو ' وه خود نه لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقینا میں ۳۰ - هزار نهیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نهیں مجهے ۳۰ - هزار روپیه دیتے ' تاکه میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا هے که **دفتر الهلال چار هزار الهلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا هے - آج کی تاریخ سے ۳۱ جولائی تک جو صاحب اٹهه روپیه قیمت سالانه الهلال کي دفتر میں بهیجدینگے** ' انکے روپیه میں سے صرف آٹهه آنه ضروري اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑهے سات روپیه اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑهے سات روپیه وه اپنے مظلوم و ستم رسیده برادران عثمانیه کو دینگے ' اسکا اجر عظیم الله سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹهه آنے میں سال بهر کیلیے الهلال بهي (جو جیسا کچهه هے ' پبلک کو معلوم هے) انکے نام جاري هوجایگا - اس طرح چار هزار خریداروں کی قیمت ۳۰ - هزار روپیه فراهم هو سکتا هے اور دفتر الهلال آسے خود فائده اٹهانے کي جگه ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا هے -

(۵) اس وقت ماهوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط هے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کرلیتا هے - دفتر اس وقت تک کئي هزار روپیے کے نقصان میں هے ' اور مصارف روز بروز بڑهتے جاتے هیں ' تاهم اس تار کو پڑهکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کردیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تهي ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں هي کے آگے هاتهه پهیلاتے رهنا ' بهتر نظر نه آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپني جیب سے هزاروں روپیه کار خیر میں دیتے هیں - شاید اردو پریس میں یه پهلي مثل هے ' لیکن اسکی کامیابي اس امر پر موقوف هے که برادران ملت تغافل نه فرمائیں اور اس فرصت سے فائده اٹهاکر فوراً درخواست خریداري بهیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم -

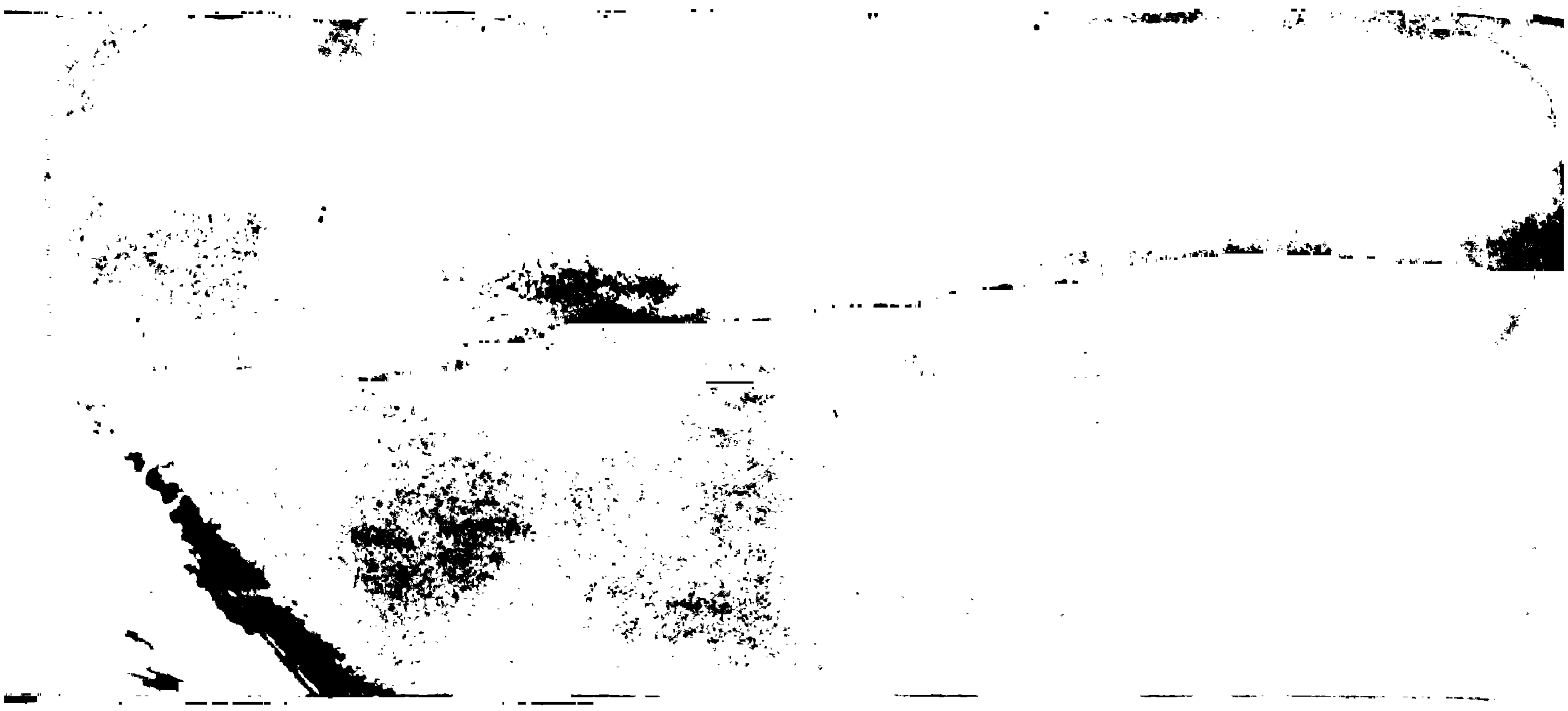


یوروپین ترکي کے بے خانماں مهاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

(۶) الهلال - اردو میں پہلا هفته وار رساله هے ' جو یورپ اور ترکي کے اعلی درجه کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا هے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران ' اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر هے - محققانه علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا هر موافق و مخالف نے اقرار کیا هے - اس نے هندوستان میں سب سے پہلے ترکي سے جنگ کي خبریں براه راست منگوائیں ' اسکا باب "شئون عثمانیه" ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحه معلوم کرنے کا مخصوص ذریعه هے - "نامو ران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکي ایک با تصویر سرخي هے ' جسکے نیچے وه عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکهے جاتے هیں ' جو اپنے مخصوص نامه نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے هیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیه ' حقائق و وثائق ' المراسلة و المناظره ' اسئلة و اجوبتها اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین هیں - آٹهه آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نهیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حواله ضرور دیا جائے ' اور کارڈ کی پیشاني پر " اعانۂ مهاجرین " کا لفظ ضرور لکها جاے -

سینۂ ملت کے تازہ ترین داغ



سلانیک کا ایک لب سمندر منظر



البانیہ کے مناظر جمیلہ

الہلال

۲۶ - رجب ۱۳۳۱ ہجری

۱۱ ۱۳۱ء و ۱۱ ۱۹۱ء

یعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(۲)

ان الــذین کذبوا بایاتنـــا و استکبروا عنہا ' لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنـــة ' حتــے یلج الجمــل في سم الخیــاط ' وکــذالــک نجــزي المجــرمین - (۷ : ۳۹)

جن لوگوں نے ہماري آیتوں کو جھٹلایا ' اور ہمارے آگے جھکنے کي جگہہ غرور سے اکڑ بیٹھے ' تو یاد رکھو کہ انکے لیے نہ تو کبھي آسماني برکتوں کا دروازہ کھلے گا ' اور نہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہشت حیات میں داخل ہوسکیں گے - ہاں اگر ایسا ہوسکتــا ہے کہ سوئي کے ناکے میں سے اونٹ گذر جاے ' تو یہ بھي ممکن ہے کہ وہ بھي بغیر اسکے فلاح پا جائیں -

بیـــا کــہ روے بمحـــرابـــگاہ نـــور نہیـــم * بنـــاے کعبـــۂ دیگر ز سنگ طور نہیـــم !

حطیم کعبـــہ شکست و اساس قبلـــہ بریخت * بتـــازہ طـــرح یکے قصـــر بے قصور نہیـــم !

علـــم طاق حـــرم تا بچنـــد مصلحت ست * کہ داغ عشق بہ پیشـــانی غـــرور نہیـــم !

ترنطـــع دیـــر فرو چین کہ ما قـــرابـــۂ مے * بشہپـــر ملـــک و طیلسان حور نہیـــم !

زجوش جـــرعہ کشـــان صد قیـــامت انگیزیم * جہـــان جہـــان ز صراحي بادہ صور نہیـــم !

بصـــومعـــۂ کہ بســـوزد دماغ خلـــوتیـــان * خمخـــانۂ صومعـــہ در عرصۂ ظہـــور نہیـــم !

نفسے بگـــرمي ایں بزم تا یکے (فیضـــی) ؟

دگـــر بمجلـــس روحانیـــان بخـــور نہیـــم !

و الشمس وضحاها ' و القمر اذا تلاها ' والنہار اذا جلاها ' والیل اذا یغشاها ' و السماء و ما بناها ' و الارض و ما طحاها : کہ زمین کا ذرہ ذرہ مستعد ' افتاب کي شعاعیں درخشندہ ' آسمان کے بخار منجمد امادۂ نزول ' قوتوں کا نمو ' بالیدگیوں کا ظہور ' اور محرکات کا اجتماع ہر طرف موجود ہے ' اور عالم نشو و نما کے ملائکۂ مدبرو وقت کے منتظر ' اور تخم ریزي کے استقبال کیلیے چشم براہ ہیں - دہقان کي قسمت اوج پر ' اور زمین کا طالع کامراني کے افق پر چمک رہا ہے - وقت ہے کہ کل کو کاٹنے والے آج بولیں ' اور کل جو اپني زمینیں بھرنے والے ہیں ' آج اپنے دامن کو چند بیجوں سے خالي کردیں - پر ضرور ہے کہ ہاتھ تجربہ کار ' دانہ صحیح و سالم ' اور دہقان محافظ و نگراں ہو - تا زمین کي مستعدي بیکار نہ جاے ' اور اس سے جیسي بہتر غذا کل کیلیے طلب کی جاتي ہے ' ویسي ہی بہتر غذا آج اُسے بھي بھی دي جاے :

وسخر لکم اللیل و النہار ' و الشمـــس و القمـــر و النجـــوم مسخـــرات بامره ' ان فـــي ذلـــك لایات لقوم یعقلون - وما ذرا لـــکم في الارض مختلـــفـــا الـــوانـــه ' ان في ذلـــك لا یـــات لقـــوم یـــذکرون ' (۱۶ : ۱۴)

" اور الله نے رات کي رطوبت ' اور دن کي حرارت کو ' اور اسکے سرچشموں یعني سورج اور چاند کو ' نیز تمام ستاروں کے خواص و تاثرات کو اپنے حکم سے تمہارا تابع کردیا ہے ' اور صاحبان عقل کیلیے ان میں حکمت الہیہ کي بہت سي نشانیـــاں ہیں ! اور پھر وہ زمین کي پیداوار اور زراعت کے نتائج ' جو تمہارے لیے پیدا کر رکھے ہیں - جنکی طرح طرح کي رنگتیں اور صورتیں ہیں - سو غور و فکر کرنے والوں کیلیے ان میں بھی صدہا بصیرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں !! "

حکمت امثال

میں نے اس مضمون کو موسموں کے تغیرات ' بارش کے نزول ' اسکے علائم و اثار ' اور زمین کي خشک سالي اور نشاط و شگفتگي کي تمثیل سے شروع کیا ' جو بظاہر نفس موضوع سے کوئي ربط نمایاں نہیں رکھتي ' اور ایک غیر مربوط گریز کے ذریعہ تمہید مقصد

فی السماء' تونی اکلها	ملکوتی درخت کے ھے' کہ اسکی جڑ زمین
کل حین باذن ربها'	کے اندر مضبوط' اور اسکی بلند ٹہنیاں
ویضرب الله الامثال	آسمان تک پہنچی ہوئیں !! وہ قوة الهیه
للناس لعلهم یتذکرون'	کی نشؤ فرمائی سے هروقت کامیابی کا
(١٤ : ٢٩)	پہل لاتا رهتا هے - اور یه درخت کا ذکر

در اصل ایک تمثیل هے جو الله بیان کرتا هے' تا که لوگ سونچیں اور غور کریں "

عالم اسلامی اور عصر استعداد

آج دنیا اسی عصر انقلاب' اور عالم اسلامی اسی دور استعداد سے گذر رہا ہے - ارتقا بعد از انحطاط' عروج بعد از محاق' اور حیات بعد الممات کا موسم همیشه ایسا هی رها هے' جیساکه آج هے - طوفانوں کے بعد جب امن هوا هے' زلزلوں کے بعد جب سکون هوا هے' صرصر و مخالف کے بعد جب نسیم مراد چلی هے' تاریکی کے بعد جب روشنی چمکی هے' ظلمت کے بعد جب نور نمایاں هوا هے' رات کے بعد جب دن نکلا هے' ظلم کے بعد جب انصاف کا علم لهرایا هے' خون کے بعد جب سرچشمۂ حیات بہا هے' اور طغیان و فساد کے بعد جب صداقت و عدل کی فوجیں نمودار هوئی هیں' یعنی ڈوبنے کے بعد جب کبهی ڈوبنے والے ابهرے هیں' گرنے کے بعد جب کبهی گرنے والے اٹهے هیں' اور مرنے کے بعد جب کبهی مرنے والے زنده هوے هیں' تو بعینه دنیا کے چهرۂ کهانت پر ایسی هی علامتیں پڑهی گئی هیں' جیسی که آج هر چشم حقائق آگاه پڑهسکتی هے - اسکی صدائیں ایسے هی پراسرار رهی هیں' اور اسکی نگاه گویا نے همیشه ایسی هی اشارے کیے هیں - اس نے جب کبهی کوئی کروٹ لی هے' تو اس سے پہلے سمندروں میں ایسی هی لہریں اٹهی هیں' اور اس نے جب کبهی اپنی جگه بدلی هے تو آسمان پر اضطراب و شورش کی ایسی هی بدلیاں چهائی هیں -

آج عالم اسلامی بهی اور کسی شے کی طلبگار نہیں - وه اٹهنے اور ابهرنے کیلیے نه تو آفتاب کی منتظر هے' اور نه پیغام بارش لانے والی هواؤں کی - اسکی زمین خود بخود درست هوگئی هے - لاشوں نے کهاد کا کام دیا هے' اور خون کے سیلاب نے پانی سے مستغنی کردیا هے' یعنی هوائیں جتنی چل رهی هیں موافق هیں' موسم اپنے عین عروج اور کمال تاثیر پر هے' اور بارش کی خبریں هر طرف سے آرهی هیں - پس اگنے اور شاداب هونے کا کوئی سامان ایسا نہیں جسے رحمت الهی نے آج امة مرحومه کی کشت امید کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے مہیا نه کردیا هو - اور یه جو کہه رها هوں تو:

والشمس وضحاها	آفتاب کی اور اسکی شعاعوں کی قسم'
والقمر اذا تلاها'	جنکی حرارت زمینوں کو معتدل بناتی هے
والنهار اذا جلاها'	اور چاند کی' جب وه اسکے بعد نکلتا هے
واللیل اذا یغشاها'	اور زمین کی قوت نمو کو متاثر کرتا هے'
والسماء وما بناها'	اور دن کی' جب وه آفتاب کو نمایاں
والارض وما طحاها'	کرتا اور رات کی' جب وه آفتاب کو
(٩١ : ٦)	چهپالیتی هے' اور اسطرح زمین کے

نشو و نما کو اپنے اپنے وقت پر آسمان سے مدد ملتی هے - پس اسکی بهی قسم' اور در اصل اسکی' جس نے اسکی تمام موجودات کو بنایا' اور نیز زمین کی' اور اس حکیم و قدیر کی' جس نے زمین کو طرح طرح کے اشجار و اثمار کا ایک دسترخوان نعالم بناکر بچها دیا هے " !!

بیج کا اخری وقت اور انتظار

جس طرح بارود کی سرنگ طیار هو جاتی هے' اور اسکے پهٹنے اور پهر پہاڑ کے ریزه ریزه هوجانے کیلیے صرف ایک چنگاری کی کمی باقی رهجاتی هے - اور جس طرح سوکهی لکڑیوں اور خشک برگ و گیاه کے ڈهیر کے مشتعل هونے کیلیے صرف دیا سلائی کی ایک تیلی اور اس کی رگڑ کی ضرورت هوتی هے' جو آگ کا ایک شعله اشتعال پیدا کرکے شعلوں کا ایک تنور گرم کردے - بالکل اسی طرح کارساز قدرت نے زراعت و کاشتکاری کا تمام سامان مہیا کردیا هے اور صرف ایک بیج هی کی ضرورت هے' جو هوشیار هاتهوں سے زمین پر گرے' اور اس تمام ساز و سامان نمؤ و ظهور کو ضائع جانے سے بچالے -

اس دهقان کی قسمت پر کسے رونا نه آئیگا' جسے برسوں کے بعد اچها موسم اور عمده بارش نصیب هوئی هو - جسکے لیے زمین طیار اور وقت مساعد هو - هل پهر چکا هو' اور صرف تخم ریزی کے دانوں کا زمین انتظار کر رهی هو - لیکن یه تمام ساز و سامان ضائع جارها هو' اور جس نے اسی وقت کے انتظار میں بے چین راتیں اور مضطرب دن کاٹے تهے' وه یا تو بالکل بے خبر هو' یا اٹهے بهی تو بیج ڈالنے کی جگه پانی کے ڈول بهر بهر کے پهینکنے لگے' یا فصل کاٹ کر جمع کرنے کیلیے ایک گهر بنانا شروع کردے' حالانکه جس بیج سے فصل طیار هوگی' ابتک اسکا ایک دانه بهی زمین کو نصیب نہیں هوا هے !

پهر کهتا هوں که آج عالم اسلامی کی زمین اپنی طلب میں بیقرار هے' اسکی خاک کے ذرے ذرے سے فغان طلب اور عشق مقصود کی صدائیں اٹهه رهی هیں - اسکا چپه چپه اپنے مطلوب کو پکار رها هے' مگر پانی کیلیے نہیں' روشنی کیلیے نہیں' آفتاب کیلیے نہیں' اور گو ان میں سے هر شے زمین کی روئیدگی اور بیج کی بالیدگی کیلیے ضروری هو' مگر ان میں سے کسی کے لیے بهی نہیں - صرف بیج کیلیے' ایک عمده اور سالم بیج کیلیے' اور صرف بیج کیلیے - کیونکه بیج کی بالیدگی کیلیے ان تمام چیزوں کی ضرورت هے' پر انکے لیے بیج کی ضرورت نہیں - کیونکه بیج کے بعد یه سب مفید هیں' پر بیج کے بغیر ان میں سے کوئی چیز بهی کار آمد نہیں هوسکتی !!

ان هذا صراطی مستقیما

فاتبعوه ولا تتبعوا السبل' فتفرق عن سبیله' ذالکم وصاکم به' لعلکم تتقون (٦ : ١٠٥)

میں نے کہا که صرف بیج کی ضرورت هے' اور کسی شے کی نہیں اور همیشه یہی کهتا رهونگا - مگر سوال یه هے که وه بیج کیا هے ؟

کیا ایک انجمن' جسکی بهت سی شاخیں هوں ؟ ایک فنڈ' جسمیں بے شمار روپیه هو ؟ ایک دفتر' جسمیں کسی خاص قول و قرار پر بهت سے دستخط هوں ؟ کوئی شاندار اسکیم' جسکی بے شمار دفعات هوں ؟ کوئی عهده داروں اور ممبروں کا مجمع' جنکے لیے بهت سے القاب و خطابات هوں ؟ کوئی بڑے بڑے شاندار کاموں اور دنیا بهر کی ضرورتوں کو اپنے میں جمع کردینے والا ادعا' جسمیں از سرتاپا صدها وعدے هوں ؟

نہیں' کیونکه یه تمام چیزیں تو اس سے مدتوں اور لمحوں میں مہیا هو جا سکتی هیں' پر وه انسے پیدا نہیں هوسکتی -

تلاش تو بیج کی هے' جو هر قوت نمو بخشنے والی چیز سے کام لے' اور پهر ایک درخت بنکر شاخیں' پتے' ٹہنیاں ؟ اور پهل پهول' سبهی کچهه پیدا کردے - آج بیج کو بار آور کرنے والے اسباب موجود هیں پر وهی نہیں هے' جسکے بغیر ان میں سے کوئی بهی کام نہیں دیسکتا -

تنور گرم هوجاتا هے تو بهت سی انگیٹهیاں اس سے گرم کرلی جا سکتی هیں' پر انگیٹهی تنور کا تو کام نہیں دیسکتی !

سے ملا دي گئي هے - پهر لوگوں کو تو انتظار معجزہ جماعت کے اغراض و مقاصد کا هے' ۔ صبعي تغیرات' اور انکے اثار و ما بعد نتائج کے معمّوں کو اس سے کیا تعلق ؟

معلوم نهیں پچھلے نمبر کو پڑھتے هوے یه خیال آپکے ذهن میں پیدا هوا یا نهیں ؟

لیکن خدا تعالی نے قران کریم کے ذریعه اس بارے میں همیں ایک بصیرت بخشي هے : وله المثل الاعلی في السماوات والارض وهوالعزیز الحکیم (۳۰ : ۲۶) اور اس کا درس همیں بتلاتا هے که مطالب عالیه و مقاصد الهیه کے اظهار کیلیے بهترین وسیلۂ اظهار' تمثیل هے - یهي سبب هے که تم هر جگه اس کتاب عزیز میں امثال و نظائر کا ایک ذخیرۂ وافر پاتے هو' اور کهیں هوائوں کي تصریف' کهیں بادلوں کے انبساط' کهیں زمین کے نشو و نما' کهیں لیل و نهار کے اختلاف' کهیں موجودات و مخلوقات کے مختلف اشکال و الوان' کهیں کواکب و سیارات کے طلوع و غروب' کهیں انقلابات طبیعیه کے مناظر جمیله' اور کهیں رعد و برق کے مرایاء مدهشه و مخوفه کے اندر' وہ اسرار حکمیه اور معارف الهیه بیان کردیے گئے هیں' جو فهم انساني کا منتهاے ادراک هیں : ولقد ضربنا في هذا القران من کل مثل لعلهم یتذکرون (۲۹ : ۳۹)

منجمله امثال قرانیه کے' ظهور اثار و علائم بارش کي ایک لطیف و بدیع' اور جامع و مانع تمثیل هے' جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا هے' اور جسکے اندر انسان کي قلبي و روحي حیات و ممات' اقوام و ملل کے انقلابات' ملکوں اور حکومتوں کے تسلط و تنزع' اور هدایت الهي اور شقاوت انساني کے مختلف مدارج و مراتب کی نسبت صدها اشارات و بیانات پوشیدہ هیں : وما یعقلها الا العالمون -

پس غور کیجیے تو آج بهي پیش نظر مطالب کے اظهار کے لیے اس تمثیل سے بڑھکر اور کوئي جامع اور بین ذریعه نه تها - بظاهر یه تمهید آپکو اصل مقصود سے غیر متعلق نظر آتی هے - لیکن آگے چلکر سیر مطالب میں هر قدم پر آپ دیکهیں گے' که جو کچهه مقصود اصلي تها' وہ در اصل اسي کے اندر عرض کردیا گیا' اور عرض مقصد کے هر موقع پر یهي تمثیل هے' جو اپنے اشارات کی شرح و تفسیر کر رهي هے : وکذلک یضرب الله الامثال' لعلهم یتذکرون ! !

عصر انقلاب و ظهور استعداد

فصل کاٹنا اسان اور دلخوش کن هے' پر بیج کا بونا مشکل اور محنت کا محتاج هے - جس طرح زمین پر سال میں ایک یا دو مرتبه هي وہ موسم آتا هے' جب اسکا ذرہ ذرہ قوت نشو سے لبریز' اور اسکا چپه چپه استعداد نموء سے امادۂ تخم ریزي هوتا هے' بعینه اسي طرح قوموں اور ملکوں کی حیات و ممات اور عروج و زوال کے بهي مخصوص و معدود اوقات هیں' جو اپنے اپنے وقتوں پر ظهور کرتے هیں - وہ زندگي اور ارتقا کي استعداد و [illegible] کا ایک دور هوتا هے' جو صرف اسلیے آتا هے تاکه اس فرصت سے فائدہ اٹهانے والے فائدہ اٹهالیں' اور جنکے پاس کاشت کاري کیلیے بیج موجود هیں' وہ وقت کو مساعد دیکهکر تخم پاشي کرلیں -

اسوقت قوموں کے اندر تغیر و انقلاب کي موجیں لهرانے لگتی هیں' تنبه و اعتبار کی هواؤں کا زور هوتا هے' مصائب کے اشتداد اور غموم و هموم کے استیلاء سے سوئی هوئی قوتیں بیدار هوجاتی هیں - پرانے زخم هرے هوجاتے هیں' مندمل زخموں کے ٹانکے کهل جاتے هیں' اور نئے زخموں کے اندر سے خون کے چشمے ابل ابل کر بهنے لگتے هیں - پس یه ایک عصر انقلاب اور ایک دور استعداد حیات هوتا هے جو هر طرف چها جاتا هے' اور سرزمین روح و قلب کے ذرے ذرے کے اندر حیات ملی کے نشوونما کی استعداد تام پیدا هو جاتی هے -

پهر اس وقت زمین کی جستجو نهیں هوتی' جو سیر حاصل هو - پانی کی تلاش نهیں هوتی' جو آسمان سے برسے - آفتاب کی ضرورت نهیں هوتی' جو اپنی تمازت و حرارت سے زندگی بخشے - بلکه صرف ایک هاتهه کی ضرورت هوتی هے' جو موسم کو دیکهے فرصت کو سمجهے' اور ایک صحیح و سالم بیج اس زمین مستعد کے سپرد کردے' تا وہ گلے اور پهٹے' اور پهر زندگیوں اور کامیابیوں کا درخت تناور اور شجرۂ طیبه بنکر' قدرت الهی اور حکمت سرمدي کا ایک معجزۂ محیر العقول هو :

هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون - ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن الثمرات' ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (۱۶ : ۱۰)

" وهي تو قادر مطلق هے' جس نے اسمان سے پاني برسایا - اور وہ ایک طرف تو دریاؤں' آبشاروں' اور تالابوں کی صورت میں جمع هوکر تمهارے پینے اور سیراب هونے میں کام آتا هے' اور دوسري طرف زمین کی روئیدگي کے ظهور کا وسیله بنتا هے - اس سے درخت پرورش پاتے هیں اور تم اپنے مویشیوں کو ان میں چراتے هو - اسي پاني سے خدا تمهارے لیے زمین کي زراعت و کاشت کو سر سبز کرتا هے' اور طرح طرح کے پهل ان میں پیدا هوتے هیں ! غور کرو تو ارباب فکر و بصیرت کیلیے اسمیں حکمت الهیه کي ایک بهت بڑي نشانی هے ! ! "

اس فصل کیلیے تخم

" اصلاح " اور " عمل " کی دعوتیں هی وہ بیج هیں' جنکی اس موسم نموٴ اور دور استعداد میں سرزمین ارواح و قلوب کو ضرورت هوتی هے - ایک بیج کے بار آور هونے کیلیے جن جن شرائط کی ضرورت هے' وہ سب کی سب قدرتی طور پر اس وقت مهیا هو جاتی هیں - زمین کی درستگی کی ضرورت نهیں هوتی' کیونکه حس و بیداري کی وجه سے دلوں میں اضطراب و جوش موجود هوتا هے - افتاب کی تمازت و حرارت بهی مطلوب نهیں هوتی' که مظالم کا اشتداد' خونریزیوں کی کثرت' اور ذلت و رسوائی کی انتها' سوزش و تپش کی آگ سلگا دیتی هے - باران رحمت الهی جو اقلیم نباتاتی کا سلطان و حکمراں هے' وہ بهی امادۂ کار هوتا هے که پاني کي جگهه قتیلان ظلم و استیلا کا سیلاب خونین زمین کو سینچے اور بیج کو گلانے کیلیے هر طرف موج زن هوتا هے - پس اس وقت صرف ایک صحیح صداے دعوت' ایک صداقت آگین تحریک عمل' اور ایک موصل الی المقصود سفر کے بیج هی کي ضرورت هوتي هے' جو طیاریوں اور آمادگیوں کے اس نامیه زار حیات میں سپرد خاک کردیا جاے پهر زمین اپني استعداد کو' حرارت اپنی آمادگي کو' اور پاني اپني طیاري کو فوراً صرف کار کردے' اور تهوڑے هي دنوں کے اندر قدرت الهي اس ذرا تخم کو اشجار و اثمار اور برگ و بار کی هیئت عظیمه اور منظر فخیمه کي صورت میں' اپني غیبي نشؤ و نما' اور الهي ربوبیت کي توفیق فیضان سے بلند و استوار فرمادے :

الم تر کیف ضرب الله مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة' اصلها ثابت وفرعها

" الله تعالی نے نیک دعوت اور پاک تحریکوں کي کیسی اچهي مثال دي هے ؟ یعنی دعوت الهی مثل ایک مبارک اور

جبکه میرا اشاره ایک ایسي جماعت کي طرف هے ' تو پهر کیون متعجب هوتے هو اگر میں نے اسکي صدا کو صداء حق ' اور اسکے جمال کو جمال الهي کہا ؟ حالانکه جو نفوس قدسیه نفس و شیطان کے تسلط کی زنجیرین توڑکر " حقیقت اسلامیه " کي معرفت و خود فروشي کے مقام کو اپنے اوپر طاري کرلیتے هیں ' یعني اپنی تمام قوتوں اور خواهشوں کے ساتهه الله کے هاتهه بک جاتے هیں ' اور هر طرف سے گردن موڑکر صرف اسي قبلۂ ارواح و کعبۂ قلوب کے آگے منه کرلیتے هیں' پهر وه " مسلم " هوتے هیں ' اور " اسلام " کے معنے گردن کے رکهدینے ' حواله کردینے اور جهکا دینے کے هیں - پس جمال الهی انکي تمام قوتوں کا احاطه کرلیتا هے ' اور انکی هر چیز کو اپنے حسن کی تجلیات کا آئینه بنا دیتا هے - وه بولتے هیں تو الله کی آواز نکلتی هے ' چلتے هیں تو الله کے پانوں سے چلتے هیں ' اور دیکهتے هیں تو الله کی بصیرت سے دیکهتے هیں :

گفتن او گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود

صحیح بخاري کي مشهور " حدیث ولي " تم کو یاد هوگي :

فاذا احببته کنت سمعه الذي یسمع به ' و بصره الذي یبصربه ' و یده التي یبطش بها ' و لسانه الذي یتکلم به ' و لئن سالني لاعطینه ' و لئن استعاذني لاعیذنه (بخاري - کتاب التواضع)

جب میں اپنے کسي بندے کو محبوب بنا لیتا هوں تو میں اسکا کان هوجاتا هوں ' وه میرے کان سے سنتا هے - میں اسکي آنکهه هوجاتا هوں ' میري آنکهه سے دیکهتا هے - میں اسکا پانوں هوجاتا هوں ' میرے پانوں سے چلتا هے - میں اسکي زبان بن جاتا هوں ' میري زبان سے بولتا هے ' پهر وه جو کچهه مانگتا هے اسے عطا کرتا هوں ' اور جب میري طرف آتا هے ' اسے پناه دیتا هوں " !

و وراء ذاک فلا اقول ' لانني
و لسان النطق عنه اخرس

مصر کیلیے بهي رفارم اسکیم

آجکل مصر کے تمام اخبارات اس جدید قانون پر بحث کر رهے هیں ' جو سنه ۱۸۸۳ ع کے قانون نظامی کے قائم مقام هوگا ' اور " مجلس شوری القوانین " اور " جمیعة عمومیه " کے بدلے " جمیعة تشریعیه " کو (یهی اسکا نام تجویز کیا گیا هے) قائم کریگا -

اسکے اعضاء کی تعداد اتنی هی هوگی ' جتنی که جمیعة عمومیه کے اعضاء کی هوتی تهی - ان اعضاء کا انتخاب اس اصول پر هوگا که فی دو لاکهه آدمی ایک عضو لیا جائیگا -

اس اصول کی بنا پر قاهره سے ۴ - اعضاء لیے جائینگے - اسکندریه سے ۳ - غربیه سے ۷ ' بحریه سے ۶ ' وهلم جرا - کل منتخب اعضاء کی تعداد ۶۶ - هوگی -

ان منتخب اعضاء کے علاوه ۱۵ - اعضاء کو خود حکومت نامزد دریگی - اس نامزدگی میں مختلف فرقوں اور پیشوں کی نسبت باهمی کا لحاظ رکها جائیگا - یه وهی مسئله هے جس پر هندوستان میں هندو مسلمان باهم جوتی پیزار کرچکے هیں اور کر رهے هیں -

قبطی ۸ لاکهه هیں - اب فرض کرو که انکے دو هی ممبر منتخب هوے ' تو اس ۱۵ - میں دو قبطی مقرر کیے جائینگے ' تاکه فی دو لاکهه نفوس میں ایک عضو کا قاعده محفوظ رهے - فرقوں کے علاوه پیشه ور جماعتوں ' اطبا ' وکلاء ' علماء مذهب وغیره - کی طرف سے بهی مندوب (ڈیلیگیٹ) لیے جائینگے - لیکن ان تمام نامزدگیوں میں یه امر ملحوظ رهیگا که کسی حالت میں بهی اس قسم کے اعضاء کی تعداد ۱۵ - سے زیاده نه هونے پائے -

لارڈ کرومر کے عهد میں مصر میں دو مجلسیں تهیں : ایک مجلس شوری القوانین ' اور دوسري جمعیة عمومیه - اول الذکر کا کام وضع قوانین تها ' اور دوسرے کا انفاد قوانین - گویا یه ایکزیکیٹو اور لیجسلیٹو کونسلوں کی قایم مقام تهیں - گو جمیعة عمومیه کے اوامر و احکام کی پابندي حکومت کے لیے لازمی نه تهی -

رعایا کے سینوں کو همیشه گونه گوں خوشگوار امیدوں کا تفرجگاه رکهنا ' انگریزي قوم کي ما به الامتیاز خصوصیت هے - لارڈ کرومر نے اپنی اخرین رپورٹ میں مصریوں کو امید دلائي تهی که اگر وه وطني جد و جهد سے باز آجائیں تو عنقریب انکو نیابتی اصول پر ایک مجلس دي جائیگی - لارڈ کرومر کے عهد تک مصر کي دونوں مجلسوں کي کارروائی ایسے حریم اسرار میں هوا کرتي تهی ' که جمهور کو یهاں کي تمام کارروائیوں میں سے صرف اپنی قسمت کا فیصله هي معلوم هوتا تها -

لارڈ کرومر کے بعد سر ایلیڈن گورسٹ معتمد برطانیه مقرر هوے - مجلس موعود کا وقت ابهی شاید نهیں آیا تها ' اسلیے اسکے متعلق تو امیدیں هی امیدیں رهیں - البته اتني نوازش کا اظهار کیا گیا که ایوان مجلس کے دروازے وقائع نگاروں کے لیے کهولدیے گئے -

غالباً هندوستان کے تجربے کے بعد قارئین کرام کو یه سنکے بالکل تعجب نه هوگا که ان دونوں مجلسوں کی تمام زندگی میں صرف ایک واقعه هی قابل ذکر هے -

مصر پر انگریزي پنجے کي گرفت کسیقدر مضبوط هو چلی تهی ' اسلیے امید تهي که اب اسکي فرمایشیں کبهی مسترد نه هونگی - یورپ کے نقطۂ نظر سے نهر سویز کی اهمیت معلوم هے که اسکو کلید عالم سمجهیے تو بجا هے - لیکن دراصل یه مصري ملکیت هے ' اور اسماعیل پاشا کی بد بختانه غفلت سے انگریزوں کے هاتهه چلی گئی هے - اب اسکے معاهدے میں بهت زیاده مدت باقی نه رهی تهی - اسلیے اینده کیلیے اسکی توسیع مدت کي تجویز پیش کی گئي -

تعلیم یافته جماعتوں نے اس تجویز کے خلاف نهایت سختی سے صداے احتجاج (پروٹسٹ) بلند کي - اور اس طرح اسکے خلاف ایجي ٹیشن پیدا کیا گیا که اسکي آواز بازگشت هر درو دیوار سے آنے لگي -

خدیو کي براے نام حکومت مجلس شوری اور جمیعة عمومیه سے مشوره کرنے کے لیے مجبور تهي -

لیکن انگلستان کے زر خرید غلام مرقس بک سمیکه قبطي ممبر کے علاوه ' دونوں مجلسوں کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور پوری جرأت سے تجویز مسترد کردی - اسي اختلاف کا نتیجه تها که انگلستان اس مرتبه اپنی کوشش میں ناکام رها ' اور آینده پهر اسے ایک دوسری کوشش کرني پڑے گي -

دونوں مجلسوں کي اس جرأت نے اپنے آپ کو انگلستان کي نگاهوں میں سخت مبغوض کردیا - اور غالباً اسي وقت سے طے کرلیا گیا که کسي نه کسي طرح دونوں کو توڑ دیا جاے -

اس مجوزه مجلس کي تقریب میں ظاهر کیا گیا هے که اس کا مقصد مصر میں بتدریج پارلیمنٹري حکومت کو روشناس کرانا هے - مگر ارباب نظر جانتے هیں که یه ایک کهلونا هے ' جو هندوستانیوں کي طرح مصریوں کو بهي اسلیے دیا گیا هے ' تاکه وه اسي میں بهل جائیں ' اور اسطرح اولجهے رهیں که تخلیۂ وطن کے مطالبے سے غافل هو جائیں ' اور (حسب تجویز ٹائمس) افریقه میں سب سے پهلي اور سب سے آخري اسلامي سلطنت کو بهي " شاهنشاهي انگلستان کي آغوش شفقت و پناه میں بے غل وغش جگه مل جاے " ! فیا لیتهم یعلمون ای منقلب ینقلبون !

پھر وہ کونسی شے ہے ؟ ؟

پس میں کہتا ہوں ' اور از فرق تا بقدم ایک صداے ربانی بنکر کہتا ہوں ۔ جبکہ یقین کی وہ لا زوال طاقت میرے ساتھہ ہے ' جسکے لیے کبھی فنا نہیں - جبکہ وہ بصیرۃ الٰہی میرے دل کے اندر موجود ہے ' جسمیں کبھی تذلل و تذبذب نہیں - اور جبکہ وہ شہادت ایقانی میرے سامنے ہے ' جسکی رویت میں کبھی دھوکا اور فریب نہیں - کہ زندگیوں اور کامیابیوں کا وہ تخم مقدس ' کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بے شمار خزانہ ' کوئی عہد حفاظت ' کوئی اقرار خدمت ' غرضکہ دنیا کی کوئی آواز اور انسانوں کی کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی ' مگر

صرف وہ ایک ہی تہہ ریک حق و صداقت ' جو مسلمانوں کو انکی حیات انفرادی و ملی کی ہر شاخ میں " مسلمان " بننے کی دعوت دے ' اور اپنی اس آواز کو انکے تمام صغار و کبار ' رجال و اناث ' اعالی و ادانی ' شہری و دیہاتی ' عوام و خواص ' غرضکہ ہر فرد ملت کے دل و جگر میں آتار دے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا ! ادخلوا فی السلم کافۃ و لا تتبعوا خطوات الشیطان ' انہ لکم عدو مبین !! (۲ : ۱۳۶)

اے وہ لوگو کہ ایمان اور اسلام کے مدعی ہو ! صرف دعوا کافی نہیں ' اگر زندگی چاہتے ہو تو اسلام میں پورے پورے آجاؤ ' اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ! وہ انسانی ہدایت اور ارتقاؤ عروج کا ایک بالکل کھلا دشمن ہے !

اور اس طرح اتار دے کہ خدا کے بندے پھر صرف اسی کے ہو جائیں - اسکے رشتے سے ٹوٹے ہوے پھر اسی کے ساتھہ جڑ جائیں ' اسکے دروازے سے بھاگے ہوے پھر اسی کی غلامی کی زنجیریں پہن لیں - اسکے چاہنے والے پھر ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کو پیار کرنے لگیں - اسکے پکارنے والے پھر اسی کی جستجو میں نکل جائیں ' اس سے غفلت کرنے والے پھر اس روٹھے ہوئے کو منا لیں - اور اس ایک کی غلامی کا حلقہ پہن کر تمام دنیا کو اپنا غلام بنانے والے ' پھر اسی کی چوکھٹ پر جھک جائیں - تا کہ اسکے آگے جھک کر سب کے آگے سربلند ہوں ' اور اسکے آگے جبین نیاز جھکا کے سب کو اپنے آگے مسجود دیکھیں - یعنی ہجر کے بعد پھر وصال کی بزم آرائی ہو - محرومی کے بعد پھر کامرانی کے راز و نیاز ہوں ' اور نامرادی کے بعد پھر دولت مقصود و مطلوب سے دامن و آستین امید مالا مال ہو جائے !!

و ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوا عن السیئات و یعلم ما تفعلون ' و یستجیب الذین آمنوا و عملوا الصالحات و یزیدہم من فضلہ (۴۲ : ۲۴)

" اور وہی غفور اور رحیم تو تمہارا معبود کارساز ہے ' کہ اسکے بندوں نے خواہ کتنی ہی اسکی نافرمانیاں کی ہوں ' اور خواہ کتنی ہے سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے ہوں ' لیکن جب وہ اسکے آگے توبہ کا سر جھکاتے ہیں ' اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کے ہو جانا چاہتے ہیں ' تو وہ انکی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور انکی خطاؤں سے درگذر کر دیتا ہے - اور تم لوگ جو کچھہ کر رہے ہو اسے رتی رتی معلوم ہے - اور پھر جو لوگ اسکے احکام پر ایمان لاے اور اعمال صالحہ اختیار کرلیے ' تو وہ ان پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے ' انکی دعاؤں کو سنتا ہے ' اور انکی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے ' اور اپنے فضل بندہ نواز سے انکو انکے حق سے بڑھکر اسکا بدلہ دیتا ہے !! "

اور پھر صدا سے میرا مقصود کیا ہے ؟ صداؤں کی تو کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے - زبانوں نے ہمیشہ قدموں سے زیادہ کام لیا ہے ' اور دنیا میں ہمیشہ خاموش رہنے والوں سے چیخنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے - پس صدا سے مقصود وہ آواز نہیں ہے ' جو کھوکھلے سینوں ' تاریک دلوں ' اور بے سوز حلقوں سے اٹھکر دوسروں کے اندر وہ چیز پیدا کرنا چاہتی ہے ' جو خود اسکے اندر نہیں ہے :

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم (۲ : ۴۱) اور وہ انسانی آوازیں بھی مقصود نہیں ہیں ' جو گو کتنے ہی اچھے ارادوں اور دلفریب خواہشوں کے اندر ملفوف ہیں ' مگر خود انکے اندر ایک صداے محض اور آواز تہی سے زیادہ اور کچھہ نہیں ہے -

بلکہ میں اس صداے رعد آساے قلب شکن ' اور نداء ضلالت رباے ہوش افگن کی طرف اشارہ کر رہا ہوں ' جو گو انسانوں کے حلقوں سے نکلتی ہو ' مگر در اصل ہدایت ربانی اور توفیق حقانی کی ایک صداء مقلب القلوب ہو ' جس نے لسان عباد کو اپنا ظاہر بنا لیا ہو - اور حق و صداقت کا ایک حسن مخفی ہو ' جو انسانی خال و خط کے اندر سے اپنے جمال حقیقی کی شعاعیں دکھلا رہا ہو - یعنی وہ صدا ' جسکا مبدء زبان کی حرکت کی جگہ دل کا اضطراب ہے - جسکے اعلان کے لیے حلق سے اٹھنے والی آوازیں نہیں بلکہ دل کے پھڑکنے اور تڑپنے کی آواز مطلوب ہے جسکے سننے کے لیے دنیا کی تمام آوازوں کی طرح کان کی ضرورت نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے - جو گویائی کی زبان سے نہیں ' بلکہ خاموشی کے لبوں سے بولتی ' اور انسان کے پردہ ہاے سماعت سے نہیں ' بلکہ ایوان قلب و روح کی دیواروں اور محرابوں سے ٹکراتی ہے !!

لسانی اعجمی فی الہوی ' و ہو ناطق
و دمعی فصیح فی الہوی و ہو اعجم

کیونکہ گو بظاہر وہ آواز انسانی جماعتوں اور فردوں سے اٹھتی ہے ' مگر در اصل اس راز حقیقت کا نغمہ کچھہ اور ہی ہوتا ہے اور اس محمل صورت کے اندر ایک دوسری ہی لیلیٰ ہے ' جسکے حسن حقیقت کا جمال خلوت گزیں مخفی ہوتا ہے -

بالفاظ سادہ تر

بہتر ہے کہ میں اپنے مطلب کو زیادہ واضح کردوں - میرا مقصود اس صداے دعوت سے ہے ' جو محض آجکل کی مصطلحہ تحریک اور ایک رسمی آواز ہی نہو ' بلکہ اسکی داعی ایک ایسی جماعت ہو ' جو اپنی زبانوں کی طرح اپنے اعمال کے اندر بھی ایک صداے دعوت رکھے - جو سر سے لیکر پیر تک اس دعوت کا ایک پیکر مجسم ہو ' جو دنیا کو اللہ کی طرف بلانے سے پہلے خود اللہ کے لیے ہوچکی ہو - اور بیماروں کو نسخہ دینے سے پہلے خود بھی اپنے لیے نسخہ لکھہ چکی ہو - اسکے اندر حقیقت اسلامیہ کی عملی روح ہو - اسکا دل جمال الٰہی کا مسکن ' اور اسکا چہرہ حسن حقیقت کا حجاب ہو - وہ دنیا کی تمام طاقتوں اور ماسوا اللہ قوتوں سے باغی ہوکر صرف خداء اسلام کی وفادار اور تابع احکام ہو ' اور ایک کے استغرق و استہلاک میں اسطرح فنا ہوگئی ہو ' کہ پھر دنیا کی صدہا قواء شیطانیہ کیلیے اسکے پاس کوئی متاع باقی نہ رہی ہو ' اور ہر آن و ہر لمحہ اسکے اعمال کی زبان حال " من رآنی فقد راء الحق " کی صداے توحید سے غلغلہ انداز اقلیم روح و معنی ہو - و للہ در ما قال :

انا من اہوی ' و من اہوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ' ابصرتہ
و اذا ابصرتہ ' ابصرتنا

قدیم (۱) کے قلب سے نکلکر تمام دنیا میں پھیل گئي - شاہان عالم مرتبۂ قدوسیت و معصومیت سے گرکر عام سطح انسانی پر آئے ' اور عام انسان ' سطح غلامي و حیوانیت سے بلنـد ہوکر مصر و بابل کے دیوتاؤں اور روم و ایران کے قیصر و کسری کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوگئے ' اور بقول گبن (مشہور مورخ) " قواے عمل و زندہ دلی جو صومعوں اور خانقاهوں میں پڑي سوتي تھي ' عساکر حجاز کي آواز دهل سے چونـک پڑي ' اور اسلام کي اس نئي سوسائٹي کا ہر ممبر حسب استعداد فطرت و حوصلہ اپنے اپنے مرتبے پر پہونچ گیا " (۲)

یہ معجزانہ قوت و توانائی کیا تھی ؟ جلال روحاني سے بھري ہوئي ایک آواز تھي ' جو بوقبیس کي پہاڑي سے بلنـد ہوئي ' اور جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا ' کہ اے اهل عالم !

تعالوا الی کلمة سواء	آؤ ' ایک بات جو اصولاً و عقلاً هم میں
بیننا و بینکم ان لانعبد	تم میں متفق علیہ ھے ' اوسکو عملاً بھي
الا اللہ ولا نشرک بہ	تسلیم کرلیں ' یعني خدا کے سوا کسیکي
شیئا ولا یتخذ بعضنا	پرستش نکریں ' نہ اوسکي خدائي میں
بعضاً ارباباً من دون	کسیکو شریک ٹھہرائیں ' اور نہ هم خدا کے
اللہ (۳ : ۵۷)	سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا اور آقا بنائیں -

اس ایک آواز سے انساني جباري و الوهیت کے بت سرنگوں ہوکر گر پڑے - شہنشاهیوں کا پر اسرار اور عجیب الخواص طلسـم ٹوٹ گیا ' بادشاہ ' خادم رعایا - بیت المـال ' خزینۂ عمومي - اور تمام انسان مساوي الرتبہ قرار پاگئے - عرب کے بادشاہ نے نہ اپنے لیے قصر و ایوان طیار کرایا ' نہ قاقم و دیبا کے فرش بچھاے ' نہ سونے چاندی کي کرسیوں سے دربار سجایا ' اور نہ اوسنے اپني هستي کو انسانیت سے مافوق بتایا ' بلکہ علي الاعلان کہدیا :

انما انا بشر مثلکم	میں بھی تمھاري هي طرح ایک آدمي هوں !

یہ تو عرب سے باہر کا حال تھا - خود عرب کا حال کیا تھا ؟ اطراف عرب یمن ' یمامہ ' غسان ' حیرہ ' بحرین ' عمان میں روم و فارس کے ماتحت جو ریاستیں تھیں ' وہ تو سرتا پا روم و ایران کے رنـگ میں رنگي ہوئي تھیں - لیکن وسط عرب کي بھي حالت یہ تھي کہ اسلام سے پہلے وہ بالکل مبتلاے فوضویت تھا - جسطرح قبیلے قبیلے کا خدا الگ تھا ' اسی طرح ہر ہر قبیلے کا شیخ بھی الگ تھا ' آپس کي جنـگ و جدال اور حرب و قتال نے تمام ملک کو کارزار بنا رکھا تھا ' بے اطمیناني و بے امني عرب کے گوشے گوشے میں موجود تھي ' قبائل کا ایک دوسرے کے مملوکات پر غارتگري بہترین کسب معاش تھي - اس پر شعراے قبائل ' فخریہ قصائد لکھتے تھے ' اور ہر شخص دوسرے کي عزت و مال کو اپنے لیے بہترین مصرف قرار دیتا تھا -

غرضکہ دنیا کے اس خشک و بے آب ملک کا چپہ چپہ انسانوں کے خون سے سیراب کیا جا رہا تھا کہ دفعۃً سلطنت الہی کا ظہور ہوا ' اور وادي مکہ میں عرب کے سب سے بڑے مجمع کے اندر اسکے اس فرمان کا اعلان کیا گیا ' کہ : اے اولاد ادم !

الا ان دماءکم و اموالکم	هوشیار هو جاؤ کہ آج جان اور مال کي
حرمت علیکم کحرمة	حرمت قائم کي جاتي ھے ' جسطرح
یومکم هذا ' في شهرکم	کہ آج کے روز کي اس شہر مکہ میں -
هذا ' في بلدکم هذا ' الا	اور اس ماہ حج میں حرمت ھے -
کل شيء من امر	هوشیار هو کہ جاهلیت کي تمام باتیں
الجاهلیة تحت قدمي	آج میرے پاؤں کے نیچے هیں - ایام
موضوع و دماء الجاهلیة	جاهلیت کي خونریزي اور اوسکے انتقام
موضوعة وان اول دم	کے تمام واقعات آج سے فراموش هوں -
اضعه من دمائنا	سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد
دم ابن ربیعة الحارث !	بھائي ابن ربیعہ بن حارث کا خون
(الحدیث : صحاح)	فراموش کرتا هوں -

یہ ایک آواز تھی ' جس سے عرب کے پر شور و شر فضا میں سکوت طاري هوگیا ' امن عام کا ابر چھا گیا ' حکومت الہی کے اس داعی نے نصراني شہزادۂ طے سے فرمایا تھا کہ " عرب کی بے اطمیناني سے نہ گھبراؤ - وہ وقت آئیگا کہ ایک بڑھیا سونا اچھالتي ہوئی عرب کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل جائیگي ' اور کوئی اوس سے تعرض نکریگا " پس وہ وقت آ گیا کہ بڑھیا سونا اچھالتي ہوئی ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل گئی اور کسي نے اوس سے تعرض نہ کیا -

تاسیس اصلاحات حکومت

اس سلسلہ میں یہ عجیب بات ھے کہ اسلام نے حکومت اسلامي کا جو نظام قرار دیا ' وہ ایک ایسي چیز تھي ' جو اوسکے گرد و پیش کے نظامات حکومت میں کہیں بھی موجود نہ تھی - اوسنے ایک با قاعدہ قانونی و جمہوري حکومت کی بنیاد ڈالی ; حقوق عامہ کی تشریح و تعیین کی ' تعزیرات و حدود و جرائم کے مناصب قائم کیے - مالی ' ملکی ' اور انتظامی قوانین وضع کیے ' عدل و انصاف کی تعلیم دي ' قانونی تسامح و استثناء شخصی کی ممانعت کی ' شخصی حکومت و ذاتي امتیاز کو یک قلم مٹا دیا -

یہ مجمل بیانات هیں جنکی تفصیل و اثبات کیلیے موجودہ اصول جمہوریت و عمومیت کی بنا پر ' متعدد مباحث طے کرنے چاهئیں -

نظام جمہوریة

ایک بہتر سے بہتر حکومت کے تخیل کے لوازم کیا هیں ؟ اسکے جواب میں همارا موجودہ سیاسی لٹریچر اُن دفعات سے بہتر کوئي شے نہیں پیش کرسکتا ' جو (انقلاب فرانس) کے شدائد و مصائب کے بعد اٹھارهویں صدي میں مرتب هوے ' اور جن پر آج جمہوري حکومتوں کا عمل ھے - یعني :

(۱) حکومت جمہور کی ملـک ھے ' وہ ذاتی یا خاندانی ملـک نہیں -

(۲) تمام اهل ملـک ہر قسم کے حقوق و قانون میں مساوي هیں -

(۳) رئیس ملـک (پریسیڈنٹ) جسکو اسلام کی اصطلاح میں امام یا خلیفہ کہتے هیں ' اوسکا تقرر ملک کے انتخاب و اختیار عام سے هو ' اور اوسکو دیگر باشندگان ملـک پر کوئی ترجیح نہو -

(۴) تمام معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ملـک کے اهل الراے اشخاص کے مشورہ سے انجام پائیں -

(۵) بیت المال یا خزانۂ ملکی عام ملـک کی ملکیت ھو - رئیس کو بغیر مشورۂ ملـک و اهل حل و عقد کے اوس پر تصرف کا کوئی حق نہو -

حکومت جمہور کي ملـک ھے - وہ ذاتي یا خانداني ملـک نہیں

یہ بحث درحقیقت زبدۂ مباحث اور خلاصۂ جمہوریت ھے ' اور آیندہ کی تمام بحثیں درحقیقت اسي اصل کی فروع اور متعلقات هیں - اس دعوی کے اثبات کیلیے کہ " اسلام میں حکومت جمہور کی ملـک ھے ' اور کسی خاص شخص کي ذاتی یا خاندانی ملـک نہیں " بہترین دلیل خود اوسی کی زبان ھے - قران مجید کا یہ حکم ہر شخص کو معلوم ھے :

(۱) ملک عرب دنیاے قدیم کے قلب میں واقع ھے ' جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ھے اور جغرافیہ جدیدہ سے بھي ثابت ھے -

اسلام

الحرية في الاسلام

نظام حكومة اسلاميه

و امرهم شوري بينهم (۴۲ : ۳۶)

(۱)

تمام دنیا میں جمہوریت کے خیالات پھیل رہے ہیں ' شخصي استبداد و مطلق العناني سے ہر جگہ نفرت کی جا رہی ہے ' اور اس حقیقت کا اعتراف پیہم ہے کہ قانونی و سیاسی آزادي میں تمام انسان مساوي الرتبه ہیں - قوم کو اپنے ثمرات ملک سے تمتع کا حق حاصل ہے - وہ اس حق میں دوسروں پر مقدم ہے -

دنیا کی تمام قومیں اس حقیقت پر ایمان لا چکي ہیں' اور ہر ممکن ذریعہ و کوشش سے اسکے حصول کیلیے کوشاں ہیں - بعض کوششیں ہدف مقصود تک پہونچ چکی ہیں' اور بعض پہونچنے کے قریب ہیں -

لیکن مسلمان جو دنیا کي آبادي کا پانچواں حصہ ہیں' اب تک اس حقیقت سے بیخبر ہیں' اور جو باخبر ہیں وہ اُس کے تصور میں اسکی صورت مہیب ہے - حالانکہ اس حق طلب اور داد خواہ جماعت میں سب کے آگے مسلمانوں کو ہونا چاہیے تھا' کیونکہ انکا پیغمبر دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تا کہ انسانوں کو انسانوں کي غلامی سے نجات دلائے -

یورپ کي قومیں دور سے کھڑي مسلمانوں کے اعمال و حرکات جہل عن الحقیقة کا تماشا دیکھ رہي ہیں - ہمکو از راہ لطف و کرم اس راستے کے شدائد و خطرات سے مطلع کیا جا تا ہے ' اور رعد و تہدید کي کڑک میں یہ تنبیہ کرنے والي آواز سنائي دیتي ہے کہ " دیکھنا ! اس زنجیر کو جس سختي سے کاٹنا چاہوگے' اوسي سختي سے یہ پاؤں میں اور زیادہ لپٹ جائیگي " اکثر واعظین سیاست از راہ شفقت و نصیحت دیني ہمکو یہ بھي تلقین کرتے ہیں کہ حریت حکومت کیلیے اس قسم کي کوششیں اور جد و جہد ' تعلیمات قرانیہ کے خلاف اور تاریخ اسلام کے منافي ہیں -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ واقعات تازہ نے مسلمانوں کي حسیات زندہ کردي ہیں ' اونکو اپنا از یاد رفتہ خواب پھر یاد آگیا ہے - اتباع احکام رباني کیلیے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہوگیا ہے ' اور اسلام کي حریت و آزادي کے اسباق پر پھر اونھوں نے نظر ڈالني شروع کردي ہے ' اسلیے اونکے ناصحین و مشفقین سیاست کو اونکي ہدایت سے مایوس ہوجانا چاہیے کہ اونکا اب گمراہ ہي ہونا اونکے حق میں ہدایت سے بہتر ہے - و اللہ یہدي من یشاء الی صراط مستقیم -

نوبت زہد فروشان ریا کار گذشت
وقت شادي و طرب کردن رندان برخاست !

اسلام خود اپنے بیان کے مطابق " ربنا اتنا في الدنیا حسنة و في الاخرة حسنة " دین و دنیا کی اصلاح کیلیے آیا تھا ' اور اسي لیے دونوں جہان کي برکات اسکے ساتھہ تھیں - پھر اگر یہ فرض کرلیا جاے کہ اسلام کے خزانۂ ہدیت میں حسنات سیاست دنیاوي کا وجود نہیں ' تو اسکے یہ معني ہونگے کہ نصف خدمت انساني کي انجام دہي سے وہ مقصر رہا ' جسکا تخیل بھي کوئي مسلمان نہیں کرسکتا ' اسلیے ضروري ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے کارنامہ ہاے سیاسیہ اور طرق اصلاح حکومت دنیویہ سے آج واقفیت حاصل کرے -

ظہر الفساد فی البر و البحر

آج سے ۱۳۳۱ - برس پہلے کا واقعہ ہے کہ دنیا استبداد و استعباد کے عذاب الیم میں مبتلا تھي - غلامي کي زنجیروں نے اوسکا بند بند جکڑ رکھا تھا' فرمانروایان ملک ' امراے شہر' رؤساے قبائل' اپنے اپنے حلقۂ فرمانروائي میں " اربابا من دون اللہ " تھے' اور انکے ہاتھہ میں اونکے اطاعت گذار اور پیرو با لکل مثل معدوم الارادة آلات عمل کے تھے' جنکي زندگي کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کي تکمیل ہواے نفس' و اتباع مرضات تھا - صداقتوں کي حقیقت اور امور و واقعات کي صداقت کا فیصلہ سلاطین و امرا کے چشم و ابرو کا ایک اشارہ ' اور ملوک و رؤسا کے کام و دہن کی ایک جنبش کرتي تھي - مسیح سے ۱۷۰۰- برس پہلے' ذات شاہي ہر تقدیس سے متصف ' ہر احترام فوق العادہ سے مقدس ' اور ہر نقص و عیب سے مبرا تھي ' کیونکہ وہ خدا تھي ' خدا کا سایہ تھي ' یا کم از کم مرتبۂ انسانیت سے ایک بالا تر شے ضرور تھي !

فراعنۂ مصر دیوتا تھے - اسي لیے مصر کے ایک فرعون نے مسیح سے ۱۷۰۰- برس پہلے اپنے درباریوں کو کہا تھا " انا ربکم الاعلی یعنی موسی کا خدا کون ہے ؟ تمہارا بڑا خدا تو میں ہوں " کلدانیوں کے ملک میں نمرود بابل کي پرستش کیلیے ہیکل بنتے تھے ' ہندوستان کے راجہ دیوتاؤں کے اوتار بنکر زمین پر اترتے تھے' روما کا پوپ خدا کے فرزند کا جا نشین تھا ' اور اسکا آستانۂ قدس سجدہ گاہ ملوک و سلاطین -

روم کے قیصر اور فارس کے کسری' گو دیوتا نہ تھے ' لیکن فطرت بشریہ سے منزہ ' اور مرتبۂ انسانیہ سے بلند تر ہستي تھے ' جنکے سامنے بیٹھنا ممنوع ' جنکے سامنے ابتداے کلام کرنا ' جنکا نام لینا سوء ادب ' اور جنکی شان میں ادنی سا اعتراض بھي موجب قتل تھا - بیت المال ملکي سامان مصرف ' رعایاے ملک غلامان درگہ شاہنشاہي تھے -

دنیا اسي تعبد و غلامي اور ذلت و تحقیر میں تھي کہ بحر احمر کے سواحل پر ریگستاني سر زمین میں ایک " عربي پادشاہ " کا ظہور ہوا' جسنے اپنے معجزانہ زور و توانائي سے قیصر و کسری کے تخت الٹ دیے' بابائے رومۃ الکبری کے ایوان قدس کي بنیادیں ہلا دیں' تعبد و غلامي کی زنجیریں اوسکي شمشیر غیر آہني کي ایک ضرب سے کٹکر ٹکرے ٹکرے ہوگئیں' اور استقلال ذات و فکر' حریت ' خیال و راے' و شرف و احترام نفس ' مساوات حقوق ' اور ابطال شاہنشہي کي روشني دنیاے

مقالات

المكاتيب الحربيه

يعني مراسلات جنگ

موجودہ تاریخ حرب کا ایک صفحہ

(۲)

چنانچه یه نشانه کارگر هوا' اور تهوڑي دیر کے بعد هم سب چلتا روانه هوگئے !

راسته سخت تکلیف کی حالت میں طے هوا - جب هم لوگ قرق کلیسا پهنچگئے ' تو دونوں پروفیسر هم سے علحدہ هوگئے -

بد قسمتی سے موٹر کار پانی کی دلدل میں پهنسگئی - مجبوراً اسے وهیں چهوڑ دینا پڑا -

قرق کلیسا سے روانه هونے سے پہلے میں اسکے قلعوں میں گیا اور حالات دریافت کیے - معلوم هوا که جسوقت ان قلعوں پر قبضه کیا گیا' اسوقت ایک نامه نگار بهی موجود نه تها - نامه نگاروں نے اس معرکے کے جسقدر حالات لکھے هیں' وہ در حقیقت بلغاري خرافات و اباطیل کا مد لسانه اعادہ هے -

دیگر نامه نگاروں نے بهي یہاں قدم تک نہیں رکها - محض بلغاریا کي روایات کي بنا پر لکهدیا که قلعه نہایت مضبوط و محکم ' اور اپنی تسخیر کیلیے جنوں کی سی طاقت کا طلبگار تها ! !

مجهکو جب وہ مضامین یاد آتے هیں ' جو اس زمانے میں نامه نگاروں نے لکھے تھے ' تو اپنی بے اختیارانه هنسي ضبط نہیں کرسکتا ! کئي نامه نگاروں نے (جنکے بوٹ کے تلے بهي یہاں کے ذرہ هاے خاک سے آلودہ نہیں هوے تھے) اپنے اپنے اخبارات کو لکها تها :

" قلعه نہایت مضبوط و مستحکم هے - اسکے متعلق شاهنشاہ جرمني کے ماهرفن حرب کي رائے تهي که تین مهینے سے کم میں کسي طرح مفتوح نہیں هوسکتا ' مگر با ایں همه تہوہ همت بلغاریوں نے چند گهنٹوں میں لے لیا - انهوں نے ۴۰ - هزار فوج ' کئي سو توپیں ' اور نا قابل اندازہ سامان رسد پر بهي قبضه کرلیا هے ! ! "

لیکن میں نے معرکه قرق کلیسا کے متعلق لکها تها که قرق کلیسا کوئي مستحکم مقام نه تها - اسمیں صرف دو پرانی باٹریاں تهیں - بڑي توپ ایک بهي نه تهي - چند چهوٹي چهوٹی قابل نقل و حرکت توپیں تهیں - محتسب تلغرافات نے جب میري تحریر دیکهي' تو مجهه سے پوچها که میں بهي اپنے دیگر اخوان صحافت کي طرح کیوں نہیں لکهتا ؟

میں نے کہا که آپ ان مزخرفات کو اخبارات کے پاس بهیجنے کی اجازت کیوں دیتے هیں ؟ محتسب مدرسه حربیه کا پروفیسر تها - وہ مسکرایا اور کہا : " همارا کام یه هے که مضر چیزوں کو شائع نه هونے دیں - رهیں وہ خبریں جو همارے لیے مضر نه هوں' تو اگرچه وہ کذب محض هي کیوں نه هوں' مگر همیں انکے روکنے کي ضرورت هي کیا هے ؟ "

جو نامه نگار فوج کے همراہ جاتے هیں' انکو اپنی تمام مراسلات پہلے محتسب کو دکهانی پڑتی هیں -

محتسب اس قلمرو کا ایک خود مختار بادشاہ هوتا هے - وہ جو چاهتا هے حذف کردیتا هے ' اور جو چاهتا هے رهنے دیتا هے - مگر اس سے کسي قسم کي پرسش نہیں کیجا سکتي - بعض محتسب اپنے اس اختیار کا استعمال بقدر ضرورت و به اندازہ اعتدال بهي کرتے هیں' جیسے جنرل ڈیف' جو لیڈي اسمتهه میں محتسب تھے - یا سر فرانسس ویگنٹ' جو ام درمان میں محتسب تھے - مگر بلغاریوں کا عالم هي دوسرا تها -

سوڈان کی آخري لڑائیوں میں بهی مجهے ایک ایسي هي بلغاري خصلت انگریز محتسب سے سابقه پڑا تها - وہ میري مراسلات کو اسقدر کاٹ دیتا تها که اخر کو اسمیں کچهه بهي باقي نہیں رهتا تها - جب میں اسدرجه تشدد سے زچ هوگیا ' تو آخر ایک دن یه کیا که نہایت محنت سے ایک مراسلت لکهی ' اور کوشش کی که عبارت کا دروبست ایسا هو' جسمیں سے ایک لفظ بهی اپنی جگه سے نه هٹایا جاسکے - اس مراسلت کے وسط میں ان محتسب صاحب کے متعلق بهی چند مدحیه فقرے لکهدیے تھے - جب میں لیکر گیا تو حسب عادت اسکا ظالم قلم اسکے هاتهه میں تها - قطع و برید کے مستعد چشم و ابرو سے پڑهنا شروع کیا - اسوقت کی حالت مجهے کبهي نه بهولیگي - آپ ایک ایک لفظ پر قلم رکهتے جاتے' اور پهر پڑهنے لگتے - یہاں تک که اُن مدحیه کلمات پر پهنچے - یہاں پهنچکے کسی قدر رکے اور کہنے لگے :

" اسکے بهیجنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر چند لفظ ضرور حذف کردینا چاهئیں '

میں نے کہا :

" یه مراسلت لارڈ کچنر ضرور دیکهینگے - اگر بهیجیے تو پوري بهیجیے ورنه بالکل حذف کردیجیے "

لارڈ کچنر کي اطلاع کے خیال سے انهوں نے کوئي لفظ حذف نہیں کیا' اور اسکے بعد میرے ساتهه اپني عادت هي بدل دي '

اختیارات کا قاعدہ هے که جب انکے استعمال میں تعسف و تشدد کو کام فرمایا جاتا هے تو فریق ثانی اس سے بچنے کے لیے فریب و مکر' حیله و کذب ' پیمان گسلي اور قانون شکنی' غرض که وہ تمام تدابیر اختیار کرتا هے ' جنکو انسانی ضمیر کبهي بهي جائز نہیں رکهه سکتا - مگر اسکا ذمه دار اصل میں وهی شخص هے جو اپنے افعال و اعمال سے اس نافرمانیے ضمیر کی تحریک کرتا هے -

جیسا که میں نے ابهي بیان کیا ' بعض محتسب حد سے زائد سخت هوتے هیں - انکے مقابلے میں بعض نامه نگار بهی حد سے زائد شاطر و عیار هوتے هیں' اور وہ کسی نه کسی طرح اپنے اخبارات کو بعض اهم امور کی اطلاع دے هی دیتے هیں - یهي وہ مراسلات هیں جنکے متعلق ارباب جرائد " غیر محتسبه " لکهدیا کرتے هیں -

اسمیں شک نہیں که جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں کے طرف سے نگرانی سخت تهی' مگر نا مناسب اور بیجا نه تهي -

وشاورهم فی الامر (۳ - ۱۵۳) — امور (۱) حکومت میں اے نبی ! مسلمانوں سے مشورہ لیے لیاکرو -

دوسري جگه حکومت اسلامیه کي مدح میں ارشاد فرمایا :

وامرهم شوري بینهم (۴۲ : ۳۶) — اونکي حکومت باهمی مشورہ سے ہے -

ان دونوں آیتوں میں سے پہلي آیت میں حکومت کیلیے شورۂ عام کا حکم دیا گیا ہے' اور دوسري آیت میں اس حکم کي تعمیل کي تصدیق کي گئي - ان دونوں آیتوں سے چند باتیں ظاهر هوتي هیں :

(۱) حکومت اسلامیه میں مشورۂ عام شرط ہے -

(۲) حکومت کي اضافت عام مسلمانوں کیطرف کي گئی ہے' جس سے یقیني طور پر ثابت هوتا ہے که حکومت اسلامیه کسي کي ذاتی ملک نہیں بلکه جمهور اسلام کي ملک ہے -

(۳) تیسري بات ان سے یه ثابت هوتي ہے که مسلمانوں کا صدر اول میں اسي پرعمل تها' کیونکه بغیر تاریخ سے مدد لیے هوے' خود قرآن هم کو بتلاتا ہے که " انکي حکومت باهمي مشورے سے ہے "

قرآن مجید کي ان آیات میں همکو اپنے دعوے کے اثبات کیلیے کسي دوسري دلیل کي احتیاج نہیں' لیکن واقعات کے سلسلۂ ترتیب اور اعداے اسلام کي تبکیت کیلیے همکو چند دیگر واقعات کا بهي اضافه کرنا ہے جس سے اسکا عملي رخ اور زیاده واضح هوجاے :

(۱) آنحضرت صلعم نے اور خلفاے راشدین نے اپنا جانشین کسي عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا -

(۲) تمام معاملات ضروري میں آنحضرت اور خلفاے راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے عموماً مشورہ لیتے تھے -

(۳) خلفا کا تقرر عموماً مشورۂ عام سے هوتا تها -

(۴) بیت المال عام مسلمانوں کا حق تها - کبهي ذاتي طور پر اوسکو صرف میں نہیں لایا گیا' اور اسي لیے اوسکا نام " بیت مال المسلمین " تها -

حالانکه اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو ضرور تها که امور مذکورہ' بالکلیه حکومت اسلامیه میں مفقود هوتے -

الغرض آیات مذکورہ کے علاوہ خلفا کا عام مجمع میں انتخاب' آزادي و حریت کے ساتھ اونکے احکام و اعمال کا انتقاد' امور مہمه میں خلفا کا اهل الرائے اور ارباب حل و عقد سے استشارہ'

بیت المال کی شخصی حرمت اور اوسکا " خزینه عمومیه " هونا' اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے که اسلام میں حکومت' جمهور ملک کی طاقت کا نام ہے - وہ کوئی شخصی استبداد نہیں -

تمام اهل ملک مراتب حقوق' قانون
اور قواعد مملکت میں مساوي هیں -

در حقیقت یه اسلام کي واضح ترین خصوصیت ہے که اوسکي نظر میں آقا اور غلام' معزز اور حقیر' چهوٹا اور بڑا' امیر اور فقیر' سب برابر هیں - صهیب و بلال جو آزاد شده غلام تهے' سرداران قریش کے پہلو به پہلو اونکا نام ہے - اسلام کے سامنے صرف ایک هي چیز ہے جس سے انسانوں کے باهمي رتبے میں تفریق هو سکتي ہے' یعنی تقوی اور حسن عمل -

ان اکرمکم عند الله اتقاکم (۴۹ : ۱۴) — تم میں زیاده معزز وهي ہے جو زیاده متقي ہے -

رسول الله (صلعم) نے صرف ایک فقرے میں مراتب کي تفریق کردي :

الکرم : التقوی (ترمذي باب مفاخرت) — بزرگي اور بڑائي' صرف تقوی و حسن عمل ہے -

لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقوی - (مشکوۃ باب مفاخرت) — ایک کو دوسرے پرفضلیت دینی اور تقوی کے سوا اور کوئي حق ترجیح و فضیلت نہیں ہے -

الناس کلهم بنو آدم' و آدم من تراب - (مشکوۃ باب مفاخرت) — تمام انسان آدم کي اولاد هیں اور آدم مٹی سے بنا تها' پس سب آپسمیں برابر هیں -

مساوات قانونی کی اصلی تصویر صرف اسلام کے مرقع هي میں مل سکتي ہے - قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم و محکوم اور امام و عامۂ ناس یکساں هیں - کیا اسلام سے پہلے یهه ممکن تها که بادشاہ اپنی رعایا کے مقابله میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں حاضر هو؟ حضرت عمر اور ابی ابن کعب میں ایک معامله کی نسبت نزاع هوئی - زید بن ثابت کے هاں مقدمه پیش هوا - حضرت عمر جب اونکے پاس گئے تو اونهوں نے تعظیم کیلیے جگه خالی کردي - حضرت عمر نے فرمایا : " ابن ثابت ! یهه پہلی بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمے میں کي " یهه کهکر اپنے فریق کے برابر بیٹهه گئے - (کتاب الخراج)

اسی طرح حضرت امیر جب ایک مقدمه میں مدعا علیه بنکر آئے تو انکو مدعی کے برابر کهڑا هونا پڑا - (عقد الفرید)

عهد عباسیه میں حکومت اسلامی کی خصوصیات بهت کم باقی نهیں' لیکن پهر بهی جب مدینه کے قلیوں نے خلیفه منصور پر دار القضا میں دعوی کیا' تو خلیفه کو تنها اون قلیوں کے دوش بدوش قاضی کے سامنے آنا پڑا - مامون کے دربار میں اوسکے بیٹے عباس پر ایک بڑهیا نے نالش کی' اور شهزاده عباس کو بر سر دربار بڑهیا کے سامنے کهڑے هوکر اپنے مقدمه کی سماعت کرنی پڑي !

قانون اسلامی میں قریب و بعید کا بهی کوئي امتیاز نهیں' آنحضرت نے صاف فرما دیا :

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول الله صلعم : اقیموا حدود الله علی القریب و البعید' ولا تاخذ کم فی الله لومة لائم (ابن ماجه کتاب الحدود) — خدا کے حدود یعنی خدا کے مقرر کرده قوانین و آئین دور و قریب' رشته دار و غیر رشته دار سب پر یکساں جاري کرو' اور خدا کے معامله میں تم ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نکرو -

(۱) " امر " کے معنی عام مفسرین نے امور جنگ کے لیے هیں' لیکن وہ شخص جو صدر اول کے لٹریچر سے واقف ہے یقین کریگا که " امر " سے عموماً باقتضاے موقع " حکومت و خلافت " مراد لیاگیا ہے - احادیث میں سینکڑوں مواقع پر لفظ امر اسی معنی میں آیا ہے' مثلاً " من یصلح لهذ الامر " " لا یصلح عند الامر " " ان هذ الامر یتم " اور بے شمار احادیث صحیحه میں یه استعمال و محاورہ موجود ہے - اس بنا پر کوئی وجه نہیں که صرف امور جنگ کی تحدید کردي جاے' اور حسب محاورۂ صدر اول عام امور حکومت و خلافت نه مراد لیے جائیں' جیسا که بعض علما نے مراد لیا ہے - مزید تفصیل کیلیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے' تاهم میں اون تمام احادیث کا حواله دیتا هوں جنمیں خلافت و حکومت اسلامی کا ذکر ہے - ان کو دیکهیے کا تو اکثر جگه لفظ " امر " انهیں معنوں میں نظر آیگا - کما لا یخفی علی العلماء باحادیث النبی صلعم -

وثائق و حقائق

دعوة الی الحق کی اسکیم

قران نے کیا راہ نمائی کی ہے ؟

اسوۂ ابراہیمی

این رہ منزل قدس است میندیش و بیا
میل ازین راہ خطا باشد ہین تا نکنی

بابل کے آثار قدیمہ نے جو ابھی حال میں بر آمد ہوے ہیں علماے اثریات (Archaelogist) کی توجہ کو موجودہ صدی سے ہٹا کر آج سے تیس صدی پیشتر کی جانب پھیر دیا ہے - جب کہ عرفہ کی ایک کمزور مخلوق نے سیاروں کے طلوع و غروب سے خدا شناسی کا سبق لیا تھا ' اور ایک سیارہ پرست قوم کو ظلمات کفر سے روشنی میں لانے کی کوشش کی تھی -

دنیا نے اپنے ابتدائی عہد میں ایک زمانہ وہ بھی دیکھا ہے ' جب انسانی تمدن کی بدیع المثال ترقی نے قدرت اور بندوں میں کوئی حد فاصل باقی نہیں رکھی تھی - قدرت کے صدہا راز آشکارا ہو چکے تھے ' اور جس قدر حیرت انگیز قدرتی طاقتیں مخفی تھیں ' انسان نے تقریباً سب سے کام لینا سیکھ لیا تھا -

آگ ' پانی ' ہوا ' مٹی ' کوئی چیز ایسی نہ تھی ' جس پر انسان نے حکومت نہ کی ہو - سیارۂ زمین کی عنان اختیار گویا ہات میں تھی - اتنا ہی نہیں بلکہ فضاء محیط کے کروں اور سیاروں کو بھی ایک طرح سے اپنا بنا لیا تھا ' اور اپنی ضروریات میں انکی مہیب طاقتوں سے بھی نہایت آسانی و سہولت کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتے تھے -

نقولا تسلا (نکولاس ٹازلے) کو ہنوز مریخ کی آبادی سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے ' لیکن تاریخ کو اس ابتدائی زمانے کی علمی و عملی ترقی پر حیرت ہے کہ زمین والے آسمان تک پہونچ گئے تھے ' اور آسمانی آبادی سے جو چاہتے تھے کام لیتے تھے ! بستیاں بساتے ' شہر کے برج بناتے ' تو اُس کا قبہ آسمان تک پہونچا دیتے - سیرگاہیں اس شان کی ہوتیں کہ مکانات ہیں ' عمارتیں ہیں ' محلسرائیں ہیں ' آبادی ہے ' اور اوپر نظر اٹھاؤ تو ایک وسیع اور بہت ہی وسیع باغ آویزاں ہے - شہر میں آیند و روند کی چہل پہل ہے ' سڑکیں ہیں ' گاڑیاں ہیں ' دکانیں ہیں ' اور اوپر دیکھیے تو ایک عظیم الشان دریا لہریں مار رہا ہے ! !

یہ عجیب و غریب مدنیت کلدانیوں کی تھی ' جو ارض عراق کے فرماں روا تھے - جن کی جلالت کا یہ عالم تھا کہ تورات کے پیغمبر بھی انہیں عشر (محصول دہ یک) دیتے تھے ' اور اُن کے قانون سے تالیف تورات میں مدد لیتے تھے -

وسائل تمدن کی فراہمی و فراوانی ایک عالم کو سرکش بنا چکی ہے : ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی -

ایک ذرا سی ملکی و مالی عظمت ' جو انسان کو انسانیت سے گزار دیتی ہے - جو اس قدر مغرور بنا دیتی ہے کہ لندن ٹائمس کے صفحات پر زبان سیاست کو اس اعلان سے بھی باک نہیں ہوتا کہ " ایک معمولی انگریز سپاہی کے خون کے مقابلے میں تمام ایرانی آبادی کی کچھ وقعت نہیں " ! - جو ایک با اختیار ملکہ کی حیثیت میں ایک غاصب و ظالم و خونریز سلطنت کو انسانی قتل عام پر مبارکباد دیتی ہے - جو ایک فرماں روا سے یہ عصبیت ظاہر کراتی ہے کہ ایک ملک کو چند قومیں پامال کر چکی ہیں ' اور اب اسے مجبور کرتی ہیں کہ اس پامالی پر قانع ہو جائے ' جس نے ۲۵ - برس پہلے ایک وزیر اعظم کی زبان سے ایک ایسے ملک کا خون چوس لینے کی تلقین کرائی تھی ' جو خود اُسی کا محکوم تھا ' جس پر اُس کی ثروت کی بنیادیں قائم تھیں ' جو اُس کے تاج سلطنت کا درخشندہ گوہر مانا جاتا تھا ' اور جس کے باشندوں نے اپنا ملک و مال خود اُس کے تصرف میں دے کر ' اسے مطلق العنان کر دیا تھا کہ :

محابا کیا ہے ؟ میں ضامن ' ادھر دیکھ !
شہیدان نگہ کا خون بہا کیا ؟

غرضکہ وہی عظمت جب اپنے انتہائی مظاہر میں نمایاں ہو تو انسان میں کہاں تک سرکشی نہ آلیگی ؟ مادہ کی الوہیت کلدانیوں پر چھا گئی تھی ' خدا کو بھول گئے تھے اور بندگان خدا کے ساتھ اُسی ظلم اور زیر دست آزاری کے ساتھ پیش آتے تھے ' جو آج موجودہ تمدن کے مخصوصات نمایاں میں سے ہے -

کلکتہ ' بمبئی ' برلن ' اور لندن میں جس طرح عظماء رجال کے جا بجا بت نصب ہیں ' اسی طرح کلدانیوں نے بے شمار مجسمے قائم کر رکھے تھے ' اور اُن کی بے انتہا عزت کرتے تھے ' چونکہ قدرت کو روے زمین سے تاریکی مٹانی تھی ' اسلیے اسی قوم اور اسی ملک سے ایک ایسے نامور اور عظیم الشان خدا شناس کو اٹھایا ' جس نے اس طلسم کی حقیقت واضح کردی ' اور کواکب پرست کلدانیوں پر ملکوت السماوات و الارض کے اسرار فاش کردیے !

یہ خدا شناس ہستی ابراہیم علیہ السلام ابن آزر (تارخ) کی تھی ' جن کو توحید و صداقت کی دعوت و اشاعت میں سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑیں - ملک کا ملک دشمن تھا ' قوم کی قوم تشنۂ خون تھی ' حکومت اپنی پوری طاقت سے مقاومت کو آمادہ تھی ' ایک زمانے نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اس خدا پرست مخلوق کو آگ کے حوالے کرکے رہینگے ' با ایں ہمہ اُن کے عزم و استقلال کا یہ عالم تھا کہ بقول مسیحی مورخ (مارکری گوری ابو الفرج ملطی) کے " انہوں نے تن تنہا کلدانیوں کے بت خانے میں آگ لگا دی (مختصر الدول - ص - ۲۱) اور اتنی بڑی مہم انجام دینے پر بھی کوئی زبردست طاقت اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکی - وہ بقول تورات " عراق سے ترک وطن کر کے صحیح و سلامت اُس ملک میں چلے گئے ' جہاں خدا نے اُن کو برکت دینے اور اُنہیں ایک بڑی قوم بنانے کا وعدہ کیا تھا " (تکوین : ۱۲ - ۱-۵)

یہودیوں کی مقدس کتاب (تلمود) میں یہ واقعات شرح و بسط سے مذکور ہیں ' جن کو قرآن کریم نے اور زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے - سورۂ انبیا میں ہے :

و لقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل ' وکنا بہ عالمین - اذ قال لابیہ و قومہ : ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون ؟ قالوا : وجدنا اباونا لہا عابدون ' قال : لقد کنتم انتم و اباؤکم فی ضلال مبین ' قالوا : اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین ؟ قال : بل ربکم رب السموات و الارض الذی فطرہن و انا علی ذلکم من الشاہدین '	حضرت ابراہیم کو ہم نے ابتداء عمر ہی سے فہم سلیم اور درجۂ رشد و حکمت عطا فرمایا تھا ' اور ہم اس سے اچھی طرح واقف تھے - دعوت الہی کے اُس مقدس وقت کو یاد کرو ' جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ پتھر کی مورتیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو ' کیا ہیں ؟ انہوں نے کہا : " اسکے سوا ہم کچھ نہیں جانتے کہ اپنے بڑوں کو انکی پرستش کرتے دیکھتے آئے ہیں " حضرت ابراہیم نے کہا : " پس یقیناً تم اور تمہارے بڑے '

محتسب ایک فوجی شخص تها - اسکے ساتهه مدرسۂ حربیه کے دو پروفیسر بهی تهے - یه لوگ اسقدر خوش مزاج تهے که بہت جلد مجهه میں اور انمیں دوستی هوگئی -

بلغاریوں نے احتساب کے لیے جاپانیوں کی طرح مدرسۂ حربیه کے پروفیسر تو ضرور مقرر کیے ' مگر دونوں میں بہت فرق تها - جاپاني پروفیسروں کا علم و تجربه ' دونوں وسیع تها ' مگر بلغاري پروفیسروں کي حالت اسے بالکل مختلف تهي - ان میں نه راے تهی اور نه جرأت - اگر مراسلات میں کہیں توپ یا بندوق کا لفظ آجاتا تو تهرانے لگتے تهے - بسا اوقات تو یه کرتے تهے که تمام نامه نگاروں کو یکجا کرکے کہتے که ایک دوسریکو اپنی اپني مراسلت سناو ' اور پهر اسکے بعد بهیجنے کی اجازت دیتے !

لیکن جیسا که قاعده هے ' ان نا قابلوں میں بعض لائق بهي تهے - چنانچه تمام افسران جنگ میں سے جس کرنل کوستف کا میں نام لونگا -

جب هم چتلجا پهنچے تو همیں فوجي موانع (پوزیشینز) دیکهنے کا پورا موقع اسی کی بدولت ملا -

۱۷ - نومبر کو جب جنگ شروع هوئی تو جنرل دیمتریف اور کرنل گوستوف کے همراه جانے کے لیے هم بهي بلالے گئے - شام کو جب واپس آے ' تو میں نے تار دینا چاها - محتسب نے اجازت نه دي - میں نے شام کا کهانا فرانسیسی افسر کے ساتهه کهایا ' اور فرانسیسي زبان میں تار لکهکے کرنل گوستف کے سامنے اجازت کے لیے پیش کردیا - کرنل نے بلا تکلف اجازت دیدي ' اور اس طرح ایک غیر معمولي فرصت مجکو اطلاع حالات کي ملگئي ' اگرچه راه کے موانع کی وجه سے میرا تار ۱۰ - دن کے بعد منزل مقصود پهنچا -

نامه نگار جنگ کو سب سے زیاده تار کے بهیجنے میں دقت هوتي هے ' کیونکه صیغۂ جنگ کے تلغراف خانے پرائیوٹ تار نہیں لیتے ' اور عام تلغراف خانے لشکر گاه سے کئی کئی میل دور هوتے هیں -

جاپانیوں نے پہلے تو جنگي تلغراف خانوں میں نامه نگاروں کے تار لینے سے بالکل انکار هی کردیا تها ' مگر اسکے بعد تمام نامه نگاروں کے لیے ۱۲۰ - لفظ روزانه منظور کرلیے - انهیں اختیار تها که خواه هر نامه نگار روزانه به حصه رسد بهیجے - خواه باري باري سے هر شخص بهیجے - جنگ ترانسوال میں بهي یہی حالت تهی -

معاصرہ لیدّي اسمتهه کے وقت میں اپنے تار (هوتنتوت) کے تار والوں کے هاتهه بهیجا کرتا تها ' اور ایک ایک تار کے صرف لیجانیکي اجرت ۲۰ - سے ۵۰ - گني تک دیتا تها - اکثر ایسا هوا که میں نے اپنے تار متعدد آدمیوں کے هاتهه بهیجے ' تاکه اگر ایک شخص پکڑ لیا جاے ' تو دوسرا پهنچا دے ' اور اگر دوسرا پکڑ لیا جاے تو تیسرا پهنچا دے -

جنگ بلقان تمام دیگر جنگوں میں اس لحاظ سے ممتاز هے که نامه نگاران جنگ پر جتني سخت گیري اسمیں کی گئی ' اتنی کسی جنگ میں نہیں هوئی - اسکا نتیجه یه هوا که نامه نگار جسقدر جانتے تهے ' وه بهي نہیں لکهه سکتے تهے - لفتننت ویگنر نے دیکها که اخبار بیں طبقه اس خاموشي کو زیاده عرصے تک برداشت نه کرسکیگا ' اور جلد گونه گوں شکوک پیدا هونے لگینگے ' اسلیے انهوں نے پنسل اپنے هاتهه میں لي ' اپنا هاتهه تخیل کے هاتهه میں دیدیا ' اور خون کی نہروں ' لاشوں کے پشتوں ' انشباري کے نظاروں کو بے دریغ قلمبند کرنا شروع کر دیا - اسي حالت میں وه دشوار گزار دلدلیں طے کرتے هوے چتلجا پهنچگئے - جبکه وهاں ایک گولي بهی نہیں چلي تهي ' تو لفتننت ویگنر عظیم الشان معرکوں کي خبریں لکهنے میں مصروف تهے - لندن ' پیرس ' اور برلن کے اخبارات اپنے نامه نگاروں کي خاموشي پر حیران تهے ' لیکن هم لوگ کیا کرتے ' جبکه همیں لفتننت ویگنر سا تخیل و ضمیر نصیب نہیں ! ! -

ایک اخبار نے لکها که ۴ - دن کے معرکے کے بعد ۱۵ - نومبر کو بلغاري فوج چتلجا کي عثماني فوج کا قلب چیرتي هوئی نکل گئی - لطف یه هے که جسوقت لندن میں یه خبر شائع هوئی اسکے دو دن کے بعد چتلجا میں پہلی گولی سر کی گئی هے ! !

ٹائمس کے نامه نگار نے خوب لکها تها :

" لفتننت ویگنر نے جتنے معرکوں کے حالات لکهے هیں ' وه اس دنیا میں نہیں بلکه انکی تخیل کی دنیا میں هوئے هونگے "

التواء جنگ سے پہلے بلغاریوں اور ترکوں میں صرف تین معرکے هوے :

(۱) معرکه قرق کلیسا جو ۲۲ - سے ۲۳ - اکتوبر تک هوا -

(۲) معرکه لولو برغاس و بنار حصار ' جو ۲۸ سے ۳۱ - اکتوبر تک هوا -

(۳) معرکه چتلجا ۱۷ - سے ۱۸ - نومبر تک -

رها ادرنه ' تو اسکے متعلق ابتدا هی سے صرف محاصره کا اراده تها -

نامه نگاروں کے ساتهه بلغاریوں کے برتاو کا اندازه اس سے هوسکتا هے که انهوں نے اکثر نامه نگاروں سے تار کے فارموں کی اجرت تک لیلی - همیشه ایسا هوا که اجرت تو اپنی جیب میں رکهلی ' اور فارم چاک کر کے پهینکدیے ! !

یه مختصر داستان ان نامه نگاروں کی هے ' جو بلغاري فوج کے همراه تهے - اسکے پڑهنے کے بعد اندازه هو سکتا هے که وه مراسلات کہاں تک قابل اعتماد هیں جو نامه نگاروں نے بلغاریوں کی همراهی کے زمانے میں بهیجے هیں ؟ سچ یه هے که اس بیسویں صدي میں دنیا کو اصلی حالات سے جسقدر بے خبر رکهنے کی ناجائز کوششیں اس جنگ میں کی گئی هیں ' اسکی نظیر شاید ازمنۂ مظلمه میں بهی نه ملیگی - اور افسوس که یه ان لوگوں کے هاتهوں هوا ' جو اتحاد ثلاثه (انگلستان ' روس ' فرانس) کے دامن سے وابسته هیں ' انکے محبوب هیں ' انکے ممدوح اور زهیر رهین ' اور انکے مشورے کی روشنی میں چلنے والے هیں ! !

اطلاع

دفتر الهلال کے ذریعه پریس کا تمام سامان ' اور لیتهو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ هنڈ ملسکتي هیں -

هر چیز دفتر اپني ذمه داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود هیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کي مشین ' جو بهترین اور قدیمی کار خانه هے - اس مشین پر صرف دو ڈهائي سال تک معمولي کام هوا هے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بهتر سے بهتر کام کیلیے مستعد هیں -

ابتدا سے الهلال اسي مشین پر چهپتا هے - دو هارس پاور کے موٹر میں سوله سو في گهنٹه کے حساب سے چهاپ سکتي هے -

چونکه هم اسکي جگه بڑے سائز کی مشینیں لے چکے هیں - اسلیے الگ کردینا چاهتے هیں -

(۲) ٹریڈل مشین ' جو پاؤں سے بهي چلائي جاسکتي هے ڈیمائي مولیو سائز کي - اس پر هاف ٹون تصاویر کے علاوه هر کام جلد اور بهتر هوسکتا هے -

قیمت بذریعه خط و کتابت طے هوسکتي هے - جو صاحب لینا چاهیں ' وه مطمئن رهیں که هم اپني ذاتي ضمانت پر انهیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقي وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاهتے -

منیجر الهلال پریس

میں قدم رکھنا چاھیے کہ یہ طلسم فریب توت جائے ' اور دنیا میں پھر خدا کی بادشاھی قائم ھو جاے -

(۳) مسلم کی حدیث مشہور ھے : من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ' فان لم یستطع فبلسانہ ' فان لم یستطع فبقلبہ ' و ذالک اضعف الایمان -

اس حدیث کو تم نے بارھا سنا ھوگا ' مگر کبھی اسکی تعلیم کے اصول و حقیقت پر نظر نہ ڈالی ھوگی - حضرت ابراھیم کے اسوۂ حسنہ سے اسکے سمجھنے میں مدد لو - یہ حدیث بتلاتی ھے کہ قانون الہی کے منشا اور احکام کے خلاف جہاں کوئی ایک برائی بھی نظر آئے ' معاً ھر شخص پر لازم ھے کہ اپنے زور بازو سے اس کے متانے کی کوشش کرے - یہ خصوصیت حقیقی ایمان داروں کی ھوگی - لیکن جس میں اتنی قوت نہو ' وہ زبان سے برا کہے ' اور برائی کے خلاف بہ آواز بلند احتجاج (پروتسٹ) کرتا رھے - اس مذاق کے لوگ ایک طرح ناقص الایمان سمجھے جائینگے - جس سے یہ بھی نہوسکے ' وہ کم ازکم اپنے دل ھی میں اس آگ کو سلگا تا رھے - یہ ایمان کا بالکل ھی آخری اور بہت ھی ضعیف و کمزور درجہ ھے - لیکن جو طبیعتیں اتنا احساس بھی نہ رکھتی ھوں اُن میں فرائض کی خواہ کتنی ھی پابندی موجود ھو ' مگر یقین کرلینا چاھیے کہ ایمان سے اُن کو مطلق سروکار نہیں -

مگر یاد رھے کہ ازالۂ منکرات و مفاسد کے لیے دل میں کڑھنے اور زبان سے نالہ و فریاد کرنے کی صورتیں اُسی وقت تک کے لیے ھیں ' جب تک کہ ان سے کشود کار ممکن ھو - جہاں یہ باتیں بے سود ھوں ' وھاں ایمان کا صرف ایک ھی مظہر ھے - اور وہ یہی ھے کہ اپنے آپ کو استعمال طاقت کے قابل بنائیں ' اور پھر اس طاقت سے منکرات اور مفاسد و مظالم کو متائیں :

براءة من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین

جن مشرکین کے ساتھہ تم نے عہد کر رکھا تھا ' اب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اُنھیں صاف جواب ھے -

و ان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ ' و بشر الذین کفروا بعذاب الیم -

اگر اب بھی تم پھرے رھے تو جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کرسکوگے ' اور کافروں کو عذاب دردناک کی بشارت سنا دو -

لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ و الیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم و انفسھم ' و اللہ علیم بالمتقین - انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ و الیوم الاخر و ارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون (۹ : ۴۰)

جو لوگ خدا کا اور روز آخرت کا یقین رکھتے ھیں ' وہ تو تم سے اس بات کی رخصت مانگتے نہیں کہ اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہوں ' تم سے خواھاں اجازت تو وھی لوگ ھوتے ھیں جو اللہ کا اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتے ' اور اُن کے دل میں شک پڑے ھیں ' پس وہ اپنے شک کی حالت میں حیران و سرگرداں پھر رھے ھیں ؟

حضرت ابراھیم کے واقعات صاف بتا رھے ھیں کہ ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاھیے ؟ دنیا میں اُس وقت وھی ایک مسلمان تھے ' مگر نہ یہ تنہائی اُنھیں دعوت الی الحق سے مانع ھوسکی اور نہ اُنھوں نے رد مظالم اور تغییر منکر کے لیے صرف وظیفۂ قلب و زبان تک ھی کفایت کی ' بلکہ جب یہ کوشش سودمند ھوتے نہ دیکھی تو دست و بازو سے بھی طاقت آزمائی کیلیے آمادہ ھو بیتھے - پس ایمانداروں ضرور ھے کہ اسکی پیروی کریں -

(۴) دعوة الی الحق کی ابتدا اپنے گھر سے چاھیے ' یہی صورت حضرت ابراھیم نے اختیار کی ' اور اسی کی تعلیم اظہار دعوت کا حکم دیتے ھوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی کہ و انذر عشیرتک الا قربین (اپنے قریب ترین اعزہ کو ڈراؤ) ان مبادی میں کامیابی ھو یا ناکامی ' تاھم تجربہ و اختبار اور بصیرت کو اس سے مدد ملیگی ' اور پھر دعوت عام کے لیے اسکیم مرتب کرنے میں صرف دماغ کی قوت متخیلہ ھی پر زور دینا نہ پڑیگا ' بلکہ تجربۂ و عمل کے نتائج سامنے ھونگے -

(۵) دعوة الی الحق کو مداھنت ' پاس مراتب ' لحاظ عظمت سے کچھہ سروکار نہیں - کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی محبت کا اس پر کوئی اثر نہ پڑنا چاھیے - اولاد پر والدین سے زیادہ کس کے احسانات ھونگے ؟ لیکن دیکھتے نہیں کہ حضرت ابراھیم کو جو کچھہ کہنا تھا ' سب پہلے اپنے باپ ھی سے کہا ' اور جو کچھہ کرنا تھا اُس کے سرانجام دینے میں باپ کے حقوق ابوت ذرا بھی مانع نہوسکے -

(٦) احیاء صداقت اور اقامت حق اور عدل کے لیے مخفی تدابیر بھی کرنی پڑتی ھیں - پوشیدہ طور پر کید و تدبیر سے بھی کام لینے کی حاجت پڑتی ھے ' اور اس مدعا کے لیے یہ تمام باتیں جائز و درست بلکہ ضروری و لازم العمل ھیں - حضرات ابراھیم نے بت خانے میں کیا کیا تھا ؟

(۷) کفر و شرک و استعباد نے دلوں میں خواہ کیسی ھی تاریکی پھیلا دی ھو ' انسان اپنی انسانیت سے کتنا ھی گزر گیا ھو ' امتیاز حق و باطل کی طاقتیں مردہ ھی کیوں نہو جائیں ' تاھم حقیقت ایک ایسی چیز ھے کہ اخلاص کے ساتھہ موثر انداز میں جب اُس کو پیش کیا جائیگا ' تو سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اُس کے آگے جھک جائینگے - مستبدین کے غرور و جبروت سے مرعوب ھوکر دعوة الی الحق کی تحریک رواں نہیں جاتی ' اور اگر رکتی بھی ھے تو اس طرح کہ :

رکتی ھے مری طبع تو ھوتی ھے رواں اور

(۸) دعوة الی الحق کے لیے شجاعت قلب درکار ھے ' جرأت لسان کی حاجت ھے ' زور آور دست و بازو کی ضرورت ھے کہ خواہ کچھہ ھی پیش آئے اور خواہ کیسی ھی زحمتیں سنگ راہ ھوں مگر اپنے مشن کو سنبھالے رھے ' کام کیے جائے ' اور کبھی مرعوب نہو -

(۹) بڑے کام کے لیے بڑی قربانی کی ضرورت ھے ' صرف دفع وقت سے دفع استبداد ممکن نہیں - اس قربانگاہ پر سب سے پہلے اپنی جان کی بھینت چڑھانے کے لیے آمادہ ھو جانا چاھیے ' اس راہ میں سنگلاخ منزلیں طے کرنی پڑینگی ' مشکل سے مشکل امتحان دینے ھونگے ' شدائد و نوازل سے طرف مقابل ھونا پڑیگا ' اور ھر قدم پر اس دستور العمل کی پابندی کرنی پڑیگی کہ :

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

حضرت ابراھیم نے کیسی خطرناک جرأت کی تھی ؟

(۱۰) حق و صدق کی مقاومت ھمیشہ ناکام رھی ھے ' دست ستم اس میں خلل ڈال سکتا ھے ' ضرر پہونچا سکتا ھے ' پر اسکو فنا نہیں کرسکتا - عزم و ثبات سے تمام بندشیں ٹوٹ جاتی ھیں ' مخالفین ذلیل ھوتے ھیں ' استبداد سے نجات ملتی ھے ' اور انجام کار برکت حاصل ھوتی ھے کہ و العاقبة للمتقین !

دعوة الی الحق کی یہ نتیجہ خیز اسکیم خود حضرت الہی کی ترتیب دی ھوئی ھے - اب صرف اس پر عمل کرنے کی ضرورت ھے - نئی اسکیم بنانے کی ضرورت نہیں - جو لوگ شب و روز نئی اسکیموں کا خواب دیکھتے ھیں ' انکو یہ پیام پہنچا دو - یہ پاک موضوع اس سے زیادہ تشریح کا طالب تھا ' مگر افسوس :

کہ بادۂ حوصلہ سوز است و جملہ بد مستند

و تا الله لاكيدن اصنامكم بعد ان تولوا مدبرين ' فجعلهم جذاذا الا كبيرا لهم لعلهم اليه يرجعون ' قالوا : من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمين - قالوا : سمعنا فتى يذكرهم يقال له ابراهيم ' قالوا : فاتوا به على اعين الناس لعلهم يشهدون ' قالوا : أ انت فعلت هذا بالهتنا يا ابراهيم ؟ قال : بل فعله كبيرهم هذا فاسئلو هم ان كانوا ينطقون - فرجعوا الى انفسهم ' فقالوا : انكم انتم الظالمون - ثم نكسوا على رؤسهم : لقد علمت ما هؤلاء ينطقون ' قال أ فتعبدون من دون الله ما لا ينفعكم شيئا ولا يضركم ؟ أف لكم ولما تعبدون من دون الله ' أفلا تعقلون ؟ قالوا : حرقوه وانصروا الهتكم ان كنتم فاعلين ' قلنا يا نار كوني بردا و سلاما على ابراهيم (١) و ارادوا به كيدا فجعلناهم الاخسرين ' و نجيناه و لوطا الى الارض التى باركنا فيها للعالمين

(٢١ : ٤٧ - ٦٣)

دونوں صریح گمراہی میں پڑے رہے " اسپر انہوں نے کہا " یہ جو تم کہہ رہے ہو ' کیا واقعی یہ تمہارا کوئی حقیقی خیال ہے ' یا محض دل لگی کررہے ہو ؟ " انہوں نے جواب دیا کہ " دل لگی کی اسمیں کیا بات ہے ؟ یہ تو اصل حقیقت ہے کہ وہ ' جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ' وہی تمہارا بھی پروردگار ہے ' اور میں اپنی بصیرت اور یقین سے اسپر شہادت دیتا ہوں "

ساتھہ ہی انہوں نے یہ بھی کہدیا کہ میں بخدا ضرور بالضرور تمہارے ان بتوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک چال چلونگا -

چنانچہ حضرت ابراہیم لوگوں کے جانے کے بعد بت خانے میں گئے ' اور بتوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا - صرف سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا کہ شاید وہ اسکی طرف رجوع کریں -

جب لوگ آئے اور یہ حال دیکھا تو لگے آپسمیں کہنے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھہ کسنے یہ گستاخی کی ؟ جس شخص نے ایسا کیا یقیناً وہ بڑا ظالم تھا -

اسپر بعضوں نے کہا کہ وہ نوجوان جسے ابراہیم کے نام سے پکارتے ہیں ' ان بتوں کا ذکر کررہا تھا - ہو نہ ہو یہ اسی کی کار روائی ہے - لوگوں نے شور مچایا کہ اسکو یہاں سب کے سامنے پکڑ کے حاضر کرو تاکہ جو کچھہ سوال و جواب ہو اسکے لوگ گواہ رہیں -

چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم کو لیکر آۓ ' اور انسے پوچھا کہ " اے ابراہیم ! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھہ یہ حرکت تو نے کی ؟ "

انہوں نے الزاماً کہا :

" نہیں ' بلکہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے ' اسی نے کی ہوگی - انہیں سے پوچھہ لو اگر وہ جواب دیسکتے ہیں " !!

اس دندان شکن جواب کو سنکر سب کے سب ششدر رہگئے ' اور اپنے دل میں اپنی گمراہی کے قائل ہوکر آپسمیں کہنے لگے کہ سچ ہے ' تم ہی برسر ناحق ہو !

(١) حضرت ابراہیم کے حق میں آگ کیوں کر برد و سلام (ٹھنڈک اور سلامتی) بن گئی تھی ؟ مفسرین نے اس باب میں بہت سی توجیہیں دی ہیں - ابو مسلم محمد بن بحر اصبہانی کا قول ہے " قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً ' المعنی انه سبحانه جعل النار برداً و سلاماً ' لا ان هناک کلاماً ' کقوله ان یقول له کن فیکون - ای یکونه (تفسیر کبیر - ج - ٣ - ص - ٥١٧) یعنی قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ : ہم نے کہا اے آگ ابراہیم کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی بن جا - اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے آتش افروز اور فتنہ گر ملدانیوں کی آگ سے حضرت ابراہیم کا کچھہ نقصان نہونے دیا - یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا نے یہ الفاظ بھی کہے تھے - اس کی نظیر کن فیکون والی آیت ہے ' جس کے معنے یہ بتاۓ جاتے ہیں کہ خدا نے پیدا ہونے والے عالم کو مخاطب کرکے حکم دیا کہ ہوجا - وہ ہوگیا ' یہاں بھی کچھہ لفظوں میں یہ حکم نہیں ملا تھا اور نہ خدا نے واقعی گفتگو کی تھی ' بلکہ صرف مطلب یہ ہے کہ ارادۂ الہی ظہور عالم سے متعلق ہوا ' اور اسی مشیت کے مطابق موزوں و مناسب طریق پر اس کی تکوین ہونے لگی -

مگر باایں ہمہ سرکشی اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آۓ ' وہ پھر اپنے سروں کے بل اوندھے گمراہی کے گڑھوں میں دھکیل دیے گئے ' اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگے کہ یہ تم نے کیا کہا ؟ تم کو تو معلوم ہے کہ بت بولا نہیں کرتے -

انہوں نے کہا : پھر یہ کیا بدبختی ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو ' جو خود ہی مجبور محض ہیں ؟ نہ کسی کو کچھہ نفع پہنچائیں اور نہ نقصان ؟ تف ہے تم پر اور تمہاری اُن چیزوں پر ' جنکو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو ! یہ کیا ہے کہ ایسی ظاہر اور کھلی بات بھی تمہاری سمجھہ میں نہیں آتی ؟ ؟

جب وہ لوگ حضرت ابراہیم سے عاجز آگئے تو اور تو کچھہ نہ کرسکے - غیض و غضب سے پاگل ہوکر آپسمیں شور مچانے لگے کہ بس اگر کچھہ کرنا ہے تو اسکا یہی جواب ہے کہ اس بے باک شخص کو آگ میں ڈالکر جلادو اور اس طرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو !

جب کہ وہ یہ تدبیریں کر رہے تھے ' تو ہم بھی اپنی تدبیروں سے غافل نہ تھے - ہمنے اپنی قدرت کا اعجاز دکھلایا ' اور کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہوجا ' اور ابراہیم کیلیے سلامتی -

انسانوں نے ہمارے داعی الی الحق کو نقصان پہچانا چاہا تھا ' پر ہم نے ان کو ناکام و خاسر کیا !!

بظاہر تو یہ ایک قصہ ہے ' اور بد قسمتی سے ابتک اسی حیثیت سے اسپر نظر ڈالی گئی ہے ' مگر غور کیجیے تو قرآن کریم نے اپنے انداز خاص میں ایک دفتر معارف کھولدیا ہے ' جسکے ایک ایک لفظ کے اندر صدہا رموز اخلاق و سیاست اور حقائق و نوامیس اصلاح و دعوت پوشیدہ ہیں - مہلت ملے تو اس واقعہ کے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک مقالہ مستقل طور پر لکھنا چاہیے - سردست صرف چند مناسب وقت اشارات آپکے سامنے ہیں -

فکر و تدبر سے کام لیجیے تو اس واقعہ سے چند خاص نتائج حاصل ہوتے ہیں :

(١) جس ملک میں ظلم عام ہوگیا ہو ' خدا اور بندوں کے حقوق سر مشق تعدی و تطاول ہو رہے ہوں ' شرک جیسے ظلم عظیم کے ارتکاب میں باک نہو ' اللہ کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے لوگ سربسجود ہوں ' وہاں ہر اُس شخص کا ' جس میں ایک ذرہ بھی ایمان و اسلام ہو ' یہ ایک مقدس فرض ہے کہ مظالم و مفاسد کے استیصال کے لیے آمادہ ہوجاۓ ' اور بغیر کسی مداہنت و نفاق کے ' کامل آزادی اور نڈر اور بے باک لب و لہجے میں خدا کے بندوں کو خدا کی جانب بلاۓ ' اسلام کی علانیہ دعوت کرے ' اور کفر و ضلالت کے مٹا نے میں ذرا بھی متامل نہو -

(٢) خدا کو استبداد پسند نہیں ' جو لوگ ارباب اقتدار ہوں ' دولت و حکومت رکھتے ہوں ' انسانوں پر اُن کا تصرف ہو ' دنیا کی ہر ایک چیز پر اُنہیں فرماں روائی کی طاقت دی گئی ہو ' پھر اتنی سب نعمتیں ملنے پر بھی خدا کو بھول جائیں - مستبد بن بیٹھیں ' قانون الہی کو توڑنے لگیں ' نظام اسلام کی توہین کریں ' استبداد میں اتنا غلو رکھتے ہوں کہ انسان ہوکر خدا بن بیٹھیں ' اور اپنے آئین استعباد کے خلاف کسی کی کچھہ بھی سماعت نہ کرتے ہوں ' تو ایسی قوم کو اُس کی غلط کاریوں سے علانیہ آگاہ کردینا چاہیے ' علم حق و معروف لیکر مفاسد و منکرات کے خلاف آمادۂ جہاد ہوجانا چاہیے - اور نہایت آزادی و استقلال کے ساتھہ اس طرح اس خطرناک و سنگلاخ وادی



مشہور فتنہ پرداز البانی سرغنہ :
اسماعیل کمال بے
جسکو اغیار نے فتنۂ البانیا کیلیے آلۂ عمل بنایا تھا -

حصہ مثلاً سربیہ اور البانیا کو ایک ریاست میں بناکر ختم کر دیا جائے، جسکا نام رومانیہ ہو، اور اسکے بعد قدیم بزنطینی سلطنت کو پھر قسطنطنیہ میں قائم کردیا جائے - اس تقسیم کا نام " یونانی " رکھا گیا تھا -

اس تقسیم میں آسٹریا کو بھی حصہ ملنا چاہیے تھا، کیونکہ جب وہ آسٹریا کے حقوق اور اثر و اقتدار کو ترک اور جزائر موریا، ... اور قبرس میں بڑھتے ہوے دیکھیگی تو ضرور مزاحمت کریگی - روس اور اسکو ان ممالک میں سے پسند کرنیکا حق دیا گیا تھا - ... جزائر ... منتخب کرلے، یا مصر اپنے لے -

مگر اس تجویز پر اسوجہ سے عمل نہوسکا کہ ترکوں کے ... مدافعت کی - فرانس ان مسائل پر راضی نہیں ہوا، اور جرمنی اور ان معاملات میں بدگمانی پیدا ہوگئی -

اسی عرصے میں فرانس کا مشہور انقلاب شروع ہوگیا، جسکی وجہ سے یورپ کی تدابیر عمل میں نہ لاسکا - مگر نپولین نے ... تدابیر اپنی شروع کردیں - نپولین خود مشرق ادنی پر حملہ کرنے ہوے تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہندوستان کا صرف یہی ایک راستہ ہے - اس نے رفتہ رفتہ جزائر ایونین، دلماتیہ ... اور الیریہ پر قبضہ کرلیا - تمام بلقان میں ایک ہلچل سی مچ گئی - خود قسطنطنیہ کے محل میں بغاوت ہوگئی، اور سلطان سلیم ثالث کو معزول کردیا گیا - اسی زمانے میں نپولین نے تلست کے مقام پر زار روس سکندر اول سے مشہور ملاقات کی -

اس بغاوت کی خبر نپولین کو اسوقت ہوئی، جب وہ اپنی فوج کا معائنہ کررہا تھا - اس نے زار سے یہ کہا کہ یہ تقدیری امر ہے کہ قدرت ہمارے ہاتھ میں خود وہ چیزیں دے رہی ہے جنکی ہمیں آرزو تھی، اور جو قسطنطنیہ کی شورش سے حاصل ہوسکتی ہے -

چنانچہ فوراً اس معاملہ میں گفتگو شروع ہوگئی، اور ایک ... قرار پائی، جسکی رو سے روس کو مالداویہ، بلغاریہ، اور ولاچیا، اور فرانس کے حصے میں بوسینہ البانیہ اور یونان قرار پاتے - آسٹریا کو سرویا، مقدونیہ، سالونیکا دیکر خوش کردیا جاتا -

جملہ امور طے ہوگئے تھے - صرف قسطنطنیہ کا فیصلہ باقی تھا جسکو نپولین کلید دنیا یا کم سے کم کلید ہندوستان کہتا تھا - یہی مسئلہ تھا جس نے تمام نقشے کو بگاڑ دیا، اور فریقین راضی نہیں ہوے، چنانچہ لڑائی شروع ہوگئی - مگر یہ مسئلہ کہ " بلقان دول فرنگ کے واسطے ہے " ابھی ہمیشہ کے واسطے مدفون نہیں ہوا تھا -

سنہ ۱۸۲۹ ع میں پھر اس مسئلے کی تجدید اسطرح ہوئی کہ شہزادہ پولنیک نے جو چارلس دہم کا وزیر اعظم تھا، ایک نقشہ مرتب کیا جو صرف بلقان ہی کا نہ تھا بلکہ کل یورپ کا - اسمیں دکھایا گیا تھا کہ ترکونکو تو بالکل یورپ سے نکالدیا جائے - روس، بلغاریہ، مقدونیہ، اور تھریس کا تھوڑا سا حصہ لے، آسٹریا بوسنیا اور سرویہ پر قناعت کرے، اور قسطنطنیہ کے ساتھ دیگر ملحقہ ممالک کو ملا کر ایک نئی بزنطینی حکومت کی دوبارہ بنا ڈالی جائے - اسی طرح نیوزی لینڈ کا پرشیا سے الحاق کردیا جاوے، اور بلجیم فرانس میں مدغم ہو جائے - اب رہا انگلستان، تو اسکو کچھ نوآبادیاں دیدی جائیں -

اسکے بعد عثمانی سلطنت کی تقسیم کی جو عملی تجاویز ہوئیں انکو بالتفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں -

۹ - جنوری سنہ ۱۸۵۳ ع کو زار نکولس اول نے اپنے مشہور سرمائی محل میں سر ہملٹن سیمور سے ملاقات کی، اسی کا نتیجہ کریمیا کی لڑائی تھی -

سیمور تحریر کرتا ہے کہ زار چاہتا تھا کہ عثمانی سلطنت کو انگلستان اور روس تقسیم کرلے، اور منجملہ دیگر ممالک کے مصر بھی انگلستان ہی لے لے - لیکن یہ تجویز انگریزوں نے اپنے مصالح کی بنا پر منظور نہیں کی - نکولس نے خود ترکی پر حملہ کردیا، اور ترکی کو فرانس اور انگلستان نے مدد دی - جنگ کریمیا کی ابتدا یہیں سے ہوئی تھی - مگر اسمیں شاہ روس کے حملے کے تجاویز پامال ہوگئیں -

۸ - جولائی سنہ ۱۸۷۶ ع کو زار الکزنڈر ثانی اور فرانس جوزف شاہ آسٹریا - ریشٹاٹ کے مقام پر ملے - مگر یہ تمام باتیں اب برلن کانگریس میں پیش ہوگئیں - اس ملاقات میں طے پایا تھا کہ روس ترکی پر حملہ کرے، اور بلغاریہ اور رومانیا پر اپنی سیادت قائم کردے - یعنی بلقان کا مشرقی حصہ روس لے لے - اور مغربی حصے پر آسٹریا قبضہ کرکے ہرزیگولیہ، برسینہ، اور سرویہ کو اپنی زیر سیادت لے آے - لیکن یہ ایک دور تھا جو ختم ہوگیا، اور برلن کانگرس نے نقشہ ہی الٹ دیا - اسکے بعد سے بلقان بلقانیونکے لیے ہے " کا نعرہ اس سرے سے اس سرے تک سنا جانے لگا - اور یہ شک کہ شاید کوئی یورپین حکومت اسکی مخالفت کرے، قرق قلیسہ کی لڑائی کے بعد بالکل ہی جاتا رہا - بلقانی اقوام نے صرف اپنے دشمنوں ہی پر فتح نہیں پائی ہے بلکہ یورپ کی طامعانہ تدبیروں پر بھی فتح حاصل کرکے اپنی ہستی کا عظیم الشان مستقبل خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے -



سقوطری میں انگریزی فوج
مالٹی نیگری فوج کے ساتھ

شئون عثمانیہ

مسألۂ شرقیہ

بلقانی اقوام کی تحریک

سو برس کی تجاویز

(١)

(مقتبس از منچسٹر گارجین : ٣١ - مئی)

صلح کے ابتدائی مراتب طے ہوگئے ہیں' اور اب یورپین ترکی کے بلجز قسطنطنیہ اور ایک چھوٹا سا ٹکڑا زمین کا جسمیں درہ دانیال یورپ سے ترکوں کی جلا وطنی !

نے مدبرین فرنگستان کو کسقدر دھوکے میں ڈال رکھا تھا ؟

سنہ ١٧٧٢ ع میں سب سے پہلے سلطانی مقبوضات کی تقسیم کرنے کی عملی تجویز ظہور پذیر ہوئی - یہ وہی سال تھا جسمیں پولینڈ کی پہلی تقسیم ہوئی تھی - اس تقسیم کی کامیابی نے یورپین حکومتوں کی اور بھی حوصلہ افزائی ہوگئی کہ وہ بلقانی جزیرہ نما کا تصفیہ بھی اسیوقت کردیں - اسکی پہلی تحریک میں کتھرائن ملکہ روس نے چند خطوط جوزف ثانی شاہ اسٹریا کو لکھے کہ سلطنت عثمانی کا کیوں تصفیہ نہیں کردیتے ؟ اسنے اسدرجہ حصے لگائے تھے کہ قسطنطنیہ اور آبناے باسفورس و مرمرہ



بقیہ یورپین ترکی ' اور موجودہ جنگ کے خسائر

درمیان کا بڑا حصہ جو زیادہ غبار آلود اور سیاہ ہے ' وہ جنگ سے پیشتر کی یورپین ترکی تھی ' جو سب کی سب نکل گئی - اب صرف وہ چھوٹا سا ٹکڑہ باقی رہگیا ہے ' جو آپکے دھنی جانب ہے ' اور جسمیں سیاہی کی جگہ صرف لکیریں کھینچ دی ہیں - یعنے قسطنطنیہ اور نصف تھریس ! کذالک نفصل الایات لقوم یعقلون !

شامل ہے باقی رہ گیا ہے - باقی حصہ اسکے قدیم مالکوں کے پاس پھر واپس ہوگیا - ایسے موقع پر یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چند سالونکے اس فقرے کو پھر دھرایا جائے جو بلقانی اقوام نے اپنے پیش نظر رکھا تھا ' یعنے " بلقان بلقانیونکے واسطے ہے "

اب یہ فقرہ محض خیالی ہی نہیں رہا ' بلکہ اس خواب کی تعبیر بھی حاصل ہوگئی - یہ بلقانی قومیں تمام فرنگی طاقتوں کی زیر نگرانی کام کر رہی تھیں ' اور ترکی بھی اس بلقانی جزیرہ نما کی صرف انہی طاقتوں اور ان ریاستونکے کے علی الرغم محافظ تھی -

ابتدائی تدابیر

اگر پچھلی تجاویز و دسائس کو ' جو فرنگی دول نے ترکی کے حصے بخرے کرنے میں اختیار کیے ' یاد کرلیں ' تو معلوم ہوگا کہ تاریخ

مع تھریس و بلغاریہ لیلے - مالداویہ اور ویلیشیا روس اپنے لیے ' اور بوسنیہ ' سرویا ' البانیہ ' مقدونیہ ' تھیسلی ' اور سالونیکا اسٹریا لیلے -

یہ تجویز ہر دو حکومتوں کے واسطے نہایت ہی مبارک اور عمدہ تھی ' اور کتھرائن اس معاملہ میں بہت عجلت اور پیشقدمی چاہتی تھی ' مگر جوزف کو اس میں تامل تھا -

سنہ ١٧٨١ ع میں تجویز کچھہ بدل گئی - اب تمام یورپ سلطنت ترکی کے حصوں میں شریک کیا گیا - یہ بغیر اسٹرین مدبر کونزکی راے سے ہوا ' کیونکہ اسکو دول دیگر سے مناقشہ کا اندیشہ تھا -

یہ ترمیم یافتہ تقسیم یوں کی گئی تھی :

روس کو صرف بحیرہ اسود کے سواحل رہ دریاے ڈنیوب تک ملیں - آسٹریا کو سرویا ' بوسینہ ' سقوطری تک ملے اور باقی

آنکهر نہیں اسـ ر بهر آ ئے مگر سوا ے اشک ریزي کے بس میں ایا تها ؟ اپنی بے سرو ساماني پر صدمهٔ عظیم هوا - لیکن درد آخرت نے چین لینے نه دیا - خیال هوا که اگر ستم رسیده کان ملت کي مدد، خود نہیں کر سکتا ' تو الدال علی الخیر کفاعله هی کا مصداق بنوں - چنانچه فوراً اپني انجمن مفید المسلمین واقع محله معروف گنج میں گیا (یه محله غریبونکا ہے) اور ایک خاص جلسه بغرض اعانت مهاجرین ۱۹ - جون کو منعقد کر کے چندہ کی تحریک کي - چنانچه مبلغ بیس روپیه وصول هوا - جکي ڈاک سے ارسال خدمت ہے -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیه

(۳)

	آنه	پائي	روپیه
چنده بزرگان جهبره بذریعه مسٹر محمد عمر صاحب	۰	۰	۹۰
جناب ربنواز خانصاحب هڈ ماسٹر اسلامیه - اسکول قصور	۰	۰	۸۰۰
ایک مجاهد غیور از قصور ایک جوڑہ نبده طلائي قیمتي	۰	۵	۲۵۱
رجال همت خواتین کانپور بذریعه جناب محمد یسین صاحب	۰	۰	۶۵
جناب مصطفی احمد صاحب حیدر آباد دکن	۰	۸	۷
جناب رعایت الله خانصاحب مثل خوان - گور داسپور	۰	۸	۵
جناب عبد الرحمن صاحب - سب اور سیر - کوه مری	۰	۱۲	۱۱۴
جناب ڈاکٹر عبد الله خانصاحب - بکاني - کوئٹه	۰	۰	۱۰
جناب محمد عبد الصمد صاحب - بهار - پٹنه	۰	۰	۱۰
جناب محمد غوري صاحب - سوداگر باگام	۰	۵	۱
جناب اِمتیاز علي صاحب هیڈ ماسٹر - خانپل اسکول - مليم آباد	۰	۰	۱
جناب غلام علیشاه صاحب نائب تحصیلدار - پاک پٹن	۰	۰	۷
جناب محمد خلیل صاحب از گیا	۰	۰	۲۲
جناب سید علي صاحب سشن جج - ورنگل - دکن	۰	۰	۲۴
جناب سید ضمیر الدین حیدر صاحب عرف پیارے صاحب مخدوم پور - گیا	۰	۷	۲
جناب غلام حیدر صاحب گجراتي - لائل پور	۰	۴	۹
جناب عبد الحفیظ صاحب - بربیگها - مونگیر	۰	۴	۶
جناب احمد محي الدین صاحب - مدد گار ناظم جنگلات - نظام آباد - دکن	۰	۰	۸
جناب ماسٹر دین محمد صاحب (ندوة العلما) لکهنــــو	۰	۰	۵
جناب منشي سعادت علي صاحب - مدرسه عاليه - رياست رامپور	۰	۰	۱
جناب عطا محمد صاحب - از شمله	۰	۰	۵
جناب سید بذل الحسین صاحب	۰	۰	۱
جناب مشرف حسین صاحب	۰	۰	۱
جناب سید یاک چانگ صاحب دیار پور -	۰	۰	۱۰
جناب غلام محمد صاحب - کهوله شریف - ملتـــان	۰	۵	۹
جناب فصیح الدین - غیاث الدین صاحب احمـد آباد	۰	۸	۲
جناب محمد کاظم صاحب جهانسي	۰	۰	۵
جناب محبوب علي صاحب هوشیار پور	۰	۰	۸
جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب پلادري - اکرام گڈه	۰	۰	۱۰
جناب قطب الدین احمد صاحب انصاري - فتح پور	۰	۰	۶
والده سید محمد طاهر صاحب - لکهنؤ	۰	۰	۵
جناب احمد حسین صاحب اڈیٹر الکٹری گورکهپور	۰	۰	۸
جناب غني حیدر صاحب محمد منزل - بهار	۰	۸	۱
جناب عبد الجلیل خانصاحب حسن پور علیگڈه	۰	۳	۲۵
بذریعه جناب مشتاق حسین صاحب - کانپور	۰	۰	۴۴
جناب کاظم حسین صاحب فارسٹ منیجر - دندور	۰	۰	۲۵
بذریعه جناب نذیر احمد صاحب بانکی پور	۰	۷	۵۷
جناب مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم - اے - بهوپال	۰	۰	۷
جناب عبد الحکیم صاحب پلیڈر - بانکی پور	۰	۰	۵۰
جناب عبد الجلیل صاحب - اگره	۰	۰	۵
جناب منشی چراغ دین صاحب پٹه دار لاشاری -		۰	۸
بذریعه جناب یسین احمد صاحب - گیا	۰	۰	۲
جناب محمد اسمعیل خانصاحب کوتوال - هیر پور	۰	۰	۸
جناب ڈاکٹر ابو الحسن صاحب موضع نبي نگر مونگیر	۰	۰	۱۰
جناب حبیب رضا صاحب مختار - دنیا پور پٹنه	۰	۰	۱۵
جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم	۰	۰	۱
جناب عبد الرحمن خانصاحب - بانده	۰	۰	۱۸
خواتین کانپور بذریعه محمد قاسم صاحب کانپور		۰	۶۰
ایل - بي - اچهن خانصاحب - کالن - برهما	۰	۰	۷
بي بي حرمت بذریعه امین الدین صاحب رنگون برهما	۰	۰	۴
از وقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم کانپور معرفت جناب شیخ باقر علي صاحب متولي وقف مذکور	۰	۰	۱۰۰
جناب امام صاحب - درني مارکٹ - بلگام	۰	۵	۱
جناب فتح محمد خانصاحب - گونڈه	۰	۷	۲۴۲
جناب حبیب احمد خانصاحب - منگولي رياست رامپور	۰	۰	۸
جناب منصور خانصاحب جمعدار		۰	۴
جناب محمد علاؤ الدين صاحب فرخ - جلال آباد		۰	۲
جناب حاجي طاهر حاجي طیب صاحب - اٹاوه	۰	۱۳	۱۲
جناب سید نثار حسین صاحب - هزاري باغ		۰	۴
مسلمانان اکبر پور بذریعه حافظ عبد الغفور صاحب - نواده - گیا	۰	۰	۱۳
جناب احمد رضا صاحب - پٹنه	۰	۰	۸
میزان	۰	۱۳	۲۲۱۵
میزان سابق	۶	۰	۲۸۸۷
میزان کل	۶	۱۳	۵۱۰۲

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین
اور
الہلال ۳۰ جون کے بعد

(از جناب محمد اشرف صاحب وکیل درجہ اول کوہاٹ)

امداد مہاجرین کے فنڈ کے لیے جو ایثار آپنے کیا ہے ' اسکا اجر عظیم خداوند کریم آپ کو دے - بہت سے خریدار اس شبہ میں ہیں کہ اگر آپکی مقررہ تعداد کی درخواستیں تاریخ مقررہ تک آپکے پاس نہ پہونچیں تو کیا آپ درخواست ہائے موصولہ کی رقوم حسب شرائط مشتہرہ فنڈ مذکور میں داخل فرمائینگے یا نہیں ؟ گو معناً یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ جیسا فدائے قوم ضرور ایسا کریگا - مگر لوگ اسکی تصریح چاہتے ہیں - براہ عنایت میعاد مقررہ کوکم ازکم اگست سنہ ۱۹۱۳ ع تک بڑھاکر اس امر کی تصریح ضرور کردیں کہ جسقدر درخواستیں اس فنڈ کی امداد کے متعلق اشتہار کی بنا پر آئینگی ' آنکی رقم میں سے سات روپیہ آٹھہ آنہ فنڈ مذکور کو دیے جائینگے -

الہلال

۳۰ - جون تک کی مدت اس غرض سے کم نہ تھی ' لیکن اصل مقصود تو رقم کی فراہمی ہے ' نہ کہ کوئی اعلان رعایت ' پس ایک ماہ کی مدت اور بڑھادی جاتی ہے - یعنے ۳۱ - جولائی تک یہ سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ پوری رقم کی وصولی پر خریداروں کی رقم داخل خزانہ کی جائیگی ' انکے ظن وگمان پر متعجب ہوں - میری سعی تو یہی ہے کہ ۳۰ - ہزار فراہم ہو ' لیکن اس سے یہ معنی کہاں نکلتے ہیں کہ ۳۰ - ہزار کے بغیر روپیہ بھیجا نہ جائیگا ؟ جب میں نے اتنے عرصے کی آمدنی کو وقف کردیا تو اب اسکا کل اور جزو ' دونوں مجھپر حرام قطعی ہے -

(انیس خامد بیگم صاحبہ - اہلیہ مسٹر حامد حسن کوتوال)

آج کل ہمارے ترک بھائی اور بہنوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے ' وہ محتاج بیان نہیں - ہر شخص انکی مصیبت سے واقف ہے - انکی بے کسی اور بے بسی گھر کی بیٹھنے والی عورتوں اور بچوں کو بھی آٹھہ آٹھہ آنسو رولاتی ہے ' لیکن کچھہ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا - ننھے ننھے بچوں اور آفت کی ماری بہنوں پر جو مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں ' انکو دیکھکر کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے اور سمجھہ میں نہیں آتا کہ آخران مظالم کی کوئی انتہا بھی ہوگی یا نہیں ؟ آخر پروردگار عالم کا غیظ و غضب ان معصوموں کی مصیبت پر کیوں جوش میں نہیں آتا ؟ مجھکو ان واقعات نے اس درجہ حواس باختہ کردیا ہے ' کہ باوجود رات اور دن غور کرنے کے میرے سمجھہ میں نہیں آتا کہ دنیا میں میرا وجود ان مصیبت کی ماری اور بے کس بہنوں کے لیے کس طرح مفید ثابت ہو ؟ اور میں کس طرح انکی امداد کوسکوں ؟ جناب مجھکو مشورہ دیں کہ میں اس معاملہ میں کیا کروں ؟ بالفعل میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے روزانہ اخراجات میں سے ایک نمایاں حد تک کمی کرکے جو کچھہ پس انداز ہوگا ' اسکو ہر مہینے آپکی خدمت میں بھیجتی رہونگی -

آپنے جو تجویز اخبار الہلال میں مفت اخبار دینے اور اسکی قیمت مہاجرین کی امداد میں بھیجنے کی شائع کی ہے ' اسکو دیکھکر دل باغ باغ ہوگیا لہذا درخواست ہے کہ مہربانی فرماکر میرا اخبار الہلال کا پرچہ آٹھہ روپیہ - وی - پی کرکے میرے شوہر کے نام روانہ کردیجیے - میں نے انکو بھی براہ راست اطلاع دیدی ہے -

---

کیا بہتر ہو کہ ہر ایک شخص ایسی ہی ہمدردی اپنے مصیبت زدہ ترک بھائیوںکے ساتھہ دکھلانے کی کوشش کرے - خداے تعالے آپکو اجر عظیم عطا فرمائے - حتے الوسع سردست بعد ترغیب وتحریص چند احباب کو میں نے فراہم کرلیا ہے ' اور آیندہ بھی کوشش جاری رہیگی - افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں جوش ہمدردی روز بروز ٹھنڈا پڑتا جاتا ہے ' اور جیسا کہ ابتداے جنگ میں تھا ' اب باقی نہیں رہا - تعلیم یافتہ اصحاب تو ہر حالت میں امداد کی تحریک کے موید اور انجمن اتحاد و ترقی کے طرفدار ہیں ' مگر عام لوگ مخالف ہیں - یہ ساری خرابی اختلاف راے کی ہے - اسلیے اب سخت ضرورت اسبات کی ہے کہ ترکوںکے مفصل حالات ابتداے انقلاب حکومت سے آجتک کے ایک بہترین پیرایہ میں از سرنو درج اخبار کرکے انپر مدلل بحث کیجاے ' اور سابقہ حکومت اور جدید حکومت سے جو جو برے نتائج ظہور پذیر ہوئے ہیں انکو اچھی طرح عوام کے ذہن نشین کرا دیا جاے ' ورنہ ترکی کی طرح ہند میں بھی دو پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف بنی رہینگی جسکا اثر قوم کے حق میں مضر ثابت ہوگا - امید کہ جناب میری اس ناچیز راے کو شرف قبولیت عطا فرما کر ضرور اس مسئلہ کو چھیڑ دینگے -

الہلال

اب اس بحث میں پڑنا بھی وقت کو ضائع ہی کرنا ہے یہ تحریک اعانت مہاجرین کی ہے نہ کہ اعانت حکومت کی - اسکو ترکی کی پارٹیوں سے کیا واسطہ ؟ اب تو تمام وقت اس بحث میں خرچ کرنا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا ہے ؟ اور کس طرف چلنا ہے ؟ اور بس -

(از حسن جان صاحبہ دختر برکت اللہ خاں پروفیسر - ہزارہ)

آداب عرض ہے - میں نے الہلال میں چندہ کی فہرست میں عورتوں کا بھی نام دیکھا ہے - میں ایک دس برس کی لڑکی ہوں اور سوا ان پیسوں کے جو خرچ کیلیے مجھے ملتے ہیں اور کچھہ میرے پاس نہیں ہے - اسوقت آٹھہ آنے ہے جو میں نے اسی نیت سے جمع کیا ' براے مہربانی اس کو بھی فہرست میں ملا دیں اور میرے حق میں دعا کریں -

(از جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب بڑا ڈیہ)

میں یکے از خریداران الہلال ہوں - دس روپیہ بنظر اعانت مہاجرین ترک بے خانماں بذریعہ منی آرڈر ترسیل خدمت ہے - اسکو قیمت اخبار سے کچھہ تعلق نہیں الہلال کی قیمت اپنے وقت پر جایا کریگی -

(از جناب محمد گوہر علی صاحب سکریٹری انجمن مفید المسلمین معروفگنج - گیا)

۲۱ - مئی کے الہلال میں تحت عنوان (لاکھوں بے خانماں مہاجرین) ایک درد ناک مضمون دیکھکر دل بے چین ہوگیا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد مکی ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲ | کلکتہ : چہار شنبہ ٤ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 9, 1913.



ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد الملقب بابی الکلام الدہلوی

محل اشاعت

٧ . ١ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ٨ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

جلد ٣ — کلکتہ: چہار شنبہ ٤ شعبان ١٣٣١ ہجری — نمبر ٢

Calcutta : Wednesday, July 9, 1913.

اطلاع

(١)

ایڈیٹر الہلال کی نسبت

خود اپنی ' اور گہر کی علالت سے مجبور ہوکر کچھہ دنوں کیلیے مولانا دفتر سے غیر حاضر رہیں گے - اسلیے خط و کتابت میں مندرجۂ ذیل امور کا تا اطلاع ثانی لحاظ رکھا جاے :

(١) تمام ڈاک بدستور دفتر کے پتے سے آئے ' لیکن جن حضرات کو خاص طور پر مولانا سے خط و کتابت کرنی ہو ' یا کسی امر کے متعلق انکو ذاتی طور پر اطلاع دینی ہو ' انکو چاہیے کہ اس پتے سے خط و کتابت کریں :

اسمی لاج - لنڈھور - مسوری -

Esme Ladge : Landhour

Mussoorie

(٢) براہ عنایت ان خطوں میں دفتر کے متعلق اطلاعات نہوں - انکو براہ راست دفتر بھیجیے - اگر ہوں تو اسطرح الگ کاغذ پر ہوں کہ انکو بجنسہ دفتر میں بھیجا جاسکے -

(٣) " حزب اللہ " کے متعلق تمام خط و کتابت براہ راست مولانا سے ہونی چاہیے -

(٢)

(١) اس ہفتے گذشتہ جلد کی فہرست کا دوسرا فارم چھپ نہ سکا - انشاء اللہ آیندہ ہفتے مع لوح شائع ہوگا -

(٢) جن حضرات کو دوسری جلد کی ضرورت ہو وہ اطلاع دیں - مثل جلد اول کے یہ مجلد ہے - الہلال کا بلاک طلائی منقش - قیمت ٨ - روپیہ مکمل جلدیں شاید دس پانچ ہی نکلیں گی -

(منیجر)

فہرست

تصاویر

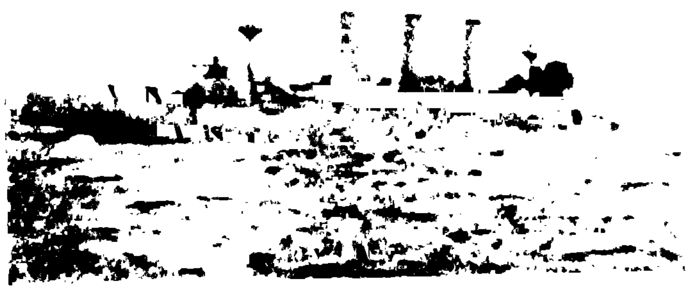
قہرمان مدافعۂ بحریہ



کپتان رؤف بک



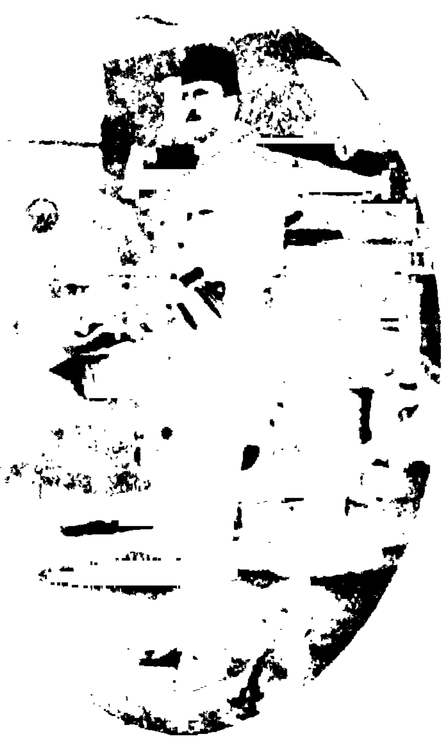
حمیدیہ مرمت کے بعد



حمیدیہ جہاز شکستگی کے بعد
جسمیں گیارہ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے



حمیدیہ بحالت شکستگی قسطنطنیہ
جارہا ہے ! حصہ بیشیں زیر آب ہے



رؤف بک حمیدیہ میں

« اصابع الرحمان » کي جگه « اصابع الشيطان » ميں تم نے اپنے دلوں کو ديديا تها ' بتلاؤ که آج وه تمهارے معبودان باطل کہاں هيں ' جو تم کو ميري پکڑ سے بچا سکتے هيں ؟ اين شـرکاؤ کـم الذين کنتم تزعمون ؟ (٦ : ١٥) کيا تم هی وہ نہیں هو که تمهاري آنکهوں کے سامنے ميرے دين مبين کي علانيه بے حرمتي هوئي ' اور ميري عبادت گاه کي ديوار مسمار کي گئي ' پر تم کچهه نه بولے بلکه اپني بزدلي اور فساد انگيزي سے اسکا ساماں کرتے رهے ؟ ؟

تم نے ميري راه سے ميرے بندوں کو روکا ' اور انکو ميرے گهر کي عزت کيليے اٹهنے نديا ؟ پهر کيوں نه آج ميري لعنت تم پر چها جائے ' اور کيوں نه ان لوگوں کے جسموں کے ساتهه وه سب کچهه عمل ميں لايا جاے ' جسکو انهوں نے ميرے مقدس گهر کے ساتهه گوارا کيا - فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ! ! "

* * *

ايک ضروري سوال يه هے که يه سب کچهه کيونکر هوا ؟

کيا اسليے که کانپور کے مسلمانوں کو اسکا بالکل حس نه تها ؟

مجهے معلوم نہيں که پايونير کے آفس کي رصد گاه ميں کوئي ايسی ٹلسکوپ ايجاد کي گئی هو' جسميں قريب کي بڑي چيزيں چهوٹي هوکر دکهائي ديتي هوں - البته مجهے معلوم هے که گليليو (Galileo) نے ايک آله ايسا دريافت کيا تها' جس سے دور کي چيزيں بڑي هوکر نظر آسکتي هيں - ليکن اسکے استعمال کرنے کي ضرورت مريخ کے ديکهنے ميں هوتي هے ' نه کانپور کي مسجد کو ديکهنے کيليے -

اس جوش و اضطراب اور غيظ و غضب سے کوئي آنکهه غفلت نہيں کرسکتي ' جو ابتداء معامله سے خبروں کے پهيلنے کے بعد عام مسلمانوں ميں پيدا هوگيا تها ' اور جو بساطي بازار کے بے غيرت و بے حيا دکانداروں ' اور مسجد کے ايمان فروش متولي کے سوا (جس کا نام شايد کريم الدين هے :

برعکس نهند نام زنگي کافور !

آگ کے شعلے بهڑکا رها تها - ملوں کے مزدور هزاروں کي تعداد ميں ديوانه وار پهر رهے تهے ' اور مجهے معلوم هے که ابتک جوش و اضطراب سے مجنوں هو رهے هيں - شہر کے عام باشندے بهي دهکتے هوے کوئلوں پر لوٹتے رهے ' اور کچهه شک نہيں که ابتک لوٹ رهے هيں ' مگر هزار حيف اُن چند منافقين پر ' اور صد هزار لعنت اُن مفسدين مارقين پر' جو قوم کي طاقت کو چهپانا اور مٹانا چاهتے هيں ' اور جنهوں نے هميشه خدع و فريب اخفاء حال ' اور طرح طرح کے اکاذيب و اباطيل سے لوگوں کو دهوکے ميں رکها ' اور کسي پر قوت کارروائي کے کرنے کي مهلت نه دي : کذالـک يجعل الله الرجس علی الذين لا يومنون (٦ : ١٢٥)

ميں نے الهلال ميں اس مسئله پر نظر ڈالتے هوے لکها تها که آنکهيں ابهار' اور اپنے تئيں ان مفسدوں کے دام ضلالت سے بچاؤ! عاجزي کے آنسوؤں ' اور فريادوں کي صداؤں سے ابهي بهي کسي قوم نے ميدان سر نہيں کيا هے - اصلي چيز اجماعي قوت هے ' اور هزاروں دلوں اور زبانوں کا کسي کام کيليے ايک هوکر ظاهر هونا هی کليد فتح و مراد هے -

اگر تم حکام کے خوف سے لرزتے هو' تو تم سے اُس وقت کس نے کہا تها که قانون کو توڑو اور فتنه و فساد کي راه اختيار کرو؟ اگر کام کرنا چاهتے تو راهيں کشاده تهيں - بغير قانون کو توڑے ' بغير نظم و امن کو مختل کيے ' بغير حکام کے مقابلے علم بغاوت بلند کيے ' بهت آساني کے ساتهه ممکن تها که تم اپني طاقت کا اظهار کرتے ' اور اپني اجماعي قوت کا ايسا مظاهره دکهلاتے که قانون کو اسکے آگے سر بسجود هو جانا پڑتا -

هفتـــه جنـ

پرستاران صليب کي اذيتوں کا ترک تو انتقام نه لے سکے ' ليکن ترکوں کا خدا کيونکر خاموش رهتا -

حلفاء بلقان کے جس باهمي جنگ و جدل کا وقت کسي نه کسي دن آنے والا تها ' اور جسکے تصور سے هميشه سرايڈورڈ گرے خوف زده رهتے تهے بالاخر وه آگيا - بلغاريا اور يونان و سرويا ميں جنگ شروع هوگئی هے' يونان و سرويا ' دونوں ايک هوکر افواج بلغار کو متواتر هزيمتيں دے چکے هيں' جبل اسود اور رومانيا کي جنگي طياريان ان کي شريک هونے اور ساتهه دينے پر مائل هيں ' سـلانيـک سے بلغاريوں کا قبضه اٹهه گيا ' فوج نے هتيار ڈال دیے ' حريفوں کی اطاعت مان لی ' اور صرف دو گهنٹے کي گوله باري ميں پامال هوگئے - بے سروپا هوکر بهاگے ' اور دس توپيں اور ايک هزار تين سو سپاهي گرفتار کرتے گئے ' سلانيک سے باهر نکل کر يه گريز پائي تهم گئی - دشت کلکيش ميں نئے سرے سے مورچے باندهے گئے' اور پهر مقابلے کو بڑهے' مگر هزيمت هي انهاني پڑي' اور ٩٠ توپيں هاتهه سے جاتي رهيں' اور پولي کي بلند سطح پر جو ارو جنگ آزما سپاه بلغـار نے سرويوں پر حملے کيے' سروي پہلے تو پسپا هوگئے ' ليکن پهر سنبهلے اور بازي کے پانسے سنبهال ليے - چار هزار بلغاري اسير هوے ' اور کلتي جانيں آگ کي بهينٹ چڑهيں - دوسري جنگ ميں چوبيس بلغاري پلٹنيں نهايت ابتري کی حالت ميں درياے زيفرو اکے پار بهگا دي گئيں - آٹهه سو بلغاري هلاک اور اٹهاره سو مجروح هوے - شرکيل و نگريته کي لڑائيوں ميں بلغاري اس بد حواسي و سراسيمگي سے بهاگے که درياى زاردار ميں اُن کے کئي سپاهي غرق هوگئے ' اور بهاگتے پڑتے پندره هزار فوج قيد هوگئی -

سلانيک سے کچهه فاصلے پر بلغاريوں نے ايک مستحکم مورچه باندهه رکها تها' قسطنطين شاه يونان نے فوج کي کمان اپنے هاتهه ميں لے کر آٹهه ڈويژنوں کو چڑهائي کا حکم ديا ' اور تين هزار گز کے فصل سے حمله کرکے اس مورچه کو فتح کرليا ' سروي فوج بلغار کی سرحد کو عبور کرکے اندرون ملک پهونچ گئی هے ' اور اسوقت مقام رازرک کي بلنديوں پر قابض هے جہاں سے صوفيا دارالحکومة بلغار صرف پچاس ميل کے فاصلے پر رہ جاتا هے - لاچانا کو بهي يونانيوں نے بلغار سے چهين ليا ' رکسٹر کے قرب و جوار ميں بلغاريوں نے حدود سرويا ميں داخل هونے کي بڑي کوششيں کيں مگر هر مرتبه منهزم هوے اور بڑي ذلت سے منهزم هوے - کرمولک کو بلغاريوں نے واپس لے ليا تها مگر سرويوں نے حمله کرکے دوباره قبضه کرليا ' اور بلغاري بري بري طرح پسپا هوگئے - يونانيوں نے ڈويژن پر سپاه بلغار کو نهايت فاش شکست دي - اور علاقے پر قابض هوگئے - ٥ جولائي کي جنگ کوشانا ميں جبل اسود کي آٹهه هزار فوج نے سرويا کا ساتهه ديا ' اور اُس کي اعانت سے کوشانا پر سرويا کا قبضه هوگيا ' اس جنگ ميں بلغاريوں کا ايک حصۂ لشکر جو وزير جنگ بلغار کے ماتحت تها بالکل تباه هوگيا ' يه سب کچهه هوا ' مگر ستم پيشه بلغاريوں کے مظالم ميں نه کمی آئی تهی نه آئی - سلانيک ميں مقدونيه و يونانيوں سے تها ليکن صحاصره ايک مسجد کا کيا گيا ' نگريته اور دوئيران کے تمام باشندے جن ميں نا کرده گناه مسلمان بهی تهے قتل کرڈالے ' اور ساري آبادي غارت کردي -

دوسرے جانب لفٹننٹ ريگنر نے ' جن کی صداقت کا خاطر خواه امتحان هوچکا هے ' جو تار دیے هيں اُن سے معلوم هوتا هے که سرويوں اور يونانيوں نو سپاه بلغار نے اتني متواتر و مسلسل شکستيں دي هيں که اب اُن ميں دم بهی نہيں رها - يه بيان مبالغه آميز تو ضرور هے ليکن کچهه نه کچهه اس ميں واقعيت بهی هوگی ' اور هم کو تسليم کرنا چاهيے که يونان و سرويا جو مسلمانوں کے قتل عام ميں پيچهے نه تهے اس جنگ نے اُن کو بهی خسته کر رکها هے ؟

شذرات

یا لیتنی مت قبل ھذا ، و کنت نسیاً منسیا !

اما علی الدین انصار و اعوان ؟

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوھکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا ، سر تو کھو سکا !
کس منہ سے اپنے اپ کو کہتا ہے عشق باز ؟ — اے روسیاہ ! تجھسے تو یہ بھی نہو سکا !

پچھلا پرچہ چھپنے کیلیے جا چکا تھا کہ کانپور کی مسجد کے متنازع فیہ حصے کے بالجبر انہدام کا ٹیلی گرام کلکتہ پہنچا :

ھذا الذی کنتم بہ تکذبون (۲۲ : ۳۰) — یہ ہے وہ نتیجہ تمہارے اعمال اور غفلت کا ، جس کو تم نادانی سے جھٹلایا کرتے تھے !

انا للہ وانا الیہ راجعون - نہیں سمجھتا کہ اس واقعہ کی نسبت کیا لکھوں ؟ سوا اسکے کہ دعا مانگوں کہ اللہ تعالے مسلمانان کانپور پر رحم فرمائے ، اور جس بے غیرتی اور بے حمیتی کی مثال ملعون انھوں نے قائم کی ہے ، اسکو اور زیادہ متعدی نہ کرے -

لیکن کیا اب ہم ایسی ہی خبروں کے سننے کیلیے زندہ رہگئے ہیں ؟ اور کیا یہ سچ ہے کہ اب ہندوستان ہمارے لیے دار الامن نہ رہا ، اور شعائر اسلامیہ اور عمارات دینیہ کا انہدام علانیہ شروع ہوگیا ؟

کیا اب کرچیں چڑھائی جائیں گی ، تاکہ مسجدوں کا محاصرہ کیا جائے ؟ کیا فوجیں پھیلیں گی ، تاکہ پرستاران الہی کو اپنی مساجد کے احترام سے روکیں ؟ کیا شہروں کی ناکہ بندی کی جائیگی ، تاکہ مسجدوں کے حصے گرائے جائیں ، اور ان دیواروں کو جنکے اندر پانچ مرتبہ خداے واحد کے نام کی منادی ہوتی تھی ، جبر و قہر اور آلات و اسلحہ کے زور سے غبار بنا کر اوڑا دیا جائے ؟ پھر کیا اسلام کی مسجدیں بے یار و مددگار ہوگئیں ، اور کیا آج خدا کی زمین پر کوئی نہیں کہ اسکی پرستش گاہوں کی عظمت کو برقرار رکھے ؟

الا نفوس ابیات لہا ھمم
اما علی الدین انصار و اعوان ؟

(ایڈریا نوپل) کی مسجد سلیم کا نوحہ سنکر جو آنکھیں رو رہی تھیں ، کاش انکو کوئی یہ پیام پہنچا دے کہ اب سمندروں کے پار جاکر ماتم کرنے کی ضرورت نہ رہی - ایڈریا نوپل کی مسجد نے اپنے نمازیوں کو چار مہینے تک اپنی حفاظت میں سرگرم جانفروشی دیکھنے کے بعد اپنے صحن میں کفار و ملاعنۂ بلغار کے جوتوں کی گرد دیکھی ، پر ایک مسجد مقدس " کانپور " نامی آبادی میں بھی ہے ، جس نے اپنی راہ میں بغیر ایک قطرۂ خون کے بہے ، یہ دیکھا کہ اسکے بازوؤں پر تیشہ ھاے بے امان کی ضربیں پڑ رہی تھیں ، اور ایک آواز بھی نہ تھی ، جو اسکے لیے نالۂ و فغاں کرتی ہو !!

فاہ ! اہ ! ثم اہ ! علی ما فرطتم فی جنب اللہ ! و یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً !!

نہ داغ تازہ می کارد ، نہ زخم کہنہ می خارد
بدہ یا رب دلے کیں صورت بیجاں نمی خواھم !

پھر اے کانپور کے وہ اسلام فروش ، اور کفر پرست لیڈرو ! اور اے وہ ناپاک و نجس انسان صورت حیوانو کہ تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہے ، اور تمہاری بربادی و ہلاکت مسلمانوں کیلیے رحمت و برکت الہی ہے ، بتلاؤ کہ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد تم کس فکر میں ہو ؟ اس فکر میں کہ اللہ کے گھر کی دیواروں کا ایک حصہ تو گرا دیا گیا ، لیکن محراب و ممبر اب تک محفوظ ہیں ؟ اگر اسی کا افسوس ہے تو میں تمکو - تمکو کہ میں نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں سے مخاطب کروں ، تم کو - اطمینان دلاتا ہوں کہ غمگین مت ہو کہ وہ وقت بھی کچھ دور نہیں - جس قوم میں تمہارے ایسے اجسام خبیثہ و اجساد ملعونہ موجود ہوں ، انکی مسجدوں کی محرابوں اور ممبروں کو بھی اگر کھود دیا جاے تو کچھ بعید نہیں -

* * *

افسوس کہ ہماری اصلی بدبختی یہ نہیں ہے کہ ہمارے اوپر کون ہے ، بلکہ بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اندر کون ہے ؟ ہماری بد قسمتیوں میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں کا دست کفر و نفاق مخفی ہوتا ہے - گورنمنٹ اور حکام کو کیا کہیے کہ توقع ہی کسے تھی ؟ شکایت تو جب ہونی چاہیے کہ توقع ہو - پس دین الہی کی اس اشد شدید بے حرمتی کی ساری ذمہ داری اُن بندگان خدا پر ہے ، جنکے ہاتھ میں مسلمانان کانپور کے معاملات کی باگ ہے - یہی دین فروش ہیں جنھوں نے ابتدا سے معاملہ کو غارت کیا - جنھوں نے عام مسلمانوں کو عرصہ تک بے خبر رکھا ، جنھوں نے انکے جوش و اضطراب کو اپنے دسائس و شرارت سے ہر مرتبہ دبا دیا ، جن میں سے بعض ایک طرف تو غریب مسلمانوں کا بھی ساتھ دیتے تھے ، اور دوسری طرف حکام کے آگے بھی سر بسجود رہتے تھے - یہی وہ ذریات ابلیس ، اور پرستاران شیطان ہیں ، جنھوں نے ہمیشہ لوگوں کو کام کرنے سے روکا ، اور کسی نہ کسی فریب سے انکو باز رکھا - اول تو جلسے ہی نہیں کیے ، پھر بعض لوگوں کے پاس روتے پیٹتے آتے جاتے رہے - پھر جلسہ بھی کیا تو مارے خوف و دہشت کے انکی زبانوں سے آواز نہ نکلی ، اور مسلمانوں کو محض رزولیوشنوں ، میموریلوں اور عرضداشتوں میں الجھاے رکھا - غرضکہ :

الــــذین یستحبون الحیاۃ الدنیا علــی الاخرۃ ، و یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجـا ، اولـئــــک فی ضلال مبیــــن (۱۴ : ۳)

" وہ لوگ ، جنھوں نے حیات اخروی پر حیات دنیوی کو ترجیح دی ہے ، جو بندگان الہی کو اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں ، اور جو اسکی راہ میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں ، تو یہی لوگ ہیں ، جو انتہا درجہ کی گمراہی میں مبتلا ہیں ، اور ہدایت انسے کوسوں دور ہے ! "

لیکن یاد رہے کہ گو انکو اپنے اعمال شیطانیہ کی اس دنیا کے سوا ، کسی دوسری زندگی کا تصور کرنے کی توفیق نہ ملی ہو ، تاہم ایک دوسری دنیا ضرور ہے - ایک وقت آنے والا ہے ، جبکہ جلال خداوندی کا آخری تخت بچھیگا ، جبکہ وہ عدالت قائم ہوگی ، جسکا فیصلہ کرنے والا خود علام الغیوب ہوگا ، اور پھر اُس وقت انسے پوچھا جائیگا کہ " اے وہ لوگو ! کہ ہواے نفس تمہارا معبود تھا ، دراھم و دنانیر تمہارا قبلہ تھا ، حکام کی پرستش تمہاری شریعت تھی ، اور

انجمن خدام کعبه

یه کیا وه بیج ' کوئی آجکل کی مصطلحه انجمن ' کوئی کاغذی جزئی اسکیم ' کوئی اقرار ناموں کا رجسٹر ' اور کوئی بہت بڑا رسیع نقد هے ؟

کہه چکا هوں که نہیں ' کیونکه میں پھولوں کی شاداب رنگت پر عاشق نہیں هوں ' بلکه اُس خشک بیج کا متلاشی ' جس کا ایک دانه ' ایک پورے باغ کیلیے کافی هے -

تاهم میرے لیے یه باقی رهگیا هے که اپنے اغراض کا نظام پیش کرنے سے پہلے ' احباب کرام کو انتظار کی ایک آزمایش میں اور ڈالوں ' اور " انجمن خدام کعبه " کے متعلق تفصیل سے ایک نمبر میں اپنی معروضات پیش کردوں ' کیونکه آج اُس زبان سے بڑھکر کوئی هستی خالی اور گنہگار نہیں هوسکتی ' جو جانتی هو لیکن نه بولتی هو -

اس مضمون کے پہلے نمبر میں جو کچھه عرض کرچکا هوں ' ضرور هے که وه آپکے پیش نظر رهے -

کعبے کی خصوصیت

حاجی بره کعبه رواں کیں ره دوان ست
خرش میرود ' اما ره مقصود نه اینست

انجمن کا مقصد تاسیس صرف دو چیزیں هیں :

(۱) خانۂ کعبه کی حفاظت اور خدمت کیلیے تمام مسلمانوں سے ایک غیر شرعی اقرار لیا جاے -

(۲) هر شخص بقدر استطاعت اس کام کیلیے روپیه دے تاکه ایک عظیم الشان خزینه اس غرض سے فراهم هوسکے - مثلاً ایک روپیه سال -

روپیه کی نسبت مضمون کے پہلے نمبر میں عرض کرچکا هوں که گویه وقت کی ضروریات میں سے ایک نہایت اهم اور اقدم ضرورت هے ' لیکن اصل مرض کا علاج نہیں - همارے مصائب صرف اسکا نتیجه نہیں هیں که همارے اعمال ملی کی جیب خالی هے ' بلکه یه سب کچھه اسلیے هے که همارے دل اندر سے کھوکھلے اور خالی هو رهے هیں - وه اگر بھر جائیں تو پھر خزانوں کا بھرنا کچھه بھی دشوار نہیں !

درازی شب و بیداری من ایں همه نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفتست ؟

اس سے قطع نظر ایک اصولی اور بنیادی امر اهم یه هے که محض " خدمت و حفاظت کعبه " کی تخصیص سے بھی میں ابداً متفق نہیں هوسکتا - بلکه نہایت مضطرب اور غمگین هونگا ' اگر دیکھوں گا که لوگ اسپر قانع اور اس سے متفق هیں - یه سچ هے که آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنا ئزیشن) کی هے ' اور بظاهر مسلمان کعبے کی حفاظت هی کیلیے اسلامی ممالک کے بقا کے بھی خواهشمند هیں - مگر نہایت ضروری هے که اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جاے که حفاظت کعبه سے مقصود کیا هے ؟ اس وقت بنیاد رکھی جا رهی هے ' اور لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو آپ طیار کر رهے هیں - پھر ایسا تو نه کیجیے که لوگوں کی تمام قوتیں اور طیاریاں صرف اسی دائرے میں محدود هوجائیں ' اور حدود حرمین کی خدمت گذاری کے نام پر ایک رقم ادا کرکے سبکدوش هوجائیں -

اگر آپ ایسا کر رهے هیں ' تو اسکے یه معنی هیں که آپکو ایک بارش دی گئی تھی تا که اس سے دریا چڑھه آئیں ' نہریں بہنے لگیں ' تالاب بھر جائیں ' اور کھیتیاں لہلا اٹھیں ' لیکن آپ نے اُس سے صرف اتنا هی کام لیا که اپنے صحن خانه میں چند مٹکے اور طشت رکھدیے - پا کپڑے اتار کر غسل کی طیاری کرنے لگے !!

میں جو کچھه عرض کر رها هوں ' اسکو سرسری نظر کے حوالے نه کیجیے - ممکن هے که ان تمثیلوں هی میں کوئی حقیقت بھی هو :

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
که اهل شرق عوام اند و گفتگو عربیست !

بہت سے معانی مخفیه هیں ' جنکے جمال حقیقت کیلیے پردۂ الفاظ و امثال ناگزیر هے :

هر چند هو مشاهدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں هے بادۂ و ساغر کہے بغیر

پھر یه امر اُن چیزوں میں سے بھی نہیں هے ' جنکے لیے آپ کہیں که اعلان و غلغلے کی ضرورت نہیں ' کیونکه اس سے اسلام کی دعوت و مقصد ' اور امۃ مرحومه کے اُس نصب العین کو صدمه پہنچنے کا اندیشه هے ' جو روز اول سے صرف اعلان هی کیلیے قرار دیا گیا هے ' اور اسکا اثر اُس اصل اصول اسلامی اور اساس حیات ملی پر پڑتا هے ' جسکی زندگی سے مسلمانوں کی زندگی اور جسکی موت سے انکی موت وابسته هے - پس ضرور هے که اسکا اعلان هو ' اور اس زور سے هو که دشت و جبل اور بحر و بر اسکی صدا سے گونج اٹھیں ' اور عالم اسلامی کے بچے بچے کی زبان پر اُسکا ترانه جاری هوجاے ' ولو کره الکافرون الظالمون !

مسلمانوں کا قومی نصب العین :

خدمت کعبه نہیں بلکه خدمت عالـم هے !!

خیال من تو کجائی و ما کجا واعظ ؟

یه سچ هے که هم نے جب کبھی دولۃ علیه عثمانیه سے اپنے تعلقات گنائے هیں ' تو اس امر کو بھی ظاهر کیا هے که وه خادم حرمین الشریفین هے ' اور چونکه وه محافظ امکنۂ مقدسه هے ' اسلیے اسکا وجود اور زیادہ هماری نظروں میں محبوب هے -

میں نے کہا که منجمله اسباب تعلقات مسلمانان هند اور دولۃ علیه کے ایک امر یه بھی تھا ' اور اسکی تخصیص اسلیے کی که میں اس تعلق کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا که وه بھی اصلی سبب کے بعد ایک سبب هے ' اور بس - کیونکه میرے عقیدے میں دولت عثمانیه کی اعانت کا سبب اصلی صرف یه تھا که آج وه مسلمانوں کی دنیا میں اخری وسیع حکومت هے ' اور مسلمان جو دنیا میں حکومت کیلیے آئے هیں ' انکا فرض دینی هے که وه حکومت اسلامی کی مدد کریں ' اور همیشه اپنا ایک سیاسی مرکز قائم رکھیں - رها تعلق خدمت حرمین ' تو بیشک یه بھی اسکے بعد ایک سبب ضروری تھا ' کیونکه حرمین شریفین اور جمیع مقامات مقدسۂ اسلامیه کی حفاظت باسباب ظاهری جبھی هوسکتی هے ' جبکه ایک قوی حکومت اسلامی باقی هو -

لیکن بہت سے لوگ هم میں ایسے بھی موجود تھے ' جنکو ایک طرف تو اِن معاملات میں بھی بمجبوری و بمصالح حصه لینا تھا ' دوسری طرف اپنے معبودان باطل اور طواغیت سیاست کے آگے بھی سر بسجود هونا تھا - پس انہوں نے اپنا بچاؤ صرف اسی طریقے میں دیکھا که مسلمانان هند بلکه جمیع مسلمانان عالم کے تعلق عثمانیه کا سبب اصلی ' حتی الامکان چھپائیں ' اور صرف یه ظاهر کریں که محض خادم حرمین الشریفین اور اسکے محافظ هونے کی وجه سے هم ترکوں کی مدد کر دیا کرتے هیں ' ورنه

الهلال

٤ - شعبان ۱۳۳۱ هجری

الداء و الــدواء

یعني جماعة " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(۳)

ولو ان اهل القــری آمنوا و اتقوا ' لفتحنا علیهم برکات السماء و الارض ' ولکــن کــذبوا ' فاخــذنا.هم بمــا کانوا یکسبـــون - افــا من اهــل القــری ان یــا تیهــم باسنــا بیاتا و هم نا ئمــون ؟ او امن اهل القــری ان یاتیهم باسنا ضحی وهم یلعبــون ؟ افا منـــوا مکر الله ؟ فـلا یا من مکـــر الله الا القوم الخــاسرون ! (۷ : ۹۸)

اگر ان بستیوں کے لوگ الله اور اسکے احکام پر ایمان لاتے ' اور راہ اتقا وخشیت اختیار کرتے ' تو هم آسمان اور زمین ' دونوں کي برکتوں اور نعمتوں کا دروازہ اُن پر کھول دیتے ' لیکن افسوس که انهوں نے سرکشی اور تمرد سے همارے احکام کی پروا نه کی ' اور انکو جھٹلایا ' پس اعمال بد کی پاداش میں هم نے انهیں مبتلاے عذاب کر دیا ! !

پھر کیا یه لوگ اس سے نهیں ڈرتے که ان پر همارا عذاب راتوں رات آ نازل هو اور وہ خواب غفلــت میں سرشـــار هوں ؟ یا وہ اس سے با لکــل مطمئـــن هوگئے هیں که همـــارا عذاب دن دهاڑے آ نازل هو اور وہ لهـــو و لعـــب میں مشغـــول هوں ؟ کیــا وہ اللــه کی پکڑ سے با لکـــل مطمئـــن هوگئے هیں ؟ اگر ایسا هی ہے تو جان لیں که الله کي گرفت سے تو صرف وهی نڈر هوسکتے هیں ' جو آخرکار برباد هونے والے هیں !

قصهٔ عشــق که مانــد ایــن همــه ناگفته بسے * با تــو گوئیــم بشــرطیکــه نگوئــي بــه کسے
کــس بمنــزلگــه مقصــود نرفــت ابلــه پا * بو الفضولـــي دو سه دبــدم بره و بو الهــوسے
همت ست این که دهد کام دل ' اما چه کني * که بایـــن طــاق بلندت نبـــود دست رسے
حیرتــم ســوخت که همــراز بگــوشم آمــد * صـــوت زنجیـــر در کعبــه ببانــگ جرسے
اگر اینست گــل تــازہ که من دارم ' نیست * بلبــلان را زپــر و بــال گــران تــر قفسے
آستـــان حـــرم عشــق مقـــام ادب ست * دست بگشــاے دریـــن پردہ بهــر ملتمسے
(فیضي) از زندگـــي مردہ دلان مي خواهي
بایــدت گرم تــر از صبـــح قیــامت نفسے

و الـــذاریات ذروا ' فـــا لحاملات و قرا ' فـــالجاریات یسرا ' فالمقاسمات امرا (۵۱ : ۴) قسم ہے اُن هواوں کی ' جو بادلوں کو اڑاتے اڑاتے لیے پھرتي هیں - پھر مینه کا بوجهه اُٹھاتی ' پھر آهسته آهسته چلتي ' اور پھر باران رحمت الهي کو زمین پر تقسیم کرتي هیں ' که زمین کا استعداد ' موسم کی موافقت ' هواوں کا ظهور ' اور بادلوں کا پیام ' آج دیکھنے والوں سے اشارہ کرتا ' اور سننے والوں سے کچھه کهرها ہے -

اسکا اشارہ صاف ' اور اسکی اواز غیر مشتبه ہے - اسکی صورت امید پرور ' اور اسکے چشم و ابرو کي گردش همت افزا ہے - وہ درختوں کے جھنڈ ' کھیتوں کی لهلاهت ' پھولوں کي شادابي باغوں کی شگفتگی ' پتوںسے چھپی هوئي ٹهنیاں ' اور میووںسے جھکي هوئی شاخیں ' غرضکه هر چیز جسکي دنیا میں تلاش کي جاتي ہے ' تم کو دیسکتا ہے ' لیکن اسکے معارضے میں ایک چیز آج تم سے بھي مانگتا ہے - وہ یه نهیں کهتا که پانی کو تلاش کرو ' تا زمین سیراب کی جاے ' اور فصل کاٹ کر جمع کرنے کیلیے گھر بناؤ ' تا وقت پر حیرانی نهو ' کیونکه پاني کي ضرورت تخم ریزی سے پہلے نهیں بلکه اسکے بعد هوتي ہے اور کل کے دن فصل وهي کاٹیں گے ' جنهوں نے آج کے دن بو دیا ہے - اُن دونوں میں سے وہ کسي کیلیے غمگین نهیں ہے - اسکی پکار صرف بیج کیلیے ہے ' اور اسکا اشارہ صرف اُس کي طرف ہے ' جسکے هاتهه میں ڈول کي رسي نهیں ' بلکه جسکي جھولي میں بیج کے دانے هوں - پس آغاز کي برکت ' اور انجام کی کامیابی هو انکے لیے ' جو اُس کے اشارے کو سمجھیں ' اور اسکی آواز پر کان دهریں : وکذالک انزلناہ ایات بینات ' و ان الله یهدي من یرید -

عظمت کي کیسي قدوسیت بخشتا ھے ' اور تم کن نئے مقصدوں کي تلاش میں سرگرداں ھو ؟

ان آیات سے حسب ذیل امور واضح ھوتے ھیں :

(۱) مسلمانوں کو اللہ تعالی نے " امۃ وسطاً " فرمایا - نیز یہ کہ وہ تمام امم عالم میں بہترین امت ھیں - " وسطا " سے مراد انکا اعدل ھونا ھے - یعني وہ دنیا میں قیام " عدل " کا موجب ھونگے -

(۲) پہلي آیت میں " کنتم خیر امۃ ' اخرجت للناس " کے بعد " تامرون بالمعروف " فرمایا - اور یہ وصف بیان کرکے ' پھر اسکي علت کو بیان کرتا ھے - جیسا کہ کہتے ھیں : " زید کریم ' یطعم الناس ویکسوھم " یعني زید کریم الطبع ھے ' اسلیے کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلاتا اور کپڑا دیتا ھے - پس اس سے ثابت ھوا کہ مسلمانوں کا بہترین امت ھونا ' اور خیر امۃ کے لقب الہي سے ملقب ھونا صرف اس علت پر موقوف ھے کہ اللہ کي زمین پر حق کے قیام و اعلان ' اور برائیوں کے استیصال کے وہ ذمہ دار ھیں - اور تمام عالم میں صداقت کو پھیلاتے ' اور ھر طرح کي برائیوں کي کثافت سے انسانوں کو پاک کرتے ھیں -

(۳) پھر انکے اسي وصف حقیقي ' اور علۃ شرف و اجتبا کي دوسري جگہ یوں تعبیر کي کہ " لتکونوا شہداء علی الناس " یعني تم بہترین امت اسلیے ھو ' تا کہ تم تمام عالم کي اصلاح و بہتري کي کوشش کرو ' اور اسطرح دنیا کی صلاح و فلاح کیلیے گواہ بنو - شہادت سے یہاں مراد اسی دنیا میں شہادت ھے نہ کہ قیامت کے دن ' جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے سمجھا ھے - حضرت عیسے کا قول قرآن نے نقل کیا ھے - وہ قیامت کے دن اللہ سے کہیں گے :

وکنت علیھم شہیدا	اور خدایا ! میں تو اپنی امت پر اسی
مادمت فیھم ' فلما	وقت تک شاھد تھا ' جب تک کہ دنیا
توفیتنی کنت انت	میں انکے اندر موجود تھا ' پھر جب
الرقیب علیھم وانت علی	تونے مجھے وفات دي ' تو توھی انکا
کل شی شہید (۵:۱۱۶)	نگراں حال تھا !

یہاں شہادت سے خود دنیا کے قیام و حیات ھی کي شہادت مراد ھے نہ کہ آخرت کی ' کیونکہ حضرت عیسے دنیا میں اپني قوم کے اندر تھے نہ کہ کسي اور جگہ ' پس یہاں بھي شہادت کا یہي مطلب ھے -

(۴) پھر ایک آیت میں اس کو مسلمانوں کا فرض بتلایا : " ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر " کہ تم میں سے وہ جماعت ھونی چاھیے جو دنیا کو صلاح و فلاح کے طرف بلاے اور برائیوں سے روکے - یعنی امت مرحومہ کا مقصد زندگي دنیا میں دعوت الی الحق والخیر قرار دیا -

بعض مفسرین اور فقہاء کرام رحمھم اللہ نے اس ایت سے استدلال کیا ھے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ھے نہ کہ فرض حقیقی وعام - یعنی ضرور نہیں کہ امر بالمعروف کا فرض ھر فرد قوم انجام دے - کیونکہ " منکم امۃ " فرمایا ھے - اور اسکے معني یہ ھیں کہ تم میں صرف ایک گروہ اس غرض سے ھونا چاھیے -

لیکن یہ صحیح نہیں اور ایسا قرار دینا ھي در حقیقت عالم اسلامی کے تمام مفاسد کا سرچشمہ ھے - یہاں " من " تبعیض کیلیے نہیں ھے جس سے استدلال کیا جاتا ھے ' بلکہ تبئین کیلیے ھے - وہ کسی خاص جماعت کی خصوصیت اسکے لیے نہیں کرتا ' بلکہ مسلمانوں کا ایک ایسی جماعت ھونا بتلاتا ھے جو امر بالمعروف کیلیے اپنے تئیں ھر حال میں وقف سمجھتی ھو - " امر بالمعروف " کے مضمون میں اِسے بالتشریح لکھہ چکا ھوں : فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ -

(۵) چوتھی آیۃ کریمہ مقصود بعثت کیلیے عجیب و غریب ھے - اسپر ایک اور مرتبہ نظر ڈال لیجیے - اسمیں بالترتیب حسب ذیل امور پر زور دیا ھے :

(۱) اللہ کی راہ میں قیام عدل و انصاف اور استیصال ظلم و عدوان کیلیے جہاد کرو -

(۲) اس نے تم کو تمام دنیا میں بزرگی اور برائی کیلیے چن لیا ھے -

(۳) تمہاری شریعت ایسی صاف اور سادہ ھے ' جسمیں مثل دیگر شرائع کے ترقیات دنیویہ و سیاسیہ ' اور مدنیہ و عمرانیہ میں کسی طرح کی رکاوٹ اور حرج نہیں -

(۴) یہ ملۃ حضرت ابراھیم کي قائم کی ھوئی ھے ' جنھوں نے راہ اسلام میں اپنے نفس کی قربانی کی ' اور اپنے بیٹے کی گردن پر چھري رکھدي - چونکہ یہی جان فروشی اصل حقیقت اسلام ھے ' اسلیے اس نے تمہارا نام " مسلم " رکھا ' اور اب بھی اسی نام سے متصف رھوگے -

(۵) یہ اسلیے ھوا تاکہ جو ھدایت تم کو رسول سے ملی ھے ' وہ تمام دنیا تک پہنچاو -

(۶) پس تمہارا کام دنیا میں یہ ھے کہ صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرو ! اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لٹاؤ ! اسکے ھو جاو ! وھی تمہارا ایک آقا اور شہنشاہ ھے ' اور جسکا وہ آقا ھو ' اس غلام کی قسمت کو کیا کہیے !

طوبی لعبد تکون مولاہ !!

(۷) چھٹی آیت کو تمام مطالب بالا کا خاتمہ سمجھیے کہ صاف صاف لفظوں میں مسلمانوں کا مقصد بتلا دیا ھے - یعنے فرمایا کہ مسلمانوں کی قوم ایسی ھوگی کہ اگر اسے زمین پر قائم کردیا جاے ' تو وہ اللہ کے نام کی پکار بلند کریگی ' اسکی بندگی و عبادت کی طرف داعی ھوگی ' عدل و صداقت اور معروف و حقانیت کا حکم دیگی ' برائیوں سے روکیگی ' اور اس طرح دنیا اور دنیا کے رھنے والوں کی اصلاح میں اپنی زندگی و قیام ' اور حکمرانی و تسلط سے کام لیگی -

الہلال کي ایجنسي

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ گجراتي ' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ھے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

خدا نخواستہ اسلامی حکومت کے تحفظ کی کوئی خواہش یا اسکے سیاسی مرکز کی محبت اب ہم مسلمانوں میں باقی نہیں رہی ہے - کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ' ان یقولون الا کذبا -

لیکن اس امر پر زور دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہن میں اسلامی حکومت کا تصور محض حفاظت حرمین الشریفین کی مقصد میں محدود ہوگیا ' اور ترکوں کے زوال پر چونکہ بار بار کہا گیا کہ اسلامی حکومتوں کی بربادی کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت حسب اسباب ظاہری خطرے میں ہے ' اس سے اور زیادہ اس خیال کو تقویت ہوئی - حتی کہ اب لوگ سمجھنے لگے کہ ہمارا اعلی سے اعلی کام صرف یہ ہے کہ کعبے کے نام سے عہد خدمت لینا شروع کردیں ' اور پھر اسکا وسیلہ صرف یہ قرار دیا گیا کہ روپیہ جمع ہوجائے !!

لیکن میں اس پکار کے بلند کرنے پر مجبور ہوں کہ :

خوش میروی ' اما رہ مقصود نہ اینست

ہم مسلمان ہیں ' اور ہم دنیا میں اسلیے نہیں آئے ہیں کہ کعبۂ معظمہ کی خدمت کریں ' بلکہ ہم اسلیے پیدا کیے گیے ہیں تاکہ تجلی گاہ کعبہ کے ساتھہ ہوکر تمام عالم کی خدمت کریں - ہم کعبے کے محافظ نہیں ہیں ' بلکہ ہم میں ایک چیز ہے ' کہ اگر اسکو پالیں تو خود ہمارا وجود تمام عالم کیلیے کعبہ بنے - دنیا ہمارا طواف کرے ' اور مخلوقات الہی احرام نیاز باندھکر ہماری طرف دوڑیں -

ہماری کوششوں کا نصب العین کبھی بھی حفاظت کعبہ نہیں ہوسکتا ' کیونکہ ہم خواہ کتنا ہی اپنے تئیں بھول گئے ہوں ' مگر ہمارا خداے ذوالجلال ہمیں یہ یاد دلانے کیلیے موجود ہے کہ ہمارا نصب العین زندگی تمام عالم کی محافظت ہے - ہم سے کسی نئے اقرار لینے کی ضرورت نہیں ' بلکہ ہم کو ہمارا بھولا ہوا اقرار یاد دلا دینا کافی ہے - جبکہ خداوند خداے قدوس نے داؤد کے ہیکل سے اپنا رشتہ توڑا ' اور جبل بوقبیس کی غاروں کو اپنی محبت کا نشیمن بنایا تو ہم سے کہا کہ :

ثم جعلناکم خلائف	اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے
فی الارض ' لننظر من بعد	تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ
ہم کیف تعملون ؟	دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے
(۱۰ : ۵)	ہیں ؟

پس ہم صرف کعبہ کے وارث نہیں ہیں کہ اسکی خدمت کریں ' بلکہ ہم تمام عالم کے وارث ہیں ' اور ہمیں اسی کی خدمت کیلیے بلانا چاہیے - ہمارا نصب العین ہمارے خدا نے مقرر کردیا ہے ' اور اب کسی نئے نصب العین کی ضرورت نہیں - ہماری کوششوں اور ہمتوں کا مرکز ہم کو قران نے بتلا دیا ہے ' اور اب ہمارے لیے اسکے سوا کسی خود ساختہ راہ سعی پر لگانے کی دعوت بیکار ہے - ہمارا مقصد زندگی بلند اور اعلی ہے - اور اسکا طول و عرض تمام کرۂ زمین پر پھیلا ہوا ہے - پھر یہ کیا ہے کہ تم اسے تنگ کر رہے ہو ؟ زمین جبکہ ہم پر تنگ ہو رہی ہے ' تو پھر کہ ہماری ہمت کی وسعت بھی ان آوازوں سے تنگ ہوجائے

مقصد وحید امۃ مرحومہ

یہ جو میں کہہ رہا ہوں تو تفکر کا محتاج ' اور ہمہ تن دل ہوجانے کا طالب ہے - آج جو کچھہ ہم پکار رہے ہیں ' کل کو یہی ہمارے دل و دماغ پر نقش ہوگا - پس مقصدوں اور ارادوں کی عمارت بناتے ہوے پہلی اینٹ کی غلطی خطرناک اور ناقابل تلافی ہوتی ہے - ہم کو صرف قران حکیم کی طرف رجوع ہونا چاہیے اور اسی میں اپنے مقاصد حیات و مساعی کیلیے ایک نصب العین تلاش کرنا چاہیے -

قران حکیم نے اس بارے میں جو کچھہ کہنا تھا روز اول ہی کہدیا :

کنتم خیر امۃ اخرجت	تم دنیا کی تمام امتوں میں سے بہترین
للناس ' تامرون بالمعروف	امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو
و تنہون عن المنکر و	برائیوں سے روکتے ہو ' اور اللہ
تومنون باللہ (۳:۱۰۶)	پر ایمان رکھتے ہو !

دوسری جگہ فرمایا :

وکذلک جعلناکم امۃ	اور اسی طرح ہم نے تم کو عدل
وسطا لتکونوا شہداء علی	و اعلی امت بنایا تاکہ انسانوں
الناس و یکون الرسول	کیلیے تم گواہ ہو ' اور تمہارا
علیکم شہیدا (۲ : ۱۲۷)	رسول تم پر گواہ ہو !

تیسری جگہ کہا :

ولتکن منکم امۃ یدعون	تم میں سے وہ جماعت ہونی چاہیے '
الی الخیر ' و یامرون	جو دنیا کو نیکی کے طرف
بالمعروف و ینہون عن	بلاے ' بھلائی کا حکم دے ' اور
المنکر ' اولئک ہم	برائیوں سے روکے - ایسے ہی لوگ
المفلحون (۳ : ۱۰۲)	دنیا میں فلاح پاتے ہیں -

چوتھی جگہ زیادہ تصریح کی :

وجاہدوا فی اللہ حق	اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو
جہادہ ہو اجتباکم	حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو
وما جعل علیکم فی	تمام دنیا کی قوموں میں سے
الدین من حرج ' ملۃ	برگزیدگی کیلیے چن لیا - پھر جو دین
ابیکم ابراہیم '	تم کو دیا گیا ہے ' اسمیں تمہارے لیے
ہو سماکم المسلمین	کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت
من قبل و فی ہذا '	تمہارے مورث اعلی ابرہیم کی ہے '
لیکون الرسول شہیدا	اور اس نے تمہارا نام " مسلم " رکھا ہے
علیکم ' وتکونوا شہداء	گذشتہ زمانے میں بھی اور اب بھی
علی الناس ' فاقیموا	تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام
الصلوۃ و اتوا الزکوۃ	عالم کی نجات اور ہدایت کیلیے
واعتصموا باللہ ' ہو مولاکم	شاہد ہو - پس اللہ کے رشتے کو
فنعم المولی ونعم النصیر !	مضبوط پکڑو ' جان اور مال دونوں
(۲۲ : ۷۸)	کو اسکے لیے لگاؤ ' وہی تمہارا ایک

آقا ہے ' اور پھر جس کا خدا آقا ہو ' اسکا کیا ہی اچھا مالک ہے ' اور کیسا قوی مددگار !!

پانچویں آیۃ میں صاف صاف تصریح کردی :

الذین ان مکنا ہم فی	مسلمانوں کی قوم وہ قوم ہے کہ اگر ہم
الارض ' اقاموا الصلوۃ وآتوا	انکو حکومت و بزرگی دیکر دنیا میں
الزکوۃ و امروا بالمعروف	قائم کردیں ' تو وہ اللہ کی عبادت اور
و نہوا عن المنکر '	اسکے نام کی تقدیس کو قائم کرینگے '
وللہ عاقبۃ الامور	مال و دولت سے انسانوں کو فائدہ
(۲۲ : ۴۳)	پہنچائیں گے ' اور دنیا سے برائیوں کو

مٹائینگے - اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھہ ہے -

اور بھی آیات کریمہ ہیں جو اس بارے میں روشنی بخشتی ہیں ' لیکن سردست انہی پر اکتفا کرتا ہوں -

ان ایات میں سے ایک ایک پر غور کرو ' اور دیکھو کہ تمہارا خداے قدوس تم کو مقصد حیات و سعی کے لحاظ سے بلندی

برخلاف اسکے بعض بچے روز اول هی سے اپني ظاهري و باطني قوتوں کي خبر دیدیتے هیں - انکے جسم کي شگفتگی ' انکے اعضاء کي قوت ' انکے قد وقامت کا غیر معمولي تھان ' اور انکے ذهن و دماغ کے ما فوق العادة ظهور ایسے هوتے هیں ' جو انکے اقران و امثال سے انکو ممتاز و نمایاں کردیتے هیں - جبکه بہت سے بچے جھولے میں پڑے نقل و حرکت سے مجبور هوتے هیں ' تو ایک غیر معمولی استعداد ترقی رکھنے والا بچه هوتا هے ' جو گھٹنوں کے بل صحن خانه میں دوڑتا پھرتا هے ' اور اگر ذرا سا بھی سہارا مل جاے ' تو اپنی قوة نمو کے جوش سے بے صبر هوکر کھڑے هونے اور پانوں پانوں چلنے کے لیے طیار هو جاتا هے !

دعوت الهـــلال

(الهلال) صرف خبروں کے ایک هفته وار اخبار اور دلچسپ مقالات و رسائل کے کسی مجموعے کا نام نہیں هے ' بلکه وہ ایک دعوت هے ' جو قوم کو بلاتي هے - اور ایک تحریک هے ' جو جماعتوں میں انقلاب و تغیر دیکھنا چاهتي هے - پس آج که اسکي عمر کا پہلا سال ختم هوچکا هے ' اور دوسرے سال میں قدم رکھه رها هے ' ضرور هے که حیات انساني کي اس تمثیل کو پیش نظر رکھکر ' اسپر ایک نظر ڈالی جاے که اسکي گذشته حالت کیسی رهی ' اور اسکا ماضی اپنے مستقبل کے لیے کن علائم و آثار کو نمایاں کرتا هے ؟

خطـــة المجـــله

(الهلال) کو شائع هوے کامل ایک سال کا زمانه گذر گیا ' مگر آجتک اسکے " اغراض و مقاصد " کے عنوان سے کوئی مستقل مضمون نہیں لکھا گیا - نه اسلیے که اس ضروري موضوع سے پہلو تہی کی گئی ' بلکه اسلیے که آغاز اشاعت سے لیکر اس وقت تک ' اسکي هر تحریر اور هر چھوٹا سے چھوٹا نوٹ بھی اسطرح اسکے اغراض و مقاصد کا لسان حال اور ترجمان ضمیر تھا ' که کسي مستقل مضمون کي اسکے لیے ضرورت هي نه هوئي - اس عرصے میں تقریباً هر موضوع اور هر رنگ کے مضامین اسمیں نکلے - اسکے مخصوص طرز کے مضامین کے علاوہ عام سیاسي حالات پر بحث کي گئی - واقعات و حوادث پر نظر ڈالی گئی - سوالات کے جواب دیے گئے ' خالص دیني اور خالص ادبی مقالات بھی شائع هوے - شذرات کے کالم میں اسکا دائرۂ بحث عام تھا - مقالات افتتاحیه میں عموماً کوئی سیاسی یا دینی مضمون هوتا تھا ' یا قران حکیم اور تعلیمات اسلامیه کے متعلق کوئی بحث هوتی تھي - مقالات کے تحت میں تراجم اور اقتباسات هوتے تھے ' یا کوئی مستقل عنوان بحث - کارزار طرابلس و بلقان میں پہنچکر معرکۂ قتال و جدال گرم هوتا تھا ' اور جنگ کے کسی خاص منظر کے دکھلانے کی کوشش کی جاتي تھی - نامورانِ غزوۂ طرابلس و بلقان میں کسي خاص شخص کے حالات هوتے تھے ' اور اُن جذبات جانفروشي کی تعبیر و تبلیغ کی کوشش کی جاتی تھی ' جو صدیوں سے عالم اسلامی فراموش کرتاً جاتا هے - مذاکرۂ علمیه کا باب بہت کم رها ' تاهم دو چار مضمون شائع هوسکے - اسئلة و اجوبتها اور مراسلۂ و مناظرہ میں عام استفسارات کے جوابات هوتے تھے ' اور یه مختلف امور و مباحث سے تعلق رکھتے تھے - غور کیجیے تو ان میں سے هر باب دوسرے باب سے اپنے موضوع و اطراف بحث میں مختلف هوتا تھا ' اور مختلف قسم کي نظروں کي اسکے لیے ضرورت هوتي تھي - تاهم احباب کرام اس سے متفق هونگے که ان تمام مختلف خطه هاے بحث و نظر میں (الهلال) کا مقصد خاص هر جگه موجود تھا ' اور اسکی دعوت حقیقي اپني اصلي صورت کے ساتھه هر صحبت میں بے نقاب هوتی تھي -

خواہ کوئي میدان هو ' لیکن اسنے اپنا هاتھه جس دلیل راہ کے هاتھوں میں دیدیا تھا ' اس سے وہ کبھي علحدہ نہیں هوتا تھا - و ذالك فضل الله یوتیه من یشاء ' و الله ذو الفضل العظیم -

یک چراغیست دریں خانه که از پرتو آں
هر کجا مي نگري انجمنے ساخته اند

اسکا مقصد وحید هر جگه نمایاں تھا ' اسکي آواز هر گوشے سے اٹھه رهي تھی ' اسکي صورت کسي حجاب سے بھي مستور و محجوب نہیں هوسکتي تھی - وہ کوئي انساني جمال عام و تعقل نه تھا ' جسپر کوئی انساني هاتھه پردہ ڈال سکتا - وہ تعلیم الهي کے نور مبین کا تجلی گاہ تھا ' اسلیے اسکي شعاعیں آهني دیواروں سے بھي مستور نہیں هوسکتي تھیں : افمن شرح الله صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربه ' فویل للقاسیة قلوبهم عن ذکر الله -

صراط مستقیم

اس نے روز اول هي سے اپنے لیے صرف ایک راہ اختیار کرلي هے - پس اسکو اپنے اغراض و مقاصد کیلیے کسي لمبي چوڑي فهرست کي ضرورت نه تھي ' جیسي که بہت سے لوگوں کو هوا کرتي هے - وہ " علمی ' تمدني ' اخلاقي ' سیاسي ' ادبي ' اصلاحي ' و کذا و کذا " کو اپنے لوح پر لکھوانے کي ضرورت نہیں سمجھتا تھا - اس نے الهلال کي لوح کي جگه صرف اپنے لوح دل پر ایک هي مقصد لکھه لیا تھا ' یعنے " دعوة الی القران " یا " امر بالمعروف و نهي عن المنکر " اور یه ایک ایسا چراغ هدایت اُسے میسر آگیا تھا ' جس سے اصلاح و دعوت کي هر شاخ کو وہ روشن کرسکتا تھا - پس اسکے لیے " تمدن ' معاشرت ' علم ' اخلاق ' اور سیاست " کے الفاظ بالکل بیکار تھے - کیونکه اسکے پاس وہ تھا ' جس سے وہ اپنے عقیدے میں سب کچھه حاصل کرسکتا هے - پر جنکے پاس وہ نہیں هے ' انهیں گھر گھر کي ٹھوکریں کھاني اور دروازے دروازے دریوزہ گری کرني پڑتي هے ! : و من لم یجعل الله له نوراً ' فما له من نور ؟

امر بالمعروف و نهي عن المنکر

بارها گفته ام و بار دگر مي گویم

آپ تکرار بیان سے مکدر نہوں که اعلان صداقت میں کبھی بھی ندرت نہیں هوتی ' بلکه صرف تکرار و اعادہ هی هوتا هے - جو چیز نئی هے ' اسکی جدت سے لطف اٹھائیے ' لیکن صداقت جو ایک هی هے ' اور همیشه سے هے ' اسکے اعلان و دعوت میں جدت و ندرت کہاں سے آئیگي ؟ سوا اسکے که بار بار دهرائی جاے ' اور ایک هی بیج کی مختلف موسموں میں بار بار تخم ریزي هو - شاید کسی وقت زمین اُسے قبول کرلے اور برگ و بار و شجر و اثمار سے مالامال هوجاے :

ما طفل کم سواد و سبق قصه هاے درست
صد بار خوندۂ و دگر از سر گرفته ایم

قران کریم میں ایک هی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا هے - اسکی علت پر تدبر کیجیے که کیا تھی ؟ فرمایا که :

اُنظر کیف نصرف الایات لعلهم یفقهون (۱۶ :)	" دیکھو ' هم اپنی آیتوں کو کس کس طرح پھیر پھیر کر مختلف صورتوں اور مختلف اطراف و نتائج کے ساتھه بیان کرتے هیں تا که لوگ سمجھیں اور عقل و بصیرت حاصل کریں - "

فضل الهی نے روز اول هی سے اس عاجز کی زبان پر " امر بالمعروف و نهی عن المنکر " کا لفظ جاري کردیا هے ' ولوکرہ

مقالات

فاتحة السنة الثانية

المجلد الثالث

مباش غمزده عرفي كه زلف قامت دوست
جزاے همت عالي ر دست كرته ماست

(۲)

تمثيل حيات انساني

الهلال كي دو ششماهي جلديں ختم هوگئيں ' اور اب تيسري كا آغاز هے - يعنی اسكي اشاعت پر كامل ايک سال گذر گيا ' اور اس جلد سے اپني عمر كے دوسرے سال ميں قدم ركهتا هے -

انسان كی حيات شخصي ' اس ارتقا آباد عالم كي هر شے كيليے ايک بهترين تمثيل هے - وه پيدا هوتا هے ' طفوليت كے عهد ابتدائي كے بعد سن شعور ميں قدم ركهتا هے ' پهر زندگي كے بهترين دور قوی ' يعنے جواني سے گذرتا هے - آخر ميں جب اسكي ترقی عهد كمال تک پهنچ جاتی هے ' تو پهر پردۂ عدم ميں مستور هوجاتا هے كه وهيں سے اسكا ظهور بهي هوا تها :

الله الذي خلقكم من ضعف ' ثم جعل من بعد ضعف قوة ' ثم جعل من بعد قوة ضعفا و شيبه ' يخلق ما يشاء و هو العليم القدير (۳۰ : ۴۳)

" الله هي وه حكيم و قدير هے ' جسنے تم كو كمزور حالت ميں پيدا كيا ' پهر طفوليت كي كمزوري كے بعد جوانی كی طاقت و توانائي عطا فرمائي - پهر طاقت كے بعد دوباره ضعف و نقاهت اور بڑهاپے كي كمزوري ميں ڈالديا - وه جس حالت كو چاهتا هے ' پيدا كرديتا هے - اور وه تمهارے تمام حالتوں سے واقف اور هر حالت كا ايک اندازه كرديني والا هے "

يهي حالت دنيا ميں هر شے كي هے - آغاز و اتمام ' اور ارتقا و انحطاط كے قانون طبيعي كے اثر سے كوئي حيات جسمانی و غير جسماني خالي نهيں -

ليكن با ايں همه ' هر آغاز اپنے اندر وسط و انتها كيليے آثار ركهتا هے ' اور هر بيج جو سطح خاک سے سر نكالتا هے ' بتلا سكتا هے كه اسكا مستقبل كيسا هوگا ؟ انسان كي حيات شخصي كا ابتدائي عهد ايک متشكل و متحرک مضغۂ گوشت سے زياده نهيں هوتا - اسكي تمام جسماني و دماغي قوتيں پردۂ خفا ميں مستور هوتي هيں ' اور اسكے قواء حيات اس درجه ضعيف هوتے هيں كه انكي هستي وجود و عدم كے درميان معلق نظر آتي هے - تاهم ' انهي ميں ايسے آثار و علائم بهي هوتے هيں ' جو اپنے مستقبل كي نسبت پيشين گوئي كرديتے هيں ' اور صاحبان فراست و توسم (۱) كيليے اُن ميں بهت سي بصيرتيں پوشيده هوتي هيں :

و ان في ذالك لايات للمتوسمين (۱۵ : ۷۵)

بيشک ' اسميں بهت سي نشانياں هوتي هيں ' صاحبان فراست كيليے -

دعوت و اصلاح

يهی حال هر اصلاح و عمل كي دعوت ' اور هر ارشاد و هدايت كي تحريک كا هوتا هے - گمراهيوں كے بعد جب كبهي هدايت كا ظهور هوا هے ' تاريكيوں كے بعد جب كبهي روشني چمكي هے ' شيطاني قوتوں كے تسلط كے بعد جب كبهي سلطان الهی كا تخت بچها هے ' تو اسكي ابتدا هميشه ايسی هي هوئی هے - وه مثل ايک طفل ضعيف كے پيدا هوتی هے - اسپر بهي ابتدائی عهد ضعف و نقاهت كا گذرتا هے ' جبكه اسكا وجود حيات ابتدائي كا ايک ضعيف ترين نمونه هوتا هے - اسكا ظاهري جسم بهي ايک طفل شيرخوار كي طرح صغير و حقير هوتا هے ' اور اسكی تمام باطنی قوتيں اور طاقتيں ايک مضغۂ گوشت كے اندر پوشيده هوتی هيں - ليكن اسكے بعد پهر وه بڑهتی هے اور پهيلتی هے ' اسكي پوشيده قوتيں اُبهرتی هيں ' اسكی مخفی طاقتيں ظاهر هوتی هيں ' اور اسكے جسم و قویٰ ميں حيرت انگيز اور سريع السير نشو و نما هونے لگتا هے - يهاں تک كه ايک زمانه آتا هے ' جب وه دعوت صداقت كا طفل شيرخوار ' جو اپني زندگی كيليے دوسروں كا محتاج تها ' جسميں صورت اور حركت كے سوا اور كوئی انسانی قوت نماياں نه تهی ' جسكا قد حقير ' اور جسكا جسم كمزور و صغير تها ' ايک طويل القامة ' عريض الكتفين ' قوي البنيه ' شديد البأس ' اور داراے قواء گوناگوں و بوقلموں ' و خصائص و خصائل عجيبه و غريبه بنكر ' ايک عظيم الشان آيۃ قدرت و حكمت الهيه هوجاتا هے :

و لقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ' ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ' ثم خلقنا النطفة علقة ' فخلقنا العلقة مضغة ' فخلقنا المضغة عظاما ' فكسونا العظام لحماً ' ثم انشاناه خلقاً اخر ' فتبارک الله احسن الخالقين - (۲۳ : ۱۰)

" اور هم نے انسان كو جوهر گل سے بنايا ' پهر هم نے اسكو مادۂ حيات كي صورت ميں ٹهرنے كي جگه دي ' پهر اس ماده كو ايک لوتهڑا سا بناديا ' پهر اس لوتهڑے كو ايک مضغه كي شكل ميں بدلديا ' پهر اسميں هڈياں پيدا هوگئيں ' اور هڈيوں پر گوشت چڑهگيا - ان تمام مراتب تخليق كے بعد ' اخر كار اسے بالكل ايک دوسري هی مخلوق بناكر كهڑا كرديا - پس سبحان الله ! كيسی عجيب خدا كي قدرت و حكمت هے ' جسكي تخليق بهتر سے بهتر اور احسن سے احسن تخليق هے ! ! "

اختلاف نشو و ارتقا

پهر جسطرح مختلف طفوليتوں كا اُٹهان مختلف قسم كا هوتا هے ' اور نشو و نما اور رفتار عروج و ارتقاء كي حالت بهي يكساں نهيں هوتي - اسي طرح تحريک و دعوت كے نشو و ارتقا كي حالتوں ميں بهي اختلاف هوتا هے - تم نے بعض بچوں كو ديكها هوگا كه ابتدا هی سے ضعيف و نزار هوتے هيں ' يا ذهن و قویٰ كی تيزي و حدّت كا كوئي ظهور انكي بد و طفوليت ميں نهيں هوتا -

---

(۱) توسم كے معنی فراست كے هيں - احاديث ميں بهي آيا هے : ان لله تعالی عباداً ' يعرفون الناس بالتوسم (منه)

[illegible] اسلام

الحرية في الاسلام

[illegible]

و امرهـــم شورى بينهـــم (۴۲ : ۳٦)

(۲)

جبلــه بن ايهـم الغســـاني

جبله بن ايهم غساني ايک عيسائي شاهزادے نے عهد فاروقي ميں اسلام قبول کيا تها - طواف کعبه کے موقع پر اوسکي چادر کا ايک گوشه ايک شخص کے پانوں کے نيچے آگيا - جبله نے اوسکے منهه پر ايک تهپڑ کهينچ مارا - اسنے بهي برابر کا جواب ديا - جبله غصه سے بيتاب هوگيا اور حضرت عمر کے پاس آکر شکايت کي - آپنے سنکر کها که تم نے جيسا کيا تها ، ويسی هی اوسکي سزا بهي پائی - اسنے کها:

" همارے ساتهه کوئي گستاخي کرے تو اوسکي سزا قتل هے "

مگر حضرت عمر نے فرمايا :

" هاں ، جاهليت ميں ايسا هي تها ، ليکن اسلام نے شريف و ذليل اور پست و بلند کو ايک کرديا "

جبله اس ضد ميں پهر عيسائی هوگيا اور روم بهاگ گيا ، ليکن خليفۀ اسلام نے مساوات اسلامي کي قانون شکني گوارا نکي -

خود آنحضرت کا اسوۂ حسنه

مساوات قانوني کو چهوڑ کر اسلام کي عام طرز مساوات پر غور کرنا چاهيے - انحضرت تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تهے ، تا هم آپ نے عام مسلمانوں سے اپنے ليے - کبهی کوئي زيادہ امتياز نهيں چاها -

ايک سفر ميں کهانا پکانے کيليے صحابه نے کام تقسيم کر ليے ، تو جنگل سے لکڑياں لانيکي خدمت سرور کائنات نے خود اپنے ذمه لی !

حضرت انس دس برس خدمت نبوي ميں رهے - ليکن اونکا بيان هے که اس مدت طويل ميں ميں نے جتني خدمت آپکي کي ، اوس سے زيادہ آپ نے ميري کي - مساوات کا يه عالم تها که " ما قال لي في شي لما فعلت ؟ " يعني تحکمانه کام لينا يا جهڑکي دينا تو بڑي بات هے ، کبهي آپنے اتنا بهي نه کها که فلاں کام يوں سے يوں کيوں کيا ؟

غلام اور آقا

ايک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمايا :

" يه تمهارے بهائی هيں ، جنکو خدا نے تمهارے هاتهه ميں ديا هے - جو خود کهاؤ - وہ انکو کهلاؤ ، جو خود پهنو ، وہ انکو پهناؤ "

اسلام نے نهايت شدت کے ساتهه اس سے روکا که کوئي انسان کسی دوسرے انسان کو ، خواہ وہ کيسا هي ادني درجه کا کيوں نه سمجها جاتا هو ، " غلام " اور " باندي " کهے ، کيونکه سب خدا هی کے غلام هيں - اسی طرح غلاموں کو فرمايا که اپنے مربيوں کو آقا نه کهيں که مساوات اسلامی ميں اس سے فرق آتا هے -

ايک بار ايک صحابی نے آنحضرت کو ان الفاظ سے خطاب کيا که " اے آقاے من " آپ نے فرمايا : " مجهکو آقا نه کهو - آقا تو ايک هی هے ، يعنی خدا "

صحابه کا طرز عمل

خلفاے راشدين جو تعليم اسلامی کے زندہ پيکر تهے ، اونکا بهی هميشه يهی طرز عمل رها - حضرت عمر اور انکا غلام سفر بيت المقدس ميں باري باری سے سوار هوتے تهے - بيت المقدس کے جب قريب پهونچے تو غلام کی باري تهی - غلام نے عرض کيا که آپ سوار هوں که شهر نزديک آگيا - آپ نے نمانا ، اور آخر خليفۀ اسلام بيت المقدس ميں اسطرح داخل هوا که اوسکے هاتهه ميں اونٹ کي مهار تهی ، اور اونٹ پر اوسکا غلام سوار تها ! ! حالانکه يه وہ وقت تها ، جب که تمام شهر خليفۀ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا ديکهنے کيليے امڈ آيا تها - يه واقعه مشهور هے - تفصيل کی ضرورت نهيں -

واقعۀ اجنادين ميں رومي سپه سالار نے ايک جاسوس مسلمانوں کے دريافت حال کيليے معسکر اسلام ميں بهيجا - جاسوس اسلام کے ان سچے نمونوں کو ديکهکر جب واپس آيا ، تو رومی سپه سالار سے ايک تحير کے عالم ميں بول اٹها :

هم بالليـل رهبـان	يه لوگ راتوں کو استغراق عبادت ميں
و بالنهـار فرسـان -	راهب هوتے هيں مگر دن کو شهسوار - اگر
لو سرق ابن ملكهـم	انکا شاهزادہ بهي چوري کرے تو هاتهه
قطعوه ، و اذا	کاٹ ڈاليں ، اور اگر زنا کرے تو اسے بهی
زنـــي رجمـــوه	رجم کريں

خصائص مسلم کی يه اصلی تصوير تهی !

مساوات قانوني کي ايک مثال وحيد

قبيلۀ مخزوم کي ايک عورت چوري ميں ماخوذ هوئي - قريش نے رسول الله صلی الله عليه وسلم سے سفارش کرنے کيليے حضرت اسامه کو آمادہ کيا ، جنکو آپ بهت عزيز رکهتے تهے - ليکن جب اس واقعه کے متعلق اسامه نے آپ سے سفارش کي تو آپنے لوگوں کو جمع کرکے فرمايا :

انمـا أهلـک الذين	اے لوگو ! تم سے پہلے قوميں اسليے هلاک
قبلكم ، انهـــم كانوا اذا	کي گئيں که جب اُن ميں سے کوئي
سرق فيهـم الشريف ،	بڑا آدمي چوري کرتا تها (چوري کا
تركوه ، و اذا سرق فيهم	ذکر صرف خصوصيت واقعه کي بنا پر هے
الوضيـع ، اقامـوا عليه	ورنه اس سے مراد عام جرائم هيں)
الحد - و ايم الله ، لو ان	تو لوگ اوسکو چهوڑ ديتے تهے ، پر جب

المنافقون المفسدون ' والملحدون المارقون - ویابی الله الا ان یتم نورہ ولوکرہ الکافرون -

یہ کاروبار الہیہ کا وہ مقصد وحید ہے کہ دنیا میں شریعتوں کا ظہور اسی لیے ہوا ' انکے متبعین اور ایمۂ و خلفا کی زندگیاں اسی غرض سے مقدس کی گئیں ' صداقتوں کے علم اسی کے اعلان کیلیے لہراے ' تاریکیوں میں روشنی کے منارے اسی کے واسطے ظلمت رباے عالم ہوے ' اور حق و ہدایت کے معبد جب کبھی تعمیر ہوے تو اسی کے نام پر پکارے گئے -

یہ ایک تلوار ہے ' جسکو الله کا ہاتھ چمکاتا ہے ' تاکہ شیطان اور اسکی فوجوں کو خاک و خون میں لوٹاے - یہ ایک علم حقانیت ہے ' جو الله کے مخفی ہاتھوں سے بلند ہوتا ہے ' تاکہ شیطان آباد ضلالت میں الله کی حکومت کا اعلان کردے - یہ نصرت و فتح مندی کی ایک جنود مخفی ہے ' جسکو خدا اپنے بندوں کے تابع کردیتا ہے ' تاکہ وہ ضلالت و مفاسد کے شیاطین سے حرب و قتال کریں ' اور انکی پھیلائی ہوئی خباثت سے اسکی زمین کو پاک کردیں - یہ شہنشاہوں کی سی عظمتوں اور ملکوں اور قوموں کی سی طاقتوں کا ظہور ہوتا ہے ' تاکہ جو پرستاران ابلیس الله کی جلال صداقت کی تحقیر کرتے ہیں ' انکو الله کی عزت کی خاطر ذلیل و رسوا کرے ' انکے مغرور سروں کو اپنی جبروت حق و صداقت کے پانوں سے ٹھوکر مارے اور ظالمانہ روندے ' انکے غلیظ و تاریک سینوں کو اعلان و ارشاد کے نیزہ ہاے بے امان سے چھلنی کردے ' انکے دعوا ہاے باطلہ و اعلانات کاذبہ کی بڑی بڑی عمارتوں کو ' جنکی بنیادیں شیطان کے ہاتھوں سے محکم ' اور جنکی محرابیں ارواح خبیثہ کی پرواز سے بلند کی گئی ہیں ' یکسر مسمار و منہدم کردے -

انسانی استبداد و استعباد کے وہ مہیب بت ' جنھوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ دیا ہے ' اور جنکی قوۂ شیطانیہ کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر و تسلط کی صورت میں ' کبھی دولت و مال اور عز و جاہ کے غرور میں ' کبھی جماعتوں کی حکمرانی اور رہنمائی کے ادعا میں ' اور کبھی علم و فضل اور زہد و تقوی کے گھمنڈ میں ' غرضکہ مختلف شکلوں اور مختلف ناموں سے الله کے بندوں کو الله سے چھیننا چاہتے ہیں ' در حقیقت ارض الہی پر طغیان و فساد کا اصلی منبع ' اور شر و فتن کا حقیقی سرچشمہ ہیں - پس خدا ' جو صداقت کی پرورش کرنے والا ' اور باطل کو اسکی مرادوں میں ناکامی بخشنے والا ہے ' کبھی بھی اپنے قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے سے غافل نہیں ہوتا - وہ اعلان حق اور قیام امر کیلیے ہمیشہ ایک یکساں اور غیر متغیر قانون کے ماتحت صداقتوں کو ظاہر کرتا ' اور اسکے ذکر کو اپنی عظمت و جبروت سے علو و رفعت بخشتا ہے - تا حق و باطل میں معرکۂ قتال گرم ہو - جنود الہی اور جنود شیطانی باہم صف آرا ہوں - تلواریں چلیں ' اور نیزوں کے سرے دل و جگر میں اتریں - بالاخر جب حوصلے نکل جائیں ' ہمتیں ختم ہوجائیں ' غرور اور گھمنڈ کی حسرتیں ایک ایک کرکے پوری ہو رہیں ' اور انسان اپنی ساری طاقت کو آزمالے ' تو پھر بالاخر جس طرح کہ ہمیشہ ہوا ہے قدرت الہی کو فتح ہو ' امر بالمعروف کی چھنی ہوئی حکومت پھر واپس آجاے ' اور یہ نصرت عظیم اور فتح مبین حق و صداقت کیلیے ایک کھلی ہوئی نشانی ہو :

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ' انہم لہم المنصورون " اور ہم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و ہدایت کیلیے لوگوں کی

طرف بھیجا ' انکی نسبت پہلے ہی دن سے ہمنے کہدیا ہے کہ وان جندنا لہم الغالبون (۱۷۱ : ۳۸) ہماری تائید و نصرت سے یقیناً وہی فتح یاب و مظفر ہونے والے ہیں ' اور بیشک ہماری ہی فوج سب پر غالب آکر رہیگی "

ظہور و ورود !!

شریعت الہی ایک ہے ' اور صداقت کے بہت سے نام ہوں ' مگر اسکا وجود ایک سے زائد نہیں - و لله در ما قال :

عباراتنا شتی و حسنک واحد
و کل الی ذاک الجمال یشیر !

پس صداقتوں کا ظہور ہمیشہ یکساں ہوا ہے ' اور خواہ وہ کسی نام سے ظاہر ہوی ہوں ' مگر اسی امر بالمعروف کی حقیقت میں داخل ہیں - حضرت ابراہیم نے کلدانیوں کا بت خانہ توڑا ' مگر حضرت موسی نے فرعون کی شخصی حکمرانی کے ظلم و استبداد کا بت اور بنی اسرائیل کی غلامی کی زنجیریں توڑیں -

پس چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ایک حقیقت ہے ' جو حقائق نبوت سے ماخوذ اور اسی کے فیضان جاری کا اقتباس ہے ' اسلیے اسکے متبعین کی سنت بھی ہمیشہ ایسی ہی رہی ہے ' اور ہمیشہ ایسی ہی رہیگی - وہ ہر باطل پرستی کا استیصال کرنا چاہتی ہے ' جو مرضات الہیہ کے خلاف ہو ' خواہ اسکا نام دنیا نے سیاست رکھا ہو ' خواہ مذہب ' اور خواہ تم اسکو اخلاقی اباطیل سے موسوم کرو خواہ تمدنی سے ' مگر جب کسی تاریکی کے مقابلے میں روشنی چمکے ' جب گمراہیوں کی رات کے بعد صداء ہدایت کا آفتاب طلوع ہو ' اور جب شیطان کی خوشیوں کی جگہ خداے رحمان کی خوشیوں کی پکار ہو ' تو تم یقین کرو کہ وہ صداقت ' جو ہمیشہ آیا کرتی تھی ' آگئی - وہ جمال ہدایت و سعادت ' جس نے سخت سی سخت تاریکیوں میں اپنے چہرۂ منور کو بے نقاب کیا تھا ' اب پھر نظارہ گیاں حقیقت کیلیے بے نقاب ہوگیا ' اور خداے قدوس و قیوم نے " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کی سنت مرسلین و صدیقین کو پھر از سر نو زندہ کردیا : و من یطع الله والرسول ' فاولئک مع الذین انعم الله علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین ' و حسن اولئک رفیقا (۴ : ۷۱)

اعلان

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکینڈ ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست بعض مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو مارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے -

چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹیڈل مشین ' جو پانوں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ڈیمائی مولیو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقی وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

سمیں امیر معاریه کے نائب نے مکر و خدع سے کام لیا تھا' اور قوم ر دھوکا دینا چاھا تھا -

حضـــرت امیر کي تصـــریح

امیر معاریه نے حضرت علیه امیر السلام کو لکھا تھا که تمکو خلیفه س نے بنایا ؟ حضرت جواب میں فرماتے ھیں :

ہ یا یعنی القوم الذین ایعوا ابا بکر و عمـــر و ثمان' و علي ما بایعوھم لیه' فلم یکن للشاھد ی یختار' ولا للغائب ان ر - و انما الشــــوری لمهاجرین والانصــــار ان اجتمعوا علی رجل سموہ اماماً' کان ذلك ی' فـان خرج من ر ھم خارج بطعـــن بدعة ردوہ الی مـا رج منه' فان ابی قاتلوہ ـی اتبـاعـه غیـــر بیـــل المـــومنین - نهـــج البـــلاغـه - ۲ ۰ ص - ۷ - مصر)

جس قوم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعـــت کي تھی' اور جن شرائط پر بیعت کی تھي' اوسی نے' اونھی شرائط پر میري بھی بیعت کي - جو مجلس انتخاب میں موجود ھو اوسکو حق نہیں که اپنی راے پر اڑا رھے' اور جو غیر حاضر ھو اوسکـو حق نہیں که اپنی غیر حاضري کی بنا پر انتخاب عام کو رد کرـے - حق مشورہ مہاجرین و انصار کو ھے' اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق الراے ھوجالیں اور اسکو امام مقرر کردیں تو یه اونکی رضاے عام پر دال ھے' پس اگر کوئی اونکی متفق علیه راے سے کسي طعن یا بدعت کے سبب سے علحدہ ھو تو اونپر واجب ھوگا که جس سے وہ علحدہ ھوا اوسکے قبول پر مجبور کیا جاے - اگر وہ اب ی نمانے تو اجماع راے مسلمین کي مخالفت کي بنا پر اوس ، جنگ کریں "

حقیقت یه ھے که جناب امیر نے ان چند فقروں میں انتخاب لافت و جمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کردی ھے' رایسی تفصیل' جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ھو سکتی -

یزید کي خلافت سے انکار

امیر معاویه کے عامل نے جب یزید کي نسبت مدینے میں طبه پڑھا اور کہا که خلافت کیلیے امیر المومنین یزید حسب نت اسلام خلیفه ھوتے ھیں' تو فوراً ایک مسلمان نے کھڑے ھوکر الله کہدیا که تم جھوٹے ھو - اسلام سے اس استبداد اور وراثت کیا تعلق ؟ یوں کہو که وہ شاھان روم و فارس کیطرح پادشاہ تا ھے ! یه واقعه تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ھے -

اس واقعه سے معلوم ھوتا ھے که کسي رئیس کا تقرر اگر بشکل نخاب نہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ھو سکتا تھا' له قیصر و کسراے اسلام سمجھا جاتا تھا - آنحضرت نے اپني مشہور یث میں اسي قسم کي حکومت کو " ملـک عضوض " فرمایا - اسي لیے حضرت عمر نے انتقال کے وقت اعلان فرما دیا میرے بیٹے عبد الله کا خلافت میں کوئي حصه نہیں -

بنـــو امیـه

خلافت راشده کے بعد بنو امیه کا دور فتن و بدعات شروع ھوتا ھے' ھوں نے نظام حکومت اسلامي کی بنیادیں متزلزل کر دیں - تاھم ب ارنھی میں قامع بدعت' محي السنة' حضرت عمر بن عبد العزیز ا ھوے' تو گو حسب سنت " ملک عضوض " سلیمان بن عبد الملك انھیں اپنا جانشیں مقرر کردیا تھا' تاھم چونکه از روے شریعت اسلام ي امام کے نصب کے لیے اسقدر کافی نه تھا' اسلیے انھوں نے مجمع عـام میں فرما دیا : مسلمانو ! چونکه از روے اسلام تمہارے

انتخاب عام سے میرا تعین نہیں ھوا' اسلیے میں خلیفه نہیں ھوں - تمھیں حق ھے که میرے سوا کسی اور کا انتخاب کرلو - انکے اصل الفاظ یه تھے :

ایها الناس انی ابتلیت بـهذا الامر مـــن غیر رای منی ولا طلبة ولا مشورة من المسلمین' و انی قد خلعت ما فی اعناقکـم من بیعـتی' فاختاروا لا نفسکم غیری -

لوگو ! میں اپنی راے اور خواھش اور مسلمانوں کے عام مشورہ کے بغیر امارت کے عذاب میں مبتـلا ھوگیا ھوں' اسلیے میں تمکـو اپنی بیعت کے بار سے سبکدوش کردیتا ھوں - اب تم اپني راے میں بالکل مختار ھو - میـرے سوا جسکو چاھو اپنا امام بنالو -

طریق بیعت بقیهٔ شوری ھے

جسطرح ارتقاے انساني کے بعد بھي گذشته اعضــاے اثریه کا وجود باقي رہ گیا ھے' بعینه اسیطرح گو بعد کي اسلامی حکومتوں سے خصوصیات حکومت اسلامیه ایک ایک کرکے رخصت ھوگئیں' تاھم گذشته طرز حکومت کے بعض اعضاے اثریه کا وجود اب تک باقي ھے - میري مراد اوس سے " بیعت " ھے - بیعت کے یه معنے ھیں که تمام افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع ھوکر بادشاہ کي حکومت تسلیم کرلینے کا اقرار کریں' اور دار الحکومت میں بھي عہدہ داران کبار مثلاً وزرا' سرداران فوج' قضاۃ' اُمراۓ حکام' اور اعیان بلد' بادشاہ کے حضور میں آکر اعتراف حکومت و وعدۂ اطاعت کریں - دولت امویه' دولت عباسیه' اور تمام اسلامي سلطنتوں میں ھمیشه اسپر عمل رھا - ھندوستان کي دولة مغلیه کي تاریخ اسپر شاھد ھے - اور ترکی میں ھر نئے سلطان کی تخت نشیني کے بعد اولین دربار بیعت کا ھوتا ھے -

فقہا و متکلمین

فقہا و متکلمین اسلام نے " امامت و حکومت " کي جو شرطیں قرار دي ھیں' اُن سے بھي مسئله " انتخاب امام " پر روشني پڑتي ھے - گو انھوں نے جو کچھه لکھا ھے وہ صرف حضرت ابوبکر و عمر کے طریق انتخاب کو اصول قرار دیکر لکھا ھے' تاھم انتخاب اور شوری کو اصول اسلامی تسلیم کرتے ھیں -

قاضي " ماوردي " المتوفي سنه ۴۰۵ لکھتے ھیں :

الامامـة تنعـقد بوجهین : احدھما باختیار اھل الحل و العقد' و الثـانی بعهـد الامـام من قبل - (الاحکام السلطانیه ص - ۵ - مصر)

خـلافت چند طریقوں سے منعقد ھوتی ھے : ایـک تـو ملـک کے اھل الراے اشخاص کے انتخاب سے' دوسـرے اس سے که امام سابق خود کسی کا نام متعین کردے -

علامه " تفتازانی " شرح مقاصد میں لکھتے ھیں :

و تنعقد الامامة بطرق : احدھما بیعة اھل الحل و العقد من العلماء و الرؤساء و وجوہ الناس - (بحث امامت)

خلافت چند طریقوں سے منعقد ھوتی ھے : ایک یه که معززین قوم' رؤسا' اور علما وغیرہ اھل الراے اشخاص بیعت کریں -

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف و شرح مواقف میں جو عقائد اھل سنت کی موثق ترین تصنیف ھے' لکھتے ھیں :

و انها (الامامة) تثبت بالنص من الرسول و من الامام السابق بالاجماع و تثبت ایضاً ببیعة اھل الحل و العقد عند اھل السنـة و الجماعة و المعتزلة و الصالحیة من الـزیدیـة (ص ۶۰۶)

خلافت' رسول اور امام سابق کی تعیین سے اجماعاً' اور اھل حل و عقد ملک کی بیعت سے منعقد ھوتی ھے' اھل سنت و جماعت' معتزلـه' اور صالحیهٔ زیدیـه کے نزدیک ایسا ھی ھے

فاطمة بنت محمد سرقت، لقطعت یدھا (بخاری الشفاعة فی الحدود)	کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اوسکو سزا دیتے - لیکن خدا کی قسم، اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اوسکے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے -

یہ ہے اسلام کی فرماں روائی کی اصلی تصویر، اور یہ ہے وہ مساوات کی حقیقی تعلیم، جسکے ساتھ اعمال نبوت کا اسوۂ حسنہ بھی پیش کردیا گیا تھا - یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائی، اور اس نے معلوم کیا کہ ہر انسان بلحاظ انسان ہونے کے انسان ہے، اگرچہ وہ سر پر تاج، اور ہاتھہ میں عصاء حکومت رکھتا ہو - لیکن با ایں ہمہ آج بھی، جبکہ تمام یورپ سے شخصی فرماں روائی کا جنازہ اُٹھہ چکا ہے، جبکہ قانون کی عزت سب سے بالا تر سمجھی جاتی ہے، جبکہ مساوات و ازادی کے غلغلوں سے اسکا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے ایک نظیر بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے، جسمیں فرماں روائے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مساوات انسانی کا اعلان کیا ہو، اور خود اپنے اوپر اسکا نمونہ پیش کرنے کیلیے آمادہ ہو؟

انگلستان میں پادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے، اور امریکہ و فرانس میں پریسیڈنت ایک عارضی مشورہ فرماے حکومت سے زیادہ نہیں، لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر متوجہ ہوں تو صدہا واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں، جنسے ثابت ہوتا ہے کہ قانون نے اس دور مدنیۃ و آزادی میں بھی اعلے و ادنی اور بادشاہ و رعایا کا ویسا ہی فرق قائم رکھا ہے، جیسا کہ ہندوستان میں (منو) کے زمانے میں تھا، یا دور مظلمہ کی اُن انسانی پرستش گاہوں کے عہد میں، جس کو آج تاریخ لعنت و نفرین کے ساتھہ یاد کرتی ہے !

ہم کو یورپ کی اُن عدالتوں کا نشان دو، جہاں پادشاہ وقت ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جواب دھی کیلیے آکر کھڑا ہو، کیونکہ ہم نہ صرف مدینے کی اُس سادہ عدالت کدۂ مسجد ہی میں، بلکہ دمشق اور بغداد کے پُر شوکت عدالت خانوں میں بھی ایسا ہی دیکھہ رہے ہیں - ہمکو وہ قانون بتلاؤ جس نے چوری کی سزا سپاہی کے لڑکے کی طرح، پادشاہ کی لڑکی کو بھی دینی چاہی ہو، کیونکہ عرب کے اُس قدوس پادشاہ کا اعلان ہم پڑھہ رہے ہیں، جو پادشاہتونکو مٹانے کیلیے آیا تھا -

کیا آج بھی قانون عملاً ادنی و اعلی میں تمیز نہیں کرتا ؟ کیا کل کی بات نہیں ہے کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنت نے اعلان کردیا تھا کہ پادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہوسکتا ؟ اور نہ کوئی اعلی سے اعلی عدالت اسکے نام سمن جاری کرسکتی ہے ؟ یہ اعلان ہی نہیں ہے بلکہ قانون ہے، کیونکہ قانون نے با ایں ہمہ ادعاء مساوات، پادشاہ کو عدالت کی حاضری سے بری اور مستثنی کردیا ہے !!

صدیوں کی جد و جہد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت اس سے زیادہ نہیں، پھر وہ دعوت کیسی مقدس و محترم، اور وہ مویدہ من اللہ ہاتھہ کیسا عظیم و جلیل تھا، جس نے چھٹی صدی کی تاریکی میں حقیقی حریت و مساوات انسانی کا چراغ روشن کیا، اور اعلان کردیا کہ :

" لو ان فاطمة بنت محمد سرقت، لقطعت یدھا " !

صلے اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم !

خلیفۂ اول کا اعلان

اور مساوات کا تخیل عمومی

حضرت ابو بکر نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی اوسکے حسب ذیل فقرے پڑھو:

وان اقواکم عندی الضعیف حتی اخذ له بحقه، وان اضعفکم عندی القوی، حتی آخذ منه الحق (ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۹)	تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے، یہاں تک کہ میں اوس سے حق وصول کروں - اور جو ضعیف ہے وہ قوی ہے، تا آنکہ میں اوسکا حق نہ دلوا دوں -

اس مساوات کی تعلیم نے پیروان اسلام کے قلب و دماغ کو حریت و مساوات کے تخیل سے لبریز کردیا تھا - فارس کی لڑائی میں جب مغیرہ بن شعبہ ایرانی سپہ سالار کے پاس سفیر بنکر گئے اور تخت پر اُس کے برابر بیٹھہ گئے، تو درباریوں نے یہ سوء ادب دیکھکر تخت سے اتار دیا تھا - اسپر اونکے منہ سے کس بیساختگی کے ساتھہ یہ الفاظ نکلے ہیں :

انا نحن معشر العرب لا یتعبد بعضاً بعضاً (طبری ص: ۱۰۸)	ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے، یہ تمہارا کیا حال ہے ؟

امتداد زمانہ نے خصوصیات اسلام بہت کچھہ مٹادیے تاہم اس واقعہ سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آج بھی مہذب ترین ممالک میں سیاہ و سپید قومیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے ساتھہ صف میں نہیں بیٹھہ سکتیں، لیکن مساجد اسلامیہ میں ایک ادنی ترین مسلمان ایک امیر الامرا بلکہ شاہ افغانستان کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے، اور کوئی اوسکو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا - کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام میں مساوات نہیں ؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درس حریت لینے کا محتاج ہے ؟

نظام جمہوری کا تیسرا رکن :

امام یا خلیفہ کا تقرر انتخاب عام سے ہو، اور دوسروں پر حقوق میں اوسکو کوئی ترجیح نہو -

اس مبحث کو ہم دو حصوں میں بیان کرینگے :

(۱) تاریخ شاہد ہے کہ خلفاے راشدین میں سے کسی کا تقرر بحق وراثت یا باستبداد راے نہیں ہوا بلکہ مجمع عام میں مہاجرین و انصار کی کثرت راے سے (جو بمنزلۂ ارکان خاص تھے) اور عام مسلمانوں کے قبول سے ہوا (جو بمنزلۂ ارکان عام تھے) - حضرت ابو بکر کا انتخاب نشستگاہ بنو ساعدہ میں حضرت عمر کی تحریک، مہاجرین و انصار کی تائید، اور عامۂ مسلمین کی پسندیدگی سے ہوا - حضرت عمر کا انتخاب حضرت ابو بکر کی تحریک، مہاجرین و انصار و عامۂ مسلمین کی تائید و قبول سے ہوا - حضرت عثمان کو عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کی ایک مجلس نیابی کے انتخاب اور عام اہل مدینہ کے مشورہ سے خلیفہ بنایا گیا - اسی طرح حضرت امیر اہل مصر و اہل مدینہ کی تجویز و قبول سے خلیفہ منتخب ہوئے -

حضرت عمر نے تو صاف فرما دیا " لا خلافة الا عن مشورة " (کنز العمال ج - ۳ - ص ۱۲۹) یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے طے ہو سکتی ہے، شریعت میں اسکے تعین کا اور کوئی ذریعہ نہیں -

واقعۂ تحکیم میں حضرت امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی معزولی میں بھی قوم ہی کی راے سے مدد لینی پڑی، گو

ناموران غزوۂ بلقان

افان مات فانتم الخالدون ؟

مسلمانوں کے بحري کارنامے

به تذکرۂ " حمیـــدیه "

دنیا میں کیا کیا انقلاب ہوے ' کیا کچھہ تبدیلیاں پیش آئیں ' مگر زمانہ کي بے اعتنا پیشاني پر نہ کبھي شکن آئی ' نہ آنے کي امید ہے - سلطنتیں مٹ مٹ گئیں - بنیں اور پھر بگڑیں - قومیں گریں اور پھر ابھریں - نئے نئے تمدن قائم ہوئے اور فنا ہوگئے - سب کچھہ ہوا ' مگر زمانہ کے اطمینـــان و استقلال میں ایک ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا :

ہزاروں اٹھہ گئے ' باقی وہی رونق ہے محفل کی !

آج وہ یورپ کے جنــگی بیڑہ کو دیکھہ رہا ہے ' اسکي بحري طیاریوں کا غلغلہ ہے ' جہازوں اور جہاز رانوں کی استعداد حربي کا نظارہ سامنے ہے - لیکن کل اُسی کی نظرت یہ کیفیت بھی گذر چکي ہے کہ خلافت راشدہ کا دور ہے - حضـرت عثمان کا عہد خلافت ہے گورنر بحرین (علاء بن حضری) نے اسلام میں سب سے پہلے ایک بیڑہ مرتب کیا ہے ' اور مسلمان بحري معرکے سر کررہے ہیں - امیر معاویہ کے جنگي بیڑہ میں (بقول موسیو گستاولي بان) بارہ سو جہازوں کے ہولناک سلسلے نے ایک دنیا کو مبہوت و مرعوب کررکھا ہے - عبد الملـک اور ولید بن عبد الملـک نے تونس میں جہاز سازي کے کارخانے (دار الصناعہ) قائم کیے ہیں - بنی الاغلب کا بیڑہ - جس میں تین سو جنگي جہاز ہیں - جنوبي اطالیا کو زیر و زبر کررہا ہے - مصري بیڑے کي تمام سواحل افریقہ بلکہ یورپ تـک دھاک بند ھي ہے ' اور وہ عظیم الشان کارخانۂ جہاز سازي قائم ہے' جسکي تفصیل (مقریزي) نے کئي جزوں میں بیان کی ہے - عبد المومن نے مراکش میں جہاز راني اور بحري جنـگ کي تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کررکھا ہے ' جس میں اس فن کا باقاعدہ درس ہوتا ہے ' اور مشق کرائي جاتي ہے - سلطان سلیمان عثماني کی بحري طاقت سے دنیا لرز رہي ہے - طورغود و باربروس نے تہلکہ ڈال دیا ہے - عملي مشق کے لیے علمي کتابیں اس فن میں تالیف ہو رہي ہیں ' جن کا تذکرہ کشف الظنون میں موجود ہے -

زمانے نے مسلمانوں کے بحري کارناموں کے تمام دور دیکھے ' عظمت و جبروت کے یہ تمام نظارے ایک ایک کرکے اُسکے سامنے سے گذرے - خشکي اور تری ' دونوں پر انکو حکمراں و فرماں فرما پایا - لیکن عروج کے بعد زوال ' اور بہار کے بعد خزاں ناگزیر ہے - جو آنکھیں بہار کے عیش کدۂ گلزار کي شادابیوں کو دیکھہ رہي تھیں ' پھر انھیں آنکھوں نے خزاں کي بربادیوں کو خشک پتوں ' اور بے برگ و بار ٹہنیوں کے المناک منظر میں بھي دیکھا : و تلک الایام نداولها بین الناس !

* * *

چراغ جب بجھنے لگتا ہے ' تو ایک مرتبہ اسکو چمکنے اور ابھرنے کي آخري مہلت دیدي جاتي ہے - شاید چشم زمانہ کیلیے مسلمانوں کي بحري زندگي کا یہ تیسرا منظر بھي شمع سحر کا آخري سنبھالا تھا ' جو موجودہ جنـگ کے واقعات میں عثمانی امیر البحر (رؤف بک) نے جہاز (حمیدیہ) کے یادگار کارناموں سے دکھا دیا ہے !

جبکہ موجودہ جنـگ کے الم ناک خسائر بربادیوں اور ناکامیوں کي ایک ظلمت محیط تھی ' تو یکا یک تاریکي کا پردہ چاک ہوا ' اور بطل عظیم (رؤف بک) کے روے منور نے کامیابي کي ایک شمع روشن کردي !

شاید ہماري زندگي کے یہ آخري مناظر ہیں - زمانے کی آنکھوں نے یہ منظر بھي دیکھہ لیا - اگر یہ بیمار مرگ کا سنبھالا تھا ' تو خوش ہیں کہ اسکي بیمار حرکت زندگي بھي ایسی تھي ' جو صحت و توانائی کو شرمندہ کرتي تھی !

حمیدیہ کی زلزلہ اندازي ' ناگہاني نموداري ' اچانـک ظہور ' حریفوں کو تہ و بالا کر ڈالنا ' نظروں سے غائب ہوجانا ' پھر پہونچنا ' اور پاني میں آگ لگا دینا ' پھر دم کے دم میں ازمیر جا رہنا ' یکایک بیروت میں نظر آجانا ' دن میں بندرگاہ سریس سے کوئلا بار کرنا ' اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپا مارنا ' ابھي ابھي یونان کے جہازوں کو غرق کرنا ' دوسرے ھي لحظہ میں بے نشان ہو رہنا ' اور پھر دمشق و طرابلس کے سواحل پر دکھائی دینا ' یہ سارے طلسم زمانے کي نظروں میں پھرتے رہے - فانوس خیال میں طرح طرح کی شکلیں آئیں ' اور جاتي رہیں : کانہ لم یکن شیأ مذکورا -

نمود اپنی دکھا وہ گھڑي میں ڈوب گیا
کہے تو میر بھی ایک بلبلہ تھا پانی کا

رؤف بے - جن کا ابھی ابھی تذکرہ ہوا ہے - محمد مظفر پاشا رکن مجلس بحریۂ عثمانی کے فرزند ہیں - سنہ ۱۸۷۱ ع میں پیدا ہوے ' زاد بوم خاص استنبول ہے - اُنکو ابتدا ھی سے بحریات کا مذاق تھا ' اور یہی تعلیم بھی اونہیں دي گئی - تکمیل کے بعد جہاز (مجیدیہ) میں متعین ہوے ' اور پھر کرو زور (شوکت طورغود) میں ترقی پائی - سنہ ۱۹۱۱ ع میں جزیرۂ ساموس کی بغاوت فرو کرنے پر (حمیدیہ) کی افسري ملی ' یمن میں عزت پاشا کی مدد کے لیے گئے اور نیکنامی کے ساتھہ واپس آئے - جنـگ طرابلس کے موقع پر اطالیوں نے سمندر کے ناکے بند کر رکھے تھے ' مگر رؤف بک کی حیرت انگیز قابلیت نے اِس بندش کی ذرا بھی پروا نہ کی اور سامان حرب کی کافی مقدار طرابلس پہنچا دي - جنـگ بلقان میں گو ہلال کو خم کھانا پڑا ' مگر تاریخ میں اُن کے سربلند کارنامے ہمیشہ علو و رفعت کا سبق دیتے رہینگے - ترکی کے علاوہ جو اُنکی

دوسري جگه اسي كتاب ميں مذكور هے :

ولامة خلع الامام و عزله بسبب يوجبه مثل ان يوجد منه مايوجب اختلال احوال المسلمين وانتكاس امور الدين كما كان لهم نصبه و اقامة لا نتظامها و اعلائها و ان ادى خلعه الى الفتنة احتمل ادنى المضرتين (ص-۲۰۷)

"قوم كو حق حاصل هے كه كسي سبب سے خليفه كو معزول كرا دے - مثلاً اس سبب سے كه مسلمانوں كے حالات اور امور دين كے انتظامات و تدابير اوسكے باعث خلل پذير هو جائيں' جسطرح كه اوسكو خليفے كے تقرر و انتخاب كا حق امور اسلاميه كے انتظام و ترقي كيليے تها' اسى طرح معزولى كا بهى هے - اور اوسكى معزولي سے فتنه برپا هو تو پهر معزولي اور خلل احوال مسلمين' ان دونوں ميں سے جسكا ضرر كم هو' اوسكو برداشت كرليا جائيگا "

عام كتب عقائد موجوده

اور نظام حكومة اسلاميه

يه موقعه نهيں كه ان تصريحات متكلمين و اصحاب عقائد كى نسبت زيادہ بحث كي جاے ' تاهم چند اشارات ضروري هيں :

(۱) كتب كلام و عقائد ميں اصل اصول شورى ' و اجماع امت ' و انتخاب امام ' و عدم تشخص وتعين شخصى كو صاف طور پر لكها هے' اور گو اس سے انكا مقصد نظام حكومة اسلاميه كى تعبير نه تها بلكه زياده تر فوبقانه بحث و جدل' اور خلافة راشده كا اثبات ' تاهم اصول مشوره و جمهوريت كے اكثر مباحث اسكے ضمن ميں اگئے -

ليكن اسميں شک نهيں كه جس اهميت و وسعت كے ساتهه اس مسئلے كو كتب عقائد وكلام بل جميع مدونات اسلاميه ميں هونا چاهيے تها ' اور ايک ايسے اصولى اور بنيادي مسئله كيليے جس توجه و اعتنا كى ضرورت تهي' اگر اسكو پيش نظر ركهيے ' تو نهايت درد و افسوس كے ساتهه كهنا پڑتا هے كه جو كچهه لكها گيا وه كافي نهيں ' اور جس نظر اهميت كا وه مستحق تها ' اس نظر سے عام طور پر ائمۂ اسفار و اساطين قوم نے اسے نه ديكها -

ليكن اس اغماض سے نفس مسئله كي اهميت كي تضعيف صحيح نهوگي ' بلكه در اصل يه حالت بهي مثل اور بهت سي حالتوں كے ' نتيجه هے بني اميه كے اس تسلط اور احاطۂ مستبده كا ' جس كے اثر سے همارے هر فن كا لٹريچر متاثر هوا اور بد قسمتي سے عقائد وكلام كے تو بهت سے گوشے هيں ' جنسے اسكي صداے بازگشت آجتک آرهي هے - بني اميه كي سب سے پهلى بدعت ' اور اسلام و مسلمين پر انكا اولين ظلم يه تها ' كه نظام حكومت اسلاميه كا تخته يكسر اولٹ ديا ' اور خلافة راشدۂ جمهوريۂ صحيحه كي جگه ' مستبده و ملک عضوض كي بنياد ڈالي - يه انقلاب بهت شديد تها ' اور بهت مشكل تها كه ملک كو اسپر راضي كيا جاے - صحابۂ كرام ابهي موجود تهے' اور خلافة راشده كے واقعات بچے بچے كي زبان پر تهے ' اسليے اس احساس اسلامي كو مٹانے كيليے تلوار سے كام ليا گيا ' اور جس نے قوة حق و معروف سے زبان كهولي ' اسكو زور شمشير و خنجر سے چپ كرا ديا گيا - رفته رفته احساس منقلب' اور خيالات پلٹنے لگے ' اور حقيقت روز بروز مستور و محجوب هوتي گئي -

انكے بعد بني عباس آئے - اس ميدان ميں يه بهي انكے دوش بدوش تهے - تصنيف و تاليف اور تدوين علوم اسلاميه كا عروج هوا تو وه اثر مخفي موجود تها' اور كام كررها تها - يه جو امام اور خليفه كے حق خلافت كيليے فسق و معصيت كو بهي مضر نهيں سمجهتے '

تو يه كتاب و سنت كا اثر تو نهيں هوسكتا ' جو " واجعلنا من المتقين اماما " كي دعا تلقين كرتا هے ؟ پهر اگر يزيد اور وليد كي خلافت كي صحت منوانا اس سے مقصود نه تها تو اور كيا تها ؟

(۱) ان تصريحات ميں تم ديكهتے هو كه انتخاب خليفه كيليے انتخاب عام و مشورۂ اهل حل و عقد كے ساتهه خليفۂ سابق كي تعيين كو بهى ايک شكل صحيح قرار ديا هے - در اصل اسميں حضرت عمر رضى الله تعالے عنه كے انتخاب كى مثال پيش نظر هے - ليكن غور كيجيے تو حضرت عمر كيليے گو حضرت ابوبكر نے تحريک كي ليكن اسپر تمام ارباب حل و عقد' اور پهر عامۂ مسلمين نے پسنديدگي كا اظهار كيا' اسليے وه بهى تعيين شخصي نهيں ' بلكه بمنزلۂ انتخاب عام كے تها -

اس بنا پر نتيجه يهى نكلتا هے كه اسلام نے سوا انتخاب عام كے ا[ور] كوئى صورت تعيين خلفا يا راي عهدي وغيره كي قرار نهيں دي هے اور اسليے كتب عقائد كي تقسيم و تعدد طرق نصب امام بالكل غير ضروري هے -

حضرات اماميه گو امامت و خلافت كيليے اجماع امت نهيں تسليم كرتے' تاهم اونكا ايک فرقه (جاروديه زيديه) حق امامت آل حسن و حسين صلوة الله عليهما ميں محدود قرار دينے [كے] باوجود بهى آل طاهرين ميں سے ايک كا انتخاب حوالۂ شورى كرتا هے -

ان تشريحات كے بعد كون كهه سكتا هے كه اسلام ميں جمهوريت كا جزء اعظم يعني مسئله انتخاب مفقود هے ؟

بیس روپے خدام دولت کی بخشش و انعام کے نکل گئے' اور بقیہ میں بھی یہ مراقبت رہی کہ ھفتہ میں ایک بار سالل اس عطیہ کے مصارف پیش کرتا رہے' جس سے اندازہ یہ ھو سکے کہ روپیہ مصرف صحیح میں خرچ ھوتا ہے یا نہیں ؟

حال میں مسلمانان آسام کے لیے' حکومت نے جو تعلیمی وظایف منظور کیے ھیں' معلوم نہیں اس واقعہ سے اُس کی حیثیت کہاں تک ملتی جلتی ہے ؟

مسلمانوں کی تعلیمی حالت یوں تو ھر جگہ محتاج سعی ہے مگر آسام کے مسلمان تو اس بارے میں بالکل ھی پسماندہ و رگئے گزرے ھیں - اسکولوں میں خال خال کچھہ مسلمان بھی نظر آجائینگے ' لیکن شاید اس نظریہ میں ملا بار کے عربی الاصل موپلے اور حدود قطب کے اسکیمو اُن سے زیادہ بدتر حالت میں' نہیں ھیں !

سالہا سال سے مسلمانان آسام اس کوشش میں تھے کہ سرکار سے تعلیمی وظایف ملیں تو یہ مشکل آسان ھو - عرضیاں دیتے ' عرض حال کرتے ' اور محضر بھیجتے ایک مدت گزر گئی تھی ' چیف کمشنر نے جب جب دورے کیے ' یہی درخواست پیش ھوتی رہی -

مختلف اوقات میں انجمن اسلامیہ نے سلہٹ میں ' عام مسلمانوں نے چور ھاٹ میں ' اور باشندگان ضلع گوالپاڑہ نے دھوبری میں جو ایڈریس دیے تھے ' سب میں اس پہلو پر زور دیا تھا ' اور سب نے آنریبل سر - آرچ ڈیل ارل سے مخصوص اسلامی ضروریات تعلیم کے لیے گذارش کی تھی - مجلس وضع قوانین (ایجسلیٹیو کونسل) میں بھی اس مسئلہ کی تحریک ھوئی تھی ' اور اس کے ساتھہ بعض اچھوت ذاتوں کے لیے بھی سلسلہ جنبانی کی گئی تھی -

آخر گورنمنٹ کے فیض رحمت میں طغیانی آئی اور ایک زمانہ کے بعد پچھلے ھفتہ غیر مستطیع مسلمانوں کے لیے پچیس ' اور اچھوت ذاتوں کے لیے اکیس وظایف کا اعلان ھوا - ان وظایف کے لیے شرط یہ ہے کہ مستحق وظایف کا پہلے ناظر معارف (ڈائرکٹر سر رشتۂ تعلیم) کی نظر انتخاب امتحان لیگی' جس میں حسب معمول بہت سے طلبہ ناکام ثابت ھونگے - امتحان و اختبار کی مشکلیں انگیز کر کے جو خوش قسمت اپنی کامیاب اھلیت و استحقاق کا ثبوت بھی دینا چاھینگے ' اُن کیلیے یہ قید ھوگی کہ امتحان میٹریکولیشن کے پہلے یا کم از کم دوسرے درجہ میں پاس ھوے ھوں - ظاھر ہے کہ ایک پسماندہ اور بہت ھی پسماندہ صوبہ میں جہاں مسلمانوں کو تعلیم سے دلچسپی ھی نہیں ہے' اور جن کو ہے بھی ' اُن کے لیے تعلیمی وسائل مفقود ' اول و دوم درجہ کے کتنے کامیاب طلبہ مل سکینگے ؟ لیکن اگر کسی سعید جوان نے (جو قدرۃ کسی مفلس اور بے استطاعت گھرانے کا ممبر ھوگا) تمام مراحل طے بھی کرلیے تو اُس کو کیا ملیگا ؟ یہی کہ کالج کے پچیس تیس روپیہ ماھوار مصارف کی ذیل میں گورنمنٹ سے اُس کو دس روپیہ ماھوار کا وظیفہ ملیگا !

اور یہ ایک کھلی ھوئی بات ہے کہ جب پندرہ بیس روپیہ ماھوار خرچ تعلیم کا اُس سے تحمل ھی نہو سکیگا ' تو پھر دس روپیہ کا عطیہ کیونکر ملیگا ؟ لیکن اگر کوئی اس میں بھی پورا اُترا تو وظیفہ میں معمول کے مطابق اسکی بھی قید ھوگی کہ ضمیر اجازت دیتا ھو یا نہیں ' مگر ھر حال میں اپنے افسروں کو خوش رکھنے کے لیے اُن کی دربار داری کرتا رہے !!

یہ سنگلاخ راھیں اگر اُس نے طے کرلیں تو دو برس تک وظیفہ ملتا رھیگا -

مذ • مراقصہ

فرانس کو اپنی جمہوری حکومت پر ناز ہے ' اور واقع میں جمہوریت کا مبدء' تفاخر کی چیز ہے بھی - وہ حکومت' جس میں پادشاھی کو دخل نہو' جس نے کسی مخصوص خاندان میں حکمرانی کی تحدید نکر دی ھو' جہاں ھر فرد رعیت کو فرماں روائی کی حد تک ترقی کر سکنے کے حقوق حاصل ھوں ' جو اعلی و ادنی ' سب کو ایک نظر سے دیکھتی ھو؛ اور سب پر ایک ھی قانون کا نفاذ فرض سمجھتی ھو' ایسی حکومت کو آیۂ رحمت نہ سمجھنا' حقیقت میں انسانکے لیے سب سے بڑی معصیت ہے -

لیکن سوال یہ ہے کہ آجکل کی دنیا میں کیا کسی ایسی حکومت کا وجود بھی ہے ؟ یورپ کی مثال خود یورپ میں اور خاص اھل یورپ کے لیے بے شبہہ موثر ھو سکتی ہے ' مگر اکس ریز (Xrays) میں جو روشنی ھوتی ہے ' کیا کبھی اُس نے رت کی تاریکی بھی مٹائی ہے ؟

سنہ ١٧٩٠ ع کے ابتدائی مہینوں میں جمہوریۃ فرانس نے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ فرانسیسی قوم ملکی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کی غرض سے اب کبھی جنگ نہ کریگی ' اور نہ کسی قوم کی آزادی چھینے میں اپنی طاقت کو صرف ھونے دیگی - دوسرے سال (سنہ ١٧٩١ ع میں) جمہوریت کا جب قانون اساسی مرتب ھوا ' تو اس اعلان کو بھی اُس کے ساتھہ شائع کیا گیا - بعد میں بہت سے تغیرات ھوے ' بہت سی تبدیلیاں پیش آئیں ' مگر اس دوران میں کوئی ترمیم نہوئی ' اور قانون میں اس کا مفاد بدستور بر قرار رہا -

یہ تو زبان قول کی ایک بات تھی - زبان فعل کی یہ ادا ہے کہ سنہ ١٨٥٢ ع سے الجزائر پر ' اور سنہ ١٨٨ سے تونس پر فرانس کا قبضہ ہے - الجزائر اور اُس کے ملحقات کا رقبہ تین لاکھہ مربع کیلومیٹر ہے - صحراے سوڈان کے علاقے بھی اسی ذیل میں شامل ھیں - تونس کی مساحت ڈیڑہ لاکھہ کیلومیٹر مربع ہے - اس پانچ لاکھہ پچاس ھزار مربع کیلومٹر سرزمین کو اول سے آخر تک دیکھہ جاؤ ' مسجد کلیسا کی صورت میں نظر آئیگی ' فاتحان اسلام کے مزاروں پر عمارتیں بن رھی ھونگی ' مداخل اوقاف سے نشر مسیحیت کو امداد ملتی ھوگی ' عرب جو ان علاقوں کے اصلی باشندے ھیں ' ذلیل و خوار دکھائی دینگے ' اور باوجود ان اعمال استبدادیہ کے ' فرانس کی جمہوریت پر کسی کو اعتراض کا حق نہوگا !!

توسیع استعمار (کالونیز) کا سودا ایسا نہ تھا کہ اسی حد تک کفایت کی جاتی - پچھلے سال مراکش کی آزادی بھی سلب ھوچکی ہے اور اس سال ارض شام کو زیر اثر لانے کی طیاریاں ھو رھی ھیں !

تا ازانم چہ بہ پیش آید ' ازینم چہ شود ؟

تہذیب کی تو یہ ادائیں تھیں - اُس توحش کے مناظر بھی دیکھیے ' جس کی نسبت مسٹر گلیڈ اسٹون نے کہا تھا : " دنیا میں جب تک قران نامی کتاب موجود ہے ' استیصال وحشت کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ھو سکتی "

مسلمانوں نے ایک زمانہ میں قبرس (سائپرس) کے عیسائیوں سے معاھدہ کیا تھا کہ اُن کی قومی و ملکی اور مذھبی آزادی میں خلل انداز نہونگے - کوئی سو برس اس معاھدہ پر گزرے ھونگے

وثائق و حقائق

جراثیم استبداد

استبداد، غلامی، حکومت مطلقہ، اور فنائے حریت کے بھی جراثیم ہوتے ہیں - جس قوم یا ملک میں ان چیزوں کا دخل ہوا وہاں معاً یہ جراثیم پھیلے، اور مجمع انسانی میں اسطرح سرایت کرگئے کہ ملک کا ملک ولولۂ آزادی، حب استقلال، اور بغض حکومت کے جذبات سے محروم ہوگیا - اس دور میکروبی کا جب کسی کو احساس ہوتا ہے، اور وہ چارہ گری کیلیے اُٹھتا ہے، تو ایک دنیا اُس کی مخالف ہو جاتی ہے، اور ایک زمانہ اُس کی تذلیل کیلیے اٹھہ کھڑا ہوتا ہے - انبیا (علیہم السلام) دلوں اور دماغوں کو انہیں میکروبوں سے نجات دلانے کیلیے عمر بھر کوشش کرتے رہے، جس پر ان کو ساحر، مجنون، سخن ساز، اور دروغ باف کے القاب ملے - قران کریم کی اصطلاح میں ان جراثیم کا نام بھی (شیطان) ہے، اور ان کے تسلط کے لیے اس ناپاک زندگی کی تخصیص کر دی گئی ہے، جو یاد الہی سے بے پروا اور غافل و بے خبر ہو - کیونکہ یہی ایک چیز ہے جس سے دلوں میں جھوٹی ہستیوں کے نمود استبداد سے نفرت اور حریۃ صادقہ سے الفت پیدا ہوتی ہے :-

و من یعش عن ذکر	خدا کی یاد سے جو غافل ہوتا ہے، ہم
الرحمٰن نقیض لہ شیطاناً	اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں -
فھو لہ قرین (۲۷ : ۳۴)	پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے -

فنائے حریت کے جراثیم ہی کا یہ اثر تھا کہ غلاموں کی ازادی کیلیے جب پچھلی صدی میں جد و جہد شروع ہوئی، تو اس تحریک کا پر جوش مقابلہ سب سے زیادہ انہیں ذلیل ہستیوں نے کیا، جن کو ترقی دینے کے لیے سلسلہ جنبانی کی گئی تھی - زنگبار میں غلاموں کو آزاد کرایا جاتا ہے تو وہ اس ازادی سے بیزار ہوتے ہیں، اور غلامی ہی کی زندگی بسر کرنے کے لیے روتے ہیں - ہندوستان کو استبداد سے بچانے کے لیے تحریک ہوتی ہے مگر خود ہندوستانی اس کے مخالف ہیں اور اسی استبداد پر جان دیتے ہیں - آئرلینڈ کو اندرونی آزادی عطا کرنے کی تجویز دیوان عام برطانیہ (ہاؤس آف کامنس) کی مکرر منظوری حاصل کر لیتی ہے، لیکن خود آئرلینڈ ہی کا علاقہ (السٹر) اس ازادی کا دشمن ہے، اور اس کے خلاف نہایت سختی سے جد و جہد کر رہا ہے - میںچسٹر گارڈین کی روایت بلفاسٹ کو بھی السٹر ہی کا ہم خیال بتلاتی ہے - بلفاسٹ کے ایک پر جوش ممبر کو اس مخالفت میں اتنا غلو ہے کہ حال میں اسنے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوے بیان کیا :

" آئرلینڈ کے لیے لائحۂ استقلال اداری اگر مصدق مان لیا گیا تو آئندہ سے قومی ترانہ سے "خدا پادشاہ کو زندہ رکھے" کے الفاظ حذف کر دیے جائینگے " ! !

یہ جرثومۂ ہلاکت آزادی پسند فرنگیوں کو نہایت پریشان کر رہا ہے، اور وہاں اس کے با قاعدہ علاج کا سوال درپیش ہے - ہم بھی اس وقت بیمار ہیں، جاں بلب ہیں، قریب الموت ہیں - ساری قوم میں یہی بیماری متعدی ہوتی جاتی ہے، اور سارا ملک اسی کے اثر سے تباہی کے کنارے آلگا ہے - مگر نہ علاج کی فکر ہے، نہ تیمارداری کا خیال -

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتۂ و افسوں نکردہ بس !

فتلک بیوتھم	اس بے موقع و بے محل وضع کا نتیجہ
خاویۃ بما ظلموا،	دیکھو، کہ یہ ان کے گھر کیسے اجاڑ ہوگئے
ان فی ذلک	ہیں ؟ حقیقت میں جنھیں علم ہے، ان کے
لایۃ لقوم یعلمون	لیے اس ماجرے میں عبرت کی ایک
(۲۷ : ۴۶)	بڑی نشانی ہے -

مسلمانان اسلام

اور گورنمنت کا عطیہ

کہتے ہیں کہ ایک حاجتمند نے ایک با اختیار رئیس سے مالی امداد طلب کی تھی - حکم ہوا کہ عرضی دفتر میں پیش ہو - دفتر میں وہ دو تین دن تک حاضری دیتا رہا، وہاں سے تحقیقات کا حکم ملا کہ سائل کی مالی حالت واقع میں مستحق امداد ہے یا نہیں ؟ بیس بائیس دن میں یہ مراتب تحقیق پورے ہوے - اعانت کے لیے رپورٹ پیش ہوئی - ایک ہفتہ کے غور و خوض کے بعد سر دفتر نے تصدیق کی جو دوسرے دن خود بدولت کے حضور میں پیش ہوئی، اور وہاں سے یہ توقیع نافذ ہوئی کہ خزانہ سے بقدر ضرورت سائل کی مدد کی جاے -

یہاں دس دن تک اس امر کی تنقیح ہوتی رہی کہ میزانیہ (بجٹ) میں اس اعانت کے لیے کس قدر گنجایش نکل سکتی ہے ؟ کافی غور و خوض کے بعد پچاس روپے کی تجویز ہوی جو آخری منظوری کے لیے بھیج دی گئی - دو دن میں یہ منظوری بھی مل گئی - غرضکہ تقریباً ڈیڑہ مہینے کے بعد - جس کے دوران میں مصارف قیام و طعام کے علاوہ متعلقین دفتر کو خوش کرنے اور اپنے حق میں رپورٹ کرانے کی دیل میں عرضی گزار کے اسی نوے روپے خرچ ہو چکے تھے - غریب کو پچاس روپے ملے، جن میں

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

مادری زبان ہے، عربی، اطالی، اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ماہر ہیں، اور بحریات میں تو آنکی بدیع المثال مہارت کم از کم بلاد مشرق کے لیے سرمایۂ ناز مان لی گئی ہے - مگر :

و ما تنفع الاداب و العلم و الحجی
و صاحبھا عند الکمال یموت

علم و فن کا کمال اُس بیمار غم کے لیے کیا مفید ہوسکتا ہے، جو بستر مرگ پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہو ؟

جب بظاہر اظہار قابلیت کی سبیل ہی مسدود ہوگئی ہو، جب قومی ترفع کو موت نے پست کر ڈالا ہو، جب ادرنہ میں قومیت کا جنازہ اُٹھے اور قرق کلیسا اور سقوطری کی زمین کئی گز نیچے تک ہمارے خون سے سینچی جا رہی ہو، تو پھر اِن قابلیتوں کے لیے کام کرنے کی گنجایش ہی کیا رہگئی ؟ اور جو رہی بھی تو حریفانہ کوششیں اُس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ہی کب دینے لگیں ؟

یہ جتنی نموداریاں اور بربادیاں پیش آتی رہیں، زمانہ ان سب کو دیکھتا رہا، اور اب اُس آنے والے وقت کی راہ دیکھہ رہا ہے جب آجکل کی آگ اور پانی کا طوفان بھی خشک ہو جائیگا - بیڑے کے لیے تھل بیڑے کی جگہہ نہ رہیگی، اور اس وقت کی ساری بحری طیاریاں ایک لمحے کے اندر غبار کی طرح اوڑ جائیں گی :

نظر ہو جس کی دقیق دیکھے، سمجھہ ہو جس کی بلیغ سمجھے
ابھی وہاں خاک بھی اُڑیگی، جہاں یہ قلزم اُبل رہا ہے !

جب ایم - سپالیوکچ (M. Spalai Kovitch) سفیر سرویا صوفیہ میں مقرر ہوکر آیا ' تو اس معاملے میں بہت جلد گفتگو ہوگئی ' اور ضروری باتیں معاہدہ مکمل ہوگیا - صوفیہ میں شہزادہ بورس کے جشن سالگرہ شباب میں ولیعہد یونان اور دیگر ولیعہد جب آئے تو اس معاہدہ کے تمام امور طے کرلینے کا عمدہ موقعہ مل گیا -

جب یہانکی رسوم ادا ہوگئیں تو مضمون نگار فوراً صوفیہ سے روانہ ہوگیا' اور اسکے بعد ہی ایم گوشاف (Gucspoff) کی زبانی یہ پیغام بھیجا گیا :

" یونان سے ہمارے تعلقات نہایت عمدہ ہیں مگر ہم انکو اور زیادہ مضبوط اور گہرے بنانا چاہتے ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ جو تجاویز آپ کے ذریعہ ہم تک پہونچی ہیں ' بہتر ہے کہ حکومت یونان کے سفیر ایم - پاناس (M. Panas) کے ذریعہ طے کرلے "

یہ مرحلہ بذریعہ ایم - پاناس طے ہونے لگا - اسکی ابتدا فروری میں ہوئی تھی' اور اپریل تک نہایت خاموشی اور خوش اسلوبی سے مکمل ہوگئی - آخری معاہدہ صوفیہ میں ایم - گوشاف اور ایم - پاناس کے درمیان طے ہوا' اور ۲۹ مئی کو دستخط کردیے گئے -

" بلقان لیگ " کی تاسیس

سنہ ۱۹۱۲ ع نے تاریخ میں ہمیشہ کیلیے ایک ممتاز یادگار حصہ حاصل کرلی ہے ' کیونکہ اسکی نظروں نے اُن واقعات کو دیکھا ہے جن کی بنا پر ایشیا کی سیادت یورپ سے ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگئی - اس زمانہ میں واقعات کچھہ اس تیزی سے بدلتے رہے ہیں کہ کسی اہم موقعہ کے آنے کی بھی مطلق خبر نہیں ہوئی - پولیٹکل مسائل جسکی وجہ سے یورپ کے بڑے بڑے اہل الراے پریشان تھے' اس سال بڑی آسانی سے طے ہوگئے' اور یہ عقدۂ لاینحل جو کسی سے حل نہیں ہوتا تھا ' آخر چار مسیحی بادشاہوں کے اپنے اتحاد سے ہمیشہ کیلیے حل کردیا -

حلفاء بلقان کا اپنے مخفی مقاصد کیلیے ایک لیگ کا قائم کرلینا درحقیقت کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے - جو کچھہ تعجب ہے وہ اُس حیرت انگیز عاملانہ قوت اور سرعت رفتار عمل پر ہے ' جو اس زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی -

سنہ ۱۸۷۷ ع میں روسی عثمانی رفتار عمل پر سے لڑائی کے بعد نقاب اخفا یکایک اٹھہ گیا ' اور بلقانیوں کو برلن کے معاہدے کے بعد سے ایک گونہ بے چینی پیدا ہوگئی -

ان ریاستوں نے اسکے سوا چارہ کار نہیں دیکھا کہ اصول قومیت کو بالکل نظر انداز کردیا جاے' اور دول یورپ کی زیر نگرانی ایک متحدہ انجمن بنا کر اپنے مقاصد کے حصول میں بلا توقف مشغول ہوجائیں - اس تحریک کو سب سے پہلے ایم - اسیتش سروین مدبر نے پیش کر کے اتحاد بلقانی کی تائید کی - اسکا یہ بھی خیال تھا کہ اگر ترکی میں کسی قسم کی آئینی اصلاح ہوگئی ' اور پارلیمنٹ قائم کردی گئی تو وہ بھی اس لیگ میں شامل ہوسکتی ہے -

شاہ چارلس رومانیا اور شاہ بلغاریہ بھی اسکے مؤید تھے -

مگر سنہ ۱۸۹۸ ع میں مشرقی رومیلیا میں بغاوت ہوگئی تو سرویا اور یونان میں سخت جوش ترکی کے خلاف پھیل گیا -

چنانچہ اس خیال کی تجدید سنہ ۱۸۹۱ع میں یونان میں پھر ہوی -

ایم - تریکوپس نے اس سال کے موسم گرما میں صوفیا اور بلغراد کا سفر کیا' اور وہاں کی حکومتونکو امادہ کیا کہ اس لیگ میں شریک ہوجائیں - مگر یہ تجویز کچھہ قبل از وقت تھی ' کیونکہ اسوقت تک ان چھوٹی چھوٹی ریاستونکے مدبر اپنے اپنے مقاصد کی مراعات کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے -

ایم - ٹریکوپس کی تجویز بیس سال تک پھر معرض التوا میں پڑگئی' اور اس عرصے میں اسی قسم کی تحریک نہیں ہوئی -

اگر اس بات کو دیکھا جاے کہ ان کے اندر آپس میں قومی مخالفت کسقدر بڑھی ہوئی تھی ' اور عداوت کس درجہ شدید تھی ' اور پھر با ایں ہمہ موانع ' یہ کل حلیف اپنے ایک دشمن قدیم (دولت عثمانیہ) کی مخالفت میں کس قوت اتحادی کے ساتھہ متحد ہوگئے ؟ تو حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی -

اس کل تجویز کی تعمیل نوجوان ترکوں کی قوت پکڑنے کے بعد ہوئی - انقلاب دستوری میں اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا کہ تمام اقوام کو برابر کے حقوق و مراعات دیے جائینگے - بلقانیوں نے اس تجویز کا بظاہر جوش و خروش سے استقبال کیا اگرچہ یہ خیال تھا کہ ترکی موجودہ حالت کو قائم رکھیگی اور اسمیں کسی طرح کی اصلاحات نہیں کرسکیگی ' تاہم اُسکی طرف سے اسقدر نا امیدی بھی نہیں تھی - جب انقلاب ہوا ہے تو محمود شوکت پاشا مرحوم کے ہمراہ عیسائی والنٹیر دار الحکومت تک گئے -

مگر اس انقلاب کی اصلی حالت بہت جلد ظاہر ہونیوالی تھی - کیونکہ مسلم آبادی باوجود اقلیت کی کثیر التعداد غیر مسلم رعایا کے مقابلے میں بڑھنے کی زبردستی' اور پھر دول یورپ کی عجیب و غریب سیاست عمل سے یہ کام سر انجام پاتے نظر نہیں آتا تھا -

یہ بات کہ عثمانی حدود کے باہر سے ان عیسائیوں کے ہم مذہب اور ہم قوم' ان لوگوں کے حقوق کی نگرانی کرینگے ' اور انکا اسطرح سے اتفاق کرنا بلقانی ریاستونکے لیے مخالفانہ اعمال کا ایک سبب قوی ہوجائیگا ' نوجوان ترکوں کی نظر سے بالکل پوشیدہ رہی -

سنہ ۱۹۱۰ ع کے اندر مقدونیہ میں واقعات و حوادث برابر پیش آتے رہے - جسکی وجہ سے بلقانی حلفاء نے کارروائی شروع کرنے میں جلدی کی - اسی سال کے موسم بہار میں ترکوں نے ایک البانی بغاوت کو سختی سے فرو کرکے اپنی توجہ مقدونیہ کے طرف مبذول کی - وہاں کوئی بغاوت نہیں ہوی مگر جو تجویز البانیہ میں کی گئی تھی' یعنے ہتیار لے لینے کی ' وہ البانیا میں بھی عمل میں لائی گئی -

دول یورپ نے اپنے عہدہ دارونکو اس ملک سے بغیر اس بات کا اطمینان لیے ہوے بلا لیا تھا کہ یہاں حکومت کا عمدہ انتظام رہیگا ' حکومت کے طرف سے کسی قسم کی رپورٹ شایع نہیں کی گئی' اور تمام یوروپین پریس نے خاموشی اختیار کرلی -

اصلاحات کی جب امید نہیں رہی تو مقدونیہ میں نصارے کی ایک جماعت نے قوموںکو اپنے اپنے جھگڑے بالکل فراموش کردینے کی صلاح دی ' اور اسطرح جس بلقانی اتحاد کی تحریک باوجود پوری سعی کے ملتوی رہگئی تھی ' یکایک پھر شروع ہوگئی -

پادری اور تمام اعلی طبقے کے لوگ اس تحریک اتحاد میں شریک ہوئے - یونانی اور بلغاری پادریوں میں یکایک صلح ہوگئی' اور بالآخر پادریوں نے اپنی مقدس متحدہ درخواست بابعالی میں پیش کرنا شروع کردی -

یونانی ہمیشہ بلغاری پادریوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے ' مگر اب یہ حالت ہوگئی تھی کہ ایک پادری کو مقدونیہ کے کاشتکاروں نے ترکی حکام سے چھپا کر اپنے یہاں پناہ دی تھی !

موسم سرما کے ابتدا میں شاہ نکولس (جبل اسود) کی جوبلی کے موقع پر فرڈیننڈ شاہ بلغاریہ اور ولیعہد یونان و سرویہ کے تحایف بھیجنے سے اور زیادہ رشتۂ ارتباط قایم ہوگیا -

چند مہینوں کے بعد اس' الی نے' کہ رومانیا ترکوں کو اسوقت ضرور مدد دیگا ' بلقانیوں کے دل میں اور بھی فکر پیدا کی - اگر اسوقت بلغاریہ اس ترکی رومانیا معاہدہ کے انعقاد پر خاموش رہجاتی ' تو دیگر بلقانی ریاستوں کا کیا حال ہوتا ؟

شئون عثمانیہ

مسئلۂ شرقیــــہ

بلقان لیگ

(مقتبس از لنڈن ٹائمز : ۱۳ جون سنہ حال)

سنہ ۱۹۱۰ ع کے اختتام پر بلقانی ریاستوں کا نازک وقت تھا - جو خونریزیاں مقدونیہ میں بہار اور خزاں کے موسموں میں ہوئی تھیں' انسے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان دونوں ریاستوں (یونان و بلغاریہ) میں کسی طرح معاہدہ ہو جاے - اس بات کے لیے ضرورت تھی کہ دونوں قوموں میں سے انکے قدیمی نزاعات اور قومی عداوتوں کو دور کیا جاے' تاکہ انکے اتحاد سے عیسائیت کی دیرینہ آرزو پوری ہو - اس اتفاق سے جو فوری خطرات پیش آنے والے تھے' وہ مقدونیا کی دو اہم مسیحی جماعتوں کا اتفاق تھا' جنسے سلطان عبد الحمید ہمیشہ ڈرتے تھے' اور ہمیشہ اتفاق نہ ہونے کی تدابیر کیا کرتے تھے -

سنہ ۱۹۱۱ ع کے موسم بہار میں راقم مضمون کو جو پہلے صوفیہ میں تھا' اکثر موقع ایسے پیش آتے رہے کہ وہ ایتھنز میں ایم - ویلنزلو سے بلقان کے معاملات میں گفتگو کرے - اس زمانہ میں دولۃ عثمانیہ یمن اور البانیا کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھی' اور البانی ملیسوری قوم نے سخت شورش مچا رکھی تھی' مگر بلقانی اتحاد کا خاص سبب مقدونیہ میں بے رحمانہ سلوک تھے' جنکو اگر دول نے اطمینان سے نہیں دیکھا تھا تو چشم پوشی تو ضرور کرلی تھی ·

(اس دعوے کی تکذیب خود یورپ کورہا ہے - الہلال)

اگر عیسائی اقوام کو بالکل فنا کر دینے کا اندیشہ نہ بھی تھا تو بھی انکی قومیت میں تفریق اور اختلاف کا اندیشہ ضرور ہو گیا تھا - اس وجہ سے ایم - وزلو نے خود بلغاری حکومت سے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا - اپریل سنہ ۱۹۱۱ ع کو مخفی مراسلات کے ذریعہ ایک تحریر صوفیہ گئی - اسکے خاص ابواب یہ تھے :

(۱) ایک اتحاد ہو جسمیں ترکی کی عیسائی رعایا اور اسکے حقوق کا تحفظ -

(۲) اگر ترکی کسی اتحادی پر حملہ کرے تو تمام ریاستوں کا مدافعانہ اتحاد -

اسی زمانے میں بڑے بڑے خطوط شاہ فرڈیننڈ اور ایم - گوشاف کو لکھے گئے' جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ اتحاد بلقانی ریاستوں کی ترقی کا ایک زینہ ہے -

اسکی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں سب سے اول شاہ جارج کی منظوری حاصل کرلیگئی تھی - شاہ جارج اور ایم - وزلو کے سوا اور کسی یونانی کو اس معاملے کی خبر نہ تھی -



دوسـرا عثمـانی هـوائی جهـاز

جس نے شکلجہ کے قلعوں سے از کرسات مرتبہ بلغاریوں پر گولا باری کی' اور ہر مرتبہ کامیاب واپس آیا -

کچھہ عرصے کے بعد ایم - کریپارس' جو پہلے یونان کا وزیر خارجیہ تھا اور اب سفیر قسطنطنیہ' اس راز میں شریک کیا گیا - یہ تحریر ایک معتبر آدمی کے ذریعہ براہ کارفو' ویانا میں ایک مشہور انگریز کے پاس بھیجی گئی' جسنے بلغاری سفیر مقیم ویانا کو دیا' اور وہاں سے یہ تحریر اسی طرح سر بمہر ایم - گوشاف (Gucspoff) کو بلغاریہ بھیجدی گئی -

یونـان سے معاہدہ

یونان بلغاریہ سے جلد جواب نہیں چاہتا تھا' مگر آخر ستمبر میں ایک نیا واقعہ ظہور میں' آگیا جس سے تمام بلقانی ریاستوں کو اپنے اپنے ہتیار سنبھال لینے پڑے -

طرابلس کی لڑائی کے شروع ہوتے ہی تمام بلقانی ریاستوں نے محسوس کیا کہ اب ایک معاہدۂ اتحاد کا اصلی وقت ہے - مگر ابھی کوئی با قاعدہ بات طے نہیں پائی تھی - یونان کا بلغاریہ سے تجاویز پیش کرانا اس بحث میں پڑا تھا کہ شاہ فرڈیننڈ اور ایم - گوشاف کے خیال میں سرویا کے ساتھہ معاہدہ کرنا ان معاملات میں سخت ضروری تھا' اور اسوجہ سے اس بات کی ضرورت تھی کہ اسے بھی شریک کیا جاے - مگر ابتداے سنہ ۱۹۱۲ ع

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ کا]

کہ نصرانیت نے عہد شکنی کی - دربار بغداد نے انتقام کے لیے علماے اسلام سے فتوی طلب کیا - سفیان ثوری و ابن عینیہ جیسے اکابر نے جواب دیا کہ قبرس پر لشکرکشی جائز نہیں - علامہ بلا ذری نے یہ تمام فتوے (فتوح البلدان) میں نقل کیے ہیں' اور انہیں پر عمل درآمد بھی ہوا !!

با ایں ہمہ اسلام پر وحشیانہ عصبیت و بربریت کا الزام بدستور قائم ہے' اور مدنیت فرنگ حسب معمول' معیار تہذیب ہی سمجھی جاتی ہے - مرحوم داغ نے شاید اسی دن کے لیے کہا تھا :

اک جفا تیری کہ کچھہ بھی نہیں پر سب کچھہ ہے
اک وفا میری کہ سب کچھہ ہے مگر کچھہ بھی نہیں

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

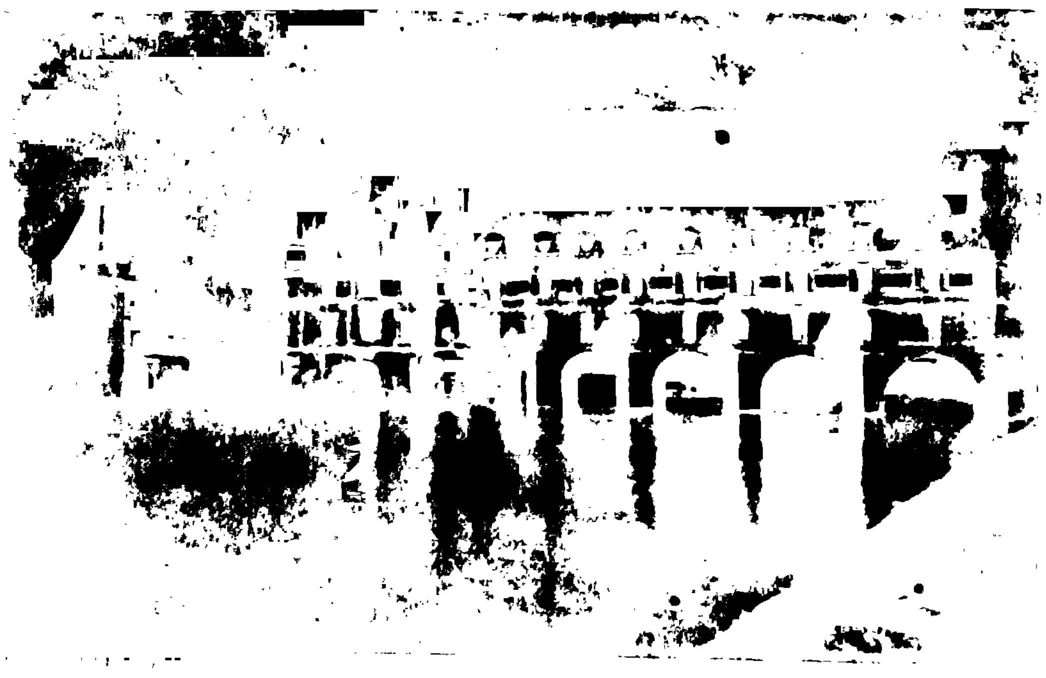
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday July 16, 1913



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

تاریخ حسیات اسلامیهٔ مسلمانان هند کا ایک ورق

زر اعانهٔ مہاجرین

(از جناب سید محمد عبد الرحیم صاحب - بریلي)

آج کي ڈاک میں مبلغ ایک سو بارہ روپیه کا مني آرڈر ارسال خدمت کیا گیا ہے - یه رقم بمد اعانهٔ مہاجرین باقان ہے جو انجمن هلال احمر بریلي کیطرف سے روانه کیجاتي ہے اور ١٩ - ناموں کي ایک فہرست منسلک ہے - ان احباب کے نام اخبار الهلال ایک سال کیواسطے جاري فرما کر ممنون فرمائیے اور اس رقم کي رسید با ضابطه مرحمت فرمائیے یا الہلال میں اعلان کردیجیے ' جزاکم الله تعالی - الہلال)

(از جناب محمد تاج الدین صاحب مکنیا بازار کانپور)

بعد آداب و تسلیمات کے عرض ہے که بساطي بازار و مچھلي بازار و مکنیا بازار والے لڑکوں نے جنکي عمر ٧ - برس سے ٢٠ برس تک تھي' امداد مہاجرین کے لیے جو روپیه جمع کیا ہے' وہ ارسال خدمت ہے -

(از جناب محمد ترابعلي خان صاحب - تحصیلدار)

(١) میري پھوپھي امیر بیگم صاحبه نے مبلغ پچاس روپیه کا مني آرڈر آپ کے نام سے آج روانه کیا ہے -

(٢) یه رقم اون کے مال کي زکواۃ ہے جسکا بہترین مصرف انھوں نے یه خیال کیا که جو چندہ آپ مہاجرین بلقان کے لیے جمع فرماتے هیں اوس میں یه رقم بھي شریک کردیجاے -

(از جناب کاظم حسین صاحب فارسٹ منیجر)

٥ - رجب کا الہلال دیکھا ' اور دیگر برادران دین کو بھي دکھایا - اول تو اس کافرستان میں مسلمان بہت هي کم هیں ' اور جو هیں بھي تو انھوں نے کروٹ نه لي ' جسکا سخت افسوس ہے - خیر' جو کچھه مجھسے هوسکا اور جسطرح هوسکا آج بذریعه مني آرڈر ارسال خدمت کرتا هوں - نه نام ظاهر کرنیکي ضرورت اور نه رعایتي اخبار هي جاري کرنیکي - غرض صرف اسقدر ہے که الہلال کے نام سے رقم مذکورہ مظلوموں کو بھیجدي جاے - اگر خدا کو منظور ہے تو اور بھي هاتھه پیر' قلم و زبان هلا دیکھونگا' اور جو کچھه مل جاریگا بھیجدونگا -

(از جناب قطب الدین احمد صاحب انصاري طالب علم)

آٹھه روپیه کي نا چیز رقم اسلیے بھیجتا هوں که ترک مہاجرین کي امداد میں دیدیجاے - اس سے " الہلال " کي خریداري مقصود نہیں ہے - خدا کرے آپ کو اپنے مقاصد میں (که وہ سچے پیروان اسلام کے مقاصد هیں) کامیابي هو - آمین

(از جناب سید فضل شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن)

پیشتر ازیں بارہ مومنین نے اس کار خیر میں اس اسٹیشن سے حصه لیا ہے - جن کے اسماے گرامي آپ کي خدمت میں مع پته کے یکے بعد دیگرے ارسال کرچکا هوں - چنانچه دس اصحاب کے نام الہلال کا وی - پی پہنچ چکا ہے اب دو اور اصحاب هیں جنمیں سے منشي چراغ دین صاحب ... هیں - الہلال بھیجدیں تو آپ کو تکلیف نہیں دینگے - دوسرے صاحب منشي روشن خان صاحب پته دار دراست پور هیں ' انکے نام الہلال جاري کردیں - دوسرے هر دو اصحاب کي رقم بذریعه مني آرڈر ارسال خدمت ہے - تیسرے صاحب منشي محمد عبد الله صاحب ویٹرنري انسپکٹر سول ویٹرنري ڈیپارٹمنٹ بلوچستان کوئٹه میر رهتے هیں - انکے نام وي - پي آسي پته پر بھیجدیں -

فہرست زر اعانهٔ مہاجرین عثمانیه (٤)

	پائي	آنه	روپیه
بذریعه جناب برکت الله صاحب کارر منڈل	٠	٨	٠
جناب محمد شریف خانصاحب بي - اے	٦	٩	٢٦
جناب عبد الرحمن خانصاحب باندہ	٠	١٢	١١
جناب غلام رسول دین محمد صاحب امرتسر	٠	٠	٥٠
بزرگان چک نمبر ٧٠ شاخ جنوبي - تحصیل سرگودها ضلع شاہ پور بذریعه دفعدار پناہ خانصاحب	٠	٠	٣٦
بي بی زبیدہ صاحبه از بها گلپور	٠	٠	٢
جناب عبد الکریم خانصاحب قانونگو اعظم گڈہ	٠	٠	٥
جناب مولوي میر عالم صاحب کلرک - گورنمنٹ پریس - پشاور	٠	٠	٢
جناب نظام الدین احمد صاحب دریا پٹنه مدراس	٠	٨	٠
جناب سید محمد حسین صاحب - حیدرآباد دکن	٠	٠	٤٦
جناب سید احمد علي صاحب - مظفرنگر	٠	٢	١
جناب فضل الہی صاحب - جالندهر	٠	٤	٨٤
جناب محمد حسن صاحب کولیارہ (پالامئو)	٠	٠	٤٣
جناب محکم الدین - ... (فیروزپور)	٠	٠	١٣
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب فیروزپور جلال آباد	٠	٠	٨
جناب عبد العلي خانصاحب سب ڈویزنل افیسر جرنا گڈہ	٠	٠	٢
جناب سبحان خان صاحب - جھانسي	٠	٥	١
بذریعه احمد خلیل صاحب اصفهاني - بادک رنڈاسي	٠	٠	٧
جناب عبد الغفار خانصاحب اوتمان زائي - پشاور	٠	٠	٨
اهلیه جناب یسین احمد صاحب - گیا	٠	٠	٤
جناب عبد المجید صاحب صدیقي لاڑکانه - سندہ	٠	٠	٣
جناب صغیر حسین صاحب - علیگڈہ	٠	٠	٢
جناب عباس صاحب - دهام پور	٠	٠	٨
مسلمانان بازید پور	٠	٧	٢
جناب سلیمان خانصاحب اورنگ آباد	٠	٠	٥
جناب نصیر الدین احمد صاحب انصاري - نگینه	٠	٠	١٠٠
جناب میر حبیب الله صاحب سب اورسیر مالا کند	٠	٠	٥
جناب مصطفی خانصاحب الہ پور - کانپور	٠	٠	٢٥
جناب محمد اکبر صاحب زین ساز - لائل پور	٠	٠	٩٢
جناب امیر الدین صاحب ممبر کمیٹي قصور - لاهور	٠	٠	١٦
جناب محمد اسحاق خانصاحب متل رئیس برله علیگڈہ	٠	٠	١٩
جناب محمد اسرار الحق صاحب انصاري	٠	٠	٨
میزان	٦	٧	٨١٧
سابق	٦	١٣	٥١٠٢
کل	٠	٥	٥٩٠٢

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (آل عمران)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

f-yearly „ „ 4 - 12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مدیر خصوصی

سلام الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ / ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, July 16, 1918.

فہرست

تصاویر

شذرات

ڈاکٹر انصاری

ڈاکٹر انصاری ۴ - جولائی کو بمبئی پہنچ گئے -

اپنے خطوط میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ ہندوستان پہنچکر کوشش کرینگے کہ ملک کا دورہ کریں' اور اپنی معلومات سے مسلمانوں کو ترکوں کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کا موقعہ دیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا ' اور ضروری اور صحیح حالات لوگوں کو معلوم ہوسکے ' تو یہ اس مشن کا سب سے زیادہ قیمتی نتیجہ ہوگا -

آج سب سے بڑا اہم مسئلہ عالم اسلامی کی وحدت اور باہم دگر رشتۂ اخوت کی تجدید کا ہے - مسلمانان عالم کی تعداد سب جانتے ہیں کہ بہت ہے ' اور تیس کرور سے بھی متجاوز' لیکن غور کیجیے تو چند کرور کی تعداد بھی ایسی نہیں جسے تعداد کہا جا سکے - تعداد کی ساری قوت اس پر موقوف ہے کہ اسکا ہر فرد دوسرے سے جڑا ہوا ' اور زنجیر کی کڑیوں کی طرح گو ہر کڑی کا ایک علحدہ وجود نظر آتا ہو' لیکن دراصل زنجیر کے وجود مرکب ہی کا ایک جزو ہو -

جنگ کے موقعوں پر ہمیں ترک یاد آجاتے ہیں ' اور ہم پکارتے ہیں تو وہ بھی سلام کہلا دیتے ہیں - فرانس ' مراکش میں قتل عام کرے ' یا مشہد روسیوں کے ظلم و ستم سے فریادی ہو تو ہم کو بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ اسلام صرف ہندوستان ہی میں نہیں ہے - لیکن اس کے بعد باہمی تعلق کوئی نہیں - تعلقات کا بڑا وسیلہ سیر و سفر اور باہم آمد و رفت ہے - اسکا یہ حال ہے کہ قرنوں میں اگر کوئی شخص ترکی چلا جاتا ہے تو واپسی پر اسکو سفر نامہ لکھنا پڑتا ہے ' اور پڑھنے والے شوق سے پڑھتے ہیں ' کہ کیسے دور دراز ملک اور غیر معلوم و مجہول دنیا کے حالات ہیں ؟

موجودہ جنگ ختم ہو جاے مگر ہماری بدنصیبیاں تو ختم نہیں ہولیں ؟ غور کیجیے تو انکا آخری دور ختم ہونے کي جگہ اب سے شروع ہوا ہے - پس ہمکو چاہیے کہ اسکے اصل نتائج سے بہرہ اندوز ہوں -

ایک بڑی چیز یہ ہے کہ ہم میں اور تمام عالم اسلامي میں ایک دائمي رشتۂ قائم ہو جاے ' اور یہ اس درجہ ترقي کرے کہ ترکي عرب ' افغانستان ' افریقہ ' چین ' مسلمانان ہند کیلیے ایک شہر کے محلے بن جائیں ' اور وہاں کے حالات سے بچہ بچہ واقف ہو -

اسلام کسي خاص ملک اور وطن کا مذہب نہیں ہے - وہ تمام دنیا کي برادری ہے - جس طرح ایک وسیع خاندان بہت سے محلوں میں آباد ہوتا ہے ' اسي طرح تمام دنیا کو سمجھیے کہ خاندان اسلام کے مختلف محلے ہیں - کسي کا نام چین ہے ' کسي کا سوماترا ' کوئي افریقہ ہے اور کوئي قسطنطنیہ - گھر کے عزیزوں کو گھر سے نکلنا چاہیے ' اور ایک دوسرے محلے میں اپنا هي گھر اور اپنا هي محلہ سمجھکر آمد و رفت کرني چاهیے - گو باہم فاصلہ بھي ہو -

جماعت " حزب اللہ " کا ایک بہت بڑا کام یہ بھي ہو گا -

بہر حال امید ہے کہ ڈاکٹر انصاري کا لوگ پر جوش استقبال کرینگے اور انکا یہ سفر ترکوں کے متعلق اشاعت معلومات و حالات کا وسیلہ ثابت ہو گا -

همدرد دهلي

بالاخر روزانہ " همدرد " اپني پوري ضخامت اور ترتیب مضامین کے ساتھہ شائع ہوگیا :

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ !

اس وقت تک ٣٤ - نمبر نکل چکے ہیں ٨ - صفحہ کي ضخامت ہے ' اور ڈمائي سائز کی چوتھائی ایک متوسط تقطیع ہے ' جو پیشتر سے روزانہ اردو اخبارات کی قرار پا چکی ہے - ٹائپ بیروت کا ہے ' جس کو اس نگار خانے کا اصلي حسن سمجھنا چاہیے - کاغذ بھی اب بدل دیا گیا ہے ' اور دبیز اور چکنا لگایا جاتا ہے - ایسا کاغذ روزانہ اخبارات کیلیے ضروري نہیں ' اور اسلیے یہ ایک مزید اور غیر معمولي اهتمام ہے -

جو چیز جتنے زیادہ انتظار کے بعد ملے ' اتنی ہی زیادہ محبوب بھي هوتي ہے - تلاش مطلوب میں آپ جسقدر زیادہ سرگرداں رهینگے ' اتنا ہی زیادہ اسکا حصول مسرت بخش بھی ہوگا -

همدرد کی اشاعت میں تاخیر کے عجیب عجیب اسباب پیدا ہوتے رہے ٹائپ کے مسئلے نے امیدوں او مایوسیوں سے بدل دیا :

کہ عشق آساں نمود اول ' ولے افتاد مشکلہا !

پبلک کو انتظار کي تکلیف تھي ' اور کام کرنے والوں کو تلاش مقصود میں سرگرداني - اسکا انتظار بھی شدید تھا ' اور اسکی تلاش کی سختیاں بھی کم نہ تھیں - پس اِن مشکلات کے بعد جو چیز میسر آے ' کیوں نہ اسکا میسر آنا مطبوع و مسرت بخش ہو ؟

اردو پریس پر نصف صدي گذرگئي ' لیکن اب تک وہ اپنے دور طفولیت سے آگے نہیں بڑھا - یہ میدان اب تک بالکل خالی ہے - بہت سے عظیم الشان کام ہیں جو کام کرنے والوں کو یہاں انجام دینے ہیں - یورپ کے فن صحافة سے قطع نظر کیجیے - ٹرکي اور مصر کے روزانہ اخبارات هي کو سامنے لائیے تو خود اپنی نظروں میں آپ حقیر معلوم ہونگے - مگر پریس کي اصلي قوت روزانہ اخبارات ہیں ' اور وهي اردو میں کالمعدوم !

همیں ورق کہ سیہ گشتہ ' مدعا اینجا ست

پس یہ ایک نہایت مبارک آغاز ہے جو " همدرد " کی صورت میں ہوا ہے - اس طرح کے وسیع انتظامات سے اب پبلک آشنا هوتي جاتي ہے ' اور اخبار بیں طبقہ موجودہ حالت پر قانع نہیں - سب سے بڑا لاینحل مسئلہ ٹائپ کا مسئلہ تھا - لوگ اسکا نام لیتے ہوے ڈرتے تھے کہ نہیں معلوم کیسي گذریگی ؟ لیکن اب عوام و خواص میں ہزاروں اشخاص ہیں جو ٹائپ کے مطبوعہ صفحات پڑھتے ہیں اور شوق و ذوق سے پڑھتے ہیں - حتے کہ تعلیم آشنا مستورات اور خواتین بھي ' جو درسي کتب میں صرف نستعلیق هي کي عادي ہیں ' بلا تکلف ٹائپ کے اخبار منگاتي ہیں - ایک سال کے اندر اردو پریس کا یہ تغیر عظیم الشان اور غیر متوقع ہے -

" همدرد " کے پہلے پرچے کا سر آغاز ڈاکٹر اقبال کي ایک موثر نظم تھي ' جسمیں انہوں نے ایک عرب مجاهد لڑکي کي شہادت کا واقعہ نظم کیا ہے - قارئین الہلال کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نومبر میں بسلسلۂ " نامو ران غزوۂ طرابلس " ایک مضمون " الا حیاء الذین لا یموتون " کے عنوان سے الہلال میں نکلا تھا ' اور اسمیں " فاطمہ بنت عبداللہ " نامي ایک یازدہ سالہ مجاهدۂ غیور عربیہ کے حالات شہادت مع اسکے مرقع خونیں کے شائع کیے گئے تھے - اسی واقعہ کو ڈاکٹر اقبال نے اس نظم میں درج کیا ہے - یہ ' اور اسي طرح کے بعض زہرہ گداز و عظیم الاثر حالات جو الہلال میں لکھے گئے ہیں ' انکے متعلق احباب کرام کو معلوم ہونا چاهیے کہ انکے ذرائع علم اس درجہ نادر اور غیر معمولي ہیں کہ مصر و شام کے عربي اخبارات کا بھی اُن پر دسترس نہیں - چنانچہ " فاطمہ بنت عبد اللہ " رضي اللہ عنہا کا واقعۂ شہادت مصر کے تمام مشہور و غیر مشہور جرائد میں سے کسي اخبار کو بھي نصیب نہوا - ٹرکي میں بھي صرف ایک ماہوار رسالے کو یہ حالات معلوم ہوے تھے -

اسي طرح اب انشاء اللہ " نامو ران غزوۂ بلقان " کا سلسلہ بھی الہلال میں جاری رہیگا -

بہر حال " همدرد " کي اشاعت پر هم دفتر کا مزید کو مبارکباد دیتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ انکو مہلت ملے ' تا کہ وہ اس ابتدائي نمونے کو حد تکمیل تک پہنچاسکیں -

اس اهتمام اور صرف کثیر کے ساتھہ اسکي سالانہ قیمت صرف ١٥ - روپیہ ہے - اور ششماهي ٧ - روپیہ آٹھہ آنہ - امید ہے کہ لوگ اسکي قدر داني کرکے ' کام کرنے والوں کي قدر افزائي کي ایک عمدہ مثال قائم کرینگے -

هفتۂ جنگ ریوٹر ایجنسي نے بلقانیوں کي باهمي آویزش کي جو خبریں اس هفتہ میں بھیجي ہیں وہ اس حقیقت کي تفسیر ہیں کہ ولاتزد الظالمین الا تبارا کے مفہوم ذهنی کو عالم شہود میں لانے کے لیے قدرت کاملہ کیا روش اختیار کرتی ہے ؟

بلغاریا کی جانب سے لڑائی چھیڑنے کا الزام سرویا کو دیا جاتا ہے ' لیکن اس حقیقت کا کیا جواب ہے کہ پچھلے هفتے مال غنیمت میں بلغار کی ایک پرانی جنگی دستاویز دستیاب ہوئی تھي جس میں سرویا پر فوراً حملہ کردینے کے لیے بہت سی هدایتیں درج تھیں -

یورپ کی کسی سلطنت کا یہ خیال نہیں کہ ترک بھی اس جنگ میں حصہ لیں ' یعنی ترکوں کو اس سے فائدہ نہ پہونچنے

بقیہ دولت عثمانیہ ایشیا میں

مسئلۂ عراق

بغداد ' دجلہ ' بازار' بیرون شہر' ایک پل ' اور عرب مسافر عراق











الهلال

١١ - شعبان ١٣٣١ هجری

دعوة الی الحق و امر بالمعروف

انبیاء کرام کا اُسوۂ حسنہ

اُسوۂ نوحي (ع)

هشدار که سیلاب فنا در پیش است

هاں مشو مغرور بر حلم خدا ' قدرت کی آنکھیں سب کچھه دیکه رهی هیں ' جور و ستم ' تشدد و تباہ کاری ' استبداد و مردم آزاری ' ان سب پر خدا کی نظر ہے ' جس طرح مسجدیں گرائی جاتی هیں ' خانقاهیں بند کرائی جاتی هیں ' کمزور جماعتیں ستائی جاتی هیں ' خدا ان تمام باتوں کو دیکھتا ہے ' سنتا ہے ' اور خاموش رهتا ہے که لعلهم یرشدون (شاید یه خود هی راہ راست پر آجائیں) زبردست هستیوں کو جب اس پر بھی تنبه نہیں هوتا ' زیر دست آزاری میں مطلق کمی نہیں آتی ' طغیان و سرکشی حد سے بڑہ جاتی ہے ' تو ان بطش ربك لشديد (پروردگار عالم کی گرفت بڑی سخت ہے) کی وعید هیجان میں آتی ہے ' " دیر گیرد سخت گیرد مرد را " کا طوفان جوش کھاتا ہے اور تر و خشک سب کو بہا لے جاتا ہے -

اس ذیل میں سب سے پہلا طوفان وہ تھا جس نے عصر حجری و عصر نباتی کے بعد عصر حیوانی کے آغاز عہد میں تقریباً تمام دنیا کی حالت بدل دی تھی - علمی زبان میں اس طوفان کو " طوفان علم جیولوجی " کہتے هیں ' سطح زمین کی غلظت نے اندر کی مشتعل حرارت کے تمام منافذ و مخارج بند کر رکھے تھے ' بخارات کا التہاب بڑھتا رہا اور زمین کی ابتدائی حالت آتش افشانی کی گنجایش بھی نکال نہ سکی ' استبداد کی تنگ گیریاں بہت دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں ' سمندر کے وسط میں دفعۃً پہاڑیوں کا سلسله کھل گیا ' ملتہب مادے جوش و خروش سے پھوٹ بہے ' هولناک سیلاب نے تمام کرۂ زمین کو چھالیا ' اور تقریباً جتنی جاندار هستیاں تھیں سبکو بہا لے گیا - یه طوفان جس کی عمومیت ناقابل انکار ہے ' موجودہ نسل انسانی سے قبل کا ہے ' اس کے بعد جتنے طوفان آئے وہ خاص خاص ممالک و مقامات تک محدود تھے -

نوع انسانی کی تکوین کے بعد جو طوفان آئے هیں اُن میں سے سب سے بڑا اور سب سے پہلا طوفان غالباً هندوستان کا تھا جس کی نسبت " ویشنو " نے اپنے ایک معتقد پوجاری کو اطلاع دی تھی که " سات دن میں ایک طوفان آئیگا جو اُن تمام مخلوقات کو که میری توهین کرتے هیں هلاک کرڈالے گا ' تم ایک کشتی میں سات رشیوں اور اپنی عورتوں کے ساتھه بیٹھه جانا ' اور هر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھا لینا " اساطیر هند (آرین میتھولوجی) کے مطابق یه پیشینگوئی حرف به حرف پوری هوئی - ویشنو نے خاتمۂ طوفان کے بعد شیطان کو قتل کرڈالا - وید مقدس کے جتنے نسخے تھے سب چھپا ڈالے ' اور اپنے مخلص پوجاری کو آلہیات کی تعلیم دیکر ساتویں " منو " کا خطاب عنایت کیا -

دوسرا هولناک طوفان جس کے واقعات قدیم کلدانی روایتوں میں ملتے هیں ' بابل میں آیا تھا ' یه واقعه پادشاہ " ذی زوتروس " کے عہد کا ہے جس کو " خرونس " دیوتا (زحل) نے اس کی اطلاع دی تھی ' اور خواب میں کہدیا تھا که انسان کے فتنه و فساد نے مجھے عضبناک کر رکھا ہے ' میں ان کو تعزیر دونگا اور سب کو طوفان سے هلاک کرڈالونگا ' تم اور تمہارے خاندان والے البته بچ رهینگے ' مبدء و منتها و اوساط اشیا کے متعلق جو تحریریں هیں اِن سب کو لیکر " سیباریس " (مدینة الشمس) میں دفن کردو ' اور ایک کشتی بناؤ جو طول میں پانچ استاد اور عرض میں دو استاد کی هو (ایک استاد ایک سو پچیس فیٹ کے برابر تھا) اهل و عیال کو لیکر کشتی میں سوار هوجاؤ ' اور اپنے آپکو پانی کے سپرد کردو - ذی زوتروس نے امتثال امر میں بڑی سرگرمی دکھائی ' طوفان کم هوا تو کشتی سے ایک دو چڑے (کنجشک) اُڑا دیے ' خشکی کا نام و نشان نه تھا - پہلی مرتبه چڑا واپس آیا ' دوسری مرتبه کی آمد میں پنجوں میں کیچڑ بھری تھی اور چونچ میں کوئی سبز گھانس تھی - معلوم هوا که خشکی نمودار هو چلی ہے - تیسری مرتبه گیا تو پھر واپس نه آیا - خشکی کا اب ٹھیک اندازہ هوگیا تھا - کشتی آگے بڑھائی گئی - سامنے ایک پہاڑ نظر آیا - وهیں ٹھہر گئی - اهل کشتی اُتر پڑے ' دیوتاؤں کے آگے سر کے بھل گرے ' قربانگاہ بنائی ' بھینٹ چڑھائی ' مدینة الشمس سے دفینه نکالا ' بابل کو پھر آباد کیا اور بستیاں بسائیں -

علماے طبیعت و آثار کی راے میں تورات کے واقعۂ طوفان نوح کی تفصیل اسی روایت سے ماخوذ ہے -

تیسرا واقعه " طوفان هیرابولیس " کا ہے جسکی تشریح " لوسیانوس " نے کی ہے ' واقعات سب ملتے جلتے هیں ' حسب معمول اس طوفان کی نسبت بھی یہی ادعا ہے که صرف " دیکالیون " اور اُس کے گھرانے والے بچ رہے تھے ' اور ساری آبادی غرق هوگئی تھی - دیکالیون کی کشتی " هیرابولیس " کو پہونچ کر ٹھہری تھی ' وهیں اُس نے ایک هیکل بنایا جس کو پسینه آتا تھا ' اُس پر وحی اُترتی تھی ' اور وہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتا تھا -

چوتھا طوفان جزیرۂ ساموتراس کا تھا جس سے - مورخ ڈیوڈورس کی راے میں - بحیرۂ مرمر (مارمورا) نکلا -

پانچویں غرقابی قدیم یونان کے علاقه " بویسی " کے طوفان سے هوئی جو پادشاہ " اوجیج " کے عہد میں حضرت مسیح سے نوسو برس پیشتر بحیرۂ " کوبایس " میں سیلاب آنے سے آیا تھا " آگسٹینس " نے جو مندر " هیبون " کا بڑا پوجاری تھا ' اس کے جزئیات پر نہایت شرح و بسط سے گفت و گو کی ہے اور " وینس " (زهرہ) دیوتا کے دفعۃً رنگ و صورت و حجم و رفتار بدل جانے کا اسے نتیجه ٹھہرایا ہے ' ادبیات مشرق میں یونان کی غرقابی یہیں سے نکلی ہے -

چھٹا طوفان پادشاہ " دیکالیون " فرماں رواے تھسلی کے عہد میں میلاد مسیح سے ایک هزار چھه سو برس قبل آیا تھا ' اور تھسلی کو بہا لے گیا تھا - هیروڈوٹس کی روایت ہے که تھسلی ایک بڑا دریا

ڈالے ' ترکوں نے خود تو اس جنگ میں بے طرف (نیوٹرل) رهنے کا اعلان کردیا تها لیکن اگر تازہ ترین خبروں کی بنا پر اس میں تبدیلی پیش آئی تو یورپ پهر خاتمۂ جنگ کی سلسله جنبانی شروع کردیگا -

اس وقت تو یه حالت هے که یورپ کی وهی سلطنتیں جو بلقان کی ... کو باهمی خون ریزی سے محفوظ رکهنے کے لیے تلواروں کی آب اور توپوں کی آگ سے امن عام قائم رکهنے پر آمادہ تهیں ' اس وقت بالکل خاموش هیں -

سلانیک میں یونانی فوج کے آٹهه هزار زخمی تڑپ رهے هیں لیکن تیمار کے لیے یورپ کے کسی ملک سے کوئی مشن نہیں روانه هوتا - سرویا کے پندرہ هزار سپاهی جنگ کے قابل نہیں رهے ' بلغاریا کے بیس سے پچیس هزار تک مجروح و مقتول هوچکے هیں ' یونان کو دس هزار یونانی فوج کا نقصان اٹهانا پڑا هے ' جبل اسود بهی نقصان سے محفوظ نہیں' اور بلغاریوں کے نقصانات تو ان سب سے کہیں زیادہ بیان کیے جاتے هیں ' باایں همه نه کوئی ان حوادث کا ماتمدار هے اور نه کہیں ان شہداے نصرانیت کا مرثیه سننے میں آتا هے جن کو مسلمانوں کے قتل عام کرنے پر کلیسا میں برکت دی گئی تهی ' اور سوسائٹی میں اُن کی تقدیس کی جاتی تهی -

پانچ روز کی مسلسل جنگ کے بعد یونانیوں نے ڈوبرن میں فتوحات کے جهنڈے گاڑ دیے ' بلغاریوں کو اس لڑائی میں ایسی ناکامی هوئی که دستور کے خلاف وہ اپنی کامل شکست آپ تسلیم کرنے لگے هیں ' مگر اعلان یه هوتا هے که بلغاریا کے لیے یونانی فتوحات ناقابل اعتنا هیں ' یعنی قابل اعتنا اُس وقت هونگی جب صوفیا کا صفایا هوجائیگا - بلغاریوں نے بڑی کوشش کی که کستندل سے پیروست اور درنجه کو بڑہ جائیں اور بلغراد سے سپاہ سرویا کا سلسله قطع کردیں ' مگر یه کوشش اب تک ناکام هی رهی -

دشت کلکیش کی جنگ کی جو مزید تفصیل ریوٹر ایجنسی نے شایع کی هے اُس سے معلوم هوتا هے که بلغاریوں کو شکست بهی هوتی هے تو نهایت شرمناک طریق پر هوتی هے - فوجیں موجود هیں ' اسلحه موجود هیں ' برابر کا مقابله هے ' مگر حوصلے هیں که ذرا سے حملے میں چهوٹ جاتے هیں ' اور سپاهی هیں که خفیف سے مقابلے میں سامان حرب تک کو چهوڑ بهاگتے هیں -

سرویا نے بلغاریا سے تمام تعلقات منقطع کرلیے ' ستینا (ستنجی دارالحکومة جبل اسود) سے سفراے بلغار بهی واپس طلب کرلیے گئے هیں ' اور سرویا و یونان سے تو انقطاع سفارت پہلے هی سے هے - سرویا نے قطع تعلق کی نسبت دول یورپ کو جو یادداشت بهیجی تهی اُس میں بلغاریا پر دغابازی سے اتحاد بلقان کو توڑنے کا الزام لگایا تهی - بلغاریوں نے اس کے جواب میں الزامات سے انکار کیا هے اور اپنے معاملات روس کے حوالے کردیے هیں که جس طرح بنے اس عذاب سے اُس کو نجات دلائے ' لیکن اگر قدرت کو اُس کی پامالی هی منظور هے تو ان یخذلکم فمن ذا الذي ینصرکم من بعده (خدا هی جب تم کو مخذول کرنا چاهے تو کون هے جو اُس کے بعد تمهاری مدد کو کهڑا هو سکتا هے) کی وعید پوری هونے سے کب رک سکتی هے ؟

سروی صوفیا سے ۴۰ میل کے فاصله پر یعنی کستندل تک پہنچگئے هیں ' یونانیوں نے بهی اس هفته میں اسٹرمنتزا پاٹرچ اور کلکیش وغیرہ متعدد مقامات میں بلغاریا کو شکست دی هے -

صوفیا سے اس هفته میں فتح کے متعلق صرف دو تار آئے هیں - ایک میں ظاهر کیا گیا هے که تمام بلغاری خط سے سروی فوج کو هٹا دیا گیا ' دوسرے میں یه بیان کیا گیا هے که شمال ڈوارین میں سخت نقصان کے ساتهه یونانیوں کو شکست هوئی - لیکن ان دونوں فتوحات کی قدر و قیمت معلوم !

درندہ خصلت بلغاریوں کے مظالم نے اتهینس میں غیر معمولی جوش پیدا کردیا هے' قسطنطین شاہ یونان نے اپنے وزیر خارجه کو تار دیا هے که اسکے نام سے ان " انسان صورت درندوں " کے خلاف دول یورپ کے وکلاء کے سامنے اعتراض کرے - اُس کا بیان هے که " میں نهایت مجبوری کے عالم میں بلغاریوں سے انتقام لے رها هوں ' یه انسان نہیں هیں درندے هیں ' ان میں هیبت و خوف پیدا کرنے کی ضرورت هے ' پچهلے زمانے کے تمام وحشیانه مظالم کو ان ستم پیشه درندوں کی جفاکاریوں نے ماند کردیا هے - وہ اپنی حرکتوں سے ثابت کرچکے هیں که کسی مهذب قوم سے اُن کو هرگز تعلق نہیں هے ' اور نه اب اُن کو مهذب اقوام میں اپنے تئیں شمار کرنے کا کوئی حق حاصل هے " یه پروتست اگر صحیح هے تو سوال یه هے که یہی مظالم جب مسلمانوں پر هورهے تهے اُس وقت یه اعتراض کیوں نه هوا ؟ سچ هے :

" اس دهر میں سب کچهه هے پر انصاف نہیں هے "

اتهینس میں نیم سرکاری طور پر یه بهی بیان کیا گیا هے که وکلاء دول یورپ کی ملاقاتوں کے جواب میں یونان نے یه کہا که اب صلح میدان جنگ میں هوگی -

رومانیا کو جمع افواج میں امید سے زائد کامیابی هوئی هے - یعنی ۴ - لاکهه کے بدلے ۶ - لاکهه فوج جمع هوگئی' جسمیں ۳۰- هزار یہودی بهی هیں - سپه سالار خود ولی عهد هے - رومانیا نے اعلان جنگ کردیا ' اور سلسیٹریا کو اسطرح فتح بهی کرلیا که تین سو بلغاریوں نے بغیر کسی قسم کے مقابلے کے هتیار ڈالدیے - بخارست کے تار میں یه بهی بیان کیا گیا هے که رومانی فوج ۱۵ - کیلو متر بلغاری مقبوضات میں بڑهتی هوئی چلی گئی - اس مداخلت سے رومانیا کا منشا ریاستهاے بلقان میں موازنۂ قوت کا محفوظ رکهنا هے -

موجودہ ترکی وزارت نے نهایت دانشمندی کی تهی که ریاستهاے بلقان میں خانه جنگی کے آثار دیکهکے فوج کا متفرق کرنا ملتوی کردیا تها - ۸ جولائی کو باب عالی نے ڈاکٹر ڈنیف سے فرمایش کی که خط اینوس و میڈیا کے مابین جسقدر زمین هے فوراً خالی کردیجاے - دوسرے هی دن فوج کو تیاری کا حکم ملا اور اُس نے پیشقدمی بهی شروع کردی -

اس فرمایش کے جواب میں ایک بلغاری وکیل صلح گفتگو کرنے کے لیے قسطنطنیه آیا ' مگر اپنے مشن میں ناکام رها - ۱۱ - جولائی کو عثمانی فوج نے حرکت شروع کی - ۱۴ جولائی کا تار هے که عثمانی فوج چتلجا اور بلیر سے بڑهتی هوئی بغیر کسی مقابلے کے چارلو تک پہنچگئی هے - ڈاردانیه میں بڑی مستعدی سے جنگی تیاریاں هورهی هیں ' فوج ' توپخانے ' اور سامان رسد وغیرہ ایشیاء کوچک سے مسلسل آرها هے -

دولت عثمانیه اور سرویا میں ایک معاهدہ هے ' عثمانی بیان کے موجب اس معاهدہ کے رو سے عثمانیوں کو تهریس کا ایک بڑا حصه پهر واپس ملسکیگا -

بلغاریا نے روس سے مداخلت کی جو درخواست کی تهی اُس کے متعلق روس کوشش کررها هے که ریاستهاے بلقان میں هنگامی صلح هوجاے' اور نزاع انگیز امور کا فیصله ایک کانفرنس کے ذریعه کیا جاے - جو سینٹ پیٹرسبرگ میں منعقد هو - ممکن هے یه تجویز ناکام نه رهے ' لیکن جب تک اس پر عمل کی نوبت آئیگی اُس وقت تک نه معلوم بلغاریوں کی کیا حالت هو جائیگی ؟

الا من رحم' و حال بينهما الموج فـكان مـن المغـرقين -

وہ مجھے پانی سے بچا لیگا " نوح نے کہا " آج کے دن خدا کے غضب سے کوئی بچـانے والا نہیں ' بچے تو وہی بچے جس پر خدا رحم کرے " اسی حالت میں باپ بیٹے کے مابین ایک موج حائل ہوگئی ' ڈوبنے والوں کے ساتھـہ نوح کا بیٹا بھی ڈبو دیا گیا -

وقیل : یا ارض ابلعی ماءک' و یا سماء اقلعی' وغیض الماء ' وقضی الامر' و استوت علی الجودی ' وقیل بعداً للقوم الـظالمین '

کام تمام ہو چکا تو حکم دیا گیا کہ " اے زمین اپنا پانی جذب کرلے' اور اے آسمان تھم جا " پانی اُترگیا' حکم کی تکمیل ہوئی ' کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری ' اور کہدیا گیا کہ " ظالموں کی جماعت دور ہو "

ونادی نوح ربه فقال : رب ان ابنی من اھلی وان وعـدک الحق و انت احکم الحاکمین ' قال : یا نوح انه لیس من اھلك ' انه عمل غیر صالح ' فلا تسألن ما لیس لك به علم ' انی اعظك ان تکون من الجاھلین ' قال رب انی اعوذ بـك ان اسئلك ما لیس لی به علم ' والا تغفرلی و ترحـمنی اکن مـن الخاسرین ' قیل : یا نوح اھبط بسلم منا و برکات علیك و علی امم ممن معك ' و امم سنمتعھم ثم یمسھم منا عذاب الیم (١١ : ١٩ ـــ ٤٠)

نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور عرض کیا " اے میرے پروردگار' میرا بیٹا بھی میرے ہی گھر والوں میں ہے ' تیرا وعدہ سچا ہے ' اور تو سب حاکمـوں سے بڑا حاکم ہے " جواب ملا کہ " اے نوح وہ تمھارے گھر والـوں میں شامل نہیں ' وہ بدکار ہے ' جو بات نہ جانتے ہو ہم سے اُس کی درخواست نہ کرو ' ہم تمھیں سمجھائے دیتے ہیں کہ نادانوں کی سی باتیں نہ کرو " نوح نے عرض کیا کہ " اے مـیرے پروردگار میں ایسی جرأت سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیز کی حقیقت معلوم نہو تجھہ سے اُسکی درخواست کروں - میری گستاخی تو اگر نہ بخشیگا اور مجھہ پر رحم نہ کریگا تو میں تباہ ہوجاؤنـگا " سب کچھہ جب ہوچکا تو حکم دیا گیا کہ " اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھہ کشتی پر سے نیچے اُترو - یہ برکتیں تمھارے اور اُن اقوام کے شامل حال رہینگی ' جو تمھارے ساتھہ ہیں - بعد کی قومیں بھی ہم سے نفع اُٹھالینگی ' لیکن آخر کار ہماری جانب سے اُن کو دردناک عذاب پہونچیگا "

یہ واقعات کسی قدر اضافہ و اختصار کے ساتھہ تورات میں بھی مذکور ہیں ' تورات نے ان میں کچھہ باتیں بڑھادیں ' کچھہ حذف کردیں ' کچھہ خبط کر ڈالیں ' مثلاً :

(١) تورات کا بیان ہے کہ طوفان عام تھا ' روے زمین کے جتنے براعظم اور جزیرے تھے سب غرق ہوگئے تھے " پانی زمین پر بے انتہا چڑہ گیا ' تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں سب چھپ گئے ' سارے جاندار جو زمین پر چلتے تھے : پرند ' چرند ' جنگلی جانور ' اور کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے تھے ' اور جتنے انسان تھے ' سب مرگئے - ہر ایک متنفس مخلوق جو خشکی پر تھی مرگئی - روے زمین کے تمام موجودات جن میں جان تھی سب کے سب مٹ گئے - انسان سے لے کر حیوان تـک ' کیڑے مکوڑوں اور آسمانی پرندوں تـک سب مٹ گئے - فقط نوح اور جو اُس کے ساتھہ کشتی کے اندر تھے بچ رہے (تکوین - ٧ : ١٩ - ٢٣)

یہ عمومیت عقل کے بھی خلاف تھی ' تاریخ بھی خاص اس واقعہ کی تعمیم میں اس امر کی موید نہ تھی ' علم الاثار بھی تکذیب کر رہا تھا ' طبقات الارض کی شہادت بھی اس کے حق میں نہ تھی ' اور یہ بات تو کسی طرح قیاس میں آسکتی ہی نہ تھی کہ صرف ایک گناہ گار قوم کو سزا دینے کے لیے خدا نے سارے جہان کو جس میں بہت سی بے گناہ جماعتیں بھی رہی ہونگی ' بہت سے بے قصور اشخاص بھی ہونگے ' بہت سی ناکردہ گناہ آبادیاں بھی ہونگی - غرق کر ڈالے ' اور روے زمین پر کسی متنفس کو زندہ ہی نہ چھوڑے -

یہ ایرادیں آج اس زمانے میں وارد کی جارہی ہیں ' لیکن قرآن کریم نے اُس عہد میں جبکہ طوفان نوح کی عمومیت سے کسی کو انکار نہ تھا صاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ الذین ظلموا انھم مغرقون (جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہی غرق کیے جا لینگے) قوم نوح اس ظلم و ستم کی خوگر تھی ' وہی غرق ہوئی ' اُنھیں بستیوں میں طوفان آیا ' اور سیلاب فنا اُنھیں ظالموں کو بہا لے گیا -

(٢) فرزند نوح کے تذکرے سے جو کافروں کا شریک حال تھا اور طوفان میں ڈوب کر مرگیا - تورات خاموش تھی ' قرآن نے یہ فرو گذاشت ظاہر کردی ' اور دکھا دیا کہ مولفین تورات کی جمع و تالیف کس پایہ کی ہے -

(٣) واقعہ طوفان کے بعد حضرت نوح کی توجہ کار و بار زراعت کی جانب مصروف ہوئی - انگور کا ایک باغ لگایا ' شراب نکالی ' اور پی کر مست ہوگئے ' گھر میں پہونچے تو نشے کا عالم تھا ' کپڑے اُتار دیے اور سو رہے - حام نے اُن کو برھنہ دیکھکر اپنے بھائیوں کو خبر دی - سام و یافث گئے اور برھنگی چھپا دی - بیدار ہونے پر جب حضرت نوح کو واقعہ معلوم ہوا تو کنعان کو بد دعا دی - تورات نے اس بد دعا کے الفاظ بھی نقل کردیے ہیں کہ " کنعان ملعون ہو' وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا ' خداوند سام کا خدا مبارک ' کنعان اُس کا غلام ہوگا ' خدا یافث کو پھیلائے ' وہ سام کے ڈیروں میں رہے ' اور کنعان اُس کا غلام ہو " (تکوین - ٩ : ٢٥ - ٢٧) حام حضرت نوح کا بیٹا تھا (تـکوین-٦ : ١٠ و ١٨ و ١٠ : ١) اور کنعان حام کا لڑکا تھا (تـکوین - ١٠ : ٦ و ٩ : ٢٢) گستاخی کنعان سے نہیں بلکہ اُس کے باپ حام سے سرزد ہوئی تھی (تـکوین ٩ : ٢٣ و ٢٥) لیکن تورات صاف کہہ رہی ہے کہ حضرت نوح اُس سے ذرا بھی نہ بولے ' نہ ناراض ہوے - اظہار جلال ہوا بھی تو کنعان پر جو بالکل بے قصور تھا ' اور جسے اس واقعہ سے براہ راست کچھہ بھی تعلق نہ تھا ' قران نے اس کہانی کا تذکرہ تـک نہ کیا ' اور خاموشی کی زبان میں بتا دیا کہ سرے سے یہ مذکور ہی غلط ہے ' بل کذبوا بما لم یحیطوا به علما -

قران موعظہ و عبرت ہے ' اخلاق و آداب ہے ' بشیر ترقی و نذیر تنزل ہے ' لیکن تاریخ و تمثیل نہیں ہے ' با این ہمہ جو غلط واقعے مشہور ہوجاتے ہیں کبھی کبھی اُن کی تصحیح کردیا کرتا ہے - حضرت نوح کا واقعہ بیان کرکے وہ بڑی دعوے سے اعلان کررہا ہے :

تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك ' ما کنت تعلمھا انت ولا قومك من قبل ھذا ' فاصبر' ان العـاقبة للمتقیـن (١١ : ٤١)

یہ غیب کی چند خبریں ہیں ' ہم ان کو بہ طریق وحی تم کو سناتے ہیں ' اس سے پیشتر تم اور تمھاری قوم کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا - اب صبر و ثبات کو شیوہ بناؤ - جو لوگ متقی ہیں اُنھیں کا انجام بخیر ہے -

تھا ' سمندر کے دیوتا " نبتون " نے اُس کا پانی بہادیا اور ملک میں طوفان آگیا -

ان واقعات پر خرافات کا اثر تو ضرور غالب ہے ' مگر اصلیت سے خالی نہیں - علم الطبیعہ کے مشہور ترین فرانسیسی مولف (موسیو قوبے) نے تاریخ الانسان الطبیعی (ص ۲۴ - ۲۸ و ۳۵ - ۴۲) میں ان پر نہایت حکیمانہ نظر سے ریویو کیا ہے -

ساتواں طوفان حضرت نوح کے عہد میں آیا تھا ' یہ حادثہ میلاد مسیح سے تین ہزار ۳۳۸ برس قبل کا ہے ' اور اس وقت پانچ ہزار دو سوا ۵ - برس اس کو ہوچکے ہیں - قرآن کریم نے اِسکی پوری تشریح کی ہے ' سورۂ ہود میں ہے :

ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه انی لکم نذیر مبین ' ان لا تعبدوا الا اللہ ' انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم ' فقال الملاء الذین کفروا من قومه : ما نراک الا بشراً مثلنا و ما نراک اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای ' وما نری لکم علینا من فضل ' بل نظنکم کاذبین ' قال : یا قوم : أرأیتم ان کنت علی بینة من ربی و اتانی رحمة من عندہ فعمیت علیکم ' أنلزمکموها و انتم لها کارهون ؟ و یا قوم لا أسألکم علیه مالاً ' ان اجری الا علی اللہ ' وما انا بطارد الذین امنوا ' انهم ملاقوا ربهم ' ولکنی اراکم قوماً تجهلون ' و یا قوم من ینصرنی من اللہ ان طردتهم ؟ أفلا تذکرون ؟ ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ' ولا اعلم الغیب ' ولا اقول انی ملک ' ولا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیهم اللہ خیراً ' اللہ اعلم بما فی انفسهم ' انی اذاً لمن الظالمین ' قالوا : یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین ؟ قال : انما یاتیکم به اللہ ان شاء وما انتم بمعجزین ' ولا ینفعکم نصحی ان اردت

ہم نے نوح کو اُن کی قوم کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ " لوگو ! میں تم کو صاف صاف خطرہ سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کیا کرو ' مجھکو تمہاری نسبت ایک روز درد ناک کے عذاب کا خوف ہے " سردار ان قوم کفار نے اس پیغام کو سن کر کہا کہ " ہم تو دیکھہ رہے ہیں کہ ہمارے ہی جیسے بشر تم بھی ہو ' بظاہر ہم میں جو ادنی درجہ کے لوگ ہیں اُنہیں نے تمہاری پیروی بھی کی ہے ' اپنی نسبت تم لوگوں میں ہم کو تو کوئی برتری بھی نظر نہیں آتی ' بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں " نوح نے جواب دیا کہ " تم لوگوں کی کیا راے ہے ؟ میں اگر اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہوں ' اُس نے مجھکو اپنے جناب سے نعمت و رحمت بھی عطا کی ہے ' تم کو وہ رستہ دکھائی بھی نہیں دیتا ' تو اس حالت میں کہ تم اُسکو مکروہ جانتے ہو کیا ہم اُسپر تمہیں مجبور کر رہے ہیں ؟ لوگو ! میں ان کو اگر نکال بھی دوں تو خدا کے مقابلے میں کون میری مدد کریگا ؟ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ؟ میں یہ نہیں کہتا کہ (۱) میرے پاس خدا کے خزانے ہیں (۲) نہ میں غیب جانتا ہوں (۳) نہ اپنے آپ کو فرشتہ کہتا ہوں (۴) اور جو لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں میں اُن کی نسبت یہ بھی نہیں کہتا کہ خدا ان پر فضل ہی نہ کریگا ' ان کے دل کی بات تو خدا ہی جانتا ہے - میں ایسا کہوں تو ایک ظالم میں بھی ہونگا " کفار نے کہا : " نوح ! تم ہم سے بہت جھگڑ چکے ' سچے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لاؤ ؟ " نوح نے جواب دیا کہ " خدا کو منظور

ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ' هو ربکم والیه ترجعون

ہوگا تو وہی عذاب بھی تم پر نازل کریگا ' تم خدا کو عاجز نہ کر سکوگے ' خدا ہی کو اگر تمہیں گمراہ کرنا منظور ہے تو میں کتنی ہی نصیحت کرنی چاہوں میری نصیحت تمہارے کام نہ آئیگی ' وہی تمہارا پروردگار ہے ' اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے "

ام یقولون افتراہ ' قل : ان افتریته فعلی اجرامی و انا بری مما تجرمون !

کیا وہ کہتے ہیں کہ " یہ باتیں بنا رکھی ہیں " ؟ تم کہہ دو کہ " میں نے اگر یہ باتیں بنالی ہیں تو اس کا گناہ مجھہ پر ہے ' اور تم جو گناہ کرتے ہو میں اُس سے بری الذمہ ہوں "

و اوحی الی نوح انه : لن یومن من قومك الا من قد امن فلاتبتئس بما کانوا یفعلون ' و اصنع الفلك باعیننا و وحینا و لا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون '

نوح کو وحی ہوئی کہ " تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لاچکے ہیں اُن کے علاوہ اب ہرگز کوئی ایمان نہ لائیگا ' یہ لوگ جو کچھہ کرتے رہے ہیں تم اُس کا کچھہ غم نہ کرو ' تم ایک کشتی ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق بناؤ ' اور ان ظالموں کے متعلق مجھے مخاطب نہ کرو ' یہ ضرور غرق ہونگے " .

و یصنع الفلك ' وکلما مر علیه ملاء من قومه سخروا منه ' قال : ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ' فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه و یحل علیه عذاب مقیم -

نوح کشتی بنانے لگے ' قوم کے وجیہ اور وردار لوگوں کا جب اُن پر گزر ہوتا تو وہ اُن سے تمسخر کرتے ' نوح جواب دیتے کہ " تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جیسے آج تم ہم پر ہنس رہے ہو اسی طرح کل کو ہم بھی تم پر ہنسیں گے ' عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ رسوائی بخش عذاب کس پر آتا ہے - اور دوامی تکلیف کس کی راہ میں حائل ہوتی ہے ؟ "

حتی اذا جاء امرنا و فار التنور قلنا : احمل فیها من کل زوجین اثنین و اهلك الا من سبق علیه القول و من امن وما امن معه الا قلیل '

یہ کیفیت اسی طرح رہی ' یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش کھایا تو ہم نے نوح کو کہا کہ " ان سب کو کشتی میں بٹھا لو : ہر جوڑے کے دو دو جفت کو - اپنے گھر والوں کو - اُن کے علاوہ جن کی نسبت پہلے قول ہوچکا ہے - اور اُن کو جو ایمان لاچکے ہیں " اور اُن کے ساتھہ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے -

و قال : ارکبوا فیها ' بسم اللہ مجریها و مرساها ' ان ربی لغفور رحیم ' وهی تجری بهم فی موج کالجبال ' و نادی نوح ابنه - وکان فی معزل : یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین ' قال : ساوی الی جبل یعصمنی من الماء ' قال : لاعاصم الیوم من امر اللہ

نوح نے ان سب سے کہا " آؤ کشتی میں بیٹھہ جاؤ ' بسم اللہ مجریها و مرساها ' حقیقت میں میرا پروردگار غفور رحیم ہے " کشتی ان سب کو پہاڑ جیسی موجوں میں لیے چلی جارہی تھی ' اس حالت میں نوح نے اپنے بیٹے کو - جو الگ تھا - پکارا کہ " بیٹا ! آؤ ہمارے ساتھہ سوار ہو جاؤ ' کافروں کے ساتھہ نہ رہو " اُس نے کہا " میں ابھی کسی پہاڑ کے سہارے جا لگتا ہوں '

(۵) دعوة الی الحق حصول جاہ و کسب مناصب کا ذریعہ نہیں ہے کہ اُس کے نام سے اچھے اچھے عہدے حاصل کیے جائیں ' پبلک سروس میں نمایاں جگہیں ملیں' مال و دولت بڑھے ' اس مقدس فرض کا معاوضہ دینے والا صرف خدا ہے ' اجر یا اُجرت جو پیش نظر ہو اُسی سے طلب کرنی چاهیے -

(۶) جو لوگ داعی الی الحق کے شریک عمل ہوں اُن سے بے تعلقی و علحدگی کے لیے خواہ کیسا ہی دباؤ ڈالا جائے مگر سختی سے انکار کردینا چاهیے -

(۷) داعی الی الحق کے پاس نہ خدائی کے خزانے هونگے' نہ اُس میں فرشتوں کی صفت هوگی ' نہ غیب داں هوگا' انسان کی معمولی حیثیت رکھتا هوگا ' اور اسی حالت میں بڑے بڑے جباروں کی حیثیت بگاڑ دینے کا الٹیمیٹم دیگا -

(۸) دعوة الی الحق کے لیے موقع و محل کی تلاش بے سود ہے کہ مستبدین کی طبیعت جب حاضر دیکھ لیں اُس وقت تبلیغ کا کام شروع کریں ' یہ موقع شناسی ضروری نہیں - ہر حالت میں کام کرتے رهنا چاهیے' اور اس شدت سے کرنا چاهیے کہ دیکھنے والے گھبرا اُٹھیں ' سننے والے تنگ آ جائیں ' اور برملا کہنے لگیں کہ مقابلے کے لیے هم طیار هیں ' جو کچھ کرنا ہو تم بھی کر دیکھو -

(۹) نتیجہ ناکامیاب ہی کیوں نہ رہے ' استبداد میں خواہ کچھ بھی فرق نہ آئے ' مگر دعوة الی الحق کی سرگرمی میں فرق نہ آنا چاهیے ' جو لوگ دھمکی دے رہے ہوں کہ هم نے تلوار سے فتوحات حاصل کیے هیں ' تلوار ہی کے زور سے اس کو قائم بھی رکھینگے ' اُن کو جواب دے دینا چاهیے کہ خدا کو اختیار ہے ' چاہے تم کو تباہ کرڈالے یا زندہ رہنے دے ' دعوة الی الحق کو ان امور سے تعلق نہیں ہے -

(۱۰) دعوة الی الحق مشکوک و مشتبہ نظروں سے دیکھی جائیگی ' اُس کے داعیوں کو سخن ساز و مفتری کہا جائیگا ' لیکن سلسلۂ سعی و تدبیر میں ان باتوں سے سستی نہ آنی چاهیے ' البتہ اپنی پوزیشن کو واضح کر دینا چاهیے -

(۱۱) طغیان و جبروت کا انہماک دلوں اور دماغوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہنے دیتا - ایسی طبیعتیں کبھی راہ راست پر نہیں آسکتیں ' اُن سے کنارہ کش ہوجانا چاهیے' قطع نظر کرلینی چاهیے ' اور اُنہیں بالکل ہی بائیکاٹ کردینا چاهیے - وہ ظالم هیں ' ستم پیشہ هیں ' سیلاب فنا میں غرق ہوجائینگے ' اُن کے متعلق کسی قسم کی گفت و گو نہ کرو ' اپنے بچاؤ کی آپ تدبیر نکالو ' طوفان حوادث سے محفوظ رہنے کے لیے سفینۂ نجات بناؤ ' اُس کے بنانے میں سرگرمی کے ساتھ لگے رہو ' اور خدا نے جو تعلیم دی ہے اُسی کے مطابق کام کرو -

(۱۲) اس کام میں انہماک و سرگرمی کو دیکھ کر لوگ هنسینگے ' هنسنے دو ' تمہیں اپنے کام سے کام ہے -

(۱۳) حفاظت کا جو ذریعہ اختیار کیا جائے وہ صرف اپنے لیے مخصوص نہ ہونا چاهیے ' بقدر گنجایش - ارباب استبداد کے علاوہ جو عذاب الہی کے مستحق هیں - ایک حد تک دوسرے بندگان خدا کے لیے بھی سامان حفاظت بہم پہونچانا چاهیے' مگر اس کی نوعیتیں مختلف نہ ہوں ' اور جامعۂ وحدت میں خلل نہ پڑے -

(۱۴) جباروں سے بے تعلقی و بائیکاٹ میں قرابت و رشتہ داری کا پاس و لحاظ ممنوع ہے ' کوئی خاص عزیز ہی کیوں نہ ہو ' نہایت اهم خصوصیت کیوں نہ رکھتا ہو ' مگر دائرۂ حق و صدق سے جہاں باہر قدم نکالے کہ تباہی آئی ' ایسے لوگ رہی هیں جو عمل صالح اور حقیقی کیرکٹر سے بیگانہ ہوتے هیں - کفار کی طرح اُن کو بھی بائیکاٹ کر دینا چاهیے - اُن پر رحم کرنا یا اُن کے حق میں سفارش کرنی جرم ہے ' اور سخت جرم ہے - اس سے توبہ کرنی چاهیے -

(۱۵) ظالموں اور جباروں کو هدایت نہیں ہوا کرتی - ذرهم فی طغیا نهم یعمهون ' اُن کی سرکشانہ ضلالت کچھ زمانے تک قائم رہیگی - کچھ مدت تک بندوں پر خدائی کرتے رہینگے ' آخر خدا کی حجت پوری هوگی ' اپنی روش تبدیل کرنے کے لیے اُنہیں متعدد موقعے دیے جائینگے ' مگر اُن کے استبداد میں کیوں فرق آنے لگا ' انجام کار سب کے سب نیست و نابود هو جائینگے - حکومت جاتی رہیگی ' سطوت و عزت فنا هوجائیگی ' نام و نشان تک مٹ جائیگا ' دنیا میں خدا کی پادشاہی قائم هوگی ' اور پھر اُنہیں مظلوموں کو برکات آلہی نصیب هونگے جن کی آزار رسانی میں ایک دنیا کو مزہ آرہا ہے -

(۱۶) فنائے استبداد کے بعد مسلمان کامیاب هونگے ' اُن پر خدا کی رحمت نازل هوگی ' زمانے بھر کی نعمتوں سے مستفید ہونگے ' لیکن بعد کی نسلیں جب خدا کو بھول جائینگی ' جب اضطہاد و استعباد رنگ لائیگا ' جب پھر عزم و ثبات و استقلال میں ضعف آنے لگیگا تو اُن پر بھی تباہی آئیگی ' کامیابی کے لیے صبر و ثبات و تقوی ایک لازمی چیز ہے ' جو قوم اس کی خوگر نہوگی ' جس نے قدرت کو اپنے استقلال و اتقا (اعلی کیرکٹر) کا ثبوت نہ دیا هوگا اُسے کامیابی کی توقع ہی نہ رکھنی چاهیے -

ام حسبتم ان تدخلوا	کیا تم اس خیال میں هو کہ بہشت
الجنة و لما یعلم	میں داخل هوجاؤگے حال آں کہ ابھی
الله الذین	تک الله نے نہ تو اُن لوگوں کو جانچا
جاهدوا منکم	جو تم میں سے جہاد کرنے والے هیں
و یعلم الصابرین ؟	اور نہ اُن کا امتحان کیا جو ثابت قدم
(۳ ع - ۱۴)	رہنے هیں ؟

یہ واقعات پیش آنے والے هیں اور ضرور پیش آنے والے هیں ' فارتقب حتی یاتی الله بامرہ -

اس میں کامیابی مطلوب ہو تو سلسلۂ عمل کی توسیع ' صبر و ثبات کا اعتصام ' اور تقوی و طہارت نفس کا تعود پیدا کرو: لنستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم و لیبدلنکم من بعد خوفکم امنا -

---

اعلان

(۱) ٹالپ کی ڈبل کراؤن سائز' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کار خانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پُرزے درست اور بہتر سے بہتر کام ایلیے مستعد هیں -

ابتدا سے الهلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو هارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے - چونکہ هم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے هیں - اسلیے الگ کر دینا چاهتے هیں -

(۲) ڈیڈل مشین ' جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ڈیمائی فولیو سائز کی - اس پر هاف ٹون تصاویر کے علاوہ هر کام جلد اور بہتر هوسکتا ہے -

طوفان کیونکر آیا ؟ مفسرین کی غالب اور عام راے یہ ہے کہ کھانا پکانے کا ایک تنور تھا ' اُسي سے طوفان کا چشمہ پھوٹا ' لیکن اس خیال میں کوئي انداز مجاز یا تمثیـل مضمـر تھي جو نہیں سمجھي گئي -

تورات کا بیان ہے کہ " جب نوح کی عمر چھہ سو برس کی ہوئی ' دوسرے مہینے کي سترھویں تاریخ کو اُسی روز بحر محیط کے تمام سوتے پھوٹ نکلے ' آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں ' اور چالیس شبانہ روز تـک زمین پر مینھہ کی جھڑی لگی رھی " (تکوین ۷ : ۱۱)

قرآن کریم نے بھی اسی حقیقة کی تائید کی ہے ' سورۂ قمر میں ہے :

ففتحنا ابـواب السمـــاء بمـــاء منهمـــر ' و فجـــرنا الارض عيـــونـــاً فالتقـــى المـــاء على امـــر قد قدر (۵۴ : ۱۱ و ۱۲)	هم نے موسلا دھار مینھہ سے آسمان کے دروازے کھول دیے ' زمین کے سوتے جاري کردیے ' آخر جو اندازہ مقرر ھوا تھا اُسی کے مطابق آسمان و زمین کے پانی مل گئے -

بے شبہ فار التنور (تنور جوش میں آیا) کے الفاظ بھی قرآن کریم میں موجود ھیں ' لیکن واقعہ یہ ہے کہ قدیم محاورۂ عرب میں " تنور " " روے زمین " کو کہتے تھے ' حدیث میں ہے :

عن ابن عباس انه قال فی قوله " و فار التنور " قال التنور وجه الارض ' قال قيل له اذا رايت الماء على وجـه الارض فـاركب انـت و من معك ' قال : و العرب تسمـى وجـــه الارض تنـــور الارض (۱)	" تنور نے جوش کھایا " کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ " تنور کے معنے روے زمین کے ھیں ' یعنی حضرت نوح کو حکم ھوا کہ جب دیکھو کہ روے زمین پر پانی چڑہ گیا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ھو جاؤ ' اھل عرب نے " روي زمین " کا نام " تنور زمین " و زمین رکھہ چھوڑا ہے " (۱)

تورات کے موجودہ تراجم نے کشتی نوح کا مستقر کوہ اراراط کو قرار دیا ہے (تکوین ۸ : ۴) لیکن علامہ یاقوت حموي نے اصل زبان سے توراۃ کا جو لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اُس میں بجاے " اراراط " " جودي " مذکور ہے (۲) (معجم البلدان طبع مصر - ج ۳ ص - ۱۶۳) یہ پہاڑي (جودي) موصل کے علاقہ میں دریاے دجلہ کے مشرقی جانب واقع ہے ' اور یہی وہ علاقہ ہے جس کے مضافات میں قوم نوح آباد تھی ' اصل میں " جودي " ایک گانوں کا نام تھا (معجم البلدان - ج ۷ ص - ۵۱) اور پہاڑي کا وہ سلسلہ جو اُس گانؤں سے متصل تھا کوہ جودي کے نام سے مشہور تھا - اسي نواح میں " قردا " و " بازبدا " کي مشہور آبادیاں بھي تھیں - وھاں یہ پہاڑي انھیں بستیوں کے نام سے موسوم تھي ' ابوحنیفہ دینوري نے اسي مناسبت سے کشتي نوح کا مستقر جبل قردا و بازبدا کو ٹھہرایا ہے (اخبار الطوال ص - ۳۰) اور ابن قتیبہ نے بھی یہي روایت نقل کي ہے (معارف - ص - ۸) مشہور مسیحي مورخ گریگوري ابو الفرج ملطي نے ان سب کي تطبیق کردي ہے کہ جبل قردا اور کوہ جودي دونوں ایک ھي ھیں (مختصر الدول - ص - ۲۱) کوہ اراراط کا وسیـع سلسلہ جابجا مختلف ناموں سے مشھـور تھـا ' تورات کے موجودہ ترجمہ میں صرف پہاڑ کا اصلي نام بتا دینا کافي سمجھا گیا ' لیکن قرآن نے اُس پہاڑي چوٹي کي جگہ بھي بتادي جہاں کشتي ٹھہري تھي -

واقعۂ نوح کي ذیل میں تعلیـم الہی کے خاص خاص پہلو یہ ھیں :

(۱) مادہ کي گوناگوں صورتگري جب کسی قوم کو خدا سے بالکل ھي غافل بنا دے ' قانون الہي کے حدود ٹوٹنے لگیں ' طغیان و سرکشي عام ھو جاے ' علم کي فراوانی حجاب اکبر کا کام دینے لگے ' تمدن ضلالت کي جانب رہ نمائي کرتا ھو ' خداے واحد کي پرستش سے اتنا بھي سروکار نہو کہ اُس کي پرستشگا ھوں کا ادب کیا جاے ' تو ان حالتوں میں دعوۃ الی الحق فرض ہے - اس فرض کے ادا کرنے میں خواہ کیسي ھي بندشیں عائد ھوں ' زبان تقریر کو روکنے کے لیے مجرمانہ سازشوں کے نام سے قانون بنائے جائیں ' لسان تحریر کو بند رکھنے کي غرض سے تعزیري ایکٹ پاس ھو ' با ایں ھمہ ان بندشوں سے جو نتائج پیش آنے والے ھوں اُن کے اظہار سے خاموش نہ رھنا چاھیے ' اور علانیہ کہہ دینا چاھیے کہ اس گمراھي کا کیا حشر ھونے والا ہے -

(۲) دعوۃ الی الحق کے لیے جو لوگ کمربستہ ھونگے اُنھیں اس فرض ادا کرنے میں اپني شاندار امتیازي حیثیت قائم کرنے کي فکر نہوني چاھیے کہ ارباب اقتدار کي نظروں میں درخور حاصل کرکے پہلے اپني ممتاز پوزیشن قائم کرلیں پھر کام شروع کریں - یہ بے راھہ روي کا طریقہ ہے ' اور ایسي خصوصیت کی تمنا خام خیالي ہے - داعی الی الحق کو بظاھر اُس کي کمزور پوزیشن پر طعنے دیے جائینگے ' تعریض ھوگي ' بے وقعتي کي جائیگي ' اُن کو جھوٹا کہا جائیگا ' ھنسي اُڑائي جائیگي ' وہ ان سب کو انگیز کرلینگے ' اور اپنے فرض کو پورا کرکے رھینگے -

(۳) داعي الی الحق کي جماعت کچھہ ایسي وسیع نہوگي ' معمولي افراد اُس کے شریک عمل ھونگے ' جو عام نظروں میں ذلیل و رذیل دکھائي دینگے - اُن میں یہ بھي خصوصیت نہوگی کہ جن مقتدر جباروں کي دعوۃ کرنی ھو اُن پر کچھہ احسان کیے ھوں یا اُنھیں منت پذیر بنانے کے لیے چندے دیے ھوں ' رزولیوشن پاس کرائے ھوں ' وہ اس طلسم فریب سے اپنے کام کو تقویت نہ دینگے ' بلکہ نہایت صفائی اور سادگی کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ھونگے ' اور جو کرنا ھوگا کر گزرینگے -

(۴) دعوۃ الی الحق کے لیے صاف بیاني ' تلخ گوئی ' اور درشت گفتاري ' ناگزیر ہے ' البتہ صداقت کو تسلیم کرانے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا -

(۱) رواہ ابو جعفر قال حدثنی یعقوب بن ابراهيم قال حدثنا هشيم قال اخبرنا العوام بن حوشب عن الضحاک عن ابن عباس انه قال الخ ' و بطریق آخر عن المثنی قال ثنا عمرو بن عوف قال اخبرنا هشيم عن العوام عن الضحاک بنحوه - و برواية اخري عن ابی کریب و ابی السائب قالا ثنا ابن ادریس قال اخبرنا الشيبانی عن عکرمة في قوله وفار التنور قال وجه الارض ' و برواية اخري قال حدثنا زکریا بن یحیی بن ابی زائدة و سفيان بن وکيع قالا ثنا ابن ادریس عن الشيبانی عن عکرمة وفار التنور قال وجه الارض -

(۲) سریاني و کلداني زبان میں توراۃ کے جو نسخے ھیں اُن میں بھي سفینۂ نوح کا مستقر کوہ جودي مذکور ہے - دائرۃ المعارف العربیہ کے مسیحي مولفین لکھتے ھیں کہ روایات اب تـک اسي قول کي تائید میں ھیں کہ اس حادثہ کا مرکز یہي پہاڑي (جودي) تھي ' بروسس جو اسکندر اعظم کا معاصر تھا ' اُس کي بھي یہي راے ہے - کوہ جودي کي چوٹي پر کشتي کے آثار بھي اُس کو ملے تھے (دائرۃ المعارف حرف جیم)

مقالات

وثایق و حقایق

ایـــوان شینـــوسو

انسان نے اپنی راحت کے لیے کیا کیا سامان کیے ' دشت سنعار میں ایک برج کی تعمیر شروع کی جس کا منارہ آسمان سے باتیں کررہا تھا - صحراے صعید میں ایک سر بہ فلک ایوان کی بنیاد ڈالی جس کی رفعت و بلندی کے ذریعہ سے لعلی ابلغ الاسباب ' اسباب السموات کی تحقیق کا حوصلہ پیدا ہوا تھا ' لیکن قدرت کے زبردست ہات کی ایک معمولی جنبش نے یہ سارے حوصلے خاک میں ملادیے - ساری عمارتیں نقش برآب کردیں ' اور ایسا نام و نشان مٹایا کہ اس آرزو کے لیے بھی کوئی سبیل نہیں رہ گئی کہ :

قف بالدیار وهبي اربعا دُرسا
ونادها نعساها و تجیب عسی

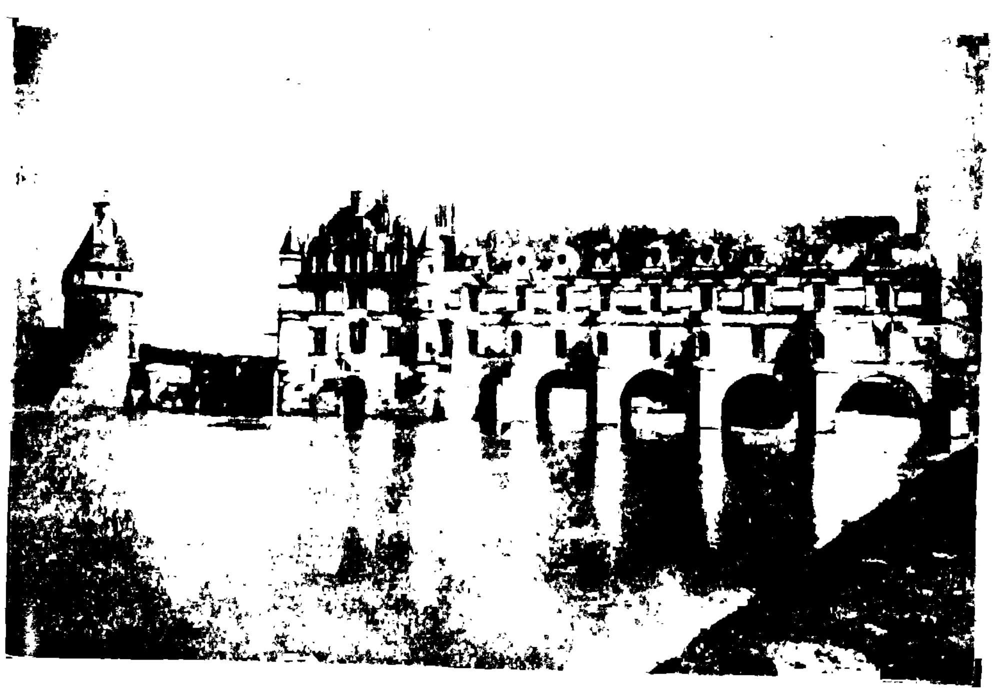
(عمارتوں کے سامنے کھڑے ہو ' ڈھئے ہوئے کھنڈروں کو سلام کرو ' اور انہیں پکارو ' شاید وہ جواب دیں)

" الزهراء " کیا ہوا ؟ " الخلد " کہاں گیا ؟ " الحمراء " کس کے ماتم میں سوگوار ہے ؟ " قطب مینار " کن کا مرثیہ پڑھ رہا ہے ؟ " قلعۂ معلیٰ " اور " تاج محل " کس مٹی ہوئی عظمت کو رورہے ہیں ؟ ایسے ایسے ہولناک و مہیب انقلاب کے بعد کس کو وثوق ہے کہ موجودہ دنیا کی سب سے بڑی عمارت اور سب سے اچھی نزہت گاہ (ایوان شینوسو Chenouceux) کب تک قائم رہیگی ' اور زمانے کے ہاتھوں اس کا کیا حشر ہوگا ؟

سنہ ١٥١٥ ع میں طامس بوہر (Thomas Boher) نے اس محل کی تعمیر شروع کی تھی ' عمارت ہنوز پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ زندگی کے دن پورے ہوگئے ' ارمان نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ نومبر سنہ ١٥٢٣ ع میں جان نکل گئی - مرنے سے قبل محل کے ایک منارے پر اس نے یہ کتابہ لگادیا کہ " یہ عمارت اگر بن گئی تو میری یادگار ہوگی " انسان کی آرزوئیں بھی کیسی غرابت آمیز ہیں ؟ عمارت بن بھی گئی ' یادگار قائم بھی ہوگئی ' مگر جسکی یادگار تھی آج اسکا کوئی نام بھی نہیں لیتا - محل کا ایک وسیع حصہ دریا میں ستونوں پر بنایا گیا ہے ' جو منظر و موقع ہر حیثیت سے بدیع المثال ہے - ہر ایک دل و دماغ میں تفرج کے ولولے پیدا ہوتے ہیں ' لیکن جب آرزو برآتی ہے تو قدرت یہ پیغام سناتی ہے کہ :

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برو
یعنے طمع مدار وصال دوام را

تعمیر کے بے شمار مصارف نے طامس بوہر کو نہایت مقروض کردیا تھا ' اس کے بیٹے نے اداے قرض کے لیے بادشاہ کو یہ محل دے دیا ' اور خود اس میں ایک دن بھی نہ رہنے پایا - بادشاہ فرانسس اول (Francis I) اس کو شکارگاہ کے طور پر استعمال کرتا تھا ' مگر تھوڑے ہی زمانے میں دست قضا نے اس سے بھی یہ عمارت چھین لی - اس کے بعد یہ محل بہت سے مشاہیر کے پاس رہا - بڑے بڑے دولتمندوں نے اسکو خریدا اور بیچ ڈالا ' بہت سے عظمت پسند ہات اس پر قابض ہوے ' اور پھر دست بردار ہوگئے - چار سو ٩٧ - برس ہوچکے ہیں ' لیکن اس طویل مدت میں کسی ایک شخص کو بھی کامیاب زندگی کا لطف یہاں حاصل نہو سکا - حال میں چاکلیت کے ایک سوداگر ہنری مینر (Henri Menier) نے ٧٠ ہزار - ٨٠٠ پونڈ (١٠ - لاکھ ٦٢ - ہزار روپیہ) میں اسکو خریدا ہے ' دیکھیے اس کے پاس کب تک رہتا ہے ؟ پیغام آسمانی کے بہت سے حصے تو پورے ہوچکے ہیں ' دیکھنا ہے کہ اب آخری حصہ کس شکل میں پورا ہوتا ہے ؟ صدیوں سے اس پیغام عبرت کو ہم سنتے آئے ہیں ' مگر ایوان شینوسو کے حالات پڑھنے کے بعد بھی ایک لحظے کے لیے اس پر غور نہیں کرتے کہ :



أتبنون بكل ريع آية تعبثون ؟ ' تتخذون مصانع لعلكم تخلدون (٢٦ : ٧٢)

اولم نمكن لهم حرماً امنا يجبى اليه ثمرات كل شي رزقاً من لدنا ولكن اكثرهم لا يعلمون ' وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها ' فتلك مساكنهم لم تسكن من بعدهم الا قليلا ' وكنا نحن الوارثين (٢٨ : ٥٠ و ٥١)	کیا ہم نے ان کو حرم سراے امن میں جگہ نہیں دی جہاں ہر چیز کا ثمرہ کھنچا چلا آتا ہے ؟ ہمارے ہاں سے انکو رزق پہونچتا ہے ؟ لیکن اکثروں کو یہ بھی علم نہیں ' ہم نے کتنی آبادیاں تباہ کر ڈالیں جو وسائل عیش کے افراط سے وارفتہ ہوگئی تھیں ' یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد شاذ و نادر موقعوں کے سوا کبھی آباد نہیں ہوے ' آخر ہم ہی وارث ٹھہرے -

مذاکرۂ علمیہ

موضوع علم الانسان

ایک فرد اور ایک جماعت کے خصائص نفسانیہ میں کسقدر شدید مماثلت ہے ؟ ہر فرد انسانی فطرۃً اپنی ذات سے پہلے دوسروں کی ذات کی طرف توجہ کرتا ہے ' اونکے محاسن و معائب کی تنقید کرتا ہے ' اونکے احوال شخصیہ کا غور و فکر سے مطالعہ کرتا ہے ' یہی حال مجموعۂ افراد اور جماعات انسانی کا ہے - تمام علوم کا موضوع کائنات اور اوسکے خصائص و صفات کی واقفیت ہے - عہد تاریخ کی ابتدا سے ہمکو معلوم ہے کہ انسان ان علوم کی تحقیقات و اکتشافات میں مصروف ہے ' لیکن خود انسان نے اپنی ذات کی طرف کب توجہ کی ؟

علم الانسان جسکو انتھراپولوجی کہتے ہیں ' اور جسمیں انسان خود اپنی ذات کے خصائص و اوصاف سے بحث کرتا ہے ' اٹھارویں صدی کے حاصلات علمیہ میں سے ہے - فرانسیسی عالم بروفون متوفی سنہ ۱۷۸۸ ع اسکا مکتشف اول اور جرمن محقق بلولم بوش متوفی سنہ ۱۸۴۰ ع اسکا مدون اول ہے -

علم انسان کا کیا موضوع ہے ؟ اور اسکے مباحث کیا ہیں ؟ جماعات و اقوام انسانی ' کی ترتیب ' اونکے اوصاف و خصائص متحدہ و متباینہ کی تشریح ' باھمی علاقات نسبی و تعلقات نسلی کی تحقیق ' علم تشریح ' مشابہت ترکیب اعضاے جسمانی ' اتحاد و مشارکت السنہ ' اور مماثلت اخلاق و جذبات ' کے رو سے اونکی نوعی و قومی تقسیم ' نیز سلسلۂ کائنات میں مرتبۂ انسانی کی تعیین ' قواعد و نوامیس طبیعت و فطرت سے اوسکا تعلق ' ان قواعد طبعی و نوامیس فطری کا انسان کے صفات ' خصائص اخلاق اور جذبات کی زیادت و نقص ' یا فنا و بقا پر اثر ' موثرات و تغیرات خارجی ' خصائص موروثی ' تعلقات عصبی ' اور تاثیرات اعتقادی سے اوسکی اثرپذیری و تغیر و تاثر ' زمانۂ وجود نوع انسانی کی تحقیق ' اوسکے قدیم متروکات و آثار کی تفتیش ' انسان قدیم کے کارنامہاے عہد غیر تاریخی کی تلاش و جستجو ' نوع انسانی کے درمیانی منازل ارتقاے جسمانی و عقلی ' اوسکے علل تکون و آفرینش اور اوسکے استقلال (۱) تکون یا ارتقاے تکون کی ' تحقیق و تفتیش -

ان مباحث کی تحقیق کے بعد حسب ذیل سوالات کی تحلیل و تفصیل بھی ایک محقق فن انسانیات کا فرض ہے :

(۱) نوع انسانی کیا کسی ایک اصل واحد سے متفرع ہوئی ہے یا مختلف متعدد اصول سے ؟

(۲) عالم انسانی کسی دو متعین ماں باپ سے پیدا ہوا ہے یا اوسکی مختلف شاخیں متعدد آبا و امہات سے مخلوق ہوئی ہیں ؟

(۳) از روے طبقات الارض نوع انسانی کی کیا عمر ہے ؟

(۴) انسان و حیوان کے درمیان وسائط امتیاز و فصل بتدریج پیدا ہوگئے ہیں ' یا بالطبع ہیں ' اور انسان مستقل و براسہ اپنے اول یوم خلقت سے نوع کی حیثیت رکھتا ہے یا بتدریج و بارتقاے درجات وہ یہاں تک پہونچا ہے ؟

(۵) انسان اور دوسرے حیوانات میں جو تشابہ جسمانی موجود ہے کیا اوس سے باھمی تعلقات نسبی کا بھی اثبات ہوتا ہے ؟

(۶) اگر یہ فرض کرلیا جاے ' کہ اس تشابہ جسمانی سے تعلقات نوعی و نسبی کا اثبات ہوتا ہے تو انسان میں قوت نطق و فہم ' مدارک اخلاق و نفس کیونکر پیدا ہوگئے ؟

اس فہرست سوالات سے ظاہر ہوگا کہ انکی تحلیل و عقدہ کشائی کے لیے دوسرے متعدد علوم کی بھی احتیاج ہوگی ' مثلاً :

جغرافیہ : کہ انواع و جماعات انسانی کے مقامات سکونت اور خصائص اقطاع عالم معلوم ہوں -

طبقات الارض : جس سے خصائص طبقات زمین اور اسکے مختلف طبقات کا زمانہ اور آثار انسانی کا انمیں وجود ظاہر ہوتا ہے -

علم الاثار : اس فن کے ذریعہ سے نوع انسانی کے حالات و آثار قدیمہ جو غیر تاریخی زمانہ کی یادگار ہیں ' انکی تحقیق ہوتی ہے -

علم النبات و علم الحیوان : ان سے یہ معلوم ہوگا کہ خصائص نباتات و حیوانات و انسان میں کیا تشابہ اور کیا تباین ہے اور ان سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں ؟

علم الحیاۃ : نوع انسانی کی حیات ' وجوہ و علل حیات ' خصائص حیات انسانی ' اور امتیازات حیات ' سے موضوع علم الانسان کو شدید تعلق ہے -

علم النفس : اس سے انواع و اجناس انسانی کے اخلاق و جذبات کا باھمی تشابہ و تباین ظاہر ہوتا ہے -

علم التشریح : اس فن کے ذریعہ سے مختلف انواع و اجناس حیوانی و انسانی میں تشابہ و تباین جسمانی اور اونکے باھمی تعلقات ترقی و انحطاط اعضاء کا اظہار ہوتا ہے -

علم اللغات : السنۂ مختلفہ کے تشابہ و اتحاد و مشارکت اصول و الفاظ سے باھمی اجناس و اقوام انسانی کا اتحاد و اختلاف نسل ظاہر ہوتا ہے -

یہ تمام علوم اپنے اندر نہایت دل آویز مباحث رکھتے ہیں ' جن پر کسی دوسری فرصت میں نقد و نظر کی جائیگی -

(۱) تکون نوع انسانی کے متعلق علماے علم الانسان کے دو گروہ ہیں ' اول : انسان مستقل اور بلا ارتقاے تدریجی موجودہ حالت پر مخلوق ہوا ' اسی کو ہم نے استقلال تکون کہا ہے ' دوم : انسان موجودہ مرتبۂ انسانیت تک بتدریج ' جمادی ' نباتی ' اور حیوانی ارتقاآت کے بعد پہونچا ہے ' اس دوسری راے کو ہم ارتقاے تکون کہتے ہیں -

عالم اسلامی

الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط

محکومیت کے نتایج

" یہاں کی حالت کیا پوچھتے ہو؟ یہاں رہنا انگاروں پر لوٹنا ہے - جب تک ہجرت کی اجازت تھی زندگی دو بھر نہ تھی کہ اس عذاب سے نجات کی کچھہ امید تو تھی ' مگر جب سے یہ آخرین دروازۂ نجات بھی بند ہوگیا ہے ہر مخلص جزائری زیست سے بیزار ہے - کاش موت جلد آتی !

قوم پر تنگ گیری سخت سے سخت تر' شہروں کی حالت بد سے بد تر' کہاں سے الفاظ لاؤں کہ یہاں کی حالت تمہارے سامنے ممثل و مجسم ہوجائے -

تم نے جس حالت میں دیکھا تھا اُس سے اب یہاں کی حالت بالکل - ٭٭٭ ہے - اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ دولاب سیاست کی رفتار غیر معمولی ہو؟ موجودہ سیاست کا محور یہ ہے کہ " جزائری یا فرانسیسی بن جائیں یا مٹادیے جائیں " -

فرانسیسی بنے تو وہ خیل ' دخیل کی قدر معلوم ' اسکے علاوہ پھر اسلام کہاں ؟ اگر فرانسیسی نہ بنے تو زد و کوب ' قید و بند ' تیغ و تفنگ ' دار و رسن !

دونوں صورتیں مہلک ' ہر مخلص جزائری کا دل فگار ' آنکھیں خونبار ' اور زبان موت کی خواستگار -

شیاطین الانس یعنی فرانسیسی جاسوس هباء منثور کی طرح پھیلے ہوے ہیں ' اجتماع عام یا خاص ' کسی کام کے لیے ہو یا صرف لطف صحبت کے لیے ' وقت سرشام ہو یا اخر سحر ' غرض صحبت کسی قسم کی ہو ' کہیں ہو ' کسی وقت ہو ' وہ موجود ' اور اب تو صحبت و اجتماع کی بھی ضرورت نہیں ' خلوت میں بھی نازل !

حالت سخت ناگفتہ بہ ' اعتماد مفقود ' نہ بیٹے کو باپ پر بھروسا نہ باپ کو بیٹے پر ' بھائی بھائی کا تو کیا ذکر ' بہترین افراد قوم کے پاس ان ضمیر فروشوں کی آمد و رفت بکثرت ' اس آمد و رفت کا نتیجہ باغیانہ مساعی کی اطلاع سے لبریز رپورٹیں ' اور یہ رپورٹیں گو محض دفتر کذب و افتراء مگر فرانس کے لیے وحی آسمانی ' رپورٹ کا اثر ؟ احکام قید ' اوامر جلاء وطن سزاے موت ' مرافعہ ؟ نہیں ' نظر ثانی ؟ اگر ہو بھی تو فائدہ ؟ قاضی (جج) تو فرانسیسی ہونگے -

مغرب اقصی پر فتن و حوادث کا ابر کثیف چھایا ہوا ہے ' آگ اور خون کی بارش ہورہی ہے ' وطن و ملت کے پرستاران غیور سربکف آرہے ہیں ' وادیاں اور میدان آباد ہورہے ہیں ' گھر ویران ' گھرانے برباد ' ! عالم اسلامی سنتا ہوگا اور روتا ہوگا ' مگر ہم بدبخت اہل جزائر پر تو بجلیاں گر رہی ہیں -

یہ اسلیے نہیں کہ مغرب اقصی میں اسلام کی زندہ یادگاریں مٹائی جارہی ہیں ' یہ مٹانا نہیں ہے بلکہ دوبارہ زندہ کرنا ہے ' توپ کی آگ اور تلوار کا پانی تو وہ بخار پیدا کرتا ہے جس سے زنگ و تخت باختہ اقوام کی ہستی کی کل دوبارہ چلنے لگتی ہے -

بلکہ اسلیے کہ فرانس یہ علم بردار مدنیت ' یہ مطلع حریت ' یہ مدعی قطع سلاسل استعباد و استبداد ' سمجھتا ہے کہ ہم غلام ہیں اور وہ ہمارا آقا ' ہم مملوک ہیں اور وہ ہمارا مالک ' ہمارے جسم و جان انکی قربانی کے لیے مخارق ' اور ہمارا مال و دولت اسکے دست تصرف کے وقف !

یونان ' اطالیا ' مالطہ ' وغیرہ کے دریوزہ گر یہاں آتے ہیں ' فرانس کی جنسیت میں ' داخل ہوتے ہیں ' ان پر الطاف و عنایات کی بارش ہوتی ہے ' سیر حاصل زمین اور اعلی مناصب ان کو دیے جاتیں ' تہیدستی کے بعد دولتمندی ' بوریا نشینی مذلت کے بعد کرسی نشینی عزت ' غرور و نخوت لازمی ' گویا افریقی فرعون ! مسلمانوں کو زجر و توبیخ ' گیرودار ' سرزنش و یاداش ' قتل و سفک .... کیا کیا لکھوں ' کیا بات اٹھہ رکھتی ہے ؟

مغاربہ اور فرانس سے الدار البیضاء میں جنگ ہوئی ' مغاربہ ہمارے کون ہیں ؟ ہمسایہ ' ہم وطن ' ہم مذہب ' پھر ان تمام امور سے قطع نظر وطن پرستان غیور ' علم برداران استقلال ' سرفروشان راہ حریت ' انکی خاک پا چشم انسانیت کے لیے کحل الجواہر ' انکا ہر قطرۂ خون لعل و گوہر سے زیادہ قیمتی ' انکا وجود افریقہ کے لیے باعث شرف و افتخار -

یہ پیکران شرف و انسانیت اور تیغ و توپ کا نشانہ ! وہ بھی مسلمان ہاتھوں سے ! ؟

فرانس نے حکم دیا کہ الجزائر کا ہر قبیلہ اپنے اپنے سپاہیوں کی مقررہ تعداد اپنے ہی قائد (سرلشکر) کے زیر کمان میدان جنگ بھیجے -

آمدنی کے تمام سرچشموں پر اغیار کا قبضہ ' گرانی شدید ' اہل ملک تہیدست ' فاقہ عالمگیر ' ہر جزائری ضعیف و نزار ' ان سب پر فرانسیسی عمال اور فرانسیسی جنسیت اختیار کرنے والوں کی جباریاں اور قہاریاں مستزاد ' مرگ زیست سے پسندیدہ تر ' ان حالات میں میدان جنگ جانے کا حکم ' امتثال حکم کے لیے تشویق و ترغیب ' تہدید و ترہیب ' اور بالاخر تنکیل و تعذیب ' فرانسیسی احکام پر عمل کیوں نہوتا ؟

ہر قبیلہ سے نکلی جماعتیں کارزار کو گئیں - خود مرے ' اپنے بھائیوں کو مارا اور اسلام کو دنیا کے سامنے شرمسار کیا !

مغرب اقصی میں وطن و حریت پرستی کی آگ پھر شعلے مار رہی ہے ' فرانس کی حقیقت معلوم ' یہ آگ اسکے دبائے دب چکی ' یہی ہوگا کہ الدار البیضاء کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائیگا - اہل الجزائر سے پھر کہا جائیگا کہ چلو اپنے بھائیوں کے سینوں پر گولیاں برساؤ جو عشق وطن کے حریم اور دولت توحید کے گنجینے ہیں ' چلو تاکہ فرانس تمہیں اپنے مصالح کی قربانگاہ پر چڑھائے اور اس جاں نثاری کے عوض میں اللہ ' اسکے رسول ' اسکے ملائکہ اور تمام عالم اسلامی کی لعنت دلوائے -

یہ ہے جسکی وجہ سے ہر عاقبت اندیش جزائری پر بجلیاں گر رہی ہیں -

خط طویل ہو گیا اس لیے ختم کرتا ہوں - مزید حالات سے پھر اطلاع دونگا -

میں معمولاً ہر نماز کے بعد دعا کرتا ہوں کہ خداے تعالی تمام عالم اسلامی کو مقہوریت کے علاوہ دنیا کی ہر قسم کی غلامیوں سے آزاد کرے ' اور انکو آزاد مستقل اور خود مختار قوم بنادے - کاش تم بھی اور نہ صرف تم بلکہ تمام مسلمان میری طرح دعا کرتے ہوں "

مدنیت فرنگ !

انسانوں کو تیل میں زندہ جلانا

پوترمئو (Putumayo) کی رپورٹ

(مقتبس از انگلشمین - ۲ - جولائی سنه ۱۹۱۳ ع)

مظالم پوترمئو کی تحقیق کے لیے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی ' امید کے مطابق اُس کی رپورٹ بہت سخت الفاظ میں شائع ہوئی ہے -

کمیٹی کو ڈائرکٹروں کے خلاف کوئی ایسی شہادت تو نہیں ملی جسمیں وہ علانیہ غلاموں کی تجارت کی ذیل میں خلاف قانون کام کرتے ہوے معلوم ہوے ہوں' تاہم اُن پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے بے انتہا غفلت کی - ایک جگہ کمیٹی نے لکھا ہے کہ " خواہ کتنا ہی ان وحشیانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کے ہونے سے انکار کیا جاے مگر انڈینز (اصلی باشندگان جنوبی امریکہ) کو تیل میں جلانیکے واقعات کی کامل طور پر تصدیق ہوگئی ہے " -

کمیٹی نے مسٹر - ہارڈنبرگ (Mr Hardenberg) اور کپتان ویفن (Capt. Whiffen) کے الزامات کو تسلیم نہیں کیا - موخرالذکر پر ڈائرکٹروں نے یہ الزام لگایا تھا کہ اُسنے دھمکی دےکر زبردستی روپیہ لیا ہے - کمیٹی نے لکھا ہے کہ " ڈائرکٹر بہت جلد اُن باتونکو قبول کرلیتے ہیں جو ان لوگونکی شہادت کے خلاف ہوں - انھوں نے مسٹر ہارڈنبرگ اور کپتان ویفن کی برات کے متعلق دریافت تک نہیں کیا " کمیٹی نے مظالم کے وجود اور اُس کے ثبوت کو قبول کرتے ہوے ڈاکٹر پاریڈز (Dr. Pardes) کے بیان کی - جو پیرو کی گورنمنت کے کمشنر ہیں - تصدیق کی کہ بے شک انھوں نے بہت سے ایسے واقعات کو ظاہر کیا ہے' جو پہلے ظاہر نہیں ہوے تھے -

کمیٹی نے انگریزی ڈائرکٹر سر راجر کیسمنٹ (Sir Rodger Casement) کے بیان سے جو اہم انکشافات ظاہر ہوے تھے اُن پر کوئی سوال نہیں کیا سینور ارینا (Senor Arena) نے یہ مان لیا کہ مظالم کے واقعات ضرور صحیح ہیں اگرچہ کچھہ اس میں مبالغہ کی آمیزش ہے - بعض جگہ ممبران کمیٹی نے " عجیب و غریب قصہ " ان روایات کا نام رکھا ہے -

ایک کارٹون میں وہاں کی رعایا کے مصائب دکھاے گئے ہیں جسمیں اُن کو بید لگا لے جارہے ہیں - جلایا جارہا ہے اور انکو گولیاں ماری جاتی ہیں - مسٹر ریڈ (Mr. Read) اس واقعے کو ایک ڈائرکٹر کی قابل نفرت رپورٹ کہتے ہیں' مگر کمیٹی نے اسے بھی صحیح تسلیم کرلیا ہے' اور لکھا ہے کہ " جو بات کارٹون میں ظاہر کی گئی ہے اُس سے کہیں زیادہ مظالم وہاں ہوتے ہیں "

اس رپورٹ میں یہ بھی شائع ہوا ہے کہ " باوجود اس کے کہ وزارت خارجہ سے انکی خبرگیری کی ہدایت ہوچکی تھی پھربھی اسکا کچھہ خیال نہیں کیا گیا' وہانکے کام پر ملازم رکھنے والے نہایت درجہ کے بدمعاش ہیں' قاتلونکا ایک غول ہے جو اپنی تفریح طبع کے واسطے وہانکے لوگونکو گولیوں سے مارتا ہے' یا انکو زندہ جلا دیتا ہے " مسٹر ریڈ نے باوجود کوشش اخفا کے یہ ظاہر کیا کہ " لیما میں انھوں نے انڈینز کو گولی سے نشانہ بنتے ہوے خود دیکھا ہے " کمیٹی نے اکثر الزامات ڈائرکٹروں پر عائد کیے ہیں' اور اس بات کو وثوق کے ساتھہ تسلیم کر لیا ہے کہ " تمام گرم ممالک میں یہ لوگ غلامونکی تجارت کرتے ہیں' قانون انسداد غلامی کو زیادہ سختی سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر کوئی انگریز اس جرم کا مرتکب ہو تو اُسکو انگریزی حکومت سے سزا ملنی چاہیے "

لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

علطیہاے مضامین مت پوچھہ' کہتے ہیں: انسان کو اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا منع ہے ' اصول کی صحت میں کلام نہیں' لیکن جو فروع نکالے جاتے ہیں خود اُن کی تفریع ہلاکت آفریں ہے - طبیعت میں استقلال ہے تو ہوا کرے ' عزم و ثبات پر تیقن ہے تو ہونے دو' تم کوئی بڑا کام نہ کرو' مہمات امور میں کبھی اقدام نہ کرو -

ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے اگر انگلستان میں انگریزوں کو سول سروس کی تعلیم دلانے کی غرض سے ہر سال چھہ کم ۱۶ - ہزار پونڈ (دولاکھہ چالیس ہزار روپے) خزانۂ ہند کو ادا کرنے پڑتے ہیں' اور پھر ان سویلینوں سے ہندوستانیوں کی قسمت وابستہ ہوتی ہے' تو اُن کو رعایا کی عبادتگاہیں ڈھانے' خانقاہیں گرانے کے احکام نافذ کرانے میں بھی باک نہیں ہوتا' جب بھی کچھہ نہ کہو -

اگر پنجاب کی نہری آبادیوں میں رعایا کی ضروریات زندگی میں گورنمنت کی جانب سے کوئی مدد نہیں ملتی' اور مزارعین سے نہایت گراں شرح پر مال گذاری وصول کی جاتی ہے' تو اس شکایت کی تلافی کے لیے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں نائب وزیر ہند (مسٹر مانٹیگو) کا صرف یہ جواب کافی سمجھ لینا چاہیےکہ " ایک سیاح نے ایک ہفتہ وار رسالے میں یہ واقعات شائع کیے ہیں' مگر دوسرے اشخاص نے جو حالات لکھے ہیں اُن سے یہ بیانات مختلف ہیں - اس لیے قابل تیقن نہیں کہے جاسکتے "

اگر ایک انگریز (جیمس ہنڈرسن) وکٹوریا جیوٹ مل کے ایک ہندوستانی مزدور پر حملہ کرکے اُسے ضرب شدید پہونچاتا ہے' وہ اسی صدمہ سے بیس دن کے اندر مرجاتا ہے' مقدمہ دائر ہوتا ہے عدالت اس تعدی کو خطرناک قرار دیتی ہے' مگر مجرم پر صرف ایک سو روپیہ جرمانہ کافی سمجھتی ہے - پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے' مسٹر اوگریڈی سفارش کرتے ہیں کہ "جیمس ہنڈرسن" کو ہندوستان سے ملک بدر کردینا چاہیے' اور عدالتوں کو تنبیہ کرنی چاہیے کہ اس قسم کے مقدمات میں ہندوستانیوں اور یوروپین لوگوں کے مابین فرق نہ کیا کریں' تو گورنمنت کی اس تشریح پر قانع ہوجاؤ کہ " ہنڈرسن نے قلی کو شراب کے نشے میں مارا تھا اور وہ ہیضہ سے مرا تھا - وزیر ہند اس معاملہ میں کسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہیں "

اگر جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کے مظالم ہندوستانی مزدوروں پر بدستور قائم ہیں' اگر حکومت ہند کی یہ قرار داد بھی نافذ العمل نہو سکی کہ آیندہ سے جنوبی افریقہ کے لیے ہندوستان سے قلی نہ بھیجے جائیں' تو دیوان عام میں مسٹر ہارکورٹ کے اظہار تاسف سے اشک شوئی کرلو کہ گورنمنت کوئی چارۂ کار نہیں نکالتی نہ سہی اُس کو افسوس تو ہے -

اگر مدراس و سدرن مرہٹہ ریلوے کے ورکشاپ مدراس میں ریلوے کے ایک انگریز اہلکار نے تین ہندوستانیوں کو اس ہفتہ میں محض اس لیےگولی ماردی کہ اس کے خیال میں " وحشی ہندوستانی اُس کی مہذب میم کو گالیاں دے رہے تھے " تو اس حادثے کو ادبیات اردو کے اس شاعرانہ تخیل کا ذریعۂ تکمیل سمجھو کہ:

اس نے یوں پیار کیا ؟ کس نے وفا کی ایسی ؟
کیوں کریں قتل کسی کو وہ ہمارے ہوتے ؟

اس قسم کے غیر معمولی حوادث طغیان و استبداد کو معمولی تحمل سے انگیز کرلیا کرو' ان پر آزردگی بے جا و بے محل ہے -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

یہ سب کچھہ آج اسلام هي سکھا سکتا ہے - وہ کل کي تاریکي کي طرح آج کي روشني میں بھي اُسکا محتاج ہے - کیونکہ " انساني مسئلہ " کے حل کي روشني صرف اُسی کے پاس ہے ؟

یورپ کہتا ہے کہ مساوات اور حریت کا وہ معلم ہے - هم اسکو سچ مان لیتے هیں ' لیکن پھر یہ کیا ہے ؟ جو ابتک بادشاهوں کے سروں پر نظر آتا ہے ؟ یہ کس کي دولت ہے ' جو تاج شاهي کے هیروں میں دفن کي جاتي ہے ؟ .

وہ سربفلک عمارتیں ' وہ عظیم الشان محل و ایوان ' وہ انساني ترقی کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش ' اور ذرائع آرام و راحت جو آج بھی اُسکے بادشاهوں اور پریسیڈنٹوں کیلیے لازمي سمجھے جاتے هیں ' کہاں سے آتے هیں ' اور کن کا خون ہے ' جنکے قطروں سے عظمت و کبریائي کي یہ چادر رنگی جاتي ہے ؟

آج یورپ کے بادشاهوں کی اُن تنخواهوں ... ملک کا خزانہ بے دریغ اُن پر لٹا رہا ہے - ...

شاہ انگلستان کي تنخوا...

جولائی ۱۹۱۳

جیب خرچ			
ملازموں کی تنخواہ			
گھر کا خرچ			
محلات شاهی کی آرایش کیلیے			
انعامات و خیرات کیلیے	۱۳۲۰۰	"	-
متفرق اخراجات	۸۰۰	"	"
میزان کل	۴۷۰۰۰۰	"	"
بحساب روپیہ	۷۰۵۰۰۰۰ روپیہ		"

اسمیں شاهزادہ ویلز کے ۳۰ لاکھہ ' اور دیگر شاهزادوں کی رقوم

ادبیات

اسلام کا نظام حکومت

جب ولي عہد هوا تخت حکومت کا (یزید) * عامل یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام:

" کہ ولي عہد کا بھي اب سے پڑھے نام ضرور * خطبہ پڑھتا ہے حریم نبوي میں جو امام "

* * *

وقت آیا تو چڑھا پایۂ ممبر پہ خطیب * اور کہا یہ کہ " یزید اب ہے امیر الاسلام

یہ نئي بات نہیں ہے ' کہ ابو بکر و عمر * جانشیں کرگئے ' جب موت کا پہنچا پیغام "

* * *

اُٹھہ کے فرزند ابو بکر نے فوراً یہ کہا : * " سر بسر کذب ہے یہ ' اے خلف نسل لئام !

جھوٹ ہے یہ ' کہ ہے یہ سنت بو بکر و عمر * هاں مگر قیصر و کسری کي ہے یہ سنت عام

اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے ؟ * ایسي بدعت کا نہیں مذهب اسلام میں نام

یہ طریقہ متوارث ہے تو کفار میں ہے * ورنہ اسلام ہے اک مجلس شوری کا نظام

شان اسلام ہے شخصیت ذاتي سے بعید * شرع میں سلطنت خاص ہے ممنوع و حرام

اس سے بھي قطع نظر ' نسل عرب هیں هم لوگ * وہ کوئي اور هیں ' هوتے هیں جو شاهوں کے غلام " !!

(شبلي نعماني)

اگر یورپ نے مساوات انساني کا راز پا لیا ہے ' تو پھر اب تک بادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ہے ؟

یورپ کی مساوات یہ ہے کہ بادشاہ کے هاتھہ سے مطلق العناني کي باگ چھین لے ' مگر اسلام صرف اتنے هي کو کافی نہیں سمجھتا - بلکہ وہ اُنکے سروں پر سے تاج ' اور اُنکے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اولٹ دینا چاهتا ہے - کیونکہ وہ کسی انسان کو محض خلیفۂ وقت هونے کي بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر ٹوپیاں هوں ' مگر اس ایک کا سر هیروں اور موتیوں سے لیپا جاے !

مدینے کا وہ قدوس بادشاہ چٹائی پر سوتا تھا ' اور اُسکے جسم مبارک پر داغ پڑجاتے تھے - اُسکے جانشیں عین اُس وقت ' جبکہ روم و عجم کے تخت اولٹنے کیلیے حکم دینے والے تھے ' پھٹے کملوں کو جسم پر رکھتے تھے ' اور پتوں کی جھونپڑي کے نیچے سوتے تھے !!

شامل نہیں هیں - ۷۰ - لاکھہ - ۵۰ - هزار روپیہ صرف بادشاہ کي ذات خاص کیلیے ہے !!

شہنشاہ جرمني

مجموعی رقم ماهوار بحساب روپیہ ۹۰۰۰۰۰

بطور نمونے کے هم نے دو بڑے بادشاهوں کي تنخواهیں درج کردیں -

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے بادشاہ کیلیے کیا تنخواہ رکھي ہے ؟ اور خود انکا مطالبہ اپنی تنخواہ کي نسبت کیا تھا ؟

خلیفۂ اسلام کے مصارف

حضرت عمر نے ایک موقع پر خود هي اپنے مصارف بتلادیے :

أخبرکم بما یستحل لی منہ حلتان : حلة … میں خود بتاتا هوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے ؟ دو جوڑ ے

ـر اسـلام

الحـ[illegible] في الا[illegible] الام

[illegible]ـلـام [illegible] ومت [illegible]

و امـ[illegible]ـم شوری بینهـم (۴۲ : ۳٦)

(۳)

دوسري بعث

مسـ[illegible]ـت حقوق و مال

یہاں تک اس بعث [illegible] پہلا ٹکڑا تھا ' اب هم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے هیں -

اسلام میں خلفا کو عزت و احترام دیني کے علاوہ حقوق انتظامي و مالي میں کوئي تفرق [illegible] ترجیح نہ تھي - تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے ' اور اس کے ثبوت کیلیے تواتر عمل کافی ہے - تاهم سلسلۂ بیان کیلیے چند اشارات کیے جائیں گے -

انـك [illegible] خلـق عظیـم !؟

گذشتہ صفحات میں ظاہر کیا جاچکا ہے کہ آنحضرت صلعم کا عام مسلمانوں کے ساتھہ طرز عمل کیسا تھا ؟ اور کس مساویانہ [illegible] سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے ؟ سیرت نبوي کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں' جو اس مساوات سے مستثنی هو - وہ همیشہ لوگوں میں اسقدر مل جل کر بیٹھتے تھے جیسے اوس مجلس کا ایک عام ممبر' اور همیشہ فرماتے : " خدایا میں غریب هوں - مجھکو غریبوں میں زندہ رکھہ' اور غریبوں هي کے زمرہ میں اُٹھا " کھانیکے وقت آپ اسطرح بیٹھتے ' جسطرح ایک معمولي غلام ' اور پھر فرط انکسار سے فرماتے : " میں خدا کا غلام هوں - اوسیطرح کھاتا هوں جسطرح ایک غلام کھاتا ہے "

الله اکبر !

ادھر الله سے واصل ' ادھر مخلوق میں شامل !
مقام اُس برزخ کبری میں تھا حرف مشدد کا !

خلیفۂ اسلام کے اختیارات

حضرت ابوبکر نے اول خلافت میں جو سب سے پہلي تقریر کي اوسکے بعض فقرے یہ هیں :

ایها الناس ! قد ولیت امرکم ولست بخیرکم - ایها الناس انا متبع ولست بمبتدع ' فان احسنت فاعینوني ' وان زغت فقوموني - (ابن سعد - ج ۳ ص ۱۲۹)	لوگو ! میں تمہارا خلیفہ مقرر هوا هوں گو میں تم سے بہتر نہیں هوں - لوگو ! میں پیروی کرنے والا هوں ' کوئی نئی بات کرنے والا نہیں هوں - اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھے مدد دو ' اور اگر میں کج هوجاؤں تو مجھے سیدھا کردو !

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوری میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آرا هوا ' تو حضرت عمر فاروق نے ایک طویل خطبہ دیا - اسکے چند الفاظ یہ هیں :

فاني واحد ... کاحدکم ولست ارید ان تتبعوا هـذا الذی اهوی - (کتاب الخراج قاضی ابو یوسف ص ۱۵)	کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک کے برابر هوں - میرا منشا یہہ نہیں کہ میں جو چاهتا هوں اوسکو تم بھی مان لو !

" کاحدکم " کے لفظ پر غور کرو ! آجکل اکثر موقعوں پر پریسیڈنت کی راے دو ووٹوں کے برابر هوتی ہے ' یا اسکو حق ویٹو حاصل هوتا ہے ' لیکن حضرت فاروق نے صاف کہدیا کہ گو میں خلیفۂ وقت هوں ' تاهم میری راے تمام اعضاء شوری کی طرح صرف ایک ووٹ هی کا حکم رکھتی ہے - اس سے زائد نہیں -

اس سے پہلے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ " انا متبع ولست بمبتدع " یعنے اسلامی فرماں روا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکام کتاب و سنت کو ظاهر کرے اور اُنکے عمل درآمد کیلیے بمنزلہ ایک محتسب کے هو - خود اسکو کوئی راے دینے کا حق نہیں -

کیا آج یورپ کی بہتر سے بہتر جمہوریت میں کوئی اسکی نظیر ملسکتی ہے ؟ فتدبروا وتفکروا یا اولی الالباب !

خلیفـۂ وقت کے مصـارف

شخصي حکمراني کا سب سے زیادہ ظالمانہ اور مکروہ منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فرد واحد کے آرام و تعیش کا ذریعہ هوتي ہے' اور جبکہ الله کے هزاروں بندوں کو زندہ رهنے کیلیے بد تر سے بدتر غذا بھي میسر نہیں آتي ' تو وہ سونے کے تخت پر لعل و جواهر کے دانوں سے کھیلتا ہے !

پس جمہوریۃ صحیحہ کا ایک نہایت اهم رکن یہ هونا چاهیے کہ حصول عز و جاہ اور خرج مال و دولت کے لحاظ سے عام رعایا اور اور والي ملک کا درجہ ایک کردیا جاے ' اور کوئي ممتاز اور فرق [illegible] حق اُسے حصول مال و تسلط خزینہ کا نہ دیا جاے -

اگر یہ سچ ہے تو دنیا کو رونا چاهیے کہ اب تک اُسکي بدبختی ختم نہیں هوئی - وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کي فضا کو همیشہ طوفاني رکھتے هیں ' افسوس کہ ابھي اصلیت و حقیقت کے حصول کے محتاج هیں - انسانی آزادي کا وہ فرشتہ جسکي نسبت کہا جاتا ہے کہ " انقلاب فرانس " کے پروں سے زمین پر اُترا ' گو بہت حسین ہے ' مگر پورا کامیاب نہیں - آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کي ضرورت ہے - آج بھي وہ درس مساوات کا محتاج ہے - آج بھي اُسے مضطرب هونا چاهیے ' تاکہ نوع انساني کے احترام کے معمے کو حل کرے ' اور خدا کے یکساں اور هم درجہ بندوں کو تفریق و امتیاز دنیوي کي لعنت سے چھڑانے کي معرفت حاصل کرے -

شئون عثمانیہ

نمرودیت ہے ؟ اگر انکو خود اپنے لیے اسلام عزیز نہیں تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدلدینا چاھتے ھیں ؟

کیا وہ بھول گئے کہ انکے مخاطب وہ لوگ ھیں ' جنھوں نے خلفاء رسول کو اُنکے ناموں سے پکارا ' اُنکو بات بات پر ٹوکا ' اُن پر سختی سے سخت اعتراض کیے ' اُنکو خطبہ دیتے ھوے روکدیا - اور اُس رسول کی امت ھیں ' جس نے ایک موقعہ پر اپنے جاں نثاروں کو اپنی تعظیم کیلیے بھی کھڑے ھونے سے روکدیا تھا ' اور فرمایا تھا " کہ لا تقوموا کا لا عاجم ؟ " یعنے عجم کے تاج پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کرو کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے ؟ پھر کیا ہے ' جس نے انکے نفس کو مغرور کردیا ہے ' اور وہ کونسا ورثۂ عظمت و جلال ہے ' جو تکبر و غرور کی طرح ' انکو اپنے مورث اعلی فرعون و نمرود سے ملا ہے ؟ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ انکے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے - اگر اپنے ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انھیں غرور ہے ' جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کیڑے ھیں ' تو میں یہ باور کرنے کیلیے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ دنیا کی مغرور و مستبد پادشاھتوں سے بھی بڑھکر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے ارد گرد رکھتے ھیں - بہرحال خواہ کچھہ ھو ' مگر میری آواز کا ھر سامع لے اُنھیں انکی قوت اور ناکامی کا پیام پہنچادے - اب انکی تباھی و بربادی کا آخری وقت آگیا - وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اُسکے ساتھیوں کو غرق ھوتے دیکھا تھا ' اور جو اس طرح کے ان گنت تماشے ھزاروں دیکھہ چکی ہے ' وقت آگیا ہے کہ ھندوستان کے اندر ' بحر حریت و صداقت میں جسکی موجیں نہ صرف نام ھی میں بلکہ حقیقت میں احمر ھونگی ' ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ھونے کا بھی تماشہ دیکھہ لے :

اذا جاء موسی والقی العصا

فقد بطل السحر والساحرا

و استکبر ھو و جنودہ فی الارض بغیر الحق ' و ظنوا انھم الینا لا یرجعون - فاخذناہ و جنودہ ' فنبذناھم فی الیم ' فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین ؟ و جعلناھم ایمۃ یدعون الی النار ' و یوم القیامۃ لا ی[illegible]رون (۲۸ : ۴۲)

" اور فرعون اور اُسکے لشکر نے زمین پر ظلم و استبداد کے ساتھہ بہت گھمنڈ کیا ' اور وہ نادان سمجھے کہ مرنے کے بعد گویا انھیں ھمارے طرف لوٹنا ھی نہیں ہے !

پس ھم نے فرعون اور اسکے لشکر کو بالاخر اپنے دست قدرت سے پکڑ لیا ' اور سمندر کی موجوں میں پھینکدیا ' پھر دیکھو کہ حق سے منحرف ھونے والوں کا کیسا برا انجام ھوتا ہے ؟

ھم نے فرعونیوں کو انسانوں کی پیشوائی اور لیڈری تو دی تھی ' مگر وہ ایسے لیڈر تھے ' جو ھدایت اور رھنمائی کی جگہ ' قوم کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے - قیامت کے دن انکی پیشوائی کی حقیقت معلوم ھو جائیگی ' جبکہ کوئی انکا مددگار اور حامی نہوگا ! ! "

یورپ اور شرق

(۳)

بلقـــان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز : ۲۰ - جون - ۱۹۱۳ ع)

بلغاریا اور یونان کے نتائج اتحاد کے لکھنے میں سلسلہ واقعات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے -

اگرچہ سرویا کے ساتھہ معاھدہ ھونے سے بہت پیشتر یونان نے ابتدائی معاھدہ میں بلغاریا سے یہ امر طے کرلیا تھا کہ ترکوں پر ایک ساتھہ ملکر حملہ کیا جائیگا مگر باقی معاھدہ اول سرویا اور بلغاریا کا ھوا اور بلغار و یونان کا بعد میں ھوا ہے ' شاہ فرڈیننڈ اور ایم گوشاف بلغاری وزیر نے (جو اس معاھدہ کا بانی تھا) اس بات کو خوب سمجھہ لیا تھا کہ سرویا سے معاھدہ کرنے سے قبل کسی دوسری ریاست کو بھی شریک کرنا پڑیگا - سرویا کے مقاصد انسے کچھہ جداگانہ تھے ' مگر بلغاری مدبروں نے اس بات کی کوشش کی کہ سب کے مقاصد کو ایک کردیں اور اسطرح یورپ کو ترکوں کی سلطنت سے پاک کردینے میں کامیاب ھوں -

بیشتر سرویوں کی راے میں آسٹریا کی (جس کے ماتحت سربی رعایا کی سب سے زیادہ تعداد ہے) طبعی دشمنی ھمیشہ قائم رھیگی - ترکوں کی حکومت میں سربی عنصر اور بھی کم تھا - اور اگرچہ قومی منافرت و غیظ و غضب کا جوش اور غصہ البانیوں کے جانب سے سقوطری اور قدیم سرویا میں باقاعدہ کارروائیوں کے ذریعہ سے بڑھایا گیا تھا مگر ترکی سے دشمنی کا ایک دوسرا پہلو اختیار کیا گیا - بعض وقت ترکوں سے آسٹریا کے خلاف امداد طلب کی گئی ' اور اسکی تجویزیں سنہ ۹۰۸ ع میں قسطنطنیہ میں ظاھر کی گئیں -

بلغاریہ اور روس کے مابین ابتدائی زمانۂ رفع نزاع یعنے سنہ ۱۸۹۵ ع سے اس بات کی برابر کوشش ھو رھی تھی کہ سرویہ اور بلغاری حکومتوں میں ایک معاھدہ ھو ' یہ تجویز روس کی سجھائی ھوئی تھی - سرویا اور روس کے مقاصد ملتے ھوے تھے - اُنکو یہ امید تھی کہ قوم سلاو (صقالبہ یا سلاف) جو بلقان میں رھتی ہے آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرکے آسٹریا کی پالیسی کو بلقان میں روکے - اُسکو سالونیکا میں بڑھنے نہ دے ' اور آخر میں سربی قوم کے تمام منتشر فرقے ایک ھو جائیں -

بلغاریا کا پروگرام کچھہ اور ھی تھا - اگرچہ اُسکو بھی آسٹریا کے سالونیکا میں بڑھنے کا اندیشہ تھا مگر اُسکے اصلی دشمن ترک تھے - اس قوم کے ھمدردی مقدونیہ کے باشندوں سے وابستہ تھی ' جسکا مقصد یہ تھا کہ مقدونیہ کو کسیطرح آزاد کرائے - معاھدۂ سان اصطفانو (San Stepshano) کے رو سے جو حد بندی بلحاظ اقوام کی گئی تھی اسمیں مقدونیہ کے الحاق سے بلغاریا نے بالکل انکار کردیا تھا ' بلغاریا

و حـــلة ... رما احج علیه من الظهر - وقوتی وقوت اهلی کقوت رجل من قریش لیس باغناهم ولا بافقرهم - ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابهم - (ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۸)

کپڑے ایک جاڑے کیلیے اور ایک گرمی کا - ایک سواری جسپر حج اور عمرہ ادا کروں ' اور قریش کے ایک متوسط الحـال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اهل و عیال کیلیے اخراجات طعام - اسکے بعد میں ایک ادنی مسلمان هوں ' جو آنکا حال هے وهی میرا حـال هے -

حضرت معاذ کي تصریح اور خلافت اسلامي کي اصلي تصویر

معاذ بن جبل ایک بڑے پایہ کے صحابی هیں - روم کے دربار میں سفیر بن کر گئے تھے - رومی سردار نے قیصر کے جاہ و جلال اور اعزاز و اختیارات سے اونکو مرعوب کرنا چاہا - یہاں مسلمانوں پر دوسرا هی رنگ چھایا هوا تھا - جنکے دلوں میں جلال خداوندي کا نشیمن هو ' انکي نظروں میں اس طلسم زخارف دنیوي کي کیا وقعت هو سکتی هے ؟ حضرت معاذ نے امیر عرب کے اختیارات کي جن الفاظ میں تصویر کھینچی ' وہ حسب ذیل هے :

واميرنا رجل منا ' ان عمل فينا بكتاب ديننا وسنة نبينا اقررناه علينا ' وان عمل بغير ذلك عزلناه عنا ' وان هو سرق قطعنا يده ' وان زنا جلدناه ' وان شتم رجلا منا شتمنا بما شتمه ' وان جرحه اقدناه من نفسه ' ولا يحتجب منا ' ولا يتكبر علينا ' ولا يستاثر علينا في فيئنا الذي افاءه الله علينا ' وهو كرجل منا - (فتوح الشام ازدی - ص - ١٠٥ كلكته)

همارا خلیفہ هم میں کا ایک فرد هے ' اگر همارے مذهب کي کتاب اور همارے پیغمبر کے طریقہ کي پیروي کرے تو هم اوسکو اپنا خلیفہ باقي رکھیں ' ورنہ اوسکو معزول کردیں اگر وہ سرقہ کرے تو اوسکے هاتھہ کاٹ ڈالیں ' اگر زنا کرے تو اوسکو سنگسار کردیں ' اگر وہ هم میں سے کسیکو گالي دے تو وہ بھي برابر کي گالي دے - اگر وہ کسیکو زخمي کرے تو اوسکا بدلہ دینا پڑے ' وہ هم سے چھپکر قصر و ایوان میں نہیں بیٹھتا ' وہ هم سے غرور و تکبر نہیں کرتا ' وہ تقسیم غنیمت میں اپنے کو هم پر ترجیح نہیں دیتا ' وہ هم میں ایک معمولي آدمي کا رتبہ رکھتا هے ' اور بس "

ان الفاظ کو غور سے پڑھو - کیا اس سے واضح تر ' اس سے روشن تر ' اس سے صحیح تر ' اس سے موثر تر الفاظ میں جمہوریت کي حقیقت ظاهر کي جاسکتي هے ؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر تعریف هوسکتي هے ؟ کیا مساوات نوعي اور عدم تفرق و ترجیح افراد کي اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی هے ؟ الله بني امیہ سے انصاف کرے ' جنھوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنے کثافت اغراض و نفس سے ملوث کردیا اور اسکی بڑھتي هوئي قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسد و استبداد هوکر رهگئیں ! ضلوا فاضلوا ' فویل لهم ولا تباعهم !

الله الله ! آج دنیا کي ایک وہ قومیں هیں ' جنکے پاس کچھہ نہ تھا پر آج انھوں نے حاصل کیا ' اور ایک هم هیں کہ خزانے کے خزانے لیکر آئے تھے ' مگر آج سواے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں وجود نہیں !!

آیندہ و گذشتہ تمناؤ حسرت ست
یک کاشکے بود کہ بصد جا نوشتہ ایم

شرک فی الصفت

کلمات تعظیم و تبجیل کے عجیب و غریب القاب هیں ' جو ملوک و سلاطین عالم کے ناموں کے پہلے نظر آتے هیں ' اور جنکے بغیر ذات شاهانہ کیطرف اشارہ کرنا بھی سوء ادب کی اخیر حد هے ' مگر مرقع خلافت اسلامیہ میں اونکی مثال ڈھونڈھنا بیکار هو گا - ایک ادنی مسلمان آتا هے ' اور یا " ابا بکر " اور یا " عمر " کہکر پکارتا هے اور وہ خوشی سے جواب دیتے هیں - زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمي استعمال هو سکتے هیں ' وہ " خلیفہ رسول الله " اور " امیر المومنین " هیں ' اور جو مدح نہیں بلکہ واقعہ هے - امرا و حکام ملک بھی انھیں الفاظ سے خلفا کو خطاب کرتے تھے -

خود آنحضرت (صلعم) کی بھي یهی حالت تھي - آپ اپني نسبت لفظ آقا (سید) تک سننا پسند نہیں فرماتے تھے - ایک معمولی بدوي آتا تھا اور " یا محمد " کہکر خطاب کرتا تھا - ایک بار ایک بدوي حاضر هوا ' اور ڈرتا هوا خدمت نبوي میں آگے بڑھا - آپ نے فرمایا :

" تم مجھسے ڈرتے هو ؟ میں اوس ماں کا بیٹا هوں جو قدید (ایک معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا هوں) "

سبحان الله !

چہ عظمت دادۂ یا رب بخلق آن عظیم الشان
کہ " انی عبدہ " گوید بجاے قول " سبحاني "

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوي میں بھیجنا چاها - اوسنے باپ سے پوچھا کہ اگر حضور اندر تشریف فرما هوں تو میں کیونکر آواز دونگا ؟ باپ نے کہا :

" جان پدر ! کاشانۂ نبوت دربار قیصر و کسری نہیں هے - حضور کی ذات تجبر و تکبر سے بلند هے آپ اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں کرتے " !

اللهم صل علی افضل الرسل واكملهم محمد ' وعلى افضل المسلمین ' واكملهم آله الابرار ' واصحابه الاخيار -

ماضی و حال

یہ حالت تو تاریخ اسلام کي افضل ترین هستي سے لیکر اسکے خلفا و جانشین تک کی تھی ' لیکن اسکے مقابلے میں آج بادشاهتوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر ' صرف اپني قوم کے ان لوگوں کو دیکھو ' جنکے پاس جائداد کا کوئي حصہ یا چاندي سونے کے کچھہ سکے جمع هوگئے هیں - ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے هیں ' اور اسلیے لیڈري اور پیشوائي کے بھی مدعی هیں - ان میں بہت سے فراعنہ اور نماردہ تم کو ایسے ملیں گے ' جنکا نام اگر ان خطابوں سے الگ کرکے زبان سے نکالا جاے ' جو انکے شیطاني خبث غرور نے گھڑ لیے هیں ' یا حکومت کي خوشامد و غلامي کا اصطباغ لیکر حاصل کیے هیں ' تو انکے چہرے مارے غیظ و غضب کے درندوں کی طرح خونخوار هوجاتے هیں ' اور چارپایوں هی طرح هیجان غصہ و غلظت کو روک نہیں سکتے -

رسول خدا اور انکے جانشین اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب و سنت سمجھتے تھے ' اور ایک معمولی باشندۂ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے - وہ پکار پکار کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمھارا امیر هوں ' جب تک حق و شریعت کے مطابق چلوں ' اور اگر میں کجروي اختیار کروں تو تم مجکو سیدھا کردو - پھر آجکل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئي نہیں پوچھتا کہ یہ کیا تمرد اور کیا

مراسلات

ترکی کے متعلق گورنمنٹ انگلستان کی پالیسی کا اطمینان دلادیں اس قسم کی ملاقاتوں کے حال' جو سر فریڈرک نے وہانکے اکثر امیروں اور سرداروں سے کی ہیں لنڈن کے اخبار افریقن ورلڈ (African World) میں شائع ہوے ہیں' جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ " میں نے وزیر سقوطری' بورنو کے (Sheho) اور کانو' غاندو (گواندو) کا تسینا - زاریہ' بسدہ اور برلا کے امیروں سے گفتگو کی - سقوطو اور غاندو کے وزرا و امرا سے میں نے جنگ بلقان اور طرابلس کی لڑائی کے متعلق باتیں کیں اور اُن سے کہا کہ انگریزوں کا اسمیں سواے صلح کرانے والے کے اور زیادہ حصہ نہیں ہے -

اُن سے یہ بھی کہا کہ وہ اُن لوگوں سے ہوشیار رہیں جو جھوٹی خبریں پھیلانے کی غرض سے یہاں بھیجے گئے ہیں "

سر فریڈرک اس تقریر کا تذکرہ کرکے بیان کرتے ہیں کہ " میں نے درحقیقت وہ بات بیان کی جسکو میں دل میں خوب جانتا تھا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے - نسبتاً یہ بات بالکل بے حقیقت تھی' کیونکہ ایسا نہ کہنے سے اُس گروہ کے مطالب فوت ہورہے تھے جو لنڈن میں اسوقت حل و عقد کا مالک ہے " -

بقول ایک افریقی اخبار کے انھوں نے اپنے ضمیر کے خلاف جو بدل کام (جھوٹ) کیا تھا وہ اس روش سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ لاغوس (Lagos) سے چلنے لگے تو اُنھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ بغیر باضابطہ رخصت ہوے روانہ ہوجائیں' معلوم ہوتا ہے کہ انکو یہ امر معلوم ہوگیا تھا کہ یہانکے سردار اور امیر انگلستان کی اصلی کارروائیوں کو جو بلقان کی لڑائی میں کی گئی ہیں خوب جانتے ہیں - اس کا پہلے اندر خیال بھی نہ تھا - یہاں کے بیشتر امیر اور سردار شیخ سنوسی کے اکثر سر برآوردہ پیرووں سے ملتے رہتے تھے' اور بلاواسطہ ملاقات کا سلسلہ جاری تھا - زیادہ باخبر ہونیکی وجہ یہ تھی کہ شیخ نے سودان سے ایک مشن شروع سال میں قسطنطنیہ بھیجا تھا' اسطرح سے تمام آنکے ہم مذہب لوگوں کی عام کارروائیاں انکو معلوم ہوتی رہتی تھیں -

واقعات کی یہی رفتار تھی جس نے اسطرح برطانیہ کی محکوم رعایا ٧ - کروڑ مسلمانان ہند اور ٢ - کروڑ مسلمانان افریقہ کے خیالات اور جذبات متحد کر دیے - مشرق قریب کی انگریزی پالیسی کو یہ تعداد ایک حد تک متاثر کر سکتی ہے' اور اس امر میں کسی چیز سے اتنی مدد نہیں مل سکتی جتنی مجراے سیاست کے علم سے ملیگی کہ جنگ بلقان میں برطانیہ نے کیا کارروائی کی ؟

الہـــلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

مسئلہ ازدواج بیـــوگان

از جناب سید حسن مثنے صاحب رضوی - امروہہ

جس قوم پر ادبار و تنزل کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوتی ہیں' اور جو قعر مذلت کے اسفل سافلین اور انحطاط کے ورطہ عمیق میں پہنچ چکتی ہے' اوس میں خال خال ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں' جنکو اپنی حالت پر ترس آتا ہے' اور اون مصائب و حوادث کے گرداب سے نکلنا چاہتے ہیں - لیکن با ایں ہمہ وہ گمراہی سے نکلنے کی سعی کے بعد بھی گمراہی ہی میں رہتے ہیں - انکو جو سوجھتی ہے وہ الٹی' انکے پانوں میں اسر و تعبد کی بیڑیاں' ہاتھوں میں استبداد و ذلت کی ہتھکڑیاں' گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوتا ہے - وہ انکو توڑنا چاہتے ہیں' مگر اس طریقہ سے بجاے توڑنے کے اور مضبوطی سے انکے ہاتھ پانوں اور گلے کو جکڑ لیتی ہیں -

یہی حالت ہماری قوم کی ہے - الہلال مطبوعہ ٤ - جون میں ایک مضمون متعلق " ترویج عقد بیوگان " شائع ہوا ہے - جسکو دیکھکر ایک گونہ مسرت مگر صد ہزار افسوس ہوا - خوشی تو اس امر کی ہوئی کہ خدا خدا کرکے اب ہماری آنکھیں کھلتی جاتی ہیں' اور ہم پھر اپنی پرانی اور سچی اسلامی شاہراہ کو ڈھونڈنے لگے ہیں - ہم میں بدعات کے استیصال اور محدثات کے انسداد کا خیال پیدا ہوچلا ہے' مگر افسوس اس پر ہوا کہ جو راہ تجویز کی گئی ہے اگر اس پر عمل ہو تو وہ مسلمانوں کیلیے اس رسم سے بھی بڑھکر افسوس ناک ہے -

ترویج عقد بیوگان کی تحریک نہایت مفید و مبارک ہے' جو ہمارے احکام اسلامی کا جزو مؤکد ہے' اور جسکے لیے اسقدر ترغیب دیگئی ہے - مگر حیف کہ اب ہماری یہ حالت ہوگئی کہ ہم اپنے مذہبی احکام و اوامر کی اشاعت کے لیے (جسکی ترویج ہر مسلم ہستی پر خداے قادر و مقتدر نے فرض کر دی ہے) گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹا لیں' اور انکے آگے ہاتھ پھیلا لیں' اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہ نتیجہ ہے ضعف ایمان کا -

کیا جس قانون کی پابندی تمپر ازل ہی میں فرض کی گئی تھی' اور جسکی نسبت تمنے عہد کیا تھا کہ اسکے خلاف نکرینگے وہ تمکو ان احکام و اوامر کی پابندی و ترویج پر مجبور نہیں کرتا' اور وہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے ؟ اگر کافی نہیں تو میں تحریک کرتا ہوں کہ قبل اسکے کہ لجسلیٹو کونسل میں ایسے سوال پیش ہونے کی خواہش کریں مناسب ہوگا کہ ہم ایک ممیوریل گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیجیں جسپر ہر صوبہ کے ہزارہا مسلمانوں کے دستخط ہوں' اور اسمیں یہ درخواست ہو کہ تعزیرات ہند میں چند دفعات ایسی بڑھا دیجائیں جنسے نماز پنجگانہ کا ادا نکرنا جرم قرار دیا جاسکے' یا زکوۃ کا نہ ادا کرنا قابل دست اندازی پولیس ہو'

کا یه منشا تھا که مقدونیه کو خود مختار حکومت دلادے - اس اراده میں سرویا اور یونان بھي شریک ھوگئے -

بے شبه خود مختار حکومت کی تجویز اس بنا پر تھي که مقدونیه کسي نه کسي روز اپنے آپ کو بلغاریا کے ساتھه ملحق کرلیگي - سرویا اور یونان بھي اس تخیل سے واقف ھوگئے تھے ' انھوں نے اپنے اپنے مد نظر علاقوں کي تقسیم اور حد بندي کے مسئله کو صاف کر لینا چاھا - معاملات نے سروي اور بلغاري مقاصد کو پورا کردیا - اور بلغاریا کو اب مغربي مقدونیه کے کھونے کا اندیشه ھوگیا -

ایم - هارٹوگ (M. Hartwig) روسي سفیر متعینه بلغراد اکتوبر سنه ١٩٠٩ ع میں پھونچا - اسنے آتے ھي یه کوشش کي که تینوں سلافي ریاستوں میں اتحاد ھو جاے ' اس معامله کا هنوز کوئي تصفیه نہیں ھوا تھا که ستمبر سنه ١٩١٠ ع میں اطالیه سے ترکوں کي جنگ شروع ھوگئي -

ایم - ملوانووچ (M. Milvonovitch) نے سروي اور بلغاري اتحاد کي کوشش کي چنانچه ١٣ - مارچ سنه ١٩١٢ ع کو یه اتحاد قائم ھوگیا -

جو امور یونان سے طے ھو چکے تھے یه معاهده اُسي کے مطابق تھا ' اس اتحاد میں یه شرط بھي تھي که صرف مدافعانه جنگ میں شریک ھونگے ' اور ترکوں پر خود حمله کبھي نہیں کرینگے - مگر اُن اقوام کے جائز حقوق (جنکے وہ مستحق ھیں) ترکي سے طلب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دینگے -

عهد نامه میں ایک عجیب بات یه بھي تھي که اگر ترکوں سے کوئی لڑائي ھو اور اُسمیں معاهدین کامیاب ھوں تو اُسوقت ملک کي تقسیم کس طرح ھوگي ؟ اسکي پوري تفصیل مذکور تھی - یه شرائط معلوم ھوتا ھے که ایم پاشیچ (M. Pashich) نے بڑھائے تھے ' کیونکه وہ بلغاریا کي فوجی طاقت کو جانتا تھا ' اور ایسي صورت میں وہ سرویا کے حقوق اور اُسکے حصه ملک کو اول ھي سے طے کر لینا چاھتا تھا -

اس امر کي بھي کوشش کي گئی که سرویا کي تجویز مقاسمه اور بلغاریا کي تجویز آزاد مقدونیا کو منطبق کرلیں ' بات یوں طے ھوئي کہ :

(١) سلسله شار کے عقب کا کل ملک یعنے قدیم سرویا ' اور نوي بازار سرویا کے لیے مخصوص ھوگا

(٢) رھوڈوپ اور دریاے استرویا کا جنوبي و مشرقي حصه ملک بلغاریا کو ملیگا -

(٣) اسکے بیچ کا ملک مقدونیه کی خود مختار حکومت میں شامل ھوگا -

(٤) اگر مقدونیه خود مختار ھوسکے تو کوستندل سے ذرا شمال مغرب کے پرے جہاں سروي' بلغاري اور ترکی سرحدیں ملتي ھیں وھاں سے ایک خط جبل اچرڈا (Ochrida) کے آخري شمالی حصه تک کھینچا جائے - اسمیں کراتوو ' ویلیس ' مناستر ' اور اچرڈا بلغاریا کو مل جائے ' اور اس خط کے شمال اور سلسله شار کے جنوب میں جو اضلاع کازاس ' کمانووہ ' اسکوب ' کوشیور (قرشي) اور ڈبرا واقع ھیں اُن کا تصفیه زار روس کے فیصله پر چھوڑ دیا جاے -

ترجمه اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ٢ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

انگلستان ترکي اور هندوستان

(امریکه کے ایک مشہور اخبار کا اقتباس)

جنگ بلقان کے اھم نتائج ' وزارت خارجیۂ برطانیه کے طرز عمل ' اور سر ایڈورڈ گرے کي دو طرفه کارروائیوں سے ایک نتیجه یه بھي نکلا ھے که توقع کے خلاف ترکوں اور هندوستان کے مسلمانوں نے اپني پالیسي تبدیل کردي - اس تبدیلي کي ابتدا مسلمانان هند کي طرف سے اُس وقت دیکھي گئی جب گذشته سال شمالی ایران میں روس کے مظالم کي داستان خونیں کا عام ھوا ' اور یه بھي معلوم ھوگیا که یه بربادیاں باد شمال کے ساتھه باد جنوب کي شرکت سے ھوئي ھیں ' اس الزام سے براءت کسیطرح ممکن نہیں تھي ' کیونکه یه معاملات کچھه تعصب پر مبني نه تھے - نه انمیں مبالغه کي آمیزش کی گئي تھي ' ھر شخص نے فوٹو کے ذریعه سے یه خونیں داستانیں اچھي طرح دیکھه لیں -

ایران کے شہداے ملک و ملت کو جنھوں نے انگریزي روسي معاهده کے خلاف اپنے ملک کی حفاظت کرني چاھي تھي پھانسي دي گئي ' فوٹو میں صاف نظر آرھا ھے که شہیدان وطن کو ایک ھي درخت میں لٹکا یا گیا ھے ' اُس کے چاروںطرف روسي افسر اور ملت فروش محمد علي مرزا کے ساتھي کھڑے ھیں - جاں نثاران قوم و ملت کے سر نیچے کي طرف لٹک رھے ھیں - بعض کي کھال بھیڑ بکریوں کي طرح اُدھیڑ دی گئے ھے ' اور بعض کو ناقابل بیان طریقوں سے تکلیف دے دیکر واصل بحق کیا گیا ھے - یه تصاویر لاکھوں کی تعداد میں تمام ایشیا اور افریقه میں تقسیم ھوئی ھیں - اور گورنمنٹ برطانیه کي رعایا نے دونوں براعظموں میں ان مناظر خونیں کو دیکھا ھے -

جنگ بلقان شروع ھوئي ' انگریزي اور روسي حکومتوں کي شرکت ترکوںکے خلاف صاف طور پر معلوم ھوگئي اور لوگ جان گئے که ترکوں کے ساتھه بھي وھي ھونیوالا ھے جو ایران کے ساتھه ھوچکا ' تو مسلمانان هند کے جذبات میں تحریک ھوی ' اور انھوں نے اپنے روحاني و مذھبي پیشوا سلطان روم اور اپنے ھم مذھب بھائیونکے ساتھه ھمدردي ظاھر کي - یه ھمدردي چنده کي صورت میں تھي ' جس میں بہت سے ھندؤں نے بھي حصه لیا ' اور ایک طبي وفد ترکوں کی امداد اور مجروحین جنگ کے علاج کے واسطے بھیجا - هندوستاني اخبارات وہ خطوط شائع کررھے ھیں جو ممبران وفد نے هندوستان میں اپنے دوستونکو لکھے ھیں - ان میں اکثر نہایت دلچسپ حالات ھیں ' مثلا گلیپولي شتلجا کے افواج کي نقل وحرکت ' دردانیال پر ترکوں اور یونانیوں کی لڑائي - ان لوگوں کا مارچ اور فروري کے موسموں میں شدائد برداشت کرنے ' خصوصاً انور بے و رؤف بے کمانڈر حمیدیه وغیرہ افسران و سپاھیان شتلجا کے حالات ' وغیر ذلک ' یه حالات نہایت دلچسپي سے پڑھے جاتے ھیں -

جب یه واقعات قسطنطنیه کے گرد ونواح میں ھو رھے تھے ' اُنھیں دنوں افریقه کے مسلمانوں میں بھی ایک بے چیني پیدا ھورھي تھی - کیونکه روس اور انگلستان کے جو سلوک ترکوں اور ایرانیوں کے ساتھه ھو رھے تھے اُس سے وسط شمال افریقه کے (جسے شمالي نائجیریا کہتے ھیں) لاکھوں مسلمان متحارق میں ایک عام اضطراب پیدا ھو رھا تھا - یه سخت بے چیني اسقدر شدید ھوگئی که حکومت برطانیه کو ھانگ کانگ سے سر فریڈرک لگارڈ (Sir Fredrick Lugard) سابق گورنر نائیجریا کو مجبوراً بلانا پڑا - اُنسے یہانکي عام رعایا زیاده مانوس تھي ' اُنکے ذریعه سے اس بات کي کوشش کي گئي که یہانکے باشندونکو

تاریخ حیات اسلام

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین

(از اهلیه منشي عبد الغفور صاحب - جوکي پاڑہ - کلکته)

حضور پر روشن ہے کہ میں ایک غریب شخص کی بیوي ہوں - کل وہ الهلال پڑھتے پڑھتے یکایک چیخ اٹھے ' اور ڈاڑھیں مار کر رونے لگے - میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے حضور کا مضمون سنا یا' اور پھر کہا کہ ایک تو وہ عورتیں هیں' جو اپنے زیور اتار کر اپنی مظلوم بہنوں کیلیے دے رهی هیں' اور ایک هم هیں که هم سے کچھه بھی بن نہیں آتا !

میں ایک غریب عورت هوں - میرے پاس سونے کے قیمتی زیور نہیں هیں' جو حضور کی خدمت میں پیش کروں - میرے شوهر کے سر پر زري کی ٹوپی نہیں ہے ' جسے بیچکر اپنے بیکس بھائی بہنوں کی مدد کروں - البته بڑے بڑے دولت مندوں کی طرح جنھوں نے لاکھه دو لاکھه چندہ دیا هوگا ' میرے پاس دل ہے ' اور اسکی ایک ادنی سي نذر کو حضور قبول فرمائیں - اٹھه روپیه کوشش کرکے خدمت مبارک میں بھیجتی هوں -

الهلال

خدا تمهارے اس خلوص دینی اور محبت ایمانی کو همارے غافل دلوں کیلیے تازیانه عبرت بنائے - دولت مندوں کو تو لاکھه دو لاکھه روپیه دینے کی ایسے کاموں میں توفیق نہیں ملی ' اور نه انکی قسمت میں یه سعادت ہے - البته تم هی ایسے سچے فرزندان اسلام نے لاکھوں روپیے فراهم کردیے -

(از جناب محمد عمر صاحب نائب کورٹ انسپکٹر عدالت افسر مال از حصار)

دل کڑھتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاري هوتے هیں مگر کسي کام کرنیکي جرات نہیں هوتي ' کیونکه اس چھوٹے سے قصبه سے جو نہایت نادار اور مزدور پیشه لوگونکا ہے ' کچھه کم مبلغ پانچ هزار روپیه دفتر کامریڈ کے ذریعه بھیجا جا چکا ہے .... چندہ کے متعلق بدگماني پیدا هونے سے جوش سرد پڑگیا ہے' اسیوجه سے کام کرنیکا حوصله نہیں هوتا ' مگر آپکے مضمون نے از سرنو دلوں میں آگ لگادي ' اور بجھا هوا چولها پھر روشن هوگیا - اسوقت قلب کي حالت احاطه تحریر سے خارج ہے - اگر میرے پاس کچھه هوتا - تو عجب نہیں که پوری تیس هزار کي رقم لیکر حاضر هوتا ؟

درم و دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

ایک فہرست سات خریداروں کي بھیجتا هوں قدرے قلیل رقم بقیه چندہ کي بھی جو میرے پاس امانت تھی ارسال خدمت ہے' عنقریب بقایا چندہ بھی جو قریب ڈھائی تین سو روپیه کے هوگا بھیجدیا جاویگا "

جناب ذکاء الدین خانصاحب ایم - اے - اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بهادر افسر مال ضلع حصار
جناب محمد سلیمان خانصاحب سب انسپکٹر کوتوالی حصار
جناب بابو نور محمد صاحب سب اورسیر محکمه بارک ماسٹري حصار
جناب مولوي اکرام الدین صاحب محکمه لوکل بورڈ حصار
جناب یقین الدین خانصاحب رایس سریسه
جناب محمد عمر خانصاحب نایب کورٹ انسپکٹر حصار
جناب مولوی عبدالرحمن صاحب پیش نماز مسجد بوریاں حصار

[بقیه مضمون صفحه ۱۹ کا]

لطف ' حلاوت ' کے عام طور پر مستعمل هوتا ہے ' (اور جسکي سند علاوہ اردو کتب لغت ' مثلاً فرهنگ آصفیه کے ' اشعار سے بھی ملتي ہے) تو لم از کم میري رائے ناقص میں یه سوال اسي قدر غیر متعلق ہے که عربي لغات میں حظ کے معني صرف " حصه " کے هیں - اُمید که سطور بالا الهلال میں درج کرکے مجھے ممنون فرمائیگا -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیه

(۵)

	روپیه	آنه	پائي
جناب منشي عبد العزیز خانصاحب بھاگلپور	۲	۰	۰
جناب عبد الکریم صاحب ڈرائیور جمال پور	۱	۰	۰
جناب اسمعیل صاحب ڈرائیور جمال پور	۱	۰	۰
جناب کبیر احمد خانصاحب بھاگلپور	۱	۰	۰
جناب نصیر الحسن خانصاحب عیسی گڈہ	۵	۰	۰
جناب محمد عمر خانصاحب نائب کورٹ انسپکٹر حصار	۱۰۸	۰	۰
جناب محمد فضل الله صاحب - حیدر آباد	۵	۰	۰
همشیرہ صاحبه جناب آل علي صاحب	۱۵	۰	۰
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب بھاگلپور	۲	۰	۰
جناب غلام محي الدین خانصاحب پٹیاله	۱۱	۰	۰
جناب محمد حسین صاحب سکریٹري انجمن هلال احمر بلگام	۸	۰	۰
بذریعه جناب غلام هادي صاحب بهار	۸	۱	۰
جناب محمد کاظم حسین صاحب فارسٹ منیجر - دندروي -	۱۰	۰	۰
جناب کمال احمد صاحب رائپور	۲	۰	۰
جناب غلام زین العابدین صاحب شمله	۵۰	۰	۰
جناب حاجي طالع محمد صاحب هوشیار پور	۴۶	۰	۰
جناب عبد القیوم صاحب پشاور	۳	۰	۰
بذریعه جناب سید احمد صاحب بریلي	۱۵	۰	۰
جناب شیر دل خانصاحب ڈیرہ اسمعیل خاں	۲۵	۰	۰
جناب قاضي عبد الحق صاحب هوشیار پور	۴	۰	۰
جناب عبدالمجید صاحب صدیقي لاڑکانه سنده	۳	۰	۰
شیخ کرم الهي و نور الهي صاحبان جنت فروش - بازار بلي ماران دهلی	۱۳	۰	۰
جناب قاضي احمد علي صاحب نگینوي حال مقیم ساگر	۳۰۰	۰	۰
میزان	۷۲۸	۱	۰
سابق	۵۹۰۲	۵	۰
کل	۶۶۳۰	۶	۰

اور ادا نکرنے کي صورت میں مجسٹریت کو اختیار هو که باجراے وارنٹ قرقي مقدار زکوة باقیدار سے وصول کرسکے -

اگر بفرض محال همنے ایسي تحریک کي اور پاس هوگئی تو بلااز اوسپر عملدر آمد کرنا احکام خدارندي کي پابندي کہي جائیگي یا قانون نافذ الوقت کي ؟ میں اس تحریک کا مخالف نهیں اور کون هے جو اسکا مخالف هو سکتا هے ' لیکن بات اتني هے که مسلمان بنو' اور مسلمان رهکر خدا کے اوامر کي ترویج و اشاعت میں کوشش کرو - اپني پانوں پر کهڑے هو تب کام کرو - گورنمنٹ کي دست نگري کس کس بات میں کروگے ؟

مرکز اسلام سے آواز

(از جناب محمد سعید صاحب مہتمم مدرسۂ صولتیه مکۂ مکرمه)

جس روشني نے فاران کي چوٹیوں سے بلند هو کر تمام عالم کو منور کردیا تها وہ روشني اب تمام اسلامي دنیا میں گل هونے کے قریب هے - خدا کي وسیع زمین با وجود اسقدر وسعت و عظمت کے مسلمانوں پر تنگ هو رهي هے - هماري ذلت و نکبت اور فلاکت و بربادي کے اسباب همارے دوست جو چاهیں وہ بیان کریں' مگر سچ اور حقیقة الامر یه هے که هم نے خدا کو اور اسکے احکام کو بهلا دیا' اور اسنے هم کو چهوڑ دیا - اسکا ارشاد کبهي اور کسی حالت میں قیامت تک بدلنے والا نہیں فاذ کروني اذکرکم اگر همیں یاد رهتا تو آج هماري یه حالت نهوتي - اب وقت سوچنے اور غور کرنیکا نهیں - مسلمانوں کو عزت کے ساتهه اگر زنده رهنا منظور هے تو اب اسکي صرف ایک اور یهي ایک صورت ممکن هے که وہ پهر اپنے خدا اور حقیقي مالک کے دروازہ پر اپنے متکبر اور پر غرور سروں کو سچائی اور عاجزي کے ساتهه رکهدیں - اسلامي دنیا کي عام کانفرنس کے انعقاد میں جسکو مذهبی اصطلاح میں حج کها جاتا هے ابهی تقریباً چار مهینے باقی هیں - گو وقت کم هے مگر کام کرنے والوں کو کسی اور قوت اور امداد پر بهروسا کرنا چاهیے - انسانی طاقت اپنے اختیار سے کچهه بهی نهیں کرسکتی - اس آواز اور تحریک کو الهلال اور وہ اسلامی جرائد جنکو مسلمانوں کي بقا اور هستی عزیز هو اسلامی دنیا میں بلند کریں' اور سال حال کے حج پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک جلسه خاص اس غرض سے منعقد کرنیکی دعوت دیں که وہ اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں که اب مسلمان دنیا میں کسطرح زنده رہ سکتے هیں - مسلمانوں کی غفلت اور نا اتفاقی نے ملک اور سلطنت تو کهو دي' اور جو کچهه رها سها باقی هے اسکی طرف سے بهی وہ بے فکر نرهیں - دشمن تاک میں لگے هوے هیں' ریشه دوانیاں هو رهي هیں - اب سلطنتوں اور ممالک سے گذر کر مسلمانوں کا مذهب مسیحیت کي زد پر هے - مسیحي دنیا یا یورپ کو هر سال مسلمانوں کا موجودہ اجتماع جو محض ایک مذهب کا عظیم الشان رکن ادا کرنیکي غرض سے سوا تیرہ سو برس سے هوا کرتا هے اب کچهه دنوں سے منظور نهیں' اور آئے دن نئے نئے قاعدے اور مشکلات اس راستے میں پیدا کرتے جاتے هیں - چیچک کا ٹیکه اور قرنطینے اور اسي قسم کي اور بهت سي رکاوٹیں محض اس وجه سے سد راہ هوتي جاتي هیں که مسلمان همت هاردیں - مرکز اسلام کي اسلامي کانفرنس کا انعقاد نویں ذي الحجه کو میدان عرفات میں جبل رحمت کے قریب اُس پُر انوار اور تاریخي میدان میں هو جسکے ذرہ ذرہ کو اسلام سے وہ تعلق هے جو جسم کو روح کے ساتهه هے - جلسے کي

مراسلة و مناظرة

" حظ و کرب " یا " لذت و الم " ؟

(مسٹر عبد الماجد بي - اے - از لکهنؤ)

الهلال مورخه ٢٥ - جون کے صفحه ٣٣٣ - پر میرے مضمون کے آخر میں آپ نے جو نوٹ دیا هے ' اسکا خلاصه یه هے که بجاے " حظ و کرب " کے " لذت و الم " کے الفاظ بهتر هیں -

اس تنبیه کا شکریه - لیکن غالباً جناب نے اس پر خیال نهیں فرمایا که میرے مجوزہ الفاظ کن انگریزي اصطلاحات کے بجاے استعمال کیے گئے تهے ؟ انگریزي میں " حظ " کے لیے لفظ "Pleasure" هے ' جسکے اصلي و ابتدائي معنی انگریزي کتب لغت میں " Gratification of the senses " هیں یعني حواس ظاهري کو آرام پهونچنا - اسي طرح " کرب " جس لفظ کا قائم مقام هے' وہ یه هے : "Pain" جسکے اصلي و ابتدائي معني هیں : "Uneasy sensation or acte in animal bodies" یعني اجسام حیواني میں ناگوار کیفیت یا درد - اس تصریح سے معلوم هوا هوگا که " Pain " اور " Pleasure " اپنے اصلي و ابتدائی معني میں صرف مادي و جسمي کیفیات کا مفهوم ادا کرنے کے لیے وضع کیے گئے تهے ' گو رفته رفته مجازاً انکا اطلاق خالص نفسي کیفیات (ناگواري و خوشگواري) پر بهي هونے لگا - اس بنا پر انکا اردو ترجمه کرتے هوے اس امر کا خصوصیت کے ساتهه لحاظ رکهنا چاهیے که اردو الفاظ کي دلالت جسمي کیفیات پر ابتداءً و براہ راست هو' اور نفسي کیفیات پر ضمناً و بالواسطه -

پس اس اهم نقطۂ خیال سے ' یعني "Pleasure" اور "Pain" کا صحیح مفهوم ادا کرنے کے لحاظ سے ' میرے نزدیک " حظ و کرب " به مقابله " لذت و الم " کے (جن میں به نسبت جسمي کے ' نفسي انبساط و انقباض کا مفهوم زیادہ پا یا جاتا هے) بهتر اور لائق ترجیح هیں -

پهر جب اردو محاورہ میں " کرب " به معني بے آرامي ' درد ' اندوہ ' و الم ' اور " حظ " به معني خوشی ' انبساط '

[بقیه پہلے کالم کا]

صدارت کیلیے خلیفة المسلمین سلطان محمد رشاد خان خامس کي بارگاہ میں التجا پیش کیجاے - ظاهري حالات اور قرائن سے امیر المومنین بذات خود شریک نهیں هوسکتے اُن کے استمزاج اور اجازت سے یه خدمت موجودہ شریف مکه دولتلو سیادتلو الشریف حسین پاشا کے ذمه رهے' جو اپنے ذاتي کمالات اور محاسن اور همدردي اسلام کي وجه سے هر طرح اس عزت کے مستحق هیں - اس کار آمد اور نهایت مفید تحریک کے پیش هونے پر مسیحي دنیا تو اندروني تدابیر سے اسکي مخالفت کریگي ' مگر خود مسلمانوں میں بکثرت ایسے لوگ موجود هیں جنکے قلوب کو حب جاہ اور دنیا طلبي نے بیمار کر رکها هے' وہ خود مسلمانوں کو اُنکي بهتري اور بهبودي کے فرضي اور خیالي سبز باغ دکها کر فریب دینا چاهینگے' اور اس تحریک کی ظاهري مخالفت کرینگے - جس چیز نے مسلمانوں کو آجتک خراب و برباد کیا وہ اُن منافقین کی ابله فریبی هے' جن کمبخت رهنماؤں نے محض اپني ذاتی اعزاز و رسوخ کی خاطر قوم کو قعر مذلت میں دهکیل دیا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

[illegible] الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٤ | کلکتہ: چہار شنبہ ١٨ شعبان ١٣٣١ ہجری | جلد ٣

Calcutta, Wednesday, July ..., 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھی تین آنہ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مسئول و مدیر خصوصی
احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷.۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ٤

Calcutta : Wednesday, July 23, 1913.

فہرست

تصاویر

اصلاح

(۱) واقعهٔ تسخیر ایڈریا نوپل کے متعلق هندوستان بهر کے مسلمانوں کو اجماعي لهجے میں یه آواز بلند کرکے گورنمنت هند سے درخواست کرني چاهیے که مسلمانوں کا یه عمومي پیغام هوم گورنمنت کو پہونچادے که اس موقع پر تمام اسلامي دنیا برطانیه عظمی سے دولة عثمانیه کي امداد کي متوقع هے ' لیکن اگر کسي وجه سے ' اعانت میں قدم نهیں بڑها سکتي تو کم از کم یه تو هو که ترکوں پر دوبارہ حملے میں شریک نه هو - یه آخري وقت هے ' انگلستان نے اب بهي خیال نه کیا تو نه معلوم اسلامي جذبات پر کیا اثر پڑیگا ؟

(۲) حادثهٔ کانپور کے متعلق هندوستان کے مختلف مقامات میں متعدد جلسے هو چکے هیں اور هو رهے هیں - سب سے زیاده تعجب کي بات یه هے که مسلم لیگ نے بهي پروٹسٹ کیا هے - وہ مسلمان جو گورنمنت کے کسي حکم پر نکته چیني کو شرک باللہ و شرک في الرسالة تو نهیں ' مگر ایک تیسري قسم کي شرک (شرک في الحکومة) ضرور سمجهتے هیں ' اُن کو سوچنا چاهیے که لیگ جیسي مجلس جس کي آفرینش هي اسي لیے هوئي تهي که قوم میں گورنمنت کي طاعت و عبادت کے جذبات کو پهیلائے ' جب اس حکم پر اعتراض کر رهي هے تو ایسي حالت میں اُن کي خاموشي کهاں تک موزوں ماني جائیگي ؟

(۳) اس نمبر میں صفحات کے هندسے غلط هوگئے - صفحه ۹ ' ٦۹ کو صفحه ٥ ' ٦٥ سمجهنا چاهیے ' یهي ترتیب آخر تک هے -

بھي مٹا سکیں تو یہي بہت ھے کہ ایک بار روشن تو
گئیں -

انور بے ایڈریا نوپل میں داخل تو ھوگئے مگر یورپ کے
ںاف ر مداقت سے مطلق امید نہیں ھے کہ تسخیر ایڈریا نوپل
ہ ترکوں کو فائدہ پہونچنے دیگا - اُس نے ابھي سے فیصلہ
یا ھے کہ ترک اپني پیشقدمي سے باز نہ آئے تو یورپ کي
م نصراني حکومتیں مل کر اُن پر زور ڈالینگي ' اور اُن کے خلاف
ھي کارروائي کرینگي - " دنیا کي سب سے بڑي اسلامي سلطنت "
نگلستان) کے جنگي جہاز روانہ بھي ھوگئے ھیں ' اور فرانس
ی بھي تہدید کررھا ھے - روس کا الٹیمیٹم (انذار) بھي آنے ھي
ے ' اور اطالیہ نے تو اپني راے ظاھر ھي کردي - جرمني و آسٹریا
جانب سے بھي کوئي امید نہیں ' لیکن خدا کی درگاہ سے ھنوز
ید باقي ھے - باب عالي ابھی تک تو نہایت پر زور لہجے
ں " جواب ترکي " دے رھا ھے -

تا بہ بینیم سر انجام چہ خواھد بودن ؟

مسٹر ڈبلیو - آر - پاٹن نے جزیرہ ساموس سے منچسٹر گارجین
ایک خط لکھا ھے جس میں دکھایا ھے کہ یونان و اطالیا کا اپني
ي رعایا کے ساتھہ کیا طرز عمل ھے - یہ ترکي جزیرہ جنگ طرابلس
بعد سے اطالیوں کے قبضے میں آگیا ھے ' خال خال مسلمانوں کے
و زیادہ تر آبادي عیسائیوں کي ھے - خط کے آخر میں مسٹر
ن لکھتے ھیں کہ " اس جزیرہ کے باشندوں نے اطالیہ کے طرز حکومت
خلاف ایک اپیل انگریزي وزارت خارجیہ میں بھیجي تھي ' جسکو
ر اخبارات میں شائع نہیں کیا گیا - اٹلي کے گورنر جنرل (امیلو)
ظلم و ستم سے تمام جزیرے کے باشندے نالاں ھیں - اُنکا بیان
کہ اطالیہ کے جور و جفا کے سامنے ترکي کے مظالم کچھہ بھي حقیقت
ں رکھتے - وہ دول یورپ سے اپیل کرتے ھیں کہ جب اسکا
ري تصفیہ ھو تو ھرگز یہ جزائر اٹلي کے قبضہ میں نہ رھیں '
لئے یہ ثابت ھوگیا کہ یہ قوم دوسري قوم پر حکومت کرنے کے
ز قابل نہیں ھے "

نیر ایسٹ کے نامہ نگار نے صوفیا سے اُس کو اطلاع دي ھے کہ
مقدونیہ کي بلغاري رعایا جدائي املاک سرویوں اور یونانیوں نے
ستي چھین لی ھیں ' روزانہ آ رھي ھیں - یہ عجیب و غریب
' سروي اور یوناني مظالم کے بیان کرتے ھیں ' اور کہتے ھیں
ترکونکے ھاتھوں اسکے مقابلہ میں کچھہ بھي ھم نے تکلیف نہیں
لي تھي ' جسقدر اسوقت ظلم ھو رھے ھیں ' ایک رپورٹ مظہر ھے کہ
رنیکا ' فلورینا ' کاسٹوریکا کے جیل خانے بلغاریوں سے بھرے
ے ھیں "

یہ مظالم ھیں جو مہذب نصراني قومیں خود اپنے ھم مذھبوں
لیے جائز رکھتي ھیں ' اور اس پر بھي تہذیب و تمدن میں فرق
ں آتا ' پھر مسلمانوں کے قتل و غارت میں کیا باک ھے ؟

فتنۂ جنگ

دنیا کي آنکھہ نے فتح کے بعد شکست ' عزت
کے بعد ذلت ' اور عروج کے بعد زوال کے صدھا
ے دیکھے ھیں ' مگر ان میں شاید ھي کوئي تماشا بلغاریا
اس داستان ادبار بعد اقبال سے زیادہ سریع الوقوع ' درد انگیز '
عبرت آموز ھوگا -

ابھي چند ماہ ھوے کہ بلغاریا کي فوجیں چٹلجا اور ادرنہ کو
ے بڑي تھیں ' بلغاري توپوں کي گرج قسطنطنیہ میں سنائي
ي تھي ' اور فرڈیننڈ نے کہا تھا کہ " اب قسطنطنیہ میں جا کے
صلحنامہ پر دستخط ھونگے " لیکن یا سبحان اللہ ! چند ماہ میں
دولاب حوادث کا رخ کسقدر بدلگیا ! اب قسطنطنیہ کے بدلے صوفیا کے
کوچہ و بازار کوہ شکن توپوں سے گونج رھے ھیں - اور فرڈیننڈ اُس کے
دست و بازو ' اعوان و انصار ' بلکہ اسکے حلفاء و ھمساز کہتے ھیں کہ
" اب صوفیا میں صلحنامہ پر دستخط ھونگے " - و تعز من تشاء و تذل
من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شئ قدیر -

روماني فوج میزڈرا تک پہنچگئي ھے - میزڈرا اور صوفیا میں
۳۱ - میل کا فاصلہ ھے - مدافعت کے لیے نہ اب روسي متطوعین
(والنٹیرس) ھیں کہ وطن واپس جا چکے ھیں - اور نہ بلغاری
سپاھي کہ ترکوں کي خون آشام تلوار اور انسان پاش توپوں کے
نذر ھوچکے ھیں - اگر روماني فوج بڑھے تو صوفیا کي تسخیر
چند گھنٹوں کا کام ھے - اسلیے شاہ فرڈیننڈ اور اسکي ملکہ دونوں
بھاگ گئے ھیں - (ریوٹر نے اس خبر کي تعبیر اضطراب انگیز
مگر غیر متیقن افواہ سے کي ھے)

اُن یاس انگیز حالات کو دیکھکے فرڈیننڈ نے چارلس شاہ
رومانیا کے سامنے پناہ اور اصطلاح سیاست میں صلح کے لیے دست
سوال دراز کیا ھے - شاہ رومانیا کي طرف سے جواب یہ ملا ھے کہ سابقہ
دوستي کي باز آمد کے ھم خود خواھشمند ھیں ' مگر مشورہ یہ ھے
کہ پہلے ان تمام دول کے ذریعہ مبادي صلح طے ھو جائیں جنکا تعلق
اس مسئلہ سے ھے -

ملکہ بلغاریا نے بھي پیشقدمي کے موقوف کرنے کے لیے
اس امید پر تار دیا تھا کہ اسکي ... اسکي درخواست کي
شفیع ھوگی ' مگر یہ عالم سیاست ھے اسمیں عواطف و جذبات
رقیقہ کا کیا ذکر - کہ لا قلب للسیاسۃ -

دل کے زخم ستم ظریفي سے کہ گدائے گئے ' جواب آیا کہ
پیشقدمي زیادہ سے زیادہ غور و فکر کے ساتھہ عمل میں لائی جائیگی -

رومانیا کو یونان اور سرویا سے توڑ لینے کے لیے بلغاریا نے
گوناگوں تدبیریں کیں ' مگر دبستان یورپ میں سبق آموزی کا فخر
صرف بلغاریا ھی کو حاصل نہیں ' رومانیا بھي اس فخر میں برابر
کي سہیم ھے ' پھر جب یورپ کي یہ تلقین ھو کہ تم اس شخص کا
ساتھہ دو جسکے ساتھہ قوت ھو ' تو رومانیا ' یونان اور سرویا کو چھوڑ
کے بلغاریا کے ساتھہ کیوں ھوتي - رومانیہ کي طرف سے اعلان کردیا
گیا کہ وہ تنہا صلح کرنا نہیں چاھتي -

۱۹ - کا تار ھے کہ روماني فوج نے بلغاري فوج کو فرڈیننڈو میں
(جو لوم پلنیکا اور صوفیا کے مابین واقع ھے) نہایت شرم انگیز
شکست دي - بلغاري جنرل نے مع ۱۲ - توپوں کے ھتیار ڈالدیے -
دول نے اعلان کردیا کہ بلغاریا کو پامال ھونے نہ دیا جائیگا - صوفیا پر
قبضہ کرنے کي اجازت نہ دیجائیگي - اب روماني فوج کا سیلاب
مشرق کي طرف بڑھرھا ھے ' اور رومیلی خطرہ میں ھے -

ان بلغاري بھیڑیوں کے شکار جب تک " ناپاک کفار "
مسلمان تھے اسوقت تک داستان مظالم مبالغہ تھي ' مگر جب سے
ان ستم پیشہ مہذب انسان اور حریت بخشان نصرانیت - کے پنجہ
و دندان صلیب پرستوں کے جسموں پر چل رھے ھیں یہي مہذب
انسان درندے کہے جاتے ھیں -

بلغاریوں کي سبعیت و درندگي نے یونان میں غیر معمولي جوش
پیدا کردیا ھے - یونان کو اصرار ھے کہ اب صلح صوفیا میں جاکے ھوگي -
فوجیں بلغار میں بڑھتي چلي جارھي ھیں ' جہاں کہیں مقابلہ ھوتا ھے
بلغاري فوج ھتیار ڈالدیتي ھے - روسي سفیر نے اتھینس میں صلح

شذرت

تسخير ادرنه

صبح اميد كه بد معتكف پردۂ غيب
گو برون آے كه كار شب تار آخر شد

ادرنه (ايڈريانوپل) مسخر هوگيا ' فاتحان عثمانى شهر ميں داخل هوگئے ' دنيا نا اميد هوچكي تهى ' يورپ سمجهه چكا تها كه ترك جاں بلب هيں ' اب وه اقدام كے قابل هي نہيں رهے ' ليكن قدرة كامله كے دست اعجاز نے آسي بيمار سے تندرستوں كو شكست دلائي - تركوں كا اجتماع هوتے هي بلغاري مرعوب هوكر بهاگ نكلے ' اپنے استحكامات جو بڑي كوششوں سے استوار كيے تهے اور آن كو ناقابل تسخير سمجهے هوے تهے' آپ ڈهاديے' اور خدا كا وعده پورا هوگيا كه قانون الهى كے حدود توڑنے والے اور تعليم رسالت كي بے حرمتي كرنے والے انجام كار تباه و برباد و خسته وخراب هوكر رهينگے -

هو الـذي وه خدا هي هے جس
اخرج الذين نے اهل كتاب
كفروا من كي اس جماعت
اهل الكتاب كو كه انتقام الهي
من ديارهم كي منكر هوچكي
لاول الحشر' تهي ' اس كے
ما ظننتم ان گهروں سے مسلمانوں
يخرجوا ' كے پہلے هي اجتماع
وظنوا انهم ميں نكال باهر
مانعتهم كيا ' مسلمان
حصونهم سمجهے تهے كه نه نكل
من الله ' [illegible] ' اور
فاتا هم الله خود ان کو بهي
من حيث گمان تها كه ان كے
لم يحتسبوا ' قلعے خدا سے ان كو
و قذف بچا لينگے آخر
في قلوبهم الرعب
يخربون بيوتهم
بايديهم و ايدي
المومنين ' فاعتبروا
يا اولى الابصار ' ولولا ان
كتب الله عليهم
الجلاء لعذبهم في
الدنيا ' ولهم في الاخرة
عذاب النار ' ذالك
بانهم شاقوا الله و رسوله '
و من يشاق الله فان
الله شديد العقاب
(٥٩ : ٢ - ٤)



غازي انور بے ايڈريانوپل ميں داخل هورهے هيں

اس طرح غضب الهي نازل هوا كه ان كے وهم و گمان ميں بهي نه تها - ان كے دلوں پر رعب و هيبت چها گئي ' اپنے گهروں كو اپنے هاتهوں هي ويران كرنے لگے - مسلمانوں نے بهي اس ويراني ميں انهيں مدد دي - جن لوگوں كے آنكهيں هوں انهيں اس واقعے سے عبرت حاصل كرني چاهيے - خدا اگر ان كي قسمت ميں اخراج نه لكهه ديے هوتا تو دنيا هي ميں ان كو عذاب ديتا ' اور آخرت ميں تو ان كے ليے آگ كا عذاب هے - سبب يه هے كه خدا اور رسول كي تعليم سے انهوں نے منهه موڑ ليے ' اور جو ايسا كرتا هو اس كو يقين كرلينا چاهيے كه خدا كا عذاب نهايت سخت هے -

ايڈريانوپل كو جب بلغاريوں نے فتح كيا تو اپريل كے فورٹ نائيٹلي ريويو ميں ايك مشهور انگريز (مسٹر هربرٹ ويوين) نے لكها تها كه " ايك اسلامي پيغام اناطول كے صحرا و جبل ميں اس خبر كو مشتهر كرتا هوا گذرا هے كه پرانے مهيب فرماں روا (ترك) كي حاكمانه زندگي كا آفتاب ڈهل گيا ' عجيب و غريب طلسماتي قلعه ٹوٹ گيا ' جهاد ' اسلامي اتحاد ' اور بے شمار مسلمان جنگجوؤں كے غيظ و غضب كے دهوكے كهل گئے " ليكن اب ان كو يقين كرنا چاهيے كه اسلام كي طاقت كو فريب سمجهنے ميں وه خود دهوكے ميں تهے - اسلام اپني قهاري كے نتائج دكهانے ميں كبهي ناتوان و ضعيف نه نكليگا - اس نے ايك مدت سے پيغام دے ركها هے ' اور يه پيغام پورا هو كر رهيگا كه :

سيهزم الجمع كفار كي جمعيت عن قريب منهزم هو
و يولون الدبر ' بل جائيگي ' اور وه پيٹهه دكها كر بهاگينگے '
الساعة بلكه ابهي ان كا وعده
موعدهم ' هے ' اور وه گهڑي
و الساعة بڑي مصيبت كي
ادهى وامر ' تلخ ترين گهڑي هے -
ان المجرمين يه گنهگار هيں ' يه
في ضلال گمراهى اور آگ
و سعر ' ميں هيں ' وه دن
يوم آنے والا هے جب كه
يسحبون منهه كے بهل يه
في النار آگ ميں كهينچے
على جائينگے ' اور ان سے
وجوههم : كها جائيگا كه عذاب
ذوقوا مس دوزخ كا مزه چكهو -
سقر ' انا كل هم نے هر چيز كو
شي خلقناه اندازے سے پيدا كيا
بقدر ' وما هے - همارے حكم
امرنا الا كو ايك ذرا آنكهه
واحدة جهپكنے كي طرح
كلمح پهونچا هوا سمجهو -
بالبصر ' ولقد ديكهتے نہيں كه هم
اهلكنا نے تمهارے حاميوں
اشياعكم كو هلاك كر ڈالا -
فهل من مدكر ؟ كيا اب بهي تم ميں كوئي غور و فكر سے
(٥٤ : ٣١ - ٣٧) كام لينے والا نہيں هے ؟

تسخير ايڈريانوپل كي ناموري ميں موجوده صدر اعظم دولة عثمانيه (شاهزاده سعيد حليم پاشا) اور غازي انور بے كي قابليت و موقع شناسي كو خاص دخل هے - اول الذكر خاندان خديوي (مصر) كے ايك مشهور ركن ركين هيں ' اور ابتدا هي سے مجلس اتحاد و ترقي كے كاموں ميں غازي انور بے كے دست و بازو رهے هيں - جب پہلے پہل ان كو وزارت خارجيه تفويض هوئي تهي ' تو ان كي نا تجربه كاري كي بنا پر عام اختلاف كيا گيا تها ' اور جب وزارت عظمى پر فائز هوئے تو يه اختلاف شورش انگيز مخالفت كي حد سے بهي گزر گيا - مادي دنيا ' كمزور اسباب پرست طبيعتيں كب واقف تهيں كه خدا كو جب كوئي كام لينا هوتا هے تو وه ايك ادنى سے ادنى مخلوق سے بهي اعلى سے اعلى كام لے سكتا هے ' اگر اس كي مشيت مقتضي هوئي تو اس كام كو حد تكميل تك پهونچا ديگا ' ورنه ريڈيم كي شعاعيں رات كي تاريكي

مقالات

رفتار ایام است

مصر ' ایران ' ترکي

فارسل فرعون فی المدائن حاشرین : ان ھؤلاء شر ذمة قلیلون ' و انھم لنا لغائظون ' و انا لجمیع حاذرون ' فاخرجنا ھم من جنات و عیون ' وکنوز و مقـام کریم ' کذلـك ' و اورثناھا بنی اسرائیل ' فاتبعوھم مشرقین (۲٦ : ۳۹ - ۴۲)

در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند ؟
رہ به پرسیم مگـر رہ به مہمات بریم

اقانیم تثلیث جن ممالـک کو توحید سے غصب کرچکے ھیں اُن کے حوادث انتزاع و اغتصاب پر سب کي نظر ھے ' لیکن جو قدر قلیل ھنوز دست برد سے باقي ھے ' اُس پر اُچٹتي ھوئی نگاھیں بھي نہیں پڑتیں - برطانیه عظمیٰ کي زبان حال (لندن ٹائمس) تازہ اشاعت میں گویا ھوئي تھي که " مصر کو انگریزي مقبوضات میں ملحق کرنے کا خیال نه کبھي پہلے ھوا تھا اور نه اب ھے " لیکن وزیر خارجیهٔ انگلستان (سر ایڈورڈ گرے) دیوان عام (ھاؤس آف کامنس) میں صاف کہه رھے ھیں ' که :

گورنمنٹ برطانیه کو اس مسئله (الحاق مصر) کي جانب نہایت توجه ھے - کئي سال سے یه واقعه پیش آرھا ھے که مصر کے عمید برطانیه (برٹش ایجنٹ) کي کوئي سالانه تقریر (انتظامي رپورٹ) ایسي نه نکلي که مسئله الحاق پر نکته چیني سے محفوظ رھي ھو - یه تعجب کي بات نہیں ھے که اسوقت اس بات کي کوشش کي جائیگي که ملـک کو اس وھمي دیو کی تـکلیف سے آزاد کردیا جاے - تعجب کي بات یه ھوتي اگر موجودہ برٹش ایجنٹ (لارڈ کچنر) لارڈ کرومر کے بعد اس مسئله کو ایک سال تـک کے لیے غیر منفصل رھنے دیتے ' اور انگلستان کي حکومت کو اس امر پر متوجه نه کرتے -

پچھلے سال مسئله الحاق کے متعلق دول یورپ سے انگریزي سلطنت کی گفتگو ھوئي تھی ' ھنوز یه سلسله جاري ھی تھـا که جنـگ بلقان چھڑ گئی - مطلع سیاست مکدر ھوگیا ' اور یورپ میں تشویش پھیل گئی - معاملات مشرق ادنی کے تقدم و اھمیت کو ملحوظ رکھتے ھوے اس معاملے کو چند روز کے لیے چھوڑ دیا گیا ' اب کسی دوسرے موقع پر اس نئی سلسله جنبانی ھوگي -

دول سته کے علاوہ تقریباً اور بھي پندرہ گورنمنٹیں جو اس مسئله سے تعلق رکھتي ھیں اس میں شریک ھونگي - انکي رضامندي حاصل کرني ضرور ھے - یوروپ میں ایسے نامه و پیام میں بڑي دقت ھوتي ھے ' کیونکه نسخ الحاق معاھدہ مصر پر بہت سے اعتراضات کیے جاتے ھیں - یه اعتراض ملحوظات سیاسیه کی بنا پر ھوتے ھیں - انتظام یا عدالتي امور کي متعلق نہیں ھوتے ' اسوجه سے یه سوال مناسب وقت کا منتظر ھے -

مشرق ادنی میں صلح کرانے کي وجه سے دوسري قوموں کي نظر میں برطانیه کا وقار و اثر اچھا ھوگیا - مصر کے موجودہ نظام عدالت میں برطانیه کو کسی ترمیم کے پیش کرنے میں کچھه ایسي دقت نه ھوگي ' اگر کبھي ترمیم پیش ھوئی تو وھاںکی ملکي حالت میں اس سے کوئی تغیر نه ھوگا ' اور نه وادي نیل میں اس سے برطانیه کي ذمه داریوں میں کچھه فرق آئیگا - الحاق مصر کا مسئله بہت ھي عجیب معنوں میں اسوقت سمجھا جارھا ھے - نظم و نسق کے موجودہ حالات کچھه اس نوعیت کے واقع ھوے ھیں که اس وقت جیسي پولیس ملـک میں موجود ھے اُس سے بہتر ؟-- قائم کرنے میں کئی کچھه موانع پیش آرھے ھیں - اس سے انصـاف کا خون ھوتا ھے ' اور عام ملکي ترقي میں خلل پڑتا ھے -

سلطنت برطانیه کي یه خصوصیت ھے که وہ غیر اقوام کے نازک معاملات میں بہت نرم ھے ' اسوجه سے وہ الحاق کو بہت ھي غیر موزوں معنوں میں بھي سن لینا جائز سمجھتي ھے - اسکا نتیجه یه ھوتا ھے که قناصل و سفراے دول ' فرائض پولیس کے ادا کرنے میں خلل ڈالتے ھیں ' اور بغیـر مصري حکـومت کي منظوري یا استمزاج کے پولس سے اپنی وارنٹونکے امتثال کے آرزومند رھتے ھیں -

روسی الجنس اڈاموچ (Adamovitch) سے مصر کے باھر ایک جرم سرزد ھوا تھا - روسی قونصل نے اوس کو مصر میں گرفتار کرلیا ' اور روس بھیجدیا - حکومت برطانیه نے اس معامله میں چشم پوشي توکی ' مگر یه امر چشم پوشی کے قابل نہیں ھے که مختلف معاملات میں اسطرح کے متواتر اقدام روسي قونصل نے کیے ھیں ' جس سے ایک ایسے ملـک میں جہاں برطانیه کو بہت ھي قریبي تعلق حاصل ھے اصول میں فرق آتا ھے -

خاص شرائط میں ایک حق امتیاز یه بھي ھے که مصر کي مقامي عدالتوں سے اجانب (آفاقي یا غیر ملکی رعایا) کو تعلق نه ھوگا - اسکا نتیجه یه ھوا که ملزمونکے گرفتار کرنے میں دقت پیدا ھوگئی - بعض موقعوںمیں گرفتاري نا ممکن ھو جاتي تھي ' اور کافي شہادتیں میسر نہیں آسکتي تھیں ' جب کسي غیر ملک کا کوئي باشندہ گرفتار ھوتا تھا تو اُسي ملک کے قونصل کی عدالت میں وہ بھیجدیا جاتا تھا - اس سے مصر کی انصاف کرنے والي حکومت کو صدمه پہونچتا تھا - مجرموں کو ارتکاب جرائم کے لیے مصر اُس زمانے میں ایک عمدہ جگہه مل گئی تھي - اسوقت جیسا که سالانه رپورٹ سے ظاھر ھوتا ھے ' سفید رنگ اقوام (اھل فرنگ) کي بردہ فروشي کو روکنے میں بڑي دقت ھوتي ھے - با قاعدہ الحاق نہونے سے رفاہ عامه کے دوسرے کاموں میں بھي اسی طرح کی بہت سی زحمتیں پیش آرھي ھیں -

مصر کو مقبوضات برطانیه میں ملحق کرانے کي تحریک اگر خود مصر کے حق میں کوئی منصفانه تحریک ھے تو یقین کرنا چاھیے که دوسری قوموں کے لیے بھی یه کوئی تکلیف کی بات نہوگي - غیر ممالک کو بہت سے فائدے پہونچینگے ' اجنبی حکومتونکي تجارت میں ترقی ھوگی - برٹش ایجنٹ نے سنه ۱۹۱۲ ع کی سالانه

کی سلسلہ جنبانی کی ' تو جواب ملا کہ منظور ' مگر اس شرط پر کہ بلغاریا حلفاء کے تمام مفتوحہ مقامات سے دستبردار ہو ' اور تاوان جنگ دے - شہروں اور دیہات کی بربادی سے جسقدر نقصان ہوا ہے اسکا معاوضہ دے - تھریس میں یونانیوں کی جان ' مال اور مذہبی آزادی کی ضمانت کرے ' اور ایک مقررہ مدت کے اندر فوج منتشر کردے -

سروی فوج سینٹ نکولس کے قریب پہنچگئی ہے - بلغاری افسروں نے باشندوں کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیدیا ہے -

٢١ - کا تار ہے کہ روسی سفیر نے پھر یونان سرویا اور جبل اسود سے صلح کے لیے گفتگو کی - تینوں ریاستوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ وہ صلح کے لیے بلغاریا سے براہ راست گفتگو کرنے کے لیے تیار ہے ' مگر مبادی صلح پر دستخط سے قبل وہ التواے جنگ کے لیے تیار نہیں -

٢٧ - مارچ کو جہاں ہلال سرنگوں ہوا تھا وہاں اس خداے بدر و احزاب کی کارسازیوں نے تمام عالم اسلامی کے قنوط و یاس کے باوجود کل ٢١ - جولائی کو پھر اسے سربلند کردیا - لنڈن ٹائمز کا نامہ نگار صوفیا سے تار دیتا ہے کہ ترک محافظ فوج کی خفیف مقاومت کے بعد ادرنہ میں داخل ہوگئے -

انگلستان کے مایۂ افتخار مسٹر گلیڈ سٹون یورپ کو تلقین کر گئے ہیں کہ ہلال سے جو صلیب کے پاس آئے اسکو پھر ہلال کے پاس واپس نہ جانا چاہیے - اسلیے ادرنہ پھر ترکوں کے پاس آنا یورپ کیونکر گوارا کرسکتا تھا ؟

ترکی فوج ابھی بنیر حصار ہی تک پہنچی تھی کہ اتحاد ثلاثہ (انگلستان فرانس اور روس) کا اضطراب بڑھا ' اور اسدرجہ بڑھا کہ سر رشتہ صبر ہاتھہ سے جاتا رہا - تجویز ہوئی اس خطرہ روح فرسا کے متعلق غور کرنے کے لیے سفراء مجتمع ہوں - قاعدہ سے اس جلسہ کے مقام اجتماع اور صدارت کا شرف خاک انگلستان کو حاصل ہونا چاہیے تھا ' کیونکہ اس اجتماع کا اصول اساسی انگلستان ہی کے ایک نامور فرزند کی دیرینہ عداوت اسلام کا نتیجہ ہے - پھر اس دو سال کے پر آشوب زمانے میں بھی امن یورپ اور مصالح صلیب کے حفظ و نگہداشت میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہا ' چنانچہ یہ انگلستان ہی تھا جسکے سفیر نے دولت عثمانیہ کو جنگی تیاری کے موقوف کرنے پر مجبور کیا تھا - یہ خاک انگلستان ہی تھی جہاں یاد داشت تیار کی گئی تھی ' اور ہاں یہ انگلستان ہی کا بیڑا تھا جسکے جہازوں نے یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے سب سے پہلے نقل و حرکت شروع کی تھی -

لیکن شاید اس شرف کی حد سے زیادہ بہتات میں سرگرے کی دوربیں آنکھوں کو خطرات نظر آئے ' اور اسلیے سیاحت پر انکارے (رئیس جمہوریت فرانس) میں یہ طے ہوا کہ اس خطرناک شرف تقدم میں فرانس بھی سہیم ہو - بہر نوع سبب کچھہ ہو صدارت اور مقام اجتماع کا شرف ابکی فرانس کو حاصل ہوا - پیرس میں موسیو پچن وزیر خارجہ فرانس کی صدارت میں سفراء جمع ہوے ' اور اس کے بعد سفیر فرانس متعینہ قسطنطنیہ کو تار دیا گیا کہ وہ باب عالی کو معاہدہ لنڈن کے احترام پر مجبور کرے -

١٧ - جولائی کو ریوٹر نے یہ خبر دی کہ " اگر ترکوں نے ادرنہ لے بھی لیا ' تو دول ان کے پاس رہنے نہ دینگی " مگر یہ کامل پاشا کی وزارت نہ تھی کہ ڈاؤننگ اسٹریٹ کے بازیگروں کے اشاروں پر رقص کرتی - دول کے مکرر اعلان کے باوجود بھی جب باب عالی کے طرز عمل میں کوئی فرق نہ آیا تو اسی " دماغ " نے جس نے اور صدہا اسلام سوز تدابیریں سوچی تھیں یہ تجویز کی کہ ترکی بلغاری حدود کے متعلق بین الاقوامی کمیشن کی کارروا[ئی] میں عجلت کو کام فرمایا جائے - اسی کے ساتھہ رو[س نے] نیم سرکاری طور پر یہ اعلان کرایا گیا کہ اگر باب عالی نے اپن[ی] فوج کو ادرنہ میں داخل ہونے کی اجازت دی تو " دول متح[دہ] براہ راست مداخلت کا استعمال کرینگی " - اسی اثناء م[یں] روسی سفیر بار بار وزیر اعظم سے ملتا ' اور باب عالی کے موجو[دہ] طرز عمل پر اظہار نفرت کرتا رہا مگر جس کا شعار " ادرنہ یا موت " ہو اس پر تہدید و تخویف کیا اثر کرسکتی ہے ؟ اسوقت تک دول کی طرف سے جو کچھہ ہوا تھا وہ محض زبانی تھا ا[ور] ضرورت تھی کہ قول کی تائید میں عمل بھی کرے -

اگر ابکی انگلستان زبانی کارروائیوں میں پیچھے رہا تھا کوئی وجہ نہیں تھی کہ اسکی تلافی عملی کارروائیوں میں پیشقد[می] سے نہ کر دیجاتی - سب سے پہلے انگلستان کے جہاز جنبش م[یں] آئے - ٢٠ - کا تار ہے کہ یارموتھہ ' انفلیکسایبل ' اور پروسر پائن پائرس پہنچگئے ' اور دو برطانی تباہ کن کشتیاں عنقریب آنے والی ہیں -

مگر موجودہ ترکی وزارت جسکی بنیاد بزدلی و اجانب پرست[ی] کے بدلے ہمت اور وطن پرستی پر ہے ان تمام کارروائیوں میں ایک سے بھی متاثر نہ ہوئی - ایک طرف دول کو یاد داشت ایسے ل[ب] و لہجہ میں بھیجی جس سے اعلان جنگ مترشح ہوتا تھا ' اور دو[سری] طرف فوج کو ادرنہ میں داخلہ کا حکم دیدیا -

یاد داشت میں باب عالی نے لکھا کہ خط اینوس میڈیا کے متعلق سوال کے ڈپلو میٹک ذرائع سے حل کو باب عالی ت[رجیح] ترجیح دیتا ' مگر بلغاریوں کے مظالم نے اسکو نا ممکن کردیا ہ[ے] باب عالی امید کرتا ہے کہ موجودہ حالات میں یورپ اسکو کسی ایس[ی] سرحد کے حاصل کرنے کے لیے مجبور متصور کریگا جو دارالسلطن[ت] کی حفاظت کی ضامن ہو ' نیز بلغاریا کو بھی اسی کے مطا[بق] مشورہ دیگا -

یورپ ابھی تک موجودہ وزارت کو کامل کی وزارت سمجھہ ر[ہا] تھا جو ایک طرف اخبارات اور قوم کے وکلا کے سامنے تسلیم ادرنہ تبری و تحاشی کرتی تھی ' اور دوسری طرف اسکے لیے انگلستان [کی] وساطت سے ساز باز کر رہی تھی - چنانچہ ریوٹر ٢١ - کو تار دیتا [ہے] کہ دول کو پختگی کے ساتھہ یقین دلایا گیا تھا کہ ادرنہ کی طر[ف] پیشقدمی ہرگز مقصود نہیں ' بلکہ قسطنطنیہ کے غیر معمولی جوش اشخاص کے خاموش کرنے کے لیے ہے - مگر ٢١ - جولائی اسے معلوم ہوا کہ اس کا خیال غلط تھا اور اب ایشیا نے اسکے زر[یں] اصول سیاست کا استعمال سیکھہ لیا ہے -

اس انکشاف حقیقت نے " یورپ کے دار السلطنتوں میں ا[یک] قسم کا خوف آمیز تعجب پیدا کردیا ہے - اسی تار میں آگے چل [کر] ریوٹر کہتا ہے کہ " معاہدہ لنڈن کے بابت دول اس درجہ قریبی طو[ر پر] ہمخیال ہیں کہ ترکوں کی طرف سے اسکے علانیہ تمسخر کو منظو[ر نہ] کرینگی - خواہ ترک بلغاریوں کے مقابلہ میں باقاعدہ اعلان جنگ کرنا کیوں نہ چاہیں " بہر حال قانونی اور غیر قانونی کسی طرح بھی صلیبی یورپ ترکوں کو ادرنہ اپنے ہاتھہ میں رکھنے نہ دیگا - ای[ک] اس سے اس اصول گلیڈسٹونی کا نقص لازم آئیگا جو آج بلا است[ثنا] تمام یورپ کا دستور العمل ہے - اسی تار میں آخر میں یہ بھی [کہا] گیا ہے کہ " بے شبہ ترکوں پر سخت دباؤ ڈالنے کے ذرائع موجود ہی[ں] مگر ان پر سب کا اتفاق امر مشکل ہوگا " اور غالبا اشکال کا باع[ث] ائتلاف ثلاثہ بلکہ جرمنی ہوگا - ورنہ فرانس و انگلستان دونوں ا[س] تجویز سے اتفاق کرنے کے لیے تیار ہونگے جو " دیو یورپ " کے [سامنے] تخت سے پیش کیجائے -

تمام دول کو پورا حق دیا جاے ' صرف ایک هي سلطنت انتظامي امور میں دخیل هونیکي حقدار نهیں هے - اس اختلاف سے ایک بات صاف ظاهر هوتي هے که مشرق قریب کے آخري فیصله هونے سے پہلے روس' انگلستان' فرانس' اور جرمنی' بحر روم - بحر اسود - بحر خزر اور خلیج فارس کے گرد و پیش کے ممالک پر اپنے اپنے مطالب کو حاصل کرکے اپنا اقتدار راسخ کرلینے کو هیں - تین برس هوے جب ایران میں ریلوے کا مسئله پیش هوا تها اُسوقت یه رقیب قوتیں ایراني ریلوے پر اپنا اپنا اقتدار قائم کرنا چاهتی تهیں - اُسوقت کي رقابت کا نتیجه اب همارے پیش نظر هے - یورپ کي چار گورنمنتیں اسوقت ترکي اور ایران سے اُنکا واجبي بلکه واجبي سے زیاده حق لینے کے فکر میں هیں -

خلیج فارس کا مسئله اب اُن مدبرونکي رایوں کو تقویت دیتا جنهوں نے پچیس برس قبل دنیا پر ظاهر کردیا تها که جس حکومت نے کسي غیر طاقت کو اس خلیج کے کسي ساحل پر قبضه کرنے کی اجازت دي تو ایسی حکومت کی سزا لعنت و ملامت هوگی............ خلیج فارس اب قبضه میں آهی گئی هے' سواحل عرب مل هی گئے هیں' ریلوے نے اضافهٔ اقتدار کی راهیں کهول هی دي هیں - اب صرف اس امر کا لحاظ باقی هے که جو علاقه انگریزي اقتدار کے تحت میں آچکا هے اُس کے هر جزو کل پر انگریزي اقتدار و تسلط کافي طور پر قائم رهے - اس امر کا لحاظ بهي نهایت ضروري هے که روس اپنے علاقه سے آگے نه بڑهنے پائے - امیر افغانستان کو اپنے ملک میں خود مختار رهنے دیا جاے - غالباً وه اس حالت کو بدلنا بهی نهیں چاهینگے ' ملک گیري کی گو انکو هوس بهی هو' مگر اس کے لیے اقدام نه کر سکینگے ' ترکوں کی سلطنت اور ایرانی حکومت کے بالکل ختم هونے کے بعد جب تک تیس لاکھ مسلمان یه نه کهیں که امیر افغانستان همارے خلیفه اور پیشوا هیں اُسوقت تک اُن کی حکومت کو قائم رهنے دینا چاهیے - اس مدت میں روس کے اختیار و اقتدار کے محدود کرنے کے لیے بهی بہت کچھه کوششیں هوسکتی هیں "

خلافت اور مذهبی پیشوائی میں کوئی خاص بات نه تهی ' صرف اتنا کهنا تها که مختلف ممالک کے مسلمان آپس میں مل جائینگے - افغانستان کے لیے بهي اگر یهي شبهه پیدا هوا تو اُس کي بهي خیر نهیں' اور ترکي و ایران کي تباهی کے لیے تو عزم مصمم هو هي چکا هے -

ترکي جن مظالم کا شکار هوئي هے' یورپ کی جس حکمت عملی نے اُس کو پامال کیا هے ' جس پیش بیں تدبر نے اُس کے علاقے چهینے هیں ' جو پس اندیش سیاست اب ایشیا میں بهي اُس کو تباه کرنے پر مصر هے ' اُس نے اب اس وسیع ...اطل... کے اصناف امور پر اس قدر احاطه کر لیا هے ' ایسے تغلب کي فکر میں هے که خود یورپ کے بعض حلقے بهي اُس کي بے بسي پر رحم کرنے لگے هیں - مستر سالکس نے بهري پارلیمنت میں سر ایڈورڈ گرے سے التجا کي هے که " عثماني سلطنت کو اب تو تباهي سے بچاؤ ' اس کے تباه کرنے میں خود یورپ کے لیے سخت خطره هے - یورپ کا اس وقت فرض هونا چاهیے که ترکي کو زیاده استوار و محکم بنانے میں کوشش کرے........تیس سال کا طویل زمانه گزر چکا هے ' اس مدت میں یورپ نے ترکوں کے ساتهه کوئي ایسا برتاؤ نهیں کیا جس کے لیے کوئي معقول عذر پیش هوسکے " مستر نوبل بکسٹن نے عثمانیوں کي خصومت اور بلقانیوں کي رفاقت پر وزارت خارجهٔ برطانیه کي احسانمندي ظاهر کي ' لیکن ترکي پر اُن کو بهي رحم آگیا که " اب تو معاهده بهي هوچکا ' قرار داد بهی هوچکي ' ترکوں کي مخالفت میں اب تو معاندانه جذبات کا اظهار نه هو " وزارت کو اصرار تها که خاتمهٔ جنگ کے بعد سے ترکوں کو سنبهلنے کا پورا موقع دیا گیا هے ' نوبل بکسٹن نے اس مصالحت کي حقیقت بهي ظاهر کردي که " اتنے ساري مصائب برداشت کرنے کے بعد ترکوں سے یه توقع رکهني که وه پهر سنبهل جائینگے صریح فریب اور محض دهوکا هے " مستر بونر لا نے بغداد ریلوے کي بحث میں تمام زحمتوں کا باني سر ایڈورڈ گرے کو ٹههرایا هے ' اور اُن کي کارروائیوں پر بڑي سختي سے بے اطمینانی ظاهر کي هے - مستر نوبل بکسٹن نے اس بے اطمینانی کی تائید کرتے هوے بے اعتمادي کي تشریح بهي کر دي - اُنکي راے میں وزیر خارجه تنها کام کرنے کے قابل نهیں هیں - " دیوان عام کے خاص خاص ممبروں کي ایک کمیٹي مرتب هونی چاهیے ' جس میں چالیس سے ساتهه ممبر تک شریک هوں ' اور وه سب مل کر اُن کو خارجي معاملات میں مدد دیں "



دنیا میں عیسائیت کیونکر پهیلي ؟
سلانیک میں ایک ترک کو یوناني سپاهي پکڑے هیں اور بلغاری اس کے سر پر جبراً صلیب کا نقش بنا رهے هیں

البانیه جهاں کے مسلمانوں کو ترکي حکومت سے علحده هونے کے لیے بڑي بڑي ترغیبیں دي گئي تهیں ' اور جسکو ایک آزاد سلطنت بنانے کي تجویز درپیش هے ' وهاں کے مسلمانوں کا اب یه حشر هو رها هے که بقول مستر ملفورڈ ارکنسن " ان لوگوں کو شمال میں سرویوں اور جنوب میں یونانیوں نے اس قدر مجبور و بے بس بنا رکها هے که اُن کے لیے کوئي چاره کار نهیں ره گیا ' سختی سے سخت زور دیا جا رها هے که جتنے مسلمان هیں عیسائي هو جائیں ' ورنه روے زمین کو خالي کرکے زیر زمین کو جا بسائیں '

رپورٹ میں توجہ دلائی ہے کہ محاکم مختلطہ میں اصلاح کے لیے وہ بڑی بے صبری سے انتظار کررہے ہیں - وہ لکھتے ہیں کہ " ان اصلاحات کے نفاذ سے اصولی امور میں کوئی فرق نہیں آئیگا " یعنے اگر ممالک غیر کے جج علحدہ کردیے جائیں تو ان ممالک کو مالی منافع بھی ہے -

العناق کی اصل بنا یہی مخلوط عدالتیں ہیں - ان کے زوال سے قناصل یورپ کے کچھہ اختیارات زائل ہو جائینگے' جو اکثر اوقات معمولی جرائم کے ارتکاب پر اپنی رعایا کے ساتھہ رعایت کرنا چاہتے ہیں -

موجودہ عدالتیں مصر کی ضرورتوں کے لیے بالکل ہی ناکافی ہیں - لارڈ کچنر کے قول کے مطابق ان میں غیر اقوام کے حقوق کی نگرانی کرنے اور ایک با قاعدہ نظام قائم رکھنے کی قابلیت ہی نہیں ہے - پرانا طریق عمل اب تک متروک نہیں ہوا ' لہذا اجانب کے لیے محاکم مختلطہ کا نظام توڑ دیا جائیگا ' دول یورپ نے اس معاملے میں ابھی تک کوئی مدد نہیں دی - اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہنوز معرض التوا میں پڑا ہے' اب مناسب موقع پر جب برٹش گورنمنٹ اس مسئلے کو چھیڑیگی تو اسکا فیصلہ جلد ہو جائیگا "

مطلب یہ ہوا مصر کے نظم و نسق میں مشکلیں پیش آرہی ہیں ' عدالتیں اچھی نہیں' پولیس اچھی نہیں ' دول یورپ کے مخصوص امتیازات انصاف کے باب میں سنگ راہ ہیں ' قونصلوں کی مداخلت بے اصولی پیدا کررہی ہے ' اس لیے نفاذ اصلاح و سد خلل کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ مصر کو آزاد ہونے اور اپنے لیے بہتر حکومت قائم کرنے میں مدد دی جاے' بلکہ اقتضاے انصاف یہی ہے کہ مقبوضات برطانیہ میں اس کو' خواہ بالکل ہی غیر موزوں و ملائم طریق ہی پر کیوں نہ ہو' اور با قاعدہ الحاق کی صورت نہ بھی نکلتی ہو' مگر ملحق کر لیں کہ جو رہی سہی نیم خود مختاری حاصل ہے وہ بھی نہ رہے -

برٹش ایجنٹ کو مصر میں یورپ کے امتیازات و مراعات سے تکلیف ہو رہی ہے ' یہی رعایتیں ترکی میں بھی دول یورپ کو حاصل ہیں' اور دولت عثمانیہ کی اکثر بد نظمیوں کی مسئولیت (ذمہ داری) انھیں مراعات کے سر ہے ' لیکن وہاں غیروں کا معاملہ ہے اس لیے ان کے قائم رکھنے پر زور دیا جاتا ہے ' اور یہاں اپنا تعلق ہے لہذا ابطال کی کوشش ہو رہی ہے - مصر بھی ترکی ہی کا ایک جزو ہے ' ابطال مراعات کی ضرورت سے جب اس کے الحاق کی احتیاج محسوس ہو رہی ہے تو کیا عجب ہے کہ ایک ایسا وقت آئے کہ ترکی کو بھی اسی ضرورت سے کوئی سلطنت اپنے مقبوضات میں ملحق کر لینے کی دعویدار ہو جاے !

ایران کے جنوبی و شمالی حصے تو انگلستان و روس کے زیر اثر آہی چکے ہیں - وسط کا علاقہ جو ہنوز باقی ہے وہاں اس قدر دسائس اور دراندازیاں پھیل رہی ہیں کہ اب اس کی آزادی کی بھی خیر نہیں - مینچسٹر گارڈین نے پروفیسر براؤن کے ایک خطبہ کا اقتباس شائع کیا ہے جس میں ایران کی اخباری حالت پر انھوں نے بحث کی ہے - ہر ایک ملک و قوم کی صحیح حالت کا اندازہ اس کے اخبارات سے ہو سکتا ہے ' اس معیار کے مطابق خطیب کی راے میں " ایران کے اخبارات نے اس قلیل و قصیر آئینی حکومت کے عہد میں جو حیرت انگیز ترقی کی تھی اس سے ایرانیوں کی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے - اب یہ اخبارات نہایت سختی سے بند کیے جارہے ہیں - جہاں قومیت کے مٹانے کی ضرورت پیش آئی وہاں اخبارات کا صفحۂ ہستی سے مٹانا بھی ضروری تھا - آئینی حکومت میں تین چار سو اخبارات نکلا کرتے تھے ' مگر اب استبداد کے چند مداح و بادہ خوار اخباروں کے علاوہ مشکل سے کوئی آزاد اخبار نکلتا ہوگا -

سنہ ۱۹۰۷ ع میں صرف طہران سے ڈیرہ سو اخبارات شائع ہوتے تھے ' جو اپنی صداقت ' اخلاقی جرأت اور علمی و ادبی اعتبارات سے نہایت ممتاز تھے - اس ترقی میں تعجب و تحیر کا اور بھی اضافہ ہوتا ہے جب اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ ایام استبداد میں اخباری مذاق سے ایران اس قدر نا آشنا تھا کہ سب سے پہلا ایرانی اخبار لیتھو پریس میں چھپوا کر شاہ اپنے عہدہ داروں میں تقسیم کرادیا کرتے تھے ' اور انکی تنخواہوں سے اسکی قیمت وضع کرلی جاتی تھی -

آجکل تبریز سے ایک اخبار نکلتا ہے جو ہمیشہ روس کی مدحت سرائی میں مصروف رہتا ہے " - پروفیسر براؤن کے پاس بہت سے اخبارات کا ایک مجموعہ بھی تھا جسے دوران تقریر میں حاضرین کو دکھایا گیا - اس میں ایک ظریف اخبار کے پرچے بھی تھے جس کا نام " حشرات الارض " تھا ' اس اخبار میں تمام دنیا کے انقلاب پسندونکی تاریخ درج تھی ' مگر اب ایسا انقلاب آیا کہ نہ اخبار ہی رہا اور نہ اخباریت ہی باقی رہ گئی -

انگلستان نے روس کو ایران میں موقع تو دیدیا ' لیکن اس مساعدت سے خود اسے بھی کوئی فائدہ پہونچا ؟ نظارت خارجہ تو اثبات میں جواب دیگی ' مگر پارلیمنٹ کے مقتدر ممبر (مسٹر سائکس) کو اس سے انکار ہے - دیوان عام میں وہ بیان کرتے ہیں کہ " انگریزی روسی معاہدۂ ایران کے رو سے ایران میں روس نے ہر طرح کے تجارتی و ملکی و سیاسی حقوق حاصل کرلیے ' مگر برطانیہ کے بیشتر تجارتی حقوق جاتے رہے - یہ طرز عمل خود ہمارے لیے بھی مضرت کی چیز ہے ' اور اس سے ہماری رعایا کی ایک بڑی تعداد بھی ' جو مسلمان ہے ' سخت ناراض ہے - ان باتوں سے ہم کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ آیندہ گورنمنٹ کی پالیسی جلد جلد تبدیل کرنے میں خرابیاں ہیں " با این ہمہ سر ایڈورڈ گرے کو ان امور کی ذرا بھی پروا نہیں ' ان کے خیال میں " یہ نہایت نا مناسب راے ہے " معاہدہ نہ ہوتا تو ایران کی حالت اور بھی خراب ہوگئی ہوتی - اس معاہدے پر جو اعتراضات انگلستان میں ہو رہے ہیں ایسے ہی اعتراض روس کی ایک جماعت بھی کر رہی ہے ' اور وہ بھی اس سے نا خوش ہے "

یعنی اس معاہدے سے روس کو یہ حوصلہ تو ہوا کہ مشہد رضوی پر گولہ باری کی ' آگ برسائی ' بنیاد ڈھائی ' علما کو پھانسی دی ' مثلہ کیا ' کھال کھنچوائی ' مگر یہ حالت پھر بھی اچھی تھی ' معاہدہ نہوتا تو ایران کا تختہ ہی الٹ جاتا ! وہ معاہدہ جس سے انگلستان کے علاوہ روس میں بھی ایک جماعت ناراض ہو اس کے محاسن و منافع و موزونیت میں کیا کلام ہوسکتا ہے ؟

۲ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کے ٹائمز آف انڈیا میں کرنیل ییٹ (Col. Yate) لکھتے ہیں کہ " جنگ بلقان ختم ہونیکے بعد ہم ایران اور ایشیائی ترکی کے مستقبل کو بہت ہی تاریک دیکھہ رہے ہیں - مشرق قریب کی ترقی کے متعلق ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اسکا انتظام بالکل فرنگی اقوام کے ہاتھہ میں دیدیا جائے یا ان لوگوں کے ہاتھہ میں ہو جنکو یہ عیسائی سلطنتیں نامزد کریں - دوسری طرف یہ بات سننے میں آئی ہے کہ روس نے دول یورپ کو اس امر کے اعلان کی جانب توجہ دلائی ہے کہ ایشیائی ترکی میں

امام رازي کا زمانه وه تها جب اسلامي تمدن میں انحطاط شروع هوچکا تها ' همتیں پست هو رهي تهیں ' فتوحات کا سلسله بند تها ' شراتي و صوالف کي جگهه خانه جنگیوں نے لے لي تهي - سنهٔ ۶۰۶ - هجري میں امام رازي کي وفات هوئي ' اور سنه ۵۶۷ هجري میں - یعني امام رازي کي وفات سے ۳۹ - برس قبل تاتاریوں کا سیلاب دریاے جیحوں کو عبور کر کے خوارزم کا رخ کرچکا تها - مصر و شام و روم و ترنس میں صلیبیوں کے حملے هورهے تهے ' بلاد اسلام میں قتل عام برپا تها ' کفار ایک ایک شهر کو فتح کرتے تهے ' مفتوحین کو ته تیغ کرکے سارے شهر کو آگ لگا دیتے تهے ' مرعوبیت اس قدر چها گئی تهي که حمله آوروں کي مقاومت و مدافعت کانهم یسا قون الي الموت کے مرادف سمجهه لي گئي تهي -

ایسي حالت میں اگر جان بچانے کا خوف غالب هو ' اگر ناکامي کا تیقن کامیابي کے لیے کوششیں کرنے سے روکتا هو ' اگر پیشقدمي کے معنے هلاکت کے لیے جاتے هوں ' اگر جنگ دفاعي میں موت کي تصویر نظر آتي هو ' تو یه ایک قدرتي امر هے - اس میں تعجب کي کیا بات هے ؟ فیلسوف طبیعتیں کیوں نه قرآن کریم سے ایسے معنے نکالیں ' اور هلاکت کے تخیل سے همتوں میں تهلکه ڈالیں ؟ زمانے کي رفتار ' گرد و پیش کے حالات ' اور مجراے سیاست کي تبدیلیوں کا هر ایک چیز پر اثر پڑتا هے - تنزل پذیر جماعتیں ترقي کي آیتوں کو اپنے شان انحطاط کے مناسب بنالیتی هیں - محکوم قوموں کو مغلوبیت کي ناپاک غلامی کے لیے بهي کتاب و سنت سے ثبوت مل جاتا هے -

---

لیکن یه باتیں واقع میں اگر بجاے خود ثابت هیں ' اور انسان کو ' اپنے ظاهري ساز و سامان کي بنا پر ' جب تک کامیابي کا قطعي یقین نه هو ' اس وقت تک مهمات امور میں هات ڈالنے کے معنے اگر هلاکت مول لینے کے هیں ' تو صدر اول کي وه پاک و برگزیده هستیاں جو نهایت بے سروسامانی کے عالم میں کسری و قیصر کے تخت و تاج پر قبضه کرنے چلي تهیں ' ایک بهت هي مختصر جمعیت سے بدر و حنین کي مهم سر کرنے آتهي تهیں - ردۂ عرب کے موقع پر سارے ملک سے جنگ کرنے کو آماده تهیں ' اور اس نازک حالت میں جب که هر شخص کو اندیشه تها که مدینۂ رسول الله (صلي الله علیه وسلم) پر مرتد قبائل کا حمله هوا چاهتا هے ' ارض موته میں رومن امپائر سے آویزش کے لیے فوج روانه کر رهي تهیں ' وه اسوقت یقیناً خدا کے صاف حکم (لا تلقوا بایدیکم الي التهلكة) کي صریح مخالفت رهي هونگي ' و حا شا هم عن ذالك -

---

بے شبهه ان بزرگوں کے حوصلے اپني بے ساز و برگ جماعت کي قلت اور دشمنوں کي کثرت سے پست نه هوتے هونگے ' ان کو خدا کے وعدے پر وثوق هوگا که ایمان کي زبردست طاقت سے وه ساري دنیا کو زیر کرسکتے هیں ' ظاهري وسائل اقدام و دفاع سے وه بهي محروم تهے ' اور هم بهي هیں - تقویت ایماني ان میں بهي تهي اور هم بهي اس کے مدعي هیں - یهی خصوصیت انهیں ایک زمانے پر غالب رکهتي تهي ' اور اسي کے طفیل میں هم بهي مغلوبیت سے بچ سکتے هیں ' لیکن اگر اس خصوصیت (ایمان) سے هم بے بهره هیں تو پهر مسلمان هی نهیں ' اور جب اسلام هي نه رها تو ترقي کي توقع کیا اور تنزل کا گله کیوں ؟

الذین اتخذوا دینهم لهوا ولعبا وغرتهم الحیاة الدنیا فالیوم ننساهم کما نسوا لقاء یومهم هذا ' و ما کانوا بایاتنا یجحدون (۷ - ع - ۶)

جن لوگوں نے اپنے دین کو لهو و لعب بنا رکها تها ' اور دنیا کي زندگي ان کو دهوکے میں ڈالے هوئے تهي تو جس طرح اپنے اس دن کے پیش آنے کو وه بهول گئے تهے اسي طرح هم بهي آج ان کو بهلا دینگے ' کو وه هماري آیتوں کے منکر نه تهے -

وه آیت جس سے مسلمانوں کے هلاکت میں نه پڑنے کا استدلال کیا جاتا هے سورۂ بقره میں هے ' اور وه یه هے :

وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة ' و احسنوا ان الله یحب المحسنین (۲ - ع - ۲۴)

الله کي راه میں خرچ کرو ' اپنے هاتهوں اپنے تئیں هلاکت میں نه ڈالو ' اور احسان کیا کرو ' بے شک احسان کرنے والوں کو الله دوست رکهتا هے -

اس آیت کي تفسیر تین طرح پر کي گئي هے :

(۱) الله کي راه میں خرچ کرو ' اور جهاد کو کسي حالت میں ترک نه هونے دو ' کیونکه اس کا ترک کرنا اپنے آپکو تهلکے میں ڈالنا هے - اس باب میں ترمذي نے (۱) ایک صحیح حدیث روایت کي هے جس کے خاص الفاظ یه هیں :

عن اسلم بن ابی عمران قال : کنا بمدینة الروم فاخرجوا الینا صفاً عظیماً من الروم فخرج الیهم رجل من المسلمین حتی دخل فیهم ' فصاح الناس و قالوا : سبحان الله یلقي بیدیه الی التهلكة ' فقام ابو ایوب الانصاری فقال : یا ایها الناس انکم لتاولون هذه الایة هذا التاویل وانما نزلت هذه الایة فینا معشر الانصار لما اعزالله الاسلام وکثر ناصروه فقال بعضنا لبعض سراً دون رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اموالنا قد ضاعت وان الله قد اعزالاسلام وکثر ناصروه فلو اقمنا فی اموالنا فاصلحنا ما ضاع منها ' فانزل الله تبارک وتعالی علی نبیه صلی الله علیه وسلم یرد علینا ما قلنا " وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة " فکانت التهلكة الاقامة علی الاموال واصلاحها وترکنا الغزو ' فما زال ابو ایوب شاخصا في سبیل الله حتی دفن بارض الروم (۲)

اسلم بن ابي عمران سے روایت هے که هم لوگ روم کے شهر (قسطنطنیه) میں کفار سے جهاد کر رهے تهے ' رومیوں نے ایک بڑي جماعت همارے مقابله کو بهیجی ' مسلمانوں کے لشکر سے ایک شخص مقابلے کو نکلا ' اور حمله کرتا هوا رومیوں کي صف میں چلا گیا - یه دیکهه کر لوگ چلا اٹهے که " سبحان الله ! اپنے هاتهوں اپنے تئیں تهلکے میں ڈالتا هے " ابو ایوب انصاری نے اٹهه کر کها که " لوگو ! تم اس آیت کي یه تاویل کرتے هو حالانکه یه آیت هم انصاریوں کے باب میں اس وقت اتري تهي جب اسلام کو خدا غالب کرچکا تها ' اور بهت سے لوگ اسکے مدد گار هوچکے تهے - هم میں سے بعض اشخاص نے رسول الله صلی الله علیه وسلم سے چهپاکر آپس میں پوشیده طور سے یه صلاح کي که " اسلام کي اعانت میں خرچ کرتے کرتے همارا مال و زر تلف هوگیا ' اب خدا نے اسلام کو غالب کیا هے ' اور اس کے بهت سے مددگار پیدا هوچکے هیں ' اب اگر هم اپنے مال و زر کا انتظام کریں ' اور جو تلف هوچکا هے اسکی تلافی کے لیے کوئي اصلاحي طریقه نکالیں تو بهتر هے " الله تعالی نے هم کو جواب دینے کے لیے اپنے پیغمبر (صلی الله علیه وسلم) پر یه آیت نازل کی که : " الله کي راه میں خرچ کرو اور اپنے کو هلاکت میں نه ڈالو " هلاکت کا مطلب مال و دولت کا انتظام و اصلاح و ترک جهاد تها " اس روایت کے بعد ابو ایوب برابر جهاد کرتے رهے ' حتی که سر زمین روم هي میں دفن بهي هوے (۲)

---

(۱) ابواب تفسیر القرآن من الجامع الصحیح لابي عیسی محمد بن عیسی بن سورة الترمذي المتوفي سنه ۲۸۹ للهجرة -

(۲) الترمذي قال حدثنا عبد بن حمید الضحاک بن مخلد ابو عاصم النبیل عن حیوة بن شریح عن یزید بن حبیب عن اسلم بن عمران قال الخ ثم اتبعه بقوله وهذا حدیث حسن غریب صحیح -

جس نے عیسائیت سے اِنکار کیا اُس کي تمام جائداد یا تو تباه کردي یا ضبط کرلي - مردوں کو قتل کر ڈالا ' عورتوں اور بچوں کو بے یار و مدد گار چھوڑ دیا - صرف ایک ایک کپڑا تو اُن کے پاس رهنے دیا' باقي سارا مال و متاع چھین لیا - اب وہ خان و ماں برباد پھر رهے هیں "

یه واقعات دلوں کو خون رلائینگے ' لیکن یورپ سے ان کی شکایت هي کیا ' پارلیمنٹ کے پچھلے سشن میں مسٹر سالکس نے علی الاعلان اس فلسفه کی وضاحت کردي که " مسلمانوں کے ساتھه انصاف کرنے کے لیے یورپ میں دو مختلف قسم کے قانون رائج هیں ' ایک وہ قانون دفاعی جو مسلمان مدعي کے خلاف عیسائي مدعا علیه کے حق میں منفصل هوتا هے ' دوسرا وہ قانون جو عیسائی مدعی کے حق میں مسلمان مدعا علیه کے خلاف عمل میں آیا کرتا هے " یه قوانین جس طرح نافذ العمل هوتے هیں اُن کے نتائج عالم آشکار هیں - ترک تو ان امور سے متنبه هوچکے هیں ' اور اخبار (ترک یوردي) کي زبان میں کهه رهے هیں که :

اے ترک تجھے رونا چاهیے اور بهت رونا چاهیے ' هماري عزیز آنکھیں جاتي رهیں ' اب بھي نه رولینگے تو کب رولینگے ؟ لیکن تجھکو نا امید اور مایوس نه هونا چاهیے ' تیرے هاتھه سے ایک شهر جاتا رها تو پورے ایک ملک کو واپس لینے کے لیے اٹھه کھڑا هو ' اور اگر ایک ملک کھوگیا تو ایک جهاں کی تسخیر کي آمادگي کر -

افسوس ! نپولین بونا پارٹ نے سو برس هوے مصر میں تیسري حکومت پر حمله کیا تها ' اور اُس میں اُس کو ناکامي هولي تهي تو چلا اٹھا تها که "ترک مرجائینگے مگر مغلوب و منهزم نه هونگے" اس واقعے کو پوري ایک صدي هوچکي هے ' اب تو مغلوب بھي هوگیا - اور منهزم بھي ' سارے زمانے نے جان لیا که "تجھے هزیمت و مغلوبیت تو نصیب هوتي هے لیکن موت نهیں آتي "

لیکن ایک هم هیں که دنیا هم کو مٹانے کي فکر میں هے ' اور هم کو تنبه تک نهیں هوتا ' آسمانی منادي تیرہ سو برس هوے اعلان کرچکا هے ' که مسلمان اگر خود نه سنبھلے تو قدرت اُن کو مٹا کر رهیگي ' بجاے اُن کے کسي دوسري قوم کو مسلمان بنا کر رکھیگي ' مگر هم یه سب کچھه سنتے هیں اور کچھه بھي متاثر نهیں هوتے :

فلا اقسم برب المشارق و المغارب انا لقادرون ' علی ان نبدل خیراً منهم و ما نحن بمسبوقین ' فذرهم یخوضوا و یلعبوا حتي یلاقوا یومهم الذي یوعدون (۷۰ : ۱۴ و ۱۵)

پروردگار عالم شاهد هے که : هم اس بات کي قدرت رکھتے هیں که جیسے لوگ اب هیں هم اُن کو بدل کرکے اُن سے اچھي قوم لائیں ' اور اس کام میں کسي نے بھي هم پر سبقت نه حاصل کي هوگي ' ان کو چھوڑ دو که غور و خوض و لهو و لعب میں پڑے رهیں ' یهاں تک که عذاب کا دن آئے اور پھر اُس روز غفلت کا نتیجه معلوم هوجائے -

ترجمهٔ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانهٔ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصهٔ اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے -

وثائق و حقائق

لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة

(بقیهٔ ۱٦ - جولائي سنه ۱۹۱۳ ع)

پچھلي اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظه فرمایا هوگا که لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کي تفسیر میں آجکل عوام نے سمجھه رکھا هے که غیر معمولي حوادث طغیان و استبداد کو معمولي تحمل سے انگیز کرلینا چاهیے اور وفاداري کے نتائج میں همیشه :

" بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش "

کا فلسفه مضمر رهنا چاهیے ' اور خواہ کتنی هی اذیتیں پهونچیں ' مگر هر حال میں صبر و شکر سے برداشت کرنا چاهیے :

که آنچه ساقی ما ریخت عین الطاف است

ان پر نکته چینی کرنا شان عقیدت و اخلاص کے خلاف هے ' انگریز همارے حاکم هیں ' همارے حق میں جو چاهیں کریں لایسأل عما یفعل و هم یسألون :

گر براند ور بخواند روے سر بر آستانم
بنده را فرمان نباشد انچه فرماید برانم

اعضاے حکومت کي شکایت هي کیا ؟ گلے شکوے کرکے اپنے آپ کو تهلکے میں کیوں ڈالو ؟ مقابلے کی طاقت نهیں ' مقاومت کا زور نهیں ' پھر شکایت کرنا صریح اپنے آپ کو هلاکت میں پھنسانا هے -

یه خیالات هیں جو آجکل عموماً دلوں میں آتے اور زبانوں سے ادا هوتے هیں ' انقلاب کي خواهش تو بے معنی هے ' جائز نکته چینی بھی نا جائز سمجھه لی گئی هے ' مذهب کی تائید سے بھی اس باب میں مدد لي جاتی هے ' اور لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة - (اپنے تئیں اپنے هاتھوں سے هلاکت میں نه ڈالو) کي دلیل دي جاتی هے - معلوم هوتا هے سب سے پهلے امام رازي نے اس نکته آفرینی کی جانب توجه مبذول کي هے ' فرماتے هیں :

المراد من قوله : ولاتلقوا بایدیکم الی التهلکة ان لاتقتحموا في الحرب بحیث لا ترجون النفع و لا یکون لکم فیه الا قتل انفسکم فان ذلك لا یحل ' و انما یجب ان یقتحم اذا طمع في النکایة و ان خاف القتل فاما اذا کان آیساً من النکایة و کان الاغلب انه مقتول فلیس له ان یقدم علیه (تفسیر کبیر - ج - ۱ - ص - ٦٨۴)

" اپنے آپ کو هلاکت میں نه ڈالو " اس سے مراد یه هے که ایسي لڑائي میں جهاں فائدے کي امید نه هو بلکه جان جانے کا خوف هو ' کبھي نه هات ڈالو ' یه بات شرعاً حلال و مباح نهیں هے ' اس میں دست اندازي اُس وقت لازم هے جب دشمنوں کو تعزیر دینے کی طمع هو ' خواہ اس میں قتل ہو جانے هي کا خوف کیوں نه هو ' لیکن اگر تعزیر دینے سے نا امیدي هو ' اور غالب یقین یهي هو که خود هي قتل هو نگے تو اس حالت میں ایسی پیشقدمي نه کرني چاهیے -

اس مطلب پر امام رازي نے چند اعتراضات بھي کیے هیں ' لیکن آخر میں جواب بھي خود هي بتا دیے هیں که مطلب بھي مصدق هوجائے ' شبهات بھي نه رهیں ' اور بات کي دل آویزي میں بھی فرق نه آنے پائے -

مسلمانوں کو کیا کیا ابتلا پیش آنے کو ہے ؟ اس پیشینگوئی کی ذیل میں ارشاد ہوتا ہے :

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور - (۳-ع-۱۹)

مسلمانو! جان و مال میں تمہاری آزمایش کی جائیگی ' جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (یعنے یہود و نصاری) سے نیز مشرکین سے تم کو بہت سی ایذائیں سننی پڑینگی ' تم اگر ثابت قدم رہو اور متقی بن جاؤ تو بے شک یہ ہمت کے کام ہیں -

جو مسلمان ابتلا سے بچنے کے لیے کفار سے دوستانہ تعلقات بڑھانے کے درپے ہوں اُن کی بے راہ روی کی خبر دی ہے کہ :

فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم ' یقولون : نخشی ان تصیبنا دائرة ' فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ ' فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم نادمین (۵-ع-۸)

تم دیکھو گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے یہود و نصاری سے ملنے میں وہ تیزی کرینگے اور کہینگے کہ " ایسا نہ کریں تو ہم کو خوف ہے کہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں " کوئی دن جاتا ہے نہ خدا مسلمانوں کے لیے کشایش لاتا ہے یا اپنی طرف سے کوئی امر پیش دکھاتا ہے ' اُس وقت یہ لوگ اُن امور پر (جنھیں اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے تھے) پشیمان ہونگے -

ضعف و عجز و بے نوائی کے عالم میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ اس باب میں قرآن کریم کا حکم یہ ہے :

وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر ' فما وہنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا ' واللہ یحب الصابرین ' وما کان قولہم الا ان قالوا : ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین - فآتاہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرة ' واللہ یحب المحسنین (۳-ع-۱۵)

کتنے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کی معیت میں بہت سے اللہ والے شریک جنگ ہوے ' اللہ کی راہ میں ان کو جو مصیبت پہونچی اس کی وجہ سے نہ انھوں نے ہمت ہاری نہ ضعف و سستی دکھائی ' اور نہ عاجزی ظاہر کی - خدا اُنھیں کو دوست رکھتا ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں - اس بات کے علاوہ اُنھوں نے اور کچھ نہ کہا کہ " پروردگار ! ہمارے گناہ معاف کر ' ہمارے کاموں میں جو زیادتیاں ہم سے ہوگئی ہیں اُن سے درگزر فرما ' ہمیں ثابت قدم بنائے رکھہ ' اور گروہ کفار پر ہم کو فتح دے " خدا نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا ' اور آخرت کے نیک بدلے کا کیا پوچھنا ہے ' اور احسان کرنے والے ہی پسندیدۂ جناب الہی ہیں -

کفار کی غلامانہ و کورانہ اطاعت میں مسلمانوں کی فلاح ہے یا نہیں ؟ تعلیمات الہیہ میں اس کی یوں شرح کی گئی ہے :

یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین ' بل اللہ مولاکم وہو خیر الناصرین (۳-ع-۱٦)

مسلمانو! تم اگر کافروں کی اطاعت کروگے تو وہ تمھیں بجاے آگے بڑھنے کے پیچھے اولٹا کرلے جائینگے ' پھر اس رجعت قہقری و رفتار معکوس میں تم ہی خسارہ اُٹھاؤ گے ' وہ تمہارے خیرخواہ نہیں ' بلکہ تمہارا خیر خواہ تو خدا ہے ' اور تمام مددگاروں سے بہتر مددگار وہی ہے -

ان آیتوں کا ما حصل یہ ہے :

(۱) ذلت دلیل ناکامی نہیں ہے - مسلمان کیسے ہی بے برگ و نوا ہوں لیکن اسلام کی بوآن میں باقی ہے ' تو خدا خود اُن کی مدد کریگا - یہ امداد فرشتوں کی صورت میں بھی نازل ہوسکتی ہے ' خواہ یہ فرشتے عام مفسرین کی راے کے مطابق سچ مچ کے فرشتے ہوں یا مشہور مفسر (ابو بکر اصم) کے انکار کو تسلیم کرتے ہوے ان کو روحانی تسلی و اطمینان قلب کا مرادف سمجھا جائے (تفسیر کبیر - ج - ۲ - ص - ۲۵۵)

معمولی امداد کے علاوہ :

(الف) مسلمان اگر ثابت قدم رہیں -

(ب) اسلامی کیرکٹر (تقوی) اُن میں موجود ہو -

(ج) جو حالت اس وقت ہے کہ ہر طرف سے کفار نے مسلمانوں کو نرغے میں لے لیا ہے اسی کیفیت سے کافروں کا انبوہ چڑھہ دوڑے ' تو ان حالتوں میں تقویت اسلام کے لیے شاندار آسمانی امداد کے منتظر رہو ' لیکن یہ خصوصیتیں مفقود ہوں تو ذلت و مسکنت سے رہائی کی آرزو ہی بے محل ہے - خدا خود چاہتا ہے کہ ایک حد تک کفار کا استیصال ہو ' اور اُن کی ترقی رک جائے - اس مشیئت کی تکمیل کے لیے وہ تو آمادہ ہے مگر ہم بھی تو اپنی آمادگی کا ثبوت دیں -

(۲) مسلمانوں کا یہ مشن نہیں ہے کہ کفار کے انبوہ سے خوفزدہ ہو جائیں ' غلبۂ کفر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اُن کے ضعف و استکانت سے فائدہ اُٹھا کر اُنھیں مرعوب کردے ' نرغۂ کفار کی حالت میں اُن کی قوت ایمانی میں اور بھی ترقی ہونی چاہیے ' خدا پر بھروسا کرکے اگر مقاومت کو اُٹھہ کھڑے ہوے تو کامیابی میں کیا کلام ہے ؟ مضرت پہونچ سکتی نہیں ' ضرر رسانی کی قدرت معدوم ' حسن انجام متحتم ' البتہ مرضات الہی کا اتباع مشروط ہے ' شیطان خوف دلاتا ہے ' بندگان خدا اُس سے کیوں ڈریں ؟ کافروں کی جمعیت تو خوف کی چیز نہیں ہے ' اُن سے بیم و ہراس ہی کیا ؟ دل میں ایمان ہے تو صرف خدا سے ڈرنا چاہیے ' ایمان دار دل اور کفار کا خوف ! نقیضین بھی کہیں جمع ہوئی ہیں ؟

(۳) ابتلا سے مفر نہیں ' جان و مال کا نقصان اُٹھانا ہوگا - اہل کتاب سے ' جن میں دوسری صدی ہجری سے آج تک نصرانیوں کو خاص امتیاز حاصل ہے ' اور مشرکین سے ' کہ نصرانیت میں اُس کی بھی کمی نہیں ' بہت سی اذیتیں برداشت کرنی پڑینگی ' ان حالتوں میں اگر مسلمان ثابت قدم رہے ' استقلال کی خصوصیت کھو نہ بیٹھے ' اور تقوی و طہارت نفس کے اسلحہ اُن کے ہات میں ہوے ' تو پھر حوصلے کیوں پست ہونے لگے ' اور " من بعد غلبہم سیغلبون " (مغلوبیت کے بعد وہ بہت جلد غالب ہونگے) کا وعدہ زیادہ دیر تک وفا کا زحمت کش انتظار کب رہنے لگا ؟

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة ' ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ مایشاء (۱۴ : ۲۰)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کو قول ثابت یعنی توحید کی برکت سے دنیا کی زندگی میں بھی خدا ثابت قدم رکھیگا ' اور آخرت میں بھی ' اور جو لوگ ظالم ہیں خدا اُن کی راہ گم کردیگا ' خدا جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے -

(۴) کفار سے مسلمانوں کو ساز و باز نہ رکھنا چاہیے ' اُن سے بے تعلقی لازم ہے جو ساز و باز رکھتے ہوں ' جنھیں اُن سے بے تعلق رہنے میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے مشکلات و مصائب کا اندیشہ ہو ' وہ غلطی پر ہیں ' اُن کو پشیماں ہونا پڑیگا ' اسلام کو فتح نصیب ہوگی ' یا مسلمانوں کی بہبود و بہتری کا قدرت کاملہ کوئی اور

(٢) تہلکے کے معنے نا امیدی کے هیں اس باب میں ١٢ - حدیثیں مروي هیں ' جن میں ایک خاص روایت یہ ھے :

عن البراء بن عازب في قوله ولا تلقوا بايكم الى التهلكة قال هو الرجل يصيب الذنوب فيلقي بيده الى التهلكة يقول لا توبة لي (١)

" اپنے آپ کو هلاکت میں نہ ڈالو " کي تفسیر میں براء بن عازب سے روایت ھے کہ اپنے آپ کو هلاکت میں ڈالنے والا وہ شخص ھے جس نے گناہ کیے هوں اور سمجهہ لیا هو' کہ میں هلاک هوگیا ' نہ میرے لیے مغفرت ھے نہ میری توبہ قبول هوگي (١)

(٣) آیت میں تہلکہ سے مراد یہ ھے کہ خرچ نہو تو جہاد کا اقدام کرنا اپنے آپ کو هلاکت میں ڈالنا ھے ' اس باب میں ابو زید کا صرف ایک قول منقول ھے ' مگر باقي تمام روایتیں اس کے مخالف هیں ' اور سخت مخالف هیں -

(٤) انفاق في سبیل الله سے باز رهنا اپنے آپ کو هلاکت میں ڈالنا ھے - اس کي تائید میں ٢٥ - حدیثیں مروي هیں ' جن میں حضرت عبد الله بن عباس سے ایک یہ روایت نہایت قابل اعتماد ھے :

ليس التهلكة ان يقتل الرجل في سبيل الله ' ولكن الامساك في سبيل الله (٢)

هلاکت یہ نہیں ھے کہ انسان الله کي راہ میں قتل هوجاے ' هلاکت یہ ھے کہ الله کی راہ میں خرچ کرنے سے باز رهے (٢)

ابن جریر نے اس آخري توجیہ کو مرجح مانا ھے ' وہ لکھتے هیں :

الصواب من القول في ذلك عندي ان يقال ان الله جل ثناؤه امر بالانفاق في سبيله........ و معنى ذلك و انفقوا في اعزاز ديني الذي شرعته لكم بجهاد عدوكم الناصبين لكم على الكفر بي ' و نهاهم ان يلقوا بايديهم الى التهلكة - فقال : ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة - وذلك مثل ' والعرب تقول للمستسلم للامر " اعطى فلان بيديه " وكذلك يقال للممكن من نفسه مما اريد به " اعطى بيديه " فمعنى قوله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة : لا تستسلموا للهلكة فتعطوها ازمتها فتهلكوا ' والتارك للنفقة فى سبيل الله عند وجوب ذلك عليه مستسلم للهلكة بتركه اداء فرض الله عليه في ماله (١)

ان تمام اقوال میں میرے نزدیک بہتر قول یہ ھے کہ الله تعالی نے اپني راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ھے ... اس کے معنے یہ هیں کہ غلبۂ اسلام کے لیے اپنے دشمنوں سے - جو تمہیں خدا کے ساتهہ کفر کرنے پر مائل کرتے هوں - جہاد کرو ' اپنے آپ کو تہلکے میں ڈالنے کي ممانعت کي ھے ' یہ ایک مثل ھے ' جس شخص نے عاجزي کے ساتهہ اپنے معاملات غیروں کو تفویض کردیے هوں محاورۂ عرب میں ایسے شخص کي نسبت کہتے هیں کہ " اس نے فلاں کو اپنے هات دے دیے " اسي طرح اس شخص کي نسبت جو غیروں کو موقع دے کہ جو وہ چاهیں اسکے ساتهہ کریں محاورے میں کہینگے کہ " اس نے خود اپنا هات دے دیا " اس بنا پر " اپنے هات سے هلاکت میں نہ پهینکو " کے معنے یہ هوے کہ " هلاکت کے آگے سر تسلیم خم نہ کرو اور اپني عنان اختیار اس کے هات میں نہ دو ' ورنہ هلاک هوجاؤگے " جن لوگوں پر الله کي راہ میں خرچ کرنا فرض هو اور وہ اس کو ترک کررهے هوں حقیقت میں وہ اس فرض کو ترک کرکے هلاکت کے آگے سر تسلیم خم کررهے هیں (١)

(١) ابن جرير قال حدثنى محمد بن عبد المحاربي قال ثنا ابو الاحوص عن ابي اسحاق عن البراء بن عازب فى قوله و لا تلقوا بايديكم الى التهلكة قال الخ -

(٢) ابن حميد قال حدثنا حكام عن عمرو بن ابى قيس عن عطاء عن سعيد بن جبير عن ابن عباس و لا تلقوا بايديكم الى التهلكة قال الخ -

---

یہ واضح روایتیں اور تشریحیں کسي وسیع نظر کي محتاج نہیں هیں ' محل نظر صرف یہ امر ھے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے جو معنے آج بیان کیے جاتے هیں صدر اول میں کوئي ان کو جانتا بهي نہ تها - رهي یہ بات کہ آشوبناک ابتلا کے نازکترین وقتوں میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاهیے ؟ اس کا جواب دینے والا خود قرآن ھے ' سورۂ بقرہ میں ھے :

ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ' فاتقوا الله لعلكم تشكرون ' اذ تقول للمومنين : الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة الاف من الملائكة منزلين ' بلى ان تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم يمددكم ربكم بخمسة آلاف من الملائكة مسومين ' وما جعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم به ' وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم ' ليقطع طرفاً من الذين كفروا ' او يكبتهم فينقلبوا خائبين (٣ - ع - ١٣)

خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی ' تم اس وقت ذلیل و بے حیثیت تھے ' لہذا خدا سے ڈرو ' شاید تم شکرگزار بن جاؤ ' مسلمانوں سے اے نبي ! تم کہہ رهے تھے کہ " تمہیں اتنا کافي نہیں کہ پهر تمہارا پروردگار تین هزار فرشتے بهیج کر تمہاري مدد کرے ؟ " ضرور کافي ھے ' بلکہ تم اگر ثابت قدم رهو ' تقوی کرو ' اور دشمن بهي فوراً تم پر چڑهہ آئیں - تو پروردگار پانچ هزار شان و شکوہ والے فرشتوں سے تمہاري مدد کریگا - یہ امداد تو خدا کي صرف بشارت تهي جو اسنے تمکو دي کہ تمہارے دل اس سے تسلي پائیں - اصلی مدد تو الله هي کي طرف سے ھے ' جو بڑا زبردست اور حکمت والا ھے - غرض یہ ھے کہ کسي قدر کافروں کي جڑ کاٹ دے یا ایسا ذلیل کرے کہ ناکام پلٹ جائیں -

ایک مقام پر مسلمانوں کے اوصاف و خصائص کے تذکرے میں هدایت کي ھے :

الذين قال لهم الناس : ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم ' فزادهم ايماناً ' وقالوا : حسبنا الله ونعم الوكيل ' فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله ' والله ذو فضل عظيم - انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه ' فلا تخافوهم ' وخافون ان كنتم مومنين (٣ - ع - ١٨)

ایماندار ایسے لوگ هیں کہ جب لوگوں نے ان کو خبر دي کہ " مخالفین نے تم سے مقابلے کے لیے ایک انبوہ اور بهیڑ جمع کررکهي ھے ' ان سے ڈرتے رهنا " تو اس خبر سے ان کا ایمان اور ترقي کرگیا ' اور بول اٹھے کہ " هم کو الله بس ھے ' اور وہ بہترین کارساز ھے " یہ لوگ خدا کي نعمت اور فضل کے ساتهہ پلٹ آئے ' انهیں کسي طرح کا گزند نہ پہونچا - خدا کي مرضي پر کاربند هوے ' خدا کا فضل بڑا ھے ' یہ شیطان ھے جو اپنے رفیقوں کو - جن کے مزاج میں شیطنت هوتي ھے - ڈراتا رهتا ھے - تم ان سے نہ ڈرنا ' ایمان رکهتے هو تو همارا هی ڈر رکهنا -

(١) تفسیر ابن جریر - ج - ٢ - ص - ١١٧ -

نظر آتي هے ' پهرکوئي سبب معقول نهيں هے که تم اپنے موجوده حقائق و نتائج کو اگر غلط نه يقين کرو تو صحيح بهي يقين نه کرو -

يه تين فرقے فلسفه کے تين اسکول يا تين اصول هيں :

اول - توهميه يا سوفسطائيه : جو عالم ميں حقيقت کا قائل نهيں يعني نفي حقيقت کرتا هے -

دوم - ايقانيه : جو عالم ميں حقائق کا قائل ' اور اونکے علم و معرفت کا مدعی هے ' يعنی اثبات حقيقت کرتا هے -

سوم - تشکيکيه يا لا ادريه : جو ان دونوں کے وسط ميں هے - نه وه توهميه کی طرح نفي حقيقت کرتا هے ' اور نه ايقانيه کی طرح اثبات حقيقت بلکه وه نفي و اثبات دونوں ميں متردد هے - واقعات ' دلائل اور نتائج سب اوس کے سامنے هيں ' ليکن ان ميں سے نه وه کسي کی صحت کا مدعي هے اور نه کسی کی خطا کا - وه کهتا هے که : ممکن هے که يه صحيح هو اور ممکن هے که صحيح نه بهي هو -

فرقه تشکيکيه جسکو عربي ميں عموما " لا ادريه " کهتے هيں ' اور جو لفظي ترجمه هے (Agnostic) کا مسيح سے تقريباً ۴۰۰ برس قبل اسکي بنياد يونان ميں پڑي تهي - اس مذهب کا موسس اول يوناني فلاسفر " پيررن " هے ' جو سنه ۳۸۴ ق - م - ميں پيدا هوا تها - اسکندر کے حملۀ مشرق ميں يه شريک تها ' اس ليے اکثر مورخين کا يه بيان هے که پيررن نے ايران و هندوستان کے فلسفه کو بهي ان ممالک کے علماے حاصل کيا تها -

پيررن کے فلسفه کا سنگ بنياد جس کي طرف اوپر کی سطروں ميں بهي اشاره هوچکا يه هے :

انسان جب عدم سے وجود ميں آتا هے اوس کے چاروں طرف سيکڑوں چيزوں کا وجود هوتا هے - اب اوسکے ليے دو راهيں هيں - ايک تو يه هے که جو وه سمجهتا هے اوسکو وه حقيقت غير قابل نقض سمجهه لے ' يا هر چيز کا انکار کردے که وه حقيقت سے معری هيں ' اور يه دونوں افراط و تفريط سے خالي نهيں ' اس ليے اب انسان کے سامنے صرف تيسري راه هے که کسي شے پر کوئي حکم نکيا جاے -

حقيقي لا ادري اس سنگ بنياد کو حقيقت نهيں سمجهتا ' کيونکه يه بهي حکم علی الشی هے ' اور وه نهيں جانتا که يه صحيح هے يا نهيں - اکثر اشخاص بظاهر حال اس نظريه کو سن کر هنس ديںگے ' ليکن حقيقت ميں يه کوئي هنسنے کي شے نهيں هے ' بلکه ايک دقيق امر هے - بعض لوگ نافهمي سے اعتراض کرتے هيں ' که دنيا ميں سيکڑوں چيزيں هيں ' جن کا علم هم کو نهايت آساني سے حاصل هوسکتا هے - مثلاً حرارت نار ' برودت آب ' صلابت سنگ ' نرمی حرير ' هاتهه سے چهو کر ' آنکهه سے ديکهکر ' زبان سے چکهکر اور کان سے سنکر تم بديهي شے پر فطرةً اور بداهةً مختلف حکم کرتے هو ' اور کبهی تم کو شک نهيں هوتا ' پهر کيونکر کهتے هو که هم کسي شے پر حکم نهيں کر سکتے -

ليکن اس قسم کے اعتراضات ' حواس و آلات فکر کے طرق علم و معرفت سے ناواقفيت کي بنا پر پيدا هوتے هيں - اولاً يه سمجهنا چاهيے که همارے تمام دلائل و براهين کا مبنی کيا هے ؟ صرف دو چيزيں : استعمال حواس اور استقراء ' ليکن ان ميں سے کون سي چيز هے جو خطا سے معصوم هے ؟

حواس علی الاقل پانچ هيں : باصره ' سامعه ' ذائقه ' لامسه ' شامه ' باصره ' سے هم صرف نور اور لون کا احساس کرتے هيں - سامعه آواز کو دريافت کرتي هے - ذائقه لذت کو - لامسه سختي و نرمی کو ' اور شامه بو کو - اب جو تم کسی چيز کو ديکهتے هو تو کهتے هو که يه پتهر هے ' ليکن تم نے کيونکر جانا که پتهر هے ؟ آنکهه تمکو صرف اوسکا سياه يا سپيد رنگ بتاتی هے ' اور قوت لامسه صرف سختي کو تمهاري محسوس کرتی هے ' ليکن کيا پتهر هونے کے ثبوت کے ليے يه دو مقدمات کافی هيں که يه شے سياه اور سخت هے ' اور جو سياه اور سخت هو وه پتهر هے ' اس ليے يه پتهر هے ؟ کيا يه ممکن نهيں که ايک لوهے کے ٹهوس جسم پر يا ايک منجمد ماده پر سياه رنگ چڑها ديا جاے ؟ تم کو خود اس قسم کي غلطياں هميشه پيش آتي هيں -

ثانياً : تم کو حواس کي غلطي سے بهي انکار نهوگا ' جب تم کسي سريع الحرکة شے پر سوار هوتے هو تو تمهاري سريع الحرکة سواري ساکن اور ساکن زمين متحرک نظر آتی هے ' کبهي کبهي تم کو چاند متحرک نظر آتا هے ' حالانکه اوس کے نيچے ابر حرکت کررها هے ' اور اس قسم کی بيسيوں مثاليں تم خود پيش کرتے هو ' پهر کوئي وجه نهيں که اور دوسرے امور ميں جن مشاهدات و تجارب پر تم اپنے اصول و نتائج کی بنياد قائم کرتے هو ' وه حواس کی غلطي سے محفوظ هوں -

ثالثاً : حواس سے تم ايک شے کا مشاهده کرتے هو ' اوس پر ايک حکم قائم کرتے هو ' اور اس کو تم مبني علی المشاهده اور مبني علی البداهة سمجهتے هو ' حالانکه تمهيں خبر نهيں که جلدي ميں غير مشاهد راستوں کو بهي طے کرگئے هو - جب تم نے ايک سياه شے کو ديکهکر کها که پتهر هے ' تو تم نے فرض کرليا هے که هماري نظر همکو دهوکا نهيں دے رهي هے - معلومات سابقه کي بنا پر بغير چهوئے تم نے سختی بهی محسوس کي ' اوس کے بعد تم نے يه فرض کيا هے که يه صفات جس ميں هوں وه پتهر هے ' ليکن ان ميں سے هر ايک محتاج دليل هے -

فرقه تشکيکيه ' ايقانيه کے مقابله ميں حسب ذيل دس اصول مالم کرتا هے :

(۱) مقدار عمر ' ترکيب جسم ' قوت حواس اور درجۀ احساس ميں تمام انسان مختلف هيں ' اور اس ليے ايک هي شے ميں مختلف اشخاص کو جو مقدار عمر ' ترکيب جسم ' قوت احساس اور درجۀ احساس ميں مختلف هيں ' مختلف حيثيات اور خصائص نظر آتے هيں -

(۲) اخلاقي اور تشريحی حيثيت سے افراد انسان مختلف هيں ' اس ليے مختلف امور کے متعلق اونکے احساسات مختلف هونگے -

(۳) ايک هي انسان ميں متعدد اعضاے حاسه هيں ' اسکا يه نتيجه هے که هر عضو ايک خاص کميت و مقدار وغيره کو محسوس کرتا هے ' اسليے يه کيونکر کها جاسکتا هے که جو خصوصيت و خاصيت تم کو نظر آرهی هے وه خود اوس شے ميں موجود هے يا تمهارے اعضاے حاسه ميں هے ؟

(۴) ايک هي انسان ايک هي شے کو خواب ' بيماري ' حزن اور غم ' پيري اور ضعف کی مختلف حالتوں ميں مختلف طور سے محسوس کرتا هے ' پهر کس طرح يقين کيا جاے که تم جو ايک خاص حالت ميں ايک شے محسوس کرتے هو ' اور پهر دوسري حالت ميں اوس کو ايک اور شے محسوس کرتے هو ' کيونکر کها جاے که ان مختلف حالات کے احساس ميں کون سا احساس صحيح هے ؟

(۵) کسي شے پر کوئي حکم عموما اوسکے صفات و خصائص ظاهري پر موقوف هوتا هے ' اور صفات و خصائص کا يه حال هے که قلت و کثرت اور زيادت و نقص کي حالت ميں بالکل بدل جاتے هيں - اب جب تم ايک مقدار مخصوص کو مشاهده کرکے اوس پر کوئي خاص حکم قائم کرتے هو تو کيا يه غير ممکن هے که اوس کي کم و بيش مقدار ميں وه صفات و خصائص بدل جائيں ؟

مذاکرۂ علمیہ

انتظام کردیگی ' اُس وقت معلوم ہوگا کہ الان قد ندمت ولا ینفع الندم (تم اب نادم ہوے جبکہ ندامت مفید ہی نہ رہی) کے کیا معنے ہیں -

(٥) مسلمان کیسی ہی افسوسناک کمزوریوں کے ابتلا میں گرفتار ہوں ' کیسا ہی تنزل و انحطاط ضعف و تذلل اُن پر محیط ہو ' مگر جب مقابلے کو اُٹھینگے یہ ظاہری کمزوریاں اُن کو مغلوب نہیں بناسکتیں ' وہ عزم و ثبات سے کام لینگے ' خدا پر بھروسا کرینگے ' استقلال و نصرت کے خواستگار ہونگے ' اور ایمان و عمل صالح کی طاقت سے نفس مطمئنہ کی ہمت بڑھاتے ہوئے فناے استبداد کے لیے بڑھینگے ' اُن کی دنیا بھی سنور جائیگی ' اور انجام بھی اچھا ہی ہوگا -

(٦) کفار کی متابعت خود انحطاط و تنزل کا ذریعہ ہے - طغیان کفر و استبداد کی مطیع رہکر مسلمان قومیں ترقی کرسکتی ہی نہیں - مسلمانوں پر صرف خدا کی اطاعت فرض ہے ' اُسی سے نصرت کی توقع رکھنی چاہیے ' اور اکیلے ایک اُسی کو مددگار سمجھنا چاہیے ' دنیا کی جھوٹی ہستیاں کسی اور کو نفع پہونچائیں تو پہونچائیں مگر مسلمان تو ان سے کبھی منتفع نہیں ہو سکتے -

یہ تعلیمات الٰہیہ کسی خاص وقت اور زمانے کے لیے مخصوص نہیں ' ان کی عمومیت ہر عہد اور ہر قوم پر حاوی ہے ' پھر کون کہہ سکتا ہے کہ لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے وہی معنے ہیں جو آج لیے جاتے ہیں ' اور جن سے ہمتیں اور بھی پست ہوتی جاتی ہیں -

فلسفۂ تشکیک

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

عالم میں ہزاروں چیزیں مرئی اور غیر مرئی ' محسوس اور غیر محسوس ہمارے سامنے ہیں - لیکن انکی حقیقت و ماہیت ہم سے مخفی ہے - ہم تجربہ ' اختبار ' استقراء اور دلائل سے اصلیت و واقعیت کے چہرہ سے پردہ اُٹھانا چاہتے ہیں ' اور آخر چند نتائج تک پہونچ کر رہ جاتے ہیں -

ہم میں بعض محتاط اس بنا پر کہ اس سے پہلے بھی ہم سیکڑوں نتائج تک پہونچے ' لیکن وہ واقعی نہ تھے - نیز ہمارے قواے فکر و عمل اس قدر کمزور ہیں کہ تحقیق واقعیت اور اثبات حقیقت کا بارگراں نہیں اُٹھا سکتے ' اور حقائق و ماہیات اشیاے عالم اس درجہ خفی و تاریک ہیں ' کہ موجودہ آلات فکر و نظر اوسکو روشن نہیں کرسکتے - ہمارے ہر نتیجہ کو حقیقت سے عاری اور واقعیت سے معطل قرار دیتے ہیں ' بلکہ کبھی کبھی وہ خود اس کے انکار کی جرأت کرتے ہیں کہ عالم میں کوئی حقیقت ہے ' انکی نظر میں ہر شے تخیل اور دماغ کا اختراع ہے -

(٢) دوسرا گروہ اسکے بالمقابل ہے جو مدعیانہ کہتا ہے کہ عالم حقائق سے معمور ' ہمارے تجارب و اختبارات و دلائل صحیح اور ہمارے نتائج و استنباطات قطعی ہیں - اشیا حقائق واقعیہ ہیں ' اور برہان و تجربہ نے جن نتائج تک پہونچایا ہے ' وہ اوس وقت تک یقینی ہیں جب تک انکے خلاف کوئی دلیل صحیح نہو -

(٣) ایک معتدل گروہ آگے بڑھتا ہے ' اور فریق اول کو مخاطب کرتا ہے : دوستو ! جب تم آلات فکر کو ناکافی ' دلائل کو غیر موصل الی المطلوب اور عالم کو حقائق سے عاری یقین کرتے ہو ' تو تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم کسی شے میں کوئی حقیقت نہیں پاتے ؟ کیا ابھی تم نے جن خیالات کو ظاہر کیا ' کہ " ہمارے آلات عمل و فکر ناکافی ہیں ' دلائل غیر موصل الی المطلوب ہیں ' اور عالم حقائق سے عاری ہے " کیا تم خود انکی صحت کا یقین کر کے ان اصول کی حقیقت کے قائل نہیں ہوگئے ؟ اور اگر انکو بھی تم حقیقت نہیں کہتے ' تو یہ نہ کہو کہ ہمارے دلائل ناکافی ہیں ' آلات عمل ناقص ہیں اور عالم سراسر نقش تخیل -

پھر یہ گروہ دوسرے فریق کی طرف مخاطب ہوتا ہے : دوستو ! یاد ہوگا کہ تم نے اپنی گفتگو میں کہا ہے " ہمکو دلائل و تجارب نے جن نتائج و استنباطات تک پہونچایا ہے وہ اسوقت تک یقینی ہیں جب تک انکے خلاف کوئی دلیل صحیح قائم نہو " ان فقروں سے ظاہر ہے کہ تم اپنے موجودہ دلائل و نتائج کو متیقن اور غیر ممکن الخطا نہیں سمجھتے ہو ' پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ جن معلومات و متخیلات کی صحت کی بنا پر ان دلائل و نتائج کو یقینی سمجھتے ہوں وہ صحیح نہوں ' اور تم قلت معلومات ' یا نقص آلات فکر یا خطاے طرق فکر کی بنا پر غلطی سے صحیح یقین کررہے ہو ' اور مسائل متعددہ میں تم کو اپنی یہ غلطی روزانہ

وشورش و اضطراب کا یہ نتیجہ ہوا کہ گورنمنت کي خدمت میں میموریل بھیج دیا گیا ' لیکن اس درمیان میں جو کچھہ مقامي حکام اور متولي کے مابین پخت و پز جاري رهي اس کا علم کسی مسلمان کو نہیں ہوا - جب کبھي کسي نے آکر دریافت کیا تو اُن سے کہدیا کہ " تم اطمینان رکھو مسجد کا کوئي جز نہ دیا جائیگا " جب ایسا صریح وعدہ مسلمانوں سے کیا جا چکا تھا تو وہ بیچارے کیوں نہ مطمئن ہوتے ؟ اُنکو کیا خبر تھی کہ متولي کي فیاضي خانہ خدا کو گرانے کے لیے گورنمنت کے حوالہ کرنے سے دریغ نہ کریگي -

۳۰ جون سنہ ۱۹۱۳ع کو صاحب مجسٹریت کے حکم سے باضابطہ متولي مذکور کو بلاکر زر معارضہ کا فیصلہ سنا دیا گیا - اور یہ وعدہ لے لیا گیا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ع یعنے تاریخ انہدام مسجد کے بعد زر معارضہ کی عام مسلمانوں کو اطـــلاع دي جائے - متولي صاحب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ "حضور جز و متنازع کو بے خوف و اندیشہ منہدم کرادیں میں ذمہ داري کے ساتھہ یقین دلاتا ہوں کہ کچھہ مزاحمت نہ ہوگي " چنانچہ ایسا هي ہوا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کو علي الصباح خانہ خدا کي دیواریں گرنے لگیں - لحظہ بھر میں یہ خبر تمام شہر میں پہونچگئي ' ہزارہا مسلمان مضطربانہ متولي صاحب کے دردولت پر جاتے تھے اور لوٹ آتے تھے - متولي صاحب بہادر اوس روز صبح هي سے رو پوش ہوگئے تھے - مجمع نے زیادہ آہ و بکا کي تو مکان سے باہر تشریف لائے - ستم رسیدوں نے بہت کچھہ اپنے دلي جذبات کا اظہار کرنا چاہا ' لیکن دربار مشیخت سے سب کے واسطے ایـک هي حکم جاري تھا کہ " ہم کسي سے بات کرنا نہیں چاہتے اور نہ کسی کا آنا ہم کو پسند ہے " آخر ایک معززگروہ نے جاکر یہ عرض کیا کہ " آپ چونکہ متولی ہیں اس وجہ سے آپکا ساتھہ ہونا ضروري ہے - چلیے ہم صاحب مجسٹریت سے عرض کرینگے کہ ہمارے میموریل کے جواب تـک اس کارروائی کو ملتوي رکھا جاے یا کم از کم ہمکو چھہ گھنٹہ کی مہلت دیجائے ' تاکہ ہم بذریعـہ تار وایسراے کی خدمت میں استصواب کریں " - جواب ملا کہ " ہم آج سے مسجد کے کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتے اور آپکو بھی باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں

ہم کو یہ سن کر کس قدر قلق ہوا ہے جبکہ مولانا عبد القادر صاحب آزاد سبحانی پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور مع چند اپنے معزز احباب کے بغرض تفتیش حالات اور مشورہ کے تشریف لے گئے ہیں ' تو لائق متولی نے اُن سے بایں الفاظ کہدیا کہ " تم سے ہم باتیں کرنا نہیں چاہتے ' تم یہاں سے چلے جاؤ " وہ بیچارے نہایت افسردہ دل اور غمگین ہوکر چلے آئے - اهل محلہ نے جب ایسی سرد مہري دیکھي ' اور اونکو بھی بارہا التجا کرنے پر نہایت سخت و بیجا جوابات ملے تو فرط رنج و الم میں اون لوگوں نے اپنا کاروبار بند کرنا شروع کردیا - سلطانہ کا نصف بازار بند ہوگیا تھا ' اور قریب تھا کہ سارے شہر میں یہی بندش عام ہو جاے ' مگر متولي صاحب بہادر نے کسی مخفی قوت کے بھروسے پر نہایت تحکمانہ لہجہ میں کہلا بھیجا کہ "اگر تم لوگ دکانیں بند کروگے تو ابھی بند ہوا کر جیلخانے میں بھیجدیے جاؤگے "

نا تجربہ کار سیدھے سادے مسلمانوں کے وحشت زدہ دلوں پر اس کا فوري اثر یہ ہوا کہ وہ جلدي جلدي پھر اپني دکانیں کھولکر بیٹھہ گئے - ۱۲ - اور ایک بجے کے درمیان ہزارہا مزدور مسلمان ملوں سے روتے بھاگتے گئے ' اور مجنونانہ متولي صاحب کي خدمت میں اپنے جذبات کا علانیہ اظہار کیا - جب متولي صاحب نے دیکھا کہ اوس ذمہ داري میں جو حکام کي رضا جوئي کے لیے کي گئي تھی اب فرق آیا جاتا ہے ' اور مسجد شکنی کے معاوضے میں رضامندی کا جو تمغاے زرین ملنے والا ہے وہ بھي ہاتھہ سے جاتا ہے - تو اونہوں نے بالاعلان ہزارہا مسلمان مزدوروں کے درمیان میں کھڑے ہوکر کہا کہ " تم بالکل نہ گھبراؤ ہم صاحب کلکٹر سے کہہ کر تمھاري مسجد دل هی بنوا دینگے - ہم پر تم پورا پورا اطمینان رکھو " غرضکہ ایسے هی اور چند تسلی آمیز کلمات کہہ کر اونکے جوش کو سرد کرکے واپس کیا گیا - تقریباً ۴ - بجے عیدگاہ میں چند دیگر با اثر مسلمانوں کی راے سے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا - ہزارہا مسلمان شریک تھے ' لیکن متولی صاحب بہادر اور اونکے رفقا میں سے کوئی بھی شریک جلسہ نہ ہوا - اِن تمام واقعات کو گذرے ہوئے آج بیس روز ہو چکے ہیں ' تمام مسلمانان شہر اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اگر وقت پر کوئی جائز مدافعت نہ ہوسکی تو اب قانونی کارروائی کے لیے بہت کچھہ گنجایش ہے ' ہر قسم کی مالی اور جسمانی امداد کو طیار ہیں ' لیکن متولی صاحب نے برابر امروز و فردا کا حیلہ حوالہ کرکے اس وقت تک کوئی جلسہ ' کوئي کارروائي ' کوئي عذر داري ' کسي قسم کي حرکت تحفظ مسجد کے لیے نہیں کي - ہمکو تحقیق سے معلوم ہوچکا ہے کہ وہ کسی قسم کي کوشش یکم جولائی کے واقعہ کے خلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں ' بلکہ وہ اپنے اس فرض کو پورا کررہے ہیں کہ مسلمانوں کا جوش قطعی سرد ہوجاے ' اور آساني سے اپني اوس وعدہ کو جو اظہار اخلاص و عقیدتمندي کے لیے بارگاہ حکومت میں کیا ہے پورا کرکے خدا کے ساتھہ جو وعدہ ہے اُس کو بھول جائیں -

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ کیا خاموشی سے مسجد کے صحن محراب اور ممبر (خاکم بدہن) گرائے جانے کا انتظار کریں ؟ یا متولی کے ہات میں اپني موت و حیات کا فیصلہ دیدیں ' جبکہ یہ مراعید بالکل خاک میں مل چکے ہیں (کہ متولی اوسکی حفاظت کرینگے) تو ہم نہیں سمجھتے کہ کون سی وجہ ایسي مانع ہے کہ مسلمان اس معاملہ کو متولي مذکور سے اپنے ہات میں نہیں لیتے ' اور متولي کو منصب تولیت سے کیوں نہیں علحدہ کردیتے ؟ خدا کا گھر ہے ' ہر مسلمان پر اوس کي حفاظت اور نگہباني فرض ہے - ہماري راے ہے کہ مسلمان متفقہ طور پر ایک جلسہ عام میں اون کو تولیت سے علحدہ کرکے کوئي لائق اور متدین متولي منتخب کرلیں ' اور جدید متولي کے ذریعہ سے اپني تمام کوششوں کو کام میں لائیں - آج تـک مسجد کي آمد و خرچ کا حساب کسی مسلمان کو نہیں سمجھا یا گیا - مجبور کیا جائے کہ اوسکو متولی جو ابھی تـک اسی عہدہ پر قائم ہیں چھپوا کر عام مسلمانوں میں تقسیم کردیں - مسجد کی جایداد جس پر تمام تر متولی کے رفقا ایک براے نام کرایہ پر آباد ہیں خالی کرا کے دوسرے کرایہ دار آباد کیے جائیں - نئے متولی کا فرض ہوگا کہ مسجد کی ترقی کے لیے اوس کے کسی مفید پہلو کو نظرانداز نہ کرے - اگر مسلمانان کانپور میں ذرا سی بھی حس و حرکت اور جرأت نہیں ہے ؟ وہ خدا کے معاملہ میں بھی انصاف جوئی سے ڈرتے ہیں ؟ تو اُنکو سمجھہ لینا چاہیے کہ دنیا میں جو کچھہ اُن کو رو سیاہی نصیب ہوئی ہے ' اور تا قیامت جس طرح وہ یاد کیے جائینگے اوس سے آنیوالی نسلیں بھی ہمیشہ بجاے فاتحہ کے ملامت بھیجا کریگی - اُوس دن جب تمام تاجداروں ' جباروں اور بڑے بڑے متکبروں کے سر جھک جائینگے ' احکم الحا کمین عدل و انصاف کے پرجلال تخت پر متمکن ہوگا ' لمن الملک الیوم ؟ کی بارعب صدا کے بعد لله الواحد القهار کا حکم سنایا جائیگا ' اُس وقت وہ لوگ جو دنیا کی ذراسي جھوٹي عزت او ر بے حقیقت قوت کے بتوں کے آگے سر بسجود ہوکر خدا کی قدرت کي پروا نہیں کرتے ہیں کیا جواب دینگے ' اور اپنے خدا کو کیا منہ دکھائینگے ؟

مسلمانو ! خدا سے ڈرو ' اوسکی رسی کو مضبوطي سے پکڑلو اور اوس کے گرتے ہوے گھر کو بچالو - تم اوس کے ایک گھر کو بچالو ' خدا تمہارے کروروں گھرونکو بچا لیگا -

(۶) کسي شے کے متعلق جب کوئي حکم کوئي انسان کرتا هے تو یه حکم صرف مشاهده پر مبني نہیں هوتا ' بلکه اسمیں اوسکي تربیت خاص ' عقائد خاص ' پابنـدي بعض قوانین خاص اور سوسائٹي کے مخفي اثرات کا بہت کچهه حصه شامل هوتا هے - یہي رجوه هیں که مختلف التربیـة ' مختلف العقائد ' مختلف الاقالیم اشخاص ' مسائل کثیره میں همیشه مختلف الاراء رهتے هیں -

(۷) اشیاے عالم باهم اسقدر مختلط هیں که ایک دوسرے سے علاحده نہیں هوسکتے ' اسلیے یه کیونکر ممکن هے که جس شے پر تم کوئی حکم کرتے هو وه مستقلاً بهي اوس شے کے لیے صحیح هے ؟ تم اشیا کے خصائص بتاتے هو' لیکن کیا اوس میں مواد مختلطه کے خصائص شامل نہیں ؟ جب تم آنکهه سے ایک رنـگ دیکهتے هو تو کیا اوس میں اخلاط چشم کے خصائص داخل نہیں ؟

(۸) ایک هی شے مختلف قرب و بعد ' مختلف جوانب و سمت رویت ' مختلف اسباب رویت کي بنا پر مختلف نتائج پیدا کرتي هے ' پهر ایک خاص مقدار قرب و بعد ' ایک خاص سمت رویت ' بعض خاص اسباب رویت میں جو چیز نظر آتی هے بالکل ممکن هے که دوسري حالتوں میں وهی شے اور کیفیات میں نظر آئے - پهر ان میں سے کون حقیقي هے ؟

(۹) قلت و کثرت التفات و توجه ' مختلف نتائج ظاهر کرتی هے - پهر جس مقدار توجه و فکر سے تم ایک حالت کا اندازه کر رهے هو' اوس سے کم یا زیاده توجه و فکر کي حالت میں دوسري حالتیں پیدا هوتی هیں ' کون صحیح هیں ؟

(۱۰) هم جب کسی چیز پر کسي قسم کا حکم کرتے هیں تو عموماً همارے حواس نا معلوم قیود اور بندشوں میں گرفتار هوتے هیں ' هم نہیں کہه سکتے که جب هم ان سے آزاد هوتے تو هم کیا حکم کرتے ؟

ان اصول عشره کے علاوه فرقۂ تشکیکیه کے اور بعض اهم اصول بهي هیں ' جنکی تفصیل دقت طلب هے -

فلسفۂ تشکیکیه کا سنـگ بنیاد جیسا که هم نے پہلے لـکها هے مسیح سے ۴۰۰ برس قبل رکها گیا تها ' اسکے بعد همیشه اسکے اعوان و اتباع هر عصر میں موجود رهے هیں - فلاسفۂ یورپ میں بهي اس خیال کي کمی نہیں - مشهور فیلسوف هکسلے و اسپنسر اسی فلسفه کے مرید تهے ' حقیقت یه هے که ایک فلسفی اسرار عالم کو جس حد تـک کهولتا هے اوسکے سامنے پهر گرهیں نظر آتي هیں ' اونکو کهولتا هے تو کچهه اور عقدے جا بجا پیدا هوجاتے هیں -

فلسفي سر حقیقت نتوانست کشود
گشت راز دگر آں راز که افشا می کرد

وما اوتیتم من العلم الاّ قلیلا ' جب انسان کي بے بسي کا یه عالم هے که محسوسات میں بهي اُس کو مشکل سے تیقن و عدم تیقن کے فیصله کرنے میں کامیابي هوتي هے ' تو جو امور ماوراے احساس و ما فوق الطبیعة هیں اُن کي نسبت کیوں کر فیصله هوگیا که باطل محض اور حدیث خرافه هیں ' أفي الله شك ؟ فاطر الارض والسماء !

مراسلات

حادثۂ مسجد کانپـور کي مسئولیت

(از جناب محمود احمد صاحب عباسي - ملیک)

گذشته هفتے کے الہلال میں مسجد کانپور کے متعلق آپنے جو کچهه ارشاد فرمایا هے اوسکي واقعیت میں کچهه بهی کلام نہیں هے ' جو کچهه میرے معلومات اور تحقیقات میں هے اسلامي پبلک کو اطلاع دینا اپنا فرض سمجهتا هوں - الہلال نے کانپور کی مسجد کے انہدام کا ذمه دار وهاں کے عام مسلمانوں کو قرار دیا هے ' لیکن دراصل عام مسلمانان شهر اسکے باعث نہیں هیں - حقیقت یه هے که کل ساخته و پرداخته مسجد کے متولي کریم احمد کا هے - سنه ۱۹۰۹ع میں جبکه اے - بي - روڈ (A. B. Road) کے متعلق پیمایش جاري تهي ' اور عام لوگوں کو معاوضه دیا جا رها تها اُس وقت افسر معاوضه منشي اوده بهاري لال صاحب ڈپٹي مجسٹریٹ مسجد میں تشریف لائے تهے ' اور اونهوں نے متولیوں سے جزو منهدم کے علاوه کچهه صحن مسجد بهي لینے کي خواهش ظاهر کي تهي - کریم احمد صاحب متولي نے ان الفاظ میں وعده کیا تها که " هم مطلوبه حصه دیدینگے ' همارا اس میں کچهه هرج نہیں هے " عام مسلمانوں کو اس عجیب و غریب فیاضي کا کیا علم تها که خدا کا گهر ارباب اقتدار کي قدمبوسي کے صله میں دے دیا جائیگا ' چنانچه مسجد کي ابتدائي مثل میں افسر معاوضه کے یه بیانات مذکور هیں که " متولي مسجد جزو مطلوب کے دینے پر آماده هے ' اور هم سے پخته وعده کرلیا هے " اسکے بعد اواخر سنه ۱۹۱۲ ع میں جب مسجد کے متعلق دوباره تحریک شروع هوئي ' اور صاحب مجسٹریٹ کانپور نے بغرض معائنه تشریف لانے کي اطلاع متولي صاحب کو دي ' تو انهوں نے کسي کو اس کي خبر نه کی ' اور خود هی استقبال کو پهونچ گئے - همکو خوب تحقیق هوا هے که صاحب مجسٹریٹ بهادر مسجد کے دروازے پر کهڑے هوے - وهیں سے معائنه کر رهے تهے ' مگر متولی صاحب نے نہایت ادب اور انکساري سے عرض کیا که " حضور بوٹ پهنے هوے اندر تشریف لے آئیں " چنانچه متولي صاحب بهادر اور مجسٹریٹ صاحب بهادر مسجد کے دالان میں ٹہلتے رهے - جو کچهه گفتگو اسوقت دونوں صاحبوں میں هوئي اوسکے متعلق اس سے زیاده نہیں معلوم هوا که :

میان طالب و مطلوب رمزے است

اس خفیه بخت و پز سے شهر میں مسلمانوں میں تشویش پهیل گئي ' اور یـه ظاهر هوگیـا که مسجد کا شرقي حصه طلب کیـا جارها هے ' اور متولي صاحب بهي راضي معلوم هوتے هیں - اهل شهر نے متولی صاحب کي خدمت میں بیشمار مرتبه جا کر صداے احتجاج بلند کي ' لیکن جب متولي صاحب نے بالکل پروا نه کي تو دردمند مسلمانوں نے حتی الوسع خود هي کوشش شروع کردي ' مگر ایسي حالت میں جبکه طبیب نے مریض کو فرشتۂ موت کے حواله کردیا هو اوس مریض کي تیماري و دوش بیکار هي ثابت هوگي - بهر حال مسلمانوں کے شور اور غوغا

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکلام ابو الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta Wednesday, July 30, 1913.



تاریخ حیات اسلام

کا ایک ورق
زر اعانۂ مہاجرین

(از جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس صاحب
پریسیڈنٹ انجمن ہلال احمر - نوادہ)

مبلغ ایک سو چالیس روپیہ بیمہ اعانۂ مہاجرین کیلیے ارسال خدمت ہے - یہ رقم مقام اکبر پور رجہت رغیرہ سے وصول ہوئی ہے -

ایک منی آرڈر مبلغ نو روپے اور کچھہ آنوں کا میں آپ کے پاس بہیجتا ہوں - آپ نے اعلان کیا ہے کہ اب الہلال کی قیمت ایک سال کی صرف آٹھہ آنہ ہے - اگر ابہی یہ قاعدہ جاری ہو تو مبلغ آٹھہ روپیہ ایک سال تک کے الہلال کی قیمت اسے لیجیے' اور میرا نام خریداران الہلال میں درج کر لیجیے - اور اگر کچھہ توقف ہو تو عموماً آٹھہ روپے جو آپ کے اخبار کی قیمت ہے وصول کر لیجیے - اس صورت میں آپ کے اعلان سے میں غالباً مستفید نہو سکونگا - بقیہ ایک روپیہ اور کچھہ آنے اعانۂ مہاجرین میں شامل کرکے شایع فرما دیجیے -

(از جناب مہدی حسن صاحب قصبہ کرتپور ضلع بجنور)

مبلغ سو روپیہ بذریعہ ایک قطعہ نوٹ کے بیمہ و رجسٹری کرا کر روانہ خدمت عالی ہے - اعانہ مجروحین ترک میں جملہ صاحبان ساکنان قصبہ کرتپور ضلع بجنور کی طرفسے فی الفور روانہ قسطنطنیہ فرما دیجیے - یہ روپیہ مجروحین کے خور و نوش میں صرف کیا جائے -

(از جناب ابراہیم صاحب - بہیونڈی ضلع تھانہ رالس میل)

اٹھارہ روپے ارسال ہیں - اخبار الہلال کی سالانہ قیمت آٹھہ روپیہ اور دس روپیہ امداد مہاجرین ترک کے چندہ میں داخل فرمائیں -

(از جناب شیر دل خان صاحب اپیل نویس صدر عدالت ڈیرہ اسمعیل خاں)

مبلغ پندرہ روپیہ براے امداد مجاهدین و مہاجرین سلطنت عثمانیہ آپ کی خدمت میں آج بہیجے جاتے ہیں - امید ہے کہ اور امدادی روپیہ کے شامل آپ منزل مقصود تک پہونچا دینگے - عند اللہ اجر عظیم ہوگا - برگ سبز درویشونکا تحفہ ہے اور اللہ تعالی نعم المولی و نعم النصیر ہے -

کشمیر کانفرنس کے متعلق اطلاع

مسلمانان کشمیر کی جو تعلیمی کانفرنس " سری نگر " میں منعقد ہونے والی ہے' بذریعہ اس اعلان کے اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کانفرنس کے اجلاس سری نگر میں زیر صدارت آنریبل جسٹس مولوی شاہ دین صاحب - جج چیف کورٹ پنجاب ١٩ - ٢٠ - ٢١ - ستمبر کو قرار پاے ہیں' جو اصحاب کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے ان کی قیام رغیرہ کا انتظام انجمن نصرۃ الاسلام سری نگر نے اپنے ذمہ لیا ہے - مزید حالات دریافت کرنے کے لیے مولوی تصدیق اللہ صاحب جنرل سکتری انجمن نصرۃ الاسلام سے خط و کتابت کرنی چاہیے -

خاکسار افتاب احمد
آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ
(٦)

	پائي	آنه	روپیه
جناب محمد حسین صاحب	•	•	٨
بذریعہ جناب شاہ عبد الغنی صاحب وکیل - سید پور - غازی پور	•	١٣	٢١
جناب حکیم محمد افضل عاسم صاحب - سکندر آباد - بلند شہر	•	•	٢٥
جناب فیروز الدین صاحب اٹرنیری اسسٹنٹ ڈیرہ اسمعیل خان	•	•	٥
جناب عبد الرحمن خانصاحب - امرتسر	•	•	١٣
جناب غلام نظام الدین صاحب موضع جانا - پٹنہ	•	•	٧
جناب فیض بخش صاحب اترومی	•	•	٢٠
بذریعہ جناب احمد رضا صاحب	•	•	٥
جناب تحسین حسین خانصاحب	•	•	٨
ایک بزرگ	•	١٥	١
جناب متاع الدین احمد صاحب	•	٥	١
جناب حافظ عبد الغفور صاحب و قمر الدین صاحب - نوادہ	•	١٢	٥
ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	•	•	٥
جناب محمد عبد القادر صاحب - کلہ	•	•	٤
جناب محمد حسین صاحب کنجو - مظفر پور	•	•	٨
جناب عزیز محمد خانصاحب پربھنی دکن	•	•	٨
جناب سردار علی صاحب کورٹ انسپکٹر حصار	•	•	٤
جناب شمت علی خانصاحب ہیڈ کانسٹبل پولیس	•	•	٢
جناب عبد الرحمن صاحب کانسٹبل پولیس	•	•	١
جناب اسحاق حیدر صاحب	•	٨	•
جناب احمد حسین کانسٹبل	•	٤	•
ایک بزرگ	•	٤	•
جناب ممتاز علی صاحب	•	٤	•
جناب جگندل لعل صاحب	•	٤	•
بذریعہ جناب فخرالرحمان خانصاحب جیلخانہ چرانواری	•	•	١٥
جناب ڈاکٹر محمد محمود عالم صاحب	•	•	٣٠
جناب طفیل محمد صاحب مدرس	•	•	٨
جناب خواجہ محمد خلیل صاحب - گیا	•	١١	٣١
جناب محمد اسمعیل صاحب سوداگر پارچہ بنارس	•	٢	٨
جناب شیخ ولی محمد عباسی صاحب میراز	•	•	٧٩
جناب محمد یوسف صاحب تاجر - گوگہا - بھاگلپور	•	•	٢
ایک بزرگ جنکا نام پڑھا نہیں گیا	•	٣	٣٤
بزرگان کرتپور ضلع بجنور بذریعہ جناب مہدی حسن صاحب	•	•	١٠٠
جناب سید حسام الدین صاحب حیدر اباد	•	•	٨
بذریعہ جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس صاحب - نوادہ ضلع گیا	•	•	١٤٠
جناب نجم الحسین چودھری - سلہٹ	•	•	٢٣
میزان	•	٥	٦١٧
سابق	•	٦	٦٣٠
کل	•	١١	١٢٤٧

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ٥

Calcutta: Wednesday, July 30, 1913.

شذرات

دول یورپ کی کار روائی

عثمانیوں پر کیوں مظالم ہوئے ؟ یورپ اس سوال کا جواب آج خود دے رہا ہے کہ " ان حرکات کے ذمہ دار دول یورپ اور خصوصاً روس اور انگلستان ہیں - کیونکہ ان سلطنتوں نے اُس کی کسی بجا یا بے جا خواہش کی پذیرائی میں تامل نہیں کیا اور نہ اُس کو کسی امر میں روکا ہے - یہاں تک کہ جب بلغاریہ نے روس کی مخالفت کی ' جس پر اُس کے وجود کا انحصار ہے ' تب بھی بلغاریہ کو کسی قسم کی تنبیہ نہیں کی گئی - دول یورپ کو لازم ہے کہ وہ اس وقت بلغاریہ کے بڑھے ہوے حوصلہ کو روکیں ' جس کی وجہ سے یورپ کے امن میں خلل پڑ رہا ہے - جو لوگ معاملات سے باخبر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ شاہ فرڈیننڈ لڑائی کے خطرات سے واقف ہے یہ الفاظ ہیں جو انگلستان کے پریس نے آج سے ایک ماہ قبل شائع کیے تھے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کے قتل عام ہی نہیں بلقان کی باہمی آویزش بھی یورپ کے شوشے سے ہوئی -

نیر ایسٹ نے اپنی ۲۷ جون کی اشاعت میں ایتھنز سے ایک خاص نامہ نگار کا خط چھاپا ہے - اس میں بلغاریوں کی زیادتی کا ذکر ہے - خط میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ " بیس یونانی قیدیوں کو بلغاریوں نے گرفتار کر لیا تھا ' حالانکہ دو سو بلغاریوں کو یونانیوں نے گرفتار کرکے فوراً چھوڑ دیا - اس واقعہ سے ایتھنز میں بہت ناراضی پھیلی ہوئی ہے - ایم - رالس (M. Rallis) جو پچھلی کونسل کا پریسیڈنٹ تھا ' اور جو اپنی بے قابو طبیعت کی بنا پر اول ہی سے مشہور ہے ایک اخبار میں لکھتا ہے کہ " فوجی ہیڈ کوارٹروں کو چاہیے کہ ایم - وِنزلو (M. Venzelos) (وزیر اعظم یونان) اور اُس کے ساتھہ دیگر وزرا کو بلغاریوں کے حوالہ کردیں تاکہ اُن کو لے جا کر صوفیہ کے بازاروں میں خوب پیٹیں ' جسکے وہ مستحق ہیں " حیرت ہے کہ جس قوم کی ستم پیشگی کا یہ عالم ہو یورپ کی مدنیت اُس کی حمایت جائز رکھتی ہے !

فہرست

تصاویر

پاشا کے عزم و ثبات کو ابھی تک یہ باد مخالف جنبش نہ دے سکی ' سلطان روم سے بلغاریا نے جو اپیل کی تھی انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ : ترکوں کا اقدام و ہجوم یہ نہیں ہے ' یہ دفاع و حفظ ' ما بقی کا مسالہ ہے -

این سخن را چون تو مبدء بودہٗ
گر بیفزاید تواش افزودہٗ

ترکوں کے پیش نظر صرف ادرنہ ھي نہیں بلکہ وہ تمام مقامات ھیں جن پر بلغاریا قابض ھوگئی تھي - چنانچہ عثماني فوج ایک طرف تو ادرنہ کي طرف بڑھي اور دوسري طرف کلولی برغاص ' لولي برغاص ' ارجیني ' بابا اسکي فتح کرتی ھوئي - قرق کلیسا پہنچي - قسطنطنیہ میں سرکاري طور پر اعلان کیا گیا ھے کہ بلغاریوں نے شہر چھوڑنے سے پہلے بارود خانے اور اصلي عمارتیں ڈھا دیں - اس طوفان مصائب کے باوجود جب ترک داخل ھوے تو باشندوں نے ناقابل بیان مسرت کا اظہار کیا - عورتیں آنکھوں سے آنسو اور ھاتھوں سے فوج پر پھول برسا رھي تھیں - اخذ قرق کلیسا کے بعد عثماني فوج بلغاري حدود میں داخل ھوئي تو صوفیا میں غیر معمولي اضطراب پھیل گیا - بلغاري وزیر خارجیہ نے فوراً اس تاراج پر اعتراض کا تار باب عالي کو بھیجا - جسکا جواب باب عالي نے یہ دیا کہ " چند پیٹرول تفتیش کرتے ھوے سرحد کے پار چلے گئے تھے ' مگر سپہ سالار کے حکم سے واپس بلا لیے گئے " -

اتحاد یورپ اگر اپنے اختلاف داخلي کي وجہ سے ترکوں پر دباو نہ ڈال سکا تو اسکے یہ معني نہیں کہ وہ ترکوں کو اپنے مفتوحہ مقامات کے واپس لینے کا موقع دیگا - ترکوں کو یہ موقع خانہ جنگي کي بدولت ملا تھا - لڑنے والوں میں سب سے زیادہ تازہ دم رومانیا ھے - پھر رومانیا کا مقصد جیسا کہ اس نے اعلان جنگ کے وقت ظاھر کیا تھا ریاستہاے بلقان میں حفظ توازن ھے - ترکوں کی طرف سے عداوت کي آگ جو خانہ جنگي کي وجہ سے دبگئي تھي پھر بھڑکائي گئي ' اور ظاھر کرایا گیا کہ حلفاء ترکوں کي پیشقدمي کے وجہ سے پریشان ھیں - اسکے بعد رومانیا کو توڑ لیا گیا - رومانیا نے روس اور آسٹریا کے ساتھہ اعلان کیا کہ بلغاریا کو پامال نہ ھونے دیا جائیگا - اور سرویا اور یونان سے جنگ کو روک دینے اور اپني فوج کو رک جانے کي فرمایش کي ھے جو صوفیا سے ۱۵ - کیلو میٹر پر ھے ' دول کے سامنے یونان نے بلغاریا کو کچل ڈالنے کے ارادے سے تبري کي ھے ' مگر ھنوز جنگي کارروائي موقوف نہیں ھے ' چنانچہ یوناني فوج نے ۲۶ - کو دیدہ آغاچ لے لیا ھے - سروي فوج ھنوز مصروف پیکار ھے - ودن کا محاصرہ شروع کردیا ھے ' امید ھے کہ عنقریب شہر پر قبضہ ھوجائیگا ' کیونکہ جنرل کٹنچیف کي زیر کمان فوج نے ھتیار ڈالنا شروع کردیے ھیں -

فوج میں ھیضہ نہایت شدت سے پھوٹ پڑا ھے -

بخارست کي غیر سرکاري رپورٹ میں بیان کیا گیا ھے کہ بلغاري فوج کي اخلاقي حالت اس درجہ ابتر ھوگئي ھے کہ وہ دشمن کے مقابلہ سے انکار کرتي ھے -

مختصراً یہ کہ بلغاریا اپنے نخوت و تکبر ' ظلم و جور ' اور درندگی و سبعیت کي پاداش میں انتہائي ذلت اور نقصان اٹھا چکي ھے ' اور شاید اب اس کے ان مصائب کا عنقریب خاتمہ ھونے والا ھے - مختلف ریاستوں کے وکیل بخارست دارالسلطنت رومانیا کو روانگی کے لیے تیار ھو رھے ھیں - بلغاري وزیر موسیو ٹونچیف اور یوناني وکیل موسیو پانس تو روانہ ھوگئے ھیں - یوناني وزیر اعظم موسیو وینزیلوس سالونیکا گیا ھے کہ بادشاہ سے مل کر بخارست جائیگا -



هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون ،

بصائر

ایک ماهوار دینی و علمی مجله
جس کا
اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -
وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -
خریداران الہلال سے : ۳ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ' جن کی وجه سے موجودہ طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابه و تابعین کی ترویج ' آثار سلف کی تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی هوگا - تا هم یه امور ضمنی هونگے ' اور اصل سعی یه هوگی که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراهم کرے - مثلا تفسیر کے باب میں تفسیر هوگی ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کی تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعه واحدة قران کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے که عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیه توکلت و الیه انیب -

القسم العربی

یعنی " البصائر " کا عربی ایڈیشن
جو
بالفعل مہینه میں دو بار شائع هوگا -
اور
جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه '
اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات
و خیالات کی ترجمانی هے -

الہلال کی تقطیع اور ضخامت
قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه
ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :
نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

همارا خاص ... خبر رساں ۲۲ جولائی ... ایک تار میں ... استعداد ادرنه کی تکذیب کی گئی هے - مگر اس خبر کی تصدیق ... مختلف و قابل اعتماد ... سے هوچکی هے که اب اسکی صحت میں شک کی گنجایش نہیں - سب سے آخری ' مگر سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تار هے جو ۲۲ - کو بمبئی میں باب عالی سے بصری کے قائم مقام قونصل عام کے نام آیا هے - وزیر اعظم کہتے هیں که " ادرنه اور قرق کلیسا پر آج قبضه هوگیا - ابراهیم بے کی کمان اور انور بے کی همراهی میں فوج نے جس تیزی سے کوچ کیا هے اسکا شکریه - بہت سے نقصانات جو بلغاریوں نے شروع کردیے تھے روک دیے گیے - پیادوں کی رجمنٹ نے ' جو مذکورہ بالا برائیگیڈ کے لیے کمک کے طور بھیجی گئی تھی ' صرف ایک دن میں ۸۰ - کیلو میٹر طے کیے - پیدلوں اور سواروں کے کالموں نے جو قرق کلیسا بھیجے گئے تھے اپنی همت کا ثبوت دیا ' اور کوچ نہایت سرعت کے ساتھه کیا - بلغاری پیادہ فوج نے مقابله کیا مگر ناکام رهی - همارا ذرا بھی کسی قسم کا نقصان نہیں هوا " -

ادرنه اسلامی یادگاروں کا شهرستان ابطال ' نامورانِ اسلام کی آرامگاه اور سب سے آخر میں مگر سب سے اهم قسطنطنیه کی کنجی - انگلستان پر با لواسطه یا بلا واسطه اسکا کوئی اثر نہیں - پھر اسکا جوا ۱۰ - کرور مسلمانوں کے کاندھے پر - ان حالات میں کیا یه مقتضاے دانشمندی نه تھا که کم از کم دس دار زبانیں خاموش رهتیں ؟ مگر جب سینوں میں دیگ کھول رهی هو تو اسکے بخارات سے زبانیں کیونکر جنبش میں نه آئیں -

مسٹر ایسکوئتھه وزیر اعظم انگلستان جنھوں نے سالونیکا کی فتح پر عالم نصرانی کو فتح باب مسیحیت کا مژدۂ جاں پرور سنایا تھا ' پھر پلیٹ فارم پر آئے - مگر اسطرح که ابکی انکی زبان پر زمزمه بشیر و تہنیت کے بدلے همهمۂ تہدید و ترهیب تھا - مسٹر ایسکوئتھه نے کہا که " معاهدہ لندن کے مقابله کرنے کی بابت اگر ترکی کو کافی طور پر غلط مشورہ دیا گیا هے تو اسکو ایسے سوالات کے لیے تیار هوجانا چاهیے جنکا مباحثه میں آنا کسی طرح اسکے لیے مفید نہیں "

ضغط و اضطهاد کے متعلق سب سے پہلے فرانس اور اطالیا نے اپنے اپنے ارادے ظاهر کیے - انگلستان نے ایک قدم رکھا یعنی زبان قول کے ساتھه زبان عمل سے بھی اپنے ارادے کا اعلان کیا - ۳ جہاز پالرس پہنچے ' اور پھر وهاں سے کسی غیر معلوم مقام کی طرف روانه هوگئے - خیال تھا که روس ' جرمنی اور آسٹریا کی طرف سے بھی قولی یا عملی انذار آتا هوگا ' مگر اسوقت تک تو خاموشی طاری هے -

هاؤس آف کامنس میں پوچھا گیا تھا که دباؤ کی نوعیت کیا هوگی ؟ مسٹر ایکلینڈ نے کہا : میں کچھه نہیں کہه سکتا که دول کس کارروائی پر اتفاق کرینگے ؟

آسٹریا کا نیم سرکاری اخبار " لوکل انزیجر " لکھتا هے که اسکو " یقین نہیں که باب عالی پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے علاوہ کچھه اور بھی کیا جا سکے " اگر یه صحیح هے تو جہازوں کے بھیجنے میں انگلستان کی اس درجه عجلت فرمائی کا ' اس سے زیادہ اور کوئی نتیجه نه هوگا که اس کو عالم صلیبی اور دنیاے اسلام دونوں سے حفظ مصالح صلیب میں عملاً پیشروی کا خطاب ملے -

ایک زمانه مخالف هے ' ایک عالم تہدید کر رها هے ' ایک بر اعظم کا بر اعظم دشمن هے ' مگر پرنس سعید حلیم

پھر غور کرو کہ کس طرح تمام دنیا کي اصلاح و سعادت کا همیں زمہ دار بتایا ھے ' اور کہا ھے کہ تم ھي ھو' جو اس کے لیے شاهد ھو سکتے ھو - کیونکہ زمین پر تمهارے سوا اور کوئي نهیں جس کے لیے همارا رسول شاهد ھو -

هم کو پکارا گیا کہ تمام امتوں میں اوسط و اعدل صرف تم هي ھو - اسلیے نہیں کہ هم بیت خلیل کے محافظ هیں ' بلکہ اس لیے کہ ارض خداے جلیل کے محافظ هیں - اس لیے کہ اسکے تمام بندوں کو بھلائي کی دعوت دیتے اور برائي سے روکتے هیں - اس لیے کہ اس کي سرزمین کو ظلم و استبداد ' طغیان و عدوان ' اور شر و فساد سے پاک کرنے والے هیں - اس لیے کہ هم اُس کي زمین پر اُس کے خلیفہ هیں - اس لیے کہ هم تمام دنیا کو اُس کي آنکھہ سے دیکھیں ' اور تمام عالم کي باگ اُسکا هاتھہ بنکر اپنے هاتھوں میں لیں ! پھر خدا را سونچو کہ تمهاري حد نظر کہاں تک ھے ' اور میں کیا دیکھہ رها هوں ؟

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ ؟

تم ابھي صداے الهي سن رھے تھے ' اور اُس کتاب عزیز و حکیم کے بیانات تمهارے سامنے تھے ' جس کو بھول کر ساري دنیا کی تدبیروں کو یاد کیا کرتے ھو - اس نے کہیں بھي اس پر زور نہیں دیا کہ تم مکۂ معظمہ کي حفاظت و خدمت کا اقرار یا عهد کرو - البتہ حکم دیا کہ جاهدوا فی اللہ حق جهادہ اُسکي راہ میں اپني تمام قوتوں سے جهاد کرو - اُس نے تم کو فضیلت دي ھے پس اسکے بندوں کو ضلالت و فساد سے نکال کر فضیلت و عظمت بخشو !!

اسوۂ ابراهیمي

جس ابراهیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام) کي مقدس قربانگاہ کي حفاظت کا نام لیتے ھو ' کیا بہتر نہوگا کہ اس کے بنائے هوے معبد کو دیکھنے سے پہلے خود اُس پر بھي ایک نظر ڈال لو - اُس نے خانۂ کعبہ کي بنیاد ضرور رکھي ' لیکن ساتھہ هي اپنے نفس اور اپنے فرزند کے گلے پر چھري بھي رکھدي !

فلما اسلما و تلہ للجبین	" اور جب حضرت ابراهیم اور اسماعیل '
و نادیناہ ان یا ابراهیم	دونوں پر حقیقۃ اسلامیہ طاري هوئي
قد صدقت الرؤیا انا	اور دونوں نے اپني گردنیں جھکادیں '
کذلک نجزی	اور حضرت ابراهیم نے اسماعیل کو
المحسنین -	ماتھے کے بل زمین پر پٹک مارا ' تو
(۳۷ : ۱۰۶)	هم نے پکارا کہ اے ابراهیم ! بس کرو !

تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا - هم حقیقۃ اسلامیہ کے ایسے هي مدارج صاحبان " احسان " و ایمان کو عطا فرماتے هیں "

استقبال وجوہ و قلوب !

دیکھو ! خدا نے تمهارے آگے دو چیزیں پیش کي هیں - اُس نے کہا کہ میري عبادت کے لیے کھڑے ھو تو اپنا منھہ خلیل اللہ کے بنائے هوے معبد کي طرف کر دو !

و من حیث خرجت	اور اے پیغمبر ! تم خواہ کہیں سے بھي
فول وجهک شطر المسجد	نکلو لیکن اپنا منہ مسجد حرام کي
الحرام ' و حیث	طرف کرلیا کرو ! اور اسي طرح اے
ما کنتم فولوا وجوهکم	مسلمانو ! تم بھي جہاں کہیں ھو نماز
شطرہ ' (۲ : ۱۴۵)	میں اسي کي طرف اپنا منہ کرو -

مگر قبل اس کے کہ تم اُس گھر کي طرف اپنے چہروں کو متوجہ کرو ' وہ یہ بھي کہتا ھے کہ اُس گھر کے بنانے والے کي طرف اپنے دلوں کا رخ پھیر دو ' یعنی اس کي الہی قربانی کي پیروي کرو !

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ	حضرت ابراهیم اور ان کے ساتھیوں کے
فی ابراهیم و الذین معہ '	اعمال کے اندر تمهارے لیے ایک
(۶۰ : ۴)	نہایت بہتر اور اعلی نمونۂ حیات موجود

ھے تا کہ تم اس کي پیروي کرو -

نماز اسلام کي ایک عبادت ھے ' اور اس کے لیے ضرور ھے کہ تمهارا منہ کعبے کي طرف ھو ' مگر " اُسوۂ ابراهیمي " اسلام کي حقیقت ھے ' اور اس کے لیے صرف کعبے کے طرف منہ کر دینا هي کافي نہیں ھے بلکہ بانی کعبہ کے طرف دل کو پھیر دینا شرط ھے - وہ نماز کا ایک رکن ھے کہ عبادت ھے - اور یہ اسلام کي شرط ھے کہ اصل حقیقت ھے -

گذشتہ صحبت کي پانچویں آیت پر غور کرو کہ جهاد في سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہي عن المنکر ' اور قیام صلوۃ اور ایتاء زکوۃ سے پہلے فرمایا :

ملۃ ابیکم ابراهیم هو سماکم	یہ دین اسلام تمهارے مورث اعلی
المسلمین من قبل	ابراهیم خلیل کا ھے - اُس نے تمهارا
و فی هذا ' لیکون	نام " مسلم " رکھا - پہلے بھي اور
الرسول شهیداً علیکم	اب بھي - اور یہ سب کچھہ اس لیے ھے
و تکونوا شهداء علی	تا کہ همارا رسول تمهارے لیے ' اور تم
الناس فاقیموا الصلوۃ -	تمام انسانوں کے لیے شاهد ھو - پس
الخ -	جب کہ تمهارا درجہ ایسا قرار دیا گیا ھے

تو تمهارا فرض ھے کہ صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرو - (الخ)

حضرت ابراهیم کي نسبت کو یہاں اس لیے یاد دلایا گیا کہ ان کی زندگی اسلام کي حقیقت کا نمونہ تھی - انھوں نے اپني قربانی کا اُسوہ دکھا کر اسلام کی حقیقت کو ظاهر کردیا تھا ' اور یہی وہ انساني قربانی ھے ' جس کو خدا اپنی صداقت کے حیات کے لیے هم سے چاهتا ھے -

بار بار کہہ چکا هوں کہ جهاد فی سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' اور قیام صلوۃ ' و اعلان حق ' اسی قربانی سے عبارت هیں - اور جب تک ایک قوم اس قربانی کے لیے طیار نہو ' وہ سعادت عالم و عالمیاں کا ذریعہ نہیں بن سکتی -

پہلے کہا : راہ الہی میں جهاد کرو ! پھر کہا کہ اپنی نسبت ابراهیمی کو نہ بھولو کہ اس کا اُسوۂ حسنہ اسلام کی اصل حقیقت اور تمهارے لیے قبلۂ وجوہ ھے - اسکے بعد تصریح کی کہ تم مسلم ھو ' اور پھر اسکی علت بیان کی ' تا کہ تم تمام عالم کے لیے شاهد عدل و سعادت ھو - جب یہ مراتب بیان هوچکے تو پھر همارے فرائض کی تشریح کردي کہ اللہ کی صلواۃ کو دنیا میں قائم کرنا ' حق کی دعوت اور منکر کا انسداد ' وللہ عاقبۃ الامور -

عود الی المقصود

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مشہور (آیۃ استخلاف) جس کا ایک وعدۂ الہی کی صورت میں اعلان هوا ' اور پھر نصف صدی کے اندر هی اندر نصرۃ الهیہ نے اس کی تکمیل بھی کردي ' اس مبحث کے لیے ایک آخري فیصلہ کن بصیرت بخشتی ھے ؟ فرمایا کہ :

وعد اللہ الذین آمنوا	اللہ تعالی اُن لوگوں سے وعدہ فرماتا ھے
منکم و عملوا الصالحات '	جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال
لیستخلفنهم فی الارض '	صالحہ اختیار کیے ' کہ انکو زمین پر
کما استخلف الذین من	خلافت عطا فرمایگا ' اسی طرح ' جیسے
قبلهم ' و لیمکنن لهم	اُن سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ
دینهم الذي ارتضی	اُمتوں کو عطا فرمائي تھي ' اور جو
لهم ' و لیبدلنهم من بعد	دین انکے لیے اُس نے پسند کیا ھے -

الهلال

۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری

ا[illegible] داء و ا[illegible] ۱۰ واء

یعنی

جماعة " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(٤)

افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً ؟ لا یستوون - اما الذین آمنوا و عملوا [illegible] فلهم [illegible] المأوی ' نزلا بما کانوا یعملون - و اما الذین فسقوا فماواهم النار ' کلما ارادوا ان یخرجوا منها ' أعیدوا فیها ' و قیل لهم ذوقوا عذاب النار الذي کنتم به تکذبون ! و لنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون - (۱۹ : ۳۲)

کیا ایک مومن بندے کے اعمال و نتائج ویسے هي هوسکتے هیں ' جیسے که ایک نافرمان اور فاسق کے ؟ کیا دونوں برابر هیں ؟ هرگز نهیں ! !

جو لوگ الله کے احکام پر ایمان لائے ' اور اعمال صالحه اختیار کیے ' انکے لیے کامیابیوں اور فتح مندیوں کے شاداب باغ و چمن هونگے ' جن میں وہ شاد و خرم رهیں گے ' اور یه باغهاے فتح و مراد انکے نیک کاموں کا بدله هے ' جو وہ انجام دیتے رهے !

مگر جن لوگوں نے احکام الهي کے مقابلے میں سرکشي کي ' تو ان کا ٹھکانا تو بس نامرادیوں ' نا کامیوں ' اور اسر و غلامي کي آگ هي هوگی ' اور وہ اپنے کاموں اور تلاش نجات میں ایسے گمراہ هوجائیں گے که جب کبھی اس آگ سے [illegible] چاهیں گے تو پھر اسي میں لوٹا دیے جائیں گے ' اور انسے کها جائیگا که پاداش عمل کے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے ' اب اسکے مزے چکھو !

اور یه بھي جان لو که آنے والے بڑے عذاب سے پہلے ' هم ان منکرین کو ایک چھوٹے عذاب کا مزہ بھي چکھائیں گے ' تا که شاید [illegible] و سرکشي سے باز آجائیں ' اور هماري جانب رجوع هوں !

بیا تا گل بر افشانیم و مي در ساغر اندازیم ! * فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم !
اگر غم لشکر انگیزد که خون عاشقاں ریزد ' * من و ساقي بهم سازیم و بنیادش بر اندازیم !
چو در دست ست رودے خوش ' بزن مطرب سرودے خوش ! * که دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم !
یکے از عقل مي لافد ' دگر طامات مي بافد ' * بیا کیں داوریها را به پیش داور اندازیم !
بهشت عدن اگر خواهي بیا با ما به میخانه * که از پاے خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم !

بقیه مبحث گذشته :

مقصد وحید امة مرحومه

یه آیات بینهٔ خمسه ' اور تصریحات قاطعهٔ ساطعه تهیں ' اور یه ان کے متعلق سرسري اشارات ' جن سے هم اپنے مقصد حیات اور مرکز جهد و جهاد کو معلوم کرسکتے هیں - ان آیتوں میں کهیں بھی هم کو یه نهیں بتایا گیا هے که تم فلاں مقام کی حفاظت کرو اور فلاں سرزمین کي خدمت کو اپنا مقصد سعی بناو ' بلکه هم کو بتایا گیا هے که تمام دنیا تمهارا گله هے ' اور تم اسکے چرواهے هو ! یه تمام انسانی آبادیاں تمکو سپرد کی گئی هیں ' تاکه الله کے طرف سے تم انکی حفاظت کرو ' اور گرگ ابلیس کے خونخوار حملوں سے انکو بچاؤ - تم کو بهترین امت اور افضل ترین امم بنایا گیا ' تاکه تم ارض الهی کے خدمت گذار بنو ' اور تم کو دنیا میں اس نے اپنی جماعت ' اپنی فوج ' اور قائم مقام قرار دیا ' تا اس کی هدایت کا علم صرف تمهارے هی هاتھه میں هو ' اور اس کے تمام بندے اس کے سایے کے نیچے آکر پناہ لیں ! تمهارا سب سے بڑا شرف یه نهیں هے که تم ابراهیم خلیل (ع) کے معبد کے خادم هو ' بلکه تمهارے خدا نے تم کو اس سے بهت ارفع و بلند مقصد دیا هے ' یعنی تم رب جلیل کے اس معبد کے خادم هو ' جسکی چھت آسمان کی فضاے محیط ' اور جسکی سطح زمین کا تمام پھیلا هوا طول و عرض هے !

منجملہ اُن اختلافات طریق عمل کے جو مجھہ میں اور ارباب عصر میں ہے' ایک بہت بڑا اختلاف یہ بھی ہے کہ میں اپنے عقیدے میں مصلحت کو ہر شے پر موثر پاتا ہوں' الا اصول و مقاصد حقیقیہ پر' کہ وہ ایک ایسی شے ہے' جسکا بہر حال اظہار و اعلان لازمی ہے - جو چیز ہمارا مقصد حیات ہے' جس خون کے دوران سے ہمارے جسم ملت کی زندگی ہے' جس تغذیۂ اصلیہ پر ہمارا نشو و نما موقوف ہے' اس کو کیونکر خنجر مصلحت کے سپرد کردیں ؟

اگر کرینگے تو ایک زمانہ آئیگا کہ اس مصلحت فرمایانہ اعلانات و اشتہارات کے بعد ہمارا مقصد حیات مشتبہ ہو جائیگا' اور خود ہم اپنے تئیں بھول جائینگے -

چنانچہ آج جو حالت ہماری نظر آرہی ہے' یہ بہت زیادہ حد تک اسی مصلحت فرمائی کا نتیجہ ہے - مصلحت بینیوں نے گو محض مصالح وقت سے مقاصد پر پردے ڈالے' لیکن آج وہ پردے ایسے حائل ہوگئے ہیں کہ خود ہم بھی اپنے تئیں نہیں دیکھہ سکتے !!

یہ مصلحت کے بت کی یاد نہیں ہے' بلکہ خداے حی و قیوم سے غفلت و نسیان ہے - یہی وہ مرتبہ منجملہ مراتب ضلالت کے ہے' جسکی طرف قران کریم نے جا بجا اشارہ کیا کہ "ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسا ہم انفسہم" اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے ماسوی اللہ کی مرعوبیت میں غرق ہوکر خدا کی قوتوں کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے تئیں بھی بھول گئے -

پھر سورۂ توبہ میں ایک جماعت کا ذکر کیا کہ ان کا وصف یہ ہوگا :

یا مـــرون بـــالمنکـــر و ینہون عن المعروف و یقبضـــون ایـــدیہـــم' نســوا الـلـــہ فنسیہـــم (۹ : ۶۸)

" وہ امر بالمعـــروف اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرینگے' نیز خدا کے سچے کاموں میں صرف جان و مال کرنے سے انکی مٹھیاں بند رہینگی - یہی وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا' نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا "

ہماری گذشتہ اور موجودہ رہنمائی کی یہ کیسی کامل و اکمل تاریخ ہے ؟ پھر میں کیونکر پسند کروں کہ ارکان خدام کعبہ' جنکے اندر قیمتی ولولۂ عمل اور نتیجہ خیز قوت کار بحمد اللہ موجود ہے' مصلحت فرمائی کے اس درجہ تابع ہوں کہ ہمارے رہنمایان گذشتہ و حال کی طرح " نسوا اللہ فانساھم انفسہم " کے عالم میں گرفتار ہو جائیں ؟ اعاذنا اللہ سبحانہ و ایاہم و یہدینا الی صراط مستقیم -

دفـــع شبـــہ

ممکن ہے' آپ کہیں کہ مقصود تو یہی ہے' مگر کعبہ کا نام اس لیے رکھا گیا تاکہ ہر شخص سمجھہ سکے - یہ سچ ہے - آپ نے ایک عالی شخص کو تو یہ کہکر سمجھا دیا' لیکن کیا ایک تعلیم یافتہ شخص' اور ایک گرفتار غفلت مگر آمادۂ اصلاح ہستی کی آمادگی ضائع بھی نہیں کردی' اور موجودہ اضطراب و استعداد انقلاب کے بعد (جس سے نہیں معلوم آپ کیسی کچھہ انقلابی تبدیلی اُس کے اندر پیدا کر دیتے ؟) اُسکا منتہاء فکر صرف یہی نہیں قرار دیا کہ صرف ایک اقرار غیر محکم و غیر شرعی' اور ایک روپیہ دے کر فارغ البال ہو جائے ؟ فتدبروا و تفکروا یا اولی الالباب ! ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون !!

تشخیص کے بعـد عـــلاج

آپ موجودہ مصائب کے علاج کے لیے کھڑے ہوے ہیں - پس سب سے پہلی نظر آپ کو اس پر ڈالنی چاہیے کہ اِن تمام امراض کی علت اصلی کیا ہے ؟ اور اپنی تمام قوتوں کو اسی کے اِزالہ کے لیے وقف کردینا چاہیے - مسلمانوں کی عزت ذلت سے بدل ہوگئی - جہل و نادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی - حکومتیں چھن گئیں' اور شکستوں' ناکامیوں' اور غلامیوں نے ان کا احاطہ کر لیا - یہی امراض ہیں جو آپ کو نظر آرہے ہیں - پھر خدارا انصاف کیجیے کہ یہ سب کچھہ اس کا نتیجہ ہے کہ انکے پاس حفاظت حرمین کیلیے کوئی فنڈ نہ تھا' یا انہوں نے کوئی اقرار نہیں کیا تھا' یا حاجیوں کے سفر کا عمدہ انتظام نہ تھا' یا مکۂ معظمہ میں پر تکلف قیام کے لیے کوئی ہوٹل نہ تھا ؟ میرے مقصد کے سمجھنے میں غلطی نہ کیجیے - میں تسلیم کرتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ روپیہ کی فراہمی' تعلق عرب کی تقویت' خدمت کعبہ کا ولولہ' مرکز اسلامی کی محبت' اور اسی طرح کی تمام چیزیں نہایت ضروری ہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اِن ہی چیزوں کا فقدان ہمارے امراض مذکورۂ صدر کی علت حقیقی ہے ؟

اس سطح ارضی پر کوئی نہیں' جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے - علت اصلی بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ **عمل بالاسلام کی روح ہم میں سے مفقود ہو گئی'** امر بالمعروف کا سبق بھلادیا' جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کردیا' اور ہماری جیب نہیں بلکہ دل خالی ہوگئے - پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جس کے مقاصد و اعمال کی فہرست بیسیوں دفعات پر مشتمل ہے' لیکن نہ تو کہیں اس میں احیـــاء دعوت اسلامی کی دفعـہ ہے' نہ کہیں اسلام کے احکام و اوامر پر عمـل کرنے کی قید ہے' نہ کوئی صورت عمل اور طریق کار ایسا پیش نظر ہے' جس کا مقصـد مسلمـانوں کو مسلمـان بنانا ہو' اور ان کی مجاہدانہ روح عمل کو واپس لانا ہو' تو پھر فرمائیے ! آپکا مقصد تو ضروری' اور آپ کے کام یقیناً اچھے اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین' لیکن ہمارے اصلی مرض کے لیے آپنے کیا کیا' اور اس کے لیے کہاں جائیں ؟

یاد رکھو کہ آج تمہاری قوم کو ایک اعلی ترین فرصت دی گئی ہے - ایسی فرصت جس کی نظیر تاریخ اقوام و ملل میں زیادہ نہیں مل سکتی - تم اللہ کے طرف سے اس کے ذمہ دار ہو کہ اُسے ضائع نہ کرو' اور اُس سے کام لو - تم جو کہتے ہو کہ حفاظت کعبہ کے لیے روپیہ دو ! تو میرے عزیز دوستو ! کیا بہتر نہ تھا کہ تم کہتے کہ حفاظت عالم کے لیے اپنے دلوں کو اسلام کے حوالے کردو ؟ خدمت کعبہ' حفظ اسلام' جمع مال' اور اور تمام چیزیں صرف ایک دل کے مل جانے سے مل جاسکتی ہیں' پس مانگنے والوں کو صرف دل ہی مانگنا چاہیے -

تمہارے پاس آج ایک ایسی مشتعل چنگاری موجود ہے کہ قرینے سے ہوا دو تو اس سے ہزاروں آتشکدے روشن کرسکتے ہو - تم آج مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کرسکتے ہو' ان کے برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جھکا سکتے ہو' ان کا گم گشتہ اخلاق' ان کا کھویا ہوا علم' اور ان کی مفقود روح حیات اسلامی کو پھر واپس لاسکتے ہو - پس میں یہ نہیں کہتا کہ جو کرنا چاہتے ہو نہ کرو' مگر کہتا ہوں کہ

خوفهم امنا - يعبدونني ولا يشركون بی شيأ ' ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون - (۲۴ : ۵۵)

يعنی اسلام ' اسکو دنیا میں قائم کرکے رهیگا ' نیز خوف اور خطرے کی اس زندگی کے بعد أنپر طمانینة اور راحت کا ایک ایسا دور طاري کردیگا که وه باطمینان الله کی پرستش کرینگے ' کسی کو اُس کا شریک نه گردانیں گے - پھر جو شخص ان تمام احسانات الہی کے بعد بھی الله کے آگے نه جھکے تو بس ایسے هی لوگ نافرمان هیں -

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

اس آیت نے مسلمانوں کے مقصد حیات کو انتہاء وضاحت کے ساتھه ظاهر کردیا هے - یہی ارض الہی کی خلافت هے جس کی نسبت حضرت داؤد کی زبانی کہا گیا تها که :

ولقد كتبنا فی "الزبور" من بعد الذكر: ان الارض يرثها عبادی الصالحون - ان فی هذ البلاغ لقوم عابدين ' وما ارسلناك الا رحمة للعالمين - (۲۱ : ۱۰۷)

اور هم کتاب زبور میں اپنے ذکر کے بعد اپنے اس قانون کو لکھه چکے هیں که همارے وهی بندے زمین کی سلطنت وفرماں روائي کے وارث هونگے ' جو اپنے اعمال میں نیک هونگے - بیشک اس قانون کے تذکرے میں عابدین الهي کیلیے ایک پیغام بشارت هے ' اور پھر یہي هے که هم نے اے پیغمبر! تمهارے ظهور کو تمام عالم کیلیے رحمت قرار دیا هے !

غور کیجیے تو کونسي آیت غور کي محتاج نہیں هے ؟ اس آیت میں زبور کا قول نقل کرکے فرمایا که " اس میں ان لوگوں کے لیے ایک پیغام بصیرت هے جو عبادت الهي سے فائز المرام هیں " اور پھر اس کے بعد وجود مقدس حضرة ختم المرسلین یا ان کی بعثت کی نسبت فرمایا که " رحمة للعالمين " هے - یعني یه ظهور الہی تمام عالموں کے لیے بلا تفریق اسود وابیض و مشرق و مغرب ' رحمة الہي هے -

اس سے مقصود در اصل امة مرحومه کي تنبیه تهي - " قوم عابدين " سے اسي امت کي طرف اشاره هے - یعني کتاب زبور کا یه فرمان امة مرحومه کے لیے ایک پیغام عبرت و بصیرت هے - اگر وه اعمال حسنه و صالحه اختیار کریں گے ' اور الله کي بخشي هوئي قوتوں کا صحیح استعمال کرینگے (که یہي معني هیں عبادت الہي کے) تو بموجب اس قانون متذکرهٔ زبور کے ضرور هے که زمین کي وراثت کے مستحق تهریں گے - اور چونکه ایسا هونا ضرور تها ' اس لیے ظهور اسلام کو رحمة الهي سے تعبیر کرکے ظاهر کر دیا که یه تمام قوموں کو مفاسد ومظالم سے نجات دلانے والا ' اور انسانوں کے پانوں کي زنجیرهاے أسر و استبعاد کو کاٹنے والا هے - یه ایک ایسي قوم کے نشوو نما کواپنے ساتھه رکھتا هے ' جو امر بالمعروف اور نهي عن المنكر کریگي ' جو اپني تمام قوتوں کو وقف جهاد في سبيل الله کر دیگي ' اور جو دنیا کي چھني هوئی صداقت وعدل پھر اسے واپس دلا دیگي - پس جس طرح تمهارا رب کریم " رب العالمين " هے ' جس کي ربوبیت میں کسي نسل ' کسی قوم ' اور کسي زبان ' اور کسي زمین کي قید نہیں ' اسي طرح یه پیغام ظهور هدایت ' اور یه وجود بشیر ونذیر بھی " رحمة للعالمين " هے ' که اس کی رحمت فرمائي میں بھي خدا کي ربوبیت کي طرح زمین کے کسی خاص ٹکڑے ' اور انسانوں کی کسی خاص جماعت کی قید نہوگی ' بلکه اپنی هدایت کی حامل و داعی ایک ایسی قوم پیدا کردیگا ' جس کے بال همت کے لیے تمام کرهٔ ارضی فضاے پرواز ' اور جس سے معرکهٔ حق و باطل کے لیے تمام دنیا کارزار جنگ هوگی :

باں بکشا و صفیر از شجر طوبی زن !
حیف باشد چو تو مرغے که اسیر قفسي !

خدمت کعبه یا خدمت عالم ؟

پس جس قوم کے شرف و اجتبا ' اور جس قوم کے مقاصد کے علو و ارتفاع کا یه حال هو ' میں ایک لمحه کے لیے بھی راضی نہیں هوسکتا که اس کے سامنے اس کے سوا کوئی اور مقصد حیات پیش کیا جاے ' کیونکه جس خدا نے اس کی زندگی کا ایک هی مقصد قرار دے دیا هے ' یقین کرو که وه بھي کبھی اس سے راضی نہیں هو سکتا ۔

خواه کیسے هی دلفریب اور کیسے هي مصلحت آشنا الفاظ آپ کي زبان پر هوں ' مگر میں کہونگا که آپ سب کچھه کیجیے ' لیکن خدا را اس اصل اصول اور اس حقيقة الحقائق سے نه هٹیے ' جو دعوة اسلامي کي بنیاد و اساس ' اور مسلمانوں کي زندگي کے استقامت حیات کي ایک هي چٹان هے - آپ کسي مکان کی کھڑکیاں بدل ڈالیے که اب موسم کے بدلنے سے هوا کا رخ بھي بدل گیا - آپکو اختیار هے که آپ اس کا دروازه بھي جنوب سے شمالی جانب منتقل کردیں که مصلحت یہي کہتي هے - یه سب کچھه گوارا هو سکتا هے لیکن میں اس پر تو کبھي راضي نہیں هوسکتا که آپ بنیاد کي اینٹوں کا مسئله چھیڑ دیں - اور تمام قوتوں کو بجاے استحکام بنیاد قدیم کے ' ایک تاسیس جدید میں صرف کریں ؟ مسلمانوں کي زندگي کي بنیاد خدمت کعبه نہیں بلکه خدمت عالم هے ' اور وه دنیا کي جب هي خدمت کرسکتے هیں ' جبکه پہلے خود اپنے نفس و قلب کي خدمت کرلیں ' **اور یه ممکن نہیں جب تک که موجوده حس مصائب کي بنا پر انهیں اسوهٔ ابراهیمي و محمدی (علیهما الصلوة والسلام) کي پیروی میں فنا هوجا نے ' اور مٹ جانے کي دعوت نه دی جاے -**

مصلحت

ایک عالم مدجمله عوام عملیات جدیده کے " عالم مصلحت " کا بھي هے -

میں اس کا منکر نہیں - اس کے لیے بھي قرآن کریم نے همارے آگے بہت سے اسوه هاے جلیلهٔ نبویه پیش کیے هیں ' اور ان کے ذکر کا یه موقع نہیں ' لیکن افسوس که میں " مصلحت " کے عفریت مہیب کي أن لا تعد ولا تحصی قوتوں کا قائل نہیں هوں ' جن سے حقيقة الہيه شکست کہا جائے - میں تسلیم کرتا هوں که ایک بہت بڑي چیز ' جس کي هم میں کمي هے ' تنظیمات عمل (ارگنائزیشن) هے ' اور اسکے لیے صرف اتنا هی کافی هے که ایک مقصد مشترک سامنے هو ' اور سب میں اس کے نام سے ایک رشتهٔ باهمی قائم هوجاے - میں یه بھي جانتا هوں که مقصد کی جگه دماغ هے نه که صفحات مقاصد انجمن - تاهم مشکل یه هے که جو راه اختیار کی گئی هے ' وه یا تو اصل مطلوب و مقصود تک پہنچنے والی هی نہیں هے ' اور یا پهنچنے والی هے تو اس قدر پیچ وخم کے بعد ' که اتنا وقت همارے پاس نہیں هے -

پھر آپ مقراض مصلحت کو شاخوں کي کانٹ چھانٹ میں استعمال فرمائیے ' جڑ پر هاتھه کیوں ڈالتے هیں ؟

یہی سبب ہے کہ حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ و السلام کو " خاتم النبیین " فرمایا' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی ہدایت کیلیے ائمۂ کرام اور مجددین عظام مامور ہوے' مگر دروازۂ نبوت کا سد باب ہوگیا - اُن تمام احادیث صحیحہ کا تفحص کرو' جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے' اور اُس حدیث مشہور کو پڑھو' جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو " محدث " کے لقب سے یاد فرمایا ہے - ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی اصلاح کیلیے " تاسیس " کا اب سد باب ہے' اور صرف " تجدید و احیاء " کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے - (ان اللہ تعالی یبعث لهذہ الامۃ علی راس کل مئۃ سنۃ' من یجدد لها دینها)

پس آج بھی ہم کو اپنے ہر عمل میں صرف تجدید احکام شریعت' اور احیاء سنت سلف صالح کی ضرورت ہے - ہم کو اپنے تمام کاموں میں چاہیے کہ گذشتہ اصولوں کو زندہ کریں' اور اپنے اعمال حسنہ کے مٹے ہوے نشانوں کو اُبھاریں - ہم کو نئے مقصدوں کی ضرورت نہیں' ہم کو نئی صداؤں کی احتیاج نہیں' ہم کو آگے نہیں بڑھنا ہے' بلکہ پیچھے ہٹنا ہے - ہمارے سامنے صاحب خلق عظیم کا اُسوۂ حسنہ موجود ہے - ہم اہل بیت نبوۃ مطہرہ اور صحابۂ کرام کے اعمال کو دیکھہ سکتے ہیں' ہمارے پاس سلف صالح کے اعمال کی سراغ رسانی کے وسائل موجود ہیں - ہمارے پاس قران حکیم اپنی ہیئۃ و حقیقۃ اولی میں موجود ہے' جبکہ اس کی آیتیں بطحا و یثرب کے ریگستانوں میں اسرار الہی سے پردے اٹھا رہی تھیں' اور دنیا کو انسانیۃ اعلی کے اصولوں کا سبق دے رہی تھیں - پھر کیا ہے کہ ہم نئے مقصدوں کے متلاشی ہوں ؟ اور کیوں نئے اصولوں کی دعوت کی طرف ہمیں بلایا جاے ؟ نئے ولولوں اور نئے تماشوں کا بھی ہم نے تجربہ کرلیا - اب ہم اُکتا گئے ہیں' اور اور زیادہ تجربے کی ہم میں سکت نہیں - ہمیں چھوڑ دو' تاکہ اپنی قدیمی وحشت کی ایک ادنے ادا پر' تمہاری نئی دلفریبیوں کو قربان کرڈالیں :

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاهد !
تو و قطع منازلہا' من و یک لغزش پاے

تشریح مزید

مثلاً آج کتنے ہیں جو یورپ کے جماعتی اصول کار کی تقلید میں صرف انجمنوں کے قائم کرنے' کانفرنسوں کی تحریک کرنے' اور انکے لنبے لنبے اصول و قواعد کے نظام لکھنے میں بڑی بڑی دواتوں کو سیاہی سے خالی کر دیتے ہیں' لیکن کسی ایک شخص کو بھی یاد آتا ہے کہ خود ہمارے پاس جو قدرتی اجتماع کا سامان موجود ہے' سب سے پہلے' اُسی کو زندہ کریں ؟ ہم اگر مسلمان ہوں تو ہمارے لیے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہونا ضروری ہے - مسجد ہی ہمارے لیے سب کچھہ تھی - اس کا صحن ہمارا پارلیمنٹ ہاوس تھا' اسی کے محرابوں کے نیچے ہماری کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں - یورپ کی کانفرنسیں سال میں ایک مرتبہ یا دو بار ہوتی ہیں' مگر ہماری کانفرنس کا اجلاس ہر آٹھویں دن جمعہ کا یوم عید تھا - اوروں کو انجمنیں قائم کرنی چاہئیں - اور انکے عہدہ داروں کی تلاش میں اپنے رہنماؤں کی منت کرنی چاہیے' مگر ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ ہماری ہر مسجد انجمن ہے' اور اسکا امام انجمن کا سکریٹری - پھر کیوں نہ ہم نئے اجتماعات کی تاسیس سے پہلے اسی اجتماع کی تجدید کریں ؟

اسی طرح ہمارا سالانہ اجتماع جو وادی منا و عرفات اور جبل فاران کی گھاٹیوں میں منعقد ہوتا ہے' جو اُس ظہور کو یاد دلاتا ہے' جبکہ خداوند سعیر اسکی چوٹیوں پر سے ایک ہاتھہ میں اعلان ہدایت کی کتاب' اور ایک ہاتھہ میں قیام عدل کی تلوار لیکر چمکا تھا' کیا ہمارے لیے ایک تمام عالم کا بین الملی اجتماع اعظم نہیں ہے ؟ پھر ہمیں تجدید کی ضرورت ہے یا تاسیس کی ؟

یہ تو ایک مثال تھی - اسی طرح اپنے اعمال کی ہر شاخ کو دیکھو -

با قاعدہ انجمنیں

آج ہمیں انجمنوں اور با قاعدہ جماعتوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا - ہمارے قدیمی دعوۃ و تبلیغ کے سلسلے کو زندہ ہونا چاہیے' جبکہ ہر مسلمان کا وجود ایک انجمن تھا' اور ہر آواز اپنے اندر ایک مشن رکھتی تھی - جبکہ اسلام وادی حجاز میں ظاہر ہوا' اور چین و ہند اور جاوا و سماٹرا میں اسکے پرستار پیدا ہوے تو کونسی انجمن تھی' اور کون اسکا پریسیڈنٹ اور سکریٹری تھا ؟ یہ کیا تھا کہ ایک عرب تاجر تجارت کا مال لیکر سماٹرا میں جاتا ہے' اور ایک پورے مشن کا کام انجام دیتا ہے ؟

ہم کو بدستور اپنے کاموں میں سرگرم رہنا چاہیے ہم اگر تاجر ہیں تو تجارت کرینگے' اگر معلم ہیں تو درس دینگے - لیکن جب پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہونگے تو ہماری انجمن منعقد ہوگی' اور سرگرم تقریروں کی جگہ ہمارے اندر سے آتش الہی کی چنگاریاں نکلکر ایک دوسرے کے دلوں سے ٹکرائیں گی -

ہم کو ہمیشہ اپنے کاموں کیلیے روپیہ کی تلاش ہوتی ہے' اور اسکے لیے فنڈ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں' یہ بھی وہی راہ " تاسیس " ہے - حالانکہ فریضۂ زکواۃ کا ایک قدیمی حکم ہمارے پاس موجود ہے' اگر تاسیس کو چھوڑ کر تجدید کریں' تو ہمارے پاس کروروں روپے کا ایک بیت المال ہر وقت موجود رہے -

بڑی بد نصیبی یہ ہے کہ ہم جب کبھی کسی کام کے لیے اُٹھتے ہیں تو ہمارا منتہاے فکر اُس سطح سے بلند نہیں ہوتا جو برسوں سے ہمارے سامنے ہے - وہی عام انجمنوں کے قواعد' وہی ان کے نظام' وہی ان کے عہدہ داروں کی کشمکش کی رسم عام جو ہر شخص کے سامنے موجود ہے' سامنے آجاتی ہے' اور کبھی کوشش نہیں کرتے کہ رسم عام سے الگ ہوکر اپنی کوئی راہ پیدا کریں' مرحوم (نظیری) کو اپنے زمانے کی شکایت تھی :

خلاف رسم دریں عہد فرق عادت داں
کہ کارہاے چنیں از شمار بوالعجبی ست !

اصل راز اسمیں یہ مضمر ہے کہ اس طریق کو اختیار کرے تو کون کرے ؟ آجکل بالعموم جو لوگ ارباب عمل و موسسین دعوۃ ہیں' اگر وہ احیاء و تجدید اعمال اسلامیہ کیلیے اُٹھیں تو پہلی مصیبت اُنہیں یہ پیش آئے کہ خود اپنے آپ کو اُس دعوت کا مخاطب بنانا پڑے' اور بھلا اس دور تمدن و تہذیب میں اس وحشت و ہمجیت کے لیے کون طیار ہوسکتا ہے ؟

خلاصۂ مباحث گذشتہ

اب بہتر ہوگا کہ " حزب اللہ " کے مقاصد اور طریق عمل کو پیش کرنے سے پہلے دفعہ وار اپنے خیالات کو بطور خلاصۂ بحث کے پیش کردوں' تاکہ بیک نظر سامنے آجائیں' اور ارباب فکر کو غلط فہمیوں سے دو چار نہ ہونا پڑے :

(۱) مسلمانوں کے مساعی و مجاہدات کا نصب العین حفظ کعبہ نہیں بلکہ حفظ عالم ہے' اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ وہ اپنے اعمال و افعال میں ایک آخری تبدیلی کرکے' احکام الہی پر عمل پیرا ہوکے' اپنے قلوب و نفوس کا تزکیہ کرکے' اپنے وجود کو اللہ اور اس کے دین مبین کے حوالے کر کے' اپنے تئیں اسوۂ حسنۂ ابراهیمی و محمدی (علیہما السلام) کا پیرو بنالیں' امر بالمعروف' نہی عن المنکر' دعوۃ الی الحق' قیام صلوۃ' ایتاء زکواۃ' اور جمیع

اسی میں تمام قوتیں صرف نہ کرڈالو' اور اصلی راہ فوز و فلاح کو بھی تلاش کرو -

میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں' ممکن ہے کہ ابھی لوگ نہ سمجھیں' اور بہت ممکن ہے کہ بہت سی جلد باز و بے خبر طبیعتیں غلط فہمیوں اور شبہات و وساوس کی شکار ہوں - لیکن الحمد للہ کہ وہ وقت دور نہیں' جب لوگ سمجھیں گے' اور جو آواز آج میرے منہ سے نکل رہی ہے' اطراف عالم اسلامی سے اس کی صدائیں آئیں گی - بشرطیکہ ہمارے لیے گرکر اُبھرنا ابھی باقی ہے' اور بشرطیکہ اٹھانے والے کا ہاتھہ بڑھچکا ہے ! واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

تاسیس یا تجدید ؟

جس شے کو میں مسلمانوں کا فراموش کردہ مقصد حیات سمجھتا ہوں' اور جس بھولی ہوئی بات کو از سر نو یاد دلادینے کے لیے بے قرار ہوں' مجھے الزام نہ دیجیے اگر میں آسے بار بار دہراؤں - لیکن میں ایک حد تک دہرا چکا اور زندگی رہی تو ہزاروں مرتبہ دہراؤنگا - لیکن اب ختم مقالہ سے پہلے چاہتا ہوں کہ ایک دقیق مگر اصل اصول کی طرف اشارہ کردوں - اس وقت سرسری اشارے پر قناعت کرونگا' مگر آیندہ بصورت مستقل اسکی تفصیل ضروری -

منجملہ اُن عظیم ترین اختلافات کے' جو مجھہ میں اور کار فرمایان عمل میں ہے' ایک اصولی اختلاف یہ ہے کہ وہ آج جب کبھی کسی کام کے لیے اُٹھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ راہ " تاسیس " اختیار کریں' اور میں اللہ کی بخشی ہوئی بصیرت کی بنا پر مسلمانوں کے لیے اُن کے اعمال ملی میں سے کسی شاخ کے لیے بھی " تاسیس " کی ضرورت نہیں سمجھتا' بلکہ صرف " تجدید " کی - اور اس بارے میں الحمد للہ' اس درجہ [illegible] ہوں کہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی راے میں متزلزل نہیں ہوسکتا -

" تاسیس " کے معنی ہیں کسی کام کی از سر نو بنیاد رکھنی' اور " تجدید " کہتے ہیں کسی پیشتر سے موجود شے کو دوبارہ زندہ کرنے' اور اس کی گم گشتہ رونق و حیات کے واپس لانے کو -

کسی زمین پر ایک نئی عمارت کی بنیاد رکھیے تو یہ " تاسیس " ہے' لیکن اگر ایک عمدہ عمارت پیشتر سے موجود ہے' اور امتداد زمانہ و غفلت نگرانی کی وجہ سے ویران ہوگئی ہے - آپ اسکی شکست و ریخت کردیں' اور جو اینٹ جس جگہ سے نکل گئی ہے' پھر وہیں جمادیں' تو یہ " تجدید " ہوگی -

میرا عقیدہ ہے کہ آج حیات ملت و حصول عظمت ملی کے لیے مسلمانوں کو اپنے اعمال کی کسی شاخ میں بھی " تاسیس " کی ضرورت نہیں' بلکہ صرف " تجدید " کی ضرورت ہے کہ جن اصولوں کو ہم نے بھلا دیا ہے' ان کو دوبارہ زندہ کریں' اور جس متاع کو حاصل کرکے گم کردیا ہے' اس کے سراغ میں پھر نکلیں - ہمارا جیب و دامن آج کی طرح ہمیشہ خالی نہ تھا - اگر آج اوروں کے پاس لعل و جواہر ہیں' تو ہمارے پاس بھی اس کی کانیں تھیں - آج اگر ہم مفلس ہیں تو دوسروں کے لعل و جواہر کو نظر حسرت و طمع سے دیکھنے کی ضرورت نہیں' ہم کو اپنی گم کردہ کانوں کے سراغ میں نکلنا چاہیے' جن کی دولت لازوال تھی اور ہمیشہ لازوال رہیگی -

روشنی کے تم بھی متلاشی ہو اور میں بھی - اس لحاظ سے ہم دونوں کا مطلوب و مقصود ایک ہی ہے - لیکن پھر مجھہ میں اور تم میں اختلاف حال کا ایک سمندر حائل ہے - تم دوڑتے ہو' تا غیروں کے ٹمٹماتے ہوے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرو - یا لکڑی چنتے ہو' تاکہ آنہیں جلاکر ایک نئی انگیٹھی مشتعل کرو' لیکن میں روتا ہوں کہ پادشاہ کے لڑکے کے لیے کسی سوداگر کی الماری پر للچائی ہوئی نظر ڈالنا مناسب نہیں - میں پوچھتا ہوں کہ وہ تمہاری شمع کیا ہوئی' جسکی روشنی سے تمہارے گھر کا کونہ کونہ منور تھا ؟ دوسروں کے ہاں کیوں جاتے ہو؟ لکڑیاں چن کر نئی آگ کیوں سلگانا چاہتے ہو؟ اُسی شمع کو کیوں روشن نہیں کرتے ؟ یہ کیسی بد بختی ہے کہ جن کے پاس کافوری شمعیں موجود ہوں' وہ کسی کے جھونپڑے کے دیا کو نظر حسرت سے دیکھیں ؟

اللہ نور السماوات والارض' مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح' المصباح فی زجاجہ' الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیہ' یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار' نور علی نور' یہدی اللہ لنورہ من یشاء' ویضرب اللہ الامثال للناس' واللہ بکل شئ علیم - (۲۴ : ۳۶)	" اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - اسکے نور کی مثال ایسی سمجھو' جیسے ایک طاق ہے' طاق میں ایک چراغ' اور چراغ ایک بلور کی قندیل میں وہ قندیل اسقدر شفاف ہے' گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک درخشندہ ستارہ - پھر اُس چراغ کی روشنی ایک ایسے شجرۂ مبارکۂ زیتونی کے تیل سے ہے' جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی - اُسکے تیل میں یہ ایک عجیب خاصیت ہے کہ اپنے مشتعل ہونے میں وہ آگ کا محتاج نہیں - آگ اُسے نہ بھی چھوئے تاہم وہ آپ سے آپ جل اُٹھے گا - اس کے نور کا حال کیا کہا جائے کہ وہ تو نور علی نور ہے - اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنے اِس نور کی طرف ہدایت بخشدے - یہ چراغ کا بیان در اصل ایک مثال تھی' اور اللہ لوگوں کے سمجھانے کیلیے مثالیں بیان کرتا ہے' اور وہ ہر شے کی حالت سے واقف ہے "

اسلام ایک آخری دین الہی تھا' جس نے نہ صرف احکام شریعت ہی میں' بلکہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہم کو سب سے آخر اور سب سے بہتر اصول دیدیے' اور دنیا خواہ کتنی ہی بدل جائے' لیکن آزما لیا جا سکتا ہے کہ اُن اصولوں کی صداقت کو بدلنے کی ضرورت نہیں - اُسکا اعلان عام تھا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا - (۵ : ۵)	آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین الہی کو کامل کردیا' اپنی نعمتیں تم پر تمام کردیں' اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا کہ وہ انسان کے فلاح کونین کے لیے کامل ترین شریعۂ الہیہ ہے -

" تکمیل دین " اور " اتمام نعمت " کی اگر تشریح کروں تو دفتر کے دفتر مطلوب' اور لوگ اتنی ہی تمہید سے نالاں اور حرف مقصد کیلیے بیقرار : و خلق الانسان من عجل - تکمیل دین کے لیے ضروری تھا کہ ہمیشہ کے لیے اسکے پیرو اپنی تمام اصولی ضروریات میں مستغنی اور بے پروا ہوجائیں' اور انکو کسی نئی تلاش اور نئے اصولوں کی جستجو کی ضرورت باقی نہ رہے - پھر " اتمام نعمت " کا لفظ کہکر بتا دیا کہ جو اصول اُنہیں دیے گئے ہیں' وہ چونکہ آخری ہیں' اس لیے اعلی ترین بھی ہیں' اور اب اُنکے پاس زر و جواہر کی کانیں مہیا ہوگئی ہیں' پس انکو اوروں کے خزف ریزوں پر للچانے کی ضرورت نہ رہی -

رہتا بلکہ بمرور زمانہ اور بہ اسباب متوارث قد و قامت میں بیرونی زیادات سے بڑھتا رہتا ہے -

اسقدر تمہید کے بعد ہم اصل مضمون پر نظر ڈالتے ہیں :

حیات کی تعریف

یہ زندہ ہے یا مردہ ؟

یہ وہ سوال ہے جو ہم کسی چیز کو زمین پر پڑا دیکھکر اپنے ساتھی سے کرتے ہیں - اس سوال کے ساتھہ جو فعل ہم سے سرزد ہوتا ہے ' وہ اوس چیز کا ہلانا ہوتا ہے ' اور جب ہم اوسکے اعضاء میں کوئی حرکت نہیں پاتے تو فوراً اُسے مردہ کہہ اوٹھتے ہیں -

یہ خیال عوام پر اسقدر حاوی ہے کہ وہ حیات اور حرکت کو لازم و ملزوم تصور کرتے ہیں -

لیکن غائر نظر کے بعد ہمکو اسکی غلطی صاف معلوم ہو جاتی ہے - اگر حرکت ہی حیات کی پہچان ہے ' تو پھر دریا میں بھی حباب ہے ' کیونکہ اوس میں بھی حرکت نمایاں ہے - ہوا میں بھی حیات ہے کیونکہ اوسکی حرکت کا احساس ہمکو ہر گھڑی اور ہر لمحہ ہوتا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ حرکت کوئی معیار حیات نہیں ہوسکتی - ہم کو تو ایسی تعریف چاہیے ' جو حوادث عالم کے ہر طبقۂ اجسام ذی حیات پر جامع و حاوی ہو -

انسان چونکہ درجے میں سب سے بلند ہے ' اسلیے ہم حیات کی تعریف اون حالات کو دیکھتے ہوے تلاش کرتے ہیں جو اوسی سے متعلق ہیں - یہ تعریف تمام دوسرے درجات پر بھی جامع ہوگی - انسان میں عقل اور جسم ' دو متغائر چیزیں پائی جاتی ہیں ' اور ہم انہی سے حیات کی تعریف بناتے ہیں - عقل کی جان استدلال ہے ' اور جسم کی نشوونما ' اور یہی وہ چیزیں ہیں ' جن میں ہم حیات کی تعریف تلاش کرتے ہوے روانہ ہوتے ہیں -

اس سفر میں پہلی بات جو ہم ان دونوں پر صادق پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ دونوں تغیرات کے طریقے ہیں - بغیر تغیر کے غذا خون نہیں بن سکتی ' اور نہ خون ریشہ اسی طرح بغیر تغیر کے کسی خیال سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا - غذا سے خون بننا اور خون سے ریشہ کی تولید ' یہ تو ایک صاف بات ہے ' لیکن کسی نتیجہ کے لیے خیالات میں تغیرات کا ہونا اولاً کسیقدر عجیب سا معلوم ہوتا ہے ' مگر ہم مثال میں اسکو واضح کردیتے ہیں -

آپکے سامنے ایک شے پڑی ہے - آپکو اوسکی ماہیت اور خواص معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے ' آپ اوسکو وزن کرتے ہیں ' اسکی سختی نرمی معلوم کرتے ہیں - رنگت دیکھتے ہیں ' مزہ چکھتے ہیں ' اور اسی طرح اُسکے دوسرے خواص بھی یکے بعد دیگرے معلوم کرتے جاتے ہیں - اسطرح آپ کے پاس معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اور آپ اُن سے نتائج مستنبط کرتے ہیں -

ظاہر ہے کہ اگر خیالات میں تغیر واقع نہوتا رہتا تو اسقدر معلومات بھی حاصل نہوتیں - کہا جائیگا کہ ایسے تغیرات ہم غیر ذی حیات مادہ میں بھی پاتے ہیں ' جو ہمیشہ حرارت میں ' رنگ میں ' اور قد و قامت میں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں لیکن ذرا سے غور کے بعد معلوم ہوجائیگا کہ جن تغیرات کو ہم ذی حیات مادہ سے متعلق کررہے ہیں وہ ان تغیرات سے بالکل مختلف ہیں - ہمارے ذی حیات مادہ کے تغیرات مسلسل ہیں - غذا سے لیکر اُسکے ریشہ بننے تک جس قدر تغیرات پیش آتے ہیں ' وہ سب مسلسل ہیں - چبانا ' نگلنا ' معدہ کی رطوبت میں حل ہونا ' جگر کے عروق سے ملکر صاف ہونا ' اور پھر خون بنکر ریشہ بننا ' یہ سب ایک سلسلہ میں بندھے ہیں - یہی حال استدلال کا ہے اور ہماری اوپر کی لکھی ہوئی مثال یہاں بھی صادق آتی ہے -

مگر ذی حیات مادہ کے تغیرات صرف مسلسل ہی نہیں ہیں بلکہ سلسلہ در سلسلہ ہیں - مثلاً معدہ دوران ہضم میں نگلی ہوئی غذا کے ساتھہ مصروف کار ہے ' یعنی رطوبت پیدا ہو رہی ہے ' اور غذا اوسمیں حل ہوتی جاتی ہے - یہاں معدہ تو اپنے کام میں مصروف ہے ' اور وہاں امعا اپنے کام میں - یہاں غذا ہضم ہو رہی ہے ' وہاں پہلی ہضم شدہ غذا خون بنکر ریشوں میں تبدیل ہورہی ہے - غرضکہ صرف ایک ہی سلسلہ نہیں چل رہا ' بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں -

یہی حال استدلال حالت کا ہے - صرف ایک ہی سلسلۂ خیالات نہیں ہے بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں - اسکی ادنی مثال کتاب بینی میں ملتی ہے - کتاب پڑھ رہے ہیں ' اور مطلب سمجھتے جارہے ہیں - بحث کی برائی بھلائی بھی خیال میں آرہی ہے ' اور اسکے متعلق دوسرے مصنفین کی رایوں کا بھی لحاظ ہو رہا ہے - گویا کئی سلسلے ایک ساتھہ جاری ہیں - پڑھنا ' مطلب کا سمجھنا ' تنقید کرنا ' دوسرے مصنفین کی رایوں کا موقع بموقع لحاظ رکھنا وغیرہ وغیرہ -

اُنہی دونوں پیش نظر امور پر زیادہ غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تغیرات نہ تو مکرر ہوتے ہیں ' اور نہ یکساں ' بلکہ نہایت مختلف ' اور بلا لحاظ تقدم و تاخر - اپنے ہی نفس کی حالت دوران غور و خوض و استدلال میں دیکھیے ' کیا ہوتی ہے ؟ بار بار ایک ہی سی حالت محسوس نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت نئی - مجھکو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ بھی کبھی کیفیت حس نفس ' ایک ہی بات پر ' مختلف اوقات میں غور کرتے ہوے مکرر یا یکساں رہی ہو - لیکن غیر ذی حیات اشیاء میں جسقدر بھی افعال واقع ہوتے ہیں ' وہ یکساں اور مکرر ہوتے ہیں - طبعی ' کیمیاوی ' کہربائی ' مقناطیسی ' دخانی وغیرہ بے شمار افعال اوسی ایک ہی حالت اور کیفیت کے ہمیشہ صادر ہوتے ہیں ' جو انکو آپسمیں متمیز کرتی ہے -

یہیں ہم کو ذی حیات اور غیر ذی حیات اشیاء میں ایک نمایاں فرق ملتا ہے - یہ فرق اوسوقت اور بھی نمایاں ہوجاتا ہے جب ہم مختلف تغیرات کو باہم متصل دیکھتے ہیں ' یہ تغیرات گو کیسے ہی مختلف ہوں ' مگر ایک دوسرے کے ساتھہ کچھہ اسطرح بندھے ہوے ہیں کہ ایک کے روکدینے سے دوسرے بہت سے رک جاتے ہیں - مثلاً سانس لینا روکدیا جاے تو دوران خون مع اپنے بہت سے ہمرکاب افعال کے بند ہوجاتا ہے - رنج و غم اور جوش و اشتیاق کا غلبہ ' بھوک پیاس کسطرح دور کردیتا ہے ؟ دماغ دل ' گردہ ' سب پر انکا اثر پڑتا ہے - حافظہ پر زور ڈالیے معاً آپ کو بہت سے واقعات یاد آجائینگے -

اسطرح حیات سلسلہ در سلسلہ لیکن مختلف تغیرات کے ایک مجموعہ کا نام ہے -

توضیح مزید

لیکن یہ تعریف بھی جامع نہوگی جب تک ہم ان تغیرات کی کوئی حد نہ مقرر کر دیں - ہمکو بہت نہیں تو کچھہ ایسے سلسلہ ہاے تغیرات ملینگے جو مختلف بھی ہیں اور سلسلہ در سلسلہ بھی - مثلاً برف کا پہاڑ جو ایسے تمام تغیرات کا اظہار

مقالهٔ علمیه

مقاصد حقیقیۂ اسلامیه کی تجدید کریں ' اور اس طرح پھر اپنے تئیں اس فرمان الہی کا مستحق بنادیں که " الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوة ' و اتوا الزکوة ' و امروا بالمعروف ' و نهوا عن المنکر - اگر انهوں نے ایسا کیا تو پھر زمین کی وراثت اور دین الهی کی فتح قطعی هے ' کیونکه انکی گذشته عظمت و فتح یابی انهیں اعمال پر مشروط تهی : وکان وعداً مفعولا -

(۲) پس محض روپیه کا جمع کرنا ' اور خدمت کعبه کے نام سے کسي انجمن کا قائم هونا گو مفید هے ' لیکن چونکه محض اس سے مسلمانوں کے اندر کوئي انقلاب و تبدیلي پیدا نهیں هوسکتي ' اور خدمت کعبه کوئي اصل نصب العین نهیں ' اسلیے وہ کافي نهیں -

(۳) انجمن خدام کعبه اگر مقاصد بالا کو اپنے اندر شامل بھي کرنا چاهے تو نهیں کرسکتي - اسکے دو سبب هیں :

(الف) انجمن کا مقصد اصلي کسي اسلامي خدمت کے لیے روپیه جمع کرنا هے ' اور روپیه جب هي جمع هوسکتا هے ' جبکه ایک بهت بڑي اور وسیع جماعت اسمیں شامل هو - پس اگر انجمن کے شرائط ممبري میں کوئي قید سخت پابندي احکام اسلامي یا انقلاب زندگي کي هوئي ' تو ظاهر هے که بهت تھوڑے لوگ اس میں پورے اتر سکیں گے ' اور ایسا هونا لازمي و ناگزیر - اور پھر ایسي حالت میں اس کا مقصد عظیمه فوت هوجائیگا -

(ب) مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا کرنے اور ان کے اندر مجاهدانه و جانفروشانه ولولۂ اسلامي کي تجدید کے لیے محض کسي انجمن کا قیام اور صداؤں کا بلند کرنا بیکار هے ' جب تک ایک جماعت اپنا عملي نمونه پیش نه کرے ' اور ایک اجتماعي اضطراب عمل ' اور شعله افروزانه جوش کار ' دنیا نه دیکھے ' اور بوجوہ و اسباب معلومه انجمن خدام کعبه میں یه ممکن نهیں - اور اسکي تشریح غیر ضروري -

(۴) پس انجمن خدام کعبه کو قائم هونا چاهیے ' اور پورے زور اور قوت کے ساتھه که اس طرح ایک قوت روپیه فراهم کرنے والي اور خدمت حرمین الشریفین کا ولوله تازه کرنے والي بهم هوجائیگی ' لیکن خدمت کعبه کو اصلي مقصود و نصب العین کهکر قوم کي همتوں کو پست نهیں کرنا چاهیے ' اور اسلام کے مقررہ اور اعلان کردہ نصب العین حقیقي کو صدمه پهنچانا نهیں چاهیے - اور یه بصراحت کهنا چاهیے که اصل شے اعمال میں تبدیلي اور اپني قوتوں کو وقف جهاد فی سبیل الله کرنا هے -

(۵) جب یه مراتب سامنے آگئے ' تو ان سے صاف نتیجه یه نکلتا هے که اصل کار ابهی باقي ' اور منزل مقصود کا نشان بدستور ناپید هے -

(۶) اس کے لیے ضرورت هے ایک ایسی جماعت کي ' جو مقاصد مذکورۂ بالا کو اپنا مقصد عمل بنالے - اور هم سب کو انتهاء سعی کرني چاهیے که الله تعالے همیں اس کي توفیق دے - جماعت " حزب الله " سے مقصود صرف یهی هے - اور انشاء الله العزیز کسي آیندہ نمبر میں اسکے تمام اغراض کی تشریح آپ ملاحظه فرما لیں گے -

فلسفۂ حیات و ممات

اثر: مسٹر مسعود احمد عباسي

(۱)

تمهید

مادہ

آپ کے سامنے هزارها چیزیں هیں - شکلیں بھي ان کي مختلف هیں اور رنگ بھي ان کے مختلف - کوئي زهر هے تو کوئي تریاق - غور کیجیے ' ان میں کونسي بات مشترک هے ؟

غور کرنے والے کهینگے که وزن میں اگرچه کوئي شے هلکي اور بھاري هے لیکن وزن سے خالي کوئي نهیں -

مگر هم کو روزانه روشني اور تاریکي ' گرمي اور سردي سے واسطه پڑتا هے - کیا ان میں بھي وزن هے ؟ کیا روشني میں کسي شے کا وزن اور هوتا هے اور تاریکي میں اور ؟ کیا حرارت پاکر کسي چیز کا وزن سردي کي حالت سے بڑهه یا گھٹ جاتا هے ؟

ان سب سوالوں کا جواب همکو نفي میں ملتا هے ' اور هم وزن دار اشیاء کو مادي اور بے وزن اشیاء کو غیر مادي کهتے هیں - لهذا هر وہ چیز جس میں وزن هے ' مادہ هے -

یهاں سوال پیدا هوتا هے که وزن خود کیا شے هے ؟ حقیقةً یه کوئي چیز نهیں ' بلکه جس طرح اسکولوں کي رسن کشي میں ایک جماعت دوسري جماعت کے مقابله میں زور کرتي هے اور اوسوقت هر فرد کو قوة کشش کا احساس هوتا هے ' ٹھیک اسي طرح همکو کسي شے کے اوٹھاتے هوے ایسي هي کسي قوة کا احساس هوتا هے - یهاں ایک جماعت کي بجاے زمین هے اور دوسري جماعت کي جگه هم خود - رسے کي جگه وہ شے هے جسکو هم اوٹھاتے هیں اور وزن ایک کشش هے ' جو زمین کي کشش کے خلاف عمل کرنے سے ' همکو محسوس هوتي هے -

مادہ کے اقسام

تجارب اور مشاهدات بتاتے هیں که موجودات عالم کے دو درجے یعني نباتات اور حیوانات ' تغذیه اور تنمیه کے لیے ایک اندروني نظام رکھتے هیں ' اور جب تک یه نظام قائم رهتا هے ' انکي سرسبزي اور شادابي بھي قائم رهتی هے - کسی درخت کي چھال کے نیچے کا حصه ' جسکے ذریعه پیے هوے عروق واپس هوتے هیں ' کاٹ ڈالیے اور پھر دیکھیے که ساري شادابي کسقدر جلد غائب هو جاتي هے ؟

کیا پتھر کو دور کردینے کے بعد بھي آپ چمک دمک میں کوئي تبدیلي دکھا سکتے هیں ؟ نهیں کبھي نهیں - یهیں همکو دو قسم کے مادوں کا پته چلتا هے - ایک ذي حیات ' دوسرا غیر ذي حیات -

ذي حیات مادہ وہ هے ' جو پرورش کے لیے کوئي اندروني نظام رکھتا هے ' اور غیر ذي حیات وہ هے ' جو ایسا کوئي نظام نهیں

شئون عثمانیه

موتمر مالي

تاوان جنگ

قاریین کرام کو یاد هوگا موتمر السلم (پیس کانفرنس) میں طے هوا تها که تاوان جنگ کے مسئله پر اس موتمر مالي میں غور کیا جائیگا ' جو دیون عثمانیه کے لیے پیرس میں منعقد هوگي - حلفاء بلقان کو اس موتمر میں شرکت اور نه صرف شرکت بلکه بولنے کا حق بهی دیا گیا تها -

اس مسئله میں نفس استحقاق کے علاوہ ایک اهم نقطه بحث یه بهی هے که کہاں سے دیا جائے ؟ حلفاء اسکے متعلق دو تجویزیں پیش کرتے هیں - ایک یه که یه رقم چنگی کے اس تین فیصدي اضافے سے ادا کیجائے جو دول نے اصلاح مقدونیه کے لیے منظور کیا تها - دوسرے یه که اس ضرورت سے سلطنت عثمانیه ۱۶- ملین پونڈ قرض کرائے ' اور اس قرض کی ضمانت میں یه اضافه مکفول کردیا جائے - مجوزه موتمر مالی کے جلسے پیرس میں هو رہے هیں - ۲۵ - جون کے جلسے میں جبل اسود کے وکیل نے تاوان جنگ پر ایک تحریر پڑهي ' اس تحریر میں ان ضروریات پر بہت زور دیا گیا تها جنکی وجه سے (عدم استحقاق کی صورت میں بهی !) حلفاء کے لیے تاوان جنگ کا ملنا ازبس ضروري هے -

تحریر کي تلاوت جب ختم هوچکی تو عثمانی وکلا نے نہایت سختی کے ساتهه اعتراضات کیے -

جبل اسود کے وکیل نے یه بهي بیان کیا تها که موتمر السفراء میں تاوان جنگ سے اصولاً اتفاق کیا جا چکا هے -

یه غلط بیانی غالباً اعضاء موتمر کو مرعوب کرنے کے لیے کی گئی تهی ' اور اگر نامه نگار نوبي پریس کا قیاس غلط نہیں تو دوسري تجویزوں کي طرح اتحاد مثلث کی وزارتہاے خارجیه کی سازش کا نتیجه تهي - بهر حال هوا یه که اس روایت پر اتحاد مثلث کے تمام وکلا مهر بلب رهے ' لیکن ائتلاف مثلث کے سرخیل یعني جرمني کے وکیل نے نہایت شد و مد سے تکذیب کي - اس نے کہا که میں بوثوق کهه سکتا هوں که کم ازکم جرمني حکومت نیز کسي جرمن وکیل نے کبهي بهي تاوان جنگ کي تجویز سے اتفاق نہیں کیا -

حلفاء بلقان کو اگر تاوان جنگ دلایا گیا تو اس سے دولت عثمانیه کي حالت بد سے بدتر هوجائیگي ' اور پهر اس صورت میں ان ضمانتوں کے دینے کے قابل نه رهیگي جو بغداد ریلوے کے واسطے اس سے طلب کي جا رهي هیں - اس سے قطع نظر دولت عثمانیه میں حلفاء بلقان اور نتیجه روس کي مداخلت بڑه جائیگي -

یه اسباب هیں جنکي بناء پر جرمني اور نه صرف جرمني بلکه آسٹریا اور اٹلي کو بهي تاوان جنگ سے اختلاف هے -

روس کو قدرةً حامی هونا چاهیے ' فرانس که فنا فی مرضات الروس هے ضرور روس کے هم آهنگ هوگا -

معاهده کویت سے قبل انگلستان کی پالیسي پر ایک حجاب کثیف پڑا هو تها ' مگر حلقات سیاسیه کے آراء و قیاسات سخت متضارب و متعارض تهے -

بعض اهل الراے کو امید تهي که کم ازکم اس موقع پر انگلستان عثمانیوں کی ضرور رهي پاسداري کریگا - نه صرف اسلیے که اس سے اسکي وفاداري کے دعاوے کے و مبلغین کو ایک موقع تازہ حاصل هوگا ' بلکه اسلیے بهي که ابهي کویت پر انگلستان کے حقوق کو دولت عثمانیه نے تسلیم نہیں کیا هے ' اور چونکه دولت عثمانیه کے تسلیم کیے بغیر یه حقوق یورپ کے نزدیک " قانونی " نہیں هو سکتے اسلیے یک گونه ترکوں کي ملاطفت و دلداري ضروري هے ' مگر دوسرے اهل نظر کي یه راے تهي که انگلستان یورپ کے دیو کی مخالفت کبهی گوارا نه کریگا ' اور تسلیم حقوق کے لیے کوئی فرنگیانه تدبیر اختیار کریگا -

معاهده کویت هو چکا هے ' اور ڈاکٹر ڈیلن نامه نگار ڈیلی ٹیلیگراف کی راے دفتر خارجیه کے اسرار و خفایا کے علم پر مبنی هے تو اب انگلستان کے هاتهه ترکوں کے بدلے فرانس اور روس کے هاتهه میں هیں ! - اخفا کا پرده پڑا هوا هے جو غالباً عین وقت پر اٹهیگا -

تاوان جنگ کا مسئله هنوز غیر منفصل هے ' اس عدم انفصال کے لیے شکریه کا مستحق (اگر هو تو) جرمنی هے ' ورنه اگر صرف انگلستان کے اتفاق پر موقوف هوتا تو غالباً - ایم - سازنوف کی ایک جنبش ابرو کب کا حسب دلخواه فیصله کرچکی هوتی -

ترک و عرب

الموتمر العربي

ترکوں اور عربوں کي باهمی بے لطفی کے متعلق خود ترکوں نے جو خیالات ظاهر کیے هیں اُن کا ماحصل یه هے :

دولت عباسیه اور دولت عباسیه کے ساتهه خلافت عربیه کا چراغ اس آندهي نے گل کیا تها ' جو سنه ۶۵۶ - میں صحراے تا تار سے اٹهي تاریخ اپنے آپ کو دهرا رهي هے - عمل کے جواب میں رد عمل کي تیاریاں هیں ' اور اب عرب سے ایک طوفان باد بپا هو رها هے - تا که اس خاندان تا تاري کي یادگار اور آخرین خلافت اسلامیه یعني دولت عثمانیه کے شیرازہ کو برهم کردے - لاقدر الله -

یه صحیح هے که لامرکزیت پس مانده اقوام کے لیے آب حیات هے ' مگر یه یاد رکهنا چاهیے که سم قاتل بهي هے - اسلیے پہلا سوال یه هے که اسکي طلب میں جو لوگ سرگرداں هیں انہوں نے پہلے اسکي مقدار خوراک ' طریقۂ استعمال ' اثناء استعمال میں ممنوعات و محظورات اور ممد و معاون اشیاء کے متعلق بهي واقفیت بہم پہنچالي هے ؟ یه یاد رکهنا چاهیے که تلوار کا هاتهه میں لینا جسقدر آساں هے اتنا هي اسکا چلانا دشوار هے - عرب نے دبستان سیاست کي ابهي ابجد بهي ختم نہیں کي هے -

کرتا ہے - یعنی تغیر آب و ہوا سے ہمیشہ بڑھتا گھٹتا بھی رہتا ہے - نقل وحرکت بھی کرتا ہے - پانی کی دھار بھی جاری کرتا ہے - حرارت کی کمی بیشی کا اظہار بھی کرتا ہے - گویا ذی حیات اشیاء کی طرح بڑھنا ' گھٹنا ' تغیرات مزاج ' تغیرات رفتار ' تغیرات اخراج ' وغیرہ وغیرہ سلسلہ ہاے مختلفہ کا اظہار کرتا رہتا ہے - بااین ہمہ یہ بالکل ممکن ہے کہ سالہا سال کے لیے یہ تمام سلسلے بہ تغیر آب و ہوا بند کردیے جائیں ' لیکن پھر بھی سلسلوں کے پھر کبھی ظاہر ہوجانے کی قابلیت میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو - یا اسکے برخلاف یہ سلسلے اپنی حالت اور کیفیت میں بجنسہ جاری رہیں ' اور بڑھنا بالکل بند ہوکر پہاڑ کو معدوم کردے -

یہاں جو فرق ہم ذی حیات اور غیر ذی حیات میں پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ غیر ذی حیات اشیاء میں یہ تغیرات غیر محدود اور بے پایاں ہیں ' مگر ذی حیات میں محدود - یہ ایک عظیم الاثر فرق ہے جو ذی حیات اور غیر ذی حیات اشیاء میں پایا جاتا ہے ' اور اب ہم حیات کی تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ یہ " سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کے ایک محدود مجموعہ کا نام ہے " -

لفظ " ایک " یہاں غیر موزوں ہے ' کیونکہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کوئی مجموعہ ایسا اور بھی ہوسکتا ہے ' جو ذی حیات مجموعے کے علاوہ ہے ' لہذا ہم اسکو بھی ترک کردیتے ہیں ' اور اب حیات کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ " یہ سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف ' تغیرات کے مخصوص اور محدود مجموعہ کا نام ہے " -

ایک اور مرحلہ ابھی باقی ہے

ہم نے حیات کی تعریف ڈھونڈنے میں صرف اندرونی تغیرات کا لحاظ رکھا ہے ' اور اسلیے یہ ابھی ناقص ہے ' کیونکہ جبتک بیرونی تغیرات کا انطباق اندرونی تغیرات پر نہ کیا جاے ' حیات قائم نہیں رہ سکتی -

اسکی ہزاروں مثالیں ہمارے روزمرہ کے تجارب میں ملتی ہیں -

مچھلی کو پانی سے علحدہ کردیجیے ' اور پھر دیکھیے کہ صرف بیرونی تغیرات کے بدل دینے کی وجہ سے اسکا اندرونی نظام کسقدر جلد بگڑ جاتا ہے ؟

ہوا میں سمیت پیدا کردیجیے ' پھر دیکھیے کہ ہر شخص پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ ہمارے بدقسمت ملک میں جہاں ابھی تک آب و ہوا کی صفائی کا کچھہ لحاظ نہیں رکھا جاتا ' لاکھوں جانیں بدنصیب باشندوں کی ہر سال موت کے گھاٹ اوتر جاتی ہیں - صرف پانی کی خرابی سے دس لاکھہ انسان سالانہ نشانۂ اجل بنتے ہیں ! اسی سے ہوا کی خرابی کے نتائج کا قیاس ہو سکتا ہے -

یہ ضروری نہیں کہ آب و ہوا کا اثر فوراً ہی محسوس ہو - اکثر ایک پوری نسل کا زمانہ بھی اسکے لیے کم ہوتا ہے - موجودہ نسل کے قواے ذہنی ' دماغی ' اور جسمی صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایسے ہی بیرونی مضر تغیرات کا شکار ہیں - بیرونی تغیرات میں آب و ہوا ہی شامل نہیں ہے ' بلکہ قلت و کثرت غذا ' اور کمی و بیشی باشندگان بھی موثر ہیں -

لہذا اس مرحلۂ نظر کے طے کرنے کے بعد ہماری حیات کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ " وہ سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کا مخصوص اور محدود مجموعہ ' بشرط انطباق تغیرات بیرونی ہے " زیادہ وضاحت اور اختصار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ " اندرونی نظام کے بیرونی نظام پر پیہم انطباق کا نام حیات ہے " یہاں نظام سے مراد وہ مجموعۂ تغیرات ہے ' جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں -

ممات

ممات کیا ہے ؟

یہی ' اندرونی نظام کا بگڑ جانا - عمارت شروع کرنے سے پیشتر اینٹ اور گارا ' تختے اور کڑیاں ' جمع کیجاتی ہیں ' اور کام شروع کیا جاتا ہے -

یہ کام کیا ہے ؟ انہی مختلف چیزوںکا مناسب اور موزوں طریقہ پر لگا دینا -

مکان طیار ہو جاتا ہے - جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے - ہر چیز خوشنما ہے کسی قسم کا عیب نہیں ' اور اسکا تو کسیکو گمان بھی نہیں ہوتا کہ زمانے کا ہاتھہ یا اسکے حوادث اسکو کیسا بد شکل اور بالاخر مسمار کردینگے -

کون جانتا تھا اور کسکے شان گمان میں تھا کہ اسپین کا الحمراء ' وہ الحمراء ' جسمیں فرماں رواے غرناطہ جیسا باجبروت و شان و شوکت بادشاہ تخت نشین تھا - وہ الحمراء ' جسکی مینا کاریاں اور گل بوٹے عجائبات روزگار میں سے شمار ہوتے ہیں ' زمانے کے ہاتھوں اسقدر بدھیئت اور یہاں تک خراب و خستہ ہوجائیگا !

ہمارا نو تعمیر مکان بھی بالاخر یہی دن دیکھتا ہے - آج ایک کونے گری اور کل دوسری - آج وہ کونہ گرگیا اور کل دالان بیٹھہ گیا - مٹی الگ اور اینٹیں الگ ' دروازے اور کڑیاں دیمک کی نذر - ملبہ کا ایک ڈھیر پڑا ہے - راہ گیر دیکھتے چلے جاتے ہیں - کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ کبھی یہاں ایک سربفلک محل موجود تھا !!

اب صفائی شروع ہوتی ہے ' اور ملبہ کو نیلام پر اوٹھا دیا جاتا ہے - دوسرے لوگ لیجاتے ہیں اور اپنی ضرورتوں میں لگا دیتے ہیں - لیکن زمانہ اپنی چکی میں ان مکانات کو بھی پیس ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ ایسا ہی جاری رہتا ہے -

یہی حال حیات و ممات کا بھی ہے - مکان کا بننا ' اور حوادث کے مقابلہ میں اپنے وجود کو قائم رکھنا ' " حیات " ہے ' اور اسکا گر جانا " ممات " - لہذا ہمکو ممات کی تعریف تلاش کرنیکی ضرورت نہیں ' حیات کی تعریف ہی میں وہ بھی مضمر ہے -

اب ہم ذی حیات اجسام پر ایک نظر اسلیے ڈالتے ہیں تاکہ وہ راز معلوم کریں ' جو اونکے نظام کی ترتیب اور انتشار کا باعث ہے -

افشاء راز !

ذی حیات اجسام پر غور کیجیے - دیکھیے ' یہ نمودار ہونے کے بعد کسطرح پھلتے پھولتے ہیں ؟ نباتات میں سے ایک درخت لے لیجیے اور حیوانات میں سے ایک جانور ' اور پھر کہیے کہ کیا ان میں سے ہر ایک کو غذا کی ضرورت نہیں ؟ - کیا غذا کا زیادہ جزانکے جسم کو نہیں لگجاتا ؟ اور کیا انکو بہت سے حوادث کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا ؟

یہی تین باتیں ہیں جو ہم تمام نباتات اور حیوانات پر صادق پاتے ہیں ' اور انکو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں :

(۱) حصول قوۃ - (۲) تنظیم قوہ - (۳) صرف قوۃ -

(۱) : حصول قوۃ

یہ بہت کھلی ہوئی بات ہے - کچھہ دنوں کھانا کم کھالیجیے - پھر دیکھیے کیا حالت ہوتی ہے ؟ نہ بات کرنے کو جی چاہیگا ' اور نہ بولنے کی جرات ہوگی - جسم میں طاقت بھی نہ رہیگی اور ایک قدم بھی نہ چلا جائیگا - یہ صرف آپ ہی پر صادق نہیں آتا بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کا یہی حال ہے -

اپریل سنه ۱۹۱۲ ع سے بلغاریه میں ان معاملات کے متعلق زیاده عملی صورت پیدا هوگئی - کچهه روز کے بعد ان ریاستوں میں ترکی سے مقاومت کرنے کے لیے ایک عام اتحاد هوگیا جس کا نام " اتحاد ممالک نصرانیه " قرار پایا - یه کل انتظام اور اتحاد اول اول محض مدافعت کی غرض سے قائم هوے تھے ' مگر جب گرمیوں کے موسم میں کوچانه اور برانه میں قتل عام هوا ' تو آخر اس اتحاد کی نوعیت تبدیل هوگئی ' اور اب اس میں حمله و هجوم و پیشقدمی کی شان آگئی -

اس معامله میں کوئی تحریری معاهده نہیں هوا تھا - البته سرویا کے ساتھه ایک عهد نامه ماه ستمبر میں ضرور هوا تھا ' جو سرسرا (سوئیٹزرلینڈ) میں تکمیل کو پہونچا تھا -

جبل اسود نے سب سے پہلے ترکوں کے خلاف جنگ بلقان میں هتیار اٹھالے تھے ' اور سب کے آخر میں لڑنا بند کیا ہے - جبل اسود اس قدر کیوں پیش پیش رها ؟ یورپین مدبر اس مسئلے کو اب تک اچھی طرح حل نہیں کرسکے - بعض کا خیال ہے که اتحادیوں نے پہلے پہل جبل اسود کو اسلیے بھڑا دیا تھا که اول یه پیشقدمی کرلے بعد کو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے -

جبل اسود کے دو وزیروں نے اس جنگ کی ضرورت پر سخت زور دیا تھا ' مارتنورچ و پلامیناز یه (Martinoch and Plamenatz.) تھے کیونکه ان دونوں وزیروں کی راے تھی که جبل اسود کے حدود کی توسیع اقتصادی حیثیت سے نہایت ضروری ہے ' اور صرف یہی موقع ہے که اس سے فائده اٹھا کر ملک کو وسیع کیا جاسکتا ہے ' ورنه آینده ایسا موقع هرگز نہیں ملیگا -

اس چھوٹی سی ریاست کی اقتصادی حالت واقع میں بہت خراب تھی - کیونکه روس کے بغل هی پر اس کو قناعت کرنا پڑتا تھا بیرونی دنیا سے تعلقات قدرۃ سمندر کی طرف سے هوتے هیں ' اور وہ آسٹریا کے قبضه میں تھا - اب موقعه تھا که اپنا راسته سلطنت ترکی سے جو اس کی قدیم دشمن تھی غصب کرکے نکالے -

مفتوحه ملک کی تقسیم کا سوال اتنا اهم تھا که اُس پر اول هی سے غور کرکے تجویز کو قرار داد کی شکل میں لایا گیا - مناسب معلوم هوا که بلحاظ قومیت رعایا ملک تقسیم هوگا - اور یہی سب سے بہتر قاعده هو سکتا تھا -

عهد نامه برلن کے بعد سے ۳۵ - برس متواتر خونریزیونکے جو واقعات هوتے رهیں هیں انکو فراموش نه کرنا چاهیے - اس وقت جو بہت سی بحثیں اور بیجا شرطیں پیش کی گئیں تھیں هم انکو یہاں قلم انداز کرتے هیں - اس میں مربع کلومیٹر رقبه تک درج تھا که فلاں ریاست کو یه ملیگا - چونکه معامله جمادات اور حیوانات کا نہیں تھا ' بلکه انسانونکا تھا - جن کے سینوں میں دل اور دل میں جذبات تھے ' اس وجه سے ریاستوں نے فوجی لحاظ سے تقسیم کی قرار داد مصدق مانی ' مگر یه بات بالکل ایسی هی تھی که اپنی دیرینه فتوحات اور قومیت کا حوصله دے کر هر قوم اُس وقت کسی دوسرے قوم کے ماتحتی سے نکلنا چاهے - یا کیوبے (فرانس کا ایک صوبه جو پہلے انگلستان کے قبضه میں تھا) کے باشندے انگریزی حکومت سے الحاق کی درخواست کریں - اور جغرافی حیثیت سے بلقان میں موازنۂ اقتدار کو قائم رکھا جائے - یه ایسی بات تھی که بلقان میں امن و آشتی کی سبیل نه نکلتی - کیونکه بلغاریا کا پله همیشه بھاری رها ہے -

علاوہ اس کے نمایاں فوجی کارروائیوں کی بہت سی روایتیں مشہور کی گئیں - یونانی بیڑہ کی کارروائیاں نہایت شد و مد سے نمایاں کی گئیں - غرضکه اس زمانه کے قارئین اخبار کو یه معاملات بڑہ کر پہلے نظر میں وهی واقعه آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جب نه میلاد مسیح سے قبل یونان سے ایران کی لڑائی هوئی تھی ' اور یونانی افسروں سے کہا گیا تھا که هر شخص کے کام کے مطابق انعام تقسیم کردیں ' تو انہوں نے سارے انعامات اپنے هی نام کی ذیل میں مخصوص کرلیے تھے -

ریاستوں کی فوجیں نہایت بہادری اور جوش سے لڑیں ' مگر بلغاریا کا نقصان سب سے زیاده هوا ہے - اس عہدنامه کی رو سے گو بلغاریا کا زائد نقصان تو هوا ' مگر معاهده کے مطابق اُس کو ایک چپه زمین بھی زیاده نہیں مل سکتی -

فوجی اعتبار سے بھی تقسیم ملک کا لحاظ نہیں رکھا گیا خوش قسمتی سے اس قسم کی بعض تجویزیں اپنے وقت پر بدل گئی تھیں - کیونکه اگر ایسا نہوتا تو لولی برغاس کی جنگ هی وقوع پذیر نه هوئی هوتی - جب اسطرح عملی کارروائی کے لیے میدان صاف هوگیا - تو آخری انتظام کے واسطے قومی اصول کو قائم رکھا گیا - یه صاف ظاهر تھا که اس اصول کے مطابق بلغاریا کو سب سے زیاده ملک ملیگا -

یورپ سے ترکوں کے نکلنے سے ایک بڑا حصه ملک کا آزاد هوگیا - جسکو تمام مورخ اور سیاح بلا رعایت بلغاری نسل سے آباد بتاتے هیں ' یہاں تک که بلغاری پادری کے تعین سے پہلے بھی مقدونیه کو بلغاری هی کہا جاتا تھا - بد قسمتی سے سرویا ' مانٹینگرو اور یونان کے واسطے ایسا معامله نہیں ہے - ابھی انکے جائز ملک سے ان کو اس وقت تک محروم رکھا جائیگا که مشرق ادنی کے متعلق اچھی طرح سے فیصله نهوجاے - جب آزادی کے دن آئینگے تب سرویا اور یونان بلغاریه سے بڑی قومیں هوجائینگی - اور اگر یه قومیں اتحاد پر قائم رهیں تو انکو بلغاریه کا دست نگر هوکر رهنا پڑیگا -

درود تاج

پیارے سنی بهائیو - حضرت رسول مقبول کے شیدائیو - تاجدار مدینه کے غلامو - سبز گنبد والے بادشاه کے جمال اقدس پر قربان هونے والو - تمکو مژده اور تمکو مبارک باد که همارے عنایت فرما عالیجناب محمد یوسف حسین خانصاحب رئیس بریلی محله قلعه نے اپنی محض محبت اور خوشنودی الله عز و جل و رضاے حبیب کریم صلی الله تعالی علیه وسلم کے درود تاج نہایت خوشخط اور عمده کاغذ پر معه اسناد و ترجمه کے هزارونکی تعداد میں چھپوالے هیں خانصاحب موصوف نے بلا کسی اُجرت اور معارضه کے تقسیم کرنیکا اعلان فرمایا ہے جن صاحبونکو درود تاج مطلوب هوں وہ بذریعه تحریر کے مفت طلب کریں -

درشه علی قادری بریلوی - محله چاه چڑیماران

الہلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

اعلان دستور کے بعد سے جمہور عرب کے کان رموز سیاست سے ضرور آشنا ہوگئے ہیں ' مگر یقیناً آج بھی اسکے مفہوم و معنی ' اسکے طرق و وسائل ' اسکے مکاید و دسایس ' اسکے نتائج و عواقب سے اسیقدر بیگانہ ہیں جتنے کہ عہد حمیدی میں تھے -

زعما و روسا نسبۃً زیادہ باخبر ہیں مگر انکی واقفیت کا مصدر و منبع بلاد یورپ کی سیاحت ' بعض مولفات یورپ کا مطالعہ ' اور سب سے زیادہ وہ تعلیم و تلقین ہے جو وقتاً فوقتاً برطانی اور فرانسیسی سفارتخانوں میں دیجاتی رہی ہے -

ان تمام امور سے قطع نظر نجد اور حجاز عملاً خود مختار ریاستیں ہیں - پھر کیا انہوں نے اپنی اس خود مختاری سے فائدہ اٹھایا ؟ کیا انہوں نے اپنی اصلاح داخلی کی کوئی کوشش کی ؟ موجودہ روساء حرکت عربیہ اگر در حقیقت مخلص صادق ہیں تو انکا اولین فرض یہ تھا کہ وہ ان عملاً خود مختار صوبوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ' اور اپنی اس کوشش میں کامیابی کے بعد شام و عراق کے لیے بھی استقلال داخلی کا مطالبہ کرتے - اس صورت میں موجودہ شور و غوغا ' اور حریت آفریں و تہدید آمیز خطبات کی ضرورت نہ رہتی - نجد و حجاز کی تمثیل کافی ہوتی - انکا دامن سوءظن کے کانٹوں میں نہ الجھتا -

اجانب و اغیار سے - کہ صیاد ملک و ملت ہیں اور مدت سے انکی گھات میں بیٹھے ہیں ' استغاثہ و استعانت کی حاجت نہ پڑتی ' کیونکہ خود تمام عالم اسلامی انکے ساتھہ ہوتا -

تحریک عربی کے متعلق یہ خود ترکوں کے خیالات ہیں - آیندہ بشرط فرصت انشاء اللہ العزیز ہم تفصیل کے ساتھہ لا مرکزیت کے متعلق اپنے آراء و افکار بھی لکھینگے - اسوقت ہم الموتمر العربی کے تیسرے جلسہ کی کاروائی پر اکتفاء کرتے ہیں ' جو تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے - شام کے عربوں نے اس تحریک کو بار آور بنانے کے لیے ایک کانگرس (موتمر) قائم کی ہے جس کا نام " الموتمر السوری العربی " ہے ' کانگرس کے تمام جلسے پیرس کی انجمن جغرافیہ کے ہال میں ہوے - آخری جلسہ ۲۳ - جون کو تھا - جلسہ کا اختتام شیخ احمد طبارہ نے اپنے طویل خطبے سے کیا ' جسمیں شیخ طبارہ نے اس مسئلہ پر خاص طور سے بحث کی کہ شامی اپنا وطن چھوڑ کے غیر ممالک کو کیوں جاتے ہیں بحالیکہ غیر شامی اپنے ممالک سے شام کو ہجرت کرکے آرہے ہیں -

شیخ طبارہ نے بے خانماں مسلمانان یوروپین ترکی کے قیام شام کی تجویز کو شامیوں کے لیے خطرناک بتایا ' اور کہا کہ اس تجویز کا مقصد اصلی عربی نفوذ و اثر کو صدمہ پہنچانا ہے -

شیخ طبارہ کے بعد صبلی آفندی کھڑے ہوے - صبلی آفندی نے پہلے اپنے وطن پرستانہ جذبات کا اظہار کیا ' اسکے بعد یہ تجویز پیش کی کہ - لبنان کو (جہاں قریباً تمام تر ممتاز آبادی عیسائیوں کی ہے) سویٹزرلینڈ کے نمونہ پر خود مختاری دیجائے -

صبلی آفندی کے بعد اسکندر بک کھڑے ہوے ' اور بلاد عربیہ میں اصول لا مرکزیت پر اصلاحات کے روشناس کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا -

اسکے بعد اجنبی مشیر خدمت عسکریہ وغیرہ تجاویز پر بحث و مناقشہ شروع ہوا - گفتگو فرانسیسی میں ہوتی تھی - طویل اخذ و رد و مناقشہ و مناظرہ کے بعد یہ قرار دادیں طے پائیں -

(۱) سلطنت عثمانیہ کے بقاء و حیات کے لیے فوری کامل اصلاحات کا نافذ الاثر ہونا ضروری ہے -

(۲) یہ امر ضروری ہے کہ عثمانی عربوں کے حصول حقوق سیاسی کی ضمانت اس طرح کیجائے کہ انکو [illegible] کے مرکزی انتظام میں شریک کیا جائے -

(۳) شام میں تقسیم اختیارات کا وہ نظام فوراً نافذ کردیا جائے جو اسکے ضروریات اور اہلیت کے موافق ہو -

(۴) صوبۂ بیروت اپنا مطالبہ ایک خاص قرار داد (یعنی مجلس عمومی کے اختیارات کی توسیع اور اجنبی مفتشین [یوروپین انسپکٹروں] کی تعیین) کی صورت میں ظاہر کرچکا ہے . جسکو جمعیۃ عمومیہ نے ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع کو پاس بھی کردیا ہے - اسلیے یہ موتمر اسکے نفاذ کی درخواست کرتی ہے -

(۵) مجلس مبعوثان میں بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے عربی زبان سرکاری زبان تسلیم کیجائے -

(۶) خدمت عسکریہ بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے مقامی ہو - غیر معمولی شدید حاجت کی صورت اس میں استثنا ہوگا -

(۷) لبنان کی کمشنری کی مالی حالت کی اصلاح کی حکومت ضامن ہو -

(۸) عثمانی ارمن جو اصلاح چاہتے ہیں اس سے یہ موتمر ہمدردی ظاہر کرتی ہے -

(۹) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کو دیجائے -

(۱۰) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کے دوستوں (فرانسیسیوں اور انگریزوں) کو دیجائے -

(۱۱) موتمر عربی جمہوریت فرانس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتی ہے -

(۱۲) اسوقت سے لیکے اور ان تجاویز کے نفاذ تک کوئی عربی یا شامی اس موتمر یا اسکی مانعت مجالس کے اذن خاص کے بغیر حکومت عثمانیہ کا کوئی منصب یا عہدہ قبول نہ کرے -

(۱۳) مذکورۂ بالا تجاویز ہی شامیوں اور عربوں کی سیاسی فرد عمل ہیں - کسی امیدوار مبعوثیت کی اسوقت تک مدد نہ کیجائے جب تک اس فرد عمل کی حمایت کا وعدہ نہ کرلے -

مسئلۂ شرقیہ

بلقان لیگ

(مقتبس از لنڈن ٹائمز - ۲۷ - جون - سنہ ۱۹۱۳ ع)

اتحاد بلقان مانٹینگرو (جبل اسود) کے شریک ہونے سے مکمل ہوگیا - فرماں رواے جبل اسود (شاہ نکولس) ہمیشہ ترکوں کے خلاف عیسائی سلطنتوں اور ریاستوں سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا - سنہ ۱۸۸۸ ع میں اس نے ایک یاد داشت اسی مضمون کی روس کو بھیجی تھی - جولائی سنہ ۱۹۱۱ ع میں جب طرابلس الغرب میں ہنوز لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے سفیر قسطنطنیہ کو لکھا کہ روسی سفارت سے گفتگو کرے ' جب ستمبر میں لڑائی کا اعلان ہوگیا تو سرویا ' بلغاریا ' یونان کو فوجی اتحاد اور جنگی کارروائی کے لیے آمادہ کرلیا - اس وقت تک سرویا ترکوں کی طرفدار پالیسی پر عمل کررہی تھی - مگر فوراً ہی یہ پالیسی بدل دی گئی ' جب شہزادہ ڈینلو سنہ ۱۹۱۲ ع میں صوفیہ گیا تو مانٹینگرو اور دوسری بلقانی حکومتوں میں مفاہمہ ہوچکا تھا -

اس کام کو تنہا انجام نہیں دے سکتے تھے ' اس لیے موسیو پوانکارے سے استمداد کی گئی - جو کچھہ دنوں سے فرانس کے رئیس الجمہور ہوگئے ہیں - صاحب موصوف اسی غرض سے پچھلے ہفتے میں انگلستان تشریف لائے تھے - لندن ٹائمز اُن کی آمد کے متعلق لکھتا ہے :

گذشتہ ہفتہ کے چہار شنبہ کی صبح کو دفتر وزارت خارجیہ میں موسیو پچن (وزیر خارجیہ فرانس) موسیو کمیبن (سکریٹری وزیر خارجیہ فرانس) اور سر ایڈورڈ گرے و سر ارتھر نکلسن (سکریٹری وزیر خارجیہ انگلستان) کے مابین ایک طویل صحبت رہی -

دوپہر کو ایوان سینٹ جیمس میں وزیر خارجیہ انگلستان ' انکے سکریٹری اور موسیو پوانکارے میں ایک گھنٹہ سے زائد صحبت رہی - اس میں فرانسیسی سفیر اور موسیو پچن بھی موجود تھے -

ریوٹر ایجنسی کو یہ ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے کہ میدان مباحثہ صرف بلقانی پیچیدگیوں اور قیام امن ہی پر نہیں بلکہ تمام سوالات متعلقہ ترکی پر وسیع تھا ' جس میں ترکی میں دونوں سلطنتوں کے مصالح بھی شامل ہیں -

عملاً فرانس اور انگلستان کے مشترکہ مصالح کے حوالے دیے گئے - کسی با قاعدہ دستاویز پر دستخط نہیں ہوے ' لیکن اس صحبت نے یہ واقعہ منکشف کر دیا کہ دونوں حکومتوں کی رایوں میں کامل اتفاق ہے - دونوں حکومتوں کی موجودہ پالیسی کے نقطہاے اتحاد مستحکم کیے گئے -

اسی ہفتہ کے پنجشنبہ کو موسیو پچن نے ریوٹر کے نامہ نگار خاص کو سینٹ جیمس پیلس میں باردیا - موسیو پوانکارے کی سیاحت انگلستان کے متعلق اثناء گفتگو میں فرانسیسی وزیر خارجیہ نے کہا :

اپنی سیاحت انگلستان کے متعلق رئیس کا خیال ہر نقطہ نظر سے اچھا ہے - وہ بہت گہرے طور پر اپنے استقبال سے متاثر ہوے ہیں جو قوم ' حکومت ' اور پادشاہ کی طرف سے کیا گیا تھا - وہ صرف ایک دفعہ اور بیان کرسکتے ہیں کہ انکی سیاحت سے انگلستان و فرانس میں سلسلہ مفاہمت کسقدر مستحکم ہوگیا ہے -

اس خدمت کا ثبوت جو اس مفاہمت نے دنیا کے بڑے حصے کے لیے انجام دی ہے - ان اعمال میں ملتا ہے جو اس نے تمام یورپ کے فوائد کے لیے بین المللی امن کی خدمتگذاری میں کیے ہیں -

اس گفتگو نے جو میں نے سر ایڈورڈ گرے سے کی نہ صرف گذشتہ کی تصدیق کردی بلکہ یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی سوالات میں عموماً ' اور قیام امن کے متعلق تمام امور میں خصوصا دونوں وزارتوں (چانسلیریز) کی راے میں بالکل بہمہ وجوہ اتفاق ہے - اس طرح رئیس کی سیاحت نے دنیا کی قوموں میں مصالحت کا ایک اور عنصر پیدا کر دیا ہے -

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

جامعۂ مصریہ

مسلمان کسی ایک امر میں آزاد کیوں ہیں ؟

حتى على الموت لا اخلو من الحسد

مصر میں ایک آزاد قومی یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک جن دنوں زیر بحث تھی ' ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار نے اسی زمانے میں تعریض کی تھی کہ " مصریوں کی قومیت مردہ ہو رہی ہے ' خود تو مبتلاے سکرات ہیں مگر اس ابتلا میں بھی یونیورسٹی کا شوق ہے " یہ موت واقع میں کوئی خیالی موت نہ تھی ' اس لیے کہ جس قوم کی مقہوریت اُس کے تمام اصناف زندگی پر محیط ہو اُس کو زندہ نہ سمجھنا چاہیے -

موت آنی تھی آتی رہی ' یونیورسٹی بننی تھی بن گئی ' لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ مرنے والوں کے ہات میں سواے ایک یونیورسٹی کے اور کوئی چیز نہیں جسے وہ اپنی کہہ سکیں - سلطنت و حکومت کی ہر ایک چیز میں وہ احتلال کے دست نگر ہیں ' مگر اس پر بھی یورپ کا یہ رشک کم نہیں ہوتا کہ ایک مرنے والی قوم ایک زندہ یونیورسٹی پر کیوں قابض ہے ؟ یونیورسٹی کا نصاب و نظام مرتب ہے ' شائع ہوچکا ہے ' اور ہر سال اُس کی با قاعدہ رپورٹ چھپتی ہے - عربی اخباروں میں ہر تین مہینے کے بعد اُس کے تعلیمی و انتظامی و امتحانی امور پر نہایت مفصل تبصرہ درج ہوا کرتا ہے ' اُس نے محض اپنی ہی درسگاہ میں طلبہ کی تعلیم پر کفایت نہیں کی ' بلکہ جاپان کی نظیر سے فائدہ اُٹھا کر یورپ کے اکثر ممالک میں اعلی تعلیم کی تکمیل کے لیے لائق متعلمین کی ایک بڑی جماعت ہر سال بھیجا کرتی ہے ' تعلیم کے عمدہ نتایج کی مدح بھی ہوتی ہے اور ساتھہ ہی تعلیم گاہ (یونیورسٹی) کی مرمت بھی کی جاتی ہے ' صرف اس ایک جرم نے کہ یونیورسٹی گورنمنٹ کی محکوم کیوں نہیں ہے یورپ کی نظر میں اُس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھی ہے - ہندوستان میں آزاد مسلم یونیورسٹی کے نام سے جو اعراض کیا جاتا ہے جامعۂ مصریہ کا واقعہ بتا دیگا کہ اُس کا فلسفہ کیا ہے ؟

نیر ایسٹ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے :

مصری یونیورسٹی سنہ ۱۹۰۷ ع میں قائم ہوئی ' جبکہ وہاں کی قومی جماعت (الحزب الوطني) کے سروں میں پہلے پہل انگریزوں کی مخالفت کا سودا سمایا تھا - انہوں نے صاف الفاظ میں یہ اعلان کردیا تھا کہ کوئی انگریز ' گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ' اور کوئی شخص جس کا تعلق یورپ کی کسی سفارت سے ہو اس میں شریک نہیں ہوسکتا - بیشتر افراد ایسے بھی تھے جو اس انتہا پسندی سے ہمدردی نہیں رکھتے تھے - کیونکہ اس میں کچھہ شبہ نہیں کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے حدود اختیار سے بالکل باہر ہو اعلی پایہ کی یونیورسٹی نہیں ہوسکتی - جو شخص مصری حکومت سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کی مدد اس میں شامل نہو تو پھر اُس کے نتائج کا دور ہی سے کھڑے ہوکر انتظار دیکھنا چاہیے -

اس یونیورسٹی کی بنیاد بھی اسی طرح پڑی تھی کہ بڑے جوش و خروش و شان شرکت سے افتتاح ہوا ' مگر کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ موجودہ طرز تعلیم کن اصول پر چلائے جائینگے - کونسل (یونیورسٹی کی مجلس انتظامی) نے ہنوز اس بات

برید فرنگ

بلقا: ون کی باھ ی آویزش

یورپ کی گریہ وزاری

بلقانیوں کی آویزش جب تک عثمانیوں سے تھی، یورپ خوش تھا اور اُن کو مخلصانہ تبریک کے تحفے بھیج رہا تھا، لیکن جب سے بلقانی آپس میں گرم ستیز ہوے ہیں وہ ان سے نہایت کبیدہ و برافروختہ خاطر ہے کہ ایسا نہو ہلال کو اُس کی کھوئی ہوئی عظمت واپس مل جائے - لندن ٹائمز ۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کی اشاعت میں خونابہ افشانی کرتا ہے:

مقدونیہ میں حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں داخل ہوے، مگر وہ آج تمام ملک کو ان نزاعوں سے بدتر اور بے رحم تر نزاعوں میں ڈالنے پر مائل معلوم ہوتے ہیں جو عثمانی شاہنشاہی میں بھی معلوم نہیں ہوئی تھیں -

انکی ابتدائی ظفرمندی - جس نے یورپ کی مخلصانہ مگر غالباً قبل از وقت آفریں و تحسین کا غلغلہ برپا کیا تھا - اس سے زیادہ تاسف انگیز بلکہ نفرت انگیز انجام نہیں رکھسکتی -

وہ اپنے اقربا کے پاس آزادی کا تحفہ لے جانے کے لیے بڑھے تھے، مگر وہ ایک ایسی سر زمین میں بربادی پھیلانے کی وجہ سے ختم ہو رہے ہیں جو برداشت سے آزمائی جا چکی ہے -

یورپ کی نسبت زیادہ بڑی قوموں کی علم اجماعی راے اس موقعہ پر لڑنے والونکی متعلقہ ذمہ داری کی بہت زیادہ پروا نہیں کریگی -

وہ اغلباً حق اور باطل کی خوشنما تر ھلکی تصویروں پر غور کرنے کو نامنظور کردیگی، اور انکی مزید جنگ کی شرمناک غلطی پر دونوں جماعتیں یکساں سختی کے ساتھہ ملامت کرنے کی طرف مائل ہونگی -

عام خیال جو اس قسم کے معلومات سے حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے کہ اسوقت بہم پہنچتے ہیں، یہ ہے کہ نئی جنگ کے شروع کرنے میں پہلے بلغاریوں نے سنجیدگی کے ساتھہ کارروائی کی -

جبکہ ایک طرف ہم اس قطعی کارروائی کی بابت کمزور سے کمزور پسندیدگی ظاہر نہیں کرسکتے اسی وقت میں دوسری طرف ہم بلغاریا کو اس بناء پر کسنڈیم بھی کرسکتے کہ وہ نمایاں بانی فساد ہے - جہاں سب مجرم ہوں وہاں "طرف" کی بحث نہیں ہوسکتی -

ہم بہادری کے ساتھہ حاصل کیے فتوحات پر تحسین و آفرین کے لیے تیار تھے، مگر اب ہم کو لوٹ پر لڑنے والوں کی صورت میں تنزل کے لیے، جسمیں سب برابر کے شریک ہیں، ملامت کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملتی......................

....

ہم سے کہا جاتا ہے کہ دول کو جنگ روکنا چاہیے، مگر کوئی ہم سے ٹھیک طور پر کہنے کے لیے تیار نہیں کہ کیونکر انکو روکنا چاہیے -

اگر زار کی نصیحت اپنے پیش اندیشیدہ اثر میں ناکامیاب ہوچکی ہے تو پھر کارفرما مداخلت سے کم کوئی شے فوراً ممکن نہ ہوگی - کارفرما مداخلت، خواہ کسی طرح ترتیب دی جائے، اپنے جلو میں بہت سے خطرات لائیگی جن سے بچنے کا خواہشمند سب کو ہونا چاہیے -

اتحاد یورپ ابھی ناکام نہیں ہوا ہے کیونکہ ابھی تک موجود ہے اور اس کا مستحکم بلقان قیام میں مقامی جنگ کے روکنے کے لیے اپنی عدم قابلیت سے بہت زیادہ اہم شے کا لحاظ کرتا ہے -

اگر جیسا کہ آخریں خبروں سے مترشح ہوتا ہے یہ برادر کش جنگ ایسے حدود تک پہنچگئی ہے جنکے بعد باقاعدہ اعلان جنگ محض ایک امر رسمی و اصطلاحی رہ جاتا ہے، تو دول کے لیے محفوظ ترین راستہ اس نئی جنگ کو مقامی رکھنا ہے جیسا کہ انھوں نے حلفاء اور ترکی کی جنگ میں کیا تھا

مسیحیت اور مدنیت دونوں ان مناظر سے ذلیل ہوئی ہیں جو اب تک منکشف ہو رہے ہیں -

ریاستہاے بلقان ایک ایسی بربریت میں گر رہی ہیں جو اُس بربریت سے کہیں زیادہ گہری اور شرمناک ہے جو ترکوں کی طرف سے عمل میں آتی تھی -

وہ ان بلند امیدوں کو ڈھا رہے ہیں جو انکے مستقبل کے متعلق قائم کی گئی تھیں، اور اپنے آپ کو خوفناک طور پر گرنے سے قریب کر رہے ہیں -

زائد سے زائد متحدہ یورپ جو کچھہ کرسکتا ہے وہ یہ دیکھتے رہنا ہے کہ انکے زردہ مشتعل میلانات کو پھیلنے نہیں دیا گیا ہے -



موسیو پوانکارے
ترکوں کو ثمرات فتح سے محروم رکھنے کے لیے غور کر رہے ہیں

جمہوریۂ استبداد کی حمایت میں

کہتے ہیں جمہوریۂ فرانس کی شعاع حریت تمام اقوام عالم کے لیے یکساں فیض بخش ہے، لیکن لفظ "اقوام" غالباً صرف "پرستاران صلیب" کے لیے مخصوص ہوگا، ورنہ فرزندان توحید کی حریت چھیننے میں فرانس کو جو انہماک ہے اُس کے واقعات للیسیاے تا فلیلت کے اُس بلند منارے پر خط عبرت میں اب بھی منقوش نظر آ رہے ہیں، جو پہلے مأذنہ (اذان کا گنبد) تھا اور جہاں اب بجاے بانگ نماز کے ناقوس کا شور سنائی دیتا ہے - جنگ بلقان کی ابتدا میں یورپ نے اُس وقت کی موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا تھا - موسیو پوانکارے اُن دنوں فرانس کے وزیر اعظم تھے - بلقانیوں کو جب فتح ہوئی تو سب سے پہلے اُنھوں نے زور دیا کہ مغصوبہ علاقے اب ترکوں کو واپس نہ ملینگے - آجکل کی جنگ میں ترکوں کو جب فتح ہوئی تو ضرور تھا کہ اس فتح کو شکست کی صورت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی - سر ایڈورڈ گرے

یا وظیفه پایا ہے' اوراب وہ بفضله تعالی برسرکار ھیں آنسے درخواست کی جاے که کل روپیه یکمشت یا باقساط ادا فرمالیں - اسی غرض سے ایک رجسٹر مرتب کیا گیا ہے جسمیں تمام قرض حسنه پانیوالے اصحاب کے نام' پتـه وغیرہ درج کیے جا رہے ھیں اور اداے قرض حسنه کی بابت اونسے خط وکتابت بھی شروع کیجا رہی ہے - چونکه اکثر اصحاب کے پتے معلوم نہیں ھیں' لہذا امید کیجاتی ہے که موجودہ اور آیندہ طلباء کو امداد دینے کی اشد ضرورت محسوس فرماکر فارغ التحصیل حضرات جو تعلیمی وظائف حاصل کرچکے ھیں اپنے مفصل پته وغیرہ ضروری تفصیل سے پروفیسر عبد المجید صاحب قریشی نائب امین انجمن الفرض کو مطلع فرمائینگے' جو کچھه زر امداد بطور قرض حسنه اُن کے ذمه ہے اوسکو ادا فرماکر ایک اخلاقی فرض سے سبکدوش ہونگے' اور ایثار نفس اور احسانمندی کی ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائینگے -

آخر میں یه امر ظاهر کردینا ضروری ہے که فی الحال انجمن الفرض کا سرمایه بوجه چندہ نه ملنے کے بے انتہا کم ہوگیا ہے' حالات موجودہ میں امید نہیں ہے که اس مد کے لیے معقول رقم جمع ہوسکے - اور یہی حالت رهی تو سخت خطرہ ہے که وظیفوں کی تعداد بہت کم کرنا پڑیگی -

الفـــرض کے وفـــود

چونکه تعلیم کے مصارف بہت کثیر ہوگئے ھیں - اور کم استطاعت شریف مسلمان جن کی تعداد بدقسمتی سے زیادہ ہے اپنے بچوں کو اعلی تعلیم نہیں دلا سکتے اسلیے ضروری ہے که بزرگان قوم انجمن الفرض کی جانب توجه فرمائیں جو ۲۳ سال سے غریب طلباء کو وظیفه دیکر اعلی تعلیم دلا رہی ہے - وظیفه کا نام اب قرض حسنه ہے جس کا اصل مقصود شریف طلباء کی غیرت اور حمیت کو قائم رکھنے کا ہے -

گرمیوں کی تعطیل میں کالج کے ہر طالبعلم کا فرض ہوتا ہے که جب گھر جائے تو اپنے عزیزوں' دوستوں اور بزرگان قوم سے کچھه نه کچھه مانگ کر جمع کرے' اور کالج کھلنے پر انجمن کے سپرد کردے' مگر چونکه اس طریقه سے کافی چندہ جمع نہیں ہوتا اسلیے تجویز ہوئی که علاوہ منفردہ کوشش کے لایق طلباء میں سے کچھه طلباے کالج مختلف صوبوں' کمشنریوں اور اضلاع میں دورہ کر کے چندہ جمع کریں - چند طلباء جو اسوقت سال رواں کی محنت سے فارغ ہوئے ھیں بجاے اپنے گھر جانے اور آرام کرنے کے قومی گدائی کے کام پر مستعد ہوکر ہمدردان و بزرگان قوم کی خدمت میں حاضر ہوتے ھیں -

امسال طلباء کالج کے حسب ذیل سات وفد مختلف حصص ھند میں روانه کیے جا رہے ھیں :

پنجاب میں دو ڈیپوٹیشن روانه کیے گئے ھیں - ایک کے ناظم عبد الرحیم صاحب بی - اے - اور دوسرے وفد کے خلیل احمد صاحب بی - اس - سی ھیں - ممالک متحدہ اگرہ و اودہ میں بھی دو وفد بھیجے گئے - ایک کی نظامت نظیر الدین صاحب بی - اے - کے متعلق ہے' اور دوسرے کی سید ظفر حسین صاحب متعلم فورتھه ایر کلاس کے متعلق ہے -

مشرقی بنگال میں ایک ڈیپوٹیشن زیر نظامت محمد الیاس صاحب برنی - بی - اے - روانه ہوا ہے -

بہار میں بھی ایک وفد بھیجا گیا ہے جسکے ناظم آغا مرزا صاحب متعلم فورتھه ایر کلاس ھیں - حیدرآباد میں جو ڈیپوٹیشن گیا ہے اوسکے ناظم سید واجد حسین صاحب متعلم فورتھه ایر کلاس ھیں -

سنه ۱۱ و ۱۲ع میں انجمن الفرض کے پاس چندے کی آمدنی ۶-۱۴-۳۲۶۳ روپے موجود تھے - جو قرض حسنه سنه ۱۲ و ۱۳ع میں اس آمدنی سے دیے گئے ان کی مقدار ۰-۵-۲۶۷۷۱ تھی - خرچ دفاتر وغیرہ ملا کر کل خرچ سنه ۱۲ و ۱۳ع میں ۰-۱۲-۲۹۳۸۶ ہوا - یه واضح رہے که قریب چھبیس هزار کے جو زائد خرچ ہوا وہ گذشته سالوں کی بچت سے دیا گیا - سنه ۱۲ و ۱۳ع میں مجموعی آمدنی اس انجمن کی ۱-۱۱-۱۲۶۵۵ تھی' لیکن جو وظائف سال رواں کے لیے منظور ہوچکے ھیں انکی مقدار چوبیس هزار تک پہنچ گئی ہے' علاوہ اس کے دفتر وغیرہ لوازم کے خرچ بھی ہوئے اور ہونگے - اسوقت بہت سے مستحق غریب طلبا کی درخواستیں نہایت حسرت سے نامنظور کیجا رہی ھیں' اس صدمه سے بچنے کے لیے جو ہم کو ایسی درخواستوں کے نامنظور کرنے میں ہوتا ہے ہم اعلان کرتے ھیں که جبتک موجودہ وفود اور منفردہ چندہ کے ذریعه سے آمدنی نہو لے اور درخواستیں نه بھیجی جائیں - ہم یه رقم غیر مستطیع شرقین مسلمان طلباء کو ہرگز دینے کے قابل نہونگے' اگر گذشته سالوں کی رقم ہمارے هاتھوں میں نہوگی - لیکن نہایت حسرت سے یه گذارش کرنیکی معافی چاهتا ہوں - که اب ہمارے پاس جمع کچھه نہیں رہا - اب جو کچھه غریب ہونہار طلباء کے لیے تحصیل علم کا موقع ملیگا وہ صرف آپ حضرات کے دست کرم کا نتیجه ہوگا - خدا نخواسته اگر قوم نے ایک سہل حصه آمدنی سے غریب طلباء کی معاونت نه کی تو نه معلوم اسکا کیسا دردناک نظارہ ہوگا - کسی قوم میں اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں که اوسکے افراد قوم کی غفلت سے جہالت و بے علمی کے شکار ہوجائیں - مجھے امید ہے که ہمارے سات وفود نہایت کامیاب واپس آئینگے -

انجمن الفرض کے فنڈ سے صرف اونہیں غریب بچوں کو وظیفه نہیں دیا جاتا جو مدرسة العلوم علیگڈہ - تعلیم پاتے ھیں بلکه اونکی بھی مدد کیجاتی ہے جو ہونہار ھیں' اور دوسرے کالجوں میں وہ تعلیم حاصل کرنی چاهتے ھیں جسکا انتظام ۔ دست مدرسة العلوم میں نہیں ہے - مثلاً تعمیرات کی اعلی تعلیم انجینیرنگ کالج رڑکی میں' یا ڈاکٹری کی تعلیم میڈیکل کالج میں - علاوہ اسکے انجمن نے تعمیر مسجد و دیگر عمارات کالج کو جو ابھی ناتمام ھیں اپنے مقاصد میں شامل کیا ہے' اور ہمدردان قوم کی مدد کی امید ہی پر تعلیم دینیات کے ضروری مصارف کی کفالت کا بھی ایک حد تک بیڑا اوٹھایا ہے' جو اصحاب براہ الطاف چندہ عنایت کریں اپنے چندہ کے متعلق صراحت فرمائیں که وہ کس مد کیواسطے ہے' اور رسید میں اوسکا کیوں کر اندراج ہو؟

انجمن الفرض نام ہے طلباء مدرسة العلوم اور دیگر نوعمر لوگونکی جماعت کا جو بذات خود کچھه نہیں کرسکتے - سواے اسکے که بزرگان قوم کی خدمت میں اپنی عرضداشت پیش کریں اور متفرق قطرونکو جمع کرکے دریا بنائیں تاکه یه سرچشمه قوم کی پیاس کو بجھائے - اسی غرض سے ان میں سے چند لڑکے قوم کی خدمت میں حاضر ہونا چاهتے ھیں - میں امید کرتا ہوں جیسی خوشـ[illegible] نیتی سے یه نیک کام انہوں نے اپنے ذمه لیکر تکلیف گوارا کی ہے ویسی ہی قوم کی طرف سے انکی قدر افزائی ہوگی - اور بمصداق (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) جس طرح اونہوں نے قوم کے سامنے گداگری کرکے اپنے غریب بھائیوں کی تعلیم کے لیے روپیه جمع کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے' قوم کی همت و سخاوت سے امید قوی ہے که وہ بھی ان نونہالوں کی پوری قدر و منزلت فرماکر اونکی همت افزائی کریگی -

انجمن الفرض یا چندوں کے متعلق جو ضروری امور دریافت طلب ہوں ان کے متعلق بزرگان قوم جسوقت چاهیں پروفیسر عبد المجید قریشی نائب امین انجمن الفرض سے خط وکتابت کرسکتے ھیں -

مراسلات

کو بھي طے نہیں کیا تھا کہ کیا کیا مضامین رکھے جائینگے کہ آیندہ پروفیسر بنانے کے واسطے ممالک غیر میں طالب علموں کو بھیجنا شروع کردیا -

طبابت (مڈیکل سائنس) کی تجویز ہوئي مگر اُس کے واسطے ماهرین فن اور کثیر مصارف کي ضرورت تھي - قانون کے لیے فرانسیسي کالج اول سے موجود تھا - سائنس اور انجینیرنگ (هندسه) کے واسطے بھي وهي مشکلیں پیش آئیں جو ڈاکٹري کے متعلق پیش آئي تھیں - دینیات اس بحث سے بالکل خارج هي تھي - اب سواے علوم ادبیه اور زراعت کے کچھه نہیں رها تھا - اس کے واسطے بھی یہي دو اعتراض پیش هوے ' کیونکه علوم ادبیه کي ضرورت اعلی تعلیم کے واسطے تھي - گورنمنٹ نے ابتدائي و ثانوي (سکینڈري) اور اعلی تعلیم کے نہایت اچھے اصول قائم کیے تھے ' مگر اس بات کي شکایت همیشه هوتي رهي که تعلیم ناقص هے - تعلیم ایسي هوني چاهیے جس سے یورپ کي اعلی تعلیم کے لیے طلبه طیار هوا کریں - اس یونیورسٹي سے امید تھي مگر اُس کے کارکنوں کے دل میں جو بات تھي وہ یه تھي که گورنمنٹ کے کام سے کچھه اعلی کام هونا چاهیے -

فلسفه وغیره علوم عالیه پڑھانا مصریوں کو مفید نہیں هوتا ' کیونکه اُن کا منشا تعلیم سے علم حاصل کرنے کا نہیں هے بلکه ملازمت هے - اور یه کام گورنمنٹ اسکول پورا کردیتے هیں - پہلے موسم سرما میں قومي جماعت نے گورنمنٹ اسکولوں کے بہت سے طالب علموں کو اس یونیورسٹي میں داخل کرلیا ' مگر وہ بدستور قانون کے خدیوي اسکول میں تعلیم پاتے رهے ' کیونکه ان کے پیشه کي شہرت اسي پر منحصر تھي - یه بات زیادہ دنوں تک جاري نہیں رهي - تاهم یونیورسٹي کا نه کچھه نصاب تھا ' نه امتحانات ' نه کوئی ڈگري -

دوسرے سال تک یہي صورت رهي کونسل کے چند ممبروں نے کچھه تجویزیں پیش کیں ' مگر کچھه اثر نہیں هوا - کوئي ایسا کام نہیں هوسکتا تھا جس میں گورنمنٹ کو مداخلت دي جاتي - سنه ١٩١٠ ع میں امریکه کے سابق رئیس الجمهور مسٹر روز ولٹ (Mr. Rossevelt) کي تقریروں کي وجه سے یه سلسله تبدیل هوا - قومي جماعت کے بالکل ٹوٹنے سے امید هے که اب اسکي حالت اچھي هوجائیگي ' اور یه اُسی صورت میں ممکن هے که یونیورسٹي بالکل گورنمنٹ کے هاتھه میں دیدي جائے ' مگر افسوس هے که یونیورسٹي کے پریسیڈنٹ اس قسم کي تجویز کو نہیں مانتے - جو لوگ اندروني حالات کو جانتے هیں وہ صاحب پریسیڈنٹ کے کام سے اچھي طرح واقف هیں ' اور اس قلیل مدت میں جو کامیابی انہوں نے حاصل کي هے وہ بھي قابل ستائش هے - اسمیں کوئي تعجب کی بات نہیں هے اگر یه دیکھا جاے که وہ اپنے دشمنوں کو یونیورسٹی دے دینے پر رضي نہیں هونگے - مگر زمانه اُن کو جلد بتا دیگا که یه خیال غلط تھا - جو طالب علم یورپ اس غرض سے بھیجے گئے تھے که پروفیسر بنیں وہ جب واپس آئینگے تو یه دیکھینگے که کوئي طالب علم وهاں نہیں هے ' جسے وہ تعلیم دیں -

انجمن القرض

(از نواب حاجي محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹري مدرسة العلوم علي گڑھ)

قوم آگاہ هوگي که چند سالهاے ماسبق میں انجمن القرض کے سرمایه سے صدها غریب مسلمان بھائیوں کو امداد دیگئي هے ' جسکي وجه سے وہ محمڈن کالج میں رهکر اپني تعلیم پوري کرسکے ' اور آج وہ ماشاء الله قوم کے لیے مایۂ ناز هیں - چونکه بفضله تعالی اب کالج کے طلبا کي تعداد روز بروز بڑھ رهی هے ' اور قرض حسنه پانیوالوں کي تعداد میں بھي بے انتہا اضافه هوتا چلا جا رها هے ' اس لیے ضرورت محسوس هوئي که اس سرمایه کو مستقل کیا جاے ' تاکه غریب طلبا کي زیادتی اور سرمایه کي کمی کي وجه سے اس امداد میں کمي نهونے پائے ' تجویز هوئي هے که جن صاحبوں نے اپنے دوران تعلیم میں کالج سے قرض حسنه

بقیه پہلے کالم کا

اکثر اشخاص کو افسوس هوا که آزاد یونیورسیٹي کي تجویز ٹوٹ گئي ' مگر دو طرز تعلیم میں دو اصول رکھنے سے یه بہتر هے که گورنمنٹ کے اصول پر عمل کیا جاے - جو علحدہ هونے سے بالکل بے اثر هو جاتا هے -

رومانیه بلغاریوں سے کیوں هم نبرد هے ؟

ترکي کے متعلق اپریل سنه ١٩١٣ ع کے فورٹ نائٹلی ریویو میں فیصله هوا تھا که اب اس سلطنت کو اپنے تئیں انگلستان کے حوالے کردینا چاهیے - جون سنه ١٩١٣ ع کے رساله نائنٹینتھه سنچري (XIX Century) میں مسٹر الس بارکر (Mr. Ellis Barkar) لکھتے هیں که " ترکي کي شکست سے اتحاد ثلاثه (جرمني ' آسٹریا ' اٹلی) کو سخت نقصان پہونچا هے - جرمني کو ترکي سے جس امداد کي امید تھي وہ جاتي رهی ' کیونکه ترکي ایک بڑي فوج کے ساتھه روس پر جنوب کی طرف سے اور انگریزوں پر مصر کے طرف سے حمله کرسکتي تھی - علاوہ اسکے بلقاني ریاستوں کي قوت بڑھ گئي - پہلے ترکي ان کو همیشه روکے رکھتي تھي - چند سال میں یه ریاستیں روس کو دس لاکھه آدمیوں سے امداد دے سکینگي - جنگ بلقان میں ترکي کي شکست سے خصوصاً جرمني اور عموماً ایتلاف مثلث (آسٹریا و اٹلی و جرمنی) نے ترکی کی امداد هی نہیں کھوئي هے ' بلکه رومانیا کی حالت کو بھی تذبذب میں ڈالدیا هے - رومانیا روس کے خلاف آسٹریا وغیرہ کی طرفدار تھی - نه اسوجه سے که اُسے روس سے کوئي عداوت تھي ' بلکه اس وجه سے که روس اور آسٹریا کے مابین وہ رہ نہیں سکتی تھی - اس وجه سے اُسے ضرورت هوئي که وہ کسي بڑي طاقت سے صلح کرکے رهے - آسٹریا کو پسند کرنے میں اُسنے زیادہ امن کي صورت دیکھي ' کیونکه وہ اس ایتلاف مثلث کو زیادہ زبردست سمجھتی تھی " بلغاریا پر اگر وہ حمله نه کرتی تو خود اُسی کے لیے نہیں بلکه ارکان ایتلاف مثلث کے لیے بھی خطرہ تھا -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مدیر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ۳ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, August 6, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۷)

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب سید محمد کاظم صاحب - بی - آئی - پی ریلوے اسٹورس جھانسی	۹	۳	۵
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب سید منظور علی صاحب	۰	۴	۰
جناب حکمت اللہ خاں صاحب	۰	۸	۰
جناب رحمت علیصاحب	۳	۵	۰
جناب سید روح الامین صاحب	۶	۲	۰
جناب سید تصور علیصاحب	۰	۳	۰
جناب محمد کاظم صاحب	۰	۰	۱
جناب مولوی طفیل احمد صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد جان صاحب	۶	۷	۰
جناب امیر اللہ صاحب	۰	۲	۰
جناب اسیر الدین صاحب	۶	۳	۰
جناب ولی محمد صاحب	۰	۰	۱

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب غلام محمد صاحب ملتان	۰	۱۳	۳
جناب حافظ علی احمد صاحب انصاری پلیکر نکودر - جالندھر	۰	۰	۸
جناب محمد واحد صاحب ٹونک	۰	۰	۵
جناب غلام نبی صاحب گورکھپور	۰	۹	۱۴
جناب سید فضل احمد صاحب بارہ بنکی	۰	۰	۱۰
جناب غلام غوث صاحب لائل پور	۰	۰	۵
جناب محمد بخش صاحب	۰	۰	۱
متفرق	۰	۰	۲
جناب سید شا حکیم محمد الیاس صاحب نوادہ	۰	۶	۱
جناب سید علی محمد ذاکر صاحب مدراس	۰	۰	۴
جناب ظہور الحسن خانصاحب وارثی پرتاب گڈھ	۰	۰	۱۰
جناب امداد علی صاحب - رامپور	۰	۲	۲۲
بذریعہ جناب حکیم عبد النور صاحب - پٹنہ	۹	۷	۲۰
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب عبد النور صاحب	۹	۰	۷
جناب مولوی عبد الکریم صاحب	۰	۰	۵
جناب منشی عزیز الحکم صاحب	۰	۸	۰
جناب عبد الرحمن صاحب	۰	۰	۵
جناب شاہ عین الحق صاحب	۰	۰	۱
جناب حکیم عبد الطیف صاحب	۰	۸	۱
جناب محمد ظہور الحق صاحب	۰	۸	۰
جناب منشی امیر احمدی صاحب	۰	۳	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب مرزا بہادر بیگ صاحب - حیدر آباد دکن	۰	۱۰	۶
جناب مولوی موید الدین حسن خانصاحب بتقریب سالگرہ فرزند جناب احمد محی الدین حسین صاحب نظام آباد دکن	۰	۰	۲۱
جناب معبر علی صاحب - باؤ بازار	۰	۰	۸
جناب ولی محمد خانصاحب - باؤ بازار	۰	۰	۲
جناب ابراهیم صاحب بھرنڈی	۰	۰	۱۰

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ نیاز علی خانصاحب - سب ٹرانزٹل افس پشاور	۰	۶	۶۱
(بہ تفصیل ذیل)			
مزدوران ماتحت مولوی رحمت علی صاحب سب اور سیر منگلاهیڈ	۰	۰	۴۱
جناب محمد علی خان ٹھیکیدار	۰	۰	۱۵
مزدوران ایضاً	۰	۰	۵
متفرق	۰	۱	۰

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب عبد العزیز صاحب - لولم - برھما (دو خریدار)	۰	۰	۲
ایک بزرگ از کانپور	۰	۰	۱۰
ایک بزرگ جو اپنا نام ظاهر کرنا نہیں چاھتے	۰	۰	۸
جناب سید میر حسن صاحب - ملتان	۰	۰	۸
جناب حکیم خواجہ عبد الشکور صاحب کانپور	۰	۰	۲

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب سراج الدین صاحب سکاردو کشمیر	۰	۰	۲۵
جناب سکریٹری صاحب علمی کلب بلگرام	۰	۵	۲
جناب احمد رضا صاحب - بین پٹنہ	۰	۰	۲۰
جناب احمد اللہ خانصاحب - کاکوری	۰	۰	۱
جناب سید علی صاحب - سشن جج در منگل دکن	۰	۰	۹۴
جناب حکیم احمد حسین صاحب گوما - کانگڑہ	۰	۰	۲۵
جناب عبد الحفیظ صاحب هرگانوان - بربیگھہ	۰	۸	۶
جناب محمد محسن صاحب ضلعدار بارہ بنکی	۰	۰	۳
جناب محمد گوهر علی صاحب معروف گنج - گیا	۰	۰	۲۰
جناب مولوی محمد ابراهیم خانصاحب رامپور	۰	۰	۵۰

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب عنایت اللہ خانصاحب انسپکٹر گوجرانوالہ	۰	۰	۱۵
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب خواجہ محمد مودود صاحب	۰	۰	۱
جناب منشی رحیم بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس	۰	۰	۱
جناب عنایت اللہ خانصاحب انسپکٹر	۰	۱	۷
جناب محمد نصر اللہ صاحب	۰	۲	۱
جناب مولوی محمد ابراهیم صاحب	۰	۰	۲
جناب منشی احمد حسن صاحب	۰	۰	۳
میزان	۶	۹	۵۲۸
سابق	۰	۱۱	۷۳۴۷
کل	۶	۴	۷۸۷۶

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

شذرات

مشهد اکبر

ادرنہ کا دردناک نظارہ کانپور میں

و من اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه و سعی فی خرابها؟ اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین، لهم فی الدنیا خزی و فی الاخرة عذاب عظیم (۲ - ع - ۱۴)

ادرنہ (ایڈریا نوپل) کو جب بلقانیوں نے تسخیر کیا ہے تو سب سے پہلی جو حرکت کی وہ یہ تھی کہ سلطان سلیم کی جامع مسجد پر قبضہ کرکے اس پر سپاہیوں کے پہرے بٹھا دیے۔ اس حادثے پر، جس کی تصویر غم علحدہ پیشکش ہے، اسلامی دنیا کے ہر ایک حصے میں ماتم ہوا اور شاید اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی، لیکن معلوم نہیں مسجد کانپور کی ذیل میں ۳ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو جو حوادث پیش آئے ہیں دردمند دلوں پر ان کا کیا اثر پڑیگا؟

نیم سرکاری انگریزی اخبارات نے ان حوادث کے متعلق حسب ذیل بیان شائع کیا ہے:

"۳ - اگست کو ۱۰ - بجکے ۳۰ منٹ پر مچھلی بازار کانپور کے متعلق ایک خوفناک بلوہ ہوا - مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مجمع صبح کو عید گاہ میں ہوا تھا، جسکے لیے مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار بند کر دیے تھے اور بطور علامت حزن ننگے سر عیدگاہ کو گئے تھے۔

جلسہ کے بعد چار پانچ سو مسلمانوں کی جمیعت نے ایک سیاہ علم کے پیچھے مسجد مچھلی بازار کا رخ کیا - اور حصۂ منہدمہ کی تجدید تعمیر کرنی چاہی - سب انسپکٹر نے بھیڑ کو منتشر کرنا چاہا، لیکن چند پتھروں اور ڈھیلوں سے چوٹ کھانیکے بعد سٹی انسپکٹر اور اوسکے ساتھ کے آدمی واپس پھرے، کچھ بلوائیوں نے چوکی تک پیچھا کیا اور چوکی کے بعض چیزوں کو خفیف نقصان پہونچانے کے بعد مسجد واپس آئے -

مسجد کے قریب ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھے جن میں بہت سے تماشائی بھی تھے - مسٹر ٹائلر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کچھ پولیس کے مسلح پیادے اور سواروں کے ساتھ موقع پر پہونچ گئے، اور تنہا سوار ہوکر مجمع کو منتشر کرنے کے لیے بڑھے، مجمع نے پتھر اور ڈھیلے جو پاس پڑے تھے پھینکنا شروع کیا - مسٹر ٹائلر نے اپنے فوجی مددگار کو آواز دی - خالی کارتوسوں کے فائر نے کوئی اثر نہیں پیدا کیا - اس بنا پر انہوں نے گولیوں سے فائر کا حکم دیا - فائر جو ۱۰ منٹ تک رہا، بھیڑ بالکل منتشر ہوگئی -

متعدد آدمی مارے گئے، اور ایک تعداد زخمی ہوئی، جس میں کچھ پولیس مین بھی شامل ہیں، جو بھیڑ میں مجروح ہوے، کچھ بلوائی پولیس مین کے ہاتھ بندوق سے مارے گئے - ایک پولیس مین مرگیا - جہاں تک معلوم ہوسکا ۱۲ - آدمی مرے اور ۳۳ زخمی ہوے جو اسپتال پہونچائے گئے، کچھ تماشائی جن میں ہندو بھی شامل تھے، سخت زخمی ہوے، سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی چوٹ آئی، کچھ تعداد گرفتار کی گئی" -

کل اور آج کی پرائیوٹ تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری بیان سے بہت زیادہ یہ مسئلہ ہولناک ہوگیا، آتشباری میں بہت سے مسلمان کام آئے اور گرفتاری میں ہر طبقہ کے افراد کے علاوہ مسلمان لڑکے بھی پابزنجیر ہیں، یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، مفصل و مشروح واقعات پر آیندہ نقد و نظر ہوگی، و لا تقولوا لمن یقتل -

حظ و کرب

مسٹر عبد الماجد بی - اے کا خط کمپوز ہوچکا تھا، اور چند سطریں اس کے متعلق پروف پر لکھہ دینے کا خیال تھا کہ میں منصوری چلا آیا، اور وہ بغیر جواب نکل گیا -

اصطلاحات علمیہ کے وضع و تراجم کا مسئلہ نہایت اہم ہے - میں عنقریب اس پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

مسٹر موصوف صحیح و قائم مقام الفاظ کی تلاش میں حق بجانب ہیں، لیکن غالباً اس کے لیے صحت کی ضرورت نہیں سمجھتے - میرا خیال دنیا کے عام خیال کے مطابق یہ ہے کہ کسی لفظ کا اسکے صحیح معنوں ہی میں استعمال ہونا چاہیے -

میں سمجھتا ہوں کہ صحت الفاظ کا لحاظ رکھنے کی غلطی میری طرح ہمیشہ سے ہر زبان کے جاننے والے کرتے آئے ہیں -

انہوں نے لکھا ہے کہ اصل انگریزی اصطلاحات کے لیے "لذت و الم" کافی نہیں، اور اسکے وجوہ لکھے ہیں - لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ عربی زبان و علوم میں "لذت و الم" بعینہ اسی پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے، جس کے وہ متلاشی ہیں اگر وہ عربی میں فلسفۂ و کلام کے معمولی مباحث پر نظر ڈالیں تو ان پر واضح ہوجائیگا -

رہا "حظ" کا لفظ، تو قطع نظر اس کے کہ وہ لذت سے زیادہ ادائے مفہوم کے لیے مفید ہے بھی یا نہیں؟ سب سے پہلی بحث یہ ہے کہ جس معنی کے لیے جو لفظ سرے سے غلط ہی ہو، اس کے متعلق چنیں و چناں کا موقع ہی کب باقی رہتا ہے؟ میں نے اپنے نوٹ میں اختلاف کی قوت کو احتیاطاً و بخیال حفظ اداب تحریر، کسی قدر ضعیف کر دیا تھا، اور عمداً لکھدیا تھا کہ:

" اردو اور شاید فارسی میں غلطی سے حظ بمعنی لذت بولاجاتا ہے"-

لیکن اب میں مسٹر موصوف کو یقین دلاتا ہوں کہ فارسی میں بھی کوئی پڑھا لکھا آدمی "حظ" کو "لذت" کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کرسکتا - حظ فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ غالب:

دگر ز ایمنی راہ و قرب کعبہ چہ "حظ"
مرا کہ ناقہ ز رفتار ماندہ و پا خفتست

رہا اردو میں بولنا، تو مسٹر موصوف مثنوی زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھہ رہے ہیں، بلکہ علم النفس کی ایک کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں - اگر عوام و جہلا حظ کو لذت کے معنی میں بولتے ہیں اور ان کے تتبع میں گاہ گاہ پڑھے لکھے آدمیوں کی زبان سے بھی "محظوظ" نکل جاتا ہے، تو کسی علمی تحریر کے لیے اسکی سند نہیں ہوسکتی -

فرہنگ اصفیہ کا حوالہ دینے پر افسوس کرتا ہوں - اور کیا عرض کروں - لوگوں نے غلط العام اور غلط عوام کی تفریق کی ہے - اس کے لحاظ سے بھی دیکھیے تو حظ اس معنی میں محض عوام کی غلطی ہے -

یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ اردو اور فارسی اپنے علمی لٹریچر میں محض لغۃ عربی کے تابع ہیں - کوئی مستقل زبان نہیں رکھتے - پس عام بول چال اور محاورہ کی سند اشعار میں معتبر ہے، نہ کہ اردو کی ادبیات علمیہ میں -

وضع اصطلاحات کا معاملہ بہت اہم ہے، لیکن اس قدر مشکل نہیں، جس درجہ آج کل کے اہل قلم سمجھتے ہیں، اور علی الخصوص فلسفہ میں، بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں، بشرطیکہ تلاش کیے جائیں -

آخر میں پھر اپنے عزیز دوست کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ ان کے مقصود کے لیے "لذت و الم" پیشتر سے موجود اور بہمہ وجوہ کافی و اکمل ہے - حظ و کرب وغیرہ میں پریشان نہوں - جسمی و نفسی کیفیات کے وضع و ضمن کا پورا مفہوم اسی سے ادا ہوسکتا ہے -

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون :

(۴۵ : ۱۹)

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -

خریداران الہلال سے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ' جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ' تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کی ترویج ' آثار سلف کی تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثہ کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تا ہم یہ امور ضمنی ہونگے ' اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع وحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۂ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقي الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

القسم العربی

یعنی " البصائر " کا عربی ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیہ ' احیاء لغۃ اسلامیہ ' اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہے -

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

اقترائیات

گذشتہ مہینے میں اقترائیات (سفریجیٹ یا حق انتخاب کا مطالبہ کرنے والیوں) نے انگلستان میں عجیب عجیب حرکتیں کیں:

سنٹ انڈرو یونیورسٹی میں ہفتہ کی صبح کو آگ لگادی - بہت سا سائنس کا سامان تھا جل گیا ' جسکا اندازہ پانسو پاؤنڈ لگایا جاتا ہے -

سنٹ جانس کے گرجے میں باجے کے کمرہ میں بہت سی دیاسلائیاں ' تیس گولی کے کارتوس ' تیل میں ترکیے ہوے چیتھڑے ' کاغذ وغیرہ جمع تھے ' اور ایک فلیتہ دور تک چلا گیا تھا ' اسکا ایک سرا روشن تھا - برمنگھم کی پولیس کو اطلاع ملی کہ برمنگھم کا پشتہ اڑایا جانے والا ہے - پانی کی طرف سے ایک سوراخ کھدا ہوا ملا ' اگر یہ سوراخ پورا کھود لیا جاتا ' تو کئی میل تک پانی پھیل جاتا -

سولی ہل میں ایک تباہ کن آگ گذشتہ جمعہ کو لگی - زمین پر دو پوسٹ کارڈ پڑے تھے جو جج فلیمور کے نام کے تھے - اس میں لکھا تھا کہ " یہ نہ سمجھو کہ تمہارا انصاف نہیں ہوگا " دوسرے طرف تھا " ہمارے ساتھیونکو چھوڑ دو - عورتوںکے لیے ووٹ "

کٹسی میرین اور کلارا چیولن کو اس جرم میں ماخوذ کیا گیا ہے کہ انہوں نے ہرسٹ پارک کے تماشا گاہ مسابقت میں ٢٧ - جون کو آگ لگادی تھی ' جس سے سات ہزار پونڈ کا نقصان ہوا - برمنگھم کے قریبی اسٹیشن (ہزسل) میں آگ لگادی - عورتوں میں تو یہ مردانگی ہے ' معلوم نہیں ہندوستانکے مردوں کی انوثیت کو کیا کہا جا ئیگا ؟



نازنینان لندن کی مردانگی
ایک اقترائیہ نے بادشاہ کا گھوڑا روک لیا

هفتهٔ جنگ ترکوں کے فاتحانہ حملے تمام یورپ کو مشوش کر رہے ہیں ' ہر ایک گورنمنٹ مصرِ تشویش ہے ' اور ہر ملک وقف اضطراب ہوگیا ہے کہ سالہا سال کی تدبیریں بے کار گئیں ' تثلیث کی پاک سرزمین سے توحید کے اخراج کلی کا منصوبہ ناکام ہی رہا ' اور ہلال نے صلیب سے پھر اپنے مقبوضات واپس لے لیے - یونان ' سرویا ' رومانیا ' جبل اسود ' ان سب کو بلغاریا سے کاوش ہے ' اور ابھی تک اس کاوش کا اظہار توپ و تفنگ کی شرارہ باریوں سے ہو رہا ہے ' با ایں ہمہ ترکوں کے ساتھہ مخالفت میں سب متفق ہیں ' اور کسی کی یہ خواہش نہیں کہ ایڈریا نوپل کو دو بارہ ترکی جھنڈے کی حکومت نصیب ہو -

بخارسٹ میں امید ظاہر کی جاتی تھی کہ ایڈریا نوپل سے ترکوں کے اخراج کے لیے یورپ کی طاقتیں رومانیا سے درخواست کرینگی ' یورپ کی متعدد دار السلطنتوں میں اس ہفتے نہایت سنجیدگی کے ساتھہ بحث ہوتی رہی کہ ایا یہ ممکن ہے کہ ترکوں کے خلاف رومانی فوج کوچ کرے ' او راس رحیل و ارتحال میں اسے کامیابی نصیب ہو؟ خود فرماں رواے رومانیا (شاہ چارلس) بھی کچھہ کم مضطرب نہیں - اس نے سلطان روم کو ترکی پیشقدمی کی غیر موزونیت پر توجہ دلائی ' اور پھر ان تمام حکومتوں نے آپس کے اجماع سے فیصلہ کرلیا کہ ترکوں نے صوبۂ تھریس کو بلغاریوں سے واپس تو لے لیا ہے مگر اصل میں یہ متعدد ریاستوں کا مال ہے ' ترکی سلطنت کو اس سے کچھہ تعلق نہیں -

قیصر صغیر (فرڈیننڈ والی بلغاریا) نے سفراے یورپ سے بڑی سخت زار نالی کی کہ سپاہ عثمانی نکرواکس و جمبولی کی سمت سے بلغاریا پر حملہ کرنے کو ہے - باشندے ہلاک ہو رہے ہیں ' گاؤں کے گاؤں جلائے جا چکے ہیں ' معاہدہ لندن پامال ہو رہا ہے ' پرانے ظالموں (ترکوں) کی معاودت سے مظلوم پیروان مسیح بھاگے چلے جاتے ہیں ' یورپ اگر اور کچھہ نہیں کرسکتا - تو بلغاریا کے خاص علاقے کو تو اس تاخت و تاراج سے بچائے ' اور ترکوں کو مزید پیشقدمی سے روکدے -

آسٹریا بھی اپنے نیم سرکاری اخبار (ریش پوسٹ) کی زبان میں ان حملوں پر برہم ہے ' جرمنی تہدید کررہی ہے ' روس تو علانیہ آمادۂ جنگ ہے ' اور باوجود اس کے کہ ٢٨ و ٢٩ - جولائی کی تار برقیاں صاف کہہ رہی ہیں کہ اندرون ملک کی بد نظمیاں روس کو مجبور کر رہی ہیں کہ ترکوں کے ساتھہ ستیز و آویز پر اپنی انتظامی اصلاح کو ترجیح دے - وہ جانتا ہے کہ ترکی پر دباو ڈالنے کی انتہائی تدبیریں بھی اگر اختیار کی جائیں جب بھی سودمند نہونگی - تمام یورپ کے جنگی بیڑے اگر ملکر بھی دردانیال کے سامنے بحری مظاہرہ کریں تب بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلیگا - یوروپین کنسرٹ میں اتحاد بھی نہیں ہے ' ترکوں سے معرکہ آرائی کے لیے صرف دو ہی راہیں تھیں - ارمینیہ و ارزن الروم ' مگر اس کی حالت اتنی مخدوش ہے کہ خود وہ نہ ارمینیہ پر حملہ کرسکتا ہے ' نہ ارزن الروم (ارض روم) پر فوجیں بڑھا سکتا ہے ' پھر بھی یہ کیوں کر ممکن تھا کہ ہلال کو سربلند ہوتے دیکھکر صلیب کو پھانسی پر چڑھانے سے محفوظ رکھنے کے لیے حرکت مذبوحی بھی نہ کرے -

٣١ - جولائی سنہ ١٩١٣ ع کو روس کا جنگی بیڑا بوغاز بوسفور (مدخل باسفورس) کے قریب پہونچ گیا اور جہاں تک ہوسکا ترکوں کو مرعوب کرنے کے لیے بحری نمایش کی تماشا گری میں چابکدستی کے جوہر دکھاتا رہا ' ہنوز یہ مظاہرہ قائم ہے ' اور ایک ہفتے سے دنیا دیکھہ رہی ہے کہ :

آں ہمہ شعبدہ ہائے کہ کند روس ایں جا
سامری پیش عصا و ید بیضا می کرد

انگلستان کو اگرچہ اپنی مسلمان رعایا کی ناراضی کا خیال پس و پیش میں ڈالے ہوے ہے ' اور مقتدر انگریز مدبر (سر راپر ایتھبرج) نے ٢٨ - جولائی سنہ ١٩١٣ع کے لندن ٹائمز میں انگریزی .... کو متنبہ بھی کردیا ہے کہ " ایڈریا نوپل کے متعلق ترکی مطالبہ کی تائید و تصدیق میں کلام نہیں ' کم سے کم چھہ کرور مسلمانان ہندوستان ایسی علامتوں کے نمایاں ہونے کی توقع کر رہے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ انگلستان ' دوسرے اسلامی ممالک سے نہ سہی مگر کم از کم اپنے پرانے دوست ترکی سے تو بے پروا نہیں ہے " یہ سب کچھہ ہے اور اس سے بھی زائد یہ ہے کہ " سفراے دول یورپ نے ٢٩ - جولائی کو خاص جلسے میں بحث و نظر و اخذ و رد کے بعد متحدہ و متفقہ انداز میں باب عالی کو ریپریزینٹیشن کرنے کی اصلی تجویز کردی ' اور نوٹ کے الفاظ پر باہم اتفاق نہ ہو سکا " لیکن اسلام نواز و مسلمان پرور انگلستان کے حوصلے اس سے بھی پست نہ ہوے - سفرا نے جداگانہ طور پر خط اینوس و میڈیا سے ترکی فوجیں واپس طلب کرنے کے لیے باب عالی سے فرداً فرداً تحریک کرنے کے لیے جو تجویز کی ہے اس میں انگلستان بھی شامل ہے ' اور وہ بھی نہایت پرزور لہجے میں احتجاج و انذار کا حق ادا کر رہا ہے - لیکن ترکوںپر کچھہ بھی اثر نہیں پڑا اور نہ انکے فاتحانہ عزم میں تزلزل کا خوف ہے -

مغرب اقصی

مراکش میں انگریـــزی فوج

حریت پرستان مراکش کی سرکوبی کے لیے

ملـک صرف اهل ملـک کے لیے ہے - خود مختاری و آزادی هر قوم کا طبیعی حق ہے - حقوق کے لیے ' جانفروشانه مساعی ناگزیر هیں - یه اصول یورپ کے نزدیک اسیطرح مسلم و قطعی هیں جسطرح ایک اور ایک دو - صرف یہی نہیں که یه اصول قطعی و بدیہی هیں بلکه اقوام و امم کی حیات و ممات ' بقاء و فناء ' توحش و تمدن ' استحقاق همدردی و دستگیری یا سزاواری نظر اندازی و پامالی کے معیار عام هیں -

یونان کے پانؤں میں عثمانی غلامی کی زنجیریں پڑی هوئی تھیں - یونان نے ان زنجیروں سے اپنے پانؤں کو آزاد کرنا چاها - انگلستان نے دست مساعدت بڑهایا ' کیونکه وہ ایک طبیعی حق کا طالب تھا ' اور وہ زنجیریں کھولدیں - بلغاریا کی گردن میں عثمانی محکومی کا طوق پڑا تھا ' اس نے محکومی کے طوق کو اتارنا چاها - روس نے دونوں هاتھوں سے اس طوق کو توڑ ڈالا اور اسکو آزاد کردیا - ریاستہاے بلقان نے باری باری اپنے آپ کو آزاد کرنے کے بعد اپنے اُن هم قوموں کو بھی آزاد کرانا چاها ' جو دولت عثمانیه کے زیر حکومت تھے - یورپ نے اس شریف ترین خدمت انسانی کے ارادے کا گرمجوشی سے استقبال کیا - البانیوں نے کہا که البانیه صرف البانیوں کے لیے ہے ' اسلیے هم اپنے پر آپ حکمراں هونگے - گو اسوقت تک البانیوں کی حالت یه ہے که علوم و معارف سے بیگانه ' تمدن و شایستگی سے بیخبر ' انتظام و اداره سے ناواقف هیں ' صید و شکار اور تاخت و تاراج معاش ' سفر و انتقال و جنگ و جدال مشغله با ایں همه یورپ نے انکی اس استقلال طلبی کی داد دی ' اور انکی خود مختاری کو سب سے پہلے انگلستان نے اسکے بعد دیگر دول یورپ نے تسلیم کیا -

لیکن اگر یہی آوازیں امة اسلامیه کی زبان سے نکلتی هیں تو سراسر جرم و عصیان و بغاوت و طغیان هو جاتی هیں -

مغرب اقصی پر جن فرنگیانه دسائس سے قبضه کیا گیا ہے انکی داستان درد انگیز اور عبرت آموز ' مگر یه تفصیل کا موقع نہیں که ایک طرف طویل اور دوسری طرف عنوان سے تعلق خفیف - مراکش کے تخت پر جب تک مولاے مغرب تھا فرانس اس کی وساطت سے حکمرانی کرتا ' مگر جو خدا و رسول اور اپنے وطن و ملت سے خیانت کرتا هو وہ دوسرے سے ایفاء عهد کی کیوں امید رکھتا ہے ؟ آخر فرانس نے اس ملـک فروش و تمثال لعنت و خباثت فرماں روا کے بوجهه سے تخت کو هلکا کردیا ' اور اب براه راست خود حکومت کرتا ہے -

اُس وقت تک ان مجاهدین راه آزادی کے حملے مولاے مراکش پر هوتے تھے لیکن جب سے اسکی جگه فرانس نے لی اب انکے حملے فرانسیسی حکومت پر هوتے هیں -

اهل مغرب کے یه تمام هجوم و اقدام کس لیے هیں ؟ حریت ' و آزادی ' استقلال و خود مختاری کے لیے ' کیونکه یورپ کے مسلم الثبوت اصول کی بناء پر مغرب صرف اهل مغرب کے لیے ہے ' مگر نہیں یه ان کی تمام وطن پرستی کے نعرے ' یه حریت و آزادی کے جانبازانه مساعی اور یه استقلال و خود مختاری کی راه غزوه و جهاد بغاوت ہے ' سرکشی ہے ' نافرمانی ہے ' تمرد ہے -

فرانس اس آگ کو خون کے چھینٹوں سے بجھانا چاهتا ہے - مگر کاش اسکو معلوم هوتا که خون اس آگ کے لیے روغن ہے آزادی کا آتشگیر ماده هر پھڑکتے هوے دل میں ہے ' مگر اپنے اشتعال کے لیے بیرونی رگڑ کا محتاج ہے - کبھی یه ماده اپنے قرب و جوار کی هوا کے جھونکوں سے بڑھتا ہے لیکن اکثر ظالم کی ٹھوکریں ' شعائر مذهبی کی توهین ' حکمران قوم کی فرعونیت ' عمال و حکام کی دست درازی ' ایسے قوانین جن سے ملک میں افلاس اور قوم میں فاقه مستی بڑھتی هو ' وغیره وغیره ' اسمیں آگ لگادیتی هیں -

اسوقت خوش قسمتی سے مغرب اقصی میں دونوں صورتیں جمع هیں - تمام یورپ نے متفقه طور پر اسلام کے خلاف صلیبی جهاد کا علم بلند کیا ہے " عمل " عمل کے مشابه هوتا ہے ' تعصب کا نتیجه دوسرا تعصب ہے - یورپ کی اس علانیه عداوت اسلام کے بے نقاب هونے کے بعد سے هر مخلص مسلم ' یورپ اور اهل یورپ سے اتنی نفرت کرتا ہے جتنی که ایک یهودی ایک عیسائی سے -

فرانسیسی سیاست کا محور یه ہے که مغرب اقصی سے اسلام مٹادیا جائے ' اور پھر کوشش یه که جسقدر جلد سے جلد ممکن هو -

تمام ملک میں اس گوشے سے اس گوشے تک آگ لگی هوئی ہے مائیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بیویاں اپنے سرمایه حیات و عیش شوهروں کو ' بہنیں اپنے محبوب و عزیز بھائیوں کو ' اور بیٹیاں شفیق و سرپرست باپوں کو بھیج رهی هیں ' فرانسیسی حکومت پر هر تھوڑے وقفے کے بعد زور و شور سے حملے هورهے هیں - فرانسیسی فوج کے پاس اسلحه بہتر سے بہتر ' سامان جنگ وافر ' غذا کی بہتات ' اور تازه دم کمکوں کا سلسله ' مگر یه آگ اسکی بجھائے نہیں بجھتی -

انگلستان کو دعوی ہے که خود حریت پرست اور حریت پرستوں کا دوستدار ' اس لیے اس سے ان عاشقان وطن کی معاونت کی توقع (اگر هوتی تو) بیجا نه تھی لیکن الامر ههنا علی العکس ایکو دی پارس (صداے پیرس) کو نہایت موثق ذریعه سے معلوم هوا ہے که انگلستان اپنی جبل الطارق کی فوج طنجه بھیجنا چاهتا ہے - دول کے ساتھه انگلستان کے جتنے معاهدے هیں انکی رو سے انگلستان مجبور نہیں که حمله یا مدافعت کے وقت انکی مدد فوج سے کرے پھر یه ارسال فوج کیوں ؟ معلوم ' کیا انگریزی جہاز نے اپنے سامنے تربت سے علم اسلام نہیں اتروایا ؟ گلیڈ اسٹون کی تعلیم ...... اشقیاء (مسلماں) نصرانیت کی راه میں سنگ راه .... قرآن سوزی .... غرض انگلستان اسلام نواز انگلستان (؟) حریت پرور انگلستان (؟) کے هاتھه حریت اور آزادی کے خون سے رنگین هونگے - فواه ! ثم آه ' المسلمین لا یفقهون ! ولیت شعری ما ذا بعد ذلک ینظرون کاش خبر غلط هو اور انگلستان اپنے ارادے سے باز آئے -

اطلاع

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس نے مسلمانان اگره کی دعوت کو کانفرنس کی آینده سالانه اجلاس کی اگره میں منعقد کی جانیکے متعلق قبول کرلی ہے ' اسلیے کانفرنس کا سالانه اجلاس بابت سنه ۱۹۱۳ع بماه دسمبر تعطیلات کرسمس میں بمقام اگره منعقد هوگا -

خاکسار آفتاب احمد

انریری جائنٹ سکریٹری کانفرنس

شہر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس و بینات من الھدی و الفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمه و من کان مریضاً او علی سفر فعدة من ایام أخر - یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر و لتکملوا العدة و لتکبروا الله علی ما ھداکم و لعلکم تشکرون (بقرہ)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے ' پس جو اس مہینہ میں زندہ موجود ہو وہ روزے رکھے جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھ لے ' خدا تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا ' تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو ' اور روزے کیوں فرض ہوے ؟ اس لیے کہ تم خدا کی ہدایت پر اوس کی بڑائی کرو ' اور شکر ادا کرو -

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عطاے ناموس فرقان و ھدی (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں ' اور اوس کے نام کی تقدیس کریں ' پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کے لیے طیار نہیں ؟ اور اوس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں ؟ اوس کی تقدیس و تمجید میں خود کو فراموش کرو ' اوس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو ' جسنے تم جیسی زار و نزار و کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا ' جو پھر کبھی کمزور نہوگی ' جس نے ۱۳۴۴ - برس ہوئے کہ توحید کی آگ تمھارے سینوں میں روشن کی جو پھر کبھی نہیں بجھیگی ' جس نے تمھارے سر پر تاج خیر الامم رکھا ' جو کبھی نہیں اتر سکتا -

شب قدر

وہ کون سی شب مبارک تھی جس میں خدا کا کلام روح پرور ' ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا ؟ وہ لیلة القدر یعنی عزت و حرمت کی رات تھی ' بے شک وہ عزت و حرمت کی رات تھی ' وہ رات تھی جو ہزار مہینہ سے بہتر تھی ' کہ اس میں خداوند گویا ہوا ' وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں ' وہ امن و سلامتی کی رات تھی کہ اوس میں دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام آترا :

انا انزلناہ فی لیلة القدر ' وما ادراک ما لیلة القدر ؟ لیلة القدر خیر من الف شھر ' تنزل الملائکة والروح فیھا باذن ربھم من کل امر ' سلام ھی حتی مطلع الفجر ' (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا ' اور ہاں تمہیں کسنے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے ؟ وہ رات جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے ' جس میں ارواح مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لیکر نازل ہوتے ہیں اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے -

وہ شب کیا عجیب شب تھی ' دنیا عصیان و حق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی ' دیو باطل کا تمام عالم پر استیلا تھا ' توحید کا چہرۂ نورانی ' کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا ' نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں ' دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں ' قوت الہی سے بغاوت کا اعلان کرچکی تھیں ' ایک نحیف و ضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر ' غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی ' لیکن اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ایک گوشہ تھا جو روشن تھا ' وہ گوشہ غار حراء کا گوشہ تھا ' اس بغاوت و طغیان عالم میں ایک شے تھی جو قوت الہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھ سر بسجود تھی ' وہ عزلت نشیں حراء کی جبین مبارک تھی ' اور ایک ہی قلب تھا ' جو بیدار تھا اور وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کا قلب اقدس تھا -

یہ کیا عجیب و غریب شب تھی جب قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا ' جب جبابرۂ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا ' جب نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا ' اور اوس کی سر عسکری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہو رہا تھا جو حراء کے غیر مصنوع حجرہ میں بیدار اور سر بسجود تھا ' اور رحمت کے محافظ فرشتے اس کے رد گرد صف بستہ تھے -

انا انزلناہ فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین ' فیھا یفرق کل امر حکیم ' امراً من عندنا انا کنا مرسلین ' رحمة من ربک انه ھو السمیع العلیم (الدخان)

ہم نے اس کتاب مبین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا ' وہ مبارک شب جس میں پر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے ' انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا ' کیوں کہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں -

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو ' یہ وہ شب ہے ' جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی ' یہ وہ شب ہے جب اوس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا کلام الہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوے ' اور رحمتہاے آسمانی نے زمین میں نزول کیا ' پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۂ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو ' اور اوس رحمان و رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے ' جبین پر معاصی کو زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے ' اور بصد خضوع و خشوع دست تضرع دراز کرے ' کہ خدایا :

آمن الرسول بما انزل علیه من ربه و المومنون ' کل آمن بالله و ملئکته و کتبه و رسله ' لا نفرق بین احد من رسله ' و قالوا : سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر ' لا یکلف الله نفسا الا وسعھا ' لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت ' ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا ' ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به ' و اعف عنا ' و اغفرلنا ' و ارحمنا ' انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین (بقرہ)

رسول جو کچھہ اوس پر نازل ہوا اوس پر ایمان لایا اور اہل ایمان بھی ' ایمان لائے ' سب خدا پر ' اوس کے فرشتوں پر ' اوس کے کتابوں پر ' اوس کے رسولوں پر ایمان لائے اور پکار اٹھے : پروردگارا ! تیری باتیں سنیں ' تیری اطاعت کا عہد کیا ' اب تیری مغفرت کے طالب ہیں ' اور تو ہی ہمارا مرجع ہے ' کسی کو تو اوس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا ' اور خیر و شر سب انسان کی کمائی ہے ' پس اے پروردگارا ! اگر ہم سے بھول ہو یا کوئی خطا ہو تو مواخذہ نکر ' پروردگارا ! ہم سے پہلوں کی طرح ہمکو گراں بار نہ بنا ' پروردگارا ! ہماری طاقت سے زیادہ ہمکو بوجھہ نہ دے ' ہمیں معاف کر ' ہمارے گناہ بخش ' ہم پر اے ہمارے آقا ' رحم فرما ' اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر -

اعتکاف

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزلت نشیں (معتکف) ہوتے ہیں ' کہ غار حراء کا گوشہ نشیں بھی ان دنوں

الهلال

۳ رمضان ۱۳۳۱ هجری

موعظة و ذکری

(۱)

تذکار نزول قرآن

اسوة النبي صلی الله علیه و سلم

شهر رمضان الذي انزل فیه القران

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الـذين من قبلكم لعلكم تتقون - (بقره) شهر رمضان الذي انزل فيه القران هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان' فمن شهد منكم الشهر فليصمه' و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام أخر' يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر و لتكملوا العدة و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزے اوسیطرح لکھے گئے جسطرح تم سے پہلي امتوں اور قوموں پر اس سے پہلے لکھے گئے تھے' تا که تقوی تم میں پیدا هو - ماه رمضان وه هے جس میں قران آترا' جو لوگوں کے لیے سر تا پا هدایت هے' جو هدایت و تمیز حق و باطل کي نشاني هے' پس جو اس مہینه میں زنده موجود رهے وه روزے رکھے' اور جو مریض یا مسافر هو وه ان کے بدلے دوسرے دنوں میں پھر روزے رکھه لے - خدا آساني چاهتا هے' سختي نهیں چاهتا' تا که تم روزوں کي تعداد پوري کر سکو - اور روزے اسلیے فرض هوے که تم اس عطاے هدایت پر خدا کي بڑائي کرو' اور شکر بجا لاؤ -

مکه سے تین میل کي مسافت پر کوه حراء واقع هے' آج سے ۱۳۴۴ برس پہلے ایام رمضان میں جب سخت گرمي [۱] کے دن تھے' اور شدت حرارت سے ریگستان بطحاء کا ذره ذره تنور بن رها تها' اسي کوه حراء کے ایک تیره و تاریک غار میں مادیات عالم سے ایک کناره کش انسان سر بزانو تها -

وه بھوکها تها' لیکن بھوکها نه تها که اوسکے پاس کھانے کي وه چیز تھي' جس کو کھا کر پھر انسان کبھي بھوکها نهیں هوتا - وه پیاسا تها لیکن پیاسا نه تها که اوسکے پاس پینے کي وه چیز تھي جس کو پیکر پھر انسان کبھی پیاسا نهیں هوتا - وه تین تین چار چار دن کھانا پینا چھوڑ دیتا [۲] تها - اوسکے جان نثار بھي اوسکي معیت میں کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے' لیکن وه اون کو منع کرتا تها که :

ایکم مثلی' ابیت يطعمني ربي و يسقيني (رواه البخاري و مسلم في صحيحيهما)

تم میں کون میری طرح هے' میں بھوکها هوتا هوں تو میرا آقا مجھکو کھلاتا هے' میں پیاسا هوتا هوں تو میرا آقا مجھکو پلاتا هے (حدیث صحیح)

کوه حرا کا مقدس عزلت نشیں اسي طرح بھوکها پیاسا سر بزانو تها' که ایک نور [۱] بے کیف نے تیره و تار غار کو روشن کر دیا' وه نور بے کیف کیا تها ؟ هدایت و فرقان کا ایک آفتاب تها جو مطلع حظیرة القدس سے طلوع هوکر اوسکے سینه میں غروب [۲] هوگیا - فانه نزله علی قلبک (بقره) اور پھر اوسکے سینه سے نکلکر تمام عالم کو اسکي شعاعوں نے روشن کر دیا - و ما ارسلنک الا رحمة للعالمین (بقره)

صیام رمضان

وه آفتاب جسکا مطلع حظیرة القدس تها' وه آفتاب جسکا مغرب سینه نبوي تها' وه آفتاب جس نے عالم کو منور کیا' قران مجید تها' جو ماه مقدس کي شب مبارک میں آسمان سے زمین پر نازل هونا شروع هوا - وه کون سا ماه مقدس تها جس میں خدا کا کلام بندوں کو پہونچنا شروع هوا ؟ وه ماه رمضان تها :

شهر رمضان الذي انزل فيه القران' هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان' (بقره)

رمضان کا مہینه وه هے جس میں قران اترا' جو لوگوں کے لیے سر تا پا هدایت هے جو هدایت و تمیز حق و باطل کي نشاني هے'

پس ان ایام میں هماري بھوکھ' هماري پیاس' همارا مادیات عالم سے اجتناب' اس یادگار میں هے که هم تک جو خدا کا پیغام لایا وه ان دنوں بھوکها اور پیاسا تها' اور وه تمام لذائذ مادي سے مجتنب تها -

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (بقره)

پس جو اس مہینه میں زنده موجود هو وه روزے رکھے -

یه اوسکا حال تها جو کوه فاران (۳) (کوه حرا) کي چوٹي سے جلوه گر هوا تها (محمد صلعم) لیکن وه جو سینا سے آیا (موسی عم) وه بھي تورات لینے کیلیے جب پہاڑ پر چڑها تها وهاں چالیس روز بدلي کے درمیان خداوند کے حضور رها تها (خروج ۴۰ - ۱۸) اسي طرح وه بھي جو کوه سعیر (کوه زیتون) سے طلوع هوا تها (مسیح عم) اس سے پہلے که وه خدا کي منادي شروع کرے جنگل میں چالیس روز دن رات بھوکا اور پیاسا رها تها (متي ۴ - ۲) پس ضرور تها که وه جو کوه فاران سے جلوه گر هونے والا تها' وه بھي اس سے پہلے که دس هزار قدوسیوں کے ساتهه وه آئے' اور اوس کے داهنے هاتهه میں آتشیں شریعت هو' وه خداوند کے حضور بھوکا اور پیاسا رهے' تا که جو لکھا گیا هے وه پورا هو:

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزه اوسي طرح لکھا گیا هے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تها -

پس رمضان کی حقیقت کیا هے ؟ وه ماه مقدس جس میں داعي اسلام حسب اتباع نوامیس نبوت' تحمل نزول قرآن کے لیے ضروریات مادیۂ عالم سے مستغني رها' اور اس لیے ضروري هوا' که پیروان ملت اسلامیه اور متبعین طریقت محمدیه ان ایام میں ضروریات مادیۂ عالم سے مستغني رهیں' که اوس توفیق و هدایت کا شکریه و ممنونیت اور اظهار اطاعت و عبودیت هو جو اون کو اس ماه مقدس میں عطا هوئي -

[۱] رمضان کے معنی شدت حرارت کے هیں' اس سے اور دیگر اسماے مشهور کے قرینه سے مستنبط هوتا هے که عرب میں قبل اسلام ناقص طور سے شمسي مہینے جاري تھے اس لیے رمضان گرمي کا مہینه هو گا -
[۲] صوم وصال -

[۱] وحي قران -
[۲] نزول قران کي ابتدا رمضان میں هوئي' کما سیاتي -
[۳] اشاره هے تورات کی اس بشارت کیطرف : " خدا وند سینا سے آیا اور شعیر سے طلوع هوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوه گر هوا - دس هزار قدوسیوں کے ساتهه آیا - اور اوس کے داهنے هاتهه میں ایک آتشیں شریعت تھی [تورات' سفر التثنیه ۳۳ - ۲]

نہیں - آنحضرت نے اسي نکتہ کي طرف اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے :

رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ' و رب قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر (رواہ ابن ماجہ)

کتنے روزہ دار ہیں ' جن کو روزہ سے بجز گرسنگي کچھہ حاصل نہیں ' اور کتنے تہجد گذار ہیں جنکي نماز تہجد سے بیداري کے سوا کچھہ فائدہ نہیں -

یہ کون لوگ ہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسم نے روزہ رکھا ' لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا ' انکي زبان پیاسي تھي لیکن دل پیاسا نہ تھا ' پس رحمت کا کوثر انکے لیے نہیں کہ پیاسے نہ تے -

ہماري تقسیمات اوقات زندگي کي سب سے بڑي اور طویل تقسیم خود ہماري عمر اور سب سے مختصر لحظہ ہے - ہمارے لیے ہر لحظہ ایمان باللہ بما جاء الرسول ' ہر روز پانچ بار سجدۂ نیاز ' ہر ہفتہ نماز جمعہ ' ہر سال صیام رمضان و زکوۃ اور عمر میں ایک بار زیارت مسجد خلیل و اداے نماز ابراہیمي فرض ہے -

ہمارا سالانہ فرض دو ہے ' ایک جسماني اور ایک مالي ' فریضۂ مالي (زکوۃ) معدود باوقات مخصوصہ نہیں ہے ' لیکن ہمارا فریضۂ جسماني معدود باوقات ہے کہ پہلے سے خدا کي مسکین مخلوق ہر ساعت اور ہر حالت متمتع ہوتي رہے ' اور دوسرے سے وہ عام یکرنگي اور اظہار اجتماع و وحدت قلوب و اجسام متصور ہے ' جو ہر روز مساجد میں ' اور ہر سال ہر شہر کے کوچۂ و بازار اور گھروں میں اور عمر میں ایک بار کوہ فاران کے دامن میں نظر آتي ہے -

پس ہمارے سال کا ایک مہینہ ہماري زندگي کا ایک ایسا حصہ ہونا چاہیے ' جو تنزہ جسم اور طہارت قلب کا کامل نمونہ ہو ' تاکہ ہمارا کامل سال منزہ اور طاہر ہو ' اور اسطرح ہماري کامل زندگي منزہ اور طاہر ہو ' اسي لیے آنحضرت نے فرمایا ہے :

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (رواہ البخاري)

جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب (نیکی) کے ساتھہ رکھے ' اوسکے اگلے گناہ معاف ہوے -

گناہوں کي معافي اور مغفرت کا حصول ' تمام اعمال انسانیہ کا مقصود وحید اور تمام نیکیوں اور برکتوں کا اساس کار ہے ' لیکن کیا جس نے حصول مغفرت اور گناہوں کی معافی کی امید دلائي اس نے یہ نہیں بتایا ہے ' کہ وہ مشروط بایمان و احتساب ہے ؟

ایمان و احتساب کیا شے ہے ؟ حقیقت صوم کے وہي عناصر ثلاثہ ہیں جن کي طرف کتاب عزیز نے اشارہ کیا ہے - یعني اتقاء ' تقدیس و تکبیر اور حمد و شکر -

اتقاء کے لغوي معنی " کسي چیز سے بچنے " کے ہیں ' لیکن اسلام کي اصطلاح میں " اتقا " کے کیا معنی ہیں ؟ " تمام دنیاوي آلایشوں سے ' تمام انساني کمزوریوں سے ' تمام جسماني خواہشوں سے اور تمام نفساني نجاستوں سے جسم و روح کا محفوظ رکھنا " یہي حقیقت و ماہیت صوم ہے ' جس کے ساتھہ ساتھہ دل سے تقدیس و تکبیر کي صداے غیر محسوس اور زبان سے حمد و شکر کي آواز جہر بلند ہوني چاہیے ' تاکہ معتکف حراء کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو -

تم سمجھتے ہو کہ آلودگي گناہ ' آلائش ہوی ' اور ارتکاب عصیان و نجاسات نفساني ' ناقض صوم نہیں ' ممکن ہے کہ جسم کا روزہ نہ ٹوٹتا ہو ' لیکن دل کا روزہ تو ضرور ٹوٹ جاتا ہے ' اور جب دل ٹوٹا تو جسم میں کہا رکھا ہے ؟ :

الصائم في عبادۃ من حین یصبح الی ان یمسی مالم یغتب ' فاذا اغتاب خرق صومہ (رواہ الدیلمي)

روزہ دار صبح سے شام تک عبادت خدا میں ہے جب تک کسي کي برائي نکرے ' اور جب وہ برائي کرتا ہے ' تو اپنے روزہ کو پھاڑ ڈالتا ہے -

تم سمجھتے ہو کہ بغاوت نفس ' اطاعت ہوی اور عمل شر ' منافي صوم نہیں ' لیکن میں تمہیں سچا سمجھوں یا اوس کو (یعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) جو کہتا ہے :

لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو و الرفث (رواہ الحاکم فی المستدرک و البیہقي في السنن)

روزہ کہانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے بلکہ لغو و عمل شر سے پرہیز کا نام ہے -

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قول زور ' عمل بد ' اور طغیان قلب مضر صحت صوم نہیں ؟ لیکن میں کیا کروں کہ مخبر صادق کی وہ آواز سنتا ہوں ' جس کی میں تکذیب نہیں کرسکتا :

من لم یدع قول الزور و الجہل و العمل بہ فلا حاجۃ للہ ان یدع طعامہ و شرابہ (رواہ البخاري و الترمذي و النسائی و ابن ماجۃ و اللفظ لہ)

جو حالت صوم میں کذب و زور اور جہالت کے کام کو نہیں چھوڑتا تو خدا کو کوئي ضرورت نہیں کہ روزہ دار اوسکے لیے بیکار اپنا کھانا پینا چھوڑے '

پس اچھي طرح سمجھہ لو کہ صوم کی حقیقت کیا ہے ' وہ ایک حالت ملکوتی کے ظہور کا نام ہے - صائم کا جسم انسان ہوتا ہے لیکن اوسکي روح فرشتوں کي زندگي بسر کرتي ہے ' جو نہ کہاتے اور نہ پیتے ہیں وہ تمام مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاوي سے منزہ ہیں - ان کي زندگي کا نقط ایک مقصد ہوتا ہے ' اطاعت اوامر الہي ' اسلیے صائم نہ کہاتا ہے نہ پیتا ہے - وہ مادیات سے پاک اور ضروریات دنیاوي سے منزہ رہنے کي ' جہانتک اوس کی خلقت و فطرت اجازت دیتي ہے ' کوشش کرتا ہے -

صائم مجسم نیکي ہے ' وہ کسي کي غیبت نہیں کرتا ' وہ کسي کو برا نہیں کہتا ' وہ کسي سے جہالت نہیں کرتا ' وہ بدي کا بدلہ نیکي سے دیتا ہے وہ اوس کا امتثال امر کرتا ہے جو کہتا ہے ' (یعنی آنحضرت صلعم) :

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (رواہ البخاري)

تم میں سے جب کسي کے روزے کا دن ہو تو نہ بدگوئي کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئي اوسے برا کہے یا اوس سے آمادۂ شمشیرزنی ہو تو کہدے میں روزے سے ہوں

اللہ اکبر ! وہ ہستیاں کہاں ہیں ؟ جو تلوار کا وار روزہ کی سپر پر روکتي ہیں ' روزہ سپر ہے ' بے شبہ سپر ہے ' وہ آخرت میں حملۂ جہنم سے بچاتا ہے ' اور دنیا میں بغاوت نفس سے بچاتا ہے ' طغیان ہوے سے بچاتا ہے ' اور خبث عمل سے بچاتا ہے ' کیونکہ روزہ کی جزا خود خدا ہے ' اور وہ خیر محض اور نیکی خالص ہے -

قال رسول اللہ صلعم : قال اللہ تعالی کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی و انا اجزي بہ و الصیام جنۃ - (رواہ البخاري)

حدیث قدسی ہے کہ خدا نے فرمایا انسان کا تمام عمل اس کے لیے ہے ' لیکن روزہ میرے لیے ہے میں اوسکی جزا ہوں اور روزہ سپر ہے '

پس مبارک ہے وہ جو اس سپر کو لیکر کارزار اعمال میں آتا ہے ' کہ وہ حملۂ نفس سے زخمی نہوگا ' مبارک ہے وہ جو ان ایام میں بھوکھا رہتا ہے کہ وہ آسودہ ہوگا ' مبارک ہے وہ جو ان ایام میں پیاسا رہتا ہے کہ وہ سیراب ہوگا - سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح -

عزلت نشیں تھا - مسلمان ایام اعتکاف میں اوس متکلم ازلي کے سوا جو ان راتوں میں معتکف حراء سے گویا ھوا تھا ' کسي سے نہیں بولتے که ایسا ھي اوسنے بھي کیا تھا جسکے منھه میں اوس متکلم ازلي نے اپني بولي ڈالي جب وہ حراء کے ایک گوشه میں سربزانو معتکف تھا -

پس ھر مسلم آبادي میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروري ھے که اواخر عشرۂ رمضان میں مسجد کے ایک گوشه میں شب و روز محویت اتباع نبوي ' تلاوت کتاب عزیز ' تفکر خلق سماوات و ارض ' ذکر نعم الهي ' تذکر اسماے حسنیٰ اور تحیت و تسلیم و اداے صلوات میں اسطرح بسر کریں که ان اوقات معدودہ کا کوئي لمحه تذکر و تفکر سے خالی نہوتا که اون اشخاص مقدسه کا جلوہ اوس کي آنکھوں میں پھر جاے -

الذین یذکرون الله قیاماً و قعوداً و علی جنوبهم ' (آل عمران)	جو ھمیشه اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرتے ھیں '
الذین اذا ذکروا بها خروا سجداً و سبحوا بحمد ربهم وهم لا یستکبرون ' تتجافی جنوبهم عن المضاجع ' یدعون ربهم خوفاً و طمعاً ' (سجدہ)	وہ جو ' قران کي آیتیں جب انکو یاد دلائي جاتي ھیں تو وہ سجدہ میں گرپڑتے ھیں ' اور خضوع و خشوع کے ساتھه اپنے رب کي حمد و ثنا کرتے ھیں ' اونکے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رھتے ھیں ' اور وہ امید و بیم کے ساتھه خدا سے دعائیں کرتے ھیں -
رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکرالله	جنکو خرید و فروخت وغیرہ دنیاوي اشغال ذکر خدا سے غافل نہیں کرتے -

اسماعیل و ابراهیم (علیهما السلام) کي سب سے پہلي مسجد جن اغراض کے لیے تعمیر ھوئی ' اون میں ایک غرض یه بھي تھی که وہ عزلت گزینان عبادت گذار کا مسکن ھو -

و عهدنا الی ابراهیم و اسماعیل ان طهرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود ' (بقرہ)	ھم نے ابراهیم و اسماعیل سے عهد لیا که وہ میرے گھر کو طواف ' اعتکاف ' رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں -

پس اے فرزندان اسماعیل و ابراهیم ' اپنے باپ کے عهد کو یاد کرو اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے پاک رکھتے ھو ' اُسے اعتکاف کے لیے بھي پاک رکھو که تمھارے باپ اسماعیل و ابراهیم کا عهد خداوند کے حضور جھوٹا نه ھو -

قیام رمضان

کیا عجیب وہ جوش محویت ھے جب مسلمان دن بھر کي بھوکھه اور پیاس کے بعد رات کو خدا کي یاد کے لیے کھڑے ھو جاتے ھیں ' الله ! الله !! وہ تکلیف جو راحت قلبي کا باعث ھو ' معتکف حراء بھي اسي طرح خدا کي یاد کے لیے رات بھر کھڑا رھتا تھا ' یہاں تک که اوسکے پاؤں میں ورم آ جاتا تھا که خدا کي ھدایت کا شکریه بجا لائے -

پس شب کو جب عالم سنسان ھے ' اور دنیا کا ذرہ ذرہ خاموش اور محو خواب شیریں ھے ' آؤ شیفتگان سنت محمدیه ! که ماہ مقدس آیا ' ھم اپنے بستروں کو خالي کریں ' خدا کي تقدیس میں مشغول ھوں ' اور اوسکی حمد و ثنا کریں جسنے اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ھم کو ایک ایسا چراغ بخشا ' جس سے ھمارے قلوب منور ھوگئے -

سبحان ذي الملك والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة و الهیبة و القدرة و الکبریاء و الجبروت ' سبحان الملك الحي الذي لا ینام ولا یموت ابداً ابداً ' سبوح ' قدوس ' ربنا و رب الملائکة والروح	تقدیس ھو حکومت و شہنشاھي والے کي ' تقدیس ھو عزت ' عظمت هیبت ' قدرت ' کبریائي اور جبروت والے کي ' تقدیس ھو اوس زندہ بادشاہ کي جو نه کبھي سوتا ھے اور نه کبھي مرتا ' پاک ' قدوس ' ھمارا آقا اور تمام فرشتوں اور روحوں کا آقا .

(۲)

حقیقت صوم

ھم نے مقالۂ سابقه میں بتایا ھے که ماہ صیام کی اصل حقیقت نزول قرآن کی یادگار و تذکار اور حامل قرآن علیه الصلوۃ والسلام کے اسوۂ حسنه اور سنت مستحسنه کی اتباع و تقلید ھے ' که ان ایام میں آپ اسي طرح غار حراء میں قیام فرما تھے اور اسی اثناے ایام میں وہ نامۂ خیر و برکت اور دستور ھدایت و قرآن ھمیں عنایت ھوا ' جس سے ھم نے جسم کی زندگي اور روح کی تسلی پائي - پس یه یوم اکبر یعنے یوم نزول قرآن ' جو لیلة القدر ھے ' اسلام کي عید اکبر ھے ' اور حق ھے که تمام بندگان اسلام اور شیفتگان اسوۂ محمدیه ان ایام مقدسه میں وہ زندگي بسر کریں جو قرآن کا مطلوب اور حامل قرآن کا نمونه ھو -

قرآن مجید نے حکم صیام کے موقع پر جیسا که آیات سرعنوان میں مذکور ھے ' ھمکو صوم کے تین نتائج کي اطلاع دي ھے -

لعلکم تتقون '	تاکه تم متقی ھو '
لتکبروا الله علی ما هداکم '	تاکه تم اس عطاے ھدایت پر خدا کي تکبیر و تقدیس کرو '
و لعلکم تشکرون '	تاکه تم اس نزول خیر و برکت اور اس عطاے فرقان پر خدا کا شکر بجا لاؤ '

اس سے ثابت ھوا که صوم کي حقیقت تین اجزاء سے مرکب ھے ' اتقاء ' تکبیر و تقدیس ' اور حمد و شکر ' پس جسطرح حقیقت مرکبه کا وجود عین اجزاء کا وجود ھے که بغیر وجود اجزاء حقیقت معدوم ' اسیطرح ' صوم بغیر وجود اجزاے ثلاثه مذکورہ معدوم و مفقود ھے -

اعمال انسانیه کا وجود حقیقي اون کے نتائج و آثار کا وجود ھے ' اگر نتائج و آثار وجود پذیر نہولے ' تو یه نه کہو که اون اعمال کا وجود تھا ' اگر ھم دوڑتے ھیں ' که مسافت قطع اور منزل قریب ھو ' لیکن ھم بھٹک کر دوسرے راستے پر جا پڑتے ھیں ' جس سے ھماري مسافت دورتر اور منزل بعید تر ھوتي جاتي ھے تو ھماري سعی لا حاصل اور ھماري تگاپو عبث ھے ' اگر ایک طبیب اپنے مرض کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ھے ' لیکن جس فائدہ کے مترتب ھونے کي امید کرتا ھے وہ مترتب نہیں ھوتا ' تو یه نه سمجھو که طبیب نے دوا تجویز کي اور نه کہو که مریض نے دوا کھالي -

پس صیام جو ھمارا علاج روحاني ھے اگر اوس سے شفاے روحانی نه حاصل ھو ' تو حقیقت میں وہ صیام نہیں فاقه ھے اور ایسے صائم اور روزہ دار ' جن کے صوم میں اتقا ' تقدیس اور شکر کے عناصر ثلاثه نہیں ' وہ فاقه کش ھیں ' جن کي تشنگي اور گرسنگي ایک پھول ھے جس میں رنگ و بو نہیں ' ایک گوھر ھے جس میں آب نہیں ' ایک آئینه ھے جسمیں جوھر نہیں ' اور ایک جسم ھے جسمیں روح نہیں ' اور کون نہیں جانتا که ایک گل بے رنگ بو ' ایک گوھر بے آب ' ایک آئینه بے جوھر ' ایک جسم بے روح ' بے حقیقت هستیاں ھیں جنکي کوئي قدر و قیمت

مقالات

مصر اور ارض مقدس

از ایس - ایم - اے - رفیقي

اس کے پہلے جو خدشہ مجکو معاهدۂ خلیج فارس سے انگریزوں کے عرب پر اقتدار پانے کا هوا تها وہ اگرچه ایک حد تک بجا هے - مگر شاید قبل از وقت تها ' اب سنا جاتا هے که کویت پر انگریزوں نے ترکي سیادت کو تسلیم کرلیا هے ' اگرچه عمال بحرین و جزیرہ نماے القطر کو ترکوں کے اثر سے نکالنے میں کامیاب هوگئے ' مگر میرے خیال میں خواہ انگریزوں کا اثر ایک حد تک بحر عمان پر قائم هوجائے ' لیکن بفضله نواح عرب اور اس کے شمول کے صوبے ابهي تک ترکوں کے قبضه اقتدار میں هیں ' اور انگریزوں سے یه امید نہیں که وہ اٹلي کي طرح بے محابا ان صوبوں کو ترکوں سے چهین لینے کي کوشش کرکے هندوستان کے مسلمانوں کو اپنے برخلاف کرلیں گے - گو اس میں شک نہیں که انگریز عموماً عرب پر اور خصوصاً حجاز پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاهتے هیں ' اور ایک خاص حکمت عملي سے اس کام کو حد انجام تک پہونچانے کی فکر میں هیں - مسٹر اسکاون بلنٹ کی کتاب فیوچر آف اسلام سے اس بات کا بخوبي پته چلتا هے - وہ چاهتے هیں که ترکوں سے عام مسلمانوں کا دل پهیر کر انگلستان کي امن پسندي اور انصاف پرستي کا روشن پہلو دکھالیں' اور پهر ناصح مشفق بن کر مسلمانوں کو صلاح دي هے که ظالم اور لامذهب ترک (جو حاجیوں کے لیے بڑي تکلیفوں کا باعث هیں) اُن کے بجاے شاہ انگلستان کو خادم الحرمین اور خلیفة المسلمین سمجها جاے' جو حجاز کي حکومت نیک نیتي سے شرفاے مکه کے اقتدار میں قائم رکھیں گے - اس سے بهي خطرناک وہ تجویز هے جس کے رو سے خدیو مصر کو شام و حجاز کا ملک دلانے کی کوشش هورهي هے اور خدیو کي حالت وهي رکهي جائیگي جو اب هے - با ایں همه میں مسلمان هوکر کبهي اس خیال کو دل میں نہیں لا سکتا که خدا کا یه فرمان " هم نے تورات میں لکهنے کے بعد زبور میں بهی لکهه دیا که زمین کے وارث همارے نیک بندے هونگے " غلط هوگا - یا مسلمان کے هوتے خدا دوسري قوم کو اس معزز لقب سے مشرف کریگا - البته اگر ترک نیک مسلمان نه رهیں جس طرح بني امیه و بني عباس کے آخري حکمراں نه تهے تو خدا کي خدائي میں کمی نہیں - وہ اُن سے کسي بہتر قوم کو مسلمان کرکے لالیگا - لیکن انگریز یا کسي عیسائي قوم کا ان مقدس مقامات کا وارث هونا گو تهوڑے وقفے کے لیے ممکن هے ؛ تاهم اس امکان کو بهی واقع سمجهو که خداے اسلام کسی دوسرے صلاح الدین کے بهیجنے پر بهی قادر هے -

البته جب هم ارض مقدس کے وارث قرار دیے گئے تو هم پر ضروري هے که اس کي حفاظت میں هم کوئي دقیقه اٹها نه رکهیں' اور اس کو اندروني و بیروني خدشے سے پاک رکهیں ' لیکن کیا حالت موجودہ هم کو اس کا اطمینان دلاسکتی هے - حالت موجودہ سے میرا مطلب ترکوں کی شکست نہیں' کیونکه عارضی شکست سے قوم کو ایک اچها سبق ملتا هے - اور نقصان کی تلافی ممکن هے ' مگر وہ خطرہ جو مسئله مصر کی شکل میں نمودار هے اگر طے نه هوا تو یه حالت نا قابل اطمینان کہی جا سکتی هے ' جو مقدس ملک کی وراثت هم سے ضرور لیکر رهیگا ' اور خدا کا وہ کلام پورا هوگا که

" اِن الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم "

ملک مصر افریقه کے شمال و مغرب گوشے میں وادي حلفا (طول البلد ٢٢ - درجه) تک پهیلا هوا هے - مشرق میں بحر احمر اس کو عرب سے جدا کرتا هے ' مگر خاکناے سویس اس کو شام و فلسطین سے ملائے هوے هے - مغرب کي جانب لیبان کا مسلسل ریگستان طرابلس الغرب تک پهیلا هوا هے - اگر نخلستان کفرہ (جو شیخ سنوسي کا دارالاقامة هے) شامل کرلیا جائے تو اس کا رقبه چار لاکهه مربع میل کا هوتا هے - گویا هندوستان کے رقبے کی ایک چوتهائي - آبادي ١٢ - ملین هے - جکو اس کي علم جغرافیه لکهنے کي ضرورت نہیں ' یه سب جانتے هیں که وادي نیل جس کا رقبه ١٢٠٠٠ - مربع میل هے ' دنیا میں یه گویا سب سے زیادہ زرخیز خطه هے - علاوہ اس کے یہاں کي آب و هوا تمام ملکوں سے بہتر و صحت بخش هے - اسي آب و هوا کے اثر پذیر مدہ وہ دست و دماغ تهے جنهوں نے دنیا کي سب سے زیادہ عجیب و غریب و قدیم عمارت (اهرام) مصري بدنی هے - لیکن جو بات ان سب سے اهم تهي وہ مصر کا محل وقوع هے - مصر هندوستان کي دهلیز کہا جاتا هے ' مگر حق تو یه هے که اس کو حجاز مقدس کا مضبوط دروازہ کہنا چاهیے ' جیسا که دوسرا جنوبي دروازہ آبناے باب المندب هے ' جہاں جزیرہ بیرم اسکا سد باب هے - یه بهي مصلحت ایزدي تهي که اس نے اپنے گهر کي حفاظت کا اس قدر سامان کیا ' اور ان دروازوں کا پاسبان مسلمانوں هي کو بنایا - چنانچه اگر کوئي قوم شمال یا جنوب سے حجاز کے سرکرنے کا سودا لیکر آئے تو وہ صحراء شام یا صحراء (الربع الخالي) یا حبش و سودان کے دشوار گذار منازل میں سر مارا کرے ' اور اس کے طے کرنے هي میں اپني همت هاردے - لیکن دیکهنا یه هے که اب کلید کعبه کسکے هاتهه میں هے - نہر سویس کا کهلنا قیامت هوگیا که خود مصر آپا دهاپے کا دنگل بنگیا ' اور انگریزوں کے بحر احمر اور زمین فراعنه کے اقتدار نے حجاز کي پوزیشن کو ایک خطرناک حالت میں کردیا - اب اسکي حفاظت کا کیا سامان هے صرف ترکوں کي اپني ذاتي دلیري - لیکن یه کب تک ؟ ! - اسلامی تاریخ میں شاید اس سے برا زمانه کبهي نه آیا هوگا جبکه اقوام فرنگ کي دیرینه خواهش فتح مصر میں خود محمد علي پاشا نے مدد کي - نپولین نے ایک وقت میں مصر فتح کیا - لیکن خدا نے جلد اس کے نکالنے کا سامان پیدا کردیا ' مگر جب مسلمان خود اپنے پاؤں کو تیشه و تبر کے حوالے کردیں تو اس کا کیا علاج ؟

مصر کا ترکي سے جدا هونا گویا اسلامي شجرے سے ایک سرسبز شاخ کا کٹ جانا تها ' اور ظاهر هے که کٹی هوئي شاخ کب تک سرسبز رہ سکتي هے - نصف صدي تک تو کسي نه کسي طرح کام چلا کیا ' مگر اسمعیل پاشا کے وقت میں تو مصر کي پوري مرمت هوگئي - وہ یورپ کے مہاجنوں کے هاتهه بیچ ڈالا گیا هے - گو کچهه

افسانۂ [illegible] م

[illegible] ادای کسي ... ایش

مظالم بلقان کي یاد فرا موش کرنے والي پالیسي

۲۸ - جولائي سنه ۱۹۱۳ ع کو مجلس شوراے برطانیه کے دیوان خاص میں ایران اور تبت پر کاغذات کي تحریک کرتے هوے جنوب ایران میں فوضویت (انارکي) کا مقابله شمال ایران کے انتظام سے کیا گیا جسکي وجه ۱۷۵۰۰- روسي فوج کي موجودگي هے -

لارڈ کرزن نے سوال کیا که کیا موخرالذکر کي تعداد قانون اور انتظام کي ضرورت سے زیاده نهیں کیا ؟ اس نے انگریزي روسي عهد نامـه کي روح کو نهیں توڑا ؟ کیا یه ایران کي مسلسل خود مختاري کے دعوے کے خلاف نهیں جسکا هم اعلان کیا کرتے هیں ؟

انهوں نے اس امر کو مشکوک سمجها که ایران میں فوج کي روانگي تجارتي سڑکوں کي حفاظت کي اس طول پالیسي کا بقایا تهي جس سے گورنمنٹ جهجکتي تهي - انهوں نے آزادي کے ساتهه فوج کي واپسي پر گورنمنٹ کو مبارک باد دي - انهوں نے پوري آزادي کے ساتهـه کیپٹن ایکفرڈ کے انتقام کے لیے مهم کي روانگي کي مخالفت کي ' جو غالباً فوجي قبضه کي طرف رهنمائي کریگي ' اور اگر قاتل بغیر سزا یاب هوے نکلیگا تو برطانوي اثر (پرسٹیج) کو ایک خوفناک ضرب لگیگي -

جنوب ایران میں اگر هم کو قانون اور انتظام کو خود اپنے هاتهه میں لینا نهیں هے تو ایک ایسي پالیسي کا اختیار کرنا ناگزیر هوگا جو اسباب کو دفع کرکے اس قسم کے افسانهاے غم کے دوباره وقوع کو روکے -

لارڈ کرزن نے سویڈن کے افسران جندرمه کي تعریف کي لیکن کها که اس قسم کے جندرمه جو کچهه کر سکتے هیں وه یه هے که صرف چند تجارتي سڑکوں کو محفوظ رکهیں - جنوب ایران میں جس چیز کي ضرورت هے وه یه هے که مالگذاري کي تحصیل ' ملک کي نگراني ' اور فسادي قبائل کي سرزنش کے لیے ایراني گورنر جنرل کے هاتهه میں ایک فوج هو -

مالیات کي طرف متوجه هوتے هوے لارڈ کرزن نے کها که سر ایڈورڈ گرے نے گورنمنٹ کي پالیسي کو ایک غیر محدود صبر کي پالیسي کي حیثیت سے بیان کیا هے -

یه پالیسي غیر محدود ادائگیوں کي ایک پالیسي بهي هے -

هم ایک چهلني میں روپیه ڈال رهے هیں ' یه ایک سامان پالیسي هے ' اور هم کو چاهیے که علاج کے بهتکنے سے پہلے گهرے طور پر اسباب کو دیکهیں -

لارڈ کرزن نے کها که معلوم هوتا هے گورنمنٹ بے طرف حصے کي سیاسي اور تجارتي اهمیت کو بهولگئي ' یه سلسله جاري راهنا نا ممکن هے که جب موافق هو تو برطانوي حقوق ثابت کیے جائیں ' اور جب موافق نه هو تو برطانوي ذمه داریوں سے انکار کیا جائے - گورنمنٹ کو یه ماننا چاهیے که حالت بدلگئي هے اور جب تک که بے طرف حلقه نا طرفدار هے اسوقت تک ان کو یه حق نهیں که وه برطانوي روپیه برساتے رهیں ' جیسا که وه کر رهے هیں - هم کو چاهیے که ایراني حکومت کے با اختیار اشخاص کي مدد کریں - نه صرف ایک حصه میں بلکه تمام ملک میں ' اور دوباره انتظام قائم کرنے کے لیے فوج جمع کرنے میں مدد دیں -

بے طرف حلقے میں ریلوے کے متعلق هم کو مضبوطي کے ساتهه ایک پالیسي کي پیروي کرنا چاهیے - لارڈ کرزن نے اعلان کیا که هم کو طے کر لینا چاهیے که انگریزي روسي عهد نامه ایک غلطي تهي ' اگرچه انهوں نے یه تجویز نهیں کي که گورنمنٹ کو روس کے پیچهے پیچهے چلنا چاهیے ' بلکه یه تجویز کي که روس کے ساتهه ملکر کام کرنا چاهیے ' اور پالیسي کو واقعات پر ترتیب دینا چاهیے -

لارڈ مارلے نے اس امر سے انکار کیا که مادي طور پر ایران کي حالت اب اس سے بدتر هے جیسي که انگریزي روسي معاهده سے پہلے تهي -

گورنمنٹ کي پالیسي کا خاکه جو که اسي طرح مخالف جماعت کي بهي پالیسي هے جسطرح که وه گورنمنٹ کي هے اور جس کے متعلق ان کو یقین نهیں که کوئي دوسري گورنمنٹ اسکو چهوڑیگي ' انهوں نے سات دفعات میں کهینچنا چاها -

(۱) انگریزي روسي معاهدے کي محافظت ' روح اور الفاظ دونوں میں -

(۲) ایران کي خود مختاري کي محافظت اور اسکي تقسیم یا اقتصادي ' انتظامي یا سیاسي طور پر تقسیم کے قریب آنے سے بچنا -

(۳) ایران کي بهبود کا خیال -

(۴) کسي قسم کي آئیني حکومت کي مدد کرنا -

(۵) مشوره ' توجه ' یا هر ایسي مدد سے جسکو گورنمنٹ دینا مناسب سمجهے ایران کي مضطرب حالت کو هموار کرنے کے موقع کو ضائع نه کرنا -

(۶) روپیه یا دیگر ذرائع سے ایران کو جنوبي سڑکوں پر دوباره انتظام قائم کرنے کے قابل بنانا -

(۷) اور جنوبي ایران میں مهم بهیجنے کي پالیسي میں اپنے آپ کو الجهنے سے بچانا -

لارڈ مورلے نے کها که وه ایک آٹهویں کے اضافه کرنے کي طرف مائل تهے - یعنے انکو ایسے پوزیشن میں مدفوع هونے سے باخبر رهنا چاهیے جو مسلمانان هندوستان کي راے اور انکے خیالات کو ناراض کریگا - اسوقت تمام دنیا کے مسلمانوں میں اسلامي آبادي پر نازل هونے والي بدقسمتي کي وجه سے ایک ایسا احساس غم هے جو خطرناک هو سکتا هے - اگر مسلمانان هندوستان کا یه احساس ایران کي دوباره ساخت میں کسي غیر دوستانه یا بظاهر غیر دوستانه کارروائي کي وجه سے مستحکم هوگیا تو کو کهلي هوئي بغاوت نهو مگر تاهم یه امور وفاداري اور نیک نیتي کے سرمایه کو جو هندوستان کے مسلمانوں میں موجود هے آهسته آهسته خاموشي کے ساتهه کم کرنے والے هونگے -

تجارت ایک معقول مقدار میں ایران کے ساتهه هو رهي هے - مارچ کي رپورٹ دکهاتي هے که شیراز کے شمال کي طرف عموماً سڑکوں کي حالت اطمینان بخش رهي - سه ماهي کي جنوبي چنگي کي رسیدیں سنه ۱۹۱۲ ع کي اسي سه ماهي کي رسیدوں کي نسبت ۱۰ - هزار پاونڈ زیاده هیں -

لارڈ کرزن نے روسي سڑکوں کي تصویر بهت هي طرفدارانه کهینچي هے ' کیونکه تمام شمالي علاقه میں انتظام کسي طرح بهي محفوظ نه تها - روس باطوم اور طهران کے مابین ریل کے مسئله پر بالکل دوستانه طور پر گفت وگو کر رها تها - اسوقت طهران سے آگے کسي لائن کي خواهش نهیں -

بے طرف حصے کو توڑ دینے اور اسمیں ایران کو خود مختار کر دینے کے مشوره کي بابت لارڈ مورلے کو جو کچهه کهنا تها وه یه تها که برطانیه اور روس دونوں کامل اتفاق کے ساتهه کام کر رهے هیں ' اور اس حصے کي حالت میں کسي قسم کے تقرر پر بحث کي جانے والي نهیں هے -

حاصل هوتا هے وه علحده - بحالت دیگر اس کا دوسری قوم کے قبضے میں رهنے سے وهی اثر شام و مصر پر پڑیگا ' جو جزائر ایجین کے نکل جانے سے سواحل ایشیاے کوچک پر پڑسکتا هے -

خدا نخواسته اگر باب عالی کو تازه مفتوحات (ادرنه وغیرها) سے محروم رکھا گیا اور یورپ کی تهدید آمیز حکمت عملی اس موقع پر بھی کامیاب نکلی ' تو اس حالت میں ترکی سلطنت موجوده مقبوضات ایشیا اور یورپ کے اس ٹکڑے پر جو اینوس اور میدیا کے جنوب میں واقع هے ' جزائر ایجین پر محدود ره جائیگی - ترکوں کو اس میں اضافه کرنے کے لیے قبرس و مصر کی ضرورت هے - اس وقت یه پوری سلطنت بن کر اپنے پچھلے نقصان کی تلافی کردیگی - اسکا رقبه هندوستان کے برابر اور زرخیزی میں تمام دنیا سے بڑھکر هوگا - یه تمام قدیم قوموں کے مسکن پر شامل هوگی - بابل ' مصر ' کنعان ' کالدیا وغیره کی قدیمترین تاریخی اقوام کے وطن پر اسی سلطنت کا سکه رواں هوگا ' اور اسی طرح اسلامی تهذیب کے جتنے مرکز و مستقر تھے سب اسی سلطنت میں شامل رهیں گے - عراق ' یمن ' مصر ' شام ' روم - خلفاء کے پایه تخت بھی اسی سلطنت میں واقع هونگے - یعنی مدینه ' کوفه ' دمشق ' بغداد ' قاهره ' قسطنطنیه -

آبادی میں مسلمانوں کا عنصر بھی غالب هو جائیگا (مصر میں تقریباً ۹۸ - فی صدی سے زائد مسلمان آباد هیں) اور عیسائیوں کی تعداد پھر ایسی اهم نه رهیگی - مصر شامل هوکر جیسا میں پہلے لکھ چکا هوں حجاز کی بڑی تقویت کا باعث هوگا - موجوده مصر کی سرحد تو بندرگاه ینبوع تک پھیلی هوئی هے اور " طورسینین " کا مقدس خطه بھی اس میں شامل هے - نیز مقبوضات افریقه میں مصر کے شمول سے مسلمانان افریقه کو تقویت ملیگی - اور ان کی حالت جاننے کے لیے یه ایک دیدبان رهیگا - یہیں سے سلطان روم افریقه کے مسلمانوں پر اپنا اثر پھیلا سکتے هیں - حجاز و مصر کا اتصال (بذریعهٔ ریلوے) تمام افریقی حاجیوں کی بڑی مشکلات کو کم کردیگا ' لهذا ترکوں کو چاهیے که اپنا مستقبل شاندار بنانے کے لیے سب سے پہلے اس مرحلے کو طے کریں ' اور ان اصلاحات و ترقیات کی تجاویز کو اپنی بڑی سلطنت پر نافذ کرنے کی جانب پوری طاقت سے متوجه هو جائیں - اب سوال یه هے که اس مقصد براری کی کیا صورت هو - کیا ترکوں کو انگریزوں سے سمجھوتا کرنا چاهیے ؟ واقع میں جان بل کیا ایک حد تک مسلمانوں کا دوست هے ' اور اس کے راضی کرنے میں بڑی دقت کا سامنا نه کرنا پڑیگا ؟ یه حدس و ظن اگر صحیح هے ' اور اس کا جواب اگر اثبات میں مل سکتا هے - میری راے هے که معاهدهٔ خلیج فارس کی طرح اور ایک نیا معاهده ترکی اور انگلستان میں مصر کی بابت قرار پائے - جس میں ذیل کے اصول قائم کیے جائیں :

(۱) ترکی اور انگلستان میں یه ایک دوستانه معاهده هو که دونوں سلطنتیں به وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرینگی - پہلی طاقت کسی غیر قوم کو مصر یا ترکی سے هندوستان پر حمله کرنے کی مزاحم هوگی - نیز هندوستان کے مسلمانوں کو انگلستان کا خیر خواه بنانے میں کوشاں رهیگی - دوسری طاقت حسب حاجت ترکوں کی مدد کریگی - علاوه اس کے اس کو ترقی اور اصلاحات کے شروع کرنے میں مددگار رهیگی - اور ان کے لیے کوئی دقت و زحمت پیدا نه هونے دیگی - (یه بالکل معاهدهٔ جاپان و انگلستان کی طرح هوگا -)

(۲) انگلستان کو وه تمام ملک حواله کیا جائے جو وادی حلفه سے جنوب مصر و انگلستان کے مشترک مقبوضات هیں - اور مصر اپنے حقوق سے وهاں دست بردار هو جائے - اسکے عوض جزایر قبرس مصر کو تفویض هو - اور انگریزی فوج مصر سے واپس بلا لی جاے -

(۳) سلطان اپنے عهدهٔ خلافت کو کام میں لاکر امیر افغانستان کو آماده کریں که وه انگریزوں سے اپنے کاموں میں اس حد تک مدد لیا کریں که استقلال افغانستان میں خلل نه پڑے -

(۴) خدیو کے حقوق وهی رهینگے جو اسکے قبل تھے - البته اس میں یه اضافه هوگا که وه عثمانی کیبینٹ کے ایک وزیر بھی سمجھے جائینگے ' اور سرعسکر یا شیخ الاسلام یا کسی دوسرے وزیر کے مانند پارلیمنٹ اور سلطان روم کے روبرو اپنے کاموں کے جواب ده هونگے -

(۵) قبرس خدیو مصر کے قبضے میں رهیگا ' لیکن تمام خارجی معاملات کا تعلق ترکی وزیر خارجیه سے هوگا -

(۶) پارلیمنٹ ترکی میں مصر سے بھی مبعوث (ممبر) لیے جائینگے -

(۷) مصر کی فوج محدود هوگی اور ترکی فوج سمجھی جائیگی - نیز سلطانی فوج تمام مصر میں متعین رهیگی -

اس عهد نامے کے دو حصے هیں ' پہلا ترکی و انگلستان کے متعلق ' اور دوسرا مصر و ترکی کے متعلق هے - عهد نامے کی تکمیل سے جو فائده انگلستان کا هے وه مسلمانان هند کا دل اپنے هاتھه میں لے لینا هے - مسلمانان هند ترکی کو اپنی قوم کی سلطنت سمجھتے هیں ' یهی نہیں که وه دین میں ایک هیں بلکه زیاده تر وه اسی قوم سے تعلق رکھتے هیں جس سے نسل عثمانی - انگریزوں کو مسلمانوں کی وه ناراضی یاد هوگی جبکه عقبه کے معاملے میں انگلستان نے غلطی سے ترکوں کو دھمکایا تھا - وه خود دیکھتے هیں که موجوده لڑائی میں ترکوں سے مسلمانوں کی کیا همدردی هے ' اور وه انکی تکلیف سے کسقدر بے چین هیں ؟ کاش جان بل کو اس کے خود غرض مشیر نه بھکاتے ' اور وه موجوده لڑائی میں اچھه بھی ترکوں سے همدردی کرتا تو مسلمانان هند اس کو هندوستان کی موجوده بے چینی سے اطمینان کرادیتے - لیکن ابھی وقت هے اور اس سے بہتر موقع کوئی نہیں که ترکی و انگلستان میں ایک دوستانه تعلق اس شکل میں قائم هوجائے جیسا میں بیان کر آیا هوں - انگریزوں کو یقین کرنا چاهیے که وه صرف مسلمانوں هی کے ساتھه دینے پر هند میں سلطنت کرنے کے قابل هیں - جس دن مسلمانوں کو یه یقین هوگیا که انگریز انکے بھائیوں سے علانیه بر خلاف هوگئے هیں ' وه دن حکومت کے لیے اس قدر تشویش آفریں هوگا که اس کے نتایج کے اظهار کی ضرورت نہیں -

اب ایک بات اور ره گئی یعنی مسئله نهر سویس - نهر سویس هی ان تمام دقتوں کی جڑ هے - اس میں شک نہیں که جسقدر فائدے اس سے یورپ نے اٹھائے هیں ' اتنا هی نقصان ایشیائی قوموں کو اس سے هوا هے - کاش یه نهر نه کھدی هوتی - اور خدیو مصر حضرت فاروق اعظم کی دوراندیشی کو کام میں لائے هوتے - اگر سویس اب بھی بند کردی جائے تو اس سے موجوده حالت پر کیا اثر پڑیگا ؟ سویس سے صرف یه فائده هے که یورپ اور ایشیا کے سفر میں آسانی هوگئی ' مگر یورپ ایشیا سے جتنا هی کم ملے اتنا هی بهتر ' علاوه اس کے خشکی کے راستے ' جبکه فارس ' مصر و ترکی کی مجوزه ریلیں تکمیل کو پہنچ جائینگی ' یورپ کے لیے اس سے آسانی هو جائیگی - پس مناسب یه هے که اس فساد کی جڑ کو مستاصل هی کر دیا جائے ' مجھکو معلوم هے که جب فرانسیسوں نے نهر کے کھودنے کی کوشش کی تھی ' اور مصری اور ترکی حکومت نے اجازت بھی دیدی تھی تو انگریز هی تھے جنھوں نے اس راے سے اتفاق نہیں کیا تھا - گو اسکے کھدنے میں بے حد روپیه صرف هوا هے ' لیکن وه سب وصول هوگیا ' اور کام کے بگاڑنے میں کچھه خرچ و دیر نہیں - وه جلد پٹ

زمانے تک یورپ کي کسي قوم نے مصر پر اقتدار قائم کرنے کا ادعا نہیں کیا - لیکن نہر سویس کے کھلتے هي انگریزوں نے هندوستان کی حفاظت کا بہانہ ڈھونڈھا - اور مصر میں قدم جمادیے -

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمد عرابي کے ماتحت مصر میں ان کي ملک گیري کے خلاف آگ بھڑک رهي تھي - بد قسمت مصر پر یہ دوسرا تازیانہ تھا - عرابي نے بات تو معقول کي ' لیکن یہ نہ سمجھا کہ مصر کے کھیت کاٹنے والے (فلاح) انگریزي فوج کے کاٹنے کي طاقت نہیں رکھتے - نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے فوج بھیجي ' ایک هي مقابلہ میں سب تتر بتر ہوگئے ' اور انگریزي قبضہ کي بنیاد پڑگئي - کچھہ زمانے بعد ایک اور آفت آئي - مصر خاص کے علاوہ خدیو کے ماتحت نوبہ دارفور اور کردونان تا منتہاے منبع نیل تھا - محمد احمد مہدي سوداني کے کارنامے تو بہت مشہور ہیں' مگر مصر کو ان کا سب سے زیادہ ممنون ہونا چاهیے کہ انھوں نے ایک بڑے ملک کے قبضہ میں رکھنے کے بوجھہ سے جس کا مصر متحمل نہ تھا اس کو سبکدوش کردیا - مگر انگریزوں نے غریب مصر کے کندھے پر پھر وهی جوا ڈال دیا - اس کو مجبور کیا کہ سودان پھر فتح کیا جائے - غرض تو اپني تھي' سوچا کہ هماري تھوڑي سي مدد کا احسان بھی مصر پر رہے گا ' اور اس کارروائي سے مصر کا خزانہ بھي خالی ہوکر همارا دست نگر ہو جائیگا - غرض جس خونریزي سے سودان دوبارہ فتح ہوا اس کو نظر انداز کرکے دیکھنا چاهیے کہ مصر کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سودان پر دو عملی حکومت قائم کي گئي - اور وہ اینگلو ایجپشن سودان کے نام سے مشہور کیا گیا - وہ دو عملي کیا تھي ؟ یعنے ملک کی آمدني انگریزي خزانہ میں اور خرچ مصري خزانہ سے - بعینہ اس کي مثال سراج الدولہ کے بعد بنگال کي دو عملي کي سی تھي - سودان بجاے برکت کے مصر کے گلے میں لعنت کا طوق ہوگیا ' اور یہ بد قسمت مصر پر تیسرا تازیانہ تھا -

لیکن مصر کا ایک تعلق اور ہے ' جس کو میں نے ابھي بیان نہیں کیا - مصر بالکل آزاد و خود سر نہیں ' بلکہ زیر سیادت سلطانی ہے - سلطان کے حقوق مصر میں یہ ہیں :

(۱) خراج جس کي مقدار سات لاکھہ پونڈ سالانہ ہے -

(۲) وصولي ٹیکس بنام سلطان -

(۳) سکوں اور سرکاري کاغذات پر طغرای سلطاني کا ہونا - اور علم وغیرہ پر ترکي نشان -

(۴) فوج کی تعداد بڑھانے اور غیر ملک سے قرض لینے میں اجازت سلطانی -



ملک		رقبہ			آبادي
(۱)	مصر	۴۰۰,۰۰۰	مربع	میل	۱۲ ملین -
(۲)	قبرس -	۳,۵۸۴۰	"	"	۲۳۷,۵۰۰
(۳)	حجاز' یمن' عسیر -	۱۷۳,۷۰۰	"	"	۸ ملین -
(۴)	شام' عراق -	۳۰۹,۲۷۰	"	"	۶ ملین -
(۵)	ارمینیا -	۹۲,۱۲۰	"	"	۵ ملین -
(٦)	ایشیاے کوچک -	۲۰۹۳۸۰	"	"	۱۱ ملین -
(۷)	یورپ (جنوب خط اینوس و میدیا)	۲,۴۳۲	"	"	۳ ملین -
		۱,۱۹۰,۴۸٦			۳ لاکھہ ۲۴ ملین -
	پہلا رقبہ -	۱,۵۷۴۴۰۰	مربع	میل	
	پہلي آبادي				۴۰ ملین

" سلطنت عثمانیہ کا شاندار مستقبل ہو سکتا ہے - اور اسکے پورے نقصان کي تلافي ہو سکتي ہے - اگر مصر و قبرس شامل ہو جائے - "

(۵) کسی غیر ملک کے باشندے کو مصر میں آباد ہو[نے] دینا ' بغیر اجازت باب عالي -

(٦) مذہبی افسروں کا تقرر سلطان سے -

(۷) خدیو کی معزولی کا اختیار -

(۸) مصري کمانجنت سے ترکی کی مدد کرنا ' بروقت جنگ

(۹) کسی آهن پوش جہاز کا نہ رکھنا -

لکھنے میں تو یہ حقوق بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں - ترکی اثر جو کچھہ اب باقي ہے اس سے تو میں یہ ڈرتا ہوں کہ ترک اس براے نام سیادت کو بوسینہ و ہرسک کی طرح انگریز کے ہاتھہ بیچ نہ ڈالیں -

اسی شمول میں میں سائپرس یا قبرس کا ذکر بھی کرنا چاہ[تا] ہوں - جزیرہ قبرس جنگ رو[س و] روم سے پہلے ترکی کے ماتح[ت] تھا - یہ جزیرہ بحر روم [کے] جزیروں میں بلحاظ رقبہ تیسر[ے] نمبر پر ہے - لیکن زرخیزي م[یں] وہ غالباً سب سے اول ہے - یہ [ہر] قسم کے کانوں اور نفیس جنگلو[ں] کے لیے مشہور ہے - لیوانٹ م[یں] ادرنہ کے مقابل واقع ہے - آباد[ي] تین لاکھہ ہے - جس م[یں] پانچواں حصہ مسلمان ہیں - وهی جزیرہ ہے جو سب سے [پہلے] عرب کے ہاتھہ آیا تھا - اور ا[میر] معاویہ نے جہاں عرب کے چ[ند] خاندانوں کو آباد ہونے کے ل[یے] بھیجا تھا - جنگ روس و ر[وم] کے خاتمہ پر انگریزوں نے مسلمانو[ں] کو روس کے خلاف مدد دینے [کے] معاوضے میں اس کو مانگ لیا لیکن وعدہ کیا تھا کہ روس [کے] آیندہ حملوں کے خطرے نکل جا[نے] پر واپس کردیا جائیگا - اس ج[گہ] میں یہ عرض کرنا ضروري سمجھ[تا] ہوں کہ مصر میں فوج بھیجت[ے] وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ ک[یا] گیا تھا کہ امن ہونے پر فو[ج] بہت جلد مصر سے واپس بلالي جائیگی - قبرس سے اب بھی براے نام ایک خراج سلطان کو جاتا ہے اور وهاں سلطان کا ایک هائی کمشنر بھي رہتا ہے - قبرس انگریزوں کے نزدیک بہت اهم نہیں' اور جبکہ مالٹا کے ایسا با موقع جزیرہ بحر روم میں پاس ہے تو یہ اس کو بہت ضروري نہیں سمجھتے - چنانچہ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک وقت میں راے دی تھی کہ یہ جزیرہ یونان کے حوالے کردیا جائے - خدا معلوم یہ کہاں تک صحیح ہے کہ معاهدۂ خلیج فارس میں بحرین کي طرح ترک قبرس سے بھي دست بردار ہوگئے - اگر فی الواقع ایسا هي ہے تو ترکوں کی ناداني پر جتنا افسوس کیا جائے بجا ہے - قبرس سے بڑھکر ترکی بیڑے کے لیے اور کوئی اچھا موقع نہیں' جہاں سے وہ مصر' ساحل شام ' ایشیای کوچک ' اور ایک حد تک ایجین بلکہ دردانیال و عرب کی بھی حفاظت کرسکتا ہے - علاوہ اس کے جو نفع ایک زرخیز زمین سے

مقالات علمیہ

فلسفۂ حیات و ممات

اثر : مسٹر مسعود احمد عباسي

(٢)

پچھلی اشاعت میں اجسام ذیعیات کے نظام کي ترتیب و انتشار کا باعث بیان کرتے ہوے اُن تین امور کی جانب اشارہ ہوا تھا جو تمام نباتات و حیوانات پر صادق نظر آتے ہیں' ان میں پہلي بات (حصول قوۃ) تھي جس کا تذکرہ ہوچکا ہے ' بقیہ دو امور حسب ذیل ہیں :

(٢) تنظیم قوۃ

" کیا بات ہے کہ آپ اسقدر دبلے ہوتے جاتے ہیں ؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کو کھانا لگتاھي نہیں " - یہ فقرہ ہمارے روز مرہ میں بولا جاتا ہے - تنظیم قوۃ سے مراد یہي کھانے کا لگنا ہے - یعني حاصل شدہ قوۃ جسم کے ہر حصہ پر مناسب مقدار میں اور بہ آراستگي طبعي غذا پھیل جاتي ہے - حیوانات میں یہ گوشت و پوست میں مضمر ہے تو نباتات کے اندر لکڑي اور چھال میں - کسي درخت میں ایک کیل مار دیجیے ' اور کچھہ دنوں کے بعد دیکھیے ' کیل اب درخت میں نہوگي بلکہ زمین پر پڑي ہوگي - چھوٹا زخم ہو یا بڑا ' گہرا ہو یا ہلکا ' تمام زخم کس قدر جلد بھر آتے ہیں ؟ یہ نظام قوۃ کا اظہار کرتے ہیں -

(٣) صرف قوۃ

نقل و حرکت کو نظر انداز کرکے ہم صرف حوادث کو لیتے ہیں - ہماري حیرت کي انتہا نہیں رہتي' جب ہم دیکھتے ہیں کہ کس قدر سخت مقابلہ تمام نباتات و حیوانات کو کرنا پڑتا ہے ' اور کتني بڑي مقدار قوۃ کي ہر وقت مقابلہ میں صرف کردینا پڑتي ہے ؟

[بقیہ مضمون صفحہ ١٢ کا]

و برابر ہو سکتی ہے' اور اس طرح ہمارا کعبہ بھی غیروں کے دست و برد سے محفوظ رہ سکتا ہے' ورنہ قران شریف میں " واذ البحار فجرت " جو قیامت کی نشانی بتائی گئی ہے وہ گویا یہي نہر سویس ہے' جس کا کعبہ پر اثر پڑتا ہے اور کعبہ کا مسلمانوں کے ہاتھہ سے جانا اور قیامت کا آنا لازم ملزوم ہے -

قوم کے سنجیدہ دل و دماغ اگر میري راے سے اتفاق کریں تو میں بہ آواز بلند کہونگا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مصر کا سوال پوري طاقت سے اٹھایا جاے ' اور اس میں تمام اسلامی اقوام دلچسپی لیں - بالخصوص مجلس اتحاد و ترقی اور حزب مصر اسکے طرف توجہ کرے - ترکی اور انگلستان میں ایک دوستانہ معاہدہ ہونے کی جلد سے جلد کوشش کرني چاهیے ' اور دونوں سلطنتوں کے مدبرین کو اسکی طرف توجہ کرنا چاهیے - ہم لوگوں کو انگریزوں کی قومی شرافت کا اعتراف ہے ' اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس میں کوئی دقت نہ پیدا کریں گے ' اور اس کا موقعہ کبھی ندینگے کہ ہمارا ہاتھہ انکے خلاف اور ان کا ہاتھہ ہمارے خلاف ہو -

انسان هي کو لیجیے - ہوا معمولی حالت پر ہمکو ١٥ - پونڈ في مربع انچہ سے مار رهي ہے - اب ایک شخص جو ٦ - فٹ لانبا اور $\frac{١}{٢}$ ١ - فٹ چوڑا ہے (١٢ × $\frac{٣}{٢}$ - انچه × ١ × ٦ - انچه × ١٥ - پونڈ) ١٩٤٤٠ - پونڈ یعني تقریباً ٢٤٠ - من قوۃ کا ہر وقت مقابلہ کرتا رہتا ہے - اگر وہ کم از کم اسي قدر قوۃ سے اس کو نہ روکتا ' تو وہ زمین پر ٹھہر ھي نہیں سکتا تھا -

نباتات اور حیوانات سب اس حالت میں برابر ہیں - یعني ہوا کی قوۃ کے مقابلہ میں اُن کو ایسي هي بڑي مقدار قوۃ کي صرف کرنا پڑتي ہے -

لیکن حیوانات بمقابلہ نباتات کے ایک اور بڑا " صرف " رکھتے ہیں' جس کو ہمنے پہلے نظر انداز کردیا تھا یعني نقل و حرکت' اور یہي وجہ ہے کہ وہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک ' سبھي درختوں کے مقابلہ میں بہت کم عمر حاصل کرسکتے ہیں - اور ان میں بھي جو جانور زیادہ کود پھاند کرتے ' اور بھاگتے دوڑتے ہیں ' ان کي عمریں بوجہ زیادتي صرف قوۃ کے دوسروں سے مقابلۃً کم ہوتی ہیں -

غرضکہ یہی وہ تین امور ہیں جو حیوانات اور نباتات ' سب میں جاري ہیں ' اور جن میں انکی حیات اور ممات کا راز پوشیدہ ہے - جب تک آمدنی اور صرف برابر ہیں ' شباب کی زندگی آپ کو میسر ہے ' جہاں پلہ جھکا ' معاً انحطاط شروع ہو گیا -

بعض اصحاب کہہ اٹھینگے کہ اس سے تو یہ لازم آگیا کہ اگر آمدنی اور صرف ہمیشہ برابر رکھے جائیں تو گویا ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو جاے ! ہاں ' میرا بھی ایساهي خیال ہے ' مگر یہ ناممکن ہے' اور اس کي وجہ میں پیش کرتا ہوں -

کسي ایسي شے میں ' جو ایک فٹ لمبي ' ایک فٹ چوڑي' اور ایک فٹ گہري ہے ' ہم اسی قدر اضافہ لمبائي ' چوڑائي ' اور گہرائي میں بھي کردیں' تو اسکا حجم ٨ - مکسرفیٹ ہوگا - اور ایک ایک فٹ بڑھادیں تو ٢٧ - مکسر فیٹ ہو جائیگا - یہانتک کہ اگر ہر ضلع کي پیمایش ١٦ - فیٹ کریں تو حجم ٤٠٩٦ - مکسر فیٹ ہو جائیگا - مگر رقبہ پہلي حالت میں ٤ - فیٹ مربع' دوسري حالت میں ٩ - فیٹ مربع' اور تیسري میں ٢٥٦ - فیٹ مربع ہوگا -

ظاہر ہے کہ پہلي صورت میں جب رقبہ اور حجم میں ایک اور دو کي نسبت تھي' تو دوسري صورت میں ایک اور ٣ - کي' اور تیسري میں ایک اور ١٦ - کي ہوگي - گویا جس قدر حجم میں زیادتي ہوتي جاتي ہے ' رقبہ میں کمي آتي جاتي ہے - انسان جو ایک فٹ سے بڑھکر ٦ - فیٹ تک پہنچتا ہے' وہ ' وہ حجم حاصل کر لیتا ہے' جس کي پرورش اس تھوڑے سے رقبہ پر (جو معدہ تک محدود ہے) رفتہ رفتہ نا ممکن ہو جاتي ہے' اور اس لیے سارے نظام کو بگڑ جانا پڑتا ہے - ایک فٹ کے چھوٹے بچے اور ٦ - فیٹ کے انسان کے معدوں میں بہ لحاظ وسعت ' زیادہ فرق نہیں ہوتا - اس لیے آمدني کي مقدار بھي زیادہ فرق نہیں رکھتي' اور جب دوسرے ذرایع بند ہو جاتے ہیں ' اور سارا بار اسي آمدني پر پڑ جاتا ہے '

ادبيات

مناجاة الم

معضر حسن ترا مهر بعنوان شده است * ختم خوبي بتواے خاتم خوبان شده است
مستفيض از لب تو عيسى مريم آمد * مستنير از رخ تو موسى عمران شده است
هر كه داغے بجبين داشته از بندگيت * مه تابان شده او يا مه كنعان شده است
تا جهان كرد ورودت اثر باد بهار * هر بيابان زقدوم تو خيابان شده است
تا چه افعال نكوهيده ز امت سرزد * كه گرفتار به بند غم و حرمان شده است
روس منحوس نيفگنده اگر سايه چو بوم * از چه ويران همه معمورهٔ ايران شده است
دولت مشهد اگر رفت به يغما بدلش * خاك آن خطه همه گنج شهيدان شده است
حمله ور گشته تاعراب سنان وار اتالى * روبهى چهره به شيران نيستان شده است
بوم گوئى كه همه بوم و بر روم گرفت * بام شام از اثر شومئ تركان شده است
آنكه از هيبت او لرزه فتادے بر كوه * چون بر كاه بخود حيف كه لرزان شده است
حيف شيرازهٔ مجموعه اسلام گسست * كه چو اوراق خزان ديده پريشان شده است
كشته هر يكدگر افتاده چو مستان در خاك * صحن ميخانه فضاے سر ميدان شده است
باغبان خرم و شادند كه كوه و صحرا * لاله زار از اثر خون مسلمان شده است
تيره و تار جهان گشته بچشم مردم * كه ز غم صبح وطن شام غريبان شده است
مومنان پنبه بگوشند و بجاے تكبير * جاے حيف است كه ناقوس خروشان شده است
موسئ كو كه برآرد بعصا مار * پر همه كوه و درا ز اژدر و ثعبان شده است
عيسئ كو كه فرود آيد ازين بام رفيع * جار سو فتنهٔ دجال نمايان شده است
خواب خوش تا بكجا صبح قيامت بدميد * شورش حشر بپا در همه كيهان شده است
صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده به بلال * گرم تسبيح سحر مرغ سحر خوان شده است
صبح سر بر زده بردار سر از بالش خواب * فتنه بيدار شد و خلق هراسان شده است
ناخدائے! زره لطف خدا را بفرست * مبتلا كشتئ اسلام بطوفان شده است

گوش كن ناله و فرياد و بده داد عزيز
كه بداد تو و امداد تو نالان شده است

[خواجه عز الدين - عزيز - لكهنوي]

غزل

چنان دل شاد مي آئي بمقتل بوده گويا * زخون بے گناهے دست خود آلودهٔ گويا !
بانداز تبسم مي تپد نبض لب زخمم * نمك از ريزش شور تبسم سودهٔ گويا
بقدر اضطراب ماست شوخيهاے ناز تو * بدمے خاموت بيتابيم آسودهٔ گويا
سرت گردم ، بطرز خاص ورزيدي جفا با من * بمشق شيوهٔ عاشق نوازي بودهٔ گويا !

سخن از لذت وصل و شراب عيش مي گويد
بمقتل وحشت شوريده سر فرمودهٔ گويا !

[منشي رضا علي - وحشت]

شئون عثمانیه

خلیج فارس اور کویت

کہتے هیں که تاریخ اپنے آپکو دهراتی هے - صحیح حقیقت یه ہے که انسانیت کو حکم هے که وہ همیشه اپني زیست کی تجدید امم و اقوام کي حیات بعد الممات سے کرتي رهے ' اپني موجودہ شکلیں پھر کے پچھلي شکلیں اختیار کرتي رهے ' اور موجودہ راستوں کو ختم کر کے ان راستوں پر پھر چلے جن پر وہ پہلے چل چکي هے -

پراني قومیں جو عالم کے تماشا گاہ سے پردہ انقراض کے پیچھے جا چکي تھیں پھر واپس آرهي هیں -

انسانوں کے وہ گروہ جن کے حق میں لوگوں نے موت کا فتوی دیدیا اب اُن کے ٹھنڈے اور ساکن نعش میں حرارت و حرکت نظر آرهي هے -

وہ شاهنشاهیاں جو عالمگیر دائروں سے سمٹ کر ناقابل التفات نقطوں میں آگئي تھیں اب پھر جوش زن چشمے کي طرح اس نقطه سے چاروں طرف پھیل رهي هیں -

یونان که ترکوں کي غلامي میں داخل هو چکا تھا انگریزوں کي بدولت آزاد هو کے پھر اپنے قدیم حدود حاصل کر رها هے -

روما کي سلطنت که افریقیه سے نکل چکي تھي پھر وهاں داخل هو رهي هے - وہ راستے جن پر انسان گذشته زمانے میں چلا تھا ' بالو اور کھنڈروں سے که انکو بدنما بنا رهے تھے ' اور انکو بند کردیا تھا ' ان نکل آئے هیں ' اور ریل سے ایک نئي زندگي حاصل کر رهے هیں -

وہ کے دروازے پھر کل کھلینگے ' جرمني کي دهاء و فرزانگي کوشش کر رهي هے که ان راستوں کو پھر نکالے جو پہلے مشرق کو بحر ابیض متوسط سے ملایا کرتے تھے که خلیج فارس کی یه حالت دو پراني سلطنتوں یعني یوناني اور روماني اور ان کے بعد عربي سلطنت کے زمانے میں یہي تھي -

بخور ' مرجان ' هاتھي دانت ' موتی ' حریر ' سونا ' مرچ اور کافور وغیرہ وغیرہ یہاں کي پیدا وار میں سے عرب نکال کے خلیج فارس بھیجتے تھے - یہاں سے اناطول کے شہروں میں دجله و فرات کی راہ سے جاتے تھے - نہرین کي درمیاني مختصر مسافت میں قافلوں کے حدا هوتے تھے - شام میں اُترتے تھے وهاں ان کو جنیوا ' وینس بیزنطان ' اور فلورنس کے تاجر ملتے تھے -

خلیج فارس کي اهمیت کی طرف اهل یورپ میں سب سے پہلے جن کو توجه هوئي وہ پرتگیز هیں - وہ جزیرہ هرمز میں اترے هوے تھے - مال تجارت چھوٹے چھوٹے قافلے بنا کر لے جاتے تھے جو خلیج عمان سے کویت جایا کرتے تھے -

سنه ١٥٩٩ ع میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کو ملکه الزبتھه کے دربار سے مشرق میں توسیع تجارت کي اجازت ملی تو اس نے اس خلیج سے پرتگیزي ملازمین چوکي کو نکال کے خود قابض هونے کي بابت غور کیا ' لیکن چونکه کمپني کي قوت اس مقصد تک پہنچنے کے لیے ناکافي تھي ' اس کے ملاحوں نے پہلے ایرانیوں اور پھر عربوں سے معاهدہ کیا ' اور پھر جزیرہ هرمز پر حمله آور هوے - سنه ١٦٢٢ میں اس پر قابض هوگئے - قبضه کے بعد خوب لوٹا اور تمام جزیرے کو ویران کردیا - سنه ١٦٤٨ میں مسقط بھي انکے هاتھه میں آگیا -

جب پرتگیزي بحر ابیض متوسط کي نگراني سے علحدہ هوگئے تو انگریزوں نے اس گراں بہا میراث سے ایک غیر قصیر مدت تک فائدہ اٹھایا ' جسکي وراثت انہیں هو الینڈ والوں کو ' که ان سے طاقت میں سخت اور اسلحه میں تیز تر تھے ' مجبوراً دیدینا پڑي - اس امید نے اس وقت ایک نیا راسته پیدا کردیا تھا ' جسکے مصارف کم اور محفوظ زائد تھا - جہازوں نے ساحل عرب سے بچھنا شروع کیا - عراق میں قافلوں کي آمد و رفت کم هوگئي - اور دار السلام (بغداد) پر بھي وهي ---- نازل هوئي جو بابل پر اس سے پہلے نازل هوئي تھي -

خلیج فارس کي طرف لوٹنے کے لیے انگریزوں نے راہ میں راس الکلب کے آفتاب کے غروب هونے کا انتظار نہیں کیا -

اُنھوں نے یاد کیا که نیپولین جب جنرل تھا تو اس نے یه سونچا تھا که سلطان ٹیپو کی ' جو انگریزوں کے مقابله میں علم بردار استقلال هے ' مدد کرے ' اور خود آ بنائے باب المندب میں اتر آئے ' اس نے اس جزیرہ میں اپنے جاسوس بھي اس غرض سے پھیلادیے تھے که وہ اسکے لیے خشکي کا وہ راسته دریافت کریں جو کسي زمانے میں ایک هي وقت میں شمالی خلیج فارس کو جنوبی شام اور یورپ کو ایشیا اور افریقه سے ملاتا تھا ' اور خود اس راستے کا مطالعه شروع کیا تھا ' جو سکندر نے فتح هندوستان کے لیے جاتے وقت اختیار کیا تھا -

اسکے علاوہ انگریز اس فوجي خطرے سے باخبر تھے جو مشرق میں اُن کی شاهنشاهي کو دھمکا رهے تھے - ان کو نظر آیا که خلیج فارس هی اس فوجی راستے پر مسلط هے ' جو قبضه هندوستان کے لیے مناسب هے -

اٹھارویں صدی کے اوائل میں عرب ان دونو فارسي سلطنتوں پر قابض هوگئے - اور اپني انتظامي خود مختاري کا اعلان کردیا -

ان دونوں سلطنتوں میں ایک سلطنت کویت تھی ' اس میں پر جوش اور قوي مردان دریا نورد تھے ' دهانه شط العرب پر عمیق بندر واقع تھے ' دوسري سلطنت عمان کي تھي جن کے سواروں کے هاتھه میں خلیج فارس کی حفاظت تھي -

سنه ١٨٠٠ ع میں ایک انگریزي ملازم آیا ' اور سنه ١٨١٣ ع - انکو امیر عمان اور امیر کویت سے اس بات کی اجازت مل گئی که ان کا ایک ملازم بصرہ (که نهر فرات پر واقع هے) جائے - یه ملازم وهي وکیل تھا جسکو انگریزوں نے اس لیے بھیجا تھا که وہ نیپولین کے جاسوس کي تفتیش کرے -

توخرچ کي زيادتي بالاخر وہ دن دکھا ديتی ھے جواس کي زندگي کا آخري دن خيال کيا جاتا ھے -

يہي حال نباتات اور تمام دوسرے حيوانات کا بھي ھے - اس موقعہ پر ھم ايسي مثال پيش کرتے ھيں جو ھمارے مطالب کو اچھي طرح واضح کرديگي -

ايک تاجر کچھہ سرمايہ لے کر تجارت شروع کرتا ھے' آمدني خوب ھو رھي ھے' اور دکان کا خرچ بھي ابھي کم ھے - روز بروز سرمايہ ميں زيادتي ھوتي جاتي ھے' اور دکان کي طاقت بھی بڑھتي جاتي ھے - نوکر چاکر بھي زيادہ ھوگئے - محرروں کا ايک دفتر علحدہ کھول ديا گيا تاکہ حساب و کتاب ميں سہولت ھو - اس کے بعد وقت آيا کہ ايک دکان ناکافی معلوم ھونے لگي - اور کئي دکانيں کھول دي گئيں - ليکن پھر يکايک بازار مندا پڑجاتا ھے - خرچ تو وھی ھے مگر آمدني ميں کمي شروع ھوجاتي ھے - اس کمي کو سرمايۂ محفوظہ سے پورا کرنا پڑتا ھے - ليکن بازار کي وھي حالت رھتي ھے' اور خرچ روز بروز المضاعف ھوتا رھتا ھے - عملہ کي تخفيف بھي اب شروع کردي جاتي ھے' ليکن پھر بھی نقصان جاري و مترقي' پورا نہيں پڑتا - آخر چند دکانيں بالکل بند کردي جاتي ھيں - مگر غريب تاجر کے مشکلات کا خاتمہ پھر بھي نہيں ھوتا - ان بند کردہ دکانوں سے جو سرمايہ نکالا تھا وہ بھي ختم ھوجاتا ھے' اور آخر کار تاجر ديواليہ بنائے جانے کی درخواست دے ديتا ھے -

بعينہ يہي حال حيوانات اور نباتات کا بھی ھے - انسان کو ديکھيے - وہ ماں کے پيٹ سے سرمايہ لے کر آتا ھے' اور دو چار سال تک آرام سے سرمايہ جمع کرتا رھتا ھے - کچھہ اور بڑا ھوتا ھے تو نقل و حرکت بھی نسبۃً کم ھوجاتي ھے اور حوادث کا سلسلہ بھي کم پڑجاتا ھے - اس ليے آمدني خرچ سے بہت زيادہ ھوتي ھے' اور يہ سب سرمايہ کو بڑھانے ميں کام آتي ھے - ليکن جوں جوں بڑھتا جاتا ھے' اُس کي آمدني' جو اگرچہ خرچ سے اب بھي زيادہ ھوتي ھے مگر نسبۃً پہلي آمدني سے بہ وجہ زيادتي حرادث اور نقل و حرکت کے' کم ھونا شروع ھوجاتي ھے' اور جب تک يہ آمدني خرچ سے زيادہ رھتي ھے' جسم بھی بڑھتا رھتا ھے - يہاں تک کہ ايک وقت آتا ھے' جب آمدني مذکورۂ بالا وجوہ سے کم ھوتے ھوتے خرچ کے برابر آجاتي ھے' اور يہي وہ زمانہ ھے جس کو شباب سے پکارا جاتا ھے - اُمنگيں جوش پر ھوتي ھيں اور دلوں کا طوفان زوروں پر - ليکن يہ وقت زيادہ دنوں تک نہيں رھتا اور پھر انحطاط شروع ھوجاتا ھے - اُمنگيں سرد پڑتي جاتي ھيں' جوشوں ميں کمي آتي جاتي ھے' اور اب سمجھہ اور تجربہ زيادہ کام آتا ھے - آگے چل کر جب خرچ اور آمدني ميں بہت زيادہ فرق ھوجاتا ھے تو يہ باتيں بھي جاتي رھتي ھيں' اور خيالات دھريا ھوجاتے ھيں - يہاں تک کہ وہ وقت آتا ھے جب نہ اٹھا جاتا ھے اور نہ بيٹھا جاتا ھے' کوئي بات ياد نہيں رھتي' پہچان کي قوت بھي کم ھوجاتي ھے' ھاتھہ پانوں ميں لرزہ پڑجاتا ھے' اور تمام قوتيں ايک ايک کرکے رخصت ھونے لگتي ھيں - اب موت سامنے ھے' اور ليجيے' وہ وقت بھي آھي گيا' سارا بنا بنايا کھيل بگڑ گيا -

غور کيجيے تو اس قانون حيات و ممات کو حيوانات اور نباتات کے ھر فرد پر صادق پائيے گا - يہ ايک سلسلہ ھے جو ھر وقت جاري ھے - آج جو پھول کھل رھے ھيں' کل وہ ضرور خاک ميں مليں گے' اور پھر کسي دوسري شکل ميں يہي ذرات بہت' يا تھوڑے' يا سب' نمودار ھوجاليں گے - ايک فلسفي شاعر نے اسي طرف کيا خوب اشارہ کيا ھے :

سب کہاں ؟ کچھہ لالہ و گل ميں نماياں ھوگئيں
خاک ميں کيا صورتيں ھوں گي جو پنہاں ھوگئيں

الهلال

انا نحن نحی الموتے و نکتب ما قدموا و اثارھم و کل شی احصيناہ فی امام مبين - يہ جسم کی حيات و ممات ھے - ليکن ايک عالم قلب و روح بھي ھے - اس کي موت و حيات پر بھي نظر ڈالني چاھيے !

مجھے يہ ڈر ھے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگاني عبارت ھے تيرے جيلے سے

پھر يہ بھي ياد رھے کہ بعض زندگياں ايسي بھي ھوتي ھيں کہ اُن کا مرنا ھی اُن کي حيات کا [illegible] ھے - ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل اللہ امواتا ' بل احياء ولکن لايشعرون -

اقتلونی ! اقتلونی ! يا ثقات !
ان فی قتلي حيـاۃ لا ممـات

مطوبی لمن تشرف بھذہ السعادۃ القصوی' وھم الذين لا خوف عليھم ولا ھم يحزنون -

شذرات

یہ ابھي مشکوک ہے ' لیکن اس نرم کن طریقہ پر جو کچھہ کیا گیا وہ دیرپا نہیں ہو سکتا -

پروفیسر اسپنسر ولکنسن نے ایک دفعہ کہا تھا کہ " تمام بین الملی سوالات حل ہو سکتے ہیں مگر ڈاگ ڈاگ (چوڑي کا کتا) کا سوال غیر منحل ہے ' مسئلہ مشرقیہ ایک چوڑي کے کتے کا نہیں بلکہ چوڑي کے کتوں کا ایک سوال ہے اور یہي وجہ ہے کہ ڈپلومیسي اس کے آگے مسکین صورت بناتي ہے "

جنوبي مشرقي یورپ کا تصفیہ سلافي اور یوناني اخوت کے مسیحي تحمل کي روح میں ایک خواب ہے - یہ ایسے جذبات ہیں جو گرجوں کے نصائح سے زیادہ مضبوط ہیں' اور بلقان ہمیشہ ان سے لبریز رہا ہے - اپني تمام تاریخ میں اس آتش فشاں ملک کا امن ڈاگ ڈاگ کا امن رہا ہے - یہاں بلغاري سروي ' یوناني ' اور آخر میں عثماني شاہنشاہي رہ چکي ہوگي ' اور جب تک زوال کا وقت نہیں آیا ہر ایک نے امن کو اچھي طرح بلکہ کار آمد طور پر قائم رکھا ' مگر ایک ایسا امن جس کي بنیاد مختلف اور آزاد قومیتوں پر ہو جن میں سے ہر ایک اپنے ہي حدود کے اندر لڑتي بھڑتي رہتي ہوں ' کبھي نہیں قائم رہ سکتا ہے -

ہر ایک شاہنشاہي کے سقوط کے پیچھے بے ترتیبي آتي ہے' اور دامن صرف نئے ڈاگ ڈاگ کے ظہور پر آیا ہے - یہ ہے بلقاني تاریخ کا سبق اور اسی سبق کي روشني میں موجودہ پیچیدگیوں کا انتظام کرنا چاہیے -

تم خود مختار قومیتوں کي بنیاد پر ایک باقاعدہ حالت محفوظ نہیں رکھ سکتے - اس کے دو سبب ہیں - اولاً قومیتیں خود اتفاق نہیں کرینگي - ثانیا ان کو متفق کرنے کے لیے کوئي بیروني کوشش روس اور آسٹریا اور ان کے ذریعے سے شاید تمام یورپ کو میدان میں لا کے کار زار جنگ کے رقبے کو وسیع کر دیگي -

میرے نزدیک ان پیچیدگیوں کے انتظام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو سختي کے ساتھہ چھوڑ دیا جائے' اور دوسرے ڈاگ ڈاگ کا انتظار کیا جائے - وہ انجام کار آئیگا خواہ ہم کچھہ ہي کریں ' اور ہم اپنے آپ کو مصیبت کي ایک بڑي مقدار سے محفوظ رکھسکینگے اگر ہم اس کو آنے دینگے -

مقدونیہ کي سرگذشت

نیر ایسٹ ۱۱ - جولائي سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ہے :

۴ - جولائي کو " ترکي اور مقدونیہ کے چند ضروري مسائل " کے زیر عنوان چارلیس روشر نے انسٹیٹوٹ آف جرنلسٹ کے ہال میں لالٹینوں کے ذریعہ سے ایک لیکچر دیا - مسٹر روشر نے حاضرین کي توجہ مقدونیہ کي موجودہ حالت کي طرف متوجہ کي اور ترکي حکومت اٹھنے کي تعبیر " بد سے بد تر حالت میں تغیر " سے کي - انہوں نے کہا کہ یورپ کے سامنے نہایت ضروري مسئلہ ان ۲ - لاکھہ ترکوں کي فکر کا جو ایشیاے کوچک بھاگ آئے ہیں - انکي حالت

ھذا فراق بیني و بینک

(از مولوي عبد السلام صاحب ندوي)

اگر کسي نے یہ دعوی کیا کہ روح کے بغیر جسم کا وجود قائم رہسکتا ہے ' جوہر کے بغیر بقاے عرض ممکن ہے ' تو یہ ایک ایسا دعوی ہوگا جس کے اثبات کے لیے تمام قوانین قدرت کو بدل دینا پڑیگا ' و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ' ندوۃ العلماء کے ساتھہ مولانا شبلي کا تعلق بعینہ روح و جسم اور عرض و جوہر کا تعلق تھا -

مولانا شبلي نے جب اول اول ندوہ میں قدم رکھا ' تو یہ وہ وقت تھا جب لارڈ مکڈانل کی گورنمنٹ ندوہ کو پامال کر چکي تھي - بانیان ندوہ نے حیدر آباد و مکہ معظمہ کو اپنا مامن بنا یا تھا - ملک یا خود ممبران ندوہ خواب غفلت میں سرشار تھے - اس لیے مدت سے جلسہ ہاے سالانہ کي گرم بازاري سرد ہو چکي تھي - مستقل آمدني محدود تھي ' حیدر آباد کا ماہوار سو روپیہ کا وظیفہ ' بہاولپور کي تین سو سالانہ کي رقم ' ندوۃ العلماء کي وجہ کفاف تھي - باقي چندوں کي رقم تھي جو ادھر ادھر سے جھولي میں پڑ جاتي تھي - موجودہ حالت کي نسبت میں نہیں کہہ سکتا ' لیکن اسوقت جب اس حالت کو دیکھہ کر گورنمنٹ کي چشم عتاب کي سریع السیر گردش پر نظر ڈالي جاتي تھي ' تو نظر آتا تھا کہ اسباب و علل کا ایک غیر مربوط سلسلہ ہے ' جو علي گڈہ سے شروع ہو کر تمام ہندوستان میں پھیل گیا ہے - ندوۃ العلماء بھي اسی سلسلہ کے پیچ و خم میں الجھہ کر رہگیا ہے' اسلیے اس صید گرفتار کي رہائي کے لیے مولانا شبلي نے انھی گرہوں کو کھولا - منزل پر پہونچنا اسان ہے ' دشواري جو کچھہ ہے ' قطع مسافت

[بقیہ پہلے کالم کا]

خوشتر ہوئي اگر وہ بھي اپنے ہزاروں بھائیوں کي اسی سر زمین میں ہلاک ہو گئے ہوتے' جسکے چھوڑنے پر وہ مجبور کیے گئے ہیں - مسٹر روشر کو اسی طرح مظالم کي صحت کا یقین ہے جیسا کہ ٹرافلگر اسکوائر میں ایک لاٹ کے ہونے کا یقین ہے - ان مظالم کي ذمہ داري ان کو متجسس پر عائد ہوتي ہے ' جنکے ساتھہ ہمیشہ ایک پادري رہتا تھا ' اور ان مظالم کے ارتکاب سے پہلے اور اسکے بعد انکو کیتھولک مذہب کي رو سے مغفرت عطا کیا کرتا تھا -

قلت وقت کي وجہ سے مسٹر روشر مذہب کے اس جنگ سے تعلق کے نقطے کو ہاتھہ بھي نہ لگا سکے ' مگر ان کو امید ہے کہ وہ اپنے نتائج عنقریب مضمون کي صورت میں شائع کرینگے -

خطبہ کے اختتام پر مسٹر روشر نے تین قرار دادوں کي تحریک کي ' جسکي تائید مسٹر شاف صدر جلسہ نے کي تائید کرتے ہوے مسٹر شاپ نے کہا : معاہدہ لندن پر دستخط کرنے میں عجلت کي اصلي محرک سر ایڈورڈ گرے کي یہ دھمکي تھي کہ اگر انہوں نے دستخط نہ کیے تو وہ مظالم کي وہ رپورٹ شائع کردینگے جو برطاني قونصل نے بھیجي ہے - خفیف مباحثہ کے بعد قرار دادیں طے ہو گئیں ' اور جلسہ برخاست ہوا -

سنه ١٨٢٠ ع میں حکومت هند کا ایک ملازم کویت میں تھا ‘ اس اثناء میں انگریزوں کے ملاح اور فوج ان بحری ڈاکوؤں سے سلطان سعید کی حفاظت کیا کرتے تھے ‘ جو سواحل پر حملے کیا کرتے تھے -

اس قیام کے زمانے میں ان لوگوں کو چھوٹے چھوٹے جزیروں خصوصاً هرمز میں اترنے کا موقع ملا ‘ مگر مجبوراً واپس آئے ‘ کیونکہ تجار وغیرہ میں وهاں انکے آدمی بہت مرتے تھے - اس کے بعد دور نپولین کی یاد کلیةً یا تقریباً مٹ گئی ‘ اور لوگ پورٹ سعید اور کویت کے راستے کو بھول گئے -

ایک اور زمانہ گذر چکا ہے جب کہ انگلستان نے یہ تجویز کی تھی کہ مصر اور هندوستان میں ریلوے کی تمدید و اجراء سے شام اور شمالی بلاد عرب میں اپنا اثر پیدا کرے - اب اس تجویز کو اپنی پہلی اهمیت پھر حاصل ہوگئی -

انیسویں صدی میں توسیع استعمار (ملک گیری) کے اعوان و انصار حقیقی آزاد خیالوں کے سامنے پسپا ہوئے - ٢٠ - مارچ کو سنه ١٨٦٢ ع میں لارڈ کوفل اور موسیو هوفنل نے ایک عهد نامے پر دستخط کیے ‘ جس میں فرانس اور انگلستان نے سلطان مسقط کی خود مختاری کی حفاظت کا عهد کیا تھا - سنه ١٨٤٦ ع میں فرانس نے سلطان مسقط کے ساتھ تجارتی معاهدہ کیا جس سے اور بھی وابستگی بڑھگئی -

بیسویں صدی کے اوائل میں خلیج فارس نے نئی اهمیت حاصل کرلی ‘ اور مسقط اور کویت دونوں میں سے هر ایک مشرق میں یورپ کے اور بحر ابیض متوسط میں ایشیا کے نتائج کے لیے ایک تجارتی دروازہ ہوگیا - اس لیے لوگوں نے قافلوں کے اس پرانے راستے کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق جس پر سے تجار یورپ اپنا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لیجاتے تھے ‘ بحث کرنی شروع کی ‘ اور یہ اس طرح کہ یہ لائن وادی دجلہ و فرات کو اسکندرونہ سے ملائے ‘ اور بلاد فارس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ کر بحر هند کے ساحل سے مل جائے ‘ ایک دوسری لائن بچھائی جائے ‘ یافا سے شروع ہو اور پورٹ سعید میں ختم ہوکے ایشیا اور افریقہ کو ملادے - یہ تمام لائنیں خلیج فارس کے پاس آکے مل جائیں - ان وجوہ سے خلیج فارس کے جزیرے اور اس کے جنگی قلعے جن کا هندوستان پر بہت بڑا اثر ہے انگلستان کے لیے ضروری ہوگئے -

اس لیے انگریزوں نے جن کے تعلقات عمان اور کویت سے سنه ١٦٢٢ ع اور سنه ١٨٠٩ ع میں تھے ان اطراف میں اپنے قبضہ کے استحکام کی کوشش کرنے لگے - اگرچہ بحرین کے جزائر سنه ١٨٧٠ ع سے برابر انہی کے هاتھ میں هیں -

مشہور ہے کہ اسمیں انگریزوں کا هاتھ تھا - قیام امن کے لیے انگریزی بحری فوج خشکی میں اتر آئی ‘ اور انگریزی جھنڈا نصب کر دیا -

اس وقت لارڈ کرزن هندوستان کے گورنر جنرل تھے ‘ انہوں نے مسقط پر اپنے قبضے کے مستحکم کرنے کے بعد فوراً شیخ مبارک بن صباح امیر کویت سے گفتگو شروع کی ‘ اور یہ طے کیا کہ ایک انگریزی قونصل کویت میں رہے ‘ بلکہ ایک معاهدہ کیا ‘ جسکا مآل و مفاد کویت پر انگریزی حمایت پھیلانا تھا - سنه ١٩٠٣ ع میں لارڈ کرزن اور مسٹر بالفور نے تمام یورپ کے سامنے کویت پر انگریزی حمایت کا اعلان کیا -

دولت عثمانیہ اور امیر کویت میں همیشہ نزاع رهتی تھی ‘ یہاں تک کہ دولت عثمانیہ نے ایک تادیبی مهم بھیجی ‘ مگر انگریزوں نے امیر کی تالیف قلب ‘ اپنے نفوذ و اقتدار کی تقویت اور عثمانی حقوق کی تضعیف کے لیے فوج کو امیر سے کسی قسم کا تعرض

بريد فرنگ

مسئلۂ شرقیہ

ترکوں سے نجات حاصل کرو ‘ هر چیز ٹھیک ہو جائیگی

صحافت یورپ کا ایک ورق

گریفک لکھتا ہے :

دنیا میں بعض ایسے مسائل هیں جن کا غیر منحل هی رهنا بہتر ہے - اور آخر کار مجھے اس یقین کی ترغیب دی گئی ہے کہ " مسئلہ شرقیہ " بھی انہی میں سے ایک ہے -

یہ یقینی امر ہے کہ جسقدر هم اس مسئلہ کے حل کے لیے ‘ جس کے هم متمنی هیں اور جس کو هم سب بہت هی معقول سمجھتے هیں ‘ اس کی طرف بڑھے هیں اسیقدر یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ اور زیادہ خطرناک ہوگیا ہے -

" ترکوں سے نجات حاصل کرو هر چیز ٹھیک ہو جائیگی " یہ فقرہ دو صدیوں سے زائد عرصہ سے یوروپین فن حکمرانی کا اصول موضوعہ رہا ہے -

اچھا اب ترکوں سے تو نجات ملگئی ہے ‘ یعنی تمام فوجی عملی تجاربز کے لیے - لیکن اس نجات کا نتیجہ صرف پہلے سے زیادہ خونریز و پریشان کن بے ترتیبی ہے -

بلغاریوں ‘ سرویوں ‘ اور یونانیوں کی برادرکش رقابتیں مسلمانوں ‘ یہودیوں ‘ جیوسٹ فرقہ کی مہلک نفرتیں ‘ اور شترکینہ خونخواروں کا جوش انتقام ‘ اور ان سب پر مستزاد هیدسبرگ اور روماٹوف کے رقیبانہ حوصلوں کی بلدشیں اسقدر ڈھیلی کر دی گئیں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں -

آیا یہ پھوٹ مقامی رکھی جائیگی یا اس میں پیوند لگا جائیگا ؟ " یورپ کی رفتار سیاست سے اس کا جواب پوچھ لو -

بقیہ پہلے کالم کا

نہ کرنے دیا ‘ اور ڈرایا کہ اگر انہوں نے کاروائی کی تو انگریزی بیڑے کی فوج فوراً شہر میں اتر آئیگی -

عملاً تو انگریز ان تمام معدنی مقامات پر حاکم هیں جہاں سے بغداد ما وراے فارس اور ماوراء افریقہ کی تجارتی ترقی هیں ‘ لیکن اب وہ یہ چاهتے هیں کہ یورپ کو بتائیں کہ حالت قانونی اور قطعی ہے - ٣١ - اگست سنه ١٩٠٧ ع کو روس نے سب سے پہلے نہایت وضاحت کے ساتھ تصریح کی ‘ کہ خلیج فارس میں انگریزوں کے مصالح مخصوصہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا روسیوں کی یہ تصریح نہایت قیمتی سند ہے ‘ جو انگریزوں کو آزادی ایران کی قربانی کے معاوضہ میں ملی ہے - ممکن ہے دوسری سلطنتوں کے مصالح کی قربانگاہوں پر جسم اسلام کے اور ٹکڑے چڑھائے جاتے ‘ اور اسطرح ان سے بھی یہ حقوق تسلیم کرالیے جاتے مگر خوش قسمتی سے دولت عثمانیہ موجودہ مصائب میں مبتلا ہوگئی - انگلستان اس زرین فرصت سے مصر اور عراق کے متعلق اور صدها فائدوں کے ضمن میں ایک نہایت کھلا ہوا فائدہ یہ اٹھایا کہ دولت عثمانیہ پر ڈپلومیٹک دباؤ ڈال کر ‘ اور بعض ارباب دولت کے نزدیک معاونت و مساعدت کی توقع دلا کے کویت پر اپنے حقوق تسلیم کرا لیے ‘ لیکن اسکے بعد جس قدر مدد کی وہ قارئین الہلال جرائد سے مخفی نہیں - وفی ذالک عبرة لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۸)

بذریعہ جناب فخر الرحمن خلی صاحب محرر

	پائی	آنہ	روپیہ
جیل خانہ ریاست چرکھاری	-	۱	۱۵
بقایا چندہ صدر	۳	-	-
(بہ تفصیل ذیل)			
بقایا چندہ عہدے نگرے	۶	-	-
جناب شیخ غازی صاحب	-	۴	-
جناب حسین بخش صاحب	۳	۱	-
جناب خدا بخش صاحب	-	-	۱
جناب عبد الغفور صاحب سوداگر چرم	-	۸	-
زوجہ جناب بدلو صاحب	-	۲	-
جناب جان صاحب	۳	۱	-
جناب منشی امیر اللہ خان صاحب	-	۱۴	۱
جناب مدار بیگ صاحب - نلنگہ	-	-	۱
جناب شیخ اسمعیل صاحب	-	-	۱
جناب شیخ غازی صاحب	-	-	۱
جناب شیخ نتھو صاحب	۳	-	-
جناب شیخ رمضان صاحب - نلنگہ	۶	۵	-
جناب منشی محمد خانصاحب - نلنگہ	-	۴	-
جناب سردار بیگ صاحب	-	۲	-
جناب شیخ جمن صاحب	-	-	۱
جناب شیخ عبد العزیز صاحب رکیل	-	-	۲
جناب شیخ احمد صاحب افسر درم	-	۴	-
جناب سید جعفر علیصاحب	-	-	۲
جناب شفیع احمد خانصاحب - طالبعلم	-	-	۲
جناب شیخ الہ بخش صاحب	-	۲	-
از جانب مسلمانان موضع بسی ضلع چترگڑھ میواڑ علاقہ آدیپور			
جناب ملا نور محمد وعبد الرحمن صاحبان	-	-	۱۳
جناب میران بخش صاحب	-	-	۳
جناب حاجی خواج بخش صاحب	-	-	۲
جناب علی محمد صاحب	-	-	۲
جناب سلیمان صاحب	-	۱۳	۱
جناب کمال الدین صاحب	-	-	۲
جناب لال محمد صاحب	-	۱۳	۱
جناب نبی بخش صاحب - آسام	-	-	۲
جناب نبی بخش صاحب - ماقان(?)	-	-	۱
جناب اللہ رکھی صاحب	-	۱۳	-
جناب بہور صاحب	-	-	۱
جناب نتو صاحب	-	-	۱
جناب ملوہ صاحب	-	-	۱
جناب خواج بخش صاحب - پٹیل	-	-	۴۰
جناب نبی بخش صاحب - تاک	-	-	۴
جناب جمال الدین صاحب - سامریہ	-	-	۶
جناب کریم بخش صاحب - تاک	-	-	۲
جناب محمد بخش صاحب - کتاریہ	-	-	۳
جناب عبد الشکور صاحب	-	۱۴	۲
جناب عبد العزیز صاحب	-	-	۲
جناب جمال الدین صاحب - سرلنگی	-	-	۲
جناب قدرت اللہ صاحب - سامریہ	-	-	۱۰
جناب یعقوب صاحب - کتاریہ	-	-	۱
جناب عبد الرحیم صاحب - کہیلانی(?)	-	۱۴	۱

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب امام بخش صاحب - کہینچی	-	-	۱
جناب حافظ عبد الوارث صاحب	-	-	۱
جناب مسلم صاحب - پہوزی	-	-	۱
جناب الیاس صاحب - کہینچی	-	۸	-
جناب ابراہیم صاحب	-	۸	-
جناب الیاس صاحب - سولنگی	-	-	۱
جناب حسن خانصاحب	-	-	۲
جناب عبد الرحمن خانصاحب	-	۱۳	-
جناب بہادر شاہ خانصاحب حولدار	-	۲	۱
جناب رنگ باز خانصاحب	-	-	۱
جناب قاضی غلام احمد صاحب - دانی بسی	-	-	۲
جناب مصری خانصاحب	-	-	۲
جناب الہ بخش صاحب - استا	-	۳	۱
جناب سراج الدین صاحب - استا	-	-	۱
جناب خدا بخش صاحب	-	-	۳
جناب داؤد صاحب	-	۸	۱
جناب الہ بخش صاحب	-	-	۱
جناب خاجو صاحب	-	-	۱
جناب سلطان صاحب	-	-	۱
جناب طیب صاحب	-	-	۱
جناب اسمعیل صاحب	-	۸	-
جناب حسن شاہ صاحب	-	۱۴	-
جناب فاضل شاہ صاحب	-	-	۱
جناب قاسم شاہ صاحب	-	۶	-
جناب حاجی شاہ صاحب	-	۱۳	-
جناب نور محمد صاحب	-	-	۱
جناب لال محمد صاحب	-	۸	-
جناب مسلم صاحب	-	-	۱
جناب عالم صاحب - باگڑی	-	-	۱
جناب فتح محمد صاحب میرٹ رال	-	۱۳	۱
جناب خواج بخش صاحب باگڑی	-	۱۳	-
جناب عیسیٰ صاحب - میرٹ رال	-	۱۳	-
جناب کریم بخش صاحب	-	۱۳	-
جناب خدا بخش صاحب	-	۶	-
جناب حاجی ابراہیم صاحب	-	۴	۱
جناب الیاس صاحب - میرٹ رال	-	-	۱
جناب الہ بخش صاحب	-	۱۳	-
جناب حاجی بدر صاحب	-	-	۱
متفرق طور پر جھولی میں آنہ آنہ دو دو آنے	-	۷	۴
چندہ مسلمانان موضع پارسولی ضلع چتوڑ			
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب فتح محمد خانصاحب - دانی پارسولی	-	-	۲
جناب چاند محمد صاحب استا	-	-	۲
جناب اللہ بخش صاحب استا	-	-	۳
جناب بہور صاحب	-	-	۱
جناب مہتاب خانصاحب	-	۱۴	-
جناب اشرف محمد صاحب - سلوٹ	-	-	۱
جناب حسن صاحب	-	۸	-
جناب بھیکن صاحب	-	۶	-
جناب نور محمد صاحب	-	-	۱
جناب غفور صاحب	-	۶	-
جناب نواب خان صاحب	-	۸	-
جناب چاند محمد صاحب	-	۸	-
میزان	-	۳	۱۸۱
سابق	۶	۳	۷۸۷۴
کل	۶	۷	۸۰۵۵

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

میں ہے ' اسلیے اون کا اصلی کارنامہ یہ ہے ' کہ اونھوں نے گورنمنٹ کی پیشانی کے بل کن کن تدبیروں سے نکالے ' لیکن اسکی تفصیل اس مختصر مضمون میں مشکل اور غیر ضروري ہے - نتیجہ کی عظمت خود اپنے مقدمات کی عظمت کا بدیہي ثبوت ہے - بالاخر ان کوششوں کا نتیجہ جلسہ سنگ بنیاد میں پبلک کو نظر آیا ' اور ٦ - هزار سالانہ ایڈ کي صورت میں بالاستقلال نظر آتا ہے - اونکے زمانے میں جلسہ ھاے سالانہ کا ھنگامہ دوبارہ گرم ھوگیا - بنارس ' دھلی ' لکھنؤ میں جو جلسے ھوے ' ان میں جو اھم رزولیوشن پاس ھوے ' بنارس میں علمی نمائش جس وسیع پیمانے پر ھوئی ' هزهائنس سر آغا خاں جس تزک و احتشام کے ساتھہ ندوہ کي عمارت کے ملاحظہ کے لیے تشریف لاے ' سید رشید رضا نے جلسہ ندوہ کي جو صدارت قبول کي ' وہ تمام تر مولانا ے موصوف کي مساعي جمیلہ کا نتیجہ تھا ' جو ندوہ کي شهرت کا طغراے زریں بن گیا -

مالي حیثیت سے ندوہ نے اسقدر ترقی کي کہ دارالعلوم ندوہ جو مولانا ے موصوف کي زیر معتمدي تھا ' عام چندوں کا محتاج نہ رہا - گورنمنٹ ایڈ سے الگ ' بیگم صاحبہ بھوپال نے ڈھائي سو روپیہ ماھوار کي رقم مقرر فرمائی - نواب صاحب رامپور نے پانچسو سالانہ منظور فرمائے ' راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ٦ - سو سالانہ کي رقم عنایت کي - ان کے علاوہ متفرق وظیفے تھے ' جو اون کے دوست احباب عطا فرماتے تھے - ان تمام مستقل آمدنیوں میں ' بجز مولانا ے موصوف کے کسي معتمد یا ممبر ندوہ کی سعی و اثر کو مطلق دخل نہیں - وہ حیدر آباد سے بھی مالي مدد حاصل کرنے کي کوشش میں مصروف تھے ' اگر مولوي عزیز مرزا صاحب کا ناگوار معاملہ پیش نہ آگیا ھوتا ' تو یہ کوشش بھي اب تک بارور ھوجاتي - بھاولپور کي ٥٠ - هزار کي رقم اگرچہ مولانا غلام محمد شملوي کي کوششوں کا نتیجہ ہے ' لیکن اس کے علاوہ بورڈنگ کے لیے تقریباً ٢٠ - هزار کي جو رقم جمع ھوئي ' وہ مولانا ے موصوف کي احاطہ اثر سے علحدہ نہیں ھوسکتي - متفرق چندے اگرچہ وکلاء کے ذریعہ سے جمع ھوتے رہے ' لیکن اونھوں نے اپنے زمانے میں نہایت موقر وفود مرتب کیے ' جو اون کي سرپرستي میں - ٢٠ - جگہ بھیجے گئے - پشاور ' شملہ ' کوھاٹ ' راولپنڈي ' امرت سر وغیرہ کے وفود اس سلسلہ میں خاص اھمیت رکھتے ھیں ' ان وفود کو مولانا ے موصوف نے اپنی بلند ھمتي سے روپیہ جمع کرنے کے بجاے ' مقاصد ندوہ کي اشاعت کا بھترین ذریعہ قرار دیا تھا ' لیکن مجھے یہ نہ بھولنا چاھیے کہ میں ندوہ اور مولانا شبلي کے کارناموں پر بحث کر رہا ھوں -

بے شبہ ندوہ کو بھي فنڈ کي ضرورت ہے ' وہ ایک وسیع عمارت کا بھي محتاج ہے ' اوسکو ایک خوشنما بورڈنگ بھي درکار ہے ' لیکن یہ چیزیں اوسکے تاج کا طرہ نہیں ھوسکتیں - اوسکے مناقب و فضائل ' علم و مذھب کي اشاعت تک محدود ھیں ' اسلیے ھم کو بتانا چاھیے کہ مولانا شبلي نے اس سلسلہ میں کیا کیا -

اشاعت علم کا مستقل اور وسیع ذریعہ کتب خانہ ہے ' ندوہ کو مال غنیمت کي طور پر ایک معقول کتبخانہ شاہ جہاں پور میں مل گیا تھا - ارکان ندوہ اسي فخر کے نشے میں سرشار تھے ' کسیکو اوسکي ترقي اور کتب نادرہ کے جمع کرنے کا خیال نہ تھا - مولانا ے موصوف نے اسکي طرف خاص توجہ کي ' خود اپنا بیش قیمت کتب خانہ جو کتب نادرہ کا مجموعہ تھا وقف کردیا - نواب علي حسن خان نے بھي اونھي کي تحریک سے اپنا کتب خانہ عنایت فرمایا ' نیز سکندر نواز جنگ (پٹنہ) اور عماد جنگ (حیدر آباد) نے اپنے اپنے کتبخانے مولانا ھی کے اثر سے ندوہ کو ھبہ کیے - انگریزي کي کتابیں نہ تھیں ' نواب عماد الملک سید حسین بلگرامي نے بہت سي انگریزي کتابیں قدیم اور نایاب اور ایک معتدبہ ذخیرہ عربي کتابوں کا عنایت فرمایا - امیٹھي (لکھنو) سے ایک مختصر کتبخانہ ندوہ میں آکر شامل ھوا - انجمن دائرۃ المعارف حیدر آباد نے بھي اپني تمام مطبوعہ کتابیں دیں ' اسکے علاوہ اور بھي لوگوں نے چھوٹے چھوٹے کتب خانے وقف کیے - قیمت سے الگ کتابیں خریدي گئیں - غرض اونکے زمانے میں ندوہ کا کتب خانہ ' ایک وسیع ' نادر ' بیش قیمت خزانۂ کتب بن گیا ' اشاعت علم کا ذریعہ طلباء ھیں - مولانا ے موصوف سے پہلے ایک طالب العلم بھي ایسا نہ تھا جو شائق تحقیقات علمیہ کا راغب ھو ' علمي ذوق رکھتا ھو ' کتب بیں ھو ' ضروریات و مقتضیات زمانہ سے آشنا ھو ' مقرر ھو ' انشا پرداز ھو ' عربي زبان میں کامل مہارت رکھتا ھو - مولانا ے موصوف کے زمانے میں متعدد لڑکے ایسے پیدا ھوگئے جو ان خوبیوں کا مجموعہ ھیں ' اور اونکا مخفي اثر دار العلوم سے نکلکر ھندوستان میں پھیل رہا ہے - مذھبي کاموں کے سلسلہ میں اونھوں نے اشاعت اسلام کا صیغہ متعدد بار اپنے ھاتھہ میں لینا چاھا ' لیکن شاہ سلیمان صاحب نے اپنے آپ کو مجسم اشاعت اسلام ثابت کر کے یہ صیغہ اونکے ھاتھہ سے لے لیا ' تاھم اونھوں نے اس سلسلہ میں ایک ایسي خدمت انجام دي ' جو ابدالاباد تک مسلمانوں کو اپنا زیر بار احسان رکھیگي - تمام مسلمان معترف ھیں کہ وقف علي الاولاد کا قانون ایک ایسا قانون ہے ' جسکے بغیر مسلمانوں کي جائداد کا تحفظ نہیں ھوسکتا ' یہ ایک خاص مذھبي مسئلہ تھا ' جسکو حکام پریوي کونسل نے باطل کردیا تھا - مولانا ے موصوف نے ندوہ کے جلسہ سالانہ میں اسکا رزولیوشن منظور کرایا ' اسکے بعد نہایت سرگرمي سے اسکے متعلق کار روائي کي ' جسکا نتیجہ آج قوم کے سامنے ہے -

یہ مولانا شبلي کے کارناموں کا اثباتي پہلو ہے ' وجود اگرچہ عدم پر فضیلت رکھتا ہے ' لیکن اونکے فضائل کا سلبی پہلو اس سے بھی زیادہ روشن و نمایاں ہے - نواب محسن الملک نے اصرار کیا کہ آؤ تین سو روپیہ ماھوار لو ' مکان و فرنیچر کالج سے دیا جائیگا ' مولوي عزیز مرزا نے سات سو روپیہ پر ڈائرکٹر علوم مشرقیہ مقرر کرنا چاھا ' بیگم صاحبہ بھوپال نے بھوپال میں قیام کي خواھش کي ' لیکن لا اور کلا کے مختصر الفاظ نے ان تمام مطامع کا سدباب کردیا ' کیوں اسلیے کہ اونکو دولت کي نہیں ' جاہ کي نہیں ' شهرت کي نہیں ' صرف ندوہ کي ضرورت تھي ' لیکن افسوس کہ اب ندوہ کو اونکي ضرورت نہیں -

دعوۃ الهلال

(از خریدار الهلال نمبر ١١٣٥)

اپکا اخبار الهلال مورخہ ٢١ - جمادي الاخری مطالعہ سے گزرا مولوي عبد اللہ صاحب اعجدي کے اعتراضانہ مضامین نظر سے گذرے - جواب دھي کي زحمت جناب نے مفت گوارا فرمائي - میرے خیال میں اس سوال و جواب میں اپکے وقت عزیز کے ضائع ھونے کا گمان ہے - جو مسیحائي ایک قریب الي الموت قوم کے حق میں آپکو رہے ھیں صرف اسي میں مصروف رھیے - اس قسم کي بحثیں بد قسمتی قوم کے لیے مخل و مانع بہبود ھیں - اندنوں اسلامي حادثات جیسے کچھہ گذرے پیش نظر ھیں ' غالباً اس سے ایک مسلمان بھي بے خبر نہیں - اسکي چارہ جوئي میں جناب نے خواب و خور و آرام و راحت بالاے طاق رکھہ دیا ہے ' اللہ تعالی اس سعي میں برکت دے ' اور نتیجہ خیر ظہور پذیر ھو - میں کسي طرح اس لائق نہیں کہ ٹھیرا نہ کسي مضمون کي طرف آپ کو توجہ دلاؤں - فقط مقصود اظہار خیال تھا ' جسکو پیش خدمت جناب کیا گیا ' آپ کے لطف عمیم سے امید ہے کہ درج اخبار فرما کر ممنون فرمائیں گے -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

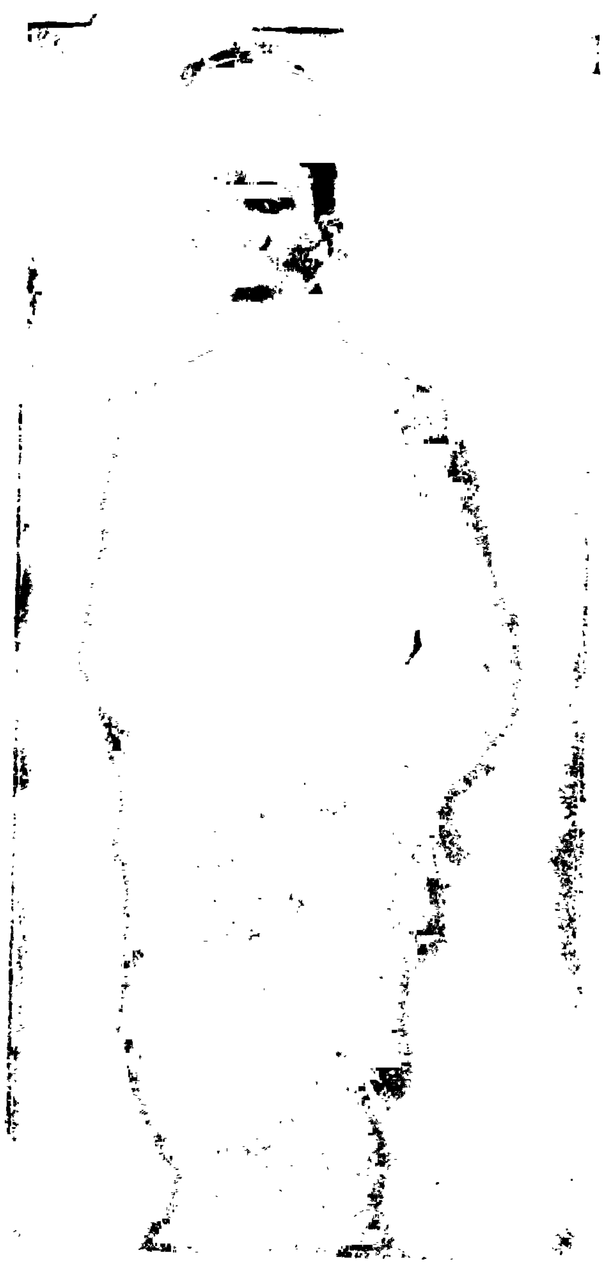
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری | ۷

Calcutta : Wednesday, August 13, 1918.



الا يا ايها المسلمون !!

هل بعد هذا الذل اسلام للمسلمون ؟؟



جامع سلیم ادرنہ میں بلغاری اور سرروی فوج کے وحوش و برابرہ اپنے غلیظ اور گل آلود جوتوں سمیت داخل ہوگئے ہیں ' اور محراب و ممبر کے قریب کھڑے ہوکر چھت کے نقش و نگار متعجبانہ دیکھہ رہے ہیں !

تبكي الحنيفية البيضاء من اسف * كما بكى لفراق الالف هيمان
حتى المحاريب تبكي وهي جامدة * حتى المنابر ترثي وهي عيدان
لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۷ کلکتہ: چہار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری جلد ۳
Calcutta : Wednesday, August 13, 1918.

فہرست

کامریڈ و ہمدرد کی ضمانت

حکام اپنے ضعف کی بندش زبان شکایت کی بندش سے کر رہے ہیں ' ظلم ہو' جور ہو' ستم ہو' کچھہ بھی ہو مگر آن کی یہی خواہش رہتی ہے کہ عام نظریں ان واقعات کو دیکھیں' عام سماعتیں ان حوادث کو سنیں' عام دماغ ان کے نتایج سے اثر پذیر ہوں' لیکن نہ زبان پر کوئی لفظ آئے' نہ قلم سے کوئی حرف نکلے - امتثال میں اگر تخلف ہوا تو تعزیر و تعذیب کی پہلی قسط ضمانت سے شروع ہوگی جو اس ہفتے میں کامریڈ و ہمدرد (دہلی) سے دو ہزار روپے کی مقدار میں لی گئی ہے - قارئین الہلال و زمیندار و مسلم گزٹ کا فرض ہونا چاہیے کہ اس مقدار کو اپنے مخصوص چندوں سے فراہم کریں - میں اس فنڈ میں ایک سو روپے نذر کرتا ہوں -

مالا بد منه

اعانۂ مظلومان کانپور

کانپور کے مقدس فرزندان اسلام جو شہید ہوے آن کی پاک روحیں خدا کے حضور میں پہونچ چکی ہیں' جہاں نہ مسٹر ٹیلر کو قتل عام کی دسترس ہے' نہ مسٹر سم کو شعائر اللہ کی بے حرمتی کا موقع حاصل ہے' نہ پولیس کو بے گناہوں کے گھروں میں گھس کر انہیں پابہ زنجیر کرنے کا حق ہے:

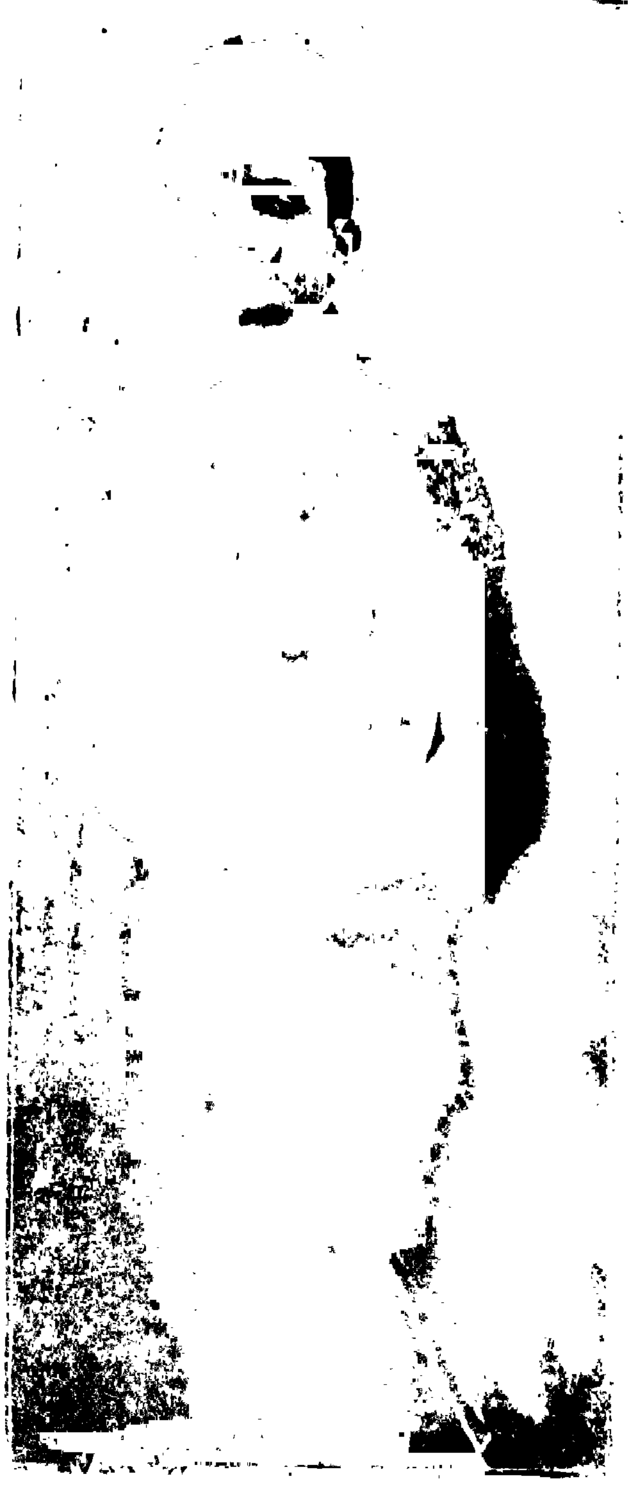
یبشرهم ربهم برحمة منه و رضوان و جنات لهم فیها نعیم مقیم' خالدین فیها ابداً' ان الله عنده اجر عظیم (۹ : ۱۹)	آن کا پروردگار آن کو اپنی مہربانی و رضامندی سے ایسی بہشت میں رہنے کی خوش خبری دے رہا ہے جہاں دائمی آسایش ملیگی' یہ لوگ ہمیشہ بہشت کی راحت میں مقیم رہینگے' بے شبہ اللہ کے ہاں اجر و ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے -

لیکن شہیدوں کے اہل و عیال' جن کے گھرانے تو خدا کی رحمت سے مطہر ہوچکے ہیں مگر اس وقت نظر ابتلا میں ہونے کی وجہ سے عوام میں مطرود و مخذول ہو رہے ہیں - آن کی حالت عام نصرت و تعاون کی حاجتمند ہے - جو لوگ اپنے گھروں سے گرفتار کر کے قید کیے گئے ہیں وہ اور بھی قابل رحم ہیں - ۱۰ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو میں خود مجسٹریت کانپور سے ملنے گیا کہ مجھے زندان کانپور کے آن گرفتاران بلا سے ملنے کی اجازت دی جاے جو شہادت مسجد کے سلسلے میں پا بزنجیر ہوے ہیں - مجسٹریت نے اس کو منظور کرنے سے انکار کردیا - ۱۱ - اگست کو میں نے لفٹنٹ گورنر صوبۂ متحدہ کو تار دیکر خواستگاری کی کہ یا تو میری درخواست قبول ہو یا وجوہ انکار سے اطلاع دی جاے - مجسٹریت نے کانپور میں میرا قیام بھی جائز نہ رکھا' اس سے ظاہر ہے کہ مظلوموں کے ساتھہ کیا سلوک ہو رہا ہے -

مسلمانوں میں اگر غیرت باقی ہے تو عام چندے سے اس مسئلے کو حد تک پہونچالیں - میں اس فنڈ میں سو روپے کی ناچیز رقم پیش کرتا ہوں -

ترا چنانکه توئي ، ہر کسے کجا داند ؟
بقـدر طاقت خود می کند استـدراک

— * —



غازي انور بے
سنه ۱۹۱۰ میں

سجادہ پر تشدد شروع ہوا ' احاطۂ عدالت ججی غازی پور کی مسجد کے درختوں اور آس پاس کی کھپریلوں پر دست درازی ہوئی ' صاحب جج (پنڈت سری رام) نے خدا کے گھر میں داخل ہو کر مسجد کے لوٹے اور بدھنیاں اپنے سامنے تڑوائیں ' مسلمانوں کے ضبط میں اب بھی فرق نہ آیا کہ ابھی مسجد کی حقیقت تو زوال سے محفوظ ہے - کانپور میں جب مسجد مچھلی بازار کا ایک حصہ شہید کیا گیا ' تو اس کے لیے بھی تاویل کرلی گئی کہ یہ حصہ مسجد میں داخل ہی نہ تھا ' اور اگر رہا بھی تو جب تک مذہب کی راہ میں کشت و خون نہ ہو اور اہل مذہب کی جانوں پر نہ آ بنے ' اس وقت تک مذہبی آزادی میں کیا کلام ہے - ۳ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو جب اس آزادی کا خون ہوا ' اللہ کے گھر پر جانیں فدا کرنے والے شہید کیے گئے ' تو عوام اس پر بھی خاموش ہیں کہ ہنوز شاہ جہاں کی مسجد اور شاہنشاہ کونین کے بہت سے پرستار زندہ تو ہیں - دیکھنا ہے کہ اس مجروح و مخدوش زندگی پر بھی حملہ ہوا تب کیا ہوگا ؟

اولایرون انہم یفتنون فی	دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو
کل عام مرۃ او مرتین ؟ ثم	مبتلاے مصیبت ہوتے رہتے ہیں ؟
لا یتوبون ولاھم یذکرون	اس پر بھی نہ تو توبہ ہی کرتے ہیں
(۹ - ع - ۱۵)	اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں !

ہفتۂ جنگ

سہ شنبہ کو ایم - میجر اسکیو کی اس دھمکی نے کہ اگر بلغاریا نے تخفیف شدہ حدود منظور نہ کیے تو رومانیہ شنبہ کو صوفیا پر قبضہ کر لیگی - ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو صلح کرا دی - عہد نامہ پر دستخط کے لیے ۱۰ - اگست کی تاریخ تجویز ہوئی تھی وہ بھی ہوگئی -

رومانیہ کے ساتھہ یورپ بھی مصر تھا کہ قوالہ ' کوچینا ' اور ادرشت بلغاریا ہی کے پاس رہیں ' لیکن حالات کی پیچیدگی نے اور صد ہا مواقع کی طرح اس موقع پر بھی یورپ کے اس خیال کو کامیاب ہونے نہ دیا ' اور بالاخر قوالہ یونان کو ملا اور کوچینا اور ادرشت سرویا کو - تاوان جنگ کا سوال ہنوز غیر منفصل ہے - البتہ سرویا اور یونان کو ہیگ کی عدالت تحکیم میں اپنے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے -

شاہ رومانیا اور قیصر جرمنی میں تبریک و تہنیت اور تشکر و امتنان کا مبادلہ ہوا - قیصر نے رومانیا کی مدبرانہ و دانشمند پالیسی کی شاندار کامیابی پر گرمجوشی کے ساتھہ مبارکباد دی - شاہ رومانیا نے قیصر کی مخلصانہ دوستی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس صلح کا انتہائی و آخری ہونا آپ ہی کے ہاتھہ میں ہے - قیصر نے دوبارہ نہایت گرمجوشی کے ساتھہ مبارکباد دی - اس کے جواب میں شاہ رومانیہ نے پھر اس موثر حصہ کا شکریہ ادا کیا ' جو جرمنی نے رومانیا کے لیے اس قدر اہم و نازک واقعات میں لیا ہے - اس تہنیت و تحسین کے علاوہ قیصر نے ایم - میجر اسکو رئیس موتمر صلح بخارست کو عقاب سرخ کا تمغا بھی عطا کیا -

قیصر کی عزت افزائیوں سے صرف رومانیا ہی بہرہ یاب نہیں ' بلکہ یونان بھی اسکے ساتھہ شریک ہے - قیصر نے قسطنطین شاہ یونان کو جرمن فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے - شاہ مذکور نے حکم دیا ہے کہ درہ دانیال سے لیکر سالونیکا اور جنینا سے لیکر ایڈریا تک تک تمام قلعوں میں ایک سو ایک توپیں بطور سلامی سر کیجائیں

اس عہد نامے کے بعد کیا جنگ کے کتے باندھ دیے جائینگے ؟ کیا صلح کا فرشتہ انسانیت کو اپنے پروں کے سایہ میں لیلیگا ؟

ادرنہ پر ترک پوری مضبوطی کے ساتھہ قابض ہیں ' قسطنطنیہ سے زائرین کا ایک جم غفیر آیا ہوا ہے - ۳ - اگست کو جامع سلیم میں عظیم الشان جلسہ ہوا ' حاضرین کی تعداد ۳۰ - ہزار تھی سب نے بیک زبان کہا کہ " ادرنہ کے تخلیہ پر ہم مرجانے کو ترجیح دینگے "

عثمانی حکومت اس جماعت کے ہا[illegible] ہے جس نے باسفورس کے قریب روسی بیڑے کی نمایش پر کہا تھا کہ تخلیہ ادرنہ کے لیے نمایش سے سنگین تر کارروائی کی ضرورت ہے - اتحاد یورپ کے جسم میں اختلاف کے جراثیم کافی تعداد میں موجود ہیں ' اور گو تخلیہ ادرنہ سے اصولاً سب متفق تھے مگر الفاظ پر اتفاق نہ ہوسکا ' مجبوراً علحدہ علحدہ ملاقاتوں نے اتحاد یورپ کی کمزوری کا نمایاں ثبوت دیا - یہ صحیح ہے کہ لندن میں قسطنطنیہ سے آئے ہوے معلومات سے یہ سمجھا گیا ہے کہ قبضہ ادرنہ کا مقصد صرف شرف عثمانی کا اعادہ اور بعض مالی مراعات کا حاصل کرنا ہے ' ورنہ دول کے مقابلہ میں یہ قبضہ جاری نہ رکھا جائیگا ' مگر جن لوگوں کو پیشقدمی کی داستان ' جس نے تمام یورپ کو خوف آمیز تعجب میں ڈال دیا تھا یاد ہے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ نتائج جو قسطنطنیہ سے آئے ہوے معلومات سے مستنبط و مستخرج ہیں بازار اعتماد میں کیا قیمت رکھتے ہیں -

جرائد و صحائف یورپ کی عام راے ہے کہ " یہ صلح ایک دوسری جنگ کی تمہید ہے - ترکوں کے قبضہ ادرنہ نے اس مسئلہ کو اور بھی خاردار بنا دیا ہے " -

اگر جنگ ہوئی تو ایک فریق ترک ہونگے ' مگر دوسرا کون ہوگا ؟ بلغاریا اسدرجہ پامال ہوچکی ہے کہ اسکی زیست کا سہارا صرف یہ امید ہے کہ یورپ اسکو پامال نہ ہونے دیگا - سرویا کے متعلق یاد ہوگا کہ وہ بلغاریا کے خلاف ترکوں سے معاہد کرچکی ہے -

سرویا کی طرح یونان اور ترکی میں بھی بلغاریا کے خلاف معاہدہ ہوچکا ہے ' جسمیں یہ طے ہوا ہے کہ بحیرہ مارمورہ کی بندرگاہوں پر جو اس وقت بلغاریوں کے قبضہ میں ہیں گولہ باری کے لیے ترکی یونانی بیڑے کو درہ دانیال سے گزرنے دیگی ' اور اسکے معارضہ میں یونان عثمانی بیڑے کو طرابلس اور سالونیکا جانے کے لیے بحیرہ ایجین سے گزرنے دیگا -

رومانیا ان سب میں تازہ دم ہے اسکے ' علاوہ ایک بار بخارست میں ظاہر بھی کیا گیا تھا کہ دول ادرنہ سے ترکوں کے اخراج کے لیے رومانیا سے درخواست کرسکینگی ' مگر سوال یہ ہے کہ کیا بلغاریا کے لیے رومانیا میدان میں اتریگی ؟

دول ستہ (انگلستان ' فرانس ' روس ' اسٹریا ' جرمنی ' اطالیہ) کے سفرا نے علحدہ علحدہ یاد داشتیں مرتب کی تھیں مگر سب کا مفاد ایک ہی تھا اور وہ یہی تھا کہ ایڈریا نوپل سے ترکوں کو دست بردار ہوجانا چاہیے - باب عالی میں یہ یاد داشت پیش ہوچکی ہے ' اور گو اس کا لہجہ چنداں درشت نہیں تاہم مفہوم یہی ہے کہ ترکی کو اگر اس نصیحت کے ماننے سے انکار ہے تو دول ستہ کو مناسب کارروائی پر مجبور ہونا پڑیگا - وہ مناسب کارروائی کیا ہوگی ؟ یہی کہ تمام سلطنتیں ترکوں کو جنگ کا الٹیمیٹم دیں اور گو خود آمادہ جنگ نہ بھی ہوں تاہم اس دھمکی سے کم از کم ترکوں کو کچھہ نقصان تو پہونچا دیں - " دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت " انگلستان بھی اس انذار و تہدید میں شریک غالب ہے ' اور نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس لیے کہ وہ خوب جانتی ہے اور بات بھی یہی ہے کہ کچھہ ہو مگر اسکی مسلمان رعایا کے جذبات اخلاص و عقیدت و وفا داری میں کوئی فرق نہ آئیگا ' ان صبر آزما کوششوں کے مقابلے میں دوسری طرف دیکھو کہ ترک ابھی پچھلی ہزیمت سے اچھی طرح سنبھلنے بھی نہیں پائے ہیں ' انقلاب وزارت و اغتشاش داخلی نے پریشان کر رکھا ہے ' خزانہ اسقدر خالی ہے کہ مزید فتوحات کا سلسلہ تو قائم رکھنا غیر ممکن ہوچکا ہے ' موجودہ مقبوضات [illegible] سنبھالنا بھی دشوار ہے ' مگر ایک [illegible] ہے کہ یہ تمام مشکلیں [illegible] سے انگیز کررہی ہے -

شذرت

لنصبرن علي ما اذيتمونا (۱۴ : ۹) و ان عدتم عدنا (۱۷ : ۸)

و الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ' و یقطعون ما امر الله به ان یوصل ' و یفسدون فی الارض ' اولئك لهم اللعنة و لهم سوء الدار (۱۳ : ۲۰)

جو لوگ خدا کے ساتھہ پختہ عہد و پیمان کرکے پھر عہد شکنی کرتے ہیں ' جن تعلقات کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اون کو توڑتے ہیں ' ملک میں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں ' یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور جن کا برا انجام ہونے والا ہے -

و لا تحسبن الله غافلاً عما یعمل الظالمون ' انما یؤخرهم لیوم تشخص فیه الابصار ' مهطعین مقنعی روسهم ' لا یرتد الیهم طرفهم ' و افئدتهم هواء (۱۴ : ۳۱)

یہ نہ سمجھو کہ خدا ان ظالموں کے اعمال سے غافل ہے ' وہ انہیں اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے جب کہ خوف کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائینگی ' سر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہونگے ' ان کی بدحواسی کا یہ عالم ہوگا کہ نگاہ بھی پھر ان کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیگی ' اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہونگے -

و ان کادوا لیستفزونك من الارض لیخرجوك منها ' و اذاً لا یلبثون خلافك الا قلیلا (۱۷ : ۶۶)

یہ لوگ ملک سے تم کو دل برداشتہ کر چلے ہیں کہ یہاں سے تمھیں نکال باہر کریں ' ایسا ہوا تو یہ بھی تمھارے بعد چند روز سے زیادہ نہ رہنے پائینگے -

ایک زمانہ وہ تھا جب ہندوستان میں شرع اسلام کی حکومت تھی ' احتساب جاری تھا ' قانون شریعت کی پابندی فرض تھی ' [illegible] کا مذہب اسلام تھا ' اور اسلام ہی کے مطابق معاملات و مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے ' شرع اسلام کا حکم تھا کہ کوئی فیصلہ جو مسلمان قاضی کی عدالت سے صادر نہ ہوا ہو نافذ الاثر نہیں ہو سکتا - مسلمان نہ اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں اور نہ اس کو فیصلۂ قطعی مان سکتے ہیں ' مدت ہوئی استبداد کا خود فراموش تحکم مسلمانوں کے دلوں سے تو اس حکم کو فراموش کرا چکا ہے ' لیکن ہنوز " مسلمانی در کتاب " باقی ہے ' اور عام کتب فقہیہ میں یہ مسالہ مذکور ہے -

شاہ عالم پادشاہ دہلی نے بنگال و بہار و اوڑیسہ کی سلطنت جب انگریزوں کو تفویض کی تھی تو عطاے دیوانی و نظامت کے لیے جو معاہدہ تحریر ہوا تھا اس کی ایک خاص دفعہ یہ بھی تھی کہ انگریزان صوبوں میں شرع شریف کے مطابق حکومت کرینگے ' اور اس باب میں کسی قسم کا تغافل یا تجاوز روا نہ رکھینگے - میر جعفر جب مشرقی ہندوستان سے دست بردار ہوا ' محمد علی خاں نے جب ارکاٹ و کرناٹک کی ریاست نذر کی ' آصف الدولہ نے جب صوبۂ الہ آباد و روہیل کھنڈ کا پیشکش گزرانا ' سعادت علی خاں نے جب نصف سلطنت ہبہ کر دی ' مؤتمن الملک اسحاق خاں شوستری نے جب صوبہ آگرہ کے لیے معاہدہ کیا ' تو علم و روایت ہے کہ ان تمام معاہدات میں اس شرط کو خاص اہمیت دی گئی ' اور انگریزوں نے بطریق دوام و استمرار اوامر شرعیہ کے اعمال و اتباع کے ایسے دستخط کیے - لندن کے انڈیا آفس میں ہمور ان کاغذات کی اصلیں اور کلکتہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں ان کی مصدقہ نقلیں موجود ہونگی - سنہ ۱۸۵۷ ع کے بعد اگرچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت جاتی رہی - عنان سلطنت براہ راست شاہنشاہ ہند و انگلستان کے ہات آگئی ' اس تبدیل و تغیر سے نظام تو ایک حد تک بدل گیا مگر اساس تنظیم یا ما بہ النظام کا بدلنا ممکن نہ تھا - شاہنشاہی نے کمپنی کے تمام معاہدات جائز و نافذ قرار دیے اور ان کی مسئولیت اپنے سر لی - مسئولیت تو بہر حال باقی رہی ' لیکن معاہدے کو نافذ العمل بنائے رکھنے کی جو شرط تھی وہ گویا جزا کے لیے مشروط ہی نہیں ہوئی تھی

ابھی چند سالوں کی بات ہے ' لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے وزیر دکن (مہاراجہ کشن پرشاد) کی وساطت اور وزیدنٹ کی مجبورانہ حکمت سے فائدہ اٹھاکر نظام حیدرآباد (ہز ہائنس نواب میر محبوب علی خاں مرحوم) کی گورنمنٹ سے ۹۹ - سال کے لیے صوبۂ برار کا اجارہ لیا ہے - اجارہ نامہ کی نقل بہ آسانی مل سکتی ہے ' اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ برار میں (۱) امتثال احکام مذہبیہ ' (۲) سکہ دولت آصفیہ (۳) خطبۂ نظام کے شرائط ہیں یا نہیں ؟ اور اگر ہیں تو کیا اس وقت بھی دفعہ اولی کا نفاذ باقی ہے ؟

اسے بھی جانے دیجیے ' صوبۂ مدراس کی ذیل میں ایک بہت ہی مختصر اور چھوٹی سی عربی ریاست (جیہور) واقع ہے ' یہ ریاست خود مختار تھی - ایک عرب خاندان اس کا فرماں روا ہے ' رئیس کا سرکاری لقب (سلطان) ہے جو حکومت ہند میں بھی مسلم ہے ' عربی حکومتیں عموماً شرعی قانون رکھتی ہیں ' یہی دستور العمل جیہور کا بھی تھا ' کچھہ زمانہ گزرا انگریزی سلطنت کی شفقت و مرحمت کو سلطان جیہور کی بدنظمی ناگوار گزری - ریاست کی زمام انتظام اپنے ہات میں لے لی ' شاید معاہدہ یہ ہوا کہ سلطان جیہور تادیب و تجربہ کے لیے ریاست کے نظم و نسق سے ہوتے ہیں ' ان کی نیابت میں یہ فرض گورنمنٹ ہند ادا کریگی ' سبکدوش مگر اس موقت تبدیلی سے اصول حکومت میں فرق نہ آئیگا اساس انتظام وہی رہے گا جو اب تک رہتا چلا آیا ہے - خانوادۂ ریاست کو انتزاع امر کی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑے گی ' بلکہ ایام تادیب کے گزرنے پر سلطان جیہور کو یہ ریاست واپس مل جائے گی - تھالی تین مہینے ہوے جیہور میں صاحب کمشنر کا دورہ ہوا تھا ' رعایا کو امید تھی کہ تادیب کے بہت دن ہو چکے ' اس موقع پر وعدہ وفا ہوگا ' اور ریاست واپس مل جائے گی ' مگر " وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا ؟ " جیہور میں بجائے قانون اسلام کے اس وقت تعزیرات ہند کی حکومت ہے - سلطان جیہور ادھر ادھر پھر رہے ہیں ' اور عدل و انصاف کی آنکھیں دیکھہ رہی ہیں کہ " مواعید عرقوب " کا کیونکر اعادہ ہو رہا ہے -

حکومت نے پہلے پہل آئین نظامت کو توڑا ' رعایا خاموش رہی کہ انتظام کمشنری سے شاید اشک شوئی ہو جاے - قضات کے مناصب توڑے ' ملک چپ رہا کہ قاضی کی ایک خاص ضرورت ملاؤں کی جماعت پوری کر دیا کریگی - شرعی عدالتیں توڑیں ' قوم صبر کر بیٹھی کہ " شرع محمدی " سے کلم نکل جائیگا - مقدمات دینیہ میں غیر مسلم ججوں کے فیصلے ناطق ہونے لگے - مسلمان اس پر بھی بے حوصلہ نہ ہوے کہ قانون تو ہدایہ و عالمگیری ہی سے ماخوذ ہے - تعلیم قانون کا نصاب منتخبات فقہیہ پر حاوی تھا اور اخیر ہدایہ کے ابواب میں وکالت کا امتحان لیا جاتا تھا ' یہ ضابطہ بھی ٹوٹا - ہندوستان اس پر بھی اپنی ناراضی کو دبائے رہا کہ مدنیۃ فرنگ کے آداب و آئین میں شاید فحشاء و منکر سے باز رکھنے کے موثر دفعات و قواعد ہونگے - مذہب سے گورنمنٹ کی بے تعلقی کا اعلان ہوا ' پیروان مذہب نے اپنی تشویش مخفی رکھی کہ ہنوز مذہبی آزادی تو قائم ہے - مذہبی آزادی پر جب حرف آنے لگا ' لاہرپور (ضلع سیتاپور - اودھ) کی خانقاہ [illegible] کے سد باب کے لیے صاحب

ہمیں بتانا کہ برسٹل اور کانپور کی فنی روح حقیقتوں میں کتنا فصل ہے؟

نصرانی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ عورتوں میں روح نہیں، لیکن اے مقدس نصرانی! پیغمبر ناصرہ کے لیے بتانا کیا تیرا یہ اعتقاد ہے کہ مسلمانوں میں روح نہیں - ہاں روح ہے لیکن تو نے انکو بے روح کر دیا ہے، ان میں جان ہے لیکن تو نے انکو بے جان کر دیا، کیا تجکو شریعت کا یہ حکم یاد نہ رہا کہ "تو خون مت کر" -

اسباب شورش

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کہتی ہے کہ "معاملۂ انہدام مسجد کیلیے مسلمانان کانپور میں کوئی جوش نہیں صرف بیرونی مسلمانوں کو جوش ہے" واقعۂ قتل عام سے پہلے بھی یہ غلط تھا، کہ اگر یہ سچ تھا، تو مسلم سپاہی وقت انہدام مسجد کو کیوں گھیرے تھے؟ سنگینوں اور بندوقوں کی ہیبتناک نظاروں سے کن کو ڈرایا جا رہا تھا؟ اور اب تو حکومت صوبہ متحدہ کو خود نظر آرہا ہوگا کہ لوازم تدبر و سیاست سے اوسکا خزینۂ حکومت کسقدر تہی تھا -

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کی شہادت ہے کہ مسلمانان کانپور کا جوش جرائد اسلامیہ کی برافروختگی اور طعن و تشنیع و ملامت کا نتیجہ ہے، لیکن وہ کون تھا جس نے مسلمانوں پر غیرت کاذبہ اور جوش مصنوع کا الزام دیا تھا؟ خود سر جیمس مسٹن، وہ کون تھا، جس نے مسلمانوں کو طعنہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے جوش و غیرت کی حقیقت صرف چند الفاظ ہیں؟ صوبہ کا نیم سرکاری اخبار پایونیر اور پھر وہ کون تھا جس نے مسلمانوں کو کہا تھا کہ انکی غیرت و حمیت کا جولانگاہ صرف قلم کا میدان ہے؟ شہنشاہی انگلستان کی نیم سرکاری زبان ٹائمز -

سر جیمس مسٹن نے قصداً مسلمانوں کو چھیڑا، اور ان کے اس جوش دینی اور ولولۂ اسلامی کو جھوٹا کہا جو ۱۳۰۰ برس سے جھوٹا نہوا تھا - اونھوں نے ان زیر خاک انگاروں کو راکھہ کا ڈھیر سمجھا جو تیرہ سو برس سے اسی طرح روشن رہے - سر جیمس مسٹن کے یقین کے لیے دلیل چاہیے تھی - فرزندان اسلام بڑھے اور اونھوں نے مقتل عام میں جاکر جسمانی پردہ جو فرمانروائے صوبہ کے سامنے حائل تھا، الٹ دیا، اور دنیا کو نظر آگیا کہ در حقیقت اس پردہ کے پیچھے سرخ انگارے تھے جو خود دوسروں کو نہ پھونک سکے پر خود کو پھونک دیا -

سر جیمس مسٹن اب کیا چاہتے ہیں؟ کیا دعوائے سابق کے یقین کے لیے کسی اور دلیل کے طالب ہیں، اگر حقیقت میں انکی طلب صادق ہے، اور انکی کوشش کامل ہے، تو ہم بتاتے ہیں کہ ان آہنی زنجیروں میں بھی آگ ہے جو اسیران مدافعت ملی کے ہاتھوں اور گردنوں میں ہیں - انھیں خبر دار رہنا چاہیے کہ زنجیروں کی آہنی جسمانیت دوسری آہنی جسمانیت سے ٹکرا کر شعلہ نہ پیدا کرے -

صوبہ متحدہ کا طرز حکومت اسیوقت ایک خونین منظر کا اشارہ کر رہا تھا جب اوسکا فرمانروا ایک طرف اسٹریچی ہال (علی گڈھ) میں اور دوسرے طرف مقامی دربار (گورکھپور) میں ایک اسپیکر کی حیثیت سے نمودار ہوا تھا - اوسنے دھمکی دی تھی کہ "بزور اس جوش کو فرو کرونگا" آخر ۳ - اگست کو اوس وقت جب کہ وہ بریلی میں تھا، اور ایک مسلمان ریاست (رامپور) اوسکا خیر مقدم کر رہی تھی، اوسنے بزور اس جوش کو فرو کردیا -

ہمیں اسکا خوف نہیں کہ مسلمان ایک مسجد کے اعادۂ حرمت کی کوشش میں مقتول و مجروح ہوے، کہ یہ اونکی خصوصیت ملی ہے، ایک ہزار تین سو برس ہوے کہ مسجد خلیل کی بقاے حرمت کے لیے سر بکف ہیں، لیکن اسکا خوف ہے کہ گورنمنٹ متحدہ جن غیر قانونی گولیوں سے اپنی وفادار رعایا کو مجروح کر رہی تھی اوس سے وہ خود تو مجروح نہیں ہو گئی؟

روز حزن و ملال ملی

شہداے کانپور کی یاد ہمارے دل میں ہر وقت تازہ رہیگی، ہم اونکی برسی منائینگے، ہم اونکا مرثیہ پڑھینگے، ہم اونکی مظلومی و بیکسی کو ہر وقت یاد رکھینگے، ہم اونکے جوش حمایت دینی و وقائع ملی کو رو لینگے، ہم آیندہ سے ۳ - اگست کی صبح کو ۱۰ محرم کی دوپہر سمجھینگے، کہ یہہ ہماری مظلومیت کی پہلی قسط تھی، اللہم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان، اللہم اجعلہم لنا ذخراً و اجعلہم لنا فرطا واجعلہم لنا شافعین و مشفعین -

۴ - اگست کی صبح کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبۂ متحدہ اسپیشل ٹرین سے کانپور پہونچکر پہلے قتل گاہ تشریف لائے جہاں اونھوں نے دیکھا ہوگا کہ صرف ایک انسانی ضد اور غلط کاری نے جو گورنمنٹ کے منشاے قانونی کے بالکل غیر مطابق تھی، اوس دیوار کے نیچے جہاں چند روز پہلے تیشوں نے ایک معبد اسلام کی بے حرمتی کی تھی، پرستاران دین حنیف دیوار کی ایک ایک اینٹ کو اپنے خون کا سرخ کفن پہنا رہے تھے کہ اوسکی ہر اینٹ دین توحید کی ایک ایک سرد لاش تھی - انھوں نے اپنے گرم خون کے چھینٹے دیے کہ ان بیجان لاشوں میں حرکت پیدا ہو، حرکت پیدا ہوئی اور اوس نے تمام ہندوستان کو لرزا دیا -

ہندوستان لرزتا ہے، کون ہے جو اسکو تھامے؟ ہندوستان مضطرب ہے، کون ہے جو اسکو تسکین دے؟ ہندوستان وقف فریاد ہے، کون ہے جو اوسکی فریاد رسی کو آمادہ ہو؟

مقتولین کانپور! تم پر نماز نہیں پڑھی گئی کہ تم مغفور تھے، ہم گنہگار تمہاری مغفرت کی کیا دعا مانگتے؟ لیکن سنا ہے کہ تمکو کفن نہ ملا، گولیوں اور بندوقوں کے قطع و برید کے بعد تمہارے جسم اسپتال کی قینچیوں اور چھریوں کے کام آئینگے، غزوۂ بنی لحیان میں شہداے اسلام کی لاشیں فرشتوں نے اوٹھالی تھیں، ہم آج بھی یقین رکھتے ہیں کہ اخفاے راز کیلیے اگر پولیس نے تمہاری لاشیں دریا میں نہیں پھینکیں، اور زمین میں نہیں دفن کیں تو یقیناً تمہاری لاشوں کو فرشتوں نے اوٹھا لیا، کہ رضوان الہی اونکا منتظر تھا -

مجروحین کانپور! تم نے گولیاں کھائی ہیں! نیزوں سے تمہارے سینوں میں سوراخ کیا گیا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں سنگینیں بھونکی گئی ہیں؟ تمہارے ایک ایک عضو کو زخموں سے چور کیا گیا ہے؟ تمہیں یاد ہوگا کہ فرات کے کنارے بھی اسلام کا ایک قافلہ اسی طرح لٹا تھا، جسکے بعد بنو امیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا، و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً -

معصوم بچو! اور ریاض اسلام کے نودمیدہ غنچو! تمہیں کس نے مرجھا دیا؟ سر جیمس مسٹن کے الفاظ طعن نے تمہارے بے گناہ و نا آشناے جرم دلوں کو مضطرب کردیا، تم بڑھے کہ اپنے دہن زخم سے اس الزام کی تکذیب کرو، اے طائران قدس! آ جاؤ کہ عرش کی سبز قندیلیں تمہاری منتظر ہیں -

اخبارات کے سیاہ حرفوں میں ہمارے لیے تنبیہ و عبرت نہ تھی، قدرت نے خون کی سرخ تحریروں میں ہمیں نامۂ عبرت

الهلال

۱۰ رمضان ۱۳۳۱ هجری

۰ وشم ۱۰ اکبــر

ادرنه کا دردناک نظارہ کانپور میں

اے معمد گر قیامت سربروں آری زخـاک
سربرآور رین قیامت درمیـان خلق بیـن
خون خلقے بے گنـا ہے بر حـریم مسجدت
زاستان بگذشت ومارا خون دل از آستیـن
پیروان دین حـق را خوں به خاک اغشته شد
از پے خاکے که هر مسلـم برو سـاید جبیـن

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون' فرحین بما آتا هم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم' لا خوف علیهم ولا هم یحزنون - (آل عمران)

زمین پیاسی ہے' اوسکو خون چاهیے' لیکن کسکا ؟ مسلمانوں کا' طرابلس کي زمین کسکے خون سے سیراب ہے ؟ مسلمانوں کے' مغرب اقصی کسکے خون سے رنگین ہے ؟ مسلمانوں کے' خاک ایران پر کسکي لاشیں تڑپتي هیں ؟ مسلمانوں کي' سرزمین بلقان میں کسکا خون بہتا ہے ؟ مسلمانوں کا' هندوستان کي زمین بھی پیاسی ہے' خون چاهتي ہے' کسکا ؟ مسلمانوں کا' آخر کار سرزمین کانپور پر خون برسا' اور هندوستان کي خاک سیراب هوئي -

هندوستان کي دیوي جوش و خروش میں ہے' اپني قربانگاه کیلیے نذر مانگتي ہے' کون ہے همت کا جوان جو اوسکي خواهش پوري کرے ؟ صوبۂ متحدہ کا بادشاہ (سر جیمس مسٹن) - بالاخر بادشاہ آگے بڑھا اور اوسنے اپني وفادار رعایا (مسلمان) کا خون پیش کیا' جو اپني جان کے بعد اوسکو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھي !

مسلم هستي تو اب کہاں بسیگی ؟ که تیرے لیے هندوستان بھي امن کا گھر نہیں رها' وہ جسکو تو سب سے بڑي اسلامي حکومت کہتي تھي' وہ بھي تیرا خون مانگتي ہے' لیکن دشمني سے نہیں' محبت سے' وہ تیري محبت و وفاداري کا امتحان لیتي ہے -

سر دوستان سلامت که تو خنجر آزمائی'

هماليه ! تو دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہے' تو تند و تیز هوا کو روکدیتا ہے' تو پر غیظ و غضب بادل کو ٹھکرا کر پیچھے هٹا دیتا ہے' کیا تو همارے شدائد و مصائب کا طوفان نہیں روک سکتا' کیا تو همارے حزن و غم کے بادل کو ٹھکرا کر پیچھے نہیں هٹا سکتا ؟

برٹش حکومت کہتي ہے که رعایا کے مذهب کا احترام هوگا' لیکن کیا وہ احترام اوس سے بھي کم هوگا جتنا ایک سڑک کے سیدھے هونے کا' برٹش حکومت کہتي ہے که رعایا کے خون کا احترام هوگا' لیکن کیا اوس سے بھي کم' جتنا ایک راستے کي زینت و آرایش کا ؟

۳ - اگست کي صبح' انقلاب حکومت برطانیه کي تاریخ ہے' بہادر سپاهي جسوقت ایک ضعیف و ناتوان و غیر مسلح مجمع پر گولي برسا رہے تھے' اونھیں کیا خبر تھي که یه گولیاں ان ناتوان انسانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کر برطاني عدل و انصاف کو زخمي کر رهي هیں ؟ اونھیں کیا معلوم تھا که اس گولي کا نشانه اوس ستون کو کمزور کر رها ہے جس پر حکومت برطانیه کي عمارت قائم ہے ؟ وہ مسرور هیں که هم وفاداري کی خدمت اداکرتے هیں' نادانو ! تم تو اوس سے عداوت کر رہے هو جسکی محبت کا اظہار چاهتے هو -

غیـر آئیـني خـونـریـزي

وہ کیا عجیب منظر تھا جب کربلاے کانپور میں' کئي هزار بے دست و پا برطاني رعایا برهنه سر' برهنه پا با چشم نم و با دل پرغم ایک سیاہ علم کے نیچے جو اسلام کي مظلومي و بیکسی کا نشان تھا' کئي سو معصوم بچوں کے ساتھ' چند اینٹوں اور پتھروں کا ڈھیر لگا رهي تھي' اور اوس کي زبان پر وہ دعا جاري تھي جو وقت تعمیر کعبه ابراهیم و اسماعیل کي زبان پر جاري تھي -

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (بقرہ)	پروردگار اپنے گھر کے لیے هماري ان چند اینٹوں کو قبول کر' تو سن رها ہے اور جان رها ہے'

یه پر اثر مقدس نظارہ ختم نہیں هوا تھا که مسٹر ٹائلر (مجسٹریٹ کانپور) کي سپه سالاري میں ایک مختصر سوار اور پیدل فوج تمام اسلحه سے مسلح نمودار هوتي ہے' اور دس منٹ تک اپني بندوقوں سے آڑا آڑا کر گولیوں کي ایک چادر هوا میں پھیلا دیتي ہے - پردہ جب چاک هوتا ہے' میدان میں خاک و خون میں تڑپتي هوئي لاشیں نظر آتي هیں' جن میں بعض معصوم جانیں بھي هیں' جو افسوس دم توڑ چکیں -

گورنمنت پریس کا فرشتۂ غیب هم کو اطلاع دیتا ہے که میدان میں ۱۴ - لاشیں تھیں' پھر بتاتا ہے ۱۸ - تھیں' عقیدت مند دل اس کو تسلیم کرتا ہے' لیکن عقل حجت طلب کو کیونکر سمجھائیں که ایک تنگ میدان میں ۱۰' ۱۵ هزار آدمیوں کا مجمع ہے' پولیس بے محابا ۱۰ - منٹ تک بے پروائي سے اون پر گولیاں برساتي ہے' هر گولي ایک دور کے فاصله تک پھیلتي ہے' اور صرف ۱۸ - لاشیں اون کے صدمه سے گرپڑتي هیں - مسلمان اپني روئیں تني کا دعوی کرتے هیں' اون کو مسرور هونا چاهیے که گورنمنت پریس بھي اون کے اس اعجاز کو تسلیم کرتا ہے -

حکومت قانون کے ماتحت ہے' لیکن افسوس هم زبان کے ماتحت هیں' هم پر گورنمنت کا قانون حکومت نہیں کرتا' هم پر حکام کي زبان حکومت کرتي ہے - ایک ضعیف و کمزور مجمع جس کے هاتھه میں کوئي آلۂ ضرر نہیں' جو کسي انسان کا محترم خون نہیں گراتا' جو کسي کي جائداد و عزت پر حمله نہیں کرتا' صرف ایک جنبش لب سے آغشته بخاک و خون هو جاتا ہے -

بے شبه وہ قانون کي مخالفت کرتا تھا' لیکن اوس کی تادیب کیلیے عدالت کے کمرے' اور قید خانوں کي کوٹھریاں تھیں' سنگین کي نوکیں' اور بندوقوں کي گولیاں نه تھیں - برٹش مورخ همکو بتلاسکتا ہے که برسٹل اور منچسٹر کے کتنے هنگاموں میں ان آتشبار هتھیاروں سے کام لیا گیا ہے ؟ هم جانتے هیں که وہ همکو حواله دیگا که برسٹل اور کانپور میں کتني مسافت ہے ؟ لیکن اے معصوم مورخ ! براے خدا

ہونگے ' کسیکي آنکھہ میں نیزہ کي اني چبھہ گئی ہے ' کسي کا سینہ زخموں سے چور ہے ' کوئی خون تھوک رہا ہے ' کسی کا سر پھٹ گیا ہے ' کسی کا دھڑ سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے ایک تسمہ ہے کسي کے ھاتھہ میں برچھوں کی نوکیں گھس گئی ہیں ' کوئی تڑپتا ہوگا ' کوئی تڑپ بھی نہ سکتا ہوگا ' کوئی کراھتا ہوگا ' کوئی کراہ بھي نہ سکتا ہوگا ' کیا اس عبرتناک منظر کو دیکھکر ' ھز آنر کے سینہ سے ایک آہ نہیں نکلي ؟

قید خانہ آئے ' وھاں فرزندان اسلام کا ایک مجمع ہوگا جن میں اکثر وہ تھے جو میدان میں موجود نہ تھے اور گھروں سے بلا کر اونکو قید کیا گیا ' ان نا کردہ گناھوں کے ھاتھوں میں زنجیریں ہونگي ' جو ایک مجرم کي نشاني ہے ' اونکي صورت سے بے بسي چہروں سے حزن و ملال اور آنکھوں سے مظلومیت ظاھر ہوگی ' اور اونکے دل جو دو برس کے حوادث اسلامیہ سے نازک ہوگئے ہیں دھڑک رہے ہونگے ' ان سے مل کر ھز آنر کي زبان سے ایک کلمہ افسوس نہیں نکلا ؟

ھز آنر جب کانپور کي گلیوں میں پھر رہے تھے (حسب بیان خود) انھوں نے بیوں کي درد ناک گریہ و زاري ' یتیموں کی پر حزن و ملال فریاد و بکا ' اور مجروحین کے کراھنے اور دم توڑنے کی آوازیں سنیں ' لیکن کیا ھز آنر کا قلب رقیق اس سے متاثر ہوا ؟

تقریر آگرہ

ھز آنر جب آگرہ تشریف لے گئے ' اور وھاں تقریر فرمائي تو ' نتائج کو عدالت کے سپرد کیا ' اور فرمایا کہ " حکام نے اوسوقت تک حملہ کا حکم نہیں دیا ' جب تک حفظ امن کے لیے وہ مجبور نہوگئے " ازراہ الطاف خسروانہ ھز آنر مسٹن ظاھر فرما سکتے ہیں ' کہ مسلمان کن ھتیاروں سے مسلح تھے ؟ اونھوں نے پولیس کو چھیڑا ' یا پولیس نے اونکو چھیڑا ؟ اونھوں نے کس کي جان لینے کا ارادہ کیا تھا ؟ اونھوں نے کس کا گھر لوٹنا چاھا تھا ؟ کس نے اونکو اشتعال دیا ؟ تا کہ بیجا شور و غل کي اونکو سزا ملے جنھوں نے اپني رزولیوشنوں ' میموریلوں ' یاد داشتوں اور برقي پیغاموں سے حکام کو سخت تکلیف پہونچائی تھی ' اور جنمیں بقول ھز آنر و پائونیر جوش صحیح و غیرت صادقہ موجود نہ تھي ' -

کیا ھز آنر ھم سے جوش صحیح کے اسي مفہوم کے طالب تھے ' جسکو اونھوں نے ۴ - اگست کو کانپور کي مچھلی بازار میں دیکھا ؟ کیا پائونیر ' غیرت صادقہ کي اسي حقیقت کا متقاضی تھا ' جو ۳ - اگست کو ایک مسجد کے سامنے منکشف ہوئي ؟ اگر یہ سچ ہے تو ھمارے جوش صحیح اور غیرت صادقہ کا امتحان ہونا تھا وہ ہوچکا - ھز آنر کو نہ اب ھماري جہالت پر افسوس کرنا چاھیے اور نہ پائونیر کو ھماري سرکشي سے خفا ہونا چاھیے -

ھز آنر آگرہ کي تقریر میں فرماتے ہیں " انتشار مجمع اور تکمیل امن کے بعد حکام نے مقتولین و مجروحین کے ساتھہ نہایت ھمدردي کي ' اور انتقام کا مطلق خیال انکے دل میں نہ تھا " ھاں ھم نے اوس ھمدردي کو دیکھا جو تیشوں سے ھماري مسجد کے ساتھہ اور گولیوں سنگینوں اور نیزوں سے ھماري سینوں کے ساتھہ کي گئي ' سر جیمس مسٹن کس ھمدردي کیطرف اشارہ کر رہے ہیں ؟ کیا اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قیدیوں کو ایک چھٹانک کھانا ملتا ہے ؟

ھز آنر فرماتے ہیں " حکام کے دل میں اب انتقام کا مطلق خیال نہ تھا " کیا انتقام کے بعد بھي انتقام لیا جا سکتا ہے ؟ مجمع کے منتشر مجروحین کے نیم مردہ اور مقتولین کے دم توڑنے کے بعد انتقام کے لائق کون تھا ؟

مگر کہ زندہ کني خلق را و باز کشي

ھز آنر آگرہ کي تقریر میں ایک جگہہ فرماتے ہیں ' کہ " حکام نے اوسوقت تک حملہ نہیں کیا جب تک حفظ امن کی بنا پر وہ اس کے لیے مجبور نہوگئے " ھز آنر کے اس چھوٹے سے فقرہ کی جوامع الکلمی دیکھو کہ اس میں عدالت کانپور اور ھائیکورٹ الہ آباد کی وہ دراز و طویل داستان جو کئی جلدوں میں اور کئی مہینوں میں تمام ہوتی ' کلام کے ایک فقرہ میں اور وقت کے ایک لمحہ میں ختم ہوگئی ' جس میں اونھوں نے بطور " ایمان غیب " جو ھر نیک و ایماندار کا درجۂ اقصی ہے ' جس سے میں ھز آنر کو مستثنی نہیں کر سکتا ' صدق دل سے اسکو تسلیم کرلیا ہے کہ نقض امن کے ذمہ وار مسلمان تھے ' اور یہی الزام کے مستوجب ہیں لیکن کیوں حضور ! جناب کا یہ فقرہ صحیح ہے یا یہ کہ " ھم ابھی کسی کو الزام نہیں دے سکتے کیونکہ یہ عدالتوں کے طے کرنے کی چیز ہے ؟ "

اب کیا کرنا چاھیے ؟

ہوا جو ہونا تھا ' اب اس سوال کا موقع ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا چاھیے ' اور ھم کو کیا کرنا چاھیے ؟

گورنمنٹ کو کیا کرنا چاھیے ؟

بیانات سابقہ ' واقعات مذکورہ ' اور انتقادات متصدرہ نے اس حقیقت کو بالکل منکشف کردیا ہے ' کہ اس حادثہ عظیمہ کے ذمہ دار ھز آنر سر جیمس مسٹن ' مسٹر ٹائلر سیٹي مجسٹریٹ اور مسٹر سیم چیرمین مینوسپلٹي کے نا عاقبت اندیش ' نا انجام بیں ' غیر آئیني اور خلاف منشاے اعلان حکومت (حریت مذاھب) ' پالیسی ' اور پولیس کی بے ضابطہ مداخلت اور غیر قانوني اشتعال انگیزي ہے ' پس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ حکام سے نہایت سخت قانوني مواخذہ اور پولیس پر اشتعال طبع کا جرم قائم کرے ' سزا دلائے ' اور پس ماندگان شہداے کانپور کے لیے کچھہ ماھوار مقرر کردے -

یہ ایک ایسي جائز خواھش ہے جس کے انکار کي ھم کوئي وجہ نہیں پاتے ' اس سلسلہ میں گورنمنٹ کو ان مغرور و ناعاقبت اندیش مشیروں سے بچنا چاھیے جو ھر موقع پر گورنمنٹ کو سخت و درشت پالیسي کا مشورہ دیتے ہیں - یہ سچ ہے کہ توپ کے گولے ' پھانسي کي ڈوري ' اور قید خانہ کی زنجیر ' ان میں سے ھر شے ھر جسم کو مطیع و فرمانبر بنا سکتي ہے ' لیکن قلوب کي اطاعت و فرمانبري کے لیے صرف ایک نگاہ لطف اور ایک جنبش دست کرم کافي ہے - پس سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ ھمارے اجسام پر حکومت کرنا چاھتي ہے جسکے تابع قلوب نہیں ہیں ' یا قلوب پر حکومت کرنا چاھتي جسکے ساتھہ اجسام کی حکومت بھی ہے -

ھمکو کیا کرنا چاھیے ؟

کانپور کا واقعہ اب فقط کانپور ھی کا واقعہ نہیں رہا ' تمام ھندوستان کا واقعہ ہوگیا ' پس تمام مسلمانان ھندوستان کو چاھیے کہ :

اپني اپني جگہ پر ' پر زور جلسے کر کے گورنمنٹ کو مظالم حکومت متحدہ کیطرف متوجہ کریں ' کلکتہ ' بمبي ' لکھنو ' لاھور و پٹنہ ' وغیرہ تمام بڑے شہروں سے ایک ایک قانوني مشیر مقدمۂ کانپور کے لیے پہونچنا چاھیے - چنانچہ ھمیں معلوم ہوا ہے کہ مسلمانان کلکتہ کیطرف سے عنقریب ایک بیرسٹر کانپور بھیجا جائیگا - اور کل پرسوں کے تاروں سے جو بمبئي وغیرہ سے آئے ہیں یہ معلوم کر کے خوشي ہوئي کہ کئی بیرسٹر کانپور روانہ ہونے والے ہیں -

مجروحین اور پس ماندگان شہداے کانپور کی اعانت کے لیے ' معتبر اشخاص کي معرفت کانپور چندہ بھیجنا چاھیے ' اس کے لیے ضروري ہے کہ خاص کانپور یا اوسکے متصل کسي شہر مثلا لکھنو میں اسکي صدر مجلس قائم کي جاے ' جس میں صرف مخلص اور ھمدرد مسلمان شریک ہوں ' جو نہایت اخلاص و دیانت کے ساتھہ جمع و تقسیم زر اعانت کي خدمت انجام دیں ' الہلال نے یہ فنڈ کھول دیا ہے اور بالفعل ایک سو روپے کا نذرانہ پیش ہے ' و اللہ المستعان و علیہ التکلان -

و دستور تنبیه بهیجا - هندستان کے مسلمانوں نے اوسکو پڑھا ' اور اوس سے تنبه و عبرت حاصل کی -

کانپور کا واقعه کانپور کا واقعه نہیں رها بلکه وہ دنیاے اسلام کا واقعه هے - مسلمانان عالم نے هر هرگوشه سے همارے پاس اپنے مصائب و آلام کی آغشته خون اطلاعات کا هدیه بهیجا تها ' هم شرمنده تھے که همارے پاس اونکے تحفه کے لیے جو سامان تها ' اوسمیں خون کے قطرے نه تھے ' اب هم شرمنده نہیں ' اے مسلمانان عالم ! همارے بہے هوے خون ' کٹی هوئی رگوں اور تڑپتی هوئی لاشوں کا هدیه قبول کرو -

سرکاری بیانات

ایک منظر کی ایک هی تصویر هوسکتی هے ' لیکن حادثه هائله کانپور کی سرکاری بیانات نے جو مختلف تصویریں کهینچی هیں ارنکا نتیجه عدیم رهی هے جو قانون شهادت کے رو سے ایسے مختلف و متضاد بیانات کا هو سکتا هے ' هم نہیں سمجهه سکتے که مسٹر ٹائلر (مجسٹریت کانپور) بحیثیت فریق دوم و مدعی علیه اسوقت جو شهادت دے رهے هیں بحیثیت مجسٹریت اونهوں نے کبهی ایسی شهادت اپنی مجلس حکومت میں قبول کی هوگی ؟

سر جیمس مسٹن کے ورود کانپور کے قبل و بعد جو اطلاعیں شائع هوئی هیں ' اون میں بیک نظر ایک عجیب عمومی اختلاف نظر آتا هے -

(۱) هز آنر کے ورود کانپور سے قبل جو اطلاع شائع هوئی هے ' اوسمیں پولیس کی قوت و استیلا ' مسٹر ٹائلر کی عجیب و غریب بهادری ' قوت اقدام ' مسلح سپاهیوں کی محیر العقول قادر اندازی مجمع کی پریشانی ' بے سرو سامانی ' اضطراب فرار کو بتفصیل دکهایا گیا هے - هز آنر کے ورود کانپور کے بعد ایک تیز مشق اور چابک دست مصور نے اس منظر کا جو مرقع طیار کیا ' اوسمیں هم پولیس کو ساکن و غیر متحرک ' مسٹر ٹائلر کو ایک سپه سالار کے بجاے ایک ناصح مشفق کی حیثیت سے مجمع کے سامنے پاتے هیں - مجمع شدت جوش و غضب سے ڈهیلوں اور اینٹوں سے مسلح آگے بڑها ' اور اوسنے نهایت بیدردی سے پولیس پر حمله کیا ' اور اسقدر قریب پهونچ گیا ' که پولیس بمشکل حمله آور هوسکی - ۱۰ - منٹ کے بعد غنیم کی فوج میگزین چهوڑکر جسمیں ڈهیلوں اور اینٹوں کی مقدار کثیر پائی گئی ' میدان سے بهاگ کهڑی هوئی ' اور اسطرح بمشکل ' میدان فتح هوسکا -

(۲) غنیم نے مقتولین و مجروحین کی جو تعداد میدان جنگ میں چهوڑی ' بیان اول میں اوسکی مقدار ۱۲ - مقتول اور ۲۸ - مجروح بیان کی هے - لیکن بعد کے بیانات سے یه مقدار بہت بڑهجاتی هے ' اور خصوصاً جب هم وہ مقدار بهی شامل کرلیں جنهوں نے اسپتال میں دم توڑا ' اور اکثر مجروحین کے متعلق طبی مشیروں کی مایوسی جب سنتے هیں تو هم نہیں سمجهه سکتے که اس مقدار کو کہاں تک بڑهائیں -

(۳) بیان اول میں سبب انعقاد مجلس کو نامعلوم بتایا گیا هے ' اور بقرائن یه ظاهر کیا گیا هے که فتح ادرنه اور مسجد کانپور کے متعلق کچهه تقریریں هوئیں ' لیکن دوسرے بیان میں نهایت وضاحت و تفصیل سے مقررین و خطباے مجلس کی پرجوش و پر غضب تقریروں کا حواله دیا گیا هے ' جن کے سحر سے تمام مجمع مسحور هوگیا تها -

(۴) بیان اول سے ظاهر هوتا هے ' که حکام شهر کو اس اجتماع کثیر اور ابتداے شورش کی اطلاع نه تهی ' اور بے خبری میں ان واقعات کی ابتدا هوئی ' لیکن دوسرے بیان میں هم ایک فقره پڑهتے هیں که " مسلح پولیس جو پہلے سے طیار تهی " کیا اس سے یه واضح نہیں هوتا که کارفرمایان شهر اس جلسه کی اهمیت سے پہلے سے واقف تھے ' اور نہیں هم سمجهه سکتے که کن مصالح دمویه و مناظر خونین کی توقع میں حسب موقع مداخلت کے وہ منتظر تھے -

(۵) بیان اول میں غنیم کے هاتهوں میں صرف دو قدیم اور وحشیانه طرز کے هتیاروں کا ذکر هے یعنی اینٹ اور پتهر ' بیان ما بعد میں هم ایک اور خطرناک سلاح (لاٹهی) کا بهی باغیوں کے هاتهه میں هونا پڑهتے هیں -

(۶) پهلی رپورٹ میں مسٹر ٹائلر کی نسبت اتنا مذکور هے که " وہ مسلح پولیس کی سوار و پیاده فوج کی جمعیت میں موقع پر پهونچے اس فوج کو پیچھے چهوڑکر پہلے وہ تنها مسجد کے قریب آئے انپر بهی حمله هوا اور وہ ٹهر گئے " اس بیان سے ظاهر هوتا هے که مسٹر ٹائلر بهی حمله سے محفوظ نه رهے ' لیکن بیان ثانی میں اس کے متعلق ایک حرف مذکور نہیں " مسٹر ٹائلر مجسٹریت شهر موقع پر پهونچے ' مجمع نے انکی ایک نه سنی اور پولیس پر حمله کر دیا " ایک ضلع کے حاکم و والی پر حمله هونا ' اس تاریخ کا سب سے بڑا واقعه هوسکتا هے ' لیکن هم کو اس " ترک واقعه " کے حقیقی اسباب معلوم نہیں جن کی بنا پر اس واقعه هائله کے ذکر سے اطلاعات سرکاری کی تاریخ کا دوسرا ایڈیشن خالی رها -

(۷) پهلی اطلاع میں اون عجیب و غریب و غیر آئینی اسباب کا استعجال و سرعت واقعه نگاری میں ذکر ضروری نه تها جن کی بنا پر ' پولیس کو حمله کی ضرورت محسوس هوئی ' لیکن دوسری اطلاع میں ' نهایت بلیغ طرز ادا میں مذکور هے که " مسٹر ٹائلر نے نهایت صبر سے کام لیا ' اور اوس وقت تک فائر کا حکم نہین دیا ' جب تک پولیس اور پهره داروں کی حفاظت جان کے لیے فائر کرنا ضروری نهوگیا " اور انهیں الفاظ مصنوعه کی تکرار هز آنر آگره میں فرماتے هیں -

هز آنر کا قدوم کانپور

امید تهی که جب هز آنر سر جمس مسٹن کانپور کے مناظر خونیں کا ملاحظه فرمالینگے تو ارنکا دل رحم و لطف سے بهر جائیگا ' اور حکام کی نا عاقبت اندیشی ' استحلال سفک ' انتهاک حرمت قانون ' اور سعی نقض امن سے ارنکو کامل واقفیت کا موقع ملیگا -

ارنهوں نے مسجد منہدم کو ملاحظه کیا ' در و دیوار شکسته سے اسلام کی بیکسی و بے نوائی کی مجسم تصویر نظر آئی هوگی ' وہ میدان قتل میں تشریف لائے ' مظلوم اور نا کرده گناه لاشوں کا وهاں ڈهیر هوگا - بوڑهے اور ضعیف العمر ' انسانوں کو جو حمله کے لائق نه تھے ' ایک طرف مسجد کے نیچے پڑے دیکها هوگا جو خون میں تڑپ تڑپ کر رهگئے هونگے ' دوسری طرف ننهے ننهے معصوم سینے سنگینوں اور برچهیوں سے سوراخ سوراخ نظر آئے هونگے ' غریب و فاقه کش نیچے درجه کے مسلمان جنکو میں اب نیچے درجه کا نہیں که سکتا ' اوس سینه پر گولی کهاکر گرے هونگے ' جسپر غربت و افلاس نے پیرهن کا ایک تار باقی نه رکها تها ' هاں اب خون کی سرخ چادر پرده پوش بیکسی هوگی ' ارنهوں نے نوجوان و نو عمر مسلمانوں کی ایک جماعت خون میں شرابور دیکهی هوگی جو اپنے کنبه کی تنها امید اور اپنے والدین کی تنها قوت تھے ' کیا هز آنر کی آنکهوں میں آنسو نہیں ڈبڈبائے ؟

یہاں سے هز آنر نے شفا خانے کا رخ کیا ' شفا خانه کا صحن خون کی چهینٹوں سے رنگین دیکها هوگا ' ایک ایک پلنگ پر دو زخمی نظر

(۲) ذلکم یجب التأنی و التأمل فی مسألة نهضة العرب التی یرافقون علی رجوبها فی نفسه ، و علتکم هذا الوجوب بالخوف من دول اوربة -

نعم یجب التأنی فی ذلک کما یجب فی سائر الامور ولاسیما المهم منها وطلاب النهوض من العرب لم یشذوا عن هذه القاعدة :

(الف) فقد الفوا بمصر حزب اللامرکزیة ، وجعلوه حزبا عثمانیا عاما وطلبوا التصدیق علی برنامجه من حکومة الاستانه ولم یلحوا علیها فی ذلک ولا فی غیره -

(ب) والفوا المؤتمر فی باریس لیعرفوا عالم المدنیة بمقاصدهم وان اساسها الاستمساک بالعثمانیة ، و مقاومة کل احتلال او تداخل اجنبی -

(ج) واحتجوا علی اقفال الحکومة لنادی الاصلاح فی بیروت بقفل المدینة کلها ثلاثة ایام لتعلم انه الرای العام -

(د) و ابی ضباطهم فی الاستانه وشطلجه ان یدخلوا فی الحرب السیاسیة مع حزب الحکومة ورعایة لیضطروا عاقبة الامر والمصالح للامة والدولة - وقد قدرت الحکومة الحاضرة مسالکهم هذه قدرها علی علمها بقوتهم واستطاعتهم ان یحدثوا فی المملکة ماشاؤا من المشاکل فطلبت الاتفاق معهم والبدء باعطائهم کل مایمکن البدء به من مطالبهم المبنیة علی اساس اللامرکزیة الاداریة ، وسیعلن حزبنا ذالک فی جرائد هذا الیوم و ربما نرسل الیکم صورة منه -

و نزیدکم امورا منها ان صدیقنا السید عبد الحمید الزهراوی الذی جعلناه رئیسا المؤتمر العربی فی باریس قد اختارته الحکومة الحاضرة للمشیخة الاسلامیة و ربما یذکر ذالک فی البرقیات العمومیة الیوم -

فهل یقنع هذا البرهان الفعلی غلاة المنکرین علینا فی الهند الذین یدفعهم احساس الغیرة بدون معرفة الحقائق الی انکار کل ما یخالف رای حکومة الاستانة وعمالها و یستعجلون بسوء الظن حتی فی اشهر المخلصین الذین لهم تاریخ معروف یشهد لهم بالدین والاخلاص ؟

(۳) بقی لی کلمة فی تعلیلکم وجوب تأنی العرب بالخوف من أوربة وهی اننا اذا قلنا یجب استعجال العرب خوفا من اوربة لکون اقرب الی الصواب -

من الامور القطعیة التی لم تعد تخفی علی احد ان الدولة العثمانیة غیر قادرة علی حمایة البلاد العربیة ولا غیرها من اوربة ، وانه

بیداری و حرارت و ترقی کے جو لوگ خواهشمند هیں وہ بھی اس قاعدہ کلیہ سے الگ نہیں هیں :

(الف) اُنھوں نے مصر میں حزب اللا مرکزیہ (مجلس استقلال ولایات جس کا مدعا یہ ہے کہ هر ایک ولایت اپنے انتظام و ادارہ معاملات میں خود مختار هو ، اور اولی مرکز سلطنت سے وابستہ نہ رہے) قائم کی ، اس کو تمام عثمانیوں کی مجلس عمومی (جنرل کمیٹی) قرار دیا ، قسطنطنیہ کی گورنمنٹ (باب عالی) سے درخواست کی کہ مجلس کے قواعد و ضوابط کو مصدق مانے ، مگر نہ اس تصدیق کے لیے مصر هوئے اور نہ کسی دوسرے مطالبے کے منوانے پر اصرار کیا -

(ب) پیرس (دار الحکومۂ فرانس) میں ایک کانگرس قائم کی کہ تہذیب و تمدن کی دنیا اُن کے مقاصد سے آگاہ هوجائے ، اور زمانہ جان لے کہ مطالبۂ اصلاح کی بنیاد -

(۱) دولت عثمانیہ کے ساتھہ کمال وابستگی -

(۲) اور هر ایک غیر سلطنت کے قبضے یا مداخلت کا مقابلہ کرنا ہے -

(ج) گورنمنٹ نے بیروت کا اصلاحی کلب بند کردیا ، طالبان اصلاح نے اس پر اعتراض کیا ، اور اس اعتراض کو عام راے کا آئینہ دکھلانے کے لیے تین روز تک شہر بھر میں کاروبار بند رکھا -

(د) عرب افسران فوج نے قسطنطنیہ و شتالجہ کے لشکرگاهوں میں انکار کردیا کہ جب تک انجام کار معلوم نہ هوجائے اور مسئلے میں دور رفتار نہ هوئے کہ قوم اور گورنمنٹ کے شایان شان کیا امور هیں ، اس وقت تک وہ سیاسی جماعتوں میں ، خواہ وہ حکومت کے موافق هوں یا مخالف ، شریک نہ هونگے - موجودہ گورنمنٹ نے اُن کی اس روش کی قدر کی ، اُسے معلوم تھا کہ ان لوگوں کو اس قدر طاقت و استطاعت حاصل ہے کہ سلطنت میں جیسی مشکلیں چاهینگے پیدا کردینگے - گورنمنٹ نے خود هی اُن کے ساتھہ موافقت کی خواهش کی ، اور اُن کے مطالبات جو لا مرکزی استقلال کی بنیاد پر مبنی تھے ، ابتدائی صورتوں میں جہاں تک هوسکتا ہے پورے کرنے شروع کردیے - اس خبر کو هماری مجلس آج کے اخبارات میں شائع کردیگی ، اور غالباً اُس کی ایک کاپی آپ کے پاس بھی ارسال هوگی -

اس سے بھی مہتم بالشان امر کی هم آپ کو اطلاع دیتے هیں کہ همارے دوست سید عبد الحمید زهراوی جنھیں هم نے پیرس کی عربی کانگرس کا صدر نشیں بنایا تھا ، موجودہ حکومت نے اُن کو منصب شیخ الاسلامی کے لیے انتخاب کیا ہے - یہ خبر بھی آج کی عام تار برقیوں میں شائع هوجائیگی -

هندوستان کے جن لوگوں کو اس معاملہ میں غلو ہے ، جو همارے طرز عمل کو برا کہتے هیں ، جن کے جوش احساس کا اقتضا یہ هوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ واقعات سے آگاہ هوں ان تمام امور کے انکار پر آمادہ هو جاتے هیں جو گورنمنٹ قسطنطنیہ کی راے و عمل کے مخالف هوں ، جو مشہور ترین مخلصوں کی نسبت بھی ، جن کی دیانت و اخلاص کی تاریخ شاهد ہے ، بہت جلد بدگمان هو جایا کرتے هیں ، کیا اس واقعی و عملی دلیل سے اُن کی تشفی نہ هوگی ؟

(۳) رهی یہ بات کہ یورپ کے خوف سے اهل عرب کو اپنے مطالبات میں جلدی نہ کرنی چاهیے ، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر هم کہیں کہ یورپ کے خوف سے اهل عرب کو مطالبۂ اصلاح میں جلدی کرنی چاهیے ، تو یہ زیادہ موزوں هوگا -

مقالات

الترک و العرب

نشرنا في الهلال الخامس الصادر في ۲۵ - شعبان سنة ۱۳۳۱ ھ (۳۰ - یولیه سنة ۱۹۱۳ - م) ما یقوله الاتراک في مطالبة العرب السوریین باصلاح بلادهم علی وجه اللامرکزیة الاداریة، وها نحن ننشر ما یبدیه العرب انفسهم بشان ذلك علی ماکتب الینا فضیلة العلامة السید محمد رشید رضا صاحب مجلة المنار المصریة الغراء، ونحن نرجئ ملاحظاتنا علی هذه المسألة الی ان نستوفي البحث عنها في فرصة اخری، ان شاء الله تعالی، قال حفظه الله :

صدیقي الصفی الوفي الفاضل الغیور ابوالکلام احمد الدهلوي صاحب الهلال المنیر -

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، وبعد فقد تشرفت بکتاب منکم بعد کتاب - اما ماکتبتم بشان...............................

واما ماکتبتم بشان الاصلاح فمن حق غیرتکم واخلاصکم ان اذکرلکم فیه شیئا من رایي :

(۱) صورتم رایي في مسألة نهوض العرب ومسألة المؤتمر الاسلامي بغیر صورتها الحقیقیة ولولا ذلک لما کان لکم وجه للاستشکال والاستدراک، وهکذا شان الناس کافة في تصویر اراء الناس اذا اخذوها من بعض ما یکتبون فیها بغیر تدقیق ولا احاطة -

بل کان الاستاذ الامام یقول ان جمهور الناس لا یفهمون من قراءة اقوال الکاتب اکثر من عشرین فی المئة من مراده واما اذا سمعوا کلامه من لسانه فانهم یفهمون منه ثمانین في المئة -

ولهذا امکنني ان افهم مولوي محبوب عالم صاحب پیسه اخبار هذا معظم رایی في مسألة الدولة بالکلام اللسانی معه اربع مرات ماکان یتیسر لی ذلك بالمکاتبة اربعین مرة -

فهذه مقدمة للکلام یجب ان تراعي ومن فروعها قولکم : اننا لا نعرف حقیقة حال الهند، وقولنا : انکم لاتعرفون حقیقة حال الدولة ان لم تعترفوا بهذا -

مسئلۂ " ترک و عرب " کے متعلق خود ترکوں کي جو راے ہے، اور شامي عربوں کے مطالبۂ لامرکزیت کي نسبت قسطنطنیه میں جو خیالات ظاهر کیے جاتے هیں، ۳۰ - جولائي سنه ۱۹۱۳ع کے الهلال میں اُن کي ترجماني هوچکي هے - آج کي اشاعت میں اهل عرب کے مطالبات خود اُن کي زبان میں درج هیں، جو همارے پاس علامۂ سید رشید رضا اڈیٹر المنار مصر نے بهیجے هیں - بالفعل هم اس باب میں اپني راے محفوظ رکهتے هیں، آینده اسپر تفصیل سے بحث کرینگے، ممدوح لکهتے هیں :

قاهره - ۱۱ - شعبان سنه ۱۳۳۱ ھ

میرے برگزیده و مخلص درست اور پرجوش فاضل مولانا " ابوالکلام احمد الدهلوي " پرو پرائٹر " الهلال "

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته، متواتر عنایت نامے شرف افزای ورود هوے، آپ نے .... کے متعلق جو امور تحریر فرماے هیں .... اصلاح کي نسبت جو ارشاد هے اُس کے متعلق آپکے جوش اخلاص کو حق حاصل هے که میں بهي اس باب میں کچهه اپني راے عرض خدمت کروں :

(۱) عربوں کي ترقی، اور اسلامي کانفرنس کے مسئلے میں آپ نے میري راے کي غیر واقع تصویر کهینچي هے، ورنه اشکال کا نه کوئي سبب تها اور نه دریافت کرنے کي حاجت پڑتی - عام دستور هے که جب لوگ کسی راے کو ایسے لوگوں کے تحریروں سے اخذ کرتے هیں جو بغیر تدقیق و جامعیت کے مضامین لکهتے هیں تو اصل راے کي صورت بدل جاتي هے -

استاذ امام (شیخ محمد عبده) کہا کرتے تھے که مضمون نگاروں کے اقوال پڑهکر عام لوگوں میں بیس فی صدي سے زائد اُس کے مفهوم کو نهیں سمجهتے، لیکن وهي بات اگر اس کي زبان سے سنیں تو ۸۰ في صدی سمجهه لیں -

یهي وجه هے که سلطنت عثمانیه کے متعلق میں نے یہاں اپني بیشتر رائیں مولوي محبوب عالم پرو پرائٹر پیسه اخبار لاهور کو صرف چار مرتبه کي ملاقاتوں میں سمجها دیں، میرا خیال هے که خط و کتابت کا اتفاق هوتا تو چالیس مرتبه میں بهي یه کام آسان نه تها -

یه اصول قابل لحاظ هے، اور آپ کا یه ارشاد که " هم لوگ (اهل مصر) هندوستان کي اصل حالت سے ناواقف هیں " اور میرا یه قول که " آپ لوگ (اهل هند) مانیں یا نه مانیں مگر دولۂ عثمانیه کے حقیقي حالات سے بے خبر هیں " اسي اصول پر متفرع هے -

(۲) مسئله " بیداري عرب " کي اصل ضرورت سے تو آپ کو اتفاق هے، مگر آپ فرماتے هیں که اس باب میں عجلت اچهي نهیں، تامل درکار هے - اس کا سبب آپ نے یه بیان کیا هے که یورپ کے بهوت سے خوف لازم هے -

بے شبه اس باب میں پیش بیني و پس اندیشي فرض هے، یهی نهیں بلکه جتنے مسائل هیں، اور خاص کر اُن میں جو اهم مسئلے هوں، سب کے لیے غور و فکر و تامل کي ضرورت هے - عرب کي

نعم قد اقترح في هذه الايام عقد مؤتمر اسلامي عام كما اقترحت في سنة المنار الاولى تقريبا ' و انما اقترحت على اهل الغيرة من مسلمي الهند و امثالهم ان يجمعوا ما يمكن جمعه من المال و يدخروه لمصلحة الاسلام نفسه و اصلاح الحرمين و وقايتهما ' ثم يختاروا من كل قطر تجمع فيه الاموال افرادا من الذين يثق بذمتهم اصحاب الاموال' ليبحثوا في طرق انفاقها ' و ذكرت الامير عمر باشا طوسون و النواب وقار الملك على سبيل المثال لشهرتهما ' و انما غرضي الحال هو جمع المال -

(٥) سالتموني عن الخدمة التي يمكن لمسلمي الهند ان يؤدوها و ان افصلها لكم' فاقول : ان الاجمال يغني هنا عن التفصيل' و هو ان الذي يمكنهم ان يخدموا الاسلام به هو المال ' فاجمع المال اولا و انا زعيم باقناعك و اقناع كل عاقل مخلص يوكل اليه صرفه بالطريق الذي يجب ان يصرف فيه -

ولو صرف المال الذي جمع في هذه السنة من الهند او من مصر على الاعمال التي ارى فيها وقاية الدولة و الاسلام من الخطر لكانت كافية في وضع الاساس الذي يبني عليه الاصلاح الذي يرجي به حياة الاسلام و بقاء الدولة -

(٦) ان عزمكم على انشاء صحيفة عربية تدعو الى الاتحاد الاسلامي عزم شريف ' و اذا انفذتموه و كلفتموني المساعدة عليه بما هو في استطاعتي فارجو ان لا آلو جهداً في مساعدتكم '

ولكنني اظن ان الجريدة لا تروج كثيرا بل لا ياتي من اشتراكاتها ما يكفي لنفقاتها الا اذا كان لكم في الهند مساعدة خاصة فوق العادة -

وما قلت هذا الا لاني خلقت ناصحاً فاحببت ان اقول كلمة ذكرى من الفوائد التي علمنيها الاختبار -

و اسأل الله تعالي ان يخيب ظني في جريدتكم من حيث نجاحها المالي با لاشتراك ' و يحقق رجائي فيها من حيث نفعها و حسن خدمتها للاسلام و امته التي خذلها اهلها و عقها اولادها في هذا الزمان' و الله المستعان -

(محمد رشيد رضا)

مشہور اسلامي ممالک میں اپنے قواعد و ضوابط اور دعوت نامه علانیه شائع کیا تھا - انگریز کچھه متعرض نہوے - حتی که پوچھا تک نہیں ' مگر خود کسي مسلمان نے اُس کي دعوت قبول نه کي -

المنار کا جب پہلا سال تھا تو میں نے تقریباً اُسي زمانے میں عام اسلامي کانفرنس منعقد کرنے کے لیے توجه دلائی تھي' مگر آجکل تو میں خاموش ہوں ' البته هندوستان جیسے ممالک کے پرجوش مسلمانوں سے میري یه درخواست هے که خود اسلام کے فوائد و مصالح اور حرمین کي صیانت و حفاظت کے لیے جہاں تک هوسکے سرمایه فراهم کریں ' اور جن جن ممالک میں ان اغراض کے لیے سرمایه فراهم هورها هو وهاں سے ایسے لوگ منتخب کریں جن کي ذمه داري و مسئولیت و تدین پر اهل سرمایه کو وثوق و اطمینان هو- یه لوگ غور کریں که کن کاموں میں یه سرمایه لگانا چاهیے - مثال کے طور پر میں نے اس باب میں شاهزاده عمر طوسون پاشا اور نواب وقار الملک کا نام لیا هے ' جن کو وسیع شہرت حاصل هے - فرعیات سے مجهے بحث نہیں ' میري اصل غرض یه هے که سرمایه جمع هو-

(٥) آپ نے مجهه سے دریافت کیا هے که مسلمانان هندوستان اسلام کی کیا خدمت کرسکتے هیں ؟ کس طرح کرسکتے هیں ؟ اور اس کي تفصیل کیا هے ؟ میں عرض کرتا هوں که اجمال کافي هے ' ابهي تفصیل کي ضرورت نہیں ' مسلمان اس وقت اسلام کي جو خدمت کرسکتے هیں وہ یه هے که سرمایه جمع کریں- پہلے آپ سرمایه جمع کیجیے ' میں اس بات کي ضمانت اپنے ذمے لیتا هوں که آپ کو اور هر مخلص مسلمان کو' جس کے هات میں خرچ هوگا' اطمینان دلا دونگا که سرمایه لگانے کا بہترین طریقه کیا هے اور کون سے کام میں صرف کرنا لازم هے -

ترکوں کي اعانت میں اس سال هندوستان و مصر سے جس قدر روپیه فراهم هوا هے ' اگر وہ ان کاموں میں صرف هوا هوتا جو میري راے میں اسلام اور دولة عثمانیه کو خطرے سے بچا سکتے تھے ' تو داغ بیل ڈالنے کے لیے ' جس پر اصلاح کي بنیاد قائم هوتي اور اسلام کي زندگي اور سلطنت کے بقا کي اس سے امید تھي ' یه روپیه کافي تھا -

(٦) مسلمانان عالم کو عام اسلامي اتحاد کي دعوت دینے کے لیے آپ ایک عربي اخبار شائع کرنا چاهتے هیں' یه نہایت شریفانه مقصد هے' اگر آپ نے یه کام کیا اور حتی المقدور مجهه سے اعانت چاهي تو امید هے که میں آپ کی امداد میں کسي قسم کي کوشش سے باز نه رهونگا ' لیکن میرا گمان هے که اخبار کي اشاعت زیاده نه هوگی' حتی که سالانه قیمت اُس کے مصارف کے لیے بهي پوري نه آتریگی ' البته اگر هندوستان میں کوئي خاص اور غیر معمولي اعانت آپ کو حاصل هو تو یه دوسري بات هے -

میں نے یه بات محض اس لیے کہي که نصیحت و خیرخواهي میري سرشت میں هے' اور میں فطرةً ناصح پیدا هوا هوں ' تجربه و امتحان سے جو فوائد مجهے حاصل هوئے هیں آپ سے بهي میں نے اُن کا تذکره کردیا -

خدا سے میري دعا هے که آپ کے اخبار کے باب میں میرا گمان غلط نکلے ' مالی حیثیت سے کامیاب هو' قیمت خریداري سے خاطر خواه فائده هوا کرے - سودمند و نافع و مفید هونے اور اسلام' جسے مسلمانوں نے اس زمانے میں چهوڑ رکها هے اور خود فرزندان اسلام اُس کے حق میں ناخلف بن گئے هیں' اُس کي بہترین خدمت کرنے کي حیثیت سے مجهے اس اخبار سے جو توقع هے خدا کرے اُس میں کامیابي هو' والله المستعان - [محمد رشید رضا]

لا يمنع أوربة من اخذ ما تأخذ من الدولة ولا يحملها على ابقاء ما تبقي لها الا تنازع دولها الكبرى فيما بينهن وخوفهن من الشقاق والفتن على انفسهن -

وقد علمنا من مصادر مختلفة انكليزية وفرنسية والمانية ان أوربة ترى من مصلحتها ابقاء آسية العثمانية على حالها الان - قيل انهن يمهلن الدولة في اصلاحها خمس سنين وقيل اكثر من ذلك - وقد بينت في المنار الاسباب التي تمنع أوربة من اخذ شي من بلاد الدولة او اقتسام بلادها الاسيوية بالقوة والاحتلال العسكري فيها -

فاذا كان هذا هوالواقع الذي نجزم به ' وكان زوال هذه الاسباب ممكن بعد زمن قريب او بعيد ' فلماذا لا يجب ان نعجل باصلاح انفسنا قبل اتفاق الدول علينا اغتناما للفرصة قبل فواتها؟ لعلنا نقدر على وقاية انفسنا -

اما تفصيل هذا الاصلاح وكيف يرجي ان يكون واقيالنا فشرحه طويل ولا محل لذكره هنا ان كان يفيد ذكره اولا يضر-

واذا ظهرلنا اخلاص حكومتنا للعرب في هذا الاتفاق الجديد فاننا نعمل معها ونكون يدا واحدة' ونسال الله تمام التوفيق ودوامه '

(۴) انني لم اقترح في هذه الايام انشاء موتمر اسلامي عام' لا لعدم وجود بلد اسلامي يمكن عقده فيه وكون اولي الاقطار به الهند او مصر وكلاهما تحت سيطرة الانكليز اعدى اعداء الاسلام كما قلتم ' بل لان المسلمين انفسهم غير مستعدين له استعدادا يرجي نفعه ويومن ضره '

وانا ارى ان المسلمين هم اعداء انفسهم وانهم لوعقلوا وهدوا الى رشدهم لكان يمكنهم العمل في كل مكان ولكانت الهند ومصر تحت سيطرة الانكليز اولى البلاد الاسلامية الان بموتمرهم '

والدليل على ذلك انهم يقولون في هذين القطرين ويفعلون مالا يستطيع اخوانهم ان يقولوا ويفعلوا في غيرهما من الاقطار فان مسلمى روسية الذين هم من انبه مسلمي هذا العصر لم يستطيعوا ان يرسلوا اعانة للهلال الاحمر العثماني اذ منعتهم حكومتهم من ذلك منعا'

وقد تالفت هنا لجنة لعقد موتمر اسلامي منذ سنين قليلة ونشرت قانونها ودعوتها في اشهر الاقطار الاسلامية جهرا فلم يتعرض لها الانكليز ولا بالسوال ولكن لم يجب دعوتها احد من المسلمين -

یه ایک قطعي بات هے ' اور اب یه بات کسي سے بهی پوشیده نہیں هے ' که دولت عثمانیه بلاد عرب کو بلکه اپنے دوسرے مقبوضات کو بهي یورپ کي دست برد سے محفوظ رکھنے پر قادر نہیں هے - یورپ کو دولت عثمانیه کے علاقوں پر قبضه کرنے ' اور موجوده حالت کو منقلب کردینے سے صرف یه خوف مانع هے که اس صورت میں بڑي بڑي یوروپین سلطنتیں آپس میں دست و گریباں هو جائینگی ' یه سلطنتیں محض باهمي منازعت و فتنه و فساد سے ڈرتی هیں -

انگریزي و فرانسیسي و جرمن مختلف ذرایع سے هم کو معلوم هوا هے که یورپ اپني مصلحت کے لحاظ سے مناسب سمجھتا هے که دولت عثمانیه کے ایشیائي مقبوضات کي حالت بدستور قائم رهے - کہا جاتا هے که ان مقبوضات کي اصلاح کے لیے دولت عثمانیه کو پانچ برس یا اس سے زیاده کي مہلت دي جائیگي - المنار میں هم ان اسباب کو بیان کرچکے هیں جو یورپ کو دولت عثمانیه کے علاقے غصب کرنے یا اس کے ایشیائي مقبوضات کو جنگي طاقت و فوجي قبضه کے ذریعه سے تقسیم کرنے سے روک رهے هیں -

اگر یه واقعه قطعاً پیش آنے والا هے' اور اگر جلدي یا دیر میں ان وجوه و اسباب کا زوال ممکن هے ' تو کیوں نه هم وقت ضائع هونے سے پہلے فرصت کو غنیمت سمجھیں ؟ اور قبل اس کے که دول یورپ اتفاق کر کے هم پر حمله کریں هم اپني حالت آپ درست کرلیں ؟ شاید اس طرح هم اپنے آپ کو بچا سکیں -

اصلاح کي تفصیل کیا هوگي ' اور کیا امید هے ' که هم کو بچا سکیگي ؟ اس کی شرح طویل هے ' اور خواه اس کا تذکره سودمند هو یا نهو مگر یه اس کا موقع نہیں هے -

اگر یه ظاهر هوگیا که اس جدید اتفاق کی جو روش هماري عثماني حکومت نے قرار دي هے' وه مخلصانه روش هے اور عربوں کے ساتھه اس کو اخلاص هے ' تو هم اس کے ساتھه مل کر کام کرینگے اور هم دونوں کے هات ایک هو جائینگے' خدا کرے کمال توفیق و دوام رحمت شامل حال رهے -

(۴) میں نے آجکل کے زمانے میں عالمگیر اسلامي کانفرنس قائم کرنے کی خواستگاري نہیں کی ' یه اس سے قبل کا واقعه هے ' میري خاموشي اس بنا پر نہیں هے که کوئی اسلامي مملکت انعقاد کانفرنس کے لیے موزوں نہیں هے ' یا بقول آپ کے " اس مدعا کے لیے بہترین ممالک هندوستان و مصر هیں " مگر یه دونوں انگریزوں کے زیر تسلط هیں جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن هیں - یه خاموشی اس بنا پر هے که خود مسلمان ایسي کانفرنس کے لیے آماده نہیں هیں ' اور نه ان میں ایسي استعداد هے که نفع کي امید اور نقصان کا خطره نه هو -

میري راے هے که مسلمان اپنے دشمن آپ هیں ' اگر ان کو عقل هوتي اور سمجھه سے کام لیتے تو هر جگه کام کرسکتے تھے ' اور گو هندوستان و مصر انگریزوں کے ماتحت هیں مگر ان کی کانفرنس کے لیے سب سے بہتر مقام یہي دونوں ملک هوتے ' اس کي دلیل یه هے که هندوستان و مصر میں مسلمان جو بات کہتے هیں اور جو کام کرسکتے هیں اس پر کسی دوسرے ملک کے مسلمان قادر نہیں هیں - اسلامي دنیا میں اس وقت روس کے مسلمان سب سے زیاده بیدار هیں ' با این همه مجلس هلال احمر عثماني کے لیے وه چنده نه بھیج سکے -

چند سال هوے اسلامي کانفرنس منعقد کرنے کے لیے یہاں (مصر میں) ایک تمہیدي مجلس قائم هولي تهي اور اس نے تمام

بن صرمة الانصاري كان صائما فلما حضر الانطار اتى امراته فقال لها اعندك طعام قالت لا ولكن انطلق فاطلب لك وكان يومه يعمل فغلبته عينه فجاءته امرءته فلما راته قالت خيبة لك فلما انتصف النهار غشي عليه فذكر ذالك للنبي صلعم ... فنزلت وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر (البقرہ)

قیس بن صرمہ انصاري نام ایک صحابي روزوں سے تھے' افطار کا وقت آیا تو وہ اپني بیوي کے پاس آئے اور اون سے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھہ کھانے کو ھے' انھوں نے کہا ھے تو نہیں لیکن میں چلکر ڈھونڈھتي ھوں - قیس دن بھر کام کرکے تھکے تھے سوگئے' بیوي آئیں تو افسوس کرکے رہ گئیں' جب دو پہر ھولي تو قیس کو غش آگیا- یہ واقعہ آنحضرت سے بیان کیا گیا اوس وقت یہ آیت نازل ھوئي " اوس وقت تک کھاؤ پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سپید خط سے ممتاز نہو جاے'

ایام جاھلیت میں دستور تھا کہ ایام صیام کی پوري مدت میں مقاربت سے محترز رھتے تھے' لیکن چونکہ یہ ممانعت خلاف حکم فطري تھی اس لیے اکثر لوگ اس میں خیانت کے مرتکب ھوتے تھے - اسلام نے اس حکم کو صرف وقت صوم تک محدود رکھا' جو صبح سے شام تک کا زمانہ ھے -

احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم' ھن لباس لکم و انتم لباس لھن' علم الله انکم کنتم تختانون انفسکم' فتاب علیکم وعفا عنکم' فالن باشروھن' و ابتغوا ماکتب الله لکم' (بقرہ)

تمھارے لیے روزہ کي شب میں اپني بیویوں سے مقاربت حلال کی گئي' تمھارا اونکا ھمیشہ کا ساتھہ ھے' خدا جانتا ھے کہ تم اسمیں خیانت کرتے تھے پس اوسنے تمکو معاف کیا اب اون سے ملو جاو اور خدانے تمھاري قسمت میں جو لکھا ھے اوس کو ڈھونڈ ھو'

بخاري نے اس آیت کي تفسیر میں لکھا ھے :

عن البراء بن عازب لما نزل صوم رمضان کانوا لا یقربون النساء رمضان کله' وکان رجال یخونون انفسھم فانزل الله : علم الله انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم

براء بن عازب سے روایت ھے کہ جب صوم رمضان کا حکم نازل ھوا تو لوگ رمضان بھر بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے' بعض لوگ اس میں خیانت کرتے تھے' تو خدا نے فرمایا : خدا جانتا ھے کہ تم خیانت کرتے تھے پس تمکو اوسنے معاف کیا -

روزہ داروں میں بوڑھے' کمزور' معذور' بیمار ھر قسم کے لوگ ھوتے تھے' اسلام سے پہلے اور مذھب میں ھم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئي استثنا نہیں پاتے' اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنی کردیا -

فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدة من ایام اخر' و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین (البقرہ)

جو بیمار ھو یا مسافر ھو وہ ان کے علاوہ اور دنوں میں قضا روزے رکھہ لے' اور جو بمشکل روزے رکھہ سکتے ھیں وہ ھر روزہ کے بدلے ایک دن کا کھانا ایک مسکین کو دیدیں -

لیکن اس ممانعت میں اوسنے اسقدر غلو نہیں کیا کہ اگر با ایں ھمہ حالات ضعف و عذر طالبان رضوان الھي روزے کا ثواب حاصل کرنا چاھیں تو نہ کرسکیں' بلکہ اسکو اونکي مرضي پر موقوف رکھا -

فمن تطوع خیرا فھو خیر له' و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (بقرہ)

جو اپنے دل سے کوئي نیک بات کرے تو بہتر ھے اور روزہ رکھنا بہتر ھے اگر تمھیں علم ھو-

حالت سفر میں آنحضرت نے روزے بھي رکھے ھیں اور افطار بھي کیا ھے' حسب اختلاف حالات' لیکن اگر کوئي شخص باوجود ضعف و عدم تحمل شدائد صوم' سفر میں روزے رکھے' تو اسلام میں یہ ثواب کا کام نہیں شمار ھوگا -

عن جابر بن عبد الله قال کان رسول الله صلعم' في سفر فرای زحاماً و رجلاً قد ظلل علیه فقال ما ھذا فقالوا صائم فقال لیس من البر الصوم في السفر (بخاري)

جابر بن عبد الله سے مروي ھے کہ رسول الله صلعم ایک سفر میں تھے تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمي کو سایہ کیے لوگ کھڑے ھیں' پوچھا کیا ھے ؟ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ھے' آپ نے فرمایا سفر میں اسطرح روزہ رکھنا کوئي نیکي نہیں ھے-

عورتوں کے لیے مخصوص فطري عذرات کا لحاظ ضروري تھا' اسلیے ایام عادیہ' ایام حمل' اور ایام رضاعت میں اون کے روزے معاف ھیں کہ وہ ضعف و ناتوانی کے ایام ھیں' انکے بجاے انکي قضا وہ اور دنوں میں کرسکتي ھیں -

قال النبی صلعم الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (البخاري)

آنحضرت نے فرمایا ھے کہ کیا عورت ان ایام میں نماز اور روزہ نہیں چھوڑ دیتي ؟

عن ابن عباس و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین قال کانت رخصة للشیخ الکبیر و المرأة الکبرة و ھما یطیقان الصوم ان یفطرا و یطعما مکان کل یوم مسکینا و الحبلی والمرضع اذا خافتا (ابوداؤد)

ابن عباس سے مروي ھے ... کہ حاملہ اور دودہ پلانے والي اگر اپنے [illegible] کا اوسکو خوف ھو یا بچہ کا خوف ھو تو روزے نرکھے اور فدیہ دے

عن انس' قال النبی صلعم ان الله وضع من الحامل والمرضع الصوم (ترمذی)

حضرت انس سے مروي ھے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حاملہ اور مرضع (دودہ پلانے والی) کے روزے معاف کیے گئے ھیں -

بھول چوک اور خطا و نسیان اسلام میں مغفور ھیں' کہ خدا نے ھمیں بتایا ھے کہ کہو:

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا (البقرہ)

پروردگار ! ھمارے نسیان و خطا پر ھم سے مواخذہ نکر'

اس لیے اگر حالت صوم میں کوئي بھول کر کچھہ کھالے یا پیہ لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا -

عن ابي ھریرة قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال : یا رسول الله انی اکلت و شربت ناسیاً و انا صائم فقال اطعمک الله و سقاک' (ابو داؤد)

ابو ھریرہ سے روایت ھے کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول الله میں نے بھول کر روزے کي حالت میں کھا لیا - آپ نے فرمایا کچھہ ھرج نہیں تمھیں خدا نے کھلایا اور پلایا'

دقایق و حقایق

قیود و میرات صوم

یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (بقره)

آیت عنوان اوس موقع کي آیت هے جہاں خداے پاک نے صیام کا حکم دیا ہے -

یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (بقره)	خدا تمہارے ساتھہ آساني چاهتا هے سختی نہیں -

لوگ پوچھینگے که صیام جیسے سخت اور مشکل العمل حکم میں خدا نے کیا آسانیاں ملحوظ رکھي هیں ؟ جواب سے پہلے یه جان لینا چاهیے که دوسرے مذاهب میں روزے کے کیا احکام هیں ؟

انسان جسم اور روح سے مرکب هے ' اس بنا پر اوسکی عبادت بھی جسم و روح سے مرکب هوني چاهیے ' لیکن چونکه اصل مقصود طهارت روح هے نه تکلیف جسم ' اسلیے تکالیف جسم کو اسقدر شدید اور نا قابل عمل نہیں بنا دینا چاهیے که وه اصل مقصود قرار پاجاے -

اسلام اور دوسرے مذاهب میں ایک مختلف فیه مسئله یه بھي هے ' که دوسرے مذاهب نے تکلیف و تعذیب جسماني کو بھي ایک قسم کي عبادت بتایا هے ' اس تخیل کا اثر یه هے که هندو جوگیوں نے ریاضات شاقه کي اور عجیب و غریب ورزش جسمانی کي بنیاد ڈالي ' جس میں سالہا سال تک کھڑے رهنا ' شدید دهوپ میں قیام کرنا ' گرمی کے دنوں میں آگ کے شعلوں کے دائره میں بیٹھنا ' جاڑوں میں برهنه تن رهنا ' دس دس برس تک ایک هاتهه کو هوا میں بلند رکھنا ' سالہا سال تک ایک نشست پر قائم رهنا ' ایک ایک چله تک ترک اکل و شرب کرنا ' تقرب الی الله کے حقیقي راستے تھے -

یہیں جینیوں کا فرقه پیدا هوا هے ' جو ناک ' کان ' اور منهه کو بھي بند رکھتا هے که کسي کیڑے کو اذیت نهو ' یہیں بودهه کا فرقه پیدا هوا ' جسکے بھکشو جنگل اور پہاڑوں میں رهتے تھے ' اور گھاس اور پتوں پر اور بھیک کے ٹکڑوں پر گذر کرتے تھے - هندو جوگي ' چلے کھینچتے تھے جن میں کھانا پینا بالکل چھوڑ دیتے تھے کبھي کبھي ایک دو لقمه کھا لیتے تھے -

نصراني راهبوں نے رهبانیت کي بنیاد ڈالي ' جسکے رو سے شرعي بیاه اون پر حرام هوا ' ترک آسایش و لذائذ جسماني اون کي مرغوب عبادت تھي - قربانگاه ' صلیب اور کنواري کے بت کے سامنے گھٹنوں کے بل ' گھٹنوں تک جھکے رهنا ' هاتهه جوڑے کھڑے رهنا ' ایک پاؤں پر کھڑا هونا ' خاص خاص قسم کي تکلیف ده ریاضتوں میں مشغول رهنا ' کئي کئي روز کھانا پینا چھوڑ دینا زهد و تقوی کي انتہا تھي -

یہودیوں کے هاں قرباني اسقدر طویل و کثیر رسوم پر مشتمل تھي جسکے صرف شرائط و ضروریات کا بیان تورات کے چار پانچ صفحوں میں مذکور هے - افطار کے بعد ایک وقت صرف روزے میں کھاسکتے تھے ' اسکے بعد سے دوسرے روز کے وقت افطار تک کچھه نہیں کھاتے تھے - بغیر کھاے هوے اگر بد قسمتي سے نیند آگئی ' تو پھر کھانا مطلق حرام تھا ' ایام صیام میں بیویوں سے نہیں مل سکتے تھے -

لیکن اسلام اس تعذیب جسمانی اور ان ریاضتہاے شاقه کو خلاف منشاے دین سمجھتا هے ' اسکے نزدیک یه چیزیں انسانیت کي صعیف گردن کے لیے بارگراں هیں جنکو وه نہیں اٹھا سکتیں ' اوس نے بندوں کو یه دعا تعلیم کي هے -

ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا ' ربنا و لا تحملنا مالا طاقة لنا به (بقره)	پروردگارا هم کو وه بوجهه نه دے جو هم سے پہلے لوگوں کو دیا ' پروردگارا ! جس کے اٹھانے کي طاقت نہیں ' وه بارگراں هماري گردن پر نه رکھه '

چنانچه خدا نے یه دعا قبول کي اور ایک پیغمبر بھیجا جس کي شان یه تھي که :

یامرهم بالمعروف و ینهٰهم عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث و یضع عنهم اصرهم ' والاغلال التي کانت علیهم (اعراف)	وه نیکیوں کا یہود و نصاری کو حکم کرتا هے ' برائیوں سے اون کو روکتا هے ' پاک چیزیں اون کے لیے حلال کرتا هے ' اشیاے خبیثه کو اون پر حرام کرتا هے - اور اون کي گردن سے اوس طوق و زنجیر کو جو شدید احکام کي اونکے گلے میں پڑي هوي تھي علحده کرتا هے -

اور اوسنے وعده کیا :

لا یکلف الله نفساً الا وسعها (بقره)	خدا کسي کو اوس کي طاقت سے زیاده کسي امر کا مکلف نہیں کرتا -

اور پھر فرمایا :

یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (بقره)	خدا تمہارے ساتھه آساني چاهتا هے سختي نہیں -

اسلام نے سب سے پہلے اوقات صوم کي تحدید کي ' بعض لوگ شدت اتقا سے عمر بھر روزے رکھتے تھے ' اسلام نے اسکو بالکل روکدیا ' آنحضرت نے فرمایا هے :

لا صام من صام الابد (ابن ماجه)	جسنے همیشه روزه رکھا اوسنے کبھي روزه نہیں رکھا -

اسلام کے سوا اور ادیان میں شب و روز کا روزه هوتا تھا ' اسلام نے روزے کي مدت صرف صبح سے شام تک قرار دي -

حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (بقره) ثم اتموا الصیام الی اللیل (بقره)	اس وقت سے جب رات کا تاریک خط ' صبح کے سپید خط سے ممتاز هو جائے ابتداے شب تک روزے کو پورا کرو '

آنحضرت نے صاف فرمایا هے :

انما یفعل ذلك النصاري یعنی الوصال و لکن صوموا کما امرکم الله " ثم اتموا الصیام الی اللیل فان کان اللیل فافطروا (الطبراني)	شب و روز کو ملا کر نصاری روزه رکھتے هیں ' تم اوسطرح روزه رکھو جسطرح خدا نے فرمایا هے که روزه رات کے هونے تک پورا کرو ' اور جب رات شروع هو جاے تو افطار کرلو -

رات کو سو جانے کے بعد پھر کھانا حرام تھا ' اسلام نے اسکو منسوخ کیا :

روی البخاري کان اصحاب محمد صلی الله علیه و سلم اذا کان الرجل منهم صائما فحضر الافطار فنام قبل ان یفطر لم یاکل لیلته و لا یومه حتي یمسی و ان قیس	بخاري کي روایت هے که صحابه ابتداے اسلام میں جب روزه رکھتے اور افطار کا وقت آجاتا اور وه افطار کرنے سے پہلے سوجاتے تو پھر رات بھر اور دن بھر دوسرے دن کي شام تک کچھه نه کھاتے اسي اثنا میں

نظر آتے هیں - البتہ میں ابھی کبھی سبزہ زار وادیوں کی جھلک بھی دکھائی دیتی ھے -

یہ ھے جزائر کا اصلي کریکٹر مع چند مستثنیات یعنی سواحل جو برھ میں گھرے ھوے ھیں اور چٹانیں انکي حد بندي کرتی ھیں مع حصہ داخلي جو اکثر ایسے ھوتے ھیں کہ مشکل سے کم چیٹل اور خشک مگر جا بجا بکثرت حیرت انگیز سرسبز اور دلفریب وادیان جنمیں قیمتي سے قیمتي میوے - نارنگي ' انار ' انگور ' اور لیمون ' مصر فذانہ مهتدات کے ساتھہ پیدا ھوتے ھیں جب کہ ایک طرف بعض جزائر کي یہ حالت ھے دوسري طرف زیتون کے کنج هموار اور ڈھالو دونوں طرح کي زمین کے بیشتر حصے کو چھپائے ھوے ھیں -

قبرص جو کہ ان تمام جزائر میں سب سے بڑا ھے اس تنگ راس (Promontry) کے علاوہ جو شمال و مشرق کي طرف نکلتا ھوا چلا گیا ھے عرض میں ٥٠ - میل اور طول میں ١٠٠ میل ھے - گذشتہ زمانہ میں اسمیں گھنے جنگل تھے - اسکے صنوبر کي لکڑي لبنان کے مشہور صنوبر کي لکڑي سے بھي بڑھي ھوئي تھي -

اسکي دولت کے اصلي سر چشمے اسکے کانوں میں ھیں - ایرس سایپرم (Aes Cyprium) جو عهد قبل تاریخ سے لیکے رومیونکے زمانہ تک معلوم تھا دنیا کا بہترین تانبا تھا جسکا علم اگلوں کو تھا - در حقیقت کپرم مذکورہ بالا لفظ کي محرف شکل ھي سے همارا انگریزي لفظ کوپر نکلا ھے -

اس جزیرے کا موجودہ نام سائپرس (قبرص) اس چھوٹے درخت (Sypros) کے نام سے مستعار جس سے تمام جزیرہ پٹا پڑا تھا - یونانیوں کے زمانہ - یہ پودہ لیوانت کي حنا ھے جسکو مسلمان عورتیں اپنے ناخن اور بالوں کو شوخ نارنجي رنگنے کے لیے استعمال کرتي ھیں -

قبرص میں پاني کے راستے بہت نا کافي ھیں ' اور جب تک حکمل سازي کي اسکیم مستعدي کے ساتھہ شروع نہیں کیجائے اسوقت تک اسکي خشک چٹانوں کے وسیع پھیلاو " جنگل زار جزیرہ " کي شہرت سے کبھي کبھي دو بارہ لذت یابي کے منصوبے کي مخالفت کرتے ھیں -

زمین ضرب المثل کے طور پر زر خیز ھے - اور اناج ' شراب ' شیشم السی بکثرت پیدا ھوتي ھے - یہاں عمدہ موسمي قیامگاھیں بھی ھیں کیونکہ گرمیوں میں جنوبي ساحل کي گرمي عموماً ناقابل برداشت ھوتي ھے سردیوں میں پہاڑوں سے شمال کي ٹھنڈي ھوائیں ' اطالیا کي بہترین حالت کے مشابہ ھوتي ھیں -

جغرافي طور پر کریٹ یورپ کا ایک حصہ ھے - کیونکہ اسمیں سے گزرنے والا سلسلہ کوہ پیلو پونیسس (Peloponnesus) کي ایک تطویل ھے - اور علم الارض کي رو سے بھي یہ یونان کا ایک ٹکڑا ھے - کوہ ادا ایک بلند چوٹي ھے جو ٧ - هزار قدم تک پہنچتي ھے ' اور خوبصورت اسپراد اونا یا کوہ سفید مغرب کریٹ کي ایک شکل ھے - عهد قدیم میں کریٹ اپني سرسبزي اور صحت بخشي کے لیے مشہور تھا ' اور گو ابھی یہ یونان کے تاج میں سب سے زیادہ خوشنما جواهر خیال کیا جاتا ھے مگر یہ قیاس غالب ھے کہ کریٹ میں بھي جنگلوں کے مٹانے سے کچھہ نقصان ھوا -

کریٹ کے دریا اگرچہ بہت ھیں مگر بیشتر حصہ صرف پہاڑ کي تیز دھاریں ھیں' اور اسلیے گرمیوں میں خشک ھو جاتي ھیں -

تاهم وهاں زیتون کے نہ ختم ھونے والے کنج ھیں' بحالیکہ نارنگي' لیموں' حنا' انار' اور بادام بکثرت پائے جاتے ھیں -

ٹھیک جسطرح کہ خشکي شکاروں سے پٹی پڑي ھے اسیطرح کریٹ کو جو سمندر محیط ھے اس میں عمدہ مچھلیوں کا انبار لگا ھوا ھے -

جنوبي طویل ساحل اپنے تمام طول میں مشکل سے کوئي محفوظ لنگر گاہ رکھتا ھے - شمالی ساحل چند عمدہ بندر گاھیں رکھتے ھیں' خصوصاً دارالسلطنت کنیدا کے قریب کي مشہور خلیج سودا - قبرص اور کریٹ دونوں میں اتنی آبادي ھے کہ سب کي تعداد ٣ - لاکھہ ھوتي ھے - کریٹ کي آبادي کسي قدر زیادہ ھے -

ایجئ کے متوسط القامت جزیروں میں سب کے جنوب میں جو سب سے زیادہ مشہور جزیرہ ھے وہ جزیرۂ رودس ھے - اس کے حسن مناظر و آب ھوا کي قدر لیوانت میں بہت زیادہ کیجاتي ھے - رودس مشرقي میڈیٹرینین کي صحت گاہ کي حیثیت سے دیکھا جاتا ھے - اگرچہ سچ یہ ھے کہ اور جزیرے بھي ایسے ھیں جو اس امتیاز کا دعوی کرسکتے ھیں -

رودس کي وسعت قریباً ٨ - سو میل ھے اور اپني مثلث شکل کے ساتھہ بلند کوہ ارتیمیرا میں مرکز کي طرف مائل ھوتا ھے - یہاں جنگلوں کے کاٹنے کا سوال پیدا ھوتا ھے - گذشتہ زمانے میں ارتیمرا کے ڈھالو حصے صنوبر کے گھنے جنگلوں میں ملبوس تھے -

آج یہ جنگل خاص طور پر ندارد ھیں - پنڈر نے یہاں کي زرخیزي کے ترانے گائے ھیں مگر ھجرت اور گذشتہ دست درازیوں نے یہاں کي زراعت کو افسردہ کردیا ھے' اور اب غلہ تک باھر سے لایا جاتا ھے - ورجل نے اپنے ترانوں میں یہاں کي شراب کو دیوتاؤں کي دعوت کے شایاں کہا ھے' مگر اب ایسا نہیں کیونکہ اب موٹے اور بھدے قسم کی ھوتي ھے - هارس نے کلیرم رودن کے ترانے گائے ھیں - یہ تاھم نا قابل تاثیر رھا ھے ' یہ اب بھی همیشہ کي طرح خوشنما ھے ' کیونکہ اب تک کارامینین کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے رات کي گرمي کو معتدل بناتے ھیں - یہ جزیرہ سمرنا اور قسطنطنیہ کا نباتي باغ (vegetable garden) ھے اور زیتون کے وسیع کنجوں کے علاوہ اسمیں ایھر بھي پیدا ھوتي ھے' جزیرھاے سھمي وکالمنس سمندر کا مرکز ھیں جہاں اسفنج کثرت سے پائے جاتے ھیں - گذشتہ زمانہ میں ساموس جسکو ابنائے کمیل ایشیائے کوچک سے علحدہ کرتا ھے ' غیر معمولي زرخیزي کے لیے مشہور تھا - یہ اب تک زرخیز جزیرہ ھے ' اور ویتھي میں ایک عمدہ بندر گاہ رکھتا ھے - گو آبادي ٥ - هزار سے زائد ھے مگر اب اپنے لیے آپ غلہ پیدا نہیں کرتا ' اور کاشت زیادہ تر انگوروں کو سنبھالے ھوے ھے - جس سے ساموس کي مشہور شراب بنتي ھے ' اسکے علاوہ ایک روز افزوں مقدار میں تمباکو بھي بوئي جاتی ھے - جزیرہ کي ساخت کوہ سنگ مرمر کي ساخت کے مشابہ اور کثیر الماء وادیوں سے متقاطع ھے -

شیاس جزیرہ بیرون خلیج سمرنا ایک دوسرے جزیرہ باغ ھے اس کي سطح هومر کے " پتھریلي پہاڑي " کے لقب کي تصدیق کرتي ھے' لیکن جزیرہ میں بعض زرخیز اور خوشنما مقامات ھیں - بہار میں خوشبو دار نارنگیوں کے کنج ھوا کو معطر کرتے ھیں - لیمون کے درخت بکثرت پیدا ھوتے ھیں - شیاس جزیرہ کا خاص شہر بھي بندر گاہ ھے -

ایجین میں آخري بڑا جزیرہ متیلین ھے' جو دنیا کے بہترین بندرگاھوں میں سے دو بندرگاھوں سے دندانہ دار بنا ھوا ھے - یہ دونوں بندرگاہ سمندر کے دو بازو ھیں جن کے دھانے تنگ ھیں ' اور آگے بڑھکے تھالي

عن ابی هریرة قال النبی صلعم : من اکل او شرب ناسیاً فلا یفطر فانما هو رزق الله (ترمذي)

ابو هریرہ سے مروي هے که آنحضرت نے فرمایا هے : جو بهول کر کها لے یا پی لے تو اوسکا روزہ نہیں توتیگا ' وہ خدا کي روزي هے '

اسي طرح وہ افعال جوگو منافي صوم هیں لیکن انسان سے قصداً سرزد نہیں هوئے بلکه وہ اسمیں مجبور هے - مثلاً محتلم هو جانا ' بلا قصد قے هو جاني ' ان چیزوں سے بهي نقض صوم نہیں هوتا -

عن ابی سعید ثلاث لا یفطرن الصائم : الحجامة و القيي و الاحتلام (ترمزي)

حضرت ابو سعید سے مروي هے که تین چیزوں سے روزہ نہیں توتتا پچهنا یا سینگي کهنچوانے سے ' قے هونے سے اور محتلمیت سے -

من ذرعه القيئ في شهر رمضان فلا یفطر و من تقیا عامداً فقد افطر ' (ابو داؤد)

جسکو خود بخود روزہ میں قے هو جائے تو روزہ نہیں توتیگا ' البته جو قصداً قے کریگا اوسکا روزہ توت جائیگا -

عن رجل من اصحاب النبی صلعم ' قال قال رسول الله صلعم ' لا یفطر من قاء ولا من احتلم ولا من احتجم (ابو داؤد)

ایک صحابي سے روایت هے انحضرت نے فرمایا ' قے ' محتلمیت اور پچهنے سے روزہ نہیں جاتا -

من ذرعه القيئ و هو صائم فلیس علیه قضاء و من استقاء فلیقض (رواہ ابو داؤد والترمذی و ابن ماجة و الحاکم)

جسکو خود بخود روزہ میں قے هو اوسپر اوسکي قضا نہیں هے (یعنی روزہ صحیح هوگا) اور جو قصداً قے کرے اوس پر قضا هے -

بعض لوگ اس حدیث کي بنا پر که " ایک بار آپ کو استفراغ هوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا " یه نتیجه نکالتے هیں هے که استفراغ و قے ناقض صوم هے ' حالانکه واقعه یه هے که آپ نے نفل روزہ رکها تها ' اتفاقي استفراغ سے بنظر ضعف آپ نے روزہ توڑ دیا ' امام ترمذي لکهتے هیں :

وروی عن ابي الدرداء و ثوبان و فضالة ان النبي صلعم قاء فافطر و انما معني هذا الحدیث ان النبي صلعم کان صائما متطوعاً فقاء فضعف فافطر لذ لک ' هکذا روی في بعض الحدیث مفسراً (جامع ترمذي)

ابو درداء ' ثوبان اور فضاله سے روایت هے که " آپ نے قے کي پهر افطار کیا " اس حدیث کا مطلب یه هے که آپ نفل روزہ سے تهے اس میں آپ کو قے هوئي اور آپ کو ضعف محسوس هوا تو روزہ توڑ دیا ' اسي تفصیل کے ساتهه یه واقعه بعض روایتوں میں مذکور هے -

شئون عثمانیه

جزائر بحر ایجین

گذشته زمانے میں بحیرہ ایجین کے جزائر یورپ کي تاریخ اور دنیا کے خیالات کے ڈهالنے میں ایک ایسے دور کي تمثیل کرچکے هیں جو اس سے بہت زیادہ تها جسکي امید انکي وسعت آبادي سے کیجا سکتي هے -

یه جزائر پهر ایک بار آج مغربی ڈپلومیسي کي توجه کو مشغول اور چند یوروپین وزارتوں میں غیر قلیل دلسوزي پیدا کر رهے هیں -

مسئله شرقیه کے حل میں جن سب سے زیادہ دلچسپ مسائل کا مقابله کرنا پڑتا هے انمیں سے ایک وہ مسئله هے جسکا اثر ان جزائر کي آیندہ حالت اور ملکیت پر پڑتا هے اسلیے غالباً انکي جغرافي ' تاریخي ' تجارتي ' اور سیاسی حالت پر چند نوت قارئین کے لیے معقول دلچسپي کا باعث هونگے -

بحیثیت مجموعی جزائر کی تقسیم اور تقسیم در تقسیم کئی مختلف (گروپ) میں کي جاسکتي هے - موجودہ مقاصد کے لیے هم اپني راے سے ان جزائر کو خارج کیے دیتے هیں جو یونان سے بہت هي قریب واقع هیں اور اپني تمام توجه ان دوسرے جزائر پر جمع کرتے هیں جن پر سنه ۱۹۱۲ع کے آغاز میں یوناني جهندے کے علاوہ کوئي اور جهندا لهرا رها تها -

قد کے اعتبار سے سرسري طور پر یه تین درجوں میں تقسیم کیے جا سکتے هیں - پہلے دو جزیرے یعنے کریت اور قبرص (سائپرس) آتے هیں انمیں سے موخر الذکر اگرچه ٹهیک ایجین میں نہیں مگر تاهم مناسب طور پر اس حیثیت سے اس پر بحث کیجا سکتي هے - اسکے بعد متوسط القد اور ساحل ایشیاء کوچک سے دور کے جزائر - روڈس ' سامرس ' سکیو ' متلین ' و تهیسا ' آتے هیں - آخر میں وہ بہت سے چهوٹے جزیرے رهجاتے هیں جو روڈس اور کریت کے تقریباً بیچ میں نقطونکي طرح واقع هیں - یه جزیرے یہاں سے شمال کي طرف مڑتے هیں انکے پتهریلے ساحل بڑے جزیروں میں بلند هیں - پهر ٹهیک مقدونیه کے جنوبي ساحل کي طرف مڑتے هیں اور ساحل ایشیاء کوچک کے پیچهے پیچهے کم و بیش دور تک چلے جاتے هیں - بے ترتیبي کے ساتهه ان جزیروں میں ایتمپیلیا ' سمي ' کرس ' پیتنس ' نیکیرا ' اسکے بعد شمال کي طرف پیسرا تینیدرش ' ایمبروس ' سیمو تهریس کا حواله دیا جاسکتا هے -

کارفو کا منظر اپنے جنگلوں سے بهرے اور لب آب تک پهیلے هوے سرسبز ڈهالو حصوں سے ایک سیاح کو جسقدر لطف دیسکتا هے شاید هي سرسبز (ایونین) جزائر میں سے کوئي دوسرا جزیرہ اس سے زیادہ لطف دیسکتا هو - یه جزائر جو گرمیوں میں لیوانت کے صاف و شفاف فضا میں آفتاب کي ضیا بازي کے وقت دریاے نیلم میں چمکتے هوے جواهرات معلوم هوتے هیں - یه اپنے بیشتر حصے کے طبیعي کریکٹر میں کوئي گہرا راز نہیں رکهتے ' جبکه تمام جزیرے پتهریلے اور نا هموار

میري غرض یه نهیں که آپکي اور الهـلال کي تعریف وتوصیف کروں - اول تو یه حق ادا نهیں هو سکتا ' دوسرے یه جانتا هوں که آپ جیسے منکسر المزاج اس مداحي کو نظر تحسین سے نهیں دیکھتے ' اور حقیقةً کسي کے منه پر اوسکي تعریف اوني ایک حد تـک اوسکے خلاف نتیجه پیدا کرتي هے :

که رصافي خیر چنداں هنر * نباشد به میزان بالغ نظر

مدعا صرف اسقدر هے که الهـــلال اور آپ کي ذات کے ساتهه میرے تعلقات کا اندازه ' اور یه امر معلوم هوسکے که آپکي راے صائب میرے اور الهـــلال کے ساتهه (جو قریب قریب هر ذي شعور کو اپنا گرویده بنا چکا هے) تعلق رکھنے والوں کے واسطے کس قدر قابلِ قبول ولایق عمل هے - اس میں شک نهونا چاهیے که آپکا جوش سچا جوش اور آپکي آواز ایک پُر درد آواز اور شائبه رحي هے ' جو خود بخود اپني طرف دلوں کو متوجهه کیے هے - جن لوگوں کو آپ کے مضامین سے ذوق اور اون سے مستفیض هونیکا موقع نصیب هوچکا هے وه اپنے پہلو میں ایک امید افزا جوش وولوله رکھتے هیں ' اور منتظر هیں که آپکي ذات کسي عظیم الشان قومي مطرح نظر کي مبدا و معاد ' اور مملکت قلوب میں موجب انقلاب عظیم و تغیر (جو تبدیل موسم کے ساتهه تعبیر کیا جا سکتا هے) بن کر رهیگي - لوگ حیرت واستعجاب سے دیکهه رهے تهے که الهـــلال بدل وجان همارے احیا کي تدابیر میں مصروف اور مریض قوم کے واسطے نسخه فورد و علاج وحید کے تجویز کرنے میں مشغول هے ' لیکن اطباے قوم کي مختلف تدابیر میں مشغول هونے پر کوئي راے زني نهیں کرتا ' یعنے خود ایک جمعیت کے خیال میں محو هے مگر جمعیت خدام کعبه پر تنقیدي نظر نهیں ڈالتا - یه ایک ایسا خدشه تها جو نه صرف میرے دل میں بلکه اکثر دلوں میں پیدا هوچکا تها - الحمد لله که اس هفته کے الهلال دیکھنے سے یه خدشه جاتا رها ' اور یه کهنے کي جرات هوئي که مصلحان قوم اور بهي خواهان ملت کے لیے یه امر ضروریات سے تها که بهبود قوم کے لیے جس کام کي بنیاد ڈالیں اس کے مشوره میں ایسے نفوس کو بهي شریک کرلیا کریں جنهوں نے اپني ذات کو قوم پر نثار اور حیات کو ملت پر قربان کر رکها هے - خصوصاً جب که یه امر متحقق هوچکا که همارے قوم کي فلاکت و تنزل کي اصلي علت همارے نا اتفاقیاں ' اور مرض مهلک همارا باهمي نفاق ' اور جوش مذهبي کا سکون هے - اسپر بهي تن تنها کوئي علاج اور صرف اپنے اور اپنے هم خیالوں کے مجتمع هوجانے سے کوئي تدبیر کرسکنے کي امید سخت غلطي اور تیره بختي نهیں تو اور کیا هے - اس مرض مهلک کا علاج جس میں که آج هم مبتلا هیں اگر کوئي دنیا میں هے تو صرف یه هے که پهر رهي ملت اور اخوت کي روح همارے قالب بے جان میں پُرزور مذهبي حیات اور دیني جوش پیدا کردے (جو آج سے کچهه صدیوں پہلے همکو زنده کیے تها) قوم کو اگر حرمین شـریفین کي عظمت کا برقرار رکھنا اور اپني حیات و بقا کا شوق هے تو حصن توحید کا استحکام اور مذهب اسلام پر جاں نثاري ' اتفاق و اتحاد کي تلوار سے اعدا پر حمله ' اسکے موقوف علیه هیں - آج هم کو اتني مهلت و فرصت نهیں که باهمي مناقشات اور موضوعات مختلفه پر تجربه کرسکیں - ضرورت یه هے که وقت اور موقع کو غنیمت سمجهه کر مصلحان قوم اور بزرگان ملت اپني جانکاه کوششوں سے مسلمانوں کو ایک سلسله میں منسلک اور ان میں سے کام کے آدمیوں کو منتخب کر کے ایک آخري تدبیر میں مصروف هوجائیں - چونکه آپ اپني ذات وبرکات کو خدمت اسلام پر وقف کر چکے هیں اس ایسے ایک ادنی مسلمان کو آپ سے یه التماس کرنیکي جرات هوئي که جیسي آپ نے جذب قلبي کي نقل و حرکت سے دنیاے قلوب میں ایک هلچل مچادي هے ' اسي طرح به نفس نفیـس ایک حرکت جسماني سے بهي کام لیں ' اور اراکین انجمن خدام کعبه کے دلي مقاصد اور اپنے اغراض کو مواجهت میں منطبق کرلیں - میرے خیال میں یه امر نهایت اشد ضروري هے ' کیونکه قوم میں اس وقت ایک عارضي جوش و ماده قبولیت پیدا هوگیا هے ' جو اپنے سچے وفاداروں کي رهبري سے منتج هوسکتا هے - عجب نهیں که اسکے معدوم هونے پر کف افسوس ملنـا پڑے - رهبران قوم سے بصد عجز التجا هے که خدا پر بهروسه کرکے کهڑے هوجائیں ' اور معبود حقیقي سے دعا هے که توفیق و مدد عطا فرمائے - وما ذلـک علی الله بعزیز

الهـلال کی اشـاعت عمـومي

(از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یوناني خان پور ریاست بهاولپور)

کسي صاحب نے (نام یاد نهیں) بهوپال سے الهلال کي نسبت تجویز پیش کي که دو قسم کا رکها جالے ' ایک اعلی جیسا که شائع هوتا رهتا هے ' دوسرا ادنی معری از تصویر و عمدگي کاغذ ' تاکه کم استطاعت لوگ بهي محروم نه رهیں -

میں نے اس تجویزکی مخالفت کي اور تفصیل کے ساتهه دلائل لکهے - افسوس یه هے که جناب مولوي محسن صاحب نے میري تحریر کو کمال افسوس سے پڑها ' اور یهاں تک اون کا افسوس بڑها که لب و لهجه اور طرز بیان سے بوے ناراضي آنے لگي ' اگر میرا مضمون ایسا هي تلخ اور دل آزار تها تو کاش میرے دست و قلم سے نه نکلتا -

پشیمـــانـــم و خاک اندر دهن -

واقعه یه هے که روزانه الهلال اور ماهوار البیان کو عالم وجود میں لانے کي کوشش تهي - اسي اثنا میں الهلال کي اشاعت عمومي کا سوال پیدا هوا - جسپر میں نے لکها که روزانه الهلال کے ارادے کو ملتوي کیا جالے کیونکه کثرت اشغال میں یهاں تک پهنس جائینگے که البیان اور هفته وار الهلال کے آب و تاب میں فرق آجائیگا - خدا نکرے ان کے پهیکے پڑجانے میں قومي ادبار کا صدمه پیش نظر هے - الهلال کو موجوده حالت پر رکهکر البیان جلدي نکالا جالے -

یاران طریقت نے البیان کي تجویزاور بحث تو چهوڑدي الهلال موجوده کي اشاعت عمومي کا جهگڑا چهیڑ دیا -

میں بلا خوف تکذیب و تغلیط اپني ابتدائي راے پر قائم هوں اور یهی چاهتا هوں که دنیوي کاموں میں بحث آراے سیاسیه کے لیے الهلال هفته وار ' اور دیني کاموں میں علمي - تاریخي ذکر کے واسطے البیان ماهوار رکها جالے ' اور سر دست الهلال میں ظاهراً و باطناً کوئي تبدیلي نه کیجالے - دلائل اور وجوه میں نے پہلے لکهدیے هیں - مستزاد براں یه هے که مساوات کا لطف جاتا رهیگا -

جناب مولوي محسن صاحب کا خامه عنبربیز میري طرف مخاطب هوکر یه بهي رقمطراز هے که یه تجویز پیش کي هوتي که ایک فنڈ کهولا جاے اور کم استطاعت لوگوں کو نصف قیمت پر الهلال دیا جائے ' اور خود بهي ایک اچها خاصه حصه لیا هوتا -

میں خیال کرتا هوں که تجویز نیک نیتي سے ظاهر کي گئي ' اور ایک حد تک مستحسن بهي هے ' مگر افسوس هے که اس سے

مراسلات

کي شکل ميں اسطرح چوڑے ہوے هيں کہ بڑے سے بڑے بيڑے کو سنبهال سکتے هيں اگرچہ يہ جزيرہ اپنے بعض حصوں ميں نا هموار اور ناهموار هے - ليکن تاهم هموار اور سرسبز زمين کا ايک بڑا حصہ رکهتا هے - زيتونکے کنج پہاڑ کے ڈهالو حصونکو بڑي حد تک چهپائے هوے هيں اور اس کا تيل ايک ايسي پيدا وار هے جس کي بہت قدر کيجاتي هے - قديم صنوبر کے جنگل استقلال کے ساتهہ غايب هو رهے هيں -

بقيہ جزائر کي حالت تفصيل کے ساتهہ بيان نہيں کيجا سکتي - يہ کہنا کافي هے کہ اسميں سے اکثر پہاڑي هيں ' اور سرسبز واديوں والے اور ايک ايسي آبادي کے متکفل هيں جس کا طبعي ميلان ماهي گيري ' تجارت ' بحري سفر کي طرف هے اور قريباً تمام صورتوں ميں اپنے چاروں طرف مچهلي کي عمدہ شکار گاهيں رکهتے هيں -

واقعات عمان

مقتبس از نير ايسٹ ' ١١ - جولائي سنہ ١٩١٣ ع

معلوم هوتا هے کہ ترکي حکومت سے عدم تشفي جو عرب اور ارمني ' کرد ' اور شاهنشاهي عثماني کے ديگر عناصر نے ظاهر کي هے ايک مرض متعدي هے کيونکہ عمان کے عربوں نے بهي اپنے بادشاہ اور امام سيد فيصل بن ترکي کے خلاف علم بغاوت بلند کيا هے -

عمان کے عرب زيادہ تر خارجيت کي اس شاخ کے پيرو هيں جو " اباضيہ " کے نام سے مشہور مسلمانوں کا ايک فرقہ هے ' اور جس کي بنياد دوسري صدي هجري ميں عبد الله بن اباضہ نے ڈالي تهي - اس فرقہ کا ايک يہ بهي عقيدہ هے کہ جو امام شريعت اسلاميہ کے مطابق حکومت نہيں کرتا وہ کافر هے - يہ فرقہ دو جماعتوں ميں منقسم هے ' ايک منوانيہ دوسرا غفيريہ اور يہ دونو هميشہ بر سر پيکار رهتے هيں -

سنہ ١٨٨٨ ع سے سيد فيصل تخت نشين هے ' عرب اس سے ناراض هيں - تقريباً ١٦ - برس هوے شيخ صالح کي زير سر گروهي ضاع شکرہ کي منواني جماعت کي طرف سے اس کي جان و تخت دونوں پر حملہ کي کوشش کي گئي تهي ' اسوقت سلطان ايک کشتي ميں بهاگ کے قلعہ جليلہ چلا گيا ' جہاں وہ کئي سال تک رها - ليکن اسکا دار السلطنت اور محل حملہ آوروں نے لوٹ ليے - اسوقت سے حکومت برطانيہ حکومت هندوستان کي وساطت سے سلطان کے اقتدار کو سنبهالے هوے هے ' اور سلطان کو حکومت هندوستان سے ايک ماهوار وظيفہ ملتا هے -

ايک خط سے جو مجهے ميرے دوست محمد بن سعيد بن سابق وزير سلطان نے بهيجا هے اس بغاوت کي کسيقدر تفصيل معلوم هوتي هے -

يہ معلوم هوتا هے کہ ١٩ - مئي کو منوانيہ اور غفيريہ ميں مفاهمت هوگئي - دونوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کيا کہ آيندہ سے نہ وہ انکا سلطان اور نہ امام ' خروصي قبيلے کے ايک عرب سليم بن رشيد نامي کو ' کہ شروع ميں دونو جماعتوں کے مذاري کي طرف سے مسند نشين کيے گئے تهے ' امام منتخب کيا - موخر الذکر رسم منزوا ميں ادا هوئي ' جو ايک داخلي شہر هے اور جو مع اسکے قلعوں کے باغيوں نے ايک جنگ کے بعد گرفتار کيا هے جسميں سلطان کے ساتهہ وفادار رهنے والے باشندے بکثرت قتل کيے گئے - جسوقت يہ خط لکها جارها تها اسوقت نيا امام اور اسکے پيرو جو بکثرت هيں ساحلي حصہ کے علاوہ تمام ملک کو مطيع کرنے کے ليے تياريان کر رهے تهے -

ميرے اطلاع فرما لکهتے هيں کہ ان واقعات نے سلطان کو بہت متاثر کيا ' اس نے فوراً اپنے لڑکے سعيد يا سيد (انگريزي اسپيل کي وجہ سے مشکوک رہ گيا هے) نادر کي زير قيادت اپنے سپاهي يعني پي بارڈي ' مارٹيني والفلوں سے مسلح عربوں کو اس بغاوت کے دبانے کے ليے منزوا بهيجا هے - محمد بن سعيد کي رائے هے يہ نا ممکن هے کہ مٹهي بهر سپاهي کاميابي کے ساتهہ انقلابيوں مقابلہ کرسکيں جو نئے امام کے دارالخلافہ کے قريب کے تمام گاؤں ميں تعداد اور طاقت دونوں ميں بڑهے هيں ' اور جنکا اثر تمام عمان پر نہايت سرعت کے ساتهہ پهيل رها هے -

خط يہ بيان کرتے هوے ختم هوتا هے کہ معلوم هوتا هے کہ خود سلطان بے مدد اور بغاوت کے دبانے سے عاجز هے اور بغاوت دبانے اور اسکے اقتدار کو برقرار رکهنے کے خيال سے مداخلت کے ليے حکومت برطانيہ سے درخواست کي طرف مائل معلوم هوتا هے -

دعوت الهلال

(از جناب مظهر الحق صاحب نعماني - ضلع بارہ بنکي)

آپ کے مساعي جميلہ کا شکريہ صرف کسي فرد بشر کي زبان سے ادا هونا غير ممکن هے - حق يہ هے کہ اس تيرہ رفتار زمانہ ميں آپ وہ کام انجام دے رهے هيں جو کسي زمانہ ميں مخلصين امت نے انجام ديے تهے - آزاد بياني اور حق گوئي ميں سب سے اول اور اپني آپ نظير ' اگر کوئي رسالہ هندوستان ميں نظر آيا تو آپکي توجہات کا سرچشمہ اور الهلال کا مبارک وجود هے :

الفاظ او مهذب و روشن تر از قمر
معني ازو چو زهرۂ تابان گہہ سحر
هر لفظ و هر معاني کاندر فصول اوست
نيکو تر از جواني و شيرين تر از شکر
صافي ز هزل و بدعت و پاکيزہ از هوا
شايستہ همچو دانش و بايستہ چوں مطر
از خواندنش نہ گيرد خوانندہ را ملال
گردد بصير هر کہ گمارد برو بصر
هر قصہ را ز آيت قرآں يکے دليل
هر فصل را ز قول پيمبر يکے خبر

جہاں پر خال خال غریب مسلمان آباد ہیں ' اور جو ارکان اسلام و روایات سے بالکل ناواقف ' اور صرف نام کے مسلمان ہیں ' چونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کل دنیاے اسلام پر کیا گزر رہا ہے - ہم خاموش نہ رہا گیا ' جس جگہ پہونچا وہاں کے برادران اسلام کو جمع کیا ' اور انکو حالات سے آگاہ کر کے چندے کی درخواست کی گئی ' تو خداوند کریم کا شکر ہے کہ انہوں نے الہلال کے مضامین سے متاثر ہوکر حسب حیثیت فراخ دلی سے چندہ دیکر اپنے دور افتادہ بھائیوں کی مدد میں خوشی سے شریک ہوے ' اور کیوں نہ ہوتے آخر یہ بھی تو اسی سرور کونین کے نام لینے والے ہیں جنکے دین کی حفاظت کے لیے ترک جان دیتے ہیں ' چنانچہ اسوقت تک موضع بسی اور پارسولی کے بھائیوں سے ۱۹۶ - روپیہ علاوہ خاکسار کے پندرہ روپیہ کی رقم کے وصول ہوچکے ہیں ' جو بذریعہ منی آڈر مع مفصل فہرست ارسال خدمت ہے '

(از جناب محمد راحد علی صاحب مکانوی حال مقیم ٹونک راجپوتانہ)

آپ نے جس جد و جہد اسلامی کو اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے - میرے خیال میں اہل اسلام کیا خود اسلام آپ کا ممنون ہوگا ' خدا چونکہ منصف ہے اس لیے اسکے انصاف پر بھروسہ اور پورا یقین ہے کہ خدا اوکا دین اور دنیا میں بھلا کریگا - جب سے الہلال جاری ہوا مجھہ میں تو اتنی استطاعت نہیں کہ اسکو منگا سکوں ' مگر جس طرح ممکن ہوتا ہے ' جہاں جس کے پاس آتا ہے ' مانگ کر دیکھہ لیتا ہوں - الہلال کے مضامین ہی نے مجھے مشتاق بنادیا تھا کہ آپ کی زیارت کروں ' مگر جب سے کہ اعانت مہاجرین میں تیس ہزار روپیہ کا اپنے جیب خاص سے مدد دینے کا اعلان اپنے فرمایا ہے اضطراب زیارت بڑھتا جاتا ہے - میں عرصہ سے فکر میں تھا کہ میں بھی اسمیں کچھہ حصہ لوں ' مگر بے مایگی مجبور کیے ہوئے ہے - اب میں اپنے اور اپنے اہل و عیال پر تکلیف گوارہ کر کے بجاے آٹھہ روپیہ کے پانچ روپیہ بھیجتا ہوں - آپ اسکو اعانت مظلومین و مہاجرین ترکی کے لیے قبول فرمائیں - انشاء اللہ میں کوشش میں ہوں کہ بقیہ ۳ - روپیہ بھی کسیطرح بھیجوں - مجھے الہلال کے منگانے اور آپ جیسے بزرگ باہمت کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ' میں اسی طرح الہلال کو دیکھتا رہونگا جس طرح ابتک دیکھتا رہا -

(از جناب قاضی محمد عارف صاحب ہوشیار پور)

امداد مظلومین اعزہ کے لیے جناب کی خدمت میں چھیالیس روپیہ ارسال کرچکا ہوں - انکی تفصیل یہ ہے :

پندرہ روپیہ میرے ایک عزیز نے ترک بھائیوں کی امداد کے لیے بھیجے تھے - تیرہ روپیہ بارہ آنے ایک انگریزی طلائی چوڑی کی قیمت ہے جو حاجی طالع محمد صاحب رئیس کمالپور ضلع ہوشیار پور نے اسکول میں چندہ کے موقع پر دی تھی - باقی سترہ روپیہ چار آنہ عملہ اسلامیہ ہائی اسکول ہوشیار پور سے مختلف موقعوں میں خصوصاً وصولی تنخواہ پر جمع کیا گیا تھا -

از راہ نوازش تفصیل بالا کے ساتھہ اس رقم کی رسید سے بذریعہ الہلال اطلاع دیں - یا اس خط ہی کو شایع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں -

آپکی تحریک نسبت زر اعانۂ مہاجرین پڑھکر دل بیخود ہوگیا ' مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ جسقدر متاثر ہونا تھا وہ متاثر نہوسکے - مفلس کے تاثر کا کیا اثر ہو سکتا ہے ' لیکن بدیں خیال کہ قطرۂ قطرۂ سیلے گردد میں نے کمر ہمت باندھی ' اور پہلے اپنے گھر ہی سے ابتدا کی اسکے بعد لوگونکی طرف متوجہ ہوا - میری زبان میں وہ طاقت کہاں تھی کہ ایسے پرجوش مضامین بیان کرتا ' اور اگر کچھہ بیان بھی ہوتا تو آپکا سا پر درد دل کہاں سے لاتا جسکے پر مغز اور جوشلیے الفاظ دل میں گھر کر جاتے ہیں ' لہذا الہلال کا وہ مضمون جان گداز جو زر اعانہ کے متعلق تھا خوب خوب پڑھکر سناتا پھرا ' لیکن کامیابی کی نمایاں صورت نہ بندھی - مجبور ہوکر محض ایک قلیل رقم جو صرف چند اشخاص کے ہمت کا نتیجہ ہے ....

...... آپکی خدمت بابرکت میں ارسال ہے ' اسکو قبول فرماکر فنڈ اعانۂ مہاجرین میں داخل فرمائیے -

(از جناب سید میر حسن صاحب - ملتان چھاؤنی)

مبلغ آٹھہ روپیہ زر اعانۂ مہاجرین ترکی بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت ہیں - اسکے عوض میں اخبار الہلال جاری نہ فرمائیں -

(از جناب کاظم حسین صاحب - خریدار الہلال)

حسب وعدہ دوسری قسط اعانۂ مہاجرین آج بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت کی گئی ہے - یہ ایک صاحب کی طرف سے ہے جو اپنا نام کسی خوف کے سبب ظاہر کرنا نہیں چاہتے - افسوس ہے کہ یہاں پر اور بھی دو چار شخص ایسے تھے جو کچھہ دیسکتے تھے ' مگر خوف کے سبب مجبور ہوگئے ' حالانکہ خوف کی کوئی وجہ معقول نہیں تھی ' اور اگر خدا نخواستہ ہوتی بھی تو اب کب تک دم نہ کشیدم ہوا کریگی اب پانی سر سے اونچا گیا استخارہ باقی نہ رہی - اس رقم کے ساتھہ دس روپیہ کی قسط اول سرمایہ جماعت حزب اللہ کے واسطے بھی بھیجتی ہے - اسمیں بھی زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ یہ تو بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا - اللہ رحم کرے

(از جناب عبد الحکیم صاحب وکیل)

آپکا اشتہار متعلق اعانت مہاجرین بہت دلسوز ہے - مبلغ ۵۰ روپیہ بذریعہ منی آرڈر کے اعانۂ مہاجرین جنگ بلقان کے لیے ارسال خدمت ہے - چونکہ میرے کلب میں الہلال آتا ہے اور میں برابر پڑھتا ہوں اور میں اپکو کسی قسم کا جبر بھی دینا نہیں چاہتا ہوں اس لیے الہلال بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے - علاوہ اسکے میرے یہاں ایک مد وقف موضع ککڑبکا ہے اوس سے یہ روپیے بھیج رہا ہوں - صرف آپ سے استدعا ہے کہ اس چٹھی کو بجنسہ الہلال میں درج فرمائیں - یہ اندراج باضابطہ رسید کا کام کریگا -

مبلغ ۱۴ - روپیہ ۱۲ - آنہ کا منی آڈر ارسال ہے مبلغ ۴ - روپیہ ۱۲ - آنہ قیمت الہلال ششماہی میں جمع کرلیجیگا اور مبلغ ۱۰ - دس روپیہ اعانہ مہاجرین میں درج فرمائیگا مگر فہرست اعانہ مہاجرین میں میرا نام ہرگز نہ چھاپئیگا -

اعلان

نمایش دستکاری خواتین ہند

حسب ہدایت ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ سی - آئی - جی - سی - اِس - آئی - جی - سی - آئی - اے - اعلان کیا جاتا ہے کہ نمایش دستکاری خواتین ہند بسرپرستی علیا حضرت ممدوحہ شروع ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ع بمقام بھوپال منعقد دیجاے گی ' لہذا امید ہے کہ تمام خواتین ہند اس نمایش میں گہری دلچسپی ظاہر کرکے ضرور اپنے اپنے ہاتھہ کی بنائی ہوئی نمایشی اشیاء وسط دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع تک آبرو بیگم صاحبہ

بھي ميں اتفاق نہيں ہوسکتا - ايسي انجمن ' ايسے فنڈ ' ايسے چندے ميرے نزديک مدرسۂ گداگري هيں ' تعليم دريوزہ گري کے علاوہ اور کوئي کام نہيں کرسکتے - اسي کے بدولت قوم ميں کسالت بڑھ جاتي هے - کہيں مصائب زمانہ آئے کمر همت کہول کر بيٹھہ گئے اور محتاج و دست نگر هوليے - اگر پانچ منٹ کے ليے مان ليا جائے کہ يہ تجويز بر محل هے تو اس سے بڑھکر يہ کہ مزدوري پيشہ لوگوں کو مزدوري ديکر نماز پڑھائي جائے - بھلا جب تک کوئي خود ميدان ميں نہ آئے کون زبردستي کھينچکر لا سکتا هے يا ديکر اپنے يہاں رکھہ سکتا هے ؟ اگر يہي طريق عمل رہا تو بہت مشکل هے کہ قوم أبھرے اور ترقي کرے -

برقت صبح شود همچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب ديجور

ميں پوچھتا هوں کہ شادي ' ماتم ' توليد اور عقد وغيرہ امور دنيوي و رسمي ميں تو حسب مقدور خرچ هوسکتا هے مگر ديني اور علمي کاموں ميں نہيں هوسکتا - ترغيب و تحريص سے مذاق پيدا کرايا جائے ' مذاق کے پيدا هونے پر خرچ کي سبيل خود نکل آتي هے -

کاش جو طاقت انجمنوں کے قائم کرنے پر صرف کيجاتي هے وہ اداے احکام اسلام اور قلع و قمع بدعات ميں لگائي جاتي -

هم لوگوں کو نماز با جماعت اور افطار روزہ بمسجد ' جلسہ اور کلب سے زيادہ نافع هوسکتے هيں اور ايک زکوۃ کا التزام هزار فنڈ سے بہتر هے - بدعات و اسراف کي جڑ اکھيڑ کر پھينک ڈالنا اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا کو پيش نظر رکھنا اور خريد الہلال کي طاقت [illegible] پہونچا لينا تجويز " الہلال کي اشاعت عمومي " سے بدرجہا [illegible] هے -

بہر حال الہلال ميں تبديلي (جس قسم سے هو) ميرے نزديک ناموزون اور مضر هے - البيان کا جلدي نکلنا مفيد و نافع -

فکرِ هرکس بقدرِ همت اوست

الہلال

البيان کا اعلان پہلے هوا تھا ' اب وهي رسالہ " الصادر " کے نام سے شائع هوگا - ان شاء الله تعالے -

الہلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتي ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ هے ' جو باوجود هفتہ وار هونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو اپنے شہر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

ترجمۂ اردو تفسير کبير

جسکي نصف قيمت اعانۂ مهاجرين عثمانيہ ميں شامل کي جائيگي - قيمت حصۂ اول ۲ - روپيہ - ادارۂ الہلال سے طلب کيجيے -

تاريخ حيات اسلام

کا ايک ورق

زر اعانۂ مهاجرين

(جناب قاضي ممتاز علي صاحب خريدار الہلال)

ميرے ايک کرم فرمانے آٹھہ روپے مجھکو اس شرط پر ديے هيں کہ اگر جناب والا زر زکوۃ کو مناسب سمجھيں تو مهاجرين کو ديدي وہ اس امر کو جناب کي مرضي پر منحصر کرتے هيں - فہرست زر اعانہ ميں چندۂ الہلال مدہا کرکے بغير نام کے شائع کرديں

الہلال

بے خانمان مهاجرين شرعاً زکوۃ کے مستحق هيں ' اگر آپ چاهيں تو زکوۃ کي رقم بھي بھيج سکتے هيں -

(از جناب قمر الدين صاحب - گيا)

اعانۂ مظلومان کي ضمن ميں مبلغ ايک هزار ۱۰۰۰ - روپيہ ترکش فنڈ گيا ميں روانہ کرديا ' باقي مبلغ ۵ - روپيہ اس فنڈ کا امداد مهاجرين کے ليے ارسال خدمت هے ' اور ميں کوشش کرکے انشاء الله بہت جلد جہانتک ممکن هوگا روانہ کرونگا مہرباني فرماکر يہ چند سطريں شائع کرکے احسانمندي موقع دينگے -

(از جناب حبيب الله صاحب خريدار الہلال)

ميں ' مشرق ' مسلم گزٹ ' الہلال کا خريدار هوں ' مگر سب سے پہلے فتح ايڈريا نوبل کي خبر مسرت اثر الہلال کے ذريعہ سے معلوم هوئي - ۲۳ - جولائي کا الہلال جس روز مژدۂ مسرت ليکر پہونچا اسي دن ميں نے محفل ميلاد شريف منعقد کي - بعد ختم ذکر رسول مقبول صلي الله عليہ وسلم چندہ کيا گيا اصحاب ذيل نے شرکت چندہ فرمائي بذريعہ مني آرڈر ارسال خدمت هے :

جناب شيخ مولا بخش صاحب ايک روپيہ - جناب دير محمد صاحب ۲ - روپيہ - ظہور الحق صاحب ايک روپيہ حبيب الله صاحب ايک روپيہ -

(از جناب شيخ ولي محمد عباسي صاحب مہاوز - خريدار الہلال)

جب سے مهاجرين عثمانيہ کے مصائب واحتياج کے تار کا مضمون اور آپ کي اپيل درباره اعانت الہلال ميں ديکھي هے اسوقت سے ميرے دل کي عجيب کيفيت هورهي هے -

گو ميں کم استطاعت هوں تاهم ميں نے اسي وقت نصف تنخواہ بھيجنے کا مصمم ارادہ کرليا تھا - مگر ساتھہ هي اسکے شب روز يہ فکر بھي دامن گير تھي کہ اس ثواب عظيم ميں اپنے دوسرے بھائيوں کو بھي شريک کرنے کي کوشش کروں - ليکن چونکہ اسوقت سے اب تک ميرا زيادہ قيام کسي ايسي جگہہ نہيں هوا جہاں کثير آبادي مسلمانوں کي هو ' اس سبب سے کوئي بڑي رقم جمع هو نہ سکي - صرف اس وقت سے ايسے ديہات ميں دورہ کر رہا هوں

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, August 20, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

سکریٹری لیڈیز کلب بھوپال سنٹرل انڈیا بھیجکر مشکور فرمائینگی - سکریٹری صاحبہ موصوفہ ہر خاتون کی درخواست پر قواعد نمایش وغیرہ بھیجدینگی -

اس نمایش کے ساتھہ ساتھہ پھول اور ترکاری وغیرہ کی بھی نمایش ہوگی فقط

دستخط - اودھہ نراین بسریا
چیف سکریٹری دربار - بھوپال

فہرست انعامات
متعلق
نمایش دستکاری خواتین
بمقام بھوپال

شرح خاص انعامات

تمغۂ طلائی — کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغۂ نقرہ — اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے وسط ہند کے کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغۂ طلائی — کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو بھوپال میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی کا بنایا ہوا ہو -

تمغۂ نقرہ — اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو وسط ہند میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی نے بنایا ہو -

شرح کام	و انعامات
١ - لیس کا کام	ایک تمغۂ طلائی - دو تمغے نقرہ - تین تمغے برونز یعنی کانسہ -
٢ - ڈران تھریڈ یعنی کپڑے کے دھاگے نکالکر - کام بنانا	دو تمغے نقرہ - تین تمغے برونز -
٣ - کلابتوں کا کام سنہری و روپہلی	ایک تمغۂ طلائی - تین تمغے برونز -
٤ - سوزن کاری (کین وس - سائٹین - ریشم - مخمل - جالی - یا لینن پر)	ایضاً
٥ - کروشی کا کام (سوتی)......	ایک تمغۂ نقرہ - دو تمغۂ برونز -
٦ - ایضاً (اونی)	٣ - تمغۂ برونز -
٧ - بنائی (نٹنگ) کا کام (سوتی یا اونی)	ایضاً
٨ - ربن یعنی فیتہ کا کام	ایک تمغۂ نقرہ - دو تمغے برونز -
٩ - نقاشی (کسی چیز پر ہو)	دو تمغے نقرہ - دو تمغے برونز -
١٠ - اون - کپڑے - روئی یا مٹی کے نمونہ پھول - پھل اور پردوں کے..............	دو تمغے برونز -
١١ - کشیدہ کا کام	ایک تمغۂ طلائی - ایک تمغۂ نقرہ - دو تمغے برونز -
١٢ - پرت کا کام (بیڈورک) ...	ایضاً
١٣ - تصویروں کو کپڑے پہنانا...	ایک تمغۂ نقرہ - دو تمغے برونز -
١٤ - واٹرکلر اور آئل پنٹنگ (تصاویر آبی و روغنی) ...	دو تمغے طلائی - ایک تمغۂ نقرہ -
١٥ - کریول ورک............	ایک تمغۂ طلائی - ایک تمغۂ نقرہ - دو تمغے برونز -
١٦ - دیگر ورک	ایضاً
١٧ - پھول	دو تمغے نقرہ
١٨ - ترکاری	دو تمغے نقرہ

(دستخط) آبرو بیگم
سکریٹری پرنس اف ویلز لیڈیز کلب - بھوپال

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ
(٩)

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب شیخ فتح دین صاحب وٹرنیری انسپکٹر محکمۂ آرمی ریمونٹ - لائل پور	٧	-	-
اہلیہ جناب محمد عبد الغنی صاحب پارچہ فروش ٹانڈرنجی - برہما	٢٥	-	-
جناب محمد فضل الرحمن صاحب - فارسٹ اینجینیر - اٹک	١٦٠	-	-
چندہ مسجد اہل حدیث - بنیا پوکھر روڈ - کلکتہ	١٠	٥	٦
جناب محمد سعید خانصاحب	١٥	-	-
جناب شیخ مولا بخش صاحب - بیرنگیان مظفر نگر	١	-	-
جناب دین محمد صاحب	٢	-	-
جناب ظہیر الحق صاحب	١	-	-
جناب محمد عیسی صاحب	١	-	-
جناب حبیب الله صاحب	١	-	-
ایک بزرگ از قصور	٦٠	-	-
جناب ایس - عزیز - ایس - زاہد - ایس - سلیم صاحبان سوداگران آرہ	٢٠	-	-
جناب محمد اعظم صاحب جہت پٹ	٢	٧	-
جناب مقصود علی صاحب	٥٤	-	-
جناب نصیر حیدر صاحب سکریٹری دی اسکالرسی کلب علیگڈہ	٦	-	-
جناب مولوی ظہور الحق صاحب - اٹاوہ	٧	١١	-
جناب احمد الله خانصاحب - سب انسپکٹر پولیس - کاکوری - لکھنؤ	١	-	-
جناب غلام علی الدین محمد صاحب بارہ - پٹنہ	٨	-	-
جناب مولوی افضال الحق صاحب رامپور	٢	٨	-
جناب محمد عبد العظیم صاحب - دسنہ - پٹنہ	٢	١٠	-
جناب مولوی شیر احمد خان صاحب برنیگر	٨	-	-
رحمت بی بی صاحبہ جہان آباد	٢	-	-
جناب حکیم خواجہ عبد الشکور صاحب کانپور	٣	-	-
جناب محمد قمر الدین صاحب مرچنٹ نوادہ - گیا	٥	-	-
جناب نواب زادہ قمرالدین حیدر صاحب قیصر اسٹریٹ - کلکتہ	٢	٨	-
جناب چودھری حکیم قیام الدین صاحب تحصیلدار محمد آباد	٥٧	-	-
جناب شیخ ولی اشرف صاحب علوی راے بریلی	٨	-	-
جناب عبد الرحمن صاحب	٨	-	-
جناب مدار صاحب خیاط موضع مجادی دیوارہ مدید ڈاکخانہ مہرا گنج - اعظم گڈہ	٥	-	-
جناب مولوی مشتاق حسین صاحب پیشکار رامپور ریاست	٨	-	-
جناب غلام صمدانی خانصاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور	٨	-	-
میزان	٥٠٢	١	٦
سابق	٨٠٥٥	٧	٦
کل	٨٥٥٧	٩	-

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکلف بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ۴ روپیه ۱۲

ایک هفته وار مصور رساله

جلد ۳ — کلکته: چهار شنبه ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ هجری — نمبر ۸

Calcutta Wednesday, August 20, 1913.

فهرست

تصاویر

مالا بد منه

(۱) سرمایه مسجد کانپور کے متعلق مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسه ۱۵ - اگست سنه ۱۹۱۳ع کو دوپہر کے بعد رفاه عام کی عمارت میں منعقد هونے والا تها - جلسه کی اطلاع ایک هفته قبل کثیر التعداد اشتهارات کے ذریعه سے دی جاچکی تهی' حکام ضلع نے وسیع پیما نے پر تمسخر انگیز احتیاطیں کی تهیں' مسلم پولیس پا برکاب رکهی گئی تهی' کارتوسوں کی کافی سے زائد مقدار تقسیم کر دی گئی تهی' رفاه عام کی تمام سڑکوں پر فوج کی حیرت انگیز جمعیت نگرانی کررهی تهی' قصبات و دیهات سے صدها مسلمان جوق در جوق آرهے تهے' دو بج چکے تهے' جلسه بر سر آغاز تها که سٹی مجسٹریت اور سپرنٹنڈنٹ پولیس' سپاهیوں کی ایک فوج لیے هوئے' جس میں مسلم سپاهی بهی شامل تهے' موقع پر نمودار هوئے' اور لفٹنٹ گورنر کے خاص اختیار کی بناء پر جلسه کو روکدیا - هزارها مسلمان سخت مایوسی کے عالم میں اپنے اپنے گهر واپس گئے - اس تشدد سے شهر میں سخت اضطراب پهیلا هوا هے -

یه امر خاص طور پر قابل ذکر هے که میں دهلی سے لکهنؤ آیا که جلسے میں تقریر کروں اور ایک فریضهٔ ملی ادا کروں' مگر شهر میں یه عام خیال هے که میرا آنا حکام کو خاص طور سے ناگوار هوا -

(۲) اعانهٔ مظلومان کانپور کی رفتار بالکل هی رکی هوی هے' ضرورت تو یه تهی که غیرتمند مسلمان فوق العاده جوش و خروش سے اس مقدس سرمایه میں حصه لیتے اور اس کی فراهمی میں قرون اولی کی اُس نظیر کو تازه کرتے جب استمداد کی ایک آواز بلند هونے پر هر ایک مخلص مسلمان اپنے تمام سرمایه کو اسلام پر سے نثار کر دیتا تها' لیکن افسوس هے که بے حسی کچهه ایسی چها گئی هے که ادهر توجه تک نهیں' کیا میں باور کرلوں که اسلام اپنے فرزندوں کی حمایت کے لیے استغاثه کر رها هو اور مسلمان اُس کی آواز سنیں' اُس کی حالت دیکهیں' اور اُس کے نتایج سے متاثر هوے پر بهی "لهم قلوب لایفقهون بها' ولهم اعین لایبصرون بها' ولهم اذان لایسمعون بها' اولئک کالانعام بل هم اضل" کی تصویر بنے رهیں گے؟ انا لله وانا الیه راجعون!

ور غارتگري کو بر برديت مين ان سفاکيون اور غارتگريون کے برابر بيان کر رهے هين جو ترکون سے منسوب کيجاتي هين -

ايک شکست خورده پيچهے هٹنے والي فوج کا مزاج خطرناک هوتا هے ' وه قابو سے باهر هو جاتي هے ' ليکن يه ياد رکهنا چاهيے که نگرتا جو بلغاري مظالم کي حيثيت سے خاص طور پر علحده کر ديا گيا هے ' زياده تر ان عورتون اور مردون سے آباد هے جنهون نے آخر مين بلغاري مقاصد مين حصه ليا تها اور جو مذهبي حيثيت سے زياده تر عيسائي هين - اس سے زياده اچانک کوئي جنگ نهين هوئي اور اگر وه بيانات صحيح هين جو قطرون کي طرح اس سرزمين سے ٹپک رهے هين تو يه سب سے زياده خوفناک واقعات هونگے جو کبهي نهين لکهے گئے -

مينچسٹر گارجين کا بيان هے :

ترکون نے چتلجه سے اپني پيشقدمي کي جو تشريح بهيجي هے اسکا موازنه اب رياست هاے بلقان کي حرکتون سے کيا جاتا هے ' اس سے ترکون کي بهت بڑي عزت ظاهر هوتي هے ' وه يه کهنا نهين چاهتے که معاهده لندن کو چاک کر ديا جاے ' جس پر ابهي انهون نے دستخط کيے هين ' بلکه وه حد اينوس و ميديا پر قبضه کرنا چاهتے هين جو معاهده ان کو ديتا هے -

يه تشريح غالبا بالکل معصوم نهين جسقدر که معلوم هوتي هے ' کيونکه حد اينوس و ميديا کي حد بندي ابهي نهين هوئي هے ...

... تاهم وه اپنے طرز عمل کے جوهر سے علحده نهين هوے ' کيا اچها هوتا اگر عيسائي سلطنتين بهي ايسا هي برتاؤ کيے هوتين "

سوال يه هے که اگر اب بهي يورپ کے تمدن کو ترکون کے توحش کي شکايت هے تو کيا اس عالم آشوب مدنيت کو (لسان الغيب) کے اس بيان حال سے مناسبت هو سکتي هے جسکا ماحصل يه تها که :

من ارچه عاشقم و رندو مست و نامه سياه
هـزار شکـر که يـاران شهـر بے گنهند

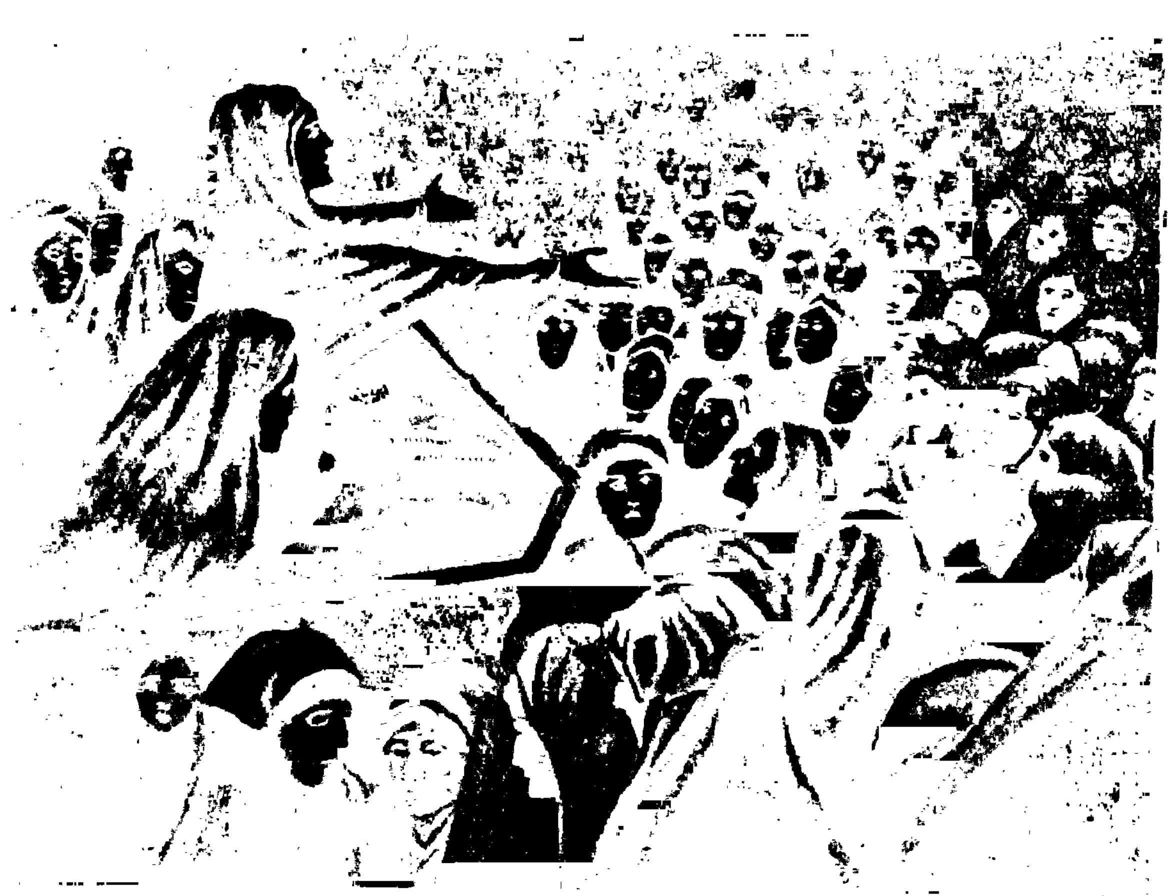
فضيلة النساء قوامات على الرجال

دنيا مين کيا کيا کچهه هو رها هے ' مرد کس انهماک مين هين ' عورتين کيا کر رهي هين ' قاهره کي فتاة النيل مردون مين کيسے جذبات حريت بڑها رهي هے ' صعيد کي سارة بدريه نے ادبيات عرب مين کيا انقلاب پيدا کر رکها هے ' قسطنطنيه کي خاتونين کس انهماک کے ساتهه مردون کي حالت درست کرنے مين منهمک هين ' مگر ايک همارا ملک هے که يهان عورتين تو عورتين مرد بهي اپنے فرائض سے بے خبر هين ' خواتين ترک کي ايک بهت بڑي شاندار مجلس قائم هوئي هے جو مرکزي انجمن کي حيثيت رکهتي هے اور اس کي شاخين ملک کے مختلف مقامات مين قائم هين ' مجلس اپنے خزانے سے ' جس کا مدار صرف عورتون کے اعانات پر هے ' لڑکيون کو تعليمي وظائف ديتي هے ' ان کو تعليم دلاتي هے ' تربيت کا انتظام کرتي هے ' خانه داري (تدبير منزل) سکهاتي هے ' مذهب اور قوميت کا جوش بڑهاتي هے ' موزون و مناسب حال صنعتون کي مشق کراتي هے ' يتيم ' بيمار ' ضعيف ' نادار ' بے استطاعت بے کار عورتون کے معاش و کفاف کا سامان بهم پهونچاتي هے ' اور ان تمام فرائض کو خاص نگراني کے ساتهه حتى الوسع آداب اسلام کے مطابق انجام دلاتي هے ' چار هزار سے زائد مسلمان لڑکيان اسکول کا نصاب ختم کرکے اس وقت ترکي يونيورسٹي (دار الفنون) کي تعليم حاصل کر رهي هين اور طرز تعليم سے اس حقيقت کو ساري دنيا سے منوا نے پر آماده هين که :

ولو کان النساء کمن ذکرنا　　لفضلت النساء على الرجال

(هر جگه اگر ايسي هي عورتين هونے لگيں تو مردون پر يقيناً عورتون کي فضيلت مسلم هو جاليگي)

هـذي المـکارم لاغنـم و ادلال '



قسطنطنيه کي چار هزار مسلمان عورتين ترکي يونيورسٹي مين ايک علمي لکچر سن رهي هين

هندوستان کي پردگيان عصمت کو اگر ان واقعات سے عبرت پزير هونے کا عملي موقع خاطر خواه حاصل نهين هے تو کاش مردون هي کو غيرت آتي اور ان حوادث سے کچهه سبق ليتے ' ليکن ايسي قوم سے کيا اميد هو سکتي هے جسے تازيانهٔ حوادث کي زبانين سورة القارعه سنا رهي هون مگر وهان

" کچهه ايسے سوئے هين سونے والے که جاگنا حشر تک قسم هے " کا عالم پيش نظر هو ' جب يهي بے حسي هے تو آرزوے ترقي کيون ؟ اور ملال تنزل کس ليے ؟

تصحيح

۱۰ - رمضان (۱۳ - اگست) سنه ۱۳۳۱ هـ / ۱۹۱۳ ع کي اشاعت مين مقالهٔ افتتاحيه (ليڈنگ آرٹيکل - صفحه ۴ - کالم ۲ - سطر ۳۰) مين دس پندره هزار کے الفاظ غلط چهپ گئے هين ' دس پندره سو پڑهنا چاهيے '

شذرات

یورپ کیوں خاموش ہے ؟

ادرنہ فتح ہوگیا ' وزراے انگلستان کی آرزوئیں خون ہوگئیں ' ملک و قوم کو سخت سے سخت داغ اٹھانے پڑے ' یہ سب کچھہ ہوا مگر یورپ خاموش ہی رہا ' اس کا راز اب تک ظاہر نہیں ہوا تھا ' لیکن تازہ ولایتی ڈاک کے اخباروں نے یہ حقیقت منکشف کردی -

لندن ٹائمز ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کی اشاعت میں لکھتا ہے :

ترکی نے وہ حرکت کی جس کے متعلق اسکے تمام بہترین احباب کو ' نہایت سرگرمی کے ساتھہ امید تھی کہ وہ نہ کریگی ' یعنی وہ خط اینوس میڈیا کو عبور کر گئی ہے ' وزیر مستعمرات (سکریٹری آف اسٹیٹس) کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے بلغاری نائب سفیر (Charge d' Affairas) چہار شنبہ کو دفتر خارجیہ میں آیا - اسکے بیان کی تائید سوفیا سے بھی ہوئی ' اب اس بات میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے لولی برغاص پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے اور قرق کلیسا و نیز ادرنہ کی طرف بڑہ رہے ہیں

ایم مدکوف نے سر ایڈورڈ گرے کے سامنے ان کی کارروائی کے خلاف اس بناپر اعتراض کیا ہے کہ یہ کارروائی اس عہد نامہ کا نقض ہے جو ترکوں اور حلفاء بلقان میں ہوا ہے اور جسکو یورپ کی منظوری حاصل ہوچکی ہے -

بے شبہ اس کارروائی سے اس عہد نامہ کو صدمہ پہنچتا ہے مگر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شعلہاے جنگ کو خود ہی دوبارہ مشتعل کرنے کے بعد دول عظمی کے شرائط کو صحیح و سالم خیال کرنے کا کوئی قانونی یا اخلاقی حق بلغاریا کو ہے ؟

اس کو محسوس کرنا چاہیے کہ اس نے اپنی ستم آرائی اور سنگدلی کے ہاتھوں (جسکی وجہ سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس نے جنگ کی رہنمائی کی) اس ہمدردی اور تحسین و آفرین کو ایک بڑی مقدار میں ضائع کر دیا جو اسکو یورپ میں اپنی آزادی کے زمانہ سے لیکے ترکوں سے جنگ کے وقت تک حاصل تھی -

اس نے دیدہ و دانستہ دول کے مشورے سننے سے انکار کیا ! اس لیے اب وہ یورپ سے امید نہیں رکھسکتی کہ وہ اسکی غلط کاریوں اور حماقتوں کے خمیازوں سے اسکو بچا لیگا -

حلفاء بلقان میں خانہ جنگی واقع ہونے سے ترکوں میں ایک شدید ترغیب پیدا ہوگئی ' اور ایسا ہونا یقینی امر تھا - اسکے روکنے کے لیے عقل اور طاقت کی ضرورت تھی ' مگر قسطنطنیہ کی موجودہ حکومت نہ قوی ہے اور نہ اس نے دانشمندی کے تمام آثار و علائم دکھلے ہیں -

ترکوں نے جو کارروائی کی ہے اس پر ہم متعجب نہیں ہوسکتے - کیونکہ ان کو عوام کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت تھی ' گذشتہ چند ماہ کی ذلتوں اور نقصانوں کے بعد قومی فتح و سربلندی کے برابر کوئی شی ہردل عزیز نہیں ہوسکتی ' لیکن ان کی یہ حرکت گو غیر متوقع تو نہیں مگر عاجلانہ اور خطرناک ضرور ہے - ادرنہ پر دوبارہ قبضہ کرلینے سے انہوں نے اس قانونی حیثیت کو ذبح کردیا ہے جو انکو عہد نامہ کی رو سے حاصل تھی - وہ یورپ میں اپنی بقیہ بادشاہی کو ایسے وقت میں بیشمار خطروں میں ڈال رہے ہیں جب کہ انکا اقتدار بہت سے اطراف و اکناف میں سخت متزلزل ہو رہا ہے - ایک فوری امن مشرق قریب کی تمام سلطنتوں کے لیے درکار ہے مگر ترکی سے زیادہ کسی کے لیے ناگزیر نہیں -

فتح اس لیے بہت تھوڑے فوائد لا سکتی ہے مگر " پیچیدگیاں " جن کے لیے اس نے اپنے واسطے پھر لڑائی کا اب دروازہ کھول دیا ہے نہایت آسانی سے اسکے روبرو بربادیوں کا سیلاب لا سکتی ہیں -

اسوقت جو کچھہ ہورہا ہے اس سے سر ایڈورڈ گرے کی دانشمندانہ روش کی تائید ہوتی ہے ' موجودہ حالات میں نقطۂ مداخلت دائرۂ بحث سے خارج ہے -

جغرافی اسباب " اتحاد " کی مہیب مجموعی مداخلت کو ناممکن قرار دیتے ہیں ' سیاسی خیالات بھی یورپ کے حکم کی حیثیت سے دول میں سے کسی کی مداخلت کو نا قابل عمل قرار دیتے ہوے معلوم ہوتے ہیں -

یورپ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مل کے کام کرنے کا سلسلہ جاری رہے - یہ جنگ افسوسناک ضرور ہے لیکن گو افسوسناک سہی مگر اتنی خوفناک نہیں جتنی کہ دول عظمی کی باہمی جنگ ہوتی - " اتحاد " کا پہلا کام اپنی حفاظت ہے - ممکن ہے کہ اس مقولہ میں کسی کو خود کامی کا شائبہ محسوس ہو مگر اس قسم کے احساس کا تموج صرف ان لوگوں کے کانوں سے متصادم ہوگا جو ابتدائی واقعات کو سامنے دیکھنے سے انکار کرتے ہیں " گویا ٹائمز اس وقت ترکوں کو دانشمند کہتا جب وہ سلطنت سے دست بردار ہوجاتے ' اور عین عقاہت تو یہ تھی کہ یورپ کی رعایا ہوکر رہتے -

سجیۃ ولا کریمۃ

ترک پہلے کسی زمانے میں منصور تھے ' ماموں تھے ' مگر اب تو فقط مظلوم رہ گئے ہیں ' اور یہ سفاکی انہیں اسلام سے وراثت میں ملی ہے ' یہ وہ الفاظ تھے جن کا اعادہ معرکۂ بلقان کے دنوں میں بار بار ہوتا تھا ' لیکن حقیقت دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی ' وہی زبانیں جو بلقانیوں کی ستایش اور عثمانیوں کی نکوہش کے لیے دل تک وقف تھیں آج ان کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا ہے -

ازن لوکر اینڈ تھورن لکھتا ہے :

حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں مقدونیہ میں داخل ہوے مگر وہ آج تمام ملک کو اس جنگ سے زیادہ سنگ دل جنگ میں ڈالنے کی طرف مائل ہیں جو عثمانی فتح کے وقت سے کبھی ابھی معلوم ہوتی رہی ہے -

اسپکٹیٹر کے الفاظ ہیں :

دول عظمی نے البانیا کو علحدہ کرکے نا اتفاقی کا سبب پیدا کیا ہے اور اس بحث کے تصفیے کی ذمہ داری دول پر عائد ہوتی ہے ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ اس نتیجہ سے بچنا کیونکر ممکن ہے؟ البانیا کے حدود پہنچکر دول اپنا فرض ختم نہیں کر سکتے - ان کو تمام ریاستہاے بلقان کی حد بندی کرنا چاہئے -

مینچسٹر اوبزرور کی راے ہے :

وقت کی گردش کے پاس انکشاف کے لیے عجیب و غریب واقعات رہتے ہیں -

موجودہ زمانے کے لیے یہ بہت دور کی آواز ہوگی جب کہ گلیڈسٹون ترکوں کے لیے ہوے " بلغاری مظالم " کے خلاف اپنی فصاحت کی معرکہ آرائیوں سے سیاسی سرمایہ کا انبار جمع کر رہا تھا آج بھی " بلغاری مظالم " ہیں مگر انگریزی ارباب صحافت (جرنلسٹس) یونانی فوج کے ساتھہ مل کے بلغاریوں کے اعمال سفا کی

تمثال دفاع ملي و محاماة شرف



حریت و راست بازی کا ایک سچا فرزند :

مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ - لا

جو مشہد کانپور کے مقدمات میں اسلام کي طرف سے مسلمان گرفتاران بلا کي وکالت کر رہے ہیں

دع المكارم لاترحل لبغيتها واقعد فانك انت الطاعم الكاسي

(بزرگي و شرف حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دو، تم اس کے قابل نہیں ہو، جاؤ بیٹھو، تم صرف کھانے پینے کے مرد میدان ہو)

هفتهٔ جنگ

سلنجي ' بلغراد اور بخارست کي طرح صوفیا میں بھي صلح پر اظہار مسرت کیا گیا اور کیوں نہ ہوتا کہ ملک مفتوح ہوتے ہوتے بچا ' فرڈینڈ شاہ بلغاریا صلوۃ الشکر پڑھنے کلیسا گیا ' مشہور ترانہ سپاس ٹي ڈي ام (Te Deum) نہایت خشوع و خضوع و امتنان کے ساتھہ گایا گیا کہ خداوند نے اپنے فرزند کي بھیڑوں کو فنا کے بھیڑیے سے بچا لیا - مگر جس بات پر اتني خوشي منائي گئي ہے اسکا انجام کیا بخیر ہوگا ؟ اسکا فیصلہ مستقبل کے ہاتھہ ہے - لیکن بلغاري وکیل ایم - ڈن چیل کو تو رومانیا اور بلغاریا میں ایک نئي جنگ کے سامان نظر آرہے ہیں -

شاید شجاعت ادبي کے یہ معنے ہیں کہ گو واقعات بہ بانگ دہل شکست کا اعلان کریں ' مگر اپني زبان ' اعتراف سے آلودہ ہونے کے بدلے ہمیشہ عذر آمیز اور فریب کار تعبیریں تراشتي رہے - بلغاریا کے افسروں نے دشمن کے آگے ہتھیار ڈال دیے ' سپاہیوں نے لڑنے سے انکار کیا ' شاہ نے صلح کي التجا کي ' ملکہ نے " کارمین سلوا " سے رحم کی درخواست کي ' باایں ہمہ شاہ فرڈینڈ کے نزدیک یہ شکست نہیں بلکہ انتہائی ماندگي ہے ' قومي صلح نامے میں ارشاد ہوتا ہے -

" ہم تھک کے چور ہوگئے ہیں ' مفتوح نہیں ہوے ! " معلوم نہیں شکست کسے کہتے ہیں ؟

اسي صلحنامے میں بلقان کي دوسري ریاستوں پر تو علانیہ " غداری " کا الزام لگایا جا رہا ہے لیکن رومانیا کے متعلق زبان قلم خاموش ہے - شاہ رومانیا نے بلغاریا کي صلح جویانہ روش پر شاہ فرڈینڈ کو تحسین و آفرین کا جو تار بھیجا تھا ' اسکے جواب میں تو فرڈینڈ نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس خونریز جنگ یا بلغاریا کي کشمکش حیات و ممات کا خاتمہ رومانیا هي کي قابل قدر مساعی کا نتیجہ ہے - مگر فوج جسکو بلا واسطہ ان تمام مصائب سے دو چار ہونا پڑا ہے رومانیا سے سخت خار کھا رہي ہے ' وہ کہتي ہے کہ " اس عجز و درماندگي تک اسے رومانیا هي نے پہنچایا - "

فوجیں اپنے اپنے مقامات پر واپس جا رہي ہیں ' صوفیا کي فوج ۱٦ کو صوفیا پہنچگئي ' شاہ فرڈینڈ بنفس نفیس سب کے آگے آگے چلے مگر اس شان سے کہ جواہر نگار تاج کے بدلے پتوں کا ہار زیب سر تھا - کہ وحشت و همجیت اور درندگي ' کي طرح یہ بھي ایک دیرینہ آبائي رسم ہے ' پس جب وہ رسمیں نہیں ترک کی گئیں تو یہ کیوں ترک کي جاے ؟

بیان کیا جاتا ہے کہ زندہ قوموں کي طرح مصائب نے بلغاریوں کے جذبات کو پامال نہیں کیا ' وہ نہایت سختي کے ساتھہ ان مصائب کے خلاف برانگیختہ ہو رہے ہیں - آنے کو تو فوج شرمناک شکست و ہزیمت کی وجہ سے خاک بر سر آئي ہے مگر باایں همہ اہل وطن نے پوري وطن پرستانہ گرمجوشي کے ساتھہ پھولوں کي بارش اور تالیوں کے خروش سے اس کا استقبال کیا -

بلغاریوں کي سبعیت و درندگي نے غیر بلغاري بلقانیوں کے دلوں میں اسدرجہ نفرت و عداوت اور ہیبت و دہشت پیدا کردي ہے کہ اب انکے نزدیک بلغاریوں کي محکومي سے سخت تر کوئی عذاب هي نہیں ' صلح نامہ بخارست کي رو سے جو جو مقامات بلغاری حکومت کے تحت تصرف آنے والے ہیں وہاں کے تمام غیر بلغاري اپنے ہاتھہ سے ' اپنے مکانات تو ایک طرف رہے ' اپنے معابد و مساجد تک میں آگ لگا لگا کے بھاگ رہے ہیں ' بے اس مسلمانوں کا تو ذکر هي کیا ؟ البتہ یونانیوں کي مدد کے لیے انکي حکومت کمربستہ ہے - مگر مہاجرین ' کي کثرت کا یہ عالم ہے کہ مخصوص انتظام کے باوجود بھي حکومت کافي مدد پہنچانے سے عاجز ہے -

اس سلسلہ میں یہ خبر بھي قابل ذکر ہے کہ ادرنہ کے مسلمانوں یہودیوں ' ارمنیوں اور یونانیوں نے مل کر ایک وفد انگلستان اس غرض سے بھیجا ہے کہ ان کو ہلال کے سایے سے نکال کے ان بلغاري بھوکے بھیڑیوں کے رحم پر نہ چھوڑدیا جائے بلکہ ہلال هي کے زیر سایہ رہنے دیا جائے - وفد کا بیان ہے کہ وہ وزارت خارجیہ کے سامنے کاغذات اور عکسي تصاویر کے ذریعہ سے ان انسانیت سوز مظالم کا نقشہ کھینچیگا جو بلغاریوں نے کیے ہیں -

مگر سوال یہ ہے کہ کیا انگلستان کو انکا علم نہیں ؟ کیا اس نے یورپین نامہ نگاروں کی چٹھیاں نہیں پڑھیں ؟ کیا اس نے وہ پمفلٹ نہیں پڑھے جو عثماني کمیٹي نے شائع کیے ہیں ؟ پھر کیا وہ رپورٹ بھی نہیں پڑھي جو برطانی قونصل نے بھیجي تھي اور جسکي اشاعت کي دھمکي دے کر بلغاریوں سے صلحنامہ پر دستخط کرائے گئے تھے ؟ پس اگر ان جگر سوز اور دلگداز تحریروں سے اسکا دل نہ پسیجا تو کیا اب چند عکسی تصاویر اور کاغذات سے یہ پتھر موم ہوجائیگا ؟ کیا گلیڈسٹون کے " اصول زریں " کا نقض انگلستان کو گوارا ہوگا ؟ کیا انگلستان یہ دیکھلیگا کہ ادرنہ پر علم صلیب کے بلند ہونے کے بعد ہلال کا پرچم لہرائے - ؟ ...... امید خواہ کتنے هي خوش گوار خواب دیکھے مگر گذشتہ تجربہ کي راے نہایت تلخ ہے -

مسألۂ البانیہ

البانیہ اور جزائر ایجین کي قسمت کا کیا فیصلہ ہوا ؟ اس پر سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں ایک حد تک روشني ڈالي ' انہوں نے بتلایا کہ " سفرا کی موتمر البانیہ اور جزائر ایجین کے متعلق جو اسکے اجتماع کا مقصد اصلی تھی ایک اتفاق تک پہنچگئي ہے ' ایک بین الاقوامي مجلس ترتیب دیجائیگي ' جو البانیہ کے لیے ایک ایسي خود مختاري قائم کریگي جو دول کے انتخاب کردہ شہزادے کے ماتحت ہوگي "

انہوں نے بتایا کہ " بحري نقطۂ نظر سے برطانیہ کو جزائر ایجین سے خاص طور پر دلچسپي تھي - ہماري پوزیشن یہ ہے کہ انمیں سے کوئي جزیرہ بھي کسی بڑي سلطنت کے پاس نہ جائے ' اسمیں ذرا شک نہیں کہ ترکی جب عہد نامہ کا اپنا حصہ پورا کردیگي تو اطالیا فوراً جزائر مقبوضہ خالي کردیگي "

اس سلسلہ میں انہوں نے ایڈریانوپل اور تھریس کے دوبارہ قبضہ ترکی کی طرف بھي اشارا کیا ' انہوں یہ تسلیم کیا کہ " بلقان کی تمام ریاستوں نے صلحناموں اور عہد ناموں کے ساتھہ بے پروائي کي ' اور اس لیے اگر مجرم ہیں تو ترکی اور ریاستہاے بلقان دونوں ' بلکہ موخر الذکر زیادہ ' کہ ابتداء انہیں نے کي ' والبادي اظلم ' مگر تاهم اندار و تہدید کے لیے آپ نے صرف ترکي کو انتخاب کیا اور فرمایا کہ " اگر ترکي نے دول کے نصائح کو منظور نہ کیا تو مالی مشکلات یا دول میں سے کسي کي طرفسے مسلح مداخلت ' غرض اسے نہ کسي طرح مصائب و آفات کا سامنا کرنا پڑیگا " -

بعض یتلاومون ' قالوا : یا ویلنا انا کنا طاغین ' عسی ربنا ان یبدلنا خیراً منها ' انا الی ربنا راغبون '

شخص دوسرے کے مونھہ پر ملامت کرنے لگا کہ " افسوس ! ہمیں حد سے بڑھ گئے تھے ' شاید ہمارا پروردگار اس کے بدلے کوئی اس سے اچھا باغ ہم کو عنایت کرے ' اب ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں "

کذلک العذاب ' ولعذاب الاخرة اکبر ' لو کانوا یعلمون

ظالموں پر ایسا ہی عذاب اُترتا ہے ' اور انجام کار جو عذاب نازل ہونے والا ہے ' اگر اُس کی حقیقت جان لیں تو معلوم ہوگا کہ وہ اس سے بھی بڑا اور بہت بڑا عذاب ہے -

ان للمتقین عند ربہم جنات نعیم

جن لوگوں میں تقوے (اسلامی کیرکٹر) ہے ان لوگوں کے لیے بے شک اُن کے پروردگار کے پاس نعمت اور برکت والے باغ ہیں -

افنجعل المسلمین کالمجرمین ؟ مالکم کیف تحکمون ؟ ام لکم کتاب فیہ تدرسون ان لکم فیہ لما تخیرون ؟ ام لکم ایمان علینا بالغة الی یوم القیامة ان لکم لما تحکمون ؟ سلہم : ایہم بذالک زعیم ؟ ام لہم شرکاء ؟ فلیأتوا بشرکائہم ان کانوا صادقین ؟

کیا ہم مسلمانوں کو گناہ گاروں کے برابر کردینگے ؟ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ؟ کیسے حکم لگایا کرتے ہو ؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ جو تم پسند کروگے وہی تمہیں ملیگا ؟ یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو روز قیامت تک چلی جائینگی کہ تم جس چیز کی فرمایش کروگے وہی تمہارے لیے موجود کردی جائیگی ' ان لوگوں سے پوچھو کہ ان میں کون اس کا ذمہ دار ہے ؟ کیا ان لوگوں کے اور بھی شرکاے خدا ہیں ؟ اگر ہیں اور یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو لائیں حاضر کریں ؟

یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون ' خاشعة ابصارہم ترھقہم ذلة ' وقد کانوا یدعون الی السجود وہم سالمون

وہ دن آنے والا ہے جب کہ ساق کھلیگی اور ان لوگوں کو سرفگندگی کی دعوت دی جائیگی ' مگر اُس وقت ان میں اتنی قدرت و استطاعت کہاں ؟ اُن کی آنکھیں جھکی ہونگی ' صورتوں پر ذلت چھائی ہوگی ' یہ وہی لوگ ہیں کہ پہلے جب انہیں سرجھکانے کو کہا جاتا تھا تو اُس وقت یہ اچھے خاصے صحیح و سالم تھے -

فذرنی ومن یکذب بہذا الحدیث ' سنستدرجہم من حیث لا یعلمون واملی لہم ان کیدی متین '

ہم کو اور ان لوگوں کو جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ' اپنے اپنے حال پر رہنے دو ' ہم اسطرح پر کہ انہیں خبر بھی نہو آہستہ آہستہ ان کو کھینچتے اور ڈھیل دیتے چلے جارہے ہیں ' بے شک ہماری تدبیر نہایت پختہ و محکم ہے -

ام تسألہم اجراً فہم من مغرم مثقلون ؟ ام عندہم الغیب فہم یکتبون ؟ فاصبر لحکم ربک ' ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی ربہ وہو مکظوم '

یہ بات کیا ہے ؟ یہ اس قدر سرگراں کیوں ہیں ؟ کیا تم ان سے کسی بات کی اُجرت مانگتے ہو کہ اُس کے تاوان سے یہ دبے جارہے ہیں ؟ یا ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں اور یہ اُنکو لکھہ لیا کرتے ہیں ؟ بہر حال تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں ثابت قدم بنے بیٹھے رہو اور اُس مچھلی والے کی

لولا ان تدارکہ نعمة من ربہ لنبذ بالعراء وہو مذموم فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین (٦٨ : ٢ — ٢٧)

طرح نہ ہوجاؤ جس نے مغموم ہوکر خدا کو آواز دی تھی ' پروردگار عالم کا فضل و کرم اگر اُس کی دستگیری نہ کیے ہوتا تو برے برے حالوں فضاے زمین پر پھینکا ہوا پڑا رہتا ' لیکن پروردگار کو بندہ نوازی منظور تھی ' اُس نے نوازش کی اور پھر اپنے صالح بندوں میں (جو نیک و بہتر زندگی بسر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں) اُس کو شامل کرلیا -

([illegible])

کشف ساق (پنڈلی کھولنے) کی تشریحی کیفیت کیا ہے ؟ روایتوں میں ہے :

(١) قیامت کے دن مخلوقات کے روبرو خدا ممثل ہوگا ' مسلمان سامنے سے گزرینگے ' سوال ہوگا : تم کس کی عبادت کرتے ہو ؟ کہینگے : خدا کی ' خطاب ہوگا : تم خدا کو پہچانتے ہو ؟ کہینگے : پہچنوائیگا تو کیوں نہ پہچانینگے ' یہ سن کر خدا اپنی ساق کھول دیگا ' جتنے مسلمان ہونگے دیکھتے ہی سجدے میں سر جھکا دینگے ' منافقین کا گروہ سر جھکانا چاہیگا تو پیٹھہ سخت ہوجائیگی ' یہ فرق امتیازی مسلمانوں کو منافقوں سے متمائز کردیگا (١)

(٢) قیامت کے دن کفار و مشرکین کے روبرو اُن کے بت لاے جائینگے کہ دیکھو تم انہیں کو پوجتے تھے ' اب انہیں کے ساتھہ جاؤ دوزخ میں جلو ' پھر مسلمانوں کی نوبت آئیگی ' خدا اپنی ساق اُن کے لیے کھول دیگا ' سب کے سر جھک جائینگے ' منافقین سجدہ نہ کرسکینگے اس لیے جہنم میں گھر بسائینگے (٢)

(٣) اہل قیامت خدا کے روبرو چالیس برس تک ٹکٹکی باندھے کھڑے رہینگے ' برہنہ سر ' برہنہ پا ' برہنہ جسم ' غرق عرق ' چالیس برس تک اسی عالم میں رہینگے مگر کوئی بات تک نہ کریگا آخر میں خدا کی ساق کھل جائیگی اور پیشانیاں وقف سجود ہوجائینگی (٣)

(٤) قیامت میں منادی ہوگی کہ ہر گروہ اپنے اپنے سرگروہ کے ساتھہ ہولے ' بت پرست بتوں کے ساتھہ ' باطل پرست اپنے بے حقیقت پیشواؤں اور دیوتاؤں کے ساتھہ ہولینگے ' اور سب آگ میں جھونکے جائینگے ' خاصان بارگاہ جب باقی رہینگے تو خدا اپنی صورت بدل دیگا ' ساق کھل جائیگی ' اور منافقین کے علاوہ تمام اہل اسلام سربسجود ہوجائینگے (٤)

انہیں روایتوں میں اُس عجیب و غریب پل (صراط) کا تذکرہ بھی ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ پتلا ہوگا ' جہنم کے زبانے شرر افشانی کررہے ہونگے ' آگ کا دریا لہریں مار رہا ہوگا یہ پل اسی کے وسط میں ہوگا جس کو عبور کرنے پر باغ بہشت کی فضا ملیگی ' تاریکی قیامت کی محیط ہوگی ' اس عالم میں

(١) محمد بن بشار قال ثنا سفیان عن سلمة بن کہیل قال ثنا ابو الزعراء عن عبد الله قال یتمثل الله للخلق یوم القیامة الخ -

(٢) یحیی بن طلحة الیربوعی قال ثنا شریک عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن [illegible] عبد الله بن مسعود قال الخ

(٣) ابو کریب قال ثنا الاعمش عن المنہال بن قیس بن سکن قال حدث عبد الله وهو عند عمر یوم یقوم الناس لرب العالمین قال الخ [illegible]

(٤) موسی بن عبد الرحمن المسروقی قال ثنا جعفر بن عون قال ثنا ہشام بن سعد قال ثنا زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا کان یوم القیامة الخ -

وہذہ الروایات بعضہا واہیة وبعضہا من ضعاف الاخبار ' لا یتبین منہا حقیقة ولا یسمن ولا یغنی من جوع ' وقد اکتفینا علی سرد مصادیقہا حاذفا للفضول و الله یقول الحق وهو یہدی السبیل [illegible]

الهلال

۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

وقت است کہ وقت بر سر آید

(۱)

کشف ساق سے قرآن کا مدعا کیا ہے ؟

جس وقت کا کہنا تھا وہ وقت آگیا آخر ' قدرت کاملہ نے اسلام پر کفر کے غالب ہونے کے جو علامات بتائے تھے ' ایک ایک کرکے سب پورے ہورہے ہیں ' ارباب اقتدار ہم سے مداہنت کے خواہشمند ہیں اور ہم اُن کی غرض پوری کرتے ہیں ' وہ قسمیں کھاتے ہیں ' حلف اُٹھاتے ہیں ' قانون بناتے ہیں ' مذہبی احترام کا پیغام سناتے ہیں کہ عبادت گاہیں قائم رہینگی ' عبادتیں قائم رہینگی ' شعائر اللہ قائم رہینگے ' مگر کوئی ایک چیز بھی قائم نہیں رہنے پاتی ' قول و قرار ٹوٹتے ہیں ' ہر بار اُس کا اعادہ کرتے ہیں ' اور ہر موقع پر اُس کو یاد دلاتے ہیں ' ہم جانتے ہیں کہ یہ وعدے وفا ہونے والے نہیں ' یہ عہد توڑنے کے لیے باندھے گئے ہیں ' یہ قانون فسخ و ترمیم کے لیے بنا ہے ' یہ اعلان اخفاے حقیقت کے لیے ہوا ہے ' اس اقرار سے ضرورت کے وقت انکار کی ادائیں بھی نکل سکتی ہیں ' سب کچھہ ہے ' مگر اس پر بھی ہم اُن پر اعتماد کرتے ہیں ' اُن کی بات مانتے ہیں ' اُن کا حکم مانتے ہیں ' اُن کی اطاعت کرتے ہیں ' اور اُن کی خاطر سے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں کہ واقعات و حوادث کی جو لوگ صریح تکذیب کرتے ہوں ' منع خیر پر آمادہ ہوں ' تعدی و تطاول میں حد سے بڑھ گئے ہوں ' احکام اسلام کو پرانے ڈھکوسلے سمجھہ رہے ہوں ' چاہتے ہوں کہ تمام دنیا پر اُنہیں کا تسلط بیٹھہ جائے ' سارا زمانہ اُنہیں کا حلقہ بگوش رہے ' اور تسلط و اقتدار کے دائرے سے کوئی غریب مسکین آدمی بھی مستثنی نہ رہنے پائے ' ایسے لوگوں کی اطاعت ممنوع ہے ' اور اگر ہم خود اس حکم کی اطاعت کرینگے تو ہمارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان سرکشوں کا ہوگا -

خطرات فراہم ہو رہے ہیں ' دل بندھہ رہا ہے ' گھٹائیں چھارہی ہیں ' مطلع مکدر ہے ' کڑک اور کوندے کی پیشگوئی سننے والے کان بہرے ہوگئے ہیں ' طوفان احساس کو روکنے کے لیے آگ اور تلوار سے بند باندھے جارہے ہیں ' جذبات کا اظہار معصیت ہے ' جرم ہے ' گناہ ہے ' اکبر الکبائر ہے ' وہ پاک ہستیاں محل نقد میں کیوں کر آسکتی ہیں جن کے رنگ و روغن خون میں نہا نہا کے نکھرے ہیں ' وہ جو کہیں حق ہے ' جو کریں عدل ہے ' من حیث خرجت فول وجہک شطرھم ولا تکن اول کافربهم -

آنے والی خطرناک گھڑی کی ساقیں کھل چکی ہیں ' بصارتیں جھک گئی ہیں ' اب چہروں پر ذلت کا چھا رہنا باقی ہے ' " سن لیجیو کہ وہ بھی مساوات ہوگئی " یہ کوئی فرض وحدس یا ظن و تخمین کی باتیں نہیں ہیں ' ان کی پیش خبری خود کلام الہی میں موجود ہے ' سورۂ قلم میں ہے :

فستبصر و یبصرون ' بایکم المفتون ؟ ان ربك اعلم بمن ضل عن سبیله و هو اعلم بالمهتدین -

عن قریب تم بھی دیکھہ لوگے اور یہ کفار بھی دیکھہ لینگے کہ تم دونوں فریقوں میں کون سا فریق مفتون ہے ؟ بے شک تمہارا پروردگار ہی اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹکے ہوے ہیں ' اور وہی اُن لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں -

فلا تطع المکذبین ' ودوا لو تدھن فیدھنون ' ولا تطع کل حلاف مهین ' هماز مشاء بنمیم ' مناع للخیر معتد اثیم ' عتل بعد ذلك زنیم ' ان کان ذا مال و بنین ' اذا تتلی علیه ایاتنا قال : اساطیر الاولین ' سنسمه علی الخرطوم

تم جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا ' نہ اُن کے کہنے میں آجانا ' وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم مداہنت کرو اور ڈھیل دو تو وہ بھی ملائم پڑجائیں ' خبردار ! تم کسی ایسے کی اطاعت نہ کرنا ' اور نہ اُس کی بات ماننا ' جو بہت ساری قسمیں کھاتا ہے ' ابرو باختہ ہے ' لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے ' چغلیاں لگاتا پھرتا ہے ' اچھے کاموں سے لوگوں کو روکتا ہے ' حد سے بڑھہ گیا ہے ' بدکار ہے ' اکھڑ ہے ' اور ان عیوب کے علاوہ بد اصل بھی ہے - اس بنا پر کہ وہ مال و اولاد والا ہے ' جب ہماری آیتیں اُس کو پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ " یہ تو اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں " اچھا ! دیکھو تو ! ہم عن قریب اُس کے ناکڑے پر داغ لگائینگے -

انا بلوناهم کما بلونا اصحاب الجنة اذ اقسموا : لیصرمنها مصبحین ' ولا یستثنون ' فطاف علیها طائف من ربك وهم نائمون ' فاصبحت کالصریم '

جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو آزمایا تھا اُسی طرح ہم نے ان کافروں کی بھی آزمایش کی ہے ' اُن باغ والوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ " صبح ہوتے ہی ہم اُس کے میوے ضرور توڑینگے ' اور اس میں کوئی استثنا بھی نہ ہونے پائیگا " وہ سوئے کے سوتے ہی رہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے باغ پر ایک ایسی بلا چھا گئی کہ صبح ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی خالی رہ گیا ' جیسے کوئی سارے میوے توڑ لے گیا ہو '

فتنادوا مصبحین ' ان اغدوا علی حرثکم ان کنتم صارمین ' فانطلقوا وهم یتخافتون ' ان : لایدخلنها الیوم علیکم مسکین '

سویرے جب وہ لوگ اُٹھے تو ایک دوسرے کو آواز دی کہ " تم کو میوے توڑنے ہیں تو اُٹھو ! تڑکے سے باغ میں جا پہونچو " لوگ اُٹھے اور چل کھڑے ہولئے ' آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ " دیکھنا ! آج کوئی غریب آدمی باغ کے اندر تمہارے پاس نہ آنے پائے "

وغدوا علی حرد قادرین ' فلما راوها قالوا : انا لضالون ' بل نحن محرومون ' قال اوسطهم : الم اقل لکم لولا تسبحون ؟ قالوا سبحان ربنا انا کنا ظالمین -

غرض یہ سمجھہ کر کہ بس اب جاتے ہی سارے میوے توڑ لینگے ساز و سامان سے چلے اور سویرے پہونچ گئے ' باغ کو جب دیکھا کہ اُجڑا پڑا ہے تو کہنے لگے کہ " معلوم ہوتا ہے ہم راستہ بھول گئے ' نہیں راستہ تو یہی ہے ' ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی " آخر اُن میں جو شخص سب سے اچھا تھا اُس نے کہا کہ " میں تم سے کہتا نہ تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ؟ " ناچار سب کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ " ہمارا پروردگار پاک ہے ' ہمیں ظالم تھے "

فاقبل بعضهم علی

یہ سب ہوچکا تو اُن میں ہر ایک

...ابن عباس انه كان يقرء ... يوم ... عن ساق ' بمعني يوم نكشف القيامة عن شدة شديدة ' ... العرب تقول ... هذا الامر عن ساق اذا صار الى شدة (۱)

یہی روایت ہے کہ وہ دن کرب و سختي کا دن هوگا ' ابن عباس اس آیت کو یوں بھي پڑھتے تھے که " وہ دن جب هم ساق کھول دینگے " یعني بڑي سختي برپا کرینگے ' جب کوئي بات نهایت سخت هوجاتي ہے تو اهل عرب کہتے هیں " اس بات کي ساق کھل گئي " (۱)

عز بن عبد السلام لکھتے هیں :

هو مجاز عن مبالغته في حساب اعدائه و ... م و خزيهم و ... ' فان العرب يقولون لكل من جد في امر و بالغ فيه : ... عن ساقه ' و اصله ان من جد في عمل من الاعمال ' حرب او غيرها ' فانه يشمر ازاره عن ساقه كيلا يعوقه عن جده و سرعة حركته فيما جد فيه (۲)

آیت کے معنے مجازي هیں ' مراد یہ ہے کہ دشمنان خدا کے محاسبہ و تذلیل و رسوائي و تعذیب میں مبالغہ هوگا ' جب کوئي شخص کسي کام میں نهایت مبالغے کے ساتھہ کوشش کرتا ہے تو اهل عرب کہتے هیں " اس نے اپني ساق کھول دي " اس کي اصلیت یوں ہے کہ جب کوئي شخص کسي بڑے کام میں سرگرم هوتا ہے ' خواہ جنگ هو یا کوئي اور کام هو ' تو ازار کو اوپر چڑھا لیتا ہے کہ تیزي و سرگرمي کے ساتھہ جو کام کرنا چاهتا ہے اوس میں حرج واقع نہ هو (۳)

اس تشریح نے یہ حقیقت بھي واضح کردي کہ حدیث میں دامن جھاڑتے هوئے چلنے کي نسبت جو وعید وارد ہے کہ : من جر ازاره بالخيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة (جو شخص غرور و تکبر سے تہ بند کے دامن جھاڑتے هوے چلیگا قیامت میں خدا اس کے جانب ملتفت نہ هوگا) کا مفہوم اس ممانعت هي پر حاوي نہیں ہے کہ تہ بند یا عبائیں یا پاجامے اس قدر نیچے نہ پہننے چاهئیں کہ موریاں قدم تک کو چھپا لیں اور زمین پر لوٹتي چلیں ' بلکہ اس کے ساتھہ یہ مدعا بھي مضمر ہے کہ مسلمان کو مغرور نہ هونا چاهیے اور نہ فرط غرور سے اس کے لیے غافل رهنا زیبا ہے ' خدا کتني هي دولت دے ' کیسي هي ثروت ملے ' کتني کچھہ منزلت بلند هو ' مگر اس کو هر حال میں هوشیار رهنا لازم ہے کہ جب کبھي اور جہاں کہیں مشکلیں پیش آنے والي هوں وہ ان کے حل کرنے کے لیے پہلے سے آمادہ و مستعد رہے - عہد جاهلیت کے مشہور سخن سنج (درید بن الصمه) کے کلام میں یہي مفہوم مخفي ہے :

كميش الازار خارج نصف ساقه -

ورنہ کون کہسکتا ہے کہ وہ اهل عرب جن کو ارتداد گوارا تھا ' ترک ملک و مال گوارا تھا ' درہ عمریہ کا مقابلہ گوارا تھا ' مگر تہ بند کا ٹخنے کے اوپر رکھنا گوارا نہ تھا ' وہ نصف ساق کے تہ بند پہنتے رہے هونگے ؟

(٤)

مزید تشریح کے لیے مسئلے کو یوں سمجھنا چاهیے :

(الف) بے شبہہ خدا کے ساق نہیں ہے ' لیکن جنگ کے بھي تو ساق نہیں ہے ' با این همه اهل عرب کہتے هیں ؟

كشفت لهم عن ساقها و بدا من الشر الصراح

(ب) خطرے کے دانت بھي نہیں هوتے ' مگر ادبیات عرب کا مشہور و معروف شعر ہے :

قوم اذا الشر ابدي نا جذيه لهم
طاروا اليه زرافات و وحدانا

(یہ وہ لوگ هیں کہ جہاں خطرے نے انھیں اپنے دانت دکھائے کہ اس کي جانب دو دو ایک ایک کرکے اڑ چلے)

(ج) موت کے ناخن بھي تو نہیں هوتے ' مگر ابو ذویب هذلي کہتا ہے :

و اذا المنية انشبت اظفارها الفيت كل تميمة لا تنفع

موت نے جہاں اپنے ناخن مارے کہ پھر تم کسي ٹونے ٹوٹکے کو سود مند نہ پاؤگے -

(د) نرمي و نرم دلي (ذلت) کے بھي تو پر نہیں هوتے جسے نیچے لاسکیں یا اوپر اٹھا سکیں ' مگر اس آیت میں ہے :

و اخفض لهما جناح الذل من الرحمة

باپ ماں کے لیے مہرباني کے ساتھہ نرمي و ملایمت کے پر نیچے کرو یعني بچھادو -

(ہ) قرآن کے هات بھي تو نہیں هیں ' مگر قرآن خود کہہ رہا ہے :

مصدقاً لما بين يديه

قرآن کے دونوں هاتھوں کے بیچ میں جو چیز ہے ' یعني تورات و انجیل جو اس کے روبرو ہے ' وہ اس کي تصدیق کر رہا ہے -

(و) کفر بھي تو هات نہیں رکھتا ' مگر اس کے تذکرے میں ہے :

ذلك بما قدمت يداك

یہ کیفیت تیرے دونوں هاتھوں کي لائي هوئي ہے -

(ز) عذاب بھي تو کوئي مجسم هیکل نہیں ہے کہ اس کے هات پانؤں هوں ' مگر قرآن کا بیان ہے :

اني نذير لكم بين يدي عذاب شديد

سخت عذاب کے دونوں هاتھوں کے بیچ میں پڑنے سے میں تم کو ڈراتا هوں

(ح) ملکیت رکھنے والوں میں ایسے لوگ بھي هوسکتے هیں جن کے داهنے هات کٹے هوں یا سرے سے بنے هي نہ هوں ' خدا یہ سب کچھہ جانتا ہے اور پھر بھي کہتا ہے :

او ما ملكت ايمانكم

یا وہ جن کے مالک تمھارے داهنے هات هوے هیں -

واقعہ یہ ہے کہ اردو زبان کے ایک شاعر کے لیے جب یہ ادبي معذرت قابل پزیرائي ہے کہ :

هرچند هو مشاهدۂ حق کي گفتگو
بنتي نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر
مقصد ہے ناز و غمزہ ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنۂ و خنجر کہے بغیر

تو اهل نظر کی اس تحقیق پر کیوں نہ لحاظ کیا جائے کہ :

الغرض من هذا انه قد يعبر بالجوارح عن معان لا يصح ان يكون خارجة (۱)

غرض یہ ہے کہ تعبیر کلام میں اعضاي جوارح کا تذکرہ کرتے هیں اور اس سے وہ معاني مراد لیتے هیں جن کا اصل مفہوم سے الگ هونا درست نہیں (۱)

(لها بقية صالحة)

(۱) ابن جریر - ص ۲۴
(۲) الفارة الي الايجاز في بعض انواع المجاز - طبع قسطنطنیہ سنہ ۱۳۱۳ھ - ص ۹۰

[۱] کتاب الاشارہ - ص ۱۲۲

پل پرسے گزرنا پڑیگا ' جو ایماندار ہونگے وہ تو انوار الہیہ کی روشنی میں اس مسافت کو طے کرینگے ' مگر اہل کفر کے لیے روشنی کہاں؟ من لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور ' بے چارے پل پرسے کٹ کٹ کے گرینگے اور دوزخ میں پڑینگے -

اسلام کے علمی زمانے میں ان روایتوں کے اخذ رد میں کافی بحث ہوچکی ہے ' لیکن جب روایتیں ہی سرے سے مقطوع الاسانید ہوں ' متہتم الوضع ہوں ' بدیہی البطلان ہوں ' صدوق وثقہ رواۃ نہ رکھتی ہوں ' تو اُن کو روایت سمجھنا اور ان سے استدلال کرنا ہی غلط ہے ' خوش فہموں کو اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے اگر انہیں روایتوں کا سہارا ہے ' تو اہل نظر کو جواب دینا کیا ضرور ہے ؟

گر تو خوش باش کہ ماگوش بہ احمق نہ کنیم

(۲)

کشف ساق کے الفاظ ادبیات عرب میں کس معنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے دو خاص مقدمے ذہن نشین کرلینے چاہئیں :

(۱) ہر زمانے ' ہر ملک ' ہر قوم ' اور ہر زبان کے خاص خاص محاورے ہوتے ہیں ' روحانیت کے ساتھہ کمال اتصال کو توراۃ کے محاورے میں خدا سے لڑنے اور کشتی کرنے سے تعبیر کرتے ہیں ' قرآن ترحم و اشفاق کو آسمان کا رونا کہتا ہے ' اردو میں انکار کے لیے کانوں پر ہاتھ رکھنا مستعمل ہے ' حریفوں کو پامال کرنے کے لیے ایران کے قدیم محاورے میں " دشمن گرائی " کا استعمال تھا ' اعتلاء و اقدام کے لیے " بازو برافراختن " کہتے تھے ' و نحو ذلک ' ان سب میں محاورے کے اطلاق کو دیکھتے تھے ' الفاظ کے اصلی معنی سے بحث نہ تھی -

(۲) اسلوب تعبیر کی دو حیثیتیں ہیں (الف) حقیقت (ب) مجاز ' حقیقت و مجاز میں مختلف مناسبتیں ہوا کرتی ہیں ' جن سے ایک ہی لفظ جو پہلے کسی اور معنے کے لیے مستعمل تھا اب ایک جداگانہ معنے میں استعمال ہوسکتا ہے ' قرآن کریم ایک خاص مقام پر کہہ رہا ہے :

ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ' ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم	جہاں کہیں تین شخص گرم راز و نیاز ہوں وہاں اُن کا چوتھا خدا ہے ' پانچ ہوں تو اُن کا چھٹا شریک خدا ہے ' اس سے کم یا زیادہ جس تعداد میں بھی ہوں خدا اُن کے ساتھہ ہے -

یہ حقیقت اس مجاز سے وابستہ تھی کہ تین ہم صحبتوں کا چوتھا شریک اور پانچ شرکاے مجلس کا چھٹا جلیس اُن کے مکالمے سے آگاہ ہوتا ہے ' اُن کی راز داریاں اُس پر منکشف ہوسکتی ہیں ' اور وہ اُن کے خفایاے امور کو سن اور سمجھہ سکتا ہے ' آیت کا بھی یہی مدعا تھا ' اور اس کے لیے اس سے بہتر اسلوب ممکن نہ تھا -

ایک دوسری آیت میں ہے :

واعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ	خوب جان رکھو کہ انسان اور اُس کے دل کے مابین خدا حائل ہوجایا کرتا ہے -

دل اور جسم کے مابین حائل ہونے والے سے بڑھکر اور کون ہے جسے مخفی نیتوں کا حال معلوم ہوسکے؟ یہاں بھی جناب الہی کی یہی غرض تھی ' لہذا حقیقت اس مجاز کے لباس میں نمودار ہوئی -

ایک اور موقع پر ہے :

واللہ لا یستحیی من الحق	خدا کو اظہار حق میں کوئی شرم نہیں -

شرم (حیا) کی حقیقت یہ ہے کہ طبیعت میں ایک ایسا انکسار و انفعال پیدا ہو کہ ارتکاب قبایح سے نفس کو روک دے ' ظاہر ہے کہ شان الوہیت اس حقیقت سے نہایت ارفع ہے ' لیکن تجوز کے لیے یہاں ایک مجازی مناسبت موجود تھی ' یعنی شرمیلی طبیعتیں جس چیز سے حیا کرتی ہیں اُس کو ترک کردیا کرتی ہیں ' اس طریق تعبیر کو لے کر قرآن نے بتایا کہ شرم کرنے والے تو شرم کی بات کو ترک کردیتے ہیں ' مگر خدا کی بارگاہ اس سے بہت پرے ہے ' وہاں حقیقت حیا کی سمائی نہیں کہ حیا کرنے والوں کی طرح وہ بھی اظہار حق کو چھوڑ بیٹھے -

ایک مشہور آیت ہے :

الرحمن علی العرش استوی	خدا تخت پر کھڑا ہوا -

کھڑے ہونے (استواء) کی حقیقت میں استیلاء کا مجاز مضمر تھا ' اب بھی محاورے میں کہتے ہیں : بلغاریا کا تخت متزلزل ہوگیا ' یعنی اُس کے استیلاء میں ضعف آگیا ' پہلی صدی کا ایک عرب شاعر کہتا ہے :

قد استوی بشر علی العراق	من غیر سیف ودم مہراق
عہد اموی کا رکن سلطنت (امیر بشر) عراق کے تخت پر کھڑا ہوگیا	بغیر اس کے کہ تلوار چلائے یا خون بہائے

قرآن اور بھی یہ حقیقت اسی مجاز کے اسلوب میں نمایاں کرتی تھی

سورۂ رحمن کی ہیبت ناک وعدہ ہے :

سنفرغ لکم ایہا الثقلان	اے دونوں جماعتو! ہم عن قریب تمہارے لیے خالی ہوکر فراغت کو چاہتے ہیں -

فارغ ہونے اور خالی ہو بیٹھنے کی حقیقت اس مجاز سے منتقل کر دی کہ جن لوگوں کے مشاغل کثیر ہوتے ہیں وہ کوئی خاص مہتم بالشان کام کرنا چاہیں تو اس مشغولیت کے عالم میں خاطر خواہ کرسکینگے ' اس کے لیے انہیں ایک مخصوص وقت نکالنا ہوگا ' مفہوم دل نشین بنانے کے لیے قرآن کریم نے بھی اس تجوز کو لے لیا ' لوگو ! خبردار رہو ' تمہارا حساب کرنے کے لیے ہم عن قریب ایک خالی وقت نکالنے کو ہیں کہ اچھی طرح محاسبہ ہو اور کافی اطمینان و اختبار ہو جائے -

(۳)

کشف ساق سے مراد کیا ہے ؟ علامہ ابن جریر اس کا جواب دیتے ہیں :

قال جماعۃ من الصحابۃ و التابعین من اہل التاویل : یبدو من امر شدید ...... و کان ابن عباس یقول : کان اہل الجاہلیۃ یقولون شمرت الحرب عن ساق (۱) ...... و عن عکرمۃ فی قولہ یکشف عن ساق ' قال : ھو یوم کرب ' و ذکر عن	مفسرین صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ آیت " دن جب ساق کھلیگی " کے معنی یہ ہیں کہ امر شدید ظاہر ہوگا .... عبد اللہ بن عباس اس کی معنی میں کہا کرتے تھے " عہد جاہلیت محاورہ تھا کہ جنگ نے اپنی ساق سے ازار کو اٹھالیا " یعنی پوری طرح لڑائی چھڑ گئی (۱) ...... عکرمہ سے بھی اس آیت کی تفسیر میں

(۱) تفسیر ابن جریر - ج ۲۹ ص ۲۱

چه شدی نشستم درین سیر گم
که حیرت گرفت آستینم که قم

تحقیق اور تدقیق میں عمریں گذر جاتی هیں اور اوس حقیقت کا ایک شمه بهي دریافت نہیں هوتا ' جس کا شوق اور انہماک فطرت انساني میں ودیعت کیا گیا هے - لیکن اس عجز اور درماندگي سے یه لازم نہیں آتا که میں هاتهه پر هاتهه دهرے بیٹها رهوں' اور اپني تخلیق کي علت غائي کو فوت هوجانے دوں - مجهے اس عجز اور درماندگي میں بهي ایک نتیجه خیز رمز کا پته چلتا هے - میں اپنے خیال کو باوجود اس قدر آزادي اور وسعت کے کائنات پر محیط هونے سے عاجز پاتا هوں - کیا یه کائنات کي زبردست وسعت کا ثبوت نہیں هے ؟ کیا یه زبردست وسعت اس امر کي شہادت نہیں دیتي که میري تخلیق کي علت غائي مسلسل ترقي پر هے ؟ کیا اس سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا که اس وسیع اور پر از اسرار کائنات کا باکمال صانع کس قدر لا متناهي قوت و حکمت کا مالک هے ؟

خود اس امر کا احساس میرے خیال کو ' جو تحقیق اور تدقیق ' استدلال اور استقراء کي پر پیچ وادیوں میں' پڑا بهٹک رها تها' صراط مستقیم کي طرف کهینچتا هے' اور میرے دیدهٔ دل کے سامنے سے شبهات اور اوهام کي غلیظ و کثیف ظلمت کو دور کرکے اوس پر ایمان اور اعتقاد کے نور کو طالع کرتا هے' جس پر نگاه ڈالتے هي میرے دل کو سرور اور اطمینان حاصل هوجاتا هے' کیونکه ایک لا متناهي قوت ' اور کیسي لا متناهي قوت ' جو صرف لا انتها قوت هي نہیں بلکه لا انتها حکمت و علم ' عدل و محبت کا منبع اور مخزن هے' میرا مبدء اور مرجع معلوم هوتي هے - ایسے زبردست تعلق کا ادراک میرے لیے اپني ذاتي کمزوري اور بے بسي کے احساس سے مل کر بے حد طمانینت بخش اور تسلي ده معلوم هوتا هے ' اس خیال کے پیدا هوتے هي میں اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پهونچتا هوا دیکهتا هوں ' اور خود بخود تسلي پا جاتا هوں -

میں کون هوں ؟ میں وه هوں جس کے لیے کائنات کا هر ذره اپنا اپنا مقرر کرده کام انجام دے رها هے ' اور اس طور پر وه خدمتیں بجالاتا هے جن کے لیے وه مامور هے -

میں وه هوں جس کے لیے آفتاب هر صبح کو ' اپنا جهان آرا جلوه دکها کر' نور کے بقعے چهوڑتا هوا ' دنیا کو گرم کرتا ' غلے اور پهلوں اور میووں کے درختوں کو اوگاتا ' اون کے اثمار کو پکاتا ' میري آنکهوں کو کهولتا ' میرے هاتهه پانوں میں چستي اور چالاکي پیدا کرتا هے ' اور مجهے وقت کي شناخت سے بهره مند کرکے اوس کي قدر کرنا سکهاتا اور کام میں لگاتا هے -

میں وه هوں جس کے لیے باد صبا کے خوش گوار جهونکے اٹکهیلیوں سے چلتے' هرے بهرے چمن کو شاداب کرکے میرے قلب کو مسرت اور میرے دماغ کو فرحت بخشتے هیں -

میں وه هوں جس کے لیے شام کا سبز کاهي اور رات کا مائل سیاهي آسمان کبهي ستاروں کي جهلملاهٹ اور کبهی شفاف اور ٹهنڈي چاندني کے ذریعه سے خاموش لوریاں سنا کر اور نا معلوم تهپکیاں دیکر آرام دینے والي نیند کو بلاتا اور میرے قوی کو جو دن بهر کي محنت سے مضمحل هوگئے هیں از سر نو تازگي بخشتا هے -

میں وه هوں جس کے لیے مادهٔ حیات سے لدا هوا ابر آسمان پر لڑهکتا هے ' اور جاں بخش قطرات کي صورت میں زمین پر نازل هوکر چپے چپے کو سیراب اور شاداب کرتا هے -

میں وه هوں جس کے لیے خیال کي وسیع تفرج گاهیں کهلي هوئي هیں - میں وه هوں جسکا دل و دماغ انعکاس انوار علوم و جذبات کا آئینه هے - میں وه هوں جس نے آغوش مادر میں تربیت پائي هے - میں وه هوں جس کے ذرا سے اضطراب پر بہت سے دل بے چین هوجاتے هیں - میں وه هوں جس کے رنج و راحت میں شریک هونے کے لیے میرا ایک دلفریب هم جنس اپني بیش بہا زندگي وقف کردیتا هے ' اور اپنے شیریں کلام اور متبسم چهرے سے میري تمام کلفتیں دور کردیتا ' اور میري تمام مصیبتوں کو راحت سے بدل دیتا هے -

لیکن آه ! وه بهي تو میں هي هوں جس کي حالت کو ایک لحظه قیام نہیں ' اور جس کي صورت نوعیه جلد فنا هوجانے والي هے - جو کاهلی اور تن آساني کے گڑهے میں گر کر تمام روشنیوں سے محروم هوجاتا هے' جو غفلت کے خواب گراں میں پڑکر موت کو زندگي پر ترجیح دیتا هے ' جس کے غنچهٔ مراد کو جب یاس کي باد سموم پژمرده کردیتي هے تو پهر تمام عالم کي بهاریں اور کائنات کي فضائیں اوسے شگفته نہیں کرسکتیں ' جس کے درد اور مصیبت کي راتیں کاٹے نہیں کٹتیں' کروٹیں لیتے لیتے دونوں پہلو دکهنے لگتے هیں ' جو قحط اور خشک سالي کي مصیبتیں جهیلتا اور ایک ایک دانے کو ترس ترس کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دیتا هے ' جس کو حسد ' بغض ' تعصب کا تنگ و تاریک قید خانه ' اپني محدود چار دیواري سے باهر نہیں نکلنے دیتا ' جو جہل کي تاریکي میں کهٹ رها هے ' جس کے لیے لحد کا تنگ غار انتظار کررها هے ' جس کي اذیتوں سے لوگ مسرت پاتے هیں ' جس کے مٹانے کو لوگ تلے هوئے هیں' جس کي حسرتوں کا فریب اور دغا کے خنجر سے خون لیا جاتا هے -

آه ! باري تعالی کي بیشمار مخلوق گرد و پیش هے ' مگر میں اپني قسمت کو سب سے زیاده سخت دیکهتا هوں - میرا هي امتحان کیوں اس قدر سخت مشکل هے ؟ مجهه هي پر کیوں یه ساري بلائیں نازل هیں ؟ میں هي کیوں تیر حوادث کا نشانه هوں ؟ میرے گرد و پیش بهاري بهرکم جمادات بهي هیں' اور سیماب صفت متحرک هوا بهي ' دل لبهانے والي پهول پتیاں بهي هیں' لچکنے والي ڈالیاں بهي' اور ڈالیوں پر نغمه سرائي کرنے والے پرند بهي هیں ' سبزے سے لہلہاتے هوئے میدان بهي هیں ' هرے بهرے جنگل بهي اور اون میں اٹکهیلیاں کرنے والے چرند بهي هیں ' آن بان سے بہنے والے دریا بهي هیں اور لڑکهڑاتے هوے نالے بهي - غرض که صنف صنف کي مخلوقات موجود هے' لیکن میري برابر کوئي مورد آلام نہیں -

میں سمجهه گیا - وهي قوت جو مجهے اپني حقیقت دریافت کرنے کي طرف مائل کرتي هے' میري ان تمام مصیبتوں کي جڑ هے - یه سارے کرشمے اسي کے هیں ' اور یه سب زحمتیں اسي کے بدولت هیں - آه ! اے عقل ! اے کمبخت عقل انساني ! تجهکو موت نہیں - انسان نے تیرا کیا بگاڑا تها جو تو اوس کے پیچهے پڑگئي هے ؟ اور اوسکو ظلم و معدلت اور رنج و راحت کا امتیاز سکهاکر مورد آلام و مصائب بنا رهي هے ؟

" خاموش ! اے گستاخ بندے ' تیري اس یاوه گوئي سے ملاء اعلی کے تیوروں پر بل پڑنے لگا - تجهپر فرشتے لعنت کر رهے هیں ' سن وه کیا کہتے هیں - کان لگاکر سن - وه کہتے هیں که " اس ناشکر کو رب الارباب کي درگاه سے وه نعمت عطا هوئي جس سے یه اشرف المخلوقات اور خلیفة الله فی الارض کہلانے کا مستحق هوا ' اور هم پر اسے ترجیح دیگئي' هم کو انی اعلم ما لا تعلمون

مقالات

میں کون هوں ؟ ؟

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ؟ فتعالی الله الملک الحق - لا اله الا هو' رب العرش العظیم

(از جناب عبد الغفار صاحب اختر - بي - اے - علیگ)

میں کون هوں ؟ اور کیوں اس دنیا میں آیا هوں ؟ کس قدر مشکل سوالات هیں - مگر جب کبھي مجھے اس جسم خاکي کي غور پرداخت اور اس دو روزہ زندگي کے لیے سامان معیشت کے بہم پہونچانے کي مصروفیتوں سے چند لمحے بھي مہلت کے مل جاتے هیں تو انھیں سوالات کے حل کرنے کي اُدھیڑ بن میں مصروف هوجاتا هوں - اگرچہ ابتداے آفرینش سے لے کر آج تک ان سوالات کا حل مجھسے ممکن نہیں هوا' جب تک میں نے اوس رحمان و رحیم اور حکیم و علیم هستي کے پیغاموں پر' جس نے مجھے' اور جو کچھہ میرے گرد و پیش ہے' سب کو' پیدا کیا ہے' اور اس کي حکمت اور اسرار سے خود هي واقف ہے' کان نہیں دهرا' اوس وقت تک میري ذاتي تحقیقات کا نتیجہ همیشہ حیرت اور سرگرداني هي رها -

لیکن ان پیغاموں کے منزل الی الناس هونے کا حق هي مجکو محض اس وجہ سے حاصل هوا ہے کہ اس حقیقت کے دریافت کرنے کي فطرتي خواهش مجھہ میں موجود ہے' اور میں تا بمقدور ان سوالات کے حل کرنے کي کوشش بھي کرتا رهتا هوں - میري نظر محدود هے' هو - میں تمام موجودات عالم کے مشاهدہ پر محیط نہیں هوسکتا' نہ سہي - یہ شرف میرے لیے کیا کم ہے کہ تمام جمادات و نباتات اور کم درجہ کے حیوانات کے مقابل میں صرف میں هي ایسي قوت کا مالک هوں کہ اپنے نفس اور اپنے گرد و پیش کي اشیاء کے تعلقات پر غور کرسکوں' اور سلسلۂ علل کي موجودگي کے احساس سے ایک علۃ العلل تک سراغ لے جاؤں - یہ اسي قوت کا کرشمہ ہے کہ میں اس لائق سمجھا گیا هوں کہ میري هستي کے بعض رموز کا مجھپر انکشاف کیا جائے -

مشہور ہے کہ کسي بستي کے بسنے والوں نے ان سوالات کو بلا امداد انکشافات الهامي کے' حل کرنے کي مستقل کوشش کي تھي' اور معلوم هوا ہے کہ وہ کسي حد تک کامیابي کي طرف بڑھے بھي تھے' مگر افواهاً یہ سنا گیا ہے کہ وہ خطہ هي غرقاب کردیا گیا - یہ قصہ خواہ غلط هو یا صحیح' مجھے اس سے چنداں بحث نہیں' کیونکہ بعض روایات کي ترویج کا منشا هي یہ هوتا ہے کہ اون کے ذریعہ سے تمثیلي طور پر حقیقي امور پیش کیے جائیں - عام اس سے کہ وہ روایات واقعے کے صحیح بیانات پر مشتمل هوں یا نہ هوں' کوئي خاص خطہ غرقاب هوا هو یا نہ هوا هو' اس روایت سے اتنا نتیجہ تو ضرور نکلتا ہے کہ یہ معما وهاں والوں سے ابھي حل نہیں هوسکا تھا کہ وہ لوگ فنا هوگئے' جنھوں نے اس کي تحقیقات کي طرف اقدام کیا تھا - یہ سعادت ایک ریگستاني جزیرہ نما کے باشندوں کي قسمت میں لکھي تھي کہ جن رموز کو انساني تحقیقات حل کرنے سے عاجز رهي اون کا انکشاف الهامي طور پر وهاں کے باشندوں پر اونھیں کي زمین میں کیا جائے' اور وهاں سے دنیا بھر میں پھیل جائے -

جو قومیں اپني ذهني قوتوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتي هیں' جو تخلیق کي حقیقت اور علت غائي کے دریافت کرنے کے لیے صرف اپنے هي ذهني مکاشفات پر بھروسہ کرلیتي هیں اور اضطراري طور پر خالق کائنات کے فیضان رحمانیت کي محتاج نہیں هوتیں' وہ الهامي انکشافات کے مورد اور منزل علیہ هونے کي حقدار نہیں هیں -

نیچر جب خالق نیچر سے جدا کرلي جاتي ہے تو وہ تنگ نظر اور حاسد هوجاتي ہے' اپنے رموز کے کنز مخفي کو کھلي دنیا میں نکالنے والوں سے دست و گریباں هوجاتي ہے' اور هر قدم پر یہ کہتي ہے کہ : ان رموز کا جو حصہ تمہارے فہم و ادراک کے اندر آبھي سکتا ہے اوسے بھي الهامات رباني کي مدد سے دریافت کرو' اپني قوت پر صرف وهیں تک بھروسہ کرو جہاں تک کہ تمہارا حق ہے' کیونکہ تمہارا کتم عدم سے عرصۂ وجود میں آنا اور پھر فنا هوجانا یہ ایسے رازوں پر مشتمل نہیں ہے جنھیں تمہارا محدود ذهن دریافت کرسکے -

دنیا میں کس قدر بیشمار قومیں گزریں جن کي ترقي کے اسباب وهي تھے جن سے بعد کو اون کے تنزل کے سامان پیدا هوگئے' اُنکا یہ دعوے دهرا هي رہ گیا کہ هم اون رموز سے واقف هوگئے هیں جو اس عالم کون و فساد میں ترقي اور تنزل کے اسباب قرار دیے جاسکتے هیں - جب میں ان نمایشوں کو چشم عبرت سے دیکھتا هوں تو مجھے بے اختیار خاقاني هند کے یہ پر معني الفاظ یاد آتے هیں :

موت نے کردیا نا چار وگرنہ انساں
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھي نہ قائل هوتا

الله اکبر ! انسان کے غرور نفس کو شکست دینے کے لیے کیا کیا سامان مہیا کیے گئے هیں ؟ اور انساني کمزوریوں کي کس قدر نمایاں نشانیاں موجود هیں ؟ چشم عبرت وا کرنے کي دیر ہے - بازیگر قدرت انسان کو فاعل مختار کا نام نہاد تمغا دے کر' اوسے جد و جہد پر مکلف کرکے' اوس کي محدود قوتوں کا تماشا دنیا کو دکھاتا ہے' لیکن آخر میں اپنے هي زبردست اور معجز نما هاتھوں سے هر کام کو انجام دے کر تعز من تشاء و تذل من تشاء' بیدک الخیر' انک علی کل شیء قدیر کي حقیقت کا اعتراف کرنے پر انسان کو مجبور کردیتا ہے - انسان خود بیني سے اپني ذات پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے پر آمادہ هوتا ہے' اور بزعم خود یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اوسے نیچر کے رموز سے پردہ اوٹھانے کي قوت عطا کي گئي ہے - لیکن جس قدر وہ اس کوشش میں سرگرم هوتا ہے اوسي قدر زیادہ حیرت' استعجاب' گم شدگي' اور وارفتگي کے دریاے ناپیدا کنار میں غوطے لگاتا ہے -

شئون علمیہ

علم ہیئة جدیدہ کا ایک صفحہ

کائنات الجو

(از: مرزا محمد عسکری - بی - اے - لکھنوی)

جو ارض اور جو شمسی کا مقابلہ اور اونکے متعلق جدید تحقیقات

یہ سن کے اکثر لوگوں کو تعجب ہوگا' مگر محققین کا قول ہے کہ ہم کو بہ نسبت خود اپنے جو کے آفتاب کے جو کا حال زیادہ معلوم ہے' اگر اس کا تصفیہ آسانی سے ہو سکے کہ قرص آفتاب کی قلمرو کہاں تک ہے' اور اوس کا حلقہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ جو شمسی میں متعدد غازوں کا جو ایک عظیم الشان تلاطم اور تموج برپا رہتا ہے' اوس کا صرف مشاہدہ ہی ممکن نہیں' بلکہ اس کا رقبہ اور اس کی سرعت رفتار بھی ہم آسانی سے بتا سکتے ہیں' اور کچھ عرصہ سے ان غازوں کے افعال و خواص' اور ان کا آپس میں تناسب بھی ہم پر منکشف ہوگیا ہے -

تحلیل شمسی اور آلہ " اسپکٹر اسکوپ "

شعاع شمسی کی تحلیل " اسپکٹر اسکوپ " کے ذریعہ سے ہوتی ہے' جو علم الطبیعات (فزکس) کا ایک بہت مشہور اور متداول آلہ ہے - اس کے تجارب سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر آفتاب محض ایک قرص نوری ہوتا اور اوس کے چاروں طرف غازوں کا کوئی حلقہ نہ ہوتا' جیسا کہ ہماری زمین کے چاروں طرف ہے' تو ہمکو اس کی شعاع آلۂ مذکور کے اندر سے اس طرح نظر آتی' جیسے قوس قزح کے مختلف رنگوں کی ایک ناہموار پٹی ہوتی ہے'

مگر در اصل ایسا نہیں ہے - مختلف الوان قوسی کے علاوہ کچھ سیاہ اور دھاری دار خطوط بھی جا بجا اوس روشنی میں ملے جلے نظر آتے ہیں' اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھ خارجی اشیا بطور ایک حجاب کے ہمارے اور آفتاب کے درمیاں حائل ہیں -

اب اگر ہم بعض دیگر اشیا کی روشنی بھی اسی طرح اس آلہ کے ذریعہ سے دیکھیں' تو اس میں بھی بعینہ ویسے ہی خطوط ہم کو نظر آئینگے - اس سے معلوم ہوا کہ وہ غاز جو آفتاب کو گھیرے ہوے ہیں' اور یہ چیزیں' دونوں ایک ہی تھیں -

اس آلہ کے ذریعہ سے ہم اون غازوں کا درجۂ حرارت اور وزن بھی بخوبی دریافت کر سکتے ہیں -

مذکورۂ بالا تجربہ کے علاوہ جدید طرق عکاسی کے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویروں بھی مختلف قسم کی مخصوص روشنیوں میں لی گئی ہیں' جن سے عجیب عجیب انکشاف ہوے ہیں - آفتاب کی شعاعوں میں ایک خاص قسم کی روشنی شامل ہے جسکو سائینس کی اصطلاح میں " کاشیم " کی روشنی کہتے ہیں - فرض کرو کہ ایک عکسی پلیٹ پر سواے " کاشیم " کے اور کسی قسم کی روشنی نہ ڈالی جاے اور اسی شیشہ سے آفتاب کا فوٹو لیا جاے تو یہ فوٹو خاص " کاشیم " کی شعاعوں کا کہا جائیگا -

اس اصول پر پروفیسر (ہیلی) نے (جو رصدگاہ شمسی واقع ماونٹ ولسن [امریکا] کے ایک مشہور اُستاد علم ہیئت ہیں) ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکا نام " اسپکٹرو ہلیوگراف " رکھا ہے - اسکے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویریں' جدید طریق عکاسی کے بموجب صرف ایک ہی روشنی میں مثلاً " کاشیم " " ہائیڈروجن " یا " کاربن " وغیرہ کی روشنی میں لی گئی ہیں' جن میں قرص کے چاروں طرف خاص رنگوں کے حلقے نظر آتے ہیں -

جو ارضی

یہ عجیب بات ہے کہ خود اپنے گھر کا حال بہ نسبت پرائے گھر کے ہم بہت کم جانتے ہیں' یعنے زمین کے جو کے متعلق ہمارا علم اوتنا وسیع اور زیر مشاہدہ و استقرا نہیں' جتنا کہ جو شمسی کے متعلق ہے - کرہ ہوا کے دو مشہور جزو " آکسیجن " اور " نائٹروجن " ایک عرصہ دراز سے ہمکو معلوم ہیں' لیکن تیسرا جزو " آرگن " جسکے کاشف سائنس کے فاضل اجل لارڈ (ریلے) اور سر (ولیم ریمسے) ہیں' اور جسکی مقدار ہوا میں آبخرۂ مائیہ سے کسی طرح کم نہیں' ابھی پورے بیس برس بھی نہیں ہوے کہ دریافت ہوا ہے -

یہی حال غاز " ہلیوم " کا بھی ہے جو " آرگن " کے بہت بعد دریافت ہوا - مگر اس کا وجود آفتاب میں بہت پیشتر سے معلوم تھا -

" ہلیوم " کے بعد البتہ بہت سے نئے غازوں کا پتہ لگا' مثلاً

(۱) " نیون " منکشفہ پروفیسر رامسے جسکا ثقل مابین " ہلیوم " اور " آرگن " کے ہے - یعنے " ہلیوم " سے زیادہ بھاری اور " آرگن " سے زیادہ ہلکی - (۲) " کرپٹن " (۳) " زینن "

اگر " آرگن " بوجہ قلت مقدار (سو حصوں میں ایک حصہ) ابتک ناپید رہی' تو نمبر (۲) و (۳) بہ سبب اپنی انتہائی لطافت و رقت کے پردۂ راز میں مخفی تھیں - نمبر (۲) ہوا کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ' اور نمبر (۳) اس سے بھی بیس گنی زیادہ لطیف و رقیق ہے - یعنے ۲ - کرور حصوں میں صرف ایک حصہ ہے !!

ہوا کی بلندی سمندر کی سطح سے ایک سو اسی میل تسلیم کی گئی ہے - یعنے اتنے فاصلے تک ایسے طبیعی منظر نظر آتے ہیں جن کے واسطے ہوا کی موجودگی کی ضرورت ہے -

مثلاً قطب شمالی کا وہ عجیب منظر جو " ارورابوریلس " (شفق شمالی) کے نام سے مشہور ہے' اور ممالک قطبیہ شمالی میں اکثر رات کے وقت نظر آتا ہے حکما اس کا سبب تموجات برقیہ بتاتے ہیں - اس منظر کی کیفیت یہ ہے کہ ممالک مذکورہ میں بعض اوقات افق شمال سے روشنی کی دھاریاں آسمان میں سمت الراس تک کھنچتی ہوئی نظر آتی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں شہاب ثاقب اُڑتے رہے ہیں - کبھی یہ دلکش طلسمی نظارہ بصورت قوسی مشرق سے مغرب تک' اور کبھی متموج شعاعوں میں بھی جلوہ گر ہوتا ہے - اس کا رنگ ہلکے نارنجی سے لیکر گہرے سرخ تک ہوتا ہے - جو یہی مناظر قطب جنوبی میں نظر آتے ہیں تو شفق ان کو جنوبی (ارورا آسٹرالس) کہتے ہیں -

کی توبیخ سہنی پڑی ' اور یہ کم بخت اوسی نعمت کو مصیبت اور اوسی رحمت کو زحمت سے تعبیر کرتا ہے -

ہاں ! اگر تو اپنے مالک کی عطا کی ہوئی نعمت کو عدم استعمال اور کاہلی سے کھو دیگا ' اگر تو اپنی قوتوں کو صحیح اعتدال اور امتزاج کے ساتھہ کام میں نہ لائیگا ' اگر تیری همت بلند نہ ہوگی ' اگر تو بزدلی کے ساتھہ دنیا میں اپنے فرائض کے انجام دینے سے جی چرائیگا ' اگر تو تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو محض اپنے پروردگار کے لیے ' جس نے تجھے دنیا میں چند روز رهکر کام کرنے اور اپنے هی طرف انجام کار واپس بلا لینے کے لیے بھیجا ہے ' جھیلنے سے دم چرالے گا - اگر تو فانی آلام اور چند روزہ مصائب کے مقابلہ کے لیے اپنے قلب کو آهنین بنا کر نہ تھکنے والے عزم اور استقلال کے ساتھہ ترقی اور نجات کے لیے جو تیری آفرینش کا مدعا اور مقصود ہے ' محنت اور سعی کرنا اور نتیجہ کو رب العلمین کی ضمانت میں دیدینا اپنا شعار نہ بنا لیگا - ہاں ! اگر تو خلافت الہی کی پوری شان اپنی هستی میں نہ پیدا کریگا ' تو کوئی وجہ نہیں کہ تجھے ہم پر جو اوس احکم الحاکمین کی بے چوں و چرا فرماں برداری کرنے والی هستیاں هیں ' فوقیت اور برتری کا حق دیا جاے -

کوئی دم گزرتا ہے کہ نیچر کی اونھیں مہیب طاقتوں کے ذریعہ سے جن پر تو حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے ' امر الہی تجھکو ہلاک اور فنا کر دے - اس بات پر غرہ نہ کر کہ تجھے دنیا میں مہلت دیگئی ہے ' اس لیے کہ یہاں تو کامل انصاف ہوتا ہے ' اگر تو دنیاوی طاقتوں پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے تو وہ ضرور تیرے لیے مطیع و منقاد بنادی جائینگی - لیکن تیری هستی ابدی سعادت کے لیے موزوں اور مناسب بنائی گئی ہے ' اور تو دنیا و آخرت دونوں میں فائز المرام ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے - پس اگر تو اپنی سعادت کو نہیں حاصل کرسکتا تو تیری هستی کی بقا نا ممکن ہے "

اِس آواز کے کانوں میں پڑتے هی میری نگاهیں بے اختیار اوٹھکر نیچر کی مہیب اور خوفناک قوتوں پر پڑتی هیں - اون کی غضب آلود نگاهوں سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک اشارے کی منتظر هیں کہ مجھپر ٹوٹ پڑیں اور میرے ٹکڑے اوڑا دیں - میرا کلیجہ خوف سے کانپنے لگتا ہے اور میں خداوند قدیر سے پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں -

سروش غیبی میرے کانوں میں پھر یہی سوالات ڈالتا ہے کہ میں کون ہوں اور کیوں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں ؟ میں غور کرتا ہوں مگر اس کے حل سے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں - میں پھر غور کرتا ہوں اور میرا مضطر اور بیقرار دل خداوند قدیر کی طرف بے اختیار مجھے رجوع کر دیتا ہے - اب میرے کان میں نہایت شاندار اور فصیح لہجے میں یہ آوازیں گونجتی هیں :

" اے نا چیز اور بے حقیقت بندے ! تیری نجات اپنے هی نفس کی معرفت پر منحصر ہے ' کیونکہ اسی سے تو اپنے پروردگار کو پہچان سکتا ہے - تو محض ایک بے حقیقت شے سے بتدریج ترقی کرکے دل و دماغ ' خیال و زبان ' ہاتھہ پانوں ' آنکھہ ' ناک ' کان والا ہوا اور اس درجہ تک پہونچا کہ اب کائنات پر حکومت کرتا ہے ' لیکن یہ حکومت تیری اوسی وقت تک ہے جب تک تو اپنی نوعی حالت کی تکمیل میں کوشاں رہے ' اون ما بہ الامتیاز قوتوں کو جو تیرے اقتدار کا باعث هیں تلف نہ ہونے دے ' سب سے زیادہ یہ کہ تو اپنی تخلیق کے منشاء کو سمجھے ' اور یہ خیال کرے کہ اس منتظم اور مربوط کائنات میں جہاں ہر شے کی ایک علت غائی پائی جاتی ہے - جب ساری کائنات تیرے لیے وجود پذیر ہوئی ہے ' اور تجھہ میں یہ شعور موجود ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرسکے ' تو اس ادراک کا کوئی سبب تو ضرور ہوگا اور تیری هستی مع اس ادراک کے آخر کسی کے لیے ہوگی -

جبکہ تو دیکھتا ہے کہ اسی ادراک کے باعث دنیا و ما فیہا تیری کامل تسلی اور راحت کے لیے کافی نہیں هیں تو اس سے ماورا کوئی شے ضرور تیرے لیے محل تسکین ہوگی -

یاد رکھہ ! کہ تو خاص خدا کے لیے ہے - تیرا مرنا ' تیرا جینا تیرا سونا ' تیرا جاگنا ' تیرا چلنا ' تیرا پھرنا ' تیرا اٹھنا ' تیرا بیٹھنا غرض کہ تیرے سارے کام اوسی قادر ذوالجلال کے لیے ہونے چاهئیں جو تیری تمام طاقتوں کا سہارا ' تیرے سارے علوم و جذبات کا مبدء ' منبع اور مرجع الیہ ہے - جسپر تو کامل بھروسہ کرسکتا ہے اور جس کے اندر تیری روح تسلی پاسکتی ہے "

یہ پر معنی آواز سنتے هی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بھولی ہوئی باتیں یاد دلاتا ہے اور میرے دل سے هیبت اور خوف کا اثر زائل ہوجاتا ہے - میں سوچتا ہوں کہ کیا یہی وہ خداوندی پیغام ہے جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے پہونچایا جاتا ہے ؟ میرا دل گواهی دیتا ہے کہ بیشک یہ وهی پیغام ہے -

اس یقین کے پیدا ہوتے هی لازوال امید اور ابدی راحت مسکراتی ہوئی سامنے آجاتی هیں ' اور غیر فانی کامیابی ایک پری تمثال نازنین کی صورت میں نمودار ہوکر گوشۂ چشم سے مجھے اپنی طرف بلاتی ہے - محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھتی اور تبسم کرتی ہے ' اور جس قدر میں آگے بڑھتا ہوں اوسی قدر وہ بھی میری طرف کو بڑھتی ہے - یہاں تک کہ اپنا اعجاز بھرا ہاتھہ میرے سینے پر رکھتی ہے ' اور طلسمی آواز سے کہتی ہے کہ " تیرے ایمان اور استقلال نے مجھے تیری کنیزی کی عزت بخش دی ہے "

آہ ! اس دلفریب آواز کا کان میں پڑنا اور ان نازک ہاتھوں کا دھڑکتے ہوے دل پر رکھا جانا غضب ہے - مجھپر فرط حیرت سے عالم بیخودی طاری ہو جاتا ہے ' اور میں مبہوت ہوکر آنکھیں بند کرلیتا ہوں - چشم زدن میں دو محبت بھرے ہاتھہ میرے دونوں شانوں کو ہلاتے ہوے معلوم ہوتے هیں - میری آنکھیں کھل جاتی هیں - کیا دیکھتا ہوں کہ وهی نیچر کی طاقتیں جو ابھی غضب آلود نگاهوں سے مجھے دیکھہ رهی تھیں میرے سامنے سر بسجود هیں - امید و راحت میرے بازوؤں کو سہارا دیے کھڑی هیں - غیر فانی کامیابی کا ہاتھہ میرے سینے پر ہے ' اور وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے میرے سامنے کھڑی ہے :

کیمیائیست عجب معرفت درگہ یار
خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرهٹی هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود هفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

میں بھي نہیں - لیکن چونکه جناب اسي پہلو پر خصوصیت کے ساتھه زور دے رھے ھیں ' یہانتک که جناب کو محض اسي کے واسطے اپنے پہلے دعوی میں ' جو (به قول جناب ھي کے) احتیاطا اور حفظ آداب تحریر پر مبني تھا ' ترمیم کرنا پڑي ھے ' اسلیے مجھے بھي مجبوراً کچھه عرض کرنا پڑتا ھے - جناب ایک ایسے لہجه میں جو به ظاھر تنقید و تنقیح سے ارفع معلوم ھوتا ھے ' ارشاد فرما تے ھیں :

" اب میں مسٹر موصوف کو یقین دلاتا ھوں ' که فارسي میں کبھي کوئي پڑھا لکھا آدمي حظ کو لذت ' کے معني میں بولنے کي افسوس ناک غلطي نہیں کر سکتا - حظ فارسي میں بھي ھمیشه حصه اور نصیب کے معنے میں بولا جاتا ھے "

اور اس کے ثبوت میں غالب کا ایک شعر پیش کرنا کافي سمجھتے ھیں جس میں حظ کو حصه کے معنے میں استعمال کیا گیا ھے - اس سے قطع نظر کر کے ' که منطقي حیثیت سے یه دلیل آپکے دعوے کے لیے کہاں تک مفید ھے ' مجھے صرف یه کہنا ھے که واقعات اس قطعي اور غیر مفید فیصله کي تائید نہیں کرتے - افسوس ھے که بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں ' ورنه غالبا به قید صفحه و سطر میں یه بتا سکتا که فارسي کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنے میں استعمال کرنے کي " افسوسناک غلطي " کي ھے - خوش قسمتي سے غیاث البته میز پر موجود ھے - اس کي عبارت یه ھے : " حظ بہرہ و نصیب و در بہار عجم نوشته که فارسیاں به معنے خوشي و خرمي استعمال کنند " (صفحه ۱۷۴ مطبوعۂ کانپور)

اس سے بڑھه کر یه که مستشرقین یورپ کے فارسي لغات جس قدر میري نظر سے گزرے ھیں ' اُن سب میں حظ کے معنے یا تو صرف " مسرت " کے دیے ھیں ' اور یا اُسکے یه معني ' منجمله دیگر معاني کے تحریر کیے ھیں ' لیکن ایسا کوئي لغت نہیں گزرا ' جس میں حظ اور لذت کو مرادف قرار دینے کي افسوسناک غلطي نه کي گئي ھو - آپکي تشفي کي غرض سے میں چند لغات کي اصل عبارتیں درج ذیل کرتا ھوں ' اور اگر ضرورت ھوئي ' تو اس سے زائد شواھد حاضر کرنے کو تیار ھوں - پروفیسر پامر ' جو کیمبرج یونیورسٹي میں عربي کے پروفیسر ھیں ' اپنے مختصر فارسي ' انگریزي لغت میں لکھتے ھیں :

" حظ (hazz). Pleasure ; Delight. حظ کردن To Enjoy" (Concise Persian Dictionary) P. 199 - 200

یعني 'حظ ' به معني ' لذت و مسرت اور 'حظ کردن' به معني لطف اٹھانا -

ڈاکٹر ویلکنس ' جنکا فارسي ' عربي لغت ' رچرڈسن کے مشہور و مستند لغت سے ماخوذ ھے ' لکھتے ھیں :

" حظ (hazz). Happiness " (Wilkin's Persian Arabic and English locubvary".) p. 226.

اس میں میں نے اقتباس نہیں کیا ' بلکه اس نے حظ کے معني ' صرف " مسرت " کے دیے ھیں -

مشہور محقق ' ڈاکٹر اسٹین گاس ' اپنے مبسوط لغت میں فرما تے ھیں :

" حظ (hazz). Being blessed with prosperity, ... good fortunes ; happiness ; pleasure ; delight ; flavour ; taste ; a part, portion .... حظ فاني , The fading pleasure ; حظ کردن To enjoy ; حظ نفساني Sensnal pleasure " (Stringass's Persian and English Dictionary). p. 423.

" یعني حظ ' کے معنی ھیں جایداد و دولت سے خوش بخت ھونا ... مسرت ' لذت ' انبساط ' ذایقه ' مزہ ' حصه ' ٹکڑا ' وغیرہ حظ فاني ' یعني فنا ھونے والے لذات - حظ کردن ' یعني لطف اٹھانا - حظ نفساني ' یعني لذات حسي "

غور فرمائیے که یه اھل لغت ' نه صرف "حظ" کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے ھیں ' بلکه اس سے جتنے تراکیب پیدا کرتے ھیں ' (حظ فاني ' حظ نفساني ' حظ کردن ' وغیرہ) اُن سب میں بھي حظ کے معني لذت اور صرف لذت کے لیتے ھیں -

آخر میں یه کہنا باقي رہ گیا ھے ' که میں ایک مدت کي سعي و تلاش کے بعد ' جو اگرچه یقیناً محدود تھي ' مگر شاید نا قابل لحاظ نه تھي ' اس نتیجه پر پہنچا تھا ' که مسلمانوں نے اصناف فلسفه میں سے صرف دو چیزوں کو ھاتھه لگایا تھا ' الهیات اور منطق قیاس ' اور اس لیے فلسفه کي جدید شاخوں مثلا منطق استقراء نفسیات (Psychology) ' علمیات (Epistemology) ' جمالیات (Esthetics) اور اخلاقیات اپنے جدید معني میں (Ethics) وغیرہ ' کے متعلق عربي زبان میں مواد موجود نہیں ' لیکن آج مجھه سے یه باور کرنے کے لیے ' کہا جاتا ھے که :

" فلسفه میں بہتر سے بہتر صحیح عربي الفاظ مل سکتے ھیں ' به شرطیکه تلاش کیے جائیں " -

یه دعوی میرے لیے جس قدر حیرت انگیز ھے اس سے زیادہ مسرت انگیز ھے ' به شرطیکه ' اس کي تائید واقعات کي زبان سے ھو ' اور اگر الہلال کي کوششوں سے اس سخت غلط فہمي کا پردہ میرے اور مجھه جیسے صدھا ناواقفوں کے سامنے سے اٹھه جاے تو بلاشبه یه اسکي ایک قابل لحاظ علمي خدمت ھوگي -

(۲)

—:*****:—

جناب خان بہادر سید اکبر حسین صاحب

جناب والا ! حظ و کرب اور لذت و الم کے مقدمه میں اگر میري گواھي کچھه وقعت رکھتي ھو تو آپ اپنا گواہ مجھکو قرار دے سکتے ھیں ' اگرچه مجھکو شبه ھے ' راحت و الم کہوں یا لذت و الم ؟ مسٹر عبد الماجد صاحب سے چند روز ھوے اله آباد میں مجھے ملنے کا شرف حاصل ھوا تھا ' اور میں نے اُن سے درخواست کي تھي که تحریر مضامین فلسفه کے لیے ایک فرھنگ کي ضرورت ھے - اُنھوں نے کچھه مشکلات بیان کي تھیں ' اور اُنکا فرمانا بجا تھا - در حقیقت بڑا کام ھوگا اگر مسٹر ممدوح ایک مجموعه الفاظ یکجا کرلیں ' اور مغربي خیالات کو اُردو میں لکھنے میں مدد ملے -

معلوم ھونا چاھیے که الفاظ حظ و کرب یا لذت و الم کن انگریزي لفظوں کے مقابلے میں تجویز کیے جاتے ھیں - غالباً پین اینڈ پلیژر - مسٹر ماجد علي صاحب کا ایڈرس ارشاد ھو تو ارادہ ھے که اُن سے مراسلت کروں -

تبصره الناظر

سوانح عمري شیخ عبد القادر جیلاني (رض) عربي زبان میں تالیف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانہ کے ایک نایاب قلمي نسخه سے چھاپي گئي - کاغذ ولایتي صفحه ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنه علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رھگئي ھیں - ملنے کا پته - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ھوسٹل ڈاکخانه دھرمتله - کلکته -

شہاب ثاقب جنکا سبب اصلی بعض اجزاے مادي کا ہوا کے ساتھہ تصادم ہے ۱۲۵ - میل سے زیادہ ارتفاع پر نظر نہیں آتے ' مگر یہ ارتفاع خواہ ۱۸۰ - میل ہو یا ۱۲۵ - میل ' یہ امر اسي طرح متحقق نہیں ہوسکتا کہ اوپر کے طبقوں میں ہوا کی ترکیب و امتزاج کس قسم کا ہے ؟ ابر کي انتہائي بلندي صرف ۱۰ - میل ہے اور گو غبارے اس سے کہیں زیادہ بلند یعنے ۱۹ - میل تک جاسکتے ہیں' مگر انکي اوسط پرواز ۷ - میل سے زیادہ نہیں کہي جاسکتي - پس اس سے زیادہ بلندي پر مشاہدہ اور تجربہ کا کچھہ دسترس نہیں چل سکتا ' اور ہماري معلومات ان طبقات بالائي کي نسبت اگر کچھہ نہیں تو زیادہ سے زیادہ رقیع قیاسات کہي جاسکتي ہیں -

البتہ - میل کے ارتفاع پر جو دو امر تجربہ میں آگئے ہیں وہ یہ ہیں کہ بخارات مائیہ وہاں کالعدم ہیں اور درجۂ حرارت جو زمین سے تدریجا کم ہوتا جاتا ہے وہاں پہنچکر قائم ہوجاتا ہے - یا ایک معتدبہ فاصلہ تک برابر قائم رہتا ہے - درجۂ حرارت مقامات مذکورہ میں ۵۵ - (مقیاس سنٹگرید) نقطۂ انجماد کے نیچے ہے -

مقامات مذکورہ تک ہوا میں بسبب حرارت آفتاب اور نیز بسبب زمین کي حرکت دوري کے ' برابر تموج اور تلاطم ملتا ہے' جس کي وجہ سے مختلف غازوں کي ترکیب و امتزاج میں کوئي فرق نہیں پڑنے پاتا - وہ آپس میں خوب ملي جلي رہتي ہیں ' مگر اس سے بلندي پر کمي حرارت یا شدت برودت کي وجہ سے ان بالائي اور زیریں تموجات کا پتہ کہیں نہیں چلتا ' جو نیچے کي ہوا میں امتزاج کے باعث ہوتے ہیں - لہذا حکما کا قیاس ہے کہ زیادہ بلندي پر یہ امتزاج ایسا نہیں ہے جیسا کہ سطح زمین کے قریب ہے ' بلکہ وہاں مختلف غاز محض اپنے ثقل متناسبہ کے اعتبار سے تہ بر تہ قائم ہیں - جیسا کہ ہم ایک ظرف میں تیل ' پاني اور پارہ ملاکر اور خوب ہلاکر چھوڑدیں ' تو تھوڑي ہي دیر میں یہ تینوں چیزیں اپني اپني جگہ پر تلے اوپر قائم ہوجائینگي -

پس اسي طرح قیاس کیا جاتا ہے کہ اعلی طبقوں میں ایک خالص تہ " ہایڈ روجن " کي محیط ہے' جسکے اوپر " ہلیوم " ہے -

گذشتہ سال پروفیسر (ویجنر) نے طبقۂ " ہایڈ روجن " کي موجودگي کي نسبت بحث کرتے ہوے بہت معقول ثبوت پیش کیے تھے' اور فاصلہ تقریباً ۷۰ - میل بتایا تھا - یہ بھي کہا تھا کہ زبردست قراین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے زائد بلندي پر ایک اور غاز کا پتہ چلتا ہے جسکا نام " جیوکارونیم " ہے اور جو " ہایڈ روجن " سے کہیں زیادہ ہلکي ہے -

یہ غاز آفتاب میں ایک عرصے سے دریافت ہوچکي ہے' مگر زمین پر ابھي اسکا کہیں پتہ نہیں - پروفیسر ناسیڈی البتہ خوش ہیں کہ ایک مرتبہ انھوں نے اس کي جھلک اٹلي کے کسي آتش فشاں پہاڑ میں دیکھہ لي تھي ' مگر عام نظروں سے یہ نازک اندام پری ابتک غائب' اور عام سطح سے ابتک دور ہي دور رہتي ہے -

مگر ایک بڑا نقص ہمارے معلومات متعلقہ جوّ شمسي میں یہ ہے کہ ہمکو اوس کي وسعت کا حال مطلق معلوم نہیں ' اور نہ کسي موجودہ آلہ کي مدد سے معلوم ہونے کي کوئي امید ہے - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرص کہانتک ہے ' اور جو اس قدر ہے ؟ بلکہ اگر حکیم (آگسٹ اشمط) کا قول تسلیم کیا جاے تو ماننا پڑا ہے کہ قرص کوئي شے ہي نہیں ' محض ایک مرئي دھوکا ہے - اگر یہ تھیوري صحیح ہے تو اسکي دریافت کا سہرا مرحوم (غالب) کے سر ہے جو پہلے ہي کہہ گیا ہے :

ہیں ستارے کچھہ ' نظر آتے ہیں کچھہ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا !

مراسلہ و مناظرہ

" حظ و کرب " یا " لذت و الم " ؟

(۱)

(مسٹر عبد الماجد بي - اے - از لکھنؤ)

۶ - اگست کے پرچہ میں جناب نے پھر حظ و کرب کے مسئلہ کو چھیڑا ہے ' اور اس سلسلہ میں وضع اصطلاحات علمیہ کے متعلق کچھہ علم مواعظ بھي ارشاد فرمائے ہیں جو باعث صد مشکوري ہیں - یہ شاید عام دستور ہے کہ مدعي کو آخري جواب کا حق حاصل ہوتا ہے ' پس اگر میں اس عام قاعدہ سے فایدہ اٹھاکر جناب کے ارشادات کے متعلق دوبارہ کچھہ گذارش کروں تو غالباً اپنے حدود سے تجاوز کرنے کا مجرم نہ قرار پاؤں گا -

میں جواب و جواب الجواب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کرکے اس مسئلہ کي مناظرانہ حیثیت نہیں پیدا کرني چاہتا ' تاہم چونکہ میرے نزدیک ایک علمي سوال کے حل کرنے میں جناب کو بعض غلط فہمیاں ہو رہي ہیں ' میں ان کا اظہار اپنے اوپر فرض جانتا ہوں ' علی الخصوص اس حالت میں کہ اس کا تعلق براہ راست مجھہ سے بھي ہے -

جناب کا یہ ارشاد نہایت ہي صحیح ' اور ایک نا قابل انکار حقیقت پر مبني ہے کہ میں مثنوي زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھہ رہا ہوں - لیکن غالباً بیجا نہ ہو' اگر میں بھي ایک مساوي درجہ کا مبني علی الحقیقت دعوی جناب کے گوش گذار کردوں ' اور وہ یہ ہے کہ میں عربي میں نہیں بلکہ اردو میں کتاب لکھہ رہا ہوں ' اور اسلیے مجھے یہ بار بار یاد دلانا کہ " عربي زبان و علوم میں لذت و الم بعینہ اسي پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے' جسکا میں متلاشي ہوں " مجھے ایک قطعي غیر متعلق بحث چھیڑ دینے کي ترغیب دینا ہے -

سوال یہ ' اور صرف یہ ہے ' کہ (Pleasure) اور (Pain) کا صحیح تر مفہوم اردو میں کون سے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم - اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب ' آپ اپنے دعوی پر عربي لغت سے حجت لاتے ہیں ' اور میں اپنے تائید میں اردو محاورہ و لغت کو پیش کرتا ہوں - آپ اردو لغات سے استشہاد کرنے پر اظہار افسوس کرتے ہیں ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوسناک یہ امر ہے کہ خود اردو بولنے والوں کو اردو الفاظ کی تحقیق کے لیے عربی لغات کي جانب رجوع کرنا پڑے - آپ حیرت سے فرمائینگے ' کہ حظ و کرب تو خاص عربی الفاظ ہیں ' انھیں اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ لیکن عرض یہ ہے کہ جس وقت وہ اردو عبارت میں استعمال کیے جارہے ہیں ' وہ یقیناً اردو ہیں ورنہ اگر آپ کے اس اصول کو وسعت دي جاے ' کہ ہر اردو لفظ کي تحقیق ' اس زبان کے لغت سے کرني چاہیے ' جس سے وہ آیا ہے ' تو اردو کے پاس باقي ہي کیا رہ جاتا ہے ؟

اصل مسئلہ ختم ہوگیا ' رہا یہ سوال کہ اہل فارس ' لذت و حظ کو مرادف سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ تو مجھے اس بحث سے اس موقع پر کوئي واسطہ نہیں ' اسلیے کہ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ میري کتاب جس طرح عربي میں نہیں ' اسي طرح فارسي

شئون داخليه

۱۳۳۱ھ - کانپور

رويت و روايت

کلکٹر کانپور نے بلوے کے شہيدوں کي تعداد صرف بائيس دکھائي ہے - يہاں کے عام مسلمانوں کے خيال ميں اصل تعداد اس سے کہيں زيادہ ہے' اس خبر کو عام شہرت حاصل ہے کہ اکثر زخمي بھي شہيد کرديے گئے' اور انکو ٹھيلوں پر لادکر ليجاکے دريا ميں بہا ديا - يہاں پر اکثر مقاموں سے جو بيرسٹر آئے ہيں' وہ ان خاص خاص لوگوں سے کچھہ معمولي طور پر حالات دريافت کرتے ہيں' جو نہ موقعہ واردات پر موجود تھے اور نہ بعد ميں پہونچے - آپکو معلوم ہے کہ جو دلي خيرخواہ ليڈر قوم کے تھے سب حوالات ميں بھرديے گئے' اور جو باقي ہيں وہ بيچارے قانوني شکنجے ميں ايسے کھينچے ہوے ہيں کہ ذرا ہاتھہ پانوں ہلائيں اور حوالات کے سپرد کرديے جائيں - يہ اشتعال ميں شريک تھے' گو وہ يہ کرسکتے ہيں کہ جو بيرسٹر صاحبان تشريف لاتے ہيں انکي توجہ اسطرف مبذول کراديں - اکثر شہيد مسجد متنازع کے قرب و جوار کے ہيں' اگر دس آدمي چاہيں تو تين گھنٹے ميں اسکا پتہ لگاسکتے ہيں' اور اس بنا پر مقدمے کو تقويت ہوجائيگي - سو بيرسٹروں کے يہاں آنے کي خبر ہے - پانچ چھہ بيرسٹر واقعہ کے دوسرے دن سے يہاں پر موجود ہيں' مگر اسکي کسي کو فکر نہيں - ايک آيا دوسرا گيا - برابر يہ کيفيت ہے تار نہيں ٹوٹتا'

سرکاري بيان پر ہم جرح نہيں کرنا چاہتے' ليکن دوسرے جانب کيا خود مظلوموں کا يہ بيان نہيں ہے کہ اصل ميں يہ بلوا پوليس کے تشدد سے ہوا - مسلمان صرف جھنڈے کو مسجد کے منہدم حصہ پر نصب کرنے گئے تھے - پوليس کو خيال پيدا ہوا کہ يہ مجمع شروع ہوگيا مسجد بنانے کي غرض سے آيا ہے' اسنے تشدد شروع کيا' يہاں بھي جوش ميں کب خيال تھا - ترکي بہ ترکي جواب - اہل پوليس بھاگ کھڑے ہوئے - کوتوال شہر آئے اور طرفين سے اينٹوں کا مينہہ برسايا گيا - کوتوال بھي وہاں سے غائب ہوئے - پھر کلکٹر صاحب مع سواروں اور پيادوں کے آئے' اور انہوں نے دور ہي سے فير کا حکم ديا - دو يا تين فير اوپر کيطرف کرکے پھر بلوا کرنے والوں کيطرف فير کيے جانے لگے' اينٹوں سے ترکي بہ ترکي جواب دياگيا - پھر کہاں بندوق اور برچھے اور کہاں اينٹ کي بوچھار - پندرہ منٹ کے اندر لاش پر لاش گرگئي - مگر قدم پيچھے نہيں ہٹايا - سب اسي جگہ شہيد اور زخمي ہوکر گرپڑے' تماشائي کئي ہزار کي تعداد ميں جمع تھے يہ کيفيت ديکھکر بھاگے -

کيا يہ واقعہ نہيں کہ سوار آگے بڑھے جو لوگ مسجد بنا رہے تھے ان لوگوں کو گرفتار کراليا' اور گليوں اور گھروں ميں گھس کر جو تماشائي بھاگے جاتے تھے انپر بھي حملہ کيا - اکثر بھاگ گئے' اکثر زخمي ہوئے اور مرے - جن ميں کئي ہندو تھے -

کيا يہ اتہام کہ کلکٹر نے کوئي زيادتي نہيں کي' اور مسلمانوں کا بلے سے بلوے کا ارادہ تھا' اور ايک مولوي نے مسلمانوں کا جوش بہت بڑھا ديا' بالکل جھوٹ نہيں ہے ؟

کيا کلکٹر نے گرفتاران بلا کو سخت اذيت نہيں دي ؟ - يعني بندوق کے کندوں سے اکثر کو نہيں پٹوايا' اور سخت و سست نہيں کہا ؟

ممکن ہے يہ واقعات غلط ہوں اور يہ بھي ممکن ہے کہ صحيح نکليں' ليکن گورنمنٹ کو غور کرنا چاہيے کہ ايسي حالت ميں کہ عامۃ الناس' حکام کانپور کو ايک فريق سمجھہ رہے ہيں' کيا يہ مناسب نہيں ہے کہ ايک خاص غير سرکاري کميشن کے ذريعہ سے جسکو عام اعتماد حاصل ہو' ان معاملات کي تحقيق و تمحيص کرائي جاے ؟

اگر مسلمانوں کا بلے سے ارادہ ہوتا تو تيس ۳۰ - پينتيس ۳۵ - ہزار آدمي شہر ميں موجود تھا انکو لانے ميں کونسا امر مانع تھا ؟ اور کچھہ نہيں تو ايک ايک ڈنڈا ہي ليتے آتے' يا جو جس کے پاس ہوتا - مولوي صاحب نے کون سي بات خلاف قانون کہي تھي ؟ انہوں نے کيا يہي نہيں کہا تھا کہ " يہ ايک چانس ہم اور سرکار کو ديتے ہيں' اگر ابکي بھي ہماري آرزوئيں بوٹ کي ٹھوکروں سے پايمال کردي گئيں تو ہم خود مسجد بنانے کي کوشش کرينگے " -

(ناظر)

(۲)

کانپور کے شفاخانے ميں ايک زخمي بچہ تڑپ رہا ہے - ۳ - اگست کے مقتل ميں يہ مجروح ہوا ہے' اور اب اس وقت بڑي بے تابي سے اپني ماں کو ياد کرکے کہہ رہا ہے :

اے ميري پياري اماں ! تو اسوقت کہاں تھي جسوقت زہر کي بجھي ہوئي چھري ميرے اس ننھے سے جسم ميں تيرائي گئي تھي' اور ميں اپنے خون ميں لوٹ رہا تھا - ہاے تو اسوقت ہوتي تو کيا کرتي ؟ مجھے گود ميں لے ليتي' اور ميرا خون ناحق جو تونے ۱۱ - برس سے اپنا خون پلا پلا کے پالا تھا اپنے دوپٹہ سے پونچھتي جاتي' مگر اچھا ہوا کہ تو نہ ہوئي - اب ميرے زخموں کا درد جو ميرے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ جانے سے اور بھي بڑھ گيا ہے مجھے ايک لمحہ بھي چين نہيں لينے ديتا - ايک سنگين کا زخم کاري جو ميرے پہلو ميں ہے' يہي کمبخت مجھے کچھہ ساعت کا مہمان بنائے ہوئے ہے - اے ميري ماں ! آ اور ميرا آخري ديدار کرلے' مگر ہاي ! تو يہاں کيسے آسکتي ہے ؟ سنگينوں کے پہرے ميں ميں دم توڑ رہا ہوں - ميں جانتا ہوں کہ تيرے کليجے ميں آگ لگي ہوگي' مگر گھبرا نہيں' ميرا خون ناحق وہ خون نہيں ہے جو مسٹر ٹائلر کے دامن سے بغير ميرا خونبہا ليے ہوے دھل سکے -

اے ہندوستان کے مسلمانو ! تم اگر ديکھہ سکتے ہو تو ميرے پاس آؤ' تمہاري قوم کا ايک ۱۱ - برس کا بچہ دم توڑ رہا ہے - ميں اسوقت اپنے رسول کي گود ميں ہوں' تمہاري قومي ہمدردي کا آنحضرت سے تذکرہ کرونگا - ميں نامراد اسوقت دنيا سے جا رہا ہوں - ميرے ننھے ننھے ہاتھوں سے ميرا سلام لو' ميري بس يہي خواہش ہے کہ تم اپني اس مچھلي بازار کانپور کي مسجد کو جس پر ميرے خون کي چھينٹيں ابتک نماياں ہيں' ہات سے نہ جانے دو - تم دور نہيں' ميرا پيغام ليڈي ہارڈنگ کو پہونچا دو جنہوں نے ۴ - جون کو اعلان کيا تھا کہ جسقدر ننھے ننھے يتيم بچے اور بيکس لڑکے ہيں ميں انکي ماں ہوں - کيا ميري ماں يہ سنکے چپ ہو جائيگي کہ اسکا ايک بچہ مسٹر ٹائلر کے ظالمانہ حکم کي بدولت چور چور کرديا جاے' اور وہ کچھہ نہ کرے جبکہ سب کچھہ کرسکتي ہے - اے قوم اگر تونے جائز طريق پر کچھہ نہ کيا اور چپ ہورہي تو ميرے خون کي جوابدہ روز قيامت ہوگي - انا للہ و انا اليہ راجعون -

(نياز - فتحپوري)

(۳)

(خدا بندہ - از جونپور)

الہلال مورخہ ۶ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع ' اور شاید اس سے قبل کے دو مختلف و متفاوت الاوقات نمبروں میں " حظ و کرب " کی ایک دل آویز ادبی بحث شائع ہوچکی ہے ' اس دائرے میں میرا نقطہ نظریہ ہے :

(۱) عربی و فارسی میں فی الواقع " حظ " کا صحیح استعمال " لذت " و " راحت " کے لیے نہیں ہوا ' اور نہ ہوسکتا ہے ' اردو میں بے شبہ یہ استعمال آجکل مروج ہے ' لیکن اساتذۂ لغت کا ہنوز اس پر اجماع نہیں ' پھر کیا ضرور ہے کہ علمی اصطلاح کی ترجمانی کے لیے زبان میں جب ایک صحیح لفظ موجود ہے تو اس پر غیر صحیح کو ترجیح دی جائے ؟

(۲) افسوس ہے کہ فارسی زبان کا کوئی معتمد و قابل استناد لغت نہ مرتب ہوا اور نہ موجود ہے ' ایک " شرفنامہ " تھا ' مگر اب تک شائع ہی نہیں ہوا ' رشیدی ' جہانگیری ' برہان ' مؤید الفضلا ' اس فن کی متداول کتابیں ہیں ' ان کی یہ حالت ہے کہ مشاہیر شعرا کے کلام سے لغت کا استقرا کرنے میں کنایات و استعارات و تشبیہات کو بھی لغت سمجھہ لیتے ہیں ' بلکہ بعض اوقات نسق کلام کے خصوصیات کا ایک جداگانہ لغت فرض کرلیتے ہیں ' اہل زبان آجکل کے " تولیے " کے مفہوم کو " آبچین " سے ادا کرتے تھے ' اس معنے میں عمومیت تھی ' اس میں کوئی تخصیص نہ تھی ' لغت آفریدوں کو شاہنامۂ فردوسی میں یہ مصرع مل گیا کہ :

ندارم بہ مرگ آبچین و کفن

موقع و محل کے سیاق نے ان کو مجبور کیا کہ اظہار تنوع کے لیے ایک مستقل لغت قائم کردیں ' آبچین کے معنے اب اس خاص تولیے کے لیے گئے جس سے میت کو غسل دینے کے بعد لاش کو پونچھتے ہیں ' غرض کہ ایسے ایسے بکثرت شتر گربہ ' موجود ہیں جن پر نظر پڑنے کے بعد اس قسم کی کتابوں سے اعتماد اٹھہ جاتا ہے -

(۳) اس گروہ کے بعد ایک اصطلاح آفریں گروہ پیدا ہوا جس کے سرخیل ایک ہندو کایستھہ (لالہ ٹیک چند مولف بہار عجم) اور ایک مسلمان افغان (خان آرزو مولف سراج اللغہ) تھے ' ان بزرگوں کی وسعت نظر از تتبع غرائب کی یہ کیفیت ہے کہ " بنگالا " کا ایک لغت قائم کرتے ہیں اور پھر " بنگالہ " سے تطبیق دینے کے لیے اخذ و رد کرتے ہیں ' ایک ایرانی شاعر نے ایک سلام ظریفی کے موقعہ پر کہا تھا : بہ از رانیاں ہندوستاں ' اس کا دوسرا مصرع نہایت سخیف تھا ' اس میں ہندی زبان کے ایک فحش لفظ کو اسی قدر غلطی کے ساتھہ نظم کیا تھا ' لغویین نے یہ تو اعتراض کردیا کہ ایرانی ہوکر ہندوستان کی صحیح زبان سے واقف نہیں ' مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ مسلمان ہوکر شاعری کی لطافت وطہارت کو فحشاء و منکر سے آلودہ و ملوث کررہا ہے ' صائب کا شعر ہے :

نشاط عمر ملاقات دوستداران است

چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا ؟

میرے پاس دیوان صائب خود مصنف کے عہد کا موجود ہے اور اس میں یہ شعر یوں ہی مذکور ہے ' از روی فن بھی اس کی تائید ہوتی ہے ' لیکن اتفاق سے ان بزرگوں کو جو نسخہ ملا اس میں شعر یوں تھا :

نشـــاط عمر مـــلاقات دوستداراں است

چہ حظ کند خضر از عمر جاوداں تنہا ؟

مفہوم تبدیل ہونے کے لیے اتنی تبدیلی کافی تھی ' حظ کے معنے لذت و راحت کے بن گئے -

(۴) سب سے آخری جماعت فرہنگ اندراج کے ہم صفیروں کی ہے جن کی تخلیق کا مادہ زیادہ تر نولکشور پریس نے بہم پہونچایا تھا ' اس جماعت کے امام ملا غیاث الدین رامپوری (مولف غیاث اللغات) تھے ' جن کے تبحر کا یہ عالم ہے کہ " سفسطہ " کو " سقسطہ " فصل القاف میں لکھتے ہیں " فوارہ " کو " پھوارا " کا معرب بتاتے ہیں " نگ " کو فارسی سمجھہ کر " نگین " کا مخفف کہتے ہیں ' و نحو ذلک ' عہد جدید کی ایرانی تالیف " فرہنگ انجمن آرای ناصری " گو تحقیق سے لکھی گئی ' مگر اس کا ماخذ بھی زیادہ تر رشیدی وغیرہ ہیں ' ظاہر ہے کہ فن لغت میں ایسی کتابوں کی کیا وقعت ہوسکتی ہے ؟

(۵) ایک نیا لغت نویس فرقہ مستشرقین فرنگ کا پیدا ہوگیا ہے جن میں دو عجیب اضداد مجتمع ہیں :

(الف) یہ فرقہ اتباع و تقلید سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتا ' حتی کہ اغلاط میں بھی اس کا طرز عمل تقلید کو فرض سمجھتا ہے -

(ب) یہ فرقہ اتباع و تقلید کو نہایت مذموم سمجھتا ہے ' خود اجتہاد کرتا ہے ' مگر اس اجتہاد سے جو بات پیدا ہوتی ہے وہ بسا اوقات مغربی ہو تو ہو مگر مشرقی تو کسی طرح نہیں ہوسکتی

اس فرقے کے شغف علمی و سعی تحقیق و نشر علوم و آثار میں جس قدر احسانمند ہوں اسی قدر اس کی بے معنے بلند پروازیاں اذیت دیتی ہیں ' جن کی مفصل تشریح بشرط فرصت ایک جداگانہ مضمون میں کرونگا -

(۶) آپ کا یہ بیان شاید زیادہ مبالغہ آمیز نہوگا کہ تلاش کرنے سے جدید ترمیں علوم و فنون کی ان اصطلاحوں کے لیے بھی جن کا مفہوم بالکل ہی نیا ہے ' عربی زبان میں بہت سے الفاظ مل سکتے ہیں ' میں اس ذیل میں فرانسیسی زبان کے بعض علمی مصطلحات کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو اپنی تکوین کے ساتھہ ہی عربی لباس میں آگئے ہیں ' مثلاً :

(۱) ثروت	Patrimoine: ... ...
(۲) اشیای مثالی و قیمتی	Choses fonegibles & Ch. Non fonig-es : ... ...
(۳) حق مسیل	Servitude d'aqueduc & Serv. ecoulement des eaux : ... ...
(۴) ید	Possession / Occupation
(۵) استیلاء	Occupation / Appropriation
(۶) التصاق	Accession : ... ...
(۷) موجبہ و سالبہ	Presc. extinctive, Prescription Acquisitive : ... ...
(۸) حکمی	Interruption Civile—Civile : ...
(۹) استرجاع	Action Paulienne : ... ...
(۱۰) استصناع	Louage d'industrie : ... ...
(۱۱) ودیع	Depositaire : ... ...
(۱۲) ودیعۂ ناقصہ	Depot irregulier : ... ...
(۱۳) ودیعۂ جاریہ	Depot d'hotellerie : ... ...
(۱۴) حیازت	Gage : ... ...

نہیں کہا جاسکتا کہ پولیس نے اپنے جذبات انتقام کی عنان ڈھیلی نہیں ہونے دی ؟ اگر ہم ایک شخص کو دیکھیں جسکے اوچھیں پھوکی ہوئی ہوں بندوقوں کے کندوں اور لاٹھیوں سے اوسکو زخمی کیا گیا ہو باوجود اس حالے کہ وہ پہلے ہی بندوق کے چھروں سے گرچکا ہو تو اس سے پولیس کی انسانیت کا ثبوت تو کہیں نہیں ملتا -

باوجود اس کے کہ ہز آنر کا قول بھی ہے اور خیال بھی کہ " امن عام میں سخت اور غیر معمولی خلل واقع ہوا اور حکام اس امر پر مجبور ہوے کہ اوسکو روکنے کے لیے جسقدر پولیس اونکے پاس تھی اوسکو کام میں لائیں " ابھی تو یہی ثابت کرنا ہے کہ آیا امن عام میں خلل واقع ہوا بھی تھا یا نہیں ؟ جو زخمی مجھسے گفتگو کرنے کے قابل تھے اونکی تو یہ عام شکایت تھی کہ اونپر محض اسلیے فیر کیے گئے اور محض اسلیے انکو زخمی کیا گیا کہ اوس دن وہ اتفاقاً مسجد کے قریب موجود تھے ' خیر یہ معاملہ تو عدالت میں طے ہوگا -

یہ سب کو کہ اوس برتاؤ سے خوش تھے جو حوالات میں اونکے ساتھہ کیا جارہا ہے لیکن پولیس کی " انسانیت " کی لمبی چوڑی داستانیں سناتے تھے ' ہم نہایت زور و شور سے سن رہے ہیں کہ گرفتاریوں میں نہایت احتیاط برتی گئی ہے ' لیکن جو کچھہ میں نے کانپور میں سنا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے کئی دن بعد تک نہایت ہیبت ناک حالت رہی ' اس امر کا ثبوت خود مسٹر ٹائلر کا وہ اعلان امن ہے جو پانچویں چھٹی اگست کو انہوں نے شائع کیا ہے ' اگر اہل شہر انتہائی خوف اور بد حواسی کی حالت میں نہ تھے تو اس قسم کے اعلان شائع کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟ بعض اخباروں کے کارسپانڈنس نے بارے کے متعلق متعدد مسلمانوں سے ملاقات کی تاکہ حکام کے طرز عمل کی نسبت لوگونکے خیالات معلوم کریں ' لیکن آپ امید کرسکتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ انتہائی ہیبت چھائی ہوئی ہو لوگوں کے صحیح خیالات انکو معلوم ہوسکیں گے ؟ دراں حالیکہ اس قسم کے خیالات میں مسٹر ٹائلر کی جلد بازی اور بے پروائی پر حرف زنی ہوتی ہو ؟

یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ باوجود اس کے کہ بہت سے کابلی عید کے جلسہ میں اور مسجد کے نزدیک موجود تھے ' اور باوجود اس کے کہ وہ اشتعال انگیز گفتگو کر رہے تھے ' اون میں سے کسی ایک شخص کے بھی ذرا سی چوٹ نہیں آئی اور نہ اون میں سے کوئی پکڑا گیا کانپور میں خیال یہ ہے کہ کابلی خاص طور پر اس کام کے لیے متعین کیے گئے تھے کہ لوگوں کو بھڑکائیں اور بلوہ کرائیں ' بہر صورت یہ ایک واقعہ ہے ' جو اون لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے ' جو بلواے کانپور کے اسباب کی تحقیقات کریں -

اس سلسلے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مسٹر ٹائلر کے ذریعہ سے جو خود یقیناً ایک فریق ہیں ' اس واقعہ کی تحقیقات پبلک کو ہرگز مطمئن نہیں کرسکتی -

جو لوگ بلوائی کہے جاتے ہیں صرف انہیں کا طرز عمل اس قابل نہیں ہے کہ اوس کی تحقیقات کیجائے ؟ بلکہ مسٹر ٹائلر نے خود بھی کچھہ کم حصہ نہیں لیا ہے ' اگر یہ خواہش ہے کہ تفتیش کرنے والوں پر پبلک بھروسہ کرے اور وہ الزامات کو بیطرفداری کے ساتھہ تقسیم کردیں ' تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا ' تاوقتیکہ گورنمنٹ سرکاری اور غیر سرکاری لوگونکا ایک ایسا کمیشن قائم نہ کرے جسمیں یورپین اور مسلمان دونوں ہوں ' کمیشن کو پورے پورے اختیارات حاصل ہوں کہ وہ اوس بلوہکے اسباب کی اچھی طرح تفتیش کرے ' اور دیکھے کہ مسٹر ٹائلر کا یہ عمل یہانتک حق بہ جانب تھا کہ اونھوں نے فیر کرنے کا حکم دیا ' اور پندرہ منٹ تک گولیوں کی بارش کو جاری رکھا ' جس میں خود مسٹر ٹائلر کو اعتراف ہے کہ ٥٠٠ کارتوس استعمال ہوئے ' انصاف اور اصول حکومت اسی کا متقاضی ہے کہ مسٹر ٹائلر ایک منٹ بھی کانپور نہ رہنے دیے جائیں ' اس مبادلہ سے گورنمنٹ کی عظمت کو نقصان پہونچنے کا کوئی سوال پیش نہیں آسکتا - کسی کی خواہش نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اونکا درجہ توڑا جائے یا اون پر تہدید کیجائے ' جب تک کہ اچھی طرح تفتیش کرنیکے بعد اونکا قصور ثابت نہ ہوجائے اونکا درجہ اسی طرح قائم رہے -

میں ہز آنر کی انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں ' وہ غور فرمائیں کہ آیا ایسی حالت میں کہ مسٹر ٹائلر ضلع کے حاکم اعلی رہیں کیونکر اون ١٣٠ - آدمیوں کے حق میں ' جو اسوقت زیر حراست ہیں ' منصفانہ عدلتی کارروائی کی امید کیجا سکتی ہے ؟ اور باتوں سے قطع نظر کرکے بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کیا اونکی موجودگی مقامی پولیس کو جائز اور نا جائز طریقوں سے ملزموں کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کی محرک نہ ہوگی ؟ اب بھی شکایتیں کی جارہی ہیں کہ ایک ضرورت سے زیادہ کارگزار افسر پولیس نے گواہوں سے اپنی مرضی کے مطابق شہادت دلانے کے لیے جبر و تشدد سے کام لیا ہے -

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ایندہ ہمکو کیا کرنا ہے - کیا ہم ہاتھہ پر ہاتھہ پر رکھے رہینگے ؟ اور اون لوگوں کی لیے کوشش نکرینگے ؟ ہماری خودداری سے یہ امر بعید ہے کہ مقتولین کے پسماندہ ناچار و بے یار و مددگار رہیں ' سب سے زیادہ اہم تو یہ سوال ہے کہ کیا ہم مسجد کے منہدم شدہ حصہ کی واپسی کیلیے تمام قانونی اور باقاعدہ کوششوں سے قطع نظر کرلیں ؟

ہم نے اس فیصلہ کے خلاف ہز آنر سے اپیل کی تھی ' لکھنؤ میں ١٥ اگست کو ہز آنر نے اس اپیل کی سماعت بھی فرمائی ' جس کا نتیجہ ظاہر ہے ' بد قسمتی سے اپیل کی سماعت سے پہلے ڈگری جاری ہو چکی تھی ' فرض کرلیجیے کہ سر جیمس مسٹن مسٹر ٹائلر کے ہم آواز ہیں ' تو کیا حضور وایسراے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کانپور میں ہمارے ساتھہ جو نا انصافی ہوئی ہے اوسکا مداوا کریں ؟ - کیا ہم وزیر ہند کی خدمت میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) نہیں بھیج سکتے جو ہمارے معاملہ کو انڈیا ہاؤس (دفتر وزارت ہند) کے سامنے پیش کرے ؟ کیا اوس دارالعدل میں بھی جسکا نام پارلیمنٹ برطانیہ ہے اور جس نے ہمیشہ سے ' ہندوستان اور ہندوستانیوں کے ساتھہ انصاف کیا ہے ' ہمارے ساتھہ انصاف نہ کیا جائیگا ؟ -

ہم کو عظیم الشان برطانی قوم کی عدل پروری اور انصاف پسندی پر بھروسہ ہونا چاہیے ' ہمیں شورش جاری رکھنی چاہیے اور تمام قانونی اور باقاعدہ طریقوں سے اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - اگر ہماری شکایات محض خیالی نہیں ہیں ؟ اگر منہدم شدہ حصہ اصل مسجد کا حصہ ہے ؟ اگر قانون اسلام کی رو سے کوئی وقف کسی دوسرے کام کے لیے منتقل نہیں کیا جاسکتا ؟ غرضکہ اگر ہمارے مولوی اور ماہرین قانون اسلام کو مسٹر ٹائلر اور مسٹر سم سے بہتر جانتے ہیں ؟ تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہم ضرور کامیاب ہونگے - ہماری قوم نے اپنے اون ہم مذہبوں کی تکالیف رفع کرنیکے لیے جو ترکی میں رہتے ہیں ' نہایت فراخ دلی سے چندے دیے ہیں ' کیا وہ اپنے کانپوری عزیز و اقربا کو افلاس میں مبتلا دیکھہ سکتے ہیں ؟ کیا وہ ان زخمیوں کو بے کسی کی حالت میں مر جانے دینگے ؟ کیا وہ اس سخت بے حرمتی کے دھبے کو مٹانے کی تمام قانونی کوششیں نکرینگے جس نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سخت احساس پیدا کردیا ہے ؟

(۳)

کانپور سے میں ابھی واپس آیا ہوں ' مجھے افسوس ہے کہ بلواے کانپور کے متعلق اکثر نہایت ضروری واقعات اخبارات میں نہیں آئے ہیں ' درحقیقت اب تک جو کچھہ شائع ہوا ہے اسکے پڑھنے سے اون ہیبت ناک واقعات کا صحیح اندازہ ہونا ممکن ہی نہین جو ۳ - اگست کو کانپور میں پیش آئے ہیں -

مسجد میں داخل ہوتے ہی جو چیز پہلے نظر آتی ہے وہ محراب والی یعنی مسجد کی پشت والی دیوار پر گولیوں کے نشانات ہیں' یہ نشانات اکثر چھت کی سطح زیرین پر بھی نظر آتے ہین ' لیکن جو بات سب سے زیادہ توجہ کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ مسجد کے اندر بھی محراب مسجد سے ۶ - ۷ فٹ کے فاصلے پر دونوں جانب گولیوں کے بے شمار نشان ہیں ' بظاہر یہ کسیطرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نشانات بیرون مسجد سے چلائی ہوئی گولیوں کے ہوں' یہ نشانات اوسی صورت مین پڑسکتے ہین کہ پولیس نے اندر آکر فیر کیے ہوں -

خون کے نشانات اور بڑے بڑے چکتے بہت سے دیکھے گئے ' مسجد مین داخل ہوتے ہوے ممکن نہین کہ اوس خون آلودہ نشان پر نظر نہ پڑے جو چوکھٹ کے اوپر کے حصہ پر پڑا ہوا ہے ' یہ خون آلودہ نشان اس امر کی مزید شہادت ہے کہ خدا کے گھر مین تعدی و خون ریزی کیگئی - موقع پر مسلم پولیس کی حونریزی اس منظر کی ہیبت مین اور بھی اضافہ کرتی ہے ' مگر ساتھہ ہی دیکھنے والے کو اوس مشہور مثل کی صداقت بھی جتاتی ہے کہ " گھوڑے کی چوری ہو جانے کے بعد اصطبل کے دروازہ مین قفل ڈالنا بے سود ہے " -

اگر مسٹر ٹائلر پہلے ہی احتیاط سے کام لیے ہوتے اور مسجد کی طرف مسلم پولیس متعین کردیے ہوتے تو غالباً بلوہ ہی نہ ہوتا ' آخری چیز جو مسجد مین مجھے دکھائی گئی وہ چند دریان تھین جو اون مقتولین و مجروحین کے خون مین ڈوبی ہوئی ہین جن پر مجسٹریٹ کے حکم سے فیر کیے گیے -

مسٹر ٹائلر کی عنایت سے میں جیل اور ہسپتال میں بھی جاسکا' میں نے مولانا آزاد سبحانی اور اون کے دوستوں کو جیل کی تکلیف دہ زندگی میں روزہ دار اور مطمئن و بشاش پایا' بہت دیر تک ان صاحبوں سے باتیں ہوتی رہیں ' میری روانگی سے کچھہ پہلے مولانا آزاد نے اپنے ہندوستانی ہم مذہبوں تک پہونچانیکے لیے مجھے ایک پیغام دیا ' اونہوں نے فرمایا کہ " مہربانی کرکے مسلمان بھائیوں سے کہدیجیے کہ وہ ہماری رہائی کی فکر میں اپنے اپکو پریشان نہ کریں بلکہ مسجد کی حفاظت کے لیے کوشش کریں " - کل ایک سو پانچ مسلمان اس جیل میں زیر حراست ہیں جن پر مقدمہ چلایا جانے والا ہے -

جیل سے میں ہسپتال گیا جہاں عمارت کے ایک گوشہ میں ۳ - اگست کے زخمی پڑے ہوے ہیں' ۱۰ - تاریخ کو جب میں اون لوگوں کو دیکھنے گیا ہوں اونکی تعداد ۲۵ - تھی' انمیں سے دو (اشفاق الہی - نور الہی) محض بچے ہیں' ایک ۱۱ سال کا ہے اور دوسرا ۱۳ - برس کا ہے ' اشفاق الہی کے دماغ میں گولی لگی ہے' جسکے صدمہ سے وہ لب گور تھا' ڈاکٹر نے مجھہ سے کہا کہ نور الہی بھی چند گھنٹوں کا مہمان ہے - وہ بڑا دردناک منظر تھا جب میں نے ان دونوں بچوں کو برابر برابر دو چارپائیوں پر پڑے ہوئے دیکھا ' اشفاق الہی بالکل بے ہوش تھا - لیکن نور الہی کی بہکی ہوئی باتیں سننے والے کو یہ بات یاد دلاتی تھیں کہ حکومت برطانیہ کی تاریخ میں کبھی کسی مجمع پر' خواہ یہ ہی صورت واقعہ ہو جو کانپور میں پیش آئی یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو' اس طرح گولیاں نہیں چلائی گئی ہونگی -

سنہ ۱۹۰۰ ع میں جو بلوہ کلکتہ میں ہوا تھا وہ ہم میں سے اکثروں کو اچھی طرح یاد ہوگا' بقرعید کے موقع پر کلکتہ و تناولی کے بلوے تو اوسی زمانہ میں ہوئے ہونگے جب سر جیمس مسٹن گورنمنٹ کے سکریٹری مالیات تھے ' لیکن کیا اس طرح کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور تناولی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلوائیوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا جس طرح هز مجسٹی کی رعایا مجسٹریٹ کانپور کے حکم سے ذبح کی گئی ؟

اس بے رحمی سے تو میرے خیال مین کبھی بندر بھی نہ مارے گئے ہونگے -

مین اپنے موضوع سے دور ہوگیا' مین نے زخمیوں کے زخم دیکھے' اون مین سے جو کوئی گفتگو کرسکتا تھا اوس سے مین نے دریافت کیا کہ اوس نے کیونکر اور کس صورت مین زخم کھایا ہے ؟ مجھے اسکی ضرورت نہین ہے کہ عدالت کے فرائض اپنے ذمہ لے کر یہ بیان کروں کہ یہ لوگ کس طرح اور کیوں اوس وقت مسجد کے نزدیک موجود تھے ؟ لیکن کیا یہ امر قابل غور نہین ہے کہ بہت سے لوگ جنکے چھرے لگے تھے چھریاں کھا کر بھاگے ' پولس نے اون پر سختی سے حملہ کیا اور کرچوں ' بھالوں ' اور سنا تو ہے کہ تلواروں تک کا استعمال نہایت آزادی کے ساتھہ کیا گیا ' اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محض بندوق ہی سے کام لیا گیا ' مگر کوئی امر اس سے زیادہ حقیقت واقعہ سے بعید نہین ہوسکتا -

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گولیاں چلانے کے بعد بھی پولس نے بھالوں اور کرچوں وغیرہ سے مجمع پر نہایت وحشیانہ حملہ کیا ' اگر زخمیوں کے بیان کو صحیح مانا جاے تو پولس کا یہ حملہ نہایت سخت اور وحشیانہ تھا -

اگر مجروحین کے بیاں سے قطع نظر بھی کرلی جاے تب بھی زخمیوں کی جو کیفیت تھی اوس کے دیکھنے سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زخم ایسے لوگوں کے لگائے ہوے ہین جو جوش انتقام کی آگ سے شرر بار ہورہے تھے ' بھالوں اور بندوقوں کے کندوں کے زخم اکثر پشت اور سر کے پچھلے حصوں پر تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اِن لوگوں پر اسوقت وار کیا گیا جبکہ وہ بھاگ رہے تھے -

باوجود اسکے هز آنر ہمارے افسروں کی انسانیت سے بہت متاثر نظر آتے ہیں ' اسی طرح پولیس کے اس طرز عمل سے کہ " بلوے کے فرو ہوتے ہی اونہوں نے نہایت فراخ دلی سے مجروحین کی مدد کی اور اوس حالت میں جو کچھہ آرام اونکو پہونچانا ممکن تھا وہ پہونچایا " اور پھر اس طرز عمل سے کہ " مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی سرکردگی میں پولیس نے تمام اس قسم کے فضول افعال سے اجتناب کیا جن سے انتقام کی بو آتی ہے" هز آنر متاثر ہوے بغیر نہیں رہے -

کیا کرچوں' بھالوں' لکڑیوں' ڈنڈوں کا استعمال بھاگے ہوے لوگوں اور اون زخمیوں پر جو زخم کھاکر گرچکے تھے ایک ایسا فعل نہیں ہے جس سے انتقام کی بو آتی ہے ؟ چوتھی اور پانچویں اگست کو اپنے دوران قیام کانپور میں سنا ہے کہ هز آنر تین مرتبہ ہسپتال تشریف لیگئے ' هز آنر نے ذیل کے اشخاص کے زخموںکو بچشم خود دیکھا ہے :

عبدالواحد - عبد الشکور - اعظم خان - محمد خان - عطا حسین - عبد اللہ - امیر الدین - علاؤ الدین - بخت علی - اور سلیمان -

کیا زخمیوں کی حالت اور زخموں کا محل و موقع هز آنر کے افسروں کی انسانیت کو ثابت کرتا ہے ؟ اور کیا زخموں کے دیکھنے کے بعد یہ

تاریخ حیات اسلامیہ

کا ایک ورق

زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۵)

از جناب محمد صفدر خاں صاحب خریدار الہلال

میرے گھر میں فرزند تولد ہوئے - اسی خوشی میں میرے مشفق و مہربانی میاں عنایت اللہ خاں صاحب انسپکٹر کو آپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز گوجرانوالہ نے مبلغ ۲۵ روپیہ نقد واسطے خیرات کرنیکے بطور صدقہ نو مولود کے مجھے بھیجے جو میں اسی وقت بذریعہ منی آڈر آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ مہربانی فرما کر اس رقم کو چندہ مہاجرین و مجروحین ترکی کے فنڈ میں قبول فرمائیں - کیونکہ اس سے زیادہ مستحق اسوقت کوئی اور نظر نہیں آتا ہے

از جناب محمد بابر خاں صاحب از ٹانگہ ڈونجی

میری اہلیہ نے حال میں انتقال کیا ہے - انکے ثواب رسانی کے لیے یہاں قران شریف پڑھا دیا ہے - ایسے موقع پر یہاں کھانا وغیرہ بھی کھلایا جاتا ہے - اس کار فضول کے عوض میں مبلغ دس روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتا ہوں' آپ اس کو اعانۂ مہاجرین میں داخل کر دیں - اگر مناسب سمجھیں تو اس خط کو بھی شایع فرمائیں -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۰)

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب عبد الرحیم صاحب	۷	۱۲	٠
جناب امتیاز علی صاحب - ہیڈ ماسٹر - قالنل اسکول - ملیح آباد - لکھنو	۲	٠	٠
جناب سجادی بیگم صاحبہ - اترولی - علیگڈہ -	۱	۸	٠
جناب مولوی عبد الرزاق صاحب نوادہ - گیاری	۳	۱۲	٠
جناب محمد بابر خانصاحب ٹانگڈونجی	۱۰	٠	٠
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - بونگ گڈہ عیسی گڈہ	۵	٠	٠
جناب والدہ احمد علی صاحب بذت - مظفر نگر	۱۰	٠	٠
جناب محمد صدیقی صاحب اگرہ	۵	٠	٠
جناب سید محمد اکبر صاحب - نائب تحصیلدار - گورتھا جہانسی	۲۵	٠	٠
جناب محمد افضل خانصاحب وردی میجر زیارت - بلوچستان	۵	٠	٠
جناب قادر بخش صاحب شاہجہانپور	۹	۱۴	٠
میزان	۸۴	۱۴	٠
سابق	۸۵۵۷	۹	٠
کل	۸۶۴۲	۷	٠

هذا بصائر للناس و هدى و رحمة لقوم يوقنون

البصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے "البیان" کے نام سے کیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -

خریداران الہلال سے : ۳ - روپئے

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے' جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء' تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کی ترویج' آثار سلف کی تدوین' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثہ کے تراجم' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تا ہم یہ امور ضمنی ہونگے' اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ' علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہی موضوع وحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۃ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

القسم العربی

یعنی "البصائر" کا عربی ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیہ' احیاء لغۃ اسلامیہ' اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہے -

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

اس سے پیدا ہوتا ہے کہ ہز آنر ایک مولوی صاحب سے مشورہ کرتے ہیں جن کی ایک درخواست اوس جائداد کی واگذاشت کے لیے لوکل گورنمنٹ کے سامنے پیش ہے جو سنہ ۱۸۰۷ء میں ضبط ہوگئی تھی ؟ - یا ہز آنر محض خان بہادروں سے استفسار رائے کرتے ہیں ؟ استفسار بھی قانون اسلام کے متعلق ! اور وہ بھی ایسے حضرات سے جن کے معلومات ہز آنر سے بھی کم ہیں ۔ سب باتوں سے قطع نظر بھی کرلیجیے تب بھی جو شخص موقع کو جاکر دیکھیگا وہ سواے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ منہدم شدہ عمارت مسجد کا ایسا ہی ایک حصہ تھی جیسے کہ اور ہیں ' ہمیں مندرجہ بالا کاموں کیلیے ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے' کیا اوس قوم کے لیے یہ رقم کچھ بہت ہے جس نے دور افتادہ ترکوں کیلیے (۷۰) ستر لاکھ کے قریب بھیجے ہیں اور تیس لاکھ علیگڈہ مسلم یونیورسٹی کیلیے جمع کردیے ؟ - ہرگز نہیں -

اسوقت نہ ترکوں کی مدد کرو اور نہ یونیورسٹی کے خواب دیکھو ' جب تک کہ یہ بے حرمتی کا دھبہ اور یہ ناانصافی ' جو ابھی ابھی اس سلسلے میں ہماری قوم کے ساتھہ کی گئی ہے ' قائم ہے ؟ رعایاے برطانیہ ہونے کی حیثیت سے اپنے فرایض سے نہ بھاگو اور اپنے حقوق کے استعمال کرنے سے دریغ نکرو -

مانا کہ مسٹر ٹائیلر شاید بہت ہی طاقتور شخص ہوں ' مگر کیا برطانی قوم ان سے زیادہ طاقتور نہیں ہے ؟ اور کیا سر بیمفا الدفلر طاقتور نہ تھے ؟ روہیلکھنڈ کے مسلمانوں کے ایک ادنی نیازمند کی حیثیت سے ' میں اس تحریک کے لیے ' جو میں نے بیان کی ہے ' ڈھائی سو روپے بھیج رہا ہوں ' مجھے امید ہے کہ روہیلکھنڈ کے مشہور قوم پرست ' اپنے کانپوری ہم مذہبوں کی مالی امداد کرنے میں دریغ نہ کرینگے - اسلام اس ملک میں ہر مسلمان سے مسلمانان کانپور کی خاطر اپنے تمام فرایض کو سرانجام دینے کا متوقع ہے ' اور خداے اسلام خود اس غرض کے لیے اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے - فمن ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لہ ؟

آنریبل ' سید رضا علی - بی - اے - ایل - ایل - بی

وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

(٤)

مچھلی بازار کانپور کے حادثے میں بہت سے بیگناہ مسلمان شہید ہوے ہیں اور ایک تعداد کثیر مسلمانوں کی زیر حراست ہے اُسکی امداد کے لیے لکھنو میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے' جس کا منشاء شہداء کے پس ماندوں کی مالی امداد اور ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنا ہے - اعزازی خازن سید ظہور احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ لکھنو مقرر ہوے ہیں' زر چندہ خازن صاحب موصوف کو بھیجنا چاہئے یا الہ آباد بنیک میں جس سے کہ اس کمیٹی نے حساب کھولا ہے ' داخل کردیا جاے اور اسکی اطلاع خازن صاحب موصوف کو دیجاے -

(محمد وسیم - بیرسٹر ایٹ لا - لکھنؤ - آنریری سکریٹری)

(۵)

۱۴ اگست سنہ ۹۱۳ ع کو انجمن معین الاسلام (کلکتہ) کے ماتحت ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کے اغراض و مقاصد صرف اسی حد تک محدود ہیں کہ اہل و عیال شہداے کانپور کی امداد کرے ' زخمیوں اور قیدیوں کو مالی مدد دے اور مقدمات کے لیے کافی سرمایہ بہم پہونچاے - کمیٹی نے مختلف ذرائع سے چندے وصول کرنے کی تدبیریں شروع کردی ہیں (معتمد)

(٦)

حکام کانپور کی بے عنوانیوں کو ملحوظ رکھتے ہوے قدرۃً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر ٹائلر' مسٹر سیم ' صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس' اور پولیس وغیرہ کے دوسرے افراد و اشخاص پر' جو مسلمانوں کے قتل و نہب و غارت میں ' بشرطیکہ تحقیق کے بعد اسکا ثبوت صحیح نکلیں اور ارادۃ شریک حصہ لے چکے ہیں ' کیوں نہ باقاعدہ مقدمات دائر کیے جائیں ؟ میری راے میں ایسا ضرور ہونا چاہئے (حکیم نیم - رکن الدین ' دانا)

(۷)

شہداے کانپور ! تم حق و صدق کے لیے شہید ہوئے یا نفسانیت کے لیے ؟ نفسانیت پیش نظر تھی تو ویل لکم ثم ویل لکم ' اور اگر اسلام کی راہ میں شہادت ہوئی تو کیا تمہاری خدمت اب ہم پر صرف اتنی ہی فرض ہے کہ زمین کے ایک گوشہ میں تمہیں ہم سونپ دیں ؟ اور کیا تمہارا حق زمین پر اب صرف اسیقدر رہ گیا ہے کہ زمین کا کچھہ حصہ لیکر تم ہمیشہ کیلیے اوس میں راحت کی نیند سو رہو ؟ نہیں تم تو ساری نعمتوں کے حقدار ہو - اور تمہارے خدا نے تمہیں اسی لیے بلایا ہے کہ وہ سب کچھہ تمہیں دیدے جسکے تم مستحق ہو -

اے وہ لوگو کہ ایک مرتبہ موت و حیات کی کشمکش سے چھوٹکر ہمیشہ کے لیے فنا و زوال سے محفوظ رہوگے - کیا تم ان زخمیوں کو اپنے ہمراہ لینا پسند نہ کروگے جو قید میں جاں بلب ہیں ؟ کیا تم ایک مرتبہ مرکر لازوال حیات کو حاصل کرلوگے ' اور یہ بد نصیب اسی طرح اپنی موت کی ایڑیاں رگڑتے رہیں گے -

اے زمین ! تو جسقدر عزت کرسکے کرلے - کیونکہ یہ بہت جلد تجھسے جدا ہوکر اپنے خدا کے پاس ہمیشہ کیلئے جانیوالے ہیں تجھے بہت سی لاشیں میسر ہونگی بہت سے مخلصین ' بہت سے ہمدرد - بہت سے جوانمرد و بہادر' بہت سے محبان وطن ' اور جاں نثاران ملت کی لاشیں تجھپر تڑپیں گی - لیکن یہ پرستاران دین حق ' یہ شہداے اللہ اکبر کی لاشیں ہیں ' یہ تجھے پھر کبھی نہ ہاتھہ آئیں گی - جتنا پیار اور محبت کرنا ہو کرلے - کہ وقت ہے - اور یہ بہت جلد تجھسے رخصت ہونیوالی ہیں -

اور اے آسمان ! تو بھی ان مظلوم لاشوں پر جتنا تاسف ہوسکتا ہے کرلے - انکو کہ ان کی نگاہیں اب خود دنیا اور اوس کے تمام سامان و اسباب سے پھر گئیں - خوب اچھی طرح دیکھہ لے - کہ اس وقت کے بعد پھر ہمیشہ ان کے دید کے لیے تیری آنکھیں ترسینگی - مگر تجھے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور اس دن کے لیے گواہ رہ جس دن کہ خداوند قہار و جبار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا ' ظالم و مظلوم ' قاتل و مقتول ' دونو حاضر کیے جائینگے یہ مقتول لاشیں اگر واقع میں مظلوم و بے قصور تھیں تو قاتلوں کا دامن تھامکر " بای ذنب قتلت " کے معنے پوچھینگی اور اپنا سرخ خونیں کپڑا ہاتھہ میں لیے ہوئے باری تعالے کے سامنے حاضر ہوکر انصاف کی طالب ہونگی -

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ این داد خواہ کیست

(ابوالحسنات)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماهی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, August 27, 1913.



ت فی پرچہ

صارهی بین ا٥

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مسئول و مدیر خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱، ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۳ — کلکتہ: چہار شنبه ۲٤ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — ۹

Calcutta : Wednesday, August 27, 1913,

اطلاع

ایڈیٹر الہلال

ایڈیٹر الہلال مسوری سے کلکتہ آگئے ہیں - اب انکی تمام خط و کتابت بدستور دفتر کے پتے سے ہو- (منیجر)

مالک "مسلم گزٹ" جواب دیں

بعض صحیح ذرائع سے مجھے کلکتہ آتے ہوے راہ میں معلوم ہوا که ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے کسی پرائیوٹ حکم کی بنا پر مالک مسلم گزٹ نے مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کو ایڈیٹری سے الگ کردیا ' اور وہ حاما مجبور کیے گیے که شام سے پہلے لکھنؤ چھوڑ دیں !!

واقعه کی صورت یه ہے که ڈپٹی کمشنر نے میر جان صاحب مالک مسلم گزٹ کو بلایا اور کہا که وہ فوراً مولوی سلیم صاحب کو الگ کردیں ورنه وہ انپر مقدمه قائم کرینگے -

اسی کی تعمیل تھی جو انہوں نے معاً کردی

میں بذریعه اخبار کے علانا حالات دریافت کرنے پر مجبور ہوں - میر جان صاحب براہ کرم فوراً اصلی حالات شائع کردیں - اگر آیندہ ہفتہ تک انہوں نے حالات شائع نه کیے تو پھر مجھے جو کچھه لکھنا ہے ' لکھونگا - (ایڈیٹر)

فہرست

تصاویر

انہوں نے فوراً ایک جلسہ کیا جسمیں روس کے ایشیائی ممالک کے باشندوں میں اسلام کی اشاعت روکنے کے ذرایع پر غور و خوص کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ اس اسلامی سیلاب کی بندش کے لیے ایک کمیٹی قائم کیجاے جو روس کی مجلس ملی (ڈومن سینڈ) کے پاس ایک یاد داشت بھیجے اور یہ تجویز پیش کرے کہ ان مقامات پر مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے مبشرین نصرانیت (مشنریز) بھیجے جائیں - بایں ہمہ عصبیت کہا جاتا ہے کہ یورپ کا تمدن کسی مذہب کی آزادی میں دراندازنہیں ہوتا -

ترک و عرب

المؤتمر العربي السوري اور انجمن اتحاد و ترقی میں اتفاق ہو گیا - عربوں نے اپنے طرف سے دو مندوب (ڈیلیگیٹ) مقرر کیے تھے - انجمن اتحاد و ترقی کے مندوب ایوب صبری تھے - مندوبین میں تمام گفتگو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ہوئی - اس اتفاق کے اصول اساسی یہ ہیں :

(۱) عرب آل عثمان کی خلافت کو مانتے ہیں -

(۲) دولت عثمانیہ میں عربوں اور ترکوں کے حقوق برابر برابر ہونگے -

(۳) عرب وعدہ کرتے ہیں کہ دولت عثمانیہ ' جو انتظامی محکموں اور عدالتوں میں انہیں عربی زبان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے ' اسکی وہ مساعدت و معاونت کرینگے -

(۴) حکومت کی طرف سے عملی طور پر اصلاحات کے آغاز کے عرب منتظر ہیں ' اور وعدہ کرتے ہیں کہ وہ حتی الامکان اس باب میں دولت علیہ کے لیے آسانیاں پیدا کرینگے -

(۵) عربوں کی یہ راے ہے کہ ولایات عثمانیہ اصلاحات کے سخت محتاج ہیں ' وہ موجودہ حالت کو دیکھہ رہے ہیں اور دولت علیہ کے ساتھہ اسکے مطمح نظر میں شریک ہیں -

(۶) انجمن جوانان عرب اعلان کرتی ہے کہ ارباب غرض نے جو یہ مشہور کیا تھا کہ وہ اجانب و اغیار کی مداخلت چاہتے ہیں ' یہ کذب محض ہے -

وہ اتفاق نامہ (اگریمنٹ) جس پر فریقین نے دستخط کیے ہیں ' لجنة المؤتمر العربي کے رئیس الرؤسا رفیق بک مؤلف اشہر مشاہیر الاسلام نے اسے شائع کر دیا ہے ' اسکے خاص خاص دفعات یہ ہیں :

(۱) تمام عربی شہروں میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم عربی میں ' اور اعلی تعلیم اکثریت (مجاریتی) رکھنے والی جماعت کی زبان میں ہوگی -

(۲) گورنروں کے علاوہ تمام اعلی عہدہ داروں کے لیے عربی دانی شرط ہوگی - ان عہدہ داروں کے علاوہ تمام ملازم اسی صوبہ میں رکھے جائینگے - دار السلطنت سے صرف قضاة اور روساء عدلیہ (چیف جسٹس) کی تقرری ہوگی جو ارادہ سنیہ کے ذریعہ سے ہوا کرتی ہے -

(۳) اوقاف کا انتظام انتظامی مجلسوں کے ہاتھہ میں دیدیا جائیگا جو مقامی اشخاص سے مرکب ہونگی -

(۴) رفاہ عام کے کل ادارۂ محلیہ (مقامی دفاتر) کے ہاتھہ میں دیدیا جائیگا -

(۵) فوج صرف قریب کے شہروں کی خدمات انجام دیگی - یمن ' حجاز ' عسیر ' وغیرہ ' میں جب فوج بھیجنا ہوگی ' تو عربوں اور دولت عثمانیہ کے تمام باشندوں میں سے ایک ہی نسبت سے سپاہی لیے جائینگے -

(۶) مجالس عمومیہ کی قراردادیں بہرحال نافذ ہونگی -

(۷) اصولی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مجلس وزارت اور تمام کیبنٹ کے مددگاروں اور مشیروں کے محکموں میں ' نیز دولت علیہ کے تمام مجالس شوری میں کم از کم تین عرب ہونگے -

شیخ الاسلام کے دائرہ (دفتر مشیخت اسلامیہ) اور تمام دوسرے صیغوں میں بھی دو دو یا تین تین عرب ہونگے - ہر وزارت کے مختلف مرکزوں میں بھی کم از کم ۵ - یا ۴ عرب لیے جائینگے -

(۸) عربوں میں سے کم از کم ۱۰ - کمشنر اور ۵ - گورنر مقرر کیے جائینگے -

(۹) مجلس اعیان میں عربوں کی ایک تعداد مقرر کی جائیگی جسکی نسبت ۲ - فیصدی ہوگی -

(۱۰) ہر ولایت میں جن صیغوں کے لیے ضرورت ہوگی وہاں اجنبی مفتش خصوصی (اسپیشیالسٹ کمشنر) مقرر کیے جائینگے -

(۱۱) جن صیغوں کا انتظام مقامی گورنمنٹ کے ہاتھہ میں دیا جا رہا ہے ' ان کو روپیہ کی ایک مقدار دیجائیگی جو اس صوبے کے بجٹ میں اضافہ کر دیجائیگی - اور جایداد کے ٹیکس کا حصہ تعلیم پر صرف کیا جائیگا -

(۱۲) اصولی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ سرکاری معاملات عربی زبان میں ہونگے ' مگر اسکا نفاذ بتدریج ہوگا -

(۱۳) مجالس عمومیہ (جنرل اسمبلیز) کے اختیارات وسیع کر دیے جائینگے - ان مجالس میں نصف مسلمان ہونگے اور نصف غیر مسلمان -

امید ہے کہ یہ اتفاق مبارک ثابت ہوگا ' اور اگر عربوں کے مطالبات واقع میں اخلاص پر مبنی ہیں تو آیندہ بجاے مشکلات پیدا کرنے کے وہ دولت عثمانیہ کے دست و بازو بن کر کام کرینگے - گو اس تحریک میں یورپ کا ہات تھا اور اسی کے اشارے سے ترکوں کے خلاف عربوں میں شورش پیدا ہوئی تھی ' لیکن موجودہ ترکی وزارت کی دانشمند پالیسی مبارکباد کی مستحق ہے کہ بغیر کسی سخت گیری کے اس نے بڑی آسانی سے اس مسئلے کو حل کر دیا ' اور یورپ کی انقلابی کوششیں بیکار گئیں - رعایا کے مطالبات اگر اصولاً صحیح و جائز و قابل نفاذ ہوں ' تو عموماً اس باب میں وہی حکومتیں کامیاب ہونگی جو نرمی و نرم دلی کی روش سے یہ راہ طے کرینگی ' وحشی ترکوں کی حکمت نے تو اس مرحلے کو طے کر لیا ' لیکن مہذب انگریز بھی کیا اسی راہ پر چلینگے ؟

مقدمۂ رسالہ مظالم بلقان

۲۴ - اگست کو ہائی کورٹ کلکتہ کے ایک مخصوص اجلاس کے سامنے رسالہ مظالم بلقان کا مقدمہ پیش ہوا - استغاثہ کی طرف سے مسٹر نارٹن نے ایک نہایت مبسوط اور مدلل تقریر کی ' اور ثابت کیا کہ اس رسالے کی اشاعت کی ممانعت حکومت ہند کے قوانین نافذہ کے کسی دفعہ سے تعلق نہیں رکھتی - نہوں

شذرات

هذی فعالہم ، فاین المنصف ؟

يسومونكم سوء العذاب ، يذبحون ابناءكم ، ويستحيون نساءكم ، وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم (٢ - ع ٦)

کفار تمکو بڑي بڑي تکليفيں پہونچا رہے هيں ، تمهاري اولاد کو ذبح کرتے هيں ، تمهاري عورتوں کو ذلت کے ليے جينے ديتے هيں ' اس بات ميں خدا کي جانب سے تمہارا بڑا امتحان هو رها هے

" مقدونيه ميں آؤ اور هماري مدد کرو " کے عنوان سے مظالم بلقان کے خلاف ترکوں نے انگريزي عدل و انصاف سے جو اپيل کي تهي ' اُس کا کم از کم اتنا اثر تو ضرور هوا که هندوستان ميں گورنمنٹ هند نے اُس کي اشاعت جرم عظيم قرار دي - ٢٦ اگست سنه ١٩١٣ ع کو هائي کورٹ کلکته ميں سرکاري ايڈوکيٹ (قانوني مستشار) نے اس کي وجه يهي بيان کي که پمفليٹ ميں جنگ بلقان کو حروب صليبيه سے تشبيه ديگئي هے ' اسے مذهبي جنگ قرار ديا هے ' اور اس کے واقعات بهي مبالغه آميز هيں - ممکن هے ' منع نشر و اشاعت کے ليے يه چيزيں بهي ضروري هوں ' اور يه بهي ممکن هے که اشاعت روک دينے سے واقعات مظالم زياده نماياں طور پر ملک ميں برملا نه هونے پائيں ' ليکن اس حقيقت کا اخفا کيونکر ممکن هے که يورپ کے عام اخبارون ميں بهي وهي داستانيں ابتک شائع هورهي هيں جن کي اشاعت نے اس پمفلٹ کا داخله ممنوع قرار ديا هے -

دده آغاج کے فرانسيسي قونصل نے فرانسيسي سفارت کو ايک تار بهيجا هے جسميں ان فظائع و مظالم کو بيان کيا هے جو بلغاريوں نے مسلمانوں اور يونانيوں پر کيے هيں ' يه بهي لکها هے که جنگي جهاز بهيجے جائيں تا که بلغاريوں کے مظالم سے بهاگنے والے اسميں پناه لے سکيں -

اخبار " ايدن " کو خبر ملي هے که روڈستو کو چهوڑنے سے پہلے اسميں آگ لگادي گئي ' اور ان تمام شہروں کے مسلمانوں اور يونانيوں پر جو ساحل بحيره مارمورہ پر آباد تهے سخت شرمناک مظالم کيے گئے -

اتهينس کي کمپني کو يه معلوم هوا هے که مفتي دريران نے ان ٥ - هزار يتيم بچوں کي حمايت کے ليے اپيل کي هے ' جنکے ماں باپ کو بلغاريوں نے نہايت بيرحمی کے ساتهه ذبح کيا هے -

صوبۂ ادرنه ميں ايک مقام " وردہ " واقع هے ' جس کے محله " عاندقور " ميں عثمان آفندي نامي ايک مسلمان کا گهر تها - ادرنه (ايڈريا نوپل) جب بلغاروں کے قبضے ميں آيا تو تمام مسلمانان شہر کے ساتهه يه غريب بهي گرفتار هوا اور سب کی طرح اسے بهي عيسائي بنايا گيا - دار الحکومة بلغاريا (صوفيا) ميں هنوز يه بيچاره قيد هے ' اور عيسائي هوجانے پر بهي اس کو رستگاري نهيں ملی هے - اُس کا اور اُس کے خاندان کے هر فرد کا نام بدل گيا هے - وه پہلے عثمان تها ' اب هاران هوگيا هے ' اور يهي حالت اُس کے تمام ساتهيوں کي هے - قيد خانے سے اپنے بيٹے (جودت) کو جو تسخير ادرنه کے دنوں ميں ايک جنگي ضرورت سے قسطنطنيه بهيجا گيا تها ' اُس نے ايک خط لکها هے ' جو حسن وصفي آفندي کے ذريعه سے اخبارات ميں آيا هے - خط کا نماياں پہلو يه هے جس کي اطلاع کاتب نے مکتوب اليه کو دي هے ' وه لکهتا هے :

" هم سب کے سب نصراني هوگئے - تمهاري ماں کا نام واشلينا ' تمهارے بهائي کا نام شرکا ' تمهاري بهن کا نام ماريه ' تمهاري لڑکي کيتهرائن اور دوسري چهوٹي لڑکي کا نام هلين رکها گيا هے - اگر يہاں آنے کا اراده هو تو ديکهو خبردار ' نصراني هوے بغير نه آنا ' ورنه خير نهيں - ميرا نام پوچهو تو هاران هے ' اگر اپني بيوي کي خبر پوچها چاهتے هو تو وه اپنے ديور کے يہاں دو مهينے سے هے - تمهارے خسر محمد آفندي قلبه ميں قيد تهے ' شريف بهي قلبه ميں قيد تهے ' مگر وه نصراني هوگئے تو " رنولي " نام رکها گيا - يہاں آئے تهے مگر ميں نے انهيں ديکها بهي نهيں اور وه اسکشه چلے گئے - سليمان تو بلغاري فوج کے ادرنه ميں آتے هي ريل پر سوار هوکے کوملجه چلے گئے - جو خط ميں نے اسکشه بهيجا تها وه پهنچگيا - کرکور بوياجي ارغلي (جسکا پہلے ابراهيم شاوش نام تها) کے ذريعه تم کو ايک خاص بات کي اطلاع دي تهي مگر وه کهتا هے که جب تک نه نه آؤگے وه خبر نه ديگا -

اگر تمهارے دماغ ميں ذره بهر عقل هو تو همارے دستخطوں کو غور سے ديکهو ' اپنے ضمير کي طرف رجوع کرو اور همارے حالات سے نصيحت حاصل کرو - اگر اپنے دل ميں استيناس پاؤ تو فوراً چلے آؤ ' ليکن شرط يه هے که پہلے (يور کي) هولو پهر آو - شرف برق دلي ' ايوان ' اور تمهارے دوست ياني ' يورکی هوگئے هيں ' يونی يورکي تمهيں سلام کهتے هيں -

جتنے قيدي که بلغاريا ميں تهے واپس آکے اپنے اپنے کاموں ميں مشغول هوگئے هيں ' اسکشه ميں رهتے هيں اور اب تهرنا بے معني هے ' نصراني هوجاو ' اور فوراً چلے آو ' اسکے علاوه اور کوئي بات نهيں جو تمهيں لکهوں ' تمهارے شهر والے با لاخر نصرانيت ميں داخل هونے پر راضي هوے ' مگر به هزار دقت و دشواري "

ان واقعات کو پڑهو اور جمهوريۂ پيرس کے نيم سرکاري اخبار طان کي اس خبر کے فلسفے پر غور کرو که " سر ايڈورڈ گرے نے قبضه تراقيه و ادرنه اور خميازوں کے متعلق ايک طويل نوٹ بهيجا هے ' اس نوٹ ميں اهم اور قابل ذکر وه حصه هے جسميں سر گرے کهتے هيں که " ادرنه ميں عثماني فوج کا احتلال برطانيه عظمی کو مجبور کريگا که وه ايشيا ميں اصلاحات کے ليے اخلاقي اور مادي مدد دينے سے باز رهے ' اور باب عالی کو ان تلخ نتائج و آفات سے دو چار هونے هے جو اسکے اس تهور و جرات کي گستاخ پاليسي کا نتيجه هونگے جس پر وه اسوقت چل رها هے "

اس قدر دشمن ارباب وفا هو جانا !

مسلمانان روس

روس کي دار السلطنت سنٹ پيٹرسبرگ ميں اسوقت ١٠ - هزار مسلمان موجود هيں ' انهوں نے ايک انجمن قائم کر رکهي هے ' مفلوک الحال اور يتيم بچوں کے ليے اس انجمن کے متعلق ايک مدرسه هے جسميں روسي اور ترکي زبان پڑهائي جاتي هے - گذشته سال اس مدرسے کے فارغ التحصيل لڑکوں کي تعداد ٢٣ - اور لڑکيوں کي تعداد ٧ - تهي - اس چهوٹے سے مدرسے کي اس کاميابي نے مبشرين (مشنريز) کے خيالات ميں ايک اضطراب و خوف پيدا کر ديا '

[صفحة الهلال]

حـادثـۂ فاجعـۂ عالیـہ

مــرحـــوم شـ وکت پاشـ !



قاتلین' وسازش کنندگان انقلاب !

[۱] طوپال ترفیق [۲] نظمي [۳] کورضیا [۴] حسن شوقي [۵] کاظم [۶] حقي [۷] محمد علي [۸] جواد [۹] داماد صالح پاشا ' جو اس سوء قصد و سازش کا ترتیب دینے والا اور بانیان مخصوص میں سے ہے -

[۵]

نے عدالت پر ظاہر کیا کہ یہ رسالہ عیسائیوں کے برخلاف کسی مذہبی جوش کو پیدا نہیں کرتا بلکہ چونکہ مظالم و وحشت باری کے خلاف اس میں مسیحیت کے نام پر اپیل کی گئی ہے اس لیے فی الحقیقت یہ عیسائیت کے عزت و شرف کا ایک اعلان ہے -

ایڈوکیٹ جنرل نے وجوہ ممانعت میں خاص طور پر اس پہلو کو نمایاں کیا کہ اِن مظالم کو صلیبی جنگ سے تعبیر کیا گیا ہے' اور یہ ایک عام مذہبی منافرت کی دعوت ہے - دوران بحث میں کامریڈ کی حیثیت کو اصرار کے ساتھہ صاف کیا گیا اور اسکی بریت کا کھلے لفظوں میں اعتراف ہوا - یہ ایک ایسی بات ہے جسکی گو ہمیں زیادہ خواہش نہ تھی تا ہم خوشی کا موجب ضرور ہے -

فیصلہ ابھی محفوظ ہے - اور ہم آیندہ نہایت تفصیل سے حالات مقدمہ پر نظر ڈالیں گے - علی الخصوص اُن وجوہ ممانعت پر جو حکومت کے طرف سے پیش کیے گئے ہیں -

مسٹر محمد علی نے اس مقدمے کے ذریعہ ایک نہایت عمدہ راہ قانونی احتجاج و دفاع جرائد کی کھولدی ہے -

هفتهٔ جنگ

بالآخر ترکوں اور بلغاریوں میں وہ تصادم ہوگیا جس کی پیشین گوئی ١٩ - کو ریوٹر ایجنسی نے کی تھی -

ادرنہ سے ٢٥ - میل پر ادر تیکوئی نامی ایک مقام ہے - یہاں ترکوں پر بلغاریوں نے حملہ کیا - سخت جنگ ہوئی' حملہ آور پسپا ہوے' اور ایک کرنل اور ١٢٣ - سپاہی گرفتار - ممکن ہے کہ یہ دوبارہ جنگ کی تمہید ہو لیکن اگر سابق کی طرح ابھی سے بلغاریوں کے لباس میں روسی سپاہی نہیں ہیں تو اس طرح کے حملوں کو ترکش کے آخری تیر یا جاں بلب قوت کی حرکت مذبوحی سمجھنا چاہیے - بالفرض یہ حملے اگر جنگ کی صورت بھی اختیار کرلیں تو وہ جنگ ترکوں کے نقطۂ نظر سے زیادہ خطرناک نہ ہوگی' اس لیے کہ ترکی فوج میں نہ تربیت یافتہ سپاہیوں کی کمی ہے' اور نہ تجربہ کار و کہنہ مشق افسروں کی' اور سب سے بڑی بات تو یہ ہی کہ بر سر انتظام وہ جماعت نہیں' جو ان جاں نثاران وطن کو خالی کارتوس دیتی تھی -

ترکی کے خلاف روس کی کارروائی کے متعلق اخبارات اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں - اس سلسلہ میں روسی جنگی جہاز کی باسفورس سے سیوا سٹوپل میں واپسی کو ٹائمز ایک معنی خیز اشارے کی حیثیت سے نقل کرتا ہے' اور کہتا ہے :

باوجود اس حالت کے کہ تمام فوج تھریس میں ہے' اور قسطنطنیہ اور ایشیاے کوچک غیر محفوظ حالت میں ہیں' روسی بیڑا بالکل پر امن طریقہ پر واپس آسکتا ہے -

تھریس میں ترکی پیشقدمی کی بابت مزید ملاقاتوں کے لیے دول باہم مصروف مشورہ ہیں' لیکن صوفیا میں یقین کیا جاتا ہے کہ دول ترکی پر دباؤ ڈالنے کی تدابیر پر غور کر رہی ہیں - لنڈن میں کسی ایسی بات کا علم ابتک نہیں ہے جس سے اسکی تصدیق ہوتی ہو -

یونانیوں اور بلغاریوں کے تعلقات کی عجیب حالت ہوگئی ہے - موخر الذکر کو شکایت ہے کہ یونانی تخلیہ کی تاریخ سے ترکوں کو مطلع کر دیتے ہیں تاکہ وہ آسانی سے قبضہ کرسکیں - بلغاروں کے خلاف یونان ہمیشہ ترکوں کے ساتھہ ملکر کام کرتے رہے ہیں -

کارینجی انٹر نیشنل پیس فونڈیشن نے ایک مشن مقرر کیا تاکہ وہ بلقان کے قتلہاے عام اور جنگ کے اقتصادی نتائج کی بے طرفی کے ساتھہ تحقیقات کرے -

لیکن با ایں ہمہ شاید " رموز مملکت " اسی کے مقتضی ہیں کہ تصفیہ تلوار کے بدلے قلم کی زبان سے ہو' ریوٹر کا بیان ہے کہ باب عالی نے بلغاری وکیل قسطنطنیہ سے براہ راست گفتگو شروع کی ہے' ریوٹر اس کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ " ادرنہ کے متعلق میلان دول کے استحکام کی وجہ سے باب عالی نے یہ محسوس کرلیا ہے کہ موجودہ مشکلات سے نکلنے کا بہترین ذریعہ بلغاریا سے براہ راست مفاہمت ہے "

ادرنہ کے متعلق باب عالی بدستور اپنی ارادے پر سختی سے قائم ہے' وہ اسکے لیے تیار ہے کہ ادرنہ کا معاوضہ کسی دوسری صورت میں دیدے' مگر اس کے چھوڑنے پر راضی نہیں' اور سچ یہ ہے کہ راضی ہو بھی نہیں سکتی' کیونکہ فوج کی بھی ایک عظیم الشان تعداد بطل طرابلس غازی انور بے کے زیر کمان بہر حال ترک ادرنہ کے خلاف ہے - اور جیسا کہ اُنہوں نے ماتاں (پیرس) کے نامہ نگار سے ترجمانی جذبات کرتے ہوے بیان کیا' وہ کہتی ہے کہ " ہم یہاں ہیں اور یہیں رہینگے' یا شہر کو اپنے ہاتھہ میں رکھیں گے' یا اس کی مدافعت کی راہ میں سب کے سب فنا ہو جائینگے "

ترکوں کی پیش قدمیوں نے دیرینہ خوشگوار آرزوئیں پامال کیں تو یورپ بپھرا' انذار و تہدید کے ہمہمے بلند ہوے' بیڑے کی نمایش ہوئی' ملاقاتیں ہوئیں' مگر یہ تمام ذرائع تخویف و ترہیب بے سود رہے اثر نکلے - وزارت اپنے ارادے پر بدستور قائم رہی' اب عملی کارروائی کا وقت آیا' مگر یہی وہ منزل ہے جہاں پہنچکے یورپ کی ترکتازیاں ختم ہو جاتی ہیں - فوائد و مصالح کا تعارض سنگ راہ ہوا' مداخلت ناممکن نظر آئی - تجویز ہوئی کہ ترکی سے مقاطعہ مالیہ کیا جاے یعنی اسکو یورپ کا کوئی سرمایہ دار ایک حبہ نہ دے اس شکیب آزما تازیانے کا استعمال ابھی زیر تجویز ہی تھا کہ اسکی ناکامی کے علائم و آثار ظاہر ہونے لگے " فرانسیسی سرمایہ دار جنکو زیادہ تر نقصان برداشت کرنا پڑیگا' اور جو اسوقت تک روس کی پالیسی کے لیے گراں قدر قربانیاں کرچکے ہیں مزید ایثار پر راضی نہیں " ! غالباً یورپ کے اس شقاق باہمی اور عملی کارروائی سے عجز و درماندگی ہی کی بناء پر ولڈا کے نیم سرکاری اخبار کا یہ خیال ہے کہ " مسئلہ ادرنہ اپنی بین القومی حیثیت کھوچکا ہے اور آیندہ ترکوں اور بلغاریوں کا باہمی معاملہ رہجائیگا "

یورپ کو گمان تھا کہ ضعیف و بیمار ترک کے لیے یہی بہت ہے کہ ایڈریا نوپل کو غنیمت سمجھیں' ترک اس کو غنیمت تو سمجھے مگر اس پر خاموش نہ رہے' اُنہوں نے ضلع گمرجنیا میں کچک کیکوک پر بھی بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا کے قبضہ کرلیا ہے -

صوفیا کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریا نے ترکوں کے قبضہ گو ملجینا کے خلاف دول یورپ کے سامنے اعتراض کیا ہے ملجینا جیل سے پچاس میل اور میرتزا سے ستھہ میل جانب مغرب واقع ہے - یہ خبر اگر صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے پورا قصد کرلیا ہے کہ بلغاریا کو تباہ کرکے چھوڑینگے -

مقالات

الاولین و قلیــــل مـــن الاخرین (۵٦ : ۱۳) هیں ' کیونکه یه بارگاه الهی کے مقرب هیں' اور انکي جگه جنت کي خوشیاں اور وهاں کي نعمتیں هیں - پهر ان میں بهي بهت سے تو اگلوں میں هونگے ' اور کچهه پچهلوں میں سے -

السابقــــون السابقـــون ! !

آیۂ کریمۂ مندرجۂ صدر میں الله تعالی نے مختلف جماعتوں کو مختلف اسماء و صفات سے موسوم کیا هے - پہلے " اصحاب المیمنه " اور " اصحاب المشئمه " کا ذکر کیا هے ' پهر " سابقون السابقـــون " کي تعریف کي هے ' اور اسکے بعد " ثلة من الاولین " اور " قلیل من الاخرین " هیں -

میں دیکهه رها هوں که حادثۂ خونین کانپور نے ان تمام جماعتوں کو دنیا کے سامنے کردیا هے - میں " اصحاب المیمنه " کو بهي دیکهه رها هوں ' جنهوں نے الله کی حزب و جماعت کا ساتهه دیا هے :

الا ان حـــزب الـــلـــه هـــم الـغالبـــون اور میرے سامنے " اصحاب المشئمه " کي صفوف ندام بهي موجود هیں ' جنهوں نے اپنے قلوب و ایمان کو حزب الشیطان " کے حواله کر دیا هے :

اولئك حزب الشیطان ' الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۵۹ : ۲۱)

پهر اس جماعة مقدسۂ مومنین ' و عباد الله المخلصین ' و حزب الله الجلیل المتین ' یعنے " اصحاب المیمنه " میں سے بهي اعلي و اقدس ' " السابقون السابقون " کي جماعت هے جنهوں نے ایثار في سبیل الله میں اوروں سے مسابقت کي اور جبکه کچهه لوگ الله کي طرف بڑهے ' تو انکے قدم سب سے آگے تهے - انهوں نے سب سے پہلے مظلومین کانپور کي اعانت و امداد کیلیے اپنے وقت و مال کا انفاق کیا - اسلیے ضرور هے که سب سے پہلے رهي بخشش گاه الهي سے اپنا اجر بهي حاصل کریں -

کچهه عجب نهیں که الله تعالي اپنے فضل نصرت فرما سے گروه گروه جماعت هاے انصار و معاونین کو کانپور بهیجدے ' اور اپنے بندوں کے دلوں کو اپني عبادت گاه کي راه میں مجروح و شهید هونے والوں کي مدد کیلیے کهولدے ' لیکن تاهم جو فضیلت و سعادت " السابقون السابقون " کو ملنے والي تهي ' وه مل چکي ' اور جو بخشش دروازے پر پہلے پہنچنے والوں کیلیے هوتي هے ' وه لینے والوں نے لیلي - اب اسمیں اور کسي کا حصه نهیں هو سکتا که :

اولئك المقربون - في جنات النعیم - ثلة من الاولین وقلیل من الاخرین !

جزاک الله عن الاسلام و المسلمین

یا مظهـــر الحق !

یقیناً مسٹر مظهر الحق بیرسٹر ایٹ لا (بانکی پور) کي خدمات جلیلۂ و عظیمه " السابقون السابقون " میں داخل هیں ' جنکے لیے الله تعالی نے اس عظیم و جلیل سبقت اور انفاق و ایثار في سبیل الله کا شرف روز اول سے مخصوص کردیا تها ' جو واقعۂ شهادت کانپور کے بعد بلا تامل کانپور پهنچ گئے ' اور جذبۂ خالصۂ لوجه الله کے ساتهه مظلومان ملت اور بیکسان امت کا مقدمه اپنے هاتهه میں لے لیا - فی الحقیقت یه تاریخ اسلام کے اُن واقعات ایثار و فدویت کا احیاء هے ' جنکے نظائر کي گو ایک زمانے میں همارے هاں قلت نه تهي ' لیکن افسوس که آج انکا هر طرف قحط هے !

وقایع و حقایق

وقت است که وقت بر سر اید

(۲)

کشف ساق کا مفهوم اور اُس کے نتائج

پچهلي اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظه فرمایا هوگا که سورۂ نون و القلم کي مشهور آیت یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون (وه دن آنے والا هے جب که ساق کهلیگي اور لوگوں کو سر افگندگي کی دعوت دي جالے گي ' مگر اُس وقت اُن میں اتني قدرت و استطاعت کهاں ؟) کي تفسیر میں راویان اخبار و آثار نے کیا کچهه اختلافات کیے هیں - چار مختلف فصول میں ان مباحث کا استقصا هوچکا هے که :

(۱) کشف ساق کے یه معنے که قیامت میں في الواقع خدا کي ساقیں کهل جائینگي ' صحیح نهیں ' جن روایتوں سے اس مفهوم کو تقویت دي جاتي هے علم اصول اُن کو خود قابل استناد نهیں سمجهتا -

(۲) ادبیات عرب میں عام قاعده هے که الفاظ کچهه اور هوتے هیں مگر محاورے میں اُن کے کچهه اور هي معنے لیے جاتے هیں ' طریق تعبیر کي بیشتر حقیقتیں مجاز سے وابسته هیں جن کو لفظوں کے ساتهه کچهه ایسا زیاده تعلق نهیں هوتا -

(۳) ادبیات عرب میں کشف ساق کے معنے نهایت سخت خطره (امر شدید) نمودار هونے کے هیں -

(۴) کشف ساق سے اگر خدا هي کي ساق کا نمودار هونا مراد هو جب بهي اس کے معنے تجسم نه هونگے ' کیوں که قرآن کریم نیز کلام جاهلیت جس میں قرآن اُترا هے اور جو اُس کے انداز بیان کي نظیر هے ' اس مدعا کي تائید سے خاموش هیں ' یا یوں کهیے که اسلوب عربیت اِس قسم کے الفاظ کو اپنے اصلي معاني پر محمول نهیں کرتا - یه چاروں موضوع استیعاب ذکر و استیفاے نظر کي حد میں آچکے هیں ' لیکن مسألے کي اهمیت کا هنوز بهي اقتضا هے که " کچهه اور چاهیے وسعت میرے بیان کے لیے " تکمیل بیان کے لیے بقیۂ مباحث قابل ملاحظه هیں :

(۵)

قرآن کریم میں لفظ ساق تین مقام پر وارد هے :

(الف) سورۂ نون والقلم میں جس پر بحث هوچکي اور هنوز هوگي -

الہلال

۲۴ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

شہادت زار کانپور
یا
امتحان گاہ کفر و ایمان

جزاک اللہ عن الاسلام و المسلمین

یا مظہر الحق !!

انسانی خصائل و فضائل کے ظہور و آزمایش کیلیے ابتلا و مصائب ضروری ہیں :

و لنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم و الصابرین ، و نبلو اخبارکم -	اور ہم تم کو آزمایش میں ڈالیں گے تاکہ معلوم کریں کہ کون کون تم میں مجاھد و صابر ہیں ؟ اور نیز تمہاری اصلی حالت کو جانچ لیں -

شاید اب موسم بدلنے والا ہے کہ تازیانے کے آثار و علائم پیہم اور غیر منقطع ہیں - جو کچھ ہندوستان سے باہر ہوا ' وہ مسلمانان ہند کی غفلت شکنی اور تنبہ کیلیے کافی نہ تھا ' اسلیے حکمۃ الہیہ نے سلانیک اور البانیا کی جگہ ' شہادت آباد کانپور کے حوادث معزنہ و سوانح الیمہ کو ہمارے سامنے کردیا ہے : اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا ہم یذکرون !

پس ہزار رحمت ہو تجھپر اے سر زمین مقدس کانپور ! اور تیری یاد گرامی ہمارے دلوں سے کبھی محو نہو ' کہ تیرے انہار خونیں نے ہمارے لیے حیات ملی کا چشمۂ حیات بہا دیا ہے !!

اگر لکھنے کی مہلت ملے تو اُن نتائج عظیمہ کی تفصیل کیلیے دفتر کے دفتر چاہئیں ' جو اس حادثۂ خونین سے ہم حاصل کرسکتے ہیں ' اور جسکے بہے ہوے خون کے ایک ایک قطرہ سے حیات ملی کی ہر شاخ کو زندگی اور نشو و نما کا پانی ملسکتا ہے ' مگر میں اس وقت صرف ایک خاص نتیجۂ حسنہ کی طرف اشارہ کرونگا اور وہ ایک الہی آزمایش ہے جو آج ہر مسلم قلب کا امتحان لیگی ' اور منٹوں اور لمحوں کے اندر فیصلہ کردیگی کہ کون ہیں جنکے دلوں کی باگ انکے خداے حی و قیوم کے ہاتھہ میں ہے ' اور کون ہیں ' جنکے سر اصنام حکومت اور طاغیت ہواء نفس کے آگے سربسجود ہیں ؟

فمنہم من یومن بہ ' و منہم من لایومن بہ ' و ربک اعلم بالمفسدین - اصحاب المیمنہ ' ما اصحاب المیمنہ ؟

دو صفیں تمہارے سامنے ہیں :

دہنی طرف اللہ کی عبادت گاہ اور اسکا حرم محترم ہے - ان زخمیوں کی صفیں ہیں ' جنکے زخموں سے بے گناہی کا خون بہہ رہا ہے ' اور جنہوں نے مسجد الہی کی تحریم و تقدیس میں اپنوں کے ٹکڑے رکھکر ' اسکے بدلے دشمنان حق و اللہ کی گولیاں کھالی ہیں - پھر کچھہ معصوم بچے ہیں ' جنہوں نے ابھی نیا نیا اپنے خدا کو یاد کرنا سیکھا تھا ' مگر آنسے ' جنکی عمریں اسی ... کے دعوے میں بسر ہوچکی ہیں ' بازی لے گئے ' اور جو ... میں سے بعض اپنے خدا کے پاس پہنچ چکے ہیں ' اور بعضوں کیلیے رحمت الہی کا آغوش منتظر ہے -

پھر اس منظر اقدس و اعلی سے بالا تر ' وہ خداے قدوس ابراہیم و محمد (علیہما السلام) اور اسکے دین قویم اور ملۃ مرحومہ کی عزت و عظمت ہے ' جس کو ہمیشہ ظالموں نے بھلایا ہے ' پر مظلوموں نے اسی کے دامن میں تسکین پائی ہے - اور جس کو گو اُن لوگوں نے فراموش کردیا ہو ' جنکو اپنے خوں ریز اسلحہ و آلات کا غرور اور تاج و تخت حکومت کے نشۂ باطل سے سرگرانی ہو ' لیکن وہ لوگ تو نہیں بھلا سکتے ' جنہوں نے تیرہ سو برس سے اسکی الہی نصرتوں کے معجزے دیکھے ہیں ' اور اب بھی وہ اس وقت کے منتظر ہیں ' جبکہ ظالم با وجود قوت کے ہلاک ہوگا ' اور مظلومی باوجود بے سروسامانی کے فتح یاب ہوگی : و ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض و اللہ ولی المتقین -

غرضکہ ایک جانب تو اللہ ' اسکے رسول ' اور اسکے مومنوں کی عزت و عظمت دنیوی عجز و تذلل اور بے سروسامانی و بیکسی کے اندر موجود ہے : و ان العزۃ للہ ' و لرسولہ ' و للمومنین -

اور دوسری جانب دنیوی حکومت کا قہر و جبر ' دنیوی طاقتوں کا مجمع ' قانون وقت کا غلط مگر قاہرانہ استعمال ' حاکم وقت کی نگاہ گرم ' اُس کی ذریات کے مہیب و مخوف مناظر کفر کی ظاہر فریبی ' اور نفاق کی ولولہ اندازی ہے - دنیوی نام و نمود کی خواہش جو انسان کے پانوں میں ڈالنے کے لیے شیطان کے پاس سب سے زیادہ بوجھل زنجیر ہے ' طیار ہو رہی ہے ' اور حرص و طمع کے ابلیس اپنے ساز و سامان جہنمی کے ساتھہ مصروف کار ہیں

یہ دو راہیں ہیں ' جو آج ہر مسلمان کے سامنے کھول دی گئی ہیں ' اور ہدایت و ضلالت ' نور و ظلمت ' اور کفر و اسلام کی مقابل راہیں اسی طرح ہمیشہ سے باز رہی ہیں -

پس سب سے بڑی آزمایش ہے ' جو آج در پیش ہے ' اور سب سے بڑا فیصلہ کن امتحان ہے ' جو کفر پرست و اسلام دوست صفوں کو الگ الگ کردینے کے لیے آج مستعد ہے :

یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون - واما الذین ابیضت وجوہہم ' ففی رحمۃ اللہ ' ہم فیہا خالدون - (۳ : ۱۰۲)	وہ دن ' جبکہ بعض لوگوں کے چہرے نور ایمان و فلاح سے چمک اٹھیں گے ' اور بعض کے سیاہ پڑ جائیں گے - روسیاہوں سے کہا جائیگا کہ تم نے اللہ پر ایمان لا کر پھر کفر کا ساتھہ دیا تھا - اب اسکی سزا میں اس عذاب کا مزہ چکھو ! مگر جو لوگ سفید رو ہونگے ' وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے - اور یہ رحمت دایمی اور ہمیشگی کی ہوگی-

بہت سے لوگ ہونگے جو آج اسلام اور اسکے پرستاروں کا باوجود ظاہری بے چارگی و بیکسی کے ساتھہ دینگے ' اور اپنے دہنی جانب کی صفوف ایمان و مومنین کی راہ اختیار کرینگے - پر بہت سے ایسے بھی ہونگے ' جنکے دلوں کی باگ خداے قدوس کی جگہ شیطان لعین کے ہاتھوں میں ہوگی - وہ انکو کھینچے گا ' یہاں تک کہ وہ منہہ کے بل اوندھے گرینگے ' اور دوسری جماعت کے آگے سر بسجود ہونگے :

فاصحاب المیمنہ ' ما اصحاب المیمنہ ' واصحاب المشئمہ ' ما اصحاب المشئمہ ' والسابقون السابقون ' اولئک المقربون ' فی جنات النعیم ' ثلۃ من	پس ایک گروہ تو دہنے ہاتھہ والوں کا ہے ' اور دہنے ہاتھہ والوں کا کیا کہنا ! اور ایک بائیں جانب والوں کا ہے اور بائیں ہاتھہ والوں کا کیا ہی برا گروہ ہے ! پھر ان دونوں کے علاوہ تیسرے گروہ کے لوگ ' جو سب سے آگے ہیں ' اور وہ آگے ہی رہنے کے مستحق بھی

خدا کی ساق کا کھلنا مراد ہے -

رہی بخاری کی مشہور حدیث :

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مومن ومومنة ' ويبقي من كان يسجد في الدنيا رياءً وسمعة فيذهب ليسجد فيعود ظهره طبقا واحدا (۱)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو ارشاد فرماتے ہوے سنا کہ : ہمارا پروردگار اپنی ساق کھول دیگا ' جتنے مسلمان مرد عورتیں ہونگی سب کی سب سجدے میں گرپڑینگی ' صرف وہ لوگ رہ جائینگے جو دنیا میں دکھانے اور سنانے کے لیئے سجدے کیا کرتے تھے ' وہ اُس وقت سجدہ کرنے چلینگے تو اُن کی پیتھہ ایک تختہ ہوجائیگی (۱)

تو قطع نظر دیگر مباحث کے جو توجیہہ و تفسیر قران کریم کی ایات کی کی جاتی ہے ' ضرور ہے کہ وہی اس حدیث کی بھی کی جاے - نظام نیشاپوری کی اُس لطیف توجیہہ کو بھی پیش نظر رکھیے جس میں وہ لکھتے ہیں :

معناه يوم يشتد الامر ويتفاقم ' ولا كشف ثمه والساق ' كما تقول للاقطع الشحيح : يده مغلولة ' ولايد ثمه ولاغل ' وانما هو مثل في البخل .... وقال ابو سعيد الضرير: ساق الشي اصله الذي به قوامه ' كساق الشجر وساق الانسان ' فمعنى الاية: يوم تظهر حقائق الاشياء واصولها (۲)

آیت کے معنے یہ ہیں کہ اُس دن صورت معاملہ نہایت سخت و شدید و دشوار ہو جائیگی ' ورنہ اصل میں نہ تو وہاں ساق کھلنے کا مشاہدہ ہے اور نہ ساق ہی ہے کہ کھلی یا ڈھنکی رہی جائے مثلا ایک بخیل کے ہات کہے ہوے ہیں ' تم آتے کہوگے کہ " اس کے ہات بند ہے ہوے ہیں " حال اںکہ نہ وہاں ہات ہیں اور نہ بندش ہے ' بلکہ دراصل یہ ایک مثل ہے جس سے اظہار بخل منظور ہوتا ہے .... ابو سعید ضریر کہتے ہیں : ساق شے وہ ہے جس سے کسی چیز کا قوام وابستہ ہو ' جیسے ساق درخت ' ساق انسان ' اس بنا پر آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اُس دن اشیا کی حقیقتیں اور اصلیتیں ظاہر ہونگی (۲)

(۷)

یہ جو کچھہ پیش آتا ہے دنیا ہی میں پیش آئیگا ' قیامت سے ان واقعات کو تعلق نہیں ہے ' قیامت تو وہ دن ہے کہ کسی کو کسی بات کی تکلیف نہ دی جائیگی -

نہ رکوع ہے ' نہ سجود ہے ' نہ قعود ہے ' نہ قیام ہے '

لیکن یہاں ارشاد ہوتا ہے :

يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود فلا يستطيعون

وہ دن جب خطرہ بڑہ جائیگا ' لوگ سجدہ و اطاعت و سرافگندگی کے لیے بلائے جائینگے مگر نہ کرسکینگے -

پھر کیوں کر ممکن ہے کہ قیامت کے دن ' جو احتساب اعمال کا روز ہے ' عبادت کا حکم دیا جائے ' ابو مسلم اصفہانی لکھتے ہیں :

لاريب ان يوم القيامة ليس فيه تعبد و تكليف

بے شبہہ قیامت کا دن عبادت کرنے کا دن نہ ہوگا ' اُس دن کسی بات کے

بل هو زمان العجز اواخر ايام الدنيا فانه في وقت النزع ترى الناس يدعون الى الصلاة بالجماعة وهؤلاء لا يستطيعون الصلاة ' لانه الوقت الذى لا ينفع نفساً ايمانها

ماننے یا کسی کام کے کرنے پر کوئی مکلف نہ ہوگا ' وہ عاجزی و ضعف کا وقت یا دنیا کا سب سے پچھلا اور فنچلا حصہ ایام ہوگا ' دیکھو نزع روح کے وقت بھی نمازیوں کو نماز کے لیے پکارتے ہیں ' جماعت کے لیے اذان دیتے ہیں ' حی علی الصلاۃ کی منادی سے اُن کو مسجد میں بلاتے ہیں ' مگر وہ نماز نہیں ادا کرسکتے ' وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں کسی شخص کے لیے خدا پر ایمان لانا بھی نفع نہیں دے سکتا -

(۸)

بہ پایاں آمد این دفتر حکایت ہمچناں باقی ' کہنا یہ تھا کہ کشف ساق کی ذیل میں قرآن کریم نے کن امور کی تعلیم دی ہے ؟ اور اُن کے خاص خاص نتایج کیا ہیں ؟ اصل میں تو یہ " سودا " خواجۂ شیراز کے مخاطب کے اُس " خط سبز " سے بھی زیادہ طرارت افزای نگاہ ہے جس کی نسبت نقطۂ نظر نے " پاے ازیں دائرہ بیروں نہ نہد تا باشد " کا فتوی دیا تھا ' تاہم سلسلہ حقایق دراز سہی ' اس حلقے کی کڑیاں کیوں کر ڈھیلی ہوسکتی ہیں کہ تقیدات الہیہ کی بندش میں ڈھیل دی جاسکے ' حقیقت کو " لقد وجدت مجال القول واسعة " کا جب خود اعتراف ہے تو " فان وجدت لسانا قائلا فقل " کی معذرت کوش تعلیق کیا معنے ؟ زبان گویا کا کام شرح صدر سے لے سکتے ہیں ' الہامی تعلیمات کے بعض بعض خصائص ہی کے تذکرے سے رفع ذکر ممکن ہے ' ملاحظہ ہوں :

کشف ساق کے ما فوق و ما بعد آیتوں میں جن مہمات امور کی تعلیم دی گئی ہے ' اُن کے خاص خاص پہلو یہ ہیں :

(۱) مسلمانوں کے مذہبی جوش کو کفار کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھہ سکتے ' وہ اُن کو خبطی کہینگے ' مفتون کہینگے ' گمراہ کہینگے ' سوریدہ سر کہینگے ' مگر کہنے دو ' اس پاک ترین جاذبۂ غیرت سے ھٹنا نہ چاھیے ' اس حالت پر قائم رہنا چاھیے ' تم بھی دیکھہ لوگے اور وہ بھی دیکھہ لینگے کہ خبط کس کو ہے ؟ وہ زمانہ عن قریب آنے والا ہے جب کہ اپنے خبط و شوریدگی کا اُنہیں خود اعتراف کرنا پڑیگا ' مسلمان اُن کے الزامات کے خوف سے مرعوب کیوں ہوں ؟ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے کہ راہ راست پر کون ہے ' اور گمراہی نے کسے گھیر رکھا ہے ؟

(۲) کفار جو واقعات کو جھٹلاتے ہیں ' حقیقت حال کو جھٹلاتے ہیں ' اصلیت کو چھپاتے ہیں ' ماجرای وقوع کو غلط بتاتے ہیں ' نقض امن کرتے ہیں اور پھر اُس کو حفظ امن کا لباس پہناتے ہیں ' قتل کرتے ہیں اور اُسے جان بخشی دکھاتے ہیں ' بات کچھہ ہوتی ہے مگر اپنی بات کی پچ میں جمہور (پبلک) کو کچھہ اور جتاتے ہیں ' ایسے لوگوں کی اطاعت منع ہے ' اُن کی فرماں برداری جرم ہے ' گناہ ہے ' موجب عذاب ہے ' اس قلادے کو توڑ دینا چاھئے ' اس اطاعت سے تبری فرض ہے ' اس فرماں برداری پر نافرمانی کو ترجیح ہے ' اُن کی تو خواہش ہے کہ مسلمان مداہنت کریں ' خوش آمد کریں ' ریاکاری کریں ' منافقت کریں ' تو اُنہیں بھی اظہار نفاق کا موقع ملے ' مگر ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ صورت کس قدر خطرناک ہے ؟

(۳) کفار کے عہد و پیمان کا تمہیں بارہا تجربہ ہوچکا ہے ' وہ آبرو باختہ ہیں ' عزت نفس و شرف ذات کا انہیں لحاظ تک نہیں '

---

(۱) اخرجه البخاري من ابي سعيد قال سمعت الخ وهذا الحديث عند هم من صرف في الصحيحين وله الفاظ في بعضها طول ' وهو حديث مشهور معروف ' وعلي كل حال ك نورلا يجزم بتجسم ذاته تعالي شانه عما يقولون ' والله في خلقه شئون ' والله يعلم وانتم لا تعلمون -

[۲] نیسا بوری - ج ۲۹ - ص ۲۳

وجوه يومئذ ناضرة ' الى ربها ناظرة ' ووجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها فاقرة ' كلا ' اذا بلغت التراقي ' وقيل من راق ؟ وظن انه الفراق ' والتفت الساق بالساق ' الى ربك يومئذ المساق ' (٧٥ : ١١ و ١٢)

اُس دن بہتوں کے مونهه تروتازه هونگے ' جو اپنے پروردگار کو دیکهه رهے هونگے ' اور بہتیرے مونهه اُس روز بورے بن رهے هونگے' اُن کو گمان هوگا که ایسی سختی اُن کے ساتهه هونے والی هے که اُن کی کمر توڑ دیگی ' خوب سمجهه لو که جب هنسلی تک جان آ پهونچیگی' اور لوگ چلا اُٹهینگے که کوئی جهاڑنے والا هے ؟ یقین هو جائیگا که یه مفارقت کا وقت هے ' اُس وقت پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائیگی ' تو یاد رکهه که اُسی دن تجهے اپنے پروردگار کی طرف چلنا هوگا -

اس آیت میں التفت الساق بالساق (پنڈلی سے پنڈلی مل جائیگی) کی تفسیر کئی طریقوں پر کی گئی هے' بیس حدیثیں اس مفهوم کی مروی هیں که التفاف ساق سے شدت امر مراد هے - ان میں دو خاص حدیثیں یه هیں :

قوله : والتفت الساق بالساق ' يقول : آخر يوم من الدنيا و اول يوم من الاخرة ' فتلتقي الشدة ' بالشدة ' الا من رحم الله (١)

آیت کے یه الفاظ که " پنڈلی سے پنڈلی مل جائیگی " اس میں خدا نے ارشاد فرمایا هے که وه دن دنیا کا سب سے پچهلا اور آخرت کا پهلا روز هوگا ' اُس روز سختی سے سختی بهڑ جائیگی ' هاں جس پر خدا رحم کرے وه البته اس سے محفوظ هوگا (١)

يقول : التفت الدنيا بالاخرة ' وذلك شان الدنيا والاخرة ' الم تسمع انه يقول : الى ربك يومئذ المساق ؟ (٢)

اُس روز دنیا و آخرت میں تصادم هوگا ' اور دنیا و آخرت کا یهی حال بهی هے ' اس مطلب کی تائید میں کیا تم نے آیت کا یه جزو نهیں سنا که " وهی روز هوگا که تمهیں اپنے پروردگار کے حضور میں چلنا هوگا " ؟ (٢)

التفاف ساق کی دوسری تاویلیں بهی کی گئی هیں ' مگر ابن جریر کی نقاد نظر میں یه سب مجروح هیں ' لکهتے هیں :

اولى الاقوال في ذلك بالصحة عندي قول من قال : معني ذلك والتفت ساق الدنيا بساق الاخرة ' وذلك شدة كرب الموت بشدة هول المطلع ' والذي يدل على ان ذلك تاويله ' قوله : الى ربك يومئذ المساق ' والعرب تقول لكل امر اشتد : قد شمر عن ساقه ' وكشف عن ساقه ..: عني بقوله التفت الساق بالساق : التصقت احدى الشدتين بالاخرى كما يقال للمرأة اذا التصقت احدى فخذيها بالاخرى لفاء (١)

میرے نزدیک اس باب میں بهتر و صحیح قول اُن مفسرین کا هے جو آیت کے معنے یه بتاتے هیں که دنیا کی ساق آخرت کی ساق سے مل جائیگی ' مطلب یه هے که موت کی شدت و کرب هول مطلع کی شدت سے دوچار هوگی- اس مفهوم کی دلیل خود اسی آیت کا پچهلا جزو هے که " اُس دن تجهے اپنے پروردگار کی طرف چلنا هوگا " خطره جب بڑه جاتا هے' اور بات سخت هوجاتی هے' تو اهل عرب کهتے هیں " فلاں امر کی ساق سے دامن اُٹهه گیا " یا " اُس کی ساق کهل گئی "... آیت میں ایک ساق کے دوسری ساق سے مل جانے کے معنے یه هونگے که ایک سختی دوسری طرح کی شدت سے پیوست هوگئی ' جس طرح اُسی عورت کی ایک ران دوسری ران سے پیوسته هوگئی هو تو اُسے لفاء (باهم پیوسته هو جانے والی) کهتے هیں (١)

[١] علي قال ثنا ابو صالح قال ثني معاويه عن علي عن ابن عباس قوله الخ
[٢] محمد بن سعد قال ثني ابى قال ثني ابى عن ابيه عن ابن عباس الخ

(ج) سورهٔ نمل میں جهاں ملکهٔ سبا کو خطاب کیا گیا هے :

قيل لها : ادخلي الصرح ' فلما رأته حسبته لجة وكشفت عن ساقيها ' قال انه صرح ممرد من قوارير (٢٧ : ٣٦)

ملکهٔ سبا سے کها گیا که محل کے اندر آؤ' اس نے محل کو دیکها تو پانی سمجهی ' اسی خیال سے اپنی دونوں پنڈلیاں اس نے کهول دیں' سلیمان نے یه دیکهکر کها که یه تو شیش محل هے -

اس آیت میں کشف ساق کے معنے عام مفسرین نے پنڈلی کهولنے کے لیے هیں ' مگر امام رازی نے تبعاً دو تین باتیں اور بهی بیان کی هیں' فرماتے هیں :

(١) انما فعل ذلك ليزيدها استعظاما لامره ...

(١) حضرت سلیمان نے شیش محل اس لیے بنوایا تها که ملکه سبا کی نظر میں اُن کی عظمت بڑه جائے ...

(٢) كان المقصود من الصرح تهويل المجلس وتعظيمه ....

(٢) تعمیر محل سے مجلس کو خوفناک و با عظمت دکهانا مقصود تها ......

(٣) حسبت ان سليمان عليه السلام يغرقها في اللجة (٢)

(٣) ملکهٔ سبا سمجهی که حضرت سلیمان اُس کو پانی میں غرق کیا چاهتے هیں (٢)

یه تاویلیں اگر صحیح هیں تو ان کا ایک لازمی نتیجه یه هوگا که حضرت سلیمان (علی نبینا و علیه الصلاة و السلام) نے ملکه سبا کو مرعوب کرنے اور اُس کے دل پر اپنی هیبت و عظمت کا سکه بٹهانے کے لیے شیش محل تعمیر کرایا هوگا ' ملکهٔ سبا آئے دیکهه کر پانی سمجهی اور خیال کیا که سلیمان نے بد عهدی کی ' یهاں بلا کر تو مجهے غرق کیا چاهتے هیں ' اس خیال کے آتے هی ساق کهول دی ' یعنی غیظ میں آگئی ' گهبرا اُٹهی' ناراضی و ناخوشی بڑه گئی' سخت هوگئی ' خطره پیدا هوگیا ' حضرت سلیمان نے یه کیفیت دیکهی تو فرمایا : یه پانی کا تموج نهیں هے ' شیش محل کا سراب هے ' ملکه یه سن کر پچهتائی' اپنی بدگمانی سے پشیمان هوئی اور کها :

رب اني ظلمت نفسي' واسلمت مع سليمان لله رب العالمين (٢٧ : ٣٧)

میرے پروردگار ! میں نے (یه بدگمانی کرکے) اپنی جان پر ظلم کیا ' اب میں سلیمان کے ساتهه هوکر رب العالمین کے لیے مسلمان هوئی -

یه مطلب اگر صحیح هے تو حضرت سلیمان پر یه اعتراض بهی وارد نهیں هوسکتا که اُنهوں نے کیوں ایسی ترکیب کی که ایک پرائی عورت اپنی پنڈلیاں کهول دے اور وه اُسے دیکهیں ؟ جب ایرادهی رفع هوگیا تو جواب دینے کے لیے اسی تاویل کی کیا حاجت ؟

(٦)

گذشته مباحث سے معلوم هوتا هے که :

(الف) قرآن کریم نے پنڈلی کے معنے میں ساق کا لفظ کهیں بهی استعمال نهیں کیا هے -

(ب) قرآن کریم میں کوئی ایسا لفظ نهیں هے جس سے قطعی ثبوت مل سکے که یوم یکشف عن ساق (وه دن جب ساق کهلیگی) سے

(١) ابن جریر- ج ٢٩ ص ١٠٧ -
(٢) تفسیر کبیر- ج ٥ - ص ٨٩

مذاکرۂ علمیه

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

(مولانا السید سلیمان الزیدي)

تیس چالیس برس سے هندوستان میں جدید اصطلاحات علمیه کے وضع و تالیف کا مساله در پیش ہے - انگریزي اصطلاحات جو زیاده لاطیني' یوناني' اور جرمن سے ماخوذ هیں' اُن کي شکل و صورت اور وضع وهیأت هندوستاني زبانوں سے اسي قدر متباین ہے ' جس قدر ایک انگریز ایک هندوستاني سے -

هندوستان میں هندو اور مسلمان دو قومیں هیں ' دونوں کے پاس علوم و فنون و اصطلاحات کا قدیم ذخیره موجود ہے - لیکن بیسویں صدي کے بازار کیلیے جن سکوں کي ضرورت ہے ' وہ اوسکے خزانے میں نہیں ' احباب کہتے هیں - چونکه انکے کیسوں میں یه سکے نہیں اسلیے اپنے قدیم طرز کے دار الضرب میں یه سکے نہیں ڈھل سکتے ' هندو دوستوں نے تو اسکی تکذیب اسطرح کردي که جدید اصطلاحات کی ایک ڈکشنري ترتیب دیکر یه بتادیا که سنسکرت کے قدیم آلات ضرب بیکار نہیں ' لیکن کیا مسلمان بھی اسکی تکذیب کرسکتے هیں ؟ ایک جماعت کہتي ہے که نہیں -

کیا عجیب واقعه ہے که عربي زبان جو اسلام سے ۷۰ - ۸۰ برس بعد تک ایک بالکل جاهل اور مفلس زبان تھی ' جسمیں سامان تمدن کیلیے الفاظ نه تھے ' جسکے پاس کوئی علم و فن نه تھا ' جسکے پاس اصطلاحات کا وجود تک نه تھا ' جسمیں فلسفه و ریاضی کے دقیق مسائل کي برداشت کی قوت نه تھي ' چند مترجمین عرب و غیر عرب کي کوششوں نے وہ وسعت پیدا کردي که سینکڑوں علوم و فنون اوسکے ایک گوشه میں سماگئے ' منطق' فلسفه ' ریاضی اور طب کي هزاروں اصطلاحات جنکا عربی میں تخیل بھی نه تھا ' دفعةً اوسي عربي زبان میں اسطرح پیدا هوگئے که حقیقةً گویا وہ اسیکے لئے بنے تھے - اس بنا پر سوال یه ہے که وہ زبان جسکے پاس کچھه نه تھا ' اور سب کچھه هوگیا ' اب جب اسکے پاس بہت کچھه ہے کچھه اور کیوں نہیں هوسکتا ؟

اسوقت عربی زبان کے ذخیرۂ اصطلاحات کي فراوانی کا اندازہ اس سے هوگا ' که دو ضخیم جلدوں میں' جنکے صفحات کي تعداد تقریباً چار پانچ هزار هوگی ' احمد تھانوي نے کشاف اصطلاحات الفنون کے نام سے عربي زبان کي اصطلاحات علمیه کو جمع کیا ہے' اسکے علاوہ خوارزمي اور جرجاني وغیرہ کے مختصر رسائل اسی موضوع پر هیں -

ایک دوسري حیثیت سے عربی زبان کي وسعت اصطلاحات پر نظر ڈالو - قراءت ' تفسیر' حدیث' اصول فقه ' فقه' تصوف ' کلام' صرف' نحو' معانی وبیان' بدیع' عروض و قافیه' منطق' طبیعیات ' الهیات ' هیأت ' اقلیدس' فنون ریاضیات مختصرہ ' مثلاً علم الاکر ' علم المرایا علم مثلثات ' اسطرلاب وغیرہ' حساب' هندسه ' کیمیا ' جغرافیه' طب مع فروع کثیرہ' ان کے علاوہ اور بہت سے علوم و فنون عربي زبان میں موجود هیں' هر علم وفن اپنے ساتھه سیکڑوں هزاروں اصطلاحات رکھتا ہے اور یه تمام اصطلاحات اوس زبان کے خزانه کي مملوکات هیں جو آج غریب کہي جاتي ہے !!

ایک اور بات بھی پیش نظر رکھنی چاهیے - عربي زبان میں علوم عقلیه کا کثیر حصه غیر زبانوں سے منقول هوکر آیا ' جنمیں زیاده تر یوناني ' سریاني ' قبطي ' فارسي ' سنسکرت' زبانیں هیں' چاهیے تھا که ان زبانوں کے الفاظ مصطلحه عربي زبان میں بھر جائیں' لیکن طب کے سوا هم کہیں الکا نام ونشان بھي نہیں پاتے ' علم هیات عربي زبان میں سنسکرت سے آیا' لیکن هزاروں اصطلاحات فلکیه میں سے سنسکرت کي صرف دو اصطلاحیں عربي زبان میں آئي هیں: " ج " اور " جیب " - پہلے کی اصل " آرج " اور دوسرے کي " جیوا " فلسفه بفروعها یوناني سے آیا ' لیکن علوم و فنون فلسفیه کي تقریبا پانچ چھه هزار اصطلاحات علمیه میں غیر عربي اصطلاحات جو یوناني هیں حسب ذیل هیں:

	اصطلاح	اصل یوناني	تشریح
(۱)	اثیر	ایتھر	ایتھر
(۲)	اسطرلاب	استرولیبان	اصطرلاب
(۳)	اسطقس	استائي کي	اس عنصر
(۴)	اقلیدس	ارکلیدوس	اقلیدس
(۵)	اقلیم	کلیما	اقلیم (جغرافیه)
(۶)	اکسیر	کسیرون	اکسیر (کیمیا)
(۸)	انبیق	انبیکس	قرع وانبیق (آلۂ کیمیا)
(۸)	جغرافیا	جیوگریفیا	علم جغرافیه
(۹)	شعری	سورأس	ستارہ شعری (فلک)
(۱۰)	سفسطه	سافسٹیز	فلسفۂ مغالطه
(۱۱)	سفین	سفن	فانه (جر ثقیل)
(۱۲)	فلسفه	فیلاسفیا	فلسفه
(۱۳)	فیلسوف	فیلاسفس	فلاسفر
(۱۴)	فنطاسیا	فنٹسیا	حس مشترک
(۱۵)	جنس	جینس	جنس
(۱۶)	کیمیا	کمیا	کیمستري
(۱۷)	کورہ	کورا	پرگنه (جغرافیه)
(۱۸)	مجسطي	میگستی	نام کتاب (هیأت)
(۱۹)	مخل	موخلوس	آلۂ جر ثقیل
(۲۰)	منجنیق	میگانیکن	علم آلات
(۲۱)	هیولی	هولا	مادہ

طب ' جسمیں اصطلاحات سے زیاده اسماے امراض و ادویه کي حاجت تھي ' تمام علوم عربیه میں سب سے زیاده غیر عربی الفاظ کي محتاج تھي ' اسي لیے هم طب کے اندر گو اصطلاحات میں کم لیکن امراض و ادویه کے ناموں میں کسي قدر زیاده غیرعربي الفاظ پاتے هیں ' لیکن پھر بھی ازروے قیاس ایسي زبان میں جسمیں طب کا وجود تک نه تھا' اتنے الفاظ آنے بھي تو بہت کم آئے' ان الفاظ

قسمیں کھاتے ھیں ' حلف اُٹھاتے ھیں ' کہ یہ وعدہ استوار ہے ' اس میں دوام و استمرار ہے ' یہ عہد محکم ہے ' یہ قول و قرار قانونی حیثیت رکھتا ہے ' زبان سے سب کچھہ کہتے ھیں ' اور ھاتھہ سے کام لینے کے وقت ' کچھہ بھی یاد نہیں رکھتے ' ایسے لوگوں کے مطیع رھنا ذلت کی بات ہے ' اسلام اپنے فرزندوں کو ان کی اطاعت سے باز رھنے کی ھدایت کررھا ہے ' روکتا ہے ' منع کرتا ہے کہ خبردار ! یہ قسمیں کھانے والے ذلیل النفس ھیں ' ان کے حلف پر نہ جانا ' یہ ادھر کی بات اُدھر لگاتے ھیں ' قوم میں تفرقے پیدا کراتے ھیں ' منع خیر کے لیے نہایت مبالغے کے ساتھہ آمادہ رھتے ھیں ' حد سے بڑھجاتے ھیں ' تعدی ان کا شیوہ ہے ' تطاول ان کی عادت ہے ' سرکشی ان کی خو ہے ' پاس عزت نہ رکھنے ' ناموس کی نگاہ داشت ضروری نہ سمجھنے ' اور خاص خاص حالتوں میں رضامندی کے ساتھہ حرامکاری تک کو قانونا جائز قرار دینے کی وجہ سے ان کی تو اصل تک محفوظ نہیں ' یہ تو صریح بد اصل ھیں ' پھر ایسے لوگوں کی اطاعت کیوں کر پسندیدہ ھوسکتی ہے ؟ اُن کو تو اپنے مال و اولاد کی فراوانی و کثرت ' یعنی فرط دولت و تکثیر آبادی کی وجہ سے اتنا گھمنڈ ھوگیا ہے کہ آیات قرانی کو پُرانے ڈھکوسلے کہنے لگے ھین ' مصر کی ایک برگشتہ خرد و برافروختہ مزاج مسلمان لیڈی (پرنسس صالحہ) یورپ مین جاکر ایک روسی افسر سے شادی کرلیتی ہے ' اور اُسے مختار عام قرار دے کر اپنی جایداد کے لیے دعوی دائر کراتی ہے ' مصر کی شرعی عدالت پچھلے مہینے مین اس دعوی کو خارج کردیتی ہے کہ مسلمان عورت نے احکام اسلام کی قید سے آزاد ھوکر جب ایک نا مسلمان سے شادی کرلی تو پھر مسلمان کہاں رھی ' اور اب اُس کو جایداد کے مطالبے کا کیا حق رہ گیا ہے ؟ صحافت فرنگ اس فیصلے پر سختی سے نکتہ چینی کررھی ہے اور عام جرائد و مجلات یورپ کی موجودہ اشاعتوں میں فریاد ھورھی ہے کہ " اس آئین و اصول کے عہد میں اسلام کے احکام پر کیوں عمل ھوتا ہے ؟ یہ احکام تو صریحاً پرانے ڈھکوسلے (اساطیر الاولین) ھیں " جب اس بے باک جماعت کو جناب الہی میں بھی گستاخی سے باک نہیں ' تو حیف ہے کہ بندگان الہی ایسے سرکشوں کے مطیع رھیں ' ان کی اطاعت سے فوراً کنارہ کش ھوجانا چاھیے ' یہ خوف بالکل بے محل ہے کہ مبادا نافرمانی کی صورت میں کیسی پڑے ؟ کیوں کہ خدا ان سرکشوں پر عن قریب عذاب نازل کرنے والا ہے سنسمه على الخرطوم کی وعید آچکی ہے ' اور اب اس کے پورے ھونے میں بہت کم دیر رہ گئی ہے -

(۴) ارادہ تو کفار کا یہی ہے کہ باغ عالم (ممالک روے زمین) اُنھیں کے لیے مخصوص ھوجاے اور اُس کے ثمرات سے اُن کے علاوہ کوئی دوسری غریب قوم مستفید نہ ھونے پاے ' مگر ھنوز وہ خواب غفلت ھی میں رھینگے کہ ذرایع شان و شوکت میں تباھی آجائیگی ' عظمت و رفعت کا سارا ساز و سامان خاک میں مل جائیگا ' چلے تو ھیں کہ دنیا کو فتح کریں اور اقوام دنیا کو غلام بنا لیں ' مگر بجز محرومی قسمت کے اور کچھہ حاصل نہ ھوگا ' اس وقت تو خدا کو بھولے ھوے ھیں ' لیکن انجام کار جب تباھی نازل ھوگی تو وھی خدا یاد آئیگا جس کی اور جس کے گھر کی تذلیل و تخریب میں وہ اس وقت سرگرم ھیں ' وہ ایسا نازک وقت ھوگا کہ ان ظالموں کو بھی اپنے جور و ستم کا اعتراف کرنا پڑیگا ' اپنی سرکشی پر پچھتائینگے ' ایک دوسرے کو الزام دینگے کہ ظلم نہ کیے ھوتے تو ملک و دولت سے کیوں محروم ھوتے ' اس محرومی کے عالم میں یہ امید ڈھارس بندھائے گی کہ ایک ملک گیا تو کیا ' شاید اس سے بہتر کوئی دوسرا ملک قبضے میں آجائے ' لیکن یہ وہ عذاب نہیں کہ اس سے نجات ممکن ھو ' اور کچھہ اسی پر موقوف نہیں ' اس کے بعد جو آخری عذاب آئیگا وہ اس سے بھی خوفناک ھوگا -

(۵) مسلمان کفار کے مقابلے میں ضرور کامیاب ھونگے ' مگر کامیابی کے لیے شرط یہ ہے کہ تقوی (شریفانہ کیرکٹر) سے موصوف ھوں ' چھنے کو تو کفار اب بھی چاھتے ھیں کہ مسلمان مجرم ثابت ھوں اور اُن کے ساتھہ مجرمانہ برتاؤ کیا جائے ' اس غرض کی تکمیل کے لیے انتہائی کوشش کرینگے اور سب کچھہ کر دیکھینگے ' مگر خدا ایسی ناپاک و نجس تدبیروں کو کامیاب نہ ھونے دیگا !

(۶) خطرہ ھر سمت سے بڑہ چلا ہے اور اب اس کے منتہاے امتداد کا وقت آیا ھی چاھتا ہے ' ظالموں کو اسلام کے روبرو اظہار تذلل و اطاعت کی دعوت دی جائیگی ' مگر وہ کچھہ ایسے بد حواس ھونگے کہ یہ بھی نہ کرسکینگے ' جی بھر کے آج اسلام کی توھین کرلیں مگر کل ھی سے ان کا تدریجی زوال اس طرح شروع ھوگا کہ بالفعل تو اُن کو ڈھیل دی جارھی ہے ' لیکن آخر انھیں خبر بھی نہ ھوگی اور ان کی ھستی فنا ھوجائے گی ' خدا کی تدبیر بڑی پختہ و محکم ہے ' وہ یہ داؤ کھیل کرکے رھیگا -

(۷) کفار سے مسلمانوں کو کسی انعام کا طلبگار نہ ھونا چاھیے ' کسی احسان کا آرزومند نہ رھنا چاھیے ' مسلمانوں کی کوئی چیز اُن کے قبضہ میں جاتی رہے تو اُس کا معاوضہ ملنے کی امید نہ رکھنی چاھیے ' جہاں کوئی امید نہیں ' توقع نہیں ' مطالبہ نہیں ' وھاں تو کفار سرگرداں ھی رھتے ھیں ' جہاں ان چیزوں کا قدم آئیگا وھاں کیا ھونا ہے !؟ مسلمان اگر کامیابی کے آرزومند ھیں تو حصول کامیابی کے وقت تک نہایت مستقل مزاج و ثابت قدم رھنا چاھیے ' حضرت یونس پیغمبر تھے ' با ایں ھمہ استقلال میں کچھہ فرق آنا تھا کہ مصیبت میں پھنس گئے ' خدا کی رحمت شامل حال نہوتی تو نجات ھی ممکن نہ تھی ' اسی طرح مسلمان اگر مستقل مزاج نہ رہے تو ابتلا سے مفر نہیں ' اور اگر صبر و ثبات و استقلال پر متمسک رہے ' تو یاد رکھو ' ثابت قدم ھر ایک بلا سے محفوظ رھیگا ' اور انجام کار فاجتباہ و ھو من الصالحین کا وھی مصداق ٹھریگا ' واللہ ولی التوفیق -

الهلال کی ایجنسی

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرھٹی ھفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

ثیولوجیا	Theology	الہیات
ارثماطیقا	Arithmetic	حساب
ریطوریقا	Rhetorics	خطابت
بوطیقا	Poetic	شعر
اسطرانومیا	Astronomy	ہیئت

لیکن حسب ذیل نام:

سوفسطیقا	Sophism	مغالطہ
موسیقا	Music	علم الاصوات والنغم
کیمیا	Chemistry	علم التحلیل والتعقید
جغرافیا	Geography	علم تقویم البلدان

بصورت سفسطہ، موسیقی، کیمیا، اور جغرافیہ، جو عربی ناموں سے مختصر اور چھوٹے ہیں، اب تک مستعمل ہیں۔

امور سابقۃ الذکر سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) مترجم ایسے ہونے چاہئیں جو علوم قدیمہ و حدیثہ دونوں سے باخبر ہوں، اور انگریزی دانی کے ساتھ عربی زبان سے بھی واقف ہوں۔

(۲) اگر ایسے مترجم سردست قوم میں موجود نہوں تو دو ایسے اشخاص کو مل کر کام کرنا چاہیے جن میں سے ایک علوم جدیدہ اور دوسرا السنہ و علوم قدیمہ کا ماہر ہو۔

(۳) اگر یہ بھی ممکن نہو تو ترجمہ کے بعد اصطلاحات کی موزونی، طریقۂ ادا کی تسہیل، اور دوسری ضرورتوں کے لیے ایک مجلس یا چند اشخاص معتبر کی نظر سے ترجمہ کو گذرنا چاہیے۔

افسوس ہوا جب میں نے دیکھا کہ میو کالج اجمیر کے ایک مسلمان پروفیسر نے پولیٹکل اکانومی پر ایک رسالہ لکھا، زبان اس قدر ناقص، اصطلاحات اس قدر ناموزوں، اور طریقۂ ادا اس قدر ژولیدہ تھا، کہ رسالہ عالم علمی میں بالکل روشناس نہوسکا۔ قابل غور ہے کہ اس وقت جب ہندوستان میں انگریزی زبان عام نہ تھی، اور علوم جدیدہ سے لوگوں کو توحش تھا، یعنی ابتداے عہد انگریزی میں علامہ تفضل حسین خاں لکھنوی مصنف رسائل ریاضیات جدیدہ، غلام حسین خان جونپوری صاحب جامع بہادر خانی، مولوی کرامت علی جونپوری (کلکتہ) مولوی محمد حسین لکھنوی لندنی، شمس الامراء بہادر حیدر آباد صاحب سلسلۂ شمسیہ وغیرہ نے علوم جدیدہ پر جو کتابیں لکھی تھیں اور جو اصطلاحات قرار دیے، گو علوم و مسائل اب بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں، پھر بھی وہ اب تک ہمارے جدید مترجمین کے لیے نمونہ ہیں۔

(۴) اگر بعض عربی و فارسی اصطلاحیں بہم نہ پہونچ سکیں تو خود اصل اصطلاحوں کو اردو میں لکھدینا چاہیے۔ آیندہ عربی کی طرح یا تو ان اصطلاحات کا قائم مقام پیدا ہو جائیگا، یا تراش کر وہی لفظ ایک خوشنما اور مناسب شکل اختیار کر لیگا۔ آخر اردو میں اکسیجن، نیٹروجن، ہائیڈروجن، کیمسٹری، ایوولیوشن، اکانمی، وغیرہ بہت سی علمی اصطلاحیں رائج ہوگئی ہیں اور لوگ ان کو اب بے تکلف سمجھتے ہیں۔ نطرون (یعنی نیٹروجن) کا لفظ ہم نے آٹھویں صدی ہجری کے لٹریچر (آثار البلاد قزوینی میں) دیکھا ہے، کوئی ضرورت نہیں کہ کوشش کی جاے کہ نیٹروجن کی بجاے، جواب پھیل چکا ہے، نطرون استعمال کیا جاے، جو عربی میں مستعمل ہے۔

مسئلۂ وضع اصطلاحات میں سب سے پہلے علوم کا نمبر آتا ہے، ہمارے دوست مسٹر عبد الماجد چاہتے ہیں جیسا کہ عند المکالمہ ظاہر ہوا، کہ علوم کیلئے ایسے نام وضع کیے جائیں جن سے صفات اور فاعل باسانی و باختصار بن سکیں، جس طرح یوروپین زبانوں میں بنتے ہیں، نیز شکل فاعلی و وصفی میں امتیاز ممکن ہو، مثلاً کیمسٹری ایک علم کا نام ہے، ماہر فن کیمسٹری کو کیمسٹ (Chemist) کہینگے، اور کیمسٹری کی کسی چیز کو کیمیکل (Chemical)، یہ نہایت آسان طریقہ ادا ہے، اردو میں بصورت صیغۂ واحد کیمیائی کہہ سکتے ہیں، لیکن صورت فاعلی و وصفی میں کوئی امتیاز نہیں، اکثر علوم کے نام میں اس سے زیادہ یہ مشکل پیش آتی ہے، مثلاً علم الجمال، علم النفس، علم الاخلاق، کہ یہاں کیمیائی کی ترکیب بھی جائز نہیں۔

لیکن اولاً ہم کہتے ہیں کہ یہ خصوصیات زبان ہیں، جنکی اصلاح نہیں ہو سکتی، ثانیاً اگر ہم اختصار خواہ اور سہولیت طلب ہیں تو ہمکو جمالی و نفسی اور اخلاقی کہنا چاہیے، وصف اور فاعل کا فرق طریقۂ استعمال اور سیاق و سباق عبارت سے ظاہر ہوگا، مثلاً "ایک اخلاقی کی یہ راے تھی" یہاں صیغہ فاعلی سمجھا جاتا ہے۔ "یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے" یہاں وصف ہونا ظاہر ہے، خوشنمائی اور ناخوشنمائی کا سوال نہ کیا جاے کہ کثرت استعمال و تکرر سماع، خود غرابت کو دور کر دیتا ہے۔

علوم کے نام میں اسماے مرکبہ سے گھبرانا نہ چاہیے، خود یونانی اور جرمن علوم کے نام عموماً مرکب ہیں اور کثرت استعمال سے واحد معلوم ہوتے ہیں، مثلاً فزیا - لوجی، جیو - گریفی، تھیا - لوجی وغیرہ

ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ منطق، طبیعیات، الہیات اور ریاضیات میں، اور خصوصاً ریاضیات میں بہت کم الفاظ کی تلاش کی ضرورت ہوگی، غالباً جن لوگوں نے جامع بہادر خانی تالیف غلام حسین اور علم الفلک عملی تالیف کرنل فاندیک امریکی وغیرہ دیکھی ہے وہ اسکی تصدیق کرینگے، منطق کے فصول جدیدہ کیلیے بھی الفاظ موجود ہیں، طبعیات اور الہیات کا بھی یہی حال ہے، اصل دقت ان علوم میں ہے جو بالکل نئے ہیں، پس کیوں نہ ابتدا انہیں علوم اول الذکر سے کی جاے؟

بہرحال اب کام شروع ہونا چاہیے۔ آیندہ نمبر میں ہم علوم کے نام سے ابتدا کرتے ہیں، ہم سے زیادہ جو احباب اس منصب کے مستحق ہیں انکو دعوت ہے کہ اس بنیاد پر عمارت بلند کریں۔

فذکر! ان نفعت الذکری؟

حادثۂ کانپور کے متعلق قاہرہ (مصر) میں بھی ایک جلسہ ہوا، جس کے متعدد مصادقات میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) یورپ کی جانب سے کعبۂ شریفہ کی نسبت جو خطرہ ہے شہادت مسجد کانپور نے اس کو تازہ کر دیا ہے۔

(۲) حاجیوں کی روانگی کا اجارہ ایک انگریزی جہاز راں کمپنی کو دیدینا ایک سیاسی حکمت ہے، اور اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کارروائی یورپ کی آرزوی دیرینہ، منع حج و انعقاد بین المسلمین کا پیش خیمہ تو نہیں ہے؟

(۳) انگریزوں نے ہندوستان کو مسلمانوں سے لیا ہے، اب اس موقع پر اسلامی معابد کی تخریب و انہدام ہندوستان کی ہزار سالہ اسلامی عزت کا انہدام ہے۔

(۴) ہندوستان کے جو لیڈر اس موقع پر خاموش ہیں، اور اب بھی حکومت کی درباداری و مجاملت میں سرگرم رہتے ہیں، انہیں بالیکاٹ کر دینا چاہیے اور کسی مسلمان کو آیندہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

کي تفصیل چونکہ یہاں موجب تطویل ھے اسلیے ھم صرف بیان اعداد پر اکتفا کرتے ھیں :

نام زبان	اسماے امراض	اسماے ادویہ	اصطلاحات طبیہ
سنسکرت	۰	۱۲	۰
سریاني	۵	۳	۴
یوناني	۱۰	۶۶	۸
فارسي	۲	۴۳	۰

کیا یہ قابل حیرت امر نہیں ؟ کہ سیکڑون بیماریوں کے ناموں میں عربي زبان کو صرف سترہ اتہارہ ' اور ھزاروں دواوں کے ناموں میں صرف ۱۲۴ غیرعربی الفاظ کی احتیاج ھوئي ؟ کیا اس سے عربي زبان کي وضع اصطلاحات علمیہ میں غیر معمولي وسعت ظاھر ھوتي ؟

خود عربی زبان سے جب یورپ کي زبانوں میں علوم و فنون کے ترجمے ھوئے ' تو سینکڑوں عربی اصطلاحات اور نام یورپ کي زبانوں میں پھیل گئے ' عہدے ' تجارت' اور جہاز راني کے متعلق جو الفاظ ھیں ان سے قطع نظر کرکے حسب ذیل الفاظ علمیہ جو اس وقت مستحضر ھیں پیش کي جاتي ھیں :

۱ — ھیأت

آخرالنہر	Accarnar	برج حمل کا ایک ستارہ
اصطرلاب	Astrolabe	ایک آلۂ ھیأت
الدبران	Aldebraun	برج ثور کا ایک ستارہ
راس الغول	Aghol	ایک ستارہ
الرجل	Regel	ایک ستارہ
السمت	Azimuth	ایک نقطۂ فلکي
العضادہ	Alidade	ایک جزء آلۂ اصطرلاب
العنکبوت	Alankabuth	" "
المناخ	Almanac	تقویم ' جنتري
النسرالطائر	Althair	ایک ستارہ
النسرالواقع	Wega	ایک ستارہ

۲ — کیمیا

الاکسیر	Elixir	اکسیر
الانبیق	Alambec	ایک آلہ معروف بہ قرع انبیق
بورق	Borax	ایک نمک کیمیاوي
القلي	Alcali	"
الکحول	Alcohol	الکہل
الکیمیا	Alchemy	کمیسٹري

۳ — حساب

الجبر والمقابلہ	Algebre	جبر و مقابلہ
الخوارزمي	Algorism	حساب کي ایک قسم' منسوب بہ خوارزمي
الصفر	Chiffre	صفر

۴ — طب

جلاب	Juleps	جلاب
شراب	Serup	شربت
شربہ	Serbet	شربت
عرق	Arrack	عرق

ان مثالوں سے یہ ظاھر ھوگا کہ عربي زبان جسطرح اور زبانوں سے اصطلاحات قرض لے سکتي ھے' اسي طرح اوروں کو قرض دے بھي سکتی ھے -

اسلام کی گذشتہ تاریخ ھمیشہ مستقبل کیلیے چراغ راہ رھی ھے ھمکو اسپر غور کرنا چاھیے کہ گذشتہ دور وضع اصطلاحات میں کیونکر یہ مشکل طے ھوسکی ؟ اور کیونکر عربي زبان اسقدر حوصورت' مختصر اور مناسب اصطلاحات پیدا کرسکی ؟

(۱) مترجمین ' خواہ وہ عرب ھوں یا غیر عرب ' ایسے متعین کیے جاتے تھے' جو زبان مترجم عنہ کے علاوہ خود عربي زبان سے کامل واقفیت رکھتے تھے - یعقوب کندي خود عرب تھا' ابن مقفع گو فارسی تھا مگر اتنا بڑا بلند پایہ ادیب تھا کہ اسکی عربي تصنیفات آج تک عربی علم ادب کا گراں بہا سرمایہ شمار کی جاتي ھیں - سالم جو بنوامیہ کے دربار کا ایک مترجم تھا' نہایت بلیغ و فصیح اللسان تھا - بلاذري جو تیسري صدي کے اواخر میں فارسي کا مترجم تھا' اسکي عربي تصنیفات ادب کا بہترین نمونہ ھیں - حنین جو مترجمین بغداد کا سرخیل تھا ایک طرف تو اسکندریہ میں ھومر کے کلام پر سر دھنتا تھا اور دوسري طرف بصرہ آکر خلیل بصری سے سیبویہ کے پہلو بہ پہلو عربیت کے نکتے حل کرتا تھا' قسطابن لوقا ایک دوسرا مترجم ایک طرف تو یوناني النسل تھا' دوسري طرف بچپن سے شام کا پرورش یافتہ تھا' جسکي وجہ سے عربي زبان اوسکي زبان ثاني ھوگئي تھی

(۲) یوحنا بن بطریق' ابن ناعمہ حمصی ' اور اسحاق وغیرہ جو عربی زبان سے کامل واقفیت نہیں رکھتے تھے ' ارانکے ترا جم کو کندي' ثابت بن قرۃ ' حنین ' اور فارابي وغیرہ تصحیح کرتے تھے' اسطرح کانٹ چھانٹ کر' حک واصلاح کے بعد' ایک مناسب ترجمہ رواج پاتا تھا - چنانچہ مجسطي کا' جو علم ھیأت کی مشہور کتاب ھے عربی زبان میں تین چار بار ترجمہ ھوا اور ترجمہ کی اصلاح ھوئي

(۳) بعض مترجم ایسے ھوتے تھے جو صرف لفظي ترجمہ کردیتے تھے' اور دوسرے اھل زبان اوسکي عبارات و مصطلحات کي تہذیب و انتخاب کرتے تھے -

(۴) غیر زبان کي اصطلاحات کے مقابلہ میں اگر عربي میں عمدہ لفظ ھاتھہ نہ آیا ' تو خواہ مخواہ اوسکی تلاش وجستجو میں وقت ضائع نہیں کیا گیا ' بلکہ اوسوقت بعینہ وھی لفظ عربی میں رکھدیا گیا ' بعد کو اگر وھي لفظ صیقل پاکر خوبصورت و متناسب ھو گیا تو باقی رھگیا ورنہ متروک ھوگیا اور دوسرا لفظ اوسکي جگہ پر پیدا ھو گیا - "جنس" کے لیے عربی میں کوئي لفظ نہ تھا - یہی لفظ عربی میں رکھدیا گیا ' اور پھر یہ اسطرح عربي میں کھپ گیا کہ چوتھي صدي میں یہہ یوناني لفظ ایک خاص عربی لفظ بن گیا تھا - تجانس و مجانسہ اوسکے مشتقات جاري ھو گئے ' اور خود متنبي کو کہنا پڑا :

من این جانس ھذا الشا دن العربا ؟

آج کتنے اشخاص ھیں جو یہہ بھی نہ جانتے ھونگے کہ "جنس" عربي کا لفظ نہیں - "میتر" کیلیے جسکو فارسي میں "مایہ" کہتے ھیں' عربی میں کوئي لفظ نہ تھا ' اوسکے لیے یوناني لفظ ھیولي رکھدیا گیا ' جو آج تک مستعمل ھے ' "ایساغوجي" "قاطیغوریاس" اور "انالوطیقا" وغیرہ بعض الفاظ اسي طرح رکھدیے گئے تھے ' لیکن انکي جگہہ "کلیات خمس" "مقولات عشر" اور "برھان" نے لیکر ارنکو بالکل بھلا دیا -

بعض علوم و فنون کے نام جنکے مقابل عربی نام اس وقت نہ مل سکے ' بعینہ عربي میں منتقل کر لیے گئے ' لیکن تھوڑے ھي دنوں میں اونکے لیے پھر عربي نام پیدا ھوگاے اور اب پہلے یوناني ناموں کو کوئي جانتا بھي نہیں ' مثلا :

مراسلات

ایشیائي ترکي میں کیا حصه ملیگا ؟

لندن ٹائمز کا خاص نامه نگار یکم اگست سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ھے :

" استمپا آف تورن کہتا ھے کہ اجتماع کیل (Kiel) کے نتیجه کے متعلق ابھي تک کوئی سرکاري مراسلت نہیں شائع ہوئي ھے ' لیکن ہر شخص جانتا ھے که کس موضوع نے دو بادشاہوں اور اُن کے وزیروں کو مشغول کر رکھا ھے ؟

جو مسئله زیر بحث ہو سکتا ھے وہ صرف ایک ' اور ہمارے آجکل کے ڈپلومیٹک مسائل میں سب سے اہم ھے ' یعني کیا اطالیا کو تحالف ثلاثي میں اپني ایشیائي پالیسي کے لیے کوئي بنیاد ملیگي ' یا اس مدعا کے لیے اس کو کہیں اور دیکھنا چاھئیے ؟

ملوک و وزراء کے علاوہ اور کوئي نہیں کہه سکتا که کیانقشۂ عمل طے ہوا ھے اور تکمیل کے کیا احتمالات ہیں ؟ اس اجتماع کے متعلق ناعاقبت اندیش اشخاص ہم کو اس امید کی اجازت دیتے ہیں که اتحاد جرمني و اطالیا بحر آدریاٹک میں ہماري جگه متعین کرنے کے بعد ہم کو میڈیٹرینین یا لیوانت کي طرف بڑھالیگا اور اگر مجمع الجزائر پر نہیں تو کسي مضبوط زمین پر تو ضرور ہمارے قدم جما دیگا - نیز اطالیا جرمني کے ساتھه ملکر ترکي کے تصفیه کو ایک بعید ترین مستقبل کے لیے ملتوي کر دیگي - یه اخبار مستند ھے اور عموماً اس کے خیالات قابل لحاظ ہوتے ہیں -

اسلام کي خدمت

ادرنه پر ترک قابض نه رہنے پائیں

یکم اگست کي اشاعت میں نیرایسٹ لکھتا ھے :

قسطنطنیه میں دول کي طرف سے ملاقاتوں کي ضرورت ہوسکتي ھے - (یه ملاقاتیں ہوچکیں اور ناکام رہیں) لیکن ان ملاقاتوں کي تعبیر دباؤ ڈالنے سے نہیں کي جاسکتي ' بلکه یه ایک ایسي مداخلت ہوگي جسکا مقصد عثماني شاہنشاہي کو انجمن اتحاد و ترقي کي خود کشي کي سیاست سے بچانا ہوگا - حلفاء بلقان آپس میں صلح کرنے سے پہلے اس سرحد کي ضمانت کي ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں جو ان کو معاہدہ لندن کي رو سے ملي ھے - اگر موجودہ عثماني وزارت نہیں سمجھه سکتي که اس ضمانت کے کیا معني ہیں ' تو پھر دخل ضروري ہو جائیگا ' دول یورپ کو جنھوں نے عثماني شاہنشاہي کے استحکام کي تائید کا اقرار کیا ھے لازم ھے که حکمرانوں کو غلطي سے محفوظ رکھنے کے لیے سنجیدہ عملي تدابیر اختیار کریں ... ...

اگر ادرنه پر دوبارہ قبضه اپنے دشمنوں پر ترکي فوج کي برتري سے انجام پذیر ہوا ہوتا تو تخلیه کا سوال نه تھا ' لیکن اس میں اگر کوئي برتري ھے تو وہ انور بے کي ارزان فتح سے زیادہ نہیں ' اسي (ادرنه) پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے سواد قسطنطنیه ریاستہاے بلقان کے قبضه کے خطرہ میں پڑسکتا ھے ' لہذا اس وقت برطانیه اسلام کي رو سے اچھا کر رہي ھے اگر وہ باب عالي سے ایک ایسا سوال کرتي ھے جو مسلمانان ہندوستان نہیں کر سکتے " وہ سوال کیا ہوگا ؟ یہي که باب عالي ادرنه کو خالي کردے ' کیونکه ظاہر ھے که یه ایک عظیم الشان اسلامي خدمت ھے !!

فتنۂ شام

(جناب محمد فضل امین صاحب)

عہد قدیم کے استبداد نے بے خبري و غفلت کے زیر سایہ دولت عثمانیه کو ہر حیثیت سے مجموعۂ ضعف و کمزوري بنادیا ' فرنگي مشنوں کو مدت دراز سے ملک شام و فلسطین میں اپني ریشه دوانیوں کا موقعه مل گیا ھے - جب سر جون ہیوٹ نے ۔۔۱ ۔۔ ملکي کے لحاظ سے ٹوم براون سکول ڈیز کو جو اله آباد کے میٹریکولیشن کے نصاب تعلیم میں شامل تھي ' درس سے خارج کرنا چاہا تو انہوں نے کہا تھا که " جب ایک اسکاٹ ماہر فن تعلیم نے الهآباد کالج کي لائبریري میں اس کتاب کا نسخه دیکھا تو اُسنے نہایت تحیر سے کہا که : ایسي کتاب اور دارالفنون ہندوستان کي لائبریري میں !! " مگر قسطنطنیه اور بیروت میں جتنے امریکي و فرنگي مدارس ہیں انکے کتب خانے دنیا بھر کے بغاوت افریں لٹریچر کا مخزن بنے ہوے ہیں - ان مشن کالجوں کے تعلیم یافته عرب جو مذہباً عیسائي ہیں ہمیشه سے اسلامي سیادت کي مخالفت کرتے چلے آئے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ امریکه میں جا اباد ہوے ہیں -

سنه ۱۳ - ہجری میں ' جب مسلمانوں کي لڑائي اہل فارس سے ہورہي تھي ' تو عیسائي قبائل عرب بھي مسلمانوں کے ساتھه ہو کر عربي عصبیت کیلیے اہل فارس سے لڑے تھے ' مگر آج فرانس و امریکه کے مکاتب و مدارس نے ان عربوں کو بھي بے حمیت بنا دیا ھے -

گذشته واقعات نے بتادیا ھے که اقوام اسلام کي فلاح و بقاء ' خواہ وہ عرب ہوں یا عجم ' دولت عثمانیه کے ساتھه وابسته ھے ' اسلیے مسلمان عربوں کا فرض ھے که حفظ دین و اعتصام بحبل الله المتین کو واجب سمجھه کر فتنه کو دبالیں ' والفتنة اشد من القتل

فان النار بالعودین تذکی
وان الحرب اولها کلام

جب مسلمان یه دیکھتے ہیں که عربونکا تعلیم یافته گروہ دولت عثمانیه کا بدخواہ ھے ' تو ان کو نہایت صدمه ہوتا ھے ' اور وہ اپنے بے گناہ عرب بھائیوں سے مایوسي بلکه نفرت کا اظہار کرتے ہیں ' مگر حقیقت یه ھے کے اس طعن و تشنیع کے مستحق عرب نہیں بلکه عیسائي ہیں -

خدا کے فضل سے اب اہل عرب کي انکھیں کہلتي جاتي ہیں ' انہوں نے اطالیه اور فرانس کے انسانیت سوز مظالم کا منظر ساحل افریقه پر خوب دیکھا ھے - وہ انشاء الله ان سبز باغوں کو دیکھکر کبھی نہیں للچا سکتے ' جو دشمنان ملت اکثر انکو دکھایا کرتے ہیں -

ترکي میں عربوں کي ترقي کے لیے ہر طرف راہیں کشادہ ہیں ' ہم دولت عثمانیه کي تعریف نہیں کرتے که حکومت اور سیاست کے

بريد فرنگ

مظالم البانيان

جنگ تقريباً ختم هوگئي ' مگر سلسلۂ مظالم کا هنوز خاتمه نهيں هوا - ايم - رايڈتهه ڈرهم نے سقوطري سے نير ايسٹ کو ايک مراسله بهيجا هے ' جو يکم اگست سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت ميں چهپا هے ' اس ميں لکهتے هيں :

" مجهے يه معلوم کر کے سخت تکليف هوئي که ميرے متعلق يه خبر اڑائي گئي هے که ميں يهاں صرف ماليسوري کيتهولک عيسائيوں کو مدد دے رها هوں - ميں يه کهنے کے ليے خوش هوں که مسٹر کرچين نے اسکي تکذيب کي هے - ميں آپ سے اس امر کے بيان کرنے کي اجازت چاهتا هوں که سرداروں اور جبليوں (مانٹي نيگرين) دونوں نے يه فيصله کرليا هے که " جب زمين ايک بار هماري هوجائيگي تو پهر مسلمانوں کا سوال باقي نهيں رهيگا " (جيسا که ميں نے جبليوں کو خاص طور سے بار بار اس فيصله کا اعلان کرتے سنا هے) اس فيصله پر عمل درآمد کے ليے نهايت وحشيانه طور پر ايسي کارروائي شروع کردي هے جس کي وجه سے مسلمان آبادي کا يهاں رهنا غير ممکن هو جائے -

وه صرف يهي نهيں کرتے که تمام گاؤں کو جلاديتے هيں بلکه گهروں کي ديواروں کو ڈهاکے پتهروں کا ايک ڈهير لگا ديتے هيں - وه لباس ميں سے ايک کپڑا بهي نهيں چهوڑتے ' لوٹ کے مال کے بوجهه سے خميده کمر جبلي عورتيں جوق در جوق پاڈگورتزا آرهي هيں -

ايک بوسيني فدا کار (والنٹير) نے ' جس نے ولايت قوصوه کو لٹتے اپني آنکهوں سے ديکها تها ' نهايت تلخي سے بيان کيا که " ايک جبلي عورت ايک قميص چرانے کے ليے سو کيلو ميٹر زمين طے کرکے آئيگي ! " -

يه لوگ بالکل بے رحم هيں - جب ميں نے ايک عورت سے ' جو چند بچوں کے کپڑے لوٹ کے لائي تهي ' کها : " بچے سردي کے مارے مرجائينگے " تو اس نے جواب ديا : " خدا نے چاها تو ايسا هي هوگا ' يه مسلمان هيں - ان کا مرنا هي اچها "

جبل اسود نے يورپ سے بآواز بلند فرياد کي که اسکو پهيلنے کے ليے سقوطري کے قرب و جوار ميں زرخيز ميدان درکار هيں - جب يه اعتراض کيا گيا که " يه زمينيں بڑي حد تک مسلمان دهقانوں کي پراۓويٹ ملکيت هيں " تو هميشه يه جواب ملا که " ان کو چهوڑنا پڑيگا ' ان کو ايشيا جانے دو "

ان بد قسمتوں کے کهنڈروں کے محاصرے کے ليے ان کے زيتون اور ميوے کے درخت کاٹ ڈالے گئے ' گراديے گئے - بهت سے مواقع پر جنگلوں ميں آگ لگادي گئي که پهر دوباره نه اگنے پائيں - غرض گهاس ' غله ' تنباکو ' سب لوٹا گيا - مويشي ليليے گئے ' باغ اجاڑ ديے گئے اور جو کچهه بچا اسميں آگ لگا دي گئي -

جب سے که ميں يهاں يکم اپريل کو آيا هوں ' جس قدر سرمايه مجهے انجمن اعانۂ مقدونيه نے ديا تها يا ميں خود جمع کرسکا تها ' اس کو تقسيم کرتا هوا ' گهوڑے پر ايک ويران ايسے هوے مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تيسرے مقام پر جاتا رها هوں ' اس سرمايه کے علاوه وه کپڑے کي گٹهرياں بهي تهيں جو ميرے بعض انگريز دوستوں نے يا برطاني صليب احمر کے بعض ارکان نے دي تهيں ' مگر ميں برابر مزيد تاراج شده آباديوں کو ديکهتا اور ان کے حالات سنتا رها ميرا سرمايه تقريباً ختم هو گيا هے - اس ضلع ميں برطاني صليب احمر کي طرف سے ابهي کوئي مدد نهيں بهيجي گئي هے - يه نهايت قابل رحم حالت ميں نيم برهنه اور نيم فاقه زده ' سرحدي فوج کے پس قدم پر روزانه چلے آرهے هيں ان ميں نصف بالکل کيتهولک هيں - سب نے يکساں تکليف اٹهائي هے - وه اپنے فاقه کش اور جان و مال برباد خاندانوں کے ليے مدد مانگتے هيں - ميں مجبوراً ان سے کهتا هوں که وه اپنے همسايوں سے کهديں که اب نه آئيں ' کيونکه سرمايه ختم هو گيا هے ! -

ان کے علاوه مجهے جبلي (مانٹي نيگرين) سرحد کے اندر ۲ - سو گهروں کے ليے ' جو بالکل جلا ديے گيے هيں ' ضروري اپيل کرنا هے - يه تمام مسلمان هيں - سقوطري کے مشرق ميں کيتهولک گهروں کي ايک تعداد هے جس کو جبليوں نے بالکل تاراج کر ڈالا هے - ليکن جو گهر صرف لوٹے گئے اور جلائے نهيں گئے ' ان کو ميں مجبوراً مدد دينے سے انکار کر ديتا هوں ' گو ان کي حالت بهي سخت قابل رحم هوتي هے - جن مظلوموں کي ميں نے مدد کي هے انميں سے تين ربع مسلمان تهے -......................

ان واقعات پر مجهے اس اضافه کرنے کا اور بهي افسوس هے که جبل اسود ميں پاڈ گورتزا کے گورنر نے سرحد کے ان مسلمانوں کو جن کے گهر جبليوں نے جلا ديے تهے ' غذا وغيره پهنچانے سے روکا .... گوسيجي کے تمام مهاجرين بيان کرتے هيں که وهاں مسلمانوں کو بجبر ارتهوڈکس بنانے کا سلسله جاري هے - ترغيب کے ذرايع ' تازيانے اور بالآخر موت کي دهمکي هے - مسلمان بچوں کو ان کے والدين کي مرضي يا اجازت کے بغير گرجوں ميں اصطباغ ديا گيا هے .... "

بلغاريا کے خونخوار جرگے

جب تک مسلمانوں پر مظالم هوتے رهے يورپ کے کسي اخبار نويس کو ان پر رحم نه آيا ' ليکن ستم پيشه بلغانيوں نے جب خود اپنے هم مذهب نصرانيوں پر مشق جفا شروع کي تو دنيائي صحافت (يوروپين پريس) ميں واويلا مچ گيا - نير ايسٹ بلغاريوں کي نسبت لکهتا هے :

" اس امر کي شهادت نهايت قوي هے که بلغاري بڑي بے رحمي سے عورتوں ' مردوں ' اور بچوں کو ذبح کر رهے هيں ' اپني واپسي ميں جس شهر يا گاؤں سے گذرتے هيں اس کو خاک سياه کر ديتے هيں - جو کچهه هم بيان سنتے هيں اگر اس کا ايک عشر بهي صحيح هے تو وه دوسري قوموں پر حکومت کرنے کے ليے موزوں نهيں ' وه اپنے حدود کے اندر جس قدر جلد هٹا ديے جائيں اسي قدر بهتر هے - اب تک انهوں نے نهايت ناراضي کے ساتهه ان تمام حرکات سے انکار کيا هے ' اور ان کا الزام سرکاري طور پر ان خانه بدوش جرگوں پر ڈالا گيا هے جو (اسي طرح کے يوناني جرگوں کے ساتهه مل کے) مقدونيا کے حق ميں زمانۂ دراز سے ايک عذاب بن رهے هيں - مگر يه ايک کهلا هوا راز هے که حکام نے ان جرگوں کو غير بلغاريوں کے قلع و قمع کے ليے استعمال کيا ' گو سرکاري طور پر اس سے انکار کيا گيا هے -

اگر شاه فرڈيننڈ اپنے مقدونيه و تهريس کے دورے ميں ' جس کو تين يا چار مهينے هوے ' ان خونخوار جرگوں سے مختلف مواقع پر علانيه معانقه اور بوسوں کے بدلے ' ان ميں سے چند مشهور بدمعاشوں کو پهانسي ديديتے (جيسا که حال ميں ترکوں نے دوباره قبضه تهريس کے بعد چند بلغاري بزرگوں کے ساتهه کيا) تو يه انکار ايک حد تک تسليم کيا جا سکتا تها - ....

هيڈ کوارٹر سے ايک تار اس مضمون کا شائع هوا هے که ڈاکسبٹو نامي ايک مقام کي ۳۰ هزار آبادي ميں سے ۲۵ هزار نهايت وحشيانه طريق سے ذبح کرديے گيے هيں - شاه قسطنطين نے قوالا کے قونصلوں کو عين موقع پر بلايا هے تا که وه خود آ کے اس کي تصديق کريں "

اپنی مثال بجنسه اس مسافر کي طرح هے جو ریل کے سامنے سے نکل جانے پر ایک عجیب بے بسي کے انداز سے منهه بناکر رهجاتا هے' اور جو صرف اپنی ذراسي غفلت کي وجه سے اس حالت کو پہونچا -

خدا کرے کانپور کا قابل نفرت حادثه اب بهی مسلمانوں کے لیے تازیانه عبرت هو - وه اب بهي خبر دار هو جالیں ' اور اپنے حقوق کي حفاظت بجاے غیروں کے سپرد کرنیکے خود اپنے هاتهه میں لے لیں - یه وه وقت هے که جب تک هندوستان کے تمام مسلمان هم آواز هوکر گورنمنت سے زور اور اصرار کے ساتهه کولي بات نه کهینگے اُنکي عرضداشت اور درخواست پر کان نه دهرا جائیگا - بابو سرندر ناتهه بنرجي نے ایک مرتبه کها تها -

" هم کو هم آهنگ هوکر صاف صاف بلا غلط فهمي پیدا کیے هوے بولنا چاهیے - اُس وقت هماري آواز سے کولي چشم پوشي نہیں کرسکتا - وهي وقت هوگا که هم انگلینڈ سے اصرار کرسکیں ' اور انگریزوں کے سامنے اپنے حقوق پیش کرسکیں ' بلکه اگر ضرورت هو تو خود ملک معظم کي خدمت میں عرض کرسکینگے "

مصطفی کامل پاشا مرحوم کا مقوله تها : " حاکم کا برتاؤ محکوم کے ساتهه ویسا هي هوتا هے جیسا که محکوم کا حال هو - جب حکم وال لوگ اپنے محکوم جماعت کو دیکهتے هیں که وه براے نام زنده هے' مگر حقیقت میں مرده هے' اور زبانونسے جو کچهه کهتے هیں اُس کا یقین اُن کے دل میں نہیں هوتا ' اپنے حقوق کا مطالبه وه حق داروں کی طرح نہیں بلکه دریوزه گروں اور گداؤں کي طرح کرتے هیں تو حکمران مغرور هو جاتے هیں اور اپنے محکوم لوگوں کو جانور سمجهکر اُن سے جانوروں هي کی طرح برتاؤ کرتے هیں "

پس اگر هم آپ زنده رهنا چاهتے هیں تو صرف اسی طرح سے هماري زندگي ممکن هے که هم اپنے حقوق کي حفاظت خود اپنے هاتهه میں لے لیں - خائن اور قوم فروشوں کی بات نه سنیں ' اپنے حقوق کا مطالبه بهت استقلال اور مردانگی سے کریں - اور کبهی حق گولي سے منه نه موڑیں - یهه خوب اچهی طرح سے سمجهه لیجیے که اگر آپ استقلال اور اصرار کے ساتهه اپنے حق کو مانگتے' اور اُس پر قائم رهے ' تو گورنمنت کبهي آپکي اس زبردست قومي آواز سے چشم پوشي نہیں کرسکتي - لیکن اگر آپ شروع هي میں فرضی خطرات کے خیال سے گهبرا اُٹھے تو بے بسی کی موت یا بے غیرتي کی ذلیل زندگی کو آنکهوں کے سامنے هر وقت رکهیے - قوم یا ملک کي خدمت میں سب سے پہلے ایثار نفس کی ضرورت هے -

در ره منزل لیلي که خطرهاست بجان
شرط اول قدم آنست که مجنوں باشی

غبطه الناظر

سوانح عمري شیخ عبد القادر جیلاني (رض) عربي زبان میں تالیف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمي نسخه سے چهاپی گئي - کاغذ ولایتي صفحه ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنه علاوه محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رهگئی هیں - ملنے کا پته - سپرنٹنڈنت - بیکر هوسٹل ڈاکخانه دهرمتله - کلکته -

نفثات صدور

(جناب غلام حیدر خاں صاحب)

(۱) مسلمانوں کے اداے فریضه حج کی راه میں مسیحي دنیاکي اندروني تدبیروں سے' جو نئے نئے قاعدے ' چیچک کا ٹیکه ' قرنطینے' واپسي کا ٹکٹ ' اور اسي قسم کي اور بهت سي رکاوٹیں سد راه هوتي جاتي هیں که مسلمان اس عظیم الشان رکن کے ادا کرنے سے همت هاردیں - کیا یه سب کچهه عثماني سلطنت کے منشا سے هورها هے ؟ اگر ایسا هي هے تو ان مشکلات کو عثماني سلطنت سے دور کرانا آپ کا فرض هے - اور اگر ایسا نہیں تو دول کا کیا حق هے که حیله و مکر سے هم کو ایک اهم مذهبي فرض کے لیے ایک اسلامي ملک میں جانے سے روک دے ؟

همارا تو ایمان هے که حج کے اراده سے راه میں جان دے دینے سے هی همارا فرض ادا هو جاتا هے ' پهر اس حالت میں جو کچهه هو رها هے کمبخت منافق رهنماؤں کے ذاتي اغراض و رسوخ کي خاطر هورها هے جو قوم کو قعر مذلت میں گرانا چاهتے هیں - مسلمانوں کی دیني حالت نه معلوم کیسي پست هوگئی هے که اغیار کے عیب بهی صواب نظر آتے هیں -

چند روز هوے ایک مسلمان حضرت نے فرمایا که " مجهے ایام حج میں خوب تجربه هوچکا هے که عرب کے بدوي حاجیوں کو بهت سي تکلیفیں پہنچاتے هیں مگر جهاں فرنگیوں کا انتظام هے وهاں هر طرح کي آسائش هے (حاجي صاحب کو کیا معلوم که قرنطینوں میں ایک ایک پیسے کے عوض اُنکی کئی روپے خرچ هوتے هیں) عرب جیسے تمام اسلامی ممالک پراگر فرنگیوں هي کا عمل دخل هو جائے تو تمام تکلیفات رفع هو جائیں ' اور بدوؤں سے بهي نجات مل جاے "

مجهے حاجي صاحب کے اس خیال سے سخت ملال هوا که یا الهي هم مسلمانوں کی کیا حالت هے - رات کو اس رنج کی حالت میں القا هوا که گویا موهبت الهي مجهسے خطاب کرکے کهه رهي هے که : کیسے مسلمان هیں ؟ ڈهائی سو روپیه حج کے لیے پلے باندهے اور چلے خدا پر احسان کرنے ! خدا تمهارے روپیوں کا بهوکا نہیں' اگر وه چاهتا تو اپنے گهر کو دنیا میں ایسے اعلی مقام میں جگهه دیتا جهاں بجز باغوں اور نہروں کے کچهه نه هوتا ' وهاں بجاے بدوؤں کے ملائکه هی نظر آتے -

مگر وه تو صرف تمهارے دلوں اور تمهاري محبتوں کا اندازه کرتا هے که اوس کي راه میں تم کهانتک اپنی عزیز جانیں خطرے میں ڈالکر اوسکے گهر کي زیارت کے عزم میں ثابت قدم رهتے هو - جو اوسکے بندے هیں اونکو تو توپوں کے دهانوں میں بهی بهشت هي نظر آتي هے' وه اگر چاهے تو اپنے بندوں کو ایک طرفة العین میں اپنے حرم کي سیر کرادے " میں بیدار هوا تو میرے بدن پر ایک لرزے کي سی حالت طاري تهی -

(۲) میں نے یه خبر پڑهي تهی که سرحدي اقوام هوتی مردان وکوهاٹ کے علاقه کے پانچ پانچ سو آدمیوں کے جرگوں نے اپنے اپنے ضلع کے ڈپٹي کمشنروں کي خدمت میں اس مضمون کی درخواست کی تهي که " هم میں اور گورنمنت انگریزي میں عهد و پیمان هے که جو همارے دوست وه اُس کے دوست اور جو اوس کے دشمن وه همارے دشمن ' اب چونکه ظالم بلقانیوں نے همارے مسلمان بهائیوں پر طرح طرح کے مظالم کیے هیں' زن و بچه ' بیمار و ضعیف ' ناتوان و ناچار سب کو ته تیغ کر رهے هیں اور

دروازے اسنے سب کے لیے کھول رکھے ہیں، کیوں کہ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو وہ اسلام کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی۔ ہمارے مذہب نے ترک، عرب اور عجم، سب کے جنسی و قومی و نسلی تفرقے مٹا دیے ہیں۔

ہم نہایت حیرت سے سنتے ہیں کہ عیسائی عرب سے جو ہمیشہ سے شورہ پشت چلے آئے ہیں، آج ہمارے عثمانی بھائیوں سے سنہ ۶۵۶ھ کے خروج تاتار اور تباہی بغداد کا بدلہ لینے اٹھے ہیں لیکن در اصل :

تم سے بیجا ہے مجھے اپنے تباہی کا گلہ
اسمیں کچھہ شائبۂ خوبی تقدیر بھی تھا۔

ترک اپنی رعایاے شام سے پوچھہ سکتے ہیں کہ آج تک اسلام کی پشت پناہ کونسی قوم تھی؟ صلیبی خطرات سے اسلام کیلیے کون سات سو برس سے اپنے فرزندوں کی قربانی کرتا رہا؟ صلیبی جنگوں کا سماں ابھی ہمیں بھولا نہیں، اور اب بھی دیکھہ لو، طرابلس میں اگر جانباز انور بے، عزیز بے، اور نشأت بے نہوتے، تو درندہ خو نصرانیوں کے ہاتھوں اسلام کا افریقہ میں خاتمہ تھا؟ بلقان کے ستم پیشہ عیسائیوں نے صلیبی دشمنی و عداوت کا علم بلند کیا تو انہوں نے کیا کچھہ بے حرمتی ہمارے متبرک مقامات کی نہ کی؟ اور روسیوں نے کس کس طرح ہمارے بے گناہ علما اور اشراف و سادات کو تہ تیغ نہ کیا؟ مشہد مقدس کی دیواریں اب تک انکی ستم گری پر نالاں ہیں۔

اِسی بلقانی سیلاب کو اگر عثمانی نہ روکتے، تو کیا ضمانت تھی کہ وہ دل دہلا دینے والے ارادوں کا پیش خیمہ نہوتا۔

ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خلافت موروثی شی ہے، پھر بھی اگر آج تم چاہو کہ جو محبت دنیاے اسلام کو ہفت صد سالہ روایات، عثمانی قربانیوں، اور مجاہدات فی سبیل اللہ کی بنا پر عثمانیوں سے ہے، وہ محو ہوجاے، تو یہ خیال محال ہے۔ ہاں ہم یہ مانتے ہیں کہ کمزوریوں سے عثمانی بری نہیں، مگر اصلاح کا فرض ہم پر بھی اسی قدر واجب ہے جسقدر کہ اعیان و اکابر ترک پر ہے۔

کہتے ہیں ترقی کی نشو و نما اسلام کے اصولوں پر نہیں بلکہ والٹیر (Voltaire) کانت (Cont) اور ڈکارٹ (Dersats) کی انقلاب افریں تحریروں پر ہوئی ہے، مگر کاش اے ملت فروشو! تمہیں بسمارک (Bismarck) کی وہ نصیحت یاد ہوتی جو اسنے جرمن ریچستاگ (ایوان شوری) میں کی تھی کہ :

"تم انگریزوں کی کورانہ تقلید کو کہیں مفید نہ پاؤگے، پروشیا کے نظم و نسق سلطنت کی بنیاد انگریزوں سے بالکل مختلف ہے"

قومی و مذہبی روایات سے اگر تم بیگانہ تھے، اور یورپ کی تقلید ہی میں تمہیں معراج نصیب ہوتی تھی، تو کاش اس یورپین مدبرا عظم کی نصیحت ہی سے تمہیں غیرت آتی اور تم بھی یہ کہسکتے کہ :

"مسلمانو! انگریزوں کی کورانہ تقلید کو تم کہیں بھی مفید نہ پاؤ گے، اسلام کی بناے سیاست انگلستان کے ایوان پالیٹکس سے مختلف اور بالکل مختلف ہے"

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے۔

مطالبہ حق پر اصرار

(جناب رحیم قدوائی)

" دنیا کی قومیں اپنے ہی بل پر ترقی کرتی ہیں - اگر اُن کی آزادی چھین لیجاے تو وہ صرف اپنی ہی کوششوں اور سرگرمیوں سے اس نعمت کو واپس لے سکتی ہیں - کوئی قوم دنیا میں محفوظ نہیں رہ سکتی، جبتک کہ وہ اپنی ذات سے طاقتور نہ ہو - جو قومیں اپنی ترقی کی حفاظت میں غیروںکی محتاج ہیں، اُنکی زندگی نہایت خطرناک ہے، اور وہ کبھی ترقی اور کامیابی کی بلندی پر نہیں پہونچ سکتیں " -

یہ وہ عظیم الشان فقرہ ہے جو (مصر) کے نامور محب وطن اور وفادار مصر (مصطفی کامل پاشا مرحوم) کی زبان سے نکلا تھا، اور جس نے مصر کی سوتی ہوئی مخلوق کو چونکا دیا تھا - یہ وہ زبردست الفاظ ہیں جن کی تصدیق خود کلام پاک کرتا ہے -

اس مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا ہمکو بذات خود متحرک ہونا چاہیے یا اپنے تمام اقتصادی، سیاسی، اور مذہبی معاملات کا بوجھہ گورنمنٹ کے سر صرف اس امید و توقع پر ڈال دینا چاہیے کہ وہ ہماری وفاداری کے صلے میں ہم سے خود ہی اچھا برتاؤ کرے گی؟

وہ کوتاہ بین اور سطحی نظر رکھنے والے حضرات جن کا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ ہماری بیجا خوشامد اور غلط چاپلوسی سے ہم پر اپنے الطاف و عنایات کی بارش کرے گی اور جو صرف اسی پالسی کو اپنا منتہاے خیال بنائے ہوئے ہیں، شاید انہوں نے ایک بہت بڑے مدبر کے اس قول کو نہیں سنا کہ "جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انگریز بے ایمانوں، نمک حراموں کو پسند کرتے ہیں، اور اُن کو عزت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں، وہ سخت دھوکے میں ہیں - یہ سچ ہے کہ اُن لوگوں سے جو اپنی قوم سے نمک حرامی کرتے اور اپنی ملت کی خدمت سے منہ چراتے ہیں، اپنا کام نکال لیتے ہیں، مگر وہ اُن کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں " - ایسے قوم فروشوں کے مضبوط پنجے سے اب وہ وقت آگیا ہے کہ قوم کو رہائی مل جائے - جو اپنے تمام دین و دنیا کی امیدوں کو ایک فرضی خوشامد کی صورت میں تبدیل کیے ہوے ہیں - اُن سے ہمکو صاف الفاظ میں کہدینا چاہیے کہ: بس! ہم آپ کے پر فریب تھپکیوں سے بہت زمانے تک سوتے رہے، اب آپ خود ہوشیار ہو جائیں کہ ہم جاگنے والے ہیں، اب ہم صرف خوشامد ہی پر قناعت نہ کرینگے، بلکہ اپنی عزت قائم رکھنے کیلیے کچھہ عملی کارروائی بھی کرنا چاہتے ہیں - زمانہ اب صرف باتیں بنانے ہی سے موافق نہیں ہوسکتا بلکہ کام کرنے سے - آپکی خوشامد اور چاپلوسی کا نتیجہ آپ کی آنکھوںکے سامنے ہے، آپ بہ بانگ دہل چلا چلا کر یہ فرماتے ہی رہے کہ "دیکھیے دیکھیے ہم وفادار ہیں - ہمارے فلاں وفلاں بھائیوں پر ظلم ہو رہا ہے، اسکو اپنی ڈپلومیسی کی مشینیری سے روکیے، ورنہ ہمارا دل دکھیگا - ہمنے کبھی اپنی ہمسایہ قوموں سے میل نہیں بڑھایا، ہر بات میں انکے مخالف رہے، آپ کی ہاں میں ہاں صرف اسلیے ملاتے رہے کہ ہم سے آپ خوش رہیں، اب ہم پر فلاں ظلم ہو رہا ہے اُس کا جلد انتظام کیجیے" مگر افسوس کہ

	پائي	آنه	روپیه
جناب خدا بخش ولد رکن الدین صاحب	٠	٨	٠
جناب غلام محمد صاحب	٠	٠	١
جناب نواب سبزي فروش صاحب	٠	٠	١
متفرق بروز جمه	٠	٠	۴
قیمت زیور بند اهلیه فرزندم محمد اسمعیل	٠	۱۲	۲۲
قیمت چرم قرباني ازجک بیگ	٠	٠	۴
متفرق بروز جمعه	٠	٠	٨
از با با بلوچ	٠	٨	٠
جناب حافظ الله بخش صاحب	٠	٠	١
جناب مرزا غلام نبي صاحب	٠	٠	١
جناب لوزیں کشمیري	٠	٠	١
جناب نظام الدین زمیدار صاحب	٠	٠	٢
جناب منشي نواب الدین صاحب	٠	٠	١
متفرق جمعه	٠	٩	٠
جناب میاں کریم بخش کشمیري صاحب	٠	٠	١
متفرق	٠	٢	٢
(از قصبه جانکي ضلع سیالکوٹ)			
معرفت جناب لال دین از داماد			
سبزي فروش	٠	۴	٠
جناب محمد نصیر پسر منشي نواب دین			
کتب فروش	٠	٠	٢
مسمات رحیم بي بي معلمه زنانه	٠	٠	١
جناب محمد اقبال ولد منشي نواب صاحب			
کتب فروش	٠	٠	١
جناب غلام رسول صاحب طالبعلم	٠	٠	١
جناب جیون کشمیري صاحب ولد پیربخش	٠	٠	١
جناب میاں حسن محمد سکه دار صاحب	٠	٠	٢
جناب شیخ نظام دین صاحب	٠	۴	٠
جناب الله بخش صاحب	٠	٠	٢
جناب مفتي محمد سعید صاحب			
بتقریب ختنه فرزند خود	٠	٠	٥
جناب حافظ الله بخش صاحب مدرس	٠	٠	٣
معرفت جناب محمد اسعیل صاحب			
مدرس گورنمنٹ اسکول گجرات	٠	٠	۲٥
میزان	٠	٦	۲۱٠
سابق	٠	٧	٨٦۴۲
کل	٠	۱۳	٨٨٥۲

(از جناب میر حبیب الله صاحب اورسیر سالا کنڈ)

۹ جولائي سنه ۱۹۱۳ ع کے الهلال میں فهرست اعانۂ مهاجرین کي میزان غلط هے -

چنده وصول شده	٦	٨١٧ - ٧
میزان سابقه	٦	٥١٠٢ - ١٣
میزان	-	٥٩٢٠ - ٥

کل میزان مبلغ - ٥٩٢٠ روپیه - ٥ آنه هوتي هے مگر اخبار میں ۲٠٨٥ روپیه - ٥ آنه درج هے مبلغ - ١٨٠ روپیه کي غلطي هے -

---

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون !

(۴۵ : ۱۹)

البصائر

ایک ماهوار دیني و علمي مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ٦۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابۂ و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بهي هوگا - تا هم یه امور ضمني هونگے ' اور اصل سعي یه هوگي که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کي جائیگي - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بهي وهي موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعة واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے که عظمت کلام الهی کا وه اندازه کر سکیں - و ما توفیقي الا بالله - علیه توکلت والیه انیب -

القسم العربی

یعنے " البصائر " کا عربي ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه ' اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کي ترجماني هے -

الهلال کي تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ٨ - آنه

ممالک غیر : ٥ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

تاریخ حیات اسلامیه

کا ایـــک ورق

زراعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(از جناب ملـک حسین بخش صاحب موضع اروپ تحصیل ضلع گوجرانواله)

جناب مکرم - میرا بیٹا صلاح الدین بعمر ۳ - سال' دو ماہ سے سخت بیمار ہے' ۳ - روپیه صدقه ارسال کیا جاتا ہے' اسکو چندہ ترکش ریلیف فنڈ میں شامل فرمالیں -

(از جناب اهلیه شیخ فیض بخش صاحب قصبه اترولي - ضلع علیگڈہ)

مکرمي - تسلیم - میرے طرفسے مبلغ ایک روپیه مهاجرین ترکی کے خدمت میں بھیج کر مشکور فرمالیں ' اور عزیزي برخورداري سعدي بیگم کے طرف سے ۸ - آنے جو اسنے جمع کیے تھے اور بھیجتي ہے روانه فرمادیجیے - جو پاکٹ خرچ برخورداري کو ملتا ہے' اسمیں سے اسنے واقعی اعلی نیت سے جمع کیے ہیں - والسـلام -

[بقیۂ مضمون صفحه ۱۷ کا]

خلافت اسلامیه که محافظ حرمین شریفین ہے' سخت خطرے میں ہے' اس لیے سرکار کو لازم ہے که همارے خلیفه کي امداد کرے اور اگر سرکار کسي وجه سے معذور ہے تو هم کو راسته کي اجازت هوجائے کیونکه ایسي حالت میں هم لوگوں پر گھر میں بیٹھے هي بیٹھے جہاد فرض هوگیا ہے" جواب میں انکو اطلاع دي گئي که "اب صلح کي کوششیں هو رهي هیں اور بصورت عدم صلح مناسب صلاح دیجائے گي "

لیکن چونکه هنوز جنگ کا قطعي خاتمه نہیں هوا ہے اور بقول لندن ٹائمز اندیشه ہے که شاید پہلي جنگ سے بھي زیادہ هولناک معرکه چھڑ جائے - لہذا جو اصحاب اس دیني فرض کے لیے اپني عزیز جانوں کو راہ خدا میں قربان کرنے کو طیار هوں' میں اگرچه غریب آدمي هوں لیکن مبلغ ایک سو روپیه ایسے ایسے پانچ فدائیان اسلام کے لیے بطور زادراہ جناب کے پاس جمع کرادونگا جو اپني درخواستیں معتبر خوانین کي تصدیق سے جناب کي خدمت میں ارسال کرینگے - اگر ایسي تحریک جاري هو جائے اور هر ایک فدائي کے لیے قسطنطنیه تک پہونچنے کا کافي زادراہ بہم پہونچ جائے تو یه ایک بہت بڑا کام هوگا -

(۳) حکام کا اپنے حکم پر اصرار اور همارے لیڈروں کي ایماني کمزوریوں سے جو کچھہ مسجد کانپور کا حشر هوا وہ ظاهر ہے' اور جو آیندہ معابد کا حال هونے والا ہے وہ بھي ظاهر ہے - آخر والي دولت خدا داد افغانستان بھي تو مسلمانوں کے دوسرے درجه کے خلیفة المسلمین هیں اور هماري گورنمنٹ کے همسایه اور دوست بھي هیں ' کیا مناسب نہیں که اس مسئله میں اُن سے رجوع کیا جائے ؟

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۱)

از جانب انجمن اسلام (راؤترا پور ضلع کٹک)
(به تفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
جناب شیخ منصور صاحب سکریٹري انجمن مذکور	•	۲	۱
جناب شیخ غلام غوث صاحب (راؤترا پور)	•	•	۱
جناب مرزا محمد یوسف "	•	•	۱
جناب مرزا معصوم بیگ "	•	•	۱
جناب شیخ کمانی محمد صاحب "	•	•	۱
جناب منشي تراب خاں صاحب "	•	•	۱
جناب منشي یقین محمد صاحب "	•	•	۱
دیگر باشندگان (راؤ ترا پور)	•	۳	۴
جناب منشي عنایت علیخاں صاحب (دیئو پوري)	•	•	۱
دیگر باشندگان (دیئو پور)	•	۷	۴
جناب شیخ بھیکن صاحب باشندۂ کوراگ	•	•	۱
جناب ناظر محمد صاحب " "	•	•	۱
جناب نجیب خاں صاحب " لچھمیپور	•	۱۲	•
جناب فقیر محمد بالنتا	•	۸	۱
جناب شیخ رحمو ناگبالي صاحب	•	•	۱
جناب سید امیر صاحب فقیر پڑا	•	•	۱

(میزان ۲۴ روپیه)

	پائي	آنه	روپیه
جناب شہاب الدین احمد صاحب - کوسي گیا	•	•	۱
جناب منیجر صاحب میگزین - قادیان	•	۱۵	۱
جناب سید ودود صاحب - بوین	•	•	۲
جناب سید فخر الله صاحب هنگي	•	•	۱۰
جناب محمد هاشم صاحب	•	•	۵
جناب محمد عبد الغفار خاں صاحب چھپڑا - راجپوتانه	•	•	۲۵
بزرگان باکا ضلع بھاگل پور بذریعه جناب عبد الحمید خاں صاحب	•	•	۲۷
جناب ملـک حسین بخش خاں صاحب موضع اروپ - گوجران واله	•	•	۳
جناب سید یوسف صاحب - بھوپال	•	•	۱۰
جناب نبي بخش صاحب - هوشیار پور	•	۸	۲

معرفت جناب غلام محمد صاحب
(به تفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
جناب محمد بخش صاحب	•	۸	•
جناب حبیب الله صاحب	•	۴	•
جناب کھیڑا زمیندار صاحب	•	۱۲	•
جناب موهي الله صاحب	•	۸	•
جناب کریم صاحب	•	۴	•
جناب سید تجمل حسین صاحب	•	۴	•
جناب حاجي صاحب هنگي	•	۸	•

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

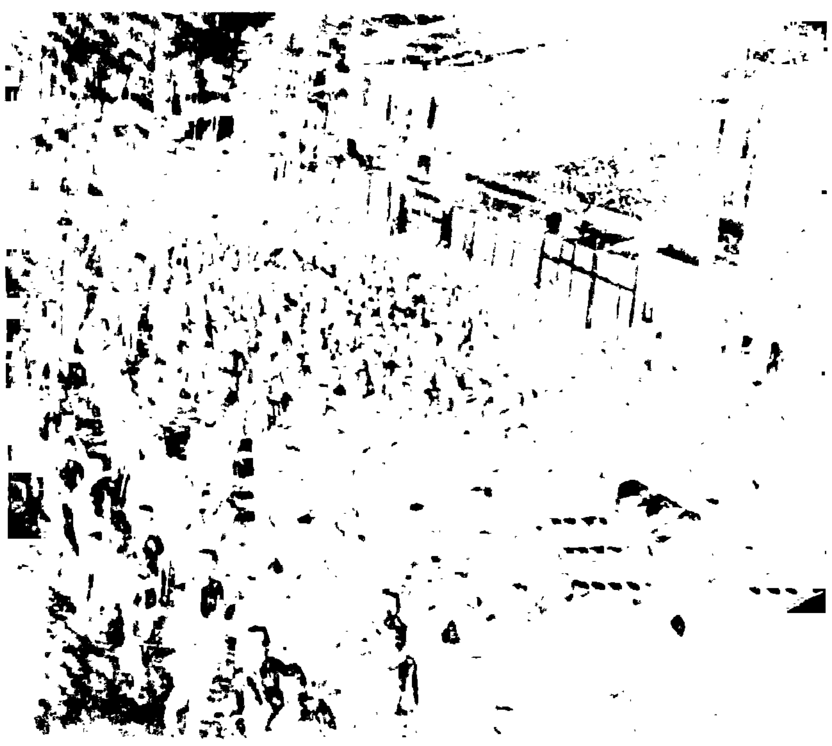
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ و ۱۱ : چہار شنبہ ۱ شوال ۱۳۳۱ ہجری Nos. 10 & 11 — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 3, 1913, 3rd and 10th Septr. 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

[۳۵]

اعلان

نمایش دستکاري خواتین هند

حسب هدایت هر هائینس نواب سلطان جهاں بیگم صاحبه سي - آئي - جي - سي - اس - آئي - جي - سي - آئي - اے - اعلان کیا جاتا هے که نمایش دستکاري خواتین هند بسر پرستي علیا حضرت ممدوحه شروع ماه جنوري سنه ۱۹۱۴ع بمقام بهوپال منعقد کیجاے گي ' لهذا امید هے که تمام خواتین هند اس نمایش میں گهري دلچسپي ظاهر کرکے ضرور اپنے اپنے هاتهه کي بنائي هوئي نمایشي اشیاء وسط دسمبر سنه ۱۹۱۳ع تک آبرو بیگم صاحبه سکریٹري لیڈیز کلب بهوپال سنٹرل انڈیا بهیجکر مشکور فرمائینگي - سکریٹري صاحبه موصوفه هر خاتون کی درخواست پر قواعد نمایش وغیره بهیجدینگي -

اس نمایش کے ساتهه ساتهه پهول اور ترکاري وغیره کي بهي نمایش هوگی فقط -

دستخط - اوده نراین بسریا
چیف سکریٹري دربار - بهوپال

فهرست انعامات

متعلق

نمایش دستکاري خواتین

بمقام بهوپال

شرح خاص انعامات

تمغه طلائی — کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو کسی زنانه اسکول کی طالبات کا بنایا هوا هو -

تمغه نقره — اسکے بعد کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے وسط هند کے کسي زنانه اسکول کی طالبات کا بنایا هوا هو -

تمغه طلائی — کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو بهوپال میں رهنے والی کسی هندوستانی بی بی کا بنایا هوا هو -

تمغه نقره — اسکے بعد کسی طبقه کے سب سے اچهے کام کے لیے جو وسط هند میں رهنے والی کسی هندوستانی بی بی نے بنایا هو -

شرح کام و انعامات

۱ - لیس کا کام	ایک تمغه طلائی - دو تمغے نقره - تین تمغے برونز یعنے کانسه -
۲ - ڈران تهریڈ یعنے کپڑے کے دهاگے نکالکر - کام بنانا	دو تمغے نقره - تین تمغے برونز -
۳ - کلابتوں کا کام سنهري و روپهلی	ایک تمغه طلائی - تین تمغے برونز -
۴ - سوزن کاري (کین وس - ساٹین - ریشم - مخمل - جالي - یالینن پر)	ایضـــا
۵ - کروشي کا کام (سوتي)	ایک تمغه نقره - دو تمغه برونز -
۶ - ایضاً (اونی)	۳ - تمغه برونز -
۷ - بنائي (نٹنگ) کا کام (سوتي یا اوني)	ایضـــا
۸ - ریبن یعنے فیته کا کام	ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۹ - نقاشی (کسي چیز پر هو)	دو تمغے نقره - دو تمغے برونز -
۱۰ - اون - کپڑے - روئي یا مٹی کے نمونه پهول - پهل اور پودوں کے	دو تمغے برونز -
۱۱ - کشیده کا کام	ایک تمغه طلائي - ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۱۲ - پوت کا کام (بیڈورک) ...	ایضـــا
۱۳ - تصویروں کو کپڑے پهنانا ...	ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز
۱۴ - واٹرکلر اور آئل پنٹنگ (تصاویر) آبي و روغني) ...	دو تمغے طلائي - ایک تمغه نقره -
۱۵ - کریول ورک..........	ایک تمغه طلائي - ایک تمغه نقره - دو تمغے برونز -
۱۶ - دیگر ورک	ایضـــا
۱۷ - پهول	دو تمغے نقره
۱۸ - ترکاري	دو تمغے نقره

(دستخط) آبرو بیگم
سکریٹري پرنس آف ویلز لیڈیز کلب - بهوپال

جارج پنجم بفضله فرمان رواے

سلطنت متحده برطانیه عظمی و ائرلینڈ و برٹش ممالکت هاے ماوراء البحر مالک حامي ملت و قیصر هند

هائي کورٹ اف جوڈیکیچر ممالک مغربی و شمالی بمقام اله آباد

(آرڈر ۴۱ قاعده ۱۴ ایکٹ نمبر ۵ بابت سنه ۱۹۰۸ ع و قاعده ۲۴۰ و ۲۴۱)

صیغه اپیل دیواني

اپیل دوئم نمبر ۸۷۳ بابت سنه ۱۹۱۲ ع - مرجوعه یکم ماه جولائي سنه ۱۹۱۲ ع

حکیم سید عنایت حسین - مدعا علیه اپیلانٹ مسٹر بذرد بهاري زیل

بنام

مسماة بلقیس فاطمه وغیره مدعیاں — رسپانڈنٹ

اپیل بناراضي ڈگري عدالت اڈیشنل جج ماتحت اول مقام اگره مورخه ۳۰ ماه مارچ سنه ۱۹۱۲ ع

بمقدمه اپیل نمبر ۴۹۹ سنه ۱۹۱۱ ع

بنام

عبد اللطیف ٹهیکه دار سوپیر مسجد باري (بڑي) [illegible] کلکته - مدعي

رسپانڈنٹ

مطلع هو که اپیل بناراضي ڈگري اڈیشنل جج ماتحت اول اگره اس مقدمه میں حکیم سید عنایت حسین مدعا علیه اپیلانٹ نے پیش کیا اور اس عدالت میں درج رجسٹر هوا اور اس عدالت نے تاریخ ۲۱ ماه اکتوبر سنه ۱۹۱۳ ع واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر کی هے اور مقدمه تاریخ مذکور کو یا بعد اس تاریخ کے جس قدر جلد مقدمه کي سماعت هوسکے عدالت کے روبرو پیش کیا جائیگا اگر خود تم یا تمهارا وکیل یا کوئي اور شخص جو قانوناً تمهاري طرف سے اپیل هذا میں جواب و سوال کرنے کا مجاز هو حاضر نه آئیگا تو اس کي سماعت اور تجویز تمهاري غیر حاضری میں یکطرفه کي جائیگي *

آج بتاریخ ۲ ماه اگست سنه ۱۹۱۳ ع به ثبت مهر عدالت حواله دیا گیا *

نوٹ — طلبانه قابل اخذ یعني ۳ - روپیه حسب باب ۱۷ مداخل قواعد هائي کورٹ مورخه ۱۸ جنوري سنه ۱۸۹۸ ع وصول هوگیا هے *

سوپرنٹنڈنٹ — ڈپٹي رجسٹرار

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢

نمبر ١٠ و ١١ — کلکتہ: چہار شنبہ ١ و ٨ شوال ١٣٣١ ہجری — جلد ٣

Calcutta : Wednesday, September 3, 191 , and 10th Septr. 1913.

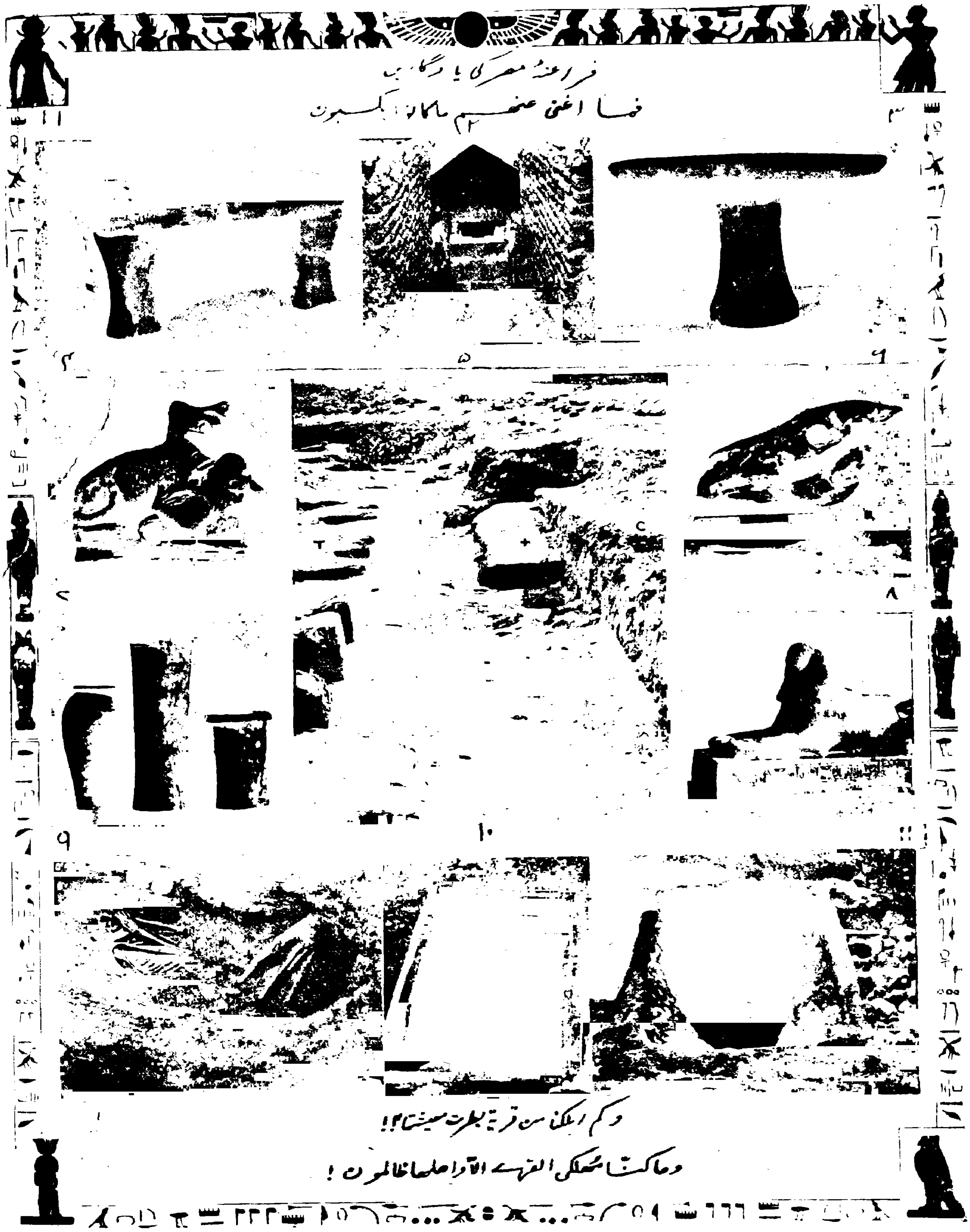
فہرس

نمبر ١٠ - ٣ - ستمبر سنہ ١٩١٣ ع

فہرس

نمبر ١١ - ١٠ - ستمبر سنہ ١٩١٣ ع

تصاویر



(۱) ترخان میں اول خانوادۂ اطنا... جرزہ دي مرمريں ميز
(۲) ایک عظیم الشان مقبرہ مع تابوت سنگین
(۳) بارهویں خاندان سلطنت کي ایک سنگین میز
(۴) ممفس کی حیواني شکلیں
(۵) ایک خچر کے بقایاے آثار
(٦) ترخان کے ظروف مرمر
(۷) ترخان کے تین خچروں کے مقبرے
(۸) عہد رعمسیس ثاني کا ایک سفنیکس (جس کي شکل عورت کی اور جسم شیر کا ہے)
(۹) ترخان کے تین مقبرے
(۱۰) ایک مختصر مدفن
(۱۱) ایک پیارا هنس
(۱۲) خانوادۂ سلطنت اولی کا ایک کهلا هوا مقبره

الهلال

۹ شوال ۱۳۳۱ هجری

مشہد اکبر

(۲)

وفي ذالكم بلاء من ربكم عظيم

الخوف، والجوع، ونقص من الاموال، والانفس، والثمرات

يايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر و الصلوة ' ان الله مع الصابرين - و لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات ' بل احياء ' ولكن لا يشعرون - ولنبلونكم بشي من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس و الثمرات ' و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون - اولئك عليهم صلواة من ربهم ورحمه و اولئك هم المهتدون - (۲ : ۱۵۲)

مسلمانو! مصائب و ابتلا کے ورود پر صبر و صلوۃ سے مدد لو' اور یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھہ ہے -

جو لوگ اللہ کي راہ میں قتل ہوئے' انکو مردہ نہ سمجھو - وہ تو زندہ ہیں - البتہ تم انکي حیات کي حقیقت سے بے خبر ہو!

اللہ تعالي تم کو آزمایشوں میں ڈالیگا کہ یہ اسکا ایک قانون ہے - وہ خوف' بھوکھہ' نقصان مال و جان' اور ہلاکت اولاد و اقارب کے مصائب میں تمہیں مبتلا کرکے' تمہارے صبر و استقامت کي آزمایش کریگا - اور پھر اللہ کے طرف سے فلاح دارین کي بشارت ہے اُن صبر و استقامت سے کام لینے والوں کیلیے' جنکے ایمان و ایقان کے ثبات کا یہ حال ہے کہ جب کسي مصیبت سے دو چار ہوتے ہیں' تو مایوسي و نا امیدي کي جگہہ "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہکر صبر و استقامت پر استوار ہوجاتے ہیں - یہي لوگ ہیں کہ اللہ کي رحمت ان کے لیے ہے' اور یہي ہیں جو دنیا میں ہر طرح کي کامیابیاں حاصل کرتے ہیں!

کانپور کے آخري حوادث جب شروع ہوئے تو میں سفر میں تھا - اور سفر بھي میرے لیے مانع کار نہیں ہوسکتا لیکن مشکل یہ تھي کہ ایک مقام پر قیام نہونے کي وجہ سے سکون و جمعیۃ خاطر نہ جمع خیالات کے لیے ضروري ہیں' بالکلیہ میسر نہ تھے - جس زمانے میں کہ بندگان الہي کو جان اور زندگي بھي (جو ہر ذي روح کا قدرتي حق ہے) حاصل نہو' تو مجھے سکون و جمعیۃ کے حاصل نہونے کي شکایت کا کیا حق ہے؟ اس لیے شاکي تو نہیں ہوں' البتہ معذرت خواہ ضرور ہوں کہ اس واقعہ پر پوري تفصیل سے بحث نہ ہوسکي' اور ایک مقالۂ افتتاحیہ کے سوا' جو صرف اصل حادثہ کے متعلق تھا' اور کوئي تحریر اس اثنا میں نہ نکل سکي - حالانکہ بہت سي عبرت بخش بصیرتیں ان واقعات میں پوشیدہ ہیں اور ہلاکتوں اور خوں ریزیوں کے یہي حوادث ہیں' جن سے قومیں اور جماعتیں اپنے لیے زندگي حاصل کرسکتي ہیں -

گو وقت گذر چکا ہے مگر اصل یہ ہے کہ عیش ونشاط کي صحبتوں کیلیے وقت کي قید ہوتي ہے' ماتم وفغاں کا کوئي وقت خاص معین نہیں - جب قدرت کي بخشش حیات میں سے اپنے لیے یہي ایک چیز باقي رہگئي ہے' تو خاص وقتوں کي کیا قید ہے؟ جب مہلت ملے' بہتر ہے کہ اس میں مشغول ہوجائیں - بلکہ جلانے والوں کي غفلت سے اگر آگ بجھنے لگے' تو خود دامن سے ہوا دے دیکر اور روشن کر دیں:

دلا یہ درد و الم بھي تو مغتنم ہے' کہ آخر
نہ نالۂ سحري ہے نہ آہ نیم شبي ہے!

وذکر' فان الذکری تنفع المومنین (۵۱ : ۵۵)

(پس) ذکر کر کہ ذکر و نصیحت صاحبان ایمان کیلیے ضرور نفع بخش ہے -

سفک دماء و قتل نفوس!

۳ - اگست کي صبح کو جب آفتاب افق کانپور پر طلوع ہوا تو اسکے لیے کوئي نیا نظارہ نہ تھا - اُسنے اس خون کو دیکھا جو ہمیشہ بہا ہے' اُس نے لاشوں کي تڑپ پر نظر ڈالي جو ہمیشہ تڑپي ہیں' اس نے قہقہۂ وحشت کا شور اور آہ مظلومي کي سسک سني جو اس عصیان آباد ارضي پر ہمیشہ سني گئي ہے - اس نے موت و حیات کو باہم کشمکش میں دیکھا' اس نے روح وجسم کي

شذرات

اطلاع

(۱) جب سے الهلال نکلا ہے آجتک عید وغیرہ کے موقعہ پر کبھی تعطیل نہیں کی گئي - صرف آخر سال کي ایک تعطیل رکھي گئي ہے - اس مرتبہ عید عین بدھہ کے دن واقع ہوئي - منگل تک تین فارم طیار ہوکر چھپ گئے اور باقي جمعرات پر اٹھا رکھے کہ ایک دن بعد اخبار ڈاک میں پڑ جاے گا - لیکن با وجود وعدے کے عین وقت پر عملہ نے کلم سے انکار کیا ' اور عید کے دوسرے دن چند آدمیوں کے سوا اور لوگ نہیں آے - جس قوم کو اپنے اعلی طبقوں کي اخلاقي حالت پر ماتم سے فرصت نہو' اُسے دفتر کے ملازموں اور کمپوزیٹروں کي وعدہ خلافیوں پر شاید افسوس کا زیادہ حق نہیں - مجبوراً اس هفتے دو نمبر ایک ساتھہ شائع کیے جاتے ہیں -

(۲) چونکہ ضخامت بہت بڑھگئي تھي اسلیے جلد دوم کي فہرست اسکے ساتھہ شائع نہو سکي - طیار ہے اور ایندہ نمبر کے ساتھہ حاضر ہوگي -

(۳) آجکل بحث و مذاکرہ کیلیے معاملات کي کثرت کا یہ حال ہے کہ قلم انتخاب پریشان ہو ہوکر رہجاتا ہے - اس هفتہ شذرات میں " هفتۂ جنگ " کے سوا (کہ نہایت ضروري و اقدم ہے) اور کوئي نوٹ نہ دیا جاسکا - ایندہ نمبر سے شذرات کے حصے کے صفحات بڑھا دیے جائیں گے اور " افکار و حوادث " اور " شئون داخلیہ " کے عنوانات کا اضافہ ہوگا -

(۴) " اعانۂ مہاجرین عثمانیہ " کي بقیہ فہرست آجکي اشاعت میں درج کر دیگئي ہے - ایندہ هفتے اسکي تفصیل شائع کردي جائیگي -

هفتۂ جنگ

رفتار سیاست

اس میں شک نہیں کہ شئون و حالات سیاسیہ کي ناهمواري سلطنت بلغاریا اور وزارت عثمانیہ' دونوں کیلیے تشویش بڑھا رهي ہے اور غالباً دونوں دل سے متمني ہوں گے کہ اگر اس خون زار خاک بلقان پر انساني سفاکي کا افسانہ پھر تمثیل نہ کیا جاے تو بہتر ہے -

لیکن اگر پوچھا جاے کہ یہ ناهمواري کس کے لیے زیادہ موجب قلق و اضطراب ہے ؟ تو قرائن و آثار کي زبان سے نکلیگا کہ " بلغاریا " -

کہا جاتا ہے کہ بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ میں مفاهمت کي سلسلہ جنباني باب عالي کي طرف سے ہوئي - ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو - موجودہ وزارت نے اپني طبیعي فرصت شناسي کي ' رهنمائي سے موسم کو بدلتے دیکھکے براہ راست گفتگو کي کوشش کي' تاکہ یورپ کي وساطت کي ضرورت نہ پڑے اور اس طرح اس گراں قیمت فیس سے نجات ملجاے جو یورپ کے " دلال صلح " کو قطعات ارضیہ' حقوق تجاریہ' مصالح اقتصادیہ' نفوذ و اقتدار سیاسي' غرض کہ کسي نہ کسي صورت میں کچھہ نہ کچھہ دینا پڑتا ہے -

مگر اس پیشقدمي سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دولت عثمانیہ کي موجودہ حیثیت بلغاریا کي برباد شدہ حالت سے زیادہ نازک ہے' قطعاً غلط ہوگا -

بلغاریا کي جنگي قوت ختم ہوچکي ہے اور اصل یہ ہے کہ وہ اسي دن ختم ہوچکي تھي جسدن استراحت کے لیے تین دن کي مہلت مانگي گئي تھي - اس کے بعد جو کچھہ ہوا وہ سرویا کي مساعدت عسکري اور کامل پاشا کي خیانت ملي کا محض نتیجہ تھا - اگر حامیہ ادرنہ کي آتشباري میں " خس و خاشاک کي طرح " جلنے کے لیے سرویا اپنے سپاہي نہ دیدیتي ' اور اگر کامل پاشا نے معاهدہ التواء جنگ کے وقت رسد رساني کي شرط لگا دي ہوتي ' تو اس نعي الیم یا خبر سقوط ادرنہ کي نوبت ہي نہ آتي ' جس نے تمام عالم اسلامي کو ماتمگسار بنا دیا تھا -

اس بربادي کے باوجود قبضۂ ادرنہ پر بلغاریا کا اس درجہ الحاح و اصرار غالباً اس امید پر تھا کہ اگر عثماني تیغ پھر نیام سے نکلي ' جسکي اُنہیں ذرا بھي امید نہ تھي ' تو دول کا یہ دست تحسین و آفرین جو ابتدا سے اس کي پشت پر ہے' بڑھکے سینہ سپر ہوجائیگا اور وار کو روکیگا - مگر یہ امید امید کاذب تھي جو بالاخر اصلي حالت میں سامنے آگئي اور جب عثماني شمشیر دوبارہ علم ہوي تو پھر کوئي هاتھہ نہ تھا جو اسے روکتا : لیجعل اللہ ذالک حسرۃ في قلوبہم ' واللہ یحیي و یمیت ' واللہ بما تعملون بصیر (۳ : ۱۵۱)

هاں ' چند زبانوں نے بیشک حرکت کي جنمیں اولیت کا فخر برطاني زبان کو حاصل ہے ' مگر موجودہ سیاسي حالت کي اندروني روش اس سے زیادہ مہلت دینے کیلیے طیار نہ تھي - تلوار کي گردش کے آگے زبان کي مفسدانہ جنبش ہوا میں ایک تموج پیدا کرکے رهگئي ' اور کاغذ کے صفحوں پر گو اسکي تصویر یادگار نامرادي ہے مگر معرکۂ جنگ کي زمین پر کوئي نقش نہ بیٹھہ سکا ! (وهموا بما لم ینالوا)

برطانیہ کے بعد اطالیا دوسري سلطنت تھي ' جس نے دوبارہ عثماني پیشقدمي اور استعادۂ ادرنہ کے اثناء میں اعلان کیا تھا کہ " ترکوں کو ادرنہ ضرور خالي کرنا پڑیگا " مگر اب اسکي وزارت خارجیہ بھي ادرنہ کے وفد کے جواب میں اعلان کرنے پر مجبور ہوگئي ہے کہ غالباً " اب ادرنہ ترکوں هی کے پاس رهیگا " فسبحان اللہ بیدہ الملک وهو علی کل شي قدیر !

ایک طرف تو یہ حالت ہے - دوسري طرف وحشیانہ مظالم نے بلغاریوں کو اسقدر ممقوت و مبغوض عالم بنا دیا کہ بلقان کي دوسري قومیں انہیں انسان صورت درندہ سمجھتي ' اور انکي محکومي کو پیغام مرگ جانتي ہیں -

جن مقامات کے باشندوں کے پاس اسلحہ ہیں ' وہ آنسے معرکہ آرا ہو رہے ہیں - جیسے کردجیلي اور اگردري - اور جن مقامات میں لوگوں کے پاس هتھیار نہیں ہیں ' وہ اپني عمارات و مکانات اور مساجد و معابد میں آگ لگا کے بھاگ رہے ہیں !

کیا ان حالات کے بعد بھي اسمیں شک کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ حالت ' عثمانیوں سے زیادہ بلغاریوں کے لیے اضطراب انگیز و بربادي بخش ہے ؟

بہر نوع بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں مفاهمت کي جو تحریک شروع ہوئي تھي وہ اس هفتے کامیابي کي پہلي منزل تک پہنچ گئي - یعني بلغاري مندوبین (ڈیلیگیٹس) جنمیں جنرل سار فیاس قائد خصوصي (کمانڈر انچیف) اور موسیو ٹونچیف (سابق وزیر بلغراد) بھي شامل ہیں ' دو فوجي مشیروں کي همراهي میں قسطنطنیہ روانہ ہوگئے - گفتگو کا دائرہ ادرنہ تک محدود نہ ہوگا ' بلکہ ان تمام مسائل پر مشتمل ہوگا جو بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ میں نزاع انگیز ہیں - عثماني روش سیاست کے متعلق جس قدر اعلان کیا گیا ہے' اسکا مفاد یہ ہے کہ " ادرنہ اور قرق کلیسہ کے بقاء قبضہ پر پورے زور کے ساتھہ اصرار کیا جائیگا - البتہ ان دونوں مقامات کے معاوضے میں ایسي مراعات کا منظور کرنا ممکن ہے جو بلغاریا کے لیے لائق قبول ہونگي " -

بلغاري پالیسي کے متعلق ابھي تک کوئي اعلان نہیں ہوا ہے

پورے ایک دسته کے مقابلے میں تنها ایک مسلمان کی تلوار کافی هوتی تهی ' اور هر صداے تکبیر بلند کرنے والی زبان اس وقت تک خاموش نه هوتی تهی ' جب تک کم از کم اپنے خون کے چند قطروں کے معارضے میں دشمنان حق و اله کے خون کا ایک سیلاب عظیم اپنے سامنے نه دیکهه لیتی تهی ' تو یقیناً وه ایک وقت تها ' جو مسلمانوں کے خون کی قیمت بتلا سکتا تها -

وه (لیلة الهریر) (۱) کا معرکهٔ عظیم ' جسمیں مسلمانوں کا صرف آلات آهنیں هی سے مقابله نه تها ' بلکه حریفان کاردان کا هر سپاهی بهی غرق فولاد و پیکر آهن تها ' تاریخ کے صفحوں پر آج بهی فرزندان اسلام کے خون کی قیمت بتلا سکتا هے - جبکه ایک تنها (قعقاع) نے مست و خونخوار هاتهیوں کے غول کے ساتهه پیدل تن دشمنوں کے غول کو بهی خاک و خون میں تڑپا دیا تها ' اور پهر بهی اس کے خون کی پوری قیمت نهیں ملی تهی -

جبکه سنه ۶۳۵ ع عیسوی میں رومیوں کے عظیم الشان مشرقی مرکز یعنی حمص کی طرف تنها و جریده ایک مسلمان تلوار کے قبضے پر هاتهه رکهے بڑهرها تها (۲) ' اور دروازهٔ شهر کی ایک پوری فوجی جمعیت پر بے باکانه حمله آور هوا تها ' تو اسلامی خون کی حرمت و عظمت پر یقیناً زمین کی مٹی کا ایک ایک ذره شهادت دیسکتا تها - وه پهنچا ' اور تن تنها اس بے جگری سے دشمنوں پر ٹوٹا که شهر سے بهاگ کر تمام عیسائیوں نے (دیر مسجل) میں پناه لی ' حالانکه اس کی فاتح تلوار کسی دوسری تلوار کی شرمندهٔ اعانت و شرکت نه هوئی تهی ! !

جبکه ایک پورا شهر ' ایک پوری فوج ' ایک بهت بڑی فوج کی چهاؤنی اپنا پورا خون دیکر بهی ایک مسلم و مومن کے خون کو بمشکل خرید سکتی تهی ' تو ضرور اس وقت یه خون قیمتی ' اور اسکی ارزانی بهت نادر تهی -

(یرموک) کے میدان میں مسلمانوں کا خون ضرور قیمتی تها ' جبکه جانفروشان توحید کے سامنے خطباء جنگ کی یه صدائیں بلند هورهی تهیں ' که :

الله الله ! انکم زادة	" الله الله ! تم لوگ فرزند عرب هو اور
العرب و انصار الاسلام	اسلام کے انصار و حامی ' اور تمهارے دشمن
و انهم زادة الروم و انصار	رومی هیں اور شرک کے مددگار ! پهر یه
الشرک ! اللهم ان هذا	کیوں هو که تم انسے خائف هو ؟ خدایا
یوم من ایامك	آج کا دن تیری عزت و عظمت کے دنوں
اللهم انزل نصرک	میں سے هے - اپنی نصرت کی غیبی مدد
علی عبادک المومنین	اپنے مومن بندوں کیلیے بهیج دے ! "

اس وقت مسلمانوں کا خون کیوں نه قیمتی هوتا ' جب اسی یرموک کے میدان میں عکرمه بن ابوجهل اپنے ساتهه صرف چار سو مجاهدین جاں فروش کو لیکر ' چار هزار رومیوں کی لاشوں کا ڈهیر

[نوٹ صفحه ۴ کا]

تهے - ابو محجن ثقفی کا مشهور واقعه اسی معرکه میں پیش آیا تها - یه شراب نوشی کے جرم میں قید کردیے گئے تهے ' مگر جب معرکهٔ کارزار گرم هوا تو جوش جهاد اور ولولهٔ شجاعت سے مضطرب هوگئے - سپه سالار جنگ کی بیوی سے پوشیده اجازت لی اور میدان جنگ میں پهنچکر اور کشتوں کے پشتے لگا کر ' خود اپنے هاتهوں سے بیڑیاں پهن لیں اور قید خانے میں بیٹهه گئے -

عرب کے تمام مشهور قبایل اور اکثر اجلهٔ صحابه اس معرکه میں شریک تهے اور اپنے عربی نیزوں سے هزارها ساله تخت کیانی کے ٹکڑے ٹکڑے کررهے تهے -

" خنساء " عرب کی مشهور شاعره اپنے چاروں بیٹوں کے ساتهه شریک جنگ تهی اور اپنے خطبات حربیه و رجزیه سے دلوں کی آتش شجاعت کو هوا دے رهی تهی - اس معرکے میں ایک ایک مسلمان نے پچاس پچاس کفار کو خاک و خون میں ملاکر دم لیا تها :

آگ تهے ابتداء عشق میں هم
هوگئے خاک ' انتها هے یه !

(۱) جنگ قادسیه کا تیسرا معرکه " یوم العماس " تها اور چوتها " لیلة الهریر " -

" هریر " کتے کی آواز کو کهتے هیں ' اور آواز شدید کے معنوں میں بهی بولا جاتا هے - چونکه یه معرکه رات تک جاری رها اور اس هنگامهٔ و رستخیز کے ساتهه ' که اسلحه کی جهنکار ' هاتهیوں کی چیخ ' اور نعروں کی گرج سے زمین دهل دهل پڑتی تهی ' اسلیے " لیلة الهریر " کے نام سے مشهور هوگیا -

ایرانی اپنے ساتهه مست هاتهیوں کا ایک بهت بڑا غول لائے تهے اور اهل عرب نے اس مهیب جانور کو بهت کم دیکها تها ' اسلیے ابتدا میں اسکی وجه سے لشکر اسلام کو بهت دقتوں کا سامنا هوا - مجبور هوکر حضرت سعد نے نو مسلم ایرانیوں سے مشوره لیا انسے معلوم هوا که انکا اصلی اسلحه سونڈ هے اور اندهے هوکر یه کچهه نهیں کرسکتے - انهوں نے قعقاع ' عاصم ' حمال ' ربیل ' چار شخصوں کو اس کام پر متعین کیا - قعقاع برچها هاتهه میں لیکر بڑهے اور سب سے بڑے سفید هاتهی کی آنکهوں پر اس زور سے مارا که پہلے هی وار میں نشانه کام کرگیا - دوسرے هاتهه میں سونڈ مستک سے الگ هوکر گرپڑی اور بے تحاشا اپنی هی فوج کی طرف بهاگا - یه حالت دیکهکر اور هاتهی بهی اسکے پیچهے چلے اور چند لمحوں کے اندر ان خونخواروں سے تمام میدان خالی تها !

(۲) حمص کی فتح نه صرف اسلامی فتوحات کی تاریخ میں ' بلکه تمام تاریخ جنگ و فتوحات میں انسانی عزم و شجاعت کا ایک عجیب و غریب واقعه هے - یه اس زمانے میں رومی سلطنت کا بهت بڑا مشرقی مرکز تها - حضرت خالد نے بعلبک کی فتح کے بعد ابن مسروق کو فوج دیکر روانه کیا - شرجیل حمیری بهی فوج کے ساتهه تهے - شهر سے کچهه فاصلے پر رومیوں سے مڈ بهیڑ هوگئی - شرجیل نے تنها سات افسروں کو قتل کیا اور یکهٔ و جریده بے باکانه شهر کی طرف روانه هوگئے - دشمنوں نے دیکها که تنها ایک شخص بے فکر و خوف بڑها چلا اتا هے ! اس منظر نے سب کو خوف زده اور مرعوب کردیا - شهر کے قریب رومیوں نے نکلکر حمله کیا مگر انکی تلوار بے پناه اور انکا عزم بے روک تها - تنها پورے دستے کے مقابلے میں پهاڑ کی چٹان بنکر جم گئے اور پہلے هی مقابلے میں دس باره سواروں کی لاشوں کا ڈهیر کردیا - بالاخر تمام فوج هیبت و رعب سے سراسیمه هوکر بهاگ گئی اور ایک قلعه نما گرجے میں جا کر پناه لی - یه شجاعت و جانفروشی کے جوش میں بیخود تهے - تعاقب میں بڑهتے گئے اور خود بهی گرجے کے اندر چلے گئے - وهاں بهت بڑی تعداد رومیوں کی موجود تهی - چاروں طرف سے گهیر لیا - پهر بهی قریب آنے کی جرأت نه هوتی تهی - دور سے پتهر پهینکتے تهے - بالاخر پتهروں سے زخمی هوکر گرے اور شهید هوگئے -

یه شرجیل حمیری کی هیبت نه تهی - اسکا جسم لوهے کا نهیں بلکه تمام انسانوں کی طرح گوشت اور خون کا تها - یه اس خداے شرجیل کی هیبت تهی ' جو همیشه اپنے جاں نثاروں کے اندر سے اپنے جلال و قدرت کا نظاره دکهلاتا هے !

هیبت حق ست ' این از خلق نیست !
هیبت این مرد صاحب دلق نیست !

مفارقت کے آخري اضطراب کا نظارہ کیا ' اُسنے خون کے فواروں کا جوش و خروش ' زخموں کي تلملاهت ' ایڑیوں کي پٹک ' زندگي کے لمحات اخریں کا اضطرار ' غرضکہ انساني مذبوحیت کے تمام خونریز تماشے دیکھے -

لیکن ان میں سے کونسي چیز ایسي تھي ' جسکا نظارہ اسکے لیے نیا هوسکتا تھا ؟ وہ ایک نامعلوم ابتدا سے اس عجائب آباد هستي کا تماشائي هے ' اس نے زندگي اور موت کے نہیں معلوم کتنے لا تعد و لا تحصی تماشے دیکھے هیں ؟ یہ تماشہ خود انساني تاریخ کي نظروں کیلیے عجیب و نادر نہ تھا ' پھر اس نظارہ فرماے آسماني کیلیے اسمیں کونسي ندرت هو سکتي تھي ؟

انسان نے اپنے حاکمانہ قوت کے گھمنڈ میں همیشہ خدا کے قانون امن و محبت کو توڑا هے ' اور زور آوروں نے زیر دستوں کے ساتھہ همیشہ وهي کیا هے جو آج کیا جا رہا هے - تاریخ عالم میں انساني رحم و محبت کے واقعات کم هیں ' مگر خون ریزي وحشیانہ کي سرگذشتوں سے اسکے تمام صفحات رنگیں هیں - دنیا کے اس عجیب و غریب درندے نے جس کا نام انسان رکھا گیا هے ' جب کبھي موقعہ پایا هے ' اپنے هم جنسوں کو چیرا اور پھاڑا هے اور شہر کي آبادیوں اور انساني بود و باش کي عمارتوں کے اندر وہ سب کچھہ هوا هے جو جنگلوں کے بھٹ اور پہاڑوں کي غاروں میں هوا کرتا هے - اُسکي وحشت بہیمیت نے دنیا میں همیشہ حکمراني کي هے ' اور شاید وہ وقت اخلاق کي اُمیدوں اور خانقاهوں کے حجروں سے باهر کبھي بھي آنے والا نہیں جبکہ فضلیت انساني رذائل حیوانیت سے اپني شکست کا بدلہ لیگي -

کانپور کے مذابح تو ایک خاص حیثیت رکھتے هیں - ادعائي قانون و حکومت کي تاویلات و توجیہات کے ذریعہ اسکي خونین صورت پر چند پردے ڈالدیے گئے هیں - اس سے قطع نظر کرکے دنیا کے اور تمام خونچکاں قطعات ارضیہ پر نظر ڈالیے ' اور انساني خون کے اُس سمندر کا کوي کنارہ ڈھونڈھیے ' جو مثل همیشہ کے آج بھي هر سال سے بہہ رہا هے - پھر کیا انسان کي منظر نئي ' اور دنیا کا اخلاقي دکھہ پہلي مرتبہ ظاهر هوا هے ؟ کیا خون کے جو سیلاب آج اُسکي سطح پر بہہ رهے هیں ' ویسے هي صدها سیلاب اسکے نیچے خشک نہیں هوچکے هیں ؟ اگر کسي طرح زمین کي تمام مٹي ایک جگہ جمع کي جا سکتي اور خدا کوئي فرشتہ بھیج دیتا جو اسکے ذروں کو دبا کر نچوڑ سکتا ' تو نہیں معلوم ' ایک ایک ذرہ سے خون کے کتنے قطرے ٹپکتے ' اور پھر پاني کے تمام سمندروں کو خون کا ایک نیا سمندر اپنے ساتھہ ملا کر کس طرح سرخ کردیتا ؟

پس جو کچھہ کہ آج دنیا میں هورها هے ' وہ ایک بہت هي پرانے نمونہ هے دنیا کي اُس سیرۃ الیمہ کا ' جسکے ظہور پر تاریخ انسانیۃ ابتدا سے ماتم کرتي آئي هے اور کرتي رهیگي - فراعنۂ مصر کے شخصي استبداد اور ظلم ستانیوں کی حکایتیں عہد عتیق میں بیان کي گئي هیں ' اور قرآن کریم نے بني اسرائیل پر اپني نعمتوں کا اظہار کرتے هوے انکا تذکرہ کیا هے ' کیوں کہ اسکا سب سے بڑا فضل اپنے بندوں پر یہ هے کہ انہیں ظالم حاکموں کے پنجۂ قہر سے رهائي دلاے :

واذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ' یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم ' و فی ذالکم بلاء من ربکم عظیم - (۲ : ۲۷)

" اور اس وقت کو یاد کرو جب هم نے تم کو خاندان فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائي ' جو تم کو سخت سے سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے - تمھاري اولاد کو تو ذبح کر دیتے مگر تمھاري عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تا کہ انکو ذلیل و رسوا کریں - یقیناً تمھارے پروردگار کے طرف سے تمھارے لیے اسمیں صبر و استقامت کي بہت بڑي آزمایش تھي "

لیکن کتنے فرعون هیں جو اس دنیا کے هر دور و زمان میں انساني خون کے سیلاب پر اپنا تخت حکمراني بچھا چکے هیں ؟ اور بني اسرائیل کي غلامي و مظلومي سے بڑھکر کتني هي مظلوم و محکوم قومیں گذر چکي هیں اور موجود هیں ' جنکي لاشوں کے ڈھیر پر حاکمانہ " رعب و عظمت " کے محل تعمیر کیے گئے هیں ؟

باغ عدن کا سانپ

دنیا میں انساني حکمراني کا گھمنڈ همیشہ انساني معصیت کا سب سے بڑا مبدء اور ماوی رہا هے ' اور اگر دنیا کي کوئي صورت هے تو اس کے چہرے سے اس داغ کي سیاهي کبھي نہیں دھل سکتي - دنیا کي تمام درد انگیز مصیبتیں اسي کے سائے تلے سے نکلي هیں ' اور انسان کي بربادي کا وہ خونخوار سانپ ' جسکو آدم کے ساتھہ باغ عدن سے نکالا گیا تھا ' جب وهاں سے نکلا ' تو اس نے اسي کے نیچے اپنا گھر بنا یا -

نیا قطرۂ خونین

یہ همیشہ هوا هے اور شاید همیشہ هوگا - دنیا کي بہت سي خوشیاں نئي هیں ' مگر اسکا ماتم ایک بھي نیا نہیں - اُس تمام خون کو جو اسکي انکھوں کے سامنے بہہ چکا هے ' اگر جمع کیا جاے ' تو ایک طوفان خیز سمندر هوگا ' جسمیں لکڑي کي کشتیوں کي جگہ انساني لاشوں کے ڈھیر هر طرف تیرتے نظر آئیں گے -

پھر آج جن واقعات پر هم ماتم کر رهے هیں ' انکي حیثیت اس سمندر خونین کے سامنے اس سے زیادہ اور کیا هوسکتي هے کہ چند نئے سرخ قطرے تھے جو اسکي موجوں میں ڈالدیے گئے ؟

۳ - اگست کو کانپور میں جو کچھہ هوا ' وہ بھي ایک قطرۂ خونین تھا ' جو اس سمندر میں ڈالدیا گیا هے -

اسلامي خون کي قیمت

یہ مسلمانوں کا خون تھا - لیکن اس خون کي بھي اب زمین کي سطح پر کیا کمي رهي هے کہ اسکو نادر و عجیب سمجھا جاے ؟

ممکن هے کہ چھٹي صدي عیسوي میں اس خون کي دنیا میں کمي رهي هو ' جب (بدر) کے کنارے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان ' پچاس کم ایک هزار مغرور و قوي دشمنوں کے مقابلے میں بھي اپنا خون محفوظ رکھتے تھے ' اور چودہ مسلمانوں کا اگر خون بہتا بھي تھا تو اس حالت میں ' کہ ۷۰ - دشمنوں کي لاشیں میدان جنگ میں تڑپ چکي تھیں اور اتني هي تعداد مشکیں کسي هوي سامنے تھي ! !

ممکن هے کہ مسلمانوں کا خون اُس وقت کم یاب هو ' جب کہ (اُحد) کے دامن میں تین هزار دشمنوں کے نرغے میں ' جنمیں ۲ - سو شتر سوار اور ۷ - سو آهن پوش خون آشام تھے ' صرف ۷ - سو مسلمان پھنس گئے تھے ' اور جبکہ حضرۃ (انس) نے ستر زخم کھاکر اپني گردن کا خون زمین کے حوالے کیا تھا !

جنگ (قادسیہ) کا وہ معرکۂ اغواث (۱) ' جسمیں دشمن کے

(۱) مشہور جنگ قادسیہ (جو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ایران کیلیے ایک فیصلہ کن جنگ ثابت هوي) هجرۃ نبوي کے چودھویں سال محرم الحرام میں پیش آئي تھي اور من جملہ دنیا کے اُن عظیم الشان معرکوں کے تھي ' جنھوں نے چند دنوں کے اندر نقشۂ عالم کو یکسر پلٹ دیا !

اسکا دوسرا معرکۂ عظیم " یوم اغواث " کے نام سے مشہور هے ' جسمیں دو هزار مسلمان شہید ' اور دس هزار ایراني مقتول هوے

مذاکرۂ علمیہ

ب و وصـال كي قيمت ديكر' اسے متاع كونين سے افضـل و اعلى چـكا تها' ممكن نه تها كه اسي كي دنيا ميں اسقـدر بے قدر رهاے كه مٹي كي ٹوكرياں قيمت ديـكر مليں مگر مسلمانوں كے ون كي كوئي قيمت هي نهو؟ ليكن اسكو كيا كيجيے كه خود هم ى نے اپنے تئيں قدر و قيمت كا مستحق ثابت كيا تها' اور هم هى يں كه آج اسكى قدر و قيمت كو اپنے هاتهوں كهو بيٹهے هيں :

لك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم و ان الله سميع عليم (٨ : ٥٥)	اسليے كه جو نعمت خدانے كسي قوم كو دي هو پهر وه كبهي واپس نهيں لي جاتي ' تا آنكه خود وه قوم اپني صلاحيت اور قابليت كو بدل نه ڈالے اور بيشك الله تم سب كي باتوں كو سنتا اور تمهارے اعمال كو ديكهتا هے -

پس جس خون كے آج دنيا كے تمام حصوں ميں دريا رواں ميں ' اگر ٣ - اگست كو كانپور ميں اسكے چند فوارے كچهه دير كے ليے بلند هوگئے توكونسي اچهنبے كي بات هے ؟ دريا كي موجوں ميں قطروں كوكون پوچهتا هے ؟ اور هم جو مسلمانان عالم سے خون كي قربانيوں كا نظاره حاصل كر رهے تهے ' خود بهي اس نظارے كے پيش كرنے سے كيوں عاجز رهتے ؟ يه سچ هے كه طرابلس كي خونين موجوں كے مقابلے ميں همارے پاس چند قطروں سے زياده نهيں ' يه بهي ضرور هے كه ايران كي سوليوں كا جواب اگر هم سے مانگا جاے تو هم ابهي كچهه نهيں بتلا سكتے - اسمىں بهي شك نهيں كه مقدونيا كي آتش زده آباديوں ' خون كے سيلابوں ' اور انساني لاشوں كے بسے هوے شهروں كے مقابلے ميں همارا جيب ماتم ابهي بالكل خالي هے - تاهم هماري شرمندگي مٹ گئي كه همارے پاس خون كے بهرے هوے حوض نهيں تو چند چلو ضرور هيں' جنسے اپنے چهروں كي بے دردي اور بے حسي كي سفيدي چهپا سكتے هيں' اور خون سے منهه دهوكر اس قابل هوسكتے هيں كه عالم اسلامي كي مجلس خونين ميں شريک هوسكيں !

آج تين سال سے تمام عالم اسلامي سوگ ميں هے - مسلمانان هند كے پاس دل و جگر كے ٹكڑے تهے مگر زخموں سے بها هوا خون نه تها - اس ماتم كدۂ مقدس ميں' جهاں شهداء كي پاک روحيں خدا كي اغوش سے نكلكر اپنے ماتم گذاروں كا آه و فغاں سننے كيليے آئي هوئي تهيں ' بغير خون سے وضو كيے هوے كيونكر شريک هوسكتے تهے ؟ (رابعۂ بصريه) نے ايک موقعه پر كها تها :

ركعتـــان في العشق ' لا يصح وضـــوء همـــا الا بالدم !	نماز عشق كي دو ركعتيں ' جو ادا نهيں هو سكتيں جب تـک كه خون سے وضو نه كيا جاے !

پس اگست كي تيسري تاريخ پيغام شهادت ليكر آئي تا مسلمانان هند كي اس شرمندگي كو مٹادے' اور هم ممنون هيں سر جميس مسٹن بالقابه كے ' جنكي بدولت دوچار كوزے خون كے هم نے بهي بهرليے !

دعـــا كنيـــد بوقت شهـــادتـــم او را
كه اين دميست كه در هاے آسماں باز ست

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

اســـماے عـلوم

ايک مدت سے هم اراده كر رهے تهے كه اصطلاحات علميه كے مباحث كا ايک مستقل سلسله شروع كيا جاے اور بعض سخت غلط فهمياں جو اسكي نسبت آجكل عموماً تعليم يافته اصحاب ميں پهيلي هوئي هيں ' انكو بحث مذاكره سے صاف كيا جاے -

اس سلسلے ميں سب سے پہلے " اسماء علوم " كا سوال سامنے آتا هے -

آج هم تمام علوم و فنون حديثه كي ايک فهرست مع عربي اصطلاحات كے شائع كرتے هيں ' اور اسكے بعد ديگر مباحث مهمه كي طرف متوجه هونگے ۔ هم كو اعتراف هے كه يه فهرست جامع اور مكمل نهيں اور تلاش و تفحص اور مشوره كي ابهي اسميں بهت گنجائش هے - محض سرسري طور پر هم نے انگريزي ميں ايک فهرست مرتب كي اور اسكے سامنے عربي اسماء علوم كو لكهتے گئے - ضرورت اسكي هے كه احباب اس سلسلۂ مضمون كے هر حصے كو غور و فكر كے ساتهه ملاحظه فرمائيں اور جو جو باتيں ذهن ميں آئيں انسے مطلع فرماتے رهيں -

اينده نمبر ميں اس فهرست كے متعلق بعض ضروري ملاحظات هيں جنهيں پيش كرينگے -

(A)

Astrology	علم التنجيم' علم النجوم
Anthography	علم الرياحين
Anthology	مختارات'
Algebra	الجبر و المقابله
Anthropography	علم نوع الانسان
Anthropogeny	علم تكوين الانسان
Anthropology	علم الانسان
Anatomy	علم التشريح
Anthropotomy	علم تشريح الانسان
Archaealogy	علم الآثار
Antiquities	علم الدهور السابقه
Architceture	علم الهندسه ' فن تعمير
Arthmetics	علم الحساب
Art	صنعت ' فن
Astronomy	علم الهيئة ' علم الفلک
Aesthetics	علم الجمال

(B)

Bibliography	علم الوراقه
Biology	علم الحياة
Book - keeping	علم تدوين الحساب' علم مسک الدفاتر'

لگا دیتا اور پھر جان دیتا کہ اسلام کا خون رایگاں نہ گیا ؟ اس معرکے میں ایک تنہا (شرحبیل) کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف سے ہزاروں دشمنوں کی تلواریں پڑ رہی تھیں' مگر پھر بھی زمین کو اسکے خون کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوتا تھا' کیونکہ اسکے خون کے لیے اس سے بھی زیادہ قیمت کی ضرورت تھی !

ہاں' جبکہ رومی و اسلامی سرحد کے انتہائی حصے میں ایک بڑھیا مسلمان کی صدا بغداد کے تخت پر (معتصم) کو مضطرب کر دیتی تھی' اور اسکی فریاد کا جواب دینے کیلیے ساٹھہ ہزار تشنگان خون کو ساتھہ لیکر' جوش و اضطراب کے پروں سے اڑتا ہوا رومیوں کے سر پر گرتا تھا' تو اس وقت اس خون کی قیمت یقیناً بہت گراں تھی' اور ایک مسلمان بڑھیا کی فریاد کے معاوضے میں روم کی ہزارہا سالہ عظمت و ابہت طلب کی جاتی تھی !!

* * *

دنیا طغیان وفساد میں مبتلا تھی' نوع انسانی باہمی کشت و خون ریزی میں ہلاک ہورہی تھی' پس مسلمان بھیجے گئے تھے تاکہ انکا' جو انسان کے خون کی عزت سے انکار کرتے ہیں' خون بہالیں' اور بندگان الہی کا خون محفوظ ہو - پس وہ اسلیے آئے تھے کہ خون بہائیں - اسلیے نہ تھے کہ انکا خون بہایا جاے - اسلام نے انکو زندگی اور قوت دی تھی - موت اور زخم اوروں کے حصے میں آئے تھا - انکے خون کا ایک ایک قطرہ ملکوں اور قوموں کا خون طلب کرتا تھا - اگر انکے جسم پر ایک زخم لگتا تھا تو انسانی جبروت و جلال کے بڑے بڑے تخت الٹ دیے جاتے تھے -

ان کے ہاتھہ میں تلوار تھی' جسکی خون آشامی سے انسانی وحشت و خونریزی کی خون آشامی پناہ مانگتی تھی' لیکن ان کو کسی تلوار کی چمک سے ڈر نہ تھا - وہ خدا سے ڈرنے والے تھے' اس لیے خدا کی زمین بھی انسے لرزتی تھی - " لا تخافوهم' وخافون ان كنتم مومنين - (۳ : ۱۷۰) " کے وہ مخاطب تھے' اور " لا تهنوا ولا تحزنوا !! " کی الہی تسکین نے ان کے دلوں سے خوف و خطر ہمیشہ کیلیے دور کردیا تھا - ان کا خون صرف اللہ کی راہ میں بہتا تھا' اور خدا کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ جو خون اسکے نام کی عزت سے مقدس کیا جاے' وہ اسکی زمین پر ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو جاے !

وہ کیونکر اسکو پسند کرتا ؟ کیونکہ یہ تو وہ متاع عزیز تھی' جس کو خود اس نے بھی خریدنا چاہا' تو نعائم جنت کی سرمدی خوشیوں اور راحتوں سے کم میں اسکی قیمت نہ چکی !

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة - يقاتلون في سبيل الله' فيقتلون و يقتلون ! ( )	اللہ نے مسلمانوں سے انکی جانوں اور مالوں کو خرید لیا تاکہ اسکے معاوضے میں انہیں حیات بہشتی کی دائمی زندگی عطا فرماے - کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور پھر کبھی اسکے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھی خود اسکی راہ میں مقتول ہوجاتے ہیں "

ان بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم
اصلا دراں حدیث اقالہ نمی رود !

یہاں جنت کا ذکر کیا گیا مگر فی الحقیقت پوچھیے تو اس خون کی قدر و قیمت تو اس سے بھی ارفع و اعلی تھی - جن مجاہدین حق و جاں نثاران راہ الہی کے دلوں میں اللہ کے عشق و محبت کا گھر ہو' انکی قیمت جنت نہیں ہوسکتی - کیونکہ وہ تو جنت کے نہیں بلکہ رب الجنة کے طلبگار ہیں - یہی وجہ ہے کہ اس آیة میں " انفسهم " فرمایا - " قلوبهم " نہ کہا کہ یہ معاوضہ نفس و جان کا ہے - دل کا نہیں ہے - دل کا معاوضہ اگر ہوسکتا ہے تو جنت کا نظارا نہیں بلکہ خود پروردگار جنت کا قرب و وصال ہے - اور تلاش کیجیے تو اصلی قیمت اس خون کے بیچنے والوں کو ملی بھی تھی :

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا' بل احياء عند ربهم يرزقون - فرحين بما اتاهم الله من فضله و يستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم' الا خوف عليهم ولا هم يحزنون ! (۳ : ۱۶۵)	" جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوے انکو مردوں میں شمار نہ کرو - وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس شربت وصال سے سیراب اور غذاے قرب و اتصال سے رزق اندوز ہیں - اللہ نے اپنے فضل سے انکو جو مقامات و مدارج عالیہ عطا کیے' انسے شاد کام رہتے ہیں اور اپنی اس حالت سے ان لوگوں کو جو انسے پیچھے رہگئے ہیں اور انسے ملے نہیں' بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں بڑھنے کیلیے جلدی کرو - انکے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ کسی طرح کا حزن و ملال ہے !! "

حضرة امام (جعفر صادق) علیه و علی اجداده و آبائه الصلوٰة والسلام نے اسی مقام کی طرف اشارہ کیا تھا' جبکہ فرمایا :

یا ابن آدم ! اعرف قدر نفسک' فان الله تعالی عرفک قدرک ولم یرض أن یکون لک ثمن غیر الجنة ! -	لوگو ! اپنے نفس کی قدر و قیمت پہچانو ! یہ تو وہ متاع گرانمایہ ہے کہ اللہ نے اسکی قدر شناسی کی اور اسکے معارضے میں جنت سے کم قیمت کے ملنے پر راضی نہ ہوا !

و فی المثنوی المعنوی :

کالۂ کہ ہیچ خلقش ننگرد
از خلافت آن کریم آن را خرد
ہیچ قلبے پیش او مردود نیست
زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
خویشتن را آدمی ارزاں فروخت
بود اطلس خویش را بر دلق دوخت !

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به' و ذالک هو الفوز العظیم ! (۹ : ۱۶۵)	پس مسلمانو ! اپنے جان و مال کے اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے' خوش ہو' کہ فی الحقیقت یہ بڑی ہی کامیابی تھی جو تمہیں پیشگاہ الہی سے حاصل ہوئی !

ولكن شتان ما بين اليوم و الامس !

غرضکہ ایک زمانہ تھا' جب دنیا میں انکے خون سے بڑھکر اور کوئی شے کمیاب و گراں نہ تھی' مگر اب تو دریا کا پانی قیمتی ہے' مگر مسلمانوں کے زخموں کا خون بہت ارزاں ہوگیا ہے - خاک کے سنگ ریزے ٹھکرانے کیلیے نہیں ملینگے مگر پرستاران توحید کی لاشیں ٹھوکریں کھانے کیلیے ہر جگہ موجود ہیں - جنگل میں درختوں کے پتے جھومتے ہوے نظر آتے ہیں مگر اس سے زیادہ مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہوئی دکھائی دینگی -

دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا' جہاں ہمارا خون اپنی قیمت طلب نہ کرتا ہو' مگر آج بازار جہاں میں اس جنس کس مخر کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ چشم انسانیت کو دو آنسوؤں کی قیمت دنیا بھی گوارا نہیں ! اللہ اللہ ! یہ وہی خون ہے جسکے معاوضے میں کبھی روم و ایران کے تخت خریدے جاتے تھے' مگر :

ذالک بما قدمت ایدیهم' و ان الله لیس بظلام للعبید ! (۸ : ۵۷)	یہ تغیر حالت انہوں نے خود اپنے ہاتھوں مول لیا' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کیلیے کبھی ظالم نہیں ہوسکتا -

خدا کے ہاں قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں - بڑھا کر گھٹانا اسکی شان کریمی سے بعید ہے - وہ خون' جس کے معاوضے میں اپنے

مقالات

انگلستان اور اسلام

علانیہ دشمنی و کم بینی !

اثر: مسٹر هارمیهس -

(ملخص با دنی تغیر)

موجودہ تاریخ کے طالب علم کے لیے اس عجیب انقلاب پر' جو شئون و حالات سیاسیہ میں جنگ کریمیا سے جنگ بلقان تک ظہور میں آیا ہے' عمیق افسوس کیے بغیر' یادگار کریمیا Crimean Memorial سے گزرنا نا ممکن ہے - کیونکہ اس زمانہ میں انگلستان کی عزت (جو مشرق کی آزادی و مخلصی کا حامی وحید سمجھا جاتا تھا) اسقدر زیادہ' اور اسکی سیاست مسلمانوں کے ساتھہ اسقدر همدردانہ تھی کہ قسطنطنیہ میں اس کا وکیل سر هنری لیرڈ ایک عرصہ تک (Maire du Palais) کا دور تمثیل کرتا رہا - یہاں تک کہ گلیڈسٹون نے اسکا وہ پرائیوٹ خط شائع کردیا جسمیں اس نے سلطان عبد الحمید کو' جسکے کامل اعتماد کی وجہ سے اس پر اس درجہ مہربانیاں تھیں' ذلیل ترین ممکن واقعات اور شرمناک مظالم کا ملزم قرار دیا تھا -

اس زمانے میں ملکہ وکٹوریا سے لیکے نیچے تک ہر انگریز یہ خیال کرتا تھا کہ ترک مشرقی لباس میں انگریز ہیں - انمیں تمام نیکیاں وراثتاً ہیں۔ اور وہ روس کی بربریت و فوضویت (انارکی) کے برعکس' انسانیت و تمدن کے وکیل ہیں - اس زمانے میں ترکی اور برطانی سپاہی گرمجوشی کے ساتھہ معانقہ کرتے اور " ہاتھہ میں ہاتھہ خشکی اور تری دونوں میں " کے نعرے لگاتے ہوے نظر آتے تھے -

مگر آجکل ترکی (کم از کم برطانی ارباب سیاست کے اکثر حصے کی نظروں میں) زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتی' اور اسکے بدلے بلقانی حلیف تمدن و ترقی کے حقیقی علم بردار ہیں !!

بلقان کے صلیبی (کروسیڈر) عیسائیوں کی طرف سے (جو زبان سے مسیح (ع) کا دم بھرتے ہیں اور اعمال میں اسکی مخالفت کرتے ہیں) جنگ کا اعلان برطانی پریس کا ناگزیر جواب تھا' جس نے غیر مشکوک طور پر انکی تائید کی اور انکو برطانی پبلک کے سامنے مخلص انسانیت اور مسیحی نجات کے مدافع کی حیثیت سے پیش کیا -

درحقیقت اس زمانے میں انگلستان کا میلان طبع عالم اسلامی کے لیے سخت یاس انگیز ہے' جو دیکھتے ہیں کہ حزب الاحرار (لبرل پارٹی) اپنے انصاف و حریت کی طویل الذیل تاریخی روایات کے باوجود' روسی سیاست کی ہدایت پر چل رہی ہے - یہ صحیح ہے کہ عالم اسلامی کے بال و پر شکستہ ہونے کی وجہ سے کسی اسلامی شہر میں ابھی سنگین مصیبت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہیں ہے' اور یہی خیال ہے جس نے انگلستان کو اسلامی معاملات میں اسقدر جری کردیا ہے' مگر تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ ۹۰- ملین مسلمان اپنے پہلوں میں دل رکھتے ہیں' اور یہ قدرتی امر ہے کہ اس "علانیہ دشمنی اور کم بینی" نے (جسکو اب لفظی همدردی کی نقاب مسلمانوں کی نظروں سے نہیں چھپا سکتی کیونکہ انمیں بیداری اور بیداری کی وجہ سے بصیرت و تمیز پیدا ہوگئی ہے) ان زخمی دلوں میں ایک ایسی آگ پیدا کردی ہو' جو گو اسوقت خاموش نظر آئے' مگر درحقیقت اندر ہی اندر روشن ہورہی ہو' اور برطانی شاہنشاہی کے لیے مصیبت کے وقت کی منتظر ہو - (مگر یہ صحیح نہیں)

اسلیے جب تک سیاسی حیثیت سے ترکی اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن ہیں' برطانی شاہنشاہی محفوظ ہے' اور اسکی مسلمان رعایا قابل اطمینان حد تک کمزور ہے' اسوقت تک مظالم بلقان کے خاتمہ کے لیے انگلستان کوئی غیر نمایشی اور عملی کوشش نہیں کریگا -

اس نقطہ پر پہنچکر ایک شخص پوچھہ سکتا ہے کہ ان دو سب سے بڑی اسلامی سلطنتوں میں (کیونکہ انگریز فخر و مباہات کے موقع پر اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کہتے ہیں) اس پھوٹ کا ذمہ دار کون ہے ؟

جیساکہ ہم سابق میں بیان کرچکے ہیں' سنہ ۱۸۷۸ ع کی مہلک موتمر برلن تک سر هنری لیرڈ قسطنطنیہ میں مختار کل سفیر تھے - اس موتمر کے انعقاد سے کسی قدر پہلے عہد نامہ قبرص مختتم ہوچکا تھا اور پوشیدہ طور پر اس پر دستخط بھی ہوچکے تھے -

اس عہد نامہ کی رو سے یہ جزیرہ ترکی کی طرف سے انگلستان کو ان خدمات کے معاوضہ میں بطور " بخشش " کے دیاگیا تھا' جو اس نے محض روس کی مخالفت کی بناء پر جنگ ترکی و روس میں انجام دیے تھے -

دوسرے وکلاء صلح کی طرح مسٹر ڈسریلی اور لارڈ سالسبری نے بھی یہ باہمی معاهدہ کیا تھاکہ وہ کسی پوشیدہ منصوبے یا ترکی کے ساتھہ خفیہ انتظام کے بغیر اس معاملے میں داخل ہوے ہیں - مگر اخبار "گلوب" نے عہد نامہ قبرص کا خلاصہ یکایک شائع کردیا' جس سے برطانی وکلاء کی سخت بے عزتی ہوئی اور فرانسیسی اور روسی وکیلوں نے یہ دھمکی دی کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دینگے اور اس طرح اس موتمر کے حقیقی طور پر نشست کرنے سے پہلے اس کو ختم کردیا جائگا - جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو داهیۂ فرنگ یعنی پرنس بسمارک ایک " ایمان دار دلال " کی حیثیت سے بیچ میں آپڑا' اور ایک راضی نامہ ہوگیا جس میں برطانی وکلاء امور ذیل پر متفق ہوگئے :

(۱) انگلستان کے اخذ قبرص کے معاوضے کی حیثیت سے فرانس کو اجازت دیجائیگی کہ سب سے پہلے مناسب موقع پر (انگلستان کی طرف سے کسی مخالفت کے بغیر) وہ تیونس پر بلا تامل قبضہ کرلے -

Botony	علم النباتات
Bithology	علم الادويه
Bichtrology	علم الجراثيم
(C)	
Criticism	علم النقد ، علم الانتقاد
Chemistry	علم الكيمياء
Cosmology	علم الخلق
Cosmogony	علم تكوين العالم ، علم بدء الخلق
Cosmography	علم هيئة العالم ، جغرافيه رياضيه
(D)	
Drama	تمثيل
Dynamics	علم الحركة
(E)	
Epistemology	علم العلم
Ethnography	علم الاقوام
Etiology	علم الاسباب و العلل
Ethnology	علم قوى الانسان
Ethics	علم الاخلاق
Ethology	فلسفة الاخلاق و العادات
Entomology	علم حشرات الارض
Economy	علم الاقتصاد
Euclids	اقليدس
(F)	
Fraction	كسور (حساب)
(G)	
Gordaning	فلاحة الحدائق ، باغباني
Georgraphy	تقويم البلدان ، جغرافيه
Geology	طبقات الارض
Geometry	تحرير اقليدس ، علم المساحة
Geonomy	جغرافيه طبعيه
Geogony	علم تكوين الارض
Geodesy / Geodetics }	علم اقطاع الارض
(H)	
Hydrography	علم المياه
Hydrology	علم نواميس المياه
Hydrometeorology	علم مياه الجو
Hydrostatics	علم المائعات
Hytology	
Hygaion	حفظ الصحة
Hystory	تاريخ
(L)	
Law	علم الحقوق
Logic	منطق
(M)	
Meteorology	علم الجو
Metaphysics	علم بعد الطبيعة
Magnatism	علم الجاذبيه ، علم المغناطيسيه
Mathe matics	رياضيات
Mechonics	علم جرثقيل ، علم الالات
Medicine	علم طب
Mensurotion	علم المساحة
Metallogy	علم المعدنيات
Minerologe	علم المعادن ، عِلم التعدين
Metefor	فن مجاز و استعاره
Metoposcopy	علم العرافه
Metonymy	فن مجاز
Music	فن موسيقي
(N)	
Natural History	تاريخ طبعي
Natural Philosphy	فلسفة طبعيه
Nursing	فن تمريض ، فن تيمار داري
(O)	
Optics	علم المناظر و المرايا
Ontology	فلسفة امور عامه
Onsmalology	علم وجوه تسميه
Oology	علم بيض الطيور
(P)	
Pneumatics	علم الهواء
Prosady	فن عروض
Pothology	فن تشخيص (الامراض)
Philology	علم الالسنة
Philosphy	فلسفه حكمت
Phonology	علم الاصوات
Photology	علم النور
Phrenology	علم فراسة الراس
Phytology	علم النباتات
Psycholgy	علم النفس
Physics	طبيعيات
Physiognomy	علم الفراسة
Physiography	جغرافيه طبيعيه
Physislogy	علم وظائف الاعضاء
Political-Economy	علم الاقتصاد السياسي
Pedagoge	علم التعليم و التربية
(S)	
Spritesm	علم الاستحضار
Sociology	علم الاجتماع
Social-Economy	علم الاقتصاد المنزلي
Surgery	علم الجراحة (جراحي)
(T)	
Teleogy	علم الغايات
Technology	علم الصنائع اليد (دستكاري)
Tactics	علم تعبئة الجيوش ، علم الحرب (فن جنگ)
Thiology	الهيات
Topograply	علم تخطيط البلدان يا علم تحديد البلدان
Theriotomy	علم تشريح الحيوانات
Trigonometry	علم المثلثات
(Z)	
Zoology	علم الحيوانات
Zooanatomy / Zootomy }	علم تشريح الحيوانات

آثار عتیقه

رعمسیس ثاني فرعون مصر

علماے آثار نے آجکل (رعمسیس) ثاني کي متعدد یادگاریں دریافت کي هیں ' جو فراعنۂ مصر کے انیسویں خاندان کا تیسرا باد شاہ تها - تورات کے سنین و اعمار کا حساب اگر کسي طرح غیر مشکوک ثابت هوجالے تو رعمسیس کا زمانه میلاد مسیح سے تقریباً ۱۷۰۰ - برس پہلے' اور واقعه هجرت سے ۲۲۰۰ - برس پہلے هوگا ' یعني یه دریافت شده یاد گاریں آج سے تین هزار ۵۴۱ - برس پہلے کي هیں - مگر علماے فرنگ کي تحقیق ان کو بہت قدیم ثابت کرتي هیں ' کیوں که رعمسیس کا زمانه اُن کي راے میں تورات کے ظن و تخمین سے متزاید ہے - اسي خاندان میں اسی بادشاہ (رعمسیس ثاني) کے بعد وہ (فرعون) تخت نشین هوا تها' جسکا واقعه حضرت (موسیٰ) کے ساتهه تورات اور قران مجید میں بالتصریح مذکور ہے

رعمسیس ثاني جسکے عهد کی یادگاروں کا مرقع آج شائع کیا جاتا ہے' اس خاندان کي کا سب سے بڑا باد شاہ تها - اُس نے اپنے طویل عهد حکومت کے اندر مصر میں نہایت کثرت سے عمارتیں تعمیر کرائیں ' مالک فتح کیے ' شهر آباد کیے ' دشمنوں کي مدافعت کی ' اور مصر کی ترقي تمدن میں عمر بهر لگا رها - اسکی تمام عمارات و آثار پر' جو وادي نیل میں نہایت کثرت سے اب تک محفوظ هیں ' اسکا نام منقوش نکلتا ہے -

رعمسیس اپنے باپ کے زمانے میں جب ولي عهد تها ' تو همیشه جنگ اور فتوحات میں مشغول رهتا تها - تخت نشیني سے پہلے هی اس کے کارنامے نہایت شهرت حاصل کرچکے تھے - تخت نشیني کے بعد اوس نے اور بہت سے عجائب و غرائب امور انجام دیے' جسنے تاریخ مصر میں اُس کي جگه نہایت ممتاز کردي ہے -

هیکل شمس کے کاهن نے رعمسیس کي ولادت سے پہلے باد شاہ سے پیشگوئي کي تهي' که یه بچه بہت بڑا باد شاہ هوگا اور تمام دنیا پر حکومت کریگا - تخت نشیني کے بعد اس پیشگوئي کي خوشي میں رعمسیس نے اس هیکل کي عمارت وسیع کردي اور اس کي تعمیر میں بہت سے خوبصورت اضافے کراے -

رعمسیس نے آس پاس کي تمام قوموں کو زیر کرلیا تها - بیس مختلف قومیں اس کو خراج دیتي تهیں ' سب سے پہلي بار عهد شهزادگي میں اسنے عربوں پر حمله کیا ' اور کہا جاتا ہے که اونکو اپنا مطیع بهي بنالیا - اس سے پہلے عرب کسی کے مطیع نه تھے - گو یه اطاعت بهي اوس کي واپسي کے بعد قائم نه رهي - عرب کے سوا دوسري طرف اسنے افریقه میں برقه وغیرہ کو فتح کرکے حکومت مصر میں داخل کیا - سودان بهي اسکے زمانه میں مصر سے متعلق تها ' اور هر سال بطور خراج هاتهي دانت ' آبنوس کي لکڑي ' اور سونے کي ایک مقدار کثیر مصر کو ادا کرتا تها -

بري معرکه آرائیوں کے علاوہ بحري معرکوں سے بهي اسکے کارنامے خالي نہیں - اسنے بحر احمر میں ایک بیڑا طیار کیا جسمیں ۳۰۰ - سے زائد جنگي جهاز تھے - اُنکي مدد سے اسنے بحر احمر کے تمام سواحل و جزائر بحر هند تک قبضه کرلیا - اور عین اُس وقت ' جب که اوسکے افسر اِن سواحل و جزائر پر قبضه کر رہے تھے ' خود رعمسیس ایک خونخوار فوج لیے هوے ایشیا کي سلطنتوں کو ته و بالا کر رها تها - ایک ایک ملک کو فتح کرتا هوا بالاخر هندوستان تک پہونچا ' اور گنگا کو عبور کرکے بحر هند سے نکل آیا ! !

دوسري طرف ترکستان سے گذر کر وہ نهر طونه (دریاے ڈینوب) کو عبور کرگیا - واپسي میں یورپ کے بعض شهروں سے گذرتا هوا روم ایلي میں داخل هوا' اور جزائر بحر روم کو اپني حکومت میں داخل کرلیا - یه سفر رعمسیس کا آخري جنگي سفر تها -

عظماے فاتحین میں رعمسیس هي وہ شخص ہے جسنے شکست خوردہ اور منهزم قوموں سے نہایت لطف و مهرباني کا برتاؤ کیا - سیلسي مجرموں کي خطائیں بخشیں ' مفتوح و مغلوب قوموں کے ساتهه عدل و انصاف سے کام لیا ' اور اون سے بہت تهوڑا سا خراج وصول کیا - وہ رعایا کے اعتقادات و مذاهب کا بڑي فراخ دلي سے لحاظ کرتا تها -

تعمیر کا کام قیدیوں سے لیتا تها ' لڑائیوں میں جو قیدي هاتهه آتے تھے' وہ مصر لا کر تعمیر کے کام میں لگائے جاتے تھے - اسکو فن تعمیر سے بہت شوق تها - دو شهروں کي تزئین و آرایش میں خصوصیت کے ساتهه دلچسپي تهي - ایک تو منف ہے' جو اوس زمانه میں مصر کا پایه تخت ' اور دوسرے طیوہ ہے ' جو مصر کا مذهبي مقدس شهر تها - انهیں قیدیوں کے ذریعه اسنے مصر میں بہت سے پل بهي تعمیر کراے ' نیز تجارت و زراعت کي ترقي کے لیے بهي اسنے بہت سي نهریں کهدوائیں که دریاے شور (سمندر) تک راسته ایک هو جاے -

خانداني حسد و نفاق قدیم حکومتوں کی خاص ترین امتیازي خصوصیت رهی ہے - رعمسیس جب اپنے عظیم الشان فتوحات کے بعد مصر واپس آرها تها ' اوسکا بهائي اوسکے استقبال کو مصر کے شهر تنیس تک آیا اور نہایت تپاک سے اوس سے ملا - رات کو جب رعمسیس مع اپنے اهل و عیال کے سو رها تها ' اوسکے بهائي نے مکان میں آگ لگادي ' رعمسیس مع اهل و عیال بڑي مشکل سے اس مصیبت سے نجات پا سکا - اوسکے بهائي کو جب اپني ناکامیابي کا حال معلوم هوا تو بهاگ کر یونان چلا گیا ' اور وهاں مصري قوم کي ایک نو آبادي قائم کردي - آثار یونان میں اسکا نام دانوس مصري بیان کیا جاتا ہے -

رعمسیس کو ان عظیم الشان کامیابیوں نے نہایت مغرور و متکبر بنا دیا تها - جو سلاطین اسیر هوکر اوسکے ساتهه آئے تھے اون سے نہایت سخت تحقیر سے پیش آنے لگا ' اور روز و شب سواے فخر و غرور و تعدي طغیان و تذکرۂ فتوحات ' اوسکا کوئي کام نه رها - آخر بشریت سے منزہ هوکر وہ ایک اور عالم کا مخلوق اپنے کو سمجهنے لگا ' پس خدا کا قانون ' جسمیں کبهي تغیر نہیں هوتا ' جاري هوا اور نہایت اهانت و تحقیر کے ساتهه خود اپنے هاتهه سے خود کشي کرکے دنیا سے رخصت هوگیا -

اولم یسیروا في الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین کانوا من قبلهم ؟ کانوا هم اشد قوة و آثارا في الارض' فاخذ هم الله بذنوبهم وماکان لهم من الله واق (مومن)

کیا زمین میں پهر کر انهوں نے نہیں دیکها که ان سے پہلوں کا انجام کیا هوا ؟ وہ جو ان سے قوت میں بهی' اور یادگاروں میں بهي کہیں زیادہ تھے - خدا نے اونکے گناهوں کے بدلے اونکو پکڑلیا ' اور خدا سے کوئي بچانیوالا نہیں -

(۲) مصر' مالي انتظام میں فرانس کے ساتھ قدم بقدم چلیگا -

(۳) شام کے لاطیني عیسائیوں کي حفاظت کي بابت فرانس کے قدیمی دعوے کو انگلستان منظور کرلے -

جیسا کہ مسٹر بلنت ' (جو لارڈ لٹن اور کونت کورٹي اطالي وکیل موتمر برلن کي سند پر ان انتظامات کو روشني میں لا چکے ھیں) کہتے ھیں' مشرق اور شمال افریقہ کي آزادي کے خلاف یورپین جرائم کا نصف حصہ مخص " سازش قبرص " کا براسطہ یا بلا واسطہ نتیجہ ہے - یہ مشورہ دیتي ہے کہ بوسینا فوراً آسٹریا کو دیدیا جائے - اس نے مقدونیہ میں معاملات کے ایک مستحکم تصفیہ کو درھم برھم کرنے میں مدد دي - اسی نے تیونس کو فرانس کي دادریوں کے نیچے ڈالدیا' اور دول یورپ میں افریقہ کي عظیم الشان تقسیم کا آغاز کیا .... ان تمام امور کے علاوہ اسی نے ایک نہایت نازک وقت میں انگلستان کے اس تمام اثر و نفوذ کو جو اسے قسطنطنیہ میں حاصل تھا ' برباد کردیا اور انگلستان کي طرف سے تمام مسلمانان عالم کے دل یک قلم تلخ اور متنفر ھوگئے -

اسکے بعد ھي فوراً مسٹر گلیڈ سٹون نے " بلغاري مظالم " (یعني وہ مظالم جو بلغاریوں پر کیے گئے تھے) اور مرد گناہ یعني عبد الحمید کے خلاف اپني معرکہ آرائي شروع کي - اسکا نتیجہ یہ ھوا کہ انگلستان پر سلطان عبد الحمید کا اعتماد اور اسکے ساتھہ لطف و عنایت ھمیشہ کے لیے رخصت ھوگئي اور اسکي جگہ گذشتہ تین سال سے باسفورس پر جرمني کا اثر غالب ھوتا رھا -

جب نوجوان ترک بر سر اقتدار ھوے اور سنہ ۱۹۰۸ع میں " دستور " کا اعلان ھوا تو انہوں نے ایک مدافع حریت ملک سمجھکر انگلستان سے اعتقاد کامل رکھنے میں بالکل تامل نہیں کیا -

قسطنطنیہ میں جب کبھي سرجي - لوتھر سفیر برطانیہ کو سڑک دل ترکي پبلک دیکھتي تھي' تو پرجوش چیرز دیتي تھي - معاملات یہاں تک بڑھے کہ ترکي برطاني اتحاد کي پیدایش کي علامتیں ظاہر ھونے لگیں - شخصي حسد یا باھمي رقابت ' کسي وجہ سے ھو' لیکن آسٹریا کو استحقاق ھرزیگونیا و بوسینیا' اور بلغاریا کو عثماني سیادت سے دعوي آزادي کي تلقین کرکے ' متوفي بیرن مارشل وان بي برسٹین (سفیر جرمني) نے ترکوں کے آگے انگریزوں سے میل جول کي قیمت پیش کردي ' اور بالاخر انگلستان کے حق میں نوجوان ترکوں کا جوش ٹھنڈا پڑگیا ' جب انہوں نے دیکھا کہ وہ روس کے خلاف جو بلغاریا کے دعوی ازادي کي ریڑھہ کي ھڈي تھا ' ترکوں کي مدد کرنا نہیں چاھتا -

بد قسمتي سے نوجوان ترکوں کے لیڈروں اور کامل پاشا میں (جو اسوقت وزیر اعظم تھا اور عالمگیر طور پر طرفدار انگلستان مانا جاتا تھا) سخت تلخي پیدا ھوگئي - جب کامل کو مجبوراً الگ ھوجانا پڑا تو انگریزي پریس نے ترکوں کے خلاف معرکہ آرائي شروع کردي' اور یہ اسلیے کہ نوجوان ترکوں کے لیڈروں کو ضروري معلوم ھوا تھا کہ خانگي اختلافات کیوجہ سے کامل پاشا کو علحدہ کردیں اور جرمن اتفاق (German Coalition) کے ساتھہ اس مضرنا اتفاقي سے حتي الامکان بچیں' جس کي دعوت دینے میں کامل پاشا نے کبھي پس و پیش نہیں کیا -

میں ان مختلف قابل اعتماد ترکوں کي گفتگو سے ' جنکے ساتھہ میں نے انگلستان اور ترکي کے تعلقات پر بحث کي ' یہ نتیجہ نکالتا ھوں کہ وہ انگلستان کے ساتھہ ایک مکمل اور دائمي مفاھمت چاھتے ھیں - اسکا اظہار وہ ابھي ابھي مسئلہ خلیج فارس کے تصفیہ سے کرچکے ھیں' جسمیں انہوں نے اپنے مستقبل کي ایک حد تک قرباني کي ہے اور آیندہ بھي انگلستان کي تائید کے معاوضے میں مزید معقول قربانیوں کے لیے تیار ھیں ' لیکن افسوس ہے کہ کوئي انگریزي سیاسي جماعت اس اھم نتیجہ کے لیے ابتدائي کارروائي شروع نہیں کرتي - اور اس سے بڑي زیادہ افسوسناک تر یہ ہے کہ اسوقت انگلستان میں ترک اور غیر ترک ارباب سیاست موجود ھیں مگر مقتدر اخباروں کے قلم تحریر میں آنہیں داخل ھونے کي اجازت دینے سے انکار کیا جاتا ہے اور انکي دفاعي تحریروں کے لیے ردي کي ٹوکري کے علاوہ کوئي دوسري جگہ نہیں نکالي جاتي - اگر برطاني شاھنشاھي کے دارالسلطنت میں ترکوں کے ساتھہ یہ سلوک کیا جا رھا ہے' اور انگریزي پریس (جو ترکوں کے لیے مفید تحریروں کے حق میں گو وہ کتني ھي سنجیدہ اور مدلل کیوں نہ ھوں' سخت سنگدل ہے) انکے لیے ھر مضر چیز کي اشاعت میں اسدرجہ تیزدست ہے' تو کیا تعجب ہے اگر ترکوں اور انکے ساتھہ تمام عالم اسلامي کي امیدوں کي نظریں انگلستان کي طرف سے مایوسي کے ساتھہ پھرگئیں اور اب انہیں انگلستان سے اسلام کے ساتھہ ھمدردي کي امید اس سے زیادہ نہیں ' جتني کہ روس سے ہے -

برطاني شاھنشاھي کي بہبودي کے لیے کیا بہتر ہے ؟ اسکا فیصلہ کرنے والے انگریزي ارباب سیاست ھیں ' لیکن کیا وہ ایران پر روس کے حملے اور میڈتیرینیں کي طرف اسکي پیشقدمي کو جسکا نتیجہ عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً ھندوستان کے مسلمانوں کي ناراضي و ناگواري ھوگا' ترکي کے ملاپ پر ترجیح دیدیگا؟ وہ ترک' جنھوں نے سنہ ۱۸۵۷ ع کے غدر میں اپنے خلیفہ کا اثر انگریزوں کو مستعار دیا تھا اور سلطان عبد المجید خان نے ایک ارادۂ شاھاني شائع کیا تھا جسمیں غدر کرنے والوں کو سخت برا کہا تھا اور مسلمانان ھندوستان کو انگریزي سلطنت پر حملہ آوروں کے ساتھہ عدم شرکت کي دعوت دي تھي ؟

جیسا کہ اس راقم نے ایک سربرآوردہ انگریز مدبر سے کہا تھا' قسطنطنیہ کا خلیفہ خواہ قوي ھو یا ضعیف ' مگر امیر المومنین کي حیثیت سے وہ ٦٠ - ملین مسلمانوں کا وزن اپنے ساتھہ رکھتا ہے -

[illegible] کانپور

مسلمانان لندن کا جلسہ

٥ - آگست سنہ ۱۳۱۹ ع یوم چہار شنبہ ۲۷ کو ریستور نت اسکوائر لندن میں ھندوستاني مسلمانوں کا ایک غیر معمولي جلسہ منعقد ھوا ' جسمیں حسب ذیل رزولیوشن پاس ھوے :

(۱) ھم ھندوستاني مسلمان مقیم لندن انہدام مسجد کانپور میں حکام کي ناجائز کارروائي کے خلاف سختي کے ساتھہ اعتراض کرتے ھیں اور جلد دوبارہ اسکي تعمیر کا مطالبہ کرتے ھیں -

حکام کي اس سخت کارروائي کے خلاف ' جس کا نتیجہ ۲۰ - مسلمانوں کي موت کي صورت میں نکلا ' ھم اپنے غیظ و غضب کے اظہار میں بالکل مجبور ھیں اور ان خاندانوں کي ' جن سے انکے اعزا چھین لیے گئے دلي تعزیت کرتے -

جلسہ کي کارروائي ھندوستان بذریعہ تار جاے اور یہاں کے پریس میں اسکي نقل -

شؤون یغما

مغصوبات کی تقسیم

جنگ بلقان کے معامل

ٹائمز نے ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کو اسکی تشریح کی ہے :

" چہارشنبہ کو بخارست میں سروی ' یونان ' اور رومانی وکلا نے صلحنامہ ترتیب دیا تھا - بلغاری وکیلوں نے ان شرائط میں تخفیف کے لیے سخت کوشش کی جو انکے حلیف اور ہمسایہ بھائیوں نے لگائی تھیں - لیکن رومانیا کی طرف سے التواء جنگ کے طول سے انکار تھا - اپنی بے بسی دیکھکے انہوں نے وہ تمام شرائط منظور کر لیے جو انکے ناصحوں نے ٹھہرانے کے لیے انتخاب کیے تھے -

عہد نامۂ لندن کی رو سے (جس پر ۳۰ مئی کو دستخط ہوے تھے) ترکوں نے تھریس اور مقدونیہ بلقانی حلیفوں کے حوالہ کردیا - تقسیم غنیمت پر فاتحین کی باہمی نزاع جو پہلے ہی سے سخت تھی ' ایک ماہ کے اندر علانیہ جنگ کی طرف رہنما ہوگئی -

آغاز جولائی میں رومانیا نے مداخلت کی تاکہ وہ ان لڑنے والوں میں صلح کرا دے ' اور ان سرحدی رعایتوں میں جو سینٹ پیٹر سبرگ میں پہلے ہی سے منظور کیجا چکی تھیں' بلغاریہ سے توسیع کرائے -

یہ صلحنامہ نئی سروی ' بلغاری ' اور یونانی سرحدوں کا نقطۂ اجتماع سلسلہ کوہ بلیشا تزا کی شاخ پر مقرر کرتا ہے - بلغاری - سروی سرحد دریاے وارڈ اور اسٹرومہ کے درمیانی حصے کے پیچھے پیچھے جاتے ہوے اسطرح مغرب کی طرف کسیقدر بلند ہوتی ہے کہ اسٹروستزا بلغاریوں کے لیے چھوٹ جاتا ہے - کوچنہ اور دو ترش سرویوں کو ملینگے -

یونانی - سروی سرحد' دوالی ربن جھیل سے جانب و مغرب کی طرف جیوجیلی سے (یہ مقام سروی ہے) گذرتی ہوئی ایک ایسے نقطے تک جائیگی ' جو رتنیا سے ٹھیک شمال کی طرف ہے اور یہاں سے مغرب کی طرف مڑکے پریسپا جھیل کے جنوبی کنارے پہنچے گی - رتنیا اور فلورنیا مع اپنے ہیڈ کوارٹر سے ۲۵ - کیلومیٹر تک سالونیکا مناستر ریلوے کے ' یونانی ہونگے -

بلغاری - یونانی سرحد ترالی ربن جھیل سے شروع ہوئی اور مشرق کی طرف سلسلہ کوہ بلیشاتزا کے ساتھہ ساتھہ اس نقطہ تک جائیگی جہاں ریلوے دریاے میستا تک پہنچاتی ہے - اسطرح کہ اس نقطہ تک سالونیکا ریلوے ' اور اس کے بعد ڈراما ' قوالہ ' سر حصار ' اور سیرس کو یونان کا ایک جزو بنا دیگی -

ایجین پر بلغاریا اور یونان کے ساحلی مقبوضات کو ایک کو دوسرے سے دریاے میستا علحدہ کرتا ہے -

جبل اسود نے بلغاریا کے خلاف سرویا کو جو مدد دی ہے اس کے معارضہ میں سرویا اسکو مشرق و جنوب کی طرف توسیع ملک کی اجازت دیگی -

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنوبی - مشرقی نو توسیع سلطنتوں کی آبادی یہ ہوگی -

رومانیا	۷۶۰۰,۰۰۰	بلغاریا	۵۰۰۰,۰۰۰
یونان	۴۵۰۰,۰۰۰	سرویا	۴۰۰۰,۰۰۰
البانیا	۲۰۰۰,۰۰۰	جبل اسود	۵۰۰,۰۰۰

یہ تقسیم ہنگامی تصفیہ سے زیادہ خیال نہیں کی جا سکتی - امید کی جاتی ہے کہ روس اور آسٹریا ' دونوں بلغاریا کو ایجین پر اس سے زیادہ وسیع گذرگاہ دیے جانیکی خواہش کرینگے ' جتنی کہ اس کے حلیف دینے کے لیے راضی ہوے ہیں -

مدنیت یورپ کا ایک منظر

نہ بر ظلم ' بر عدل باید گریست

نائب قونصل برطانیہ کی رپورٹ

احرار بلقان و آزادگان بلغار مظلوم و بلاکش مقدونیہ کو ظالم ترکوں کی غلامی سے آزاد کرنے آئے تھے ' یہی سبب تھا' اور اسی بنا پر بلقانیوں کو تمام یورپ کی اندرونی و بیرونی ہمدردی حاصل تھی - یہ آزادی کس طرح حاصل کی گئی ؟ اس کی بارہا تشریح ہوچکی ہے ' لیکن حال میں نائب قونصل برطانیہ کی جو رپورٹ "مانچسٹر گارڈین" نے ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کے نمبر میں شائع کی ہے " وہ اس بحث کا قطعی فیصلہ ہے -

۱۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو دہ آغاج میں تقریبا ایک سو بیس بے قاعدہ بلغاری سپاہی پہونچے ' یونانی تو نہیں دق کیے گئے مگر مسلمانوں پر تمام بخار نکالا گیا ' ترکی محلے تاراج کرکے جلا ڈالے گئے - عورتوں اور بچوں پر وحشیانہ دست درازیاں کی گئیں - اور بہت سے ترک ذبح کیے گئے - تعداد کا تخمینہ مختلف طور پر کیا گیا ہے - برطانی نائب قونصل کہتا ہے کہ ۳ - سو مشکل سے صحیح مجموعی تعداد کو پیش کر سکینگے - وہاں کا بشپ اس سے بہت زیادہ یعنی ۸ سو اندازہ کرتا ہے - لاشیں زاغ و زغن کے لیے خون میں آلودہ ' غیر مدفون پڑی سڑ رہی ہیں - ۲۴ - کو جنرل کواچیف (Kovatcheff) یہاں آیا اور تین دن شہر پر باقاعدہ قبضہ کیا تھوڑی فوج حفاظت کے لیے چھوڑی - گورنر مقرر کیا اور اسکے بعد پھر روانہ ہوگیا - ۲۳ جولائی تک قبضہ جاری رہا - اسی تاریخ کو نائب قونصل نے ساڑھے تین بجے شب کو ایک غیر معمولی تگ و دو اور حرکت سنی - ۷ - بجے صبح کو اپنے گھر سے دفتر گیا یہاں اسے سپہ سالار فوج کا ایک خط ملا جسمیں اس نے اپنی روانگی کی اطلاع دی تھی - ایک بلغاری بھی نظر نہیں آتا تھا ۹ - بجے صبح کو سپاہی جماعتوں کی صورت میں واپس آئے - سپہ سالار نے ایم بیدیٹی (M. Badetti) کو ساڑھے چار بجے ملاقات کے لیے ایک خط لکھا -

اس ملاقات میں سپہ سالار نے بہانہ کیا کہ اسکو تخلیہ کا حکم ملا ہے - اس رات کو تمام شہر میں روشنی نہیں ہوئی - یہ ایک ایسی حالت تھی جو آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی - تین بجے شب کو ایم بیدیٹی نے آسمان میں ایک سرخ و آتشیں عکس محسوس کیا' وہ باہر نکلے تو دیکھا کہ سائبانوں اور گوداموں کی ایک طویل صف جسمیں عثمانی قرض عام کا نمک کا گودام بھی شامل تھا' جل رہی ہے اور بلغاری غائب ہیں - چاروں کے گوداموں اور تجارتی مال کی ایک مقدار کثیر کو جو تاجر رکھا تھا اور روانگی کا منتظر تھا' آگ نے جلا کے خاکستر کردیا - فورا شہر والوں کا ایک برالیگیڈ ایم وایکم (M. Wykomm) کی ماتحتی میں ترتیب دیا گیا وہ معاً اس گدام کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئے جسمیں ہزار لیم کے کئی ہزار پیپے تھے -

اگر کہیں اسمیں آگ لگ گئی ہوتی تو سارا شہر جل گیا تھا میں نے شہر کو دیکھنے سے بہت پہلے پنیٹر Panther سے دھویں کے بلند ہوتے ہوے بقعے - دیکھے یہ شہر اسوقت تک جل رہا ہے -

شئون عثمانیہ

برید فرنگ

جنگ بلقان کے اسرار

لنڈن ٹائمز ۱۸ - جولائي سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ہے :

" سالہا سال سے آسٹرین پالیسي کے مستحکم مقاصد میں ایک مقصد یہ بھي رہا ہے کہ اڈریاٹک کي طرف سرویا کے پھیلنے کو روکا جائے - اطالیا نے بھي ساحل اڈریاٹک کی طرف یوناني مقبوضات کي ہر معقول توسیع پر اسي قسم کے اعتراضات کیے ہیں - جب یہ واضح ہوگیا کہ ان دونوں طاقتوں نے یونان اور سرویا کے ان اطراف میں اپنی فتوحات کو اپنے ہاتھہ میں رکھنے کے نا منظور کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اگر ضرورت پڑي تو وہ خود مختارانہ کارروائي سے اپني مرضي کو بزور نافذ کریںگي تو اب " اتحاد " نے اپنے آپ کو اس خطرے کے رو در رو پایا جسکي طرف ۱ - جولائي کي سنه ۱۹۱۳ - کي شب کو سر ایڈورڈ گرے نے اشارہ کیا تھا -

مینسن ہاوس میں مسٹر اسکویتھہ کي تقریر کے بعد ' جسمیں وزیر اعظم برطانیہ نے یہ امید ظاہر کي تھي کہ ریاستہاے بلقان اپنے " ثمرات فتوح " سے محروم نہ کیے جائنگے ' یہ امر مشکل سے فرض کیا جا سکتا ہے کہ چند شکوک پیدا کیے بغیر سر گرے نے اصول عدم مداخلت سے اس سنگین علیحدگي کے ساتھہ اتفاق کیا ہو - لیکن یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیا - اور بعض لوگ اس ملک میں ہیں جو اسکو بےجا خیال کرتے ہیں - مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دول عظمی کي اس کارروائي نے اس حالت کو بھی ضرور برہم کردیا جو قبل از جنگ باہمی گفتگو میں ان ریاستوں کے پیش نظر تھي -

بر ہمزن اسباب کے ساتھہ فتوحات کي وہ کثرت بھي مستزاد ہونا چاہیے جو حلفاء کو اس جنگ میں حاصل ہوئي اور جس نے بلغاریا سے " حصہ شیر " کا وعدہ کیا - ان حالات میں یہ امر یقیناً ناگزیر تھا کہ " اتحاد " کي کارروائي سے اپني حصہ کی کمي پر یونان اور سرویا کا غصہ اپنے اس ہمساز کے ساتھہ تیز و تند حسد کی شکل اختیار کرلے ' جو خوش قسمتي سے کچھہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ اس سے امن یورپ کے لیے اپنے حوصلوں میں سے کسي حوصلے سے دست بردار ہونے کي فرمایش نہیں کي گئي !

بلغاریا نے ایک سخت غلطي کي اور اب اسکے لیے سوا اسکے اور کچھہ نہیں رہا ہے کہ اپنی غلطی کے نتایج قبول کرلے جس کے لیے وہ در حقیقت راضي معلوم ہوتي ہے -

بے شبہہ بہت سے لوگوں کے لیے یہ امر پر درد اور تعجب انگیز ہے کہ ان تمام متحد حلیفوں میں اختلاف ' جنگ تک رہنما ہوا ' اور جنگ نہایت سنگدلی کے ساتھہ کي گئي - مگر اس تعجب میں ان لوگوں کي طرف سے بمشکل حصہ لیا جاسکیگا ' جنہوں نے جزیرہ نماء بلقان میں گذشتہ بیس پچیس برس کے اندر (یعني جب سے کہ یورپ میں وراثت بلغاریہ کے مسئلہ کا دروازہ کھولدیا گیا ہے) پیش آنے والے واقعات کا معائنہ غور و فکر سے کیا ہے -

اسوقت سے لیکر اس جزیرہ نما کي محکوم قوموں میں ایک ایسي نہ ختم ہونے والي جنگ قائم رہي ہے ' جو گذشتہ تین ہفتہ کي علانیہ جنگ سے اپني نوعیت کي جگہ زیادہ تر اپني صفت (یعني شدت و خفت) میں مختلف تھي - یہ امر تعجب انگیز نہیں ہے کہ اس دیرینہ کاشت نفرت نے وہ خونیں پھل پیدا کیے جو ہم دیکھہ رہے ہیں ' بلکہ در حقیقت تعجب انگیز حالت یہ ہے کہ یہ جذبات ایک مدت کے لیے (اگرچہ وہ مختصر ہي سہی) اس درجہ رکے ' کہ ترکی کے خلاف ایک عام کارروائي کرنے دي - اس جزیرہ نما کي ابتدائي آبادي کا فیصلہ اس معیار سے کرنا مناسب نہوگا ' جو ہم نے اپنے لیے مقرر کر رکھا ہے ' اور جسکي تصدیق کي امید ابھي انمیں سے نہایت ہي قلیل جماعت سے بمشکل کیجا سکتي ہے "

ترک و ادرنہ

۸ - اگست - سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لنڈن ٹائمز نے راے دي ہے :

" ادرنہ سے ترکوں کا اخراج یورپ کے لیے سب سے زیادہ عجلت طلب مسئلہ ہے ' مگر یہ اس سلسلہ کا پہلا حلقہ ہوگا جو اپنے پر صعوبت اور طویل ہونے کا خود اقرار کرتا ہے - مسئلہ شرق قریب کے عام حل سے ہم ابھي بہت دور ہیں - رومانیا نے جس استواري کے ساتھہ اس مسئلہ کے ایک حصہ کا ہنگامی حل ' اور نیز جس اعتدال کے ساتھہ اپنے مطالبات کا فیصلہ کیا ہے ' اس کے لیے وہ یورپ کے شکریہ کي مستحق ہے - مگر یہ حل محض ہنگامی ہي ہنگامي ہے ' اور یہ یقیني ہے کہ مجموعي حیثیت سے اس میں ایسے مواد موجود ہیں جو اس وقت اچھا خاصا مباحثہ برپا کر دینگے ' جب دول یورپ اس پر نظر ثاني شروع کرینگي -

پیچیدگیوں کے آغاز کے بعد سے جس اعتدال اور ضبط نفس نے انکے اعمال پر نشان امتیاز لگایا ' اس سے ہمیں اس امید کے لیے کہ وہ ان مسائل کو اسی روح اور ویسي ہی کامیابي کے ساتھہ حل کرینگي ' ایک مستحکم بنیاد ملتي ہے -

بلقانیوں میں یورپ کے سامنے اپني ذمہ داري کے احساس کے پھیلانے سے زیادہ مسرت انگیز اور موثر واقعہ شاید ہي کوئي موجودہ تاریخ میں ہو - یہی احساس ہے جس پر ہمکو نہ صرف ان اختلافات کے تصفیہ کے لیے اعتماد کرنا چاہیے ' جو موجودہ حالات نے برپا کردیے ہیں ' بلکہ ان سازشوں سے اجتناب کے لیے بھي ' جنکي کاشت کے لیے دوبارہ ساختہ بلقان ایک پر ثمر میدان دینے کا وعدہ کرتا ہے -

بلقان کا ایک مستحکم اتحاد بیروني سلطنتوں کو مداخلت کے لیے مشکل سے کوئی ترغیب دیگا -

ایسي نصف درجن بلقاني سلطنتوں کا سلسلہ جو ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نقل و حرکت کرتي رہتي ہوں ' اور ایک طرف تو تنہا اور دوسري طرف گونہ گوں بندشوں میں ہوں ' یقیناً ان سلطنتوں کي طاقت کو اسی طرح کسي نہ کسي شدید ابتلاء میں ڈالدیگا ' جیسا کہ اطالیا کا حال پندرھویں صدي میں ہوا تھا -

اپچه کی چادر قال کر پوري کوشش سے چهپایا جا رها تها -

بہر حال اس کا نتیجه یه هوا که انهیں کانپور میں قیام کرنے سے روکا گیا -

لیکن جہاں تک مجهے معلوم هے ' لکهنؤ کے فرمانرواے دوم یعنی ڈپٹی کمشنر مسٹر فورڈ کی میز پرره ضخیم " مسل " تو ضرور هو گی ' جو ایڈیٹر " الهلال " کے قیام لکهنؤ کی روزانه تاریخ پر مشتمل تهی ' اور جسے - سی - آئی - ڈی - کے پریشان حال مگر داستان گو محکمه نے سول اینڈ ملٹری هوٹل کے روزانه طواف کے بعد مرتب کیا هوگا ' تاهم کانپور کے معلسراے شاهی کی طرح " الهلال " کی قائل نه هوگی - اس لئے ایڈیٹر " الهـلال " کے متعلق کسی حکم کے نافذ کرنے میں یه چهـوٹا بادشاه یقیناً اپنے شهنشاه' اعظم ' یعنے سر جیمس مسٹن کے فرمان کا محتاج تها -

ایک عجیب مصیبت

یه چند دن فرمانروایان لکهنؤ کے لیے کچهه عجیب کشمکش اور مصیبت کے ایام بلا تهے - جلسه کا انعقاد بجاے خود ایک مصیبت تهی ' پهر اس پر ایڈیٹر " الهلال " کی موجودگی اور اس کا یقین ' که وہ قطعی شریک هونگے ' تقریر کریں گے ' اور پهر نہیں معلوم هندوستان میں یک بیک غدر بپا هوجاے گا ' یا اس سے بهی زیاده کوئی آسمانی مصیبت نازل هو جاے گی ' پہلی مصیبت پر گویا صدها مصائب والم کا سنگین اضافه تها !

چند هزار آدمیوں کے ذمه دار ' بے ضرر ' اور قانونی مجمع میں ایک مسافر کی شرکت اور تقریر سے اُس قوم کے فرماں روا پریشان هو رهے تهے ' جو کئی هزار میل کا سمندر طے کرکے تیس کروڑ آدمیوں پر حکومت کر رهی هے ' اور جس کا هر فرد اپنی نسبت یه قاهرانه حسن ظن رکهتا هے که وہ طاقتوں اور قوتوں کا ایک دیوتا هے ! !

اس اثنا میں هر روز بلا ناغه کسی نه کسی موقعه پر ان سے دریافت کیا جاتا رها که وہ ۱۶ - اگست تک ٹهریں گے یا نہیں ' اور جلسے میں (جو ضرور منعقد هوگا اور جس میں اب ان کی شرکت کی کوئی ضرورت نہیں !!) وہ شریک هونگے یا نہیں ؟ پوچهنے والوں کی حالت قابل رحم تهی ' اور اس پریشان حالی میں ضرور کچهه نه کچهه تسکین هو جاتی ' اگر کهه دیا جاتا که " قیام و شرکت کا اراده نہیں " لیکن حـکام کی بے معنی پریشانی اور ان کی ذریات کی تمسخر انگیز بد حواسی خواه مخواه ظرافت و مزاح کی دعوت دیتی تهی - اس لیے اور زیاده اصرار و تاکید کے ساتهه هر مرتبه وہ جواب دیتے تهے که -

" خواه کچهه هو ' مگـر میں تو اب بغیر جلسے میں تقـریر کیے لکهنؤ سے ٹلتا نہیں - اگر ایسا هی هے تو هز آنر اپنے حکم خاص سے ٹهرنے کی ممانعت کر دیں - "

هـز آنـر کی تشـریـف آوری

سنیچر کو جلسه تها ' اور اُسی دن جناب راجـه صاحب محمود آباد کی زیر صدارت ڈیپوٹیشن جانے والا تها - جمعرات کی سه پهر کو هز آنر لکهنؤ تشریف لانے والے تهے - اُسی دن مولانا ابوالکلام نے دهلی جانا چاها ' کیونکه جمعه کے دن وهاں ایک جلسے کا انعقاد ضروری تها ' اور مسٹر محمد علی کی عدم موجودگی کی وجه سے چندے کی کارروائی اوس وقت تک پوری طرح شروع نہیں هوئی تهی ' اگرچه تمام شهر اس کے لیے مستعد تها -

ساڑهے چار بجے وہ کلکته میل سے روانه هونے کے لیے اسٹیشن پہنچے تو هز آنر کی آمد آمد کا غل تها ' اور افسران پولیس و حکام کی پوری پارٹی استقبال کے لیے موجود تهی - میں نے اس موقعه کے جو حالات سنے هیں ' میں سمجهتا هوں که وہ هر شخص کے لیے ویسے هی دلچسپ اور مضحک هوں گے ' جیسے که خود میرے لیے هوے - مولانا کے نمودار هوتے هی جس طرح پریشانی چهاگئی ' جس طـرح باهـم کهلے کهلے اشارے هونے لگے ' جس طرح خفیه احکام جاری کیے گیے ' اور پهر جس طرح ایک صاحب متعین کر دیے گیے تا که وہ ان کے همراه پلیٹ فارم پر ٹہلتے رهیں ' اور پهر جس طرح انهوں نے اپنا طول طویل سفر نامۂ کشمیر شروع کر دیا ' وہ ایک نہایت هی پُر لطف لطیفه هے ' اور اُس سے یه مسئله بالکل حل هوجاتا هے که جو لوگ ایک تعلیم یافته ' ایک معزز اور جماعت کے ایک ذمه دار رکن کی اسٹیشن پر محض موجودگی کو ایسی افسوسناک بد گمانی کی نظر سے دیکهیں اور اس میں اس درجه خود رفـته هوجائیں که اپنے جذبات کو ضبط نه کرسکیں ' اُن سے کیا بعید هے که ۳ - اگست کو مچهلی بازار کانپور میں پانچ چهه سو یا بقول خود ایک هزار آدمیوں کے مجمع کو دیکهه کر (گو وہ نہتا اور محض بے ضرر مجمع تها) اپنے آپے سے باهر هوگئے هوں اور بے تامل قتل عام کا حکم دے دیا هو ؟ که

مشق نازکر ' خون شهیداں میری گردن پر !

مولانا کا بیان هے که اسٹیشن پر پہنچتے هی ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں ان کے ایک خفیه پولیس کے " دوست " اور نصر الله خان صاحب کوتوال حضرت گنج نے پوچها : " کیا اب آپ تشریف لے جا رهے هیں " ؟ میں نے کہا : " آپ مطمئن نه هوں - صرف ایک دن کے لیے جا رها هوں - ذرا دهلی میں بهی آتش افروزی کا سامان هو جائے جس کا مواد هر جگه همیشه سے موجود هے - پهر رات کو روانـه هوکر سنیچر کی صبح کو لکهنؤ پہنچ جاؤنگا یہاں کے جلسے میں تو اب میری شرکت ٹل نہیں سکتی - یه دوسری بات هے که میں ٹلنے پر مجبور کیا جاؤں یا خود جلسه هی ٹل جاے " -

غرضـکه اس طرح قبل اس کے که سنیچر کے دن ان کی موجودگی کا علم هو ' خود انهوں نے هی یه کهه کر اُس خوشی کے ساتهه پوری بے رحمی کی ' جو ان کے دهلی جانے کی خبر سے ان بیچاروں کو گهڑی بهر کے لیے نصیب هوگئی تهی -

چنانچه وہ ۱۶ - اگست کو ساڑهے نو بجے پهر لکهنؤ پہنچ گئے - اُسی دن دو بجے رفاه عام میں جلسه هونے والا تها -

بعـض اشـخاص کی طلـبی

جہاں تـک میں نے تحقیق کیا هے ' جلسے کے اعلان کے بعد ان چار حضرات سے کوئی پرسش و گفتـگو نہیں هوئی تهی ' جن کے دستخط سے اعلان شائع هوا تها - البـته ضمنی طور پر طرح طرح کے اظهار خیالات و آراء کی شهر میں افواه هے - عین ۱۶ - اگست کو گیاره بجے ' جبکه انعقاد مجلس میں صرف دو تین گهنـٹے باقی رہ گئے تهے ' صاحب ڈپٹی کمشنر نے (غالباً) سید وزیر حسن صاحب سیکریٹری مسلم لیگ ' مسٹر نبی الله بیرسٹر ایٹ لا ' اور منشی احتشام علی صاحب کو طلب کیا - آخر الذکر دو صاحبوں کی نسبت سنا گیا هے که کسی وجه سے نه جاسکے ' اور صرف سید وزیر حسن صاحب گئے - جو کچهه گفتـگو هوئی ' اس کو خود سیـد وزیر حسن صاحب بتلا سکتے هیں ' مگر مشهور هے که ڈپٹی کمشنر صاحب نے جلسے کے متعلق نہایت زور سے بے اطمینانی ظاهر کی اور کہا که کان پور کا سا بلـوه اگر یہاں بهی هوگیا تو اس کا ذمه دار کون هے ؟

مراسلات

شہ[illegible] ۱۹۱۳ء کانپور

لکھنؤ و کانپور [illegible] جلسہ

هندوستان کے انگریزي عهد کي آزادي کا خاتمه

اگر هم کو یاد رکھنا هو' تو اب هندوستان میں ایسے دنوں کي کمي نہیں رهي جنہیں همیشه یاد رکھنا چاهیے - یکم جولائي کي تاریخ مسلمان کبھي نہیں بھول سکتے ' جب که بندوقوں اور سنگینوں کے حصار میں کانپور کي مسجد کا ایک مقدس حصه گرایا گیا ' اور اس طرح پورے فوجي سازوسامان کے ساتھه اس اعلان کردہ مذهبي آزادي کا جنازہ اٹھا جس کے پتلے کو ایک صدي سے زیادہ عرصے تک هندوستان میں زندہ و متحرک دکھلایا گیا تھا -

اسي طرح ۳ - اگست کي تاریخ خونین کي یاد بھي همارے صفحۂ دل سے محو نہیں هوسکتي ' جس کا آفتاب خون کے فواروں لاشوں کے اضطراب ' معصوم بچوں کے زخم هاے خونچکاں ' اور انساني مظلومي و بیکسي کے اشک هاے حسرت کے ساتھه افق کانپور پر طلوع هوا ' اور چهه سو کارتوسوں کے وحشیانه اسراف قوت کے بعد ' برطانوي انصاف و معدلت کے ادعا کي لاش مستر ٹائیلر کے درش مبارک پر جگه پاکر ' بالآخر گنگا کے کنارے دفن کردي گئي -

لیکن میں سمجھتا هوں که اس سلسلے میں ۱۶ - اگست کي یادگاري عظمت سے بھي اغماض نہیں کیا جاسکتا ' جو ان گذشته ایام عظیمه کي زنجیر کار فرمائي کي تیسري کڑي هے ' جس کا پہلا سرا تو هز آنر سر جیمس مستن بالقابه کے دست مبارک میں نهایت مضبوطي سے اٹکا هوا هے ' مگر معلوم نہیں ' اس کے آخري سرے کے پکڑنے کي عزت کس عظیم الشان فرزند برطانیه کو حاصل هوگي ؟

لکھنؤ کانپور سے میل ٹرین میں ایک گھنٹے کي مسافت پر واقع هے ' مسلمانوں کي تمام صوبے میں سب سے بڑي آبادي هے ' اور تعلیم یافته علي الخصوص قانون پیشه مسلمانوں کي اتني تعداد صوبے کے صدر مقام تک میں نہیں - اس لیے قدرتي طور پر یہاں واقعات کانپور کا اثر سب سے پہلے نیز سب سے زیادہ نظر آنا تھا - ۳ - اگست کے حادثه کے بعد هي یہاں چند وکلا و معززین کي ایک کمیٹي قایم هوگئي تھي ' جس کا مقصد مقدمات کانپور کي قانوني و مالي اعانت ' اور وسایل فوهمي زراعانه پر غور کرنا تھا -

چند دنوں تک اس کمیٹي کي غیر با قاعده صحبتیں هوتي رهیں مگر وقت ضایع گیا اور کوئي راہ فوري کارروائي کي نہیں نکلي - بالآخر رفاه عام میں ایک ابتدائي مجمع غور و مشورہ کے لیے طلب کیا گیا اور اس میں قرار پایا که مصیبت زدگان کانپور کي اعانت کے لیے چندے کي فراهمي مقدم ترین کام هے اور اس لیے آینده سنیچر یعني ۱۶ - اگست کو رفاه عام کے احاطے میں ایک جلسه عام منعقد کیا جاے -

چنانچه اس کا اعلان شایع هوگیا ' جو بہت صاف اور بالکل غیر مشتبه طریقه سے مقصد انعقاد کو ظاهر کرتا تھا ' اور جس کے نیچے چار ذمه دار معززین شہر کے دستخط تھے -

اعلان اگرچه صرف دو چار دن هي پہلے شایع هوا تھا ' رمضان کا مہینه اور گرمي کي شدت تھي ' اور لکھنؤ کي مقامي حالت اور عوام کے بعض ناگوار اختلافات زیر نظر تھے ' تاهم نہیں معلوم قتیلان ظلم اور شہیدان ملت کي یاد میں کونسي ایسي مقناطیسي کشش هوتي هے ' جس کے اثر کي قاهر و حاکم سلطنت کے آگے حکومتوں کي قوتیں اور تاج و تخت کي طاقتیں بھي بیکار هوجاتي هیں ؟ ایک دن کے اندر هی جلسے کے انعقاد کي خبر شہر کے گلي کوچوں سے نکل کر تمام اطراف و نواح میں پھیل گئي - اور تمام لوگ مستعد هوگئے که اپنے اپنے گھروں اور حلقوں کا چندہ لیکر ۱۶ - اگست کو لکھنؤ جائیں ' اور شہیدان راہ اسلام پرستي کي یاد میں نذر چڑھادیں :

بر سر تربت من چوں گذري ' همت خواه
که زیارت گه مردان جہاں خواهد بود

ایڈیٹر " الهلال " کا قیام لکھنؤ

بطور جمله معترضه کے یہاں یه ظاهر کردینا ضروري هے که ۷ - اگست سے ایڈیٹر " الهلال " لکھنؤ آکر مقیم هوگئے تھے ' اور اس درمیان میں ایک دو مرتبه کانپور وغیرہ گئے بھي تو پھر واپس آکر لکھنؤ هي میں ٹھیرے رهے - یه عام طور پر هر شخص کو معلوم هے که اس موقع پر ان کا قیام لکھنؤ حکام کو سخت ناگوار تھا اور یه ناگواري اس حد تک بڑھه گئي تھي که خفیه نگراني اور دلي مبغوضیت سے نکل کر ' علانیه زبان تک بھي پہنچ گئي تھي - اور شاید اگر مصالح وقت ' عدم الزام قانوني ' اور ان کا عام شخصي اثر مانع نه هوتا ' تو کانپور کي طرح لکھنؤ میں بھي ان کے قیام کو روکا جاتا -

مجھے صحیح طور پر معلوم هوا که جب اڈیٹر " الهلال " کانپور میں مستر ٹائلر سے ملے ' تو انہوں نے " الهلال " کے ان درمضمونوں کا ذکر کیا جو مسجد کانپور کے متعلق شائع هوے تھے ' اور دریافت کیا که " کیا وہ مضامین آپ هي نے لکھے تھے؟ میرے پاس وہ پرچے موجود هیں اور میں ابھي ان کو نکالوں گا "

اور اس کے بعد انہوں نے اپنے دهني جانب کي اس الماري پر نظر ڈالي ' جس میں " الهلال " کے پرچے ایک عقیدت مندانه شان تحفظ کے ساتھه محفوظ تھے ' اور انکے سرخ ٹائیٹل پیج کے کنارے غیظ و غضب کے اس خونیں رنگ کو نمایاں کر رهے تھے ' جو اس وقت کانپور کے اس " سپه سالار جنگ " کے اندر جوش مار رها تھا ' اور جس کو ظاهري اخلاق و لطف ' اور نرمي زبان

هوني تهي وه هوچکي - اسوقت اگر شيعه لاکهه کوشش کريں که يه واقعات انکے مذهبي مباحث کي وجه سے بدل جاويں تو يه نا ممکن هے - ديکهنا يه هے که ان حضرات نے اپنے زمانه خلافت يا سلطنت ميں اپنا طرز عمل کيا رکها ؟ اگر شيعه انصاف کريں تو انهيں ماننا پڑيگا که ان حضرات کا اپنے اپنے دور حکومت ميں وه طرز عمل ضرور تها' جسے سنيوں کا تو کيا ذکر اگر خود شيعه بهي اپنا شعار قرار ديں تو اخلاقي حد کمال تک بخوبي پهنچ سکتے هيں' اور جسے وه محض شيعه رهنے کي حالت ميں حاصل نهيں کر سکتے - دنياوي زندگي کي جو اخلاقي معراج هے' وه انهيں حضرات کے اقتصاد آثار ميں انکے ليے ممکن هے - اب رها يه امر که ان حضرات کے تعلقات حضرات اهل بيت عليهم السلام کے ساتهه کيسے تهے ؟ تو ميں گو شيعه هوں' مگر حضرات اهل سنت کو ايک حد تک ضرور معذور سمجهتا هوں - انکے سير و تواريخ نے انهيں اس بات کے ماننے پر مجبور کرديا هے که انکے تعلقات اهل بيت رسالت کے ساتهه ويسے هي تهے جيسا که هونا چاهئيں' اور جيسا که اس وقت حضرات اهل سنت کا معتقد هے - بهت ممکن هے که شيعه ايسے موقع پر يه کهه اٹهيں که حضرات اهل سنت نے اس مقام پر کافي تحقيق و تدقيق سے خود اپنے يهاں کي سير و تواريخ ميں بهي کام نهيں ليا' ورنه وه يه راے قائم نه کرتے - ميں کهتا هوں که بفرض اگر انهوں نے ايسا هي کيا تو يه انکي ايک قسم کي تقصير وکمي قرار پا سکتي هے - تاهم يه چندان قابل مواخذه بات نهيں - جو لوگ انميں ايسے هوئے يا هونگے جو دقيقه رس و دقيق النظر هوں گے کم از کم انکي راے عام و جمهور سے ضرور خود بخود مختلف هوجائيگي - ليکن شيعوں کو کيا ضرورت هے که خواه مخواه انکے اتاليق بنيں' اور انکي اغلاط پر انکو متنبه کرنا اپنا حاصل عمر يا حاصل زندگي سمجهه ليں' اور خود اپنے اوپر جو آنے والي مصيبتيں هيں اس دار دنيا ميں' انکا کچهه لحاظ و پروا نه کريں ؟ اس وقت اهل سنت کا وصف اس کے که ان کي تعداد کثير' اونکي سلطنت کي وسعت و فسحت نهايت زياده' انکي مالي قوت بهت عظيم هے' اس پر بهي يه حال انکا هوگيا که ٹرکي کي سلطنت پراخچه پراخچه هوگئي' ايشياے کوچک ميں کچهه اميد اس سلطنت کے بقاء و سرسبزي کي تهي که يورپ سے نکلکر يه سلطنت ايشياے کوچک ميں اپنا اقتدار جامعه اسلاميت کے سايه ميں پيدا کرے گي مگر

خود غلط بود انچه ما پنداشتيم

وهاں تو بغير جنگ و جدل گويا تمام ايشيائي حصه آخري سلاطين مغليه دهلي کي طرح مثل صوبجات هند خود سر هو کر پاش پاش هونا چاهتا هے - جب اس کا يه حال هوا تو بيچاره ايران گو اس وقت تک برائے نام اپني اصلي حالت پر برقرار هے مگر اس کا بهي کيا اعتبار هے :

اگر بمرد عدو' جاے شادماني نيست
که زندگاني ما نيز جاوداني نيست

اگر شيعه ان مذهبي مناظرات و باهمي جنگ و جدل کو چهوڑ کر اپني ملکي و سياسي و علمي ترقي ميں مصروف هوں - اور ايسے مصروف هوں که اپنے سني برادران اسلام کے ليے ايک عمده نظير روش زندگاني دنيا کي ثابت هوں' تو سمجهنا چاهيے که خير دنيا و آخرت دونوں سے وه بهره ور هيں' ورنه جب ان مذهبي اختلافات' و مناظرات' و مشاجرات' و مکابرات' کي وجه سے وه اپني قومي' ملکي' و سياسي اهميت کهو بيٹهے' تو يهوديوں کي طرح اگر انهوں نے ذلت و خواري کے ساتهه زندگي بسر کي بهي تو کيا لطف رها - وائے ايسے زندگي پر' اور تف ايسے مذهبي جنگ و جدل پر -

ليکن اس کے ساتهه هي ميں اپنے سني بهائيوں سے بهي عرض کروں گا که اگر آپ اپنے ساتهه شيعوں کے اتحاد و مساعدت ظاهري کے نهيں بلکه قلبي محبت و اتفاق کي ضرورت محسوس کرتے هيں' تو گستاخي معاف' بقول حافظ شيرازي رحمة الله عليه

به حسن خلق توان کرد صيد اهل نظر
به دام و دانه نه گيرند مرغ دانا را

آپ جانتے هيں که شيعه اگرچه تعداد ميں نسبةً آپ سے قليل هيں مگر بعون الله سبحانه' علماً و مالاً و فضلاً و کمالاً و عزةً و جاهةً' نيز بحيثيت داراے رياست و حکومت و اهميت و سياست ملکي و قومي هونے کے' کسي طرح اب بهي آپ حضرات کي مجموعي حالت سے بالا تر نهي مگر کمتر بهي نهيں هيں - ظاهر هے که اگر وه آپ سے اوجه اپني ديرينه کدورتوں کے نهيں ملتے جو ازمنهٔ سابقه ميں آپ کے اسلاف سے جب که آپ کو سلطنت و اقتدار حاصل تها' انهيں يا انکے اسلاف کے دل ميں رهگئي هيں' اور جو بالتفصيل درج تاريخ هيں' تو انکي معذوري بهي واضح هے - اور قطع نظر اس کے جو طرز عمل آپ حضرات کا هر جگه اس زمانه ميں بهي هے' اسکي تفصيل کو ميں اس مقام پر محض اسوجه سے نهيں بيان کرنا چاهتا که :

من براے وصل کردن آمدم نے براے فصل کردن آمدم

پس ايسے طرز عمل کو اب بالکل خيرباد کهيے اور بعوض اس کے وه طرز عمل ان کے ساتهه اختيار ....

کيجيے که وه اپني ديرينه کدورتوں کو اور شکايتوں کو بالکل بهول جاويں' اور کسي قسم کي کاوش انکے دل ميں آپ سے نه رهے - ابهي وه آپ سے اسليے اتفاق کرنے پر گهبراتے هيں که برٹش گورنمنٹ کے ساتهه عاطفت ميں انکے عرصه دراز کے بعد ايک حد تک آزادي ملي هے' ايسا نهو که پهر ادوار سابقه کے عود کرتے هي ان سے چهين لي جاے' اور وه مثل زمان سابق پهر اسير پنجهٔ ظلم و ستم هوجاويں' حالانکه اس زمانه ميں بهي انکے ساتهه جهاں کهيں بهي هيں طرز عمل نهايت خراب هے - گورنمنٹ برطانيه اس کو خوب سمجهه چکي هے که انميں اور آپ ميں اب اتفاق ناممکن هے - يه کيوں ؟ صرف آپ کے طرز عمل سے - اب سوال يه هے که آيا کوئي صورت اتفاق کي ممکن الوقوع هے يا بالکل ممتنع الوقوع ؟ اس کا جواب ميں هرگز هرگز نفي ميں نهيں دے سکتا' ميرا خيال يه هے که ممتنع الوقوع نهيں هے مگر عسير الحصول ضرور هے - تاهم حد امتناع تک نهيں پهنچتا -

ظاهر هے که کوئي شيعه اب بهي کسي سني کے منه پر تبرا نهيں کهتا - يه کيوں ؟ محض به خوف قانون' اور بخيال تهذيب' ليکن کيا ان دونوں وجوه کے خيال سے باهم شيعه سنيوں ميں اتفاق ممکن هے ؟ حاشا و کلا' هرگز نهيں' ضرور هے که کچهه تو شيعه سنيوں کي طرفداري ميں عملاً اپنے مقام سے هٹيں' اور کچهه سني شيعوں کي طرفداري ميں اپنے مقام سے - جب تک يه نهوگا' دلي اتفاق و اتحاد نا ممکن هے -

آپ سوال کرسکتے هيں که اپنے احکام سے هٹنے کي کيا صورت هے ؟ اس کا جواب يه هے که ميرا مطلب يه نهيں هے که شيعه اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هوجاويں - ظاهر هے که وه خلافت کو جزو دين و مناط ايمان سمجهتے هيں' مگر اهل سنت مسئلهٔ خلافت کو ايک امر دنيوي سے زياده وقعت نهيں ديتے' لهذا امام معصوم کي ضرورت سے تو وه دست بردار نهيں هوسکتے' هاں تبرے سے دست برداري ممکن هے - اسلئے که ميري راے ميں اس عالم وجود ميں هرگز هرگز تبرے کا وجود نه هوتا' اگر بني اميه اپنے دور مذہبی

کہا جاتا ہے کہ ان کو جواب دیا گیا کہ ایسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں یہ ایک ایسی افسوس ناک بدگمانی اور بیجا خوف ہے جس کو پبلک کسی طرح گوارا نہیں کرسکتی - ہر شخص اس کی ذمہ داری لینے کے لیے طیار ہے - جلسے کا مقصد سوا چندہ جمع کرنے کے اور کچھہ نہیں ' اور اگر روکا گیا تو یہ ایک نہایت افسوس ناک اور اشتعال انگیز کارروائی ہوگی -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنا بیان ان کے اطمینان کے لیے کافی نہ تھا - نہیں معلوم ان کے ذہن میں ایڈیٹر (الهلال) کا تصور کس درجہ خوفناک اور مہیب تھا کہ وہ ان کی موجودگی اور تقریر کے متعلق کسی طرح بھی مطمئن ہونا پسند نہیں کرتے تھے - انہوں نے ان کی موجودگی کو سخت خطرناک بتلایا اور اس درجہ مضطرب ہوے کہ کسی انسان کی تسلی دہی اور تشفی بخشی اس کے لیے موثر نہیں ہوسکتی تھی !

احکام جنگ ! !

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ' ادھر پولیس کے انتظامات کا عجیب حال تھا - معلوم ہوتا تھا کہ آج یا تو کسی خوفناک حریف پر حملہ ہونے والا ہے ' یا کسی مہیب غنیم کے لکھنؤ پر حملہ آور ہونے کی خبر ہے - والنٹیروں کو حکم مل گیا تھا کہ وہ طیار ہو جائیں اور یہ میں نے ایسے لوگوں سے سنا ہے جنہوں نے خود ان کو مسلح دیکھا تھا - کارتوس تقسیم ہوگئے تھے ' اور پولیس کی تمام چوکیاں کمربستہ حکم کی منتظر تھیں - وہ تمام راستے جو رفاہ عام کو گئے تھے ' پولیس کی صفوف اور قطاروں کا جو لانگاہ بن گئے تھے اور خود رفاہ عام کے احاطے کا تو یہ حال تھا کہ معلوم ہوتا تھا ' کوئی محصور گڑھی ہے اور ایک عظیم الشان غنیم اس کو گھیرے ہوے بر سر حملۂ آخری ہے !

اُن ہزارہا لوگوں سے جو بعد کو ملے معلوم ہوا کہ تمام اکے والے رفاہ عام لے جانے سے انکار کرتے تھے اور خواہ کتنا ہی زیادہ کرایہ دیا دیا جاے لیکن کسی طرح منظور نہیں کرتے تھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان کو بھی پولیس کی طرف سے روک دیا گیا ہوگا -

جلسے کے انعقاد کی خبر کچھہ ایسی غیر معمولی سرعت سے پھیل گئی تھی کہ لوگوں کو تعجب ہے ' اور اس کو مظلومان کانپور کا تصرف باطنی سمجھنا چاہیے - بارہ بجنے کے بعد ہی سے اطراف لکھنؤ کے لوگ شہر میں پہنچ گئے اور صدہا اشخاص تو کاکوری ' بارہ بنکی ' سندیلہ ' ملیح آباد ' اور ہردوئی سے صبح ہی آگئے تھے - اب وہ جلسے کی شرکت کے ارادے سے سڑکوں پر سے گذرنے لگے -

ان کا بیان ہے کہ ہر قدم پر پولیس کے مسلح سپاہی ملتے تھے اور رفاہ عام جانے سے روکتے تھے - کبھی کہتے وہاں بلوہ ہوگا پکڑے جاؤگے ' مت جاؤ - کبھی کہتے کہ جلسہ روک دیا گیا - جو شخص جائگا گرفتار ہوجائے گا - اس پر بھی صدہا اشخاص دوڑتے بھاگتے رفاہ عام پہنچ گئے کہ تحقیق کریں ' اصلیت کیا ہے ؟

باقی آیندہ منقول از " زمیندار "

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

لاتنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم

اہل تسنن و تشیع میں اتفاق کی ضرورت

اتفاق کیونکر ہو ؟

(از جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب معلم دینیات شیعہ ' مدرسۃ العلوم علی گڈہ)

شیعہ سنی کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ' صرف یہی نہیں کہ اسی زمانہ میں محسوس کی جاتی ہے ' بلکہ عصور متقدمۂ اسلامیہ میں بھی اس کی سخت ضرورت تھی ' مگر وہ ضرورت ہمارے اسلاف کی سادہ منشی کیوجہ سے مطلق محسوس نہ ہوئی - مرض موجود تھا ' دوا بھی ممکن تھی ' مگر اس سے کام نہ لیا گیا - نتیجہ جو کچھہ ہوا وہ اظهر من الشمس و ابين من الامس ہے - بعض اوقات شدت غفلت کی وجہ سے اجلۂ بدیہیات و واضحات کے طرف بھی تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے - نظر بران اس مقام پر صرف اس قدر لکھنے کی ضرورت ہے کہ شیعہ سنیوں کا اختلاف راے اگر محض اختلاف راے تک ہی محدود رہتا تو چنداں حرج نہ تھا - نظیر میں صرف مسئلہ خلافت کو پیش کرتا ہوں -

بنیاد اس اختلاف کی صرف اس قدر ہے کہ شیعوں کے نزدیک بعد وفات رسول صلعم چونکہ وہ خاتم الانبیا تھے ' اور انکے بعد سلسلہ وحی نبوت ختم ہوچکا تھا لہذا انکی شریعت موبدہ ہے - اسکے نفاذ اور حقیقی طور پر عملدر آمد کے واسطے ضرور تھا کہ اس میں ذرہ برابر کی خطا اور ضلالت منشاء ربانی کی درپیش نہ آوے اور کلام خدا کا صحیح محل و مفاد رعیت خداوندی کے کانوں تک پہنچ جاوے - اس ضرورت سے ایک امام معصوم کا من جانب اللہ رعیت سے منتخب ہونا ضروری تھا کہ جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرماے کیونکہ معصوم کا منتخب کرنا طوق بشری سے باہر ہے ' اسلیے یہ بمصداق آیۂ کریمہ " ماكان اليه اطيرة " خدا ہی کو ایسا انتخاب فرمانا چاہیے تھا - اگر وہ ایسا نہ کرتا تو معاذ اللہ اعتراض اس کی ذات پر لازم آتا کہ اس نے ترک اصلح کیا جو ذات خداوندی سے محال ہے - ان خیالات کی وجہ سے شیعہ انتخاب خداوند کی ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور ہوئے - ادھر اہل سنت نے ضرورت ایک خلیفہ اور قائم مقام رسول کی تو ضرور محسوس کی ' مگر ان کے نزدیک صرف رعیت کی انتخاب کے وجہ سے کافی سمجھا گیا ' جو کہ کم از کم صحیح عقلی طور پر معلوم نہیں ہے - یہی وجہ ہے کہ عموماً اہل سنت مسئلہ امامت و خلافت کو ضروریات دینیہ سے اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکہ ایک امامت دنیویہ سے زاید اس کی وقعت نہیں کرتے -

صرف اس قدر مبناے اختلاف ما بین شیعہ اور سنیوں کے ہے ' لیکن اس اختلاف کی کسی حال میں یہ حد نہونا چاہیے تھی کہ جس حد پر شبانہ روز مشاہدہ میں آتی ہے - یہ نا گوار صورت جو اس اختلاف نے پیدا کی ہے اس کے اسباب کیا تھے ؟ اور ان کے دفع کی اب بھی کوئی تدبیر ممکن ہے یا نہیں ؟

اس میں شک نہیں کہ جو واقعات ہوچکے ' ہوچکے - اس زمانہ میں کوئی انہیں پسند کرے یا نہ کرے اب وہ واقعات بدل نہیں سکتے - مثلا حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضي الله عنهما وغیرہ کا انتخاب ہوگیا اور ہوچکا اور مقابل ان حضرات کے جناب امیر علیہ السلام کو جو ناکامی

اتقـــو الله ، ايهـــا المسلمون !

درازدهم رمضان ، و پارتي ليڈي هارڈينگ
بخواتين اهل اسلام در شمله !

از جناب حاجي ميرزا ابو القاسم معلم فارسي محمدن کالج علي گڑه - مقيـــم حال شملـــه

حضرت مدير محترم مجلهٔ مبارکهٔ الهـلال دام مجدهم - روز جمعه درازدهم (۱۲) رمضان المبارک ساعت چهار ليڈي هارڈينگ بزنان مسلمانان و هنود يک پارتي داده بود' ولي اغلب مسلمان بودند و قريب پنجاه نفر زنان محترم ليڈران قوم با کمال افتخار اين دعوت را قبول کرده و رفته بودند ' بدون اينکه حفظ ظاهر کرده عذر بيا ورند که ماه رمضان و روزه هستيم !

کاغذيکه همان روز از آغا سيد مرتضي که در گراند هوتل شمله شيرين سازست ' رسيد ' لفا فرستاده ميشود - بنده اطلاع دادم حالا بحث در اين مسئله فرض و حق شما ست -

نقل مکتوب آقا سيد مرتضى

موسوم به حاجي ميرزا ابو القاسم

قربانت کردم - بسيار افسوس دارم که نمي توانم بيايم ' زيرا که از کثرت خسته گي و غم واندوه و پريشاني تا الان که ساعت نه ست ' افطار نکرده ام - صبح به جناب عالي عرض کردم که خواهم امد - انوقت هنوز آدرهاي فوق العاده نيامده بود - ساعت ده آدر براي دکان ختم شد - آدر ديگر امد که امشب شب ناچ است - آئسکريم و پوڈينگ لازم است - بفاصله دو ساعت بعد آدر ديگر آمد اي کاش بجايش قضائي براي بنده آمده و مرده بودم تا اسم خورند کان اين آدر نشنيده بودم - آدر اين بود که براي نود نفر زنان مسلمان و هنود که ساعت چار و ربع حال موعود هستند ' چاي و شيريني و چکين پاتے و اطالين کيک (که عجين با شراب ست) تيار و آماده نمايند - مختصراً انچه براي ناچ شب بود - زمين گذارديم و مشغول به آردر نود نفر زنان شديم -

غرض وقتيکه حقير اين مطلب را از گوينده شنيدم ' بدنم بلرزه درامد - گفتم برادر ! شايد بد فهميدا - يا آنکه جمعه درازدهم نباشد - و زنان مسلمان دعوت ندارند - گفت بخدا قسم ست - دعوت دارند ' و تماما خواهند آمد ! !

حقير بمحض انکه اين مطلب را شنيدم ' مثل انکه تمام دنيا سرم خورد - گفتم خدايا ! مگر چه واقع شده ' و اين چه دعوے است که ميخواهند ما مسلمانان را مفتضح ورسوا نمايند ؟ پس خدايا اين زنان ماند - باز بخود گفتم - اے احمق جاے که تو در اين جا هستي ' مثل دخمهٔ شاپور است - نفهميدي - در کوچه و بازار که معلوم !

اقاجان ! نميدانم - چه شده ' و چه پيش امده که مسلمانان بايں ضاحت اسلام سوز اميد وار فلاح و صلاح هستند ! و لو اينکه هيچ کدام انها روزه نباشد ' محض به حفظ ظاهر نروند ' يا اگر بروند در خوردن اقدام نکنند و معذرت بخواهند ' البته پزيرفته ميشد و بر احترام شان صد چندان بر افزوده مي شد - خداوند تعالى انشا الله اين مسلمانان متمدن ' روشن خيال ' و تهذيب فرما يان را نيست و نابود فرمايد !

شہداء کانپور کا انتقام !

سوانح عمري شيخ عبد القادر جيلاني (رض) عربي زبان ميں تاليف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمي نسخه سے چهاپي گئي - کاغذ ولايتي صفحه ۵۶ قيمت صرف ۸ - آنه علاوه محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپيان رهگئي هيں - ملنے کا پته - سپرنٹنڈنٹ - بيکر هوسٹل ڈاکخانه دهرمتله - کلکته -

تاریخ حیات اسلام

ماتمستان هند کا ایک ورق

شہداء ۱۹۱۳ء کانپور اعلى الله مقامهم !

مکتـــوب مـــدراس

جناب جس سرگرمي اور ولولهٔ صادقانه سے قومي و ملي خدمات انجام دے رہے هیں ' ناممکن هے که قوم اس احسان عظیم کے صله سے عهده برآ هوسکے - میں بلا مبالغه عرض کرتا هوں که مسلمانان هند میں جو نئي اسپرٹ پیدا هوگئي هے ' وه الهلال هي کي بدولت هے جو خدا کرے که دیرپا اور زنده رهے - خدا سے دعا هے که آپ جیسے مجدد وقت کو ' جس نے اپني زندگي قومي ' مذهبي ' اور ملکي خدمات کے لیے وقف کر دي هے ' دیرگاه زنده رکهے اور جن عظیم الشان فرایض کا بوجهه اٹهایا گیا هے ' ان میں کامیابي عطا هو -

ماتمستان کانپور کے بے رحمانه و ظالمانه کشت و خون کا واقعه هر ایک مدراسي مسلمان کي زبان پر هے ' جس سے یهاں سخت جوش پهیلا هوا هے - چنانچه گذشته جمعـه میں شهداے ملت کے لیے غائبانه نماز پڑهي گئي - اور صداے احتجاج بلند کرنے کیلیے جلسے منعقد هو رهے هیں - مدراس کے مسلمانوں کي طرف سے کسي بیرسٹر کو کانپور بهجوانے کي کاروائي بهي زیر انتظام هے - شهدا و پس ماندگاں کي اعانت وغیره کے لئے اعانتي فنڈ کهولدیا گیا هے ' جناب مطمئن رهیں -

عزیز الدین محمد - از مدراس

ایک مسلمان خاتون کے قلم سے :

واقعه مسجد کانپور و تحریک اعانت مجروحین کانپور شائع شده الهـــلال نظـــر سے گذري - کیا عرض کروں که دل ناتوان پر اسکا کیسا اثر پڑا ؟ اور دل مضطرب بار بار کیا کهتا هے ؟ افسوس صد افسوس که میں زر و مال سے بالکل محروم هوں ' کیونکه ابهي ایک کمسن طالب العلم کي حیثیت رکهتي هوں -

لیکن اس دل بیقرار کو کیونکر سمجهاؤں ' جسکا اشاره یه هے که اور اگر کچهه نهیں هو سکتا تو اپنے اوپر تکلیف گوارا کر - ایک لقمه کم کها مگر اپنے مصیبت زده بهائیوں کي مدد کر - قسم هے مجهے پاک پروردگار کي که میرے پاس اس وقت سواے اس رقم حقیر کے ' جسے میں آپکي خدمت میں ارسال کرتي هوں ' اور کچهه بهي نهیں - از راه نوازش اسے قبول فرما کر مجروحین کانپور کے فنڈ میں داخل فرما دیجیے -

راقمه عاجزه " زاهده " از بهاگلپور

کون مسلمان هے جسکا دل کانپور کے دل هلا دینے والے حادثهٔ ملي سے نه دکها هو ' اور پهر کون آنکهیں هیں جنهوں نے ان شهیدان ملت پر دو آنسو نه بهائے هوں ؟

اے شهداء کانپور ! تم چل بسے ' تم اپنے عزیز و اقارب سے جدا هوگئے - تم دنیاے فاني سے بے تعلق هوگئے -

لیکن کیا تمهاري یاد بهي هم لوگوں کے دلوں سے محو هو جائیگي ؟ نهیں هرگز نهیں - تم ' جنهوں نے اپني عزیز جانیں اپنے عزیز مذهب پر قربان کردیں ' کبهي نه بهلائے جاؤگے - تمهارا نام هملوگ عزت کے

جناب امیر علیہ السلام پر اس رسم منحوس کی بنیاد نہ ڈالتے ' لیکن جب کہ انہوں نے اندنے عرصہ دراز تک شیعوں کا اس بری طرح سے دل دکھایا ' تو شیعوں نے بھی جبرا یہ خیال کیا کہ اس سلطنت کی اصل بنیاد خلفاء راشدین نے ڈالی ہے ' اگر وہ دن نہ ہوتا تو یہ سلطنت بھی نہ ہوتی ' اور نہ یہ روز بد شیعوں کو دیکھنا پڑتا - اسوجہ سے وہ بری طرح خود حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مخالف ہوگئے اور " قتل الحسین یوم السقیفہ " کا مضمون پیش آگیا ' انہوں نے اس درجہ افراط سے کام لیا کہ بنی امیہ تو گویا چھوٹ گئے اور خلفاء راشدین سب سے پیش ہوگئے - حالانکہ وہ میرے خیال میں اس قدر ملامت کے مستحق نہ تھے -

اس پر آفت یہ ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس شہادت نے بنی امیہ کی سلطنت کی جڑ کو تو ضرور ہلا دیا ' بلکہ برباد و تباہ کردیا ' مگر حضرات اہل سنت نے خود غلطی سے یا شاید عمداً ایسا ضرور کیا کہ شیعوں کے ساتھہ انہوں نے بدعات بنی امیہ کے رد و ابطال و ان کے اعمال و کردار پر اظہار غیظ و غضب و تنفر و بیزاری میں ہمدردی نہیں کی ' جس سے فطری طور پر شیعوں کو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ اب بھی انکے ہم خیال اور انکے افعال و اعمال پر راضی و خوشنود ہیں اور انکا استصواب و استحسان کرتے ہیں - اب شیعوں کو قہراً یہ خیال ہوا کہ جب یہ لوگ ان کے افعال پر راضی ہیں اور ان کا استحسان کرتے ہیں تو اگر یہ اس زمانہ میں ہوتے تو ضرور بنی امیہ کا ساتھہ دیتے -

غرضکہ میں پہلے کہہ چکا کہ جب تک سنی شیعوں کے ساتھہ انکی دلی رنجش و ملال میں ہمدردی نہ کریں گے اسوقت تک شیعوں کو بھی کوئی وجہ تبرا سے دست برداری کی نہیں ہوگی - لہذا میری رائے یہ ہے کہ سنیوں کو بہ استثنائے خلفاء راشدین ' شیعوں کے ساتھہ ہر اس شخص کے برا کہنے میں ہمدردی کرنا چاہیے ' جس سے شیعہ ناراض ہوں اور اپنی ناراضی اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاہر کریں - میں مصلحتاً ایک سنی بزرگوار اور نو جوان عالم و فاضل و مورخ صاحب کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں جنسے غائبانہ بہت کچھہ ذاتیات کی وجہ سے ملال تھا ' لیکن اب جو میں نے انکے خیالات اس مسئلہ خاص میں معلوم کیے تو واللہ باللہ ثم باللہ ' میں انکا غائبانہ عاشق زار ہوگیا ہوں ' اور انکی صورت دیکھنے کے لیے بیقرار رہتا ہوں ' اور انشاء اللہ تعالی اپنے نئین اور انکو اس ایۂ کریمہ کا مصداق سمجھتا ہوں : و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخواننا علی سرر متقابلین - اب جو نتیجہ ان سنی بزرگوار کا اور میرا ہوا ' یہی نتیجہ کل سنیوں اور شیعوں کا ہوگا - باہم شیر و شکر ہوجاویں اور متفقہ کوشش سے اپنے مقاصد اسلامی میں اعلی درجہ کی کامیابی حاصل کریں -

منجملہ شیعوں کی شکایات کے ایک شکایت مسئلہ عزا داری امام مظلوم کی ہے - یہ مسئلہ عجیب و غریب نوعیت کے ساتھہ ہندوستان میں روز افزوں ترقی کررہا ہے - ادھر تو شیعوں کے ساتھہ ہندؤں نے اس درجہ اس میں دلچسپی لے رکھی ہے ' کہ اگر شیعوں کا دل چیرا جائے تو اس میں ہندؤں کی اس ہمدردی سے انکی طرف میلان اور انکی محبت ضرور جاگزیں نظر آئیگی ' والیان ملک مہاراجاؤں سے لیکر چمار ' لودھے ' کسبی ' اور نیچ ذاتوں تک ' سب کو آپ برابر امام حسین علیہ السلام کا عزادار پاتے ہیں - یہ کیوں ؟ اس کا کیا سبب ؟ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ انہیں شیعوں کی خوشامد ہے ؟ لا حول ولا قوۃ استغفراللہ - اس سے بڑھ کر غلط خیال نہیں ہوسکتا - جب کہ اسلامی سلطنت ہندوستان میں قائم تھی ' تو اس زمانے میں مسلمان خود تعزیہ دار نہ تھے یعنے اہل سنت - اور شیعہ گروہ ایک نہایت گمنامی کی حالت میں تھا ' بعدیکہ شیعہ محمد شاہ دہلی کے زمانے میں خفیہ طور سے تعزیہ داری کرتے تھے - (دیکھو دہ مجلس نضلی کی نسبت تذکرہ شعرا تالیف دی تاسی) پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ہندؤں کو شیعوں کی خوشامد میں تعزیہ داری کا شوق ہوا ؟ علاوہ بریں اگر یوں ہی خوشامد پر بنا کی جائے تو میں سوال کرونگا کہ ہندؤں نے اہل سنت کے رسوم مذہبی میں کوئی رسم کیوں نہ اختیار کی ؟ یا اب انگریزوں کی کوئی مذہبی رسم کیوں نہیں ادا کرتے ؟ ہندؤں کا تو یہ حال - ادھر مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ ہرسال ماہ محرم کے قریب اور تمام محرم میں اخباروں کی کالم تعزیہ داری کی تقبیح اور اس سے نفرت دلانے میں سیاہ کیے جاتے ہیں - ہزارہا اشتہارات مخالفت کے آویزاں ہوتے ہیں - رسالے اور کتابیں اس کے رد و ابطال میں شائع کی جاتی ہیں - بت پرستی اس کا نام رکھا گیا ہے - جو شخص کہ تعزیہ کو رکھے ' اس کی عورت اس پر حرام ہوجاتی ہے - نکاح سے نکل جاتی ہے - اولاد ولدالزنا ہوتی ہے - انصاف کیجیے - کیا یہی باتیں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی ہیں ؟

لہذا سنیوں کو لازم ہے کہ قطعاً ان حرکات سے پرہیز کریں اور شیعوں کے ساتھہ عزا داری میں ہمدردی کیا کریں - نہ صرف یہی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا کریں ' اور جو سنی ایسا کرتے ہیں ان میں اور سنیوں میں اب بھی اتفاق و اتحاد حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے -

سنیوں کو لازم ہے کہ بروز عاشور عمدہ کپڑے پہن کر نہ نکلیں - پان نہ کھایا کریں - سرمہ و کنگھی سے پرہیز کریں کہ ان سب باتوں سے شیعوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں ان کے طرف سے نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے -

یہ ایک دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے طرف سے کچھہ ملال ہوتا ہے تو وہ طرف ثانی کے ہر فعل و ہر حرکت کو بد نیتی پر محمول کرتا ہے - لہذا اس کا نتیجہ شیعہ ضرور یہ نکال لیتے ہیں کہ سنی معاذ اللہ دشمن اہل بیت ہیں !! میں لفظ معاذ اللہ کچھہ سنیوں کے خوش کرنے کے واسطے نہیں کہتا ہوں بلکہ میرا دلی خیال یہی ہے کہ میری ایک آنکھہ شیعہ ہے تو دوسری آنکھہ سنی ہیں - میں سنیوں کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہوں مگر سنیوں کو ' نہ کہ ناصبیوں کو ' اور بڑی مصیبت عظمی یہ ہے کہ ہمیشہ سے ہو یا نہو مگر اس زمانہ میں تو ضرور ناصبی ' سنیوں کے پردہ میں ہیں - مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھہ گھن بھی پس جاتا ہے - ناصبیوں کے وجہ سے بیچارے اصلی و حقیقی سنی بھی شیعوں کی نظر عنایت سے محروم ہیں - افسوس !!

سنیوں کا ناصبیوں سے علحدہ ممتاز ہوجانا نہایت آسان ہے بیچارے سنیوں نے اپنی سادگی سے بہت سے لوگوں کو جو در حقیقت ناصبی ہیں سنی سمجھا - ان لوگوں کو سنی بھی اپنے میں سے نکال ڈالیں اور مثل شیعوں کے انکی برائی کا اعلان کردیں اور ان سے بیزاری ظاہر کریں - پھر دیکھیے کہ شیعہ ان کے ساتھہ کیسی محبت و الفت کا برتاؤ کرتے ہیں اور شیعوں کے ذریعہ سے انہیں کس قدر اپنے مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے -

الهلال

۸ شوال ۱۳۳۱ ہجری

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱)

الله الله !! مسلمانوں کے خصائص قومی میں کیسے کیسے تغیرات ہوگئے ؟

ایک زمانہ تھا جب مسلمان دنیا میں حکومت کیلیے پیدا ہوتا تھا - محکومی کیلیے نہیں - ہر مسلمان سپاہی اور ہر سپاہی پادشاہ تھا - وہ جدھر رخ کرتا تھا ' حکومت ہمیشہ اوسکے ہمرکاب ہوتی تھی - دنیا کے کسی گوشے سے ایک مسلمان اٹھتا اور جابرانہ سلطنتوں کو زیر و زبر کرکے عدل و ایمان کی ایک نئی حکومت قایم کردیتا - سنسان جنگلوں ' ویران جزیروں ' غیر آباد صحراؤں ' اور وحشی ملکوں میں سے اوسکا گذر ہوتا تھا ' لیکن تائید الہی کی فوج اسکے ساتھہ ہوتی تھی ' اور ہر خرابۂ و ویران اسکی برکت سے مسکون و پر رونق ' آباد و متمدن ہوجاتا تھا !

خراسان میں تنہا ابو مسلم اٹھتا ہے اور بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کرکے عباسی خاندان کو پیدا کر دیتا ہے ! اکیلا عبدالرحمن عراق سے اندلس گیا اور صرف اپنی قوت شمشیر سے اوس عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالدی ' جو تین سو برس تک عظمت و جبروت کے ساتھہ قائم رہی !

تنہا عبد الله نے مغرب میں ' اور اوسکے جانشین نے مصر میں دولت فاطمیہ کی تاسیس کی - یکہ و تنہا محمد بن تومرت نے اندلس میں موحدین کی سلطنت قائم کردی - ہندوستان و ایران میں تیمور ' بابر ' نادر ' اور احمد کو دیکھو ' صرف اپنی تلوار کے زور سے حکومتوں کا فیصلہ کرتے تھے - تم مسلمانوں کی کسی ایک ملک کی تاریخ اٹھالو ' تم کو نظر آئیگا کہ ایک زمانہ تھا جبکہ دنیا ہر تیغ آزماے اسلام کا جوش و مسرت کے ساتھہ استقبال کرتی تھی ' اور اوس کا ہر گوشہ گویا اسی لیے آباد و معمور تھا کہ کسی فرزند اسلام کا اوس طرف گذر ہو اور اوسکے گوش انتظار کو اپنی صداے تکبیر سے مژدۂ ورود اسلام سنا دے !!

لیکن آہ ' یہ ایک قصۂ پارینہ ہے - وہ خاک جو کل بادشاہوں کو پیدا کرتی تھی ' آج سپاہیوں کو بھی پیدا نہیں کرسکتی - ہند و ترکستان ' ایران و مصر ' افریقہ و بربر ' جہاں کل تک صرف فاتح ہی پیدا ہوتے تھے ' اب مفتوحی و محکومی کے امن سے بھی محروم ہیں - ایک ترک باقی ہیں ' سو وہ بھی کشا کش حیات و موت میں گرفتار ! یہ تغیرات ہم سے پہلے سب پر گذرے ' اور اب ہم پر بھی گذر رہے ہیں ' پس آج کی مغرور قوموں کو کل کے نتیجہ سے بے خبر نہ رہنا چاہیے : وتلك الايام نداولها بين الناس -

عرب و حبش

بر افریقہ کے جنوب میں ' بحر احمر کے ساحل پر ' بلاد یمن کے مقابل ' ملک حبش (ابی سینیا) واقع ہے - عرب سے اس ملک کے قریبی تعلقات ہیں - دونوں ملک آس پاس واقع ہیں - حسب تحقیقات جدیدہ ' ملک یمن اور حبش میں اتحاد نسل بھی ہے - حبشی زبان یمن کی قدیم حمیری زبان سے بالکل مشابہ ہے - دو بار اہل حبش نے یمن کو فتح کیا - ایک بار حجاز پر بھی حملہ کیا تھا لیکن ناکام واپس آلے -

صبح نبوۃ محمدیہ

نبوۃ محمدیہ کی صبح اٹھی ' مکہ بھی ظلمت کفر میں مبتلا تھا - داعی توحید مشرکین مکہ کے ظلم و ستم اور جور و شقاوت کا نشانہ تھا ' اور موحدین اولین کی ضعیف و نحیف جماعت کیلیے " بلد امین " ستم پیشگان قریش کے ہاتھوں ایک ستم آباد اور ظلم کدہ بن گیا تھا -

مسلمانوں کیلیے یہ وقت کیسا صعب ' اور یہ حالت کیسی شدید تھی ؟ عرب کا ایک ایک گوشہ جو اذان توحید سے نا آشنا تھا ' اونکا دشمن ہو رہا تھا - مکہ اونکا وطن تھا سو وہ بھی اوسوقت مرکز جور و ستم اور عاصمۂ کفر و شرک بن گیا تھا - امن اور چین سے زندہ رہنے کی کوئی سبیل نہ تھی اور دشمنوں کے طرح طرح کے مظالم سے بالکل مجبور اور لاچار ہوگئے تھے -

اولین تعلقات حبش و اسلام

عرب سے متصل مصر ' شام ' اور عراق موجود تھا ' لیکن قدرت الہی نے اس مظلوم و ضعیف گروہ کی حمایت و امان بخشی کا شرف ایک دوسرے ہی ملک کیلیے مخصوص کردیا تھا - یعنی ارض اسود حبش ' جسکے بادشاہ کا لقب نجاشی (Nagus) تھا -

مسلمانوں کے دو مختصر قافلے چپ چاپ مکہ سے نکلکر کشتیوں کے ذریعہ ملک حبش پہونچ گئے - ان ستم رسیدہ مہمانوں کا نجاشی نے نہایت تپاک سے استقبال کیا ' اور اوس تحفۂ توحید کو ' جو وہ مکہ سے بادشاہ کیلیے لائے تھے ' جوش و عقیدت کے ساتھہ دل میں جگہ دی -

مشرکین مکہ کو جب یہ حالات معلوم ہوے تو جوش عداوت سے بے قرار ہوگئے - معززین قریش کا ایک وفد گراں بہا تحائف کے ساتھہ بادشاہ حبش کے دربار میں حاضر ہوا کہ ان پناہ گزیں مسلمانوں کو قریش کے سپرد کردیا جائے ' لیکن بادشاہ اس سے پہلے خود اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کرچکا تھا - ناچار وفد خاسر و خجل اور محروم و نا مراد واپس آیا -

اولین قیام حبش اور واپسی

مسلمان ایک مدت تک نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھہ حبش میں آباد رہے - آنحضرت نے جب مدینہ میں ہجرت فرمائی اور وہاں بازوے اسلام میں شہنشاہانہ قوت پیدا ہوئی ' تو پناہ گزیدان حبش کا آخری قافلہ سنہ ۷ ھ میں فتح خیبر کے موقع پر مدینہ واپس آگیا -

ساتھه لینگے ' اور تمھارا کام ھمارگوں کے لیے مایۂ فخر و اعزاز رهیگا - تمھاري پاک روحیں ھمارے مردہ دلوں میں زندگي پیدا کرتي ھیں -

یہ نہ سمجھو کہ تمھارے بچوں کو بھوک کي تکلیف ھوگي اور تمھاري قابل احترام بیبیاں رنج و مصیبت میں دن کاتینگي - تمھارے بچونکي پرورش ھمارے سر آنکھوں پر اور انکي نگھداشت ھمارے فرائض دیني میں داخل - ھم بیھک مانگ مانگ کر تمھارے بچوں کو روتي کھلالینگے - اور بھوکے رہ رہ کر انھیں آرام پھونچالینگے -

اسي غرض سے تمھارے ناچیز خادموں (ممبران دي مسلم فرنڈس) نے گھر گھر گدائي شروع کردي ھے اور تمھارے بھائیوں سے پیسہ پیسہ دھیلا دھیلا جمع کر رھے ھیں - پھلي قسط مبلغ ۴۲ - روپیه کي بھیجتا ھوں - لسلہ اس ناچیز ھدیه کو قبول کرکے سرفرازي بخشو - اور یہ نہ سمجھو کہ ھم لوگ اور کچھه نکرینگے - جبتک دم میں دم ھے - اس نیک کام سے غافل نہ رھینگے -

مھدي حسن - سکریتري " مسلم فرنڈس " ھزاري باغ

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۱)

	روپیه	آنه	پائي
اڈیٹر الھلال	۱۰۰	-	-
مسلمانان غیور و اسلام پرست کوہ مسوري	۵۰۰	-	-
جناب نبي بخش صاحب ھیڈ کلرک پولیس ھوشیار پور	۲	۸	-
جناب سید محمد یوسف صاحب - بھوپال	۵	-	-
جناب مولوي محمد یاسین صاحب مھتمم مدرسہ بھار - پتنه	۱۰	-	-
ایک حضرت	۵	-	-
جناب حافظ خورشید محمد خانصاحب بھوپال	۱۰	-	-
جناب مولانا عبد الله صاحب - بریگھا مونگیر دوسرے بزرگ از بریگیھا مونگیر معرفت جناب عبد المنان صاحب گیلانوي	۶	-	-
جناب علي حسن صاحب - بین - پتنه	۵	-	-
بي بي زاھدہ بیگم صاحبہ سکندر پور - بھاگلپور	۲	-	-
جناب احمد محي الدین حسین صاحب نظام آباد دکن	۶	-	-
ممبران مسلم فرنڈس ھزاري باغ	۴۲	-	-
میزان	۶۹۳	۸	-

انجمن نعمانیہ لاھور کا چھبیسواں سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاھور کا چھبیسواں سالانہ جلسہ اسکے اپنے مکان واقع تکسالي دروازہ مقابل تحصیل لاھور میں بتاریخ ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع مطابق ۶ - ۷ - ۸ ذیقعدہ ۸ سنہ ۱۳۳۱ ھ بایام منگل - بدھه - جمعرات ھونیوالا ھے جسمیں بفضلہ تعالی مشاھیر - علما - مقررین - شعرا شریک ھوکر حاضرین کو اپنے وعظ فیض بیان سے مستفید فرمائیں گے - برادران اسلام اس محض جلسہ دیني میں جسمیں کوئي دنیاوي شائبہ نہیں ھے شریک ھوکر ثواب دارین حاصل کریں - جو صاحب اپنا تحریري مضمون یا نظم بھیجنا چاھیں وہ قبل از اخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع ارسال فرماویں - اور جو صاحب شریک جلسہ ھوکر انجمن کي عزت افزائي فرمانا چاھیں وہ ۳۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک مطلع فرماویں *

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

اصـــلاح

اٹھویں صدی کے اواخر میں یکے بعد دیگرے چند افسر جو فنون جنگ کے ماهر تھے' مصر سے بھاگ کر حبشه کیطرف نکل آئے - یہاں پہونچکر وہ "حطی" کے درباریوں میں داخل هوگئے - انہوں نے ایک فوج مرتب کی' اور اوسکو تیراندازی' نیزہ بازی' تیغ زنی' اور شہسواری کے فنون سکھاے - اسکے بعد مصر کا ایک او ر افسر فخر الدولہ نامی حبش آیا - اسنے حکومت کے دفاتر اور صیغے ترتیب دیے -

اس تنظیم و ترتیب سے ملک میں ترقی و سر سبزی کے آثار ظاهر هونے لگے - پادشاہ جو پہلے معمولی کپڑوں میں دربار کیا کرتا تھا' اب ساز و سامان اور تزک و احتشام کے ساتھہ مرکب و جلوس میں نکلنے لگا !

مسلمانوں پر مظالم

حبش پر مسلمانوں کے ان متواتر احسانات کا نتیجۂ معاوضہ یہ نکلا کہ اسحاق بن داؤد جو اس زمانے میں حبش کا بادشاہ تھا مسلمانوں کا سخت دشمن هوگیا - اوسکے ملک میں جسقدر مسلمان آباد تھے' اونکو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں - بے شمار مسلمان مقتول هوئے' هزاروں غلام بناکر فروخت کردیے گیے - اس سے بھی اوسکا دل ٹھنڈا نہوا تو شاهان یورپ کو اوسنے جنگ صلیبی کی دعوت دی' اور اس مقصد مشئوم کے انجام و اهتمام کیلیے' حدود بلاد اسلامیہ کی طرف فوجی اقدام شروع کردیا' لیکن الله نے اُسے مهلت نہ دی اور عین اس وقت کہ حدود اسلامی کی طرف بڑھرہا تھا' فرشتۂ موت کا هاتھہ اوسکی طرف بڑھگیا !

فوقی الله المسلمین شر ذالک -

زیلع کی ریاست اسلامیہ

قریش کا ایک خاندان حجاز سے آکر ایک مدت سے "زیلع" کے شہر "اوفات" میں متوطن هوگیا تھا - اپنے صلاح و تقوی کی وجہ سے اوسنے مسلمانوں میں شہرت و نیک نامی بہت جلد حاصل کرلی جسکے بعد حسب آئین اسلام اوسکو حق ریاست دینی حاصل هوگیا تھا - جس بزرگ خاندان کے عہد میں یہ ریاست دینی' ریاست سیاسی سے متبدل هوی' اوسکا نام "عمر معروف بہ شمع" تھا -

چونکہ اس صوبہ کا کثیر حصہ مسلمان تھا اسلیے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے مذاق و احتیاج کے مطابق اس صوبے کی حکومت هو - اس بنا پر شاہ حبش سابق نے عمر شمع کو "اوفات" و اطراف اوفات کا گورنر مقرر کیا -

عمر شمع نے ایک زمانہ تک نہایت نیکنامی و هر دلعزیزی کے ساتھہ گورنر رهکر اپنا زمانۂ امامت ختم کیا -

عمر شمع کی وفات کے بعد اوسکے چار پانچ لڑکوں نے وراثتاً اس ملک پر قبضہ کیا اور "حطی" کی حکومت نے بھی اسکی تصدیق کردی - ان میں سے ایک کا نام حق الدین اور ایک کا نام صبر الدین محمد تھا' جو ساتویں صدی کے اواخر میں اوفات پر قابض هوا -

صبر الدین کے بعد اوسکا بیٹا علی بن صبر الدین امیر شہر منتخب هوا - علی نہایت بلند حوصلہ اور دانشمند تھا - اوسنے بہت جلد "حطی" کی حکومت بالا سے آزادی اور اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا - گاؤں اور صحرا کی وحشی آبادی نے جو ایک مدت سے "حطی" کی زیر حکومت تھی' "علی" کا ساتھہ ندیا اور بالآخر "حطی" نے علی کو جرم اعلان خود مختاری میں امارت سے معزول کرکے اوسکے بیٹے احمد معروف بہ ارعد کو اوسکا جانشین مقرر کیا' اور علی کو قید کرکے اپنے ساتھہ لے گیا -

علی آٹھہ برس قید میں پڑا رها' لیکن اسکے بعد قصور معاف کیا گیا' اوفات کی ریاست پر دوبارہ حاکم مقرر هوا - اور احمد حرب ارعد کو دار الحکومت میں بلا لیا -

احمد حرب ارعد یہاں مدت تک مقیم رها - یہاں اوسکے تین لڑکے پیدا هوے جن میں سے ایک کا نام "سعد الدین محمد" تھا - کچھہ دنوں کے بعد "حطی" نے احمد حرب ارعد کو "علی" کے پاس بھیجدیا - یہاں باپ کی ریاست میں کسی پرگنہ کا افسر مقرر کردیا گیا اور آخر اسی خدمت پر ایک لڑائی میں مارا گیا -

احمد حرب ارعد کے بعد اس پرگنہ کی افسری پر اوسکے بھائی ابوبکر بن علی کا تقرر هوا - احمد حرب ارعد کا ایک بیٹا جسکا نام "حق الدین" تھا' اپنے دادا علی کے پاس تھا - امور سیاست سے کنارہ کش هوکر وہ کسب علم میں مصروف هوگیا -

علی اسکو نہایت حقارت سے دیکھتا تھا اور همیشہ اسکو ذلیل حالت میں رکھتا تھا - اسکے چچا "ملا اصفح بن علی" کو بھی حق الدین سے سخت عداوت تھی - اسلیے علی نے حق الدین کی تحقیر و تذلیل کا ایک نیا سامان فراهم کیا' یعنی اسکو ایک پرگنہ کے حاکم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ گاؤں کے ذلیل اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر اسکو لگا دیا جاے -

حسن تقدیر سے یہی سامان تحقیر عزت و شان کا نشان هوکر چمکا - حق الدین نے اس حقیر فرض کو اس خوبی سے ادا کیا کہ رعایا میں اوسے ایک عجیب و غریب هر دلعزیزی حاصل هوگئی اسکا نتیجہ یہ هوا کہ رعایا نے پرگنہ کے حاکم کو معزول کرکے حق الدین کو اپنا امیر تسلیم کرلیا' اور حق الدین نے اس دانشمندی اور عدل و انصاف کے ساتھہ اپنی چھوٹی سی حکومت کا انتظام کیا کہ ایک قلیل مدت میں ایک بڑی فوج کی سپہ سالاری کے لائق هوگیا !!

ملا اصفح کو حق الدین کی یہ گستاخی برداشت نہوسکی - اوسنے "حطی" کو حق الدین کی قوت کی اطلاع دی - "حطی" نے تیس هزار فوج حق الدین کی تادیب کیلیے ملا اصفح کے پاس بھیجی - حق الدین نے اپنی مختصر جمعیت کے ساتھہ' جسمیں سے هر شخص حق الدین کا عاشق تھا' شاهی فوج کا مقابلہ کیا' اور شکست دی - شکست خوردہ فوج نے دار الحکومت کا رخ کیا - حق الدین نے دار الحکومت تک تعاقب کیا اور بالآخر ملا اصفح مارا گیا -

اس مہم کی کامیابی کے بعد اوسنے اوفات کی طرف مراجعت کی جو زیلع پایہ تخت اور اوسکے خاندان کا مستقر تھا - اوسکا دادا علی زندہ تھا - اپنے بیٹے ملا اصفح کے مرنے کا اوسکو نہایت سخت صدمہ تھا - حق الدین سے اوسکی نفرت اور زیادہ بڑھگئی' لیکن وہ اپنے دادا کے ساتھہ بکمال عزت و احترام پیش آیا اور اوفات کی حکومت پر جسکا وہ گویا مستحق تھا' بدستور باقی رکھا -

حق الدین اب پورے صوبہ کا مالک تھا - اوسنے اوفات کی جگہ (جو اوسکے لیے ایک مرکز آفات تھا) وصل کے نام سے ایک دوسرے شہر کی بنیاد ڈالی اور اوسکو اپنا مستقر حکومت قرار دیا - وصل کے آگے اوفات سر سبز نہو سکا اور آخر اوفات کے تمام باشندے یہیں آکر آباد هوگئے -

اعــلان جنگ

"حطی" جو اپنی شکست سے نادم تھا' اوسنے متعدد بار حق الدین سے اخذ انتقام کی کوشش کی' لیکن بیکار گئی کیونکہ

نجاشی جب تک زندہ رہا اوسکے تعلقات آنحضرت سے نہایت عقیدتمندانہ رہے - وہ مسلمانوں کی ہمیشہ امداد کرتا رہا - ام المومنین ام حبیبہ حبش میں بیوہ ہوگئی تھیں ' اور وہیں بالوکالۃ آنحضرت کے نکاح میں آئی تھیں - آنحضرت کی طرف سے ۴۰۰ دینار اونکے مہر کی رقم خود نجاشی نے ادا کی !

جزاء احسان

مسلمان ان احسانات کا معاوضہ وفاداری اور حسن اطاعت کے ساتھہ کرتے رہے - اثناے قیام حبش میں جب ایک باغی نجاشی کے مقابلہ میں ہنگامہ آرا ہوا ' تو مسلمانوں نے بادشاہ کیلیے فتح کی دعائیں مانگیں - آنحضرت کے عم زاد بھائی حضرۃ (زبیر) جو عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں ' اسی غرض سے گھوڑے پر دریا کو عبور کرکے میدان میں گئے ' تاکہ معلوم ہو کہ بادشاہ کو ہماری امداد کی احتیاج تو نہیں ہے ؟ نجاشی نے جب وفات پائی تو آنحضرت (صلعم) نے اوسکے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھی -

اس نجاشی کا جانشین مسلمانوں کیلیے بہتر نہ تھا - اوسکے عہد میں مسلمان حبش سے نکل آئے - سنہ ۹ ھ - میں جدہ کے سامنے حبشہ کی فوج ظاہر ہوئی تو آنحضرت (صلعم) نے ارادۂ جنگ کی جگہ ۳۰۰ - مسلمانوں کی ایک جمعیت تحقیق حال کیلیے بھیجی ' جو صلح و امن کے ساتھہ واپس آئی -

ایک تیغ زن اور زور آور قوم کیلیے کسی ملک پر حملہ کرنے کیلیے یہ کافی وجوہ ہیں کہ اوسنے اوس کے افراد کو تکلیف دی اور اوسکے ملک کی طرف فوجی پیش قدمی کی - لیکن اوس رحم مجسم نے ' جسنے فتح مکہ کے دن یہ کہکر اپنے شقی القلب دشمنوں کو چھوڑ دیا تھا کہ :

اقول لکم کما قال یوسف " لا تثریب علیکم الیوم " — یوسف نے جسطرح اپنے دشمن بھائیوں سے کہا تھا میں بھی کہتا ہوں کہ " آجکے دن میری جانب سے تم پر کوئی ملامت نہیں "

نجاشی اول کے احسانات کو یاد کیا ' اور اپنے پیروؤں کو حکم دیا :

سالموا الحبشة ما سالمتكم — " اہل حبش جب تک تم سے مصالحت رکھیں ' تم بھی اون سے مصالحت رکھو "

مسلمانوں نے ایک عالم کو تہہ و بالا کیا - افریقہ کو مصر سے مراکش تک پامال کردیا اور صحراے افریقہ کے ایک ایک گوشہ میں نئی نئی حکومتیں قائم کردیں ' لیکن اپنے وطن کے پاس کا ایک ملک ' جو قوت و استیلاء میں بہت ہی کم درجہ تھا ' جو مذہباً عیسائی تھا ' جو تمدن و تہذیب سے محروم تھا ' جو متعدد بار قبل اسلام اور ایک بار بعد اسلام اونکے وطن پر حملہ آور ہوچکا تھا ' اونکے عالمگیر سیل فتوحات کی موجوں سے کیونکر محفوظ رہا ؟ ہاں ' اسلیے کہ درمیان میں ایک دیوار روئیں حائل تھی - اور وہ اونکے خداے قدوس کا حکم تھا کہ :

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن) — نیکی کا معاوضہ نیکی کے سوا اور کیا ہے ؟

حبش کے ایک بادشاہ نے مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو سات آٹھہ برس تک پناہ دی ' مسلمانوں نے اس نیکی کا یہہ معاوضہ ادا کیا کہ آٹھہ سو برس تک اوسکی ایک انگلی کو بھی اپنی ملک گیری کے سنگ گراں سے ٹھیس نہ لگنے دی ' جس سے تمام عالم ٹھوکر کھا کر گر رہا تھا !

تاریخ و اخلاق کا یہ عجیب و غریب واقعہ دنیا کو کبھی فراموش نہ ہوگا !

اس ایک واقعہ ہی سے اقوام عالم کو معلوم ہوجانا چاہیے مسلمانوں کی قوم نیکی کو نہیں بھولتی - وہ سات برس کی نیکی کا سات سو برس کی نیکی سے معاوضہ ادا کرتی ہے - آج بھی ہمارے حاکموں نے دنیا کے ہر حصے میں ہمارے ان قومی خصائل (نیشنل کیرکٹر) کا تجربہ کرلیا ہے - پھر آیندہ کیلیے بھی کوئی جو مسلمانوں کی اس خصوصیت ملی کا ایک بار اور تجربہ کرلے

ملک حبش

آٹھویں صدی ہجری میں حبش کا ملک ۱۲ - صوبوں منقسم تھا - سجرت ' تکرور ' مخرا ' اشارہ ' داموت ' لامغان ' سہذ زنج ' عدل الامراء ' حماسا ' باریا ' زیلع -

پہلا صوبہ زمانہ قدیم میں مقام حکومت تھا جسکا نام پہلے اخشر اور نہر فرنا بھی تھا - لیکن آٹھویں صدی میں دار الحکومت امہ قرار پایا جو مرعدی کے نام سے بھی موسوم ہے - آخری صوبہ زیلع ہے ' ساحل بحر احمر کے پاس یمن کے مقابل واقع ہے اسلیے وہاں عربوں کی کثیر آبادی موجود ہے - عربی نام اس صوبہ کا " طراز اسلامی " ہے -

ان ۱۲ - صوبوں میں سے ہر صوبے میں بادشاہ کی طرف سے ایک نائب تھا جو اپنے صوبے کا بادشاہ ہوتا تھا ' اور خود شاہ اعظم کا لقب " حطی " تھا ' جسکے معنی سلطان کے ہیں -

مذہب

ایک قدیم زمانے سے جسکی مدت چوتھی صدی بتائی جاتی ہے ' رومیوں کے عہد حکومت میں مصر کے ذریعہ اس ملک میں نصرانیت داخل ہوئی - یعقوبی فرقہ (Jacobite) جو اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا اور جس کا مرکز عہد اسلام میں بھی اسکندریہ تھا ' تمام حبش میں آباد تھا - عہد اسلام میں بھی حبش کا بشپ اسکندریہ ہی کے بطریق کے انتخاب سے مقرر ہوتا تھا -

جب کسی نئے بشپ کے تقرر کی ضرورت ہوتی تھی تو " حطی " والی مصر کے پاس تحائف و ہدایا کے ساتھہ اسکی ایک درخواست بھیجتا تھا - والی ' اسکندریہ کے بطریق کو اسکی اجازت دیتا تھا - وہ ایک بشپ کا انتخاب کرکے اسے حبش روانہ کردیتا -

ہمارے مضمون کو ساتویں اور آٹھویں صدی سے تعلق ہے - اس زمانہ میں بھی حبش ایک نہایت ہی جاہل اور وحشی ملک تھا - مسلمان سیاحوں کا بیان ہے کہ اونہوں نے خواص تک کو کچا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے دیکھا ہے ! کپڑا سیکر پہننا نہیں جانتے تھے ' صرف ایک تہبند باندھلیتے اور ایک چادر اوپر سے اوڑھہ لیتے !

حکومت

وحشیانہ اور غیر منظم حکومت وہاں قدیم سے قائم تھی - نہ کاغذات کے دفتر تھے نہ فوج و عدالت اور مال کے صیغے - تحصیل خراج کا کوئی طریقہ اونہیں معلوم ہی نہ تھا - لڑائی کے وقت ادھر ادھر سے لوگ جمع ہو جاتے تھے ' جنکے ہاتھوں میں پرانے طرز کے ہتھیار ہوتے تھے - فوج کے مقتولین کی تعداد معلوم کرنے کا ایک عجیب مضحک طریقہ تھا - کوچ سے پہلے ہر سپاہی ایک پتھر اٹھاکر ایک جگہ رکھدیتا تھا - جنگ سے واپسی کے بعد ہر سپاہی اپنے اپنے پتھر اٹھاکر دوسری جگہ رکھدیتے - آخر میں جتنے پتھر پڑے رہتے اور اونکا کوئی اٹھانے والا نہوتا ' اوسیقدر مقتولین کی تعداد فرض کرلی جاتی تھی !!

مقالات

وثائق و حقائق

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز !

احیاء امۃ المانیہ[1] کی صد سالہ یادگار

جرمنی کا جشن ترقی اور عالم اسلامی کا ماتم تنزل !

تلك القرى ، نقص عليك من انبائها (۷ : ۵۹)

یہ بستیاں ہیں ، جنکے حالات عبرت و موعظت کیلیے ہم تم کو سناتے ہیں !

سنہ ۱۹۱۳ - کے مصائب نے دنیاے اسلام پر قیامت ڈھا رکھی ہے - لیکن آفتاب کی حدت جب انتہا کو پہونچ جاتی ہے تو زوال شروع ہوجاتا ہے ، حرارت ٹھنڈی پڑنے لگتی ہے ، دھوپ کے استبداد پر سایۂ رحمت غالب آجاتا ہے ، گرمی کو مجبور ہوکر اپنے سرگرم تشددات شخصیہ کی اصلاح کرنی پڑتی ہے ، مظلوم برودت جس سے دوپہر تک سرد مہری کا برتاؤ تھا ، دن کی حکومت میں اب وہ بھی شریک کرلی جاتی ہے ، اور بالاخر اُس کی مستقل مزاجی شام ہوتے ہوتے سورج کی ٹھنڈی گرمیوں کا خاتمہ کر دیتی ہے !

اگر یہ سچ ہے تو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ کمال ضعف و تنزل کی تہہ میں زوال قوۃ و ظلم کی حقیقت مضمر ہے ، اور اگر زندگی کے دن باقی ہیں ، اور اگر ہم اپنی حالت کو بدلنا چاہیں تو اسی عہد ظلم و ستم کو دور امن و راحت کا فاتحہ الباب بھی بنا سکتے ہیں - انہیں بربادیوں کی چوٹیوں پر ایوان ترقی و آزادی بھی تعمیر ہوسکتا ہے -

آج سنہ ۱۹۱۳ع میں جو حالت ممالک اسلامیہ کی ہے ، سنہ ۱۸۱۳ع میں یہی حالت جرمنی کی تھی - سنہ ۱۸۰۷ع کے معاہدہ نے اس ملک کی عزت و عظمت خاک میں ملا دی تھی ، فرانس نے اس کو تباہ کر رکھا تھا ، اسباب ترقی بیکار پڑے تھے ، قوم پر غفلت و جمود طاری تھا ، شریفانہ زندگی بسر کرنے کی حس باطل ہوچلی تھی ، اور پورا ملک ایک بستر خواب غفلت تھا -

یہ تباہیاں ہنوز منتہا کو پہونچنے والی ہی تھیں کہ یکایک قوم بیدار ہوگئی ، اشتداد مرض نے بیمار کو علاج پر آمادہ کردیا ، مجلس " حمیت المانیہ " قائم کی گئی ، اور اُس نے فقیہ (عمارہ) یمنی کی زبان میں فیصلہ کیا کہ :

العلم اول محتاج الی العلم
علم سب سے زیادہ علم جنگ کا حاجتمند ہے
و شفرۃ السیف تستغنی عن القلم
اور تلوار کی دھار انسان کو قلم سے بے نیاز کردیتی ہے

پورے پچاس برس بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ جتنے لوازم تھے سب مکمل ہوگئے - جرمنی کی نئی ابھری ہوئی قوتیں جوش طاقت سے مضطرب ہو ہوکر جنگ کے لیے اُٹھنے لگیں - بالاخر انتقام نے حب قومیت کے ساتھہ مل کر فرانس کو شکست دی - اُنہیں فرانسیسیوں کے دار الحکومۃ (پیرس) کو گھیر لیا ، جنھوں نے کبھی برلن کو گھیر رکھا تھا ، اور جن کی فتوحات نے پروشیوں کی قومی عظمت تک کو فرنچ گورنمنٹ کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !!

نصف صدی تو یوں بسر ہوئی ، دوسری نصف کا سر آغاز یہ تھا :

(۱) نصف اول میں قوم نے جو مادی طاقت محکم کی تھی اُس کو محفوظ رکھنے کے ذرایع بہم پہونچائے گئے -

(۲) علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی کرکے ، اس علمی پیشرفت سے قومیت کی بنیاد استوار کی -

(۳) نئے نئے اکتشاف و اختراع سے اپنی قوت بڑھالی -

(۴) تجارت و صناعت کو اس درجہ ترقی دی کہ سارا ملک دولت مند ہوگیا -

(۵) تکثیر آبادی ، توسیع مقبوضات ، اشاعت علم ، نشر تعلیم ، تجارت گاہوں کی تاسیس ، اور مختلف ممالک میں جرمن بستیوں کے بسانے کے کام میں قوم اپنی حکومت کا ہاتھ بٹاتی رہی - وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہونے دیا - ہر فرد ملت کو قومی ترقی کی تدبیروں پر عمل کرنے میں نہایت سرگرمی کے ساتھہ انہماک رہا -

تمام یورپ سے جرمنی کا حریفانہ مقابلہ تھا - ہر لحظ یہی استغراق تھا کہ مواد ثروت کیوں کر بڑھیں ؟ اور ان مواد کی حفاظت کے لیے قوم کی جنگی طاقت کس طرح اس حد تک پہونچا دی جائے کہ جرمنی کی فاتحانہ عظمت کو ٹھیس نہ لگنے پائے ؟ ملک بھر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ان اغراض کی تکمیل کے لیے مزدوروں کی طرح دن رات کام میں لگا نہ رہتا ہو -

کوششیں کبھی رائگاں نہیں جاتیں - ضرورت صرف اخلاص و استقامت کی ہے - سعی و تدبیر کا جو سلسلہ شروع ہو وہ مسلسل رہے ، اُس کی بنیاد صداقت پر ہو ، اور اُس میں زحمتیں پیش آنے سے انسان گھبرا نہ اُٹھے - مقدمات مرتب ہونگے تو نتائج لامحالہ ظہور پذیر ہونگے -

جرمن قوم کے سلسلۂ مساعی کا نتیجہ آج تم خود دیکھ رہے ہو - سو برس قبل کی وہی کمزور جرمنی اس وقت دنیا بھر میں اول درجہ کی طاقت مانی جاتی ہے - تدبیر منزل ، سیاست مدن ، آداب و اخلاق ، نظام معاشرت ، فوج و لشکر ، بحریہ و حربیہ ، علم و ادب ، فنون جمیلہ ، صناعت و تجارت ، غرض کہ ملکی و قومی ترقی کی ہر شاخ اپنے قبضہ میں کرلی ہے - روے زمین کے سلاطین اُس کی مداخلت سے خائف ہیں ، سمندر میں اُس کا تفوق خطرناک ہوتا جاتا ہے ، طیارات (ہوائی جہازوں) نے کرۂ ہوا کو اُس کے قبضہ میں کردیا ہے ، اور جو بیمار کل بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رہا

(۱) جرمنی کو عربی میں " المان " کہتے ہیں - " امۃ المانیہ " یعنی جرمن قوم -

حق الدین سے اب جنگ ' قسمت سے جنگ تھي - آخر کار حق الدین نے اپني آزادي و خود مختاري کا اعلان کر دیا ' جسکو حطی سیف ارعد اپني موت تـک نہایت تلخي سے سنتا رہا -

سیف ارعد کے بعد اوسکا بیٹا داود بن سیف تخت نشین ہوا - اس عہـد میں حق الدین اطمینـان سے حکومت نـکرسکا - ۹ - برس کي حکومت میں شاہ امحرہ یعني " حطی " کے مقابلہ میں اوسکو بیس سے زیادہ معرکے پیش آئے ' اور بالاخر آخري معرکہ (سنہ ۷۷۹) میں جاں بحق تسلیم ہوا -

حق الـدین کے بعد اوسـکا بھائي سعد الـدین ابوالبرکات محمد جانشین ہوا - سعد الدین ' حق الدین کیطرح شجاع و بہادر تھا ' لیکن حق الدین کیطرح سریع الغضب اور مستعجل العمل نہ تھـا - نہایت آساني و تدبیر کے ساتھہ امور سیاسیہ کو انجام دیتا تھا - اس طرز سیاست نے حق الدین سے زیادہ اوسکو کامیاب بنا دیا - رعایا نے فوج میں داخل ہوکر فوج کي تعداد بہت بڑھا دي - لڑائیاں اکثر پیش آئیں ' مگر سپاہ... نے ہمیشہ ہمرکابي کي ' اور حکومت کا رقبہ روز بروز زیادہ وسیع ہوتا گیا -

کثرت اعداد سپاہ کے بعد بھي سعد الدین امتحان شجاعت سے باز نہ آیا - ایک بار ۷۲ - سواروں کو لیکر حطي کي فوج پر ٹوٹ پڑا ہزاروں کے حملہ میں ۷۲ - سپاہي کب تک کام دے سکتے تھے ؟ گرفتا ہوگیا ' لیکن فوراً ہي ایک مسلمان سپاہي نے بڑھکر اوسے حبشي فوج کے ہاتھہ سے نجات دلائي -

اسکے بعد سعد الدین نے اپني منتشر جمعیت کو مجتمع کیا ' اور اس زور سے حملہ آور ہوا کہ حطي کي فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - مال غنیمت کا وافر حصہ ہاتھہ آیا - چالیس ہزار گائیں صرف حصۂ سلطاني میں آئي تھیں !!

سلطان سعد الدین ' جسنے میدان میں اپني شجاعت و بہادري کا ثبوت دیا تھا ' آؤ دیکھیں کہ اپني پرائیوٹ زندگي میں کتنا بہادر ہے ؟

فتح کے بعد سلطان نے اپنا تمام حصہ فقرا و مساکین اور اہل حاجت میں تقسیم کردیا اور اتنا بھي اوسکے پاس نہ رہا جس سے اوسکے کھانے کا سامان ہوسکے - آخر سلطان کي ایک بیوي نے اپنے مطبخ سے کھانا بھیجا !!

سیل بن عنان سلطان کا داماد تھا - جسکي ملکیت میں بارہ ہزار گائیں تھیں - سلطان نے زکواۃ کا حکم دیا لیکن اوسنے تعمیل نہ کي - سلطان اُس سے علانیہ ناراض ہوگیا - یہاں تـک کہ سلطان کیطرف سے خود قدرت الہي نے اوس سے انتقام لیا اور وہ مع اپنے تمام سامان و دولت کے دشمنوں کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا : فسبحـان مـن هـو شـدیـد العقــاب !

الباقي یاتي

الهلال کی ایجن... ي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخـت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

چگونہ رسد لشکرے را گریز ؟
دہاے سیاست

رومانیا کا ابتدائي سکوت اور انتہائي حملہ

۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں مانچسٹر گارڈین لکھتا ہے

فرنیک فرٹر زٹینـگ (Frankfurter Zeitung) میں اس عنوان پر بحث کي گئی ہے کہ رومانیا نے جنـگ بلقان میں ابتدا کیوں حصہ نہیں لیا ؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رومانیا کو بلغاریا کے طرف سے یقین دلا یا گیا کہ اس جنگ سے ملـک گیري مقصود نہیں ہے - حقیقت میں یہ ایک دلچسپ مضمون کا موضوع ہے - اس مضمون کا گمنام کاتب ایڈیٹوریل فت فرٹ میں ایک ایسے شخص کي حیثیت سے روشناس کیا گیا ہے ' جسکے معاملات بلقان کے متعلق دقیق و عمیق معلومات ' نہایت اعزاز کے ساتھہ سنے جانے کا مستحق قرار دیئے ہیں - بقول اس مضمون نگار کے ' رومانیا نے گذشتہ موسم خزاں میں اسلیے کوئي کارروائي نہیں کي کہ وہ تیار نہ تھی - یکم اکتوبر کو اسکے پاس ڈھائي لاکھہ پیادوں کي رائفلیں تھیں - یہ ایک ایسی تعداد ہے جو پانچ آدمی کورکو جنگي حالات پر لانے کے لیے نا کافي تھي - تاہم اگر وہ مداخلت کرنے والي تھی تو اسے ۶ - لاکھہ آدمي فراہم کرنے تھے - اسي لیے آسٹریا کے کارخانہ اسلحہ سازي کو ایک لاکھہ مینلیچر ۴۰ - ہزار قرابین اور اسي قدر ریوالوروں کی فرمایش فوراً بھیجدیگئی - یہ اسلحہ ماہوار دوہزار سے تین ہزار تـک ' اور کل آگست سنہ ۱۳ ع تک دیے جانے والے تھے - اس سال کے آغاز میں سلسٹیریا کی بابت بلغاریا اور رومانیا کے تعلقات اسقدر کشیدہ ہوگئے کہ یہ مقدار بھي نا کافي معلوم ہوئي اسلیے اسٹریا کے محکمہ جنـگ کو ترغیب دیگئي کہ ۷۰ ہزار پیادوں کي رائفلیں جو بالکل متروک طرز کي ہیں مع ضروري سامان جنـگ کے رومانیا کے ہاتھہ فروخت کرڈالے اور ان تمام چیزوں کو ۱۰ - دن کے اندر دیدے - آسٹریا کي یہ کارروائي مشکل سے اسکي ناطرفداري اور بلغاریا کي خیراندیشي کے (جسکا دعوی کیا گیا تھا) موافق تھي - یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہي ۷۰ ہزار رائفلیں تھیں جس نے بلغاریا کو پیٹرسبرگ کے اتفاق (ایگریمنٹ) سے متفق ہونے کي ترغیب دي تھي - ہمارا مضمون نگار کہتا ہے کہ اسي زمانے میں روماني حکومت نے ۱۱۹ - نورڈین فلیڈ مشین قسم کي توپوں کي - ۱۹۰ - صحرائي توپوں کي ' بیس باٹروں کے ہلکي ہارٹزکي توپوں کي ' اور دس باٹریوں اور پہاڑي توپوں کي جرمني کے مختلف کارخانوں کو اور علی الخصوص توپوں کے سامان کي کثیر مقدار کے لیے کرپ کے کارخانے کو آرڈر دیدیا تھا -

ان تمام آرڈروں کي قیمت ۸۰ - لاکھہ ہوتي ہے جو ایوان (چیمبر) نے منظور کراي - اسکے علاوہ اس نے مارکوني کمپني سے برلن میں کہربائي منارہ روشني (سرچ لائٹ) اور ۱۶ - لاسلکي اسٹیشن حاصل کیے - وہ ان چار تباہ کن جہازوں کي خریداري کے لیے بیچین تھی ' جو انگلستان میں طیار ہو رہے تھے مگر حکومت برطانیہ نے اس پر اعتراض کیا اس لیے اس نے نیپلس (Naples) کے پیٹرسن کے کارخانے میں ۱۱ - لاکھہ ۲۰ - ہزار کے چار تباہ کن جہازوں کا آرڈر دیا

یہ مضمون نگار آخر میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ روماني فوج فني اور اخلاقي دونوں نقطہ ہاے نظر سے اس حالت سے بہت دور ہے جو اسکے لیے فرض کي جا رہی ہے - یقیناً جنگ کے لیے کوئي جوش نہیں - تشکیل اور ساز و سامان دونوں میں بہت سي ایسي چیـزیں چھوٹي ہوئي ہیں جنکے وجود کي خواہش کي جا سکتي ہے -

شہر ۱۹۱۳ء کانپور

لکھنؤ کا مجوزہ جلسہ *

هندوستان کے انگریزي عهد کي آزادي کا خاتمہ

فرمان نادری کا ورود

یہ سب کچھہ راستوں میں هورها تها - جلسے کے شامیانے کے ارد گرد بھی پولیس کا مجمع موجود تھا ' تاهم جلسے کے روکنے اور نہ هونے کي نسبت وهاں کوئی اطلاع نہ تهي - لوگ برابر جمع هورهے تھے اور خواص کي آمد کے منتظر تھے -

لیکن ٹھیک دو بجے جو اعلان میں انعقاد جلسہ کا وقت بتلایا گیا تھا ' مجسٹریٹ شہر مع سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند دیگر افسروں کے رفاہ عام پہنچے اور یہ حکم سنایا :

" هز آنر لفٹننٹ گورنر کے حکم سے یہ جلسہ قطعي طور پر بند کیا جاتا ہے - کسی طرح کي کوئی کارروائي نہ هو اور نہ لوگ جمع هوں "

سید وزیر حسن صاحب نے یہ حکم حاضرین کو سنایا اور لوگ متحیر و متعجب ' متاسف و متنفر ' اس عجیب و غریب حکم و طرز حکم کے اوصاف چنگیزي و انداز هلاکو خاني پر غور و فکر کرتے هوئے واپس گئے - ایسا عجیب حکم ' جس سے بڑھکر قانون کی عزت کو خاک میں ملانے والا ' اور پبلک آزادي کی صریح توهین کرنے والا حکم انهوں نے اپني زندگي بھر میں باستثناء ظالم آباد کانپور ' کبھي نہیں سنا تھا !

مولانا ابوالکلام کا بیان ہے کہ وہ هوٹل میں وقت مجلس کا انتظار کر رہے تھے اور چلنے کے لیے طیار تھے کہ خفیہ پولیس کے ایک " دوست " پہنچے اور کہا کہ جلسہ هز آنر کے حکم سے بند کردیا گیا ہے - اب آپ شرکت کي تکلیف گوارا نہ فرمائیں اور اس طرح ان کو اس واقعہ کا علم هوا - پھر انھوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ بعض دوستوں سے دریافت کیا اور اس خبر کي مزید تصدیق هوئي ' تاهم وہ تین بجے رفاہ عام آئے - جنگي تیاریوں کي اس عظیم الشان نمائش کا تماشا دیکھا - پنڈال بالکل خالي تھا اور پولیس کے افسر اس حاکمانہ اقتدار کے ساتھہ جا بجا بکمال فخر و غرور متمکن تھے ' گویا یہ شامیانے کي چھت ' کرسیوں کي صدھا قطاریں ' اسٹیج کا تختہ ' اور اس کے ارد گرد کا تمام ساز و سامان ' صرف انهي کے قدوم میمنت لزوم کے لیے فراهم کیا گیا ہے !!

چار بجتے بجتے یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئي تھي ' اور رفاہ عام میں بالکل سناٹا تھا - تاهم کسي غیر مرئي غنیم اور غیر محسوس دشمن کا خوف و هراس اس درجہ حکمرانان رفاہ عام پر طاري هوگیا تھا کہ غریب پولیس کے سپاهي شام تک وهاں اونگھتے رہے ' اگرچہ ان کے افسر پتوں کي کھڑکھڑاهٹ اور هوا کي سنسناهٹ سے بھي چونک چونک اٹھتے هونگے !!

صوبہ متحدہ کا شہنشاہ

ایک زمانہ تھا ' جب قانون محض ایک شخص کي جنبش ابرو اور حرکت زبان کا نام تھا - اور ملک اور قوموں کي قسمتیں اُن هاتھوں میں تھیں ' جن کو آج شخصي حکمراني کا پیکر جبر و ظلم کہہ کر کوسا جاتا ہے - اور اُن کے وجود کو دنیا اور انسانیت کے لیے ایک لعنت الهي سمجھا جاتا ہے -

ان لوگوں کي مطلق العناني کے قصے عجیب و غریب هیں - ان کے حکم آناً فاناً هوتے تھے - اور ان کے ارادے کي روک کے لیے دنیا میں کوئي قوت کارگر نہیں هوسکتي تھي -

کہتے هیں کہ وہ زمانہ گیا - دنیا شاد و خرم ہے کہ اب قانون کي حکومت ہے - آئین و دستور کا دور دورہ ہے - رعایا حکومت کي غلام نہیں ' بلکہ ذي روح مخلوق ہے ' جس کا ارادہ قابل تسلیم ' جس کي خواهش مستحق سماعت ' جس کے حقوق مسلم ' اور جس کي آزادي بے روک ہے -

ممکن ہے کہ یہ سچ هو مگر موجودہ حالات کي واقعیت کو تسلیم کرتے هوے اس کي صداقت کا اعتراف مشکل ہے - دور کے واقعات سے قطع نظر کیجیے ' اور تاریخ و حوادث کي ورق گرداني کي جگہ مشاهدے سے کام لیجیے - اگر کانپور میں ایک محترم اور مقدس مذهبي عمارت بجبر گرائي جاسکتي ہے ' باوجودیکہ تمام ملک متفقہ و متحدہ اس کي تقدیس پر مذهباً مصر ہے ' اگر ایک نہتے مجمع کا قتل عام کیا جا سکتا ہے ' باوجودیکہ اس میں آٹھہ آٹھہ برس کے بچے بھي شامل هیں ' اور اگر لکھنؤ کے ایک ذمہ دار جلسے کو جو قانون کے مطابق پوري ذمہ داري اور بغیر کسي راز کے علانیہ منعقد هوتا تھا ' اور هر طرح ایک با قاعدہ اور نا قابل اعتراض مجمع تھا ' بغیر کسی قانوني سبب کے چند لفظوں کے شہنشاهانہ حکم سے بند کردیا جا سکتا ہے - تو نہیں معلوم - وہ کونسي عهد برطانیہ کي آزادي ہے ' جس کي دیبي کے آگے همارے سروں کو شکر و امتنان کے بار عظیم سے هر وقت سربسجود دیکھنے کي خواهش کي جاتي ہے ؟ اور وہ کونسي قانوني اور آئیني حکومت ہے جس کي احسانمندي کے طوق سے همارے گلوں کو ایک لمحہ کے لیے بھي رهائي نصیب نہیں هوتي ؟

کیا وہ یہی " آزادي " ہے جس کا جنازہ ۳ - اگست کو کانپور میں اٹھا ؟ کیا وہ یهي آئیني اور قانوني حکومت ہے ' - جس کے تخت شاهنشاهي پر شہنشاہ مطلق سرجیمس میسٹن بہادر رونق افروز هیں ؟

بعض لوگوں کي نسبت تاریخ میں افسوس کیا گیا ہے کہ انہیں جو زمانہ ملا ' وہ ان کے لیے موزوں نہ تھا - اگر قدرت کے کاموں میں بھي ایسا هوا کرتا ہے تو اس میں کوئي شک نہیں کہ

تھا، آج قوموں کا ایک عفریت مہیب ہے ! و تعز من تشاء و تذل من تشاء، بیدک الخیر، انک علی کل شی قدیر ! (٣ : ٢٦)

•

سنہ ١٨١٣ ع کا زمانہ جرمن قوم کی حس بیداری کا اولین زمانہ تھا - یہی سال تھا، جب اول اول ملک میں تحریک زندگی پیدا ہوئی تھی - اس بات کو اس وقت سو برس ہو چکے - اہل جرمنی آجکل اس فکر میں ہیں کہ اس سال (١٩١٣ میں) اپنے مبدء حیاۃ (١٨١٣ ع) کی یادگار منانی چاہیے، چنانچہ اس جشن ملی کی طیاریاں بھی نہایت زور شور سے شروع کردی گئی ہیں -

• •

آہ، جبکہ دنیا کی قومیں اپنی زندگی کی شادمانیوں میں مصروف ہیں، تو ہمیں اپنی عظمت مرحوم کے ماتم سے فرصت نہیں - جبکہ ملکوں اور قوموں کی ترقیات و عروج کی یادگاریں منائی جا رہی ہیں، تو ہمارے سامنے اپنی بربادیوں کی فہرست دھری ہے، اور حیران ہیں کہ ماتم و فغاں کیلیے اپنے کس زخم کو تازہ کریں ؟

اوروں کو گر کر ابھرنے کی خوشی ہے، مگر ہمارے لیے بام عروج سے خاک مذلت پر گرنے کی دائمی حسرت ہے - اوروں کے حصے میں اگر بہار کی نغمہ سنجیاں آئی ہیں تو کیا مضائقہ ؟ خزاں کے ماتم سے ہمیں بھی فرصت نہیں :

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

وما ظلمہم اللہ، ولکن کانوا انفسہم یظلمون !

•

اگر اس جشن عیش و نشاط میں نامرادوں کی شرکت منحوس نہ سمجھی جاے تو بد بخت ہندوستان کی طرف سے جرمنی کو پیام تہنیت قبول ہو - یہ مبارک باد ایک ایسے ملک کی طرف سے ہے، جس نے عین اسی زمانے میں اپنا مال و متاع تاراج غفلت کیا ہے، جبکہ جرمنی نے اپنے برباد شدہ کاروان اقبال کی رونق دوبارہ حاصل کی تھی !

و بلونا ہم بالحسنات	اور ہم نے انکو اچھی اور بری، دونوں
و السیئات لعلہم یرجعون	حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید
(وان فی ذالک لآیات	اب بھی اپنی غفلتوں سے باز آجائیں -
لقوم یعقلون)	اور بیشک اس انقلاب حالت میں

عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان عقل و فکر کیلیے "

سنہ ١٨١٤ع کی جرمنی سے سنہ ١٩١٣ع کے ہندوستان کی حالت ملتی جلتی ہے - سوا اسکے کہ وہ با ایں ہمہ مصائب و تنزل حاکم تھی، اور ہندوستان با ایں ہمہ ادعاء اصلاح و نظام، محکوم ہے - جرمنی میں سنہ ١٩١٣ع مبدء بیداری ہوا تھا اور اسی تاریخ سے جرمن قوم میں زندگی کے لیے احساس عمل پیدا ہوا تھا - کیا مناسب نہیں کہ ہندوستان کے لیے بھی سنہ ١٩١٣ ع مبدء بیداری بنے ؟ تمام فرزندان ملک اس سال سے غفلت اور بے حسی کی زندگی ترک کرکے ملک کی فلاح و نجات کیلیے صرف قوی کا عہد محکم کرلیں ؟ اور قبل اس کے کہ رفتار سیاست اُن کو فنا کرڈالے، " لسان الغیب " کی اس حکیمانہ وصیت پر عمل کرنے کے لیے ملک بھر میں اعلان کردیں کہ :

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

ہندوستان کا انتظار غیر مختتم

محافظین برطانیہ کی حکومت (کنسرویٹیو گورنمنٹ) کو آئرلینڈ کے لیے اندرونی آزادی (ہوم رول) کا حق تسلیم کرنے سے انکار تھا - بجاے انکار یہ بات بتائی جاتی تھی کہ آئرش قوم اپنے ملک پر آپ حکومت کرنے کا تجربہ کھو چکی ہے - جب تک یہ صلاحیت پختہ نہولے، عطاے استقلال کے یہ معنی ہونگے کہ ملک میں فوضویت (طوائف الملوکی) پھیل جاے اور کوئی نظام قائم نہ رہے -

بعینہ یہی صورت حال عرصے سے ہندوستان کیلیے بھی درپیش ہے -

ان دنوں مسٹر گلیڈ اسٹون انگلستان کی وزارت سے مستعفی ہوچکے تھے - اُنھوں نے ایک مشہور تقریر میں اس ایراد کو رد کیا تھا جس کا ایک فقرہ اب تک ضرب المثل ہے - انھوں نے کہا :

" مچھلی کے بچے پانی میں نہ رہینگے تو اُنھیں تیرنا کیوں کر آئیگا ؟ تم اس خوف سے کہ ابھی یہ بچے ہیں کہیں دریا میں ڈوب نہ جائیں، اُن کو خشکی پر رکھوگے اور سمجھوگے کہ بڑے ہونے پر شناوری کی طاقت آجائیگی تو پھر دریا میں ڈالدینگے، لیکن اگر ایسا کیا گیا تو یاد رکھو کہ غریب بچے مرجائینگے مگر اُن میں تیرنے کی طاقت کبھی نہ آئیگی - انھیں ابتدا ہی سے پانی میں چھوڑ دو - وہ خود تیرنا سیکھ لینگے "

واشنگٹن نے جب امریکہ کو آزاد کرانے کی ٹھانی تھی تو اس پر بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا کہ امریکن قوم آزاد بھی ہوگئی تو کیا ہوا ؟ جب ملک میں تعلیم و تہذیب ہی نہیں ہے تو یہ آزادی سنبھالی کیونکر جائیگی ؟

واشنگٹن نے جن الفاظ میں اس کا جواب دیا تھا، موجودہ رئیس الجمہور (پریسیڈنٹ) امریکہ ولسن نے بھی اپنی تقریر میں اُنھیں فقرات کا اعادہ کیا ہے :

" ہر ایک قوم میں اپنے ملک پر حکومت کرنے کے فطری مواہب موجود ہوتے ہیں - ضرورت صرف اُن سے کام لینے اور اُن کو نمایاں کرنے کی ہے - ذہنی ترقی بے شبہہ مقدم ہے، لیکن کیا آج تک کسی قوم کے دماغ محکومیت کے عالم میں بھی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہوے ہیں ؟ تم تعلیم پر زور دیتے ہو مگر نادانو ! حقیقی اور صحیح تعلیم کیلیے بھی اپنی حکومت کی ضرورت ہے "

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہندوستان کو کیا کرنا چاہیے ؟ رفاہ عامہ کے لیے نظام حکومت میں تبدیلی اور اندرونی آزادی کی کوشش مقدم ہے یا تعلیم و تربیت کی ؟

لوگ کہتے ہیں کہ ابھی صرف انتظار ہی کرنا چاہیے - جب تمام ہندوستان صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ہو جائیگا تو اپنی حکومت کی کوشش بھی کر دیکھینگے ؟ اتنے دنوں تک عدالتیں اگر منشاے قانون پر عمل نہیں کرتیں، حکام کو مساوات کا حق تسلیم کرنے سے انکار ہے، قانون ساز مجلسوں میں رعایا کی راے مغلوب ہے، سرکاری راے کی اغلبیت جب چاہتی ہے ملک کے لیے اذیت رساں قانون وضع کردیتی ہے، حکام جس طرح چاہتے ہیں ہندوستانیوں کے مقابلہ میں قانون کا مفہوم بدل دیتے ہیں، مساجد گرائی جا سکتی ہیں اور انسانوں کو بے دریغ قتل کیا جا سکتا ہے، تو با ایں ہمہ کوئی مضائقہ نہیں - ہم کو صرف تعلیم ہی میں مصروف، اور صرف وقت آئیۂ مجہول ہی کا انتظار کرنا چاہیے !!

لیکن یاد رہے کہ لا ینظرون الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون !

اسئلة واجوبتها

قران کریم اور اصطلاح لفظ کفار

کفار سے مقصود کون لوگ هیں ؟

(جناب مولوي احمد حسین صاحب از گجرات)

حضرت مولانا ! السلام علیکم - جناب اپني تحرار وتقریر کے ذریعه آج عالم اسلامي کي جو خدمت عظیم انجام دے رهے هیں اسکا شکریه ادا کرنا هم لوگوں کي طاقت سے باهر هے - الهلال نے تنها اس ڈیڑه سال کے اندر جو لٹریچر فراهم کر دیا هے ‘ وه گذشته پوري نصف صدي میں پوري قوم بھي نه کرسکي - جناب نے ایک هي وقت میں اور ایک هي رساله کے اندر پالٹیکس ‘ مذهب ‘ علوم ‘ لٹریچر ‘ اصلاح ‘ تجدید و احیاء ملت ‘ غرضکه هر صیغه میں اعلی سے اعلی اور بهتر سے بهتر مواد فراهم کر دیا هے - آپکي تحریر مبارک کي ایک سطر بھي ایسي نهیں هوتي جو حرز جاں بنا کر محفوظ رکھنے کے قابل نهو - مجھے تو ابتدا سے اسي پر حیراني هے که ایک هفته کے اندر صدها کاموں کے ساتھه اسقدر مهلت آپ کو کیونکر مل جاتي هے که بیس صفحوں کا ایسا رساله مرتب هو جاتا هے ؟ اور اسپر طره یه که البصائر کا بھی آپنے اعلان کر دیا هے !

علي الخصوص قران کریم کے متعلق جو کچھه جناب کے قلم سے نکلتا هے ‘ اور پھر جس طرح هر پهلو اور هر موضوع بحث میں آپ اس سے مدد لیتے هیں ‘ اور جیسي نظر اسکي هر آیت اور هر لفظ پر جناب نے کي هے ‘ اسکو تو سوائے فیض رباني اور موهبت الهي کے نهیں سمجھتا که کیا قرار دوں ؟ امر بالمعروف ‘ عهد اصحابی ‘ فاتحۂ سال گذشته ‘ مسئلۂ سود ‘ اور اور بهت سے مضامین جو شائع هوے هیں ‘ خدا را اُن سب کو جمع کرکے ایک رساله کي صورت میں بھي شائع کر دیجیے - آجتک قران مجید کے یه معارف و مطالب کسي کے قلم سے نه نکلے - قران هم روز پڑھتے هیں اور تفسیروں کا بھی مطالعه کرتے هیں مگر حق یه هے که یه انداز بحث اور یه طریق تفسیر بالکل نیا هے اور هر مسلمان کو چاهیے که اسکو پورے غور و فکر سے پڑھے اور اپنے پاس رکھے -

پچھلے هفتے " کشف ساق " کے متعلق جو مضمون شائع هوا هے اور جسکي سرخي " وقت ست که وقت بر سر آید " هے ‘ اسکو خاکسار نے نهایت دلچسپی اور شغف تمام سے پڑھا - البته ایک امر کے متعلق مجکو خدشه هے - نهایت ممنون هونگا اگر چند سطور لکھکر تشریح فرما دیں -

مضمون کے دوسرے نمبر میں جهاں آیات کے نتائج پر نظر ڈالي هے ‘ وهاں جا بجا " کفار " کا لفظ آیا هے اور جس حالت میں که وه تخلف عهد کریں ‘ انکي عدم اطاعت پر زور دیا هے - دریافت طلب امر یه هے که " کفار " سے مراد کون لوگ هیں ؟

نیز اُن آیات میں جن لوگوں کي طرف اشاره کیا گیا هے اور جس وقت کي خبر دي گئي هے وه بھي ابھی صاف نهیں هوا اور تشریح مزید کي ضرورت باقي هے -

میں نهایت ممنون هوں اگر اس عریضه کو بجنسه الهلال کے کسي گوشے میں جگه دیکر مجھے سرفراز فرمائیں - اور ساتھه هي جواب بھي مرحمت فرمادیں - گو میري تحریر اس قابل نهو ‘ تاهم جناب کو میرے دل پر نظر رکھني چاهیے ‘ جو سچي محبت و عقیدت کي وجه سے ضرور مستحق توجه هے -

الهلال

جناب کے اصرار سے مجبور هو کر والا نامه بجنسه درج کر دیا گیا ‘ ورنه جناب کو معلوم هے که فقیر اس قسم کي تحریرات کے اندراج سے عموماً معذرت خواه هوتا هے - آپ حضرات اپني بزرگي اور حسن ظن کریمانه سے اظهار لطف و نوازش فرماتے هیں ‘ مگر یقین فرمالیے که اس سے ایک طرف تو میري شرمندگي بڑھتي هے ‘ که اپني قدر و قیمت سے واقف ‘ اور اپني نا رسائیوں اور کوتاهیوں کو دیکھه رها هوں - دوسري طرف ڈرنے لگتا هوں که کهیں ایسي صداؤں کي اشاعت میرے نفس شریر کو مدح و ستایش کا خوگر اور طالب نه بنا دے که نفس انساني کیلیے اس غذاے مهلک سے بڑھکر اور کوئي شے لذیذ نهیں - اسکے دسائس مخفي ‘ اور اُسکا فتنه سخت و شدید هے ‘ اور فتنه گو خوابیده هو مگر یهي صدائیں تو هیں جو اُسے بیدار کرنے والي هیں !

سلف صالح نے اپني خدمات کا نمونه همارے سامنے رکھدیا هے - اپني هستي هي کیا هے که خدمت کا نام لیں اور اُمۃ مرحومه کي شکر گذاري کو اپني طرف منسوب کریں ؟ خدمت ملت کي شرطیں بڑي کٹھن هیں ‘ اور اصلي منزلیں تو دوسري هي هیں - سب سے بهتر یه هے که هم ایک دوسرے کیلیے دعا مانگیں که اس شرف عظیم و عزت جلیل کا ایک ادنے درجه هي همیں نصیب هو جاے !

معافي خواه هوں که جناب کے ارشاد کي پوري تعمیل سے مقصر رها اور تمهید کا کچھه حصه اشاعت سے رهگیا - الهلال کے صفحات قوم کیلیے هیں - مدحت اشخاص کیلیے نهیں هوسکتے -

" کفار "

قران کریم کے متعلق صدها مباحث ایسے هیں ‘ جن پر ارباب علم کیلیے بهت کچھه غور و تدبر ابھي باقي هے - ازانجمله ایک مبحث اهم " کشف ساق " کے مفهوم و مقصود کا بھي هے ‘ جسکا ذکر متعدد آیات میں کیا گیا هے - اس مضمون میں بعض مستفسرین کي تحریک سے کوشش کي گئي تھي که اِن آیات کي تفسیر اسلوب و تحقیق جدید کے ساتھه کي جاے - مگر در اصل وه مضمون ابھي نا تمام هے اور متعدد مباحث بیان میں آنے سے رهگئے هیں -

مثلاً ان آیات کا محمل اصلي ‘ که اسکے متعلق نهایت اهم مباحث هیں - ان تمام آیات میں خدا تعالی نے اُن لوگوں کے ارادوں اور کاموں کي نامرادیوں کي خبر دي هے ‘ جو دین الهي کي بغض و عداوت میں مسلمانوں کو مٹانے کي کوشش کرتے تھے یا کوشش کرینگے - اور پھر اُن لوگوں کے وه تمام خصائل رذیله ایک ایک کرکے بیان کیے هیں ‘ جنکي مضمون مذکور کے دوسرے نمبر میں دفعه وار تشریح کي گئي هے ‘ اور جنمیں تخلف عهد و میثاق کي خصلت پر علي الخصوص زور دیا گیا هے -

آیات کریمه کا مورد

آغاز عهد نبوت میں معاندین اسلام نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کیے ‘ انکي تباهي و بربادي کي جیسي کچھه تدبیریں کیں ‘ دین الهي کي تحقیر و اهانت میں جس شوخي و بے باکي سے کوشاں رهے ‘ اور پھر جس طرح اپنے تمام عهدوں کو توڑا ‘ هر وعدے کي خلاف ورزي کي ‘ اپنے زیر دست مسلمانوں کو سخت سے سخت ایذائیں دیں ‘ اور باوجود الله کے بار بار مهلت دینے اور طرح طرح کي آیات بینه و قاهره کے دکھلانے کے ‘ وه اپني شیطنت و طغیان سے باز نه آے ‘ اُن تمام اُمور کي طرف ان آیات میں مفصل اشارات کیے گئے هیں -

یه زمانه مسلمانوں کي غربت و بیکسي اور محکومي و زیردستي کا تھا - خدا نے انکو روکا که وه اپني غربت کي وجه سے دل شکسته

سرجیمس میسٹن کی حالت ضرور قابل ہمدردی ہے - اُن کے شاہنشاہانہ امنگوں اور مطلق العنانہ ولولوں کو دیکھہ کر ہر شخص افسوس کرے گا کہ ان کے ظہور میں کارکنان قضاء قدر نے یقینا بہت دیر کی - بہتر تھا اگر ان کو قرون مظلمہ کی حکمرانی کا دور نصیب ہوتا - تاکہ ایک طرف تو اُس " مذہبی جنون " کے کرشمے بھی پوری طرح نظر آجاتے، جس کی نسبت ان کا دعوی ہے کہ ۳ - اگست کو انہوں نے کانپور میں دیکھا - اور ساتھہ ہی عالم انسانیت پر حکمرانی و مطلق العنانی کا بھی اصلی اور کامل موقعہ مل جاتا - پھر سب سے زیادہ یہ کہ " الہلال " کی خلش بھی مخل فرمانروائی نہوتی - اگر یہ نہوتا تو کم ازکم انہیں تاتار کا دارالخلافہ تو نصیب ہوتا - افسوس کہ قدرت نے ان کے ساتھہ انصاف نہیں کیا !

الہــــلال

سچ یہ ہے کہ ہر حکومت پر مصائب و مشکلات کے دور آیا کرتے ہیں، اور ہر خیر خواہ حکومت برطانیہ کو رونا چاہیے کہ سرجیمس مسٹن کے ہاتھوں وہ دوران کی حکومت پر طاری ہوگیا - کوئی غلطی اس غلطی سے زیادہ سخت اور خطرناک نہیں ہو سکتی، جس ایک غلطی کی وجہ سے ہزاروں غلطیوں کا دروازہ کھل جاے، اور ایک ٹھوکر ایسی لگے کہ اس کے بعد چلنے والے کو اُٹھنا نصیب ہی نہ ہو -

ایسی ہی غلطی تھی، جو مسٹر ٹائلر نے کی اور آسکی حمایت پر سر جیمس میسٹن اُٹھہ کھڑے ہوے - اب یہ غلطی بغیر صدہا غلطیوں کو اپنے دامن میں لیے سرجیمس مسٹن کو نہ چھوڑے گی - انہوں نے بھی غلطیوں کے دیوتا کے آگے سر اطاعت خم کر دیا ہے، اور جدھر وہ لے جانا چاہتا ہے، خاموشی کے ساتھہ جا رہے ہیں - ایک پوری قوم، ایک پوری جماعت، چیخ رہی ہے کہ مسجد کا متنازعہ فیہ حصہ مسجد میں داخل ہے اور یہ ایک ہمارا مذہبی مسئلہ ہے جس کو ہم نے سمجھہ لیا ہے، مگر باایں ہمہ وہ کہے جا رہے ہیں کہ نہیں، تمہارے مذہب کا فیصلہ کرنیوالا میں خود ہوں نہ کہ تم بدبخت !

ایک معزز ترین اخبار کا ایڈیٹر کانپور جاتا ہے - اور بہ حیثیت اخبار کے ایڈیٹر ہونے کے زخمیوں اور قیدیوں کو دیکھنا چاہتا ہے - لیکن اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا کانپور میں قیام بھی گوارا نہیں اور جب سبب پوچھا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں بتلائی جاتی - " الہلال " میں مسئلہ مسجد کے متعلق صرف دو مضمون نکلے ہیں - ایک انہدام سے پہلے اور ایک بعد - یقیناً دونوں میں مسجد کے احترام دینی کو ہر مسلمان کا فرض اور اس کے لیے انتہائی سعی و مجاہدہ کو ضروری بتلایا گیا ہے، لیکن اگر ایسا بتلانا ہی بغاوت انگیزی میں داخل ہے، تو سرجیمس مسٹن کو اعلان کر دینا چاہیے کہ خود اسلام ہی ایک بغاوت انگیز مذہب ہے اور دنیا میں صرف ایڈیٹر " الہلال " ہی نہیں، بلکہ چالیس کرور مجرمین بغاوت موجود ہیں - وہ کس کس پر برہم ہوں گے ؟

پھر وہ کونسا بغاوت و فساد کا منتر تھا جو ایڈیٹر " الہلال " جیل خانے کے اندر پھونک دیتے، اور چند قیدی یکایک ایک عظیم الشان مسلم فوج بن جاتے اور پھر مسٹر ٹائیلر کے بنگلہ کا محاصرہ کرلیتے ؟

لکھنؤ میں ایڈیٹر " الہــــلال " کا قیام کوئی راز نہ تھا، کانپور کے مقدمات کی اعانت اور حالات کی تحقیق ان کا ایک کھلا مقصد تھا - جلسہ ذمہ دار اشخاص کے دستخط سے ہوا تھا، اور اس کا مقصد سوا چندہ جمع کرنے کے کچھہ نہ تھا - آج برسوں سے ایڈیٹر " الہــــلال " صدہا تقریریں کرچکے ہیں - کلکتہ میں ایک ایک لاکھہ آدمیوں کے مجمع میں انہوں نے تقریر کی ہے اور اسی واقعہ کے متعلق ایک دن پہلے دہلی میں تقریر کرچکے تھے - پھر آج تک کوئی بلوہ، کوئی ہنگامہ، کوئی بغاوت، کوئی بد امنی وقوع میں آئی کہ لکھنؤ کے ایک ذمہ دار مجمع میں پیدا ہو جاتی ؟ کیا یہ پبلک کی ایک ناقابل برداشت توہین نہیں ہے ؟ اور کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی قوم اور جماعت کے معزز ارکان کی نیتوں اور مقاصد پر حملہ ہوسکتا ہے ؟ اگر واقعی لکھنؤ کے مجمع سے فساد کا اندیشہ تھا، تو وہ " عظیم الشان حکمران قوم " کس لیے ہے جو ایک صدی سے یہاں حکومت کر رہی ہے ؟ پولیس کا فرض تھا کہ وہ دفع فساد کا پورا انتظام کر دیتی اور جتنی زیادہ سے زیادہ اپنی تعداد مجمع کے اندر چھپا سکتی، چھپا دیتی - لیکن ایک با قاعدہ جلسے کو عین اجلاس کے وقت روک دینا قانون اور حریت عامہ کی صریح توہین ہے -

نتــائــج

تاہم وقت اور حالات کے ممنون ہیں کہ جو کچھہ ہوتا ہے اس میں ہمارے لیے فوائد اور نتائج کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے - اگر لکھنؤ میں جلسہ منعقد ہوتا تو بھی مفید تھا، اور اب جو روک دیا گیا تو اس سے زیادہ مفید ہے - برسوں کی سعی و کوشش اور بڑے بڑے مجمعوں کی پُرجوش تقریروں سے زیادہ ایک لمحے کی سختی دلوں کے لیے مؤثر ہوتی ہے - جلسے میں لوگ مصیبت زدگان کانپور کے لیے چندہ دیتے، مگر جب انہوں نے سنا کہ جلسہ جبراً روک دیا گیا تو انہوں نے چندہ سے بھی زیادہ ایک قیمتی شے انہیں دے دی -

حق کو جتنا دباؤ گے اتنا ہی زیادہ اُبھرے گا، اور یہ گیند جتنی سختی کے ساتھہ پھینکا جائے گا اتنی ہی تیزی کے ساتھہ اچھلے گا - آگ اگر بھڑکی ہے تو اس کے لیے پانی کی ضرورت ہے، مگر افسوس کہ سرجیمس مسٹن تیل چھڑک رہے ہیں - لکھنؤ کے جلسے پر حکومت چل سکتی تھی اس لیے بند کردیا گیا، لیکن شاید اُن کروڑہا دلوں پر حکومت کام نہیں کرسکتی جو اس کا اثر ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھہ لے گئے - زبان نہ رک سکتی ہے اور نہ قلم چپ ہوسکتا ہے - سرجیمس میسٹن کس کس جلسے کو بند کریں گے، اور کس کس کے قلم سے ہراساں ہوں گے ؟ یہ ایک نہایت افسوس ناک تجربہ ہے جو پچھلے کرچکے ہیں، اور مبارک ہو سرجیمس میسٹن کو، جو آگ سے کھیلنے کے لیے تیار ہوئے ہیں !!

عــام خــیال

عام لوگوں نے اس واقعہ کو کس نظر سے دیکھا ؟

سب سے پہلے تو انہیں اس کا افسوس ہے کہ سید وزیر حسن صاحب نے اس حکم کی ترجمانی کی عزت اپنے سر کیوں لی ؟ اگر یہ حکم دینا ہی تھا تو مجسٹریٹ صاحب بہادر خود لوگوں کو دے دیتے - حکم سنانے کے لیے حلق اور زبان کی ضرورت تھی اور یہ سید وزیر حسن صاحب کی طرح سٹی مجسٹریٹ کے پاس بھی موجود تھی -

پھر ان کا عام خیال یہ ہے کہ سر جیمس میسٹن اس طرح کی کارروائیوں کے ذریعہ مقدمات کی اعانت سے مسلمانوں کو باز رکھنا چاہتے ہیں، اور مقصود یہ ہے کہ کافی طور پر چندہ جمع نہ ہوسکے - کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ روپیہ کی فراہمی ہی سے مقدمات کی پیروی ہو سکتی ہے اور مقدمات کے چلنے ہی سے واقعہ مسجد کے اسرار و خفایا کھل سکتے ہیں -

(مراسلہ نگار " زمیندار " لاہور)

فکاهات

(۱)

آپ ظالم نهیں زنهار ، په هم هیں مظلوم!!

هم غریبوں کو نه پہلے تها ، نه اب هے انکار * که هر اک شهر میں هے آپ کے انصاف کی دهوم
یه بهی تسلیم هے هم کو ، که یه جو کچهه که هوا * اس میں ملحوظ رهے عدل کے آداب و رسوم
آپ قانون کی حد سے نه بڑهے اک سر مو * فیر کا حکم دیا آپ نے جب بهر هجوم

* * *

یه حقیقت بهی مگر قابل انکار نهیں * که به یک چشم زدن موت کو تها اذن عموم
گولیاں کها کے جو گرتے تهے جوانان حسین * سب یه کہتے تهے : قیامت هے که جهڑتے هیں نجوم
گولیوں کے تهے نشان ممبر و محراب په بهی * بسکه درکار هیں مسجد کے لیے نقش و رسوم
جا بجا خون سے مسجد هے نگارین اب تک * یه وه صنعت هے که تا حشر نه هوگی معدوم !
پا به زنجیر تهے مجرم بهی ، تماشائی بهی ، * اور پولیس کو یه تها عذر ، که هم هیں محکوم !

واقعه یه هے غرض ، کوئی نه مانے ، نه سہی ،
" آپ ظالم نهیں زنهار ، په هم هیں مظلوم "

(۲)

"وضو خانه"

گفتی که " وضو خانه " به تعظیم نیرزد
زان روے که آن خانه نه مسجد ، نه کنشت ست
ما بندهٔ فرمان تو هستیم ولیکن :
" معشوق من آنست ، که نزدیک تو زشت ست " ! !

(۳)

بمبئی کی وفادار انجمن

ایک دن تها که وفا داری مسلم کی متاع * هر جگه عام تهی اور نرخ میں ارزانی بهی
دفعةً هوگئی هنگامهٔ بلقان میں گم * قوم کو سخت مصیبت تهی پریشانی بهی
هات آنے کا تو کیا ذکر پته تک بهی نه تها * ڈهونڈهنے والوں نے گو خاک بہت چهانی بهی

* * * *

هو مبارک تجهے اے بمبئی اے نازِ دکن ! * که تیرے تاج میں هے طرهٔ سلطانی بهی
تیرے بازار میں وه یوسف گم گشته ملا * جسکا مشتاق تها خود یوسف کنعانی بهی
یه الگ بات هے اندهوں کو نه آے وه نظر * گو اسی زمره میں هے (یوسف ثوبانی) بهی

(وصاف)

ہوکر مایوس نہ ہو بیٹھیں ' اور معاندین حق و صداقت سے ذرا بھي نہ ڈریں - بعض ضعفاء ملت تھے جنکے اعزا و اقارب مکۂ معظمہ میں تھے - وہ ڈرتے تھے کہ قریش انکي دشمني کا اُنسے بدلہ نہ لیں - بعض لوگوں کے عزیز و قریب حالت کفر میں تھے ' اور یہ اُنسے عزیزانہ نامۂ و پیام رکھتے تھے ' اور اس طرح دشمنوں کو انکے ذریعہ حریف کے ارادوں اور حالتوں کي خبر مل جاتي تھی - (سورۂ ممتحنہ) اور (عمران) میں ایسے لوگوں کو اس سے سختي کے ساتھہ روکا ہے اور اِن آیات میں بھی اس طرح کي کارروائیوں سے باز رہنے پر زور دیا ہے - کیونکہ جن لوگوں کو اللہ ' اسکے رسول ' اسکے مومنوں ' اور حق و صداقت کي معیت و متابعت کا دعوا ہے ' انہیں سزاوار نہیں کہ اسلام کے اُن دشمنوں سے تعلقات رکھیں اور انکي اطاعت و پیروي کریں ' جنھوں نے پیروان اسلام کو گھر سے نکالا ہو ' انکے چین اور ارام میں خلل ڈالا ہو ' وعدے توڑے ہوں ' عہد و پیماں کا پاس نہ کیا ہو ' اور دین الہي کے ساتھہ علانیہ تمسخر و استہزا کرتے ہوں - پس کہا کہ جو ظالموں کا ساتھہ دیگا ' اسکا شمار بھي ظالموں کے ساتھہ ہوگا -

کشف ساق

اسکے بعد پھر مومنین مخلصین کي تسکین و طمانیۃ کیلیے حق کي فتح اور باطل کے خسران کي جابجا خبر دي ' اور ایک خاص فیصلہ کن وقت کي طرف اشارہ کیا جو بہت جلد آنے والا ہے ' اور جو زیردستوں کو بالا دست ' محکوموں کو حاکم ' مفتوحوں کو فاتح ' ماتم گزاروں کو عیش فرما ' اور خاک مذلت پر لوٹنے والوں کو عرش جلال و عظمت پر متمکن کر دیگا !!

یہي دن ہوگا ' جبکہ شدت و کرب کي پنڈلي برہنہ ہو جائیگي سختي و عذاب کا چہرہ بے نقاب ہو جائیگا ' ظالموں کو سرافگندگي کي دعوت دي جائیگي ' لیکن یہ انکي طاقت سے باہر ہوگا :

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون - خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ ' و قد کانوا یدعون الی السجود و ھم سالمون !

اُس وقت انکي آنکھیں ذلت و شرمندگي سے جھکي ہونگي - چہرے ذلت و نکبت سے مسخ ہونگے - یہ وہي مغرور کفر و عدوان تھے کہ انہیں اللہ اور اسکے احکام کے آگے جھکنے کي دعوت دي جاتي تھي اور یہ اچھے خاصے صحیح و سالم تھے ' مگر شیطان کي ڈالي ہوي باگ اتني سخت تھي ' کہ انکے سروں کو جھکنے کي اجازت نہیں دیتي تھي !

معجزۂ قراني

یہ پیشین گوئیاں ایک ایسے عہد غربت میں کي گئی تھیں ' جبکہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا ' اور فتح و کامراني ایک طرف ' انکو کسي گوشے میں چین سے بیٹھنے کي بھي مہلت نہ تھي -

مگر نصرۃ الہي کے معجزات ایسے ہی حالتوں میں عقول و اذہان انسانیہ کو دعوت عجز و اعتراف دیتے ہیں - تا قدرتوں کي فرماں روائي کا اعلان ' اور قوۃ الہیہ کے جلال و جبروت کا اظہار ہو - یہ ایک وعدۂ الہي تھا جو کمال بے سرو ساماني کے عالم میں کیا گیا تھا '

لیکن : وکان وعداً مفعولا - تھوڑے ہي دنوں تک دنیا کو منتظر رہنا پڑا - یکایک واقعات و حوادث کا صفحہ الٹا ' اسلام کي غربت اولی کا دور ختم ہوا ' ملائکۂ فتح و نصرت کے نزول سے خدا کي زمین بھر گئي ' اور ہجرۃ نبوي علي صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ... سال (فتح مکہ) کا معرکہ پیش آیا - یہي وہ فیصلہ کن دن تھا ' جسکي اِن آیات میں خبر دي گئي تھي ' اور یہي وقت موعود تھا ' جبکہ " کشف ساق " کي حقیقت بے نقاب ہونے والي تھي - خدا کا تخت بچھا ' کفر کي فوج کو ہزیمت ہوئي - محکوم حاکم ' مفتوح فاتح ' زیردست بالا دست ' مطیع مطاع ' ضعیف زور آور ' اور پرستاران اصنام و طواغیت کي جگہ عباد اللہ المخلصین کا دور خلافۃ و فتح مندي شروع ہوا : فسبحان الذي اذا اراد شیأً ان یقول لہ کن ' فیکون !!

پس في الحقیقت اِن آیات میں جو خصائص خبیثہ و رذیلہ و خصائل ردیہ و رذیلہ بیان کیے گئے ہیں ' وہ اپنے مورد اول کے اعتبار سے مشرکین مکہ کے متعلق ہیں ' اور اُن میں انقلاب حالت کي جو خبر دي گئي ہے ' وہ ایک پیشین گوئي تھي ' جس کا ظہور جنگ بدر ہي سے شروع ہوگیا تھا - پھر فتح مکہ کے بعد اعلان ہوا ' اور اسکے بعد اسلام کے ظہور عام ' خلافۃ اسلامیہ کے قیام ' فتح ممالک و بلدان ' و خسائر اہل کفر و طغیان سے روز بروز زیادہ متحقق و متیقن ہوتا گیا ' اور انشاء اللہ تا قیام قیامت اسکے اعجاز و خوارق ظاہر ہي ہوتے رہیں گے -

خصائص مخصوصۂ کلام اللہ میں سے ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اسکے اکثر بیانات و تنزیلات گو خاص مواقع و حالات سے متعلق ہیں ' لیکن انکا انطباق اصولاً ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے - پس اِن آیات میں بھي جو امور بیان کیے گیے ہیں ' گو وہ کفار مکہ اور فتح بلدامین کے متعلق تھے ' مگر انکي صداقت آج بھي ویسي ہي ہے ' جیسي ابسے تیرہ سو برس پہلے تھي -

تحقیق اطلاق لفظ کفار

رہا آپ کا یہ سوال کہ " کفار سے مراد وہاں کون لوگ ہیں ؟ " تو یہ تمام تفصیل بھي اسي لیے تھي تاکہ مطالب بالکل واضح و بین ہو جائیں - کفار سے وہاں مراد خاصکر مشرکین مکہ ہیں - انہی سے اسلام کا مقابلہ تھا - انہیں کے مظالم کا یوم الحساب آنے والا تھا ' اور انہیں کے مواعید و مواثیق مکذوبہ تھے ' جنکا بار بار ظہور ہوا تھا ' اور ضرور تھا کہ انکے نتائج سے وہ دوچار ہوں - اور پھر انکے علاوہ اسلام و مسلمین کے ساتھہ یہ سلوک اور جس گروہ کا ہوگا ' انشاء اللہ وہ اس وعید الہي کا مستحق ہوگا -

اہـل کتـاب اور کفار

قران کریم کا مطالعہ کیجیے تو باول نظر واضح ہو جائیگا کہ اس نے اس بارے میں خاص اصطلاحات مقرر کر دي ہیں اور ہر جگہ انہیں کو استعمال کیا ہے - قرآن کریم کي اصطلاح میں " کفار " کے لفظ سے عموماً مشرکین مکہ مراد ہوتے ہیں - یہود و نصارا کیلیے اُس نے " اہل کتاب " کي اصطلاح قرار دي ہے ' اور یہ اسکي ایک رعایت خاص ہے جسکے ذریعہ اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو عام مشرکین کے مقابلے میں امتیاز بخشا -

تمام قرآن کریم کا مطالعہ کر جایئے ہر جگہہ یہود و نصارا کو " اہل کتاب " اور عام طور پر مشرکین و عبدۃ الاصنام کو " کفار " کے لفظ سے مخاطب پائیگا - یہ ضرور ہے کہ قران کریم نے الوہیت مسیح کے اعتقاد ' حضرت مریم کي پرستش ' اور قتل انبیاء و مرسلین کو صراحۃ طور پر کفر کہا ہے ' لیکن ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوسکتا ہے اور شرک کے معنے صرف بتوں کے پوجنے ہي کے نہیں ہیں بلکہ انسانوں کي پرستش بھي اسمیں داخل ہے -

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (٥ : ٧٦) — بیشک ' جن لوگوں نے کہا کہ خدا نے مسیح ابن مریم کي صورت میں ظہور کیا ' انہوں نے صریح کفر کیا -

پھر اسکے بعد کہا : لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ - اور اس طرح اقانیم ثلاثہ کے اعتقاد کو کفر قرار دیا -

ان تمام مواقع میں انکے اعتقادات کو کفر قرار دیا ہے ' تاہم خود انکو " کفار " کے لقب سے ملقب نہیں کیا گیا -

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھی تین آنہ

تاریخ حیات اسلامیہ

مسلمانان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم !

جناب ضیا الدین احمد صاحب طالبعلم قصبہ بنت ضلع مظفرنگر -

اسجگہ عید گاہ میں چندہ کانپور کی تحریک کیگئی - غریب مسلمانوں نے حرارت دینی سے کام لیکر اپنی بساط سے بڑھکر کام کیا اور چند منٹوں میں ۴۱ - ۹ جمع ہوگیا - از راہ کرم ان سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیجئے - رقم عنقریب روانہ کردیجائیگی -

(جناب معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی -)

چونکہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے پہلے جو کچھہ مجھہ حقیر سے اسلام کی خدمت ہوسکی حتی الوسع ناچیز اور ذلیل رقموں سے کی ' اور لوگوں سے کہہ سنکر جو کچھہ بھی ممکن ہوسکا آپ کے خدمت میں ارسال کیا -

اب پھر اپنی بے خانماں ماؤں اور بہنوں کیلئے اپنی جیب خاص سے بچابچاکر اس حقیر رقم (تین روپیہ) کا منی آرڈر اس خط کے ساتھہ ارسال خدمت عالی کرتا ہوں اور انشا اللہ آیندہ بھی جو کچھہ ممکن ہوا بھیجونگا -

۲۰ اگست کا پرچہ ہم چند آدمی سن رہے تھے - اس میں مظلومان کانپور کے لیے چندہ کی تحریک پڑھکر ارکونہ میں نی الجملہ غیرت آئی اور حسب ذیل چندہ جمع ہوا جو آج بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے -

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد ابرہیم صاحب	-	-	۱۰
جناب شرف الدین صاحب	-	-	۱
جناب فقیر محمد صاحب بربیرے	-	-	۲
جناب شیخ صاحب ھانتي	-	-	۱
جناب احمد صاحب بربیرے	-	۸	-
جناب ابراھیم صاحب دھورر	-	۸	-
جناب امین صاحب فتیه	-	۸	-
جناب نظام الدین صاحب بربیرے	-	۴	-

بعد وضع کمیشن منی آرڈر باقی ارسال خدمت ہیں -

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب غلام معین الدین محمد صاحب	-	-	۱۰
جناب مہدی حسن صاحب	-	-	۴۳
جناب محی الدین برکت علی صاحب قصوری	-	-	۱۰
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب - بکانی	-	-	۵
جناب غوث محی الدین صاحب مہتمم خزانہ حیدر آباد دکن	-	-	۲۵
خواتین محلہ بازار مونگیر بذریعہ جناب والدہ مجیب الحق صاحب	-	-	۱۵
جناب حکیم عبد الرزاق صدیقی صاحب سالارگدہ - پٹنہ	-	-	۱۰
جناب ابوطاہر محمد ظاہر حق صاحب - بہار پٹنہ	-	-	۴
جناب نظیر الدین صاحب درزی بہار پٹنہ	-	-	۱
جناب امداد حسین خان صاحب فضل اللہ	-	-	۱۰
بذریعہ جناب محمد شرف الدین صاحب - بھیونڈی تھانہ	-	-	۱۵

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد افضل خانصاحب زردي میہر کچھہ - بلوچستان -	-	-	۳
جناب محمد عبد الحی - دہلی	-	-	۵
جناب محمد ہاشم خانصاحب - راہل - ٹونک ریاست	-	-	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر - بمبئی	-	۴	۱
جناب صغیر احمد صاحب بمبئی	-	۲	-
جناب لشکر علی صاحب دروغہ - چک پکھی فیروزپور	-	-	۶
جناب غلام حسین وفضل کریم صاحب سوداگر - ٹوھانہ	-	-	۷
جناب جان محمد صاحب - برھما	-	-	۱
جناب محمد اشرف صاحب	-	-	۱۰
جناب میاں اللہ دتا صاحب	-	-	۱
میزان	-	۶	۱۸۳
سابق	-	۸	۶۹۳
میزان کل	-	۱۴	۸۷۶

بقیہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید علی محمد صاحب ذاکر مدنی مدرس گورنمنٹ مدرسہ مدراس	-	-	۴
زوجہ محترمہ جناب مراد حسین خانصاحب ملتان	-	-	۱۰
بذریعہ جناب احمد علی صاحب (علیگ) از مظفر نگر جو حسب احباب نے عنایت فرمائے ہیں -	-	-	۵
(۱) جناب سید ناظر علی صاحب متولی			
(۲) مصباح الحق صاحب -			
(۳) جناب افتاب خانصاحب -			
والدہ محترمہ جناب سید الطاف علی صاحب			
ہمشیرہ صاحبہ جناب سید حمید علی صاحب			
بذریعہ جناب محمد صادق صاحب دوکلی پشاور -			
جناب شیخ محمد عبد الرحیم صاحب	-	-	۲۵
جناب منشی محمد اسمعیل صاحب سب اورسیر -	-	-	۵
جناب محمد صادق صاحب	-	-	۱۰
جناب عبدالواحد صاحب - سکندر آباد دکن	-	-	۵
جناب غلام حیدر صاحب - گوجرانولہ	-	۸	-
بذریعہ جناب رسول احمد صاحب - بریل ضلع بارہ بنکی (بتفصیل ذیل)	-	۱	۳۴
والدہ جناب سید محمد عبد اللہ صاحب	-	-	۳۰
اہلیہ جناب سید نبی اللہ صاحب	-	-	۱
والدہ ابوالحسن صاحب	-	-	۴
	-	-	۳۵
فیس منی آرڈر	-	۶	-
	-	۱۰	۳۴
جناب ایس انور شاہ صاحب - ہانگ کانگ چین -	-	-	۲۲
جناب امداد حسین خانصاحب فضلہ	-	-	۱۵
جناب محمد افضل خانصاحب اردي میہر - کچھہ بلوچستان	-	-	۱
جناب عبد الطیف صاحب بھائی داؤد نوسانی صاحب - رنگون	-	-	۵
جناب مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری	-	-	۸
جناب جان محمد صاحب ٹونجي - برھما	-	-	۵
میزان	-	۹	۲۵۹
سابق	-	۱۳	۸۸۵۲
کل	-	۶	۹۱۱۲

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد المكنى بابى الكلام الدهلوى

مقام اشاعت

۷-۱ مكلاود اسٹريٹ

كلكته

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

قيمت

سالانه ۸ روپيه

ششماهى ۴ روپيه ۱۲ آنه

ايک هفته وار مصور رساله

نمبر ۱۲ — كلكته: چهار شنبه ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ هجرى — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

فهرست

تصـــوير

مرقع اياب و ذهاب يا فتح قسطنطنيه (صفحهٔ مصورهٔ خاص)

مجلس دفاع مسجد كانپور

Cawnpore Mosgue Defence Association.

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بيع و صلوات و مساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا - و لينصرن الله من ينصره ' ان الله لقوي عزيز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس : مولانا ابو الكلام ايڈيٹر الهـــلال كلكته

خزانچي : مسٹر اے - رسول - ايم - اے - بيرسٹر ات لا كلكته

سكريٹري : انريبل مولوي فضل الحق ايم - اے - ايل - ايل - بي - وكيل هائي كورٹ كلكته

(۱) مسئلهٔ مسجد كانپور نے در اصل حفظ عمارات دينيه و اوقاف خيريه كا مسئله تمام مسلمانوں كے سامنے پيش كر ديا هے - اور يه نظير اپنے اندر ايسے عواقب شديده ركھتي هے ' جنكا اگر اسي وقت علاج نه كيا گيا تو عجب نهيں كه مساجد و اوقاف كے قبض و تسلط كا سر رشته مسلمانوں كے هاتھه سے نكلكر حكام كے اختيار ميں چلا جاے - پس تمام پيروان اسلام كا فرض ديني هے كه وه جب تك اس معاملے كو ايک انقطاعي فيصلے تک نه پهنچا ليں ' هر طرف سے آنكھيں بند كر كے صرف اسي مسئله كے پيچھے اپني تمام جد و جهد و قواء وقت و مال كو وقف كر ديں -

(۲) اسكے ليے باقاعده ' منظم ' مستقل ' اور متحده اجماعي جد و جهد كي ضرورت هے - پس تمام ان كوششوں كو جو مسئلهٔ مسجد كانپور كے متعلق ملک ميں هو رهي هيں ' ايک رشتهٔ نظام ميں منسلک كرنے ' اور اصل مسئلهٔ مسجد ' نيز مقدمات زير عدالت كيليے تمام وسائل و ذرائع عمل كے اختيار كرنے كيليے يه مجلس قائم كي گئي هے -

تمام خط و كتابت سكريٹري كے نام ادارهٔ الهلال كے پتے سے هوني چاهيے -

فتح قسطنطنیه

سلطان محمد فاتحك قسطنطنیه‌یه نك داخلنده
او آخری بازنطه‌لی مدافعه‌سی





افکار و حوادث

ارشاد آل ا رک

هز آنر سرجیمس مسٹن بالقابہ نے حادثۂ خونین کانپور کے بعد ۶ - اگست کو آگرہ میں جو خطبۂ همایونی دیا تھا ' وہ اچھی طرح شائع ہوچکا ہے اور موافق و مخالف بحیثیں بھی ہوچکی ہیں ' تاہم ہمیں جو کچھ عرض کرنا تھا ' وہ اب تک باقی ہے - انہوں نے فرمایا :

" مگر سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں ' مگر جنہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کردیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد ہوتا ہے - میری یہ دعا ہے کہ آگرہ کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑے "

سب سے پہلے تو ہم اپنے تئیں مبارک باد دیتے ہیں کہ ہز آنر کی زبان مبارک بھی " خدا " کے لفظ سے نا آشنا نہیں - ستم زدگان کانپور کا ذکر کرتے ہوے خدا انہیں یاد آ ہی گیا - کاش ہز آنر فارسی کے ذوق آشنا ہوتے تو ہم مرحوم (غالب) کا یہ شعر سناتے :

روان فداے تو ' نام کے بردۂ ناصح !
زہے لطافت ذوقیکہ در بیان تو نیست !

ہز آنر نے لینے کو تو خدا کا نام لے دیا ' لیکن کاش انہیں معلوم ہوتا کہ انکے مخاطب مسیحی نہیں بلکہ مسلمان ہیں ' اور انکے لیے یہ " لفظ " اتنا سہل و آسان نہیں ' جتنا خود انکے لیے ہے - وہ ایک مصلوب جسد کے پوجنے والے نہیں ہیں جو اپنے بے رحم خدا کو پکارتے پکارتے بالآخر دنیا سے چل دیا ' اور اب اسکے خون کے سوا ' جسکے کفارے میں اسکے تمام پرجاریوں کے گناہ معاف ہوگئے ہیں ' اور اسکے اندر کچھ باقی نہیں رہا ہے ' بلکہ وہ ایک حی و قیوم اور قاہر و منتقم خدا کے پرستار ہیں ' جو انکی دعاؤں کو سنتا ' انکی اعانت و نصرت فرماتا ' حق و عدل کو کامیاب ' اور ظلم و جبر کی پاداش کیلیے ایک عدالت رکھتا ہے - انکو خدا تک پہنچانے کیلیے ' انکے خدا نے یہودیوں کے ہاتھوں اپنا خون نہیں بہایا ہے ' بلکہ جب یہودیوں کی طرح خود انکا کسی دست تظلم سے خون بہایا جاتا ہے ' تو پھر وہ اپنے خدا تک پہنچ جاتے ہیں - وہ ہز آنر کی طرح صرف مسیح ہی کو زندہ نہیں مانتے ' بلکہ ہر اُس مظلوم و مقتول جور و ستم کو بھی ' جسکا خون جرم بے جرمی میں بہایا گیا ہو -

بہتر تھا کہ ہز آنر صرف انسانوں ہی کا ذکر کرتے ' جنکی قسمت کی باگ انکے ہاتھ میں دیدی گئی ہے ' اور خدا کا نام نہ لیتے جو انکی قسمت کا بھی مالک ہے - معلوم نہیں ' ہز آنر بہ حیثیت بیسویں صدی کے ایک متمدن فرزند یورپ ہونے کے ' مذہب و خدا پرستی کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں ؟ یورپ آج ایک طرف تو مادہ کے آگے سر جھکاتا ہے - دوسری طرف مسیح کی پرستش سے بھی انکاری نہیں - پہلی صورت میں تو یہ تذکرہ انکے لیے بالکل ہی غیر ضروری تھا - یورپ اب بہت آگے بڑھگیا ہے اور خدا کا خوف زمانۂ وحشت کے توہمات تھے ' جن سے بیسویں صدی کے عصر تمدن کے ایک تعلیم یافتہ دماغ کو کوئی ہراس نہ ہونا چاہیے -

دوسری صورت میں بھی ایک مصلوب جسم کے پرستار کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ ان لوگوں کو خوف الہی کا وعظ سنا سکے ' جو ایک زندہ خدا کی پرستش کرتے ہیں -

ہم ہز آنر کی مطلق العنان حکومت و فرماں روائی پر اس دور قانون و دستور میں صبر کر سکتے ہیں - انکو اپنے ایک واعظ اور ملا کی حیثیت بھی دیسکتے ہیں ' اگر علی گتہ کالج میں اسکی ضرورت پیش آجاے - انکو اپنا شیخ الاسلام اور مفتی و فقیہہ بھی مان لیں گے ' جیسا کہ وہ کانپور کے متعلق فتوا دے رہے ہیں - یہ سب کچھ مان لینے کیلیے طیار ہیں ' مگر خدا را " خوف الہی " کے وعظ سے تو ہمیں معاف ہی رکھیں - انکی زبان سے سب کچھ سننا پڑتا ہے اور سنتے ہیں ' مگر " خدا " کا نام سنکر بے اختیار ہو جاتے ہیں - آہ ! یہی تو وہ نام محبوب و مقدس ہے ' جسکی شہادت توحید کی صدا سے کانپور کی مسجد کی ہر دیوار اور ہر اینٹ مقدس کی گئی تھی ' اور اسی نام کی عزت تھی ' جسکے لیے بالآخر فرزندان الہی کو اپنا خون دینا پڑا !

از ما بحلے ' لیک مباد ایں همه بیداد
در حوصلۂ حلم خداوند نه گنجد

ہز آنر سے کیا کہیں کہ وہ اس لذت سے آشنا ہی نہیں - ایک مسیحی قلب اس " مذہبی جنون " کی حقیقت کیا سمجھے گا ' جو ہمارے جسم کے ایک ایک قطرۂ خون کے اندر بھرا ہوا ہے - انہوں نے خدا کا نام تو سیکھ رکھا ہے ' لیکن ابھی اسکے کاموں سے بے خبر ہیں - اگر " خدا " کا تصور کوئی ڈرنے کی چیز ہوتی ' تو ۳ - اگست کا طرۂ خونیں حکمرانان عہد کے تاج غرور میں نہ ہوتا -

اسکے بعد ہم کو اُس " جماعت " کے متعلق بھی غور کرنا ہے ' جس کی " سنجیدہ ذمہ داری " نے ہز آنر کو اس درجہ متاثر کیا ' اور جو انکی روایت کے مطابق اس حادثۂ فاجعہ کی اصلی محرک ہے -

یہ لوگ عجیب و غریب ہیں - انکی طاقتیں حیرت انگیز اور انکے کام پر اسرار ہیں - وہ اگرچہ کانپور سے باہر ہیں ' لیکن ایسی مخفی طاقتیں رکھتے ہیں کہ ایک اشارے کے ساتھ ہی سارے شہر کو جان دیدینے پر آمادہ کردیتے ہیں - انکی حکومت کروڑوں انسانوں کے دلوں پر قائم ہے - مسجد کے " وضو خانے " کی نسبت کانپور کے مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہ تھا ' لیکن اس پر اسرار جماعت نے دو ہفتے کے اندر ہندوستان کی تمام اسلامی آبادی کو معترض بنا دیا اور جس چیز کو کل تک لوگ سر جیمس مسٹن کی نظر سے دیکھتے تھے ' اب اسلام کے خدا کی نظر سے دیکھنے لگے !

ہم نہایت ممنون ہیں ہز آنر کے ' کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمارے سامنے کسی ایسی سحر کار اور حکمران قلوب و ارواح جماعت کی مخبری کی ' جو کروڑوں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے ' اور اسلامی آبادیاں اسکے اشارے پر جان دینے تک پر آمادہ ہوجاتی ہیں - فی الحقیقت اگر کوئی ایسی جماعت موجود ہے ' تو جہاں تک جلد ممکن ہو ' ہمیں اسکی جستجو میں نکلنا چاہیے - جن لوگوں کو خدا نے ایسی عجیب طاقتیں دی ہوں ' انکے دیکھنے کا کون مشتاق نہوگا ؟ سر جیمس مسٹن نے جہاں ضمناً مخبری کا فرض انجام دیا ہے ' وہاں اگر از راہ رحم ہمیں اُن کا پتہ بھی دیں ' تو یہ احسان عظیم ہوگا :

ڈھونڈھ لاتے تمھیں اُس بت کو خدا را اے شیخ
تم خدا ترس تھے ' اک کام ہمارا کرتے !

شؤون داخلیہ

کانپور کے مقدمات کي ابتدائي منزل طے هوگئي - اوائل اکتوبر سے سشن کا اجلاس شروع هوگا :

رهے نہ دل میں هوس ' آؤ یہ بهي کردیکهوا

اِس حادثے کي عجیب و غریب نوعیت جو ابتدا سے رهي هے ' اسکا ظہور عدالت کي کارروائیوں میں بهي موجود تها - ناظرین روزانہ اخبارات میں حالات پڑهتے رهے هونگے - صفائي کے وکلا کے ساتهہ جو سلوک کیا گیا ' جس طرح مسٹر مظہر الحق کو غیر معمولي ضبط و تحمل سے کام لینا پڑا ' جس طرح صفائي سے استغاثہ کو مدد دینے کي عجیب خواهش کي گئي ' اور اقرار کرانا چاها کہ وہ تاج کے طرف سے ایک مفید و پر مصلحت درگذر کرنے کي صورت میں اپیل نہ کرینگے ؛ یہ تمام باتیں هندوستان کے عدالتي لٹریچر میں همیشہ یادگار رهینگي -

ایک بزرگ دوست لکهتے هیں -

" اِن مقدمات کا بالاخر جو نتیجہ نکلنے والا هے وہ اِسي وقت معلوم هے - کون نہیں جانتا کہ موجودہ حالات میں انصاف کي حقیقت معلوم - پهر اس سے کیا فائدہ کہ هم لا حاصل اپنا وقت مقدمات میں صرف کریں ؟ انهیں چهوڑ دیجیے کہ اِن رسمي عدالتي کارروائیوں کے بعد بالاخر جو هونے والا هے وہ آج هي کردیں "

میں نے انکو لکها هے کہ یہ سچ هے - اس انصاف کدے کا تو یہي حال هے :

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ !

تاهم مقدمات کو غیر ضروري نہ سمجهنا چاهیے - اسکے لیے بے شمار وجوہ هیں - قانون نے کام کرنے کیلیے ایک خاص ترتیب عمل مقرر کردي هے ' اور همیں چاهیے کہ اسي کے مطابق قدم بڑهاے جائیں - خواہ مایوسي کیلیے کیسے هي سخت اسباب موجود هوں ' تاهم اسکي تمام منزلیں طے کرنا ضروري هے - هم کو پوري قوت و سامان کے ساتهہ مقدمہ لڑنا چاهیے - همارے ساتهہ قانون هے ' اور هم در اصل ۳ - اگست کے مظلوموں کیلیے نہیں لڑ رهے ' بلکہ " تعزیرات هند " اور حکومت هند کے قانون " اساس فرماں روائي " کو اسکي چهني هوئي عزت دوبارہ دلانا چاهتے هیں - هم کو یقین هے کہ مسٹر ٹائلر نے معصوم بچوں کے سینوں هي کو نہیں ' بلکہ عظیم الشان " قانون " کے سر کو بهي زخمي کیا هے -

اصلي عدالت سلطان عدل کي هے ' اور وہ کانپور اور الہ آباد کي عمارتوں سے بے پروا هے - اگر هم ایک سر ایک هتکڑیوں کو نہ کهلو اسکے ' تو مشیت الہي سے چارہ نہیں - ۳ - اگست کو لوگ خاک و خون میں تڑپے تو هم نے کیا کیا ؟ لیکن ساتهہ هي هم واقعات کے چہرے کا بند نقاب توڑنا چاهتے هیں ' اور اگر ایسا کرسکے تو هماري تمام جد و جہد کي یہ اعلي ترین قیمت هوگي - دنیا دیکهہ چکي هے کہ یہي پر اسرار نقاب هے ' جسکے تحفظ کیلیے مقدمات کو آگے نہ بڑهانے کي ایک عجیب و غریب کوشش باسم عفو و رحم کي گئي تهي ' اگرچہ وہ بجنسہ واپس کردي گئي -

پس کتني هي نا امیدي هو ' کتني هي رکاوٹیں ڈالي جائیں ' کتني هي همارے وکلا کے صبر و تحمل کیلیے سخت آزمایشیں پیدا هوجائیں ' مگر مقدمات کو انتہائي جد و جہد کے ساتهہ چلانا چاهیے تاکہ اس عدالت کے کاموں سے اُس بڑي عدالت کیلیے سامان فراهم هوجاے ' جو تمام دنیا کي چشم عقل و انصاف سے عبارت هے - اور پهر وہ دیکهہ سکے کہ اصلیت و حقیقت کیا هے ' اور عدالت و قانون کے ناموں سے اسکے ساتهہ کیا کیا جا رها هے ؟

پهر اگر نتیجہ ناکامي هي هے تو آج بهي کون هے جو کامیابیوں کے عیش کدے کے مزے لوٹ رها هو ؟ جہاں ۱ - جولائي کي تاریخ همیں یاد رکهني هے ' جہاں ۳ - اگست هم بهولے نہیں هیں ' وهاں ایک تاریخ اور بهي سہي - جس دن هندوستان کي سب سے بڑي عدالت کي عمارت میں همیں فیصلہ سنایا جایگا ' اسے بهي یاد رکهیں گے !

هم جل رهے هیں - هم کو پاني کي ضرورت هے نہ کہ تیل کي - لیکن اگر تیل چهڑکا جا رها هے تو اسکے شعلوں کي ذمہ داري همارے سر نہیں هے -

پهر ان مقدمات کے ذریعہ صدها ضمني فوائد هیں ' جن سے نہایت قیمتي نتائج هم حاصل کرینگے - مسلمانوں کے سچے دیني جذبات اور غیرت ملي کي یہ ایک اصلي نمایش هوگي - انکے ایثار و قوت و مال ' و تفاني جذبات و اغراض کو تمام عالم دیکهہ لیگا - انکے دل ' جنکي افسردگي کا مدت سے ماتم چلا آتا هے ' دکهلا سکیں گے کہ اب بهي چهپے هوے شعلے اپنے اندر رکهتے هیں - حکومت کیلیے بهي یہ ایک کشف حقیقت کا اصلي موقعہ هوگا - وہ سمجهہ سکے گي کہ حکام کي روایات سریہ سے ملک کي اصلي حالت بالکل مختلف هے ' اور کانپور کا مسئلہ کانپور هي کا مسئلہ نہ تها ' بلکہ تمام پیروان اسلام کا -

اب رهي هماري امید و بیم ' تو اسکي کہاني بهي سن لیجیے - یہ سچ هے کہ هم مایوس هیں مگر ابهي وہ وقت نہیں آیا هے کہ ان معاملات میں تاج برطانیہ سے مایوس هوجائیں - هم کو یقین هے کہ یہ جو کچهہ هوا اور هو رها هے ' چند حکام کي نا عاقبت اندیشانہ ضد اور هٹ کا نتیجہ هے ' اور یہانکي موجودہ حکومت اعلی بهي اب اسکا ساتهہ دے رهي هے - حکومت کو یقین دلایا گیا هے کہ یہ کوئي مذهبي معاملہ نہیں هے ' اور نہ اس سے مسلمانوں کو کوئي حقیقي صدمہ پہنچا هے - محض چند آدمیونکي پیدا کي هوئي شورش هے ' اور اسکے آگے جهکنا همیشہ کیلیے اپنے تئیں ضعیف کردینا هوگا -

پس اگر هم نے اپنے محکم و غیر متزلزل استقلال اور سعي و جہد قانوني سے اصل حقیقت ظاهر کردي ' تو ضرور هے کہ کہیں نہ کہیں هم کو هندوستان کے گم شدہ انصاف کا سراغ مل جاے گا -

هم زخمي هیں مگر اب تک مرهم سے مایوس نہیں هوے - هم کو صبر کي تعلیم دي گئي هے اور هم ابهي انتظار کرسکتے هیں - تاهم اگر آخر میں بهي مایوس کردیے گئے تو پهر یاد رهے کہ هماري " مایوسي " هماري " امید " سے بهي زیادہ پر خروش هوگي - اس دن کیلیے مایوس کرنے والوں پر افسوس هے : ذلک یوم الخروج ! (۵۰ : ۴۱)

شذرات

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

۱۷ - مئي کو ادارۂ الہلال نے اسکي نسبت اعلان کيا تھا اور ۳۱ - جون تک کي قيد لگائي تھي - پھر بعض حضرات کي تحريک پر ۳۱ - جولائي تک ميعاد بڑھا دي گئي - ہم نے چار ہزار خريدارون کي قيمت پيش کرنے کا ارادہ کيا تھا ' اور ہم خوش ہيں کہ وہ عليم و خبير جو نيتون کو ديکھتا ہے ' ہميں اُسکے ثواب سے محروم نہ رکھے گا - تاہم نہايت درد و افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ قوم کي طرف سے اس ارادے کي تکميل ميں ہميں جو مدد دي جاسکتي تھي ' نہيں دي گئي - اس مد ميں ۳۱ اگست تک کل ۴۷۳ خريدار ہوے اور اسکے بعد بھي چند درخواستيں اسکے متعلق آگئيں جو شامل کردي گئيں - اس طرح پورے ۵۰۰ خريدارون کي تعداد بمشکل پوري ہوئي -

۵۰۰ - خريدارون کي رقم چار ہزار ہوئي ' حالانکہ خداے عليم واقف ہے کہ وقت کے جوش اور چند متبرک گھڑيون کے اثر نے ہمارے دل ميں تيس ہزار کي رقم پيش کرنے کا ولولہ پيدا کرديا تھا - اور اگر لوگ ہمارا ساتھہ ديتے تو اسکي مدد و نصرت سے ہمارے قدم کبھي پيچھے نہ ہٹتے ' اور چار ہزار پرچے مفت تقسيم کرکے ايک بہت بڑي سعادت ديني حاصل کرنے کا ہميں اور معاونين الہلال کو موقعہ ملتا -

البتہ قارئين الہلال کے نہايت شکرگذار ہيں کہ علاوہ اس سلسلے کے انہون نے اپنے عطيات سے بھي اس فہرست کي مدد کي ' اور اس طرح ايک اچھي رقم اور بھي فراہم ہوگئي - ہم کو اس بارے ميں بہت کچھہ عرض کرنا ہے اور بوقت فرصت عرض کرينگے -

سر دست صرف اس رقم کا حساب درج کرديتے ہيں -

۵۰۰ - خريداران جديد " الہلال "	۴۰۰۰
عطيات ارباب کرم و معاونين الہلال	۹ ' ۱ ' ۱۲
بعض رقوم فہرست سابق کہ اسي مد کے متعلق بھيجي گئي تھيں -	۱ ' ۵۳
ميزان کل	۱۳ ' ۲ ' ۶۵

ہم نے حسب اعلان ۸ - آنے کي رقم بھي وضع نہ کي - اس رقم ميں سے ۱۵ - جولائي کو ۳ - سو پاونڈ روانہ کيے گئے - اور باقي رقم ايک خاص خيال سے نہ بھيجي - ليکن چونکہ پھر اسکا کوئي انتظام نہوسکا - اسليے موجودہ وزارت کي طلب اعانت کي اپيل ' اور قبضۂ ادرنہ کے بعد متعدد تارون کے آنے پر ' ۱۸ اگست کو ۵ - سو پاونڈ اور روانہ کر ديے گئے -

روپيہ کي ترسيل ميں ہم نے کسي قدر دير کي - ليکن اسکے وجوہ و اسباب تھے ' اور اب کہ وقت گذر چکا ہے ' انکي تشريح بے سود ہے -

بترسيل ۱۵ - جولائي	۴ ' ۵۰۰
" ۱۸ - اگست	۷ ' ۵۰۰
ميزان کل رقم مرسولہ	۱۲۰۰۰
رقم مجموعي اصلي	۱۳ ' ۲ ' ۶۵
باقي	۱ ' ۲ ' ۶۵

جو کچھہ ہوا ' اسکے ليے بھي احباب و معاونين کرام کے بحال متشکر و ممنون ہيں - پھر بھي اللہ تعالی نے توفيق عطا فرمائي کہ الہلال کے پانچ سو پرچے اخوان ملت کے مطالعہ سے سال بھر تک گذرينگے ' اور ۱۳ - ہزار سے زائد روپيہ مصيبت زدگان کے ليے فراہم بھي ہوگيا -

ربنا تقبل منا ' انک انت السميع العليم - و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمين -

شئون جنگ

رفتار سياست

بلغاريا اور دولۃ عليہ کے بلا واسطہ مذاکرات جاري ہيں - اس ہفتے بھي کسي معاملے کے فيصلے کي نسبت کوئي خبر نہيں آئي - سوا اسکے کہ باہمي گفتگو کا انداز مصالحانہ اور اميد افزا ہے ' اور اظہار مودت و صلح خواہي ميں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے - ٹرکي نے ايک بلغاري بٹالين کو جو قيد کردي گئي تھي ' اظہار صلح پسندي ميں رہا بھي کر ديا ہے -

يورپ کے بے امان " دلال صلح " کو خريدارون کي يہ بلا واسطہ صحبت بے طرح کھٹک رہي ہے ' اور انگريزي پريس بلغاريا کو مخاطب کرکے اپنے مواعظ و نصائح کي بخشش ميں نہايت فياضي کر رہا ہے !

ريوٹر ايجنسي کا لٹريچر يورپ کي سياست کا رخ معلوم کرنے کيليے سب سے زيادہ صاف اور آسان و سہل آلہ ہے - موسمي تغيرات کے معلوم کرنے کے آلات جس طرح کسي ادنی تغير کے پيش آنے کے ساتھہ ہي بولنے لگتے ہيں ' بعينہ اسي طرح ريوٹر کي خبر رساني کا آلہ سياسي مطامع و آرا کے موسمي تغيرات معلوم کرنے کا نہايت سچا ' سريع الاثر ' صادق الروايۃ ' اور بے خطا ذريعہ ہے - اگر ايک شخص روزانہ اخبارات کي جگہ ايجنسي سے صرف خبريں ہي منگواتا رہے ' تو وہ بھي يورپ کي سياست کے متعلق ويسي ہي اطلاعات رکھہ سکتا ہے ' جيسي کہ ٹائمز ' تان ' اور نوورريميا کا مطالعہ کرنے والا !

۱۱ - ستمبر کي صبح کي تقسيم ميں لندن سے ريوٹر نے خبر دي :

" بموجب اطلاعات سوفيا ' گفتگوے مصالحت کے متعلق اميديں ضعيف ہو رہي ہيں - سياسي حلقون ميں ظاہر کيا گيا ہے کہ اگر ٹرکي اپنے مفرط مطالبات پر مصر رہي ' تو بلغاريا گفتگوے صلح کو بند کرديگي - عام يقين يہ ہے کہ دول يورپ ايسي صورت ميں اپنا رسوخ و اثر ضرور استعمال ميں لائيں گي ' تا کہ باب عالي کو ترغيب ديں کہ قابل قبول مطالبات پيش کرے "

اسکا منشا يہي تھا کہ يورپ کو بالاخر مداخلت کرنے پڑيگي -

ليکن ابھي اس تار کے مطالعہ سے فارغ بھي نہ ہوے تھے کہ دوپہر کو قسطنطنيہ کا دوسرا تار پہنچا :

" ٹرکي اور بلغاريا ميں گفتگوے مصالحت نہايت دوستانہ انداز ميں ہورہي ہے - گمان غالب يہ ہے کہ آج کے اجلاس ميں آخري فيصلہ ہوجايگا - مختلف قومون کا سوال تو ۹ - ستمبر ہي کو اصولاً طے پاگيا " !!

معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کي اہميت سے گفتگو بڑھتي جاتي ہے - ايڈريانوپل کے متعلق تو بلغاريا نے ٹرکي کے مطالبے کو صاف صاف مان ہي ليا ہے - البتہ کہتي ہے کہ اسکے اردگرد صرف ۲۰ - کيلوميٹر زمين لے لي جاے - (قرق کليسا) کي نسبت گفتگو ہورہي ہے - کہا جاتا ہے کہ (مصطفے پاشا) کي نسبت بلغاريا کو اصرار ہے -

بہر حال خواہ کچھہ ہو ' مگر حالات بدل گئے ' اور (مسٹر ايسکوايتھہ) کے دامن ميں " ثمرات فتح " کے جو بے شمار خوشے تھے ' اب " فتح مندوں " کو ملنا مشکل ہے !

لندن کي صلح کانفرنس نے جو نقشۂ حدود و خطوط سرحد کھينچا تھا ' اور جو شرائط صلح تصنيف کي تھيں ' اب وہ خواب و خيال سے زيادہ نہيں - والامر للہ العلي العظيم !

مسلمان ہمیشہ سے رو رہے ہیں کہ اُن میں باہم اتفاق نہیں کوئی متفق علیہ لیڈر نہیں - کسی قسم کا ارگنائزیشن نہیں - انکی حالت ایک بے سری فوج کی سی ہو رہی ہے ' جسکا مستر ٹالر جیسا کوئی سپہ سالار نہو -

لیکن سر جیمس مسٹن بہادر کی روایت اگر بغیر جرح کے تسلیم کرلی جاے (اور ظاہر ہے کہ تسلیم کرنی ہی پڑیگی - یہ کچھہ " مذہبی جنون " کے دیوانے یعنی مسلمانوں کی گردن تو ہے نہیں ' جو مجروح ہونے کیلیے ہو) تو اس صورت میں ہمیں اپنی سالہا سال کی مایوسیوں میں یک قلم تبدیلی کردینی پڑیگی - وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت کسی " محفوظ " مقام پر (جو ہز آنر کے دماغ مبارک کے محفوظ حجرۂ تخیل کے علاوہ یقیناً کوئی دوسری جگہ ہے) موجود ہے - جسکو یہ قوت حاصل ہے کہ کانپور میں جوش نہ تھا ' اُس نے جوش پیدا کردیا - یہاں کے لوگ ساکت و صامت تھے ' انھوں نے انکو زبان دراز و فغان سنج بنا دیا - وہ اپنی مسجد کے مطلوبہ حصے کو مسجد نہیں سمجھتے تھے ' مگر انکے حکم سے مسجد یقین کرکے جان دینے پر آمادہ ہوگئے - پھر اتنا ہی نہیں ' بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے دل اس طرح انکی مٹھی میں ہیں کہ بہ یک اشارہ ساحرانہ و طلسمانہ ' سب کے سب انہی کی سی کہنے لگے اور مسجد ! مسجد ! کا ہر طرف شور مچ گیا !

سبحان اللہ ! اگر تمام مسلمانوں پر ایسی طاقت رکھنے والے موجود ہیں تو ہمیں اپنی پراگندگی اور نا اتفاقی پر افسوس کرنے کی جگہ ' یقیناً ہز آنر کی رہنمائی میں انکی تلاش کرنی چاہیے - ہز انر بوجہ اپنی رعایا نواز و رحیم و شفیق طبیعت کے اس جماعت سے خوش نہیں ' کہ اسکے احکام کی بدولت سپہ سالار پولیس کو بحکم فرماں روائے کانپور' چھہ سو پچیس کارتوس صرف کرنے پڑے - اور اس طرح علاوہ چند جانوں کے نقصان کے' گورنمنٹ ہند کے فوجی ذخیرہ کا بھی نقصان ہوا ' لیکن تاہم اگر اس جماعت کا ہمیں پتہ لگ جاے ' تو ہم کسی نہ کسی طرح ہز انر سے اسکی صفائی کرا دیں گے - ہم انسے عرض کرینگے کہ نفع کثیر کے مقابلے میں نقصان قلیل کو نظر انداز کرجائیے - ایک ایسی طاقتور اور حاکم دل جماعت کے پیدا ہونے سے آپکی سات کروڑ رعایا اپنی تلاش قدیم میں کامیاب ہوتی ہے - اُسکا بکھرا ہوا شیرازہ جمع ہو جاتا ہے ' اسکے تمام قومی اور دینی امراض کا علاج اصلی ہاتھہ آجاتا ہے - صاحب نفوذ و اثر پیشواؤں کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی - پس اسطرح کروڑوں انسانوں کو موت کے بعد زندگی نصیب ہوتی ہے - " رفاہ عام کے کاموں " کیلیے جب مسجد کا ایک حصہ لیا جاسکتا ہے ' کیونکہ عامۂ خلائق کے نفع کثیر کے مقابلے میں ایک مخصوص جماعت کے نقصان قلیل کی پروا نہیں کی جاسکتی ' تو پھر ہمیشہ کیلیے ایک قوم کی زندگی کے مقابلے میں مسجد کانپور کے صرف ایک ہی واقعہ کی پروا نہیں کرنی چاہیے -

---

بہر حال کسی نہ کسی طرح سر جیمس مسٹن میں اور اُنمیں صفائی ہو ہی جاے گی ' لیکن ہم انکے اشتیاق میں بے چین ' اور انکے دیدار کیلیے مضطرب ہیں - کاش کسی طرح انکا کچھہ نشان و سراغ مل جاے - مشکل یہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے سر جیمس مسٹن کے سوا اور کسی ذی روح کو انکی نسبت معلومات نہیں ' اور جب تک وہ رہنمائی کیلیے آمادہ نہوں ' کچھہ نہیں ہوسکتا -

لکھنؤ میں مسجد کانپور کیلیے لا حاصل ڈیپوٹیشن نے اپنا وقت ضائع کیا - اسکی جگہ اگر اس جماعت کی سراغرسانی کیلیے التماس پیش کی جاتی ' تو عجب نہیں کہ ہم اپنی ایک قدیمی جستجو کی کامیابی کو اپنے سے قریب پاتے -

---

ہز آنر کو اس خون کی بڑی فکر ہے کہ کس کا دامن اس سے تر کیا جاے ؟ کبھی انکو مسلمانوں کا مذہبی جنون یاد آتا ہے - کبھی کانپور سے باہر کچھہ پر اسرار لوگ نظر آجاتے ہیں ' جنکو ایسی عظیم الشان قوتیں حاصل ہیں کہ باوجود کانپور کی بے حسی اور رضا و سکوت کے ' ایک اشارے پر لوگوں کو میدان جنگ میں لا کھڑا کرتے ہیں !

لیکن اگر انہیں صرف اس خون کے بوجھہ ہی کیلیے کسی درست کاندھے کی تلاش ہے تو اسکے لیے اس زحمت فرمائی کی ضرورت نہیں - نہ تو وہ مسلمانوں کے مذہبی جنون کی جستجو میں نکلیں اور نہ کسی " باہر کی " ایسی عجیب انقلابی طاقت والی جماعت سے خوف زدہ ہوں - مسلمانوں کا خون اتنا قیمتی نہیں ہے کہ اسکے لیے اتنی پریشانی اٹھائی جاے - وہ صاف صاف کیوں نہ کہدیں کہ اسکی ساری ذمہ داری خود مسلمانوں کے موجودہ عہد خونیں پر ہے ؟ طرابلس میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہا ' کیا ہوا ؟ مقدونیا میں ہزاروں لاشیں تڑپیں ' پھر کونسی قیامت آ گئی ؟ جب خود زمانہ انکا خون بہانے پر تلا ہوا ہے ' تو ہندوستان نے کیا قصور کیا تھا کہ اسکی زمین چند قطروں سے بھی محروم رہتی ؟ اسمیں نہ سر جیمس مسٹن کا قصور ہے ' اور نہ اسکے الزام سے انہیں گھبرانے کی ضرورت :

چہ لازم ست کہ بد نام قتل ما باشی ؟
ستارۂ و فلک و بخت و روزگارے ہست !

ہز آنر فرماتے ہیں :

" سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں مگر جنھوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد ہوتا ہے - میری دعا ہے کہ آگرہ کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا کرنا نہ پڑے "

لیکن یہی مضمون ایک دوسرے سیاح کانپور کی زبانی ان لفظوں میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے ' اور ایک ہز انر کے مقابلے میں سات کروڑ انکھوں کا مشاہدہ بھی ہوگا :

" ان ساری جانفرسا مصیبتوں ' ان انسانیت سوز بے رحمیوں ' اس سفک دماء اور قتل اطفال ' اس نہب و سلب اور قہر و جبر ' بندوقوں کے طوفان اور سنگینوں کی سفاکی ' صدہا اشک ہاے حسرت اور نالہ ہاے جانکاہ ' غرضکہ ۳ - اگست کے تمام انسانی مصائب و ہلاکت کی ذمہ داری ' عند اللہ اور عند الناس ' صرف لوگوں پر عائد ہوتی ہے ' جنھوں نے حکومت کے بلند اور محفوظ تخت پر بیٹھکر مظلوموں کی داد فریاد سے بے رحمانہ اغماض کیا - انکے جوش کو بے اصل ' انکے احتجاج کو مصنوعی ' اور انکے قانونی مطالبہ کو بے معنی بتلایا - تاج برطانیہ کی عزت ' اور حکومت کی مذہبی آزادی کی روایات بھول گئے ' اور انھوں نے باوجود فرض انصاف ' فرصت ' اور حق کے ' وہ نہیں کیا ' جس کو کرکے ان تمام خونیں مصائب کو یک قلم روک دے سکتے تھے - اور بالآخر انکا حاکمانہ گھمنڈ اور بے نیازانہ اغماض ' جو پہلے اخباروں کے صفحوں پر حرفوں کی سیاہ پوشی ' اور صحن ہاے مجالس میں آہ و فغاں کے دھوئیں کی صورت میں موجود تھا ' مظلوموں کے خون کا سیلاب بنکر مسجد کانپور کی منہدم دیوار پر سے گذر گیا ! !

گیرم کہ وقت ذبح طپیدن گناہ من
دیدن ہلاک و رحم نہ کردن گناہ کیست ؟

ہم سب کی دلی دعا یہ ہے کہ خدا ہندوستان کے اور صوبوں کو ایسے حکام کی مصیبت سے محفوظ رکھے "

الهلال

۱۰ شوال ۱۳۳۱

فتح قسطنطنیه

عـزل و نصـب

غلبت الروم في ادني الارض (۱)

۸۰۰ھ

دو تصـویـریں

آجکي اشاعت کے ساتهه دو تاریخي مرقع صفحهٔ تصاویر خاص پر شائع کیے جاتے هیں - بظاهر دیکهیے تو زمانهٔ قدیم کے ایک معرکهٔ انقلاب کي تصویریں هیں ' مگر غور کیجیے تو عبرت و بصیرت کا ایک پیام منقوش اور خطبهٔ مصورہ ہے ' جو انقلاب امم کے افسانهٔ غیر مختتم کا دفتر آپکے سامنے کهول دیتا ہے !

مسلمانوں کي خلافت و نیابت الهي ' اور وعدهٔ رباني کے ظہور و تکمیل کے صدها مرقعات میں سے یه بهي ایک مرقع عبرت ہے -

* * *

دنیا کو شعرا و صوفیا نے عموماً کسي کاروانسرا یا مسافر خانے سے تشبیه دي ہے - بعضوں نے اسے ایک پل قرار دیا ہے جو رهنے کیلیے نہیں بلکه صرف ایک بار گذر جانے کیلیے ہے - حکومتوں اور قوموں کے عروج و زوال ' اور ایاب و ذهاب پر نظر ڈالیے ' تو یه تشبیه بالکل صحیح ہے - اس کاروانسراے ارضي میں حکمراني و تاجداري کے مسافریکے بعد دیگرے آتے هیں اور جاتے هیں - اپني اپني باري سے هر قوم تاج حکومت پہنتي اور تخت اقبال پر متمکن هوتي ہے - پهر قانون انقلاب فیصله صادر کرتا ہے اور کسي دوسرے کیلیے جگه خالي کر کے راهي فنا و تنزل هوجاتي هیں :

یکے همي رود و دیگرے همي آید

انقـلاب امـم

قران کریم نے اسي حقیقت کي طرف یه کہکر اشارہ کیا ہے که :

وتلك الايام نداولها بين الناس !

دوسري جگه زیادہ تصریح کي که :

وما اهلكنا من قرية الا ولها كتاب معلوم - ما تسبق من امة	اور هم نے کبهي کوي انساني آبادي غارت نہیں کي مگر اسکي تباهي کیلیے ایک میعاد مقررہ پہلے سے لکهي هولي
اجلها وما يستاخرون (۱۵ : ۵)	تهي کوي قوم نه اپنے زوال و فنا کے مقررہ وقت سے آگے بڑھسکتي ہے اور نه پیچهے رهسکتي ہے - جو وقت اسکے لیے مقرر ہے ' ضرور ہے که اسي وقت وہ دوسروں کیلیے جگه خالي کردے ! "

قانـون انقـلاب

لیکن وہ قانون انقلاب امم ' اور اجل مقدرهٔ الهي کیا ہے ؟ اسکا جواب خود قران کریم نے بار بار اور به اعادہ و تکرار دیا ہے :

ذالك بان الله لم يك مغيراً نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم ' و ان الله سميع عليم - (۸ : ۵۵)	" یه انقلاب حالت اسلیے هوا که یه الله کا قانون ہے - وہ کسي قوم کو نعمت تاج و تخت اور عظمت و جبروت دیکر پهر اسکو نہیں بدلتا ' جب تک که وہ قوم خود اپني صلاحیت کو بدل نه ڈالے اور بیشک وہ سمیع و علیم ہے "

دوسري جگه فرمایا :

فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ؟ (۳ : ۱۳۱)	" تم سے پہلے بهي اس دنیا میں بہت سے انقلابات و حوادث گذر چکے هیں - پس زمین کي سیاحت کرو اور دیکهو که جن قوموں نے اپنے اعمال سے احکام الهي کو جهٹلایا ' انکا کیا نتیجه نکلا ؟ "

ایک اور موقعه پر فرمایا :

وما كنا مهلك القرى الا و اهلها ظالمون - (۲۸ : ۶۰)	" اور هم انساني بستیوں کو کبهي تباہ و هلاک نہیں کرتے ' مگر صرف اس حالت میں که وہ لوگ قوانین و احکام الهي سے سرتابي کرتے هیں "

سورهٔ (هود) میں کہا :

وما كان ربك ليهلك القرى بظلم واهلها مصلحون (۱۱ : ۱۱۹)	" اور تمهارا پروردگار ایسا بے انصاف نہیں ہے که کسي آبادي کو ناحق برباد کردے اور وهاں کے لوگ خوش اعمال اور نیکو کار هوں "

اسکے علاوہ اور بہت سے مقامات میں اس طرف اشارہ کیا ہے - پس یهي وہ قانون الهی ہے ' جسکے بموجب قوموں اور ملکوں کے انقلابات هوتے رهتے هیں - دنیا خدا کا ایک گله ہے - اور وہ نوبت به نوبت مختلف قوموں کو اپني نیابت دیکر بهیجتا ہے تاکه اس گلے کي حفاظت کریں -

كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته (الحديث)	تم سب کي حیثیت کسي گلے کے چرواهے کي سي ہے ' اور هر چرواها اپنے گلے کي حالت کا ذمه دار اور مسئول هوتا ہے -

جو قوم اس فرض الهی کو ادا کرتي ہے ' تاج اقبال اور سریر عظمت پر اسکا قبضه رهتا ہے - لیکن جب احکام الهیه کي سرکشي اور نافرماني میں مبتلا هوجاتي ہے ' تو خدا اپني دنیا کو حکم دیدیتا ہے که اسکي فرماں برداري سے سرکش و متمرد هو جاے - جو شخص اپنے حاکم کا مطیع نہیں ' اسے کیا حق ہے که اسکے ماتحت اسکي اطاعت کریں ؟ ولكل درجات مما عملوا ' وما ربك بغافل عما يعملون (۲ :)

پهر اس قوم کا دور اقبال ختم ' اور افتاب حیات غروب هو جاتا ہے ' اور حکمة الهیه کسي دوسري قوم کو بهیج دیتي ہے ' تا اسکے گلے کي حفاظت کرے ' اور اسکے آگے جهک کر تمام انسانوں کو اپنے آگے جهکاے :

وربك الغني ذوالرحمه '	تمهارا پروردگار بے نیاز و رحمت فرما

(۱] یه آیة کریمه فتح قسطنطنیه کا مادهٔ تاریخ ہے " فی ادنی الارض " سے ۸۰۰ - کا ترجمه کیا گیا ہے - کیونکه " ارض " کا " ادنی " (ض) ہے اور اسکے عدد ۸۰۰ هیں -

يوناني نبوت

فتح قسطنطنيه کے زمانے میں ایک عجیب یوناني پیشین گوئي شہرمیں پھیل گئي تھي - مشہور (گبن) نے اسکو نقل کیا ہے - نادان مفتوحوں کو یقین تھا کہ ترک شہر پر قابض ہو جائیں گے - لیکن جب وہ (سینٹ ایا سوفیا) کے میدان میں پہنچیں گے تو ایک تلوار بکف فرشتۂ غیبي اتریگا ' اور انکو قتل کرتا ہوا سرحد ایران تک بھگا دیگا !

رومیوں کو اسقدر یہاں تک یقین تھا کہ فتح قسطنطینه کے بعد (سینٹ سوفیا) میں جمع ہوگئے اور غافل فرشتے کو چیخ چیخ کر بلانے لگے - فرشتہ تو ضرور آیا - اس نے اپنے ملکوتي رحم و انصاف سے انکو پناه بھي دي ' لیکن فاتح قسطنطینه ' سرحد ایران تک نہ بھگاے گئے !

یہ فرشتۂ فتح و نصرت ' یعنے (سلطان فاتح) جب داخل ہوا ' تو کہتے ہیں کہ (سینٹ سوفیا) کا پادري نماز میں مصروف تھا - نصف پڑھچکا تھا اور نصف باقي تھي - لیکن ترکوں کے داخل ہوتے ہي دیوار شق ہوئي اور پادري اسکے اندر غائب ہوگیا - مشرقي عیسائیوں کو یقین ہے کہ کسي نہ کسي دن مقدس پادري اپني بقیہ نصف نماز پوري کرنے کیلیے دیوار سے نکلے گا اور وهي دن ہوگا ' جب پھر شاخ زرین ہلال سے نکل کر صلیب کے قبضے میں آگئي اور قدیمي مسیحي دارالحکومت مسیحیوں هي کیلیے ہوجائگا -

انتظـــار غیــــر مختتم

صدیوں پر صدیاں گذر گئیں مگر انتظار اب تک باقي ہے - دیوار شق نہیں ہوتي ' اور مقدس ولي اپني بقیہ نماز کے پورا کرنے کا چنداں خواهشمند معلوم نہیں ہوتا - نامرادیوں اور مایوسیوں کے بعد (جنگ بلقان) نے مسیحي امید کي ایک نئي شعلہ روشن کي تھي ' اور ۹ - نومبر سنہ ١٩١٢ - کو (گلڈ ہال) لندن میں (مسٹر ایسکویتھ) نے فتح قسطنطنیه کا ترانۂ صلیبي گایا تھا -

مسٹر ایسکویتھ کا صلیبي خواب

وہ دیکھہ رہے تھے کہ " باب مسیحیت " کھل چکا ہے ' سینٹ سوفیـا کي دیواریں شق ہوگئي ہیں ' صلیبي جنگ کي فراموش شدہ مقدس گیتوں کي متبرک صدائیں گھنٹے کے شور میں ملي ہوئي بلند ہورهي ہیں ' " پر اسرار پادري " اپني انگلیوں سے صلیب کا لاهوتي نشان بناتا ہوا نکلا ہے ' اور روح القدس کا " کبوتر " بنکر صوفیا کے منارے پر بیٹھا رقص نشاط کر رہا ہے !

لیکن افسوس کہ اس صلیبي خواب کي تعبیر بھي الٹي نکلي - بلقاني کروسیڈ کي تقدیس قبل از وقت ثابت ہوئي ' " ثمرات فتح " سے اپنے دامن بھر بھر کر مسٹر ایسکویتھ نے " فتح مند " بلغاریا کي طرف پھینکے ' مگر اس بد نصیب کے هاتھہ ایک دانہ بھي نہ آیا - ایڈریا نوپل هاتھہ آکر پھر نکل گیا ہے - " سینٹ سوفیا " اب تک " جامع ایا صوفیا " ہے - ناقوس کي صدا اب تک اسے نصیب نہ ہوئي ' اور " فتح مند " بلغاریا کي نامرادانہ شکست پر انگلستان خون کے آنسو رو رہا ہے !

انه لحسرة علي الکافرین ' وانه هو الحق الیقیـن ' فسبح باسم ربک العظیم ! (٦٩ : ٢٥)

اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہ جو کچھہ کہ ہوا ' کافروں کیلیے موجب ماتم و حسرت ہے ' اور اسمیں بھي شک نہیں کہ یہ ایک یقیني صداقت کا ظہور ہے - پس اپنے پروردگار کي حمد و ثنا کرو جس نے دشمنان اسلام کو شادماني کي جگهہ حسرت نامرادي میں مبتلا کردیا "

همـــوا بمـــا لم ینالـــوا !

خدا تعالے نے دنیا میں اپنے کاموں کو اپنا نشان قرار دیا ہے - سورۂ (توبہ) میں جہاں کفار و منافقین کا ذکر کیا ' وہاں انکي ایک مخصوص حالت یہ فرمائي کہ :

وهموا بما لم ینـــالوا (٩ : ٧٥)

اور ان لوگوں نے اسلام کي مخالفت میں وہ کام کرنا چاہا ' جس کو وہ نہ کرسکے !

اس صداقت کي حقیقتیں ظہور اسلام سے لیکر اس وقت تک همیشہ ظاهر ہوئیں - ممکن ہے کہ اپني بد اعمالیوں سے مسلمان اسکے مصداق ثابت نہوں ' لیکن اسلام تو همیشہ اپنے اس معجزہ کے عجائب دکھلاتا رهیگا -

پس خدا نے دشمنان اسلام کے ارادوں کي ناکامي و نامرادي کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ' اور موجودہ جنگ اس نامرادي کي ایک نئي شہادۃ عظیمہ ہے - جبکہ ترکوں کي ناکامي حد انتہا تک پہنچ چکي تھي ' جبکہ مسٹر ایسکویتھ فتح قسطنطنیه کي خبر چند گھنٹوں کے اندر سننا چاهتے تھے ' جبکہ بلغاریا جرمني کي طرح قسطنطنیه میں داخل ہونا چاهتي تھي ' تاکہ عالم اسلامي سے اپني عظمت کا اقرار کرائے ' جبکہ انگلستان مضطرب تھا کہ " باب مسیحیت " کو کھولنے والے " ثمرات فتح " سے محروم نہ رهیں ' جبکہ انکے تمام شیطاني مظالم سے انکار ' اور جبکہ انکي تقدیس و تعظیم سے تمام انگلستان گونج رہا تھا ' اور پھر جبکہ اسلام کیلیے خود مسلمانوں کي تمام انساني کوششیں ختم ' اور ہر طرف سے کامل مایوسي اور انتہائي ناکامي کا ظہور ہوچکا تھا ' تو یکایک اس بادل کي طرح ' جو انتہائي طپش و حرارت کے وقت یکایک پھیلتا اور ناامیدیوں کو پیغام رحمت الہي سے بدل دیتا ہے ' واقعات کا صفحہ الٹا ' اور عقلوں کو متحیر اور ادراک انساني کو عاجز کرتي ہوي آیۃ نصرۃ الہیہ کا ظہور ہوا - چند گھنٹوں کے اندر هي دنیا پلٹ گئي - انسان جب اپنـي کوشش سے ناکام رهکر تھک گیا تھا ' تو خدا کا هاتھہ اپني عـزت کي حفاظت کیلیے بڑھگیا - جہاں کل تک امید کي شادمانیاں تھیں ' وہاں آج نامرادي کا ماتم ہے ' اور جہاں ناکامي کي مایوسي تھي ' وہاں کامیابي کي برکتیں ہیں :

مستهـم البـأســاء والضـــراء وزلــزلـــوا ' حتى یقـول الـرســول والـــذین آمـنـــوا : متـــى نصـــر اللـــه ؟ الا ! ان نـصـــر الـلـــه قـــریـــب ! (٢ : ٢١٠)

یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں اور مشکلوں میں پھنس گئے اور انکے پاے ثبات هل گئے ' یہاں تک کہ اللہ کا رسول اور مسلمان چیخ اٹھے کہ آخر اللہ کي مدد کب آئیگي اگر ایسي سخت مایوسي کے وقت بھي نہ آئي ؟ جواب ملا کہ کیوں مایوس ہوگئے ہو ؟ سن رکھو کہ اللہ کي مدد کا وقت قریب آگیا !

جنگ (بدر) میں مسلمانوں نے مایوس ہوکر نصرۃ الہي سے پھر کامیابي حاصل کي تھي ' اور یہي امید بعد از یاس ' انکي آئندہ استقامتوں کا وسیلہ بني : ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة - (٣ : ١١٩) -

موجودہ جنـگ کے ان حوادث کے اندر بھي همارے مستقبل کے لیے ایک درس بصیرۃ موجود ہے - اپني آخري فرصت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اٹھا لیں - ایڈریا نوپل هاتھہ سے جا چکا تھا اور کامل پاشا کي وزارت نے انگلستان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا - اس وقت کہا جاتا تھا کہ ان ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد اسکے سوا چارۂ کار هي کیا ہے ؟

ان یشا یذہبکم و یستخلف من بعد کم ما یشاء ' کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین !

ہے - اگر چاہے تو تم کو چھوڑ دے اور تمہارے بعد جس قوم کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے ' جیسا کہ دوسری قوموں کی نسل سے تم کو پیدا کرچکا ہے -

ایک اور مقام پر صاف تصریح کردی کہ اسکی نظر اعمال صالحہ پر ہے - اگر تم سرکشی کروگے تو وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمہاری جگہہ کسی دوسری قوم کو عزت و حکمرانی کا وارث بنا دیگا :

یا ایہا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ہو الغنی الحمید - ان یشا یذہبکم و یات بخلق جدید و ما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵ : ۱۶)

اے لوگو ! تم اللہ کے فضل کے محتاج ہو - اللہ تو غنی و حمید ہے - وہ اگر چاہے تو تم کو ہٹا دے اور تمہاری جگہ کسی نئی مخلوقات کو لا کھڑا کرے ' اور ایسا کرنا اللہ کیلیے کچھہ مشکل نہیں !

اس قانون کی بنا پر آغاز عالم سے کتنی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسروں کیلیے جگہ چھوڑ کر خود ظلمت گمنامی میں چھپ گئیں ؟ یہی قانون الہی تھا ' جس نے بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کا مسلمانوں کو جانشین اور وارث بنایا ' اور داؤد (ع) کے ہیکل میں جو کچھہ تھا ' وہ ابراہیم (ع) کی قربانگاہ کو نصیب ہوا ' تاکہ آزمایا جاے کہ مسلمان اس امانت کی کیونکر حفاظت کرتے ہیں ؟

ثم جعلناکم خلائف فی الارض لننظر من بعد ہم کیف تعملون ؟ (۱۰ : ۱۵)

پھر بنی اسرائیل کے بعد ہم نے تم کو زمین کی خلافت عطا کی ' تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں ؟ "

ظہور و تکمیل وعدۂ الہی

اس وعدۂ الہی کا ظہور دنیا کے گوشے گوشے میں ہوا - تیرہ سو برس کے اندر صدہا تخت بچھے اور الٹے - کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں - لیکن اس کارواں سراے اقبال کا آخری قافلہ وہ تھا ' جو سنہ ۶۸۷ - میں وسط ایشیا سے چلا اور بالاخر سنہ ۱۴۵۳ - میں یونانی اور رومانی عظمت کے مدفن ' یعنی قسطنطنیہ میں پہنچکر مقیم ہوگیا - یہ بھی انقلاب آباد عالم کا ایک عجیب و غریب تماشا ' اور اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز تعمیل تھی ' جب بیزنطانی حکومت کا مغرور تاج عین اپنی عظمت گاہ کے دروازے پر قسطنطین دریگا سیس (آخری فرماں رواے قسطنطنیہ) کے سر سے اتارا گیا تھا ' اور (محمد فاتح) کے سر پر رکھا گیا تھا - پہلا سر خدا کے آگے مغرور تھا ' اسلیے اسکی زمین پر بھی ذلت کے ساتھہ ٹھکرایا گیا - دوسرا اسکے سامنے سربسجود تھا ' اسلیے اسکی زمین پر بھی سر بلند و مغرور ہوا - وہ جب ۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ - کو (سینٹ رومانس) کے عظیم الشان پھاٹک سے شہر میں داخل ہوا تو اپنے گھوڑے کی پشت پر سجدۂ عبودیت میں جھکا ہوا تھا !

فتح قسطنطنیہ

اس مرقع میں دو تصویریں ہیں - پہلی تصویر فتح قسطنطنیہ کا آخری معرکہ ہے ' جب دروازۂ شہر کی دیوار پر یونانی و رومانی عظمت کی الوداع تھی ' اور چند گھنٹوں کے بعد اس انقلاب کی گھڑیاں پوری ہوجانے والی تھیں ' جو (سینٹ صوفیا) کے مسیحی معبد کو خداے واحد کی پرستش گاہ کی صورت میں بدل دینے والا تھا -

دوسری تصویر (سلطان محمد فاتح) کے اولین داخلۂ شہر کی ہے ' جس نے (سنیٹ صوفیا) کے دروازے کے سامنے پہنچکر اپنی سواری روک لی تھی - کیونکہ اسکے اندر شہر کی بقیہ آبادی ... ہوکر (مریم) کے خاموش بت کے آگے چیخ رہی تھی ' تاکہ وہ ... سن لے اور اپنے آسمانی فرشتے کو انکی مدد کیلیے بھیج دے -

لیکن (مریم) کا مسکین بت بدستور چپ رہا ' کیونکہ وہ ... حی و قیوم کے نیزوں سے خود بھی محفوظ نہ تھا -

جسطرح کہ اسکا بیٹا پیلا طوس کی عدالت سے بچنے ... اپنے باپ کے سامنے بہت گڑگڑایا تھا کہ " ایلی ایلی لما سبقت... خدایا ! میرے منہہ سے موت کے پیالے کو ہٹالے ! (مرقس ۱۴ : ... لیکن بالاخر وہ نہ ہٹا اور رومی سپاہیوں نے اسکی ہتھیلیوں میں میخیں ٹھونک کر صلیب پر چڑھا دیا !

اسی طرح آج اسکی ماں بھی بے بس تھی - وہ جو اپنے ... نہ بچا سکا ' اپنے بیٹے کے پرستاروں کی مدد سے بھی غافل ہو... عین اس وقت ' جبکہ وہ اسمانی فرشتے کیلیے چشم براہ تھے ' د... تونا اور فاتحوں کی مہیب صورتیں انکی طرف بڑھتی ہ... نظر آئیں ! جن میں سب سے آگے نوجوان (سلطان محمد) ...

وہ آسمان کا فرشتہ نہ تھا ' مگر زمین کا ایک رحم دل ... ضرور تھا - اور آسمان کے فرشتوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ زمین ... فرشتہ خصلت انسانوں ہی نے زمین پر کام کیا ہے !!

اس نے آتے ہی تمام باشندگان شہر کو امان دیدی - ا... رحم و انصاف کا سخت سے سخت متعصب مسیحی مورخو... بھی اعتراف کرنا پڑا ہے -

توصیۂ عبرت

غرضکہ یہ تصویریں قومی عروج و زوال ' ایاب و ذہاب ' اور عزل و نصب الہی کا ایک عبرت انگیز مرقع ہیں ' جنمیں ایک قوم عظ... وکمال کی متاع تاراج کرکے اپنے سریر فرماں روائی سے رخصت ہو رہ... ہے ' اور شہر کے دروازے پر جو کچھہ ہو رہا ہے ' یہ گویا جانے وا... قافلے کا الوداعی نظارہ ہے ' جہاں حسرت و نامرادی اسکی مشایعت کیلیے موجود ہیں !

دوسرا مرقع فتح یابی و فیروز مندی کا نیا قافلہ ہے جو ان... راہوں سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا ہے ' جہاں سے کچھہ دیر ... اسکے پیشرو نکل چکے ہیں ' اور پچھلے قافلے کی خونین نشانیا... جا بجا ابھی باقی ہیں !

لتفتحن القسطنطنیہ

ساڑھے چار سو برس گذر گئے ' مگر اب تک یہ قافلہ یہیں مقیم ہے انقلاب و تغیرات کے کتنے ہی اوراق تھے جنکو دست حوادث نے الٹا مگر یہ مرقع ایاب و ذہاب امم ' ابتک بدستور انظار عالم کے سام... توصیۂ عبرت و بصیرت کیلیے موجود ہے !!

امام (احمد) نے مسند میں ایک حدیث روایت کی ہے

لتفتحن القسطنطینہ ' ونعم الامیر امیرہا ' ونعم الجیش جیشہا ! (الحدیث)

قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا - کیا اچھا وہ امی... ہے جو اس فوج کا امیر ہو ' اور کیا اچھی ہے وہ فوج ' جو اس فتح عظیم کو حاصل کرے !

پہلی صدی ہی سے قسطنطنیہ پر اسلامی فوجکشی شروع ہوگئی تھی - امیر معاویہ کے عہد میں اسی کی دیواروں کے نیچے حضرت ابو ایوب انصاری نے راہ جہاد میں جام شہادت پیا ' اور اپنے بعد آنے والے مجاہدین اسلام کے استقبال کیلیے وہیں رہگئے - بالاخر آٹھویں صدی میں (سلطان محمد فاتح) کے ہاتھوں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی ' اور ابتک اسکی صداقت غیر متغیر ہے !

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحه

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

(۲)

دربار حبش میں دعوة اسلام

حبش میں ایک اسلامي حکومت کے ظہور و قیام کے حالات لکھنا مقصود هیں ' ورنه هجرة حبشه کے واقعات میں بہت سے امور تفصیل طلب تھے -

علي الخصوص قریش مکه کے معاندانه مساعي و تدابیر' اور باوجود مسلمانوں کي منتہا درجه بے سروسامانی و بیکسي کے کامیابي و فتح یابي -

پروف دیکھتے هوے گذشته نمبر میں خیال هوا تھا که واقعهٔ هجرة حبشه کي کسي قدر مزید تفصیل کردیں اور اسکے بعد آگے بڑھیں - لیکن وقت بہت کم تھا' اسلیے مرتب صفحات میں ترمیم نه هوسکي - آج چاهتے هیں که گذشته نمبر کے بقیه حصے کو شروع کرنے سے پہلے بطور تتمهٔ و تعلیق ' هجرة حبشه کي تشریح مزید کردي جاے - گذشته نمبر کے دوسرے کالم میں جہاں هجرة کا ذکر هے ' مندرجهٔ ذیل سطور کو اسکا بقیه تصور کیا جاے -

(ابن هشام) نے اپني سیرة میں حضرة ام سلمه سے اس بارے میں روایات نقل کي هیں ' جو منجمله مہاجرین حبش کے تھیں - وه کہتي هیں که نجاشي نے همارے ساتھه نہایت عمده سلوک کیا - هم بازادي اپنے اعمال مذهبی ادا کرتے تھے اور چین اور ارام سے رهتے تھے - همارے خلاف وه کوئي بات نه سنتا ' اور نه همیں کوئی مخالف اذیت پہنچا سکتا تھا -

لیکن جب قریش نے همیں ایک گوشهٔ عافیت میں محفوظ دیکھا' تو یہاں بھي ظلم و ستم سے باز نه رهے - انهوں نے حجاز کي بہتر سے بہتر اور قیمتي سے قیمتي اشیا تحائف کیلیے جمع کیں ' اور نه صرف نجاشي کیلیے ' بلکه حبش کے تمام بطریقوں اور پادریوں کیلیے بھي طرح طرح کے هدایا فراهم کیے - اس سے مقصود یه تھا که تمام ملک کو وه همارے برخلاف سازش کرنے کیلیے آماده کرسکیں -

جب سامان فراهم هوگیا تو عبد الله بن ربیعه اور عمرو ابن العاص کو اس مہم کیلیے منتخب کیا اور وه تمام تحائف و هدایا لیکر حبش پہنچے -

قریش مکه نے ان لوگوں کو هدایت کردي تھي که حبش پہنچکر پہلے نجاشي سے ملاقات نه کریں ' کیونکه ممکن هے که وه اعیان دربار و رؤساء دینیه سے مشوره کرے اور مشوره کا نتیجه همارے خلاف نکلے - پہلے کچھه دنوں قیام کرکے ملک کے تمام بطریق و رؤساء کلیسا سے ملاقات کر لینا - ان میں سے هر ایک شخص کو تحفه تحائف دیکر موافق بنا لینا ' اور جب یه سازش مکمل هوجاے تو پھر دربار کا رخ کرنا !

چنانچه اس وفد نے یہي طریقه اختیار کیا اور تمام بطریقوں سے ملکر کہا :

"همارے ملک کے چند سفیه اور مفسد لڑکے هیں جنهوں نے همارا دین چھوڑدیا اور آپ لوگوں کا دین بھي اختیار نہیں کیا - ایک نیا مذهب انهوں نے نکالا هے جس سے آپ اور هم ' دونوں بالکل ناواقف هیں ' اور کبھي اسکے احکام سننے میں نہیں آے - وه بھاگ کر آپکے ملک میں آگئے هیں - انکے بارے میں پادشاه سے التجا کرینگے - آپ اسے مشوره دیں که ان لوگوں کو همارے حوالے کردے" -

اسکے بعد وه دربار نجاشي میں پیش هوے اور تحائف کے گذراننے کے بعد انهي الفاظ میں اپني خواهش ظاهر کي - نیز کہا که "همیں ان لوگوں کي قوم کے اشراف و اعیان اور ابا و اعمام نے بھیجا هے تا که آپ انهیں همارے حوالے کردیں"

تمام بطریقوں نے بھي انکي تائید کي اور کہا که انکي درخواست لایق پذیرائي اور انکي خواهش بالکل حق بجانب هے -

لیکن نجاشي یه سنتے هي غضب ناک هوگیا - اس نے اپنے درباریوں پر نظر ڈالي اور کہا که یه کیسي بات هے جو تم مجھسے چاهتے هو ؟ میں ایسے لوگوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کیونکر انکے حوالے کردوں جو میرے ملک میں پناه لینے کیلیے آئے هیں ؟ میں انکو بلاتا هوں اور انکے مقابلے میں اصل حقیقت پوچھتا هوں - اگر ان لوگوں کا بیان صحیح ثابت هوگیا تو پھر البته انکي درخواست لائق قبول هوگي -

چنانچه نجاشي نے مسلمانوں کو طلب کیا اور پوچھا :

" وه کونسا دین هے جو تم نے اختیار کیا ' جسکي وجه سے تم نے اپني قوم کے دین کو بھي ترک کردیا اور همارے دین مسیحي کو بھي اختیار نہیں کیا ؟ "

مہاجرین مسلمین کي جماعت میں سے جعفر بن ابی طالب (حضرة امیر علیه السلام کے بھائي) کھڑے هوے اور انهوں نے جواب میں تقریر کي :

ساتویں صدي کے ایک داعي اسلام کي تقریر

" اے پادشاه ! هم ایک وحشي قوم تھے - بتوں کو پوجتے تھے ' مردار کھاتے تھے ' فواحش میں مبتلا تھے ' قطع رحم اور قمار بازي همارا شیوه تھا ' اور هم میں سے هر قوي ضعیف کو تباه کردیتا تھا -

یه حالت تھي که رحمت الهي جوش میں آئي اور خدا نے ایک مقدس رسول هماري طرف بھیجا ' جو هم هي میں کا ایک فرد تھا - جسکے نسب کي بزرگي ' خصائل کي پاکیزگي ' اخلاق حسنه کي عظمت کا هم میں سے هر شخص کو علم اور اعتراف هے - پس وه آیا اور اس نے الله کي طرف هم سب کو دعوت دي که اسکي یگانگت کا اقرار کریں ' اس کے آگے جبین نیاز جھکائیں - اسکے سوا ان سب معبودان باطل کو چھوڑ دیں ' جنکي جہل و ناداني سے هم اور همارے آباؤ اجداد پوجا کرتے آئے هیں - اس نے

ليكن خدا كي نصرت نے (انور بے) كي صورت ميں ظہور كيا ' اور ۲۳ - جنوري كو انجمن اتحاد و ترقي نے زمام حكومت پهر اپنے هاتهوں ميں لي - اتحادي وزارت مايوسيوں سے بے خبر نه تهي ' مگر اس نے ديكها كه اگر آخري نا كامي مقدر هو هي چكي هے ' تو خود اس كو لينے كيليے كيوں دور رہيں ؟ جتني مهلت اور ملے سعي و جہد سے باز نه آئيں - كسے معلوم كه كل كيا هونے والا هے ؟ ممكن هے كه كوئي سبيل نجات پيدا هو جاے :

چوں دمبدم عنايت توفيق ممكن ست
در تنگ ناے نزع نه كوشد كسے چرا ؟

پهر جو كچهه هوا وه ظاهر هے - مايوسی كامل پاشا كيليے بهي تهي اور مرحوم شوكت كيليے بهي - پہلے نے سررشتۂ صبر و استقلال هاتهه سے ديديا - اسكا نتيجه جو كچهه تها ' معلوم هے - دوسرے نے صبر و استقامت كي راه اختيار كی - اسكا نتيجه آج تمام عالم كو حيرت و تعجب كا پيغام دے رها هے !! فاي فريق احق بالامن ان كنتم تعلمون ؟

مشهد اكبـــر

آج (شهادت اد'د كانپور) كے حوادث خونيں همارے سامنے هيں - اگر مسلمانوں نے " استعينوا بالصبر و الصلواة " پر عمل كيا اور سررشته صبر و استقامت اور جد و جهاد كو هاتهه سے نديا ' تو انكي كاميابي يقيني و قطعي هے ' اور مايوسيوں هي كے اندر سے بشارت اميد ملنے والي هے -

پر اگر همت هار بيٹهے ' اور خداے عزيز و حكيم كا ' جو انكا هر حال ميں ساتهه ديتا هے ' ساتهه نه ديا ' تو پهر اُن نتائج معزنه اور عواقب اليمه كيليے هندوستان كے هر مسلم باشنده كو طيار رهنا چاهيے ؟ جن كو اس وقت صرف عاقبت بيني هي كي دوربين سے ديكها جاسكتا هے : فباى حديث بعد الله و اياته يومنون ؟

آج كي اشاعت كے " بريد فرنگ " ميں ايك نوٹ " هموا بمالم ينالو " كے عنوان سے درج كيا گيا هے - اس ميں " ريويو اف ريويوز " لندن كے ايك مضمون كا اقتباس هے - نه صرف انگلستان ' بلكه تمام يورپ كا يه مشهور رساله بلغاريا كی نا كاميوں پر ماتم كرتا هے ' اور متحسر و متالم هے كه بلغاريا كو فتح مندي كے بعد پهر ذلت و نا مرادي نصيب هوئي - اس مضمون كي تحريك انہيں سطور كو پڑهكر هوئي تهي اور اسي ليے اسكا عنوان بهي " هموا بمالم ينالوا " قرار ديا گيا -

معاهدہ رومانيا و بلغاريا

چونكه حكومت بلغاريا نے رومانيا كے مطالبات سے اصولاً اتفاق كرليا تها ' اسليے بخارست ميں اس خط (لائن) كے متعلق صاف صاف گفتگو كرنے ميں تاخير نہيں كی گئی ' جو آينده سرحد ڈوبرڈجا (Dobrudja) كو نشانزد كرنے والی هے -

ايك هي جلسه نے دونوں ملكوں ميں اختلافات باهمي كے تصفيه كي طرف رهنمائي كي - ترتوكائي (Turtukai) ڈوبرچ (Baltchik) اور بالچك (Baltchik) ان تينوں شہروں سے مغرب و جنوب ميں ' دس اور پندره ميل كے مابين ' نئي سرحد شروع هوتی هے -

اسطرح رومانيا كو ايك دفاعي سرحد مل گئي هے ' اور وه اب قلعه هاے شملا (Shumla) اور رستچك (Rustchuk) كے انهدام كی بابت اپنا دعوی واپس ليتی هے -

اس اتفاق (اگريمنٹ) كے شرايط اس عهد نامۂ عام ميں شامل كرديے جاينگے ' جو پانچوں سلطنتوں كي تصديق كے بعد بخارست ميں پيش كيا گيا تها -

حادثۂ كانپور

زميندار لاهور ميں حسب ذيل مراسله شائع هوا هے :

جناب ايڈيٹر صاحب - تسليم - ميرا ايك مقدمه اپيل رام ناتهه اپيلانٹ بنام درگا پرشاد وغيره رسپانڈنٹان عدالت ججي كانپور ميں تها - ميں يكم اگست سے ۱۸ - اگست تك كانپور ميں رها ۳ - اگست كا واقعه مسلمانوں كا نسبت مسجد مچهلي بازار ميرے سامنے هوا - هم نے اپني آنكهوں سے ديكها كه جاے وقوعه كے علاوہ شہر ميں جہاں مسلمان نظر پڑے بندوقوں كي فير سے هلاك كر دالے گئے ' اور جاے وقوعه يعني مسجد ميں تو بے انتها مسلمانوں كو گوليوں نے فنا كر دالا اور كوئي ڈيڑه سو لاشيں بوروں ميں بند كر كے جبكه هم اشنان كرتے تهے دريا ميں عجلت كے ساتهه پهينكدي گئيں - يه بات قابل مشتهر كرنے كے هے - اگر آپ لوگ يا وكيل ملزمان كانپور اس امر كا كافي اطمينان هم كو دلائيں كه سچي بات كہنے ميں گورنمنٹ هم سے ناخوش نه هوگي تو هم شهادت دينگے اور يه سب حال مفصل جو هم نے ديكها تها بيان كرنے كے ليے تيار هيں - صرف هم يه خيال كرتے هيں اور ڈرتے هيں كه گورنمنٹ و حكام هم سے بهت ناراض هونگے -

پنڈت رام ناتهه اوستهي زميندار موضع ميندها پرگنه گروال- ضلع باندا

انگلستان بلغاريا كو اشتعال دلا رها هے

مسألۂ سرحد ميں تركی كی طرف دول يورپ كے ميلان كا محور بعض ممالك پر اسكے قبضه كے جواز و عدم جواز كے اندر نہيں هے ' بلكه صرف وه اميد هے ' جو تركي كي حكومت ان ممالك كے بقاء و قيام كے ليے ركهتي هے

۸ - اگست سنه ۱۹۱۳ع كے (نير ايسٹ) كي راے ميں يه دعوي بيكار هے كه انجمن اتحاد و ترقي ان ممالك كے كسی حصه كی حكومت كے بارے ميں بهي اعتبار پيدا كرسكتی هے جو معاهدۂ لندن كی رو سے تركوں كے ليے چهوڑ دیے گئے هيں - وه بلغاريا كو اشتعال دلاتا هے كه بلغاريا اپنے حكام كی مجنونانه و بے اصول ڈپلو ميسی كے خميازے ميں ان مصائب سے دو چار هوئي هے " با اين همه اس قوم كي روح اور قابليت ابهي باقي هے - اگر ضرورت هوئي تو وه صحيح ترين نگرانی كی ماتحتي ميں كسي دن اس فيصله كي تنسيخ كي كوشش كے ليے اپنے آپ كو مدعو محسوس كريگي ' جسميں ناانصافي يا انتهائی تذليل كي بو آتی هے "

يه هے اسلام و اهل اسلام كی خدمت ' جو نير ايسٹ كر رها هے ' اور اس كے عوض ميں گورنمنٹ اس كو هندوستان كے خزانے سے امداد دے رهی هے ! و ان الظالمين بعضهم اولياء بعض ' والله ولی المتقين (۸۱ : ۵۴)

مسجد كانپور مچهلي بازار

كے روزانه مفصل و مستند حالات اور عدالت كي كل كارروائي شائع كرنيكا اخبار آزاد كانپور نے انتظام كيا هے - اجلاس عدالت كي پوري كارروائی دوسرے روز صبح كو شائع كرديجاتي هے - ان پرچوں كی ايك روپيه ماهوار قيمت مقرر كيگئي هے - اشاعت پر پرچے برابر ڈاك سے ارسال هوتے رهيں گے - مني آرڈر بنام منيجر آزاد كانپور آلے - واقعه ۳ - اگست سے آخر ماه تك كے كل حالات بهي موجود هيں - قيمت ايك روپيه

منيجر آزاد - كانپور -

بیڑوں پر کتنا روپیه صرف کیا ' اور اس بارہ سال کے اندر دونوں کي بحري طاقت میں ترقي کي نسبت کیا رهي ؟

قواء بحریه انگلستان و جرمني

۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - تک

سنه	انگلستان	جرمني
۱۹۰۰	۹۷۸۸۱۴۶ پونڈ	۳۴۰۱۹۰۷ پونڈ
۱	,, ۱۰۴۲۰۲۵۶	,, ۴۹۲۱۰۳۶
۲	,, ۱۰۴۳۶۵۲۰	,, ۵۰۳۹۷۲۵
۳	,, ۱۱۴۷۳۰۳۰	,, ۴۳۸۸۷۴۸
۴	,, ۱۳۵۰۹۱۷۶	,, ۴۲۷۵۴۸۹
۵	,, ۱۱۲۹۱۰۰۲	,, ۴۷۲۰۲۰۶
۶	,, ۱۰۸۵۹۵۰۰	,, ۵۱۶۷۳۱۹
۷	,, ۹۲۲۷۰۰۰	,, ۵۹۱۰۹۵۹
۸	,, ۸۶۶۰۲۰۲	,, ۷۷۹۵۴۹۹
۹	,, ۱۱۲۲۷۱۹۴	,, ۱۰۱۷۷۰۶۲
۱۰	,, ۱۳۲۷۹۸۳۰	,, ۱۱۳۹۲۸۵۶
۱۱	,, ۱۵۰۶۳۸۷۷	,, ۱۲۲۵۰۲۶۹
۱۲	,, ۱۳۹۷۲۵۲۷	,, ۱۱۷۸۷۵۶۵

اس نقشه کو بنظر امعان دیکھیے - صاف نظر آئیگا که جرمني نے سنه ۱۹۰۰ ع میں جسقدر روپیه (یعني ساڑھے تین ملین پونڈ) صرف کیا تھا ' سنه ۱۹۱۲ ع میں اُس سے سه چند بلکه اُس سے بھي زائد (یعني قریباً ۱۲ - ملین پونڈ) صرف کیا - اُسکے مقابلے میں انگلستان نے سنه ۱۹۰۰ - سے سنه ۱۹۱۲ - تک صرف چار ملین پونڈ صرف کیے !

اسکا قدرتي نتیجه یهي تھا که جرمني کے بحري قوی میں ۲۴۷ - في صدي ' مگر انگلستان کے بحري قوی میں صرف ۳۳ - في صدي کا اضافه هوا -

ضرور تھا که جرمني کے یه سرگرم مساعي انگلستان ایسے بیدار اور عاقبت اندیش ملک کي نظروں میں کھٹکتے اور وہ کم از کم علي وجه الظن و التخمین ' اس غایت اصلي کو ضرور معلوم کرلیتا جو اسمیں پوشیدہ تھي -

اسپر طرہ یه هوا که جرمني نے اپنے مقصد کا بالکل اعلان شروع کردیا - ترقي کے پہلے هي سال یعني سنه ۱۱ - ع میں جب بحري لائحه (پروگرام) جرمن مجلس النواب (ریشتاگ) میں پیش کیا گیا تو اسمیں جنگي جهازوں کے لیے مبلغ خطیر کا مطالبه کرتے هوے وزیر جنگ نے کہا :

" جرمني کو اتنے بڑے بیڑے کي ضرورت هے که اگر کبھي دنیا کي سب سے بڑي بحري طاقت سے بھي جنگ هو جاے تو اسکے تفرق و برتري کو معرض خطر میں ڈالدے "

جرمني کے اس اهتمام و اعتناء اور مجاهر عزم مساوات و همسري نے انگلستان کو مجبور کیا که وہ اپني ناطرفداري کو خیرباد کہکے محالفت روس و فرانس میں شامل هو جاے -

انگلستان کو یه ترغیب اسلیے اور بھي هوئي که جنگ روس و جاپان نے اتحاد فرانس و انگلستان کو کمزور کردیا تھا - پس اگر انگلستان روس کے ساتھه شامل نه هوتا ' تو اس صورت میں جرمني کي طاقت اپنے حلیفوں کي بنا پر انگلستان اور محالفت روس و فرانس ' دونوں کي علحدہ علحدہ طاقتوں سے زیادہ هوجاتي اور ظاهر هے که یه صورت یورپ کے لیے عموماً اور انگلستان کے لیے خاصکر کسدرجه خطرناک تھي ؟ -

سنه ۱۹۰۷ ع میں انگلستان با قاعدہ محالفت روس و فرانس میں داخل هوگیا ' اور یه محالفت ثلاثیه " مفاهمت ثلاثیه " کے نام سے موسوم هوئي -

محالفت ثلاثیه صرف ان تین حکومتوں هي کي نه تھي ' بلکه دراصل رباعیه بلکه خماسیه تھي - اسلیے که جرمني کو دولت عثمانیه اور رومانیا کي دوستي پر بھي اعتماد تھا - اسکو یقین تھا که اگر یورپ میں جنگ چھڑ گئي تو یه دونوں محالفت ثلاثیه کي مدد کرینگے - جرمني ' آسٹریا ' اور اطالیا نے اپنے اپنے سفیر بخارست بھیجے که محالفت ثلاثیه کے ساتھه رومانیه کے رشتۂ الفت و مودت کو قائم رکھیں - جرمني نے اپنے اشخاص ' اسلحه ' اور مال سے ترکوں کي مساعدت کي ' اور جب قیصر جرمني سنه ۱۸۹۹ ع میں دمشق گیا تو ایک دعوت میں جو خاص اسکے لیے کی گئي تھي ' یہاں تک کہدیا که وہ آل عثمان اور ان تمام لوگوں کا دوست هے جو انکي خلافت کا اعتراف کرتے هیں " ! !

جرمني برابر دولت عثمانیه کي تقویت کي کوشش کرتي رهي کیونکه اسکو یقین تھا که جس طرح روس کي نقصان رساني کا ذریعۂ وحید رومانیا هے ' اسیطرح اسکا عقیدہ تھا که شاهنشاهي انگلستان کي تهدید و تضعیف پر قادر وحید صرف دولت عثمانیه هے -

جرمن قائدوں میں جنرل وان برنهارڈي کا پایه سب سے زیادہ بلند هے - آپ امور جنگ کے متعلق مهارت تامه ' اور اس موضوع پر تصنیف و تالیف اور انشاء فصول و مقالات میں قدرت کامله حاصل هے - وہ اپني ایک نو تالیف کتاب میں لکھتا هے :

" ترکي هي ایک ایسي سلطنت هے جو انگلستان کو نقصان پہنچا سکتي هے - کیونکه نهر سویس شاهنشاهي برطانیا کے جسم کي شه رگ هے "

ایک دوسري کتاب میں لکھتا هے :

" جرمني کے لیے ترکي کا رشته لازمي هے - اسکو چاهیے که ترکي کو محالفت ثلاثیه میں داخل کراے اور اطالیا کو جنگ سے باز رکھے - کیونکه یهي ایک سلطنت هے جو مصر میں انگلستان کے موقف (پوزیشن) اور هندوستان کے مختصر سے راستے کو خطرے میں ڈالسکتي هے - روس اور انگلستان کے ساتھه همیں جنگ کي تیاري کرني هے تو ترکی کو اپني جماعت میں ملالینا بھي ضروري هے "

ڈاکٹر باک ایک بہت بڑا سیاح هے - وہ اپني کتاب میں جو سنه ۱۹۱۱ ع میں شائع هوئي هے ' لکھتا هے :

" انگلستان پر جرمني کي کامیابي کي یه صورت نہیں هے که جرمني اس پر بحر شمال کي طرف سے فوجکشي کرے - بلکه اسکي تدبیر یه هے که اسکے هاتھه سے مصر نکال لے - کیونکه جب مصر اسکے هاتھه سے نکل جائیگا تو نهر سویس پر اسکا اقتدار بھی فنا هو جائیگا - اور جب نهر سویس اسکے اقتدار و تسلط سے نکل آئیگي تو هندوستان اور مشرق قریب کا مختصر ترین راسته بھی اس کے لیے بند هو جائیگا - ان مقامات میں اسکا موقف شاهنشاهی کا مخدوش اور خطرات میں محصور هو جانا بالکل آسان هے - اغلب یه هے که اس کا اثر افریقیه کي برطاني مستعمرات (نوآبادي) پر بھي پڑے - پھر اگر دولت عثمانیه مصر پر دوبارہ قابض هوگئي ' تو یقیناً هندوستان کے ۶۰ - ملین مسلمانوں پر اسکے غلبه و تسلط کو ایک سخت دھکا لگے گا ' اور ایران و افغانستان میں بھي اسکا موقف تنگ هو جائگا - پس عثماني فوج کي تقویت و تدبیر اور دولت عثمانیه کي مالی مساعدت همارا ایک اهم فرض هے - عثماني قوت جتني زیادہ هوگي ' انگلستان اتنا هي زیادہ ضعیف هوگا "

هم کو حکمت و دانائي کي تعليم دي - اچهے کاموں کا حکم ديا - اس نے بتلايا که سچائي کو اختيار کرو - کسي کي امانت لو تو ادا کردو - اپنے اعزا و اقارب کے حقوق کو نه بهولو - همسايه کے ساتهه بهلائي کرو - فواحش کے نزديک نه جاؤ - انسان کا خون نه بہاؤ - فتنۂ و فساد سے بچو - يتيموں کا مال نه کهاؤ - کسي پر تهمت نه لگاؤ - صرف الله هي کي پرستش کرو - پانچ وقت نماز ادا کرو - اپنے مال ميں فقرا کا بهي ايک حصه سمجهو - اور اسي طرح اور تمام برائيوں سے بچنے اور بهلائيوں کے اختيار کرنے کي طرف اس نے هم سب کو بلايا -

يهي دين جديد هے جسکو وہ ليکر آيا ' اور يهي تعليم هے جسکے ليے هم نے اپني قديمي بت پرستي اور جهالت و ناداني کو خير باد کہا - اسپر هماري قوم هماري دشمن هوگئي اور هم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگي - يہاں تک که هم پر عرصۂ حيات تنگ هوگيا اور بے بس هوکر ترک وطن پر مجبور هوگئے - پهر بهي هم کو چين سے الله کي بندگي کرنے کي مهلت نہيں ملتي ' اور اے پادشاہ حبش ! يه لوگ يہاں بهي پہنچ گئے هيں تا که هم کو پهر وهاں ليجائيں اور پتهر کي پوجا چهوڑ کر آسمان و زمين کے مالک کي پرستش کرنے کا هم سے انتقام ليں "

نجاشي پر نزول روح القدس

حضرة جعفر تقرير کر رهے تهے اور صداقت الہي اندر هي اندر چپکے چپکے اپنا کام کر رهي تهي - جب وہ خاموش هوے تو نجاشي پر ايک عالم مدهوشي طاري تها - اس نے پوچها که تمهارے نبي پر کوئي کتاب بهي اتري هے ؟ اور اگر اتري هے تو تم اسميں سے کچهه سنا سکتے هو ؟

حضرت جعفر نے سورہ مريم کي تلاوت شروع کي اور نجاشي پر جوش تاثر سے عالم رقت طاري هوگيا - وہ بے اختيار چيخ اٹها :

" بيشک بيشک ! يه وهي صداقت کي روشني هے جو مسيح ابن مريم کي صورت ميں چمکي تهي ' اور يه دونوں نور ايک هي مشکواة قدس سے نکلے هيں - قسم خدا کي - ميں ان پرستاران خدا کو کبهي تم ظالموں کے حوالے نہيں کرسکتا - جاؤ اور اپني درخواست واپس ليجاؤ ! "

[سيرة ابن هشام بر حاشيۂ زاد المعاد - جزو اول صفحه ۱۸۰]

اعلان

صدارت اجلاس هفتم آل انڈيا شيعه کانفرنس

شيعه کانفرنس نے عالي جناب آغا حسن صاحب قبله مد ظله العالی کو اجلاس هفتم شيعه کانفرنس کيلئے صدر تجويز کيا تها - جناب موصوف نے اپنا قائمقام عالي جناب معلی القاب انريبل نواب سيد محمد صاحب بالقابه مدراس کو قرار ديکر صدر نشين اجلاس مذکورہ کا تجويز فرمايا هے اور جناب نواب صاحب ممدوح نے منظوري بهي بهيجدي هے -

(سيد علي غضنفر عفی عنه)

ترجمه اردو تفسير کبير

جسکي نصف قيمت اعانۂ مهاجرين عثمانيه ميں شامل کي جاليگي - قيمت حصۂ اول ۲ - روپيه - ادارۂ الهلال سے طلب کيجيے -

اختلال توازن دول

از ایک کاتب سياسي شهير : مسٹر هوراس داوکر

ايک بڑي ضروري چيز يه بهي هے که موجودہ زمانے کے اهم سياسي مسائل کي ' جنکا ذکر کثرت کے ساتهه عام مباحث ' واقعات ' تار برقيوں ' اور اخباروں ميں هوتا هے ' ايک مرتبه اس طرح تشريح کردي جاے که اخبار بين طبقه کي معلومات انپر حاوي هوجاے اور پهر وہ هر معامله پر فهم و واقفيت کے ساتهه غور کر سکيں -

" توازن دول " کا ذکر آجکل اکثر هوتا هے مگر بہت سے لوگ اس کي پوري حقيقت سے واقف نہونگے - آج هم ايک مشرح مضمون اس کے متعلق شائع کرتے هيں -

وہ سياست ' جسکا مرکز نظر توازن قوی هے ' نہايت قديم و ديرينه سال هے ' بلکه اسکي ابتدا عمران و آبادي عالم کے آغاز سے هے - اسکا مقصد ساده و صاف الفاظ ميں يه هے که " کسي ايک سلطنت کي قوت اتني نه بڑهے که وہ تمام عالم کو اپنے زير نگيں کرلے "

اس سلسله ميں وليم فريڈرک اعظم شاہ پروشيا کے چند فقرے قابل اقتباس هيں جو گو تعداد ميں کم اور مختصر هيں ' مگر اس سياست کے اکثر پہلوؤں پر مشتمل هيں - اس نے ايک موقع پر کہا تها :

" امن يورپ کے حفظ و بقا کا سب سے بڑا سبب قواء دول توازن يعنے هم وزن رهنا هے - اسکي وجه سے قوي ضعيف پامال نہيں کرنے پاتا کيونکه وہ قوي کے خلاف متحد و متفق هو اسکی قوت کي شر انگيزيوں سے محفوظ و مامون هو جاتي هيں

مگر جب يه توازن فنا هونے لگتا هے تو دنيا ميں عالمگير غدر کا انديشه پيدا هوجاتا هے - ايسي حالت ميں ممکن هے موجودہ سلطنتيں جو اپنے اندر تنہا مقاومت و مدافعت کي قوت نہيں رکهتيں ' متحد هوں ' اور انکے انقاض و اثار پر ايک نئي قوي وسيع سلطنت قائم هو -

روميوں کے عهد عروج ميں اگر مصر و شام و مقدونيه کي سلطنتيں متحد هوگئي هوتيں تو کبهي مغلوب نه هوتيں اور اسکے پيروں ميں غلامي کي وہ زنجيريں نه پڑتيں جو بعد کو روميوں نے ڈاليں - "

اصل سياست توازن تو قديم هے ' مگر موجودہ توازن دول اپنے مخصوص حالات و اثرات کے لحاظ سے بالکل نيا هے - اس کا آغاز اسوقت سے هوتا هے جب که جرمني ' آسٹريا ' اور اطاليا نے ايک طرف ' اور فرانس و روس نے دوسري طرف باهم محالفت کي - اسوقت تک ان پانچوں سلطنتوں کے قوی کا يه تناسب تها که محالفت روس و فرانس ' محالفت ثلاثه کے همسنگ سمجهي جاتي تهي انگلستان اسوقت تک نا طرفدار تها ' کيونکه براعظم يورپ ميں اسکے اسدرجه عظيم الشان مصالح نه تهے ' جنکے ليے انگلستان اختلال توازن سے ڈرتا -

مگر جرمني نے انگلستان کے ساتهه چهيڑ چهاڑ شروع کردي اس کا ديباچه وہ تار تها ' جو جرمني نے سنه ۱۸۹۶ ع يعني ايام جنگ ٹرنسوال ميں کروجر بهيجا تها -

اسکے بعد اس نے اپني بحري قوت کي ترقي کي طرف توجه کي - اس ترقي کا مقصد اصلي يه تها که بحري طاقت ميں انگلستان کے هم پايه هوجائے - ذيل کے نقشے سے معلوم هوگا سنه ۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - ع تک انگلستان اور جرمني نے اپنے ا-

مراسلة و مناظرة

الفتنة اللغويه

"حظ و کرب" یا "لذت و الم"

از : الهلال

(١)

وما لهم به من علم' إن يتبعون الا الظن' وان الظن لا يغني من الحق شئيا - (٥٣ : ٣٠)

اس بارے میں انکے پاس کوئي علم اور ذریعۂ تحقیق و یقین نہیں - محض اپنے گمان پر چل رہے ہیں' اور راہ ظن و تخمین کا یہ حال ہے کہ وہ حقیقت و علم کے سامنے کچھہ بکار آمد نہیں !

جمع اضداد کي لوگوں نے عجیب عجیب مثالیں دي ہیں - ایک زمانے میں مسیح رکنا کاشي کے اس مصرعہ پر تمام اساتذۂ عجم نے طبع آزمائیاں کي تھیں :

وورے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست !

یہ تو خیالستان شعر کے افسانے تھے' مگر میں واقعی مثالیں دیسکتا ہوں - میرے سامنے مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ فرقہ ہے -

یورپ کي ترقیات نے عجائب و غرائب کو واقعات بنا دیا ہے - ضرور تھا کہ اس خصوصیت عجیبہ کا اثر اسکے پیروؤں میں بھي کرشمہ ساز عجائب ہوتا کہ یہ بھي اُسي آفتاب تا بندۂ فضل و علوؑ کے ذرے' اور اسي شجر کمال و رفعت کے برگ و بار ہیں :

گرچہ خوردیم' نسبتي ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تا با نیم !

ایک مرتبہ میں نے انہیں صفحات پر اس فرقے کے "جہل و علم" کے اجتماع نقیضین پر مرثیہ خواني کي تھي - احباب کرام کو یاد ہوگا - آج "تقلید و اجتہاد" کے اجتماع ضدین پر متحیر ہوں کہ ان هذا لشي عجاب !

ہمارے تعلیم‌یافتہ دوستوں کا کچھہ عجیب حال ہے انکے پاؤں کو دیکھیے تو یورپ کي نا فہمانہ و کورانہ تقلید و عبودیت فکر کي زنجیریں لپٹي نظر آتي ہیں' مگر چہرے کي طرف نظر اٹھائیے تو زبان کو ادعاء اجتہاد سے فرصت نہیں ! اس سے بڑھکر دنیا میں جمع اضداد کا اور کونسا تماشا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپکے سامنے آے' اور عین اُس وقت جبکہ اسکے پاؤں میں تقلید و استعباد کي زنجیریں پازیب کي طرح صدا دے رہي ہوں' اجتہاد فکر اور حریت رائے پر بے تکان لیکچر دینا شروع کردے !!

ہمارے دوستوں کا بھي یہي حال ہے - انکا سرمایۂ علم و دانش یورپ کي اسمي و سطحي تقلید سے زیادہ اور کچھہ نہیں' تاہم جن چیزوں میں وہ اپنے ائمۂ هدی کي تقلید کرنا چاہتے ہیں' اُنھي میں اولین شے اجتہاد بھي اور ضرور تھا کہ اس تقلید مجتہدانہ کا سفر اِسي منزل سے شروع ہوتا - قینچي ہاتھہ میں ہو تو خواہ مخواہ جي چاہنے لگتا ہے کہ کسي چیز کو تراشے - اس اجتہاد کي قینچي ہمارے چابک دست دوستوں کے ہاتھہ آگئي تو بیکار بیٹھا نہ گیا - یورپ کے علم و عمل کے سررشتوں پر تو کیا چلتي کہ وہیں کے کارخانے کي بني ہوئي تھي - بس اپنے یہاں کي جو چیز سامنے آگئي' وہي بلا تامل آلۂ مشق بني - پھر اسکي رواني بے پناہ' اور اسکي کاٹ بے روک تھي !

سب سے پہلے مشرقي علوم و فنون' تہذیب و تمدن' اور اخلاق و اداب قومي سے اسکي آزمایش شروع ہولي' اور تھوڑے ہي دیر میں سیکڑوں برسوں کے صفحات و اوراق قدیمہ پرزے پرزے تھے !

پھر غریب مذہب کي باري آلي - یہ کپڑا دبیز تھا' اسلیے مقراض اجتہاد کي رواني بھي زیادہ تیز و شدید تھي - پھر اسکا بھي وہي حشر ہوا' جو پہلي آزمائش کا ہو چکا تھا - اور جو کچھہ باقي رہگیا ہے' نہیں معلوم اور کتني گھڑیوں کا مہمان ہے ؟

کچھہ دنوں سے یہ قینچي زنگ آلود سي ہوگئي تھي' مگر میں ڈرتا ہوں کہ اب ایک نئي آزمایش شاید شروع ہونے والي ہے' اور مذہب و علم کے بعد "زبان" کا میدان جولا نگاہ اجتہاد بننے والا ہے -

ایک نیا فتنۂ لغویہ !

تمہید کي ان چند سطروں میں جو اشارات کیے گئے' یہ حالت عام تعلیم یافتہ فرقے اور انکے بعض صنادید و ائمۂ طریقت کي ہے' لیکن آجکل کے نوجوان تعلیم یافتہ اصحاب میں بعض اشخاص یقیناً ایسے بھي ہیں' جنکو اس عام حالت میں حق امتیاز و استثنا حاصل ہے' اور ہماري عام مایوسیوں میں وہ اپنے اندر ایک نمایاں نشان امید رکھتے ہیں -

میں انکي وقعت کرتا ہوں اور میري بہترین خواہش یہ ہے کہ انکے ذریعہ قوم کي وہ نا مراد امیدیں زندہ ہوسکیں' جو ٤٠ سال سے نئي تعلیم کے ساتھہ وابستہ رہي ہیں اور مایوسي کے سوا انہیں کچھہ نصیب نہیں ہوا ہے - اس طبقہ کي اُس تعجب انگیز خصوصیت سے بھي' جو میرے لیے "جہل و علم" کے اجتماع نقیضین کي صورت میں ہمیشہ درد انگیز رہي ہے' الحمد للہ کہ یہ نفوس معدودہ و قلیلہ مستثنی ہیں اور مطالعۂ علوم و ذوق تصنیف و تالیف سے نا آشنا نہیں -

انہیں چند لوگوں میں میرے عزیز دوست مسٹر "عبد الماجد" بي - اے - بھي ہیں - مجھکو یقین ہے کہ انکا ذوق علمي اُردو زبان کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچاے گا' اور علوم حدیثہ کے تراجم میں اُن سے بہت مفید مدد ملیگي جو اب تک اُردو زبان میں گویا مفقود محض ہیں -

لیکن مجھکو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ "حظ و کرب" کے معاملے میں وہ ایک نہایت سخت غلطي میں مبتلا ہوگئے ہیں اور بجاے اسکے کہ جو مشورہ انکو دیا گیا تھا' اسکو تسلیم کرلیتے' محض لا حاصل بحث و مناظرے میں پڑگئے ہیں - حالانکہ یہ معاملہ انکے بس کا نہ تھا' نہ تو انکو اس بارے میں معلومات حاصل ہیں اور نہ انکے مذاق و مطالعہ کي یہ چیز ہے - انکو انگریزي سے ترجمہ کرنا چاہیے اور بس- اصطلاحات کے باب میں واقف کاروں کے مشورے کو قبول کرلینا ہي بہتر ہے - انھوں نے زبان کے متعلق ایک عجیب و غریب اجتہاد کیا ہے - یہ اجتہاد جسقدر غلط ہے اتنا ہي متعدي ہونے کي صورت میں زبان اُردو اور ادبیات علمیہ کیلیے مضر بھي ہے - انکي دوسري تحریر میں نے کلکتہ آکر پڑھي اور میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک فتنۂ لغویہ ہے' جسکي ابتدا کا بار وہ اپنے سر لے رہے ہیں' اور خدا نہ کرے کہ وہ زیادہ متعدي ہو-

جرمن ارباب قلم کے ان خیالات نے ترکوں کو انگلستان کي نظروں میں سخت خطرناک بنادیا اور انکي تضعیف کي فکر دامنگیر هوگئي - سب سے پہلے اس نے آل عثمان کے عدو لدود یعني روس سے تعلقات بڑھاے' اور اسکي رضا و خوشنودي کیلیے حریت و انسانیه کے تمام مایۂ افتخار و مباهات مفاخر کو بھي قربان کردیا ' تاکہ ترکي کے جواب کے لیے روس اسکے هاتھه آجاے !

اُس نے عالم اسلامي میں جہاں جہاں استقلال و خود مختاري تھوڑي بہت باقي تھي' اُسکي پامالي میں شرکت کي' تاکه اگر آینده ترکوں سے جنگ چھڑ جاے اور اسلام کي اخوت ملي کي بناء پر یه جنگ ترکوں کے بدلے اسلام سے جنگ سمجھي جاے ' تو اس صورت میں ترکوں کو عالم اسلامي سے کوئي حقیقي اور موثر مدد نه پہنچ سکے - ایران کي بابت هماري موجوده سیاست خارجیه (فارن پالیسي) کے اصول اساسي یہي دو امر هیں -

جرمني کے مشہور اهل قلم ترکوں کي دوستي اسکے لیے اسدرجه ناگزیر بتاتے چلے آے تھے ' مگر جب اطالیا نے طرابلس پر حمله کرنا چاها تو جرمني نے بالکل نه روکا - اس کا نتیجه یه هوا که ترکوں کے افکار و خواطر میں ایک هیجان عظیم' اور انکي سیاست میں ایک اضطراب شدید پیدا هوگیا -

اطالیا کے بعد ریاستہاے بلقان نے علم جنگ بلند کیا - یه جرمني کي دوستي کي دوسري آزمایش تھي ' مگر اس موقع پر بھي خلاف امید وه ناطرفدار بنکے صرف تماشه هي دیکھتي رهي !!

اس موقع پر جرمني اور آسٹریا نے یه پالیسي اسلیے اختیار کي که انھیں یقین کامل تھا که میدان ترکوں کے هاتھه رهیگا' اور اصل یه هے که یه یقین تو مفاهمت ثلاثیه کو بھي ' جو پرده کے پیچھے سے انکو لڑا رهي تھي' اچھي طرح تھا - کیونکه اگراسے یقین نه هوتا تو " جغرافیۂ یورپ کے بدستور بقا " کي سیاست کا اعلان نه کیا جاتا -

لیکن واقعات کي باگ انساني دماغ کے هاتھه میں نہیں هے - اعلان جنگ کے بعد جب واقعات تماشه گاه وجود پر یکے بعد دیگرے آے ' تو تمام دنیا کے یقین سے بالکل مختلف تھے !

ترکوں کو پیہم شکستیں هوئیں - یوروپین ترکي کا بیشتر حصه انکے هاتھه سے نکل گیا - چند چھوٹي چھوٹي ریاستیں جو همیشه روس کا کلمه پڑھا کرتي تھیں اور رومانیا و آسٹریا کے ساتھه بغض و عداوت کے اظہار میں مشہور تھیں' یکایک معزز و سربلند هوگئیں !

محالفت ثلاثیه ابھي تک محو تفرج و تماشه فرمائي تھي ' مگر اب اسکي آنکھیں کھلیں - اس نے محسوس کیا که سرزمین بلقان میں جو خونین افسانه (ٹریجیڈي) تمثیل کیا جا رها تھا ' وه افسانه نه تھا بلکه ایک اصلي هنگامۂ کارزار تھا' جسمیں وه اور مفاهمت ثلاثیه معرکه آرا تھیں ' اور بالاخر اسکي غفلت سے اسکو شکست هوئي -

ترکي کي شکست سے محالفت ثلاثیه کے دو اعضا کو خاص طور پر صدمه پہنچا - یه دونوں اعضا جرمني اور آسٹریا هیں - جرمني نے انگلستان کي تخویف و تہدید کے لیے ترکي کو تجویز کیا تھا مگر یه اب کہاں ممکن تھا ؟ جرمني کے اجنبي وار تماشه دیکھنے نے ترکي کا دل توڑ دیا - اینده کیلیے وه اسکي مودت و صداقت کا کیونکر اعتبار کرسکتي تھي ؟ پھر وه خود بھي کمزور هوگئي ' اسکے حریف دیرینه روس کي قوت بڑھگئي ' اور وه اور انگلستان اسوقت دست بدست هیں -

آسٹریا میں اسوقت ۲۵ - ملین سلافي رهتے هیں جنمیں صرف سروي ساڑھے پانچ ملین هیں - ان اسٹروي سرویوں کي آبادیاں انکے هم نسل سرویا کے جوار میں واقع هیں اور جیسا که معلوم هے' روس اور آسٹریا کے تعلقات نہایت ناخوش هیں - پس اگر اسي وقت ان دونوں سلطنتوں میں جنگ چھڑ گئي تو سرویا نصف ملین فوج میدان جنگ میں بھیج سکے گي اور یقیناً اس صورت میں آسٹریا کے سروي بھي روس هي کے ساتھه هونگے -

مختصراً یه که محالفت ثلاثیه نے اسوقت ایک طرف تو ترکي کي دوستي کھولي - دوسري طرف ریاستہاے بلقان کي عداوت مول لے لي - خصوصاً ان کارروائیوں کي وجه سے جو آسٹریا نے سرویا اور جبل اسود کے ساتھه کیں هیں -

جو کچھه میں کہه رها هوں ' اسمیں منفرد نہیں هوں - ایک دي اثر جرمن پارٹي کے لسان الحال یعني اخبار " جرمانیا " کا بھي یہي خیال هے - وه اپني ایک تازه اشاعت میں لکھتا هے :

" هم بار بار کہه چکے هیں که ریاستہاے بلقان کي کامیابي دراصل روس کي کامیابي هے' پس اگر عام جنگ یورپ چھڑ گئي اور مفاهمت ثلاثیه' محالفت ثلاثیه کے مقابلے میں کھڑي هوگئي تو ریاستہاے بلقان مفاهمت ثلاثیه سے قطعاً مل جائیں گي -

آج تک همارا خیال تھا که همیں انگلستان کے ساتھه جنگ کے لیے تیار هونا چاهیے ' لیکن ان اخري مہینوں میں حالات بالکل بدلگئے هیں' اور اب همارا فرض یه هے که انگلستان کي جگه روس سے جنگ کے لیے تیار هوں - کیونکه اب " مسئله شرقیه " نے " مناظرۂ جنس جرمني و سلافي " کي شکل اختیار کرلي هے "

حال میں جرمني نے هسپانیه کو ملانے کي کوشش بھي کي هے مگر اثار و علائم سے معلوم هوتا هے که اسمیں کامیاب نه هوگي اور هسپانیه مفاهمت ثلاثیه میں شامل هو جائیگي -

الاتحاد الاسلامی

یعني مسلمانان هند کا ایک بین الملی عربی مجله

جو

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغۃ اسلامیه ' اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کي ترجماني هے -

الهلال کي تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

[illegible] الناشر

سوانح عمري شیخ عبد القادر جیلاني (رض) عربي زبان میں تالیف ابن حجر عسقلاني - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمي نسخه سے چھاپي گئي - کاغذ ولایتي صفحه ۵۶ - قیمت صرف ۸ - آنه علاوه محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رهگئي هیں - ملنے کا پته - سپرنٹنڈنٹ بیکر هوسٹل - داکخانه دهرمتله - کلکته -

ہو یقیناً اردو ہیں - یہ کوئی " حیرانی " و سرگردانی کی بات نہیں - مدتی مدت سے اس " نکتۂ نادر " کو جانتا ہوں اور با وجود جاننے کے ابتک میں نے کوئی " حیرانی " اپنے اندر نہیں پائی ہے - البتہ میری نئی " حیرانی " یہ ہے کہ آپ حرف مقصد سے خواہ مخواہ اعراض کرتے ہیں اور دقت نظر سے کام نہیں لیتے - اس اصول سے ما نحن فیہ کو کوئی تعلق نہیں ' اور تحقیق و معارف کے سفر میں بڑی چیز یہی ہے کہ مختلف راہوں کے حدود کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جاے اور ہر اصول کو اسکی اصلی جگہ ملے -

یہی سبب ہے کہ میں نے " علم النفس اور زہر عشق " کا سوال پیش کیا تھا مگر اپنی نا رسائی عرض مدعا پر متاسف ہوں کہ شرف استماع و فہم سے محروم رہا -

آپ صرف اس پر زور دیتے ہیں کہ میں علم النفس کو عربی میں نہیں بلکہ اردو میں لکھ رہا ہوں' اور اردو میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے - پس میں " لذت " کو کہ عربی ہے' اپنی اقلیم قبولیت سے خارج البلد کرتا ہوں - اور اسکی جگہ " حظ " کو کہ اردو ہے' خلعت قبولیت سے سرفرازی بخشتا ہوں - اگر اس رد و قبول مختارانہ اور عزل و نصب مجتہدانہ پر کسی کو اعتراض ہے تو " دعواے اجتہاد ' عام بول چال ' اور فرہنگ آصفیہ " کی عدالت کھلی ہوئی ہے !

دارو کا ہے بنا فرمود ' و دزدے ہرسہ را
منصف و صدر امین و صدر اعلی کردہ است !

اس مقدمے کی عاجلانہ ترتیب اور فیصلے کی جلدی تو قابل داد ہے مگر شاید عدالت کے کاروبار میں ایک شے انصاف نامی کو بھی ضروری سمجھا گیا ہے -

اپ نے غلطیوں کا ایک الجھا ہوا مجموعہ سامنے رکھدیا ہے -

یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ اردو میں جو الفاظ دخالیہ موجود ہیں ' وہ تغیر معانی یا تغیر حروف و حرکات و صوت کے بعد اردو ہوگئے - یہ بھی مسلم سہی کہ بول چال میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے ' تا ہم اپکی قائم کردہ عدالت میں جانے کی کوئی ضرورت پھر بھی پیش نہیں اتی - کیونکہ میرا سوال یہ نہیں تھا کہ الفاظ عربیۂ متغیرۂ اردو کو انکے اصلی معانیے لغویہ ہی میں استعمال کرنا چاہیے اور ہماری بول چال کوئی چیز نہیں - بلکہ یہ تھا " اور صرف یہ تھا " کہ اردو میں جب کسی علم و فن کو لکھیں گے تو چونکہ اردو اپنی علمی ادبیات میں عربی کے زیر اثر اور بکلی ماخوذ ہے - اسلیے لامحالہ ہمیں عربی اصطلاحات کو مقدم رکھنا پڑیگا اور جب اصطلاحات عربیہ سے کام لیں گے تو اسکے وہی معانی معتبر ہونگے جو عربی میں لیے جاتے ہیں - اصطلاحات دوسری چیز ہیں اور شعر و ادب دوسری شے - اگر عربی میں ہم کو اصطلاحات نہ ملیں (لیکن نہ ملنے کا حق ادعا علم و تلاش کے بعد ہے نہ کہ پہلے) مثلاً بعض علوم حدیثہ و طبعیات جدیدہ کی شاخوں میں ' تو اس صورت میں ہم کو نئے الفاظ وضع کرنا چاہئیں - لیکن انکی بھی دو صورتیں ہیں - یا تو اصل انگریزی اصطلاحات لے لیں - یا انکی جگہ خود نئے الفاظ بنائیں - آخری صورت میں اگر عربی الفاظ سے مددلی گئی ' تو اسمیں بھی عربی زبان و لغت کا لحاظ رکھنا ضرور ہوگا - کیونکہ ہم اردو میں علوم و فنون مرتب کر رہے ہیں - " مثنوی زہر عشق نہیں لکھ رہے "

ذرا تامل کو کام میں لائیے - دو چیزیں ہیں اور دونوں بالکل مختلف حکم و حالت رکھتی ہیں - ایک مسئلہ تو عام طور پر اردو زبان میں الف کے استعمال اور انکے معانی کے قرار دینے کا ہے -

[بقیہ پہلے کالم کا]

دوسرا علمی اصطلاحات کا - خدا را میرے مطلب کے سمجھنے سے اب زیادہ اعراض نہ فرمائیے گا - میں نے یہ کہا تھا کہ دوسری صورت میں اردو اب تک تابع عربی ہے - اور عربی الفاظ کو عربی ہی کے متعارف معانی میں استعمال کرنا پڑیگا - اسکے لیے " علم بول چال " کی سند بالکل بے معنی و بے اثر ہے -

جس اصول پر آپنے از راہ نوازش میری مفروضہ " حیرانی " دور کرنی چاہی ہے - وہ پہلی صورت کے تعلق ہے ' اور ہماری موجودہ صحبت صورت ثانی سے تعلق رکھتی ہے -

اگر آپ بحث صاف کرنا چاہتے ہیں تو اسپر غور فرمائیے - یہ بہت صاف بات ہے اور اصل راہ فیصلۂ و تحقیق - فرہنگ آصفیہ اور غیاث اللغات کی ورق گردانی میں بیکار وقت ضائع نہ کیجیے -

وثائق و حقائق

اذرنۂ کا ماتم !!

کیا دنیا کے استعباد کا ناسور بھر گیا ؟

ایک زمانا تھا جب شہنشاہوں کے تخت مطلق العنانی بچھے تھے ' اور خدا کے بندوں کو خدا کی جگہ اسکے بندوں کی پرستش کرنی پڑتی تھی - اس زمانے میں پادشاہ ہوتے تھے جو انسانوں کو غلام بناکر انکی گردنوں میں اپنی خود مختارانہ و معبودانہ فرماں روائی کی رسی باندھدیتے تھے - اس رسی کا سرا انکی ان طلائی کرسیوں کے پاے میں بندھا ہوتا تھا ' جو بسا اوقات انسانی خون پر کشتی کی طرح تیرتی ' اور انسانوں کی لاشوں پر منارے کی طرح نصب کی جاتی تھی !

ہندؤں نے انکو خدا کا اوتار سمجھا تھا - مسلمانوں نے اپنے دور جہل و اسلام فراموشی میں انہیں " ظل اللہ " کا خطاب دیا تھا - انکی خلقت عام انسانی خلقت سے ارفع و اعلی ' اور ملکوتیت و قدوسیت سے ممزوج یقین کی جاتی تھی - خدا کا عام قانون رحم و محبت ' اور فطرۃ کی بخشی ہوئی حریت و زندگی انکے لیے بالکل بے اثر تھی - انکو مخاطب کرتے ہوے " مالک رقاب الامم " کہا جاتا تھا - یعنی بندگان الہی کی گردنوں کے وہ مالک ہیں ' اور گو خدا کا عام قانون یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے دو اور قتل نہ کرو ' مگر اس سے بھی بالا تر انکی حکمرانی ہے ' جو اپنے ایک اشارۂ ابرو پر صدہا انسانوں کے سر گردنوں سے جدا کر سکتے ہیں !

خدا زندگی کا خالق تھا پر اسکی زمین پر پادشاہان عالم موت اور خون کے دیوتا تھے ' جو اسکی طرح روحوں کو پیدا تو نہیں کرتے تھے ' مگر اس سے بالا تر ہو کر اسکے پیدا کردہ انسانوں کو مار ڈالتے تھے !!

انسانی دماغ کے خصائص ردیہ سے انکا دامن قدوسیت پاک تھا - انکا ہر حکم قانون ' اور انکا ہر فعل شریعت ' بلکہ شریعتوں کا بھی ناسخ تھا - خدا کے تصور کا ترقی یافتہ اور انتہائی درجہ یہ ہے کہ اسکو تمام صفات حدوث سے منزہ ' اور تمام اوصاف مخلوقیت سے پاک سمجھا جاے - اسی طرح صرف فضائل و

علم و اخلاق میں اجتہادات ہوچکے ہیں - مذہب اسی خنجر اجتہاد کا قتیل ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کے مشق اجتہاد کیلیے یہ میدان کافی تہے - غریب زبان کو تو اب چھوڑ ہی دیجیے - پچھلے اشغال اجتہادیہ میں اب بہی مصروفیت کی آور گنجایش نکل سکتی ہے - اگر اس نئے مشغلہ کو از راہ ترحم ملتوی کردیا گیا تو کچھہ آپ لوگ بالکل بیکار نہو جالیں گے -

مسئلۂ وضع اصطلاحات

اور حظ و کرب

ایک وقت میں انسان کس کس چیز کو لکہے ؟ مجہے اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھنے ہیں مگر مجبور ہوں - میں آج پھر اپنے گذشتہ جملے کو دھراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو لوگوں نے اپنی نا واقفیت و عدم جامعیت لسانین کی وجہ سے جیسا کچھہ مشکل سمجھہ رکہا ہے ' ویسا نہیں ہے - گو مشکل ضرور ہے مگر اشکال سے تو کوئی کام بھی خالی نہیں ہوتا -

سردست " حظ و کرب " اور (Pleasure) اور (Pain) هی کو ایک مثال قرار دیجیے اور کچھہ وقت عنایت فرمالیے -

میں نے اپنے دوسرے نوٹ میں حسب ذیل امور پر توجہ دلائی تھی :

(۱) عربی میں لذت و الم بعینہ انہی معنوں میں بولا جاتا ہے جنکی انہیں تلاش ہے -

(۲) حظ کا لفظ لذت کے معنے میں بالکل غلط ہے - لغت میں بھی اور اصطلاح میں بھی ' نیز اسکے معنی کو مفہوم مانحن فیہ سے کوئی قرب و تعلق بھی نہیں - پھر کونسی مجبوری ہے کہ " لذت و الم " کو چھوڑکر " حظ و کرب " اختیار کیا جاے ؟

(۳) عربی کے بہت سے الفاظ ہیں ' جو فارسی میں آکر اپنے اصلی معانی لغویہ سے الگ ہوگئے - لیکن حظ فارسی میں بھی بمعنے لذت نہیں بولا جاتا - چنانچہ اشعار اساتذہ سے متحقق کہ حظ نصیب هی کے معنی میں مستعمل ہے -

(۴) اردو ' فارسی کی طرح اپنے علمی ادبیات میں اب تک عربی کے ماتحت ہے - اسکا کوئی خاص علمی لٹریچر نہیں - اپنی اصطلاحات نہیں - جتنی علمی اصطلاحات ہماری زبانوں پر ہیں ' سب کی سب عربی ہیں - پس اردو کے تراجم علوم میں الفاظ عربیہ کا استعمال ناگزیر ' اور اسلیے سند کیلیے اردو بول چال نہیں بلکہ عربی لغت و اصطلاح علوم کا حوالہ مطلوب - اگر لوگ حظ بمعنیے لذت بولتے ہیں تو بولیں - شعر میں ہم بھی کہدینگے - لیکن علم النفس کے مترجم کو اس سے کیا تعلق ؟

(۵) فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے -

(۶) لوگوں نے اپنی نا واقفیت سے مسئلہ اصطلاحات کو کچھہ سے کچھہ بنا دیا - فلسفہ میں ہر طرح کی عربی اصطلاحات ملسکتی ہیں -

مجہے افسوس ہے کہ آپ نے ان تمام امور میں سے کسی ایک پر بھی توجہ نہیں کی ' اور جبکہ آپ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی فکر میں سرگرم جواب ہوے تو ان دفعات میں سے ہر دفعہ کے متعلق غلط فہمیوں هی سے اپنے استقبال کا کلم بھی لیا !

آپ نے اپنے جواب میں میری معروضات کی جس قدر تشریح کی ہے - وہی غلط ہے تا باصل بحث چہ رسد ؟

امر اول کی نسبت آپ لکھتے ہیں :

" سوال یہ ہے اور " صرف یہ ہے " (؟) کہ Pleasure اور Pain کا صحیح ترجمہ اردو میں کونسے الفاظ ادا کے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم ' اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب - آپ اپنے پر دعوے عربی لغت سے حجت لاے ہیں ' میں اپنی تائید میں معاورہ و لغت کو پیش کرتا ہوں "

لیکن گذارش یہ ہے " اور صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے بعد گذارشیں ہونگی " کہ آپنے دعوا ' حجت ' لغت ' اور استشہاد کے الفاظ کا خواہ مخواہ اسراف بیجا کیا - یہاں نہ ترجیح و براھین پیش کیے گئے ہیں ' اور نہ کسی استشہاد و استدلال کی ضرورت -

ان چیزوں کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کیسی بحث میں کسی اختلاف کی گنجایش ہو - حظ کے لفظ کیلیے نہ تو میں نے عربی لغت کا حوالہ دیا اور نہ کوئی شہادت پیش کی - حظ کے معنے اس آسمان کے نیچے صرف ایک هی ہیں - یعنے قسمت و نصیب اور بس - قلیوبی اور درابۃ الادب کا طالب العلم بھی اسکو جانتا ہے - ایک ایسی کھلی اور عام بات کیلیے مجہے کیا پڑی تھی کہ جوھری اور فیروز ابادی کی شہادتیں پیش کرتا ؟ پس نہ میں " حجت لایا ہوں " اور نہ دعوے کی کوئی اصطلاحی شکل در پیش ہے -

میں قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ آپکو جو غلطی اصل مسئلہ میں ہوئی ہے ' وہ زیادہ سخت ہے ' یا جو متواتر و مسلسل غلط فہمیاں میری تحریر کے سمجھنے میں ہوئی ہیں ' وہ زیادہ سنگین ہیں ؟ تاہم میرے هی لیے تو دوسری صورت اب پہلی صورت سے زیادہ درد انگیز ہوگئی ہے -

میں نے لکھا تھا کہ " فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے اور کیا کہوں ؟ " اور اسطرح بلا ضرورت کسی مطلب کے متعلق جرح و تنقیض کو بہتر نہ سمجھہ کر ٹالدیا تھا - مگر آپ نے اسکا یہ مطلب قرار دیا کہ مجکو اردو لغت کے حوالے پر تعجب و افسوس ہے !

سخن شناسی نۂ دلبرا خطا اینجاست !

اب مجکو کھولکر کہنا پڑا - اصل یہ ہے کہ میں " فرہنگ اصفیہ " کو اردو لغت کے اعتبار سے بھی قابل سند کتاب نہیں سمجھتا ' اور بالکل پسند نہیں کرتا کہ اپ کسی حوالۂ و سند کیلیے اسکی ورق گردانی کریں - افسوس اسپر نہ تھا کہ اردو لغت سے کیوں استشہاد کیا گیا - افسوس آپکی نا واقفیت پر تھا کہ فرہنگ اصفیہ کو اردو زبان کا معتبر لغت سمجھتے ہیں ' اور اس طرح بیفکر ہوکر اسکا حوالہ دیتے ہیں گویا وہ ایک مسلم و معروف کتاب ہے !

آگے چلکر آپنے " حظ " بمعنی مفروضۂ " لذت " کو اردو قرار دیا ہے ' اور غیر زبان کے مہذب و متغیر المخارج والمعانی الفاظ کے اردو ہونے کو ایک ایسا نکتۂ نادر و بدیع ' و تحقیق غریب و عجیب سمجھا ہے کہ میں اسے سنکر بے اختیار چونک اٹھونگا اور حیران و پرشان ہوکر شور مچانے لگونگا - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" آپ حیرت سے فرمالینگے کہ حظ تو عربی لفظ ہے اسے اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ "

یاللعجب ! آپ کبھی تو مجہے غلط فہمیوں میں مبتلا دیکھکر دست تحقیق و رھنمائی بڑھاتے ہیں ' کبھی خود هی اپنی طرف سے مجہے " حیران " فرض کر لیتے ہیں - الحمد للہ - نہ تو میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں اور نہ ان حقائق غریبہ اور نکات عجیبۂ لغویہ پر متحیر ہوں - بغیر کسی " حیرانی " کے ہر شخص جانتا ہے کہ ہر زبان میں باہر کے الفاظ آکر بہ تغیر مخارج و معانی اُس زبان میں شامل ہوجاتے ہیں - در اصل یہی تغیر نئی زبانوں کو پیدا کرتا ہے ' اور اردو تو مختلف زبانوں کے الفاظ کے مجموعہ هی کا نام ہے - جو الفاظ عربی و فارسی یا انگریزی کے بادنے تغیر رائج ہوگئے ہیں

سطح زمین پر گذرنے والے واقعات کے اندر دکھلا - جبکہ ۳ - اگست کو کانپور کے اندر چند اینٹوں کے جمع کرنے کے جرم میں معصوم بچوں اور نہتی رعایا کا بے دریغ قتل عام کیا جا سکتا ہے' تو هندوستان کی آئینی حکومت ' حکام کی مسئولیت ' قانون کا حکم عام' اور کونسل کے پر شوکت هال کا حواله دینا بیکار ہے ! -

دنیا کے تغیرات پر ساری دنیا کا ایمان ہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس پتھر سے بڑھکر اور کسی شے میں انجماد نہیں - یہ کبھی نہیں بدلتی - تغیرات اسکے لیے بے اثر هیں - وہ اپنی چادر بدل ڈالتی ہے مگر اپنی صورت نہیں بدلتی - یہ ضرور ہے کہ جمہوریت و قانون نے شخصی پادشاهتوں کے تخت الٹ دیے هیں جو زمین پر بچھاے جاتے تھے - لیکن وہ دل تو اب تک نہیں نہیں بدلے ' جو انسانی خود پرستی و استبداد کے سینوں میں محفوظ هیں !

اب وہ تخت زرنگار کم هوگئے هیں ' جن پر مطلق العنانی کے دیوتا بیٹھکر اپنی پرستش کراتے تھے - لیکن اُن مغروروں کی تعداد میں کچھہ بھی کمی نہیں هوئی جو بغیر تاج و تخت کے اپنی خود پرستی اور حاکمانہ گھمنڈ کی پوجا کرانا چاهتے هیں - لوگوں کے سر پر تاج نہیں ' لیکن دماغوں میں حاکمانہ نخوت بدستور باقی ہے - پادشاہ کی زبان کی طرف اب ظلم منسوب نہیں هوتا مگر قانون کے نام سے ظلم کیا جاسکتا ہے - پہلے تخت مطلق العنانی پر بیٹھکر پادشاهت هوتی تھی - اب قانون کے کتب خانوں میں بیٹھکر شہنشاهی کی جاتی ہے !

کیا هوا اگر تاریخ قدیم کے مشہور شہنشاہ دنیا میں نہ رہے (سر جمیس مسٹن) بالقابہ تو موجود هیں - شہنشاهی کچھہ سر پر تاج رکھنے هی سے نہیں هوتی - شہنشاهوں کا سا ادعا اور فرماں روائی کی سی ضد اُس سر میں هونی چاهیے ' جو تاج سے چھپاے جاتے تھے - تاریخ قدیم کو اگر اپنے دور شخصیت کے ایسے شہنشاهوں پر ناز هو جنھوں نے اپنی خواهش کے آگے تمام درباریوں کی آہ و زاری اور سعی و سفارش کی پروا نہ کی ' تو آپ بھی (سر جمیس مسٹن) کو بلا تامل پیش کر دے سکتے هیں ' جو اس دور قانون و آئین میں کروڑوں انسانوں کی منت و التجا کو بے نیازانہ ٹھکرا دینے کا فخر کرسکتے هیں -

ایک مطلق العنان شہنشاهی کے ضروری اجزا کیا هیں ؟ اچھی طرح تلاش کر کے چند لازمی اوصاف چھانٹیے اور پھر ایک ایک کر کے سامنے لائیے - ایک شہنشاہ کیلیے پہلی بات یہ ہے کہ اسپر قانون کی حکومت نہو بلکہ قانون اسکی زبان کے ماتحت هو - وہ اپنے ارادے میں مطلق العنان ' اور اپنی رائیوں میں انسانی مشورے سے بے پروا هو - وہ جو چاہے کر گزرے مگر رعایا کو اسکا حق نہو کہ اپنی خواهش کی تعمیل کا مطالبہ کرے - اسکی هر رائے صواب ' اور اسکا هر فعل عدل هو -

قانون کہتا ہے کہ مساجد محفوظ هیں مگر سر جمیس مسٹن کے لیے یہ بالکل بے اثر ہے ' کیونکہ مسجد کے هونے نہونے کا فیصلہ انکے هاتھہ میں ہے نہ کہ کسی اور کے - وہ چونکہ کہتے هیں کہ کانپور کی مسجد کا منہدمہ حصہ مسجد نہیں ہے ' اسلیے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں جو کہے کہ ایسا نہیں ہے -

مطلق العنانی کے یہی معنی هیں کہ جو چاهیں کر گزریں اور اس شہنشاہ اعظم سے بھی جو چاہا کیا -

ایک پوری قوم کہتی ہے کہ یہ مسجد ہے اور مقدس ہے مگر وہ بالکل مجبور نہیں کہ کسی انسانی رائے و تسلیم کرنے کیلیے مجبور کیے جائیں - عظمت دنیاوی کا فتوی بھی بیکار ہے - کیونکہ پادشاہ کی

برید فرنگ

هوا بسا لم ینالوا !

انگلستان کا مشہور رسالہ (رِوِیو آف رِویوز) اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

" تاریخ عالم میں مشکل سے ایسی کوئی خطرناک اور حاقت کی نظیر مل سکتی ہے ' جیسی کہ پچھلے مہینے بلقان میں انقلاب کی حالت میں ظاهر هوئی - اگرچہ موسم گرما هی میں اس خطرہ کے آثار پائے جاتے تھے' تاهم امید باقی تھی کہ حلفاے بلقان امن سے اپنے مال غنیمت کو تقسیم کرینگے - روس نے پیشقدمی کرنے والے کو دھمکی دی تھی اور اسی وجہ سے سینٹ پیٹرز برگ میں جو کانفرنس منعقد هونیوالی تھی' اس میں انفصال معاملات کی توقعات عام طور پر امید افزا تھیں - بہادرانہ و نمایاں فتوحات کی ثمر چینی کا وقت ' اور ترکوں کو همیشہ کے لیے یورپ سے نکال دینے کی آرزو پوری هونیکا زمانہ آگیا تھا -

جو جوهر مردانگی انہوں نے میدان جنگ میں دکھاے تھے ' انکو ملکی اندرونی ترقی اور دیگر معاملات میں بھی صرف کرتے - مگر بلغاریہ کے دل میں هوس کا شیطان حلول کرگیا اور تمام جزیرہ نما پر قبضہ کرنے کے خیال میں پڑگئی - اس بیہودہ کوشش نے افسوس کہ سب کچھہ کھودیا - سرویا سے اڑی اور رومانیا جو موقع کی منتظر تھی' بیچ میں کود پڑی اور بلغاریہ اپنے ساتھیوں سے نہایت درجہ احمقانہ اور ذلیل طریقہ سے دست و گریباں هوگئی -

مگر اس سے بھی زیادہ سخت خطرناک اور افسوسناک واقعہ وہ تھا جو ترکوں کے دوبارہ قبضۂ ادرنہ سے همارے سامنے آیا - ترکوں نے لندن کی صلح کانفرنس کا کچھہ خیال نہیں کیا - اپنی کھوئی هوئی زمین بہت تھوڑی کوشش سے واپس لے لی - انہوں نے حقیقتاً بلغاریہ پر حملہ هی کردیا - کوئی مورخ اور نکتہ چیں بلغاریہ کے اس جرم کی معذرت نہیں کرسکتا کہ اس نے فتح کے بعد ذلت و نامرادی کی شکست کھائی - اُسکی تقدیر کا فیصلہ واقعات کے نہایت سخت الفاظ میں هوچکا ہے - افسوس صد افسوس غریب بلغاریا ! تجھہ پر جس قدر افسوس کیا جاے کم ہے ! تین سو برس تک ترک تجھہ پر ظلم کرتے رہے - آخر کار تجھے گلیڈسٹن کی ... نے اور وکٹر هیگو (Victor Hugo) کی موثر تقریروں

[بقیہ پہلے کالم کا]

مرضی سب سے بالا ہے اور وہ اسے تسلیم کرنا نہیں چاهتا - لوگ اسکے سامنے جاتے هیں اور عاجزی سے التماس رحم کرتے هیں ' مگر ذات اقدس شاهانہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ رحم سے بھی مقدم چیز شہنشاهی رعب و عظمت کی شان جلال و جبروتی کا تحفظ ہے ' پس اب انسانوں کو صبر' اور زمین کے بسنے والوں کو اطاعت ختم کردینا هی چاهیے -

رهی شیخ الاسلام ہے جو مسلمانوں کے مذهبی مسائل کی نسبت فتوا دیگا ' اور اس مجتہد اعظم اور صاحب امر آگے تمام علما کے فتوے بیکار هیں - کیونکہ وہ پادشاہ ہے اور پادشاہ جو چاہے کرسکتا ہے !

مناقب هي انكي طرف منسوب هوسكتے تھے' اور صرف اچھائیوں اور نیکیوں هي كے وہ مضاف الیه تھے - برائیاں اُسي وقت تک برائیاں تھیں ' جب تک که وہ انسانوں سے سرزد هوتي تھیں - پر اگر پادشاهوں کي قدوسیت کا دست ارادہ انکي طرف بڑھا ' تو پھر وہ یکسر حسن و صواب هو جاتیں !

ظلم و جبر ' غصب حقوق و مال ' تعذیب وحشیانه اور خونریزي سفاکانه ؛ یه تمام سخت سے سخت انساني جرائم و معاصي هیں جن پر قانون کي طرح پادشاهوں کے درباروں سے بھي سزائیں دي جاتي تھیں - تاهم پادشاہ کیلیے سب جائز تھا - اگر ایک ڈاکو کسي ایک انسان کو زخمي کر دے تو اسکو بادشاہ سولي پر چڑھاتا تھا ' لیکن اگر وہ خود هزاروں انسانوں کا خون سیلاب کي طرح بہا دے ' تو کوئي نه تھا جس کو اسپر حق حرف گیري هو - کیونکه ظلم اُسي وقت تک ظلم تھا ' جب تک که پادشاہ کي جگه کسي دوسرے سے سرزد هو - پادشاہ اگر ظلم کرتا ہے تو وهي عدل و انصاف ہے -

تاریخ میں فراعنۂ مصر کے حالات لکھے هیں ' اور جبابرۂ بابل و کلدانی کي مطلق العنانیوں اور معبودانه اختیارات کے نقوش و آثار اب تک دریاے فرات کے کنارے کے کھنڈروں اور ٹیلوں کے اندر سے برامد هو رہے هیں - علم آثار عتیقۂ مصر (اجپٹیالوجي) میں ایسے نقوش و رسوم هم نے دیکھے هیں ' جنمیں فراعنه کے طریق تعذیب و قتل کے عجیب عجیب آلات کے نظارے دکھلاے گئے هیں -

انکے انکے قصروں پر تاتاریوں نے بڑي بڑي آبادیوں کے قتل عام کا حکم دیدیا تھا !

همارے کتب کلام و عقائد میں عدل باري تعالے کے مباحث طلباء علوم اسلامیه نے پڑھے هونگے - معتزله کہتے هیں که الله تعالى پر عدل واجب ہے - شیعه عام کلام میں بھي توحید و نبوت و امامت کے ساتھه عدل کو تسلیم کیا گیا ہے ' مگر اشاعرہ کہتے هیں که خدا پر کوئي شے واجب نہیں هوسکتي - وہ ظلم بھي کرے تو ظلم نہیں - ظلم اُسي وقت تک ظلم ہے ' جبکه دوسرے کي ملکیت میں تصرف هو - دنیا میں جو کچھه ہے وہ اُسي کا ملک ہے - اپني ملکیت میں وہ جو چاہے کرسکتا ہے - لا یسئل عما یفعل -

پادشاهت کے اختیارات بھي ایسے هي تھے - جبکه پادشاہ " مالک رقاب الامم " یعنے انسانوں کي گردنوں کا مالک تھا - اسکے ملک میں جو کچھه تھا ' وہ اُسي کا اور اُسي کیلیے تھا ' تو پھر بقول اشاعرہ ' اپني ملکیت میں تصرف خواہ کسي عنوان سے هو ' ظلم سے موسوم کیونکر هو ؟ یفعل ما یشاء و یختار

دنیا کي یه غلامي علم اور انساني حکمراني کا تسلط بے روک تھا ' مگر چھٹي صدي عیسوي میں جبکه روم و یونان اور مصر و اسکندریه جیسے مراکز علم و تمدن گرفتار تعبد انساني تھے ' عرب کے گمنام و مجہول خطے سے یکایک انساني حکومت کي جگه خدا کي حکومت کا اعلان هوا -

یه اسلام کي آواز تھي ' جس نے ایک طرف تو اُن بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ' جو حجاز کے معبد ابراهیمي کے اندر رکھے گئے تھے - دوسري طرف اُن انساني بتوں کو بھي سرنگوں کر دیا جو طلائي کرسیوں پر بیٹھکر بندگان الہی کو اپنے آگے سربسجود دیکھنا چاهتے تھے - اسکا علان عام یه تھا که : " ان الحکم الا لله " حکومت کسي کیلیے نہیں ، صرف الله هي کیلیے ہے !!

اس سے بھي بڑھکر یه که اُس نے صاف صاف هر طرح انساني اختیارات ملک و حکم کے ادعا کو شرک قرار دیا :

ما کان لبشر ان یؤتیه الله	کسي انسان کو یه حق نہیں که ا[لله]
الکتاب والحکم والنبوۃ	اسکو کتاب یا حکم یا نبوت عطا کر[ے]
ثم یقول للناس کونوا	اور وہ انسانوں کو اپنے سامنے جھکا[ے]
عبادا لي من دون الله	گویا انسے کہے که الله کو چھوڑ کر میري
(۳ : ۷۴)	پوجا کرو !

تاریخ نے اس دور حکمراني و حکومت کے حالات محفوظ ر هیں مگر وہ اسپر ماتم کرتي ہے که یه دنیا کا بدترین عهد وحشت و ظلمت تھا - اور پھر مژدہ سناتي ہے که " انقلاب فرانس " کي چمکتي هوئي شمشیر حریت و مساوات نے انسان کے پانوں کي تمام زنجیریں کاٹ دیں ' جو شخصي حکمراني کي جباري ' اور پادشاهو کے خود مختارانه اختیارات نے ڈھالي تھیں - اب قانون و دستور اور مساوات و جمهور کا دور دورہ ہے - تخت فرمان روائي الٹ گئے هیں ' اور پارلیمنٹیں کھل گئي هیں - اشخاص کي جگه قانون کي اور زور و قوت کي جگه حق و برهان کي حکمراني ہے !

پھر کیا یه سچ ہے ؟

کیا واقعي دنیا کي مصیبتیں ختم هوگئیں ؟ کیا اسکي غلامي و مظلومي کا پرانا ناسور بھر گیا ؟ کیا حق اور قانون نے انسان کو اسکي چھنی هوي عزت واپس دلا دي ؟ اور کیا اب وہ سیلاب خونین بند هوجائیں گے - جو انسان کي گردنوں سے بہه کر کرۂ ارضی کے ذرے ذرے میں جذب هو چکے هیں ؟

حقیقت یه ہے که تاریخ نے دنیا کو مژدۂ امن سنانے میں جلدي کي - دنیا کي مصیبتیں ابھي کہاں ختم هوئیں ؟ اسکي پیشاني کے ناسور کو کس نے مندمل دیکھا ؟ شاید اُسنے اپنے سوگ کے کپڑے اُتار دیے هوں ' مگر اُسکي صورت تو ابتک ماتمي ہے ! قانون اور اخلاق کي گردن پر انساني ظلم و تعدي کي چھري جس تیزي سے چل رهي تھي ' اب بھي چل رهي ہے - البته پہلے ظلم و جبر کا دیو اپني اصلي صورت میں آکر اُسے ذبح کرتا تھا ' اب عدل و انصاف کے فرشته کا بھیس بدلکر چھري تیز کرتا ہے !

هر شے کي صورت بدل گئي ہے ' هر جسم نے نئے کپڑے پہن لیے هیں - هر چیز کا نام بدل دیا گیا ہے - هر سطح متغیر ' اور هر ظاهر متبدل ہے - لیکن حقیقت کو دیکھیے - تو اب بھي وهي ہے جو پہلے تھي !!

دنیا جب تاریکي میں مبتلا تھي تو قتل و غارت کرتي تھي - لیکن اب که روشن هوچکي ہے ' کن مشغلوں میں رهتي ہے ؟

پہلے انسان انسانوں سے لڑتے تھے ' لیکن اب کیا جنگل کے درندے انسان کا خون بہاتے هیں ؟ کیا اس خونریزي میں ' جو صلیب کے نام سے کي جاے ' اور اس خونریزي میں ' جو تمدن کے دیوتا کي قربانیوں کیلیے هو ' کچھه بہت زیادہ فرق ہے ؟

پھر وہ آزادي و مساوات اور حریت و انصاف کہاں ہے ' جس کا فرشته ' امن کي منادي کر رها ہے ؟ کبھي اسکا مراکش کے خرابے پر بھي گذر هوا ؟ کبھي ایران کي ویرانیوں پر بھي اس نے نظر ڈالي ؟ وہ خون جو طرابلس میں بہا ' وہ لاشیں جو بلقان اور رومیلي کے دیہاتوں اور قصبوں میں تڑپیں ' کیا اُس نوع انساني کي نه تھیں ' جسکو عدل و امن کا پیغام دینے کیلیے وہ زمین پر اترا ہے ؟

هم کو اسکا جواب عدالتوں کي محرابوں ' پارلیمنٹوں کے دروازوں ' قانون کي مجلدات ' اور قلم و سیاهي کے نقوش سے نه دو ' بلکه

مجهکو یاد نہیں کہ جناب سے نیاز حاصل ہے یا نہیں ؟ لیکن اب میں " الہلال " کے سبب سے جناب کو ضرور اچھی طرح جانتے کا فخر کرسکتا ہوں ' اور ہم دونوں کے الحمد للہ مسلمان ہونے اور اس وجہ سے کہ مسلمانوں پر یہ سخت وقت ایسا ہے کہ اگر اب بھی غفلت اور غرور کیا گیا تو شاید ایندہ تباہی ہی تباہی نظر اتی ہے ' میں نے ان سطروں کے لکھنے کی ڈرتے ڈرتے جرات کی ہے - کاش جناب مجھہ سے اتفاق کرلیں ' اور اپکا دریاے خیال اوس طرف بہنے لگے جس طرف پانی کی ضرورت ہے تو مسلمانوں کا بے حد فائدہ ہو -

میری صغر سنی میں ایک زمانہ تھا جب پبلک معاملات کو گورنمنٹ کے حضور میں پیش کرنے والے ناپید تھے ' اگر اوس زمانہ میں جناب الهلال کو پالیٹکس کے واسطے نکالتے تو شاید موزوں ہوتا مگر اب تو ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے بلکہ شاید ضرورت سے زاید وہ اشخاص پیدا ہوگئے ہیں جو اس کام میں لگ رہے ہیں -

بدینوجہ اگر جناب اسی میں انحصار وقت کردینگے تو کوئی مفید اضافہ نہ ہوگا - بلکہ اگر اپ حلم و بردباری سے سننا چاہیں تو بادب گذارش کرونگا کہ کبھی کبھی جناب کا جوش و خروش اپنے بیگانوں کیلئے راحت میں خلل انداز بھی ہو جاتا ہے - الغرض جناب کی توجہ اشاعت اسلام کے واسطے محدود ہو جاے تو بے حد فائدہ رساں مسلمانوں کے واسطے ہو - میری راے میں یہ ایک فرض کفایہ ہے جس سے سبکدوشی اوس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ کچھہ مسلمان اس کام کے واسطے اپنے تئیں وقف نہ کردینگے - اور جناب کا وجود با جود اس بار کے اوٹھانے کے ہر طرح قابل اور اسکا ہر طرح اہل ہے - اپکا ادنی خادم اور دینی نیازمند

اسماعیل

الهلال

نہایت ممنون ہوں کہ جناب نے ایک نہایت مفید اور ضروری مبحث چھیڑ دیا - انشاء اللہ عنقریب تفصیلی طور پر اپنی معروضات خدمت والا میں پیش کرونگا -

تاریخ حیات اسلامیہ

۱۹۱۳ء اذان هند کا ایک ورق

شهداء کانپور اعلی الله مقامهم

تقاضا کر رہی ہے مجھسے یہ میری پریشانی
مسلمانوں کی حالت پر کروں کچھہ مرثیہ خوانی
تماشا دیکھیے اندوہ و حرماں بڑھتے جاتے ہیں
سرشک خوں سے کس کس کی جائیگی مہمانی ؟
شہیدان ستم کا خون بول اٹھے کا لاکھوں میں
چھپانے سے نہیں چھپنے کی ظالم کی ستم رانی
بہاہے خون پانی ہوکے کسکا آج مسجد میں ؟
ہوئی ہے مذبح ہندوستاں میں کسکی قربانی ؟
مسلمانو یہ گھر میں بیٹھہ کر رونیسے کیا حاصل
یہی اسلام کا شیوہ ' یہی ہے کیا مسلمانی ؟
کمر ہمت کی باندھو ' اٹھہ کھڑے ہو نام حق لیکر
تمہارا فرض ہے اپنی مساجد کی نگہبانی
خدا کی راہ میں جو جان تک قربان کر بیٹھے
تمہارا فرض ہے انکے لیے اب زر کی قربانی
ہوے صید مصائب اسقدر اب اور بھی ہونگے
نہ چھوڑی ایسی حالت میں بھی گرتم نے تن آسانی

(سید محمد قمر الدین قمر حیدر آبادی - منیجر انصاریہ میڈیکل (هال بمبئی)

مصیبت زدگان کانپور کی دائمی اعانت

دائمی اعانت کی پہلی مثال جلیل

از جناب مولانا محمد علی صاحب طبیب سیشن جج صوبہ ورنگل علاقہ نظام

شہدائے مرحوم کے بیوگان اور اشخاص زیر کفالت کے لیے اور انکے یتیم اطفال کے لیے تا ختم تعلیم و عمر رشد ' کفالت کرنی چاہیے - اسوقت جوش میں امدادی رقوم کا جمع ہو جانا ممکن ہے - اوس سے کوئی مکان یا دکانات یا باغات الغرض کوئی جائداد غیر منقولہ لیلی جاے - یا کسی تجارت میں شرکت کی جاے اور اسکی امدنی سے ہمیشہ انکی اعانت ہوتی رہے -

میں اپنی ذات سے اتنا کرسکتا ہوں کہ حتی الامکان اپنی حیات تک پانچ روپیہ ماہانہ دیتا رہونگا ' لیکن ایسے انتظام کی توقع ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کے مذاق کے لحاظ سے کسیقدر دشوار ہے - اور اگر خدمت گزاران ورثاء شہدا کو ایسی توفیق خدا کرامت فرماے ' تو زہے قسمت - اسکا جواب جلد عنایت ہو -

میں ایک ضعیف القلب اور کثیر الهموم اور وسیع اله شخص ہوں - اسوجہ سے میرے مزاج میں سراسیمگی کی رہا کرتی ہے اور کسی ادنے سے واقعہ کی خبر سے بھی غیر طور پر متاثر ہو جایا کرتا ہوں - اپکی آزادانہ اور حق گوئی دیکھکر میرے قلب کی حالت دگرگوں ہو

[ ]

مراسلات

نے چونکا کر آزاد کرایا - یورپ کے اخبار نویسونکی جماعت نے تیرا ساتھہ دیا ' اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ روس نے تجھکو اپنے خزانے ' اپنے سامان ' اور اپنے آدمیوں سے مدد دی - لیکن افسوس کہ تونے وقت کی قدر نہ کی ' اور آزاد ہوکر پھر غلام بن گئی ! ! "

مسئلۂ عرب

الفتنہ نائمۃ ' لعن اللہ من ایقظہا

عمان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک امام عمان برابر فتوحات حاصل کر رہا ہے - نزوا کے قریب کے چند مقامات ' جیسے اسلک ' ذکی ' ازکی ' وغیرہ پر قبضہ کر چکا ہے - دو موخر الذکر شہروں کے قلعے سختی کے ساتھہ حملہ آوروں کا مقابلہ کرچکے ہیں - اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سمیل پر بھی حملہ کی تیاری میں ہے - سمیل ایک اہم مقام ہے اور مسقط کے درۂ خاص پر حکمراں ہے -

اپنی جگہ پر سعید فیصل بھی دوسرے ساحلی مقامات سے فوج فراہم کر کے اپنی اگن بوٹ "نور البحر" پر سمیل کے قریب بھیج رہا ہے تا کہ اسکی قلعہ بندی کرکے اپنے دار السلطنت اور انقلابیوں کے درمیان ایک سد حائل کردے - سید محمد سعید (نامہ نگار نیر ایسٹ کا عمانی دوست) اپنے ایک خط میں لکھتا ہے :

"حالات بد سے بد تر ہو رہے ہیں - نئے امام نے سمیل پر قبضہ کرلیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جب سید فیصل نے تھوڑی سی فوج کے ہمراہ اپنے لڑکے سید نادر کو نزوا کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تھا ' تو اسی وقت اس کوشش کی قسمت میں ناکامی لکھدیگئی تھی - سید نادر یہ دیکھکے کہ تعلیمات کی بجا آوری ناممکن ہے ' سمیل چلا گیا - جہاں اس نے اس فتنہ کے دبانے کی کوشش سے پہلے مزید کمک کا انتظار کیا - لیکن اس عرصہ میں امام نے کئی شہروں پر قبضہ کرکے حیرت انگیز کامیابی حاصل کرلی تھی - ۴ - جولائی کو امام اور اسکی فوج نے باشندوں کی معیت کی بدولت شہر پر قبضہ کرلیا - سید نادر اور اسکی فوج نے قلعہ میں پناہ لی - وہ اس مراسلت کی تحریر کے وقت ساعت بساعت اپنی گرفتاری کی توقع کر رہا ہے "

اپنے آپ کو بے بس دیکھکر سید فیصل نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے کہ اسکو مدد دیجائے ' تا کہ وہ اپنے لڑکے کی مدد اور مسقط کی مدافعت کرسکے - اس موقع پر عمانیوں نے یہ ظاہر کیا کہ انمیں اپنے سلطان کے ساتھہ وفاداری بالکل نہیں رہی - انمیں سے ایک بھی اسکی مدد کرنا نہیں چاہتا - سلطان کی درخواست پر بوشہر سے چار سو سپاہی آگئے ہیں - انکے علاوہ بمبئی سے بھی ایک ہزار سپاہیوں کے آنے کی امید ہے -

یہ فتنۂ خوابیدہ کی ایک نئی مگر بے وقت کی بیداری ہے ' جسکا سامان مدتوں سے موجود تھا ' اور اب انگلستان کیلیے مسئلۂ عرب کے متعلق بہت سے عمدہ کام شروع ہو جائیں گے - انا للہ وانا الیہ راجعون !

دعوت و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الہلال اور اشغال سیاسیہ

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی)

میں نے الہلال کے اکثر مضامین کو بغور پڑھا ہے اور مجھکو اس کے عرض کرنے میں بالکل تامل نہیں ہے کہ آپکا طرز تحریر اور طرز ادائے خیالات نہایت اعلی اور موثر ہے - آپکی معلومات دینی نہایت وسیع ہیں - اور مسلمانوں میں ایسا وسیع المعلومات اور فصیح البیان بزرگ انکے واسطے باعث فخر ہے - مگر میں اس عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ آپکے سیلاب بیان کا بہاؤ غالباً رسال شامل اور صورت میں نہیں ہے ' اور اس لحاظ سے میں قابل عفو ہوں اگر اپنی راے کا خلاصہ عرض کروں -

چونکہ جناب کے خیالات کا رجحان مذہب کی طرف خاصکر ہے اسواسطے اگر جناب اوسی حصۂ کار کو جو مذہب اسلام کی اشاعت سے تعلق رکھتا ہے ' اختیار فرمالیں ' تو بالیقین آپکی ذات ستودہ صفات مسلمانوں کے واسطے بے حد مفید ہوگی - مجھکو نہایت افسوس ہے کہ ہمارے علمی یا مذہبی ذوات اپنا حصۂ زندگی پالیٹکس میں جلد صرف کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں - مثلاً خود جناب ' یا جناب مولانا شبلی اسکی مثال ہوسکتے ہیں - کاش اگر آپ حضرات اپنی قابلیت صرف اعلاے کلمۃ اللہ کے واسطے وقف کردیں تو پالیٹکس کی نسبت بہت زیادہ مفید ثابت ہو - علی الخصوص اسوجہہ سے کہ شاہ راہ ترقی اسلام بالکل ویران ہے -

ندوۃ العلما کی وجہ سے مجھکو بہت امید بندھی تھی کہ ہم میں روشن خیال عالم پیدا ہو جالینگے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بد نصیبی کا بادل اوسپر بھی برسے بغیر نہ رہسکا - بظاہر چند سالوں میں یہ انسٹی ٹیوشن بند ہو جائیگا یا مسلمانوں کے کاموں کے قابل مضحکہ ہونے کی ایک جدید مثال بنجائیگا - یہ تو ایک جملہ درمیانی تھا - میں نے چونکہ جناب کی خدمت والا میں عرض کرنے کو قلم اوٹھایا ہے ' لہذا اسکی بابت میں ختم کلام کرونگا - یعنے اس زمانہ میں اشاعت مذہب اسلام کی ہندستان کے اندر اور دوسرے ملکوں میں سخت ترین ضرورت ہے اور مذہب اسلام کی سادگی کے اعتبار سے مجھکو تو یقین کامل ہے کہ یہ تعلیم ممالک متمدنہ میں ضرور قابل توجہ اور لائق قبول ہوگی - بشرطیکہ موزوں اور مناسب طریقوں سے واقف اور ماہر علوم و روشن خیال بزرگوں کے ذریعہ اونکے روبرو پیش ہو -

پس میری راے میں آپ اپنی قابلیت ' اولو العزمی ' اور قوۃ تحریر و تقریر کے لحاظ سے اگر اس کام کو شروع کریں تو اوسکے واسطے سرمایہ بہم پہنچ سکنا آسان ہے ' اور نیز یہ کام بھی چل نکلے گا - اور نہایت خوشی ہوگی کہ آپکی قوت بجاے بیجا خرچ ہونے کے برمحل اور کارآمد ہوجائے گی -

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے یہ عریضہ لکھا ہے ' اور میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپکی دل سے تعظیم کرتا ہوں -

لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

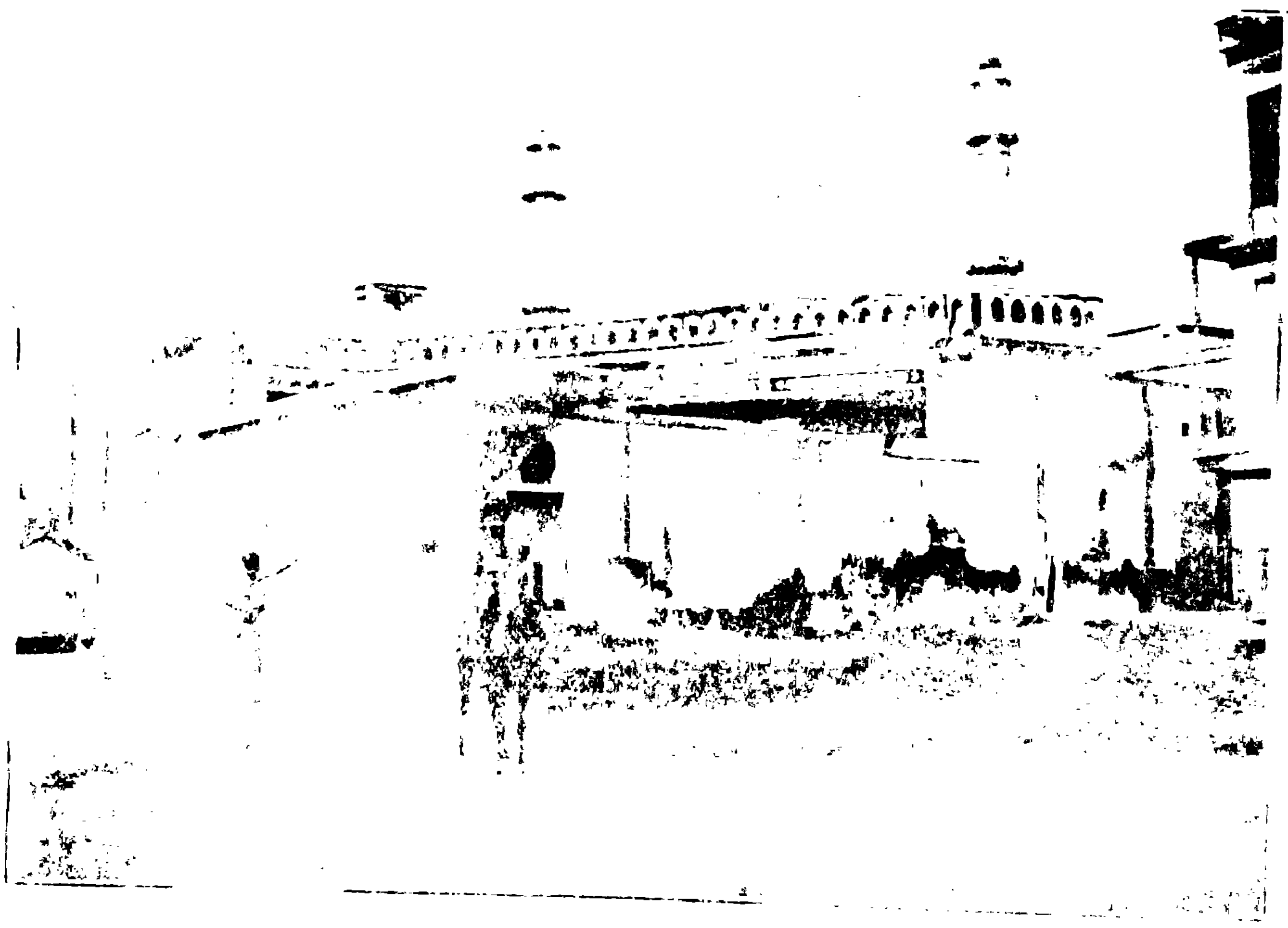
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ ہجری
Calcutta Wednesday, September 24, 1913

نمبر ۱۲



قیمت فی پرچہ
ساڑھی تین آنہ

میں اس بات کے مکرر عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ جناب اپنے اظہار آرا میں کسیقدر لینت استعمال ضرور فرمایا کریں کہ زمانہ حق گوئی کا نہ رہا - تاکہ آپکا ہلال زیادہ عمر تک قوم کے کان کھولتا رہے - ہملوگ ہنوز خواب غفلت سے کسیقدر چونکے ہیں - ہمکو بیدار کرنے اور اٹھا کر کھڑا کرنیوالے کی سخت ضرورت ہے - ہماری رفتار میں ابھی ہزاروں رکاوٹیں ہیں - الغرض حالات زمانہ کی رعایت سے ہمکو غافل نہونا چاہیے - والسلام - ناچیز سید محمد علی طبیب سیٹھن جج صوبہ ورنگل

انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڈہ کا ایک جلسہ ۵ - ستمبر بروز جمعہ سنہ ۱۹۱۳ع کو منعقد ہوا - مولوی سید محمد اختر صاحب مدرس مدرسہ تبلیغ الاسلام اور مولوی حبیب اللہ صاحب صدر انجمن نے وعظ بیان فرمایا اور واقعہ کانپور کا نہایت وضاحت کے ساتھہ تذکرہ کرکے زر اعانت امداد مظلومان کانپور کی تحریک کی - مبلغ ۱۲۵ روپیہ ٦ - آنہ علاوہ زیورات اور کپڑے کے اوسیوقت وصول ہوگیا - مولوی محمد یوسف شاہ صاحب متعلم عربی گانوں میں گشت لگا کر نہایت درد ناک آواز میں شعر ذیل پڑھتے ہوے دروازہ دروازہ گئے اور لوگوں سے وصول کیا :

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

یہ عجیب موثر سماں تھا - اس مناجات سے سارا گاؤں گونج رہا تھا - انجمن کے طرف سے چندہ کی برابر کوشش جاری ہے - جناب شمشیر خانصاحب رئیس کیمیہ کی محنت وجاں فشانی کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا -

خادم قوم - محمد یوسف - سکریٹری انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڑہ

شہداے ۱۹۱۳ء کانپور کا ماتم

زمین و آسماں نے تیری بربادی کی ٹھانی ہے
سنبھل مسلم ! یہ قرب روز محشر کی نشانی ہے
جو جینا ہے تو مرنا ہے جو مرنا ہے تو کیا ڈرنا ؟
سرائے دھر فانی میں ہراک شے آنی جانی ہے

دنیا دیکھہ رہی ہے کہ تمام روے زمین کے مسلمانوں پر مظالم و مصائب کی آگ برس رہی ہے -

مراکو کے مسلمان' فرانس کے آنشکدہ کا ایندھن بن رہے ہیں - عربوں کی ہڈیاں صحراء طرابلس میں ٹھوکریں کھا کر کم ہوگئیں - پھر مسیح کے مسکین و غریب بلقانی بھیڑوں کے رحم و انصاف کا سیکلوں اٹھا' جس نے ہزاروں خان و مان والوں کو بے سرو سامان کردیا' اور بیگناہوں کے خون کی ندیاں بہادیں !

ابھی ابھی کانپور میں جو شعبان ہی میں محرم آگیا' اسے دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اس خونیں منظر کا درد ناک نظارا' قرعۂ ناری کی شکل اختیار کرکے' مدتوں اسلامی دنیا کے دلوں میں آتش ماتم کو مشتعل رکھے گا !!

تمام دنیا اپنی حکومتوں کو اپنے مال سے خراج اور ٹیکس دیتی ہے - مگر مسلمان خون سے بھی خراج ادا کیا کرتے ہیں -

افسوس اے کانپور کے شہیدو! تم اپنی مظلومیت لیکر عالم بالا کو چلے - زمین پر تمہارا خون کیڑوں مکوڑوں کے حوالے ہوا اور تمہاری نعش کو پھولوں کی چادر نصیب نہ ہوی - تمہاری روح پاک ضرور رب العالمین کی بارگاہ میں داد خواہی کے لیے حاضر ہوگی - یاد رکھو کہ تمہارے بھائیوں کے دلوں پر تمہارے دور چلے جانے سے جو کاری زخم لگا ہے' وہ ہمیشہ ناسور بنا رہیگا مسٹر ٹائلر کی گولیوں کی دھواں دار بوچھاڑ' اور اس کے سنگینوں کی چمک بجلی کی طرح مدتوں تک ان کے کانوں میں گونجتی اور آنکھوں میں چمکتی رہیگی - ان کے دل ہمیشہ تمہاری یاد میں بیتاب و بیقرار رہینگے - تمہاری بیکسی اور بے بسی کی حالت ان کی آنکھوں کو مدتوں خون کے آنسو رلائیگی !!

(خان محمد قریشی ازکامارہ شریف)

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد جان ازدهلی	-	۰	۲
جناب خیر الدین صاحب - قصور - لاہور	-	۰	۴
جناب عبدالکریم خانصاحب - ریراراجندراپٹ - کورگ	-	۰	۵
جناب محمد ابراہیم صاحب - بلدانہ	-	۰	۲
جناب معین الدین احمد صاحب قدوائی - ندوہ لکھنؤ	-	۰	۳
ایک بزرگ ازبھرنگ گڈہ	-	۴	٦
ازوقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم شہر لکھنؤ	-	۰	۱۰۰
میزان	-	۴	۱۲۲
سابق	-	٦	۹۱۱۲
میزان کل	-	۱۰	۹۲۳۴

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۳)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب بزرگان سیوتہ (پٹنہ) بذریعہ انجمن اتحاد	٦	۴	۲۳
جناب محمد جان صاحب ازدهلی	-	۰	۵
جناب مستری غلام محمد صاحب گھڑی ساز بہارل پور	-	۰	۱
جناب غلام نبی صاحب خیاط بہارل پور	-	۸	-
جناب جلال الدین صاحب	-	۹	۰
میزان	٦	۵	۳۰
سابق	-	۱۴	۸۷٦
میزان کل	٦	۳	۹۰۷

فہرست زر اعانۂ ہمدرد و کامریڈ دهلی

	پائی	آنہ	روپیہ
ایڈیٹر الہلال	-	۰	۱۰۰
جناب محمد افضل خانصاحب وردی منیجر کچھہ بار چستان	-	۰	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر دهلی	-	۲	۰
جناب صغیر احمد صاحب دهلی	-	۲	۰
جناب سید باقر حسین صاحب دهلی	-	۱	۰
جناب سید محی الدین صاحب دهلی			
جناب جان محمد صاحب - ترنجی - برهما	-	۰	[illegible]
میزان	-	۵	۱۰۲

PRINTED & PUBLISHED BY A. K AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ ، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, Macleod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly .. .. 4-12.

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ هجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 24, 1913.

فہرست

تصاویر

مجلس دفاع مسجد کانپور

Cawnpore Mosque Defence Association.

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع
و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا -
ولینصرن الله من ینصره ، ان الله لقوی عزیز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس : مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال کلکته

خزانچی : مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹر ایٹ لا
کلکته

سکریٹری : آنریبل مولوی فضل الحق ایم - اے -
ایل - ایل - بی - وکیل هائی کورٹ کلکته

(۱) مجلس کے سامنے اس وقت دو کام هیں :
(الف) اصل مسجد کا دفاع
(ب) ماخوذین مقدمه کی اعانت

(۲) امر اول کی نسبت مجلس نے اپنے ایک عام جلسے میں طریق عمل یه قرار دیا ہے که هز ایکسلنسی ویسرائے هند کی خدمت میں تمام مسلمانان هند کا ایک متحده وفد اس معاملے کو لیکر جاے - اسکے بعد دوسری منزل انگلستان کی ہے -

(۳) اسکے لیے تمام اطراف ملک میں با قاعده کام شروع هو جانا چاهیے اور یه بغیر اسکے ممکن نہیں که هر شہر میں " دفاع مسجد کانپور " کے نام سے مجالس قائم کی جائیں - اسکے متعلق مجلس نے ضروری کار روائی اس هفتے سے شروع کردی ہے -

(۴) دوسرے امر کے متعلق کلکته میں چندے کی عام مجلسیں متواتر منعقد هو رهی هیں اور انکا سلسله جاری رهیگا جب تک شہر کے هر حصے اور محلے میں جاسے نہولیں گے -

(۵) بنگال کے دیگر حصص کیلیے ایک وفد مرتب هو کر روانه هونے والا ہے - اور ایک وفد تمام هندوستان کا دوره کرنے کیلیے بهی مرتب هو رها ہے - والله المستعان و علیه التکلان -

ایلیے مفید مگر اپنے لیے مضر نہیں - پھر اسمیں کیوں عذر ہو ' اور کیوں حرف شکایت زبان پر آے ؟ ہمارے سامنے تاریخ نے جو مواد رکھدیا ہے ' وہ ہمارے لیے کافی ہے - ایسی باتیں ہمیشہ ہوئی ہیں اور ہوتی رہینگی - اور نتیجہ بھی ہمیشہ یکساں نکلا ہے اور نکلے گا - جو لوگ اس راہ میں قدم رکھتے ہیں ' جب انکے سامنے آخری منزلیں موجود ہیں ' تو ان ابتدائی منزلوں کے پیش آنے پر کیوں شاکی ہوں ؟

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

و افوض امری الی اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد !

[illegible]

آخر کار ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو ترکی و بلغاریا کی مجلس صلح قسطنطنیہ میں امور اولیہ طے ہوگئے ' مسئلہ حدود کا فیصلہ زیادہ تر ترکوں کے موافق ہوا ' " دیموطیقا " کی نسبت بلغاریوں کو ابتداً کسی قدر انکار تھا اور اسکے معارضہ میں اپنے صرف سے ادرنہ سے بابا عسکی تک ریل بنا دینے پر راضی تھے ' لیکن ترکوں نے روپیہ پر زمین کو ترجیح دی اور بالاخر " دیموطیقا " انکے حدود میں داخل کیا گیا -

دیموطیقا کی اہمیت کے خاص اسباب یہ ہیں کہ قبضۂ دیموطیقا ایک ریلوے لائن پر موثر ہے ' جسکا اثر براہ راست بحیرۂ ایجین تک پہنچتا ہے - ترکی قبضۂ دیموطیقا سے بلغاریوں کا راستہ جانب بحیرۂ ایجین بیکار سا ہوجاتا ہے - دیموطیقا کی جانب مغرب جو کوہستانی علاقہ ہے ' بلغاری اوسمیں ریلوے کی تعمیر سے اس نقصان کی تلافی کرسکتے ہیں ' لیکن یہ تجویز مصارف کثیرہ کی طالب ہے جسکے تحمل کی ابھی بلغاریا میں قوت نہیں -

۱۷ - ستمبر کے پیش کردہ اور ۱۸ - ستمبر کے منظور شدہ خط حدود کی تفصیل یہ ہے :

اینوس لائن سے یہ خط شروع ہوکر دریاے مرتزا کے برابر برابر چلا جاتا ہے - پھر " دیموطیقا " کے شمول کیلیے جانب مغرب گھوم کر براہ " سمانہ " اور " ہادم کولی " شمال کی جانب پھرتا ہے ' اور پھر جنوب کی طرف " مصطفی پاشا " کی مشرقی جانب سے مڑکر " قرق کلیسا " کی شمالی جانب طے کرتے ہوے " سان استیفانو " پر ختم ہوجاتا ہے ' اور اس سے بحیرہ اسود کا تعلق قائم ہے -

جو بد قسمت مسلمان اس تقسیم حدود کے رو سے حکومت بلغاریا میں داخل کیے گئے ہیں ' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چار برس تک ترکی جنسیت میں شامل رہینگے ' تاکہ اس نئی مدت کے اندر اپنے گذشتہ عہد مجد کے وداع و مشایعت ' اور نئے دور مستقبل کی محکومی و مذلت کے استقبال کیلیے طیار ہوسکیں ! یہ بھی عہد کرلیا گیا ہے کہ بلغاری رعایا بننے کے بعد مسلمانوں کو مراعات حقوق ' اور از روے مراسم دینیہ پوری آزادی دی جائیگی - اونکے قدیم حقوق علی حالہا باقی ' اور خدمت عسکریہ سے مستثنی رہینگے -

تاوان جنگ یا مصارف اسیران جنگ کا سوال باقی تھا ' لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ترکون نے اُس سے قطعی انکار کردیا ہے اور بلغاریا کو اسکے تسلیم بغیر چارہ نہیں -

ہم اس دوستانہ صلح کے بعد کسی واقعۂ منازعت و کشمکش کے سننے کیلیے طیار نہ تھے ' لیکن لندن سے ۲۲ - ستمبر کو ایک تار پہونچا کہ امور ثانویہ میں اختلاف و تنازع نے اب تک صلح نامہ پر دستخط ہونے نہیں دیا ' لیکن جب بلغاریا ' اصل مباحث مہمہ کے سامنے سر تسلیم خم کرچکا ہے تو امور ثانویہ میں وہ کب تک سرکشی پر اڑا رہیگا ؟ امید ہے کہ آیندہ خبرین اختتام معاملات کی اطلاع پہونچائینگی -

البانیا

ترکی سے علحدہ کرکے البانیا کو تنویم مقناطیسی (ہپنا ٹزم) کے ذریعہ یورپ جو خواب دکھا رہا تھا - افسوس کہ اوسکی تعبیر صحیح نہ نکلی - و ما ہذا اول قارورۃ کسرت فی اوربا ! البانیا کی اغلب آبادی مسلمان ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یورپ اوسکے لیے بھی ایک مسیحی شاہزادہ کی تلاش میں ہے - ۲۰ - ستمبر کا تار ہے کہ اسعد پاشا مدافع سقوطری نے جو البانیا کا وزیر داخلیہ عارضی بھی تھا ' اپنی جمعیت کے ساتھہ بغاوت کردی ' دررزا میں جہاں وہ اپنی علحدہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے ' سرکاری خزانہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے ' یونان و سرویا نے اپنے اپنے حدود متصلہ میں بے اطمینانی پیدا ہونے پر کارروائی کی دھمکی دی ہے - اسٹریا و اٹلی اور دیگر حکومتون سے مخلوط کمیشن تجدید حدود کیلیے روانہ ہو رہا ہے -

۲۲ - کا پیغام برقی ہمکو ایک اور عجیب و غریب روایت سناتا ہے کہ (مفید بے) جو وزیر خارجیہ معین ہوا تھا ' سفر یورپ سے واپس آگیا ہے اور اسعد پاشا کے مقابلہ میں اپنی [illegible] کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا ہے ' جسنے علم اسٹریا بلند کردیا ہے !!

ٹرپولی طرابلس

اس ہفتہ طرابلس کے متعلق ایک اہم خبر ریوٹر نے پہنچائی ہے ' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ مدافعت میں سرفروش عربوں نے (بروایت روما) بنغازی اور درنہ کے متصل ایک نخلستان میں اطالیوں کا مقابلہ کیا ' سخت لڑائی کے بعد اطالیوں کو عین وقت پر کمک پہونچ جانے سے " حسب دستور " دشمنوں کو شکست ہوئی ' اور اونکو ایک نقصان کثیر کے بعد پسپا بھی ہونا پڑا - لیکن اس شکست کا عجیب تر نتیجہ یہ ہے کہ خود اطالی جنرل " توریلی " عربوں کے ہاتھہ سے مارا گیا - اسکے علاوہ اور دو اطالی افسر اور ۱۸ - سپاہی ہلاک ' اور تین افسر اور ۷۰ سپاہی مجروح ہوے -

اس روایت سے علی رغم روما دو نتیجے مستنبط ہوتے ہیں : اول یہ کہ اٹلی باایں ہمہ تلف جان و مال ' حدود بنغازی و ادرنہ سے آگے نہیں بڑھی ' جہاں اوسکے قیام پر تقریباً دو سال کی مدت گذر چکی ہے - دوم یہ کہ اس معرکۂ عظیمہ کا نتیجہ یقیناً اٹلی کے خلاف نکلا ہوگا ' جسکی سب سے قوی دلیل ایٹالین جنرل کی مقتولی ہے ' گو روما کا تار اس نتیجہ سے منکر ہو -

مغرب اقصی

مراکش کو ایک مدت ہوئی کہ ہم روپیٹ چکے تھے ' لیکن ۱۷ - ستمبر کے ایک پیغام برقی نے بشارت دی ہے کہ مولائی رسولی جو مراکش کے دوسرے حصہ میں فرانس سے برسر پیکار تھا ' اب اوسنے اہل اسپین کی طرف بھی توجہ کی ہے ' کیوٹا کی اسپینی فوج کو وہ دبا رہا ہے ' ناچار اسپینیوں کو امداد کیلیے مزید فوجیں طلب کرنی پڑی ہیں ' و عاقبۃ الامر بید اللہ -

شؤون داخلیه

ابتداے عشق !!

الهلال پریس کی ضمانت

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفه محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنه یاں سزا کے بعد

اطراف ملک سے بکثرت خطوط اور تار آرہے ہیں، جن میں دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا ضمانت کی خبر صحیح ہے ؟

واقعه یه ہے که بعض امور کی اطلاع مجھے تقریبا دس ماہ سے تھی، مگر آجتک الهلال میں انکی نسبت ایک حرف نہیں لکھا اسلیے که اپنا اصول کار ابتدا سے یه رہا ہے که انسان صرف کام کیلیے بنایا گیا ہے، پس اسکو چاہیے که صرف اپنے کام ہی میں مصروف رہے - یه بہت ہی ادنی درجه کی اور چھوٹی باتیں ہیں که لوگوں کا اسکے کام کے متعلق کیا خیال ہے، اور حکام وقت اسے کیسا سمجھتے ہیں ؟

میری حالت الحمد لله که عام حالت سے مختلف ہے - میں اپنے تمام کاموں کو ایک خالص دینی دعوة کی حیثیت سے انجام دیتا ہوں، اور میرے پاس احکام دینی کے قوانین کی ایک کتاب موجود ہے - پس میری نظر ہمیشه اسپر رہتی ہے که خدا کے ساتھه میرا رشته کیسا ہے ؟ اسکی فکر نہیں ہوتی که اسکے بندوں کی نطریں کیا کہتی ہیں ؟ اگر الله کی صداقت میرے ساتھه ہے، تو میری طاقت لا زوال اور میری حفاظت قدرتی ہے - لوگ دیکھتے ہیں که آگ جلاتی اور پانی ڈبوتا ہے، اور اسکو قوانین قدرت کے نام سے یاد کرتے ہیں - لیکن اس سے زیادہ محکم اعتقاد، اور اس سے بڑھکر غیر متزلزل یقین کے ساتھه میں بھی دیکھتا ہوں که حق و صداقت اور الله کا پیغام دعوت ہر حال میں فتح یاب و منصور ہوتا ہے، اور باطل و ضلالت کے ساتھه دنیوی طاقتوں کا خواہ کتنا ہی ساز و سامان ہو، اور عارضی و وقتی کامیابیاں خواہ کتنا ہی اُسے مغرور کردیں لیکن بالآخر وہ خاسر و نامراد ہی ہوتی ہے: وتلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین

پس ہماری حفاظت اور کامیابی خود ہمارے اور ہمارے کاموں کے اندر ہے - اپنے سے باہر ڈھونڈھنا لا حاصل ہے: وفی انفسکم افلا تبصرون ؟

الهلال کی اشاعت کو تقریباً ڈیڑہ برس کا زمانه ہوگیا - مگر وہ پوری آزادی کے ساتھه اپنے دینی فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا - اگر پریس ایکٹ کا عمل اسکے ادعائی مقصد سے مختلف نہوتا، تو موجودہ عہد مطبوعات کی اس سبب سے اتنی فرصت کا ملنا کچھه بھی تعجب انگیز نه تھا، بلکه یقین کرنا چاہیے که قدرتی اور لازمی تھا -

لیکن بد قسمتی سے جو حالت آج برسوں سے ہو رہی ہے، اس کا نتیجۂ مشئوم تو یه ہے که نه صرف ہر حق گو کو، بلکه ہر حق گوئی کے اراده کرنے والے کو اپنے تئیں سب سے بڑا مجرم سمجھنا چاہیے - بلکه

وجودک ذنب، لا یقاس به ذنب !

جب حالت یه ہو تو پھر ڈیڑہ برس سے زیادہ زمانے کا بغیر کسی واقعه کے گذر جانا کیوں نه ایک معجز الوقوع واقعه سمجھا جاے ؟

فی الحقیقت یه ایک ایسا تعجب انگیز واقعه تھا، جسے سوچتے سوچتے بہت سے لوگ گھبرا اٹھے تھے - البته خود مجھے ذرا بھی تعجب نه تھا - کیونکه " لا خوف علیهم ولا هم یحزنون " کی بشارت میرے سامنے تھی، اور دنیا کے قوانین سے بھی بالا تر ایک قانون تھا جس نے میرے دل پر نقش کردیا تھا که: والله ولی المومنین

بہر حال ۱۸ - ستمبر کو دو ہزار روپیه کی ضمانت طلب کی گئی جس میں ۲۷ - تک داخل کرنے کی میعاد تھی مگر آج ہی (که ۲۳ - ویں تاریخ ہے) دو ہزار روپیه کے گورنمنٹ ضمانتی کاغذ عدالت میں بھیجدیے گئے ہیں - ضمانت کا روپیه تو اسی تاریخ سے بطور ایک سرکاری امانت کے علحده رکھدیا گیا تھا، جس دن الهلال پریس کا ابتدائی سامان خرید نے کیلیے ہم نے روپیه نکالا تھا - سچ یه ہے که اس امانت کی حفاظت کرتے کرتے ہم اکتا گئے تھے، اور اکثر وہ وقت آگیا تھا که اگر کوئی مانگنے کیلیے نه آتا تو ہم خود ہی پیش کش کرنے کیلیے آگے بڑھتے - بارہا ہمیں خیال ہوا که کیا یه شوق عتاب صرف اوروں ہی کے حصے میں آیا ہے، اور ہم اصلی مستحقین نظر کیلیے کچھه بھی نہیں ؟

نه کرد چاره لب خشک مسلمانے را
اے به ترسا بچگاں کرده مئے ناب سبیل ؟

ہمارے ایک دوست کو اس تغافل پیشگی سے عاجز اکر پریس ایکٹ کی طاقتوں ہی کے منکر ہو گئے تھے

لے بھی جائیں دل کہیں ہم سے که قصه پاک ہو
یه حسینان جہاں کیا دلربا کہنے کو ہیں !

بڑی فکر یه تھی که جب محرومی قسمت سے ضمانت کی پہلی منزل ہی طے نہیں ہوئی ہے تو آینده کی فکر کیلیے ہمیں وقت کیسے ملیگا ؟ بالآخر غنیمت ہے که خدا خدا کرکے خاموشی ٹوٹی، اور پہلی منزل سے بہر حال گذر ہی گئے:

رہا کھٹکا نه چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو !

آخر میں ہم یه لکھدینا ضروری سمجھتے ہیں که اس بارے میں ہمیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی شکایت نہیں - ہم کو معلوم ہے که اصل حقیقت کیا ہے ؟ اور کل تک کیا تھا، اور آج کیا ہو رہا ہے ؟

سر این فتنه ز جائیست که من می دانم !

ڈیڑہ سال سے زیادہ عرصے تک جو کچھه ہوا، وہ گورنمنٹ بنگال کی مصلحت شناسی، عواقب اندیشی، اور ہمارے خاص حالات و نتائج پر نظر رکھنے کا نتیجه تھا، اور اب جو کچھه ہوا ہے، یه دوسروں کی نادانی کا نتیجه ہے -

ہم نے اتنی سطریں بھی بمجبوری لکھیں، که بے شمار خطوط او تاروں کا فرداً فرداً جواب دینا ممکن نه تھا - ورنه ہم اس طرح کے واقعات کو اس درجه اہم نہیں سمجھتے که انکے پیچھے زیاده وقت صرف کیا جاے - یه اسطرح کی معمولی باتیں ہیں، جو آجکل کے پریسوں کے دفتروں میں ہمیشه پیش آتی رہتی ہیں - اگر بعض حکام اعلی کو کسی اخبار کے دفتر سے کچھه روپیه لیکر رکھنے میں مصلحت نظر آتی ہے، تو یه ایک ایسی قابه رسانی ہے جو دوسرے

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۱

ال[illegible]اء وال[illegible]اء

یعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

الا ، ان حزب الله هم الغالبون

۱۳۳۱ هجری (۱)

(۵)

انما ولیکم الله و رسوله والذین امنوا ' الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکواة وهم را[illegible] ون - و من [illegible] ول الله و رسوله و الذین آمنوا ' " فان حزب الله هم الغلبون " (۵ : ۶۲)

اے مسلمانو! تمهارا دوست الله هے ' آسکا رسول ' اور وہ لوگ ' جو الله اور رسول پر ایمان لا چکے هیں ' جو صلوة الهي کو دنیا میں قائم کرتے ' اسکي راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے ' اور سب سے زیادہ یه که هر وقت الله اور اسکے حکموں کے آگے جهکے رهتے هیں - پس جو شخص الله ' الله کے رسول ' اور ارباب ایمان کا ساتهي هوکر رهیگا ' تو یقین کرو که وہ " حزب الله " میں سے هے ' اور " حزب الشیاطین " کے مقابلے میں حزب الله هي کا بول بالا هونے والا هے !!

بیا ساقي ! زخود آگاهیم دہ ! * شراب بزم " حزب اللهیم " دہ !
شراب گرم و رخشاں همچو خورشید * بپاے تخت ظل اللهیم دہ !
نوید بخت کز شوقش برقصیم * زعشرتگاہ شاهنشاهیم دہ !
دلم تاریک و من سرگشته درخود * چراغ مي دریں گمراهیم دہ !
خرد جاں مرا مي کاهد ازغم * نجات دل ازیں جانکاهیم دہ !
فسون غقل (فیضي) بس درازست
ازیں دستاں زباں کوتاهیم دہ !

مدتے ایں مثنوي تاخیر شد
مهلتے بایست تا خون شیر شد

" والعصر ' ان الانسان لفي خسر ' الا الذین امنوا و عملو الصالحات ' وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - قسم هے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کي ' جو پچهلے دور کو ختم کرتا ' اور نئے دور کي بنیاد رکهتا هے ' که نوع انساني کیلیے دنیا میں نقصان و هلاکت کے سوا کچهه نهیں - مگر هاں وہ نفوس قدسیه ' جو قوانین الهیه پر ایمان لائے ' اعمال صالحه اختیار کیے ' ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے ذریعه دین حق کي وصیت کرتے رهے ' اور نیز صبر واستقامت کي بهي انهوں نے تعلیم دي (۱۰۳ : ۳) : اولئک علی هدی من ربهم ' و اولئک هم المفلحون (۲ : ۳) "

یه هے جماعت " حزب الله " کا مقصد وحید ' جسے غالباً هر شخص دن میں ایک دو مرتبه نماز کے اندر ضرور پڑهتا هے ' اور یه هے خلاصه اسکے پیش نظر اغراض کا ' جو سورۂ " والعصر " کي صورت میں هر مسلمان کے آگے موجود هے - فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا !

گذشته چار صحبتوں میں جو کچهه عرض کر چکا هوں ' اس سے بهت زیادہ عرض کرنا تها ' مگر مناسب یه نظر آیا که پہلے مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کردیے جائیں ' اور اسکے بعد انکي هر دفعه پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جاے :

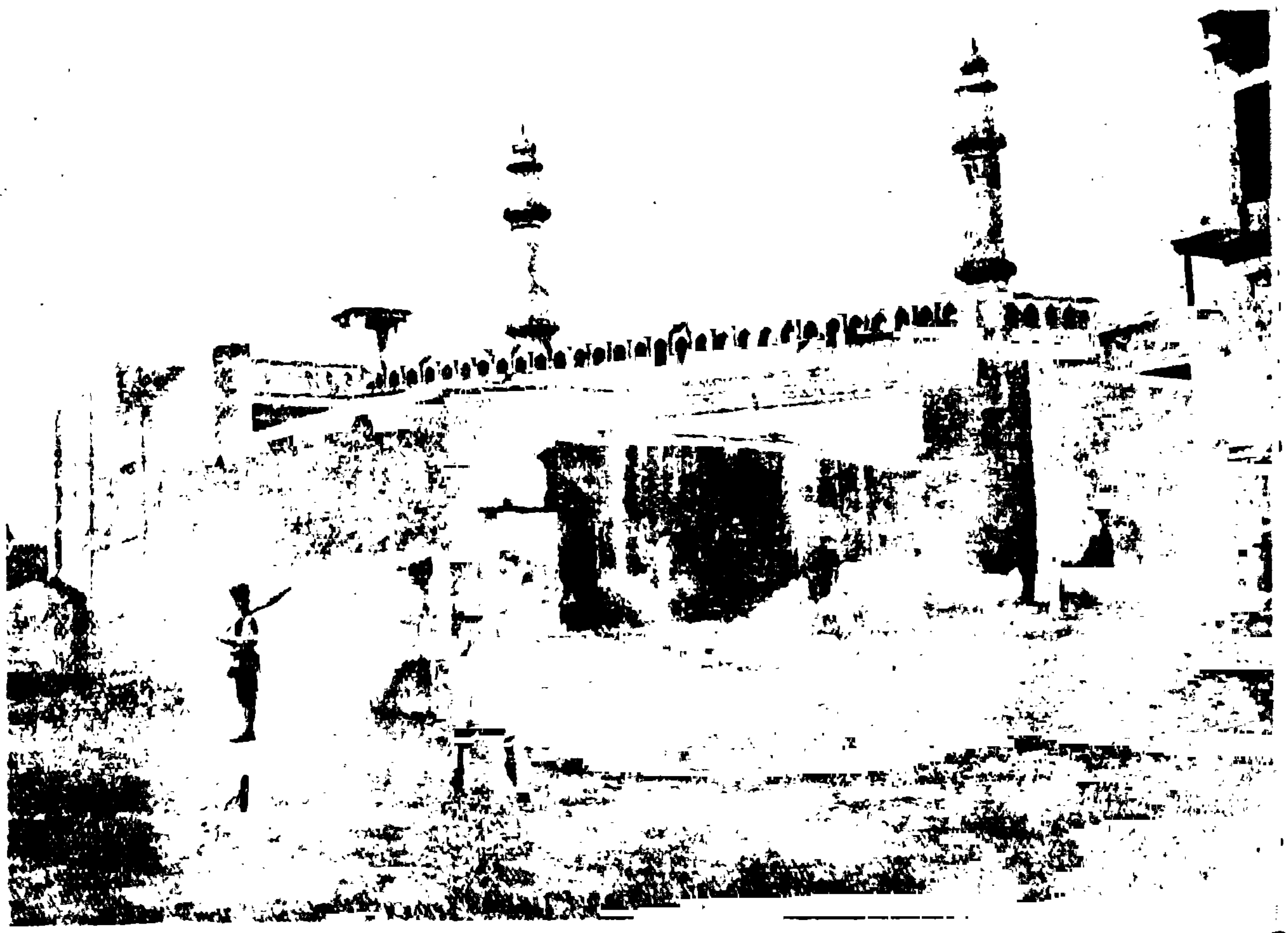
مخاطب اندکے نازک مزاج ست
سخن کم گو ' که کم گفتن رواج ست

تلاش مقصود

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور ضرور عرض کرونگا اور معافي خواہ هوں اگر آں احباب کرام کو شاق

(۱) یه ایک عجیب حسن اتفاق هے که جس آیة کریمه کي بنا پر اس جماعت کا نام " حزب الله " رکها گیا هے ' اس آیة کریمه کے عدد بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ هیں اور یهي هجري سن اس جماعت کي تاسیس کا هے ۔

حادثۂ فاجعۂ کانپور



مسجد مقدس کانپور کا ایک بیرونی منظر



یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں ' جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے - یہ معصوم بچے ہیں
جنکو مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بجرم بغاوت گرفتار کیا تھا ! !

ادي " الى صراط مستقيم " وہ مخاطب " انک لعلي خلق عظيم " و تاجدار کشور ستان یزداں پرستي ' وہ فتح یاب اقلیم قلوب انساني ' و علم آموز درسگاه " ادبني ربي فاحسن تاديبي " وہ خلوت نشين ستان " ابيت عند ربي هو يطعمني و يسقيني " يعني وہ وجود اعظم اقدس ' جسکے لیے دشت حجاز میں ابراهیم خلیل (ع) نے اپنے دا کو پکارا : (ربنا وابعث فيهم رسولاً منهم ' يتلو عليهم اياتك يعلمهم الكتاب والحكمة ' ويزكيهم – ۲ : ۱۲۱) جسکے نور مبین ي تجلي فاران کي چوٹیوں پر موسی (ع) نے دیکھي ' جسکے عشق میں داؤد (ع) نے نغمه سرائي کي ' جسکے جمال لهي کي تقدیس میں سلیمان (ع) اپنے تخت جلال پر جهک گیا ' جسکے طرف یوحنا (ع) سے پوچھنے والوں نے بیقرارانه اشارہ کیا (۱) ' ور جسکے لیے ناصرہ کے اسرائیلي نبي نے اپنا جانا هي بهتر سمجھا ' اور اپنے باپ سے جو آسمان پر هے سفارش کرے ' اور اُسکو " جو آنے الا هے " جلد بھیجدے (یوحنا : ۱۶ : ۸) -

* * *

غرضکه جب " وہ آنے والا " آیا ' اور خدا کي زمین آخري مرتبه ذواري گئي ' تا اسکي ابدي حکومت و جلال کا تخت بچھے ' اور پھر اسکے فرمان آخري کا اعلان هوا که :

ومن يبتغ غير الاسلام دينا ' فلن يقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرين - (۳ : ۷۹)	" اب سے جو انسان احکام اسلامي کي جگه کسي دوسري تعلیم کو تلاش کریگا ' تو یقین کرو که اسکي تلاش کبھي مقبول نہوگي ' اور اُسکے تمام کاموں کا خري نتیجه ناکامي و نامرادي هي هوگا ! ! "

تو وہ بھي اُسي کي جستجو میں نکلا تھا ' جسکي جستجو میں سب نکلے ' اور قبل اسکے که وہ اُسکے لیے بیقرار هو ' خود اُس نے بیقرار هوکر اُسکا هاتھه پکڑ لیا تھا :

ووجدك ضالاً فهدى (۹۳ : ۷)	اور اے پیغمبر ! هم نے تم کو دیکھا که هماري تلاش میں سرگرداں هو ' پس هم نے (خود هي) تم کو اپني راہ دکھلا دي !

* * *

دنیا کي خوشي مرجھا گئي تھي - اسکا جمال صداقت پژمردہ ' ور اسکا چهرۂ هدایت زخمي هوگیا تھا - وہ پیمان و مواثیق ' جو ولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے ' انکے پاک پیغاموں کو سنکر خدا سے باندھے تھے ' ایک ایک کرکے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے تھے ' اور خدا کي رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھه گئي تھي - اُسکا وہ جمال ازلي و ابدي ' جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اسکے ڈھونڈھنے والوں کو محرومي نهو ' اب پھر مستور و محجوب هوگیا تھا - اور اُسمیں اور اسکے بندوں میں کوئي رشته باقي نه تھا -

هاں ' کوئي نه تھا ' جو اسکو ڈھونڈھے - کوئي قدم نه تھا ' جو اسکي طرف دوڑے - کوئي آنکھه نه تھي ' جو اسکے لیے اشکبار هو - کوئي دل نه تھا ' جو اُسکي یاد میں مضطرب هو - کوئي روح نه تھي ' جو اُسے پیار کرے - اُسکي دنیا اُس سے بے خبر تھي - اُسکے بندے اُس سے غافل تھے - انسان کا ضمیر مرچکا تھا ' فطرة کا حسن حقیقي عصیان عالم کي تاریکي میں چھپ گیا تھا - طغیان و سرکشي کے سیلاب تھے ' جو خشکي و تري ' دونوں میں اُمنڈ آے تھے ' اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کي بنائي هوئي عمارتیں بهه رهي تھیں -

ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس (۳۰ : ۴۰)	خشکي اور تري ' دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشي سے فتنۂ و فساد پھیل گیا !

جبکه یه حالت تھي تو دنیا بگڑکر پھر سنوري ' انسانیة مرکر پھر زندہ هوئي ' اور خدا نے اپنے چهرے کو پھر بے نقاب کردیا - وہ جو شام کے مرغزاروں اور یروشلیم کے هیکل کے ستونوں سے روٹھه گیا تھا ' اب پھر آگیا ' تاکه دشت حجاز کے ریگستان کو پیار کرے ' اور اپنے راز و نیاز محبت کیلیے ایک نئي قوم کو چن لے - دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکي تھي ' پھر اُسکي تلاش میں نکلي ' اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھوکر پھر دوبارہ پا لیا :

قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ' یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ' و یخرجهم من الظلمات الی النور ' و یهدیهم الی صراط مستقیم (۴ : ۱۸)	بیشک تمهارے پاس الله کے طرف سے ایک نور هدایت ' اور ایک کتاب مبین آئي ' الله اُسکے ذریعه سلامتي کے راستوں پر هدایت کرتا هے اُس کي ' جو اُسکي رضا چاهتا هے اور اُسکو هر طرح کي گمراهي کي تاریکي سے نکال کر هدایت کي روشني میں لاتا ' اور صراط مستقیم پر چلاتا هے !

* * *

غرضکه دنیا کي حیات هدایت و سعادت کي تاریخ یکسر تلاش و جستجو هے - اس نے اپنے هر دور میں کھویا ' اور پھر هر دور میں اسي تلاش کیلیے نکلي - وہ جب کبھي گري تو اُسي کو کھوکر گري ' اور جب کبھي اُٹھي ' تو اسي کي تلاش کا ولوله لیکر اُٹھي - اسکے هادیوں نے جب کبھي اسکو جگایا تو اسي کیلیے جگایا ' اور جب کبھي اُسکا هاتھه پکڑا ' تو اسي جستجو میں نکلنے کیلیے پکڑا - اُس کي یه تلاش همیشه کامیاب هوئي اور اس نے جب کبھي پکارا ' اُسے جواب ملا - پاني کے ملنے میں کبھي بھي دیر نه هوئي ' البته تشنگي کا ثبوت همیشه مانگا گیا :

جمال حال شود ترجمان استحقاق
دلیل آب جگر تفتگي و تشنه لبي ست !

---

(۱) حضرة موسی ' حضرة داؤد ' اور حضرة سلیمان کي پیشین گوئیوں کے متعلق جو تلمیحات ان سطور میں کي گئي هیں ' وہ مشهور هیں اور بار بار بیان میں آچکي هیں ' لیکن یوحنا وراس سے پوچھنے والوں کے اشارے کي توضیح کردیني چاهیے - یه انجیل یوحنا کے اُس موقعه کي طرف اشارہ هے ' جب ولادت مسیح کے بعد یروشلیم سے یهودیوں نے کاهنوں کو حضرت یحیی (یوحنا) کے پاس بھیجا هے تاکه اُن سے پوچھیں که وہ کون هیں ؟ انهوں نے پوچھا که " تو کیوں اصطباغ دیتا هے ' جبکه تو نه تو مسیح هے اور نه الیاس نبي ' اور نه هي " وہ " (یوحنا : ۲۵) یهاں پوچھنے والوں کے اس اشارۂ ضمیر غائب سے ضرور انحضرة (صلعم) مراد تھے کیونکه مسیح کے بعد آنے والے نبي کا ذکر شائع هوچکا تھا اور انتظار کرنے والوں کو اسي کا انتظار تھا - اگر یه تسلیم نه کیا جاے تو پھر اس اشارہ کا کوئي مطلب نهوگا - کیونکه مسیح کے بعد اور کوئي نبي نهیں آیا جسکی طرف اشارہ کیا گیا هو - [منه]

دذرے ' جواب صرف اصل دفعات طریق عمل هي کے مشتاق هیں -

گذشته مطالب و بیانات سے اپ نے اندازہ کرلیا هوگا که اس عاجز کا مقصد کیا ہے ؟ اخري نمبر کے خاتمے کي سطور میں عرض کرچکا هوں که همکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشي هونا چاهیے ؟

دنیا کي بیماریاں همیشه یکساں رهي هیں اسلیے انکا علاج بهي اصولاً ایک هي هونا چاهیے - وہ جب کبهي متلاشي هوي ہے ' تو اسکي تلاش اُس جستجو سے کبهي بهي مختلف نه تهي ' جو جستجو که آج همیں درپیش ہے -

* * *

ایک هي چیز تهي ' جسکي همیشه تلاش رهي - هم بهي آج اُسي کو ڈهونڈهیں گے -

جبکه اسي زمین پر ایسے هزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درد او رتڑپ کي آواز میں پکارا تها اور کہا تها که :

رب اني دعوت قومي لیلاً ونهارا ' فلم یزدهم دعاي الا فرارا ' واني کلما دعوتهم لتغفر لهم ' جعلوا اصابعهم فی اذانهم واستغشوا ثیابهم و اصروا و استکبروا استکبارا - ثم اني دعوتهم جهارا ' ثم انی اعلنت لهم و اسررت لهم اسرارا - (۷۱ : ۹) قال نوح : رب انهم عصوني واتبعوا من لم یزده ماله و ولده الا خسارا (۷۱ : ۲۱)

خدایا ! میں نے اپني قوم کو رات دن حق و هدایت کي دعوت دي ' لیکن افسوس که میري دعوت کا نتیجه بجز اسکے اور کچهه نه نکلا که وہ اور مجهسے بهاگنے لگي - میں نے جب کبهي انکو پکارا ' تا که وہ تیري طرف رجوع هوں تو انهوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹهونس لیں که کہیں میري آواز نه سن لیں ' اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑه لیے که کہیں میرے چہرے پر نظر نه پڑ جاے اور ضد اور سیخي میں آکر اکڑ بیٹهے ! اس پر بهي میں باز نه آیا ' پهر انهیں پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا ' اور اسکے بعد ظاهر و پوشیدہ ' هر طرح سمجهایا ' لیکن خدایا ! با ایں همه سعي دعوت و اصلاح ' ان سرکشوں نے میرا کہا نه مانا اور اُنهي معبودان باطل کي غلامي کرتے رہے جنکو انکے مال اور انکي اولاد نے فائدہ کي جگه الٹا نقصان هي پہنچایا "

تو وہ بهي اپني قوم کو اُسي کي تلاش کا پته دے رها تها -

* * *

جبکه کالدیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نوجوان نے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا فرض ادا کیا ' جبکه اس نے اپنے هاتهه میں چهري لي ' اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الهي کي بیخودي میں دشمنوں کي طرح زمین پر دے پٹکا ' جبکه اُس نے دنیا سے رخصت هوتے هوے اپنے خاندان کو دین الهي کي پیروي کي وصیت کي اور کہا :

یا بني ! ان اللــه اصطفے لکم الدیـن ' فلا تموتـن الا و انتم مسلمون ! (۲ :)

دیکهو ! الله نے تمهارے اس دین اسلام کو تمهارے لیے پسند فرمایا ہے ' پس همیشه اسي پر قائم رهنا ' اور دنیا سے نه جانا مگر اس حالت میں که تم مسلمان هو ! !

تو اُس نے بهي اُسي کو ڈهونڈها اور پایا تها -

* * *

جبکه تخت گاہ فراعنه کے ایک قید خانے میں کنعان کے قیدي نے دین الهي کا وعظ کہا ' اور جبکه اس نے اپنے ساتهیوں سے پوچها که :

یا صاحبي السجن ! ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بها من سلطان ' ان الحکم الا لله ' امرا الا تعبدوا الا ایاہ - ذالک الدین القیم ' ولکن اکثر النـاس لا یعلمون (۱۲ : ۴۱)

" اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچها ہے یا ایک هي خداے قہار کے آگے جهکنا ؟ تم جو الله کو چهوڑ کر دوسرے معبودوں کي پرستش کررہے هو ' تو یه اسکے سوا کیا ہے که چند نام هیں جو تم نے اور تمهارے پیشرؤں نے گهڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئي سند بهیجي نهیں - اے گمراهو ! یقین کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اُس ایک خدا هي کیلیے ہے ! اس نے حکم دیا ہے که صرف اُسي کے آگے جهکو ! یهي دین اسلام کا سیدها راسته ہے - لیکن افسوس که اکثر لوگ هیں جو نهیں سمجهتا ! "

تو اسکي نظر بهي اسي کے طرف تهي ' اور اسي کي تلاش تهي ' جسکا وہ سراغ دے رها تها !

* * *

وہ "شاطي وادي ایمن" اور "بقعۂ مبارکه" کا مقدس چرواها ' جبکه کوہ سینا کے کنارے " اني انا الله رب العالمین " کي نداء محبت سے مخاطب هوا تها ' اور جبکه ایک ظالم و جابر حکومت کي غلامي سے نجات دلانے کیلیے اُس نے یکهٔ و تنها ' فرماں رواے عهد کے سامنے حریفانه کهڑے هوکر پیشیں گوئي کي تهي که :

ربي اعلم بمن جاء بالهدی من عندہ ' ومن تکون له عاقبة الدار ' انه لا یفلح الظالمون - (۲۸ : ۳۸)

اے لوگو ! مجهکو جهٹلانے میں جلدي نه کرو ! خدا خوب جانتا ہے که کون شخص اُسکي طرف سے سچائي لیکر آیا ہے ' اور آخر کار کس کے هاتهه نتیجه کي کامیابي آنے والي ہے ؟ یقین کرو که خدا کبهي اُن لوگوں کو فلاح نهیں دیتا ' جو بر سر ناحق هیں ! "

تو وہ بهي اسي تلاش کا اعلان کر رها تها ' اور یهي تلاش تهي ' جسنے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تها -

* * *

وہ " ناصرہ " کا نوجوان اسرائیلي ' جو پچهلي کتابوں کي پیشیں گوئي کے مطابق آیا تها ' تا که عهد اسرائیلي کے خاتمے اور دور اسماعیلي کے آغاز کا اعلان کرے ' اور جبکه اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور نا سمجهه ساتهیوں سے کہا تها که :

اني رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدي من التوراة ومبشراً برسول یاتي من بعدي ' اسمه " احمد " - (۶۱ : ۷)

میں الله کے طرف سے تمهاري طرف بهیجا هوا آیا هوں - میں کوئي نئي شریعت نهیں لایا ' بلکه میرا کام صرف یه ہے که کتاب توراة کي ' جو مجهسے پہلے آ چکي ہے ' تصدیق کرتا هوں ' اور ایک آنے والے رسول کي خوشخبري دیتا هوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام " احمد " هوگا ! "

تو وہ بهي اسي وادي جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تها ' اور یهي گوهر مقصود تها ' جسکے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتهیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکهنا چاها تها -

* * *

اور پهر وہ ظهور انسانیة کبری ' وہ مجسمۂ نعمة الهیۂ عظمی ' وہ معلم کتاب و حکمت ' وہ مزکي نفوس و قلوب انسانیت ' وہ

مقالات

(۳)

مشہور (انقلاب فرانس) کے مصائب و شدائد کے بعد (جو یورپ میں حریت و جمہوریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی تھی) موجودہ جمہوریت کا اصلی دور شروع ہوتا ہے ' ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولین پانچ دفعات ہیں جیسا کہ مشہور فرانسیسی مورخ حال : CH. SEIGNOBOS نے اپنی تاریخ انقلاب تمدن میں تصریح کی ہے :

(۱) استیصال حکم مطلق و ذاتی - یعنی حق حکم و ارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھہ میں جاے - شخص ' ذات ' اور خاندان کو تسلط و حکم میں کوئی دخل نہو - اسی کے ذیل میں پریسیڈنت کا انتخاب بھی آگیا ' جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں - اسکے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں - ملک انتخاب کرے اور اسی کو حق عزل و نصب ہو -

(۲) مساوات عامہ ' جسکی بہت سی قسمیں ہیں :

مساوات جنسی ' مساوات خاندانی ' مساوات مالی ' مساوات قانونی ' مساوات ملکی و شہری و غیرہ وغیرہ - اسی بنا پر پریسیڈنت کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفوق و ترجیح نہو -

(۳) خزانۂ ملکی (با صطلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو - پریسیڈنت کو اسپر کوئی ذاتی حق تصرف نہو -

(۴) اصول حکومت " مشورہ " ہو ' اور قوت حکم و ارادہ افراد کی اکثریت کو ہو' نہ کہ ذات و شخص -

(۵) حریت راے و خیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی اسی کے تحت میں ہے -

یہی اصول اساسی ہیں جنکو پروفیسر (واٹسن ریلمی) نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور و زیر درس کیمبریج تاریخ میں بیان کیا ہے -

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر نہیں ہیں - اگر انکی تحلیل و تفرید کی جاے ' تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائینگے ' اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہیگا جو دفعہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے یعنی :

" قوت حکم و ارادہ اشخاص و ذوات کے ہاتھہ میں نہو - بلکہ جماعت و افراد کے قبض و تسلط میں "

مختصر لفظوں میں اسکی تعبیر اس ایک جملہ میں ہوسکتی ہے کہ " نفی حکم ذاتی و مطلق "

باقی چار دفعات میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ' وہ سب کے سب اسی کے ذیل میں آ جاتے ہیں - مساوات حقوق مالی و قانونی ' اساس مشورہ و انتخاب ' عدم اختیار تصرف خزانۂ ملکی ' حریت آراؤ مطبوعات وغیرہ وغیرہ ' سب "نفی حکم ذاتی و مطلق " ہی کی تفسیر ہیں - (لہا بقیۃ صالحۃ)

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

(۳)

مزرع اسلام کی خونین آبپاشی !

دنیا میں سب سے زیادہ گراں قدر شے کیا ہے ؟ خون ' لیکن اسلام میں یہی جنس سب سے زیادہ ارزاں ہے - ممکن ہے کہ اور قومیں تجارت ' تعلیم ' اور صنعت و حرفت سے بنی ہوں ' لیکن اسلام کا باغ تو صرف خون ہی سے سیراب ہوکر طیار ہوا ہے ! حمزۂ شجیع کا خون ' فاروق اعظم کا خون ' علی مرتضی کا خون ' سید الشہداء کا خون ' اور اسی طرح اور صدہا خون آسکی زمین پر برسے اور دنیا نے انقلابات دیکھیے - پس یا اولی الابصار ! خون کی اُن سطروں میں بھی جو آج دنیا کے ہر حصے میں بہہ رہا ہے ' غور سے دیکہو کیا لکھا نظر آتا ہے ؟

بلوح تربت پروانہ ایں رقم دیدم :
کہ آتشے کہ مرا سوخت ' خویش را هم سوخت !

بساط ارض کا کون سا گوشہ ہے جو مسلمانوں کے رنگ خونین سے گلکار نہیں ؟ ایشیا مسلمانوں کا قربانگاہ ' اور یورپ اونکا مذبح ہے - لیکن ایک اور قطعہ ملک افریقہ بھی ہے ' جو اپنی خشکی و بے آبی کیلیے مشہور ہے ' اور جسکی خاک کے ایک ایک درے کے اندر انقلاب و حوادث کے قرون و اعصار پوشیدہ ہیں !

آٹھویں صدی ہجری کی ابتدا سے لیکر اب تک وہ متواتر و مسلسل مسلمانوں کے خون کی بارش سے سیراب ہورہا ہے ' لیکن اوسکی تشنہ لبی میں ابتک کمی نہیں آئی !

مصر ' سوڈان ' زنجبار ' صحارا ' ٹیونس ' الجیریا (الجزائر) ' طرابلس ' مراکش ' وہ سرزمینیں ہیں ' جو بارھویں اور تیرھویں صدی کی اسلامی شہادتگاہیں ہیں ' لیکن مملکت (حبش) کی تاریخ ' افریقہ میں اس سے بھی ایک قدیم تر شہادتگاہ کا نشان دیتی ہے ' جسکا زمانۂ تعمیر آٹھویں اور نویں صدی ہجری ہے ' اور در اصل ہمارا مضمون اسی غیر معروف نظارۂ خونین کی تلاش ہے -

سلطان سعد الدین شہید

حبش کی حکومت اسلامیہ پر ' جو تعصب نصرانی کا نتیجۂ عمل تھی ' ساتویں صدی کے اواخر میں (جیسا کہ گذشتہ نمبر میں بیان ہوچکا ہے) سلطان سعد الدین تخت نشین تھا - حسب واقعات متصدرۃ الذکر " حطی " یعنی شاہ حبش اس ہزیمت عظیمہ کے بعد بھی دل سرد نہوا - سلطان نے " زمددہ " پر جہاں دشمن کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود تھی ' چالیس سوار کے ساتھہ حملہ کیا اور کامیاب ہوا -

اسلام

الحريـــة فـى الاسلام

نظـام حكومـة اسـلاميه

وامرهم شوری بینهم (۴۲ : ۳۶)

(٤)

توطيـة مبـاحث آتيه

اور مباحث گذشته پر ایک اجمالي نظر

(الحرية فى الاسلام) کے سلسلے میں تین نمبر شائع هوچکے هیں - اب همیں بقیه مباحث کي طرف متوجه هونا چاهیے - لیکن بهتر هوگا که اس سفر کي جتني منزلیں طے کرچکے هیں ' آگے بڑھنے سے پہلے ایک نظر اُن پر بھي ڈال لیں -

ربط و ترتیب بیان کیلیے ضرور هے که گذشته مباحث قارئین کرام کے پیش نظر هوں - یه مقالات مسلسل نمبر (۱) جلد (۳) سے نمبر (۳) تک شائع هوے هیں -

(۱)

هم نے آغاز تحریر میں اُس سیاسي انقلاب پر ایک اجمالي نظر ڈالي تهي ' جو ظهور اسلام سے عالم انسانیة میں طاري هوا - هم نے اُسر و غلامي اور استبداد و حکم ذاتي کي وه بیڑیاں دیکھي تھیں ' جنکے ذریعه انسانیت کے پانؤں جکڑ دیے گئے تھے - پھر چھٹي صدي عیسوي کے آغاز میں هم نے اُس حربۂ حریة الهیه کو بلند هوتے دیکھا ' جو جبل (بوقبیس) کي غاروں میں ڈھالا گیا تھا ' مگر اسکي چوٹیوں پر سے چمکا تھا - بالاخر وہ چمکا اور بلند هوا - اور پھر اس زور و قوت سے اُن بیڑیوں پر گرا ' که " الحکم لله العظم الکبیر ! " کے ایک هي ضربۂ بے امان و آهن پاش میں ' اُن کے تمام آهنین حلقے ٹکڑے ٹکڑے هوکر گرگئے ' اور خدا کے بندوں کے پانؤں اسکي طرف دوڑنے کیلیے آزاد هوگئے !!

وقاتلوهـــم حتـــى لاتـــكون فتنـــة ' ويكون الدين كله لله ! (۲ : ۱۸۹)	" اور ظالموں سے مقاتله کرو' یهاں تک که الله کي سرزمین ظلم و معصیت' اور ما سواي الله پرستي کے فتنه سے پاک هوجاے ' اور شریعت و حکم کا تمام تسلط

صرف الله هي کے لیے هو جاے ' کیونکه اسکے سوا دنیا میں حکم و تسلط کسي کو سزا وار نهیں " وکنتم علی شفا حفرة من النار ' فانقذکم منها ' کذلک یبین الله لکم ایاته لعلکم تهتدون (۳ : ۱۰۰) (۱)

(۲)

اسکے بعد هم نے موجوده عهد جمهوریة و آئیني پر نظر ڈالي اور اسکے نظام و اساس کي جستجو و سراغ میں نکلے - هم کو چند اصول بتلائے گئے ' جنکي تاسیس کا فخر و ادعا موجوده "نور" کا بنیاد شرف اور اساس امتیاز هے - لیکن هم نے مڑکر تو تیره سو برس پیشتر کے گذرے هوے " دور ظلمت " میں ها تهه نظر آیا ' جو اسي مصباح فروزندۂ حریت و جمهوریت کي و نورانیت سے تمام ظلمت کدۂ عالم کي تاریکي کا تنها کورها تها !

بالاخر وه فتح یاب هوا ' ظلمت انساني پر نور الهي نے پائي ' اور وهي آفتاب ارشاد و هدایت هے ' جس سے کسب و تجلیات کرکے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ کرلیے

یک چراغیست دریں خانه ' که از پرتو آں '
هر کجا می نگري ' انجمنے ساخته اند !!

یا ایها النبي ! انا ارسلناك شاهداً ' ومبشرا' ونذيرا ' وداعياً الى الله باذنه ' وسـراجـاً منـيـرا ! (۳۳ : ۴۵) -	" اے پیغمبر ! هم نے تم کو دنیا کے گواهي دینے والا ' سلطنت الهي قیام کا بشارت دهنده ' ظلم و عصیان نتائج سے ڈرانے والا ' انسانوں کي غلا سے بغاوت ' اور الله کي وفاداري

دعوت دینے والا ' اور مختصر یه که هر طرح کي تاریکیوں کو مٹا کیلیے ایک روشن و منور چراغ بناکر دنیا میں مبعوث فرمایا !

وه چراغ جو انساني هاتھوں سے بلند کیے گئے هیں ' بجھه هیں ' کیونکه خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نهیں - پر " سراج منیر " الله کے مقتدر و غیر فاني هاتھوں سے روشن هے ' اسکي نور افشاني کیلیے کبھي اطفاؤ زوال نهیں هو سکتا :

الله نورالسماوات والارض' مثل نوره کمشکوٰة فیها مصباح ! (۲۴ : ۳۵)	" الله هي کي لا زوال روشني سے آس و زمین کي روشني هے - اسکے (هدایت نبوت) کي مثال ایسي

سمجھو ' جیسے ایک (بلند و رفیع) طاق هے ' اور اُس پر ایک و فروزنده چراغ روشن هے !! "

اللهم صل وسلم علیه ' وعلی اله الواصلین الیه !

[نوٹ پہلے کالم کا]

(۱) یه آیة کریمه سوره عمران کے اُس رکوع کي هے ' جس میں خدا تعالی نے ظهور دعوت اسلامي و وجود حضرة رحمة للعالمین اپنا سب سے بڑا احسان و لطف قرار دیا هے ' اور اس نعمت کي قدر و منزلت کي طرف دنیا کو توجه دلائي هے - اسي سلسلے میں فرمایا که ظهور و دعوة اسلامي سے پہلے تم لوگوں کي حالت شدۂ ضلالت اور اُسر و غلامي سے ایسي تھي ' گویا ایک آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے ' مگر الله نے حضرة رحمة للعالمین کو بھیج کر تمهیں اس هلاکت سے بچا لیا - اور اسي طرح وه تمهارے سامنے اپني قدرت و حکمت کي نشانیاں کھولتا هے ' تاکه تم هدایت پا (منه)

میدان طرابلس و بلقان اور ایران میں جو کچھہ نظر آیا' وہ ان لوگوں کیلیے بیشک عجیب ہے جو مسیحیت کے پانزدہ صد سالہ کار نامہ ہاے مظالم و سفاکي کي تاریخ سے ناآشنا هیں - ممکن تھا نہ دنیا اس تاریخ کو بھلا دیتي' مگر وہ خود بار بار دنیا میں اپنے ان کارناموں کا اعادہ کرتي ہے تاکہ دنیا اوسکي خونخواري و سبعیت صفتي کو فراموش نکرے - پس دنیا بھلاتي تو نہیں مگر مسیح کے اس قول کو یاد کرکے کہ " تو اپنے بھائي کو سات بار نہیں بلکہ ستر کے سات بار تک معاف کر " همیشہ معاف کردیتي ہے !

مسلمان سپاهي ایک ایک کرکے بے رحمي سے مار ڈالے گئے تھے - اب قسارت و شقاوت کي کون سي [illegible] تھي جو طے کرني تھي ؟ جان نہ تھي لیکن لاشوں کے [illegible] نصرانیوں نے وحشي درندوں کیطرح اپني تلواروں سے اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا -

سلطان صبر الدین کو اسکے بعد ایک دوسرے معرکہ میں بھي شکست هوئي' غنیم قریب آگیا مگر سلطان پیچھے نہ ہٹا - قریب تھا کہ دشمن گھیر کر اوسکو ھاتھوں سے پکڑلیں لیکن وفادار گھوڑے نے همت کي' دس هاتھہ کي چوڑي ایک کھائي سامنے تھي - جست لگا کے اوس پار پہنچ گیا -

اس سلطان کا طرز حکومت ہر دلعزیز تھا - اس نے آٹھہ برس کي حکومت کے بعد سنہ ۸۲۵ کے حدود میں وفات پائي -

سلطان منصور سلطان صبر الدین کا بھائي اور سلطان سعد الدین کا بیٹا تھا' سلطان منصور ایسے وقت میں تخت نشین هوا جب دشمنوں سے جنگ چھڑي هوئي تھي - سلطان نے (جدایہ) پر حملہ کیا' جو حطي کا ایک دوسرا مقام حکومت تھا - حطي کا ایک رکن خاندان اسوقت یہیں مقیم تھا' جنگ میں اهل حبشہ کو شکست هوئي اور بادشاہ کا ایک رشتہ دار مسلمانوں کے هاتھہ گرفتار هو کر بہت سے همراهیوں کے ساتھہ مقتول هوا -

۳۰ - هزار اهل حبش بھاگ کر ایک کوهي قلعہ میں پناہ گزین هوے - مسلمان دو مہینے سے زیادہ محاصرہ کیے پڑے رہے - اس اثنا میں جنگ کا سلسلہ روزانہ جاري رها' آخر قلعہ کي رسد ختم هوگئي اور اب وہ آخري دن آگیا جب عموماً فوج محاصرہ عمل محاصرہ اور انتظار فتح کے شدائد سے بے قابو هوکر مجنون هو جاتي ہے -

مسلمانوں کو بھي جوش غضب میں مجنون هو جانا چاهیے تھا اور اونکو حق تھا کہ وہ اون سفاک دشمنوں سے' جنہوں نے اون کے شہر ویران کیے' اونکا ملک تباہ کیا' اونکي عورتوں کو ذلیل اور اونکے بچوں کو غلام بنایا' اونکي عبادتگاهیں منہدم کیں' اونکے شہداء کي لاشوں کي بیحرمتي کي' اور متعدد بار اونکے آخري سپاهي تک کو قتل کرنے میں دریغ نہ کیا' وقت پاکر انتقام لیں' اور خصوصاً اوسوقت' جب ذلت سے خود انھوں نے هي اپنے سر مسلمانوں کے پاؤں کے نیچے ڈالدیے هوں -

لیکن اسلام کي تلوار همیشہ احکام الہیہ کے ماتحت رهي ہے' وہ وهیں اٹھتي ہے جہاں خداے اسلام اوسکو اٹھاتا ہے' اور وهیں رکھدي جاتي ہے جہاں اسلام کا خدا اوسے رکھدینے کا حکم دیتا ہے - مسلمانان حبشہ کو ایک طرف تو اپنے دشمنوں کے مظالم اور سفاکیوں کي تازہ داستانیں مجسم هو هو کر نظر آرهي تھیں' دوسري طرف آیۂ کریمہ :

ان جنحوا للسلم فاجنح	اگر دشمن صلح کي طرف مائل هوں
لها وتوکل علی الله انه	تو تم بھي مائل هوجاؤ - انکي شرارتوں سے
هو السمیع العلیم ' وان	نہ ڈرو' خدا پر بھروسہ رکھو - وہ انکي

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ

قصص القرآن

(۱)

قصص بني اسرائيل

بصائر و مواعظ' نتائج و عبر

بني اسرائیل' ملک مصر' فرعون' سامري' صنم طلائي' ارض مقدس' [illegible] جہاد' مرعوبیت و عصیان بني اسرائیل' ظهور غضب الہي' [illegible] ساله گمراهي' ندامت و استغفار -

توطیۂ سخن

سلسلۂ ابراهیمي (ع) میں دراصل صرف دو هي صاحب شریعت [illegible] اسحاق میں خاندان بني اسرائیل کا اولو العزم پیغمبر' جس نے فراعنۂ مصر کي شخصي حکمراني اور محکومي و غلامي سے اپني قوم کو نجات دلائي - دوسرا اسکے مورث اعلی خلیل الله (ع) کي مقدس دعا کا مقصود و مطلوب' اور بني اسماعیل کا نبي امي' جس نے نہ صرف اپنے خاندان' اپني قوم اور اپنے وطن کو' بلکہ تمام عالم انسانیة کو انساني حکمراني کي لعنت سے نجات دلائي : وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا (۳۴ : ۲۳)

(مسیح ناصري) کا تذکرہ بیکار ہے - وہ شریعت موسوي کا ایک مصلح تھا پر خود کوي صاحب شریعت نہ تھا - اسکي مثال اُن مجددین ملة قدیمۂ اسلامیہ کي سي تھي' جنکا حسب ارشاد صادق مصدوق' تاریخ اسلام میں همیشہ ظهور هوتا رها - وہ کوئي شریعت نہیں لایا - اسکے پاس کوي قانون نہ تھا - وہ خود بھي قانون عشرۂ موسویہ کا تابع تھا - اس نے خود تصریح کردي کہ " میں تورات کو مٹانے نہیں بلکہ پورا کرنے کیلیے آیا هوں (یوحنا - ۱۳ : ۲۵) " اُس نے کہا کہ " میرا مقصد صرف اسرائیل کے گھرانے کي گم شدہ بھیڑوں کي تلاش ہے " (۱۵ : ۱۹) اسي لیے اس نے اپني اصلاح کو صرف یہودیوں تک محدود رکھا' اور غیر قوموں میں وعظ کرنے کي ممانعت کردي -

* * *

[بقیہ پہلے کالم کا]

یریدوا ان یخدعوک فان	شرارتوں کو خوب جانتا ہے - اگر وہ دھوکا
حسبک الله ' هو الذي	دینگے' تو خدا تمھارے لیے بس کرتا ہے'
ایدک بنصره	جسنے اس سے پہلے اپني نصرت سے اور مومنوں
وبالمومنین (۸ - ۶۳' ۶۴)	کي جمعیت سے تمھاري مدد کي ہے !

کي صداے قدوسیت کانوں میں آرهي تھي - مسلمانوں نے عین اس جنون طیش وغضب کے عالم میں' فرمان اسلام کے آگے سر جھکا دیا اور اپنے پیغمبر کے اوس اسوہ کو یاد کیا' جب اوسنے کعبہ کي دیوار کے نیچے اپنے ستمگر اور جانستان دشمنوں کو معاف کردیا تھا - سلطان نے عام اعلان کیا کہ جسکا جي چاہے مسلمانوں میں شامل هو' اور جو چاہے اپنے قبیلۂ و وطن کو واپس جاے' کسي سے کچھہ تعرض نہوگا - اپنے شدید دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اس رحمت و امن عام' اور اس اسوۂ رحم و اخلاق کریمہ کو دیکھکر دس هزار نصاری نے اسلام کي حلقہ بگوشي اور محمد الرسول الله کي غلامي کا اعلان کیا - صلی الله علیک یا صاحب الخلق العظیم !

حطي بر افروختہ ہوکر ایک اقطاعي جنگ کیلیے آمادہ ہوا اوسکي فوج دس سرداروں پر منقسم تھي اور ہر سردار کے تحت امر دس ہزار سپاہي' ناچار سلطان بھي مقابلہ کیلیے نکلا' خاص سلطان کے ساتھہ پچاس سوار اور چند سردار تھے' اور ہر سردار کے ساتھہ ایک چھوٹي سي جمعیت تھي - سلطان نے اپنے ضعف اور دشمنوں کي قوت کو محسوس کیا' اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ گھوڑے سے اترا' اور ناصیۂ عبودیت کو زمین پر رکھا - سر اٹھایا تو قوتوں کے بادشاہ کو اپنے پاس پایا' بمصداق " (١) اطلب الله تجده تجاهک " سلطان نے فتح بین پائي' اہل حبش اکثر قتل ہوے - اور جو بچے انہوں نے شکست کھائي !

سلطان اسوقت دار الحکومت سے ١٢ منزل پر تھا کہ ایک مسلمان سردار " اسد " نامي " نولن حش " ایک حبشي سردار کے مقابل آیا اور کامیاب ہوا - حطي نے اب مسلمانوں کي بربادي اور حبشہ سے انکے اخراج عام کا فیصلہ کر لیا اور ایک فوج گراں لیکر حدود اسلامیہ میں داخل ہوا - محمد نامي ایک مسلمان سردار اپني ایک ہزار پیدل فوج کے ساتھہ روکنے کو بڑھا' اس جمع عظیم کو روکنا مٹھي بھر آدمیوں کا کام نہ تھا' لیکن مسلمان اگر عزت سے جي نہیں سکتے تھے تو عزت سے مر تو سکتے تھے - محمد اور اوسکي تمام فوج حفظ حدود اسلامیہ کي خاطر ایک ایک کرکے کٹکر مر گئي' صرف ایک مسلمان زندہ بچا کہ اس داستان شہادت کو مجمع اسلامي میں دہرا سکے -

حطي نے اس فتح غیر متوقع کے بعد " بارو " نام ایک امیر کو بقیۂ نسمات اسلامیہ کے قتل و قمع کیلیے آگے بھیجا - سلطان جلدي میں اپني فوج کو جمع نہ کرسکا - ناچار عام باشندگان شہر کو جن میں علماے مدارس' مشائخ تصوف' کاشتکار و عوام' غرضکہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے مسلمان شامل تھے' ساتھہ لیکر مقابل ہوا - نتیجہ وہي ہوا جو ہونا چاہیے تھا - مسلمانوں کو ہزیمت ہوئي اور ہزاروں علما و مشائخ و عوام شہید ہوے -

حسین شہید دنیا میں ایک بار پیدا ہوا' لیکن واقعۂ شہادت حسین' اسلام کے ہر دور انقلاب میں پیدا ہوتا رہا ہے' اور ہوگا - سلطان سعد الدین' موقف جنگ سے نکلکر جزیرۂ زیلع میں پناہ گزین ہوا لیکن دشمنوں نے محاصرہ کرلیا اور شہر میں پاني بند کر دیا -

قوموں کے زوال و فنا کا ہمیشہ صرف ایک ہي سبب رہا ہے یعني " خیانت قومي " - بغداد کي تباہي' ہندوستان کا زوال' مغرب اقصی کي بربادي' اور قسطنطنیہ و طہران کا ضعف' ان میں سے کون سا واقعہ ایسا ہے جسمیں اس سبب مشئوم کا وجود نہ تھا ؟ تم کامل پاشا کو قسطنطنیہ میں روتے ہو' لیکن بغور دیکھو تو کس برباد شدہ مملکت اسلامي میں کامل نہ تھا ؟

سلطان سعد الدین محاصرہ میں دریاے زیلع کے کنارے تھا' لیکن درحقیقت وہ رود فرات کے ساحل پر تھا اور حبش اسکے لیے کوفہ کي سر زمین بنگئي تھي - تین روز گذر گئے مگر اوسکے منہ میں پاني کي ایک بوند نہ گئي' ایک کامل صفت خیانت کار نے محاصرین کي رہنمائي کي' دشمن اندر گھس آئے - سلطان تین دن کي پیاس کے بعد بھي اٹھا کہ ایک مسلمان کي طرح مردانہ وار جان دے - لیکن اٹھتے ہي پیشاني پر ایک زخم کھاکر گر گیا - قاتل کا نیزہ اسکے بدن سے پار ہوگیا تھا' لیکن با این ہمہ تشنگي و زخمہاے کاري' اوسکے خشک و تشنہ ہونٹھہ حصول دولت شہادت پر متبسم اور کلمہ خوان تھے !

سلطان کا زمانۂ حکومت ٣٠ - سال تھا' اور یہ رعایا کیلیے ہر طرح کي خیر و برکت کا عہد تھا -

سلطان کي ہزیمت و شہادت کے' بعد قواے اسلامیہ پارہ پارہ کردیے گیے' مسلمانوں کا قتل عام ہوا' بلاد اسلامیہ ویران کیے گئے' مسجدیں منہدم کي گئیں' مسلمان بچے غلام بناکر فروخت کیے گیے' سلطان کا خاندان پھر حبش سے بھاگ کر عرب میں پناہ گزین ہوا اور وہ سب کچھہ ہوا جو کسي اسلامي آبادي کے ساتھہ مسیحي استیلا و تسلط کے بعد ہونا چاہیے -

سلطان صبر الدین ثاني

ان مظالم و بربریت نصرانیہ کا سلسلہ بیس برس تک ممتد رہا - اکیسویں برس امیر یمن (ملک الناصر احمد بن اشرف اسماعیل) نے تھوڑي سي فوج دیکر سلطان زادوں کو حبش روانہ کیا - اس مرتبہ پہلے ہي معرکہ میں جو مقام سبارہ میں پیش آیا' مسلمان مظفر و منصور ہوئے - سلطان کا بڑا بیٹا صبر الدین علي باپ کا جانشین ہوا - شوق جہاد في سبیل الله نے ٢٠ - برس کے مصائب و آلام کے بعد بھي سکون و راحت کي فرصت ندي' فوراً آگے بڑھا کہ مسیح کے گلوں سے اونکي درندگي و سبعیت کا انتقام لے -

(ذکر امحرہ) اور (سرجان) وغیرہ متعدد مقامات فتح کرکے اس اور آگے کا رخ کیا - شاہ حبش نے اپني تمام فوجي قوت یکجا کي' دس سرداروں کے ماتحت بیس بیس ہزار فوج دیکر اونکو روانہ کیا' اور اس جمع عظیم کا قائد عمومي (جنرل کمانڈر) ایک حبشي سردار کو قرار دیا جسکا نام " بغت بقل " تھا -

یہ سیاہ دل با دل مسلمانوں کے ایک ایک شہر پر چھا گیا' سلطان صبر الدین نے دیکھا کہ اتني بڑي جمعیت کے مقابلے میں باقاعدہ جنگ مفید نہ ہوگي' اسلیے بے قاعدہ و غیر منتظم جنگ کا سامان کیا' اور اس طرح ایک سال کامل انتشار و پریشاني و بے اطمینانی کے عالم میں بسر ہوا -

تاریخ اسلام عجائب گوناگوں کا ہمیشہ مجموعہ رہي ہے - جب کبھي غرور کثرت میں وہ اپنے خدا کو بھولے ہیں انہوں نے شکست کھائي ہے' اور پریشاني و بے ساماني اور قلت و ضعف کے عالم میں جب کبھي اسکو یاد کیا ہے تو نصرت الہي نے بھي انکا ساتھہ دیا ہے !

سلطان صبر الدین نے ایک سال کي آوارہ گردي و پریشاني کے بعد اوسکو یاد کیا جسکو بھولا ہوا تھا - سلطان کا بھائي محمد علم بردار جہاد بنکر باہر نکلا (حرب جوش) جو ایک نو مسلم حبشي سردار تھا' امیر محمد کے ساتھہ تھا' پہلا معرکہ شہر (تري) پر پیش ایا - بالاخر حطي کے بہت سے سردار کام آے' اور اوسکي فوج کا بڑا حصہ مقتول' اور باقي مجروح ہوا -

سلطان صبر الدین' ایک قلیل توقف و آرام کے بعد خود پایۂ تخت پر حملہ آور ہوکر بڑھا - حطي کا ایک بہت بڑا افسر مقابل ہوا اور کام آیا - شہر کے وہ دروازے جن سے ہمیشہ اسکے سفاک حریفوں کي فوجیں نکلا کرتي تھیں' اب خود اسکي آمد کے منتظر تھے - فوج نے جب دیکھا کہ قصر شاہي کي حفاظت ممکن نہیں تو اسمیں آگ لگادي - سلطان کا ایک بھائي (قلعہ بروت) کے پھاٹک پر نمودار ہوا اور بصلح اوسکو زیر اطاعت کرلیا' ایک اور مسلمان امیر " عمر " صوبہ لجعب کي تسخیر کا عازم ہوا - حطي وہاں اپني ٹڈي دل فوج لیے پڑا تھا' ایک شدید معرکہ پیش آیا' جسمیں خون کے سیلاب بہہ گئے اور ایک ایک مسلمان سپاہي نے مرمر جان دي !

[١] حدیث قدسي ہے کہ خدا کو ڈھونڈھو تو اوسکو اپنے سامنے پاؤگے !! (منہ)

انا ههنا قاعدون ' قال رب انی لا املك الا نفسی واخی ' فافرق بيننا و بين القوم الفاسقين ' قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة ' يتيهون فی الارض ' فلا تاس علی قوم الفاسقين (۵ - ۲۳ ' ۳۹)	وہ بولے ' اے موسی ! ہم تو اس قوت والي قوم سے لڑنے نہیں جائینگے اور نہ اوس سرزمین میں داخل ہونگے - تم جو کچھ رہے ہو ' اور تمہارا خدا جو حکم دے رہا ہے ' تو تم ہي دونوں جاؤ اور لڑو ' ہم تو یہاں بیٹھے ہیں -
	موسی نے جناب الہي میں عرض کي ' خدایا ! میں اپنے اور اپنے بہائي کے سوا کسي پر زور نہیں رکھتا ' ہم میں اور اس گنہگار قوم میں تفریق کردے -

خدا اس قوم کي سرکشي سے غضبناک ہوا اور کہا کہ وہ پاک زمین چالیس برس تک ان پر حرام رہیگي ' وہ زمین میں سرگردان و پریشان بہٹکتے پہریں گے - اے موسی ! ان گنہگاروں کا کچھہ غم نہ کہانا -

وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة نغفر لكم خطایاکم و سنزید المحسنین ' (۲ - ۵۵)	دیکھو ' ارض مقدس کے دروازے میں جھک کر داخل ہو اور کہو کہ خدا ہمارے گناہ کا غبار جھاڑ دے ' تب ہم تمہارے گناہ بخشدینگے اور نیکوں کے درجہ کو بڑھائینگے -

---

نبوت محمدیہ کي حقیقت و ثبوت کیلیے سینکڑوں دلائل ' معجزات اور براہین و آیات ہیں ' جو سوا تیرہ سو برس ہوے ' مکہ میں کفار قریش کے سامنے ظاہر ہوے - اہل بصیرت نے انکو دیکھا اور قبول کیا - لیکن ایک معجزۂ محمدیہ ہے ' جو کسي زمانہ کے ساتھہ متعین نہیں ' کسي آبادي میں محدود نہیں ' اور ناظرین و مشاہدین دس سے مخصوص نہیں - اوسکو دنیا دیکھتي ہے اور قبول کرتي ہے -

وہ معجزہ ' امت مرحومہ کے حالات و حوادث کا اظہار اور اوسکے ہر زمانہ کے دور و تغیر و انقلاب کا بیان ہے - اوسنے ہمکو جس ظہور فتح کي بشارت دي ' ہم نے اوسکو پایا - اوسنے ہمکو جن حالات و حوادث کي اطلاع دي ' ہم نے اونکو دیکھا - اوسنے ہمکو جن فتن و مصائب کي خبر دي ' ہم نے اونکا مشاہدہ کیا - آخر میں اوسنے ہم سے کہا :

لتتبعن سنة من كان قبلكم (ای اليهود) باعاً بباع و ذراعاً بذراع و شبراً بشبر حتی لو دخلوا فی جحر ضب لدخلتم فيه	تم سے پہلے جو قوم تھي (یعني یہودي) تمہاري حالت بھي بالکل اون ھي جیسي ہوگي - ایک گز ' ایک ہاتھہ ' اور ایک بالشت کا بھي فرق نہوگا ' یہاں تک کہ اگر وہ سوراخ میں گھسے ہونگے ' تو تم بھي گھسوگے -

---

جسطرح بني اسرائیل کا باپ یعقوب اپنے گھرانے کو لیکر ارض کنعان سے مصر آیا ' جہاں اوسنے خیر و برکت اور حکومت و قوت پائي ' اوسي طرح ہمکو بھي ہمارے بزرگ ارض عرب سے لیکر تمام اطراف عالم میں پھیلے - ہم نے جدھر رخ کیا ' خیر و برکت اور حکومت و قوت کي نعمتیں اپنے ساتھہ پائیں - حضرت یوسف نے عزیز مصر سے کہا تھا کہ " اجعلني علی خزائن الارض (۱۲ - ۵۵) " مجکو زمین کي خزینہ داري پر متعین کر دیجیے " لیکن ہمارے سامنے خود زمین نے اپنے خزانے اگل دیے اور پکاري کہ مجکو قبول کرلو !

بني اسرائیل ایک مدت تک مصر کي سرزمین میں عزت و وقار کي زندگي بسر کرتے رہے ' تا آنکہ فرعون مصر نے اونکے عہدے توڑ دیے ' اونکے مناصب چھین لیے ' اونکے عزیز فرزندوں کا خون بہایا ' اور اونکي عورتوں کو ذلت کي زندگي بسر کیلیے زندہ رکھا -

ہم بھي جس سرزمین میں گئے ' ایک مدت تک عزت و وقار کي زندگي بسر کرتے رہے ' تا آنکہ فراعنۂ عصر نے ہمکو ہماري شہنشاہیوں سے معزول کر دیا ' ہمارے عزت و جلال کے تخت کو الٹ دیا ' ہمارے بھائیوں اور فرزندوں کا خون بہایا - کبھي گرم ریگستانوں میں ' کبھي سنگلاخ زمینوں میں ' کبھي آباد شہروں میں اور کبھي کسي مقدس عمارت کي دیوار کے نیچے !! ہماري عورتیں بھي مردوں کے بعد زندہ رہیں کہ ذلت و نکبت قومي کے تماشے دیکھیں - بني اسرائیل کا فرعون ایک تھا ' جو افریقہ کے ایک گوشہ میں صرف " الیس لي ملک مصر ؟ " پر مغرور تھا ' لیکن ہمارے سامنے فراعنۂ زمانہ کي ایک جماعت ہے ' جسکا فرعون اکبر صرف " الیس لي ملک مصر " (کیا میرے قبضہ میں ملک مصر نہیں ہے !) ہي پر مغرور نہیں ہے ' بلکہ " الیس لي العالم کلہ ؟ " (کیا تمام دنیا میرے لیے نہیں ہے ؟) کا مدعي ہے !!

خدا نے اس وقت بني اسرائیل میں حضرة موسي کو کھڑا کیا جنھوں نے فرعون کي غلامي سے بني اسرائیل کو نجات دلائي ' اور فرعون کو اوسکے نوکروں اور رتھوں کے ساتھہ اوس بحر احمر میں ڈبو دیا ' جو بہتے ہوے پاني کي ایک خلیج ہے -

ہم میں بھي ہر دور فرعونیت میں نئے نئے موسي اٹھے - جنھوں نے ہمکو فرعونوں سے نجات دلائي اور اونکو اونکے سامانوں کے ساتھہ اوس " بحر احمر " میں ڈبو دیا ' جو بہتے ہوے خونوں کا حقیقةً ایک سرخ دریا تھا !

عبور بحر احمر کے بعد بني اسرائیل میں (سامري) پیدا ہوا جسنے بني اسرائیل کو دین موسوي سے بیزار کیا ' اونکي وحدت سیاسیہ کو منتشر کردیا ' سونے چاندي کے زیوروں کو بزور سحر گالے کي صورت میں ڈھال کر خدا بنایا ' آستانۂ الہي سے مغرور ہوکر اپنا اور اوس اسرائیل کے گھرانے کا سر بتوں کے آگے جھکایا ' جسکو کہا گیا تھا :

" سن اے اسرائیل !! خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے " (۱)

" اور تو (بتوں) کے آگے خم مت ہو جیو ' نہ اونکي بندگي کیجیو اسلیے کہ میں خداوند تیرا خدا غیور ہوں " (۲)

مسلمانوں کے بھي ہر دور موسوي میں خود اونکي قوم سے " سامري " اٹھے جنھوں نے حق کے ابطال اور باطل کے احقاق کي کوشش کي - اسلامي ممالک کے دیگر اقطاع و جوانب سے قطع نظر کیجیے ! خود اس ہندوستان میں بھي ایک " سامري " اٹھا ' جسنے اپني جاہ و عزت کے جادو سے مسلمانوں کو عجیب و غریب کرتب دکھائے - اوسنے ملت بیضاء کي تحقیر کي ' قلوب کو مذہب سے بیزار کیا ' مسلمانوں کي وحدت سیاسي کو منتشر کیا ' اور خدا سے مغرور ہوکے اصنام حیوانیہ کے آگے ' نہیں بلکہ " انساني بتوں " کے سامنے اپنا اور تمام قوم کا " سر " جھکا دیا ' اور اوس خلیل کے فرزندوں کو بت پرستي کي دعوت دي ' جسنے کہا تھا :

بل ربكم رب السموات والارض الذي فطرهن (۲۱ - ۵۷)	تمہارا خدا وہ ہے ' جو آسمان و زمین کا خدا اور اونکا خالق ہے !

اور کہا :

وما هذه التماثيل التي انتم لها عاکفون ؟ (۲۱ — ۵۳)	یہ کیسے بت ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو ؟

وہ خدا کي عجائب قدرت کا منکر تھا ' لیکن " انساني خداؤں " کي قدرت و استیلاء سے مرعوب تھا - وہ گو ملکوت صفت انسانوں کے خوارق عادات ' اور دلائل معجزات کا قائل نہ تھا ' لیکن وہ خود شیاطین انس کے " عمل زیر لبي " کا معمول ' اور " سحر خوش لقبي " سے مسحور تھا - اوسنے سونے چاندي کے سکوں سے تبدیل

(۱) استثنا ۶ - ۴ [۲ خروج ۲۰ - ۵]

پس دو ھي شریعتیں ھیں ' جو سلسلۂ ابراھیمي میں آئیں ' اور دو ھي تھے ' جنکو خدا نے اپنے قانون کا ایلچي بنایا -

یہي سبب ہے کہ جب خدا نے موسی (ع) سے کلام کیا ' اور اسکو شریعۃ الہیہ کے ظہور آخري کي خبر دي تو کہا :

" تیرا خدا تیرے لیے ' تیرے بھائیوں میں سے تیرے مانند ایک نبي بھیجے گا - تو اسکو مانیو ! میں اپنا کلام اسکے منھہ میں ڈالونگا - جو کچھہ میں اس سے کہونگا - وہ ان سے کہدیگا ! " (تورات - کتاب : ۵ - باب : ۱۸)

اس ارشاد الہي میں ظہور رسالۃ محمدیہ (علیہ وعلیہا الصلوۃ والتحیہ) کي خبر دیتے ہوے وجود منتظر اقدس کی دو خصوصیتیں بیان کي گئیں :

(۱) وہ حضرۃ موسی کے مانند ہوگا -

(۲) خدا کا کلام اسکے منھہ میں سے ظاہر ہوگا ' اور جو کچھہ خدا اس سے کہے گا ' وہي وہ انسانوں کو سنائے گا -

قران کریم نے بھي ان دونوں خصائص نبوۃ محمدیہ کي طرف اشارہ کیا -

دوسري خصوصیت کیلیے سورہ (والنجم) کے آغاز پر نظر ڈالیے' جہاں فرمایا :

ما ینطق عن الھوی ان ھــــو الا وحــي یوحی (۵۳ : ۴)	وہ اپني خوشي اور راے سے کچھہ نہیں کہتا - اسکے منھہ سے جو کچھہ نکلتا ہے ' وہ وھي ہے جو اسپر وحی کیا جاتا ہے -

پہلي خصوصیت کي سورہ (مزمل) میں تصریح کي :

انا ارسلنـــا الیکـــم رسولا شاھـــداً علیکـــم ' کما ارسلنا الی فرعون رسولا (۷۳ : ۱۶)	ہم نے تمھاري طرف ایک رسول بھیجا ' جو ھدایت و ضلالت کا تم پر گواہ ہے - بالکل اسي طرح ' جیسا کہ فرعون کي طرف حضرۃ موسی کو بھیجا تھا -

غرضکہ حضرۃ موسی سے حضرۃ داعي اسلام علیہما الصلواۃ والسلام کي مماثلت و مشابہت کو تورات اور قران ' دونوں نے بیان کیا ہے -

* * *

جن لوگوں نے تورات کي اس بشارت بینہ پر بحث کي ہے ' انکے لیے ھمیشہ یہ ایک نہایت دلچسپ اور اھم سوال رھا ہے کہ اس مماثلت کے اسباب و وجوہ کیا ھیں ؟ اور دونوں برگزیدہ رسولوں کے اعمال اور نتائج اعمال میں وہ کون کونسي مشابہتیں اور یکساں حالتیں ھیں ' جنکي بنا پر لسان اللہ نے دونوں کو ایک دوسرے کا مثیل و مانند قرار دیا ؟

* * *

قران کریم کے قصص و مواعظ اور حکم و معارف کے متعلق " الہلال " کا جو انداز بحث و نظر ہے ' اسکے لحاظ سے اس موضوع بحث میں بھي بہت سے ملاحظات خاص ھیں ' جنکو فرداً فرداً واضح کرنا ہے - انشاء اللہ عنقریب " اسوۂ موسوي " کے عنوان سے ایک سلسلۂ مقالات شروع کیا جاے گا ' اور اسي کے ضمن میں یہ بحث عظیم و مفید بھي پیشکش ارباب ذوق و نظر ہوگي : وما توفیقي الا باللہ -

قران کریم نے اپنے قصص و مواعظ میں سب سے زیادہ حضرۃ موسی اور بني اسرائیل کا کیوں ذکر کیا ؟ اپنے نعمائم کے اعلان اور ابتلاء تعذیب کے اظہار' دونوں کیلیے زیادہ تر بني اسرائیل ھي کے تذکرہ کو کیوں منتخب فرمایا ؟ انقلاب و حوادث کي تعبیر و تمثیل کیلیے دنیا کي اور بہت سي قومیں موجود تھیں ' ان سب میں سے صرف ایک یہي قوم کیوں ہر موقعہ پر پیش کي گئي ؟

یہ نہایت اھم سوالات ھیں اور تفسیر کلام اللہ کے ضروري اجزا ' جنکا جواب انشاء اللہ اسي مضمون سے ملے گا -

لیکن اس سلسلے کے اطراف بحث میں سے ایک بحث خاص قوم بني اسرائیل اور امۃ مرحومۂ محمدیہ کي باھمي مماثلت و مشابہت بھي ہے ' اور یہ بھي در اصل اسي مماثلۃ اولی پر متفرع ہے - وقت اور حالات کا اقتضا ہے کہ کم از کم آج ایک سر سري اور غیر مرتب نظر صرف اس ٹکڑے پر ڈال لیں کہ مستقبل کي فرصتوں پر (جس کي امید ہے مگر جس پر اختیار نہیں) کس کس ارادے کو ملتوي رکھیں گے ؟

سب سے پہلے ان آیات کریمہ پر ایک نظر ڈال لیجیے ' جنکي طرف آگے چلکر ہم کو اشارہ کرنا ہے :

حملنا اوزاراً من زینـۃ القـــوم فقذ فناھا فکذلك القی السامري ' فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار ' فقالوا ھذا الھکم والہ موسي (۲۰ : ۹۰)	اے موسی ! مصر سے ہم لوگوں کے سونے چاندي کے زیور لے آلے تھے ' یہاں ہم نے اونکو رکھا ' اور اسي طرح سامري نے بھي رکھا ' سامري نے ان زیوروں کو گلا کر ایک کا ڈھالہ کي شکل کا بت بنایا ' جسمیں آواز بھي تھي '

لوگ پکارے کہ یہي تم لوگوں کا اور موسي کا خدا ہے ' پھر -

و قد قال لھم ھارون من قبل یقوم انما فتنتم بہ ' وان ربکم الرحمن ' فاتبعوني واطیعوا امري ' قالوا لن نبرح علیـــہ عاکفین (۲۰ : ۹۳)	ھارون نے کہا : لوگو ! تم ایک فتنہ میں مبتلا ہوگئے ہو ' تمہارا خدا تو بس وھي ہے نہایت رحمت والا ' کہاں جاتے ہو ' آو ' میرے پیچھے چلو' میري بات مانو ' ان گمراھوں نے کہا ' ہم اپنے اس طلائي خدا کو چھوڑ نہیں سکتے اور

ہم تو آخر تک اسي کے سامنے معتکف رھینگے -

و اذ قا ل موســی لقومہ یقوم اذکرو انعمـۃ اللہ علیکم ' اذ جعـل فیکم ملوکا و آتکم مالم یوت احدا من العلمیـن ' یقوم ادخلـــوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتـــدوا علـی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین ' قالــوا یموسی ان فیھا قوما جبارین ' وانا لن نـدخلھا حتی یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانـــا داخلـون ' قـال رجلان من الـذین انعم اللہ علیھما ادخلو علیھم الباب فـاذا دخـلتمـوہ فـانکم غالبـون و علی اللــہ فتوکلـوا ان کنتم مومنین ' قالـوا یموسی انا لن نـدخلھـا ابـداً ما داموا فیھـا فاذھب انت و ربـك فقاتـلا '	موسی نے اپني قوم سے کہا : اے میري قوم ! خدا کي نعمتوں کو ایک ایک کرکے یاد کر ' اوسنے تجکو حکومتیں دیں اور پادشاھیاں بخشیں ' اور جو تجکو دیا وہ دنیا میں کسیکو نہیں دیا ' اے میري قوم ! میري بات سن اور ارض مقدس میں جسکو خدا تیرے حصہ میں لکھہ چکا ہے ' چل اور داخل ہو ' اور پشت نہ پھیر ' کہ خسران و نقصان میں گرفتار ہو جایگي - لیکن گنہگار قوم نے سرتابي کي اور کہا کہ اے موسی ! اوسپر تو ایک جبار و قوي قوم قابض ہے - ہم تو وھاں اوس وقت تک نہیں جائینگے جب تک کہ خود وہ نہ نکل جائیں ' اگر وہ اوس سرزمین کو چھوڑ کر نکل گئے تو پھر ھمکو وھاں جانے میں کوئي عذر نہوگا - اس پر خدا کي نعمتوں سے بہرہ مند انسانوں نے کہا کہ ڈرو نہیں اور نہ خدا کے وعدہ کو جھٹلاؤ - شہر کے دروازے میں چل کر داخل ہو جاو ' فتح تمہیں کو ہوگي ' خدا پر بھروسہ رکھو ' اگر تم میں کچھہ بھي ایمان ہے -

ادبیات

کفرانِ نعمت

وجد و منع بادہ ! صوفی ! این چه کافر نعمتی ست ؟

منکرِ مے بودن و همرنگ مستان زیستن ؟

معترض هیں مجهپہ میرے مهربانان قدیم * جرم یه هے : میں نے کیوں چهوڑا وہ آئین کهن ؟
میں نے کیوں لکهے مضامین سیاست بے بہ بے ؟ * کیوں نه کي تقلید طرز رهنمایان زمن ؟
کانگرس سے مجهکو اظهار براءت کیوں نهیں ؟ * کیوں حقوق ملک میں هوں هندؤں کا هم سخن ؟

* * *

خیر میں تو شامت اعمال سے جو هوں سو هوں * آپ تو فرمایئے کیوں آپ نے بدلا چلن ؟
آپ نے شمله میں جاکر کي تهي جو کچهه گفتگو * ما حصل اسکا فقط یه تها پس از تمهید فن :
" سعي بازو سے ملیں جب هندؤں کو کچهه حقوق * اس میں کچهه حصه ملے هم کو بهي بهر پنجتن
یعنے جاکر شیر جب جنگل سے کرلائے شکار * لومڑي پہنچے که کچهه مجهکو بهي اے سرکار من ! "

* * *

لیکن اب تو آپ کي بهي کهلتي جاتي هے زبان * آپ بهي اب تو اُڑاتے هیں وهي طرز سخن
اب تو مسلم لیگ کو بهی خواب آتے هیں نظر * اب تو هے کچهه اور طرز نغمۂ مرغ چمن
" ملک پر اپني حکومت " چاهتے هیں آپ بهي * تها یهي تو منتهای فکر یاران وطن ؟
آپ نے بهي اب تو نصب العین رکها هے وهي * کانگرس کا ابتدا سے هے جو موضوع سخن
آپ بهي تو جادۂ (سید) سے اب هیں منحرف * اب تو اوراق وفا پر آپ کے بهي هے شکن !

* * *

جب یه حالت هے تو پهر هم پر هے کیوں خشم و عتاب ؟ * " منکر مے بودن و همرنگ مستان زیستن " ؟ ؟

فکاهت

مسجدِ کانپور کا وفد اور سر جیمس مسٹن کا جواب

کردم و شد !

حضرت لاٹ (۱) بفرمود که " فرمان فرمائے * نیست ممکن که دگر بگذرد از گفتۂ خود "
صدر اعظم ' به سوئے قسمت بنگالۂ شرق * نگهے کرد و بفرمود که " من کردم و شد "

شیرِ برطانیہ اور گربۂ حریت

جناب لاٹ (۱) از فرمودۂ خود بر نمیگردد * که تمکین حکومت را سیاست بیشتر باید
ولے در قسمت بنگاله این اندیشه می بایست * که " گربه کشتن اول روز می باید اگر باید "

(شبلي نعماني)

(۱) یعني هز انر سر جیمس مسٹن

كيميائي كركے ايک " صنم خاكي " بنايا ' جس سے صداے باطل پرستي اٹھتي تهي ' اور پهر كہا :

هــذا الهكــم و الهـ مــوسى	ديكهو ' تمهارا اور موسى كا خدا
(۲۰ - ۹۰)	يــه هے !

اس دور فرعونيت و سامريت هند كے هارون نے كو سمجها يا -

ياقوم ! انما فتنتم به ' وان	لوگو! تم فتنه ميں مبتلا هوگئے هو ' تمهارا
ربكم الرحمان ' فاتبعوني '	خدا تو وهي رحمت والا خدا هے ' ميرے
واطيعـــوا امـــري	پيچهے چلو ' اور ميري بات مانو !
(۲۰ - ۹۲)	

ليكن " فرعون " سے ڈرنے والوں ' " سامري " كے پيرو كاروں ' اور " صنم خاكي " كے پرستاروں نے جواب ديا :

لن نبـــرح عليه عاكفين	هم توكبهي اس خداے مجسم كو نهيں
(۲۰ - ۹۳)	چهوڑينگے !!

جب بني اسرائيل آگے بڑھے اور خدانے اونكو " نور علم و هدايت " سے سرفراز كيا ' اور خود انهوں نے " گذشته " پر ندامت ظاهر كي تو اس عهد كے موسى صفت انسانوں نے كہا :

يقوم اذكروا نعمة اللــه	لوگو! خدا كي نعمتوں كو ياد كرو!
عليكم اذ جعل فيكم ملوكا	اوسنے تمكو حكومتيں ديں اور شهنشا هياں
و آتاكم ما لم يؤت احدا	بخشي ' اور پهــر تمــكو ايمان كي وه
من العلمين - يقـــوم	قوت دي هے جو دنيا ميں كسي كو
ادخلوا الارض المقدسه	نهيں دي ' لوگو! آؤ ' اوس ارض
التي كتب الله لكم ' لاترتدوا	مقدس ميں داخل هوں جسكو خدا نے
علي ادبا ركــــم فتنقلبوا	تمهارے حصه ميں لكها ' پشت نه پهيرو
خاسرين (۵ : ۲۴)	ورنه خسران و نقصان اٹهاؤگے -

جو لوگ كه " فرعون " كي جاه و حشمت سے مرعوب اور " عمالقه " كي قوت و استيلا سے دهشت زده تهے ' وه بولے :

يا موسى ان فيهـــا قومـــا	اے موسى اوس سرزمين پر آج ايک
جبارين ' و انا لن ندخلها	جابر و قاهر قوم قابض هے ' جب تک
حتى يخرجوا منها ' فان	وه خود اوسكو چهوڑ كر نه نكل جائے هم
يخرجوا منها ' فانا داخلون	تو اوس سرزمين ميں قدم نه ركهينگے
(۵ - ۲۵)	

ان " اسرائيليان زمانه " كي ناداني كتني عجيب اور اونكي نا حقيقت شناسي كتني درد انگيز هے جو ايک " جبار و قهار قوم " كي سطوت و قهر سے خوفزده هوئے ؟ اور پهر عجيب تر اور درد انگيز تر يه كه اوسنے كہا : " هم ارض مقدس ميں اوسوقت داخل هونگے ' جب دشمن خود اسكو همارے ليے خالي كر دينگے "

نادانو ! غور كرو ! يه " قاهر و جابر قوم " خود " ارض مقدس " ميں كسطرح داخل هوئي ؟ كيا اوسكے دشمنوں نے شهر اوسكے ليے خود خالي كر ديا ' جيسا كه تم اونسے اميد ركهتے هو ؟ يا خود اوسنے اون سے خالي كرليا ' جيسا كه در حقيقت هوا ؟

ادخلوا عليهم الباب	چلو ' شهر كے دروازے ميں داخل هو جاؤ '
فاذا دخلتموه فانكم	اور جب وهاں داخل هوجاؤگے تو تم هي
غالبون وعلى الله	فتحمند و غالب رهوگے - اونكي قوت و ساز
فتوكلوا ان كنتــــم	و سامان كي پروا نكرو - خدا پر بهروسه ركهو '
مومنين (۵ : ۲۶)	اگر تم ميں ذرا بهي ايمان هے -

" اسرائيلي " جو اپنے سينوں ميں خوف زده قلوب ركهتے تهے ' اور قلوب ميں قنوط و ياس كے سبب سے شرک و كفر كي سياهي و ظلمت تهي ' ڈرے كه " قوم جبار " جو اون سے ظاهري ساز و سامان ميں زياده هے انكو پامال نه كردے - اونهوں نے صاف كہا :

انا لن ندخلها ابدا '	هم هرگز هرگز اوسوقت تک اوس پر قبضه
ما داموا فيهـــا '	كرنے نجائيں گے ' جب تک كه يه قوت
فاذهب انت و ربك	والي قوم وهاں موجود هے ' تم جو كہه رهے
فقاتلا ' انـــا هٰهنـــا	هو اور تمهارا خدا جو حكم دے رها هے ' تو
قاعدون (۵ - ۲۷)	بس يهي دونوں لڑنے كيليے جائيں ' هم

تو بس يهاں بيٹهے هيں -

ليكن اے يهود كي زندگي جينے والو! جب اوس " ارض مقدس " كو ' جهاں دوده اور شهد بهتا هے ' اور جسے ابراهيم و اسماعيل اور اسحاق كے خدانے تمهارے باپ دادوں كو ديا تها - اس " قهار و جبار قوم " نے پامال كر ديا هے ' اور تمهاري وراثت تم سے چهين لي هے ' تو اب كس پامالي سے ڈرتے هو ؟ اور اب كون سي وراثت باقي رهگئي هے ' جس كے مالک بننے كي اميد كرتے هو ؟

اس عهد كے موسى نے يهه كہا ' پر اونكا دل نرم نهوا اور نه " ارض مقدس " پر اپني جانوں كي قربانياں چڑهاني گوارا كي كه اونكے گناهوں كا كفاره هوتا ' بلكه اونهوں نے اسكو جهٹلايا كه " خدا جباروں سے لڑنے كا حكم ديتا هے " - يهه ديكهكر صالحين و مومنين نے دعا كے ليے هاتهه اٹهاے :

رب اني لا املـــک الا	خدايا ! ميں اپنے اور اپنے بهائي كے سوا
نفسي و اخي فافرق بيننا	كسي اور پر زور نهيں ركهتا ' ان گنهگاروں
و بين القوم الفاسقين	ميں اور هم ميں تفريق كردے -
(۵ - ۲۸)	

خدانے سنا اور مومنين و فاسقين ميں امتياز كيا ' اور وه نور امتياز اپنے مخلصين كو بهي بخشا ' جس سے اونهوں نے اون فاسقين كو پہچانا ' جنهوں نے اپنے پكارنے والوں كي آواز نهيں سني تهي - خدا كا كلام اون تک پهونچا ليكن اونهوں نے صاف كہا : " سمعنا و عصينا (۴ - ۸۷) " هم سنتے هيں اور نهيں مانتے ! " و اشربوا في قلوبهم العجل بكفرهم (۲ - ۸۷) " اوس صنم نقرئي و طلائي كي محبت اونكے كفر كے سبب اونكي رگ رگ ميں سما گئي -

تب خدا كا غضب اس قوم پر بهڑكا ' اور اوسنے كہا :

فانهـــا محـــرمـــة عليـــهم	اوس " ارض مقدس " ميں داخل
اربعـــين سنـــة ' يتيهون	هونا اب چاليس برس تک تمهارے
في الارض فـــلا تاس علي	ليے حرام كرديا گيا - سرگردان و پريشان
القـــوم الفـــاسقين	ملـــک ميں پهرتے رهو ! اے
(۵ - ۲۹)	موسى ! ان گنهگاروں كا تم كچهه

غم نه كهانا -

ليكن اے خدا ! جن پر چاليس برس تک تيرا غضب بهڑكا وه اپني سزا كو پهونچ چكے ' اور اب وه اپني " چهل ساله گمراهي " كے بعد تيري طرف جهكے هيں ' اور جيسا تونے حكم ديا تها ' كه :

ادخلوا الباب سجدا	ارض مقدس كے دروازے ميں خدا
(۲ - ۵۵)	كے سامنے جهكتے هوئے داخل هوجاؤ -

اب وه صداقت و حريت كے اس دروازے ميں داخل هونا چاهتے هيں تاكه " ارض مقدس " كو " جباروں " كي نجاست سے پاک كريں ' اور جيساكه تونے كهنے كيليے كہا تها :

حطـــة (۲ - ۵۵)	خدا يا ! همارے گناه جهاڑدے -

اب وه كهتے هيں كه " ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا " پس اپنا وه وعده پورا كر ' جو تونے كيا تها كه :

نغفر لكم خطا ياكم و سنزيد	هم تمهارے گناه بخشديںگے اور نيكوں
المحسنـين (۲ - ۵۵)	كے مراتب و مدارج بڑها ديں گے -

مباحثه اسکا نفاذ هو - اگر ممکن هو تو یه اخبار مفت تقسیم کیا جائے ورنه قیمت اتني کم رکھي جائے که غریب سے غریب شخص کو بھي اس کي خریداري گراں نه گذرے اور کوئي تکلیف نه هو - اڈیٹر ایسا شخص منتخب هو جو سہل ترین عبارت میں بڑے بڑے نکتے لکھه سکے اور سمجھا سکے - نہایت ضروري ہے که هر مسلمان اس هنگامهٔ رستخیز میں ایک باقاعده سپاهي بنجائے - اردوے معلی علیگڈه کي ضمانت کا آج کل چنده هورها ہے - مناسب ہے که وهي اس صورت میں تبدیل کردیا جائے ' اور اردوے معلی ابکے جاري هوتو جمہور مسلمانان هندکا آرگن هو - مشہور پولٹیکل مجاهد سید فضل الحسن حسرت موهاني اردو علم ادب میں جو دست گاه رکھتے هیں ' پڑھے لکھے حضرات اس سے نا آشنا نہیں - الهلال کے اکثر مضامین به سبب اسکي بلاغت اور عالمانه انداز کے اکثر ایسے ادمیوں کے سمجھنے سے رهجاتے هیں جنمیں بے شبه کام کرنے کي قابلیت هم سے زیاده ہے اور جو توپ کے سامنے اس سے زیاده اچھي طرح جانے کے لیے طیار هیں ' جیسے که هم کسي بغایت نظر فریب و دل آریز تماشے کي طرف !

الهلال کے مضامین شروع سے آخر تک دیکھنے کے بعد یه یقین هوتا ہے که مولانا جو کچھه کررہے هیں اُس سے صرف مسلمانوںکي فلاح و بہبودي اور تجدید حیات ملي هي مقصود ہے - نظر برین کون شخص اسکي مخالفت کرسکتا ہے که مولانا کو جس تجویز کیلیے اسقدر اهتمام مد نظر ہے ' وه مسلمانوںکے لیے انتہا سے زیاده مفید هوگي ؟ هاں مولانا تو سب کچھه کرتے هیں مگر سوال یه ہے اس ملت پرستانه سرفروشي میں هماري طرف سے بھي جاں بازي کا کوئي ثبوت بہم پہونچ سکتا ہے یا نہیں ؟ هم بھي کچھه کر سکتے هیں یا نہیں ! محض الهلال کي صداقت شعاري' راست بیاني ' انشاپردازي' جرأت و ازادي ' علم و کمال ' اور لکھائي چھپائي کي تعریف کرنے سے نه تو ابتک کچھه هوا ہے اور نه آئنده هونے کي امید ہے - اب اسلامي حمیت میں داغ لگانے کا موقع نہیں - جلد سے جلد مولانا کي اس اسکیم " حزب الله " کے خیر مقدم کیلیے مستعد هوجانا چاهیے جسکا متوقع بار بار مولانا اس شرط پر بنا چکے هیں که لوگ بتوجه سننے کا اقرار کریں اور قبل اسکے که مولانا وه حدیث جان پرور سنالیں ' مسلمان اپنے اشتیاق کي زیاده مولانا کو سنا دیں -

واعتصموا بالله ' هو مولاکم ' فنعم المولے و نعم النصیر -

الهلال کی ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگاله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

ترجمهٔ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانهٔ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جائیگي - قیمت حصهٔ اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے -

تاریخ حیات اسلامیه

مسلمانان هند کا ایک ورق

شهداء کانپور اعلی الله مقامهم !

اعلان

لسان العصر

ایک مشہور اردو ادبي رساله ہے ' جسمیں علمي ' اخلاقي ' تاریخي ' تمدني ' مجلسي ' صنعتي ' تجارتي ' اقتصادي ' اور سائنٹیفک مضامین ملک کے برگزیده اور مستند اهل قلم حضرات کے شائع هوا کرتے هیں - سالانه قیمت ۳ - روپیه ہے - آجکي تاریخ سے جو حضرات اسکو خرید فرمائیں گے' انکی قیمت میں سے مرازي ۸ - آنه في خریدار' سرمایه مصیبت زدگان کانپور میں داخل کردیا جائیگا -

المشتہر

سید وصي بلگرامي ایڈیٹر " لسان العصر " کواتھه ضلع آره براه ڈومراؤں

ایک ابلیس انه مکر و تلبیس !

ایک مکار ' جو اپنے تئیں ایڈیٹر الهلال ظاهر کرتا ہے

[از جناب مولوي محمد یسین صاحب مدرس مدرسه اورنگ آباد ضلع گیا]

ایک امر قابل دریافت یه ہے که ۹ - ستمبر کو بعد ظہر ایک شخص مولویانه لباس میں جنکے ترکي ٹوپي میں اور شیرواني میں سینے کے اوپر کاغذ کا هلالي نشان بنا هوا تھا ' ۲۳ - یا ۲۴ - برس کي عمر کے کوته قد ' خفیف اللحم ' سانولا رنگ ' یہاں (اورنگ اباد) کے جامع مسجد میں پہونچے اور اپنا نام کشف الدجي اور سکونت کانپور بتائي اور اُنیکا منشا محض کانپوري شہدا کے یتیم بچوں اور بیواؤں کي امداد اور اخرا جات پیروي مقدمه کے لیے چندے کي تحریک بیان کي - چنانچه تقریر میں مچھلي بازار کي مسجد کے مختصر واقعات اور اپنے دو خاله زاد بھائیوں کے شہید هو جانیکي کیفیت بیان کي اور اپنے کو انجمن خدام کعبه کا ممبر اور کانپور فنڈ کا آنریري سکریٹري بیان کیا - یہاں جو کچھه چنده هوا اُسکے حوالے کیا گیا - جمعه کو (۱۲ ستمبر) وه یہاں سے باره میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں ' جسکا نام کھریالواں ہے' جاکے ٹہرے اور اپنا نام ابوالکلام آزاد اڈیٹر الهلال بتایا - چونکه اُنکے قول کا اعتبار نه کیا گیا ' اسلیے کھریالواں میں جو ۶۹ - روپیه چھه آنے چنده کے جمع هوے تھے' وه بذریعه ڈاک آپ کے دفتر الهلال میں ارسال کیے جاتے هیں - مسلمانان اورنگ آبادنے جب اُن سے اپنے نام کے تغیر کي وجه دریافت کي تو انہوں نے کہا که میرا نام کشف الدجي اور کنیت ابوالکلام اور تخلص آزاد ہے - میں نے مصلحتاً اپنا نام مخفي کررکھا تھا - لہذا التماس ہے که مہرباني فرماکر یه تحریر فرمالیں که آپ ۸ - ستمبر سے ۱۵ - ستمبر تک دفتر

مراسلات

حزب الله

قابل توجه جميع اخوان ملت

و پرستاران دين قويم

[از جناب خواجه حسن مرهاني]

الهلال كي گذشته اشاعتوں ميں مسئلۂ تلاش مقصود پر كافي روشني ڈالي گئي هے جو لا ريب اسوقت مسلمانوں كا اهم ترين فرض هے - يه جوش جو قدرة پيدا هوگيا هے ' بيجا نه صرف هوجائے - مولانا (يعني اڈيٹر الهلال) تحرير فرماتے هيں كه ميںنے مختلف اسكيميں لكهنے اور چاک كرنے كے بعد راه مقصود كا راسته پاليا هے ' جس پر چلنے سے مسلمان يقيني شاهد مقصود سے همكنار هوسكينگے - الهلال ميں اب تک جو كچهه لكها گيا ' وه سي اهم ترين اراده كے كتاب كي تمهيد تهي - اس باره ميں مولانا نے پيش خود جو تفكر كيا هے ' اسكے اظهار كا شايد يه طريقه رکها هے كه پہلے مسلمانوں كا شوق اور انكي صلاحيت دريافت كرليں' پهر اسي مناسبت سے بتدريج اس ترقي و تنزل كے راز دو آشكارا كرتے رهيں - اس سے ضمناً ايک مقصود يه بهي هوسكتا هے كه مولانا كو اپنا اعتبار معلوم كرنا هے كه مسلمانوں كے دلوں ميں آنكي جانكاهيوںكا كهانتک اثر هوا هے ؟ اس سے يه بهي ظاهر هوجائيگا كه في الحال مسلمانوں ميں كام كرنے كي كهانتک قابليت هے' اور جو تحريک شروع كيجانے والي هے وه قبل از وقت تو نهيں ؟

جنگ طرابلس ايک مبارک جنگ تهي ' جسنے مسلمانوں كے مرده مجسمه ميں از سر نو روح حيات پهونكدي ' اور واقعي ايک حيرت انگيز زلزله اس قسم كا پيدا كرديا هے كه مسلمان اپنے زندگي كا ثبوت دينے كيليے (مدتوں كے بعد) مستعد و آماده نظر آرهے هيں - اللهم زد فزد - اس احساس كو قائم ركهنے ميں ديگر مصائب و آلام نے بهي بهت مدد دي - مثلاً مظالم بلقان - صلح كانفرنس لندن - واقعه مسجد كانپور وغيرهم - جهاں يه سب كچهه هے ' شهر خموشان اسلام ميں زندگي كي چهل پهل شروع هوگئي هے اور ماتم خانوں ميں ماتم رفتگان كے ساتهه ساتهه بيماروں كے علاج معالجه كي بهي فكر دوش بدوش هے ' وهاں مصيبت يه هے كه مسلمانوں كو كسي پر بهروسه نهيں رها ' اور ايک عالم گير بد اعتقادي پهيل گئي هے - آخر اعتبار كب تک ' اور كهاں تک ؟ كوئي حد بهي هے ؟ اس زمانه ميں جبكه تهذيب و آزادي كي موسلا دهار بارش هو رهي تهي' اور اكناف عالم ميں هر طرف حريت و ترقي كي طوفان آفرين آندهياں بڑے زور شور سے چل رهي تهيں ' اور جبكه هر بوالهوس كا شعار حسن پرستي تها ؛ دنيا كي وحشي سے وحشي اور ذليل سے ذليل قوموں نے ميدان ترقي و تهذيب ميں گوئے سبقت ليجانا چاها اور بالآخر ليگئيں -

مسلمانوں نے بهي اپنے تئيں پيش كيا ' مگر اپني قوت بازو پر نهيں - اپنے جاه پسند ' نمائشي ' مفسد ليڈروںكي قوت پر - سواري سامنے طيار تهي - مسلمانوں نے ليڈروں كے سهارے اس پر چڑهنا چاها ' حالانكه اگر چاهتے تو خود سوار هوسكتے تهے - پهر ليڈروں نے كيا كيا ؟ بجائے اسكے كه انكا هاتهه پكڑ كے سوار كرا ديتے ' انكو ظالمانه و بے رحمانه ايک دهكا ديديا ' جس سے وه گرے اور گرنے كے ساتهه هي قعر مذلت كي اس فضائے تيره و تار ميں پهونچگئے' جهاں سے اب چاليس برس كے بعد نكلنا بهي چاهتے هيں تو نهيں نكل سكتے خوف هے كه كهيں پهر اس سے زياده زور كے ساتهه نه دهكيل ديے جائيں - كچهه مظلوموںكي اعانت كرنے والے هاتهه هيں' اور كچهه خوش قسمت ايسے بهي هيں جنكے دلونميں درد ملت هے' مگر هجوم ياس اور شدت بے اعتباري كا برا هو' جس نے قوت تميز و فيصله كے استيصال ميں كوئي كسر اٹها نه ركهي ' اور اس ليے اس جنبش ميں ايک ناگوار سا سكون پيدا هوگيا هے - اس خلاف اميد اور ناگهاني چوٹ سے مسلمانوں كے هاتهه پاؤں ميں اتني سكت هي باقي نه رهي كه وه اكبارگي اپنے بل پر كهڑے هوسكيں - لامحاله كسيكا هاتهه پكڑ كر چلينگے - گذشته ليڈروں نے مسلمانوں كے يقين و اعتماد كو اگر متزلزل كر ديا تها تو موجوده مصلحان قوم كي سيماب وشي نے رهي سهي آس بهي توڑ دي - ندوه كا واقعه اسپر شاهد هے - كون كهه سكتا تها كه علامه شبلي جيسے سخت كريكٹر كے آدمي مضمون جهاد كے بارے ميں ايسي غلطي كرينگے ؟

هم نهايت آرزو مند هيں كه علامۂ موصوف ان تمام اعتراضات كو جو اخبارات ميں شائع هوئے هيں' ديكهتے' اور تمام الزامات سے اپني پوري بريت كر ديتے - هم دن كورات مان لينے كے ليے طيار هيں مگر اس قحط الرجال ميں ايک ايسے فرد فريد بزرگ قوم كو هاتهه سے كهوتے هوے همارا دل دكهتا هے - يه ايک علحده مستقل مبحث هے جسپر آينده كبهي خيالات كا اظهار كيا جائيگا - يهاں زياده موقع نهيں -

مولانا (يعني اڈيٹر الهلال) نهايت متفكر هيں كه انكو كام كرنے والے نهيں ملتے (مگر خدا كا شكر هے كه اس سے انكے پائے ثبات كو ذرا بهي لغزش نه هوئي اور آنكا دست حق نما برابر روز افزوں تيزي كے ساتهه مصروف كار هے) ميں سر بگريباں هوں كه كام لينے والے كهاں هيں ؟ حالت يه هے كه كسي ايک تحريک پر بهي دو رائيں متفق نهيں هوتيں - ضرورت اسكي هے كه تمام چهوٹے بڑے موتي ايک هي رشته ميں پروے جائيں - اسوقت اس هاركي قيمت نظروں ميں جچيگي -

پس جنكے دلوں ميں اسلام كا درد هے اور جنكے دماغ كوئي مفيد بات سونچ سكتے هيں ' ان كو چاهيے كه وه سب ايک جگه باقاعده جمع هوكر مبادله خيالات كے بعد اس كام كو سب سے پہلے شروع كريں' جسكي ضرورت سب سے زياده هو - ورنه اس هماهمي اور محشرستان تجاويز ميں كسي ايک تحريک كا كامياب هونا معلوم -

اس متفقه پاليسي كا ايک آرگن بهي هو جسميں هر شروع هونے والي تحريک مع اپنے فوائد و مضار كے درج هواكرے جسپر تمام اسلامي اخبارات ناقدانه نظر ڈاليں اور پهر بعد اظهار رائے و بحث

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آج مبلغ آٹھ روپے ارسال خدمت شریف هیں - ان کو بہ سلسلہ اعانۂ امداد شہداء کانپور جمع فرما لیجیے - یہ روپے اپنے احباب کے حلقہ سے جمع کرکے ارسال کیے هیں جن کی تفصیل حسب ذیل بغرض اشاعت ارسال ہے - کیا عرض کیا جاے ؟ زمانہ نازک' ایام استبداد' اور مصائب مسلمین کا نصف النہار! مسلمانوں کے اعمال و افعال ناگفتہ بہ - قلب مضطر ہے لیکن بے اختیاری ہے - واقعہ کانپور ایسا واقعہ ہے کہ اسکے لئے اگر جان سے بھی دریغ نہ ہو تو بجا ہے مگر صد حسرت ہے ہم پر کہ پیسہ سے بھی دریغ ہے !! اسکے بھی وجوہ قوی هیں - محسوس کرنے والے مسلمان نہایت نازک حالت میں هیں -

مرا درد یست اندر دل اگر گویم زباں سوزد

آپکی طرف سے هر وقت طبیعت پریشان رهتی ہے کہ حق گوئی کا وقت نہیں - اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو' آپ کے برگزیدہ اخبار کو' اور آپ کے ایسے صاحب قلب و دماغ اور صادق الایمان مسلمانوں کو جملہ آفات و مصائب اور دستبرد استبداد سے محفوظ رکھے - آمین ثم آمین -

الہلال

افوض امری الی اللہ' ان اللہ بصیر بالعباد !

جناب سید مہدی حسن صاحب معتمد انجمن دی مسلم فرنڈس هزاری باغ

بطل العظیم - مصلح قوم' حضرت مولانا' غالباً آپکو یاد هوگا کہ انجمن دی مسلم فرنڈس هزاری باغ نے پہلی قسط مبلغ ۴۳ - روپیہ کی براے شہداء و مجروحین واقعہ کانپور بھیجی تھی جسکی رسید آگئی ہے اور اسکے ساتھہ ایک مضمون بھی بحیثیت معتمد بھیجا تھا جو امید ہے کہ آپکی مہربانی سے الہلال میں چھپ جائیگا -

بهرکیف دوسری قسط مبلغ ۵۰ - کی ارسال خدمت ہے - اسمیں دو چندے خاص طور پر قابل تذکرہ هیں -

اعانۂ عامہ ۲۰ روپیہ
صدر سردار (ایک مطہر مسلمان) ۲۵ روپیہ
(ایک طالبعلم) ۵ روپیہ

کام برابر جاری ہے - آپکے خط نے ایک نئی روح انجمن کے ممبروں میں پھونک دی ہے !

(از جناب محمد قطب الدین صاحب - حیدر آباد دکن)

اخبارات کے معائنہ سے کانپور کے دلخراش حالات معلوم هوے - همدردان قوم جیسے عالیجناب مسٹر مظہر الحق وغیرہ' جو اسوقت مجروحین کانپور کی اعانت میں همہ تن مصروف هیں اور جو اپنی بیش بہا خدمات سے قوم کو ممنون کر رہے هیں' عالم اسلامی کیلیے قابل هزار تشکر هیں' اور ایسے هی همدردان اسلام سے پھر بھی اسلام کا کچھہ نام و نشان باقی ہے - ورنہ آجکل کا زمانہ تو مسلمانی در کتاب اور مسلمانان در گور کا مصداق ہے - میں ایک بے بضاعت شخص هوں اور تحصیل سدھی پٹہ کا ۱۲ - روپیہ ۱۴ - انہ پر مامور - مجھہ سے جو کچھہ هوا' وہ روپیہ اپ کی خدمت میں نہایت شرمندگی سے اعانت مقدمہ کانپور کیلیے روانہ کیا گیا ہے - دکن کے دیگر اکثر اصحاب اسجانب ذرہ سی توجہ بھی کرتے تو بہت کچھہ چندہ فراهم هوسکتا' لیکن افسوس ہے کہ اس ملک میں مذهبی احساس بہت کم ہے -

مجھے اپ کی نوازش سے کامل بھروسہ ہے کہ میرے اس معروضہ کو اپ اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر سرفراز فرمائنگے -

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۳)

	روپیہ	آنہ	پائی
از بعض ملازمان دفتر الہلال	۱۰	●	●
بذریعہ محمد افضل صاحب - وردی میجر موضع احمدوں - کیمبہ	۵۱	۱۲	●

(بہ تفصیل ذیل)

محمد افضل صاحب ۵ روپیہ - محمد فیروز خاں ۱ روپیہ - محمد اکرم خاں ۱ روپیہ - میر جان ۱ روپیہ - ملا عبد الحلیم ۱ روپیہ - سید ۱ روپیہ سیف الدین ۱ روپیہ - بوستان ۱۲ - آنہ - ملا عباس ۱ روپیہ - تاج میر ۸ آنہ - خان محمد ۱ روپیہ - نور گل ۴ آنہ - خشک ۶ آنہ عبد الخالق ۴ آنہ - زینہ خان ۷ آنہ - ملا سید احمد ۵ آنہ متفرق ۴ آنہ گل محمد ۸ آنہ - الهداد ۸ آنہ خانطمع ۸ آنہ - وزیر ۸ آنہ امید ۸ آنہ ملک شاہ محمد ۱ روپیہ - باقی دار ۸ آنہ غازی ۸ آنہ - گلاب ۴ انہ اللہ رکھا ۴ آنہ - صدیق ۴ آنہ - فضل الہی ۴ آنہ - محمد نور ۱ روپیہ - کالو جان ۱ روپیہ عبد الصمد صاحب ۸ آنہ - میر فضل ۴ آنہ بختیار صاحب ۸ آنہ الف صاحب ۸ آنہ شیخ رقم شاہ ۱ روپیہ عبد العزیز ۴ آنہ - محمد یوسف ۴ آنہ عبد الکبیر ۴ آنہ عبد الخوشحال ۴ آنہ میرحسن ۴ آنہ - ابوجان ۴ - آنہ - نواب کاکا ۴ آنہ تاج محمد ۸ آنہ بہاء الدین ۸ آنہ - عبد السلام ۴ انہ خیرو صاحب ۴ انہ - ملا یوسف صاحب ملا عبد الخالق صاحب ۱ روپیہ - ابوبکر ۴ انہ - کرنگ ۴ انہ مقام ۴ آنہ بنگل ۴ آنہ قلندر ۴ دلاسا ۴ آنہ - اکرم ۴ آنہ محمد امین ۴ آنہ خداداد ۸ آنہ فتم صاحب زعفران ۴ آنہ - نعمت ۴ آنہ عبد الشکور ۸ آنہ حاجی رحمت ۴ انہ بلند ۴ انہ صالح محمد ۴ آنہ محمد گل ۴ - آنہ عثمان غنی ۸ آنہ - عبدالقدوس ۳ آنہ محمد شریف ۴ آنہ محمد صاحب ۱ روپیہ داپو صاحب ۱ روپیہ ملک اکرم صاحب ۱ - روپیہ شیر محمد ۱ آنہ - بدایت ۴ آنہ ملتان ۴ آنہ محمد شریف ۴ آنہ - پیر محمد ۴ آنہ - عبد العزیز ۴ آنہ عبد اللہ ۸ آنہ ملا عبد القدوس صاحب ۱ روپیہ ملا آمیر صاحب ۱ روپیہ علی جمعہ ۲ روپیہ سلطان محمد صاحب ۲ روپیہ زر غون شاہ ۱ روپیہ علیم صاحب ۱ روپیہ -

	روپیہ	آنہ	پائی
بذریعہ حافظ چراغ الدین صاحب قریشی - امام مسجد تریپ اٹک	۲۱	۱۱	●
بذریعہ جناب غوث محی الدین حسن صاحب - حیدر آباد دکن	۹۶	●	●

(بہ تفصیل ذیل)

مولوی سید معظم علی صاحب وکیل ۳۰ روپیہ - مولوی ابراهیم علیصاحب صدر نشین ۲۶ روپیہ - مولوی عبد الکریم خانصاحب معظم مال - مرزا احمد حسین بیگ صاحب ۱ روپیہ - سید قاسم صاحب صیغہ دار ۱ روپیہ - مولوی محمد طاهر صاحب ۱ روپیہ - میر تصدق حسین صاحب امیر علیگ صاحب مال - غلام محمد صاحب عرف پیارو میاں ۴ روپیہ - عبد الحق صاحب ۱ روپیہ - سلیمان داود خانصاحب ۱ روپیہ - سید تبارک علیصاحب ۱ روپیہ - مولوی محی الدین علیصاحب ۱ روپیہ - مہر اوصاف علیصاحب ۵ روپیہ - شیخ دیدار صاحب ۱ روپیہ - علاؤالدین صاحب ۱ روپیہ - عبد الحی صاحب ۱ روپیہ نعمت خاں صاحب ۱ روپیہ - شیخ باقر صاحب جمعدار مال - مولوی برهان الدین صاحب وکیل ۵ روپیہ - غضنفر علی صاحب ۵ روپیہ -

الهـــلال چھوڑ کر کہیں تشریف لیگئے تھے یا نہیں ؟ بہتر ہو کہ آپ اپنا فوٹو شائع فرما کر کثیر التعداد مسلمانوں کو جعلسازوں کی عیاری سے بچنے کا موقع عنایت فرمائیں -

(الهـــلال)

آپ کو چاهیے تھا کہ آپ فوراً اسے پولیس کے حوالے کرتے وہ کوئی سخت مکار و ابلیس معلوم ہوتا ہے -

گیا اور " مسجد کانپور "

ایک ناچیز رقم ۹ - روپیہ کی یہانکے مسلمانوں سے وصول کرکے مرسل خدمت ہے - یہ جگہ ایک مختصر سا دہات ہے - مگر خاص ٹیہرگھا کی حالت سنیے - وهاں دینے والے بہت هیں مگر افسوس کہ مانگنے والوں اور لیکر بھیجنے والوں کی تعداد شاذ ہے - یونیورسٹی کیلئے اسی گیا سے سولہ سترہ ہزار روپیہ گیا اور بمقابلہ اوسکے جامع مسجد میں باوجود تحریک کرنے کے ' صرف پچاس روپیہ کے قریب عید کے دن وصول ہوے ! اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ چند خائنان ملت (جو خواہ مخواہ کے اپنے منہ آپ هی لیڈر بنے پھرتے هیں) لوگوں کو کسی قسم کی تقریر یا جلسہ کرنیسے روکتے هیں اور طرح طرح کے بیہودہ اعتراضات اور مہمل باتوں سے ڈراتے هیں - ۳ شوال کو جامع مسجد میں ایڈریا نوپل کے دوبارہ فتح کی خوشی میں میلاد شریف اور چراغاں ہوا - سنا جاتا ہے کہ ڈیڑھ سو روپیہ کا بیجا صرف اس ماتم کے زمانہ میں خوشی منانے میں کیا گیا - لوگوں کا خیال تھا کہ مظلومان کانپور کیلئے چندہ کی تحریک ہوگی - چنانچہ چھتیرے لوگ روپیہ لیکر اور مستعد ہوکر گئے تھے کہ دینگے - مگر افسوس کہ نہایت مہمل طریقہ سے ایک انریبل صاحب نے تقریر کی اور انکے بعد پیش امام وفاداری ! وفاداری ! کا راگ گاتے رہے - ڈرتے ڈرتے کچھ واقعات بیان کیے (یعنی متولی مسجد کانپور میں جوتا پہنے چلے گئے وغیرہ وغیرہ) جسے لوگ سنکر اور برافروختہ ہوکر چلے آے -

بعض ایسے هاتھوں سے چندہ کیا جا رہا تھا جن پر قوم کو مطلق اعتماد نہیں - اسقدر مجمع میں صرف تیس روپیہ کی رقم وصول ہوئی ! انہی آنریبل صاحب نے آجتک قوم کو نو ہزار روپیہ چندہ جنگ بلقان کا حساب بھی نہیں دیا ہے - آپ اس بارہ میں اپنے اخبار میں باز پرس کیجئے - یہ آپکا قومی فرض ہے (ایک خیر خواہ قوم)

(اهلیہ شیخ فرید حسین صاحب قریشی از ملتان بقلم خود)

آپکا الہلال جسکی رویت بدر کامل کی صورت میں مہینہ میں چار بار نشو نما پاکر اپنی فوق العادت قوت کا ثبوت دیتی ہے ' اور جس کے انوار معنی سے ہر مسلم کا تاریک قلب کسب ضیا کرکے نور ایمان حاصل کرتا ہے ' خوش قسمتی سے میرے شوہر کے نام جاری ہے - اور ہر وقت میرے زیر مطالعہ رہتا ہے - ۲۱ - ۱۷ - مئی کی اشاعت میں دربارہ اعانت مہاجرین آپکا فقید الا مثال اپیل دیکھہ کر نہایت متاثر ہوئی - ایک حقیر رقم مبلغ ۱۰ - روپیہ کی بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے -

(جناب غوث محی الدین حسین صاحب از حیدر آباد دکن)

مبلغ ۹۹ - روپیہ " بقیہ اعانۂ پسماندگان شہداء و مجروحین مقدمۂ کانپور " مرسل خدمت شریف هیں - اس سے قبل ۲۵ - روپیہ روانہ کیا تھا - متعاقب انشاء اللہ اور رقم بھی پہنچی جالے گی -

مسجد فتح پور سیکری

قابل توجہ جمیع جرائد اسلامیہ

ایک زمانہ تھا کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ کے وقت مسجد و مزار فتحپور سیکری کی وہ قدر و منزلت تھی کہ بلا ر... اوئی اندر جا نہیں سکتا تھا - اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مس... مزار حضرت شیخ سلیم چشتی کی زیارت کی غرض سے جو ص... تشریف لاتے تھے ' بیرون دروازہ جوتا اوتار کر اندر زیارت کرتے تھے - یہ مزار و مسجد اوقاف میں داخل ہے - اسکے اهتمام کے سجادہ نشین متولی هیں ' اور انتظام کی نگرانی وغیرہ کے مسلمان پبلک کے انتخاب سے تین ممبر مقرر ہوتے هیں - کچھ عرصے سے ایک عجیب کارروائی یہاں کے حکام نے یہ کی کہ مزار اور مسجد کے دروازے پر حسب ذیل نوٹس لگا دیا ہے

" جو اشخاص حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار اور فت... سیکری کی مسجد میں جاویں ' چاهیے کہ ویسی هی تعظیم کر... جیسی کہ اپنی متبرک عمارت میں جاتے وقت کرتے هیں ' ی... انگریز صاحبان اپنی ٹوپی ' اور هندوستانی صاحبان اپنے جوتے لیا کریں - مگر مسجد کے احاطہ میں اور زمین مسجد اور مقبر... باهر اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

دستخط - جی - آر - ڈ پہر - ای - سی - اس
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

اس اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ مزار کے اندر تمام انگریز جوتا جاتے هیں ' اور مسجد میں تو جوتا اور ٹوپی ' دونوں پہنے ہو... خدا را اسطرف اسلامی اخبارات اور پیشوایان ملت توجہ کریں نہایت سخت دینی بے حرمتی ہے -

(از جناب سید محمد صدر صاحب عالم گیلانی)

حادثہ کانپور کے بے چین کردینے والے واقعات اخبارات میں ... کر دل پاش پاش ہوگیا - اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس ... دن کی ذلت اور مصیبت کی زندگانی سے هم جملہ مسلمانوں نجات دے - آمین - کل بعد نماز جمعہ مصیبت زدگاں کے امداد فنڈ کے لیے کوشش کی گئی - با وجودیکہ یہ ایک چھوٹا سا قـ... ہے مگر پھر بھی جملہ حاضرین مجلس نے اخوت اسلامی کا ثبـ... دیا - چنانچہ مبلغ ۳۲ - روپیہ ۱ - آنہ وصول ہوے - جو بذر... منی آرڈر معرفت حافظ چراغ الدین امام مسجد صاحب روانہ کـ... گئے -

(جناب ارمان صاحب بریلوی از شاهجہانپور)

یہ فہرست اوس چندے کی ہے ' جو عید الفطر کے دوسرے ر... بریلی میں شاہ آباد محلہ سے اعانت ورثاء شہداء و مجروحین کانـ... کے لیے وصول ہوا - موعودہ رقم کی مقدار تو زیادہ ہے مگر جو کچ... وصول ہوگیا تھا ' وہ ۸۲ - روپیہ ڈھائی آنہ کی رقم ہے - بعد و... موازی ۱۲ - آنہ فیس منی آرڈر ' و ۲ - پیسہ لفافہ کے ' بقیہ ۷۱ روپیہ ٦ - آنہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت هیں -

(فہرست بعد میں شائع کی جائیگی کہ بہت طویل ہے - ا... مطمئن رهیں - الہلال)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

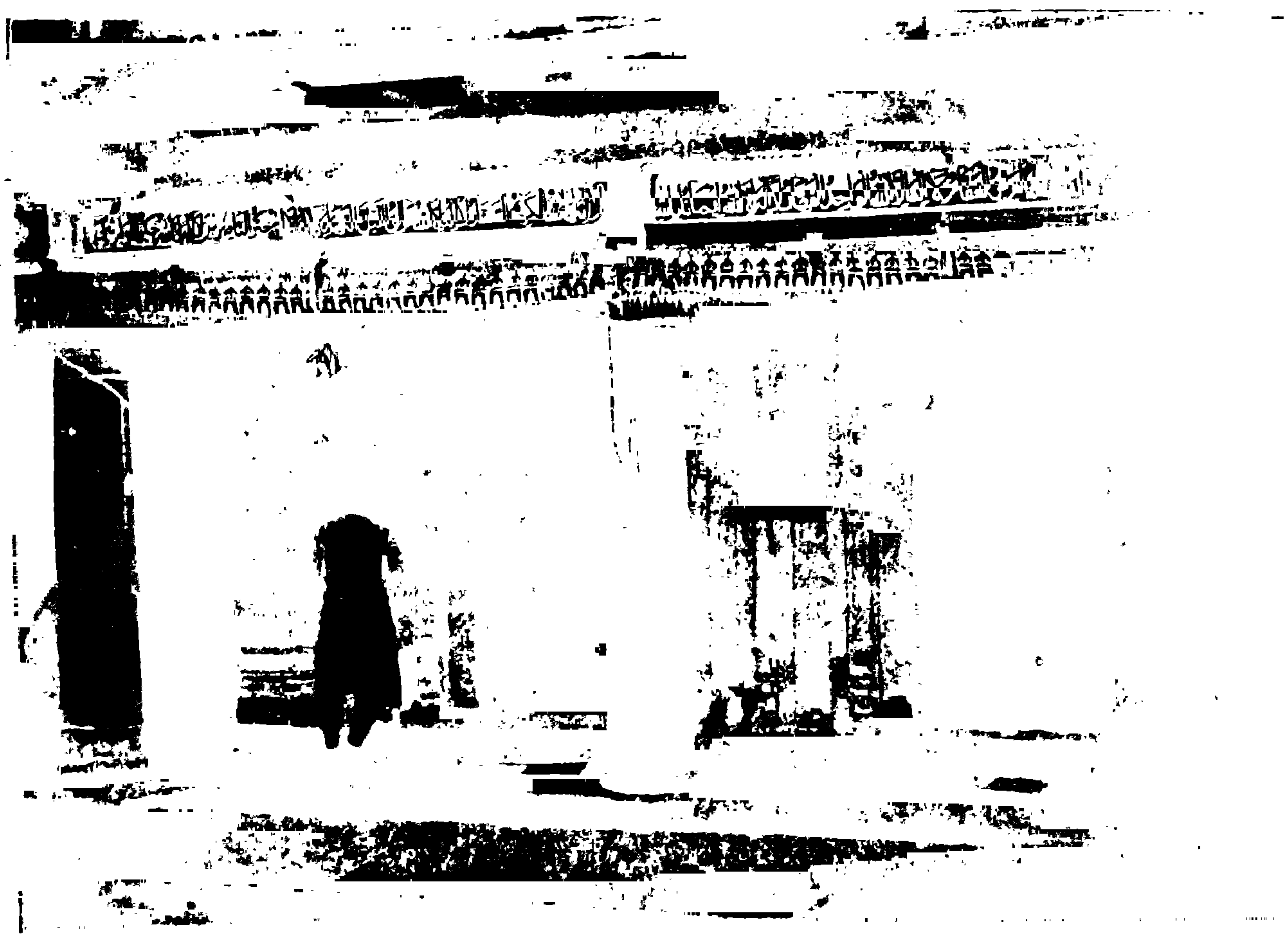
مقام اشاعت
۱-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۳

نمبر ۱۴

کلکتہ : چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, October 1, 1913.



[illegible] تین آنہ

قیمت فی پرچہ

	پائي	آنه	روپیه
جناب سید عبد الله شاه صاحب - هائي اسکول پشاور	•	•	٢
جناب ایس - اے - جبار صاحب ٹانگڈونگي	•	•	١٧
بذریعه جناب سید مهدي حسن صاحب معتمد انجمن مسلم فرنڈس - هزاري باغ	•	•	٥٠
جناب محمد رفیق صاحب میڈو کٹها	•	•	١٠
بذریعه ایک بزرگ جنکا نام پڑها نهیں گیا	•	١٤	٨٣
جناب محمد ابراهیم صاحب دارجلنگ	•	•	٤
جناب ابو تراب مولوي عبد الرحمان صاحب کیلانوي	•	•	١٣
بذریعه جناب محمد قطب الدین صاحب سدي پیٹ	•	•	٩
جناب غلام غوث صاحب ناندیڑ	•	٢	٧
جناب محمد سید بن علي صاحب حیدر آباد دکن	•	٩	٨
جناب ایس - ایم - پیارے صاحب مخدوم پور گیا	•	•	٩
جناب عبد الرزاق صاحب از نوادہ - گیا	•	١٥	٤
جناب منشي عبد المجید صاحب نارکل ڈانگه	•	•	٧
جناب کلیم عبد الحی صاحب بانکي پور	•	٨	٢
بذریعه جناب سید محمد یحیی صاحب ریاست بهرتپور	•	•	٨

(به تفصیل ذیل)

جناب بابو نذیر احمد صاحب ١ روپیه - جناب بابو ارشاد علي صاحب ١ روپیه - جناب مرزا مظفر علي بیگ صاحب ٢ روپیه ٣ آنه - جناب مبارک علي صاحب ١ روپیه - جناب عثمان علي صاحب ١ روپیه - جناب مظهر علی صاحب ٢ آنه - جناب بابو بشیر احمد صاحب ٨ آنه - جناب گلشن صاحب ١ آنه - جناب محمد حسین صحب ١ روپیه ١ آنه -

	پائي	آنه	روپیه
بذریعه جناب عبد الاحد صاحب	•	٩	٧١
میزان	•	١٠	٤٨٣
سابق	٩	٣	٩٠٧
میزان کل	٩	١٣	١٣٩٠

فهرست زر اعانۂ مهاجرین عثمانیه

(١٣)

	پائي	آنه	روپیه
جناب عزیز محمد خانصاحب - پربهني دکن -	•	•	٤
جناب ابراهیم سلیمان حسین صاحب ٹانگڈوکي برهما -	•	•	٥٠
ایک بزرگ جنکا نام صاف پڑها نهیں گیا -	•	•	١٠
جناب حکیم عبد الحي صاحب - بانکي پور -	•	٨	٢
جناب مولوي محمد عبد الودود صاحب - بریلي	•	٧	٧٩
جناب فضل احمد صاحب - فاطم پور - باره بنکي	•	٨	٢
خواتین کانپور بذریعه اس - ایم قاسم صاحب	•	•	٦٥
جناب شیخ امین الدین صاحب - میونسپل کمشنر قصور	•	•	٥٤
بذریعه جناب فخر الرحمن خانصاحب محرر چرکهاري پیمبر پور	•	١	٣٢
بذریعه جناب قاضي فیض محمد صاحب - کرنا راجپوتانه	•	•	٩٣

(به تفصیل ذیل)

	پائي	آنه	روپیه
جماعت میوه فروشان			
جناب محمد سلیمان صاحب	•	•	٢٠
جناب میر فیض علي صاحب	•	•	٣
جناب میر سرفراز علي صاحب	•	•	٢٥
جناب مولوي محمد ابراهیم صاحب	•	•	١
معرفت جناب مولوي علی محمد صاحب	•	•	٥
	•	•	٤٠
میزان	•	•	٩٤
فیس منی آڈر	•	•	١
میزان	•	٨	٨٩
سابق	•	١٠	٣٤
میزان کل	•	٢	٢٤

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون !

(٤٥ : ١٩)

البصائر

ایک ماهوار دیني و علمي مجله

جس کا

اعلان پهلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تها -

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ٦٤ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ٣ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اس کے متعلق تما علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُ موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابه و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بهي هوگا - تا هم یه امور ضمني هونگے ' اور اصل سعي یه هوگي که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کي جائیگي - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بهي یهي موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعة واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الهی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقي الا بالله - علیه توکلت والیه انیب - پته : نمبر (١٤) مکلاؤڈ اسٹریٹ کلکته

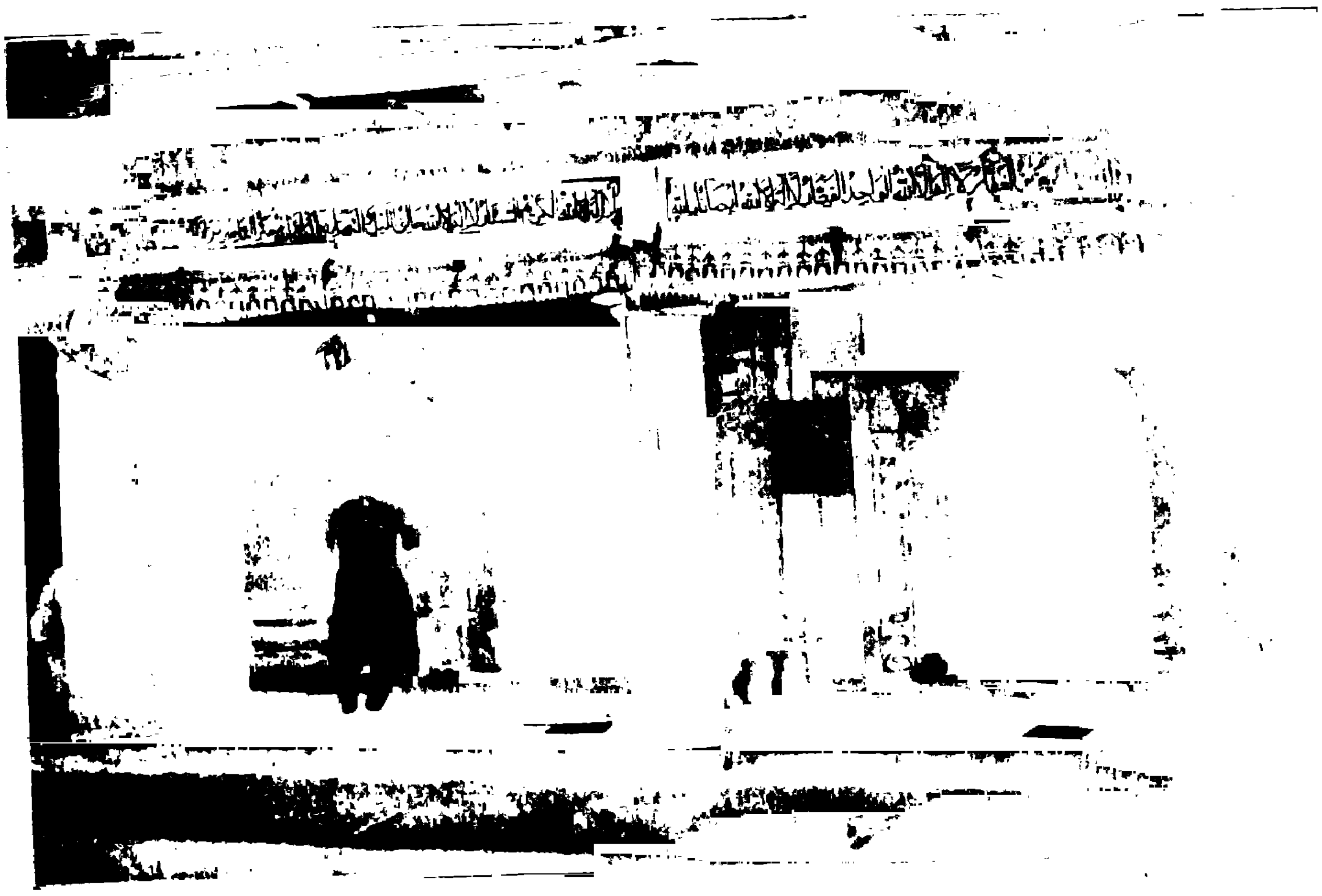
PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA



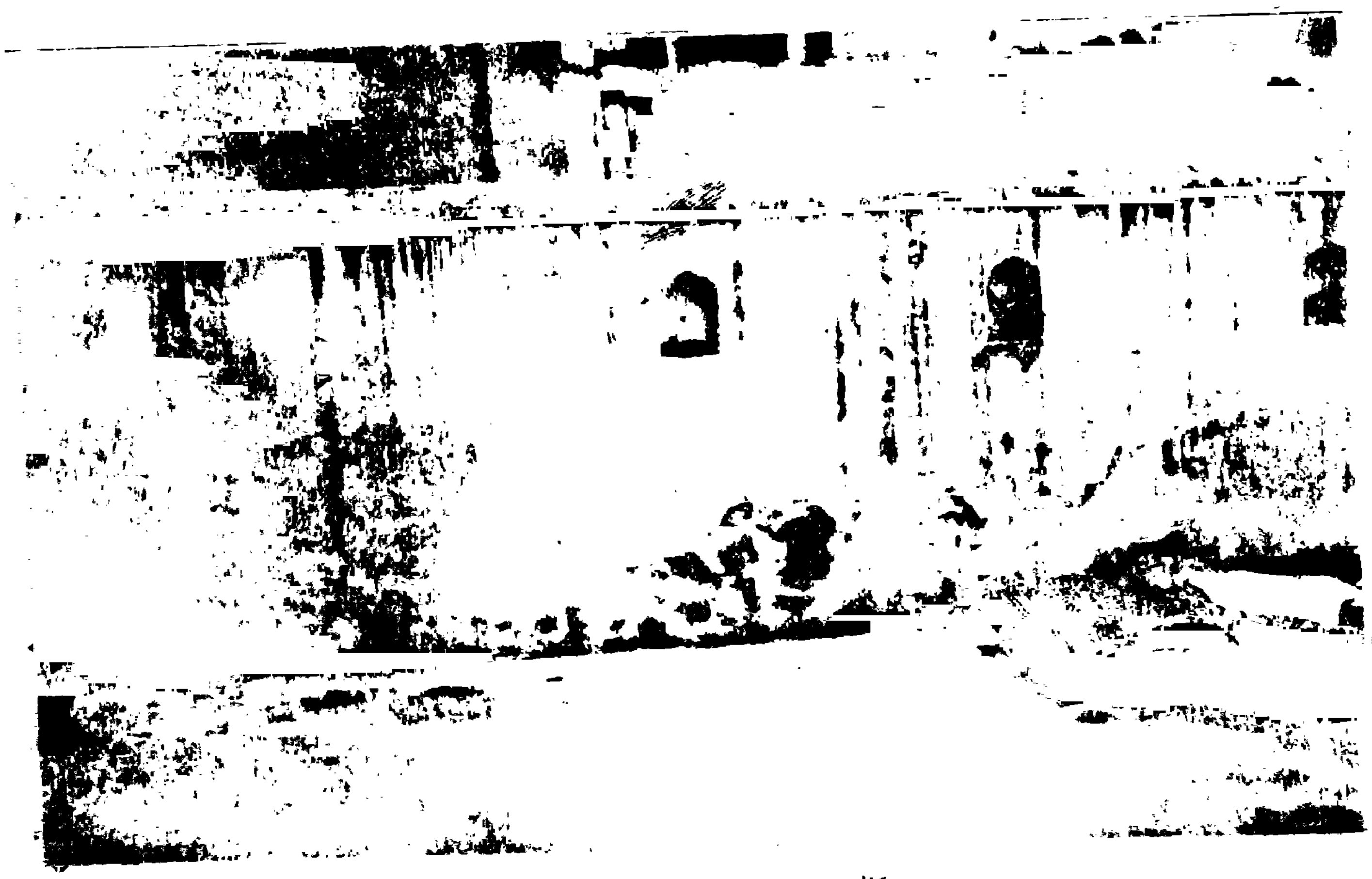
یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں، جو ۱۳ ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے - یہ معصوم بچے ہیں جنکو مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بجرم بغاوت گرفتار کیا تھا ! !



چار لڑکے رہا کیے گئے



مسجد کانپور کا اندرونی منظر



مسجد کانپور کا صحن اور نقوش خونین !

سامنے صحن کی دیوار ہے - اسپر جو دھبے نظر آرہے ہیں وہ اُن شہدا کے خون کی یادگار ہے ‘
جنکے خوں چکاں اجساد صحن مسجد میں تڑپے - خون کے فوارے نے دور تک
اپنی چھینٹوں کے نشان قائم کردیے ہیں !

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲/

جلد ۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ١٤

Calcutta : Wednesday, October 1, 1913.

فہرس

شذرات

مسلم گزٹ لکھنؤ

(انکشاف حقیقت)

(۱)

" مسلم گزٹ " کے معاملات کي نسبت سب سے پہلے میں نے ۲۴ - ربیع رمضان المبارک کي اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا اور مالک مسلم گزٹ سے دریافت کیا تھا کہ مولوي سید وحید الدین صاحب سلیم کي علحدگي کے متعلق جو واقعہ سننے میں آیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں ؟

اسکے بعد مسلم گزٹ کا ایک پرچہ آیا جسکے پہلے صفحہ پر مولوي صاحب کی علحدگی کی خبر اور انکی پرجوش خدمات کا اعتراف تھا اور سب سے آخري صفحہ پر اشتہارات کے اندر چھپا ہوا اعتذار و عفو طلبی کے متعلق بھي ایک نوٹ تھا ' جس میں لکھا تھا کہ مسلم گزٹ میں بعض مضامین قابل اعتراض نکل گئے ' انکے متعلق افسوس اور آیندہ کیلیے احتیاط -

میں منتظر رہا کہ میرجان صاحب یا تو خود مسلم گزٹ میں میرے سوال کا جواب دیں گے ' یا پھر کسی خاص خط کے ذریعہ حالات سے مطلع کرینگے ' لیکن اس وقت تک کہ درمیان میں چار نمبر الہلال کے نکل چکے ہیں ' انہوں نے نہ تو اخبار میں کچھ لکھا اور نہ بذریعہ خط کے جواب دیا -

تاہم اب اسکي ضرورت بھي نہ رہي - صوبجات متحدہ کي کونسل کے گذشتہ اجلاس میں انریبل سید رضا علي نے جو سوالات کیے تھے ' انمیں ایک سوال مسلم گزٹ کے متعلق بھي تھا - سرکاري جواب نے میرجان صاحب کو جواب کي زحمت سے بچا لیا ہے

تو جواب ملا :

" سوال میں اصلي واقعات نہیں بیان کیے گئے - مسلم گزت کے مالک و پبلیشر نے جس تحریري بیان کے ذریعہ دسترکت مجسٹریت کو یہ بتایا کہ ہے کن وجوہ کي بنا پر ایدیٹر علحدہ کیا گیا ؟ اسکے انگریزي ترجمہ کي ایک نقل میز پر موجود ہے "

(مالک مسلم گزت کا تحریري بیان)

بوجہ وفات اپنے خسر کے میں گذشتہ دو ماہ یعني جون و جولائي میں فرخ آباد میں تھا - ان دو ماہ کي اندر عموماً اور خصوصاً ١٦ - جولائي کے مسلم گزت کي اشاعت کا لہجہ معاملات مسجد کانپور کے متعلق بوجہ مولوي وحید الدین سلیم اڈیٹر مسلم گزت کي خود رائي اور ضد کے قابل اعتراض تھا - اسکے لیے مجھے انتہا درجہ کا افسوس ہے - بوجہ اڈیٹر کے اپني خود رائي پر قایم رہنے کے مجھے اندیشہ ہے کہ با وجود میري موجودگي اور میرے سخت اقتدار کے ' انکو خود رائي سے روک نہیں سکونگا ' اور ایسي حالت میں انکے تمام غیر معتدل رجحان کي ذمہ داري میرے سر عاید ہوجا ئیگي - اس وجہ سے ' اور نیز انہوں نے جو قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے بطور اسکي سزا کے ' آپکي تجویز کے مطابق مولوي وحید الدین سلیم کو اڈیٹري سے برخاست کرتا ہوں - میں مسلم گزت کي آیندہ اشاعت میں ان قابل اعتراض مضامین کي اشاعت پر افسوس ظاہر کرونگا -

دستخط : میر جان مالک و پبلیشر مسلم گزت

حادثۂ کانپور

تصحیح و تصدیق

حادثۂ کانپور میں شہدا کي تعداد کے متعلق ابتداء واقعہ هي سے پبلک میں تشویش و اضطراب پیدا ہوا اور وہ بدستور قائم ہے - لوگ عقلاً بھي اس امر کے سمجھنے سے اپنے دماغ کو عاجز پاتے ہیں کہ پانچ سو سے زاید کارتوسوں کا جنگي اسراف صرف تیرہ چودہ انسانوں کي لاشوں هي کو تڑپا سکا ؟

اسي سلسلے میں ایک مراسلۂ روزانہ معاصر زمیندار لاہور میں شائع ہوئي تھي جس کے نیچے ایک ہندو زمیندار (رام ناتھ رستھي) کے دستخط تھے - یہ مراسلۂ الہلال نمبر (١٢) میں بھي نقل کي گئي ہے -

اس چھٹي میں نامہ نگار نے دو واقعہ بیان کیے ہیں :

(١) " ہم نے اپني آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں کہیں مسلمان نظر پڑے ' بندوقوں کے فیر سے ہلاک کردیے گئے "

(٢) " کوئي ڈیڑہ سو لاشیں بوروں میں بند کرکے دریا میں ڈالدي گئیں "

ہم ان دونوں حصوں کي مزید تحقیق میں برابر مصروف رہے اور اب اپني راے اس چھٹي کي نسبت شائع کرتے ہیں -

پہلا واقعہ جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ' ضرور ہے کہ انکي تصحیح کردي جاے - جن معاصرین نے اس چھٹي کو شائع کیا ہے انکا بھي فرض ہے کہ اسکي طرف متوجہ ہوں - بظاہر الفاظ مندرجہ صدر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ٣ - اگست کو مچھلي بازار کے علاوہ تمام شہر کانپور میں بھي جہاں جہاں مسلمان پائے گئے ' پولیس نے انہیں قتل کر ڈالا ' حالانکہ یہ امر عقلاً بعید اور خلاف واقعہ ہے - اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج کانپور میں سیکڑوں گھروں سے اپنے اعزا و اقارب کي مفقود الخبري کي صدائیں بلند ہوتیں اور اس حادثے کے بعد یکایک کانپور کي آبادي گھٹ جاتي - حالانکہ اسکے بعد ہزاروں مسلمان بدستور کانپور میں نظر آئے اور بہت سے محلے ہونگے جہاں سرے سے کوئی حادثہ ہوا هي نہ ہوگا -

پس اصل یہ ہے کہ صاحب مراسلہ نے اپنے مطلب کیلیے صحیح الفاظ نہیں پاے - " جہاں کہیں " سے اسکا مقصود یہ نہوگا کہ تمام شہر میں " جہاں کہیں " پاے گئے ہلاک کردیے گئے ' بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ حادثہ ' مچھلي بازار کي مسجد هي تک محدود نہ رہا ' اسکے علاوہ بھي دیگر مقامات میں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا - چنانچہ اسکي تصدیق دیگر وقائع نگاروں کے بیانات اور اطراف مچھلي بازار کے آثار و علائم سے بخوبي ہوچکي ہے ' اور ہم نے ذاتي طور پر بھي جس قدر تحقیق کیا ' اس خیال کیلیے قوي وسائل و ذرائع موجود پاے -

دوسرے واقعہ میں ڈیڑہ سو لاشوں کا دریا میں پھینکا جانا بیان کیا گیا ہے - اس بیان میں مراسلہ نگار منفرد نہیں بلکہ شہر کي عام افواہ بھي ابتداء حادثہ سے یہي ہے ' اور ہر شخص جو اس واقعہ میں مدعا علیہ کي حیثیت نہ رکھتا ہو ' اس امر کے ماننے پر مجبور ہوگا کہ جو تعداد شہداء حادثہ کي بیان کي گئي ہے ' وہ اپنے دیگر متعلقہ واقعات کے ساتھہ کسي طرح بھي سمجھہ میں نہیں آتي -

اب رہا بوریوں میں بند کرکے دریا میں ڈالا جانا ' تو قطع نظر اسکے دیگر وسائل علم کے ' یہ فرض در اصل پولیس کا ہے کہ وہ بتلاے کہ اگر بوریوں میں بند کرکے دریا میں نہیں ڈالا گیا ہے ' تو پھر پانچ سو سے زائد کارتوسوں کے نشانے کہاں غائب ہوگئے ؟

چٹھي کے اس حصے کي نسبت بھي ہم نے تحقیق کیا اور نہایت قابل غور مواد اسکے متعلق ہمارے سامنے موجود ہے - لیکن چونکہ اب حادثہ کانپور کے متعلق ہر بات مقدمۂ زیر عدالت کا راز بنگئي ہے ' اسلیے ہم اس وقت انہیں ظاہر نہیں کرینگے - ممکن ہے کہ اس سے ہمارے مقدمات کو نقصان پہنچے -

رفتار سیاست

دولۃ علیہ و بلغاریا

حوادث و انقلابات کي نسبت پیشینگوئي کرنا حقیقت یہ ہے کہ سطح ادراک بشري سے مافوق امر ہے : لا تدري نفس ما ذا تکسب غدا (٣١ : ٣٧) کل تک بلگیریا جو سر خیل فتنہ گران بلقان اور اشد اعداے اسلام تھا ' کون کہہ سکتا تھا کہ اس درجہ مجبور ہو جاے گا کہ آستانۂ باب عالي پر عاجزانہ سر جھکا دیگا ' جسپر وہ کئي بار جھک چکا تھا مگر اب اسے عار تھا ؟

٢٣ - ستمبر تک ریوٹر کا بیان تھا کہ امور ثانیہ پر ترکي اور بلگیریا میں اختلاف باقي ہے اور دستخط نہیں ہو سکے ' بلکہ ٢٦ - کا تار تھا کہ بیقاعدہ ترکي فوج تھریس میں دیہاتوں کو جلا رہي ہے ' اور دو ہزار پناہ گیر دیدي غاچ آچکے ہیں - آخر کامل ایک ہفتہ کي خاموشي کے بعد ٢٩ - ستمبر کو اوسنے سنایا کہ صلح نامے پر فریقین کے دستخط ہو گئے ' اور پھر ٣٠ - کو اوسنے وہ خبر سنائي ' جو یقیناً اوسکو سنائي پسند نہ تھي ' یعني " بلگیریا نے ترکوں کے اکثر مطالبات قبول کر لیے ' تمام قدیم و جدید مقبوضات بلگیریا میں مسلمانوں کے وهي حقوق تسلیم کیے گئے جو طوائف نصرانیہ کو ترکوں نے اپني بے تعصبي سے اپني حکومت میں دے رکھے ہیں " اس خبر کے جزء ثاني متعلق حقوق اسلامیہ کو ریوٹر نے ایک

اور ہر شخص کا جو اصول اور صداقت کو انسانوں سے زیادہ دوست رکھتا ہو' فرض ہے کہ اسکی حقیقت کے انکشاف سے اعراض نہ کرے -

یہ سوال کسی شخص کو ایڈیٹری سے برطرف کردینے کا نہیں ہے - ہر شخص جو کسی شخص کو اپنی اعانت کیلیے رکھتا ہے' حق رکھتا ہے کہ جب چاہے علحدہ بھی کردے - یہ سوال مولوی سید وحید الدین صاحب کی ذات خاص کا بھی نہیں ہے - اگر کسی وجہ سے وہ علحدہ کردیے گئے یا ہوگئے ' تو اسکا اثر مسلم گزٹ پر کیا پڑسکتا ہے ؟ یا اُن باتوں پر کیا پڑسکتا ہے جنکی وجہ سے لوگ مسلم گزٹ کو پسند کرتے یا برا سمجھتے تھے ؟ اس طرح کے تغیرات ہمیشہ کاموں میں ہوا کرتے ہیں' اور اگر کوئی کام نیک اور اچھا ہے' تو اسکی زندگی کسی شخص کی موجودگی یا عدم موجودگی پر موقوف نہیں - مولوی صاحب جب مسلم گزٹ کے دفتر میں آئے ہیں تو اُن خیالات کو لیکر نہیں آے تھے جنکی وجہ سے مسلم گزٹ کو شہرت ہوگئی - انکو مسلم لیگ کی مخالفت کا بالکل خیال نہ تھا - نہ تو وہ سیاسی مباحث سے دلچسپی رکھتے تھے اور نہ مسلمانوں کی پولیٹکل روش کے متعلق کوی انقلابی خیال انکے پیش نظر تھا -

تاہم مسلم گزٹ نکلا تو حالات جمع ہوے اور اس کے صفحات پر سے اصلاح و تغیر کی صدا بلند ہوئی - مسلم لیگ ' علی گدہ پارٹی ' اور ہز ہائنس سر آغا خاں کے متعلق اس نے مخالفت و نکتہ چینی شروع کردی' اور مسلم لیگ کے اس تغیر میں پورا حصہ لیا ' جسکی وجہ سے اسکو اپنا نظام بدلنا پڑا -

پس اسی طرح اب اگر وہ مسلم گزٹ سے علحدہ کردیے گئے تو اور لوگ مسلم گزٹ کے کام کو قائم رکھ سکتے ہیں اور آزادی کی تحریک میں زندگی ہے تو وہ خود اپنا سامان کرلے گی - کوئی اہل قلم یا کوئی ایڈیٹر کب تک اسکے جسم کے ڈھانچے کو تھامے رہیگا ؟

یہ سب سچ ہے اور ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کو ہر شخص تسلیم کرلے گا ' مگر اصلی سوالات یہ نہیں ہیں - یہ تغیر اگر اُن اسباب و مصالح کے ماتحت ہوا ہوتا جو ہمیشہ کاروباری دفاتر میں ہوا کرتے ہیں' تو گو ناواقفیت سے بعض نادان خریداران مسلم گزٹ اسپر معترض ہوتے ' مگر عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کو کوئی وجہ اعتراض کی نہ تھی - مگر مشکل یہ ہے کہ :

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رنج یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازاں ہوگا

یہ واقعہ کچھ ایسے حالات کے ساتھ وقوع میں آیا ہے جس نے مسلمانوں کے موجودہ ادعاء اصول پرستی و حریت پسندی کے عین دور عروج میں " اصول " کی سب سے بڑی توہین کی ہے ' اور آیندہ کیلیے استبداد حکام ' و ضعف راے ' و تزلزل اقدام ' و عدم ثبات کار و اصول و فکر کی ایک ایسی مثال مشئوم و نظیر منحوس قائم کردی ہے ' جس نے ہمیشہ کیلیے پریس کی اندرونی آزادی عمل کو خاک میں ملادیا ' اور اُن مہلک نقصانات سے کہیں زیادہ نقصان ہندوستانی پریس کو پہنچایا ' جو پریس ایکٹ کا حربۂ بے امان پہنچا رہا ہے -

پریس ایکٹ کے بموجب پریس سے ضمانت لی جا سکتی ہے ' پچھلی ضمانت ضبط کی جا سکتی ہے - پرچے ضبط کرلیے جاسکتے ہیں' انتہائی صورت ہو تو پریس کا تمام سامان بھی ضبط ہوجا سکتا ہے - تاہم یہ تمام زنجیریں ہمارے خارجی اعمال و قوی کے گرد لپٹتی ہیں اور خواہ انکی آہنی بندش ہم کو گھر سے باہر کلناہی مقید کردے ' لیکن اپنے گھر کے اندر ' اپنے دفتر کی میز کے سامنے ' اپنے قلمدان سے کام لیتے ہوے ' ہم بالکل آزاد ہیں - لیکن مسلم گزٹ کا ضعیف القلب مالک اسپر قانع نہیں - وہ چاہتا ہے کہ ہمارے اندرونی نظم و نسق کی آزادی بھی ہم سے چھین لی جاے ' اور جبکہ ہمارے دفاتر کے دروازے سی - آئی - ڈی کے غیر موثر احتساب کا جولا نگاہ بنے ہوے ہیں' تو ہمارے کاروبار کی میز کے سامنے بھی ایک سخت موثر مداخلت کا پہرہ بٹھا دے !!

اُس نے حکام کی اندرونی اور غیر با قاعدہ مداخلت کی سعی کو اپنے ضعف قلبی کے ہاتھوں کامیاب کردیا اور اسطرح ہمیشہ کیلیے ایک نیا حربہ خود ڈھالکر پریس کے حریفوں کو دیدیا - یہ حربہ سب سے زیادہ مہلک ہے - یہ مسلم گزٹ کی اسی بھٹی میں ڈھالا گیا ہے ' جہاں کبھی آزادی راے اور حریت فکر کی خون آشام تلواریں ڈھالی جاتی تھیں - ایک عجیب تمسخر انگیز ادعا کے ساتھہ اب تک مسلم گزٹ کی دیوار پر اس " تیغ حریت " کا اشتہار بدستور رہنے دیا گیا ہے اور اس طرح ہمیں یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایک ہی سانچے میں سے غلامی و تعبد اور حریت و صداقت ' دونوں کیلیے آلات ڈھل کر نکل سکتے ہیں ! اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدی ' فما ربحت تجارتھم وماکانوا مھتدین !

اصل واقعہ کے انکشاف سے یہ تمام امور پوری طرح واضح ہو گئے ہیں -

مجھے جس واقعہ کی اطلاع ملی تھی ' پہلے اُسے دہرا لیجیے :
" ڈپٹی کمشنر صاحب نے مالک مسلم گزٹ کو بلا کر کہا کہ وہ مولوی سید سلیم صاحب کو ایڈیٹری سے علحدہ کردیں' نیز وہ لکھنو سے چلے جائیں ' ورنہ وہ مجبور ہونگے کہ مسلم گزٹ پر مقدمہ دائر کریں اور اس طرح مالک مسلم گزٹ بھی مصیبت میں مبتلا ہو -

اسی وقت میر جان صاحب مولوی صاحب کے پاس آے اور انسے کہا کہ آپ فوراً لکھنو سے چلے جائیں - مولوی صاحب اسی وقت پہلی گاڑی میں لکھنو سے روانہ ہوگئے - اس صحبت میں ایک اور صاحب بھی موجود تھے - اس واقعہ کے وہی راوی ہیں"

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلم گزٹ کے متعلق ابتداء اشاعت سے حکام شہر اُن خیالات میں سرگرم رہتے تھے ؟ پچھلی دفعہ جب میں لکھنو میں تھا تو میر جان صاحب اکثر ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آتے جاتے تھے کیونکہ جس پریس میں مسلم گزٹ چھپتا تھا' اس نے آیندہ چھاپنے سے انکار کردیا تھا اور قاری عبد الولی مالک آسی پریس سے نیا ڈکلیریشن دلایا گیا تھا -

میر جان صاحب نے مجھہ سے بارہا کہا کہ مسٹر فورڈ نہایت برہم ہیں اور مسلم گزٹ میں جو کچھہ حادثۂ کانپور کے متعلق لکھا جا رہا ہے' اس سے انکی آشفتہ مزاجی انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے -

میں پسند نہیں کرتا کہ پرائیوٹ ملاقاتوں کی گفتگو سے اخبار کی کسی بحث میں کام لوں ' اسلیے اس حصے کو زیادہ تفصیل سے نہیں لکھونگا -

بہر حال اسکے بعد میں مسوری چلا گیا اور واپس ہوتے ہوے راہ ہی میں یہ واقعہ معلوم ہوا کہ مولوی سلیم صاحب الگ کردیے گئے ہیں -

مالک مسلم گزٹ نے تو خاموشی اختیار کرلی لیکن پچھلی کونسل میں جب سوال کیا گیا کہ " کیا یہ سچ ہے کہ ایڈیٹر مسلم گزٹ کے علحدہ کردینے کیلیے مالک پر زور ڈالا گیا اور کہا گیا کہ بصورت عدم تعمیل مقدمہ چلایا جائیگا " ؟

الہلال

۲۹ شوال ۱۳۳۱ ہجری

الہلال پریس کی ضمانت

ایک نہایت اہم خزینۂ مدافعت کي تاسیس

انجمن دفاع مطابع و جرائد ہند

یعني

انڈین پریس ایسو سی ایشن

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

ذوق [illegible] ان کی افزائش تعزیر کے بعد

و اعدو لہم ما استطعتم من قوة و من رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ و عدوکم و اخرین من دونہم لا تعلمونہم اللہ یعلمہم - (۸ : ٦۲)

(الہلال اور پریس ایکت)

الہلال پریس کي ضمانت کے واقعہ او میں ابوجوہ زیادہ اهمیت دینا نہیں چاهتا تھا - اور نہ کوئي ایسي غیر معمولي بات سمجھتا جس کو بار بار لکھا جاے - میں نے همیشہ اپنے اُن معاصرین کو نہایت سخت ملامت کي نظروں سے دیکھا ہے ' جو ایسے موقعہ پر شکوہ و شکایت کا دفتر کھول دیتے هیں ' اپني خدمات اور حسن نیت کا یقین دلاتے هیں ' اور باور کرانا چاهتے هیں کہ با ایں همہ هم وفا دار هیں !

لیکن مجھے انکي سعي لا حاصل پر همیشہ افسوس هوتا ہے - شکایت وهاں هوني چاهیے جہاں توقع هو - لیکن جبکہ اصلیت معلوم اور مشکل لا علاج ' تو پھر کم از کم اپني استقامت کا وقار تو نہ کھو دیجیے !

وہ اپني خو نہ بدلیں گے ' هم اپني وضع کیوں چھوڑیں ؟
سبک سر هو کے کیا پوچھیں کہ هم سے سرگراں کیوں هو ؟

برأت کي سعي عدالت کے اندر کي جاتي ہے اور اپني وفاداري کا یقین وهاں دلائیے جہاں صرف غیر وفاداري هي جرم هو - لیکن پریس ایکت کا دیوتا صرف غذا چاهتا ہے - اسکو غذا کی قسم سے بحث نہیں - پھر اختیار غیر محدود ' مرافعہ کا دروازہ مقفل ' اور وفاداري و بے وفائي ' امن پسندي و بغاوت ' خیر خواهي و بد خواهي ' حق گوئي و کذب پسندي ' کوئي حالت هو ' اسکے بڑھے هوے هاتھہ کو روکنے کیلیے کوئي پناہ نہیں : مثلہ کمثل الکلب ' ان تحمل علیہ یلہث ' او تترکہ ' یلہث - (۷ : ۱۷٥)

(الہلال اور دعوۃ احیاء اسلامي)

البتہ یہ ضرور تھا کہ الہلال کي حالت عام حالت سے مختلف ہے - وہ کوئي سیاسي اخبار نہیں ہے بلکہ ایک دیني دعوۃ اصلاح کي تحریک ہے ' جو مسلمانوں کے اعمال میں مذهبي تبدیلي پیدا کرنا چاهتي ہے - اسکا ایڈیٹر بھي صرف یہي ایک دیني حیثیت رکھتا ہے ' اور مقامي گورنمنٹ اسکي اس حیثیت سے بے خبر نہیں - بلا شبہ ملک کے بعض واقعات و حوادث کے متعلق اسمیں اظہار راے کیا جاتا ہے ' لیکن وہ بھي محض دیني اور اسلامي نظر سے ' اور انہي اصولوں کے ماتحت ' جو ایک متبع قرآن کیلیے اسکے فرائض دینیہ میں داخل هیں -

پس الہلال اور پریس ایکت کا سوال بالکل اسلام اور پریس ایکت کا سوال ہے ' اور اگر گورنمنٹ الہلال کے کاموں پر مطمئن نہیں ' تو اسکے صاف معني یہ هیں کہ وہ اُس دنیا کے عظیم الشان مذهب کي تعلیمات کي طرف سے غیر مطمئن اور مشتبہ ہے ' جسکے چالیس کرور پیرو اکناف عالم میں موجود هیں ' اور ۸۰ - ملین خود برٹش گورنمنٹ کے ماتحت هندوستان کے اندر پھیلے هوے هیں -

الہلال اپنے هر خیال کو خواہ وہ کسي موضوع سے تعلق رکھتا هو ' محض اسلامي اصولوں کے ماتحت ظاهر کرتا ہے ' اور کوئي آواز ایسي بلند نہیں کرتا ' جو اسلام کے قانون و دستور العمل ' یعني قرآن کریم سے ماخوذ نہو - اسکے عقیدے میں هر وہ پالیٹکس جو اسلامي تعلیم سے ماخوذ نہیں کفر ہے ' اور اس نے اپني وفاداري و بغاوت کا سررشتہ بھي مثل اپنے تمام سر رشتہ هاے عمل کے ' اسلام کے مقدس اور الہي احکام کے سپرد کر دیا ہے - پس اگر وہ وفا دار اور امن پسند ہے ' تو وہ نہیں ہے بلکہ اسلام ہے ' اور اگر وہ جادۂ وفا داري سے منحرف ہے ' تو اسکے صاف معني یہ هیں کہ خود مذهب اسلام سر [illegible] ہے - پھر اگر الہلال پریس ایکت کي دفعات کے تحت میں آسکتا ہے ' تو هم کو اُس دن کا منتظر رهنا چاهیے جب پریس ایکت کي دفعہ ۱۲ - کے بموجب " قرآن کریم " نامي ایک کتاب کا بھي سوال پیدا هوجائیگا ' اور برطانوي قوانین کا یہ عجیب الخلقت فرزند اپنے سامنے صرف الہلال کے دار الاشاعت هي کو نہیں ' بلکہ چالیس کرور پیروان قرآن کو پائیگا جو اسکي هر دفعہ کے بموجب مجرم هونگے ' اور هر شخص کے هاتھہ میں ایک حکم نامہ هوگا ' جسمیں لکھا هوگا کہ " سات دن کے اندر دو هزار روپیہ عدالت میں داخل کردو "

(فتح و شکست)

الہلال پریس کي مقامي گورنمنٹ اس مسئلہ سے نا واقف نہ تھي - یہ ایک نیا مسئلہ تھا ' جو صرف الہلال هي سے تعلق رکھتا تھا - اسلیے پریس ایکت کي مطلق العنانیوں سے تو نہیں ' لیکن الہلال کي اس حیثیت خاص کي بنا پر اسکا سوال عام حالات سے بالکل مختلف تھا اور اسي لیے قابل غور هوگیا تھا - اسکا مسئلہ کسي پریس کا مسئلہ نہ تھا جہاں اخبار چھپتا هو ' بلکہ اسلامي تعلیم کي ایک تحریک دعوت کا سوال تھا ' اور پبلک دیکھنا چاهتي تھي کہ گورنمنٹ هندوستان کے موجودہ عہد کے ایک هي مذهبي اور اسلامي رسالے کي نسبت کیا کرنا چاهتي ہے ؟

عجیب متحسرانه اور قابل رحم لہجه میں ادا کیا ھے' یعنی افسوس که "صلح نامه نے قدیم و جدید صوبہاے بلگیریا میں مسلمانوں کو نہایت آزادانه اور وسیع مراعات عطا کیے' ان مراعات و استحقاقات کا جو مسلمانوں کو ملے ھیں ' مقابلة رھي درجه ھوگا جو فرق نصرانیه کو ترکي میں حاصل ھیں "

اختتام صلح پر فریقین کے طرفسے صدر اعظم اور جنرل ساؤف Savoff نے نہایت دوستانه اور واثقانه تقریریں کیں' باب عالي کا بیان ھے که شرائط صلح یونان کیلیے' شرائط صلح بلگیریا' بعینه اساس و بنیاد ھونگے -

ان تمام مناظر صلح میں کوئي منظر ایسا نہیں ھے جس سے یه ظاھر ھو که ترکي کي روش یونان کے ساتھه کیا ھوگي ؟ لیکن ریوتر کا بیان ھے که ترکي و بلگیریا کا یه مصالحانه اتحاد بلقان کے دور جدید کي تمہید ھے' جس میں یونان کیلیے سخت خطرات درپیش ھیں -

دولـــة علیه و یـــونان

ان خطرات کي حقیقت چند ترکي جرائــد کے بیانات ھیں جنکو ریوتر اپنے قیاس کي تائید میں پیش کرتا ھے - چنانچه ایک ترکي اخبار یونان کو دھمکي دیتا ھے که :

" وہ فوراً متنبه ھو که " سالونیکا " اور " اپیروس " سے اوسکو بالاخر نـکلنا پڑیگا "

ایک دوسرا ترکي اخبار کہتا ھے :

" یونان اور سرویا ' ترکي بلگیریا کی متحدہ قوت حربیه کے سامنے بالکل بے حقیقت ھیں ' ترکي اور بلـگیریا کا اتحاد یقیناً اوسکے اعمال مستقبل کیلیے ضامن ھے "

ان خیالات کي في الحقیقة کوئي حقیقت ھو یا نھو' لیکن جیسا که باب عالي کے طرز بیان سے ظاھر ھے' کم و بیش انھیں شــروط مناسـبه پروہ یونان سے بھي صلح کریگا جن پر بلغاریا سے کرچکا ھے' اور یه بھي ایک واقعه ھے (جیسا که ریوتر کا بیان ھے) که ایشیاء کوچک کي ترکي فوج میں نقل و حرکت پیدا ھو رھي ھے -

یونان خود ان واقعات و حوادث سے مضطرب ھے - شاہ یونان جو ابھي ابھي جرمني و فرانس سے اپنے اعمال نصرانیه کے صله میں تمغۂ تحسین و امتیاز مانـگ رھا تھا ' مضطربانــه مراجعت کررھا ھے ۲۶ - کا پیام ھے که یونان ترکي سے انعــقاد مجلس صــلح کي تحدیدي تاریخ پوچھه رھا ھے - ۲۷ - کا تار ھے که ایشیاء کوچک میں ترکي فوج بڑے پیمانــه پر طیاري کررھي ھے' یونان کا شاھي جہاز شـاہ کي سواري کیلیے روانــه ھوگیا ھے' یوناني افسر اپني اپني رخصتوں پرسے طلب ھو رھے ھیں' اور پھراس سے بھي تسلي نہیں ھوتي تو اسي تاریخ کو دول کے نام مرافعــه (اپیل) کرتا ھے که " لله دیدي غاج کے مسئله میں توقف نه کیجیے که ترکي کی بے قاعدہ فوج کے وجود سے مشکلات و خطرات میں افــزائش ھو رھي ھے " لیکن اب تـک دول کی طرف سے کوئي جواب شائع نہیں ھوا - ۲۷ - کو خود شاہ یونان لندن پھونچ گیا اور یوناني وزیر نے سراؤ ورڈ گرے سے وزارت خارجیه میں مـلاقات کي -

ترکون نے تاریخ صلح کے متعلق ۲۸ - کو جواب دیا که بلـگیریا کےبعد ھي یونان سے معامله صلح شروع ھوجاےگا - لیکن بلگیریا و ترکي کے اتحاد نے مشکلات کو خطرناک حد تـک پھونچا دیا ھے اور ترکي اخبارات بالاعلان دیدي غاج ھی کا نہیں بلکه سالونیکا اور اپیرس کا بھی مطالبه کررھے ھیں - ۲۸ - کا بیان ھے که مغربي تھریس میں دوسو یوناني قتل کردیے گیے' لیکن عجیب تر یه که قاتلین کا نام مذکور نہیں - ۲۹ - کو شاہ یونان لندن سے یونان جانے کیلیے روانه ھوگیا -

البانیوں کے مظالم کا بیان حسب معمول مبالغه آمیز ھے -

ادھر ۲۴ - کا پیغام ھے که مانٹي نگرو کے ساتھه ساتھه سرویا کي حالت بھي قابل اطمینان نہیں -

خود بلگیریا کا سرکاري اعتراف ھے که ۲۲ - ستمبر کو ۶ - ھـزار مسلم البانیوں اور سرویا کے دو سوار دستوں کے مابین دو گھنٹے تـک جنـگ جاري رھي' بالاخر سرویا کي فوج شکست کھا کر رتچاز Ritchevs کي طرف ھٹ گئي -

پھر ۲ - ستمبر کا تلغراف جو بلگریڈ سے بھیجا گیا ھے ظاھر کرتا ھے که ۵۰ ھزار البانی جدید طرز کی بندوقوں اور میکسم توپوں سے آراسته نہایت کامیابی کے ساتھه پریزرنڈ Prezrend کی طرف کوچ کر رھے ھیں' جو سرویا کی نئی سرحد ھے - سرویا نئی کمک سرحد کی طرف بھیج رھا ھے' لیکن خیال کیا جاتا ھے که سرویا کی فوج کو انقطاعي حمله کے لیے طیار ھونے میں ابھي کئی دن درکار ھونگے -

معاملات یہانتک پھونچ چکے ھیں ' لیکن کیا البانیاں اس آساني سے سرویا کو مٹا دیگا ؟ نہیں بلکه ایک ھاتھه فوراً غیب سے ظاھر ھوگا اور حسب دستور واقعات کے صفحه کو الٹ دیگا - چنانچه وہ ھاتھه بلند ھوتا ھوا نظر آرھا ھے جو ھمیشه مسیحي عدل و انصاف کي اعانت کیلیے بلند ھوتا رھا ھے ' یعني برطانیه کا دست مشورہ و تحریک !

لندن سے ۲۷ - کا تار پھونچـا ھے که برطـانیه ایک مــدت سے تحریک کر رھي ھے که ایک بین الملي کمیشن تحـدید حدود البانیا کیلیے متعین کیا جاے - اسٹریا کے سوا اور حکومتوں نے اسکو منظور کرلیا ھے اور اپنے اپنے طـرف سے کمیشن کے ارکان بھي مقرر کر دیے - آسٹــریا کو عــذر تھـا که اسکــو اپني طرف سے بھیجنے کے لیے کوئي لائق شخص نہیں مــلا ' اب اوسکا بیان ھے که ایک افسر سے پوچھا گیا ھے - اگر اوس نے منظور کرلیا تو امید ھے که وہ شریک ھوسکے گي -

غـــزوۂ طـــرا بـلس

عربي اخبارات تو غزوات و فتوحات طرابلس سے ھمیشه لبریز رھتے ھیں لیکن دشمنون کو یقین نہیں آتا - بھر حال انـگریزي اخبارات میں طرابلس کا نام ھي آجانا اس بات کي دلیل ھے که ابھي تـک بہادر و غیور عرب سرفروش راہ اسلام' اور مصروف دفاع وطن مقدس ھیں -

گذشـته ھفته میں اطالي جنـرل کے قتل کي خبر آئي تھي ' اس ھفته رومه سے ۳۰ - ستمبر کي اطلاع ھے که :

" اطالي فوج کے ڈویزن نمبر ۴ - نے باغیون (؟) کي ایک بہت بڑي جماعت کو جو " تل الکازا " Telcaza اور سیدي رافه Sidirafa میں خیمه زن تھي' ۲۶ - اور ۲۷ - ستمبر کو دو دن کي سخت لڑائي کے بعد سارا نیکا سے نـکال دیا ' اطالي فوجون کا کمانڈر جنرل ویناي Vinai تھا - روئیں تن اطالیون کے ۴ - سپاھي مقتول اور ۲۴ - مجروح ھوئے - عربون نے " حسب دستور ھزیمت اٹھائي اور چار سو مقتول اپنے پیچھے چھوڑ گئے "

لیکن کیا عجیب امر ھے که عرب ھر ھفـته شکست کھا کھا کے پیچھے ھـٹے جاتے ھیں مگر اطالیا کے سلسلۂ فتوحات میں کبھي کسي جدید زمین کا اضافــه نہیں ھوتا ؟

مغـــرب اقصـــی

ھفته ماضی میں خبر تھی که مراکش رسولی اسپینی فوجوں کو دبا رھا ھے' اس ھفته لندن کا ایک تار ۳۰ - ستمبر کو پھونچا ھے که میڈرڈ (پایه تخت اسپین) سے خبر آئی ھے که جنرل سلوسٹر نے ایک سخت معرکه کے بعد رسولی کو ایک نہایت اھم جنگی موقع سے جسپر وہ قابض تھا' ھٹا دیا ھے ' اس سخت و عظیم معرکه میں صرف چار اسپینی کام آئے !!

الهلال پریس کے قیام کے ساتهه هي اس عاجز نے اس قدرت الهيه کے حقائق کا نظارہ کیا ' اور گذشته ایک سال تین ماہ کے اندر شاید هي کوئي ایسا دن ایسے گذرے هوں ' جو اس غیبي نصرت کے نشانات و آیات سے خالي رهے هوں - میں ایک بے سر و سامان ارادہ ' ایک تلخ و ناگوار متاع ' ایک بے پروا و مستغني صدا لیکر آیا تها - عجز و تذلل اور مداهنت و اعتراف جو جلب همدردي و توجه انظار کا سب سے زیادہ موثر نسخه هے ' میرے پاس نه تها ' بلکه اسکي جگه حق پسندي کي تند مزاجي ' اور نهي عن المنکر کي سخت گیري نے میري متاع سخن کے هر حسن کو عیب بنا دیا تها -

پهر یه کیا تها که ایک شش ماهي کے اندر هي حالات منقلب اور نتائج معجز عقول تهے ؟ وہ کون تها جس نے اپنے بندوں کے دلوں کو اپني انگلیوں سے پکڑ کے پهیر دیا ' اور دوستوں کو گرویدہ ' خصومت پسندوں کو دوست ' اور الله العاصم کو کفر کي جگه نفاق پر مجبور کردیا ؟ یه کس عجائب کار کي کرشمه سازي تهي که لوگ پهولوں کے ڈهیر پرسے گذرکر اسکي طرف بڑهے ' جسکے هاتهه میں پهولوں کے گلدستے کي دلفریبي نهیں بلکه نوک نشتر کي چمک تهي ؟ اگر یه اسي کي کارسازي نه تهي تو پهر کون تها ' جس نے ایک مطعون امرا ' مبغوض حکام ' اور مردود ارباب اقتدار و عز و جاہ کي محبت کو هزاروں کے دلوں میں جگه دیدي ' اور جنهوں نے اس سے انکار کیا ' وہ یا تو خاسر و نا مراد هوے ' یا پهر اسي کي سي صدائیں بولکر اپنے لیے بهي جگه ڈهونڈهنے لگے ؟ افسحر هذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۱۵ : ۵۲) افمن هذا الحدیث تعجبون و یضحکون ولاتبکون ' و انتم سامدون ؟ (۵۴ : ۵۹) و ان في ذلک لایات ' و ما یعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۲)

(اصرار و انکار)

اس عاجز نے گو ارادہ کرلیا تها که واقعهٔ ضمانت کے متعلق اس کے سوا اور کوئي کارروائي بالفعل نهیں کي جائیگي که مطلوبه رقم عدالت کے سپرد کردي جاے ' لیکن الله تعالے کے اس لطف و کرم اور اسکے عباد مخلصین و مومنین صادقین کي محبت فرمائیوں نے چار پانچ دن کے اندر هي اپنے اظهار حسیات مخلصانه و ابرازات عواطف غیورانه سے بالکل مجبور کردیا -

باهر کے احباب و مخلصین کا ابهي ذکر نهیں کرتا - سب سے پہلے اپنے اُن اخوان طریقت کے جوش اخلاص کا شکر گذار هونا چاهیے جنکي تعداد الحمد لله که شهر کلکته اور اطراف و نواح میں استقدر موجود هے ' که اگر دو دو پیسه فی شخص بهي قبول کرلیا جاتا تو اسکي مجموعي تعداد صرف شهر کے اندر دو هزار روپیه سے یقیناً متجاوز هوتي !

ان مخلصین صادقین نے متعدد تجویزیں اسکي نسبت پیش کیں ' لیکن اس فقیر نے هر تجویز کو بشکریهٔ تمام نا منظور کردیا که اسکي نسبت اپنے قلب کا فتوی نه تها ' اور " استفت قلبک " (اپنے دل سے هر موقعه پر فتوی طلب کرو) کے روحاني اصول در مسلمانوں کے تمام اعمال و افعال کا دستور العمل هونا چاهیے -

آخري تجویز یه تهي که باهر کے احباب سے انکار کردیا جاے ' لیکن کم از کم هر برادر طریقت کو ایک ایک آنے کے دینے کا موقع دیا جاے تاکه اس ذریعه سے اندازہ هوسکے که الهلال کي ضمانت کي چوٹ کتنے دلوں پر جاکر لگي هے ؟ لیکن اس عاجز نے عرض کیا که ابهي ان باتوں کا وقت نهیں آیا - فجزاهم الله تعالے عني و عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا ' و وفقنا الله سبحانه و ایا هم لما یحبه و یرضاه في العمل و الاعتقاد !

اسکے بعد عام قارئین الهلال و عموم ارباب ملت و اصحاب غیرت کي جماعت محترم هے ' جن کے بے شمار تلغرافات و مکاتیب هر ڈاک کي تقسیم میں پہنچنا شروع هوگئے ' اور ان میں سے بعض نے باصرار خواهش کي که فهرست اعانت میں انکو شرکت کا موقع دیا جاے ' لیکن جواب میں شکریے کے ساتهه اس سے روکا گیا ' تاهم انهوں نے اپني رقوم روانه کردیں - بعض نے اسکا بهي انتظار نهیں کیا اور ضمانت کي خبر سنتے هي حسب استطاعت روپیه بهیجدیا - از آنجمله فقیر کے مخلص و محب قدیم جناب (حاجی مصلح الدین) صاحب هیں ' جنهوں نے بغیر هیچ گونه پرسش و دریافت ' سو روپیے دفتر میں بهیجدیے - اور اسکا سلسله برابر جاري هے -

پہلے دن جس قدر منی آرڈر ان رقوم کے آے انکو بشکریهٔ تمام واپس کردیا گیا ' لیکن دوسرے دن جب پهر روپیه پهنچا تو میں نے ایک دوسري حالت ' اور ایک بالکل مختلف اثر کو سامنے پاکر مکرر غور کیا که اب کیا کیا جاے ؟

ضمانت دي جا چکي هے - ادارهٔ الهلال سر دست کسي طرح کا بار اپنے لیے قوم پر ڈالنا نهیں چاهتا - تاهم خلوص نیت اور جوش اسلامي نے جس انفاق في سبیل الله کي راہ کهول دي هے ' اور باوجود استقدر شدید مخالفت و اعراض کے احباب کرام هیں جو اپنے لطف و کرم سے باز نهیں آے ' تو پهر مجهے کیا حق هے که اس شے کو واپس کردوں ' جو حق پرستي اور نصرت صداقت کے نام پر سچے دلوں اور پر خلوص هاتهوں نے پیش کي هے ؟

یه خیال تها جو الله نے میرے دل میں ڈالا -

پس میں نے روپیه وصول کرلیا اور لوگوں سے کهدیا که باسم " ضمانت الهلال " روپیه لینے کیلیے میں اب آمادہ هوگیا هوں - البته اس حکم ضمانت کے نقصان مالي کي تلافي کیلیے نهیں ' آینده کے تحفظ کیلیے نهیں ' اپني کسي ذاتي غرض اور شخصي جلب نفع کے خیال سے نهیں ' بلکه ایک نهایت اهم اور اقدم ترین ملکي ضرورت کیلیے ' جسکا زخم مدت سے محتاج مرهم ' اور جس کا دکهه عرصے سے فغان سنج مداوا هے - وہ ایک نهایت مقدس اور قابل احترام تحریک هے ' جو افکار انساني کي حریت کي حفاظت چاهتي هے ' ملک کو استبداد فکر و تقیید لسان و خیال کي تحقیر سے بچانے کي آرزومند هے ' سر زمین هند کي هر بهتري اور اسکے باشندوں کي هر فلاح کي اصل بنیاد ' اور ملکي ارزؤں کو پامالي سے محفوظ رکهنے کیلیے ایک اشرف و اعلي جهاد في سبیل الله هے - وہ جس طرح ملک اور رعایا کیلیے خیر خواهانه جذبات پر مبني هے ' اُس سے کہیں زیادہ حکومت و ارباب حکومت کیلیے سب سے بڑي نیکي اور سب سے زیادہ مفید خیر سگالي هے -

انڈین پریس ایسوسی ایشن

(مجلس دفاع مطابع و جرائد هند)

یعني ایک متعدد اور طاقتور انجمن کا قیام ' جس کا مقصد هندوستاني پریس کے حقوق کي حفاظت هو -

الهلال کي ضمانت کیلیے جسقدر روپیه همدردان ملت عطا فرمائیں گے ' وہ اس انجمن کیلیے ابتدائي اور اساسي فنڈ کا کام دیگا اور اسکے ذریعه سے ایک خزینهٔ دفاع حقوق مطابع (پریس ڈیفنس فنڈ) کي بنیاد پڑ جائیگي -

ارباب درد و کرم کیلیے اب پورا موقع هے که الهلال کي ضمانت میں حصه لیں -

لیکن حالات میں تغیر هوا ' زمین کي با اختیار عمارتوں میں جبکه سناٹا تها ' تو پہاڑ کي چوٹیوں پر سے مخفي صدائیں اٹهیں - عاقبت اندیشي اور دانشمندي نے که خاموش تهي ' شکست کهائي ' اور شخصي ناداني اور بے صبري کو که منتظر مہلت تهي ' فتح هوئي - اسي اثنا میں مشهور هوا که هز ایکسلنسي گورنر بنگال شمله تشریف لیگئے هیں - پهر اسکے بعد هي الهلال کي ضمانت کا واقعه زمانے کے سامنے پیش آگیا -

یه فتح و شکست جو تحمل و بے صبري کے مقابلے میں هوئي ' یه عزل و نصب جو دانشمندي و ناداني میں هوا ' یه ایاب و ذهاب ' جو عقلمندي کي خاموشي اور ناداني کي جلدي میں نظر ایا ' اگرچه اپنے عواقب و نتائج کے لحاظ سے افسوس ناک هو ' تاهم اُن لوگوں کیلیے تو کچهه موثر نہیں هوسکتا ' جنکي استقامت اور تزلزل کي رزمگاه الحمد لله که شمله اور دارجلنگ کي چوٹیوں سے بهي بلند تر هے ' اور جو اپنے عزائم امور کا سررشته خود اپنے هاتهوں میں نہیں رکهتے ' بلکه نظام عالم کي اس انتهائي طاقت کے سپرد کرچکے هیں ' جسکے وجود کي دنیا میں سب سے بڑي نشاني سچائي اور هدایت کي فتح اور باطل و عدوان کا خسران هے :

برو ایں دام بر مرغ دگر نه
که عنقا را بلند ست آشیانه !

انکي کامیابي و نا کامي کا میدان اُس زمین پر نہیں هے ' جہاں چاندي اور سونے کے سکوں اور قانون کي بخشي هوئي ازادي سے زندگي ملتي ' اور اُسی و فقر سے هلاکت پیدا هوتي هے ' جہاں ساز و سامان سے قوت ' اور بے سروساني سے بیچارگي هے ' جہاں دنیوي حکومتوں کي نظر مہر مدارج و مراتب کو بڑهاتي ' اور نگه قهر عزت وقوت کو گهٹاتي هے ' جهاں انساني اراده حکمراں ' اور اولاد آدم کا نفس مالک جزا و سزا هے ' بلکه وه عجائب قدرت رباني اور خوارق نصرت الهي کي اُس ارض مقدس پر اپني فتح و شکست کے معرکے کو پاتے هیں ' جہاں گلیم فقر سے عظمت شاهي کا هاتهه نکلکر چمکتا ' اور زندان مصائب کے اندر سلطان حریت کا تخت جلال وعظمت بچهتا هے ' جہاں ظاهر کي بے سروساماني کے اندر باطني سازوسامان پرورش پاتے ' اور صورت کے ضعف و مسکنت کے اندر سے قوت و سطوت کا جمال معني پرتو افگن هوتا هے - جہاں حیات کا سرچشمه موت هے ' اور جہاں کي زندگي یہاں کي موت سے شروع هوتي هے ' جہاں کي فتح یہاں کي شکست میں مضمر هے ' اور پهر اس سماء ارضي کے نیچے کون هے ' جو وهاں کي فتح کو شکست سے بدل سکے ؟ ولنعم ما قیل:

جمال صورت اگر واژ گوں کنم ' بینند
که خرقهٔ پشمینی طلاء مرباف ست

ومن الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ' والله رؤف بالعباد (۳۲ : ۱۱)

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا ' تتنزل علیهم الملائکه الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنة التي کنتم توعدون - نحن اولیاؤکم في الحیوة الدنیا وفي الاخره ' ولکم فیها ما تشتهي انفسکم ولکم فیها ما تدعون !! نزلا من غفور رحیم - ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمین - (۴۲ : ۳۳)

" جن لوگوں نے الله کي ربوبیت کا سچا اقرار کیا اور پهر خدا پرستي کي راه میں استقلال کے ساتهه جمے هي رهے ' تو اُن پر ضرور اُسکي ملائکهٔ رحمت کا نزول هوگا ' جو انکو بشارت دینگے که نه تو وه ڈریں اور نه کسي طرح غمگین هوں - نصرت و کامیابي کي وه بهشت مراد ' جسکا تم ایسے خدا پرستان مستقیم سے وعده کیا گیا تها ' اب تمهارے هي لیے هے - پس اسمیں رهو اور بے فکر و غم هوکر خوشي مناؤ - دنیا کي زندگي میں بهي هم تمهارے حامي هیں اور آخرت میں بهي ناصر و مددگار رهیں گے - وهاں بهي تمهارے لیے عیش و نعائم کي بهشت هوگي - تم جس راحت کو طلب کروگے ' موجود پاوگے - یه تمام کامیابیاں اور نصرت و فلاح خداء غفور و رحیم کي طرف سے تمهارے لیے هے - پس اُس سے بهتر اور دنیا میں کس کي صدا هوسکتي هے ' جو الله کے بندوں کو الله کي طرف بلاے ' اعمال صالحه اختیار کرے ' اور کہے کہ " میں الله کے آگے سر جهکا دینے والوں میں سے ' یعنے مسلم هوں "

مبیبن حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند !

خدا کے کاروبار انسان کي ضد اور هٹ سے بے پروا هیں ' اور اگر انسان کي سمجهه اُسکي نا سمجهي سے شکست کها جاتي هے ' تو اسکے بندے اپنے صبر و استقامت کو شکست خورده کیوں پائیں ؟

وان الظالمین بعضهم اولیاء بعض ' والله ولی المتقین (۴۵ : ۱۸)

پس گورنمنٹ کا رویه کتنا هي افسوسناک هو ' لیکن میري نظر میں تعجب انگیز کبهي بهي نہیں رها - البته جو لوگ ایسے موقعوں پر اپني بریت کي کوشش کرتے هیں ' اور اپنے جرم کي تلاش میں بے فائده نکلتے هیں ' انکي حالت یقیناً تعجب انگیز هے - کیا جرم حق گوئي سے بهي بڑهکر اور کوئي جرم هوسکتا هے ' جس کي پاداش و سزا کے استقبال میں اُنهیں تامل هے ؟

جرم منست پیش تو گر قدر من کم است
خود کرده ام پسند خریدار خویش را

(اظهار حسیات ملیه و اعانت ادارهٔ الهلال)

بهر حال خواه کیسے هي حالات هوں ' لیکن تاهم میں اس واقعه کو کسي طرح کي بهي اهمیت دینا پسند نہیں کرتا تها - اسلیے که خلاف توقع نہیں ' اسلیے که تعجب انگیز نہیں ' اسلیے که ایک عامة الورود ' اور سب سے آخر یه که بالکل منتظر و موعود تها -

مقامي گورنمنٹ اور زمانه اس امر سے بے خبر نہیں که اگر ادارهٔ الهلال چاهتا تو اپني ایک صداء مختصر کے ساتهه هي تمام ملک کو اس واقعه کي طرف متوجه کرلیتا - کم از کم کلکته میں تو اسکے لیے صرف ۲۴ - گهنٹے کافي تهے ' لیکن میں نے پسند نہیں کیا که ایک معمولي سي بات کو وقت سے پہلے اهمیت دي جاے -

(والقیت علیک محبة مني - ۲۰ : ۳۹)

اس ماده پرستي کے قرن میں خدا کا نام لیتے هوے بہت سي روحیں هیں جو شرماتي هیں ' مگر میں کیا کروں که میري روح کي تو تسکین صرف اسي نام میں هے - میں دیکهتا هوں که اسکے عجائب کاروبار قدرت میں سے ایک کرشمهٔ محیر العقول یه بهي هے که وه جب کسي تخم کي پرورش کرنا ' اور کسي شاخ کو درخت بلند قامت بنانا چاهتا هے تو اپنے بندوں کے هاتهوں میں سے اپنے دست قدرت کو بڑهاتا ' اور انکے دلوں میں سے اپني روح محبت کو ظاهر کرتا هے - پهر اقلیم قلوب میں اضطراب ' اور صفوف ارواح میں حرکت و اضطرار پیدا هوجاتا هے - کوئي دل نہیں هوتا جو اس تخم کي محبت سے خالي هو ' اور کوئي روح نہیں هوتي جو اُس آسماني درخت کي الفت کو اپنے اندر سے دور کرسکے -

افـكار و حوادث

الحريـــة فـی الاسلام

نظـام حكومـة اسـلاميه

وامرهم شورى بينهم (۴۲ : ۳۶)

(۵)

توطیۂ مبـاحث آتیه

و

اور مباحث گذشته پر ایک اجمالي نظر

گزشته نمبر مین قلت گنجایش ' اور صفحات سابق و لاحق کے پہلے چھپ جانے کي وجه سے مضمون بالکل ناتمام چھوڑ دینا پڑا ' اسلیے آج پہلے اسکا بقیه حصه درج کرتے هیں اور اسکے بعد اصل موضوع کے مطالب آتیه کي طرف متوجه هونگے -

بقیه مقالۂ سابقه

(۴)

موجوده جمهوریت و حریت کا پہلا سال سنه ۷۹ - سمجھا جاتا ہے جبکه ۱۴ - جولائي سے (انقلاب فرانس) کي تحریک کا آغاز هوا اور رجال انقلاب نے مشہور قلعه (باستیل) پر قبضه کرلیا -

یه زمانه اگرچه انساني جذبات کي شورش و طوائف الملوکي کا ایک هیجاني دور تها اور ایک عهد کے اختتام کے بعد دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا هونا ضروري ہے ' تاهم ایک جمعیة وطنیه موجود تهي جو اسوقت تمام اعمال و امور انقلاب کي حکومت اپنے هاتهون میں رکهتي تهي ' اور یه برابر قائم رهي ' تاآنکه سنه ۱۷۹۱ - میں اس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان عام کیا -

یه جمعیة انقلاب سے پہلے ۱۷ - جون سنه ۱۷۸۹ - کو قائم هوري تهي اور تمام دور انقلاب اسي کے زیر حکومت رها -

(واقعۂ باستیل) کے بعد ۴ - اگست کي شب کو جمعیة نے اپنا مشہور "منشور انقلاب" شایع کیا تها جس نے تاریخ میں اولین "فرمان حریة" کے لقب سے جگه پالي ہے - اسمیں انقلاب کي تکمیل کا اعلان تها اور دنیا کو بشارت دي گئي تهي که وه شاهد حریة ' جو اپني رونمائي میں انساني خون اور لاش کي پہلي قرباني قبول کرچکي ہے ' اب وقت آگیا ہے که برقعه الٹ دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارۂ امن عام کردے !

اس منشور میں سب سے پہلے نظام حکومۃ قدیمه کي بعض خصوصیات بتلائي تهیں ' پهر مقصد انقلاب کی تصریح کی تهي ' اخر میں اعلان عام تها که پچهلے عهد کے تمام اعمال و اثار اینده کے لیے کالعدم قرار دیے جاتے هیں -

اس منشور میں لکها تها که قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یه تها که پادشاه کا تسلط جزو کل پر حاوي تها - اور اسکو "رئیس مطلق" کی حیثیت بغیر کسي مراقبۂ و مسئولیت کے حاصل تهی -

پهر اسکے بعد اینده حالت کي الفاظ ذیل میں تصریح کي تهي :

" جمعیة وطنیه نے جو کچهه کیا ہے ' اسکا خلاصه یه ہے که اس نے حکومت مطلقه سے پادشاه کو محروم کردیا ' وه ملک و امت کو اسکا مستحق قرار دیتي ہے -

آج کے دن سے حکومۃ مطلقه منهدم هوگئی ' اور اهل وطن مین باهم امتیاز و فضیلت کا دور ختم هوگیا - اب ملک پادشاه سے ' اور وطنیة عدم مساوات سے آزاد ہے !

جمعیة وطنیه گزشته زمانے کے ان تمام اثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتي ہے جنکي وجه سے حریت و مساوات اور حقوق عامه کو ایک ادنے سے ضرر کا بهي احتمال ہے -

اب نه ارباب عزو دولت کیلیے کوئي امتیاز باقي رها ' نه زمیندارون کیلیے حق فضیلت و استیلا - وراثت سے کوئي حق پیدا نہیں هوتا ' اور نه طبقات و مدارج کا اختلاف کوي شے ہے - تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگون کو حاصل تهے ' آج کے دن سے یقین کرلیا جاے که بالکل بیکار و کالعدم هوگئے هیں -

محض وراثت کي بنا پر کسي کو حکومت سے وظیفه نهین ملسکتا - کسي جماعت کو یا کسي فرد واحد کو ایک ادنے سا بهی امتیاز ان قوانین عامه سے بري هونے کا نہیں جو هر فرانسیسی پر نافذ هونگے "

(۵)

مبادي حریة

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئي قانون مرتب نہین هوا تها - ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کي گئي تهي ' تاکه فرانس کا دستور مرتب کرے - اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادي دستور و حریت کے چند دفعات مرتب کیں ' اور انهي کو تمام نظامات و قوانین کا اساس و اصل الاصول قرار دیا -

یه مبادي حریت ایک اعلان کي صورت میں قلمبند کیے گئے تهے اور سنه ۱۷۷۹ - میں چهپکر جمعیة کي طرف سے شایع هوے تهے -

حقوق انساني کا یورپ مین اعلان

ان مبادیات کا خلاصه یه تها :

" انسان ازاد پیدا هوتا ہے اور ازادي هي کیلیے زنده رهتا ہے - تمام انسان بلحاظ حقوق مساوي هیں -

حقوق طبیعي پانچ هیں : حریت ' تملک ' امن ' مقاومۃ -

زمیندار اور الہلال کا اب تذکرہ لا حاصل ہے - مرض عالمگیر اور سیلاب ہر طرف رواں ہے - مجھے اپنے معاملات کی کچھہ بھی فکر نہیں - میں نے روز اول ہی سے اعلان کردیا تھا کہ اگر میرے کاموں میں صداقت ہوگی تو اسکی قوت ہر حال میں نا قابل تسخیر ہے ' اور اگر نیتوں میں کھوٹ ہوگا تو باطل اپنی تباہی کا بیج خود اپنے اندر رکھتا ہے ' اس کے لیے پریس ایکٹ کی ضرورت نہیں - لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس مطلق العنانہ استبداد کی تیغ سے اب کسی ہستی کو اماں نہیں - جو حالات نظر آ رہے ہیں' انکی پیشین گوئی مستقبل کے متعلق موجودہ حالت سے بھی زیادہ مخدوش ہے - جب روزانہ (حبل المتین) کلکتہ کو بھی پریس ایکٹ سے پناہ نہ ملی' جس نے موجودہ اسلامی جوش و حرکت میں حصہ لینے کا کوئی جرم نہیں کیا - محض واقعات و اخبار کی اسکے ذریعہ شہر میں اشاعت ہو جاتی تھی' تو پھر ظاہر ہے کہ اوروں کو شکوہ و شکایت کا کیا موقع ؟

پریس ایکٹ کا جس وقت نفاذ ہوا تھا ' کہا گیا تھا کہ صرف تین سال کیلیے ہے - اب وقت آگیا ہے کہ ملک کا تمام تعلیم یافتہ اور حق پسند طبقہ اپنی متحدہ قوت سے اسکا قانوناً مقابلہ کرے اور استبداد و مطلق العنانی کے اس دھبہ سے اپنی گورنمنٹ کا دامن پاک کرے ' جس کے ساتھہ ایک لمحہ کیلیے بھی کوئی ائینی نظام حکومت جمع نہیں ہوسکتا - (کامریڈ) پریس کے پچھلے مقدمے میں ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج نے جو رائیں دی ہیں ' انکے بعد بھی ملک کا اسطرف متوجہ نہونا غفلت و نادانی کی ایک بدترین مثال ہوگی - اگر ایک ایسی انجمن قائم ہوگئی ' تو اسکے ذریعہ ہندوستانی پریس کی ہر شاخ کو تقویت پہنچ سکے گی' اور پریس ایکٹ کے سوال کو اس زور و قوت کے ساتھہ اٹھایا جا سکے گا جو یقیناً کسی آخری فیصلے تک ملک کی رہنمائی کریگا -

(اعیان مطابع بنگال کی ہمدردی)

مجھکو نہایت خوشی ہوی' جب میں نے اپنا یہ خیال مقامی معاصرین عظام کے آگے پیش کیا ' جنکا حلقہ فی الحقیقت ہندوستانی پریس کا سب سے زیادہ وقیع حصہ ہے - انھوں نے ہر طرح شرکت و اعانت کیلیے فوری آمادگی ظاہر کی - علی الخصوص مشہور آنربل (بابو سریندر ناتھہ بنرجی) چیف ایڈیٹر (بنگالی) بمجرد استماع مقصد ' سرگرم کار و سعی فرمائی ہوگئے - اسی طرح بمبئی کے انگریزی و گجراتی اخبارات میں سے بعض اخبارات نے تار کے جواب میں بذریعہ تار ہر طرح کی آمادگی ظاہر کی ہے -

اب ضرورت صرف اسکی ہے کہ اردو پریس کے تمام ارکان اس تحریک اہم کے خیر مقدم کیلیے مستعد ہوجائیں اور اپنے اپنے صفحات کا ایک بڑا حصہ اسپر غور و بحث و تشویق و ترغیب فراہمی اعانت کیلیے وقف فرما دیں -

آئندہ نمبر میں اس مجلس کے متعلق مزید تفصیل الہلال میں شائع کی جائیگی -

(طلب اعانت)

آخر میں مکرر اعلان کرتا ہوں کہ جو حضرات الہلال کی ضمانت کے واقعہ سے متاثر ہوکر امادۂ اعانت ہوے ہیں - اب ادارۂ الہلال بکمال تشکر و امتنان انکی اعانت قبول کرنے کیلیے مستعد ہوگیا ہے' کیونکہ وہ فی الحقیقت " انجمن دفاع مطابع ہند " کے فنڈ کی بنیاد ہوگی - میرے بنگالی دوستوں نے دریافت کیا کہ اگر انجمن قائم ہوگئی تو مسلمانوں کی طرف سے کس قدر مالی مدد ملے گی ؟ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ انکے جوش حیات کا اور ہماری افسردگی کا زمانہ ہے - میں نے کہا کہ جو قوم ایک ماہ کے اندر حادثۂ کانپور کیلیے ایک لاکھہ روپیہ جمع کرسکتی ہے' باوجود ان موانع کے جو اس راہ میں حائل تھے ' وہ اب ایک ایسے کام کیلیے جسکے بغیر نہ مسجد کانپور کیلیے صدا بلند ہوسکتی ہے اور نہ شہداء اسلام کی داد خواہی کیلیے ' کیوں قیمتی سے قیمتی مالی ایثار کا ثبوت نہ دیگی ؟

واللہ المستعان و علیہ التکلان -

اصبروا و رابطوا !

(ایک مراسلة)

ضرورت ہے کہ ہر فرد مسلم سلسلۂ اخوت میں با قاعدگی کے ساتھہ مربوط ہو - اسکے لیے ذیل کی تدبیر خیال ناقص میں ہے جو قوم کے فوائد کے خیال سے بغرض اشاعت و اعلان اور حصول آرا ارسال خدمت اقدس ہے -

(۱) ایک با قاعدہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی قایم مقام جماعت کسی مناسب حصہ ملک میں بحصول کثرت آراء عام مسلمین قایم کیجاے -

(۲) ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں جماعت مذکورہ کے ماتحت مقامی جماعتیں بحصول اکثریت مسلمانان مقامی قائم کیجائیں -

ان جماعتوں کا مقصد اصلی مسلمانوں کے جذبات و حقوق کی نگرانی اور حصول نتائج و انجام دہی امور کی کما حقہ کوشش کرنا ہو -

طریق اجراے کار یہ ہے کہ مسلمان اخبارات تجویز ہذا شایع کرکے خواہش کریں کہ فلاں تاریخ تک عام طور پر مسلمانان ہندوستان ' ہندوستان کے تین یا پانچ اشخاص (جتنے مناسب ہوں - میری ناقص راے میں تعداد جسقدر کم ہو بہتر ہے) منتخب کرکے تحریرات جدا گانہ یا متفقہ کے ذریعہ انکے نام کسی ایک معتبر مسلمان اخبار (الہلال بہتر ہے) کو بھیجدیں - مدیر اخبار چند مقامی معتبر اشخاص کے نزدیک ان آرا کو محفوظ رکھیں - اور تاریخ مقررہ پر اشخاص مذکورین کے موجودگی میں بلحاظ اکثریت' صاحبان مجوزہ میں سے ارکان جماعة قایم مقام مسلمانان ہندوستان کو منتخب کرکے اعلان کردیں -

اب جماعت مذکورہ مقررہ کی جانب سے اعلان ہو کہ ہر شہر و قصبہ کے مسلمان اپنے اپنے شہر و قصبہ کے تین تین معتبر و معتمد اشخاص کے نام دفتر جماعت میں بھیجدیں - جب یہ نام موصول ہوں تو تاریخ مقررہ پر بلحاظ اکثریت انتخاب کرکے صاحبان مذکورہ و عامہ مسلمین کو بذریعہ اعلان و تحریر اطلاع دیدیجاے کہ فلاں شہر میں فلاں فلاں اشخاص کی " جماعت ماتحت انجمن قایم مقام مسلمان ہند " قایم کردیگئی ہے اور اس جماعت ماتحت کے لیے چند مختصر آسان قواعد منضبط کردیے جائیں - اوس جگہ کے مسلمانوں کو اپنے عام جذبات اور شکایات کی اطلاع اور علاج کار کیلیے سعی جماعت مقامی مذکورہ سے کرنا چاہیے - جماعت مقامی کو حسب ہدایات جماعت اعظم دورہ کرنا چاہیے - ایک نہایت ہلکا چندہ عامہ مسلمین پر قائم کردیا جاے جو جماعت مذکورہ کی ضروریات میں کام آے - مثلاً ایک آنہ فی کس فی ماہ ' جو زیادہ دے فجزاہ اللہ خیرا - اسطرح بفضل خدا سے امید ہے کہ مسلمانوں کی درماندگی کا پروردگار عالم علاج فرما دے - (از خریدار الہلال نمبر: ۲۶۶۸)

فرانس بهي اسي ميں مبتلا تها - دستور مرتب هوتے تهے اور پهر نئے دستور کا مطالبه کيا جاتا تها - حکومتيں تعمير کي جاتي تهيں اور پهر ڈهائي جاتي تهيں - سنه ۱۷۹۵- ميں نئے دستور کا اعلان هوا اور سنه ۱۷۹۹ تک قائم رها - اسي اثنا ميں فرانس اور يورپ ميں جنگ شروع هوگئي جسکي بناء معرکه در اصل فرانس کا انقلاب حکومت هي تها - اس بيروني مصروفيت سے اندروني نزاعات کي قوت معاً گهٹ گئي - يهاں تک که حالات نے ايک دوسرے انقلاب کا صفحه الٹا اور ملوکيت جو فرانس سے چلي گئي تهي ' پهر دوباره بلالي گئي -

اب تک سر رشتۂ حکومت ڈائرکٹروں کي ايک جماعت کے هاتهه ميں تها اور مختلف اداري و تشريعي ' اور نيابي و انتخابي مجالس قائم تهيں - اب انهوں نے ديکها که زياده عرصے تک حکومت اپنے قبضے ميں نه رکهه سکيں گے - وضع ملکي کو کسي نه کسي طرح جنگي مهلت سے فائده اٹها کر بدل دينا چاهيے - اسي سياست کا نتيجه وه انقلاب ثاني تها ' جو ۱۸ - نومبر سنه ۱۷۹۹ - کو وقوع ميں آيا ' اور مشهور فاتح يورپ : (نپولين بونا پارٹ) کي اعانت سے پانچ سو ناليبين ملک کي مجلس فوجي قوت سے توڑ دي گئي ' اور اس طرح عهد (کراموېل) کي تاريخ انگلستان کا پهر اعاده هوا ' جس نے شخصيت کو شکست ديکر ' پهر خود اپني شخصيت سے ملک کي جمهوريت کو شکست دي تهي !

اب ايک نئي مجلس اس غرض سے منتخب کي گئي که نئے نظام و دستور کو مرتب کرے - چنانچه آٹهويں سال انقلاب کا دستور شائع کيا گيا - يه دستور في الحقيقت (بونا پارٹ) کا گهڑا هوا ايک کهلونا تها ' جو فرانس کو بهلاے رکهنے کيليے بنايا گيا تها - بظاهر ايک جمهوريت قائم کي گئي جسميں دستور جمهوري کے تمام اعضاء و جوارح موجود تهے ' مگر دماغ کي جگه ايک قنصل کا عهده قائم کيا گيا جو بيس برس کيليے نامزد کيا جائيگا اور جو جمهوريت کے طرف سے فرانس پر حکومت کريگا - تمام عمال کا تعين ' تمام فوج کي قيادت ' صلح و جنگ کا اختيار ' تمام اداري و تنفيذي قوی کا سررشتۂ آخري ' اسکے سپرد کر ديا گيا - اسکي معاونت کيليے دو نائب بهي رکهے گئے مگر في الحقيقت وه اپنے تمام کاموں ميں ايک خود مختار حکمراں اور شهنشاه مطلق تها -

اس جمهوري شهنشاهي کے تخت پر (نپولين بونا پارٹ) متمکن هوا -

(۷)

يه سب کچهه هوا ليکن انقلاب فرانس اپنا کام پورا کر چکا تها - فرانس پر يه دور بهي گذر گيا - اسکے بعد ملوکية و مطلق العناني کا ايک نيا دور شروع هوا - تمام يورپ ميں ' نظام مقيده کي حکومت داخل هوئي - فرانس ميں بهي انگريزي نظام دستوري قائم کيا گيا - با ايں همه آخر ميں فتح جمهوريت هي کو هوئي اور وهي انقلاب فرانس کا قائم کرده اصل اصول بغير کسي تغير کے تمام قوانين کا بنياد قرار پايا که " السلطة للشعب وحده ! "

يورپ کے ديگر حصص ميں اگرچه اس انقلاب کا اثر ملوکيۀ مقيده سے آگے نه بڑها ' مگر في الحقيقة هر دستور و نظام حکومت ميں بصور مختلفه يهي اصل الاصول کام کر رها هے -

(تنبيه)

اس مضمون ميں جا بجا حکومت مقيده ' ملوکيه ' دستوري ' وغيره کے الفاظ استعمال کيے گئے هيں - حکومت " مقيده " سے مقصود وه نظام حکومت هے جسميں گو پادشاه کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکها گيا هو ' ليکن قانون و آئين کي پابندي کے ساتهه حکومت کي جاے - " ملوکيۀ مقيده " سے بهي وهي مقصود هے - " دستوري " سے مقصود پارليمنٹري حکومت هے - جسميں پادشاه قانون و جماعت کے ماتحت هو ' اور يه " نظام انگريزي " کے لقب سے مشهور هے - صرف " ملکيه " سے مراد حکم مطلق يا شخصي حکومت هے - " جمهوري " نظام حکومت پادشاه کے وجود سے بالکل خالي هوتا هے - حکومت صرف ملک کي اکثرية کرتي هے اور نظم اداري کيليے ايک شخص باسم صدر منتخب کرليا جاتا هے - يهي طرز حکومت آجکل امريکه اور فرانس اور بعض چهوٹي چهوٹي جمهوريتوں کا هے -

اجکل کي اصطلاح کے مطابق اسلام ملکية مقيده يا نظام دستوري انگلستان کے مطابق حکومت قرار نهيں ديتا جيسا که غلطي سے بعض لوگ سمجهتے هيں ' بلکه اسکا نظام خالص جمهوري اور شائبه تشخص و ملکية سے کلية پاک هے - کما سياتي انشاء الله تعالی -

مکتوب آستانۂ عليه

الهلال ادرنه نوپل ميں

مولانا دام مجدکم ! اپ هندوستان ميں بيٹهے اپنے قلم و زبان اور علم و فضل کو وقف راه ملت کررهے هيں ليکن آپکو معلوم نهيں که جو حروف آپکے قلم سے نکلتے هيں ' انکے نقوش کهاں کهاں اور کن کن کے دلوں ميں اپنا گهر بناتے هيں ؟

۹ - مئی سنه رواں کے الهلال ميں بعنوان " صفحة من تاريخ الحرب " ايک عجيب و غريب سلسله مضامين چهپا هے - جسميں دنيا کي بعض مشهور مدافع قوموں کے جانفروشانه عزائم و اعمال کا حال لکها هے - يهاں (قسطنطنيه ميں) اب سے ۲۰ روز قبل وه ايک جماعت کے مطالعه ميں آيا اور اس نے پورے مضمون کا ترکي ميں ترجمه کرکے متعدد اخبارات ميں شائع کر ديا - جو آپکي نظر سے گذر چکے هونگے - نيز انهيں بجنسه ادريا نوپل ايک ايسے بزرگ شخص کے پاس بهيجا ' جس نے اپني هستي خدمت ملت و اسلام کيليے نذر کردي هے - اور جس سے آپ بخوبي واقف هيں.........

کسقدر خوشي اور ناز کي بات هے که ادريا نوپل ميں يه مضمون صرف پڑها هي نهيں گيا اور اسکے سحرکار اور شعله افروز افکار نے دلوں کو مسخر هي نهيں کيا ' بلکه اسپر پورا پورا عمل بهي کيا گيا - اور آج پندره دن سے ادريا نوپل اور قرق کليسا کي تمام مسلم آبادي کيا مرد کيا عورت ' بلا لحاظ سن وسال قلعے اور مورچے طيار کر رهي هے ' اور جو تصوير آپنے اهل قرطاجنه کے دفاع کي کهينچي تهي ' وه اسکي در و ديوار کے نيچے بجنسه نظر آ رهي هے !!

وثوق کے ساتهه بيان کيا گيا هے - که ۲۲ - هزار آدميوں کي رات دن کي محنت کي بدولت اسوقت ادريا نوپل سابق سے چهار چند مستحکم اور مدافعت کے قابل هوگيا هے !

خدا آپ کو اس عظيم الاثر اسلامي خدمت کا اجر عطا فرماے - يهاں کے تمام سربرا ورده حلقے الهلال کے تذکرے سے معمور هيں -

۲۸ - رمضان المبارک

هرکه - فابريقۀ همايوني

Imperial Fabrique de Heriki (Turkey)

(حریت) کے معنی یہ هیں کہ انسان کو قدرت حاصل هو کہ هر اُس کام کو کرسکے ' جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہنچاے وہ کرسکتا هے -

(تملک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح و قانونی کے قبض و تصرف کے کامل حق کا ملنا هے - یعنی هر شخص اپنی املاک کا مالک هو اور کوئی اس سے چھین نہ سکے ۔

(امن) سے مقصود یہ هے کہ هر شخص اپنی جگہ پر محفوظ و بے خطر هو اور صرف قانون کی خلاف ورزی هی کی ایک صورت ایسی هو' جو اسکے امن میں خلل ڈال سکے -

(مقاومة) سے مقصود جور و ظلم اور حملۂ و اقدام مجرمانہ کی مقاومت هے - یعنی هر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا هو' ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروتست) کرسکے -

قانون ارادۂ عامہ کا مظہر هے - پس هر وطنی کو حق هو کہ وہ ذاتی طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلی (سینت) میں شرکت کرسکے -

هر وطنی بلحاظ وطنی هونے کے یکساں حکم سے موثر هو - اس بنا پر هر شخص کیلیے ممکن هو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلی سے علی وظیفہ کو حسب اقتدار و اهلیت حاصل کرسکے -

کسی انسان کیلیے کسی حالت میں جائز نہو کہ وہ کسی انسان کو قید کرسکے یا اور کوئی ایسا هی سلوک کرسکے - الا ان‌ہی صورتوں میں' جو قانون نے مقرر کردی هوں ' اور اسی طریقہ پر' جو اُس نے قرار دیدیا هو - کسی شخص کیلیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی راے کے اظہار سے روکے ' اگرچہ وہ دینی هو اور عام اعتقادات دینیہ کے مخالف - البتہ اُس صورت میں اسکا اظہار روکا جاسکتا هے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کیلیے مضر هو -

هر وطنی کو پورا حق حاصل هے کہ اپنی راے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے ' یا چھاپ کر شائع کرے -

اسی طرح هر وطنی کو حق توزیع و اشاعت حاصل هے -

" حق تملک " ایک مقدس حق هے - کسی شخص کی طاقت نہیں کہ کسی کی ملکیت اس سے چھین سکے - البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم هیں - لیکن اسکے لیے بھی جب تک قانونی ضرورت نہو' کوئی شخص اپنی ملکیت سے دست بردار هونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ۔

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے هے کہ " حق حکم و تسلط " اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل هو - جمیع ابناء وطن اپنے تمام حقوق میں مساوی هوجائیں ' حریت سے متمتع هوں اور هر طرح مامون و مصئون رهیں - پس امت فرنساوی کا شعار وطنی حریت ' مساوات ' اور اخوت قرار پایا هے "

یہ ایک حقیقت هے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا مبدء سعادت مجلس تشریع فرانس کا یہی اعلان تھا - تاریخ نے اسے " اعلان حقوق الانسان " کے لقب محترم سے محفوظ رکھا هے اور همیشہ محفوظ رکھیگی -

(٦)

هم نے اس حصۂ بیان کو اسلیے کسی قدر طول دیا ' تاکہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریۃ و جمہوریت سامنے آجاے - نیز اندازہ کیا جاسکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصۂ امور و مبادی نظام و اساس کیا کیا هیں ؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جستجوے حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی - یہی مبادی حریت هیں جنکو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ بتلا سکتا هے -

اس اعلان مبادی حریت میں بھی در اصل وهی ایک اصل اصول حریت اُسکی هر دفعہ کے اندر موجود هے' جسکی طرف گذشتہ نمبر میں هم اشارہ کرچکے هیں - تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاهیں تو صرف یہی هوگا کہ " السلطۃ للامۃ " یعنی حق حکم و تسلط صرف اُمت هی کیلیے هے -

چنانچہ اسکے بعد یہی اصل اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعات کے پیش نظر رها - انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی لیکن شاهی حقوق و تسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اسدرجہ قوی تھا کہ در اصل ایک شخصی تخت شاهنشاهی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رها تھا -

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق هوگئی - ایک گروہ ملوکی مگر دستوری و مقید حکومت قائم کرنا چاهتا تھا - گروہ غالب یہی تھا اور اسکے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا - دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کے نظام بناتا تھا - یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی مگر عوام اور کاشتکاروں پر اسکا اثر حاوی تھا - ۱۰ - اگست سنہ ۱۷۹۲ - کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کردے ' جو بادشاہ کے وجود سے بالکل مستغنی هو -

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب هوا - منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جسکے اکثر اعضاء ' مشہور انقلابی مصنف ' جان روسو Roussedu (۱) کے شاگرد تھے - انہوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ " السلطۃ للشعب وحدہ " حکم و تسلط صرف قوم هی کیلیے هے - اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیۃ (شاهی شرکت) سے بالکل خالی تھا - یہ نظام تاریخ انقلاب میں " دستور سنہ : ۱۷۹۳ " کے لقب سے مشہور هے -

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی قائم نہ رها - یہ دور انقلاب در حقیقت انسانی جذبات کی شورش ' اذهان کی طوائف الملوکی ' اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک هیجانی دور تھا - فرانسیسی قوم جو مدت سے معطل تھی ' سونچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی - لوگوں کی مثال (بقول ویکٹر هیوگو victor Hugo) " بالکل اُن قیدیوں کی سی هوگئی تھی ' جو مدۃ العمر قید خانے میں رهکر آزاد هورے هوں اور جیل کے احاطے سے نکلکر جب آسمان کی کھلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران هوکر رهجائیں کہ اب اُنہیں کیا کرنا چاهیے ؟ "

یہ حالت قدرتی هے اور همیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا نے ایسی هی حالتوں میں کاٹا هے -

(۱) جان جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اولین میں سے هے - سنہ ۱۷٥٦ - میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کیے - اسمیں هر طرح کے استبداد دینی و ملوکی کو ظلم و معصیت بتلایا تھا اور جمہوری حکومت کی اهل فرانس کو ترغیب دی تھی - جمہوری حکومت کے اُس نے متعدد نظام مرتب کیے تھے ' اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تھا - سنہ ۱۷۱۲ - میں پیدا هوا اور سنہ ۱۷٦٦ - میں بعالم دیوانگی وفات پائی - نغمات موسیقییہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وهی موجد هے -

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھوین صدي هجري کے چند مجاهدین

۱

دعوت اسلام

همارے ارن دشمنوں نے جنکي بساط هستي کا ایک گوشه بهي داغ خونریزي سے خالي نہیں، همکو همیشه طعنه دیا هے که نخل اسلام صرف تلوار هي کي دهوپ، اور صرف قہر و اکراه هي کي فضا میں پرورش پاتا هے، لیکن تاریخ نے هر موقع پر گواهي دي هے که نشر دعوت اسلامي کا سبب قہر و اکراه نہیں بلکه صرف رضا و سلم، حسن اخلاق، اور آسوهٔ حسنهٔ مسلمین مخلصین رها هے -

نصاراے حبش اور مسلمانوں کے درمیان سینکڑوں معرکے پیش آئے، اور اکثروں میں مسلمانوں نے دشمنوں کے اجسام کو اطاعت سیاست اسلامیه پر مجبور کیا، لیکن ان کو قبول دین اسلام پر کب اور کہاں مجبور کیا ؟ هاں هر موقع پر اسلام کے معجزهٔ اخلاق و خدا پرستي کي ایک تلوار چمکتي تهي، جو رسوم و عقائد فاسده کے حصار سے گذر کر قلوب و ارواح کو مسخر کر لیتي تهي !

چنانچه گذشته نمبر کے خاتمے میں تم پڑه چکے هو که دس هزار حبشي نصرانیوں نے کس تلوار کي زور سے اسلام کے آگے سر اطاعت خم کیا ؟ یقیناً وه فولاد کي تلوار نه تهي بلکه اخلاق اسلامي کا وه حربهٔ امن و زندگي تها، جس نے هر زمانے اور هر دور میں اپنے جوهر دکهاے، اور آج بهي الحمد الله که زنگ آلود نہیں هے !

افریقه اور شمالي نائجیریا میں آج جس سرعت سے اسلام خود بخود پهیل رها هے، اسکي رودادوں نے مسیحي مشنوں کي عمارتوں کو ماتم کده بنا دیا هے، لیکن دنیا دیکهه رهي هے که یه تلوار کي کاٹ نہیں هے - کیونکه تلوار کا قبضه تو اب همارے هاتهه سے نکلکر غیروں کے هاتهه چلا گیا هے، اور هماري گردنیں انکے اگے رکهدي گئي هیں -

سلطان منصور کي گرفتاري

سلطان منصور هزاروں مفتوح قلوب و اجسام کي جمعیت کے ساتهه دس دن تک دشمنوں کے انتظار میں سر میدان پڑا رها - "حطي" کو اس هزیمت کي جب خبر هوئي تو بے شمار فوج و سامان کے ساتهه سلطان کے مقابله کو نکلا - ظاهر هے که مسلمانوں میں اس جمعیت عظیمه کي مقاومت کي تاب نه تهي، تاهم آخر تک استقلال سے کهڑے رهے که فرار عن الزحف شریعت اسلامیه میں کفر هے - دس مسلمان سرداروں نے جان نذري اسلام کا حق ادا کیا، بالاخر سلطان منصور اور امیر محمد دشمنوں کے هاتهه گرفتار هو گئے اور اسوقت تک آزاد نهوے جب تک که انکي روح زندان جسم سے آزاد نهوئي -

یهه واقعه سنه ۸۲۸ - هجري کا هے، سلطان منصور کو صرف ۲ - برس حکومت کا موقع ملا -

سلطان جمال الدین

کسي قوم کے خدا کي نظروں میں محبوب هونے کي سب سے بڑي علامت یه هوتي هے که اوسکي خاک افراد عالیه اور اعاظم رجال کي پیدائش سے همیشه اپني نسل عظمت کو باقي رکهتي هے - آج هماري مصیبت عظمی یهي هے که اشخاص و رجال کي پیداوار هم میں کم هو گئي - هماري بزم سے جو فرد آٹهتا هے، اپني جگهه خالي چهوڑ جاتا هے - پس اوس دن پر افسوس، اگر وه دن هماري بد قسمتي سے آنے والا هي هو، جب هماري مجلس کا هر گوشه بیٹهنے والوں سے خالي هوگا ! !

اب ان ایام نحس وشوم میں، اون روز هاے میمون و مسعود کي یاد کیا کیجیے، جب که اسلام کا گوشه گوشه اس شعر کي صداقت سے معمور تها :

اذا مات منا سید، قام سید   قؤول لما قال الکرام فعول !

(هم وه هیں که جب همارا ایک سردار هم میں سے آٹهه جاتا هے تو دوسرا کهڑا هو جاتا هے - اور پهر وه وهي کهتا هے جو بزرگوں نے کہا تها، اور وهي کرتا هے جو بزرگوں نے کیا تها)

نویں صدي همارے تخم اقبال کیلیے کوئي اچها موسم نه تها، تاهم زمین میں پیداوار کي قوت ابهي باقي تهي - سلطان منصور کے بعد اوسکا دوسرا بهائي سلطان جمال الدین حکومۃ اسلامیهٔ حبش کا فرمانروا هوا - وه اپنے اعمال جلیله کے لحاظ سے اون سلاطین اسلام میں جگه پانیکے لائق هے، جن پر تاریخ عالم ناز کرتي هے -

هر عهد انقلاب ملکي کشمکشوں کا موسم هوتا هے - بربر کي قوم جو اب تک حکومت اسلامیه کے ما تحت تهي، اب آماده بغاوت هو گئي - (حرب جرش) ایک نو مسلم حبشي سردار اوسکي تادیب کي غرض سے روانه هوا -

صلح، جنگ، اور عفو !

حسب آئین اسلام :

و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا، فاصلحوا بینهما (۴۹ : ۹)	اگر مسلمانوں کي دو جماعتیں آماده جنگ هوں تو اون دونوں میں صلح کرا دو -

(حرب جرش) نے پہلے شرائط صلح پیش کیے، لیکن بربري اپني ضلالت و بغاوت پر قائم رهے - (حرب جرش) نے اسکے بعد کي دوسري آیت کي تعمیل کي - یعني :

فان بغت احدا هما علی الاخری، فقاتلوا التي تبغي حتی یفيء الی امر الله (۴۹ : ۹)	اگر ان دوں جماعتوں میں سے ایک اپني سرکشي پر اڑي رهي تو اوس سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک که وه فرمان الهي کے طرف رجوع نه کرے -

اب بربریوں کو هوش آیا اور آواز صلح بلند کي - پس (حرب جرش) نے تیسري آیت کریمه پر عمل کیا :

ادبیات

نمونۂ ایام حکومۃ اسلامیہ

مساوات اسلامي

(بدر) مین معرکہ آرا جو ہوا لشکر کفر * (عتبۂ ابن ربیعہ) تھا امیر العسکر
سب سے پہلے وھي میداں میں بڑھا تیغ بکف ' * ساتھہ اک بھائي تھا ' اور بھائي کے پہلو مین پسر
اس طرح اُس نے مبارز طلبي کي پہلے : * " مرد میداں کوئي تم میں ہو تو نکلے باہر "
سنکے یہ لشکر اسلام سے نکلے پیہم * تین جانباز کہ اک ایک تھا اوسکا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو (عتبہ) نے کہا : * " کس قبیلہ سے ہو ؟ کیا ہے نسب جد و پدر ؟ "
بولے : " ہم وہ ہیں کہ ہے نام ہمارا انصار * ہم میں شیدائي اسلام ہے ہر فرد بشر
جاں نثاران رسول عربي ہیں ہم لوگ * اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھدیتے ہیں سر
بولا (عتبہ) کہ " بجا کہتے ہو جو کہتے ہو * مگر افسوس کہ مغرور ہے اولاد مضر
تم سے لڑنا تو ہمارے لیے ہے مایۂ عار * کہ نہین تیغ قریشي کے سزا وار ' یہ سر "
کہہ کے یہ اوسنے کیا سرور عالم سے خطاب : * " اے محمد ! یہ نہین شیوۂ ارباب ہنر
جنگ نا جنس سے معذور ہین ہم آل قریش ' * بھیج اونکو ' جو ہوں رتبہ مین ہمارے ہمسر
آپ کے حکم سے انصار پھر آے صف مین ' * حمزۂ و حیدر کرار نے لي تیغ و سپر
ان سے (عتبہ) نے جو پوچھا نسب و نام و نشاں * بولے یہ لوگ کہ " ہاشم کے ہین ہم لخت جگر "
بولا (عتبہ) کہ " نہین جنگ سے اب ہمکو گریز * آؤ ' اب تیغ قریشي کے دکھائین جوہر "

* * *

یا یہ حالت تھي کہ تلوار بھي تھي طالب کفو * یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر :
بارگاہ نبوي کے جو مؤذن تھے (بلال) * کرچکے تھے جو غلامي مین کئي سال بسر
جب یہ چاہا کہ کرین عقد مدینہ مین کہین * جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر :
" مین غلام حبشي ' اور حبشي زادہ بھي ہوں ' * یہ بھي سن لو کہ مرے پاس نہین دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھي ہے ' * ہے کوئي ' جس کو نہ ہو میري قرابت سے حذر ؟ "
گردنین جھک کے یہ کہتي تھین کہ " دل سے منظور " * جس طرف اُس حبشي زادہ کي اوٹھتي تھي نظر !!

* * *

عہد فاروق مین جس دن کہ ہوئي اونکي وفات ' * یہ کہا حضرت (فاروق) نے با دیدۂ تر :
" اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا ! * اُٹھہ گیا آج نقیب حشم پیغمبر ! "

* * *

اس مساوات پہ ہے ... ر اسلام کو ناز * نہ کہ یورپ کي مساوات کہ ظلم اکبر !

(شبلي نعماني)

کشاکش حریۃ و استبداد !

(رعب) وقف کشمکش ہوں ' کیا کہوں کیا چپ رہوں ؟ * دلربا کہتا ہوں میں جسکو وھي جلاد ہے
ایک جانب مقتضائے جوش غم ' شور آفرین * اک طرف خوف ستمگر مانع فریاد ہے
ایک حکم اُسکا ' کہ عذر ناتواني کا حریف ' * ایک آزادي مري ' جو نذر استبداد ہے !

(رعب لکھنوي)

سلطـان شهاب الدين

سلطان جمال الدين کا جانشين سلطان کا بهائي (احمد بدلائي) الملقب بشهاب الدين هوا - اسنے اپنے بهائي کے قاتل سے قصاص ليا - هميشه سلطان شهيد کے قدم بقدم چلا - عدل و انصاف کے ساتهه حکومت کي - اسکے عهد ميں راستے مامون اور غله ارزاں رها - یه سلطان' مورخ (مقريزي) کے عهد ميں (جو نويں صدي هجري کا مصنف هے) موجود تها - وه خود موضع (دکر) ميں تها اور اسکا بهائي خير الدين صوبهٔ (رکله) ميں رهتا تها - شاهان حبش سے لڑائياں بهي جاري تهيں -

خـاتمه

خاتمه هر شے کا درد ناک هوتا هے اور خصوصاً فرزندان اسلام کا خاتمه ! هزار ساله حکومت کے بعد قواء اسلاميه هر جگه ضعيف هو - (حطي) نے مسلمانوں کي حکومت کو سواحل تک محدود کرديا - مدت تک وه اسپر قانع رهے' بالاخر ايک فرنگي درنده جو برسال سے صيد طرابلس کي فکر ميں هے' ناگهاں وهاں نمودار هوگيا' اور (زيلع) کے اکثر حصص کو اپنے پنجے ميں لے ليا : اللهم مالک الملـک ' توتي الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء' انک علی کل شی قدير !

مضـ ـون کا ماخـــذ

اس مضمون ميں هم نے اپني عادت کے خلاف کتابوں کا حواله نہ ديا - اسليے که مضمون کا بڑا حصه در اصل ايک هي کتاب ماخوذ هے' اور اسکے علاوه مسلمانان حبشه کے حالات کيليے اور کوئي معتبر ذريعه بهي نهيں - مشهور مورخ مصر (علامهٔ مقريزي) ايک رساله صرف مسلمان شاهان حبش کے حالات ميں لکها هے - اس کا نام : " الالمام ' بمن في بلاد الحبشة من ملوک الاسلام " هے - اس مضمون کا ماخذ اصلي يهي تصنيف هے -

اسکے علاوه جا بجا بعض مطالب ديگر مصنفات سے بهي ماخوذ هيں' ليکن انکے ليے حوالے کي چنداں ضرورت نظر نه آئي - اردو ميں پهلي دفعه يه حالات بيان کيے گئے هيں - اميد که وسيلهٔ موعظت و ذريعه عبرت و بصيرت هوں : و جاءک في هذه الحق و موعظة و ذکری للمومنين (۱۱ : ۱۲۲)

اراده هے که اس سلسلے ميں ديگر غير معروف مقامات کے مسلمان حکمرانوں کے حالات کا بهي تفحص کريں اور انکے حالات مرتب هوکر شائع هوں - ارادوں کي وسعت کو کيا کيجيے که انکي کوئي انتها هي نهيں - اصل شے توفيق کار هے اور وه الله کے هاتهه هے -

لغـــات جـــديـــده

مولفـه

مولانا السيد سليمان الزيدي

يعني : عربي زبان کے چار هزار جديد' علمي' سياسي' تجارتي' اخباري اور ادبي الفاظ اصطلاحات کي محقق و مشروح ڈکشنري' جسکی اعانت سے مصر و شام کي جديد علمي تصنيفات و رسائل نهايت آساني سے سمجهه ميں آسکتے هيں' اور نيز الهلال جن جديد عربي اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبهي کبهي کرتا هے' وه بهي اس لغت ميں مع تشريح و اصل ماخذ موجود هيں - قيمت طبع اعلی ۱ - روپيه ۴ آنه - طبع عام ۱ - روپيه - درخواست خريداري اس پته سے کي جاے :

منيجر المعين ندوه' لکهنو -

تاريخ حيات اسلامي

الهلال اور پريس ايکٹ

همت بلند دار که مردان روزگار
از همت بلند بجائے رسيده اند

استعينوا بالصبر و الصلوة !

فخر قوم' هادي ملت' السلام عليکم و رحمته الله و بر کاته' آج ابهي ابهي همدرد بلا' اور سب سے پہلے اسکے ضميمه پر نظر پڑي جسميں اول سرخي " الهلال سے ضمانت " نظر سے گذري' ديکهنے کے ساتهه هي سناٹا سا چها گيا' افسوس که الهلال بهي اس شمشير براں سے نه بچا' مگر خير' کچهه خوف نهيں' هم نهيں سمجهه سکتے که اس آئے دنکي ضمانتوں اور ضبطيوں سے گورنمنٹ کا منشا کيا هے ؟ کيا وه همارے جذبات کو پامال کرنا چاهتي هے ؟ کيا هماري صداقت انتما زبان کو بند کرنا چاهتي هے ؟ اگر يهي منشا هے تو هم بجاے دو هزار کے دس هزار کا ڈهير گورنمنٹ کے ايوان حکومت کے آگے لگاديں گے ليکن اپنے سچے جذبات کے اظهار سے باز نه آئيں گے -

يه ضمانت الهلال سے نهيں لي جا رهي بلکه قوم سے لي جا رهي هے' جو ان دو هزار کے عوض انشاء الله دس هزار پورے کرديگي' الهلال ايسي چيز هے جسپر بجاے روپيه کے قوم اپني جان تک نثار کرنے کيليے طيار هے' پهر يه دو هزار کيا بلا هے ؟ آپ ضمانت ديديجيے اور قوم آپ کے نذر کرديگي' اور اپنے حق گو زبان وقلم کو رکنے نه ديگي خدا همارے ساتهه هے' يه دهمکياں همارے سد راه نهيں هوسکتيں' ميں پانچ روپه کي حقير رقم اپنے الهلال محبوب پر سے نثار کرتا هوں - اميد که جناب شرف قبوليت عطا فرماکر مجهے ممنون کرم فرمائيں گے -

جناب کا ادنی نياز مند
حسن مثنے رضوي

آج زميندار اخبار نظر سے گذرا - طلبي ضمانت کا حکم بهي سنا - جب اس بلا سے آن عام اڈيٹر ونکو نجات نهيں ملي جو قديم روش سے هٹ کر نسبتاً راه صداقت و حريت پر لگ گئے هيں' تو بهلا الهلال کيونکر بچ سکتا تها جو آج سات کرور مسلمانوں کے دل اپني مٹهي ميں رکهتا هے ؟ مگر خير کسيوجه سے جلدي کرنا ممکن نه تها اسليے اب تک خاموشي رهي - اخر کار نادرشاهي حکم نے اپني قوت کي نمايش کر هي دي - ميں ايک غريب طالب العلم هوں - دو وقت کے کهانے کے سوا اور کوئي متاع ميرے پاس نهيں - دل البته هے سو وه آپ پر پہلے هي سے نثار کر چکا هوں - اسليے ايک نهايت قليل رقم ۸ - آنے کي پيش کش هے - يه ميں نے اپني توپي خريدنے کيليے بچا رکهي تهي - البته آن هزارها اخوان ملت سے جو الحمد لله که حلقه الهلال ميں شامل هيں' مستدعي هوں که اپنے زباني دعوؤں کا آج کچهه ثبوت بهي ديں -

(احمد حسين طالب علم مشن اسکول بمبئي)

فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ' ان الله يحب المقسطين (۴۹ : ۱۰)	جب وہ باغي جماعت فرمان الهي کے طرف رجوع کرے تو پھر باهم عدل و انصاف سے صلح کرا دو ! الله صلح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

(حرب جوش) نے اس مہم سے فارغ هوکر (حطي) کي طرف رخ کیا اور اوسکو شکست دي - (حطي) نے پھر ایک بڑي فوج جمع کي اور (جدایه) میں آکر خیمه زن هوا - سلطان خود اسکے مقابله کو نکلا - اور مظفر و منصور واپس آیا ' اسپر (حطي) نے مسلمانوں سے آخري انتقام لینے کي کوشش کي اور عزم کرلیا که اس فتح کے بعد ملک حبش کے کسي گوشه میں بھي کوئي کلمه گوے اسلام زنده نه رهنے پاے -

سلطان نے بھي فوج کے اجتماع و اهتمام میں پوري قوت صرف کي اور آخر وہ ساعت آپہنچي جب کفر و اسلام کي دو قوتیں باهم ٹکرا گئیں - کامل تین مهینے تک اسلام کي تلوار برق بن بنکر ظلمت کفر کے بادل میں چمکتي رهي - تیسرے مهینے پردہ ابر چاک هوا تو نظر آیا که حبشان کي اقلیم اسود' مقتولین کے خون سے یکسر سرخ ہے ' (حطي) جان لیکر بھاگ گیا ہے ' اور مسلمان مال غنیمت کے خزانوں کو باهم تقسیم کر رہے هیں ! !

اسکے بعد سلطان نے ایک دوسرے انقطاعي معرکه کي طیاریاں شروع کیں اور عساکر اسلام کي ایک ایسي جماعت کے ساتھه' جس سے بڑي کوئي جمیعت حبش میں عام اسلامي نے کبھي جمع نه کي تھي ' روانه هوگیا -

(حطي) مقابله سے عاجز تھا - پانچ مهینے تک شہر به شہر آوارہ پھرتا رها - سلطان اوسکے پیچھے پیچھے تھا - بالاخر سلطان مظفر و منصور غنائم کثیر کے ساتھه دارالخلافت کي طرف مراجعت فرما هوا -

اسکے بعد بھي ایک اور معرکۂ شدید و صعب پیش آیا - مسلمانوں نے ۲۰ - دن کي مسافت طے کرکے دهاوا کیا - غنیم کي فوج تازہ دم تھي ' اور دونوں طرف جمعیت عظیمه صف آرا ' تاهم مسلمانوں نے هزیمت نه اٹھائي ' اور هر فریق دوسرے فریق کا بازو دبا کر هٹ گیا -

سلطان کي شہادت

خانداني مناقشات قدیم حکومتوں کا جزو لاینفک هیں - سلطان جمال الدین گھر سے باهر دشمنوں سے هنگامه آرا تھا اور گھر میں اوسکے عم زاد بھائي اسکے لیے سازشوں کا دام بچھا رہے تھے ! چنانچه افسوس که سنه ۸۳۵ - میں سات برس کي حکومت کے بعد بھائیوں کے هاتھه سے شهید هوا ' حالانکه دشمنوں کي تلوار سے اسے کوئي خوف نه تھا ! !

سلطان جمال الدین اپنے عہد میں جمال چہرۂ اسلام اور رونق مجلس ملت تھا - فتوحات کي کثرت اور رقبۂ حکومت کي وسعت میں اپنے پیشروؤں سے همیشه اقدم اور علم و فضل کا همیشه قدردان رها - اسکے دربار میں فقہا و علما کا مجمع رهتا تھا - عدل و انصاف میں وہ تعلیم اسلامي کا ایک صحیح اور کامل ترین نمونه تھا -

مساوات اسلامي

ایک عدیم النظیر مثال

اوسکي زندگي کا ایک واقعه بھولنے کے لائق نہیں - وہ عدل و مساوات اسلامي کي ایک مثال جلیل و عظیم ہے -

هم جب کہتے هیں که اسلام کا نظام حکومت جمہوري ہے ' هم جب کہتے هیں که مساوات بین الناس اصل نظام حکومت اسلامیه ہے ' هم جب کہتے هیں که عدل عمومي اساس بناے خلافت نبوي ہے ' تو اسپر مخالف کہتے هیں که یه متاع عزیز تمهاري دکان میں کہاں ؟ یه مصنوعات و مخترعات تو یورپ کي نقل و محاکات هیں - لیکن اے غریب مدنیة اسلامي ! اور اے نا آشناے حقیقت ملت حنیفه ! تجھے کیا بتائیں که همارے امانت خانوں میں اس جنس کي کتني فراواني ہے ؟ مدینه ' دمشق ' بغداد ' اور قرطبه کے افسانے تجھے کب تک سنائیں ؟ اور دور خلافة اسلامیه کا مرقع مقدس تیرے لیے کیونکر نظر افروز هو ؟ دیکھه ! وحشت زار افریقه میں ' جسکا هر باشندہ بیسویں صدي کے یورپ کے نزدیک احقر خلق الله اور مستحق هر ذلت و لعنت ہے ' هم نے عدل و مساوات کي کیسي مثالیں پیش کي تھیں ؟

سنا هوگا که امریکه کے حبشیوں کو فرزندان تہذیب سپید نے تیل چھڑک چھڑک اسلیے زنده جلا دیا تھا که اوسکے ایک بھائي نے ایک یوروپین کو دنگل میں زیر کر دیا تھا' خود افریقه میں تم نے سنا هوگا که یورپ کي ایک عظیم الشان اور مدعي تہذیب و مدنیت حکومت کے ایک بہت بڑے جنرل نے ' ایک بوسیدہ لاش کي هڈیوں کے مدفن کو اس جرم میں کھود ڈالا تھا که اوسنے اپنے وطن مقدس کي محافظت کي تھي !

لیکن اسي افریقه کے ایک گوشے میں چار سو برس پیچھے چلو' هم تمھیں ایک دوسرا منظر دکھاتے هیں -

سلطان جمال الدین کے ایک چھوٹے سے بچے نے کھیل میں اپنے ایک هم عمر لڑکے کا هاتھه توڑ دیا - شہزادے کي شکایت ایک غریب لڑکے کے والدین کیا کرتے ؟ خاموش هو رہے - اتفاقاً کچھه دنوں کے بعد خود سلطان کو اسکي اطلاع هوگئي - بر سر دربار شہزادے کو قصاص کیلیے طلب کیا - یه کیا عجیب اور ما فوق العادہ منظر تھا ! سلطان باپ تخت پر متمکن تھا - مجرم فرزند سامنے کھڑا تھا ' غریب لڑکا اور اوسکے والدین دوسري جانب تھے - سلطان نے قصاص کا حکم خود اپني زبان سے دیا - امرا شفاعت و سفارش کیلیے اپني اپني جگه سے اٹھے ' مگر اس پیکر عدل نے صاف انکار کردیا - خود اولیاء مدعي نے شہزادے کي معافي کا باواز بلند اعلان کیا - اسپر بھي سلطان راضي نہوا - بالاخر دربار کو اس منظر کي تاب نه رهي - هر طرف سے آواز گریه و بکا بلند هوگئي' سلطان سفارشوں کي صداؤں ' عفو و درگذر کي آوازوں ' اور گریه و بکا کے شور میں زنجیر محبت پدري کو توڑ کر آگے بڑھا' اور خود اپنے هاتھه سے قصاص لیا ! !

کس کیلیے ؟ ایک غریب لڑکے کیلیے ! کس سے لیا ؟ اپنے جگر گوشے اور اپنے جان و دل سے عزیز تر محبوب فرزند سے لیا ! !

آہ ! کوئي چیز اوسکو اداے فریضۂ مساوات اسلامي سے نه روک سکي ! !

یورپ ! تو مساوات کا کس منهه سے مدعي ہے ' جب ایک سڑک کي راستي و کجي تجھکو رعایا کے خون سے زیادہ عزیز' اور ایک پورے ملک کي قیمت تیرے بازار مساوات میں ایک گورے انسان کے خون سے زیادہ گراں ہے ؟

شاهان حبش کي موت و انقلاب

(حطي) اسحاق بن داود بن سیف ارعد ' سلطان جمال الدین کے عہد میں مرگیا - یه واقعه سنه ۸۳۳ - کا ہے - اسکے بعد (اندر اوس بن اسحاق) بادشاہ هوا - چار مهینے کے بعد یه بھي مرگیا - اسکي جگه پر اسکا چچا (هربناي بن اسحاق) تخت نشین هوا - یه بھي چند مهینوں سے زیادہ زنده نه رها - ان سب کے بعد اسحاق کا بیٹا (سلمون) بادشاہ هوا اور آخر عہد تک قائم رها -

عسر و یسر ' اوج و حضیض ' اور صدق و کذب ' سب لازم و ملزوم ہیں اور قوانین قدرت مقتضي ہیں کہ انسان دونوں کو آزمائے -

ہاں تاریخ عالم یہ بتاتي ہے کہ زمانہ کي گردش نے حامیان صداقت کو ہمیشہ چکر میں رکھا ہے -

صدق و کذب کے مقابلہ میں اگرچہ کوتہ بیں نظریں اس سطحي فتح کو جو انسانوں کي بد باطني کے سبب سے کذب کو صداقت پر حاصل ہوتي ہے' دائمي جاننے لگتي ہیں' مگر ماضي کے واقعات اس کي تردید کرتے ہیں اور بالاخر سچي فتح صداقت هي کو نصیب ہوئي ہے -

مصیبت و آزمایش دنیا میں صرف انساني طبائع کي مستقل مزاجي ' حقیقي شکر گزاري ' اور سچي ہدایت کي ازمایش کے لیے ہوتي ہے -

مبارک ہے وہ شخص جو ایسي آزمایش میں پڑے' اور پھر قابل رشک ہے وہ ذات جو ایسي آزمایش میں سے کامیاب ہوکر نکلے - میں بذات خود ایسي گردش اور ایسي مصیبت کو نعمت عظمی سے تعبیر کرتا ہوں - اپنے لیے ہمیشہ اسي امر کا خواہشمند ہوں اور اسي لیے آپ کو بھي بحیثیت ایک مخلص کے ہمیشہ اس قسم کي مصیبتوں اور اس قسم کي آزمائشوں میں پھنسا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں - قومي جذبات کا پاکیزہ درد وہ درد ہے' جس کي لذت سے شاید هي کوئي انسان واقف ہوکر گریز کرے - میں تو ایسے درد کو خدا سے چاہتا ہوں -

دنیا اعتباري ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شے هي مختلف موقعوں کے لیے حسن و قبح ثابت ہوئي ہے - پا بہ زنجیر ہونا اور قید بھگتنا صرف جرم و گناہ کي پاداش کے لیے ہوتا ہے اور اسي لیے اس کو عوام نفرت و حقارت کي نگاہ سے دیکھتے ہیں' مگر وهي زنجیریں ایک حیثیت سے قابل زینت زیور تصور ہوتي ہیں' جبکہ انسان اپنے فرائض دین اور واجبات قومي کے لیے پا بہ زنجیر' طوق بہ گلو' اور بالاخر مگر سب سے مبارک' سربر دار ہو -

ہلال نکلا - بدر بنا ' گہن لگا ' تھوڑي دیر رہیگا ' مگر ہلال پھر ہلال ہوکر عروج اختیار کریگا - انشاء اللہ - مجھے دلي ہمدردي ہے - میں اپني طرف سے چھہ روپیہ چھہ آنہ کي ناچیز رقم خدمت والا میں پیش کرتا ہوں !

گر قبول افتد زہے عز و شرف

میں بھي فوراً تار دیتا مگر وہ چھہ آنہ کے پیسہ بھي ضائع ہوتے دیکھکر اسي رقم میں شامل کردیے گئے -

آپ کا مخلص خادم

احقر - ایڈیٹر افغان - پشاور

السلام علیکم - اخبار زمیندار سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھي ۲ - ہزار کي ضمانت طلب کي گئي ہے ' اسکے معني یہ ہیں کہ تمام پیروان کلمۂ توحید سے ضمانت مانگي گئي ہے - مبلغ ایک روپیہ کي حقیر رقم آج ارسال خدمت ہوگي - یقین رکھیے کہ آپکي کوششیں بیکار نہیں گئیں - وہ اپنا کام پورا کرچکي ہیں اور اب ان باتوں سے کچھہ نہیں ہوتا -

(احمد علي بی - اے)

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

---

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم !

اللہ اللہ ! ایہا المسلمون !

سنگ را دل خوں شود از نالہاے زار من
این دل فولاد تو یک ذرہ سوہان گیر نیست ؟

یہ ان یتیم اور بیواؤں کي درد بھري آواز کي فغاں سنجي ہے جنکو کانپوري شہدا اپني ابد الاباد مفارقت کا صدمہ دے کر جام شہادت نوش فرما گئے اور ان کیلیے یک شبینہ نان جویں اور ہفتہ روزہ ستر پوشي کا سامان بھي نہ چھوڑ گئے - بلکہ ان کے رہے سہے معدود معاون جو دن بھر مزدوري کرکے شام کو پیٹ پال لینے کا کوئي ذریعہ بہم پہنچا سکتے تھے' وہ بھي اسي رنج و غم میں بجرم دیوانگي طوق و سلاسل پہن کر محبوس پڑے ہیں !

زین مصیبت قوم را بادیدۂ پرخون نگر
گر ندیدستي سحاب خوں چکان را بر زمیں

اب انکے بچوں کي آہ و زاري اور بیکس بیوہ اور بے بس ماؤں کي بیقراري کا سننے والا بجز اس ذات برحق کے کون ہے ؟

مسلمانو ! خدارا ہوش میں آؤ' اپنے جذبات اسلامي کا اثر دکھاؤ ! قوت ایماني کا ثبوت دو ! تم مسلمان ہو' تمہارے دلوں سے نعرۂ اللہ اکبر کي صدائیں بلند ہوتي رہي ہیں ' تمہارے ہاتھوں نے دنیا کو مسخر کرلیا تھا ' تمہاري ہمدردیوں نے اعدا کے دلوں میں جگہ کرلي تھي ' اور تمہاري فیاضیاں ضرب المثل ہوچکي ہیں - ابھي ابھي اس گئے گذرے زمانہ میں بھي یونیورسٹي اور جنگ طرابلس و بلقان میں اپني بھري جیبوں سے کرم و بخشش کا شاندار ثبوت دے چکے ہو :

اے کہ بوالي افتخار دین و دنیا پیش ازین
داستانت یاد دارد ہم زمان و ہم زمین

پھر کس خوف ' کس بے حمیتي ' اور کس بے حسي نے تمکو کانپوري مظلوموں کي اعانت سے روک دیا ؟ گورنمنٹ تو تمکو ان ہمدردیوں سے نہیں روکتي - قانون جایز حقوق کے طلب کرنے سے مانع نہیں ہوتا - طلب و استدعا کے ہاتھہ قطع نہیں کیے جاتے - منصف حکام ان ہمدردیوں سے برہم نہیں ہوتے - پھر کیا تم اپني مساجد و معابد کي حرمت برقرار رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اپنے حقوق کي پامالي پر تمکو تاسف نہیں ہوتا ؟ کیا مظلوم اور بے قصوروں کي اعانت تمہارے ملک میں جایز نہیں ؟ فبای حدیث بعد اللہ و ایاتہ یومنون ؟

فخر قوم مسٹر مظہر الحق جیسے فداے قوم سے ہمدردي کا سبق لو اور اپني زندگي کا ثبوت دو :

شیر شو' شیرانہ در صحراے شیران پاے نہ'
مرد شو' مردانہ پند ناصحان را گوش دار !

ہندوستان میں سات کرور مسلمانوں کي آبادي ہے' اگر ایک پیسہ في نفر کا اوسط رکھہ کر بھي کانپوري مظلوموں کي عزا داري کیجاتي تو (۱۰,۹۳,۷,۵۰) دس لاکھہ ترانوے ہزار سات سو پچاس روپیہ جمع ہوسکتا تھا ! حالانکہ تخمینۂ اخراجات صرف دو ڈھائي لاکھہ بتایا جاتا ہے جو ایک چوتھائي آبادي مسلمانان ہند کي پورا کرسکتي - کیا ہم ایسے گئے گذرے کہ دین الہي کے ایسے مہتم لشان کام میں ایک ایک پائي چندہ کا بھي اوسط پورا ہونا ہم سے مشکل پڑے ؟ یاد رکھو کہ یہ اوس آزادي کي پہلي منزل ہے جس میں چل کر کانہ اپنے حقوق کو تم گورنمنٹ سے طلب

من ازآں حسن روز افزوں که یوسف داشت ' دانستم
که عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

مولانا الهمام

مبارک هوکه الهلال کے حسن و جمال و صدق مقال نے باوجود اپنے مخصوص اثر اور قوت و عظمت کے ' اسدرجه سحر کاري کي که بالاخر گورنمنت عاليه تاب صبر نه لاسکي - البته يه عجيب بات هے که صرف دو هزار روپيه هي ميں اوس نے سردست راضي هورهي هے ! حضرت آپ تو ازاد هيں - پهر بقول سعدي :

قرار درکف ازاد گاں نه گيرد مال
نه صبر در دل عاشق نه آب در غربال

آپکي جيب تو خالي هوگي مگر ناظرين الهلال يقيناً علي قدر مراتب اس رقم کے ادا کرنے ميں ذرا بهي تامل نه فرمائينگے - آج هندوستان ميں اس سرے سے اس سرے تک لاکهوں عشاق الهلال پهيلے هوے هيں - قصبوں اور ديهاتوں تک ميں اسکے سيکڑوں جان نثار موجود هيں' روپيه توکيا شے هے' جان تک پيش کرنے کيليے حاضر هيں - ابهي يه خبر اچهي طرح مشتهر نهيں هوئي هے - خدا را جلد اپنے اراده سے مطلع فرماليے اور عجلت کيساتهه گورنمنت اور الهلال ميں رشتۂ محبت مستحکم کرا ديجئے -

خوشا وقتے و خرم روزگارے که يارے برخورد از وصل يارے

والسلام

مظهر الحق نعماني - ردولوي

افتخار المسلمين ' رأس الموحدين حامي اسلام ' مرجع خواص و عوام' ادام الله مجدکم !

السلام عليکم و رحمة الله و برکاته - همدرد سے معلوم هوا که الهلال سے بهي دو هزار روپيه کي ضمانت طلب کيگئي هے - يه سنکر جو صدمه ميرے قلب محزوں پر هوا - اوسکے تشريح خارج از تحرير هے - الله تعالى جناب کو حوادث ارضيه و سمائيه سے هميشه محفوظ رکهے ! آمين - جو اصلاح جناب نے گمراهان باديۂ ضلالت کي بذريعه الهلال فرمائي هے ' اور جس خوش اسلوب پيرايه ميں قران کريم کے حقائق و معارف سياسيه سب سے پهلي مرتبه قوم کے سامنے پيش کيے هيں ' اوسنے غافلونکو بيدار ' جاهلونکو هوشيار ' اور بے دينونکو ديندار بنا ديا هے ' اور اسکي خدائي روکو اب کوئي روک نهيں سکتا - اونکے دلونميں ايک پائدار حرکت آزادي کي پيدا هوگئي هے -

مولانا - آپنے اپنے اس طرز عمل سے قلوب مسلمين ميں وه وقعت اور عظمت پيدا کرلي هے جسميں دوسرونکو کم حصه ملا هے - و ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

محمد اسحاق مدرس مدرسه اسلاميه
از قصبه لهر پور - ضلع سيتا پور

اخبار زميندار ميں يه ديکهکر که آپسے بهي ضمانت طلب کي گئي هے ' طبيعت کو جس درجه صدمه پهنچا ' عرض نهيں کرسکتا - صاف صاف کيا کهوں ؟ بس دعا هے که خداوند کريم گورنمنت پر اور هم سب پر رحم فرمارے - اب وه ايسے لوگوں پر متوجه هونے کي آخري غلطي کر رهي هے ' جنکے ايک اشارہ چشم کے کڑوروں انسان منتظر هيں !

ميري يه لفظي همدردي هي نهيں هے - اپني حيثيت کے مطابق عملي خدمت گذاري کرنے کيليے ابهي جان و دل سے حاضر هوں -

مجهے معلوم نهيں که الهلال کے ناظرين کا دائره کسقدر وسيع هے ؟ تاهم سيلوں ' برما ' افريقه ' عدن ' اور هنگ کانگ تک اسکے اوراق لوگوں کے هاتهوں ميں ديکهے گئے هيں - ميرے طرف سے يه تحريک درج اخبار فرما ديجيے که هم ناظرين اسکو اپنا ديني فرض تصور کرتے هيں که رقم ضمانت اپني جيبوں سے ادا کرديں ' اور آئنده بهي جب کبهي ضرورت هو تو چند لمحوں کے اندر روپيوں کا ڈهير لگا ديں - ناظرين الهلال سے درخواست هے که وه اپني حيثيت کے مطابق رقوم اعانت دفتر الهلال ميں بمد ضمانت بهيجديں گے -

همدرد و کامريڈ کے ضمانت فنڈ ميں بهي دفتر زميندار کو پيشتر بهيج چکا هوں -

نيازمند مجيد حسن بي - اے - ايل - ايل - بي

طلبي ضمانت کا حال معلوم هوا - ميرے خيال ميں جس دن آپنے اپنا مقدس رساله نکالا تها ' اوسي دن سے اس حکم کے متوقع هونگے - مگر اميد هے که يه حکم بلکه اسي قسم کے صدها احکام ايسے اُن ارادوں کيليے جو ارادۂ الهي کے ماتحت هيں' پر کاه کے برابر بهي وزني ثابت نهونگے - ٨ - روپيه ضمانت فنڈ ميں پيش کرتا هوں اميد که قبول فرماليں گے -

پانچ روپيه ٹونک سے بهي آپکے خدمت ميں روانه کيے جا چکے هيں -

حسن مرتضى رضوي (امروهه)

تيغوں کے سايه ميں هم پلکر جواں هوے هيں
خنجر هلال کا هے قومي نشان همارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نهيں هم
سو بار کر چکا هے تو امتحاں همارا

با مولانا

السلام عليکم ' مبارک هيں آپ لوگ - که معشوق کي نظر عنايت سے بهي محروم نهيں' اور پهر قوم ميں وه رتبه که بڑے بڑونکو نصيب نهيں ' ميں کهه نهيں سکتا که مجهے کسقدر خوشي هوئي جسوقت که ميںنے زميندار ميں يهه ديکها که سر جيمس مسٹن صاحب کا کاري مگر تفريح بخش وار آپکے دل کو بهي مجروح کرگيا - انشاء الله آئنده فتح و نصرت کي اس کو ابتدا سمجهيے (ا - ا - علوي قيس) - از کاکوري - لکهنؤ -

خدا جناب کو اپنے مقدس ارادوں ميں کامراني نصيب کرے اور مصائب روزگار کے مقابله ميں فتح و نصرت عطا فرماے ! آپ کے ليے ميري طرف سے تلقين صبر و استقلال کي تو هوبهو ايسي هي مثال هے ' جيسي آفتاب کو شمع دکهانا ' يا دريا کے آگے رواني کے معنے بيان کرنا ' ليکن پهر بهي دو چار الفاظ طبيعت کے اصرار سے حوالۂ قلم کيے ديتا هوں -

مگر حيران هوں که کيا لکهوں اور کس پيرايه ميں اپنے مافي الضمير کا اصلي نقشه کاغذ پر کهينچوں ؟ تلاطم جذبات سلسلۂ خيالات کو قائم رهنے نهيں ديتا ' اور پرواز تخيل اظهار مطلب سے مانع هے - جب سے ميں نے طلبي ضمانت کا حال سنا هے ' سوچ رها هوں که آپ کو مبارکباد دوں يا قوم سے اظهار همدردي کروں ؟ ايسے زنده افراد قوم کي موجودگي پر فخر کروں يا اپني شومي قسمت پر ماتم ؟ ليکن جانتا هوں که يه جو کچهه هوا هے ' کوئي نئي بات نهيں - مشاهدات روزانه اِس امر کي تصديق کرتے هيں که دنيا کي تمام هستياں اپني اپني ضد کي بدولت قائم هيں' حيات و ممات '

محمد حسین دکنی ' اور مولوی غیاث الدین رامپوری کی سند هوں ؟

اسکے بعد آپ " واقعات " کو " دلایل " کے معنی میں استعمال کرتے هوے لکھتے هیں :

" افسوس هے که بهار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نهیں ورنه غالباً " بقید صفحه و سطر " میں بتا سکتا که فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنی میں استعمال کرنے کی " افسوس ناک غلطی " کی هے "

" عظیم الشان بهار عجم " کے نه ملنے پر آپ کو جو افسوس هے ' اسمیں مجھے آپ سے همدردی هے ' مگر ساتھه هی خود غرضانه اسکی خوشی بھی هے که اگر خدا نخواسته دلائل قاطعه و براهین ساطعه کی یه تیغ بے اماں آپکے هاتھه آجاتی تو نهیں معلوم میری معروضات کی مسکین هستی کا کیا حال هوتا ؟

پھر لطف یه هے که آپ " بقید صفحهٔ و سطر " بتلا دیتے ' اور اسکے بعد غالباً قرنوں اور صدیوں تک کیلیے " حظ بمعنی لذت " کا علم ثبوت سرزمین لغات فارسیه و اصطلاحات علمیه میں نصب هوجاتا !! و ذلک مبلغهم من العلم !

اسکے بعد دلائل و اسناد کی ایک عظیم الشان صف رو نما هوتی هے جسکے سرخیل حلقه حضرت " غیاث اللغات " هیں اور انکے پیچھے پیچھے علامهٔ پامر ' مولانا وینلس ' محقق اسٹین گاس ' فارسی لغات کی موت و حیات کا سر رشته سنبھالے هوے تشریف لا رهے هیں ' اور سب کے آخر میں خود جناب هیں ' جو فن لغت کی اس مهیب نمایش کے بعد مجھے دعوت غور و فکر دیتے هیں اور فرماتے هیں :

" غور فرمالیجیے که یه " اهل لغت " نه صرف حظ کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے هیں بلکه اس سے جتنی تراکیب پیدا کرتے هیں ' ان سب میں بھی حظ کے معنے لذت اور " صرف لذت " کے لیتے هیں " !

جب آپکی واقفیت کا یه حال هے تو ارباب علم انصاف کریں که اب میں کیا کہوں ؟ آپ کو کون سمجھاے که کسی فارسی لغت کا نولکشوری پریس میں چھپنا هی دلیل وقار نهیں هے ' اور نه اسمیں آپکے حسب مطلب حظ کے لفظ کا ملجانا مستند هونے کا کوئی ثبوت - آپ غالب کے " ایک " شعر پر معترض هیں ' جس نے (قاطع برهان) لکھکر همیشه کیلیے هندوستانی لغت نویسوں کی آبرو مٹا دی ' مگر مسکین ٹیک چند کے نه ملنے پر آپکو افسوس هے ' اور پورا یقین هے که اگر (بهار عجم) کسی طرح میسر آجاتی تو " بقید صفحه و سطر " بتلا کر آپ اس بحث کا خاتمه کردیتے - حالانکه جهاں (محمد حسین دکنی) کو کوئی نهیں پوچھتا ' وهاں (ٹیک چند) کا نام لینا ایک ایسی بات هے ' جو صرف آپ هی سے ممکن تھی -

" بهار عجم " کے نه ملنے کے " افسوس " کے بعد " خوش قسمتی " سے غیاث اللغات آپکی " میز " پر نکل آتی هے - چنانچه آپ لکھتے هیں :

" خوش قسمتی سے غیاث البته میز پر موجود هے اور اسکی عبارت یه هے ...."

افسوس هے که آپکی اس " خوش قسمتی " میں بھی مجکو " بدقسمتی " سے خلل انداز هونا پڑیگا - میں پوری ذمه داری کے ساتھه آپکو بتلانا چاهتا هوں که غیاث اللغات کا نام فارسی لغات کی بحث میں لینا نهایت تمسخر انگیز هے - استدلال تو بجاے خود رها ' کوئی فارسی داں شخص اپنی میز پر اسکو جگه دیکر آپکی طرح خوش قسمت هونا بھی پسند نهیں کریگا -

اسکے بعد آپنے چند انگریزی لغات کا حواله دیا هے - یه حوالے تمام پچھلے حوالوں سے بھی بڑھکر افسوس ناک هیں - آپ کو اردو سے تو اتنی همدردی هے که عربی لغات کے ذکر پر متاسف هوتے هیں اور لکھتے هیں :

" اس سے زیادہ افسوس ناک امر یه هے که خود اردو بولنے والوں کو اردو لغات کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کرنا پڑے "

رجوع تو کسی نے نهیں کیا تھا - لیکن بہر حال آپکو اسپر افسوس ضرور هے - پھر خدا را مسکین فارسی پر بھی رحم کیجیے ' جسکی لغات کیلیے باوجود هزاروں دواوین و کلام شعراء فرس کے ' آپ همیں (پامر) کی چوکھٹ پر ناصیه فرسائی کی دعوت دے رهے هیں - محض اس حق کی بنا پر که " وہ کیمبریج میں عربی کے پروفیسر هیں " !!

ان مباحث میں آپکی معذوری واضح هے ' تاهم ایک غلطی تو آپکا ادعائی اصرار هے ' اور پھر دوسری غلطی ثبوت کیلیے لاحاصل کوشش کرنا - اسی کا نتیجه هے که آپنے اپنے طریق اثبات و استدلال میں اس سے زیادہ افسوس ناک غلطی کی هے ' جو موضوع بحث میں آپ کرچکے هیں -

اغلاط استدلال

ایک شے هے دعوا اور ایک چیز هے استدلال - آپنے دونوں میں غلطیاں کیں - آپ فرماتے هیں که حظ بمعنی لذت اصطلاحات علمیه میں صحیح هے ' اور پھر دلائل پیش کرتے هیں - آپکے دعوے کی نسبت عرض کرچکا هوں - لیکن اس سے زیادہ غلطیاں آپکے طریق استدلال نے پیدا کردیں :

(۱) آپنے یه غلط اصول قائم کردیا که اردو کی عام بول چال اصطلاحات علمیه میں مستند هے -

(۲) آپنے ضمناً فرهنگ آصفیه کو اردو لغات کی بحث میں قابل استناد قرار دیا ' حالانکه (مصنف فرهنگ معاف رکھیں) اسے یه حیثیت حاصل نهیں -

(۳) پھر اس غلط فهمی کا دروازہ کھولدیا که لغات فارسی کی بحث میں غیاث اللغات کی سند معتبر هے - اسکا نتیجه یه نکلے گا که لوگ بلا تکلف غیاث کا حواله دینا شروع کردینگے اور پھر دوبارہ اس لغوی ایجی ٹیشن کا ارباب فن کو مقابله کرنا پڑیگا جو مرحوم غالب نے (قاطع برهان) لکھکر اپنے سامنے آمادۂ پیکار پایا تھا -

(۴) اس سے بھی بڑھکر ظلم اکبر یه کیا که فارسی لغات کی بحث میں انگریزی کی فارسی لغات کو مستند قرار دینے کی بدعة سیئۂ کبیرہ کی بنیاد رکھی ' جو فی الحقیقت ایک اشد شدید " فتنۂ لغویه " هے اور جو اگر چل نکلا تو اردو اور فارسی زبان کا بھی مذهب و اخلاق کی طرح خدا حافظ !

پس مجھکو جو اس تفصیلی تحریر کی ضرورت هوی تو صرف اصل بحث هی کے متعلق ازالۂ اغلاط کا خیال محرک نه تھا ' بلکه زیادہ تر یه خیال که آپکے طریق استدلال کے اغلاط نے اصل غلطی سے بڑھکر چند غلطیاں اور پیدا کردی هیں ' اور وہ ایسی هیں که اگر انکو ظاهر نه کیا جاے تو لغات و زبان کے متعلق ایک اصولی غلط فهمی میں لوگ گرفتار هوجالیں گے - اگرچه واقف کاروں کیلیے انکی غلطیاں بالکل واضح و غیر محتاج انکشاف هیں -

پس ضرور هے که اس حصۂ بحث کے متعلق میں یه ظاهر کردوں که :

(۱) غیاث اللغات کوئی مستند لغت نهیں - اسکا حواله فارسی لغات کے مباحث میں بیکار هے -

مراسلۂ و مناظرہ

✧ " ۞ " ✧

الفـ ـ ـ ـ ـ اللغـويـه !

حـظ و کرب یا لـذت و الـم ؟ (١)

ما لهم بذلك من علم ان يتبعون الا الظن (٥٣ : ٣٠)

(٢)

اسکے بعد آپ لکھتے هیں :

" اگر آپ کے اصول کو وسعت دي جاے که هر اردو لفظ کي " تحقیق " اس زبان کے لغت سے کرني چاهیے جس سے وہ ایا هے تو اردو کے پاس باقي کیا رهجاتا هے ؟ "

آپنے " تحقیق " کا لفظ لکها هے - اورگو میں نے اس اصول کي طرف کهیں اشارہ نهیں کیا مگر واقعي هر لفظ کي " تحقیق " تو اسي زبان کي لغت هي سے کرني پڑیگي ' جس سے وہ آیا هے - یه تو ایک قدرتي اور ناگزیر امر هے - لیکن میں سمجهتا هوں که غالبا یهاں آپکا مقصود " تحقیق " نهیں ' بلکه " صحت استعمال " اور " جواز استعمال " هے - جلدي میں آپ تحقیق کا لفظ لکهہ گئے هیں -

پهر یه کیسي عجیب بات هے که آپ عام الفاظ اور مخصوص اصطلاحات علمیه میں فرق کرنے سے اپنے تئیں مقصر ظاهر کر رهے هیں ' حالانکه اگر آپ چاهیں تو اس فرق کو محسوس کرنا کچهه مشکل نهیں - میں ابتدا سے کہہ رها هوں که اردو کے عام الفاظ کا سوال نهیں بلکه اصطلاحات علمیه کا هے - میں نے کهیں یه اصول پیش نهیں کیا که هر مهند لفظ کا استعمال اسي وقت صحیح هو سکتا هے جبکه وہ اپنے اصلي زبان کي لغت سے بهي ان معاني میں صحیح ثابت هوجاے - میري گذارش تو صرف " اصطلاحات علمیه " تک محدود هے اور اسي لیے " مثنوی زهر عشق اور علم النفس " کا سوال آپکے سامنے پیش کرچکا هوں - آپ سنتے هیں ' میرے سوال کو دهراتے هیں ' اسکو " ایک نا قابل انکار حقیقت " قرار دیتے هیں مگر پهر جواب نهیں دیتے ! فیصله هو تو کیونکر ؟

گوش اگر گوش تو و ' ناله اگر نالۂ من
انچه البته به جاے نه رسد ' فریاد ست !

[بقیه مضمون صفحه ١٧ کا]

کر سکوگے اور اپني حریت و آزادي کا سچا ثبوت بهم پهنچا سکوگے - اگر اس وقت تم نے اپني حیات طیبه کي کوشش نه کي تو پهر اپنے آپ کو همیشه کیلیے زنده در گور سمجهو - ایسي آزادي و حریت پسندي کے زمانه میں بهي خاموش رهے تو پهر خاتمه هے -

گر نه گردد قوم ما بیدار ازین خواب گران
روے اسایش نه بیند تا به روز واپسین

مظهر الحق نعماني ردولوي
ضلع باره بنکي

۔ آپ نے جس نکتۂ علم اللسان کي طرف اشارہ کیا هے اور پهر خود بخود میري " حیراني " کي علاج فرمائي پر متوجه هوے هیں ' میں اسکو در مرتبه خود وکیل میں لکهہ چکا هوں ' جبکه چند الفاظ عربي و انگریزي کي بحث چهڑ گئي تهي -

ان دلائل و براهین واضحه و بینه کے بعد آپنے اس بحث کا خاتمه کردیا هے اور عدالت برخاست هوگئي - چنانچه آپ لکهتے هیں :

" اصل مسئله ختم هوگیا "

گر یوں هي تو قاعدہ اچها ٹهر گیا

اگر کسي " مسئلے کے ختم کرنے " کا یهي طریقه هے که اصلي فیصله طلب امور کو نذر تجاهل و تغافل کرکے اختتام بحث کا اعلان کردیا جاے ' تو پهر بحث میں صرف وقت کرنے سے کهیں بهتر خاموشي و اعراض هے - هم کو کوئي شخص مجبور نهیں کرتا که هم بولیں - لیکن اگر بولیں گے تو پهر بات کرنے والوں هي کي طرح بات کرني پڑیگي -

میں نے اس بارے میں جو کچهه لکها تها اسکو گذشته نمبر میں چهه دفعات کے اندر عرض کرچکا هوں - مسئلے کے " خاتمے " کا یه حال هے که ان میں سے کسي ایک امر کے متعلق بهي آپنے غور نهیں کیا اور جتنا کچهه کیا ' اسکا بهي یه حال هے که وہ گویائي پر خاموشي کي ترجیح و تقدم کي ایک مثال تازہ سے زیادہ نهیں !

* * *

اس بحث سے فارغ البال هوکر آپنے " حظ " کو بمعني مفروضۂ لذت فارسي سے ثابت کرنا چاها هے - حالانکه پهلي بحث کي طرح یه موضوع بهي آپکے بس کا نه تها اور آپکے لیے اور نیز هر اس شخص کیلیے جو آپکے سي حالت رکهتا هو ' یهي بهتر هے که وہ ان امور میں دخل نه دے جنسے نا واقف هے -

میں همیشه اپني معروضات میں بحث کے ان پهلوؤں سے نهایت احتراز کرتا هوں ' جنسے مخاطب کي واقفیت یا علم کے متعلق کوئي مخالف خیال پیدا هوتا هو که یه طبائع کو رنجیده اور بحث کو مقصد سے دور کردینے والي باتیں هیں - اور اسي بنا پر " حظ و کرب " کے بارے میں بهي میں نے با وجود ضرورت کے اس سے احتراز کیا ' لیکن آپ کا لا حاصل اصرار بڑهتا جاتا هے اور اس سے ضمنا زبان اور فارسي لغات کے متعلق نهایت سخت غلط فهمیاں اور ونکے لیے پیدا هوجانے کا خوف هے - اسلیے اب مجبوراً عرض کرتا هوں که آپ ان کاموں میں کیوں پڑتے هیں جنکي نسبت نه تو آپ کو علم هے اور نه واقفیت ؟ میں نے (حظ) کے متعلق غالب کا ایک شعر لکهدیا تها ' اور صرف اسلیے که اتفاقاً اس وقت یاد آگیا - کوئي لفظ سند یا استدلال کا وهاں نه تها - اسپر آپ متعجب هوکر لکهتے هیں :

" اور اسکے ثبوت میں غالب کا " ایک " شعر پیش کرنا آپ کافي سمجهتے هیں ' جس میں حظ کو حصے کے معني میں استعمال کیا گیا هے "

میں نے بطور سند کے تو لکها نهیں تها - کیونکه ایک ایسي بات لکهہ رها تها ' جس سے آپکو مستثنی کردینے کے بعد هر فارسي داں واقف هے - لیکن اگر اسکو تسلیم بهي کرلیا جاے تو آپکے اس " ایک " پر زور دینے کا مطلب بالکل سمجهه میں نهیں آتا - کیا آپکا مطلب یه هے که اس موقعه پر درچار سو شعروں کي ضرورت تهي ؟ اگر غالب کا شعر پیش نه کروں تو کیا ٹهیک چند بهار '

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

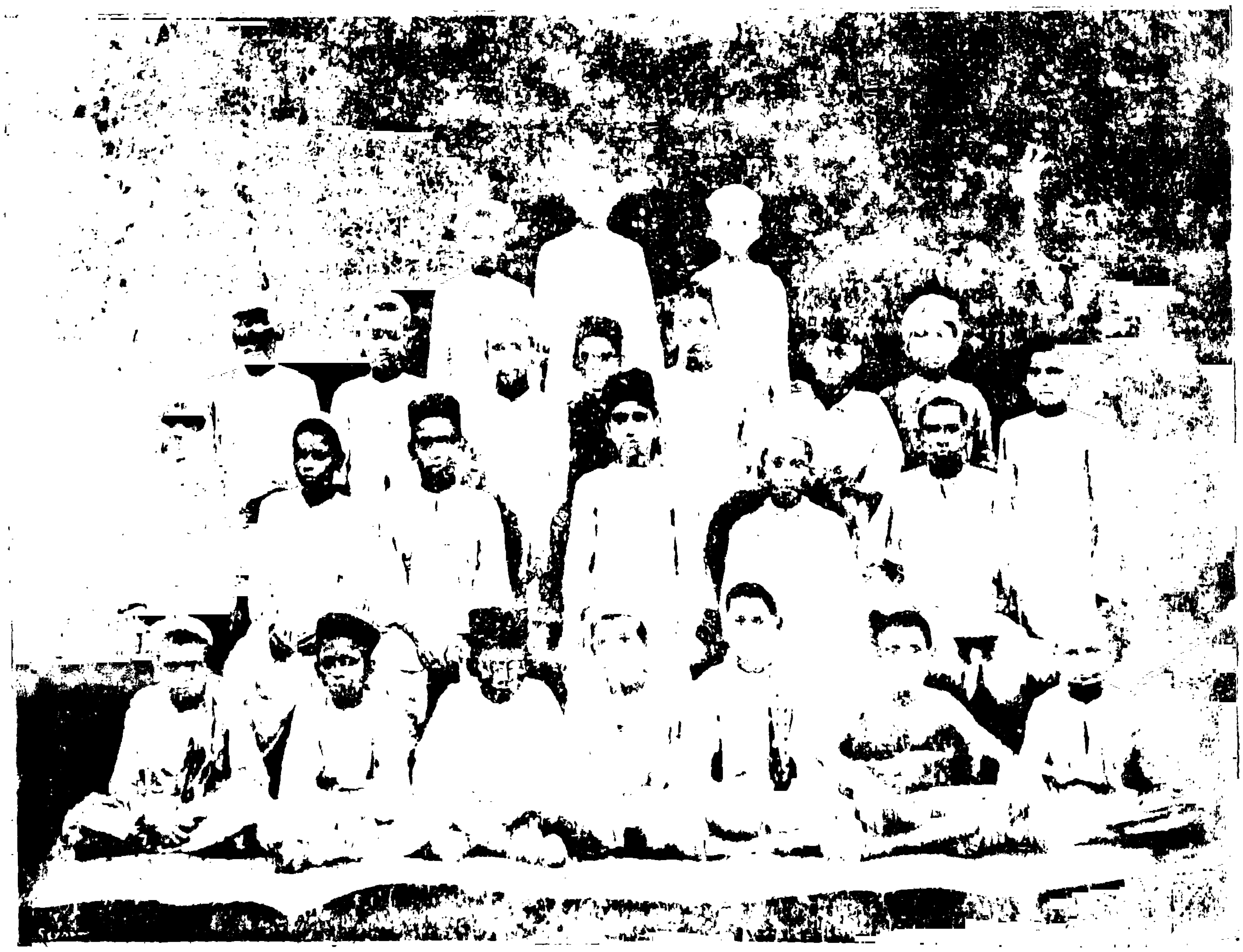
قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ — کلکتہ : چہار شنبہ ۷ - ذیقعد ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 8, 1913



قیمت فی پرچہ — ساڑھی تین آنہ

(٢) اتنا هي نہيں بلکه بہار عجم رغيرہ لغات جو آجکل چهپ کر شائع هوگئے هيں ' قطعاً غير معتبر' تمسخر انگيز' اغلاط سے مملو' اور نا قابل استناد هيں - جن حضرات کي ان کتابوں پر نظر هے' اور جنهوں نے رہ مباحث ديکهے هيں جو " برهان قاطع " کي اشاعت کے بعد تحرير ميں آے' نيز اُن رسائل پر بهي نظر ڈالي هے' جو ان لغات کي حمايت ميں مثل موید البرهان' ساطع برهان' تيغ تيز تر' قاطع قاطع' رغيرہ رغيرہ لکهے گئے' اور پهر قاطع برهان کے اُس دوسرے ايڈيشن کو بهي ديکها هے جو (درفش کاوياني) کے نام سے شائع هوا تها' ان سے يه امر پوشيدہ نہيں -

(٣) يورپ کے بعض مستشرقين نے جو لغات لکهي هيں انکا حواله به حيثيت سند لغت کے بالکل غير معتبر هے - عام طور پر مستشرقين فرنگ کا يه حال هے که رہ مشرقي علوم و السنه کے متعلق بعض اپنے مخصوص مباحث عاميه ميں نہايت مفيد و نادر مطالب پيدا کرليتے هيں جن پر خود اس زبان کے بولنے والوں کو دسترس نہيں' ليکن اسکے يه معني نہيں هوسکتے که لغات و ادب کي بحث ميں انکي سند معتبر هو -

اب صرف دو مطلب باقي رهگئے - اصل مبحث' اور مصطلحات علميه کے متعلق جو چند سطور آپنے مضمون کے آخر ميں لکهے هيں - سو انکي نسبت آينده نمبر ميں عرض کرونگا که يه ايک مفيد اور نتيجه خيز مبحث هے اور اسکو اخر تک پہنچانا ضروري -

فهرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

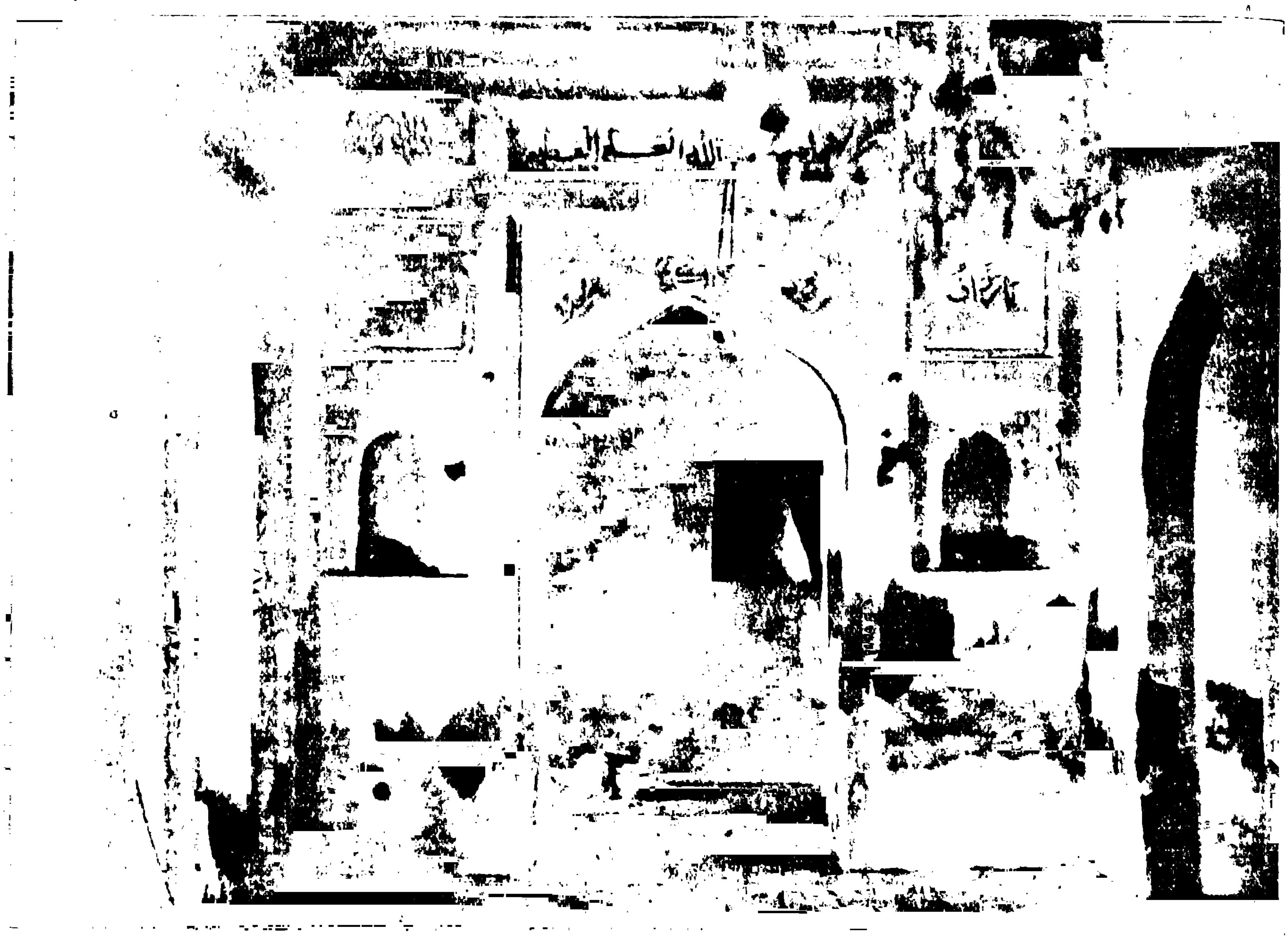
تفصيل اُس رقم کي جو جناب ارمان صاحب بريلوي نے شاهجهانپور سے بهيجي تهي' اور جو گذشته نمبر ميں درج هوچکي هے -

	پائی	آنه	روپيه
جناب عبد الخالق صاحب	٠	٠	٥
جناب عبد الاحد ارمان صاحب	٠	٠	٥
جناب ايضاً از متعلقين خود	٠	٠	٢
ايضا زکات و صدقة الفطر	٠	٠	٣
جناب سراج الدين صاحب	٠	٠	٤
جناب مولوي محمود حسن صاحب	٠	٨	٢
دختر صاحبه ايضاً	٠	٥	٢
صدقة الفطر جناب مولويصاحب موصوف	٠	٨	٠
جناب احمد يار خانصاحب	٠	٠	٣
جناب منشي سيد احمد صاحب	٠	٤	٢
جناب منشي عبد الستار صاحب	٠	٠	٢
جناب مولوي عبدالباري صاحب	٠	٠	٢
جناب سيد عابد حسين صاحب	٠	٠	٢
جناب مولوي رفيع الدين صاحب	٠	٠	٢
جناب ڈاکٹر نعيم الله خانصاحب	٠	٠	٢
جناب حافظ فداحسين خانصاحب	٠	٠	١
جناب سيد حسين شاہ صاحب	٠	٠	١
جناب حکيم ولايت حسين صاحب	٠	٠	١
جناب منشي منظور احمد صاحب	٠	٠	١
جناب منشي عبد الخالق صاحب (زکاۃ)	٠	٠	١
جناب منشي عبد الماجد صاحب	٠	٠	١
جناب منشي عبد الحميد خانصاحب	٠	٠	١
جناب سيد رضا علي صاحب	٠	٠	١
جناب [illegible] احمد خانصاحب	٠	٠	١
جناب سيد [illegible] علي صاحب	٠	٠	١
جناب ڈاکٹر محمد حسن صاحب	٠	٠	١
جناب عنايت حسن صاحب	٠	٠	١
جناب ولي الله خانصاحب	٠	٠	١
جناب شفقت حسن صاحب معدري	٠	٠	١
جناب شيخ امام بخش صاحب	٠	٠	١
جناب بهاري صاحب	٠	١٠	٠
جناب حافظ علي حسن صاحب	٠	٨	٠
جناب حبيب الله خانصاحب	٠	٨	٠
جناب برکت علي صاحب	٠	٨	٠
اهليه منشي برکات احمد صاحب	٠	٨	٠
جناب والده صاحبه عبد الاحد صاحب	٠	٨	٠
جناب اکرام الله صاحب	٠	٨	٠
معرفت جناب سعادت علي صاحب	٦	٨	٠
جناب وزير خانصاحب	٠	٨	٠
جناب بابو مجيد احمد خانصاحب	٠	٨	٠
جناب منشي حکمت ياز خانصاحب	٠	٨	٠
جناب سيد انور احمد صاحب	٠	٤	٠
جناب نياز احمد صاحب	٠	٤	٠
جناب ننھے بيگ صاحب	٠	٤	٠
جناب احمد بخش صاحب	٠	٤	٠
جناب عزيز صاحب	٠	٤	٠
امة الحبيب صاحب	٠	٤	٠
جناب والده عزيز صاحب	٠	٤	٠
جناب علي احمد خانصاحب	٠	٤	٠
جناب مسيح الله خانصاحب	٠	٤	٠
جناب محبوب خانصاحب	٠	٤	٠
جناب چاند خانصاحب	٠	٤	٠
جناب ڈاکٹر يعقوب خانصاحب	٠	٤	٠
مدرسه نسواں - شاہ آباد	٩	٤	٠
جناب امجد علي صاحب	٠	٤	٠
جناب مولا بخش صاحب	٠	٤	٠
جناب مياں جان خانصاحب	٠	٤	٠
جناب ظهور احمد صاحب	٦	٣	٠
جناب سيد کرامت علي صاحب	٠	٣	٠
جناب سيد فضل امام صاحب	٠	٢	٠
جناب سيد بشارت علي صاحب	٠	٢	٠
جناب سيد شرافت علي صاحب	٠	٢	٠
جناب الا نجي ملازمه عبد الاحد	٠	٢	
جناب منشي احمد حسن صاحب	٠	٢	
از فرزندان حافظ علي حسين صاحب	٠	٢	٠
جناب هدايت شاہ صاحب	٠	٢	٠
جناب ممتياز خانصاحب	٠	٢	٠
جناب هدايت الله صاحب	٠	٢	٠
جناب کريم الله صاحب	٠	٢	٠
جناب سدن صاحب	٠	٢	٠
جناب مظفر حسين صاحب	٠	٢	٠
جناب مولوي تراب علي صاحب	٠	٢	٠
جناب اکرام الله صاحب	٠	٢	٠
جناب انعام الله صاحب	٠	٢	٠
جناب اسد علي صاحب	٠	٢	٠
جناب حميد الله خانصاحب	٠	٢	٠
جناب بشير الدين صاحب	٠	٢	٠
جناب نبي بخش صاحب	٠	٢	٠
جناب منير خانصاحب	٠	٢	٠
جناب زمان خانصاحب	٠	٢	٠
جناب سعادت علي صاحب	٠	٢	٠
جناب نظير خانصاحب	٠	٢	٠
جناب مشهور	٠	٢	٠
جناب حميد الله صاحب	٠	٢	٠
جناب اسمعيل بيگ صاحب	٠	٢	٠

باقي آينده

[PR]INTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. [HO]USE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA

یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیاً منسیا !



مسجد کانپور کا ایوان عبادت، حادثہ خونین ۳-اگست کے بعد-

آپکے سامنے صحن کا محراب ہے - اسکے دونوں جانب خون کے دھبے انکی سیاہی سے پہچانے جاسکتے ہیں -



مسجد مقدس کانپور متنازعہ فیہ حصے کے انہدام کے بعد

بائیں جانب آپکے سامنے دیوار گری ہوئی اور صحن کھلا نظر آ رہا ہے ۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحكیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street.

CALCUTTA.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

پرسنول ومحرر خصوصی
احمد ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

جلد ۳

کلکتہ : چہار شنبہ ۷ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, October 8, 1913.

نمبر ۱۵

فہرس

شذرت

کچھہ دنوں سے مشہور تھا کہ پوشیدہ طور پر ایک جلسے کی طیاریاں ہو رہی ہیں جو دہلی میں منعقد ہوگا - اسکے صدر ہز ہائینس نواب صاحب رامپور ہونگے ' اسمیں مسلمانوں کو تعلیم دی جاے گی کہ بغاوت (جو وہ کر رہے ہیں) اچھی بات نہیں گورنمنٹ کے وفادار رہیں تو بہتر ہے -

معتبر اشخاص کی روایت سے معلوم ہوا تھا اصل مقصد جلسہ دو باتیں ہیں :

(۱) بعض اسلامی جرائد کی مخالفت -

(۲) مسٹر محمد علی اور سید وزیر حسن صاحب کے سفر کی عدم اہمیت کا اعلان -

خاص رقعے چھاپے گئے تھے - حاذق الملک حکیم اجمل خان ' نواب حاجی محمد اسحاق خان ' آنریبل مسٹر شاہد حسین بیرسٹر ایٹ لا ' اسکے خاص ارکان و اساطین انجام بتلاے گئے ہیں اور قلب کے اندرزئی جوش ' اور بیرونی القاء ' دونوں اجزاء معرکہ سے اس معجون وفاداری کی ترکیب کی اطلاع ملی ہے - و نحن نحکم بالظواہر -

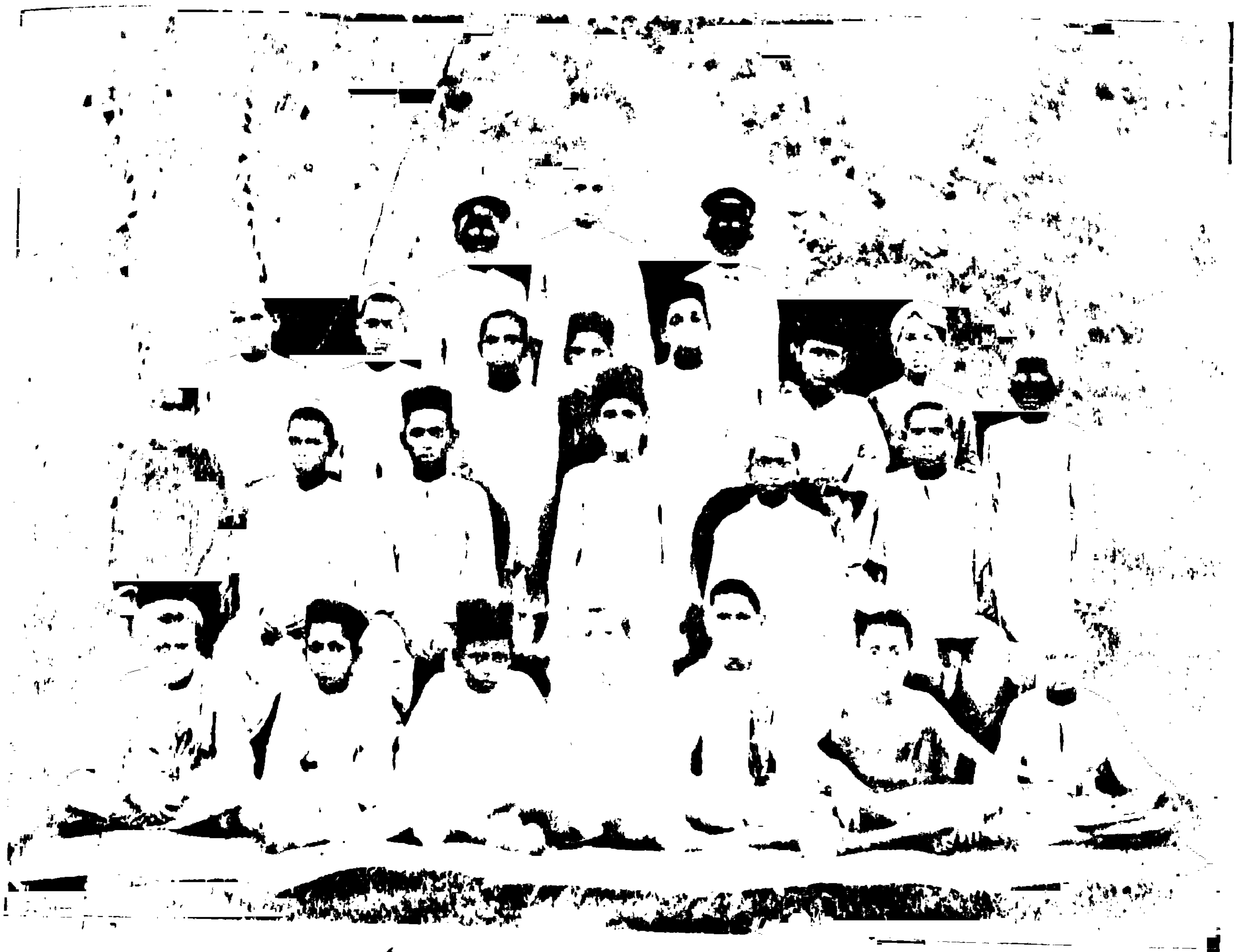
بعض اشخاص کو میں نے جلسے کے حالات کے متعلق تار دیے مگر انہوں نے وقت کے بعد اطلاع دی !

بہر حال ۲ - اکتوبر کو بارہ بجے دہلی میں جلسہ منعقد ہوا - نواب صاحب رامپور اسی وقت آے اور شریک مجلس ہوے -

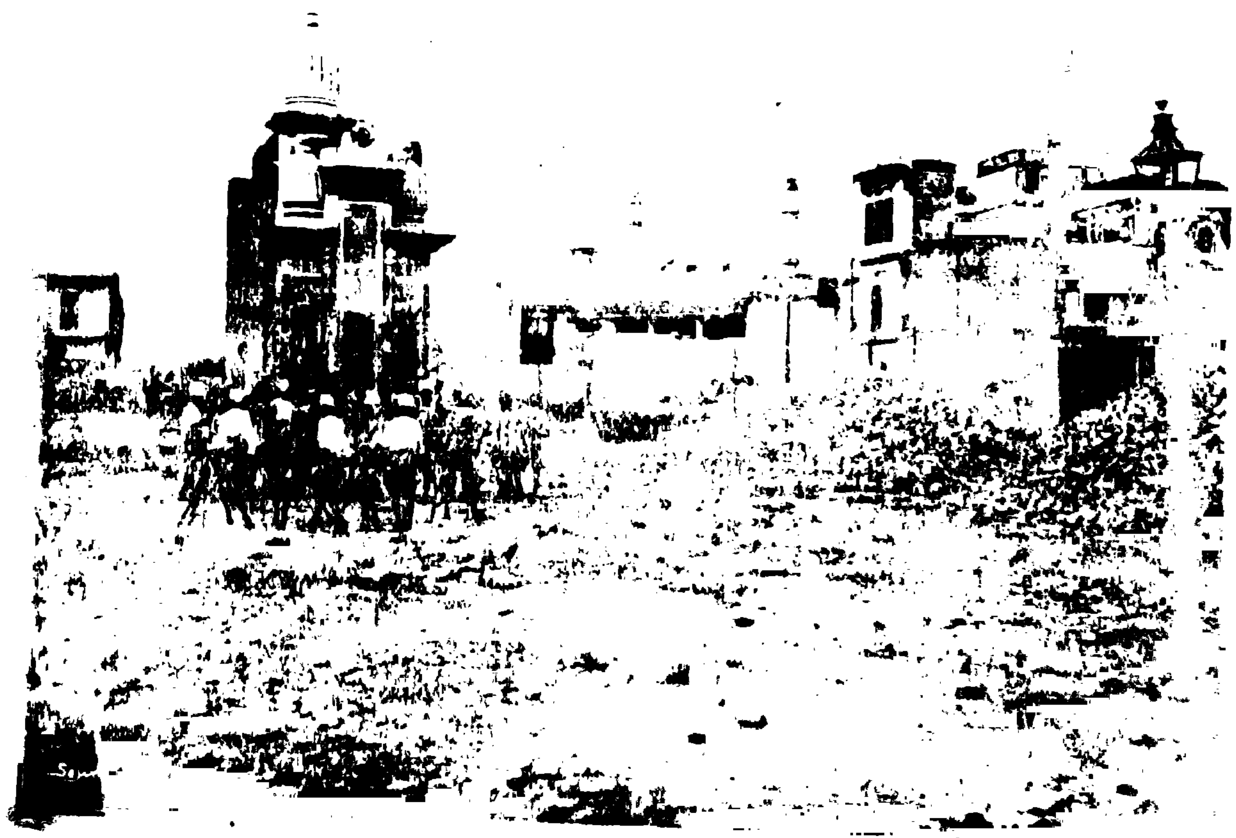
لیکن جلسے سے زیادہ جلسے کی رولداد پر اسرار ہے -

کلکتہ میں ۳ - کی صبح کو میں نے (انگلش مین) دیکھا تو اسمیں ایک تار جلسے کے متعلق شائع ہوا تھا ' اور اسکے شاندار

بچپن یہ کہہ رہا ہے کہ "ہم بے قصور ہیں"!



۳ - اگست کو جو ۴۰ - بچے گرفتاری کے بعد رہا کیے گئے -



مسجد کانپور اور اے - بی روڈ

اس تصویر میں مسجد اور مندر دونوں دکھلائے گئے ہیں -

مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

گذشتہ اشاعت میں میں نے ایک افتتاحیہ کے ذریعہ اس تجویز کو پیش کیا تھا - اس ہفتے نہایت کثرت سے اسکی نسبت مراسلات و مکاتیب ادارۂ الہلال میں پہنچے ہیں اور جن میں سے بعض مشاہیر ملک و اکابرین ملت کی ہیں - میں آئندہ انکا منتخبس شائع کرونگا - کیونکہ انسے اندازہ کیا جاسکے گا کہ پریس ایکٹ کے بیجا تشدد دات نے ملک میں کس درجہ بے چینی اور تشویش پیدا کردی ہے اور مطابع و جرائد کے دفاع کا خیال کس قدر بر وقت اور عام خواہش کے مطابق تھا کہ بمجرد اعلان ' ہر طرف سے صداؤں نے اٹھکر اُسکا ساتھہ دیا !

(اغاز عمل)

میں نے سب سے پہلے یہ تجویز انریبل (بابو سریندر ناتھہ بینرجی) اور (بابو موتی لال گھوش) ایڈیٹر (امرتا بازار پتر کا) کے سامنے پیش کی - میں نہایت متشکر و ممنون ہوں اِن دونوں بزرگان ملک اور مشہور اعیان مطابع کا ' جنہوں نے ہر طرح اعانت و شرکت کا وعدہ فرمایا ' اور با وجود پوجا کی عام تقریب کے اپنا قیمتی وقت دینے کیلیے آمادہ ہوگئے -

ہم کو ایک ایسی مجلس قائم کرنی ہے جو عام اور وسیع ہو - جسمیں وہ بد بختانہ و نا مبارک تفریق نہو جو ہندو مسلمانوں کے سوال کی صورت میں ہرجگہ پیدا کی جاتی ہے - جس میں ملک کے ہر حصے سے ارباب مطابع و جرائد شریک ہوں اور کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے جہاں کے پریس کے قائم مقام اسمیں نہوں - پھر اسکا ایک مرکزی مقام ہو اور اسکی شاخیں تمام صوبوں میں قائم ہو جائیں - وہ بصورت آل انڈیا ایسو سی ایشن کے بھی ہو اور بصورت پراونشیل جماعت کے بھی -

اسکے لیے باہمی مشورہ و مبادلۂ آرا کی ضرورت ہے اور نہایت وسیع پیمانے پر تعاون و اشتراک عمل کی - پس ہم مجوزین نے اپنا فرض یہ سمجھا ہے کہ اپنی تجویز کو کاغذ کے صفحوں سے ایک وسیع اجتماع تک پہنچا دیں ' پھر تمام امور کا فیصلہ وہی اجتماع کرلیگا -

چنانچہ اسی غرض سے ۲ - اکتوبر کو دو بجے ایک جلسہ انڈین ایسو سی ایشن کے ہال میں قرار پایا - اسکا اعلان گو ادارۂ الہلال سے کیا گیا مگر ایڈیٹر الہلال کے علاوہ چار دیگر وقیع ترین اخباروں کے ایڈیٹروں کے بھی اُسکے نیچے دستخط تھے - باتفاق عام (انریبل بابو سریندر ناتھہ بینرجی) صدر جلسہ منتخب ہوے اور کافی غور و مباحثہ کے بعد طے پایا کہ پوجا کی بڑی تعطیل کے بعد آئندہ نومبر میں ایک عظیم الشان جلسہ کلکتہ میں منعقد کیا جاے اور وہ تمام امور مہمہ کے متعلق وسائل و ذرائع عمل اختیار کرے -

اسکے بعد اس جلسے کے اہتمام و انتظام کیلیے حسب ذیل اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی :

(۱) انریبل بابو سریندر ناتھہ بینرجی - ایڈیٹر (بنگالی)
(۲) بابو کرشنو کمار مدر ایڈیٹر (سنجیونی)
(۳) بابو موتی لال گھوش ایڈیٹر (امرتا بازار پترکا)
(۴) مولوی مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر (مسلمان)
(۵) مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر (محمدی)
(۶) ایڈیٹر (بھارت متر)
(۷) ابو الکلام ... ایڈیٹر (الہلال)

(تعویق کار)

بلا استثنا یہ سب کی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو جلد [illegible] چھہ [illegible] ایک بڑی دقت پوجا کی بڑی تعطیل کی وجہ سے پیش آگئی ہے - جن حضرات نے اس موسم میں کلکتہ کو دیکھا ہے ' انکو معلوم ہے کہ یہ وقت تمام بنگالیوں کیلیے سال بھر میں ایک خاص وقت تفریح و محافل اور سیر و [illegible] کا ہوتا ہے - تمام دفاتر سرکاری بند ہوجاتے ہیں - ریلوے کمپنیاں بھی نصف کرایے کی رعایت کردیتی ہیں - اکثر لوگ شہر سے باہر چلے جاتے ہیں ' اور جو لوگ رہتے ہیں انہیں اپنے مراسم تقریب اور محافل تفریح و نشاط سے مہلت نہیں ملتی -

پس اسلیے تقریباً نا ممکن ہے کہ اس زمانے میں کوئی کارروائی یہاں کی جاسکی - پھر یہ بھی ہے کہ خط و کتابت اور اعلان و اشاعت کیلیے بھی جلسے سے پہلے کافی وقت ملنا چاہیے - اسلیے نومبر سے پہلے جلسے کا انعقاد یوں بھی موزوں نہ تھا -

بہر حال امید ہے کہ یہ جلسہ اپنے مقصد مہم کیلیے ایک کامیاب آغاز عمل ثابت ہوگا اور اللہ تعالی کا فضل ہر حالت میں مطلوب - مندرجۂ صدر کمیٹی کا انتخاب عارضی ہے - وہ صرف انعقاد جلسہ تک ہے - اسکے بعد مجوزہ کانفرنس کا اجلاس تمام امور مہمہ کا فیصلہ خود کرلے گا -

(ایسو سی ایشن کی ضرورت)

آج ملک کا یہ حال ہے کہ اگر اُسے ایک جسم فرض کیجیے تو اس جسم کا کوئی حصہ زخم سے خالی نہیں - یکسر زخموں کا ایک پیکر خوں چکاں ہے ' جسمیں سر سے لیکر پانوں تک ٹیس اور تپک کے سوا کچھہ نہیں ہے !

درد ہے جاں کی عوض ہر رگ و پے میں ساری
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا !

قومی و ملکی زندگی کی کوئی شاخ ایسی نہیں جو تمام تر محتاج عمل ' و فغاں سنج اعانت نہو - علی الخصوص مسلمانوں کیلیے تو یہ ایک اشد شدید دور مصائب و ابتلا ہے - انکی ہمت و عزم اور استقلال و غیرت کیلیے اس سے بڑھکر آزمایش کا موقعہ کبھی نہیں آیا - جو مرثیہ خوان ملت ہمیشہ " آخری وقت " کہکر غافلوں کو ڈرایا کرتے تھے ' غالباً انکا مقصود یہی وقت تھا - وہ ہندوستان سے باہر دیکھتے ہیں تو اسلامی ممالک کا ہر گوشہ ماتم کدہ نظر آتا ہے اور حیران رہجاتے ہیں کہ کس کس فریاد پر کان دھریں ' اور کس کس کی مصیبت پر آنسو بہائیں ؟ خود ہندوستان کے اندر دیکھیے تو قدم قدم پر ضرورتیں متقاضی ' مصائب فریادی ' شدائد فغاں سنج ' اور عزائم کیلیے آزمایش درپیش - اپنی تعلیم سے ابھی وہ فارغ نہیں ہوے ' کوئی با قاعدہ سیاسی تحریک کرید شروع ہی نہیں ہوی ' مسلم یونیورسٹی کی طرف سے دل ٹوٹ چکے ہیں ' ندوہ کا خاتمہ سامنے ہے - باہر کے چندوں کی فہرستیں اب تک کھلی ہوی ہیں - لاکھوں مہاجرین کی خانماں بربادی کے مناظر سامنے ہیں اور دار الخلافۂ اسلامی پر ابتک امن و صلح کا دور شروع نہیں ہوا -

ان سب پر مستزاد حادثۂ فاجعۂ کانپور ' جسکے زخم نے تمام پچھلے زخموں کی ٹیس بھلا دی - ابتک اسکی مسجد مقدس کے محراب و منبر اپنی حالت زار پر مرثیہ خوان ہیں ' اور زندان مصائب کے اندر ایک سو چھہ فرزندان اسلام ہیں ' جنکے ہاتھوں میں اس جرم پر ہتکڑیاں پہنا دی گئی ہیں کہ انہوں نے تعمیر مسجد مقدس الہی کیلیے ۳ - اگست کو اینٹیں چنی تھیں !

خدا گواہ کہ گر جرم ما ہمیں عشق ست
گناہ گبر و مسلماں بجرم ما بخشند !

ہماری مصیبتوں کی یہ ایک فہرست خونیں ہے جو نظروں کے سامنے ہے ' اور آلام و غموم کا ایک حصار تاب گسل ہے جس نے چاروں

عنوانات کي ترتيب ميں دفتر انگلشمين نے غير معمولي زحمت اٹھائي تھي - بعد يہي تار ديگر اخبارات ميں بھي بھيجا گيا اور دراصل يہ وہ " سرکاري " اطلاع تھي جو جلسے کے طرف سے دي گئي تھي -

ليکن اسکے بعد ھي چار بجے (امپائر) نکلا اوسکے نامہ نگار نے اپنے مشاھدات کے مطابق جو تار بھيجا تھا ' اس ميں شائع ھوا تو يہ صبح کے تار سے بالکل مختلف تھا اور سرے سے جلسے کي تکميل و برھمي ھي کے متعلق دونوں ميں اختلاف تھا -

اسکے بعد ادارۂ الہلال ميں مخصوص اطلاعات پہنچيں - انريبل سيد رضا علي کا تار شايع ھوا - دھلي اور لاھور کے معاصرين کے نامہ نگاروں نے حالات شايع کيے - يہ سب اُس " سرکاري " اطلاع سے بالکل مختلف بل متضاد تھے ' جو ۳ - کي صبح کو اخبارات ميں پہنچي تھي -

جلسے کي کارروائي " سرکاري " اطلاع ميں يہ بيان کي گئي ھے کہ بالاتفاق ھزھائنس نواب صاحب رامپور صدر منتخب ھوے اور انھوں نے ايک تحرير پڑھي - اس تحرير کا خلاصۂ امور يہ تھا :

(۱) بعض اسلامي اخبارات کو اس طرف متوجہ کرنا چاھئے کہ وہ " معتدل اور مائل بہ صلح لہجہ " اختيار کريں -

(۲) حادثۂ ' کانپور کے متعلق موجودہ حالت کا خاتمہ کرديا جاے ميں پسماندگان شہدا کيليے لوکل گورنمنٹ سے وظايف مقرر کرادونگا

(۳) اس بارے ميں اگر گورنمنٹ کے ساتھہ صلح اميز رويہ اختيار کيا جاے تو يقيناً مسلمانوں کي جائز خواھشوں پر حکام پوري توجہ کرينگے -

اسکے بعد انريبل مياں محمد شفيع ' انريبل سيد رضا علي ' مسٹر حامد علي خاں ' نواب مزمل اللہ خان وغيرہ نے تقريريں کيں ' اور مندرجہ ذيل رزوليوشن پاس ھوا ؛

" يہ جلسہ صدر کي بيش بہا نصيحت کو پسند کرتا اور ان ضروريات کي اھميت کو تسليم کرتا ھے اور مناسب سمجھتا ھے کہ ھندوستان کے تمام حصوں سے مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ايک باضابطہ جلسہ منعقد کيا جاے جو ان امور کي تکميل کيليے تدابير اختيار کرے "

مزيد براں قرار پايا کہ ھزھائينس نواب صاحب کسي قريبي تاريخ ميں مجوزہ جلسے کا انتظام کريں چنانچہ انھوں نے سر راجہ صاحب محمود آباد کو تار ديا ھے کہ وہ اس جلسے کا سکريٹري ھونا منظور کريں -

افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ روداد صحيح نہيں ' اور جن حضرات نے اسکي تصنيف و تدوين کي زحمت گوارا فرمائي ھے ' کاش وہ سمجھتے کہ غلط بياني اور اخفاے حقيقت کي معصيت سے نہ تو دنيا ميں کاميابي خريدي جا سکتي ھے اور نہ اس چادر ميں ناکامي چھپائي جا سکتي ھے -

(امپائر) اور اسکے بعد کي متواتر اطلاعات نے اس شان تبرقع و حجاب آرائي کو چند گھنٹوں سے زيادہ مہلت نہ دي ' اور بالاخر تمام واقعات لوگوں کے سامنے آگئے -

سب سے پہلي بات فيصلہ طلب يہ ھے کہ يہ جلسہ جن اغراض سے کيا گيا تھا ' وہ عمل ميں لاے جا سکے يا نہيں ؟ اور جلسہ تکميل تک پہنچا يا برھم ھوگيا ؟

اس روداد کے پڑھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ جلسہ پوري طرح کامياب ھوا ' جس اتفاق راے سے صدارت کي کرسي پر نواب صاحب بيٹھے تھے ' بالکل ويسے ھي اتفاق راے سے يہ رزوليوشن بھي پيش ھوا اور پاس ھوا ' اور گويا اس رزوليوشن کا پيش کرنا ھي جلسہ کا مقصود اصلي تھا ' جسکے حاصل کرنے ميں کوئي دقت پيش نہ آئي -

چنانچہ رزوليوشن پر تقرير کرنے والوں کي جو فہرست دي گئي ھے ' اسميں مسلسل نواب مزمل اللہ خاں ' مسٹر حامد علي ' اور انريبل سيد رضا علي کے نام دے گئے ھيں -

مگر اصل حقيقت اس کے بالکل متضاد ھے ' جيسا کہ اب سب کو معلوم ھوگيا ھے - يہ جلسہ اس ليے منعقد نہيں ھوا تھا کہ نواب صاحب کے نصائح و وصايا لوگوں کو سنا دئے جائيں اور پھر ايک آئندہ جلسے تجويز کر کے جلسہ ختم ھو جاے ' بلکہ اسليے کہ اسي جلسے کو تمام مسلمانان ھند کا قائم مقام جلسہ قرار ديکر انکے ليے ايک پوليٹکل نظام عمل تجويز کيا جاے - بعض اخبارات کے خلاف رزوليوشن پاس ھوں - مسٹر محمد علي کي اھانت سے اختلاف کيا جاے اور لوگ پکاريں کہ اب نواب صاحب رامپور کو انگلستان تشريف ليجانا چاھيے -

مگر ان تمام باتوں ميں سے ايک بات بھي نہو سکي - انريبل سيد رضا علي اور ايک خاص جماعت بغير بلاے جلسے ميں پہنچ گئي تھي - انھوں نے نہايت زور سے اس جلسے کي مخالفت کي اور ثابت کيا کہ محض چند رؤسا کا جلسہ تمام قوم کا قائم مقام نہيں ھو سکتا - اگر ايک بہتر کسي مقام پر خوش پوشاکوں کي جمع ھو جاے تو وہ قوم کي نائب نہيں ھو سکتي - جلسے کے انعقاد سے پہلے بھي اسلامي اخبارات ميں مخالفت کي صدائيں اٹھہ چکي تھيں - نتيجہ يہ نکلا کہ مخالفت کا مقابلہ نہيں کيا جاسکا اور ايک دوسرے جلسے کي تجويز کا اعتراف کيا -

اسلامي اخبارات کي مخالفت ميں کوئي کارروائي نہو سکي - مسٹر محمد علي اور سيد وزير حسن کے متعلق پوري کارروائي ميں ايک لفظ بھي نظر نہيں آتا - نواب صاحب رامپور کي اسلامي نيابت اور سفر انگلستان کو تو گويا ارباب جلسہ نے بالکل بھلا ھي ديا تھا -

ان حالات سے بغير کسي بحث کے ثابت ھوتا ھے کہ جو جلسہ تجويز کيا گيا تھا ' وہ منعقد نہو سکا ' اور قبل اسکے کہ اپنے مقصد اصلي تک پہنچے درھم برھم ھو گيا -

اب رھي يہ بات کہ جلسے کي ناکامي کے بعد جو کارروائي کي گئي ' اسکا کيا حال ھے ؟ مجوزہ جلسے کا خيال کيسا ھے ؟ نواب صاحب کے نصائح و وصايا کس عالم ميں نظر آتے ھيں ؟ تو ان کي نسبت آئندہ لکھيں گے -

البصائر

افسوس کہ البصائر شوال سے جاري نہو سکا - نئي مشينيں جو منگوائي گئي تھيں ' انکے ليے مکان زير تعمير تھا - اول تو اسميں دير لگي - پھر مشين روم بن گيا تو موٹر وغيرہ کے لگنے ميں دير ھو رھي ھے - پوجا کي تعطيل کي وجہ سے دفاتر بند ھيں - اميد ھے کہ ذيقعدہ ميں پہلا نمبر ضرور نکل جائيگا -

(منيجر البصائر)

مسلم گزٹ لکھنؤ

(۲)

اس واقعہ کے دو پہلو تھے :

(۱) گورنمنٹ کے ایک حاکم نے مالک مسلم گزٹ کو اسکے لیے مجبور کیا یا نہیں کہ وہ ایڈیٹر کو علحدہ کر دے ؟

(۲) مالک مسلم گزٹ کا مولوي صاحب سے رویہ اور ادعاء حریت و حق پرستي کا حشر -

سب سے پہلے امر اول کي نسبت غور کیجیے - پھر سمجھہ میں نہیں آتا کہ آنریبل مسٹر برن کو کیونکر سمجھایا جاے کہ لفظ " جواب " کا جو مطلب انھوں نے اپنے ان عجیب و غریب جوابات سے ظاھر کیا ھے ' وہ اس مطلب سے بالکل مختلف ھے جو ھر زبان کي لغت میں مسطور ھے ' اور ھر زبان کا بولنے والا یقین کرتا ھے - سوال کا منشا یہ تھا کہ مجسٹریٹ نے مالک مسلم گزٹ پر ایڈیٹر کي علحدگي کیلیے زور ڈالا یا نہیں ' اور ڈالا تو کس قانون کي بنا پر ؟

اسکا جواب صرف یہي ھوسکتا تھا کہ یا تو وہ واقعہ سے انکار کریں یا اسکي وجہ بتلائیں ' مگر وہ کہتے ھیں کہ " سوال میں پورے واقعات نہیں بیان کیے گئے " پھر بتلاتے ھیں کہ وہ " پورے واقعات " یہ ھیں کہ مالک مسلم گزٹ کي ایک تحریر کا ترجمہ موجود ھے - لیکن اس تحریر کا وجود خود اس امر کي علانیہ شہادت دیتا ھے کہ مالک مسلم گزٹ اور مسٹر فورڈ میں ایڈیٹر کي علحدگي کا تذکرہ آیا ھے اور وہ کوئي تحریر اس سے لکھواکر اپنے قبضہ میں لے رھے ھیں - یہ اس بات کے ثبوت کیلیے کافي ھے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر زور ڈالا ' کیونکہ اگر ایسا نہ ھوتا تو یہ تحریر وجود ھي میں کیونکر آتي ' اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کي میز سے صعود کرکے کونسل ھال کي میز تک کیونکر مرتفع ھوتي ؟

اسکے علاوہ خود اس تحریر ھي میں یہ جملہ بصراحت موجود ھے کہ " آپکي تجویز کے مطابق " میں ایڈیٹر کو علحدہ کیے دیتا ھوں - پھر اسکے بعد اس امر کے ثبوت کیلیے اور کیا باقي رھجاتا ھے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر اس بارے میں زور ڈالا تھا ؟

البتہ بعض الفاظ ھیں جنکے معاني ھمیشہ ایسے موقعوں پر ایک خاص اصطلاح کے ماتحت آجاتے ھیں - اگر کوئي حاکم کسي بارے میں نہایت ھي سخت زور ڈالے اور اپنے اقتدار سے کام لے ' تو اسکا نام یہاں کي اصطلاح میں " راے " اور " خواھش " سے زیادہ نہوگا - کوئي حاکم اپنے حاکمانہ اقتدار سے کام لیکر کیسي ھي سخت مداخلت کرے ' لیکن مداخلت کا نام ھمیشہ یہاں " مشورہ دینے " کے ھیں -

پھر سوال یہ ھے کہ اس تحریر کے پیش کرنے کے بعد وہ کون سا جواب تھا جو انریبل سید رضا علي کو ملگیا ؟ اسکے بعد بھي تو یہ سوال بدستور باقي ھے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کس قانون کي بنا پر ایسا کیا ؟

اس تحریر نے بالکل پردہ اٹھا دیا - لطف یہ ھے کہ خود انھوں نے ھي پردہ اٹھایا جنسے امید بالکل برعکس تھي - واقعہ یہ معلوم ھوتا ھے کہ جس ملاقات میں مالک مسلم گزٹ سے علحدگي کیلیے کہا گیا ھے اور جس کي صحیح و اصح خبر مجھے ملي تھي ' اسي ملاقات میں یہ تحریر بھي لکھوا لي گئي ' تا کہ نادان و کمزور مالک مسلم گزٹ اچھي طرح پھنس جاے -

ھر حاکم کو جسے قانون نے عدالتي اختیار دیے ھوں ' پورا حق حاصل ھے کہ جس کسي پر چاھے ' مقدمہ قائم کرے ' اور پھر جوڈیشل اور ایگزیکٹیو اختیارات کي یک جائي کي وجہ سے جس طرح چاھے اسکا فیصلہ بھي کردے - لیکن یہ اختیار تو اب تک قانون کي مجلدات میں درج نہیں کیا گیا ھے کہ وہ کسي شخص کو بلا کر غیر با قاعدہ اور غیر قانوني طور پر دھمکاے اور اُس سے وہ کرانا چاھے جو قانون وقت بھي نہیں کرسکتا ؟

ایڈیٹر کو بھي بعض حالتوں میں مثل پرنٹر و پبلیشر کے سزا دي جا سکتي ھے ' لیکن مجبور کرکے دفتر سے نکالا نہیں جاسکتا - اسکي مثال بد بختي سے مسلم گزٹ ھي نے قائم کي -

معاملے کا دوسرا پہلو مالک مسلم گزٹ کے متعلق ھے ' اور افسوس ھے کہ انکے ساتھہ ھمدردي کرنے کا پبلک کو کسي طرح مشورہ نہیں دیا جاسکتا - وہ ایک طرف حریت و صداقت اور جانبازي و فدویت کے اظہارات سے لوگوں کو طرح طرح کي توقعات میں مبتلا کرنا چاھتے تھے ' دوسري طرف اس تحریر میں نہایت ذلت اور عاجزي کے ساتھہ اپنے قصوروں کیلیے ھاتھہ جوڑ رھے ھیں ' اپنے تئیں ایڈیٹر کے آگے عاجز بتلاتے ھیں ' اور لکھتے ھیں کہ میں تعمیل حکم اور معذرت خواھي کیلیے طیار ھوں !

کچھہ مضائقہ نہ تھا اگر انکا اصلي خیال یہي ھوتا - کوئي حرج نہ تھا اگر وہ ازادانہ نکتہ چیني کے مخالف ھوتے - اعتدال اور احتیاط کا ملحوظ رکھنا کوئي قابل اعتراض و تذلیل بات نہیں ھے - لیکن ایسي حالت میں ضرور تھا کہ وہ اپنے تئیں حکام کے اثر سے ازاد رکھتے اور اپنے طرز پر جو چاھتے کرتے - انکو فوراً ھر ایسي خواھش کے جواب میں صاف صاف کہدینا تھا ' کہ اگر آپ مقدمہ قائم کرنا چاھتے ھیں تو شوق سے کیجیے - جب اس کام کو اختیار کیا ھے تو کب تک عدالت کے نام سے کانپیں گے ؟ لیکن آپکو اسکا کیا حق ھے کہ مجھسے تحریر لکھوائیں ' میرے انتظامي امور میں دخل دیں ' اور کسي شخص کو مجبور کریں کہ وہ لکھنو چھوڑ کر چلا جاے ؟

مسلم گزٹ غالباً آجکل میں بالکل بند ھوجالیگا مگر ان حالات کے بعد اسکا بند ھو جانا ھي بہتر ھے - قوم کي ازادي و حق پرستي کي تحریک میں اگر جان ھے تو اسے اسطرح کے سینکڑوں اخباروں کے بند ھونے کي ذرہ برابر پروا نہیں - یہ واقعات سوا اسکے کہ استبداد کي یادگاروں میں تعداد کا اضافہ کرتے رھیں ' اور کوئي اثر نہیں ڈال سکتے -

یہاں تک لکھہ چکا تھا کہ معلوم ھوا ' مسلم گزٹ بند ھوگیا ھے اور ایک ماتمي اور الوداعي تحریر شائع کي گئي ھے جس میں لکھا ھے کہ ھم مجبور ھیں - ھم نے جو کچھہ اپني اُس تحریر میں لکھا تھا جو کونسل کے جواب میں دکھلائي گئي ' اور پھر جو کچھہ اخبار میں لکھا ' اسمیں کوئي تناقض نہیں - حکام کا دباؤ اظہار حق سے باز رکھتا ھے اور خوشامد ھم سے بن نہیں آتي وغیرہ وغیرہ - پس اسکے سوا چارہ نہیں کہ اخبار بند کردیں - انا للہ و انا الیہ راجعون -

مسلم گزٹ اگر بند کردیا گیا تو بہت سے اخبار نکلتے ھیں اور بند ھوتے ھیں' اور ھر زندگي کیلیے موت کسي نہ کسي وقت آتي ھي ھے - مگر افسوس یہ ھے کہ مسلم گزٹ تو بند ھوگیا لیکن اپني جگہ اپني ایک ایسي مہلک نظیر چھوڑ گیا جس کے نقصان کا کوئي اندازہ نہیں کیا جاسکتا -

بہتر تھا کہ مسلم گزٹ نہ نکلتا ' کیونکہ اسکي اشاعت سے جس قدر فائدہ ھوا تھا ' اس سے زیادہ اسکے مرض الموت سے نقصان پہنچا '

طرف سے گهیر لیا ہے - پهر کس کس زخم پر پٹي باندهیں ' اور کس کس مرض کیلیے نسخۂ شفا لکهوائیں ؟

تن همه داغدار شد پنبه کجا کجا نهي ؟

تاهم اگر غور کیجیے تو اِن تمام زخموں کے لیے کوئي ایک مرهم هوسکتا ہے تو وہ یهي انجمن " دفاع مطابع و جرائد هند " کي تاسیس ہے - مسلمانوں میں جو نئي زندگي اور بیداري گذشته تین سال کے اندر پیدا هوگئي ہے اور پهر توفیق الهي نے تنبه و اعتبار کے مسلسل و پیهم اسباب فراهم کرکے اسکو اس درجه تک پہنچا دیا ہے که کسي کے وهم و گمان میں بهي نه تها ' وهي صرف ایک رشتۂ آخري ہے جو اِن تمام مایوسیوں میں امید کا چراغ روشن کرتي اور یقین دلاتي ہے که یه سفر بغیر کسي منزل مقصود تک پہنچاے نهیں رهیگا ' اور هجوم آلام و مصائب کے اس شب تاریک ' بیم موج اور گرداب حائل میں کبهي نه کبهي ساحل مراد نظر هي آجائیگا : و ما ذلک علي الله بعزیز !

لیکن یه آثار حیات ' یه علائم تیقظ و بیداری ' یه حرکت و ت[illegible]ر - مقصود ' یه جد و جهاد حق و صداقت ' اُسي وقت تک ہے ' جب تک که افکار و آرا کو فرصت نشر و اعلان ' اور مطبوعات و جرائد کو حریت اشاعات و اظهارات حاصل ہے - جب تک سوتوں کو جگایا ' اور بے خبروں کو هشیار کیا جا سکتا ہے ' جس وقت تک صدائیں کهل کر بلند هو سکتیں ' اور قلم بغیر کسي مراقبۂ مستبدۂ حق و صداقت کا ساتهه دیسکتا ہے -

لیکن اگر پریس کي آزادي کا خاتمه هوگیا جیسا که هو رها ہے ' تو پهر نه تو اصلاح و طلب حقوق کو قیام ہے ' نه اظهار صداقت اور دعوت حق و حریت کي راہ باز - نه مصائب اسلامي پر رنج و غم کے آنسو بہ سکتے هیں اور نه فرزندان اسلام کي خانماں بربادیوں پر دلوں کو آہ و فغاں کي اجازت ہے - ملک کي تمام مصیبتیں لا علاج اور ملکي فلاح و ترقي کیلیے حصول امن و آزادي خواب و خیال - آج اسلام کے ماتم کدوں میں سب سے زیادہ ماتم و فغاں سنجي مسجد کانپور اور اسکے شهداء مقدسین و معتر مین کي قربانیوں پر ہے ' لیکن اگر پریس کے حقوق کا قانوني دفاع نه کیا گیا تو پهر کون مساجد کي فریادوں کي ترجماني کریگا ؟ کون قهر و جبر کي دست درازیوں پر شکوہ سنج فریادي هوگا ؟ اور کیونکر ملک و قوم کو اپنے آلام و مصائب کے اظهار کا موقع ملے گا ؟ -

پس في الحقیقت مطبوعات و جرائد کے حقوق کا حفظ و دفاع اولین فرض ملک و ملت ہے اور اسکي اپیل سب سے زیادہ هماری قوتوں کے اتفاق کي مستحق اور صرف وقت و مال کي احق ہے - هندوستاني پریس کا نظم و استحکام اور اتحاد و تعاون بهي اسي کے ذریعه هو سکتا ہے - یه کیسے افسوس کي بات ہے که جس ملک میں حیوانات تک کے حقوق کي محافظت کیلیے انجمنیں قائم هوں ' وهاں مطابع و جرائد کي حفاظت کیلیے چند نفوس و افراد کي ایک جمعیة بهي نهو ؟

الهلال اگر اپني ضمانت کا بار قوم کے سر ڈالتا ' تو احباب و معاونین کے لطف و کرم سے مطلوبه رقم هي نهیں بلکه اس سے چهار چند رقم چند دنوں کے اندر جمع هو جاسکتی تهي ' مگر اس نے ایسا نهیں کیا - ابتدا سے اسکا اصول کار یه رها ہے که اپني سالانه قیمت کے سوا (که وہ بهي بلحاظ اسکے مصارف کے نصف قیمت سے زیادہ نهیں) اور کسي شے کا وہ قوم سے طالب نهیں هوا -

لیکن اب که یه تمام سرمایه ایک اهم ترین ملکي غرض کیلیے وقف کردیا گیا ہے ' وہ کچهه هرج نهیں دیکهتا که صداے اعانت بلند کرے - الله کے فضل سے امید ہے که انعقاد جلسۂ مجوزہ سے بهت پہلے وہ ضمانت الهلال کے نام سے ایک گرانقدر رقم مهیا کر سکے گا - فا السعي مني و الا تمام من الله تعالی -

افکار و حوادث

[illegible] وا بمالم ینالوا

(۹ : ۷۵)

همیں دو هفتے پیشتر سے بعض امور کي اطلاع تهي ' اور متعدد موثق ذرائع سے شملهٔ و رامپور سے انکي نسبت مفصل تحریریں دفتر میں پہنچ چکي تهیں - مگر هم همیشه واقعات کے ظهور کا انتظار کرتے هیں اور ارادوں اور نیتوں کے معاملات کو عفو و درگذر کا مستحق سمجهتے هیں -

مومن کو چاهیے که اپنے اندر اخلاق الهي پیدا کرے : " تخلقو با خلاق الله ! " -

الله کے اخلاق کا یه حال ہے که اس نے همارے ارادوں اور نیتوں کي لغزشوں کو معاف کر دیا ہے ' اور جزا و سزا کا احتساب صرف اعمال جوارح و جسم پر مرتب هوتا ہے -

سورۂ بقر میں یه آیت جب نازل هوئي :

و ان تبدوا ما في انف[illegible]م او تخفوه يحا سبكم به الله (۲ : ۲۸۴)	تمهارے دلوں کے اندر جو جو باتیں هیں خواہ تم انکو ظاهر کرو یا چهپاؤ ' لیکن الله کے علم سے تو مخفي نهیں ' وہ ان سب کا تم سے حساب لیگا -

تو صحابۂ کرام بهت غمگین هوے که خطرات قلب اور حدیث نفس کا احتساب مشکل ہے - نهیں معلوم کس وقت کیسا خیال گذرے اور قیامت کے دن اسکا جواب دینا پڑے ؟ اسپر اسي رکوع کي یه مشهور آیۂ کریمه نازل هوئي :

لا يكلف الله نفساً الا وس[illegible] (۲ : ۲۸۶)	الله تعالی کسي انسان پر تکلیف شرعي قائم نهیں کرتا مگر وهاں تک که اس کے بس اور قدرت میں ہے

اعمال کي طرح خیالات کي نیکي بغیر توفیق الهي ممکن نهیں اور اسمیں انسان مجبور ہے -

البته منافقین اس سے مستثنی هیں که انکا کفر انکے دل هي میں هوتا ہے ' گو ظاهر میں ایمان کے مدعي هوتے هیں -

پس هم بهي همیشه اعمال و واقعات پر نظر رکهنا چاهتے هیں ' اُس وقت تک کچهه پروا نهیں کرتے ' جب تک که ارادے عمل و ظهور تک نهیں پهنچ لیتے -

اگر ایسا نهو تو پهر نقد و اختبار کا پیمانه نهایت تنگ هوجاے - هم کو تو ایسے لوگوں کي خبر ہے جو شب کو بستروں پر لیٹتے هیں تو اُن ارادوں اور خیالوں میں هوتے هیں ' جن میں سے اگر ایک ارادے کو بهي تکمیل و ظهور کي خدا مهلت دیدے ' تو تمام مسلمانوں کے گهر شیطانوں کي بستیاں بن جائیں اور ایک مسلمان بهي دنیا میں نه ملے جو کفر کي لعنت سے آزاد هو -

لیکن یه الله کا لطف و فضل ہے که وہ ان منافقین و دجالین مفسدین خاسرین کے ارادوں کو همیشه ناکام رکهتا ہے اور انهیں کبهي مهلت نهیں ملتي که اپني نیات فاسدہ و اقدامات مفسدہ کو عمل و ظهور تک پهنچا سکیں !

و لولا فضل الله علیك و رحمة لهمت طائفة منهم ان يضلوك '	" اور اگر الله تعالی کا فضل اور اسکی رحمت تمهارے شامل حال نه هوتی تو ان لوگوں میں ایک گروہ تو تم

الہلال

۷ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطابات سیاسیہ ×

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۱)

اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن امن با الله و الیوم الاخر و جاهد فی سبیل الله ؟ لا یستون عند الله - و الله لا یهدی القوم الظالمین - (۹ : ۱۹)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھہ لیا ہے ' جو الله اور روز اخرة پر سچا ایمان لایا اور الله کی راہ میں جہاد کرتا ہے ؟ الله کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے - اور پھر وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا -

(و اغلظ علیہم !)

مجکو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم بہر حال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے ' میں جانتا ہوں کہ تسامح و روا داری اور نرمی و لینة کی انسانی قلوب پر حکومت ہے ' اور سختی و خشونت انسان کے ملکوتی فضائل کی فہرست میں داخل نہیں - میں نے قران کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعی حریت اور مجاهد فی سبیل الحق کو خدا نے مصر کے شخصی فرماں روا کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ " و قولا له قولا لینه " - میں دنیا کے اُس سب سے بڑے شخص کی نسبت بھی سن چکا ہوں جسکو کہا گیا تھا کہ " فبما رحمة من الله لنت لهم ' و لو کنت فظاً غلیظ القلب ' لانفضوا من حولك (۱)

اور پھر الحمد لله کہ اپنے رب کریم کی بخشش سے صبر کی طاقت اور تحمل کی عادت بھی رکھتا ہوں -

تاہم بعض موقعے ایسے ہیں ' جہاں پہنچ کر میری طاقت صبر جواب دیدیتی ہے - سررشتۂ تحمل بے اختیار ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے - میں الله کی رحمت و عفو کو بھول جاتا ہوں - از فرق تا بقدم اسکے قہر و غضب اور غیظ و جلال کی چادر اوڑھہ لیتا ہوں - پھر میری قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ضبط کروں - میری زبان میرے قابو میں نہیں رہتی - وہ اسکو دیکھتی ہے جو کہ رحمن و رحیم ہے لیکن قہار و جبار بھی ہے !

میری پہلی حالت اگر " قولا له قولا لینه " (اے موسی و ہارون ! فرعون کے ساتھہ نرمی سے گفتگو کرنا) کے تابع تھی ' تو یہ دوسری حالت " و اغلظ علیہم " (اے پیغمبر ! دشمنان حق کے ساتھہ راہ حق میں نہایت سختی کرو !) کے ما تحت ہوتی ہے -

(جہل و ادعا)

ان مواقع مہیجہ اور مناظر صبر ربا میں سے ایک سب سے بڑا تاب گسل موقعہ وہ ہوتا ہے ' جب دیکھتا ہوں کہ جہل مذہب کے ساتھہ علم مذہب کا دعوا کیا جاتا ہے ' اور وہ لوگ ' جو اسلام سے وہی نسبت رکھتے ہیں جو ایک جاهل مریض کو علم طب سے ہوتی ہے ' مدعیانہ باہر نکلتے ہیں اور اسلام کی طرف اُس چیز کو نسبت دیتے ہیں ' جس سے حاشا کہ وہ پاک و بری ہے -

میں انسانی جہل و عصیاں کے سخت سے سخت مناظر پر خاموش رہہ سکتا ہوں ' لیکن ایک لمحہ کیلیے بھی مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام کے متعلق جہل و بے خبری کے ساتھہ دعوا کیا جاے اور میرے قلم و زبان سے کسی طرح کی بھی نرمی و درگذر ایسے لوگوں کے حصے میں آے - اگر ایک شخص جاهل ہے تو اسپر سب کو افسوس ہوگا لیکن غصہ کسی کو بھی نہیں آئیگا ' لیکن جو شخص با وجود جہل مطلق کے ' کسی شے کے متعلق عالمانہ و مدعیانہ اپنی نمایش کرتا ہے ' تو اسکا گناہ جہل نہیں ہے بلکہ ابلیسیانہ تمرد و سرکشی ہے ' اور پھر اسکو ذلت و حقارت کے سوا اور کچھہ نہیں مل سکتا -

(المرشدون الجاهلون)

ہماری بد بختی نے خود ہماری بربادیوں کے سامان کر دیے ہیں - قوم کے قدرتی پیشوا علماء مذہب تہے - اگر قران مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کا جامع ہے تو جس جماعت کے پاس قران کا علم ہوگا ' وہی ملت مرحومہ کی دینی و دنیوی پیشوائی کی اہل ہوگی - لیکن ہمارا مرض پانوں میں نہیں بلکہ دماغ میں ہے - ہمارے پانوں میں لنگ نہیں ہے مگر دماغ میں قوة ارادہ باقی نہ رہی - علما نے اپنے فرائض کو سب سے پہلے خیرباد کہا ' اور پھر انہی کی ضلالت سے قوم کی تمام گمراہیوں کی تولید ہوئی -

اب حالت یہ ہے کہ ایک گلہ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں - نئے لوگ مسند پیشوائی پر بیٹھے ہیں - انکا جہل مرکب اور نفس خادع جو کچھہ انکے قلب پر القا کرتا ہے ' اُسی کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں - ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے شیخ الاسلام ہے ' ہر اخبار کا ایڈیٹر جو چند آدمیوں کا وقت خرید سکتا ہے مفسر قرآن ہے - ہر انگریزی داں ' ہر خطاب یافتہ ' ہر سیکریٹری ' ہر متولی ' حق رکھتا ہے کہ اپنے ہر القاء شیطانی کو تعلیم اسلامی قرار دے ' اور اپنے ہر ہیجان نفسانی کو اجتہاد دینی سے تعبیر کرے : الا انهم هم المفسدون و لکن لا یشعرون (۲ : ۱۲)

پھر یہ کون ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اپنے احکام و اوامر ہم پر نافذ کرتے ہیں ؟ ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے علوم دینیہ کی تحصیل لی ہے ' اور کتنے ہیں جنکو قرآن و سنت کی خبر ہے ؟ جہل مطلق کے سوا کیا ہے جسے وہ پیش کرسکتے ہیں ' اور تعبد حکام کی بخشی ہوئی ذلت عزت نما کے سوا کونسی شے

(۱) الحضرة کو مخاطب کرکے الله نے فرمایا کہ یہ الله کا بڑا فضل ہے کہ اس نے آپکو دشمنوں کے ساتھہ نرم دل بنایا ' ورنہ اگر آپ سخت دل اور غصہ ور ہوتے تو کبھی لوگوں کو آپکی طرف کشش نہ ہوتی اور ساتھہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے -

اگرچہ موت سے نہیں ' کیونکہ اس متعدی و مسموم مرض کے بعد اسکا مرجانا ہی بہتر تھا -

مالک مسلم گزٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلم گزٹ کی موت کی پوری ذمہ داری خود اُنہیں پر ہے - حکام کا جور و تشدد کہاں نہیں ہے اور کیوں نہ ہو؟ کیا انہوں نے مسلم گزٹ کو اس امید پر نکالا تھا کہ حکام اسکو اپنے بچوں کی طرح اپنی گودیوں میں کھلائیں گے؟ کیا انکو یہ امید تھی کہ ہمیشہ حکام کی طرف سے انکی راہ میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی؟ کیا وہ اس وہم و خبط میں تھے کہ مسلم گزٹ کیلیے ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنو انریری منیجر کی خدمت انجام دینگے؟ یہ تو اول روز سے کھلی ہوئی بات تھی کہ مسلم گزٹ جس روش پر چلنا چاہتا ہے وہ حکام کو پسند نہیں ' ہر آن و ہر لمحہ اسکے تمام ارکان کو سخت سے سخت آزمایشوں کیلیے مستعد رہنا تھا اور ہر وقت اُن باتوں کی بلکہ اُن سے بھی بڑھکر شدائد کی توقع رکھنی تھی ' جو کہ پیش آئیں - پھر اگر ان دقتوں اور مشکلوں کے مقابلے کی طاقت نہ تھی تو کس نے منت کی تھی کہ ازادی کا دعوا کیجیے اور مسلم گزٹ نکالیے؟

سمندر طغیانی پر ہے - موجیں پہاڑ کی چوٹیوں تک اچھل رہی ہیں - آسمان پر سے ایک دوسرا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے - پھر اگر کشتی چلانے والے ہونگے تو اسی حالت میں چلا کر کنارے تک پہنچا دینگے - انکے لیے ایک پرسکون و پر امن سمندر نیا نہیں پیدا کیا جائیگا -

اصل یہ ہے کہ مسلم گزٹ کے نکلنے اور پھر اس میدان میں آنے کی بھی ایک تاریخ ہے اور لوگوں کو معلوم نہیں - یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مسلم گزٹ نکلا اور اُس سے قدرت نے وہ کام لیا جس کا کسی کو سان و گمان بھی نہ تھا - ضرورت ہے کہ اب اسکو لکھا جاے اور بوقت فرصت لکھونگا -

سب سے زیادہ افسوس اس پر ہے کہ بغیر کسی علانیہ کارروائی اور باقاعدہ قانونی حملے کے ' پریس کے حریف ایک وسیع الاشاعۃ اخبار کو بند کرادینے میں کامیاب ہوگئے ' اور اس طرح بد ترین مثال جو قائم ہوسکتی تھی ' ہوگئی -

اگر میر جان صاحب سے کہا گیا تھا کہ ہم مقدمہ چلائیں گے تو کونسی قیامت آگئی تھی؟ اسمیں عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی کونسی بات تھی؟ صاف کہدیتے کہ مقدمہ قائم کیجیے اور قانون کے مطابق کارروائی کیجیے - پھر یا تو باقاعدہ کارروائی ہوتی اور وہ ہر حال میں موجودہ حالت سے ہزار درجہ بہتر تھی ' اور یا پھر سردست ملتوی رکھی جاتی اور بحالت موجودہ یہی اغلب بھی تھا جیسا کہ خود میر صاحب کو معلوم ہے -

لیکن وہ دھمکی سے ڈر گئے اور بغیر کسی زحمت و مشقت کے وہ سب کچھہ کردیا ' جس کا کرنا پریس کے حریفوں کے لیے آسان نہ تھا -

اخبار بند کرنے کی بڑی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ اگر اخبار جاری رکھا جاے تو حکام کی سختی سے اب اسمیں اصلی روح حریت باقی نہیں رہیگی - اور ایسی حالت میں بہتر ہے کہ بند ہی کردیا جاے -

اسمیں کچھہ شبہ نہیں کہ اگر ایک شخص اپنے ضمیر و ایمان کے ساتھہ کام کرنے کا موقعہ نہیں پاتا تو اسکے لیے یہی بہتر ہے کہ کام ترک کردے - اپنے تئیں استبداد حکام سے محصور پاکر اگر میر صاحب نے مسلم گزٹ کو بند کردیا تو یہ بہت اچھا کیا - لیکن افسوس ہے کہ اگر یہی کارروائی چند ہفتے پیشتر کی جاتی تو یہ تمام واقعات پیش ہی کیوں آتے ' جنکی بدولت ایک بد ترین مثال حکام کے سامنے آگئی ہے؟

جب میر صاحب کو بلا کر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ معافی مانگیں اور ایڈیٹر کو علحدہ کردیں ورنہ اُنپر مقدمہ چلایا جائیگا ' تو فی الحقیقت اس " جنازہ " کے اٹھانے کا اصلی وقت وہی تھا ' نہ کہ اسکے بعد -

اُنکو سوچنا چاہیے تھا کہ میری حالت اس طرح کی زندگی کیلیے موزوں نہیں ہے جو اخباروں کیلیے مقدمات و عتاب حکام ' و فشار عدالت میں صرف ہو - پس معافی نامہ لکھنے ' ایڈیٹر کو فوراً علحدہ کرنے ' حکام کی غیر با قاعدہ و قانون مداخلت کی ایک مثال قائم کرنے کی جگہ ' بہتر ہے کہ مسلم گزٹ ہی بند کردیا جاے -

اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور ہم سب کی ہمدردی کے مستحق ہوتے - بعض لوگ کہتے کہ ڈر گئے اور پرچہ بند کردیا ' مگر صاحبان عقل سمجھتے کہ بحالت موجودہ نکلنے سے اسکا نہ نکلنا ہی بہتر تھا اور کیا ضرور ہے کہ ہر شخص اپنے تئیں مخمصوں میں گرفتار کراے؟

اصل یہ ہے کہ وہ گھبرا گئے - اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ ہم سب انہیں معاف کردیں - لیکن افسوس کہ انکی قائم کردہ مثال کے نتائج کبھی قوم کو معاف نہ کرینگے!

اعلانات

انجمن ہدایت الاسلام دہلی کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری مطابق ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع یوم شنبہ - یکشنبہ - دوشنبہ بمقام دہلی باڑہ ہندو راؤ منعقد ہوگا - معزز علماء کرام اور واعظین دور دور سے مدعو کیے گئے ہیں -

(از جانب):

ابو محمد عبدالحق حقانی سرپرست - حاجی محمد اسحق سوداگر ناظم و حاجی عبدالصمد نائب ناظم - پیرزادہ محمد حسین جج پنشنر نائب سرپرست - محمد حسن خان عرف نواب خضر پنشنر تحصیلدار نائب ناظم - نظام الدین احمد سفیر و مہتمم انجمن -

(جہنم سے تیسرا خط) اس سلسلے کے متعلق الہلال میں ریویو کیا جا چکا ہے - اب اسکا تیسرا ٹکڑہ بھی شائع ہوگیا ہے - مولوی شرف الدین احمد صاحب ریاست رامپور کے پتے سے ملسکتا ہے -

آریہ سماج کے بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی یادگار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا - جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور و معروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم و نثر) رشی جیون اور اُن کے کام کے متعلق درج ہونگے - پرچہ کو ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ بنانے کی غرض سے اس سال پانچ انعام مشتہر کیے گئے ہیں - پندرہ روپیہ اس شخص کو دیا جاویگا - جو رشی دیانند کے متعلق صحیح واقفیت بہم پہنچائیگا - پندرہ اور دس روپیہ کے دو انعام دو عمدہ نظموں کے لیے دیے جائیں گے - چوتھا انعام پندرہ روپیہ کا اُس شخص کی نذر ہوگا - جو رشی جیون کے متعلق نہایت اعلی ڈراما یا ناول لکھکر بھیجیگا - پانچواں انعام پندرہ روپیہ کا نقد یا تمغہ کی صورت میں اس شخص کو دیا جائیگا - جو رشی نمبر کے ایک ہفتہ بعد تک سب سے زیادہ پرکاش کے خریدار بنائیگا - (خریداروں کی تعداد بیس سے کم نہیں ہونی چاہیے) قیمت ڈیڑھ آنہ (۱۰) ہوگی - فی سینکڑہ ۹ روپیہ ۸ آنہ

آپ کا داس

کرشن بی - اے - ایڈیٹر پرکاش - لاہور

فلا تدعوا مع الله احدا - (۱۸ : ۷۲)

پس مسجدوں میں اللہ کے سوا اور کسي کي بندگي نہ کرو!

اس جملے نے اُن تمام اعمال کي نہي عام کردي' جو خدا کے سوا کسي اور کیلیے انجام دیے جائیں' خواہ وہ لساني هوں یا بدني - امام (طبري) نے حضرة ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کي ہے کہ :

اي افردوا المساجد بذكر الله تعالى ولا تجعلوا لغير الله فيها نصيبا - (تفسیر: ۱۹ : ۷۱)

یعني مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر کیلیے مخصوص کردو! اللہ کے سوا غیروں کیلیے وهاں کے ذکر و عبادت میں کوئي حصہ نہو-

امام طبري' امام رازي' حافظ ابن کثیر وغیر هم اپني تفسیر میں لکھتے هیں :

قال قتادة : كانت اليهود والنصارى' اذا دخلوا كنائسهم اشركوا بالله' فامر الله نبيه ان يوحدوه وحده -

" قتادہ نے اس آیة کے شان نزول میں کہا : یہودیوں اور عیسائیوں کا قاعدہ تھا کہ جب اپنے گرجوں میں جاتے تھے تو اللہ کے ساتھہ اسکے ذکر میں بندوں کو بھي شریک کرتے تھے- پس اللہ نے اپنے نبي کریم کو حکم دیا کہ مسجد کو صرف اللہ هي کیلیے مخصوص' اور صرف اُسي کے ذکر کیلیے محدود کر دیں "

ان اقتباسات سے مندرجۂ ذیل نتائج مقصد مساجد کے متعلق حاصل هوتے هیں :

(۱) مساجد کي تعمیر اور اُنکا قیام صرف اسلیے ہے تاکہ وہ عمارتیں اللہ کے نام سے مخصوص کر دي جائیں - انکا مقصد صرف یہ هونا چاهیے کہ اللہ کے لیے هوں اور اسي کے ذکر و عبادت کیلیے وهاں لوگ جمع هوں -

(۲) یہود و نصاری کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے گرجوں میں خدا کے ساتھہ انسانوں کا بھي ذکر کرتے هیں اور اس عقیدت و طاعت اور ذوق عبادت کے ساتھہ' جو صرف اللہ هي کیلیے مخصوص ہے - اس آیة میں اس سے روکا گیا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کیلیے هیں' نہ کہ انسانوں کے ذکر کیلیے -

(۳) پس آجکل جو لوگ پادشاهوں کیلیے بعض مسجدوں میں دعائیں مانگتے هیں اور شاهي تاج پوشیوں کي تہنیت میں شور و غل مچاتے هیں' اس ایت اور اسکے شان نزول سے بالکل ممنوع ثابت هوگیا اور ایسا کرنا " لا تجعلوا لغير الله تعالى فيها نصيبا " میں داخل -

[۲]

سورۂ (جن) کي اسي آیة کے ساتھہ کا ٹکرا ہے :

وانه لما قام عبد الله يدعوه' كادوا يكونون عليه لبدا - (۱۸ : ۷۲)

" اور جب خدا کا بندۂ مخلص (یعنے حضرة داعي اسلام) اللہ کي عبادت کیلیے کھڑا هوتا ہے تو لوگ اسکے گردا گرد جمع هو جاتے هیں اور اسطرح نزدیک آ آکر دیکھتے هیں گویا قریب ہے کہ لپٹ پڑیں گے "

اس آیة کے شان نزول میں متعدد اقوال هیں - حضرة (ابن عباس) سے مروي ہے کہ جب انحضرة نماز پڑھنے کیلیے کھڑے هوتے یا قرآن پڑھتے' تو حرص استماع میں لوگ هجوم کرکے ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور نہایت قریب آجاتے - اللہ نے اسکي ممانعت کي - امام (ابن جریر) نے تفسیر میں بروایت (سعید بن جبیر) دوسرا قول نقل کیا ہے :

لما راه يصلى واصحابه يركعون بركوعه ويسجدون بسجوده؛ قال: عجبوا من طواعية اصحابه له -

" جب انحضرة صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کو نماز میں اسطرح دیکھتے کہ سب کے سب انکے جھک جانے کے ساتھہ هي جھک جاتے هیں اور انکے سجدہ کرنے کے ساتھہ هي سجدہ میں گرجاتے هیں تو انکي اس عجیب اطاعت و فرماں برداري پر انکو نہایت تعجب هوتا اور متحیر هو هوکر دیکھنے لگتے "

حافظ عماد الدین (ابن کثیر) نے اپني تفسیر میں بروایة حسن نقل کیا ہے :

قال الحسن : لما قام رسول الله صلعم يقول لا اله الا الله ويدعو الناس الى ربهم' كادت العرب تلبد عليه جميعا (حاشیہ فتح البیان جلد : ۱۰ - صفحہ : ۹۵)

جب انحضرت (صلعم) کھڑے هوتے' لا الہ الا اللہ کہتے' اور لوگوں کو اللہ کے طرف دعوة دیتے' تو اهل عرب هجوم کرکے پہنچتے اور ایک دوسرے پر چڑھہ آتے -

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں خدا تعالے نے اُس حالت کي طرف اشارہ کیا ہے جو آغاز اسلام میں انحضرة اور آپکے ساتھیوں کي تھي - جب آپ نماز پڑھنے کیلیے قیام فرما هوتے' ایک جماعت آپکے جاں نثاروں کي آپکے پیچھے صف بستہ کھڑي هوجاتي' اور خشوع و خضوع اور انقطاع و قنوت کے ساتھہ یہ مقدس گروہ ایک ان دیکھي هستي کے تصور میں بیخودانہ مصروف رکوع و سجود و مشغول تسبیح و تکبیر هوتا' تو یہ منظر کفار عرب کیلیے نہایت تعجب انگیز هوتا اور وہ اس عجیب طریق قیام و رکوع اور صفوف و متابعت امام کي عظمت و رعب سے مبہوت هوجاتے - پھر انھوں نے اپني شوخي و سرکشي سے اس منظر عبادت کو ایک تماشہ سا بنا لیا اور نماز کے وقت جمع هو هوکر هجوم کرنے لگے اور دیکھنے کے شوق میں ایک دوسرے پر ٹوٹنے لگے - وہ اکثر تماشہ دیکھنے والوں کي طرح بڑھتے بڑھتے اس قدر قریب آجاتے' گویا لپٹ پڑنے کے ارادے سے بڑھ رہے هیں - پس یہي اصل حقیقت ہے' جسکي طرف امام ابن (جریر) نے ایک روایت نقل کرکے اشارہ کیا ہے اور اسکا اقتباس اوپر گزر چکا ہے -

اب غور کیجیے کہ اس ایة کریمہ سے مساجد کے متعلق کیا بات نکلتي ہے ؟ اس سے ثابت هوتا ہے کہ اپنے ضعف و مرعوبیت اور اطاعت احکام غیر اللہ کي عبودیت سے اجکل مسجدوں کے متولیوں اور انجمنوں کے سکریٹریوں نے جو روش اختیار کر رکھي ہے' اُس نے مساجد اسلامیہ کي عظمت کو اسي طرح تاراج ضلالت کر دیا ہے جیسا کہ ظہور (مسیح) کے وقت یروشلیم کے هیکل کا حال هوگیا تھا -

اس آیت میں آغاز اسلام کي جس حالت کي طرف اشارہ کیا گیا ہے' بد بختي سے آج هم اپني تمام عظیم الشان مساجد میں وهي حال دیکھہ رہے هیں - دهلي و آگرہ کي جامع مسجد اور لاهور کي تاریخي مساجد همیشہ یورپین حکام اور یورپ کے سیاحوں کا تماشہ گاہ رهتي هیں - وہ اکثر عین نماز کے اوقات میں آتے هیں اور بالکل اسي طرح' جسطرح اهل عرب تعجب سے بطور تماشے کے مسلمانوں کو مصروف نماز دیکھتے تھے' قریب آ آکر هماري صفوں کا تماشہ کرتے هیں اور کوئي نہیں هوتا جو اس تضحیک شعائر اللہ سے انہیں باز رکھے اور روکے !!

اسلام اپنے اعمال و احکام دینیہ کے اندر اقوام وثنیہ کے مندروں اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے خانقاهوں کي طرح کوئي راز نہیں رکھتا - اُس نے بکمال کشادہ دلي اجازت دي ہے کہ غیر قوم و

ہے جسپر انہیں ناز ہے ؟ بیشک ' اچھا کپڑا اور شاندار مکان ایک انسان کو سوسائٹی میں ممتاز کرسکتا ہے - اگر ایک شخص کے پاس کوئی گراں معاوضہ نوکری ہے ' کوئی قیمتی جائداد ہے ' یا کوئی سرکاری خطاب ہے ' تو کچھہ ہرج نہیں اگر وہ ان چیزوں سے اپنے دل و دماغ کو خوش کرے ' لیکن اسکے یہ معنے تو نہیں ہوسکتے کہ اُسے مفیا نے ناجائز مطالبات کرنے کا حق بھی حاصل ہوگیا ہے ' اور جہل و علم کے جو قدرتی حدود ہمیشہ سے یکساں طور پر موجود ہیں وہ اسکی خاطر توڑ دیے جائیں ؟

(حکم اقفال مساجد و منع خطبات سیاسیه)

ملـۃ مرحومہ کی مصیبتوں کی مثالیں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں - آجکل پنجاب میں یہ مسئلہ چھڑگیا ہے کہ مساجد میں پولٹیکل امور پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اسکی ابتـدا (انجمن اسلامیہ لاہور) کے ایـک اعلان سے ہوئی ' جس میں اپنے زیر انتظام (شاہی مسجد لاہور) کی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اسمیں پولیٹیکل تقریریں نہ کی جائیں - ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسجد ذکر الہی اور عبادت و طاعت کیلیے ہے ' نہ کہ پولیٹیکل ہنگاموں کیلیے -

میں نے انجمن اسلامیہ لاہور کا وہ رزولیوشن نہیں دیکھا - معلوم نہیں اسکے اصلی الفاظ کیا ہیں ؟ لیکن اخبارات میں مندرجۂ صدر الفاظ کو بار بار دھرایا گیا ہے - اسکی مخالفت میں مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں اور تجاویز پاس کی جا رہی ہیں - لیکن افسوس کہ اسلام کے احکام مذہبی اور مومنین اولین کے اسوۂ حسنہ کی بنا پر ابتک کسی نے اسپر نظر نہیں ڈالی -

(انجمن اسلامیہ لاہور) کے سکریٹری خان صاحب مسٹر بشیر علی خلف الصدق خان بہادر مولوی برکت علی مرحوم ہیں - مجھے جہاں تـک معلوم ہے ' نہ تو انہوں نے دینی تعلیم پائی ہے اور نہ ان امور و مباحث کی نسبت کوئی واقفیت رکھتے ہیں - رزولیوشن انہوں نے تنہا پاس نہ کیا ہوگا بلکہ ارکان انجمن کے مشورے سے ہوا ہوگا ' لیکن ارکان انجمن کی نسبت بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے ' ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان چیزوں کا اہل ہو -

پھر وہ کونسا حق امر دینی انہیں حاصل تھا ' جسکی بنا پر یہ اعلان انکے قلم سے نکلا ؟

اس سے بھی قطع نظر کیجیے - اسکے بعد کا سوال اس سے بھی زیادہ اہم ہے - یہ تسلیم بھی کر لیا جاے کہ انجمن اسلامیہ علماء دینیہ ' روٗساء روحانیہ ' اور مجتہدین ملت کی ایک انجمن ہے ' لیکن پھر بھی اسکی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ محض لاہور نامی ایک شہر کی انجمن ' جسکے سپرد شاہی مسجد کا انتظام کردیا گیا ہے تاکہ وہ اسکی خدمت انجام دے اور بس - پھر کیا مساجد اسلامیہ کے متعلق اوامر و نواہی کے اعلان کا حق صرف مسلمانوں کی ایک انجمن کو شرعاً حاصل ہو سکتا ہے ؟ اور کیا وہ مجاز قرار دی جا سکتی ہے کہ جس کام کو چاہے مسجد میں ہونے دے اور جس کو چاہے روک دے ؟

اسلام میں حق امر و حکم کسی کو نہیں - وہ دنیوی انتظام و حکومت میں جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ " ان الحکم الا للہ " تو اسکے احکام دینیہ کیونکر تابع اراء اشخاص و جماعات مخصوصہ ہوسکتے ہیں ؟ اس نے یہ حق صرف قرآن کو دیا ہے ' یا پھر دنیوی امور میں اُس اجماع کو ' جو تمام مسلمانوں کی اکثریۃ راے سے عبارت ہے -

(خطـہ الهـلال)

میں نے اپنے کاموں کیلیے ایک راہ اپنے سامنے دیکھلی ہے اور صرف اسی پر چلنا چاہتا ہوں - میں خاص خاص اشخاص و جماعات کی باہمی نزاعات و معاملات میں وقت صرف کرنا پسند نہیں کرتا - (الهـلال) کو نکلے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ' لیکن نہ تو کبھی میں نے لاہور کی مختلف جماعتوں کے منافسات شخصیہ کی نسبت کچھہ لکھا اور نہ (زمیندار) اور اسکے مخالف گروہوں کے جھگڑوں کی نسبت کوئی راے دی - اصول کے ماتحت کام کرنے والوں کو اپنی نظـر بلند رکھنی چاہیے اور انـکا وقت بہت قیمتی ہے -

تاہم میں دیکھتا ہوں کہ (انجمن اسلامیہ) کے اس اعلان نے ایک سخت افساد دینی اور فتنۂ ملی کا دروازہ کھول دیا ہے اور وہ اسلام کے احکام کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا کرتا ہے - مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا وسیلۂ فوز و فلاح مساجد کے مجامع ہیں ' اور انکا رشتہ جس قدر مساجد سے بڑھیگا ' اتنا ہی وہ اپنے تمام دینی و دنیوی محاسن سے بہرہ اندوز ہونگے - انکے تمام درد دکھہ کا علاج ہمیشہ یہیں سے ملا ہے اور اب بھی یہیں سے ملے گا - لیکن یہ اعلان چاہتا ہے کہ اس دور تنزل و اسلام فراموشی میں ' جبکہ اسلام کی قدیمی سنتوں کے احیاء کی ضرورت ہے ' اس سنۃ حقیقیۂ اسلامیہ کی بچی بچائی ہستی بھی ضائع کردے -

پس میں مجبور ہوں کہ تمام اعراض و اطراف شخصیہ سے بکلی غض بصر کرکے ' اور پنـجاب کے مقامی مناقشات احزابـیہ (پارٹی فیلنـگ) سے بے خبر ہوکر ' محض ایک اسـلامی مسئلہ کی حیثیت سے اسپر نظر ڈالوں -

(موضوع بحث)

ہمارے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مساجد اسلامیہ صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ہی کیلیے ہیں یا کسی اور کام کے لیے بھی ؟ اگر اور کاموں کیلیے بھی ہیں تو باصطلاح حال پولیٹکل مجالس ان میں منعقد ہوسکتی ہیں یا نہیں ؟

میں مساجد اسـلامیہ کے متعلق بعض دیگر اہم مطالب کو بھی ضمناً عرض کرونـگا کہ کسی نہ کسی پـیرایـۂ و تقریب پر ضروری خیالات لوگوں کے سامنے آجائیں -

(القـــران الحکیـــم)

(مفردات) میں ہے :

" المسجد بکسر الجیم : موضع السجود "

اگرچہ " مسجد " کے مفہوم کے متعلق مفسرین نے طرح طرح کے اقوال نقل کیے ہیں مگر صاف بات یہی ہے جو امام (راغب) نے لکھی ہے - یعنے مسجد بکسر جیم ہے اور اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں فاطر السماوات و الارض کے آگے جبین نیاز زمین پر رکھی جاے - اسی کی جمع ہے " مساجد " -

پس " مسجد " کا مقصود اسکے نام سے ظاہر ہے - سورۂ (جن) میں اللہ تعالی نے اسکے مقصد کی تحدید کی :

و ان المساجد للہ ! مسجدیں صرف اللہ ہی کیلیے ہیں (۷۲ : ۱۸)

اس سے ظاہر ہوا کہ مساجد کے متعلق پہلا حکم الہی یہ ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کیلیے ہیں - یعنے انکے اندر صرف وہی اعمال انجام دیے جا سکتے ہیں جو مخصوص اللہ کیلیے ہوں -

اسکے بعد فرمایا :

مقالات

علی التقوی هے - یه گویا اس مسجد کا احق هونا به حیثیت اسکے محل کے تها - اسکے بعد وهاں کے لوگوں کی صفائی پسندی کا ذکر کیا هے ' یعنی محل کی طرح به حیثیت حال کے بهی وه اقدم و افضل هے - چونکه مسجد نبوی میں آنے والے زیاده تر مومنین مخلصین تهے ' اسلیے وه صاف و پاکیزه رهتے تهے اور صفائی کو که وصف اسلام و ایمان هے پسند کرتے تهے - بر خلاف مسجد ضرار کے بانیوں کے ' که بوجه نفاق وکفر پسندی کے علائم اسلام اُن میں مفقود تهیں ' اسلیے عموماً نجاست اور گندگی کی حالت اور میلے کچیلے رهنے میں کوئی هرج نهیں سمجهتے تهے - خدانے فرمایا که یه فرق الله کی نظر میں بهت اهم اور رقیع هے کیونکه وه صاف ستهرا رهنے والوں کو درست رکهتا هے -

افسوس که آج مسلمانوں کی یهی سب سے بڑی خصوصیت جو انکو منافقین و کافرین سے ممتاز کرتی تهی ' غیروں کے حصے میں آگئی هے اور انکو صفائی اور پاکیزگی سے محروم سمجها جاتا هے - یورپ آج جسمانی صفائی اور پاکیزگی کا خواه کیسا هے نمونه هو ' لیکن اسکی یه حالت اسکے تمدن و ترقی معاشرت کا نتیجه هے نه که مسیحیت کا - گزشته صدیوں میں عیسائیوں کے یهاں ضرب المثل تها که صفائی کافروں (مسلمانوں) کا شعار هے ' اور پکا عیسائی وه هے جسکے جسم پر برسوں کا میل جما هوا حروب صلیبیه (کروسید) کی تاریخوں سے اسکا پته چل سکتا هے -

برخلاف اسکے مسلمان مذهباً مجبور هیں که صاف رهیں - اپنے جسم کی روزانه بلکه دن میں پانچ بار صفائی کریں - صاف کپڑے پهنیں - بد بودار چیزیں نه کهائیں - مساجد میں جائیں تو اچهے سے اچها کپڑا پهنکر اور لطیف سے لطیف عطر لگا کر - یه مشهور حدیث سب کو معلوم هے که " خذوا زینتکم عند المساجد "

ممکن هے که اس آیت میں طهارت و تطهیر سے طهارت معنوی یعنی طهارت من الذنوب و المعاصی مراد لیا جاے اور کها جاے که ظاهری طهارت و صفائی مقصود نهیں - لیکن اول تو قران کریم کے الفاظ اس طرح کی توجیه کیلیے کوئی قرینهٔ بینه نهیں رکهتے - پهر بکثرت احادیث صحیحه اسکی موید هیں ' جنکو تفاسیر میں دیکهنا چاهیے - اس سے بهی بڑهکر یه که مفسرین صحابه و تابعین نے اس آیت میں طهارت سے طهارت ظاهری هی مراد لیا هے اور امام (رازی) نے اس تفسیر کے بعد تصریح کردی هے که " وهذا قول اکثر المفسرین " یه قول (یعنی طهارت ظاهری) اکثر مفسرین کا هے -

الهلال کی ایجنسی

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

دعوة و تبليغ اسلام

ايديٹر الهلال اور اشغال سياسيه

غفلت عموم مسلمين و علماء دين از اهم ترين فريضهٔ اسلامي

(۲)

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل صاحب رئیس دتاولی)

مخدومی حضرت مولانا ابو الکلام صاحب ازاد زاد مجدهم !

غالباً اسوجه سے که میں نے جدید درخواست خریداری نهیں بهیجی ' کئی مهینے سے میں اخبار (الهلال) کے پڑهنے سے محروم رها - آج اتفاق سے ایک دوست کے هات میں میں نے ۱۷ - ستمبر کا پرچه دیکها - میں اوسکو اوراق پلٹ کر پڑه رها تها که اوسکے صفحه ۲۶ ۸۷ - میں میرا ایک پرانا خط دیکهنے میں آیا جو چند مهینے پیشتر میں نے جناب والا کی خدمت مبارک میں بهیجا تها - کئی مهینے کے توقف کے بعد مجهکو اوس پرچه کے دیکهنے کے اتفاق هونے سے جس میں آپ نے مجهکو یاد فرمایا ' اپنی یا آپ کی کرامت کی طرف خیال گیا - جسکا آخری فیصله یهی کیا گیا که مجه سے گناهگار کا کرامت کو اپنے ساتهه منسوب کرنے سے بهتر یهی هے که جناب هی کی کرامت اسکو قرار دیا جاے که اوسی پرچه میں یه خط چهاپا گیا جسکو میں ایک مدت کے بعد پڑهنے والا تها - بهر حال بوجه اون فقروں کے جو " الهلال " کی طرف سے آخر میں درج هیں اور نیز بوجه اوس عنوان کے جو اس نیاز نامه کا جناب کی طرف سے عطا هوا هے ' میں نے اپنے تئیں خوش نصیب کها اور میرے دلدو اس سے اطمینان هوا که میں ایک بڑے شخص کو اس ضروری سوال کی طرف مزید متوجه کرسکا -

مخدومی حضرت مولانا ! یه کهنا که پالیٹکس سر سے پاؤں تک مسلمانوں کی قومی حیات کے واسطے ایک جزو لاینفک نهیں هے ' صریح غلطی هوگی - مسلمانوں پر کیا موقوف هے ؟ هر ایک قوم کے وجود کی برقراری یا اوسکی ترقی کے واسطے ملکی معاملات و حالات پر بحث کرنا اور کرتے رهنا لازمهٔ انسانیت خصوصاً اس زمانه میں هے ' اور نهایت خوشی کی بات هے که اس ضرورت کو هم مسلمانان هند بهی ایک مستقل ' با رعب ' اور فیاض گورنمنت کی تعلیم دهی اور برکات کے سبب سے سمجهنے لگے هیں اور اپنے حقوق کی حفاظت پر دلداده نظر آتے هیں اور انشاء الله تعالی اسکا انجام (گو که اسوقت غلطیوں کے غبار میں اسلامی پالیٹکس آلوده هو رها هے) اچها هی هوگا - مسلمانوں کا شیرازه قومی جو بکهرا هوا هے ' یک جا هو جائیگا - اور وه یه کهه سکیں گے که وه بهی ایک زنده قوم دنیا میں هیں -

لیکن جسطرح یه کهنا که زندگی کے واسطے صرف غله هی کی ضرورت هے ' غلط هے ' کیونکه حیات کے واسطے پانی اور میوا وغیره کا

مذهب کے لوگ اسکي مسجدوں میں آسکتے هیں' اور مسلمانوں کي تمام طاعات و عبادات کا مطالعه کر سکتے هیں - لیکن تاهم وہ اپنے تسامح دیني میں موجودہ مسیحیت کي فرضي بے تعصبي کي طرح اسدرجه فیاض نہیں ہے که اپني عبادت گاهوں کو تماشه گاہ بنا دے ' اور لوگ بطور تماشه دیکھنے کے وهاں جمع هو هوکر نظارہ کریں !

(جامع مسجد) دهلي نے بد بختي سے اس بارے میں اپني جو روایات قائم کر دي هیں ' وہ اس آیة کي پوري تفسیر ' اور هتک ابنیۂ مقدسۂ اسلامیه کي امثال مشئومه میں خاص طور پر یاد گار هیں -

اس بارے میں دوسري مفید مانحن فیه آیة سورہ (توبه) کي متعلق (مسجد ضرار) ہے - لیکن اس سے پہلے " مسجد ضرار " کا مختصر حال سن لینا چاهیئے -

(مسجد ضرار)

حضرة (ابن عباس) اور دیگر صحابہ کرام سے شیخین و ترمذي ونسائي و احمد وابو یعلي و حاتم وابن خزیمه وغیرهم کبار محدثین رحمهم الله نے روایت کي ہے که جب آنحضرة (صلعم) نے مکه معظمه سے هجرت کي اور مدینے تشریف لاے تو سب سے پہلے بني عمرو بن عوف کے محلے میں شہر کي اصلي آبادي سے باهر اترے - اسکے بعد شہر میں قیام فرمایا اور مسجد نبوي کي بنا پڑي - لیکن اپکے اولین قیام گاہ میں بھي لوگوں نے ایک مسجد بنا لي اور آنحضرة بھي اکثر وهاں تشریف لیجا کر نماز پڑھنے لگے - یه مسجد " مسجد قبا " کے نام سے ابتک مدینے میں موجود ہے - یه مسجد بن چکي تو بعض رؤساء منافقین نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور ضعفاء قلوب کو اپني نیات فاسدہ و مضله کا آله بنانے کیلیے کہا که تم اپنے لیے ایک دوسري مسجد بناؤ اور اپني علحدہ جماعت قائم کرو - حضرة ابن عباس نے ایک دوسري روایت میں (ابو عامر الراهب) کا نام لیا ہے که وہ اس شرارت و دسیسۂ نفاق کا محرک اصلي تھا - بهرحال لوگ آنحضرة کے پاس آے اور اپني مسجد میں چلنے اور نماز پڑھنے کي خواهش کي - الله تعالے کو انکا ارادۂ نفاق و افساد في الملة معلوم تھا - اس نے آپکو جانے سے روکا اور اس مسجد کو " مسجد ضرار " کے لقب سے یاد کیا - نیز فرمایا که :

" لا تقم فیه ابداً " اس مسجد میں هرگز هرگز جا کر قیام نه کرنا !

یه هم نے بروایت مشہور لکھا - ورنه صحاح و مسانید میں وہ روایتیں بھي موجود هیں ' جن میں مسجد ضرار کو مسجد قبا کي جگه ' مسجد نبوي کے مقابلے میں بنانا ظاهر کیا ہے - امام ابو الحسن (واحدي) نے اسباب النزول میں یه تمام روایتیں جمع کر دي هیں (کتاب مذکور صفحه : ۱۹۵)

چنانچه سورۂ (توبه) میں اسکا ذکر فرمایا ہے :

و الذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المومنین و ارصاداً لمن حارب الله و رسوله من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنے ' و الله یشهد انهم لکاذبون - لاتقم فیه ابداً - لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه ' فیه رجال یحبون ان یتطهروا ' و الله یحب المتطهرین - (۹ : ۱۰۸)

" اور جن منافقوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑي کي که مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں ' خدا و رسول کے ساتھه کفر کریں ' مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں ' اور اُن لوگوں کو پناہ دیں جو الله اور رسول کے ساتھه قتال کرچکے هیں ' تو الله گواهي دیتا ہے که یه بالکل جھوٹے هیں اگرچه قسمیں کھاکر کہتے هیں که همارا ارادہ اس کام سے سواے نیکي کے اور کچھه نہیں - اے پیغمبر ! تم کبھي بھي اس مسجد میں جاکر کھڑے نہونا ! هاں وہ مسجد مقدس ' جس کي بنیاد روز اول هي سے اتقا و پرهیزگاري پر رکھي گئي ہے ' یقیناً اسکي مستحق ہے که تم اسمیں نماز کیلیے کھڑے هو - کیونکه اسمیں ایسے لوگ هیں جو صاف اور ستھرا رهنے کو پسند کرتے هیں اور الله بھي صاف رهنے والوں دوست رکھتا ہے "

اس آیت سے چند امور واضح هوے :

(۱) مساجد کي تعمیر سے ایک بڑا مقصود اتحاد و اتفاق بین المسلمین اور جمع کلمۂ ملت و دفع تشتت و تفریق ہے - یہي مصلحت وجوب جماعت اور قیام جمعه و عیدین میں بھي مضمر ہے - پس الله باهمي پھوٹ اور تفرقه کو پسند نہیں کرتا - مسجد کي تعمیر و قیام نیز اسکي جماعت و اجتماع اور ذکر و عبادت بلکه جمیع اعمال متعلقۂ مساجد میں کوئي بات ایسي نه هوني چاهیے ' جس سے مسلمانوں میں باهمي نا اتفاقي پیدا هو اور الگ الگ دھڑے بندي کي جاے - اگر بد بختي سے مختلف جماعتیں هوگئي هیں اور دل صاف نہیں ' تو کم ازکم اسکے اثرات کو مسجد تک متعدي نه هونا چاهیے اور وهاں کے اعمال کو بالکل نا اتفاقي سے پاک رکھنا چاهیے -

(۲) اجکل مسجدوں کي تولیت ' نئي مساجد کي تعمیر ' اور قدیم مساجد کے انتظام و اهتمام کي جماعتوں کے حالات پر نظر ڈالیے تو صدها مثالیں ایسي ملیں گي ' جن کے اندر صرف جذبۂ خبیثۂ افتراق اور نیت فاسدۂ نفاق کام کر رهي ہے ' اور اس طرح جس هواے نفساني سے هم نے خود اپنے گھروں کو نجس کیا ہے ' اسي سے خدا کے گھر کو بھي آلودہ کرنا چاهتے هیں - پھر کتني مسجدیں هیں جو اتحاد و جمع کلمۂ مسلمین کي جگهه اور افتراق و تشتت کلمۂ اسلام کا موجب هوتي هیں ؟ اور کتني اسلام کي عبادت گاهیں هیں جنکے ایوان و صحن اتحاد و اتفاق کي جگه فتنۂ و فساد بل قتال و جدال بین المسلمین کا گھر بنادیے گئے هیں ؟ : ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء هم البینات ' اولئک لهم عذاب عظیم (۳ : ۱۰۲)

(۳) اسي طرح هر ایسي تحریک جو مساجد کے متعلق تفریق و نا اتفاقي کا موجب هو ' جائز نہیں که خدا نے اس آیت میں ایسي صداؤں کو علامت نفاق و خصوصیت منافقین خاسرین قرار دیا ہے -

(حکم طهارت ظاهري)

(۴) اگرچه موضوع بحث کے خلاف ہے لیکن بطور جملۂ معترضه اس آیة کریمه کے متعلق ایک فائدۂ جلیله کي طرف اشارہ کرنا ضروري -

مسجد ضرار کے مقابلے میں جس مسجد کي الله تعالے نے تعریف و توصیف کي ہے ' خواہ وہ مسجد قبا هو یا مسجد نبوی ' لیکن ایک بہت بڑا وصف یه فرمایا که :

فیه رجال یحبون ان یتطهروا ' و الله یحب المتطهرین -

" اس مسجد میں ایسے لوگ هیں جو صفائي اور ستھرالي کو پسند کرتے هیں اور الله بھي صفائي پسند کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے "

اس سے ثابت هوتا ہے که اسلام کي نظر میں صفائي اور پاکیزگي کا درجه کیسا بلند ہے ' اور اس نے صاف و پاک رهنے پر کس درجه زور دیا ہے ؟ اولین وصف اس مسجد کا یه بیان کیا که وہ مومنین

ا ... ر اسلام

الحریة فی الاسلام
نظام حکومة اسلامیه

و امرهم شوریٰ بینهم (۴۲ : ۳۶)

(٦)

توطیۂ مباحث آتیه
اور مباحث گذشته پر ایک اجمالي نظر

بقیه مقالۂ سابقه

(۱)

" انقلاب فرانس " یورپ کي موجودہ جمہوریت و حریت کا سرچشمه تسلیم کیا جاتا هے - هم نے مختصر طور پر اسکے اعلانات و اساسات کي تشریح کي تاکه اینده مباحث کے سمجھنے میں آساني هو - گزشته نمبر میں فرانس کا جو " منشور حریت " نقل کیا هے اور جس میں مبادي حریة و مساوات بیان کیے گئے هیں ' اس سے اگر تشریح قوانین و تکرار مقاصد و اعادۂ مطالب کو الگ کر دیا جاے تو اصل اصول نظام جمہوریت کے وهي چند دفعات رهجاتے هیں جنکو اس مضمون کي اولین قسط میں هم نے بیان کیا تها اور پهر ابهي تهوڑا هي عرصه گزرا هے که مکرر دهرا چکے هیں - یعنے بصورت تقسیم مواد ' منع حکم ذاتي ' مساوات عمومي ' انتخاب رئیس ' اور اصول شوریٰ : یهي چار دفعات اصل اصول قرار دیے جا سکتے هیں - اگر ان عناصر مرکبه کي بهي تفرید کي جاے تو پهر صرف ایک هي اصل الاصول آخر میں باقي رهجائیگا یعني " منع حکم مطلق و ذاتي " یا " السلطة للشعب وحده " : حق تسلط صرف قوم هي کو حاصل هے -

(احکام اسلامیه و نظام خلافة راشدہ)

انهي دفعات اربعۂ نظام جمهوریة کو پیش نظر رکهکر هم نے احکام اسلامیه و اعمال مسلمین اولین کا تفحص کیا تها ' اور ایک ایک دفعه پر ترتیب وار بحث کي تهي - گو بحث اجمالي ' اور نظر سرسري تهي ' تاهم حسب ذیل نتائج تک پهنچنے میں ضرور رهنما هوئي هوگي :

(۱) اسلام هر قسم کے ذاتي و شخصي تسلط کي نفي مطلق کرتا هے - اس نے روز اول هي سے جو نظام حکومت قائم کیا ' وہ خالص جمهوري اور شائبۂ شخصیت سے پاک تها - تصریحات کلام الله اور سنت مسلمین اولین سے بغیر کسي توجیه و تاویل کے ثابت هوتا هے که " حکومت جمهور کي ملک هے - ذات اور خاندان کو اسمیں دخل نهیں " یهي اصول خلاصۂ نظام جمهوریة حاضرہ هے -

(۲) نفي حکم ذاتي کا پهلا نتیجه مساوات عمومي افراد بشر هے یعنے خانداني ' ملکي ' قومي ' اور مالي امتیازات کوئي شے نهیں - اسلام نے پہلے هي دن اعلان کر دیا " لیس لاحد علی احد فضل ' الا بالدین و تقویٰ " یعني کسي ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئي فضیلت نهیں هوسکتي ' الا اسکي دیني فضیلت اور حسن عمل -

(۳) نظام جمهوریه کا تیسرا رکن رئیس جمهوریه ' اور اسکا تقرر بذریعۂ انتخاب هے - رئیس جمهوریة کو اسلام خلیفه کهتا هے اور " اجماع " سے مقصود قوة اکثریة انتخاب هے -

(۴) اسي ضمن میں تکمیل جمهوریة صحیحه کیلیے ضرور تها که خود " رئیس جمهور " کو عام افراد ملک کے مقابلے میں کوئي امتیاز خاص حاصل نہو - مساوات حقیقي کے یه معني هیں که جس شخص کو رئیس جمهوریة منتخب کیا گیا هے ' وہ اپنے تمام حقوق قانون و مال میں بهي مثل ایک عام باشندۂ شهر کے نظر آے - پس اس حیثیت سے بهي تفصیلي نظر ڈالي گئي تو اسلام کا خلیفه اس شان میں سامنے آیا که پهٹي هوئي چادر اور دو وقت کي غذا کے سوا اسکے پاس اور کچهه نه تها !

(۲)

ان مباحث کے ضمن میں هم پر اس سے بهي زیادہ خصائص الهیۂ اسلامیه کا انکشاف هوا - هم نے صرف یهي نهیں دیکها که جو کچهه آج جمهوریة و حریة ' اور مساوات و آئین کے نام سے دکهلایا جا رها هے ' وہ سب کچهه اسلام کے پاس موجود هے ' بلکه یه بهي نظر آیا که موجودہ عصر تمدن کے یه تمام مناظر فخیمه ابتک اس حقیقت عظمیٰ و اصلیت کبریٰ سے خالي هیں ' جنکو تیرہ سو برس پہلے وہ ظاهر کرچکا هے -

(یورپ کي ناکامیاب جستجوے مقصد)
(اور انقلاب فرانس کي ناکامي)

حریة صحیحه اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے هوے دو پهلو پیدا هوجاتے هیں - ایک پهلو بحث کا یه هے که آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو متاع دکهلائي جاسکتي هے ' وہ همارے امانت خانوں میں تیرہ سو برس سے موجود هے -

دوسرا حصه وہ هے جهاں نظر آتا هے که صرف وہ متاع ناقص هي نهیں ' بلکه اس سے بهي اعلیٰ و اشرف اشیا همارے پاس موجود هیں -

هم نے گزشته مباحث میں اس دوسرے حصۂ بحث پر بهي کهیں کهیں نظر ڈالي هے اور اسکا خلاصه حسب ذیل هے :

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلی پادشاہ کے وجود کو خارج کردیا اور ایک کامل جمهوریت قائم کي جسمیں صرف ایک پریسیڈنٹ بنام خلیفه رکها گیا هے - برخلاف اسکے یورپ میں جمهوریت کي تحریک اب تک پوري طرح کامیاب نهو سکی -

اسکا بڑا حصه اب تک تاج و تخت فرماں روائي کے آگے عاجزي کرنے پر مجبور هے - امریکه اور فرانس ' صرف یهي دو بڑي جمهوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجه هیں - انکے علاوہ چند چهوٹي چهوٹي جمهوریتیں هیں مگر انکا شمار بڑے ملکوں میں نهیں -

بھي لزوم ہے - اسي طرح يه خيال کر لينا که ہندوستان کے اندر مسلمانوں کي قومي حيات کا بقا فقط پالٹيکس پر زور دينے ھي ميں ہے ' غلط ہے - اوس طرز حکومت کي بنا پر جو انگريزوں کي ہندوستان ميں ہے ' ميري ايک راے ابتداء عمر سے رھي ہے اوس سے انحراف کرنے کي ضرورت اسوقت تک ثابت نہيں ہوئي - اور وہ يه ہے که " جس شے کي ہمکو سب سے کم ضرورت ہے وہ پالٹکس پر توجہ ہے " ان وجوہ سے ' که اول تو انگريزي طريق ملک داري ہندوستان کي کسي قوم کو جس ميں مسلمان بھي شامل ہيں ' پامال نہيں ہونے ديگا - دوم اس سے بھي زيادہ ضروري اور مفيد کام مسلمانوں کي توجہ کا محتاج ہے يعني (اشاعت اسلام) - مگر شايد مجھه سے زيادہ کسي دوسرے کو اس کا ملال نه ہوگا ' جبکه ميں ديکھتا ہوں که ميرے ہم مذہب اولٹي چال چل رہے ہيں اور روز بروز اونکي توجہ پوليٹکل مسايل پر بحث کرنے پر بڑھتي جاتي ہے اور وہ کام جس سے زيادہ دنيا اور دين دونوں کا فايدہ ہے ' کس مپرسي ميں پڑتا اور دور بڑھتا جاتا ہے - ہمارے علما اور پيشوايان دين (جسطرح که جناب والا خود ہيں يا شمس العلما مولانا شبلي ہيں) افسوس که اپنے فرايض کو بھول چکے ہيں اور ايسي تو - تو - ميں - ميں ميں جس سے اونھيں الگ رہنا زيادہ مستحسن تھا ' پڑگئے ہيں - ميں پھر عرض کرونگا که ميں معاملات ملکي ميں توجہ کرنا غير ضروري نہيں جانتا ليکن بلا شبه يه قطعاً غلطي ہے که سب گروہوں کا فقط يہي کام رہجاے که وہ حکام پر نکته چيني ميں منہمک ہو جائيں اور اپنے تمام دوسرے کام بھول جاليں - اگر ہندوستان کے امن و عافيت اور حکومت ہند کے برکات کو قدرشناسي سے ديکھا جاے تو سب سے زيادہ اوسي ميں صلاحيت اسکي ہے که ہندوستان کے اندر مسلمانوں کا ايک ذيعلم اور محب اسلام گروہ ايسا بننا چاهيے جو اشاعت اور برقراري اسلام کا کام اپنے ذمه لے - ميں جناب کي علمي قابليت اور وسعت معلومات کے ساتھه آپکے اخلاق کے اوپر بھروسه کرکے اس عرض کرنے کي جرات کرونگا که اگر جناب کو پالٹکس پر بھي توجہه کرنے کا شوق ہے تو اسکو آپ کيوں بھولے پڑے ہيں که اشاعت اسلام بہترين پالٹيکس اور ازدياد نفوس اعلى ترين قومي قوت اس زمانه ميں ہے - شمس العلما مولانا شبلي معاف فرمائينگے اگر عرض کيا جاے که اونھوں نے ندوہ کو چھوڑ کر پولٹيکل نظموں کو مسلمانوں کے حق ميں مفيد يا اپنے واسطے موجب نام آوري قرار ديا ہے - اگر آپ حضرات ان فضوليات کو چھوڑ ديں ' اور ايسے علما کے پيدا کرنے ميں ' جو يورپ کا علمي مقابله کرتے ہوے اونکے واسطے روحي فضيلت کا اور تلقين اسلام کا باعث ہوں ' اپنے آپ کو مصروف کر ديں ' تو بلا شبه عند الناس اور عند الله دونوں جگه زيادہ مقبول ہونگے - اشاعت مذہب جيسي ضروري تحريک سے جسطرح مسلمانان عالم (يعني اندرون ہند اور بيرون ہند) غافل ہيں وہ ہر طرح نہايت افسوس ' ملامت ' اور مواخذہ کے لائق ہے اور يه سب الزام علما کے سر سب سے اول ہے -

يورپ کا کوئي حصه ايسا نہيں ہے جہانکے علما اپنے عقايد اور دين کي تلقين کے واسطے دور و دراز ملکوں ميں صديوں سے مارے مارے پھرتے ' مرتے ' اور کٹتے نه ہوں - مگر ہمارے ہم مذہبوں کا کون ايسا ملک يا ... ہے ' جسکے مسلمان گھر سے اس کام کے ليے باہر بھي نکلے ہوں ؟ بلکه سچ تو يه ہے که انھوں نے اسکا اقبال بھي بطور ايک ضروري خيال کے نہيں کيا ہے - مگر ہم ہندوستان کے مسلمان دوسرے ملک کے مسلمانوں پر اوسوقت تک الزام نہيں لگا سکتے جب تک که خود کچھه کر نه دکھاليں ' اور اونکي مقعول جواب اس الزام کا ہمارے علما کے پاس ايک ايسے ملک اور زمانه ميں نہيں ہے جبکه ازادي اور علم کي نہريں بہه رہي ہيں - ہندو جيسي کانسرويٹو قوم تک تو اپنے دين کي اشاعت کرنے لگي اور مسلمان جيسے لبرل مذہب والے کچھه نه کريں ؟

الغرض ميں نہايت ادب اور عاجزي سے معافي مانگ کر جناب سے عرض کرنے کي جرات کرونگا که پالٹيکس کے اس حصه سے جس ميں فضول گوئي اور دشنام دہي کے سوا کچھه نه ہو ' محترز رہکر اپني تمام قابليت و لياقت اور الله کي بخشي ہوئي قوت اصلاح و خدمت پالٹکس کے اوس حصه پر صرف کيجيے جس سے مسلمانوں کي تعداد دنيا ميں بڑھے - مسلمان علما ملکوں ملکوں جاليں ' اپني نيکيوں اور علمي قوت اونپر نمودار کريں ' اور نيز ہندوستان ميں بھي کم علم مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچاليں - مگر يه جب ھي ہوگا جب که جھوٹي واہ وا سے آپ حضرات خوش نه ہونگے اور دنيا کے بہت سے کاموں ميں سے يه ايک ھي کام (يعني اشاعت اسلام) اپنا مرکز نظر اور منتہاے خيال نه بنا ليں گے -

جناب کا ادنى ترين خادم :

(اسمعيـــل)

(الهلال)

اس مکرر توجه فرمائي کا مکرر شکريه - جناب مولانا شبلي نعماني آجکل سيرة نبوي کي تدوين ميں مصروف ہيں نه که پوليٹکل نظموں کا ديوان ترتيب دينے ميں - رہا مسئلۂ تبليغ و دعوت اسلام ' تو ضرورت ہے که اس موضوع اہم و اقدم پر پوري تفصيل کے ساتھه اپني معروضات پيش کروں ' اور انشاء الله پہلي فرصت ميں اسکو لکھونگا -

شيعه کانفرنس بمقام جونپور

قلعۂ جونپور کا ميدان اجلاس کيليے تجويز ہوا ہے - اس سے زيادہ ہوادار اور پُرفضا کوئي اور جگہ اس نواح ميں نہيں ہے ' قلعه سے استيشن ريلوے تقريباً پون ميل کي دوري پر ہے ' اور بالکل سيدھي سڑک وہانسے يہانتک الي ہے - قلعه کے پھاٹک پر کوتوالي شہر ہے اور اندر شاہي زمانه کي عمدہ مسجد اور مختصر سا خوشنما باغ بھي ہے جو شام کو تفريح کيليے دلچسپ جگه ہے - ہم نے اپنے سرفراز کنندہ مہمانوں کيليے اس چھوٹے سے شہر ميں سواري کا بھي اهتمام کيا ہے جو گاڑيوں کے آمد کے اوقات پر ريلوے اسٹيشن پر موجود رہينگي - استقبال حضرات تشريف اوران کيليے والنٹيرس موجود اور ہر طرح کسي مدد دينے کي کوشش کرينگے - نرخ کرايه گاڑي اور قلي والنٹيرس سے معلوم ہوگا -

معزز مہمانان اضلاع غير کيليے قلعه کي مسطح زمين پر خيمے قائم کيے جا رہے ہيں جنميں ہمارے کرم فرما قيام فرمائينگے - اونکے ليے غريب جونپور نے اپنے اوقات کے مطابق تين دن کيليے کچھه نان و نمک کا بھي سامان کيا ہے جسے اميد ہے که ہمارے بندہ نواز قبول فرما کر عزت بخشينگے - اسکے علاوہ کھانے پينے اور ناشتے کي مختلف دکانيں بھي خاص نگراني ميں مہيا رہينگي ' که کسي صاحب کو کوئي تکليف نہو - اقسام شيريني و سگريٹ و پان و ديگر مفرحات مثل ليمونيڈ وغيرہ کي بھي کافي دکانيں ہونگي که جمله ضروريات عند الموقع پوري ہوتي رہيں - جونپور کے مشہور تيل و عطر و تمباکو نوشيدني کي دکانيں بھي متعدد موجود ہونگي - جہانتک ممکن ہوگا ہے خاص سوارياں بھي يکجا رہينگي بشرطيکه قبل سے ورود کي اطلاع ملے -

شيخ محمد قاسم وکيل - سکريٹري انتظاميه کميٹي اجلاس شيعه کانفرنس مقام جونپور

مراسلات

تاریخ حیات اسلامیه

الہلال اور پریس ایکٹ

(دعــوة دينيــة الهــلال)

ایک مشہور بزرگ ملت تحریر فرماتے ہیں :

الهــلال آغاز اشاعت سے میری نظر سے گذرتا ہے - اور کم از کم کوئی تحریر جناب کے قلم سے اسمیں ایسی نہیں نکلی ہے جس کو میں نے اول سے آخر تک بغور و فکر نہ پڑھا ہو - میرا یہ عقیدہ ہے کہ آج نہ صرف ہندوستان میں ' بلکہ ممالک اسلامیہ میں بھی کوئی رسالہ ایسا موجود نہیں ہے جو مثل الهــلال کے اسلام کی اصلی اور حقیقی دعوت کا احیاء کرتا ہو -

آپکی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپکا نقطۂ نظر صرف مذہب اور قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ ایک مخصوص قابلیت عطا فرمائی ہے کہ ہر معاملے اور مسئلہ پر مذہب ہی کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں' اور آپ سے بہتر آجتک کسی نے اس دعوے کا ثبوت پیش نہیں کیا ہے کہ قران مسلمانوں کی تمام ضروریات ترقی پر جامع ہے - اس بنا پر گو الهــلال کا انداز بحث بے باک اور اظہار صداقت و حق گوئی تلخ تھی' تاہم وہ تبلیغ اسلام کا ایک ارگن تھا ' اور مجھکو کبھی یہ خطرہ نہیں گذرا تھا کہ گورنمنٹ اسکی نسبت بھی ضمانت کا سوال اٹھائیگی -

اس خیال کا ثبوت پچھلے پندرہ مہینوں میں برابر ملتا رہا - الهــلال نے ہر موقعہ اور ہر معاملہ پر اسقدر بے لاگ اور بے پردہ حق گوئی کی کہ آجتک اسکی مثال میری نظر میں تو کوئی نہیں - آجکل کی آزادی کے جوش و خروش میں بھی کسی کو اسکی جرات نہیں ہو سکتی - لیکن وہ حق گوئی بہ حیثیت پولیٹکل نکتہ چینی کے نہ تھی بلکہ بہ حیثیت ایک دینی داعی کے تھی اور ہم نے ہمیشہ گورنمنٹ کی خاموشی کو اسی دانشمندی پر محمول کیا کہ وہ حقیقت سے واقف اور اسکی حیثیت سے با خبر ہے اور اسی لیے الهــلال کے کاموں میں مداخلت کر کے تمام پیروان اسلام کی اصلاح و دعوت کے سب سے بڑے کام کو نقصان پہنچانا پسند نہیں کرتی -

جناب کو معلوم ہے کہ بعض امور و مسائل کے متعلق خاکسار کو الهــلال سے اختلاف رہا ہے اور دو تین مرتبہ اسکی نسبت بالمشافہ اور بذریعہ مراسلات اپنی معروضات پیش بھی کرچکا ہوں - مثلاً جناب نے اشاعت الہلال کے ساتھ ہی اس بحث کو چھیڑا کہ مسلمانوں کیلیے سلف گورنمنٹ کی خواہش ضروری ہے ' حالانکہ میں اپنے عقیدے میں اب تک اسے قبل از وقت سمجھتا ہوں اور سر دست اُن معاملات کو ہندو مسلمانوں کی متعدد جدو جہد کا مستحق سمجھتا ہوں جنکے نتائج کے حصول پر سلف گورنمنٹ کا ملنا موقوف ہے - با ایں ہمہ آپنے اس مسئلہ کو مثل تمام لوگوں کے محض اجکل کے لبرل خیالات یا ہندو بھائیوں کی دیکھا دیکھی اور یورپ کی آزادی کے اتباع کی بنا پر نہیں لکھا' بلکہ اسکو مذہبی حیثیت سے ثابت کیا اور ظاہر فرما یا کہ ہر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ وہ ایسا چاہے - جب یہ صورت پیش آئی تو میں نے آپ کو لکھدیا کہ گو میری رائے میں ابتک کچھہ تزلزل نہیں ہوا تاہم آپنے جس خوبی اور دلنشیں طریقہ سے اسکا مذہبی و اسلامی پہلو بیان کیا ہے اس نے میرے دل کو نہایت متاثر کیا اور میں اب اسکو مذہباً مسلمانوں کا ایک دینی مطالبہ یقین کرتا ہوں مگر اسکی جد و جہد کا وقت یہ نہیں سمجھتا -

آپنے گو اپنی اس تحریک میں کامیابی حاصل کی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو انقلاب پر مجبور کردیا تاہم واقعات سے آپ پر منکشف ہوگیا ہوگا یا آئندہ ہو جائگا کہ صرف سلف گورنمنٹ کے تصور سے کچھہ نہیں ہوسکتا -

بہر حال الهلال ہمارا ایک دینی مصلح ہے - وہ مسلمانوں کو عمل بالقران و السنة کی کامل و اکمل دعوت دیتا ہے - اللہ نے اسکے ساتھہ جو اسباب اثر و حسن قبول کے جمع کردیے ہیں' وہ آجتک کسی اہل قلم کو ہندوستان میں نصیب نہیں ہوے - پس اسکے وجود کے قیام سے بڑھکر کوئی اہم مسئلہ آج در پیش نہیں - کیونکہ عرصے کے بعد یہی ایک حقیقی اور مفید بیج ہے جو ہم اپنی زمین میں بو سکے ہیں -

ہماری تمام مفید تحریکوں اور کاموں کے قیام کا یہی وسیلہ ہے اور خدا نخواستہ اگر اسکی حفاظت نہ کرسکے تو پھر تمام مسلمان اپنی سب سے بڑی دینی و قومی دولت کھو بیٹھیں گے - الهلال جیسے رسائل بمنزلۂ جڑ کے ہوتے ہیں اور ترقی کی تمام توقعات مثل شاخوں کے - سب سے پہلے جڑ کی حفاظت چاہیے ' پھر شاخوں کی -

• • • • • • • • •

معلوم ہوتا ہے کہ بد قسمتی سے جو غلط پالیسی اس وقت ہمارے صوبے نے اختیار کر رکھی ہے اور جس کی پیروی پنجاب نے بھی کی ہے ' اسکا اثر آپکی گورنمنٹ بنگال تک پہنچ گیا ہے - اور وہ دانشمندی اور پر مصلحت پالیسی جو اب تک اُس نے الهلال کے متعلق اختیار کر رکھی تھی ' اب افسوس ناک طریقہ سے بدل دی گئی ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ الهــلال کا ایک پرچہ ضبط کر لیا گیا اور پھر ضمانت طلب کی گئی - جس مضمون کی بنا پر یہ ضبطی عمل میں آئی ہے ' اسمیں اول سے لیکر آخر تک ایک سطر بھی ایسی نہیں ہے جس سے تاج برطانیہ کی وفاداری پر حروف آتا ہو - البتہ صوبجات متعددہ کے حکام پر نکتہ چینی کی ہے اور اگر حکام کی شکایت بھی تاج کی وفاداری کے خلاف ہے تو پھر تو واقعی ہندوستان میں زندگی بسر کرنا ہمارے لیے دشوار ہوگیا - گورنمنٹ اخبارات کے معاملے میں سخت غلطی کررہی ہے - اسکے

(۲) انقلاب کي اصلي روح مساوات هے - اور صرف شاهي اقتدار و تسلط کے روک دینے هي سے جمہوریۂ صحیحه قائم نہیں هوسکتي - تا وقتیکه نوع بشر میں مساوات حقیقي قائم نہو - اس بنا پر گو فرانس کے انقلاب نے شاهي اقتدار کي مطلق العناني سے دنیا کو نجات دلا دي' تا هم وه " مساوات حقیقي " کے قیام میں کامیاب نہوسکا - مختلف درجات و طبقات امت کا اختلاف بدستور باقي هے - دولت کے اقتدار کي لعنت سے ابتک دنیا نے نجات نہیں پائي' اور تمیز ادنی و اعلی کے عذاب الیم کي زنجیر اب تک اسکے پاؤں میں پڑي هے -

(۳) یه کیا هے که اب تک پادشاه هے جو ملکي خزانے سے کروروں روپیه لیتا اور با وجود ایک عام باشندۂ شهر هونے کے عام باشندوں سے ارفع و اعلی رهتا هے ؟

اب تک وه عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن هے' جهاں تک زمین کے عام باشندوں کي رسائي نہیں ؟

شاہ انگلستان ستر لاکهه پچاس هزار روپیه هر سال تن تنها اپنے اوپر صرف کرتا هے اور جرمني کا حکمراں نوے لاکهه - پهر کیا با ایں همه یورپ کو مساوات انساني کے ادعاء کا حق حاصل هے ؟

اسکي آبادي ابتک اُن امیروں کے ایوانوں سے رکي هوئي هے جو چاندي سونے کے گهمنڈ میں اپنے هم جنسوں کے ساتهه سب کچهه کرسکتے هیں - پهر وه مساوات کہاں هے جسکے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے پروں میں چهپا لیا هے ؟

لیکن اسلام نے روز اول هي مساوات کي حقیقي تصویر دنیا کو دکهلا دي - اسکا اولین قدوس پادشاه جس طرح زندگي بسر کرتا تها تم پڑهچکے هو - اسکے خلفانے صاف کہدیا که " حلتان و فرس و قوت اهلي " یعني مجهکو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپني اور اپنے اهل و عیال کي ما یحتاج غذا چاهیے اور بس !

حضرة ختم المرسلین نے قبیلۂ مخزوم کي ایک عورت کي نسبت رؤساء قریش سے' حضرة (ابوبکر) نے اپني خلافة کي اولین مجلس میں' حضرة (معاذ) نے سردار رومي کے آگے' (مغیره بن شعبه) نے ایراني سپه سالار کے سامنے' اور واقعۂ اجنادین میں رومي سپه سالار کے آگے اسکے مخبر نے' جو تقریریں کي تهیں' انکو تمام گذشته نمبروں میں پڑهو' اور پهر مساوات یورپ کا مساوات اسلامي سے مقابله کرو !

(۳) لیکن مساوات کے بهي مختلف درجے' اور اسکي مختلف قسمیں هیں - یه سچ هے که انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام ابناء وطن کو مساوي قرار دیا' لیکن کیا تمام ابناء امم کو بهي درجۂ و حقوق میں مساوي قرار دیسکا ؟ وه عدم مساوات جو ایک محدود رقبۂ زمین میں هو' زیاده مستحق نفرین هے' یا وه' جو تمام دنیا اور دنیا کي تمام قوموں میں پهیلا هوا هو ؟ اگر تم ایک سرزمین کے رهنے والوں کو ایک درجے میں رکهنا چاهتے هو تو یه دنیا کے دکهه کا اصلي علاج تو نہوا - دنیا اُس مساوات کیلیے تشنه هے جو ابناء وطن کي طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بهي مٹادے اور اسود و ابیض' مغرب و مشرق' متمدن و غیر متمدن' غرضکه خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لاکر کهڑا کر دے - تم ابهي ابهي انقلاب فرانس کي سرگذشت سے فارغ هوے هو - تم نے وه اعلان حریة پڑها هے' جس کو تاریخ عظمت کے ساتهه اپنے سینے سے لگاے رکهتي هے' لیکن کیا اسمیں اول سے لیکر آخر تک کسي جگه بهي اس مساوات کا ذکر هے جو کسي خاص سر زمین کو نہیں بلکه تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا هو ؟ اسکي هر دفعه کو مکرر پڑهه لو - تم هر جگه " وطن " هي کا نام پاؤگے' اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے زیاده نہوگا که " فرانس " کا هر باشندة ایک دوسرے کے برابر هوجاے -

لیکن خدا کي زمین جو صرف فرانس اور یورپ هي کي اقوام سے آباد نہیں هے' اپنے اس زخم کیلیے کہاں مرهم ڈهونڈهے' جس نے ایک قوم کو وطن کو دوسري قوم اور وطن پر فضیلت دیدي هے ؟ یورپ سے اسکو تسکین نہیں مل سکتي' لیکن اسلام کا هاتهه اسکو مرهم بخش سکتا هے - اُس نے صرف اپنے وطن اور سر زمین هي کو مساوات باهمي کا حقدار نہیں سمجها' بلکه اسکا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تها - جبکه اُس نے کہاکه :

یا ایها الناس ! انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا' ان اکرمکم عند الله اتقاکم ! (۴۹ : ۱۳)

" اے لوگو ! هم نے تم کو مرد و عورت کے اتحاد سے پیدا کیا' اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کردیا - لیکن اس اختلاف قوم و نسل سے کوئي امتیاز و شرف حاصل نہیں هوسکتا' کیونکه اس سے مقصود صرف یه هے که تم باهم ایک دوسرے سے شناخت لیے جاو - ورنه تم میں سب سے زیاده الله کے آگے افضل وهي هے جو سب سے زیاده متقي اور نیک اعمال هے ! "

او اسکا اعلان مساوات صرف مکه اور حجاز هي کیلیے نه تها بلکه تمام عالم کیلیے تها !!

اسلام صرف وطن هي کي محبت لیکر نہیں آیا - اُسکے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام هے - اس نے جو کچهه کیا سب عالم کیلیے کیا' اور صرف وهي تها جو یه کہسکا : وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا (۳۴ : ۲۳) دنیا کا خدا " رب العالمین " تها' جسکي ربوبیت عامه میں کوئي خصوصیت وطن و مقام نہیں - پس اسکا پیغام امن و نجات بهي " رحمة للعالمین " هوکر آیا که : وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۲۲ : ۱۰۷) -

(۴) اگر یورپ مساوات انساني کے اصلي راز کو پالیتا تو اشتراکیة (سوشیلزم) کي بنیاد نه پڑتي - امرا کے اقتدار' دولت کي ظالمانه تقسیم' طبقات عامه کي تذلیل و تحقیر' ارباب اقتدار کا استبداد' جماعات و افراد کا قانوني امتیاز' یه اور اسي طرح کے اسباب هیں' جنکي وجه سے اشتراکیة کي بنیاد پڑي اور روز بروز بڑهتي جاتي هے - یورپ سے ادعاء مساوات کي سماعت کرتے هوے کوئي وجه نہیں که هم اشتراکیه کي شهادت سے کان بند کرلیں - ابهي لوگوں نے دو سال پیشتر کا وه موقعه بهلایا نہوگا جب مسٹر (لائڈ جارج) نے امراء انگلستان کے ٹیکس سے بري هونے کے خلاف سعي کي تهي اور اسکي وجه سے طبقۂ خواص میں ایک سخت جوش پهیل گیا تها -

(رجوع به مباحث بقیه)

پس ان مباحث کے بعد اب همارے لیے صرف دو منزلیں اور باقي رهگئي هیں :

(۱) حکم " مشوره " اور " اصول شوراء اسلامیه " - اسکے ضمن میں اُن آیات کریمه پر ایک مفسرانه نظر ڈالني چاهیے جن میں حکم شوری دیا گیا هے -

(۲) بعض شکوک و اعتراضات کي تحقیق جو اس بارے میں پیدا هوئے هیں - ازانجمله وه شبهات جو انقلاب عثماني کے زمانے میں بعض جرائد و مجلات میں شائع هوے تهے' اور حال میں ایک تحریر کے ذریعه انکا اعاده بهي کیا گیا هے - یه تحریر روزانه (پیسه اخبار) لاهور میں شائع هوي هے -

ائنده نمبر سے هم اِن دونوں بحثوں کے طرف متوجه هونگے - والله الهادي' و علیه اعتمادي -

البته یه بهي سمجهه لینا چاهیے که اسلام نے هم کو آزادي بخشنے اور آزادي کے حاصل کرنے ' دونوں کي تعلیم دي هے - هم جب حاکم تهے تو هم نے آزادي دي تهي ' اور اب هم محکوم هیں تو وهي چیز طلب کرتے هیں - هم خدا کي مرضي اسي میں یقین کرتے هیں که قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر حکومت کرنے کیلیے طیار کیا جاے - یورپ خود اسي اصول پر کار بند هوکر ازادي حاصل کرچکا هے - پس هم انگلستان سے آج اسي شے کے طلبگار هیں جس کیلیے کل تک وه خود بهي بیقرار تها -

بیشک ' اگر اسلام کے ماتحت پالیٹکس کي راه همارے سامنے هوگي تو هم ایک طاقتور گروه هونگے - بے خوف هونگے اور اظهار حق میں بے باک هونگے - کیونکه هم مسلمان خدا کے سوا کسي سے نهیں ڈرتے ' لیکن اسلام هی کے بتلاے هوے اصولوں کی وجه سے قانون اور تحت حکومت بهی هماري طرف سے بالکل بے خطر هوگا - چونکه هماري راه صاف اور غیر مشتبه هوگی ' اسلیے هماري نیت اور هماري زبان بهی ایک هوگی - هم جوش میں بهی آئیں گے لیکن همارا جوش قانون اور حفظ امن کے اندر هوگا - کیونکه خدا نے هم سے کها هے نه زمین پر فساد نه کرو -

اب تک مسلمانوں کے جو لیڈر قوم کو چپ اور غافل رکهنے کی کوشش کرتے رهے ' وه اندر هی اندر پهوڑے کو پکانا اور راکهه کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاهتے تهے ' لیکن اگر هم اس راه پر آ گئے تو همارے زخم دل میں پوشیده نهیں ' بلکه کهلے هوے چهرے پر هونگے - هماري شکایتوں کے پهوڑے اندر هي اندر پک کر جسم امن و قانون کو نقصان نهیں پونهچائیں گے ' بلکه ٹوٹ کر بهه جائیں گے - هم شور ضرور مچائیں گے مگر دل میں پهر کچهه باقي نه رهیگا - فریاد ضرور کرینگے مگر اپنے اندر شکایتوں کي آگ نهیں پالیں گے -

پس گورنمنٹ کیلیے مصلحت اسي میں هے که همکو سچا مسلمان بننے کیلیے چهوڑ دے ' کیونکه مسلمان هونے کے بعد هم اپنے نفس کیلیے اور نیز تمام عالم کیلیے یکساں طور پر ایک مفید هستي بن سکتے هیں - "

(الهلال جلد اول نمبر : ۹ - صفحه : ۸ -)

لیکن اصل یه هے که اب همارے حکام کا معیار وفاداري اس قدیمي اور قدرتي معیار وفا و بے وفائي سے بالکل مختلف اور ناممکن الفهم هے ' جو دنیا نے همیشه سمجها هے ' اور هم بهي بوجه عقل و ادراک رکهنے کے سمجهتے هیں - پس اب ان فکروں میں پڑنا هي نهیں چاهیے - حق اور صداقت انسان کي غلط فهمیوں کے حد ضرر سے بهت اونچي هے - جو لوگ کام کرنا چاهتے هیں وه صرف اپنے کام هي کو دیکهیں اور هر طرف سے آنکهیں بند کرلیں :

و عسی ان تکرهوا شیئاً و هو خیر لکم ' و عسی ان تحبوا شیئاً و هو شر لکم و الله یعلم و انتم لا تعلمون ! (۲ : ۱۲۲)

ادبیات

احرار قوم

اور طفل سیاست

یه اعتراض آپ کا بیشک صحیح هے : * احرار قوم میں هیں بهت خامیاں ابهي
چلتے هیں تهوڑي دور هر ایک راهرو کے ساتهه * گم گشته طریق هے یه کارواں ابهي
زود اعتقادیاں هیں ' تلوں هے ' وهم هے * هو جاتے هیں هر ایک سے یه بد گمان ابهي
دل میں نه عزم هے نه ارادوں میں هے ثبات * جهیلے نهیں هیں معرکهٔ امتحاں ابهي
بے اعتدالیاں هیں اداے کلام میں * باهر هے اختیار سے ان کے زباں بهي
هر دم هیں گو مسایل ملکي زبان پر * ان میں سے ایک بهي تو نهیں نکته داں ابهي

* * *

یه سب بجا درست ' مگر سچ جو پوچهیے * جو کچهه که هے ' یه هے اثر رفتگاں ابهي
یه هے اسي سیاست پارینه کا اثر * گو شمع بجهه چکي هے مگر هے دهواں ابهي
موزوں نهیں هے جنبش اعضا تو کیا عجب * شب کے خمار کي هیں یه انگڑائیاں ابهي
چلنے میں لڑکهڑاتے هیں اک اک قدم په پانوں * چهوٹے هیں قید سخت سے یه خسته جاں ابهي
بیکار کردیے تهے جو خود بازوے عمل * گو کهینچتے هیں ' پر نهیں کهنچتي کماں ابهي
آئے کهاں سے قوت رفتار پانوں میں * کچهه بیڑیاں هیں پانوں کي بند گراں ابهي
غوں غاں هے ' کچهه مباحث ملکي نهین هیں یه * ایک طفل هے سیاست هندوستاں ابهي

(شبلي نعماني)

ترجمهٔ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانهٔ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جالیگي - قیمت حصهٔ اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے -

مشیر اسکے خیر خواہ نہیں اور سچے خیر خواہوں سے وہ بد ظن ہے - اب تک اُس نے پنجاب کے اخبارات کو پریس ایکٹ کا نشانہ بنایا تھا لیکن اب الہلال کی جانب متوجہ ہوکر اپنی غلطي کو انتہائي درجہ تک پہنچا دیا ہے - اسکا نتیجہ یہي نکلے گا کہ مسلمانوں کي بے چیني لا علاج ہوجائیگي - انکو اس وقت الہلال سے بڑھکر کوئي شے محبوب نہیں - میں اُن علما و صوفیاء سے واقف ہوں جو الہلال کي جلدیں بنوا کر اس احتیاط سے اپنے حجروں میں رکھتے ہیں' جیسے مقدس کتابیں یا اپنا عمر بھر کا اندوختہ کوئي رکھتا - ہے جس دن الہلال خاکسار کے یہاں آتا ہے' یقین فرمائیے کہ اس دن کم ازکم پچاس ساٹھ آدمي اُسکي زیارت کیلیے آتے ہیں اور بر خوردار .... اسکو چھپاے پھرتا ہے کہ کہیں لوگ لے نہ لیں ! ہفتہ بھر تک ہر شخص کي درخواست ہوتي ہے کہ سب سے پہلے اسي کو دیکھنے کا موقعہ دیا جاے - پچھلے دنوں ایک عزیز دوست مدراس سے آئے تھے - انہوں نے اس سے بھی بڑھکر عجیب و غریب شوق و عشق کے واقعات چشم دید بتلاے تھے -

ایسي حالت میں اس کارروائي سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ہر درجے کے لوگوں میں گورنمنت کي طرف سے کیسی افسوس ناک بدظني پیدا ہوجائیگي ؟ لوگ سمجھیں گے کہ گورنمنت اب اسکو بھي پسند نہیں کرتي کہ اسلام کا کوي دیني ارگن اپنے قوم و ملة کي اصلاح کرے -

مسلمانوں کي وفاداري کي طرف سے خواہ نخواہ گورنمنت متردد ہوتي ہے - گورنمنت کے ارکان و مشیروں کو معلوم نہیں کہ الہلال نے دنیا میں آتے ہي اپني تعلیم کے متعلق کیا کہا تھا ؟ الہلال کي جلد اول کي کسي اشاعت میں آپنے کسي بزرگ کے خط کے جواب میں ایک لیڈنگ ارٹیکل لکھا تھا - اسمیں لکھا تھا کہ "گورنمنت کو چاھیے کہ وہ ہمیں اسلامي تعلیم کي نشر و اشاعت کرنے دے کیونکہ اسکے لیے بھي سب سے زیادہ بہتري اسي میں ہے - اسکو معلوم ہونا چاھیے کہ جس شخص کا ہاتھ قران کریم سے رکا ہوا ہوگا وہ بغاوت کا بم نہیں پکڑ سکتا "

مجکو اصلي الفاظ یاد نہیں مگر قریب قریب یہي الفاظ تھے - پس کتني صحیح اور سچي بات تھي جو الہلال نے پہلے ہي ظاہر کردي ہے - اسلام ایک دعوت امن ہے اور الہلال اسکي طرف داعي ہے - پھر ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر سچي اور مستحکم وفاداري کا داعي کون ہوسکتا ہے ؟

تمام دنیا اگر ہزار مرتبہ وفاداري کا وعظ کرے تو ہم پر اتنا اثر نہیں پڑسکتا' جس قدر الہلال کے اس ایک جملہ سے ہوتا ہے - کیونکہ مسلمان ہر چیز کو مذہب کي راہ سے قبول کرتے ہیں اور چونکہ الہلال کو مذھبي عقیدت سے دیکھتے ہیں اسلیے اسکے ہر حکم کو ماننا فرض سمجھتے ہیں - پھر یہ کیسي شدید غلطي ہے کہ گورنمنت اپني اصلي وفاداري (نہ کہ غلامانہ و خوشامدانہ) کي تعلیم کے تنہا ذریعہ سے' احسانمند ہونے کي جگہ اور مخالف ہو رہي ہے ؟

میرا یہ عریضہ بہت بڑھگیا - اپنے خیالات سے مجبور تھا - الہلال کے متعلق اگر عرض کرنا چاہوں تو ایک دفتر طیار ہوجاے کیونکہ صدہا خیالات اسکي نسبت میرے دماغ میں گزرتے ہیں -

خیر جناب نے تو روپیہ داخل کردیا اور آیندہ کیلیے بھي انشاء اللہ وہي ذات اپکے مقدس کاموں کي حافظ و ناصر ہے' جسکي تعلیم کو پھیلانا آپ اپني زندگي کا مقصد سمجھتے ہیں اور جسکي راہ میں آپنے اپني جان و مال تک کو لگا دیا ہے - خدا گورنمنت کے حکام کو نیک سمجھ دے - در اصل یہ ہماري ہي شامت اعمال ہے کہ بعض حکام کي سمجھ الٹي ہوگئي ہے - وہ ایک الہلال کي وجہ سے کروروں مسلمان دلوں کو صدمہ پہنچانا چاہتے ہیں -

میں نے یہ واقعہ سنتے ہي تار دیا تھا کہ اعانتي فنڈ کھولا جاے لیکن جناب نے اسکو غیر ضروري بتلایا - لیکن الحمد للہ کہ اب انجمن دفاع حقوق مطابع کے قیام کا اپنے اعلان فرمایا ہے اور یہ وہ تحریک ہے جو خود خاکسار کے پیش نظر تھي اور عنقریب اسکے متعلق ایک چٹھي اخبار ہمدرد دہلي کو لکھنا چاہتا تھا - بہر حال ۱۵ - روپیہ کي حقیر رقم اس مد میں قبول کیجیے - ایندہ انجمن مذکور کي نسبت بعض ضروري امور عرض کرونگا و السلام

(الہلال)

اگرچہ اس گرامي نامہ میں اعلان نام کي نسبت کوئي ممانعت نہ تھي' مگر بعض وجوہ سے یہ فقیر خود مناسب نہیں سمجھتا کہ اسکا اعلان کیا جاے - اصل شے خیالات ہیں جنکي اشاعت کي نسبت اُنکا ارشاد تھا' اور بعض مقامات کے حذف کے بعد اسکي تعمیل کردي گئي - آغاز اشاعت (الہلال) سے ابتک ہزاروں مکاتبات و رسائل آ چکے ہیں' جن میں از راہ لطف و کرم الہلال اور اسکے کاموں کے متعلق اظہار حسن ظن کیا گیا ہے' غیر معمولي توصیف و تمدیح کا مستحق قرار دیا ہے' اور اُس شوق و ذوق کا تذکرہ کیا ہے' جو الہلال کے ساتھ اُن بزرگوں کو ہے - لیکن ہمیشہ انکي اشاعت کو فقیر نے غیر ضروري سمجھا' اور ہمیشہ شکریہ کے ساتھ معذرت کردي کہ انکي اشاعت سے مجبور ہوں -

لیکن اب واقعہ ضمانت کے ضمن میں اسطرح کے جو خیالات ظاہر کیے جاتے ہیں' انکو ایک حد تک حذف کردینے کے بعد شایع کردیتا ہوں کہ بزرگوں کے اظہار لطف و کرم کے مقابلے میں اسدرجہ انکار' فی الحقیقت کفران نعمت و نا شکر گزاري میں داخل ہے -

(۱) " سلف گورنمنت " کے متعلق جناب نے تحریر فرمایا ہے - گذارش ہے کہ میں تو اپني راے پر بحمد للہ کہ بدستور قائم ہوں کیونکہ وہ راے میري نہیں ہے بلکہ تعلیم اسلامي سے ماخوذ ہے - رہا مصالح وقت اور مسلم لیگ کي حالت - تو یہ تو میں نے کبھي بھي عرض نہیں کیا تھا کہ مسلم لیگ صرف اپنے مقاصد کے صفحات پر چند سطرین سوٹ ایبل سیلف گورنمنت کي بھي بڑھا لے اور اسکے بعد پھر کنج بے عملي و تعطل میں معتکف ہو جاے - اصل شے کام اور کارکن افراد کا اجتماع' نیز ایک اصول و نصب العین کے ماتحت تمام معاملات ملکي میں ازادي و سرگرمي سے حصہ لینا ہے - لیگ اب تک ان امور سے ویسي ہي محروم ہے جیسي کہ ہمیشہ سے تھي' اور جب تک اسکے عناصر و اجزاے کار کا مسئلہ صاف نہوگا یہي حالت رہیگی -

(۲) جناب نے الہلال کی جلد اول کی جس اشاعت کا حوالہ دیا ہے وہ نمبر (۹) اشاعت ۸ - ستمبر سنہ ۱۹۱۲ ہے - اس موقعہ کے اصلي الفاظ یہ ہیں :

" گورنمنت کو بھي یاد رکھنا چاھیے کہ اگر ہم مسلمان سچے مسلمان ہو جائیں تو جس قدر اپنے نفس کیلیے مفید ہوں' اتنے ہي گورنمنت کیلیے' اور اسي قدر اپنے ہمسایوں کیلیے - اسکو بھولنا نہیں چاھیے کہ اگر ہم سچے مسلمان ہونگے تو ہمارے ہاتھ میں قران ہوگا اور جو ہاتھ قران سے رکا ہو' وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا -

زیدہ دیکر قومی همدردی کا ثبوت دیا هے ' لیکن امید هے کہ باهمت حضرات اس موقعه پر بهی اپنی غیرت دینی کا ثبوت دینگے - فدوی قبل ازیں اپنی بساط کے موافق هر ایک فنڈ میں جو کچهه هوسکا شرکت کرچکا هے - آج پانچروپیه کا منی آڈر ارسال خدمت گرامی هے اور امیدوار کہ یہ ناچیز رقم الهلال ضمانت فنڈ میں داخل کرکے ممنون و مشکور فرمائینگے -

(محمد عبد الواحد - سوداگر سکندرا باد - دکن)

حضرت مولانا ! رسالہ الهلال نمبر ۱۳ - میں شذرات داخلیه کے زیرعنوان بمجرد قرأۃ (الهلال پریس کی ضمانت) سخت افسوس هوا ' اور معاً دل میں یہ خدشہ پیدا هوا کہ اب الهلال جیسے زندہ اور مصلح مسلمین رسالہ کے بهی نشانۂ حکومت هو جانے کے بعد اخوان دینی پهر اسی فلاکت و ادبار کے تاریک گڑھے میں جا پڑینگے ' اور پهر انکی غفلت سابق مصداق حق پر چها جائیگی ' کیونکہ اب الهلال کی غفلة شکن تحریریں اور ولولہ خیز اور حیات افزا الهامی اثر کے مقالات بعض عمال سلطنت کے جبر سے مسلمانوں کے گوش زد نہ هوسکینگے اور چار ناچار الهلال کو طرز بیان اور پیرایۂ زبان بدلدینا پڑےگا - اس خدشہ کے پیدا هوتے هی میں نے افسردگی کے ساتهہ پرچہ رکهدیا اور دل بیٹهہ گیا - وکفی باللہ شهیدا کہ هم اور نہ صرف هم بلکہ حضرت والد صاحب مدظلہ بهی آبدیدہ هوگئے اور مشار الیه نے عرصہ تک افسوس فرمانیکے بعد دعا فرمائی کہ خداوندا ! اپنی نصرت غیبی الهلال کے شامل حال رکهہ کیونکہ وہ خلوص دل سے تیرے دین کا مددگار اور تیری مرضات کا طالب هے -

خاکسار کی نظر دیر تک الهلال پر گڑی رهی - لیکن پهر الهلال کی دلاویزی مجبور کن هوئی کہ کم از کم ایک نظر تو ڈال لو - با دل ناخواستہ اٹهایا اور اسی ضمانت ستانی کے مضمون پر نظر پڑی - لیکن چند الفاظ کے پڑهتے هی اپ کے صبر و شکر ' همة و استقلال ' عزم مصمم ' و ثبات ارادہ نے میرے پژ مردہ دل کو شاداب کردیا اور میں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتهہ اٹهہ بیٹها - پهر تو وهی میں تها اور وهی الهلال - وهی نگاہ شوق تهی اور وهی اسکا محبوب و مطلوب - دل بڑهہ گیا ' همة بلند هوگئی ' اول سے آخر تک پڑهہ گیا ' باغ امید کو سرسبز پایا اور سابق کی طرح آج بهی نخل مراد کو بارور دیکها ' فالحمد اللہ علی ذلک -

ابو تراب عبد الرحمن گیلانوی
گیلانی - مونگیر

" الهلال " سے ضمانت طلب هوئی - مجهکو اپکی وہ درد انگیز دعا یاد هے جو الهلال کے صفحوں پر همیشه مانگی گئی هے کہ " خدا تعالی آزمایشوں میں مجهے ڈالے ' تاکہ میرے دالی استقامت کا اندازہ هو " یہ اسکی استجابت کا آغاز هے اگرچہ فی الحقیقت آزمائشیں تو بہت سی هوچکی هیں اور دنیا دیکهہ چکی هے - یقین کیجیے کہ آج کروروں قلوب اسلام آپکے ساتهہ هیں ' اور آپنے جو بیج بویا تها ' وہ بار آور هوچکا -

(محمد مکرم از کیرانہ)

(الهلال)

میری دعائیں جن آزمائیشو کیلیے هیں وہ دوسری هی هیں ' اور شاید اب دور نہیں - ان چهوٹے چهوٹے واقعات کو اُنسے کیا نسبت ؟ انتظار کیجیے - انی معکم من المنتظرین !

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته - بلاشبہ ضمانت جو آپ سے طلب هوئی هے تمام قوم و ملت کو نہایت هی شاق هے اور ایسے هر ایک اهل دل کو اسکا رنج هے ' لیکن " عسی ان تکرهو شیا و هو خیر لکم " خدا کا کلام هے اور امید هے کہ اسی میں کچهہ بهتری هوگی - مجهکو سخت افسوس هے کہ کارکنان سلطنت کیا ایسی موٹی سی بات کو بهی نہیں ... که اس ضمانت کے لیے جانے سے الهلال کے ارادت مندوں کو جو هزاروں لاکهوں کی تعداد میں هیں کیا رنج نہوگا ؟ اور اگر وہ اسبات کے قائل هیں تو کیا یہ امر سلطنت کے لئے کسی نفع کا باعث هوسکتا هے کہ صرف دو هزار روپیه کی خاطر اسقدر افراد کے دل میں سلطنت کی طرف سے رنج کا بیج بودیں جو برگ و بار لا کر ایک درخت تناور بن جاوے اور پهر اس سے طرح طرح کے دل خراش نتائج پیدا هوں ؟ زمیندار کی ضمانت ضبط هونے سے کسقدر افراد کو رنج پہونچا هے اور کیا اسقدر ناراض شخصوں کی تعداد میں هر روز اضافه هونا سلطنت کے لئے مفید نتائج کا مثمر هوسکتا هے ؟ هرگز نہیں لیکن اب انکو کون سمجهاوے ؟ خدا هی انکو عقل سلیم عطا فرمائے - کہ ان کارروائیوں سے درگزر کریں اور بدستور مسلمانوں کو وفادار رہنے دیں جو خود انکے حق میں مفید هے اور مسلمانوں کے اس اعتقاد کے متزلزل نہونے میں بهی ' کہ برٹش گورنمنٹ انکے حق میں ایک رحمت هے -

خاکسار عطا محمد عفی عنہ (امرتسر)

السلام علیک - قبل ازیں ایک نیاز نامہ جس میں ایک روپیه کے ٹکٹ براے ضمانت فنڈ همدرد و زمیندار تهے ارسال خدمت کرچکا هوں امید کہ مشرف خدمت اقدس هوا هو - قدرت حق هے کہ اگلا زخم بهرا نہ تها کہ ایک اس سے بهی گهرا زخم آ موجود هوا !

بهر حال جاے شکر هے کہ یہ آزمائش هماری استقامت کیلیے صبر ربا نہیں هوسکتی - باری تعالی اپنے فضل و کرم سے اسلام اور جملہ اهل اسلام کو خیر و برکت ' فتح و ظفر ' عزت و ایمان ' عطا فرماے - آمین یا رب العالمین -

ایک روپیه بذریعه ٹکٹ ضمانت فنڈ ارسال خدمت هے -

محمد افضل - کوئٹه - بلوچستان

انڈین پریس ایسوسی ایشن

زر اعانۂ ضمانت الهلال

جو مجلس دفاع مطابع و جرائد هند کے خزینہ میں منتقل کردیا جائیگا

(۱)

جناب حاجی مصلح الدین صاحب	۱۰۰
ایک محترم بزرگ ملت	۱۵
جناب محکم الدین محمد امین صاحب	۵۰
ایک بزرگ (علی گڑه)	۱۰
ایک خاتون اسلام پرست ارمحمداباد دکن	۱۵
جناب امداد حسین خان صاحب اسپکٹر	
ملیر (ناصکا)	۵
جناب ایم محمد یوسف صاحب	
ایڈیٹر - مدراس	۵
جناب عبد الواحد صاحب سوداگر	
سکندر آباد دکن	۵
جناب احمد حسین صاحب	۱

(دعوة الهيه الهلال)

طبا ام جز کشش کارے ندانند
حکیماں ایں کشش را عشق خوانند

جناب فاضل اجل ' مصلح امت ' طبیب ملت ' حکیم اخلاق ' خضر اسلام ' مولانا ابوالکلام - السلام علیک و رحمة الله و برکاته -

میں ادھر سفر کي کشا کش میں مبتلا رھا ھوں - اخبارون کے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا -

آج " الهلال پریس کي ضمانت " کا حال الهلال میں پڑھکر ایک عجیب حالت کا مورد ھوا - متضاد کیفیتوں کا اجتماع ایک وقت میں ممتنع الوقوع سمجھا جاتا ھے لیکن طرفه یه ھے که میرے دل و دماغ میں دو متضاد کیفیتوں کا اجتماع ھوگیا : حزن و ملال بھي اور فرح و سرور بھي ! !

حزن اسلیے که ایک طائر سدرہ پرواز کو (جسکي صفیر پر طائران سفلي بھي پر افشاني کو طیار ھیں) دام میں لانے اور قفس میں بند رکھنے کي کوشش کي گئی -

فرح و سرور اسلیے که جناب اس منزل تک پہونچ گئے جس منزل سے انبیا و صدیقین ' و شهدا کو سابقه پڑتا رھا ھے - اگر خدا کو منظور ھے تو آگے کامیابي ھي کامیابی ھے :

در پس ھر گریه آخر خندۂ ایست

ان دونوں کیفیتوں کي حالت میں متحیر تھا که جناب کو لکھوں تو کیا لکھوں ؟ ھمدردي کا عریضه یا مسرت کي مبارک باد ؟

بڑي سوچ او ر غور کے بعد مبارکباد عرض کرتا ھوں - اگر تاریکي ضلالت قوم کو قاطبة نه گھیرے ' تو طلوع آفتاب ھدایت کي امید اور روشني پھیلنے کي توقع کیونکر ھوسکتي ھے ؟ اگر کانٹون کا لحاظ رکھا جاے تو پھولوں تک کب ھاتھه پہونچ سکتا ھے ؟ جس کام میں ھاتھه ڈالا جاے بشرطیکه طلب صادق ھو ' تکالیف کي منازل طے کرتے ھوے گوھر مقصود کو حاصل کر لینا لازمي ھے - بہر حال ضمانت ایک نیک خیال ھے - خدا مبارک کرے -

ابراھیم خلیل الله علیه السلام ھدایت کے لیے اٹھه کھڑے ھوے تو کیا کیا مصائب نه پیش آئے ؟ آگ میں ڈالے گئے ' وطن سے نکالے گئے ' سب کچھه ھوا ' مگر خدا نے ساتھه نه چھوڑا - خدا کي یاري اور یاوري سے غالب و منصور ھوکر رھے -

اس واقعه کي مشاکلت و مماثلت حضرت پیغمبر آخر الزمان روحي فداہ وصلي الله علیه و اله و صحبه و سلم سے ھے که جب آپ نے ھدایت کي آواز بلند کي تو ایذا رساني کے لیے قوم اٹھه کھڑي ھوئي - باقاعدہ اور مکمل کمیٹي بنائي گئي جسکا میر مجلس ابو لهب تھا ' اور مکه کے سردار اسکے ممبر تھے - رزولیوشن یه پاس ھوا که محمد (صلعم) کو ھر طرح سے دق کیا جائے - بات بات میں اسکي ھنسي اڑائي جائے - تمسخر اور ایذا سے اسے سخت تکالیف دیجائے - انہیں سچا سمجھنے والوں کو بھي انتہا درجه کي تکالیف میں مبتلا کیا جائے - اس تجویز پر جسقدر عمل ھوا ' ماھرین فن تاریخ و سیر سے پوشیدہ نہیں - بسا اوقات نبي کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تاکه رات کي اندھیاري میں آپ کے پاؤں زخمي ھوں - گھر کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تاکه صحت و جمعیت خاطر میں خلل پیدا ھو - لیکن تاھم خدا نے تو ساتھه نه چھوڑا - آپ غالب اور منصور رھے - بلکه : تبت یدا ابي لهب و تب ' ما اغنی عنه ماله وما کسب ' سیصلی نارا ذات لهب و امراته ' حمالة الحطب في جیدها حبل من مسد -

اگر الهلال کي حالت کو ان واقعات سے تطبیق دیجائے تو پوري مطابقت ھوتي ھے - الهلال کي پہلي آواز ھدایت نے کلوخ در خانۂ زنبور کا کام کیا - سر برآوردگان قوم بگڑے ' تخریب کے لیے اٹھه کھڑے ھوے - مگر خدا نے ساتھه نه چھوڑا - مجھے لکھنو کا گمنام خط (جو الهلال کي پہلي جلد کے کسي پرچه میں شائع ھوا تھا) نہیں بھولتا جس سے ابو لهب کي یاد تازہ ھوجاتي ھے - با ایں ھمه الهلال کي روش میں کوئي فرق نه آیا اور وہ اپنا کام کیے چلا جاتا ھے :

زعشق آفاق را پر درد کردہ
خرد را چشم خواب آلود کردہ

اگر اب ضمانت لي جاتي ھے تو لي جاے ' تاھم الهلال سے امید ھے که وہ ھدایت عامه سے باز نہیں رھیگا -

امام محمد ابن اسمٰعیل بخاري رحمة الله علیه کو امیر بخارا نے کہلا بھیجا که حدیث اور تاریخ نبوي محل شاھي میں سنا جایا کریں - آپ نے جواب دیا که میں علم کي ذلت گوارا کرنا نہیں چاھتا - مسجد میں آکر سنا کریں - امیر نے کہا که جب تک میں اور میرے شاہزادے مسجد میں رھا کریں مجلس عام نہو - امام نے فرمایا که میں ھدایت نبوي کو محدود نہیں کرسکتا - اگر مجلس کی بندش کا حکم دے دیں تو یه دوسري بات ھے - مجھکو بھي خدا کے نزدیک عذر کا موقع ملجائیگا - امیر نے امام کو خارج البلد کردیا ' وہ تکلیف سفر کو مرحبا اور آسائش وطن کو خیر باد کہتے ھوئے چلدیے مگر للهٔ حق نه بیچا - لیکن پھر کیا ھوا ؟ ھر طرف سے نزول تجلیات و برکات الٰہي تھا ! !

تم مرے پاس ھوتے ھو گویا * جب کوئي دوسرا نہیں ھوتا

گورمنٹ اظہار عقائد مذھبي اور تبلیغ ھدایت دیني میں دخیل نہیں ھوتي - یه جو کچھه ھو رھا ھے ھمارے ھي یاران طریقت کي کوشش کا نتیجه ھے -

البصائر کا سخت انتظار ھے اور اب بے تابي کي حدتک پہونچ گیا ھے -

تیغ ھندي و خنجر رومي * نکند آنچه انتظار کند

(حکیم غلام غوث طبیب ریاست بہاولپور)

السلام علیکم رحمة الله و برکاته - اخبارون کے دیکھنے سے معلوم ھوا که الهلال کے لیے دو ھزار کي ضمانت طلب کي گئي ھے - اس خبر کے دیکھنے سے نہایت سخت صدمه گزرا - قبل ازیں اخبار ھمدرد و کامریڈ سے بھي طلب کي گئي تھي - افسوس ھے که ایسے نامي گرامي رسائل جو نه صرف اخباري حیثیت ھي سے اعلی درجه کے ھیں ' بلکه ھم مسلمانوں کے لیے باعث ترقي و بہبودي ھیں ' ھر طرف سے بحر الم میں گرے ھوے نظر آتے ھیں - خدا اس کشیدگي کو دور کرے اور حاکم و محکوم میں اخلاص و اتحاد پیدا ھو - الهلال کے متعلق ھم لوگوں کا افسوس اسلیے بھي شدید ھے که ھم اسے محض ایک اخبار کي حیثیت سے نہیں دیکھتے بلکه فی الحقیقت وہ ھمارا ایک دیني مصلح اور مذھبي معلم ھے ' اور خدا نخواسته اگر ھم اس سے محروم ھوگئے تو یه ھماري انتہائي بد قسمتي ھوگي - دو ھزار کا فراھم ھوجانا باھمت لوگوں کے لیے کوئي بڑي بات نہیں - اگر ھر خریدار صرف ایک ھي روپیه اس فنڈ میں دیدے تو بھي مطلوبه رقم سے زیادہ رقم جمع ھو جا سکتي ھے :

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

اگرچه تقریباً دو سال سے ھم مسلمانوں نے مختلف چندوں مثلاً طرابلس ' ترکي مہاجرین ' و کانپور فنڈ میں اپني ھمت سے

بقیہ مضمون صفحہ ۴ کا

ومایضلون الا انفسہم وما یضرونک من شي ' (۴ :) (۱)

راہ حق سے بہکا دینے کا ارادہ کر ہي چکا تھا - حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ تمہیں تو کیا گمراہ کرینگے ؟ خود اپنے ہي کو گمراھي میں ڈال رہے ھیں - یقین رکھو کہ وہ تم کو کچھہ نقصان پہنچا نہ سکیں گے "

پھر اگر ہم لوگوں کے ارادوں اور خیالوں کا بھي مراقبہ کریں تو اعمال تک پہنچنے کي کبھي مہلت ھي نہیں ملے -

ہم بالفعل چند کلمات اس جلسے کي نسبت کہنا چاھتے ھیں جو ہزھائنس نواب صاحب رامپور کي زیر صدارت ۲- اکتوبر کو حسب افواہ یک ہفتہ ' دھلي میں منعقد ہوا تھا - لیکن مندرجۂ صدر خیالات کي بنا پر ہم اُن تمام اخبار و معلومات سے بالکل چشم پوشي کرلینگے ' جنکي اس جلسے کے انعقاد سے پیشتر ھمیں خبر مل چکي ہے - نہ تو اس مخفي اور طلسمانہ طریق عمل پر بحث کرینگے ' جو اس جلسے کے انعقاد کیلیے اختیار کیا گیا تھا - نہ اس پر اسرار طریق دعوت شرکت پر نظر ڈالیں گے ' جسکے ذریعہ ایک خاص طبقہ کے لوگوں کوشش کرکے جمع کیا گیا - نہ (حاجي نادر علي وکیل) نامي کسي شخص کو تلاش کرینگے جو مفید اغراض شرکاء عمل کي تلاش میں بھیجا گیا تھا ' اور نہ جلسے کي اصلي غرض و غایت ' اسکي تحریک کے اسباب ' قافلۂ رفتہ کي وصیت اور کاروان موجودہ کے پیام ' اور ان سب کے شان نزول کو روشني میں لائیں گے جس کے اندر مسلمانوں کے موجودہ عہد بیداري و حرکت کیلیے بہت سي یاد گار بصیرتیں مضمر ھیں ' اور جو انساني عصیان و تمرد کے نتائج کا نہایت ھي دلچسپ افسانہ ہے -

ان امور پر اگر نظر ڈالني ہے تو اسکا بہتر وقت دوسرا ہے - اور شاید دور نہیں - سر دست ہم صرف اُسي چیز کو دیکھیں گے ' جو ۲ - اکتوبر کو ھمیں دکھلائي گئي ' اور بالاخر بانیان مجلس جس صورت میں اپنے تئیں پیش کرنے پر مجبور ھوگئے اور انھوں نے پیش کیا ' اُسي کو بہ کمال تجاھل و تغافل عارفانہ ' تسلیم کر لینگے :

یہ کہکے رخنے ڈالیے انکي نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

جن لوگوں کو تاریکي پسند ہے اور اپنے کاموں کو چوري چھپے کرنے پر مجبور ھیں ' بہتر ہے کہ انھیں روشني میں لاکر پریشان نہ کیا جاے - جس کے چہرے پر داغ ھوتے ھیں ' اُسي کو برقعہ ڈالنے کي ضرورت ھوتي ہے - چور رات کي پچھلي پہر میں دیواروں کي آڑ سے اپنے تئیں چھپاتے ھوے نکلتے ھیں ' مگر شریف آدمي ھمیشہ دو پہر کي روشني میں سڑکوں پر دیکھے گئے ھیں - چھپنے والوں کیلیے یہي عذاب الیم کیا کم ہے کہ وہ خود بھي اپنے کاموں کو علانیہ کرنے کے قابل نہیں پاتے ؟ انساني ضمیر کے اسي عذاب کي طرف جا بجا قران کریم نے اشارہ کیا ہے : تری الظالمین مشفقین مماکسبوا ' وھو واقع بہم (۴۳ : ۲۱)

البتہ انسان کي اس غلطي پر ' جو شاید اسکي فطرة میں داخل ہے ' ھمیشہ ماتم کیا گیا ہے اور کیا جائیگا کہ وہ اپنے رازوں کو اُنسے چھپاتا ہے ' جنکے ھاتھہ میں اُسکي جزا و سزا نہیں ' پر اُس کي بالکل پروا نہیں کرتا جو اسکے جزا و سزا پر تنہا قادر ہے ' اور اسکے تمام چھپے ھوے کاموں پر سے عاقبت کار پردہ اٹھا دینے والا ہے ؟

(۱) اس آیۂ کریمہ میں در اصل آنحضرت (روحي فداہ) سے خاص تخاطب ہے - لیکن حالت تمام مومنوں کیلیے عام - اسي لیے اس وقت یاد آگئي تو ھوا للہ قلم ھوي (منہ]

یہ نادان لوگوں کو دھوکا دینا چاھتے ھیں ' حالانکہ انکے نفس خادع نے خود انکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے :

ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما - (۴ : ۱۰۷)

جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیکر حقیقة میں خود اپنے تئیں دھوکا دے رہے ھیں ایسوں کي طرف ھوکر رد و کد نکرو - کیونکہ اللہ تعالے دھوکا دینے والوں اور معصیت شعار انسانوں کو پسند نہیں کرتا -

افسوس تم قران پڑھتے نہیں - جو لوگ راز داریوں کے ساتھہ پوشیدہ پوشیدہ اپنے کاموں کو انجام دینا چاھتے ھیں اور اپنے ارادوں اور مشوروں کو تاریکي میں رکھتے ھیں ' خدا نے انکي نسبت کیسے صاف اور منطق لفظوں میں راے دي ہے ؟ کاش دماغ سونچیں اور دل عبرت پکڑیں !

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معہم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول و کان اللہ بما یعملون محیطا ! (۴ :)

" یہ لوگ کیسے احمق ھیں ! انسانوں سے تو پردہ کرتے ھیں مگر خدا سے پردہ نہیں کرتے ! حالانکہ جب وہ راتوں کو (مثلاً رات کے گیارہ بجے بریلي کے اسٹیشن پر -) اُن باتوں کیلیے مشورہ کرتے ھیں جو اللہ کي خوشنودي کے خلاف ھیں ' تو خدا تو اُنکے ساتھہ موجود ھوتا ہے - جو کچھہ یہ کرتے ھیں ' سب اسکے احاطۂ علم میں داخل ہے !

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ایبتغون عندہم العزة ؟ و ان العزة للہ جمیعا و نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا و یستہزء بہا ' فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (۴ :)

یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑکر کافروں کو اپنا دوست بناتے ھیں - کیا اسلیے کہ انکے دربار میں اپني عزت بڑھاني چاھتے ھیں ؟ اگر یہي بات ہے تو جان رکھیں کہ ھر طرح عزتیں تو اللہ ھي کے اختیار میں ھیں - اسکو چھوڑکر یہ کیوں غیروں کي چوکھٹوں پر جھکتے ھیں ؟

حالانکہ مسلمانوں پر اللہ قران کریم میں یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ غیروں سے ویسے ملنے جلنے میں تو کوئي ھرج نہیں ' البتہ جب تم اپنے کانوں سے سن لو کہ آیات اللہ سے انکار کیا جارھا ہے ' شعائر الہیہ کي توھین ھو رھي ہے ' احکام دینیہ کي ھنسي اڑائي جا رھي ہے ' تو پھر ایسے لوگوں کے ساتھہ اُس وقت تک نہ بیٹھو ' جب تک کہ وہ کسي دوسرے بات کي طرف متوجہ نہو جائیں "

ہم نے کسي دوسري جگہ اس جلسے کے مختصر حالات لکھدیے ھیں ' نیتوں کا خدا علیم ہے - ھماري دعا ہے کہ اگر اِن بزرگوں کا مقصود اصلاح حالت اور دفع فساد ہے ' تو اللہ انھیں جزاء خیر دے اور انکي سعي کو قبول کرے - اور اگر ایسا نہیں ہے ' تو پھر اُن دلوں پر حسرت ' جنکے لیے گزشتہ عبرت بخش نہیں ' اور ان دماغوں پر افسوس ' جو اینده کیلیے متنبہ نہیں - کوئي سال ایسا نہیں گزرتا ' جس میں نیات فاسدہ کي نا مرادي اور اعمال مفسدہ کي ناکامي اپنے اندر ایک سبق عبرت و موعظة نہ رکھتي ھو - راز دارانہ اعمال اور قوم سے علحدگي و مستبدانہ خود رائي کے نا کام نتائج اس کثرت سے سامنے آچکے ھیں کہ اندھوں کے سامنے رکھے جائیں تو دیکھنے لگیں اور گونگوں کو سنایا جاے تو بے اختیار چیخ اٹھیں - پھر یہ کیوں ہے کہ آنکھیں بند ھیں ' دل مردہ ھوچکے ھیں '

جناب مجید حسن صاحب بی اے	-	-	۲
جناب احمد علی صاحب بی اے	-	-	۱
جناب احمد بھائی صالح جی رنگون	-	-	۵
جناب احمد حسین صاحب طالبعلم ازبمبئی	-	۸	-
جناب برکت اللہ صاحب از مدراس	-	-	۳
جناب احمد حسین خاں صاحب وکیل	-	-	۲
جناب ضیاء الدین خاں صاحب وکیل	-	-	۲
جناب مولانا قطب عالم شاہ صاحب	-	-	۱
جناب شاہ نظیر عالم صاحب	-	-	۱
جناب مولانا سعادت علی صاحب مدرسہ عالیہ رامپور	-	-	۱
جناب سید حسن صاحب محلہ قلعہ - ٹونک	-	-	۵
جناب حسن مرتضی صاحب امروہہ	-	-	۸
جناب شمس الدین احمد صاحب ڈسٹرکٹ ہسپتال علیگڈھ	-	-	۱
ایک بزرگ رامپور	-	-	۱۰
جناب رب نواز خاں صاحب دھلی	-	-	۱
جناب ایڈیٹر صاحب افغان پشاور	-	۶	۶

(باقی آیندہ)

زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

جناب عبد الحی خانصاحب - حیدر اباد دکن	،	۷	-
جناب غلام مصطفی صاحب صیغہ دار خزانہ صرف خاص حضور نظام حیدر آباد دکن	-	-	۲۵
جناب منشی خان محمد صاحب - درگئی	-	-	۵
جناب منشی اسمعیل صاحب درگئی	-	-	۳
جناب منشی چراغدین صاحب درگئی	-	-	۲
جناب منشی محمد شریف صاحب	-	۱۲	-
جناب محمد عبد السلیم صاحب حیدرآباد دکن	-	-	۲
جناب سید شفقت حسین صاحب - افضل گنج - حیدر اباد دکن	-	-	۲
جناب سید حسن صاحب رضوی - ٹونک راجپوتانہ	-	-	۵
غیر مسلمانان مانگرول بذریعہ جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی	-	-	۱۵
جوبلی اسکول بھاگلپور کے لڑکوں کی ہمدردی کا نتیجہ	-	۴	۷
جناب حافظ چراغ الدین صاحب قریشی - اٹک	-	-	۲
جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی مانگرول	-	-	۵
بذریعہ طفیل احمد خانصاحب - گوجر ٹولہ - رامپور	-	-	۳۳
جناب مرزا حبیب احمد صاحب - کٹل منڈی - حیدر آباد دکن	-	۱۰	۳
جناب علاؤ الدین صاحب فرخ - بھوپال	-	۲	۱۰
جناب احمد حسن صاحب	-	-	۹

جناب محمد عبد العزیز صاحب ہنسوری
برو ز عیدالفطر بمقام سرالہ ضلع امراوتی عیدگاہ مسجد کانپور کیلئے

چندہ جمع کیا گیا جو بذریعہ منی آرڈر مبلغ ۵۲ روپیہ ۷ آنہ ارسال خدمت ہے چندہ دھندگان کی تفصیل حسب ذیل ہے -

جناب محمد نظام الدین صاحب	-	-	۵
جناب شیخ نبو صاحب	-	-	۱۰
جناب محمد عفی الدین صاحب	-	-	۶
جناب محمد وزیر الدین صاحب	-	-	۱
جناب سید محبوب صاحب	-	-	۱
جناب وفادار خانصاحب	-	-	۱
جناب عظمت اللہ صاحب	-	-	۱
جناب شیخ سبحان صاحب	-	-	۱
جناب شیخ بھولو صاحب	-	-	۱
جناب یسین خانصاحب	-	-	۱
متفرق	-	-	۱۶
پردہ نشین خاتونان اسلام پرست	-	-	۸

جسمیں سے ۹ آنہ منی آرڈر کمیشن منہا کیا اور بقیہ باون روپیہ ارسال خدمت ہے -

جناب مولوی دوست محمد خانصاحب - پیش امام سورتی مسجد - منگیل بازر - برھما	-	۴	۶
مسلمانان ٹھکری والہ ضلع لائل پور - بذریعہ ایس - اے - رحمان صاحب	۶	۲	۳۶
بہاری - حال مقیم بلوچستان	-	-	۱۲۵
مسماۃ بو بو بذریعہ ایچ - ای - ایس - محمد عبد الصمد صاحب -	-	-	۶
جناب ڈاکٹر عبد الواحد جترر	-	-	۱۶
بذریعہ جناب بابو سلامت و رمضان خانصاحب	-	۱۵	۱
جناب غلام مصطفی صاحب - صیغہ دار صرف خاص حضور نظام دکن	-	-	۷۵

بقیہ چندہ شاھجہانپور

جناب نتھو خانصاحب	-	۱	-
جناب الہی خان صاحب	-	۱	-
جناب ننھے خاں صاحب	-	۱	-
جناب نیاز احمد صاحب	-	۱	-
جناب نتھو خاں صاحب	-	۱	-
جناب ننھے خاں صاحب	-	۱	-
جناب عبد الرزاق صاحب	-	۱	-
جناب طفیل صاحب	-	۱	-
جناب سدن صاحب	-	۱	-
جناب شرافت صاحب	-	۱	-
جناب نبی جان خاں صاحب	-	۱	-
جناب فضل صاحب	-	۱	-
جناب احمد علی صاحب	-	۱	۱
جناب عبد الغفار صاحب	-	۱	-
جناب عزیز احمد صاحب	-	۱	-
جناب کفایت خان صاحب	-	۱	-
جناب پھندن خاں صاحب	-	۱	-
جناب مرتی خاں صاحب	-	۱	-
ایک مسماۃ	-	۱	-

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت ۲ – ۱ مکلاوڈ اسٹریت کلکتہ	مدیر مسئول و محرر خصوصی احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی	قیمت سالانہ ۸ روپیہ ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۴ . ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 15, 1913.



قیمت [illegible]

ساڑھی تین آنہ

کان پنبۂ غفلت سے بھرے ' اور سب نے خدا کے طرف سے گردنیں موڑلي هیں ؟ وجعلنا على قلـوبهم اكنة ان يفقهـوه وفي اذا نهم وقرا ! (۱۷ : ۴۸)

شاید هي کوئي آور آیت اسقدر میري زبان پر همیشه جاري رهتي هے ' جیسي یه آیة کریمه که في الحقیقة ... هماري موجوده غفلتوں کا ایک مرقع عبرا هے :

اولا يرون انهم يفتنون في كـل عـام مـرته او مـرتـين ' ثـم لايتـوبـون ولا هـم يـذ كـرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یه لوگ نہیں دیکھتے که کوي برس ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک یا دو مرتبه یه لوگ آزمایشوں میں نه ڈالے جاتے هوں مگر باوجود اسکے نه تو وہ اپني بد اعمالیوں سے توبه کرتے هیں اور نه ان تنبیوں سے عبرت پکڑ تے هیں !

رفتار سیـــاســـت

دولت عثمـانیـــا اور یونـــان

اشرار بلقان نے پرکار شمشیر و رنـگ خونین سے صفحۂ بلقان میں اپني اپني حدود کا نقشه کھینچا ' لیکن افسوس که تقاطع خطوط نے صفحه کو پہلے سے آور زیادہ تاریک اور مبهم الحدود کردیا !

دیدي غاچ اس نقشه کے اندر حدود بلغاریا میں داخل کیا گیا ' لیکن اوس پر یوناني قابض تھے ' صلح بخارست کے بعد قرار پایا که یونان اوس کو بلغاریا کے لیے خالي کر دے گا ' دول کي اس عدالت میں شـک نہیں ' لیکن اس کو کیا کیا جاے که نیم مرده بلغاریا اب اس حرکت کے بھي لائق نہیں ' اور یونان اس خوف سے اب تک آے خالي نہیں کرتا که ترک اس پر قابض هو جاینگے !

صلح ترکي و بلغاریا نے تاریخ بلقان کا نیا دور شروع کیا - بلغاریا نے مطیعانه و دوستانه اپنے قدیم آقا اور جدید دوست کے هاتھه میں هاتھه ڈالدیا هے - یونان کو خطره هے که یه دونوں اس طرح بڑھتے هوے کہیں میري طرف نه بڑه آئیں -

اس خطره کے آثار اولین تو یه هیں که شاه یونان خطابات و اعزازات کے بارگراں کو لندن میں چھوڑتا هوا - یونان روانه هوگیا محکمۂ جنگ اپنے افسروں کو رخصتوں پر سے طلب کر رها هے ' جهاز حرکت میں آرها هے هیں ' ان سب کے بعد پہلا عمل اضطرابي یه بھي ظاهر هوگیا که " بنظر عہد نامه ترکي و بلغاریا یونان نے دیدي غاچ کے تخلیه کیلیے اپنے افسروں کو حکم دیدیا هے "

ایک دوسرا خطرناک مسئله جزائر ایجین کا هے ' یه جزائر چونکه یورپ اور ایشیا کے اتصالي نقطے هیں اس لئے ترکوں کي نظر میں ان کي بڑي اهمیت هے ' اور اسي لیے وہ ان جزائر کي ایک معقول تعداد اپنے هاتھه میں رکھنا چاهتے هیں - یونان اس کے لیے بمشکل آماده هوگا ' وہ مقامات متنازعه کي نسبت ترکوں سے مکاتبت و مصالحت کیلیے طیار هے لیکن مسئلۂ جزائر کو هاتھه لگانے سے قطعي انکار کرتا هے -

لیکن اس مشکل نے یونان کو ایک اور خطره میں مبتلا کر دیا یعني اپنے جهازات کے تحفظ و سلامتي کي فکر میں ' بحر اسود میں یونان کے جو تجارتي جهاز آمدورفت کرتے هیں ' انکا بیمه کرنے سے بیمه کمپنیوں نے انکار کردیا هے کیونکه جنـگ کے خطرات قوي هیں ایسي حالت میں یوناني جهازات کي زندگي یقیناً خطرے میں پڑگئي هے ' خصوصاً جبکه " رشادیه " بھي پاني میں اتر چکا هے اور رؤف بے قائد حمیدیه (حسب اطلاع ریوٹر ۲ اکتوبر) روم و لندن جنگي جهازات کي خریداري اور بحري افسروں کے انتخاب کے لیے پہونچ چکا هے -

یونان کو ترکوں کي تبدیلي کي بھي شکایت هے که صلح بلغاریا سے پیشتر کي سي حالت نہیں رهي مگر یه شکایت بالکل بے فائده هے - اس عصر جدید میں یونانیوں کا " پہلا فلسفه " بیکار هوچکا هے !

(البـــانیـــا)

آسٹریا کي مداخلت و تشجیع نے مسئله البانیا کو اهم بنا دیا هے عجیب تر یه که بلغاریا ' اس فرصت سے وهي کام لینا چاهتا هے جو سرویا نے رومانی پیش قدمي کے موقع پر لیا تھا -

۲ - اکتوبر کا تار هے ' که سرویا کي فوج دیبرا اور اوچردا میں داخل هوگئي -

ریوٹر کہتا هے که اگر یه صحیح هے تو ایک تیسري جنگ کے لئے ' بلقان کا میدان پھر صاف هورها هے -

لندن سے ۳ - اکتوبر کو تلغراف آیا که آسٹریا نے سرویا کو بزور کہا هے که البانیا کے متعلق لندن کانفرنس کے فیصلے پر قانع رهے مگر سرویا کا جواب هے که وہ صرف مدافعانه کوششوں میں مصروف هے ' حدود البانیا پر قبضه کرنے کي نیت نہیں -

۶ اکتـوبر کو بلگریڈ کي اطلاع هے که سرویا نے البانیوں کو پرزرند میں شکســت دی ' اور اون کا تعاقب سرحد تک کیا گیا ' لیکن یه خود سرویا کے اپنے گھر کا تار هے ' اسلئے محتاج تحقیق هے '

سلسلۂ واقعات سے ظاهر هوتا هے ' که شاید اب جنگ کا خاتمه هوجاے ریوٹر ' ۳ ستمبر کے تلغراف میں اطلاع دیتا هے که دول نے هالینڈ سے استدعا کي تھي که وہ ڈچ سپاهیوں کا ایک جندرمه (فوجي پولیس) البانیا کے لئے مرتب کرے هالینڈ نے یه درخواست منظور کرلي هے ' اور چند ڈچ افسروں کو اس غرض سے البانیا روانه کیا هے , نه تحقیق حال کے بعد اطلاع دیں که کتنے افسروں کي ضرورت هوگی -

وزیر سرویا جو ابروق سے واپس آگیا هے اوسنے بھي ایک تقریر میں ظاهر کیا هے که ممالـک بلقان لڑتے لڑتے اس قدر تھک گئے هیں که جدید مقابلے کے لئے اب طیار نہیں ' دوسري ریاستوں کے متعلق وزیر موصوف کا بیان صحیح هو یا نهو ذاتي واقفیت کي بنا پر اپنے متعلق تو اون کي راے عیني شہادت سے کم نہیں !!

آخـر الانبـــاء

لندن ' ۸ اکتوبر- ترکی نے ۶ ڈویژن کے اون کل افسروں کو جو اس وقت رخصت پر تھے حکم دیا هے که ۲۴ - گھنٹه کے اندر وہ دیمو طیقا پہنچ جائیں -

قسطنطنیه ' ۸ اکتوبر- طلعت بے اوس مجلس کي صدر هونگے جو آج وزارت خارجه میں منعقـد هوگي ' جو اس امر پر غور کریگي که ترکي اور بلغاریا کے درمیان ۲۰ ماه رواں کو ایک تجارتي معاهده کے لئے گفتگو شروع کي جاے -

لندن ' ۸ اکتوبر حکومت عثانیه نے فتحي بے کو بلغاریا میں میں اپنا سفیر متعین کرنا چاهے - اس کے متعلق بلغاریا سے دریافت کیا هے -

لندن ' ۸ اکتوبر- ترکوں اور یونانیوں کي گفتگوے صلح تقریباً دیر میں ختم هوگي ' ترکي اپنے مطالبات کو اپني قدیم رعایا کے مذهبي و عمومي حقوق کي حمایت پر مبني کرتي هے جن کو بلغاریا نے تسلیم کرلیا هے ' لیکن یونان اس کے لیے طیار نہیں ' گفتگو میں جزائر ایجین کا ذکر متروک هوگا اور اوسکا فیصله یورپ پر موقوف رهیگا '

لیکن هر حال میں ترکي نے بعض جزائر کے متعلق اپنے دعوی پر عزیمت ظاهر کرنے کا اراده کرلیا هے -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, Macleod street.
CALCUTTA.

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٦ — کلکتہ : چہار شنبہ ١٤ - ذیقعدہ ١٣٣١ ہجری — جلد ٣
Calcutta: Wednesday, October 15, 1913.

ایک اجتماع عظیم !!

۱۲ - اکتوبر کا عام جلسۂ کلکتہ

۱۲ - اکتوبر کو جو عظیم الشان عام جلسہ کلکتہ میں منعقد ہوا تھا ' وہ بھی ہمیشہ یادگار رہیگا ' مثل اُن چند جلسوں کے ' جو پچھلے دنوں جنگ طرابلس و بلقان کے موقعہ پر کلکتہ میں منعقد ہوے تے ' اور جو صرف کلکتہ ھی کی خصوصیات میں سے ہیں-

افسوس ہے کہ اسکی تفصیلی روداد مسئلۂ کانپور کی وجہ سے ہمیں نکالدینی پڑی اور قلت وقت سے مزید صفحات کی گنجایش نہیں -

جلسہ کا وقت دو بجے کا قرار دیا گیا تھا - ھالیڈی اسٹریٹ کا نہایت وسیع میدان ایسی عظیم الشان مجالس کیلیے شہر بھر میں ایک ھی جگہ ہے - بارہ بجتے بجتے تمام شہر میں جلسے کا اثر محسوس ہونے لگا اور دور دور سے جوق جوق شرکاء جلسہ کے گروہ آنے لگے - دکانیں بھی بند کردی گئیں تھیں اور بعض مشہور اسلامی آبادیوں سے با قاعدہ جلوس کی صورت میں لوگ آئے تے ' جنکے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں اور پرجوش قومی نظموں کے ترانے زبانوں پر - دو بجے تک میدان بھر گیا اور تلاوت کلام مجید کے بعد تحریک صدارت سے کارروائی شروع ہوئی-

جلسے کے صدر جناب پرنس غلام محمد شریف آف کلکتہ تے جو میسور کے مشہور خاندان شاہی کی یادگار ہیں - مسلمانوں کے علاوہ ہندو معززین نے بھی باوجود پوجا کی تقریب کے جلسے میں شرکت کی تھی اور بعض نے کارروائی میں حصہ بھی لیا -

جلسے میں ۸ - تجویزیں پیش ہوکر بالاتفاق منظور ہوئیں - جو کسی جگہ درج ہیں - آخر میں ایڈیٹر الہلال نے موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور دعاء استقامت و توفیق عمل پر جلسہ ختم ہوا -

فہرست

تصاویر

حادثۂ کانپور کے معصوم زخمی - ایک آٹھ برس کی لڑکی ' جسکا شانہ چھروں سے زخمی ہوگیا تھا ! ۱۶

اندازي کی جاے - یہ خیال کرنا فضول ہے کہ یہ زمین جسکے اوپر دالان تعمیر ہوگا کس کي ملکیت ہوگي ؟ لیکن یہ ضرور ہے کہ اس زمین کو بہ حیثیت گذرگاہ استعمال کرنے کي عام پبلک بھي اسي طرح مستحق ہوگي جس طرح وہ لوگ جو مسجد میں نماز پڑھنے کیلیے آئیں گي - اب متولیوں کو چاہیے کہ اوپر کي چھت اور نیچے کي پختہ سطح مینوسپلٹي کے نقشہ کے مطابق بنالیں -

اب میں اون لوگوں کي نسبت چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں جن پر ۳ - اگست کے بلوے کا الزام قائم کیا گیا ہے :

میں تمہارا باپ ہوں اور تم میرے بچے ہو - بچے جب کوئي بیجا حرکت کرتے ہیں تو باپ کافرض ہے کہ اون پر رحم کرکے اون کو سرزنش کرے تا کہ وہ عقل سیکھیں اور آیندہ غلطي نہ کریں - میں یہہ باتیں آپ لوگوں سے بالذات نہیں کہتا بلکہ اون لوگوں سے کہتا ہوں جن پر بلوے کا الزام ہے اور جو ۱۰ - ہفتے سے قید ہیں -

یہ لوگ اگر جبرو ظلم کے مجرم ہیں تو انہوں نے نہ صرف قانون حکومت کے خلاف کیا ' بلکہ اس عظیم الشان مذہب اسلام کے نہایت مشہور ' عالم گیر ' اور مسلمہ اصول کے بھي خلاف کیا جسکے یہ پیرو ہیں -

گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانوني طاقت کو برقرار رکھے ' اور میں بحیثیت اعلی افسر حکومت ہند ہونے کے کہتا ہوں کہ وہ ہر حالت میں قائم رکھي جائگي - عام حالات کي رو سے گورنمنٹ کا یہ فرض تھا کہ وہ ان کو عدالت کے سپرد کرکے سزا دلاے ' لیکن گذشتہ ایام قید میں وہ کافي تکلیف اُٹھا چکے ہیں اور میں پہلے ہي کہہ چکا ہوں کہ میں کانپور میں امن لیکر آیا ہوں ' پس میں اپنا رحم دکھانا چاہتا ہوں -

جو لوگ کہ اس فتنہ کے باني ہیں ' اور جنکي ترغیب سے یہ نقصان پہونچا ہے اون کا بھي کچھہ خیال نہ کرنا چاہیے -

چونکہ مسئلہ مسجد کے حل ہونے کي ایک صورت نکل آئي ہے ' اسلیے میں چاہتا ہوں کہ جن معاملات مسجد سے لوگوں کے جذبات کو اشتعال ہوا ہے ' اسکو وہ بالکل بھول جائیں -

میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اس فتنہ کي تعریص و ترغیب دلانے والوں کو بھي معاف کیا جاے تو ان لوگوں کي بے اعتدالانہ تقریروں اور ناجائز صرف جوش و فصاحت سے جو حسرتناک واقعات ظہور پذیر ہوے ' وہ آیندہ اونکے لیے باعث تنبہ ہونگے ' تاکہ آیندہ اس قسم کي بے اعتدالانہ تقریروں سے احتراز کریں -

میري خواہش ہے کہ ملزمین بلوی جن مصائب میں مبتلا ہیں اب اون سے اُنھیں نجات دي جاے - میں نے اسي وجہ سے سر جمیس مسٹن اور مسٹر بیلي کے ساتھہ متفق ہوکر لوکل گورنمنٹ کو فہمایش کي ہے کہ تعزیرات ہند کي دفعۂ ۴۹ - کي رو سے جن لوگوں پر مقدمہ سشن میں پیش تھا ' واپس لے لیا جاے -

میں امید کرتا ہوں کہ معاملات مسجد اور مقدمۂ بلوی کے متعلق یہ تصفیہ نہ صرف کانپور میں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں امن و سکون پیدا کردے گا ' اور پھر کسي خاص شہر میں یا اور کہیں ایسا نہ کیا جاے جس سے یہ خاص واقعہ ہمیشہ کے لیے یادگار رہ جاے ' نیز مجھے امید ہے کہ تمام مسلمان شہنشاہ کي وفاداري میں متحد ہوں گے ' اور اخلاص کے ساتھہ قانوني حکام کے ساتھہ ملکر قانون و انتظام کے استقرار اور اس وسیع و خوبصورت سر زمین کي ' جسمیں ہم رہتے ہیں ' صلح و خوشي اور ترقي میں کوشاں رہینگے "

عدالت کے ایک غیر معمولي اجلاس میں جسمیں ایک کثیر مجمع موجود تھا ' سرکاري وکیل نے کہا : " لوکل گورنمنٹ نے مجکو ہدایت کي ہے کہ تینوں مقدمات میں جو اشخاص ماخوذ تھے اون پر سے مقدمات اُٹھا لیے جائیں اور اونکو رہا کردیا جاے "

مسٹر مظہر الحق نے جواب میں کہا کہ میں بخوشي اسکو قبول کرتا ہوں -

ماخوذین اوسي وقت گاڑیوں میں بیٹھکر جو پہلے سے طیار تھیں ایک بہت بڑے اجتماع کے ساتھہ جسکو باترتیب رکھنے میں پولیس کو بڑي زحمت ہوئي اپنے اپنے گھروں کو واپس آے -

(الہـــلال)

پرچہ بالکل مرتب تھا کہ کانپور کا یہ واقعہ شائع ہوا ' اسلیے دیگر مضامین نکالکر اسے درج کردیا گیا - میں اپني مفصل راے آیندہ اشاعت میں دونگا کہ اب گنجایش بالکل نہیں رہي - امید ہے کہ مسلمان ہر موقعہ پر سمجھہ اور غور و فکر سے کام لیں گے اور جلدي کے نتائج و خیمہ سے بچیں گے ' جو کچھہ وہ اس وقت کر بیٹھیں گے پھر واپس نہیں ملیگا ' اور نہ وقت ہي واپس آیگا -

اجتماع عظیـــم : ۱۲ - اکتـــوبر

کي منظـــور شـــدہ تجـــاویـــز

(۱) مسلمانوں کا یہ عظیم الشان عام جلسہ جس میں ہزاروں مسلمان ہر درجہ اور ہر طبقہ کے موجود ہیں ' اس واقعہ پر اپنے منتہی درجہ افسوس اور دلي رنج کو ظاہر کرتا ہے کہ اردو ہفتہ وار جرنل " الہلال " سے گورنمنٹ بنگال نے ضمانت طلب کي اور اُسکي ایک اشاعت کو قابل ضبطي قرار دیا - یہ عظیم الشان مجمع الہلال کو مسلمانوں کا ایک دیني مصلح اور قومي آرگن تسلیم کرتا ہے اور پوري صداقت اور کامل وثوق کے ساتھہ ظاہر کرتا ہے کہ الہلال سے ضمانت کا لینا گویا تمام پیروان توحید سے ضمانت طلب کرني ہے -

(۲) مسلمانوں کا یہ عظیـــم الشان مجمع مسجد کانپور کے مسئلہ کو تمام موجودہ اسلامي مسائل میں سب سے زیادہ اہم یقین کرتا ہے ' اور مسلمانوں کا فرض دیني سمجھتا ہے کہ آخر تـــک اپني ہر طرح کي الٰہي جد و جہد کو جاري رکھیں -

(۳) یہ جلسہ پورے استقلال اور استقامت کے ساتھہ مسجد کانپور کے متعلق اسلامي مطالبات کي تشریح کرتا ہے جو حسب ذیل ہیں : (الف) مسجد مچھلي بازار کانپور کے مغصوبہ حصے کي واپسي (ب) تمام ماخوذین کانپور کي بلا استثنا و بعزت و توقیر رہائي - (ج) ایک مخلوط کمیشن کا تقرر جو حادثۂ ۳ - اگست کي تحقیق کرے اور اسکے فیصلے کا سرکاري اعتراف -

(۴) یہ جلسہ ۱ - اکتوبر کے اوس جلسے کي تمام کارروائیوں کي مخالفت کرتا ہے جو دہلي میں قابل اعتراض ' مخفي ' اور پر اسرار طریقہ سے منعقد ہوا تھا - نیز اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں کے دیني و قومي معاملات میں وہ کسي والي ریاست کو اپنا رہنما تسلیم کرنے سے مجبور ہے ' اور مسجد کانپور جیسے دیني معاملات میں صرف اپنے علماے دینیہ ہي کے احکام کو قابل قبول سمجھتا ہے -

(۵) بعض غیر قائم مقـــام حلقوں سے یہ صدائیں بلند کرائي گئي ہیں کہ اســلامي اخبارات کا موجودہ رویہ بے اعتدالانہ اور قابل اصلاح ہے - لیکن یہ جلسہ اسطـــرح کي تمام آوازوں کو صـــرف ایک محـــدود طبقہ کے خود غرضانہ اظہارات سے زیادہ وقعت نہیں دیتا - اور اُن اسلامي اخبارات پر اپنا پورا اعتماد ظاہر کرتا ہے جنھوں نے

شذرات

"گمشدہ [illegible]" کي "واپسی"

هزایکسلنسي لارڈ هارڈنگ کي دانشمندی اور مزید دانشمندی کي ضرورت

(خلاصۂ تلغرافات عمومي و خصوصي)

کل ۱۴ - اکتوبر کو ۹ - بجکے ۳۵ - منٹ پر هزایکسلنسي والسراے اسپشیل ٹرین سے کانپور پہونچے - اسٹیشن پر آنریبل مسٹر ڈي - سي - بیلي قائم مقام لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ ' آنریبل سید علی امام ' اور دیگر سرکاري ارکان نے هزایکسلنسي کا استقبال کیا -

اسٹیشن سے وایسراے نے مع سرکاري رفقا کے مسجد مچھلي بازار کا رخ کیا - وهاں آنریبل سر راجه محمود آباد - مسٹر مظهر الحق - مولانا عبد الباري فرنگي محلي - اور دیگر معززین موجود تھے' جنهوں نے استقبال کیا - هزاکسیلنسي مسجد کے اندر داخل هوے - انهوں نے جوتا نہیں اُتارا مگر ایک خاص قالین بچهادیا گیا تها جس پر قدم رکها - وہ تقریباً ۲۰ - منٹ تک اندرون مسجد کا معائنہ کرتے رهے - اس اثنا میں مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محلي سے نہایت بے تکلفي سے گفتگو فرمائي اور اونکي وساطت سے مسلمانوں کو یه پیغام دیا که " اب اس واقعه کو وہ بالکل بهول جائیں "

اسکے بعد ویسراے مع جماعت سرکٹ هوس تشریف لاے ' جہاں لوکل مسلمان روساء اور معززین خارجه کا ایک وفد منتظر ورود تها - مسٹر سید فضل الرحمان وکیل کانپور نے حسب ذیل اڈریس پڑھا ' اور نواب سید علي خاں صاحب نے ویسراے کے سامنے پیش کیا :

" هم مسلمانان کانپور نہایت فخر و مسرت کے ساتهه یاد کرتے هیں که حضور کي آخري تشریف آوري کانپور میں اُس وقت هوئي تهي' جبکه همارے هردلعزیز و محبوب بادشاہ سابق یعني کانیگ اڈورڈ سابع کي یادگار کي بنیاد رکهي گئي هے ' جو نہایت صلح جو اور صلح پسند تهے -

هم نہایت متاسف هیں که همارے شہر کا امن ۳ - اگست کے واقعۂ مچهلي بازار کي وجه سے متزلزل هو گیا هے -

هم نہایت زور سے اُن لوگوں پر نفریں کرتے هیں ' جنسے یه غیر قانوني کام ظہور میں آیا که انهوں نے خلاف قانون پتهر پهینکے یا کسي دوسرے غیر قانوني طریق سے پیش آے - هم لوگ حضور کو یقین دلاتے هیں که هم مسلمانان کانپور اپنے شہنشاہ کے مطیع قانون اور وفادار رعایا هیں -

هم لوگ اُس مشہور همدردي سے اچهي طرح واقف اور اُسکے لیے ممنون هیں جو بد قسمت و مصیبت زدہ انسانوں کے ساتهه حضور کے دل میں جاگزیں هے - هم حضور کي اُس فیاضانه اعانت مالي کے لیے نہایت شکرگذار هیں جو اُن بیواؤں اور یتیموں کیلیے کي گئي هے جنهوں نے موجودہ مہلک حادثے میں نقصان اُٹهایا هے -

هم لوگ حضور کو یقین دلاتے هیں که حضور کے انصاف و همدردي پرهمیں کامل اعتماد هے - اور اسي جوش سے هم لوگ طیار هیں که واقعات موجودہ کي بنا پر جو جدید سوالات درپیش هیں اون کا تصفیه حضور کے هاتهه میں دیدیں - حضور دل سے هماري قوم کے بہترین فوائد کو ملحوظ رکهتے هیں "

هز اکسلنسي وایسراے نے اسکا مفصل ذیل جواب دیا :

" حضرات !

اسوقت جو اڈریس آپ نے پڑها هے ' میرے لیے نہایت تشفي بخش هے - کیونکه اوس میں نه صرف میري همدردي و انصاف پر اعتماد ظاهر کیا گیا هے بلکه اوس چیز کو ظاهر کیا هے جس کو میں نہایت قیمتي سمجهتا هوں یعني شہنشاہ کي وفا داري' اور جسکي نسبت میں یه خیال کرکے بہت خوش هوتا هوں که اس ملک کے مسلمانوں کي وہ خاص خصوصیت هے -

اگر مجهے کامل طور سے آپکي قوم کي وفاداري کا یقین نهوتا ' تو آج میں شمله سے کانپور نه آتا - مجهے ضروري معلوم هوتا هے که میں اس تیقن کا اعادہ کروں جسکا اظہار میں نے ابهي ابهي کونسل میں کیا تها که گورنمنٹ کي پالیسي میں رعایا کے مذهبي جذبات و امور کي نسبت کوئي تغیر نہیں هوا ' اور آپ جانتے هیں که یه کہنا بالکل صحیح هے -

ترقي و تمدن کي رفتار کے ساتهه همیشه یه ممکن هے که سڑکوں ' ریلوے لائنوں ' اور نہروں کے بنانے وقت موجودہ عمارات مقدسه و غیر مقدسه سامنے آجائیں' لیکن میں یقین دلاتا هوں که گورنمنٹ نہایت غور و فکر کے ساتهه اون لوگوں کے حقوق و فوائد کا لحاظ کریگي جن کو اس سے نقصان پہونچنے کا اندیشه هے اور همیشه کوشش کریگي که اس قسم کے مسائل کو ایسے طریق سے حل کرے ' جس سے سب کو اطمینان هو -

یه جانکر که آپکے لفٹننٹ گورنر کے اخلاق رحیمانه اور فیاضانه هیں' میں محسوس کرتا هوں که اگر آپ اس مسئله کے حل کرنے کي اسي قدر فکر کرتے جسقدر که میں نے کي هے ' تو آپ مسئلۂ مسجد کے حل میں اور نیز سر جیمس مسٹن کي خواهش کے پورا کرنے میں کامیاب هوتے - اگر ایسا هوتا تو ۳ - اگست کا وہ غمناک و حسرت انگیز واقعه پیش نه آتا اور بیوہ عورتوں اور یتیموں کو اپنے شوهروں اور سرپرستوں کا غم نه کرنا پڑتا -

یه واقعات اب ایک تاریخ ماضي هے جس کو میں امید کرتا هوں که بهلا دیا جائیگا - میں شمله سے صرف آپ لوگوں میں امن پهیلانے کے خیال سے آیا هوں - آپ نے اپنے اڈریس میں یهه یقین کرکے که میں دل سے آپکي قوم کي بہتري کا خواهاں هوں ' کہا هے که واقعات موجودہ کي بنا پر جو مسائل پیدا هوگئے هیں انکا فیصله آپکے هاتهه میں چهوڑ دیتے هیں - یه بالکل سچ هے اور میرے دل میں آپکي قوم کي بہتري ملحوظ هے -

میں نے اس مسئله پر نہایت غور کیا هے ' اور اس مشکل کے حل کرنے کي ایک شکل پیدا کي هے -

میں نہایت غور و فکر کے بعد اس فیصله پر پہونچا هوں که محله مچهلي بازار میں ۸ - فیٹ بلند ایک چهت بنائي جاے جسپر دالان اوسي طرح بنا دیا جاے جسطرح پہلے تها لیکن اوس سے کسي قدر بلندي پر اور نیچے کي زمین گذرگاہ کے لیے چهوڑ دي جاے بغیر اس کے که مسجد کے دالان کي هئیت میں کوئي دست

الهلال

١٤ ذيقعده سنـــه ١٣٣١ هجری

مساجد اسلاميــه اور خطبـات سيا،يه

اسلام ميں مساجـــد كي حيثيت ديني

انجمن اســـلاميـه لاهـور کا رزوليـــوشن

(٢)

(منـع ذکر الهي و سعي تخـريـب مسـاجد)

ایک آور آیة کریمه جس میں مساجد ا ذکر هے ' سوره بقر میں هے :

و من اظلم ممن منع مساجد اللـــه ان يذكر فيها اسمه و سعى فى خرابها ' اولئلك ما كان لهم ان يدخلوها الا خا ئفين - (٢ : ١٠٨)	" اور اُس سے زیاد ظالم کون هوگا جو الله كي مسجدوں میں خدا کے ذکر و دعوة کو منع کرے اور (اس طـرح) اسكي خـرابي کے درپے رهے ؟ ایسے لوگ تو خود اس لائق نهیں کـہ مسجدوں میں آنے پائیں مگـر (پاداش عمل کے خوف سے) ڈرتے ڈرتے "

اس آیت میں اُس شخص یا اُس جماعت کو سب سے زیادہ اظلم قرار دیا هے ' جو مساجد میں ذکر الهي کو روکے اور اسكي خرابي كيليے سعي کرے - مفسرین کرام نے مختلف روایات جمع كي هیں که اس سے کونسي جماعت خاص طور پر مقصود تهي اگرچه حکم عام هے ؟

امام (طبري) نے اسکے متعلق دو قول نقل کیے هیں -

پہلا قول اُن رواة کا هے جو اسے نصاریٰ کے طرف نسبت دیتے هیں :

فقال بعضهـم الذيـــن منعـــوا مساجد اللـــه ان يذكـــر فيها اسمه ' هم النصارىٰ و المسجد بيت المقدس .... و قال اخرون بل عنى الـلـه عز و جل بهذ الاية مشركي قريش اذ منعوا رسول الله (صلعم) من المسجد الحرام (تفسير طبري - ١ : ٣٩٧)	پس بعض نے کہا که جو لوگ مساجد میں الله کے ذکر سے مانع هوے ' وہ نصاریٰ هیں اور مسجد سے یہاں مقصود مسجد بیت المقدس هے - اور بعضوں نے کہا که نہیں ' بلکــه اس آیــة میں الله تعالیٰ نے مشرکین قـریش کا ذکــر کیـا هے ' جـبکـه انهوں نے انحضرة صلی الله علیه وسلم کو مسجد حرام یعنے خانۂ کعبه میں جانے سے روکا اور الله کي عبـادت سے مانع هوے -

امام موصوف نے دونوں قولوں کے متعلق روایات و آثار نقل کیے هیں اور پهر آخر میں خود قول اول کو ترجیح دي هے - کیونکه :

ان مشركي قريش مكه لم يسعوا قط في تخريب المسجد الحرام و ان كانوا قـد منعوا في بعض الاوقـات رسـول الله و اصحابه من الصلاة فيـه ' فصـــح ان الذين وصـفهم الله بالسعي في خراب مساجده غير الذين وصفهم الله بعمارتها (١ : ٣٩٨)	مشرکین مکه نے کبهي مسجد حرام كي تخریب كي کوشش نہیں كي اگرچه بعـض اوقات آنحضرت اور صحابه کو اسمیں نمـاز پـڑهنے سے روکا هـو - پس اس سے ثابت هوا که جن لوگوں كي نسبت الله تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا هے که وہ مساجد كي خرابي کے درپے هـوتے هیں ' وہ ان لوگـوں کے سـوا کوئي دوسري هي [illegible] هے کیونکه مشـرکین قریش تو مسجد حـرام کے آباد رکهنے والوں میں سے هیں ' نه که خراب کرنے والے ' اور اس موقع پر سے الله انکا وصف کر چکا هے "

لیکن نہایت تعجب هے اس مفسر جلیل اور امام نحریر پر ' که اس آیت كي صحیح ترین تفسیر سے کیوں کر اُس نے چشم پوشي كي ' حالانـکه مشرکین عرب کے سوا اور کوئي جماعت یہاں مراد لي هي نہیں جا سکتي ' اور جس قـدر دلائل اسکے خـلاف بیان کیے گئے هیں ' اُن میں سے ایک بهي قابل اعتنا نہیں -

تفصیل کا موقعه نہیں - باختصار وجوہ ذیل اسکے لیے موجود هیں :

(١) قول اول کے متعلق جس قدر روایات امام موصوف نے نقل كي هیں ' عموماً اُن راویوں سے مروي هیں ' جو ضعیف ' غیر معتبر ' اور ائمۂ فن کے آگے مجروح هیں -

(٢) اِن روایات کا ما حصل یه هے که نصاریٰ بیت المقدس كي تخـریب کے درپے هوے - مثـنـي ' بشر بن معـاذ ' حسن بن یحیی ' اور موسیٰ وغیرہ نے مجاهد ' قـتاده ' اور سدي سے روایت كي هے که :

اولـئـك النصارىٰ حملهم بعض اليهود علي ان اعانوا بخت نصـر الـبابـلي المجوسي علي تخريب بـيـت الـمـقـدس - (تفسير ابن جرير ١ : ٣٩٧)	اس آیت میں اشـارہ نصاریٰ كي طرف هے - انـکو بعض یـهودیوں نے اُبهـارا تها که بیت المقدس كي تخریب میں بخت نصـر بابلي اور مجـوسي كي اعـانت کریں -

ایک دوسري روایت میں رومیوں کا بهي ذکر هے :

حدثني موسي قال : الروم كانوا ظـاهروا بخت نصر علي خراب بيت المقدس ...... من اجل ان بني اسـرائيل قـتلوا يحيىٰ بن ذكـريـا (ايضـاً)	موسیٰ نے مجهسے سدي کا قول نقل کیا که یہاں مقصود رومي هیں ' اُنهوں نے بخت نصر سے بیت المـقدس کو خراب کرا یا - اور یه اسلیے کیا که بني اسرائیل نے حضرة یحییٰ بن ذکریا کو قتل کر دیا تها -

هم نے یه دو روایتیں اسلیے نقل کیں تاکه همارے علما کرام اندازہ کرسکیں که هماري تفاسیـر كي علم روایات و آثار کا کیا حال هے اور کس طرح رطب و یابس اور غث و ثمین کا انهیں مجموعه بنـا دیا گیا هے ؟ امام ابن جریر اس جلالة و عظمت کے شخص هیں که نه صرف اپنے دور و زمان میں بلکه تاریخ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکهتے هیں - وہ صـرف مفســر هي نہیں بلکــه محـدث بهي هیں اور مورخ بهي - با این همه بلا ادنیٰ نقد و بحث کے ' اُن روایات کـو نقل کرکے ترجیح دے رهے هیں ' جنکو ایک معمولي بچه بهي ' جس نے انهي كي تاریخ کے سوانح و سنین یاد کرلیے هوں ' بے اختیار موضوع کہدےگا - جب تفسیر طبري کا یه حال هے تو پهر اُن متداول تفاسیر كي احادیث و آثار کا کیا پوچهنا جنکے اقتباسات بغیـر نقد و بحث کے علمـائے حـال كي زبان پر هوتے هیں اور جو اسي سے ماخوذ هیں ؟

افکار و حوادث

طبائع و اخلاق انسانی کی بو قلمونی درحقیقت ایک حیرت انگیز چیز ہے - بساط ارض کا ہر گوشہ نقش و نگار کی ایک ممتاز نوعیت رکھتا ہے' لیکن چشم جمال پسند اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہنے پر مجبور' اور سلطان حق کی طرف سے اسکے لیے مامور -

ہم نے اسپین اور ہندوستان میں طبائع و اخلاق گونا گون کے دو مرقع دیکھیے - شاہ اسپین نے اپنے قاتل کو جسنے اوسکی جان لینے کیلیے اوسپر حملہ کیا تھا' معاف کردیا' لیکن ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبہ کا امیر اون مقتولین کو بھی معاف نہیں کرتا' جنکی جانیں اوسکے سپاہیوں نے بالکل غیر آئینی طور سے لی تھیں ! !

ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ مسٹر ٹائلر نے مقتولین و مجروحین کے ورثہ کو تقریباً تین تین چار چار روپے حوالے کیے - اے افسوس اسلام کے فرزندوں پر' جنکے لہو کی قیمت صرف تین چار نقری سکے ہیں !! اور اے خوش قسمتی اوس ایک گورے سپاہی کی' جسکی جان کل ملک امرا سے زیادہ قیمتی ہے ! !

دنیا میں کوئی شر' شر محض نہیں - مصائب و بلا یا شر ہیں مگر یہ بھی منافع و فوائد سے خالی نہیں - (غزوۂ احد) میں مسلمانوں پر جن مصیبتوں کا نزول ہوا' خداے پاک نے اون کا ایک فائدۂ جلیلہ و منفعت عظیمہ یہ بتایا تھا :

و لیبتلی اللہ ما فی صدورکم' و لیمحص ما فی قلوبکم' و اللہ علیم بذات الصدور - (۳ — ۱۴۸)	" تاکہ تمہارے سینوں میں جو منافقانہ اسرار پوشیدہ اور تمہارے دلوں میں جو خیانت کارانہ ضمائر مخفی ہیں' خدا اون کو علی الاعلان ظاہر کردے' اور وہ تو سینوں اور دلوں کے اسرار و ضمائر سے خود بھی واقف ہے "

پس آج بھی ہم جن مصائب میں گرفتار ہیں گو وہ بدترین احوال عالم ہیں تاہم ہمارے لیے منفعتوں اور فائدوں سے خالی نہیں - ہم میں اس سے پہلے مومنین مخلصین اور منافقین خائنین میں کوئی افتراق و امتیاز نہ تھا - ان مصائب عظمی نے بحمد اللہ کہ دونوں جماعتیں الگ کردیں - تاہم ہم کو ہندوستان کے ہر شہر اور شہر کے ہر محلے اور کوچے میں سراغ رسانی کے لیے نکلنا پڑتا' لیکن مسلمان ممنون ہیں اپنے اون پرستاران اہرمن و مدعیان یزداں پرستی کے' جنہوں نے اس زحمت سے انہیں بچالیا اور اپنی زبان اعمال سے خود آکر کہدیا کہ " تم جنکے متلاشی ہو وہ ہم ہیں "

[بقیہ مضمون صفحہ ۳ - کا]

مسجد کانپور کے معاملہ میں قوم کے اصلی جذبات کی ترجمانی کی ہے -

(٦) یہ جلسہ اپنے اون قابل احترام برادران ہنود کی ہمدردی کا نہایت شکرگذار ہے' جنہوں نے واقعۂ کانپور کے متعلق بلا روو رعایت حق کا ساتھہ دیا - نیز تمام ہندو مسلمانوں سے التجا کرتا ہے کہ وہ ملک کے عام مصالب سے عبرت پکڑیں اور متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کریں -

(۷) یہ عام مجمع ہندیان افریقہ کے مصالب و جد و جہد کے ساتھہ اپنی پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے' اور عدالت افریقہ کے اوس وحشیانہ فیصلہ کو جو طریقۂ نکاح اسلامی کو غیر قانونی قرار دیتا ہے' نہایت غیظ و نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور برٹش گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی وسیع حدود حکومت میں ماتحت ریاستوں کو مسلمانوں کے مذہبی امور میں مداخلت سے باز رکھے -

پریس ایکٹ کا ہاتھہ جسکی نسبت سالہاے گذشتہ کی امپیریل کونسل میں ہمکو یقین دلایا گیا تھا کہ شورش بنگالہ کا کام ختم مشلول ہوگیا ہے اور اب کبھی اوسمیں جنبش نہوگی' حکام او صوبہ ہاے ہند کے اعجاز مسیحانہ و عمل مسیحیانہ سے اوس وہ قوت پیدا ہوگئی ہے جو پہلے بھی نہ تھی - اس ایک سال اندر جن اعمال شدیدہ و مستبدہ کا ظہور ہوا' وہ اوسکی اظہار کیلیے کافی ہیں - لیکن تاہم کیا کیا جاے کہ ہمارے اوپر ا ہاتھہ اس سے بھی زیادہ پر زور و قوی ہے' جسکے " بطش شدید " سے ہم ڈرتے ہیں اور با ایں ہمہ حق کہتے ہیں - یہ امید با فضول ہے کہ کبھی بھی وہ لوگ ہم سے خوش ہونگے جنکے ہمارے پاس خوشی نہیں ہے - ہم اگر انکی خواہشوں کی پیر کریں تو وہ ہم سے خوش ہوں' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم انسان پرستش کرکے خوشی حاصل کریں یا خدا کی راہ میں غم اٹھائیں ہم خاص کر اپنے معاملے کو سونچتے ہیں تو وہ فیصلۂ اسمانی آجاتا ہے جو تیرہ سو برس پہلے خداے اسلام کر چکا ہے :

و لن ترضی عنک الیہود ولا النصاری حتی تتبع ملتہم' قل ان ہدی اللہ ہو الہدی' ولئن اتبعت اہواء ہم بعد الذی جاءک من العلم' مالک من اللہ من ولی ولا نصیر - (۲ : ۱۱۴)	اور تم سے یہود و نصاری کبھی را نہونگے جب تک کہ تم انہی کا طری ملت اختیار نہ کر لو - پس ان لوگوں کہدو کہ اللہ کی ہدایت تو وہی ہد ہے جس پر ہم چل رہے ہیں - او تم نے اسکے بعد کہ تمہارے پاس الل طرف سے علم صحیح آچکا ہے' ان خواہشوں کی پیروی کی تو پھر جا کہ تم کو اللہ کے غضب سے بچانے

نہ تو کوی دوست ہوگا اور نہ کوی مددگار !

ہم سے ضمانتیں لی جاتی ہیں کہ ہم حکام کا دل دکھاتے ہ لیکن اون حکام سے کون ضمانت لے جو رعایا کا دل دکھاتے ہیں ؟ ہ تہدید کی جاتی ہے کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں' لیکن اونکو تہدید کرسکتا ہے جو ایسا کرتے ہیں ؟ ہمکو سزا دی جاتی کہ ہم آئین حکومت کے خلاف کرتے ہیں' لیکن اونکو کون سزا جو آئین رحم و انسانیت کے خلاف کرتے ہیں ؟ فسیعلم الذین ظلموا' ای منقلب ینقلبون ؟

ہمکو شرم دلائی جاتی ہے کہ معاملۂ مسجد مقدس کانپو صرف سیاسی اغراض سے مذہبی اہمیت دیتے ہیں' حالا یہ یکسر غلط ہے " و اللہ یعلم انہم لکاذبون " لیکن پھر بھی انگلی آیرلینڈ' اور السٹر میں اس وقت جو کچھہ ہو رہا ہے' کیا اس مذہبی اغراض سے سیاسی اہمیت نہیں دی جاتی ؟ پھر کیا جو شرم دلانے والے خود نہیں شرماتے ؟ ویل للمطففین ! !

پریس ایکٹ کا مطابع اسلامیہ کے ساتھہ اس وقت جو برتا اوس سے متاثر ہوکر بعض مسلمان جرائد لکھتے ہیں کہ " ہ پریس ایکٹ کی تنقید کے وقت صرف اسلیے اوس کی تائید تھی کہ یہ ہندوں کے ساتھہ مخصوص رہیگا' ہمیں کیا خبر تھی خود مسلمانوں کے ساتھہ بھی کبھی یہی ہوگا ؟ " ہم معاصر موصوف کی آخر بینی' عاقبت اندیشی' ہمدردی وطنی سب سے آخر مصائب مطابع اسلامیہ کیلیے ترحم و تاثر قلب بے اختیارانہ داد دیتے ہیں' مگر پوچھتے ہیں کہ کیا غلامی و کا ایک خاصہ بے حیائی اور دیدہ دلیری بھی ہے ؟ بدبختی یہ حد ہوگئی کہ اپنے ہم وطنوں کو عمداً نقصان پہنچانے کا ا کرتے ہوے بھی ہمیں شرم نہیں آتی ! قلل اللہ امثالہم -

انما یعمر مساجد الله من آمن با لله و الیوم الاخر و اقام الصلوة واتی الزکوة ولم یخش الا الله (۹ : ۱۹)

در حقیقة الله کي مسجدوں کو تو وهي شخص آباد رکهتا هے ' جو الله اور آخرت پر سچا ایمان لایا ' نماز قائم کي ' زکواة ادا کي ' اور نیز جس نے الله کے سوا اور کسي هستي اور قوت کا ڈر نه مانا !

یه آیت همارے سلسلۂ آیات متعلقۂ مساجد میں آئیگي که نهایت اهم اور تشریح طلب هے ' لیکن یهاں صرف یه دکهلانا مقصود هے که الله نے مساجد کي تعمیر و آبادي اور خدمت و تولیت کیلیے ایمان واسلام کو شرط بتلا یا اور یه که اعمال کفریه کے ساتهه یه شرف جمع نهیں هوسکتا -

اسي طرح ایک اور آیت بهي هے :

هم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام - (۴۸ : ۲۵)

یه اهل مکه وهي تو هیں جنهوں نے الله اور اوسکے ساتهه کفر کیا اور تم کو مسجد حرام جانے سے روکا -

ان تمام آیات کریمه کے مطالعه سے بغیر کسي دوسري طرف رجوع کرنے کے واضح هو جاتا هے که :

(۱) قران کریم مشرکین مکه کي نسبت هر جگه کهتا هے که انهوں نے مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکا -

(۲) قران کریم تعمیر مساجد کیلیے ایمان با لله و عمل صالح کو شرط قرار دیتا هے اور کهتا هے که جو اعمال کفریه و شرکیه میں مبتلا هیں ' وه مسجد کے اباد کرنے والے کیسے هو سکتے هیں ؟

پس اس سے ثابت هوگیا که آیة زیر بحث میں بهي منع و تخریب مساجد سے یقیناً مشرکین مکه هي مراد هیں ' اور جو انکے اعمال تهے ' وهي اعمال هیں جنکو قران کریم نے " اظلم " یعنے کمال ظلم و عدوان سے تعبیر فرمایا هے - رها امام (طبري) کا اعتراض تو وه اِن آیات سے خود بخود رفع هو جاتا هے - کیونکه قریش مکه اپنے تئیں مسجد حرام کے آباد رکهنے والوں اور متولیوں میں سے سمجهتے تهے ' مگر خدا نے صاف صاف کهدیا هے که انکا ایسا سمجهنا غلط هے - وه آباد کرنے والے نهیں بلکه في الحقیقت اسکي تخریب کے درپے هیں - کیونکه وه ذکر الهي کو روکتے اور مومنوں کو اسمیں داخل هونے نهیں دیتے -

(حکم آیة کریمه عام هے)

اصل یه هے که اس آیت میں کسي مسجد کا ذکر هو - وه مسجد ایلیا هو یا مسجد حرام - مشرکین مکه مقصود هوں یا رومي بت پرست ' لیکن اسمیں شک نهیں که مساجد الهي کے متعلق ایک حکم عام هے جو قران نے دیا هے ' اور جو جماعت ' جو قوم ' جو قوت ' ایسا کریگي ' اسکا مصداق هوگي :

وهذا حکم عام لجنس مساجد الله وان مانعها من ذکر الله مفرط في الظلم ' ولا باس ان یجي الحکم عاماً وان کان السبب خاصاً (نیشا پوري حاشیه طبري - ۱ : ۳۷۴) (۱)

اور یه حکم عام هے تمام مسجدوں کیلیے ' جو کوئي کسي مسجد میں ذکر الهي کو روکے وه سخت ظالم هے ' اور اسمیں کوئي حرج نهیں که کسي آیت کا حکم عام قرار دیا جاے اگرچه سبب نزول آیت خاص هو -

صاحب (احکام القران) بهي اس سے متفق هیں :

انه کل مسجد ' لان اللفظ عام ورد بصیغة الجمع فتخصیصه ببعض المساجد او ببعض الازمنة محال

اس سے مقصود هر مسجد هے - کیونکه لفظ عام بصیغۂ جمع وارد هوا هے ' پس بعض مساجد یا بعض زمانوں کي خصوصیت کرنا بالکل محال هے -

(منقول از رازي)

(نتائج بحث)

(۱) قریش مکه اپنے تئیں باني کعبه قرار دیکر فخر کرتے تهے - اسکي خدمت و عزت انکے لیے موجب شرف و افتخار تهي - مگر انهوں نے مسلمانوں کو مسجد میں جانے اور ذکر الهي سے روکا اور اپنے بتوں کا اسکو پرستش گاه بنایا - اسپر الله نے کها که تم سے بڑهکر دنیا میں اور کون ظالم هوسکتا هے که خدا کے گهر میں آنے سے روکتے هو ؟

پس جو لوگ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں وه گو مدعي اسلام اور تولیت مساجد هوں مگر في الحقیقة انکي حالت بهي مثل مشرکین مکه کے هوگي اور سب سے بڑے ظلم کرنے والے هونگے -

پهر آج کتني هي مسجدیں هیں ' جن میں مسلمانوں کو جانے سے روکا جاتا هے اور کها جاتا هے که یهاں آکر اپنے خدا کا ذکر نه کرو ؟ هر فرقه دوسرے فرقے کے ساتهه ایسا هي سلوک کرتا هے اور محض چند اختلافات و نزاعات کي بنا پر مسجد کے دروازے مسلمانوں پر بند کردیے جاتے هیں - کتنے مقدمات هیں جو صرف اسي بنا پر هندوستان کي عدالتوں میں هو چکے هیں ' اور کتني خونریزیاں هیں جو مساجد کے صحن میں صرف اسلیے کي گئیں که جنکو مساجد میں آنے سے روکا گیا تها ' وه بد بختي سے مسجد میں چلے آئے تهے ؟

ابهي تهوڑي دیر کے بعد آپ پر واضح هوجائیگا که جس شے کو لوگ آج سیاست یا سیاسي مباحث سے موسوم کرکے خوف زده هوتے هیں ' یعنے حفظ حقوق دینیه ؤ اسلامیه ورد استبداد و جبر حکومت ' وه بهي في الحقیقت ذکر الهي هي میں داخل هے کیونکه وه امر بالمعروف اور نهي عن المنکر اور اسلام کا جهاد مقدس لساني هے - پهر اگر ایسا ثابت هوگیا تو کیا اِن مباحث و مذاکره سے روکنے والے اس آیة کریمه کے مصداق نهونگے ؟ اعاذنا الله تعالی !

(۲) یه عجیب بلاغة قراني هے که هر موقع و مطلب کو اپنے لیے بهترین لفظ ملتا هے اور اگر اسکو الگ کر دیا جاے تو پهر اسکي جگه دوسرے لفظ سے نهیں بهر سکتي - اس آیت میں " اظلم " کا لفظ فرمایا که " ظلم " کا افعل التفضیل هے - " ظلم " کي تعریف یه هے که " وضع الشي في غیر موضعه و التصرف في حق الغیر " (مفردات) یعني کسي شے کا اسکي اصلي جگه کے خلاف کام میں لانا یا بنانا اور دوسرے کے حق میں تصرف کرنا -

پس یهاں منع مساجد کو ظلم سے تعبیر کیا که مسجدیں جس غرض سے بنائي گئي هیں ' مانعین مساجد چاهتے هیں که اسکے خلاف کاموں میں لائي جائیں - وه الله کے نام سے پکارکے گئي هیں پس انساني ملکیت اُن میں باقی نهیں رهي - اب انسانوں کے ذکر و ستایش کا انکو گهر بنانا (حسب تعریف ظلم) دوسرے کے حق میں تصرف کرنا هے -

---

(۱) تفسیر نیشا پوري در اصل تفسیر کبیر امام رازي کا اختصار هے اور اختصار بهي بجنسه - پس یه عبارت امام رازي هي کي سمجهیے - تفسیر کبیر کي جلدوں کي الماري نظروں کے سامنے هے اور میں انهیں دیکهه رها هوں ' مکررات کے دو بج چکے هیں - سر میں سخت درد هے - نفس آسودگي پسند اُٹهنے نهیں دیتا - اسلیے نیشا پوري هي کے حوالے پر اکتفا کرتا هوں - یه تفسیر طبري کے حاشیے پر چهپي هے -

اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک کام جمع روایات تھا اور ایک نقد و انتخاب ' پہلا کام پہلوں کا تھا اور دوسرا پچھلوں کا - پہلوں نے اپنا فرض ادا کیا مگر پچھلوں نے غفلت کي -

تاہم اگر وسعت نظر و تحقیق و تفتیش سے کام لیا جاے تو محققین کي بھي کسي فن اور کسي دور میں کمي نہیں رہي - بغیر کسي اجتہاد جدید کے ' ہم صحیح ترین روایات و تاویلات کا مجموعہ مرتب کر سکتے ہیں ' اور یہي ایک اصولي فرق ہے جو آجکل کے مدعیان اجتہاد کو صاحبان علم و فن سے الگ کر دیتا ہے -

ان روایات کا موضوع ہونا ظاہر ہے - اول تو (بخت نصر) کو عیسائي تخریب بیت المقدس پر آمادہ کرتے ہیں ' حالانکہ عیسائیت کا ظہور بھي (بخت نصر) کے زمانے میں نہیں ہوا تھا - پھر بعض یہود کا عیسائیوں کو آمادہ کرنا ظاہر کیا ہے اور دوسرے راوي اپني تحقیق کا یہ قیمتي اضافہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں سے مقصود روم کے عیسائي ہیں - اور پھر یہ کہ انکو حضرۃ یوحنا کے قتل کا بدلہ لینا تھا !!

ان غریبوں کو معلوم نہیں کہ عیسائیت روم میں کب پہنچي ' اور بخت نصر کا مذہب کیا تھا ؟ اسکو بابلي بھي لکھتے ہیں اور مجوسي بھي ' اور پھر یوحنا کے قتل کا انتقام اسکي وجہ قرار دیتے ہیں ' حالانکہ یوحنا کا واقعہ تو خود رومیوں کے عہد تسلط شام میں ہوا ہے ' اور اس وقت بخت نصر کي زیرہ کي ہڈي بھي اسکي قبر میں گل سڑ گئي ہوگي !!

چنانچہ (امام رازي) اور (نیشاپوري) نے اس خبط تاریخي کو بالاخر محسوس کیا اور (ابوبکر رازي) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ : " لا خلاف بین اهل العلم بالسیر ان عهد بخت نصر کان قبل مولد المسیح بزمان " (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(۲) امام موصوف ایک بہت بڑي وجہ قول اول کے ترجیح کي یہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں منع ذکر الہي کے ساتھ تخریب مسجد کا بھي ذکر کیا گیا ہے اور اگر مشرکین مکہ اسکا مورد قرار دیے جائیں تو یہ اسلیے غلط ہوگا کہ انہوں نے کبھي بھي تخریب مسجد حرام کي سعي نہیں کي - وہ تو اوسکو آباد رکھنے والے ہیں -

لیکن امام موصوف کي اس بے توجہي پر تعجب ہے - حافظ (ابن کثیر) نے اپني تفسیر میں اسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہے - اسکا نقل کر دینا کافي ہوگا :

و اما اعتمادہ علي ان قریشا لم تسع في خراب الکعبة ' فاي خراب اعظم مما فعلوا ؟ اخرجوا عنها رسول الله و اصحابه و استحوذوا علیها باصنامهم (حاشیه فتح البیان - ۱ : ۳۷۰)	" اور امام طبري کا اس پر زور دینا کہ قریش مکہ نے تو کبھي خانۂ کعبہ کے خرابي کي سعی نہیں کي ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھہ انہوں نے کیا اس سے بڑھکر اور کیا تخریب کعبہ ہوسکتي تھي ؟ انہوں نے اللہ کے رسول اور انکے ساتھیوں کو مسجد سے نکلنے پر مجبور کیا اور اسکو اپنے بتوں سے بھر دیا ' یہي تو سب سے بڑي اسکے لیے خرابي تھي "

(۳) پھر روایات پر اگر نظر ڈالي جاے تو حضرۃ ابن عباس اور ابن زید کي روایات اسي تفسیر کي موید ہیں جو عکرمہ ' سعید بن جبیر ' اور عطاء کي روایت سے خود امام موصوف نے نقل کي ہیں -

(۴) البتہ حضرۃ ابن عباس کي جو روایت ہے ' اگر اس سے اتنا ٹکڑہ نکالدیا جاے کہ " رومي عیسائي تھے " تو اس آیۃ کا اشارہ بیت المقدس کي آخري تباہي کي طرف بھي بہ تکلف قرار دیا جاسکتا ہے ' جس میں رومیوں نے بیت المقدس کي مسجد کي دیواریں ڈھادي تھیں اور وہ اسي طرح منہدم رہیں تا آنکہ فتح بیت المقدس کے بعد حضرۃ عمر نے اسکو تعمیر کیا :

الایة نزلت فی ططلوس الرومی و اصحابه من النصاری و ذلك انهم غزوا بني اسرائیل فقتلوا مقاتلهم و سبوا ذراریهم و حرقوا التوراة و خربوا بیت المقدس و هذا قول ابن عباس (اسباب النزول واحدي صفحه : ۲۴)	یہ آیت شاہ ٹیٹس رومي اور اسکي فوج کے حق میں نازل ہوئي ہے " جو عیسائیوں میں سے تھا " اسلیے کہ انہوں نے یہودیوں پر حملہ کیا ' اور انکو قتل کر ڈالا نیز توراۃ کے نسخے جلا دیے اور بیت المقدس کي عمارت خراب کردي - یہ قول ابن عباس کا ہے -

" من النصاری " نے اس روایت کا اعتبار کھو دیا ' ورنہ باقي بیانات صحیح تھے - رومیوں کے آخري حملۂ بیت المقدس میں یہ سب باتیں ہوئي ہیں - البتہ آیت کا سیاق و سباق اور محل و موقعہ رومیوں کے ذکر کے بالکل خلاف ہے -

امام (رازي) نے ایک اور توجیہہ کي ہے - وہ اس کا محمل یہود کو قرار دیتے ہیں - بعد کي آیتوں میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے - اسلیے وہ کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ (یعني بیت المقدس کي جگہ کعبہ کي طرف منہہ کرکے نماز پڑھنے) کے بعد یہودي لوگوں کو کعبے کي طرف متوجہ ہونے سے مانع ہوتے تھے ' " ولعلهم سعوا ایضا في تخریب الکعبة " پس خدا نے انکو اظلم فرمایا ' لیکن ارباب فہم کو یہ بتلانا ضروري نہیں کہ یہ توجیہہ بھي کوئي وزن نہیں رکھتي - (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(تحقیق منع مساجد و سعي تخریب)

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں مشرکین مکہ هي کا ذکر ہے -

قران کریم کي تفسیر کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے قران کے مبہمات و غرائب اور محذوفات و ضمائر کي تفسیر خود قران هي سے پوچھي جاے - یہ قران کریم کا ایک خاص امتیاز ہے کہ اسکا ایک ٹکڑہ دوسرے ٹکڑے کیلیے مفسر و مشرح ہوتا ہے -

اب دیکھیے کہ قران کریم کے دوسرے مواقع کس طرح اس کي تفسیر کرتے ہیں ؟ سورہ (انفال) میں مشرکین مکہ کا ذکر کرتے ہوے فرمایا :

و ما لهم الا یعذبهم الله و هم یصدون عن المسجد الحرام و ما کانوا اولیاءه ' ان اولیاءه الا المتقون و لکن اکثرهم لا یعلمون (۸ : ۳۴)	" اور اب کونسي وجہ ہے کہ مشرکین مکہ تو مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکیں اور خدا انکو عذاب میں گرفتار نہ کرے ؟ حالانکہ یہ گو اسکے متولي ہونے کے مدعي ہیں مگر فی الحقیقۃ اسکے اهل نہیں - اسکے مستحق تو صرف اللہ سے ڈرنے والے یعنے مسلمان ہیں "

اس آیت میں صریح طور پر مشرکین مکہ کي نسبت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد میں جانے سے روکتے ہیں - خواہ یہ روک صلح (حدیبیہ) کے بعد کي ہو خواہ آغاز اسلام کي -

دوسري جگہ فرمایا :

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله شاهدین علی انفسهم بالکفر - اولئك حبطت اعمالهم و فی النار هم خالدون (۹ : ۱۸)	مشرکوں کو کوئي حق نہیں کہ اللہ کي مسجدوں کو آباد بھي رکھیں اور اپنے اعمال سے اپنے اوپر کفر کي شہادت بھي دیتے جائیں - یہي لوگ ہیں جنکے تمام کام برباد و ضائع ہیں اور یہي ہیں کہ دائمي عذاب انکا رفیق ہے -

اس آیت میں شرک و کفر کو تعمیر و خدمت مساجد کے منافي فرمایا کہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں - پھر اسکے بعد والي آیۃ میں زیادہ تصریح کي :

مذاكرهٔ علمية

عربي زبان اور علمي اصطلاحات

استدراک

(از مولوي ابوالمكارم عبد الوهاب صاحب ' بہار مدرسہ هوگلی ' کلکته)

میں نے نہایت دلچسپي سے ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ کے الهلال میں " عربي زبان اور علمي اصطلاحات " کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا' علوم و فنون کے انگریزي و عربي نام اگر استقصاء اور تکمیل کے ساتھہ یکجا مرتب کردیے جائیں تو درحقیقت یہ ایک نہایت بیش قیمت چیز هوگی' اور ان کے لیے نہایت مفید هوگی جو عربي اور انگریزي' دونوں زبانوں کي تصنیفات علمیه کا مطالعه کرتے هیں - اس مفید سلسله کي تکمیل میں حصه لینے کے لیے میں بھي شرکت کرنا چاهتا هوں - ایک ضمیمه عربي و انگریزي اسماے علوم کا پیش کش خدمت ہے -

علم تركيب ابدان الحيوانات	Histology	1
علم الجنين و الشكير	Embryology	2
فن تركيب الادويه	Phormocology	3
فن تصور	Photography ...	4
فن تصوير	Painting	5
فن ماهية العظام	Osteology	6
علم بالاحوال الاعصاب ...	Neurology ...	7
علم علاج الاسنان	Odontology	8
علم اعضاء البشر و الحيوانات و النباتات	Organology	9
علم الرمل	Geomancy	10
علم زراعت	Geoponics ...	11
علم تعريف ماهية السماء ...	Ouranography	12
فن نقش الجواهر	Glyptics ...	13
فن نقل الصور	Glyphography	14
فن القواعد البسيطه ...	Gnomonics ...	15
علم وضع الخط ...	Orthography	16
علم طبائع الطيور ...	Ornithology	17
علم ماهية الجبال	Orology ...	18
علم طبائع الحيات	Ophiology ...	19
علم اصول معالجة العيون	Opthalmotology	20
علم وزن الاوقات	Metronomy ...	21

(الهلال)

آپکے ذوق علمي اور توجه فرمائي کا شکریه - " مسئله وضع اصطلاحات " کے چھیڑنے سے مقصود یہي ہے کہ اس شورش فتنه زا کو خاموش کیا جاے جو دنیا کو اس غلط فہمي میں مبتلا کرنا چاهتي ہے کہ اردو میں علوم حدیثه و فنون جدیده کے لیے مناسب الفاظ نہیں ملتے - حقیقت یه ہے کہ همارا رونا صرف اسي کا نہیں ہے کہ اردو کا دائرهٔ زبان و مصطلحات تنگ ہے' بلکه رونا اس کا ہے کہ همارے دوستوں کا میدان علمي تنگ ہے!

کیا عجیب بات ہے کہ اردو زبان کي یتیمي و بے کسي پر اس وقت ماتم کیا جارها ہے حالانکه نادان ماتم کرنے والوں کي کوتاه نظري ماتم کي زیاده مستحق ہے - وہ نہیں دیکھتے کہ عربي زبان ام لغات اسلامیه ہے - زنده ہے - اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے کافي اسباب و سامان اپنے پاس رکھتي ہے -

لوگ معترض هیں کہ مصطلحات اردو کے لیے عربي زبان کي مراعات استحقاق پر کیوں زور دے رها هوں ؟ یه کیوں ضروري قرار دیا جاتا ہے کہ حتی الامکان عربي هي کے الفاظ اردو کي ادبیات علمیه میں استعمال کیے جائیں ؟ لیکن شاید یہه نکته اونکي نگاه سے مخفي ہے کہ صرف عربي هي نہیں بلکه هر علمي زبان اپني ماتحت زبانوں کیلیے ایسے هي حقوق کا مطالبه رکھتي ہے -

دنیا کي تمام موجوده زبانیں دو قسم کي هیں: اصلی اور فرعی:

اصلي سے مقصود وہ زبانیں هیں' جو دوسري زبانوں کي پیدایش و خلقت کے لیے خمیر و عنصر هیں' مثلا عربي' سنسکرت' لاطیني' یوناني -

فرعي اون زبانوں سے عبارت ہے جنکي ترکیب و خلقت صرف ایک یا متعدد السنهٔ اصلیه سے هوئي ہے -

حسب استمرار عادت لغویه جس طرح السنهٔ فروعیه اپنے عام الفاظ و کلمات میں السنهٔ اصلیه کي محتاج هیں' اسي طرح اصطلاحات علوم اور مصطلحات فنون میں بھی وہ اونکي موهبت و فیاضی کي دست نگر هیں - غور کیجیے کہ تمام یورپین زبانیں با این همه کثرت اختراعات و وسعت علوم' اپني اصطلاحات میں لاطیني و یوناني الفاظ کي مقروض هیں اور آج بھي کہ بیسویں صدي ہے' یورپ میں جب کوئي' علم' فن' مسئله' یا آله نیا وضع هوتا ہے تو اوسکے تسمیه کیلیے لندن' پیرس اور برلن کي زبانوں کي جدید ڈکشنریوں کے طرف مراجعت نہیں کي جاتي' بلکه روما و اور اتھنز بوسیده صفحات لغت کي طرف -

یہي حال سنسکرت اور اوسکي فرعي زبانوں کا ہے' آج بنگله' گجراتي' اور مرهٹي زبانوں میں وضع اصطلاح کي ضرورت هوتي ہے تو سنسکرت هي کے الفاظ هر جگه ان مفلس گدا گروں کا کشکول سوال پر کرتے هیں -

اصطلاحات حدیثه کا سوال جانے دیجیے' مسلمان گو تمام اطراف عالم میں پھیلے هیں - اونکي زبان هر جگه ایک نہیں ہے' لیکن مصطلحات دینیه و علمیه اب تک ایک هیں اور ایسا هی هونا بھي چاهیے - پھر کوئي سبب نہیں کہ ۱۳ - سو برس کا استحقاق آینده کے لیے اوس سے سلب کرلیا جاے -

اس کے بعد چند معروضات دفعه وار عرض کرتا هوں:

(۱) ضرور ہے کہ وضع و تسمیهٔ اصطلاحات میں عربي زبان کے ثقیل' مغلق اور نادر الاستعمال الفاظ استعمال نه کیے جائیں کہ یه

خدا نے عمارت مساجد کا مقصد حقیقي جسکے لیے وہ موضوع هیں' خود هي بار بار بتلا دیا ہے - مثلاً سورۂ (نور) میں مشهور تمثیل مصباح و زجاج کے بعد فرمایا :

في بیوت اذن الله ان ترفع و یذکر فیها اسمه ' یسبح له فیها بالغدو و الاصال - (۲۴ : ۳۶)

" یہ چراغ ایسے گھروں میں روشن کیا جاتا ہے ' جنکي نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ انکي عظمت کي جاے ' اور اُن میں اللہ کا ذکر اور اسکے نام کي تقدیس ہو - ان میں اللہ کے بندگان مخلص و مومن صبح و شام تسبیح و تقدیس میں مصروف رهتے هیں "

مسجد جب اس کام کیلیے وضع هوئي ' تو مانعین مساجد ظاهر ہے کہ اسکے موضوع سے اُسے محروم رکھنا چاهتے هیں اور یہي معني هیں ظلم کے - شرک کو بھی خدا نے اسي لفظ سے تعبیر کیا ہے : " ان الشرك لظلم عظیم (۳۱ : ۱۳) " شرک سب سے بڑا ظلم ہے ' کیونکہ انسان کا سر جو صرف اللہ کے آگے جھکنے کیلیے ہے' اسکي زبان ' جو طرف اسي کي تسبیح و تقدیس کیلیے ہے ' اسکے قدم' جو صرف اسي کے طرف بیتابي اور بیقراري سے دوڑنے کیلیے هیں ' جب کسي دوسرے کیلیے اپنے تئیں وقف کردیں تو یہ ظلم هوگا کیونکہ ظلم " وضع الشي في غیر موضعه " کو کہتے هیں -

اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ خبیث روحیں کیوں اپنے اوپر ماتم نہیں کرتیں ' جو اس ظلم اعظم کي مرتکب ' اور اس وعید الهي کي مصداق هیں ؟ کیا جنھوں نے آج خدا کي مقدس مسجدوں کو' جو صرف اسي کے لیے تھیں اور اسي کے نام کي عظمت کیلیے ' غیروں کیلیے بنا دیا ہے ' جہاں انساني حکمراني کے فرمان چلتے اور دنیوي استبداد و تسلط کے احکام نافذ هوتے هیں' اس حکم الهي کے ماتحت " اظلم " نہیں هیں ؟ وہ اشرار و اراذل ' جو آج خدا کے گھروں کو شیاطین کي پرستش و غلامي کا مندر بنانا چاهتے هیں ' جنکي ابلیسانه آرزو یہ ہے کہ مساجد الهي کا صحن مقدس جو ملائکۂ سماویہ کے نزول علوي کا رحمت کدہ تھا ' زمین کي ارواح خبیثہ کي ناپاک قوتوں کا شیطان کدہ بن جاے ' کیا اپنے مورث اعلی قریش مکہ سے کچھہ زیادہ مختلف هیں ' جنھوں نے مسجد حرام کے طاقوں میں پتھر کے بت رکھدیے تھے ؟

کیا تم نے بارها نہیں دیکھا کہ عین اُس منبر محترم کے پہلو میں ' جو صرف اللہ هي کے احکام مقدسہ کے اعلان کیلیے تھا ' اور عین اس محراب معظم کے نیچے ' جو صرف اُسي کے آگے جھکنے کیلیے خمیدہ هوا تھا ' غیروں کے نام کي تقدیس و تسبیح کي گئي' اور جو جگہ کہ اللہ کي غلامي کیلیے بنائي گئي تھي ' اسکو دوسروں کي غلامي سے ناپاک کیا گیا ؟ قریش مکہ کو خدا نے " اظلم " کہا - اسلیے کہ انھوں نے خدا کے ذکر کو روکا اور مسجد کي طاقوں میں پتھر کي مورتوں کو سجایا' پر وہ ' جو آج مسجدوں میں اسکے حکموں کو روک کر غیروں کے حکموں کي منادي کرتے اور پتھر کي بیجان مورتوں کي جگہ زندہ بتوں کے آگے گردنوں کو جھکاتے هیں ' کیا اُنسے زیادہ " اظلم " اور ان سے زیادہ خدا کے بے امان غصے اور اسکے جلال و غیرت کے هیجان کے سزاوار نہیں هیں ؟

مسجد خدا کیلیے بنائي گئي ہے تاکہ صبح و شام اسکے نام کي وهاں پکار بلند هو : یسبح له فیها بالغدو و الاصال ! - پس اُسے خدا هي کیلیے چھوڑ دو - اسکے دشمنوں کو دعوت نہ دو کہ وہ تمھارے گھروں کي طرح خدا کے گھر پر بھي قبضہ کرلیں ' اور اسکو اپني انساني پرستش و تعبد کا مندر بنائیں - تم جو اپنے تاج و تخت کي حفاظت نہ کر سکے ' ایسا نہ کرو کہ خدا کے تخت معبودیت کي تقدیس کو بھي غیروں کي بدولت بٹہ لگادو - اُس نے تم کو اپني عبادت کیلیے ایک مقدس عمارت دي ہے ' پس اسي کے آگے جھکو اور اسي کو پیار کرو - وهاں اسکے دشمنوں کیلیے دعائیں نہ مانگو اور نہ بادشاهتوں کي پوجا کیلیے هاتھہ اٹھاؤ - اسکے گھر میں صرف اُسي کو مانو کہ خدا کے گھر میں انسانوں کي تسبیح و تقدیس تمھارے لیے زیبا نہیں -

(۳) ایک صاف اور عام فہم نتیجہ جو اس آیت سے نکلتا ہے وہ اسکے حکم کي عمومیت اور هر زمانے اور هر دور کیلیے وعید الهي کي صداقت ہے - اللہ تعالے نے اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے - منع ذکر الهي اور سعي تخریب مساجد - ایک صورت تفسیر یہ ہے کہ دونوں کا مفہوم ایک هي شے قرار دیا جاے اور تخریب مساجد کي سعي کو منع ذکر الهي کا نتیجہ سمجھا جاے ' جیسا کہ (ابو مسلم) کا خیال ہے اور جیسا کہ (شیخ علي المهائمي) نے اپني تفسیر میں لکھا ہے :

" و یذکر فیها اسمه و اذا منع لم یهتم لعمارتها فکانما " سعی في خرابها " (تفسیر مهائمي صفحه : ۵۷)

" و یذکر فیها اسمه " یعني جب کہ اُس نے لوگوں کو ذکر الهي سے روکا تو مساجد کي آبادي کا اهتمام نہیں کیا - اور ایسا کرنا یہ معني رکھتا ہے کہ گویا اُس نے مساجد کي خرابي کي سعي کي -

پس اس تفسیر کي بنا پر سعي تخریب کے معني بھی " منع ذکر الهی " کے هوے -

لیکن اگر عطف کی بنا پر دونوں میں فصل کیجیے تو پھر (امام رازي) نے اسکی تشریح یوں کی ہے :

السعي في تخریب المسجد قد یکون لوجهین : احدهما منع المصلین و المتعبدین والمتعهدین له ' فیکون ذالك تخریباً - و الثاني بالهدم والتخریب (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۶)

" تخریب مسجد کي کوشش دو طرح سے هوگي - ایک صورت تو یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں ' عبادت گذاروں ' اور وابستگان مساجد کو مانع هوں پس ایسا کرنا بھي فی الحقیقت مسجد کي تخریب هوگي - دوسري صورت یہ ہے کہ اسکي عمارت کو منہدم کیا جاے اور حقیقي معنوں میں اسکی تخریب هو"

اس سے ظاهر هوا کہ " سعي في خرابها " میں دونوں صورتیں داخل هیں اور آیت کا حکم عام -

پس جب کبھي کوئي شخص یا گروہ کسی مسجد میں دائمي یا عارضي ' تھوڑي دیر کیلیے یا زیادہ عرصے کیلیے ' نماز یوں کو جانے سے روکے ' جن لوگوں نے خدا کے گھر میں پناہ لي ہے اُنپر حملہ آور هو' اور وهاں کے عبادت گذاروں کا خون بہاے ' تو وہ بھي هماري نظروں میں اُنھیں مشرکین مکہ کي سي جماعت هوگي جنھوں نے مسجد حرام میں جانے سے مسلمانوں کو روکا تھا ' اور جو سلوک هم نے انکے ساتھہ کیا تھا ' اسي کي وہ بھي مستحق هوگي - نیز اس سے بڑھکر کوئي " اظلم " نہیں اور نص صریح اس پر شاهد -

تخریب کی یہ پہلی صورت ہے - دوسري صورت حقیقی معنوں میں تخریب ہے' یعنے مسجد یا اسکے کسی حصے کو منہدم کرنا' تو ظاهر ہے کہ یہ صورت بھی جس شخص یا جس گروہ سے سرزد هو وہ اس آیت کریمہ کی بنا پر " اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین - لهم فی الدنیا خزي و لهم فی الاخرة عذاب عظیم " کی وعید کا مستحق هوگا -

(یتبع)

بڑا بادشاه گزرا هے) ایسے موقع پر اپني غلطي کے تسلیم کرنے میں ذرا بهي پس و پیش نه هوتا تها ' بلکه نهایت متانت اور سنجیدگي سے اپني رعایا کے بهڑکے هوئے جوش کو ٹهنڈا کر دیتا تها -

اس موقع پر بہت سے لوگ اکبر کے پوتے اورنگ زیب کي مثال پیش کرینگے مگر کیا وہ اسکے اس طریق سیاست کے مہلک نتائج کو جو اسکے مرنے کے بعد ظہور میں آئے' بهول گئے ؟ ایک طرف تو مرهٹوں نے سیواجي کي ماتحتي میں زور پکڑلیا اور اسکے مرنے کے بعد هي خود مختاري کا اعلان کرکے ایک علیحده حکومت قائم کرلي - دوسري طرف تمام صوبے ماتحتي سے نکل گئے - محمد شاه میں اُن لڑائیوں کي بدولت جو اورنگ زیب کے زمانۂ حیات میں هوئي تهیں' کہاں طاقت رهي تهي که انپر چڑهائي کرتا ؟ وہ صرف براے نام دهلي و اگره کا بادشاه تها - بالاخر مسلمانوں کي اس عظیم الشان حکومت کا شیرازه جسکو اکبر کي پالیسي نے مجتمع کیا تها اس جابرانه پالیسي کي بدولت آساني سے بکهر گیا -

ٹهیک ایسے وقت میں جبکه تمام دنیا کے مسلمانوں کا خون مسیحیت کے خلاف جوش میں هے ' یه واقعه کہیں ان بهڑکے هوئے شعلوں پر هوا کا کام نه دے ' جسکا نتیجه آینده چلکر خطرناک نکلے گا - واقعۂ تقسیم بنگال اسکي ایک بیّن مثال هے - تقسیم کے موقع پر کس کو خیال تها که اسکا نتیجه " انارکي " کي صورت میں ظاهر هوگا - گو اب اسکا الحاق کیا جا چکا هے مگر کیا کوئي بتا سکتا هے که اس سے اهل بنگال کے اس جوش میں فرق آگیا جو الحاق سے پیشتر تها ؟

اپني غلطي کا اعتراف اسوقت کرنا جبکه وقت هاتهه سے جا چکا هو' بے فائده هے - مقتضاے حکمت یهي هے که ظہور نتیجه سے پہلے هي انسداد کردیا جائے - بهرحال ابهي وقت هے که سر جیمس مسٹن اس پر غور کریں - همارے خیال میں اپني غلطي کے اعتراف میں پس و پیش نه کرنا چاهیے - ورنه ان کو اس وقت زیاده افسوس هوگا جبکه وہ اپني اس غلطي کے نتائج کو واقعات کي صورت میں دیکهینگے -

اختراعات حربیه اور مصائب اسلامیه

فن طیارۃ کي حربي خدمت کي آزمائش

دنیا میں جب کوئي نیا آلۂ سفاکي و خونریزي ایجاد هوتا هے تو همارا دل کانپ اُٹهتا هے که دیکهیے کون سي اسلامي آبادي اس کي آزمائشگاه قرار پاتي هے ؟

ڈاکٹر اپنے اختبارات تشریحیه کے لیے مرده جسم کي تلاش کرتے هیں - پس یورپ کو بهي حق هے که وہ اپنے اختبارات حربیه کے لیے کسي مرده قوم کے اجسام میته کو تلاش کرے ' جس سے معلوم هو که یه آلۂ مخترعه اون کے مقصد سفک و قتل میں کہاں تک معین هوسکتا هے ؟

مہلک ترین آلۂ حرب جس کا نام " میکسم توپ " هے اسکي سرعت سیر و اتلاف جان کي آزمایش کے لیے سیاهستان افریقه میں سب سے پہلے همارے هي اجسام میته کي نمایش هوئي ' غرقاب کشتیوں نے جو جنگي جہازوں کي موت کے لیے سب سے زیاده کارگر آله هیں' اپنے فوائد لاتحصی کا ثبوت سب سے پہلے معرکۂ دولت علیه و روس هي میں دیا تها -

تلاش مقصود کا تصور هوتا اگر طیاروں کے جنگي فوائد و منافع کي اهمیت کے لیے بهي جلد سے جلد کسي اسلامي آبادي کا انتخاب نه کرلیا جاتا ' چنانچه " امن کے شاهزادوں " نے اپنے سفاکانه و خونخوارانه اختبار و امتحان کے لیے بہت جلد طرابلس کے ریگستانوں اور بلقان کي پہاڑوں کو منتخب کرلیا ' آخر مناظر خونین کي نمائش اور اس جدید مخترعۂ حربیه کي آزمائش هوئي - اس آزمایش و اختبار مشئوم کے نتائج اب نهایت خوشي و مسرت کے ساتهه همارے خوفناک ممتحن و مختبر شایع کر رهے هیں اور بتلاتے هیں که ان معرکوں نے اثار علمیه کو کہاں تک ترقي دی !!

امریکه کا مشهور علمي رساله " سائنٹیفک امریکن " ۱۳ - ستمبر سنه ۱۳ - کے نمبر میں نتائج مذکوره کي طرف حسب ذیل اشارات کرتا هے :

" موجوده مغربي فوجي نمایش و نقل و حرکت سے جو سبق سیکها گیا اسکي مزید توضیح و تصحیح میدان جنگ طرابلس و بلقان سے هوگئي - فرانس اور جرمني هوائي جنگ کے لیے طیار رهیں ' ایک کي بري طیاري مکمل هے اور دوسرے کي بحري - اسٹریا اور انگلستان کي جنگي نمایش سے ظاهر هوتا هے که یه دونوں حکومتیں بهي ایک حد تک اس جنگ کے لیے مستعد هیں -

سنگستان بلقان سے زیاده ریگستان طرابلس کے معرکوں سے آلات هوائیه کي کامیابي کا امکان ظاهر هوتا هے - طرابلس کي آب و هوا اور جغرافي حالات طیارۃ کے لیے موافق تهے - گو اطالي طیّار تربیت یافته نه تهے ' تاهم وہ کامیاب هوے ' لیکن بلقان میں اوس کي آب و هوا اور اندروني اور جغرافي حالات کي بنا پر بہت سي مشکلات کا سامنا پڑا ' جس کے لیے ترتیب و تنظیم کي سخت ضرورت محسوس هوئي ' جو یہاں مفقود تهي ' اور جو صرف فرانس میں کاملاً اور جرمني میں کسي قدر موجود هے -

طرابلس میں اطالیه کے مقابل فقط بے قاعده عرب اور چند با قاعده ترکي فوج تهي - بلقان میں اسکے برخلاف دونوں طرف با قاعده و آراسته فوجیں تهیں ' توپیں کثرت سے هر موقع پر موجود تهیں ' اور حصار کا انتظام نهایت عمده تها - طرابلس میں طیارے نهایت آساني سے گردش کر کے محفوظ مرکز پر پہونچ جاتے تهے -

نیز طرابلس ایک ریگستاني ملک هے جو صرف کہیں کہیں شاداب هے ' اصل لڑائي ایک قلیل حصه میں محدود تهي اور کثرت سے طیاروں کي ضرورت نه تهي که فوج کي هر نقل و حرکت کے موقع پر موجود رهیں - ملک قابل زراعت نہیں ' صرف چند نخلستان اور شاداب مقامات هیں - صحرا نشین عرب همیشه حسب موقع ایک نخلستان سے دوسرے نخلستان میں منتقل هوتے رهتے هیں ' اس لیے دشمن قدرتي طور پر ایک جگهه سے دوسري جگهه نهایت آساني سے به لطائف الحیل نکل جا سکتا هے - عرب کي بے قاعده فوج ابهي مصروف پیکار هے اور پهر اپنے هتیار کهول کر امور معاش میں مشغول' اس لیے طیاروں کے ذریعه دشمن کا پته لگانا بہت مشکل هے' اگرچه ملک کا صاف منظر اور عجیب و غریب نیلگون فضا تلاش مقصود کے لیے نهایت موافق تهي -

ان وجوه سے صحیح طور پر طیاروں کي کوئي فوجي حیثیت نه بلقان میں تهي اور نه طرابلس میں ' اور نه حقیقي طور سے طیاروں کو فوج کا پانچواں حصه بنایا گیا جیسي که اب فوجي تجویز هے - اطالیه نے لڑائي کے آخر زمانه میں چند اجرتي طیاروں کو نوکر رکهه لیا تها ' لیکن بلقان میں صرف نو تعلیم بلقاني اور کچهه اجنبي طیار تهے -

خود عربي کے لیے بھي بار هیں ' پھر دوسري فروعي زبانوں کا کیا سوال -

(۲) الفاظ مصطلحه حتی الوسع مختصر اور چھوٹے هوں که زبانوں پر بآساني رواں هوسکیں ' بڑے بڑے فقروں کو الفاظ مصطلحه قرار دینا خلاف آئین وضع اصطلاح ہے -

(۳) اکثر حضرات وضع اصطلاح میں اس بات کی کوشش کرتے هیں که دوسري زبان میں اوس اصطلاح کا جس قدر مفہوم ہے وہ بتمامه اردو میں منتقل کرلیا جاے - اس سے دو نتیجے پیدا هوتے هیں : یا تو ارنکو اردو کي قلت ثروت و تنگ داماني کي شکایت هوتي ہے که اوسمیں اداے مفہوم کي قدرت نہیں ' جیسا که اکثر احباب اسکے شاکي هیں ' اور یا پھر حسب وسعت مفہوم ' الفاظ کثیرہ میں اپنا مفہوم ادا کرنا پڑتا ہے -

سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاهیے که " اصطلاح " کي حقیقت کیا ہے ؟ اصلاح کی تعریف صحیح یہ ہے که " ایک جماعت کا کسي خاص وسیع مفہوم کے بار بار ادا کرنے کے لیے ایک مختصر و مناسب لفظ فرض کرلینا ' جسکے بولنے سے حسب فرض و وضع ' وہ مفہوم ذهن میں آسکے " پس اگر اس اصطلاح مفروض کے لیے ضروري ہے که وہ اپنے الفاظ سے اپنے مفہوم کے تمام معاني و مطالب ادا کردے تو پھر وہ اصطلاح کہاں هوئي ؟ وہ تو عام گفتگو کا ایک ٹکڑا ہے -

خود انگریزي اصطلاحات پر غور کیجیے - وہ جن معاني کي طرف اشارہ هیں ' ارنکے الفاظ کب ان سب کو محیط و جامع هیں ؟ اس کي مثالیں آپکو تمام اصطلاحات میں موجود ملیں گی ' پس در حقیقت الفاظ اصطلاحات همکو مفہوم لغوي نہیں سمجھاتے ' بلکه محض فرض اور وضع و تسلیم عام سے عبارت هیں -

(۴) - سب سے آخر یہ که جن السنۂ اصولیه سے آپ الفاظ مستعار لے رهے هیں ' اون کے قواعد و قوانین لسانیه کي رو سے وہ صحیح هوں -

ان وجوہ متذکرہ کي بنا پر آپ کی مصطلحات موضوعه کي نسبت " الهلال " کے حسب ذیل ملاحظات هیں :

۱ - Embryology کا ترجمه " علم الجنین والشکیر " کیا گیا ہے - دفعۂ اول کي رو سے " شکیر (۱) " مغلق اور نادر الاستعمال لفظ ہے لیکن اس سے چارہ بھي نہیں - انتظار کیجیے که استعمال سے عام هوجائے -

۲ - Histology کے لیے " علم ترکیب ابدان الحیوانات " بڑا لفظ ہے - " علم ترکیب الاجسام " کافي ہے -

۳ - Photography کے لیے " فن تصویر " کافي نہیں " فن تصویر شمسي " چاهیے که عموم میں خصوص هوجاے -

۴ - Osteology " علم ماهیة العظام " کي جگه صرف " علم العظام " کافي ہے ' ماهیت کي تخصیص کی ضرورت نہیں اور نه خود اصل اصطلاح میں کوئي لفظ ایسا ہے -

۵ - Neurology " علم باحوال الاعصاب " میں " احوال " بے کار ہے که یه خود سمجھا جاتا ہے - پس " علم الاعصاب " جیسا که خود انگریزي میں ہے ' کافي ہے -

۶ - Odantology " علم علاج داء الاسنان " ثقیل الترکیب اور غیر ضروري الفاظ پر مشتمل ہے - " علم علاج الاسنان " صحیح مفہوم ادا کرتا ہے اور کافي -

(۱) شاخ نو ' کونپل ' نباتات کي ابتدائي خلقت جو ابھي حیز تکون میں هو - (منه)

۷ - Organology کے لیے " علم اعضاء البشر و الحیوانات و النباتات " ایک نہایت طویل ترکیب ہے - " علم الاعضاء " کفایت کرتا ہے اور " اعضا " میں اعضاے انسان و حیوانات و نباتات داخل هیں -

۸ - Ouranography " علم تعریف هیئة السماء " کي جگه " علم اشکال الفلک " زیادہ مناسب ہے ' " تعریف " اصل میں موجود نہیں - لفظ " هیئة " Astronamy کے مقابل مستعمل هوچکا ہے ' اور " سماء " سے زیادہ (علم هئیت) میں لفظ " فلک " بولا جاتا ہے - هاں " اجرام سماویه " البته مصطلح ہے -

۹ - Optholmotology " علم اصول معالجة العیون " بھي بہت طویل ہے ' " علم معالجة العیون " کہیے -

۱۰ - Metronomy " علم وزن الاوقات " صحیح نہیں ' وزن اشیاء ثقیله کا هوتا ہے ' وقت کا نہیں البته " تقدیر " کہه سکتے هیں : یعني " علم تقدیر الاوقات " مگر عربي میں پہلے سے اسکے لیے " علم المواقیت " کا لفظ موجود ہے -

برید فرنگ

حادثۂ فاجعۂ کانپور

مشہور اخبار ٹروتهه (Truth) اپني تازہ اشاعت میں حادثۂ کانپور پر بحث کرتے هوے لکھتا ہے :

" سر جیمس مسٹن سے همیں بہت کچھه امیدیں تھیں ' گذشته واقعۂ کانپور میں بمشکل انسے کوئي مدبري کي علامت ظاهر هوئي ہے ' هر ایک آدمي جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسکو جاننا چاهیے که مشرق میں صرف مذهب اور مذهب هي ایک ایسي چیز ہے جس کو جس قدر اهمیت دي جاے کم ہے - خصوصاً ایسے وقت میں (جبکه مسلمان جنگ بلقان کي وجه سے سخت مشتعل هورہے هیں) صرف ایک سڑک کو موڑا کرنے کي غرض سے انکے جوش کو بھڑکانا در حقیقت اپني ناقابل بیان بے وقوفي کي نمایش کرنا ہے -

گلي کے موڑ کي درستگي کچھه زیادہ ضروري نہیں ہے جبکه وہ هر ایک حصه کو جسکا تعلق انکي کسي مقدس عمارت سے هو ' ویسا هي مقدس سمجھتے هیں جیسا که اصل عمارت کو - همکو یه دیکھکر تعجب هوتا ہے که سر جیمس مسٹن جیسے تجربه کار انسان نے اسکو محسوس نه کیا جو في الحقیقت اینگلو سکسن قوم کے دامن عقل پر حماقت کا ایک افسوس ناک داغ ہے -

خیر ' یه سب کچھه تو هوا - یہاں تک بھي حرج نه تھا ' مگر ایسے موقع پر جب که سر جیمس کو اپني غلطي کا اعتراف کرنا چاهیے تھا ' یوں صاف انکار کردینا که گویا انھوں نے کچھه کیا هي نہیں اور اس حصۂ مسجد کو تعمیر نه کرانا ' انکي ناداني کي ایک اور بڑي دلیل ہے - مجھکو تمام حالات کا علم ہے - گورنمنٹ کے اس خیال سے بھي بے خبر نہیں هوں که مشرق میں کسي گورنمنٹ کو اپني رعایا کي کوئي بات آساني سے کبھي بھي ماننی نه چاهیے ' لیکن میں یه کہے بغیر نہیں رہ سکتا که اکبر اعظم کو (جو مشرق میں بہت

(باقي کالم کا بقیه صفحه)

سامي خاندان روز بر وز ضعيف هوتا گيا يعني عاقبة الامر جيسا كه هميشه اهل ملک بيروني قوم پر غالب آتے هيں ' سامي خاندان جو مصر قديم كا باشنده تها ' غالب آگيا اور ساميوں كو مصر سے نكالديا صرف بني اسرائيل جو در اصل دوسرا سامي خاندان تها اور عهد يوسف (ع) سے مصر كے ايک سرسبز و شاداب قطعۂ ارض پر قابض تها ' ملک ميں باقي رہ گيا -

" اسرائيل كي اولاد برو مند اور فراواں هوئي ' اس نے نهايت زور پيدا كيا ' اور زمين اُن سے معمور هوگئي " تب مصر ميں ايک نيا بادشاہ (يعني نئي بادشاهي) جو يوسف كو نه جانتا تها ' پيدا هوا اور اوسنے اپنے لوگوں سے كہا :

ديكهو ! بني اسرائيل هم سے زياده قوي تر هيں ' آؤ هم اونكے ساتهه ايک دانشمندانه چال چليں ' تا نهو كه جب وہ اور زياده هوجائيں اور جنگ پڑجائے تو همارے دشمنوں سے مل جائيں ' هم سے لڑيں اور ملک سے نكل جائيں -

اسليے مصريوں نے اون پر خراج كے ليے محصل بٹهائے تاكه وہ سخت كاموں كے بوجهه سے اون كو ستائيں - ان محصلوں نے فرعون كے ليے شہر (فيثوم) اور (رعميس) ميں خزانے بنوائے " (خروج باب ۱ : ۱۴)

ليكن سنن الهيه كا يه قاعده جاري هے كه قوت حاكمه ملت محكومه كو جسقدر دباتي هے اوسيقدر وہ اور ابهرتي هے ' اور جسقدر اوسكے مظالم ميں اشتداد هوتا هے ' اتناهي خيال انتقام ' ملت محكومه كے بازوؤں ميں زور اور ارادوں ميں عزيمت پيدا كرديتا هے -

مصريوں نے اسرائيل كي اولاد كو جتنا دكهه ديا وہ اور زياده بڑهي كه ايسا هونا سنت الهي كا اقتضا تها -

* * *

تم نے ديكها هوگا كه ربڑ كے ايک گيند كو جب ايک بچے نے تمهارے سامنے زمين پر پٹكا تها تو رد عمل كيليے جس قوت دفع سے وہ پٹكا گيا تها ' اوسي قوت دفاع كے ساتهه وہ زمين سے بلند هوا - زخم كے مواد فاسد كو اگر نكلنے كا راسته ندوگے تو كيا وہ آخر كار ناسور بنكر باهر نه بہه جائيگا جسكا اندمال موت كے سوا ممكن نهيں ؟

كوہ آتش فشاں كي حقيقت كيا هے ؟ اوس حرارت و جوش كي ايک لہر هے جسكو زمين سے نكلنے كي راہ نهيں ملي - آخرالامر طبقات زمين كي ديواروں كو توڑكر قلۂ كوہ كو هلاتي هوئي باهر نكلي ' اور دور دور تک آباديوں كو بے نشان كرديا !

لوگ مكانوں ميں پاني نكلنے كيليے راستے بناتے هيں كه اگر ايسا نهو تو ايک هي برسات ميں مكانوں كي بنياديں هل جائيں -

* * *

مصري اب بني اسرائيل كي كثرت و قوت سے خوف زده هوئے انهوں نے بني اسرائيل سے كام لينے ميں سختي كي - ذليل ' سافلانه ' اور نيچے درجه كي هر قسم كي خدمت اون سے ليكر اونكي زندگي تلخ كردي " كيونكه اونكي وہ ساري خدمتيں جو وہ كرتے تهے مشقت اور ذلت كي تهيں " (خروج ۱ : ۱۵)

(۳)

فطرت اپني ضرورتوں كو آپ پورا كرتي هے - ايک صحرائي حيوان اگر كسي كوهستان ميں پهونچ جائے تو چند نسلوں كے بعد كوهستاني زندگي كے لائق اوسكے ناخن ' پنجے ' جبڑے ' اور روئيں خود بخود هو جا لينگے - اگر كسي گرم ملک كے حيوان كو برفستان ميں پرورش كرو تو چند انقلابات نسليه كے بعد شد ئد برودت و برف كے تحمل كے لائق وہ خود اپنا جسم طيار كرليگا -

جب زمين ميں گرمي ' هوا ميں تپش ' اور موسم ميں امسں هوتي هے تو دست نصرت الهيه بارش كيليے ابر كي چادر خود هوا ميں پهيلا ديتا هے - اگر ايسا نهو تو مدبر عالم كي شان تدبير و تهيۂ اسباب كي تحقير هو - وہ هر ضرورت كو پيدا كرتا هے اور پهر خود هي اوسكے ليے تهيۂ سامان و اسباب كرتا هے ' وما ذالك عليه بعزيز -

پس جب كوئي قوم مضطر و مضطرب ' شدائد و خطرات سے محاط ' آلام و مصائب كا مرجع ' قهر و جبر و اكراہ كا نشانه ' انواع تشديد و تعذيب كا هدف هو ' تو يقين كرو كه خداے مدبر عالم كا دست تدبير مصروف كار هے ' اور سد ضرورت كيليے وہ خود هي سامان پيدا كر رها هے ' كيونكه خود اسي نے تو پہلے ضرورت بهي پيدا كي -

بني اسرائيل مصر كي سر زمين ميں انواع قهر و تعذيب ميں گرفتار تهے ' ضرورت پيدا تهي ' پس خدا نے نظر اٹهائي ' اور اوسنے موسى كو "وادي طوي" ميں "جبل طور" كے نيچے كهڑا ديكها ' وہ پكارا :

اذهب الى فرعون انه طغى (۲۰ : ۲۵)

موسى ! فرعون كے پاس جاؤ ' اب اوسكا طغيان حد كو پهونچ چكا -

موسى (ع) تنها ليكن حق و صداقت كي جمعيت غير مرئيه كے ساتهه ساتهه ' جبل طور سے اترا ' اور دربار شاهي كا رخ كيا - اس نے فرعون كو خطاب رباني سنايا :

فارسل معنا بني اسرائيل ولا تعذ بهم قد جئناك بآية من ربك ' والسلام على من اتبع الهدى ' ان قد اوحي الينا ان العذاب على من كذب و تولى - (۲۰ : ۴۹)

بني اسرائيل كو همارے ساتهه جانے دے ' انهيں دكهه نه دے ' هم خدا كي نشاني تيرے پاس لائے هيں ' اگر اس نشاني كي اطاعت كريگا ' تو سلامت رهيگا ' ورنه خدا نے همكو بتايا هے كه جو اس نشاني كو تسليم نه كريگا وہ آخر الامر گرفتار عذاب هوگا -

(۴)

وہ ' جو دنياوي ساز و سامان پر مغرور ' حكومت فانيه كے نشه سے چور ' اور اپني قوت و استيلا اور قهر و جبر پر متكبر هيں ' وہ هر صداے اصلاح ' اور هر نداے موعظت كو اپنے ليے صاعقۂ موت اور صيحۂ قيامت سمجهتے هيں : يحسبون كل صيحة عليهم (۶۳ : ۴) وہ صداے اخلاص و موعظت كے استماع كي قوت نهيں ركهتے كه اون كا دل اون سے كهتا هے : " يه صداے اخلاص و موعظت نهيں ' هماري حكومت قائمه كيليے دراے رحيل هے "

وہ اعمال تنبيه و اصلاح كے ديكهنے كي قوت نهيں ركهتے كه اونكا نفس اونكو كهتا هے : " يه اعمال تنبيهه و اصلاح نهيں ' هماري عزت و قوت كے غير فاني جسم كيليے سازش قتل و سامان موت هے "

كبهي وہ داعي و منادي حق كو خطاب كرتا هے :

" ميں تمهاري آواز سے ڈرتا هوں كه اوس سے ميرے كنگرۂ حكومت كو لرزش هوتي هے "

كبهي وہ خود اپني قوم كے افراد صالحه كو آواز ديتا هے :

" هاں ! اسكي صداے جاذب اور نداے دل ربا سے متاثر نه هونا ! يه تم كو اپني آواز مغناطيسي سے معمول كركے حكم ديگا كه ان ميٹهے چشموں ' ان سرسبز ميدانوں ' اور ان بلند خيموں سے نكل جاؤ كيونكه اب ان كا مالک آتا هے اور تم ان پر بغير حق كے قابض تهے "

فرعون نے موسى كو كها جو اس عهد كا داعي اور حق كا منادي تها : اجئتنا لتخرجنا ' من ... اے موسى ! كيا اس ليے تو همارے

مقالات

باب التفسیر

قصص القرآن

(۲)

قصص بني اسرائیل

بصائر و مواعظ ، نتائج و عبر

(توطیۂ تاریخیه)

اس سے پہلے که اصل مضمون شروع کیا جاے همکو پندرهویں صدي (ق م) میں مصر کے سیاسی حالات پر ایک نظر ڈالني چاهئے -

تقریباً دو هزار قبل مسیح حدود عرب سے ایک سامي قوم جو مختلف قبائل کا مجموعه تهي ' مصر پر حمله آور هوئي ' اور اسکو فتح کیا - عرب اسکو عاد ' ثمود ' اور معین وغیره قبائل کا مجموعه سمجهتے هیں ' اسرائیلي اسکو " عمالیق " کہتے هیں ' اهل بابل و عراق کے هاں اسکا نام " عریبي " اور " عمورائي " هے ' اور خود مصري اسکو بنظر تحقیر " شاشو " اور " هیک شاش " یعني " شاهاں بادیه " اور " شاهاں چوپان " کہتے هیں ' کیونکه که عرب کے سامي بادیه نشین در حقیقت اونٹوں کے چرواهے تهے -

مصر ' عهد قدیم سے دو حصوں پر منقسم هے : مصر بالا اور مصر زیریں - مصر زیریں بالکل بحر احمر کے کنارے حدود عرب کے مقابل واقع هے ' نہر سویز کے کهودنے سے پہلے بحر روم اور بحر احمر کے مابین ' ایک چهوٹا سا خشک قطعه حاجز تها ' جو مصر کو حدود عرب و جزیره نماے سینا سے ملاتا تها - نہر سویز اسي خشک قطعۂ ارض کو کاٹکر اور ان دونوں دریاؤں کو باهم ملا کر بنائي گئي هے ' در حقیقت اس نہر نے اوس دیوار کو جو مشرق و مغرب یا یورپ و ایشیا کے درمیان حائل تهي ' منهدم کردیا ' جس سے سیلاب فتنۂ و بلا کو مغرب سے مشرق میں داخل هونے کے لیے نہایت آسان راسته مل گیا -

شاشو یا عمالیق اسي خشک راسته سے ' جزیره نماے سینا هو کر مصر زیریں میں چلے آئے - مصر کے خاص باشندے جو سام کے بهائي " حام " کي اولاد تهے ' شکست کها کر مصر بالا میں چلے گئے - ان سامي فاتحین نے یہاں ایک عظیم الشان حکومت قائم کي ' جو تقریباً تین چار سو برس تک عمالیق کیلئے نشان فخر و امتیاز رهي - عام سامي قبائل مختلف اوقات و حالات میں اپنے هم نسب و خاندان قوم کے پاس بغرض استمداد و استعانت آتے جاتے رهتے تهے -

یهي سبب هے که بیسویں صدي (ق م) میں سرخیل قبائل سامیه حضرة ابراهیم خلیل کو بابل و عراق یعني کلدان سے حدود مصر و شام کي طرف آتے هوئے دیکهتے هیں ' اور پهر جب اس ملک میں قحط نمودار هوتا هے ' تو حضرت مع اپني بیوي ساره کے یہاں سے مصر کا رخ کرتے هیں - مصر زیریں کا سامي بادشاه جب ایک سامي خاندان کي آمد کي خبر پاتا هے ' اور اوسکے ساتهه ایک خاتون کا هونا بهي سنتا هے ' تو اوسکو اپنے قدیم خاندان سے اتصال کے شوق میں نکاح کا پیغام دیتا هے ' لیکن یهه سنکر که وه شوهر دار خاتون هے ' سوء قسمت پر افسوس کرتا هے ' اور بالآخر سعادت اتصال خاندان اسطرح حاصل کرتا هے که اپني بیٹي " هاجره " کو حضرت کي خدمت میں دیتا هے ' جس سے اسماعیلي عربوں کي نسل پیدا هوتي هے - (۱) حضرت ابراهیم اپني دونوں بیویوں کے ساتھ بیل ' گدها ' خچر اور اونٹ وغیره بہت سامان جهیز میں لیکر کنعان واپس آتے هیں -

حضرة ابراهیم کے دو بیٹے اسماعیل و اسحاق هوئے - اسماعیل ملک عرب میں آباد هوئے اور اسحاق (ع) کنعان میں اپنے باپ کے جانشین هوئے - اسحاق سے یعقوب پیدا هوئے - جنکا دوسرا نام " اسرائیل " تها - انکي اولاد " بني اسرائیل " یعني فرزندان اسرائیل کہلائي ' اور خدا نے خود اپني زبان سے آنهیں برکت دي -

حضرت یعقوب کے باره بیٹوں میں سے جنکي نسل سے بني اسرائیل کے باره گهرانے قائم هوئے ' ایک بیٹے حضرت یوسف تهے - بهائیوں کے اوسي تحاسد برادرانه سے مغلوب هوکر ' جس نے اس سے پہلے اسي گهرانے کے دو اور بهائیوں یعني " اسماعیل و اسحاق " میں افتراق کردیا تها ' اپنے بهائي یوسف کو ایک اسماعیلي قافله کے هاتهه جو عرب سے مصر کو جا رها تها ' بیچ ڈالا - عجائب ایام دیکهو آخر الامر بني اسحاق اور بني اسماعیل کا اس عجیب طریقه سے اتصال هوا -

مصر پهنچکر اسماعیلي قافله نے حضرت یوسف کو ایک مصري سردار کے هاتهه فروخت کر ڈالا ' جہاں " عزیز " کي بیوي اور حضرت یوسف کا واقعه پیش آیا اور انهیں قید خانے جانا پڑا ' بالآخر تعبیر خواب کي تقریب سے شاه مصر کے دربار میں پهونچے - بادشاه جب یه معلوم هوا که یه ایک سامي النسل نوجوان هے ' تو نہایت مسرور هوا که وه فرزند سے محروم تها ' اور رفته رفته اوسنے زمام حکومت حضرت یوسف کے هاتهه میں دیدي -

حضرت یوسف نے اب مناسب سمجها که اپنے خاندان کو کنعان سے جہاں وه مبتلاے قحط تها ' مصر بلا لیں ' کیونکه یہاں اب اوس کے لیے حکومت کا سامان تها - حضرت یعقوب مع اپنے خاندان کے مصر آگئے - شاه مصر نے بزرگ خاندان سام کا استقبال کیا اور جاگیر و مناصب اونکو عطا کیے - حضرت یعقوب نے اتحاد نسل کے اظہار کے لیے کہا که " هم بهي اے پادشاه چرواهے هیں "

(۲)

اس واقعه سے تقریباً تین سو برس بعد تک اسرائیل کي اولاد ملک مصر میں بڑهتي اور پهیلتي گئي ' لیکن خود اصل حکمران

(۱) یهودیوں نے اس قصه کي که " شاه مصر نے زبردستي حضرت ساره کو تصرف میں لانا چاها تها اور بالآخر حضرت ساره کي کرامت دیکهکر اور یهه سنکر که اسکا شوهر موجود هے ' اپنے اراده سے باز رها " صرف یهي حقیقت اصلي هے جو بیان کي - مزید تفصیل البصائر کے باب التفسیر میں هوگي

حضرت هاجره ام اسماعیل کو لونڈي کہنا بهي یهودیوں کي حاسدانه جہالت هے اور افسوس هے که مسلمان بهي غلطي سے اسکا یقین کرتے هیں - حالانکه خود یهودیوں کي تاریخ سے اسکي پوري تردید هوتي هے - منه

مراسلات

فتنۂ عمان

[مرسلۂ حضرۃ الادیب الفاضل احمد محمد شہیلي سکریٹري سلطان عمان]

چونکہ بندہ " الہلال " کے مطالعین میں سے ہے ' اسلیے مجھے ایک گونہ مجاز حاصل ہے ' کہ عمان کے متعلق جو غلط فہمیاں واقع ہو رہي ہیں ' انکو رفع کروں اور اصلي بغاوت کا سبب ظاہر کروں کیونکہ مسئلہ عمان آج کل مطمح انظار جمیع بلاد و جرائد ہو رہا ہے -

" عمان " کے متعلق آپ نے دو یا تین مضامین شایع کیے ہیں' میري نظر سے بھي گذرے' جنکو شاید آپ نے جرائد اجنبیہ سے اقتباس کیا تھا ' مگر جس منصفانہ طریقہ سے آپ نے اس فتنہ کي نسبت اپني راے کا اظہار کیا ہے ' اسکے لیے اپ مشکور ہیں -

اکثر اخبارات نے اس شورش کے باب میں کج رائي اور افترا پردازي کو استعمال کیا ہے ' جسکو میں [illegible] حال سے لا علمي پر محمول کرتا ہوں' یہہ کوئي اصول بحث نہیں ہے کہ کسي تلغراف کے مختصر مضمون پر رائے زني کردي جاے ' یا محمد بن سعید (صدیق لیرایست) جیسے معکوس وطن پرست نامہ نگار کے مضمون پر آمنا و صدقنا کہدیا جاے - یا دو متنازع گروہ میں سے ایک کو اپني خواہش کے مطابق مخطي اور دوسرے کو مصیب ٹھیرا دیا جاے - یہ سراسر غلطي اور ناداني ہے : " و اذا حکمتم بین الناس فاحکموا بالعدل "

یہ آپ جانتے ہیں کہ بادیہ نشین اعراب میں ہمیشہ لڑائي جھگڑے ہوا کرتے ہیں - خصوصاً سرزمین " عمان " کے اندروني حصہ میں ' جہاں مدنیت نام کو نہیں ہے - جتنے شعوب و قبائل ہیں ' سب آپس میں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں ' یہ قبائل دو فرقوں میں منقسم ہیں : " ہناوي " اور " غافري " (جنکو بني ہنا و بني غافر بھي کہتے ہیں) انمیں ہمیشہ خانہ جنگیاں ہوتي رہتي ہیں اور جب کبھي عارضي اتفاق ہو جاتا ہے تو اپنے حاکم سے برسر پرخاش ہوجاتے ہیں جس سے ان کا منشا محض سلب و نہب ہوتا ہے -

سنہ ۱۳۱۲ ھ میں قبائل ہناویہ کے قریباً چار سو مسلح اشخاص سلطان " مسقط " کے بھائي کي وفات پر تعزیت کے لیے مسقط آئے ہوے تھے' جنکو سلطان موصوف نے نہایت عزت کے ساتھہ اپنے محل کے ایک حصہ میں فروکش کیا تھا - مگر ان میزبان کش مہمانوں نے وہ نمک حرامي کي' جس کي نظیر مشکل سے ملیگي - یعني نصف شب کے وقت جبکہ تمام مخلوق غفلت کي نیند سو رہي تھي' پہرہ داروں پر حملہ کردیا ' اور درمیاني دروازہ توڑ کر محل شاہي میں گھس پڑے اور بندوقیں چلاني شروع کردیں -

سلطان ایک مامون جگہ سے شب بھر انکا تنہا مقابلہ کرتے رہے - اور ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنوں کو یہ گمان تھا کہ انکے ساتھہ کئي آدمي ہیں جو بارش کي طرح گولي برسا رہے ہیں' مگر حقیقت میں وہ تنہا تھے - الغرض صبح تک سلطان نے پینتیس ۳۵ آدمیوں کو اپني گولیوں کا نشانہ بنا دیا ' اور جب یہ دیکھا کہ صبح کي روشني انکي تنہائي کو ظاہر کردیگي تو محل کو خیرباد کہکر ایک مخفي راستے سے اطمینان کے ساتھہ " قلعۂ جلالي " میں پہونچگئے ' جو محل سے تقریباً چار سو قدم کے فاصلہ پر ایک ٹھکري پر واقع ہے - (اسي واقعہ کو لیرایست لکھتا ہے کہ " سلطان کشتي میں بیٹھکر فرار ہوگیا تھا اور قلعۂ مذکورہ میں چند سال تک پناہ گزیں رہا)

وہاں سے وہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے - یہاں تک کہ سلطان کے انصار بني بو علي تحت قیادت امیر عبداللہ بن سالم مسقط آ پہونچے اور بلوائیوں سے لڑ کر اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا -

المختصر اکیس (۲۱) روز کي خونریز لڑائي کے بعد ایک [illegible] قرار پایا (زباني) جس پر فریقین متفق ہوگئے اور پانچہزار بدوؤں نے ایک ہي روز میں مسقط چھوڑ دیا اور اپنے وطن کو روانہ ہوگئے - اثناے راہ میں سالار قوم شیخ صالح بن علي کو ایک نا معلوم مقام سے بندوق کي گولي آلگي جس سے جانبر نہ ہوسکا اور جس گدھے پر سوار تھا اسي کي پشت پر اپنے کیفر کردار کو پہونچا : والجزاء من جنس العمل -

ان دنوں جو شورش برپا ہے' یہ اسي کے لڑکے کي شرارت ہے جسکا نام عیسی بن صالح ہے ' مگر باني فتنہ ایک اندھا شخص ہے جسکو عبداللہ بن حمید السالمي کہتے ہیں - یہ شخص خود کو علامۃ الدہر و مصلح العصر و مجدد طائفۂ اباضیہ تصور کرتا ہے - یہ دونوں اشخاص سلطان کے وظیفہ خوار ہیں - اور جتنے لوگوں نے انکا ساتھہ دیا ہے وہ بھي سلطان ہي کے نعمت پروردہ ہیں اور انکي عوائد جمیلہ سے ہمیشہ سرفراز ہوتے رہے ہیں - مگر کفران نعمت نے انہیں ابھارا اور محسن کشي پر آمادہ کردیا - جس کي پاداش انہیں ضرور ملني چاہئے ' عاجلاً او آجلاً -

بظاہر جو بغاوت کے اسباب بتائے جاتے ہیں یہ صرف حیلے حوالے ہیں کہ بدویوں نے انسداد اسلحہ کي وجہ سے بلوا کردیا ہے - ممکن ہے کہ یہ وجہ بھي ہو ' مگر في [illegible] - یہ ایک قدیم دشمني کے نتائج پر مبني ہے اور اس کور باطن و ظاہر کو ملک گیري کا خیال پیدا ہو گیا ہے - تعجب تو یہ ہے کہ عبداللہ بن حمید نے اپنے ہي داماد کو امام عادل مقرر کیا ہے اور اسي کے ہاتھہ پر سب سے بیعت بھي کرائي ہے - اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کہاں تک حق پر ہے ؟

اس وقت تک جس قدر ممالک باغیوں کے قبضہ میں آئے ہیں سب بلا حرب و قتال ' کیونکہ عبداللہ نے پہلے ہي سے بدویوں کو اور ان ممالک کے باشندوں کو ملا رکھا تھا - اور عہد و پیمان کر لیا تھا - علاوہ ازیں انکو یہ بات سمجھا دي تھي کہ امام اور اسکے ساتھیوں پر بندوق کي گولي کارگر نہ ہوگي ' جسکو جاہلوں نے سچ مان لیا اور ابھي تک معتقد ہیں ' غرض اس قسم کے مذہبي پہلو سے اپنے اپ کو معتقد علیہ بنا لیا ہے -

" اسمائل " پر امام کا حملہ ہونے سے پیشتر سید نادر کے ہمراہ تین ہزار سے زیادہ فوج تھي اور شہر کے باشندے بھي [illegible] کے لیے سینہ سپر نظر آتے تھے مگر امام کي آمد پر سلطاني فوج اور

ارضنا بسحرک یموسیٰ؟ (۲۰ - ۵۹)

پاس آیا ہے کہ اپنے زور سحر سے ہم کو ہماری حکومت سے بے دخل کردیے ؟

پھر اپني قوم کے اُن رجال صالحین کي طرف مخاطب ہوا جن کا قلب حق کا مستقر، جن کے کان استماع صداقت کے لیے مستعد، اور جنکے ہاتھ اعانت ضعفا کیلیے بلند رهتے هیں اور جنکي حسب تدبیر الهي کسي عهد و ملک میں کمي نہیں ' اور کہا :

ان هـذان لسحـرن یریدان ان یخرجکم من ارضکم بسحرهما و یذهبا بطـریقتکـم المثلی ' فا جمعوا کیدکم ثم ائتو صفا ' وقد افلح الیوم من استعلی - (۲۰ : ٦۷)

یہہ ساحر هیں جو چاهتے هیں کہ تمکو تمهارے ملک و حکومت سے بے دخل کردیں ' اور تمهارے بہترین طریقۂ و تہذیب کو برباد کردیں ' کوئي تدبیر متفقاً سوچو ' اور پھر صف به صف مقابله کیلیے آجاؤ - آج جو بالند رها ' وهي کل کو کامیاب هوگا -

جب کوئي ضعف و کمزور قوم آمادۂ اعانت حق هوتي هے ' تو اعداے حق و صداقت اپني قوت و طاقت کے عجیب و غریب کرشموں سے انکو مرعوب کرنا چاهتے هیں ' انکے فرمان سزا اور فرد تعزیر کي تحریریں زهرناک سانپوں کي طرح ادهر اودهر دوڑتي نظر آتي هیں ' حالانکه وہ بے جان هوتي هیں -

فاذا حبـالهم وعصیهـم یخیل الیه من سحرهم انها تسعی (۲۰ - ٦۹)

جادوگران فرعون کي رسیان اور ڈنڈے انکے زور سحر سے ' ایسا خیال هوتا تها که (گویا) سانپ بن بن کر دوڑ رهے هیں !!

ناصر حق اور داعي صداقت چند لمحوں کے لیے خوف سے کانپ جاتا هے که آخر وہ بهي انسان هے -

فاوجس في نفسه خیفة موسی - (۲۰ : ۷۰)

حضرة موسی نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا -

مگر پھر معا خداے مجیب الدعوات کي آواز غیر مسموع دل کو تسلي بخشتي اور روح کو اطمینان دیتي هوئي سنائي دیتي هے :

لا تخف انک انت الا علی ! (۲۰ : ۷۱)

اے ناصر حق و صداقت ! ! خوف نه کر که غلبه تیرے هي لیے هے -

هان ! تیرے پاس شمشیر آهني نہیں لیکن تیرے دهنے هاتهه میں لکڑي کا ایک خشک آله هے - اس " آلۂ معجزنما " سے دشمنوں پر حمله آور هو که یه اون کي شهرت کا چراغ گل ' اُن کے سازو سامان کي نمائشي چمک کو دهندهلا ' اور اونکے سفا کانه امن اور جابرانه عدل کے ایوان کو متزلزل کردیگا :

الق ما في یمینـک تلقف ما صنعوا ' انما صنعوا کیـد سحر ' ولا یفلـح الساحر حیث اتی - (۲۰ - ۷۲)

موسی ! اپنے دهنے هاتهه کي لکڑي ڈال دے - انہوں نے اپنے تصنع و فریب سے جو کچهه بنایا هے اسکو نگل جائیگي ' یه صرف ساحرانه فریب و تدبیـر هے ' جو کسي طرح آخـراً کامیاب نہیں هوسکتي -

(٦)

صداقت ایک معجزہ هے جو اپني تاثیر کے لیے شرمندۂ اسباب نہیں - وہ جو دشمن هیں ' وہ جو عداوت رکهتے هیں ' وہ جو اپني قوت و استیلا پر مغرور هیں ' صداقت کا جب ظهور هوتا هے تو منهه کے بل گرپڑتے هیں که هم نے صداقت آسماني کو بادلوں سے اترتے دیکها اور قبول کیا :

فالقی السحـرة سجـدا قـالـوا : آمنـا بـرب هـارون و مـوسـی (۲۰ : ۷۳)

" ساحر جو اپني قوت سحر کے زور پر موسی کے مقابله کو نکلے تهے ' حق کا نشان دیکهه کر اطاعت کے لیے سجده میں گر پڑے ' اور پکار اُتهے هم نے خداے هارون و موسی کا نشان دیکها اور قبول کیا "

شریر فرعونیوں کي آنکهیں روشن ' لیکن دل اندهے هوتے هیں ' اسلیے که وہ اپني قوت پر مغرور اور نشۂ حکومت سے مخمور هیں - لوگ جب روشني کو چشمۂ خورشید سے طلوع هوتے هوے دیکهتے هیں ' تو کہتے هیں که روشني طلوع هوئي اور هم نے دیکها - وہ جو کہتے هیں که " روشني طلوع هوئي اور هم نے دیکها " دل کے سچے هیں اور آنکهه کے بهي ' لیکن فرعوني اُن سے کہتے هیں که جب هم نے نہیں کہا که دیکها ' تو تم نے کس کو دیکها اور قبول کیا ؟

فرعون نے کہا : کیا تم میري هیبت سے نه ڈرے ؟ کیا تم میرے زور حکومت سے مرعوب نهوے ؟ کیا تم میري قوت تعزیر سے خوف زده هوکر نه کانپے ؟ تم کس کي صدا کو قبول کرتے ' اور کس کي روشني کو نور کہتے هو ؟ تم کهو که نه هم سنتے هیں اور نه دیکهتے هیں ' ورنه تم دیکهتے هو که جلاد کي تلوار تمهارے سامنے هے اور سولي کا درخت تمهارے پیچهے -

قال ا آمنتم قبل ان آذن لکم ' انه لکبیرکم الـذي علمکم السحر ' فلا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا صلبنکـم في جذوع النخل ' و لتعلمن اینا اشد عذابا و ابقی (۲۰ : ۷۴)

فرعون بولا ! بغیر میرے کہے تم نے قبول کرلیا ' موسی تم سب کا سحر میں استاذ هے - اس قبول سے فوراً انکار کرو ' ورنه تمهارے هاتهه پاؤں ٹکڑے کردیں گے ' اور تم کو کسي درخت کے تنه میں لٹکا کر سولي دیدیں گے ' دیکهو تو کسکا عذاب سخت اور دائمي هے؟

یعنی جو سنتے هیں وہ کیونکر کہدیں که نہیں سنتے ؟ اور جو دیکهتے هیں وہ کیونکر کہدیں که نہیں دیکهتے ؟ پهر اے قهر و ظلم کے تخت پر بیٹهنے والو ! اے حکومت فانیه کا تاج سرپر رکهنے والو ! اے قوانین ظالمه و قواعد جابره کي تلواریں چمکانے والو ! اور اے جلا وطني اور سولي سے ڈرانے والو ! هم تمهاري قوت جانتے هیں لیکن مانتے نہیں - هم تمهاري طاقت سے بے خبر نہیں ' لیکن هم کو اوس کا ڈر بهي نہیں - تمهاري قوت و طاقت سے بهي پرے هم ایک اور قوت و طاقت کو دیکهتے هیں - جسم تمهارے هاتهه میں هے لیکن دل تمهارے هاتهه میں نہیں - پس جو کچهه کرنا هو کرگذرو که دل نے جسکو دیکها هے اوسکے قبول و دعوت سے آسمان کے نیچے آتے کوئي شی روک نہیں سکتي - کیا یہي جواب نه تها ' جو موسی پر ایمان لانے والوں نے فرعون کو دیا تها ؟

لن نوثرک علی ماجاءنا مـن البینت والـذي فطـرنا ' فاقض ما انت قاض ' انما تقضي هـذه الحیـوة ' انا آمنا بربنـا لیغفـر لنا خطـایانا وما اکرهتنا علیه من السحر ' والله خیر وابقی ' ان من یات ربـه مجرماً فان له جهنم لا یموت ولا یحی ' ومن یاته مومنـا قـد عمل الصلحت فاولئك لهـم الـدرجت العلی ' جنت عدن تجري من تحتها الانهـار خلـدین فیها ' ذلـک جـزاء مـن تـزکـی -

" اے فرعون ! هم کو خدا کي جو نشانیاں پہونچ چکي هیں جس نے هم کو پیدا کیا ' اوس کو چهوڑ کر تیري اطاعت نہیں کرسکتے ' تجهکو جو کچهه کرنا هے کرگذر ! تیرا حکم صرف هماري اس دنیاوي زندگي هي تک هے اور بس ' هم اپنے خدا کے احکام کو قبول کرچکے ' تا وہ هماري خطاؤں سے درگذرے اور جن برائیوں کے کرنے پر تونے مجبور کیا اوسکو بهلا دے - همارا خدا نیک اور دائم هے - خدا کے احکام کا جو مجرم هوگا ' اوسکے لیے جهنم هے ' جسمیں نه تو زندگي هے که اوسمیں مسرت نہیں ' اور نه موت هے که تکلیف سے نجات نہیں ' اور جو خدا کے احکام کو مانے گا اور اوسکے بتاے هوے نیک کاموں کو کریگا ' اوسکے لیے درجات عالیه هیں ' نیز باغ جاوید جسکے نیچے نهریں بهه رهي هیں ' اور دراصل یه پاک لوگوں کے ایمان و ایقان کا پاک اجر اور پاک جزا هے ! "

ادبیات

ۂ رابطہ ا م

لوگ کہتے هیں کہ حکام هیں آمادۂ صلح * یہ اگر سچ ہے تو جز خوبي تقدیر نہیں
لیکن انعام گراں قدر و وظایف کي طمع * یہ حقیقت میں کوئي صلح کي تدبیر نہیں
مایۂ بحث اگر ہے تو فقط مسجد ہے ' * دیت قتل شہیدان جواں میر نہیں
داد خواہِ حق مسجد هیں اسیران جفا * ورنہ اُن کو گلۂ سختي ت یر نہیں
هم سے خود ذوق اسیري نے یہ کانوں میں کہا * کہ " خم طرۂ ‌ ‌ ‌ ہے ' زنجیر نہیں "

* * *

جزو مسجد کو اگر آپ ‌ سمجھتے هیں حقیر * آپ کے ذهن میں اسلام کي تصویر نہیں
آپ کہتے : " وضوخانہ تھا ' مسجد تو نہ تھي " * یہ بجا مسئلۂ فقہ کي تعبیر نہیں
آپ اس بحث کي ت کلیف نہ فرمائیں کہ آپ * حامل فقہ نہیں ' واقف تف ر نہیں

* * *

بند کرتے هیں جو یہ آپ جراید کي زباں * یہ بھي کچھ مانع آزادي تحریر نہیں
اور بھي برهمي طبع کا سامان ہے یہ * فتنۂ عام کے دبنے کي یہ تدبیر نہیں
فتح اسطرح کیا کرتے هیں اقلیم قلوب : * تیر ترکش میں نہیں ' هات میں شمشیر نہیں
اور هي کچھ ہے گرفتاري دل کي تدبیر * سختي طوق و گراں باري زنجیر نہیں
جبر سے برهمي عام کا رکنا ہے محال * یعني اس خواب پریشاں کي یہ تعبیر نہیں

* * *

داد خواهوں سے هز آنر نے جو ارشاد ای * کہ " یہ حکم ازلي قابل تغئیر نہیں "
حسن ظن کے جو گنہ گار تھے ' یہ بول اُٹھے : * اس مرقع میں بھي انصاف کي تصویر نہیں !
هم اسیران محبت سے یہي ہے جو سلوک * پھر نہ کہیے گا کہ فتراک میں نخچیر نہیں

(شبلي نعماني)

فکاهات

گ اہ نفع بخش

مپرس حال ‌ ‌ دان کانپور زمن * نہ بیدریغ حریفان زدند تیغ هلاک
پولیس را صلۂ خدمتش عطا کردند * " از آں گناہ کہ نفعے رسد بہ غیر ' چہ باک ؟ "

(اشعري)

کل رعایا برگشتہ ہوکر دشمنوں سے جا ملی' جیسے قرق قلعہ سی اور لولو برغاس کے موقع پر عیسائی سپاہیوں نے ترکوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا - سید نادر صرف اپنے پچاس ہمراہیوں کے ساتھ رہگئے تھے - اس موقف حرج کو دیکھکر انہوں نے قلعہ بند ہونا مناسب سمجھا ' اور ایک مہینہ تک اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہزاروں محاصرین کا مقابلہ کرتے رہے ' اور عبد اللہ کے اس کولی نہ لگنے والے طلسم کو توڑ ڈالا ' انکے صرف دو آدمی کام آئے اور دشمنوں کو اپنی لاشوں کے لیے نیا قبرستان آباد کرنا پڑا -

آخر میں جسوقت قلعہ کی رسد میں کمی واقع ہونے لگی تو سید نادر سے ایک عارضی صلح کی تحریک کی جسکو فوراً امام نے منظور کر لیا ' اس ترکیب سے سید نادر اپنے رفقا کے ساتھ بعزو احتشام قلعہ سے نکل کر مسقط آپہونچے' چونکہ التوا کی میعاد پندرہ روز کی مقرر تھی اسلیے اسکے ختم ہونے پر امام نے قلعہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا -

اس ہفتہ کی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ امام کے مریدوں میں اختلاف واقع ہو رہا ہے' حمیر اور عیسے بن صالح اپنے اپنے وطن کو چلے گئے ہیں ' عبد اللہ اور امام (سمائل) میں مقیم ہیں ' (سمائل) کے بعض عربوں نے جو بنی رواحہ کہلاتے ہیں سلطان کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی ہے جسمیں مالی اور سلاحی امداد کا مطالبہ کیا ہے - سلطان نے اس درخواست کو نامنظور کردیا - برٹش گورمنٹ کو مسقط سے خاص دوستانہ تعلق ہے - اس بناپر اوس نے سلطان کی امداد کے لیے کافی استعداد بہم پہونچائی ہے ' اور مسقط سے کچھ دور پر چھاؤنی ڈال رکھی ہے ' تاکہ اگر بدویوں نے ہجوم کیا تو باہر ہی باہر روک دیے جائیں -

خاتمہ پرمیں بھی آپکی طرح یہی کہونگا کہ " الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ موقظہا " و قال اللہ تعالی : ضرب اللہ مثلا ' قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغداً من کل مکان ' فکفرت با نعم اللہ ' فاذا قہا اللہ لباس الخوف والجوع بما کانوا یصنعون - بقلم : ابوالحارث ۲۰ شوال سنہ ۱۳۳۱

(الہلال)

مسلمان آج جن مصائب میں مبتلا ہیں' ان کی بنا پر اب یہ سوال باقی نہیں رہا ہے کہ زید حق پر ہے یا عمرو؟ سوال یہ ہے کہ فوائد اسلامیہ کی کس کی ذات سے امید ہے ؟ عمان بقیہ ارض مقدس اسلامی کا ایک ٹکڑا ہے' اس لیے بہرحال اوس کو مقدس رہنا چاہیے- لیکن یہہ دیکھکر ہر مسلم قلب کیوں نہ دو نیم ہو کہ مسلمان ابھی تک زید و عمرو ہی کا سوال کر رہے ہیں -

سرزمین عرب کا ایک ایک گوشہ تقدیس و تمجید کی ایک ایک اقلیم ہے ' پس جو اجنبی ہاتھ اوس کے ایک گوشے کو ناپاک کرتا ہے' وہ تقدس و مجد اسلامی کی ایک پوری اقلیم کو تباہ کر رہا ہے ' اس لئے ہمکو صرف اوس تیغ آزمائے مقدس کا انتظار ہے ' جو اپنے ایک وار سے دست نجس اجنبی کی جنبش کو باطل کردے کہ دامان قدس و مجد اسلامی مصئون رہے' فہل من رجل یصون ثوب الاسلام ؟

میں نے آپکی تمام تحریر میں صرف اس سطر کو ڈرتے ڈرتے پڑھا ہے کہ " برٹش گورنمنٹ کو مسقط سے خاص دوستانہ تعلق ہے اس بنا پر اوس نے سلطان کی امداد کے لیے کافی استعداد بہم پہونچائی ہے " ہم یورپ کی محبت ہی سے ڈرتے ہیں کہ وہ عداوت کی پہلی منزل ہے - المودۃ تتبعہ التجارۃ و التجارۃ تتبعہ الرایہ ' اس لیے ہم مسلمانان عالم یہ نہیں پوچھتے کہ سلطان کے ساتھ کیا خیانت ہوئی ؟ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ عمان کے ساتھ کیا خیانت ہولی ؟ ہم اس خبر کے طالب نہیں کہ سلطان کی امداد و اعانت کے کیا اسباب بہم پہونچائے جا رہے ہیں ؟ بلکہ یہہ جاننا چاہتے ہیں کہ عمان کی امداد و اعانت کے کیا اسباب بہم پہونچ رہے ہیں ؟ فہل من مجیب ؟

تاریخ حیات اسلام

الہلال اور پریس ایکٹ

زان دل شوریدہ را بر نارک خود می نہم
کا شیان مرغ مجنوں شد دل شیدائے من

اس عہد مذلت و مصیبت میں کہ ہر مسلم ہستی کیلیے جینا ننگ و عار ہے ' ہمیں اپنے دل و جان ' دونوں اسلیے پیارے ہیں کہ ایک تو الہلال کے سوز عشق سے داغدار' اور دوسرا دو محبت سے بیقرار ہے- الہلال کی محبت کو ہم تو سچے دل سے گویا خدا اور رسول کی محبت سمجھتے ہیں- ہمیں وہ بھولی ہوئی تعلیم یاد دلائی گئی ہے جسے فراموش کرکے ہم خسر الدنیا والاخرۃ کے پورے مصداق بنچکے تھے - ہم اپنے اعتقاد میں اسی شخص کو مسلمان جانتے ہیں جو الہلال کا سچے دل سے والہ و شیدا ہو- وہ جسد بے روح جنھیں کل تک دنیا و ما فیہا کی خبر تک نہ تھی آج متحرک ہی نہیں ہیں بلکہ میدان عمل میں اہل قوت سے بھی آگے نکل جانے کا قصد کرتے ہیں - اہل بصیرت دیکھیں کہ یہ الہلال ہی کی صداے حق انتما کا معجزۂ مبین ہے - کسے خبر تھی کہ یہ عروس حق و صداقت بے نقاب ہوتے ہی اپنے جمال باطل سوز سے دلوں کو مسحور کرکے اک تازہ روح پھونکدیگا ؟ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

ضمانت الہلال کی یکا یک خبر سنکر دل کو بہت قلق ہوا - طبیعت دیر تک بیچین رہی' لیکن جب اس واقعہ کی حقیقت پر غور کیا تو چپکے چپکے اک خیال نے تسکین دیدی ' اور دل خون گشتہ اس نو عروس غم سے یہ کہکر ہم پہلو ہوگیا :

کام جاں را تازہ کردی ای غم لذت سرشت !
نے غلط گفتم ' چہ غم ای من و ائے سلواے من !
من کہ مستی کردن از خون جگر آموختم
ننگ ہوشم باد گر جز خوں بود صہباے من

بجاے شکوہ کے گورنمنٹ بنگال کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اسنے پنی خوشی یا کسی کے ایما سے الہلال کی ضمانت لیکر اسمیں اور چار چاند لگا دیے- لیکن اسکےساتھ ہی آسے یاد رکھنا چاہیے کہ تنکوں سے دریا کا سیلاب نہیں رک سکتا - دو ہزار اور دس ہزار کی ضمانت تو کیا بلا ہے؟ اس دریاے رحمت الہی کی روانی کو انشاء اللہ پھانسی کی سختی بھی نہیں روک سکتی - ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں جانفروش اپنا زورنا توانی دکھانے کیلیے ایک اشارۂ چشم کے منتظر ہیں - گورنمنٹ ہند کو خوب معلوم ہے کہ الہلال اک اسلامی مذہبی رسالہ ہے - اس کے مٹانے کی تمسخر انگیز سعی کرنا گویا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پامال کرنا ہے - تمام مسلمان باستثناے چند ملت فروش منافقین کے ' گورنمنٹ کی ایسی کارروائیوں کو نہایت غیظ و اضطراب کی نظر سے دیکھ رہے ہیں - کبتک اس جور بیجا اور ستم ناروا کے ہم مورد رہیں گے ؟ اور کہانتک ہم اپنے دلی جذبات اور مذہبی تقدیس کو پامال ہوتے دیکھیں گے ؟ کاش وہ گردنیں جو ان جبر و استبداد کی رسیوں کے حلقوں کو زینت گلو سمجھتی ہیں ' کٹ جائیں ' تاکہ قوم کے جسم کو اس رذل دوش سروں کے بارے نجات حاصل ہو- اب تو مسلمان مسلمان ہوکر زندہ رہنا چاہتے ہیں- آخر اس بت پرستی کی کوئی حد بھی ہے؟

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم

بخدمت جمیع محررین جرائد اسلامیہ و بزرگان ملت

واقعات حادثۂ ہائلہ کانپور پر میں نے غور کیا ہے' اوس بنا پر میں بلا خوف تردید کہ سکتا ہوں کہ ہمارے بزرگان قوم نے اسوقت تک بجز پیروی مقدمہ کے کوئی سبیل ایسی نہیں نکالی' نہ کوئی ایسی راے قایم کی ہے' جسکے ذریعہ موجودہ ماخودین کانپور اور مغفور شہداے کانپور کی بیواؤں اور یتیموں اور پس ماندگان کے گذارہ کی صورت دائمی طور پر ہو سکے' اوسوقت تک کہ اونمیں کے چند نفوس اپنی مدد آپ کرنیکے قابل ہوجائیں یا اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہوسکیں -

جو چندہ کہ ابتک وصول کیا جا رہا ہے اور آیندہ وصول کیا جائیگا ' اوسکی نسبت میں یہ دیکھہ رہا ہوں کہ صرف مقدمہ اور صرفۂ وفد ولایت کے لیے ہے- لیکن کسی صاحب نے اسوقت تک اس معاملہ میں کہ (آیندہ مجروحین اور شہدا کے ورثا کا کیا حشر ہوگا ؟) اوپنی تجویز پیش نہیں کی میرے خیال میں یا تو موجودہ چندہ مسجد مچھلی بازار کانپور میں سے ایک مستقل رقم تجارت میں لگا کر اسکا حافظ احمد اللہ صاحب ' محمد ہاشم صاحب اینڈ سنس تاجران کانپور کو منیجر مقرر کر دیا جاے وہ اوسکے منافع سے بیوگان و یتیمان کانپور کی اخیر وقت تک (جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں) خبر گیری ہوتی رہے - اور یا جو اور تجویز سب صاحبوں کے نزدیک مناسب ہو عمل میں لائی جاوے -

اگر اسوقت اسطرف توجہ نہوئی تو ایندہ بعد برآمدگی نتیجۂ مقدمات عجب نہیں کہ ان مصیبت زدوں کی حالت نہایت نازک ہو جاے - تمام جرائد اسلامیہ سے امید ہے کہ میری اس تحریک کو اپنے اپنے جرائد میں درج فرما کر بتلائینگے کہ ورثاء و پس ماندگان شہداے کانپور کا آیندہ مستقبل کیا ہوگا ؟

محمد علی' افسوس' رائیل

زر اعانۂ دفاع مصیبت زدگان مقدس کانپور

فہرست زر اعانۂ مصیبت زدگان کانپور معرفت جناب احمد حسین صاحب ڈرافس مین' دھرولا سالامتي ریلوے' پونا - بہ تفصیل ذیل:

جناب احمد حسین ڈرافس مین ۴ روپیہ - جناب امر سنگہ صاحب ٹھیکیدار ۱ روپیہ - جناب مسرزا صاحب ۸ آنہ - جناب جعفر صاحب ۱ روپیہ جناب مرزا احمد علي بیگ صاحب ۱ روپیہ - جناب علی بہائي صاحب ۴ آنہ - جناب گلزار خان صاحب ۴ آنہ - جناب عالم علیخاں صاحب ۱ روپیہ - جناب محمد خاں صاحب ۵ روپیہ - جناب احمد علي ٹکٹ کلکٹر جی - آئی - پی ریلوے ۱ روپیہ - جناب حکیم عبد الرحمن صاحب ۱ روپیہ جناب احمد صاحب ۴ آنہ جناب امیر صاحب عطار ۸ آنہ جناب فتح محمد صاحب ۱ آنہ - جناب عبد الرحمن صاحب ۲ آنہ جناب شیخ محمد صاحب ۱ آنہ - جناب مصطفی صاحب ۱ آنہ جناب امیر صاحب ۱ آنہ جناب راجو صاحب ۱ آنہ جناب عثمان صاحب بٹری والے ۸ آنہ جناب مقبول صاحب کیرج اگزامنر ۸ آنہ - جناب عبد الرزاق صاحب ہیڈ سگنلر ۱ روپیہ -

جناب اقدس بعد سلام علیکم کے عرض پرداز ہوں کہ مسلمانان شہر اودے پور سے جو چندہ پس ماندگان شہداے کانپور کیلیے ابتک وصول ہوا اوس میں سے ایکصد روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کیا جاتا ہے فہرست چندہ دہندگان بغرض اشاعت عقب سے روانہ خدمت کیجاویگي -

یہہ چندہ ممبران مسلم کلب اودے پور کہ اور خصوصا سیدبد صاحب کلب مذکور کي سعی سے ہوا ہے - اور کوشش جاري ہے -

حادثۂ فاجعۂ کانپور



حادثۂ کانپور کے معصوم زخمي !!

ایک آٹھہ برس کی لڑکي' جسکا سادہ چھروں سے زخمي ہوگیا تھا

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے منگا لیجیے -

اعلان

ضرورت

ایک نوجوان گریجوایٹ جو معزز خاندان سے ہیں اور معقول آمدني رکھتے ہیں - اپنی شادي کي خاطر کسي شریف خاندان سے خط وکتابت کرنا چاہتے ہیں - خط وکتابت بنام عاہم معرفت الہلال

در بازوے قدرت تو مضمر صد زور کمان آفرینش
برخیزکہ شورکفربرخاست اے فتنہ نشان آفرینش

پانچ روپیہ کی حقیر رقم ضمانت الهلال کے فنڈ میں داخل کیجاتی ہے ' قبول فرمائیں - اور اس مضمون کو اخبار میں تھوڑی سی جگہ دیں

داعی بالخیر ' سید عبد الحکیم سیف (رئیس شاھجہاں پور)

اللہ تعالی آپکی سعی بلیغ کوبار آور کرے اور آپکے متبعین کو استقامت دائمی عنایت فرماے - جس کو رفتاری سے آپ اپنے ارادہ پر مستقیم ہیں خداوند اسلام سب مسلمانوں کو جلد اسی روش پر لاے -

گورنمنت نے اگر ضمانت لی ہے' توکیا ہماری جانوں کو بھی اسنے لے لیا ہے ؟ نہیں ہماری جانیں تو اوس قادر ذو الجلال کی ملک ہیں - جسنے ہمیشہ راستبازوں ' حق گوؤں ' اور صادقوں کی مدد کی ہے -

پہلے میرا دل مضطرب تھا ' بلکہ دوسرے معنوں میں نا امید تھا مگر الحمد للہ کہ آپکی تحریروں نے مطمئن کر دیا ' یعنی مسلمان بنا دیا - میرے پاس کیا ہے جو میں آپکی نذر کروں ؟ ہاں اوس خداے کریم کی دی ہوئی جان حزیں ہے جو غیر اللہ کے آگے کسی قسم کا بھی عجز کرنیکو کفر تصور کرتی ہے ' یا پھر اس جان کا جمع شدہ عرق - جو بصورت روپیہ پیسہ کے ملتا ہے - علاوہ قیمت الہلال اور البصائر میں ایک روپیہ ماہوار ہمیشہ کیلیے نذر کرونگا اگر قبول فرمائیں تو جواب آنے پر انشاء اللہ تین ماہ کی تین قسطیں بذریعہ منی آڈر بھیجدونگا -

گر قبول افتد زہے عزو شرف -

آپکا ادنی خادم - جان محمد

حضرت مولانا - السلام علیکم - ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہسکتے کہ وہ مصلح و معلم جرائد اسلامی جنکو آج ہم اپنی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں' حکام کے جبر و تشدد سے ان شاء اللہ کچھہ بھی نقصان نہیں اٹھالیں گے ' بلکہ یہ انکی تحریک صداقت کو اور قوی و محکم کریگا - ۳ - اگست کے اندوہناک واقعۂ کانپور سے ابتک کتنے اخبارونکا گلہ گھونٹا جا چکا لیکن پھر اس سے کیا ہوا ؟ کیا مسلمانوں کا جوش سرد ہوگیا ؟

" الہلال " کا ابتک بچ جانا تعجب انگیز تھا اسلیے کہ یہ تو اور بھی ہر ایسے معاملے میں جو گورنمنٹ اور مسلمانوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرتے ہیں' آزادانہ ' مگر از روے مذہب' نکتہ چینی کرتا تھا - تاکہ گورنمنٹ اور رعایا کی کشیدگی اندر ہی اندر نشو و نما پا کر خطرناک نہ ہونے پائے - ہاں یہ ضرور تھا کہ اس امر سے بعض حکام کے جور و ظلم البتہ آشکارا ہو جاتے تھے - با ایں ہمہ " الہلال " سے دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے - یہ ضمانت " الہلال " سے نہیں بلکہ مسلمانان ہندوستان سے لی گئی ہے -

دو ہزار روپیہ کی کیا حقیقت ؟ اگر دس دس ہزار کی بھی ضمانت لی جاتی تو قوم اپنی جان بیچکر گورنمنٹ کے خزانے میں داخل کر دیتی - گو مسلمان مفلس' غریب اور فاقہ مست ہیں مگر اسلام کی محبت سے ابتک انکے دل خالی نہیں اور اپنی جان تک اسپر سے نثار و قربان کر دینے کیلیے سر بکف ہیں ' میں یہ حقیر رقم الہلال ضمانت فنڈ کے لئے بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت کرتا ہوں - امید ہے کہ انجناب اس حقیر و ناچیز ہدیہ کو قبول فرمالینگے -

خــــادم المسلمــيـــن
خواجہ سید منظور احمد - آرہ

بحضرت مولانا المکرم ' ذي المجد و الکرم -

الہلال کے خبر ضمانت اور اسکے ۲۷ - اگست کے نمبر ۹ کی ضبطی نے قاریین الہلال کے نہیں' بلکہ عموماً مسلمانان ہندوستان کے دل ہلا دیے - یہ ایک استبداد عظیم ہے جو مسلمانان ہند کو احاطہ کیے ہوے ہے' تحریری آزادی سلب ہونیکو ہے - آزادی تقریر کا جنازہ اٹھہ چکا - تعجب نہیں آگے چلکر مسلم ہستی سے کہا جاے کہ " وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب - الہلال کی نور افشانی ماخوذ ہے انوار قرآنیہ سے - جب تک قرآن دل و زبان پر ہے آجکل کی عدالت میں الہلال کیا اہل قران ہونا ہی بڑا نا قابل عفو جرم ہوگا - کیوں نہیں قرآن کریم کا ہمسے مطالبہ کیا جاتا کہ حق و باطل متصادم ہوں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک ہستی باقی رہجاے ' اور تنازع بقا کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے منفصل ہو جاے - خدا آپ کے ارادونمیں برکت عنایت فرما لے ' اور اشاعۃ حق کے ارادہ میں جس قدر مانع و مزاحم ہیں انکو دور فرما کر اس دور استبداد میں لن الباطل کان زھوقا کی تفسیر دکھلا دے - مجروحین کانپور کی اعانہ کے لیے بھی چندہ فراہم کر رہا ہوں عنقریب مرسل خدمت ہوگا -

محمد سعد اللہ - کرت پور ' بجنور

حضرت من دامت برکاتہم -

الہلال قومی اور مذہبی رسالہ ہے اوسکی ضمانت کا واقعہ اسلام کی ضمانت کا مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کو پوری توجہ کرنی چاہیے ورنہ کیا عجب ہے کہ اسطرح احساس مذہبی ہی معدوم کر دیا جاے -

ضمانت فنڈ میں فی الحال (۵ - روپیہ) بذریعہ منی آڈر روانہ کرتا ہوں جو میرے لیے موجب برکت ہوگا -

حافظ حقیقی سے یہی دعا ہے کہ وہ حضرت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اوسکی نصرت ہمیشہ حضرت کی رفیق رہے ' آمین ثم آمین -

خادم - خریدار نمبر (۱۹۲۵)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر سئول و خصوصی

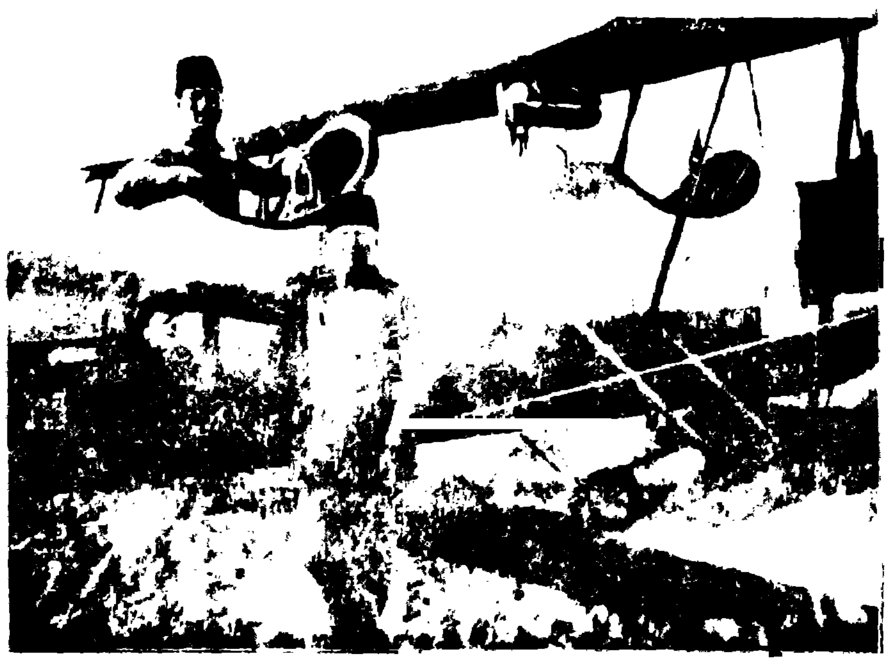
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 22, 1913.



جناب احمد حسین صاحب هیڈ ماسٹر دهنده - پونا	٠	٠	۱۹
بکوشش و سعی منتظمین مسلم کلب اردیپور و بذریعه جناب شیخ علی محمد صاحب کرد اور اردیے پور میواڑ	٠	٠	۱۰۰
مسلمانان غیور موضع بین ضلع پٹنہ بذریعه احمد رضا صاحب	٠	٠	۱۵
جناب محمد یعقوب صاحب - جمولی مونگیر	٠	٠	۳۵
جناب حافظ درست محمد صاحب پیش امام - سورتی مسجد - نگیان بازار	٠	۹	۱۰
جناب اکبر خانصاحب - موضع حسیانه لائل پور	٠	٠	۳
جناب مولوی قطب الدین صاحب	٠	٠	۷
ایک بزرگ جو نام ظاهر کرنا نہیں چاهتے (کلکته)	٠	٠	۲

زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

جناب محمد اسمعیل صاحب راج محل	٠	٠	۱
جناب غلام حیدر صاحب - محله سید نگریاں گوجرانواله	٠	۸	۷
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب - رڑکی - جالندهر	٠	٠	۱
بذریعهٔ جناب مبارک حسین صاحب - کلکته	٠	٠	۲۵

جناب من ! چار پانچ ماه قبل سے براے امداد ترکی ومصیبت زدگان جنگ بلقان کچهه چنده جمع هوکر پڑاتها - لیکن چند وجوه مانع ارسال تهے - کل مبلغ ۱۲۵ روپیه روانه خدمت هے

یہاں اسلام براے نام هے - بڑے جد و جهد کی یه رقم نتیجه هے -

ش - ع - ر - بهاری مقیم .... بلوچستان

(تفصیل ۱۲۵ -)

جناب میر بلوچ خانصاحب ترمکی	٠	٠	۱۰
جناب میر تاج محمد خانصاحب ترمکی متعلم	٠	٠	۳۷
جناب محمد رحب صاحب	٠	۸	٠
جناب سبهاگه گوله صاحب	٠	۱	۳
جناب بشیکه صاحب	۹	٠	٠
مسمات سهیفی بیوه	٠	۲	٠
مسمات بختاور بیوه	٠	۲	٠
جناب الله رایه گوله	٠	۲	٠
جناب ضمیر صاحب گوله	٠	۱	٠
جناب بگوهت صاحب	٠	۲	٠
جناب مزار صاحب نجار	٠	۸	٠
جناب محمد شریف صاحب زرگر	٠	٠	۲
جناب شهر محمد	٠	٠	۲
جناب فلر صاحب	٠	۴	۱
جناب محمد شفیع صاحب	٠	٠	۱
جناب گرزا صاحب	٠	٠	۱
جناب مراد خانصاحب ترمکی	٠	۸	٠
مسماة مرادن بیوه	٠	۲	٠
جناب الهی بخش صاحب	٠	٠	۲
جناب دهنی بخش صاحب	٠	٠	۴
جناب محمد عظیم وحاجی زرگر	٠	٠	۱
جناب ارباب دایه	٠	٠	۱
جناب سید حسن شاه شمس صاحب	٠	۹	۲
جناب عبد الحکیم صاحب	٠	٠	۱
جناب کلاتی صاحب	٠	۱۳	٠
جناب بهمور	٠	۲	٠
جناب کابر صاحب	٠	۲	٠
جناب زربهو صاحب	٠	۲	٠
جناب میر مهر الله خاں صاحب	٠	٠	۱
جناب هجوانی صاحب	٠	۸	٠
جناب ملاقائم الدین صاحب	٠	٠	۱
جناب موسی خاں صاحب	٠	۸	٠
جناب فقیر گل شاه	٠	٠	۱
جناب پیر بخش صاحب	٠	۲	٠
اچرو رند میراسی	٠	۸	٠
باجهی درتا صاحب	٠	۸	٠
جناب اله بخش صاحب	٠	۸	٠
جناب اله دتا صاحب	٠	۸	٠
جناب عبد الغفور صاحب	٠	٠	۲
جناب مرزا خانصاحب	٠	۲	٠
جناب صالح محمد صاحب	٠	۶	٠
مسمات حلیما	٠	٠	۱
جناب نائب نود هاں صاحب	٠	٠	۴
جناب شیخ محمد صاحب	٠	٠	۲
جناب مر... خانصاحب	٠	٠	۱
جناب سهر صاحب	٠	٠	۱
جناب دوست محمد صاحب	٠	٠	۵
جناب راجه بخش صاحب	٠	۸	٠
جناب سفر صاحب	٠	٠	۱
جناب پاندهی صاحب	٠	۸	٠
جناب حامد صاحب	٠	٠	٠
جناب حاجی صاحب	۶	۳	٠
جناب سالنداد صاحب	٠	۲	۹
جناب قاضی عبد الحق صاحب	٠	۱۰	۲
جناب عمر صاحب	٠	٠	۱
جناب ملا تاج الدین	٠	٠	۱
جناب بری صاحب	٠	۸	٠
جناب دیگر تجار صاحب	٠	۸	۱
جناب عبد الرحیم	٠	٠	۱
جناب حمزه خانصاحب	٠	٠	۱
مسمات عزی بیوه	٠	۲	٠
جناب سلطان صاحب	٠	۸	٠
جناب گگرای صاحب	٠	۴	۲
جناب کیس خرات صاحب	٠	٠	۱
جناب سر براه تمندر صاحب	٠	٠	۱۸
جناب کیسه خیرات	٠	۴	٠
جناب محمد صاحب	٠	٠	۱
جناب نودانی صاحب	٠	۴	۱
جناب ولی محمد صاحب	٠	۲	٠
جناب امام بخش صاحب	٠	۲	٠

Printed & Published by A. K. Azad, at the Hilal Electrical Prtg ... Calcutta

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مسئول و خصوصي
ابو الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
۱، ۷ مكلاوڈ اسٹريٹ
كلكته

قيمت
سالانه ۸ روپيه
ششماهي ٤ روپيه ۱۲ آنه

جلد ۳ | كلكته : چهار شنبه ۲۱ - ذيقعده ۱۳۳۱ هجري | نمبر ۱۷
Calcutta : Wednesday, October 22, 1913.

فهرست

مجلس دفاع مسجد مقدس كانپور

۱۹ - اكتوبر كو انجمن كي جانب سے ٹاؤن هال كلكته ميں ايک عام جلسه منعقد كيا گيا ' تا كه مسئله مسجد كانپور كے تازه تغيرات كي نسبت غور و فكر اور اظهار راے كيا جاے - بارجوديكه صرف ايک دن پيشتر هي اسكا اعلان كيا گيا تها ' ليكن جلسه عظيم الشان اور مجمع نهايت كثير تها -

مجملاً اسكي روداد اخبارات ميں چهپ چكي هے- تفصيلي حالات شايد آئنده نمبر ميں شائع كيے جاسكيں - جس اعتدال اور حزم و احتياط كے ساتهه اس معاملے كي نسبت اس جلسے ميں تجاويز منظور كي گئي هيں ' ارباب فهم نے انكي اهميت اور ضرورت كا اندازه كر ليا هوگا -

سب سے اخري تجويز يه تهي كه :

" نظر به حالات گذشته ' عمارات و اوقاف دينيه كے حفظ حقوق و دفاع كيليے نهايت ضروري هے كه مسلمان اپني ؟؟ترين كوشش سے با قاعده كام ليں - اسليے يه جلسه تجويز كرتا هے كه " انجمن دفاع مسجد مقدس كانپور كلكته " كو اينده " حفظ حقوق و دفاع عمارات دينيه " كے نام سے بدستور قائم و جاري ركها جاے "

يه كهنا ضروري نهيں كه گذشته تجربے آينده كيليے كس قدر موثر اور عبرت انگيز سبق ديچكے هيں - يه مسئله هميشه سے اهم تها ليكن اب تو اسكي اهميت انتهائي درجے تک پهنچ گئي هے - اميد هے كه اخوان ملت اس كام ميں انجمن كي اعانت فرمائيں گے

ابو الكلام (صدر) (آنريبل) فضل الحق (سكريٹري)

حادثهٔ فاجعهٔ کانپور



ڈاکٹر محمود (کانپور) — مسٹر تصدق حسین (علی گڈہ)
حاجی عبد المجید (علی گڈہ) — سید فضل الرحمن ([illegible]) — مسٹر مظہر الحق — [illegible] — ڈاکٹر [illegible] الدین (لکھنؤ)

جرش دهد خدای که کرامت [illegible]

لیکن هر واقعه کي مختلف حیثیتیں هوتي هیں اور ان تمام جذبات مسرت و امتنان کے هجوم میں' اسپر افسوس کیے بغیر میں نہیں رهسکتا که بہت سے لوگ واقعه کو مختلف نظروں سے نه دیکھنے میں ایسي غلطي کر رهے هیں' جس پر شاید انکو کسي وقت تاسف هو' حالانکه کم رهي سہا اور پر صداقت هے' جس کیلیے امتداد زمانه کے ساتھه ساتھه مسرت اور خوشیاں بھي بڑھتي جائیں' اور جسکے لیے کبھي بھي تاسف نهو-

۱۴ - اکتوبر کا واقعه چند چیزوں کا مجموعه هے - مسئلهٔ مسجد کانپور نے مختلف صورتیں اختیار کرلي تھیں - ایک مسئله هے مسجد کے متنازع فیه زمین کا - اور ایک مسئله هے متهمین کي رهائي کا -

ایک شے هے کانپور کے وفد کا اڈریس' اور پھر سب سے آخر سامنے آنے والي چیز هے هز ایکسلنسي کي تقریر' جسمیں ان تمام امور کا اعلان کیا گیا -

کیا مجھے وہ حضرات جو ۱۴ - اکتوبر کي شام سے مصروف کار هیں' بتلا سکیں گے که انکے اظہارات کس چیز کے متعلق هیں' اور تقلید و اتباع کے سوا انہوں نے کیا خود بھي اسپر کچھه غور کیا هے ؟

(دالان)

اولین مسئله مسجد کے دالان کا تھا' لیکن اگر میں یه کہنے سے خاموش رهوں تو یه میرے ایمان کا انتہائي ضعف هوگا که اسکا مسئله اب تک فیصل نہیں هوا هے - نه صرف مسلمانوں کیلیے' بلکه حضور ویسراے کي اس قیمتي اور یادگار انصاف فرمائي کے دائمي اور مستحکم هونے کیلیے بھي نہایت ضروري تھا که وہ مسلمانوں کے مذهبي اظہارات اور علماء کرام کي شرعي تصریحات کے مطابق هوتا - وہ انتہائي مقصد جو حضور ویسراے کي اس مداخلت کے اندر مضمر هے' کس درجه شریفانه' اور کس درجه محبوب القلوب هے ؟ یعني انہوں نے مسلمانوں کے غم و الم کو دور کرنا چاها' اور انکي خواهشوں کو پورا کرکے برٹش انصاف کے سب سے بڑے قیمتي اصول " عدم مداخلت مذهبي " کے احترام کو همیشه کیلیے محفوظ کر دیا - پھر کیا یه کوئي خوشي کي بات هوتي اگر ایک ایسي اعلي نیت اور بہترین عمل کو هم ایسی حالت میں چھوڑ دیں' جو مسلمانوں کو کامل تسکین دینے' اور انکي تمام شکایتوں کے دور کرنے میں کسي طرح' اور کبھي بھي ناکام ثابت هو؟ اگر ایسا کیا جاے تو در حقیقت یه ویسراے کي محبت فرمائیوں کا هماري طرف سے کوئي اچھا معاوضه نهوگا-

حضور ویسراے نے ٹوٹے هوے دلوں کو جوڑنا چاها تھا' پس ضرور تھا که هم انہیں مدد دیتے' تاکه اسطرح یه ٹکڑے باهم ملا دیے جاتے که پھر دیکھنے والوں کو یه بھي بتلانا مشکل هوتا که ٹوٹا بھي هے تو کہاں سے ؟

دل شکسته دراں کوچه مي کنند درست
چنانکه خود نشناسي که از کجا بشکست ؟

لیکن اگر بال رهگیا تو وہ دیکھنے والوں سے گذشته کي مخبري کریگا اور بھولنے والے پچھلي یاد کو نه بھلاسکیں گے !

یه جو آوازیں بعض اطراف سے آٹھه رهي هیں - یه جو مراسلات کانپور سے آ رهي هیں' یه جو خود ۱۴ - اور ۱۵ - اکتوبر کے بعض حالات و واقعات کانپور هیں - کیا اسي بات کا نتیجه نہیں هیں ؟ اگرچه :

ملگیا شیروں مبارک باد میں !

اصل مسئله زمین کي ملکیت کا مسئله هے اور افسوس که هز ایکسلنسي نے اس کو صاف کرنا غیر ضروري بتلایا -

ممکن هے که اسمیں کچھه دقتیں هوں' تاهم بہت آساني سے ممکن تھا که زیاده صبر و انتظار کے ساتھه معاملے کے هر پہلو کو صاف کر لیا جاتا - اوروں کو جلدي هو تو هو' لیکن الحمد لله که خود مسلمانوں کو اس معاملے میں جلدي کرنے کي کوئي وجه نه تھي -

ایک صورت یه هے که زمین کا وہ ٹکڑا بجنسه واپس کر دیا گیا - اب متولي اس زمین کو اس طرح استعمال کرینگے که اس جانب ایک دروازہ بنالیں گے - چھت کیلیے دو کھمبے کھڑے کریں گے - نیچے کا حصه انکي ملکیت هوگي قانوناً و علناً' اور اس طرح یه اصول شرعي برابر قائم رهیگا که "کسي مسجد کا کوئي حصه مصالح مسجد کے سوا اور کسي کام میں نہیں لگایا جا سکتا"

دوسري صورت یه هے که مسجد کا جسقدر حصه حکام کانپور نے لینا چاها تھا' وہ بجنسه سڑک کو دیدیا گیا - البته مسجد کے اوپر صحن کے ساتھه ۸ - فیٹ کا برامده سا نکال لینے کي اجازت دیدي گئي هے' جس کي اجازت هر شہر کي منیوسپلٹي هر مکان کو خاص شرائط کے ماتحت دیدیا کرتي هے -

وہ نیچے کي زمین که اصل معامله هے' سڑک میں بدستور شامل رهیگي - البته یه ایک خاص بے اصولي جائز رکھي گئي هے که اتنے حصے کو متولیان مسجد اپنے صرف سے طیار کرا دیں -

پس اسکو اچھي طرح صاف هو جانا چاهیے که کونسي صورت قرار پائي هے ؟ یه کوئي عقل مندي کي بات نہیں که " زمین ملگئي' زمین ملگئي " کا شور مچا کر لوگوں کو واقعه کے سمجھنے کي مہلت نه دے جاے اور رهي معامله مشتبه اور پیچیده هو کر رهجاے' جسکي بدولت مسلمانوں کو اس درجه نا قابل تلافي نقصان عزت و جان گوارا کرنے پڑا' اور جسکي وجه سے خود حکومت کو بھي اس درجه پریشاني اور حیراني سے اٹھاني پڑي -

حضور ویسراے کے فیاضانه اراده کي صحیح تکمیل اور اسکي سچي قدر داني جب هي هوسکتي هے' جب که انکے فیصلے اور اعلان کو اسطرح معلق چھوڑ دینے کي جگه اسکو اس حالت تک پہنچانے کي سعي کي جاے' (حالانکه پہلے هي هوني تھي) که وہ اپنے اصلي مقصد کو حاصل کر سکے -

میں سمجھتا هوں که اگر یه معامله اچھي طرح صاف کر دیا جاتا تو کانپور کے عام مسلمان بھي بالکل مطمئن اور شاد کام هوجاتے اور باهر بھي هر طرف طمانیة هوتي -

میں هرگز یه راے نه دونگا که مسلمان اس معاملے میں کوئي نیا ایجي ٹیشن شروع کریں' اسکي کوئي ضرورت نہیں - البته یه ضرور هے که اس معاملے کو کارکن ذرائع سے صاف هو جانا چاهیے که اب بھي وقت باقي هے - اور مجھے امید هے که شاید ایسا باساني هو سکے گا -

(باقي آینده)

شذرت

گمشدہ امن کي واپسي

لارڈ هارڈنگ کي يادگار دانشمندي

۲ - جولائی اور ۱۴ - اکتوبر

الا ' ان حزب اللہ هم الغالبون !

فوقع الحق و بطل ما کانوا يعملون - فغلبوا هنالک و انقلبوا صاغرين ! (۱۱۵ : ۷)

جو حق بات تهي وہ سب پر ثابت هوئي ' اور جو کچهہ باطل پرستون نے کيا تها ' سب ملیا میٹ هوگيا - پس فرعون اور اوسکے ساتهيون نے شکست کهائي اور حکم الهي سے دليل و خوار هوئے -

هے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں یہ میرے
سکهائي طرز اُسے دامن اُٹها کے آنے دي !

" مسئله مسجد کانپور " کي تاريخ ميں هر واقعه يادگار هے - اُس کا آغاز بهي يادگار تها اور اُس کا اتمام بهي - اُسکي ابتدا بهي نا قابل فراموش هے اور اُسکي انتها بهي - اُسکے وہ ايام وسطى جو درد و غم ' آہ و فغاں ' حق طلبي ' و داد خواهي ميں بسر هوے - وہ بهي يادگار رهيں گے ' اور وہ آيام آخريں ' جو جوش و خروش ' جهد و جهاد ' سعي و تلاش ' اتحاد و اجتماع ' اور بالاخر فتح و انهزام کي صورت ميں نماياں هوے ' وہ بهي کبهي نه بهلائے جا سکيں گے : والله يويد بنصرہ من يشاء ' ان فی ذالک لعبرة لاولی الابصار ! (۳ : ۱۲) -

البته هر شے کي ياد يکساں نہيں هوتي ' اور هر ياد اپنے ساتهه ايک خاص اثر رکهتي هے - زخم بهي ياد رهتے هيں اور دست مرهم بهي - ليکن پهلي ياد کے ساتهه هميشه دل ميں ٹيس اٹهتي هے ' اور دوسري ياد هميشه تسکين ديتي هے - خوں ريزي کو ياد کرکے هميشه دنيا نے نفرت کي هے ' مگر امن کي کوششوں کو هميشه تعريف ملي هے که يه انکا قدرتي حق هے -

(۲ - جولائي) اور (۳ - اگست) کي طرح (۱۴ - اکتوبر) بهي يادگار رهيگي ' مگر وہ يادگار ' ظلم و نا انصافي ' نفسانيت و نا داني ' مغرورانه هٹ اور حاکمانه گهمنڈ ' سفاکانه اقدام اور جابرانه خوں ريزي کي يادگار تهي ' پر ۱۴ - اکتوبر اُس عقل و تدبر اور دانشمندي و دانائي کي يادگار هے ' جس نے هميشه حق و صداقت کا ساتهه ديا هے ' اور جو اگر دنيا سے روٹهه جاے ' تو پهر ظلم و نا انصافي کے بے امان ديو زمين کے بسنے والوں کو کبهي پناہ نه ديں -

هندوستان کا انصاف گم هو گيا تها - برطانيه کے خزانے کا سب سے زيادہ قيمتي موتي کهو گيا تها - ليکن مبارک هو لارڈ هارڈنگ کو که انهوں نے اُسے واپس بلانا چاها !

* * *

يه ياد گار صرف عقل و ناداني هي کے ايک ايسے معرکے کو ياد نہيں دلاتي ' جسميں بالاخر دانائي کو فتح هوئي اور ناداني کو شکست کا اعتراف کرنا پڑا ' بلکه اس سے بهي زيادہ موثر عبرة اسکے اندر حق و باطل کي کشمکش اور بالاخر حق کي فتح يابي کی هے - وہ صداقت جس نے هميشه فتح پائي هے ' اس واقعه کے اندر ايک صدائے غفلت شکن رکهتي هے که اُسکي قوت سے لوگ مايوس نهوں - اس نے اپني مثالوں کو هميشه دهرايا هے ' اور وہ اب بهي اپني مثاليں دهرا کر سکتي هے - متهمين هنگامۂ کانپور کا مسئله في الحقيقت حق و باطل کا ايک مقابله تها - باطل کي قوتيں حکومت کے گهمنڈ اور تسلط کے غرور ميں پوشيدہ تهيں مگر حق کي بے سروساماني کے اندر بهي اسکا قديمي معجزہ موجود تها - گو اس کي آواز سے بار بار غفلت کي گئي ' اُسکي صداؤں کي بارها تحقير هوئي ' داد خواهي کي فريادوں کو بار بار ٹهکرايا گيا ' تاهم اسکي قوت ناگزير اور اسکا جلال بے امان تها - پس آخر اُس نے اپني طاقت کا اعتراف کرايا جيسا که هميشه کرايا هے اور جيسا که هميشه هوگا : وقل جاء الحق و زهق الباطل ' ان الباطل کان ذهوقا !

اس فتح و شکست کو اُس فيصلے ميں ڈهونڈهنے کي ضرورت نہيں ' جو مسجد کانپور کے متنازع فيه حصے کا کيا گيا ' اور نه تو اسے هز ایکسلنسي کي تقرير ميں تلاش کرنا چاهيے - اس فتح و نصرت کيليے صرف اسقدر کافي هے که جو لوگ اس مسئلے کو اغماض و بے دردي سے طے کرنا چاهتے تهے ' انهوں نے اپني محبت کے اظهار کو ضروري سمجها ' اور جن لوگوں کو صرف زخم هي کا مستحق سمجها گيا تها ' انکے ليے بالاخر ايک مرهم بهي طيار کيا گيا ! !

* * *

جو کام جس غرض سے ليا جاے ' اگر وہ غرض حاصل هو جاے تو يقيناً خوش هونا چاهيے - مجکو اس امر سے نهايت خوشي هے که اس دانشمندانه عمل نے لاکهوں مسلمانوں کے غمگين اور مايوس دلوں کو يکايک مسرور کرديا اور جس درجه نادان اور بے درد (نه که فياض و رحم دل) سر جيمس مسٹن کے متمردانه رويه کے غلطي کي تهي ' اتني هي لارڈ هارڈنگ کے تدبر و انصاف فرمائي سے کام ليا - انهوں نے مقدمات اٹها ليے اور مسجد کي زمين ميں مداخلت کرنے کي اصلاح کرني چاهي - هر وہ آنکهه ' جو ايک سو چهه بے جرموں کے هاتهوں ميں سر جيمس مسٹن کو هتهکڑياں ڈلواتے ديکهه چکي هے ' ۱۴ - اکتوبر کے اس منظر کو محبت و تشکر کي نگاهوں سے ديکهے بغير نہيں رهسکتي که لارڈ هارڈنگ کے هاتهه پدرانه محبت کے اظهار کے بعد ' انکو بلا استثنا رها کر دينے ميں مصروف هيں !

الهلال

۲۱ ذیقعده : ۱۳۳۱ هجری

مساجد اسلامیه اور خطبات سیاسیه

اسلام میں مساجد کي حیثیت دیني

انجمن اسلامیه لاهور کا رزولیوشن

(۳)

(حقیقت تعبد و پرستش)

ممکن هے که تم کہو: مساجد میں انساني حکومتوں کے احکام کا اعلان' اور انسانوں کي تعریف و تمجید پرستش و تعبد میں داخل نہیں - پرستش تو صرف اُسي کي کرتے هیں جسکے لیے مسجدیں بنائي گئي هیں - اُسي کے آگے عبادت کیلیے کهڑے هوتے' اور اُسي کي حمد و ثنا خطبوں میں بیان کرتے هیں - البته انسانوں میں جو لوگ بڑے هیں' جنکا دربار عزت بخش اور جنکا حکم و اقتدار بہت وسیع هے' انکي تعریف کرتے هیں اور انکے لیے دعا مانگتے هیں -

اگر میں اسکا جواب دوں - اگر میں اسلام کي توحید اور اسکے قرار داده شرک کي تشریح کروں - تو میں اپنے موضوع بحث سے بہت دور جا پڑونگا اور اب بھي اتنا نزدیک نہیں جتنا که همیشه رهنا چاهیے - مگر میں کہونگا که میں نے جو آجکل کے مشرکین هوا پرست کو قریش مکه کے مشرکین اصنام پرست سے تشبیه دي تو نادانو! وه تو تمهارے اس کہنے میں بھي موجود هے - در اصل توحید اسلامي کے متعلق یه ایک عالمگیر ضلالت هے جس میں اج مختلف صورتوں کے اندر عالم اسلامي گرفتار هے - لوگ بھول گئے هیں که اسلام کا مایهٔ شرف محض اعتقاد توحید نہیں بلکه تکمیل توحید هے - اور تکمیل توحید کي اصل و اساس " توحید فی الصفات " هے -

(توحید فی الصفات)

مشرکین مکه کبھي بھي خدا کے منکر نه تھے - وه کبھي یه نہیں کہتے تھے که جن بتوں کي هم پوجا کرتے هیں یہی خالق ارض و سماوات هیں :

و لئن سالتهم من خلق السماوات والارض و سخر الشمس والقمر؟ لیقولن الله ! فانی یوفکون ؟ (۲۹ : ۶۱)	" اور اگر ان مشرکین عرب سے تم پوچھو که وه کون هے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا' اور سورج اور چاند کو اِس ترتیب و نظام عجیب پر مسخر کردیا ؟ تو بے اختیار بول اٹھیں گے که کوئي نہیں' صرف الله ! جب حالت یه هے تو پھر یه گمراه کہاں بھٹکتے چلے جا رهے هیں ؟ "

پھر سورهٔ (زمر) میں فرمایا :

و لئن سالتهم من خلق السماوات والارض' لیقولن الله ' قل افرءیتم ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر' هل هن کاشفات ضره ؟ او ارادني برحمة ' هل هن ممسکات رحمته ؟ قل حسبي الله ' علیه یتوکل المتوکلون ! ! (۳۹ : ۳۹)	اور اے پیغمبر! اگر تم ان مشرکین مکه سے پوچھو که کون هے جس نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا ؟ تو ضرور اسکے جواب میں یہي کہیں گے که " الله نے " ! پھر تم انسے کہو که اگر الله مجھکو تکلیف پہنچانا چاهے تو وه تمهارے معبود' جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے هو' میري تکلیف کو دور کرسکتے هیں ؟ یا اگر الله مجهه پر اپنا فضل و کرم کرنا چاهے تو کیا وه اُسے روک سکتے هیں ؟ اے پیغمبر! انسے کہدو که میرے لیے تو بس (وهي) خدا بس کرتا هے (جس کے وجود سے تم بھي انکار نہیں کرسکتے) اور بھروسه کرنے والے اُسي پر بھروسه کرتے هیں ! !

پس اگر اپنے اعمال مشرکانه کے ساتهه تم بھي خدا کا اقرار کرتے اور اسکو عبادت صفوف و محراب کا مستحق سمجھتے هو' تو تمهارے مورث اعلی بھي ایسا هي سمجھتے تھے - انکو الله کے وجود سے انکار نه تھا - جب انسے پوچھا جاتا تھا که با وجود اس اقرار کے بتوں کو اپنا قبلهٔ عبادت کیوں بناتے هو ؟ تو جواب میں کہتے تھے :

ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی (۳۹ : ۴)	هم انکي پرستش صرف اسلیے کرتے هیں که یه همارے لیے وسیلهٔ شفاعت هیں - اور تاکه همیں الله کا مقرب بنا دیں -

سورهٔ (یونس) میں بھي انکا قول نقل کیا هے :

و یعبدون من دون الله ما لا یضرهم و لا ینفعهم و یقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله - (۱۰ : ۱۹)	" اور الله کے سوا یه اُن چیزوں کي پرستش کرتے هیں جو في الحقیقت نه تو انہیں نقصان پہنچانے کي قدرت رکھتي هیں اور نه نفع پہنچانے کي - اور جب پوچھو تو کہتے هیں که یه همارے بت خدا تو نہیں مگر همارے لیے شفیع و وسیلهٔ تقرب ضرور هیں - "

پھر کیا یہي جواب نہیں هے جو آج تمهاري زبانوں سے بھي نکل رها هے ؟

تم بھي مدعي اسلام هو' خدا کو مانتے اور اسکے آگے عبادت کیلیے کهڑے هونے سے منکر نہیں' لیکن با ایں همه تم نے دنیوي قوت و طاقت اور عزو جاه کے انسان صورت بتوں کو اپني تعبدانه عاجزي و تذلل کا مستحق سمجهه لیا هے -

قریش مکه نے اپنے بزرگوں کي مورتیں بنا رکھي تھیں - تم نے دنیوي تاج و تخت اور حکام و امرا کو انکي جگه دیدي هے - تم اُن سے اسطرح ڈرتے اور انکے نام سے کانپتے هو' جو صرف خدا هي کے ساتهه سزاوار تھا - تم انکا ذکر اس احترام و عظمت سے کرتے هو' جو صرف خدا هي کا حق خالص تھا - تم انکے آگے اس عاجزي و ذلت سے جھکتے هو' جو صرف خدا هي کے سامنے زیب دیتي تھي - تم انکے احکام جائره اور اوامر مستبده کي اس طرح بلا چون و چرا تعمیل کرتے هو' جس کا حق خدا کے سوا اور کسي هستي کو نه تھا - تم خدا کے گھر کے اندر انکا ذکر کرتے اور انکي تعریف و تہنیت میں گیت گاتے هو' اور انکے حکموں اور فرمانوں کا منبروں پر چڑه چڑهکر اعلان کرتے هو - پھر اگر یه شرک في الصفات نہیں هے تو کیا هے ؟ کیا شرک و بت پرستي بغیر پتھر کي مورت اور بغیر قرباني کے بچھڑے کے ممکن نہیں ؟ کیا بت پرستي کا گھر دل اور اراده نہیں بلکه مندر کا کلس اور پوجا کا چبوتره هے ؟

رفتار سیاست

(دولت عثمانیه اور معاهدات دول)

گذشته هفته غم اور مسرت ' دونوں قسم کي خبروں سے خالي رها - مدت هوئي' اطلاع ملي تهي که ترکي اونهیں شرائط و معاهدات پر یونان سے صلح کریگي ' جن کو بلگیریا نے قبول کرلیا هے - یونان کو اس سے انکار تها - پهر خبر آئي که ترکي وکیل صلح اتهنز گفتگو کے لیے پهونچ گیا - اسکے بعد چند روز تک ریوٹر کي زبان خاموش رهي ١٢ - اکتوبر کو سب سے پہلا فقرہ جو اوسکي زبان سے نکلا وہ یہ تها کہ شاہ یونان نے فوجي جائزہ لیتے هوے گیارهویں پلٹن کے افسروں کو خطاب کرکے کہا :

" اگر یونان اس وقت بلقان کے حالات سیاسیه کا مالک هے تو یه صرف تمهارے هي زور و استقلال کا نتیجه هے - میں مطمئن هوں که اب کوئي جنگ نه هوگي اسلیے که هم کامل طور سے طیار هیں ' اور کامل اطمینان نه هونے تک هم مضبوط و مستقل رهینگے "

٣ - دن کے کامل سکوت کے بعد ١٥ - اکتوبر کو قسطنطنیه سے تار آیا که حکومت نے یونانیوں کے ایک ناگهاني حمله سے متنبه هوکر یه فیصله کرلیا هے که دردانیال بند کردیا جاے - صرف دن بهر دو گهنٹے کے لیے کهولا جاے گا - دوسرا تار اس کے ساتهه یه تها که یوناني رعایا کے قسطنطنیه سے اخراج کا مسئله یوناني اخبارات اور حکومت کے گذشته واقعهٔ غیظ و اشتعال کي بنا پر گورنمنٹ کے زیر غور هے -

اسي تاریخ کو والنا سے بحوالهٔ تلغراف سالونیکا ' ایک آسٹرین پریس کي اطلاع تهي که " کانبي " کے قریب یوناني اور ترک سواروں میں دو گهنٹے تک ایک خون ریز جنگ هوئي ' یونانیوں نے ترکوں کو پیچهے هٹاکر " قاسم کوئي " پر قبضه کرلیا هے - لیکن افسوس هے که اس فتحمندانه اور مسرت انگیز خبر کي پهر کوئي تصدیق اتهنز سے موصول نه هوئي ' اس لیے اسکي صحت مشتبهه هے -

اسکے بعد کي آخري خبر یهه هے که گفتگوے صلح شروع هوگئي هے -

(مشکلات مالیه)

گذشته جنگ کے غیر متوقع مصارف نے هر شریک جنگ حکومت کو مشکلات مالیه میں مبتلا کردیا هے - بلغاریا کا حال تو بهت دنوں پہلے هي کهل چکا ' رومانیا جسکي جنگي تاریخ صرف پیش قدمي هي پر ختم هوگئي ' اوسکو بهي (حسب تلغراف ١٩ - اکتوبر) ایک هزار اسٹرلنگ بحساب ساڑهے چار فیصدي سود قرض لینا پڑا - (جاوید بے) وزیر مالیه عثمانیه ایک مدت سے فرانس سے قرض لینے کے لیے کوشاں تهے - آخر ٥ - فیصدي پر اونکو ایک معتد به رقم شام کي فرنچ ریلوے لائن کي بعض شرائط پر مل گئي - ١٣ - کا تار هے که مجلس وزراے عثماني نے ان شرائط کو تسلیم کرلیا هے - کوشش هے که اسي قسم کے شرائط پر جرمني سے بهي ایک قرض لیا جاے اور وہ اسکے لیے طیار هے - اللهم وفق العثمانیین لخیر بلادهم ' وارزقهم سداد الراي وحسن النیه -

(البانیا)

سرویا کي فوج بدستور البانیه کے حدود پر مجتمع هے اور به نگاه حرص اپنے شکار کو دیکهه رهي هے - لیکن اسٹریا نے ' اور اب جرمني نے بهي سرویا کو سخت تهدید کردي هے که ناعاقبت اندیشي نه کرے - اسد پاشا نے ایک اور هنگامه بپا کیا تها لیکن ناکامیاب رها -

افکار و حوادث

مسئله کانپور کے متعلق سر جیمس مسٹن نے بار بار کہا که میں نے جواز انهدام حصهٔ مسجد کے متعلق بعض علما سے بهي پوچهه لیا هے - گذشته هفتے خان بهادر شاہ ابو الخیر غازیپوري کانپور گئے تهے - مسٹر مظهر الحق نے باصرار اون سے لکهوا لیا که " میں نے نه تو بالمشافه اور نه تحریراً ' کسي طرح بهي هز آنر کو جواز انهدام کا فتوی نهیں دیا هے "

لیکن هم اپنے محترم دوست سے پوچهتے هیں که تمام علماے هندوستان میں سے صرف شاہ ابو الخیر هي اونکو کیوں مشتبه نظر آئے ؟ اور پهر هم اپنے دوست کو اونکي اس غلطي پر بهي متنبه کرنا چاهتے هیں که سر جیمس نے علما کا حواله دیا تها ' نه که خاں بهادروں کا - ایسي حالت میں ایک خاں بهادر سے مشتبه هونے کي کوئي وجه نه تهي - بهتر هوگا اگر خاں بهادر اپني تحریر پریس سے واپس لے لیں -

سنا هے که دهلي کے بهي کسي صاحب سے لوگوں نے اسي قسم کي تحریر کا مطالبه کیا هے ' لیکن هم پهر اپنے دوستوں کو سر جیمس کے خاص لفظ " علما " کي طرف توجه دلاتے هیں که وہ علما سے مطالبه کریں ' نه که دوسروں سے - ان صاحب نے اس شور و غل میں خاموشي کو بهتر سمجها هے - هم ان کو خاں بهادر سے دانشمند تر اور عاقل تر سمجهتے هیں ' یه دوسري بات هے که " السکوت نصف النطق " بهت سے لوگوں کو یاد هو -

لیکن کیا شاہ ابو الخیر نے اس مسئله میں حدیث " المستشار موتمن " (جس سے مشورہ لیا جاے اوسکو مشورۂ نیک دینا چاهیے ' اور نیز اخفاے راز میں امانت داري کرني چاهیے) پر تو عمل نهیں فرمایا هے ؟

حضور وایسراے کے فیصلهٔ کانپور کے متعلق بعض ایسے اشخاص ' جماعات ' مقامات ' اور مجالس کي طرف سے بهي تشکر و امتنان کے رزولیوشن عجیب و غریب سرعت کے ساتهه پاس هو رهے هیں ' جن کا نام مسجد کانپور کے مسئلے کي پوري تاریخ میں کهیں نظر نهیں آتا - اس سے ظاهر هوتا هے که مسجد کانپور کي مصیبت اونکے لیے اسقدر اهم اور قابل اظهار نه تهي ' جسقدر که کانپور کي مسرت !

لیکن اگر یه سچ هے که جو رویا هے اوسي کو هنسنا بهي چاهیے ' تو هم حیرت سے پوچهتے هیں که جو روئے نهیں ' وہ آج هنستے کیوں هیں ؟ جنهوں نے یه نهیں کہا که هم " شکایت کرتے هیں " وہ یه کیوں کهتے هیں که " هم شکریه ادا کرتے هیں " ؟ جن کو کسي چیز کے گم هو جانے کا غم نه تها ' وہ آج کس چیز کے ملنے کي خوشي کر رهے هیں ! اور پهر وہ ' جو " باغیوں " کے " فتنه " میں شریک نه تهے ' آج اون کي " مسرت " میں شامل هوکر زبان حال سے یه کیوں کهتے هیں که " هم بهي قلباً باغي تهے گو منافقت مانع اظهار تهي " ؟ قیامت کي نسبت بعض روایتوں میں آیا هے که منافقوں کي پیشانیوں پر ایسي نشانیاں نمایاں هوجائیں گي جنسے وہ تمام صفوف محشر میں پهچان لیے جائیں گے - سچ یه هے که ٣ - اگست کو مسلمانوں پر قیامت آگئي اور مومنوں اور منافقوں میں همیشه کیلیے امتیاز هوگیا !!

بشارت کی صداقت صرف فتح مکہ هي کے وقت ظاهر نہیں هوئی ' بلکہ تاریخ اسلام کے هر دور اور هر عہد میں اپنا معجزہ دکھلا تی رهی ہے - تمام واقعات سے قطع نظر کر کے " مسجد کانپور " هي کے معاملے پر نظر ڈالیے - ایک جماعت اسکے لیے بد قسمتی سے مانع و مخرب هوی اور غلط فہمیوں نے ضد اور نفسا نیت کے ساتھہ ملکر اس آیت کا پورا منظر همیں دکھلا دیا - لیکن تاهم اسی آیت میں خدا نے آخرکی فتح و کامیابی اور مانعین کی شکست و ذلت کی بھی خبر دی ہے - پس ضرور ہے کہ وہ حرف حرف پورا هو - ضرور ہے کہ جو نکالنے والے تھے ' وہ خود هی نکالے جائیں - اور یقینی ہے کہ جنھوں نے مسلمانوں کو شکست دینی چاهی تھی ' وہ خود هی شکست کھائیں - چنانچہ بحمد اللہ کہ اس بشارت کی تصدیق ۱۴ - اکتوبر سے شروع هوگئی ہے - کسے معلوم کہ اس آغاز کا انجام کیا هوگا ؟ تا هم فتح و شکست کا فیصلہ تو هوگیا -

(۵) سب سے آخري نتیجہ یہ ہے کہ منع مساجد سے بڑھکر اللہ کي نظر میں کوئي فسق وکفر نہیں ' اور اسي طرح اُن لوگوں سے بڑھکر آگے کوئی معبوب نہیں جو اسکي مسجد کي آبادي کیلیے سعي و کوشش کریں کہ یہ عظیم ترین عبادات و عمل ایماني ہے :

وظاهرها يقتضي ان يكون الساعي في تخريب المساجد اسوء حالا من المشرك ' لان قوله " و من اظلم " يتناول المشرك لانه تعالى قال : ان الشرك لظلم عظيم ! فاذا كان الساعي في تخريبه في اعظم درجات الفسق ' وجب ان تكون الساعي في عمارته في اعظم درجات الايمان (تفسير كبير - ۲ : ۴۷۷)

اور اس آیت کا ظاهر اس مطلب کیلیے مقتضي ہے کہ مساجد کي تخریب کي سعي کرنے والا مشرک سے بھي بڑھکر بد تر هو - اسلیے کہ اللہ تعالی نے اس فعل کو سب سے بڑا ظلم فرمایا اور شرک بھي ظلم ہے - پس یہ شرک سے بھي زیادہ عظیم کفر هوا - اور پھر اسي طرح اس سے یہ بھي ثابت هوتا ہے کہ جب مساجد کي تخریب کیلیے سعي کرنے والا سب سے بڑے فسق کے درجوں میں ہے ' تو یقیناً مساجد کي آبادي و تعمیر کا ساعي ایمان کے اعظم و اعلی درجات کا رکھنے والا هوگا -

پس جن مومنین مخلصین نے مسجد کانپور کي تعمیر و آبادي کیلیے سعي کي ' انھیں اللہ تعالی کا شکر گذار هونا چاهیے کہ یہ بہت بڑي توفیق تھي ' جو اس نے عطا فرمائي - اور پھر ضرورت استقامت و استقلال ' اور ثبات کار و عزائم امور کي هر حال میں ہے - و ما النصر الا من اللہ تعالی -

(تیسري آیت)

انما يعمر مساجد الله من آمن بالله و اليوم الاخر و اقام الصلوة وآتي الزكاة ولم يخش الا الله - فعسى اولئك ان يكونوا من المهتدين (۹ : ۱۹)

اللہ کي مسجدیں آباد کرنے والا تو وہ شخص هوسکتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ' نماز قایم کي ' زکات ادا کي ' اور پھر یہ کہ وہ کسي سے نہ ڈرا مگر صرف اللہ سے - تو بیشک ایسا شخص قریب ہے کہ هدایت یافتہ اور فوز و فلاح سے کامیاب هو -

یہ آیت اس سے پہلے بھي ایک جگہ لکھي جا چکي ہے ' مگر اسکے نتائج نہایت اهم اور غور طلب هیں -

(۸) اس آیت کا شان نزول عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ تعمیر و تولیت کعبہ کے فخر پر بہت نازاں تھے اور کہتے تھے کہ اس بزرگي اور سعادت کے بعد اور کیا چاهیے ؟ خدا تعالی نے اسکا رد کیا اور فرمایا کہ شرف تعمیر و تولیت مسجد کے مفید هونے کیلیے چند شرطوں کا هونا بھي ضروري ہے - بغیر انکے ادعاء شرف مفید کسب سعادت نہیں -

چنانچہ امام (طبري) نے ایک روایت نقل کي ہے کہ :

حدثنا ابن حميد عن ابن اسحاق قال : ثم ذكر قول قريش انا اهل الحرم و سقاة الحاج و عمار هذا البيت ولا احد افضل منا ' فقال " انما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الاخر " اى ان عمارتكم ليست على ذلك - (۱۰ : ۶۷)

ابن اسحاق سے ابن حمید نے روایت کي ہے کہ قریش مکہ کہتے تھے کہ هم اهل حرم هیں - حجاج کو پاني پلانے والے هیں اور مسجد حرام کو آباد رکھنے والے هیں - کوئي شخص هم سے افضل نہیں هوسکتا - خدا تعالی نے انکا رد کیا کہ " اللہ کي مسجدوں کو آباد رکھنے والا وهي شخص هو سکتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھے " یعني تمھارا متولي کعبہ هونا اسکے لیے کیا مفید ہے ؟

بعض مفسرین تابعین نے اسکے شان نزول میں خاص طور پر حضرة (عباس) کا بھي ذکر کیا ہے :

لما اسر العباس يوم بدر ' اقبل عليه المسلمون فعيروه بكفره بالله و قطيعة الرحم و اغلظ على له القول ' قال له : الكم محاسن ؟ قال : نعم ' انا لنعمر المسجد ونحجب الكعبة و نسقى الحاج ' فانزل الله عز وجل رداً على العباس (اسباب النزول للواحدي صفحہ : ۱۸۱)

جب حضرة عباس بدر میں قید هوکر آے تو مسلمان آنسے ملے اور انکو کفر پر اور قطع رحم پر ملامت کي - حضرة علی علیہ السلام نے کہا کہ " کیا ان اعمال کفر و شرک کے ساتھہ کوئي خوبي و نیکي بھي تمھارے پاس ہے ؟ " عباس نے کہا کہ " کیوں نہیں ' هم هي هیں کہ مسجد کو آباد رکھنے والے ' کعبہ کے پاسبان ' اور حاجیوں کو پاني پلاتے هیں - اس سے بڑھکر اور محاسن کیا هونگے ؟ " اسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی -

ان تصریحات سے ثابت هوا کہ مشرکین مکہ با وجود اعمال کفریہ و شرکیہ ' خدمت و تولیت مسجد پر بہت فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب یہ خدمات همیں حاصل هیں تو پھر اور اعمال حسنہ کي همیں کیا ضرورت ؟ ان چیزوں کے مقابلے میں اور کونسي عبادت و سعادت دیني هو سکتي ہے ؟ مگر اللہ نے فرمایا کہ یہ تمھارا خیال باطل ہے - محض خدمت و تولیت کعبہ کوئي شرف نہیں - ایک عمارت کے خادم و پاسبان هو جانے سے روح اور قلب کو کیا نفع هو سکتا ہے جو سعادتوں کا گھر اور شرف و عزت کي اصلي جگہ ہے ؟ اصلي چیزیں کچھہ اور هي هیں - اور جب تک وہ نہوں ' اس وقت تک ان باتوں سے کچھہ حاصل نہیں هو سکتا -

پھر انکي تفصیل بالترتیب بیان کي کہ وہ تعداد میں چار هیں :

(۱) ایمان باللہ اور روز آخرت کا یقین -

(۲) صلواۃ الهي کو قائم کرنا -

(۳) اداء زکات -

(۴) اللہ کے سوا اور کسي هستي اور طاقت سے نہ ڈرنا -

گویا یہ چار شرطیں هیں ' جنکو تعمیر و تولیت مسجد کیلیے اللہ نے ضروري فرما یا ہے -

مسجد اللہ کي عبادت کیلیے ہے ' پھر ظاهر ہے کہ جو شخص اسلام کے اعتقاد و عمل سے محروم ہے ' وہ کیونکر اسکا آباد کرنے والا اور اسکا متولي هو سکتا ہے ؟

پھر تم بھي تو یھي کہتے ھو کہ " ما نعبد ھم الا لیقربونا الي الله زلفی " ؟ تم بھي تو یھي جواب دیتے ھو ' جبکہ تم پر توحید کي لعنت اور ایمان بالله کي پھٹکار پڑتي ھے کہ " ھـا اولاء شفعاؤنا " ؟ یعني یہ حکام ' یہ ارباب اقتدار ' یہ امراؤ رؤسا ' گو مالک حقیقي نہیں مگر ھمارے لیے وسیلۂ تقرب ' و ذریعۂ شفاعت ' و موجب ترفع درجات و ازدیاد اعزاز ھیں ؟

مگر یاد رکھو کہ وہ زندگي جسکے اعزاز و ترفع کي نفساني خوشیوں کیلیے تم یہ سب کچھہ کر رھے ھو ' دائمي نہیں - وہ وقت بھي آنے والا ھے جبکہ مالک الملک حقیقي کا تخت جلال و جبروت بچھایا جائیگا اور پوچھا جائیگا :

این شرکاؤکم الذین کنتم تذ عمون ؟ - (۶ : ۲۲)

" آج کے دن کہاں ھیں وہ تمھارے ٹھہراے ھوے معبودان باطل ' جنکو تم خدائي میں شریک سمجھتے اور اسلیے انکے آگے جھکتے تھے ؟ "

اور پھر جبکہ تم اپنے اِن حکام و اُمرا کو ڈھونڈھوگے کہ :

ھـل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذي کنا نعمل ! (۷ : ۵۱)

" آج کے دن ھمارے دنیا کے شفاعت کرنے والوں اور وسیلۂ ھاے تقرب میں سے ھے کوئي سفارشي کہ یہاں بھي ھماري سفارش کرے ' یا ھمیں پھر دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جاے تا کہ جیسے عمل ھم پہلے کرتے تھے ' اُنکے خلاف ایمان دارانہ عمل کریں ! "

لیکن اُس دن کیلیے اُن سب پر افسوس اور اُن سب کیلیے حسرت ' جنھوں نے آج زمین پر الله کو بھلا دیا ھے - کیونکہ وہ بھي اُس دن بھلا دیے جائیںگے اور جس طرح انھوں نے آج خدا کے دین مقدس کو اپنے اعمال سخریہ سے ھنسي کھیل بنا دیا ھے ' اُسي طرح اُس دن بھي اُنسے تمسخر کیا جائیگا کہ :

الذین اتخذوا دینھم لھوا و لعبا و غرتھم الحیواۃ الدنیا ' فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا ' و ما کانوا بایاتنا یجحدون !! (۷ : ۴۹)

" ان لوگوں نے دین الھي کو ھنسي کھیل بنا رکھا تھا ' اور دنیا کي زندگي اور جاہ و عزت کي ھوس نے انھیں دھوکے میں ڈالدیا تھا - پس آج کے دن ھم بھي اُنھیں اُسي طرح بھلا دیں گے ' جس طرح کہ یہ لوگ دنیا میں آج کے دن کو بھلا بیٹھے اور ھماري آیتوں کا اِنکار کرتے رھے !! "

(بقیہ نتائج بحث)

گذشتہ سے ملحق

(۴) اس جملۂ معترضہ نے گزشتہ نمبر کي بہت سي جگہ لیلي تھي کہ اس آیت سے مقصود بیت المقدس کي تخریب کا کوئي واقعہ ھے یا مشرکین مکہ کا تمرد اور سرکشي ؟ لیکن یہ اطناب مصالح سے خالي نہ تھا -

اس امر کے ثابت ھوجانے کے بعد کہ اس آیت میں مشرکین مکہ کي طرف اشارہ ھے ' بغیر کسي تکلف کے ھم اس نتیجہ تک پہنچ جاتے ھیں کہ خدانے مشرکین مکہ کو اسلام و پیروان اسلام کي طرف سے جس سلوک کا مستحق قرار دیا تھا ' ھر زمانے اور ھر دور میں مانعین مساجد اسي سلوک کے مستحق ھونگے - مشرکین مکہ کا سب سے بڑا جرم سورۂ توبہ کے نزول کے ساتھہ یھي بتلایا گیا تھا کہ " وھم یصدون عن المسجد الحرام " وہ مسجد سے مسلمانوں کو روکتے ھیں - پس جب کبھي کوي شخص ' کوي گروہ ' کوي قدم ' کوئي طاقت ' ھمارے ساتھہ ایسا کریگي ' تو ھم مجبور ھونگے کہ اُسے بھي سورۂ (توبہ) کے احکام کا مستحق سمجھیں -

اسلام و مسلمین کے حقوق دینیہ کا حفظ و احترام ایک معاھدۂ صلح تھا جو مسلمانوں اور قریش مکہ میں قرار پایا تھا - پھر مکہ والوں نے اُسے توڑ دیا اور خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ :

براۃ من الله و رسولہ الي الذین عاھدتم من المشرکین ' فسیحوا في الارض اربعۃ اشھر ' واعلموا انکم غیر معجزي الله ' و ان الله مخزي الکافرین - (۹ : ۲)

" جن کے ساتھہ تم مسلمانوں نے صلح و امن کا عہد و پیمان کر رکھا تھا ' اب الله اور اُسکے رسول کي طرف سے انکو صاف جواب ھے - پس اے اھل مکہ ! امن کے اب چار مہینے ھي باقي رھگئے ھیں ' جنمیں خوب چل پھر لو - اور اچھي طرح جان لو کہ تم خدا کو کسي طرح بھي نہ ھرا سکوگے نیز یقین رکھو کہ الله آخر کار کافروں کو مسلمانوں کے ھاتھوں رسوا کرنے والا ھے "

لیکن یہ واقعہ اُسي زمانے سے مخصوص نہیں - ھر زمانے میں امن و صلح کے ایسے ھي معاھدے مسلمانوں اور غیروں میں ھوے ھیں ' اور اب بھي دنیا کے متعدد وسیع ٹکڑوں کا امن ایسے ھي معاھدوں پر موقوف ھے - پس آج بھي جو گروہ اس معاھدہ کو توڑیگا ' وہ ذمہ دار ھوگا اُن تمام نتائج امن شکن اور عدم صلح و آشتي کا ' جنکا پیدا ھونا اس فسخ عہد سے لازمي اور ناگزیر ھے -

(۵) ایک آور بھي عبرت انگیز اور بصیرۃ افزائے ایقان و ایمان نتیجہ اس آیۃ کریمہ سے نکلتا ھے -

جو دشمنان حق و الہ کہ مسجد سے مانع اور اسکے مخرب ھوں ' انکي نسبت اس آیت میں فرمایا کہ :

اولائک ما کان لھم ان ید خلوھا الا خائفین (۲ : ۱۰۸)

ایسے لوگ اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر اس حالت میں کہ ڈرتے ڈرتے -

یعنے جن لوگوں نے ایسا کیا انھیں دخول مسجد کا حق نہیں - امام (رازی) نے تفسیر میں حسب عادت متعدد وجوہ تفسیر پیش کیے ھیں - وجہ ثاني میں لکھتے ھیں :

ان ھذا بشارۃ من الله المؤمنین بانہ سیظھرھم علي المسجد الحرام و علي سائر المساجد و انہ یذل المشرکین لھم حتی لا ید خل المسجد الحرام و احدا منھم الا خائفا یخاف ان یوخذ فیعاقب او یقتل ' و قد انجز الله صدق ھذا الوعد (جلد اول : ۴۷۶)

" یہ في الحقیقت الله کے طرف سے مسلمانوں کے لیے ایک بشارت ھے کہ عنقریب الله تعالی اُنھیں مسجد حرام اور تمام مسجدوں پر قابض کردیگا ' اور نیز وہ مشرکین کو انکے آگے عاجز و ذلیل بنا دیگا ' یہاں تک کہ اُن میں کوئي شخص مسجد حرام میں داخل نہوسکےگا مگر اس حالت میں کہ اپنے مظالم کے انتقام سے ڈرتے ھوے اور قتل و ھلاکت کے تصور سے کانپتے ھوے - اور اگر غور کیا جاے تو الله تعالی نے بہت جلد ھي اپني اس بشارت کو پورا کردکھایا ' اور جیسا کہا تھا ' ویسي ھي حالت مومنوں کو نظر آگئي "

اس سے امام موصوف کا مقصود یہ ھے کہ اس آیت کا یہ ٹکڑا دراصل ایک بشارت کے رنگ میں ھے - اور خدا تعالی مسلمانوں کو مانعین و مخربین مساجد پر جو فتح و نصرت دینے والا تھا ' اُسکي اِن لفظوں میں خبر دي گئي ھے -

آسمان کي صداقت زمین کے دور و زمان سے مقید نہیں - اسے

مقالات

ان فـي ذالک لايات لقـوم يوقـنون !

آير اينڈ ہوم رول بل

(۱)

اجمال تاريخي

دنيا ميں بصيرت كي كمي نہيں ' ديدۂ عبرت نگاہ كي كمي ہے - ہر واقعہ جو موسم (۱) عالم پر ظاہر ہوتا ہے ' ہمارے ليے خزينۂ نتائج و عبر' و گنجينۂ مواعظ و نظر ہے' ليكن مصيبت يہ ہے كہ ہم واقعات كو داستان كي طرح پڑھتے ہيں ' اور حقائق كو نغمۂ و ترانہ كي طرح سنتے ہيں ' پر افسوس كہ صحيفۂ عبرت كي طرح پڑھتے نہيں !

وكاين من آية في السموات والارض' يمرون عليها' وهم عنها معرضون ! (۱۲ : ۱۰۵)	اسمان و زمين ميں عبرت كے ليے كتني هي نشانياں ہيں' جن پر سے لوگ سرسري گذر جاتے ہيں اور اپني غفلت سے اون كي حقيقت تک نہيں پونچتے !

ايک عرصے سے آير لينڈ كے ہوم رول بل كا مسئلہ انگلينڈ ميں درپيش ہے اور روزانہ تار برقيوں ميں برابر انكا ذكر ہوتا ہے' مگر بہت سے لوگ ہونگے جنہوں نے اسپر اس لحاظ سے نظر نہ ڈالي ہوگي كہ خود ہمارے ليے اس واقعہ ميں كس درجہ موثر مواعظ و بصائر موجود ہيں ؟

آير لينڈ انگلينڈ كے قريب ايک وسيع جزيرہ ہے جو نسل ' مذہب ' اور زبان ميں انگلينڈ سے بالكل مختلف ہے - سنہ ۱۱۲۹ ميں امراء آير لينڈ كي ذاتي مخاصمات و منازعات كا نتيجہ انگلينڈ كے استيلا كي صورت ميں ظاہر ہوا جيسا كہ ہر جگہ اور ہميشہ ہوا ہے ' اور بارہويں صدي سے (جبكہ اس قبضہ كي ابتدا تهي) يہہ غيور و شجيع قوم اس وقت تک كہ بيسويں صدي كا آغاز ہے ' برابر اپني آزادي و استقلال كے ليے كوشاں و جانفشاں رہي ہے - آخري تدبير ہوم رول بل يعني قانون استقلال داخلي و اداري كي صورت ميں نمودار ہوئي تهي جو بارہا ابهري اور پهر دبا دي گئي - اخر الامر لبرل پارٹي كے آخري اقتدار نے اسكو موجودہ حالت تک پہنچايا جسكي مخالفت و موافقت كي صداؤں اور ہنگاموں نے آج انگلينڈ كے ايوان حكومت كو متزلزل كر ديا ہے -

چونكہ يہ واقعات ہمارے ليے موجب كمال موعظت و بصيرت اور باعث تنبيہ كار ہونگے' اسليے ان سے واقفيت حاصل كرنا ان تمام فرزندان ملک كے ليے نہايت ضروري ہے ' جو كام كرنے كے ليے راستوں كے متلاشي ہيں' اور اگر راہ ديكهتے ہيں تو دست رہنمائي نہيں پاتے -

(جغرافي حالات)

برٹش امپائر كي يوروپين مقبوضات ميں (جو چند چهوٹے بڑے جزيروں كا مجموعہ ہے) آئر لينڈ ' انگلينڈ كے بعد اہميت ميں دوسرا جزيرہ ہے - اس كي وسعت انگلينڈ كے تين چوتهائي حصے كے برابر ہے - اس كا پايہ تخت شہر ڈبلن ہے جو لندن كے بعد برٹش امپائر ميں دوسرا شہر ہے -

آئر لينڈ بلحاظ آبادي انگلينڈ سے بہت پيچهے ہے - اس كي آبادي انگلينڈ كے صرف پانچويں حصے كے برابر ہے - كل آبادي ۵۹ ' ۷ ' ۴۲ ' ۵ ہے ' جس ميں ۳'۹۳'۱۴'۳ كيتهولک ہيں ' ۵۲' ۴ يہودي اور باقي پروٹسٹنٹ مذہب كے مختلف فرقے -

جزيرہ چار صوبوں پر منقسم ہے :

السٹر ' لينسٹر ' مونسٹر ' كانويٹ -

(السٹر) كي زيادہ آبادي نو باشندگان اسكاٹ لينڈ كي ہے ' اور يہي ٹكڑا آير لينڈ كا صنعت و كارخانہ جات ميں سب سے آگے بڑها ہوا ہے -

(لينسٹر) قديم انگريزوں كي نو آبادي ہے -

(مونسٹر) آير لينڈ كا گرم ترين صوبہ ہے ' اور يہي اس جزيرہ كے قديم باشندوں كا ' جن كو " كيلٹک " Keltic كہتے ہيں ' مسكن و موطن ہے -

(كانويٹ) آير لينڈ كا سب سے كم تعليم يافتہ اور سب سے كم زرخيز حصہ ہے -

ہم نے آيرلينڈ كے قديم باشندوں كا نام " كيلٹک " بتايا ہے - كيلٹک قبيلہ ' گيلک (Galic) قوم كي ايک شاخ ہے جو اہل اسكاٹ لينڈ و انگلينڈ سے بالكل مختلف ہے ' ليكن آير لينڈ ميں ان كا نام مليشين (Milesians) ہے - ہنري دوم كے عہد ميں يہ جزيرہ فتح ہوا تو السٹر ميں ايک بڑي تعداد انگريزوں كي بهي آباد ہوگئي - رفتہ رفتہ اسميں اضافہ ہوتا گيا يہاں تک كہ اب ايک بڑي آبادي ہوگئي ہے -

آير لينڈ كي معلومات تاريخ قديم' نويں صدي (ق م) سے شروع ہوتي ہے - اس زمانے ميں آير لينڈ پر " مجلس ملي " ايک منتخب بادشاہ كے ماتحت حكمراں ہوتي تهي ' جو رؤساء قبائل سے مركب تهي -

يہ نظام حكومت سنہ ۳۰۰ (ق م) تک قائم رہا - اس عہد ميں " ہوگوني " نامي ايک اولو العزم بادشاہ تخت نشيں ہوا ' جسنے بہت سے مغربي جزائر كا حكومت آيرلينڈ ميں اضافہ كيا ' بعض ممالک سے خراج بهي وصول كيے' اور ترتيب و تنسيق كے ليے ملک كو ۲۵ - صوبوں پر منقسم كر ديا -

تاريخ نے ہميشہ بتايا ہے كہ بحالت ضعف حكومت عموميہ ' تخت حكومت پر اتفاقات عصر نے جب كبهي كسي قوي الارادہ ' راسخ العزم ' اور شجيع القلب سلطان كو بٹها ديا ہے ' تو حكومت اپنے عام ضعف كو كهوكر مجبور ہوگئي ہے كہ آيندہ نسل سلطاني كے ليے اپنے تخت كو خالي كر دے - چنانچہ اس قديم عہد تاريخ ميں بهي يہي ہوا ' اور آئر لينڈ كا تاج جانشينان " ہوگوني " كے سروں كے ليے مخصوص ہوگيا -

اس وقت سے تيسري صدي مسيحي تک جو ان ممالک كي نصرانيت كا آغاز عہد ہے ' اس خاندان كے مختلف اجزا بر سر

[۱] موسم بمعنے اسٹيج -

ان چار شرطوں میں آخري شرط سب سے زیادہ اهم ' اور اسلیے سب سے آخر میں ظاهر کي گئي هے که در اصل خلاصۂ ایمان با لله اور اصل حقیقۃ۔۔۔ اسلامیه هے - الله پر ایمان رکھنے والے قلب کي حقیقي علامت یه هے که " لم یخش الا الله " - وہ کسی سے نه ڈرے مگر صرف الله سے - نه تو ما فوق الفطرۃ قوتوں کا اعتقاد اسکو ڈرا سکے ' نه دشمنوں کي هیبت وجبروت کا خوف - نه کفر کا ساز وسامان ' اور نه ضلالت کي قوت و احاطه - تاج و تخت کي سطوت اسکو مرعوب نه کرسکے ' اور دنیوي سزا و جزا کي وعید اُسپر بالکل غیر موثر هو - وہ جس قدر الله سے ڈرنے والا هو ' اتنا هي الله کے سوا دوسري قوتوں سے بے خوف اور نڈر هو -

(۳) اس ایۃ کریمه کو پیش نظر رکھکر موجودہ حالت پر نظر ڈالیے تو حالات کیسے درد انگیز ' اور مشاهدات کس درجه گریه آور هیں ؟ وہ مذهب الهي ' جس نے اپنے دشمنوں کے غرور باطل کا رد کیا تھا ' آج خود اپنے پیروؤں کو اُسي غرور ضلالت اور فخر کفر آمیز میں مبتلا پاتا هے ' اور وقت آگیا هے که جس طرح کلام الهي نے مشرکین مکه کے دعوئے تولیت کعبه و تعمیر مساجد کو اس آیۃ کریمه کے نزول سے جھٹلا یا تھا ' اسي طرح آج خود مدعیان اسلام و ایمان میں سے انکي معنوي ذریت اور غیر جسماني نسل کے ادعائے باطل کو بھي جھٹلاے اور اسي ایۃ کا اُنهیں مخاطب قرار دے -

یه آیت همیں بتلاتي هے که مساجد کے متولی اور پاسبان وهي هوسکتے هیں جو ایمان بالله و یوم الاخرۃ کا اپنے اعمال سے ثبوت دیں ' جو صلوۃ الهي کو قائم کریں اور زکواۃ ادا کریں - جنکا سب سے بڑا نمایاں وصف ایماني یه هو که وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نڈر اور بے خوف هوں ' اور الله کے سوا کوئي نهو جو انهیں ڈرا سکے اور اپني قوت و عظمت سے مرعوب کرسکے - پھر ان لوگوں ' اُن انجمنوں ' ان اماموں ' اُن منتظموں کو ' جو اپنے اعمال کے اندر اِن خصائص ایماني کا کوئي ثبوت نهیں رکھتے ' کیا حق حاصل هے که الله کي مساجد کے متولي اور اُسکے گھر کے پاسبان هوں ؟ یه آجکل کے مغرور و سرکش متولي ' جو ٹھیک ٹھیک مشرکین مکه کي طرح مساجد کي تعمیر و تولیت پر کافرانه ناز کرتے هیں ' کیا ٹھیک ٹھیک اس آیت کے مخاطب و مصداق بھي نهیں هیں ؟ کتنے هیں جو مساجد کے اوقاف کو اپنے ابلیسانه اغراض دنیویه کا وسیله ' اور اپنے شیطاني عیش و آرام کا ذریعه بنانے کیلیے مسجدوں پر قابض اور اسکے لیے هر موقعه پر اپنے استحقاق کے اظهار کیلیے مستعد رهتے هیں؟ حالانکه جن مسجدوں کي تولیت کا اپنے تئیں مستحق سمجھتے هیں ' ان میں ان بند گان نفس کو پانچ وقت کي نماز پڑھنے کي بھي توفیق نهیں ملتي ' اور عین اُس وقت که انکے زیر انتظام مساجد میں بندگان الهي کي صفوف الله کے آگے سر نیاز جھکاتي اور اسکي تسبیح و تقدیس میں مصروف رهتي هے ' وہ اپنے دار الخبائث کے اندر مصروف فسق و معاصي ' و مشغول نفس پرستي هوتے هیں !!

کتنے متولي هیں ' جو قیام صلواۃ و اداء زکواۃ کے حکم کو اپنے لیے بھي قابل عمل سمجھتے هیں حالانکه وہ اُسي خدا کا حکم هے ' جسکي عبادت کے گھر کي پاسباني کا انهیں غرور هے ؟

پھر ان سب سے زیادہ ان بندگان شیاطین و عبدۃ الاصنام کي حالت محتاج نظر هے ' جنهوں نے مساجد کے انتظام و تولیت میں دخل حاصل کرکے انهیں غیروں کے احکام کفریه اور حکومتوں کے ڈرا میں جالگو کے ماتحت کردیا هے ' اور هر وقت دنیا کي شیطاني قوتوں کے خوف سے لرزتے اور دنیوي حکام کے ڈر روتے رهتے هیں - هر وہ شخص جو قران کو کلام الهي ' اور اسکے احکام کو واجب التعمیل سمجھتا هے ' بتلاے که کیا انهیں مساجد کے متولي اور منتظم هونے کا حق حاصل هے ؟ مسجدوں کا خدا تو کہتا هے که صرف وهي مومن مخلص اور مسلم قانت مسجد کا متولي هوسکتا هے ' جسکا وصف نمایاں " لم یخش الا الله " هو ' پھر وہ ' جو خدا کے سوا دوسروں سے ڈرتے اور اسکو چھوڑکر غیروں کے سامنے جھکتے هیں ' کیونکر اسکي مساجد کے محافظ اور پاسبان هوسکتے هیں ؟ وہ خداء غیور جس طرح خود اپني صفات میں کسي کي شرکت گوارا نهیں کرسکتا ' اپني مسجد کي مقدس عمارتوں کے اندر بھي اپنے سوا کسي دوسرے کے خوف اور هیبت کو نهیں دیکھه سکتا " و الغیرۃ من صفات حضرۃ الربوبیۃ " - اسکے گھر کا وهي خادم هوسکتا هے جو صرف اس گھر کے مالک هي کا غلام هو ' اور اس ایک آقا کي غلامي کیلیے اور تمام آقاؤں سے کٹ چکا هو - (مسیح) نے کہا که ایک غلام دو آقا کو خوش نهیں کرسکتا - لیکن قران نے بھي اس سے زیادہ بلیغ و موثر مثال دي هے جبکه اُس نے کہا که :

ما ۵ان لرجل من قلبین في جوفه (۳۳ : ۴)	الله نے کسي انسان کے پهلو میں دو دل نهیں رکھے هیں - دل ایک هي هوتا هے -

پس اگر تمهارے پاس دل ایک هے ' تو تمهارا سر بھي دو چوکھٹوں پر جھک نهیں سکتا اور تمهاري غلامي کیلیے دو آقا بھي نهیں هوسکتے - یا تو تم خدا کیلیے هوگے ' یا پھر اسکے سوا دوسروں کیلیے - اگر تم اسکے لیے هو تو پھر غیروں سے کیوں ڈرتے اور اُنکے حکموں کے آگے کیوں جھکتے هو ؟ پھر اگر ایسا نهیں هے تو یاد رکھو که نا فرماني گناہ هے مگر شوخي کفر هے - تم غیروں سے ڈر کر انکي غلامي کرتے هو تو ڈرو ' مگر یه کیا هے که پھر خدا کے گھر کي غلامي و خدمت کا بھي دعوا کرتے هو ؟

(۴) پس اس آیۃ کریمه نے صاف صاف یه امر بتلا دیا هے که الله کي مساجد کے متولي صرف وهي لوگ هوسکتے هیں جو ایمان با لله ' قیام صلوۃ ' ایتاء زکواۃ ' اور " لم یخش الا الله " کي ایماني علائم اپنے اندر رکھتے هوں - اور جو ایسا نهو ' وہ کسي طرح اسکا مستحق نهیں که خدا کے گھر کي عزت کو اُسکي تولیت و تعلق سے بٹه لگا یا جاے - اسلیے هر مسلمان کا فرض دیني هے که وہ اپنے جهاد في سبیل الحق اور امر بالمعروف میں اس چیز کو بھي داخل کرلے ' اور جهان جهان ایسے لوگ مساجد پر قابض هوں ' انکے هاتھه سے مساجد کا انتظام لیلیا جاے ' اور ایسے لوگوں کے سپرد کیا جاے ' جو سچے مومن هوں ' اعمال حسنه و صالحه انکا شعار هو - لم یخش الا الله کے مصداق ' اور جمیع اوصاف و خصائل ایمانیه سے بهرہ اندوز هوں -

مگر اسکے لیے ضرور هے که لوگ حالت کو محسوس کریں اور اپني قوت سے کام لیں - مسلمانوں کي غفلت اور عدم احتساب نے مساجد کے منتظمیں کو بے پروا اور اپنے کاموں کي طرف سے بالکل بے غم کردیا هے - جو استبداد و خود رائي آج ادنی و اعلی کا رکنوں میں پیدا هوگئي هے ' وہ بھي اسي کا ایک نمونه هیں - مساجد کے اوقاف پر جس طرح وہ چاهیں تصرف کریں - مسجدوں کے اندر جس طرح کے احکام چاهیں ' نافذ کریں - اسکے دروازے جب چاهیں کھولیں اور جس پر چاهیں بند کر دیں - پس جب تک که مسلمان احتساب کیلیے آمادہ نهونگے اور اپني اجماعي قوت سے کام لینا نه سیکھیں گے ' اس حالت کا انسداد محال هے - (یتبع)

فن مکالمۃ

(از مراسله نگار ادیب ، صاحبزاده مولوي ظفر حسن صاحب)

به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیري یاد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزي

(۱) قل لهم فی انفسهم قولا بليغـا (لوگوں سے ایسي بات کهو که انکے دل میں اتر جاے)
(۲) قولوا قولا سديدا (پخته بات کهو !)
(۳) (قولاله) قولا لينـه (نرمي سے بولو !)
(۴) قولوا قولا معروفـا (نیک اور اچهي بات کهو !)

امتحان سراي عالم میں انساني کامراني و فائز المرامي ' مقصد پذیري و قسمت وري ' فیروز مندي و کامیابي ' غرضکه تمام دنیاوي فوز و فلاح ' في صدي ننانوے حصه زبان کے هاتهه هے - اس مضغۂ گوشت نے ' جس پر بتیس دانتوں کا پهره هے ' با ایں همه تقید و پابندي ' آهني قلعے تسخیر کیے هیں ' ممالک فتح کیے هیں ' فوجوں کو شکستیں دي هیں ' گداگروں کو پادشاه بنایا هے ' خاک آلود و ژولیده مو سروں پر تاج مرصع کار رکها هے ' اور بوریائے مسکنت کو اورنگ جهانباني پر جا بجهایا هے - اور پهر اس ظلمت کدۂ هستي میں اگر کسي نے کفر و ضلالت کي اقلیموں کو فتح کیا هے ' اور وهم پرستي و خام اندیشي کي تاریکي کا پرده چاک کیا هے ' تو وه یهي شمشیر عالمگیر ' اور وه اسي تلوار آبدار کي چمک هے - اسي نے انساني دلوں میں تثلیث کي جگه توحید کو ' آتش پرستي کي جگه یزداں پرستي کو ' اور اصنام ساکت و صامت کي جگه خدائے حی و قیوم کو دلوائي ' کفر اندیشي و باطل پرستي کي گهٹا دور کي ' اور نور ایمان و ایقان سے صفحۂ عالم کو جگمگا دیا !!

اسلام نے اپني حقانیت کي حجت زبان کو قرار دیا هے - (۱) اسلام کے هاتهه میں اگر کوئي ایسا عصا هے جو چشم زدن میں اژدها بنجائے اور طرفة العین میں زمین کے اندر سے چشمۂ شیریں نکالدے ' تو وه یهي عصائے زبان هے ! اسکے پاس اگر کوئي ایسا ساز نغمه هے جسکي آواز جن و انس ' پرند چرند ' اور شجر و حجر کے دلوں کو اپني طرف کهینچ لے ' تو وه بربط زبان هي هے ' اور پهر اسلام کو اگر کوئي جمال عالمگیر و حسن جهاں تسخیر حاصل هے ' تو وه یهي حسن گفتار هي هے :

آنچه خوباں همه دارند ' تو تنها داري !

تاریخ کامیابي و فرخحالي کا هر صفحه سلطان زباں کا ثنا سنج و مدح طراز هے - اسکي هر سطر ایک ترانۂ توصیف ' اور اسکا هر لفظ ایک زمزمۂ تحمید هے - اسکي صاف صاف شهادت هے که اس تیره خاکدان ارضي میں زبان هي نے آدم زاد پر فردوس فلاح و گلشن صلاح کے دروازے کهولے ' وه آلۂ وحید زبان هي هے جسنے انسان کے لیے قصر کامراني تعمیر کیا ' سامان عیش و نشاط ترتیب دیا ' اور زمین پر سلسبیل و کوثر کي نهریں جاري کردیں ' تا که وه ان سے بهره مند و حظ اندوز هو ' اور دنیا میں باغ هاے جنت کي لذتیں لوٹے - پهر وه مضراب زبان هي تهي ' جسنے ساز هستي کے نغمه هاے مخفي آشکار اور سرود فطرت کے ترانه هاے مضمر کو برسر بازار کردیا ' اور انسان کو اس کے ترنم لطیف و تغنی سحر تاثیر سے لطف اندوزي و فیضیابي کا موقع دیا - اور پهر زبان هي وه کلید خاص هے ' جس نے گنجینه هاے مقفل و سر بسته کو ایک لمحه کے اندر صرف دست و نظر کردیا !

خامه کلیدے که در گنج راست
زیر زباں مرد سخن سنج راست

پهر زبان هي وه بال سے زیاده باریک اور تلوار کي دهار سے زیاده تیز ایک صراط امتحان هے ' جسکے نیچے حسرت و یاس کا جهنم شعله زن هے ' اور جسکي سرحد بهشت مسرت و کامراني کے اندر ختم هوتي هے - اگر پاے گفتار کو لغزش هوئي تو طعمۂ رنج و تعب هوگئي ' ورنه عیش دائمي و انبساط سرمدي سے هم آغوشي هے - اگر اسکا حسن استعمال اوج مراد و معراج نشاط تک پهونچا دیسکتا هے ' تو اسکا سوء استعمال حضیض نامرادي و تحت الثراے ناکامي پر پٹک بهي دیتا هے ' اور جسطرح زبان کے حسن استعمال نے غریب کو امیر ' فقیر کو بادشاه ' محتاج کو غني ' مغلوب کو غالب ' مفتوح کو فاتح ' بزدل کو شجاع ' ظالم کو رحمدل ' اور کافر کو مومن بنا دیا هے ' اسیطرح اسکے سوء استعمال نے بادشاهوں سے بهیک منگوا دي هے ' شهزادوں کے هاتهه میں کاسۂ احتیاج دیدیا هے ' ایک عالم کو دشمن بنا لیا هے اور لا تعد و لا تحصی مصائب و آلام کے پهاڑ انسان کے سر پر لا توڑے هیں -

* * *

تاریخ انگلستان شاهد هے که چارلس اول نے درشت کلامي کے دیوتا کو اپنا سر نذر کیا ' هنري دوم کے الفاظ طامس اے بیکٹ کي هلاکت کا باعث هوے ' فریڈرک اعظم کے زهر آلود فقرات جنگ ' جنگ هفت ساله (Seven years war) کا موجب بنے ' اور پهر کون نهیں جانتا که جب انگلستان کي حالت بهت نازک تهي ' برطاني فوج دل شکسته هو رهي تهي ' فرانس کے رعب سے تمام برطانیه کے جسم میں رعشه تها ' تو (نیلسن) کے الفاظ هي تهے ' جسنے بحري فوج کے ٹوٹے هوے دل پهر جوڑ دیے ' هاري هوے همتوں کو پهر چاق چوبند کر دیا ' بزدلوں کے اندر روح شجاعت از سر نو پهونک دي ' اور پیچهے هٹنے والے قدموں کو سب سے آگے بڑها دیا !!

زمانه جانتا هے که (نپولین) کي کامیابي کا راز هاتهه نه تها بلکه زبان تهي - اسکي زبان کي مٹهي میں فرانس کا دل تها - یهي زبان تهي جسکي دستگیري نے آے سپاهیوں کي ادنیٰ صف سے نکالکر فرانس کے تخت پر جا بٹهایا - پس نپولین کو بادشاه بنا دیا اسکے اقوال نے ' نه کے اسکے افعال نے - یعني اسنے ' جو اسنے کها تها - نه اسنے ' جو اسنے کیا تها !!

* * *

جون کا مهینه هے ' اٹهارویں صدي عیسوي کا آفتاب قریب غروب هے - برٹش پارلیمنٹ کے روبرو وارن هسٹنگس (هندوستان کے ایک گورنر جنرل) کا مقدمه پیش هے ' رچرڈ برنسلے شیریڈن اٹهتا هے - مخالفت میں کامل ساڑهے پانچ گهنٹه تقریر کرتا هے - لیکن سامعین کا کیا رنگ هے ؟ کیا اسکے طولانی خطبه سے گهبرا رهے هیں ؟ اسکي طویل تقریر سے اکتا گئے هیں ؟ نهیں ' بلکه اسکے برخلاف هر شخص سر تا بقدم گوش هے ' حیرت هے ' جو جس پهلو بیٹها هے ' اسي پهلو بیٹها رهگیا هے - گویا پتهر کے بت جا بجا کرسیوں پر نصب کر دیے گئے هیں - تنفس میں ابتري هے ' آنکهیں کو کهلي هیں لیکن خطابت کے مسمریزم سے هر شخص معمول و مدهوش هے - فریقین اسطرح محو سماعت هیں که ما به النزاع قطعاً فراموش هے - هسٹنگس کي موافقت و مخالفت کا کسي کو خیال نهیں - هر قلب (غالب) کي اس فلسفه سنجي کا مصداق جامد هے :

(۱) فاتوا بسورة من مثله (منه)

حکومت رهے - رؤساء قبائـل همیشه ایـک دوسرے پر حملے کیلیے فرصت اور موقع کي تـلاش میں رهتے تـهے - سنه ۹۵ ق م میں دو مدعیان سلطنت پیدا هوے ' اور جزیره شمالاً و جنوباً دو حصوں میں منقسم هوگیا ' لیکن ایک هي سال کے بعد پهر بدستور ایک متحده حکومت قائم هوگئي -

اس ملک کا آخري بت پرست تاجدار ایک نهایت اولوالعزم بادشاه تها جس نے نه صرف ملک کي ترتیب و تنظیم هي میں سعي بلیغ کي ' بلکه آئر لینڈ سے نکل کر فرانس ' اسکاٹلینڈ ' اور انگلینڈ پر بهي حمله آور هوا ' اور آخر نهر " لوار " کے ساحل پر ایک تیـر اجل پیغام کا نشانه هوکر ' اپني اولوالعز مانه امیدوں کے ساتهه رخصت هوگیا -

یه تیسري صدي مسیحي تهي - پوپ کے نائب ان دور و دراز ممالـک میں نشر مسیحیت کیلیے مصروف کار تهے - اس وقت سے پانچ صدي تـک برابر کوششیں مصروف رهیں ' تا آنکه پانچویں صدي کے اختتام پر تمام آئر لینڈ نے بپتسمه پاکر " آدم کے موروثي گناه " سے نجات حاصل کي اور مسیحیت میں داخل هوگیا -

تاریخ نصـرانیت کا ایک ایک صفحه شاهـد هے که جب کوئي قوم " باپ اور بیٹے کے جلال " پر ایمان لائي هے ' تو سب سے پہلے اس سے مسیح کے اس حکم کي تعمیل کرائي گئي هے که :

" یه مت سمجهو که میں زمین پر صلح پهیلانے آیا هوں ' صلح پهیلانے نهیں بلکه تلوار چلانے آیا هوں ' کیونکه میں آیا هوں تا که بیٹے کو باپ سے ' بیٹي کو ماں سے ' اور بهو کو ساس سے جدا کروں "
(متي ۱۰ : ۳۴)

انهوں نے همیشه اپنے غیر نصراني بهائیوں کو نهایت تعذیب و تـکلیف کے ساتهه قبول نصرانیت پر مجبور کیا یا پهر انکے خون سے زمین کو رنگین کیا -

آیر لینڈ میں غیر نصراني قبائل کے ساتهه جو کچهه هوا ' اوسکے انتقام کے لیے ۱۰۰ برس کے صبر و تحمل کے بعد نارتهه میر لینڈ اور ڈنمارک کے رؤساء نے آیر لینڈ پر حملـه کردیا اور فتح کیا - پهر اس عهد میں بهي وه سب کچهه هوا ' جو نصرانیوں نے ۱۰۰ برس پہلے اس سرزمین پر کیا تها - کنیسے اوٹے گئے ' " فرزندان پدر آسماني " جلا وطن کیے گئے ' مدارس نصرانیه بند هوگئے ' مذهبي کتابیں جلاکر خاکستر کا ڈهیر کردي گئیں - اور " آنکهه کے بدلے آنکهه " موسی کي شریعت کا قانون هے -

آخر الامر نیال سوم شاه ایرلینڈ کے زیر علم اهل آیر لینڈ کي ایک فوجي طاقت مجتمع هوئي ' جو اگرچه حمله آور کو ملک سے نکال نه سکي ' تا هم ان کو نهایت کمزور کردیا ' اور با ایں همه ضعف ' وه رؤساء قبائل کو باهم لڑا لڑا کر دو صدي بعد تک سواحل پر جمے رهے -

سنه ۱۰۰۲ ع منسٹر کے ایک بادشاه نے ڈنمارک والوں کو سواحل سے بهي نکال دیا اور اسطرح جزیره کا کامل الاقتدار بادشاه هوگیا لیکن کون نهیں جانتا که حکومت وطنیه کے زوال و فنا کا صرف ایک هي سبب هوتا هے ' یعني ملـک کے امراؤ رؤساء کي با همي نا اتفاقي و خیانت وطني - امیر لینسٹر کي دعوت و ترغیب سے ' جو امیر منسٹر کي اس غیر معمولي کامیابي سے دل گرفته تها ' ڈنمارک نے سنه ۱۰۱۴ - میں پهر حمله کردیا لیکن نا کام رها -

بیروني دشمن گو نا کام رها اور یه اکثر هوتا هے لیکن خود اندروني دشمن جب ملـک میں پیدا هوجاتا هے تو وه کبهي نهیں مرتا ' جب تـک که خود ملـک کي رونق و سلامتي نه مرجائے - چنانچه ملـک کے چاروں صوبے باهم معرکه آرا هوگئے -

انـگریز قوم اپني قومي خصوصیات و امتیازات اور حیل سیاسیه میں نه صرف آج هي نامور هے ' بلکه آج سے ۸ - سو برس پہلے بهي وه اسي طرح تهي - آج مصر اور دیگر اقـوام میں وه جو اداکیل رهي هے ' لیکن اسکي مشق ۸ - سو برس ادهر سے کر رهي تهي ' تب کهیں جا کر اس دور جـدیده میں اس سبـکدستي اور صفائي سے اپنا پولیٹکل ڈراما حسب موقع دکهلا سکي هے ' جسے وقتاً فوقتاً ممالک شرقیه کے اسٹیج پر شروع کرتي هے اور ختم کرتي هے -

لینسٹر بادشاه ' سنه ۱۱۶۹ ع میں هنري دوم شاه انـگلینڈ سے طالب اعانت و نصـرت هوا ' اور اسطـرح آیر لینڈ کے دستر خوان تاجداري پر خود اوسنے انـگلینڈ کو دعوت دي - سنـه ۱۱۶۹ ع میں جو برطانی فوج آیر لینڈ میں داخل هوئي تهي ' آج سنه ۱۹۱۳ ع تـک که ۷۳۵ برس هوچکے هیں واپس نهیں آئي هے ' پهر مصر و زنجبار اور مسقط کے لیے لوگوں کو کیا جلدي پڑي هے ؟

هنـري شـاه انـگلینڈ کا قبض و استیلا کے جواز کے متعلق یه استدلال هے که پوپ نے سنه ۱۱۷۷ ع میں اهل آیر لینڈ کي گردنیں اوسکو بخش دي هیں ' اور اسکي ایـک سنـد بهي لکهکر حوالے کردي هے -

(آئر لینـڈ کا جهـاد آزادي)

لیکن جو قوم که اپني گردن کي خود اپنے تئیں بهي مالـک نه سمجهتي هو ' وه پوپ مفروض کي اس سند مجعول کو دیکهکر کیونکر اپني گردن دوسري قوم کے آگے ڈال دیتي ؟ اس کشمکش کا نتیجه ظاهر تها -

انگلینڈ کا اس دعوے پر برابر حمله آورانه اصرار رها ' اور آیرلینڈ کا همیشه مدافعانه انکار بهي قائم رها - لیکن اس هنگامۂ خارجي میں آیر لینڈ کي داخلي شورش بهي کم نهوئي ' نارمن جو اس جزیرے کے دوسرے باشندے تهے ' همیشه قدیم آیرش باشندوں سے برسر پرخاش رهے اور اکثر حالتوں میں غالب رهے -

ان احزاب کي تسکین کے لیے ایک تجویز یه عمل میں لائي گئي که جزیـره کا حـاکم خرد شاهزاده جان بنایا گیـا - وه سنه ۱۱۸۵ ع میں ۶۰ - جهازوں کا ایک بیڑه لیکر ' آیرلینڈ کي طرف روانه هوا ' لیکن هزیمت هوئي اور واپس آکر خود سابق انگریز گورنر شاهزاده کے خلاف سازش میں شریک هوگیا - سنه ۱۲۱۰ ع میں شاهزاده پهر واپس آیا - اور انگلو نارمن رؤساء کو ' جنهوں نے اس وقت بڑي قوت پیدا کرلي تهي ' کمزور کردیا -

اس سے فراغت پاکر جان نے معکمے قائم کیے ' عدالت جاري کي ' سکے ضرب کیے ' ڈبلن میں ایک مجلس انتظامي کي بنیاد ڈالي - پهر سنه ۱۲۱۶ ع میں هنري ثالث نے تمـام آیرلینـڈ کو معـافي دیدي ' اور اونکو شخصي آزادي بخشي ' لیکن تاهـم ان میں سے کوئي چیز بهي تشنه کامان حریت و استقلال کو تسکین نه دے سکي -

انگلینڈ ابهي اسي طرح با هم دست و گریباں تهے که اسـکاٹ لینڈ کي سر زمین نے (اڈورڈ بروس) نامي ایک نیا مدعي پیدا کیا ' جسکي سعي و کوشش نے اسکاٹلینڈ کو بهي آیر لینڈ کي طرح انگلینڈ کے لئے مصیبت کده بنا دیا - اتحاد مصائب مصیبت زدوں کو متحد کر دیتا هے - آیر لینڈ کے اکثر امرا نے اڈورڈ بروس کو اسکاٹلینڈ کي طرح آیر لینڈ کي حمایت کي دعوت دي ' اوسنے قبول کیا اور انگلو نارمن قبائل کو شکست دے کر اکثر حصوں پر قبضه کرلیا ' اور اس طرح آیر لینڈ کا بادشاه منتخب هوا -

(لها بقیة صالحه)

شئون عثمانیہ

رے ہیں' اور مجردات کے اصول خالص کي تعلیم دیتے ہیں - مگر نی کا کام بس اسي قدر ہے کہ ان کلیات و مجردات و حقائق متحققہ مکتشفہ سے بہرہ اندوز ہوں' اور اعمال انساني کے لئے علوم سے سباق مفیدہ حاصل کرکے سہل وآسان اور موصل الی المقاصد راہیں بولدیں -

مثال کے لیے علم تشریح (Anatomy) اور فن جراحي (Surgery) رلیجیے - علم تشریح جسم انساني کے اعضا و جوارح کے حالات تعلقات باہمي کو ظاہر کرتا ہے - مگر فن جراحي صرف ان مباحث کلیات سے فائدہ اٹھاتا ہے' اور اپنے اصول و قوانین کو علم تشریح ے نظریات و حقائق سے اخذ کرتا اور اسطرح عمل جراحي کے لیے ک ذخیرۂ ہدایات و تنبہات فراہم کر دیتا ہے -

اگر ناظرین کرام دوران تعریف " فن مکالمۃ " میں اجازت دیں' ... معترضہ کے کہہ سکتا ہوں کہ جسطرح فن جراحي ...سر علم تشریح پر مبني ہے ... فن مکالمۃ بتاتا ہے اور کلمنۃ ... ...م نو علم النفس سے ماخوذ ہے - پس جو جسکا مطلوب ہو' وہ اسي طرف ...ول کو ثابت کرتا ہے - توجہ ہو:

به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیری یاد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزي

اب جبکہ فن کي ماہیت و حقیقت ظاہر ہو گئي' تو سوال ...ہے کہ مکالمۃ کے معني کیا ہیں ؟

الہلال:

(۱) یہ مضمون کئي نمبروں میں ختم ہوگا - ابھي صرف تمہید ...ي ہے - آپنے عنوان " فن مکالمۃ " رکھا ہے - جب تک کہ اصل مبحث شروع نہو' نہیں کہا جا سکتا کہ آپکا مقصود اصلي کیا ہے ؟ لیکن مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تقریر و خطبات کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں - اگر یہي مقصود ہو تو اسکے لیے تو " فن خطابت " پیشتر سے ایک عمدہ لفظ موجود ہے' اور " مکالمۃ " کي ضرورت نہیں -

(۲) آغاز مضمون میں آپنے " فاتو بسورۃ من مثلہ " کي طرف اشارہ کیا ہے اور ... بیان کو اسلام کا سب سے بڑا حربۂ اثر و تسخیر قرار دیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپکا مقصود یہ ہوگا کہ مذہب نے بھي اس وسیلۂ تاثر سے کام لیا - ورنہ اس آیت میں محض فصاحت و بلاغت بیان ہي کي تحدي نہیں ہے - و لقصۃ بطولها - اسلام کے اسلحۂ اثر ایک دو ہي نہیں بلکہ بہت سے ہیں' اور اسکي بڑي تلوار فطرۃ انساني کي مطابقت اور تعلیم معیم و ارشاد الہي ہے - یہي معني ہیں اس آیت کے کہ " ذلک الدین القیم "

(۳) خطابت کے عجیب و غریب اثرات کي مثالیں تاریخ عرب سے بھي بکثرت ملسکتي ہیں اور وہ نہایت موثر اور دلچسپ ہیں - علی الخصوص دور جاہلیۃ -

برید فرنگ

برطانیہ از روے معاہدہ' دولت عثمانیہ کي اعانت پر مجبور ہے

اثر: کاتب شہیر و انصاف دوست' مسٹر بلنٹ

مشہور اسلام دوست انگریز اہل قلم اور سیاسي مصنف' مسٹر " بلنٹ " نے حسب ذیل خط " ویسٹ منسٹر گزٹ " کے اڈیٹر کے نام شائع کرایا ہے :

" جناب من ! ممنون ہوں کہ آپ نے میرا پہلا خط شائع کردیا - نقروں کو لکھتے ہوئے ... (تکمیل) میں ان ضامن نہیں ہیں " (میں اس اظہار سے باز نہیں رہ سکتا) ... نہایت افسوس ناک غلطي کي ہے -

معلوم ہونا چاہیے کہ حکومت برطانیہ " از روے معاہدۂ دفاعیہ ۴ - جولائي سنہ ۱۸۷۸ ع (دیکھو کتاب ازرق Blue Book عدد ۳۸ - سنہ ۱۸۷۸ ع) روس ... سے عثماني ایشیا کي ... و مدافعت پر مجبور ہے -

برطانیہ کي وزارت خارجیہ اس معاہدہ کي پابند ہے' جیسا کہ ابھي ابھي گذشتہ سال وزیر خارجیہ نے خود اپني زبان سے اس کا اعتراف کیا ہے -

انگلستان نے اس معاہدے میں دولت عثمانیہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر روس کبھي عثماني ایشیا کے کسي حصہ پر حملہ آور ہوگا تو وہ ہمیشہ اپني جنگي قوت سے دولت عثمانیہ کي اعانت کرے گا' اس کے معارضہ میں دولت عثمانیہ نے اصلاحات کے جاري کرنے اور مسیحي رعایا کے حقوق کي حفاظت کا وعدہ کیا' اور جزیرۂ قبرص کے انتظامات انگریزوں کے سپرد کردیے کہ وہ عثماني ایشیا کي حفاظت کے لیے اس اہم جنگي موقع سے کام لیں -

ان تصریحات کے بعد درحقیقت اوس وقت تک کے لیے' جب تک کہ یہ معاہدہ فسخ نہو' اور قبرص دولت عثمانیہ کو واپس نہ دیا جاے' انگلستان مجبور ہے کہ قانوناً اور اخلاقاً اس معاہدہ کي عزت کرے' خواہ اوسکي جنگي قوت بحر متوسط میں کسي حد تک متغیر کیوں نہ ہوجاے -

اس بنا پر اس وقت دول عظمي کے مقابلے میں روس کي خواہ کسي حد تک بھي بے چارگي ہو' لیکن اس معاہدہ کي تصدیق و تعمیل سے وہ کسي طرح عذر نہیں کرسکتا - اسکي مثال بعینہ اوس معاہدہ کی سي ہے' جو ایک انسان کي حفاظت و مدافعت کے لیے دوسرا شریف انسان کرتا ہے -

پس انگلستان کو اوس روس کے مقابلے میں اس معاہدے کي

بذوق بیخبر از در در آمدم ' معدوم
بوعدہ ام چه نیاز و زانتظار چه حظ !

لوگن جیسا وارن ہسٹنگس کا طرفدار ' دوران تقریر میں ایک گھنٹہ بعد اپنے ہم نشین سے کہتا ہے : " بس یہ تمام لفاظی ہی لفاظی ہے ' دلیل اور ثبوت کا نام نہیں " دوسرا گھنٹہ گذرنے پر کہتا ہے : " کیسی عجیب و غریب خطابت ہے ؟ " تیسرے گھنٹے کے بعد کہتا ہے : " واقعی مسٹر ہسٹنگس نے کچھہ انصاف نہیں کیا " مگر قبل اسکے کہ تقریر ختم ہو زور سے چیخ اٹھتا ہے : " درحقیقت [illegible] س ظلم و انصاف کشی کا ایک شیطان عظیم ہے " !!

ہاؤس آف کامنس کا ایک ممبر التوائے اجلاس کی تحریک پیش کرتا ہے اور اس امر کا اظہار و اعتراف کرتا ہے کہ بہ حالت موجودہ ' اسکا دل و دماغ صحیح ووٹ دینے کے قابل نہیں -

یہ ہے زبان کا اثر ' اور یہ ہے الفاظ کی تاثیر ! !

* * *

خیر ' یہ تو تاریخی واقعات ہیں - ہماری انفرادی زندگی میں شب و روز اس قبیل کی باتیں پیش آتی رہتی ہیں - اس رسالہ کے ہر پڑھنے والے کو تجربہ ہوگا کہ کسطرح ایک محبوب عزیز کی بات نے نشتر کا کام کیا ' اور کسطرح ایک لفظ نے دشمن کا دل صاف کر دیا ؟ اور پھر ذرا سی دیر میں دشمن دوست ' اور دوست دشمن ہوگیا ؟

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ الفاظ کا اثر وقت کے ساتھہ ختم ہوجاتا ہے ' نہیں ' بلکہ وقت کے گذر جانے اور مہینوں ' سالوں اور صدیوں کے بعد بھی دیکھا گیا ہے کہ امتداد زمانہ نے شراب تاثیر کو اور تیز کر دیا ہے اور الفاظ اپنے اندر وہی کھٹک ' وہی اثر ' وہی درد ' اور وہی طپش رکھتے ہوے نظر آئے ہیں - اعمال انسانی پر انکی حکومت برقرار رہی ہے اور اکثر بزرگان دین و قوم اور کبار خاندان و قبیلہ کے اقوال نے اس پیکر معصیت و عصیاں یعنے انسان کو برے کاموں سے بچایا ہے اور ہر موقعہ پر سامنے آکر ایک قاہر و جابر مانع کا کام دیا ہے !

انسان کا دل کچھہ عجیب طلسم زار تاثیر و تاثر ہے - کبھی اس سینۂ نازک میں ہوا کی ٹھیس سے بال پڑ جاتا ہے ' اور کبھی اس آئینہ عجیب کا غلیظ و دیرینہ زنگ آن واحد میں دور ہو جاتا ہے -

مگر ایسا کیوں ہے ؟

ماہرین علم النفس جانتے ہیں کہ لفظ میں کیا تاثیر ہے ' لبونکی حرکت میں کیسا سحر ہے ' اور زبان کو دل کے اندر کیسا کچھہ دخل عظیم حاصل ہے ؟ اس رسالے کا مقصد وحید ' اسی مسئلہ کی علم النفس کی روشنی میں تحلیل ' چند اہم نتائج علمیہ کا انتزاع ' اور فن مکالمۃ کی سرسری تدوین ہے -

پس سب سے پہلے ہم " فن مکالمۃ " کی تعریف کیطرف رجوع ہوتے ہیں کہ " فن مکالمۃ کہتے کسکو ہیں ؟ " لیکن اس سوال میں کہ " فن مکالمت " سے کیا مراد ہے ؟ دراصل دو سوال پوشیدہ ہیں ' یا یوں کہیے کہ یہ سوال دو سوالوں سے مرکب ہے - پہلا سوال یہ ہے کہ " فن " کیا چیز ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ " مکالمۃ کیا شے ہے " ؟

" علم " و " فن " کی بحث و تفریق ' علم منطق کا ابتدائی مبحث ہے - اکثر رسائل اسی بحث سے شروع کیے جاتے ہیں ' اور عجیب عجیب موشگافیاں کیجاتی ہیں ' مگر " علم " و " فن " کا مسئلہ ارباب منطق کے ہاتھہ میں جاکر ' نہایت خشک اور غیر دلچسپ بحث بنجاتا ہے - برخلاف اسکے ہمارا قلم " فن مکالمۃ " کے مباحث دلچسپ و مفید لکھنے کے لئے مضطرب ہے - لیکن کیا کروں کہ قارئین کرام کو اُن مباحث سے فائدۂ تام حاصل نہوگا - تاوقتیکہ مسئلہ " علم " و " فن " پر ایک گونہ اُنھیں عبور حاصل نہو جاے کہ یہی فن مکالمۃ کا اساس اولین و بنیاد مباحث ہے -

پس ہم اس مسئلۂ اہم کے طرف خاص طور پر متوجہ ہوتے ہیں کہ اگر عمارت کا سنگ و بنیاد ہی درست و راست نہیں تو نقش و نگار کی خوبی و حسن کو ایکر کوئی کیا کریگا ؟ حسن فضول و مفاد مجرد ' دونوں فن نفیس کی نظر میں قبیح و قبیح تر ہیں - کمال ہر صنعت حسن و افادہ ' دونوں کے انضمام پر منحصر ہے ' اور کمال ہر کار ' حسن آرائی و کار مندی ' دونوں کی آمیزش لطیف کا نام ہے - دیکھو ' چشم و ابرو کی یکجائی کا کیا اشارہ ہے ؟ آنکھہ جوکہ بذات خود ایک آلۂ مفید ہے ' محراب ابرو کے بغیر ایک روزن دیوار سے زیادہ نہیں ' اور ابرو جو اپنی جگہ پر مظہر حسن و جلوہ گاہ جمال مجرد ہے ' آنکھہ کے بغیر ایک دیوار شکستہ کی محراب کے سوا اور کیا ہے ؟

بہوں پاس آنکھہ قبلہ حاجات چاہئے

سب سے پہلے ہم " علم " اور " فن " کے متعلق ایک تمہید مختصر پیش کرینگے ' جو یوں بھی بجاے خود نفع و دلچسپی سے خالی نہوگی - اسکے بعد " مکالمۃ " کے مباحث کی طرف متوجہ ہونگے اور وہ طریقے بتائے جالینگے ' جن پر عمل کرنے سے انسان اپنی زبان سے ایک عالم کو تسخیر کر لے سکتا ہے ' اور ساری دنیا کو اپنی مٹھی میں لیلے سکتا ہے کہ جسطرف چاہے اُسے پھیر دے ! !

(علم و فن)

علم عبارت ہے مجموعۂ کلیات و مجردات و نظریات سے - وہ مظاہر فطرت کی توضیح و تشریح کرتا اور موجودات عالم کے وجود و ظہور کے شرایط و قوانین بتلاتا ہے - علم اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کسی شے کے وجود پذیر ہونیکے کیا اسباب ہیں ' کسی چیز کے معرض شہود میں آنیکے کیا علل ہیں ' اور مناظر و مظاہر کائنات کے براعت تخلیق کیا کیا ہیں ' اور نیز کیا طریق وقوع ہے ؟ علم بتلاتا ہے کہ کیوں سمندر سے ابخرات اُٹھے ' کسطرح بادل بنے ' کیوں پہاڑوں سے ٹکرا کر برسے ' ہوا نے کسطرح ہاتھوں ہاتھہ انکو ہر جگہہ پہونچایا ' کسطرح برگ خشک لب کو سیراب کیا ' مرجھاے ہوے پژمردہ سرسبز و شاداب ہوگئے ' اور سوکھی کھیتیوں کو ہرا بھرا کر دیا ؟ علم ہی ہے جو اُس مشاطۂ اعجاز کار سے تعارف کراتا ہے ' جسکے ہاتھوں شاید فطرت کے افزائش حسن و جمال کا کام انجام پاتا ہے ' جسکا دست آرائشگر عروس ہستی کی چہرہ پردازی و حسن افروزی کا آلۂ وحید ہے ' جسکی اُنگلیاں معشوق قدرت کے بالوں کا شانۂ حسن افزا ہیں - جس سے کائنات عالم کے شباب حسن کا نکھار قائم و برقرار رہتا ہے : ربنا ما خلقت ھذا باطلا ! !

غرضکہ علم کا موضوع بحث ' موجودات ہستی کے درمیان جو علاقہ ہاے سببیت وجود گزیں ہیں ' انکا انکشاف اور مظاہر فطرت کے انداز ظہور کی تعین و تحدید ہے اور بس -

برخلاف اسکے " فن " نام ہے اُن اصول و ہدایات کے مجموعہ کا ' جو کسی علم کی نظریات پر مبنی ہوتے ہیں اور اسطرح اُس علم میں ثابت و مبرہن ہوکر ' شمع راہ عمل ' اور رہنمائے بصیرت و عبرت ہوتے ہیں ' یعنی " فن " کو ان اصول و قوانین کی حقیقت و ماہیت سے کچھہ بحث نہیں ہوتی اسلیے کہ یہ تو علم کا موضوع خاص ہے - فن کا کام ' محض ان اصول متحققہ و قوانین مکتشفہ کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ' اور انسے استفادہ حاصل کرنا ہے - علوم نظریات و کلیات کا اثبات اور حقائق و مظاہر فطرت کا انکشاف

مراسلات

ان سلطنتوں میں جو جہاز بنتے ہیں ان میں ۲۰ - ۲۰ بلکہ ان سے بھی زیادہ توپیں ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک کا قطر ۵ - ۴ - ۶ - ۴ - انچ کا ہوتا ہے -

" رشادیہ " کی ترتیب و تنظیم اور سلاح بندی ایک کمیٹی کی زیر مراقبہ ہوئی ہے جسکے رئیس کماندر حقی بک تھے -

لندن کے سفیر عثمانی توفیق پاشا نے اپنی تقریر میں رشادیہ کی تقریب کرتے ہوے فرمایا :

" رشادیہ امید ہے کہ ملک و حکومت کی حفاظت و حمایت نہایت شجاعت و بہادری سے کرے گا اور کسب سعادت و ترقی راہ میں آگے بڑھتا رہے گا "

آگے چلکر سفیر موصوف نے کہا :

" دولت عثمانیہ کی آرزو صرف یہ ہے کہ وہ سکون و امن کے ساتھہ ... کوشاں اور جانفشاں رہے اور فرمانروائی کے ادبی و مادی ترقی میں کوشاں ... کے حصول میں دولت عثمانیہ حکومت برطانیہ کی اعانت پر اعتماد کرتی ہے "

(سر وینسنٹ کلارک) کارخانہ (ویکارز) کے ایک منیجر نے سفیر موصوف کے جواب میں ایک فصیح تقریر کی جسکے آخری فقرے یہ تھے :

" رشادیہ کی حسن قسمت و نیک فال ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ عین عید کے روز پانی میں اتارا گیا، جو مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مبارک دن ہے "

سابق متولی مسجد کانپور

گذارش ہے کہ جناب کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میں مسجد مچھلی بازار کے معاملہ میں بے قصور ہوں - میرے خلاف جو مضمون جناب کو کانپور سے گئے وہ غلط تھے - لہذا قبل بھی عرض کرچکا ہوں - اب بھی گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تردید شایع فرمادیں - ورنہ خیر جو راے اقدس ہو - میں ہر طرح پر خوش ہوں - مگر یہہ ضرور عرض کرونگا کہ خدا شاهد ہے - میں نے کوئی منظوری زبانی یا تحریری کسی حاکم کو نہیں دی - فقط -

(نذری کریم احمد - بساطی بازار کانپور)

(الہلال)

فقیر نے کانپور میں دونوں مرتبہ آپسے زبانی کہدیا تھا کہ مجھے اس بارے میں کوئی خاص کاوش تو ہے نہیں - ایک دینی معاملہ تھا - آپکے خلاف سرکاری و غیر سرکاری معلومات پہنچیں تو بے اختیار قلم سے مخالفانہ خیالات ظاہر ہوگئے - الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اصل و اساس ایمان ہے - ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھہ ہے - وہ نیتوں کا علیم ہے - اگر واقعی آپ بے قصور ہیں تو اس سے زیادہ اور خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے ؟ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے کہ صبر و ثبات کے ساتھہ راہ اسلام پرستی پر قائم رہیں -

ایک اقتصادی تجویز

(ایک خاتون غیور و ملت پرست کے قلم سے)

مجلس خدام کعبہ کے قیام پر تمام مسلمانوں کو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے - میں نے سرمایہ مجلس کے مصارف کو بغور پڑھا لیکن ذیل کے خیالات نے جو ہر وقت میرے لیے کاهش جان ہیں، بے اختیار مجبور کیا کہ جو تجویز عقل ناقص میں آئی ہے، اسکی طرف ارکان مجلس خدام کو ضرور توجہہ دلاؤں -

جب جنگ ترکی و اٹلی شروع ہوئی تو برادران اسلام اپنے مظلوم بھائی بہنوں کے مصائب سے بیتاب ہوگئے اور اطالوی مال کو بالیکاٹ کردیا - لیکن چند ہی دنوں کے بعد وہ بیتابی ایسی غائب ہوگئی، جیسے کسی کی کہنی میں چوٹ لگ جاے اور وہ کچھہ دیر کے لیے ایک ... پیدا کرے ... جنگ بلقان ... پھر غیرت قومی کی ایک لہر سی پیدا کرے ... جتنی کوشش ہم نے اطالی ثروت کو اقتصادی نقصان پہونچا نیکی کی تھی، اسکے عشر عشیر سعی بھی ان طاقتوں کی اشیاء تجارت کو (جو اس شرمناک اسلامی خون ریزی کی موجب تہیں) بالیکاٹ کرنے کے لیے نہیں کی، اور کسیکو اتنا بھی احساس نہوا -

حقیقت یہ ہے کہ لوگ مجبور بھی ہیں - کریں تو کیا کریں ؟ جو چیزیں ملتی ہیں وہ سب یورپ کی مصنوعات ہیں، اور اس طرح اہل یورپ ہمارا خون طرح طرح سے چوس رہے ہیں لیکن اب تو خون بھی باقی نہیں رہا -

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی تلوار سے خود ہی اپنا گلا کاٹ رہے ہیں اور دشمنوں پر اپنی خونریزی کا الزام قائم کرتے ہیں - کیا یہ تلوار ان کے ہاتھہ میں خود ہم نے، ان کی تجارت کو ترقی دیکر نہیں دیدی ہے ؟

اب ذرا غور فرمایئے کہ ادھر تو ہم جنگ بلقان کے مجروحین کے لیے چند روپے بطور اکراہ چندے میں دیتے ہیں اور ادھر اہل یورپ ہم سے بصد فریب لاکھوں روپے روزانہ وصول کرتے ہیں - ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ بتائی جاتی ہے - ان میں بہت سے روساء و امرا ہیں جو روزانہ سیکڑوں روپے کا مال خریدتے ہیں، اور جو غریب و مفلس ہیں، وہ بھی کم از کم یورپ کی چند چیزیں تو ضرور خریدتے ہیں - اور یہ تمام چیزیں یورپ کی مصنوعات تجارتی ہوتی ہیں - اس سے آپ لوگ خیال فرماسکتے ہیں کہ ہم کسقدر روپیہ روزانہ دشمن کی نذر کرتے ہیں اور یہ وہی ہمارا روپیہ ہے جس سے ہمارے ملکوں پر گولہ باری کی جاتی ہے اور ہمارے بھائیوں کی جانیں تلف کیجاتی ہیں - اسی کی بدولت آج ہم اپنی سلطنتوں کو غارت کر بیٹھے اور نوبت بایں جا رسید کہ خانہ کعبہ بھی معرض خطر میں ہے -

عزت بھولني نه چاهیے تھي' جسکے خوف سے متاثر هوکر سر اڈورڈ گرے نے ایام گذشته میں دولت عثمانیه کو یه نصیحت کي تھي :

" ادرنه کي حوالگي میں دولة علیه اب تاخیر نه کرے ' ورنه ممکن هے که روس ایشیائي صوبوں کي طرف پیش قدمي کرے گا "

اس وقت عثماني رجال سیاست اڈورڈ گرے کي روسیوں کے ساتھه قلبي میلان و انعطاف سے نا واقف نه تھے' اور نه اس پر اسرار نصیحت کي اس حقیقت سے نا آشنا تھے که اس سے جتني ترکوں کے ساتھه خیر اندیشي ظاهر هوتي هے' اوس سے کهیں زیاده سلافي اقوام کے ساتھه همدردي و طرفداري ظاهر هوتي هے ' اور یه روس کے مصالح کا عین مقتضی هے -

یه نا معلوم امر نهیں هے که ادرنه یورپ میں ایک مستحکم اور قلعه دار شهر هے - اسلیے ظاهر هے که انگلستان کیلیے اوسکي حفاظت کوئي اهم چیز نهیں ' اور اسي لیے معاهدۂ قبرص میں یوروپین عثماني صوبوں کے اندر اصلاحات و نظمیات کي دفعه نهیں بڑهائي گئي پس یه بالکل صاف هوگیا که سر اڈ ورڈ گرے نے جن همدردانه الفاظ سے ترکوں کو خطاب کیا' اون کا مقصود یهي تها که ترک ادرنه چهوڑ کر خط اینوس و میڈیا تک هٹ آئیں اور حق هے که ترک سر اڈ ورڈ گرے پر یه الزام قائم کریں که وه بهي یورپ کے اوس طریق سیاست میں شریک هیں جس کا مقصود عثماني صوبوں کي غارتگري هے - اس کا کیا مطلب هے که ایک حریف کو تو آگے بڑهایا جاے ' اور دوسرا ترکوں سے خطاب کرے که مقابله کي حاجت نهیں' تم یهاں اور پیچهے هٹ آؤ' جیسا که طرابلس میں آخر هوچکا هے ؟

سر اڈورڈ گرے کے ان چند مخلصانه ... نقصانات ... اسکے ذریعه تشجیع کي گئي که تم کو ... روسي اور انگریز تمهارے ساتهه هیں ' اور ترکوں کو ایشیا کي حفاظت کے لیے ادرنه سے فوج کا ایک ٹکڑا ایشیا میں منتقل کر دینا پڑا -

بظا هر حالات معلوم هوتا هے که آپ معاهدۂ قبرص کو نا قابل التفات اور گویا معدوم سمجهتے هیں' لیکن مجهے شک هے که وزارت خارجیه آپ سے متفق نه هوگي' کیونکه سر اڈورڈ گرے نے گذشته سال نهایت صریح الفاظ میں اٹلي کے قبضۂ جزیرۂ روڈس کے وقت اس کا حواله دیا تها' گو وه ترکوں کے لئے مفید نه تها - وزارت خارجیه نے کها تها که " انگلستان نے روس سے عثماني ایشیا کي محافظت کا عهد کیا هے ' نه که تمام دول عالم سے "

ان وجوه سے میں اوس وقت تک ' جب تک که انگلستان قبرص پر قابض هے ' اس امر کیلیے اوسے مجبور پاتا هوں که وه روسیوں سے ایشیاے عثمانی کي حفاظت کرے .... "

میں آج بغرض دیکهنے مسجد مچهلي بازار کانپور کے آیا - مجهے چند معزز دوستوں سے معلوم هوا که میري نسبت یه غلط فهمي عام هو رهي هے که میں نے کوئي فتوی اپنا مهري یا دستخطي بحضور هز آنر بالقابه پیش کیا هے جسکا مضمون یه هے که منهدمه حصه مچهلي بازار کانپور کا جزو مسجد نهیں هے حالانکه یه افواه محض غلط هے میں نے کوئي فتوی یا کوئي تحریر مسجد مذکور کے متعلق نه لکهی هے اور نه جناب لفٹنٹ گورنر بهادر کو دي هے - نه کوئي گفتگو اسکے متعلق هز آنر یا کسي دوسرے حاکم سے کي هے - لهذا آپ میري دستخطي تحریر هذا اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر مجهکو قوم کي بد گماني سے بري فرمائیے فقط -

دستخط فقیر محمد ابو الخیر غازي پوري ۸ - اکتوبر ۱۹۱۳

عالم اسلامی

رشادیه

عثمانـي زره پوش جهاز

حمیدیه کے بعد' جسکي تاریخ بنا سنه ۱۸۸۰ هے' ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ - پهلا موقع هے جب حکومت عثمانیه ایک زره پوش جنگي جهاز کي مالک هوئي هے -

سلطان کے نام سے اس جدید مدرعه (آهني جنگي جهاز) کا نام " رشادیه " رکها گیا هے - رشادیه کي طیاري کے لیے مئي سنه ۱۹۱۱ ع میں انگلستان کے کارخانه (ویکا رز و بارو) کو حکم دیا گیا ' اور اسکے تین مهینے بعد دولت علیه اور کارخانه داروں کا باهمي معاهده طے هوا - ٦ - دسمبر سنه ۱۹۱۱ ع رشادیه کي طیاري کا روز افتتاح ' اور ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ تاریخ تکمیل هے -

رشادیه تاریخ مذکور سے بهت پہلے طیار هوچکا تها ' لیکن اس اثنا میں دولت علیه جن حوادث و انقلابات میں مبتلا رهي ' نیز وقتاً فوقتاً مدرعۂ مذکوره میں جن نئي نئي اصلاحات و اضافات کي فرمائشیں هوتي رهیں ' ان کي بنا پر کام بدیر ختم هوا ' لیکن تاخیر ...

بهت ... طرز بنا اوس جدید انگریزي جهاز کي طرز کا هے' جسکا نام " جارج پنجم " هے - رشادیه وزن' قوت آلات ' سرعت سیر' استحکام و سلاح بندي اور اپني بڑي بڑي توپوں کے لحاظ سے بالکل " جارج " کے مساوي و مقابل هے ' بلکه " رشادیه " کي سکنڈ باٹري قوت و شدت میں " جارج " سے کهیں زیاده مضبوط و مستحکم هے -

" رشادیه " کا بار ۲۳ - هزار ٹن' طول ۵۲۵ - فیٹ' عرض ۹۱ - فیٹ' عمق ۲۸ - فیٹ هے ' اور اوسکے انجن کي طاقت ۳۱ - هزار گهوڑوں کے برابر هے - اسکي متوسط رفتار ۲۱ - میل هے ' اور سطح فوقاني ۱۲ - انچ کي فولادي چادر سے چهپي هے - اس میں چار فوقاني طبقے هیں جو ۱۲ ' ۹ ' ۸ ' اور ٦ - انچ کي مختلف الضخامة چادروں میں لپٹے هوے هیں - سب سے آخري اور داخلي طبقه جو بالکل سطح آب کے برابر هے' نهایت محفوظ و محکم هے -

سلاح بندي کے لحاظ سے " رشادیه " تمام انگریزي جهازوں سے ممتاز هے - اسکي پهلي باٹري جو دس توپوں سے مرکب هے اور جن میں سے هر ایک کا قطر ۵ - ۱۳ - انچ هے جهاز " جارج " سے مشابه هے - اسي طرح دوسري اور چوتهي صف کي توپیں بهي بالکل " جارج " کي طرح هیں - چوتهي صف کي توپوں میں سے جهاز کے مقدم و موخر حصه میں بغرض حفاظت چار حرکت کرني والي توپیں بهي موجود هیں - دوسري باٹري ١٦ - توپوں سے مرکب هے - هر توپ کا قطر انچ هے' نیز بالکل محفوظ اور سامنے سے کهلي هوئي هیں - ضرورت کے موقع پر آٹهه آٹهه توپیں دهنے بائیں' اور چهه چهه آگے پیچهے چلائي جا سکتي هیں - طرز " جارج " کے اور جهاز جو موجود هیں ' ان کي دوسري باٹري میں چهه چهه توپیں هیں جن میں سے هر ایک کا قطر صرف ۱۴ - انچ هے -

" رشادیه " بحریۂ عثمانیه کي ترقي کا دوسرا زینه هے اگر هم " حمیدیه " کو پهلا زینه سمجهیں - البته یه بهي جو کچهه هوا' امریکا' فرانس ' روس ' اور اٹلي کي قوت بحریه کے مقابله میں' هیچ هے -

مراسلة و مناظرة

چند آور نئے ا[illegible]اظ ! !

" اکاذیب " اور " شرمناک "

بسلسلۂ حظ و کرب

از مسٹر عبد الماجد بي - اے - لکھنو

۱۷ - ستمبر کے الهلال میں صفحہ ۲۲۱ - سے لیکر صفحہ ۲۲۳ - تک انشا پردازي و خطابت کے پردہ میں جو پیہم " مغالطات " کا طومار یکجا کر دیا گیا ہے ' انکي داد " منطق " کے طلبا دینگے میں اگر انکي " پردہ دري " کرنا چاھوں بھي ' تو شاید اپنے دوسرے مشاغل کو کافي صدمہ پہنچائے بغیر نہیں کرسکتا - البتہ اُن متعدد " بیباکانہ اکاذیب " میں سے ' جو اس مضمون کی زیب و زینت کا باعث ھو رہے ھیں ' ایک بات کا صاف کردینا میں ھر حال میں ضروري سمجھتا ھوں - یہ قطعاً غلط ہے ' کہ میں اس معاملہ میں " واقف کاروں " سے مشورہ طلب کرلینے ' یا انکے مشوروں کے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ھوں ' میں خود ' بلا الهلال کے دربار سے کوئي هدایت پائے ھوے ' ملک کے اُن متعدد تعلیم یافتہ حضرات سے مشورہ طلب کر چکا ھوں ' جو میرے نزدیک مشورہ دینے کے اھل ' یا بہ قول آپکے ' " واقف کار " ھیں - میں نے اس مسئلہ میں مشورہ حاصل کیا ہے مسٹر سید کرامت حسین (سابق جج (هائي کورٹ) سے جو علوم عربیہ میں کمال رکھنے کے علاوہ فلسفۂ جدید (خصوصاً فلسفۂ اسپنسر) کے بھي عالم ھیں - میں نے استفادہ کیا ہے ' مولانا حمید الدین بي - اے (پروفیسر میور کالج الہ آباد) سے جنکي جامعیت علوم مغربیہ و مشرقیہ سے شاید آپکو بھي انکار کي جرات نہ ھو - میں نے استشارہ کیا ہے مولوي عبد الحق بي - اے (صدر مہتمم تعلیمات حیدرآباد) سے ' جو علاوہ علوم مغربي سے واقفیت کے عربي میں بھي کافي دستگاہ رکھتے ھیں ' میں نے مشورہ حاصل کیا ہے خان بہادر میر اکبر حسین (الہ آبادي) سے ' جو علاوہ اردو زبان میں سند (Authority) ھونے کے فلسفہ جدید کا خاصہ مذاق رکھتے ھیں - اور میں نے مشورہ طلب کیا ہے اپنے شہر کے پروفیسر مرزا محمد هادي بي - اے (کرسچن کالج) سے جو علوم قدیمہ و جدیدہ دونوں میں مشہور قابلیت رکھتے ھیں - حضرات موصوف کے علاوہ میں نے اور بھي اُن متعدد تعلیم یافتہ لوگوں سے استصواب راے کیا ہے ' جنکي علمي و ادبي قابلیت کي شہرت ابھي غالباً اُس فضا میں نہیں پہنچي ہے ' جس میں الهلال کا نشو و نما ھو رہا ہے -

اور پھر میں نے بعض اُن سنجیدہ مذاق اصحاب سے بھي تبادلۂ خیالات میں کبھي تامل نہیں کیا ' جو چند دنوں سے آپکے اسٹاف میں ھیں - بعض حضرات سے ان مسائل پر کئي کئي گھنٹہ گفتگو رھي ہے - میرے لایق دوست مولوي سید سلیمان نے جس محنت سے وضع اصطلاحات علمیہ پر ایک تحریر شایع فرمائي ہے ' نیز میرے ایک دوسرے دوست (" خدا بندہ " از جونپور) نے اسي مسئلہ لذت و الم پر مضمون تحریر فرمایا تھا ' میں اسکا اعتراف کرتا ھوں -

ھاں یہ جرم مجھہ سے بلا شبہہ سرزد ھوا ہے (اور شاید آپکے ضابطۂ تعزیرات میں یہ جرم ناقابل معافي ھو) کہ میں نے اُس شخص سے دستگاري کي التجا نہیں کي ' جس نے گو اپني خطیبانہ سحر بیانیوں سے ایک بہت بڑي [illegible] کو مرعوب و مسحور کر رکھا ہے ' مگر جسکے " خالص کمالات علمي " کا ثبوت مجھے ابتک با وجود " سعي و تلاش " کے نہیں مل سکا ہے -

رھا آپکا یہ دعوی ' کہ عربي میں فلسفہ کي بہتر سے بہتر اصطلاحات موجود ھیں بہ شرطیکہ تلاش کي جائیں ' تو اسکے متعلق میں نے اپنے پچھلے خط میں جو سوال کیا تھا ' وہ بدستور قائم ہے - مجھے بتائیے کہ میں سایکا لوجي ' ایپسٹما لوجي ' ایتھکس (اپنے جدید معنے میں) اور منطق استقراء کي مصطلحات کس کتبخانہ میں تلاش کروں ؟ کس کتاب میں ڈھونڈھوں ؟ مصر کے نامور فضلا ' مشہور مستشرقین یورپ ' اور خود هندوستان کے مستند ترین فضلا (مثلاً شمس العلما مولانا شبلي نعماني) تو اپني لاعلمي کا اظہار کرتے ھیں ' لیکن الهلال کو اپنے دعوے پر اصرار ہے ' اور چونکہ یہ دعوی الهلال نے کیا ہے ' اسلیے کسي دلیل کي بھي حاجت نہیں ' محض اسکا اعادہ و تکرار کافي ہے - لیکن یاد رکھیے نہ یہ خطیبانہ حربے ' عوام فریب تقریروں و تحریروں میں خواہ کتنے ھي کارگر ھوتے ھوں ' لیکن علمي مباحث میں انکا استعمال قطعاً بے محل و غیر موثر ھونے کے ساتھہ " بیحد شرمناک " ہے - سیاست اور مذھب مدت سے آپکي تیغ خطابیات کے زخم خوردہ ھو رہے ھیں ' اب مہرباني کرکے علمي مسایل کي جان پر تو رحم فرمائیے -

الهـــلال :

سخت شرماے وہ ' اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
چھیڑنا تھا تو کوئي شکوۂ بیجا ہوتا !

اب تک تو صرف " حظ و کرب " کے متعلق بحث تھي ' لیکن اب میں سمجھتا ھوں کہ آپکي لغات و مصطلحات جدیدہ و مخترعہ میں اور چند الفاظ و اصطلاحات کا بھي اضافہ ھوگیا ہے - اگر وضع و اختراع کي رفتار ایسي ھي تیز رھي تو مجھے ھمت ھار دینے کا علانیہ اعتراف ہے :

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ ست !

اب تک تو صرف یہي [illegible] تھي کہ آپ " حظ و کرب " کا مطلب وہ نہیں [illegible] جو [illegible] چاھیے ' لیکن یہ تو بڑي مصیبت ھوئي کہ اب مغالطات ' منطق ' پردہ دري ' بیباکانہ اکاذیب ' کمالات علمیہ ' اور بے حد شرمناک کے متعلق بھي مجھے خوف پیدا ھوگیا ہے کہ آپ انکے معاني سے بے خبر ھیں اور نہیں جانتے کہ اِن الفاظ کو کن موقعوں پر بولنا چاھیے ؟ میں نے اسي لیے آپکي تحریر میں اسطرح کے الفاظ کو ان ورتد کاما سے ممتاز کر دیا ہے -

اگر میں چاھوں تو بغیر " اپنے مشاغل کو صدمہ پہنچاے " اِن الفاظ کے معاني بھي عرض کرسکتا ھوں جو افسوس ہے کہ مثل " حظ و کرب " کے آپ کو معلوم نہیں - لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ غصہ میں آگئے ھیں ' اور آدمي غصہ میں آکر گالیوں پر اتر ھي آتا ہے ' اسلیے آپکو معذور سمجھتا ھوں اور آپکے غصہ پر ھنستا ھوں - کاش آپکو یاد رھا ھو تا کہ مسائل علمیہ کا فیصلہ گالیوں اور محض ادعائي الزام سے نہیں ھوتا - (اکاذیب) اور (شرمناک) کے استعمال کیلیے محض ان دو لفظوں کو مثل حظ و کرب کے سن لینا ھي کافي نہیں ہے بلکہ انکے مواقع استعمال کو بھي مثل " حظ و کرب " کے معلوم کرنا چاھیے -

اب سوال یہ ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث کیا ہے ؟

سبب یہ ہے کہ ہم محنت ' مزدوری ' اور تجارت کو ننگ و عار جانتے ' اور ملازمت کو باعث افتخار و امتیاز سمجھتے ہیں -

آپ اور قوموں پر نظر ڈالیے - ہر طرف تجارت کی گرم بازاری ہے - ہمیں اپنے ہندو بھائیوں کی ترقیے تجارت پر نہایت ہی مسرت ہوتی ہے کہ وہ بفضلہ تعالی ہم لوگوں جتنے غیر ملک کے محتاج نہیں - کپڑا بنتا ہے ' صابون تیار ہوتا ہے ' دیا سلائی غرضکہ تمام ضروری چیزیں طیار کرکے غیر ملکی مصنوعات سے مستغنی ہو سکتے ہیں ' مگر حیف ہے مسلمانوں پر ' جنہوں نے غلامی اور حلقہ بگوشی کے سوا اب تک کچھہ نہ جانا - تمام قومیں ترقی کے مدارج طے کرچکیں ' لیکن ہم جہاں سے چلے تھے ' وہیں موجود ہیں :

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی
دران دیارکہ زدمی ' ہنوز آنجائی

جب سے اٹلی کی جنگ شروع ہوئی ہے ' میں نے بذات خود بیلیں ' فیتے ' کنارہ ' خریدنا بند کر دیا - بلکہ کپڑا اور عام چیزیں بھی بہت دیکھکر خریدتی ہوں - میں نے اپنی تمام بہنوں سے عہد لیے ہیں اور بزرگوں سے استدعا کی ہے کہ وہ ہرگز کنارہ بیلیں نہ خریدیں اور جہانتک ممکن ہو ان اعداء اسلام ممالک کی اشیاء کی خریداری سے پرہیز کریں (جو ہماری عیاری ہے) ' کہ کپڑا بھی تو یورپ ہی کا بنا ہوا ہوتا ہے - اسکا سواے اسکے اور کیا جواب ہوسکتا ہے کہ جتنا ہم گناہ کم کریں بہتر ہے - یہ گناہ ہم بدرجہ مجبوری کرتے ہیں اور وہ اپنی زیبائش کے لیے ' اسکے متعلق میں رسالہ " خاتون " کے ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ کے پرچے میں ایک مفصل مضمون لکھہ چکی ہوں -

جسوقت کپڑا خریدا جاتا ہے تو دل دکھتا ہے کہ افسوس یہہ ہمارا روپیہ ہمارا ہی خون بہائیگا ' مگر کچھہ چارۂ کار نظر نہ آتا تھا ' الحمد للہ کہ انجمن خدام کعبہ قائم ہوگئی - یہہ انجمن نہ صرف ہمارے مصائب ہی کو دور کریگی بلکہ اگر چاہے تو تمام قوم میں ایک روح حیات پھونک دے سکتی ہے - یتیم خانوں کی حفاظت اور ترسیع ' جہازوں کی فراہمی ' یہ وہ دو کام ہیں کہ اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مسلمانوں کی زندگی میں ہو جائینگے -

لیکن پھر اسکا ایک پہلو تاریک بھی نظر آتا ہے اور وہ دیمک جو عرصہ سے مسلمانوں کو کھا رہا ہے ' کم کیے ہی جایگا ' یعنی غیر ملکی مصنوعات کی خریداری ' جسکی بدولت وہی گولہ بارود بنکر ہمارے لیے آئیگی - اگر ترکی کو آپ پانچ چار لاکھہ روپیہ ماہانہ بھیجدیا کرینگے تو اس رقم قلیل سے خانہ کعبہ کی کیا حفاظت ہوسکتی ہے ؟

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک ثلث رقم سے جو حفاظت کعبہ کیلیے حکومت حافظ حرمین کو بھیجنے کی تجویز ہے ' ایک کپڑے کا کارخانہ کھولا جاے ' اور اسکے منافع سے ایک مناسب رقم حفاظت کعبہ کیلیے جمع کی جاے ' یا بھیجی جاے ' اور باقی کل منافع کارخانہ کی توسیع کیلیے اور رفتہ رفتہ کارخانوں کی تاسیس میں صرف ہو ' اور ان ہندوستانی مصنوعات کیطرف بھی خاص توجہ کی جائے جن کے بنانے والے اگرچہ مسلمان ہوتے ہیں مگر ہمارے افلاس وکم مایگی کے باعث اغیار اوس سے فائدے اٹھاتے ہیں - اگر انکو ترقی دیجائے ' اور ان سے خود مسلمان فائدہ اُٹھالیں تو اسلامی تجارت میں عجیب خوش حالی پیدا ہوجاے - میں یہ ضرور کہونگی کہ اگر انجمن نے اسطرف توجہ نہ کی تو ان چندوں سے مسلمانوں کی ازدیاد غربت کے سوا کوئی اور فائدہ حاصل نہوگا - اگر کوئی خدمت و امداد کعبہ کا دعوی بھی کرے تو غلط ہے ' بلکہ وہ حقیقت میں دشمنوں کی خدمت و امداد کر رہا ہے ' ایسے وہ بجاے خادم و ناصر کعبہ ہونے کے ' دشمن و برباد کن کعبہ ہے -

دوسری تجویز یہ ہے کہ ترکی میں بھی انجمن خدام کعبہ کی شاخ قائم کیجائے اور انجمن کے بیت المال کا بھی یہی مصرف وہاں قرار دیا جائے -

حج کے موقعہ پر لاکھوں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے ' اگر ان کی کھالیں جمع کی جائیں اور اس سے عرب میں چمڑے کے کارخانے قائم کیے جائیں تو وہاں کی ساختہ مصنوعات اسلامی دنیا میں نہایت فروغ بخش ثابت ہونگی - یقین ہے کہ ہمارے ترک و عرب بھائی عرب و ترکی میں اس مفید تحریر کو پسند کرینگے اور یہ نیک تجویز ترکوں ' عربوں ' اور ہندی مسلمانوں کے اس رشتۂ اخوت کو جو کبھی دشمنوں کے جانے سے قائم کیا جاتا ہے ' زیادہ مستحکم و مضبوط کردیگی -

داعیہ
عاجزہ مکرمہ ... عملہ

سیاہ نپولین

حریت دل ڈھونڈھتی ہے ' رنگ نہیں

" ڈبلن ریویو " میں مسٹر گریہم Graham نے توسینٹ (Toussaint) کے حالات شائع کئے ہیں - اس عجیب و غریب آدمی کو مضمون نگار نے " سیاہ نپولین " کے نام سے تعبیر کیا ہے -

مسٹر گریہم کہتے ہیں کہ یہ شخص سان ڈامنگو San Damingo میں بہ حالت غلامی سنہ ۱۷۴۳ ع میں پیدا ہوا تھا - پچاس برس تک جزائر غرب الہند میں زراعت کی مزدوری کرتا رہا مگر اس طویل زمانۂ غلامی میں اسکے دل سے آزادی کا خیال ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوا : یہ پاک چنگاری برابر اسکے سینے میں سلگتی رہی - بالاخر اس چنگاری نے اس روغن آتشیں میں آگ لگادی جو تمام امریکہ میں چھڑک دیا گیا تھا - آخر کو انٹیلس (Autilles) سے یہ آگ نمودار ہوکر تمام براعظم امریکہ میں بھڑک گئی اور بالاخر اس میں اس مالک کی غلامی جلکر خاکستر ہوگئی

اس نے اپنے ملک میں دائمی فتنۂ و فساد اور مصیبت و فلاکت کو دیکھا جسکی وجہ سے اس مظہر غیرت حق کو جوش آگیا اور اس نے انسان کو وہ حقوق دلاے جو اُسکے ہم نوع انسانوں نے صرف اختلاف رنگ کی وجہ سے اُس سے چھین لیے تھے ' اور جس نے سیہ انسانوں کو وحش اور بہائم بنا رکھا تھا - اگرچہ اُسکی کوششیں زیادہ روز تک سرسبز نہ رہنے پائیں - اور اُسکے ملک کے غدار اور نمکحرام گروہ نے ' جو غلامی کو حریت پر ترجیح دیتا تھا اور جو ہر جگہہ موجود ہے اور ترجیح دیتا ہے ' اسے گرفتار کرادیا ' مگر تاہم اُس ہمت کے بادشاہ نے کبھی نا امیدی اور خوف کو اپنے پاس آنے نہ دیا - اس نے اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے تاریخ عالم میں کام کرنے اور کوشش کرنے کا ایک نیا باب کھول دیا ہے -

توسینٹ Toussaint کی صرف فوجی قابلیت نے اسے سیاہ نپولین کا خطاب خود اہل یوروپ کے زبان سے دلایا ہے - جن کا وہ دشمن شدید تھا ' اور جس پر اسکو فخر تھا - (بقیہ بریدہ فرنگ

البته اُن لوگوں کو شرمانا چاهیے جو آج چالیس سال سے علمي توقعات کا مرکز هیں ' جنهوں نے یورپ کي علمي زبانوں کي تحصیل کي هے ' اور جو فی الحقیقت خدمت علم انجام دینے کیلیے تمام ملک میں صرف ایک هي گروه هے - وه اگر اپنے علمي کمالات کا ثبوت دینے میں مقصر رهے هیں تو انکے لیے افسوس ناک هے - نه که میرے لیے -

اپنے " تلاش " کا بهي لفظ لکها هے که " با وجود سعي و تلاش ' علمي کمالات کا کوئي ثبوت نهیں ملا " لیکن یه تلاش ویسي هي تلاش تو نه تهي ' جیسي آپنے " حظ " کي تحقیق و جستجو میں حضرت غیاث اللغات اور علامه پامر کي رهنمائي میں کي تهي ؟ اگر ایسا هے تو پهر صورت حال دوسرے هي هوجاتي هے -

آخر میں آپسے پهر کهونگا که محض دوسرے کو ادعائي الزام دیدینے ' غصے میں آکر روٹهه جانے ' مخاطب کو جاهل کهدینے اور گالیوں کے دینے سے کسي بحث کا فیصله نهیں هوسکتا - آپ لکهنے پڑهنے کا کام کرنا چاهتے هیں تو اپني طبیعت کو بدلیے - اس مضمون کو آپنے غیظ و غضب کے عالم میں لکها هے ' اسلیے قابل معافي هے - لیکن ایک علمي مذاق رکهنے والے شخص کو اسدرجه غصه زیب نهیں دیتا - آپنے میري تحریر کے متعلق نهایت افسوس ناک طریقه سے بلا قصد غلط بیانیاں کي هیں - اگر میں چاهوں تو زیاده سخت الفاظ لغت میں مل سکتے هیں - لیکن پهر اس سے کیا حاصل ؟ بحث و مباحثه سے مقصود کسي لفظ کي تحقیق و صحت کا کشف هے نه که اور کچهه - میں نے اپني تمام تحریر میں کوئي لفظ سخت نهیں لکها اور بهتر تها که آپ اسکا جواب دیتے - جواب کي جگه آپنے جو طریقه اختیار کیا ' وه میرے لیے بهت مایوسي پیدا کرتا هے - تا هم میں هنستا هوں ' اور ایسي نا دانیوں کو هنسکر ٹالدینا هي بهتر هے -

رها مسئلهٔ اصطلاحات علمیه ' تو اسکي یاد دهاني کي ضرورت نه تهي - میں خود اب اس بحث کو آخر تک پهنچاے بغیر کب چهوڑنے والا هوں خواه آپ اس سے بهي زیاده غصے میں آ آکر بگڑتے رهیں - میں لکهتا رهونگا ' تا انکه " اصطلاحات علمیه کا مسئله ایک حد تک صاف نه هو جاے -

میں بهت خوش هوں که گو آپنے اپنا مضمون بازار کے کسي چبوترے پر سے شروع کیا ' لیکن خاتمه ناصحانه انداز میں هوا هے - آپ نے محبت علم و عشق فن سے بیقرار هو کر نصیحت کي هے که " مذهب اور سیاست تو تیغ خطابیات سے زخمي هوچکے هیں ' اب علم پر رحم کیجیے "

الله الله ! آپ کو بهي مذهب کے زخمي هونے کا درد هے ! !

ایدکه مي بینم ' به بیداریست یا رب یا بخواب ؟

یه ایک نهایت مسرت انگیز خبر هے - تا هم مذهب و سیاست کي تو آپ چنداں فکر کریں نهیں - اُسکي تو آپ حضرات کي خدمات حیات افزا سے تلافي هو هي گئي هے اور هو رهیگي - رها علم ' تو الله اسکے زخموں کو اپکے دست مسیحائي سے مرهم پٹي مبارک کرے - البته اس تقسیم سے غریب " زبان " رهگئي تو کوئي مضائقه نهیں - " خوش قسمتي " سے فرهنگ آصفیه اور غیاث اللغات آپکي " میز " پر موجود هي هیں - خدا اس " خوش قسمتي " سے همیشه علم و ملت کو بهره ور اور شاد کام فرماے ! !

ایں دعا از من و از جمله جهاں امین باد !

حیران هوں که " مذهب و سیاست " کا لفظ کس آساني سے اب لوگ بول اٹهتے هیں ! ربحسبونه هینا وهو عند الله عظیم :

هر بو الهوس نے حسن پرستي شعار کي
اب آبروے شیوهٔ اهل نظر گئي !

تاریخ حیات اسلامیه

الهلال اور پريس ايكٹ

حافظ صبور باش که در راه عاشقي
هرکس که جاں نداد بجاناں نمیرسد

آخر کار جس شهید حریت کو اپني آزادي کا سچا ادعا تها ' جس مجنوں صداقت کے رگ رگ سے وارفتگي ٹپکتي تهي ' اسکے پاؤں میں بهي عارضي بیڑیاں پڑ هي گئیں !

الله الله ! جس معمور توحید نے زمانه کا عیش حیات خود پر حرام کیا که گمراهان وادي عشق کي رهنمائي کرے ' جس شمع حریت نے گم کردگاں راه مقصود اور سرگشتگان کوچهٔ غفلت و ضلالت کے لیے اپني متاع زندگي تک نذر کردي ' تاکه ضیاء حق و صداقت سے ظلمت کدهٔ ملت کو منور کردے - وه علم بر دار حرب الهي ' جو جاں بکف هم سرشاران غفلت کي نادانیوں پر بیچین هوکر آیا ' اور بیقرار هوکر مد هوشان بادهٔ غلامي کے بازو جهنجهوڑے ' هم کو چونکایا ' پرانے درد محبت کو تازه کیا ' جسکو رقیبوں کي صحبت هرسنگي نے هم سے چهین لیا تها ' بهولے هوے عهد اسیري و پیمان وفا کیطرف اشاره کیا ' اور آه وه ' که هم نے اسکو نادانوں کي طرح الزام فریب کاري دیا ' اور کیونکر نه دیتے که کفار کا سحر شرارت پوري طرح کارگر هو چکا تها - لیکن اسپر بهي وه ملول نهوا ' بار بار غمخوار انه ' غمگسارانه ' اور شفقت فرمایانه شان تحمل سے نیم مضطرب اواز میں یهي سوال کرتا رها :

زکدام شهر آلي که بدوستاں نه پرسي
مگر اندراں ولایت که توئي وفا نباشد ؟

هاں اے استبداد پرستو ! آخر اسکے لئے بهي وه دن آهي گیا که جرم عشق میں مبتلاے مشکلات هوا ' اور ابهي کیا هوا هے ؟

ازیں فزوں نتواني بمن جفا ' ورنه
تو آں نئي ' که جفاے تواني و نکني

اے کافر نعمتو ! یه کیا شرف نفس هے که جس ذات گرامي نے اپني جان کو اسیر آلام و مصائب کیا ' تاکه تمهیں اس صهباے حریت کے جام پلادے ' جس سے که وه خود بهي خود رفته تها ' آخر اسي کو خود عاشق صفت بهي بننا پڑا که تم کو مانوس عشق بنا دے ؟

پهر اوس سے اسقدر بے پروائي اور بے توجهي ؟ یه کیا بهالم صفتي هے که ایسے جاں نثار ملت کو دشمنوں کے حوالے کردیا جاے ' جو نهیں چاهتے که تم میں حس بیداري پیدا هو اور جو تمهارے متاع درد کے یقیناً غارتگر هیں ؟ آه یه کیوں هے که تم خاموش هو ؟

الهلال ' یه پشیماں محبت ' آه اب کیوں نه مجبور کیا جاے که وه جدائي طرف بے انتها توقع اور امید سے ملتفت هوا تها ' وه اوس سے یوں دامن کش رهیں ! اسکے لیے سخت اذیت هے که تمکو تباه هوتا دیکهے اور ساکت رهے ' دیکهتا رهے که اغیار کا زهر رگ و پے میں ساري هو رها هے اور پهر خاموش رهے - کاش که اس فدا کار جانسوز کي قدر کي گئي هوتي اور اس کو اعدا کے حملوں سے محفوظ رکهنے کي کوشش کي گئي هوتي - نادانو ! کیا اتنا نهیں سوچے که تمهارا حریف اگر آج قلعه کي پهلي منزل پر هے تو کل جوتي

غصے میں اُنکو کچھه نه رها تن بدن کا هوش
کیا لطف هم نے شب کو اُٹھاے عتاب میں !

اب آپ اور بگڑیں گے اور کہیں گے کہ مسائل علمیه میں ایسے عاشقانه شعروں کا پڑھنا " اکاذیب " ہے - " بہتـان " ہے - " بے حد شرمناک " ہے - لیکن خیر ' " بیحد شرمناک " اقدامات تو پہلے هي کرچکا هوں ' اب کیا ہے که دو گھڑي کیلیے آپکے عشوہ طرازانه غیظ و غضب سے جي بھي نه بہلاؤں ؟

گالي سے کون خوش هو مگر حسن اتفاق
جو تیري خو تھي ' وہ هي مرا مدعا هوا

البته یـه ضرور کہونگا که آپ کو تحریر و تالیف کا شوق ہے - آپ علمي مباحث میں مشغول رهنا چاهتے هیں - بہتر ہے که طبیعت میں صبر و سکون پیدا کجیے اور نکته چیني سے گھبرا نه اٹھیے - آپ کو معلوم هونا چاهیے که اصلاح و مذهب کے کاموں میں جس قدر سختي ضروري اور بعض حالتوں میں سخت سے سخت الفاظ کا استعمال تک بھي عین عدل و انصاف ہے' اتنا هي علمي مباحث میں اس سے احتراز کرنا چاهیے - اپني راے پـر نہایـت سختي سے قائم رهیے ' مخالف کا سخت سے سخت پیرایهٔ نقد میں جواب دیجیے ' مگر دشنام آمیز الفاظ کا استعمال اور غلط الزام دهي کسي طرح جائـز نہیں - ذرا سي بات پر بگڑ اٹھنا ' اور مخاطب پر بغیر کسي ثبوت کے کذب و افترا اور اعمال سحریه کا الزام لگانا ' لوگوں کي نظر میں آپکے وقار کو کھودیگا ' اور جن کاموں میں آپ رهنا چاهتے هیں انکے لیے نہایت مضر هوگا - سب سے زیادہ یه که اسطرح کي طفلانه برهمي آپکي اس حیثیت کو صدمه پہنچا ئگي ' جسکے آپ خواهشمند هیں ' یعني علمي زندگي کے اختیار کرنے میں حارج هوگی - اور پھر ویسے بھي آپ جانتے هیں که کسي راہ چلتے بھلے آدمي کو گالي دیدینا اس خیال سے ' که شریف آدمي ہے ماریگا نہیں ' کوئي اچھي بات نہیں ہے -

اگر میں آپ سے پوچھه بیٹھوں که " اکاذیب ' بہتان ' بیحد شرمناک اور مغالطات " میري تحریرات میں سے نکالیے تو آپکے لیے کیسي مشکل هو ؟

" بہتان " اور " شـرمناک " کا یه حال ہے که میں نے چند سطروں میں اپکو ابتداً توجه دلائي اور مجبوراً ' کیونـکه مضمون کے عنوان میں تبدیلي نہیں کرسکتـا تھا - اپنے اپنے وجوہ لـکھے - میں نے اسکے متعلق پھر چند سطریں لکھیں - آپ کو چاهیے تھا که اسپر غور کرتے اور سمجھکر کچھه کہتے ' لیکن آپ نے فرهنگ اصفیه ' غیاث اللغات ' پا مر ' ویکنس ' اور استین گاس کي سندات کا پشتارہ اٹھا یا اور بلا تامل پٹـک دیا - اسپر میں نے دیکھا که اصل موضوع کے عـلاوہ چند در چند غلطیاں ایسي پیدا هوگئي هیں جنـکي وجه سے زبان اور وضع اصطلاحات و استناد و استشهاد کتب کي نسبت لوگوں کو سخت غلط فہمیاں هونگي اور ایک فتنهٔ لغویه کا دروازہ کھل جا ئیگا - پس میں نے تفصیل سے اپنے خیالات ظاهر کیے - تاهم بحث سے پہلے آپـکے شـوق علمي کي تعریف کي - اپکو عام تعلیم یافته طبـقه کي چهل ساله خیرہ ذوقي سے الگ پا تا هوں اور خوش هوتا هوں - اسکا اظهار کیا ' اور پورے مضمون میں کہیں بھي کوئي سخت لفظ یا " شرمناک " الزام آپ پر نه لگا یا که ایسے مباحث میں اِن باتوں کا موقعه هي لیا تھا -

میں نے اول سے اخر تـک اصولاً بحث کي اور پھر آخر میں دفعه وار نتائج بحث پیش کر دیے - اُن تمام دفعات میں سے ایک دفعه کي نسبت بھي آپنے کچھه نہیں لکھا اور نه کوئي جواب دیا ۔ اپکو " اپنے اشـغال " کے مضروب و مجروح هونے کا خوف ہے ' لیکن افسوس که آپ کو ایک کالم سے زیادہ لاحاصل دشنام دهي اور ادعائي الزام کي فرصت ملـگئي ' مگر میرے سـوالوں کے جواب دینے کا موقعه نه ملا ؟ میں نے استعمال اصطلاحات ' عام بول چال اور اصطلاحات علمیه کے اختلاف ' الفاظ مهنده و دخیله کي حقیقت ' غیاث الغات اور فرهنـگ اصفیه کے حوالے ' انـگریزي لغات سے استشهاد ' اور متعدد امور کي نسبت جو کچھه لکھا ' اسکا کیا علاج ہے که آپـکو اسمیں صرف " اتهـام " - " بیحـد شـرمناک " " مغالطات " اور " اکا ذیب " هي نظر آیا ؟ اور اسپر ستم جا نکاہ یه که اپنے اشغال عظیمه اور اعمال علمیه کو ٹھیس لگنے کے خوف سے ثبوت و دلیل کي فرصت بھي نہیں !

کیا خوبیاں هیں میرے تغافل شعار میں !

" انشا پردازي " اور " خطابت " جس سے کم لهجه کي اپنے اس تحریر میں نہایت غیر مخفي سعي کي ہے' بار بار آپکي زبان پر آتا ہے - خطابت فن تقـریر کو کہتے هیں - غالباً خطابت کو آپ خطابیات کے معنوں میں بول گئے هیں - اگر ایسا هي ہے تو اسکے لیے بھي آپکو صبر و انتظار کے ساتھه سمجھنےکي کوشش کرني چاهیے - اگر آپ یا آپکے ساتھه اور لوگ بھي اس ناداني میں مبتلا هیں که مباحث علمیه کے لیے ضروري ہے که انکا طرز تحریر قصداً نہایت روکھا پھیکا ' اور غیـر انشا پردازا نه رکھا جاے - اگـر ایسا نہیں ہے تو وہ کوئي علمي بحث هي نہیں ' تو یه نہایت سخت غلطي ہے - یه ضرور ہے که علمي مباحث او عام ادبیات سے مختلف هونا چاهیے - لیکن اس اختلاف کي بنا طرز تحریر نہیں بلکه مطالب کا اختلاف ہے -

یه اسکي تفصیل کا موقعه نہیں - لیکن حـظ و کـرب کے متعلق میري تحریر کوئي علم و فن کا مقاله نه تھا بلکه آپکے مضمون پر ایک سرسري نقد تھا - اگر انشا پردازي سے آپکا مقصد یه ہے که اس کي عبارت اچھي اور اسکے الفاظ اور جملے بلیغانه تھے تو کوئي شخص آپکي اس تعریض کا مطلب نه سمجھه سکے گا که کسي مضمون کا خوش عبارت و بلیغ الفاظ هونا اسکے پیش کردہ مطالب کے غلط هونے کیلیے کیونکر مستلزم ہے ؟ اگر ایک شخص اپنے هر طرح کے مطالب کو اچھي عبارت میں لـکھه سکتا ہے تو یه الله کا ایک فضل ہے اور یقیناً خوشي کي بات ہے - پھر آپ اسکے لیے غمگیں کیوں هیں ؟ کیا آپ کے جواب دینے کیلیے یه بھي ایک شـرط ہے که مضمون " غیر انشا پردازانه هو " ؟

آپ نے تمام مضمون میں صرف ایک هي بات موضوع بحث کے متعلق لکھي ہے - یعنے یه که اپنے اس بارے میں ارباب علم سے مشورہ کیا ہے - لیکن آپنے کچھه نہیں بتلا یا که کس بارے میں مشورہ کیا ہے ؟ لذت و الم کے غیر کافي هونے میں یا حظ و کرب کي صحت میں ؟ تاهم اگر یه سچ ہے که اِن حضرات نے حظ و کرب کو صحیح بتلایا ہے تو مجھے یه کہنے میں ذرا بھي تامل نہیں هوسکتا که ان سب نے غلطي کي ہے' جس طرح میں خود بھي اپنے خیال میں غلطي پـر هوسکتا هوں - آپ کم از کم اس امر کو صـاف کردیں که آپـکا یه استفتا کس سوال پـر مشتمل تھا ؟ تاکه اس سے جـواب کا تعلق و مفهوم متعین هوسکے -

آپنے بے فائدہ یه لـکھکر اپني طبیعت کو خوش کرنا چاها که میرے علمي کمـالات کا کوئي ثبوت نہیں - بهالي ' معلوم نہیں که علم سے اپکا مقصود کیا ہے ؟ کہیں حظ و کرب اور اتهام و شرمناک کي طرح اس بارے میں بھي کوئي اختراع خاص نہو کیونـکه اب آپکے هر لفظ کے متعلق شبہات پیـدا هونے لـگتے هیں - خیر ' کچھه بھي مقصود هو ' لیکن میں سمجھتا هوں که آپنے اپنے تـرکش طنز و تشنیع کا سب سے زیادہ قیمتي تیر ایک ایسے نشانے کي فکر میں ضائع کیا ' جہاں اسکے صرف کي بالکل ضرورت نه تھي - میں نے آجتـک کبھي بھي یه دعوا نہیں کیا که علم و فن کا میں ماهر هوں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 29, 1913.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

پر پہنچ سکتا ہے ' جسکے بعد قلعہ میں ہر طرح کا تغیر و تبدل ایک ذرا سي چیز ہوگي ؟ کہاں ہے وہ دعواے آزادي و استحقاق داد حریت طلبي ؟ غم نصیب ترکوں اور بد قسمت ایرانیوں پر بیجا دباؤ اور ارنکي حق تلفي گوارا نہیں ' چالیس کرور فرزندان اسلام کي رہنمائي پر فخر ' قولاً اور فعلاً اسلام کے سچے فرزند ہونیکا ادعا ' سلف گورنمنٹ کي اہلیت کا اظہار ' جوش و خروش حق پرستي ' ہنگامۂ حق طلبي ' اور حریت کے نام پر قرباني کا دعوی ؟ ؟

ہم چلے ہیں کہ معترضوں کي ' مسلمانوں کو ایک مردہ قوم کہنے والوں کي ' تکذیب کریں ' ہم اٹھے ہیں کہ ارنکو اپني حیات کا زندہ ثبوت دیں ' ہم بڑھے ہیں کہ ثابت کردکھالیں کہ مسلمان وہي مسلمان ہیں جیسا کہ کبھي تھے ' مگر ابھي ایک ہي قدم رکھا تھا ' رکھا بھي نہیں ' رکھنے کے لیے اٹھایا ہي تھا ' اور اٹھانے میں بھي انتظار امداد غیبي ' مصلحت اندیشي ' اور دور بیني مانع اقدام تھي ' کہ با ایں ہمہ دعوے ضبط و استقلال و صبر و استقامت ' نگار حریت کي پہلي ہي نگاہ امتحان و قہر نے بتا دیا کہ ہماري پختہ مغزي تاب مقاومت نہیں رکھتي !

میں ابتدا سے دیکھہ رہا تھا کہ یہ نیا دور ولولۂ حریت اور یہ مجسمۂ ایثار و آزادي کتني عمر پاتا ہے ؟ افسوس کہ ان اولوالعزم دعوؤں کي حقیقت گذشتہ ہفتوں میں صاف ظاہر ہوگئي کہ ابھي سب سوداے خام ہي ہے - اے مدعیان سوداے عشق ! جب عدو کي پہلي ہي نگاہ قہر تمہارے لئے عافیت سوز و ہمت ربا ہے ' جب حریف حیلہ جو کے روکنے اور دور باش کہنے کي ہمت او و طاقت تم میں نہیں ہے ' تو پھر اپنے دعوؤں کو واپس کیوں نہیں لے لیتے ؟ جب تمہارا شیوۂ مردانگي اس قابل نہیں تو پھر تمہارا قلب ' تمہاري جان ' تمہارا سر ' تمہاري ہستي کس جھوٹے وعدۂ وفاداري عشق کیلیے ہے ؟ ہوسناک مدعیونکي ضرورت نہیں ' بہتر ہے کہ تم اسلام اور اسکے داعي (الہلال) کي پرستاري دوسرے اہل ظرف کیلیے چھوڑ دو - ضبطي اور ضمانت تمہید ہے اس امر کي ' کہ رفتہ رفتہ الہلال کو ہم اغوش گمنامي (خدانخواستہ) کردیا جاے ' اور ہم اوسیطرح خاموش بیٹھے رہیں جسطرح ابتک ضیاع حیات ملي پر ہمیشہ خاموش رہے ہیں- آہ اغیار خندہ زن ہیں کہ ہم ہي وہ خام کاران راہ عمل ہیں جو دعوے اہلیت ملک راني کرتے ہیں ' ہم ہي وہ رسوا کن اسلام ہیں جو ترکي و ایران کي حفاظت کرنے چلے تھے ' میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں روح غیرت و تاثر باقي ہے ؟ اگر ہے تو اسکا ثبوت ؟

در دہر کسے بگل عذارے نرسید
تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد
دستش بسر زلف نگارے نرسید

سید محمد عبد المہیمن موہاني - بی - اے

الہلال

جناب کے اس فدا کارانہ جوش ملي اور مخلصانہ محبت فرمائي کیلیے کمال متشکر و دعا گو ہوں : زاد نا اللہ سبحانہ و ایاکم حمیۃ الاسلام ! لیکن چند امور کي نسبت گذارش ضروري ہے :

(۱) اپنے جوش محبت میں معاونین الہلال کو الزام دیا ہے کہ واقعۂ ضمانت میں امتحان استقامت نہ دیسکے - پھر کہیں " نادر دانی " کہیں " نادانی " کہیں " بہار تہی " کے الفاظ لکہے ہیں - لیکن یہ فقیر آپکو یقین دلاتا ہے کہ اگر رجوع خلق اللہ و محبوبیت قلوب عباد اللہ نعمائے الہیہ میں سے کوئي قیمتي نعمت قرار دي جاسکتي ہے ' تو میں نہیں عرض کر سکتا کہ اس کریم ذرہ نواز نے اپني یہ نعمۃ عظیمہ کس درجہ مجھہ پر مبذول فرمائي ہے ؟ الحمد اللہ کہ الہلال کو اپنے احباب و اخوان کرام سے ابداً شکایت نہیں. وہ اپنے ہر طرف محبت و خلوص کے ایسے مظاہر پاتا ہے ' جنکا حاصل ہونا اس دنیا میں کسي انسان کیلیے سب سے بڑي فیروز مندي ہے : فیا لیت قومي یعلمون بما غفرلي ربي وجعلني من المکرمین !

نہ صرف اپنے مقامي اخوان طریقت ہي میں ' بلکہ ہر جگہ ایسے لوگوں کو پاتا ہوں جو مجھے اپنے حسن ظن سے داعي حق سمجھکر صرف جان و مال تک سے دریغ نہیں رکھتے - میں ایسے مخلصین مومنین کو دیکھتا ہوں جو میري محبت میں مضطرب اور میري الفت میں استقامت شعار ہیں - میں ایسے محبین صادقین کي صدا ہاے خدمت نواز اور ندا ہاے الفت شعار کو سنتا ہوں جو مجھسے گو دور ہیں ' لیکن میرے قرب کے خواہاں اور میرے رشتے کے متلاشي ہیں - پھر ان سب کے بعد میرا نفس کثیف اور قلب عصیاں کار ہے ' جسکو غرق ندامت و خجالت ہو کر دیکھتا ہوں اور اس کرشمہ ساز قدرت کي نیرنگ آرائیوں پر محو حیرت ہوکر رہجا تا ہوں - یہ کیا بوالعجبي ہے کہ سنگ ریزے کو اپنے بندوں کی نظروں میں لعل و جواہر دکھلا دیا ہے ' اور جو کہ خود اپني نظروں میں حقیر ہے ' اسکو دوسروں کي نظروں میں عزیز بنا دیا ہے ؟ آہ ! وہ جو گناہوں اور بدیوں میں ڈوبا ہے ' کہاں جاے کہ اسکو خدا کے نیک بندے پیار کرتے ہیں ؟ وہ جو اپني محرومي کا ماتمي اور اپني نارسائي پر فریادي ہے ' اس کرشمہ سازي پر کس کے آگے روے کہ جسکو اپني محبت کامل سے محروم رکھا اسي کي محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالدي ؟ و واللہ لو ان ذنوبي قسمت علی جمیع اہل الارض ' لوسعتہم ' و استحقوا بہا الخسف والہلاک ' فکیف بمن یحملہا وحدہ ؟ ولکن سبحان من سبقت رحمتہ غضبہ ! !

زبندگي بنشیني بہ تخت سلطاني
اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کني
زناز کي نبرد پے بمنزل مقصود
مگر طریق روش از سر نیاز کني
اگر بناز براند ' مرو ' کہ آخر کار
بصد نیاز بخواند ترا و ناز کني !

آپ جوش محبت میں بیخودانہ لکھہ گئے ' لیکن آپنے میري نظروں سے میرے دوستوں کو نہ دیکھا - جو کچھہ ہے ' اسکے لیے اللہ کا شکر گذار اور اخوان ملت کے ثبات محبت کا رہین منت ہوں - شکایت نہ کیجیے کہ الحمد اللہ ہر طرف سامان تشکر وافر ہے ! فالحمد للہ رب العالمین -

(۲) باقي الہلال کی دعوت کے قیام اور اعدا و معاندین صداقت کے ارادوں کي نسبت جو چند اشارات آپنے کیے ہیں ' تو یہ تو ہر حالت میں ناگزیر ہے - تاہم یاد رکھیے کہ جو لوگ روز اول ہي سے آخري امتحان و قرباني کیلیے سر بکف ہوچکے ہیں ' انکے لیے جادۂ ملت پرستی کي یہ ابتدائی منزلیں کیا کٹھن ہوسکتي ہیں ؟ الحمد اللہ کہ الہلال کے کاموں کي نسبت مطمئن اور شاد کام ہوں - حق اور ہدایت صادقہ کا ظہور گو انسانوں کي ہستي کے اندر سے ہو ' لیکن في الحقیقت وہ کارو بار الہي ہیں ' جنکو خود ہي وہ شروع کرتا ہے ' خود ہي اسکی حفاظت کرتا ہے اور پھر خود ہی انجام تک پہنچا دیتا ہے : وما انعم اللہ سبحانہ بہ علي ' تعویلي في الشدائد والمصائب کلہا علی اللہ تعالی ' وان بیدہ ملکوت کل شي وہو علی کل شي قدیر ! !

مکن تغافل ازیں بیشتر کہ مي ترسم
گماں برند کہ ایں بندہ بے خداوند ست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PU G. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. .. 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ : چہار شنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, October 29, 1913.

نمبر ۱۸

شذرات

شذرات

گم شدہ امن کی واپسی

(۲)

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور

اجتماع ٹون ہال کلکتہ - ۱۹ - اکتوبر

اس سلسلے میں بہتر ہوگا کہ پہلے ۱۹ - اکتوبر کو مسلمانان کلکتہ کا جو جلسہ "مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور" کے زیر اہتمام ٹون ہال میں منعقد ہوا تھا' اسکی روئداد شائع کردی جاے کہ اسکے ضمن میں بعض ضروری مطالب آجائیں گے - اور لوگ اسکے تفصیلی حالات دریافت کر رہے ہیں -

(صبر و فکر)

اگر دنیا میں انسانی غلطیوں کی کوئی فہرست مرتب کی جاے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تعجیل طینت حیوان کی اکثر غلطیاں جلد بازی اور عدم فکر و صبر کا نتیجہ ہونگی - قرآن کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی طرف اشارہ کیا ہے' جبکہ فرمایا کہ:

خلق الانسان من عجل !



His Excellency LORD HARDINGE G. C. M. G., G. C. V. O., &c. &c.
Who on the memorable date of 14th October 1913 came down to Cawnpore as a Messenger of "Peace and Mercy", and gave back to the Country the lost peace and good-will.

ایڈیٹــر الهــلال کی تقریــر

جلسۂ ۱۹ - اکتوبر میں

بوسری تجویــز کے متعلق

(نور و ظلمت)

برادران ملت ! مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کو شروع هوے چهه ماه ' از انہدام حصۂ متنازع فیه کو تین ماه سے زائد زمانه گذرگیا - یه زمانه اس عصر مظلمه کا ایک تاریک ترین حصه تها ' جو آج تین سال سے زمین کے بہت بڑے حصے پر چهایا هوا ہے - اور جو منجمله تاریخ کی اُن یادگار قرون ظلمت کے ہے ' جبکه روشنی مظلوم اور تاریکی فتح یاب هوتي ہے -

یه مسجد مقدس کانپور کا مسئلۂ خونین تها ' جس کے ماتم میں هم نے یه پورا زمانه بسر کر دیا ہے -

آج اس وسیع اور تاریخي هال کے اندر جو لوگ موجود هیں ' انهوں نے اس گذشته سه ماهي کے اندر بارها مجهے اپنے سامنے پایا ہے - انکو یاد هوگا که میري فریادیں کس قدر پر از غموم ' اور میرا ماتم کس درجه شدید تها ؟ میں نے همیشه کہا که یه ایک خالص دیني اور اسلامي مسئله ہے اور اسکے لیے هر طرح کي سعي و کوشش داخل جهاد في سبیل الله - میں نے همیشه اُن متهمین جرم بے جرمي کي تقدیس کي ' جنکے ایک سو چهه مقدس هاتهوں میں بیڑیاں ڈالي گئیں - اور میں همیشه اُس مقدس خون کے احتــرام میں رویا ' جو ۳ - اگست کو مشهــد مــقــدس مچهلي بازار میں حافظیں مسجد الهي ' اور ناصرین حرمت شعائر الله کا بہایا گیا - وه ایک ظلم صریح تها اور میں نے اُس ظلم کے اعلان میں کمي نہیں کي - وه جبر و قهر کي ایک منحوس و مشئوم مثال تهي ' اور میں نے انساني فسق و معصیت سے نفرت کــرنے کي توفیق پائي - یــه انصاف کي ایــک یادگار قرباني تهي جس کیلیے حکومت کے عصیاں غرور نے چهري تیز کي - اور ظلم کے خونخوار عفــریت کي پــرستش تهي ' جس نے انسانیت اور عدل الهي کا جسم پاره پاره کیا - پس میں نے انصاف اور انسانیت کے جنازے پر ماتم کیــا ' میں نے حق کي شهادت پر آنسو بہاے ' میں نے عدل کي مظلومیت پر انسانوں کو دعوت آه و بکا دي !

لیکن اے اخوان غیورا! یه حالت تهي ' که یکایک حالات میں تغیر هوا اور اوراق حوادث نے اپنا ایــک نیا صفحه الٹ دیا - یــه ماتم و فغاں ســنجي در اصل ایک معــرکه آرائي تهي ' جس نے حــق و باطل ' ظلم و انصاف ' اور نادانی و دانش مندي کو باهمدگر صف آرا کر دیا تها - حق بے سر و سامان تها ' جــیسا که همیشه رها ہے ' اور انصاف مظلوم و مقهور تها ' جیسا که همیشه اسکو پیش آیا ہے -

تاهم وه حکیم و قــدیر ' جسکي قــدرت کے کرشمے مخفي ' اور جسکي حکمت کي تلوار همیشه نیام میں رهتي ہے ' غافل نه تها - وما الله بغافل عما تعملون - هر چند حق سے اعــراض کیا گیا ' اور صــداقت کو بار بار ٹهکرایا گیا ' مگــر اُس حق کي دنیا میں تحقیر کي جا سکتي ہے جو انسانوں کي فغاں سنج زبانوں سے نــکلتا ہے ' پر اسکي تو تحقیر کرنے پر کوئي قادر نہیں ' جو حق کے پیچهے رهکر اسکو لڑاتا ' اور پهر آخر میں فتح یاب کرتا ہے ؟ وکم من فئة قلیلة غلبت فئــة کثیرة باذن الله - بالاخر حق ظاهر هوا ' اور باطل نے شکست کهائي - ان الباطل کان زهوقا - جن لوگوں کو بار بار کہا گیا تها که تم صــرف زخموں هي کے مستحق هو ' انــکے لیے ۱۴ - اکتوبر کو اُسي کانپور کے انــدر ' جسمیں مچهلي بازار کي مسجــد ۳ - اگست کے حادثه کي افسانه خواني کر رهي ہے ' ایک مرهم بهي طیار کیا گیا !!

حضــرات ! میں که زخموں کیلیے همیشه رویا هوں ' آج اس دست مرهم بخش کے شکریه کیلیے کهڑا هوا هوں (چیرز) -

(علاج کا اصلي وقت)

حضرات ! زخموں کیلیے مرهم کا شــاید اصلي وقت وه ہے ' جبکه زخم لگتا ہے ' اور دیر هونے میں همیشه ڈاکٹروں نے خوف ظاهر کیا ہے که زخم نا قابل اندمال نهو جاے - تاهم میں بالــکل پسند نہیں کرتا که وقت کا سوال چهیڑوں - میں صرف مرهم کا شکریه ادا کرنا چاهتا هوں - یه مرهم قیمتي ہے اور میں سمجهتا هوں که اگرچه زخموںسے خون بہت بهه چکا ہے ' تاهم مرهم مجرب هو تو وه هر حال میں مفید هو سکتا ہے - هم سب کي یقیناً آرزو هوگي که یه علاج سریع الاثر اور قوي النفع ثابت هو (چیرز) -

(موضوع تشکر)

لیکن اے حضرات ! هر واقعه کي مختلف حیثیتیں هوتي هیں ' اور هر حیثیت مخصوص نظر و بحث کي طالب - میں سمجهتــا هوں که آپ رزولیوشنوں کي ترتیب اور انکے محرکین و موئدین کے مقسم فرائض کے بارے میں غلطي نه کرینگے - ۱۴ اکتوبر کا واقعه کئي چیزوں کا مجموعه ہے لیکن میں دوسرے رزولیوشن کي نسبت عرض کر رها هوں - میرا موضوع اس وقت محدود ہے -

(عزیز گم گشته)

حضــرات ! هنــدوستان کا انصاف گم هوگیا تها - هم اسکي تلاش میں نــکلے هم نے آسے کانپور میں بار بار تلاش کیا ' مگر جس قدر تــلاش کیا ' اتنــا هي وه اور زیاده گم هوتا گیا - هــم نے کانپور کي ســرکاري عمارتوں اور کانپور کي عدالت ' دونوں جگه ڈهونــڈها اور دونوں جگــه ناکام رهے - پهر هم لکهنؤ آے اور هم نے ســرکٹ هاؤس کي دیواروں کے نیچے اس یوسف عــزیــز کو ڈهونــڈهــا ' مگر اُس کي صــداے وجود کہیں سے نه آتي - هم نے نیني تــال کي خوش نما چٹــانوں اور اسکي جمیــل و حسین گهــاٹیوں میں آواره گردي کي ' مگر هم منزل کي جستجو میں جسقدر نــکلے ' اتنا هي وه هم سے دور هوتي گئي - همارے دل گو نہیں تهکے تهے ' مگر همارے پاؤں تهک گئے تهے همــارے ارادوں نے گو جواب نہیں دیا تها ' مگر هماري همت نے جواب دیدیا تها

تاهم هم نے پاے تلاش کو تیز ' اور صداے جستجو کو بلند تر کیا ' اور بالآخر جو گم گشته انصاف همیں زمین پر نہیں ملا تها ' وه زمین سے بلند تر ' یعني (شمــله) کي چوٹیوں پر سے خود بخود نمودار هوگیا (چیرز)

(شمــله اور نیني تال)

حضرات ! هندوستان کے جغرافیے میں همیشه یه پڑهایا جاتا ہے که (نیني تال) کا پہاڑ (شمله) سے بہت چهوٹا ہے - وسعت میں بهي تنگ ہے ' اور بلندي میں بهي کوتاه ہے - میں سمجهتا هوں که اگر جغرافــیــه اب اس مساحت کي تعلیم دنیا چهوڑ دے ' جب بهي همالیه کي شاخوں کے متعلق هماري معلومات غلط نهوگي - کیونکه اب همیں بغیر جغرافیه کي مدت پذیري کے یقین هوگیا ہے که واقعي شمله نیني تال سے بہت زیاده وسیع ' اور اس کي چوٹیاں اُس سے بہت زیاده ارفع و اعلی هیں ! (چیرز - مسلسل اور دیر تــک)

صبر ناگوار ہے مگر جلدي خطرناک ہے - نہ وہ شکایت مستحق توجہ ہے جو صبر و فکر کے عنصر سے خالي ہو' اور نہ وہ شکر قیمتي ہے ' جو صبر و فکر کے بغیر ظہور میں آیا ہو -

۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں جو کچھہ ہوا ' اسپر کسي کو زیبا نہیں کہ چپ رہے - جن زبانوں نے ناداني کي شکایت کي ہے ' اُنہیں دانائي کي تعریف بھي ضرور کرني چاهیے - لیکن دماغ کا کام زبان سے پہلے نہیں بلکہ اُسکے بعد ہے - اور یہ کبھي نہیں بھولنا چاهیے کہ وقت اپنے ساتھہ هماري زبان سے نکلي هوئي باتوں کو بھي لیجاتا ہے ' اور پھر نہ وہ خود آتا ہے اور نہ هماري زبان کو واپس کرتا ہے -

۱۴ - اکتوبر کے تلغراف کے ساتھہ هي لوگوں نے اپنا کام شروع کردیا - میں اس سے خوش هوں اور اللہ کا شکر گذار هوں کہ اس نے حالات میں مسرت انگیز تبدیلي کي اور تین ماہ کے اندر هي مسلمانوں کے جوش و خروش کو اصولاً فتح مند کیا ' لیکن تاهم یہ بات میري سمجھہ میں نہیں آتي کہ جو جلسے تمام اطراف هند میں اُسي دن شام کو یا اسکے دوسرے دن منعقد هوے (کیونکہ بدھہ هي کے دن سے کارروائیاں چھپنا شروع هوگئي تھیں) انھوں نے اس واقعہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے ' اور شکر و حزم ' دونوں کے ملحوظ رکھنے پر کتنے دقیقے اور کتنے لمحے صرف کیے ؟

پھر کتنے لوگ هیں ' جنھوں نے عواقب پر بھي نظر رکھي ' اور اسکو بھي سونچا کہ آج ' کل کیلیے کیا نظیر پیش کریگا ؟

کلکتہ میں تفصیلي اطلاعات اُسي دن دو گھنٹے کے بعد پہنچ گئي تھیں مگر یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اظہار راے میں جلدي کي جاے - صرف اصل واقعہ کي اطلاع کافي نہ تھي اور دیگر معلومات کے بھي حاصل کرنے کي ضرورت تھي - پس جب کافي طور پر غور کیا جاچکا ' تو " مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور " کي جانب سے اعلان شائع کیا گیا کہ اتوار کے دن ٹون هال میں جلسہ ہے -

(افتتاح مجلس)

جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام اللہ سے هوا ' اور قاري عبد الرحمن صاحب نے سورۂ حشر کا آخري رکوع تلاوت کیا : یا ایها الناس ! اتقوا اللہ ' و لتنظر نفس ما قدمت لغد ' و اتقوا اللہ ' ان اللہ خبیر بما تعملون !

جلسے کے صدر پرنس غلام محمد منتخب هوے جو جنوبي هند کے مشہور شاهي خاندان میسور کي یادگار اور کلکتہ کے شریف هیں - انکي تقریر رپوٹروں کیلیے انگریزي میں موجود تھي لیکن عام سامعین کے خیال سے انھوں نے اُسکا ترجمہ اردو میں سنایا ' جسکا خلاصہ بعد اظہار تشکر یہ تھا :

" ایک هفتہ سے زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے کہ هم سب هالیڈی اسٹریٹ کے میدان میں جمع هوے تھے جبکہ همارے دل غمگین ' اور همارے جذبات محزوں تھے - هم نے مسجد کانپور کے متعلق اپنے دیني مطالبے کو دهرایا تھا اور گورنمنٹ سے التجاے انصاف اور پبلک سے درخواست همت کي تھي - آپکو یاد هوگا کہ اس موقعہ پر میں نے آپکو توجہ دلائي تھي کہ اعتدال کے ساتھہ اپني جائز کوششوں کو جاري رکھیے ' اور برٹش انصاف سے مایوس نہ هو جیے -

کس کو معلوم تھا کہ ایک هفتے کے اندر هي واقعات متغیر اور صورت حال مبدل هو جاے گي ' اور پھر همیں اسقدر جلد جمع هونا پڑیگا ؟ الحمد للہ کہ هماري سعي ضائع نہ گئي اور همارا سچا جوش اثر کیے بغیر نہ رها - هز ایکسیلنسي لارڈ هارڈنگ نے بالآخر اس معاملے میں مداخلت کي اور اس طرح تمام مسلمانوں کے دلوں کو اپني جانب کھینچ لیا ٭

آخر میں انھوں نے کہا :

" آپکو یاد هوگا کہ اس جلسے میں مولانا ابو الکلام نے مسجد کانپور کے متعلق تین مطالبات اپني تقریر میں پیش کیے تھے - الحمد للہ کہ انکا ایک حصہ پورا هوگیا ہے ' اور جتنا باقي رهگیا ہے ' اسکے لیے بھي همیں مایوس نہ هونا چاهیے اور پورے اعتماد کے ساتھہ امید رکھني چاهیے کہ هماري خواهشوں کا پورا لحاظ کیا جائیگا - "

(زمین کا فیصلہ)

اسکے بعد مولوي ابوالقاسم نے پہلي تجویز پیش کي :

" یہ جلسہ پورے استقلال و ثبات کے ساتھہ شریعت اسلامي کے اس مسلم قانون کا اعلان کرتا ہے کہ کسي مسجد کي زمین کا کوئي حصہ ' کسي صورت ' اور کسي هیئت میں ' مصالح مسجد کے سوا اور کسي کام میں نہیں لایا جاسکتا ' اگرچہ اسکے اوپر چھت ڈالکر مسجد سے اُسے ملا دیا گیا هو "

مولوي ابوالقاسم صاحب نے نہایت تفصیل سے اس تجویز کي ضرورت بیان کي - انھوں نے کہا کہ کسي جماعت کي خواهشوں میں تبدیلي هوسکتي ہے ' کوئي گروہ اپني آرزؤں میں کمي بیشي کرسکتا ہے ' لیکن کسي مذهبي اصول اور قانون شریعت میں تبدیلي نہیں هوسکتي - اسلامي مساجد کي زمین کا کوئي ٹکڑہ همارے اصول شریعت کي بنا پر مسجد کے مصالح کے سوا دوسرے کاموں میں نہیں لیا جا سکتا - اسکے دلائل واضح اور روایات نا قابل تاویل هیں - پس همارا فرض ہے کہ اس موقعہ پر بھي اپنے اصول دیني کا صاف صاف اعلان کردیں - کیونکہ بعض اوقات خاموشي سے بڑھکر اور کوئي شے مضر نہیں هوتي -

مولوي محمد اکرم صاحب ایڈیٹر اخبار محمدي نے اسکي تائید کرتے هوے دلائل شرعیہ کي تشریح کي اور بالاتفاق پاس هوا -

(شکریہ)

اسکے بعد انریبل مولوي فضل الحق ایم - اے نے دوسري تجویز پیش کي :

" یہ جلسہ هز ایکسلنسي لارڈ هارڈنگ بالقابہ کي اِس یادگار انصاف فرمائي کا نہایت مسرت و انبساط کے ساتھہ شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے اس معاملہ میں مداخلت فرمائي اور تمام متہمین حادثہ ۳ - اگست کو رها کردیا "

قابل محرک نے اُن درد انگیز اور جگر شگاف واقعات کو دهرایا جو آغاز مسئلۂ مسجد سے اب تک واقع هو چکے هیں ' اور اُس افسوس ناک تغافل و قساوت کي طرف اشارہ کیا جو اس معاملہ کي نسبت ۱۵ - اکتوبر سے پہلے تمام حکام کا رها ہے - انھوں نے سر جیمس مسٹن کا ذکر کیا اور وہ جواب یاد دلایا جو انھوں نے لکھنؤ کے ڈیپوٹیشن کو دیا تھا ' اور پھر کہا کہ حضور ویسراے نے اُن باتوں کي عین وقت پر تلافي کي اور هماري نا قابل فراموش شکرگذاري انکے ساتھہ ہے -

اس تجویز کي تائید میں ایڈیٹر الہلال نے تقریر کي - یہ تقریر بہت تفصیلي تھي - اسکا کچھہ حصہ مرتب کرکے یہاں درج کیا جاتا ہے :

افکار و حوادث

یورپ کو فخر ہے کہ اوس نے غلامي کا قانوناً اور عملاً ابطال کیا ' اور انگلینڈ مدعي ہے کہ اس شرکت فخر و مباهات میں انگریز سرمایه دارون کا حصه زیاده ہے - هم بهي اس کو تسلیم کرتے هیں که افراد کي غلامي یورپ نے اور علی الاخص انگلینڈ نے دنیا سے مٹا دي ' لیکن اس حقیقت سے بهي انکار نہیں کیا جا سکتا که اقوام اور مملکتوں کي غلامي اسي نسبت سے اور زیاده مستحکم اور شدید بهي کردي - پہلے نخاس کے میدانوں میں غلام افراد کي بیع و فروخت هوتي تهي - اب وزارت خارجیه کے ایوانوں میں اقوام و ممالک کي بیع و فروخت هوتي ہے !!

هم نے ۲۳ - اکتوبر کا تار پڑها : " افواه ہے که کسي دوسرے افریقي علاقے کے معاوضے میں زنجبار جرمني کے حوالے کردیا جاے گا جو اس وقت تک برٹش نفوذ کے تحت میں تها " - کیا یه قوموں اور مملکتوں کي غلامي اور اونکي برده فروشانه بیع و فروخت نہیں ہے ؟ پهر یورپ کو کس چیز پر ناز اور انگلینڈ کو کس چیز کا ادعا ہے ؟ ما لکم کیف تحکمون ؟

بعد کي خبر ہے که " زنجبار کے متعلق گذشته خبر بالکل بے بنیاد ہے " لیکن اس تغلیط سے کیا حاصل نه بولي ' بولي جاچکي ہے اور غلام میدان برده فروشي میں کهڑے لیے جا چکے - اب اگر خریداروں سے معامله صاف نه هوسکا اور بیع فسخ هوگئي ' تو بد بخت غلاموں کو اسکي کیا خوشي نه کل پهر کوئي دوسرا خریدار موجود هوگا !

بنارس ' فیروز پور ' اور مدراس کي بعض مجالس اسلامیه نے اپني تجویزیں شایع کي هیں که جناب نواب حاجي محمد اسحاق خاں سے درخواست کي جاے که وه کالج کي سکرٹري شپ سے علحده هوجائیں ' لیکن جس طریقه سے یه کارروائي کي جا رهي ہے ' هم اسے پسندیدگي کي نظر سے نہیں دیکهتے ' اور موقعه ملا تو کبهي اس بارے میں بهي لکهیں گے - مگر همیں تعجب ہے که یه لوگ جدید ناظم صاحب ندوة العلما کو کیوں بهول گئے ؟ انسے درخواست کیوں نہیں کي جاتي که از راه کرم اس مسند کو خالي کردیں ؟

کالج کے سکریٹري سے ان لوگوں کو شکایت ہے که وه انتظامي اور سیاسي پہلوؤں کو محفوظ نه رکهه سکیں گے ' اور یه که وه قوم کي آزادانه تحریکوں کے مخالف هیں ' لیکن ندوے کا ناظم تو ندوے کے مذهبي و علمي ستونوں کو توڑ رها ہے ' جن پر ندوے کي عمارت قائم کي گئي تهی - وه نه ندوے کے اغراض سے آشنا ہے اور نه مقتضیات عصریه سے واقف ' اسکے پاس نه تو تجربه ہے اور نه علم - پهر کس امید پر کہا جاے که اس عهد پر ابلهي میں ندوه ' ندوه نه رهے گا ؟ هم کو به تحقیق معلوم هوا که اب ندوے کا مقصد عملاً ایک انگریزي اسکول اور پنجاب کے مولوي فاضل کا اور ینٹل مدرسه ہے اور بس - فیا للبلاهة و یا للهلاکة !

مدراس و بمبئي کے تعلیمي صیغوں سے ایک " اقرار نامۂ وفاداري " شائع هوا ہے ' جس پر سرکاري ' نیم سرکاري ' اور نیز امدادي مدارس کے معلمین سے اس امر پر " صدق قلب " سے اقرار لیا جاتا ہے که وه همیشه شهنشاه کے وفادار و مطیع ' اور هر قسم کي سیاسي جد و جهد اور طلب حقوق سیاسي سے محترز رهینگے - نیز اپنے شاگردوں میں شهنشاه کي وفاداري و جاں نثاري کے جذبات پیدا کرینگے -

عجب نہیں که لوگ اس اقرار نامے کو بهي بیسویں صدي کے عجائب میں شمار کریں - اولاً اس کي تخصیص ان صوبوں میں کیا ہے ؟ ثانیاً هر هستي جو هندوستان میں وجود پذیر هوتي ہے وه پہلے هي سے " الست بربکم " کے جواب میں " بلی ! " کہکر پیدا هوتي ہے اس لیے جب تک برطانیه هندوستان پر قابض ہے ' اطاعت شعاري اوسکا جوهر ہے ' پهر اس خارجي ایجاب و قبول کي ضرورت کیا ہے ؟ کیا مدراس و بمبئي کے تعلیمي افسر لوگوں کے قلب کي اطاعت پر قانع نہیں جو قلم اور زبان کي اطاعت چاهتے هیں ؟

رفتار سیاست

(دولت علیه و یونان)

وائنا سے ۱۵ - اکتوبر کو یونان و ترکي کے درمیان جس جنگ کي خبر آئي تهي ' آخر اتهنز اور قسطنطنیه ' کہیں سے اوس کي تائید نه هوئي - اس لیئے یقیناً وه غلط تهي -

۲۴ - اکتوبر کا اتهنز سے تار ہے که " یونان اور ترکي کے درمیان گفتگو بصلح و آشتي آگے بڑهه رهي ہے اور عن قریب ختم هونیوالي ہے "

شروط و معاهدات کي طرف اب تک تاروں میں کوئي اشاره نہیں ' اسلیے حقیقت حال مخفي ہے -

(البانیا و سرویا)

گذشته هفتے تک سرویا ' البانیا کے دروازے پر کهڑي ' مکان کے اندر جهانک رهي تهي که اهل مکان کي غفلت اسے نصیب هو ' لیکن مشکل یه هوئي که ایک طرف تو خود مکان والے جاگ اٹهے - دوسري طرف وائنا کي پولیس نے ڈانٹ کر پوچها که دروازے پر کون کهڑا ہے ؟ ناچار مایوس واپس انا پڑا !!

۲۰ - اکتوبر کا لندن سے تلغراف ہے که سرویا نے دول کو اطلاع دي ہے که اوس نے اپني فوج کو البانیا سے واپسي کا حکم دیدیا - لیکن تنہا مدعا علیه کا بیان کافي نه تها - اب وائنا سرکاري طور پر بیان کرتا ہے که " حقیقتاً سرویا نے البانیه سے فوج هٹا لي اور یه که اس طرح مصالح یورپ اور نیز امن عام کي اس نے بڑي خدمت کي ہے "

(بلغاریا)

تهریس کے بعض علاقے جو از روے صلح بلغاریا کو ملے تهے ' بلغاریا نے صرف اس لیے اب تک ان پر قبضه نہیں کیا تها که اگر یونان و ترکي میں جنگ منتظر چهڑ جاے تو ترک آساني سے یوناني علاقوں میں داخل هوسکیں - اب چونکه یونان و ترکي کي صلح تقریباً مختتم ہے ' اس لیے آهسته آهسته بلغاریا کي فوج قبضه کے لیے اگے بڑهه رهي ہے -

اس سے پہلے یه خبر آچکي ہے که اس علاقے کے مسلمانوں نے اپني خود مختاري کا اعلان کردیا ہے - اب ۲۳ - کا لندن سے تلغراف ہے که بلغاریا کي فوج تهریس میں آهسته آهسته آگے بڑهه رهي ہے ' لیکن مسلمان جو گذشته تجارب کے تلخ نتائج حاصل کرچکے هیں پوري طرح مزاحم هیں - (مصطفی پاشا) اور (مالکو تیر نودو) کو بلغاریا نے برباد پایا - دریاے (آردا) کے جنوبي گاؤں اب تک جل رهے هیں جن میں ترک باشي بزوقوں نے آگ لگا دي تهي !

جمال بے قسطنطنیه کے فوجي گورنر مسلمانوں کو جو بلغاریا سے نہایت بر افروخته هیں ' تفهیم و نصیحت کرنے کے لیے کوملجینا پهونچ گئے هیں ' تاکه وه بلغاري حکام کي اطاعت بلا مزاحمت قبول کرلیں اور شروط صلح کي خلاف ورزي نه هو - والامر کله بید الله تعالی - یفعل مایشاء و یختار -

(وفاداري كي بنياد اميد هے)

حضرات ! آپکو ياد هوگا که ميں نے گذشته اتوار کے عظيم الشان مجمع ميں کيا کہا تها ؟ اجازت ديجيے که ميں اُسے پهر ايک مرتبه دهراؤں اور ميں خيال کرتا هوں که برٹش انڈيا کے هر باشندے کو هميشه دهرانا پڑيگا - ميں نے آپسے کہا تها که گو هم زخمى هيں اور همارے زخم بہت گہرے هوگئے هيں' تاهم مايوس نہيں هيں - هم اگر مايوس هو جائے تو هماري حالت موجوده حالت سے بالکل ..... هوتي - هماري زندگي اس عقيدے پر هے که برٹش حکومت ايک کانسٹي ٹيوشنل گورنمنٹ هے - اس نے هميشه دعوا کيا هے که اسکي بنياد قانون اور حقوق پر هے نه که شخصي استيلا اور جبر و تحکم پر- پهر هم بهي مسلمان هيں اور همارے مذهب نے هم کو سکها يا هے که حکم کسي طاقت کے ليے نہيں ' اور کوئي انسان انسانوں پر محض اپنے تخت و تسلط کے زور سے حکومت کرنے کا حق نہيں رکهتا که ان الحکم الا الله - پس جبکه همارے سامنے يه شاندار مگر اتنا هي موثر دعوى موجود هے ' تو کوئي وجه نہيں که هم مايوس هو جائيں -

(جاهدوا في سبيل الله)

هميں حق کي راه ميں جهاد کرنا چاهيے که جهاد سعي و کوشش کو کہتے هيں ' اور پوري قوت ' پورے اتحاد ' پورے استقلال ' اور کامل ترثبات و عزم کے ساتهه اپنے مطالبات حقه کو پيش کرتے اور دهراتے رهنا چاهيے - اگر انصاف اس سر زمين ميں گم هو جاے تو هميں اسکي گم گشتگي پر ماتم کرنا چاهيے ' پر مايوس هونا نه چاهيے - بہت ممکن هے که اسکا سراغ حکام کے بنگلوں کے اُن برامدوں ميں نه ملے ' جہاں حاکم و محکومي کے فرق کو نماياں کرنے کيليے سائلوں کو بہت دير تک ٹہلنا پڑتا هے - بہت ممکن هے که اسکا سراغ اُن عدالتوں کي شاندار عمارتوں کے اندر نه ملے ' جہاں قانون کا غلط استعمال ' اور انساني غلطي و غلط فہمي' اور تعصب و نفسانيت مر نہيں گئي هے - بہت ممکن هے که اسکا پته صوبوں کے فرماں رواؤں اور گورنريوں کے گورنمنٹ هاوسوں ميں بهي نه چلے ' جہاں با اقتدار و حاکم انسانوں کے ساتهه ' " رعب حکومت " کے عفريت کو بهي بسنے کي بسا اوقات اجازت ديدي جاتي هے - بلکه ميں کہتا هوں که بہت ممکن هے که دهلي اور شمله ميں بهي آپ اسکي صدا نه سنيں ' جہاں بهرحال انسان هي رهتے هيں ' اور آدم کي اولاد بلا استثنا اپنے اندر نيکي اور بدي کي وه تمام قوتيں رکهتي هے جو خدا نے اسکو وديعت کي هيں -

ليکن تاهم اے حضرات ! هماري زندگي اور هماري وفاداري صرف اس ايک هي اميد پر هے که برٹش حکومت کا انصاف هر جگه گم هو سکتا هے ' ليکن " تاج " کے سايے ميں اسکو گم هونے کي جگه نہيں مل سکتي ' کيونکه وه جگه صرف اُسکے نماياں هي هونے کيليے هے - (چيرز)

(نـــذارت و بشـــارت)

يه واقعه اس عقيدے کي ايک تازه نظير هے - وه حق مانگنے والوں کيليے ايک پيام مراد ' اور چپ رهنے والوں کيليے ايک تازيانۂ تنبيه و غيرت هے - اب وه لوگ کہاں هيں ' جو کہتے هيں که نه مانگو ' اسليے که مانگنا گناه هے ؟ اب وه منافقين و خائفين کيوں همارے ساتهه بهي شريک شکر گذاري هو رهے هيں ' جو کہتے تهے که شکايت نه کرو ' کيونکه شکايت کرنا بغاوت هے ؟ اگر يه بيج جو بويا گيا تها ' بغاوت کا تها ' تو آج وفاداري کے جس پهل کو لينے کيليے وه بهي دوڑ رهے هيں ' وه کہانسے آيا ؟ کيا يه سب کچهه اُسي چيز کا نتيجه نہيں هے ' جس سے روکا جاتا تها اور جس سے ڈرايا جاتا تها ؟ (چيرز)

(انـگلو انـــڈين پـــريس)

حضرات ! اس واقعه کو ابهي چار پانچ دن هي گذرے هيں م اتنے عرصے کے اندر هي اُس تعصب اور حاکمانه غرور کے پتلے نے زهر کي قے کرنا شروع کرديا هے ' جس کا دماغ نشۂ باطل سے معطل ' اور جسکے جذبات هيجان خود پرستي سے مجنونانه هيں - ميرا مقصد اُس اينگلو انڈين طبقه سے هے ' جو بد قسمتي سے هميشه اسکا مخالف رها هے که هندوستان پر حق و انصاف کے ساتهه حکومت کي جائے - اسکے خيال ميں حضور ويسراے نے اس مدبرانه انصاف کے ذريعه حکومت کے رعب کو زخمي کرديا اور اسکے مزعومه حريف بغاوت کو تلوار پکڑا دي - مگر کاش وه سمجهتا که " رعب حکومت " کے فرضي ديوتا کو زخمي کرنا بہت بہتر هے اس سے ' که دس کرور مخلوقات الٰهي کے دلوں کو زخمي کيا جائے (چيرز)

وه کسي انقلاب آفريں جماعت سے بہت ڈرتا هے جو اس وهم و خيال کے خواب ميں بہت مہيب ' اور اسکے تصور باطل انديش ميں کسي پيدا هونے والي بغاوت کا مقدمة الجيش هے ليکن اگر (بائبل) کے اس جمله کي صداقت اب تک باقي هے که " جو بويا جاتا هے ' وهي کاٹا بهي جاتا هے " تو هميں تعجب هے که جن لوگوں نے خوف اور ڈر کا بيج بويا نہيں ' وه خوف کے پهل سے کيوں کانپ رهے هيں ؟ (چيرز)

(ويل للمطففين)

حضرات ! ميں سمجهتا هوں که انساني خود غرضي کي مثال اس سے بڑهکر اور کوئي نہيں هو سکتي - يه کيسي عجيب بات هے که انسان خود اپنے ليے جس چيز کو جائز نہيں رکهتا ' دوسرے کيليے اُسي کا خواهشمند هوتا هے ؟ انگلستان کي سرزمين انصاف و حقــوق کا مامن سمجهي جاتي هے - اسکے بسنے والوں نے صديوں کي جد و جهد سے اپنے حقوق حاصل کيے هيں اور حکومتوں کو شکستيں دي هيں - پس هم بهي آج انگلستان سے وهي چاهتے هيں جو خود اس نے چاها (چيرز) - پهر اسکے فرزندوں کا يه نمونه کيسا وحشيانه هے که وه انصاف کے نام سے چڑتے اور حاکمانه جبر کي پوجا کرتے هيں ؟ (چيرز)

سچ يه هے که (مسيـح) کو اسکي زندگي ميں بهي اسکے ساتهيوں نے نه سمجهـا ' اور اسکے بعد بهي اسکے ماننے والے اس سے دور هيں - کيا يه اينگلو انڈين مسيحي خدا کے فرزند کو کبهي بهي جواب نه دينگے ' جبکه وه پکارتا هے که " تو دوسروں کے ساتهه بهي وهي سلوک کر' جو تو چاهتا هے که دوسرے تيرے ساتهه کريں " ؟ (چيرز)

يهي انساني کمزوري هے جسکي طرف قرآن کريم نے اشاره کيا هے اور اسکو " تطفف " سے تعبير کيا هے که : ويل للمطففين الذين اذا اکتالوا على الناس يستوفون و اذا کالوهم او وزنوهم يخسرون ! لين دين ميں کم دينے والوں کيليے کيا هي تباهي اور هلاکت هے ! جب وه دوسروں سے ليتے هيں تو وزن ميں ٹهيک ٹهيک ليتے هيں ' پر دوسرے کو دينے کا وقت آتا هے تو گهٹا گهٹا کے اور بچا بچا کے ديتے هيں !! (باقي آينده)

البصائر

معافي خواه هوں که نئے پريس کي تکميل ميں غير متوقع تاخير کے اسباب پيدا هو رهے هيں - اسليے اس وقت تک پرچه شائع نهو سکا -

منيجر البصـــاير

الهلال

۲۸ ذیقعده : ۱۳۳۱ هجری

مساجد اسلامیه اور خطابات سیاسیه

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیه لاهور کا رزولیوشن

(٤)

(چوتھی آیت)

گذشته نمبر میں جس آیت کی بحث پر ختم مقاله هوا تھا' اسکے بعد هي سوره (توبه) میں فرمایا :

اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن آمن با الله و اليوم الاخر و جاهد في سبيل الله ؟ لا يستون عند الله ' والله لا يهدي القوم الظالمين (۹ : ۱۹)	کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے اعمال عظیمه جیسا سمجھه رکھا ہے' جو الله اور روز آخرت پر سچا ایمان لاتا ' اور اُسکی راه میں جهاد کرتا ہے ؟ الله کے نزدیک تو یه دونوں برابر نہیں هوسکتے اور وه ظلم کرنے والوں کو کبھی راه راست نہیں دکھلاتا "

یه آیۃ کریمه موجوده حالات کے انطباق و تصدیق کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب آیت ہے' اور اسی لیے اسکو مضمون کے پہلے نمبر میں زیر عنوان رکھا گیا تھا -

اصل میں یه آیت بھی متعلق ہے تیسری آیۃ کے ' جس پر گذشته نمبر میں بحث کی گئی تھی یعنی :

انما يعمر مسلجد الله من آمن با لله و اليوم الاخر و اقام الصلوة و آتى الزكواة و لم يخش الا الله ' فعسى اولئك ان يكونوا من المهتدين (۹ : ۱۹)	الله کی مسجدیں آباد کرنے والا تو وه شخص هوسکتا ہے جو الله اور یوم آخرت پر ایمان لایا ' نماز قایم کی ' زکات ادا کی ' اور پھر یه که وه کسی سے نه ڈرا مگر صرف الله سے - تو بیشک ایسا شخص قریب ہے که هدایت یافته اور فوز و فلاح سے کامیاب هو -

اسی کا بقیه تکمله متذکرۂ صدر آیت ہے - لیکن نظر به اهمیت مطلب ضروری ہے که اسپر مستقل اور علحده نظر ڈالی جاے -

(تشریح و تفسیر)

گذشته نمبر میں شان نزول بیان کیا جا چکا ہے - مشرکین مکه کو اپنی تعمیر و تولیت مسجد پر نہایت غرور تھا ' اور موسم حج میں حجاج کی خدمت اور انکو پانی پلانے کے کام پر نہایت نازاں تھے - انکا یه غرور باطل اور افساد فخر یہاں تک بڑھگیا تھا که ان کاموں کے مقابلے میں اور کسی عمل صالح اور عبادت الهی کو وقعت نہیں دیتے تھے ' اور بادام کے ایسے دانوں سے تیل نکالنا چاهتے تھے' جن میں جہل کے سوا اور کچھه نه تھا - حضرة عباس ایمان لانے سے پہلے جب اسراء بدر میں آئے هیں اور حضرة امیر علیه السلام اور اُن میں گفتگو هوئی ہے' تو گذشته نمبر میں تم پڑھچکے هو که اُنهوں نے قریش مکه کے اس فخر و غرور باطلانه کو کیسے ادعا اور تعلی کے لہجے میں ظاهر کیا تھا ؟

پس پہلی آیت میں خدا تعالی نے اسکا رد کرتے هوے ان شرایط اربعۂ ایمانیه کو بیان کیا ' جنکے بغیر تعمیر و تولیت مساجد کچھه مفید نہیں - اسکی تشریح هو چکی ہے - اسکے بعد اس آیت میں زیاده صراحت کے ساتھه اُن دو کاموں کا ذکر کیا جن کا اُنهیں متمردانه و سرکشانه غرور تھا' یعنی سقاية حاج اور خدمت و تولیت مسجد - اسکے بعد نہایت موثر اور مسکت پیرایه میں اسکی نسبت سوال کیا اور اصلی و حقیقی اعمال صحیحۂ و وسیلۂ محبوبیۃ الهی کو پیش کیا - پھر خود هي اپنے انداز مخصوص زبانی میں اسکا جواب دیا ' تا دماغ ضلالت اندیش سونچیں' اور قلوب غفلت شعار متنبه هوں !

هذا توبيخ من الله تعالى لقوم افتخروا بالسقاية و سدانة البيت ' فاعلمهم جل ثناوه ان الفخر في الايمان با لله و اليوم الاخر و الجهاد في سبيله ' لا في الذي افتخروا من السدانة و السقاية - (تفسير امام طبري - ۱۰ : ٦٧)	یه آیت الله کی طرف سے اُن لوگوں کیلیے زجر و توبیخ ہے جو حجاج کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی پاسبانی پر فخر کرتے تھے - پس الله نے انکو خبر دی که یه کوئی فخر کی بات نہیں ہے - اصلی فخر تو الله اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں ' اور الله کی راه میں جهاد کرنے والوں کے لیے ہے "

امام (طبری) نے اسکے متعلق متعدد آثار صحابۂ و تابعین رضوان الله علیهم نقل کیے هیں -

تیسری آیت کے ضمن میں جو کچھه لکھا جاچکا ہے ' اسکی اس آیت سے تائید و تشریح مزید هوتی ہے - خدا تعالی نے دو شخصوں یا دو جماعتوں کو پیش کیا ہے - ایک شخص حاجیوں کو پانی پلاتا ہے اور مسجد کا متولی ہے - دوسرا شخص الله اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور اسکی راه میں جهاد کرتا ہے -

پھر فرمایا که الله کے نزدیک تو دونوں درجے میں برابر نہیں هوسکتے - کہاں محض تولیت مساجد و سقاية حاج ' اور کہاں مرتبۂ مومنین مخلصین و مجاهدین صادقین ؟ کہاں خدمتگذار مکان اور کہاں پرستار مکین ؟ کہاں وه ' جو اسکے گھر کی پاسبانی کا مدعی مگر خود اپنے دل کی پاسبانی سے غافل ہے ' اور کہاں وه جس نے اپنے مسجد قلب کو عصیان نفس کی آلودگی سے پاک کیا اور اپنی قوتوں کو صرف اسکے گھر هي کیلیے نہیں' بلکه خود اسکی راه میں قربان کردیا ؟ و هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون ؟

(حقیقۃ جهاد)

" جهاد " جهد سے نکلا ہے ' جسکے معنی سعی ' تعب ' کوشش ' اور کسی کام کے کرنے میں بمقابلۂ دشمن صعوبات کے اُٹھانے کے هیں :

استفراغ الوسع في مدافعة العدو ظاهراً و باطناً - (مفردات راغب اصفهانی)	دشمن کے حملے کے دفاع میں اپنی پوری طاقت سے کوشش کرنا ' خواه وه دشمن ظاهری حمله آور هو جیسے اعداء حق و صداقت و حکام ظالم و جابر' یا باطنی جیسے نفس و مظاهر شیطانیه

پس الله کی صداقت اور عدل کی راه میں تکالیف و صعوبات کا اُٹھانا ' انتہائی سعی و کوشش کرنا ' اور ایثار و فدویت سے کام لینا ' ظاهراً بھی اور باطناً بھی ' " جهاد مقدس و اقدس " ہے -

[بقيه مضمون صفحه ١٦ - ١٧]

پس يه تو ميں گوارا نہيں کرسکتا که ان بزرگوں کو مجھے اطلاع نه دينے اور اخفاء محض کا الزام ديا جاے کيونکه يه واقعه کے خلاف هے - البته واقعي حالت جو پيش آئی ' وہ ميں نے بيان کردي اور هر شخص کو اسکا حق ملنا چاهيے که وہ اپني حالت ظاهر کردے -

(٥) ايڈيٹر صاحب زميندار کے متعلق مجکو اسقدر معلوم هے که مولوي ظفر علي خاں صاحب کو اسکي اطلاع تهي اور انهوں نے بالکل پسند کرليا تها -

اصل پوچهيے تو اشخاص کي اطلاع و مشورہ اصل شے نہيں هے' بلکه پهلي چيز اصولاً مسئله کي صحت و عدم صحت کا سوال هے -

(٦) " کانپور کي پبلک سے واقعات مخفي رکهے گئے "

اسميں مجهے شک هے - سيد فضل الرحمن صاحب ' حافظ احمدالله صاحب ' شيخ محمد هاشم صاحب ' شيخ نثار الدين صاحب ' حاجي عبد القيوم صاحب ' حافظ محمد حليم صاحب ' نيز تمام متوليان مسجد غالباً مشورہ ميں شريک اور اس مسئله ميں پوري طرح متفق تهے ' اور هيں - تاهم ميں يقين کے ساتهه عرض نہيں کرسکتا -

(٧) ميں نے ١٢ - اکتوبر کے جلسے ميں تيسرا رزوليوشن پيش کرتے هوے جو شرائط پيش کيے تهے ' يه فيصله اسکے مطابق نہيں اور يه کوئي پوچهنے کي بات نه تهي - بالکل ظاهر هے -

(٨) مسٹر مظهر الحق ڈيپوٹيشن ميں تو شريک نه هوے - ڈيپوٹيشن صرف کانپور کے مقامي معززين کا تها اور ميں سمجهتا هوں که اپکا يه سوال بے موقعه هے - شايد هي کسي مسلمان شخص کا ايثار آج تمام هندوستان ميں اسقدر واضح اور غير محتاج دليل و بحث هے ' جس قدر مسٹر مظهر الحق کا - حضور ويسراے کي ملاقات اور انکے شيک هينڈ کرنے کا اگر انهيں شوق هو تو اسکے ليے وہ شايد مسجد کانپور کے معاملے ميں پڑنے کي جگه ' زيادہ کم قيمت اور آسان وسائل رکهتے هيں -

يه جناب کے سوالات کے اصلي جوابات نہيں هيں اور نه ميں اسکا تشفي بخش جواب ديسکتا هوں - البته جتنا حصه ميرے متعلق ' يا ميري معلومات ميں تها ' ميں نے عرض کرديا - آخر ميں چند الفاظ اور بهي کهونگا :

(١) مسٹر مظهر الحق کي حيثيت اس معاملے ميں ليڈر يا مفتي کي نه تهي ' بلکه ايک مشير قانوني کي - وہ ٣ - اگست کے متهمين کے دفاع کيليے آے تهے نه که مسجد کے متعلق شرعي فيصله کرنے - انهوں نے اپنا فرض کامل طريقه سے انجام ديا - انکے تمام موکل رها هوگئے - اور انکي خدمت بے داغ اور انکا احسان نا قابل فراموش هے -

(٢) رها فيصلهٔ مسجد ' تو پچهلے نمبر ميں جناب ميري راے پڑهچکے هيں - نيز ٹون هال کے جلسه ميں بهي - شايد تمام اردو جرائد ميں يهي ايک اواز هے جس نے اتفاق کلي سے انکار کرديا - ميں علانيه کهتا هوں که اس بارے ميں فيصله کنندوں نے غلطي کي اور بهتر تها که وہ جلدي نه کرتے - ساڑهے تين مهينے کے شرعي ماتم کو چند لمحوں کے اندر طے کردينا بهتر نه تها -

(٣) شکوک ظاهر کرنے چاهئيں اور اعتراض صحيح کو روکنا وهي جبر و شخصيت اور استبداد هے ' جسکے صنم خانوں پر دو سال سے مسلمان پتهر پهينک رهے هيں - تاهم عدل و انصاف و عدم افراط و تفريط همارے تمام کاموں کا بنيادي اصول هونا چاهيے - سر راجه صاحب محمود آباد اور جناب مولانا عبد الباري نے اس معاملے ميں جو کچهه کيا ' نهايت خوش نيتي سے کيا - پس مسلمانوں کو انکي شکر گذاري سے اس درجه اغماض نه کرنا چاهيے جو اينده کيليے هر حال ميں ناشکري کي ايک مثال مشهور بن جاے - يه کوي اچهي بات نہيں که انسان صرف نکته چيں اور شاکي هي هو ' اور شکر و امتنان کو بهول جاے - جو اچهي نيتوں سے کوشش کرتے هيں ' انکو انکا قدرتي حق دينے ميں بخل نه کرو - البته اتباع اور پيروي هر حال ميں صرف اصول اور شريعت کي هے ' نه که اشخاص کي - اور غير مسئول الله اور اسکي وحي کے سوا اس سطح ارضي پر کوئي نہيں - اگر کسي سے سعي و کوشش ميں غلطي هوگئي هے تو اسکو پوري ازادي سے ظاهر کيجيے - اور اسميں کسي شخص کي پروا نه کيجيے - هم مسلمانوں نے صاحب وحي (روحي فداہ) کے حضور ميں اپنے شکوک و اعتراض ظاهر کيے هيں - هم نے ائمه پر اعتراض کيے هيں اور غزالي و رازي کي غلطياں ظاهر کرتے هيں - جب اسلام کي تعليم حريت کا يه حال هے تو " تا بديگران چه رسد ؟ "

حقه اور نشر و اعلان حق و صداقت جو بذریعهٔ تقریروں ' عام جلسوں ' اور مجالس مواعظ و خطب کے عمل میں آئے -

میں نے اس جہاد کو اشرف و اعظم جہاد اسلیے کہا که فی الحقیقت جہاد لسانی هي تمام مجاهدات کي بنیاد اور هر طرح کے جہاد کیلیے وسیله و ذریعه ہے - تم اپنے نفس شیطان کے مقابلے کیلیے اٹھو ' یا شیطان ضلالت و ظلم و جبر کیلیے - تم کو راہ صداقت میں مال و متاع کي ضرورت هو ' یا جان و زندگي کي - تم کو انساني حکومتوں سے نکلے هوے غرور استبداد و استعباد کو وادي سینا کے مجاهد کي طرح توڑنا هو ' یا بد اخلاقي و نفساني ضلالت کو دور کرنے کیلیے ناصرہ کے واعظ کي طرح اپني مظلومانه قرباني اور اپنے خون شہادت کي تلاش هو - تم موسي کي طرح دشمن کو شکست دینا چاهو ' یا مسیح کي طرح دشمن سے شکست کھا کر فتح حاصل کرنا چاهو - غرضکه کسي قسم کے جہاد کیلیے مستعد هو ' مگر سب سے پہلے تمھیں اُن زبانوں هي کي تلاش هوني جو جہاد لساني کے ذریعه بندگان الهي کي غفلت دور کریں ' اُنکو خدا کا پیغام پہنچائیں ' انکے دلوں کے اندر محبت صداقت کي افسردہ انگیٹھي کي آگ کو بھڑکا دیں ' انکو تفکر و تدبر کي دعوت دیں ' انکو غفلت و اعراض کے نتائج سے ڈرائیں ' اور بالاخر خدا کي بخشي هوئي قوۃ تاثر اور معجزات حقانیت کي پیدا کي هوئي طاقت گویائي سے ایسي جانفروش جماعتیں پیدا کر دیں ' جو حق و صداقت کے عشق سے مضطرب اور جہاد في سبیل الله کے جوش سے دیوانه وار هوں ! !

دنیا میں اصلاح کے بیج نے همیشه سب سے پہلے " جہاد لساني " هي کي شاخ پیدا کي ہے - اور یہي پہلي اینٹ ہے ' جس پر بڑي بڑي عمارتیں بني هیں اور بڑے بڑے شہر بسائے گئے هیں - تمام انبیاء کرام اور رسل عظام جو اصلاح کي دعوۃ لیکر آئے ' انھوں نے اپنے الهي کارو بار کو وعظ هي سے شروع کیا ' همیشه وعظ هي کرتے رہے ' اور دنیا سے رخصت بھي هوے تو وعظ هي کرتے هوے - گویا اصلاح و دعوۃ ایک درخت ہے ' جسکا بیج بھي وعظ ہے ' جسکے لیے پاني بھي وعظ ہے ' اور اخر میں جسکا پھل بھي وعظ هي هوتا ہے !

(حضرۃ نوح) نے پتھروں کي بارش میں وعظ کہا - (خلیل الله) نے کالڈیا کے بت خانے کے پوجاریوں کے سامنے تقریر کي - (بني اسرائیل) کے نجات دهندے کو بھي اپنا کام اسي سے شروع کرنا پڑا اور اس نے فرعون کے تخت کے آگے اور فرعونیوں کي بھیڑ کے سامنے ' دونوں جگه وعظ هي کے حربۂ الهي سے کام لیا -

وہ (افتاب کنعاني) جس سے مصر کے قید خانے میں اُجالا هوا ' وہ بھي زندان مصائب کے اندر گویا هوا تو وعظ هي تھا ' جو اُسکي زبان پر جاري هوا -

وہ ' جو (ناصرہ) میں پیدا هوا ' (کفر نحوم) میں بسا ' اور جس نے (گلیل) کي گلیوں سے اپني مقدس منادي شروع کي - اُس نے بھي اپنا کام وعظ هي سے شروع کیا اور وعظ هي پر ختم کیا -

جب (یہودیه) کي آبادي اور (یرون) پار کي بھیڑ اسکے پیچھے هو لي ' تو اُس نے کوہ (زیتون) کي ایک چٹان پر سے اپني صدا بلند کي - اور پھر جب وہ عید (فطیر) کے آخري دن اپنے شاگردوں کے ساتھه (فسح) کي روٹي توڑ رها تھا ' جو اُسکے جہاد في سبیل الله کي آخري رات تھي ' تو اُس وقت بھي وہ وعظ هي میں مصروف تھا ! !

پھر سب سے آخر (اسلام) کي تحریک الهي کي ابتدائي تاریخ پر نظر ڈالو ' جو وعظ سے شروع هوئي اور وعظ هي پر ختم هوئي -

وہ اصلاح انسانیت کا آخري ظہور اکبر ' جس نے موسی کي طرح حمله نہیں کیا ' اور مسیح سے زیادہ عرصے تک صبر کیا ' گو بدر کے کنارے اور اُحد کے دامن میں تلوار کا جواب تلوار سے دینے پر مجبور هوا ' تاهم اسکا اصلي حربه وعظ هي تھا - اس نے تورات کے حامل کي طرح قتال خونین نہیں کیا بلکه همیشه جہاد لساني هي کو هر جہاد پر مقدم رکھا - نوح کي طرح اسپر پتھر پھینکے گئے ' پر اُس نے نوح کي طرح بد دعا نہیں کي اور یه نہیں کہا که :

رب لا تذر علي الارض	اے پروردگار ! اِن کافروں میں سے
من الکافرین دیارا !	کسي کو بھي زندہ نه چھوڑ که روے
(۷۱ : ۲۵)	زمین پر آباد نظر آے !

بلکه کہا تو یه کہا که : " رب اهد قومي ' فانهم لا یعلمون " ! خدایا ! میري قوم کي هدایت کر ' کیونکه وہ نہیں جانتے !

خدا نے بھي اسکا سب سے بڑا وصف بتایا تو یہي بتایا که وہ اسکي آیتیں پڑھتا اور اسکي طرف سے اُسکے بندوں کو تعلیم دیتا ہے :

هو الذي بعث في الامیین رسولاً منهم ' یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم ' و یعلمهم الکتاب و الحکمة ' و ان کانوا من قبل لفي ضلال مبین ! (۶۲ : ۲)

پس زبان هي کا جہاد وہ اشرف و اکمل جہاد ہے ' جو حکم الهي کے مالکیت ' اُسکے برگزیدہ رسولوں کي اصلي سنت ' تمام مجاهدات حقه کا بنیاد اولین و وسیله وحید ' اور انساني نیکي و هدایت کا اصلي سرچشمه و منبع ہے !

(عود الي المقصود)

پس فرمایا که : " اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن آمن بالله و الیوم الاخر و جاهد في سبیل الله ؟ "

آیا تم نے حاجیوں کے پاني پلانے اور مسجد کي تعمیر و تولیت کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھه رکھا ہے ' جو الله اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور اسکي راہ میں جہاد کرتا ہے ؟

مشرکین مکه کو تولیت مسجد پر ناز تھا ' مگر الله کا رسول اور اسکے ساتھي ایمان بالله اور جہاد في سبیل الله میں مصروف تھے - خدا نے کہا که دونوں هرگز برابر نہیں هوسکتے -

اس آیت میں پہلے ایمان بالله و الیوم الاخرہ کو فرمایا که في الحقیقت تمام انساني نیکیوں کي جڑ ہے ' اور کوئي انساني شرف ایسا نہیں جسکي شاخ اسي جڑ سے نه نکلتي هو - اسکے بعد جہاد کا تذکرہ کیا اور جہاد میں هر قسم کا جہاد داخل ہے -

یه بالکل ایک واضح بات تھي - اسي لیے انسان کي قدرتي دانائي کے اعتماد پر اسکے لیے صرف سوال کا کر دینا هي کافي تھا - دلیل کي حاجت نه تھي ' اور یه قرآن کریم کا انداز مخصوص ہے - هر شخص جانتا ہے که مکان کي محبت مکین کي وجه سے هوتي ہے اور اینٹ چونے کے اندر کوئي پر اسرار تقدیس نہیں ہے - اگر ایک شخص خدا کي راہ میں اپني قوتوں کو قربان کر رها ہے ' تو اسکے مقابلے میں اُس شخص کي کیا حیثیت هوسکتي ہے جو صرف اسکے گھر کي پاسباني کا مدعی ہے ؟

ان اشارات کے بعد ضروري ہے که اس آیت کے بعض نتائج مهمه کي طرف متوجه هوں -

(نتائج بحث)

(۱) اب تم ذرا آجکل کے متولیوں ' پیش اماموں ' اور اُن انجمنوں کو دیکھو جنکے زیر انتظام کوئي مسجد ہے یا مسجد کے اوقاف هیں - انکے اُس فخر و غرور باطل کو دیکھو ' جس کا نشه همیشه

پھر یه خواه وطن کیلیے هو، خواه قوم کیلیے - علم کي راه میں هو یا خدمت انسانیت کیلیے - زمین کے کسي خاص محدود حصے کي بھلائي کیلیے هو، یا تمام دنیا کیلیے - هر حالت میں وه جهاد هے، اور جس بخت بیدار کو اسکي توفیق ملے، وه مجاهد في سبیل الله -

افسوس که " جهاد " کي حقیقت کي تشریح کا یه موقعه نهیں - متعدد مقالات (الهلال) میں نکل چکے هیں، جن میں حقیقت جهاد کے بیان کرنے کي کوشش کي گئي هے، اور کیا اچھا هو اگر اس وقت قارین کرام کے پیش نظر رهیں - علي الخصوص وه مقالات جو (الهلال) کي گذشته جلدوں میں " عید اضحی، اسوۂ ابراهیمي، فاتحۂ جلد دوم، امر بالمعروف " وغیره کے عنوانوں سے شائع هوچکے هیں -

اُن مضامین میں پوري تفصیل کے ساتھه یه امر واضح کرنے کي کوشش کي گئي هے که "جهاد" کو محض " قتال" کے معنوں میں لینا همارے بعض متاخرین مصنفین کي غلطي اور یورپ کے معترضین کي سخت ناداني هے - "جهاد" ایک لفظ عام هے اور خود قران کریم نے "جهاد" و " قتال" کے عموم و خصوص کے فرق کو بار بار نمایاں کیا هے - نیز احادیث و اثار اس بارے میں بکثرت موجود هیں - هر وه سعي و کوشش، هر وه انتهائي جهد، هر راه عمل کي سختي کي برداشت اور تلاش مقصود کے ابتلا و مصائب کا تحمل، جو حق کیلیے هو، عدل کیلیے هو، انسانیت کیلیے هو، صداقت و حقیقت کي خاطر هو، نیکي کے قیام اور بدیوں کے استیصال کي راه میں هو، جو الله کي مرضي کے تابع، اور جو شیطان رجیم کي آرزؤں کے مخالف هو، در اصل جهاد في سبیل الله هے، پھر خواه وه سیاسي هو یا اخلاقي، اور تمهاري اصطلاح میں دیني هو یا تمدني -

(اسوۂ نبوت)

حضرة (نوح) علیه السلام نے اس راه میں پتھر کھاے اور کفر و عصیان سے بندگان الهي کو روکا - یه اصلاح اعتقادات و اعمال دینیه کا جهاد تھا - حضرة (ابراهیم) نے کالدیا کے صنم کدوں سے ارض الهي کو پاک کیا اور کواکب پرستوں کو دعوة توحید دي - انهوں نے اِنکے جلانے کیلیے آگ سلگائي اور انکي هلاکت کے مشورے کیے - یه بھي جهاد في سبیل الله تھا - حضرة (موسي) علیه السلام فراعنۂ مصر کي شخصي حکومت اور جابرانه غلامي کے قلع و قمع کیلیے آئے اور اپني قوم کو غیروں کي غلامي و محکومي سے نجات دلائي - یه ایک پورا پولٹیکل اور سیاسي جهاد تھا - مگر یه بھي جهاد في سبیل الله تھا !

حضرة (مسیح) بني اسرائیل کے گم شده اخلاق کي سراغ میں آے - ظالم یهودیوں نے انکے منهه پر تھوکا اور (پلا طوس) کے بے رحم سپاهیوں نے انکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا، تا وه صلیب پر لٹاے جائیں اور جو لکھا هے، وه پورا هو -

یه ایک اخلاقي جهاد تھا، اور اس اخلاقي مجاهد نے اس راه میں اپني عظیم قرباني کرکے في الحقیقت اسکي پوري تکمیل کر دي، پس یه بھي جهاد في سبیل الله تھا -

حضرت (ختم المرسلین) علیه الصلوة و السلام نے تمام عالم کي ضلالتوں اور تاریکیوں کو دور کرنا چاها اور اپني اور اپني جماعت مقدس کي زندگي اس راه میں صرف کردي - یه محض اصلاح اقوام و زمین کا کوئي خاص شعبه نه تھا، جسکو تم نے پالیٹکس، تمدن، اخلاق، اور مذهب کے نام سے تقسیم کردیا هے، بلکه اِنکي دعوة عام، اور انکي اصلاح عالمگیر تھي - اُس دنیا کے سب سے بڑے خدا نما انسان کا جهاد، هر اصلاح انساني اور دفع هر فساد ارضي کیلیے تھا - صلی الله علیه و علی جمیع الانبیاء و المرسلین، و علی الهم و صحبهم اجمعین !

(والذین معهم)

یه تو اسوه هاے جلیلۂ نبویه هیں، جنکو جهاد في سبیل الله کا نمونه بناکر بھیجا گیا - لیکن پھر ان سب کے ماتحت اور زیر ظل، صدیقین و شهدا، اور صالحین و قانتین امت کے اعمال مجاهدانه، و عزائم حق پرستانه هیں، جنکے ان گنت اور بے شمار نمونے همارے سامنے موجود هیں -

انبیاء عظام کے اعمال دنیا میں کشت زار اصلاح کیلیے بمنزلۂ تخم کے هوتے هیں اور انکے متبعین و مومنین کے اعمال الهیه بمنزلۂ اشجار و اثمار کے :

کزرع اخرج شطاه فازره، فاستغلظ، فاستوی علی سوقه یعجب الزراع، لیغیظ بهم الکفار - (۴۸ : ۲۹)

" مثل اُس کھیتي کے که اُس نے پہلے زمین سے اپني پہلي کونپل نکالي، پھر اُس نے غذا کھائي کو هوا اور مٹي سے جذب کرکے اُس کونپل کو قوي کیا، پس وه بتدریج بڑھتي اور موٹي هوتي گئي - یهاں تک که کھیتي اپني نال پر سیدھي کھڑي هوگئي، اور اپني سرسبزي و شادابي سے کسانوں کو خوشي بخشنے لگي - خدا نے یه ترقي اُنهیں اسلیے عطا کي، تاکه کفار اس کو دیکھکر غصے میں جلیں "

پس جو مومنین مخلصین اپنے اعمال کي روشني آفتاب نبوت سے اکتساب کرتے هیں، اور اپني قوتوں کو کسي نه کسي صورت میں حق و صداقت اور دفع فساد و ظالم کي راه میں وقف جهاد في سبیل الله کردینے کي توفیق پاتے هیں، وه اس تخم دعوة کے برگ و بار هیں - خدا انکو انبیاؤ صدیقین کي معیت کا شرف عطا فرماتا هے اور انکے کاموں کو بھي اعمال نبوت کي طرح اپني مقبولیت کیلیے چن لیتا هے : و من یطع الله والرسول فاولائك مع الذین انعم الله علیهم من النبین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین، و حسن اولائك رفیقا (۴ : ۷۱)

(جهاد لساني)

حقیقت جهاد کي طرح جهاد في سبیل الله کے وسائل و ذرائع بھي عام هیں اور ان کو صرف تلوار هي کے قبضه کے اندر سمجھنا غلطي هے جهاد حق کي راه میں سعي و کوشش هے - خواه وه زبان سے هو، خواه مال سے - خواه تلوار فاتحانه سے هو، خواه خون مظلومیت سے - خدا کي سچائي اور انساني ظلم کے انسداد کي راه میں اپني قوی کا صرف کرنا، کسي صورت اور کسي شکل میں هو، داخل معني و حقیقت جهاد هے -

قرآن کریم میں هر جگه " جاهدوا باموالکم و انفسکم " آیا هے - یعنے جهاد اپنے نفوس اور اپنے اموال کے ذریعه کرو - نفوس کے جهاد میں هر طرح کا ذریعۂ جهاد آ گیا - امام احمد، ابو داؤد، نسائي، اور ابن حبان و غیرهم نے حضرة (انس) سے روایت کي هے که :

جاهدوا المشرکین باموالکم و انفسکم و السنتکم !

جهاد کرو اپنے مال سے، اپني جان سے، اور بذریعه اپني زبان کے !

اس سے ثابت هوا که جهاد نه صرف جان و مال، بلکه زبان سے بھي هوتا هے -

في الحقیقت " جهاد لساني " اشرف ترین جهاد هے - اس سے مقصود هے بذریعه مواعظ و خطب، اور بوسیلۂ تقریر و کلام کے لوگوں کو دعوة الهیه دینا، ظلم و جبر شخصیت و استبداد کا رد اور قلع و قمع کرنا امر بالمعروف اور نهي عن المُنکر، اور وه تمام اشاعت تعالیم

مقالات

ان في ذالک لايات لقوم يوقنون !

آيرليند هوم رول بل

(۲)

ليکن آيرليند کے ليے يه اطمينان ديرپا نه رها - سنه ۱۳۱۸ ميں انگلينڈ کي فوج نے اڈورڈ بروس کو سخت هزيمت دي ' اور آخر اسي معرکه ميں وه کام آيا - ليکن اس فتح سے جو انگلينڈ کو ميدان جنگ ميں هوئي ' ايوان صلح کے اندر کوئي کاميابي نه هوئي - آيرليند بدستور مرجع اضطراب و مسکن شورش و التهاب رها -

بلکه انگلينڈ کے مصائب و مشکلات کي گره پہلے سے زيادہ سخت هوگئي ' يعني نارمن اور آيرش اجناس باهمي مصالحت و مزاوجت سے ايک متحد النسل ' متحد اللسان ' اور متحد الاراده قوم بن گئي جس نے اپني متفرق قوت کو وطن عزيز کي محافظت و مدافعت کے ليے مجتمع کر ليا -

سنه ۱۳۴۱ - ميں اس عقده کے حل کے ليے انگلينڈ نے ايک اور تدبير کي جو اوس کے ترکش سياست کا اب بهي آخري تير هے ' يعني اڈورڈ ثالث نے ايک فرمان جاري کيا جس کا مضمون يه تها :

" آيرليند کے تمام مناصب اور عهدے صرف اهل ملک اور ان انگريزوں کے ليے مخصوص رهينگے جنهوں نے آيرش قوميت بذريعه مزاوجت قبول کرلي هے "

اس فرمان عطاے حقوق نے ملک ميں ايک سياسي سکون پيدا کر ديا ' ليکن دوسري طرف اجتماعي و اقتصادي حالات کي سطح مطمئن ميں ايک دوسري جنبش بهي نمودار هوگئي ' يعني انگريز کسب حقوق ملکي کے ليے نهايت کثرت سے آيرش قوميت ميں داخل هونے لگے - اس تحريک سے آيرليند اور انگلينڈ ' دونوں کو نقصان پهنچا - اول کو اقتصادي و اجتماعي ' اور دوسرے کو سياسي ' اس ليے دونوں گهبرا اٹهے ' يهاں تک که سنه ۱۳۶۸ ميں شهزاده (لائنل) کي زير نظارت اس کو ملک کے ليے خيانت کبری قرار ديا گيا -

اسي چودهويں صدي کے اواخر ميں (رچرڈ ثاني) شاه انگلينڈ نے آهستگي ' سکون ' اور اطمينان کي جگه ' زور اور قوت سے ملک ميں سکون و اطمينان پيدا کرنا چاها ' ليکن کون نهيں جانتا که جو پاني پر حکومت کرنا چاهتا هے ' وه آهستگي و سکون سے اوسکي سطح متحرک کي جنبش باطل کرسکتا هے ' پر زور آزمائي و قوت نمائي دريا کي لهروں کو اور زياده شديد الحرکة اور خوفناک بنا ديگي !

(رچرڈ) اور اوسکا جانشين ' دونوں لڑے ليکن نا کامياب رهے - (اڈورڈ رابع) نے ايک قاعده جاري کيا که بغير کسي معزز انگريز کي معيت کے جو شخص آيرليند ميں جانے يا وهاں سے آنے کي کوشش کريگا ' مقتول هوگا - هنري سابع نے تسکين فتن کے ليے بندش استبداد کو اور زياده سخت کيا - اوسنے قرار ديا که نه تو کوئي ملکي مجلس بغير اذن حکومت انگلينڈ منعقد هوگي ' اور نه اوسکا کوئي قانون بغير تصديق انگلينڈ نافذ هوگا - سنه ۱۴۹۵ ميں سر اڈورڈ (پوئينگس) نے جو انگلينڈ کي طرف سے آيرليند کا گورنر جنرل تها ' آيرليند کي مجلس وطني کے اختيارات و احکام کو لغو قرار ديا تا آنکه انگلينڈ کي پارليمنٹ اونکي تصديق نه کردے -

(اصلاح مسيحيت کي تاسيس)

اب تک ان دونوں ممالک کے درميان صرف قومي اور سياسي اختلافات تهے ' اب وه زمانه آگيا جب (ليوتهر) نے نائب سينٹ پطرس کے اس اختيار کا انکار کيا که " جو تم زمين پر باند هوگے وهي آسمان پر باندها جائے گا ' اور جو زمين پر کهولو گے ' وهي آسمان پر کهولا جاے گا " اور ايک جديد فرقه کي بنياد ڈالي ' جو اب " پروٹسٹنٹ " کے نام سے مشهور هے اور موجوده مسيحيت و تمدن کي تاريخ کا ايک نهايت اهم مگر نهايت تفصيل طلب حصه هے -

(انگلينڈ و آئرليند ميں مذهبي اختلافات)

(بعض عملي مباحث نصرانيت)

اس وقت يورپ کي اکثر حکومتيں بحالت تغير و انقلاب تهيں - ترک مسلمانوں کي سياسي قوت ' دين اسلام کي سادگي ' اور تعليم توحيد کي حقيقت سے روز بروز يورپ متاثر هوتا رها - بالاخر (ليوتهر) نے ان اثرات کو قبول کيا اور اوسکي عام دعوت دي ' سلاطين و ملوک يورپ ' پوپ کي مداخلت سے گهبرا اٹهے تهے ' انهوں نے ليوتهر کي کے سايه پناه کو غنيمت سمجها -

(ليوتهر) کي اصلاح کي تاريخ ميں يه ياد رکهنا چاهيے که اسکو سب سے بڑا الزام مسلمان هونے کا ديا گيا تها - نيز کها جاتا تها که اس نے قران کريم کا ايک قديمي لاطيني ترجمه کسي محفوظ خانقاه کے مخفي حجروں ميں رهکر پڑها هے اور اسي کا اثر تها ' جو اسکي دعوت کي صورت ميں ظاهر هوا - (چمبرس انسائيکلو پيڈيا) ميں اسکي پوري تفصيل هے اور (برٹانيکا) ميں اسکي طرف اشاره کيا هے - انشاء الله ايک مستقل مضمون ليوتهر کي اصلاح کے متعلق لکها جائيگا ' جس سے معلوم هوگا که اسلام کي دعوت بالاخر کن کن صورتوں اور بهيسوں ميں اپنا کام کرتي رهي ' اور جن لوگوں نے اسے قبول نهيں کيا تها ' انهيں پهر دوسري صورت ميں اسے قبول کرنا پڑا -

انگلينڈ ميں اس وقت (هنري ثامن) بادشاه تها ' جس کو متعدد امور ميں پوپ سے مخالفت هوگئي تهي اُن ميں سے ايک امر يه بهي تها که اسکي متعدد بيوياں تهيں -

(تعدد ازدواج) گو اصول نصرانيه کي رو سے صحيح هے ' ليکن رومن کيتهولک مذهب ميں قديم ملکي و قومي رسوم کي بنا پر ناجائز تها ' پوپ نے (هنري) کے اس فعل کو ناجائز قرار ديا ' ليکن وه باز نه آيا ' اور ليوتهر کے دامن ميں آکر پناه لي ' جهاں اسکو تعدد ازدواج پر کوئي تنبيهه نهيں کي گئي -

ان واقعات سے متعدد نتائج ضمناً ظاهر هوتے هيں :

انهیں سرگراں رکھتا ھے ' اور انکے آن اعمال مشرکانه و عصیاں شعارانه کا احتساب کرو ' جنکو وہ باوجود کوشش کے خدا کی طرح اسکے بندوں سے بھی نہیں چھپا سکتے ۔

دیکھو ! وہ کیسے شریر اور کیسے سرکش ھیں ؟ انکا غرور کس درجه مغروران قریش کے کا فرانه غرور سے اشبه ھے ' جنکے حق میں یه آیت نازل ھوئی تھی ؟ ٹھیک ٹھیک مثل انکے یه بھی مساجد کی تولیت اور اسکے ممبروں کے موروثی قبضے پر نازاں ھیں ' اور کہتے ھیں که یه تو ھمارے گھر ھیں ' جنکے اندر سب کچھه کرنے کا ھمیں اختیار حاصل ھے - خواہ ھم اُسے مشرکین مکه کی طرح بتوں کی پوجا کا گھر بنا دیں ' خواہ غیروں کی تعظیم و تعبد کیلیے اسکے صحن میں فرش و قالین بچھائیں - خواہ آس محراب عبادت کے نیچے ' جہاں الله کے آگے جبین نیاز جھکائی جاتی ھے ' غیروں کی تعریف و ثنا اور تسبیح و تہلیل کی صدائیں بلند کریں - خواہ آس ممبر پر چڑھکر ' جو صرف ذکر و تحمید الہی و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیلیے ھے ' غیروں کے حکموں کا اعلان کریں ; قاتلهم الله ' انی یوفکون !

(۲) وہ آن بندگان الہی کے دشمن ھیں ' جنھوں نے الله اور یوم آخرت پر ایمان و یقین کرکے ' خدا کے سوا دوسروں کا خوف اپنے دل سے نکال دیا ھے ' اور جنکو خدا تعالی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' اور وعظ و ھدایت مومنین و قلع و قمع فساد و عدوان کافرین کی توفیق دی ھے ' اور جو اسکی راہ میں " جہاد مقدس لسانی " کی سنت انبیا و صدیقین کو زندہ کرنا چاھتے ھیں - حالانکه جن مسجدوں کی تولیت و امامت کا انہیں غرور ھے ' انکا خدا تو کہتا ھے که سب سے بڑی نیکی ایمان بالله ' اور سب سے بڑا عمل جہاد فی سبیل الله ھے - مسجدوں کی تولیت کا فخر باطل ' اور اسکا ادعاء القاء شیطانی سے زیادہ نہیں - پھر انہیں کیا ھوگیا ھے که جس چیز کو خدا باطل کہتا ھے ' اسکا غرور کرتے ھیں ' اور جنکو خدا پیار کرتا ھے ' انکے دشمن ھوگئے ھیں ؟

(۳) جہاد کی حقیقت سے تم پر واضح ھوگیا ھوگا که اشرف و اعلی جہاد ' جہاد لسان و قلم ھے که بنیاد جمیع مجاھدات مقدسه کی یہی ھے - اور ظلم و جبر کا استیصال ' اور حقوق انسانیت و مسلمین کا مطالبه جہاد فی سبیل الله میں داخل - پس یه جو کہتے ھیں که مسجدوں میں وعظ و خطبات کو روکدو ' کیونکه وہ " سیاسی " ھیں ' تو اسکا صاف مطلب یه ھے که وہ جہاد فی سبیل الله کو روکنا چاھتے ھیں ' اور سیاست کے نام سے حفظ حقوق مسلمین و دفع ظلم و جبر کی سعی مراد لیتے ھیں - پھر مجھے ان لوگوں کو یاد کرنے کیلیے کوئی موزوں لقب بتلاؤ جو جہاد فی سبیل الله والحق کے مانع اور احکام قرانیه پر اپنے آراء شیطانیه کو ترجیح دینے والے ھیں ؟ میں اگر انکو کفر پرست کہوں تو تم کہوگے که یه ایمان و کفر کی بحث ھے - میں اگر انکو مشرک کہوں تو تم پکاروگے که یه بہت ھی بڑی جسارت ھے - ھاں یه جسارت ھے ' لیکن جن ظالموں نے الله کے آگے جسارت کی ھے ' کیوں نه ھم بھی انکے لیے جسارت کریں ؟ وہ نه مومن ھیں نه مسلم - انکا حال یه ھے جو کہا گیا : نومن ببعض و نکفر ببعض ' و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا -

ان لوگوں کی اصطلاح میں جس چیز کو سیاست اور پالیٹکس کہتے ھیں ' اسلام کے نزدیک عین دین و مذھب ھے ' اور جہاد فی سبیل الله میں داخل - کما سیاتی انشاء الله - پس جہاد فی سبیل الله کیلیے مساجد سے بڑھکر اور کونسی جگه بہتر ھوسکتی ھے ؟

اقتراعیات

(سفر جست عورتیں)

عورت یورپ میں بہت دنوں تک مظلوم رھی ھے اور اب بھی ھے - وہ شادی سے پہلے باپ کی اور شادی کے بعد شوھر کی ملک ھے - وہ نام کا بھی حق نہیں رکھتی که شادی سے پہلے وہ باپ کے نام میں اور شادی کے بعد شوھر کے نام میں مدغم ھوجاتی ھے ' وہ مالی معامله اپنے نام سے نہیں کرسکتی ' وہ کوئی جائداد اپنے نام سے نہیں خرید سکتی ' وہ موروثی جائداد میں بھی کوئی مداخلت شوھر کے سامنے نہیں کرسکتی -

نصرانیت جو یورپ کا اسمی مذھب ھے ' افسوس که وہ بھی ان معاملات میں اس طبقۂ ضعیف کی دست گیری نہیں کرتا ' کیونکه اوسکے صحیفۂ الہیه میں " لهن مثل الذي علیهن " (قرآن حکیم) کی آیت نہیں ھے -

اب جبکه ھر طبقه اپنی حریت و آزادی کے لیے سرگرم راہ سعی و طلب ھے ' انگلینڈ کی نصرانی عورتیں بھی اُٹھی ھیں که مردوں سے اپنے حقوق مغصوبه واپس لیں ' جس طرح ان کی بعض بہنیں امریکا وغیرہ بعض ممالک میں کچھه حقوق واپس لے چکی ھیں - ان کے دعاوی و مطالب حسب ذیل ھیں :

(۱) مساوات سیاسی Political Egnality یعنی پارلیمنٹ ' میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں عورتوں کی نامزدگی و انتخاب -

(۲) حریت مالی و شخصی Economic & Persanal یعنی وہ اپنے مال و جائداد میں اپنی زندگی کی جس روش کے لیے جس قسم کا تصرف چاھیں ' کرسکیں -

(۳) حریت دماغی Intellecheal مرد جس طرح اپنی ترقی و ارتقا کے لیے مختلف دماغی راستے تلاش کرتے ھیں اور اسکے لیے جو وسائل و تدابیر اختیار کرتے ھیں ' حق ھے که عورتیں بھی ان سے محروم نہوں -

ان مطالب کے حصول کے لیے انگلینڈ کی عورتیں ایک مدت سے جانفشاں ھیں ' اور سعی مقصد میں کسی خطرے کی پرواہ نہیں کرتیں - کامیابی کی راہ انگلینڈ کی عورتیں وہ سمجھگئی ھیں جنکو ھندوستان کے مرد اب تک نہیں سمجھتے -

مسز پنکھرسٹ حقوق طلب عورتوں کی لیڈر یعنی " سیدۃ الاقتراعیات " ھیں - ۳۰ - اپریل سنه ۱۹۱۳ع کو اونھوں نے اولڈبیلی کے اجلاس میں بکمال حریت و استقلال کہا :

" خواہ کتنے ھی دنوں کی سزا ملے ' مجھے اس کی پروا نہیں ' میں اپنے ارادے سے کبھی باز نه آؤنگی ' میں جس وقت یہاں سے قید خانے جاؤنگی ' اوس وقت سے کھانا چھوڑ دونگی - اس حالت میں اگر مرگئی تو بہتر ھے ' ورنه اگر بچ کر نکلی تو اپنے حقوق کے لیے پھر مصروف پیکار ھو جاؤنگی " -

آجکی اشاعت کے ساتھه ایک مرقع شائع کیا جاتا ھے ' جس سے اقتراعی تحریک کی زور و قوت کا اندازہ ھوگا - وزراء انگلستان علی الخصوص مسٹر ایسکوئتھه کے ساتھه اس تحریک کا جو سلوک رھا ھے ' اسکو اخباروں میں آپ پڑھچکے ھیں - اس مرقع میں پہلی تصویر اس اقتراعیه کی ھے جس نے پچھلے دنوں ملک معظم کے گھوڑے کو گھوڑ دوڑ میں پکڑ لیا تھا - اسکے بعد دو تصویریں ان دو مشہور عمارتوں کی ھیں ' جنکو آگ لگا کر عورتوں نے جلا دیا اور کئی لاکھه پونڈ کا نقصان عظیم ھوا !

اهل ملک میں ایک عام اتحاد قائم هوگیا ' جس کا نام تاریخ
اخیرۂ انگلستان میں اتحاد کیل کینی Kil Kenuy (۱) هے -
ایک مجلس انتظامی منتخب هولي جس نے زمام حکومت
هاتهوں میں لے لیا - مجلس کے ۲۴ - ممبر تهے ' جنمیں پانچ
مبي عهده دار اور باقي عام ملکي اشخاص تهے -
مجلس نے استقلال آیر لینڈ کا اعلان کیا ' ایک حکومت موقته
بنیاد ڈالي ' محکمے قائم کیے ' سکے مضروب هوے ' اعلی
عهده دار متعین کیئے گئے ' اور اسطرح آیر لینڈ کو وہ گم شدہ آزادي
گئي ' جس کا ایک مدت سے وہ متلاشي تها -

(اغتشاش و قتل و سلب)

انگلینڈ جو اس وقت خود دستوري ' و استبدادي حکومتوں کي
کشمکش میں مبتلا تها ' اسي فوجي عمل کے بالکل نا قابل تها '
لیے اوس نے اُس بے امان هتیار سے کام لیا ' جو آج بهي ایک
یورپین حکومت کا بہترین اور محفوظ ترین حربه هے - یعنی سیاست
تفریق ' و نشر عداوت ' و ترغیب خائنین ' و تالیف منافقین وطن -
آیر لینڈ کا نظام عمل پراگندہ اور شیرازۂ حکومت منتشر هوگیا -
سنه ۱۶۴۹ - میں وہ عهد آگیا جب مشهور (کرامویل) نامي
ایک سپاهي حمایت حریت کے نام سے تخت انگلینڈ کا مالک
هوا اور ملک ایک موروثي بادشاه کے پنجے سے چهوٹ کر ایک
نئي بادشاه کے پنجے میں آگیا - (کرامویل) ایک شجاع ' اور راسخ
عزم انسان تها - اس نے آیر لینڈ کے موجودہ ضعف سے فائدہ
[illegible] آیر لینڈ کے تمام قلعه مسخر کرلیے '
[illegible] میں ایک عام سیاسي سکون پیدا هوگیا - آیر لینڈ
کي تاریخ میں یه پهلا دن تها ' جب انگلینڈ ' تمام جزیرہ کا کا ملاً بلا
شرکت اپنے کو مالک [illegible] سکتا تها -
لیکن اب بهي مشکلات کا خاتمه نه هوا ' اور نه در حقیقت
کبهي اسي غیر وطني حکومت کي مشکلات کا خاتمه هو سکتا هے -
سنه ۱۶۸۸ - میں ایک نئي شورش آیر لینڈ میں رو نما هوئي -
(جیمس دوم) نے جو انگلستان کے تخت کے لیے کوشاں تها ' انگلینڈ
سے نا کامیاب هوکر آیر لینڈ کي طرف رخ کیا - آیرش قوم نے جوش
و خروش اور عز و احتشام کے ساتهه اوس کا استقبال کیا ' اور ایک
هزار سپاه آیرش اور فرنچ افسروں کے تحت قیادت اوس کي
اعانت و حمایت کے لیے آمادہ هوگئي - در اصل اس پردے میں
خود آیر لینڈ کي اعانت و حمایت ملحوظ تهي -
لیکن (ولیم آف ارونگ) جو برطاني سپاہ کا قائد تها ' اوس نے
سنه ۱۶۹۰ - میں اس حسن تدبیر سے جنگ شروع کي که آیر
لینڈ کي استقلال طلب فوج بالکل ناکام رهي - اور ۱۲ - جولائي سنه
۱۶۹۱ - میں نهایت سخت هزیمت اٹها کر ' بالاخر ۳ اکتوبر سنه ۱۶۹۲
میں سوا برس کي مدافعت کے بعد ' چند شرائط پر سب نے هتیار
ڈال دیے -

انگریزي قوم نے فتح کے بعد اپنے اخلاق کي کوئي عمدہ مثال
نهیں پیش کي - شرایط صلح جو یورپ کي رسم و عمل کے مطابق
توڑنے هي کي چیز هے ' توڑ دیے گیے ' نا فرماني و سرکشي کا
آیر لینڈ سے پورا معارضه لیا گیا ' اونکي جائدادیں ضبط کرلي گئیں '
مظالم کا ایک سلسلۂ مهیب شروع هوگیا ' تمام خاندان تباہ هوگئے '
لوگ بهاگ بهاگ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے - جن کے پاس
پاے رفتار نه تهے ' وہ ظلم و ستم کي زنجیریں پهننے پر مجبور کیے
گئے - غرضکه متصل و مسلسل ۱۰۰ - برس تک ' مظلوم و مفلوک
انسان ' منهدم ایوان و عمارات ' اور خشک و بے رونق میدانوں کے
سوا الرلینڈ میں اور کچهه باقي نه رها تها ' آئرش اور کیتهولک
هونا ' اس قطعۂ ارض میں سب سے بڑا جرم انساني تها -
اٹهارهویں صدي کے قوانین سیاست میں اس جرم کے مرتکب
کے لیے هر قسم کي سزا جائز تهي - اوسے خود اپنے ملک و وطن
میں کوئي حق حاصل نه تها ' وہ اعلی عهدوں کا مستحق نه تها ' وہ
فوج میں بهي نوکر نهیں هوسکتا تها ' وہ کوئي هتیار اپنے پاس نهیں
رکهه سکتا تها ' وہ عام حقوق ملکي سے متمتع هونے کا بهي حقدار نه
تها ' عجب نهیں که ان میں سے اکثر باتوں کو پڑ هکر ایک هند نژاد
متعجب نه هو ' کیونکه وہ ایک مدت سے ان تمام باتوں کا عادي
هوگیا هے ' اور اسلیے اسے شکایت نهیں ' لیکن اس شدت درد
محرومي کي تکلیف اس دل سے پوچهو ' جسکا احساس ابهي
معدوم نهیں هوا ' اور جسکي قومیت ابهي جسم میت نهیں
هوگئي هے !!

اعانۂ مسجد کانپور

کا ایک مصرف

میں ایک اهم قومي مسئله کے طرف آپکي توجه مبذول
کراتا هوں - اِمسال حج میں مسلمانوں کو اسوقت تک جن دقتوں کا
سامنا کرنا پڑا هے - اور سال آیندہ سے جو مصیبتیں آنیوالي هیں ' انکا
خیال کرتے هوے ' اور نیز حجاج کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا
ایام حج میں کرنا پڑتا هے ' انکا لحاظ رکهتے هوے مناسب هے که
هم ایک کمپني قومي سرمایه سے قایم کریں جو حاجیوں کے لیے
جهاز بهم پهنچا دے ' اور اُنکي هر طرحکي عافیت کا خیال رکهے -
اسوقت موقع حاصل هے اور وقت هے که هم اس اهم کام کو کرلیں -
روپیه کي بهي معقول رقم اسوقت مسلمان جمع کر سکتے هیں -
عید اضحي کا زمانه قریب هے اور موقع هے که اِس اجتماع سے
فائدہ اُٹهایا جاے -
کانپور کے فنڈ میں ایک لاکهه روپیه تقریبا محفوظ هوگا - (اُن
چندوں کو ملا کر جو اسوقت متفرق شهروں میں لوگوں کے پاس جمع
هے) میرے خیال میں مناسب هوگا که اس رقم کو بهي اِسي نیک
مصرف میں لگا دیا جاوے -
اس کمپني سے جو منافع هو ' اسکا ایک حصه پس ماندگان شهدائے
کانپور پر صرف کیا جاوے - اسوقت میں علیل هوں اور ان چند
سطور کو ضروري سمجهه کر بهیج رها هوں - امید هے که آپ انکو نه
صرف شایع فرمادینگے ' بلکه اپني قیمتي راے بهي اس بارہ میں
دیںگے - حضرت نواب وقار الملک بهي اگر اس بارہ میں اپني رائے
مبارک سے عوام کو شرف مخاطبت بخشیں تو بهت مناسب هو -
(خاکسار سید احمد حسین)

(۱) کلکني در اصل الرلینڈ کے ایک شهر کا نام هے جو برطاني
انگریزوں نے جاکر بعهد ' اسٹرانگ بو Strong-Bow آباد کیا تها -
اُس عهد سے اڈورڈ رابع تک انکو فرامین متعلق آبادي وغیرہ ملتے
رهے - ملکه الزبتهه کے عهد میں اسکے اطراف کے قصبات کو ملاکر ایک
چهوٹے سے صوبے کي حیثیت دیدي گئي - جیمس اول نے اسکي
توسیع کي - پارلیمنٹیں بدفعات اسمیں قائم هوئیں - کرامویل نے پهر
دوبارہ اسے فتح کیا - اسي شهر میں یه اتحاد واقع هوا تها - اور اسي
کي نسبت سے اسکا نام " اتحاد کلکني " هوگیا - (انسا یکلو پیڈیا
برٹانیکا حرف کاف)

(ا) مذهب پررٹسٹنت اپنے رجود میں اسلام کا ممنوں ہے -

(ب) مذهب پررٹسٹنٹ کے لشر رظہور کے رجرہ راسباب سیاسیہ و اجتماعیہ هیں -

(ج) تعدد ازدواج اصول نصرانیۃ کي رو سے جائز ہے کیونکہ تورات میں یہہ اجازت موجود ' انجیل میں اسکا ذکر متروک ' ایک بادشاہ نصراني کا اسپر عمل ' اور مدعي اصلاع جدید و رئیس و موسس فرقہ پراٹسٹنت کا سکوت !! پھر اسکے بعد اور کیا ثبوت چاهیے ؟

بهرحال یہ اسباب تھے جن کي بنا پر هنري شاہ انگلینڈ پررٹسٹنٹ فرقہ کي حمایت پر آمادہ هوگیا - انگریزي قوم جو آزادي کي فطري طالب اور حریت کي طبعي طلبگار تھي ' اس جدید مذهب کي تقلید و قبول کے لیے اپني هر شے نثار کرنے لگي -

(هنري اور الزبتهہ)

اس تغیر و انقلاب دیني نے اوس خلیج کو جو انگلینڈ و آیرلینڈ کي دو قوموں کے درمیان حائل تھي ' اور زیادہ عمیق و وسیع کردیا ' سنہ ۱۵۳۷ میں ڈبلن پایہ تخت آیرلینڈ میں ایک انگریزي دربار منعقد هوا ' جس نے یہ فرمان سنایا کہ آج سے باباے روما (پوپ) کي جگہ شاہ انگلینڈ خود ملک کے کلیسا کا مالک ہے - آیرلینڈ کو آج سے کوئي حق نہیں کہ وہ پوپ سے کسي امر میں بھي مکاتبت و مراسلت کرے - نیز آج جو شخص شاہ انگلینڈ کي اطاعت کا حلف نہیں اُٹھائیگا ' خیانت کا مجرم اور باغي قرار دیا جاے گا -

اس کے بعد هنري نے شاہ آیرلینڈ کا لقب اختیار کیا ' حالانکہ باقاعدہ اور منظم حکومت اوسکي اب تک صرف جزیرے کے ایک چھوٹے سے حصے هي میں محصور تھي !

یہ احکام زمین کے ایسے قطعے میں جو وطن ' قومیت ' زبان ' اور اب مذهب میں بھي بالکل مختلف تھا ' هر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ کتنے حوادث مختلفہ اور کیسے کیسے مصائب گوناگوں کے باعث هوئے هونگے ؟ تاهم هنري چونکہ ایک قسي القلب ' ظلم پیشہ ' اور جابر الحکم بادشاہ تھا ' اسلیے فتنے نے زیادہ سر اٹھانے کي فوري مہلت نہ پائي -

ملکہ (الزبتهہ) کے عہد حکومت میں جبکہ زمام حکومت ایک عیش پسند ' ناز آفریں ' لیکن مغرور و متکبر ملکہ کے هاتھہ میں تھا ' جو استیلاے ممالک پر بھي اوسي قدر قدرت رکھتي تھي ' جس قدر فتح قلوب پر ' جسکا دربار بہادروں سے بھي اوسي قدر پر رهتا تھا ' جس قدر عشاق سے ! کیتھولک فرقے نے پروٹسٹنت پر نہایت خوں ریز ' وحشیانہ ' اور خوفناک مظالم کیے ' لیکن جو محبت کے عنصر سے بني تھي وہ عداوت کیونکر کرسکتي تھي ؟ بالاخر نتیجہ یہ هوا کہ مظالم میں اشتداد اور عداوت و انتقام میں ازدیاد هوتا رہا -

الزبتهہ هندوستان کے (اکبر اعظم) ایران کے (عباس صفوي) اور ترکي کے (سلیمان قانوني) کي همعصر تھي - اور ترقي ممالک و امن و نظم میں بھي اپنے ان مشرقي معاصرین کي طرح اسکا عہد شاندار اور ممتاز تھا -

الزبتهہ نے آیرلینڈ کي تسکین و تامین کے لیے دو تدبیریں کیں ' ایک طرف تو ایک جنرل کو آیرلینڈ کي تسخیر کامل کے لیے روانہ کیا - دوسري طرف برطاني انگریزوں کي تعداد کثیر کو آیرلینڈ میں مستقل اقامت کا حکم دیا - انھوں نے " السٹر " کا صوبہ اپنے لیے منتخب کیا ' تاکہ ملک کے اندر انگلینڈ کي طرف سے ایک شدید و باسل قوت همیشہ موجود رہے -

یہي " السٹر " ہے جو آج (هوم رول بل) کي وجہ سے معرکہ گاہ محشر خیز بنا هوا ہے -

لیکن با وجود کثرت فتوحات و کثرت تعداد ' اهل برطانیہ اور نسل آیرلینڈ اپنے جہد وجہاد سے باز نہ آئي - الزبتهہ کے آخریں پندرہ سالوں کے اندر آیرلینڈ و برطانیہ کي تلواریں همیشہ نیام سے باهر رهیں ' لیکن دونوں کے مقاصد ایک دوسرے سے متضاد تھے - ایک اپني حریت و استقلال کے لیے سر فروش تھا ' دوسرا غلبۂ و استیلا اور جبر و قہر کے لیے بے قرار - دیو باطل فرشتۂ حق سے دست و گریباں تھا ' اور طوق غلامي حریت و استقلال کي گردن میں زبر دستي حلقۂ گلو بننا چاهتي تھي -

شرارۂ جنگ خوفناک حد تک مشتعل هوگیا - طرفین کے خسائر و نقصانات کا اندازہ ۳۰ - لاکھہ پونڈ ' اور ۲ - لاکھہ جانوں سے کیا جاتا ہے !!

سنہ ۵۸ - ۱۵ میں سرجان (بیرروٹ) نے ' جو انگلینڈ کي طرف سے آیرلینڈ کا حاکم تھا ' ایک دربار منعقد کیا ' جس میں رؤساے آیرلینڈ و برطانیہ شریک تھے -

(جیمس) اول نے بھي الزبتهہ کي روش سیاست کو ملحوظ رکھا اور بدستور آیرلینڈ کے صوبہ السٹر میں آباد هونے کیلیے پروٹسٹنت برطاني خاندان مسلسل آتے رہے -

(قرون حوینن)

سنہ ۱۶۴۱ ع میں جبکہ انگلینڈ دستوري حکومت کي کوششوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھا ' اور امرا کے سلب قدرت ' جمہور کي حریۃ و احترام حقوق ' اور نائبین ملک کے توسیع اختیارات کے لیے بادشاہ اور امرا سے لڑ رہا تھا ' تو آئرلینڈ نے بھي عزم کیا کہ جس چیز کو انگلینڈ اپنے بادشاہ اور امرا سے مانگ رہا ہے ' وہ انگلینڈ سے اپنے لیے بھي طلب کرے -

صلح و آشتي سے کبھي بھي یہ متاع نہیں ملي جیسا کہ دنیا کي تاریخ بتلا رهي ہے ' پس دونوں نے اپنے اپنے حریفوں کے مقابلے میں تلوار کھینچ لي - انگلینڈ نے نائب شاہ کا سر اتار لیا ' اور آیرلینڈ نے لاکھوں برطاني انگریزوں کو جسم بے سر کر دیا - آیرلینڈ کا صوبہ " السٹر " جو پروٹسٹنت اور برطاني انگریزوں کا مسکن تھا ' وومن یعني اهل آیرلینڈ کے غیظ و غضب اور انتقام و قہر کي بجلي وهاں گري ' اور برطاني آبادي کا خرمن خاکستر هوکر رهگیا - صرف چند دنوں کے اندر پچاس هزار انگریز اس شورش میں طعمۂ اجل هوے تھے !!

بچوں اور عورتوں پر کوئي رحم نہیں کیا گیا ' مردوں کو صرف تلوار اور گولي هي سے نہیں ' بلکہ آگ ' پاني ' بھوک ' اور سردي سے هلاک کیا گیا - شوهر بیبیوں کے رو برو ' اور بچے ماؤں کے سامنے قتل هوے - لڑکیاں اور تمام عورتیں بے حرمت کي گئیں - غرضکہ وحشت وسبعیت ' درندگي و سفاکي کا کوئي ایسا حربۂ جہنمي نہ تھا ' جو استعمال نہ هوا هو -

(اتحاد و استقلال)

اس جوش انتقام سے فارغ هوکر آیرلینڈ نے جو زیادہ تر کیتھولک تھا ' حلف اٹھایا کہ عقائد و مقاصد فرقۂ کیتھولک کي - حفاظت و مدافعت کے لیے اپنے خون کا آخریں قطرہ تک نثار کرنے کیلیے طیار ہے -

ایک سال کي شورش کے بعد سنہ ۱۶۴۲ - میں آیرلینڈ کي ایک مجلس ملکي مجتمع هوئي - سن مذکورہ کي ۲۳ - اکتوبر کو

پس مکالم کا فرض اولین یہ ہے کہ اگر وہ سامع کو اپنے کلام سے مسحور و متاثر کرنا چاہتا ہے ' تو اسکی توجہ کو اپنی طرف مائل کرے ' اور جب تک سلسلۂ مکالمت جاری ہے ' " جالب توجہ " کے اصول کا دامن نہ چھوڑے ' اور نیز ان تمام باتوں کا لحاظ رکھے جو سامع کے لیے باعث دلچسپی و دلپسندی ہوں -

(مکالمۃ کے ابتدائی اصول)

اب سوال یہ ہے کہ وہ باتیں کیا ہیں ' وہ کونسے امور اور وہ کون سے وسائل ہیں ' جنکے اختیار کرنے سے مخاطب ہمہ تن متوجہ رہتا ہے - اسکا خیال بھٹکنے نہیں پاتا ' دلچسپی قائم رہتی ہے ' اور جو بات مکالم کے منھہ سے نکلتی ہے ' دل میں اتر جاتی ہے ؟

یہ وہ وسائل و ذرائع ہیں ' جو علم النفس کی کلیات و نظریات سے مستنبط ہوتے ہیں ' اور دوران مکالمت میں ہمارو تنبیہ و ہدایت کرتے اور بصیرت بخشتے ہیں -

سب سے پہلے ' یعنے کلام کرنے اور اصول مکالمت کے استعمال باقاعدہ سے پہلے ' مکالم کو چاہیے ' اس امر کا اندازہ صحیح کرلے کہ مخاطب کون ہے ؟ اسکی قومیت کیا ہے ؟ مذہب کیا ہے ؟ عمر کیا ہے ؟ مذاق کیا ہے ؟ کن باتوں کو پسند اور کن باتوں کو ناپسند کرتا ہے ؟ استعداد علمی کا کیا حال ہے ؟ اور عادات و اطوار کیسے ہیں ؟ یعنی دوران مکالمت میں اس کا برابر لحاظ رکھنا چاہئے کہ مخاطب ہندوستانی ہے یا انگریز ؟ مسلمانوں میں سے ہے یا ہندو ؟ جوان ہے یا بوڑھا ؟ مرد ہے یا عورت ؟ شاعر ہے یا فلسفی ؟ سخن طرازی و دانش آموزی مقبول ہے یا محض نالۂ حزیں ؟ (۱) انمیں سے اکثر امور تو مذہب و ملت کے معلوم ہوتے ہی منکشف ہوجاتے ہیں ' اور تعین مذاق و عادات شخصی اور استعداد علمی کا بہت بڑا حصہ وضع و قطع اور لباس و گفتگو سے معلوم ہوجاتا ہے - باقی امور آراؤ و تکرار ملاقات سے واضح ہوجاتے ہیں - بہرکیف انسان کو چاہیے کہ جسقدر معلومات اسے حاصل ہوں ' ان سے فائدہ اٹھانے میں غفلت نہ کرے -

اثرات و نتائج ' غلطی کی اصلاح کردینگے - پسندیدگی و ناپسندیدگی کلام اس معاملہ میں ایک عمدہ مشیر ہے - پس جیسا کچھہ مزاج مخاطب کا اندازہ ہو ' اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے ' اور اس تخمین و انداز پر جو امور موثرہ متفرع ہوتے ہیں ' انکو اختیار کرنے میں پس و پیش نکرنا چاہیے - بات بات پر عادات شخصی ' استعداد علمی ' و مذاق مخاطب سے رہنمائی طلب کرنا چاہیے - لفظ لفظ پر مخاطب کی حالت و سیرت خاص سے مشورہ کرنا چاہیے - بلکہ حرف حرف پر جذبات حالیہ و کیفیات لاحقہ کا خیال رکھنا چاہیے -

یعنے شاعر سے طرز مکالمت اور ہو ' فلسفی سے اور - رند سے انداز مخاطبت اور ہو ' اور زاہد سے اور :

ما مرد زهد و توبۂ و طامات نیستم
با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

پہلے دیکھہ لو کہ مزاج کا رخ کسطرف ہے ؟ پھر روئے سخن مطابق حالت کرو - پہلے اندازہ کرلو کہ ہوا کسطرف چل رہی ہے ؟ پھر کشتی کو اسی جانب چھوڑ دو کہ ساحل مقصود تک پہونچنے کی یہی راہ ہے - تاثیر کلام کا بیشتر حصہ طبیعت شناسی و جذبات پروری کے اندر مضمر ہوتا ہے -

مخاطب کی حالت نفس ' و کیفیت قلب ' و روش مزاج کے تعین امکانی کے بعد ' جن امور کا دوران مکالمت میں لحاظ رکھنا فرض مکالم ہے ' وہ ذیل میں ابھی مجملاً تحریر کیے جاتے ہیں - انہیں کو ہم " قوانین مکالمت " کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں - کلام موثر و سخن دلپذیر کیلیے لازمی ہے کہ ان " قوانین " کے تابع ہو - یہی قوانین فن مکالمت کا اساس بحث ہیں -

آیندہ فرداً فرداً ہر قانون کی اصل و حقیقت اور طریق استعمال و اصول مشق پر مفصل بحث کیجائیگی -

" قوانین مکالمت " حسب ذیل ہیں :

(۱) تلفظ -
(۲) لہجہ -
(۳) حرکت و اشارۃ
(۴) قدرت بیان یعنی مجاز بیانی و استعمال صنائع و بدائع -
(۵) تحریک و لحاظ جذبات ' ضرب الامثال و ایراد اشعار و مقولات ' و تطبیق واقعات ' و لطائف و ظرائف - (باقی آئندہ) :

بعد ازین نور بآفاق دهیم از دل خویش
که بخورشید رسیدیم و غبار آخر شد

(۱) سخن طرازی و دانش هنر نظیری نیست
قبول دوست مگر ناله حزین گردد

علامۂ شبلی کی قدر دانی

حضور نظام حال کی علم پروری !

ایشیاء میں علوم و فنون نے ہمیشہ سلطنت کی آغوش میں تربیت پائی ہے اور یہ خصوصیت بقاے علوم کے ساتھہ خود سلطنت کی بھی شہرت ' وسعت تمدن ' اور بقاے نام کا ذریعہ ہے - ہندوستان میں ریاست حیدر اباد نے ایشیا کی اس خصوصیت کو سب سے زیادہ نمایاں کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہندوستان میں جس قدر ستون علم ہیں ' ان سب کو اسی ریاست نے قائم کر رکھا ہے - مولانا حالی اسی خرمن فیض کے خوشہ چیں ہیں ' علامہ شبلی نعمانی کی تصنیفات کا سلسلہ اسی ریاست کے دامن عاطفت کے ساتھہ وابستہ ہے - حال میں حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے اس سلسلہ کو اور بھی مستحکم ' اور اپنے دامن فیض کو اور بھی وسیع تر کردیا ہے - یعنی مولانا شبلی نعمانی کے ماہوار وظیفے میں دو سو روپیہ ماہوار کا اضافہ فرمایا ہے - یقین ہے کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں حضور نظام کی اس علمی فیاضی کی قدر کی جائیگی ' کیونکہ ابھی تک ہندوستان میں علم سے اشخاص پیدا نہیں ہوتے ' بلکہ اشخاص سے علم پیدا ہوتا ہے ' اور ریاست حیدرآباد ان کائنات علمیہ کی آدم اول ہے !

(عبد السلام ندوی)

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

فن مكالمة

(از مراسله نگار اديب ' صاحبزاده مولوي ظفر حسن صاحب)

(۲)

(خطابت)

" مكالمت " كا ضد و مقابل " خطابت " هے جو عبارت هے ايک مجمع سے خطاب كرنے ' اور تقرير مسلسل و غير منقطع كرنے سے - خطبه تقرير كا نام هے جو شخص واحد كرتا هے ' متعدد اشخاص سنتے هيں' اور خاموش رهتے هيں' كچهه دخل نهيں ديتے - يعني مفهوم خطابت كے اجزاے تركيبي تين هيں :

(۱) تسلسل بيان (۲) تعدد مخاطبين (۳) سكوت سامعين - [يه صحيح نهيں - بغير انكے بهي خطابت كي تكميل هوسكتي هے - عام گفتگو اور خطابت كا فرق معنوى بهي هے - الهلال]

" خطابت " كے برخلاف " مكالمت " كوئي تقرير مستقل و غير منقطع نهيں هوتي ' بلكه اسكے عين معنى يه هيں كه مخاطبين موضوع گفتگو ميں حصه ليں - ايک شخص سوال كرے ' دوسرا جواب دے - ايک اظهار شک كرے ' دوسرا رفع شک كرے - ايک شخص كوئي واقعه بيان كرے ' دوسرا شخص اسكے مثل كوئي دوسرا واقعه نقل كردے -

اسكے علاوه مكالمت كي تكميل مفهوم كے ليے صرف ايک مخاطب كافي هے ' بشرطيكه بات چيت ميں حصه لے ' يا كم سے كم هاں هوں كرتا رهے ' زبان نهيں تو حركات و سكنات هي سے جواب ديتا رهے - ابرو كو جنبش چاهے ندے ' مگر گردن ضرور هلاتا رهے ' اگرچه يه حركت بهي متكلم كے هر قول كي تائيد و تسليم هي ميں كيوں نهو -

غرضكه بز اخفش هي كيوں نهو ' مگر بت جامد نهو -

برخلاف اسكے خطابت كا مفهوم اسوقت تک پورا نهيں هوتا ' جب تک كه متعدد مخاطبين جمع نهوں' پهر اگرچه ايک سے زياده اشخاص جمع هوجائيں ' ليكن هر شخص بول سكتا هو' تو يه ايک " صحبت مكالمة " هوگي ' مجلس خطابت نهوگي - هاں البته اگر ايک شخص تقرير كرے ' باقي سب اسكي تقرير سنتے رهيں ' تو يه مكالمة نرهيگي بلكه خطابت هوجائيگي -

پس فن مكالمة اس سے زياده نهيں هے كه ايک ذخيرة اصول گفتگو ' و فرد قوانين گفتار ' و فهرست ضوابط گفت و شنود هے - اور بس - وه چند هدايات اور اشارات و تنبيهات پيش كرتا هے جن پر عمل كرنے سے انسان اپني زبان ميں تاثير ' اپنے كلام ميں جاذبيت ' اور اپنے الفاظ ميں سحر پيدا كرسكتا هے - اس فن ميں چند ايسے گر بتاے گئے هيں كه دوران گفتگو ميں انكا لحاظ ركها جاے تو مقصد تقرير حاصل هوگا - يعني مخاطب متاثر هوگا ' زبان سے نكلے هوے الفاظ دل ميں جاكر ٹهرينگے ' اور منهه سے نكلي هوئي آواز كي صداے بازگشت سامع كے اعماق قلب سے بلند هوگي !!

يهي فن مكالمت كا مقصد اور غاية الغايات هے كه سامعين و مخاطبين متاثر هوں ' الفاظ دل پر نقش هوجائيں ' فقرات دل كے اندر اتر جائيں ' جملے دل كے اوپر كهد جائيں ' جو سنے ' متكلم كي جانب متوجه هوجاے - الفاظ گويا ايک پاره مقناطيسي هوں كه تقرير كا هر لفظ دامن دل كو مضبوط پكڑ لے :

زفرق تا بقدم هر كجا كه مي نگرم
كرشمه دامن دل مي كشد كه جا اينجا ست

يعني اگر موضوع گفتگو كوئي منظر هو تو اسطرح بيان كيا جاے كه اسكا سماں بندهجاے ' اور كوئي مسئلة علميه هو تو اسطرح سمجهايا جاے كه كوئي دقت و مشكل باقي نه رهے اور ذهن سامع فوراً قبول كرلے -

بهر حال مكالمت كا مقصد اعلى و غاية اولى يهي هے كه جو لفظ زبان پر جاري هو' اس ميں اثر هو' اور جس ميں اثر هو' وهي زبان پر جاري بهي هو -

(مكالمة اور علم النفس)

جو شخص علم النفس كي ابجد سے بهي واقف هے ' وه جانتا هے كه تاثر و تحسس نفس كا سبب وحيد و علت فريد ' نفس كا موثر و عامل شے كي طرف متوجه هونا هے - باغ ميں گلهاے رنگ رنگ كهلے هوے هيں - لالۂ و گل ' نسرين و نسترن ' سوسن و نرگس' جوش بهار سے متوالے هو رهے هيں - نسيم عطر بيز كے ملائم جهونكے چل رهے هيں - غبار صحن چمن كيمياے عيش و نشاط هے - در و ديوار كي صفائي و آئينه وشي كا يه عالم هے كه ايک باغ كے هزار باغ نظر آرهے هيں - ايک فضاے مسرت و انبساط هے جو هر چهار طرف محيط هے -

هر پته جالب نظر ' هر ذره مقناطيس قلب ' اور هر برگ سياه كهرباے نفس و دل هے - كيا ممكن كه كوئي داخل باغ هو ' اور جوشش بهار سے متاثر نهو -

ليكن تاهم ايسے مجنوں قلب و فرهاد دل بهي اس وحشت زار عالم ميں بستے هيں ' جو بادۂ عشق و الفت ميں اسدرجه سرشار و مدهوش ' اور خمار هجر و فراق سے اسقدر افسرده دل و تاريک قلب هيں كه بهار و باغ كا عكس تک انكے قلب محزوں پر نهيں پڑتا - طراوت سبزه و رنگ آميزي گل نشاط انگيز سهي ' ليكن انهيں اس سے كيا سروكار ؟

خوشست كوثر و پاک است باده كه درست
ازاں رحيق مقدس دريں خمار چه حظ ؟

اس عالم محويت و مجذوبى ميں اگر آثار خارجيه كا انسان كے نفس پر كچهه اثر هوتا هے تو وه كوئي مستقل اور بالذات اثر نهيں هوتا ' بلكه محض تصور موجود في الذهن هي ميں كهل مل كر (عرفي) كے اس شعر كي تصديق كرديتا هے :

در دل ما غم دنيا غم معشوق شود
باده گر خام بود پخته كند شيشهٔ ما

دهلي كي خاک اسي شعر كا ترجمه كر رهي هے :

ميں وه كيفي هوں كه پاني هو تو بن جاے شراب
جوش كيفيت سے ميرے خاک كے پيمانے ميں

خير ' يه تو علم النفس كے مسائل هيں ' فن مكالمت كو براه راست ان سے كچهه زياده علاقه نهيں - فن مكالمت كو علم النفس كے محض اس كليه سے سروكار هے كه :

" جب تک نفس انساني متوجه نهو ' كيسي هي دلفريب صورت هو ' كيسا هي دلكش نغمه هو ' كيسي هي مشام نواز خوشبو هو ' كچهه اثر نهوگا - اسليے كه اثر وابستۂ توجه هے ' اور توجه هي اثر هے - توجه نهيں تو اثر بهي نهيں "

پس كيسي هي مفيد تقرير هو ' كيسي هي دلچسپ گفتگو هو ' اور كيسا هي دلاويز اسلام هو ' ليكن اگر مخاطب كي توجه دوسرى جانب مشغول هے ' تو تمام سعي گفتار و كوشش تكلم ' حركت لب و زبان ' اور ايک صوت مهمل و آواز بے معنى كے اخراج سے زياده ثابت نهوگي -

مصالحۃ مسجد کانپور کے متعلق چند شکوک

(از جناب مولانا محمد رشید صاحب کانپوري مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ)

کانپور کي مسجد کے متعلق ۱۴ - اکتوبر کو حضور وایسرائے بالقابہ نے جو مصالحۃ کي ہے ' اوسمیں تمام گرفتاران بلا کي رہائي ایسا واقعۂ یادگار ہے ' جسکے متعلق حضور وایسرائے ' مسٹر مظہر الحق ' راجہ صاحب محمود آباد ' مولانا عبد الباري صاحب و دیگر حضرات کا جسقدر شکریہ ادا کیا جاوے کم ہے -

لیکن اصل مسجد کے متعلق جو سمجھوتہ ہوا ہے ' اوسمیں مجکو اور نیز پبلک کو چند شکوک ہیں ' اگر اوسکو جلد رفع نہیں کیا گیا تو بہت کچھہ غلط فہمي پھیلنے کا خوف ہے - اسلیے جہاں تک ہوسکے جلد رفع کرنیکي کوشش بیحد ضروري ہے - قبل اظہار شکوک اتنا ظاہر کردینا ضروري سمجھتا ہوں کہ میرے متعلق کوئي صاحب یہ خیال نہ کریں کہ میں کسي مخالف پارٹي کا آدمي ہوں - بلکہ میں نے اس مقدمہ میں اپني امکان بھر کوشش کي ہے اور جسطرح ممکن ہوا ' تائید کرتا رہا ہوں - میں نے ہمیشہ موجودہ جماعت کي ثنا و تعریف ہر کس و ناکس کے آگے کرنے میں کبھي دریغ نہیں کیا -

شکوک یہ ہیں :

(۱) گذشتہ مارچ میں جب میونسپل بورڈ کي جانب سے یہ تجویز پیش ہوئي تھي کہ وضو خانہ وغیرہ چھجہ دیکر بنایا جاوے اور نیچے کي زمین آمد و رفت کے لیے خالي رکھي جاوے ' تو اوسوقت متولیان مسجد و دیگر لیڈران کانپور نے نا منظور کیا - اب تقریباً ویسے ہي فیصلہ کو کن وجوہ سے منظور کیا گیا ہے ؟

(۲) نواب صاحب رامپور اور دیگر معزز مسلمانوں نے جو جلسہ دھلي میں کیا تھا ' اوسپر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ قوم کے منشا کے خلاف تھا - پبلک کے لیڈروں کو مدعو نہیں کیا گیا ' نہ اوسکے مقاصد کو شائع کیا گیا - اب سوال یہ ہے کہ یہ سمجھوتہ جو کیا گیا ہے اوسکي پبلک کو کہاں تک اطلاع تھي ؟ کن کن پیشوایان قوم سے مشورہ لیا گیا تھا ؟ اخبار زمیندار جسنے تیس ہزار سے زاید رقم جمع کرکے بھیجي ' مسجد ہي کے معاملہ کے متعلق اوسکي سابقہ ضمانت ضبط ہوگئي ' دس ہزار روپیہ کي بیش قرار رقم ضمانت میں پھر جمع کرنا پڑي ' باغلب اوسکو بھي اس فیصلہ کي اطلاع پیشتر نہیں کي گئي - زمیندار نے اپني طرف سے جو شرائط صلح چھاپے وہ ان سے علحدہ تھے ' جو اس امر کي صاف دلیل ہے کہ اوسکو اس مصالحۃ کے شرائط معلوم نہ تھے - جناب (مولانا ابو الکلام آزاد) نے ابتدا سے لیکر آخر تک اس معاملہ میں جس بے نظیر خلوص اور دلسوزي سے کام لیا ہے وہ کسي شخص کي نظر سے مخفي نہیں ' لیکن اخري فیصلہ کي کچھہ خبر انہیں بھي نہیں کي گئي - گنتي کے چند آدمیوں نے جو چاہا طے کرلیا ' تو پھر اس فیصلہ اور نواب صاحب کے فیصلہ میں کیا فرق ہے ؟

(۳) ۱۴ - اکتوبر کو نواب وایسرائے نے جو فیصلہ فرمایا تھا اوسکے صحیح حالات بعد فیصلہ کردینے کے بھي کانپور کي پبلک سے کیوں مخفي رکھنے کي سعي بلیغ کیگئي ؟ مسٹر مظہر الحق یا سید رضا علي صاحب وغیرہ سے بعد فیصلہ جب کسي نے دریافت کیا تو یہي جواب دیا کہ زمین مسجد کي واپس ملگئي - صحیح حالات کیوں بیان نہیں کیے گئے ؟ حتے کہ بعض لوگ چراغان کرنے پر مستعد ہوگئے تھے ' لیکن جب اونکو صحیح حالات بتلائے گئے تو اونہوں نے چراغ گل کردیے - مجھے ذاتي طور پر واقفیت ہے کہ مول گنج میں ایک صاحب نے وسیع پیمانہ پر روشني کا انتظام کرلیا تھا بیعانہ بھي دے چکے تھے ' لیکن جب اونکو یہ اصلي حال معلوم ہوا تو بیعانہ ضبط کرانا غنیمت سمجھا مگر روشني نہیں کي !!

(۴) سب سے ضروري سوال یہ ہے کہ باربار اسکي تصریح کي جاچکي ہے کہ اوس دالان کے مسجد ہونیکي متعلق علما کي کمیٹي نے فیصلہ کیا ہے جو ناقابل ترمیم ہے اور اس لیے مسلمان اوسکے حوالہ کرنے سے مجبور ہیں - پس اب جب کہ یہ سمجھوتہ ہوگیا ہے تو آیا اون علما سے بھي اسکي نسبت استفسار کرلیا گیا تھا ؟ اور اونہوں نے بھي اجازت دیدي تھي کہ اسطرح دالان مسجد کا رہنا کافي ہے کہ نیچے راستہ ہو ' جسپر جنبي ' حائضہ اور بلا تفریق ہر شخص گذر سکے اور بالائي حصہ پر مسجد ؟ اگر اون علما سے نہیں پوچھا گیا تو کیا وجہ ؟ اور آیا ہندوستان بھر میں صرف مولانا عبد الباري صاحب کو اس مشورہ میں شریک کرنا اور کسي دوسرے سے کچھہ نہ پوچھنا کیا معني رکھتا ہے ' حالانکہ اونکو پہلي مجلس علما میں طلب بھي نہیں کیا گیا تھا ؟ آیا اس فیصلہ کا لازمي لیکن خوفناک نتیجہ یہ نہوگا کہ گورنمنٹ یقین کرلے گي کہ تمام علما کا متفقہ فیصلہ کوئي چیز نہیں ' اور اوسکو ایک ادنے اشارہ سے منسوخ کیا جاسکتا ہے ؟ نیز اس فیصلہ سے کیا یہ خوف نہیں ہے کہ آیندہ دیگر مقدس عمارتوں کے ساتھہ بھي گورنمنٹ ایسا ہي فیصلہ کرے کہ اوسکے نیچے یا اوسکو پاٹ کر اوپر سڑک بنا لے اور نظیر میں اس فیصلہ کو پیش کرے ؟

(۵) بار بار ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کانپور کا مقامي مسئلہ نہیں ہے ' تمام ہندوستان کا مسئلہ ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ تمام ہندوستان کے اکابرین سے اسکے متعلق راے نہیں لیگئي ؟

(۶) الہلال سے خاص طور پر یہ سوال ہے - انہوں نے بارہا جو شرائط صلح ظاہر کیے ہیں ' علي الخصوص ۱۲ - اکتوبر کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انجمن دفاع مسجد کانپور کا منعقد ہوا تھا ' اسمیں مولانا ابو الکلام نے جو شرائط اپني تقریر میں پیش کیے تھے آیا یہ فیصلہ اون کے پیش کردہ شرائط کے موافق ہے ؟

(۷) اخبار زمیندار لاہور سے سوال ہے کہ اس نے جو شرائط صلح بار بار ظاہر کیے ہیں اور ہمیشہ جن امور پر زور دیا ہے کیا وہ پورے ہوگئے ؟

اگر اس کا جواب نفي میں ہے تو پھر نواب صاحب رامپور کي مصالحۃ پر اظہار نفرت اور اس فیصلہ پر اظہار مسرت کي کیا وجہ ہے ؟ کیوں زمیندار میں نواب صاحب رامپور والے جلسے کو گالیاں دي گئیں مگر اس فیصلے پر مٹھائي تقسیم ہوئي ؟

(۸) مسٹر مظہر الحق نے کانپور میں بارہا فرمایا کہ ڈیپوٹیشن ایک بے معني چیز ہے - میں ہمیشہ سے ڈیپوٹیشن کے خلاف ہوں " اسقدر تصریحات کے بعد وہ ۱۴ - اکتوبر کے ڈیپوٹیشن میں کیوں شریک ہوے - اور کن مجبوریوں سے ایسا کیا ؟

(۹) آخر میں اس کثیر چندہ کے متعلق سوال ہے کہ وہ کیا ہوگا - شہدا جنکے خاندان کي اعانت کي ضرورت ہے ' اونکي تعداد اب تک پانچ چھہ سے متجاوز نہیں ہوئي ' اونکے متعلقین کے لیے پچاس روپیہ ماہوار کي اعانت اگر ضروري ہو تو مستقبل سرمایہ کے واسطے بھي دس بارہ ہزار کي رقم کافي ہے - شہدا کي یادگار کا

مراسلات

مجلسِ دفاعِ مطابع و جرائد

دفاعِ مطابع و اتحادِ ملکی

(از مسٹر مشیر حسین قدوائي بیرسٹر ایٹ لا - لکهنؤ)

مجهے ازحد مسرت هوئي که آپ نے پریس ایسوسي ایشن کي بنیاد ڈالي - یه کام انگریزي خوانوں کا تها ' مگر اسکا بهي مرد میدان هوا تو وهي الوالعزم شخص ' جو زمانهٔ حال کی تعلیم سے نا واقف مگر اصلي آزادي اور سچي حریت کي تعلیم کا معلم هے !

اگر کوئي مذهب ' کوئي قانون حریت کا حامي هے تو وه اسلام هي هے - اگر کوئي قانون حریت کا دشمن هے تو وه هندوستان کا پریس ایکٹ هے ' جسکو میرے اعتقاد و راے میں قانون کهنا هي نا روا هے - بلکه لفظ قانون کي توهین کرنا هے - میں اس قانون کا اول دن سے مخالف تها - میں نے اپنے معزز انگریز دوستوں سے بهي کہا تها که اس سے زیاده کوئي چیز هندوستان کے لیے مضر ' هندوستان کے ان لوگوں کیلیے مضر ' جن میں اب اخلاقي جرات نہیں رهي ' اور در اصل خود حکومت کے لیے بهي مضر نہیں هوسکتي که لوگوں کي زبان بند کردی جاے - وه مجبور کیے جائیں که مخفي سوسائٹیاں بنائیں - وه مجبور کیے جائیں که دغا بازي اور خفیه سازشوں کے طریقوں کو اختیار کرکے اپنے کیرکٹر کو خراب کریں - میں اکثر مذاق سے کہا کرتا تها که اس قانون مطابع سے اور سڈیشن سے کوئي بات باهر نہیں هوسکتي - حتی که میں اپنے بهائي کو گورنمنٹ کا عطا کرده خطاب "خاں بهادر" نہیں لکهتا اور اسے لکهنا ذلیل سمجهتا هوں - یه بهي جرم هے - اسلیے که اس سے حکومت کي توهین کا پہلو نکلتا هے !

میں کوئي مهذب ملک نہیں جانتا ' جهاں ایسا قانون هو جو پبلک کو بالکل حاکم ضلع کے انگوٹهے کے نیچے رکهدے - ترکي میں ایک وقت میں تها - مگر وهاں بهي اب نه رها -

اور ملکوں میں تو سخت قانون پر بهي نرم نظر اسوجه سے جائز هوسکتي هے که وهاں قانون کے عامل احتیاط عمل میں لاتے هیں ' لیکن برخلاف اسکے یهاں تو اچهے سے اچهے قانون کا بهي خراب استعمال پولیس اور مجسٹریٹ ' دونوں کرتے هیں -

ابتو هندوستان کي سب سے بڑي عدالت نے اسکے خلاف فیصله کر دیا هے - اور اس فیصلے سے زیاده سنگین الفاظ میں قانون مطابع کي مذمت هو نہیں سکتي تهي - اگر اب بهي هندوستان کے لوگ اس قانون کو تسلیم کریں تو انکي حریت کا خدا حافظ - انکو انسان کهنا بهي روا نه هوگا -

مبارک هو آپ کو ایک سچا اسلامي دل اور اولوالعزم همت ' که اسنے اس وبال کا احساس کیا ' اور مبارک هو آپ کي انجمن ' جسنے اسکا بیڑا اٹهایا هے که وه اس آفت کو هندوستان کے سر سے ٹالنے کي کوشش کریگي - میں نے بهت خوشي سے دیکها هے که اب بنگال کے اندر تو هندوستان میں تفریق کی چال بازیاں نہیں چل سکتیں - انشاء الله اس صوبه میں تو (مولانا ابو الکلام) اور (بابو سریندر ناتهه) دست بدست چلینگے ! مبارک هو یه اتفاق ' اور اس اتحاد پر الله کي رحمت نازل هو !!

آپ نه صرف اسوسي ایشن قائم هي کیجئے بلکه اسکے خزانه کو اسقدر وسعت دیجیے که گورنمنٹ اگر هندوستان کے هر اخبار سے دس دس هزار کي ضمانت دس دس بار بهي مانگے ' تب بهي وه بلا تکلف پیش کي جاسکے - اگر گورنمنٹ چاهتي هے که وه قوم کو اعلان جنگ دیدے تو قوم کو بهي ضرور اسکے لیے تیار هو جانا چاهیے - اسطرف گورنمنٹ کے بعض حکام کے دماغ ایسے چکر کها گئے هیں که پرچوں کي ضبطي انکے لیے ایک دل لگي سي هوگئي هے -

افسوس که اپنا برا بهلا بهي ان نا دانوں کي سمجهه میں نہیں آتا - وه یه نہیں جانتے که خلق خدا کے عزم بالجزم کا مقابله توپ اور تلوار سے تو هو نہیں سکتا ' پهر ان مهمل ترکیبوں سے کیا هوگا ؟ وه یه نہیں جانتے که ان لوگوں کو بهي اپنے سے خلاف کرا رهے هیں جو یه تسلیم کرتے هیں که ابهي انگریزي حکومت هندوستان پر بهت ضروري هے - وه نہیں جانتے که ایسي کارروائیوں سے حکام بالکل باغیوں کے هاتهوں میں اپنے تئیں دے رهے هیں - بلکه در اصل خود ان لوگوں کا کام کر رهے هیں جو فتنه و فساد کے خواهاں هیں !!

کتنے مسلمانوں کے دلونکو اس زمانه میں انهوں نے اپني طرف سے زبردستي پهیر دیا - اور محض حماقت سے - افسوس ! افسوس بهي هے اور خوشي بهي - اگر مسلمانوں کے دل اپنے کارکن هندو بهائیوں کي طرف هوجائیں تو خوشي کي بات هے -

آپ تو اپني سي کرتے هي رهیے - الله آپ کو کامیابي دیگا - اتفاق بین الاقوام هندوستان کي بهتري کے لیے اور خود مسلمانوں کي بهتري کے لیے لازمي هے ' اور وه شخص تو کسي طرح مسلمان نہیں جسمیں حریت کا جذبه نه هو -

کاش خدا هر هند کے مسلمان کو مسلمان کردے !

هاں ' اس کوشش کے مقابله کیلیے تیار رهیے ' جو هندو مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کي کي جاویگي - اسکا وقت عین یهي هے - کسي نواب........کي تلاش هو رهي هے - قوم چونکه اب زیاده هوشیار هے اسلیے اسمیں آساني تو نه هوگي ' تاهم اور بهت سے طریقوں سے مطلب حاصل هوسکتا هے - وه دشمن نهایت خطرناک هوتا هے جو دوستي کے پردے میں دشمني کرے - میونسپل بورڈ وغیره میں جدا گانه انتخاب کا حق بهي ایک دام تذویر هوسکتا هے - اسي طرح اور بهت سے دام هیں - بنگال کے مسلمانوں کو خبر کرتے رهیے - اور صوبوں کا تو خدا حافظ هے - مسلمانوں کے موجوده آزاد اخبارات اس معامله میں کچهه بهت قابل اعتماد نہیں - وه آساني سے پهسل سکتے هیں - مگر آپ تو انشا الله مضبوط هي رهینگے -

افسوس ' کراچي دور هے ' ورنه اس مرتبه کانگرس میں مسلمانوں کي تعداد بهت هوتي -

ادبیات

اسوۂ حسنہ

ایثار کي اعلی ترین نظیر

عشق رسول کا معیار !

کافروں نے یہ کہا جنگ اُحد میں مشہور * کہ پیمبر بھي ہوے کشتۂ شمشیر ز دو دم
ہوے مشہور مدینہ میں جو پہنچي یہ خبر * ہر گلي کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہوے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر * کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم
وہ بھي نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینان عفاف * جن میں تھیں سیدۂ پاک بھي با دیدۂ نم

* * *

ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں ' * سخت مضطر تھیں ' نہ تھے ہوش و حواس ان کے بہم
موقع جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا : * " کیا کہیں تجھہ سے کہ کہتے ہوے شرماتے ہیں ہم
تیرے بھائي نے لڑائي میں شہادت پائي * تیرے والد بھي ہوے کشتۂ شمشیر ستم
سب سے بڑہ کر یہ کہ شوہر بھي ہوا تیرا شہید * گھر کا گھر صاف ہوا ' ٹوٹ پڑا کوہ الم "

* * *

اس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا : * " یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہ امم ؟ "
سب نے دي اسکو بشارت کہ سلامت ہیں حضور * گرچہ زخمي ہیں سر و سینۂ و پہلو و شکم
بڑہ کے اسنے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا : * " تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم !
میں بھي ' اور باپ بھي ' شوہر بھي ' برادر بھي فدا * اے شہ دیں ! تیرے ہوتے ہوے کیا چیز ہیں ہم ؟ "

(شبلي نعماني)

فکاہات

لیگ سے خطاب

کہا کل لیگ سے میں نے کہ " اے بزم دل آرائي * حقیقت میں تمہارا کچھہ عجب دل کش سراپا ہے
تمہاري ذات سے ہندوستاں میں آج رونق ہے * تمہارے دم سے وابستہ ہر اک ادنی و اعلی ہے
تمہارے کارنامے آج گھر گھر ہیں زبانوں پر * تمہارے حسن ملت سوز کا عالم میں چرچا ہے
مٹا جاتا ہے کوئي آپ کے طرز تکلم پر * کوئي رنگ تبسم دیکھہ کر والہ و شیدا ہے
کوئي قومي ترانہ آپ کا سنکر ہے گرویدہ * کوئي مجلس کي زینت دیکھہ کر محو تماشا ہے
نتیجہ الغرض دیکھا یہ ہم نے حسن ظاہر کا * کہ ساري قوم پروانہ کي صورت تم پہ شیدا ہے
مگر ہم دیکھتے ہیں آپ کو الفت ہے غیروں سے * وفاؤں پر ہماري کچھہ توجہ ہے نہ پروا ہے
سمجھہ میں کچھہ نہیں آتا کہ ہم سے کیوں ہوئي نفرت ؟ * خدا کے واسطے کچھہ تو کہو اِسکا سبب کیا ہے ؟

* * *

ہوا ارشاد : " نفرت تو نہیں ہے آپ سے مجھکو * مگر مجبور ہوں ' سنیے کسي کا قول سچا ہے :
" محبت ایک سے نبھتي ہے ' دو دو سے نہیں نبھتي * تمہیں کس دل سے چاہوں جب کسیکا دل پہ قبضہ ہے " ؟

(نظم نصیر آبادي)

قائم کرنا جیسا کہ مسٹر مظہر الحق نے کئي بار اثنائے تقریر میں کہا ہے ' کیا اسکا اب انتظام ہوگا ؟ مسجد کا دالان اگر طے شدہ طریقہ سے بنانا منظور ہو تو اوسکے لیے بھي ہزار دو ہزار کي رقم ضرورت سے زاید ہے - باقي روپیہ کیا ہوگا ؟ ایمان اور انصاف کا مقتضی تو یہ ہے کہ اوسکو بقدر ضرورت رکھکر بقیہ پبلک کو بجنسہ واپس کردیا جاوے - اس کا بڑا نفع یہ ہوگا کہ پبلک کا اعتماد قائم ہوجاویگا - کیونکہ وہ یقین کریگي کہ تحصیلدار ضرورت نہو تو واپس بھي کر دیتے ہیں' اگر اور زائد وسیع النظري سے کام لیا جائے تو یہ ہوسکتا ہے کہ جن اخباروں کو ضمانتیں صرف کانپور کے معاملہ کي بدولت داخل کرنا پڑیں ہیں' انکي اُن رقوم کو اس چندے سے پورا کیا جاوے بلکہ بہتر ہوگا کہ اوسکے پر امیسري نوٹ اخباروں کي طرف سے داخل ہوں اور اسکا منافع ورثہ اور شہدا میں تقسیم کیا جاوے -

امید ہے کہ کوئي صاحب انصاف ان امور کا جواب اپني پہلي فرصت میں دیکر نہ صرف راقم کو بلکہ پبلک کو' جو سخت کشمکش میں مبتلا ہے' مطمئن فرما دیں گے -

الہلال :

جناب نے اس مضمون کي اشاعت یا عدم اشاعت کو الہلال کي حق گوئي و آزادي کیلیے اپنے خط میں معیار قرار دیا تھا - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسکے لیے کوئي زیادہ بلند تر معیار ڈھونڈھنا چاهیے -

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کي نسبت آپنے جو شکوک ظاہر کیے ہیں ' انکي اشاعت اور انکا تصفیہ یقیناً بہتر ہے ' کیونکہ ہر طرح کے خیالات کو سچائي اور واقعیت کے ساتھہ ظاہر ہونا چاهیے اور کسي شک کے اندر هي اندر نشوؤ نما پانے سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کے سامنے آجاے -

اِن سوالات کا جواب تو انکے مخاطبین بہتر دے سکیں گے مگر چند دفعات کے متعلق مجھکو بھي کچھہ عرض کرنا ہے :

(۱) یہ خیال اور بھي بعض حضرات نے ظاہر کیا ہے کہ جب مسجد مچھلي بازار کا قضیہ شروع ہوا تو مینوسپل بورڈ صحن کا چھجہ بڑھا لینے کي اجازت دینے پر راضي تھا - لیکن مجھکو ذاتي طور پر علم نہیں ' اور کانپور کے بعض دیگر اشخاص کو اسکے خلاف بھي کہتے سنا ہے - بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ہر موقعہ پر اصولاً بحث کرنا بہتر ہوتا ہے - اگر یہ طریقہ جائز نہیں تو جس طرح کل جائز نہ تھا آج بھي نہیں ہے ' اور اگر جائز ہے تو کل ہم نے نہ مانا تھا ' آج مان لیا - پس سب سے پہلے اصولاً نظر ڈالیے اور وہ آپ ڈال چکے ہیں -

(۲) ہزهائنس نواب صاحب رامپور کے جلسے سے جن لوگوں نے مخالفت کي ہے ' وہ صرف ایک هي واقعہ کا نتیجہ نہیں ہے' بلکہ بہت سے واقعات کا مجموعہ ہے - سب سے پہلي بات مسلمانوں کو وفاداري کي دعوۃ دیني تھي ' جسکے صاف معني یہ ہیں کہ جلسہ انہیں رو بہ بغاوت قرار دیتا تھا - مسلمان وفاداري و بغاوت کے بارے میں بہت غیور واقع ہوے ہیں اور وہ اپنے تئیں باغي کہلانا پسند نہیں کرتے -

پھر یہ بھي ہے کہ اسمیں کسي فیصلہ کو پیش نہیں کیا گیا تھا ' بلکہ صرف حکام پر اعتماد کي دعوت تھي جسکے منظور کرلینے کے یہ معني تھے کہ جنس کے دیکھنے اور ملنے سے پہلے مسلمان قیمت لا دیتے - پس دونوں چیزوں میں فرق ضرور ہے -

تاهم میں تو کوئي وجہ نہیں پاتا کہ نواب صاحب رامپور کي مخالفت کي جاے - جو لوگ انہیں دهلي لاے ' اگر انکي نیت دفع فساد و اصلاح حال تھي تو اللہ اُنہیں جزاے خیر دے -

(۳) آپنے دو موقعوں پر فقیر کا بھي تذکرہ کیا ہے ' اسلیے چند لفظ اس بارے میں بھي عرض کرونگا -

یہ تو درست نہیں ہے کہ اس بارے میں مجھسے مشورہ نہیں کیا گیا - مشورہ ضرور لیا گیا اور اسي غرض سے مسٹر مظہرالحق کلکتہ تشریف لائے - البتہ جسطرح یہ یقیني ہے کہ مجھسے مشورہ لیا گیا اور اطلاع دي گئي ' اسي طرح یہ بھي یقیني ہے کہ آخري تبدیلیوں سے میں بالکل بے خبر رہا اور ایک لمحہ کیلیے بھي مجھکو اسکا علم نہیں ہوا کہ قطعي و اخري فیصلہ ہونے والا ہے - ورنہ میں ضرور کہتا کہ صبر جلدي سے بہتر ہے ' اور مزید و وسیع مشورہ مطلوب - واللہ علی ما اقول شہید !

مجھکو سب سے پہلے اسکي اطلاع وسط ستمبر میں بعض خاص ذرائع و مکاتیب سے ہوي - اسکے بعد غالباً ۲۸ - یا ۲۹ - ستمبر کو مسٹر مظہرالحق تشریف لائے اور اس بارے میں مشورہ لیا -

مشورہ کس بارے میں تھا ؟ فیصلے کي کیا صورت پیش کي گئي تھي ؟ بہتر سمجھتا ہوں کہ اسکو جناب مولانا عبدالباري صاحب کے الفاظ میں نقل کردوں جو انہوں نے مجھے اپنے ایک گرامي نامہ مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائے تھے ' اور جو بجنسہ وهي صورت تھي ' جو مسٹر مظہرالحق نے انکي جانب سے ظاہر کي تھي -

(اس خط کا وہ حصہ آیندہ نمبر میں شایع کرونگا کیونکہ اس نمبر میں گنجایش بالکل نہیں رهي -)

اسي صورت کي نسبت میں نے مسٹر مظہرالحق سے عرض کیا تھا کہ اگر ایسا ہو' اور اسکے ساتھہ هي کوئي امر مسلمانوں کیلیے رنجدہ پیش نہ آئے تو میري جانب سے کوئي مخالفت نہوگی - کیونکہ نظر بہ حالات و اطراف مسئلہ و مصالح غنیمت ہے -

تاهم یہ بھي ملحوظ خاطر رہے کہ :

(۱) یہ مشورہ قطعي اور آخري نہ تھا -

(۲) مجھسے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ تم اپني آخري راے دو -

(۳) گفتگو اس عنوان پر تھي کہ آخري مشورہ و اطلاع کا صاف صاف موقع تھا اور بصراحت تمام یہ گفتگو میں آچکا تھا -

(۴) میں نے بار بار (یعني کم از کم چھہ سات بار) باصرار یہ کہدیا تھا کہ کمال حزم و احتیاط کي ضرورت ' اور اپنے مطالبات کا استحکام و ثبات ' اصول و اساس کار ہونا چاهیے -

اسکے بعد جناب مولانا عبد الباري صاحب سے مراسلت ہوي - پھر بعض اسباب و مصالح ایسے پیش آئے کہ ۸ - اکتوبر کو بانکي پور گیا اور مسٹر مظہر الحق سے اس بارے میں گفتگو ہوئي - لیکن اس وقت بھي نئے تغیرات کي بالکل اطلاع نہیں ملي ' البتہ ایڈریس کے متعلق بعض امور درمیان میں آئے تھے -

۱۱ - کي صبح کو میں کلکتہ واپس آیا کہ ۱۲ - کو جلسہ تھا - میں منتظر تھا کہ اب آخري گفتگو کا موقعہ آیگا اور هزایکسلنسي ویسراے کي آخري راے معلوم ہوئي مگر پیر کے دن تار آیا کہ ویسراے کانپور تشریف لیجا رہے ہیں !

منگل کو میں نے انکي اسپیچ پڑھي تو حالات اُس صورت سے مختلف تھے ' جنکي مجھکو اطلاع دي گئي تھي ' اور جنکي نسبت مشورہ کیا گیا تھا -

(بقیہ مضمون کے واسطے صفحہ ۴ ب ملاحظہ ہو)

دعوۃ الهیۃ الهلال

واقعۂ ضمانت

(۱) الهلال کے اکثر پرچوں کے دیکھنے کا اتفاق هوا - اسمیں شک نہیں کہ زمانۂ حال کی روش میں کہ علوم اسلامیہ کا مذاق جاتا رها ہے اور علوم جدیدہ کی ادعائی روشنی نے هر چہار طرف تاریکی پھیلا دی ہے ' آپکے الهلال نے ساون بھادوں کی گھنگور گھٹا چھائے هوئے بادلوں کے تاریکی میں چمک کر ' صاعقۂ هدایت کا کام دیا - فالحمد اللہ علی لطفہ و رحمتہ -

(۲) نئے تعلیم یافتوں کو مادہ پرستی کے ولولوں نے اندھوں کی طرح بھٹکتا هوا گمراہ چھوڑ رکھا تھا جسکی الهلال نے رهنمائی کی ہے -

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ارشاد کو کہ کلام باری کو مضبوط پکڑنا چاهیے' بھول جانے هی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلمان دین و دنیا سے تباہ حال هیں اور اب بھی اگر بیدار نہ هوے تو یہودیوں سے بھی بدتر حال میں مبتلا هوجانے کا خطرہ عظیم در پیش ہے -

(۴) بعض جدید طرز کے روشن خیالوں کا یہہ خیال خام ہے کہ کلام الهی نے محض مذهب هی کی تعلیم دی ہے' دیگر امور معاش و تمدن و سیاست سے غافل ہے یا مقصر ہے - حالانکہ کلام پاک (تبیان لکل شی) تمام هدایت دینی و دنیاوی کا مخزن ہے اور علوم دینیہ هی علوم سیاسیہ کا بھی منبع هیں -

اس امر کو الحمد للہ کہ سب سے پہلے الهلال نے واضح و مبرهن کر دیا -

(۶) لیکن کلام پاک کو راہ هدایت تعبیر کرنے اور ضلالت سے بچنے کیلیے صحیح عقل کی ضرورت ہے - اسکے لیے هر زمانہ کی روش کے مطابق ایسے علماء حق مطلوب هیں ' جو ضروریات زمانہ کے مطابق کلام پاک کی هدایت کو دکھا دیں ' لہذا رب العزت کی امۃ مرحومہ پر یہ خاص رحمت ہے کہ وہ همیشہ زمانہ کی روش کے مطابق ایک ایسا عالم الهی پیدا کر دیتا ہے ' جو کلام پاک کی صحیح تفسیر بموافقت زمانہ و ضروریات عصریہ ' امت کے آگے پیش کرتا ہے - -

(۷) اسمیں شک نہیں ہے کہ یہہ کام پروردگار عالم نے اپکے اور آپکے ایسے علماء حق کو تفویض کیا ہے' جسکو متزلزل الجبال رعود بھی روک نہیں سکتے - کیونکہ یہ اللہ کے کار و بار هیں' جو اپنی امت کی هدایت کیلیے اپنے بندوں کو چنتا اور انکے پیچھے اپنی نصرت و اعانت کی ملائکہ کو متعین کر دیتا ہے -

(۸) پس واقعۂ ضمانت الهلال سے گو دل پر صدمہ اور سخت قلق ہے' تاهم اطمینان کلی ہے کہ جس ظهور صداقت و هدایت الهیہ کیلیے ملکوں اور قوموں کی مخالفت موثر نہیں' اسکو انشاء اللہ یہ معاندانہ مساعی کیا ضرر پہونچا سکینگے ؟

(۹) البصائر نے بھی جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے ' بلا شک نہایت اهم اور اس زمانہ کی رفتار کے لحاظ سے بہت ضروری ہے - اور خوب ہے کہ مختلف حصص زندگانی اور آخرت پر کم بیئوں کی لیے مختلف بصائر هوں -

(۱۰) دونوں اقسام کی جلدیں اس قابل هیں کہ لوگ مجلد کرکے اپنے کتب خانوں میں رکھیں اور روز مرہ تلاوت کیا کریں - کیونکہ تراجم قران پاک ایسے عام فہم طریقہ سے کہ جس سے محض ترجمہ هی کے پڑھنے سے مطالب واضح هوجاویں' بالکل معدوم هیں - اور جسکو آپ اس خوبی سے ادا فرماتے هیں کہ محتاج بیان نہیں -

خادم محمد عبد اللطیف (علیگ)
سابق منصف - ممالک متحدہ

اخباروں کے دیکھنے سے و نیز آپکی تحریر سے معلوم هوا کہ الهلال سے بھی دو هزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے - جس روز میں نے پہلے پہل اس خبر کو سنا' جیسا صدمہ دل پر گزرا' خدا هی جانتا ہے - غیرت نے قبول نہ کیا کہ میں سنوں اور خاموش بیٹھا رهوں - چنانچہ اوسی روز سے ادھیڑ بن میں تھا کہ جو کچھہ اس غریب سے هوسکے' الهلال کے حفظ و بقا کے لیے نثار کردے - کبھی اپنی مفلسی پر افسوس کرتا تھا اور کبھی محرومی پر - چنانچہ اسی فکر میں تعطیل کا زمانہ بھی قریب آگیا - تعطیل میں مکان گیا اور کسی صورت سے ایک رقم فراهم کی - یہ رقم حقیر آج الهلال پر سے نثار کرتا هوں - امید ہے کہ قبول کیجیگا -

میں ایک معمولی حیثیت کا آدمی هوں - جیسا کہ حضور پر بھی ظاهر ہے - اپنی بے مائیگی هی کی وجہ سے مبلغ ۸ - روپیہ ایک وقت میں چندہ نہ دیسکا اور مجبوراً اپسے معافی چاهی کہ مبلغ ۴ - روپیہ کا وی - پی عنایت فرمایا جاے - بقیہ ۴ - روپیہ عقب سے ارسال خدمت کرونگا -

حضرت مولانا ! میں سچ کہتا هوں کہ جیسا صدمہ عام مسلمانوں کو سقوط ادرنہ و مرحوم شوکت پاشا کے انتقال سے هوا تھا' ویسا هی میں نے اس واقعہ سے بھی پایا - جا بجا الهلال کی ضمانت کے بارے میں گفت و شنید سنی - سبھی افسوس کے ساتھہ کہتے تھے کہ اب گورنمنٹ کو کیا هوگیا ہے کہ ایسے لوگوں کے طرف مخاطب هو رهی ہے جن کے ایک اشارہ کے لاکھوں لوگ منتظر هیں ؟ اکثر لوگونکی زبان سے بے تحاشہ یہ لفظ نکل گیا کہ جس طرح سقوط ادرنہ و مرحوم شوکت پاشا کی هلاکت میں بالآخر کامیابی و خوش حالی بھی پوشیدہ تھی (جسکا ظهور پیچھے هوا) اسی طرح اس واقعہ کی تہہ میں بھی اصلی خوشی و کامیابی چھپی هو -

حضرت مولانا ! میں کہہ نہیں سکتا کہ آپکے بیان و تحریر میں کونسا جادو اور طلسم ہے یا مسمریزم کا اثر ہے کہ جو شخص ایک بار بھی آپکی تحریر دیکھہ لیتا ہے ' ممکن نہیں کہ الهلال کا عاشق نہ هو جاے اور اوسکا دل آپ اپنے قبضہ میں نہ کرلیں - جہانتک میرا خیال و عقیدہ ہے' نہ تو آپکی تحریر میں طلسم و مسمریزم ہے' نہ آپ جادوگر هیں - اصلی چیز اچھہ اور هی ہے - یعنے آپنے ایک ایسی چیز کی مضبوط گرفت کرلی ہے اور اسکا لب و لہجہ اختیار کیا ہے جسکو کبھی فنا نہیں' اور جس کا اثر قطعی اور لابدی ہے - یعنے کلام پاک الهی - اور یہی باعث ہے اپکے الهلال کی تسخیر قلوب و کشش کا - هر جگہ اوسکی مثال ' اوسکی شهادت' اوسکا حکم ' غرضکہ تمام محور بحث صرف کلام الهی هی هوتا ہے -

محمد عبد الجلیل از آرہ

نہایت ادب کیساتھہ عرض خدمت ہے کہ الهلال کی ضمانت کی خبر سنکر جو صدمہ هوا ' حیطۂ بیان سے باهر ہے - خیر' مرضی مولی از همہ اولی :

صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد

امید ہے کہ اس خاکسار کی ایک ادنی رقم فنڈ میں جمع فرمائیگے ' اور خاکسار کو ممنون و متشکر -

(نیاز مند هاشم علی - بمبئی)

تاریخ حیات اسلا

الہلال اور پریس ایکٹ

روح و روان اسلام مولانا ابوالکلام

الهلال كي پيهم اشاعت نے فدايان قوم و ملت كے اضطراب كو سكون سے بدلديا اور ايمان والوں كے بيتاب قلوب تسكين روحاني سے فرح اندوز هوگئے : فالحمد لله الذي انزل السكينة في قلوب المومنين ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم ' ولله جنود السماوات والارض وكان الله عزيزا حكيما - اس نزول سكينه كے اداے شكرانه ميں اسكے مخلص مفلس جو كچهه هديه پيشكش كريں ' آپ كا قبول فرمالينا بهي شكريے كا مستحق هے -

كاش مجهه سے تهي مايه برادران اسلام كي بهي توفيق رفيق هو كه سبقت كرنيوالوں كے اتباع كا فخر حاصل كروں : و ذالك فضل الله يوتيه من يشاء -

چند ابيات تضمين بيت حضرت حافظ كے دوسرے صفحے پر پيشكش خدمت والا هيں - كهيں جگهه خالي هو تو درج فرماكر شرف بخشيں -

" گداے گوشه نشيني تو حافظا مخروش "

كہاں وہ دل هے ' كہاں اب وہ همتيں دل كي ؟
لهو رگوں ميں هے ليكن كہاں وہ باقي جوش ؟
گلے ميں طوق غلامي هے زيور ناموس
گئے وہ دن كه پهرا كرتے تهے علم بردوش
نہيں هے گو " بعمل كوش " پر عمل اپنا
مگر يه كہتا هے نيشن كه " هرچه خواهي پوش "
خطاب و خلعت و اعزاز سرل ايڈے كو
كوئي هے ملك فروش اور كوئي قوم فروش
نيا يه پاس ادب هے ' كه بدلے سجدوں كے
هوئي هيں مسجديں پامال صدمۂ پا پوش
" رموز مملكت خويش خسروان دانند
گداے گوشه نشيني تو حافظا مخروش "

(مرتضى حسن شفق ازكيا)

ممبران مسلم لائبريري كيطرف سے ايك رقم حقير بذريعه مني آرڈر جهت اعانت ضمانت الهلال مقدس ارسال خدمت شريف هے ' كل ممبرون نے خواهش ظاهر كي هے كه اس رقم كو بجاے كسي دوسرے كار خير ميں خرچ كرنے كے اپني دو هزار رقم مدخلۂ ضمانت كا ايك جزو بنا ليويں - يه همارے لئے بالخصوص باعث فخر و عزت هوگا - هم سے يه هوسكتا تها كه الهلال كي اعانت ميں ايك خاص كثير رقم ديتے - مگر ساتهه هي يه بهي خواهش هے كه كلام الهي كي پيروي اور مقاصد اسلامي كي تكميل جمله افراد اسلام سے عمل ميں آئے تو زياده بہتر هے تاكه هر ايك فرد اپنے فرائض ديني و ملي كو سمجهنے لگ جائے -

(۲) نہايت افسوس هے كه همارے مسلمانوں كا ايك بہت بڑا حصه انجناب كي خدمات ديني و قومي سے اسوقت تك آشنا نہيں هوسكتا ' جب تك كه وہ اپنے اندر درد اسلام نه پيدا كرلے ' اور نه تب تك آپكے هم آواز و هم خيال هي هوسكتا هے - اسكے ليے ضرور هے كه ايك سال يا دو سال كامل اُس كا هر فرد اسرار كلام رباني سے ذوق آشنا هو ' اور اسي كي اسوقت اشد ضرورت هے - جب سے آپكا اخبار اسجدہ پڑها جانے لگا هے ' تب سے هر ايك متنفس كے دلميں قران شريف كي حقيقي محبت جاگزيں هوگئي هے اور دل سے خواهش كرنے لگ گئے هيں كه اگر ۴۰ - روپيه ماهوار تك كوئي عالم دين قران شريف سے بخوبي واقف ملجائے تو اُنكا وجود اپنے لئے باعث سعادت سمجهيں اور اُنكي خدمت ميں رهكر درس قران ليں -

سكريٹري مسلم لائبريري از پرشنار (مدراس)

ميں ابهي سفر هي ميں تها كه الهلال نمبر (۱۳) پهونچا - سب سے پہلے عنوان شذرات داخليه پر نظر پڑي - جس كے تحت ميں الهلال پريس كي ضمانت دلسوز و جانگداز مرثيه پڑهه رهي تهي - گو اس سطر كے ديكهنے سے جسقدر افسوس اور كرب واقع هوا ' اسكا بيان اسوقت عبث هے ' مگر ساتهه هي ادخال ضمانت سے بغايت درجه خوشي بهي هوئي - خدا آپكو اور آپكي عزت ملي و جوش و خلوص ديني كو قائم ركهے اور نظر بد سے بچاے -

اب قوم اور معاونين الهلال كو آپكا ممنون هونا چاهيے اور حتى المقدور دامے - درمے - اعانت كرنے ميں سعي جميل - ميں اسوقت سفر ميں هوں - زير بار هوں - تاهم مكان پهونچكر حسب مقدور ارسال خدمت عالي كرونگا ' مگر كيا هم اور كيا هماري اعانت - هاں البته دعا شامل حال هے :

از دست گداے بينوا نايد هيچ - جز آنكه ز صدق دل دعاے بكند
(سيد شير الدين شاه قادري - بالا پور - حيدر آباد دكن)

مبلغ دس روپيه كا مني آرڈر روانه خدمت هے - اِس ميں سے مبلغ سات روپيه الهلال ضمانت فنڈ كے لئے قبول فرمايے - اور مبلغ تين روپيه البصائر (اردو) كا چنده هے - الهلال كي ضمانت كا كيا اثر هوا هے ؟ اسكو كيا لكهوں ؟ تفسير القران كي ضبطي كا اثر جو ايك مسلمان پر هوسكتا هے ' وہ يہاں سب پر هوا - خدا سے دعا هے كه وہ ذمه دار حكام كو سمجهه عطا فرماے ! والسلام -

(قاضي سيد احمد حسين رئيس ترهٹ ضلع گيا)

افتخار المسلمين - حضرت مولانا زاد مجدهم -

عرصے سے الهلال كي ضمانت كا حال پڑها تها مگر ايك واقعه سن چكا تها - جسوقت كه پہلے پہل آپ نے اخبار الهلال شايع كيا هے تو ايك والي رياست نے كچهه رقم بطور امداد پيش كي تهي اور آپ نے انكار كيا تها - اسوجه سے جرأت نہوئي كه شايد همارا بهي ويسا هي حال هو - يهي سبب هے كه اپنے طرف سے كچهه ثبوت اس صدمه كا جو ميرے قلب محزوں پر هوا هے ' نه ديسكا ' ليكن اب چونكه كئي ايك پرچوں ميں قيام خزينۂ دفاع جرائد كا حال پڑها ' اسلئے جرأت هوئي - اور خدا كا شكر بجا لايا كه مجهے بهي موقعه اس كام كا جو دل ميں ابهر رها تها ' مل گيا -

اِسلئے ايك نہايت هي قليل سي رقم مبلغ ۱۰۰ - روپيه كي پيش كش هے - اميد هے كه جناب شرف قبوليت عطا فرماكر مجهے ممنون فرمائيںگے -

آپكا خادم ديني و نيازمند
محمد اكبر

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۵ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۱۹

Calcutta : Wednesday, November 5, 1913.



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

از جانب انجمن هلال احمر قسطنطنیه

بخدمت جناب ایدیٹر صاحب (الہلال)

ہندوستاني اخبارات میں جو فہرست چندہ مرسلہ مسلمانان هند بنام انجمن هلال احمر عثمانی شائع هوچکي ہے' اسمیں متعلق ان رقومات کے جو مسلمانان رامپور ممالک متحدہ هند کیجانب سے میر قمر شاہخان صاحب نے ارسال کي هیں' غلطي واقع هوگئي ہے -

صحیح فہرست حسب ذیل ہے :

تاریخ	رقم		کیفیت
۲۴ مارس سنه ۱۳۲۸	۱۱۳۳۷	پیاستر	جنگ طرابلس
	۱۴۷۵	"	"
۱۲ ایلول سنه ۲۳۲۸		"	"
۲۴ مئي سنه ۱۳۲۸		"	"
۲۶ تشرین ثاني ۱۳۲۸	۱۷۹۲	"	جنگ بلقان
۵ "	۵۰۱۰۰		"
۲۱ "	۳۵۵۹۵	"	"
"	۵۹۰۱۵	"	"
۱۱ کانون اول سنه ۱۴۲۸	۱۲۱۱۹۱	"	"
۱۲ شباط سنه ۱۳۲۸	۵۲۴۴۹	"	"

فہرست رقوم چندہ مسلمانان رامپور بخدمت صدر اعظم ترکي بامداد مجروحین و یتامي جنگ طرابلس و بلقان -

اول قسط بوساطت عالیجناب هز هاینس نواب صاحب رامپور تاریخ ۱۸ جنوري سنه ۱۹۱۲ ۳۰۱۰۰ ۰ ۰

(۲) قسط دوم بوساطت مسٹر قمر شاہ خان سکریٹري انجمن هلال احمر رامپور تاریخ ۴ مارچ سنه ۱۴۱۳ ۴۹۳۶ ۸ ۰

(۳) قسط سوم بوساطت مسٹر قمر شاہ خان تاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ ۰

(۴) قسط چهارم بوساطت مسٹر قمر شاہخان تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ ۱

(۵) قسط پنجم معرفت مسٹر قمر شاہخان تاریخ ۲۶ جولائي ۱۹۱۳ ۳۰۷۵ ۲ ۳

نیاز مند قمر شاہخان از رامپور

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد کانپور

بذریعہ مولانا ابو تراب عبد الرحمن صاحب گیلاني ۲۲ - روپیہ ساڑھے دس آنہ -

(فہرست اسامي حضرات اعانہ دهندگان)

مولوي عبد الله صاحب وکیل - ۲ - روپیہ - شیخ ولایت حسین صاحب - ۲ - روپیہ - منجملہ قیمتہ چرم عقیقہ عزیزان مولوي عبد الشکور صاحب مختار موضع گوزهیاري - ۲ - روپیہ - اهلیہ مولوي عبدالله صاحب وکیل قیمت بازو - ۳ - روپیہ - اهلیہ مولوي عبدالشکور صاحب مختار گوزهیاري قیمت پہونچي - ۳ - روپیہ مولوي عبدالشکور صاحب مختار موزور - ۱ - روپیہ - شیخ شجاعت حسین صاحب مختار - ۱ - روپیہ مولوي یسین صاحب - ۱ - روپیہ شیخ عبدالعزیز صاحب مختار دیہ صلعم نگر - ۱ - روپیہ - منجہلي همشیرہ مولوي عبدالله صاحب وکیل - ۱ روپیہ - اهلیہ مولوي شرف الدین صاحب - ۱ روپیہ - مولوي عبدالشکور صاحب مختار - ۱ - روپیہ - اهلیہ مولوي شمش الہدی صاحب - ۱ - روپیہ - والدہ عبدالعلیم صاحب مختار - ۸ - آنہ - اهلیہ منشي شجاعتحسین صاحب - ۸ - آنہ - وزن موے عقیقہ مذکور الصدر - ۷ - آنہ - شیخ تبارک حسین صاحب - ۲ - آنہ - اهلیہ شیخ وصي احمد صاحب - ۴ آنہ - شیخ نورالحسن صاحب - ۲ - آنہ - اهلیہ شیخ عبدالرحمان صاحب - ۲ - آنہ - والدہ مولوي یسین صاحب - ۲ - آنہ - منشی عبداللطیف صاحب - ۲ - آنہ - شیخ محب علي صاحب - ۱ آنہ - اهلیہ قادر علي صاحب - ۱ - آنہ - اهلیہ اولاد علي صاحب - ۱ - آنہ - مسماۃ پهولیا کنیز - ۱ - آنہ - بلاتي پاسي قوم هندو - ۱ - آنہ شیخ صدیق صاحب مرغ چک ۶ پائي -

(ایضاً بذریعہ مولانا صاحب چندہ موضع دیہ - ۱۰ - روپیہ)

مولوي عبدالعزیز صاحب مختار - ۱ - روپیہ - مولوي ابوالحسن صاحب - ۱ - روپیہ - متفرقات مبالغ - ۶ - روپیہ - جملہ - ۸ - روپیہ -

جملہ رقم متعلقہ چندہ مبالغ - ۳۰ - روپیہ - ۱۰ - آنہ - ۶ - پائي هوئي ' جسمیں - ۶ - آنہ فیس مني آرڈر اور - ۶ - پائي قمت پر صرف هوا اور بذریعہ مني آرڈر - ۳۰ - روپیہ - ۳ - آنہ - بروز جمعہ ۱۶ دیقعدہ بهیجا گیا - باقي ۱ - آنہ کا ٹکٹ عقب سے جاے گا -

بذریعہ جناب محمد ضیا الحق صاحب از بهونگیر ضلع نل گندہ (دکن) ۱۷۱ - ۹ -

(به تفصیل ذیل)

جناب علي بخش خانصاحب گتہ دار ابپاشي ۵۰ - روپیہ جناب سلیمان خانصاحب گتہ دار ۴۲ - روپیہ ۷ - آنہ ۶ - پائي جناب سید نعمت شاہ صاحب زمیدار ۱۲ - روپیہ ۱۲ - انہ جناب نور محمد خانصاحب پسر سلیمان خانصاحب گتہ دار ۸ - روپیہ ۸ - آنہ جناب محمد خانصاحب گتہ دار آبپاشي ۸ - روپیہ ۷ - آنہ جناب رام راؤ صاحب پٹواری ۸ - روپیہ ۸ - آنہ جناب عظیم احمد صاحب گتہ دار ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب محمد کلیم صاحب گتہ دار ۵ - روپیہ جناب محمد افضل علي صاحب گتہ دار ۱۳ آنہ - ۶ - پائي جناب محمد سلامت الله صاحب فور میں آبپاشي ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب حسام الحق صاحب گتہ دار ۴ - روپیہ ۲ - آنہ جناب عبد الرحمن صاحب گتہ دار ۴ - روپیہ ۴ - آنہ جناب عبدالغفور صاحب گتہ دار آبپاشي ۱ - روپیہ ۱۱ - آنہ جناب حکیم غلام محمد خانصاحب رامپوري گتہ دار آبپاشي ۴ - روپیہ ۱۱ - آنہ ۶ - پائي خاکسار محمد ضیاء الحق سپروایزر آبپاشي ۱۰ - روپیہ -

۱۷۱ - روپیہ ۹ - آنہ ۶ - پائي - فیس مني آرڈر اپني جیب سے ادا کي گئي (جزاک الله - الہلال)

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجئے -

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہار شنبہ ۵ . ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 5, 1913.

فہرست مضامین

تصاویر

شذرات

گم شدہ امن کی واپسی

(۳)

مجلس دفاع مسجد کانپور

اجتماع ٹون ہال ۸ - ۱۹ - اکتوبر

اسکے بعد مولانا سید سلیمان صاحب دسنوی نے تیسرا رزولیوشن پیش کیا :

” جو ڈیپوٹیشن ۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں حضور ویسرائے کی خدمت میں مسلمانان کانپور کی جانب سے پیش ہوا تھا ‘ یہ جلسہ نہایت افسوس اور کمال تاسف کے ساتھہ اُس کی اس کارروائی کو دیکھتا ہے کہ اپنے ایڈریس میں اُن سفاکانہ مظالم کا کچھہ ذکر نہیں کیا ‘ جو ۳ - اگست کو مقامی حکام اور پولیس نے ایک بے ضرر اور غیر مسلح جماعت پر کیے تھے “

اس تجویز کو پیش کرتے ہوے محرک نے تفصیل کے ساتھہ تجویز کے مقصد کی تشریح کی ‘ جس کا خلاصہ میں اپنے لفظوں میں لکھتا ہوں :

” حضرات ! حضور ویسراے نے کانپور میں بار بار اس موثر خواہش کو دھرایا ہے کہ مسلمان گذشتہ واقعات بھلا دیں - ہم اس امن فرمایانہ اور صلح جویانہ خواہش کی پوری قدر و قیمت محسوس کرتے ہیں ‘ تاہم حضور ویسراے کی نظر سے یہ بات مخفی نہوگی کہ دنیا میں دنیا کا ہر واقعہ جلد سے جلد بھلا دیا جا سکتا ہے ‘ لیکن ” خون “ کے دھبے جلد محو نہیں ہوتے -

سیاکن و جامد پڑے رہتے ہیں - نہ زبان حرکت کرتی ہے اور نہ دماغ کام کرتا ہے - لیکن جب اپنی ہی غفلتوں اور اپنی ہی ضلالت کاریوں کے نتائج کسی مہیب و مہلک صورت میں ظہور کرتے ہیں ' تو اُس وقت شور مچاتے ہیں اور آہ و فغاں کرتے ہیں - مگر جب صداؤ حرکت کا دور ختم ' اور سفر ہمت کسی منزل نا تمام تک پہنچ جاتا ہے ' تو پھر:

مست خسپند بغفلت کدہ تا سال دگر!

عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ برسوں سے فغاں سنج اعانت ہے - کوئی سال ایسا نہیں جاتا کہ کوئی نہ کوئی درد انگیز واقعہ اسکی فریادوں کو ہمارے غفلت پیشہ کانوں تک نہ پہنچاتا ہو ' لیکن اب تک کوئی انجمن ' کوئی با قاعدہ جماعت ' کوئی مستقل فنڈ ' ایسا قائم نہوا جو سرزمین ہند میں اسلام کے احترام اور اسکے پیرؤں کے کروڑہا روپیے کی موقوفہ املاک کے حفظ و دفاع کے کام کو دائمی طور پر اپنے ہاتھوں میں لے لے -

کاش اگر کانپور کے واقعہ سے یہی ایک نتیجہ ہمیں حاصل ہو جائے کہ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کے تحفظ کا با قاعدہ کام شروع کر دیں ' تو سمجھیں کہ جو خون ۳ - اگست کو ہمارا بہا تھا ' اور نہیں تو کم از کم اسکے معاوضے میں ہمیں یہی سبق عبرت و وسیلۂ عمل ہاتھہ آ گیا !

مجلس " دفاع مسجد مقدس کانپور " کلکتہ نے قائم ہو کر الحمد للہ کہ اپنے فرائض سے غفلت نہ کی - مقامی تحریک جس قوت و وسعت سے جاری کی گئی ' وہ ہماری انجمنوں کیلیے ایک عمدہ مثال ہے - باہر کا کام بھی پوری توجہ سے شروع کیا گیا تھا ' ابتدائی اعلان شائع ہوگیا تھا - خاص مقامات میں شاخیں قائم ہو رہی تھیں - دورہ کیلیے خود صدر مجلس اور سکریٹری آمادہ تھے ' مگر اسی اثنا میں واقعات متغیر ہوگئے -

تاہم کام باقی ' اور فی الحقیقت اصلی کام تو بالکل ہی باقی ہے ' اسلیے ۱۴ - اکتوبر کے بعد انجمن کو اپنا کام ملتوی کر دینے کی جگہ ' ضرورت تھی کہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں جد و جہد شروع کی جاتی

اس تجویز کے الفاظ یہ تھے :

" یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ " انجمن دفاع مسجد کانپور " کلکتہ کو آیندہ " حفظ و دفاع عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ " کے نام سے بدستور قائم رکھا جاے - اور وہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں اپنا کام جاری رکھے "

(شکریۂ معاونین کرام)

آخری تجویز مرزا احمد علی صاحب نے پیش کی :

" یہ جلسہ اُن تمام بیرسٹرز ' وکلا ' مجالس ' اور جرائد اسلامیہ کا نہایت خلوص و احترام سے شکریہ ادا کرتا ہے ' جنہوں نے مسئلہ " مسجد کانپور " کی نسبت یادگار خدمات انجام دیں ' اور جو فی الحقیقت قوم کی دینی و ملی خدمات کا ایک پر فخر کارنامہ ہے - علی الخصوص مسٹر مظہر الحق بیرسٹر اٹ لا بانکی پور کا ' جنہوں نے اس حادثے میں اپنے عدیم النظیر ایثار نفس اور جوش حق پرستی کا نا قابل فراموش ثبوت دیا ' اور نیز سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جنہوں نے مقدمات حادثہ ۳ - اگست میں نہایت سخت صعوبات اور محنتیں برداشت کی ہیں "

مسٹر مظہر الحق کا نام جونہی رزولیوشن میں اول بار آیا ' ہال چیرز کی آواز سے گونج اُٹھا :

اجرش دہد خداے کہ کر دست یاوری
با آں کساں کہ یاور و ناصر نہ داشتند

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ' واللہ رؤف بالعباد

حقیقت یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے ایثار و فدویت کی جو مثال اس حادثے میں پیش کی ہے ' وہ انجمنوں اور جلسوں کی تعریف و ثنا سے ارفع و اعلی ہے - تاریکی جتنی زیادہ سخت ہوتی ہے ' اتنی ہی روشنی کی قدر بھی بڑھجاتی ہے - شب ماہ میں چراغ سے بے نیازی کی جاے ' مگر محاق کی آخری راتوں میں ٹمٹما تا ہوا دیا بھی کم از درخشندگی آفتاب نہیں ہوتا - ہماری خود غرضی و نفس پرستی کی انتہا ہوگئی ہے - عشق حق و صداقت ' محبت و ملک ملت ' اور لقاء وجہ رب کے شوق کو ہم بھول گئے ہیں - اغراض کے تعبد اور طلب نفع کی بندگی ہمارے ایمان و خدا پرستی تک پر غالب آگئی ہے - کتنے مقدمے ہیں جو ہمیشہ پیش آتے ہیں ' جن میں مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی دینی و قومی مصیبت مضمر ہوتی ہے ' لیکن ہمنے وکیلوں کو آزمایا ہے ' ہم نے بیرسٹروں کا امتحان لیا ہے - کم از کم مجھے تو اس وقت استثنی کیلیے ایک واقعہ بھی یاد نہیں آتا ' جس میں بغیر فیس لیے ہوے کسی مسلمان قانون پیشہ شخص نے اپنا تھوڑا سا وقت بھی صرف کیا ہو - کلکتہ کے متعدد واقعات میرے سامنے ہیں - بنگالی وکلا نے اسلامی معاملات کے لیے ایثار کیا ہے ' مگر مسلمانوں نے ذرا بھی دلچسپی ظاہر نہ کی ! علی گڈہ میں ایک عیدگاہ کا مقدمہ در پیش تھا ' وہاں کے بعض مشہور " قوم پیشہ " وکلا و بیرسٹرز کے پاس لوگ گئے اور روے دھوے ' مگر اُن مدعیان خدا پرستی کو ہمیشہ " لکشمی " کی پوجا پاٹ ہی میں مصروف پایا ! !

میرے سامنے کی بات ہے کہ لکھنو میں اسی معاملہ کانپور کیلیے ایک صاحب لکھنو میں نکلے ' اور ایک مشہور مسلمان بیرسٹر کے پاس فیس لیکر گئے کہ کانپور چلیے - مگر انہوں نے معذرت کی کہ " یہ معاملہ اب اور طرح کا ہوگیا ہے ' میں کس طرح جاؤں ؟ "

وہ شخص عند الاستفسار تفصیلی حالات بیان کرسکتا ہے - جبکہ اغراض پرستی کی تاریکی اس درجہ شدید ہو ' تو جو روشنی ہمیں مسٹر مظہر الحق کے جہاد فی سبیل اللہ میں نظر آئی ' وہ کیوں نہ ہمارے لیے ایک آفتاب عز و کمال ہو ؟

کونسل کی ممبری کی وجہ سے مجھے معلوم ہے کہ مسٹر مظہر الحق کی پریکٹس کو ایک گونہ نقصان پہنچا تھا ' کیونکہ یہ پیشہ کمال درجہ صرف وقت اور مسلسل توجہ کامل کا طالب ہے - اختتام میعاد ممبری کے بعد وہ متوجہ ہوے ' اور اپنی گذشتہ مصروفیت کے ساتھہ کام کرنے لگے - ایسی حالت میں ضرور تھا کہ پھر درمیان میں دو بارہ انقطاع نہوتا - کیونکہ یہ انقطاع موکلوں کو مایوس کرنے والا ہوتا ہے ' اور مایوسی کی اشاعت اس کام کیلیے سخت مضر ہے -

جس وقت وہ کانپور گئے ' مجھے معلوم ہے کہ ایک بہت بڑا کیس لے چکے تھے - یہ کیس بیس پچیس ہزار روپیہ سے کم کا نہ تھا ' لیکن جب کانپور کے متعلق انکو تار ملا تو انہوں نے مقدمہ کی بریف واپس کردی اور کانپور چلے گئے -

بہر حال مسٹر مظہر الحق نے انسانوں سے اپنا کاروبار چھوڑ کر خدا سے یہ معاملہ کیا ہے : الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ - اور وہ یقیناً مطمئن ہونگے کہ خدا اپنے معاملہ داروں کو کبھی

هم مسجد کانپور کي تاريخ کے هر واقعہ کو بهلانے کي کوشش کرينگے ليکن شايد ۱۴ - اگست کو جلد بهول جانے ميں تعميل حکم سے مجبور هوں - يه هماري طاقت سے باهر هے که هم معصوم بچوں کي چيخوں ' اور بے دست و پا مظلوموں کي آخري فريادوں کو بهلا سکيں -

ليکن اے حضرات ! يه امن جويانه خواهش حضور ويسرائے کيليے ضرور موزوں تهي جو پيام صلح ليکر آئے تهے' مگر هندوستان کا هر مسلمان اس واقعه پر اپنے نفرت آميز تعجب کو ظاهر کيے بغير نهيں رهسکتا که جو ايڈريس کانپور کے وفد نے حضور ويسرائے کي خدمت ميں پيش کيا ' اُسميں بهي اُس نا قابل فراموش واقعه کو بهلا نے کي کوشش کي گئي تهي - حالانکه هم " بهولنے " کي تعليم لارڈ هارڈنگ سے لے سکتے هيں مگر کانپور کے چند افراد اور متوليان مسجد سے لينے کيليے طيار نهيں -

حضرات ! يه وفد واقعات کا خاتمة الباب تها اور اسليے پيش هوا تها که حضور ويسرائے سے انصاف حاصل کرے - پس اگر اُسکو ۳ - اگست کے بعض قانون شکنانه افعال پر اظهار نفرت کرنا آتا تها ' تو اس سفاکانه خوں ريزي اور ظالمانه استعمال قوت اسلحه کے متعلق بهي اسکي زبان نے کيوں ياري نه دي ' اور کيوں اُس چيز کو اُس نے ياد رکها ' جس کو بصورت ثبوت دنيا بهلا ديسکتي هے ' اور اُس چيز کو بهول گيا ' جس کو خدا بهي کبهي نهيں بهلائيگا ؟

حضرات ! هم نے اس معاملے ميں سب کچهه کهو ديا - هم نے اپنے مقدس خانۂ الهي کي بے حرمتي ديکهي ' هم نے اسکے صحن کے اندر اپنے بهائيوں کي لاشوں کو ديکها ' هم نے زخمي بچوں کو تڑپتے اور جانکني ميں ايڑياں رگڑتے ديکها - هم نے وه تمام سختياں جهيليں ' جو کانپور سے باهر بهي همارے ساتهه کي گئيں - اخبارات سے ضمانتيں لي گئيں ' پريسوں کو بند کيا گيا - رسائل ضبط کيے گئے -

ان تمام حوادث ظلم و جبر کے بعد بهي هم طيار هوے که اگر هم کو امن و صلح کا پيام ديا جاے' اور انصاف و راستي کي ايک نظر بهي ميسر آجاے ' تو تمام معاملے کو ختم کرديں' اور صلح کے علم کو جنگ کے هتياروں پر ترجيح ديں - پهر کيا ايسي حالت ميں ' جبکه سب کچهه کهو دينے کے بعد انصاف کي عدالت ميں پورا پورا همارا حق بهي نهيں ملتا ' هم اسکا بهي حق نهيں رکهتے تهے که ايک لمحه کيليے ظلم و خونريزي کي زباني شکايت کرکے ' اپنے زخمي دلوں کو تسکين ديسکيں ؟

اگر صلح کے موقعه پر گذشته کي ياد بهتر نه تهي ' اور واقعي ماضي کو بهلا هي دينا چاهيے ' تو پهر ڈيپوٹيشن کو کيا حق حاصل تها که اُس نے اُن واقعات پر اظهار نفرت کيا ' جنکا اشاره مشکوک ' جنکے الفاظ مبهم' اور جنکي نسبت اس وقت تک عدالت کا کوئي فيصله موجود نهيں ؟

يه صرف کانپور کا مقامي مسئله نه تها ' يه ايک عام اسلامي مسئله اور تمام مسلمانان عالم کے حق ديني و ملي کا سوال تها - اسليے کانپور کا وفد يقيناً مسلمانوں کے سامنے جوابدهي کي پوري ذمه داري رکهتا هے "

ديگر متعدد اصحاب نے اسکي تائيد ميں تقريريں کيں اور بالاتفاق پاس هوا -

(قانون حفظ عمارات دنيه)

اسکے بعد چوتها رزوليوشن پيش هوا :

" يه جلسه نظر به حالات گذشته' اسکي سخت ضرورت ديکهتا هے که آئنده عمارات دينيه اور اوقاف خيريه کي حفاظت کيليے ايک مستقل اور عليحده قانون نافذ کيا جاے - کيونکه تازه حالات نے ثابت کرديا هے که موجوده قوانين و اعلانات کے ابهام و تاويل سے هر وقت معابد دينيه کي حفاظت خطرے ميں هے "

(ايڈيٹر الهلال) نے اس تجويز کو پيش کيا اور پيش کرتے هوے مصالحۂ کانپور کي نسبت دوسري تقرير کي - يه تقرير پهلي تقرير سے زياده مبسوط اور مفصل تهي - مضمون کے آخر ميں درج کي جائيگي -

(جرائد و مطابع اسلاميه)

پانچويں تجويز جرائد اسلاميه کي ضمانت کے متعلق تهي :

" يه جلسه هز ايکسلنسي کي اس موثر خواهش کو پيش نظر رکهتے هوے که " گذشته واقعات بهلا ديے جائيں " گذشته کے بهلا نے کيليے ضروري سمجهتا هے که جن اسلامي جرائد و مطابع سے محض اس بنا پر ضمانتيں طلب کي گئيں که انهوں نے مسئلۂ مسجد کانپور کي نسبت مسلمانوں کے حقيقي جذبات و خيالات کي ترجماني کي تهي ' انکي ضمانتيں واپس کردي جائيں' ورنه يه واقعه من جمله اُن نا قابل فراموش يادگاروں کے هوگا ' جو هميشه حادثۂ کانپور کو تازه کرتي رهيں گي "

(ايک غلط فهمي)

اس موقعه پر يه ظاهر کر دينا ضروري هے که بعض اصحاب کو اس تجويز کي نسبت چند غلط فهمياں پيدا هوگئي هيں - انکا خيال هے که اس تذکره کو مسئله کانپور کے ضمن ميں ظاهر کرنا ضروري نهيں - يه پريس ايکٹ کا نتيجه هے اور اُسي حيثيت سے اسکا مطالبه بهي کرنا چاهيے -

ليکن شايد وه بهول گئے که اگر يه خلط مبحث کي غلطي هے' تو اسکي ابتدا خود گورنمنٹ هي نے کي هے - پس کچهه حرج نهيں اگر غلطي کا مقابله غلطي هي سے کيا جاے - کيا خود پريس ايکٹ کا استعمال مسجد کانپور هي کے ضمن ميں نهيں کيا گيا ؟ اور کيا يه واقعه نهيں هے که زميندار لاهور سے صرف انهي مضامين کي بنا پر دس هزار کي ضمانت طلب کي گئي ' جو مسجد کانپور کے متعلق شائع هوے تهے ؟

جسقدر ضمانتيں لي گئي هيں' انکے سرکاري اعلانات کو گزٹ ميں تلاش کيجيے - هر ضمانت کے ساتهه جو سبب بيان کيا گيا هے وه کسي نه کسي حيثيت سے مسجد کانپور هي کے متعلق هے - پهر کونسي وجه هے که اس واقعه کو بهي منجمله اُن شدائد کے نه قرار ديا جاے ' جو مسئله کانپور کي بدولت عمل ميں آے ' اور کيوں نه اسي معامله کے ذيل ميں اُسکا مطالبه بهي کيا جاے ؟

علي الخصوص " زميندار " سے دس هزار روپيه کي ضمانت لينا ' ايک ايسا اهم واقعه هے' جس کو کبهي بهي بهولنا نهيں چاهيے - يه قانون کے احترام کا علانيه خون هے' اور ايک آئيني گورنمنٹ کے ليے ناقابل تاويل استبداد

(مجلس حفظ و دفاع عمارات دينيه و خيريه)

چهٹا رزوليوشن ايک نهايت هي اهم اور اقدم ترين تجويز تهي - در اصل موجوده حالات کا اصلي علاج اسي ميں پوشيده هے ' بشرطيکه ارادے کے ساتهه عمل کي بهي توفيق رفيق کار هو -

هماري غفلت پيشگيوں کا عام حال يه هے که هميشه خواب و سرشاري ميں ايک جسم بے روح اور ايک نعش سرد کي طرح

۲۹ اکتوبر کو ریوتر نے لندن سے تار دیا کہ " مستر وزیر حسن، مستر امیر علي ' اور سر آغا خان میں ایک پولیٹکل ڈنر کے متعلق اختلاف راے اس حد تک ہوا کہ بالاخر مستر امیر علي اور سر آغا خان نے لیگ کي صدارات سے استعفا دیدیا"

سب سے پہلے تائمز نے مختلط اور غیر محتاط اطلاعات کي آواز بلند کي جسکے صداے بازگشت ریوتر کے ذریعہ ۳۱ اکتوبر کو تمام انگلو انڈین جرائد میں پھیل گئي

ریوتر کا بیان ہے :

"مستر وزیر حسن اور مستر محمد علي نے مستر امیر علي سے چاہا تھا کہ وہ ان کو ایک پولیٹیکل ڈنر دیں' مستر امیر علي نے بمشورۂ لارڈ چانسلر بدین سبب اس سے انکار کیا کہ کہیں فتح کانپور کي یہ خوشي نہ سمجھي جاے' اسپر مستر وزیر حسن نے مستر امیر علي کو ایک سخت خط لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھي تھا کہ " یا تو آپ مستقل اور قوي دل ہوکر کام کیجیے یا دیگر ضعیف اور کمزور لوگوں کي طرح قوم کو چھوڑ دیجیے" اس خط سے متاثر ہوکر مستر امیر علي نے استعفا دیدیا - آغا خان بھي مستعفي ہوگئے ہیں"

ریوتر نے شام کے تار میں یہ تسلیم کیا ہے کہ سر آغا خان کے استعفے کو مستر امیر علي کے استعفے سے کوئي تعلق نہیں ' آغا خان کا استعفا اس بنا پر ہے کہ وہ لائف پریسیڈنٹ شپ کے اصول کو اب جبکہ قوم میں جمہوریت پیدا ہوگئي ہے' مناسب نہیں سمجھتے ' اور اب وہ چاہتے ہیں کہ اس عہدے کا انتخاب صرف ایک ہی سال کے لیے ہوا کرے -

مگر پرسوں مستر محمد علي کا ایک خاص تار لندن سے آیا ہے جس سے واقعات زیادہ واضح اور منکشف ہوجاتے ہیں بشرطیکہ یہ بیان مکمل ہو' اون کا بیان ہے کہ :

مراسلۂ نگار تائمز نے مسلمانان ہند کے موجودہ اضطراب سیاسي کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے تھے ' انکي تردید کے لیے آغا خاں کي راے تھی کہ ایک سیاسي ڈنر آغا خاں اور مستر امیر علی کي طرف سے انگلینڈ کے ارباب اعزاز و ارکان سیاست کو دیا جاے' جسمیں موجودہ اتہامات کي تکذیب کي جاے ' اور اسي کے ضمن میں دیگر خیالات بھي ظاہر کیے جائیں ' مستر امیر علي نے اس قسم کے ڈنر میں شرکت سے انکار کیا - یہہ ایک واقعہ مستقل ہے ' جس سے استعفا کو کوئي تعلق نہیں

دوسرا واقعہ یہہ ہے کہ مستر امیر علي نے مستر وزیر حسن کے نام ایک خط میں حسب ذیل امور کا مطالبہ کیا :

(۱) - لندن مسلم لیگ ' آل انڈیا مسلم لیگ سے بالکل الگ اور مستقل ایک شے ہے' وہ اوس کي پالیسي کے اتباع پر مجبور نہیں -

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کو ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ لندن مسلم لیگ کے مصارف کے لیے بلا قید و شرط دینا چاہیے -

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ صداقت اور خلوص نیت کے ساتھہ گورنمنت کا ساتھہ نہیں دیتي -

مستر وزیر حسن نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان امور کے فیصلے کا حق مسلم لیگ کو ہے ' اور بھي کچھہ باتیں جواباً لکھي تھیں ' مستر امیر علي کو ان جوابات سے تسلي نہیں ہوئي ' اور استعفا دے دیا"

بہر حال خواہ کچھہ ھي سبب ہو' مگر ہمارے جھگڑوں کی یہ تشہیر افسوس ناک ہے - ممکن ہے کہ اس ہفتے مزید اطلاعات حاصل ہوں اور اسکے بعد زیادہ محتاط راے دي جاسکے -

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت !

ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

الہلال - کلکتہ

— : * : —

" ایک دن میں پچاس ہزار" یعني اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کي نظر سے گذر جاے' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں' تو اُس کي صرف ایک ہي صورت ہے - یعني یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معني پچیس ہزار بھي نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ہي اس امر کي واقعیت سے آجکل کسي با خبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کي نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

کیونکہ وہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے ورنیکلر پریس میں ایک انقلاب انگیز رسالہ اور اردو میں یورپ کے ترقي یافتہ پریس کا پہلا نمونہ ہے -

اگر اس امر کیلیے کوئي مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپي ہوي چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کي جماعت کون رکھتي ہے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے' اور یہ قطعي ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب ' جس بیقراري ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکي اشاعت کا انتظار کرتي ہے - اور پھر پرچے کے آتے ہي جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے ' اسکو آپ اپنے ہي شہر کے اندر خود اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں -

کیونکہ اس نے روز اول ہي سے اعلان کر دیا ہے کہ تائید الہي اُسکے ساتھہ ہے -

اُس کي وقعت ' اُن اشتہارات کو بھي وقیع بنا دیتي ہے ' جو اُسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسي کے اصول پر صرف اُسي میں چھپ سکتے ہیں -

اشتہاروں کا خوش نما بلاک بنا کر اسمیں شائع کرائیے ' جو کارخانہ الہلال ہي سے آپ طیار کرا سکتے ہیں ' اور جو ہمیشہ آپکے پاس محفوظ رہیگا !

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردي گئي ہے -

منیجر الہلال الکتریکل پرنتنگ ہاوس -

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریت - کلکتہ -

نقصان نہیں پہنچاتا - دنیا کی کوئی بہی تجارت نقصان سے خالی نہیں ' لیکن خدا کے ساتھہ لین دین کی تجارت ہی وہ تجارت ہے ' جس میں اصل اور نفع ' دونوں محفوظ رہتے ہیں :

ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوۃ و انفقوا مما رزقنا هم سرا و علانیۃ ' یرجون تجارۃ لن تبور - لیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضلہ ' انہ غفور شکور (۳۵ : ۲۸)	"جو لوگ اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور صلوۃ الہی کو قائم کرتے ہیں ' اور جو چیزیں ہم نے انہیں دے رکھی ہیں ' اُن میں سے ظاہراً اور باطناً ' کسی نہ کسی صورت میں اللہ کیلیے خرچ کرتے ہیں ' تو بے شک وہ ایک ایسے کاروبار کے نتائج کی امید رکھتے ہیں ' جس میں کبھی گھاٹا ہو ہی نہیں سکتا - کیونکہ اللہ انکا اجر انہیں پورا پورا دیگا و

اور انکے اجر کے علاوہ (کہ بمنزلۂ اصل کے ہے) اپنے فضل و کرم سے نفع مزید بہی عطا کریگا (کہ ارباب کرم کا یہی شیوہ ہے) اور وہ بڑا ہی صاحب فضل اور اعمال حسنہ کی قدر کرنے والا ہے "

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور دنیا اسکی ہر آن و ہر لمحہ تصدیق کرتی ہے - انہوں نے اپنے مال و وقت کا یقیناً بہت ہی نقصان کیا ' اور ایسے وقت میں ' جبکہ بڑے بڑے مدعیان جرأت و صداقت قریب آتے ڈرتے اور لرزتے تھے - لیکن اسکا بدلہ بہی دور نہیں :

و من یتق اللہ ' یجعل لہ مخرجاً ' و یرزقہ ' من حیث لا یحتسب ' و من یتوکل علی اللہ فهو حسبہ (۶۴ : ۳)	جو شخص راہ تقوی اختیار کریگا ' خدا اسکے لیے نجات کی راہ نکال دیگا ' اور اسکو وہاں سے رزق پہنچائیگا ' جدھر کا اُسے وہم و گمان بہی نہوگا - اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے گا ' تو خدا اسکے لیے بس کرتا ہے -

میں اس تذکرے کو بار بار چھیڑتا ہوں تو معذور ہوں - من احب شیأ اکثر ذکرہ - جو کام جس کو محبوب ہوتا ہے ' اس کا اکثر ذکر کرتا ہے - مجکو آج قربانی و ایثار سے بڑھکر اور کسی چیز کی تلاش نہیں - اور خاک برسرم - میں کیا شے ہوں؟ خود اسلام بہی آج اسی متاع کا متلاشی ہے - میں جب ایثار و قربانی کی ایک مثال سامنے دیکھتا ہوں ' تو جی چاہتا ہے کہ بار بار اُسکا تذکرہ کروں - بار بار اسکی تعریف کروں - بار بار لوگوں کو اسکی تقلید و اتباع کی دعوت دوں : لعلهم یتذکرون و لعلهم یتفکرون !!

مسٹر مظہر الحق کا ساتھہ ایک جماعت نے بہی دیا اور اُن سب کی خدمات کا احترام بہی ہم پر فرض ہے - علی الخصوص سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جو آغاز مقدمے سے اسکے روح رواں رہے ہیں -

(تشکر رئیس مجلس و حاضرین)

آخر میں ایڈیٹر الہلال نے بہ حیثیت صدر (انجمن دفاع مسجد کانپور) رئیس مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوے ووٹ اف تھینکس کی تحریک ' اور مولوی ابو القاسم نے تائید کی - رئیس مجلس نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوے اختتام مجلس کا اعلان کیا -

افکار و حوادث

اسلام و علوم اسلامیہ کی واقفیت و اطلاع میں انگریز دیگر اقوام یورپ سے ہمیشہ پیچھے رہے ہیں - انگلینڈ میں مستشرقین کبھی پیدا بہی ہوئے ہیں ' تو وہ بہی عموماً اور علی الاکثر نسلاً انگریز نہ تھے ' بلکہ فرنچ ' جرمن ' یونانی ' اور یہودی ہیں - یہ قوم بغیر فوائد تجاریہ و منافع سیاسیہ کسی کام میں ہاتھہ نہیں ڈالتی کہ نفع عاجل اوسکے قانون سیاست کی پہلی دفعہ ہے - یہی سبب ہے کہ نپولین ہمیشہ انگریزوں کو ایک دکاندار قوم کہا کرتا تھا -

لیکن انقلابات حاضرہ نے اب انگلستان کی بہی آنکھیں کھولدی ہیں اور سیاست کا اشارہ ہے کہ اسلام و علوم اسلامیہ سے اطلاع حاصل کی جاے -

انگلستان میں پچھلے ہفتے یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ:

" اسلام کو سمجھنے کے لیے علوم اسلامیہ کی ایک درسگاہ قائم کرنی چاہیے - جس کا اساس گاہ قاہرہ ہو ' اور جسمیں انگریز علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کریں "

اسکے محرک وہ جن کا نام مسٹر (جیمس برائس) ہے ' اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ:

" اسلام کی وسعت کا ' جہاں تک کہ اوس کا تعلق مغربی تہذیب و تمدن سے ہے ' سمجھنا نہایت ضروری ہے "

وہ یہ بہی اُمید رکھتے ہیں کہ:

" یہ درسگاہ عالم اسلامی کے لیے اوسی قدر مفید و نافع ہوگی جس قدر روما کی درسگاہ اٹلی کے لیے "

ہم ممنون ہیں اپنے دوستوں کے جو ہم کو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن ہم کو خود ہم سے نہیں سمجھنا چاہتے ' بلکہ خود اپنے سے - کیونکہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی درسگاہوں کے اساتذہ ہمیشہ یورپین ہونگے - اس لیے ہم نہیں سمجھتے کہ آیا وہ اس کے نظام تعلیم سے ہم کو سمجھینگے یا کہ خود اپنے کو؟

مسٹر (برائس) کے خیال میں اس زیر تجویز درسگاہ کا مطمع (آئیڈیا) نہایت درجہ بلند ہے - وہ یقین کرتے ہیں کہ تمام دنیاے اسلام کے لیے ایک مفید نمونہ اور عجیب و غریب مثال اسکے ذریعہ پیش کی جاسکے گی - حالانکہ یورپ اور علی الاخص انگلینڈ اطلاعات اسلامیہ میں جو درجہ رکھتا ہے ' اوسکے لحاظ سے وہ سر دست ایک ابتدائی مکتب کا محتاج ہے ' جس میں اسلام کی ابجد کی تعلیم دی جاے ' نہ کہ کسی " تعجب انگیز درسگاہ " کا !

مسٹر برائس کو یہ بہی یقین ہے کہ " مصر و ہندوستان کے لوگ اس حسن خدمت و حسن نیت کا نہایت تپاک سے استقبال کرینگے اور ان دونوں مقامات سے تجویز مذکور کے لیے مالی اعانتیں بہی حاصل ہوں گی "

انگلینڈ کا اصول کار ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے ذاتی فوائد و منافع کی تصویر اس طرح کھینچتا ہے کہ نادان دیکھنے والے کو اسمیں اپنے فوائد کے خال و خط نظر آنے لگتے ہیں - مستشرقین یورپ کے حسن نقد و نیت کا اب تک جو تجربہ ہم کو ہوا ہے ' اوسکی تلخی جب تک مسلمانوں کو یاد رہیگی ' وہ کبھی اس قسم کے ارادوں کا استقبال نہیں کرسکتے - پس نہایت افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ مصر و ہندوستان کو اس قدر فہمی کے حسن ظن سے ابھی معاف ہی رکھا جاے -

تاریخ حیات اسلامیه

الهلال اور پریس ایکٹ

" الهلال " جو از سرتا پا ایک مجموعۂ هدایت الهي هے ' لاوہ اپنے مقصد اصلي کے بجاے خود بهي ایک ایسي نعمت راں قدر هے ' جو هر مسلم هستي کو اپني جان سے زیادہ عزیز هونا پاهیے ' مجھے بهی که بالطبع خصائص پسند هوں ' وہ ابتدا سے بے حد عزیز رها هے - اسکي اداے خود داری تو آور بهي میرے لئے دیوانہ کن اور مجنوں فرما شے هے -

ایک سب سے بڑي بات الهلال مین یه هے که اُس کي هر ات اپنے رنگ میں خاص ' اور اُس کي هر ادا اپنے انداز میں ے نظیر هوتي هے - کوئي بات هو' لیکن وہ عام رنگ سے الگ اپني راہ یدا کرتا هے اور مطالب وارا ' بحث و مباحثه ' الفاظ و اصطلاحات ' نوانات و ترتیبات ' طرز تحریر و طریق بیان ' کس شے میں بهي وروں کي تقلید نہیں کرتا بلکه خود آوروں کیلیے مجتهد هے -

" الهلال " سے ضمانت طلب هوئي ' اچها هوا - اور گر ایسا نه هوتا تو خود همارا هي نقصان مقدر تها - لیکن " چندہ ضمانت " ؟ اسمیں کچهه ایسي عمومیت تهي جو اُس کي شان کتائي سے گري هوئي تهي - نیز اسکي خود داري بهي اس سے بهت ارفع و اعلیٰ تهي - پهر یه بهي سوچتا تها که بهلا یه ضمانت ند کہانتک جاري هونگے ؟ بقول جناب کے کہ " یه و با تو عالمگیر هے " پهر بهلا ایک کے علاج سے کہیں شہر اور ملک صحت پاسکتے هیں ؟

میں نے نهایت جوش و مسرت سے وہ مضامین پڑهے ' جن میں " دفاع جرائد " کي تاسیس کا اعلان کیا گیا هے - صاف نظر گیا که ضمانت فنڈ کے بارے میں بهي الهلال کا ایثار عام حالت سے کس درجه مختلف هے ؟

الحمدالله که اگرچه مسلمانان هند ایک مدت تک نا آشناے سیاسیات رهے ' تاهم اُنهوں نے گذشته دو سال کے اندر اپني مخصوص قومي اور ملکي مصلحتوں کے سمجهنے میں اپني هوشیاري کا پورا ثبوت دیدیا هے -

کیا کوئي صاحب الراے انکار کر سکتا هے که " الهلال " کي تحریک " دفاع مطابع هند " ایک اهم ترین سیاسي تحریک نہیں هے ؟

کاش مشیران و مصلحان قوم اس باریک نکته تک پہنچے هوتے که اتحاد قومي کي اتحاد مطابع کے حاصل هوے بغیر سعي بالکل فضول هے !

مفصلۂ ذیل رقوم به مد " ضمانت الهلال " اسي اهم ملکي خدمت کے لیے جمع هوئي هیں جو ارسال خدمت هیں ' اور خداے برتر و قادر سے اُمید هے که وہ آیندہ بهي اس سلسلے کو جاري رکهنے کي توفیق دیگا - نیز مجهے یقین هے که تعلیم یافته مسلمان اپني حاصل کردہ عزت کو کهو دینے کے بجاے اُسکو با عظمت بنانے میں کوشاں هونگے ' اور دفاع مطابع کے فنڈ کو فوراً مکمل کر دیں گے -

تفصیل چندہ حسب ذیل هے :

ایس محمد بخش صاحب ۲۵ - روپیه - منشي رفیع الدین صاحب - ۵ روپیه - غفور خانصاحب - ۲ - روپیه - حافظ مهتاب صاحب - ۲ روپیه - جمعدار داود صاحب - ۱ - روپیه - عبدالرزاق صاحب - ۸ آنه - شهاب الدین احمد صاحب - ۸ - آنه - محمد هاشمي احمد صاحب - محمد یوسف صاحب - ۸ - آنه - لطیف الدین صاحب - ۵ - روپیه -

آپکا ادنیٰ ترین نیاز مند : لطیف الدین از دهاراوہ بمبئي

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دام مجدکم - یه مژدہ سن کر که جناب نے سر چشمۂ هدایة و ارشاد یعني الهلال کیلیے ضمانت کا روپیه قوم سے لینا منظور فرما لیا هے ' جو دفاع مطابع کے فنڈ میں جمع هو گا ' بڑي خوشي حاصل هوئي - ایک ناچیز رقم پیش خدمت هے - امید که اس خیال سے واپس نکرینگے که یه ایک غریب طالب العلم کا روپیه هے - کیونکه احقر کا دل هرگز قبول نہیں کرتا که اسوقت کي اس سب سے بڑي دیني خدمت سے بالکل محروم رهوں -

نعیم الحسین چودهري - کلکته مدرسه کا ایک طالب علم -

جناب سے دو هزار کي ضمانت طلب هوئي هے - عرض نہیں کرسکتا که اس سے کس قدر صدمه هوا ؟ آپ جیسے اسلام کے دوست اس دنیا میں خال خال پائے جاتے هیں - میں نے حضور کي خدمت با برکت میں ایک اچکن سلک کي روانه خدمت کي هے - امید هے که اس اچکن کو نیلام کرکے جو قیمت وصول هو ' اسے فنڈ میں جمع کر دیں - یه اچکن ابهي سلکر آئي تهي مگر چونکه میرے پاس دوسري اچکن بهي هے ' اسلیے میں نے اسي نئي کو بهیجنا مناسب سمجها - امید هے که جب نیلام فرمائیں تو یه بهي فرما دیں که یه ایک عاشق اسلام و رسول اسلام کي اچکن هے !!

اور بهي کئي چیزیں اور تهوڑا سا روپیه میرے پاس اسي کے متعلق موجود هے اسکو بهي روانه کرونگا -

شیخ محمود حسن خان - ضلع پٹنه

(اعانۂ شهداے کانپور)

جناب مولانا - هم دونوں بهائي طالب علم هونے کي حیثیت سے یه حقیر رقم اُن معصوموں کي مدد کے واسطے دیتے هیں جنکے باپوں نے شربت شهادت پیا اور اُنپر کسي کا سایه سواے الله کے نه چهوڑا - اُن بدنصیب ماں باپوں کي مدد کے واسطے هم یه ناچیز رقم پیش کرتے هیں ' جنکے جوان لڑکوں نے شهادت کا مرتبه حاصل کرکے اپنے ماں باپ کو بے یار و مددگار چهوڑ دیا !

اسکا اظهار فضول هے که هم نے یه ناچیز رقم کیونکر جمع کي ؟

محمد منیرالزماں و متین الزماں صفوي - اسیون ضلع اوناؤ - اودهه

ادبیات

همارا طرز حکومت

)•(

کبھي هم نے بھي کي تھي حکمراني ، اِن ممالک پر * مگر وہ حکمراني' جسکا سکہ جان و دل پر تھا

* * *

قرابت راجگان هند سے (اکبر) نے جب چاهي * که یه رشته عروس کشور آرائي کا زیور تھا
تو خود فرماندۂ (جے پور) نے نسبت کي خواهش کي * اگرچه آپ بھي وہ صاحب دیہیم و افسر تھا
ولي عهد حکومت اور خود شاهنشه اکبر * گئے انبیر تک ، جو تخت گاہ ملک و کشور تھا
اُدهر راجه کي نوردیدہ گھر میں حجله آرا تھي * اِدهر شهزادے پر چتر عروسي سایه گستر تھا
دلهن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے * که کوسوں تک زمیں پر فرش دیباے مشجر تھا
دلهن کي پالکي خود اپنے کاندهوں پر جو لائے تھے * وہ شاهنشاہ اکبر اور جهانگیر ابن اکبر تھا (١)

* * *

یهي هیں وہ شمیم انگیزیاں عطر محبت کي * که جن سے بوستان هند برسوں تک معطر تھا
تمھیں لے دیکے ساري داستاں میں یاد هے اتنا * که " عالمگیر هندو کش تھا ، ظالم تھا ، ستمگر تھا " !!

(١) مآثر الامرا میں یه واقعه تفصیل سے منقول هے -

(شبلي نعماني)

فکاهات

کان پور میونسپلٹی کا خطاب

مسجد مچھلي بازار کان پور سے

اے مسجد شکسته ! کنوں دل گراں مدار * کا مادہ گشت چارۂ درد نہان تو
تا دور چرخ و قاعدۂ آسمان بجا ست * پاینده باد نام تو و هم نشان تو
هرگز (به جان تو) که گوارا نه کردہ ام * اندیشۂ که سود من است و زیان تو
اکنوں برادرانه بیا ، قسمتے کنیم * تا بانگ مرحبا شنوم از زبان تو
هیچم دریغ نیست که برجاے اولین * برپا کنند بام و در و سایه بان تو
اما اشتراط آں ، که گذارند بهر من * از خاک ، تا بلندي سقف مکان تو
" از صحن خانه تا به لب بام ازان من * و از بام خانه تا به ثریا ازان تو "

(وصاف)

فریبِ لطف

بسملوں کي اس تنک ظرفي کو دیکھا چاهیے * اک ذرا سے لطف میں ، ممنون قاتل هوگئے
یا تو وہ وسعت طلب کي ، یا پھر اتنا اختصار ! * اس قدر عجز پیشگي کے هم تو قایل هوگئے
منحرف تھے کسقدر عشاق ، لیکن پیش دوست * پھر اسي شان تغافل را په مایل هوگئے
رنج بیکاري اُٹھائے دست سعي ناخدا * ولولے موجوں کے پھر پا بوس ساحل هوگئے
کر دیا مجبور کتنا اُن کي پرسش نے (نیاز) * چھٹکے هم تو اَور پا بند سلاسل هوگئے

(نیاز فتح پوري)

الهلال

۵ ذی الحجه : ۱۳۳۱ هجری

مساجد اسلامیـه اور [illegible] سیاسیـه

اسلام میں مسـاجد کي حیثیت دیني

انجمن اسـلامیـه لاهـور کا رزولیـوشن

(۵)

(پانچویں آیت)

مساجد کے متعلق ایک اور آیت قابل غور ھے لیکن قبل اسکے که اس آیت کو پیش کیا جاے ' اس سے پہلے کي ایک آیة پڑھ لیني چاهیے :

ان الله یـدافـع عـن الـذین آمنوا ' ان الله لایحب کل خوان کفور - اذن الـذین یقاتلـون بانهم ظلمـوا ' و ان الله علی نصـرهم لقـدیر - الـذین اخـرجوا من دیارهم بغیـر حـق الا ان یقـولوا ربنـا الله ! (۲۲ : ۳۹)

" خدا مسلمانوں کے دشمنوں کو اُنسے هٹـاتا رهتـا ھے - وہ کسي خـائـن و نا شکرگذار کو کبهي پسند نہیں کرتا - جن مسلمانوں پر کافروں نے قاتلانه حملے کیے ' اب مسلمانوں کو بهي اُن سے لڑنے کي اجازت ھے ' اس لیے که اُن پر ظلم هو رها ھے اور کچهه شبه نہیں که الله انـکي مدد کرنے پر قادر ھے - یه وہ مظلوم لوگ هیں که انکا کوئي قصور نه تها - صرف اس اقرار پر که همارا پروردگار الله ھے ' وہ ناحق اپنے گهروں سے نکال دیے گئے اور اپنے وطن سے اُنکو هجرت کرني پڑي "

اسکے بعد مساجد و عمارات مقدسه کا ذکر ھے :

و لولا دفـع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلـوات و مساجـد یذکـر فیهـا اسـم الله کثیـرا ' و لینصرن الله من ینصره ' ان الله لقوي عـزیـز - (۲۲ : ۴۰)

" اور اگر الله لوگوں کو ایک دوسرے کے هاتهه سے دفع کـرتا نه رهتا ' تو انساني ظلم و تعصب سے دنیا کا امن و سکون کبهي کا غارت هوگیا هوتا - تمام مسیحي صومعے اور گرجے دها دیے جاتے ' یہودیوں کے عبادت خانے منهدم هو جـاتے ' اور مسلمانوں کي وہ مسجدیں بهي ' جن میں کثرت سے خدا کا ذکر کیا جاتا ھے - جو الله کي مدد کریگا ' یقیناً الله بهي اُس کي مدد کریگا - کچهه شـبهه نہیں که الله صاحب قوت و احاطـه ھے اور وهي عزیز ھے "

پهر اسکے بعد زیاده تشریح و تفصیل فرمائي ھے :

الـذین ان مکنـا هـم في الارض اقاموا الصلواة و اتوا الـزکـواة و امـروا بالمعروف و نهـوا عن المنکر ' و لله عاقبة الامور ! (۲۲ : ۴۱)

"یه وہ لوگ هیں که اگر انکي حکومت و فتح یابي کو زمین پر قایم کردیا جاے تو انکا کام یه هوگا که صلواة الهي کو قایم کرینگے ' زکواة ادا کرینگے ' امر بالمعروف شعار هوگا اور نهي عن المنکر و مجاهد رهیں گے ' اور تمام کار الله هي کے هاتهه میں ھے "

(تشریح و تفسیر)

یه آیات کریمه سـورۂ (حج) کي هیں ' جس کو باستثناء بعض آیات ' اکثروں نے مکي اور بعض نے مدني کہا ھے - یه آیتیں اُس زمانے کے حالات کي خبر دیتي هیں ' جو اسـلام کے ابـتدائي دور غربت و مظلومي کا زمانه تها ' اور اسکا تخم ظهور و عروج ابهي خاک پامالي میں مدفون تها - جو لوگ اسلام لا چکے تهے ' اُن پر طرح طرح کے مظالم و شدائد کیے جاتے تهے ' حالانکه انکا جرم اسکے سوا کچهه نه تها که الله کو اپنا پروردگار سمجهتے ' اور اسکي توحید پر یقین رکهتے تهے - یہاں تـک که شـدت مظالم و شـدائد سے ترک وطن پر مجبور هوے - خود حضرة داعي علیه الصلواة و السلام نے هجرت فرمائي - اور رفته رفته مسلمانوں کے اکثر خاندان مدینۂ منوره میں آکر پناه گزیں هوگئے - تمام مفسرین صحابۂ و تابعین کا بالاتفـاق بیـان ھے که یه آیات اُسي موقعـه پر نازل هوئیں - امام (طبري) نے تمام روایات جمع کر دي هیں : (۱۷ : ۱۲۴) -

پہلي آیت میں فرمایا که اپني غربت و مظلومیت کو دیکهکر مسلمان دل شکسته نہوں اور اپنے عظیم الشان مستقبل کي طرف سے مایوس نہو جائیں - یه قانون الهي ھے که الله تعالی هر دور و هر عہد میں اپني صداقت و حق پرستي کو ظالموں کے حملوں سے بچاتا ھے ' اور وہ مومنوں کے لیے ایسے اسـباب دفاع و حفـظ فراهم کرتا رهتا ھے ' جن سے دشمن انکي دعوت کو ضرر پہنچانے میں ناکام و نامراد رهتے هیں -

خود مکۂ معظمه کے قیام میں با وجود کمال غربت و مظلومیت ' و قلت انصار ' و عدم وسـائل حفظ و دفاع مادیه ' الله تعالی نے مومنوں کے لیے جو اسباب دفاع فراهم فرمائے ' وہ تاریخ اسلام کے قارئین سے پوشیده نہیں هیں -

اسکے بعد فرمایا که : " اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا (الخ) " جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظـلم کیے ' انسے قـتال و جہاد کي مسلمانوں کو بهي اب اجازت ھے -

تمام مفسرین صحابۂ و تابعین و عموم ارباب تفسیر و تاویل کا اتفاق ھے که یه آیـۃ اولین آیت جہاد ھے - اس سے پہلے جس قـدر احکام نازل هوے ' صبر و استقامت اور انتظار ما بعد پر مبني تهے - سب سے پہلي بار اسي آیت کے ذریعه مسلمانوں کو اجازت دي گئي که ظالموں کے حملـوں کے جواب میں وہ بهي قتـال و جہاد جاري کردیں -

بعضوں نے اُن آیات کو شمار کیا ھے جو اس سے پہلے صبر و سکوت اور تحمل و منع قتال کے بارے میں نازل هوئي تهیں اور انکي تعداد ستر سے زیاده بتلائي ھے ! اس سے اندازه کیا جا سکتا ھے که اسلام نے کیسي شدید مجبوري کے عالم میں تلوار کے فساد کا علاج تلوار کي دواء آخري سے کرنا گوارا کیا ؟

امام (طبري) نے قتاده کا قول نقل کیا ھے :

قال هي اول آیة انزلت في القتال ' فاذن لهـم ان یقاتلوا (۱۷ : ۱۲۳)

"یه پہلي آیت ھے جو قتـال و جہاد کیلیے نازل هوئي - اس آیت کے ذریعه الله نے مسلمانوں کو حکم دیا که وہ بهي اپنے حمله آوروں کو قتل کریں "



انجمن "اتحاد و ترقی" کا اجلاس



فرانس کا مشہور افسانہ نویس: پیر لوتی
جو ترکوں کي حمایت میں بارہا مشہور ہوچکا ہے -
جس نے موجودہ جنگ کے زمانے میں متعدد
مضامین مسیحي مظالم کے خلاف لکھے - اور
جسکا حال میں ترکوں نے نہایت شاندار
استقبال اپنے دار الخلافة میں کیا -

وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا ڈھیر ہو جاتیں ' جنکے اندر اسکے نام کي پرستش ' اور اسکے ذکر کي پاک صدائیں بلند ہوتي ہیں !

پس فرمایا کہ مسلمانوں کو قتال و جدال کي جو اجازت دي گئي ہے ' تو یہ اسلیے نہیں ہے کہ خون کي ندیاں اور زیادہ تیزي سے بہیں ' بلکہ صرف اسلیے ہے کہ قانون دفاع مذاہب و معابد ' و ظہور امنیت و قیام عدل کے ماتحت ' اللہ تعالی نے اُن کو اقوام عالم میں سے چن لیا ہے ' اور انکے قتال و فدویت کے ذریعہ وہ اپني مساجد و معابد کو محفوظ ' اور اقوام کے باھمي ظلم و عدوان کا انسداد کرنا چاھتا ہے - انکو صرف اسلیے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ ظلم کے تخت کو الٹ دیں ' عدل الہي کي قدوس پادشاھت کا اعلان کریں ' اور خدا کي مساجد و معابد کو ھتک و انہدام سے بچائیں -

پس وہ گو ابھي مظلوم نظر آ رہے ہیں ' سامان دفاع و قتال سے محروم ہیں ' تاہم وہ ' جو ہمیشہ اپنے اس قانون کے معجزات دکھاتا آیا ہے ' جس نے زمین کے ہر دور طغیان و فساد میں اپني نصرت کي تلوار چمکائي ہے ' اور اپني حکمۃ کے صحائف کا ورق الٹا ہے ؛ ضرور ہے کہ انکي مدد کریگا اور انکے قتال و جہاد سے اس اعظم ترین خدمت عالم اور اس اشرف ترین دفاع انسانیت کا کام لیگا ' کیوں کہ وہ قوي و عزیز ہے : و لینصرن اللہ من ینصرہ ' ان اللہ لقوي عزیز ! !

چنانچہ اسکے بعد کي آیت میں اچھي طرح اسکي تشریح کر دي ' اور یہ وہ آیۃ عظیمہ و جلیلہ ہے جو مسلمانوں کے مقصد ظہور اور انکے نصب العین کے تعین کیلیے ایک عجیب و غریب تصریح الہي ہے :

الذین ان مکنا ھم في الارض اقامو الصلواۃ و اتو الزکواۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر ' وللہ عاقبۃ الامور !	" یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم نے انکي قوت و خلافت کو دنیا میں قایم کردیا تو انکا کام یہ ہوگا کہ صلواۃ الہي کو قایم کرینگے ' اپنے مال کو اللہ کي راہ میں نوع انساني کي اعانت کیلیے خرچ کرینگے ' نیک کاموں کا حکم دینگے ' اور برائیوں سے روکیں گے - اور انجام کار تمام امور کا اللہ ھي کے ہاتھہ ہے "

یہ آیت گذشتہ آیات سے متصل اور انکي تشریح کرتي ہے - امام (طبري) نے تقدیر عبارت یوں کي ہے کہ :

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا ' الذین ان مکنا ھم في الارض - (۱۷ : ۱۲۹)	"جن لوگوں سے کافروں نے قتال کیا ہے ' انکو بھي قتال کرنے کي اجازت ہے - اسلیے کہ وہ مظلوم ہیں - اور یہ مظلوم وہ مسلمان ہیں کہ اگر اللہ انکو دنیا میں قائم کردے تو وہ صلواۃ الہي کو قائم کریں گے " (الخ)

(نتائج بحث)

بظاہر آیات متعلقۂ مساجد کے ذکر میں قارئین کرام کو بہت سي تفصیلات ' غیر متعلق اور خلاف موضوع بحث نظر آتي ہونگي ' لیکن اگر وہ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ اطناب مصالح سے خالي نہیں -

پھر اس قسم کے جرائد و مجلات کے مباحث و مقالات میں یہ خیال بھي پیش نظر رکھنا چاھیے کہ ضمناً جس قدر مفید بیانات آجائیں ' بہتر ہے - نہیں معلوم پھر فرصت اور مہلت نظر و تحریر ملے یا نہیں ؟

یہ خیال الہلال کے اکثر مقالات و مباحث میں فقیر کے پیش نظر رہتا ہے کہ ارادے وسیع ہیں اور مہلت قلیل -

اب غور فرمائیے کہ اِن ایات سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں ؟

(۱) سب سے پہلا نتیجہ و حاصل بحث جو سامنے آتا ہے ' وہ اُس قانون الہي اور حکمۃ ربانیہ کا ظہور ہے ' جسکے ماتحت في الحقیقت امنیت ملل و مذاہب کا نظام و قیام ہے ' اور جو اگر نہوتا تو نہیں معلوم دنیا کا کیا حال ہوتا ؟ وہ دنیا ' جسپر طرح طرح کے رنگ و اشکال کي قومیں بستي ' اور مختلف صورتوں کي آباد و پر رونق عمارتیں کھڑي ہیں ' جس کي سطح پر زندگي پرورش پاتي ' اور انسانیت سکھہ اور چین کي راحت سے شاد کام ہے ' جسکے اوپر عظیم الشان گرجے ہیں ' اور انکي قربان گاھوں پر خدا کو پکارا جاتا ہے ' جو اپني ابادیوں کي عمارتوں کے سلسلوں کو مندروں کے کلس اور مسجدوں کے میناروں سے رونق دیتي ہے ' اور انکے اندر اپني اپني زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں سے انسان اپنے خالق سے عشق و محبت کا تذکرہ کرتا ' اور اسکے سامنے اپنے تئیں عجز و بندگي سے گراتا ہے ' غرضکہ وہ حسین و جمیل دنیا ایک ایسي ماوراء تصور ھلاکت و بربادي کا منظر ہو جاتي ' جس کي سطح پر خونریز انسانوں کي بوسیدہ ھڈیوں ' اور منہدم عمارتوں کي اوڑتي ہوئي خاک کے سوا اور کچھہ نہ ہوتا ! !

یہ انقلابات جو قوموں اور ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں ' یہ جو پراني قومیں مرتي اور نئي قومیں اُنکي جگہ لیتي ہیں ' یہ جو قوي کمزور ہوجاتے ہیں اور ضعیفوں کو با وجود ضعف ' غلبہ کے سامان میسر آجاتے ہیں ؛ یہ تمام حوادث اسي حکمۃ و قانون الہي کا نتیجہ ہیں -

وہ ایک ملک کے ظلم و استیلا کو دوسرے ملک کي اعانت سے دفع کراتا ' اور ایک قوم کي زیادتي کا دوسري قوم کے ہاتھوں انتقام لیتا ہے - اسي کا نتیجہ ہے کہ انسانوں کو زمین پر بسنے کي مہلت حاصل ' اور مذاہب کو زندگي و امنیت نصیب ہے -

(۲) نیز اس آیت نے صاف صاف بتلا دیا کہ دنیا میں مسلمانوں کے ظہور و قیام کي علۃ اصلي کیا ہے ؟ اور وہ کونسا کام ہے ' جسکے انجام دینے کیلیے خدا نے انھیں دنیا میں فتح و نصرت کا علم دیکر بھیجا ؟

یہ سب سے پہلي آیت ہے جس میں قتال کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا - چونکہ پہلا حکم تھا ' اسلیے ضرور تھا کہ ساتھہ ھي حکم کي علت بھي بتلا دي جاتي - پس فرمایا کہ صداقت اور خدا پرستي مظلوم ہوگئي ہے اور ظلم و ضلالت کي قوت کا غلبہ و استیلا بڑھ گیا ہے - وہ زمین جو اسلیے بنائي گئي تھي کہ خدا کي پرستش کا معبد ہو ' اب خدا پرستوں پر ایسي تنگ ہوگئي ہے کہ اللہ کو پکارنا اور " ربنا اللہ ! " کہنا سب سے بڑا انساني جرم ہوگیا ہے اور ایک قوم اپني قوت کے گھمنڈ سے مغرور ہوکر دوسري قوم کے مذہب اور اسکي عبادت کو روکنا چاھتي ہے -

ایسي حالت میں ضرور ہے کہ حسب قانون الہي ' خدا ایک نئي قوم کو بھیجے ' تا وہ قوموں اور مذہبوں کو امن کا پیغام پہنچائے ' اور ظالموں سے قتال کرے ' مظلوموں کو انکے دست تظلم سے نجات دلائے - ایسا ہونا نظم عالم کیلیے ضروري ہے - کیونکہ اگر اللہ ایک قوم کے ہاتھوں دوسري جابر قوم کو ہٹاتا نہ رہتا تو :

" لہدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا " !

عبادت کدے منہدم ہو جاتے اور وہ مسجدیں گرا دي جاتیں جنکے اندر نہایت کثرت سے خدا کي عبادت ' اور اسکے نام کي تقدیس کي جاتي ہے '

یہي قول دیگر اجلۂ صحابۂ و تابعین مفسرین رضوان الله علیهم کا بھي ہے ' جیسا که حافظ (ابن کثیر) نے لکھا ہے :

قــال غیــر واحد من السلف کابن عباس و مجاهد و عــروه بن الزبیرو زید بن اسلم و مقاتل ابن حیان و قتاده وغیــرهم : هذه اول آیة نزلت في القتال - و استدل بهذه الایــة بعضهــم علی ان السورة مدنیة (حاشیه فتــم البیــان - ۷ : ۳۴۵)

" سلف میں سے ایک سے زیاده مفســریــن کا قول ہے مثل ابن عبــاس و مجاهد ' عروه بن زبیر ' زید بن اسلم ' مقاتل ابن حیان ' اور قتاده وغیرهم کے ' که یه پہلي آیت ہے جو لڑائي کے بارے میں اتري ہے - چنانچه اسي آیت کي بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے که سورۂ حج مکي نہیں ہے - مدني ہے "

چنانچه حضرۃ ابن عبــاس نے روایت کي ہے که جب انحضرۃ صلي الله علیه وسلم نے هجرت کي اور مکه سے نکلے ' تو حضرۃ ابوبکر نے کہا : " انا لله و انا الیه راجعون - لیهلکن جمیعاً ! " یعني جب آنحضرۃ یہاں سے تشریف لے جا رہے هیں تو پھر مکه کا خدا حافظ ! یقیناً اب مشرکین مکه هلاک هونگے - پھر جب یه آیت نازل هوئي تو وه سمجھه گئے که اب قتــال و جهاد شروع هوگا - (طبري ۱۷ : ۱۲۳) بہر حال مقصود یه ہے که یه آیت اولین آیت حکم قتال ہے -

اسکے بعد اس حکم و اجازت کي توضیح کي که " الذین اخرجوا من دیارهم (الخ) " یعني یه مسلمان جنکو اب قتال و دفاع کي اجازت دي جاتي ہے ' وه لــوگ هیں ' جنکو بغیــر کسي جرم و حق کے ' محض خدا پرستي کي وجه سے دشمنوں نے گھروں سے نکال دیا اور هجرت پر مجبور کیا - ایسے ظلــم و عدوان کے مقــابلے میں اب حکم قتال ناگزیر ہے - اور گو انکي حالت بیکسانه اور مظلومانه ہے ' لیکن یقین رکھو که الله انکو فتح و نصرۃ دینے پر قادر ہے -

ان تمام تصریحات کے بعد پھر مسلمانوں کے ظہور کي علت غائي ' حکم قتال کي ضرورت و مصلحت ' اور اسکے آئنده ظاهر هونے والے نتائج عظیمه کي طرف اشاره کیا که : و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا - اگر الله تعالی لوگوں کي ایــک دوسرے کے هاتھه سے مدافعت نه کراتا رهتا ' تو تمــام عبــادت کدے منہدم هو جاتے اور الله کے گھروں کا کوئي محافظ نه رهتا !

اس آیت میں معابد دینیه کیلیے متعدد نام آئے هیں اور آخر میں " مسجد " کا لفظ بھي ہے - مفسرین کرام نے اسپر غور کیا ہے که ان الفاظ سے مقصود کیا ہے ؟ اور کیا وه مختلف مذاهب کے معابد کے اسماء هیں ' یا مقصود صرف مساجد هي هیں ؟ اکثر مفسرین نے " صوامع " اور " بیع " کو عیسائیوں کا گرجا بتلایا ہے - پہلا خانقاه کے معني میں جو شہر سے باهر راهبوں اور عزلت گزینوں کیلیے هوتا ہے - اور دوسرا کنیسه اور چرچ کے معنوں میں ' جو شہروں میں روزانه اور هفته وار نماز کیلیــے بنائے جاتے هیں - " صلواۃ " کو یہودیوں کا گرجا بتلاتے هیں اور (امام طبري) نے ضحاک کا ایک قول نقل کیا ہے که " صلوات یہودیوں کا معبد ہے - وه اپنے معبد کو " صلوتا " کہتے هیں " (؟)

بعضوں نے صلوات کو (صائبین) کي نماز قرار دیا ہے - لیکن ایک جماعۃ قلیله کي راے ہے که صلوات سے مقصود خود مسلمانوں هي کي نماز ہے اور هدم سے مراد اسکے قیام کا ممنوع هونا ہے - امام (رازي) نے ایک وجه اس قول کي یه بھي قرار دي ہے اور متعدد اقوال نقل کیے هیں : (تفسیر کبیر : ۴ - ۵٦۴)

بہر حال یه آیت نہایت اهم ہے ' اور هم کو الفاظ کي جگه اُسکے مطلب پر تدبر و تفکر کرنا چاهیے -

(حاصــل تفسیــر)

اس سے پیشتر خدا تعالی نے مسلمانوں کي ابتدائي مظلومي و بیکسي کي طرف اشاره کیا اور فرمایا که الله انکي حفاظت کیلیے دفاع کرتا رهتا ہے -

اسکے بعد قتال و جهاد کي اجازت دي اور فرمایا که مسلمانوں کا کوئي جرم بجز اسکے نه تها که وه الله کے پرستار هیں اور غیروں کي پوجا سے انکار کرتے هیں - لیکن انپر ظلم کیا گیا اور انکو گھروں سے نکالا گیا - جب حالت ایسي هو تو کیوں نه اب اُنهیں بھي لڑنے کي اجازت دي جاے ؟

لیکن اس حکم قــتال میں بھي مصالح الهیه ' اور اس جنــگ و دفاع میں بھي ایک حکمۃ عظیــمه پوشــیده ہے - یه اجازت اُس قانون الهي کے ما تحت ہے ' جس کا همیشه ظہور هوا ہے ' اور اُس عظیم ترین مصلحت و حکمت کا ظہور ہے ' جس کو حفظ امنیت ' و دفع فساد و طغیان ' و قیام عدل و انسانیۃ ' و ثبات مدنیۃ صحیحه ' و نظام و قوام عالم کیلیے قدرۃ الهیه نے همیشه ظاهر کیا ہے -

(علۃ ظہور امۃ مرحومه)

وه مصلحت کونسي ہے ' اور وه حکمت کیا ہے ؟ وه کونسا قانون الهي ہے جسکے ما تحت اس اجازت کا نزول هوا ؟

اسي کا جواب ہے جو ان لفظوں میں دیا گیا که " لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض " یعنے وه مصلحت و حکمت یه ہے که دنیا کي مختلف اقوام ' مختلف جماعتیں ' مختلف مــذاهب و ملل ؛ الله کو یاد کرتے اور اسکي عبادت کیلیے گھر بناتے هیں ' لیکن تاهم ظالمانه تعصب میں سرشار ' اور ایک دوسرے کے قتل و هلاکت ' اور اسکي دیني عمارات و معابد کے هتــک و انهدام کیلیے مستعد رهتے هیں - پھر جس کو قوت اور ســاز و سامان دنیوي حاصل هو جاتا ہے ' وه ظلم و خوں ریزي کے شیطاني کا حکم لیکر اپنے سے ضعیف و کمزور پر غالب آجاتا ہے اور اسکي دیني عمارتوں کي هتــک کرتا ' مــذهبي اعمال میں مانع هوتا ' بلکه اسکے معــابد کو یکسر منہدم کر دیتا ہے -

یه ظلم آباد ارضي کي سب سے بڑي مصیبت ' انسانیت کي مظلومیت ' اور سلطان عدل کي هزیمت کا سب سے بڑا ماتم ہے ! !

پس حکمۃ الهیه اسکي مقتضي هوئي کــه زمین کي امنــیت اور ظلم و طغیان کے انسداد کیلیے وه همیشه اپنے بندوں کو چنے ' اور اپني قوموں کو بھیجے جو دنیا میں اسکي قوت و نصرت کي فوج لیکر ظہور کریں ' تا که مذاهب کیلیے امن اور معابد کیلیے حفاظت هو - وه اُن ظالموں سے عدل و حقوق کي راه میں لڑیں ' جو اپني شیطاني قوتوں سے مغرور هوکر الله کے گھروں کي بے حرمتي کرتے اور خدا کي عبادت گاهوں کو ڈهاتے هیں - اور انسانوں کو چین و آرام کے ساتھه ' بے خوف و بے خطر ' اپنے خدا کي یاد کرنے اور اپنے اپنے معابد میں اسکو پکارنے کا موقع ملے -

اگر وه ایسا نــه کرتا ' اگر وه ایک قوم کے دست تظلم سے دوسري قوم مظلوم کو نجات نه دلاتا ' اگر وه ضعیف کو نصــرت نه بخشتا ' تا وه قوي کے طغیان و فساد سے محفوظ هو جاے ' تو دنیا کا چین اور سکھه همیشه کیلیے غارت هو جاتا - قوموں کي راحت همیشه کیلیے اُنسے روٹھه جاتي ' الله کي سر زمین پر وه تمام بلند منارے گرا دیے جاتے جو اسکے گھر کي عظمت کا اعــلان کرتے هیں ' اور

مصالحة [illegible] کانپور

(۲)

اس حال کو پہنچے ترے قصے سے کہ اب ہم
راضي هیں گو اعـدا بهي کریں فیصـلہ اپنا

معلوم هوتا ھے کہ فیصلۂ مسئلۂ اسلامیہ کانپور کي نسبت مجھے بہت کچھہ لکھنا پڑیگا ' علاوہ اسکے جو میں لکھنا چاهتا تھا -

میں نے گـذشتہ اشاعت میں مولانا محمد رشید صاحب کي تحریر کے ضمن میں اس صورت نیصلہ کا ذکر کیا تھا ' جسکي مجھے اطلاع دي گئي تھي - یہ زباني گفتگو تھي - تحریر کي صورت میں بعینہ وهي صورت جناب مولانا عبد الباري صاحب نے بھي اپنے خط مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائي تھي - مستر مظهر الحق سے ملاقات غالباً ۲۸ یا ۲۹ - کو هوي ' اور یہ خـط ۳ - اکتوبر کو لکھا گیا تھا -

یہ خط در اصل ایک پرایویٹ تحریر ھے مگر اسلیے شائع کر دیتا هوں کہ :

(۱) خود مولانا موصوف نے حال میں جو ایک تحریر شائع کرائي ھے ' اسمیں بھي قریب قریب یہي امور درج هیں -

(۲) اس خط میں انھوں نے لکھا تھا کہ " تا افشاي معاملہ یہ تحریر بصیغۂ راز رکھي جاے " اب چونکہ معاملہ هوچکا - اسلیے اسکي اشاعت میں کوي هرج نہیں -

(۳) میري نسبت مشہور کیا گیا ھے اور بار بار مجھے خطوط و تلغرافات میں یاد دلایا گیا ھے کہ تم سے مشورہ کرلیا گیا تھا ' اب کیوں مسئلۂ زمین مسجد میں اختلاف کرتے هو ؟ ایسي حالت میں اپني بریت اور کشف حقیقة ... کیلیے جائز وسائل کے استعمال کا حق ضرور مجھے حاصل هونا چاهیے -

(نقـل خـط)

" میں نے اس راے کو تسلیم کر لیا ھے کہ حصہ متنازعہ فیہ جزو مسجد ھے - وہ کسي حـالت میں سوائے مسجد کے کسي دوسرے کام میں صـرف نہیں هوسکتا ھے ' اس پر بھي اگـر مسلمانان کانپور اور علماے کـرام صلح کو پسنـد کـریں ' تو میں اس مخمصے سے چھٹکارے کي بہتـرین صورت یہ تجویز کـرتا هوں کہ مسجد پھر سے مستحکم و مضبوط بنائي جائے - اور اوسکي کرسي اقلا ۸ - فٹ بلند هو ' مگر زمین حصۂ منہدمہ کي اپني موجودہ حالت پر رھے -

اس زمین کے تین حصے هیں : ایک حصہ مہري کا ' دوسرے پر دیوار مکان متصل کي تھي ' تیسرا حصـہ مسجـد کا دالان ھے - جو حصہ دالان مسجد کا ھے ' وہ ایک چبوترے کي صورت پر قائم کردیا جائے -

جو پیـدل چلنے کا راستہ ھے ' اوسکي بلندي سے اس چبوترے کي بلنـدي کم از کم ایک فٹ هو - اور اوس مہـري کے حصہ پر تین در کا برامدہ قائم کیا جائے - یہ بر آمدہ سڑک کي طرف هوگا - اوسکے اور سـڑک کے درمیان میں دیوار کي زمین اور کچھہ مقـدار پیدل راستہ کي بھي هوگي ' اوسکي بلندي پیدل راستہ کے برابر هو ؛ اور یہ برامدہ اسقدر بلند هو کہ مجلس صحن سے اوسکي چھت مساوي هو جـاوے ' اور درمیان اس برآمـدے کے بلـکہ بیچ میں دروازہ مسجد کا هو - خواہ دوسرا دروازہ هو - یا جو اسوقت موجود ھے وهي رھے -

پھر جو رخ اس بـرامـدہ کا سڑک کي طـرف هو ' وہ جالي سے بند کردیا جاے - یہ جالي لوھے کي هو خواہ پتھر کي - اس برامدہ کے دونوں بازونکے در کھلے رهیں یا لوھے کے دروازے اوسمیں لگا دیے جائیں - پیدل راہ جسوقت تنگ هو تو مسجد کے آنے والونکے لیے اصالۃ ' اور دوسرے لوگونکے لیے ضمنا اسقدر اجازت هوگي کہ بازونکے دروازوں سے مسجد میں داخل هوں یا ایک طرف سے دوسري طرف نکل جائیں - یہ برآمدہ همیشہ مسجد کي ملک رهیگا ' اور اوسکے اندر خرید و فروخت کے معاملات کسي طرح نہیں هوسکتے - کوئي سواري یا جانور نہیں گذر سکتا - مسلمانوں کو حالت نا پاکي میں جانا شرعاً ممنوع ھے -

اس صـورت کي مسجـد بنانے کا هم نے ارادہ کیا ھے اور اسکو هم ظاهـر کرتے هیں - مگر هم مسجد کے مغصوبہ زمین کو بلا شـرط حاصل کرنا چاهتے هیں -

یہ مصالحت اوسوقت کر سکتے هیں جب گورنمنٹ بلا توسط مقامي حکام همارے تمام مطالبات قبول کرے :

اولاً همارى زمین جو کہ جزو مسجد ھے همکو واپس کردي جائے -

ثانیا همارے جملہ ماخوذین متعلق مسجد بري کردیے جائیں -

ثالثا ایک عام قاعدہ تحفظ مقامات متبرکہ کا اجرا کردیا جائے -

علاوہ انکے حسب ذیل امور بھی هماري خواهشات سے هیں :

(۱) جہانتک هو گورنر جنرل خود آکے همارے قیدي رها کردیں اور هماري مسجد همکو واپس دیدیں -

(۲) جسقدر ضمانتیں اخبارات سے اس بارہ میں لیگئي هیں ' وہ منسوخ کردي جائیں -

(۳) جن حکام نے ظلم کیا ھے اونکي معقول تنبـیہ هو تا کـہ آیندہ ایسے مظالم کا سد باب هو جائے -

اور اعانت مصیبت زدگان کي تائید گورنمنت خود بھي کرے کہ اکثر حضرات اسکي حرکت کو ناراضگي گورنمنت کا باعث سمجھتے هیں - اوسکي صورت یہ ھے کہ جسقدر چندہ اس فنڈ کا موجود ھے وہ گورنر جنرل کي آمد کانپور کے وقت پیش کردیا جاے - اور اونسے خواهش کیجائے کہ خود بھي اوسکي شرکت کریں اور گورنمنت سے بھي شرکت کرائیں تاکہ مستقل امداد اس طور پر هوسکے "

الھلال :

اس خط میں مولانا نے جو صورت بیان کي ھے ' قریب قریب یہي صورت انھوں نے اپنے اُس مضمون میں بھي بیان کي ھے جو انجمن موید الاسلام میں پیش کیا گیا - مستر مظهر الحق جب مشورہ کیلیے تشریف لاے تو انھوں نے اسي کا خلاصہ بیان فرمایا - البتہ آخر میں جو تین مطالبات اور مزید کیے هیں ' ان میں سے دفعہ (۱) کے علاوہ اور کسي دفعہ کو انھوں نے شرایط فیصلہ میں شامل نہیں کیا تھا ' اور در اصل اصلي مسئلہ زمین مسجد اور متہمین حادثہ هي کا تھا - یہ امور اسکے علاوہ هیں -

میں نے جب اس صورت مجوزہ کو سنا ' نیز معلوم هوا کہ جناب راجہ صاحب محمود اباد کا بیان ھے کہ هز ایکسلنسي کسي ایسي صورت کو منظور کرلینے کیلیے طیـار هیں ' تو گو آخري مشورہ اور قطعي راے کي صورت میں گفتگو نہ تھي ' تا هم میں نے کہا کہ

پھر فرمایا کہ گو مسلمان مظلوم هیں مگر هم انکو نصرت بخشیں گے کیونکه یه الله کي سلطنت کو قائم کرانا ' اور اسکي پرستش و عدالت کو نصرت دلانا چاهتے هیں - اسکے بعد مسلمانوں کے ظہور کے نتایج بتلاے که یه مظلوم مسلمان جنکو جہاد کي اجازت دي جا رهي هے ' وہ قوم هے که فتح و نصرت اور قیام و تمکن کے بعد اسکا کام عیش و عشرت ' ملک گیري ' اور محض تخت فرمائي نہوگا ' بلکه وہ دنیا میں صفات الهیه کا مظهر اور اسکے عدل و صداقت کي نعمت کی حامل هوگي - وہ ضلالتوں اور گمراهیوں سے دنیا کو روکیگي - اعمال حسنه کا حکم دیگي - عبادت مالي و بدني اسکا شعار هوگا !

ان ترتیبات سے کیا نتیجه نکلتا هے ؟ کیا تم نہیں دیکھتے که مطالب مضطرفهم اور نتائج منتظر درس و بصیرت هیں ؟

اس سے ثابت هوا که مسلمان دنیا میں صرف اسلیے آے که الله کے عبادت خانوں کي حفاظت کریں ' اور انکو انساني ظلم و سرکشي کي شرارتوں سے بچائیں - انکو ستر مرتبه کہا گیا که صبر کرو - اکھترویں مرتبه تلوار کے مقابلے میں تلوار اتھانے کي اجازت دي تو بتلا دیا که یه اجازت صرف اسلیے هے که ایسا نہوتا تو الله کي عبادت کے گھر ڈھا دیے جاتے اور مسجدیں منہدم کر دي جاتیں ' جنکے اندر نہایت کثرت سے اسکا ذکر هوتا هے -

یه سرسري مطالعه کا نہیں بلکه نہایت غور و تدبر کا موقعه هے - مسلمانوں نے جب سب سے پہلي مرتبه تلوار کے قبضے پر هاتھه رکھا تو انکے سامنے مساجد کي حفاظت اور اسکے انہدام هي کا مسئله تھا - انھوں نے اس دنیا میں قتال و دفاع کا پہلا قدم اتھایا تو وہ اپنے گھروں کي حفاظت کیلیے نہیں بلکه خدا کے گھر کي حفاظت کي راہ میں تھا - وہ صبر و ضبط کے ساتھه مدت تک بیتھے رهے ' پر اٹھے تو مسجد کیلیے اتھے ' اور بڑھے تو مسجد هي کي راہ میں !

(٣) خدا نے بھي انکا سب سے بڑا شرف یهي بتلایا که انکے ذریعه اپنے معابد کي حفاظت کا کام لے گا ' اور اگر انکو نه ظاهر کرتا ' اور اپني نصرت و فتح کي بخشش کیلیے نه چن لیتا تو اسکي زمین پر اسکے مقدس معابد منہدم هوجاتے -

(٤) صرف اسلام هی کي مساجد کیلیے نہیں ' بلکه تمام عبادت خانوں کي بلا استثنا حفاظت انکا مقصد بتلایا که وہ مذاهب کو امن دینے والے اور اقوام کو ظلم و تعصب سے بچانے والے هونگے - یه در اصل ایک طرح کي پیشین گوئي تھي ' لیکن ایک چوتھائی صدي کے اندر هي واقعات نے اسکي تصدیق کردي !

جبکه ایک مذهب دوسرے مذهب کو برباد کرنا چاهتا تھا ' جب که هر قوم چاهتي تھي که خدا کي زمین صرف همارے هي لیے هوجاے اور کسي دوسري قوم کے مذهب اور مذهبي عمارات کو اسپر جگه نه ملے ' تو مسلمانوں هي کي تلوار تھي جس نے انکو ظلم و استیلا سے بچایا اور بربادي و هلاکت سے نجات دلائي - جزیرۂ عرب و یمن کے اندر مسلمانوں کي وجه سے عیسائیوں کو بمجرد ظہور جو نفع عظیم پہنچا ' اسکا تذکرہ طولاني اور محتاج تمهید هے ' لیکن یه کون نہیں جانتا که مصر میں قبطیوں کو جس قوم نے عیسائیوں کے مذهبي ظلم سے نجات دلائي اور قبطي معابد کو ازادي بخشي وہ مسلمان هي تھے ؟ خود عیسائیوں هي کے اندر چھتي صدي عیسوي میں انتہا درجه کي مذهبي تفریق اور تعصب و جنگ و جدال تھا - ایک چرچ دوسرے چرچ کے پیرو کي تکفیر کرتا ' جلا وطني کي سزا دیتا ' اور بسا اوقات زندہ جلا دیتا تھا - علی الخصوص گریک و روماني چرچ ' جسکے هاتھوں مشهور یعقوبي فرقے کو کیسي کیسي درد انگیز مصیبتیں جھیلني پڑیں ؟ لیکن صرف مسلمان هي تھے جنھوں نے مصر و اسکندریه میں اس فرقے کو پناہ دي ' اسکے معابد محفوظ هوگئے ' اور بکمال آزادي اپنے گرجوں کے اندر اقرار توحید کے ساتھه ' خداے مسیح کي پرستش کرنے لگا !

پھر اسلامي حکومتیں قائم هوئیں اور گو اسلام کي شرعي خلافت کا یه دور نه تھا ' تاهم امویه و عباسیه کے عهد پر نظر ڈالو اور اس پیشین گوئي کي صداقت کو یاد کرو - کس طرح تمام مذاهب و ملل کو اسلامي حکومتوں میں آزادي دیدي گئي اور علی الخصوص عیسائیوں کے فرقے کس طرح مسلمانوں کي بدولت بربادي سے بچ گئے ؟

مسلمانوں کي حکومت میں خود مختلف اسلامي مذاهب کو آزادي حاصل نه تھي - شوافع حنابله کے دشمن تھے - اور حنابله شوافع کو هلاک کرنا چاهتے تھے - اشاعرہ نے ایوبیه کي قوت پاکر معتزله کے ساتھه جو کچھه کیا ' سب کو معلوم هے - سنیوں اور شیعوں کا باهمي قتال بجاے خود ایک داستان خونین هے - خوارج و قرامطه کے حالات تاریخ میں تلاش کرو - همیشه ایک فرقے نے دوسرے فرقے کو تباہ کیا هے ' اور دوسرے نے انتقام کا موقع پایا هے تو کسي طرح کي کمي نہیں کی هے - تاهم یه کیسي عجیب بات هے که مسلمان خود تو باهم ایک دوسرے کو برباد کرتے تھے ' لیکن غیروں کو انھوں نے همیشه پناہ دي اور ذمیوں کے حقوق دینیه کي کبھي بے احترامي نه کي - شوافع نے حنابله کا محله بغداد میں لوت لیا ' لیکن عیسائیوں کے گرجوں کي برابر حفاظت هوتي رهي !

صلاح الدین عیسائیوں کے خوني جہاد کا میدان میں جواب دیتا تھا ' جبکه وہ بیت المقدس کي مسجد عمر کو ڈھا چکے تھے ' لیکن خود اسکي حکومت کے اندر عیسائیوں کو پوري آزادي تھي اور مسجد عمر کي طرح مسیحي گرجا نہیں ڈھایا جاتا تھا ! !

حضرة عمر (رض) کے دنیا میں آخري الفاظ یه تھے که غیر مذهب رعایا کے حقوق کي حفاظت کرنا - انھوں نے اپني آخري وصیت میں کہا تو یهي کہا که انکو دشمنوں کے حملے سے بچایا جاے اور انکے معابد محفوظ رهیں ! (طبري وغیرہ)

جب کوئی فوج حرکت کرتی تھی تو اسکے تمام افسروں کو نصیحت کی جاتی تھی که پادریوں کو قتل اور گرجوں کو منہدم نه کرنا !

کیا یه سب کچھه اسي کا ظهور نه تھا که : " ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیراً " ؟ فهل من مدکر ؟

(٥) پس اگر آج مسلمان اپنی وسیع زمینوں کی حفاظت نہیں کرسکتے جس پر انکے تخت حکومت بچھے هوے اور انکا علم فرمان روائی نصب هے ' تو کچھه افسوس نہیں ' لیکن اگر وہ زمین کے اس چھوتے سے چھوتے ٹکڑے کی بھي حفاظت نه کرسکیں ' جو خدا کی عظمت و جلال کا تخت هے ' اور جسکے منارے اسکی قدرت کے علم هیں ' تو انکے لیے افسوس هے !

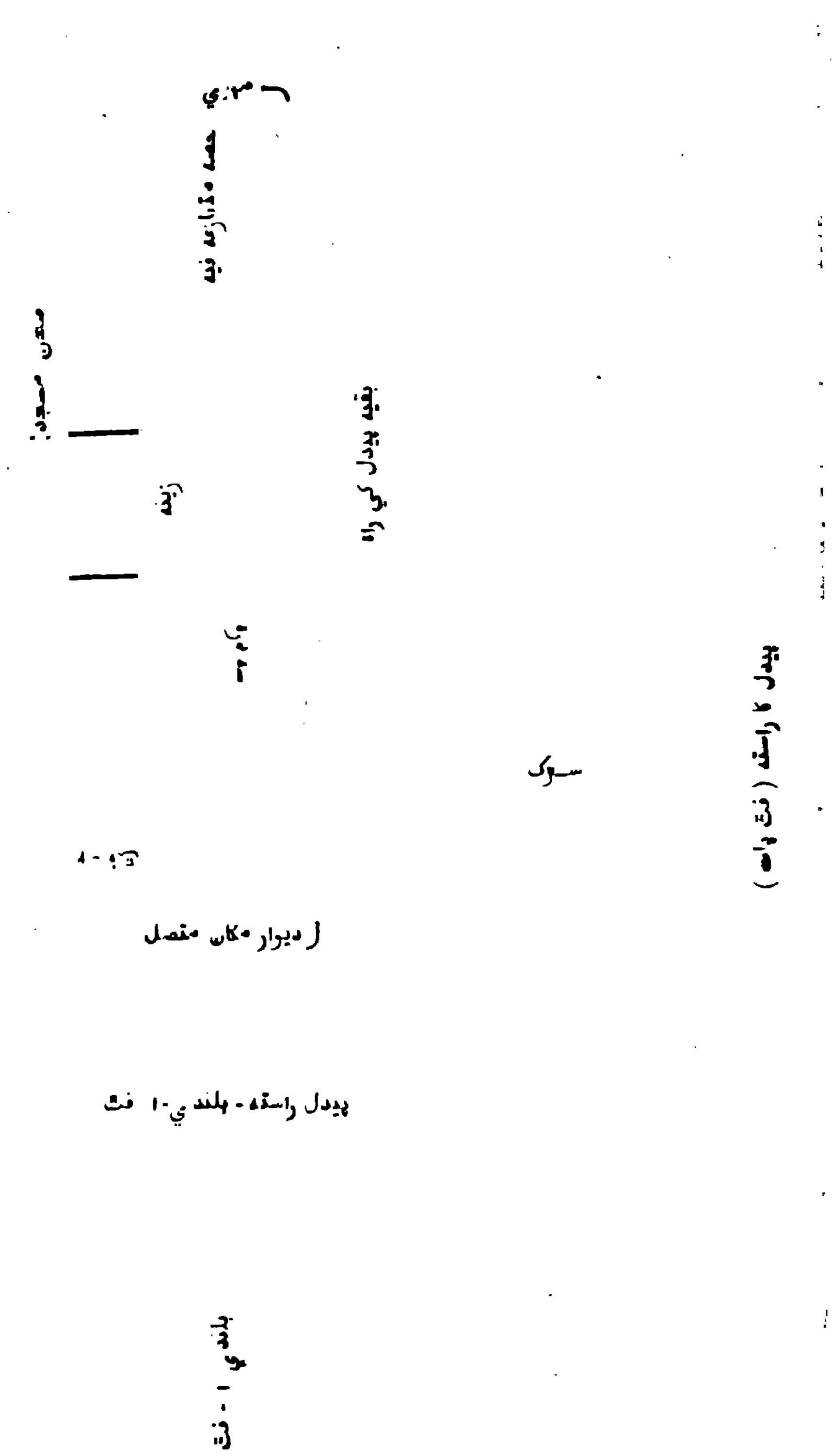
کیونکه یه انکا مقصد ظهور هے اور اگر وہ اپنے مقصد حقیقي کو بھول جائیں تو یه مقصد کي موت هوگي جس کے بعد زندگي ممکن نہیں !

(٦) مسجد مقدس کانپور کا معامله ایک تازیانه تھا ' جس نے مسلمانان هند کو انکا مقصد عظمی یاد دلانا چاها - پس مبارک هیں وہ جو اس تنبه سے عبرت پکڑیں ' اور آینده اپني قوتیں کو اس راہ میں وقف کر دیں !!

مولانا عبدالباري نے اس صورت مجوزہ کے واضح کرنے کیلیے مجوزہ نو تعمیر مسجد کا ایک نقشہ بھي قلم سے کھینچ کر بھیجا تھا - بہتر ہے کہ آگے بھي نقل کردیا جاے ' تاکہ صورت مجوزہ اچھي طرح سمجھہ میں آجاے - نیز معلوم ہوسکے کہ میرا اتفاق کس صورت میں تھا ؟

(نقشۂ نو تعمیر حصۂ متنازعہ فیہ)

جو پہلي صورت مجوزہ کي حالت میں ہوتا



(ایک ضروري مکالمہ)

یہ گفتگو محض ایک ابتدائي مشورہ تھا - آخري مشورہ اور قطعي و اختتامي راے کا موقعہ بعد کیلیے چھوڑ دیا گیا تھا تاہم اللہ تعالى کي کچھہ عجیب حکمت ہے کہ چند خیالات اُس وقت مجمع پیدا ہوے' اور میں نے مسٹر مظہرالحق پر ظاہر کیے - بالاخر وهي صورت پیش آئي -

میں نے کہا " کسي امر کے نیک و بد اثر کیلیے بڑي چیز اسکے ساتھہ کے اور حالات و حوادث بھي ہوتے ہیں - اثر مجموعي طور پر پڑتا ہے اور بعض حالتوں میں ضمني باتیں اسطرح غالب آجاتي ہیں کہ نفس مسئلہ مغلوب ہوجاتا ہے -

حضور ویسراے کہتے ہیں کہ میں خود آؤنگا - مسجد دیکھونگا اور خود اپني زبان سے تمام امور کا اعلان کرونگا ' لیکن ایک اہم سوال یہ ہے کہ وہ کس عالم میں آئیں گے ؟ اور کیسے خیالات ظاہر کرینگے ؟

فیصلہ اور مضى ما مضى کي تجویز ہو رہي ہے ' لیکن کہیں ایسا نہو کہ مسلمانوں کي دل شکني یا رنجیدگي کي کوئي بات ہوجاے - کہیں گذشتہ واقعات کا جانب دارانہ تذکرہ نہ نکل آے - کہیں جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھڑ جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر اصل مسئلہ کا اثر ان باتوں کے ساتھہ شامل ہوکر پبلک کے سامنے آیگا اور فیصلہ کنندوں کي حالت نازک ہوجا یگي -

جب ویسراے فیصلے کي غرض سے آئیں گے تو کانپور میں جوش و محبت کے ساتھہ خیر مقدم ہوگا ' لیکن اگر انکی تقریر میں کوئي بات ایسي ہوگئي ' تو جن لوگوں نے ایسا کرایا ہے ' انکو ملامت کیجائیگي "

لیکن مسٹر مظہرالحق نے کہا کہ " ایسا کیوں ہونے لگا ؟ حالت وایسراے کي نظر سے پوشیدہ نہیں " سچ یہ ہے کہ مسٹر مظہرالحق کے ہاتھہ میں فیصلہ نہ تھا ' اور نہ وہ اسکے باني تھے - وہ اسکي نسبت کہتے تو کیا کہتے ؟

لیکن اب میں دیکھہ رہا ہوں کہ میرا خیال بالکل غلط نہ نکلا - حضور وایسراے اگر سر جیمس مسٹن کي بے موقع تعریف نہ کرتے ' اگر جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھیڑتے ' اگر زمین کي ملکیت کو ایک غیر ضروري سوال قرار نہ دیتے ' اور اگر اُن لفظوں کے ساتھہ رہائي کا حکم نہ دیتے ' جن کے ساتھہ دیا گیا ' تو شاید عام مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ طمانیۃ اور شکرگزاري ہوتي - عام اس سے کہ اصل مسئلہ کي حالت کیسي هي کیوں نہ ہوتي !

ہر شے کا حکم اسکے گرد و پیش اور حوالي کے تغیرات کے بعد بدل جاتا ہے - کیونکہ جماعت پر اثر مجموعي حالات کا ہوتا ہے - علم نظریں ایک کیمسٹ کي طرح تفرید کیمیاوي کے بعد حوادث پر نظر نہیں ڈالتیں -

یہ ایک نہایت اہم نکتۂ سیاست اور صرف اعلی حکام کے سمجھنے هي کي بات ہے - تعجب ہے کہ حضور وایسراے نے اسپر غور نہ فرمایا :

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ' ورنہ آپ
دشمن کے ساتھہ صرف کریں رسم و راہ میں ؟

(تغیر اور تنسیخ و ترمیم)

گفتگو کا آغاز اسي صورت سے ہوا - جبکہ شملہ اور لکھنو میں نامۂ و پیام اور گفت و شنید ہو رہي تھي ' تو یقیناً یہي صورت سب کے پیش نظر تھي - خود مسٹر مظہرالحق کو بھي یہي معلوم تھا ' اور مولانا عبدالباري بھي اسي خیال میں ہونگے ' لیکن (جیسا کہ خود مولانا نے اپني تحریر میں لکھا ہے) جب معاملہ زیادہ وقیع حد تک پہنچا اور سرکاري حلقہ میں آخري راے کسي نہ کسي طرح قرار پاگئي ' تو لکھنو میں ایک صحبت شوری قرار پائي - منگل کے دن ویسراے آئے ہیں - جمعرات کو یہ صحبت منعقد ہوئي تھي -

یہي صحبت شوری ہے' جس نے معاملات کي صورت یکایک متغیر کر دي - مولانا عبدالباري اپني تحریر میں لکھتے ہیں کہ تمام مطالبات میں سے صرف مسجد اور متہمین کي رہائي کے مسائل فیصلے کیلیے لیے گئے - معلوم ہوتا ہے کہ اسي مجلس میں کہدیا گیا تھا کہ ویسراے اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں کر سکتے کہ چھجہ نکال لینے کي اجازت دیدیں ' اور ایک طرح کا مبہم قبضہ زمین کي مسجد پر ہوجاے - قیاس کہتا ہے کہ عدم ملکیت کے سوال پر

ویسراے اسے منظور کرلیں تو پھر تمام معاملہ کا خاتمہ ہے - کیونکہ اصولاً اس صورت میں اور زمین پر مثل سابق دالان تعمیر کردینے میں کچھہ بھی فرق نہیں ہے -

(اصـلـی سـوال)

تمام معاملے کی بنیاد یہ امر ہے کہ مسجد کی زمین کا ایک حصہ مسجد کی ملکیت اور قبضے (باصطلاح قانون) ' اور تصرف (باصطلاح فقہ) سے نکالکر سڑک میں شامل کردیا گیا ہے - مسلمان کہتے ہیں کہ یہ جزو مسجد ہے ' اسلیے سڑک میں شامل نہیں کیا جا سکتا -

پس قانون اور فقہ ' دونوں کے لحاظ سے یہ سوال (ملکیت) اور (تصرف) کا ہے - نہ کہ کسی ہئیت و شکل عمارت کا -

(مجوزہ صورت)

مولانا نے فیصلے کی صورت یہ تجویز کی کہ :

" گورنمنت بلا کسی شرط کے زمین مغصوبہ واپس کردے اور جس طرح مسجد کی ملکیت میں تھی ' اسی طرح دیدی جاے "

اس دفعہ نے (ملکیت) کا مسئلہ صاف کردیا اور مسجد کی زمین آسے بجنسہ واپس ملگئی -

یہ اصول ٹھیک ٹھیک قائم رہا کہ " مسجد کی زمین کا ہر حصہ مقدس ' اور وہ کسی حال میں مصالح مسجد کے سوا کسی دوسرے کام میں نہیں آسکتا "

اب دوسرا مسئلہ (تصرف) کا رہا - کیونکہ قانوناً بھی ملکیت بغیر حق تصرف کے مفید دعوی نہیں -

اسکا فیصلہ اس طرح ہوا کہ حق تصرف بھی مسجد اور اسکے متولیوں یاعام جماعت کو ملیگا - لیکن اب چونکہ اُس جانب سڑک نکلی ہے جو پہلے نہ تھی ' اور مسجد کی نئی تعمیر درپیش ' لہذا اس تعمیر کا نقشہ متولیان مسجد اپنے جدید مصالح اور فوائد کے لحاظ سے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اُس جانب مسجد کا صدر دروازہ بنا یا جاے - صدر دروازے کیلیے برامدہ ضروری ہے - اسلیے اوپر تو صحن مسجد کی وسعت اور اسکا دالان بدستور رہیگا ' لیکن اسکے نیچے دروازہ کی وجہ سے ایک سہ درہ بنایا جائیگا ' اور وہ بالکل اسی طرح زمین کی مسجد پر ہوگا ' جیساکہ صدھا مساجد میں مثل مکانات کے کچھہ جگہ چھوڑ دی جاتی ہے ' اور اسپر یا تو سیڑھیاں ہوتی ہیں ' یا بطور برامدے کے جگہ خالی رہتی ہے - بمبئی اور کلکتہ کی مساجد میں یہ صورت بکثرت ہے -

یہ جو جگہ خالی چھوڑ دی جاتی ہے تو مسجد ہی کی زمین ہوتی ہے ' لیکن مصالح مسجد کیلیے اسکو الگ سا کردیا جاتا ہے -

(سـڑک اور زمین مسجد)

ایک اہم سوال جو اب فیصلہ کے اثر کیلیے مہلک ہو رہا ہے ' اُس حالت میں بھی پیدا ہوسکتا تھا ' یعنے یہ برامدہ یا سہ درہ سڑک میں شامل ہوگا - اورگو مسجد کے دروازے کے سامنے کی زمین کو دھوپ اور بارش سے بچانے اور آنے جانے والے نماز- یوں کے خیال سے اسکی تعمیر عمل میں آئی ہو ' لیکن اسکا کیا علاج کہ عام راہگیر بھی ہر حالت میں اسپر سے گذر یں گے ' اور اسکا احترام مثل مسجد کے محفوظ نہ رہیگا ؟

یہی سوال ہے جو موجودہ صورت میں ہر شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے -

لیکن اسکا علاج بھی اس صورت میں موجود تھا - مولانا نے صاف صاف لفظوں میں لکھدیا تھا کہ دروازے کے سامنے کا حصہ فت پاتھ سے ایک فت اونچا بنا یا جائیگا ' اور جو رخ اسکا سڑک کی جانب ہوگا ' اسے جالی سے بند کر دیا جائیگا - دونوں جانب کے در لوہے کے دروازے سے بند ہوسکیں گے . . . .

اسکے اندر خرید فروخت نہوسکے گی ' کوئی سواری یا جانور وہاں سے نہیں گذر سکتا ' مسلمانوں کو حالت نا پاکی میں وہاں جانا مثل مسجد کے شرعاً ممنوع ہے "

(گورنمنت کی خاطـر نہیں بلکہ مسجد کیلیے)

رہی یہ بات کہ ہم دروازہ کیوں بنائیں ؟ کونسی وجہ ہے کہ پہلی سی حالت باقی نـہ رکھی جاے ؟ تو اسکے لیے نہایت معقول وجوہ ہیں :

(۱) مسجد از سر نو تعمیر کرینگے تا کہ زیادہ خوش قطع ' زیادہ مستحکم ' اور زیادہ آرام دہ ہو - مسجد کو از سر نو تعمیر کرتے ہوے بحفظ رقبۂ زمین ' ہمیں اختیار حاصل ہے کہ بر بناے مصالح و فوائد ' نقشۂ عمارت میں تبدیلی کـریں - اس تبدیلی سے اُس اصول پـر کوئی اثر نہیں پڑتا ' جسکا تعلق مساجد اور گورنمنت سے ہے -

(۲) پہلے حالت اور تھی - اب اُس جانب سے ایک بڑی سڑک نکل رہی ہے - لہذا ضـرور ہے کہ اب مسجد کا صدر دروازہ سڑک کی جانب ہو - اگر یہ قضیہ نہ بھی پیش آتا ' جب بھی نئی سڑک کی صورت میں اُس جانب صدر دروازے کا رکھنا ضروری تھا -

(۳) دروازہ کے آگے برآمدے کا ہـونا علاوہ عمارت کی حسن و خوشنمائی کے ' نمازیوں کیلیے بھی آرام دہ ہوگا - کیونکہ بارش کے وقت دروازہ کی پانی سے حفاظت ہوگی - دھوپ میں سایہ ہوگا - یہی مصالح ہیں جنکی وجہ سے بڑے بڑے مکانوں میں بـرآمدے نکالے جاتے ہیں اور مساجد میں بھی موجود ہیں -

" مسجد کی از سر نو تعمیر " - " ایک فت کی بلندی " - " سہ درہ " - " لوہے یا پتھـر کی جالی " - " زمین کی بلا شرط واپسی " وغیرہ وغیرہ ' مولانا کی تحریر کے اہم الفاظ ہیں - اُن پـر دوبارہ نظر ڈال لیجیے -

(مجوزہ فیصلہ بالکل کامیابی تھی)

اب آپ انصاف فرمائیں کـہ اس صورت اور مسجد کو بحالت اولی چھوڑ دینے میں اصولاً ' شرعاً ' قانوناً ' کیا فرق ہے ؟ بلکـہ فی الحقیقت پہلی صورت سے بھی زیادہ بہتر و انفع -

اس معاملہ کی اصلی روح حفظ زمین مساجد کا اصول تھا - اور وہ بمجرد اعتراف ملکیت حاصل پـھر تصرف میں مینوسپلٹی کو کوئی دخل نہیں !

یقیناً میں نے اس صورت کو سنکر ایک ابتدائی گفت و شنود کی طرح اتفاق ظاہر کیا ' اور کچھہ عرصہ تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرنے کے بعد کہا تھا کہ " اگر ایسا ہوا تو میں مخالفت نہیں کرونگا "

مگر اب کہتا ہوں کہ اس صورت سے تو کوئی بھی مخالفت نہیں کـرسکتا - کیونـکہ یہ تو بالـکل سر جیمس مسٹن کے حکم کو خاک میں ملانا اور مطالبۂ مسلمین کی بہ کلی فتح تھی -

مسٹـر مظہـرالحق نے خود بار بار کہا : میری سمجھہ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس صورت کے منظور کرلینے کے بعـد سـر جیمس مسٹن کیلیے کیا باقی رہجائیگا ؟ انکو تعجب تھا اور مینے بھی اس تعجب میں شرکت کی -

[illegible] ان

مـرحـــوم سلطـــان فیصــل ' امیــر عمـــان -

عمان ' بحرین کے بعد قریب خلیج فارس' سواحل عرب پر ایک قدیمی عربي ریاست ہے - اسکے مشرق میں بحر عمان ' مغرب میں بحرین - اور شمال میں اضلاع حضر موت هیں - ساحلي مقامات نهایت آباد و سرسبز هیں ' پهاڑوں میں معد نیات بهي پاے جاتے هیں -

یه ملک ایک مستقل ریاست ہے ' جس کا پایه تخت شہر " مسقط " ہے ' ملک کا رقبه تخمیناً ۸۰ هزار میل ہے اور آبادي ۱۰ لاکهه - تمام رعایا جو قبائل پر منقسم ہے' فوج میں داخل ہے ' باشندے زیاده تر اباضي طریقے کے خـارجي مسلمان هیں -

دیگر غیـر محفوظ سواحـل عرب کي طرح ایک مـدت سے یه بهي یورپین پالیسي کا شکار ہے' ایک برٹش کونسل یہاں تمام امور میں دخیل کا رهے ' گـو اب تـک اغـراض صـرف تجـارتي اور حفـظ طـرق هند بتلاے گئے هیں -


مرحوم (امیر فیصل) سابق والي عمان

هندوستان کي حفـاظت کا عفـریت بهي ایک بـلاے بے درماں ہے ' جس سے کسي ملـک کو پناه نهیں !

گـذشته دنوں جس فرمانرواے عمان کے ابتلاے آفات اور پهر وفات کي اطلاع آئي' اوس کا نام " فیصل بن ترکي بن سعید " تها ' سلطان سعید نهایت دلیر' شجاع اور بلند حوصله امیر تها ' اس نے نه صرف عمان هي کو اپنے قبضهٔ حکومت میں رکها ' بلکه سواحل کي دوسري جانب' افریقه میں زنجبار' اور ایشیا میں گوادر (بندر بلوچستان) پر بهی قابض هوگیا !

سلطان سعید کے مرنے پر اوس کا ایک بیٹا (سلطان برغاش) زنجبار کي' اور سلطان (ترکي) عمان کي مسند امارت پر بیٹها- (ترکي) کو مسند نشیني کے تهوڑے هي دنوں بعد اپنے بهائي عبد المجید سے برسر پیکار هونا پڑا ' اور نا کامیاب هو کر ناچار انگریزي جهاز کے سامنے اطاعت قبول کرلي ' اب ترکي که بجاے عبد المجید سلطان عمان مشتهر هوا ' اور ترکي انگریزي جهاز میں قیـد هوکر بمبئي لایا گیا ' یہاں وہ ایک مـدت تک نظر بند رها تها - یهیں سابق سلطان فیصل پیدا هوا - عبد المجید سے عرب خوش نه تهے ' اسلیے سر برآوردگان عمان کي مخفي دعوت پر ایک عورت کے بهیس میں (ترکي) بمبئي سے عمان پهونچ گیا !

خوش قسمتي سے عبد المجید اس وقت عمان سے باهر شکار میں مشغول تها ' اس لیے ارکان و عمائد عمان کي تائید سے وہ بلا مزاحمت تخت نشین هوگیا اور شہر کے دروازوں کے گارد کو حکم دیدیا که عبد المجید جب واپس آئے تو ..... سے اوس کو کهدو که " تم اب سلطان عمان نهیں هو " -

عبد المجید مجبوراً ملک کے اندروني علاقے میں چلا گیا ' اور فراهمي جمعیت کے بعد لڑنے کو نکلا ' بالاخر ۶۰ هزار ڈالر کے معاوضے میں اپنے دعوئیے تخت نشیني سے باز آیا ' جس کو برٹش گورنمنت نے ترکي کي طرف سے فوراً ادا کردیا ' اور ترکي اپنے حریف کے حملوں سے محفوظ هوگیا -

وفات سے کچهه دن پہلے سلطان " ترکي " کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکي شورش کا مقابله کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اوسنے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانه کیا ' امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل هوا ' باغیوں کو شکست دي ' اور ایک انگریزي جهاز کي اعانت کي بدولت شدائد سفر بحري سے نجات پاکر عمان واپس آیا -

(ترکي) کے بعد " فیصل " هندوستاني تجار اور اهل ملک کے انتخاب اور برٹش گورنمنت کي رضا سے امیر عمان منتخب هوا ' فیصل اپنے باپ هي کے زمانه سے امور مهمه سر انجام دے چکا تها ' اس لیے اپنے بهائي " محمد " کے مقابله میں کامیاب رها -

فیصل کو ملک کي متعدد بغاوتوں سے سابقه پڑا ' پہلے اپنے چچا " عبد المجید " سے جو آخر قید هوکر بمبئي آیا ' پهر ابن صالح سے جسکو ۱۰ - هزار ڈالر دیکر راضي کیا گیا ' لیکن ایک شب کو اوس نے ناگهاني حمله کردیا اور محل میں گهس پڑا ' سلطان به مشکل جان بچا کر ایک دوسرے قلعے میں چلا گیا ' پهر ایک اور سردار نے شورش کي ' جس پر انگریزي جهاز نے گوله باري کي - آخـر الامر اس موجوده بغاوت سے سابقه پڑا ' جسکے فرو کرنے میں وہ بالکل نا کامیاب رها تها ' اور کیا عجب که اوسکي موت ' شدت غم و حزن اور اندیشه و فکر کا نتیجه هو -

فیصل کي وفات پر اب اوس کا بیٹا سلطان " تیمور " امیر عمان ہے ' ریاست کا استقلال خاتمه پذیر ' اور جدید حالات کمال درجه رو باغتشاش ' و لعل الله یحدث بعد ذلـك امرا !

انگلستان کی جوع ارضی کو حفاظت هند کا ایک ایسا بے امان بهانه مل گیا ہے ' که اسکے صیاد طمع کیلیے عرب و افریقه کے تمام گوشے شکار گاه بن گئے هیں - نهر سویز پر اسي کیلیے قبضه ضروري ہے - مصر اسي بهانے کا قتیل ہے - خلیج فارس اور اسکي ریاستیں اسي کي بدولت دم توڑ چکي هیں - کویت اور محمره کا خاتمه هوچکا ہے - تبت پر بهي اسي کیلیے پنجهٔ آز بڑها تها - یه سب کچهه لعل هند کی حفاظت کیلیے ہے ' لیکن کسے معلوم که یه لعل درخشاں همیشه ایک هي خزانے میں رهیگا ؟ و تلـك الایام نداولها بین الناس ! !

اس صحبت میں زور نہ دیا گیا ہوگا ' اور جناب راجہ صاحب اور مولانا عبد الباري نے اپنی جگہ یہی سمجھا ہوگا کہ زمین کی ملکیت بھی مسجد کو دیدي جا رهي هے -

میرا اختلاف یہیں سے شروع ہوتا هے کہ زمین کي ملکیت اور تصرف ' دونوں کي وہ صورت قائم نہ رهي جو پہلے پیش کي گئي تھي - اور حفظ زمین مسجد کا اصل الاصول خطرہ میں پڑ گیا جسکے لیے یہ تمام حوادث خونین پیش آئے تھے -

(اختلاف کا مبدء)

(۱) اول تو اس تغیر صورت کی اُن لوگوں کو بالکل اطلاع نہیں دی گئی ' جنکو پہلی صورت کی اطلاع دي گئی تھی - مجھے معاف رکھا جاے اگر میں کہوں کہ یہ وهی شخصیت هے ' جس پر همیشہ لوگوں کو ملامت کی گئی هے - مسئلہ کی اهمیت اور اسکا عام اسلامی مسئلہ ہونا اخر کچھہ بھی وقعت ضرور رکھتا تھا ' اور ویسراے سے یہ کہنے کا موقعہ پورا پورا حاصل تھا کہ " اب همیں اس آخري صورت کي نسبت مسلمانوں سے اخري مشورہ کر لینے کي مہلت ملنی چاهیے - هم ثالث بالخیر هیں ' لیکن اصلي فیصلہ کنندہ قوت نہیں هیں "

(۲) پھر سب سے بڑھکر اصولي سوال یہ هے کہ پہلا مشورہ بھي آخري اور قطعي نہ تھا - خود مجھسے جس طرح گفتگو هوئي تھي ' میں سمجھتا هوں کہ اوروں سے بھي اسي طرح هوئي هوئي - ایک منٹ اور ایک نصف لمحہ کیلیے بھي میرے ذهن میں یہ خیال نہیں آیا کہ صرف اسي ابتدائي مشورے کي بنا پر خاتمۂ کار هوجائیگا - میرے محترم دوست مسٹر مظہر الحق اس سے اچھي طرح واقف هیں میں نے مولانا عبد الباري صاحب کو تار دیا تھا کہ " معاملہ اهم و نازک ' کمال حزم مطلوب ' پس اپني ذمہ داري کي نزاکت کو محسوس کرکے قدم بڑھانا چاهیے " اور انھوں نے اطمینان دلایا تھا - خدا بہتر جانتا هے کہ آغاز گفتگو سے میں مضطرب اور نتیجہ کي طرف سے مشوش خاطر تھا - مشورہ میں رازداري کي شرط لگا دي تھی ' اور ابتدائی گفتگو کا عام اعلان کسی طرح مناسب بھی نہ تھا - کسے معلوم تھا نہ فیصلہ هوگا بھي یا نہیں ؟ اسي لیے میں نے راجہ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاهي لیکن اتوار کے دن روانہ هوکے صرف پیر هي کے دن میں لکھنو پہنچ سکتا تھا ' اور انھوں نے تار دیا کہ اُس دن میں لکھنو میں نہونگا - پھر بارجود اپني مستہلک مصروفیت اور نا قابل بیان انہماک اشغال کے ' مسٹر مظہر الحق سے ملا - لیکن انکو خود بھي یہ کب معلوم تھا کہ منگل تک معاملات کا خاتمہ هے ؟

پس ضرور تھا کہ آخري مشورہ بھي کرلیا جاتا اور جیساکہ خیال تھا ' صحیح معنوں میں ایک وسیع تر مشورہ اس معاملہ کو اپنے هاتھوں میں لیتا - اس صورت میں مولانا عبد الباري کي ذمہ داري بھي نہ رهتي اور شاید موجودہ حالت سے زیادہ بہتر حالت میں تمام معاملات نظر آتے -

(مشکلات کار)

میں مشکلات سے بھي بے خبر نہیں ' اگرچہ عام معترضین بے خبر هوں - یہ بالکل سچ هے کہ حضور ویسراے کسي وجہ سے اس معاملہ کو جلد سے جلد ختم کردینا چاهتے تھے ' اور اس کي علت پر غور کرنے کیلیے همیں زیادہ دماغ سوزي کي ضرورت نہیں - هر شخص اُسے سمجھہ سکتا هے ' اور اسی کی بنا پر مسلمان اس فیصلے کو اصولاً اپنے حق طلبانہ ایجی ٹیشن کی کامیابی اور حضور ویسراے کی یادگار دانشمندي اور مصلحت شناسی سے تعبیر کرتے هیں - تاهم همارے لیے کوي مجبوري نہ تھی کہ چند دنوں کی اور تاخیر گوارا کرلیتے ' اور کہدیتے کہ جب تک اس اخري صورت کي نسبت مشورہ نہ کرلیا جاے ' اُس وقت تک کچھہ نہیں کیا جاسکتا - حضور ویسراے چاهتے هیں تو بغیر انتظار نتائج جو فیصلہ چاهیں کر دیں - لیکن اگر مسلمانوں کی دلجوئی اور امنیت عامہ مقصود هے تو صرف ایک شخص اپنی ذمہ داري پر کیونکر اتنے بڑے خونین معاملہ کے فیصلۂ آخري کو لیلے سکتا هے ؟

میں سمجھتا هوں کہ سنیچر اور اتوار کے دن شملہ میں ایسا کہنا کچھہ بھي مشکل نہ تھا - جیساکہ دنیا کے هر حصے اور هر آبادي میں کہا جا سکتا هے -

جمعرات سے پیشتر تک جسقدر گفتگو هوئي تھي ' غالباً جناب راجہ صاحب اور حضور ویسراے میں هوئي تھي - جمعرات کے دن یا جمعہ کے دن آخري راے کا مراسلہ دیکر انریبل سید رضا علي کو شملہ بھیجا گیا اور اسکے ساتھہ هي هز ایکسلنسي کي حرکت ظہور میں آئي - یہي آخري وقت مہلت لینے اور حزم و احتیاط کا تھا -

* * *

یہ واقعات تھے جو میرے علم میں هیں ' اور یہ راے هے جس کا اظہار میں نے اپنا فرض سمجھا - یہي سبب هے کہ میں نے فیصلہ هي کے دن اپني راے سے حضرات متعلقین فیصلہ کو اطلاع دیدي ' اور اسي بناپر (ٹون هال) کلکتہ کے جلسہ میں بھي سب سے پہلا رزولیوشن زمین مسجد کے متعلق رکھا گیا کہ اس سے حفظ مساجد کا بنیادي اصول خطرہ میں ' اور آئندہ کے لیے نظیر هونے کا خوف سامنے تھا -

(گذشتۂ و آیندہ)

یہ قطعي اور نا قابل تاویل هے کہ مسلمانوں کي حق طلبي نے تعجب انگیز صورت میں فتح مندي حاصل کي - کسي حق طلبانہ ایجي ٹیشن کي کامیابي کي یہ صورت پوري تاریخ هند میں یادگار اور آیندہ کیلیے سبق عبرت رهیگي - لیکن یہ فتح مندي زمین کے فیصلہ میں نہیں هے بلکہ اس اصولي صورت معاملہ میں هے کہ بالاخر اغماض و بے دردي کي جگہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا ' اور جبکہ تمام عرضداشتیں اور درخواستیں رد کر دي گئي تھیں ' تو خود ویسراے آتے اور اس معاملہ میں مداخلت کے سوا چارۂ کار نظر نہ آیا : فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون ! !

اب آیندہ کیا کرنا چاهیے ؟ اسپر میں پانچ چھہ دن اور غور کرنے کي مہلت چاهتا هوں اور ۱۴ - اکتوبر سے متصل غور کر رها هوں - آیندہ نمبر میں اپنا خیال شاید ظاهر کرسکوں : و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما !

بڑي مصيبت يه هے که مساجد کي امامت عموما جهلا کے هاتهوں ميں هے اور يه کام ايک ذريعهٔ معاش بن گيا هے - وه بچارے کہاں سے ايسي قابليت لائيں که برجسته خطبه ديں اور اسکے تمام شرائط کو پورا کريں !

خطبه کے معني تو يه هيں که نه صرف عام حالت کي اسميں رعايت کي جاے ' بلکه گذشته جمعه کے بعد جو نئے حالات و حوادث دنيا ميں گذرے هيں اور انکي بنا پر مسلمانوں کو جو کچهه تعليم کرنا ضروري هے ' اسکے بهي رعايت اسميں ملحوظ رهے - ضرورت اسکي تهي که جنگ بلقان و طرابلس کا ذکر خطبوں ميں هوتا - مسجد کانپور کا جب حادثه پيش آيا ' تو اسکے بعد کے جمعه ميں هر جگهه خطباء اس واقعه کے متعلق بيان کرتے - مسلمانوں کي تعليم ' انکي سياسي حالت ' انکے اخلاق و اعمال ' انکي ضروريات حاليه ' اگر مساجد کي تعليم سے درست نهونگي تو کيا واي - ايم - سي کے پريچنگ هالوں ميں انکو ڈهونڈها جاے ؟ اگر يه سلسله درست هوجاے تو پهر نه انجمنوں کي ضرورت هے ' نه کسي مرکزي کانفرنس کي لوکل کميٹيوں کي ' اور نه مسلم ليگ کي شاخوں کي -

ميں نے ايک بار کہا تها که ميرے فکر و نظر اور آجکل کے ارباب عمل کے کاموں ميں ايک بهت بڑا اصولي فرق يه هے که وه راه تاسيس اختيار کرتے هيں ' اور ميں صرف تجديد و احياء کي ضرورت سمجهتا هوں - يه بحث بهي اسي کي ايک مثال هے -

اس کام کيليے ضرورت هے علماء حق کي بيداري اور اداء فرض کي ' ضرورت هے تمام ائمهٔ مساجد هند کے حالات کي تفتيش و تحقيق کيليے ايک باقاعده صيغه کي ' ضرورت هے ايک مدرسه کي اور ايک خاص نصاب تعليم کي جس ميں سے مساجد کے پيش امام و خطباء طيار هوکر نکليں ' ليکن :

تن همه داغدار شد ' پنبه کجا کجا نهي ؟

لوگ مسجد کانپور کے جمع شده روپيه کے مصارف ڈهونڈهتے هيں ' مجهے ايک مرتبه خيال هوا که اعانت ورثاء شهداء و ايتام کے بعد اس سے کانپور ميں ايک مدرسه کيوں نه طيار کيا جاے جس ميں مساجد کے پيش امام اور خطباء کو تعليم دي جاے ؟ روپيه مسجد کيليے تها اور مساجد کے احياء هي ميں اسے صرف بهي کرنا چاهيے -

جس رساله کا عنوان ميں ذکر کيا هے ' اصلاح خطبات کے سلسلے ميں قابل ذکر هے - مولوي صاحب نے اسميں جمعه کے چند خطبات اردو ميں لکهکر جمع کيے هيں - اور ديباچه ميں علما و ارباب فکر سے خواهش کی هے که وه اس بارے ميں انهيں مشوره ديں ' تاکه ديگر حصص بهی شائع هوں -

ميں اس نيک و مفيد خيال پر انهيں مبارک باد ديتا هوں - اس قسم کے حقيقی کاموں کو آج کون سونچتا اور کون کرتا هے - البته جو طريق تحرير و عبارت انهوں نے اختيار کيا هے وه قابل اصلاح هے - لکهنے پڑهنے ميں قديم طرز کی پابندي سے کيا حاصل ؟ خطبه کی عبارت نهايت موثر هونی چاهيے تاکه دلوں کو کهينچ لے اور سامع کو اسکا ذوق دوسري طرف متوجه نه هونے دے - مطالب بهی جو خطبات ميں بيان کيے گئے هيں ' وهی هيں جو عموماً پرانے خطبوں ميں پالے جاتے هيں - يه طريق اصلاح نهيں - اور نه اس سے کوئی فائده حاصل هو سکتا هے - اصل شے تو مطالب هی کی تبديلی هے - اسميں مسلمانوں کے تمام موجوده امراض ملی واجتماعی کو پيش نظر رکهنا چاهيے اور آن چيزوں اور شريعت

مطبوعات جديده

غبطة الناظر

قيمت ۸ - آنه : سپرنٹنڈنٹ بيکر هوسٹل - دهرمتله - کلکته

عرصه هوا ' ڈاکٹر اڈورڈ ڈينسن راس سابق پرنسپل مدرسه کالج کلکته نے اسے بعد تهذيب (يڈٹ) شائع کيا تها - ايک روپيه قيمت تهي - اب نصف کردي -

يه عربي ميں حضرة شيخ عبد القادر جيلاني قدس سره کي ايک مختصر سوانح عمري هے ' جسکا قلمي نسخه بانکي پور کے کتب خانه سے هاتهه آيا - ڈاکٹر راس ديباچه ميں لکهتے هيں :

" يه ايک نادر کتاب هے - اصل نسخه ميں مصنف کا نام نه تها - ليکن پہلے صفحه پر " تاليف المرحوم قاضي القضاة الشافعي شيخ الاسلام ابن حجر " کاتب کے هاتهه سے مسطور هے - اس سے خيال هوتا هے که ابن حجر عسقلاني کي تصنيف هے - ليکن ابن حجر کي تصنيفات ميں اسکا ذکر نهيں - تاهم چونکه کتاب نادر هے اور ميرے اکثر مسلمان احباب حنفي و قادري هيں ' ميں نے چاها که اسے شائع کردوں "

جس زمانے ميں يه رساله چهپ رها تها ' اسي زمانے ميں ميں نے کهديا تها که اسکي اشاعت مفيد نهيں اور نه اسميں کوئي خاص بات هے - شيخ کے حالات ميں مبسوط کتابيں مثل (بهجة الاسرار) وغيره کے موجود هيں اور جابجا انهيں کے حوالے سے اسميں بهي مطالب نقل کيے گئے هيں - پهر طرز جمع و تحرير نهايت عاميانه اور معمولي هے - حافظ عسقلاني کي تو قطعي نهيں هو سکتي - ابن حجر مکی کی هوگی که اُنکی تمام زندگی ايسی هی تصنيفات ميں بسر هوي هے !

افسوس که نا واقفيت کي وجه سے ڈاکٹر موصوف نے لاحاصل وقت اور روپيه ضائع کيا -

حدائق البيان فی معارف القران

۳ - روپيه - دفتر اخبار مشرق - گورکهپور

۳۴۳ - صفحه کي ضخيم کتاب هے - مصنفه مولانا محمد عبد الغفور صاحب فاروقي ريٹائرڈ سب جج محمد آباد اعظم گڈه -

حافظ سيوطي کي ايک نهايت مفيد کتاب (اتقان) هے جسميں قران کريم کے جمع و ترتيب ' قرأت و رسم الخط ' علوم متعلق تفسير ' اور طبقات علوم القران وغيره کے متعلق مصنفات قدما کا عمده انتخاب کيا هے - اس سے قران کريم کے متعلق متعدد

[پہلے کالم کا بقيه مضمون]

کے اُن حکموں پر زور دينا چاهيے ' جنکے ترک نے مسلمانوں کو فلاح کونين سے آج محروم کرديا هے -

مولوي صاحب اپنے فکر کو وسيع تر کريں - ميں انکے حس ضرورت و اصلاح کا معترف هوں ' مگر مجهے سخت تعجب هے که انهوں نے نفس مطالب ميں کيا تبديلي کي اور کيونکر اِن مضامين پر مطمئن هوگئے ؟

رساله غالباً مصنف سے مفت مليگا -

انتقـاد

مسئلۂ خطبات جمعـۂ و عیدین

به تقریب رسالـه خطبـات الاسلام

مصنفه مولوي معمد یونس صاحب رئیس دتاولي - علي گڈه

مولوي صاحب نے اسمیں جمعه کیلیے بطور نمونے کے چند اردو خطبے مرتب کرکے جمع کیے هیں - مقصد یه هے که لوگوں کو مفید وقت و حال خطبات کي طرف مائل کیا جاے - اس رسالے کو دیکھکر مجھے اصل مسئلۂ خطبات مساجد جمعه کا خیال آگیا جسے مدت سے لکھنا چاهتا هوں اور انشاء الله لکھونگا -

جمعه کا اجتماع اور حکم خطبه مسلمانوں کے فلاح دارین کا وسیلۂ عظمی تھا - اس سے مقصود یه تھا که هفتے میں ایک بار لوگوں کو انکي حالت اور ضرورت کے مطابق هدایت و ارشاد کي دعوت دي جاے اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا ایک دائمي ذریعه هو-

خطبه در اصل ایک وعظ تھا جیسا که وعظ هوتا هے - آنحضرة (صلعم) کے بعد خلفاء راشدین اور صحابه کا بھي یهي حال رها اور تمام عربي حکومتیں جو اسکے بعد قائم هوئیں انمیں بھي خلفا و سلاطین کو مساجد کے ممبروں پر وعظ کرتے هوے تاریخ میں دیکھا جا سکتا هے - حقیقة خطبه کے لیے کتب صحاح کے ابواب متعلق جمعه و خطبه کی احادیث دیکھني چاهیئں -

لیکن هماري اصلي مصیبت همارے حالات میں نهیں هے که وه نتائج هیں - اسکا اصلي منبع همارے اعمال کے تحریف و نسخ میں هے که وهي علل و اسباب هیں - شخصي حکومتوں کے قیام ' عجمي سلاطین کي کثرت ' سنت خلفاء راشدین کے ضیاع ' اور جهل و غفلت کے استیلا نے هر اسلامي عمل کو ایک لباس ظاهر دیکر اسکي روح حقیقة سلب کرلي هے ' خطبۂ جمعه اور عیدین و نکاح کا بھي یهي حال هے -

اب خطبے کے معني یه رهگئے هیں که عربي زبان میں ایک چھپي هوئي کتـاب ' جو بازار سے خرید لي جاے ' اور الف لیلـه کي طرح اسمیں سے ایک خطبه غلط سلط پڑھکر سنا دیا جاے - آواز بشدت کریهه هو' اور لب و لهجه میں عربیت پیدا کرنے کیلیے هرجگهه تفخیم و ثقالة سے کام لیا جاے - بعض لوگ قران شریف کي حاصـل کرده قرات کو اسمیں بھي صرف کرتے هیں ' اور پھر جو شخص هر لفظ کے آخري حرف کو پوري سانس میں کھینچ کر پڑھدے وه سب سے بڑا قاري هے !!

بسا اوقات غریب پڑھنے والا بھي نهیں جانتا که میں کیا پڑھ رها هوں ؟ الف لیلـه کي ایک رات کا افسانه هے ' قلیوبي کي کوئي حکایت هے ' یا ارشاد و هدایت امت کا وه عظیم و جلیل عمل اقدس ' جو رسول الله صلی الله علیه و سلم کے ممبر پر کھڑے هوکر مجکو انجام دینا پڑتا هے ؟ پھر سننے والون کي مصیبت کا کیا پوچھنا ؟ کوئي اونگھتـا هے ' کوئي اپنے ساتھیوں سے صبح کے بازار کا بھـاؤ پوچھتا هے !

یه تمسخر انگیز تذلیل و تحقیر هے اس مذهب عظیم کے اعمال دینیه کي ' جس کے داعي اول نے اپنے خطبات و مواعظ سے ایک بادیه نشین قوم کو روم و ایران کے تمدن کا مالـک بنا دیا تھا !

و ما کان الله لیظلمهم ' و لکن کانوا انفسهم یظلمون !!

یقین کرو که جب حضرة (مسیح) نے بني اسرائیل کي ذلت و هلاکت پر ماتم کیا تو شریعت موسوي کے احکام و اعمال کا بعینه یهي حـال تھا جو آج تم نے خـدا کي شریعت کا بنـا رکھا هے - مسیح اگـر اُن فـروسیوں اور صـد وقیوں پر روتا تھا ' جو کو بـڑي بڑي آستینوں کے جبے پهنتے ' هر وقت دعائیں مانـگتے ' اور بڑي بڑي مهیب تسبیحیں اپنے هاتھوں میں رکھتے تھے ' پر شـریعت کے حکموں کو انھوں نے مسخ اور اعمال صالحه کو بے اثر کردیا تھا ' تو همیں بھي اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاهیے جو انـکي طرح یه سب کچھه کرتے هیں پر اُنهي کي طرح حقیقة سے بھي خالي هیں !!

میں سرے سے اس امر هي کا اعد عدو دشمن هوں که خطبے لکھے هوے پـڑھے جائیں - یه ایک بدعت هے جسکا نه تو قرون مشهود لها بالخیر میں ثبوت ملتا هے اور نه علت حکم اسـکا موید - خطبه ایک وعظ هے - پس مسجدوں میں ایسے خطیب هونا چاهییں جنکو یه قابلیت حاصـل هو که جمعه کے خطبے کیلیے طیار هوکر آئیں ' اور زباني مثل عام مواعظ کے وعظ کهیں - ضرور هے که قوم کي موجوده حالت انـکے پیش نظر هو - جو بیماریاں آج همیں لاحق هیں ' انهي کا علاج بتلائیں ' نه که اُنکا ' جو اب سے پانچ سو برس پہلے تھیں ؟

جو خطبات عربیه آجکل رائج هیں ' میں نے سب کو پڑھا هے - وه تو اُس وقت کیلیے بھي موزوں نه تھے ' جس وقت کیلیے لکھے گـئے تھے - پھر آجکل کي حالت کا کیا ذکر ؟

خطبه کا یه مطلب کس نے بتلایا هے که صـرف جمعه و عیدین کے چند مسائل بیان کردیے جائیں اور کهدیا جاے که ایک دن مرنا هے پس ڈرو اور موت کو یاد کرو ؟ بیشک ' موت کو یـاد کـرنے سے بـڑھکر انسان کیلیے دنیا میں کـوئي نصیحت نهیں هو سکتي - کفاک بالموت واعظاً یا عمر ! - لیکن صرف یه کهدینا لوگوں کو ڈرانے کیلیے کافي نهیں هے - موت کي یاد کے ساتھه انـکو اُس زنـدگي کا طریقه بھي بتلانا چاهیے جو تذکـرۂ آخره کے ساتھه ملکر ' انسانوں کو دونوں جهانوں میں نجات دلا سکتي هے

بـڑا مسئله زبان کا هے - اور ضرور هے که ایک مختصر سے خطبۂ ماثورۂ عربیه کے بعد ' وعظ اُسي زبان میں هو ' جو سامعین کي زبان هے ' ورنه سمجھه میں نهیں آتا که سے حاصل کیا ؟

شریعت نے کیسي عمده مصلحت اس میں رکھي که جمعه کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار دیا اور اسکي سماعت کو فرض بتلایا - امام ابو حنیفه (رح) کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب هے ' اور امام شافعي (رح) کے نزدیک صرف پہلے کا - اُس وقت نماز پڑھنا جائز نهیں -

اس سے مقصود یهي تھا که لوگ عمل عبادت کي طرح نصائح و هدایت کو بھي سنیں - پھر اُن نصائح کو ایسا اهم هونا چاهیے که مصروفیت نماز سے بھي اقدم و انفع هوں کیا یه خطبات جو آجکل دیے نهیں بلکه اٹـک کر پڑھے جاتے هیں اور لوگ بیٹھے هوے اونگھـتے هیں ' یهي وه مواعظ هیں ' جنـکي سماعت فرض ' اور اُنکي موجودگي میں نماز تـک ممنوع هے ؟ فاین تذهبون ؟

عقل و شریعت کیلیے ماتم هے که موجوده علما خود اس طریق کے عامل اور اس پر پوري طـرح قانع هیں ! فما لها اولاء القوم ' لا یکادون یفقهون حدیثا !

شؤون عثمانیہ

عالم اسلامی

شروط صلح دولت علیہ و بلغاریا

تفصیلی بیان عربی ڈاک سے

ستمبر میں دولت علیہ عثمانیہ اور حکومت بلغاریا کے مابین معاهدہ صلح ختم ہوگیا ' اور طرفین کے دستخط ثبت ہوگئے - لیکن اب تک سواے بعض دفعات ' شروط صلح کا کامل مسودہ شایع نہیں ہوا تھا - اس هفتے کی ڈاک کے جرائد آستانہ و قاهرہ میں اسکی تفصیل آگئی ہے - کل ۲۰ - دفعات ہیں جن میں سے ضروری مواد کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

(۱) دونوں حکومتوں کی سرحد کی ابتدا نہر (رزو رایا) سے شروع ہوکر ساحل بحر ایجین پر ختم ہوگی - دھانہ نہر (رزو رایا) کا خط حدود مجمع انہار (بیورگو) و نہر (ڈیلیوا) سے ملتا ہوا جنوب غربی اور شمال غربی کو قطع کریگا - اس مجمع النہرین سے گزر کر (نہر ڈیلیوا) کے ساتھہ ساتھہ آگے بڑھکر ' نہر (گولیما) سے مل جاے گا ' پھر نہر (گولیما) کی دھنی شاخ سے ملکر اوس نہر سے متصل ہو گا ' جو (ترک خلفی) کی طرف سے آتی ہے ' یہاں قدیم و جدید حدود متحد ہوجالینگے ' اور یہاں سے قدیم حدود کے ساتھہ ساتھہ (بالا بان باشی) تک جدید خط سرحد متحد رہے گا ' اسکے بعد سے جدید خط براہ راست (نہر طاهون) تک آے گا ' اور نہر (طاهون) سے جانب شمال نہر (مریچ) تک ' جو مصطفی پاشا کے مشرق میں بہتی ہے -

نہر (مریچ) کے مغربی رخ سے بخط مستقیم اوس ریلوے پل تک یہ خط الے گا ' جو نہر (جرمن) پر واقع ہے ' اور دھانۂ نہر (جرمن) کے شمال سے اوس جنگل تک ' جس کا نام (تازی) ہے اور جس کا نمبر (۶۱۳) ہے - یہاں سے خط تحدید قریہ (یا بلاحق) اور قریہ (عرلجق) سے جو عثمانی حدود میں ہیں ' نخل زار (نمبر ۴۴۱) اور (نمبر ۳۶۷) سے گذرتا ہوا ' نہر (اردا) تک اے گا ' نہر (اردا) کے ساتھہ ساتھہ مشرق کی جانب نہر (غاجر هور) - نہر (اتون) - دھانہ نہر (الکاتن) - دھانۂ نہر (ماندرا) اور نہر (ماریقا) سے پیچ و خم کے ساتھہ گزرتا ہوا ' ساحل نہر (ایجین) پر پہنچ کر ختم ہو جاے گا -

(۲) دستخط سے (۱۰) دن کے بعد ایک دوسرے کے حدود سے دونوں حکومتوں کی فوجیں ہٹ جالینگی - اور اسکے بعد (۱۵) روز کے اندر ہر حکومت کے عہدہ دار حسب قوانین و رسوم جاریہ ایک دوسرے کو ارسکی ملکیت پر قبضہ دیدینگے اور (۳) ہفتے کے اندر دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے اسیران جنگ کو رہا کردیں گی -

(۳) بمجرد ثبت دستخط ' فریقین میں ڈاک ' تلغراف ' اور ریلوے کے تعلقات شروع ہوجالینگے -

(۴) ایک سال کے اندر فریقین میں تجارت اور جہاز رانی کا وہ معاهدہ جو ۱۹ جنوری سنہ ۹۱۱ ع میں طے ہوچکا ہے ' از سر نو شروع ہوجالیگا ' اور چنگی کا محصول جو عموماً حسب قواعد رائج ہے ' اور مصنوعات کا ورود و صدور جائز ہوگا - اور نیز تعیین سفرا کے متعلق ۲ - دسمبر سنہ ۱۹۰۹ ع میں جو فرامین صادر ہوچکے ہیں ' وہ بدستور قائم رہینگے -

(۵) دستخط سے ایک مہینے کے اندر دونوں طرف کے اسیران جنگ رہا ہو جالینگے ' ان کے مصارف وہی حکومت قبول کرے گی جن کے پاس وہ قید تھے ' البتہ تنخواهیں ہر حکومت اپنے اپنے اسیروں کے لیے آپ ادا کریگی -

(۶) طرفین کے وہ تمام اشخاص جنہوں نے اس جنگ میں کسی طرح کا مخالفانہ حصہ لیا اور وہ ایک دوسرے کے قبضہ میں آگئے ہیں ' ان سب کے لیے حکم عفو عام صادر ہوتا ہے -

(۷) وہ زمینیں جو دولت عثمانیہ کی طرف سے حکومت بلغاریا کو ملی ہیں ' وہاں کے باشندے بلغاری رعایا ہوجالیں گے ' لیکن چار سال کے اندر تک اون کو حق حاصل ہے کہ بلغاری رعایت سے نکل کر رعایت عثمانیہ میں داخل ہو جالیں ' اس کے لیے حکومت بلغاریا اور ٹرکش کونسل کو پہلے اطلاع دینی چاہیے ' اور جو ابھی بچے ہیں وہ سن رشد و بلوغ کے چار سال بعد تک اس اختیار سے مستفید ہو سکیں گے -

ان اطراف و جہات کے مسلمان باشندے ' جو اب بلغاری رعایا ہو جالیں گے ' چار سال تک فوجی خدمت اور فوجی محصول سے بالکل مستثنی رہینگے -

اگر یہ مسلمان عثمانی رعیت ہونے کو ترجیح دیں گے تو چار سال کے اندر بلغاری علاقے سے مع اپنے سامان و اسباب کے نکل جالینگے ' اور اسکے لیے اون کو چنگی کا کوئی محصول ادا کرنا نہ پڑے گا ' نیز یہ بھی اون کے لیے جائز ہوگا کہ اپنی زمین و زراعت و جائداد اپنی ملکیت میں باقی رکھیں اور اپنے طرف سے کسی دوسرے کو ان کا اہتمام و انتظام سپرد کردیں -

(۹) بلغاری مسلمانوں کو وہی حقوق عطا ہونگے جو خود بلغاریوں کو حاصل ہوں گے ' اور ان کو عقائد و عبادات و رسوم دینیہ کے قیام و ادا میں کامل حریت ہوگی - رسوم و عوائد اسلامیہ کا احترام ہوگا - سلطان کا نام بحیثیت خلافت دینی خطبوں میں پڑھا جاے گا -

ارقاف اور مجالس دینیۂ اسلامیہ جو اس وقت موجود ہیں یا آیندہ کبھی قائم ہوں ' اپنے قواعد و نظام عمل کے ساتھہ حکومت بلغاریا میں بلا قید و شرط اور بغیر مداخلت ' محترم و معتبر ہوں گے ' اور بلا قید و شرط ' اونمیں مداخلت صرف علما اور پیشوایان مذہبی کے ساتھہ مخصوص رہے گی -

ارقاف و مجالس بلغاریہ جو دولت عثمانیہ میں موجود ہیں اون کو بھی وہی حقوق عطا ہوں گے ' جو دیگر مسیحی ارقاف و مجالس کو حاصل ہیں -

(۱۰) وہ ارقاف جو اب بلغار حکومت میں داخل ہوگئے ہیں ' ان میں بھی وہی قوانین جاری رہینگے جو اس وقت دولت عثمانیہ میں جاری ہیں - اور ان کے انتظام و اہتمام کے لیے خاص عہدہ دار متعین ہونگے - ان میں کسی طرح کا اوس وقت تک تغیر

مباحث و مطالب میں نہایت قیمتي مدد ملتي ھے - غالبا اردو کي یه جدید کتاب اسي سے ماخوذ ھے - اور نام میں " معارف" کا جو لفظ ھے ' تو اس سے مقصود قران کریم کے متعلق مفید معلومات کا التقاط و انتخاب ھوگا ' نه که معارف و اسرار و علوم قرانیه -

فہرست سے معلوم ھوتا ھے که ضمني مطالب بھي بہت سے درج کر دیے ھیں - مثلا بحث جہر تسمیه و قراۃ فاتحه خلف الامام و مناقب امام ابو حنیفه و رد مخالفین احناف وغیرہ وغیرہ - لیکن اسکی کیا ضرورت تھی ؟

کتاب اسقدر عمدہ چھپي ھے که لیتھو کي چھپائي کا بہترین نمونه ھے - ایسی عمدہ طباعت پر ھم مشرق پریس گورکھپور کو مبارک باد دیتے ھیں - کتاب کے کاغذ اور چھپائی کے مقابلے میں قیمت کچھه بھي گراں نہیں -

---

ریاض القـرا

ناصر الدین محمد مدرس مدرسۂ محمدي - والي پنھیه - مدراس

مولانا حاجي محمود صاحب نے یه اردو رساله فن قرات میں مرتب کیا ھے - مسلمانوں نے اپني الهامي کتاب کي جسقدر خدمت کي ھے' دنیا کي کسي قوم نے نہیں کي' لیکن افسوس که آج انکي غفلت بھي اور قوموں سے زیادہ ھے !

از انجملـه فن قرات کي تدوین ھے - اسـلام جب عجمي اقوام میں پھیلا جو قدرتي طور پر عربي زبان کے مخارج و تلفظ سے نا واقف اور غیر مستعد تھ' تو ضرور ھوا که انکي تعلیم کیلیے کوئي فن ایسا وضع کیا جاے ' جس کے ذریعه وہ حروف عربیه کا صحیح مخرج ادا کرسکیں - پھر طریق قرات و مباحث وقف وغیرہ بھي اسمیں داخل ھوگئے - اگرچه (بقول حضرۃ شاہ ولی الله) اس طرح کے فنون میں انہماک کا نتیجه یه نکلتا ھے که معاني کلام الله پر تدبر کرنے کي جگه حرفوں کے مخارج پر تمام قوت تلاوت صرف ھونے لگتي ھے' اور آجکل کے زمانے میں اصلي ضرورت فہم قران کي ھے نه که رعایت قرات کي ' تاھم ھر شے کا صحت سے پڑھنا ایک ضروري چیز ھے اور علی الخصوص حفاظ کیلیے تو نہایت ضروري -

اردو میں پیشتر سے بھي متعدد رسائل موجود ھیں مگر اس رسالے میں یه بات مزید ھے که اصول قرات کے بعد قرا کے حالات بھي درج کیے ھیں -

---

حقیقت اسلام

٦ - آنه : منشي نور الحسن - کوٹھي مشرف منزل - علي گڈھ

جناب حاجي محمد موسی خاں صاحب رئیس دتاولي نے اپنے وہ مضامین اسمیں جمع کیے ھیں جو انھوں نے " عقائد و احکام اسلامیه کے عقلي فوائد و مصالح پر مختلف اخبارات میں لکھے تھ اور اس سے مقصود یه ھے که جدید تعلیم یافته نوجوانوں کو مذھبي پابندي کي دعوت دي جاے "

مذھب کي ضرورت ' توحید و رسالت ' احکام خمسۂ اسلامیـه ' عـام اوامر و نواھي ' اور اسي طـرح کے اکثر ضـروري عنوانات پر مضامین ھیں - اس قسم کے رسائل کي آجکل جس قدر اشاعت ھو' انفع ھے - اسلامي احکام کو غیروں کے سامنے پیش کرنے کي آج اسقدر ضرورت نہیں ھے' جس قدر خود مسلمانوں کے آگے -

---

کرشمۂ قدرت

۱۲ - آنه مولوي نور محمد پیر ترهات - جھنگ

مختلف امراض کیلیے مختلف نسخوں کا ایک مجموعه ھے ' جسمیں سب سے پہلے ایک نسخه تریاق الامراض نامي درج کیا ھے اور اسکے متعلق دعوا کیا ھے که تمام بیماریوں یکساں کیلیے مفید ھے ! پھر بعض دیگر امراض کیلیے نسخے ھیں - اخر میں عرق خضاب وغیرہ کي ترکیبیں -

---

معلم البنات (اردو ریڈر نمبر ۱)

خواجه فیاض حسن - مدرسۂ ھاشمي - آگرہ

لڑکیوں کي ابتدائي تعلیم کے ایک سلسلے کا پہلا نمبر ھے جسمین مفرد حروف سے مرکبـات بنـاے ھیں - ارقام و اعداد کے نقشے ھیں - نصیحت کے جملے اور چھوٹے چھوٹے خط عزیزوں کے نام دیے ھیں - ابتدائی تعلیم کیلیے یقیناً مفید ھوگي -

---

عقـائد عثمانـي

۲ - آنه : مہتمم کتب خانه نعمانیه حیدر آباد - دکن

ابتدائي تعلیم کا ایک مفید رساله ھے - اسلامي عقائد ضروریه اور اوامر و نواھي کو صاف اور سلیس عبارت میں درج کیا ھے - خوشخط اور جلي قلم -

لکھنـو میں جلسه

فیصلۂ مسجد کانپور

عام راے کي فتح !

دو روز سے لکھنؤ میں چرچا تھا که وائسراے کا شکریه ادا کرنے کے لیے ایک عام جلسه ھوگا چنانچه حسب اعلان آج یکشنبه کو تین بجے جلسه قرار پایا - قیصر باغ کي بارہ دري میں غیر معمولي اجتماع کے ساتھه جلسه منعقـد ھوا ' مسـٹر نبي الله پریسیڈنٹ جلسه نے جلسه کا مقصد بیان کیا - جلسه نہایت سکون اور خموشي کي حالت میں شروع ھوا ' اور غالباً اسیطرح ختم بھي ھو جاتا ' مگر یکا - یک لوگوں میں ایک بے چیني پیدا ھوئي جس نے رفته رفته اسقدر ترقي کي که آخر کار جلسه میں ایک انقلاب عظیم ھوگیا ' بعض اشخاص نے نہایت پر تاثیر تقریریں کیں جن سے عام جلسه کا رنگ بالکل بدل گیا - شکریه والا ریزولیوشن تو پاس ھوا لیکن ایک دوسرا ریزولیوشن بھي پیش کیا گیا ' جسکا مطلب یه تھا که " مسجد کا کوئي حصه کسي حالت میں ' کسي دوسرے کام میں نہیں لایا جاسکتا ' لہذا موجودہ صورت کسیطرح تسلي بخش نہیں ھے اور ھم چاھتے ھیں که ھماري مسجد بعینه پہلي حالت میں تبدیل کر دي جاے "

یه ریزولیوشن جسوقت پیش کیا گیا تو اس زور و شور سے اسکي تائید کي گئي که در و دیوار سے صداے باز گشت آتي تھي ' آخر کار تمام ارباب حل و عقد کو بھي بلا اختلاف اس ریزولیوشن کو منظور کرنا پڑا - آخر میں ان لوگوں پر اظہار افسوس بھي کیا گیا جن لوگوں نے احکام اسلام کے خلاف فتوی دیکر حضور وایسراے بالقابه کو دھوکا دیا ' اور مسلمانوں کو نا قابل تلافي نقصان پہونچایا -

اگر چه اپ کو اسکي خبر ھوجالیگي مگر میں نے اپنا فرض سمجھا که آپ ایسے محسن قوم کو اسکي اطلاع من و عن پہونچا دوں -

(" معین " از لکھنؤ)

مراسلات

لیے ضروري هیں ' یونان کے طرف سے شد و مد کے ساتھه مطالبه کرنا ' هر ایک صحیح العقل انسان کو یقین دلانے کے لیے کافي هے که اسمیں کوئي اور غرض بعید اسکے پیش نظر هے ' اور یه غرض ایسي هے که وه کسي طرح اس توازن کو قائم رکھنے میں ممد نهیں هوسکتي ' جو هر یوروپین سیاست داں کے دماغ میں موجود هے - اور نیز یه کسي طرح اس امن کو واپس نهیں لاسکتا جسکے لیے سر اڈورڈ گرے کي زیر هدایت یه کام کر رهے هیں -

قارئین اب خیال کرسکتے هیں که یونان ان جزائر کا کیا مصرف لیگا ؟ اور پھر وه کسطرح ترکوں کے ایک دائمي خطره کا باعث هونگے ؟

هم سب اُس حوصله سے بے خبر نهیں هیں ' جو یونانیوں کو قسطنطنیه کے متعلق هے -

اس کي تشریح کے لیے میں صرف اتنا کهنا کافي سمجھتا هوں که ابھي گذشته شب کو ایک انگریز نے ایک خط یونان سے پایا هے جسمیں بیان کیا گیا هے که وهاں ایک تیسري لڑائي اور قسطنطنیه پر حمله کرنیکا چرچا چھڑا هوا هے - شاه یونان کا حوصله صرف اتني سي بات سے نه مٹیگا که اُسے بلغاریا کا سزا دهنده کها جائے - اسنے قسطنطین دوازدهم کا خطاب اختیار کیا هے ' تا اپنے آپ کو اُس قسطنطین کا خلیفۂ بلا فصل ظاهر کرے جس نے بازنطیني Byzantine سلطنت کو اپنے هاتھه سے کھویا تھا - جب هم اس بیجا حوصله کو سمجھتے هیں اور اس امر کو بھي بخوبي جانتے هیں که اسمیں کیا کیا خطرات یورپ کے امن عام کے لیے پوشیده هیں ؟ تو همیں یقین هو جاتا هے که بڑي طاقتیں ایک منٹ کے لیے بھي نه تو یونان کے مطالبات کا ساتھه دینگي اور نه اُسکے مخفي کید و مکر کو نظر استحسان سے دیکھیں گي -

یونان ان جزیروں سے جو کام لیگا ' هم نهایت صفائي کے ساتھه دیکھه رهے هیں - اس کے پاس وه جزیرے سیاسي مفسده پردازیوں کا سرچشمه هو جائینگے اور تمام قسم کي ممنوعات قانوني کے ایشیائي ممالک عثمانیه میں جانیکا ذریعه بن جایگا - یه حالت نهایت هي نا قابل برداشت هوگي - اِسکا انجام جنگ اور هلاکت کے سوا اور کچھه نهیں هوسکتا -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

عید کی خوشی

از جناب سید غوث محي الدین صاحب منیجر ایجوکیشنل پبلیشنگ هاؤس ریاست میسور -

همارے هاں هر سال بهت سي عیدیں آتي هیں ' اِن موقعوں پر هم کیا کرتے هیں ؟ نئے کپڑے پهنتے هیں ' لذیذ کھانے کھاتے اور کھلاتے هیں اور پھر خوشیاں منانے لگتے هیں -

مهذب ممالک کے لوگ بھي یه سب کچھه کرتے هیں مگر وه چند اور سبق آموز کام بھي کرتے هیں جو هم نهیں کرتے - ان ممالک کے ارباب فکر نے سوچا که عید کے دن خوشي منانے کے ذریعے ایسے ایجاد کیے جائیں جن سے ظاهري اور باطني ' دونوں مسرتیں حاصل هوسکیں ' اِن لوگوں نے اِس سوال کو بڑي عمدگي کے ساتھه حل کرلیا - عید کے دن ایک دوست دوسرے دوست کو " عید کارڈ " روانه کرتا هے جس سے ظاهري خوشي بھي حاصل هوتي هے اور اسکے مضامین سے فائده بھي پهنچتا هے - اس سے بھي بڑھکر یه که اِس موقع پر کتابیں دوستوں کو بطور تحفه بھیجتے هیں جو خاص طور پر مهیا کي جاتي هیں - آجکل هندوستان میں بھي مهذب ممالک کے لوگوں کي طرح عید کارڈ رائج هوگیا هے لیکن افسوس که اس سے بجز نمایش و تفریح کے اور کوئي فائده نهیں - اِس سے کاتب اور مکتوب الیه کو کیا خوشي میسر آتي هوگي ! میرے دوستو ! خوشي تو وهي سچي اور اصلي هے جبکه هم بحیثیت ایک مسلمان هونے کے عید کے کل احکام بھي باقاعده ادا کریں ' اُس دن اپنے ارادوں اور همتوں کو مستقل اور وسیع کریں ' اپني اور اپني قوم کي سچي ترقي کے وسایل پر غور کریں ' اور کوئي تدبیر اپني بگڑي کے بنانے کي نکالیں ' صرف کارڈوں کي بھر مار سے یه ساري باتیں حاصل نهیں هو جاتیں -

دیکھتے هو که کرسمس میں کئي لاکھه کتابیں چھپتي هیں ' بچوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکیوں کیلیے چھپتي هیں - اور عام مذاق کے لوگوں کیلیے چھپتي هیں - اور پھر ایسي چھپتي هیں ؟ که حقیقةً تحفه میں دیجا سکیں - قیمتي کاغذ پر خوشنما حروف ایسے معلوم هوتے هیں ' گویا موتي جڑ دیے هیں - سنهري کنارے کتاب کو سچ مچ سونے کي اینٹ بنا دیتے هیں - اِن تمام خوبیوں پر جلد کي دل فریبي مستزاد هوتي هے - ایک ایک شخص درجنوں کتابیں خریدتا هے ' اپنے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو دیتا هے - یهي کتابیں هیں جو اِن لوگوں میں اعلیٰ خوشي پیدا کرکے اُنکو مستقل مزاج ' اولوالعزم ' اور همدرد قوم بنا دیتي هیں !

ایک عرصه سے هم دیکھتے هیں که عید کے دن هماري خوشیوں کا پیمانه صرف ایک عید کارڈ کے ملنے هي سے چھلکنے لگتا هے - هم اب تک عید کي اصلي خوشیوں سے محروم هیں - ریاست

و تبدل نہ ہوگا ' جب تک کہ ان کا کافی معاوضہ ادا نہ کردیا جاے - اور ان اوقاف کی رقمیں جن ضرورتوں میں پہلے صرف ہوتی تھیں' انہیں ضرورتوں میں اب بھی صرف کی جائیں گی -

(۱۱) خاص سلطانی اور ارکان خاندان سلطانی کی جاگیر جو اب بلغاری علاقے میں واقع ہوگئی ہیں' اپنے قدیم مالکوں کے قبضے میں علی حالہ باقی رہیں گی - اگر ان کا فروخت کرنا منظور ہوگا تو ہر حال میں بلغاری رعایا کو دوسروں پر ترجیح دی جائیگی -

(۱۲) بلغاری حکومت میں ایک رئیس المفتیین کا عہدہ قائم کیا جائیگا جو مسلمانان بلغاریا کے انتخاب ' شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی منظوری ' اور حکومت بلغاریا کے قبول سے نامزد ہوگا ' اوس کے ماتحت ہر صوبہ میں مفتی رہینگے ' جو مسلمانوں کے تمام مذہبی و دینی احکام و فتاوی کو جاری و نافذ کرینگے ' ان تمام مذہبی عہدہ داروں اور اونکے ماتحت نظارت محررین و وکلا کے وظائف اور تنخواہیں حکومت بلغاریا ادا کریگی - ان کی تغییر و تبدیل کا حق صرف رئیس المفتیین کو ہوگا -

(۱۳) حکومت بلغاریا رئیس المفتیین کی ہدایت و مشورہ سے مسلمانوں کے لیے خاص مدارس قائم کریگی - مدارس کی زبان ترکی ہوگی ' اور بلغاری زبان بھی اوس میں پڑھائی جاے گی - رئیس مدارس مسلمانوں کے تعلیمی امور و مسائل کے متعلق حکومت بلغاریا سے براہ راست گفتگو کرے گا -

(۱۴) ہر صوبہ میں جہاں مسلمان ہوں ' اوقاف و مدارس و مجالس اسلامیہ کی نگرانی و انتظام کے لیے ایک مجلس ہوگی' جس کے ممبر صرف مسلمان ہوں گے - اس قسم کی مجلسوں کا حکومت پورا احترام و اعتبار کرے گی -

فیصلہ مسجد کانپور

از جناب مولوی محمد وحید الدین صاحب (علی گڈھ)

۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری روز چہار شنبہ کا " الہلال " میں نے دیکھا' اوس میں مسجد کانپور کے مضمون کو دیکھکر مجھکو بہت حیرت ہوئی - اب تک تو یہ سنا تھا کہ مسجد کانپور کی زمین گورنمنٹ نے چھوڑ کر مسجد کو دیدی مگر آپ کے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کو زمین متنازعہ فیہ واپس نہیں دی گئی ' بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اوس زمین میں آٹھہ فٹ کی محراب قایم کرکے اوپر مسجد کے متعلق سہ درہ تعمیر کرالیا جاے - اگر یہ خبر صحیح ہے اور غالباً صحیح ہوگی جب تو رسالۂ " الہلال " اور نیز اخبار " وکیل امرتسر " میں درج ہوئی ہے - تو اس بنا پر یہ بالکل صاف بات ہے کہ یہ زمین ہرگز ابھی تک مسجد کو نہیں ملی کیونکہ کتب فقہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوجاے گا کہ جو زمین کہ اوسمیں مسجد کا سامان رکھا جاے ' یا وہ زمین جو مسجد کی ضروریات کے واسطے ہو' قطعاً مسجد میں داخل ہے ' غسل خانہ وغیرہ جو مسجد کی ضروریات میں سے ہے اوسکی زمین بھی مسجد ہی میں داخل ہوگی -

پس زمین متنازعہ فیہ میں جب ایک محراب اس غرض سے بنائی گئی کہ لوگوں کی آمد و رفت کے واسطے راستہ ہو اور اوس محراب پر سہ دری بناکر مسجد کے متعلق کردی گئی' تو کیا اس زمین کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمین مسجد کے متعلق ہے ؟

میں نے جو عرض کیا ہے وہ موافق تحریرات اخبارات ہے اگر تحریرات اخبارات غلط ہیں تو میری عرضی بھی بناء الفاسد علی الفاسد کی صورت اختیار کرکے غلط ہوگی' ورنہ نہیں -

بريد فرنگ

دولۃ علیہ کا مستقبل

(نیرابست) کی تازہ اشاعت میں ایک نہایت باخبر شخص کی مراسلۃ شائع ہوئی ہے ' جو لکھتا ہے :

" نہایت عیارانہ مخفی تدبیریں یونان کے ایجنٹوں کے ذریعہ عمل میں آرہی ہیں - انکی غرض یہ ہے کہ اسطرح عام خیال کو ترکی و یونان کی موجودہ گفت و شنید کی طرف متوجہ کیا جاے اور اصلی امور سے جو اس میں پوشیدہ ہیں' پھیرکر ' کسی اور طرف مائل کیا جاے - یہ لوگ ترکوں کے مظالم کی قدیم فرضی اور مصنوع داستانیں سرزمین برطانیہ میں شائع کررہے ہیں - حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ سب سے مخفی رازہاے سربستہ جنکا انکشاف اب ہوا ہے ' ملک کو ایسی باتوں کے قبول کرنے کا کبھی موقع نہ دینگے - اگر اب کوئی تیسری جنگ بلقان میں چھڑ جاے تو ترک اپنے دشمنوں کے ساتھہ اسی انصاف پژوہی کے ساتھہ پیش آئیں گے جو انہوں نے سنہ ۱۸۹۶ - کے جنگ میں دکھلائی تھی - اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ایسا نکرینگے جیسا نہ یونان نے اپنے حلیف بلغاریا کے ساتھہ کیا -

ترکوں کے طرز عمل کے متعلق دو ابتدائی باتیں بطور اصول کے قابل لحاظ ہیں -

(۱) ترکوں کو ضرورت ہے کہ بیرونی حملوں کے خوف سے بالکل مامون ہوجائیں اور

(۲) ملک کی اندرونی ترقی و ترفہ کے متعلق تدابیر عمل میں لائیں -

یہ دو امور ایسے ہیں جن پر برطانیہ عظمی بلکہ تمام یورپ کا مفاد منحصر ہے - ترکوں نے جو جنگی صدمات پہلی جنگ بلقان میں اوٹھاے وہ یورپ کے لیے بڑا موثر سبق ہونا چاہے - اس جنگ کی وجہ سے اسٹریا کو اکیس ملین پونڈ صرف اپنی فوج کی گرد آوری پر خرچ کرنا پڑا ' اسی کی وجہ سے جرمنی کو ایک خاطر خواہ تعداد کا اضافہ اپنی فوج میں کرنا پڑا ' اسی طرح کی کوشش کسی قدر فرانس کو بھی کرنی پڑی' غرضکہ اس جنگ کی وجہ سے ایک عالمگیر مالی بے اطمینانی اور اقتصادی تنگی ملک میں پھیل گئی - یہ جنگ اپنے ساتھہ نا متناہی مصائب لائی اور سب سے ادنی تخمینہ ان جانوں کا جو اس کی قربانگاہ پر چڑھائی گئیں' سات لاکھہ پچاس ہزار ہے ! !

نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام یورپ کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ترکوں کو بلا خوف و خطر نہایت کامیابی کے ساتھہ مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے واسطے کام کرنیکی مہلت دیدی جاے - ترکی اگر خطرہ میں پڑجاے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تمام یورپ کا امن خطرہ میں پڑجاے گا -

چوس Chios اور میٹی لین Mitylene ان دونوں ' اور انکے علاوہ ان جزیروں پر جن سے در دانیال پر زد آسکتی ہے ' قبضہ کرلینا [illegible] عثمانیہ کے لیے نہایت اہم ہے - ترکی کا ان جزیروں پر قبضہ نہ رکھنا ویسا ہی ہے ' جیسا کہ برطانیہ کا جزیرۂ سکیلی Scilly اور ویگٹ Wight سے دست بردار ہوکر جرمنی کے حوالہ کردینا - ان جزیروں کا جو ترکوں کے ایشیائی مقبوضات کے تحفظ کے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ۲۰ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 12, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

(میسور) سارے ہندوستان میں " ماڈل اسٹیٹ " مشہور ہے - مجکو نہایت خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ یہاں کے زندہ دل اہل اسلام نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر عید کارڈوں کے علاوہ سبق آموز و دلچسپ کتابیں بھی دوستوں کو بطور تحفہ بھیجیں اور اس طرح ایک عمدہ رسم کی بنیاد ڈالی -

ہندوستان میں (ٹائمز آف انڈیا) کرسمس کے موقع پر اس قسم کے متعدد تحائف تیار کرتا ہے اور اس اخبار کا کرسمس نمبر بھی بڑی آن بان سے شائع ہوتا ہے - اردو میں ٹائمز آف انڈیا کے مقابلہ میں اگر کوئی جرنل پیش کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف (الہلال) ھی ہے ' اور ہماری خوش قسمتی سے اس کے فاضل ایڈیٹر کے کلام میں وہ تاثیر اور شیرینی ہے کہ کیا بچے کیا بڑے ' سبھی مزے لے لے کر پڑھتے ہیں - اگر دفتر الہلال سے عید کے موقعوں پر عید اور خاص اسی وقت تحفہ میں دیے جانے کے قابل کتابیں طبع ہونے کا انتظام ہو ' تو کل اہل اسلام کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے -

امید ہے کہ فاضل ایڈیٹر الہلال اور دیگر خیر خواہان قوم اس ضروری التماس پر خاص توجہ مبذول فرما کے اس رسم کی اجراء کے متعلق اپنی اپنی آراء ظاہر فرمائیں گے - کم از کم اتنا تو ہو کہ الہلال کا ایک خاص عید نمبر مرتب ہوکر شائع ہو - اگر ابکے اس کا انتظام کیا جاے تو چار ہزار کاپیوں کا میں اسی وقت آرڈر دیتا ہوں -

الہلال :

آپکی تجویز اور برادران میسور کی عملی تحریک نہایت مبارک ہے - لیس العید لمن لبس الجدید ' انما العید لمن خاف یوم الوعید ! افسوس کہ آپنے دیر میں اطلاع دی - اسلیے اس عید کے موقع پر تو تعمیل سے مجبور ہوں - البتہ بشرط زندگی آیندہ انتظام کیا جائگا -

اعانۂ مسجد کانپور کا ایک مصرف

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب - ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر - کلکتہ

مولانا ! السلام علیکم - آپ مجھے اجازت دیں کہ آپکے بیش بہا رسالے کے ذریعہ سرمایۂ مسجد کانپور کی ایک عمدہ صورت مصرف پیش کروں اور آپ از راہ نوازش اپنی راے سے بھی مطلع فرمالیں - یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کانپور کی مسجد کے معاملہ میں جو آواز اٹھی ' وہ بہت کچھہ آپکے ذات بابرکات کی مساعی کا نتیجہ تھی اور اس ایجی ٹیشن میں الہلال کی خدمت یاد گار رہیگی - ہندوستان کے لیے آپ کی ذات غنیمت ہے اور قوم کی مذہبی تعلیم کے لیے الہلال - یہ تحریک اگر الہلال کے ذریعہ مقبول طبع عام ہو تو قوم کو کیا عذر ہوگا -

میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سرمایہ کا ایک حصہ جنوبی افریقہ کے مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے دیا جائے جو اپنے ملک اور مذہب کی عزت کے لیے جیل خانہ جارہے ہیں اور ہر طرح کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں - جناب کو معلوم ہے کہ عدالت جنوبی افریقہ نے حکومت کے اشارہ سے مسلمانوں کے تعداد ازدواج کے قانون کو جایز نہیں قرار دیا ' یعنی ' ایک سے زاید بی بی نا جایز ہوگی اور انکے بچے ناجائز مانے جائینگے - ایسی عورت کو اپنے شوہر کے ساتھہ رہنے کا بھی حکم نہیں - یہ صریحاً ہمارے مذہب کی توہین عظیم ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مذہب کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی کوشش کریں اور جس طریقہ سے جہاں تک ہوسکے ' اسمیں مدد کریں - برٹش حکومت کی انصاف پسندی ضرب المثل ہے - اگر ٹرانسوال کی عدالت سے کوئی زیادتی ہوگئی تو اسکے خلاف کارروائی کرنا برٹش گورنمنٹ کے انصاف کو برقرار رکھنا ہے - ہمارے ہندی بھائی اپنے ملک اور مذہب کی آبرو رکھنے کے لیے کیسا ایثار نفس کر رہے ہیں ؟ پھر کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم دامے ' درمے ' انکے کام آئیں ؟ یہ ایک ایسی تحریک ہے کہ ہندو مسلمانوں کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مستحکم کر دیگی -

مجلس رفع مضرت جرائد و رسائل ہند

بہ تقریب ضمانت الہلال

(٢)

	پائی	آنہ	روپیہ
ایک فیاض و غیور فرد ملت بذریعہ جناب حاجی مصلح الدین صاحب کلکتہ	٠	٠	١٠٠
ایم - ایچ - ایس - مال رنگون	٠	۴	٥
بذریعہ جناب لطف الدین صاحب دھاراوار بمبئی - بعد وضع منی آڈر فیس	٠	٨	۴٦
جناب ایس محمد بخش صاحب	٠	٠	٢٥
جناب منشی رفیع الدین صاحب	٠	٠	٥
جناب غفور خان صاحب	٠	٠	٥
جناب عبد الوہاب صاحب	٠	٠	٢
جناب حافظ مہتاب صاحب	٠	٠	٢
جناب لطیف الدین صاحب	٠	٠	٥
جناب جمعدار داؤد صاحب	٠	٠	١
جناب عبد الرزاق صاحب	٠	٨	٠
جناب شہاب الدین احمد صاحب	٠	٨	٠
جناب محمد احمد صاحب ہاشمی	٠	٨	٠
جناب محمد یوسف صاحب	٠	٨	٠
جناب محمد اسمعیل سیٹ صاحب سمبوداس اسٹریٹ مدراس	٠	٠	٥
جناب رئیس احمد صاحب لاہرپور - سیتا پور	٠	٠	١٠
ایس - ایم - اے - جلیل چوک مسجد - آرہ	٠	٠	٥
جناب حافظ عبد الوہاب صاحب کوہ ندا پولی - اعظم گڈہ	٠	٠	٥
جناب محمد الدین صاحب سائنس ماسٹر ہوشیار پور	٠	٠	٢
جناب خدا دوست صاحب ہوشیار پور	٠	٠	٢
ایک بندۂ خدا " "	٠	٠	١
جناب ضیاء احمد حسین صاحب گیا	٠	٠	۴
جناب عبد الحی خان صاحب حیدرآباد - دکن	٠	٠	١
جناب کبیر احمد صاحب بھاگلپور	٠	٠	٣
جناب محمد بیگ صاحب اورنگ آباد	٠	٠	٥
جناب مسعود احمد صاحب لاہرپور سیتاپور	٠	٠	٥
ایک بزرگ شاہجہانپور	٠	٠	٢
جناب محمد ابراہیم دارجلنگ	٠	٠	١
جناب مولوی عبد السلام ندوی لکھنو	٠	٨	٠
" جناب اکرام اللہ خانصاحب ندوی "	٠	٨	٠
" جناب محمد سعید خانصاحب ندوی "	٠	٨	٠
جناب دین محمد ماسٹر دار العلوم ندوہ	٠	۴	٠
" جناب فضل الرحمن مدرس " "	٠	۴	٠
" جناب اشفاق حسین صاحب ندوی "	٠	۴	٠
" جناب محمد سعید - متعلم ندوہ "	٠	٢	٠
جناب خواجہ سید منظور احمد صاحب آرہ	٠	٠	١

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUS. 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

[illegible] الدهلوی

مقـام اشاعت

۷ ـ ۱ ملاؤڈ اسٹریٹ

[illegible]

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماہی ٤ روپیه ۱۲

نمبر ۲۰-۲۱ [illegible] : چہار شنبه ۱۲ - ۹ ذی الحجه ۱۳۳۱ ہجری جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 12 & 19 1913.

فہرست

تصاویــــر

[بقیه مضمون صفحه ۴ کا]

جتنے هڑتال کرنے والے گرفتار کیے گئے تھے‘ سب کانوں میں [illegible] گئے هیں - هندوستانی ابھی تک اپنے ارادے پر ثابت قدم هیں اور کام کے لیے حاضری دینے سے انکار کرتے هیں - ان پر غیر حاضری کا جرم قائم کر کے قید سخت کی سزا دیجا رهی هے اور اسطرح ان سے کانوں میں کام لیا جا رها هے - ڈنڈی کے مجسٹریٹ مسرس جے - ڈبلو کروس اور نیو کیسل کے مجسٹریٹ ڈی - جی - جیلیس نے اعلان کیا هے که جو هندوستانی کام کرنے سے انکار کرینگے‘ وہ بھوکے مارے جائیں گے اور جیل کے قواعد کی رو سے انکو کوڑوں سے کام کرنے پر مجبور کیا جائیگا - بیلنگھ نیوی گیشن اور کیمبرین کی کانوں میں هزاروں هندوستانی با قاعده کوڑوں سے مارے گئے - کوڑوں کے علاوہ گولیاں بھی چلائی گئیں جن سے دو آدمی سخت زخمی هوے - ان [illegible] زدوں کو پناہ دینے سے مجسٹر یٹوں نے صاف انکار کر دیا هے اور اعلان کر دیا هے که جو شخص مجسٹریٹ کے پاس داد رسی کے لیے کان چھوڑ کر آیگا‘ اس پر بھاگنے والے قیدی کی حیثیت سے فائر کیا جائیگا - فوج جو لٹریوں سے مسلح هے‘ ان مقاومت مجہول کرنے والوں پر نہایت وحشیانه طریقه سے حملے کر رهی هے‘ جو ساحلی ضلعوں میں هیں "

مسٹر گوکھلے کو ایک دوسرے تارسے معلوم هوا هے که والکسریست کے هڑتالیوں پر نہایت وحشیانه طریقے سے حملے هو رهے هیں - کام لینے والے راشن دینے سے انکار کرتے هیں اور باهر سے هر قسم کی خبر رسانی اور رسد رسانی بھی روکدی گئی هے - مگر تمام هڑتالی جنکی تعداد دو هزار هے‘ ابتک ثابت قدم هیں -

(آخــر الانبــاء)

مسٹر گاندھی نے ولکرست کی عدالت میں بیان کیا که انہوں نے اپنے ارادے کی اطلاع وزیر داخلیه کو کردی تھی اور ولکرست کے دفتر کے مہاجرین کو اپنے عبور کی تاریخ سے بھی مطلع کردیا تھا - انہوں نے عدالت کو یقین دلایا که ٹرانسوال میں قیام کی غرض سے ایک هندوستانی کا غیر قانونی داخله موجوده تحریک سے کوئی تعلق نہیں رکھتا -

وہ جانتے هیں که جو کارروائی انہوں نے شروع کی هے وہ انکے متبعین کے لیے بڑے سے بڑے خطروں اور سخت شخصی مصائب سے بھری هوئی هے‘ مگر انکو یقین هے که سخت مصائب کے علاوہ اور کوئی شے نہیں جو یونین گورنمنٹ اور اسکے رهنے والوں کے ضمیر کو جنبش میں لاسکے -

مسٹر کیلین بیچ کو تین ماہ کی سزا هوگئی - مسٹر پولک ابھی تک حوالات میں هیں -

مفقود ' اور استعداد طبع و آمادگي قلب بهمه وجوه مضطرب کار هے - اور جو جمال مقصود نظارۂ یک نفس دکھلاکر مستور و محجوب هوگیا تها ' اب پهر با هزاراں دلفریبي و رعنائي ' و با یک شهر دلنوازي و زیبائي ' پرده بر افگن نظارۂ امید ' و چهرہ بر افروز آرزوے دید هے !

بازم از نو خم ابروے کسي در نظر ست
سلخ ماه دگر و غرۂ ماه دگرست !!

اس ماه مقدس ' اس یوم مبارک ' اس آوان سعید میں ' جبکه دشت حجاز کے ایک ایک ذرہ سے " لبیک ! لبیک ! اللهم لبیک !! " کي صدائیں اٹهه رهی هونگی ' جبکه لاکهوں انسان کسی کی تلاش میں مجنوں وار دشت پیما ' اور کسي کے شوق میں والهانه و مضطربانه ' سرو پا برهنه ' جسم پر کفنی لپیٹے هوے " موتوا قبل ان تموتوا " کی یکسر تصویر هونگے ! جبکه اس مسلم اول ' اس مومن قانت ' اس پیکر خلت ' اس کشتۂ عبودیت ' اس جاندادۂ محبت ' یعني اس (خلیل اکبر) کی صدائے عشق فرما ابراهیم کدۂ حجاز کی هر هستی مضطر کے اندر سے " انا الحي بالحي الذي لا یموت " کے معني حیات کو اشکارا کررهي هوگي که :

کشتـگان خنجر [illegible] م را
هر زمان از غیب جانے دیگرست

غرضکه ایسے یوم عظیم و وقت سعید میں کیونکر ممکن تها که طالع کار خفتۂ غفلت رهتا ' اور طلیعۂ مقصود پردۂ فراموشي سے طالع نه هوتا ؟ پس فیضان الهي نے عین وقت پر دستگیري کي ' اور جبکه موانع راه و عدم تهیۂ اسباب سے میں یکسر انتظار تها ' تو نوید فتح باب ' اور بشارۃ آغاز کار توقیع قبولیت لیکر اس طرح امید نواز قلب مشتاق هوي که چشم حیران نظارہ نے مقام ابراهیم کي صلوۃ طواف ' ما بین الصفا و المروہ کے سعي ' یوم الترویه کي صدا هاے تهلیل ' قربانگاه منی کے سیلاب خونین ' عرفه کے قیام ' جبل عرفات کے اجتماع ' مزدلفه کے وقوف ' اور طواف الوداع کے هجوم میں عروس مقصود کو بے حجاب دیکهه لیا !

و الله لولا خشیة الناس و الحیا
لعا [illegible] بین المقام و زمزما

لبیك لبیك ' اللهم لبیك ' لا شریك لك لبیك ' ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ! اللهم انك دعوت عبادک الی بیتك الحرام وقد جئت طالعا لامرک ' فاغفرلی و ارحمنی یا ارحم الراحمین ! اللهم یا رب هذ البیت العتیق ! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و امهاتنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنیا والاخرہ ! اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها ' واجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرہ !!

* * *

پس اب آغاز عمل هے اور شورش کار ' امتحان راه در پیش هے اور مشکلات امور سامنے ' تحریراً جو کچهه کرنا هے وه خاتمۂ سخن کے دو نمبر هیں ' جن میں سے ایک آجکي اشاعت میں اور دوسرا اشاعت آینده میں شائع هوگا که دلوں کي افسردگي و خموشي ذرا دور هولے - اسکے بعد جو کچهه هے اصل کار کا آغاز هے : وتلك الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ' والعاقبة للمتقین -

آج کے مقالۂ افتتاحیه کا کچهه حصه کسي گذشته اشاعت میں بهي شائع هوچکا هے لیکن بقیه مضمون کي اشاعت اس وقت روک دي تهي - چونکه سلسلۂ بیان کیلیے وه ٹکرا ضروري تها اسلیے آج اتنا حصه مکرر شائع کیا جاتا هے تاکه بلا زحمت رجوع پیش نظر آجائے :

یارب دل پاک و جان آگاهم ده !
آه شب و گریۂ سحر گاهم ده !

در راه خود اول ز خودم بیخود کن !
و انگه بیخود زخود بخود راهم ده !

[illegible] اسلامیهٔ کانپور

اس هفتے مسئلۂ اسلامیۂ کانپور کي مصالحة کے متعلق صیغۂ مراسلات میں متعدد مکاتیب و مضامین بالا قتباس درج کیے گئے هیں - یه انکے علاوہ هیں جنکي اشاعت کسي وجه سے غیر ضروري تهي - صرف ایک اهم مراسلة باقي رهگئي هے - نیز جناب مولانا عبد الباري کے ایک تازہ گرامي نامه کا کچهه حصه ' یه دونوں آینده اشعت میں درج هونگے -

میں اسے کبهي پسند نهیں کرسکتا که خیالات کے اعلان کو روکا جاے اور شکایتوں کا علاج یه تجویز کیا جاے که شکایتوں کے وجود سے انکار هو !

موافقت جیسي کچهه اور جتني کچهه هے ' علم اور آشکارا هے - پس مقدم امر یه هے که جو مخالفانه آرا هوں ' وه بهي ایک مرتبه پوري طرح سامنے آجائیں - اسکے بعد فهم و تفهیم کي کوشش کرني چاهیے -

میں نے گذشته اشاعت میں عرض کیا تها که فکر مستقبل کي نسبت اپنے خیالات ظاهر کرونگا - لیکن افسوس که بعض امور جنکا علم و تصفیه قبل از اظهار راے ضروري هے ' اب تک صاف نهیں هوے - اسلیے اس هفتے تمام مراسلات متعلق مسئله کانپور شائع کردیتا هوں - آینده هفتے جو کچهه اختتامي طور پر عرض کرنا هے عرض کرونگا -

الب[illegible]اء الالی[illegible]م !

جنوبي افریقه میں بد بختان هند کے مصائب اب اس حد تک پهنچ گئے هیں که انسانیت کیلیے ماتم کبری اور عدل و انصاف کیلیے مصیبۃ عظمی هے ! کیا عجیب انقلاب حالت هے که جن لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے بهانے انگلستان نے ٹرانسوال کے لاکهوں نفوس جنگ بوئر میں قتل کیے تهے ' آج انهي سے جیل خانے آباد هیں اور کوي نهیں جو انکي فریادوں پر کان دهرے ! دس برس سے زیاده زمانه گذر گیا که یه آوارگان غربت مورد مصائب و الم هو رهے هیں - نه تو انگلستان کي شهنشاهي کچهه اپنے اثر سے کام لے سکتي هے ' اور نه حکومت هند کے پاس انکے زخموں کیلیے کوئي مرهم هے :

فریاد که هر کس باسیري فتد ' او را
شرط ست که از خویش و وطن دور فرو شند !

کسي دوسري جگه بعض ضروري تلغرافات کا خلاصه درج کیا گیا هے اور تفصیلي حالات سے تو آجکل روزانه اخبارات کے صفحوں کے صفحے رکے هوتے هیں - مجهے اپنے اخوان ملت سے صرف یه عرض کرنا هے که اس موقعه پر اپنے هم وطنان دور و مهجور کي خبر لیں - آج تک جو ضلالت و غفلت مسلمانوں کے سیاسي مذاق پر چهائي هوئي تهي ' اسکا سب سے بڑا درد انگیز نتیجه یه تها که ملک کي فلاح و بهبود کي طرف سے انهوں نے بالکل آنکهیں بند کرلي تهیں ' اور اس اصلي شرف خدمت ملک و وطن کو صرف هندوؤں کے لیے چهوڑ دیا تها - انکو سمجهایا گیا تها که " مسلمانوں کا پالیٹکس صرف هندوؤں سے لڑنا اور اپني علحده قومیت کو قائم کرنا هے اور بس " اسلیے وه همیشه سمجهتے رهے که ملک و اهل ملک کي خدمت سے انهیں کوئي واسطه نهیں -

لیکن الحمد الله که اب حالت پلٹي هے اور مسلمانوں نے بهي ملکي سیاست کے مفهوم کو سمجهنا شروع کیا هے - ضرور هے که وه اپني تغیر حالت کا اب قدم قدم پر ثبوت دیں اور ملک و اهل

شذرات

یــوم النحر اور "حزب الله"

نوید فتح و زندگیٔ دل !!

مــژدۂ صبــح دریــن تــیــرہ شبــانم دادنــد * شمع کشتند وزخورشیــد نشــانم دادنــد !
رخ کشودنـد و لـب هرزہ سـرایم بستند * دل ربودنـد و دو چشـم نـگرانـم دادنـد !

پہلے سال عید الفطر اور عید اضحی کے موقعہ پر مناسب وقت مقالات افتتاحیہ لکھنے کی توفیق ملی تھی - اس سال عید الفطر بھی خـالی گئی اور افسوس کہ عیـد اضحی کے موقعـہ پـر بھی طبیعت کی افسردگی نے کروٹ نہ لی ' حالانکہ دل شوریدہ کے ماتم و شیون کا اصلی موسم یہی تھا -

ادھر کچھہ عـرصے سے طبیعت گم ہے ' اور سـراغ راہ نا پیـد - گم گشتگی پہلے بھی تھی مگر کبھی کبھی خبر بھی آجاتی تھی - اب یہ بھی نہیں :

بازاے دل با کہ می باشی کہ با ما نیستی !
درکجائی ' چند روزے شد کہ پیدا نیستی !

مضامین باعتبار مواد و اصول نگارش دو طـرح کے هوتے هیں - ایک صورت تو یہ ہے کہ عام واقعات و حوادث کے متعلق افکار و آرا کا اظهـار کیجیے ' یا کسی علمی و دینی موضوع پر بحث کیجیے - اسکے لیے تلاش و رجوع کتب کی ضرورت هوتی ہے - یا پھر اپنی یاد داشت اور حافظہ کی معلومات کی - اکثر لوگ تو اسکے لیے بھی فراغ خاطر اور جمعیت و سکون طبع کے محتاج هوتے هیں کہ دماغ ٹھکانے نہیں تو قلم و مداد کی صحبت کیسے گوارا هو؟ مگر سچ یہ ہے کہ اگر دماغ مناسب هو اور توفیق مبدء فیاض رفیق ' تو اسکے لیے نہ تو فـرصت کی ضـرورت ہے نہ صحت کی - نہ دن کی شورش اسکے لیے مخل ' نہ رات کی سرگـرانی اسمیں حائـل - نہ تو پریشانی خاطـر اسکو روک سکتی ہے اور نہ شورش طبع مانع هوتی ہے - هر وقت کسی نہ کسی طـرح کام کیا جاسکتا ہے اور میرا تجربہ و عمل یہی ہے -

الحمد لله کہ پریشانی و غموم و هموم کے سخت سے سخت مواقع میں بھی مجھے قلم جواب نہیں دیتا - وقت کی کمی کو کبھی بھی میں نے عدم تحریر و تالیف کیلیے عذر نہ سمجھا ' اور جمعیة خاطر کا اس بارے میں ابداً قائل نہیں - یہ ایک فضل و کرم ربانی ہے ' ورنہ اگر اپنے کاموں میں جمعیة خاطر اور فرصت و سکون کا محتاج هوتا ' تو شاید چھہ مہینے کے بعد بھی ایک سطر لکھنے کی بمشکل امید هوتی - کیونکہ میری زندگی بہ حسب اصطلاح زمانہ ' دلجمعی و فراغ خاطـر کے اسباب سے بکلی محروم ہے - میرے لیے سرور و انبساط دائمی طور پر مفقود هیں - میں ایک نا آشنائے مسرت اور دائم الحزن زندگی رکھتا هوں ' اور اپنے فیصلۂ حیات پر شاکر اور اپنی حالت پر قانع هوں - اُس نے اس حیات مستعار میں جو کچھہ دے رکھا ہے ' یہ بھی اسکا فضل ہے - جتـنا کچھہ نہیں ہے ' اسکا حق بھی کسے تھا کہ گلہ و شکوہ هو؟ دنیا میں آتے هوئے هم سے کچھہ معاهدہ نہیں کیا گیا تھا کہ تمہاری هر امید اور هر خواهش پوری کردی جائگی ؟

کلید بستگی تست غـم ' بجـوش اے دل !
تو گر چنین نہ گدازی ' گـرہ کشاے تـوکیست ؟

لیکن دوسری قسم اُن مضا مین کی ہے جو باصطلاح قدیم و محبوب ' دماغ سے نہیں بلکہ دل سے تعلق رکھتے هیں - جنکے لیے دماغ کی کاوش نہیں بلکہ دل کا جوش مطلوب ہے - جو حواس کی جگہ جذبات و عواطف کے تابع هیں - جنکے لکھنے کیلیے بہترین وقت وهی هوتا ہے جب دماغ لا یعقل مگر دل هوشیار هوتا ہے - اور جنکے لیے شرط اولین یہ ہے کہ ادراک و حواس کو بالکل معطل کر دیجیے اور از سرتا پا پیکر جذبات مخفیہ و مجسمۂ حسیات قلبیہ بن جائیے کہ دل کے کار و بار کی رونق کیلیے بازار خرد و هوش کی ویرانی ضرور ہے !

اس قسم کی چیزیں البتہ وقت اور حالات پر موقوف هیں - ضرورت سے متاثر نہیں - جب تک چولہے میں آگ نہو ' دیگ سے دھواں نہیں اُٹھـہ سکتا - یہ آگ اپنے اختیار میں نہیں - کبھی خود بخود بھڑک اُٹھتی ہے اور کبھی هزار هوا دیجیے ' ایک چنگاری بھی میسر نہیں آتی -

اسکی مثال یوں سمجھیے کہ کبھی موسم خزاں میں دل کا کوئی مخفی جوشش بہار اسطرح آپکو مترنم کر دیتا ہے کہ خود بخود گنگنانے لگتے هیں ' اور کبھی طبیعت اسطرح افسردہ هوتی ہے کہ عروس بہار کو با همہ عشوہ هاے تمکین ربا سامنے دیکھکر بھی شگفتہ نہیں هوتی - اسکے بھی اسباب و محرکات هیں ' مگر وہ نہیں جنسے دماغ و ادراک قوت و استعداد جلب کرتا ہے - وہ کچھہ دوسرے هی محرکات هیں ' اور جب تک انکا اشارہ نہو ' دل کی موسیقی کا تار مترنم نہیں هوسکتا :

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھہ ادھر کا بھی اشارہ چاهیے !

میری حالت اس بارے میں بالکـل بے اختیارانہ ہے - ضرورت هر طرح کا کام اپنے وقت پر کرا لیتی ہے ' مگر اپنی پسند اور خواهش جس شے کو ڈھونڈھتی ہے ' وہ دوسرے هی کے قبضہ میں ہے :

زمام خاطر ما بستۂ تصرف تست
اگر یقین نداری بامتحان برخیز !

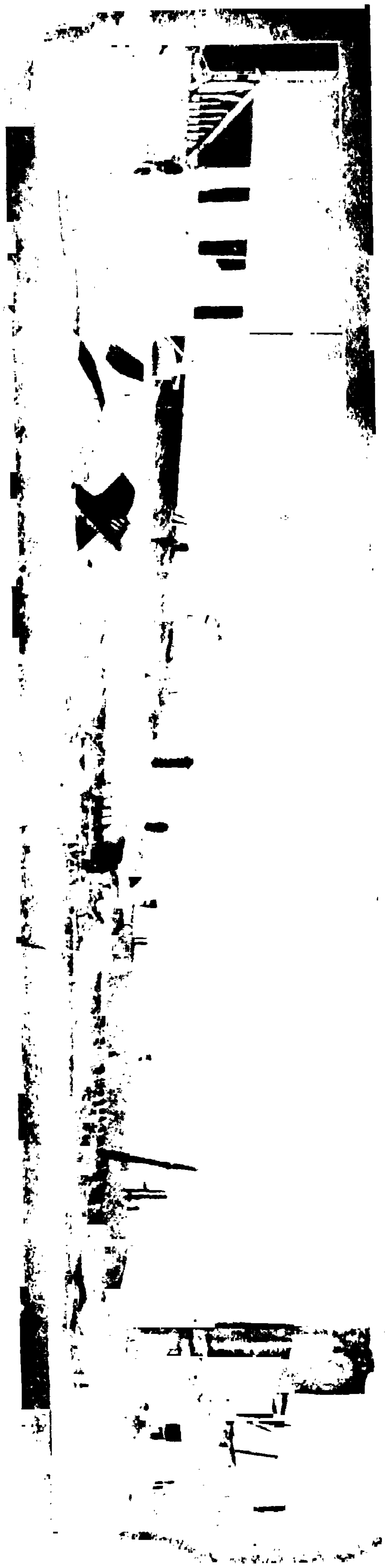
ارادہ تھا کہ اس موقعہ پر کچھہ لکھونگا مگر نہ لکھہ سکا - البتہ اسکی جگہ توفیق الهی نے اس سے اهم تر بلکہ اصل مقصود کی طرف اقدام عمل کا سامان بہم پہنچا دیا ' یعنی یوم الحج اور عید اضحی کی مقدس یاد کے ساتھہ جماعة "حزب الله" کی تکمیل تاسیس متشکل و متمثل هوکر نمودار هوئی ' اور میں نے دیکھا کہ الحمد لله اب اسباب سکوت بکلی مرتفع ' موانع اقدام یکسر



مشہور افتراعیہ ' جس نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں ملک معظم
کے گھوڑے کو پکڑلیا تھا -



ابدَ نبرا کے ریس کورس کی عمارت ' جس کو ایک افتراعیہ نے
آگ لگاکر جلا دیا -



[illegible]لاند کا ایک مشہور کارخانہ جس کو افتراعیہ فدائیوں نے جلا کر برباد کردیا - لاکھوں روپیہ کا نقصان عظیم !

ملک کي هر خدمت میں ابناے وطن سے بڑھکر حصه لینے اور سب سے اگے رهنے کي کوشش کریں - تاکه اس طرح انکي پچھلي غفلت و معصیت ملکي کا کفارہ هو -

جنوبی افریقه کے هندوستانیوں کا سوال تمام اهل ملک کیلیے پیام ماتم ہے - اسلام انسانیت اور اسکے حقوق کے احترام کا سب سے بڑا معلم ہے ' اسلیے اج مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس مصیبت کی تیس سب سے زیادہ هونی چاهیے - مصیبت زدگان افریقه میں بکثرت مسلمان هیں مگر میں نہیں چاهتا که اسطرف زور دوں - بهر حال وہ انسان هیں ' مظلوم هیں ' اور پھر خاک هند کے فرزند ' پس هر شخص کو جو هندوستان میں بستا ہے ' اس ماتم میں حصه لینا چاهیے -

وقت ہے که مسلمانان هند بزرگ ملک مسٹر (گوکھلے) کی اپیل کا دل کھولکر استقبال کریں - جہاں تک جلد ممکن هو ' هر شهر اور هر مقام پر اعانتي فہرستیں کھل جاني چاهئیں - ادارۂ الهلال بھي وجه اعانت کو وصول کرنے کیلیے طیار ہے -

فتنۂ اجودھیا !

امسال عید قرباني الحمد لله که بغیر کسی انسانی قربانی کے بخیر و خوبی گذر گئی - اور خدا وہ دن جلد لاے که ملک کی تمام قومیں باهمی نزاعات کی جگه ' صرف اپنے ملک کی صلاح و فلاح هی کو اپنی قوتوں کا مصرف بنائیں -

(اجودھیا) میں ابکے قربانی حکماً روک دي گئی - میں نے یه سنا اور اسپر چنداں افسوس نہوا ' کیونکه بہت سے مسلمان خود بھی ارادہ کر رہے تھے که برضا و رغبت اس حق سے دست بردار هوجائیں - لیکن کہه نہیں سکتا که شدت غم و غصه سے میرے دماغ کا کیا حال هوا ' جب میں نے پڑھا که مسلمانان اجودھیا قربانی کے ماتم میں نماز عید سے بھی دست بردار هوگئے که اگر قربانی کو مجسٹریٹ روک سکتا ہے تو نماز کو هم بھی روک دیسکتے هیں :

همارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر !

مجھے معلوم نہیں که اجودھیا کے مسلمانوں میں پڑھے لکھے لوگ بھي هیں یا نہیں ' اور انہیں اپنے دین و مذهب کي بھي کچھه خبر ہے یا نہیں ؟ بظاهر اس واقعه سے تو یہي معلوم هوتا ہے که انکي مسلماني گوشت کھانے هي تک ہے اور بس -

اِن جاهلوں سے کوئي پوچھے که عید کے دن قرباني کرنا امام ابو حنیفه (رح) کے نزدیک واجب ہے ' اور ائمۂ ثلاثه کے نزدیک سنت - احادیث کا تدبر بھي دوسرے هي مذهب کا موید ہے - پس اگر قرباني روکدي گئي تھي تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رهگئے تھے ' اور اُسکي بھي اُنکے سر کوئی پرسش نه تھي ' کیونکه حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکه عمود دین و ملت ہے - پھر ایک عمل سنت کے اجباري ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین او داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا ' اور عین عید کے دن الله کے آگے سر عبودیت جھکانے سے دیدہ و دانسته کیوں باز رہے ؟

یه کونسی عقل مندي ہے که اگر جیب سے ایک دھیلا گر جاے تو هاتھه کی اشرفی بھی پھینک دي جاے ؟

رفتار سیاست

بالآخر دولت علیه اور یونان میں بھي صلح هوگئي - صلح نا[مه] پر دستخط نصف شب کے بعد هوے - نزاع انگیز امور طے هو سکے اور یه اس صلحنامه کا ایک ما به الامتیاز ضعف ہے که ا[ن] امور کا تصفیه ثالثي کے هاتھه دیدیا گیا ہے -

یورپ کے سوا اور کون ہے جو پنچ بنسکتا ہے ؟ اسلیے ابھي ا[س] داستان المناک کو ختم نه سمجھنا چاهیے بلکه اسکے تتمے یا یور[پ] کي نصفت پروري کي حکایت سننے کے لیے طیار رهنا چاهیے -

البانی حدود کا مسئله هنوز غیر منحل ہے - یوناني و البان[ی] حدود کی تعین کے لیے جو کمیشن بیٹھا تھا ' اسکے برطانی مم[بر] نے چند تجاویز پیش کي تھیں - ریوٹر کو معلوم هوا ہے که دول میں اسکے متعلق باهم مبادله ارا هو رها ہے - امید ہے که یه تجاویز جل[د] اختیار کرلي جائیں گي ' کیونکه آسٹریا اور اطالیا نے ان سے اتفا[ق] کرلیا ہے -

حدود کے متعلق ایران و ترکی میں چند اختلافات تھے جن[کے] فیصله کے لیے قسطنطنیه میں ایرانی عثمانی وکلاء کی ایک مجلس بیٹھی تھی - اب اس نے ایک عهد نامه ترتیب دیا ہے - اس کی رو سے جنوبی سرحد شط العرب کے ساحل یسار کے پیچھے پہنچ جائیگی لیکن اس دریا میں ایران کے جهاز راني کے حقوق پر کوئي اثر نہیں پڑیگا -

حکومت ایران نے ۱۷ - نومبر کو برطاني اور روسي سفارتخانو[ں] کو اطلاع دي ہے که اس عهد نامه کي با قاعدہ تصدیق کر[نا] چاهتي ہے - اسکو امید ہے که اس باب میں ایراني فوائد و مصال[ح] محفوظ رهینگے -

جنوبي افریقه

بجرم عشق تو اَم می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشائیست !

۸ - نومبر یوم شنبه کو تیسري مرتبه مسٹر گاندھي قانون عهد نام[ه] نٹال کي خلاف ورزي کے جرم میں گرفتار هوے - گرفتاري کے بعد ڈنڈي بھیجدیے گئے - ڈنڈي کي عدالت میں مسٹر موصوف کے وکیل نے انتهائي سزا کي درخواست کي - عدالت نے ۱۱ - نومبر کو سا[ٹھ] پونڈ جرمانه کیا اور در صورت عدم اداے جرمانه ۹ - ماہ کي قید [-] انہوں نے قید کو جرمانه پر ترجیح دي !!

مسٹر گاندھي کے ساتھه جسقدر اور اشخاص تھے ' وہ سب نٹال واپس بھجدیے گئے جہاں گرفتار کرکے ڈان هاسر جلا وطن ک[ر] دیے گئے هیں -

مسٹر پولک اور مسٹر کیلین بیچ مسٹر گاندھي کے دست و بازو تھے - یه دونوں بھي بجرم اعانت و اغوا گرفتار کرکے والکسرسٹ کے حوالات میں بھیجدیے گئے - ضمانت کي درخواست کي گئي مگر اس بنا پر نا منظور هوئي که دونوں صاف صاف آئندہ مدافعت میں حصه نه لینے کا وعدہ نہیں کرتے تھے -

نٹال انڈین ایسوسي ایشن سے مسٹر گوکھلے کو حسب ذیل تار موصول هوا ہے :

" مقاومت مجهول کے تمام لیڈر جیل بھیجدیے گئے هیں - گورنمنٹ نے کانوں کے احاطوں کو هنگامي قید خانے قرار دیا ہے -

[بقیه مضمون کے لیے صفحه اول ملاحظه هو]

(تلاش مقصود)

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور عرض کرونگا اور معافي خواہ هوں اگر آن احباب کرام کو شاق گذرے ' جو اب صرف اصل دفعات طریق عمل هي کے مشتاق هیں -

گذشته مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کرلیا هوگا که اس عاجز کا مقصد کیا هے ؟ آخري نمبر کے خاتمے کي سطور میں عرض کرچکا هوں که همکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشي هونا چاهیے ؟

دنیا کي بیماریاں همیشه یکساں رهي هیں اسلیے انکا علاج بھي اصولاً ایک هي هونا چاهیے - وہ جب کبھي متلاشي هوي هے ' تو اسکي تلاش اُس جستجو سے کبھي بھي مختلف نه تھي ' جو جستجو که آج همیں درپیش هے -

ایک هي چیز تھي ' جسکي همیشه تلاش رهي - هم بھي آج اُسي کو ڈهونڈهیں گے -

جبکه اسي زمین پر ابسے هزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص من لم یزده ماله وولده الا خسارا (۷۱ : ۲۱) پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچا یا ' اور اسکے بعد بھي ظاهر و پوشیدہ ' هر طرح سمجھا یا ' لیکن خدا یا ! با ایں همه سعي ودعوت و اصلاح ' ان سرکشوں نے میرا کہا نه مانا اور انهي معبودان باطل کي غلامي کرتے رهے جنهوں نے انکے مال اور انکي اولاد کو فائدہ کي جگه الٹا نقصان هي پہنچایا "

تو وہ بھي اپني قوم کو اُسي کي تلاش کا پته دے رها تھا -

(۲)

جبکه کالڈیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نو جواں نے امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا فرض ادا کیا ' جبکه اس نے اپنے هاتھه میں چھري لي ' اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الهي کي بیخودي میں دشمنوں کي طرح زمین پر دے پٹکا ' جبکه اُس نے دنیا سے رخصت هوتے هوے اپنے خاندان کو دین الهی کي پیروي کي وصیت کي اور کہا :

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ' ربنا لیقیموالصلوۃ ' فاجعل افئدۃ من الناس تهوی الیهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون (۱۴ : ۴۰)



" وادی غیر ذی زرع " ایام حج میں !

بندے نے اسکو درد اور تڑپ کي آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا که :

رب اني دعوت قومي لیلاً و نهارا ' فلم یزدهم دعاى الا فرارا ' و اني کلما دعوتهم لتغفر لهم ' جعلوا اصابعهم في اذانهم واستغشوا ثیابهم و اصروا و استکبروا استکبارا - ثم اني دعوتهم جهارا ' ثم اني اعلنت لهم و اسررت لهم اسرارا - (۷۱ : ۹) قال نوح : رب انهم عصوني واتبعوا

خدایا ! میں نے اپني قوم کو رات دن حق و هدایت کي دعوت دي ' لیکن افسوس که میري دعوت کا نتیجه بجز اسکے اور کچھه نه نکلا که وہ اور مجھسے بھاگنے لگي - میں نے جب کبھي انکو پکارا تا که وہ تیري طرف رجوع هوں ' تو انهوں نے اپنے کانوں میں آنگلیاں ٹھونس لیں که کہیں میري آواز نه سن لیں ' اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑہ لیے که کہیں میرے چہرے پر نظر نه پڑجاے ' اور ضد اور شیخي میں آکر اکڑ بیٹھے ! اس پر بھي میں باز نه آیا ' پھر انهیں

یا بني ! ان الله اصطفے لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون ! (۲ :)

دیکھو ! الله نے تمهارے اس دین اسلام کو تمهارے لیے پسند فرما یا هے ' پس همیشه اسي پر قائم رهنا ' اور دنیا سے نه جانا مگر اس حالت میں که تم مسلمان هو ! !

تو اُس نے بھي اُسي کو ڈهونڈها اور پایا تھا -

(۳)

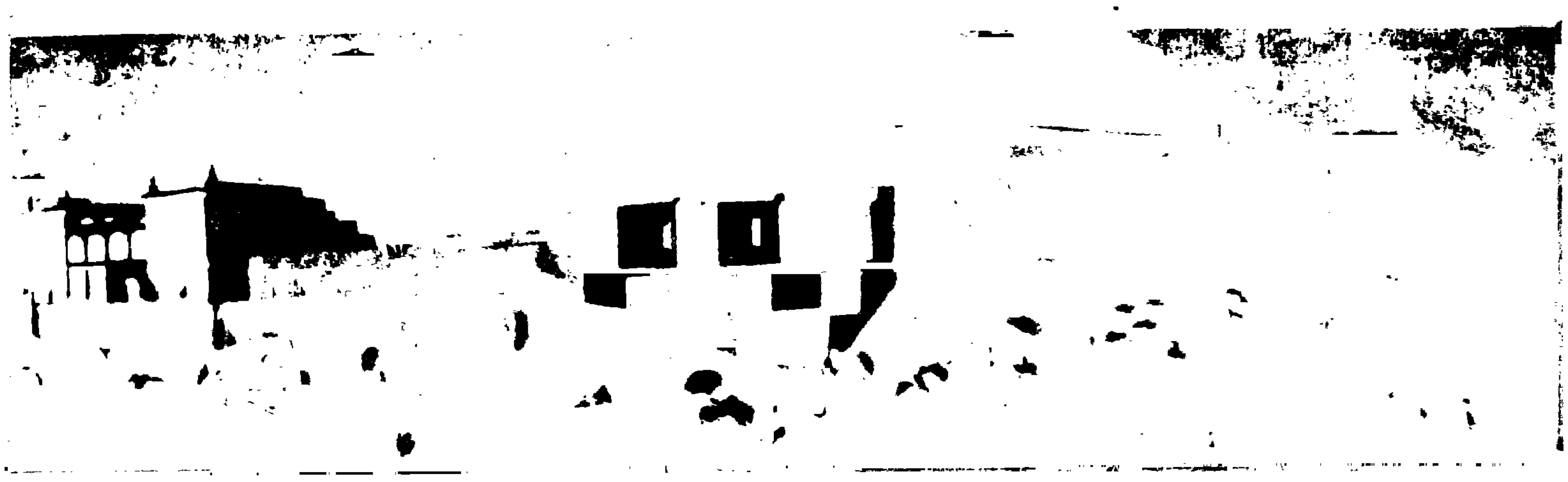
جبکه تخت گاہ فراعنه کے ایک قید خانه میں کنعان کے قیدي نے دین الهی کا وعظ کہا ' اور جبکه اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا که :

یا صاحبي السجن ! ءارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله

" اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا هے یا ایک هي خداے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو الله کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کي پرستش کر رهے هو ' تو یه اسکے سوا کیا هے که چند

یوم الحج

اللہ اکبر ' اللہ اکبر ' لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ' اللہ اکبر ' و للہ الحمد !!



قافلۂ حجاج منی سے عرفہ جاتے ہوے !

ذلک یوعظ به ' من کان منکم یومن باللہ والیوم الاخر

الا ' ان حزب اللہ هم الغالبون

(۱) ۱۳۳۱ هجری

خاتمۂ سخن و اغاز عمل

]*[

انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنوا ' الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکواۃ و هم راکعون - و من یتول اللہ و رسولہ و الذین امنوا ' " فان حزب اللہ هم الغالبون " (۵ : ۲۶)

اے مسلمانو ! تمہارا دوست اللہ ہے ' اسکا رسول ' اور وہ لوگ جو اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے هیں ' جو صلوۃ الهي کو دنیا میں قائم کرتے ' اسکي راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے ' او سب سے زیادہ یہ کہ هروقت اللہ اور اسکے حکموں کے آگے جھکے رهتے هیں - پس جو شخص اللہ ' اللہ کے رسول ' اور صاحبان ایمان کا ساتھي هوکر رهیگا ' تو یقین کرو کہ وہ " حزب اللہ " میں سے ہے ' اور " حزب الشیاطین " کے مقابلے میں حزب اللہ هي کا بول بالا هونے والا ہے !!

زشرح قصۂ ما رفت خواب از چشم خاصان را
شب آخر گشتۂ و افسانہ از افسانہ میخیزد !

— : * : —

و العصر ' إن الانسان لفي خسر ' الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات ' و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر - قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کي ' جو پچھلے دور کو ختم کرتا ' اور نئے دور کي بنیاد رکھتا ہے ' کہ نوع انساني کیلیے دنیا میں نقصان و هلاکت کے سوا کچھہ نہیں - مگر هاں وہ نفوس قدسیہ ' جو قوانین الهیہ پر ایمان لائے ' اعمال صالحہ اختیار کیے ' ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نهی عن المنکر کے ذریعہ دین حق کی وصیت کرتے رهے ' اور نیز صبر و استقامت کی بهی انهوں نے تعلیم دي (۱۰۳ : ۴) اولئك علی هدی من ربهم ' و اولئك هم المفلحون (۲ : ۴)

یہ ہے جماعت " حزب اللہ " کا مقصد وحید ' جسے غالباً هر شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے ' اور یہ ہے خلاصہ اسکے پیش نظر اغراض کا ' جو سورۂ " والعصر " کي صورت میں هر مسلمان کے آگے موجود ہے - فمن شاء تخذ الی ربہ سبیلا !

گذشتہ تمہید کي چار صحبتوں میں جو کچھہ عرض کر چکا هوں ' اس سے بہت زیادہ عرض کرنا تها ' مگر مناسب یہ نظر آیا کہ پہلے مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کردیے جائیں ' اور اسکے بعد انکي هر دفعہ پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جاے :

مخاطب اند کے نازک مزاج ست
سخن کم گو ' کہ کم گفتن رواج ست

(۱) یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیۂ کریمہ کي بنا پر اس جماعت کا نام " حزب اللہ " رکھا گیا ہے ' اس آیۂ کریمہ کے عدد بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ هیں اور یهي هجري سنہ اس جماعت کي تاسیس کا ہے !!

زولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے ' انکے پاک پیغاموں کو سنکر خدا سے باندھے تھے ' ایک ایک کرکے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے تھے ' اور خدا کي رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھہ گئي تهي - اُسکا وہ جمال ازلي و ابدي ' جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اسکے ڈھونڈھنے والوں کو محرومي نہو ' اب پھر مستور و محجوب هوگیا تھا - اور اُسمیں اور اسکے بندوں میں کوئي رشته باقي نه تھا -

هاں ' کوئي نه تھا ' جو اسکو ڈھونڈھے - کوئي قدم نه تھا ' جو اسکي طرف دوڑے - کوئي آنکھه نه تهي ' جو اسکے لیے اشکبار هو - کوئي دل نه تھا ' جو اُسکي یاد میں مضطرب هو - کوئي روح نه تهي ' جو اُسے پیار کرے - اُسکي دنیا اُس سے بے خبر تهي - اُسکے بندے اُس سے غافل تھے - انسان کا ضمیر مرچکا تھا ' فطرۃ کا حسن حقیقي عصیان عالم کي تاریکي میں چھپ گیا تھا - طغیان و سرکشي کے سیلاب تھے ' جو خشکي و تري ' دونوں میں اُمنڈ آے تھے ' اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کي بنائي هوئي عمارتیں بهه رهي تهیں :

ظهر الفساد في البر والبحر بما کسبت ایدي الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکي اور تري ' دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشي سے فتنۂ و فساد پھیل گیا !

جبکه یه حالت تهي تو دنیا بگڑ کر پھر سنوري ' انسانیۃ مرکر پھر زنده هوئي ' اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کر دیا - وہ جو شام کے مرغزاروں اور یرو شلیم کے هیکل کے ستونوں سے روٹھہ گیا تھا ' اب پھر آگیا ' تا که دشت حجاز کے ریگستانوں کو پیار کرے ' اور اپنے راز و نیاز محبت کیلیے ایک نئي قوم کو چن لے - دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکي تهي ' پھر اُسکي تلاش میں نکلي ' اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھو کر پھر دوبارہ پالیا :

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین ' یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ' و یخرجهم من الظلمات الی النور ' و یهدیهم الی صراط مستقیم (۴ : ۱۸) -

بیشک تمهارے پاس الله کے طرف سے ایک نور هدایت ' اور ایک کتاب مبین آئي ' الله اُسکے ذریعه سلامتي کے راستوں پر هدایت کرتا هے اُس کي ' جو اُسکي رضا چاهتا هے ' اور اُسکو هر طرح کي گمراهي کي تاریکي سے نکال کر هدایت کي روشني میں لاتا ' اور صراط مستقیم پر چلاتا هے !

(۸)

غرضکه دنیا کي حیات هدایت و سعادت کي تاریخ یکسر تلاش و جستجو هے - اس نے اپنے هر دور میں کھویا ' اور پھر هر دور میں اسکي تلاش کیلیے نکلي - وہ جب کبھي گري تو اُسي کو کھو کر گري ' اور جب کبھي اُٹھي ' تو اسي کي تلاش کا ولوله لیکر اُٹھي - اسکے هادیوں نے جب کبھي اسکو جگایا تو اسي کیلیے جگایا ' اور جب کبھي اُسکا هاتهه پکڑا ' تو اسي جستجو میں نکلنے کیلیے پکڑا - اُس کي یه تلاش همیشه کامیاب هوئي اور اس نے جب کبھي پکارا ' اُسے جواب ملا - پاني کے ملنے میں کبھي بھي دیر نه هوئي ' البته تشنگي کا ثبوت همیشه مانگا گیا :

جمال حال شود ترجمان استحقاق
دلیل آب جگر تفتگي و تشنه لبي ست !

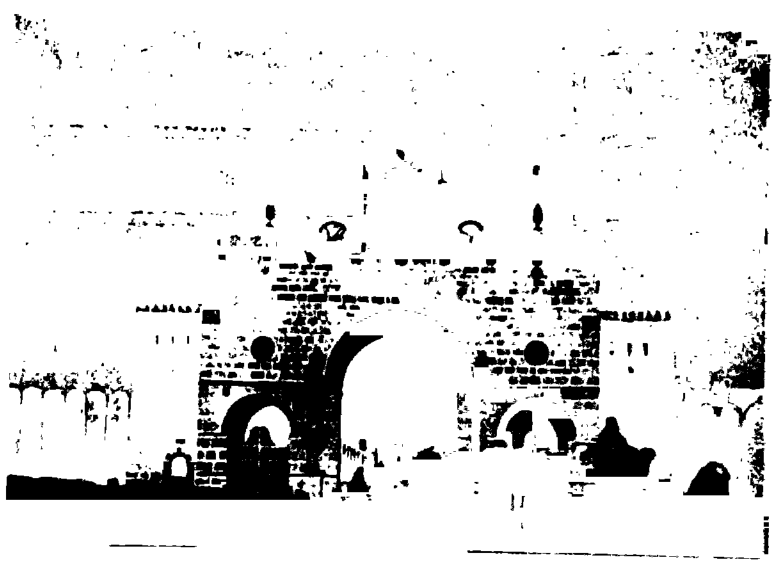
(جماعۃ)

لیکن یه انقلاب عظیم جو هئیۃ انسانیۃ میں هوا ' جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا ' اور جس عزیز گم گشته کو وہ بھول بیٹھي تهي ' اسکي تلاش و جستجو میں گم هوکر ' پھر نمودار هوای ' کس چیز کا نتیجه تھا ؟

یقیناً وہ ایک صداے الهي تهي ' لیکن کن کے اندر سے اُٹھي ؟ کچھه شک نہیں که وہ جمال رباني کي ایک بے نقاب بخشش نظارہ تهي ' لیکن اس جلوہ ریزي کا آفتاب ' کن کے سیماء وجوہ پر چمکا ؟

اُنکے ' جنکي نسبت کها گیا که " سیما هم في وجوههم من اثر السجود " !!

ان الوسائل للملوک ببابهم
و وسیلتي العظمی بهذا الباب !



مدینه منورہ کا دروازہ : باب العنبریه
(جس کو باب الرشادیه بهي کہتے هیں)

اصل یه هے که وہ ایک جماعت تهي ' اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاهیے که هر دعوت و انقلاب اصلاح نے سب سے پہلے جماعت هي کو پیدا کیا هے - دعوت الهي اگر کوئي بیج هے تو اسکے درخت کي پہلي شاخ جماعت هي هے - دنیا میں جب کبھي کوئي اصلاحي تغیر هوا هے ' تو محض تعلیمات سے نہیں هوا هے بلکه اُس جماعت کے اعمال سے هوا هے ' جو اُن تعلیمات کی حامل و محافظ تهي - وہ صدائیں جو محض زبانوں سے اٹھتي هیں ' هوا کي منجمد سطح میں تموج پیدا کرسکتي هیں مگر دلوں کے سمندر میں لهریں پیدا نہیں کرسکتیں - کان انکو سنتے هیں ' پر دل انکے آگے مسجود نہیں هوتے -

یهي سبب هے که دنیا میں جب کبھي مصلحین حق کا ظهور هوا ' خواہ وہ ظهور انبیا و رسل کرام کا تھا جو بمنزلۂ اصل هیں ' یا انکے متبعین و مجدد دین کا جو بمنزلۂ فرع و ظل کے هیں ' مگر همیشه انکا پہلا کام یهي رها که انهوں نے اپني تعلیم و دعوۃ کا نمونه ایک جماعت کي صورت میں پیش کیا - اور پھر یه بنیاد جتني محکم بن سکي ' اتنا هی استحکام بعد کي تعمیرات کو بھي حاصل هوا هے - حضرۃ ابراهیم کي نسبت قران کریم نے تصریح کي هے که !

لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ في ابراهیم " والذین معه " (۶۰ : ۴)

" بیشک تمهارے واسطے اتباع و پیروي کیلیے ایک بهترین نمونه اور نصب العین هے حضرۃ ابراهیم کي زندگي میں - نیز " انکے ساتھیوں " کی زندگي میں "

فرمایا که " والذین معه " اور وہ لوگ جو انکے ساتھي هیں - یهي " معیت " هے جو اعمال اصلاح و نبوت کي حامل و محافظ هوتي هے ' اور اُس امانت اصلاح و دعوت کو دنیا میں پھیلانے کیلیے

بها من سلطان' ان الحكم الا لله ' امر الا تعبدوا الا اياه - ذالك الدين القيم' ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۱۲ : ۴۱)

نام هیں جو تم نے اور تمہارے پیش رؤں نے گھڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئي سند بھیجي نہیں - اے گمرا هوا! یقین کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اسي خدا کیلیے ھے ! اس نے حکم دیا ھے که صرفاً سي کے آگے جھکو ! یہي اسلام کا سیدھا راسته ھے - لیکن افسوس که اکثر لوگ نہیں ....سمجھتے ! "

تو اسکي نظر بھی اسي کے طرف تھي ' اور اسي کي تلاش تھي ' جسکا وہ سراغ دے رھا تھا !

(۴)

وہ " شاطي وادي ایمن " اور " بقعۂ مبارکہ " کا مقدس چرواھا ' جبکه کوہ سینا کے کنارے " اني انا لله رب العالمین " کي نداء معجبت سے مخاطب هوا تھا ' اور جبکه ایک ظالم وجابر حکومت کي غلامي سے نجات دلانے کیلیے اس نے یکهٔ و تنہا ' فرمان رواے عہد کے سامنے حریفانه کھڑے هوکر پیشین گوئي کي تھي که :

ربي اعلم بمن جاء بالهدى من عنده ' ومن تكون له عاقبة الدار' انه لا يفلح الظالمون - (۲۸ : ۳۸)

یعنے اے لوگو ! مجھکو جھٹلانے میں جلدي نه کرو ! خدا خوب جانتا ھے که کون شخص اسکي طرف سے سچائي لیکر آیا ھے ' اور آخر کار کس کے ھاتھه نتیجه کي کامیابي آنے والي ھے ؟

یقین کرو که خدا کبھي ان لوگوں کو فلاح نہیں دیتا ' جو بر سر ناحق هیں ! "

تو وہ بھي اسي تلاش کا اعلان کر رھا تھا ' اور یہي تلاش تھي جسنے اسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا -

(۵)

وہ " ناصرہ " کا نوجوان اسرائیلي ' جو پچھلي کتابوں کي پیشین گوئي کے مطابق آیا تھا ' تا که عہد اسرائیلي کے خاتمے اور دور اسماعیلي کے آغاز کا اعلان کرے ' اور جبکه اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور نا سمجھ ساتھیوں سے کہا تھا که :

اني رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدي من التوراة و مبشراً برسول ياتي من بعدي' اسمه " احمد " - (۶۱ : ۷)

میں الله کے طرف سے تمہاري طرف بھیجا هوا آیا هوں - میں کوئي نئي شریعت نہیں لایا ' بلکه میرا کام صرف یه ھے که کتاب تورات کي' جو مجھسے پہلے آچکي ھے ' تصدیق کرتا هوں ' اور ایک آنے والے رسول کي خوشخبري دیتا هوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام " احمد " هوگا ! "



و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و امنا ' و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى و عهدنا الى ابراهيم و اسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين و العاكفين و الركع السجود (۲:۱۹)

تو وہ بھي اسي وادي جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا اور یہي گوهر مقصود تھا ' جسکے لیے اس نے اپنے بے عقل ساتھیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاھا تھا -

(۶)

اور پھر وہ ظهور انسانیة کبری ' وہ مجسمۂ نعمة الهیۂ عظمی وہ معلم کتاب و حکمت ' وہ مزکي نفوس و انسانیت ' و " هادي الی صراط مستقیم " وہ مخاطب " انک لعلي خلق عظیم ' وہ تاجدار کشورستان یزداں پرستي ' وہ فتح یاب اقلیم قلوب انساني وہ علم آموز درسگاہ " ادبني ربي فاحسن تادیبي " وہ خلوت نشین شبستان " ابیت عند ربي هو یطعمني و یسقیني " یعني وہ وجود اعظم و اقدس ' جسکے لیے دشت حجاز میں ابراهیم خلیل (ع) نے اپنے خدا کو پکارا : (ربنا و ابعث فیهم رسولاً منهم ' یتلو علیهم ایاتک و یعلمهم الکتاب والحکمه ' و یزکیهم - ۲ : ۱۲۱) جسکے نور مبین کي تجلي فاران کي چوٹیوں پر موسی (ع) نے دیکھي جسکے عشق میں داؤد (ع) نے نغمه سرائي کي ' جسکے جمال الهي کي تقدیس میں سلیمان (ع) اپنے تخت جلال پر جھک گیا جسکے طرف یوحنا (ع) سے پوچھنے والوں نے بیقرارانه اشارہ کیا ' اور جسکے لیے ناصرہ کے اسرائیلي نبي نے اپنا جانا هي بہتر سمجھا ' وتاہ اپنے باپ سے جو آسمان پر ھے سفارش کرے ' اور اسکو " جو آنے والا ھے " جلد بھیجدے (یوحنا : ۱۶ : ۸) -

غرضکه جب وہ " آنے والا " آیا ' اور خدا کي زمین آخري مرتبه سنواري گئي ' تا اسکي ابدي حکومت و جلال کا تخت بچھے ' اور پھر اسکے فرمان آخري کا اعلان هوا :

و من يبتغ غير الاسلام دنيا ' فلن يقبل منه و هو في الاخرة من الخاسرين - (۳ : ۷۹)

" اب سے جو انسان احکام اسلامي کي جگهه کسي دوسري تعلیم کو تلاش کریگا ' تو یقین کرو که اسکي تلاش کبھي مقبول نهوگي ' اور اسکے تمام کاموں کا آخري نتیجه نا مرادي هي هوگا ! ! "

تو وہ بھي اسي کي جستجو میں نکلا تھا ' جسکي جستجو میں سب نکلے ' اور قبل اسکے که وہ اسکے لیے بیقرار هو ' خود اس نے بیقرار هوکر اسکا ھاتھه پکڑ لیا تھا :

و وجدک ضالاً فهدى (۹۳ : ۷)

اور اے پیغمبر ! هم نے تم کو دیکھا که هماري تلاش میں سرگرداں هو پس هم نے (خود هي) تم کو اپني راہ دکھلا دي !

(۷)

دنیا کي خوشي مرجھا گئی تھي - اسکا جمال صداقت پژمردہ ' اور اسکا چہرۂ هدایت زخمي هوگیا تھا - وہ پیمان و مواثیق ' جو

اصلها ثابت و فرعها في السماء ' تؤتي اکلها کل حین باذن ربها ' و یضرب الله الا مثال للناس لعلهم یتذکرون (۱۴ :)

وہ درخت کہ جڑ اسکي زمین کے اندر مضبوط اور بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچي ہوئیں ہیں - قوۃ الہیہ کي نشوء فرمائي سے وہ ہر وقت کامیابي کا پھل لاتا رہتا ہے ' اور یہ ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے ' تا کہ لوگ سونچیں اور غور کریں ! !

(تلاش مکان یا تلاش مکین ؟)

یاد رکھو ' وہ خدا جو مکان و زمان سے منزہ ہے ' جب دنیا میں آتا ہے ' تو اپنے بسنے کیلیے گھر چاہتا ہے - زمین کي شاندار آبادیاں ' پہاڑوں کي سر بفلک چوٹیاں ' سمندروں کي ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں کے وسیع میدان ؛ یہ سب اسکے لیے بیکار ہیں - بادشاہوں کے تخت ہیبت و اجلال ' لعل و جواہر سے لبریز خزانے ' بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم الہئیۃ ایوان و محل ' اسکا گھر نہیں بن سکتے - تم اُسکے لیے ایک گھر پیدا کرو جو اسکے جمال قدس کا نشمین ' اور اسکے حسن ازلي کا کاشانہ بن سکے - تم جو اُسکي جستجو میں نکلنا چاہتے ہو ' بہتر ہے کہ پہلي اپني جستجو میں نکلو - تم ' کہ اُسکے نہ ملنے کے شاکي ہو ' چاہیئے کہ پہلے اپني گم گشتگي پر ماتم کرو ! اسکے حریم محبت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے - اسکے کاشانۂ وصال کے باب عشق نواز پر کوئي پاسبان نہیں - وہ تو ہر آن و ہر لمحہ اپنے متلاشیوں کا منتظر ہے ' لیکن ساري محرومي اسمیں ہے کہ تمارے پاس کوئي مکان ھی نہیں ' جو اسکے قدوم محبت کا مکین بن سکے !

ہرچہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالاے کس دشوار نیست !

اسکے بسنے کے لیے چاندي اور سونے کا محل ' اور صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں ہے جس میں لعل و الماس کے ٹکرے جڑے ہوں - وہ اُن دلوں کا طالب ہے ' جن میں اسکے درد محبت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں - اسکے لیے فقیروں اور خاک نشینوں کي ایک ایسي جماعت چاہیے ' جنکے دل ٹوٹے ہوے ' جنکے جگر چلے ہوے ' جنکي آنکھیں خونبار ہوں - یہي ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اسکے رہنے کیلیے ایوان و محل ہیں ' اور یہي اجڑي ہوئي بستیاں ہیں ' جنکو اُس نے اپني آبادي کیلیے چن لیا ہے - وہ کہ آبادیوں کی رونق ' صحراؤں کی فضا ' پہاڑونکی بلندي ' ملکوت السماوات کی بو قلمونی ' اُسے اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی ' دلوں کی اُجڑي ہوئی بستیوں او ر ٹوٹی پھوٹی دیواروں کو اپنا کا شانۂ وصال بناتا ہے اور اس گھر کے سوا آور کوئی جگہ اُسے پسند نہیں :

لا وسعنی ارضي و لا سمائی ' و لکن یسعنی قلب عبدي المومن -

و ایضاً قال : انا عند المنکسرۃ قلوبھم ! !

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات و الارض و الجبال ' فا بین ان یحملنها ' و اشفقن منها ' فحملها الانسان ' انه کان ظلوماً جهولا ! !

" ہم نے اپني امانت اسمانوں ' اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کي ' لیکن سب نے اسکے اٹھانے سے انکار کردیا اور اُس بارگراں کے متحمل نہو سکے - لیکن انسان آگے بڑھا اور اُسے بلا تامل ' اٹھا لیا - کچھہ شک نہیں کہ وہ اپنے اوپر سخت ظلم کرنے والا اور سرگشتۂ ناداني ہے "

و قال مولی الجامی ' قدسی اللہ سرہ السامی :

غیر انساں کسش نکردہ قبول
زانکہ انساں ظلوم بود و جہول

ظلم او انکہ ہستی خود را
ساخت فاني بقاے سرمد را
جہل او انکہ ہرچہ جز حق بود
صورت آں ز لوح دل بر بود
نیک ظلمے ' کہ عین معدلت ست !
نغز جہلے ' کہ مغز معرفت ست !

فاولم یکن للانسان قوۃ هذہ الظلومیۃ و الجهولیه ' لما حمل تلک الامانۃ العظیمۃ الا لهیۃ ! !

* * *

پس اُس قدوس و قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہو سکتا ہے ' تو وہ صرف اُن انسانوں کے دلوں ھی کا آشیانۂ محبت ہے ' جنھوں نے اس گھر کو اسکے بسنے کیلیے پہلے ھی سے سنوار رکھا ہے ' اور اسکی آرایش و تزئین سے کبھي غافل نہیں ہوتے - دنیا کے گھروں کي طرح اس گھر کي آرائش کیلیے نہ تو حریر و اطلس کے پردوں کي ضرورت ہے ' نہ دیباؤ قاقم کے فرش و قالین کي - اُسکي آرائش کیلیے صرف ایک ھي چیز مطلوب ہے ' یعنے زخم محبت کي خونبانہ فشاني ' جسکے چھاپوں سے اسکي دیواریں ہمیشہ گلزار رہیں :

جز محبت ہرچہ بردم ' سود در محشر نداشت
دین و دانش عرضہ کردم ' کس بہ چیزے برنداشت

* * *

(شبلي) را در خواب دیدند و پرسیدند : کیف وجدت سوق الاخرۃ ؟ بازار آخرت را چہ طور یافتي ؟ گفت : بازار یست کہ رونق ندارد درین بازار مگر جگر ھاے سوختہ ' و دلہاے شکستہ ' آہ ھاے سوزاں ' و چشم ھاے خوں افشاں ! سوختہ را مرہم نہند ' شکستہ را باز بند ند ' و چشم ھاے خونچکاں را از سرمۂ نظارہ مجلي و منور سازند !

دل شکستہ دراں کوے مي کنند درست
چنانکہ خود نشناسي کہ از کجا بشکست

* * *

پس اگر تم اسکے طالب ہو تو ایک جماعت پیدا کرو ' تا اسکي جلال و قدوسیت کا وہ آشیانہ بنے - اگر تمھارے پاس گھر نہیں ہے ' تو بسنے والے کي تلاش میں کیوں سرگرداں ہو ؟ مکین سے پہلے چاہیے کہ مکان کي فکر کرلو !

(اعمال الہیہ)

دنیا کے اندر تبدیلي پیدا کرنا آسان نہیں ہے - تم کسي گھر کي ایک دیوار یا کھڑکي بدلني چاہتے ہو تو اسکے لیے کیا کیا سروسامان کرنے پڑتے ہیں ؟ پھر جو لوگ سطح ارضي کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کي عظیم الشان آبادیوں کے اعمال و معتقدات کو بدلدینا چاہتے ہیں ' انکو سوچنا چاہیے کہ انکا مقصد کس درجہ مشکل اور کٹھن ہے ؟

دنیا میں مادي انقلابات ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خونریز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہتے ہیں ' لیکن غور کرو کہ اُن میں کا ہر چھوٹا سے چھوٹا انقلاب بھي کیسي گرانقدر قیمت رکھتا ہے ؟ قرنوں کي قرنیں فکر و تدابیر میں گذر جاتي ہیں - خزانوں کے خزانے لٹا دیے جاتے ہیں - کروروں گینیوں کے قرض لیے جاتے ہیں - پھر فوجوں کے سمندر طوفاں میں آتے ہیں ' قیمتي سے قیمتی لات و اسلحہ کروروں کي تعداد میں تقسیم کیے جاتے ہیں '

سنبهال لیتي هے' جو انبیاء کرام لیکر دنیا میں آتے هیں -

حضرة نوح جب کشتي میں سوار هوے تو ستر آدمي انکے ساتهه تهے - حضرة (موسی) کا ساتهه ابتدا میں خود بني اسرائیل میں سے بهی ایک تعداد قلیل نے دیا ' حضرة مسیح نے اپنی تمام حیات دعوة میں بارہ آدمی پیدا کیے ' لیکن فی الحقیقت یہی جماعتیں تهیں ' جنهوں نے لاکهوں اور کروروں دلوں کو مسخر کیا ' اور زمین کے بڑے بڑے حصوں کو اپنی اصلاح و دعوت کے آگے سر بسجود پایا -

کیونکه وہ دعوت و اصلاح کي جماعتیں تهیں ' جو اُن تعلیمات کا اپنے اعمال و افعال کے اندر نمونه رکهتي تهیں - اور زبان کي پکار ضائع جاسکتي هے ' پر اعمال کي صدا کبهي جواب لیے بغیر نهیں رهتي !

پس اصلاح عالم کا یه آخري ظهور جس نے دین الهي کو اسکے قدیمي نام " اسلام " کے ساتهه پیش کیا ' یه بهي دنیا میں اسي لیے آیا ' تا ایک جماعت پیدا کرے ' اور اُس نے " جماعت " پیدا کي - یهي جماعت تهي جسْ کو خدا نے اپنے کاموں کیلیے چن لیا ' اور اسکے دلوں کو اپنے جمال و صفات الهیه کا مسکن بنایا - عشق الهي کي وہ آتش مقدس ' جسکے لیے (نوح) نے لکڑیاں چُنیں ' جس کو (ابراهیم) خلیل نے اپنے دامن قرباني سے هوا دي ' جسکي چنگاریاں وادي ایمن کي تاریکي میں چمکیں ' جسکے شعلوں کیلیے (مسیح) کی قربانی کے خون نے تیل کا کام دیا ' اور جو بالاخر جبل (بو قبیس) کے غاروں میں " سراجاً منیرا " بن کر بهڑکی ' اسکے شعلوں سے اس جماعت الهي نے اپنے دلوں کی انگیٹهیوں کو روشن کرلیا تها ' اور یه انگیٹهیاں گو تعداد میں قلیل ' اور دنیا کی تاریکی وسیع و عالمگیر تهی ' لیکن انهی سے دعوة و اصلاح کے وہ لا تعد و لا تحصی چراغ روشن هوے ' جن میں سے ایک ایک چراغ زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑي بڑي آبادیوں میں آفتاب جهانتاب بنکر ظلمت رباے عالم هوا !

یهي وہ خدا کی روشنی تهي ' جو اسکی جماعت میں سے هوکر چمکی ' اور جس کو خدا نے " نور الله " کے لقب سے یاد کیا :

یریدون لیطفوء نور الله بافواههم و الله متم نورہ و لو کفرہ الکا فرون !

(آسمان کي پاد شاهت !)

میرا مقصود تاریخ دعوة اسلامیه کی اُس اولین جماعة سے هے ' جس نے حضرة ابراهیم خلیل کے ساتهیوں کی طرح ' محمد رسول الله (علیهما الصلوۃ و السلام) کا ساتهه دیا ' اور اتباع اعمال نبوت کے ذریعه ' خود اپنے اندر خصائص و برکات نبوت پیدا کرلیے :

محمد رسول الله ' و الذین معه اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم ' تـرا هم رکعاً سجدا ' یبتغون فضلاً من الله و رضوانا ' سیما هم في وجوههم من اثر السجود ! (۴۸ : ۲۹)

محمد رسول الله ' اور وہ لوگ جو اُسکے ساتهه هیں - دشمنان حق کے مقابلے میں نهایت سخت مگر آپسمیں نهایت رحم دل ' انکو تم همیشه الله کے آگے عالم رکوع و سجود میں دیکهو گے که الله کے فضل اور اسکي خوشنودي کے طالب هیں - انکي پیشانیوں پر کثرت سجود کي وجه سے نشان بنگئے هیں !

یهي جماعت تهي ' جسکے الهي کاروبار کو حضرة (مسیح) نے " آسمان کي پادشاهت " سے تعبیر کیا ' کیونکه في الحقیقت وہ دنیا کو قواے شیطانیه کے تسلط سے نکالنے والي تهي ' اور اسي کے اعمال حقه کے ذریعه دنیا میں خدا کا تخت عدل و صلاح بچهنے والا تها - وہ ایک بیج تها ' جو بوتے وقت گو حقیر اور بهت چهوٹا تها ' پر بار آور هونے کے بعد ایک درخت وسیع و تناور بننے والا تها - اسي لیے (مسیح) نے اسکو اس تمثیل میں بیان کیا که :

" آسمان کي پادشاهت رائي کے دانے کے مانند هے ' جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کهیت میں بویا - وہ سب بیجوں سے چهوٹا هے پر جب اُگتا هے ' تب سب ترکاریوں سے بڑا هوتا هے ' اور ایسا درخت هوتا هے که هوا کے پرندے اسکے ڈالیوں پر بسیرا لیتے هیں ! ! " (متي ۱۳ : ۳)

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك ' فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول ' لوجدوا الله توابا رحیما (۴ : ۶۷)



حرم نبوی (مدینه) کا ایک منظر عمومي داخل صحن سے
صلی الله علیه و علی اله و صحبه و سلم

چنانچه پچهلي آیة میں اسي تمثیل کي طرف قران کریم نے بهي اشارہ کیا :

ذلک مثلهم في التوراة و مثلهم في الانجیل (الخ)

یهي جماعت هے ' جسکو تورات اور انجیل میں ایک کهیتي سے تمثیل دي هے (الخ)

دیکهو ! آسمان کي پادشاهت کا یه بیج جو بویا گیا ' في الحقیقت کیسا حقیر تها ؟ ایک جماعة قلیل و حقیر ' جس کو نه ساز و سامان دنیوي حاصل تها ' اور نه کسي طرح کي دنیوي ریاست و عزت - نه اُسکے پاس آلات جنگ تهے ' نه کوئي مسلح فوج - چند فقرا و صعالیک تهے ' جنهوں نے دعوة الهی کا ساتهه دیا ' الله کي پکار کو سنکر اسکي تلاش میں نکلے ' اور آسمان کیلیے زمین والوں سے اپنا رشته قطع کر دیا - انکے پاس پر هیبت جسم نه تهے اور نه خونخوار اسلحه ' مگر انکے سینوں میں صداقت شعار دل تهے ' اور انکے آنکهوں میں سچائي کے آنسو - انهوں نے تعلیم الهي کو اپنا دستور العمل بنایا - انهوں نے هر اُس لفظ کو جو خدا کے مقدس پیغامبر کي زبان سے نکلا ' اپنے اعمال و افعال کے اندر محفوظ کر لیا - انکي زبانیں خاموش تهیں مگر انکے اعمال گویا تهے - انهوں نے اُس " اُسوہ حسنه " کي زندگي کو اپنا نصب العین بنایا تها ' جو گو انسان تها ' مگر اپنے هر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوہ الهی رکهتا تها - وہ نه صرف تعلیم ' بلکه ایک عملي نمونه لیکر دنیا میں بڑهے ' اور آسمان کي پادشاهت کا وہ مقدس تخم ' جسکي منادي شام کے مرغزاروں میں هوئي تهي ' حجاز کے ریگستانوں میں نشو و نما پانے لگا - تهوڑا هي زمانه گذرا تها که ایک سرسبز و تناور درخت نے اپني ڈالیوں سے کرۂ ارضي کو چهپا لیا - هوا کے پرندوں نے اسکي شاخوں میں نشیمن بناے ' اور زمین کي مخلوقات نے اسکے ساے میں پناہ لی :

افکار و حوادث

هماري انجمنوں کے سالانہ جلسے کیا هیں ؟ قومي میلے هیں - سال میں ایک مرتبہ تمام اطراف هند سے کسي ایک شهر میں مسلمان جمع هو جاتے هیں ' تین چار روز چہل پہل رهتي هے ' هر طرف ایک حرکت اور جنبش نمودار هو جاتي هے ' اسٹیج کے پاس کچھہ لوگ محو نمائش ' اور اسٹیج کے نیچے تمام لوگ محو تماشا نظر آتے هیں - تیسرے روز یہ بهیڑ چھٹني شروع هوتي هے اور چوتھے روز سکون پیدا هو جاتا هے - پهر جلسوں کے هال اور کانفرنسوں کے پنڈال ایک کف دست میدان نظر آتے هیں جہاں سے میلہ اٹھہ چکا هے اور اب جا بجا قافلۂ عرب کي طرح اوس نے اپني اقامت کے چند آثار چهوڑ دیے هیں !

فا سئلوا حالنا عن الآثار

امسال همارے میلے شهر آگرہ میں لگینگے ' جہاں هم کبهي اپني عظمت و اقتدار کے بهي میلے لگا چکے هیں !

اسي گهر میں جلایا هے چراغ آرزو برسوں !

جس آگرہ میں " همایوں " نے عروس علم و انکشاف کے عشق و محبت میں جان دي ' اسي آگرہ میں اب هم مشورہ کرینگے کہ اس روٹهے هوے معبود، کو کیونکر منا کر گهر لائیں ؟

جس خاک پر اکبر و جہانگیر نے دوسروں کي قسمتوں کا فیصلہ کیا تها ' اب هم وهاں جمع هوں گے تا کہ خود اپني قسمت کا فیصلہ کریں !

جہاں کبهي تخت حکومت و اجلال پر بیٹهکر غیروں کو اپنے سامنے سربسجود دیکهہ چکے هیں ' وهاں اب گرد فلاکت و ادبار پر لوٹ کر سونچیں گے کہ محکومي کي زندگي میں عافیت کیونکر پائیں !

فتادم دام بر کنجشک ' و شادم ' یاد ان همت
کہ گر سیمرغ مي آید بدلم ازاد مي کردم !

و بلونا هم بالحسنات و السیئات ' لعلهم یرجعون !

یعني حسب معمول اواخر دسمبر میں کانفرنس اور مسلم لیگ ' دونوں کے اجلاس آگرہ میں هونگے - کانفرنس کے پریسیڈنٹ آنریبل مسٹر شاهدین (لاهور) اور مسلم لیگ کے انریبل سر رحمتہ اللہ (بمبئي) منتخب هوے هیں - آنریبل شاهدین چیف کورٹ کے جج هیں - امید هے کہ هماري قسمت کا بہتر فیصلہ کرسکیں !

افریقہ کي سرزمین آج سے نہیں بلکہ تقریباً ۱۲۰۵ برس سے همارے لیے مصائب و حوادث کا گهر هے - اسي بر اعظم میں مصر ' حبش ' طرابلس ' تیونس ' الجزائر ' اور مراکش واقع هیں ' جن کا ایک ایک ذرہ همارے عروج و زوال رفتہ کي تاریخ ' اور همارے ایام سرور و حزن کي پر درد داستان هے - پس اگر هم پر چند برسوں سے اوس کے ایک چهوٹے سے ٹکڑے (جنوبي افریقہ) میں ظلم و ستم کي چند حکایتیں پیدا هوگئي هیں تو اسپر تعجب کیا هے ؟

لیکن افسوس تو یہ هے کہ هم محرومان قسمت کے ساتهہ همارے بہت سے هندو ' سکهہ ' اور پارسي هم وطن بهي مورد آلام و مصائب هیں !

کہا جاتا هے کہ مسلمان اوس وقت تک خاموش رهتے هیں جب تک کہ ان کے مذهب کو نہ چهیڑا جائے - کس قدر جهوٹ هے ! برٹش جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے مذهب کو چهیڑا گیا ' لیکن کب اون کے جوش و حمیت کے تار سے کوئی آواز نکلی ؟ اسلامی نکاح کو یہ کہکر وهاں کی عدالت نے رد کردیا کہ یہ اس ملک کا نکاح هے جہاں تعدد ازواج جائز هے ! پهر کیا یہ مسلمانوں کی دیني تحقیر نہیں هے ؟ کیا یہ صریح احکام اسلامیہ میں مداخلت نہیں هے ؟

اهل هند جنوبي افریقہ میں خاموشي اور سکون کے ساتهہ کام کر رهے هیں - اونهوں نے کارخانوں سے تعلق منقطع کردیا هے ' اپنے اپنے حقوق کا مطالبۂ صبر و استقلال کے ساتهہ کر رهے هیں - آج کی خبر هے کہ چار هزار هندوستانیوں نے جن میں عورتین اور بچے بهی شامل هیں ' رئیس الاحرار مسٹر گاندهي کي زیر ریاست کوچ کردیا هے -

تمام لوگ زیادہ تر کارخانوں کے ملازم اور مزدور هیں ' جنکي معیشت کا مدار زیادہ تر روزانہ یا هفتہ وار اُجرت پر هے ' ایسي حالت میں ترک اشغال سے وہ جس مصیبۃ عظیمہ میں مبتلا هوگئے هیں ' اوس کا اندازہ هر شخص بہ آساني کرسکتا هے - یہ سب کچهہ صرف اسلیے هے کہ هندوستان کے حقوق غیر ممالک میں محفوظ رهیں ! پس هزار حیف سرزمین هند پر ' اگر وہ اپنے ان محترم فرزندوں کي خبر نہ لے !

هم هندوستانیوں کے ساتهہ یہ طرز عمل نہ صرف جنوبي افریقہ میں بلکہ امریکا ' اسٹریا ' اور دیگر نو آبادیوں میں بهي هے - هم اپني گورنمنٹ سے صرف یہ درخواست کرتے هیں کہ اگر فرزندان هند کو برطاني نو آبادیاں قبول نہیں کرتیں ' تو هندوستان کو بهي کیوں نہیں اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے ثمرات و فوائد کا باب وسیع ' باشندگان نو آبادیهاے برطانیہ کے لیے بند کردے ؟ و لکم في القصاص حیوۃ یا اولی الالباب -

اصل یہ هے کہ جو درخت اپني جگهہ پر قوي و توانا نہیں ' اسکي لکڑیوں کو کہیں بهي اچهي قیمت نہیں ملسکتي - عمدہ درخت کي لکڑي جہاں جایگي ' شانۂ زلف بنکر دست حسن میں جگهہ پائیگي - پر جس درخت کي جڑهي میں نشو و نما نہ هوئي ' وہ جہاں کہیں بهي لیجایا جائگا ' آگ اور شعلوں هي کي نذر هوگا :

تو نخل میوہ نشاں باش در حدیقۂ دهر
کہ کم درخت قوي خشک شد کہ بشکند

سرزمیں هند کے فرزند جب خود اپنے والدین هي کي گود میں مستحق عزت نہیں ' تو گهر سے باهر جاکر انهیں مطالبۂ عزت کا کیا حق هے ؟ اصل شے قومي عزت هے اور یہ مرکز و ملت سے هے ' نہ کہ شاخوں اور افراد سے - آج ایک انگریز یا جاپاني دنیا کے کسي گوشے میں بهي جا کهڑا هو ' وہ خواہ کیسا هي هیچ کارہ اور ناکارہ نہ هو ' لیکن اسکي نسبت قومي و وطني زمین کے ذروں اور هوا میں اوڑنے والے پرندوں سے اپني عزت و عظمت کرالیگي !

لیکن آہ ' وہ بدبختان هند ' جنکے لیے انکے وطن کي نسبت مایۂ فخر نہیں بلکہ آلہ تحقیر هے ' جب خود اپني سرزمین هي میں آرام پانے کے مستحق نہیں سمجهے گئے تو دوسرے ملکوں میں کیوں نہ ذلت و حقارت سے ٹهکرائے جائیں ؟ اور پهر کیوں کوئي حکومت انکا ساتهہ دے ؟

جرم منست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

بے شمار انسانوں کي قربانیاں تڑپتي ' اور خون کي ندیاں بہتي هیں ' عورتیں بیوہ ' بچے یتیم ' والدین زندہ درگور هوجاتے هیں - یه سب کچهه هورهتا هے ' جب کہیں جاکر ایک چهوٹا سا ملکي نقلاب تکمیل کو پہنچتا هے !!

پهر وہ بهي یقیني نہیں که هزارها کوششیں رائگاں اور صدیوں کي امیدیں پامال بهي هو جاتي هیں -

جب دنیا کے اُن مادي انقلابات کا یه حال هے جو صرف انساني حکومت کے تخت ' اور انساني نسلوں کي آبادیوں کو متغیر کرنا چاهتے هیں ' تو پهر اس روحاني اور قلبي انقلاب کو سونچو ' جو زمین کي سطح اور انسان کے جسموں کو نہیں بلکه روحوں اور دلوں کي اقلیموں کو پلٹ دینا چاهتے هیں ' اور کروروں انسانوں کے اعمال وخصائل کے اندر تبدیلي کے خواهشمند هوتے هیں - اِن انقلابات کیلیے کیا محض انساني قوت و تدبیر ' اور محض اخلاق و مذهب کے چند رسمي اصولوں کو پکار دینا هي کافي هوسکتا هے ؟

تم ایک مرتبه خود اپنے هی نفس کو آزما دیکهو' جسپر تمهارے ارادے کو پوري قدرت هے - کیا ایک چهوٹي سے چهوٹي تبدیلي بهي اپنے نفس و اعمال کے اندر بآساني پیدا کرسکتے هو ؟

پهر جب تم ایک نفس کي تبدیلي پر ' جو خود تمهارے اختیار میں هے ' قادر نہیں ' تو اُن کروروں دلوں کو کیونکر بدل دیسکتے هو ' جن پر تمهاري نہیں ' بلکه صدیوں کے پرورش یافته و محکم اعتقادات و اعمال کي حکومت قاهرہ ' اور نفس کا تسلط جابرہ قائم هے ؟

اصل یه هے که انسان جسم کو پارہ پارہ کر دیسکتا هے پر دلوں کو نہیں بدل سکتا - زمین کي خشکي و تري کا نقشه ممکن هے که وہ بدل دے ' لیکن قلب و روح کا ایک گوشه بهي اسکے پهیرے سے نہیں پهرسکتا - وہ تعلیم دیسکتا هے اور اصلاح ! اصلاح ! پکار بهي سکتا هے' لیکن نه تو فتح مندي کا بیج اسکے دامن میں هے ' اور نه بارآور کرنے والي نشوؤ نما اسکے قبضے میں - یه صرف اُسي قدیر و حکیم کے دست قدرت کا کام هے ' جو مقلب القلوب اور محول الاحوال هے ' اور جو همیشه اپنے کاروبار قدرت کي نیرنگیاں دکهلاتا اور اپني عجائب فرمائي پر حیراني و تعیر کي بخشش کرتا هے !

پس اگر تم که انسان هو' انسانوں کو بدلنا ' اور ارواح و قلوب کے عوالم روحانیه کو منقلب کردینا چاهتے هو' تو یاد رکهو که جب تک تم انسان هو' ایسا نہیں کرسکتے ' کیونکه انسانوں کو اسکي قدرت نہیں دي گئي - البته اگر تم اپنے اندر قوت الهي پیدا کر لو' اگر اپني جماعت کے اندر اس کارفرماے حقیقي کا ایک گهر بنا لو - تمهاري صداؤں کي جگهه تمهارے اندر سے اُسکي آواز نکلنے لگے - تمهاري آنکهوں کے حلقوں سے تمهاري نظروں کي جگه اُسکي نگاهیں کام کرنے لگیں ' تمهارے اعمال و افعال ' یکسر اُسکے صفات و افعال هوجائیں - یعني از فرق تا بقدم اپنے تمام اعمال و خصائل میں ایک پیکر اخلاق الهي بن جاؤ ' تو پهر تمهارے کام ' خود تمهارے کام نهونگے ' جنکے لیے انتظار ' حسرت ' اور ناکامي هو ' بلکه یکسر اُس قادر و مقتدر کے کاروبار هونگے ' جسکا دامن عز و کبریائي اس سے بهت اقدس و منزہ هے که آلودۂ ناکامي و ملوث حسرت و افسوس هو -

پهر جب وہ ' که سب کا مالک هے' تم میں هوگا ' تو تم کو بهي اُسکے ملک کي هر شے پر قدرت هوجائیگي - کیونکه تمهاري قدرت درحقیقت اسي کي قدرت هوگي - تمهاري صداء دعوۃ ایک سیلاب انقلاب هوگي جس کو دنیا کي کوئي طاقت نه روک سکے گي - تمهاري زبانوں سے جو کچهه نکلے گا ' وہ دلوں اور روحوں پر نقش هوجائیگا اور پهر نه زمین کے پاني اُسے دهوسکے گا اور نه آسمان کي بارش اُسے محو کرسکیگي - تمهاري تعلیم بیج اور پهل ' دونوں اپنے ساتهه لائیگي ' اور تم گو چپ رهوگے ' لیکن تمهاري خاموشي کي ایک ایک صداء عمل پر کروروں هستیاں اپنے دلوں کو هتیلیوں پر رکهکر پیش کش کرینگي - تمهاري آنکهوں سے شعله الهي کے جب شرارے نکلیں گے تو دنیا میں کس کي آنکهه هوگي ' جواس سے دو چار هوسکے ؟ تمهاري زبانوں سے جب لسان الهي کي صداء دعوۃ اٹهیگي ' تو خدا کي آواز کو سنکر اسکي کون مخلوق هے جو لبیک نه کهیگي ؟

تم جس طرف سر اٹهاؤگے ' دلوں کو سربسجود اور روحوں کو معترف عجزونیاز پاؤگے ' اور خدا کا قاهر و مقتدر هاتهه تم میں سے ظاهر هوکر ملکوں اور قوموں کو منقلب کردیگا !

تم ایک عالم کو بدلنا چاهتے هو - تمهارے سامنے صدیوں کي ایک محکم عمارت هے - تم چاهتے هو که اُسے یک سر ڈها دو اور اُسکي جگه ایک نیا محل تعمیر کرو - لیکن اسکے لیے تمهارے دست وبازو کي قوت تو کافي نہیں - جب تک تمهارے هاتهه کے اندر سے الله کا هاتهه نمایاں نهوگا ' اس رد و قبول اور هدم و بنا سے عهدہ برا نهوسکوگے -

(تشریح مزید)

حکیم و جاهل اور فرزانه و هشیار میں مرئیات و مشاهدات کا فرق نہیں هے بلکه صرف چشم نظارہ اور دل فکر فرما کا - تم نے کبهي اس پر بهي غور کیا هے که یه کیا بوالعجبي هے که پاک تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کي تاثیر هم میں سے مفقود هوگئي هے ؟ یه کیوں هے که بهتر سے بهتر ارادے همارے ذهنوں میں ' اعلي سے اعلي خیالات هماري فکروں میں ' اور پاک سے پاک تعلیمات هماري زبانوں پر هیں ' مگر نه تو ارادوں میں قبولیت هے ' نه خیالات میں فعالیت ' اور نه تعلیمات میں اثر - جس دنیا کے بڑے بڑے وسیع ٹکڑوں کو صرف ایک زبان کي دعوۃ نے مضطر و سیماب وار کردیا تها ' آج اسي دنیا میں بڑي بڑي جماعتوں کي صدها صدائیں ایک نفس واحد کي غفلت جامد و ساکن میں حرکت پیدا نہیں کرسکتیں - یہي اسلام کي صداے دعوۃ اور یہي اسکي کتاب هدایت کي صداء اصلاح اُس وقت بهي تهي ' جبکه اسکے ایک ایک داعي نے ایک ایک اقلیم کو مسخر اثر کرلیا تها ' اور یہي اب بهي هے که خود اپنے دلوں هي میں تپش محسوس نہیں هوتي ' دوسروں کي انگیٹهیاں اس سے خاک روشن هونگی !

ایک هي علة سے دو مختلف نتیجے پیدا نہیں هوسکتے -

اصل یه هے کہ دنیا کا سر انقلاب و تغیر همیشه صداے عمل کے آگے جهکا هے ' نه که صداے قول کے سامنے - حقیقي شے هر تعلیم کیلیے " نمونه " هے ' اور جب تک مصلح اپنے اندر اپني اصلاح کا نمونه نہیں رکهے گا ' اسکي تعلیم دلوں کي قبولیت اور روحوں کي اطاعت سے محروم رهیگي - آگ جب جلتي هے تو سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتي هے - اگر تمهارے پاس آگ موجود هے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و تپش میں دکهلاؤ - پهر دوسروں کو گرمي و حرارت کي دعوت دینا - اگر خود تمهارے اندر آگ موجود هے تو اس مجمر سوزاں کو جهاں کہیں بهي رکهوگے ' خود بخود هر طرف گرمي پهیل جائیگي - کیونکه گرمي آگ کے شعلوں سے نکلتي هے ' برف کي سل سے پیدا نہیں هوسکتي !

اسلام نے ایک جماعت صحابۂ کرام کي پیدا کردي تهي ' جو اس تعلیم کا ایک صحیح ترین عملي نمونه اپنے اندر رکهتي تهي ' اور ان میں کا هر فرد اُس اسوۂ حسنه کي قوۃ سے ایک ایک اقلیم کي تسخیر اپنے قبضۂ اقتدار میں رکهتا تها - انکے اعمال کے اندر تعلیمات الهیه کي مقدس انگیٹهي شعله فروز تهي ' اسلیے وہ جهاں جاتے تهے ' ایک آتش کدہ اثر اپنے ساتهه لیجاتے تهے -

[ک]

انتقاد

مجالس ذکر مولد (صلعم)

و

سیرۃ نبوی (صلی اللہ علیہ و صلعم)

ادارۂ سیرۃ نبوی

فقیر کا ایک مدت سے خیال ہے کہ سیرۃ نبوي میں ایک محققانہ و مفصل کتاب کي تدوین کے علاوہ (جیسي سیرۃ کبیر کہ مولانا شبلي نعماني مرتب فرما رہے هیں) اور بهي بہت سي صورتیں ترتیب و اشاعت کي مطلوب و ضروري هیں -

ازانجملہ سخت ضرورت ہے ایسے مختصر رسائل کي ' جن میں مباحث و مناظرات متعلق سیرۃ سے بکلي چشم پوشي کي جاے - صرف حالات زندگي صحت و تحقیق کے بعد درج کیے جائیں - اختصار هر جگہ ملحوظ رہے ' اور صرف وهي مواقع مفصل هوں ' جنکي تفصیل هماري موجودہ عملي زندگي کیلیے اسوۂ حسنہ کي دعوت رکھتے هیں اور جنکي نسبت ایک الهامي فکر نقاد کے ساتھہ کہا گیا تھا کہ " خلقہ القران " (آنحضرة کا خلق تعلیم قراني کي تصویر ہے) -

ان رسائل سے عام مطالعۂ و واقفیت اور اثر و اصلاح کے علاوہ مخصوص طور پر مقصود یہ ہے کہ مجالس ذکر ولادۃ نبوي کي اصلاح هو - اور یہ جو ایک نہایت قوي رسم اجتماع و احتفال موجود ہے ' اس قوت سے اصلي و حقیقي فائدہ اٹھایا جاے -

میں ایک بار اسکي نسبت لکھہ چکا هوں - میرے اعتقاد میں قرآن کریم جو ایک کتاب مسطور ' في رق منشور ہے ' اسکي لوح محفوظ حامل قرآن کي زندگي تھي ' اور میں " لقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین " میں " نور " کو " کتاب " کا وصف نہیں سمجھتا ' بلکہ اُس وجود انسان کامل کي زندگي کو سمجھتا هوں ' جسکي نسبت دوسري جگہ کہا گیا کہ " داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیرا "

وللناس فیما یعشقون ' مذاهب !

پس اگر همیں مسلمان بننے کیلیے قران کریم کي تلاوت کي ضرورت ہے ' تو یقین کیجیے کہ اسکو ایک عملي زندگي کي صورت میں دیکھنے کیلیے اس " اسوۂ حسنہ " کے مطالعہ کي بهي ضرورت ہے : لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - اور یہ پچھلي ضرورت پہلي ضرورت هي جتني ہے - پہلي سے کم نہیں :

في مذهبي ' یا نعم هذ المذهب !

(مجالس ذکر مولد)

اسکا بہترین ذریعہ مجالس ذکر مولد نبوي هیں ' بشرطیکہ اُن میں عام رسائل مولد کي جگہ ' جو بالعموم موضوعات و قصص اور غیر مفید و لا حاصل صرف عبارت و انشا کا مجموعہ هیں ' پیش نظر طریقہ سے صحیح و محقق حالات حیات نبوي بیان کیے جائیں -

اس قسم کي چیزیں در اصل لکھنے اور پڑھنے کي نہیں هیں - اسکے لیے ایسے لوگوں کي ضرورت تھي ' جو " سیرۃ نبوي " کے خطیب (لکچرر) هوں - جنھوں نے اس موضوع خاص کا مطالعہ (یعني اسٹیڈي) کي هو - جنکو اسمیں صاحب فن (اکسپرٹ) کا درجہ حاصل هو - اور وہ هر مجلس اور هر جماعت کے سامنے ' اُس مجمع کي حالت ' ضرورت ' گرد و پیش ' اور مخصوص داعیات و احتیاجات کے مطابق ' سیرۃ نبوي پر خطبہ (لکچر) دیسکیں - کیونکہ هر شہر ' هر محلے ' هر خاندان ' هر جماعت ' اور هر مجلس کي ضروریات یکساں نہیں - کسي جماعت کیلیے سیرۃ نبوي کا کوئي خاص حصہ زیادہ تفصیل چاهتا ہے ' کسي کے مخصوص و وقتي حالات کسي خاص موقع کے اطناب کے طالب هیں - کسي کو (بدر) کي فتح کا واقعہ سنانا چاهیے اور کسي کو (احد) کي هزیمت کے مصالح کے ذریعہ عزم و استقامت کي وصیت کرني چاهیے - کسي کیلیے مجاهدات و غزوات کے عزائم ضروري هیں ' اور کسي کیلیے فتح مکہ کا عفو و صفحع اور درگذر و کرم !

پھر ایک جماعت کے واقعات و حالات کے لحاظ سے ' اخلاق و خصائل نبوت میں سے کسي خاص خلق عظیم پر زور دینے کي ضرورت ہے ' اور دوسري کیلیے کسي دوسري حالت کي -

اگرچہ اس حیات طیبۂ مقدسہ کا کوئي فعل ایسا نہ تھا جو محبوب و محمود نہو - و کل ما یفعلہ المحبوب ' محبوب :

ز فرق تا قدمش هر کجا کہ مي نگرم
کرشمہ دامن دل مي کشد کہ جا اینجا ست !

لیکن تا هم وہ انساني زندگي کے هر شعبے اور هر حصے کیلیے اُسوۂ حسنہ ہے ' اور زندگي اور زندگي کے متعلقات کي صدها صورتیں هیں - کون ہے جو اس صحیفۂ نبوت کا اول سے آخر تک حق مطالعہ ادا کر سکتا ہے ؟ پس بجز اسکے چارہ نہیں کہ اپنے چہرۂ اعمال کے حسن و آرایش کا جو حصہ سب سے زیادہ بگڑ گیا هو ' سب سے پہلے اسي کو اس آئینہ میں دیکھکر سنوار لیں -

(رسائل خطبات سیرۃ)

لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے لوگ کہاں سے آئیں ' اور اپنے جہل و بے مائیگیوں پر کہاں تک ماتم کریں ؟ اگر یہ نہیں تو کم از کم اتنا تو هو کہ سیرۃ نبوي پر مختلف مقاصد اور مختلف پیرایۂ و ترتیب سے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھ جائیں ' اور اُنھي کو لوگ مجالس میں پڑھدیا کریں - یا یاد کرکے مثل خطبہ کے سنا دیں -

ایک مجموعہ خطبات سیرۃ کا هو ' جو صرف تعلیم یافتہ مجامع کیلیے مخصوص هو - ایک مجموعہ صرف عام مجالس کیلیے - اور ایک بطور درس و مطالعہ کے بچوں اور عورتوں کي تعلیم کیلیے

سب سے پہلے کم از کم ان تین قسموں کي سیرتیں علاوہ سیرۃ کبیر کے ضرور هي لکھني چاهیئں -

(اسلوب و زبان)

لیکن نہایت مشکل اور اهم مسئلہ اسکي زبان اور طرز تحریر کا ہے - علي الخصوص ایک ایسے عہد خیرہ مذاقي میں ' جب کہ لوگ فن بیان و انشا پردازي کا شوق تو پیدا کرلیتے هیں ' لیکن اسکے مواقع استعمال اور صحیح مفہوم بلاغت سے بے خبر هیں -

جو مجموعہ خطبات کا مجالس و محافل ارباب علم و فکر کیلیے هو ' اسکا انداز تحریر اور هونا چاهیے ' اور مجالس عامہ کیلیے اور -

ایک میں تاریخ و سیرۃ (بائیوگریفي) کے اسلوب (اسٹائل) کے ساتھہ اگر با عتدال و بلا اغراق و تغلیب ' طرز بیان میں انشا پردازانہ علو و رفعت بهي پیدا کي جاے تو مضائقہ نہیں ' کیونکہ

مطبوعات جديده

)*(

دی کانپ ور ۰ و،، ۲ ۱

THE CWANPORE MOSQUE.

د کانپــور

مسٹر بي - کے - داس - گپتا - سب ايڈيٹر " بنگالي " کلکته - قيمت - ۱ روپيه

حادثۂ مسجد کانپور اپنے اندر جو عبرتيں اور بصيرتيں رکھتا هے ' اسکے لحاظ سے ضرور تها که اسکے واقعات کو محض اخبارات کے صفحوں اور زباني روايتوں هي پر ضائع هو جانے کيليے نه چهوڑ ديا جاے ' بلکه وه کسي زياده پائدار اور محفوظ صورت ميں آجاے -

خود مجکو بهي خيال هوا تها که بعد اختتام مقدمه اسکے تمام حالات انگريزي اور اردو ميں جمع کرکے شائع کيے جائيں -

ليکن هم سب کو ايک انصاف دوست بنگالي اهل قلم کا ممنون هونا چاهيے ' جس نے سب سے پہلے اس ضرورت کو پورا کرديا -

جن حضرات نے حادثۂ فاجعۂ کانپور کے زمانے ميں هندوستان کے معزز ترين روزانه لسان حال '" بنگالي " کو پڑها هے ' انهوں نے ابهي اُن سنجيده و بليغ اور پر از واقعات و حوادث مضامين کو نهيں بهلايا هوگا ' جو عرصے تک بنگالي ميں آسکے مراسله نگار خصوصي (اسپيشيل کار سپانڈنٹ) کے دستخط سے نکلتے رهے هيں ' اور جنهوں نے في الحقيقة اس حادثه کے مظالم و خفايا کي تشهير و اعلان اور حقيقة و اصليت مستوره کے کشف ميں سب سے زياده حصه ليا هے -

يه مکاتيب در اصل مسٹر بي - کے - داس گپتا - سب ايڈيٹر بنگالي کے رقمزده تهے ' جنکو ادارۂ بنگالي نے مخصوص طور پر وقائع نگاري کيليے کانپور بهيجا تها -

مسٹر موصوف نے کانپور سے آکر تمام حالات و وقائع جمع کيے - اور بعض بعض ضروري چيزوں کي تلاش ميں تکليف و زحمت بهي برداشت کي - چنانچه اسکا پهلا حصه مرتب هو کر شائع هوگيا هے اور دوسرا بهي آجکل ميں نکل جائيگا - مجموعي قيمت دونوں حصونکي ايک روپيه کچهه زائد نهيں هے ' کيونکه پہلے هي حصے کي ضخامت ۱۰۸ صفحے کي هے - نيز متعدد هاف ٹون تصويريں بهي دي گئي هيں -

مسٹر بي - کے - گپتا نے زباني مجهسے کهديا هے که انکا مقصود اس کتاب سے جلب زر نهيں هے - وه اسکي آمدني کا ايک حصه زر اعانۂ کانپور کے فنڈ ميں دينے کيليے طيار هيں -

ميں نهايت متاثر هوا ' جب ميں نے سرورق الثاني اور کتاب کے تهديه و تعنون (ڈيڈيکشن) کا صفحه نظر آيا - مسٹر گپتا نے مندرجۂ ذيل لفظوں ميں ' شهداء کانپور رضي الله عنهم و اعلي الله مقامهم کي مقدس ياد کے ساتهه اپني کتاب کي تقديس کي هے :

To

The Memory of my Mussalman Country-men who lost their lives in the riot at Cawnpore, on the 3rd day of August 1913.

پهلا حصه کانپور امپرو منٹ اسکيم سے شروع هوکر ايڈيٹر الهلال کے ورود کانپور کے ذکر پر ختم هوگيا هے - دوسرے حصے ميں مقدمے کي مفصل روئداد ' نيز وه تمام وقائع و حالات هيں ' جن پر اس افسانۂ خونين کا خاتمه هوا -

کانپور امپرو منٹ اسکيم مشرح درج کي هے - مسجد کي مطلوبه زمين کيليے جيسي کچهه مضحکه انگيز قانوني کارروائي کي گئي ' وه قابل مطالعه هے ' اور قانوني طور پر زمين کے متعلق اصل مسئله وهي هے - اسکے بعد اُن مراسلات کي نقل دي هے جو اس بارے ميں هز انر سر جيمس مسٹن اور مسٹر محمد علي ميں هوئيں - پهر ۱ - جولائي کے حادثۂ انهدام اور ۳ - اگست کے قتل عام کي مشرح کيفيت درج کي هے اور انکي سرگذشت سرکاري و غيره سرکاري ' دونوں ذرائع سے لي هے - اسکے بعد " بنگالي " ميں جو مبسوط مکاتيب انکے شائع هوتے رهے ' اور کانپور ميں رهکر جو کچهه انهوں نے واقعه کے تمام اجزا کي تحقيقات کي ' ان کو بعينه درج کيا هے اور يه کتاب کا اهم ترين حصه هے -

اسکے بعد اس حادثه کے متعلق انگريزي اخبارات کي رائيں نقل کي هيں اور اس باب کو انگلستان کے اخبار The out look اور The Pall Mall Gazette کے مضامين سے شروع کيا هے -

لکهنو کے ڈپوٹيشن کا ايڈرس اور اسکا جواب بهي اسي حصے ميں آگيا هے -

هر حيثيت سے يه ايک اهم مجموعه هے - مجهے يقين هے که هر شخص اسکا ايک ايک نسخه ضرور اپنے پاس رکهے گا - يه مسلمانوں کي موجوده بيداري اور حسيات دينيه و مليه کي ايک ياد گار داستان هے ' اور اسکا ايک ايک لفظ همارے پاس محفوظ رهنا چاهيے -

مسٹر گپتا نے اس معاملے ميں اپنے قلم و دماغ سے جو بهترين خدمت حق و انصاف کي انجام دي هے ' وه ايک ايسا واقعه هے جسکے تشکر و امتنان سے هم کبهي غفلت نهيں کر سکتے - اور اگر مسلمان بکثرت اس دلچسپ و نافع کتاب کو خريدينگے ' تو يه انکے قيمتي جذبات و عواطف کي ايک نهايت هي ادنى قسم کي شکر گذاري هوگي -

درخواستيں " دفتر بنگالي - کلکته " کے پته سے آني چاهئيں -

تاريخ دربار دهلي

سيد ظهور الحسن مالک کارخانۂ احسن التجارت کوه نظام الملک دهلي - قيمت - ۱ - روپيه - ۸ - آنه -

آخري دربار دهلي منعقدۂ ۱۲ - دسمبر سنه ۱۱ ۱۹ - کے حالات جمع کيے هيں - دربار کے موقعه پر جسقدر مراسم ادا هوے اور جسقدر مجالس و محافل منعقد ' اُن سب کے حالات کو الگ الگ عنوان سے مرتب کيا هے - سب سے پہلے جلوس شاهي کي مشرح کيفت دي هے اور آخر ميں تمام رؤسا و شرکاء دربار کي فهرست - کاغذ اور چهپائي پر تکلف هے -

فصول مسعوديه

" مصنفه حضرة شاه مسعود علي قلندر " حسب فرمايش " جناب سيد شاه ولايت احمد صاحب قلندر سجاده نشين خانقاه لاهرپور "

فارسي کا ايک ضخيم رساله هے ' سلسلۂ قلندريه کے تمام شيوخ و اکابر کے حالات و ملفوظات اسميں جمع کيے گئے هيں - ابتدا ميں ايک مقدمه " فيوض مسعوديه " کے نام سے هے ' جسميں مصنف اور انکے خاندان کے حالات عنوان وار ترتيب دیے هيں - قيمت اور مقام اشاعت لوح پر درج نهيں - آسي پريس لکهنو ميں چهپي هے -

ہے ' اُن میں سواے " ابن هشام " کے کوئي بهي " صحیح تر " نہیں - حافظ ابو الفتح سے نہیں معلوم کونسي کتاب مراد ہے ؟

سیرۃ شامي محمد بن یوسف صالحي (المتوفي سنه ۹۴۲ھ) کي تصنیف ہے ' یعنے دسویں صدي هجري کي - مصنف وسیع النظر ضرور تها - چنانچه دیباچه میں لکها ہے که " میں نے سیرۃ کي تین سو سے زائد کتابیں دیکهیں " تاهم طریق جمع و انتخاب و نقد و تحقیق سے خالي اور رطب و یابس سے مملو ہے - نیز متاخرین کے عام انداز کے مطابق محدثانه روش سے بهي خالي -

اسي کتاب کا خلاصه " سیرۃ الحلبیه " ہے ' جسے علي برهان الدین حلبي (المتوفي : ۱۰۴۴) نے سیرۃ شامي سے اخذ کرکے مع اضافۂ بعض الزیادات مرتب کیا ' مگر یه بهي سیرۃ کي عام کتابوں کي طرح معمولي انداز جمع و ترتیب سے لکهي گئي ہے ' اور به نسبت دیگر کتابوں کے " صحیح تر " کے لقب کي مستحق نہیں -

کچهه شک نہیں که یه تمام کتابیں جامع ترین مواد سیرۃ هیں جنسے محدثانه نقد و تحقیق و نظر درایت کے بعد سیرۃ کي کتابیں مرتب کي جا سکتي هیں ' لیکن اسکي تو کسي طرح مستحق نہیں که " سیرۃ ابن هشام " کي صف میں اُنهیں جگه دي جاے اور اسکي طرح " صحیح تر " سمجها جاے ' جو فن سیرۃ میں اقدم و اول ' اور بمنزلۂ اُم الکتب ہے -

یه بهي صحیح نہیں که غلط و موضوع واقعات کي شهرت ' ان کتابوں کے غلط حوالوں کا نتیجه ہے - مجهے اُردو یا فارسي کي کوئي کتاب معلوم نہیں جس نے غلط ترجمه کیا هو - اصلي سبب نقد و تحقیق کا نهونا ' اور محض عقیدۃ و حسن ظن کو بنیاد تاریخ و سیرۃ قرار دینا ' اور کتب دلائل و خصائص مثل دلائل ابو نعیم و خصائص سیوطي وغیرہ کي عام اشاعت و مقبولیت ' اور سب سے زیادہ جماعۂ قصاص و وعاظ کا گرمي مجلس و عوام فریبي کیلیے اس قسم کي چیزوں کو بسعي و جهد شائع کرنا ہے -

مولوي صاحب نے اپنا ماخذ اصلي سیرۃ حلبیه اور سیرۃ سید احمد بن دحلان کو بتلایا ہے - حالانکه وہ بغیر کسي واسطه کے خود ابن هشام سے فائدہ اٹها سکتے تهے جو اب مصر میں بهي (زاد المعاد) کے حاشیه پر چهپ گئي ہے - اور خود حجۃ الاسلام علامۂ ابن قیم کي کتاب (زاد المعاد) اس باب میں سب سے زیادہ نافع تهي جس کا اُنهوں نے مطالعۃ نہیں کیا -

(سید احمد بن دحلان) زمانۂ حال کے مصنف هیں - مکه معظمه میں شوافع کے مفتي تهے - اُنهوں نے متعدد کتابیں لکهي هیں اور اس دور کے مصنفین میں کئي حیثیتوں سے بہت غنیمت هیں - انکي سیرۃ بهي نسبۃً اختصار و ترتیب کے لحاظ سے بہت اچهي ہے ' تاهم اعتماد کیلیے کافي نہیں -

ضمني طور پر جن کتابوں کا نام لکها ہے ' ان میں تاریخ الخلفا ' تفسیر خازن ' مدارک ' اور احیاء العلوم بهي ہے - لیکن ایک سیرۃ کي کتاب کو جسکا اصل ' فن حدیث ہے ' ان کتابوں سے کیا واسطه ؟

ایک کتاب " اسماء الرجال " نامي بهي لکهي ہے - لیکن اس نام کي کوئي کتاب دنیا میں نہیں ہے -

(۳) آغاز کتاب کے دو تین صفحه دیکهه سکا - جاهلیت عرب کا حال لکهتے هوے سودہ بنت زهرہ کا واقعه لکها ہے جو بے اصل ہے - کہانۃ کے بارے میں جو جملۂ معترضه آگیا ہے ' وہ بهي صحیح نہیں اور بالکل بے موقعه ہے - واقعۂ ولادت کے تذکرہ میں حضرۃ عباس کی روایت سے جو حدیث درج کی ہے ' قابل احتجاج نہیں اور خود حافظ سیوطي خصائص کبری میں اسکو نا قابل اندراج و استدلال تسلیم کر چکے هیں - حضرۃ عیسی اور حضرۃ موسی وغیرهم علی نبینا وعلیهم السلام کي نسبت لکهدیا ہے که وہ سب کے سب مختون پیدا هوے تهے مگر اسکا بهي کوئی ثبوت نہیں - محض بے اصل ہے -

اس سے معلوم هوتا ہے کہ عدم تحقیق و نقد ' و عدم حصول کتب معتبرہ ' و قلت اعتناء فن کي وجه سے تمام کتاب میں اور بهي بہت سي باتیں اسي طرح رطب و یابس هونگي -

(۴) عبارت میں بهي شگفتگي کی کمي ' اور عدم سلاست جا بجا ہے - ایسي کتابوں میں جنسے مقصود عورتوں ' بچوں ' اور عام اردو خواں طبقه سے مخاطب هو ' عبارت کے مسئله کو بهي کم ضروري و اهم نہیں سمجهنا چاهیے -

امید ہے که مولوي صاحب دوسرے ایڈیشن میں ان امور کا خیال رکهیں گے - کچهه شک نہیں که انکا ارادہ اور انکي مبارک سعي یقیناً مستحق تعریف و تشکر ہے -

---

موضوع کی بلندی خود مستحق رفعت ہے - لیکن دوسرے میں تاریخ کی جگہ اصلاح و دعوۃ کا مقصد پوشیدہ اور مخاطب عامة الناس ' اسلیے نہ تو اسلوب بیان مورخانہ و فلسفیانہ ہو ' اور نہ بلند و عالمانہ ' بلکہ نہایت علم فہم و سلیس اور محض سادہ و سہل ' با ایں ہمہ ' سادگی بیان کے ساتھہ ضرور ہے کہ بغیر کسی انشا پردازانہ پیچ و خم کے ' اپنے اندر ایک ایسی بے امان تاثیر بھی رکھتا ہو کہ سننے والے اسکے ہر لفظ پر بے اختیار دل و جاں سپرد کر دیں ! و ان من البیان لسحرا -

جس بات کو میں نے یہاں چند سطروں میں لکھا ہے ' غور کیجیے تو یہ ایک نہایت نازک او ر دقیق نکتۂ بلاغت ہے ' او ر افسوس کہ اقالم عصر کو اس کا حس نہیں -

بڑی مشکل یہ ہے کہ ایک عرصے سے عام لوگ ذکر میلاد کی مجالس میں ٹھمری ٹھپہ کے عادی ہوگئے ہیں - مجھکو بہت سی ایسی صحبتیں یاد ہیں' جہاں غزلوں کے مطالب اور صراحت خطاب و ضمیر سے اگر قطع نظر کرلی جاتی' تو یہ بتلانا محال ہوجاتا کہ ایک مقدس ذکر دینی کی صحبت میں بیٹھے ہیں ' یا کسی نو اموز مگر صحیح معنوں میں خوش گلو مغنیہ کے سامنے - میں یہ کہنے سے نہیں شرماتا کہ موسیقی کو نہایت محبوب رکھتا ہوں اور چونکہ دل رکھتا ہوں' اسلیے اُس شے سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ' جس کا تعلق دل کے ساتھہ ' جسم اور روح کا تعلق ہے' لیکن تاہم یہ تو کوئی شخص بھی پسند نہیں کر سکتا کہ مجالس دعوت مقدسہ و مذاکرت دینیہ کو موسیقی کے مشتبہ جذبات سے آلودہ کیا جاے -

میرے خیال میں اس ذکر مقدس کیلیے یقیناً یہ ایک نا قابل تحمل گستاخی ہے -

پھر ظاہر ہے کہ یہ نئے خطبات سیرۃ تو اس عنصر دلکش سے بالکل خالی ہونگے - انکے پڑھنے کا انداز بھی روضہ خوانی کی طرح نہیں بلکہ ایک وعظ کی طرح بالکل تحت اللفظ ہوگا - اصلاح کے کاموں میں لوگوں کی دلچسپی کے قیام اور توجہ کے بقاء سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ' ورنہ اصل مقصود فوت ہوجاے - پس نہایت ضروری اور اساسی امر یہ ہے کہ انکے اسلوب بیان و طرز تحریر میں کچھہ ایسی باتیں بھی جمع کی جالیں ' جنکا اثر و کشش ' تمام عوام پسند اجزائے میلاد کی پوری پوری تلافی کردے ' اور طریق و اداب خطبات ' و رسم مواعظ و دعوۃ بھی ہاتھہ سے نہ جاے -

(ادارۂ سیرۃ نبوی)

ان خطبات کی ضرورت تو مجالس ذکر مولد کے خیال سے ہے - لیکن انکے علاوہ بھی مختلف انداز بیان و ترتیب ' اور تلخیص مطالب و مسائل کے ساتھہ سیرۃ نبوی کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے ' جو طرح طرح کی اشکال دعوت و اثر میں اس اسوۂ حسنۂ الہیہ کو اهل اسلام وغیر اهل اسلام کے سامنے پیش کرے -

ضرورت تھی کہ ایک خاص ادارہ " سیرۃ نبوی " کی غرض سے قائم کیا جاتا ' جس کا کام مسلسل اور دائمی ہوتا ' اور جو اس بارے میں تحقیقات و انکشافات فن کی مصروفیت کے ساتھہ ' سیرۃ کے چھوٹے بڑے' مختلف اشکال و مقاصد کے ایڈیشن بھی شائع کرتا رهتا -

کاش موجودہ ادارۂ سیرۃ جو شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کے زیر ادارۃ قائم ہے ' تکمیل سیرۃ کبیر کے بعد بھی اپنے کام کو جاری رکھے' اور ایک با قاعدہ جماعت اس مقصد اعظم و اقدم کو اپنے ہاتھوں میں لے لے ' جو اصلاح و بقاے ملت و دعوۃ دیانۃ حقۂ اسلامیہ کیلیے بمنزلۂ اساس کار و بنیاد جمیع مساعی و مبانی ہے -

(احتفال مولد نبوی)

مجھکو کئی بار خیال ہوا کہ ایک دو رسائل سیرۃ نبوی پر متذکرۂ صدر اصولوں کو پیش نظر رکھکر لکھوں ' اور آج اس مبحث کو زیادہ تفصیل کے ساتھہ لکھا بھی اسی لیے تا کہ ارباب قلم و نظر کو اس طرف توجہ ہو اور ایک ابتدائی مشورہ انکے سامنے آجاے - اگر ماہ ربیع الاول قادم تک کسی بزرگ نے اسکی طرف توجہ نہ کی تو چند خطباۃ سیرۃ پر لکھونگا - نیز کوشش کرونگا کہ کسی بڑے شہر میں ایک احتفال عظیم اس مقصد سے منعقد ہو اور اُس میں صرف سیرۃ مبارک پر مختلف ارباب علم و خبرۃ خطبات دیں - یہ خیال بھی مجھے عرصے سے ہے - امسال لاهور یا لکھنو میں بماہ ربیع الاول ایک مرکزی مجلس ضرور منعقد کرنا چاهیے - و ما توفیقی الا باللہ -

العجیل

۱ - ریویہ : سید سبط الحسن - ڈاکخانہ حسین آباد - ضلع مونگیر -

اس مسئلہ کی طرف اس وقت انتقال ذهنی اسلیے ہوا کہ ریویو کیلیے مدت کی پڑی ہوئی کتابیں نکلوائیں تو ایک رسالہ " العجیل " نامی اسی موضوع پر نظر آگیا -

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ میں یہ ایک نیا رسالہ لکھا گیا ہے جسمیں اختصار کے ساتھہ قبل از ولادت و حالات خاندانی سے لیکر وفات تک کے حالات ' صاف اور عام فہم اردو میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے - مرتبہ مولوی سید محمد نور صاحب بہاری -

کتاب ۱۲۸ - صفحہ کی ہے اور فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام حالات زندگی جمع کیے گئے ہیں - دیباچہ میں لکھا ہے کہ سیرۃ نبوی کو بچوں کی تعلیم میں داخل ہونا چاهیے اور اسی خیال سے اردو میں یہ رسالہ مرتب کیا جاتا ہے -

پوری کتاب نہیں دیکھہ سکتا - بعض مقامات پڑھے تو عبارت صاف اور سلیس نظر آئی اور طرز ترتیب آجکل کے مذاق کے مطابق - بہ حیثیت مجموعی یہ رسالہ بہت غنیمت معلوم ہوتا ہے اور آجکل کے رائج و معروف ذخیرۂ سیرۃ کی جگہ بہت بہتر ہے کہ لوگ اس کتاب کو پڑھیں - البتہ چند باتوں کا مولوی صاحب خیال رکھتے تو بہتر تھا :

(۱) اگر مقصود بچوں اور عورتوں کا بھی مطالعہ ہے تو اتنی ضخامت مناسب نہیں اور نہ ہر طرح کے حالات کی ضرورت - ہر تصنیف میں مقدم شے قارئین و مخاطبین کی ضروریات و حالت کا صحیح اندازہ کرنا ہے -

(۲) جن کتابوں سے حالات لیے ہیں اور دیباچہ میں انکا تذکرہ کیا ہے ' وہ بغیر نقد و تحقیق کسی طرح معتبر و مستند نہیں - دیباچہ میں لکھتے ہیں :

" عربی میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تالیف ہوئیں جن میں سواے موضوع ' صحیح ' سقیم ' مرسل ' منقطع ' مفصل کا اضافہ بھی شامل تھا - ان میں صحیح تر سیرۃ حافظ ابو الفتح' ابن هشام ' سیرۃ شامی ' سیرۃ حلبیہ ہے لیکن انقلاب زمانہ سے جب دوسری زبانوں میں ترجمہ یا ملخص ہونے لگا تو ضعاف اور موضوع کے علاوہ نفس واقعات اور حوالے میں بھی تصرف کیا گیا "

لیکن یہ صحیح نہیں - اول تو " سواے موضوع ' صحیح' سقیم" کا مطلب معلوم نہیں کیا ہے ؟ پھر جن کتابوں کو " صحیح تر " کہا

ہے بلکہ کسی اور سیارے سے آئی ہے - (۱)

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حیات کوئی مستقل بالذات شے نہیں بلکہ یہ وہ عمل کیمیاوی ہے جو زندہ جسم کے عناصر میں ہوتا رہتا ہے -

یعنی جسطرح شیشے کی سختی ' سونے کی لچک ' پانی کا سیلان ' کوئی مستقل بالذات شے نہیں ' بلکہ مادہ کے مختلف طبیعی یا کیمیاوی خواص ہیں - اسیطرح حیات بھی زندہ اجسام کا کیمیاوی خاصہ ہے - اسی لیے اصطلاح میں اس عمل کو " عمل آلی " کہتے ہیں ' اور اس مذہب کو " مذہب آلی " -

" مذہب آلی " کے مریدین میں پروفیسر (جاک لوبی) بھی ہیں - یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے دریا کے پانی میں بعض مادے ملائے تھے اور اس آمیزش کے بعد بعض بحری حیوانات کے انڈوں میں سے تلقیح کے بغیر اسی قسم کے بچے نکلے تھے -

(حیات منفصل)

کیا کوئی عضو کسی جسم حیوانی سے علحدہ ہونے کے بعد زندہ رہ سکتا ہے ؟ یہ سوال سال گذشتہ سے پہلے مستبعد و نا قابل پرسش تھا ' مگر اب ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے - موسیو (کارل) نے عملیات جراحیہ کے اثنا میں اپنے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ بعض کیمیاوی تدابیر سے عضو مقطوع ۱۶ - سے ۲۰ - دن تک زندہ رہ سکتا ہے -

یہ مسئلہ دلچسپ اور تفصیل طلب ہے مگر افسوس کہ یہ موقع نہیں - اسلیے تفصیل قلم انداز کرتے ہیں - ان شاء اللہ مضمون کے آخر میں اس موضوع پر مفصل لکھینگے -

(علم الجغرافیہ)

سال گذشتہ جغرافی تحقیقات کے لیے مختلف مہمین روانہ ہوئی تھیں ' انمیں سے جاپانی مہم جو لفٹننٹ (شیراسی) کی سرکردگی میں تھی ' قطب تک پہنچنے سے پہلے نا کام واپس آئی - (امنڈسن) اور (اسکاٹ) کی مہمین قطب تک پہنچیں - انکے حالات (الہلال) جلد دوم میں مفصل شائع ہو چکے ہیں - اس لیے قلم انداز کیے جاتے ہیں -

(سٹیفن) اور (انڈرسن) نے خلیج کاتویج کے جزائر میں کچھہ ایسے لوگ دریافت کیے ہیں جنکے بال سرخ ' آنکھیں کرنجی ' اور رنگ سفید ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سوبدن اور ناروے کے رہنے والے ہیں جو بہت عرصہ ہوا ' اسطرف نکل آئے تھے -

(علم الارض)

زلزلوں کے سبب کے متعلق علما میں شروع سے سخت اختلاف چلا آتا ہے - حکماء متقدمین میں سے ارسطو اور فیثاغورس وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ اسکا سبب ہوائیں ہیں - طالیس اور سنیکس وغیرہ اسکا سبب پانی کو قرار دیتے ہیں - کلدانی منجم اجرام سماویہ کو اس کا باعث بیان کرتے تھے -

متقدمین کی طرح متاخرین کی آراء بھی اس باب میں متعدد اور سخت متعارض ہیں - ان اراء کے [illegible] قدماء کا یہ موقع نہیں - انمیں سے سب سے آخری اور فی الحال معتمد علیہ یہ راے تھی کہ جوف زمین میں اس عہد کی آگ کا ایک حصہ باقی ہے ' جبکہ یہ ایک کرہ آتشیں ہو رہا تھا - اس آگ میں جب کسی وجہ سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے تو زمین کانپنے لگتی ہے - یہی لرزہ ہے جسکو ہم زلزلہ کہتے ہیں -

مگر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ زلزلے زمین کے بعض طبقات کے دھسنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں -

خیال یہ تھا کہ ان سنگین طبقات کا دل جو دھسنتے ہیں ' ۱۲ - میل سے زیادہ نہیں ہوتا - اس کے بعد کے طبقات ضغط و فشار کی وجہ سے پھٹتے نہیں بلکہ سیال مواد کی طرح ہلنے لگتے ہیں -

بعض لوگوں نے یہ تجویز کی تھی کہ ایک کواں کھودا جاے ' اس کوین کی کھدائی اسوقت تک جاری رہے ' جب تک کہ وہ سنگین طبقات سے گذر کے نرم حصے تک نہ پہنچ جاے - مگر اس تجویز پر اسوقت یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس نرم حصے تک پہنچنا نا ممکن ہے کیونکہ اس حد تک پہنچنے سے پہلے زمین کا فشار اسقدر بڑھجائیگا کہ بالاخر کنویں کے دونوں پہلو مل جائینگے -

اسوقت یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ کانیں زیادہ عمق میں نہیں ہوتیں - مگر تازہ تجارب نے یہ ثابت کیا ہے کہ کانیں بہت زیادہ عمق میں بھی پائی جاتی ہیں - ۱۷ - سے ۲۰ - میل عمق تک قشر زمین کا (زمین کے چھلکے کا) معمولی فشار خندق کے دونوں پہلوؤں کو نہیں ملاتا ' پس ۲۰ - میل عمیق خندق میں انسان جا سکتا ہے -

ساحل ترندالی کے قریب زمین پھٹی - اسکے بعد نیچے مٹی اور پتھر نکلے اور انہیں پتھروں اور مٹی کے ڈھیر سے ایک جزیرہ بنگیا - اسوقت سطح آب سے اس جزیرہ کی بلندی ۱۴ - قدم (فیٹ) ہے -

(الطب و الجراحہ)

(سرطان) کے اسباب ابھی تک دریافت نہیں ہوے ' اسی سے اسکا کوئی کامیاب علاج بھی ایجاد نہ ہو سکا - لیکن اگر سرطان آغاز ظہور میں تشخیص کر لیا گیا ' اور نکال بھی لیا گیا تو پھر شفا یابی کا پہلو غالب ہو جاتا ہے - شعاعہاے (رنتجن) اور (ریڈیم) صرف اس حصہ کے لیے مفید ہیں ' جو عمل جراحی کے بعد رہجاتا ہے ' مگر ڈاکٹر اتنر اپنا تجربہ اسکے خلاف بیان کرتے ہیں - انکا بیان ہے کہ انھوں نے ریڈیم کے ذریعہ عمل جراحی کے بغیر چار ایسے مریضوں کو اچھا کیا ' جنکے چہرے میں سرطان تھا ' اور چھہ ایسے مریضوں کو بھی جنکے جبڑے میں سرطان تھا - ان کے علاوہ بعض ایسی عورتوں کو بھی اچھا کیا جنکے رحم میں سرطان ہو گیا تھا - ان تمام شفا یاب مریضوں میں سے کسی کو بھی پھر سرطان نہیں ہوا - یہ ان شعاعوں کی ایک عجیب و غریب خاصیت بیان کی جاتی ہے کہ وہ صرف انہیں انسجہ میں اثر کرتی ہیں ' جنمیں مادہ سرطانی ہوتا ہے -

ان شعاعوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو ہفتہ تک مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے تو ان سرطانی خلایا میں ایک قسم کی تجویف پیدا ہو جاتی ہے - یہی تجویف بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتی ہے کہ سرطان بالکل جاتا رہتا ہے - (البقیۃ یتلی)

(۱) ہمارے ہاں علماے [illegible] دین اسلام کا بھی یہی مذہب ہے اور اس سے حسب اصول مذہب و ادیان ' یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کے فنا کے بعد بھی نفس زندہ رہتا ہے ' کیونکہ وہ جسم سے علحدہ اپنا مستقل وجود رکھتا ہے - کئی بار ارادہ ہوا کہ ایک مضمون صرف اس موضوع پر لکھا جاے کہ متکلمین اسلام نے فلسفۂ و مباحث علوم میں ضمناً پڑکر جو بعض اصول قایم کیے تھے ' تحقیقات جدیدہ اب انکو تسلیم کرتی جاتی ہے -

مذاکرۂ علمیہ

علوم و معارف

سنه ۱۹۱۲ میں

(۱)

کیا عجیب اختلاف احوال ہے !

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ همارے اسلاف پیشین هم کو جو ذخیرۂ معارف سپرد کرگئے هیں ' اوس میں ایک ذرہ کا اضافه بهي ناممکن یقین کیا جاتا ہے' اور علوم قدیمه کا بهي یه حال ہے که جب هماري مجلس کا کوئي گراں پایه ممبر اٹهه جاتا ہے تو پهر اوس کا کوئي جا نشین پیدا نہیں هوتا -

دوسري طرف اسي آسمان کي نیچے ایک دوسري آبادي ہے ' جهاں کي نسل همیشه اپنے اسلاف کي متروکات علمیه کو تعجب انگیز ترقي دے رهي ہے ' اور جب اوس آبادي کا کوئي فرد اپني جگه خالي کرتا هے تو اپنے سے ایک بہتر شخص کو اپنا جانشیں بنا جاتا هے ا

یورپ کي تمام شاخهاے زندگي کي طرح اسکي علمي زندگي بهي شغف ' حوصله مندي' سرگرمي' اور استقلال کي روح سے لبریز ہے ' یورپ میں علمي زندگي کي هر دلعزیزي و محبوبیت کا اندازہ علماء علوم وفنون کي اس تعداد سے هوسکتا ہے جو سنه ۱۳ ع کي دلیل انگلستان (گائڈ بک) مطبوعه لندن میں شائع هوئي هے اور جو بالتفصیل درج ذیل ہے -

امریکا	...	...	...	...	۱۶۷۸
انگلستان	...	...	...	...	۱۴۷۲
جرمني	...	...	...	...	۱۲۸۰
فرانس	...	...	...	...	۱۴۲۳
آسٹریا	...	...	...	...	۳۴۸
اٹلي	...	...	...	...	۲۱۵
سویزر لینڈ	...	...	...	...	۲۱۴
کنیڈا	...	...	...	...	۱۴۶
سویڈن	...	...	...	...	۱۰۹
روس	...	...	...	...	۹۷
ڈنمارک	...	...	...	...	۹۳
بیلجیم	...	...	...	...	۹۰
نارو ے	...	...	...	...	۸۸

گائڈ بک میں صرف انہیں چیزوں کا ذکر هوتا ہے جو کوئي خاص اهمیت و عظمت رکهتی هیں' اسلیے یقیناً اسمیں هر سند یافته یا هر اسکول کا ٹیچر اور کالج کا پرو فیسر شامل نه هوگا ' بلکه یه جماعت هوگي صرف ان اشخاص کي ' جو صحیح معني میں اهل علم هیں' اور علمی زندگي بسر کر رهے هیں -

یورپ میں علم کي سرعت رفتار کا یه عالم ہے که اسکي ترقي و انقلاب کي هر سال ایک سالانه روداد شائع کي جاتي ہے - چنانچه ایک مشهور مجلۂ علمیه نے گزشته سال کي روداد بهي ایک مضمون کي صورت میں شائع کي ہے- اس سے ظاهر هوتا ہے که گذشته ربع قرن میں علم نے یورپ میں کهاں تک ترقي کي ؟ هم اسکے بعض حصص کا خلاصه شائع کرتے هیں - یه ایک اجمالي بیان هوگا جس میں صرف چند اصناف علم اور انکے متعلق بهي چند مخصوص ترین اکتشافات و اضافات کا ذکر ہے- و علی کل حال' فیه تبصرہ لمن القی السمع و هو شهید -

(علم الحیاۃ)

اس علم میں اهم ترین اضافه' وہ مشهور خطبۂ رئیسیه (پریسیڈنشل ایڈریس) ہے جو پروفسر شیفر نے مجمع تقدم العلوم البرطانی (برٹش اکاڈیمي) کے جلسه منعقدہ (ڈنڈي) میں پڑها تها - اس خطبه کے شائع هونے هي بحث وانتقاد کا دروازہ کهلا اور اعتراضات وجوابات نے مجلات علمیه کے صفحات پر ایک قلمي جنگ برپا کردي (۱) -

جیسا که پرو فیسر شیفر نے اپنے خطبۂ رئیسیه میں بیان کیا ہے' (حیات) کي تعریف ایک ایسي گرہ ہے ' جسکے کهولنے سے اساطین فن همیشه عاجز رهے هیں -

(اسپنسر) کا شمار ائمه فن میں ہے اور مبادي علم الحیات پر اسکي کتاب لٹریچر کي اس شاخ میں ایک عدیم النظیر اضافه ہے- (اسپنسر) نے اس کتاب کے دو باب تعریف حیات کے لیے وقف کیے مگر اس سعي طویل کا ماحصل صرف یه نکلا که وہ کچهه تعریف نه کرسکا اور بالاخر اپنے عجز قصور کا اوس نے اعلان کیا -

یہی وجه تهي که پروفیسر شیفر اپنے خطبه میں مسئله تعریف کو غیر منحل چهوڑ کے آگے بڑهگئے ' اور ایک ایسے رسمي و غیر متوقع الحصول مقصد کے پیچهے اپنا وقت ثمین ضائع نہیں کیا ' جسکا حصول (اگر هوتا) تو فن کو کوئي مخصوص مفاد اساسي نه پہنچا سکتا -

مگر با ایں همه حیات کي تفسیر و تشریح ناگزیر ہے اور پروفیسر شیفر اس جماعت کے ساتهه هیں جو اسکو " عمل آلی " قرار دیتا ہے -

اس اجمال کي تفصیل یه ہے که (حیات) کے متعلق دو مذهب هیں - ایک گروہ کا خیال یه ہے که حیات ایک مستقل بالذات شے ہے اور جسم و حیات کی نسبت ظرف و ظروف کی ہے -

اسکو یوں سمجهیے که ایک غبارہ گرم پرواز ہے - اسمیں دو چیزیں هیں - غبارہ اور وہ دهواں یا گیس' جو اسمیں بهرا هوا ہے - گو پرواز غبارہ کا فعل ہے مگر ہے اثر گیس کا ' اور گیس بجاے خود کوئی ایسی چیز نہیں' جسے کسی عمل کیمیاوي نے غبارہ کے اجزا سے پیدا کیا هو' بلکه ایک مستقل شے ہے جو اسمیں داخل کی گئی ہے -

قریباً یہی حالت جسم و حیات کي بهي ہے - اسی جماعت میں وہ گروہ ہے جو کهتا ہے که حیات کرہ ارض میں پیدا نہیں هوئی

(۱) یه خطبه الهلال جلد ۲ - نمبر ۱۳ - و ۱۴ - میں ملخصاً شائع هوچکا ہے - منه

یہ حکم امن عالم اور حفظ انسانیت سے متعلق ہے' اسي ليے جب کسي دور و عصر میں امن عالم کامحافظ رباني اور حفظ انسانیت کا واعظ روحاني دنیا میں آیا ' تو اوس نے اس حکم کا اعادہ کیا -

تم نے اوس فرمان کو سنا ہے' جو امن عالم کے ایک " محافظ اکبر " نے مقدس جماعات انساني کے روبرو اور " بیت خلیل " کے سامنے دنیا کو سنایا تھا ؟

الا ان دماء کم و اموالکم محرمة علیکم کحرمة یومکم هذا ' في بلد کم هذا ' في شهرکم هذا !

آگاہ ہو کہ تمہارا خون ' تمہارا مال' ایک دوسرے کیلیے محترم ہے ' جسطرح آج روز حج اس شہر مکہ میں' اس ماہ ذیحج ، میں محترم ہے -

اسي طرح وہ جو " کوہ طور " سے آیا ' اور اسنے بھي جو " کوہ زیتون " پر نمودار ہوا ' یہي کہا تھا کہ " تو خون مت کر "

(حفظ نفس کیلیے قتل نفس)

لیکن جس طرح قیام امن و احترام روح انسانیت کے لیے سفک دم و قتل نفس ممنوع ہے ' اسي طرح کبھي کبھي انہیں عزیز ترین متاع عالم کي حفاظت وعزت کے لیے سفک دم و قتل نفس ضروري بھي ہو جاتا ہے - ایک جماعت انساني کا مجرم ' ایک نفس زکیہ کا قاتل ' ایک حکومت صالحہ کا باغي ' اور ایک برہم زن امن عالم کا قتل' عین عدل و نفس انصاف ہے' تاکہ دنیا کي صلح و سلام واپس آئے ' اور انسانیت وروح کی عزت و احترام باقی رہے -

(عفو و انتقام)

اسلام سے پہلے دنیا نے صرف دو اصولوں پر کلم کیا ہے - عفو اور انتقام - ہم نے موسی (ع) کي شریعت میں " جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت " پڑھا ہے ' لیکن یہ نہیں پڑھا کہ " اے اسرائیل ! برے بندوں کو معاف کردے "

ہم نے مسیح (ع) کو سنا کہ اوسنے (گلیل) کي سرزمین میں ایک پہاڑ کے نیچے کہا :

" تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا ' آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا ' بلکہ جو تیرے دھنے گال پر طمانچہ مارے ' تو دوسرا گال بھي اوس کي طرف پھیر دے ' جو تیرا کرتہ لے ' اوس کو چوغہ بھي لے لینے دے ' جو کوئي تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے ' اوسکے ساتھ دو کوس چلا جا " (۱)

ہم نے یہ سنا ' لیکن یہ تو نہیں سنا کہ اوسنے کہا ہو : " شریروں اور بدکاروں کو اون کے اعمال کي سزا دو کہ آسمان کي بادشاہت کي طرح زمین کي بادشاہت میں بھي امن و سلامتي ہو "

لیکن ہم نے مسیح کے بعد (بطحاء) کي سرزمین میں ' جبل حراء کے دامن میں ' ایک اور بولنے والے کا کلام سنا ' جس نے گلیل کے منادي کي طرح پہلے کہا :

ادفع بالتی هی احسن السیئة - (٢٣ - ٩٧) -

برائي کا معارضہ ہمیشہ نیکي سے دو -

و یدرؤن بالحسنة السیئة اولئک لهم عقبی الدار - (١٣ - ٢٢) -

آنے والے گھر کا انجام اون کے لیے ہے جو برائي کو نیکي سے دفع کرتے ہیں -

(۱) تورات - سفر خروج - ٢٥ : ٢ اور متي ٥ - ٣٨ - (منہ)

لیکن ساتھ هي اوس نے سلطان عدل کے جلال ' امنیت عالم کے احترام ' نظام مدنیۃ کے قوام ' اور قانون و عدالت کي ہیبت کے ساتھ کہا ' جیسا کہ موسی (ع) نے بادل کي گرج ' بجلي کي چمک ' اور قرنا کي آواز میں سنا تھا :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم واتقوالله واعلموا ان الله یحب المتقین - (٢ : ١٩٤) -

" جو تم پر تعدي کرے تم بھي اوسي طرح اور اوسي قدر اوس پر تعدي کرو ' خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ خدا اپنے سے ڈرنے والوں کو پیار کرتا ہے "

پھر اوس نے موسی (ع) کے قانون کا اعادہ کیا :

وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص - (٥ : ٤٨)

" ہم نے تورات میں لکھدیا ہے کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ ' ناک کے بدلے ناک ' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت' اور زخم کے بدلے زخم ہے "

وہ ادھوري باتوں کو جیسا کہ (مسیح) نے کہا تھا' پورا کرنے کے لیے آیا تھا - وہ آیا اور اون کو پورا کیا - اوس نے کہا کہ " تم دشمنوں سے در گذر کرو ' اور برائي کو نیکي کے ذریعہ دور کرو " اوس نے صرف یہي نہیں کہا کہ دشمنوں کے شدائد جبر کے ساتھ تحمل کرو بلکہ یہ بھي کہا کہ تحمل کرو اور احسان کرو ' برائي کو انگیز کرو اور اُسکي جزا نیکي کے ساتھ دو کہ یہ حصول امن کا ذریعہ اور نسب صلح وسلم کی تدبیر ہے :

ولا تستوي الحسنة ولا السیئة ' ادفع بالتي هی احسن السیئة' فاذا لذي بینک و بینه عداوة کانه ولي حمیم ' وما یلقاها الا لذین صبروا ' وما یلقاها الا ذو حظ عظیم (٤١ ٣٣)

" نیکي اور بدي برابر نہیں - نیکي سے بدي کو دور کرو کہ اس سلوک سے وہ' جس کو تم سے عداوت ہے' تمہارا دوست ہو جائے گا - یہ وہ طریقۂ اخلاق ہے جس پر صرف صابر اور خوش قسمت انسان هي عمل کرتے ہیں "

(قانون حفظ و قتل)

لیکن یہ عفو وحلم یہ صفح و درگذر' یہ تحمل وانگیز' کب تک ؟ اوس وقت تک ' جب تک کہ اوس شر اور بدي کا اثر شخص واحد تک محدود ' اور صرف ایک ذات خاص هي کے منافع خصوصیہ میں محصور ہو کہ یہ جرم ایک شخص واحد اور ذات خاص کا ہے جس کے معاملات و حوادث خصوصیہ کو هئیۃ اجتماعیہ اور سوسائٹي سے تعلق نہیں -

وہ پاني کا ایک بلبلہ ہے جو ایک ٹھوکر سے پیدا ہوا اور مٹ گیا - اس جرم کو معاف کرو کہ اشخاص کي ذاتي محبت ومودت اور شخصي لطف و رحم کو ترقي ہو اور دنیا امن و صلح سے بھر جائے - یہي وہ موقع ہے جہاں (مسیح) کے حکم پر عمل کرنا عین اسلام کي تعلیم ہے -

لیکن دنیا میں ایسي بھي بدیاں ہیں جو گو ایک شخص خاص کے ساتھ ظاہر ہوتي ہیں ' لیکن وہ سمندر کي لہریں ہیں ' جو ہوا کے جھونکوں سے پیدا ہوتي ہیں اور دور تک پاني کي سطح کو متزلزل کردیتي ہیں - وہ گو ایک ذات واحد کا گناہ ہے لیکن اپني وسعت اثر و قوۃ نفوذ کے لحاظ سے تمام مجتمع انساني کا گناہ

وَذَكِّرْهُم

باب التفسير

قصص بني اسرائيل

(۳)

قتل نفس

— : * : —

حقوق و فرائض عباد میں سے سب سے اول و افضل فرض یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان کی زندگی کی حرمت اور اس کی جان کی عزت کرے - جب تک حرمت زندگی و عزت جان نہیں ' اس وقت تک دنیا میں راحت و اطمینان بھی نہیں -

(قابیل و هابیل)

کتب الهیه نے بتایا ہے کہ اس بدترین فعل شیطانی کا مبتدع اول وہ گنہگار انسان (قابیل) تھا ' جسکے سوء نیت اور خباثت قلب کو دیکھکر خدا نے قربانگاہ میں اوسکی قربانی قبول نہ کی ' لیکن اوسکے بھائی (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی کہ وہ نیت کا خالص اور دل کا نیک تھا - یہیں سے قربانی کی حقیقت بھی سمجھہ میں آسکتی ہے کہ وہ جانور کی گردن سے خون گرانے کا نام نہیں ' بلکہ نیکی اور پاکی کے چند قطرات خونین سے عبارت ہے ' جو خدا کے نام پر دل سے کہ مستقر خیالات ہے ' ٹپکیں :

لن ینال الله لحومها	خدا کو قربانی کا گوشت اور خون
ولا دماء ها ولکن یناله	نہیں پہنچتا ' بلکہ صرف تمہاری
التقوی منکم (۲۲ : ۳۸)	نیکی ہی خدا تک پہنچتی ہے -

(قابیل) نے دیکھا کہ خدا نے اوسکے بھائی (ہابیل) کی قربانی کو قبول کی عزت بخشی لیکن اوسکی قربانی کو عزت نہ دی ' وہ رنجیدہ ہوا ' اور اپنے بھائی کے خون سے اپنا ہاتھہ رنگین کیا - (تورات - پیدائش ۴ : ۴) -

قرآن مجید نے اسی قصہ کو ان الفاظ میں دہرایا ہے :

واتل علیهم نبأ ابني آدم	اے پیغمبر! ان لوگوں کو آدم کے
بالحق اذ قربا قربانا	دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا دے - جب
فتقبل من احدهما ولم	دونوں نے خدا کے حضور اپنی اپنی
یتقبل من الاخر '	قربانیاں پیش کیں تو ایک کی
قال لاقتلنک ' قال انما	قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ
یتقبل الله من المتقین '	ہوئی - جس کی قبول نہ ہوئی اوس
لئن بسطت الي یدک	نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھکو
لتقتلني ما انا بباسط	قتل کروں گا - بھائی نے کہا : قربانی
یدی الیک لاقتلک '	خدا نیکوں کی قبول کرتا ہے اور تم
انی اخاف الله رب	اگر میرے قتل کے لیے ہاتھہ بڑھاتے
العالمین ' انی ارید ان	ہو تو بڑھاؤ ' لیکن میں تو نہیں بڑھاتا -
تبوأ باثمی و اثمک	میں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں - میں
فتکون من اصحاب النار '	چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا ' دونوں کا گناہ
وذلک جزاء الظالمین '	تم ہی اُٹھاؤ اور دوزخ کے سزاوار
فطوعت له نفسه قتل	بنو کہ ظالموں کی یہی جزا ہے - پہلا
اخیه فاصبح من الخاسرین	بھائی اپنے نفس کا مطیع بنکر اپنے
(۳۰ : ۳۳)	بھائی کا قاتل ہوا - اور مبتلاے خسران !

یہ پہلی خونریزی تھی جو دنیا میں ہوئی ' اور خون بے گناہی کا پہلا قطرہ تھا جو زمین پر گرا - دنیا میں جب کبھی اس کی مثال ظاہر ہوگی ' تو آدم کا قاتل فرزند ہی اوس کا ذمہ دار ہوگا کہ اس شرارت کا تخم زمین میں سب سے پہلے اوسی نے بویا -

حدیث صحیح ہے :

لا تقتل نفس الا کان لابن	دنیا میں جب کوئی مظلوم قتل
آدم الاول کفل منها	کیا جاتا ہے تو آدم کے فرزند اول کو
(بخاری) -	بھی اوس میں سے حصہ ملتا ہے -

(نیکی اور بدی کا بیج)

اسی طرح ہر نیکی کا مبتدع اور فاعل اول ' جب تک وہ نیکی دنیا میں باقی ہے ' اوسکے ثواب عمل سے بہرہ ور ہوگا ' کیوں کہ سب سے پہلے اسی نے دنیا کو یہ نیکی سکھائی - یہی مطلب ہے اس حدیث مشہور کا :

من سن سنة حسنة	جو کوئی نیک طریقہ جاری کرے گا ' اسکو
فله اجرها واجر	بھی اوس نیکی کرنے والے کی طرح
من عمل بها (ص ح)	ہمیشہ ثواب ملے گا -

پس جو وجود دنیا میں کوئی بدی لایا ' وہ تمام دنیا کا دشمن ہے کہ وہ بدی ہر ایک کے ساتھہ ہو سکتی ہے - اور جو دنیا کو کوئی نیکی سکھاتا ہے ' وہ تمام دنیا کا محسن ہے ' کیوں کہ اس سے دنیا کی ہر زندگی متمتع ہوگی - اسی لیے خداے پاک نے آدم کے ان دونوں بیٹوں کے قصے کے بعد فرمایا :

من اجل ذلک کتبنا	اسی لیے ہم نے بنی اسرائیل کو کہدیا
علی بنی اسرائیل انه	کہ جو کسی کو بغیر اسکے کہ اسنے
من قتل نفس بغیر	کسی کو قتل کیا ہو یا زمین میں
نفس او فساداً فی	اسنے کوئی فتنہ برپا کیا ہو ' قتل کرتا ہے
الارض ' فکانما قتل الناس	وہ گویا تمام بنی نوع انسانی کو قتل
جمیعا ' ومن احیاها	کرتا ہے ' اور جو کسی کو اپنی مہربانی
فکانما احیا الناس	سے زندہ کرتا ہے ' وہ گویا تمام نوع
جمیعا (۵ - ۳۵)	انسان کو زندہ کرتا ہے -

(حفظ نفس)

اس معجزانہ ' پر اثر ' اور مخفی طرز ادا کے علاوہ خدا نے کلی بار اعلاناً خون ریزی سے منع فرمایا - سورۂ انعام میں ہے :

ولا تقتلوا النفس التي	جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا ' حق
حرم الله الا بالحق ' ذلکم	کے سوا ' کسی اور سبب سے اوس کو
وصکم به لعلکم تعقلون -	ہلاک نہ کرو ' خدا تمہارے سمجھنے
(۶ - ۱۵۸)	کے لیے تم کو یہ نصیحت کرتا ہے -

اور پھر سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے :

ولا تقتلوا النفس التي	"جان جسکا قتل خدا نے حرام کیا '
حرم الله الا بالحق ' ومن	حق کے سوا کسی اور سبب سے اوس
قتل مظلوماً فقد جعلنا	کو ہلاک نہ کرو - جو مظلوم ہوکر
لولیه سلطانا ' فلا یسرف	مارا جاے اوسکے وارث کو ہم نے
في القتل انه کان منصورا -	قصاص اور بدلے کا اختیار دیا ہے مگر وہ
(۱۷ : ۳۵)	اس انتقام میں تعدی اور زیادتی

کسی طرح نہ کرے - اس طرح یقیناً وہ مظفر و منصور ہوگا "

ولكم في القصاص حيوة يا اولي الالباب (۲ : ۱۷۹) دانشمندو! قصاص و انتقام کے خون هي میں تمهاري زندگي کا سر چشمه هے -

اور اسلام کا یه قانون کس کو معلوم نهیں ؟

و جزاء سیئة سیئة مثلها (۴۲ : ۴۰) اور بدي کا بدله ویسي هي بدي هے جیسي که کي گئي -

یهي اصل الاصول دنیا کے مادي قوانین اور عدالت کو بهي قرار دینا پڑا هے ' اور سیاسة اخلاقي بهي اپني تعلیم رحم و درگذر کو یهاں پهنچکر یک سر بهلا دیتي هے - وهي عدالت جو خوں ریزي کو جرم بتلاتي هے ' جب خونریزي کي جاے ' تو اسکا انصاف خونریزي هي سے کرتي هے ' اور جس نے تلوار سے خون بهایا هے ' اسکو عدالت کے جلاد کے آگے سر جهکانا پڑتا هے ' یا سولي کے تختے پر کهڑا کیا جاتا هے !!

اخلاق سے بهي اگر فتوی طلب کیا جاے تو وہ عدالت کا ساتهه دیگا -

کیونکه اس بارے میں اصل الاصول یه هے که " انساني زندگي اور اسکے فطري حقوق کي حفاظت کي جاے " رحم بهي اسي لیے هے تا که کسي پر سختي کرکے اسکي حیات و حقوق طبیعیه کو گزند نه پهنچایا جاے - درگذر اور عفو بهي اسي لیے هے تا که انساني زندگي کا احترام ' اور انساني حقوق حیات کا اعتراف کیا جاے - لیکن اگر اس عفو و درگذر ' اس تعلیم حفظ نفس ' اور عدم قتل و خوں ریزي سے خود وهي اصل الاصول خطرے میں پڑ جاے ' جس کي بنا پر یه تمام اصول قائم کیے گئے تهے ' تو پهر اسکے سوا چارہ نهیں که جس طرح انساني زندگي و حقوق کي حفاظت کیلیے منع قتل کي تعلیم دي جاتي تهي ' تهیک تهیک اسي طرح انساني زندگي اور حقوق کي حفاظت هي کیلیے قتل و خوں ریزي کي بهي اجازت دي جاے -

اخلاق کا واعظ کهتا هے که " قتل مت کرو " اور عدالت فیصله کرتي هے که " قاتل کو پهانسي پر چڑهاؤ " دونوں کا مقصد ایک هي هے ' اور تهیک تهیک ایک هي درجے میں دونوں انساني زندگي اور حقوق طبیعي کے محافظ هیں - پهلا خون کے روکنے کیلیے ایسا کهتا هے تو دوسرے کا بهي فیصله خون هي کي حفاظت کیلیے هے -

البته اس عالم کي هر راہ پل صراط هے - اور صراط مستقیم عدل و اعتدال کا نام هے ' پس اگر اخلاق کے وعظ نے تفریط کي ' اور قانون وسیاست نے افراط ' تو دونوں کي تعلیم نظام امن و عمل کو درهم برهم کردیگي -

(کوہ سینا) کے اعتکاف نشیں نے مقدس تختیوں پر جو کچهه لکها ' اور (گلیل) کي گلیوں میں جس اخلاق کي منادي کي گئي ' وہ دونوں نظام و قوام کے دو علحدہ عنصر ضرور تهے ' پر الگ الگ دنیا کیلیے بیکار تهے - ایک یکسر قانون تها ' جو بقول یهودي انشاپرداز (پولوس) کے " صرف سزا هي دیسکتا تها پر بچا نهیں سکتا تها " (۱) دوسرا اخلاق محض تها ' جو حسن و جمال میں تو دلفریب تها پر عمل و نظام کیلیے بالکل بیکار تها - یه دونوں عنصر الگ الگ دنیا کے دکهه کیلیے نه صرف بیکار هي تهے ' بلکه اسکي بیماري کو اور زیادہ کرنے والے تهے -

لیکن جب وہ دنیا سے گیا " جسکا جانا هي بهتر تها تا که آنے والے کو جلد بهیجنے کیلیے اپنے آسماني باپ سے سفارش کرے " (۲) اور خداوند نے (طور) اور (زیتون) کے پهاڑوں کي جگه (فاران) کي چوٹیوں سے اپني ندا بلند کي ' تو وہ آگیا ' جو موسی کے قانون اور مسیح کے وعظ کو " پورا کرنے والا تها " اس نے ناقص کو کامل ' اور ادهورے کو پورا کیا ' اور ان دونوں عنصروں کو ' جو الگ الگ تهے ' تسویة و اعتدال کے ساتهه اسطرح ترکیب دیا که قانون کا عدل اور اخلاق کا رحم ' دونوں باهم مل گئے ' اور امنیت و نظام انساني کا ایک مرکب صحیح و صالح پیدا هوگیا -

اس مرکب میں " جزاء سیئة سیئة مثلها " اور " ولمن صبر و غفر ' ان ذلك لمن عزم الامور " دونوں عنصر موجود هیں -

یهي شریعة حقهٔ الهیه هے ' یهي ناموس طبیعي و سنة رباني هے ' یهي فطرة الله ' التي فطر الناس علیها هے ' اور اگر ایک لمحه ' ایک دقیقه کیلیے بهي اسکي حکومت دنیا سے اٹهه جاے اور صرف (تورات) کي قساوت یا صرف (انجیل) کي محبت دنیا پر مسلط هو جاے ' تو دونوں حالتوں میں دنیا امن و مدنیة کي جگه ' قتل و خونریزي ' نهب و سلب ' وحشت و سبعیت ' اور جرائم و معاصي ' کا ایک شیطان کدہ بن جاے !!

(آخري نتیجه)

آخري نتیجه جو ان مواد و ترتیبات کے بعد سامنے آتا هے ' یه هے که شریعة الهیه نفس انساني کي محافظ هے ' اور اسي لیے وہ دو صورتوں میں (حسب تصریح بالا) قتل نفس کو فرض و الزم قرار دیتي هے - ان صورتوں میں انسانوں کا قاتل ' مجرم و عاصي نهیں هوتا ' بلکه ایک نهایت مقدس فرض انسانیت و عدالة حقه انجام دینے والا هوتا هے ' وہ ویسا هي محب انسانیت اور نوع خواہ و امن پرست هے ' جیسا که خود قانون اور عدالت کي قوت - اسکا اخلاقي عمل نهایت اقدس و محترم هے ' کیونکه وہ اس قتل نفس کے ذریعه تمام جمعیة انساني اور عدل و نظام امنیت کي خدمت انجام دیتا هے -

دنیا کا قانون اور اخلاق ' دونوں شریعة الهیه کے اس اصول و حکم کے قولاً و عملاً دونوں طرح پیرو هیں ' گو بعض اوقات اپنے قول و عمل کو بهول جائیں -

(عود الی المقصود)

پس اسي لیے تها که حضرة (موسی) علیه السلام نے مصر کے بازار میں ایک قبطی پر هاتهه اٹهایا ' اور وہ مرگیا - اسکا قصه " قصص بني اسرائیل " کے سلسلے میں قران کریم نے بیان کیا هے ' اور یه آج کي تمهید طویل اسلیے تهي تا که کل اس واقعه پر ایک غائر نظر ڈال سکیں ' اور پہلے ایک اصول قانون و فیصلهٔ اخلاق و شریعت ذهن نشین هوجاے -

---

ایجوکیشنل کانفرنس آگرہ

چونکه سالانه جلسه آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا امسال آگرہ میں بتاریخ ۲۶ و ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ عیسوي منعقد هوگا لهذا التماس هے که جو اصحاب تشریف لائیں وہ اپنے وقت اور تاریخ آمد سے فوراً مطلع فرمائیں تاکه انتظام میں دقت نهو ساتهه هي اسکے یه بهی رقم فرمائیں که کهانا پینا رهنا یوروپین طریقه سے پسند فرمائینگے یا انڈین -

انڈین طریقه کا یومیه	۱ - روپیه ۸ - آنه
یوروپین طریقه کا یومیه	۳ - روپیه

نرخ مقرر هے - یه بهي تحریر فرمائیں که همراہ کسقدر آدمي هونگے یا جناب تنها هونگے - اور کس اسٹیشن پر آگرہ میں وارد هونگے -

خواجه فیاض حسن آنریري جائنٹ سکریٹري رسیپشن کمیٹي -
آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرانس گلاب خانه آگرہ -

پهر جب وہ تمام مجتمع انساني کا گناہ ہے تو ایک شخص کو کیا حق ہے کہ وہ اوس گناہ کو معاف کرے ' اور اگر کرتا وہ خود تمام مجتمع انساني کا گناہ کر رہا ہے -

ید ' خالد کے گهر میں سرقہ کا مرتکب هوتا ہے ' اب خالد ری حق نہیں کہ وہ زید کے گناہ کو معاف کرے - اور اگر کرتا ہے تو گویا اوس کو اعادۂ جرائم ومعاصي کي تعلیم دیتا ہے -

عمر ' بکر کے قتل کا مرتکب هوتا ہے ' بکر کا باپ اب حق نہیں رکهتا کہ اوس کے اس جرم کو معاف کرے ' اگر وہ معاف کرتا ہے تو اوس کا عفو جرأت آموز جرائم قتل ہے ' اس لیے اب عمر ' صرف بکر کے موالي و اعزہ هي کا گناهگار نہیں بلکہ خود مجتمع انسانيّ کا ' امن و عدل عالم کا ' اور حکومت کا گنہ گار ہے - اسي نکتہ کي طرف کتاب حکیم نے منافع قصاص پر بحث کرتے هوے اشارہ کیا ہے :

من قتــل نفساً بغیر نفس او فساداً فی الارض فــکا نما قتــل النــفس جمیعــا ' و مــن احیــا ها فــکا نمــا احــي النــاس جمیعــا - (۵ : ۳۲)

جس نے کسي کو بغیر اس کے کہ وہ مرتــکب قتل هوا هو یا اوس نے زمین میں فساد برپا کیا هو ' قتل کر دیا ' تو اوس نے گویا تمام دنیا کو قتل کر دیا ' اور جس نے ایک کو زندہ بچایا تو اوس نے گویا تمام دنیا کو زندگي بخشي -

' یہ وہ موقع ہے جہاں اسلام نے موسیٰ کي اس شریعت کا حکم دیا ہے کہ " جان کے بدلے جان اور آنکهہ کے بدلے آنکهہ "

قران مجید نے ان دونوں مواقع کي تفریق و تمیز سے تورات و انجیل کی شریعت عفو وانتقام کي جو ناقص تهي ' تــکمیل کي ' اور اس طرح وہ پورا هوا جو (مسیح) نے کہا تها کہ " میرے بعد آنے والا میري ادهوري باتوں کو پورا کردیگا "

(اخــلاق اور قانون)

مسـئلۂ عفو و انتقـام کی نسبت ایـک اور نکتہ بهي قابل لحاظ ہے -

دنیا میں دو چیزیں هیں : اخلاق اور قانون - اخلاق کا تعلق انسان کی ذات سے اور قانون کا تعلق حکومت اور مجتمع انساني سے ہے - عفو و درگذر اور صفح و مغفرۃ ایک انسان کا بہترین وصف ہے ' لیکن اگر اوس سے تجاوز کرکے وہ حکومت اور جیمعۃ انساني تک پہونچ گیا تو وہ قانون کي سرحد میں آ گیا ' جہاں مغفرت گناہ عظیم ' اور صفح و عفو جریمۂ کبیرہ ہے - یہ جرأت آموز جرائم هوتا ہے اور برهم زن امن انساني -

اسي لیے اُس ارحم الراحمین نے فرمایا ' جہاں اپنے معجزانہ انداز کلام میں فرمایا کہ :

و لکــم في القصاص حیــوۃ یا اولي الالباب (۲ - ۱۷۹)

اے دانشمند و ! نوع انساني کي بقا و حفاظت ' قصاص اور بدلے هي میں ہے -

گذشتہ آیت کو پهر پڑهو :

من قتل نفساً بغیــر نفس او فساداً في الارض فکا نمـــا قتل النـــاس جمیعاً ' ومن احیــا ها فکانما احي الناس جمیعا (۵ : ۳۳)

جس نے کسي کو بغیــر اس کے کہ وہ مرتکب قتل هوا هو ' یا اوس نے زمین میں فساد برپا کیا هو قتل کردیا ' تو اوس نے گویا تمام دنیا کو قتل کیا ' اور جس نے ایک کو زندہ بچایا ' اوس نے گویا تمام دنیا کو زندگي بخشي !

اس موقعہ پر اگر قاریین کرام اُس سلسلۂ مقالات پر بهي ایک نظر ڈال لیں ' جو (الهلال) جلد اول میں " امر بالمعروف " کے عنوان سے شائع هوا ہے ' تو مطالب زیادہ وضاحت کے ساتهہ ذهن نشین هوں -

(اسلام دونوں کا جامع ہے)

مسیح (ع) کي تعلیم صرف اخلاق ہے اور موسیٰ (ع) کي شریعت صرف قانون ' لیکن وہ ' جس نے کہا کہ " میں خانۂ نبوت کي آخري اینٹ هوں " (۱) وہ جس طرح ایک معلم اخلاق تها ' اُسي طرح ایک مقنن آئین و قانون بهي تها - اوس نے کہا :

والذین اذا اصابهم البغي هم ینتصــرون ' و جــزاء سیئۃ سیئۃ مثلها ' فمن عفا و اصلح ' فاجرہ علي اللــہ ' انــہ لا یحب الظالمین ' ولمن انتصر بعد ظلمــہ ' فاولئك ما علیهــم من سبیل - انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون في الارض بغیر الحق ' اولئك لهم عذاب الیم ' و لمن صبــر و غفر ان ذلك لمن عزم الامور (۴۲ ! ۴۰)

خدا کے پاس کي وہ اجرت جو سراسر خیر اور دائمي ہے ' اون لوگوں کے لیے ہے جو اوس سرکشي و بغاوت کا ' جو اون کے ساتهہ کي جاے ' انتقام لیتے هیں کہ بدي کا بدلہ ویسي هي بدي ہے البتہ جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اسکا اجر خدا پر ہے ' وہ ظالموں کو پیار نہیں کرتا - جو اپني مظلومی کے بعد اپنے ظلم کا انتقام لے تو اوس پر بهي کوئي الزام نہیں - الزام تو اونهیں پر ہے جو خود لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں فساد پهیلاتے هیں - یهي لوگ هیں جن کے لیے درد ناک عذاب ہے - مگر جو صبر کرے اور دوسروں کی خطا بخش دے تو یہ بڑي هي عالی حوصلگی کے کام هیں "

اسلام اور شرائع سابقہ کا یہ فرق ایک نہایت اهم اور اصولي نکتہ دقیق ہے ' اور افسوس کہ اسکی تشریح ضمناً ممکن نہیں ' اور مصیبت یہ ہے کہ ایک موضوع پر لکهتے هوے کتنے هي ضمني مطالب کي طرف اشارہ کرنا پڑتا ہے -

(حاصل مبحث)

ان تمــام آیات میں بار بار اعادہ هوا ہے کہ شریعت حقۂ الهیہ نے خون ریزي کو اکبر الجرائم اور قتل نفس کو معصیۃ کبری قرار دیا ہے - تاهم بقاے حفظ سلم عالم ' و امنیت انساني ' و قیام عدل و نظام کے لیے دو وصف کے لوگوں کا خون بہانا نہ صرف جائز بلکہ ضروري و الزم بهي بتلایا ہے :

(۱) ایک وہ جس نے کسي مظلوم انسان کا ناحق خون کیا - اوس سے قصاص لیا جائے گا کہ اسکے عمل بد سے دنیا محفوظ رہے اور اسکا اقدام خونیں متعدي نہو -

(۲) دوسرا وہ ' جو زمین کے امن و سلامتي کو برباد ' اور قوموں کے سکون و راحت کو غارت کرتا ہے ' جو انسانوں کے خون کي عزت نہیں کرتا ' جس کا وجود دنیا کے لیے باعث مصائب و حوادث اور موجب برهمي صلــح و ســلم ہے ' اور جو انسانوں کے قدرتي حقوق اور خدا کی بخشی هوئی ازادي و خود مختاري کو غارت کرنا چاهتا ہے - وہ بهي قتل کیا جاے کہ في الحقیقۃ اسکي موت دنیا کي زندگي ہے :

(۱) آنحضرت (ع) نے ایک تمثیل میں اپنے آپ کو (کہ تکمیل دین کے لیے تشریف لاے تهے) مکان کي آخري اینٹ سے تشبیہ دي ہے جسکے بعد مکان کی عمارت کامل هو جاتي ہے -

اور کچھہ نہ پوچھیے اس صورت کو ' جبکہ اختلاف جنسیت ' اور مبغوضیت کے ساتھہ خود رعایا بھی مختلف اقوام کا مجموعہ ہو - حسن تدبیر و سیاست کی اصلی امتحانگاہ یہی ہے ' کیوں کہ یہی وہ راہ ہے جسمیں قدم قدم پر لغزشیں استقبال کرتی ہیں اور ایک ایک لغزش پا اپنے اندر مساعی کے لیے صدہا تباہیاں اور بربادیاں رکھتی ہے ایشیا کی عثمانی مقبوضات مختلف اقوام و ملل سے آباد ہیں ' انا طولیا میں تین قومیں یعنی مسلمان ' عیسائی ' اور یہودی آباد ہیں -

مسلمانوں کی تعداد ۴۰ - لاکھہ اور عسائیوں کی تعداد ۵۰ - لاکھہ ' اور یہودیوں کی تعداد ۵ لاکھہ ہے - ارمینا اور کردستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۶ لاکھہ ' عیسائیوں کی تعداد ۹ - لاکھہ ہے - شام و عراق میں مسلمانوں کی تعداد ۳۵ - لاکھہ ' اور عسائیوں اور یہودیوں کی تعداد ۱۲ - لاکھہ ہے عرب کا وہ حصہ جو عملاً دولت عثمانیہ کے زیر حکومت ہے ' صرف مسلمانوں ہی سے آباد ہے جنکی تعداد ۱۱ - لاکھہ ہے -

ان صوبوں میں عرب ' ارمن ' چرکس ' کرد ' ترکمان ' یونانی ' اور یہود ؛ اس طرح مختلط و ممزوج ہیں ' جسطرح کہ جزیر نماے بلقان میں بلقانی اقوام ہیں - لیکن ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ بلقانی اقوام میں سے ہر قوم کوئی نہ کوئی ایسا مرکز ضرور رکھتی ہے ' جسکی طرف وہ کھنچتی ہے - مثلاً بلغاری بلغاریا کی طرف کھنچتا ہے - سروی سرویا کی طرف ' وھلم جراً - مگر ان ایشیائی اقوام میں عرب کے علاوہ کوئی قوم بھی اپنے لیے کوئی ایسا مرکز کشش نہیں رکھتی جسکی وجہ سے اسمیں ترکوں سے نفرت اور قومی غرور جاگزیں ہوسکے ' اور یہی دو چیزیں حریت طلبی و استقلال خواہی کا مبدء ہوتی ہیں -

ارمنی مدعی ہیں کہ انکا وطن اصلی " ارمنییا " محفوظ ہے مگر واقعہ یہ نہیں ' بلکہ اسوقت تو انکی حالت یہود کی سی ہے - جسطرح یہودیوں کے وطن اصلی کو تجزیہ و تقسیم نے مٹا دیا ' اسیطرح آرمینیوں کے وطن اصلی " آرمینیا " کو بھی فاتحوں کے تخت و تاراج نے فنا کر دیا ' اور اسکے قدیم حدود روس ' ترکی ' اور ایران میں تقسیم ہوگئے ' بلکہ برا نا طولیا میں تو لوگ لفظ ارمن ہی بھولگئے ہیں ' اور ارمن کے بدلے اپنے آپ کو ہایک اور اپنے ملک کو ہایکستان کہنے لگے ہیں -

آرمینیا کی طرح اب کردستان بھی غیر محدود شہروں کے مجموعہ کا نام ہے اور اس لیے وہ بھی اپنے باشندوں میں کوئی صحیح قومی یا وطنی غرور پیدا نہیں کرسکتا -

باقی تمام ولایات عثمانیہ بحر روم سے لیکے خلیج فارس تک غرباً و شرقاً ' اور بحر اسود سے لیکے بحر احمر تک شمالاً و جنوباً ' پھیلے ہوے ہیں - یہ ولایات مشتمل ہیں اناطولیا پر ' جو کثیر السکان اور سیر حاصل ملک ہے - عراق پر ' جسکی زمین دجلہ اور فرات کیوجہ سے سرسبزی میں مشہور و معروف ہے - شام پر ' جو ابناء بنی اسرائیل کا مہبط ہے ' اور جو ساحل بحر روم پر کوہ طور سے جزیرہ نماے سینا تک ہے - اور حجاز و یمن پر ' جو عرب کے دو بہت بڑے ٹکڑے ہیں -

ان ولایات میں سے اناطولیا ترکوں کا وطن ہے گو اصلی نہیں بلکہ ثانی - یہاں ترکوں نے اپنی قومیت کو اسطرح محفوظ رکھا ہے کہ انمیں اور دیگر اقوام کرد ' ارمن ' چرکس ' وغیرہ میں تمیز بالکل آسان ہے -

یہاں انکا مشغلہ زراعت ہے مگر زراعت سے انکے جنگی اوصاف میں شمہ برابر بھی فرق نہیں آیا - وہ آج بھی میدان جنگ میں اپنی بے ہراسی ' جانبازی ' اور پا مردی کے محیر العقول جوہر اسیطرح دکھاتے ہیں ' جسطرح کہ اسوقت دکھاتے تھے جبکہ اقبال مندی انکو صحراء تاتار سے لیکے نکلی تھی - سلاطین عثمانیہ کی طرف سے جب کبھی انکو جنگ کی دعوت دیگئی ہے تو وہ فوج در فوج میدان جنگ پہنچے ہیں ' اور آج بھی عثمانی قوت کا اصلی سر چشمہ یہی اناطولیا ہے -

جنگی اوصاف کے علاوہ انکے دیگر فضائل اخلاق و خصائص ' قومی راستبازی ' پیماں نگہداری ' پاکدامنی وغیرہ بھی محفوظ ہیں - اور جو مسافر انکی طرف سے گزرا ہے ' انکی مدارات و ضیافت کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان آیا ہے -

ان ترکوں کا حلیہ عموماً یہ ہوتا ہے : قد بلند ' جسم بھرے ہوے ' سر بڑے ' چہرے گول ' استخوان و عضلات قوی و استوار - انکے چہروں پر ایک گونہ خمول و ضعف بھی نظر آتا ہے ' مگر یہ درحقیقت ضعف نہیں بلکہ انکسار آمیز وقار ہے جو انکا قومی خاصہ ہے -

ترک سبک روح نہیں کہ شادمانی اسکو سر مست یا غم پریشان خاطر کرسکے ' بلکہ وہ ایک کوہ وقار و حلم ہے ' جو نہ مسرت سے از خود رفتہ ہوتا ہے اور نہ مصائب و محن کے آگے عاجز و درماندہ - وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ کسی کو اپنے آپ سے برتر نہیں سمجھتا -

ریلوے لائن نے انکے ملک میں عجیب و غریب کرشمہ سازیاں کی ہیں اور خصوصاً وہاں کی آمدنی تو بہت ہی بڑھگئی ہے -

انا طولیا کی طرح عراق کسی خاص قوم کا وطن نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ خدا کی زمین ہے جسمیں اسکی ہر قسم کی مخلوق آ رہتی ہے - اسکے شہروں میں عرب ' کرد ' چرکس ' ارمن ' یہودی ' کلدانی ' یونانی ' وغیرہ مختلف الجنس لوگ آباد ہیں ' اور اسکے صحراء بادیہ نشین عربوں سے جو اونٹ چراتے اور قتل و غارت اور تاخت تاراج کرتے پھرتے ہیں ' معمور ہیں - خلیج فارس کے قریب چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی ہیں جو براے نام دولت عثمانیہ کے تابع ہیں -

یہ حال ہے آج اس سرزمین کا ' جہاں کبھی بغداد ' بابل ' اور نینوا آباد تھے !

(نائنٹینتھ سنچری) کا ایک مقالہ نگار لکھتا ہے :

" تھوڑے دن ہوے ' جب میں خلیج فارس سے قسطنطنیہ اس راستہ سے ہوتا ہوا گیا تھا ' جس سے بغداد ریلوے نکالنے کا ارادہ ہے - میں بھی اور لوگوں کی طرح ششدر رہگیا ' جب میں نے دیکھا کہ زمین کی یہ پیداوار ہے ' آئندہ یہ پیدا ہوسکتا ہے ' اور جرمنی کے لیے یہ کچھہ گنج وافر یہاں مدفون ہے ! !

ان شہروں کی زمین کسقدر سرسبز اور یہاں کی نہریں کسقدر پر از آب ہیں ! یہ مقامات جنت تھے مگر آہ اب ویران و خراب ہیں !!

جس طرف نظر اٹھاؤ ' شہروں کے کھنڈر ہیں ! آبپاشی کے عظیم الشان سامان ' بڑے بڑے حوض اور پل وغیرہ اور عمارتوں کے آثار و انقاض نظر آتے ہیں !! آج یہ شکستہ و افتادہ ہیں مگر کل یہی تھے ' جن سے یہ ویرانہ فردوس ارضی بنا ہوا تھا !!!

دجلہ و فرات کے مماثل اگر کوئی نہر ہے تو صرف دریاے نیل ہے - سر سبزی میں بھی اور اودے پانی کے بے مصرف رہنے بھی میں - صدیاں گزر گئیں کہ یہ دونوں نہریں زمین اور اسکی پیدوار کو چھینتی ہیں اور دریا میں ڈالدیتی ہیں - دجلہ ہنوز اتنے زور کے ساتھہ بہتا ہے کہ بڑے بڑے حوضوں کو بھر دیتا ہے ' مگر فرات کثرت اسراف سے کمزور ہوگیا ہے - با ایں ہمہ دونوں بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر ولیم ککس بند باندھسکے تو گرد و پیش کی بہت سی بے برگ و گیاہ اور افتادہ زمینیں ایک دوسرا عظیم الشان مصر بن جائینگی "

شئون عثمانیه

دولة عثمانیه کا مستقبل

لوگ کہتے هیں که ترک حکمرانی کے اهل نہیں اسلیے نه انھوں نے ایشیا ' افریقه ' یورپ ' غرض که دنیا کے بیشتر حصه پر حکومت کی مگر افریقه بالکل کهو بیٹھے ' یورپ کی صرف ایک چٹ پر قابض رهسکے ' وہ بھی دول یورپ کی منازعۂ داخلیه اور مطامع شخصیه کے سبب سے - ایشیا میں انکی مقبوضات کی تعداد کچھه نه کچھه موجود هے مگر اسکا بھی حشر معلوم -

لیکن کاش یه معترضین اپنے آپ کو تعصب کے هاتھه میں نه دیدیتے اور انصاف کو ذرا بھی کام فرماتے !

ترکوں کو حکومت کرتے ہوے آج سو دو سو نہیں بلکه چھه سو سال هوگئے - یه طول عمر اور امتداد بقاء اس شدید اختلاف و تنوع کے باوجود همارے سامنے هے ' جو انکی رعایا کی زبان ' قومیت ' مذهب ' اور رسوم و عادات میں ابتدا سے پایا جاتا هے -

پھر کیا کوئی سلطنت جو اتنی مختلف اقوام پر حکمراں هو ' اسقدر طویل عرصه تک زندہ رهی هے ؟

کیا صرف یه طول عمر هی ترکوں کی اهلیت حکمرانی کے لیے ایک دلیل قاطع نہیں ؟

" دولت عثمانیه بر سر سقوط هے "

یه ایک ایسا فقرہ هے جو آج سے نہیں بلکه صدیوں سے کہا جا رها هے - یاد هوگا که آج سے چار سو برس پہلے ایک انگریزی سفیر نے انگلستان کو دولت عثمانیه کے متعلق یہی خبر دی تھی - اسکے بعد سے اس فال بد کا اعادہ برابر هوتا رها ' مگر پھر کیا هوا ؟ ان گونه گوں صدمات حوادث و لطمات مصائب و نوائب کے باوجود ' جنکا اس سفیر کو وهم بھی نه هوگا ' دولت عثمانیه آج تک قائم هے ' اور جس هلال کے محاق میں آنے کا مژدۂ جانفزا ' صدیوں سے نصرانی دنیا کو سنایا جا رها هے ' وہ بفضله و منته آج تک باسفورس پر نور افشاں و درخشندہ هے : یریدون لیطفؤا نور الله با فواههم و الله متم نورہ و لو کرہ الکافرون -

لیکن هم اپنے نفس کو فریب دینگے اگر اس ضعف و اختلال سے بھی اپنی آنکھیں بند کر لینگے ' جو اسوقت دولت علیه میں موجود هے -

اس ضعف و اختلال کا آغاز سلطان محمود کے عہد سے شروع هوتا هے - سلطان محمود وہ شخص هے ' جس نے سلطنت عثمانیه میں اصلاح کا سنگ بنیاد رکھا - اس نے چاها تھا که ترکوں میں تمدن و علوم جدیدہ ضروری ترمیم کے بعد رائج کرے -

جبکه وہ اصلاح داخلی میں مصروف تھا ' تو یونان نے علم استقلال بلند کیا - روس نے دریاے ڈینوب کی طرف پیشقدمی کی - محمد علی مصر پر قابض هوگیا - فرانسیسی جزائر میں آتر آئے -

یه اختلال عبد المجید کے عہد میں آور بڑھگیا - یونان نے تھسلی لے لیا ' اور روس نے مشرقی آنا طولیا ' باطوم ' اور قارص - فرانس نے تیونس کے الحاق کا اعلان کردیا - یونان کی طرح رومانیه ' سرویا ' بلغاریا ' اور جبل اسود نے بھی علم استقلال بلند کیا - آسٹریا ' بوسینا ' اور هرزی گونیا میں آتر آیا ' اور انگلستان مصر و قبرص میں -

ایطالیه کا غصب طرابلس اور ریاستہاے بلقان کا غصب ولایات روملی اسی داستان کا تتمه تھا -

یه ایک حیرت انگیز بو العجبی هے که انقسام دولت عثمانیه کا آغاز اسوقت هوا ' جبکه اسکا دانشمند و بیدار مغز تاجدار اصلاح داخلی کی داغ بیل ڈال رها تھا ' اور اسکا انجام بھی اسوقت هوا جبکه قوم عثمانیه شخصی حکومت کے پنجے سے نکل چکی تھی اور حریت کے هاتھه میں دستور کا علم لہرا رها تھا !!

اس انقسام کی رفتار جسقدر تیز تھی ' اسکی نظیر تاریخ میں بمشکل ملسکتی هے ' اور سچ یه هے که اس " سخت جان مریض " (حیاہ الله الی یوم القیامه) کی جگه اگر کوئی دوسری سلطنت هوتی تو کب کی ختم هوگئی هوتی -

اسقدر قطع و برید کے بعد بھی دولت عثمانیه کے بعض مقبوضات کچھه کم وسیع نہیں - رقبه میں اسکے ایشیائی مقبوضات انگریزی ممالک سے پنجگونه زیادہ هیں - صرف جزیرہ نماے عرب هندوستان سے ' که مقبوضات برطانیه کا درۃ التاج هے ' کم نہیں -

ترکوں نے جتنی توجه که اپنی یوروپین مقبوضات پر کی ' اگر اسکا ایک عشر بھی وہ ایشیائی مقبوضات پر کرتے ' تو بلا مبالغه آج دنیا کی قوی اور دولتمند سلطنتوں کی صف میں کسی بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے -

ترکوں نے اس تغافل و اهمال کا خمیازہ همیشه کی طرح اس جنگ میں بھی کھینچا - خزانه خالی ' تنخواهیں واجب الاداء ' قرض کے شرائط خطرناک ' بالآخر دار السلطنت کی زمین فروخت کرنی پڑی - کیا یه حوصله شکن و زهرہ گداز مصائب نازل هوتے اگر ایشیائی مقبوضات کے ان " کنوز مخفیه " سے فائدہ اُٹھایا گیا هوتا جو عرصه سے مقبوض هیں مگر اب تک بیکار پڑے هیں ؟ مرض مزمن اور اسکے ساتھه مہلک بھی هے مگر هنوز لا علاج نہیں - علاج ایک اور صرف ایک هی هے ' یعنی اقتصادی حالت کی اصلاح ' اور ایشیائی مقبوضات سے استفادۂ صحیح -

اگر ریوٹر اور جرائد عربیه کی اطلاعات صحیح هیں تو بعد از خرابی بسیار اب ترک اسطرف متوجه هو چلے هیں : فرزقهم الله الثبات و السداد ' لئلا یکون کالمستجیر من الرمضاء بالنار !

بیشک ترکوں کے لیے تریاق امراض ایشیائی مقبوضات میں هے ' مگر اس تریاق تک راسته مجموعه نشیب و فراز ' و کج و پیچ و خار و سنگ سے معمور هے اور اصلی کام راستے کا طے کرنا هے -

اگر کسی ملک میں ایک هی قوم آباد هو اور نو حکمراں جماعت سے اسکی قومیت مختلف نه هو ' یا اگر مختلف هو تو حکمراں جماعت اپنی گذشته بد اعمالیوں کیوجه سے اسکی نظروں میں مبغوض و ممقوت نه هو ' تو اسکا انتظام آسان هے ' لیکن اگر حاکم محکوم سے جنسیت میں مختلف هے اور با ایں همه اسکی نظروں میں مبغوض ' تو پھر انتظام کی راہ میں مشکلات کی ایک دیوار حائل هوجاتی هے -

محض قومي تعصب' حاکمانه گھمنڈ' جہل رسوم و عادات هند' اغلاط فکر و راے' اور نا قابل اعتبار وسائل علم و اخبار کا نتیجه هوتي هیں - یه لوگ همیشه انهیں رائیوں پر جمے رهتے هیں' جس کي وجه سے اکثر نا قابل تلافی غلطیاں ظهور میں آتي رهتي هیں -

چنانچه مسٹر موصوف لکھتے هیں :

" اس زمانه کي تعلیم پچھلے زمانے کي تعلیم سے بالکل مختلف هوتي هے -

قدیم زمانه کے تعلیم یافته لوگ کبھي ایسے متعصب نہیں هوا کرتے تھے - انھوں نے نه کبھي لفظ " قلوب مشرقي " سنا تھا اور نه انکو کبھي بغیر تجربه کے یه تعلیم دي گئي تھي که " مشرقي لوگ جھوٹے اور چور هوتے هیں " بلکه وه هر شخص کو جو هر انساني سے متصف سمجھتے تھے' اُنکے دل فیاض اور اُنکے دماغ وسیع تھے - اُنکي طبیعت اس بات پر همیشه مائل رهتي تھي که وه هر نئي بات کو سیکھیں - اُنکے قلوب قبل از وقت اصولونکي چار دیواري میں اسطرح مقید نہیں هو جاتے تھے که اس محصور دل تک مشرقي لوگونکي همدردي کبھي پهونچ هي نه سکے - یہي وجه تھي که وه مشرقي لوگونسے اچھي طرح ملتے اور انکے قلبي احساسات کو معلوم کرکے انسے همدردي رکھتے تھے "

مسٹر موصوف نے هر بات کو نہایت واضح مثال سے اراسته و مدلل کرکے ظاهر کیا هے - اُنکي تجویز اصلاحات نہایت اعلی هیں اور اس جمله پر ختم هوئي هیں :

" اگر رعایا کي حسیات کو ملحوظ رکھا جاے' انسے همدردي کی جاے' اور ایسے حکام و عمال مقرر کیے جائیں جو انتظام کے ساتھه اِن ضروري امور کا بھی خیال رکھیں' تو رعایا حکومت سے بہت قریب هوتي جائگي - پھر جب اُنکي قابلیت سلف گورنمنت کے لائق هو جاے' اوسوقت وه تمام حکومت اپنے هاتھه میں آهسته آهسته لے لیں گے - وه ابھي سوا راج کے قابل نہیں هیں - اگر وه کسي طرح حکومت کي اس مشین پر اپنا قبضه کر لیں تو بجاے چلانے کے اُسے پرزے پرزے کردینگے - پس انکو انکے مقصد تک پہنچنے میں خود همیں هي مدد کرني چاهیے' نه که غصه اور انتقام "

(انڈین سول سروس)

یہي اهل قلم ایک دوسرے مضمون میں هندوستان کے انگریز حکام کي نسبت زیاده صراحت سے بحث کرتے هوے لکھتا هے :

" گورنمنت طرز زندگي اور واقعات سے ایک گونه الگ تھلگ هے - پچاس برس هوے که روز بروز رعایا اور واقعات ملکي دور جا رهے هیں - ابتدا میں گورنمنت اُس اعلی مجموعۂ انساني کا نام تھا جو لوگوں کي طرز زندگي سے واقف تھي - وه جانتے تھے که حکومت کیونکر کرني چاهیے ؟ انساني طبیعت و فطرت کا اُنہیں علم تھا - ان لوگوں کي آنکھیں کھلي تھیں - وه دیانے کي کوشش کرتے تھے اور وهي کام کرتے تھے' جسکي انصاف اور راستي اجازت دیتي تھي - وه محض اسلیے کوئي کام نہیں کرتے تھے که قانون اسکا حکم کرتا هے - وه نظائر کي تلاش میں بھي پڑتے تھے مگر حق پرستي هي اُن سے کام لیتي تھي - انھوں نے قانون کو انساني جامه پہنا یا تھا - ان کي رعایا عزت کرتي تھي - وه آدمي تھے' نه که فیصلۂ قانوني کي کوئي مشین -

حکومت اب محض ایک مدرسه کا نام هے جہاں لوگ صرف خیالات میں زندگي بسر کرتے هیں اور اپنے آپ کو عیبوں سے مبری خیال کرتے هیں - صم' بکم' عمي ! خیال اگر هے تو خشک اور بے معني قانون کا - اس دائرے سے باهر انکا قدم نہیں اٹھه سکتا - عجیب تر یه که حکومت اپني تکالیف و مصائب کا باعث دوسروں کو قرار دیتي هے اور ملتزم ٹھراني هے !!

Ebersely نے ٹھیک کہا که هندوستاني سول سروس چند مدرسین کے مجموعے کا نام هے اور بس - بہت قریب هے که اُسکي پیشین گوئي اس کے کام کے انجام کے متعلق پوري هو -

غرضکه سول سروس کي ناکامي کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا هے - یه بات نه صرف هندوستانیوں اور چند انگریزوں هي پر ... هوئي هے بلکه گورنمنت پر بھي ظاهر هوگئي هے - اسکي خرابیاں چند در چند هیں' اور قریب هے که هندوستان هم کھو بیٹھیں - اسکا الزام بھي موجوده سول سروس هي کے محکمے پر هوگا "

هندوستان میں انارکزم

اسي طرح رساله ایسٹ اینڈ ویسٹ (East & West) میں " مسٹر ریس" هندوستان کي بے چیني پر رقمطراز هیں - وه لکھتے هیں :

" جو شخص اپنے متعلق کچھه سوچ بچار کرسکتا هے' وه ضرور یه خیال کرتا هے که دنیا کي سیاسي اور اقتصادي مشین پراني هوکر ٹوٹ پھوٹ گئي هے - محب انسانیة اشخاص (Humanitarian) اسوجه سے بے چین هیں که دولت برابر سے تقسیم نہیں هوتي - ایک امیر هے تو دوسرا محتاج - ایک آزاد هے تو دوسرا غلام - وه دنیا کو ایک اکھاڑے یا تماشگاه سے تعبیر کرتے هیں' اور کہتے هیں که اسمیں مزدور زندگي اور موت کے لیے جھگڑتے هیں' اور آقا یا روپیه ادا کرنے والے اُنپر ایک سخت بھاري ٹیکس لگا دیتے هیں - وه تمدني ... سے موثر کار کو اسیقدر مضر سمجھتے هیں' جسقدر فرانس میں شکار کي وه اجازتیں' جو امرا کو سنه ۱۷۸۹ سے قبل حاصل تھیں !!



شهزاده عمر فاروق افندي
بن شهزاده عبدالمجید افندي - حفید سلطان المعظم' جو دارالفنون میں مشغول تعلیم هیں -

غرض که اسطرح ایک فریق دوسرے فریق کا همیشه سے مخالف چلا آرها هے - اسي عالم میں یکا یک طوائف الملوکي اور قانون شکني کا ظهور هوتا هے - کچھه عرصے خود ساخته قوانین سے هر طرح کي سختي غریبوں اور کمزوروں پر روا رکھي جاتي هے - جس کي وجه سے لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں ظلم اور بے انصافي کا خیال پیدا هوجاتا هے -

بريد فرنگ

شورش و اضطراب هند

مرض کي تشخیص

مسٹر ایچ فیلڈنگ هال (Mr. H. Filding Hall) ایک مشهور اهل قلم هیں اور آجکل برطاني مستعمرات (برٹش کالونیز) کے متعلق اکثر مشهور رسائل و جرائد میں خامه فرسائی کرتے رهتے



انجمن هلال احمر رنگون
اور اسکے والنٹیرز

هیں - پچهلي ولایت کي ڈاک میں انکے متعدد مضامین هندوستان کے موجوده اضطراب کے متعلق آئے هیں جنکا اقتباس دلچسپ اور مفید هوگا -

انهوں نے رساله " انیسوی صدي " میں ایک مضمون عنوان بالا سے شائع کیا هے - مضمون میں تحریر کرتے هیں که " سب سے زیاده اهم اور پیچیده سوال جو انگریزوں کے زیر مطالعه هے ' وه هندوستان کا سوال هے "

" جو بے چیني هندوستان میں اسوقت هو رهي هے ' نه وه کم هوتي هے اور نه کم هونے والي هے -

یه بے چیني کچهه مخصوص مقامات یا مخصوص اقوام هي میں نهیں هے ' بلکه عام طور سے هر حصهٔ ملک اور هر قوم میں پائي جاتي هے - اگرچه اسکي موجونمیں بلندي اور پستي بهي هے مگر یه موجیں گهٹنے والي نهیں هیں - اُن میں مد نهیں هے ' همیشه جزر هي چلا جاتا هے !

هندوستان کے جذبات اب هم سے متفق نهیں هیں - اصلي جذبات کو هم کهوچکے هیں - هندوستان اب هماري حکومت برداشت نهیں کر سکتا - یه حکومت اسکو اب تلخ معلوم هونے لگي هے اور وه اس کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے لگا هے - وه اپنے وقت کا منتظر هے - جسوقت اُسکو موقع ملا وه هم سے همیشه کے لیے جدا هو جائیگا اور همارا ساتهه چهوڑ دیگا - خواه همکو یه گوارا هو یا نهو -

مگر یه بات هم دونوں هي کي تباهي کا باعث هوگي - جو لوگ که واقعات کو دیکهتے رهتے هیں' وه اس نتیجه میں شک و شبه نهیں کر سکتے - همکو لازم هے که وقت سے پہلے هم اپنا انتظام کرلیں اور سیلاب کے آنے سے پہلے پل باندھ لیں -

دیکهنا یه هے که وه کیا بات هے جسکي وجه سے هندوستان هم سے اسقدر متنفر هوگیا هے ؟ پہلے تو ایسا نه تها - هم نے هندوستان فتح نهیں کیا . . . وه خود اپني مرضي سے هماري حکومت کے زیرسایه خود بخود آگیا - انگریزي فوج نے هندوستان کو فتح نهیں کیا . نه انگریزي فوج نے غدر کے زمانه میں کچهه مدد کي - وه بیشک ضروري اور بمنزل بیخ و بن کے تهي ' مگر تنها کچهه بهي نهیں کر سکتي تهي - اُسکي تعداد بهت کم تهي - آب و هوا اور موسم کي وجه سے انگریز چل پهر تک نهیں سکتے تهے - وه فتوحات کیا کرتے ؟ انگریزي فوج هندوستان میں صرف چل سکتي هے مگر کسي قسم کي فتوحات هرگز نهیں کر سکتي "

(اصلي مرض)

اس عنوان کے تحت میں مسٹر فلیڈنگ هال نے اٹلانٹک منتهلي میں ایک دوسرا مضمون شائع کیا هے اور اس بات کي کوشش کي هے که هندوستان کي بے چیني اور انگریزونکي کي تالیف قلوب کي نا کامیابي کي تشریح کریں -

مسٹر فلیڈنگ کو یقین هے که سول سروس کے ملازمین هندوستان بهت زیاده دیر میں بهیجے جاتے هیں اور اس سے قبل اُنکي رائیں نهایت درجه متعصبانه قائم هوچکي هوتي هیں جو

ایرلینڈ ہوم رول بل

اور اُس کی تاریخ خونین کے بعض مشہور اشخاص



ملکۂ الیزیبتھہ، جس کے عہد میں آیرلینڈ نے نسبتاً آرام پایا (۱۵۵۸ ع)



شاہ ہنری چہارم (۱۵۸۹)
جس نے سب سے پہلے پروتستنت مذہب کی آزادی کا اعلان کیا

یہ تصاویر مضمون "الرلینڈ ہوم رول بل" نمبر (۲) کے متعلق ہیں، جو ۲۸ ذی قعدہ کی اشاعت میں نکلا ہے - الیزیبتھہ اور ہنری چہارم اس سلسلے کے خاص اشخاص ہیں - غلطی سے یہ تصویریں گذشتہ اشاعت میں اندراج سے رہگئیں -

اس سے یه نتیجه نکلتا ہے که همیں ایسا علاج اختیار کرنا چاهیے جس سے قومي تعلیم سے بہترین اخلاقي اور علمي نمونے کے آدمي طیار هوں ' جس سے زمین اور سرمایه برابر سب پر تقسیم هو ' کوئي زبردست کسي زیردست کو نه دبا جاے ' تقسیم دولت برابر به حصۂ رسد سب کیلیے هوجاے -

رسکن (Ruskin) کا قول ہے :

" وهي قوم سب سے زیاده دولتمند ہے ' جو سب سے زیاده بڑي تعداد انسان کي پرورش کرسکے اور انکو خوش رکهه سکے "

هندوستان کي نوضویت (Anarchism) کو بهي هم اسي زمره میں لیتے هیں - هندوستاني اخبارات جو همارے قابل تحسین ڈاکخانے اور محکمۂ تار سے فائده اٹهاتے هیں' همیشه ایسے مواد جمع کرتے رهتے هیں جو یورپ اور امریکه کے جنگجو یانه لٹریچر سے حاصل هوسکتا ہے - تعلیم یافته جماعت میں انگریزي ایک قسم کي لنگوا فرینکا (عام زبان) هوگئي ہے اور اسکے ذریعه ایک حصۂ قوم میں ایسي بیداري پیدا هوگئي ہے جو خود اختیاري حکومت (سلف گورنمنٹ) کے عشق سے معمور ہے ! "

[illegible] عمان

مسقط ' ایجین ' اور سیاست برطانیه

گریفک اپني تازه ترین اشاعت میں رقم طراز ہے :

" جب سے نپولین مصر میں آیا ہے اسوقت سے برطانیه کي سیاست خارجیه کا محور هندوستان کا راسته ہے -

یهي واقعه ہے جسکي روشني میں همیں مشرق اوسط ' مشرق ادني ' اور بحر اسود کے شرر بار مسائل کا مطالعه اور انکا فیصله کرنا چاهیے - کیونکه یه ایسے مسائل نہیں هیں جنکا فیصله بند کمروں میں بیٹهکے ایک انسانیت دوست شخص کے نقطۂ نظر سے کیا جاسکے -

مسقط اور ایجین ' جو اسوقت حل طلب مسائل کي صف میں سب سے زیاده ممتاز و نمایاں نظر آتے هیں ' همارے محور سیاست سے گہرا تعلق رکهتے هیں' کیونکه دونوں نہایت هي قریب سے مسئلۂ مدافعت هند کو مس کرتے هیں -

مسقط تو اسلیے که وه هندوستان کے خلاف بحري کار روائیوں کا مرکز هوسکتا ہے ' اور ایجین اسلیے که مغرب کي طرف سے هندوستان کي مدافعت کي اسکیم میں ایشیائي ترکي کا بطور سپر کے رهنا جزائر ایجین کي قسمت کے ساتهه وابسته ہے -

ان دونوں امور کا پیش نظر رهنا نہایت اهم ہے - خصوصاً اسلیے که ایک صورت میں تو لوگوں کا میلان اسطرف ہے که معاملات مسقط کو محض گوله باري کے ایک مقامي اور نا قابل اعتناء واقعه کي حیثیت سے دیکها جاے - دوسري صورت میں میلان طبائع اسطرف ہے که ان جزائر کے متعلق اس طرح بحث کیجاے ' گویا انکي قسمت کا فیصله صرف اصول قومیت هي کي بنا پر هوسکتا ہے -

یه صحیح ہے اور مجهے اسکا یقین ہے که فرانس کے ساتهه جدید معاهده کا تعلق صرف تجارت اسلحه هي کي بنا پر ہے - اسکے علاوه ... میں فرانس کے تمام دیگر حقوق بدستور محفوظ هیں مگر میں اس معاهده کو ایک دوسري طویل گفتگو کے طرف کام اولین سمجهتا هوں -

همیں جو کچهه چاهیے وه یه ہے که مسقط میں هماري بالادستي بے سهیم و عدیل هو - یه ایک عقل سوز بو العجبي هوگي که هم ایک طرف تو خلیج فارس کے دوسرے حصوں میں اپنے پوزیشن کو مستحکم و منتظم بنانے کیلیے ترکي سے معاهده کریں ' اور دوسري طرف اس ضرورت کي تکمیل کیلیے ذرا بهي کوشش نکریں :

مسقط پر برطاني حمایت کے آغاز سے مانع وه انگریزي و فرانسیسي معاهده ہے ' جو ۱۰ - مارچ سنه ۱۸۸۶ ع میں هوا تها اور جسمیں مسقط کي اور زنجبار کي آزادي کے احترام کا عهد کیا گیا تها - اس عهد کا جسقدر حصه زنجبار کے متعلق تها ' وه تو هم نے اگست سنه ۱۹۰ ع میں خرید لیا - مگر اس کا وه حصه' جو مسقط کے متعلق ہے' ابهی نا خریده پڑا ہے اور هنوز بالکل صحیح و سالم ہے - بارها کوشش کي جا چکي ہے که اس حصه کا فیصله ایک ایسے وسیع عهد نامه کے ذریعه سے هو جائے جسمیں اسکے علاوه [illegible] اور فرانسیسي مقبوضات هند کا بهي [illegible] جائے - گیمبیا منتقل کو دیدیا جائے اور [illegible] مقبوضات برطانیه [illegible] - مگر هر بار قومي جوش کے استعمال نے تمام عمده مساعی کو شکست دي اور یه گره اسی طرح نا کشوده پڑي رهگئی -



حضرة الامیر سلطان تیمور
بن فیصل والي عمان

سنه ۹۸۸۶ ع میں جرمنی بهی اس اعلان سنه ۱۸۴۳ ع میں شریک هوگیا - اس کي شرکت نے اس مسئله کو اور بهی پیچیده کر دیا ہے -

اسوقت آخري فیصله کے واسطے دوباره سلسله جنباني کرنے کے لیے تمام حالات موافق و ساز گار هیں - انگریزي و فرانسیسی اور انگریزي و جرمن تعلقات کا مطلع ابر و غبار سے اسطرح صاف ہے که اس مبادلۂ مقبوضات پر کوئی اعتراض نه هوگا ' جو چند سال هوے تجویز کیا گیا تها -

بهر نوع خلیج فارس میں همارے مصالح و فوائد کے منتظم اور با قاعده هونے کے لیے مسئلۂ مسقط کا حل نا گزیر ہے - اور یه راے تو کسي طرح لائق قبول نہیں که خطرات و مشکلات کے اس کهلے هوے دروازے کو ایک طویل مدت تک یونہیں کهلا پڑا رهنے دیا جائے -

رہے جزائر ایجین ' تو اس علم نے جو آج قبرص پر لہرا رها ہے ' بلکه خود سنه ۱۸۷۸ ع کے اس معاهده نے جسکي بدولت یه علم لہراتا ہے ' انکے متعلق هماري پالیسي کي داغ بیل ڈالدي تهي ' یه عهد نه اعتناء و التفات سے محروم اور عرصه دراز تک حقیر سمجها جاتا تها مگر آج عثماني شاهنشاهي اور بحر اسود کے موجوده حالات کو دیکهتے هوے متعصب سے متعصب مخالف بهي اسکي اهمیت سے انکار نہیں کرسکتا -

حقیقي سیاست ایک ایسا میدان ہے ' جہاں تورات مقدس کے " احکام عشره " نہیں چلتے - اسلیے هم نہیں چاهتے که خیال پرستوں کے اوهام و آراء کے پشتاروں کو لاد کے اپنے بار کو اور بڑهائیں -

کي محنت و تکالیف کے بعد یاد ہو چلے تھے ' یعني یہہ کہ کس ملم و آشتي اور نرمي کے ساتھہ کسي غیر ملک و قوم پر حکومت کرني چاهیے ؟ سنہ ١٧٩٥ میں جب اٹھارهویں صدي اپنے واقعات بوقلموں و حوادث گونا گوں کي تاریخ ماضي کے پردے میں روپوش هو رهي تهي ' ایرلینڈ کے تمام مجرمین سیاسي کے نام عفو عام کا حکم صادر هوگیا ' اور حالات ملکي کي ظاهري سطح ساکن اور مطمئن نظر آنے لگي -

(اتحاد حکومت انگلینڈ و آیرلینڈ)

سنہ ١٨٠١ ع

نئي صدي کے شروع سے آیرلینڈ کے موسم سیاست پر ایک نیا کهیل شروع هوا ' جس کا آخري پردہ جب اٹها ' تو هم نے دیکها کہ انگلینڈ و آیرلینڈ کي ایک متحدہ حکومت قائم هے ' اور اب برٹش حکومت کا نام تنہا ' " انگلینڈ کي حکومت " نہیں هے ' بلکہ " انگلینڈ و آیرلینڈ کي متحدہ حکومت " هے - لیکن کیا یہہ بهي انیسویں صدي کے اعاجیب و معجزات میں سے اولي اعجوبہ اور معجزہ تها کہ دو حریف دشمنوں کے وہ هاتهہ جو صرف تطاول اور حملے هي لیے اٹهتے تھے ' اب مصافحے کے لیے بڑهنے لگے ؟

لوگ کہتے هیں کہ لوهے کے تیز اور آبدار آلے میں بڑي قوت هے ' لیکن میں کہتا هوں کہ چاندي اور سونے کے سکوں میں بڑي قوت هے ! ٦٠٠ سو برس کا سلسلۂ فتنہ و حرب ' جدل و قتل ' محاربہ و مقاتلہ ' جس کو بازوے زور آزما اپنے متواتر حملوں سے کبهي کاٹ نہ سکا ' اوس کو کمزور هتیلیوں نے نقرئي و طلائي سنگریزوں سے بالکل چور چور کردیا !

هم نے بار بار کہا هے اور پهر کہتے هیں کہ قوموں کے سقوط و زوال کا صرف ایک هي سبب هے ' یعني " خیانت قومي " جو صرف طمع زر و جاہ کا نتیجہ هے - وہ اپنے دشمنوں کے پاس اپنے دوستوں کے پاس سے زیادہ روپے کے ڈهیر اور جاہ و عزت کي فراواني دیکهتا هے تو مجنون هو جاتا هے ' اور اپنے دوستوں سے هٹ کر اپنے دشمنوں کے پاؤں پر یہ پکارتے هوے سر رکهہ دیتا هے ' کہ " قوم و وطن کي عظمت تمہارے پاؤں کے نیچے ڈالتا هوں ' لیکن للہ اپني جیب کے چمکتے هوئے روپے هاتهہ میں رکهنے کو اور اپنے پہلو کا بلند چبوترہ بیٹهنے کو دو "

تاریخ نے اکثر تو یہ بتایا هے کہ دشمن " بچۂ افعي " اور " اخگر آتش " سمجهکر اس فرصت سے فائدہ اٹهاتا هے ' اور گرے هوے سر کو پاؤں سے ٹهکرا ٹهکرا کر کچل ڈالتا هے ' لیکن کبهي مصالح مستقبل کي حفاظت کے لیے اوس کے حرص و آز کو خزف ریزوں کے ڈهیر سے پُر بهي کر دیتا هے ' اور اوس کو آس پاس کے کسي بلند چبوترے پر بٹها بهي دیتا هے - فتح مند نوجوان اس عجیب الخلقۃ انسان کو دیکهتے هیں اور هنستے هیں ' اور مفتوح و فریب خوردہ قوم اوس پر نظر کرتي هے اور نفرت و تاسف سے روتي هے !!

ایسے ملک میں جو ٦٠٠ برس سے نیم غلامي کي زندگي بسر کر رها تها ' ایسے اشخاص کي کچهہ کمي نہ تهي - چنانچہ لارڈ کار نولس اس معاملے کے لیے آیرلینڈ بهیجا گیا - اس نے اس فرض کو نہایت خوبي سے انجام دیا - اس نے بعضوں سے آیرلینڈ کے خطاب امارت (لارڈ شپ) کا ' بعضوں سے قدیم نوابي کے عہدے کا ' اور دیگر اشخاص سے برٹش اقطاع حکومت کے مناصب جلیلہ کا وعدہ کیا - اکثر امرا و ارکان حکومت و مجلس آیرلینڈ کا منہہ روپیوں سے بند کردیا گیا ' بالاخر ١٣ - لاکهہ خرچ سے جو کام نہیں هوسکتا تها '

وہ ١٣ - لاکهہ پونڈ میں بحسن و خوبي تمام انجام کو پہونچ گیا - آیرلینڈ کي مجلس حکومت بعض شرائط متفقہ پر ٹوٹ کر انگلینڈ کي پارلیمنٹ میں مدغم هوگئي ' انگلینڈ و آیرلینڈ کي حکومت متحدہ کي بنیاد ڈالي گئي ' اور انگلش پارلیمنٹ میں حسب حصۂ مشروطہ ' آیرش ممبروں کا بهي انتخاب هونے لگا -

اس ادغام و اتحاد سے فرزندان آیرلینڈ کے مناصب و اعزاز میں کہاں تک ازدیاد هوا ؟ اور فتح مند لارڈ نے خود اپنے اس عمل مبارک کو کس نظر سے دیکها ؟ اس کا جواب خود لارڈ موصوف کي ایک تقریر کے حسب ذیل فقروں سے ملے گا :

" اس وقت میں ایک نہایت ناگوار خدمت انجام دے رها هوں ! مجهے ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا هے جو اس آسمان کے نیچے سب سے زیادہ بد معاملہ هیں !! میں اس ساعت مشئوم کو یاد کر کے جب میں نے اس کام میں هاتهہ ڈالا ' خود کو ملامت و نفریں کرتا هوں ! اگر مجهے کچهہ تسکین هے تو صرف اس خیال سے کہ اگر یہ اتحاد نہ هوتا تو حکومت برطانیہ کے اجزا یقیناً منتشر هو جاتے "

(امم نصرانیہ میں کلیسا)

اتحاد حکومت کے ساتهہ اتحاد کلیسا کي بهي دفعہ تهي ' یعني آج سے انگلینڈ اور آیرلینڈ ایک هي کلیسا کے ماتحت هونگے امم نصرانیہ میں کلیسا کي متابعت کے وهي معني هیں جو مسلمانوں میں کسي خاص امام یا مجتہد کي متابعت کے - پس آیرلینڈ کي کلیساے انگلینڈ کي متابعت ' ویسي هي حیثیت رکهتي هے جیسي مسلمانوں میں احناف و شوافع کا ' اصحاب حدیث کي تقلید و اتباع کرنا ' یا اشاعرہ کا ارباب اعتزال کي پیروي و انقیاد -

اهل آیرلینڈ نے اگر حماقت سے اتحاد کلیسا کي دفعہ منظور کرلي تهي تو ظاهر هے کہ اس نشۂ بلاهت و سفاهت کا خمار زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا تها - نئے مذهب نے گمراهان راہ سیاست کو اکثر صحیح پولیٹکل راستے کي هدایت کي هے - اهل آیرلینڈ کو دو برس سے زیادہ مذهب نے گمراہ نہ چهوڑا ' (رابرٹ ایمٹ) کي زیر سیادت ایک سیاسي حرکت نمودار هوئي ' لیکن سوء تدبیر نے جو سوء استعمال اور نا آخر بیني کا نتیجہ هے ' نا کام رکها ' اور بالاخر اس سرخیل قافلۂ حریت سیاسي نے " یہودیوں کے بادشاہ " یعني یسوع کي طرح سولي پر جان دي -

رابرٹ ایمٹ مرگیا ' لیکن جو جنبش و حرکت وہ پیدا کرگیا تها وہ نہ مري - چند برسوں تک رومن کیتهولک فرقے کي آزادي و حریت کا مسئلہ فریقین میں موجب اضطراب و فتن رها ' پارلیمنٹ میں اکثر اس پر پُر جوش اور طویل مباحثے هوے لیکن بے سود ' آخر ٢٠ - برس طرفین کے اس مجاهدۂ لساني میں بسر هوگئے - ان حوادث و مصائب میں آیرلینڈ روز بروز زیادہ تباہ کار اور ضعیف هوا گیا ' زمین کے " خدا " کي طرح آسمان کا خدا بهي غضبناک تها ' روپیوں کي قلت هوگئي ' سرمایۂ ملکي مرتبۂ صفر کو پہونچ گیا ' غلے کا نرخ ٥٠ في صدي کم هوتا گیا !!

(ڈینیل اوکونسل)

آسمان کا خدا غضبناک هوتا هے کہ اپنے نزول رحمت کے لیے اسباب پیدا کرے ' هوا زور زور سے چلتي هے کہ بادل کے منتشر ٹکڑے یکجا هو جائیں اور رحمت کا پاني کهل کر برسے - پاني برسا اور آیرلینڈ کي خاک نے (ڈینیل او کونل) نام ایک عجیب و غریب انسان پیدا کیا جو کوششوں کا پتلا اور همتوں کا مجسمہ تها - اوسکي جہد و

مقالات

ان في ذالک لآيات لقوم يوقنون !

آير لينڈ هوم رول بل

(۳)

اب اٹھارویں صدي نمودار هوئي ' جو انگلنڈ کے نشو و تکون کا عہد ھے - جب که ظلم و ستم کي تاریکي میں رحم انساني اور حب انسانیت اور نظام و قانون کي برق کبھي کبھي چمک جاتي تھي' اور جب که درندوں کے جھنڈ میں کچھه انسان بھي پیدا هو چلے تھے -

یه انسان کون تھے ؟ مولینکس ' ڈین سافت ' اور ڈاکٹر لوکس وغیرہ تھے - یه اشخاص انگریز پرو ٹسٹنٹ اهل قلم تھے ' جو آیر لینڈ کے کیھتولک فرقے کي فریاد رسي اور اعانت کے لیے اٹھے تھے - هم نے کہا که بجلي چمکي - یه سچ ھے ' پر تاریکي بھي تھي - مولینکس کا رساله جس کا عنوان " توضیح دعواے آیر لینڈ " تھا ' آگ کے دیوتا کو نذر کیا گیا ' تاکه موسی کي شریعت کے مطابق قربان گاہ ظلم وستم کے لیے " سوختني قرباني " هو -

یه ھے عملي اقرار اوس گناہ کا ' جو اسکندریه کے کتبخانے میں کیا گیا ' اور جس کو چالاکي سے همارے سر تھوپا جاتا ھے -

ڈین سافت کے رسالے کے لیے انعام مشتہر هوا که یه اوس شخص کو دیا جاے گا جو پته لگاے که یه کہاں کہاں فروخت هوتا ھے ؟ عجب نہیں که هندوستان کا پریس ایکٹ اسي قدیم قانون کے تجربه و عمل کي نقل هو !

ڈاکٹر لوکس کو ان قوانین کي بنا پر جو آیر لینڈ کے جبرو قہر اور انگریزي حقوق کي محافظت کے لیے وضع هوئے ' آیر لینڈ سے بھاگ کر انگلینڈ آنا پڑا ' جہاں اب حریت عامه کا سپیدۂ صبح نمودار هو رها تھا -

سنه ۱۷۸۲ - میں ایک طرف تو یہاں ایک شخص هنري گراٹن پیدا هوا ' اور دوسري طرف ایک اور مفید تحریک کا موقع مل گیا - افواہ تھي که فرانسیسي فوج آیر لینڈ پر حمله آور هوگي ' اس بنا پر آیر لینڈ کے وطن پرست نوجوانوں نے ملک و وطن کي محافظت کے لیے خود والنٹیر بن بن کر آیر لینڈ کے لیے ایک فوج طیار کرلي - فرانسیسي تو نه آئے اور اس لیے نوجوانان آیر لینڈ کو میدان معرکه میں کامیابي کا موقع بھي نه ملا ' لیکن اس جوش و خروش اور کثرت و هجوم کے ذریعه انھوں نے انگلینڈ سے میدان سیاست جیت لیا ' یعني آیر لینڈ کي مجلس ملکي مستقل اور خود مختار هوگئي - جارج اول کے فرمان کا چھٹا حکم جو نہایت ظالمانه تھا ' منسوخ هوا - بوئینگس وغیرہ کے نام سے اور جو قابل اعتراض اور غیر سنجیدہ قوانین و نظامات انگلینڈ کي طرف سے آیرلینڈ میں جاري تھے ' باطل النفاذ قرار پائے -

ابھي ایک سب سے زیادہ شدید اور دیر طلب مرحله باقي تھا ' جس کو اهل آیر لینڈ اپني اصطلاح میں " آزادي " کہتے تھے ' یعني " مساوات حقوق و قوانین " اور " ابطال تفرقۂ و امتیاز حاکم و محکوم " یه وهي شے ھے جس کے الفاظ و تعبیرات سنه ۱۸۵۷ میں هم هندوستانیوں کو بھي مل گئے هیں ' لیکن جن کے مفہوم و مصداق کی تلاش میں هم ۵۷ - برس سے سرگرداں و پریشان هیں !!

ابھي یه واقعات تازہ تھے که اٹھارویں صدي کے اواخر میں ثورۂ فرانس نے دنیاے سپید میں مطالبۂ حریت و استقلال کي ایک نئي امنگ پیدا کردي - تلخي نتائج اور ناکامي سعي نے آیرلینڈ کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ' دونوں فرقوں کو متحد کردیا که :

عند المصائب تذهب الاحقاد

" اوقات مصائب میں عداوتیں بھلا دي جاتي هیں " ۱۲ اکتوبر سنه ۱۷۹۱ کو ایک سیاسي مجلس کي بنیاد ڈالي گئي جسکا نام (جمعیته متحدۂ آیرلینڈ) رکھا گیا ' اور جس کا مقصد " تمام آیرلینڈ کا بلا تفریق و امتیاز نسل و مذهب ' متحداً و متفقاً آیرلینڈ کے استقلال و آزادي کي طلب و سعي " قرار پایا - انگلینڈ نے شدت اور سختي کے ساتھه اس شورش کو فرو کرنا چاها ' عدالت عالیه کا قانون اوس نے اٹھا دیا ' اور فوجي قوت کي اعانت سے جلسوں اور جمعیتوں کو منتشر کردیا ' مختلف محلوں میں پبلک کي نگراني و مراقبت کے لیے فوجي پہرے بٹھاے گئے -

لیکن دنیا میں ایک چراغ ھے جو روشن هوکر پھر نہیں بجھتا - وہ حریت صحیحه کا چراغ ھے - اهل آیرلینڈ نے پہلے مخفي اور سري جمعیتیں قائم کرلیں ' اور پھر فرانس سے اعانت طلب کي ' اب یه بالکل قریب تھا که انگلینڈ کے خلاف فوجي مظاهرہ شروع هوجاے - مگر بد بختي سے گورنمنٹ نے اپني سختي اور تشدد کا هاتھه اور زیادہ مضبوط کردیا ' یعني ۳۰ مارچ سنه ۱۷۹۸ کو آیرلینڈ میں کورٹ مارشل جاري هوگیا -

بہانه طلب حکام اس موقع پر اپنا جہنمي هاتھه پھیلانے کے لیے حکومت کے صرف گوشۂ چشم کے منتظر رهتے هیں ' انھوں نے وہ دست درازي اور تعدي کي که هوا اور زیادہ تند ' اور شعلے اور زیادہ مشتعل هوگئے - ایک بغاوت عام شروع هوگئي - پانچ مہینے تک پاني کا جزیرہ آگ کا آتشدان بن گیا تھا - متعدد مشہور معرکوں میں آیر لینڈ بڑھا که انگلینڈ کي مٹھي سے اپني " متاع مغصوب " چھین لے ' لیکن هر مرتبه گرفت مضبوط پائي اور ناکام واپس لوٹ آیا -

ان معرکوں میں ایک لاکھه ۳۷ - هزار انگریزي فوج مشغول رهي ' اور مصارف کي تخمین ۳ - کرور پونڈ سے ۵ - کرور پونڈ تک کي گئي ھے ' مقتولین کي تعداد ۲۰ - هزار انگریز اور ۵ - هزار آیرش تھي - اختتام جنگ کے بعد بھي بہت سے وطن پرست اسیر قتل کیے گئے که ان کے جرم حق طلبي کي یہي سزا تھي !

سکون فتنه کے بعد لارڈ کارنلس آیرلینڈ کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا - اسے ان اسباق نتائج کي تعلیم دي گئي ' جو انگلینڈ کو صدیوں

مراسلات

مصالحۂ مسئلۂ مسجد کانپور

اقتباس بعض مکاتیب و رسائل

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - الهلال نمبر ۱۶ جلد ۳ - مطبوعه ۱۵ - اکتوبر سنه ۱۹۱۳ میں عنوان "گم شده صلح کي واپسي" کے ذیل میں اپ نے اس ایڈریس کي نقل دي ہے جو ۱۴ اکتوبر کو مسلمانان کانپور کي ایک جماعت نے پیش کیا تھا اور لارڈ ممدوح نے جو جواب ایڈریس مذکور کا دیا اسکو بھي میں نے بغور مطالعه کیا - میں نہیں سمجھه سکا که یه ایڈریس کل مسلمانان هند کے قائمقاموں یا ملزموں کي تجویز اور منظوري سے مرتب ہوا یا فوري طور پر کانپور کے سربر آورده اصحاب نے اپني ذمه داري پر مرتب کیا تھا - بہر نوع جب ایڈریس میں یه امر درج ہے که "هم نہایت زور سے ان لوگوں پر نفرین کرتے ہیں جنسے غیر قانوني کام ظہور میں آیا نیز یه که " انہوں نے خلاف قانون پتھر پھینکے یا کسي دوسري غیر قانوني طریق سے پیش آئے" تو اب اس بات کے ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے که ۳ - اگست کا مجمع خلاف قانون تھا ' اور یه اندراج اقبال جرم کے مساوي بلکه صریح اقبال جرم ہے ' پس لارڈ هارڈنگ بالقابه کا اپنے جواب میں یه فرمانا که " بچے جب کوئي بھي حرکت کرتے ہیں تو باپ کا فرض ہے که ان پر رحم کرکے انکو سرزنش کرے تاکه وہ عقل سیکھیں اور آینده غلطي نکریں " اور بقول لارڈ موصوف " عام حالات کي رو سے گورنمنٹ کا یه فرض ہے که وہ انکو عدالت کے سپرد کرکے سزا دلاے "-

لیکن گذشته ایام قید میں ملزم کافي تکالیف اٹھا چکے ہیں ' پس لارڈ ممدوح نے اپنا رحم دکھلایا اور ۱۰۶ ملزموں کے برخلاف جو مقدمات بلوہ عدالت میں دائر تھے انکو اوٹھا لیا اور ملزموں کو بعزت رہا فرمادیا !!

پس اس انجام کو دیکھه کر جسکا اعتراف ایڈریس میں کیا گیا ہے ہر شخص یه کہنے کا حق رکھتا ہے که اگر جب جرم کا اقبال هي کرنا تھا تو اسقدر شور و شغب اور آه و فغاں کرنا محض بے سود تھا ' اور کوہ کندن و کاه برآوردن کا مصداق -

میرے خیال میں اقبال جرم کي صورت میں گورنمنٹ اور اسکے کارکن افسروں کا ذره بھر بھي قصور نہیں ہے ' اور بلا شبه لارڈ هارڈنگ بالقابه کا یه رحم کا برتاؤ که ۱۰۶ ملزموں کو صرف چند اشخاص کے اقبال جرم کرنے کي صورت میں رہا کردیا ' قابل هزار ستایش اور مستحق شکریه ہے ' اور اسیواسطے هندوستان کے ہر ایک حصے میں مسلمانوں نے ایسے جلسے کیے -

مسجد کے منہدمه حصه کا یه فیصله که جس قدر مسجد کي زمین سڑک میں ملادي گئي ہے ' پبلک کي گزرگاه کے لئے بدستور چھوڑ دي جاوے اور اسپر ۸ فیٹ کي بلندي چھت ڈالکر متولي اسیطرح کا دالان بنالیں جسطرح پر که وہ پہلے موجود تھا ' اور نیز لارڈ ممدوح کا یہه خیال که اس کي ملکیت کا خیال فضول ہے ' میں نہیں سمجھتا که کس قانون کے مطابق ہے ؟ شرع محمدي کے رو سے تو یقیناً یه فیصله درست نہیں ہے ' لیکن اگر کسي انگلش قانون کے مطابق ہو تو اسکا مجھکو علم نہیں -

بموجب شرع محمدي کے جائداد موقوفه کا کوئي مصرف سواے اس غرض کے ' جسکے لئے کوئي جائداد وقف ہوئي ہے ' کوئي اور نہیں ' اور نه اسکا عارضي یا دائمي انتقال ہوسکتا ہے اور نه اسکا کوئي حصه وقف سے خارج ہوسکتا ہے ' اسلیے لارڈ ممدوح کو چاهئے تھا که جہاں ملزموں پر اسقدر رحم فرمایا ہے که بعد جوڈیشل ثبوت کے محض ایڈریس دینے والوں کے اقبال پر ملزموں کے برخلاف جسقدر مقدمات بلوہ کے عدالت سیشن میں تھے اپنے شاهانه اختیار سے عدالت سے اٹھا کر انکو بعزت رہا فرما دیا ہے ' وہاں اسقدر اضافه فرما دیتے که جسقدر حصه زمین کا سڑک میں ملادیا گیا ہے وہ واگزار کیا جاتا ہے ' که مسلمانوں کے مذهبي قانون مداخلت ہوتي ہے ' یا کم سے کم هندوستان کے علماء و فقہاء سے استفتا فرما لیتے که اس قسم کا فیصله مسلمانوں کي شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے ' لیکن افسوس شاید تنگي وقت نے لارڈ ممدوح کو ایسا کرنے نہیں دیا - لیکن اسکي اصلاح کے واسطے هنوز وقت موجود ہے ابھي تک نه تو سڑک تیار ہوچکي ہے اور نه دالان مسجد هي بن چکا ہے -

خاکسار عطا محمد امرتسري

جلسۂ لکھنؤ

۲۶ اکتوبر کو ایک عظیم الشان عام جلسه قیصر باغ میں بغرض ادائے شکریۂ حضور والسرائے منعقد ہوا - انعقاد جلسه کي خبر بذریعه اشتہارات ایک روز قبل کردي گئي تھي - ۳ بجے کو اجتماع کافي ہوگیا تھا مگر بعض رزولیوشن جو جلسے میں پیش ہونے والے تھے ' اب تک زیر بحث تھے ' اور جلسے کي کارروائي کے قبل هي اختلاف آرا کے جوش نے اسقدر چپقلش برپا کردي تھي که جلسے کي نمایاں اور سر بر آورده صورتیں رزولیوشن کي ۰ رد - هاتھه میں لئے ہوئے بغرض افہام و تفہیم ۲۰ ' ۲۰ - ۲۵ ' ۲۵ حاضرین کو اپني طرف مخاطب کرکے بعض کو حصول رائے کي غرض سے اور بعض کو مصالح سیاسي کي تفہیم کي بنا پر ' اپنے گرد و پیش جمع کررہے تھے !

طرفین کي پر جوش جماعتیں اپنا اپنا کام کر رهي تھیں ' اور یه سلسله تقریباً ۴ تک جاري رہا - اسکے بعد مسٹر نبي الله کي زیر صدارت کارروائي شروع ہوئي ' صدر نے ۳ - اگست کے واقعه کا اور پھر اس اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے کہا " نہایت مسرت قلبي کا باعث ہے که هم لوگ آج اس خون ریز واقعه کے ناگوار معاملات کو مختتم دیکھکر حضور والسرائے کا شکریه ادا کرنیکے لیے مجتمع ہوئے

جہاد اور سعي و طلب کا سلسلہ سنہ ۱۸۴۷ تک قائم رہا جو اوسکي وفات کي تاریخ ہے -

(جمعیۃ کا تولیکیہ)

ڈینیل او کونل کي اعانت و مساعدت کے لیے تمام امراے سیاسي اور رؤساے دیني طیار ہوگئے ' ملک کے اقطاع و اطراف میں کیتھولک فرقے کي حمایت و نصرت کے نام سے سیکڑوں انجمنیں ترتیب پاگئیں ' جن میں سب سے معروف " جمعیۃ کا تولیکیہ " ہے - جمعیت کا . . . اور نفوذ تمام ملک پر چھا گیا ' اور ہر طرف سے جمعیت کے . . . و مخارج کے لیے قطعات نقرئي و طلائي برسنے لگے - بالاخر . . . سے پناہ حربہ کارگر ہوا - ۱۳ - اپریل کو شاہ انگلینڈ نے آیرلینڈ کے رومن کیتھولک فرقے کے فرمان آزادي و استقلال دیني پر دستخط کردیے -

(امم نصرانیہ میں تعصب مذہبي)

نصاراے مغرب نے ہمیشہ کہا ہے کہ تعصب مذہبي صرف جنسیت اسلام کا خاصہ ہے ' آیرلینڈ و انگلینڈ کا ہفت صد سالہ مرقع تاریخ قارئین کے سامنے ہے ' اوس میں جو کچھہ نظر آیا وہ مذہبي تعدي ' ظلم ' سخت گیري ' اور تعصب کے لائق نفرین کارناموں کے سوا اور کیا ہے ؟ اور ہاں ' یورپ اگر سچا ہے جیسا کہ اوسکا معصوم چہرہ اکثر ظاہر کرتا ہے ' تو آیرلینڈ کے کیتھولک فرقے کي کوشش و سعي ' جد و جہد ' اور اضطراب و اضطرار کس چیز کي طلب کے لیے تھا ؟ اور یہ کیا چیز تھي جو ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۲۹ کو انگلینڈ کے " حامي دین (۱) پادشاہ " کے دستخط سے مزین ہوئي ؟ اور یہ کیا چیز ہے جس کا نام تاریخ میں " فرمان آزادي و استقلال دیني " مشہور ہوا ہے !

(امم نصرانیہ میں جزیۂ مذہبي)

مسلمان اپنے عہد حکومت میں غیر قوموں سے ایک قسم کا محصول لیتے تھے جس کا نام " جزیہ " تھا - ہم نے اپني تاریخ سے ' احکام مذہبي سے ' بنا ہاے حکومۃ ہاے اسلامیہ کے طرز عمل سے بارہا ثبوت دیا ہے کہ وہ ایک فوجي محصول ہے جو اون لوگوں سے لیا جاتا ہے جو خدمات جنگ سے مستثنی ہیں ' تاکہ وہ ملک کے امن پر صرف ہو ' لیکن یورپ کا بار بار جاہلانہ اصرار ہے کہ وہ ایک " مذہبي ٹیکس " ہے - بہر حال جو کچھہ ہو اوس سے عورتیں ' بچے ' بوڑھے اور نادار مستثنی تھے - صرف جوانوں سے حسب مقدار ثروت ' لیا جاتا تھا - متوسطین سے چند درہم اور امرا سے چند دینار -

آیرلینڈ کي کل آبادي میں پروٹسٹنٹ صرف - ۱/۱۰ - تھے لیکن تمام رومن کیتھولک سے پروٹسٹنٹ کلیسا کے مصارف کے لیے آمدني کا دسواں حصہ یعني ایک عشر Tenth Tithe وصول کیا جاتا تھا - کیا یہ وہي مکروہ جزیہ نہیں ؟ کیا یہ وہي مبغوض مذہبي ٹیکس نہیں ' جس کا اسلامي تاریخ میں ذکر کرتے ہوے ایک یورپین مورخ غصے سے کانپنے لگتا ہے اور نفرت سے بھر جاتا ہے ؟ پھر کیا یورپ کو " اپني آنکھہ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو اپنے بھائي کي آنکھہ سے تنکا نکالنے کے لیے بے قرار ہے " ؟

یہ ایسي مذہبي عصبیت نہ تھي جس کو کیتھولک جماعت بآساني انگیز کرلیتي - ایک خوفناک جنگ برپا ہوئي جس کا نام " حرب عشر " ہے اور جس میں قساوت و بے رحمي کي وہ صنعتیں ظاہر ہوئیں ' جن میں دیگر مذاہب و حرف کي طرح یورپ ایشیا سے بہت آگے ہے - سنہ ۱۸۳۱ ع کي نمائش اعمال میں انگلینڈ کو نظر آیا کہ عجب نہیں ' بازار تہذیب و تمدن میں ان قسیانہ و بے رحمانہ صنائع کا بھدا پن اور قبح عمل موجب کساد شہرت ہو - اس لیے اوس نے قانون عشر کو منسوخ کردیا اور صرف زمینداروں تک محدود رہا -

(۱) من جملہ شاہ انگلینڈ کے خطابات شاہانہ کے لفظ " حامي دین " بھي ہے - منہ -

مسئلۂ مسجد کانپور اور الهلال

مسٹر مظہر الحق

الهلال کا اختلاف

حضرت مولانا ' السلام علیکم و رحمۃ اللہ - تصفیہ کانپور کے متعلق جناب نے جو راے ظاہر فرمائي ہے ' اگرچہ وہ عام راے سے مختلف ہے تاہم اس بنا پر اگر چند کلمات عرض کروں تو معاف فرمائیں -

میرے نزدیک تصفیہ مسلما . . . . خیال کے بالکل خلاف ہوا ہے ' اسلیے کہ اصل مسئلہ ملازمین کي رہائي نہیں ' بلکہ مسجد کي تعمیر ہے ' اسکو اسطرح طے کرلینا کہ زمین سے آٹھہ فٹ بلند چھجہ بنا کر وضو خانہ تعمیر کرلیا جاے اور نیچے زمین تمام گذرگاہ کردیجاے ' گویا عملاً اسکا ثبوت دینا ہے کہ اگر آیندہ کوئي مسجد سڑک میں آتي ہو تو پوري مسجد آٹھہ فٹ بلندي پر بنا دیجائیگي اور نیچے کا حصہ سڑک کردیا جائیگا ' تمام اخبارات اس فیصلہ کو بہ نظر استحسان دیکھتے اور اطمینان ظاہر کرتے ہیں مگر الهلال کي حالت تمام لیڈروں اور اسلامي اخبارات سے بالکل مختلف ہے -

یہ تو میں کبھي نہیں کہہ سکتا کہ جناب نے اپني ضمیر کے خلاف اظہار خیال کیا ہے ' لیکن معاف فرمائینگے آپ ' اگر میں کہوں کہ شاید اس خیال سے کہ اس صلح میں مسٹر حق بھي شریک تھے ' سفر مقصود کے طے کرنے میں خلاف امید اور خلاف عادت ایک سریع السیر راستہ چھوڑ کر دور دراز راستہ اختیار کیا گیا ہے - حالانکہ میں نے کانپور میں سنا تھا کہ ایک سخت تار مسٹر مظہر الحق کے نام آپکا آیا ہے کہ آپ کو اس صلح سے اختلاف ہے - اور آپ اختلاف کرینگے -

جناب مولانا ' شاید آپکو اپني قوت کا علم نہیں ہے ' اگر آپ ایک لیڈر ' ایجي ٹیشن قائم رکھنے کے متعلق لکھدیتے تو آپ باور کریں کہ جوش برابر قائم رہتا ' گو مسجد کے متعلق یہ ایجي ٹیشن مفید بھي ثابت نہ ہوتا تو بھي آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ اور حیثیتوں سے کسقدر مفید ہوتا - والسلام -

ایک مسلمان - از ہنسوہ ضلع فتحپور -

کو آہ و بکا کرنے سے ...کا گیا - ہمارے واقعات نویس اقلام کو ہم سے چھینا گیا ' ہمارے معزز و موقر اخبارات کو سخت سے سخت صدمے پہونچائے گئے ' ہمارے دلی جذبات کے ترجمانوں کو ترجمانی جذبات سے ...کا گیا ' ہمارے بعض قومی آرگنوں کو موت کے گھاٹ پہونچایا گیا ' باوجود اتنے شدائد و مصائب کے اس حصۂ مسجد سے بھی ہمکو محروم رکھا جاتا ہے ' اور فقط اس حصۂ ہوا پر ہمکو قبضہ دینا کافی سمجھا گیا ہے - فیا حسرتی و یا لہفی ! ہم نے اپنی جماعت کے اجلاس منعقدہ ٢٣ - اکتوبر سنہ ١٩١٣ ع میں یہ رزولیوشن پاس کیا ہے کہ " ہم مسلمانان اہل سندھ حضور وایسراے کی توجہات بندہ پرورانہ و الطاف شاہانہ کے شکرگذار ہیں ' مگر فیصلہ درباره حصہ مسجد کو غیر اطمینان بخش سمجھکر مستدعی ہیں کہ وہ بجنسہ ہمارے حوالے کیا جاوے تاکہ ہم اسکو صورت اصلی پر تعمیر کرا کے اس واقعہ کی یاد دل سے بھلا دیں " -

راقم: میرزا شرافت حسین سکرٹری انجمن اتفاق
کراچی ' سندھ

کانپور کی ایک یادگار رات

٢٩ - اکتوبر کی گارڈن پارٹی اور جشن نشاط

یوں تو انسان دن کی روشنی اور رات کے اندھیری سے ہمیشہ ہی متاثر ہوا کرتا ہے مگر بعض دن اور بعض راتیں ایسی بھی گذر جاتی ہیں' جو باعتبار اپنے واقعات و نوعیت کے انسان کو مدتوں تک اپنی یاد سے خالی الذہن ہونے نہیں دیتیں -

٣٠ - اکتوبر کی رات بھی ایک ایسی ہی رات ہے جو کانپور کی تاریخ میں لکھے جانے کے قابل ہے -

البتہ طلائی حرفوں میں نہیں بلکہ واقعی سیاہ حرفوں میں !

رات کو بمقام ایسو سی ایشن گراونڈ ایک نہایت شاندار گارڈن پارٹی اور دعوت کا انتظام سوداگران چرم کانپور کی طرف سے کیا گیا تھا - دو قسم کے کارڈ انگریزی اور اردو میں لکھے ہوے تقسیم کیے گئے - میرے پاس اور برادر معظم جناب حکیم عبدالولی صاحب قبلہ کے پاس اردو لکھے ہوئے کارڈ آئے تھے ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا عبدالباری صاحب قبلہ - مسٹر مظہرالحق اور راجہ صاحب محمود آباد کی دعوت کے سلسلے میں مختلف شہروں کے مسلمان بھی مدعو کیے گئے ہیں -

لیکن انگریزی کارڈ میں جو اتفاق سے پارٹی میں پہونچکر میری نظر سے گذرا ' صرف گارڈن پارٹی کا بلاوا تھا - دعوت کا ذکر نہ تھا اور نہ یہی لکھا گیا تھا کہ یہ گارڈن پارٹی کس کے آنر میں دیگئی ہے ؟ پارٹی کے احاطے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلی غیر معمولی بات اُن یورپین حکام کی موجودگی نظر آئی ' جنکی جابرانہ اور غیر انصافانہ طرز حکومت پر تھوڑے ہی روز پیشتر صدائے احتجاج بلند کیجا رہی تھی !

دوسری چیز جو ایک اسلامی قلب کو ہلا دینے والی ثابت ہوئی' وہ پولیس کے اُن مسلمان عہدہ داروں کی شرکت تھی جو قبل اسکے بہت سے بے قصور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکے تھے !!

تیسرا منظر جو ایک مسلمان کو اُس پارٹی سے نفرت دلانے والا تھا ' وہ اُن حضرات ذی شان اور خطاب یافتگان عالی مقام کی رونق افروزی تھی ' جو مسلمانوں کی مصیبت کیوقت کانپور سے ایسے غائب رہے تھے ' جیسے غدر کیوقت واجد علی شاہ لکھنؤ سے ' اور آج اِس پارٹی میں شریک ہوکر گویا زبان حال سے فرما رہے تھے کہ " ہم لوگ تو صرف خوشی ہی کے ساتھی ہیں - غم اُٹھائیں بد بخت مسلمان "

لیکن باوجود اِن تمام غیر مستحق اشخاص کی موجودگی کے جو پارٹی اور ڈائینگ ہال میں اہلے گہلے پھر رہے تھے ' ہم مطمئن ہوجاتے اگر وہ بے قصور ایک سو چھہ کلمہ گو بھی (جو تین مہینہ کی قید کی مصیبت جھیلکر حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر وایسراے ہند کے انصاف اور رحم دلی کی داد دیتے ہوے اپنے بچھڑے ہوئے عزیزوں سے ملے) اس دعوت میں شریک کر لیے جاتے لیکن صدمہ اور افسوس ہے تو اس بات کا ہے کہ ہمارے اُن ہر دلعزیز بھائیوں کو دعوت میں بلانا تو درکنار اُن بیچاروں کے ساتھ ایسی سختی برتی گئی کہ اُنھیں میں کے چند مسلمانوں کو جو صرف مسٹر مظہر الحق کو دیکھکر اُنکا شکریہ ادا کرنا اور اپنا دل خوش کرنا چاہتے تھے ' پھاٹک کے اندر تک آنے کی اجازت بھی نہ دیگئی اور نہایت بیجا طریقہ سے اُن لوگوں کو باہر نکال دیا گیا !!

خدا سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں غیرت ' حمیت ' سچائی ' اور ایثار نفسی پیدا ہو - یہی اسلام کے سچے اصول ہیں اور نہیں اصولوں کو جو قوم مد نظر رکھیگی ' وہی میدان ہستی میں قدم بڑھاتی ہوئی کامیاب نظر آئیگی !!

راقم حکیم عبد القوی (لکھنؤ)

اردو کا سرخ کارڈ میرے نام بھی آیا تھا ' اسمیں مسٹر مظہرالحق' سر راجہ صاحب محمود آباد ' اور جناب مولانا عبد الباری کے اعزاز میں پارٹی اور ڈنر کا دینا ظاہر کیا تھا - مگر میں نے اسکے پشت پر یہ شعر لکھکر واپس بھیجدیا :

ما خانہ رسیدہ گان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست !

شاید ایسا کرنا رسم و راہ تہذیب کے خلاف تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے مجذوبانہ جذبات سے مجبور ہوں ' اور کیا کروں کہ نغموں کا نہیں بلکہ ماتم کی فریادوں کا عادی رہا ہوں - کوئی صحبت آہ و بکا ہوتی تو جاتا - عیش و نشاط اِن کم جرؤں کے لائق نہیں :

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے * غم آوارگی ہاے صبا کیا

جس شہادت آباد کانپور میں خون کے دھبے اب بھی تلاش کرنے سے ملسکتے ہیں ' وہاں اسقدر جلد " بھولنے " کی تعلیم پر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا :

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها
و للعاشق المسكين ما يتجرع

میں صبر کیے خاموش تھا - آپنے یہ خط لکھکر میرے خیالات میں ایسی جنبش پیدا کردی ہے کہ اگر ضبط نہ کروں تو نہیں معلوم کیا لکھہ جاؤں ؟ جبکہ گارڈن پارٹی میں بینڈ کے نشاط انگیز نغمات بلند ہو رہے تھے ' تو اُس وقت کتنے انسان تھے' جنکے کانوں میں موت اور احتضار کی اُن چیخوں کی بھی صدا آتی تھی ' جو ٣ - اگست کو مچھلی بازار میں بے بسی کی ایڑیاں رگڑتے ہوے

ہیں" اثناے تقریر میں انہوں نے کہا کہ " دالان مسجد گویا واپس مل گیا " لفظ (گویا) دونوں جماعتوں کے لیے سب سے زیادہ محل ... اور قابل گرفت تھا - اس کے بعد انہوں نے تجویز شکریہ کے الفاظ پڑھکر سنائے -

بعض اصحاب نے - اسباب معلومہ کی بنا پر غیر معمولی اختلاف کی آوازیں بلند کیں - جناب صدر و منشی احتشام علی صاحب و غیرہم نے یہ فرماکر اس اختلاف کو رفع کیا کہ " والسرائے کا یہ فیصلہ جہاں تک کہ اون کی خود ذات کا دخل و اثر ہے ' ضرور قابل شکریہ ہے کیونکہ حضور والسرائے مسائل نہیں جانتے اور جب ہمارا ہی ایک مستند عالم ایک صورت شرعی جو اسے اپنے نزدیک جائز سمجھی ' پیش کردی ' تو اس سے والسرائے کی ہمدردی میں سر مو فرق نہیں آتا اور وہ ضرور قابل شکریہ ہیں " مگر باوجود اس کے جوش اسقدر غالب تھا کہ بحالت موجودہ رزولیوشن کو پاس کرنے سے انکار کردیا گیا ' اور اس رزولیوشن میں ترمیم چاہی گئی ' مگر چونکہ پلیٹ فارم پر اور کرسی صدارت کے ارد گرد اکثر ارباب ثروت اور ارباب جاہ اشخاص ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ اس رزولیوشن سے با وجہ یا بے وجہ مخالفت بھی نہیں کیا کرتے ' اسلیے پاس پاس کا شور بلند کر دیا گیا - میں ایک غیر جانب دار پردیسی ہونے کی حیثیت سے اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رزولیوشن ہرگز جائز طریقہ سے پاس نہیں ہوا اور میری راے میں موافق اور مخالف راؤں میں دو اور چار کا تناسب تھا -

اب مخالف پارٹی کے لیے سوائے اسکے اور کچھہ چارہ نہ تھا ' کہ اسکے بعد ایک نیا رزولیوشن پیش کرے - چنانچہ ایک نیا رزولیوشن پیش کیا گیا جسکے صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں ' لیکن مفہوم یہ تھا کہ " حضور والسرائے سے درخواست کی جاے کہ وہ مسجد کو مثل پیشتر کے تعمیر کرنے کی اجازت دیں ' اور ہم کسی مسجد کا ہر حصہ خواہ کیسی ہی صورت ہو مگر غیر مصالح مسجد میں استعمال ناجائز سمجھتے ہیں "

سب سے زیادہ ملامت کی بوچھاڑ اس عالم پر کی گئی جسنے کسی وجہ سے اس فیصلہ کو جائز بتایا - اسکے بعد اون لوگوں کی ہمدردی اور کوششوں کے شکریہ کا رزولیوشن پیش کیا گیا جنہوں نے معاملات مسجد میں حصہ لیا تھا ' مگر پبلک نے بیک زبان آواز بلند کی کہ ہم اس کو واضح کرنا اور سب کے نام مفصل جاننا چاہتے ہیں ' جسکا مفہوم سوائے اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ جناب مولوی عبد الباری صاحب کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیے -

جلسہ میں ایک عجیب قسم کی حرکت اور جنبش تھی ' اور لوگوں میں غیر معمولی جوش تھا - پبلک شکریہ کا کوئی رزولیوشن بلا شرط پاس کرنے پر آمادہ نہ تھی -

راقم - ایک مہمان فرنگی محل

مصالحۃ کانپور

مسلمانان سندہ

هم مسلمانان اہل سندہ آپکی جلیلۃ القدر خدمات اسلامیہ کا اعتراف کرنا اور ان خدمات دینیہ ملیہ کے سبب جو تکالیف و صعوبات آپکو پہونچی ہیں ' اُنمیں آپکے ساتھہ ہمدردی کرنا فرض دینی سمجھتے ہیں - بعد ازاں عرض پرداز ہیں کہ واقعۂ جانگداز اور حادثۂ ہائلۂ کانپور نے جو مہیب اثر اور سنسنی سی دنیا بھر کے نہ فقط متمدن ممالک بلکہ چھوٹے چھوٹے قریوں تک میں بھی پیدا کردی تھی ' وہ ہر ایک کو معلوم ہے - اُسنے تاریخی تعدی اور جبر مذہبی و استبداد کی یاد کو از سر نو مسلمانوں کے دلوں میں تازہ کردیا تھا - اور عام طور پر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مذہبی آزادی کا جو خیال تھا ' وہ ایک خواب پریشان یا اضغاث احلام معلوم ہونے لگا تھا - اس حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی امیدیں بجز حضور والسراے بہادر کے اور کسی سے بندھی نہ تھیں - کہ وہ اپنے ایام حکمرانی کو اس تاریخی داغ سیاہ سے بچالینگے - ہم متشکر ہیں حضور والسراے بہادر کے ' جنکے دل میں ہماری ان امیدوں کا عکس منعکس ہوا مگر اے واے ہماری شور بختی ! اور اے واے ہماری شومی قسمت ! کہ جو کچھہ حضور ممدوح کے دل میں ہمارے لیے انصاف فرمائی کا جذبہ پیدا ہوا ' وہ بھی اجتہادی غلطی کی آمیزش سے نہ بچ سکا ' جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو شریعت کا احترام کیا ' نہ ہمارے بیگناہ مقتول بھائیوں کے بہے ہوے خون کا خیال کیا - یعنی وہ حصہ مسجد کا جسکے بچانے کے واسطے ہمارے غیرت مند بھائیوں نے اپنا خون بہایا اور عزیز جانیں قربان کیں ' حکومت کی طرف سے اتنی شفقت اور دریا دلی دکھانے کے باوجود بھی نہ بچ سکا - اور اس قطعۂ زمین پر رہی سہی سنگدلی تشدد اور ظالمانہ استبداد کے نشان و آثار قائم رہے -

هم حضور والسراے کے اس نیک خیال کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو بالکلیہ بھلا دینا چاہئے - مگر کیا یہ عرض کرنا داخل گستاخی نہ ہوگا کہ جب حضور ہی نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے واسطے نہیں بھلایا اور گذشتہ علائم و آثار کو نہیں مٹا یا تو پھر ہم اسطرح باوجود دیکھنے ان آثار و علائم کے اس واقعہ کو دل سے بھلا سکتے ہیں ؟

اگر حضور سچ مچ چاہتے ہیں کہ یہ واقعہ لوگوں کے دلوں سے محو ہوجاوے تو بجز اعادۂ صورت اصلیۂ حصۂ منہدمہ اور کوئی حیلہ نہیں - ہم حیران ہیں کہ بعض مسلمان اصحاب بے سوچے سمجھے الاپ شناپ خوشنودی و شکر کے رزولیوشن پاس کر کے حضور والسراے کو دھوکا دے رہے ہیں - یہ سچ ہے کہ جو کچھہ حضور والسراے نے اس معاملہ کے طے فرمانے کی غرض سے قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائی ' اور جو کچھہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرکے زبان مبارک سے ہمدردی دکھائی ' لاریب قابل شکریہ و سزاوار ستایش ہے - مگر اسکے سوا جو کچھہ حصہ منہدمہ کے بارہ میں حضور نے فیصلہ صادر فرمایا ہے ' وہ ہرگز ہرگز از روے احکام اسلام صادر کرنے کے قابل نہیں -

یہ جو مولانا عبد الباری صاحب دام برکاتہ نے اظہار فرمایا ہے کہ ہز آنر جان بیلی قائم مقام لفٹننٹ گورنر کو حضور والسراے نے تاکید کی ہے کہ احکام اسلام کا ضرور لحاظ رکھیں - معلوم نہیں اس لحاظ رکھنے کا وقت کب آئیگا ؟ اگر اس تاکید کا جلوہ ظاہر ہونے والا ہے تو جلد ہونا چاہیے - ورنہ ہم یہ سب اچھہ زبانی جمع خرچ اور طفل تسلی سمجھینگے -

کیا منہدمہ حصہ بقول مولانا عبد الباری صاحب جزء مسجد نہیں تھا ؟ تھا اور یقیناً تھا - پھر کیا وجہ ہے جو اسکو عام گذرگاہ بنایا جاتا ہے ؟ کیوں فقط اسکی ہوا پر ہمکو قبضہ دلایا جاتا ہے ؟ خبر نہیں وہ کونسی بات ہے جسکی بنا پر ہمارے بعض مسلمان اصحاب اس فیصلہ کو اطمینان بخش قرار دیتے ہیں ؟

ہمارے سچے جذبات پر تہمتیں لگائی گئیں ' ہماری اسلامی غیرت کو بدنام کیا گیا ' اور اس سچی غیرت کو جو لازمۂ مذہب پرستی ہے ' شور و شر ' فتنہ و فساد سے تعبیر کیا گیا - ہماری زبانوں

دهند گرفتاریاں هو رهي تهیں ' جب وارنٹ بے تکان مجرموں کے نام نکل رهے تهے ' جب مجروحین کے کاري زخموں سے خون کے فوارے جاري تهے' جب ننهے معصوم بچے بستر مرگ پر دم توڑ رهے تهے ' اسوقت سب سے پہلے غیرت و حمیت کا شعله انهي کے مبارک سینوں میں مشتعل هوا اور بعده ان کے شراروں سے هر شخص نے اپنی قابلیت و استعداد اور قوت کے موافق حصه حاصل کیا - اس نازک اور اهم موقع پر معزز اڈیٹر الهلال ' همدرد ' زمیندار ' اور مرحوم مسلم گزٹ نے جو مذهبي اور قومي خدمت انجام دي ' اسکی یاد بهی هنوز مسلمانوں کے دلوں میں تازه هے اور اس کی سپاسگزاری سے مسلمان کبهی سبکدوش نہیں هوسکتے -

ان تمامتر واقعات میں سب سے زیاده فخر و شکر کے لائق یه بات هے که هماري کوششیں بیکار نہیں ثابت هوئیں ' هماري پراگنده طاقتیں ایک مرکز پر جمع هوگئیں' هماري مجموعي قوت کا آخر الامر دنیا نے اعتراف کیا' هماري تقریروں نے نه صرف ظاهري عمارتوں کو بلکه دلوں کے کنگروں کو هلادیا ' اور هماري تحریروں نے نئے دور کا سنگ بنیاد رکها - فلله الحمد و الکبریاء - کون جانتا تها که آج کے بعد کل کیا هونیوالا هے' اور کسکو علم تها که مستقبل ایام ماضیه کی تاریکی اور ظلم کو دور کر دینیوالا هے ؟

یهانتک جو کچهه عرض کیا گیا وه بطور تمهید کے تها - اصل مقصد کے متعلق یه گذارش هے که فیصله کانپور کی نسبت خود مسلمانوں کے مختلف خیالات هیں - زمیندار ' همدرد ' و دیگر اسلامي اخبارات کے اڈیٹر فیصله کے هر جزو کو قابل اطمینان بتاتے هیں - آنریبل سید رضا علی نے اس پر ایک مجمع کے سامنے اظهار مسرت کیا هے - مسٹر مظهر الحق کے مطمئن هونے کی خبر زمیندار نے کسی اشاعت میں درج کي گئي هے - فرنگی محل کے آستانه سے جو صدا بلند هوئي هے اس میں گو یه فیصله قابل تعریف نهیں بتایا گیا ' تاهم سر نیاز خم کردینے کي هدایت کیگئي هے -

لیکن بہت سے مسلمان فیصلہ کے اس جزء جس کا تعلق مسجد کے ساتهه هے ' مختلف نظر آتے هیں - اِن تمام مسلمانوں میں معزز اڈیٹر (الهلال) خصوصیت سے قابل الذکر هیں جنہوں نے حق کے اعلان میں ذرا کوتا هي نفرمائي اور شریعت اسلامي کے زبردست قانون کا کمال آزادي سے اظهار کرتے هوئے زمین مسجد کے مطالبه کو قائم رکها -

اڈیٹر (الهلال) کي یهي وه فضیلت هے جو هزاروں ' لاکهوں قلوب کو بجلي کي سرعت سے اپني طرف کهینچ رهي هے !!

فیصله مسجد کي صحت کے متعلق سب سے زیاده قابل غور یه مسئله هے که یه مذهبي قضیه کس اعتبار سے طے هوا هے اور مبادي صلح میں کن پہلوؤں پر خیال کیا گیا هے ؟ اگر اسکي بنیاد سیاسي حکمت عملي یا اپنے ضعف و نا توانائي و نا کامي اور نا مرادي کے خیال پر قائم کیگئي هے تو شاید هم بهي یه کهنے کیلیے طیار هوجائیں که بہت خوب ' بجا اور درست هے - لیکن اگر اُن تمام خیالات کے ساتهه مذهب کا بهي جوڑ لگایا گیا هے تو بجز اپني اور مسلمانوں کي بد قسمتي کے اور کیا کها جاسکتا هے - کیونکه مذهب اسلام میں مسجد کا کوئي حصه مصالح مسجد کے سوا عام راسته یا دوسرے کسی مقصد میں نہیں لایا جاسکتا -

میں سخت متحیر هوں که جن مسلمانوں نے مسجد کے اس فیصله کو به طیب خاطر منظور فرمایا هے انهوں نے جناب مسٹن صاحب بهادر کے فیصلۂ معارضه کو کیوں نا منظور کردیا تها - حالانکه اُس فیصله میں دو تین باتیں ایسي موجود تهیں جو اس میں هرگز نہیں پائی جاتیں -

(۱) مسجد کے شمالي طرف ایک معتد به حصۂ زمین کا ملنا -

(۲) گورنمنت عالیه کا اس پر اپني طرف سے عمارت بنانا -

(۳) اُس حصه کا من کل الوجوه مسلمانوں کے قبضه میں آجانا -

اور اس فیصله کي نوعیت جهانتک اخبارات سے معلوم هوسکي یه هے که اصل نزاعي حصه رهگذر عام میں اسي طرح شامل هے صرف اسکے اوپر آٹهه فٹ بلند ایک چهجه بنا کر وضو خانه یا دالان بنانے کي اجازت دیگئي هے - اس عمارت کو متولي اپنے صرف اور اپنے روپیه سے طیار کرائینگے اور زمین کي ملکیت کا مسئله نهایت اجمال اور ابهام میں رکها گیا هے جس سے کسي نتیجه پر پهنچنا بهت دشوار هے - بهرحال اب ان باتوں کا وقت نهیں - شریک معامله حضرات نے جن امور کو مناسب سمجها ان پر عمل فرمایا اور اپني بے لوث مخلصانه خدمتوں سے مسلمانوں کو رهین منت کیا - جو لوگ ان کا شکوه کرتے هیں میرے نزدیک سخت غلطي پر هیں - البته قابل غور یه سوال هے که مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاهئیے اور کونسے جائز اور مناسب طریقے اختیار کرنے چاهئیں جن میں مسلمانوں کي حقیقي اور اصلي کامیابي کا راز مضمر هو -

امید هے که معزز و محترم اڈیٹر الهلال اور دیگر بزرگان قوم اسطرف خاص توجه فرماکر مسئله مذکوره پر روشني ڈالینگے -

عید اضحی اور انجمن خدام کعبه

هر مسلمان کي دیني جوش کي امتحان کا وقت هے

(۱)

هم بارها بصراحت ' دهرا چکے هیں که یهه تحریک محض مذهبي هے ' اسکو کسي سیاسي قضایا سے کوئي سروکار نهیں ' مگر سچ هے که حیله جو اور بزدل اور عقبیٰ فراموش و دین فروش بد نصیبوں کے لئے آخر کوئي بهانا تو ضرور چاهیے - الله انکو توفیق عمل عنایت فرمائے - جو اخوان ملت اس آواز کے منتظر هیں ' هم انکو یاد دلاتے هیں که انکي امتحان اور انکي ایفاے عهد کا وقت آ گیا - آج یوم الحج هے اور عیدالضحیٰ (ضحیٰ) هے - سنت ابراهیمي کي ساتهه حرمین شریفین کے لئے بهي تهوڑي سي قرباني آج چاهیے -

اگر آپ انجمن کي سلسله میں داخل هوگئي هیں تو جزاک الله - اس عهد کو یاد فرمائیے جو داخله کے وقت حلفاً آپنے لیا تها - جو حضرت هنوز کسي نه کسي وجه سے داخل سلسله نهیں هوے انکو دعوت دیجئے - عیدالضحیٰ (اضحیٰ) کي دن هر ایک خادم کا فرض هونا چاهیے که وه اپني جوش ایماني کو بجاے خود آزماے اور تجربه کرے که وه کچهه کر سکتا هے یا نهیں ؟ اسکي اندر شعله مذهبي پیدا هوا یا نهیں ؟ اسکي غیرت کو کچهه حرکت پیدا هوئي یا نهیں ؟

خاکساران

محمد عبدالباري فرنگي محلي خادم الخدام جمعیت اصلیه انجمن خدام کعبة دهلي

شوکت علي بي اے معتمد خادم الخدام

کتنے هي فرزندان توحید کي خشک زبانوں سے نکلي هونگي ؟ جانے دیجیے - اپنے کاموں میں مصروف رهیے - دنیا عقلمندی میں بہت بڑهگئي هے اور میں دیوانہ هوں !

در بادیہ تشنہ گاں بمردند
و ز دجلہ بہ مکہ می رود آب !

آرڈر انگریزی کارڈوں کے اختلاف مضمون کا حال سب سے پہلے مجهے مسٹر مظہر الحق سے معلوم هوا - انکے پاس بهی آرڈر هی کا کارڈ آیا تها - عین پارٹي میں انکو انگریزی کارڈ کے مضمون کي خبر هوئي - اسمیں اِن تینوں بزرگوں کا بالکل ذکر نہ تها ' بلکہ صرف یہ تها کہ حضور ویسراے کی تشریف آوری کی خوشي میں یہ پارٹی دي گئی هے !

مجهے ذاتي طور پر معلوم هے کہ مسٹر مظہر الحق نے بعض اشخاص کانپور کو پارٹي سے پہلے لکهدیا تها کہ اُن حکام کو جلسے میں بلانے کي کوشش بہتر نہ هوگي ' جو مسلمانوں کیلیے اپنے نظارے میں ایک درد انگیز داستان کي یاد رکهتے هیں -

میں نے یہ بهي سنا هے کہ جلسے میں شاید کسي شخص سے بعض حکام نے یہ بهي کہا کہ " همکو آرڈر کارڈ کا حال معلوم نہ تها - اگر معلوم هوتا کہ یہ پارٹي اِن لوگوں کے اعزاز میں دي گئی هے تو هم کبهي نہ آتے "

حضرات کانپور کي یہ ستم ظریفي بهي قابل داد هے کہ ایک طرف تو حکام کو آرڈر کارڈ کے مضمون سے بے خبري کي شکایت هے ' دوسري طرف آپ کو انگریزي کارڈ کي بے خبری پر افسوس - شاکی دونوں هیں اور دونوں کي شکایت بهي یک ساں ! صحبت تو هوگئي - اب دونوں فریق اپني اپني شکایتوں کا موازنہ کر لیں :

کہتے هیں کہ وہ بهي یہي کہتے هیں 'کوں کیا
کہتے هو کہ دلجوئیے اعدا نہ کرو تم !

ایکو جن امور کي شکایت هے اب آسکي نسبت کیا کہوں ؟ اپني اپني طبیعت اور اپنا اپنا اصول هے - لیکن معاف فرمایئےگا - جناب راجہ صاحب محمود آباد ' مسٹر مظہرالحق ' اور مولانا عبدالباری تو مجبور تهے کہ اِنهي کیلیے دعوت کا دینا ظاهر کیا گیا تها ' اور نہ جاتے تو لوگوں کي دلشکني هوتي ' مگر آپ کو اور جناب حکیم صاحب کو کونسي مجبوري پیش آئي تهي کہ با وجود ان حالات کے حس و تاثر کے' شریک صحبت رہے اور اب بعد اختتام صحبت اسکي شکایت هے ؟ یکے بعد دیگرے آپنے تین درد انگیز اور ضبط ربا مناظر دیکهے ' جنکي آپنے تفصیل کي هے ' لیکن بالآخر ان تینوں مرحلوں سے آپ بهي علي الّي حال گذر هي گئے اور کوئی منزل بهي آپکو مجلس کي رنگینیوں سے الگ نہ کرسکي !

ایں گناهیست کہ در شہر شما نیز شود !

اگر آپکي جگہہ میں هوتا اور یہ تکلیف دہ مناظر سامنے هوتے ' تو بلا ادنی تامل وهاں سے آٹهکر چلدیتا اور چلتے چلاتے جتنے شخص مل جاتے ' انکو بهي پہنچ کر اپنے ساتهہ لیجاتا :

همرہ غیري و مي گوئي بیا عرفي تو هم ؟
لطف فرمودي ' برو ' کیں پاے را رفتار نیست !

کن یداً ' لا تکن لساناً - سچي شکایت عمل سے هوني چاهیے نہ کہ زبان سے - آپ بالاخر ڈنر میں بهي شریک هوے اور متهمین حادثہ ۳ - اگست کے شکرئیے کي تحریک کي - بقول آپکے مناظر ثلاثہ سہ پہر کو پیش آئے تهے - رات تک آپنے ضبط پیدا نہ کیا اور کیا مجبوري تهی ؟

میں نے سنا هے کہ ایک سو چهہ آدمیوں میں سے بهی جو لوگ پارٹی اور ڈنر میں شریک کیے جاسکتے تهے ' انکو شریک کیا گیا تها - مولوی عبد القادر صاحب آزاد سبحانی پارٹی اور ڈنر ' دونوں میں شریک کیے گئے تهے - البتہ ان میں سے عام لوگوں کو نہیں شریک کیا گیا تها عذر یہ هے کہ یہ دونوں صحبتیں آداب و رسوم صحبت کي متقاضی ' اور انکے لیے وہ موزوں نہ تهے- رات کو مجلس میلاد میں سب کو شریک کیا گیا تها -

مصالحۂ و بنائے اسلامیۂ کانپور

از جناب مولوي حکیم محمد رضوان صاحب

مخدوم الالسنۃ و الافواہ - محسود الاقران و الاشباہ - محترمي جناب مولانا زید مجدکم - سلام مسنون - فیصلۂ کانپور کے متعلق میں نے موافق اور مخالف دونو قسم کي رائیں غور اور اطمینان سے پڑهیں - عرصہ سے اس خیال میں هوں کہ اپني نا چیز رائے سے اهل ملک کو آگاہ کروں لیکن کثرت کار اور هجوم افکار سے اسقدر عدیم الفرصت رها کہ کچهہ نہ لکهہ سکا - اگرچہ میري مشغولي کا ابتک وهي عالم هے لیکن زیادہ تاخیر میں وقت کے گذر جانے کا اندیشہ هے اسلیے چند سطرین لکهکر حاضر خدمت کرتا هوں - اگر جناب مناسب خیال فرمائیں تو الهلال کے کسي کالم میں درج کردیں -

اس میں کچهہ شک نہیں کہ ۱۴ - اکتوبر کا مبارک دن انگریزي عہد حکومت میں یاد گار روز هے جس کي مسرت خیز یاد کا مسلمانون کے دل و دماغ سے مٹنا دشوار هے - اس یوم سعید میں حضور ویسراے بہادر نے مسلمانون کے ساتهہ جو شریفانہ سلوک کیے ' جس سیر چشمي سے اپني عنایت و کرم گستري کا بین ثبوت دیا ' اور جس مردانگي سے ایک سو چهہ گرفتاران بلا کو قید غم سے آزاد فرمایا ' آنکي شکر گزاري سے همارے زبانیں عاجز هیں اور جسطرح اسوقت تمام قومیں حضور ممدوح کي ثنا خواں هیں اسي طرح آنکي آئیندہ نسلیں بهي جناب موصوف کي نیکي ' انسانیت ' انصاف پسندي ' اور صلح جوئي کي همیشہ توصیف کرینگي - اگرچہ اینگلو انڈین اخبارات اپنے تعصب سے اس مدبرانہ انصاف کي غلط تعبیر کر رہے هیں اور حضور نائب کشور هند کی مربیانہ فیاضي اور عنایت کو کمزوري اور بزدلي بتا رہے هیں لیکن سچ یہ هے کہ :

رموز مملکت خویش خسروان دانند

حضور ویسراے نے رحم و عدالت کي سب سے زبردست طاقت سے جسقدر قلوب کو مسخر کر لیا هے اور جتنے دلوں پر برٹش رعب و جلال کا سکہ جما دیا هے' اگر اسکي جگہ اپني ساري بحري و بري قوت کو صرف کردیتے تو بهي اس محبت اور خلوص کا حصول نا ممکن تها -

حضور ویسراے کے علاوہ اور جن جن حضرات نے مسلمانوں کی دستگیري اور غمگساري فرمائي ' وہ سب کے سب صد عزت و تشکر کے لائق هیں - میں اس موقع پر مسلمانوں کے عدیم النظیر مربي و سرپرست جناب مسٹر مظہرالحق و جناب مسٹر فضل الرحمن کے نام نامي کے لیے بغیر نہیں رهسکتا جنہوں نے اسیران مذهب کي اعانت کیلئے اسوقت هاتهہ بڑهایا جب ان کي عزت و حرمت کا بجز رحمت الهي کے کوئي محافظ نہ تها - جب مسلمانوں کي انتها

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

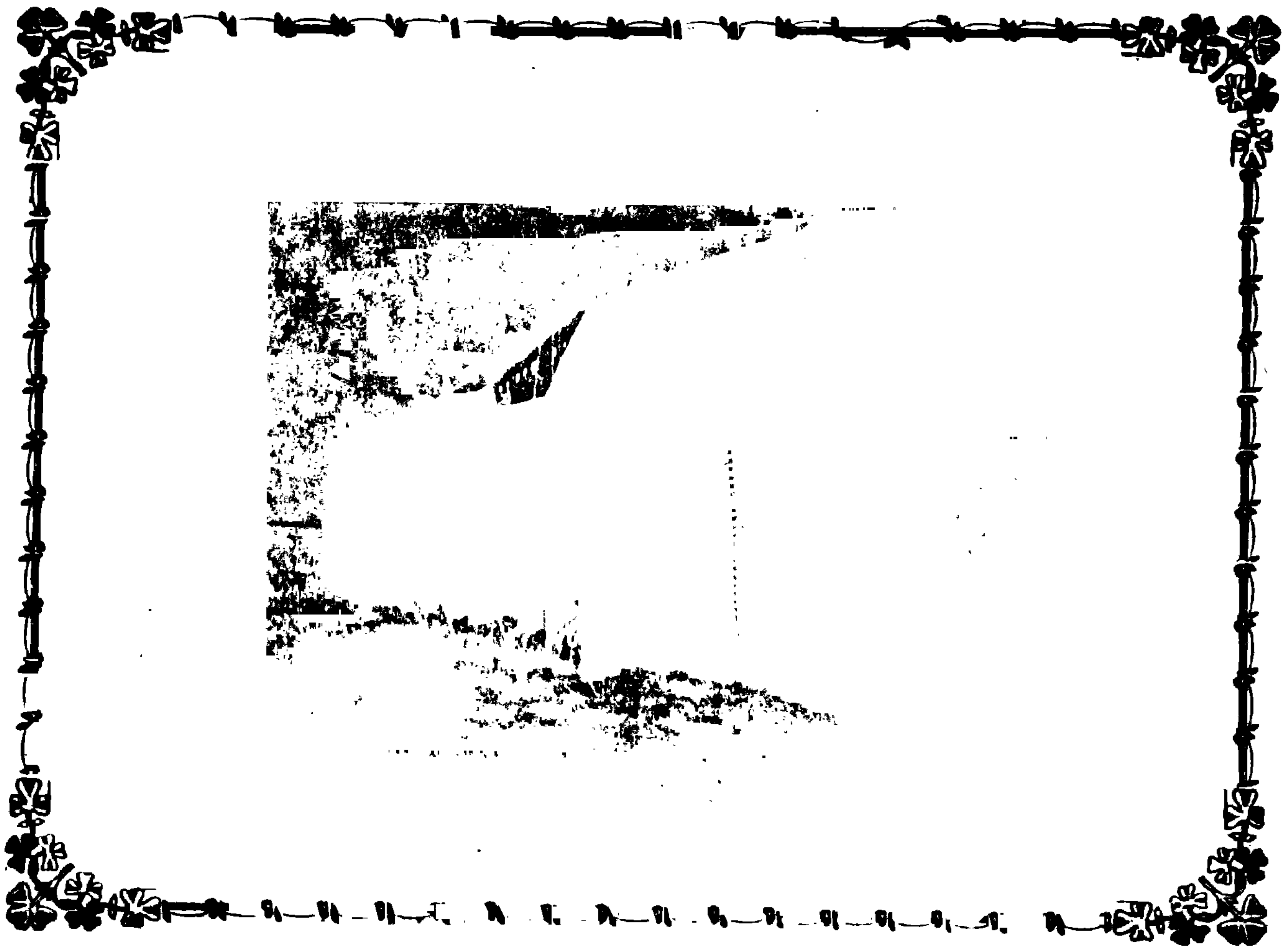
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲٦ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 26 1918.



قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

میں چاھتا هوں که چند الفاظ اسکے متعلق آور عرض کروں - ٥ - ذي الحجه کي اشاعت میں جو مضمون مفصل شائع هوا هے ' وہ قاریین کرام کے پیش نظر هوگا - اس مضمون میں پوري شرح و بسط کے ساتھه فیصلے کي اُس صورت کو عرض کرچکا هوں جو پہلے قرار پائي تھي' اور جسکي مجمع اطلاع دي گئي تھي -

سب سے پہلے اسپر نظر ڈالني چاهیے که موجودہ صورت اُس صورت سے کن کن امور میں مختلف هے ؟

(۱) سب سے پہلا سوال زمین متنازعه فیه کي ملکیت کا هے حضور ویسرائے نے نه صرف یه که اسے مبہم هي چھوڑ دیا هے ' بلکه اس کو غیر ضروري بھي قرار دیا هے -

مسٹر مظہر الحق کہتے هیں که ملکیت کا اعتراف کرا لینا کچھه بھي مشکل نه تھا ' لیکن قانوناً یه ایک لاحاصل بات هوتي - زمین موقوفه کسي کي ملک نہیں - البته گورنمنٹ نے اسپر قبضه کر لیا تھا جو هم کو واپس ملگیا - عدالت دیواني میں نالش بھي کي جاتي تو قبضه کي کي جاتي' نه که ملکیت کي -

جناب مولانا عبد الباري صاحب کے ایک خط کا کچھه حصه آج کي اشاعت میں کہیں درج کیا گیا هے ' اُس میں بھي انھوں نے اسي پر زور دیا هے -

میں نے اسپر غور کیا لیکن میں اسے سمجھه نه سکا - یه سچ هے که وقف کي ملکیت کسي کو نہیں پہنچتي مگر پھر یه کیا تھا که میونسپلٹي اُس زمین کي قیمت دے رهي تھي ؟ وہ قیمت دیکر صرف قبضه لینا چاهتي تھي یا وہ حق بھي ' جسے حق تملک کہتے هیں ؟

خرید و فروخت کس شے کي هوتي هے ؟

" زمین موقوفه " کسي کي ملکیت نہیں - یه آپکا خیال هے نه که عملاً گورنمنٹ کا - وہ ضرورت کے وقت بقیمت اسکو خرید تي اور اسکي ملکیت کو منتقل کر لیتي هے - پس یه بات که زمین کسي کي ملکیت کا سوال نه تھا بلکه قبضه کا ' خود آپکا ایک دعوا هے اور جب آپ یه کہتے هیں تو کوئي دلیل پیش نہیں کرتے بلکه محض اپنے دعوے کا اعادہ کرتے هیں -

یه کوئي مسلم مقدمۂ قانوني نہیں جو آپ میں اور آپکے مدعا علیه میں مشترک هو - اور اسکا اعتراف کرانا غیر ضروري هو - مسجد سے وہ زمین علحدہ کرکے سڑک میں شامل کرا لي گئي - اسمیں اور مسجد میں ایک دیوار حائل هوگئي - اسکے معاوضه میں دوسري زمین دي جاتي تھي یا نقد روپیه -

یه تمام باتیں صرف قبضه هي کے متعلق نه تھیں -

میں قانون سے واقف نہیں هوں لیکن قانون کو سمجھنا چاهتا هوں - میرا خیال یه هے که اصلي سوال ملکیت هي کا هوگیا تھا - وہ پہلي صورت میں اصولي طور پر ملحوظ تھا مگر اس صورت میں نظر انداز کر دیا گیا -

(۲) اسکے بعد سوال حق قبض و تصرف کا هے - پہلي صورت میں قبضه بالکل مسجد کو مل جانا چاهیے تھا لیکن اب اشتراک حق مرور سے پورا قبضه بھي باقي نه رها -

(۳) هئیۃ مجموعي اُس صورت کي ایسي تھي ' جس سے یه تغیر گویا خود مصالح مسجد کیلیے هوتا ' اور یه نظیر قائم نه هوتي که سڑک کي توسیع کیلیے مسجد کي زمین کسي راضي نامه کے بعد لیلي جاسکتي هے -

پس في الحقیقۃ موجودہ فیصله میں عدم ملکیت ' عدم تکمیل قبضه ' اور آیندہ نظیر' تین نقص شدید پائے جاتے هیں - قبضه کي عدم تکمیل کا مبنی حق اشتراک مرور هے -

مولانا عبد الباري کي تحریر جو آج شائع کي جاتي هے ' صاف صاف لفظوں میں بتلاتي هے که -

(۱) انھوں نے جواز کا فتوی نہیں دیا - انکي خواهش یه تھي که حضور ویسرائے زمین همارے سپرد کردیں اور هم میں اور میونسپلٹي میں معامله رهجائے -

(۲) وہ اس خیال کو لفظ " بہتان " سے تعبیر کرتے هیں که " انھوں نے موجودہ صورت کو جائز سمجھا "

(۳) جیسا که انھوں نے انریبل سید علي امام سے کہا ' انکو اعتراف هے که " اس فیصلے سے نه تو مسلمانوں کي تشفي هوگي اور نه بے چیني دور هوگي "

میں سمجھتا هوں که اسکے بعد اصل معاملے کي نسبت مولانا میں اور هم میں کچھه بھي اختلاف باقي نہیں رهتا ' سوا اُس طریق کار کے جو اختیار کیا گیا ' اور وہ واقعه ماضي هے نه که اس مسئلۂ کا مستقبل - وقت ایک بار جا کے پھر آنے کا عادي نہیں :

نکل گیا هے وہ کوسوں دیار حرماں سے !

پس في الحقیقۃ یه کہنا کسي طرح غلط نهوگا که " موجودہ تصفیۂ زمین پر بے اطمیناني ظاهر کرنے میں کوئي اختلاف نہیں هے - در اصل ایک هي خیال هے اور ایک هي گروہ "

اس تصفیه کے دو جزو ابھي باقي هیں :

(۱) کونسل کي آیندہ نشست میں حفظ عمارات دینیه کے قانون کا پیش هونا اور پاس هونا ' جس کا ذمه برنبائے وعدہ هز ایکسلنسي و انریبل مسٹر امام ' جناب راجه صاحب نے لیا هے -

(۲) دالان کي تعمیر کے وقت میونسپلٹي سے به نہج احسن تصفیه -

اگر پہلا جزو پورا هوجائے تو موجودہ تصفیه کے تین نقائص میں سے ایک نقص شدید خود بخود دور هو جایگا ' یعنے اس نظیر کا آیندہ کیلیے متعدي هونا -

دوسرے جزو پر اگرچه مولانا عبد الباري بار بار وثوق کے ساتھه زور دیتے هیں' اور اس خط کے آخر میں بھي انھوں نے دهرایا هے ' لیکن میں چند دنوں کي امید خوش سے زیادہ اسے نہیں سمجھتا - ویسرائے نے اپني تقریر میں جن اُمور کو واضح کر دیا هے اس سے زیادہ اب کچھه نه هو سکے گا - البته یه ممکن هے که شاید میونسپلٹي سے تعمیر کے وقت کچھه رعایات بدیگر صورتوں حاصل هوجائیں - کیونکه کہا جاتا هے که اسکي نسبت حضور ویسرائے نے اطمینان دلا یا هے اور ایک طرح کا غیر سرکاري وعدہ هوچکا هے -

پس ان حالات کے ساتھه اگر کام کرنا هو تو صرف دو هي کام اس بارے میں همارے سامنے هیں -

(۱) فوراً ایک منتخب کمیٹي قائم کي جائے جسمیں باهر کے لوگ بھي شامل هوں اور جو تعمیر دالان وغیرہ کے مسئله کو اپنے هاتھه میں لے اور صرف کانپور کي مقامي حالت پر نه چھوڑ دیا جائے - اسمیں کانپور کے معززین بھي شامل هوں - بحالت موجودہ اصلي ضرورت ایک با قاعدہ جماعت کي هے -

(۲) مجوزہ قانون کا انتظار و مطالبه -

(۳) بصورت عدم نفاذ قانون دیواني نالش -

افسوس که اس سے بھي اهم تر سوال ۳ - اگست کے خونین مظالم کا تھا ' اور وہ عین زندگي کي حالت میں دفن کردیا گیا : انا لله و انا الیه راجعون - اس جہان میں کوئي هستي ایک مرتبه مر کر پھر واپس نہیں آ سکتي - میرے پر جوش دوستوں کو سمجھنا اور غور کرنا چاهیے :

مقصد پذیر نیست دریغا ' وگرنه من
در هر قدم هزار قدم پیش رفته ایم !

الهلال

مدير مسئول و خصوصي
احمد المكنى بابي الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲۲ — جلد ۳

کلکته : چهار شنبه ۲٦ ذی الحجه ۱۳۳۱ هجری

Calcutta : Wednesday, November 26 1913.

فهرست

جنوبي افريقه

اخبار و الانباء

جب کوہ آتش فشان پهٹجاتا ہے تو پهر چند سوراخوں کے بند کرنے سے آتش و سنگ کي بارش موقوف نہیں هوتي - مسٹر گاندهي ، کیلین بیچ ، پولک ، اگر پا بزنجیر هو گئے تو کیا اس سے وہ عالمگیر آگ بهي پا بجولاں هو جائیگي جسکے آتشکدے ان اسیروں کے دهن و زبان میں نہیں بلکه ان هزارها هندوستانیوں کے دلوں میں هیں ، جو جنوبي افریقه میں پهیلے هوے هیں ؟

انساني فطرت کي ایک عجیب و غریب کمزوري یه ہے که وہ جرم سے انکار کرنے کے وقت دنیا کو محروم الوجدان اور مسلوب العقل سمجهه لیتا ہے حالانکه نادان یه نہیں جانتا که جرم نے خود اسکي خرد و هوش پر پردے ڈالدیے هیں -

کسي بد نصیب کے قتل سے انکار ممکن ہے مگر جب آستین و دامن پر خون کے دهبے هوں اور هاتهه میں خنجر ، تو کون ہے جو اس انکار کو صحیح تسلیم کریگا ؟

دفتر مستعمرات کے نام لارڈ گلیڈ اسٹون نے اس بارے میں ایک مراسله بهیجا ہے جسمیں لکها ہے که ظلم و جبر کي خبریں مبالغه سے پر هیں - انکو اپنے وزرا کي عدل پرستي پر کامل اعتماد ہے - وزرا کا مقصد صرف اعادهٔ امن ہے اور کچهه نہیں - تازیانے اور گولیوں کي خبر صحیح نہیں -

ان تمام هندوستانیوں کي تعداد ۳٦۸ ہے جنکو ڈنڈي اور نیو کیسل کے ضلعوں میں سزا دي گئي ہے - سزا کي مقدار ایک هفته اور ۱۰ شلنگ سے لیکے ۵ پونڈ اور ٦ ماہ تک ہے - ڈنڈي میں ۱۰ - احاطے قید خانے کي حیثیت میں منتقل کیے گئے هیں اور سزا صرف ۳ - کو دي گئي ہے - وغیرہ وغیرہ

هم نہیں سمجهتے که اس سعي سے لارڈ گلیڈ سٹون کا مقصد کیا ہے ؟ اگر اسکا منشاء یه ہے که وہ اس فرض سے سبکدوش هونا چاهتے هیں جو بحیثیت صدر اعظم هونے کے ان پر عائد هوتا ہے ، تو بیشک وہ اداء فرض میں تو کامیاب هو گئے مگر اسطرح که اپنے ضمیر و فیصله کو مشکوک بهي کر دیا ، لیکن اگر وہ در حقیقت اهل هند کي تشفي چاهتے هیں تو همیں انکي اس عقل و دانش پر ماتم کرنا چاهیے -

وہ هندوستانیوں کي تشفي کرنا چاهتے هیں مگر نہیں جانتے که کیونکر کریں - وہ کہتے هیں که مجهے اپنے وزراء پر اعتماد ہے مگر انکے اعتماد کي وجه سے هندوستاني ان وزراء پر کیونکر اعتماد کرسکتے هیں ، جنکے طرز عمل نے یه محشر بپا کیا ہے ؟

تازیانه و بندوق کے استعمال سے وہ اسلیے انکار کرتے هیں که مقامي مجسٹریٹ اسکا اعتراف نہیں کرتے ، مگر هم پوچهتے هیں که اگر هندوستان میں انکي رعایا کے ساتهه بهي واقعه هوا هوتا تو یه دلیل انکي تسلي کے لیے کافي هوتي ؟

وہ کہتے هیں که وہ قلي جو غالباً تارجیا تها ، مرض سے مر گیا مگر هم هندوستاني جانتے هیں که گوروں کي ٹهوکر کهانے والے همیشه تلي هي کي وجه سے مرتے هیں -

اب جبکه پیمانه لبریز هوے چهلک گیا ہے ، هماري حکومت هند نے بهي اپني مہر خاموشي توڑي ہے -

۱۹ - نومبر کو وائسرے نے وزیر هند کے نام ایک تار اس مضمون کا بهیجا که نظر بر حالات موجودہ ، ایک بے لاگ اور کامل تحقیقات هوني چاهیے -

اگر مظالم ثابت هو جائیں تو ان انسانیت کے خلاف اعمال پر سختي کے ساتهه اعتراض کیا جاے - نیز هر مجسٹي کي حکومت سے اسمیں مداخلت کي درخواست کیجاے - اسکے جواب میں وزیر هند نے وہ مراسله بهیجدیا ہے جو دفتر مستعمرات میں موصول هوا تها مگر غنیمت ہے که حکومت هند نے اس پر اکتفاء نہیں کیا اور دو بارہ لکها ہے که جلد سے جلد بے لاگ اور کامل تحقیقات ایک ایسي کمیٹي کے ذریعه هوني چاهیے جسمیں هندوستانیوں کي بهي نیابت هو -

حق و صداقت کي راہ میں اگر کوئي جماعت جهاد کرتي ہے تو اغیار و اجانب بهي اسکے ساتهه همدردي کیے بغیر نہیں رهسکتے - معاملات هند کے ساتهه انگریزي پریس کي سرد مہري پر همیشه فغاں سنجي کي گئي ہے مگر سچ یه ہے که هم نے یک دل هوکر کسي کام کے لیے کوشش بهي کب کي ؟ آج جبکه هم جنوبي افریقه میں متحدہ و متفقه طور پر وطن عزیز کي عزت و حقوق کے لیے جد و جهد کر رہے هیں ، تو انگلستان کے آزاد اخبارات سے لیکے شدید ترین کنسر ویٹو اخبارات تک ، سب کے لب خود بخود کهل گئے هیں -

ٹائمز ، مارننگ پوسٹ ، ڈیلي نیوز ، پال مال گزٹ وغیرہ ، سب نے بالاتفاق هندوستانیوں کي حمایت میں صدائیں بلند کي هیں -

عالم کی امنیت و عدالة کی نگرانی کے اولین مستحق ہیں ؛ اگر وہ اپنی انسانیت دوستی اور مظلوم پروری کو صرف ایک ہی قوم و ملک کے ساتھہ وابستہ کردینگے اور اس ظلم آباد ارضی کے ہر ماتم میں یک ساں جوش و خروش اور غیر متغیر عزم و ہمت سے حصہ نہ لیں گے ، تو کیا پھر اسمانوں سے فرشتے آترینگے جو زمین کی بیکسی پر ماتم کرینگے ؟ یا دریاؤں کی مچھلیاں اور ہوا کے پرندے جمع ہونگے ، تا انسان کی مظلومی پر مرثیہ خوانی کریں ؟

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میرا بس چلتا تو میں اس دنیا کے تمام ماتموں کو صرف مسلمانوں ہی کیلیے مخصوص کر دیتا اور کسی دوسرے کی شرکت اسمیں کبھی گوارہ نہ کرتا - کیونکہ زمین پر جہاں کہیں بھی ہمدردی کے آنسوؤں اور دل کے پیام محبت کی ضرورت ہو ، وہ صرف پیروان اسلام ہی کا حصہ ہے ، اور صرف کلمۂ توحید ہی کے گھرانے کا ورثہ ہے - کیونکہ سب اسلیے آئے تاکہ اپنے تئیں بچائیں مگر مسلمان صرف اسلیے آئے تاکہ تمام انسانوں کو بچائیں :

وکذلک جعلناکم امة وسطا ، لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا -

(افسانۂ غربت)

میرا مقصود جنوبی افریقہ ہندوستانیوں کے تازہ مصائب ہیں -

ہندوستانیوں کا کوئی جرم بجز اسکے نہیں ہے کہ وہ وہاں بس گئے ہیں ، کاروبار کرتے ہیں ، اور چونکہ محنتی اور کفایت شعار ہیں اسلیے روپیہ پیدا کرلیتے ہیں - انکی مرفہ الحالی وہاں کی گوری آبادی کو کھٹکتی ہے اور پسند نہیں کرتی کہ انکی سرزمین میں باہر کا کوئی انسان روپیہ کمائے - بوجہ کم خرچ اور کفایت شعار ہونے کے ہندوستانی دکاندار کم نفع پر مال فروخت کرتے ہیں - بعض بازاروں میں گورے دکانداروں کو اس سے بھی نقصان ہوتا ہے - یہ انکی مزید برہمی کا سبب ہے - انہوں نے اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستانیوں کو یہاں کے قیام سے روک دیا جائے -

یونین گورنمنٹ انسانوں کو یکا یک قتل نہیں کرسکتی ، وہ مسیحی ہے اور یقیناً اسکے سامنے قرون مظلمہ کی وہ تمام وحشیانہ خوں ریزیاں موجود ہیں ، جنکی وجہ سے یہ دور دنیا کے امن و حریت کیلیے ایک جہنمی لعنت رہا ہے - اسے وہ طریقہ بھی معلوم ہے جسکے ذریعہ رومی عیسائی مصر و شام کے ملحدوں کو سزائیں دیتے تھے ، اور پھر اسے زندہ انسانوں کو چٹائی میں لپیٹ کر جلا دینا بھی ضرور آتا ہوگا جیسا کہ اسپین کی مجلس عدالت دینی (انکویزیشن) ہزارہا خدا کے پیدا کردہ انسانوں کے ساتھہ کرچکی ہے - تاہم اب وہ ایسا نہیں کرسکتی اور زمانے کے انقلاب نے تعذیب و ہلاکت کے وہ تمام پرانے نسخے بیکار کردیے ہیں -

پس اس نے قوانین وضع کرنا شروع کیے ، اور جابرانہ قوانین کی لعنت بھی اس لعنت سے کم نہیں ہے ، جو آگ اور تیز کیے ہوے لوہے کی ہلاکتوں سے نکلتی ہے - بلکہ فی الحقیقة وہ اس سے بھی شدید تر ہے - ایک غیور انسان تلوار کی دھار اور آتشکدے کے شعلوں سے نہیں ڈرتا مگر اس جبر سے ضرور ڈرتا ہے جو اسکے احترام و شرف کی تحقیر کرے -

یہ قوانین عجیب و غریب ہیں ، اور گویا ایک ایسی جماعت کیلیے ہیں جو سرے سے انسان ہی نہیں ہے - سب سے پہلے قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا جس کو غالباً سات آٹھہ سال کا زمانہ ہوگیا ہے - اسکا منشا یہ تھا کہ ہر ہندوستانی جو جنوبی افریقہ میں رہنا چاہے ، اپنے تئیں رجسٹری کرائے ، ۳ - پاونڈ یعنے ۴۵ - روپیہ ٹیکس دے ، اور رجسٹری کے فارم پر دستخط کی جگہہ انگوٹھے کا نشان بنائے - پچھلوں دنوں جب بزرگ و محترم ملک ، انریبل مسٹر گوکھلے جنوبی افریقہ تشریف لے گئے تھے ، تو ارکان حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ٹیکس فوراً موقوف کردینگے چنانچہ انہوں نے اسی وقت اسکی اطلاع بذریعہ تار انگلستان و ہند کے پریس کو دیدی تھی - لیکن اب جنرل بوتھا کہتا ہے کہ اس طرح کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا تھا !

اسکے بعد " قانون آبادی اہل ہند " نافذ کیا گیا جو کسی وحشی سے وحشی گروہ کیلیے بھی نا قابل تحمل ہے - اس قانون کی رو سے ہندوستانیوں کے تمام حقوق مدنی و شہری غصب کرلیے گیے اور خدا کے ہزارہا زندہ بندوں کو یکا یک حکم دیا گیا کہ وہ موت سے بھی بدتر زندگی کیلیے طیار ہو جائیں :

(۱) ہندوستانی کسی شہر کی آبادی کے اندر نہیں رہسکتے -

(۲) انکی دکانیں شہر سے پورے دو میل کے فاصلے پر ہوں -

(۳) شہر کی کسی شاہراہ پرسے وہ گذر نہیں سکتے -

(۴) جنوبی افریقہ کے اندر کسی ریل کے بہتر درجہ میں سفر نہیں کر سکتے -

(۵) کسی شہر کے کسی ہوٹل میں قیام نہیں کر سکتے -

(۶) کسی رسٹوراں (قہوہ خانے) میں بیٹھہ نہیں سکتے -

(۷) ۳ - پاونڈ جزیہ ہر ۱۳ - برس سے زیادہ عمر کا ہندوستانی مرد اور عورت ادا کرے -

(مذہبی توہین)

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک قانون کی رو سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے نکاح کو قانوناً نا جائز قرار دیا ، اسلیے کہ " یہ اس ملک کا طریق ازدواج ہے جہاں ایک سے زیادہ بیویاں کی جاتی ہیں "

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جسقدر ہندوستانی وہاں موجود ہیں ، سب کی بیویاں حقوق زوجیت سے محروم ہوگئیں اور انکی اولاد ناجائز قرار پائیں - اس سے بڑھکر کسی قوم کیلیے ظالمانہ سلوک کیا ہو سکتا ہے کہ اسکے مذہبی طریق کی علانیہ توہین کی جائے ، قانوناً اسکے طریق نکاح کو نا جائز بتلایا جائے ، اور اسکی جائز بیویوں کو داشتہ عورت قرار دیا جائے ؟

(اجمال تاریخی)

یہ سلوک ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو ابسے نصف صدی پہلے امپیریل گورنمنٹ کے حکم سے افریقہ بھیجے گئے تھے اور تقریباً سب کے سب مزدوری پیشہ لوگ تھے - اس وقت جنوبی افریقہ آج کا جنوبی افریقہ نہ تھا - وہ ایک وحشت زار ویرانی تھا ، جہاں بڑے بڑے شہروں اور متمدن آبادیوں کی جگہ درندوں کے بھٹ ، اور صحرائی جانوروں کے مساکن تھے - ان لوگوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں کرکے شہر آباد کیے - عمارتیں تعمیر کیں ، کارخانوں میں مشین کے پرزوں اور پھرکیوں کی طرح کام کیا ، اور اس طرح وہ " عظیم الشان جنوبی افریقہ " طیار ہوگیا جسکے متمدن بازاروں سے اب ان وحشیوں کو گذرنے کی اجازت نہیں !

ابتدائی تیس سالوں کے اندر ہندوستانیوں سے سلوک برا نہ تھا لیکن گذشتہ ۲۰ - ۲۵ - سال سے موجودہ مظالم کی ابتدا ہوئی - مشہور جنگ ٹرانسوال کے اصلی اسباب و براعث خواہ کچھہ ہی ہوں ، لیکن بظاہر ایک سبب گورنمنٹ ہند کی یہ شکایت بھی تھی کہ ہندوستانیوں کے ساتھہ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا - یہی

الہلال

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱

[illegible]

بجرم عشق توهم مي كشند و غوغا ئيست * تو نيز بر سر بام آ كه خوش تماشا ئيست

(۲)

سر زمين معترم هند كا فرزندان اسلام سے مطالبہ

و لو انا كتبنا عليهم ان اقتلوا انفسكم او اخرجوا من ديا ركم ما فعلوه الا قليل منهم ' و لو انهم فعلوا ما يوعظون به ' لكان خيراً لهم و اشد تثبيتا (۶۹:۴)

اور اگر هم ان مدعيان خدا پرستي كو حكم ديتے كه حق و صداقت كي راه ميں اپني جانوں كي قرباني كرو يا اپنا گهر بار چهوڑ كر نكل جاؤ ' تو اُن ميں سے چند آدميوں كے سوا كوئي بهي ايسا نه كرتا - حالانكه جو كچهه انكو سمجها يا گيا هے اگر وه اُسكي تعميل كرتے تو اُنكے حق مين بهتر هوتا اور اسكي وجه سے وه اپنے حق و مقصد پر مضبوطي كے ساتهه جمے رهتے -

وه آنكهيں جو ايک سال پہلے طرابلس اور برقه كے مناظر مظلوميت پر خونبانه فشاني كر رهي تهيں ' وه دل جو چند ماه پيشتر مقدونيا كے حوادث خونين كي ياد ميں دو نيم تهے ' وه زبانيں جو كل تک شهداء مقدسين كانپور كيليے فغاں سنج تهيں' ابهي اسوده خاطر اور فارغ البال نهوں كه انكي مشغوليت كا سامان باقي هے !

سه چيز ست آنكه پا يانے ندارد :
شبے من ' درد من ' افسانۂ من !

پهر وه انكهيں جنهوں نے كل تک حق و انسانيت كے ان عالمگير ماتموں ميں حصه ليا هے ' كيا آج عدل و انصاف كي ايک مصيبة كبرى اور ماتم عظمى كيليے چند آنسوؤں سے بهي بخل كرينگي ؟

اگر كل تک طرابلس و بلقان كے ماتم گذار انسانوں كي مظلوميت پر رو رهے تهے ' تو تعجب هے اگر آج وهي انساني مظلوميت انكي انكهوں كو تر نه كرے ! اگر انكا جوش و خروش اور جد و جهد اسليے تها كه حق و انسانيت كا ساتهه ديں اور ظلم و عدوان سے نفرت كريں' تو حيف هے اگر آج اُسي مظلوم انسانيت كي چهٹيں انكے دلوں كي محبت اور همت كي همدردي حاصل نه كر سكيں !

انسانيت اور حق و عدل كے پرستاروں كے ليے امتياز اين و آن نهيں هے - وه جو وطن كي قيد سے منزه' زمين و مرز بوم كي تميز سے پاک هيں' انكے ليے خدا كي زمين كا هر ٹكرا مقدس' اور اسكے بندوں كا هر گروه محترم هے - وه انسانية كے خادم هيں - انكي محبت نوعي كا شرف ' وطن و قوم كي ادنى ترين تقسيموں سے آلوده نهيں هوتا - انكے كانوں ميں جهاں كهيں سے بهي انسانية كي فرياد الغياث آتي هے ' انكهوں كے آنسو' اور دل كے زخموں كو اپنے استقبال كيليے مهيا پاتي هے - مشرق و مغرب انكے ليے يک ساں هے' عزيز و بيگانه كي تفريق ميں انكے ليے آزمايش نهيں - طرابلس و مقدونيا كي تڑپتي هوئي لاشوں پر اگر وه ماتم كرتے هيں' تو جنوبي افريقه كے اُن قتيلان حق و انصاف كے خوں چكاں زخموں كو بهي ديكهكر چيخ اٹهتے هيں' جنهيں كوڑوں كي وحشيانه عقوبت نے خاک و خون پر لٹا ديا هے - و ليس البر ان يحب الوطن ' انما البر ان يحب العالم !

عارف هم از اسلام خرابست و هم از كفر
پروانه چراغ حرم و دير نداند

اسلام اسي عالم پرستي كي دعوت ليكر ايا - وه اپنے پيروں كو وطن پرست نهيں بلكه انسانية پرست ديكهنا چاهتا هے -

(خدمت عالم و خدمت وطن)

ليكن اگر تمام عالم همارا وطن اور اسليے محترم هے' تو وه خاک تو بدرجۂ اولى همارے احترام محبت كي مستحق هے ' جسكي آب و هوا ميں هم صديوں سے پرورش پا رهے هيں؟ اگر تمام فرزندان انسانيت همارے بهائي هيں ' تو وه انسان تو بدرجۂ اولى همارے احترام اخوت كے مستحق هيں ' جو اسي خاک كے فرزند اور مثل همارے. اُسي كي سطح پر بهنے والے پاني كے پينے والے ' اور اُسي كي فضاء محبوب كو پيار كرنے والے هيں -

پس آج جنوبي افريقه ميں جو قيامت كبرى قائم هے - مظلوميت كي جو انتها اور ايثار و قرباني كي جو مهم در پيش هے ' ميں نهيں سمجهتا كه دنيا ميں پيروان اسلام سے بڑهكر اور كون گروه هوسكتا هے ' جس كے ليے سب سے زياده جهاد جذبات و مال كي اسكے اندر دعوت هو؟

وه' جو دنيا ميں حق كي نصرت كيليے آئے هيں - وه ' جو عالم كو اُس ظلم و سفاكي سے نجات دينے كيليے آے هيں جو حكومتوں كے غرور اور قوموں كے جنسي تعصب و وحشت سے پيدا هوتا هے - وه' جو عدل كے علم بردار ' اور اسليے خلافة الهي كے مدعي هيں - وه ' جو دنيا ميں اپنے تئيں اُس ارحم الراحمين كا نائب [illegible] هيں جو ظلم پر غضب ناک مگر انصاف سے خوش هوتا [illegible] پهر سب سے آخر مگر سب سے مقدم يه كه جو مسلم هيں' اور اسليے تمام

(گورنمنت هند)

یه بالکل سچ ہے که جنوبي افریقه کي گورنمنت اندروني خود مختاري رکهتي ہے اور وہ کچهه هندوستان نهیں ہے جهاں سب کچهه کیا جاسکتا ہے ' تاهم قابل غور امر یه ہے که انگلستان کي وہ انساني همدردي ' مظلوم پروري ' نوع خواهي ' جو کبهي ساحل باسفورس پر جنگي نمایش کرنا چاهتي ہے ' کبهي مقدونیا میں اپنے کمشنر مقـرر کرتي ہے ' کبهي جنگي بیڑوں کو در دانیـال کے قریب پهنچ جانے کا حکم دیتي ہے ' کیا اس انتهائي وحشت و سفا کي پر بهي کچهه نه کر سکیگي ؟

امپیریل گورنمنت یقیناً اندروني معاملات میں دخل نهیں دیسکتي لیکن کیا به حیثیت ایک متمدن حکومت هونے کے اس ظلم و جبر پر مواخذه بهي نهیں کرسکتي ' جس کا ایک ادنی سا شبه بهي ٹرکي اور ایران کو تخت حکومت اولت دینے کي دهمکي دینے لگتا ہے ؟ کیا اگر چین کے کسي کهیت میں ' شام کے کسي دامن کوہ میں ' قسطنطنیه کي کسي گلي میں ' مصري فلاحوں کي کسي آبادي میں ' ایک گورے جسم کے ساتهه کسي غیر مسیحي هاتهه کا کوڑا مس کر جاتا ' تو انگلستان کي بے حسي کا یهي حال هوتا جو آج کامل پندرہ سال سے نظر آرها ہے ؟

گورنمنت هند نهیں معلوم کب کروٹ لیگي ؟ جو زخم مظلوموں کے جسموں پر لگ رہے هیں ' وہ شاید اس مراسله کے نتیجـه کا انتظـار نه کریں جو لارڈ هارڈنـگ کي گورنمنت انڈیا آفس میں بهیجے گي -

(همارا فرض)

لیکن بهر حال انساني فرض ان فکروں سے بالا تر ہے - خود هم کو که اپنے عزیز بهائیوں کي فریادوں کو سن رہے ' او ر انکي داستان غربت و مصیبت کو پڑ هرہے هیں ' صرف اپنا فرض هی سونچنا چاهیے -

اس وقت سب سے زیاده مقدم کام روپیه کي فراهمي ہے ' جس کے لیے هندوستان کے بزرگ ترین فرزند ' یعني انریبل مسٹر گوکهلے نے دورہ شروع کردیا ہے - اس حق و ظلم کي معرکه آرائي کي فتح صبر و استقامت پر موقوف ہے اور وہ بغیر اعانت مالي کے ممکن نهیں - پنجاب نے اس بارے میں قابل تقلید مثال قائم کي ہے ' جهاں ایک دن کے اندر ٢٥ - هزار روپیه هوگیا اور مسٹر لاجپت رائے نے کها که " میں اپني تمام پونجي فنڈ میں دیدینے کیلیے طیار هوں "

افسوس که یه سب کچهه هو رها ہے مگر مسلمان غافل هیں ' اور جس صف میں انهیں سب سے آگے اُنکے خـدا نے رکها تها ' اپني بدبختي سے اسمیں سب سے پیچهے بهي نهیں -

آج مسٹر گوکهلے روپیه کي فراهمي کیلیے دورہ کر رہے هیں ' مگر کهیں سے بهي یه صدا نهیں آتي که فلاں مسلمان لیڈر بهي اس کام میں تهوڑا سا وقت دینے کیلیے نکلا ہے ! افسوس و صد افسوس !

کامل اس فرقـهٔ زهـاد سے اٹها نـه کوئي
کچهه هوے تو یهي رندان قدح خوار هوے !

میں اپني حالت کس کـو سناؤں که عـلائق نے کیسا کچهـه مجبور کردیا ہے ' تاهم هاتهه پاؤں هلا رها هوں که کسي طرح بند توڑوں اور کلکته سے نکلوں - مسلمانوں کو یاد رکهنا چاهیے که آج ان کي نئي زندگي کي آزمایش ہے - آجتـک انهوں نے ملک کي تمام خدمتیں صرف هندؤں هي کیلیے چهوڑ دي تهیں ' اور خود اپنے لیے هندؤں کو باغي کهنے کا شریفانه مشغله منتخب کرلیا تها - ملک کي بهتري و فـلاح کي فکر هـو تو صـرف هنـدؤں هي کو ' جابرانه قوانین کے خلاف احتجاج کریں تو صرف هندو ' جنوبي افریقه کے هندوستانیوں کیلیے روئیں تو صرف هندو - اگر ایسا هي ہے تو خدارا اپنے دلوں میں سونچو که بدبخت مسلمان آخر کس مـرض کي دوا هیں ؟ اگـر وہ هنـدوستـان میں رهتے هیں تو کیا هندوستان کي خدمت بهي انکا فرض دیني نهیں ؟ اگر تمام عالم انکا وطن ہے تو کیا هندوستان بهي نهیں ہے ؟

گلـگونهٔ عارض ہے نـه ہے رنـگ حنا تو
اے خوں شده دل ' تو تو کسي کام نه آیا

مگر اب حالت پلٹي ہے اور کها جاتا ہے که هم بیدار هوے هیں - اگر یه سچ ہے تو اسکا ثبوت کهاں ہے ؟

(آیة کریمهٔ عنوان مقاله)

عنوان مضمون کي آیت پر غور کرو - یه آیت سورهٔ نساء کے اُس حصے کي ہے ' جهاں خدا تعالی نے ضعفاؤ منافقین کي حالت بیان کي ہے - فرمایا که اگر الله تعالی حکم دیتا که اسکي صداقت و عدالت کی راہ میں جهاد کرو - اپنے وطنوں کو چهوڑ دو ' اپني جانوں کي قربانیاں کرو ' تو کتنے راستباز انسان هوتے جو اس حکم کے آگے سر جهکاتے ؟

حالانکه اصل راہ آزمایش یهي ہے -

آج هر شخص کو چاهیے که اپنے دل پر هاتهه رکهکر سونچے - جنوبي افریقه میں همارے عزیز و محبوب بهائي جو صدمات عزت وطن محترم کي راہ میں برداشت کر رہے هیں ' اگر انکي جگهه هم هوتے اور هم سے ایسا کها جاتا تو هماري حالت کیا هوتي ؟ هم میں کتنے هیں جو اپني لاکهوں روپیـه کي جائـداد اپنے هاتهـوں تـاراج کـرنے کیلیے مستعـد هیں ؟ کتنے هیں جو مسٹر گاندهي کي طرح ایک لاکهه سالانه کي آمدني چهوڑ کر ٤٥ - روپیه ماهوار پر اپني پوري زندگي دیسکتے هیں ؟ پهر کتنے هیں جو جلا وطن هونے کیلیے ' قید میں جانے کیلیے ' اپنے بیوي بچوں کو دشت غربت میں مبتلاے آلام و مصائب کرنے کیلیے پستولوں کا نشانه اور کوڑوں کا تختهٔ ظلم بنـنے کیلیے طیار هیں ؟

هندوستان میں ازادي کے غلغلوں سے پورا بر اعظم لرز رها ہے - حریت اور قرباني کے دعوؤں سے کوئي زبان نهیں جو نا آشنا هو ' مگر عزیزان ملـک و ملت ! میں تم سے سچ سچ کهتا هوں که آج جنوبي افریقه میں جو کچهه هو رها ہے ' اگر اسکا دسواں حصه بهي یهاں پیش آے تو هندوستـان کے شاندار دعوؤں اور عظیم الشان اعلانات کے هجوم میں بهت کم سچي روحیں ایسي نکلیں گی جو آزمایش میں ثابت قدم بهي رهیں گي :

در مدرسـه کس را نه رسـد دعوئي توحید
منـزل گه مردان موحـد سـر دار ست

و لو انا کتبنا علیهم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ' ما فعلوہ الا قلیلا منهم !

اب بهي وقت ہے که مسلمان خواب غفلت سے چونـکیں اور جس جوش و ایثـار سے انهوں نے جنـگ طرابلس و بلـقان اور مسـجد کانپور کے معامله میں حصـه لیا تها ' اس معامله میں بهي حصه لیں - و السلام علي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ' اولئك الذین هدا هم الله و اولئك هم او لو الالباب !

مسٹر گاندھی ھیں جنھوں نے جنگ کے چھڑتے ھی امپیریل گورنمنٹ کو اطلاع دی تھی کہ وہ مع اپنی تمام جماعت کے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کیلیے طیار ھیں -

جنگ کے کچھہ عرصے بعد وھی امپیریل گورنمنٹ ' جسکی نظروں میں ھندوستان کبھی بھی سلف گورنمنٹ کیلیے عملاً موزوں نہوگا ' مجبور ھوئی کہ جنوبی افریقہ کو اداری خود مختاری دیدے - چنانچہ کیپ ' ناٹال ' اور ٹرنسوال کے چار صوبے جو باھم ملکر ایک متحد حکومت بنائے گئے تھے ' برٹش گورنمنٹ نے انکی اداری خود مختاری کا اعلان کردیا -

اسکے بعد ھی مصائب کا اصلی دور شروع ھوتا ھے - اس سے پیشتر جنوبی افریقہ کو گورنمنٹ ھند کا بھی کچھہ نہ کچھہ خوف تھا - اب وہ بھی جاتا رھا -

(سنہ ٦ - سے ١٠ - تک)

چنانچہ سنہ ١٩٠٦ میں قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا جس کا ذکر اوپر ھوچکا ھے - اسمیں یہ شرط قرار دی گئی کہ ھر مرد و عورت خواہ خواندہ ھو خواہ ناخواندہ ' دستخط کی جگہہ اپنے انگوٹھے کا نشان مثل وحشیوں اور مشتبہ لوگوں کے چھاپے !

ھندوستانیوں نے اس حکم کو اپنے محترم و محبوب ملک کی توھین سمجھا اور اسکے خلاف ایک خاموش مقابلہ شروع کردیا - یہ مقابلہ متصل سنہ ١٠ - تک جاری رھا - اس اثنا میں ڈیڑھہ سو آدمی قید ھوے - ایک سو کو جلا وطن کیا گیا - ٧٥ - لاکھہ روپیہ سے زیادہ کی ھندوستانی جائدادیں ضائع ھوئیں ' کتنے ھی خاندان برباد ھوگئے - کتنوں کے عزیز بچے اس دار و گیر میں گم گئے جنکا سراغ اب تک نہیں ملا !

اس اثنا میں بد بخت ھندوستان بھی چیختا رھا اور جنوبی افریقہ سے بھی کئی وفد انگلستان پہنچے - کچھہ دنوں کے بعد ھی کینگ جارج پنجم کی تاجپوشی کی تقریب تھی - اس تقریب نشاط میں مظلوموں کی فریادوں کا بلند ھونا موزوں نہ تھا ' اسلیے امپیریل گورنمنٹ نے بھی زور ڈالا - نتیجہ یہ نکلا کہ عارضی طور پر ظلم و وحشت کی اس بے اماں شمشیر زنی میں ایک سکون سا پیدا ھوگیا اور یونین گورنمنٹ نے بالفعل راضی نامہ کرلیا -

گو بظاھر معلوم ھوتا تھا کہ یہ سکون ھے ' مگر در اصل ایک مہلت جنگ تھی اور اسلیے تھی تاکہ آئندہ زیادہ تازہ دم ھوکر حملہ کیا جاے - چنانچہ باوجود گورنمنٹ کے متعدد مواعید و اعلانات کے اب پوری قوت اور امادگی کے ساتھہ وحشیانہ قوانین کا عمل در آمد شروع کردیا گیا ھے -

(مقابلہ)

لیکن ظلم و سفا کی کا جس قوت سے حملہ ھوا ھے ' معلوم ھوتا ھے کہ صبر و استقامت کی بھی اتنی ھی طاقت کے ساتھہ فرزندان ھند مقاومت کیلیے طیار ھوگئے ھیں - تمام جنوبی افریقہ میں ھندوستانیوں کی آبادی ڈیڑھہ لاکھہ کے قریب ھے ' جسمیں ایک لاکھہ بیس ھزار مزدور ھیں - سب سے پہلے چار ھزار ھندوستانیوں کی ایک جماعت نے مسٹر (گاندھی) کے ماتحت عزت کی قربانی کیلیے اپنے تئیں پیش کیا - انھوں نے کار و بار بند کردیے اور ٹرانسوال سے نٹال روانہ ھوگئے - یہ اسلیے کیا کہ ھندوستانیوں کیلیے ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں جانا بھی جرم ھے - پس انھوں نے چاھا کہ اس قانون کی عملاً خلاف ورزی کر کے اپنے تئیں سزا دلائیں اور اسطرح ظلم کے مقابلے میں بظاھر جسمانی شکست کھا کر حقیقتاً اخلاقی فتح حاصل کریں -

اس جماعت میں صرف مرد ھی نہیں بلکہ عورتیں بھی اور انکے ساتھہ معصوم بچے بھی ھیں !

بالاخر مسٹر گاندھی گرفتار کرلیے گئے اور انھوں نے جرمانے کی جگہ قید خانے میں جانا پسند کیا -

(مقدس قربانی)

مسٹر گاندھی اس خاموش مقابلے کا سپہ سالار ھے - وہ ایک کامیاب بیرسٹر تھا جسکی امدنی ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کے قریب تھی لیکن مدت سے اس جانفروش راہ حریت نے پریکٹس چھوڑ دی ھے اپنی تمام دولت اسی راہ میں لٹا دی اور صرف ٣ - پاونڈ ماھوار پر گذارہ کرتا رھا - یہ وہ مقدس ایثار ھے جس کے لیے ھندوستان میں ھم ترس رھے ھیں لیکن ھندوستان کا ایک فرزند ھندوستان سے باھر اسکا نا قابل فراموش نمونہ پیش کر رھا ھے !!

(جہاد فی سبیل اللہ)

ھر جد و جہد جو ظلم ' جبر ' نا انصافی ' اور انسانیۃ دشمنی کے مقابلے میں کی جاے ' فی الحقیقۃ جہاد فی سبیل اللہ ھے - کیونکہ خدا انسان نہیں ھے جسکے کاموں کیلیے ھم اپنے جان و مال کو نثار کرینگے ' بلکہ صداقت اور حق و عدالت ھی اسکا کام اور ظلم کی مقاومت ھی اسکی راہ ھے - پس زمین پر جو شخص حق کی خدمت کرتا ھے ' یقیناً وہ آسمان پر خدا کے خدمت گذاروں میں پکارا جاتا ھے - مسٹر گاندھی نے اس راہ میں اپنی جان اور مال ' دونوں لٹا دیا پس فی الحقیقت وہ مجاھد فی سبیل اللہ ھیں ' اور " بانفسھم و باموالھم " کے ھر دو مراحل جہاد مقدس سے گذر چکے ھیں -

یہ حق و عدالت کا سپہ سالار عجیب ھے - جبکہ بندوقوں کے فیر اور کوڑوں کی ضرب سے اسپر حملہ کیا گیا ھے ' تو نہ تو اس کے پاس مسلح فوج ھے اور نہ خود اسکے ھاتھہ ھی میں لوھے کا کوئی تیز آلہ ھے ' تاھم ھم کو یقین ھے کہ اسکی فوج بے شمار ' اور اسکے آلات جنگ کی کاٹ کاری ھوگی - وہ اس معرکے میں گو تنہا ھے لیکن حق و صداقت کے فرشتے اسکے یمین و یسار ھیں ' اور اسکے ساتھی گو نہتے ھیں ' لیکن مظلومیت خود ھی ایک تلوار ھے ' جسکی موجودگی میں اور کسی اسلحہ کی ضرورت نہیں ھوتی - وہ وقت دور نہیں جب اس جنگ کا خاتمہ ھوگا ' اور دنیا کے لیے صابر و اولوالعزم مظلوموں نے اخلاقی فتح کی ایک عظیم الشان مثال یادگار چھوڑی ھوگی !

بلی ' ان تصبروا و تتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا ' یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین - (٣ :)	ھاں بیشک ' اگر تم صبر و کروگے اور حق و صداقت کی نا فرمانی سے بچوگے تو پھر تمھیں کوئی قوت شکست نہ دیسکے گی - اگر تم پر دشمن اسی آن حملہ کردیں تو خدا اپنے ھزاروں ملائکۃ نصرت سے تمھاری مدد دیگا -

(موجودہ حالت)

گذشتہ اشاعت میں تازہ حالات کا خلاصہ دیچکے ھیں ' تمام ھندوستانی لیڈر گرفتار کرلیے گئے ھیں - کانوں کے احاطوں کو بھی جیل خانہ بنا دیا گیا ھے - جبر و ظلم ' خوں ریزی و سفا کی ' تعذیب و عقوبت کی انتہا ھوگئی - جن مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ھے انکے لیے پستول اور کوڑے اپنی جلادی کیلیے مستعد ھیں - عدالت حکم دیتی ھے کہ جو مزدور کام نہیں کریگا اسکو بھوکا رکھکر مارا جائیگا - دو ھندوستانی زخمی ھوچکے ھیں اور کوڑوں کی سزائیں جاری ھیں -

(معركۂ برج دباب)

بطس نے ساتهه جنگ آرائي کے مختلف طريقوں ميں مشهور ترين طريقـه وه تها ' جو فرنگيوں نے برج ذباب کے ليتے وقت صليبي لڑائيوں ميں اختيار کيا تها -

برج ذباب وسط دريا ميں قائم تها - فرنگي اسکو لينا چاهتے تهے - اسکے ليے انهوں نے بطسه کي سطح بالائي پر ايک برج بنايا تاکه اسے لکڑي سے بهر کے کهيتے هوے برج ذباب کے قريب ليجائيں اور پهر اس برج ميں آگ لگا کے برج ذباب کے اندر پهينکديں - وهاں جو لوگ هونگے جلکے مرجائينگے اور پهر برج پر قبضه کرليں گے اس کشتي کو جسميں برج بنوايا تها لکڑي سے خوب بهرا گيا تا که اگر مزيد لکڑي کي ضرورت هو تو کوئي دقت پيش نه آئے - اسکے علاوه ايک دوسري کشتي کو بهي لکڑي سے بهرا گيا - پهر ايک تيسري کشتي ميں چند ايسي کمينگاهيں بنائي گئيں جهاں تک اسلحه ' تير ' پتهر ' وغيره کا گزر نه هو سکے - يه اسليے که جب لوگ پهلي دو کشتيوں ميں آگ لگا ليں تو اسميں آ کے پناه ليں -

جب تياري مکمل هوگئي تو يه اسطول صليبي فرشتۂ مرگ بنکے چلا - جب برج ذباب کے قريب پهنچا تو اس کشتي ميں آگ لگاني چاهي جسميں برج بنايا گيا تها - آگ سلگائي اور اسميں روغن نفت ڈالا - ليکن اتفاق سے هوا کا رخ برج ذباب کي طرف سے خود انکے طرف هي پلٹ گيا نتيجه يه نکلا که خود حمله آوروں کي کشتي ميں آگ لگ گئي - بجهانے کي لاکهه کوشش کي مگر کچهه نه هوا - تمام لوگ جلکے خاکستر هوگئے -

مگر فرنگي اس حادثه کے بعد بهي اپنے ارادے سے باز نه آئے اور پهر اسکے لينے کے ليے تيارياں شروع کيں - ابکي اس برج ميں ايک سرنگهه اسطرح کي لگائي که جب چاهيں ' وه شهر پناه کي طرف پهر کے ايک راسته سا بنجائے اور سپاه آساني سے وهاں تک جا سکے - ليکن اسميں کاميابي نهوئي

(البـوارج)

(بوارج) بارجه کي جمع هے - اسطول کي طرح يه لفظ بهي دخيل هے - اسکي اصل سنسکرت هے - اصل ميں يه " بيڑا " تها - عرب بارجه اس عظيم الشان جنگي کشتي کو کهتے تهے ' جو " شونه " نامي کشتي سے بڑي هوتي تهي ' يا بالفاظ ديگر بڑي شونه کا نام بارجه تها - يه لفظ گو دخيل هے مگر بعد کو عربوں نے اسکا اسطرح استعمال کيا گويا يه عربي الاصل تها - چنانچه اسکو صفت کے طور پر بهي استعمال کرتے هيں اور کهتے هيں : سفينة بارجة - اي سفينة مكشوفة -

کشتي کي يه نوع عربوں نے هندوستان سے اسلام کے بعد سيکهي - هندوستان سے وه جنگ اسي کشتي پر کيا کرتے تهے - معتصم بالله عباسي کے زمانه ميں جب هندوستان نے فارس کے جنوبي ساحلوں اور اسکے قرب و جوار کے مقامات پر حمله کيا هے تو اسوقت معتصم نے انکے بيڑوں کو گرفتار کرليا - (مسعودي) کتاب التنبيه والاشراف ميں معتصم کي فتوحات کے ذيل ميں لکهتا هے :

و اسر البوارج ' وهي مراكب الهند و كان فيها منهم عسكر عظيم قد غلبوا على ساحل عمان و فارس و ناحية البصـرة

اور بوارج کو جو که هندوستان کے جهاز هيں گرفتار کرليا - انميں بهت فوج تهي جو عمان و فارس کے ساحل اور بصره کے ايک گوشه پر قابض هوگئي تهي -

بوارج کا ذکر (طبري) نے بهي سنه ٢٥١ - ٨٦٥ م کے واقعات ميں کيا هے - اسکے الفاظ يه هيں :

ولخمس بقين من صفر دخل من البصره الى بغداد عشرة سفائن بحريه تسمى بوارج ' في كل سفينه اشتيام و ثلثه نفاطين و نجار و خباز و تسعة و ثلاثون رجلاً من الجـذافين و المقاتلـه ' فذالك في كل سفينة خمسة و اربعون رجلاً (طبري مطبوعۂ مصر جلد ١١ - صفحه - ١١٢) -

٢٥ - صفر کو بصره سے بغداد ميں بيس کشتياں داخل هوئيں جو بوارج کهلاتي هيں - هر کشتي ميں ايک افسر اعلى تها - تين نفت انداز - نيز بڑهئي اور باورچي - انتاليس کهينے والے اور لڑنے والے بهي تهے - غرض که هر کشتي ميں کل ٤٥ آدمي تهے -

غرض که عربوں نے بوارج کا استعمال اسوقت سے شروع کيا جب وه فتح سندهه کے بعد هندوؤں سے ملے - چنانچه مسلمان واليان سندهه هندوؤں کے مقابله ميں هميشه بوارج هي استعمال کيا کرتے تهے - علامۂ بلاذري نے فتوح البلدان ميں اسکا تفصيلي ذکر کيا هے - (ديکهو ذکر فتح سندهه)

(المسطحات)

يه مسطح کي جمع هے - يه بهي ايک نهايت عظيم و جسيم جنگي کشتي تهي - پرتگالي زبان کے کلمه (Misties) اور فرنچ لفظ (Mistech) اسي کلمۂ مسطح سے نکلے هيں - يه اور بطس ' دونوں اسلامي جنگي کشتيوں ميں سب سے بڑي کشتياں سمجهي جاتي تهيں -

(الشذوات و السميـريات)

شذوات يا شزات جمع کے صيغے هيں - اسکا واحد شذاء هے - اور سميريات بهي جمع هے - اسکا واحد سمرية هے - يه بهي ايک قسم کي کشتي تهي جو دولت عباسيه کے عهد ميں بحري جنگوں کيليے استعمال کيجاتي تهي - جسطرح بطس حروب صليبيه ميں مشهور هوئيں ' اسيطرح يه کشتياں ان جنگوں ميں مشهور هوئيں جو زنگيوں سے تيسري صدي کے نصف آخر ميں هوئي تهيں - اسميں سپاهي تير انداز ' اور مسلح ملاحوں کے علاوه ' اسلحه و علم آلات جنگ اور ذخائر بهي لاد ليتے تهے - مورخ طبري سنه ٢٦٧ هجري کے واقعات ميں لکهتا هے :

ذكر ان صاحب الزنج كان امر باتخاذ شـذوات ' فعملت له ' فضمها الى ما كان يحارب به ' و قسم شذواته ثلاثة اقسام بين بهبود و نصر الـرومي و احمد بن الزرنجي - (جلد ١١ - صفحه ٢٨٢) -

صاحب زنجبار نے حکم ديا که شذوات درست کي جائيں چنانچه طيار کي گئيں ' پهر انکے ذريعه سے لڑنے کيليے جن چيزوں کي ضرورت تهي ' وه بهي مهيا کي گئيں - اور اس نے تمام شذوات کو تين قسموں ميں بهبود ' نصر رومي ' اور احمد بن زرنجي کے سامنے تقسيم کرديا -

پهر اسي سلسلے ميں (سميريات) کا بهي ذکر کيا هے :

كتب سليمان الى صاحب الزنج يسئله امداده بسمريات لكل منهن اربعون مجذافاً فوافا اربعون سميريه ' في كل مقاتلان و مع ملاحيها السيوف والـرماح والتراس

" سليمان نے ملک زنگ کو لکها که اسکي مدد کے ليے ايسي سميريات بهيجے جنميں سے هرايک ميں ٤٠ مجذاف هوں چنانچه ايسي چاليس کشتياں آئيں - هر کشتي ميں دو سپاهي تهے - نيز ان کشتيوں کے ملاحوں کے ساتهه تلواريں ' نيزے ' ڈهاليں بهي تهيں "

دشمن کے شذوات و سميريات ميں سے جب کوئي کشتي پناه مانگنا چاهتي تهي تو ايک سفيد علم کو جو اسکے همراه هوتا تها ' سرنگوں کر ديتي تهي -

دولت عباسيه کے آخر عهد ميں ان کشتيوں کا استعمال جنگ ميں موقوف هوگيا اور پهر صرف بار برداري کے کام ميں آنے لگيں -

مقالات

تاریخ اسلام اور بحریات

بہ تذکرا جہاز " رشادیہ "

پچھلي ڈاک ميں ترکي سے جسقدر مصور رسالے آئے هيں ' نئے عثماني جہاز (رشاديه) کي تصوير اور تذکرہ سے پر هيں - انکو ديکھکر بے اختيار گذشتہ عهد اسلامي کے بحري کارنامے ياد آگئے :

گذر چکي ہے يه فصل بہار هم پر بھي !

خيال گذرا که الله اکبر ! کيا انقلاب زمانه هے ! آج ايک اهن پوش جہاز کسي دوسرے ملک کے کارخانے کي غلامي کرکے حاصل کيا گيا هے تو اسپر تمام ملک ميں غلغله هے - کبھي يه عالم تها که بحر اسود و اقيانوس پر صرف اسلامي بيڑوں هي کا قبضه تها ' اور سلطان نور الدين کے کارخانۂ جہاز سازي ميں ميلوں تک آلات جہاز سازي پهيلے هوے تهے !

يه قصه هے جب کا که آتش جواں تها !

جي ميں آيا که اس تقريب پر اپني پچھلي داستانوں کي کچھه ورق گرداني کرليجيے که اگر بستر مرگ پر ايام صحت کو جي بھر کر ياد کرلينے هي کي مهلت مل جاے تو بھي بہت هے ورنه بہتوں کو تو يه بھي ميسر نہيں :

گاهے گاهے باز خواں ايں دفتر پارينه را
تازہ خواهي داشتن گر داغهاے سينۂ را

مسلمانوں کے گذشتہ تمدن کي تاريخ ميں بحري ترقيات پر اب تک بہت کم لکھا گيا هے مگر تفحص و تجسس سے کام ليا جاے تو بکثرت مواد عام تاريخوں هي ميں موجود هے - سب سے زيادہ اس بارے ميں علامۂ (مقريزي) کا ممنون هونا پڑيگا ' جس نے اپني بے نظير تاريخ مصر (الخطط و الآثار) کي تيسري اور چوتهي جلد ميں مصر کے چند کارخانوں کے نهايت تفصيلي حالات ديے هيں -

سب سے پہلے اُن جنگي اور غير جنگي کشتيوں کے اقسام پر نظر ڈالني چاهيے جو عربوں نے عام طور پر استعمال کي تهيں اور انکے نام لغۃ عربي ميں داخل هوگئے هيں - اسکے بعد اسپين اور افريقه کے جنگي جہازوں کا ايک پورا دور هے اور پهر عثماني و مماليک مصر کے عہد کے بعض خاص بحري حوادث و ترقيات هيں - يکے بعد ديگرے هم سب پر نظر ڈاليں گے -

اس سلسلے ميں بعض مرقعات بھي هيں جنکا معائنه موضوع کي دلچسپي کو بڑھا ديگا - آج ايک صفحۂ مرقعات پيشکش هے ' جس ميں عهد اسلامي کي ايک جنگي کشتي اور سلطان محمد خامس کي بعض کشتيوں کي تصويريں آپ ملاحظه فرمائيں گے -

(تحقيق کلمۂ اسطول)

سب سے پہلے اُس عام لفظ کے مفهوم کو متعين کرليں جو عربي تاريخوں ميں بحري جنگوں کے تذکرہ ميں بار بار آتا هے اور آجکل بھي عام طور پر مستعمل هے - يعني کلمۂ " اسطول " -

اسطول ايک يوناني نژاد لفظ هے - اسکے معني هيں " چند جہازوں يا کشتيوں کا مجموعه " جسکو آجکل اردو ميں " بيڑا " کهتے هيں - مشهور شاعر (بحتري) کهتا هے :

يسو قون اسطول کان سفينة — " وہ ايسے بيڑے چلاتے هيں جنکي
سحائب صيف من جهام و ممطر — کشتياں کيا هيں ' گرمي کے بادل هيں که بعض تو خالي هيں - اسليے جلد گزر جاتے هيں - اور بعض پاني سے لدے هوے هيں - اسليے دير ميں چلتے هيں "

ليکن " اسطول " کا اطلاق بيڑے کے علاوہ جہاز پر بھي هوتا هے - (خفاجي) شفاء العليل في المعرب و الدخيل ميں لکهتے هيں :

الا سطول مرکب تهياء للقتال و نحوه — اسطول وہ جہاز هے جو جنگ يا تجارت وغيرہ کے ليے تيار کيا جائے -

(سفن و توابع اساطيل اسلاميه)

اسلامي اسطول مختلف انواع کي کشتيوں سے مرکب هوتے تهے جنميں اهم انواع يه هيں :

(بطس)

(بطس) بطسۃ کي جمع هے - کبھي اسي کو بطشه يا بسطه بھي کهتے هيں مگر يه دونوں نام مستقل الفاظ نہيں - اسي لفظ بطسه کي تعريف هيں -

يه ايک بہت بڑي جنگي کشتي تهي - اسکے حجم کي طرح اسميں باد بان بھي بکثرت هوتے تهے - مقريزي کي عبارت آگے آئيگي جس سے معلوم هوگا که هر ايک ميں ۴۰ باد بان هوتے تهے - اس سے اندازہ هو سکتا هے که عظمت حجم اور کثرت باد بان نے اسکے منظر کو کسقدر هائل و مهيب بنا ديا هوگا ؟

کشتي کي يه قسم صليبي لڑائيوں ميں خاص طور پر مشهور هوئي - کيونکه يه ان تمام کشتي کي انواع ميں مشهور ترين نوع هے جو اس زمانه ميں سب سے بڑے هونے کي وجه سے بحري جنگ ميں استعمال کيجاتي تهي -

بطسه کا استعمال جنگ کے علاوہ سامان کے نقل و حرکت اور بار برداري ميں بھي هوتا تها - چنانچه جنگ کے وقت کشتي ميں فوج ' اسلحه ' رسد ' ميگزين ' سامان محاصرہ ' وغيرہ کے تمام لوازم و ضروريات جنگ اسميں بھر ديتے تهے - غرض که کشتي کيا هوتي تهي - پورا جہاز تها -

يه نه تها که بطس کا اسطرح استعمال هنگامي اور فوري ضرورتوں هي کے وقت هوتا تها ' بلکه وہ اسي ليے بنائي بھي جاتي تهيں - چنانچه انکي ساخت ميں يه امور ملحوظ رهتے تهے - ذخائر جنگ کے ليے اونچي اونچي چهتيں بنائي جاتي تهيں - اندر مختلف درجے هوتے تهے جن ميں فوج کے مختلف طبقے عليحدہ عليحدہ بيٹهتے تهے -

يورپين مورخين لکهتے هيں که شاہ جرمني نے جنگ کے ليے جو بطس بنوائے تهے ' وہ اتنے بڑے تهے که اسکو لوگ " آدهي دنيا " کهتے تهے ! (موسيو سيديو کا مضمون تمدن اسلامي پر ' مترجمۂ رفاعه بک طهطاوي)

انتقاد

زہرہ

سکریٹریٹ - ریاست بھوپال - ۳ - روپیہ

اردو کي یہ ایک نئي حسین و جمیل کتاب ہے ' جو مفید عام پریس آگرہ میں چھپکر ریاست بھوپال سے شائع ہوئی ہے

" زہرہ " غالباً حیدرا باد کي کسي خاتون اهل قلم کا تصنیف کردہ نارل تھا ' جو انگریزي میں اس خیال سے لکھا گیا تھا کہ مذھب اسلام کي تعلیمات مفیدہ ضمناً ظاہر کي جائیں اور ہندوستاني رسم و رواج کے حسن و قبح نمایاں ہوں - مصنفہ نے اپنا نام پوشیدہ رکھا ہے اور صرف " تاج " کے لقب سے کتاب شائع کي ہے -

اسي نارل کا یہ اردو ترجمہ ہے - مترجم نے بھي مصنفہ کي تقلید میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا :

ہرکہ خواہد میل دیدن ' در سخن بیند مرا

ایک دو صفحے ابتدا کے اور ایک دو صفحے درمیان و اخیر سے میں نے دیکھے - ترجمہ بہت صاف ' سلیس ' بامحاورہ ہے اور غالباً بالقصد انگریزي طرز تحریر کي خصوصیات کو نمایاں ہونے نہیں دیا ہے تا کہ ترجمہ کي جگہ عبارت میں مصنفانہ شگفتگي پیدا ہوجاے - گو میں اس طریق کو پسند نہیں کرتا اور اُن تمام کتابوں کیلیے جو انگریزي سے ترجمہ کي جائیں ' اولین شرط یہ سمجھتا ہوں کہ انگریزي انشا پردازي و بلاغت کو اُردو میں گوارا کرکے باصرار و سعي قائم رکھا جاے ' تا ہم چونکہ یہ نارل ' نارل نہیں ہے بلکہ محض ایک سرگذشت اور چند اشخاص کا مکالمہ ' نیز مقصود زیادہ تر تعلیم یافتہ مسلمان خواتین کا مطالعہ ہے ' اسلیے عبارت میں اردو سلاست و رواني جس قدر بھي پیدا کي گئي مستحق تعریف ہے نہ کہ مورد تنقیص -

پلاٹ بالکل سادہ ہے - ایک صحیح المذاق ' حق پسند ' اور مشرق دوست انگریز ایک مقدس مسلمان بزرگ سے ملتا ہے اور اسلام کي تعلیمات و احکام کي نسبت گفتگو ہوتي ہے - مقدس معلم اسلام کے دین الفطرۃ ہونے ' اسکي بے تعصبي و مسامحت ' اُسکي علم پروري اور انسانیت خواہي ' اسلامي قانون ازدواج و طلاق وغیرہ پر مختلف صحبتوں میں لکچر دیتا ہے اور حق پسند انگریز ہر موقعہ پر اعتراف کرتا ہے -

اس ضمن میں داستان کي روح رواں " زہرہ " بھي پرورش پا رہي ہے - یہ ایک غیر معمولي جذبات و افکار کي ہندوستاني لڑکي ہے ' جسکو وہ مقدس معلم اپني تعلیم و تربیت سے آراستہ کررہا ہے - وہ بڑي ہوتي ہے اور مقدس معلم کے انتقال کے بعد ایک انگریزي اسکول میں داخل ہو جاتي ہے - وہاں کي تعلیم اُسکي قدیمي تعلیم سے ملکر اُسے ایک حیات تازہ بخشتي ہے -

نواب نوبت علي خاں ' انکي شادي اور ایک طوائف سے دلبستگي کي چند فصلیں درمیان میں شروع ہوکر پھر زہرہ کے افسانے سے ملا دي گئي ہیں -

جس طرح زہرہ کي سرگذشت کو اسلامي تعلیم کے درس و بیاں کا ذریعہ بنایا تھا ' اسي طرح نواب کے خاندان و واقعات کو ہندوستاني رسم و رواج ' غیر تعلیم یافتہ ازواج کي نادانیوں ' اور ہندوستاني طوائف کے جذبات و تعلقات کے بیان کا پیرایہ قرار دیا ہے - اخر میں نوبت علیخان زہرہ سے عقد کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنے افکار عالیہ مین ایک معصوم انہماک کے ساتھہ ' انساني زندگي کے علائق سے ملوث ہوے بغیر ' عالم جاوداني کي طرف کوچ کر دیتي ہے -

افسوس کہ میں ان کتابوں کے بالاستیعاب دیکھنے کي مہلت نہیں رکھتا - ایک خاص اصرار کي بنا پر اسکے چند صفحات دیکھے - میں مترجم کو اس دلچسپ کتاب کي ترتیب پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن متمني ہوں کہ دوسرے ایڈیشن میں نظر ثاني کرتے ہوے چند امور کا خیال ضرور رکھیں -

عبارت میں یکساني اور مواقع و مناظر کا اقتضا ملحوظ رکھنا ہمیشہ ضروري ہے اور افسانہ و قصص میں تو لازم و الزم ' لیکن زہرہ میں جابجا نشیب و فراز و شتر گربہ پایا جاتا ہے - نیز اشخاص افسانہ کے حالات سے موزوں بھي نہیں - عام محاورات اور عامیانہ الفاظ ایک مقام پر بھي ہوں تو پوري کتاب کي وقعت ادبي پر اثر ڈالتے ہیں - اگر مقصود تعلیم یافتہ خواتین کا مطالعہ ہے ' تو شادي جان طوائف سے ناظرین کي تقریب کراتے ہوے یہ بھولنا نہ تھا کہ اس صحبت میں خواتین بھي موجود ہیں - کھانے کي میز پر ایک لیڈي بھي موجود ہو تو پوري صحبت اور گفتگو کا موضوع و پیرایہ بدل جاتا ہے ' پھر ایک کتاب کو تو اپنے مخاطبات و ناظرات کا لحاظ رکھنا نہایت ہي ضروري ہے -

شادي جان کي زباني عشق و محبت کے جو بے پردہ خیالات ظاہر کیے ہیں ' شاید ابھي وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان لڑکیوں کو سنائے جائیں

ابوطالب شاہ کي بیوي کا تذکرہ بہت ہي سخیف الفاظ میں ہے اور مذاق سلیم پر شاق گذرتا ہے - شاہ صاحب کو اگر افیون کي عادت تھي تو ضرور نہ تھا کہ اسکي تاریخ بدء و نشوء اِن لفظوں میں بیان کي جاتي کہ :

" بدقسمتي سے اُنھیں کچھہ شکایات دیرینہ تھیں ' لہذا بیوي صاحبہ نے خیال کیا کہ انکے لیے بہترین دوا افیون ہے "

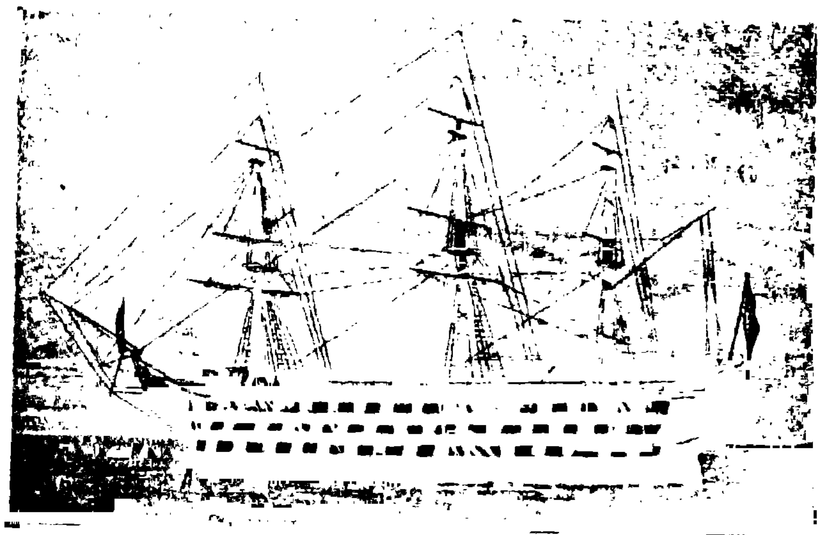
ایک خاتون مطالعہ کنندہ کو " شکایات دیرینہ " کي تحقیق کي زحمت دینا اور اس اخلاق سوز کاوش میں ڈالنا کسي طرح مناسب نہیں -

پھر شادي جان طوائف کے طرف سے جس استقامت عشق ' و ثبات عہد ' و وفاے دل کو ظاہر کیا گیا ہے ' وہ بھي ان فتنہ پرور ان حسن سے بہت بعید ہے - چنانکہ افتد و داني -

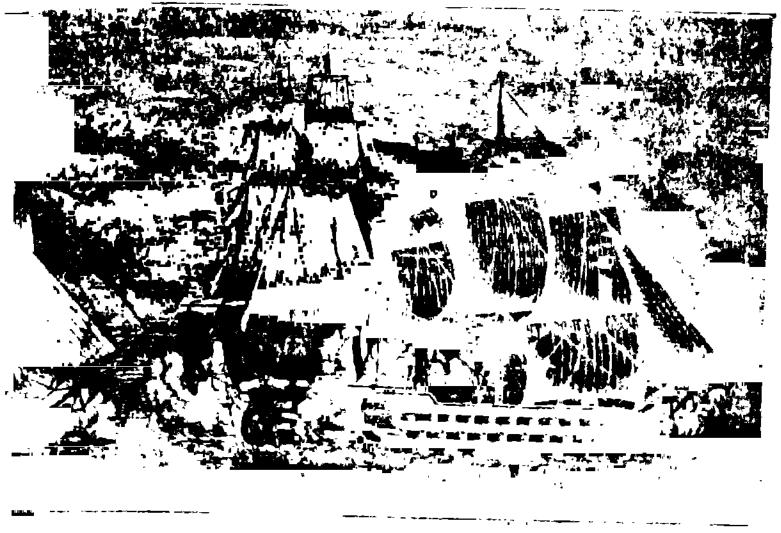
اگر خال خال اسکي مثالیں پائي بھي جائیں تو بھي اس کتاب کو کہ مقصود محاسن اخلاق و معاشرت ہیں ' شادي جان سے اسقدر ہمدردي رکھنے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں بھي اسکا عکس نمایاں کرنے کي کیا ضرورت تھي ؟

کتاب کي اصل تصنیف ریاست حیدرآباد دکن میں ہوئي ہے ' اسلیے ریاست کي مقامي تعریف و توصیف کو ایک دو فصلوں میں اس کثرت و غلو سے جگہہ دي ہے کہ پڑھنے والا جو اس سے کوئي خاص دلچسپي نہیں رکھتا ' بے اختیار گھبرا اُٹھتا ہے ' مترجم کو چاہیے تھا کہ اس حصے کو نکال دیتے - یا کم از کم مختصر و گوارا کردیتے -

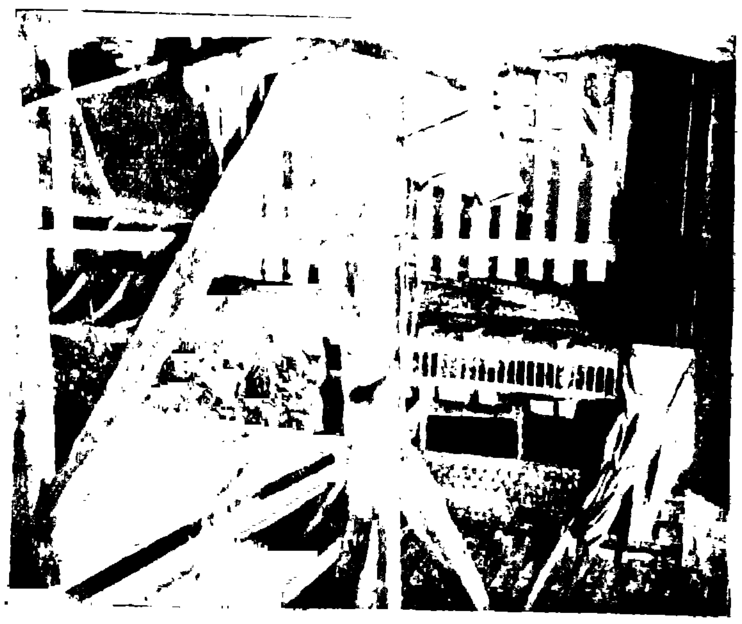
تاریخ ترقیات بحریہ



آغاز عہد بحریہ کا ایک باد بانی جہاز



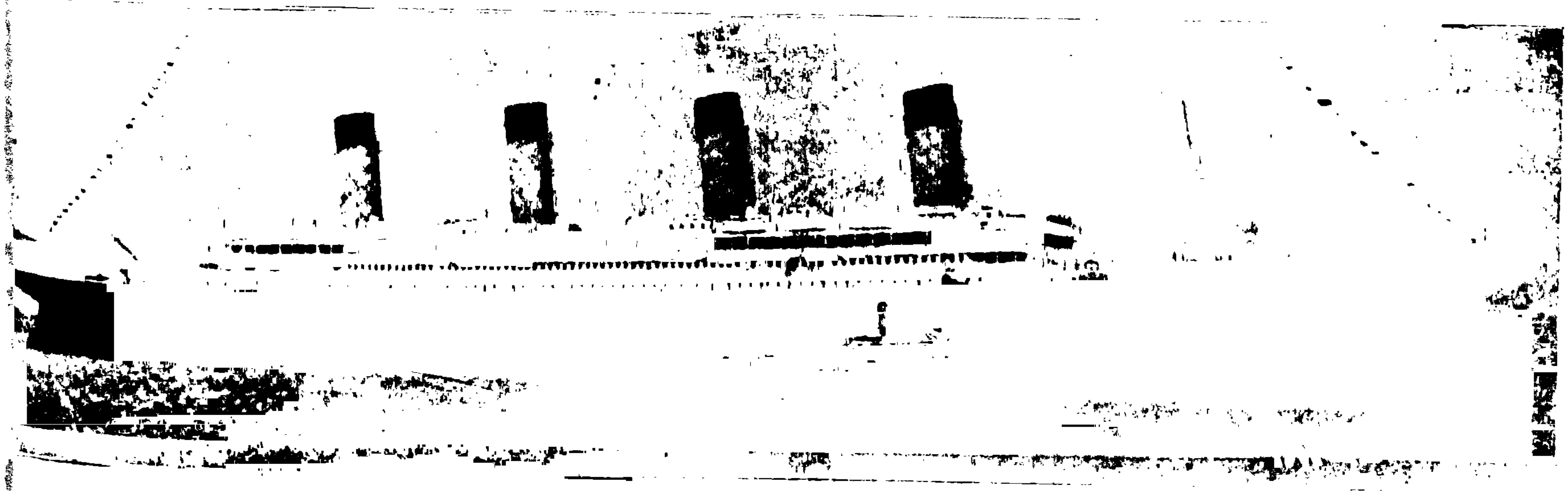
اسپین کا اسلامی بیڑہ



سلطان محمد فاتح کا کارخانۂ جہاز سازی



سلطان فاتح کا کارخانہ اور خاص سلطانی کشتی



جہاز تائٹنیک کے بعد دنیا کا سب سے بڑا جہاز' جو حال میں طیار ہوا ہے

مطبوعات جدیدہ

بزم فرید

اڈیٹر نظام المشائخ دهلي ۱۰ آنه

حضرة خراجه فرید الدین گنج شکر کی ملفوظات حضرة خواجه نظام الدین دهلوي نے فارسي میں جمع کي تهي جس کا نام راحة القلوب ہے - یه اسي کا اردو ترجمه ہے - مرتبۂ مولوي محمد واحدي ایڈیٹر نظام المشائخ - ترجمه بهت صاف اور سلیس ہے لکهاي چهپاي بهي بهت اچهي ہے -

تذکرۂ بهادران اسلام

مولوي عبد الرحیم تاجر کتب مسجد چینیاں - لاهور ۲ - روپیه ۸ - آنه

صوفي کرم الهي صاحب ذنگوي نے یه کتاب دو حصوں میں لکهي ہے - مقصود یه ہے که تاریخ اسلام کے مشهور فاتحین و ملوک اور ابطال و امجاد کے حالات اردو میں یک جا جمع کیے جائیں -

یه پهلا حصه ہے - ضخامت ۵۲۰ صفحه کي ہے - فهرست سے معلوم هوتا ہے که تاریخ اسلام کے آغاز سے دولت عثمانیه کے موجوده عهد تک کے نامورانِ جنگ کو منتخب کیا ہے اور الگ الگ عنوان سے انکے حالات لکهے هیں - وه تمام عنوانات جو فهرست میں هیں اگر شمار کیے جائیں تو دو تین سو سے کم نهونگے - اس سے معلوم هوتا ہے که تقریباً تمام اسلامي حکومتوں کي فتوحات کے حالات لیے هیں اور اور هر عهد فرماں روائي کے نامورانِ جنگ کو چنا ہے -

هر زبان میں تصنیفات کے مختلف مراتب هوتے هیں اور اردو میں بهي هونے چاهئیں - ایک ذخیره محققانه مصنفات کا هوتا ہے جنکا لفظ لفظ نقد و نظر کي دعوت دیتا ہے - دوسرا درجه عام تصنیفات کا هوتا ہے جس سے صرف مفید اور ضروري معلومات کي فراهمي مقصود هوتي ہے اور بس - عام مطالعه کیلیے لائٹ لٹریچر میں بهي تاریخ و علوم کو لینا چاهیے -

یه کتاب اسي قسم کي ہے - تاریخي تحقیقات کے لحاظ سے نهیں دیکهنا چاهیے بلکه اس نظر سے که محض تفریح طبع کیلیے قصص و خرافات کا مطالعه کیا جاتا ہے ' اُسکي جگهه اپني تاریخ هي کي ایک مفید و دلچسپ داستان کیوں نه پڑهي جاے ؟ البته افسوس ہے که کتاب کي عبارت شگفته نهیں اور یه اسلیے ضروري تها که کتاب کي اصلي حیثیت عام مطالعه کي ہے ' نه که تاریخي تحقیقات و ترتیبات کي - پهر اگر عبارت بهي شگفته نهو تو اس سے کیا حاصل ؟

جهنم سے دوسرا خط

مولوي شرف الدین احمد خاں صاحب - رامپور ۲ - آنه

خاں بهادر سید اکبر حسین صاحب اله آبادي نے یه ریویو اشاعت کیلیے بهیجا ہے :

یوروپ اور جهنم

ایک علم دوست اور شائق تحقیق یوروپین صاحب عالم خیال میں بحالت مرض یا تندرستي جهنم میں پهنچے اور وهاں بهت کچهه دیکها اور اپنے اعمال کي سزا کو پهنچے - اُنهوں نے چند خطوط میں تمام حالات لکهے هیں - بهت سي روایات مذهبي کي تصدیق کرتے هیں - نه صرف اُنکے ملک والوں نے بلکه انگلستان اور دوسرے یوروپین ملکوں نے بهي اُس کتاب کا ترجمه اپني زبان میں کیا ہے ' همارے لائق دوست منشي شرف الدین احمد صاحب ملازم سشتهٔ تعلیم ریاست رام پور نے بهي تین خطوں کا ترجمه بهت خوبي اور صفائي سے کیا ہے - ایسي حالت میں که مذهبي تعلیم کم هوگئی ہے ' کون ایسا ہے که ان خطوں کو دلچسپ یا مفید نه پاے - شاید چار آنوں سے زیاده قیمت نهیں ہے -

رساله ذیا بطیس

حکیم غلام نبي صاحب زبدة الحکما لاهور : ۱ - روپیه

مرض ذیا بطیس کي تحقیقات و تشخیص و علاج میں یه اردو رساله حکیم صاحب نے مرتب کیا ہے - دیباچه میں طب و ڈاکٹري کي ۲۲ - کتابوں کي فهرست دي ہے ' جن سے اسکی ترتیب میں مدد لي گئي ہے - ایک دو نام سنسکرت کتابوں کے بهي هیں - اس سے معلوم هوتا ہے که کتاب مستند مواد سے مرتب کرنے کي کوشش کي ہے -

یه مرض مهلک و جانستاں اکثر ایسي حالتوں میں هوتا ہے که عرصے تک مریض کو اسکي طرف چنداں توجه نهیں هوتي اور بالاخر لا علاج صورت اختیار کرلیتا ہے - همارے ملک میں صحیح معلومات کي طبي کتب بهت کم پڑهي جاتي هیں اور اردو میں لکهي بهي نهیں گئی هیں - حالانکه (بقول اسپنسر) اُن علوم و فنون کے مطالعهٔ و انهماک سے ' جو زندگي اور صحت میں کام آتے هیں ' زیاده مقدم وه علوم هیں ' جن سے زندگی اور صحت حاصل هوتي ہے -

تعلیم التسوید

مرتبهٔ مولوي مسلم صاحب عظیم آبادي ۱۰ - آنه -

تحریر و انشا کي ایسي کتابیں جو صحت مذاق کے ساتهه لکهي گئي هوں ' اردو میں بلکل نهیں هیں یا شاید ایک دو هیں مگر النادر کالمعدوم -

یه چهوٹا سا نیا رساله اس بارے میں کئي لحاظ سے غنیمت ہے - اسکا مقصد یه ہے که طلبه کو ابتدائي تعلیم کے بعد اردو مضمون نگاري و عام تحریر و تسوید کي تعلیم میں مدد دے - سب سے پہلے آداب تحریر کي سرخي سے لکها ہے که کاغذ عمده هو ' سیاهي روشن ' حاشیه بکثرت چهوڑ دیا جاے ' بین السطور ایک سطر کي جگهه خالي رهے ' علامت وقف (پنکچویشن) کا خیال رکهو - هاے مخلوط و غیر مخلوط اور یاے معروف و مجهول کے امتیاز کو نه بهولو ' وغیره وغیره -

میں یه پڑهکر بهت خوش هوا - کتاب کا باقي حصه تو طلبا کیلیے چهوڑ دیا جاے مگر اتنا حصه کم از کم وه حضرات اهل قلم ضرور ملاحظه فرمالیں جو آجکل اخبارات و رسائل میں مضامین لکهکر بهیجتے هیں یا طول طویل خط و کتابت کرتے هیں - سب سے زیاده اس تعلیم کا حق تخاطب انهي بزرگوں کو حاصل ہے - وه نهیں جانتے که کاغذ و سیاهي ' اور فکر و توجه کا تهوڑا سا بهي بخل اُن غریبوں کے لیے کیسي اشد شدید مصیبت هوتا ہے ' جنسے خط کے مفصل جواب مانگنے یا مضامین کي فوري اشاعت کا مطالبه کیا جاتا ہے -

کتاب کا طرز تعلیم بهت اچها ہے اور عبارت آجکل کے مذاق کے مطابق - البته زبان کي غلطیاں تهوڑي بهت هیں جو اهم نهیں - هر درجه کے لوگوں کے خطوط اور مختلف طرح کے مضامین کے ابتدائي نمونے بهی دیے هیں -

کتاب میں شادي بیاہ کے رسوم اور جاهل عورتوں کے اوهام و خرافات و اعمال سحریه و باطله نهایت توضیح سے دکھلائے هیں - ضرور تها که اسکے ساتهه یه بهي ظاهر کردیا جاتا که اسلام ان تمام خرافات کا اعد عدو دشمن اور انکو کسي حالت میں جائز نہیں رکهتا بلکه ان چیزوں سے عقول و اذهان کو نجات دینے کیلیے آیا هے - تا که پڑهنے والے پر مسلمانوں کے حالات سے اسلام کي تعلیم مشتبه نهو جاتي جیسا که صدیوں سے هو رها هے -

مصنفه نے یه کتاب انگریزي میں لکهي تهي جس سے مقصود یهي هوگا که اهل انگلستان هماري حالت کو زیاده صحت سے سمجهیں - پهر کیا وہ انهیں ایک طرف اسلام کي خوبیوں پر حیدر شاہ کا لکچر سنانا چاهتي هیں ' اور دوسري طرف ساچق اور چوتهي کي مشرکانه وحیا سوز رسمیں اور شادي جان کا عمل حب ؟

بهر حال به حیثیت مجموعي کتاب کي دلچسپي اور اُسکے نفع و فوائد میں کلام نہیں - انگریزي ناولوں کي طرح درمیان میں دو چار عمده چهپي هوي هاف ٹون تصویریں بهي دي گئي هیں - بڑي بات یه هے که کتاب مجلد هے اور سنهري حرفوں میں نام منقش - خدا کرے که اردو کتابیں اسي طرح فروخت کي جانے لگیں -

مترجم اعلان کرتے هیں که اس کتاب کي تمام آمدني اعانۂ مهاجرین عثمانیه میں دي دے جائگي - جزا هم الله تعالی - میں بزور سفارش کرونگا که هر شخص ایک ایک نسخه اسکا ضرور خریدے که موجب ازدیاد معلومات و ذریعۂ سعادة و داخل اعانت خلافة اسلامیه و مهاجرین مسلمین هے -

کونیه مملوکي و ملوکي

سید معین الامام صاحب - ڈاک خانه مراد پور - بانکي پور - ۱ - روپیه

مرتبه مولوي سید ضمیر الدین احمد صاحب رئیس پٹنه -

هندوستان کے عهد اسلامی کا عهد خلجي کئي حیثیتوں سے ایک عظیم الشان اور دلچسپ عهد فرمانروائي رها هے -

یه شمالي فاتحین کے ترکتاز اور اسلامي فتوحات هند کے ابتدائي اوراق تهے - دجلۂ و فرات کا تمدن ' جیحون و هلمند سے هوکر نیا نیا گنگا اور جمنا کے کنارے پهنچا تها - مسلمانوں کے روز اقبال کي جو روشني آریا ورت میں پهیلنے والي تهي ' اُسکي ابهي صبح ختم نه هوئي تهي -

غور اور غزنین کے نبرد آزما هندوستان میں بس گئے تهے ' لیکن ابهي هندوستان کي سحر کارانه کشش سے مسحور نہیں هوے تهے ' جس نے آگے چلکر اخلاق عرب و فارس کو رسم و رواج هند کي آمیزش سے بالکل متغیر کردیا -

اس دور کا آغاز سلطان محمود بن سبکتگین کے حملوں سے شروع هوتا هے اور پهر عهد مملوکي و خلجي کے اواخر تک قائم رهتا هے - یه کتاب اسي عهد کي ایک تاریخي داستان هے اور قطب الدین خلجي تک کے حالات نهایت سلیس اور شگفته عبارت میں ترتیب دیے هیں -

اسلام نے حقیقي مساوات نوع بشر میں قائم کي - اگر دنیا کو رسم غلامي کي شکایت هے که شریعت موسوئي کي قائم کرده بنیاد ' تمدن یونان و روم کي پرورش کرده رسم ' اور (مسیح) کے پسند کرده انساني استرقاق کو مسلمانوں نے بالکل نیست و نابود نہیں کردیا ' تو اسمیں شک نہیں که همارا عمل ایسا هي رها هے ' لیکن ساتهه هي هماري تاریخ کا ایک اخلاقي معجزۂ وحید بهي دنیا کبهي نه بهلا سکے گي - اگر هم نے خاص خاص شرطوں کے ساتهه اسیران جنگ کو غلام بنایا بهي تو اسطرح بنایا ' که انکو دست حکومت پر چتر شاهي کے نیچے جگه دي ' اور خود انکے آگے دست بسته کهڑے رهے ! !

ان مملوکي فاضحی سالبي
ان هذا من اعاجیب الزمن !

تاریخ اسلام کے مختلف حصوں میں غلام و مملوک دست حکومت پر فرماں روا نظر آئیں گے - ایک دو غلام کو اکثر حکومتوں میں فرماں روائي تک پهنچے - (متنبي) کے بد قسمت ممدوح (کافور) کو کون نہیں جانتا ؟ مصر میں فاطمي خلافت دراصل چرکس غلاموں هي کے هاتهه میں تهي جو ممالیک کے نام سے حکمراني کرتے رهے ' تا آنکه سلطان سلیم عثماني نے مصر فتح کیا -

اصل یه هے که اسلام نے جو روح حریت اپنے پیروؤں میں پهونک دي تهي ' وہ صرف انسانیة اور اسکے خصائل کو دیکهتي تهي - لوگ غلاموں کو رکهتے تهے مگر انهیں غلام نہیں سمجهتے تهے باد شاهوں نے اپنے ولي عهدوں کي طرح انکو پرورش کیا اور جب کبهي کسي نے اپنے خصائل و فضائل کا ثبوت دیا تو اسپر ایک کامل حر کي طرح ترقي کي وہ تمام راهیں کشاده هوگئیں جو شهزادوں اور ارکان سلطنت کیلیے هوسکتي تهیں -

یه تو تاریخ کا عالم هے - حسن و عشق کي دنیا میں آلیے ایک دلچسپ تذکرہ چهیڑ دوں - غلاموں هي میں وہ ایاز بهي تها که بندگي و مملوکي سے گذر کر آقائي و بنده پروري تک پهنچ گیا تها - اور دل کي غلامي کے آگے سلطنتوں کي غلامي هیچ هے

دست مجنوں و دامن لیلي
روے محمود و خاک پاے ایاز

هندوستان میں بهي ایک شاندار عهد حکومت غلاموں گذر چکا هے - یه کتاب اسي کي تاریخ هے -

کتاب کي عبارت شگفته و رواں هے - دربار اکبري کے طرز تحریر کي تقلید کي جا بجا کوشش کي هے - البته یه بات سمجهه میں نہیں آتي که تمام کتاب کو محض ایک مسلسل سرگذشت کي صورت میں کیوں لکها گیا ؟ پوري کتاب میں ابواب و فصول یا عهد و سنین کي کوي تقسیم نہیں - علاوه اسکے که تاریخي تصنیف کیلیے یه طریق موزوں نہیں ' پڑهنے والے کو بهي اس سے الجهن هوتي هے اور وہ ایک ایسي سڑک میں گهر جاتا هے جو بغیر کسی موڑ کے میلوں چلي گئي هو !

برید فرنگ

جنگ بلقان کي ... انجامي

یورپ کے مقصد وحید کي ناکامي

گریفک کي تازہ ترین اشاعت میں مسٹر لیوسیون Lucien wolf لکھتے هیں :

"اب که میدان جنگ کا افق آتشین اسلحه کے دھویں سے صاف هوگیا هے اور نتائج و عواقب نقشوں اور فہرستوں کي صورت میں وضاحت و یقین کے ساتھه بیان کیے جا سکتے هیں' هر دو جنگهاے بلقان کي بے حقیقتي از خود نظروں کے سامنے آ رهي هے -

جن مسائل کے حل کے واسطے یه دونوں جنگیں چهیڑي گئي تهیں' وہ بالکل حل نه هوے' بلکه انکا نتیجه یه هوا که ان دروازوں کا کهلنا اب ایک پر خروش ترکنجي پر موقوف هوگیا - اصل یه هے که اگر ترک اپني آخري یورپین کمینگاهوں تک هٹا بهي دیے جاتے' جب بهي کچهه نه هوتا - نه تو بلقان کو ذرہ بهر آزادي و امن نصیب هوتا اور نه یورپ کو اپنے وساوس و خطرات سے نجات ملتي -

بیگ اینڈ بیگیج اسکول (گلیڈسٹون اور اسکے اتباع و مقلدین) کے خواب بیک لفظ خواب پریشاں نکلے - مسئلۂ مشرقیه جو همیشه سے یورپ کے لیے ایک جانکاہ و دماغ سوز محور افکار رها هے' آج پہلے سے بدتر حالت میں هے - کیونکه اضطراب و بد امني کے اصلي عناصر یعنے بلقاني قومیں تو قوی سے قوی تر هوگئیں هیں مگر محافظ امن' یعنے ترکوں کا کوئي ایسا جانشین پیدا نه هوا' جو ایک چیرہ دست کار فرما هو- سچ یه هے که یورپ نے اپنے هاتهه سے اپنے اقتدار و احترام پر تیشه چلایا - اب ریاستهاے بلقان که از فرق تا بقدم آهن پوش هیں' خونریزي کے مواقع تازہ اور انتقام و غارتگری کي نئي فصل کاٹنے کي فکر میں مشغول هیں -

دونوں لڑائیوں کے مقاصد عین وقت پر صاف طور سے بیان کردیے گئے تهے -

پہلي جنگ کا مقصد مقدونیه کي آزادی و خود مختاری تها جیسا که اتحاد نامه سرویا و بلغاریا میں لکها گیا تها' اور دوسري جنگ کا مقصد بلقان میں حفظ توازن' جیسا که رومانی اعلان جنگ میں ظاهر کیا گیا -

مگر ان دونوں مقاصد میں سے ایک بهي حاصل نه هوا -

آزادی کے بدلے مقدونیه کي گردن میں غلامي کا ایک نیا طوق پڑا اور خود مختاري کے بجاے نهایت بے رحمي کے ساتهه اسکي قطع برید کي گئي -

یه نام نہاد توازن اسطرح حاصل هوا هے که یونان کا رقبه قریباً دوگونه کر دیا گیا هے - سرویا کے رقبے میں ۷۵ - فیصدی کا اضافه هوا هے اور بد بخت بلغار کو صرف ۱۰ في صدی ملا هے -

ان انتظامات سے اگر مصالحت بلقان کي وہ دور اندیشانه پالیسي پوري هوتي هو' جو ترکوں کے ظالمانه حکومت و سیاست کي سبق آموزیوں پر مبني تهي' تو انکے خلاف ایک حرف بهي کهنے کو نه هونا چاهیے - مگر کیا کیجیے که ایسا نہیں هے - بلقانیوں کا بهي مقصد فتح سے امن نہیں بلکه وحشیانه قبضه هي هے جسطرح که سلاطین عثمانیه کا مقصد بیان کیا جاتا هے - اسکي تمام پراني برائیاں برقرار رهگئي هیں بلکه اور بڑهگئي هیں -

جنوب مقدونیه میں ڈهائي لاکهه بلغاری اور ڈیڑہ لاکهه یهودي و یوناني قتل هوے هیں - نئے سروي مقبوضات میں ایک روسي لیڈر ایم میلیوف کے تخمینه کے بموجب' ۴۰ - هزار سروي اور انکے مقابله میں ۴ - لاکهه ٦۷ - هزار بلغاري هیں - مغربي مقبوضات سرویا میں ۴ - لاکهه یهودي بلغراد کي اجنبي حکومت کے رحم کے حوالے کیے گئے -

دیروجا میں جہاں ۷ - هزار ۵ - سو روماني هیں' ۳ - لاکهه ترک اور بلغاري شاہ کیرل کي رعایا بنائے گئے -

جبل اسود کي سرحد کو لیجیے تو وهاں بهي یهي حالت هے - دول یورپ الباني مالیسوریوں کو اس سیاہ پہاڑ کي مکروہ و مبغوض حکومت کي طرف منتقل کر رهي هیں -

یه امر نهایت درد ناک هے که قوموں کي یه بے ترتیبي جسکے لیے جوع الارض کے علاوہ اور کوئي عذر صحیح نہیں' مذهبي تعصب اور گرجوں کي رقابت میں اُلجهي هوئي هے - اور اگر دول عظمی نے مقامي بلغاریوں کي حفاظت نه کي یا وہ رومه نه چلے گئے' تو انکو ایم پاسچش (M. Paschitch) کي اس اسکیم کے خلاف جانکاہ جد و جهد کرنا پڑیگي' جسکا مقصد یه هے که کسي نه کسي طرح اغیار کو اپنے اندر جذب کرلیا جائے - یقیناً یهي هوگا که اس سے بلغاریا کے لیے یونانیوں سے انتقام لینے کي تحریک پیدا هوگي -

سالونیکا' دیروجا' اور جنوبي مقدونیه کے یهودي کسقدر کس مپرسي اور خوف و هراس کے عالم میں هونگے !

یه خلش غیر معقول خیال کا موضوع فکر نہیں هے بلکه خالص حقیقت هے -

یہاں تک تو اس حیثیت سے بحث تهي که اب که ترک نکالے جا چکے هیں' امن بلقان کي کیا حالت هے ؟ مگر اسکے بعد یه سوال هے که خود امن یورپ کے ساتهه اسکي کیا حالت هے ؟

یہاں بهي وهي حالت هے' یعنے بد سے بدتر -

فتوحات بلقاني کا پہلا اثر یه تها که اس نے دول یورپ کے توازن قوی کو درهم برهم کرکے دول عظمی میں ترقي اسلحه کي ایک خوفناک تحریک پیدا کردي - آخري ترقیوں نے بین القومي میدان میں چند اور سنگین پیچیدگیاں بهي پیدا کردیں - اتحاد ثلاثي کو زیر و زبر کیا' جرمني کو آسٹریا سے' آسٹریا کو رومانیا سے' جرمني کو اطالیه سے' اور اطالیا کو آسٹریا سے' فرانس کو اطالیا سے' اور آسٹریا کو روس سے ملا دیا - اس پر مستزاد یه هے که اس جنگ سے ایشیائي ترکي میں بلقان کے پرانے مسائل مقامي بیچیني اور قومي رقابت' دونوں شکلوں میں دوبارہ رونما هونیکي دهمکي دے رهے هیں - یه مسائل برطاني شاهنشاهي کے اهم ترین مصالح سے نهایت قریب کا تعلق رکهتے هیں - یقیناً همکو وہ روز بد دیکهنا پڑیگا جبکه یه جنگ یورپ کے لیے ایک حقیقي مصیبت ثابت هوگي -

شئون عثمانیه

جبل اسود بعد از جنگ

موازنه خسائر و فوائد

یاس و اندوه شدید - خاندان شاهي سے بیزاري - عام قحط المال و الرجال

ایک سیاح جو کیترو سے جبلي سرحد کو جانے والے راستے سے آتا هے اور اس دو ساله جنگ کے بعد پهلي دفعه اس سیاه پهاڑ میں داخل هوتا هے ' اسے اس امر کے محسوس کرنے میں زیاده دیر نهیں لگتي که یهاں کي تمام چیزوں میں ایک انقلاب عظیم هوگیا هے -

شاید اس تغیر و انقلاب میں ایک حصه ان جبلي مهاجرین کا بهي هے جو امریکه سے وطن واپس آئے هیں - کیونکه نیم تهذیب و تمدن یهاں رینگنے لگي هے - کچهه هو' بهر حال جدید (ماڈرن) بننے کي خواهش تو یهاں یقیناً پیدا هوگئي هے -

چنانچه اب وه ڈهیلي ڈهالي اور بهاري بهرکم قومي پوشاک جو پہلے هر جبلي پهنتا تها' متروک هو رهي هے اور اسکي جگه وه نئي چست اور هلکي پهلکي پوشاک استعمال کیجاتي هے جو امریکه سے لائي جاتي هے یا خود ستنجي هي میں خرید لیجاتي هے - طلائي کارچوبي کام کي مغرق صدریوں کي جمال آرائیاں اب فوج میں متروک الاستعمال خاکي جاکٹوں اور ان یوروپین اوور کوٹوں کي وجه سے درهم برهم هو رهي هیں' جو کهنگي و دیرینه سالي کي وجه سے بالکل ردي هوگئے هیں -

جبلیین میں انقلاب کا رخ صرف یهي ایک نهیں - پہلے شاه نکولس کي هر رعیت کا سر اس نشهٔ غرور سے سرشار هوتا تها که وه اس ملک کا رهنے والا هے جس نے همیشه کارزار میں داد جنگ آرائي دي هے - مگر اب اس غرور کے بدلے چهروں پر مایوسي و افسرده دلي کا دهواں اڑتا هے اور ملک کي هر چیز سے اضطراب و آشفته خاطري ٹپکرهي هے - مثل سابق اب بهي لوگ دارالسلطنت کي سڑکوں سے آتے جاتے هیں' اور ان کثیر التعداد قهوه خانوں میں' جنکي کهڑکیاں سڑک کي طرف کهلتي هیں' سگریٹ کے کش اور شراب ناب کے جرعے اڑاتے هیں' مگر ماضي و حال میں ایک عظیم الشان فرق هوگیا هے - انکي زبانوں پر اپنے وطن کي شاندار تاریخ اور کامیاب جنگ کي امیدوں کا زمزمه اب نهیں رها - غالباً وه اپنے دل میں اس معرکه آرائي کے نقصانات اور فوائد کے موازنه میں مشغول رهتے هیں جنکے متعلق هر شخص جانتا هے که کامیابي سے کوسوں دور رهي هے !

یه صحیح هے که اس جنگ کي وجه سے جبل اسود کي آبادي اور رقبه قریباً دوچند هوگیا هوگا مگر اسکي ۳۰ - هزار مجموعي جنگي طاقت میں سے مقتول و مجروح' دونوں ملا کے ۱۰ - هزار آدمي ضائع بهي هوگئے ! پهر اگرچه جبلي شجاع تهے اور اب بهي هیں مگر ایک لائق جنگي قوم کي حیثیت سے تو انکا اقتدار اب نهیں رها -

اقتصادي نقطه نظر سے بهی حالت کچهه کم خراب نهیں - جنگ نے ملک کو جس درجه پر پهنچا دیا هے وه دیوالے سے بهت هي قریب هے - دول نے ۳ - کرور فرانک کا جو وعده کیا هے - اگر اسکے ایفا کي راه کے پتهر نه هٹائے گئے تو ریاست کي خود مختارانه هستي قریباً نا ممکن هو جائیگي -

لیکن اسوقت جبل اسود میں لوگوں کو جس سوال سے عالمگیر دلچسپي هے وه یه هے که جنگ کا اثر شاه نکولس اور اسکے خاندان پر کیا هوگا ؟ اور کیا سرویا سے اتحاد ممکن هے ؟

اگرچه عرصه سے ایک جماعت ایسي موجود هے جو شاهي حکومت کو بهت مستبد خیال کرتي هے مگر میں پہلے جب کبهي ستنجي آیا تو کسي کو شاه نکولس اور اسکے خاندان کي پالیسي پر علانیه تنقید کرتے هوے نهیں سنا ' مگر اب حالت بالکل دگرگوں هوگئي هے اور اسکے اسباب ظاهر هیں ' تمام ملک اس غلطي کو محسوس کر رها هے که یه سالها سال کي طلائي فرصت ضائع کي گئي حالانکه اس جنگ کے لیے کامل طیاري کرني تهي جو هر جبلي کي زندگي کا مقصد اور اسکی آرزؤں کا مرکز تهي - بالفاظ دیگر آج هر شخص کي نظر میں وه سر حکومت مبغوض هوگیا هے جو ایک ایسي فوج لیکے میدان جنگ میں اتر پڑا ' جسکے پاس کافي افسر نه تهے ' محکمه کمسٹریٹ بالکل نه تها ' طبي انتظامات عملاً نابود تهے ' اسکے علاوه هر شخص یه بهي محسوس کر رها هے که خود جنگ کا طرز عمل بهي طمانیت بخشي سے دور رها -

اس اضاعت فرصت کے اسباب لوگ مختلف بیان کرتے هیں - بعض اس امر پر زور دیتے هیں که اس نقشهٔ عمل کے نه اختیار کرنے کي وجه یه تهي که شاه نکولس اپني فوج کي نا قابلیت سے واقف تها - بعض یه کهتے هیں که ولیعهد نے یه حکم دے دیا تها که جس فوج میں وه خود موجود نه هو' وه کسي حالت میں بهي شمالي البانیا کا دار السلطنت تسخیر نه کرے !

اثناء جنگ میں ولیعهد کے طرز عمل سے لوگ سخت بیزار رهے هیں - خود بدولت کبهي فوج کے ساتهه هوتے تهے کبهي ستینجي میں جلوه افروز' اور کبهي دریاے ریویریا پر نظاره فرماے آب رواں ' مجملاً یه که شاهي خاندان کے اعضاء جو کچهه تهوڑا بهت اقتدار رکهتے تهے' شهزاده پیٹر (شاه نکولس کے سب سے چهوٹے لڑکے) کے علاوه اور سب وه بهي کهو بیٹهے -

موجوده جنگوں نے سروي تخت پر شاه پیٹر کے قدم جس قدر جما دیے هیں' اسیقدر شاه نکولس کا قبضه اپنے "بچوں" پر (آغاز میں شاه نکولس نے اپني رعایا کو اپنے بچوں کا خطاب دیا تها) کمزور کردیا هے - اسکي وجه یه هے که دونوں فوجیں کئي بار باهم ملیں - اور جبلي سرویوں سے متاثر هوے - آج سروي شاهي خاندان کي شهرت جبل اسود میں گفتگو کا ایک عام موضوع هے -

یه واقعه که بلغاریا کے خلاف دوسري جنگ میں سرویوں نے کپڑوں' سامان جنگ' اور غذا سے جبلي فوج کي خوب مدد کي ایک ایسے ملک کے باشندوں پر اثر کیے بغیر نه رها' جهاں ضروریات زندگي قریباً ناپید تهیں - (مراسله نگار ٹائمس - یکم نومبر)

مسائل و مناظرہ

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم !!

اتفاق كي ضرورت

اهل تسنن و تشيع ميں

(از مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

عنوان مندرجۂ صدر کے متعلق ایک مفصل تحریر شیخ
حسین صاحب معلم دینیات مدرسة العلوم علیگدہ کي طرف سے
لال مورخه ۳ ستمبر سنه ۱۹۱۳ میں معزز ناظرین ملاحظه فرما
، هیں - شیخ صاحب موصوف نے بنیاد اختلاف مسئله
ت کو قرار دیا ہے - آگے چلکر شیعه بهائیوں کو تلقین کي ہے که
ت کے متعلق بحث و مباحثه ترک کردین بلکه خلفاء
دین کو تبرا سے بهي مستثني رکها جائے' کیونکه تبرے کے مستحق
مل نبي امیه هیں - پهر سنیوں کو هدایت کي ہے که چونکه
ہ آپ کے اسلاف کے هاتهوں تختۂ مشق ستم بنے رہے'
اُن کو آینده کے لیے بهي اندیشه ہے که موجوده آزادي
ں انڈیا کے زیر سایۂ حاصل ہے - انقلاب زمانه سے اگر پهر آپ برسر
دار هو جائیں تو مبادا یه بهي هم سے چهیني جاے اور هم بدستور
ر پنجه ظلم و ستم هو جائیں - اسي واسطے وہ آپ صاحبان سے اتفاق
نے کي جرات نہیں کرسکتے - اور یه که اتحاد یوں هو سکتا ہے که
فاے راشدین کے سوا باقي جس کسي سے شیعه ناراض هوں او ر اُس
تبرا کہیں' انکو معذور رکها جاے' بلکه تبرے میں شیعوں کا ساتهه
ا جاے - اور علاوہ ازیں عشرہ محرم میں تعزیه داري امام حسین
یه السلام میں هندو بهي شریک هوتے هیں' پس سني تو ضرور هي
مل هوا کریں "

آخر میں لکها ہے که سني صاحبان ناصبیوں کو اپنے میں سے
دا کردیں - و غیرہ و غیرہ ملخصاً -

قبل اس کے که اصل مطالب کے متعلق کچهه لکها جاے چند
ملے تمهیداً عرض کیے جاتے هیں !

(۱) اتفاق دو قسم پر مبني ہے - ایک دیني اتفاق' دوسرا
لي - پهر دیني اتفاق کي بهي دو صورتیں هیں - ایک اصولي'
وسرا فروعي -

(۲) دیني اتفاق میں سے اصولي اتفاق اگرچه عملاً براے
م ہے' تا هم اعتقاداً خدا کے فضل سے فریقین میں موجود ہے -
وسرا فروعي اتفاق ہے سو وہ عسیر الحصول معلوم هوتا ہے - کیونکه
صدر اسلام سے لیکر آجتک نه صرف سنیوں هي کے اندر' بلکه شیعوں کے
ں بهي ناممکن الحصول رها ہے - با وجود علماء فریقین کي جانفشان
مساعي جمیله کے یه سیلاب ابتک نه رک سکا - اور نه آینده
لنے کي بظاهر اُمید لگائي جاسکتي ہے' لیکن اس اختلاف کا
نتیجه افتراق ملت و شق عصاے امت تک پهنچتا هوا دیکهکر
ضرور رونا آتا ہے -

(۳) اب رها ملي و سیاسي اتفاق' سو اسکي تمام مسلمانوں
کو خواہ وہ کسي فرقه کے هوں' بغرض حفاظت بیضه شریعت و بپاس
ناموس شعائر الله هر وقت ضرورت ہے - کیا هي اچها هو اگر هم
فروعي اختلافات کو اسي حد تک محدود رکهیں که بوقت ضرورت
وہ همارے عالمگیر اتحاد میں سد راہ نه هوں -

(۴) ابهي زیادہ عرصه نہیں گذرا که تبریز و مشهد مقدس کے
واقعات حسرت آیات پر مجتهدان نجف اشرف و کربلائے معلی کي
طرف سے ایک فرمان واجب الاذعان شیعه و سني کے اتفاق
کي تاکید پر شائع هوچکا ہے - مگر کوئي بتلائے که ان فرامین کي
تعمیل کہاں تک هوئي اور متخاصمین نے اپنے طرز عمل میں
کیا تبدیلي دکهلائي ؟

اب شیخ صاحب موصوف کي طرف سے اپیل شائع هوئي ہے
که فریقین آپسمیں صلح کا هاتهه بڑهائیں اور سابقه طرز عمل کو
بهول جائیں -

چونکه صلح "بحکم و الصلح خیر" ایک طرح سے خاصۂ مسلماني
و شان ایمان ہے' اس لیے نفس مصالحت میں تو هم کو کچهه
تامل نہیں - البته شرائط صلح مجوزہ میں کیسي قدر کلام ہے

بهرحال شیخ صاحب نے جهاں تک حسن نیت سے کام لیا ہے'
هم انکي دعوت کو بنظر استحسان دیکهتے هیں اور بلا خوف لومه لائم
جس قابل تعریف دلیري سے انهوں نے خلفاء راشدین کے معاملات و
حالات کو حواله بخدا کرنے اور اُن کے طرز عمل کو شیعوں کے لیے
قابل تقلید جتلانے اور بعض اتهامات سے انکو بري الذمه قرار دیتے
هوے اپنے هم مشربوں کو حسن ظن رکهنے کي تلقین فرمائي ہے' اُس
کا شکریه ادا کرتے هیں - خدا کرے که اُن کے هم مشرب تعمیل ارشاد
میں اهل ..... کا یا کم ازکم شیخ صاحب کا هي اطمینان کرا دیں -

اس کے بعد اُن بعض مطالب پر روشني ڈالي جاتي ہے جن
کا شیخ صاحب نے اپنے مشرح مضمون میں ذکر فرمایا ہے - و بالله
التوفیق :

(۱) مسئله خلافت یعنے امام معصوم یا غیر معصوم اور انتخاب
امام منجانب الله یا من جانب رعیت هونے اور عقیدہ امامت
معصوم کے امامیه کے هاں داخل اصول دین هونے کے متعلق -

شیخ صاحب نے مسئله خلافت کو بنیاد اختلاف ظاهر کیا ہے -
بے شک بناے اختلاف یهي مسئله ہے - مگر نیت بخیر هو تو
اسمیں بهي اتفاق رائے ممکن ہے - جیسے صدر اسلام اور از منۂ ما بعد
کے بزرگوں سے ثابت ہے - ملاحظ هوں شواهد ذیل :-

(۱) زیدیه کے هاں امام کے لیے عصمت کي شرط نہیں - اور
خود اثناعشریوں میں بهي بعض رواۃ و مشایخ احادیث عصمت
ائمه کے قایل نه تهے - بلکه انکو علماے نیکو کار جانتے تهے - باوجود
اس کے ائمه کرام انکو عادل ظاهر کرتے تهے -

(دیکهو کتاب حق الیقین فصل ۱۹ - مقصد دوم از ملا باقر مجلسي -)

(۲) تبریه' سلیمانیه' اور صالحیه فرقے زیدیه کے' امامت شیخین
رضی الله عنهما کے قائل هیں - تبریه اور جارودیه کي نسبت بحواله
مجمع البحرین لکها ہے که وہ جناب علي علیه السلام کے حق میں
امامت بالنص کے قائل نہیں اور فاضل پر مفضول کو ترجیح دنیا
جائز جانتے هیں - (توضیح المقال في علم الرجال مطبوعه ایران : ۴۴)

(۳) جناب علي علیه السلام کا ارشاد قول فیصل ہے که شوري
کا حق مهاجرین و انصار کو حاصل ہے - اگر وہ کسي شخص پر اجماع
کرکے اُس کو امام سے موسوم کردیں تو یه خدا کے نزدیک بهي
پسندیدہ ہے - (نهج البلاغه جلد ۲ - ۷)

ترکي اور انگلستان

نیر ایسٹ کي ۲۴ - اکتوبر کي شاعت میں ترکي اور انگلستان کے مسئلہ پر ایک انگریز خاتون کی مراسلۃ شائع هوي هے - وہ لکھتي هے :

" جناب من !

جنگ بلقان میں آپکے رسالے کي جوررش رهي' اسکے لیے آپ ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق هیں جو انگریزي شهرت کي قدر کرتے هیں -

ترکوں کے هاتھوں جن مظالم کے هونے کا دعوي کیا جاتا هے' اب وہ یقیناً ایک ایسا مغالطہ هے' جس کي حقیقت سے پردہ اٹھچکا هے - سر مارک سکس' مسٹر مار ما ڈیوک پکتھل' اونریبل آوبرے ایم - پي - پیر لوتي' وغیرہ' نیز وہ مشهور ارباب قلم جو اس ملک کي اور ترکوں' کي دونوں کي حالت سے خوب واقف هیں' دنیا کو علي الاعلان بتا چکے هیں کہ ترک جتنے ظالم هیں اس سے کهیں زیادہ مظلوم هیں -

ترکوں کو ان فتنہ پردازوں کي وجہ سے کبھي امن و اطمینان نصیب نہ هوا' جو اپنے ناپاک مقاصد کیلیے منازعات و مناقشات کے پیدا کرنے میں همیشہ سرگرم رهتے هیں -

مگر اب کیا حالت هے ؟ یہ کہ ترکي حکومت کے رخصت هوتے هي ان جنگجو قوموں نے باهم ایک برباد کن جنگ شروع کردي اور مقدونیہ اور تھریس پر اسقدر مظالم کیے کہ وهاں کے باشندے آج سلطاني حمایت کي التجا کررهے هیں - دنیا میں برطانیہ هي اکیلي سلطنت نهیں جو اپنے گھر کو اپنا قلعہ سمجھتي هے - ترکي کو بھي اس بات کا حق هے کہ وہ اپنے ان ممالک پر قبضہ باقي رکھے جهاں تمام باشندوں کو پوري آزادي دیجاتي هے - سالها سال هوے جب ترکي توسیع ملک کے لیے نئي زمینیں تلاش کرتي تھي - پھر اب کیا سبب هے کہ دنیا کي دو بڑي اسلامي سلطنتوں یعنے ترکي اور انگلستان (؟) میں اسدرجہ بیگانگي هے ؟ هاں یہ اثر هے ان تنخواہ دار طرفداران روس و انجمن بلقان کا' جو اسي خدمت پر معمور تھے -

یہ واقعہ آساني سے یاد آسکتا هے کہ آغاز جنگ سے پہلے قریبا جولائي سنہ ۱۹۱۲ ع میں روسي وزیر خارجیہ سر ایڈورڈ گرے سے ملنے انگلستان آیا تھا - اتنا هم خود سمجھ سکتے هیں کہ ضرور اسوقت مشرق ادنی کے تمام مسائل پر پوري بحث هوئي هوگي - اسکے بعد یہ امر بالکل صاف هے کہ برطانیہ بھي اس فریب میں شریک تھي جو ترکي کو ستمبر سنہ ۱۲ ع میں اسوقت دیا گیا تھا جبکہ اسکي ایک لاکھ بیس هزار فوج تھریس میں نمایشي جنگ کررهي تھي -

اتحاد یورپ نے ترکي کو اطلاع دي کہ چونکہ اسکي همسایہ سلطنتوں میں سے کسي کا بھي یہ ارادہ نهیں کہ وہ ترکي پر حملہ کرے' اسلیے اس نمایشي جنگ کي یہ تعبیر کیجا سکیگي کہ ترکي بلغاریا پر حملہ کرنے کي فکر میں هے - اور کامل پھر دو چند بیحیائي و بے ایماني کے ساتھ اسکو مشورہ دیا گیا کہ اس اجتماع کو توڑ دے -

ترکي نے یورپ کے کهنے پر اعتماد کیا - حالانکہ وہ اس اعتماد کا خمیازہ بارها کھینچ چکي تھي - اس نے فوجي جمیعت منتشر کردي اور سپاهیوں کو سلطنت کے دور دراز حصوں میں بھیج دیا -

مشکل سے سپاهي گھر پهنچے هونگے کہ بلغاریا نے جنگ کا اعلان کردیا اور یہ خونخوار درندے ترکي ممالک کو تاراج کرنے لگے -

یہ امر بالکل بعید از فهم هے کہ انگریزي مدبروں کو روسي پالیسي کي هدایات کي پیروي کي اجازت دیجائے - کون روس ؟ وہ جو فن لینڈ' پولینڈ' اور خود اپني غیر مسیحي رعایا پر ستمران هے -

ایران' ترکي' اور چین کے معاملات میں روس کي همارے ساتھ شرکت همارے لیے سخت مضرت رساں ثابت هوئي هے - یہ پالیسي خود غرضي اور تنگ نظري کي پالیسي هے جس پر هر حقیقي آزاد خیال انگریز متاسف و متحسر هوگا -

یورپ کي آج جو حالت هے' روس اسکا بالکل پرتو هے - روس امن و صلح کي راہ میں ایک سنگ گراں هے -

یہ انگلستان نهیں بلکہ روس هے' جسکے لیے جرمني فوجي تیاریاں کر رها هے -

مجھے امید هے کہ وہ دن دور نهیں جب جرمني اور انگلستان جنکي علي العموم یہ حالت هے' باهم نهایت پختہ حلیف و همساز هونگے - اگر اس اتحاد کي اهمیت کو ڈپلومیٹ نهیں سمجھتے تو نہ سمجھیں' اور لوگ خوب سمجھتے هیں - مجھے جرمني اور اسکے صلح جو حکام پر پورا اعتماد هے -

مراکش' جو اپنے ساحلي خط کي وجہ سے بحر اسود کا بحري مرکز بن سکتا هے - اور مور (عرب اندلس) اگر یہ دونوں چیزیں هم نے فرانس کو ایک خیالي شے یعني " مصر میں آزاد هاتھ " اور مفاهمت دلي (Entente cordiale) کے بدلے میں نہ دیدي هوتیں' تو مجھے یقین هے کہ آج همیں افسوس نہ کرنا پڑتا -

یہ " خیال " گو بجاے خود عمدہ تھا مگر ان اعلی فوائد کي قرباني کے قابل نہ تھا جو برطانیہ کو مراکش میں حاصل تھے -

راقم مارگریٹ روابنسن -

خضاب سیہ تاب

هم اس خضاب کي بابت ان‌ترانی کي لینا پسند نهیں کرتے لیکن جو سچي بات هے اسکے کهنے میں کوئی باک بھي نهیں' خواہ کوئي سچا کهے یا جھوٹا حق تو یہ هے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد هوے هیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ هم پر کیا جاوے گا هم قبول کرینگے - دوسرے خضاب مقدار میں کم هوتے هیں خضاب سیہ تاب اسي قیمت میں اسي قدر دیا جاتا هے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا هے - دوسرے خضابوں کي بو ناگوار هوتی هے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خوشبو هے دوسرے خضابوں کي اکثر دو شیشیاں دیکھنے میں آتي هیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا پڑتا هے خضاب سیہ تاب کي ایک شیشي هوگي اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا - دوسرے خضابونکا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑجاتا هے اور قیام کم کرتا هے - خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا هے اور دو چند قیام کرتا هے بلکہ پھیکا پڑتا هي نهیں - کھونٹیاں بھي زیادہ دنوں میں ظاهر هوتي هیں - دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم هوتے هیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان هوجاتے هیں مختصر یہ کہ همارا کهنا تو بیکار هے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کهلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد هوا اور نہ هوگا خضاب بطور تیل کے برش یا کسي اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا هے نہ باندھنے کي ضرورت نہ دھونے کي حاجت لگانیکے بعد بال خشک هوے کہ رنگ آیا - قیمت في شیشي ۱ روپیہ محصول ڈاک بذمہ خریدار - زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص هوگي -

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب کٹرہ دلسنگہ امرت سر

مراسلات

" مصالحۂ " مسئلۂ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۲)

مولانا المحترم ! الہلال نمبر ۱۸ میں بندہ نے اپنا مضمون مطبوعہ دیکھا - اس ناچیز مضمون کو ایسے معزز مجلہ میں جگہ دینے پر آپ کي خدمت میں دلي تشکر پیش ہے -

مینے اسي مضمون کو کسیقدر تغیر سے اخبار زمیندار و ہمدرد جیسے آزاد اور مدعیان حریت کیخدمت میں بھیجکر اونکے انصاف اور آزادي سے اپیل کي تھي کہ اوسکو درج اخبار فرما دیں لیکن میري درخواست نا منظور ہوي اور لطف یہ کہ مجکو نامنظوري کي اطلاع دینا بھي مناسب نہ سمجھا گیا - جب مدعیان حریت نے اوسکو قابل توجہ نہ سمجھا تو مجھے بدگماني ہوي کہ الہلال بھي اسپر توجہ نہ فرمائیگا ' لیکن " ان بعض الظن اثم " تجربہ نے اوسکے خلاف ثابت کیا : و لیس الخبر کالمعاینہ - بہر حال اگر اوس مضمون کے درج کرنیکو الہلال کي حق گوئي کے لیے معیار قرار دیا تھا ' تو مجکو پہلے پہل تجربہ ہونے کي وجہ سے امید ہے کہ آپ نہ صرف معذور ھي رکھیں گے بلکہ میري اس جرات کو معاف فرمائیں گے -

جناب والا نے میرے ناچیز مضمون پر جو ریمارک لکھے مینے اونکو غور سے پڑھا ہے ' اونکی نسبت بھی چند الفاظ لکھنے کي جرات کرتا ہوں -

(۱) ۳ - اگست کو جسدن حادثۂ فاجعۂ کانپور پیش آیا ' اوسکے دوسرے روز ہز آنر کانپور پونہچے - تمام مسلمان سخت سراسیمہ ہو رہے تھے - اوسوقت میرا اور چند دیگر حضرات کا خیال ہوا کہ مسلمانان کانپور کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سے ملکر یہاں کے حالات بیان کرے تا کہ کسي طرح سکون ہو - مگر اسمیں کامیابي بعض وجوہ سے نہ ہوسکي - بہر حال اس کے لیے ایک معزز مسلمان جو مینوسپل کمشنر بھي ہیں' بلائے گئے - انھوں نے اثناے گفتگو میں بیان کیا کہ مینو سپل کي طرف سے یہ تجویز پیش کي گئي تھي کہ دالان کے نیچے کے حصہ پر گذر گاہ رہے اور بالائي حصہ شامل مسجد' لیکن متولیان مسجد و دیگر مسلمانوں نے اسکو منظور نہیں کیا - ایک معزز مسلمان مینو سپل کمشنر کے کہنے کی تغلیط مشکل ہے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے موجودہ حالت پیش کي گئي تھي جسکو مسلمانوں نے نا منظور کیا - مہینہ کی تعین البتہ اونہوں نے نہیں کی تھی - اسکو بعض دیگر ذرائع سے مینے دریافت کیا ہے - اخبار زمیندار کے کسی پرچے میں بھی ایسے الفاظ درج ہیں جنسے میرے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے - اسوقت فائل میں سے نکال کر اوسکا حوالہ دینا ذرا وقت طلب ہے - اگر قراء کرام کا اصرار ہو تو اسکو نکالا جاسکتا ہے -

(۲) ہز ہاینس نواب صاحب رامپور کے جلسہ کا کوئي پروگرام شائع نہیں ہوا جس سے کہا جاسکتا کہ اصل مقصود کیا تھا ؟ اونکے افتتاحي اڈریس کے متعلق البتہ بعض جملے اخبارون میں چھپے ہیں لیکن پورا اندازہ لگانا دشوار ہے - غالباً جناب کا خیال صحیح ہو گا لیکن اخبار زمیندار اور ہمدرد نے سب سے بڑا اعتراض اوسپر اخفا کا کیا تھا نیز یہ کہ پبلک کو اوسکي اطلاع نہیں دیگئي اور نہ مسلمہ لیڈر اوس میں طلب کیے گئے ' نہ اوسکا کوئي پروگرام شائع ہوا -

(۳) جناب والا کي نسبت مینے کہیں نہیں لکھا کہ " آپ کو مطلق خبر نہیں تھي " میرے الفاظ یہ ہیں: " آخري فیصلہ کي کچھہ خبر اونکو بھي نہیں کیگئي - " اور اپ نے نہایت وضاحت ' سچائي ' اور حق گوئي سے اسکو نہ صرف مان لیا ہے بلکہ اسکے متعلق نہایت مفید تشریح سے بھي کام لیا ہے -

(۴) اڈیٹر صاحب زمیندار کو اگر اطلاع تھي اور اونہوں نے اسکو پسند کرلیا تھا تو سخت تعجب ہے کہ اعلان مصالحت کے قبل تک وہ اپنے پیش کردہ شرائط کیوں اس سے علحدہ لکھتے رہے ؟ ناظرین ! مجھے معاف رکھیے اگر میں یہ کہوں کہ اخبار (زمیندار) بھي ایک عجیب اخبار ہے جو عوام کے مذاق کے مطابق ہونیکے سبب سے بہت کثیر الاشاعت ہے لیکن اوسکي کوئي مستقل پالیسی نہیں - اگر کسیکو مستقل پالیسی قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ پرانے لیڈروں کو گالیاں دینا ہے جس سے شاید ھی اسکا کوئي نمبر خالی ہوتا ہو - وہ پہلے نہایت سختي سے جو شرائط صلح پیش کرتا رہا ہے' اونمیں سب سے اہم مسجد کو بعینہ اصلی حالت پر لوٹا دینا قرار دیتا ہے ' پھر اس مصالحت پر بے حد خوشی ظاہر کرتا ہے' مٹھایاں بانٹتا ہے' پھر گھبرا کر مسجد کے فیصلہ کو علما کے حوالہ کرتا ہے' آخر میں خود مجتہد بنکر ہز ایکسلنسي کے وعدۂ عطیہ شاہانہ اور زمین کے نکل جانے پر لکھتا ہے :

" ہم تھوڑا کھو کر بہت زیادہ حاصل کرینگے " (زمیندار ۲۳ - ذیقعدہ)

اور کچھہ عجب نہیں کہ عنقریب ارباب حق کے کشف حقیقت اور پبلک کي بے چیني کو دیکھکر پھر اپني تمام سابقہ رایوں کو یہ کہکر واپس لے لے کہ " اگر لوگ اس فیصلے سے خوش نہیں ہیں تو خیر ہم بھي خوش نہیں ! ! "

اگر اس فاضل اڈیٹر کے اجتہاد پر پہلے سے حضرات کانپور عمل کرتے تو ۳ - اگست کا نا گوار واقعہ پیش ھي نہ آیا ' کیونکہ پہلے ھي معقول معارضہ نقدي اور زمین کی صورت میں مسلمانوں کیخدمت میں پیش کیا گیا تھا - جسکو اونہوں نے اپنی بد قسمتی سے نامنظور کیا -

(۵) جن حضرات کانپور کے نام آپ نے درج فرما کر تحریر کیا ہے کہ اونکو واقعات معلوم تھے ' اگر یہ صحیح ہے تو اون لوگونکي غلط بیاني پر تعجب ہے - انمیں سے بعض بعض حضرات کي نسبت مجھے ذاتي واقفیت ہے کہ جب اون سے استفسار کیا گیا تو اونہوں نے قطعي لا علمي ظاہر کي - پھر آنریبل سید رضا علي نے مراد آباد

(مزید تحقیق کے لئے ملاحظه ہو شرح ابن میسم بحراني جزو ۳۱)

(۳) خلافت فروع دین ہے - جناب علي علیه السلام ایک خطبه میں ابتداے خلافت ابوبکر صدیق رضي الله عنه کا ذکر کرتے ہوے فرماتے ہیں که لوگ مرتد ہو رہے تیے - اسواسطے ہم نے اسلام کے برباد ہو جانے کے اندیشه سے اپني خلافت کے لیے کوشش نه کي - کیونکه اُس وقت ایسا کرنے سے ہم کو چند روزہ سرداري کے مقابله میں ایک بڑي [illegible] کا سامنا کرنا پڑتا - اسکي شرح میں فاضل ابن میسم فرماتے ہیں :

فیکون المصیبة علیه في هدم اصل الدین اعظم من فوت الولایة القصیرة المدد التي غایتها اصلاح فروع الدین وتتمماته الخ (ابن میسم جزو ۳۰)

پس اُن کیلیے (جناب علي) کیلیے اصل دین کے گر جانے میں زیادہ تر مصیبت تھي به نسبت چند روزہ سرداري کے جسکي غایت فروع دین کي اصلاح اور اسکا تتمه ہے نه که اصل دین -

اسي خطبه پر علامه ابن ابي الحدید بول اٹہے ہیں :

وهذا الکلام یدل علی بطلان دعوی الامامیـة النص وخصوصاً الجلي (شرح نهج البلاغـة ابن الحدید ج ۴ صفحـه ۱۹۵ مطبوعه مصر)

اور یه کلام امامیه کے دعوی نص اور خاصکر نص جلي کے بطلان پر دلالت کرتا ہے -

(۴) شکوا جور و ستم اسلاف :

اصل یه ہے که ظالموں کے ظلم سے نه تو اہلبیت بچے ہیں نه شیعه - بعض موقعوں پر دونوں گروہوں پر جور و ستم ہوئے ہیں - مثلاً واقعه کربلا کے بعد ہي مکه معظمه میں عبد الله بن زبیر بیرحمي سے شہید کیے گئے تو مدینه والوں کو واقعه حره میں مظلومان کربلا کي [illegible] میں بھي حصه لینا پڑا - جسمیں بقول علامه مجلسي سات سو کے قریب حافظان قران مجید شہید کیے گئے - یه بني امیه کا زمانه تھا - (حیات القلوب جلد ۲ باب ۲۲ صفحه ۲۴۸)

دوسرے نمبر پر بني عباس ہیں - انکو بھي اسلاف اہل سنت کہا جاتا ہے ' حالانکه یه بني ہاشم تیے اور ایک وقت میں شیعوں کے مایۂ فخر اسلاف ' خصوصاً جبکه سادات کي ہمدردي میں سفاح نے تمام بني امیه کو گھر میں بلاکر ایک ہي وقت کے اندر ته تیغ کردیا تھا اور تڑپتي ہوئي لاشوں پر دستر خوان چنا گیا تھا ' اور بني عباس اور بني ہاشم اُن پر مزے سے بیٹھکر کھانا نوش جاں کرتے رہے (واز سرآں نطعہا بر نخواستند تا جمله بمردند - مجالس المومنین م ۸ صفحه ۳۲۵)

انہي میں سے دو ظالم ترین خلیفوں کي نسبت فاضل مجلسي کي راے ملاحظه ہو :

" با وجودیکه منصور و ہارون شیعه بودند و اقرار بامامت ثلاثه نه داشتند ' اما از کافر و بت پرست بدتر بودند - بعد از مامون خلفا سني شدند و مذہب مالکي را اختیار کردند (تذکرة الائمه : ۱۱۵ مطبـوعه ایران)

یعني اگرچه منصور اور ہارون شیعه تیے اور حضرات ثلاثه رضي الله تعالی عنہم کي امامت کے قایل نه تیے لیکن پھر بھي کافر اور بت پرستوں سے بھي بدتر تیے ' بعد مامون رشید کے یه خلیفے سني ہوگئے اور امام مالک کي پیروي اختیار کرلي -

مانا که بني عباس نے بھي شیعوں پر بڑے بڑے ستم کیے لیکن شیعوں کے ہاتھوں علاوہ معتصم عباس کے بے رحمانه و وحشیانه قتل کے ' مدینة السلام بغداد کي عالمگیر تباہي اور اسکے ساتھه تمدن اسلامي کي بربادي بھي غیر معمولي انتقام تھا - (ملاحظه ہو مجالس المومنین مجلس دہم : ۴۳۶ ترجمه ابو طالبؒ علقمي) -

اور در اصل اہل سنت کے اسلاف تو خلفاے راشدین اور ایمۂ اربعه وغیرہ ہیں جنکا قول و فعل بعد از کتاب و سنت اُن پر حجت ہو سکتا ہے و بس - خلفاے راشدین رضي الله عنہم کے طرز عمل کي جو بوقت خلافت اُن کا تھا ' آپ تعریف فرما ہي چکے - باقي ایمۂ اربعه میں سے امام شافعي کي نسبت مشہور ہے که وہ بباعث محبت اہلبیت کرام بعض اوقات رفض تک سے متہم ہوے -

امام مالک بن انس کي بابت لکھا ہے که جب منصور عباسي کے برخلاف محمد ملقب به نفس زکیه نے خروج کیا تو آپ فقیه مدینه تیے باہم بلا خوف لوگوں کو انکي نصرت و امداد کا فتوی دیتے تیے - نه صرف امام مالک بلکه لکھا ہے که سادات عظام کے ہمرکاب تمام اہل مکه و مدینه نے بھي که مذہباً اہلسنت تیے ' حضرت نفس زکیه کی بیعت کر لی تھی -

اسي طرح امام ابو حنیفه کي نسبت لکھا ہے که جب نفس زکیه کے بھائي ابراہیم نے منصور کے خلاف خروج فرمایا تو اکابر ملت میں سے امام اعمش اور عمار بن منصور نے انکے ہاتھه پر بیعت کي - اور پھر یه که " بصحت پیوسته که ابو حنیفه نیز در بیعت او بود " یعني بتحقیق معلوم ہوا ہے که ابو حنیفه کوفي بھي انکي بیعت میں داخـل تیے ' اُن کے ساتھـه خروج کرنے اور امداد دینے کے فتوے دیتے تیے - نیز اپنے بیٹے حماد کو چار ہزار درہم دیکر انکي خدمت میں روانه کیا تھا اور معذرت خواہي کي تھي که لوگوں کي امانتیں میرے پاس ہیں ورنه خود بھي حاضر خدمت ہوتا - اور آپکي امداد کرتا - آخرمیں لکھا ہے " و ایں نامه بدست منصور دانیقی افتاد - بر ابو حنیفه متغیر شد و اورا ایذاے کرد که سبب وفات وے گشت (مجالس المومنین مجلس ہشتم مطبوعه ایران سنه ۳۶۳) یعني یه خط منصور کے ہاتھه پڑگیا ابو حنیفه پر وہ خفا ہوا - اور انکو ایسي تکلیف دي که وہي انکي وفات کا باعث ہوئي -

لیکن دنیا کو یه معلوم کرکے نہایت مایوسي ہوگي جب وہ سنے گي که اس محبت اہلبیت کا اجر امام موصوف کو کیا ملا ؟ قاضي نور الله شوستري فرماتے ہیں :

" شاہ اسمعیل قبر ابو حنیفه کوفي را که در بغداد بود ' کند و عظام اورا بسوخت ' و سگے را بجاے او دفن نمود - آں موضعه را مزبـله اہل بغداد ساخت (مجالس المومنین صفحه ۳۸۱) -

با ایں همه بہتر یہي ہے که اسلاف کے اعمالنامے تو اب بھلا ہي دیے جائیں - گـڑے مردوں کي ہڈیاں اکھاڑنا ٹھیک نہیں - موجودہ نسل کیلیے پیش آمدہ حالات و تعلق کو مد نظر رکھه کر ایک دوسرے سے ہمدردي کرنا ضروري ہے اور رابطۂ الفت و اتحاد کو حسن سلوک اور حسن اخلاق سے مضبوط کرنا چاہیے - (باقي آینده)

مؤکل کے نزدیک کامیاب ہوا ہوں - مجھے کسي دوسرے سے غرض بھي نہیں ہے کیونکہ : ان اجري الا علي رب العلمین - میں اپنے مؤکل سے اجر کا طالب ہوں نہ شکریہ کا شوق ہے - نہ نفرت و ملامت و شکایت کا اندیشہ ہے - و الحمد اللہ علي ذلـك -

. . . .
. . . .

یہ امر اب مجھے صاف کرنا ہے کہ میںنے اپنے موکل کا جو منشاء سمجھا ' اسکے موافق کیا - امید کہ اسکو بغور ملاحظہ فرمائیگا - میںنے اپنے امکان بھر شریعت کي پابندي کي مگر اسي حکم کي' جسکو میں شریعت کا سمجھتا تھا - ساتھہ ہي اسکے اپني راے پر عجب نہیں کیا اور جمہور علماء کے خلاف کسي وقت اظہار خیال نہیں ہوا اور آخر تک انکے منافي کوئي بات نہیں کہي - اسوقت مجھپر یہ اتہام ہے کہ میںنے صورت موجودہ کے جواز کا فتوي دیدیا یہ بالکل غلط ہے - البتہ یہ صحیح ہے کہ اس امر سے کہ مرور میں اشتراک ہو' قطع مصالحت کي کوئي وجہ میرے ذہن میں نہ آئي' جبکہ ہر وقت اسکے مطالبہ کا حق جسکے ہم مکلف ہیں ہمکو پہونچتا ہے اور مقدمات دیواني وغیرہ کا حق کسي طرح ساقط نہیں ہوا ہے - میںنے اسوقت صرف قیدیونکي رہائي اور اصولي طور پر مسلمانونکا قبضہ حاصل کرلینا کافي سمجھا - اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ اس صورت کو میں نے جائز بھي کر دیا ' بلکہ کتنے امور ہیں کہ نا جائز ہیں اور ہم انکو اپني معکومیت کے باعث انگیز کیے ہوئے ہیں ' اور ہر موقع پر انکا مطالبہ کرتے ہیں - انہیں میں اسکو بھي میںنے شمار کرلیا - مجھے جن امور کے باعث مصالحت کرنا ضروري تھا وہ میرے نزدیک ازروے شریعت حقۂ اسلامیہ اہم تھے' بہ نسبت اس اشتراک مرور کے - اسکي وجہ سے وہ امور نظرانداز نہیں کیے جاسکتے تھے - میںنے اسمیں جوکچھہ کیا' خدا کي طرف سے جو ذمہ داري ہے اسکو ملحوظ رکھہ کے کیا ہے - و اللہ علي ما اقول وکیل -

. . . .

جب مصالحت ضروري سمجھي گئي جسکے وجوہ میں اسوقت نہیں عرض کرونگا اور آپکو بھي معلوم ہیں ' تو میںنے ایک حیلۂ شرعي نکالا اور کہا کہ اسکے بارہ میں مشورہ لیا جاے اور علماء سے استفتاء دریافت کیا جاے تو مجھے اخفاء راز کا حکم دیا گیا - خود میرے نزدیک یہ صورت جائز تھي اور اون لوگوں پر جو اس تصفیہ میں ساعي تھے' جتنا فرض تھا وہ ادا کر چکے کہ ایک عالم کو جسے وہ با وثوق سمجھتے تھے اس شورہ میں شریک کیا اور انھوں نے اسکے قول کو حکم خدا سمجھا - اگر مجھے اشتباہ ہوتا یا اُن لوگوں کو توثیق میں کچھہ شبہ ہوتا تو اُنکو اور مجھکو' دونوں کو تمام علما سے یا اُن علما سے جو جمع کیے گئے تھے دریافت کرنا تھا - مجھہ پر یہ فرض نہیں ہے کہ جس امر کو میں خدا کا حکم سمجھتا ہوں' اسمیں اپنے سوا غیر کا اتباع کروں (۱) بلکہ میں خود اپنے علم و دیانت کا مکلف ہوں اور عام لوگوں کو ایک عالم کے قول پر عمل کرنا جائز ہے - شرعي قباحت اسمیں مجھے نہیں معلوم ہوئي - اسپر بھي مشورہ لیا گیا اور جو کارکن لوگ تھے' اون سے اسکي تشریح کردي گئي - جہانتک مجھے علم ہے اوس صورت مجوزہ میں کسیکو اختلاف نہ تھا کہ ان حالات کے لحاظ سے یہ متخلص ہو سکتا ہے -

(۱) الحمد للہ کہ جناب مولانا کا یہ اعتقاد ہے اور في الحقیقت یہي وہ اصول اساسي ہے جو اگر تسلیم کرلیا جاے تو آج مسلمانوں کے تمام دیني مصائب کا خاتمہ ہو جاے - امید ہے کہ مولانا ہر موقعہ پر اس اصول کو ملحوظ رکھیں گے کہ " جس امر کو حکم خدا یقین کرلیا جاے اسمیں غیر کا اتباع نہ چاہیے اگرچہ ایک عالم اسکي پرستش کرتا ہو" (الہلال)

. . . .
. . . .

وقف دي ملک کسي کے لیے نہیں ہو سکتي ہے - قبضہ زمین مسلمانوں کو دلا دیا گیا - اب صرف گذرنے میں پیدل چلنے والونکي مشارکت ہے - اس امر کو نہ خیال کیجیے کہ ہماري خواہش کیا ہے ؟ اس امر کو دیکھیے کہ ہمکو جو کچھہ ملا وہ کسي نہ کسي طرح ہم شرعي مسئلہ میں لا سکتے ہیں یا نہیں ؟ ممر میں کافر و مشرک سبکا گذرنا شرعاً جائز ہے - جنب و نفساء و حائض کے گذرنے کي ممانعت اگر ہوسکتي ہے تو مسلمانوں کو انکي شریعت کي طرف سے - گورنر جنرل کو کیا حق ہے کہ اسکي تصریح کریں ؟ جانورونکے گذرنیکي خود گورنر جنرل نے اجازت نہیں دي ہے - جو لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے وہ اس امر پر زیادہ واضح ہے کہ نمازیونکي لیے اصالتاً حق مرور ہے -

. . . .
. . . .

تاہم میں اسکو نا کافي سمجھتا ہوں - اسیدن کانپور میں مسجد سے نکل کے قبل اسکے کہ گورنر جنرل اسکو ظاہر کریں ایک بساطي کي دوکان پر بڑے مجمع کے سامنے میںنے صاف صاف کہا کہ مسجد کي زمین پر اگر ہمکو قبضہ بھي ملا ہے تو براے نام ہے - پھر مولوي غلام حسین صاحب سے جا کے پوري حالت ذکر کي - پھر مولوي عبد القادر صاحب آزاد سے - پھر ایک مسجد جو کہ مولوي ابو سعید صاحب کے مکان کے قریب ہے' اوسمیں مولوي محمد رشید صاحب سے از ابتداء تا انتہا کل امور کا ذکر کیا اور کہا کہ ابتک یہ نقصان باقي ہے اور ہمکو چارہ جوئي کا حق حاصل ہے - اوسکے بعد جب مسٹر علي امام صاحب نے مجکو مبارک باد دي تو میں نے اون سے بھي اسکے متعلق صاف صاف کہا کہ نہ تو اس سے بے چیني دفع ہوئي نہ یہ شریعت حقہ کے موافق ہے کیونکہ میں اسکو بالجبر سمجھتا ہوں - لیکن مجھے پورا اطمینان دلایا گیا کہ اسکے بننے کے وقت ہر طرح سے آپ مطمئن کر دیے جائیں گے - (انتہی ملخصاً)

بشارة عظمى

لارڈ ہڈلے بالقابہ کا اعلان اسلام

از داعي اسلام خواجہ کمال الدین صاحب بي - اے - شکر اللہ مساعیہ

حبي في اللہ - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ -

مبارک ہو - اللہ تعالی نے آجتک ابتلاؤں میں ثابت قدم رکھا اور آیندہ رکھے - میںنے آجتک کوئي خط نہیں لکھا - آپ کي مصروفیت اہم نے جرات نہیں دلائي کہ آپکي توجہ کسي دوسري طرف منعطف کروں -

میں آپکي قلمي اور درمي امداد کا ہر طرح ممنون ہوں - جزاکم اللہ احسن الجزا -

بالمقابل ایک ایسي عظیم الشان نصرت الہي کی خوشخبري اور مبارک باد دیتا ہوں' جسکي نظیر گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان کي دنیا کے کسي مذہب نے نہ دیکھي ہوگي - و الحمد اللہ علی ذالك -

نومبر کے اسلامک ریویو کا پرچہ جو اسکے ہمراہ پہونچتا ہے ' ملاحظہ فرماویں - اسکے آخري صفحہ (ٹیٹل پیج) پر ایک اشتہار ایک زیر تصنیف کتاب کا ملاحظہ فرماویں جو رائٹ ارنریبل لارڈ ہیڈلے اسوقت لکھہ رہے ہیں -

میں جو تقریر کي ' اوسمیں بھي صرف یہي کہا کہ مسجد کي زمین واپس ملگئي ہے - کانپور میں اون سے ملکر جب دریافت کیا گیا تو بھي اصلیت ظاہر نہیں کي - لطف یہ کہ انھیں اب بھي آزادي وحریت کے ادعا کے اعادے میں تامل نہیں ہے اور فرماتے ھیں کہ " میں اصول رازداري کے خلاف ھوں " فیا للعجب ! - آپ کو شاید تعجب ہوگا جب آپ یہ دریافت کرینگے کہ اس معاملہ میں نہ صرف غلط فہمی ھي ھوي بلکہ تغلیط سے بھي کام لیا گیا - لکھنؤ سے میرے ایک دوست مجھے لکھتے ھیں " مسجد کے معاملہ میں غلط فہمي ھوي - اب نہایت افسوس ہے - اللہ تعالی مدد فرمائے - " لکھنؤ میں جو جناب راجہ صاحب اور جناب مولانا عبد الباري صاحب کا موطن ہے ' یہ غلط فہمي جب ھی ھوسکتي ہے کہ اصل بیان کرنے والے مغالطہ دینا چاھین - جناب کو اور بھي زاید تعجب ہوگا اگر آپ میرے ایک کانپوري دوست کے اس جملہ کو پڑھیں گے جو اونھوں نے مجھے ۲۲ - اکتوبر کے خط میں لکھا ہے "گو باطن میں یہاں بھي فیصلہ مسجد کو لوگ پسند نہیں کرتے تاھم بظاہر کوئي مخالفت نہیں ہے " بطریق جملہ معترضہ مجھے اسوقت حافظ احمد اللہ کي وہ چٹھي یاد آتی ہے جو انہوں نے ۲۲ - ذیقعدہ کے زمیندار میں چھپوائي ہے - اور اس غلط افواہ کی تردید کي ہے کہ " وہ فیصلہ مسجد کو قابل اطمینان نہیں [illegible] " جب مجھے حافظ صاحب کي پہلی اخلاقي جرات یاد آتي ہے تو اس چٹھي کے چھپوانے پر تعجب ھوتا ہے - اگر یہ افواہ غلط بھی تھي تو اس اھتمام اور شد و مد سے تردید کرنیکی کیا ضرورت تھي ؟ سب سے زاید لطف یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب زمیندار نے اس پر ایک لنبا نوٹ لکھکر یہ ثابت کرنیکی کوشش فرمائی ہے کہ " حافظ صاحب برٹش گورنمنٹ کے ویسے ھی خیرخواہ ھیں جیسے اور لوگ ! " میرا دماغ کام نہیں کرتا کہ اگر وہ اس فیصلہ کو قابل اطمینان نہیں [illegible] تو اسلیے اونکي خیرخواھي میں کیا فرق آتا ہے ؟ فرض کیجیے کہ مولانا ابو الکلام اس فیصلہ پر مطمئن نہیں یا کلکتہ کي تمام پبلک غیر مطمئن ہے - یا میں خود غیر مطمئن ھوں ' تو کیا میري وفاداري اور خیرخواھي پر حرف آگیا ؟ اور کیا وفاداري کیلیے ضروري ہے کہ گورنمنٹ کے ھر فیصلہ پر اطمینان بھي کیا جاوے ؟ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا -

(۶) مینے جس وقت مضمون لکھا تھا اوسوقت تک جناب کي مخالفت کا مجھے صحیح طور پر علم نہ تھا - اسلیے مینے پوچھا تھا کہ یہ فیصلہ جب کہ آپ کے پیش کردہ شرائط کے خلاف ہے تو آپ صداے مخالفت کیوں بلند نہیں کرتے ؟ اب جب کہ الہلال نیز ٹون ھال کي تقریر مینے دیکھہ سن لي ہے تو اب اوس سوال کا کوئي موقعہ نہیں اور اب میں اوس جملہ کو واپس لیکر ببانگ دھل اقرار و اعلان کرتا ھوں کہ اس معاملہ میں تمام ھندوستان کي پبلک نے جس جلدي سے کام لیا ہے ' اوس سے کلکتہ کي پبلک مستثنی ہے ' جس نے نہایت حزم و احتیاط اور غور و فکر سے کام لیکر جو امر قابل شکریہ تھا اوسپر دل و جان سے شکریہ ادا کیا - اور باقي سوال کو باقي رکھا ' ایسے نازک وقت میں کہ تمام انجمنیں ' تمام اخبار ' ساري پبلک ' ایک طرف ھو اور بلا سمجھے بوجھے ایک دوسرے کي تقلید کرتا جاتا ھو ' حق گوئي پر ثابت قدم رھنا اور بلا خوف لومۃ لائم اور بلا انتظار نتیجہ حق ظاہر کرنا ' معمولي دماغ کا کام نہیں - یہ مولانا ابوالکلام آزاد ھي کا کام ہے اور صرف اونکا !

ایں سعادت بزور بازو نیست * تا نبخشد خداے بخشندہ

فجزاھم اللہ تعالے عن جمیع المسلمین خیرا - مدعیان حریت و حق کے لیے یہ طرز عمل نہ صرف قابل تقلید ہے بلکہ تازیانہ عبرت ہے !

و شتان بین مدعي الحریۃ و الحر -

(۷) یہ صحیح ہے کہ مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن کے ممبر نہ تھے کیونکہ ڈیپوٹیشن مقامي تھا - لیکن انھوں ھي نے اس معاملہ کو طے کیا ' انھوں نے ھي اڈریس لکھا ' خود وہ ڈیپوٹیشن کے ھمراہ گئے ' اسلیے اون سے سوال کرنیکا حق ضرور ہے - ھاں یہ بالکل سچ ہے کہ " شیک ھنڈ ھا اگر اونھیں شوق ھو تو اسکے لیے وہ زیادہ کم قیمت اور آسان وسائل رکھتے ھیں "

(۸) میں اس جملہ کے ساتھہ پورے طور پر متفق ھوں کہ " مسٹر مظہر الحق کي حیثیت اس معاملہ میں لیڈر یا مفتي کي نہ تھي بلکہ ایک مشیر قانوني کي " اور در حقیقت یہي اونپر سب سے بڑا اعتراض ہے کہ اونھوں نے اپني حیثیت سے قدم باھر کیوں رکھا ؟

توضیح مزید

(از جناب مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل)

مولانا موصوف اپنے ایک تازہ ترین گرامي نامہ میں تحریر فرماتے ھین :

(۱) مجھے مثل دیگر علماء اھل اسلام اس امر کا تحفظ ہے کہ معابد و مساجد کے احترام کو کسي قسم کا گزند نہ پہونچے - خصوصاً اس معاملہ کو ایسي صورت میں طے ھونا چاھیے کہ جو غرض اصلي ہے یعني اس مسجد کے علاوہ بھي تمام مقامات متبرکہ کي حفاظت ' وہ حاصل ھوجائے - کل ملک کا انہماک اس مسئلہ سے اسي غرض سے ھوگیا ہے - میري طرف سے اسکا خیال نہ کیا جائے کہ میں نے دیدہ و دانستہ اس فیصلہ میں اس مقصد کو نظر انداز کردیا ہے - اگر کسي پہلو سے اس کا شبہ ھوتا ھو تو غلطي رائے پر محمول فرمایا جاے -

(۲) میں کسي طرح اس امر کو جائز نہیں سمجھتا ھوں کہ مسجد کا کوئي حصہ بلا حکم شرعي علحدہ کیا جاے ' یا کسي اور کام میں لایا جاے - البتہ جو صورتیں شرع میں جائز ھیں اونکو اگر کوئي اختیار کرے تو میں قابل ملامت نہیں تصور کرتا ھوں -

(۳) میرا منصب دیگر علماء سے جدا گانہ ہے - وہ ایک پہلو پر نظر کرتے ھیں کہ اس جزء کا کسي نہ کسي طرح تحفظ ھو اور جو مطالبہ ہے وہ ثابت کردیا جاے - مگر میں ایک مصالحت کرنیوالا ھوں جسکے لیے ضروري ہے کہ موافق اور مخالف ' دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا جاے - جو جزئیات علماء پیش کررہے ھیں ' انکي حقیقت آپکو معلوم ہے - جو میں پیش کررھا ھوں انکو ایک جگہہ جمع کردیا جاے تاکہ مخصوص اھل علم اسکو ملاحظہ کریں - میري غلطي سے مجھکو مطلع کریں کیونکہ اس فیصلہ میں جو بظاھر سقم ہے اسکا ذمہ دار صرف میں ھي ھوں - راجہ صاحب محمود آباد یوں تو جملہ امور کے متکفل تھے مگر مخصوص ذمہ دار وہ آئندہ تحفظ کے اور قانون بنوانیکي ھیں - اور مسٹر مظہر الحق بقول جناب کے قیدیونکو چھڑوانے آئے تھے - وہ کامیاب ھوگئے - رھا میں ' تو مجھے عام نظروں میں کامیابي نہیں ھوئي اور میرا منصب بہت مقید ہے - میں ایک غائبانہ مدعي کا وکیل تھا - مجھے اپنے مؤکل کے منشاء کے خلاف ایک چاول بھي نہ ھٹنا چاھیے تھا - میں ازروے دیانت عرض کرتا ھوں کہ مینے ایسا ھي کیا ہے - اسواسطے میں بھي کہہ سکتا ھوں کہ اپنے

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 3, 1913.



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

پهر نومبر نمبر میں دو اور مضامیں لارڈ موصوف کی قلم سے ملاحظه هوں

آیندہ کا مذهب ... ... The Religion of the Future

مذهب کی سلاست ... The Semplicity of Religion

غرض یه که یه عالي نژاد اور نیک نهاد انسان بچپن سے عیسائي شرک سے متنفر' اور اندر هي اندر توحید کا قائل اور قدم بقدم بلا علم و ارادہ اسلام کي طرف کهنچ رها تها - گذشته پانچ چار سال سے قرآن شریف کا مطالعه کیا - آخري سعادت آپ کے خادم کے لیے قضاؤ قدر نے رکهه چهوڑي تهي - وہ آگ جو اندر هي اندر دهک رهي تهي' اوسمیں اسلامک ریویو نے چنگاري کا کام کیا - آگ مشتعل هوگئي اور چند ملاقاتوں نے کل حجابوں کے خس و خاشاک کو خاکستر کردیا - وہ انسان جو آج سے صرف دو هفتے پہلے اس اعلان میں تامل کرتا تها' آج اس خاکسار کے ایما پر کتاب لکهنے لگا هے !!

یه کتاب میں خود چهپوا ونگا اور اسکا اردو ترجمه ساتهه هي شائع کرونگا - میں چاهتا هوں که یه کتاب هزار دو هزار کاپیوں میں مفت یا براے نام قیمت پر تقسیم هو-

آپ کو اچهي طرح میري پہلي حالت کا علم هے - ایک دردنے مجهے هندوستان میں پهرایا اور وهي اضطراب مجهے یہاں بهي لایا - مینے اپني چلتي هوئي دولت پر لات ماري' اور مجهے حاشا و کلا اسکا کوئي رنج نهیں - فرانس کي مذهبي کانفرنس میں میری تقریر نے هوا کا رخ بدل دیا اور یورپ کے فضلا نے حیرت ظاهر کي - ستمبر نمبر اسلامک ریویو میں وہ تقریر چهپ گئي هے - اسوقت یورپ اور امریکه کے فضلا نهایت خوشي اور دلچسپي سے اسلامک ریویو پڑهتے هیں لیکن عین ایسي حالت میں مجهے مالي دقتوں نے تنگ کیا هے - ایک سال تو مینے پرچه اپني جیب سے چلا دیا اور قوم پر ثابت کردیا که یه امر بیهودہ نه تها - اب وقت امداد هے - آپ کوشش کریں - میں آپ سے درمي نهیں بلکه قلمي امداد اور سخني اعانت چاهتا هوں -

هاں' خدا کے اس فضل پر مینے چند شعر جلدی میں موزوں کیے بغرض اندراج الهلال بهیجتا هوں

ترانه حمد بجناب احدیت مآب

بر اسلام رالٹ ارنریبل لارڈ هیڈ لے بالقابه

خود بخود کردي در افضال باز
حیف باشد گر نتنم برخورش ناز
من که سرگرداں پئے مرغاں شدم
تو عطا کردی مرا یک شاهباز
آنچه بنمودي به پیر ما بخواب
روز روشن دیده ام ما چشم باز
لارڈ پیدا شد پئے نصرت مرا
کرده چوں بیچارگي زهرم گداز
آں [illegible] تا چهل در خوض و فکر
آخرش کردی برار افشاء راز
نعره [illegible] مستانه زنم
[illegible] کنم سجدات با عجز و نیاز
کے عجب بینم ز قرب آفتاب
چشم بر الطاف تو اے چاره ساز

تاریخ حیات اسلام

الهلال اور پریس : [illegible]

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - جو خدمات آنجناب آج ملة مرحومه کي اصلاح و ترقي کیلیے انجام دے رهے هیں' وہ روز روشن کیطرح آشکارا هیں - اسکا بد یهي ثبوت یه هے که هم تمام اعلی او ر ادنی طبقات میں آپ هي کا ذکر خیر پاتے هیں' اور ڈیڑه سال کے اندر هي ایک عالم آپکا شیفته و گرویده هوگیا هے - گو یه ایک مسلم امر هے که جنکي طبائع خود ساخته لیڈرونکي طرح تعریف پسند نهیں' وہ هرگز اپني تعریف بنظر تحسین نهیں دیکهتے' تاهم هم غلامان اسلام میں جناب کي بدولت اور امداد غیبي کي مساعدت سے جو عجیب و غریب احساس ملي و دیني پیدا هو چلا هے' وہ همیں مجبور کرتا هے که جناب کے اس احسان عظیم کا اعتراف کریں :

همیں بام ترقي کے یهي رستے دکهالینگے
نہاں حضرت کے دل میں آتش اسلام پائے هیں

الهلال کي ایک هي سال کي اشاعتوں نے کافه مسلمین کے دلوں پر وہ سکه جما دیا هے' جسکي نظیر شاید هي ملسکے - میں نے کثیر التعداد ناظرین الهلال کو دیکها هے که اسکي اشاعت کے دن گنتے رهتے هیں اور جبتک آنهیں جدید پرچه مل نهیں لیتا' ایک بیچیني سي لگي رهتي هے اور پرچۂ سابق هي کو پڑہ پڑهکر اپنے دلهاے ناصبور کو ڈهارس دیتے هیں - ایک قلیل عرصه میں الهلال نے ثابت کردیا هے که وہ همارے سیاسي حقوق کا اور همارے اخلاقي' ادبي' تمدني و معاشرتي حالت کا مصلح - همارے قومي جذبات پر تنقیدي نظر ڈالنے والا اور سب سے بڑهکر یه که همیں اسلام کي سچي تعلیم دینے والا ایک هي رساله هے -

الهلال کي ضمانت کي روح فرسا خبر اخباروں میں پڑهکر ایکطرح کي نا امیدي پیدا هوچلی تهي - لیکن الهلال کي حق گوئي نے باوجود اپني ضمانت اور سرکار کي نو اختیار کردہ پولیسي کے' تن مردہ میں ایک زندہ روح پهونک دي - الهلال همارا اسلامي معلم هے - اسکي ضمانت الهلال کی نهیں بلکه اسلام کي ضمانت هے - مسلمان خوابندۂ غفلت تهے لیکن موجودہ مظالم ارنکے جاگ اوٹهنے کے لیے کافي تازیانه هیں - اب ارنکے دل سرور وحدت سے معمور - انکے دماغ حب قومي سے معمور' اور انکي طبیعتیں نور ایمان سے منور هیں - یعنے ارنمیں اسلامی خو بو آگئي هے - پهر روے زمین پر کونسي قوت ایسي هو سکتي هے جو محض ضمانتونکي دهمکیاں دیدیکر همارے صداقت پرست زبانوں کو بند کردے ؟ یه تو فقط دو هزار کي ضمانت تهي - اگر ایسي پچاس هزار اور بهي ضمانتیں طلب کي جاتیں' تو بهي موجودہ حالت میں اُنکا جمع کرنا آن واحد کا کام تها - انشا الله جبتک مسلمانوں کي جانیں باقي هیں' الهلال کا حفظ انکا فرض ایماني هوگا !

محمد طیب کوراتهه ضلع شاہ آباد

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4 - 12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 3, 1913.

فہرست

تصاویر

اخبار الاسبوع

جنوبی افریقہ

ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں ہمدردی کے جلسے منعقد ہوچکے ہیں اور زر اعانت کی فہرستیں کھل گئی ہیں - کلکتہ میں کل سہ پہر کو ہندو مسلمانوں کا مشترک جلسہ ٹون ہال میں منعقد ہوگا -

۲۹ - نومبر کو بمبئی میں ہندوستانی خواتین کا ایک قائم مقام جلسہ ٹون ہال میں منعقد ہوا - مشہور پیٹیٹ خاندان کی لیڈی ڈنشا صدر مجلس تھیں - جلسے نے ویسراے اور سکریٹری اف اسٹیٹ کی مداخلت پر زور دیا اور نہایت سخت اور پر زور الفاظ میں تجاویز منظور کی گئیں -

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو جنوبی افریقہ سے آے ہوے مراسلے دفتر مستعمرات کو یقین دلاتے ہیں کہ سختی اور جبر کی شکایتیں صحیح نہیں - دوسری طرف واقعات و روایات کا سلسلہ بغیر کسی توقف کے اپنی ابتدائی سرعت کے ساتھہ جاری ہے -

۳۰ - نومبر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سزاے تازیانہ کے متعلق لوگ حلفیہ گواہی دے رہے ہیں - ایک ہندوستانی شخص نے حلفیہ بیان لکھوایا ہے کہ سات آٹھہ مزدوروں کو کام چھوڑ دینے کی وجہ سے انتہاے سختی کے ساتھہ مارا گیا - مارنے میں لکڑیاں استعمال کی گئی تھیں - پانچ ہندوستانی اس صدمہ سے بے ہوش ہوگئے - اس عالم میں بھی انہیں قید کرلیا گیا !



رئیس الاحرار مسٹر گاندھی

جو جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حقوق کی ۲۰ - برس سے قیادت کر رہے ہیں !

گرفتاریاں بھی برابر جاری ہیں - پولیس نے ۳٦٥ اعلیٰ وادی میں اور ۱۰۰ - زولو لینڈ میں ہندوستانی گرفتار کیے ہیں - کیپ ٹاؤن میں بھی ہندوستانیوں نے ہڑتال کردی ہے -

ہز اکسلنسی ویسراے کے پرائیوٹ سکریٹری بانکی پور سے مندرجہ ذیل تار برقی بھیجتے ہیں

” رائٹ آنریبل مارکوئس اف کریو (وزیر ہند) آج بروز شنبہ یکم ڈسمبر ہندوستانیوں کے ایک وفد کو بار یابی دے رہے ہیں - وفد میں سر مان چرجی بھاؤ نگری اور مسٹر امیر علی ہونگے - اسکا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانیان افریقہ کے متعلق اپنی معروضات پیش کرے“

اس سے پہلے آل انڈیا ساوتھہ افریقہ لیگ نے اطلاع دی تھی کہ لندن میں ایک وفد لارڈ کریو کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کرنا چاہتا ہے اور انہوں نے منظور بھی کرلیا ہے - اب اس تار برقی سے معلوم ہوا کہ یکم ڈسمبر کو وہ وفد پیش ہوگیا -

لارڈ کریو نے ہندوستانی وفد کا جواب دیتے ہوے نہایت ہمدردی ظاہر کی - ٹیکس کو قابل اعتراض قرار دیا اور باضابطہ تحقیقات پر زور دیا - انہوں نے اس معاملہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوے کہا کہ انڈیا آفس اور دفتر مستعمرات دونوں کامل غور و فکر میں مشغول ہیں -

تعدد ازدواج کے متعلق کہا کہ مسٹر اسمٹس نے ہرگز یہ خواہش نہیں کی تھی کہ اس طریقۂ نکاح کو مروج کیا جاے بلکہ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ وہ قومیں جن میں یہ مروج ہے ، گورنمنٹ جنوبی افریقہ کی توجہ سے محروم نہ رہیں - وہ تعجب کرتے ہیں کہ کیوں غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - مسٹر اسمٹس بذات خود تحقیقات کی غرض سے نتال گئے ہیں -

قبلی گریفک نے سر منچورجی رئیس الوفد کے اس راے کی زور سے تائید کی ہے کہ ہندوستانیوں کے حقوق بحیثیت سلطنت برطانیہ کی رعایا ہونے کے قابل لحاظ ہیں اور یہ مسئلہ ایک خارجی آبادی سے تعلق نہیں رکھتا ، بلکہ امپیریل گورنمنٹ پر اسکا اثر پڑتا ہے -

دیگر اخبارات نے بھی کم و بیش تائید کی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام کم از کم اب اتنا تو سمجھہ گئے ہیں کہ ہندوستانیوں پر بھی ظلم و سختی کرنا قابل پرسش ہوسکتا ہے اور یہ کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسکا اعلان کیا جاے ، بلکہ اس کا چھپانا ظاہر کرنے سے بہتر ہے -

چنانچہ ۳۰ نومبر کی تار برقی کے آخر میں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ وحشیانہ سزاؤں کے خلاف شہادتیں طیار کی گئی ہیں -

تعجب ہے کہ آپ نے بلاتفاق وجوب کیونکر لکھا ؟

بہر حال اس نوٹ میں مقصود قربانی کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ترک نماز عید کی بحث تھی ' اور اگر قربانی سنت بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چھوڑ دی جاے -

(۲) نماز عید کے متعلق بھی آپنے یہ صحیح نہیں لکھا کہ " ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے " بہتر ہے کہ اسے تحقیق کرکے لکھتے - نماز عیدین حضرۃ امام ابو حنیفہ کے اجتہاد میں واجب ہے - امام احمد (رح) کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت مقیم نے ادا کر لیا تو فرض ادا ہوگیا مگر ہے فرض' اور یہی مذہب قوی ہے -

البتہ امام مالک و شافعی کہتے ہیں کہ سنت ہے -

بہر حال میرے کہنے کا مقصد آپ نہ سمجھے - میرا مقصود یہ تھا کہ عید کے دن کے دو عمل مسلمانان اجودھیا کے سامنے تھے - قربانی اور نماز - پہلی چیز کو جبراً مجسٹریٹ نے روک دیا - پھر اسکا یہ علاج تو نہ تھا کہ ایک سنت یا واجب (اصطلاحی) کے اجباری ترک سے اُس عمل عظیم کو بھی عمداً ترک کر دیا جاے جسکی اصل صلوۃ الہی ہے ' اور جو اعظم ترین فرائض اسلامی اور ارکان و اساس شریعۃ حقہ میں سے ہے ؟ فرض سے مقصود خاص نماز عید نہ تھی بلکہ اصل نماز - قربانی کا اصل سنت یا واجب سے زیادہ نہیں - پھر اسکا ترک بھی عالم مجبوری میں ہے نہ کہ عمداً - اسکے مقابلے میں نماز و جماعت کو ترک کرنا کہ اصلاً ایک عظیم ترین فرض اسلامی ہے ' کسی طرح عند اللہ جوابدھی سے محفوظ نہیں رھسکتا -

تعجب ہے کہ اپنے عبارت پر غور نہیں فرمایا جو پوری طرح اس مطلب کو واضح کرتی ہے ؟ میں یہاں اُن سطور کو پھر نقل کر دیتا ہوں تا کہ آپکو زحمت رجوع نہو :

" پس اگر قربانی روک دی گئی تھی تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رھگئے تھے اور اسکی بھی انکے سر کوئی پرسش نہ تھی کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے- پھر ایک عمل سنت کے اجباری ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبودیت جھکانے سے کیوں باز رہے ؟ "

(۳) یا سبحان اللہ ! اظہار ناراضگی کا لے دیکے یہی ایک طریقہ رھگیا تھا کہ اگر مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے تو چلو ہم نماز بھی نہیں پڑھتے ؟

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اُس نے شدت کی ؟
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر؟
مگر گریبان کس کا تار تار ہوا ؟

پھر یہ کس شریعت کا حکم اور کس مذہب کی تعمیل ہے ؟ کیا اُس اسلام کی ' جسکے ایک عمل یعنی قربانی کے ترک کا یہ کچھہ ماتم ہے ؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام کے احکام و اوامر کے حفظ کا یہ جوش کہ ترک قربانی پر ماتم کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اُسی اسلام کے دوسرے اقدم ترین حکم کی یہ صریح تذلیل و تحقیر بلکہ انکار و تمرد ' کہ اظہار ناراضگی کیلیے نماز عید کی جماعت ترک کر دی؟ یہی طریقہ حفظ احکام اسلامیہ و حمایت شعائر ملت کا ہے؟ فہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین !

ترجو النجات و لم تسلک مسالکہا
ان السفینۃ لم تجري علي الیبس!

اگر قربانی کے روک دینے پر ہمیں اسلیے افسوس ہے کہ اسطرح ہمارے دینی اعمال کی بندش و مداخلت کا راستہ کھل جائیگا اور ایک نظیر قائم ہو جائگی ' تو ہزار ویل و صد ہزار افسوس اُن مسلمانان اجودھیا کی جہالت پر ' جنھوں نے اس سے بھی بڑھکر ایک مثال مشئوم قائم کردی کہ نماز عید مسلمانوں کیلیے کوی ضروری اور لازمی چیز نہیں ہے - اور وہ کسی سال ترک بھی کر دی جا سکتی ہے - نیز بہت سے مسلمان اس ترک پر ملامت کرنے اور امر بالمعروف کا فرض انجام دینے کی جگہ ترک کرنے والوں کی پیٹھہ ٹھونکتے ہیں اور ہر طرف سے اس عمل زشت و بد پر انہیں صداء تعریف و احسنت کا غلغلہ سنائی دیتا ہے !

بہت ممکن ہے کہ کل کو کسی مصلحت سیاسی کی بنا پر کسی شہر میں اجتماع نماز عید روک دیا جاے ' اور اگر اسکی نسبت کہا جاے کہ یہ مسلمانوں کا ایک فرض دینی ہے تو حکام مسلمانان اجودھیا کی نظیر اور تمام مسلمانان : ہند کا اتفاق سامنے کرکے سبکدوش ہوجائیں ! !

فویل لہم ثم ویل لہم

افسوس ہے کہ نہ تو خود زمانے کے پاس دماغ ہے اور نہ کسی کے پاس دماغ دیکھنا پسند کرتے ہیں - ان نادانوں کو کون سمجھاے کہ لکھنے پڑھنے کیلیے قلم دوات کے علاوہ اور بھی چند چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے' اور عقل و دانائی ایک شے ہے جس کا ثبوت مانگنے کا ہمیں ہر مدعی انسانیت سے حق حاصل ہے -

یہ کیسی بد بختی ہے کہ اجودھیا کے مسلمانوں نے یہ نادانی کی اور پھر فیض آباد کے لوگوں نے بکمال فخر و بہ لہجۂ تحسین خواہ تار برقیاں بھیجکر خود ہی اسکی تشہیر بھی کرائی' لیکن تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کسی مدعی اسلام کی زبان سے صدا نہ اٹھی کہ قربانی کے روک دینے سے نماز عید کو ترک کرنا ایک بد ترین مثال ہے اور شرعاً مستوجب نفریں' اور پھر اگر ایک شخص سے صبر نہوسکا تو اسکو ترک نماز پر نا راض ہونے کے جرم میں ملامت کی جاتی ہے ؟

سچ یہ ہے کہ نماز کی ان لوگوں کی نظروں میں وقعت ہی کب باقی رہی ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کسی کو رنج و ملال ہو- عملاً تو ترک ہی ہے - عیدین کی نماز ایک میلہ کی صورت میں ضرور لوگوں کو جمع کر لیا کرتی تھی - آج سے اسکا بھی خاتمہ ہوگیا کیونکہ اجودھیا میں مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

حال میں نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب نے ایک خط نواب وقار الملک کے نام شائع کیا ہے - اُس خط کے عام مطالب اور لا حاصل ماؤ شما سے تو مجھے کوئی تعلق نہیں - البتہ انکا ایک جملہ مجھے بہت ہی پسند آیا اور میں اُسے پڑھکر نہایت خوش ہوا - انہوں نے لکھا ہے کہ آجکل اگر کوئی شخص عام خیالات کے خلاف کوئی بات کہدیتا ہے تو لوگ اسکے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قوم فروش ہے - لیکن ہزارہا مسلمان ہیں جو صریح احکام اسلامیہ کی عملاً توہین کر رہے ہیں مگر نہ تو کوئی اُنہیں ملامت کرتا ہے اور نہ اسپر کسی طرح کی نکتہ چینی کی جاتی ہے -

خدا تعالی جزاے خیر دے جناب نواب صاحب کو کہ انہوں نے یہ لکھکر میرے دل کو نہایت مسرور کیا - میں کہتا ہوں کہ اسمیں

شذرات

[illegible]

(۱) آپنے کبھي اس پر بھي غور کیا ھے کہ الھلال کي ضخامت ابتدا میں صرف ۱۶ صفحہ کي تھي - احباب کرام نے بار ھا اصرار کیا تھا کہ قیمت ڈیوڑھي کردي جاے لیکن ضخامت میں ضرور اضافہ ھو -

لیکن اسکے بعد بغیر اعلان! و بغیر طلب مزد و خواھش تحسین ' خود ھي چار صفحے بالالتزام بڑھا دیے گیے اور ضخامت ۱۶ - کي جگہ ۲۰ صفحہ کي ھوگئي -

(۲) اسپر بھي اکتفا نہ کي گئي ' کیونکہ مضامین کي قلت کا صدمہ معاونین الھلال کو شاید ھي اسقدر ھو سکتا ھے ' جسقدر کہ خود اس عاجز کو ھوتا ھے - پس اکثر ایسا ھوتا ھے کہ چار صفحے یا آٹھہ صفحے اور بڑھا دیے جاتے ھیں اور اس طرح اوسط نکالا جاے تو عملاً الھلال ۲۰ - صفحہ سے بھي زیادہ کي ضخامت میں نکلتا ھے -

(۳) ابتدا میں صرف ایک مرتبہ غازي انور بے کي تصویر علحدہ آرٹ پیپر پر نکلي تھي اور لوگوں نے خواھش کي تھي کہ قیمت بڑھا دي جاے لیکن علحدہ صفحات پر تصاویر ضرور نکلیں - کیونکہ تصویروں کي خوبي زیادہ بہتر کاغذ اور زیادہ قیمتي سیاھي نیز ھاف ٹون مشینوں کي چھپائي پر منحصر -

لیکن بغیر قیمت کے اضافہ کے خود ھي اسکا سلسلہ شروع کیا گیا - یہاں تک کہ اکثر پرچوں میں دو دو اور چار چار صفحوں کي تصویریں نکلیں اور بہت کم نمبر ایسے نکلے ھیں - جنمیں صفحات خاص نہیں ھیں -

(۴) کاغذ اور سیاھي بھي پہلي اور دوسري ششماھي سے زیادہ قیمت کي استعمال کي جاتي ھے - اور چونکہ اسدرجہ صاف اور درخشاں سیاھي ھر وقت یہاں میسر نہیں آسکتي - بڑي بڑي دکانیں عین وقت پر انکار کردیتي ھیں ' اسلیے خاص آرڈر دیکر اسکا انتظام کیا گیا ھے -

(۵) ٹائپ کي چھپائي میں سب سے زیادہ مقدم اور اھم مسئلہ ٹائپ کي حداثت و قدامت کا ھے - یعني ٹائپ کي عمر بہت تھوڑي ھوتي ھے اور نئے ٹائپ کي آب و تاب ' خوش سوادي ' جوڑوں کا اتصال ' دوائر کي خوبصورتي ' زیادہ عرصے تک قائم نہیں رھتي -

اگر خوبي و خوش نمائي سے درگذر کر لیا جاے جیسا کہ بڑے بڑے انگریزي پریسوں میں بھي ھوتا ھے تو جب تک ٹائپ علي گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا سا ٹائپ نہو جاے ' بلا تکلف کام دیسکتا ھے - اور اگر درمیان میں زیادہ گھسے ھوے حروف بدلتے جائیں تو ایک عرصے تک صاف اور ما یقرء بھي رھسکتا ھے -

الھلال کا ٹائپ عمدہ ٹائپ ھے - اگر وہ دو تین سال تک بھي نہ بدلا جاے ' جب بھي کم از کم علي گڈہ گزٹ کا سا تو نہوگا -

تاھم دو چار حرفوں اور دائروں کو بھي گھسا ھوا پاتا ھوں تو میري آنکھیں دکھنے لگتي ھیں اور دل ملامت کرتا ھے کہ قارئین الھلال کے ساتھہ انصاف نہیں کرتا - اسي کا نتیجہ ھے کہ آغاز اشاعت سے ابتک کہ ڈیڑہ سال کا بھي زمانہ نہیں ھوا ' دو مرتبہ ٹائپ بدلا جا چکا ھے اور ادھر کئي ھفتوں سے پورا الھلال بالکل نئے ٹائپ میں نکل رھا ھے -

اس تبدیلي میں جسقدر نیا خرچ یک مشت گوارا کرنا پڑتا ھے ' اُسکي آپکو کچھہ خبر ھے ؟

کیا آپ اسے محسوس نہیں کرتے کہ اب الھلال کے صفحے صفائي و رونق اور درخشندگي و تاباني میں کس درجہ پچھلي حالت سے مختلف ھیں ؟

میں نے الھلال کي پہلي اشاعت میں یہ شعر پڑھا تھا ' اور ھمیشہ پڑھتا رھونگا :

گل فشانند بہ بستر ھمہ چوں عرفي و من
مشت خس چینم و بر بستر خواب اندازم

فتنۂ اجودھیا

۱۹ - ذي الحجہ کي اشاعت میں برادران اجودھیا کے ترک نماز عید کے متعلق چند کلمات لکے تھے - انکي نسبت دو تحریریں پہنچي ھے -

ایک صاحب نے فیض اباد سے خط لکھا ھے اور اسپر بہت برھم ھیں کہ ترک نماز عید پر میں نے کیوں ملامت کي ؟

لیکن افسوس ھے کہ خط گمنام ھے اور میں شاید ایسا خیال کرنے میں ضرور حق بجانب ھوں کہ جو شخص کسي ایسے شخص کو جو بہ حیثیت ایک آزاد شھري ھونے کے اپنے نام کے ساتھہ کام کر رھا ھو ' گمنام خط لکھے ' وہ ایسا کرکے خود ھي بتلا دیتا ھے کہ اُسکے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاھیے ؟

گمنام خطوں کیلیے ردي کے ٹوکرے سے بہتر شاید اور کوئي جگہ نہیں ' باستثناء اُس حالت کے کہ اُن میں کوئي مفید بات لکھي ھو -

لیکن ایک دوسرے صاحب جو گو اپنا نام تو لکھتے ھیں لیکن کسي نا معلوم خوف کي وجہ سے اسپر راضي نہیں کہ الھلال میں ظاھر کیا جاے ' چند سوالات کرنے میں ضرور حق بجانب ھیں - اگرچہ اخفاء نام کي خواھش سے بلا وجہ اپنے تئیں دلیل بھي کر رھے ھیں -

وہ لکھتے ھیں کہ " آپنے قرباني کي نسبت لکھدیا کہ ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے - حالانکہ یہ صحیح نہیں - قرباني بالاتفاق اسلام میں واجب ھے "

پھر لکھتے ھیں کہ " البتہ نماز عید ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے اور امام اعظم کے مذھب میں واجب - آپنے اسے فرض لکھدیا " -

نیز یہ کہ " عید کي نماز کے ترک سے مسلمانان اجودھیا کا مقصود اظھار ناراضگي تھا جو ضروري تھا - لکھنؤ میں سنیوں پر سختي ھوئي تو انھوں نے تعزیہ نکالنا بند کردیا - یہاں تک کہ صوبے کے حاکم کو کوششیں کرني پڑیں - کانپور کے لوگوں نے بھي غم و ملال میں عید کي نماز نہیں پڑھي - اُنکو تو آپنے برا بھلا نہیں کہا اور غم و غصہ طاري نہ ھوا - جب آپ جیسا عالم دین و مصلح دیني ایسي ٹھوکریں کھائیگا تو پھر اوروں سے کیا توقع ؟ " وغیرہ وغیرہ

میں ترتیب وار عرض کرونگا :

(۱) قرباني کي نسبت میں نے جو کچھہ لکھا وھي حقیقت ھے - براہ عنایت آپ کتب فقہہ کي طرف رجوع کریں - میں نے اُس مضمون میں تو صرف یہ لکھا تھا کہ " امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے " مگر اب آپ اور متعجب ھونگے جب سنیں گے کہ نہ صرف ائمۂ ثلاثہ ھي کے نزدیک بلکہ صاحبین کے نزدیک بھي قرباني سنت ھے -

الهلال

٤ محرم الحرام

ذلک یوعظ به ، من کان منکم یومن باللہ والیوم الاخر !

" الا ، ان حزب اللہ هم الغالبون ! "

۱۳۳۰ هجـ

خاتمۂ سخن و آغاز عمل

(۲)

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف و النا هون عن المنکر و الحافظون لحدود الله ' و بشر المومنین (۹ : ۱۱۳)

وہ ' جو توبه کرنے والے هیں ' الله کے عبادت گذار هیں ' اُس کي حمد و ثنا همیشه ورد زباں رکھتے هیں ' اسکي راہ میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر سفر کرتے هیں ' اسکے آگے رکوع و سجود میں مشغول رهتے هیں ' نیک کاموں کا حکم دیتے هیں ' برائیوں سے روکنے والے هیں ' اور سب سے آخر یه که الله نے جو حدود قائم کردیے هیں ' اُن سب کے محافظ هیں ' تو ایسے مومنوں کو دین و دنیا کي فتح یابیوں کي خوشخبري سنا دو ! !

غیر من در پس این پردۂ سخن سازے هست * راز در دل نتوان داشت که غمازے هست
زخم کا ریست ' صراحي و قدح بر چینید * نیم بسمل شدۂ بر سر پروازے هست
بلبلاں رو زگلستاں به شبستاں آرند * که درین کنج قفس زمزمه پردازے هست
عشق بازیم به معشوق مزاجي انداخت * زان نیازیم که با اوست ' بخود نازے هست
گو که این صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند * که دریں قافله گاهے قدر اندازے هست
تو مپندار که ایں قصه بخود می گویم * گوش نزدیک لبم آر که آوازے هست

سي ۂ ظاۂ زي نرسیدست که امروز رود
صحبتے را بود انجام که آغازے هست !

(ظهر الفساد في البر و البحر)

آج دنیا پھر تاریک هے - وہ روشني کیلیے پھر تشنه هے - وہ پھر سو گئي هے جس سے بار بار اُسے جگا یا گیا تھا ' اور پھر اُسے بھول گئي هے جس کي تلاش میں بار بار نکلي تھي - اسکا وہ پرانا دکھه جسکے علاج کیلیے خدا کے رسولوں نے آہ و زاري کي ' اور جس کو چھٹي صدي عیسوي میں الله کے هاتھوں سے آخري مرهم نصیب هوا ' آج پھر تازہ هوگیا هے -

جو تاریکي چھٹي صدي عیسوي میں جهالت نے پھیلائي تھي جبکه اسلام کا ظهور هوا تھا ' ویسي هي تاریکي آج تهذیب و تمدن کے نام سے پھیل رهي هے جبکه اسلام اپني غربۃ اولی میں مبتلا هے - اگر اُس زمانے میں دنیا کي سب سے بڑي تاریکي بت پرستي تھي تو اُس کي جگه آج هر طرف نفس پرستي چھا گئي هے - پلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا - اب خود اپنے تئیں پوجتا هے ' خدا کي پرستش اس وقت بھي نه تھي اور اُس کے پوجنے والے آج بھي نہیں هیں !

دنیا کي وہ کونسي پراني بیماري هے جو آج پھر عود نہیں کر آئي هے ؟ جبکه وہ بیمار تھي تو کیا اُس کي حالت ایسي هي نه تھي جیسي که آج هے ؟ پلے وہ پتھر کي چٹان پر بیماري کي کروٹیں بدلتي هوگي ' اب چاندي اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراهتي هے ' لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کي حالت نہیں بدل سکتي -

جنسي او ر نسلي تعصبات کرو روں طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحه بنائے هوے هیں - ضعف اور کمزوري سے بڑھکر قوموں اور ملکوں کیلیے کوئي جرم نہیں - هر قوم جو طاقت رکھتي هے ' خدا کي تمام دنیا کو صرف اپنے هي لیے سمجھتي هے اور اسکے کمزور بندوں کیلیے عدالت کے ایک جج کي طرح موت کا فتوی صادر کرنے میں بالکل بے باک هے - حق اور عدالۃ کے الفاظ لفظاً جسقدر زیادہ دهرائے جا رهے هیں ' معناً اِتنے هي متروک هوگئے هیں اور نوع انساني کي مساوات و امینت کي حقیقت ' قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال هے !

کچھہ شک نہیں کہ حفظ مصالح ملت و حریت قوم و جماعت از روے احکام شریعت فرض دینی ہے اور خدا تعالی نے الہلال کو سب سے پہلے اس امر کے اعلان و اشاعت کی توفیق دی ' لیکن اسکے دا معنی ہیں کہ چند سیاسی مسائل کی نسبت تو اسقدر ہنگامہ و غلغلہ بپا کیا جاتا ہے ' مگر فرائض و ارکان دینی کی صریح توہین و تحقیر اور عمداً تساہل و تغافل پر (کہ فی الحقیقۃ ... عملی الحاد ہے) کسی کی غیرت ملی اور رگ جہاد حقوق قومی متحرک نہیں ہوتی ' اور کوئی بھی خدا کی بخشی ہوئی زبان سے اسکی شریعت کے عمل و پابندی کی راہ میں کام لینا نہیں چاہتا ؟

اسکا ایک نہایت درد انگیز ثبوت یہی اجودھیا کا معاملہ ہے - یہ کیسی رونے کی بات ہے کہ تقریباً تمام مسلمان اخبارات نے اس واقعہ پر بحث کی مگر کسی کو بھی خدا سے شرم نہ آئی کہ ترک نماز عید پر بھی دو ایک لفظ لکھدیے - سچ یہ ہے کہ کسی کو اسکا حس بھی نہ ہوا ہوگا !

(ہ) آپنے کانپور کے مسلمانوں کی نسبت لکھا ہے ' مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں ' نماز عید کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر مبنی ہے - کانپور کے مسلمانوں پر نہیں - ممکن ہے کہ ایسا سمجھنے میں میں غلطی پر ہوں - رہا یہ کہ میں نے مسلمانان کانپور کو ترک نماز عید پر ملامت نہ کی تو جس فعل کا مجھے علم نہو' اسپر پیشگی ملامت کرنے کی قدرت کہاں سے لاؤں ؟

اگر کانپور کے مسلمانوں نے ایسا کیا تو اسی طرح انپر بھی ہزار افسوس ' جس طرح اجودھیا کے مسلمانوں پر ' لیکن جہاں تک میرا حافظہ اور علم کام دیتا ہے ' میں آپکی روایت کو تسلیم نہیں کرسکتا - مسلمانان کانپور نے بیشک عید الفطر کی نماز عید گاہ میں نہیں پڑھی تھی کیونکہ نہایت شرارت کے ساتھہ مشہور کیا گیا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگا - لیکن اسکی جگہ مسجدوں میں پڑھی تھی ' اور عذر کی بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھنا بالاتفاق جائز ہے - بلکہ شوافع کے نزدیک تو بصورت وسعت مسجد ' افضل و اولی ' جیسا کہ کتب قوم میں بہ تصریح ظاہر کیا گیا ہے -

پس کہاں نماز عید کو بالکل ترک کر دینا ' اور کہاں عید گاہ کی جگہ مسجد میں پڑھنا ؟ افسوس ہے کہ آجکل غلط بیانی روایات میں اسقدر بڑھگئی ہے ' گویا نعوذ باللہ شریعت اسلامیہ نے جھوٹ کو جائز کردیا -

آپ نے لکھنو کے تعزیہ دار سنیوں کی مثال پیش کی ہے - اب اسکا جواب کیا دوں سوا اسکے کہ مسلمانوں کی حالت پر روؤں کہ کیوں انکا خدا انسے روٹھہ گیا ہے ؟ اور کیوں انکی عقلوں پر اسکے غضب نے قفل چڑھا دیے ہیں ؟ آپنے نماز عید کے ذکر میں لکھنؤ کی یہ مثال دیدی ' لیکن آپکو کیا معلوم کہ اسے پڑھکر میرے دل کا کیا حال ہوا ؟ کاش خدا آپکو اتنی دیر کیلیے پتھر کی صورت میں بدل دیتا جس وقت آپنے نماز عید کے ترک پر ترک تعزیہ حجت لائی تھی ' تاکہ یہ سطریں آپکے قلم سے نہ نکلتیں

رہا اصل واقعہ تو افسوس کہ لوگ حریف شاطر کو نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے تو صورت حال مختلف … کیا بات ہے کہ جس جگہ پچھلے سال حکام نے مسلما… دیگر قربانی کرائی تھی ' آج وہیں حکماً بند کرا دی جا… کانپور کا معاملہ ہمارے سامنے ہے ؟

کیا اسکے سوا اور بھی کچھہ مقصود ہوسکتا ہے کہ … اتحاد کی چند صدائیں جو اوٹھنے لگی ہیں ' خود اپنا … میں الجھکر آتے اس طرح روک دیا جاے کہ پھر از سر نو سے یہ مسئلہ چھڑ جاے ؟

ہندو مسلمانوں کی نا اتفاقی … عم پر پھیلی ہوئی ہیں ' لیکن اس… دوسری ہی جگہہ ہے ' اور قربا… اسکے لیے ایک بہترین آلہ حکا… آگیا ہے -



شاعـر ہنـد

مسٹـر ربندرو ناتھہ ٹـگور

جنہیں حال میں ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ کا نوبل پرائز دیا گیا ہے - مسٹر موصوف کی اصل شاعری بنگلہ زبان میں ہے جس کا ترجمہ خود انہوں نے انگریزی میں شائع کیا اور تمام ارباب کمال کو مسخر کرلیا -

زر اعانۂ " شہـ… کانپـور "

اعلـی اللـہ مقـامـ…

اخباروں میں یہ بحث چھڑ… جو روپیہ مسئلۂ مسجد کانپور کے … ہوا ہے ' اب کہ مقدمات باقی … مصرف کیا ہوگا ؟

لیکن مجھے تحقیق کرنے سے … یہ حادثۂ ۳ - اگست کے متعلق ج… بچوں کی اعانت ضروری ہے جو اس… مقصود تھا ' انکی تعداد اور ضرور… سے دو سو روپیہ ماہوار کی مستقل … ہے - پس جسقدر روپیہ جمع … ایک ملی بیت المال کی … محفوظ رکھنا چاہیے اور کوئی عم… اختیار کرنا چاہیے کہ صرف اسکو … یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مدد …

الہلال کی فہرست میں … قدر روپیہ جمع ہوا ہے ' اسکا میزان کل مع بقـ… شرکاء اعانت آئندہ اشاعت میں درج کردیا جا… فہرست الہلال میں بند کی جاتی ہے -

الہلال کـی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مـ… رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ… روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا… ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ہم…

محبت میں ویران ہوچکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کي اطاعت اور خود فروشانہ بندگي ہے :

ان المحب لمن یحب یطیع !

(حـزب اللـہ)

پس اُن تمام راستباز روحوں کیلیے جو دین الہي کي غربت پر کڑھتي اور روتي ہیں ' اُن تمام مومن و مسلم دلوں کیلیے جو حق کي مظلومي اور امنیت و عدالت کي بے بسي کو دیکھکر غمگین ہیں ' اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کیلیے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاھتے ؛ " حزب اللہ " کي دعوة ایک پیـام الہي ہے ' جو خدا کے برگزیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماثلت چاھتي ہے کہ راستبازي اور صادق العملي کے ساتھہ ' مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کي ایک جماعت پیدا ہو ' جو اپنے تئیں " حزب اللہ " یعنے مومنین صادقین کہلانے کي اہل و مستحق ثابت کرے - اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کیلیے اُسي طرح چن لیگا ' جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے ' اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جائیگي جو ماموریں الہي کے متبعین کو فنـاء اتباع و اطاعت کے وسیلـہ سے حاصل ہوتي ہے ' اور جس کو لسان الہي نے مقـام " معیت " سے تعبیر کیا ہے - جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا :

(۱) محمد رسول اللہ ' و الذین " معہم "

(۲) قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهیم والذین " معہ "

(۳) من یطع اللہ و الرسول ' فاولئك " مع " الذین انعـم اللہ علیہـم من النبیین والصدیقین والشہـداء والصـالحین ' وحسن اولئك رفیقـا -

(۴) کونوا " مع " الصادقین (۱)

پس جیسا کہ تیسري آیت سے ظاہر ہے ' جو لوگ جماعـة (التي انعم اللہ علیها) کي اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیا و شہدا ' اور صدیقین و صالحین کے مقامات الہیہ سے نسبت " معیت " حاصل کرلیں گے ' وہ اُن تمام انوار الہیه اور برکات ربانیہ کا مورد و مہبط ہونگے ' جو انبیاؤ صدیقین کیلیے مخصوص ہیں ' اور من جملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑي برکت ' دعوة و اصلاح کي فتح مندي اور تغیرات ممالـک و امم ہے -

امتوں کي اصلاح کرنا ' خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا ' اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا ' نئي قوموں اور نئي جماعتوں کو پیدا کر دینا ' پھر نتیجہ کي ناکامي سے بے خطر ' اور تمام قواء مادیۂ و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رهنا ' اور اسي طرح کي وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کي سر زمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کردیتي ہیں ' وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوے رباني مصلحین ہي کے کام ہیں - محض انساني دماغ سے اٹھے ہوے جوش اور انسان کے گڑھے ہوے چند جماعتي کہلونے خدا کے اِن کاموں کو انجام نہیں دیسکتے - اگر ایسا نہو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا تسخیر کنندہ بن جاے -

(شـروط کار)

لیکن ایسا ہـونے کیلیے ضـرور ہے کـہ کامل خلوص اور سچي قرباني کے ساتھہ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الـگ کرلیں ' اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد و میثاق اسلام کي ایک مرتبہ پھر تجدید ہوجاے - وہ گو ابھي عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگي میں پکے ہوں ' اور گو اسکي راہ میں غـم نہ اٹھا سکے ہوں پر اسکي یاد میں ضرور غمگین ہوں - کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکي تعداد زیادہ ہو - کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے ' اور ایک ہي سچے موتي کا ہار میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹـکروں کا پورا ہار بنایا جاے - یہ بھي ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالـک اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور قیمتي پوشاکوں سے حسین و شاندار ہوں - کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک و گرد ہي میں رہا ہے اور جہاں ویران دل مطلوب ہوں ' وہاں آباد و پر رونق جسموں کي ضرورت نہیں -

ہاں ' وہ جماعت خواہ تعداد میں کتني ہي قلیل و اقل ' اور عزت و شوکت دنیوي کے اعتبار سے کیسي ہي ذلیل و اذل ہو ' پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو ' اتنا ہي اسکا باطن عزیز و جلیل ہو - اسکے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ ' پر دل نور صـداقت و حق پرستي سے تابندہ و درخشاں ہوں - اسکے جسم پر پھٹے ہوے کپڑے ہوں مگر درش ہمت پر تاج و تخت حکومت کي مکلل چادر رنسے بھي بڑھکر قیمتي ردائیں پڑي ہوں - وہ پہاڑوں کي چٹانوں سے بڑھکر محکم ارادہ ' اور لوہے کے ستونوں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر اُٹھے ' اور بہ یک دفعہ و بہ یک دم ' محسوس کرے کہ اسکے پاس زندگي کي قوتوں میں سے جو کچھہ تھا ' وہ اب اسکا نہ رہا بلـکہ اسلام اور خداے اسلام کے سپرد ہوگیا - اُسکي جان جو اُسے اتني محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تـک بھي چھوڑ دي جاے جب بھي اُسکا جي نہ بھرے ' وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلیے بھي اُسے محبوب نہ رهي - وہ مال و دولت جس کے ایک حقیر سے حقیر حصے کي حفاظت کیلیے وہ بسا اوقات اپني جان جیسي محبوب شے کي بھي پروا نہیں کرتا ' خود اپني آنـکھوں سے دیکھہ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجاے تو خاک کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اُس میں کوئي فرق نہیں ہے - وہ اہل و عیال ' عزیز و اقارب ' جنـکي محبت کي زنجیریں اسکي رگ جاں سے بندھي ہوئي ہیں ' خود اُسکا دل اندر سے پکار اٹھے کہ راہ حق میں انـکي بندش کچے تاگے کي قوت سے بھي کمزور ہے - اگر خدا تـک پہنچـنے کیلیے انـکو توڑ نا ضروري ہو تو ایک ہي جھٹـکے میں پارہ پارہ ہو سکتي ہیں :

آنـکس کہ ترا بخواست ' جاں را چـہ کند ؟
فرزنـد و عیـال و خـان و ماں را چـہ کند ؟
دیـوا نـہ کني ہر دو جہانـش بخشي
دیـوا نـۂ تو ہـر دو جہاں را چـہ کند ؟

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقـترفتموها و تجارة تخشون کسا دها ' و مسا کن تـر ضونهـا ؛ احب الیکم من اللہ و رسولـہ ' فـتر بصوا حتی یاتي اللہ با مرہ واللہ لا یهـدي القوم الفاسقـین (۹ : ۲۴)

" اگر تمہارے باپ ' تمہارے فرزند ' تمہارے بھائي ' تمہاري بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاري وہ دولت جو تم نے کمائي ہے ' وہ کار و بار دنیوي جسکے نقصان کا تمہیں ہر وقت اندیشہ لـگا رہتا ہے ' وہ مکان و جائداد جو تمہیں نہایت محبوب ہیں ' غرضکہ یہ تمام چیزیں اگر تمہیں اللـہ اور اسکے رسول اور اسکي راہ میں صرف قوت کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کي راہ سے ہٹ جاؤ - یہاں تـک کہ اُسے جو کچھہ کرنا ہے کرگذرے - وہ اپنے کاموں کیلیے تمہارا محتاج نہیں ہے -

انسان لہو و لعب حیات اور غرور زخارف دنیوي کے نشے سے شاید هي کبهي اس درجه بد مست هوا هوگا ' جیسا که اِس وقت هو رها هے - اسکي معصیۃ پرستي قدیمي هے اور شیطان اُسي وقت سے موجود هے جس وقت سے که انسان هے ' تاهم معصیت کي حکومت اتني جابر و قاهر کبهي بهي نه هوئي تهي ' اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبدبے سے کبهي بهي زمین کي سطح پر نہیں بچهایا گیا تها جیسا که اب قائم و مسلط هے -

یه سب کچهه جہالت کے سایے میں نہیں هو رها بلکه علم و مدنیۃ کے گهمنڈ میں - بیماري وهي هے جس نے خاک و گرد پر دنیا کو لوٹایا تها ' البته اب وہ سنہري پلنگ پر لیٹ گئي هے اور موتیوں کي مسہري کے پردے چار طرف گرا دیے گئے هیں -

ایسا هونا ضرور هے - کیونکه چشمه خشک هوگیا هے اور وہ نالیاں مٹي سے بهرگئي هیں جنکي آب پاشي سے خدا پرستي کا چمن شاداب رهتا تها - دنیا کي هر چیز نمک سے نمکین بنائي جاتي هے ' پر اگر نمک کا مزہ پهیکا هو جاے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا ؟ (متي - ٥ : ١٣)

جو قوم تمام دنیا کي اصلاح کیلیے آئي تهي ' اگر وہ خود هي اصلاح کي محتاج هو جاے تو پهر کون هے جو دنیا کي اصلاح کریگا ؟ خدا همیشه اس کام کیلیے اپني جماعت دنیا میں بهیجتا هے اور خدا نے مسلمانوں هي کو حزب اللہ یعنے اپني جماعت قرار دیا تها - پهر اگر وهي حزب الشیاطین کا ساتهه دینے لگیں تو اللہ کے پاس جانے والے کن کو ڈهونڈهیں ؟

پس آج وقت آگیا هے که اسلام پهر ایک مرتبه اپنے اُس فرض کو دهراے جو وہ ایک بار انجام دیچکا هے ' اور مسلمان اپني اصلاح خود اپنے لیے نہیں ' بلکه دوسروں کیلیے کریں ' تا که اُنکي درستگي سے تمام عالم درست هو ' اور چشمے کي رواني سے تمام کهیت سرسبز هو جاے -

اسلام کا مشن ابهي ختم نہیں هوا هے - دنیا جسقدر اسکي تعلیم کي اُس وقت محتاج تهي ' جبکه چهٹي صدي عیسوي میں اُس نے جزیرہ نماے عرب سے اپني صورت دکهلائي تهي ' اس سے کہیں زیادہ آج بهي اُسکے کاموں کي محتاج هے - اسکو اپنے امن و نظام کیلیے ' اپني عدالۃ و صداقت کے قیام کیلیے ' اپني سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلیے ' اپني صلح عام اور امنیت عمومي کے ظہور کیلیے ' اصلاح انسانیۃ اور استیصال سبعیت و همجیت کیلیے ' اور سب سے آخر یه که خدا کے ٹوٹے هوے رشتے کو پهر جوڑنے کیلیے صرف اسلام هي کي ضرورت هے اور صرف اسلام کي - اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز هوگئے هوں مگر دنیا ابهي بے نیاز نہیں هوسکتي !

(امۃ وسطاً)

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالي هوگا ' وہ کمرے کو گرم نہیں کرسکتا - اسکے لیے ضروري هے که مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلي کریں - کیونکه انکي تبدیلي پر تمام عالم کي تبدیلي موقوف هے -

اسکے لیے رسمي انجمنوں کا قائم کرنا بیکار هوگا اور روپیه کي فراهمي سے دلوں کي جمعیت ممکن نہیں - اسکے لیے وہ تمام طریقے بهي بیکار هوگیے ' جنکا بلند سے بلند نمونه آجکل کے کام پیش کرسکتے هیں - عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل هو جاتے - اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دهرا دینا هی کسي قوم میں تبدیلي پیدا کرسکتا هے تو یه پیشتر هي سے اسقدر موجود هے که اب اسکے لیے کسي نئي جماعت کي ضرورت نہیں - اصول معلوم هیں اور تعلیمات چهپے هوے راز نہیں هیں - ضرورت صرف اسکي هے که انهي اصولوں اور تعلیموں کے ماتحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلي پیدا هو -

(ادهبوا [illegible] !)

اسکا وسیله ایک هي هے جیسا که همیشه رها هے - یعنے ضرورت هے که جس کو دنیا نے همیشه ڈهونڈها هے ' اسي کي تلاش و جستجو میں آج پهر نکلے ' جس پاني کے لیے وہ همیشه پیاسي هوي هے اسي کے لیے پهر آوارہ گردي کرے ' جس مقصود کي تڑپ میں همیشه مضطر رهي هے ' اسي کو پهر پکارے - یعني عشاق الهي کي ایک ایسي جماعت اکٹهي هو ' جو صرف خدا کیلیے هو اور انسانوں میں رهکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے که :

ترک همه گیر و آشناے همه باش !

باوجود اعلان ختم سخن ' ١٩ - ذي الحجه کي اشاعت میں میں نے پچهلي صحبتوں کي بہت سي باتیں دهرائیں اور بہت سي نئي باتیں بهي کہیں - یه اسلیے تها ' تا که اس نقطۂ کار کو تمهارے ذهن نشین کرسکوں که جب تک اصلاح عالم کے اُن الهي سلسلوں کے ماتحت هم ایک جماعت پیدا نه کرینگے ' جو دنیا میں همیشه تاریکیوں اور گمراهیوں کے انتہائي دوروں میں ظاهر هوے هیں ' اور جب تک هماري کوششیں انساني جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگه خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نه کرینگي ' اُس وقت تک هم کچهه نہیں کرسکتے - نه همارا وجود خود اپنے لیے مفید هوسکتا هے ' نه دنیا کیلیے -

اب غور کرو که پچهلي صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف شارہ کرچکا هوں ؟ میں نے کہا که دنیا نے اپنے هر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک هي مقصود کو ڈهونڈها هے ' پس میں کہتا هوں که آج بهي اُسي کو ڈهونڈهو - میں نے کہا که اس تلاش و جستجو کي آخري پکار وہ تهي جو داعي اسلام (علیه الصلوۃ و السلام) نے دنیا کي آخري فراموشي و غفلت کے وقت بلند کي ' پس میں کہتا هوں که آج بهي اُسي صدا کو بلند کرو - میں نے کہا که اصلاح و دعوۃ کي پہلي بنیاد جماعت اور اسکا عملي نمونه هے ' پس میں کہتا هوں که آج بهي " جماعت " اور " نمونه " کے سوا کوئي شے مطلوب نہیں - میں نے کہا که اسلام نے صحابۂ کرام کي ایک جماعت پیدا کي جنکا هر فرد اپنے اندر دعوۃ اسلامي کا ایک عملي نمونه رکهتا تها اور وهي نمونه تها جس کا ایک هي نظارہ ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کیلیے کافي تها ' پس میں آج بهي اُن سب سے جو دل اور آنکهه رکهتے هیں اور جنکي آنکهیں اشکبار هونا اور جنکے دل خونچکاں هونا جانتے هیں ' عاجزي کرکے اور گڑگڑا کے یهي کہتا هوں که اپنے اندر نمونه پیدا کرو -

هاں ' میں نے کہا تها که انساني دلوں کي تبدیلي ' انساني صداؤں سے نہیں هوسکتي ' اسکے لیے ضرورت هے که اپني زبان کے اندر سے خدا کي آواز بلند کرو - لیکن خدا کو تم کیوں کر پاؤگے جب اُس قدوس و قدیم کیلیے تمهارے پاس گهر هي نہیں هے ؟ اُس محبوب و مطلوب کو کہاں بٹهاؤگے ' جبکه تمهارے پہلو میں اسکے بسنے کیلیے کوئي اجڑا هوا دل هي نہیں هے ؟

معمورۂ دلے اگرت هست ' باز گوے

کین جا سخن به ملک فریدوں نمي رود

اسکے قدوم حسن سے صرف وهي دل رونق پاسکتے هیں جو اسکي

ايسي بوجهل زنجير ڈالدي جاے كه پهر كبهي بهي اسكے پانوں اس چوكهٹ سے باهر نه نكل سكيں :

خلاص حافظ ازاں زلف تا بدار مباد
كه بستگان كمند تو رستگارا نند !!

الحمد الله كه الله كي توفيق رفيق نے مجهے نه چهوڑا اور جنكو وه چهوڑدے تو اسكي دنيا ميں پهر كون هے جو انهيں پناه ديسكتا هے ؟

تو گر برهم زني سوداے دل ' بارے زياں داري
مرا سرمايۂ دنياؤ ديں نابود مي گردد !

ميں اب بهمه وجوه مستعد سفر هوں اور همرهان سفر كيليے صلاے عام هے :

مردانه قمارے كن ' دستے بدو عالم زن !
وصلے كه نهي برنه ' نقشے كه زني كم زن !
هر دم چو فلك لعبت ' از پرده بروں آرد
ايں شعبده يكسو نه ' ويں معركه برهم زن !
گر مهر نهي بر دل ' از شوق پيدا پے نه !
ور قفل زني بر لب ' از رطل دما دم زن !
تو بهر چه خاموشي ؟ كز عقل نينديشي ؟
من پاس گهر دارم ' غواص نۂ ' دم زن !
ايماں ز يقيں خيزد ' وز هر چه بشك يابي
در آتش حرماں بيں ' يا بر محك غم زن !
بينا ليے جاں خواهي ' شمشير بتارك زن
آگاهي دل جوئي ' الماس به مرهم زن !
مومن نتواں گفتن ' عاشق كه مجاهد نيست
رو بوسه چو سر بازاں ' بر طرۂ پرخم زن !

طريق كار و اغاز ـ، ل

رب ادخلني مدخل صدقاً و اخرجني مخرج صدقا ' واجعل لي من لدنك سلطاناً نصيرا !

يه جماعة " حزب الله " كے نام سے موسوم هوگي كه خدا تعالى نے مومنين مخلصين كو اسي لقب سے ملقب فرمايا هے : الا ان حزب الله هم الغالبون -

(ـقه ، و ـ ،)

اتباع اسوۂ حسنۂ ابراهيمي و محمدي عليهما الصلوة والسلام

بحكم

(١) لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة
(٢) قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه

(ـسة و و الـ ل)

التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف
والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله
و بشر المومنين (٩ : ١٩٣)

خدا تعالى نے اس آية كريمه ميں آٹهه وصفوں كو بيان كيا هے جو مومنوں ميں هونى چاهئيں ' يا آٹهه قسم كے درجوں كو بيان كيا هے جن ميں سے هر درجه پچهلے سے اعلى و اكمل هے اور يهي اس جماعت كا دستور العمل اور طريق كار هوگا :

(١) " التائبون " اصلاح و تزكيۂ نفس كا اولين مرتبه توبه و انابت هے ' يعنے بندے كا اپنے اعتقاد و اعمال كي تمام گمراهيوں اور غفلتوں سے كناره كشي كرنا اور الله كے حضور عهد واثق كرنا كه وه آئنده اسكي مرضات كے خلاف كوئي قدم نه اٹهائيگا -

(٢) " العابدون " وه جو مقام انابت كے بعد مقام عبادت تك مرتفع هوے - مقام توبه و انابت گذشته كا ترك تها ' عبادت حال و مستقبل كا عمل هے -

(٣) " الحامدون " : وه لوگ جو دنيا ميں انساني اعمال كي مدح و ثنا ' اور اغراض و مقاصد نفسانيه كے غلغلے كي جگه ' خداے قدوس كي حمد و ثنا كي پكار بلند كريں ' اور جو توفيق الهي سے اس انقلاب كا وسيله بنيں كه دنيا مادہ پرستي كے شور سے نجات پاكر حمد الهي كے ترانوں سے معمور هوجاے -

(٤) " السائحون " - يعني وه لوگ جو حق اور صداقت كي راه ميں اپنے گهر اور وطن كے قيام كو ترك كركے ' فرزند و عيال اور دوست و احباب كي الفت سے بے پروا هوكے ' اور سفر كي تمام تكليفوں اور مصيبتوں كو خوشي خوشي جهيل كر نكليں ' اور خدا اور اسكي صداقت كے عشق ميں شهر بشهر ' كوچه بكوچه گشت لگائيں - خدا كي دعوت كي صدا انكي زبانوں پر هو ' اور هدايت الهي كي امانت دلوں ميں - وه ان ديوانوں كي طرح جو فراق محبوب ميں جنگلوں كي خاك چهانتا ' اور آباديوں اور انكي سڑكوں پر مارا مارا پهرتا هے ' هر جگهه پهريں ' اور اس بهكاري فقير كي طرح جو ايك ايك دروازے پر صدا لگاتا ' اور هر شخص كے سامنے هاتهه پهيلاتا هے ' دنيا كے هر گوشے ميں پهنچيں - كهيں هدايت كي صدا لگائيں تو كهيں سچے دلوں كا سوال كريں - جس شخص كي جيب كو وزني اور دل كو فياض پائيں ' اسكے دروازے كا پتهر بنكر جم جائيں - اگر وه دعاؤں سے خوش هو تو دعائيں ديں ' اگر دل كا نرم هو تو فقيرانه صدائيں سنائيں ' اگر دردمند هو تو عاجزي كي صورت بناكر منتيں كريں - غرضكه جب تك اپنے شكار كو قابو ميں نه كرليں ' اسكے دروازے سے نه ٹليں -

پهر سفر كي مختلف صورتيں اور مختلف مراتب هيں اور لسان الهي نے " سائح " كا لفظ استعمال فرمايا كه سب پر حاوي هے - ميں كهتا هوں كه نيك نيتي كے ساتهه جو تاجر غير ممالك كا سفر تجارت كيليے كرے ' جس كو قران كريم نے الله كے فضل سے جا بجا تعبير كيا هے ' يا علوم مفيده و فنون نافعه كي تحصيل كيليے اپنا گهر چهوڑے ' جس كو خدا نے خير كثير بتلايا هے ' يا اسي طرح كوئي دوسرا مقصد ان اغراض ميں سے هو ' جنكو دوسري قوميں سياست و تمدن وغيره كے ناموں سے ياد كرتي هيں ' تو وه تمام صورتيں بهي اس وصف ايمان و اسلام ميں داخل هيں ' اور اس طرح كا سفر كرنے والا بهي مرتبۂ " سائحون " سے فائز ' نيز اسكے تمام بركات سے بهره اندوز هے - انشاء الله جب اس آية كريمۂ و عظيمه كي تشريح به ضمن مقاصد " حزب الله " كرونگا ' تو يه تمام باتيں اپنے ادله و براهين كے ساتهه بصيرت افروز

اور اُس کي هدايت انکے ليے نہيں ہے جنکے اندر ايمان کے ايثار و قرباني کي جگهه ' فسق کي نفس پرستي بهري هوئي ہے "

پس اگر يہ سب کچهه تم کرسکے اور خدا کي راہ ميں قرباني کے اُس جانورکي طرح زمين پر گرگئے ' جسکے ليے چهري تيزکي جا رهي هو ' تو ميں تم سے سچ سچ کہتا هوں که اس اسمان کے نيچے کوئي چيز بهي ايسي نہيں ہے جو خدا کي راہ ميں قربان هونے والوں کے حکم سے باهر هو - جن چيزوں کي آرزو ميں تم کڑهتے هو مگر تمهيں نہيں مليں ' جس عنقاے حريت کي تلاش ميں تم سرگرداں هو مگر هاتهه نہيں آتا ' جن مصائب قومي اور فلاکت ملي کے دور کرنے کيليے آہ و واويلا مچاتے هو مگر جسقدر اسکي گرهيں کهولنا چاهتے هو ' اُتني هي وہ اور سخت هوتي جاتي هيں ' يہ سب چيزيں خود بخود تمهارے پاس آجائيں گي ' بلکه حقيقت يہ ہے که اِن ذخارف کي کيا هستي ہے ؟ وہ مقصود و مطلوب اعلى ' جو تمهاري هستي کا اصلي نصب العين ہے مگر جسے تم بهولے هوے هو ' وہ بهي تمهيں خود ڈهونڈهے گا ' تا تمهارے سامنے نماياں هو ' اور تمهاري امانت تمهارے سپرد کردے -

پهر تمهاري دعوت ايک تير هوگي جو دلوں کو نخچير کيے بغير نه رهيگي - تمهاري ايک گردش چشم هزاروں دلوں کو منقلب کرديگي - تمهارے ايک اشارۂ ابرو پر لاکهوں روحيں زمين پر لوٹتي اور خاک پر تڑپتي هوئي تمهارے پيچهے روانه هوجائيں گي - تمهاري زبان سے جوکچهه نکلے گا ' الله کے فرشتے اُسے اپنے نوراني پروں پر اٹهاليں گے اور تم جب کبهي پکاروگے تو اثر و قبول کي ارواح سماويه تمهاري صداؤں کو اپني اغوش ميں لے ليں گي تا دلوں کي جگه زمين پر گرکر ضائع نہوں - اگر زمين کے بسنے والے تمهارا ساتهه دينے سے انکار کرديںگے تو يقين کرو که خدا اپنے ملائکۂ مسومين اور کروبيان مقربين کو آتاريگا ' تا وہ تمهارے پيچهے پيچهے چليں - اور اگر انسانوں کے دل تمهاري صداقت اور حقانيت سے انکار کرينگے تو وہ هوا کے پرندوں ' دريائوں کي موجوں ' پہاڑوں کي چوٹيوں ' اور درختوں کي ڈاليوں کو حکم ديگا که تمهاري سچائي اور راستبازي پر گواهي ديں - اور ميں تم سے سچ سچ ' آسمانوں اور زمينوں کے مالک کي قسم کهاکر کہتا هوں که جس طرح مجهے اپنے وجود کا يقين ہے ' بالکل اسي طرح اسکا بهي يقين ہے که حق اور راستبازي ميں وہ قوت ہے که اگر وہ چاهے تو پہاڑوں کو اپني جگه سے هلا دے اور سمندروں کي موجوں پر اپنا تخت بچها دے -

عزيزان ملت ! جبکه تمهارے اعمال کے اندر قرآن کي روح جاري و ساري هوجائيگي ' تو پهر تم خدا کے کلام کے حامل هوگے اور خدا کا کلام بہت سے انساني دلوں کو جو گوشت کے ريشوں سے بنے هيں ' نرم نه کرسکے ' مگر پہاڑوں کي چٹانوں کو تو اپني جگهه سے هلا ديتا ہے !

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرايته خاشعاً متصدعاً من خشية الله ' و تلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون !! (۵۹ : ۲۱)

" اگر هم نے قرآن کو کسي عظيم الشان پہاڑ پر نازل کيا هوتا ' تو تم ديکهتے که يہ پتهر کا وجود بهي خوف الهي سے الله کے آگے جهک جاتا اور اسکا سينه شق هوگيا هوتا (پر افسوس که انسان سنتا ہے مگر سرکشي سے باز نہيں آتا) اور يہ تمثيليں هم لوگوں کيليے بيان کرتے هيں تاکه سوچيں اور غفلت سے باز آئيں !! "

اسميں شک نہيں که ميري تمهيد طويل ' اور انتظار کا زمانه منتظروں پر شديد تها ' تا هم ميري طبيعت کسي طرح راضي نہيں هوتي تهي که اپنے دل کي تمام آرزؤں کو ظاهر کيے بغير کسي کو اپنے ساتهه چلنے کي دعوت دوں - پهر يہ بهي تها که اسي ضمن ميں ارادوں کا استقلال اور طلب کي صداقت کيليے بهي ايک ابتدائي آزمايش تهي که جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہيں کرسکتے ' وہ آگے چلکر حظرات سفر کيليے کيونکر مستعد هوسکتے هيں ؟

ليکن اب که ميں اپني تمهيد ختم کرچکا هوں اور ميري آرزوئيں بے نقاب اور ميري خواهش غيرمستور ہے ' تو هر شخص کو موقعه حاصل ہے که اپنے دل سے پوري طرح سوال و جواب کرلے اور کل کيليے کوئي بات سونچنے اور سمجهنے کي اٹها نه رکهے - اس سفر کا ارادہ خدا نے ميرے دل ميں ڈالديا ہے اور اگر پاني ميرے پاس نہيں ہے تو الحمد الله که اپني پياس کي طرف سے تو مطمئن هوگيا هوں - ميں اٹها هوں اور اب چلونگا - ميرا چلنا اٹل ہے اور ميں سمجهتا هوں که حرکت مقدر هوچکي ہے - ميرے پاؤں ميں سب سے زيادہ بوجهل زنجير اپنے نفس اور اسکي هوا پرستي کي ہے جسکے ولولوں اور چهپي هوئي معصية پرستيوں کے طوفانوں ميں هميشه موجيں اٹهتي رهتي هيں ' اور ميرے ارادے کو تہه و بالا کر دينا چاهتي هيں :

صد ديد باں اگر چه بهر سو گماشتيم

اسکے بعد اپنے وجود سے باهر نفس انساني کے فتنه هاے ابليسي کے بند و علائق هيں ' جو گو بہت سے ٹوٹ چکے هيں ليکن جتنے باقي هيں ' وہ بهي کم نہيں اور ايسے سخت هيں که بعض اوقات انهيں توڑنے کي کوشش کرتے کرتے تهک جاتا هوں اور قريب هوتا ہے که ميري انگليوں سے خون بہنے لگے :

هزار رخنه بدام و مرا به ساده لي
تمام عمر در انديشۂ رهائي رفت

انما اموالکم و اولادکم فتنة وان الله عنده اجر عظيم (۸ : ۲۹)

ميں اس راہ کي سختيوں سے بے خبر نہيں هوں ' ليکن انکي سختيوں هي کے اندر اپنے نام کي پکار بهي پاتا هوں - بارها ايسا هوا که نفس کي شرارتوں نے کانوں ميں انگلياں ڈاليں اور دل کي غفلت نے خوب شور مچايا ' تا که اُس آواز کو نه سن سکوں اور اسکي طرف سے غافل هو جاؤں - ايسا بهي هوا که دن پر دن اور راتوں پر راتيں اسي کشمکش ميں گذر گئيں اور مدت کے افسردہ ولوله هاے معصيت يکايک زندہ هو کر اٹهه بيٹهے ' تاهم يہ وقت بهي گذرگيا اور کان لگا کر غور کيا تو بند هونے پر بهي ايک صدا تهي ' جو اسکے اندر گونج رهي تهي :

تو مپندار که اين زمزمه بے چيزے هست !
گوش نزديک لبم آر که آوازے هست !

ميں درمياں ميں اپني پکار بلند کرکے پهر چپ هوگيا تها ' کيونکه جب ميں نے اپني جانب ديکها تو معلوم هوا که ابهي چند دنوں اور اپني آزمايش کي ضرورت باقي ہے - اس راہ ميں دعوت دينے کيليے مقدم شرط يہ تهي که ميں خود بهي اس طرح طيار اور آمادہ هو بيٹهوں که جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجيروں سے خالي ديکهوں - پس ميں اپني فکروں ميں غرق هوگيا اور جس قدر زمانه توقف کا خدا کو منظور تها ' اس عالم ميں بسر هوگيا -

ليکن مجهے نظر آيا که ايسا هونا ممکن نہيں - پاني اتنے اونچے تک پہنچ گيا ہے که اب دريا سے بهاگنا محال ہے ' اور قريب ہے که مدت کے بهاگے هوے غلام کے پانوں ميں آخري مرتبه ايک

کیا ہے - خدا تعالی ہمیشہ اس خدمت کیلیے اپنی جماعتوں کو چنتا اور انہیں اپنا خلیفہ بناتا ہے' پس وہ دنیا کو صفات الہیہ کا تجلی گاہ بنانا چاہتے ہیں نہ کہ تخت ابلیس کے احکام خبیثہ کا جہنم کدہ - وہ ہر اس چیز سے خوش ہوتے ہیں جنسے رب العالمین خوش ہے' اور ہر اس درخت کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو صفات شیطانیہ کے بیج کا پھل ہے : پھر وہ اپنی تمام قوتوں کو " حدود اللہ " کی حفاظت کی راہ میں وقف کردیتے ہیں' اور دنیا کی جو جو قوتیں اِن حدود کو توڑنے والی اور انسانیۃ کو اسکے فطری حقوق سے محروم کرنے والی ہیں' اُن سب کے تسلط سے عالم کو نجات دلاتے ہیں - یہ گویا قوۃ الہیہ اور قوائے شیطانیہ کی ایک جنگ ہوتی ہے' پر جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے' وہ اپنی جنود قاہرہ کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو نا مراد و خاسر کرتا ہے : و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین' انہم لہم المنصورون' و ان جندنا لہم الغالبون !

(۳۸ : ۱۷۱)

یہ درجہ آخری درجہ ہے' اور اس لیے "حزب اللہ" کا مقصد حقیقی ہے - کیونکہ خدا تعالے نے حزب اللہ یعنی اپنی جماعت کو جا بجا " حزب الشیاطین " یعنی شیطان کی جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا ہے - سورۂ مجادلہ میں جہاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکرہ کیا وہاں پہلے "حزب الشیطان" کی طرف اشارہ کیا :

استحوذ علیہم الشیطان' فانسٰہم ذکر اللہ' اولائک حزب الشیطان' الا' ان حزب الشیطان ہم الخاسرون (۵۸ : ۱۸)

شیطان (اور اسکی قوتیں) اِن پر مسلط ہوگئی ہیں' پس انہوں نے خدا کے ذکر او راسکے رشتے کو فراموش کردیا ہے - " یہ حزب الشیطان " یعنی شیطان کی جماعت ہے اور یقین کرو کہ اخر کار حزب الشیطان برباد و تباہ ہی ہوگا "

پھر اسی سورۃ میں اس آیۃ کریمہ کے بعد سچے اور راستباز مومنوں کا ذکرکیا ہے' اور کہا ہے کہ انکی علامت یہ ہونی چاہیے کہ اللہ اور اسکی صداقت و عدالت کے آگے دنیا کی تمام قوتوں اور بندشوں کو ہیچ سمجھیں' و لو کانوا اباء ہم' او ابناء ہم' او اخوانہم' او عشیر تہم - اگرچہ انکے ماں باپ' اہل و عیال' برادر و قریب' اور خاندان اور کنبے ہی کے لوگ کیوں نہوں' لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی کی پروا نہ کریں -

پھر انکی تعریف اِن لفظوں میں کی ہے کہ:

اولائک کتب فی قلوبہم الایمان و اید ہم بروح منہ' و یدخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا' رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ' (۵۸ : ۲۱)

یہی وہ سچے مومن ہیں جنکے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کردیا ہے اور اپنی روح سے انکی نصرت فرمائی ہے' نیز وہ انہیں کامیابی و فتحمندی کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی' اور وہ ہمیشہ اسکا عیش ابدی حاصل کرینگے - یہی وہ خدا کے خاص بندے ہیں جنسے وہ راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں "

ان اوصاف و خصائص کے بیان کرنے کے بعد' پھر اس جماعت کا نام بتلایا کہ :

اولائک حزب اللہ' الا' ان حزب اللہ ہم المفلحون ! ! (۵۸ : ۲۲)

یہی "حزب اللہ" یعنی خاص اللہ کی جماعت ہے اور یقین کرو کہ خواہ حزب الشیطان کی شان و شوکت کیسی ہی دلفریب ہو' مگر آخر کار یہی لوگ فلاح پائیں گے -

اِن ایات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے ہیں مگر وقت تشریح نہیں و محول بہ وقت توضیح مقاصد حزب اللہ' تا ہم مختصراً اتنا اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اِن آیات نے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا ہے - مثلاً انسے واضح ہو گیا کہ :

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا - حزب الشیطان اور حزب اللہ -

(۲) حزب الشیطان کا کام یہ ہے کہ وہ چونکہ اپنے تئیں قواء شیطانیہ کا مرکب بنا دیتا ہے اسلیے شیطان ذکر الہی سے اُسے محروم کر دیتا ہے اور خدا کی صداقت و حقانیت بالکل فراموش ہو جاتی ہے - لیکن " حزب اللہ " ذکر الہی کو زندہ کرنے والا' اور اسکے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا ہے -

(۳) حزب اللہ کی اصلی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی وفاداری میں آور تمام شیطانی قوتوں سے بکلی باغی ہو جاتا ہے اور اسکی راہ میں کسی دنیوی اثر و قوت سے متاثر نہیں ہوتا -

(۴) "حزب الشیطان" کا نتیجہ نا مرادی و خسران ہے' اور " حزب اللہ " اخر کار فلاح و نصرت پانے والا ہے -

(۵) کیونکہ خدا انکے لوح دل پر نقش ایمان کندہ کر دیتا اور اپنی " روح " سے انکی مدد کرتا ہے -

(٦) دائمی نشاط اور سرور فتح مندی انکا صلہ ہے -

(۷) بارگاہ الہی میں انکا درجہ یہ ہے کہ " وہ خدا سے خوش اور راضی ہیں اور خدا انسے راضی و خوش ہے " اور یہ انتہاء مراتب عباد اللہ ہے - کیونکہ انکی رضا اور اپنی رضا' دونوں کا خدا نے ایک ساتھہ ذکر کیا -

حاصل سخن یہ کہ " حافظین لحدود اللہ " کا مقام جماعت " حزب اللہ " کا مرتبۂ آخری ہے اور ان مراتب ثمانیہ کے طے کرنے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم ہو جاتا ہے -

پس یہی ہیں کہ فرمایا " و بشر المومنین " کہ انکو فلاح دارین کی بشارت پہنچا دی جاے' اور یہی قران حکیم کے مقرر کردہ مراتب عمل ہیں' جنکو حلقۂ حزب اللہ اختیار کریگا -

جماعة ثلاثه

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا' فمنہم ظالم لنفسہ' و منہم مقتصد' و منہم سابق بالخیرات باذن اللہ - ذلک ہو الفضل الکبیر ! -

(۳۵ : ۲۹)

(ترجمہ)

پھر پچھلی قوموں کے بعد ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو کتاب الہی (قران) کا وارث ٹھہرایا' جنکو ہم نے اپنی خدمت کیلیے اختیار کرلیا (یعنی مسلمانوں کو) - پس اُن میں سے ایک گروہ تو انکا ہے' جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصی سے) ظلم کررہے ہیں - دوسرا انکا' جنھوں نے معاصی کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا ہے پر

ہونگي - نيز بعض ايسے معارف و حکم قرآنيہ بهي سامنے آئيں گے جن پر ابتک بہت کم تدبر و تفکر کيا گيا ھے -

(٥) " الراکعون " - بظاہر " الراکعون " اور اسکے بعد کا وصف " الساجدون " ايک هي چيز يعني نماز کي طرف اشارہ معلوم ہوتا ھے کہ اسميں پہلے رکوع ھے اور پهر سجود - ليکن در اصل يہ دو علحدہ علحدہ وصف يا دو علحدہ علحدہ مرتبوں کي جماعتوں کا بيان ھے ' جن ميں پہلا وصف مرتبۂ رکوع ھے ' دوسرا سجود -

مقصود دونوں سے وہ مقام ھے ' جبکہ انسان اپني روح و دل اور اپني تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواهشوں کے ساتهہ الله تعالى کے آگے جهک جاتا ھے ' اور وہ سر جسے اُسنے بلند کيا ھے ' اسکي هر مخلوق کے آگے بلند هوکر بالاخر اُسکے آگے گرا ديا جاتا ھے - في الحقيقت لفظ " اسلام " کي حقيقت اور مقام " تسليم " کا مقصود اصلي بهي يهي مقام ھے - و قال في هذا المقام :

اين جملہ کتا بها کہ در بر داري
سودے نہ کند چو نفس کافر داري
سر را بہ زميں نهي تو در وقت نماز
آں را بہ زميں بنہ ' کہ در سر داري !

ليکن اس حالت کے دو درجے هيں : ايک مرتبۂ رکوع ھے اور ايک مرتبۂ سجود - نماز ميں مصلي پہلے رکوع ميں جاتا ھے - اُسکے بعد سجدے ميں گرتا ھے - پس " الراکعون " سے مقصود وہ لوگ هيں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پہنچ گئے هيں ' اور اُس بے نياز و کبرياء کے سامنے انہوں نے اپني روح و دل کو يکسر جهکا ديا ھے -

(٦) " الساجدون " - يہ دوسرا مرتبہ ھے - رکوع صرف جهکنا تها مگر سجود جهکتے جهکتے اس قدر جهک جانا کہ بے اختيار و مضطر هوکر زمين پر گرپڑنا اور پيشاني کو گرد و خاک مذلت سے آلودہ کردينا - يہ انکسار عبوديت کا انتهائي مرتبہ ھے ' اور اس طرف اشارہ ھے کہ بندہ اپنے سر کو نہ صرف الله کے آگے جهکا هي دے ' بلکہ دائمي طور پر اسکے سامنے زمين پر رکهدے اور اُسے سپرد کردے - سيد الطائفۂ بغدادي سے کسي نے پوچها تها : نماز ميں سجدے کے شرائط کيا کيا هيں ؟ فرمايا کہ تمهارے ليے تو يہ کہ پيشاني اور ناک زمين سے مس هو ' اور همارے ليے يہ کہ جب ايک بار سجدے ميں سر گر جاے تو پهر دوبارہ زمين سے نہ اُٹهے ! و لله در ما قال :

در سجدۂ کہ تن نہ ز سر مي شود جدا
در کشور وفا گنہش نام کردہ اند
يا رب ز سيل حادثہ طوفاں رسيدہ باد
بت خانۂ کہ خانقهش نام کردہ اند !

پهر نظر حقيقت شناس کو بلند ترکيجيے تو اسي مقام سے وہ مرتبۂ فناء نفس انساني مراد ھے ' جسکو صوفياء کرام اپني اصطلاح ميں مقام " استهلاک کلي " اور " جمع الجمع " سے تعبير کرتے هيں ' اور اگر زبان اهل محبت ميں کہيے تو وجود انساني کا يهي سجدہ ھے ' جسکي پيشاني زمين پر گرنے سے پہلے تو طلب عشق هوتي ھے ' پر جب اُٹهتي ھے تو عشق کي جگہ خود حسن کي جلوہ گاہ بن جاتي ھے :

بيرون عشق و عاشق و معشوق هيچ نيست
وين هر دو اسم مشتق ازاں مصدر آمدہ !

(٧) " الآمرون بالمعروف و الناهون عن المنکر " الله اکبر! امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کا درجۂ عاليہ کہ ان تمام اوصاف عظيمہ کے بعد اسکا ذکر کيا گيا اور فرمايا کہ وہ لوگ جو حق کا اعلان کرتے ' صداقت کا حکم ديتے ' اور راستبازي و عدالة کي طرف بلاتے هيں - اور چونکہ نيکي کي دعوت ' بدي کي ممانعت کے بغير ممکن نہيں ' اسليے ساتهہ هي اُسکا بهي ذکر کيا اور کہا کہ نيز وہ فرزندان حق جو برائيوں سے روکتے اور خدا کي زمين کو نفس و شيطان کي پهيلائي هوئي ضلالت سے بچاتے هيں -

في الحقيقت يہ مرتبہ اسلام و ايمان کا اعلى ترين درجۂ اختصاص اور مخصوص ترين اعمال نبوت و صديقيت ميں سے ھے - اس سے بڑهکر کوئي وصف نہيں جو اسلام کي پوري حقيقت اپنے اندر رکهتا هو - يهي وہ عمل الهي ھے جسکا انجام دينے والا زمينوں اور آسمانوں ميں خدا کا دوست پکارا جاتا ھے اور اسکے اعمال کے اندر نبيوں اور رسولوں کي نسبت متحقق هوجاتي ھے - جو گروہ يا جو فرد آمر بالمعروف و ناهي عن المنکر هوگا ' وہ گويا آدم و نوح اور ابراهيم و موسى (على نبينا و عليهم الصلوۃ و السلام) کا دنيا ميں جانشين هوگا -

الحمد لله کہ اس مقام کي تشريح و تفصيل اور اعلان و دعوت کي توفيق مقدس اس فقير کو خصوصيت کے ساتهہ بکرات و مرات مرحمت هوئي ' اور اسکے فضل ذرہ نوازے اميد ھے کہ باب توفيق هميشہ باز و مفتوح رهيگا -

(٨) " و الحافظون لحدود الله " - يہ ان اوصاف الهيہ کا آخري مرتبہ اور اس زنجير صفات ايمانيہ کي آخري کڑي ھے - يہ انتهائي وصف ھے جو ان صفات سبعۂ ربانيہ کے بعد مومنوں کو حاصل هوتا ھے - يا مومنين مخلصين کي وہ منتها درجہ رفيع و جليل جماعت ھے جو ارتقاء ايماني کي آخري منزل تک پہنچ جاتي ھے ' اور پهر خدا تعالى سچ مچ اس دنيا ميں اُسے اپنا قائم مقام اور خليفہ بنا ديتا ھے - فهو لا يسمع الا بسمعہ ' و لا ينظر الا بنورہ ' و لا يتکلم الا بلسانہ :

چشم و گوش دست و پايم او گرفت
من بدر رفتم ' سرايم او گرفت !

" حافظين لحدود الله " سے مقصود وہ جماعت ھے جو دنيا ميں شريعۃ حقۂ الهيہ کے قيام اور عدل و امنيت کے نظام کي ذمہ دار هوتي ھے ' اور جو حدود و قوانين خدا تعالى نے قوام عالم ' و امن انسانيۃ ' و نظام مدنيۃ صالحہ ' و حفظ حقوق اقوام و ملل کيليے قائم کر ديے هيں ' ايک با اختيار سلطان اور ايک مسئول والي ملک کي طرح انکي محافظت کرتي ھے - يهي حدود الله في الحقيقت تمام شرائع الهيہ کا مقصود حقيقي اور تمام مامورين و مرسلين اور مصلحين متبعين کي دعوت کا ماحصل هيں ' اور يهي حدود هيں جنکو لسان الله نے کہيں دين قيم ' کہيں دين حنيف ' کہيں صراط مستقيم ' کہيں فطرة الله ' کہيں سنۃ الله ' اور پهر کہيں " اسلام " کے نام سے تعبير

مذاكرهٔ علميه

تقدم علوم و معارف
سنه ۱۲ - ۱۳ مین
(۲)
علم الانسان

جیسا که خود نام سے معلوم هوتا هے' اس علم کا موضوع انسان اور تاریخ انسان هے - انسان کے متعلق گونه گون سوالات پیدا هوتے هیں - منجمله انکے ایک سوال یه هے که انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب کا سمجهنا چند دیگر مسائل کے سمجهنے پر موقوف هے اسلیے پہلے ان مسائل کو سمجهه لینا چاهیے -

کرۂ زمین اصل میں کیا تها ؟ کہاں سے آیا ؟ کیا کیا تغیرات هوے ؟

یه مباحث هیں جنکی تفصیل کے بغیر طبقات زمین کی بحث لا حاصل هوگی - لیکن اگر ان پر قلم اٹهایا جائے تو یه مضمون تقدم العلوم کی روداد کے بدلے علم الارض کا ایک رساله هوجاےگا ' اسلیے مختصراً جدید تحقیقات کے تذکرہ پر قناعت کی جاتی هے -

علماء ارض (جیولوجست) نے زمین کے چار طبقات قرار دیے هیں :

طبقۂ اول

یه وہ طبقه هے جو حرارت زمین کی تدریجی تبرید کے بعد سب سے پہلے بنا - اسکا مایۂ قوام سنگہاے آتشین هیں - اسکو عهد اولین کی زمین بهی کہتے هیں -

طبقۂ ثانیه

علما کا خیال هے که جب طبقۂ اول تیار هوگیا تو اندرون زمین کی حرارت سے بخارات بلند هوے - یه بخارات اوپر جا کے ابر بنے اور بارش هوئی - بارش سے دریا اور نهرین جاری هوئیں - پانی کے ساتهه اور صدها قسم کے اجزاء اسوقت سطح زمین پر موجود تهے - یهی اجزا قانون ثقل کی وجه سے پانی کے نیچے بیٹهے اور بالاخر ان رواسب سے طبقۂ ثانیه تیار هوگیا -

اس طبقه میں حیوانی اجسام کے پس مانده اجزا ' پتهر کے کوئلے ' پرانی سرخ بالو ' بالو کهریا ' سنگہاے جیری شکرین ' خالص جیری شکرین ' جیری قوقعی ' جیری کوچک ' سنگ رنگین و سبز وغیرہ وغیرہ اجزا پا ئے جاتے هیں - اسے عهد ثانی کی زمین بهی کہتے هیں -

طبقۂ ثالثه

یه طبقه طبقه ثانیه کی تکمیل کے بعد شروع هوا - اسمیں سنگ جیری جسکا مایۂ خمیر آب شیرین هے ' سنگ جیری مارنی قوقعی ' سنگ جیری سلیسی ' وغیرہ انواع سنگ و دیگر صدها اصناف کے معادن و نباتات و حیوانات پا ئے جاتے هیں - اسکو عهد ثالث کی زمین کہتے هیں -

عهد ثالث کی زمین کو حداثت و قدامت کے اعتبار سے علما نے پهر تین طبقات پر تقسیم کیا هے - ایک کو ایوسکین' یعنی جدید کہتے هیں - دوسرے کو میوسین یعنی جدید تر - اور تیسرے کو بلیوسین یعنی جدید ترین -

طبقۂ رابعه

یه وہ طبقه هے جس پر هم لوگ اسوقت آباد هیں - اسکی تکوین [illegible] اصناف سنگ ' ریگ' زمین لائق کاشت وغیرہ اجزا سے هوئی هے -

یه هیں وہ چار طبقات جو علماء ارض نے قرار دیے هیں - انکے بیان میں انتہائی ایجاز سے کام لیا گیا - کیونکه اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو صرف اس ایک هی نقطۂ بحث کے لیے مضمون کی موجوده ضخامت بهی نا کافی هوتی -

طبقات ارض کو اجمالاً سمجهه لینے کے بعد یه سمجهه لینا چاهیے که حیات کا وجود کس طبقه سے شروع هوتا هے ؟

طبقۂ اولی میں غالباً حیات کا وجود نه تها کیونکه اسوقت تک حیوانات ایک طرف ' نباتات کی بهی کوئی یادگار نهیں ملی - جسقدر پتهر اسوقت تک نکلے هیں' ان سے بهی کسی ذی حیات وجود کا پته نهیں چلتا - پهر اسوقت زمین کی حرارت بیحد شدید هوگی - سطح زمین ایک فرش آتشین کی طرح دهک رهی هوگی ' صعود بخارات کی وجه سے جو ابر هاے کثیفه سے مشحون هوگا' آفتاب کی شعاعیں بهی زمیں تک نه پهنچتی هونگی ' اور بخارات کی چادریں درمیان میں حائل هوگئی هونگی - ظاهر هے که ایسی حالت میں ذی حیات کا وجود اگر هو تو بقا کہاں تک ممکن هے ؟

لیکن جب زمین کی اندرونی حرارت فی الجمله کم هوئی اور انجماد و تبرد بڑها ' تو اسوقت ذی حیات اجسام وجود میں آئے - چنانچه طبقۂ ثانیه میں آثار حیوانیه (یعنے پس مانده اجزاے جسم حیوانی) ملتے هیں -

مگر یه حیوانات سادہ ترین ساخت کے تهے -

اسکے بعد وہ وقت آیا که تیسرے طبقه کا آغاز هوا - اس طبقه میں حیوانات ذوات الثدی پیدا هوئے - (ذوات الثدی اُن حیوانات کو کہتے هیں جو بچوں کو دودہ پلاکر پرورش کرتے هیں)

انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب میں اب تک تمام علما بیک زبان کہتے تهے که چوتهے طبقے میں ' اور وہ بهی طوفان کے بعد -

مگر گذشته سال ایست انگلی (انگلینڈ) میں جو آثار انسانی (یعنے جسم انسانی کے پس‌مانده اجزا) پائے گئے هیں ' اس نے اس اعتقاد میں یک گونه رخنه ڈالدیا - بعض ارباب نظر علما کا خیال هے که یه آثار انسانی طوفان کے بعد کے نهیں بلکه طبقۂ بیلوسین کے هیں - پس اگر یه صحیح هے تو انسانی پیدایش کے آغاز کو طبقۂ رابعه سے هٹکے طبقۂ ثالثه میں آنا پڑیگا -

یه راے صحیح هو یا نه هو' مگر یه آثار انسانی علم الانسان کے سرمایه میں ایک قابل اعتناء اضافه هیں -

خدا پرستي اور ترک نفسانيت ميں انکا درجه درميانه اور متوسطين کا هے - تيسرے وه ' جو اذن الهي سے تمام اعمال حسنۂ و صالحه ميں اوروں سے آگے بڑھے هوے هيں اور يه خدا کا بهت هي بڑا فضل هے !

اس آيۃ کريمه ميں خدا تعالى نے مسلمانوں کو تين طبقوں ميں منقسم کر ديا هے :

(۱) وه جو اپنے نفوس پر ظلم کر رهے هيں کيونکه خدا سے غافل اور اسکے رشتے کي عزت کو بهولے هوے هيں - يه طبقه تمام اُن مسلمانوں کا هے جو اپنے دلوں ميں اعتقاد اور حس ايماني تو ضرور رکھتے هيں پر ايماني قوت ميں ضعف بهي بدرجۂ کمال هے اور عمل مفقود -

(۲) درمياني طبقه جو غفلت سے متنبه هوا ' اعمال حسنه اختيار کيے ' اوامر الهيه کے آگے سر اطاعت خم کيا -

(۳) اعلى ترين طبقه جو نه صرف خيرات و محاسن کا انجام دينے والا ' بلکه اُن ميں اوروں سے بيش رو بهي هے اور نيکي کي صفوں ميں سب سے آگے برهجانے والا هے -

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کي يه ايک قدرتي تقسيم هے اور هر قوم ميں يهي تين جماعتيں هوتي هيں - پهر جن ميں پهلي کم ' دوسري بکثرت ' اور تيسري کافي هوتي هے ' وه تمام قوموں ميں سرفراز و ممتاز هو جاتي هے ' اور جس ميں صرف پهلي کي کثرت ' دوسرے بهت کم ' اور تيسرا گروه کالعدم هوتا هے ' وه دنيا ميں اپنے زنده رهنے کا حق کهو ديتي هے -

(" حزب الله " کے تين درجے)

پس اس تقسيم قرآني کي بنا پر اس جماعت کے بهي تين درجے قرار پائے هيں :

(۱)

هر مسلمان جو راست بازي کا متلاشي ' اصلاح حال کا متمني ' اور اسلام کے اس دور غربت ميں خدمت و جهاد في سبيل الله کي اپنے دل ميں سوزش و تپش رکهتا هے ' نيت صالح ' ارادۂ محکم ' اور اقرار واثق کے ساتهه دين الهي کے اس ميثاق مقدس کو دهرائے :

ان صلاتي و نسکي و محياي و مماتي لله رب العالمين - لا شريك له ' بذالك امرت و انا اول المسلمين !

ميري عبادت ' ميري قرباني ' ميرا جينا ' ميرا مرنا ' غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين کيليے هے - اسي قرباني کا مجهے حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پهلا " مسلم " هوں !

اور اپني تمام قوتوں اور خواهشوں کے ساتهه خدا کي قرباني کيليے طيار هو کر اقرار کرے که وه الله کے رشتے ميں منسلک هونا ' اور اس کي جماعت کے فرائض ادا کرنا چاهتا هے ' پس وه طبقۂ " ظالم لنفسه " ميں سے طبقۂ " مقتصد " کيليے منتخب هو جائگا ' اور اسکے بعد اسکي آزمايش شروع هو جائگي - يه آزمايش اُس وقت تک جاري رهيگي جس وقت تک که وه دوسرے درجے ميں شامل هونے کا اهل ثابت نهو -

(۲)

اُن لوگوں ميں سے جو پهلي جماعت ميں منتخب هوے هيں ' جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے عهد الهي کے ايفا اور دين حنيفي کے ميثاق کي تعظيم کا ثبوت ديدينگے ' ايک دوسري جماعت چهانٹي جائيگي اور اسميں شامل هونا گويا ارباب اقتصاد کے طبقه ميں شامل هونا هوگا -

ليکن اسکے ليے اولين شرط يه هوگي که داخل هونے والا امور ذيل کي پابندي کا مومنانه و مخلصانه عهد کرے ' نيز جسقدر زمانه پهلي جماعت ميں بسر کرچکا هے ' اسکے نتائج اسکے عهد کي صداقت کا يقين دلائيں :

(۱) تمام احکام شريعت کي ' انکي تمام شرائط و ارکان کے ساتهه سچي پابندي کرنا اور از سرتا پا اپنے تمام اعمال و افعال حيات ' اور تعلقات و لوازم زندگي ميں يکسر پيکر شريعت اور مجسمۂ اسلاميت هونا -

(۲) صداقت الهي کي راه ميں سياحت و سفر اور سير في الارض -

(۳) امر بالمعروف و نهي عن المنکر سے کسي حال ميں غافل نهونا ' الحب في الله و البغض في الله کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دينا ' اُن تمام رشتوں کے توڑنے ميں جلدي کرنا جو خدا کي رضا سے خالي هوں ' اور هر اُس رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزند کے رشتے سے بهي زياده قوي سمجهنا جو الله کي راه ميں باندها جاے - خواه کسي قسم کي مشغوليت اور کيسے هي کاموں کا انهماک هو ' مگر همه وقت اسي دهن ميں لگے رهنا که بندگان الهي کو معروف و حق کي دعوت دي جاے ' منکرات و منهيات سے روکا جاے ' اور دين الهي کي ايک بهي فوت شده سنت همارے هاتهوں زنده هو جاے - اور پهر اپنے دل کے اندر کچهه اس طرح اسکي چبهن اور ٹيس پيدا کرلينا که جس طرح سانپ کا کاٹا يا بچهو کا ڈسا هوا مريض درد اور تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا هے ' ٹهيک ٹهيک اُسي طرح حق و عدل کي مظلوميت اور دين الهي کي بيکسي و غربت پر از سرتا پا پيکر اضطراب اور تصوير التهاب بن جائے !!

(۴) حکم اسلام و شريعۃ اسلاميه کي اطاعت کا بتدريج وه مرتبه حاصل کرنا اور اس طرح اسکے احکام کي عظمت و سطوۃ اپنے اوپر طاري کرلينا که اُسکا هر حکم فرمان قضا ' اور اُسکا هر اشاره فيصله کن جسم و جاں هو - اور قلب هر حال ميں اسکے احکام کا منتظر اور اسکے اوامر کيليے بهوکا پياسا رهے -

(۳)

اس دوسري جماعت ميں سے جو فرزندان حق اپنے اعمال و افعال سے درجۂ مسابقت و مرتبۂ علو و رفعت حاصل کرينگے ' انهي سے يه آخري جماعت منتخب هوگي اور يهي جماعت " حزب الله " کا خلاصۂ مساعي و جهاد ' اور اسکي اصلي حکمراں جماعت هوگي - يه لوگ " سابق بالخيرات " اور " حافظين لحدود الله " هونگے - خدا تعالى جو کام اُنسے لينا چاهے گا ' خود لے ليگا ' اور جس مقصد کي طرف انهيں پهنچے گا ' وه اُس طرف کهنچ جائيں گے - انکے مقصد آخري کو نه اس وقت بتلايا جا سکتا هے اور نه متعين کيا جا سکتا هے - جو سالک که ابتدائي دو جماعتوں سے ترقي کرکے اُس درجه تک پهنچے گا ' وه خود وهاں کے اسرار و رموز سے آشنا هو جائيگا - اس سے پہلے وهاں کے حالات کسي پر منکشف نهو سکيں گے - کسي عضو جماعت کيليے جائز نهوگا که انکے انکشاف کے درپے هو - اور وقت سے پہلے اُنهيں معلوم کرنا چاهے

مقالات

یه مکان ملوک اور رؤساء کے لیے ہوتا ہے - اسمیں رئیس یا بادشاہ اسطرح بیٹھتا ہے کہ وہ خود تو اپني مسند پر ہوتا ہے اور اسکے گرد و پیش غلمان و موالي آلات و اسلحہ سے آراستہ کھڑے ہوتے ہیں - کھانے وغیرہ کي چیزیں قعر کشتي میں رہتي ہیں - ملاح سطح کے نیچے تمام کشتي کے اندر پھیلے ہوتے ہیں اور کھیتے ہوے چلے جاتے ہیں - ایک سوار کو دوسرے سوار کي کچھہ خبر نہیں ہوتي' ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہتا ہے -

رئیس جب تنہائي چاہتا ہے تو خلوتخانہ میں چلا جاتا ہے -

مصر میں ملاح پیچھے کي طرف کھیتے ہیں - کھیتے وقت انکي حرکات رسي والوں کي حرکت قہقري کے بہت مشابہ ہوتي ہے اور کشتي کو اسطرح ہلاتے ہیں' جیسے کوئي اپنے آگے کے بوجھہ کو کھینچتا ہو اور اسکے پیچھے لے چلتا ہو -

لیکن عراق کے ملاحوں کي حالت اس سے مختلف ہے - انکي حالت ایسي ہوتي ہے جیسے کوئي بوجھہ کو آگے دھکیل رہا ہو - پس جسطرف وہ گھومتے ہیں' اسي طرف انکي کشتیاں بھي گھوم جاتي ہیں - مصر میں کشتي ملاح کے رخ کے بالکل برعکس جاتي ہے" (الافادۃ و الاعتبار - مطبوعۂ مصر - صفحہ : ۴۱)

(الشیارۃ)

یه ایک قسم کي عراقي کشتي ہے جو نہر فرات و دجلہ میں چلا کرتي تھي - پروفیسر (دوزي) اپنے مشہور لغت الضافہ میں لکھتا ہے :

" اسکو مصري " حراقہ " کہتے تھے مگر اب عراق میں بھي یہي لفظ مستعمل ہے - بیرن دي سلاں نے ابن خلکان کے حالات میں اسکا ذکر کیا ہے - ارسلان شاہ کا انتقال اسي کشتي میں ہوا تھا جبکہ وہ موصل کے سامنے نہر سے گذر رہا تھا - اسکا صحیح تلفظ بفتح شین و تشدید یا ہے " مورخین نے مامون الرشید کے حالات میں لکھا ہے کہ فوجي کشتیوں کے علاوہ خاصہ کي کشتیاں چھوٹي بڑي ملا کر' چار ہزار شیارہ تھیں !

(بحري جنگ)

دولت ممالیک کے آخري زمانے تک بحري جنگ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب شواني اور بطس و مسطحات میں جنگ ہوتي تھي تو بطس اور مسطحات کے پیچھے چھوٹي چھوٹي کشتیوں کو نہیں لاتے تھے کہ مبادا اسکی وادي میں غرق ہوجالیں - نیز پہلو کی طرف سے بھي نہیں لاتے تھے کیونکہ دونوںکا ملنا ناممکن ہوجاتا' اسلیے دور سے سامنے کرکے ایک عظیم الوزن ہتوڑے سے ٹکر مارتے' جسکو اصطلاح میں " لجام " کہتے تھے - یہ ہتوڑا اس لکڑي میں جسکو " اسطام " کہتے تھے' داخل ہوجاتا - اور جب مہلت ملتي تو پیچھے ہٹکے اس زور سے ایک سخت ٹکر مارتا کہ کشتي معاً پیچھے ہٹجاتي اور اسمیں پاني بھرتا - اگر فریقین کي طرف شواني هي ہوتي تھیں تو شیني سے شیني کو ملاکے' ایک پل سا تیار کرلیتے - اس پر سے ہوکے سپاہي دشمن کي کشتي میں پہنچ جاتے اور دست بدست لڑتے -

جب ہوا رک جاتي تھي تو بڑي کشتیوں کو شواني کھینچ کر مقام جنگ تک لیجاتي تھیں -

اس زمانہ میں بحري جنگ کا اصلي کام ہواؤں کا پہچاننا تھا - ملاح کشتیوں کو پیر سے اسطرح حرکت دیتے کہ اپني کشتي کو دشمن کي کشتي سے آگے بڑھا دیتے تھے یا ہوا کے رخ پر قابض ہو جاتے تھے - پھر اگر اس رخ پر دشمن آنا چاہتا تو انکي زد میں ہوتا تھا - بحري جنگ کے کمانڈر کا فرض ہوتا تھا کہ جب جنگ کے لیے نکلنے لگے تو پہلے جہازوں اور کشتیوں کا انتخاب کرے - انکي تقویت و استحکام کا پورا انتظام کرلے - کشتیوں کا جو حصہ پاني میں رہتا ہے اس پر از سر نو قیر (تارکول) کا روغن کرالے - آلات و واردات کا جائزہ لیلے - جو موجود نہ ہوں انہیں منگوا لے - ایسے رؤساء و قواد (چلانے والے) مقرر کرے جو مد و جزر' تغیرات موسم' علامات ہوا' اور لنگرگاہوں اور دریائي راستوں سے پوري طرح باخبر ہوں -

عهد اسلامي اور بحريات



سلطان محمد فاتح کي زرنگار کشتي

جو بروسہ کے سلطاني کارخانے میں طیار کي گئي تھي -

جنگ کے وقت اسکا یہ بھي فرض ہوتا تھا کہ لنگرگاہوں میں یکا یک داخل نہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں دشمن چھپا بیٹھا ہو - جب تک اچھي طرح معلوم نہ ہوجالے خشکي کي طرف بھي بڑھنے کي ممانعت تھي - ایسے مقامات کے متعلق ہوشیار رہنے کي سخت تاکید تھي جہاں کشتیاں ٹوٹ جاتي ہیں - حکم تھا کہ جس قدر زیادہ پاني اور غذا لے سکو' ساتھہ لیلو تاکہ اگر کبھي محاصرہ طول کھینچے تو کسي طرح کي تکلیف نہ ہو - اگر جنگ خشکي کے قریب ہوتي تھي تو پہاڑوں پر دیدبان بٹھا دیے جاتے تھے -

نمایشي جنگ

اعیاد و مراسم یا جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہوے یا سفر سے واپسي کے وقت خلفاء و ملوک کے سامنے جنگي بیڑوں کي

انگلستان میں ایک انسان کا ڈھانچہ پایا گیا ہے - یہ ڈھانچہ ایک ایسے مرد کا ہے جسکي عمر ۳۰ اور چالیس کے درمیان میں ہوگي - اسکا قد پانچ فت دس انچ ہے - اسکي ہڈیاں آجکل کے انسانوں کي ہڈیوں سے ملتي جلتي ہیں - البتہ پنڈلي کي ہڈي کسیقدر مختلف ہے - اسکے کاسۂ سر کے ایک جانب سے دوسري جانب کے امتداد ' اور آگے سے پیچھے تک کے طول میں ' ۷۵ - اور ۱۰۰ - کي نسبت ہے - بہت سي باریک ہڈیوں کے تفحص سے یہ بھي معلوم ہوا ہے کہ سولھویں صدي میں سیکسن قوم کے قد متوسط درجہ کے ہوتے تھے - اور ہڈیاں باریک ہوتي تھیں - انکے مردوں اور عورتوں کے جسموں میں آجکل کے مردوں اور عورتوں کے جسموں سے زیادہ تشابہ ہوتا تھا -

نیو گینیا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جو آسٹریلیا سے شمال کي طرف واقع ہے - وہاں متعدد جماعتیں تحقیقات کے لیے گئیں - ان جماعتوں میں ایک جماعت علماے طیور کي تھي - اس جماعت نے بونوں کي ایک قسم دیکھي جو آج تک غیر معلوم تھي - ان کا نام تبزر ہے - مردوں کے قد کا اوسط ... ہے - کاسۂ سر کے طول و عرض کا تناسب ساڑھے ۹۷ اور ۱۰ کا تناسب ہے - انکے بال سیاہ ہوتے ہیں - انکے اسلحہ' نیزے اور ہڈي کے خنجر اور لمبي لمبي کمانیں ہیں - اس موضوع پر ڈاکٹر اسمتھ کا خطبۂ رئیسیہ جو انہوں نے مجمع تقدم العلوم کے جلسہ علم الانسان میں دیا تھا ' نہایت بیش بہا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھہ جدید آثار ارضیہ متعلق علم الانسان کي تشریح کي ہے -

تاریخ اسلام اور بحریات

" ... "

(۲)

(العکیري)

(ابن بطوطہ) نے اپنے سفر نامہ میں اس لفظ کي تحقیق لکھي ہے - وہ لکھتا ہے :

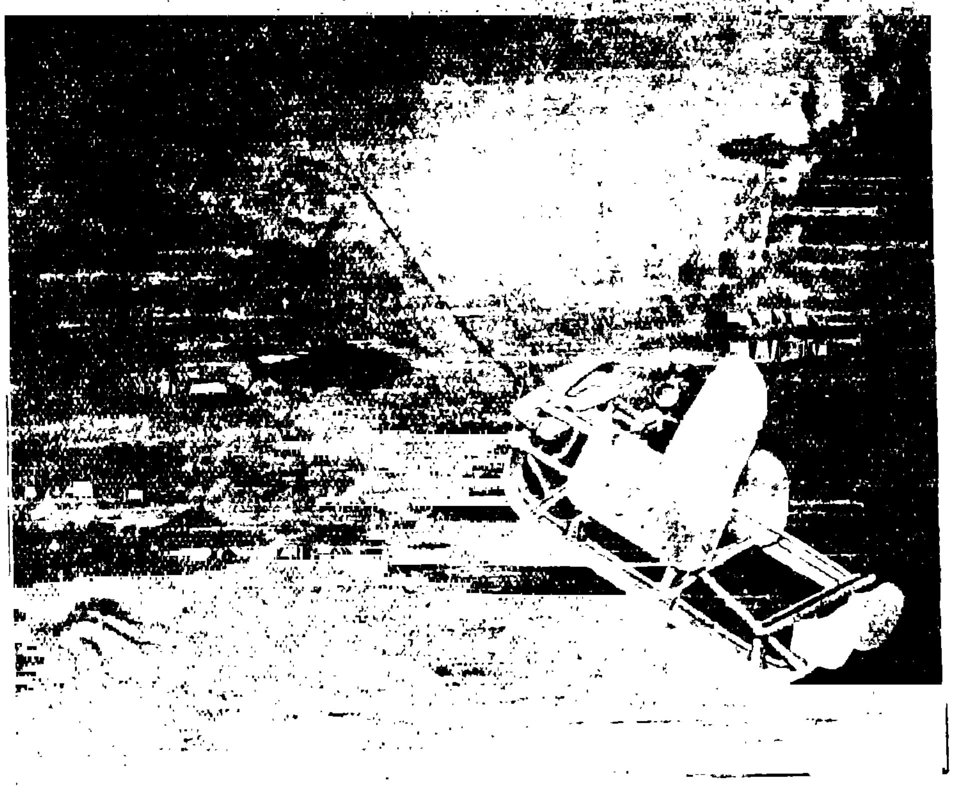
" یہ کلمہ بضم العین و فتح الکاف و سکون الیا ہے - یہ غراب نامي کشتي کي طرح ہوتي ہے مگر اس سے کسیقدر وسیع تر - اسمیں کھینے کے ساتھہ ڈنڈے ہوتے ہیں - جنگ کے وقت چھت پات دي جاتي ہے تاکہ کھینے والوں تک تیر وغیرہ نہ پہنچ سکیں - ان کشتیوں کا استعمال نہر سندہ میں بہت ہوتا ہے " (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳) -

(العشیري)

یہ لفظ عشیري اور عشاري ' دونوں طرح آیا ہے - اسکي جمع عشاریات آتي ہے - چھٹي صدي ہجري کا مشہور مورخ (عبد اللطیف بغدادي) اپنے سفر مصر کے حالات میں لکھتا ہے :

" انکي (یعني مصریوں کي) کشتیاں مختلف انواع و اشکال کي ہوتي ہیں - لیکن ان سب میں عجیب ترین کشتي جو میں نے دیکھي ' وہ تھي جسکو عشیري کہتے ہیں - یہ اندر سے " شیارہ " کي طرح ہوتي ہے - لیکن اس سے بہت زیادہ وسیع و طویل اور خوش شکل - اسمیں موٹے موٹے لکڑي کے تختے جڑے ہوتے ہیں - ان تختوں سے کوئي دو دو ہاتھہ کے میچان سے نکلے ہوتے ہیں - اس پر ایک لکڑي کا مکان ہوتا ہے - مکان کي چھت پر ایک قبہ ہوتا ہے - قبے میں درنما طاق اور روزن ہوتے ہیں - اس مکان میں ایک گودام بنایا جاتا ہے تا کہ تمام سامان رکھا جاے - یہ مکان مختلف قسم کے رنگوں ' سونے کے پتر ' اور بہترین روغنوں سے رنگا جاتا ہے -





سنہ ۱۹۱۳ - کي ایک مفید ترین ایجاد

انسان نے دنیا کي ہر طاقت کا مقابلہ کیا - لیکن ان تمام مقابلوں میں شاید وہ جنگ سب سے زیادہ شدید ہے - جو سمندر اور اسکي مہلک افواج سے کر رہا ہے -

اسکي سطح اور اسکي موجیں میدان میں آئیں لیکن انسان نے ہوا کي رفاقت اور پھر آگ اور دھویں کا اسلحہ لیکر انھیں مسخر کرلیا - دوسرا مقابلہ اسکے عمق ' اور اس کے اندر کي آبي دنیا سے تھا - انسان کي اولو العزمانہ طماعي نے چاہا کہ اسکے اندر اتر جاے اور بحري پیداوار کے ان خزانوں کو تاخت و تاراج کرے ' جنکو نہیں معلوم کتنے عرصے سے سمندر کي چادروں چھپاے ہوئي ہیں ؟

موتیوں اور مرواریدہ کے نکالنے کیلیے غواصي اور غوطہ زني ہزار ہا سال سے جاري ہے - پچھلے سال ایک طرح کي دریائي موٹرکار کي ایجاد نے اس جنگ کي آخري فتح یابي کا بھي فیصلہ کردیا -

اطلانطیک کے مختلف حصوں میں اسکے ذریعہ غواصي کي جا رہي ہے - اسکے اندر بہ یک وقت کئي آدمي بیٹھہ سکتے ہیں جنکو خاص طرح کا ایک چار آئینہ پہننا پڑتا ہے - ہوا کیلیے نالي سي سامنے ہوتي ہے - ایک نہایت طاقتور موٹر اسکو حرکت میں لاتا ہے - نہ صرف دریائي پیداوار کے حصول میں ' بلکہ بہت سے ایسے کاموں میں بھي اس سے مدد ملیگي ' جن کیلیے پاني کے اندر جانا اور عرصے تک ٹھہرنا ضروري ہے -

اسئلة واجوبتها

(طريق تذكره و تسمية خواتين)

از جناب ح - الف - بيگم صاحبه (حيدراباد دكن)

گو مجهے اچهي طرح معلوم هے كه جناب جن عظيم الشان كاموں ميں مشغول رهتے هيں ' ان ميں ايسي چهوٹي چهوٹي باتوں كي دريافت و تحقيق كي گنجايش نهوگي جيسي كه ميں عرض كرنا چاهتي هوں - ليكن مشكل يه هے كه اس معاملے كي نسبت كوئي بهي مجهے تشفي بخش جواب نه ديسكا اور يه ايك ايسي اصول كي بات هے جسكا فيصله كر لينا اور ايك هي طريقه پر كار بند هونا بهت ضروري هے -

ميں يه پوچهتي هوں كه مسلمان عورتيں اپنے نام كو خط و كتابت اور اخبارات وغيره ميں كيونكر لكهيں ؟ انگريزي قاعده مس اور مسز كا هے بعض لوگ اسي پر عمل كرتے هيں اور بعض لوگ بيگم كا لفظ بڑها ديتے هيں - عورتوں كا نام ظاهر كرنا هم مسلمانوں ميں معيوب سمجها جاتا هے - اب معلوم نهيں كه يه خالي رسم هے يا شرعي حكم هے ؟ بهرحال جناب الهلال ميں ايك راے اس بارے ميں ضرور شائع كرديں جو اسلامي تعليم كے مطابق هو اور اسي پر سب كوئي كار بند هوں -

الهلال :

آپكا سوال بهي " عظيم الشان " هے - يه چهوٹي باتيں نهيں هيں - كسي شائسته اور ترقي يافته قوم كيليے ضروري هے كه ان تمام جزئيات معاشرت اور اداب و رسوم ميں اپني ايك خاص تهذيب ركهتي هو -

انگريزي طريقه يه هے كه لڑكي اپنے باپ كے نام كي نسبت سے مشهور هوتي هے اور عورت شوهر كے - يعني في الحقيقة انكے يهاں عورتوں كے عيسائي نام (اصلي نام) كا كوئي وجود نهيں - صرف شوهر يا اميد وار ازدواج اصلي نام ليكر پكارتا هے كه ايك رسم محبت هے - اگر گرجے كا رجسٹر اور والدين و شوهر كا حافظه ساتهه نه دے تو دنيا كسي طرح معلوم نهيں كرسكتي كه مسز فلاں كا اصلي نام كيا هے ؟

يه حالت گو بظاهر ايك خوشنما رسم و تهذيب معلوم هوتي هے مگر في الحقيقة ... دنيا كے بدترين دور جهل و ظلمت كے بقيه آثار ميں سے هے ' اور آجكل كے مقلدين يورپ اور فرنگي مآبوں كو اس كي خبر نهيں - يورپ ميں ايك نهايت سخت دور اس جهالت كي تاريكي كا رهچكا هے جو مسيحي مذهب كے مطلع ظلمت سے نكل كر پهيلي تهي اور جس كو تاريخ ميں قرون مظلمه (Middle Ages) يعنے تاريك صديوں سے ياد كيا جاتا هے - تورات ميں هے كه عورت كا وجود آدم كے گناه كا پهل هے اور مسيح نے اس كي تصديق كي هے - پس يورپ نے اپنے مسيحي دور ميں عورتوں كو ايسي اشد شديد غلامي كي حالت ميں ركها ' اور اس جنس اشرف و اقدس كي اس درجه عملاً و اعتقاداً تحقير كي ' كه گذشته دنيا كے تمام انساني معاصي و جرائم اسكے سامنے هيچ هيں ' اور اسكے تذكره سے انسانيت كے جسم پر لرزه آجاتا هے -

مسيحي مذهب نے عورت كے وجود كو مثل مرد كے ايك مستقل وجود تسليم كرنے سے انكار كرديا - پادريوں كا عقيده يه تها كه عورت كے جسم ميں سرے سے وه روح هي نهيں هے جو مردوں كے اندر سے اثبات شرف و عظمت انسانية كرتي هے - اُس كو حق نهيں كه اپنے نام سے خريد و فروخت كرے - قانون اسكے وجود شخصي كو تسليم نهيں كرتا - وه كوئي جائداد اپنے نام سے الگ نهيں ركهه سكتي اور نه كوئي مالي معامله شوهر كي موجودگي ميں اپنے نام سے كرسكتي هے - يه مختصر اشارے هيں ورنه يه داستان معصيت بهت دراز هے !

گذشته تين چار صديوں كے اندر يورپ ميں تمدني و اجتماعي انقلاب هوا اور مسيحي مذهب كي غلامي كي لعنت سے علم و مدنية نے نجات دلائي ' تو عورت كي حالت اور حقوق پر بهي توجه هوئي - رفته رفته اسكے احترام و شرف كا اعتقاد راسخ هوگيا - تاهم اسكي غلامي كے بهت سے طوق ابتك باقي هيں ' يه دوسري بات هے كه اسكي حسين و جميل گردنوں ميں انهيں سنهري زيور بنا كر خوشنما بنا ديا گيا هو كه يهاں آكر هر چيز خوشنما بن جاتي هے :

يک قبا نيست كه شائستهٔ اندام تو نيست !

ازانجمله اس محترم جنس كي غلامي كا ايك نفرت انگيز بقيه يه هے كه با ايں همه ادعاء حريت نسواں و تسويهٔ حقوق جنسين' عورت كو سوسائٹي يه حق دينے سے انكار كرتي هے كه اپنا نام ظاهر كرے - جب تک وه لڑكي هے ' اُسكا وجود باپ كے نام ميں مدغم هے - اور عورت هوكر اپنے شوهر كے نام ميں - گويا اسكا كوئي وجود هي نهيں ' نه اُسے حق تسميهٔ و اعلان ذاتي حاصل !

آپنے انگريزي حكام كو كسي ايڈريس كے جواب ميں اپني بيوي كے طرف سے بهي اظهار خيالات كرتے هوے اخبارات ميں پڑها هوگا - مثلاً ويسراے كو ايڈريس ديا جاتا هے اور اسميں انكي ليڈي كي بهي تعريف كي جاتي هے - چاهيے كه وه خود اپني تعريف كا شكريه ادا كريں - ليكن ايسا كبهي نه هوگا - ويسراے اپني جوابي تقرير كے اخر ميں انكي طرف سے بهي خود هي جواب دينگے ' او ر كهيں گے كه وه آپكے اظهارات محبت و عقيدت كي نهايت شكر گذار هيں -

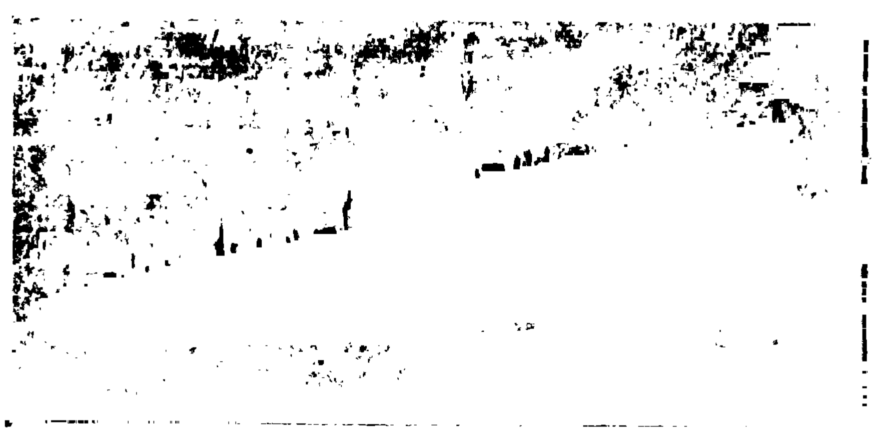
يه عام قاعده هے اور يورپ كے اُسي دور گذشته كا بقيه' جس ميں عورت كے وجود كو مثل ايك مرد كے انسان مستقل نهيں تسليم كيا جاتا تها - پس وه مرد كي موجودگي ميں خود لا شے اور كالعدم هے - اسكي جانب سے بهي شوهر هي اثبات وجود كرتا هے -

ميں متعجب تها كه سفريجٹ عورتيں اس مسئله پر كيوں متوجه نهيں ؟ ليكن حال ميں مس ايڈ رسن نامي ايک سفريجٹ عورت نے اپنے مطالبات كا اظهار كيا هے - وه نهايت حقارت كے ساتهه اس رسم تسميه كي طرف بهي اشاره كرتي هے -

آجكل كے متفرنجين مارقين جو يورپ كي هر رسم و وضع كي كورانه تقليد كو اپنا اجتهادي دين و مذهب سمجهتے هيں ' اور هندوستان بلكه تمام مشرق كو اُسي قديمي وحشت و جهالت سے نجات دلانے كے تمسخر انگيز وهم ميں بد بختانه مبتلا هيں' لفظ " ازادي " كے رسم الخط (اسپيلنگ) سے تو واقف هوگئے هيں ' مگر ابهي اسكي حقيقت كا سمجهنا انكے ليے باقي هے - يه نادان سمجهتے هيں كه اعتقادات و اعمال ميں انگريزي سوسائٹي كي چند مصطلحات كا رٹ لينا ' اور چند رسوم و اوضاع كو نهايت جد و جهد سے هر موقعه پر اپني بيروني زندگي سے نماياں كرتے رهنا ' يهي مدني و معاشرتي ترقي كي معراج هے - حالانكه ان فقراء علم و تمدن كے پاس تالي جس قدر خوش رنگ اور كالر جس درجه چمكيلا هے ' افسوس كه

کوئـن وکـٹـوریه

یعنے انگلستان کا سب سے بڑا آهن پوش جهاز ' جو حال میں اسي کارخانے نے طیار کیا ہے ' جس کارخـانے میں دولۃ علیه کا جهاز " رشادیــه " طـیار هوا ہے - وسعت اور استحکام میں رشادیه اور یه ' دونوں یکساں هیں -



نمایش بھي کیجاتي تھي جسکو آجکل کي اصطـلاح میں مینوریا نمایشي جنگ کہتے هیں - ان مواقع میں بہت بڑا جلسه هوتا تها جسمیں خلفاء و ملوک کے علاوہ امراے دولت ' اعیان سلطنت ' اور نیز عـام لوگ بھي آتے تھے - جهاز اپنے تمام ساز و سامان سے آراستــه هوکے آتے اور حالت جنگ میں اپنے آپ کو فرض کرکے حمله ؤ هجوم اور دفاع و مقابله کے حیرت انگز کار نامے دکھاتے -

نمایشي جنگ میں جهاز اپنے تمام آلات جنگ استعمال کرتے - ایک پوري لـڑائي هوتي جیسي که آجکل هوتي ہے - بڑي بڑي منجنیقیں جو اُس عهد کي توپیں تهیں' چڑها دي جاتیں' آتش افشاني کے تمام منارے اور شعله انگیز روغنوں کي بڑي بڑي پچکاریاں مصروف کار هوتیں - بحري فوج جهازوں کے بالائي تختوں پر اپنے افسروں سے دمبدم احـکام لیتي - مـلاح کبھي کشتي کو چکر دیتے ' کبھي آگے بڑهاتے ' کبھي یکایک رجعت کرتے' اور اس طرح دریا پر اپني حکومت کے تمام سحر آگیں کرتب دکھا کر لوگوں کو محو و خود رفته کر دیتے -

چنانچه نو روز کے دن جـزیرۂ میورقـه میں ایک اسطول کي نمائشي جنگ کي سرگذشت (ابو بکر محمد بن عیسی) نے اپنے ایک قصیده میں نظم بھي کي ہے' جسکے چند اشعار هم محي الدین مراکشي کي کتاب (المعجب) سے نقل کرتے هیں: (۱)

بشـرى بيـوم المهـرجان فانــه * يوم عليه من احتفائـلك رونق
طارت بنـات المـاء فيــه و ريشها * ريش الغراب وغير ذلك شوذق
و على الخليــج كتيبـة جــرارة * مثل الخليج كلا همـا يتـدفق
وبنو الحروب على الجواري التي * تجري كما تجري الجياد السبق
مـلاء الكمـاة ظهـورها و بطـونها * فاتت كما يأتي السحاب المغدق
خاضت غـدير المـاء سابحة بـه * فكانمـا هي في سراب أينق
عجبـاً لها ما خلت قبــل عيانها * ان يحمل الاسد الضواري زورق
هــزت مجـاديفـاً اليـك كانها * اهـداب عين للرقيب تحـدق
و كانهــا اقــلام كاتب دولــه * في عرض قرطاس تخط و تمشق

(افتتاحي مراسم)

مصر میں یه قاعـده تها که جب کوئي اسطول طیار هوکر روانه هونے لـگتا تو اسکي تیاري کے وقت خلیفه یا سلطـان خود موجود هوتا - جب تیاري مکمل هوجاتي تو منظرۃ المقس (۲) میں ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ اسکو رخصت کرنے جاتا تها -

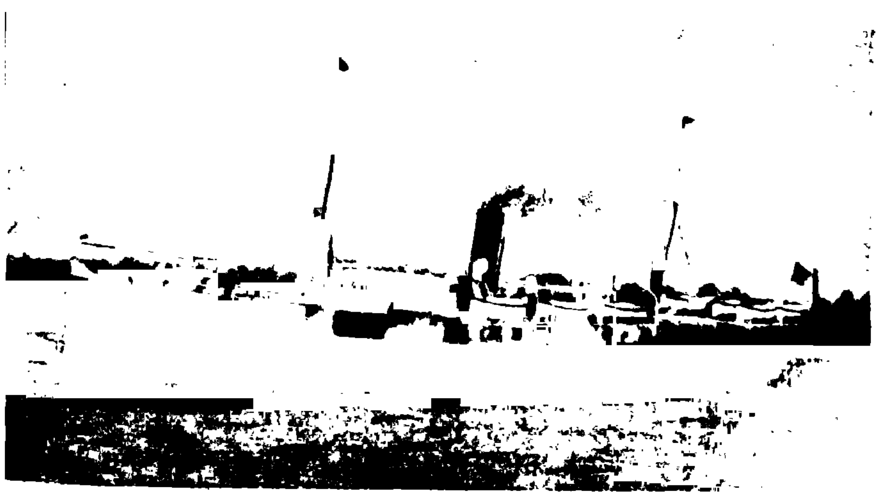
مورخ مقریزي لکھتا ہے :

" سنه ٦٩٢ - میں سلطـان صلاح الدین شواني کي تیاري کي طرف متوجـه هوا - اس نے رئیس کو بلوایا اور وہ تمـام چیزیں مہیا کیں جو شواني کے لیے درکار هوتي هیں - یہاں تـک که ساتھ شواني بهمه وجوه تیـار هوگئیں - پهر انمیں آلات و سامان جنـگ لادا گیا - اور هر ایک پر سلطاني غلام مامور کیے گئے -

ان شواني کے دیکھنے کے لیے هر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لـگے -

تمام شهر و اطراف میں غلغله بپا تها که جهازوں کے افتتاح کي رسم خود سلطان ادا کرینگے - لوگ نهایت اضطراب سے اُس دن انتظار کرنے لـگے اور ساحلي مقامات میں اس تقریب کے نظارے کیلیے عارضي مکانات کي طیاریاں شروع هوگئیں -

شهر مصر کے باهر ساحل نیل اور روضه میں لوگوں نے اپنے لیے پھونس اور لـکڑي کے گھر بنائے اور دروازوں کے آگے جتنے میدان یا چبوترے تھے ' وہ سب کـرایه پر لیلیے - هر چبوترے کا کرایه دو درهم یا اس سے کم ' حسب حیثیت و موقع دیا گیا - مختصراً یه که قاهره میں کوئي گھر ایسا نه تها که پورا گھر کا گھر یا اسمیں سے کچھ لوگ دیکھنے نه آئے هوں - سلطان صلاح الدین قلعه جبل سے صبح کو چلا - مقام مقیاس سے لیکے بستان الخشاب اور بولاق تـک لوگ بھرے تھے - سلطان ' اسکا نائب ' امیر بیدر' اور بقیه امراء دارالنحاس تک آگے بڑھے - حجاب کو منع کردیا گیا که وہ عام لوگوں کو گذرنے سے نه روکیں - اور هر شخص اچھي طرح جي بھرکر یه منظر دیکھ لے - شواني یکے بعد دیگرے نکلنا شروع هوئیں - هر شوفه پر ایک برج اور ایک قلعه تها جو محاصـرے کیلیے بنایا جاتا تها اور جس سے آتشیں روغن محصورین پر پھینکا جاتا تها - اسپر نمک اور روغن نفت کے مرکب کي پالش کي گئي تهي - اسکے عـلاوہ چند تقابیر تهي جنمیں سے هـر ایک نے اپنے عجیب و غریب کمالات دکھا کے اپنے همچشموں سے بڑھجانے کی کوشش کي " (الخطط و الآثار جلد چهارم صفحه ۲۴۸) -



مشهـور جهـاز والٹـرنو

جو حال میں تـباہ هوا - ایک جـرمن مسافر نرنٹي جو بچ گیا تها ' اسکي آخر ساعات حیات کي سرگذشت یوں بیان کرتا ہے :

" صبح چھه بجے یقین هوگیا که اب جهاز نهیں بچ سکتا کیونکه انجن پھٹ گیا اور آگ لـگ گئي ہے - مسافـروں میں زیـادہ تعداد عورتوں اور بچوں کي تهي - نه بجے کشتیوں پر انهیں سوار کیا گیا اور رسے باندھکر سمندر میں اتارا لیکن رسے ٹوٹ گئے اور تمام عورتیں مع بچوں کے دریا میں غرق هوگئیں ' اسکے بعد اور کشتیاں اتاری گئیں مگر سب کا یهي حشر هوا - یہاں تـک که آگ اوپر تک آگئي - جلنے والوں کا مایوسانه شور تها اور هوا کے زور سے جهاز کي چوٹیوں کي طرح شعلوں کي لپٹ بلند هو رهي تهي که میں دیوانه وار سمندر میں کود پڑا "

(۱) المعجب في تلخیص اخبار المغرب طبع لیڈن صفحه ۱۱۳ -

(۲) منـظرۃ المقس قاهره کي ایک عظیم الشان ساحلي تفریح گاہ تهي ' اور مقوقس قبطي کے نـام سے منسوب - آجکـل " جامـع اولاد عنـاد " نامي مسجد سے مشهور ہے -

ليکن يه جو کچهه هے ' محض يورپ کے بعض سطحي مناظر کي نقالي کا شوق اور اسکي هر بات کي غلامانه تقليد کا ولوله هے - خود انکے دماغ کے اجتهاد و فهم کو اسميں دخل نهيں - ثبوت اس کا يه هے که اگر کوئي چيز اسلام کے پاس ان لوگوں کے آزادانه مذاق کي موجود بهي هوتي هے ' تو بهي يه لوگ اسے بالکل چهوڑ ديتے هيں اور يورپ کي اسي شان و رسم کي تقليد کرنا چاهتے هيں ' جو سرے سے آزادي و حريت هي سے خالي هے - مثال ميں اسي مسئله کو ليجيے - يه لوگ عورتوں کو آزادي دلانا چاهتے هيں اور انکے حقوق کي بلا معاوضه وکالت کرنے سے کبهي نهيں تهکتے - اسکا نتيجه تو يه هونا تها که عورتوں کو خود انکے اصلي نام سے ظاهر هونے ديتے که شخصي آزادي اور استقلال کي يهي شان هوني چاهيے' اور يه بات هے بهي عين انکے مذاق کي - ليکن وه اس سے بالکل بے خبر هيں اور " مس " اور " مسز " کي ترکيب پر فخارانه فريفته هو رهے هيں - حالانکه اس سے بڑهکر عورتوں کے عدم استقلال و حرية کي کوئي مثال نهيں هو سکتي -

چونکه يه لوگ محض مقلد هيں ' اسليے انکي نظر صرف اسپر پڑتي هے که همارے ائمۂ فرنگ کي سنت قولي و فعلي و تقريري کيا هے ؟ اگر انکے مذاق آزادي کي کوئي بهتر سے بهتر چيز خود انکے پاس پيشتر سے موجود بهي هوتي هے ' تو بهي طوفان و ظلمت تقليد ميں آسے ديکهه نهيں سکتے -

آزادي نسواں کا لفظ بهي يورپ سے سن ليا هے اور اسپر سر دهنتے هيں ' ليکن نه تو عورتوں کي آزادي کا مطلب کسي نے سمجها هے اور نه خود يورپ کے طرز عمل کي حقيقت هي پر غور کيا هے : اولئک کالانعام بل هم اضل !

مجهے ان لوگوں سے بالکل شکايت نه هوتي اگر ميں انهيں سر سے پانوں تک فرنگي ديکهتا مگر اجتهاد فکر و دماغ کے بعد - محض شيوهٔ تقليد اختيار کرکے کوئي قوم قوم نهيں بني هے اور نه بن سکتي هے - سب سے پہلے دماغ کو بند تقليد سے آزادي ملني چاهيے' پهر رسم و عمل کو - يه لوگ چند رسوم و اوضاع کي غلامي سے قوم کو نجات دلا نا چاهتے هيں مگر خود اپنے دماغ کو يورپ کا غلام بنا رکها هے - قرآن کريم اسي تقليد کو کفر کا مبدء بتلاتا هے :

ان شر الدواب عند الله ' الصم البکم الذين لا يعقلون -

ميرے ايک دوست نے ايک انگريز کا قول نقل کيا جو کالون اسکول لکهنو کا پرنسپل تها - وه کها کرتا تها که اگر هندوستانيوں نے انگريزي لباس تقليداً نهيں بلکه اسکے فوائد کو سمجهکر اختيار کيا هوتا ' تو ميں ديکهتا که پانوں کي جگه سر سے اس وضع کو اختيار کرنا شروع کرتے ' حالانکه حالت برعکس هے - هر شخص جو نئي تهذيب کے اسکول ميں نيا نيا بيٹهتا هے ' سب سے پہلے بوٹ پهنتا هے ' اسکے بعد انتهائي منزل هيٹ کي هوتي هے - حالانکه تمام انگريزي لباس ميں سب سے زياده انفع شے ٹوپي هي هے که دهوپ سے آنکهوں کي حفاظت کرتي هے - نه که جوتا ' جو سفر کے علاوه هر حال ميں سخت موذي و تکليف ده هے -

الهلال کي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو درخواست بهيجيے

جلسۂ کانپور ۳۰ - اکتوبر

اور طوائفوں کي شرکت

جناب کفيل الدين صاحب عالي - بدايوني - از بدايون

جناب مولانا دام مجدهم - چونکه آپ شرع شريف سے با خبر اور عالم متبحر هيں ' اسليے اميد هے که ذيل کے سوالات کا جواب الهلال کے ذريعه ديکر عام مسلمانوں کا شکريه حاصل کرينگے -

(۱) ۳۰ - اکتوبر سنه ۱۳ ع کو جو جلسه کانپور ميں هوا اور جسکے چشم ديد حالات اخبار زميندار کے ايڈيٹر نے اپني ۱۶ - نومبر کے هفته وار اخبار زميندار ميں چهاپے هيں ' کيا اسکو آپ بهي زميندار کے هم زبان هوکر " اسلامي روايات کو زنده کر دينے والا جلسه " کهه سکتے هيں ' جب که اس جلسه ميں رنڈياں بهي بلائي گئيں اور انهوں نے گا بجا کر حاضرين جلسه کو جسميں ايڈيٹر زميندار اور مولانا عبد الباري صاحب بهي شامل تهے ' محظوظ کيا ؟

(۲) کيا رنڈيوں کي کمائي مسجد ميں لگانا جائز هے ؟ اگر نهيں هے تو انريبل مظهر الحق صاحب نے وه چار گينياں جو رنڈيوں نے اونکي خدمت ميں نذر گذراني تهيں ' مسجد کو دينے کي کيوں جرأت کي ؟ کيا مولانا عبد الباري صاحب نے اسکے ليے بهي کوئي حيلۂ شرعي نکالکر اونکو بتا ديا تها ؟ اگر نهيں بتايا تها اور صرف خاموشي اختيار کي تهي تو آپکي رائے ميں ايک عالم کے ايسے موقعه پر خاموشي اختيار کرنے سے اوسکي نسبت شرع شريف کيا حکم ديگي ؟

(۳) کيا آتشبازي چهوڑنا اور اوسپر مسلمانوں کا روپيه صرف هونا شرعاً کسي اسلامي جلسه ميں مستحسن امر هے ' جسپر زميندار نے بهت کچهه اظهار مسرت کيا هے ؟

(۴) اخبار زميندار نے رنڈيوں کے گانے بجانے کے واقعه کو قصداً چهپايا هے ' کيا ايسا اخبار ديانت دار کها جاسکتا هے ؟

الهلال :

(۱) جس جلسے ميں رنڈياں بلائي جائيں وه ميرے اعتقاد ميں اسلامي روايات کا زنده کرنا ايک طرف ' سرے سے اسلامي جلسه هي نهيں - آپ کهاں هيں اور مجهسے کيا سوال کر رهے هيں ؟

رها کانپور کا معامله تو آپنے کئي چيزوں کو ملا ديا هے - مجهے جو حالات معلوم هوے وه يه هيں که ۳۰ - اکتوبر کو ايک تو گارڈن پارٹي تهي جو سه پهر کو هوئي - اسميں سب لوگ شريک تهے - اسکے بعد شب کو ڈنر هوا ' اسميں شايد راجه صاحب اور مولانا عبدالباري نه تهے - رات کو ميلاد شريف کا جلسه هوا -

جهاں تک مجهے معلوم هے ان تينوں صحبتوں کي فضا اس فرقے کي رونق فرمائي سے محروم رهي - آپنے غالباً بوجه عدم واقفيت اِن جلسوں کو مورد الزام قرار ديا -

اسکے علاوه ايک اور صحبت بهي هوئي جو پبلک حيثيت سے نهيں بلکه شخصي طور پر کسي شخص نے منعقد کي تهي اور مسٹر مظهر الحق کو مدعو کيا تها - نهيں معلوم يه اسي دن هوي يا دوسرے دن - اسکي نسبت پہلے اخبارات سے اور بعد کو بعض اشخاص سے معلوم هوا که اسميں شهر کي تين مشهور طوائفيں بهي آئيں اور لوگوں نے مسٹر مظهر الحق سے کها که وه بهي چاهتي هيں که انکا

اسقدر فکر راسخ نہیں - وہ جنکي تقلید کو اجتہاد سمجھتے ھیں' خود انکو بھي سنبھلنے کي آنھیں تمیز نہیں - انھوں نے یورپ کو دیکھا ھے مگر پڑھا نہیں - اور پڑھنے کیلیے دماغ چاھیے جو اپنے گھر میں سونچتا ھو' نہ کہ وہ آنکھیں جو لندن کي شاھراھوں کي رونق میں گم ھوگئي ھوں : مثلہم کمثل الذي استوقد نارا ' فلما اضاءت ما حولہ ' ذھب اللہ بنورھم و ترکہم في ظلمات لا یبصرون (۲ : ۱۶)

اسي کورانہ و تعبدانہ تقلید کا نتیجہ ھے کہ لوگوں نے نہایت ذوق و تفاخر سے " مس " اور " مسز " کي ترکیب بھي شروع کردي ھے اور جو لوگ اس طبقہ میں زیادہ مشرق دوست ھیں' وہ اپنے قومي آداب و رسوم کے تحفظ کا یوں ثبوت دیتے ھیں کہ " مسز " کا ترجمہ " بیگم " کے لفظ سے کرتے ھیں اور اسکو بغیر اضافت بہ ترکیب ھندي استعمال کرتے ھیں - مثلاً " بیگم صاحب مسٹر محمود "

بعض لوگوں نے اسکو اضافۃ مقلوبي میں بدلدیا ھے - یعني وہ " بیگم صاحبہ محمود " کي جگہ " محمود بیگم " لکھتے اور بولتے ھیں - مگر اصل یہ ھے کہ اس سے بڑھکر کورانہ تقلید کي کوئي مثال نہیں ھوسکتي ' اور مجھے مسز کي ترکیب سے زیادہ بیگم کي ترکیب پر ھنسي آتي ھے -

اگر آپ میري راے پوچھتے ھیں تو میري راے تو اسلامي تعلیم کے ماتحت ھے اور بس - خواہ کوئي بات ھو' میں سب سے پہلے اسلام ھي کا منہ دیکھتا ھوں - بہت سے لوگ اسپر ھنستے ھیں مگر میرا بکاؤ ماتم بھي انکي حالت پر غیر مختتم ھے -

یورپ عورت کو اسکے قدرتي حقوق ابتک نہ دے سکا - اسلام دنیا میں آیا تا کہ ھر طرح کي انساني غلامیوں کو مٹاے اور ایک بہت بڑي غلامي عورتوں کي غلامي بھي تھي - پس اس نے عورتوں کو انکي چھني ھوئي عزت واپس دلائي' انکے وجود کو ایک مستقل وجود تسلیم کیا ' او ر مرد اور عورت کے حقوق مساوي قرار دیے - اسلام عورت کو حق دیتا ھے کہ باپ اور شوھر سے الگ اپني شخصیت قائم رکھے - وہ اپني ملکیت اور اپني جائداد خالص اپنے نام سے رکھہ سکتي اور اپنے نام سے ھر طرح کا قانوني معاملہ کرسکتي ھے - وہ یورپ کي عورت کي طرح نہ تو باپ کے نام میں مدغم ھے اور نہ شوھر کے -

پس کوئي ضرورت نہیں کہ ھم یورپ کے اس بقیۂ وحشت ' اس اثر جہالت ' اور اس یاد گار تعبد نسواني کي تقلید کریں اور " مسز " یا " بیگم " کي ترکیب سے اپني عورتوں کو اپنے ناموں کے ساتھہ شہرت دیں - یہ مسیحیت کي بخشي ھوئي غلامي ھے مگر اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ھے کہ عورتوں کے ساتھہ ایسا غلامانہ سلوک جائز رکھے - اس نے ھر عورت کو بالکل مرد کي طرح ایک مستقل وجود بخشا ھے - پس ھر مسلمان عورت کو اپنا وھي اصلي نام ظاھر کرنا چاھیے ' جو پیدائش کے وقت اسکا رکھا گیا ' اور جس نام سے اس نے جلسۂ نکاح میں اپنے شوھر کي رفاقت دائمي کا اقرار کیا ' اسي نام سے وہ پکاري جاے اور وھي نام وہ خود بھي اپنا پیش کرے - اگر ھر زندہ انسان کا یہ حق طبیعي ھے کہ اسکو اسکا اصلي نام دیا جاے ' تو کونسي وجہ ھے کہ عورت اس سے محروم رھے ؟ یورپ جو راستوں اور تفریح گاھوں میں عورت کو بکمال عزت و احترام اپنے بازو کا سہارا دیکر اسکي خود غرضانہ پرستش کرتا ھے' عقل و فکر کے عالم میں کیوں ابتک اسکي غلامي کا حامي ھے ؟

عورت مثل مرد کے ایک انسان ھے جو ماں باپ کے گھر میں مثل مرد کے پرورش پاتي ھے ' پس جسطرح ایک لڑکا اپنا نام رکھتا ھے' اسي طرح لڑکي کا بھي نام ھونا چاھیے - پھر وہ ایک مستقل وجود ھے اور مثل مرد کے انسانیۃ کا نصف ثاني ھے - وہ مرد کے ساتھہ رفاقت مدني کا اقرار کرتي اور اسکے دل کے معاوضہ میں اپنا دل دیتي ھے - پس اسکے گھر میں آکر اسکے وجود کي شریک ضرور ھو جاتي ھے ' پر اپنے وجود سے محروم نہیں ھوجاتي -

وہ تعلیم جو " فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا " ھے' اس طبعی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں چاھتی -

اور یہ جو آپنے فرمایا کہ عورتوں کا نام ظاھر کرنا شاید خلاف شرع ھے ' تو یہ اس لحاظ سے تو ضرور صحیح ھے کہ بد قسمتي سے آجکل مسلمانوں کي شریعت رسم و رواج ھي کا نام ھے : انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی اثارھم مھتدون - ورنہ شریعۃ فطریۂ اسلامیہ نے تو کوئي حکم اسکي نسبت نہیں دیا ھے - ھمارے سامنے حضرۃ ختم المرسلین کي ازواج مقدسہ اور اھلبیت نبوت کا اسوۂ حسنہ ھے - جبکہ ھم حضرۃ خدیجہ ' حضرۃ عایشہ ' حضرۃ زینب ' حضرۃ فاطمہ وغیرھما (رضي اللہ تعالی عنہما) کا نام لے سکتے ھیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون صاحب غیرت مسلمان ھے جو رسول اللہ کي بیویوں اور صاحبزادیوں کا نام تو بلا تامل خود لے لیتا ھے مگر اپني بیوي یا لڑکي کے نام کے اعلان سے شرماتا ھے ؟

بہر حال میرا طرز عمل تو یہي ھے - جب کبھي کوئي خاتون میري بیوي کا نام لفافے پر مسز یا بیگم کي ترکیب سے لکھہ دیتي ھیں اور میري نظر پڑجاتی ھے تو مجھے نہایت سخت تکلیف ھوتي ھے اور میں لکھوا دیتا ھوں کہ از راہ کرم آیندہ ایسا نہ کریں -

رھا اسلام میں عورتوں کے حقوق کي عظمت اور مرد و عورت کے حقوق کا مسئلہ ' تو اسکي طرف محض سرسري اشارے کو کافي سمجھا کہ بارھا یہ امور لکھے جا چکے ھیں اور احادیث صحیحہ اور اعمال نبوت و صحابۂ کرام کے علاوہ خود نصوص قرآنیہ اس بارے میں بکثرت و بوضاحت وارد ھیں - سب سے بڑھکر یہ کہ سورۂ بقر میں احکام طلاق بیان کرتے ھوے ایک ھي جامع و مانع جملے میں قران حکیم نے اس بحث کا خاتمہ کردیا :

و لھن مثل الذي علیھن	اور جس طرح مردوں کا حق عورتوں
بالمعروف و للرجال	پر ھے ' اسي طرح عورتوں کے حقوق
علیھن درجۃ ' و اللہ عزیز	مردوں پر ھیں - ھاں مردوں کو قیام
حکیم (۲ : ۲۲۸)	مصالح معیشت کي فوقیت ضرور ھے -

یہ آیۃ في الحقیقۃ ایک کلمۂ جلیل و عظیم ھے ' جس نے بدفعۃ واحدۃ عورتوں کو وہ تمام حقوق معاشرت و مدنیۃ دلا دیے ' جن سے دنیا کے جہل و ظلمت نے انھیں محروم کر دیا تھا - نیز صاف صاف بتلا دیا کہ دونوں کے حقوق بالکل مساوي ھیں' باستثناء اس طبیعی فوقیت کے ' جو " الرجال قوامون علي النساء " کے لحاظ سے مردوں کو حاصل ھے -

اسي کا نتیجہ ھے کہ تمام عبادات و معاملات میں مرد اور عورت اسلام میں یکساں حقوق رکھتے ھیں -

جب حالت یہ ھو تو کونسي وجہ ھے کہ عورت اپنے نام سے ظاھر ھونے اور پکارے جانے کي مستحق نہ سمجھي جاے ؟

اس مسئلہ پر غور کرتے ھوے ایک عجیب لطیفہ ذھن میں آیا - آجکل کے نئے تعلیم یافتہ اصحاب مذھب و معاشرت میں ازادي و حریت کے پرستار ھیں اور اپنے تئیں پوري کاوش و جہد سے ازاد کہلوانا چاھتے ھیں - چنانچہ عورتوں کي ازادي و حقوق کا بھي اسي ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ھے اور کہا جاتا ھے کہ ھندوستانیوں نے عورتوں کو غلام بنا رکھا ھے -

مراسلات و مناظرہ

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم !!

اتفاق کی ضرورت

اهل تسنن و تشیع میں

(از جناب مولوي خادم حسین صاحب بهیروي)

(۲)

(۳) " بني امیه کے مظالم کے ذمه دار خلفاء راشدین هیں کیونکه انهوں نے هي انکو اقتدار بخشا - اور اسي واسطے حضرات شیعه خلفاء هي کو باني جفا خیال کرنے پر مجبور هوگئے - یہاں تک که کہا گیا : قتل الحسین یوم السقیفه "

آپ نے بجا فرمایا هے - بے شک حضرات شیعه نے بقول آپ کے ایسا خیال کرلینے میں افراط سے کام لیا هے - اسطرح کا خیال رکھنے والوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاهیے که خود بني امیه بھي قریش تھے - شیخین رضي الله عنهما سے بہت زیادہ رسول (صلعم) کے قریبي تھے - آل سفیان کے ساتھه سب سے پہلے بعد از بعثت جناب رسالت مآب صلی الله علیه و آلـه و سلم نے قرابت کي درخواست فرما کر ام حبیبه سے شادي کي - بتوسط نجاشي جب که وہ حبشه میں تھیں - (تفسیر عمدة البیان عمار علی ۳۲۶ - و تفسیر صافي ۳۱۰ سورہ ممتحنه) امیر معاویه آنحضرت کا رسائل نویس و کاتب تھا (تذکرة الائمه مجلسی ۲۴) بے شک خلفاء راشدین نے آل سفیان کو شام کا حاکم بنایا ' مگر اُن کو کیا علم تھا که آئنده کیا هوگا ؟

وہ نه معصوم تھے نه عالم ما کان و ما سیکون - نه انکو اسم اعظم کے پورے بہتر حروف کا علم تھا - نه اُن کے پاس انگشتري سلیمان تھي نه عصاے موسی وغیرہ آثار و تبرکات انبیاء - تعجب تو جناب علي و امام حسن و دیگر ائمه علیهم السلام کے طرز عمل پر هے که باوجود ان سب کمالات پر حاوی هونے کے ' امیر معاویه وغیرہ کے مقابله میں عاجز رهے اور کما حقه اُسکي سرکوبي نه کرسکے - پھر زیاد جسے شیعوں کا هلاکو کہنا چاهیے ' اُسے جناب علي نے کوفه و بصرہ کا گورنر مقرر فرما دیا تھا - (ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعه ایران ۴۲) اسی کا بیٹا ابن زیاد تھا -

یه بھي یاد رکھنا چاهیے که خلفاے راشدین اگر بني اُمیه کي حکومت و اقتدار کا باعث هوے هیں تو خود شیعیان کوفه وغیرہ بھي بني عباس کي خلافت کے باني تھے - جن کے مظالم سادات پر بقول مجلسي بني اُمیه سے بھي بڑھه کر هیں :

" نکتۂ عجیبے دارم از بني عباس که قرابت ایشان نسبت باهلبیت رسالت از بني اُمیه بیشتر بود و اذیت و آزار و عداوت ایشان بائمۂ معصومین هم زیادہ تر بود " (تذکرة الائمه - ۱۱۸)

یعني بني عباس کي نسبت ایک عجیب نکته کہوں که بني اُمیه کي نسبت وہ اهلبیت رسالت سے زیادہ تر قریبي تھے لیکن ساتھه هي ائمۂ معصومین کے ساتھه انکي عداوت اور جور و جفا بھي اُن سے بڑھکر تھي -

(۴) انقلاب زمانه کا اندیشه -

آپ نے لکھا هے که " شیعه ڈرتے هیں - کہیں پھر اهلسنت بر سر حکومت نه هو جائیں اور هم بدستور اسیر پنجۂ ظلم و ستم ' خدا خدا کرکے گورنمنٹ انگریزي کي حکومت میں جو آزادي پائي هے اس سے پھر محروم هو جائیں گے "

ایسے خوف کھانے والوں کو آپ مهرباني کرکے ذهن نشین فرمادیں که عزیزان من ! کوئي واقعه ایسا نهیں هے جس میں کم و بیش مبالغه نه هوا هو ' اور پھر جس کا که حسب دلخواہ انتقام بھي نه لے لیا گیا هو - اگر کچھه کسر رہ گئي هے تو آگے بھي حضرت صاحب الزمان علیه السلام ضرور زمانه رجعت میں پورا کردیں گے جبکه تمام روئے زمین پر صرف شیعوں هي کي حکومت هوگي - اُس وقت جیسي کچھه سنیوں کي حالت هوني هے وہ محتاج بیان نهیں - ملا باقر مجلسي فرماتے هیں که کفار سے بھي پیشتر سنیوں کا صفایا کیا جاے گا !!

" وقتیکه قائم ظاهر مي شود ' پیش از کفار ابتدا به سنیاں خواهد کرد با علمائے ایشاں ' و ایشاں را خواهد کشت (حق الیقین فصل ۱۸) -

پس شیعوں کي طرح اگر سني بھي گذشته اور آینده کے حالات پر قیاس کرکے موجودہ نسل کے ساتھه اتفاق و اتحاد میں تساهل و تامل کرنے لگ جائیں تو جمعیت اسلام کا کیا حشر هو ؟

اس قسم کے دور از قیاس اوهام کسي طرح بھي قابل توجه اور همارے باهمي اتحاد میں سد راہ نهیں هوسکتے -

(۵) " خلفائے راشدین کو چھوڑ کر جس کسي پر شیعه تبرا کریں - اهلسنت بھي کریں "

جناب شیخ صاحب ! آپ نے خود صاف الفاظ میں ظاهر فرما دیا هے که اس منحوس رسم کے باني بني امیه هوئے - اور اگر وہ ابتدا نه کرتے تو دنیا میں تبرے کا وجود هي نه هوتا - پس گذارش هے که اس وقت نه تو بني امیه موجود هیں نه جناب علی علیه السلام اور نه انکي اولاد امجاد پر کوئي تبرا کہتا هے - پھر آپ تبرے کے بدستور جاري رکھنے پر کس کي تقلید کررهے هیں ؟ جناب علي کي یا بني امیه کي ؟

پھر خلفاے راشدین کے سوا حضرات شیعه بعض ازواج مطهرات سے بھي ناراض هیں اور انکو خطاب هائے نا صواب سے یاد کرتے هیں حالانکه خدا وند کریم نے بلا تفریق احدے ' سب کو امهات المومنین فرمایا (و ازواجه امهاتهم : ۲۱ - ۱۷) اور پھر والدین کے بر خلاف اُف تک کرنیکي ممانعت هے (فلا تقل لهما اُف : ۱۵ - ۳)

پھر بہت سے مهاجرین و انصار سے بھي حضرات شیعه ناراض هیں اور اُن کے معائب و مطاعن کو ورد زباں رکھتے هیں ' حالانکه خداوند کریم جمله مهاجرین و انصار کو مومن برحق فرماتا هے (اولئک هم المومنون حقا : ۱۰ - ۶)

اب مشکل یه هے که اهلسنت خدا کي رضا مندي کو مقدم رکھیں یا برادران شیعه کي ؟ یهي رسم تبرا هے جو ابتک فریقین کے اتحاد میں حائل هے اور اسي کے باعث شیعه مطعون بنے هوے هیں - ورنه دوسرے خاص معتقدات شیعه اس قدر موجب منافرت نهیں هوسکتے -

چندہ آپ قبول کرلیں - مسٹر مظہرالحق نے منظور کیا - وہیں انہوں نے گایا بھي ہوگا اور چندہ بھي دیا ہوگا -

مجھے جہاں تک علم ہے ' میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا عبد الباري اس صحبت میں نہ تھے - پس اپکو مناسب نہ تھا کہ اس جرأت کے ساتھہ مولوي صاحب کو اسمیں شریک قرار دیتے اور پھر اسي بناء فاسد پر اعتراض فاسد کرتے - مومن کي شان یہ ہوني چاهیے کہ جسقدر اعلان حق اور امر بالمعروف میں نڈر اور شدید و اشد ہو ' اتنا هي سوء ظن کرنے میں محتاط اور غیر عاجل بھي ہو - آپنے ایک مسلمان کو اسکي غیبت میں متہم کیا ' اور اس کام کو اسکي طرف نسبت دي ' جس سے وہ بري ہے :

ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیه میتة فکرهتموه ؟

هاں ' اگر واقعي یہ سچ ہو کہ مولوي صاحب ممدوح بھي اسمیں شریک تھے اور وہ آپکے الفاظ میں " گا بجا کر محظوظ کرنے والیوں " سے محظوظ ہوے تو پھر مولانا مجبور هیں کہ ہر اس شدید سے شدید سختي کو جو انسے پرسش و احتساب میں کي جاے ' گوارا کریں اور جواب دیں کہ کیوں ایسي صحبت میں شریک ہوے ؟

بہرحال جن جلسوں کا آپ ذکر کر رہے هیں ' جہاں تک مجھے معلوم ہے ' ان میں تو قوم کے دیگر طبقات کے قائم مقاموں کے ساتھہ اس طائفۂ مجلس آرا کے قائم مقام نہ تھے :

وہ آے انجمن میں تو پھر انجمن کہاں ؟

لیکن میں تو پھر بھي اس جلسے کو " اسلامي روایات " کا زندہ کرنے والا جلسہ نہیں قرار دیسکتا - میري جو راے ہے ' وہ میري عدم شرکت ' نیز ۱۹ - ذي الحجہ کي اشاعت کے نوٹ سے آپ پر واضح ہوگئي ہوگي ' جو حکیم عبد القوي صاحب کي مراسلۂ کے ساتھہ شائع ہوا ہے - " اسلامي روایات " وغیرہ کي ترکیبیں آجکل لوگ بکثرت بولتے هیں - اور یہ معمولي جملے ہوگئے هیں جن سے ہر موقعہ پر انشا پردازي اور عبارت آرائي کا کام لیا جاتا ہے گو اصلیت کچھہ هي کیوں نہو - آجکل ہر جلسہ عظیم الشان ہے - ہر صحبت دلربا - اور مسلمانوں کا ہر اجتماع " اسلامي روایات " کو زندہ کرنے والا ! اس عہد میں زاغ و بلبل کو ایک هي قفس کي تیلیاں نصیب ہوتي هیں :

صداے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو !

ایک صحبت عیش و نشاط تھي جو بعض مصالح خاص سے کي گئي - جو لوگ شاید کئي ماہ سے آہ و فغاں سنتے سنتے اکتا گئے تھے ' ہر طرف سے هجوم کرکے جمع ہوے کہ اب چند گھڑیاں عیش و سرور میں بھي بسر ہو جائیں :

بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں ایں همہ نیست !

چلے پھرے ' کھایا پیا ' مولوي آزاد سبحاني سے بھي ملے اور مسٹر ٹائلر سے بھي - اسکے بعد سب نے اپنے اپنے گھر کي راہ لي - اب معلوم نہیں کہ اِن اشغال میں غریب اسلام کي " روایات " کہاں سے آگئیں ' اور اس مجمع کے کون سے فضائل و مناقب دقیقۂ و مخفیہ هیں ' جنہوں نے اسلام کي کسي فراموش شدہ سنت کا احیاء کیا ہے ؟ اسلام کا نام بھي ایک الۂ لہو ولعب بن گیا ہے - جو کچھہ جي میں آے کیجیے ' مگر رونق سخن و تالیف قلوب کیلیے یہ ضرور کہدیا کیجیے کہ اسلامي روایات کي تازگي و تجدید مقصود ہے - کیونکہ جو کچھہ آپ کرتے هیں صرف بیچارے اسلام هي کیلیے کرتے هیں ' ورنہ آپ کو اِن هنگاموں سے کیا تعلق ؟

دریغا آبروے دیر گر غالب مسلماں شد !

(۲) اس سوال کو میں نہ سمجھا اور جواب سوال کي صورت پر موقوف ہے - کانپور میں کوئي مسجد تو بن نہیں رهي ہے ' جسکي تعمیر کیلیے رنڈیوں نے چندہ دیا ہو - آپ اپنا مقصد صاف صاف ظاہر کریں تو جواب عرض کروں -

(۳) ہرگز نہیں - اسلام ہر ایسے فعل کو جو لغو و لا حاصل ہو اور انساني محنت و مال کو بغیر کسي نتیجہ کے ضائع کرے ' معصیت قرار دیتا ہے - پس آتشبازي کا بنانا اور چھوڑنا ' دونوں نا جائز ہے - جلسے منعقد کیجیے ' مگر " اسلامي جلسہ " کا لقب صرف اسي کو دیجیے ' جو اپنے اندر اسلامي احکام و تعالیم کا نمونہ رکھتا ہو -

(۴) " قصداً چھپایا ہے " اسکا آپکو علم ہے - مجھے نہیں - نہ میں نے زمیندار کے مضامین پڑھے هیں کہ قیاس سے کام لے سکوں - اگر اس جلسے کا حال بھي ایڈیٹر صاحب زمیندار نے لکھا ہے جس میں طوائفوں نے نغمہ سرائي کي تھی ' اور اسمیں اس واقعہ کو قصداً نظر انداز کر دیا ہے ' تو یقینا یہ دیانت کے خلاف ہے -

آخر میں اتنا اور کہونگا کہ آپ نے ان سوالات میں غلط واقعات کو جس وثوق سے لکھا ہے ' خواہ کیسے هي فریقانہ غصہ اور هیجان غضب کے عالم میں لکھا ہو ' لیکن مسلمان کي شان سے بعید ہے -

مغرب سے طلوع افتاب کا پیش خیمہ

اسلام کي طرف مغرب کي بیداري

مصنفہ دي رائٹ آنریبل لارڈ هیڈ لي بي - اے - ایم - آئي - سي - آئي - ایف - ایس - ای - وغیرہ وغیرہ -

یہ قابل دید کتاب اس وقت لارڈ موصوف کے زیر تصنیف ہے - اور انشاء اللہ تعالی دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوي کے اخیر تک شائع ہو جائیگي - اس کتاب میں همارے مکرم و محترم بھائي لارڈ موصوف ان امور کو مفصل بیان کرینگے جنکي بنا پر آپ نے چالیس سال کے غور و خوض کے بعد اسلام کو مروجہ عیسائیت پر ترجیح دي اور اسلام قبول کیا - اس کتاب میں مدلل طور پر دکھایا جائیگا کہ اهالیے بلاد غربیہ کے مناسب حال اسلام اور صرف اسلام هي ہے - یہ یقیناً اس قابل ہوگي کہ ہر ایک انگریزي خواں کے هاتھہ میں اسکا ایک ایک نسخہ ہو اور اس کثرت سے بلاد غربیہ میں تقسیم کي جاے کہ کوئي ملک اور شہر اس سے خالي نہ رہے - یہ جہاد اکبر ہے - موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینے سے بڑھکر اور کوئي دیني خدمت نہیں ہو سکتي - اس لیے همارے مسلمان بھائي اس کو خود بھي خریدیں اور اس کي زائد کا پیان خرید کر اپنے احباب میں اور بلاد غربیہ میں براہ راست یا هماري معرفت مفت تقسیم کریں - با وجود ظاہري اور باطني خوبیوں کے اس کتاب کي قیمت محض کثرت اشاعت کي خاطر صرف ۱۲ - آنہ مقرر کي گئي ہے - یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی تک خریداري کي درخواستیں بنام شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر هوس لاهور روانہ کردیں - تاکہ شیخ صاحب دسمبر کے اول هفتہ میں مجھے اطلاع دے سکیں کہ اندازاً کتاب کا پہلا ایڈیشن تعداد میں کس قدر چھاپا جاے ؟

نوٹ : اس کتاب کا اردو ترجمہ بھي میری طرف سے شائع ہوگا - جس کي قیمت ۱۲ آنہ ہوگي - اس کے لیے بھي درخواستیں بھیجیے -

برادراں ! یہ وقت ہے کہ آپ چند پیسوں کے بدلے هزارها بني نوع انسان کو صراط مستقیم کی طرف رهنمائي کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے هیں - اللہ تعالی نے آپکو خدمت اسلام کا موقعہ دیا ہے -

الراقم - خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو امام مسجد - ووکنگ از (انگلینڈ)

مراسلات

" مصالحۃ " مسجد اسلامیه کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسۂ عالیه کلکته

(۳)

(۱۰) مولانا عبدالباري اور راجه صاحب محمود آباد کے مساعي جمیله کا همیں انکار نهیں - جو کچهه اونهوں نے اس بارے میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کیا هے اوسکے لیے وه بیشک شکریه کے مستحق هیں - معامله مسجد میں تسلیم کرتا هوں که اونکي نیک نهتي پر شبهه کرنا کسي طرح جائز نهیں - لیکن گفتگو نیت پر نهیں هے بلکه اوسکے نتیجه پر هے - اور اس لیے اوس نتیجه پر گفتگو کرنیکا هر شخص کو حق هونا چاهیے - راجه صاحب سے صرف یه استفسار کا حق هے که اونهوں نے تمام علما میں سے صرف مولانا عبد الباري هي کو کیوں منتخب فرمایا ' جب که اس سے پہلے وه مسجد کے معامله میں بالکل یکسو رهے تهے ؟ بلکه خود مولانا هي کي تحریر کے موافق اونکو پہلے اوس دالان کے جزو مسجد هونے میں بهي شبهه تها - مولاناے مخدوم سے یه سوال هے که ایسے نازک مسئله میں انهوں نے صرف اپنے اوپر کیوں اعتماد کیا ؟ پهلي راے سے بعض کو خبر بهي دیگئي لیکن اخري صورت میں تو کسي سے کچهه بهي نه پوچها گیا بلکه اول صورت میں بهي جس طرح مشوره هونا تها ' نه هوا -

(۱۱) آخر میں چاهتا هوں که نفس مسئله کي نسبت بهي کچهه عرض کرکے یه بتلانیکي کوشش کروں که مولانا کو کن وجوه سے شبهه هوا هے اور وه دلائل کهاں تک زور دار هیں ؟ مولانا کو جس عبارت نے مغالطه دیا ' غالباً وه یه عبارت هے جو در مختار کے کتاب الوقف میں موجود هے :

جعل شئ اي جعل الباني شیئًا من الطریق مسجداً لضیقه و لم یضر بالمارین ' جاز ' لانهما للمسلمین کعکسه اي جواز عکسه ' و هو ما اذا جعل في المسجد ممر لتعارف اهل الامصار في الجوامع (در مختار جلد - ۳ : ۴۱۹)

" باني مسجد اگر کچهه حصه راه سے لیکر شامل مسجد کردے اسلیے که مسجد تنگ هے اور راسته چلنے کیلیے کچهه مضر نه هو ' تو یه جائز هے ' کیونکه دونوں هي چیزیں مسلمانوں کي هیں - اور اسکا عکس بهي جائز هے یعني مسجد کو گذرگاه بنا دیا جاے جیسا که شهروں کي جامع مسجدوں میں رواج هے "

مولانا نے اگر اسي سے استدلال فرمایا هے جیسا ظاهراً معلوم هوتا هے ' تو اسمیں چند امور غور طلب هیں :

(الف) اسیکے آگے یه عبارت بهي هے :

کما جاز جعل الامام الطریق مسجد الا عکسه لجوازا الصلوة في الطریق لا المرور فی المسجد

" جیسے یه جائز هے که پادشاه و حاکم راسته کو مسجد میں شامل کردے لیکن حاکم کو اسکے خلاف کرنا یعنے مسجد کے حصه کو راسته میں شامل کرنا درست نهیں هے - اسکي وجه یه هے که راسته میں نماز ادا هوسکتي هے اور مسجد میں گزرنا کسیطرح درست نهیں هے "

اب مولانا فرمائیں که موجوده صورت مسجد میں اول عبارت سے استدلال کرنا مناسب هے یا آخر عبارت سے ؟ میري حیرت کي انتها نهیں رهتي جب میں دیکهتا هوں که یهاں اول عبارت پر لحاظ کرکے اخر عبارت سے اغماض کیا جاتا هے ! یهاں پادشاه وقت سڑک میں حصه مسجد کو شامل کرتا هے یا باني مسجد ؟

(ب) در حقیقت یه مسئله بهي متفق علیه نهیں هے بلکه مسجد کے حصه کو سڑک میں شامل کر دینے کي نسبت فقها نے اختلاف کیا هے :

قلت ان المصنف قد تابع صاحب الدرر مع انه في جامع الفصولین نقل اولا جعل شیئًا من المسجد طریقا و من الطریق مسجدا جاز ' ثم رمز لکتاب اخر لو جعل الطریق مسجدا یجوز لا اجعل المسجد طریقا لانه لا یجوز الصلاة في الطریق فجاز جعله مسجدا و لا یجوز المرور في المسجد فلم یجز جعله طریقا - ولا یخفی ان المتبادر انهما قولان في جعل المسجد طریقا بقرینة التعلیل المذکور - و یریده ما في التتار خانیة عن فتاوی ابي اللیث و ان اراد اهل المحله ان یجعلوا شیئًا من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذلك و انه صحیح ثم نقل عن العتابیة عن خواهر زاده اذا کان الطریق ضیقا و المسجد واسعا ' لا یحتاجون الی بعضه تجوز الزیادة في الطریق من المسجد لان کلها لعامة (در المختار مجلد ۳ صفحه ۴۲۰)

" میں کهتا هوں که یهاں مصنف نے صاحب درر کے اتباع سے ایسا کهدیا باقي جامع الفصولین میں اسطرح نقل کیا هے که پہلے تو مسجد کے حصه کو راسته میں شامل کرنا اور راسته کو مسجد میں شامل کرنا دونوں درست بتلائے هیں - پهر دوسري کتاب کا حواله دیکر لکها هے که راسته کو مسجد میں شامل کردیا جاوے تو درست هے اور مسجد کو راسته میں شامل کرنا درست نهیں اسلیے که راسته کو راسته رکهکر نماز پڑهنا درست نهیں تو اسکو مسجد میں شامل کرنیکے بغیر چاره نهیں - اور چونکه مسجد میں گذرنا درست نهیں هے تو اگر راسته میں شامل کر دیا جاوے تب بهي درست نه هوگا - اس سے صاف متبادر هوتا هے که مسجد کو راسته بنانے کے دو قولوں میں جو علت بیان کی گئي هے اوس سے بهي اسیکي تائید هوتي هے - تتار خانیه میں فتاوای ابي اللیث سے جو کچهه نقل کیا هے اوس سے بهي اسکي تائید هوتي هے - اوسمیں لکها هے که اگر اهل محله مسجد کے کسي حصه کو مسلمانوں کے گذرنے کے لیے راسته بنا دیں تو اوسمیں اختلاف هے - بعض فقها نے کها هے که نا جائز هے اور یهي صحیح هے - پهر عتابیه کي عبارت نقل کي هے جهاں خواهر زاده سے منقول هے که اگر راسته تنگ هو اور مسجد ایسي وسیع هو که ایک حصه کي ضرورت هي نه پڑتي هو تو ایسي صورت میں راه میں کچهه حصه مسجد کا شامل کرنا درست هے کیونکه دونوں چیزوں میں سب کا حق هے "

مثلاً ارسال اليدين كه مالكي بهي كرتے هيں ' اور غسل رجلين كے بجائے مسح رجلين - يا جناب علي عليه السلام كا بعض خصوصيتوں كي وجه سے افضل الصحابه هونا وغيره وغيره -

پس اگر آپ سچے همدرد قوم و ملت هيں تو برائے خدا اس ياد گار بني اميه اور رسم منحوس تبرا كو قطعاً موقوف كرا ديں - هاں اس وقت ايک عملي تبرے كي سخت ضرورت هے نه كه زباني تبرے كي ' اور وه بهي بر خلاف أن غير مسلم اقوام كے ' جن كے مظالم همارے مشاهده ميں آچكے هيں اور جنكي ساري همت اسلام كي تخريب كيليے وقف هو چكي هے -

(٦) " شمول تعزيه داري امام مظلوم عليه السلام - شيعوں كے دل ميں هندؤں كي محبت جا گزيں هو رهي هے - كيونكه راجے مهاراجے اور ادني و اعلى اهل هنود تعزيه داري ميں شيعوں كے ساتهه حد درجه كي دلچسپي لے رهے هيں "

جناب شيخ صاحب ! اهلسنت اگر شيعوں كے ساتهه تعزيه داري امام ميں شامل نهيں هوتے تو ضرور اس كے كئي بواعث هيں جو آپ جيسے محققين سے مخفي نهيں هونے چاهييں - مثلاً يه كه مذهباً وه اسكو بدعت اور خلاف اصول اسلام سمجهتے هيں - ليكن اس عدم شمول كا نتيجه يه نكالنا كه اهلسنت كو اس غم كا كوئي احساس نهيں ' كمال بے انصافي هے -

اهلسنت كے مشهور و معروف علما و واعظين اور شعرا كي كتابيں نهايت موثر پيرائے ميں واقعات كربلا پر تقريباً هر زمانه ميں لكهي گئي هيں - روضة الشهداء ملا حسين واعظ كاشفى هي كو ديكهيے - يه اسي كتاب كے قبول عام كا نتيجه هے كه تمام ايران و افغانستان ميں عام طور پر مرثيه خوانوں كو "روضه" خواں اور مرثيه خواني كو " روضه خواني " كهتے هيں - دوسري كتاب سر الشهادتين شاه عبد العزيز صاحب رحمة الله عليه دهلوي كي هے - حال ميں ايک كتاب ياد گار حسين تاليف خان بهادر مرزا سلطان احمد صاحب شائع هوئي هے - جو بڑے استحسان كے ساتهه اكتوبر اور نومبر كے رساله البرهان ميں دو باره چهپي هے -

پهر جهلاء اهلسنت بعض شهروں ميں شيعوں سے بهي بڑهكر تعزيے بناتے اور سبيليں لگاتے هيں - عام اهلسنت كے عدم شمول كا باعث زياده تر تبرے كي بهي رسم هے - تعزيه داري كے پرده ميں بهي اكثر تبرا بازي هوتي هے - شروع مجلس ميں نهيں تو آخر مجلس ميں - پهلي محرم كو نهيں تو ساتويں كو حاضري عباس كے موقعه پر -

آپ نے هندؤں كي دلچسپي كا ذكر بكمال مبالغه فرمايا هے - هميں تو معلوم نهيں كه وه راجے مهاراجے اور عام هندو كهاں رهتے هيں جو تعزيه داري ميں شيعوں كا ساتهه ديتے هيں - كيا يه وهي قوم نهيں هے جنكو حضرات شيعه مشرک كي بنا پر نجس جانكر ان كے هاتهه كي بنائي هوئي كوئي چيز بهي نهيں كهاتے ؟

اصل يه هے كه اس وقت تو خود اسلام كى تعزيه داري درپيش هے - اعتقاد اسلام و توحيد معرض خطر ميں هے - امام حسين عليه السلام كي نسبت كها جاتا هے كه صرف اسلام كے بچانے كى خاطر جان دي تهي - اب پهر وهي بلكه اس سے زياده خطره عظيم درپيش هے - بهتر هو كه سب ملكر امام حسين كے اصل مقصد كو پورا كريں -

(٧) " ناصبيوں كو نكال دينا "

آخر مضمون ميں شيخ صاحب نے هدايت كى هے كه اهلسنت اپنے ميں سے ناصبيوں كو نكال ديں - كاش وه ناصبى كے معنے خود هى بتلا ديتے تا كه اهلسنت كو تعميل ارشاد ميں آساني هوتی - يه اس ليے عرض كيا گيا هے كه حضرات شيعه كے هاں ناصبي كے معنوں ميں بهي اختلاف هے -

مثلاً بعض كے نزديک كل مخالفين تشيع ناصبي هيں - بعض كهتے هيں كه دشمن اهلبيت ناصبي هے - بعض نے كها هے كه جو مذهب شيعه كا مخالف هو وهي ناصبي هے - اس آخري معني كو ترجيح دي گئي هے - (ملاحظه هو اساس الاصول سيد دلدار علي صاحب ٢٢٤ مطبوعه لكهنؤ سنه ١٢٦٤ ھ) -

ليكن اس كا كيا علاج كه جس خرابي كو آپ اهلسنت سے دور كرنا چاهتے هيں ' حضرات شيعه اس ميں زياده تر مبتلا هيں - ائمهٔ اهلبيت عليهم السلام كي چند احاديث ملاحظه هوں :

(١) ان من الشيعة بعد نا منهم شرمن النصاب (كتاب رجال كشي مطبوعه بمبئي : ٢٨٦)	يعني همارے شيعوں ميں ناصبيوں سے بهي بد تر هيں -
(٢) وما احد اعدي لنا من من ينتحل مودتنا (رجال كشي : ١٩٨)	جو لوگ جهوٹ موٹ هماري محبت كے مدعي هيں أن سے بڑهكر همارا كوئي دشمن نهيں -
(٣) ما انزل الله سبحانه آية في المنافقين الا وهي في ما ينتحل التشيع (رجال كشي : ١٩٣)	خدا نے كوئي آيت منافقين كے حق ميں نازل نهيں فرمائي مگر وه عائد هوتي هے هر اس شخص پر جو جهوٹ شيعه هونے كا دعوى كرے -

ان سے بهي بڑهكر ايک قول ملاحظه هو :

" ان المومنين لقليل و ان اهل الكفر كثير - بدرستيكه مومن حقيقي هر آينده كم است و بدرستيكه اهل كفر كه اظهار تشيع مي كنند ' هر آينده بسيار است (صافي شرح كافي باب قلت عدد المومنين - ٥٨ مطبوعه لكهنو) يعنى در حقيقت مومن تهوڑے هيں اور براے نام مومن كه اظهار تشيع كرتے هيں زياده هيں -

(خاتمه)

ان معروضات سے واضح هوگيا هوگا كه اتحاد فريقين كيليے دو اصل كن مساعي كي ضرورت هے اور اگر راه حق و عدالة اختيار كي جاے اور اسلام كے موجوده مصائب كا صحيح احساس هو ' تو تمام غلط فهمياں دور هوسكتي هيں اور كلمهٔ توحيد كے پيرو حفظ كلمهٔ اسلام كيليے متحد و متفق هوسكتے هيں -

ساتهه هي اخوان اهلسنت كي خدمت ميں بهي گذارش هے كه برادران شيعه كے ساتهه محض بر بناے اختلاف مذهب ' بد سلوكي يا دل آزاري روا نه ركهيں - ايسا كرنا نه صرف شان اهلسنت كے بر خلاف بلكه تعليم اسلام كے بهي مخالف هے - جهاں تک ممكن هو أن سے حسن سلوک قائم ركهو - بعض باتوں ميں أنسے اختلاف ركهتے هو تو لازم هے كه عقلمندي اور فراخ حوصلگي سے اختلاف كو برداشت كرو - كيا اهل سنت كے اندر بيسيوں بلكه سيكڑوں مسائل مختلف فيه نهيں هيں ؟

هميں انكي امداد و خبر گيري ميں بهي سرد مهري نهيں دكهلانا چاهيے كه بهر حال وه هم هي ميں سے اور همارے هي هيں - بهت سے قومي كاموں ميں ان كے معزز رؤسا كافي حصه ليتے هيں اور تميز سني و شيعه نهيں كرتے - اگر وه نماز پڑهنا چاهيں اور پاؤں پر مسح كرنا چاهيں تو كرنے دو - هاتهه چهوڑ كر نماز پڑهيں تو تعجب نه كرو - يه اختلافات وحدة كلمه كيليے موجب تفريق و دشمني نهيں هوسكتي والعاقبة للمتقين -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحکیم

الہلال

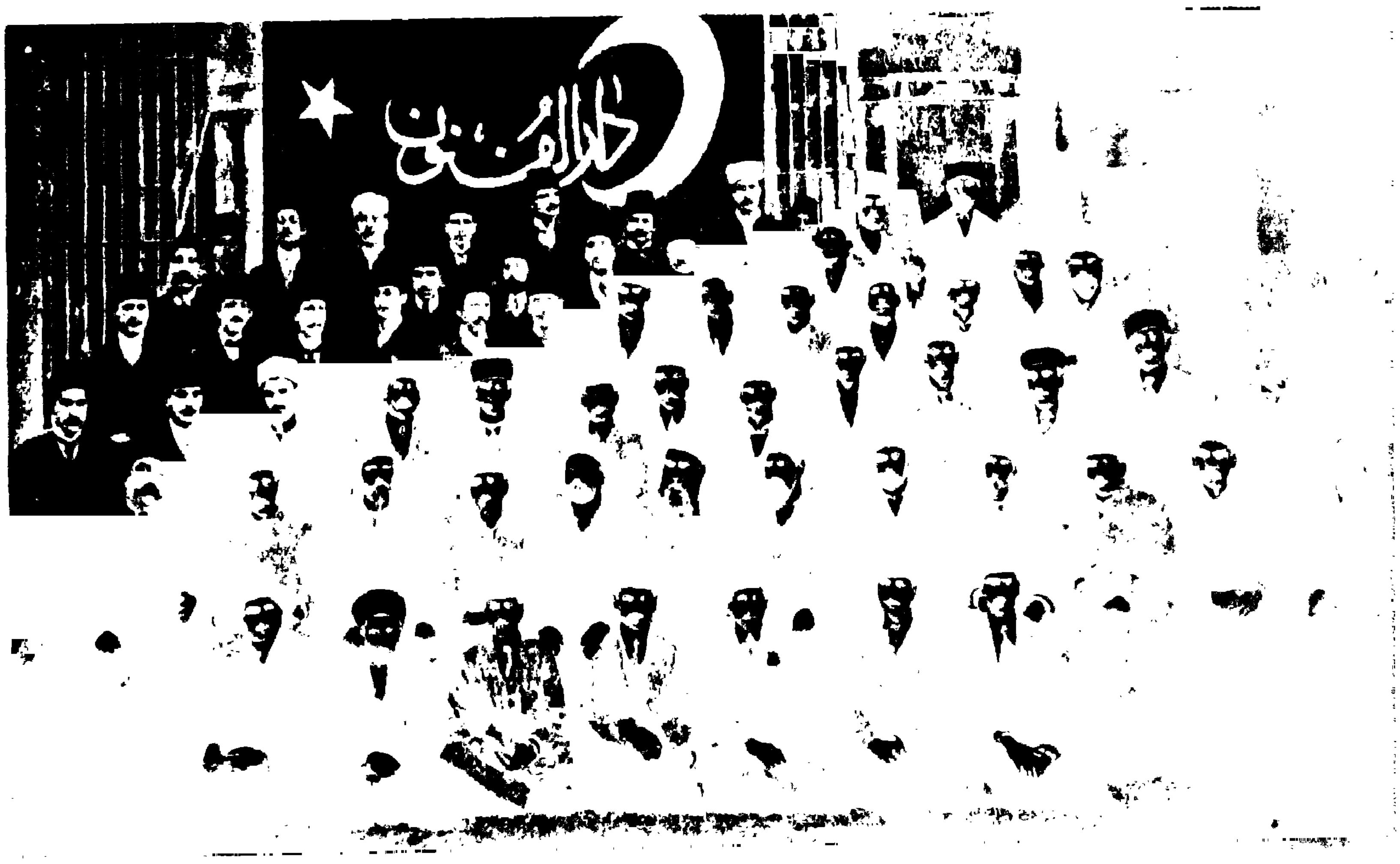
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٢٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ١١ محرم الحرام ١٣٣٢ ہجری — جلد ٣
Calcutta: Wednesday, December 10, 1913.



جب که مسئله مختلف فیه تها تو دونوں قولوں پر غور کرنا چاهیے تها - اور یه دیکهنا تها که کسکي دلیل قوي هے ؟ کون قول صحیح هے ؟ بغیر غور و مشوره کے ایسے اهم مسئله میں فتوی دینے کي جرات نا مناسب تهي -

اگر مجهے اجازت دیجاوے تو میں بلا خوف تردید اس کہنے کي جرات کرتا هوں که مسجد کے حصه کو سڑک میں شامل کرنیکا جن فقها نے فتوی دیا هے' وه دلائل کے لحاظ سے کمزور هے کیونکه اسکے لیے فقها نے صرف دو دلیلیں بیان کي هیں :

(۱) دونوں چیزیں پبلک کي هیں اسلیے ایک کو دوسرے میں شامل کرنا درست هے -

(۲) صاحب در مختار نے اسکے علاوه اس دلیل کا اور اضافه کیا هے که شہروں کي جامع مسجدوں میں اسکا دستور اور رواج هے ' پہلي دلیل کي کمزوري ظاهر هے' اسلیے که پبلک کي دونوں چیزیں هونے سے یه لازم نہیں آتا که ایک کو دوسرے میں شامل کردینا بهي درست هو- اوقاف کے مسائل پر جسکو ادنے اطلاع بهي هوگي ' اسکو معلوم هوگا که جو چیزیں جس کام کے لیے وقف هوں' اونکا دوسري طرح سے استعمال کرنا کسیطرح درست نہیں هے - ایک مسجد کے ملبه کو دوسري مسجد کي تعمیر کے لیے منتقل کرنا ممنوع هے اور سیکروں اسکے نظائر موجود هیں - یہاں تک که لکها هے که شرائط الواقف کنص الشارع - یعنے واقف کي شرائط تبدیل و تغیر قبول نه کرنے میں نصوص شرعیه کے مشابه هیں - علامه شامي لکهتے هیں

لا نعلم ذلك في جوامعنا - نعم تعارف الناس المرور في مسجد له بابان ... نعم یوجد في اطراف صحن الجوامع رواقات مسقوفة للمشي في وقت المطر ونحوه لاجل الصلواة وللخروج من الجامع لا لمرور المارین مطلقا کالطریق العام ' فمن کان له حاجة الي المرور في المسجد یمر في ذلك الموضع فقط لیکون بعیداً عن المصلین و لیکون اعظم حرمة لمحل الصلاة - اهـ

" همکو تو اپنے جامع مسجدوں میں کہیں اسکا پته نہیں لگتا - لوگوں نے اون مسجدوں میں جنکے دو دروازے هوتے هیں' گذرنے کا رواج قائم کرلیا هے .... هاں جامع مسجدوں کے صحن کے کناروں میں مسقف رواق بنا دیے هیں تاکه بارش وغیره کے وقت اوسمیں سے گذر سکیں لیکن صرف اسلیے که نماز پڑهنے آویں یا مسجد سے باهر جاویں' نه که هرکس و ناکس کے گذرنے کے لیے عام راسته کیطرح هیں - جسکو مسجد میں چلنے کي ضرورت پیش آتي هے وه اس جگه سے هوکر گذر جاتا هے - اس سے یه فائده هے که نماز پڑهنے والوں سے گذرنے والا دور رهتا هے نیز خاص نماز کي جگه کي حرمت بهي برقرار رهتی هے "

جب که دلائل ایسے کمزور تهے تو فقها کے اس قاعده پر عمل کرنا چاهیے تها که : لا یجوز العدول عن الدرایة اذا وافقتها روایة (دلیل سے عدول کرنا درست نہیں بشرطیکه کوئي روایت بهي اسکے موافق هو)

(ج) فتاوي ابي اللیث تتار خانیه میں جو اختلاف نقل کیا هے' اوسمیں عدم جواز کے قول کو صحیح کہا هے - پس اوسکے خلاف فتوي دینا کہاں تک مناسب تها ؟

(د) فتح القدیر میں جواز کے ساتهه یه قید بڑهائي هے : وهذا عند الاحتیاج کما قیده في الفتح - شامي کي پہلے عبارت سے بهي معلوم هوگیا هے که جسنے فتوے دیا هے وه صرف اسوقت کیلیے که راسته تنگ هو - مسجد کا حصه فاضل پڑا هو - آیا یہاں بهي وهي صورت تهي ؟ صرف اسي پر غور کرلینا کافی تها !

(ه) اسیکے ساتهه در مختار میں لکها هے :

و جاز لکل احد ان یمر فیه حتی الکافر ' الا الجنب والحائض والدواب (زیلعي)

هر ایک کو اوس زمین میں گذرنا جائز هے حتی که کافر تک گذر سکتا هے' لیکن جنبي' حائض' اور چارپاے نہیں گذر سکتے -

معلوم نہیں مولانا نے اسکي نسبت کیا انتظام سونچا ؟

(و) جن لوگوں نے گذر گاه بنانیکي اجازت دي هے' اونکا مقصد جوکچهه میں سمجها هوں' عرض کرتا هوں - ممکن هے که بعض علما اوسکے ساتهه اتفاق نه کریں - پہلے بطور تمهید یه سمجهه لینا چاهیے که تمام فقها نے مسجدوں میں راسته چلنے کے لیے گذرنیکي ممانعت کي هے اور اسکو مسجد کے احترام کے خلاف سمجها هے - اوسکے بعد دیکها گیا که بعض بعض مسجدیں بہت بڑي هیں' اگر اونمیں سے گذرنے کي ممانعت کیجاویگي تو هرج هوگا - اسلیے بعض فقها نے آساني کے لیے حکم دیا که مسجد کے صحن کے کنارے ایک مختصر راسته لوگوں کے گذرنے کے لیے بنا دیا جاوے تاکه نمازي اور غیر نمازي دونوں اوسپر سے گذر سکیں اور لوگوں کو آسانے رهے - یه مطلب نه تها که مسجد کے کسي حصه کو منهدم کرکے اوسکو راسته میں شامل کردیا جاوے -

اس مطلب کے لیے میرے پاس متعدد وجوه و قرائن هیں :

(۱) جہاں مسجد میں گذرنے کو منع کیا هے وهاں کے الفاظ یه هیں : یکره ان یتخذ المسجد طریقا (بحر) و اتخاذه طریقاً - جہاں راسته بنانیکي اجازت دي وهاں کے الفاظ یه هیں : جعل المسجد طریقا -

عربي زبان میں جعل اور اتخاذ کے لفظ میں کوئي فرق هے یا نہیں ؟

(۲) در مختار میں " لعکسه " کي شرح میں یه الفاظ هیں : اذا جعل في المسجد ممراً - ممر کا ترجمه گذر گاه هے نه که سڑک یا پبلک روڈ - اسلیے میرے معني کي تائید صاف هے -

(۳) علامه شامي نے "لتعارف اهل الامصار" پر جو حاشیه لکها هے : نعم تعارف الناس المرور - الخ - اوسکو غور سے پڑهیے - یه بالکل وهي صورت هے جو میں سمجها هوں -

(۴) اوسکي حرمت مثل مسجد کے هے - حائضه اور جنبي کا گذرنا ناجائز هے - دواب کا لیجانا نا درست هے - اگر مسجد کے کسي حصه کو بالکل پبلک روڈ کر دیا جاوے تو اسمیں اسکي احتیاط کسطرح ممکن هوگي ؟ اسلیے یہي مطلب معلوم هوتا هے که ظاهري معنے مراد نہیں -

(۵) سب سے بڑهکر یه که دلائل سے اسي معني کي تائید هوتي هے نه که ظاهري معنے کي - اور اوسوقت فقها کا اختلاف بهي ختم هوجاتا هے که جسنے ممانعت کي هے تو اوسي وقت کي هے ' جب اوسکو بالکل سڑک میں شامل کردیا جاوے اور مسجد کي حیثیت باقي نه رهے - گذرنیکي شدید ضرورت کے وقت زمین لینے کي اجازت دیدي جائے تو مسجد میں شامل رکهکر البته گنجائش هے -

سر دست مسئله کے متعلق اسي قدر عرض مطلب پر اکتفا کیجاتي هے :

اند کے پیش تو گفتم غم دل ' ترسیدم
که تو آزرده شوي ورنه سخن بسیارست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTR[illegible]L PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد المكلف بابي الكلام الدهلوي

مقـام اشاعت

۷ - ۱ مكلوڈ اسٹريٹ

كلكته

قيمت

سالانه ۸ روپيه

ششماهي ٤ روپيه ۱۲ آنه

نمبر ۲٤ — كلكته : چهـارشنـبه ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ هجري — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 10, 1918.

فهرست

تصـــاويـــــر

اخبـار الانبـاء

جنـوبي افـريقـه

هندوستاني وفد کے جواب ميں لارڈ كريو كي تقرير پر لندن پريس ميں نقد و بحث شروع هوگئي هے - ڈيلي نيوز شاهنشاهي حكومت كي مداخلت پر زور ديتے هوے لكهتا هے كه " تحقيقات پورے طور پر شاهنشاهي حكومت كي طرف سے هوني چاهيے " كيونكه اسكے نزديك جنوبي افريقه كي گوري آبادي كي رائے كو نظر انداز كرنا نا ممكن هے اور اسليے ملكداري كا جو ممكن طريقه باقي ره گيا هے ' وه صرف دوستانه تفهيم هے !

آخـر ميں وه تجويز كـرتا هے : " اس يقيـن کے سـاتهه كه يونين گـورنمنٹ اس مقامي اثر سے متاثر نه هوگي جس سے يه تمام دشوارياں پيدا هوئي هيں ' اس مقدمه كا فيصله خود يونين گورنمنٹ هي کے هاتهه ميں ديديا جائے " !

ڈيلي ميـل لارڈ كريو كي تقـرير کے تهديـد و انذار كي تصويب و تائيـد كرتا هے اور يونين گورنمنٹ سے اميد كرتا هے كه وه هنـدوستان ميں انگريزوں کے پوزيشن کے لحاظ سے اس " غير منصفانه احساس كو دور كرديگي جو اسوقت وهاں پهيلا هوا هے"

ڈيلي گرافـک سر مانچـرجي بهاو نـگري کے اس مطالبه كو " نا قابـل رد " سمجهتـا هے كه هندوستانيوں كو بهي برطـاني حقوق شهريت حاصـل هونا چاهييں - وه مستعمرات کے استقلال داخلي کے متعلق لكهتا هے كه يه كسي حالت ميں بهي " حدود سے خالي نهيں " - موجوده مسئله كي اهميت پر بحث كرتے هوے وه اسكو خود شاهنشاهي حكومت سے وابسته بتاتا هے اور آخر ميں كهتا هے :

" يونين گورنمنٹ كو آبـادي کے ايک طبـقه کے تعصبات پـر يوروي شاهنشاهي کے فوائد و اغراض كي قرباني كرنا نه چاهيے "

ڈيلي ٹيليگـراف کے نزديـک تصفـيه کے ليے يونين گورنمنٹ پر زور نهيں ڈالا جا سكتا كيونكه يه بالكل نا ممكن هے كه " ايک اجنبي قوم کے خلاف كسي قسم كا دباؤ استعمال كيا جاسکے " مگر كيا يه صحيح هے كه جنوبي افريقه كي گوري آبادي اجنبي قوم هے ؟ كيا جنوبي افريقه برطاني شاهنشاهي كا جزو نهيں ؟ اور بالفرض اگر يه مان بهي ليا جاے تو كيا يهي اصول هے جو عموماً ايشيائي اور خصوصاً اسلامي سلطنتوں کے مقابله ميں ملحوظ رها هے اور آينده رهيگا ؟

اخبار مذكور اس امر پر بهت مسرور هے كه لارڈ كريو نے مجوزه تحقيقات پر كافي زور ديا هے اور اسے يقين كامل هے كه جنرل بوتها اور انکے رفقاء اس تحقيقات كي اهميت پورے طور پر تسليم كرينگے جو محض سركاري نه هوگي -

---

جنوبي افريقه کے متعلق كتاب ازرق (بلوبک) شايع هوگئي هے - اسميں صرف پانچ ماه يعني ۳ - جولائي سے ليکے ۲۹ - نومبر تک کے حالات درج هيں - كتاب كا اصلي مايهٔ خمير يونين گورنمنٹ اور دفتر مستعمرات كي باهمي مراسلات هيں ' مگر اسکے علاوه اسميں وه طويل مراسلت بهي شامل كردي گئي هے جو رئيس الاحرار مسٹر گاندهي اور وزير داخليه مسٹر جار جس ميں هوئي تهي اور جسميں طمانيت بخش فيصله كي آخري كوشش كي گئي تهي - ليكن اس كتاب ميں نه تو حكومت هند اور وزير هند كي باهمي مراسلات شامل هيں اور نه وه تار جو لارڈ كريو كو غير سركاري طور پر موصول هوے اور لارڈ كريو نے مسٹر هار كورٹ كو بهيجديے تهے -

ان مراسلات ميں ترميم قانون از دواج ' مسٹر فشر كا وعده ' اسکے ايفاء کے متعلق لارڈ گليڈ سٹون كي توثيق و توكيد مع شرائط ' مقدمه مسماة كلثوم بي بي ' وغيره وغيره مواضيع پر بحث كي هے - مسٹر هار كورٹ نے اپنے خطوط ميں جا بجا حكومت هند كي تشويش كا بهي ذكر كيا هے - ايک خط ميں لكها هے كه هندوستاني صرف وزراء کے پخته وعده پر اعتماد كر سكتے هيں -

---

اگرچه جنوبي افريقه ميں اسوقت يكسر ظلم و عدوان كي حكمراني هے مگر با اين همه جو هندوستاني ابهي تک قيد و بند كي گرفت سے آزاد هيں ' وه جرات خدا داد سے اپنے اسير و محبوس برادران وطن كي همدردي و تائيد ميں برابر پر جوش جلسے كررهے هيں - نٹال انڈين ايسو سي ايشن يكم نومبر كو مسٹر گوكهلے کے نام تار ديتي هے كه يہاں پے در پے جلسے هو رهے هيں - ان جلسوں ميں ليڈروں کے ساتهه وفاداري كا اظهار ' تمام مظالم كي ايک ايسے كميشن کے ذريعه تحقيقات كا مطالبه ' جسميں هندوستان كي كافي نيابت هو ' اور تين پونڈ ٹيكس کے قانون كي منسوخي پر اصرار كيا جا رها هے - اسي تاريخ كو جو هانسبرگ سے مسٹر رچ نے اطلاع دي هے كه يہاں ايک عظيم الشان جلسه هوا ' جسميں خاموش مقابلے کے ساتهه كامل همدردي و محبت ' وائسراے هند كا شكريه ' ارباب مقاومت کے مظالم کے خلاف اظهار ناراضي ' مسٹر گاندهي کے ساتهه وفاداري ' انکے معاونين اور ان تمام عورتوں کے احترام كا اظهار ' جنهوں نے اس شريفانه معركه ميں مردوں کے دوش بدوش حصه ليا هے ' آزادانه تحقيقات کے مطالبه ' اور هندوستانيوں كي امداد کے ليے شكريه کے رزوليوشن پاس كيے گئے -

---

۵ - دسمبر کے تار ميں بيان كيا گيا تها كه ڈربن کے قيد خانوں ميں هندوستاني يک شنبه سے فاقه كشي كر رهے هيں - اسكي وجه وه يه بيان كرتے هيں كه گهي نا قابل اكل ' كمبل نا كافي ' اور كپڑے غبار آلود هيں ' كهانا كافر پكاتے هيں - ان شكايات کے انسداد کے متعلق قيد خانے کے حكام سے ملاقات كي گئي تو انهوں نے وزير داخليه کے پاس تار بهيجا - وزير داخليه نے جواب ميں كها كه جن لوگوں نے فاقه كشي شروع كي هے ' انهوں نے اپني مرضي سے كي هے ' اور يه حكم ديا كه آئنده تمام شكايات مجسٹريٹ سے كي جائيں !!

وزير موصوف كي هدايت کے بموجب جنرل لوكس نے انجمن كو غذا وغيره کے انتظام سے روكديا هے اور تمام هندوستانيوں كو كار فرماؤں کے رحم پر چهوڑ ديا هے - يه اس سابق توثيق کے بالكل خلاف هے جسميں بيان كيا گيا تها كه قيد كي سزاؤں سے حكومت كا مقصد صرف اسقدر هے كه وه هڑتال كرنے والوں كو اطاعت پر مجبور كرے - مگر ۹ دسمبر كو مسٹر ويسٹ نے مسٹر گوكهلے كو ڈربن سے اطلاع دي هے كه حكومت نے جنرل لوكس كو هدايت كردي هے كه انجمن کے زير نگراني پوليس کے ذريعه تقسيم غذا كي اجازت ديديں -

تنہا ست حسین ابن علي در صف اعدا
اکبر تو کجا رفتي و عباس کجائي ؟

سچ یہ ہے کہ جن مردہ دلوں کو زندگي کیلیے سوز و تپش کي ضرورت ہو' جن ارباب درد کو روح کي راحت کیلیے جسم کے ماتم کي تلاش ہو' جنکي زبانیں آہ و فغاں کو محبوب' اور جنکي آنکھیں خونبانہ فشاني کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتي ہوں' انکي صحبت ماتم و الم کي رونق کیلیے یہي افسانہ اتنا کچھہ سامان غم اپنے اندر رکھتا ہے کہ اگر خون کے بڑے بڑے سیلاب سمندروں کي رواني سے بہہ جائیں' اور بے شمار لاشوں کي تڑپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آجائیں' جب بھي انکي نداۓ حال اُس الہلم سرائي سے قاصر رہیگي' جو اسکے ایک ایک لفظ کے اندر سے توصیہ فرماے عبرت و بصیرۃ ہے -

لیکن آہ ! کتنے دل ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو اسکے حقیقي بصائر و معارف کے اندر دیکھا ہے ؟ اور کتنے آنکھیں ہیں' جو حسین ابن علي شہید پر گریہ و بکا کرتے ہوے اُس اسوۂ حسنہ کو بھي سامنے رکھتے ہیں' جو اس حادثۂ عظمی کے اندر موجود ہے ؟

في الحقیقۃ یہ حق و صداقت' آزادي و حریت' امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کي ایک عظیم الشان انساني قرباني تھي جو صرف اس لیے ہوئي تاکہ پیروان اسلام کیلیے ایک اُسوۂ حسنہ پیش کرے' اور اس طرح جہاد حق و عدالۃ اور اُس کے ثبات و استقامت کي ہمیشہ کیلیے ایک کامل ترین مثال قائم کردے - پس جو بے خبر ہیں انکو رونا چاہیے - ان لم تبکوا فتباکوا ! اور جو روتے ہیں انکو صرف رونے ہي پر اکتفا نہ کرنا چاہیے - انکے سامنے سید الشہدا نے اپني قرباني کا ایک اسوۂ حسنہ پیش کردیا ہے' اور کسي روح کیلیے ہرگز جائز نہیں کہ محبت حسین کي مدعي ہو' جب تک کہ اُسوۂ حسیني کي متابعت کا اپنے اعمال کے اندر سے ثبوت نہ دے -

ضرورت تھي کہ ایک مبسوط مقالہ افتتاحیہ " اسوۂ حضرۃ سید الشہدا " کے عنوان سے کئي نمبروں میں لکھا جاتا اور نہایت تفصیل کے ساتھہ اس حادثہ ہائلۂ شہادت پر نظر ڈالي جاتي - سب سے پہلے اسکي تاریخي حیثیت نمایاں کي جاتي اور اسکے بعد اُن تمام مواعظ و نتائج عظیمہ کو ایک ایک کرکے بیان کیا جاتا جو اس ذبح عظیم کے اندر پوسیدہ ہیں' اور جنکي لسان حیات آج بھي اسي طرح صدا دے رہي ہے' جس طرح کنار فرات کي' ریتلي سر زمین پر ابسے بارہ سو برس پہلے زخم و خون کے اندر سے وعظ فرماے حقیقت و صداقت تھي !!

دنیا میں ہر چیز مر جاتي ہے کہ فاني ہے - مگر خون شہادت کے اُن قطروں کیلیے جو اپنے اندر حیات الہیہ کي روح رکھتے ہیں' کبھي بھي فنا نہیں :

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست

لیکن افسوس کہ شرح و بسط کیلیے اس وقت مستعد نہیں - صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کرونگا :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(۱) سب سے پہلا نمونہ جو یہ حادثۂ عظیمہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے' دعوۃ الی الحق' اور حق و حریت کي راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا ہے -

بني امیہ کي حکومت ایک غیر شرعي حکومت تھي - کوئي حکومت جسکي بنیاد جبر و شخصیت پر ہو' کبھي بھي اسلامي حکومت نہیں ہوسکتي - انہوں نے اسلام کي روح حریت و جمہوریت کو غارت کیا' اور مشورۂ و اجماع امۃ کي جگہ محض غلبۂ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپني شخصي حکومت کي بنیاد رکھي - انکا نظام حکومت شریعۃ الہیہ نہ تھا' بلکہ محض اغراض نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ' ایسي حالت میں ضرور تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کي ایک مثال قائم کي جاتي اور حق و حریت کي راہ میں جہاد کیا جاتا -

حضرۃ سید الشہدا نے اپني قرباني کي مثال قائم کرکے مظالم بني امیہ کے خلاف جہاد حق کي بنیاد رکھي' اور جس حکومت کي بنیاد ظلم و جبر پر تھي' اسکي اطاعت و وفاداري سے انکار کردیا -

پس یہ نمونہ تعلیم کرتا ہے کہ ہر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا علانیہ مقابلہ کرو اور کسي ایسي حکومت سے اطاعت و وفاداري کي بیعت نہ کرو جو خدا کي بخشي ہوئي انساني حریت و حقوق کي غارتگر ہو' اور جسکے احکام مستبدہ و جائرہ کي بنیاد صداقت و عدالۃ کي جگہ جبر و ظلم پر ہو -

(۲) مقابلہ کیلیے یہ ضرور نہیں کہ تمہارے پاس قوت و شوکت مادي کا وہ تمام ساز و سامان بھي موجود ہو جو ظالموں کے پاس ہے - کیونکہ حسین ابن علي کے ساتھہ چند ضعفاء و مساکین کي جمعیت قلیلہ کے سوا اور کچھہ نہ تھا - حق و صداقت کي راہ نتائج کے فکر سے بے پروا ہے - نتائج کا مرتب کرنا تمہارا کام نہیں - یہ اُس قوۃ قاہرۂ عادلۂ الہیہ کا کام ہے' جو حق کو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کرتي' اور ظلم کو باوجود جمیعۃ و عظمت دنیوي کے نا مراد و نگونسار کرتي ہے : وکم من فئۃ قلیلۃ' غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ -

ایسے موقعوں پر ہمیشہ مصلحت اندیشیوں کا خیال دامنگیر ہوتا ہے جو في نفسہ اگرچہ عقل و دانائي کا ایک فرشتہ ہے' لیکن کبھي کبھي شیطان رجیم بھي اسکے بھیس میں آکر کام کرنے لگتا ہے - نفس خادع حیلہ طراشیاں کرتا ہے کہ صرف اپنے تئیں کٹوادینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل ؟ توپ و تفنگ اور تخت و سلطنت کا مقابلہ کس نے کیا ہے کہ ہم کریں؟

آخري سوال کا جواب میں دیسکتا ہوں - تاریخ عالم کي صدہا امثال مقدسۂ و محترمۂ جہاد سے قطع نظر' تمہارے سامنے خود مظلوم کربلا کي مثال موجود ہے - تم کہتے ہو کہ چند انسانوں نے حکومتوں کي قوتوں اور ساز و سامان کا مقابلہ کب کیا ہے کہ کبھي یہي کیا جاے ؟ میں کہتا ہوں کہ حسین ابن علي نے صرف بہتر یا باسٹھہ بھوکے پیاسے انسانوں کے ساتھہ اُس عظیم الشان حکومت قاہر و جابر کا مقابلہ کیا' جسکے حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے - اور گو یہ سچ ہے کہ اُس نے اپني آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے ٹکڑوں کو بھوک اور پیاس کي شدت سے تڑپتے دیکھا' اور پھر ایک ایک کرکے آپ میں سے ہر وجود مقدس خاک و خون میں تڑپا اور جاں بحق تسلیم ہوا' اور یہ بھي سچ ہے کہ وہ دشمنوں سے نہ تو پینے کیلیے پاني چھین سکا' اور نہ زندہ رہنے کیلیے اپني غذا حاصل کرسکا' اور اسمیں بھي شک نہیں کہ بالآخر سر سے لیکر پیر تک وہ زخموں سے چور ہوا' اور اس خلعت شہادت لالہ گوں سے آراستہ ہوکر طیار ہوا' تا اُس کرشمہ ساز عجائب کے حریم وصال میں پہنچے' جو دوستوں کو خاک و خون میں تڑپاتا اور دشمنوں کو مہلت دیتا ہے :

ارید وصالہ' و یرید قتلي !

تاہم فتح اُسکي تھي' اور فیروز مندي و کامراني کا تاج صرف اسي کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا - وہ تڑپا اور خاک و خون

شذرات

بعض مسائل مهمه

شايد هي كوئي شے اسقدر ميرے ليے تكليف ده هے جسقدر الهلال كي قلت ضخامت اور ضيق ابواب و فصول - هر نيا هفته جسمين شروع هوتا هے تو اميدوں اور ولولوں سے لبريز دماغ ليكر آتا هوں كه ابكي صحبت ميں تو جي بهر كے باتيں كرينگے ' ليكن جب جاتا هوں تو وهي حسرت پيشين زبان پر هوتي هے كه :

ابكے بهي دن بهار كے يونهيں گذر گئے !

كثرت افكار و ترددات نه انتخاب كا موقع ديتے هيں ' نه فكر و مطالعه كا - نه حسن ترتيب كا خيال رهسكتا هے ' نه تقديم و تاخير مضامين كا - كئي آدميوں كا كام ايك هي آدمي سے ليجيے كا تو اسكي معذورياں سنني هي پڑينگي - ايسی حالت ميں ضرورت هے كه ايك ميدان وسيع اسكے سپرد كرديا جاے - اور خواه ترتيب و انتخاب ' اور تقديم و تاخير مطالب ميں كتني هي آس سے مجبورانه غلطياں سرزد هوجائيں ' تاهم وه كسی طرح مقيد نه هو ' اور جو كچهه كهنا چاهتا هے ' كم و بيش كسي نه كسي موقعه پر كهه سناے -

كون هے جسے اپنا دماغ چير كر دكهلاؤں كه كيا كچهه لكهنا چاهتا هوں ' اور جو كچهه الهلال ميں لكهتا هوں ' وه اسكے مقابله ميں كتنا هے ؟ اور پهر كس سے كهوں كه ميرے پاس دماغ نهيں هے - ايك مدفن اموات هے ' جسميں لفظ و معني كے احياء و ارواح پيدا هوتي هيں اور سير حيات كي راه مسدود ديكهكر اپنے مولد هي كو اپنا مدفن بهی بنا ليتي هيں ! كما قلت :

هر موج معاني كه ز جيحون دلم خاست
تا ساحل لب آمده بر تافت عناں را

اگرچه اردو پريس ميں تنوع و تعدد مطالب و مضامين كے اعتبار سے اسكي موجوده ضخامت بهي اتني هے جو هفته وار اخبارات ايك طرف ' ملك كے بهت سے ماهوار رسائل ميں بهي مفقود هے ' اور علي الخصوص ايسي حالت ميں كه ايك هي شخص كو اس كارخانے كا هر كيل پرزه درست كرنا پڑتا هے ' بيجا نهيں ' اگر الهلال اپني هفته وار ضخامت پر نادم هونے كي جگه شادماں هو ' تا هم كيا كيجيے كه اپني نظر نے جو معيار اور نمونے اپنے سامنے ركهے هيں ' اور دل كي آرزوؤں كي جو شورش هے ' اسكے ليے يه سب كچهه هيچ هے - يه سچ هے كه توفيق الهي نے جو كچهه مرحمت فرمايا ' وه بهي اپني حيثيت سے كهيں ارفع و اعلی هے ' ليكن سوال يه هے كه سائل كو جو كچهه ملے ' وه اُس كے كچكول فقر هي كے لائق كيوں هو ؟ دست كريم كو تو اپنے جيب و دامن كي عزت پر نظر ركهني چاهيے :

وهبت علي مقدار كفي زماننا
و نفسی علي مقدار كفك يطلب

كئي هفتوں سے چاهتا هوں كه چند اهم معاملات هيں ' مختصراً هي سهي ' مگر انكے متعلق چند كلمات ضرور يه عرض كروں - هر هفتے خيال هوتا هے كه لكهونگا ' ليكن جب آخري صفحات كي نوبت آتي هے تو گنجائش صاف جواب ديديتي هے :

كه ابتر كچهه نهيں باقي جناب شيشے ميں !!

آج اراده كر ليا هے كه اس هفتے مقالۂ افتتاحيه سرے سے لكها هي نه جاے اور اسكي جگهه صرف شذرات هوں - كم از كم چند ضروري معاملات تو بحث ميں آجائيں گے -

طبعيتيں مختلف اور ذوق هر شخص كا الگ هے - ممكن هے كه بعض احباب كرام كو مقالۂ افتتاحيه كا نهونا شاق گذرے - ليكن انكي خدمت ميں عرض هے كه جن صفحوں پر هميشه اپنے ايك سالم دل كي خونچكانياں ديكهي هيں ' وهاں گاه گاه اسكے چهوٹے چهوٹے ٹكڑوں كو بهي بكهرا هوا ديكهه ليجيے گا تو كيا هوگا ؟ كبهي خندۂ زخم سے ارباب درد كا جي بهلتا هے تو كبهي دل صد پاره كے نالۂ شكستگي سے بهي :

لختے برد از دل ' گذرد هر كه ز پيشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خويشم !!

عشرۂ محرم الحرام (۱)

شمع ها برده ام از صدق بخاك شهدا
تا دل و ديدۂ خونبانه فشانم دادند

آئيے ' سب سے پہلے آج ايك بهولي هوئي صحبت ماتم كو پهر تازه كريں - كتنے دن گذر گئے كه راه و رسم ماتم و شيون سے نا آشنا هيں - نه صداے ماتم كي فغاں سنجي هے اور نه چشم خونبار كي اشك افشاني - كار و بار غم كي رونق افسرده هو چلي هے اور روز بازار درد كي چهل پهل مدت سے موقوف هے :

نه داغ تازه مي خارد ' نه زخم كهنه مي كارد !
بده يا رب دلے كيں صورت بے جاں نمي خواهم !

طرابلس كے خون آلود ريگستان كو اگر لوگوں نے بهلا ديا ' مشهد مقدس اور تبريز كا قصۂ الم اگر ذهنوں سے محو هو گيا ' مقدونيا او ر البانيا كے تازه ترين افسانه هاے خونين اگر فكروں سے فراموش هو گئے ' تو كچهه مضائقه نهيں - ارباب درد و غم كيليے ايك ايسي داستان الم صديوں سے موجود هے ' جو كبهي بهلائي نهيں جا سكتي ' اور اگر لوگ اسے بهلا بهي ديں تو بهي هر سال چند ايسے ماتم آلود دن تازگي زخم كهن كيليے آ موجود هوتے هيں جو از سر نو ايك هزار ڈهائي سو برس پيشتر كے ايك حادثۂ عظيمه كي ياد پهر سے تازه كرديتے هيں !

ابكے كچهه ايسا اتفاق هوا هے كه الهلال كي اشاعت ٹهيك عشرۂ محرم الحرام كے دن واقع هوي هے - پس ميرا اشاره حادثۂ هائلۂ كبری يعني شهادت حضرة سيد الشهدا عليه و علی اجداده الصلوة و السلام كي طرف هے - عظم الله اجورنا بمصائبنا !

وقتست كه در پيچ و خم نوحه سرائي
سوزد نفس نوحه گر از تلخ نوائي
وقتست كه آن پردگياں ' كز ره تعظيم
بر درگه شاں كرده فلك ناصيه سائي
از خيمۂ آتش زده عرياں بدر آيند
چوں شعلۂ دخاں بر سر شاں كرده ردائي
جانها همه فرسودۂ تشويش اسيري
دلها همه خوں گشتۂ اندوه رهائي

(۱) يه نوٹ اگرچه اسقدر بڑهگيا هے كه شذرات كي جگه ايك پورا افتتاحيه هے - تاهم چونكه بالكل سرسري طور پر لكها گيا هے اسليے اسے الهلال كا ليڈنگ آرٹكل قرار نهيں ديتا كه اسكے ليے اپنے ذهن بعض خاص شرائط ٹهرا ركهے هيں -

ان المحب لمن یحب یطیع

حضرت امام علي بن الحسین الشہیر بہ زین العابدین کہتے ہیں :

" اني لجالس في العشیة التي قتل ابي الحسین في صبیحتها و عمتي زینب تمرضني اذ دخل ابي و ہو یقول :

یا دھـــر اف لـــک مــن خلیـــل
کـم لک في الا شـــراف و الا صیـــل
من طـــالب و صـــاحب قتیـــل
و الـد ھـــر لا یقنـــع با لبـــد یـــل
و انمـــا الا مـــر الی الجلیـــل
و کـــل حی ســـالـک الســـبیـــل

ففہمت ما قال ' و عـرفت ما اراد ' و خنقتـني عبـرتی ' و رددت دمعی ' و عرفت ان البلاء قد نزل بنا - و اما عمتی زینب ' فانـہا لما سمعت ما سمعت و النساء من شا نہن الرقة و الجزع ' فلم تملک ان و ثبت تجر ثو بہا حاسرة و ھي تقول و اثـکلاہ ! لیت الموت اعدمنی الحیاة ' الیوم ما تت فاطمة و علیٌ و الحسن بن علی اخو ' فنظر الیہا فردد غصتہ ثم قال : یا اختی ! اتقي اللـہ ! فان الموت نازل لا محالہ - فلطمت وجہہا ' و شـقـت جیبہا ' وخرت مغشیاً علیہـا ' و صاحت وا ویلاہ ! و اثـکلاہ ! ! فتقدم الـیہا فصب علی وجہہا الماء ' و قال لہا یا اختاہ ! تعزي بعزاء اللہ ' فان لی و لکل مسلم اسوة برسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم " (تاریخ یعقوبی مطبوعہ لیڈن - جلد دوم صفحہ - ۲۹۰ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرة امام علي بن حسین زین العابدین علیہ السلام کہتے ہیں :

" جس رات کي صبح کو میدان شہادت گرم ہونے والا تھا ' عین اُسي شب کا واقعہ ہے کہ میں بیمار پڑا تھا - میري پھپي زینب میري تیمار داري میں مصروف تھیں - اتنے میں حضرة امام حسین داخل ہوے - وہ چند اشعار پڑھرہے تھے جنھیں سنکر میں سمجھہ گیا کہ انکا ارادہ کیا ہے ؟ میري آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاري ہوگئے اور مجھے یقین ہوگیا کہ ہم پر ابتلاء الہي نازل ہوگئي ہے اور اب اُس سے چارہ نہیں -

مگـر حضرة زینب ضبط نہ کرسکیں کیـونکـہ قدرتي طور پر عورتیں زیادہ رقیق القلب ہوتي ہیں - وہ ماتم کناں چلا اٹھیں کہ وا حسرتا وا مصیبتا ! الیوم ماتت فاطمة و علي و الحسن بن علي !

لیکن جب حضرة حسین نے یہ حالت دیکھي تو انکي جانب متوجہ ہوے اور کہا کہ اے بہن ! یہ کیا بے صبري ہے اور کیسا جزع و فزع ہے ؟ اللہ سے ڈرکہ موت یقیناً ایک آنے والي چیز ہے اور اس سے کوئي بچ نہیں سکتا -

لیکن حضرة زینب شـدة غم و حزن سے مضطر تھیں - وہ دیکھہ رہي تھیں کہ آنے والي صبح کن واقعات خونین کے ساتھہ طلوع ہوگي - فرط غم میں انھوں نے اپنا چہرہ پیٹ لیا ' گریباں پھاڑ ڈالا اور واویلاہ! وا حسرتا! پکارتي ہوئي بے ہوش اپنے بھائي پر گرپڑیں حضرة حسین نے یہ حالت دیکھکرانکے منہ پر پاني ڈالا اور جب ہوش میں آئیں تو فرمایا : اے بہن ! یہ کیسا غم و حزن ہے جو تم کررہي ہو ؟ تمھیں چاہیے کہ اللہ کے حکم و فرمان کے مطابق جو طریق عزا و حزن و غم ہے ' اُسے اختیار کرو ' کیونکہ میرے لیے اور ہر ایک مسلم کیلیے رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم کي زندگي اور انکے اعمال و افعال میں اتباع اور پیروي کیلیے بہترین نمونہ ہے ! ! "

اللہ اکبر! خاندان نبوت کے اس مرتبۂ رفیع اور اس درجۂ عظیم کو دیکھیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُسوۂ احسنہ کس طرح انکے سامنے تھا ' اور " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة " کے حکم کے آگے کس طرح انھوں نے اپنے جذبات اور خواھشوں کو قربان کردیا تھا؟ ایسے سخت اور زھرہ گداز موقعہ پر بھي اپني بہن کا جزع و فزع اُنھیں گوارا نہوا ' اور بجاے علم الفاظ صبر و تشفي کہنے کے فرمایا تو یہ فرمایا کہ " فان لي و لکـل مسلم اسوة في رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم " ! !

پھر آج کتنے مدعیان محبت اهل بیت کرام ھیں ' جو اس اسوۂ حسنہ کے اتباع کا اپنے اعمال سے ثبوت دیسکتے ھیں ؟

انڈین نیشنـل کانگریس (کراچي)

یادش بخیر ' مسلمانوں کا ایک سیاسي دور چند سال پیشتر تـک تھا جو گذر چکا ہے :

خواب خوش بودم و از یاد حریفاں رفتم

کہتے ھیں کہ اس گذشتہ عہد میں ایک خونخوار عفریت کسي آبادي کے عین وسط میں رھتا تھا جسکا نام " مسلمانوں کي مسلمہ قومي پالیسي " تھا - اسکي طاقت عجیب اور اسکا خونخوارانہ حملہ بے امان تھا - خواہ انسان کہیں ھو اور کسي فکر میں ' لیکن اسکے ھاتھہ سے محفوظ نہ تھا - تمام ملک اسکے دست تظلم سے عاجز آگیا تھا اور اس شیطان لعین کے حملوں سے پناہ مانگتا تھا - چنانچہ بالاخر خدا نے دعاؤں کو سنا اور اپنے بعض بندوں کو بھیجدیا جنھوں نے روایات یہود کے بلعم باعور کي طرح اس عفریت سیاہ کو ایک ھي وار میں ٹکرے ٹکرے کر دیا : فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ؟ (۴۱ : ۲۸)

اذا جاء موسیٰ و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحـر!

جسطرح پراني روایتیں جاڑے کي بڑي بڑي راتوں میں بیٹھکر لوگ سنا کرتے ھیں ' اسي طرح اُس دور گذشتہ کے قصص و حکایات بھي عنقریب قصۂ پیشین بنکر زبانوں پر ھونگے -

پس جو عہد گذر چکا ' اب اسکا تذکرہ فضول ہے - مسلمانوں کي " مسلمہ قومي پالیسي " اگر کوئي تھي بھي تو اب اسکا عفریت مرچکا ہے اور خدا نے چاھا تو وہ اپني سوگوار ذریت کي خاطر اب پھر واپس نہ آئیگا -

وہ زمانہ گیا جب انڈین نیشنل کانگریس کي شرکت کے تصور سے مسلمان کانپ اٹھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں علي گڈہ کي برادري حقہ پاني بند نہ کر دے ' اور " قومي اصطلاحات " کي فرہنـگ میں کسي مسلمان کیلیے سب سے بڑي گالي یہ تھي کہ اُسے " کانگریسي " کہدیا جاے - الٹا وہ کلمۂ " حق " جو حسین ابن منصور کي زبان سے نکلا تھا ' خود علي گڈہ کي در و دیوار سے اثبات وجود کر رہا ہے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

اب مسلمان کانگریس میں شریک ھوں یا نہوں ' مگر ملک کي ایک ھي سچي اور صادق العمل جماعت نے اپني استقامت اور راست بازي سے انکي ضد اور ھٹ پر فتح تو ضرور پالي ہے ' اور " مسلمہ قومي پالیسي " کے سوگوار گو اب شرم و حیا سے اپني ضلالت چہل سالہ کا علانیہ اقرار نہ کریں ' لیکن انکے دل اور ضمیر کا جو بوجھہ انکے ساتھہ ساتھ ھوگا ' اُسے کوئي انھیں سے پوچھے تو معلوم ھو - جن لوگوں نے ضمیر کي ملامت کے عذاب الیم کا مزہ نہیں چکھا ہے ' وہ اُن گرفتاران عـذاب قلبي کي مصیبتوں کو کیا جانیں ؟

تو گراں خوابي و نخوردہ گزند را چہ خبر؟

اگرچہ بعض ایسے استقامت فرمایان راہ ضلالت اب بھي موجود

میں لوٹا' پر اپنے اس خون کے ایک ایک قطرہ سے جو عالم اضطراب میں اسکے زخموں سے ریگ و سنگ پر بہتا تھا' انقلاب و تغیرات کے وہ سیلاب هاے آتشین پیدا کر دیے' جنکو نہ تو مسلم بن عقبہ کي خون آشامي روک سکي' نہ حجاج کي بے امان خونخواري' اور نہ عبد الملک کي تدبیر و سیاست - وہ بڑھتے اور بھڑکتے هي رهے - ظلم و جبر کا پاني تیل بنکر انکے شعلوں کي پرورش کرتا رها' اور حکومت و تسلط کا غرور هوا بنکر انکي ایک ایک چنگاري کو آتشکدۂ سوزاں بناتا رها - یہاں تک کہ آخري وقت آگیا' اور جو کچھہ سنہ ٦٦ - میں کربلا کے اندر هوا تھا' وہ سب کچھہ سنہ ۱۳۲ میں نہ صرف دمشق' بلکہ تمام عالم اسلامي کے اندر هوا - صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے' انکي لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کي گئیں' فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں' اور مردوں کي هڈیوں تک کو ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑا - اور اسطرح: فسیعلم الذین ظلموا' اي منقلب ینقلبون! کا پورا پورا ظهور هوا!!

پھر کیا یہ سب کچھہ جو هوا' وہ محض ابراهیم عباسي کي دعوت اور ابو مسلم خراساني کي خفیہ ریشہ دوانیوں هي کا نتیجہ تھا؟ کیا یہ اسي خون کا اعجاز نہ تھا جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا؟ پھر یہ فتح مندي تو بہ حسب ظاهر ہے جسکے نتائج کیلیے ایک صدي کا انتظار کرنا پڑا' ورنہ في الحقیقۃ مظلومیت کا خون جس وقت بہتا ہے' اسي وقت اپني معنوي فتح مندي حاصل کر لیتا ہے -

(۳) بہر حال یہ تو حق و صداقت کي قربانیوں کے نتائج هیں جو کبھي ظاهر هوے بغیر نہیں رهتے' لیکن حضرۃ سید الشهدا کا اسوۂ حسنہ بتلاتا ہے کہ تم ان نتائج کي ذرا بھي پروا نہ کرو - اگر ظلم اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے' تو اسکے لیے حق کي قرباني ناگزیر ہے اور اسے هونا هي چاهیے - تعداد کي قلت و کثرت یا سامان و وسائل کا فقدان اسپر موثر نہیں هو سکتا - اور ظلم کا صاحب شوکت و عظمت هونا اسکے لیے کوئي الهي سند نہیں ہے کہ اسکي اطاعت هي کرلي جاے - ظلم خواہ ضعیف هو خواہ قوي' هر حال میں اسکا مقابلہ کرنا چاهیے کیونکہ وہ ظلم ہے' اور حق اور صداقت هر حال میں یکساں اور غیر متزلزل ہے -

(۴) حق و عدالۃ کي رفاقت کي آزمائشیں زهرہ گداز اور شکیب ربا هیں - قدم قدم پر حفظ جان و ناموس اور محبت فرزند و عیال کے کانٹے دامن کھینچتے هیں - لیکن یہ اسوۂ حسنہ مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپني طلب و همت کو اچھي طرح آزما لیں - نہ کہ چند قدموں کے بعد هي ٹھوکر لگے:

جرم را ایں جا عقوبت هست و استغفار نیست!

اس قتیل جادۂ حق و صداقت کے چاروں طرف جو کچھہ تھا' اسکا اعادہ ضروري نہیں کہ سب کو معلوم ہے - خدا تعالے نے اپني آزمایشوں کے متعدد درجے بیان کیے هیں:

ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات' وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبۃ' قالوا: انا للہ و انا الیہ راجعون (۲ : ۱۵۲)

اللہ تعالی تمہیں آزمایشوں میں ڈالیگا - وہ حالت خوف و هراس' بھوکھہ اور پیاس' نقصان مال و جان اور هلاکت اولاد و اقارب میں مبتلا کرکے' تمہارے صبر و استقامت کو آزمایگا' پس اللہ کي طرف سے بشارت ہے انکے لیے' جنکے ثبات و استقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں مبتلا هوتے هیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہکر اللہ کے سپرد کر دیتے هیں کہ: انا للہ و انا الیہ راجعون"

خوف و هراس' بھوک اور پیاس' نقصان اموال و متاع' قتل نفس و اولاد؛ یهي چیزیں انسان کیلیے اس دنیا میں انتهائي مصیبتیں هو سکتي هیں' اسلیے انهي چیزوں کو راہ الهي کیلیے آزمایش قرار دیا گیا -

لیکن مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام مرحلے ایک ایک کرکے موجود تھے - وہ ان تمام مصائب سے ایک لمحہ کے اندر نجات پاکر آرام و راحت اور شوکت و عظمت حاصل کرسکتا تھا اگر حکومۃ ظالمہ کي وفاداري و اطاعت کا عهد کرلیتا' اور حق و صداقت سے روگرداني کیلیے مصلحت وقت کي تاویل پر عمل کرتا' پر اس نے خدا کي مرضي کو اپنے نفس کي مرضي پر ترجیح دي' اور حق کا عشق' زندگي اور زندگي کي محبتوں پر غالب آگیا - اس نے اپنا سر دیدیا کہ انسان کے پاس حق کیلیے یهي ایک آخري متاع ہے' پر اطاعت و اقرار وفاداري کا هاتھہ نہ دیا جو صرف حق و عدالۃ هي کے آگے بڑھسکتا تھا: و من الناس من یشري نفسہ ابتغاء مرضات اللہ' واللہ روف بالعباد -

(۶) سب سے بڑا اسوۂ حسنہ کہ اس حادثۂ عظیمہ کي لسان حال اسکي ترجماني کرتي ہے' راہ مصائب و جهاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات ہے کہ: ان الذین قالوا ربنا اللہ' ثم استقاموا - دوسري جگہہ کہا: فاستقم کما امرت! و للہ در ما قال:

روے کشادہ باید و پیشاني فراخ
آں جا کہ لطمہ هاے ید اللہ مي زنند

في الحقیقۃ اس شهادۃ عظیمہ کي سب سے بڑي مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز و اقارب' اهل و عیال' اور فرزند و احباب کے ساتھہ دشت غربت و مصائب میں محصور اعدا هونا' اپني آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کو شدت عطش و جوع سے آہ و فغاں کرتے هوے دیکھنا' پھر ان میں سے ایک ایک کي خون آلود لاش کو اپنے هاتھوں سے اٹھانا' حتي کہ اپنے طفل شیر خوار کو بھي تیر ظلم و بربریت سے نخچیر پانا' مگر با ایں همہ راہ عشق صداقت میں جو پیمان صبر و استقامت باندھا تھا' اسکا ایک لمحہ بلکہ ایک عشر دقیقہ کیلیے بھي متزلزل نہونا' اور حق کی راہ میں جسقدر مصائب و اندوہ پیش آئیں' سب کو شکر و منت کے ساتھہ برداشت کرنا کہ: رضینا بقضاء اللہ و صبرنا علي بلائہ:

پیکان ترا بجان خریدار   من مرهم دیگران نخواهم

دوست کے هاتھہ سے جام زهر بھي ملتا ہے تو تشنہ کامان زلال محبت اسے غیروں کے جام شهد و شکر پر ترجیح دیتے هیں:

اے جفا هاے تو خوشتر ز وفاے دگراں!

آج بھي اگر گوش حقیقت نیوش باز هو تو خاک کربلا کا ایک ایک ذرہ توصیہ فرماے صبر و استقامت ہے:

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمي خیزد!

افسوس کہ تفصیل مطالب کا ارادہ نہیں اور وقت و گنجائش مقتضي اجمال و ایجاز - اگر اس صبر و استقامت کے اسوۂ حسنہ کو دیکھنا چاهتے هو تو خدا را اسفار تاریخ کی طرف توجہ کرو - صرف ایک روایت یہاں لکھونگا' تاکہ جو لوگ خاندان نبوت اور عترۃ حضرت رسالت کي محبت کا دعوا رکھتے هیں' وہ غور کریں کہ ادعاء محبت بغیر متابعت بیکار ہے:

غرضکه کانفرنس اپنے پہلے دور میں ایک حد تـک علمي مذا کرات کي دلچسپیاں رکھتی تھي اور ایک ایسي صحبت تھي جو صرف اجتماع محض ' یا رزولیوشـنوں کے گھڑنے کا کوئي آله ھي نه تھا -

سید صاحب کے بعد ایک نیا دور شروع ھوا - زمانه بہت آگے نکل گیا تھا ' اور تعلیم یافته جماعت بھي اس وقت سے دوگني چوگني ھوگئي جو کانفرنس کے آغاز عہد میں تھي - اسکا نتیجه یه ھونا تھا که کانفرنس ایک علمي مجلس ھونے کے لحاظ سے بھي ترقي کرتي ' لیکن افسوس که روز بروز اسکے اجلاس بے مزہ ھوتے گئے - چند پرانے لوگ جو بولنے والے تھے ' وہ کب تک کام دیتے ؟ نئي جماعت کوئي پیـدا نه ھوئي - کہا گیا که تقـریریں وغیـرہ بالکل فضول ھیں - اب عملي کام ھونا چاھیے - اصل شے مسئلۂ تعلیم ھے - عملي کام تو جو کچھه ھونا تھا ھوچکا ' نتیجه یه نکـلا که کانفـرنس کے جلسے محض رزولیوشنوں کي مصنوعي جنـگ کا ایک تماشا گاہ بنـگئے ' یا علي گڈہ کالج کیلیے وسیلۂ جمع مال -

اصل یه ھے که خـدا انسانوں کي فطرہ کو آپکي خاطر بدل نہیں سکتا - دو ھي چیزیں ھیں جو قوموں اور جماعتوں کیلیے اپنے اندر کشش رکھتي ھیں : مذھب یا سیاست - یہاں دونوں میں سے ایک شے بھي نہیں - صرف ایک مسئلۂ تعلیم کو کب تک لوگ سنیں ' اور خواہ وہ کتنا ھي ضروري ھو ' لیکن ضرورت اور کشش کا فرق بھي آخر کوئي چیز ھے یا نہیں ؟

خدا بخشے - نواب محسن الملک مرحوم اپنے آخري زمانے میں جب کبھي لیکچر دیا کرتے تھے تو اسقدر مجھے تکلیف ھوتي تھي که اٹھکر اپنے قیام گاہ میں چلا آتا اور لحاف اوڑھکر سو رھتا که یه اس سے ھزار درجه زیادہ پر لطف و لذت بخش ھے -

یه اسلیے نه تھا که مجھے انکي بلند اور یکساں آواز سے دلچسپي نه تھي - یا مجھے انکي قوۃ بیانیه کے اعتراف سے انکار تھا - بلکه صرف اسلیے که وہ جب کبھي کھڑے ھوتے تو تعلیم کے متعلق تقریر کرتے یا مسلمانوں کے تنزل و بربادي کا افسانه چھیڑ دیتے - دونوں قسم کي تقریروں کے نه صرف مطالب بلکه الفاظ تک ایسے تھے ' جو ایک قرن سے انکي زبان و قلم پر جاري تھے اور اتني مرتبه دھراے جا چکے تھے که اب انکے سننے کیلیے صبر و ضبط کے غیر معمولي مجاھدہ کي ضرورت تھي - آخري علي گڈہ کانفرنس میں وہ تقریر کیلیے کھڑے ھوے اور علي گڈہ کالج کے لڑکوں کو طاعون کے چوھوں سے (سومرتبه کي دھرائي ھوئي) تشبیه لطیف دیکر " الاسلام دین الفطرۃ و الفطرۃ ھي الاسلام " شروع کیا ھي تھا که میں وھاں سے نکلکر بے اختیار بھاگا اور ڈیوٹي کي دکان میں آکر چاء پینے لگا -

اسمیں شک نہیں که ادھر چھه سات سال سے صاحبزادۂ آفتاب احمد خاں صاحب نے کانفرنس کے کاروبار کو نہایت ترقي دي ھے - اور علي گڈہ کي اندروني پارٹیوں میں سے انکي مخالف پارٹي بھي اس امر کے اعتراف سے کبھي انکار نه کریگي که یه صرف انھي کي محنت اور جانکا ھي کا نتیجه ھے که آج کانفرنس ایک مستقل ماھوار مالي حیثیت اپنے ساتھه رکھتي ھے اور اسکے ممبروں کي تعداد دوگني چوگني ھوگئي ھے - چنـد سـالوں سے انھوں نے مختلف صوبوں اور شہروں کے مسلمانوں کے تعلیمي حالات کے جمع و بحث کا جو سلسله شـروع کیا ھے ' وہ بھي نہایت مفید و نافع ھے اور ایک ایسا مقدم کام ھے جس کو زیـادہ وسعت کے ساتھه کـرنا چاھیے ' تاھـم صرف صاحبزادہ افتاب احمد اکیلے کیا کرسکتے ھیں جب تـک که کانفرنس کو مفید و دلچسپ بنانے والے تمام اسباب و وسائل فراھم نہوں -

جس وقت سے لیـگ قائم ھوئی ھے ' کانفرنس اور زیادہ بے رونق ھوگئي - اگر اب کانفرنس کے اجـلاس لیگ کے ساتھه نہوں تو جلسے کا وھي حال ھو جو رنگون اور دھلي میں ھوا تھا -

صدھا آدمي اپنے وقت اور روپیه کو صرف کرتے ھیں ' کتنے افسوس کي بات ھے که انکے اس صرف مال و وقت کا معاوضه ھمارے پاس صرف ایک چوبین اسٹیج ھو ' جسپر سرخ کپڑے کا فرش کردیا گیا ھو ' یا چند مرتب کرسیوں کي قطاریں ' جن پر رنگ برنگ کي پگڑیاں اور مختلف پیمانے کے قالبوں کي ترکي ٹوپیاں نظر آ رھي ھوں اور بس ! .

ضروري رزولیوشنوں کو پیش کرنا چاھیے - رزولیوشن في نفسه بیکار چیز نہیں - کالج اور اسکے مختلف صیغوں کیلیے روپیه بھي جمـع کیجیے - اسمیں کیـا ھرج ھے - لیکن اسکے سـاتھه ھي " آل انڈیا کانفرنس " کے ادعا کو ملحوظ رکھکر عام قومي ضروریات اور مقامي حالات کو بھي پیش نظر رکھنا چاھیے اور کچھه ایسا سامان بھي مہیا کرنا چاھیے جس سے قوم کي علمي معلومات ' اخلاق و تربیت ' اور مذاق تقریر و تحریر کو بھي نفع پہنچے -

بڑا سوال مجمع کي فراھمي ھے - یه کیا ھے که ایک مجمع موجود ھے اور اس سے کام نہیں لیا جاتا ؟ ضرورت تھي که یه قوم میں فن خطابت (اریٹري) کي ایک درسگاہ ھوتا ' اھم علمي و دیني مطالب پر مبسوط لیکچر دیے جاتے - اسلامي علوم و اداب کي تحقیق و تحفظ اسکا ایک اھم ترین مقصد ھوتا - اسکے اعضا آثار اسلامیۂ ھند کي تحقیق و تفتیش کرتے ' اور ھندوستان کے عہد اسلامي کے متعلق ایک محققانه سرمایۂ تاریخي فراھم کیا جاتا - اسکے ساتھه ھر سال ایک علمي نمایش ھوتي ' جسمیں مسلمانوں کے گذشته تمدن کے آثار و بقایا جمع کیے جاتے اور اسکے مختلف صیغوں پر متعدد لیکچر طیار کیے جاتے -

اصلاح رسوم ایک نہایت ضروري کام تھا مگر خواجه غلام الثقلین اس سے مستعفي ھي ھوگئے -

میں چاھتا ھوں که اس سال کانفرنس میں کچھه وقت صرف اسي موضوع پر صرف کیا جاے که " وہ کیا وسائل و ذرائع ھیں جنکے اختیار کرنے سے کانفرنس کا مجمع زیادہ مفید و انفع ھو سکتا ھے "

مجھے امید ھے که جناب صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب اسپر توجه فرمائیں گے -

---

ام لي گ

اس سال مسلم لیـگ کے جلسے میں غالباً بعض ایسے مسائـل مہمه پیش ھوں ' جنکے فیصلے کے بعد ھمیں یه سمجھنے کا آخري موقعه ملجائیگا که لیگ کوئي ضروري شے ھے یا نہیں ؟

غور کرتا ھوں تو مسلمانوں کے موجودہ سیاسي تغیرات میں قدرت الہیه کے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے ھیں ! فسبحان من لا یتغیر !!

کل کي بات ھے که لیگ کي فرھنگ مصطلحات میں سیاست کے معني غلامی کے لیے تھے ' اور سیاسي جد و جھد کا نظام عمل یه تھا که چند بڑے آدمیـوں کے احـکام کي بـلا چوں و چرا تعمیل کي جاے - اسلیے که انکے پاس روپیه ھے ' اور اسلیے که لیگ کو بھي روپیه دیتے ھیں یا کم از کم دیسکتے ھیں -

اس اثنا میں حوادث نے ورق الٹا اور سلطان وقت نے حکم دیا که آنکھیں کھولو ! چند بندگان خداے لیگ کے چہرے سے نقاب الٹي اور چند مہینے کے جہاد لسان و قلم کے بعد ھي قوم کو نظر

ہیں جو کانگریس کی شرکت کو مسلمانوں کیلیے مضر بتلانے سے نہیں شرماتے' اور " مسلمہ قومی پالیسی " آنجہانی کا ذکر خیر بھی گاہ گاہ چھیڑ دیا کرتے ہیں' تاہم مجھے یقین ہے کہ سلطان وقت کے فرمان کے آگے یہ تمام مذبوحی مساعی بیکار ہیں' کیونکہ جو حق تھا وہ ظاہر ہوگیا ' اور جو باطل تھا اُسے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی: ان الباطل کان ذھوقا -

خود نتائج ہی نے فیصلہ کر دیا کہ جو لوگ قوم کو ملک کے پالیٹکس سے علحدہ رکھنا چاہتے تھے ' اور غلامی کا بیج بو کر اسکے نتائج کے منتظر تھے' باوجود کامل ایک قرن کی نگہداشت کے جو خود انہوں نے کی ' اور باوجود اُس ساحرانہ آبپاشی کے جو قوۃ ابلیسیہ انکے پس پشت سے آکر کرتی رہی ' بالاٰخر ناکام و نامراد ہوے اور غلامی کا "شجرۃ الزقوم" کو برگ و بار لایا' پر کامیابی کا پھل اُسے نصیب نہ ہوا: اولائک حزب الشیطان ' الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون (۱۸ : ۵۸)

مجھے پورا یقین ہے کہ اگر امسال کانگریس کا جلسہ کراچی کی جگہ شمالی ہند کے کسی شہر میں ہوتا تو نہایت کثرت سے مسلمان شریک ہوتے : و لو کرہ المنافقون المفسدون الدجالون - لیکن افسوس کہ کراچی اِن اطراف سے بہت دور ہے اور ابھی ملکی سیاست سے پوری طرح دلچسپی لینے کیلیے مسلمانوں کا مذاق ایک دو سال اور طلب کرتا ہے -

مدتوں تک جو بیڑیاں پانوں میں رہی ہیں' وہ اب کھل کر گر گئی ہیں ' مگر اسکو کیا کیجیے کہ بیڑیاں بہت بوجھل تھیں - خود انسے تو نجات مل گئی مگر انکے اثر سے ہنوز نجات نہیں ملی ہے - پانوں اسطرح سوجھہ گئے ہیں کہ ایک زمانہ تک بغیر کسی بند کے بھی بند ہے رہیں گے !

کانفرنس (اگرہ)

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڈہ کا جلسہ آگرہ میں ہے -

افسوس کہ مجھے مہلت نہ ملی ورنہ کانفرنس کے متعلق بعض ضروری اُمور تھے جنکو ایک دو ماہ پیشتر لکھکر صاحبزادہ صاحب کے پاس بھیجنا چاہتا تھا - یہ مسلمانوں کا تمام ملک میں ایک ہی عظیم الشان مجمع ہے جو ہر سال منعقد ہوتا ہے ' اور ظلم ہے اگر اسکو مفید تر بنانے اور اس اجتماع سے حقیقی علمی و تعلیمی فوائد حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جاے -

میں اس وقت بالکل پسند نہ کرونگا کہ علی گڈہ کانفرنس کی تاسیس و تشکیل کی تاریخ کا تجسس کروں - نہ میں اسکی ضرورت سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو یاد دلاؤں کہ سید صاحب مرحوم نے کانفرنس صرف اس خیال سے قائم کی تھی ' تاکہ انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلے میں ایک ایسا مجمع مہیا کردیا جاے جو انہی تاریخوں میں منعقد ہو' جن تاریخوں میں کانگریس کا اجلاس منعقد ہوتا ہے ' اور اس طرح مسلمانوں کو کانگریس کی شرکت سے روکا جاے !

آپ آتے تھے مگر کوئی عنانگیر بھی تھا !

یہ لا حاصل ہے - مقصد تاسیس کچھہ ہو' بہرحال یہ مسلمانوں کا اولین تعلیمی مجمع ثابت ہوا - کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے ' کانفرنس سے پہلے مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ کے سوا (جس میں سید صاحب مرحوم نے فارسی لکچر دیا تھا اور جو اب سنٹرل محمڈن ایسو سی ایشن کلکتہ کے نام سے محض اسماً باقی ہے) تمام ملک میں کوئی مجلس موجود نہ تھی - وہ بھی محض مقامی تھی اور حکومت کے بعض اغراض سیاسیہ کیلیے ایک آلۂ کار بن کر رہگئی تھی -

سید صاحب کے زمانے ہی میں اسکی دلچسپیاں بہت بڑھگئیں - ابتدائی ایک دو جلسوں کے سوا ' بالعموم جلسے شاندار ہوے' اور رفتہ رفتہ قومی خطابت کا یہ ایک ایسا اسٹیج بن گیا ' جہاں تک پہنچنے اور تقریر کرنے کی لوگوں کو خواہش ہونے لگی -

اُسکے ساتھہ ہی علی گڈہ کی تحریک کی اشاعت اور فراہمی مال اعانت میں بھی اس سے مدد ملنے لگی - رزولیوشن کا مشغلہ ابھی پوری طرح شروع نہیں ہوا تھا -

اگر آج یہ سوال کیا جاے کہ کانفرنس کے وجود سے قوم کو کسقدر فوائد حاصل ہوے اور کس قدر نقصان؟ تو میں اسکا جواب دینا پسند کرونگا - کانفرنس سے ایک اشد شدید نقصان تو یہ پہنچا کہ اسکا وجود بھی منجملہ اُن موانع کے تھا ' جنکے ذریعہ مسلمانوں کو سیاست کے درس و ذوق سے روکا جاتا تھا اور پالیٹکس باغ عدن کا شجر ممنوعہ بن گیا تھا کہ : لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین (۲ : ۳۳)

در حقیقت اس سعی نے مسلمانوں کو اس درجہ سخت نقصان پہنچایا ہے کہ نہیں معلوم اسکی تلافی کبھی بھی ہوسکیگی یا نہیں - اور میں ایک لمحہ کیلیے بھی آجکل کے اُن مدعیان حریت کا سا نفاق جائز نہیں رکھہ سکتا ' جو ایک طرف تو بتکدے سے بھی رسم و راہ رکھنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف راہ حرم میں بھی دوڑتے ہیں' اور پھر یہ تاویل کرکے اپنے جی کو خوش کرلیتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کو پولیٹکل اعمال سے روکا گیا تھا' اُسوقت کیلیے ایسا ہی موزوں تھا - یعنی جو کچھہ ہم نے پہلے کیا وہ بھی ٹھیک تھا - اور جو کچھہ اب کر رہے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے - دونوں راہوں میں سے ایک راہ کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں : مذبذب بین ذلک ' لا الی ھا ولاء و لا الی ھا ولاء !

یہ تو اسکا " عیب " تھا :

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو !

" ہنر " کا یہ حال ہے کہ علاوہ اُن ضمنی فوائد کے جو کسی ایسے سالانہ اجتماع سے اتحاد و ملاقات ' و مبادلہ خیالات ' و جلب روابط کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں ' ایک بڑا فائدہ خطبات علمیہ کا بھی تھا ' جو گو زیادہ اہم و وسیع صورت حاصل نہ کر سکا ' تاہم اردو ادبیات میں کئی مفید و نافع چیزوں کا اسکی بدولت اضافہ ہوگیا - نواب محسن الملک کے دو لیکچر مسلمانوں کی تہذیب پر گو محققانہ نہیں ہیں اور زیادہ تر سرسری تراجم و اقتباسات کا مجموعہ ہیں ' تاہم مفید و دلچسپ ہیں - مولوی سید علی بلگرامی کا لیکچر کلیلہ دمنہ کی تاریخ پر بہت مفید ہے - مولانا شبلی نعمانی کے متعدد اہم رسائل کانفرنس ہی کی تقریب سے لکھے گئے - مولانا حالی کی کئی موثر نظمیں اسی کے جلسوں میں سنائی گئیں -

تاریخ علوم کا یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد علمی میں صرف یہی کیا کہ قدما کے علوم عربی زبان میں منتقل کرلیے ' یا اسپر کچھہ اضافہ بھی کیا؟ علی الخصوص فلسفہ میں (بقول بعض بے خبر مستشرقین فرنگ کے) وہ صرف " ارسطو کی گاڑی کے قلی " ہی تھے یا انہوں نے ارسطو سے الگ ہوکر خود بھی اپنی حکمیات کا کوئی دور شروع کیا تھا ؟

الہ آباد کانفرنس میں مولانا شبلی نے ایک تقریر کی تھی اور چاہا تھا کہ کانفرنس ہی کے سلسلے میں اس موضوع پر ایک ذخیرۂ مباحث مرتب کیا جاے -



دار الفنون کالج قسطنطنیہ کا جلسہ ادرنہ کی واپسی کیلیے -



خواتین قسطنطنیہ کا جلسہ اعانت ھلال احمر کیلیے

"عالیہ زینب" ایک مشہور ترک خاتون مظالم بلقان پر لکچر دے رہی ہے -

آگیا که جس کهلونے کو سنہري دیکهکر والۂ و شیفته تهي ' اسکا رنگ تو ضرور سونے کا ہے ' پر قیمت سونے کي نہیں - پس وہ بیدارهوئي و ان کانوا من قبل لفي ضلال مبین !

اسکے بعد ایک جماعت پیدا هوئي جنمیں بعض لوگ تو وہ تیے جنکو هدایت الهي نے روز اول هي سے چن لیا تها : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء - اور کچهه وہ تیے جو گو ابتدا میں اس دعوة کے مخالفین و منکرین میں شامل رهے اور حتی الوسع انهوں نے اپني قوتوں کو وقف مخالفت بهي کیا : استکبارا في الارض و مکر السئي - لیکن : ولا یحیق مکر السئي الا باهله - بالا خر یا تو ناکامي نے سبق عبرت و موعظت دیا ' یا بعض اغراض و مقاصد نے مصلحت وقت کي سرگوشي کي - بهرحال انهوں نے روش بدلي اور ازادي وحریت کي راہ کا اعلان کیا - نیتوں کا خدا علیم ہے ' مگر میري دعا ہے که خدا انهیں استقامت و صداقت عطا فرما کے و آخرین منهم لما یلحقوا بهم - کے مقام سے بهرہ اندوز فرماے -

موجودہ حالت یه ہے که لیگ نے چند قدم آگے بڑهاے هیں اور ایک بہت بڑے بند فکر کے توڑنے کا اعلان کیا ہے - خیالات کي تبدیلي نے قوت پیدا کرلي ہے ' اور جو خیالات کل تک چند " دشمنان علي گڈہ " کے تیے ' آج بہت سے پرستاران علي گڈہ کے هوگئے هیں - حتی که حال میں هز هائنس سر آغا خان کي جو چٹهي انکے استعفے کي نسبت موسوم به سید وزیر حسن شائع هوئي ہے ' وہ خود سرے لیکر پیر تک انهیں خیالات سے لبریز ہے - في الحقیقت یه ایک بہت بڑي حق و صداقت کي فتح مندي اور الهي کارو بار کے محیر العقول اور سریع الظهور نتائج هیں ' جن سے صاحبان بصیرة ' عبرة و موعظة حاصل کرسکتے هیں : ان في ذالک لذکری ' لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید !

پس اب قوم کے سامنے اسکي سیاسي زندگي کا آخري سوال درپیش ہے - پچهلے دو تین مهینوں کے اندر جو واقعات انگلستان میں گذرے ' انهوں نے في الحقیقت قوم کیلیے وہ منزل گذشته پهر از سر نو سامنے کردي ہے ' جس سے پچهلے دنوں وہ سمجهتي تهي که گذر گئي - یه مناقشه گو سید وزیر حسن اور سید امیر علي کے درمیان شروع هوا مگر اب بالکل جماعت اور اشخاص کا سوال بن گیا ہے ' اور اگر یه یہاں تک بڑهگیا ہے که لیگ میں اسکا فیصله کیا جاے تو همیں چاهیے که ٹهیک ٹهیک فیصله هي کردیں -

شخصاً میں سید امیر علي کی عزت کرتا هوں اور اُن ایرادات و شخصي اعتراضات سے اس بحث کو آلودہ کرنا پسند نہیں کرتا جو بعض معاصرین فریقانه اثر میں کر رهے هیں - لیکن هماري قوم کے چند بڑے افراد کے سوا شاید دنیا کا هر صاحب عقل انسان اسکي تصدیق کریگا که کسي آدمي کا بڑا یا نیک هونا اس امر کیلیے مستلزم نہیں ہے که اسکي هر خواهش کي تعمیل بهي کي جاے -

سید وزیر حسن کا اس سے زیادہ کوئي قصور نہیں که ڈنر کي شرکت سے انکار کو انهوں نے گوارا نہیں کیا اور اسکے بیان کردہ وجوہ کے اعتراف و احترام سے انکار کر دیا - نیز بے لاگ اور بے پردہ ازادي کے ساتهه گرم لب و لهجه میں اپنے خیالات ظاهر کیے -

مگر سید امیر علي نے لنڈن مسلم لیگ کا قصه بهي چهیڑ دیا - وہ تنخواہ بهي مانگتے هیں اور مالک و آقا بهي خود هي بننا چاهتے هیں !

لنڈن مسلم لیگ ابتدا سے آل انڈیا لیگ کي شاخ ہے مگر ایک ایسے تمسخر انگیز طریقه سے جو کسي پڑهے لکهے آدمي کیلیے زیبا نہیں ' وہ کہتے هیں که باوجود اسکي شاخ هونے اور هندوستان سے روپیه لینے کے ' وهي لیگ کي پالیسي کي مالک بهي هوگي !

کان مملوکي فاضحی مالکي
ان هذا من اعاجیب الزمن !

قوم کو اس موقع پر یاد رکهنا چاهیے که تمام کاموں کا اصل مبدء جماعت اور اشخاص کا سوال ہے ' اور آزادي و غلامي کا اصل مرکز بحث صرف یهي ہے جو اسکے سامنے آگیا ہے - جب تک تقلید کی بندشیں گردن میں پڑي رهتي هیں ' جب تک دماغ غلامي کیلیے نه که فکر و اجتهاد کیلیے هوتا ہے ' جب تک قوم کے افراد اپنے دماغ سے خود کام نہیں لیتے بلکه اسکي باگ چند اشخاص کے هاتهوں میں دیدیتے هیں ' اور جب تک که دولت و علم ' عز و جاہ ' رسوخ و حکومت ' اور قدامت و عمر کي پرستش کي جاتي ہے اور حق و صداقت کا معیار صرف بڑے لوگوں کي شرکت هوتي ہے نه که کسي شے کي حقیقت و حقانیت ' تو اس وقت تک یقیناً هر شخص اس خیال کے تصور سے کانپتا اور لرزتا ہے که فلاں بڑا آدمي هم سے روٹهه نه جاے ' اور فلاں اونچي کرسیوں پر بیٹهنے والا هم سے الگ نه هوجاے ' لیکن اگر یه سچ ہے که اشخاص پرستي کا بت کدہ ٹوٹ چکا ہے اور قوم اپني زندگي کو خود اپنے زندگي سے ثابت کرنا چاهتي ہے نه که زید و عمر کے سامنے هاتهه باندهکر ' تو آخري وقت آگیا ہے که وہ اس مسئله میں اصول و صداقت کا ساتهه دیکر اسکا ثبوت دے -

خود سر آغا خان نے اپني چٹهي میں اس مسئله کي صداقت کا نہایت سنجیدگي سے اعتراف کرلیا ہے - اصول و آزادي ایک شے ہے جو ایک هزار سید امیر علي کے امثال و اعمال سے بهي زیادہ قیمتي اور محبوب هوني چاهیے - هذہ تذکرہ فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا -

سید امیر علي کیلیے قومي خدمت کے بہت سے میدان موجود هیں اگر وہ کام کرنا چاهیں - بہتر ہے که مسلمان اب انهیں پالیٹکس سے علحدہ هي رهنے دیں - آخر کب تک بدبخت مسلمانوں کا پالیٹکس سر آغا خاں یا سید امیر علي کے بت کدے کا نام هوگا ؟

صفحه ع ن اص

اس هفتے " دار الفنون " قسطنطنیه کا مرقع شائع کیا جاتا ہے جو عهد دستور کے بهترین اعمال علمیه میں سے ہے - اس مرقع میں ابتدا کي صفوف اساتذۂ و معلمین کي ہے جنکو موجودہ نهضۂ علمیۂ عثمانیه کا خلاصه کهنا چاهیے - اثناء جنگ بلقان میں اس درسگاہ کے معلمین و متعلمین نے متعدد موقعوں پر ایثار و جاں نثاري کي امثال نمایاں پیش کیں ' جنکا تذکرہ بارها اردو جرائد میں هوچکا ہے -

دوسري تصویر ایک مرقع عبرت اور لوحۂ انتباہ و موعظة ہے - یه خواتین قسطنطنیه کے اُس عظیم الشان اجتماع کا مرقع ہے جو سقوط ادرنه کے وقت منعقد هوا تها ' اور جس میں عثماني خواتین غیور و ملت پرست نے اپنے تمام زیور اتار کے دیدیے تیے - یه تصویر الهلال میں ایک مرتبه نکل چکي ہے جبکه میں مسوري میں تها مگر میري عدم موجودگي کي وجه سے ایک سخت غلطي هوگئي ' یعنے تصویر کے نیچے اصل موقعه و موضوع مجلس کي تشریح نه کي گئي - اسلیے مکرر شائع کرکے تصحیح کردي جاتي ہے -

آسٹریا سے یہ نہوسکا کہ انکو ورطۂ ھلاکت میں ڈالکے خود بالکل علحدہ ھوجاتی - اس نے اپنے بلغراد کے معتمد سیاسی کو حکم دیا کہ وہ سرویا کو البانی حدود میں بڑھنے سے روکے اور استقلال البانیا کے متعلق مجلس سفرا کی قرار داد کا خیال کرے - چنانچہ ۲۶ - اکتوبر کو آسٹریا کے معتمد نے سرویا سے البانی شہروں میں رھنے کے ناگوار نتائج دوستانہ طور پر بیان کیے اور اسکی تائید جرمنی اور اطالیا کے معتمدوں نے بھی کی -

حکومت سرویا نے اس دوستانہ بلاغ و تحریر کی کچھہ پروا نہ کی بلکہ اسکا جواب ایک ابہام آمیز نفی میں دیدیا -

سیاست یورپ کا ایک قدیم اور آزمودہ اصول ' قاعدۂ مماطلت و تسویف ھے یعنی بعض نازک موقعوں پر اھم مسائل کو خواہ مخواہ تاخیر میں ڈالدینا اور اسطرح اس سے شاخ در شاخ مسائل پیدا کر لینے کہ فریق ضعیف اتنے عرصے تک کی دقتوں کا مقابلہ نہ کرسکے اور محض امتداد وقت بھی سے شکست کھا جاے - یہی اصول ھے جس سے یورپ نے ھمیشہ ایشیائی قوموں کو شکست دی اور انکی عزیز ترین متاع یعنے استقلال و خود مختاری نہایت آسانی سے چھین لی - اسکا استعمال اس کثرت سے ھوتا ھے کہ مثال کے لیے ھمیں تاریخ کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں - ھمارے سامنے اسکی تازہ ترین مثال بد قسمت ایران موجود ھے -

سرویا نے چاھا کہ وہ بھی اسی اصول سے کام لے - اس نے البانی حدود سے فوج کی واپسی میں تامل شروع کی - اور کہا کہ وہ البانی حدود سے اپنی فوج اسوقت تک واپس نہیں بلا سکتی جب تک کہ پوری طرح امن قائم ' اور تعین حدود کی بابت دول کی تمام کمیٹیاں اپنے اپنے کام سے فارغ نہ ھوجائیں ' کیونکہ اگر وہ ابھی اپنی فوج ھٹالیگا تو اسے خوف ھے کہ کہیں البانی دوبارہ یورش نہ کردیں -

ظاھر ھے کہ یہ جواب حکومت آسٹریا کو کیونکر پسند آسکتا تھا ؟ اس نے اس جواب کو از قبیل مغالطہ خیال کیا ' اور بجا خیال کیا - کیونکہ شمالی سروی البانی حدود مجلس سفرا میں متعین ھوچکے تھے - انکے تعین کا سوال باقی نہ تھا - البتہ جنوبی حدود ھنوز غیر منفصل تھے -

آسٹریا کے اس دوستانہ بلاغ پر دو دن بھی نہ گذرے ھونگے کہ حکومت آسٹریا نے بلاغ نہائی (الٹیمیٹم) بھی دیدیا - حکومت آسٹریا نے سرویا کو اطلاع دی کہ اگر آٹھہ دن کے اندر وہ البانی حدود سے نہ نکلیگی تو نہایت سخت تدابیر اختیار کریگی -

اسکے جواب میں سرویا نے روباہ بازی شروع کی اور کہنے لگی کہ موجودہ حدود نے اسے البانی یورشوں کا ایک دائمی نشانہ بنا دیا ھے' اسلیے وھاں فوج کا رھنا نہایت ضروری ھے - اسکے جواب میں رتشپوٹ اخبار نے جو ولیعہد آسٹریا کی زبان ھے' لکھا کہ " اگر موجودہ حدود نے سرویا کو ھمیشہ کے لیے حملوں اور یورشوں کا نشانہ بنا دیا ھے تو اسکی بہترین تدبیر یہ ھے کہ ان شہروں سے دست بردار ھوجاے جنہوں نے اسے اس مصیبت میں ڈالدیا ھے "

لیکن اس تہدید و تحذیر میں حکومت آسٹریا کے تنہا رھجانے نے یورپ کے اکثر سیاسی حلقوں پر نہایت برا اثر ڈالا ' اور عام طور پر یہ خدشہ پیدا ھوگیا کہ کہیں یہ گرہ اور زیادہ نہ الجھہ جاے ' یعنے روس اپنے ساختہ و پرداختہ کی مساعدت و تائید کے لیے نہ اٹھہ کھڑا ھو -

روسی اور فرانسیسی حلقہ ھاے سیاست آسٹریا پر سخت ناراض تھے اور اس متفردانہ اصرار کو دول عظمی کے حقوق پر ایک قسم کی دست درازی خیال کرتے تھے - قریب تھا کہ یہ معاملہ بڑھکے قطع علائق کی حد تک پہنچ جاتا مگر آسٹریا اپنے ارادہ و عمل کی اطلاع دول عظمی کو برابر کرتی رھی تھی' اسلیے اس حد تک نہ پہنچنے پایا -

لیکن اس تدارک و حفظ ما تقدم کے باوجود فرانسیسی اخبارات اعتراضات کی بارش سے باز نہ آئے - انھوں نے حکومت سرویا کے خلاف اپنے دل کے بخارات خوب نکالے - ان معترضین کا سرخیل اخبار طان تھا - اس نے دو افتتاحیہ مقالات لکھے - ایک ۲۰ اکتوبر کو زیر عنوان " آسٹریا بلاغ نہائی " شائع ھوا - اسمیں آسٹریا کے اس فعل پر اظہار تعجب کرتے ھوے نہایت سختی کے ساتھہ دار و گیر کی تھی - اس نے لکھا کہ اگر وہ اس تہدید میں تنہا نہ رھتی بلکہ دول عظمی سے بھی شرکت و مساعدت کی خواستگار ھوتی تو دول عظمی کی طرف سے یقیناً اسکو مدد ملتی - اپنے اس قول کی تائید میں اس نے ان مختلف مواقع مثلاً اشقودرہ کے حدود اور ساحل جبل اسود پر مظاھرۂ بحریہ وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ' جنمیں دول نے آسٹریا کی مدد کی تھی - دوسرا افتتاحیہ ۲۱ - اکتوبر کو زیر عنوان " سیاست خرقاء " لکھا - اسمیں ان غلطیوں کو بیان کیا تھا جو آسٹریا نے مسئلہ البانیا میں کی ھیں - اس نے لکھا کہ آسٹریا کی فرمایش سے دول عظمی نے مسئلۂ البانیا کو ایک بین الدولی مسئلہ قرار دیا - اب کوئی ایسی وجہ باقی نہیں رھی جو آسٹریا کی تنہا تہدید کو جائز قرار دے - اس مہم کا بار اب دول عظمی کے کاندھے پر ھے' اسلیے جو کچھہ ھونا چاھیے مجموعی طور پر ھونا چاھیے - آخر مقالہ میں لکھا تھا کہ حکومت البانیا کے حفظ و بقاء کی کفیل وھی ھیں جو اسکو عالم وجود میں لائی ھیں -

انگریزی پریس نے آسٹریا کے اس انفراد و تنہا عملی کو چنداں اھمیت نہ دی - کیونکہ برطانی پبلک مسائل بلقان میں دماغ سوزی سے ایک حد تک اکتا سی گئی ھے - اب وہ صرف ان مسائل کو نظر اعتناء و اھتمام سے دیکھتی ھے جن سے امن عام کے مختل و برھم ھونے کا خوف ھوتا ھے - اسکے علاوہ اپنے داخلی مسائل میں وہ اسیطرح مشغول ھے کہ خارجی مسائل کی طرف توجہ کرنا مشکل ھے - البتہ انگریزی حلقۂ سیاست نے آسٹریا کے اس فعل کو ناپسند ضرور کیا - وہ یہ چاھتے تھے کہ والنا کی حکومت پھر اسی پالیسی کو اختیار کرتی جس پر وہ چند ماہ پہلے تھی یعنے سرویا کی خواھشوں کو روکنے کے لیے وہ دول عظمی کے ساتھہ ملکے تدابیر اختیار کرتی -

آسٹری اخبارات نے اس فرصت کو ضائع نہیں کیا جو انھیں اسوقت حاصل ھوئی - انھوں نے اپنی حکومت کی پالیسی کی تصویب و تحسین شروع کر دی - " فرنـد میلاٹ " جو ایک نیم سرکاری اخبار ھے' آگے بڑھا ' اور ان تمام اعتراضات کے جواب دینے شروع کیے جو طان نے حکومت آسٹریا پر کیے تھے - اس نے لکھا کہ آسٹریا نے اپنی اس آخری کارروائی سے دول یورپ کی ایک خدمت جلیل انجام دی - کیونکہ اس نے اپنی فوری مداخلت اور اپنے حلیفوں کی مساعدت سے اس پیچیدگی کی بیخکنی کردی جو مماطلت و تسویف اور رد و قبول کی طرف لے جاتی اور اسکے بعد مشکلات تازہ کا دروازہ کھلجاتا -

بہر حال حکومت سرویا نے جب یہ دیکھا کہ ایک طرف تو آسٹریا اپنے ارادے میں پختہ و راسخ ھے اور دوسری طرف روس اسکی تائید سے خاموش ' تو مجبوراً اس نے سپر ڈالدی اور دول یورپ کے معتمدین کے ذریعہ سب کو آسٹریا کے درخواست کی تسلیم کی خبر بھیجدی - یہ خبر نہایت مسرت و طمانیت کے ساتھہ سنی گئی اور افق سیاست پر اوھام و وساوس کے جو ابر ھاے کثیف چھائے ھوے تھے' سب کے سب چھٹ گئے -

شئون عثمانیه

۱۹۰۲ رقیـــه

ریاست هاے بلقان بعد از جنگ

آسـتـریا اور روس

جو لوگ ...یا ... کے غوامض و دقایق سے واقف هیں انکا متفقه طور پر بیان هے که بلقان کي پہلي اور دوسري جنگ میں شکست کا اثر صرف دولت عثمانیه تک محدود نہیں رها بلکه اس کا اثر اسٹریا تک بهي پہنچا هے - اس شکست نے مقدونیه اور سلانیک کے متعلق ان تمام خوشگوار اور دیرینه امیدوں کو یکسر ذبح کر دیا جو آسٹروي سیاست کے سینوں میں همیشه آباد رهتي آئي هیں - وہ سینے جو کل تک ان امیدوں کا کاشانه تھے' آج انکا سنسان مدفن هیں ' ایسا مدفن جنهیں دوباره بعث و حشر کي امید نہیں !

آسٹریا نے جلد ان گونا گوں خطرات اور مشکلات کو محسوس کرلیا جو اس کو هر طرف سے گھیرے هوے تھے اور اسکي پالیسي کي ناکامي کي صورت میں اسکو هلاکت و بربادي کي دهمکي دیتے تھے - اسنے دیکھا که اپني غلطي یا مجبوري سے اس نے ان سلافیوں کو اپنے حوالي میں پهیلنے اور بڑھنے کا موقعه دیدیا - اب یه یہاں تک بڑھگئے هیں که خود اسکے هر طرف سے گهیر رهے هیں اور اسکے اصلي باشندوں پر زندگي کے دروازے بند کررهے هیں - پس اگر اسي طرح یه بڑھتے هي رهے تو یقیناً ایک دن اسقدر بڑھجائینگے که پهر کسیطرح روکے نه رکینگے ' اور اگر اسوقت انهوں نے ان هزارها سلافي دلوں میں سلافیت کا خوابیده غرور بیدار کردیا ' تو پهر یقیناً سلطنت آسٹریا کي بنیادیں هلجائینگي اور یه عظیم الشان قصر حکومت زمین کے برابر هوجائگا -

یه خطرات جب اسکے سامنے آئے تو اسکو کھٹکا پیدا هوا - اس نے فوراً اسکے تدارک کي کوشش کي - البانیا کو اپنا آلۂ عمل بنایا اور اسکو دول کے سامنے اسلیے پیش کیا تاکه وہ معاملات بلقان میں ...کا ایک وسیله اور بحر اسود کي طرف امنڈ نے والے سروي سیلاب کي راه میں ایک سد آهنین بن جائے -

اس نے اپني تجویز کي سفارش اس قاعدۂ مزعومه سے کرائي ' جو دول عظمي همیشه سلطنت عثمانیه کے مقابله ... دهرایا کرتي هیں کو اُن سے بڑھکر کوئي انساني گروه اسکا مخالف نہیں - یعني " ملک صرف اهل ملک کے لیے هے " -

نیز اسکي تائید اُن عظیم الشان افواج سے کي جو اس نے سروي اور روسي حدود پر جمع کرنا شروع کردیں - اسکے دونوں حلیف یعني اطالیا اور جرمني بهي اسکي تائید میں سرگرم تھے

پس اسکا نتیجه یه هوا که مسئلۂ بلقان سے ایک اور مسئله پیدا هوگیا جو اس سے کہیں زیاده پیچیده اور زیاده خطرناک تها - بلکه روس اور آسٹریا اور بالآخر اتحاد ثلاثي اور مفاهمت ثلاثیه میں ایک ایسے اختلاف کا معرور تها جو ممکن تها که جنگ تک منجر هو جاتا -

هم کو غالباً اس رد و کد اور بحث و مباحثه کے ذکر کرنے کي ضرورت نہیں جو اشقودره وغیره یعني مسئله البانیا کي شاخوں کے متعلق هوا - بلکه اسقدر کہدینا کافي هے که آسٹریا اپنے مقصد میں کامیاب هوئي اور اس نے اساطین سیاست یورپ کو مشغول رکها -

یورپ کے ارباب سیاست جنمیں انگلستان کا وزیر خارجیه سب سے آگے آگے تها ' اسوقت کے تصور سے کانپنے لگے جب که روس اور آسٹریا میں جنگ چهڑ جایگي اور پهر رفته رفته تمام یورپ میں پهیل جایگي - اسلیے انهوں نے اس مسئله کو سب سے زیاده اهمیت دي - لندن میں سفرا کي مجلس کے جلسوں میں تمام دوسرے مواضع پر اس معاملے کو مقدم رکها گیا اور بالآخر یه فیصله کیا که البانیا دول عظمی کي زیر نگراني رهے -

لیکن سچ یه هے که اس مسئله کا جو حل انهوں نے تجویز کیا هے محض لغو اور بے معني هے اور اپني زندگي کے لیے بہت تهوڑي عمر رکهتا هے -

روس جو اپني ساخته پرداخته ریاست سرویا کي تائید کر رها تها ' اگر ذرا بهي تفکر و تامل سے کام لیتا اور ماضي سے مستقبل کے لیے عبرت حاصل کرتا ' یعني سرویا کو ترغیب دیتا که وہ ان شہروں کے الحاق سے باز رهے جو خاص الباني هیں تو بہت اچها هوتا ' کیونکه اس صورت میں سرویا اس عنصر کو قبضۂ اقتدار میں رکهنے کي تکالیف سے بچ جاتي جس سے اب هر وقت نافرماني و بغاوت کا اُسے خطره رهیگا - اسکے علاوه اسے البانیا کي دوستي بهي حاصل هو جاتي ' مگر روس سروي مطامع کے ساتھ ساتھ چلا ' اور سرویا نے اس طلائي اصول کے بالکل برعکس ' پر زرین ' دیره ' اور چند ایسے شهر ملا لیے جو البانیا کا جزو سمجهے جاتے هیں -

اس حرکت سے اس نے بیکار البانیوں کو چهیڑ دیا اور انمیں وہ قومي غرور پیدا کردیا جو همیشه انهیں اپنے مغصوبه شہروں کي واپسي کے لیے بر انگیخته کرتا رهیگا -

جسطرح که جرمني سے الزاس اور لورین کي واپسي کے لیے فرانسیسي' اور آسٹریا سے اسکے مغصوبه شہرون کي واپسي کے لیے اطالي بیچین رهتے هیں -

اسکي ایک روشن دلیل یه هے که جونهي البانیون کو سروي فوج کے منتشر هونے کي خبر معلوم هوئي ' فوراً آسٹریا کے اغواء و تحریض سے اُٹھے تاکه ان شہروں کو واپس لے لیں جو سرویا نے ملا لیے هیں اور اسطرح اس نقصان کي تلافي کریں جو سفرا کي کانفرنس کے فیصله سے انهیں پہنچا هے -

وہ بغیر ذرا بهي غور و فکر کیے هوے اسطرح سروي فوج پر ٹوٹ پڑے ' گویا اب تک گذشته انقلابات اور دولت عثمانیه سے بغاوتوں میں جسقدر خون بہا هے ' یا آخري جنگوں میں جو کچهه مصائب و شدائد ان پر نازل هوے هیں' وہ کچهه بهي نه تھے - سروي فوج منظم اور با قاعده تهي - اسکي مدافعانه آتشباریوں کے آگے یه نه ٹهر سکے اور بالآخر پسپا هوگئے -

مگر جن لوگوں کو حالات کا اچھي طرح علم هے ' انکو یقین هے کہ مستحفظ فوج کے پانچوں عمدہ ڈیوزنوں کے اول درجہ کے سپاهي بلا لیے گئے هیں اور اسطرح اک گونہ تمام کارکن فوج بلغاریا یا البانیا کے خلاف خدمت کے لیے تیار هے -

کچهہ هو' بهر حال فوجي حلقوں پر بڑي سرگرمي چهائي هوئي هے - ابهي ابهي جب مستحفظ فوج کے سپاهي تین هفتے کے لیے غیر حاضر تهے ' تو چشم زدن میں پیادوں کي چهتي پلٹن جمع کرلي گئي تهي - اگرچہ اس پلٹن کے افسروں میں سے تین ثلث یعني ٥٠ میں ٣٦ - اور ٥ هزار میں سے ١٥ - سو سپاهي معرکہ پریگلنٹزا میں کام آچکے هیں مگر لوگ کہتے هیں کہ با این همہ افسروں اور سپاهیوں نے جو بہت هي خوش و خرم معلوم هوتے تهے ' فرض (ڈیوٹي) کي دعوت کے جواب میں بے تکلف لبیک کہا اور بتالیسوں نے اسي طاقت و زور کے ساتهہ کوچ کیا جسکي امید تهي -

رهي ان ممالک کي داخلي سیاسي حالت ' تو اسکي تفصیل یہاں چهیڑنا ناممکن هے - اسقدر کہدینا کافي هے کہ اگرچہ ایک طرف موجودہ جنگ کي وجہ سے معمولي سیاسي مقابلے هنگامي طور پر موقوف هوگئے هیں مگر دوسري طرف ایم - پشچ (M. Pashitch) اور انکے رفقاء کي طرف سے اسلیے ناراضي پهیلي هوئي هے کہ انہوں نے مستحفظ فوج کے منتشر کرنے کے بعد البانی حدود پر فوج امن کي معقول تعداد نہیں رکهي بلکہ عملاً اسکو غیر محفوظ رکها اور گویا باعتبار نتیجہ کے البانی حملہ کے لیے ایک راستہ کهول دیا ' جس سے نو مفتوح ممالک میں سروي اقتدار کو نہایت سخت صدمہ پہنچا هے -

مخالف پارٹي غلط یا صحیح طور پر یہ بهي محسوس کرتي هے کہ دوسري جنگ غیر ضروري هوتي اگر ایم - پیشچ نے مارچ سنہ ١٩١٢ ع کے معاهدے کي (جو اب معاهدہ سرویا و بلغاریا کے نام سے مشہور هے) تنسیخ یا موجودہ حالات کے مناسب ترمیم کي شرط پر مطلوبہ فوج دیدي هوتي -

سرویا کا مستقبل اب اس طرز عمل پر موقوف هے جو وزراء ان صدها مسائل کے متعلق اختیار کرینگے جو سیاست عملي کے مسائل هیں - اگر انہوں نے اعتدال اور ان فوجي خیالات کي قوت شکني کي پالیسي اختیار کي جنکي طرف میں اشارہ کرچکا هوں اور نو مفتوح ممالک میں سرکاري عمال و کار پرداز ایسے اشخاص مقرر کیے جو بہترین هوں ' اور ساتهہ هي سیاسي منازعات سے بے تعلق ' تو اس صورت میں شاہ پیٹر اور اسکي قوم ان مختلف اور باهم دگر جنگ آرا قومي عناصر کو هنگامي طور پر متحد کرسکیگي جن سے اب سرویا کي آبادي مرکب هوگي -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرهٹي هفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ هے ' جو باوجود هفتہ وار هونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو درخواست بهیجیے

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مهاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ٢ - روپیہ -

ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے :-

مطبوعات جدیدہ

خاتون السلطان

مولوي محمد امین صاحب زبیري - سالانہ مع محصول ٣ - روپیہ

اردو کا ایک حدیث الاشاعت ماهوار رسالہ هے جس کے ابتک شاید پانچ چهہ نمبر نکل چکے هونگے -

پہلے نمبر میں ظاهر کیا گیا هے کہ سرکار عالیۂ بهوپال اور بعض ارکان خاندان شاهي نے اسکي سرپرستي منظور فرمائي هے - اس سے ظاهر هوتا هے کہ رسالے کي بنیاد محکم اور امید افزا هے -

رسالہ کا مقصد " هندوستاني خواتین میں اشاعت تعلیم ' اور انکے لیے مفید معلومات بہم پہنچانا " هے - میں نے ایک دو نمبر دیکهے اور رسالہ کے مقصد اور مخاطبات کي حالت کے لحاظ سے انکو بہتر پایا - اکثر مضامین خواتین بهوپال اور مدارس نسوانیۂ ریاست کي معلمات وغیرہ کے قلم سے نکلتے هیں اور ایک ایسے پرچے کیلیے یہ ضرور موزوں هے کہ اسکا زیادہ تر مواد خود خواتین کا مہیا کردہ هو -

لیکن تاهم کام بلند سے بلند تر هونا چاهیے - صرف چند مضامین کا اکٹها کردینا ایسي بات نہیں کہ کسي رسالہ کیلیے خصوصیت هو - یہ بات پیشتر سے اور رسالوں میں بهي موجود هے - ایک رسالہ جو ایک خاتون فرماں روا کے دار الحکومت سے نکلتا هے ' ضرور هے کہ کوئي امتیاز بهي رکهے - ایڈیٹر صاحب کو چاهیے کہ انگریزي رسائل پر نظر ڈالیں - تعلیم و تربیت نسواں کے صیغہ میں ابتک هم نے کچهہ بهي نہیں کیا اور لٹریچر کي یہ شاخ بالکل خالي هے - نہایت آساني کے ساتهہ هر ماہ ایسا مواد بہم پہنچایا جا سکتا هے جو خاص طور پر تعلیم یافتہ عورتوں کے مذاق و اخلاق کي اصلاح کرے اور انکے لیے بلند درجہ کي مگر آسان اور سہل زبان میں توسیع معلومات کا ذریعہ هو -

اصلاح رسوم ' تعلیم مذهبي ' تصحیح اعتقاد ' تربیت اخلاق ' مبادیات علوم ' نتیجہ خیز قصص و حکایۃ ' اور اس طرح کي صدها چیزیں هیں جو بغیر کسي کاوش و جهد تصنیفي کے لکهي جا سکتي هیں - بڑي ضرورت یہ هے کہ تعلیم یافتہ عورتوں کي سطح ترقي اهستہ اهستہ بہ نہج صحیح و بہ تحفظ اداب و اخلاق ' بلند کي جاے - محض چند مضامین کي اشاعت اسکے لیے کافي نہیں - خود ایڈیٹوریل حصے میں رسالے کے نصف سے زیادہ صفحات صرف هونا چاهئیں -

عقل کل

سید ابوالحسن موجد - هملٹن روڈ - دهلي - ١٠ - آنہ

سید صاحب نے اس رسالے میں اردو مختصر نویسي (شارٹ هینڈ رائٹینگ) کے قواعد مرتب کرکے لکهے هیں -

اردو میں مختصر نویسي کي ایجاد و ترتیب کي اس سے پہلے متعدد اشخاص کوشش کرچکے هیں لیکن پچهلے دنوں لکهنو میں یہ ایجاد نہ صرف تکمیل هي تک پہنچي ' بلکہ گورنمنٹ کي اعانت سے عملي طور پر اسکا درس بهي شروع هوگیا اور اس وقت متعدد اشخاص سي - آئي - ڈي میں ملازم هیں - البتہ سخت ضرورت هے کہ اسکا رواج عام طور پر هو -

بریدِ فرنگ

بلغراد بعد از جنگ

عام افسردگي اور اوداسي - آسٹریا کے خلاف جنگي جوش - ایم پشچ اور انکے رفقاء سے ناراضي

(گریفک ۱۲ - نومبر)

ایک سیاح جو خود بلغراد یا بلغراد سے شاهنشاه فرانسس جوزف کي سلطنت (آسٹریا) میں جانا چاهتا ہے' وہ اب اپنے آپ کو جنگ و خراب کے معمولي امتحان سے مسخ تر حالات میں گھرا هوا پائیگا -

اسے زموني میں اس آرامدہ ٹرین سے اترنا پڑیگا جو اسے بدا پسٹ سے لا رهي هوگي - وہ انو کے ان تیسرے درجہ کي گاڑیوں میں سوار هوگا جنمیں ازدحام کثیر' روشني کم' اور کاربولک کي بو بسي هوئي هوگي - یہ گاڑیاں اس ٹرین کے متعلق هیں' جسکو عوام " کولدرا ٹرین " کهتے هیں اور جو اب زموني اور بلغراد کے ما بین سفر کرتي رهتي هیں - اس پر بیٹھکے وہ بالاخر سرویا کے دار السلطنت میں پهنچ جائیگا -

مجھے سب سے آخري بار آے هوے تقریباً دو سال هوے هونگے - بہ نسبت اوسوقت کے اسوقت شہر کي ظاهري شکل سے کهیں زیادہ لوگوں کے خیالات و حسیات میں انقلاب عظیم هوگیا ہے - گو یہ صحیح ہے کہ ان سڑکوں کي حالت میں معقول ترقي هوي ہے جو پہلے بهت هي بري حالت میں رها کرتي تهیں' اور یہ بهي صحیح ہے کہ بڑي رقم ان مخصوص شاهراهوں کي سطح کي درستگي میں صرف کیجا رهي ہے' جن پر سے گاڑي کي آمد و رفت آجکل اسي وجہ سے موقوف ہے - تاهم سڑکوں کي ظاهري سطح جس درجہ صاف هوگئي ہے' اتني هي معنوي رونق و شان سے محروم ہے !

عموماً سڑکوں اور قهوہ خانوں میں زندہ دلي کي کمي نظر آتي ہے - بهت سے افسر دار السلطنت سے باهر هیں اور بهت سے زخمي یا بیمار - چست اور درخشاں وردیوں کي کمي' مشوہ الوجوہ اور مقطوع الاعضاء مردوں کي ایک تعداد عظیم' هزارها ماتمي لباسوں کا طبعي منظر جو ابهي تک گم شدہ عزیزوں کے سوگ میں پهنے جا رہے هیں' اور ان تمام چیزوں کے ملے جلے اثر نے ایک عام افسردہ دلي اور اداسي پیدا کردي ہے' جہاں جنگ سے پہلے هر وقت چهل پهل اور شادي و خرمي رهتي تهي !

قیام بلغراد کے اثناء میں مجھے هر قسم اور هر درجہ کے لوگوں سے گفتگو کا موقع ملا - انمیں میرے وہ دوست بهي تھے' جنکو میں برسوں سے جانتا هوں - وہ لوگ بهي تھے جن سے میں پهلي بار ملا - مگر شادماني و خرمي کے بدلے' جسکي ایک ایسي قوم میں موجودگي کي توقع هر شخص کو هوگي جو کامیاب جنگیں لڑ چکي ہے اور اسکي شہنشاهي میں ایک وسیع قطعہ زمین کا اضافہ هوچکا ہے ؛ مجھے یہ نظر آیا کہ ایک قسم کي پر اسرار اداسي ہے جس نے اس پوري آبادي کا احاطہ کرلیا ہے !!

یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ نہ تو کوئي سروي اس سے انکار کرسکتا ہے اور نہ اسکي کوئي وجہ بیان کرسکتا ہے - اگر اسکا ذکر آئیگا تو بعض تم سے کهینگے کہ اس غیر مشکوک افسردگي کي وجہ یہ ہے کہ البانی انقلاب کي وجہ سے بازار سرد پڑگئے هیں - بعض کهینگے کہ اسکا سبب یہ ہے کہ سرویا کے لیے یوناني و عثماني پیچیدگي کے سنگین خطرہ هونے کا احتمال ہے - بعض اسکا باعث یہ بیان کرینگے کہ جو لوگ ان دو جنگوں میں شریک رہے هیں' وہ ابهي تک جنگ کے فظائع و اهوال بهولے نهیں هیں -

بجاے خود یہ تمام اسباب و وجوہ خواہ صحیح هوں یا غلط' مگر اس غمناک حالت کي اصلي وجہ یہ معلوم هوتي ہے کہ هر تعلیم یافتہ سروي جانتا ہے کہ سرویا کے سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ قوي دشمن یعني آسٹریا سے ایک سنگین مقابلہ هوے بغیر' نا ممکن ہے کہ ملک کي قومي پالیسي کي پیروي کي جاے یا اسکو ترقي دیجاے - خصوصاً البانیہ کي طرف پیشقدمي جو فوجي جماعت چاهتي ہے -

سرویوں میں اگرچہ بهت سے عمدہ صفات هیں مگر تاهم وہ کم و بیش مغرور اور خود اعتماد هوتے هیں - اسلیے موجودہ حالت میں کوئي شے ایسي نهیں جسکے متعلق وہ یہ خیال کریں کہ وہ نهیں کرسکتے' مگر جبکہ میں ایک طرف یہ دیکھکے متعجب هوا کہ بلغاریوں کي طرف سے سروي فوج تک کے دل میں نسبتاً کسیقدر کم غبار ہے' تو ان خیالات کو معلوم کرکے نقش حیرت بهي هوگیا جو آسٹریا کے متعلق سرویوں میں پهیلے هوے هیں -

سرویوں نے همیشہ اپنے اس بڑے همسایہ کو نفرت و بغض کي نظر سے دیکها مگر اس زمانہ کو چهوڑ کے جبکہ الحاق بوسینیا سے پیچیدگیاں پیدا هوگئي تهیں' کبهي بهي انکو ایک ایسي جنگ کا علانیہ ذکر کرتے هوے نهیں سنا گیا جسمیں اگر وہ تنها چهوڑ دیے جائیں تو یقیناً انکو شکست هو -

در حقیقت اسوقت فوجي جماعت کے حسیات کي ایک خاص حالت هو رهي ہے - مجھسے مشورہ کے طور پر یہ بیان کیا گیا کہ ممکن ہے کہ سرویا اطالیا سے اس شرط پر معاهدۂ اتحاد کرلے کہ اطالیا سرویا کو آسٹریا کے مقابلہ میں مدد دیگي اور سرویا اطالیا کو ساحل بحر اسود کا ایک حصہ دیدیگي - وہ حصہ جسکي اطالیا کو اسقدر حرص و هوس تهي !

مجھے ایسے لوگوں سے' جنهیں میں قابل اعتماد سمجهتا هوں' یہ معلوم هوا ہے کہ سروي فوج میں فیصدي نوے اس خیال کے طرفدار هیں کہ آسٹریا سے ایک غیر بعید مستقبل میں جنگ هوني چاهیے - ان خیالات کي بہترین تمثیل اس قصے سے هوتي ہے جو آجکل بلغراد میں مشهور ہے -

" ایک خاتون جسکا تعلق سفارتخانہ آسٹریا و هنگري سے ہے' حال میں دار السلطنت کے ایک ترقي یافتہ شفاخانے میں زخمیوں کي تیمار داري کرتي تهي - اس محسنہ نے ایک زخمي سپاهي سے' جو یہ نهیں جانتا تها کہ یہ کون ہے' کہا : " اچها' خیر اب تو تم تمام لڑائیاں کامیابي کے ساتھ ختم کرچکے " اسکے جواب میں اس سپاهي نے بیساختہ کہا : " نهیں' ابهي همیں آسٹریا سے لڑنا اور اسے شکست دینا باقي ہے !! "

اسوقت حکومت آسٹریا اور فوجي حکام' دونوں البانیا اور بلغاریا کے آئندہ پیش آنے والے ناگوار واقعات کے لیے تیاري کي انتهائي کوشش کر رہے هیں - سرکاري طور پر تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف دو ڈویژن دوبارہ جمع کرکے البانیا بهیجے گئے هیں -

مذاکرۂ علمیہ



تراجم احوال

مذهب نشوؤ ارتقا کا ایک صفحه

ڈاکٹر رسل ویلس

موجوده عهد کا ایک طبیعي کبیر ' جو روحاني بهي تها

پچهلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلیس کے انتقال کي خبر ریوتر ایجنسي کے ذریعه تمام عالم میں پهیلي اور یورپ کے تمام علمي حلقوں میں ماتم کیا گیا که طبعییات کي موجوده مجلس علم ' اپنے ایک بهت بڑے رکن رکین سے خالي هوگئي -

پچهلي ڈاک میں جس قدر رسائل انگلستان اور امریکه سے آئے هیں ' اس ماتم علم سے کوئي خالي نهیں - هفته وار رسائل نے اسکے سوانح و حالات جمع کیے هیں ' علمي مجلات نے اسکے علمي کارناموں پر نقد و تبصره کیا هے - مصور رسائل نے مختلف عهد و حالت کي چهوٹي بڑي تصاویر شائع کي هیں - کوئي رساله اور کوئي اخبار نهیں جو اس تذکرے سے خالي هو - فطوبی لرجل ' یعیش و یموت في قوم ' یعرف اقدار الرجال !!

ڈاکٹر رسل ویلیس موجوده عهد کے صنادید علم میں سے تها - اسکي زندگي کے حالات عهد رواں کي متعدد شاندار علمي فتح مندیوں کي سرگذشت هے - ضرور هے که اردو پریس کا حلقه بهي اس سے بے خبر نه رهے ' اور گو بالاختصار ' لیکن اسکے حالات زندگي شائع کیے جائیں -

لیکن قبل اسکے که ڈاکٹر ویلس کے حالات لکهے جائیں ' ایک مختصر تمهید سے بعض پیش آنے والي اصطلاحات کو صاف کردینا چاهیے تاکه فهم مطالب میں عام قاریین کو دقت نهو -

ڈاکٹر رسل ویلس کي اصلي حیثیت یه هے که وه مذهب نشو و ارتقا کے کشف و ترتیب میں مشهور ڈارون کا ایک شریک و هم پایه هے -

وه علم الحیات (بیولوجي Biology) کا بهي ایک محقق ماهر تها - اسکي شهرت میں همیشه یه حیثیت بهي نمایاں رهي - تاهم جس چیز نے اسے موجوده عهد علمي کے ایک رکن اعلی کي صورت میں عالم سے روشناس کیا هے ' وه مذهب ارتقا کي تائید و نصرت ' اور اسکے بعض اهم حصوں کي تدوین میں مساویانه شرکت هي هے -

اسلیے ضروري هے که مذهب ارتقا کا خلاصه پہلے بیان کردیا جاے -

(مذهب ارتقاء اور ادبیات اردو)

افسوس هے که اب تک اردو زبان میں اس مذهب کے متعلق کچهه بهي نهیں لکها گیا - زیاده افسوس اسپر که تعلیم یافته اصحاب کو اسکا حس بهي نهیں - تمام قوم میں شاید گنتي کے چند اشخاص نکلیں گے ' جنهوں نے ان چیزوں کا غور و فهم کے ساتهه مطالعه بهي کیا هوگا - جو لوگ اپنے الحاد اور ماده پرستي کو مغرورانه و فخارانه علوم مغربیه کي طرف نسبت دیتے هیں ' اور مذهب کے تذکره میں حکماء حال کا نام اس دعوے اور تعلق خاطر کے ساتهه لیتے هیں گویا انکے شجرۂ ملعونۂ الحاد کي طرح انکا شجرۂ نسب بهي آگے جا کر انهیں سے جا ملا هے ' درحقیقت یه انهي کا فرض تها که مذهبي تعلیمات کي تحقیر سے پہلے کم ازکم اس چیز سے تو همیں روشناس کردیتے ' جس کي بنا پر وه ایسا کر رهے هیں ' اور جسکے غرور نے انکي نگاهوں کو خیره ' انکے قلب کو غیر مطمئن ' اور انکي زبانوں کو بے لگام کردیا هے ؟

وه مجبور تهے که همیں سب سے پہلے مذهب نشوؤ ارتقا سے واقف کرتے جو آج تخلیق عالم کا سب سے بڑا نظریه هے ' اور جو اب اسدرجه وسیع و رقیع هوگیا هے که بهت جلد اپني تمام مخالف نظریات پر فتح پانے والا هے -

ان لوگوں کا مایۂ ناز انهي علوم کا ادعا هے - وه همیں یقین دلانا چاهتے هیں که علوم کے مطالعۂ و استغراق نے انهیں مذهب سے بے پروا هونے کیلیے مجبور کردیا هے - اگر یه سچ هے تو کیوں اس استغراق و انهماک کے نتائج سے ملک و ملت محروم هے ؟

اصل یه هے که جهل اور ادعاء کي یک جائي کي کامل ترین مثال شاید هي کوئي ایسي هو سکتي هے ' جیسي که یه برخود غلط گروه اپنے اندر رکهتا هے - وه دنیا کي هر شے سے واقف هے ' حالانکه اسکا اسے دعوی نهیں ' پر وه صرف اسي چیز کو نهیں جانتا ' جسکے جاننے کا اسے دعوی هے ' اور جسکے ادعاء کے پیدا کرده کبر و غرور سے اسکا دماغ دائم المرض هوگیا هے ! في قلوبهم مرض فزاده م الله مرضا ' و لهم عذاب عظیم بما کانوا یکذبون (٩ : ٢)

اس گروه نے علم و علم پرستي کي ایک نئي تعریف وضع کرلي هے اور اپنے اوپر اسے پوري کوشش و جهد سے طاري کرکے بالکل فارغ البال هو جاتا هے -

انگریزي زبان کو رواني کے ساتهه بول لینا ' انگریزي طرز معاشرت کي تقلید اور اسکے رسوم کي مداحي سے کبهي نه تهکنا ' روزانه پائنیر یا اسٹیٹسمین کو خریدنا گو نه پڑهنا ' هر روز

معلوم نہیں لکھنو میں جو طریقه مرتب هوا ' وہ اس رسالے سے زیادہ جامع و بہتر ہے یا نہیں ؟

اس رسالے میں حروف تہجي کي مفرد علامتیں قرار دیکر پھر انکي ترکیب کے مختلف اشکال و طرق متعدد اسباق میں لکھے هیں اور مشق کیلیے جا بجا عبارتیں دي هیں -

انگریزي کي علامتیں موجود هیں اور حـروف مشترک ' اسلیے اردو مختصر نویسي کي ایجاد و ترتیب سے مقصود صرف یه ہے که خاص عربي و فارسي حروف کي علامتیں اس طرح وضع کردي جائیں که مختصر نویسي کے اداب و شروط هاتھـه سے نه جائیں - چنانچـه سید صاحب نے تمام حروف عربیه و عجمیه کیلیے نئي علامتیں قرار دي هیں اور انکے لیے خاص قواعد وضع کرکے مثالوں سے جا بجا واضع کیا ہے -

گورنمنٹ صوبجات متحدہ اس ایجاد سے صرف پولیس کے صیغے میں مدد لے رهي ہے تاکه پولیٹکل جلسوں وغیرہ کي تقریریں ضبط هوسکیں - مگر ضرورت ہے عام طور پر اس سے فائدہ اٹھانے کي - سید صاحب دهلي میں اگر اپنے ایجاد کردہ قواعد کي تعلیم سے ایک دو شخص طیار کریں تو اشاعت رسائل سے یه زیادہ بہتر هو -

گلـزار

ادب فارسي کے درس کیلیے یه نیا مجموعه بہت مفید هوگا ' جسے اقا محمد کاظم شیرازي بي - اے - معلم فارسي بورڈ آف اگز امنرس کلکته اور میرزا ابو جعفر صاحب بي - اے - مدرس مدرسۂ عالیه کلکته نے خان لنگراں ' سفر نامه شاہ ناصر الدین ' تاریخ سلاطین ساساني ' حاجي ابراهیم بیگ ' انـوار سهیلي وغیرہ سے مختلف دلچسپ ابواب منتخب کرکے مرتب کیا ہے - قیمت درج نہیں -

مولوي غـلام علي آزاد بلـگرامي کي
دو نا یاب کتابیں

(از مولانا شبلي نعماني)

مولانا غـلام علي آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے هیں که ان کے هات کي دو سطریں هات آجا تي هیں تو اهل نظر آنـکھوں سے لگاتے هیں که ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافـه هوگیا - اهل ملـک کي خوش قسمتي ہے که مولوي عبد الله خاں صاحب (کتب خانه آصفیه حیدر آباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجـه کي تصنیفیں آج کل شایع هوي هیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے - یه تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھه یه خصوصیت بھي رکھتا ہے که اس میں جو انتخابي اشعار هیں ' اعلي درجه کے هیں ' ورنه ازاد کے متعلق یه عام شکایت ہے که ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانۂ عامرہ اور ید بیضا میں انھوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے ' اکثر ادنیٰ درجه کے اشعار هیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیه کے حالات هیں جو ابتدائے عهد اسلام سے اخیر زمانه تـک هندوستان میں پیدا هوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات هیں جو هزاروں اوراق کے اُلٹـنے سے بھي هات نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ هوں که علالت اور ضعف کي وجه سے اُن کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نه کرسکا اور صرف چند اشتهاري جملوں پر اکتفا کرتا هوں ' لیکن مجھے امید ہے که شایقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر ان کي روح سے شرمندہ نه هونگے - ملنے کا پتـه یه ہے : عبد الله خاں صاحب - کتب خانه آصفیه - حیدر آباد - دکن -

اَدَبِیَّات

[illegible]

ایک خاتـون کي آزادانـه گستـاخي

اور

رسول الله کا حلـم و عفـو

صلي اللـه علیـه و سلـم

" هند " تھي پـردہ نشین حـرم بو سفـیـاں
لقب " هـنـد جگـر خوار " سے جو ہے مشهـور
بار گاہ نبـوي میں وہ هوئي جب حـاضر
اس ارادہ سے که هـو داخـل ارباب حضـور
عرض کي خدمت اقدس میں که " اے ختم رسل
دین اسـلام ہے مجھکـو به دل و جاں منظـور
آپ هـم پردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے
کونسے کام هیں جن کا که برتنا ہے ضـرور " ؟

* * *

آپ نے لطف و عنـایت سے یه ارشاد کیـا :
" پہلي یه بات که هو شـائبـه شـرک سے دور
دوسري یه که نـبـوت کا ہے لازم اقـرار "
بولی : " ان باتوں سے انکار نہیں مجکو حضور "
پھر یه ارشـاد هوا : " منـع ہے اولاد کا قتـل
اس شقاوت سے هر ایک شخص کو بچنا ہے ضرور "
عرض کي اسنے که " اے شمع شبستان رسل !
یه وہ موقع ہے که عاجـز ہے یہاں فہم و شعو
میں نے اولاد کو پالا تھـا بڑي محنت سے
میں اُنھیں آنکھه میں رکھتي تھي که تھے آنکھه کا نور
بدر میں قتـل اُنھیں حضـرت والا نے کیـا
هم سے کیا عهد اب اسبات کا لیتے هیں حضور " ؟

* * *

گرچـه یه سوء ادب تھـا غلطـي پر مبني '
گرچـه یه بات تھي خود شیوۂ انصـاف سے دور
اسکي اولاد نے خود جنگ میں کي تھي سبقت
لڑکے مارا کوئي جائے تو یه کسکا ہے قصـور ؟
لیکـن آزادي افـکار تھي از بسکـه پسنـد
آپ نے فـرط کـرم سے اسے رکھـا معـذور !

(ماخوذ از تاریخ طبري کبیر - غزوۂ بدر میں هند کے دو لڑکے کفر کي حالت میں لڑکر مارے گئے تھے -)

(شبلي نعماني)

اسي کا نتيجه قانون " بقاء اصلح " ھے - يعني " سروائي ويل اف دي فيٹسٹ " (Survival of the fittest)

(۳) قانون وراثت - يعني لا آف ان هيري ٹنس
Law of In heritance

(۴) قانون مطابقة - يعني ٹيل يوا لوجي Teleology

(تشريح نواميس اربعۂ اساسيه)

ليکن ڈاکٹر رسل ويلس کے مختصر حالات لکھتے هوے ضرورت هے که کم ازکم قارئين کرام اُن نواميس اساسيه پر ايک سرسري نظر ڈال ليں جو اس مذهب کا اصل اصول هيں کيونکه آگے چلکر وه پڑهيں گے که ڈاکٹر رسل کا بڑا کار نامه انهيں قوانين ميں سے ايک قانون کا کشف و مطالعه ھے -

(تنازع البقاء)

" تنازع البقا " سے مقصود يه هے که تمام حيوانات ارضيه زنده رهنے اور زندگي کو قوي و صحيح کرنے کيليے باهم ايک دوسرے سے متنازع هيں - ان ميں سے هر وجود کوشش کرتا هے که اپنے تئيں باقي رکھے اور اپني تعداد اور قوت کو زياده کرے - اگر اسميں کوي دوسرا وجود مزاحم هو تو اُسے پامال کردے -

" حيوانات " کي خصوصيت اس بنا پر کي گئي که سردست اس مسئله کو اصليت انواع حيوانيه کي حيثيت سے پيش کرنا هے ورنه دراصل يه ناموس فطرة عام هے اور " حيوانات ارضيه " کي جگه بهتر هے که " موجودات ارضيه " کا لفظ بولا جاے - سمندر کي موجيں جب کناروں سے ٹکراتي هيں اور واپس هوتے هوے اسکي هستي خاکي کا ايک بڑا حصه اپنے ساتهه ليجاتي هيں ' تو کيا يه بهي اسي تنازع بقاء کي ايک مثال نهيں هوتي ؟

فطرة الهيه نے هستي اور وجود کے بقاء کي طلب هر شے ميں وديعت کي هے اور وه جب سے جهد گاه عالم ميں موجود هے ' صرف يهي کرتي آئي هے که اپنے تئيں باقي رکھنے کيليے هاتهه پانوں مارے اور خود کو هلاک و ضائع هونے سے بچاے - چونکه يه جد و جهد هر وجود ميں هے ' اسليے دنيا مجاهدات حيات اور طلب بقا کا ايک ميدان جنگ بن گئي هے ' جسميں ان گنت اور لا تحصى حريف باهم ايک دوسرے سے لڑ رهے هيں ' اور هر حريف دوسروں کو پامال کرنا اور صرف اپنے هي وجود کو باقي رکھنا چاهتا هے - يه تنازع ' وجود و حيات کي ابتدائی اور کم ترقي يافته صورتوں سے ليکر خلقت حيواني کي انتهائي صورتوں تک ميں موجود هے ' اور انسان ميں خاندانوں ' جماعتوں ' آباديوں ' قوموں ' اور ملکوں کی باهمی کشاکش بهي اسي ميں داخل هے -

پهر عالم اجسام سے باهر بهي يهي قانون کارفرما هے - اور جسطرح جسم اسکا ميدان کارزار هے ' اُسی طرح دماغ بهي معرکه گاه هے - اعتقادات و خيالات ' علوم و فنون ' اخلاق و عادات ' رسوم و اوضاع ' يه تمام چيزيں بهی اسي تنازع بقاء کے زير اثر اپني اپني هستي کے قيام کيليے ايک دوسرے سے لڑ رهي هيں اور چاهتي هيں که انکے سوا اور کوئي شے زنده و باقي نه رهے -

(الانتخاب الطبيعي يا بقاء الاصلح)

دوسرا قانون " انتخاب طبيعي " هے - اور اسي کا عمل " بقاء اصلح " هے -

زندگي اور بقا کا يه تنازع ' اور جد و جهد حيات کا يه تصادم و تسابق ' جو تمام سطح ارضي ميں جاري هے ' بالآخر اس نتيجه تک پهنچتا هے که قوة قاهرۂ فطرة اُن ميں سے ارفق و اصلح کو منتخب کرليتي اور اضعف و ادنی کو چهانٹ ديتي هے - يعني اس باهمي جنگ کا نتيجه يه نکلتا هے که ايک عرصے کے باهمي مقابلے اور جد و جهد کے بعد وهي زنده اور باقي رهتا هے' جو اوروں سے زياده قوي 'زياده صحيح ' زياده صالح و سالم ' اور اسليے زندگي و بقا کا زياده مستحق هے - جنکے اندر ضعف و نقص هوتا هے اور صحت و صلاح سے محروم هوتے هيں ' وه رفته رفته اس جنگ و تنازع کي مقاومت سے عاجز آکر ضائع و هلاک اور نا بود و مفقود هو جاتے هيں -

يه قانون بهي عالمگير هے اور هر شے پر حاوي - جمادات و نباتات اور حيوانات ادنی و اعلی' کوئی بهي اس سے خالي نهيں - جسمانيات و ذهنيات کے کسي عالم ميں نکل جائيے - هر جگه آپکو اُن رفتگان پيشين کے قبور و اموات نظر آئيں گي' جو اپني جهد حيات ميں ناکام رهے' اور ضعف نے قوت سے اور نقص نے صحت و صلاحيت سے بالآخر شکست کهائي -

" زندگي قوت اور موت ضعف هے "

(المطابقة)

وجود حيواني بيروني اثرات سے موثر هے - وه غذا جو وه کهاتا هے ' وه وسائل و ذرايع جنکے ذريعه اُسے غذا ميسر آتي هے ' وه آب و هوا جسميں وه نشو و نما پاتا هے ' وه تمام طرق معيشت و حيات جو اُسے حاصل هوتے هيں : ان سب کے اثر کيليے وه يکسر انفعال هے ' اور ان ميں سے هر شے اسکے جسم و اعضا پر اثر ڈالتي هے -

قانون مطابقة سے مقصود يه هے که يه تاثيرات جب بدلتي هيں اور ايک مدت مديد ان ميں گذر جاتي هے تو انهي اثرات سے بهي وه اختلافات جسم و صورت و فعل پيدا هوجاتے هيں جنکي بنا پر هم ايک نوع حيواني کو دوسري نوع حيواني سے الگ کرتے هيں -

مثلا شير کے متعلق هم کو معلوم هے که وه ايک گوشت خور جانور هے - اسکا معده نهايت قوي و حار هے تاکه هر طرح کے گوشت کو هضم کرسکے - اسکے دانت بڑے اور تيز هيں تاکه پوري قوت سے سخت سے سخت حيوان کا گوشت چبا سکيں - انکے پنجے بڑے بڑے هيں تاکه اپنے شکار کو ايک هي وار ميں پهاڑ سکيں -

ليکن اگر يهی شير کسي ايسے ملک ميں نشو و نما پاتا جهاں گوشت ميسر نه آتا که دانتوں سے چبايا جاے - جهاں وه گرم و خون آلود غذائيں نه ملتيں ' جنهيں قوي تر آلات هضم کے ذريعه هضم کيا جاے ' اور جهاں ايسے حيواني شکار نه ملتے ' جنکو خونخوار پنجوں سے پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کيا جاے - ايک جنگل هوتا جسميں صرف اغذيۂ نباتاتي هوتيں ' سبز پتوں اور گهانس کي شاخوں کے سوا اور کوئي شے ميسر نه آتي ' اور شير کو ايک ايسے زمانۂ ممتد تک جو اس انقلاب طبيعي کيليے ضروري هے ' وهاں رهنا پڑتا تو اسکي کيا حالت هوتي ؟ چند قرون کے انقلابات کے بعد اُسکا معده اور اسکے آلات هضم بالکل بدل جاتے ' اُسکے منه سے بڑے بڑے تيز دانت لے ليے جاتے ' اور خونخوار پنجوں کي جگهه نرم و دوابی تلوے اور ملائم هتيلياں پيدا هو جاتيں

کيوں ؟ اسليے که يه تمام آلات صرف اسليے تهے که جس طرح کي غذا اُسے ميسر آتي تهي ' اسکے حصول کيليے اُن کی ضرورت تهي ' ليکن گهانس اور پتوں کے توڑنے ' چبانے ' اور هضم کرنے کيليے اب انکي ضرورت باقي نه رهتي

اُس صورت ميں شير کي موجوده شکل و صورت سے بالکل ايک مختلف چيز همارے سامنے هوتی ' اور قياس کهتا که يه کوئي نوع خاص هے

بالکل نیا کالر استعمال کرنا ' کوت کے کالر کے نیچے کا ایک تکت ' جو کسي اونچے درجه کي دکان کا حواله دیتا هو ' اور مذهبي اعمال کي تحقیر اور تعلیمات مقدسه کے استخفاف میں بشدت سرگرمي - اس سے بھي بلند تر معیار یه که چند حکماء حال کے نام اور چند علوم و مذاهب علوم کي اصطلاحات کا اس طرح ذهن میں محفوظ رکھنا که جب کبھي مل اور اسپنسر کے بروز هونے کے ادعا کي ضرورت پیش آجاے تو بلا انتظار و تامل دهرا دي جاسکیں !

ذلك مبلغهم من العلم -

یهي علم اور ماهر علم هونے کے شرائط و ارکان ضروریه هیں ' جنکے حصول کے بعد هر شخص کو حق حاصل هوجاتا هے که مذهب و علم کے معرکے میں آخر الذکر کا لواء قیادت اپنے کاندھوں پر رکھه لے اور ساتھه هي مذهب کے شکست و فرار کا بلا تامل اعلان علم بھي کردے ! کذالك یجعل الله الرجس علی الذین لا یومنون !

یه کیسي عجیب بات هے که آجکل بعض تعلیم یافته اهل قلم تصنیف و تالیف کے میدان میں آتے بھي میں تو اُن چیزوں پر قلم اُتھاتے هیں جنھیں اگر وه رحم کرکے آورون کیلیے چھوڑ دیں تو بہتر هے - میرے سامنے ایسي تمسخر انگیز مثالیں بہت سي هیں - ایک صاحب بي - اے هیں اور کہتے هیں که آجکل تفسیر القرآن لکھنے میں مصروف هوں ! ایک دوسرے صاحب هیں - وه سیرة نبوي لکھه رهے هیں ! ایک اور بزرگ هیں - وه اسلام کے مناقب و فضائل کي فکر میں شب و روز سر بزانوے تفکر و تفحص رهتے هیں ! ایک اور تعلیم یافته حضرت هیں - انھوں نے جدید علم کلام کي تدوین کي فکر میں راتوں کا سونا اور دن کا آرام ترک کر دیا هے !

حالانکه اگر یه نادان اپنے وقت کو ان چیزوں میں صرف کرنے کي جگه جنھیں وه نہیں جانتے ' اپنے دائرۂ علم و کار کي چیزوں میں صرف کریں تو ایک طرف زبان و ملت بھي علم سے بهره یاب هو ' اور دوسري طرف اُن نقصانات سے بھي ملک محفوظ رهے ' جو اس مداخلت بے جا سے بد بختانه آ رہے پہنچ رهے هیں -

علوم جدیده کا تمام سرمایه یکسر محتاج نقل و تراجم هے - کیا همارے تعلیم یافته احباب انکے مطالعۂ و تصنیف سے فارغ هوگئے که اب اُنھیں موضوع کي تلاش میں حیراني هے اور مجبوراً باوجود جهل مطلق کے ' علوم اسلامیه کي طرف متوجه هونا پڑتا هے ؟

جب حالت ایسي هو تو پھر اسکے سوا کیا چاره هے که جو لوگ اِن کاموں کے اصلي اهل اور حقیقي ذمه دار نہیں هیں ' وهي بقدر اپني سعي و جهد کے اسکے لیے کوشش کریں - ممکن هے که ان لوگوں کي غفلتوں کیلیے انکي یه سعي موجب انتباه و احساس غیرت هو ' اور ملک و زبان کي اس درد انگیز حالت میں کوئي مفید تغیر پیدا هو جاے -

میں آجکل مذهب نشو و ارتقا کا مطالعه کر رها هوں - میرے ذرائع محدود اور بہترین و سائل مفقود هیں - تاهم بعض تصنیفات سے مجھے بہت نفع هوا - میں عنقریب الهلال کے باب " مذاکرۂ علمیه " کو کچھه عرصه کیلیے اس موضوع کے ساتھه مخصوص کردونگا - و ما توفیقی الا بالله - اصل یه هے که کن کن کاموں کو انسان کرے اور کہاں جاے ؟ مرحوم طالب نے میري زباني کہا هے :

اکنوں هجوم کار بود مانع وصال
گل پر شد آنچناں که در بوستاں گرفت !

(مذهب دارون)

مذهب دارون (Darvinism) سے مقصود خلقت عالم کا وه نظریه هے ' جو داکٹر چارلس دارون (متوفي سنه ۱۸۸۲) کي طرف منسوب هے اور جس کو مذهب تحول (Metamor Phosis) اور مذهب نشؤ و ارتقا (Progress and Developmint) بھي کہتے هیں -

اس نظریه کا مقصد یه هے که دنیا کي هر شے اور علی الخصوص تمام احیاء ارضیه ایک هي اصل یا معدودے چند اصلوں سے پیدا هوئیں اور پھر مختلف قوانین طبیعیه کے ماتحت اُن میں تغیرات و تحولات هوتے رهے - یہاں تک که جسم حیواني بتدریج ترقي کرتے کرتے انسان تک پہنچ گیا -

جسم حیواني گویا نشو و ترقي کي ایک زنجیر هے ' جسکي آخري کڑي انسان کا وجود هے :

هفصد و هفتاد قالب دیده ام

پس موجودات ارضیه میں جسقدر انواع و اقسام نظر آ رهے هیں یه سب در اصل ایک هي اصل سے مبدل و متغیر هوے -

مسئلۂ تخلیق میں دوسرا مذهب ' " مذهب انواع " هے جو کہتا هے که هر حیوان کي نوع ابتدا هي سے مستقل هے اور هر نوع اول مرتبه جب مخلوق هوئي ' تو وه ویسي هي تھي ' جیسي که آج پائي جاتي هے -

احیاء ارضیه کي هم نے تخصیص اسلیے کي که سب سے پہلے دارون نے حیوانات کي انواع پر بحث کي تھي ' ورنه در اصل اس مذهب کا موضوع عام هے اور جو لوگ اسکے قائل هیں ' وه قانون ارتقاء کو تمام موجودات عالم پر حاوي تسلیم کرتے هیں -

اصلاً یه نظریه نیا نہیں هے - حکماء یونان کے بعض غیر معروف مذاهب میں اسکے اشارے پائے جاتے هیں - حکماے اسلام میں بھي متعدد مصنفین نے اسپر زور دیا ' علي الخصوص ابن مسکویه اور مصنفین رسائل اخوان الصفا نے - خود یورپ میں بھي دارون سے بہت پہلے بعض فرانسیسي اساتذۂ علم اس نظریه پر کتابیں لکھه چکے تھے - لامارک ' و یتین ' هلیر وغیره نے نہایت صاف لفظوں میں نشو و ارتقا کو بیان کیا هے -

لیکن دارون کي مزیت اور شرف اصلي یه هے که وهي پہلا شخص هے ' جس نے اس نظریه کو قواعد علمیه پر منطبق کیا اور اس طرح ترتیب و تدوین کي که علم تشریح ' علم الحیوانات ' علم وظائف الاعضا ' علم آثار قدیمه ' علم طبقات الارض وغیره کے ستونوں پر اسکي چھتیں محکم و استوار هوگئیں - حالانکه اس سے پہلے صرف هوا پر معلق تھیں -

البته اس حقیقت سے خود دارون اور اسکے مخصوص حامیوں کو بھي انکار نه تھا که اس مذهب کي تاسیس و تدوین کے شرف میں دارون کے ساتھه بعض دیگر اساتذۂ علم بھی حظ مساوی رکھتے هیں - اور انکي تحقیقات بھي اس بارے میں اس درجه قیمتي هیں که اگر انکو الگ کر دیا جاے تو اس مذهب کي تکمیل کا موجوده شیرازه بالکل درهم برهم هو جاے - ازانجمله ایک داکٹر رسل ویلیس بھي هے ' جس کے انتقال نے آج یورپ کے تمام علمي حلقوں کو سوگوار بنا دیا هے -

(نوامیس اربعه)

مذهب نشؤ ارتقا کا اصل اساس یه چار قوانین طبیعیه هیں :

(۱) تنازع البقاء - یعني استرگل فار اکزیزٹنس
Struggle for Existence

(۲) انتخاب طبیعي - یعني نیچرل سلیکشن
Natural Selection

تحقیق کھولي ' جو اصول انتخاب طبیعي کي بنا پر انواع طبیعیه کے آغاز اور انکے ارتقا کا عہد ہے -

انیسویں صدي کے نصف اول تک انگلستان میں طبعییات نہایت کس میرسي کے عالم میں تہے ' اور تاریخ طبیعي کے لیے مقبول علم تعلیم میں کوئي جگه نه تهي - اسلیے کم سن ویلس کیلیے ضرور ہوا که ان تحقیقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے جو اسکو شہرت اور دولت کا ایک معتدل حصه دلوا نے والي تهیں - اس نے اس میدان میں سب سے پہلا قدم سنه ۱۸۳۷ کے موسم گرما میں رکھا ' جبکه اُسکا بڑا بھائي ویلیم اُسے اپنے ساتھه لے گیا تھا تاکه زمین کي پیمایش کے کام میں مدد لے -

ویلیم اسوقت بیڈ فورڈ شائر میں پیمایش کا کام کرتا تھا - وهیں اس چودہ برس کے لڑکے کو بهي لیگیا - آئندہ سات برس تک یه دونوں بھائي پیمایش کي تقریب سے جنوب انگلستان اور ویلز کے بڑے بڑے حصوں میں پھرتے رہے - اس گشت و سیاحت کي وجه سے انکو زیادہ تر میدانوں میں رهنا پڑا اور اسطرح انهوں نے زمین کي مختلف سطحوں کا خوب مطالعه کیا -

ایک دوست کے اتفاقیه ریمارک سے ویلس کو جنگلي پھولوں کے متعلق بعض امور کے سمجھنے کي ترغیب ہوئي - اور وہ ایک حد تک اس ایک شلنگ کي کتاب کے لے لینے سے پوري ہو گئي جو انجمن اشاعت علوم مفیدہ نے شائع کي تهي - اس سے پته چلتا ہے که اسکي طبیعت آغاز عمر هي سے اس قسم کے مطالعه کے لیے پوري طرح طیار تهي -

(امیزن پر سفر)

۲۱ - برس کي عمر میں ویلس نے پیمایش کا کام چھوڑ دیا کیونکه اسمیں زیادہ کامیابي کي امید نه تهي اور لیسٹر کے ایک اسکول میں ملازم ہو گیا - اُس نے پہلے پہل یہاں تحقیقات علم النفس میں دلچسپي لي اور یہیں اُسے اسپریچولیزم (روحانیات و استحضار ارواح) کي صحت کا یقین آ گیا جو اسکي زندگي کا بہت بڑا واقعه ہے - یہاں تک که وہ ایک پکا اسپریچولیسٹ (روحاني) ہو گیا -

یہیں اس سے اور مشہور طبیعي اور سفر نگار ' ڈاکٹر بیٹس هنري والٹیر سے شناسائي هوي جو بعد میں ایک ایسے سفر نامه کا مصنف ہوا ' جو انگریزي زبان میں آجکل بہترین سفر نامه مانا جاتا ہے -

بیٹس ایک بہت بڑا عالم علم الریاح (Entomologist) تھا - ویلس ابهي تک صرف علم النباتات هي پر قانع تھا مگر بیٹس کي مثال اور اسکے نشاط و شغف کار کو دیکھکے تتلي اور بھونروں (Beetles) کو جمع کرنا شروع کیا -

لیکن تھوڑے هي عرصے کے بعد دونوں دوستوں کو معلوم ہو گیا که قدرت کے دریافت کرنے کے لیے انگلستان میں کافي میدان نہیں هیں - پس ان دونوں نے اس امید پر که مصارف سفران اشیاء کي قیمت سے نکل آئینگے جو وہ جمع کرکے لائینگے ' گرم ممالک میں سفر کرنے اور اسي کے ساتھه گرم ممالک کي زندگي کے متعلق علمي معلومات حاصل کرنے کا فیصله کر لیا -

سنه ۱۸۲۸ ع میں وہ اس غرض سے پیرا گئے که وادي امیزن کي تفتیش کریں - وادي امیزن وهي مقام ہے ' جسکي طرف " وایج آف دي امیزن " کي اشاعت نے لوگوں کي توجه مبذول کر دي تهي -

یه دونوں چار برس تک باہر رہے - انکے تجارب و مشاهدات نے دو اول درجه کي اهم کتابیں تیار کیں :

ایک " دریاے امیزن " مولفه بیٹس مطبوعه سنه ۱۸۶۴ع اور دوسري " سفرنامه امیزن و ریو نیگرو " مولفه ویلس مطبوعه سنه ۱۸۵۳ ع -

اگرچه موخر الذکر کتاب کي صرف پانچسو کاپیاں چھپوائي گئي تهیں مگر با ایں همه کل کاپیاں کہیں دس برس میں جاکر فروخت ہوئیں !

تاهم انهوں نے اپنے مصنف کو طبیعیین کي مجلس میں روشناس کردیا ' اور ان مقامات کي تاریخ طبیعي میں ایک گراں بہا اضافه تسلیم کي گئیں جن مقامات سے انمیں بحث کي گئي تهي -

اسکے بعد بیٹس اور ویلس علحدہ ہوگئے اور دونوں نے اپنے لیے مختلف میدان عمل انتخاب کیے -

ویلس نے جو اندوختہ اشیاء بھیجي تهیں وہ بہت تهیں اور گو ایک چالان جسمیں بہت سا سامان تھا ' راسته هي میں جہاز پر جلگیا مگر با ایں همه ان اشیاء کي قیمت سے اسکے مصارف کي ادائگي کے بعد ایک معتدل رقم پس انداز بهي ہوگئي -

لندن میں مختصر قیام کے بعد جسکے اثناء میں اس نے علم الحیات کے متعلق اپني معلومات کو وسیع کیا اور ڈارون نیز هکسلے کے حلقے کے اثرات قبول کیے ' وہ مشرق کي طرف روانه ہوا - اس مرتبه اس نے عزم کر لیا که وہ ملایا کے مجمع الجزائر کي ضرور تفتیش کریگا جو ایک طبیعي کیلیے بہت سے غیر پامال میدان تفتیش اپنے اندر رکھتے هیں - یه دوسرا سفر تھا جسکے اثنا میں اسے اپنے زندگي کے سب سے بڑے اکتشاف کا سراغ ملا -

(ملایا میں آغاز عمل)

سنه ۱۸۵۴ ع کے آغاز میں ویلس سنگا پور روانه ہوا - اور پورے آٹھه برس اس نے ملایا کے مجمع الجزائر میں گشت لگایا - وہ ان مختلف اور عجیب و غریب اشکال حیات کا مطالعه کرتا رہا جو اسے وهاں ملیں ' اور ان مسائل پر غور و خوض کرنے میں مصروف رہا جو ان اشکال حیات کي وجه سے پیدا ہوئے تهے - اسکے مصارف ان اندوختہ اشیاء کي قیمت سے نکلتے رہتے تهے جو وہ وقتاً فوقتاً گھر بھیجتا رهتا تھا - اس نے ایک وافر سرمایه معلومات کا جمع کر لیا اور اسکے بعد هي بیش بہا اور اهم کتابوں کا ایک سلسله شروع ہوگیا -

اس سلسلے کا آغاز سنه ۱۸۶۹ ع میں " سفر نامه مجمع جزائر ملایا " سے ہوا تھا اور پھر " طبیعت ممالک حارہ " (مطبوعه سنه ۱۸۷۸ ع) " تقسیم حیوانات جغرافي " (مطبوعه سنه ۱۸۷۶ ع) کے بعد " حیات جزیرہ " (مطبوعه سنه ۱۸۸۰ ع) پر ختم ہو گیا -

ادھر علم الحیات کے متعلق یه تمام کتابیں شائع ہوئیں ادھر اسکا وہ اکتشاف عظیم جسکا ذکر آگے ایگا ' اُسکي غیر حاضري میں انگلستان کے علمي حلقوں کے آگے رو نما ہوا ان تازہ حالات نے یکایک اسکے آنے والے کارناموں اور چھپے ہوے کمالات کے چہرے سے نقاب اُلٹ دي - یہاں تک که جب سنه ۱۸۶۲ میں وہ لندن واپس آیا ہے تو بزرگتر ڈارون کے علاوہ اپنے نام کو علمي دنیا کے اس گوشے سے اس گوشے تک مشہور پایا !!

ملایا کے مجمع الجزائر اور امیزن ویلي کي عجیب و غریب اشکال حیات میں کوئي شخص یه غور کیے بغیر نہیں رهسکتا که یه گونا گوں و بوقلموں انواع حیات کیونکر وجود میں آئیں ' اور انهوں نے اپنے یه عجیب و غریب خواص کیونکر حاصل کیے ؟ سنه ۱۸۳۶ ع میں بیگل سے واپسي کے بعد جسوقت ڈارون ڈاون میں

پھر تھوڑي دير کيليے فرض کرو کہ اُس شير کو کوئي ايسي جگہ معيشت کيليے ملي ھوتي ' جہاں زمين ھر طرح کی غذاؤں سے خالي ھوتي اور اُسے نا چار اپني غـذا کيليے پاني ميں اُترنا پڑتا يا کسي نہر ميں سے گذرنا پڑتا ' تو اس صورت ميں ايک عرصے کے بعد يقيـناً شير کي ايک ايسي نسل طـيار ھو جاتي ' جسکے پاس تيز دانتوں اور خونخوار پنجوں کي جگہ پيرنے کے کيليے مناسب اعضا ھوتے -

گرم و سرد اور خشک و تر ممالک کے اختلافات مرز بوم نے ايسے ھزارھا انقلابات حيوانيہ پيش کيے ھيں جو قانون مطابقۃ کی تائيد کرتے ھيں - برفستاني ملـکوں کے جانور منطقۂ حارہ کے قرب ميں آکر اپنے اُن تمام بڑے بڑے بالوں سے محروم ھوگئے جو فطرۃ نے اُس سرد ملک کي برف سے محفوظ رھنے کيليے انھيں عطا کيے تھے -

(الوراثـۃ)

يہ قانون طبيعي عام اور اسکا مقصود اسکے نام سے واضح ھے -

ھر شخص جانتا ھے کہ وہ تمام صفات عرضيہ جو والدين ميں اختلاف احوال وسط (گرد و پيش) اور اثر معيشت و مرز و بوم سے پيدا ھوتے ھيں ' وہ انکي اولاد ميں منتقل ھوتے ھيں ' اور اسکا مشاھدہ ھر روز ھر شخص کرتا ھے -

ليکن مذھب نشو و ارتقا نے اسپر دوسري نظر ڈالي ھے - يہ اثرات جو آبا ؤ امہات سے اولاد ميں منتقل ھوتے ھيں ' ان ميں ايک دور و تسلسل قائم ھوگيا ھے - يکے بعد ديگرے ھر والدين اپنے والدين کے اثر کو قبول کرتے ' ساتھہ ھي نئے نئے اثرات خاص حاصل کرتے ' اور پھر اس مرکب و مجموعي اثر کو اپني اولاد کيليے چھوڑ جاتے ھيں - يہ سلسلہ برابر بڑھتا جاتا ھے اور اپنے نتائج تدريجي جمع کرتا جاتا ھے - يہاں تک کہ ايک زمانۂ ممتد کے بعد وہ تمام اختلافات عرضيہ ' اختلافات جوھريہ بن جاتے ھيں ' اور ايک نئي نوع و قسم پيدا ھو جاتي ھے -

مثلاً کسي خاص نوع کو اپنے سامنے رکھو - اسکے ايک گروہ نے چند خاص اثرات حاصل کيے اور وہ انکے بعد انکي اولاد ميں بھي بر بناے قانون وراثت منتقل ھوے - يہ نسل اُن اثرات کے ساتھہ اپني خاص خاص حالتوں ميں رھي - اس طرح اور چند نئے اثرات بھي اُس نے قبول کرليے - اب انکي اولاد جو پيدا ھوئي ' اُسے نہ صرف اپنے اجداد ھي کا اثر ورثے ميں ملا ' بلکہ وہ مجموعي اور مرکب اثر ملا ' جسميں ايک عنصر اثرات قديم اجداد کا ' اور ايک عنصر اثرات حديثۂ والدين کا تھا -

يہ نسل بھي پھيل گئي اور اپنے مخصوص حالات معيشت سے خاص خاص اثـرات قبول کرتي رھي - اب اسکا ورثـہ اسکے والدين و اجداد کے اثرات وراثۃ کے ساتھہ ' اسکے مختص اثرات سے ملکر مرکب ھوا ' اور اس سے جو نئي نسل پيدا ھوئي ' اسکے ورثے ميں يہ جديد مرکب اور مجموعۂ اثـرات آيا -

اسي طرح نسلاً بعد نسل قانون وراثت کا دور قائم رھتا ھے اور اثرات معيشت و زندگي طرح طرح کے امتزاج و آميزش سے مرکب ھوتے اور قسم قسـم کي صورتوں اور حالتـوں ميں منتقل ھوتے رھتے ھيں -

اب ديکھو کہ ھزاروں اور لاکھوں برسوں کے اندر يہ اثر وراثت نئے نئے اثرات کے اضافہ و ترکيب کے بعد کس درجہ مختلف اور متغير ھو جاتا ھوگا ؟ اور وہ پہلا اثر وراثت جو کسي نوع کي اولين نسل نے اپنے آبا ؤ اُمہات سے پايا تھا ' اُس حالت سے کس درجہ مختلف و متضاد ھوگا ' جو قرون مديدہ اور سنين متواليہ کے جلب و تاثر کے بعد آج اُسکي نسل ميں پائے جاتے ھيں ؟

مـذھب نشوؤ ارتـقا کے حمـاۃ کہتے ھيں کہ يھي حـالـت ھمارے نظريہ کي تصديق کرتي ھے - تم آج حيوانات کي جن اشکال کو مختلف نوعوں ميں ديکھتے اور تعبـير کرتے ھو ' انـکا اختـلاف نوعي در اصل اُنھي اثرات طبيعيہ کا نتيجہ ھے جو بر بناے انفعال و استجلاب طبيعۃ حيواني ' اُس پر موثر ھوے ' اور پھر نسلاً بعد نسل نئے نئے اثرات سے مرکب ھو ھو کر قانون وراثت کي بنا پر منتقل ھوتے رھے - يہاں تـک کہ ايک زمانۂ ممتد کے تغيرات سے اختلاف عرضي نے اختلاف جوھري کي سي صورت اختيار کرلي ' اور يہ اختلافات بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھے کہ ايک ھي نوع سے مختلف انواع و اقسام پيدا ھوگئے -

يہ ضرور ھے کہ قانون وراثت کي بنا پر جو اختلافات پيدا ھوتے ھيں ' وہ ابتـدا ميں محض بسيط ھوتے ھيں ' ليکن يـہ ياد رکھنـا چاھيے کہ مذھب ارتقاء ميں ھر تغير کيليے ايک عظيم الشان امتداد وقت شرط ھے - اور ھـزاروں لاکھوں برسوں کے بعد اُن اختـلافات بسيطہ کو اختلاف نوعي کا موجب بيان کيا جاتا ھے -

اس تمہيدي توضيح و تشريح کے بعد اب ھم ڈاکٹر ويلس کے حالات کي طرف متوجہ ھوتے ھيں -

(نـام ' نسب ' ولادت ' تعليم)

ڈاکـٹر ويلس کا پورا نام الفريـڈ رسل ويلس ھے - نسب کے متعلق اسقدر يقيني ھے کہ انکا باپ اسکاچ خاندان سے تھا -

الفريڈ رسل اسکا ساتواں بيٹا ھے - سـنہ ۲۳ ۱۸ ع ميں اسک واقـع مان ماوتھہ شاسٹر ميں پيدا ھوا - ايام طفوليت يہيں گذارے ' اور يہيں اس ذوق تاريخ طبيعي کا آغاز ھوا جس نے آگے چلکے الفـريڈ رسل کو ايک بہت بڑا طبيعي بنا ديا -

۴ - برس کي عمر ميں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھہ ھـر ٹفورڈ چلا گيا اور ايک مدرسہ ميں داخل ھوگيا -

ھر ٹفورڈ ميں اسکي تعليم کے متعلق اھـم ترين واقعہ يہ ھوا کہ اسـکا باپ شہر کے کتبخانہ کا ناظـم ھوگيا - کم سن ويلس اپنے فرصت کے گھنٹے اس کتبخانہ کے ايک گوشہ ميں بيٹھـکے يوں بسر کرتا کہ اٹھارويں صدي کے اعلى ذخيرۂ ادب کے ساتھہ طبع آزمائي کرتا -

۱۶ - برس کي عمر ميں اس نے اسکول چھوڑ ديا اور اپنے بھائي جان کے ساتھہ رھنے کے ليے لنـدن بھـيجا گيا - جان [illegible] روڈ ميں ايک بلڈر (جہاز ساز ' عمارت ساز ' معمار وغيرہ) کے يہاں کام سيکھتا تھا -

اگرچہ اسکے صرف چند ماہ وھاں بسر ھوے تا ھم اُسکے خصائل پر اِسکا بہت بڑا اثر پڑا - اسکا بھائي جان شام کو زيادہ تر ايوان علم (ھال آف سائنس) ميں رھتا تھا - يہ ھال ٹـاٹين ھمکورٹ روڈ ميں تھا اور ايک اولين علمي کلب کي حيثيت رکھتا تھا - اسکے بعد ميکنکس انـسٹيٹيوٹ قايم ھوا جو گويا ترقي يافتـہ دستکاروں کا ايک عمدہ مجمع تھا - يہاں کی معمولي نشستگاھوں کي فضائيں بھي روبرٹ ڈيل اوين کے اثر سے لبريز تھيں جو راہ اشتراکيت و اتحاد عمال (سوشيا ليزم) کے مشہور ھموار کرنے والوں ميں سے تھا - يھي زمانہ تھا جب ويلس نے اختصاص قوميت و ارض (لينڈ نيشليزيشن) اور اسي قسم کي ديگر تحريکوں ميں دلچسپي لينا شروع کی -

(آغاز شھـرت)

ڈاکٹر ويلس کي اصلي شہرت سب سے زيادہ ايک عالم الحيات اور مويد اصول ارتقائي حيثيت سے ھے - اسکي زندگي کا مرکزي واقعہ اور اسکي شہرت کي سب سے زيادہ دير پا بنياد يہ ھے کہ اُس نے مسئلۂ ارتقا کے اس عہد کے متعلق اپني اکتشافات سے راہ

مراسلات

مسئلهٔ مصر

میرا پہلا مضمون درباره مسئله مصر (مندرجه الهلال نمبر ۹ جلد - ۳) اگرچه قوم کی دلچسپي کا باعث نہوا اور ابتک کسي هم اهنگ نے اپني صدا بلند نه کي' لیکن اس خیال سے که هندوستان سے اسکا کوئي خاص تعلق نہیں اور نیز وه افکار و حوادث جو گذشته دنوں میں پیش آے' قوم کو ایسے مسئلوں کے طرف توجه دلانے کے لیے قدرتاً مانع تھے' میں دل گرفته نہیں هوں اور سمجھتا هوں که مسلمانان هند ضرور مسئلۂ مصر سے دلچسپی لیں گے -

مصر و شام اسلامي تاریخ میں همیشه ساتهه ساتهه رهے اور انشا الله هم اپني آنکھوں سے پھر مصر و شام کو ساتهه دیکھینگے - مصر کیونکر جدا هوا ؟ ایک البانی سپاهي کي شوریده سري سے - مصر کي یه حالت کیوں هوئي ؟ اسکي اولاد کي نا قابلیت اور فضول خرچیوں سے - لیکن کیا ان دو غلطیوں کي تلافي ممکن نہیں ؟ مصر کا تعلق کیا اب دولت عثمانیه سے نہیں هے ؟ کیا انگریزوں نے واقعي اسے اپنے قبضے میں کر رکھا هے' اور اپني قومي شرافت کے خلاف کیا وه ایک ذلیل ترین دغا بازي کے مرتکب هونگے ؟ میرا خیال هے که ایسا نہیں هے - هم میں سے بعضوں کو یه ایک وهم هے که انگریز مصر کے مالک بنے بیٹھے هیں - لیکن اگر نظر تحقیق سے دیکھا جاے تو انگریزوں کي حیثیت ابتک بالکل ایک مشیر کي سي هے - کوئي معاهده' کوئي فتح' کوئي انصاف' اور خود انکا کوئي قول مصر پر قابض هونے کے حقوق نہیں دلاتا - لیکن جو لا پروائي حکومت عثمانیه نے اس بارے میں دکھلائي هے اور وه آزرده کرنے والے خیالات جن سے مصر خود اپني ڈیره اینٹ کي مسجد جدا بنانا چاهتا هے' البته انگریزوں کے لیے ایک انگریزي مصر کي تیاري کا همیں خوف دلاتے هیں - میں نے خود اکثر مصریوں اور ترکوں کے اقوال پڑھے هیں جنمیں خوشامد اور خوف کے ساتهه اس امر کا اعتراف کیا جاتا هے که هندوستان و مصر انگریزي حکومت میں نہایت خوش و خرم هیں -

هندوستان ضرور هوگا - لیکن مصر کے متعلق تو ایسي راے رکھنا برٹش گورنمنٹ کے کونسل جنرل مصر کو گورنر جنرل مصر بنا دینا هے -

مصر کے متعلق جو کچھه میں پہلے لکھه چکا هوں' اسکا دهرانا یہاں ضروري نہیں سمجھتا - میں اس مضمون میں صرف وه پہلو دکھانا چاهتا هوں جس کي رو سے مصر کا ترکي حکومت سے ملنا بلا کسي دقت کے هوسکتا هے -

انگریزوں کے مصر کے متعلق کیا خیالات هیں ؟ لارڈ کرومر اور لارڈ پامرسٹون کے الفاظ میں بیان کرنا چاهتا هوں جو کہتے هیں :

" انگلستان کي یه خواهش نہیں که وه مصر پر قبضه رکھے لیکن انگریزي فوائد کے لیے یه بہت ضروري هے که یه ملک کسي دوسري یوروپین طاقت کے قبضے میں بھي نه آجاے - انگریزي پالیسي مصر میں همیشه اسی اصول کي پابند رهي - سنه ۱۸۵۷ میں نپولین ثالث شاهنشاه فرانس نے انگریزي حکومت کے آگے اپنا یه اراده ظاهر کیا که شمالي افریقه منقسم هوکر مراکو فرانس کے قبضے میں آیا هے - تیونس روڈینا کے ماتحت اور مصر انگریزوں کے ماتحت - تو اسپر لارڈ پامرسٹون نے اپنے خیالات کا اظہار لارڈ کلیرنڈن کے خط میں بدیں الفاظ کیا تھا : " هماري بالکل خواهش نہیں که مصر انگریزي مقبوضات میں داخل هو - گو اسمیں شک نہیں که دنیا کے اکثر حصے فرانس اور انگلستان کے ماتحت رهکر بہتر اقتصادي حالت حاصل کرسکتے هیں' مگر انگلستان کي جو خواهش مصر کے بارے میں هے' وه یه هے که مصر ترکي حکومت میں شامل رهے' تاکه کسي دوسري یوروپین طاقت کو مصر پر قبضه پانے کا خیال نه هونے پاے - هماري صرف یهي خواهش هے که مصر میں هماري تجارت کو ترقي هو - وهاں همارے سفر میں آسانیاں پیدا هوں - لیکن هم اس بوجهه کو اٹھانا گوارا نہیں کرسکتے جو مصر کو اپنے حصے میں لانے اور اسپر حکومت کرنے میں پوشیده هے - غیر ممالک کي ترقي صرف اپنے تجارتي اثر هي سے کرنا چاهیے - همکو فتوحات کے جهاد صلیبي سے بچنا چاهیے تاکه هم مہذب ممالک میں بد نام نه هوں " (ماڈرن ایجپٹ مصنفۂ لارڈ کرومر)

اگر لارڈ پامرسٹون کي حیثیت وزیر انگلستان کي سي هے اور انکي آواز کو هم انگریزي حکومت کي آواز کهه سکتے هیں' تو مصر کے طرف سے همکو نا امید نہونا چاهیے - یهي قول مسٹر گلیڈاسٹون و دیگر وزراے انگلستان کا تھا - البته جو بات سب سے زیاده نا امید کرنیوالي هے' وه ترکونکا خود اپنا رویه هے - میري دعا هے که انکي موجوده کمزوري سے انگریز فائده نه اٹھاویں' اور اپنے اقوال کي سچائي کو نظر انداز کرکے ترکونکو مجبور نکریں که کسي ایسے معاهده پر دستخط کردیں' جسکي رو سے مصر کا حال بھي قبرس کا سا هو جاے - ترکونکو اپني قوت حاصل کرنیکا موقع دو' جسمیں خود انگلستان هي کا فائده هے اور پھر مصر انکے حواله کردو - هماري قوم ذمه دار رهیگي که تمهارا هندوستان غیروں کے حملوں اور اندروني بغاوتوں سے محفوظ رهے -

س - م - ا -

خطوط جهنم سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل هے - جس نے قلم سے جهنم کے ایسے حیرت انگیز اور پر تاثیر نقشے کھینچے که یورپ کي تمام زبانوں نے اسے اپني آغوش میں جگه دي -

یورپ کے بعض اعلے تعلیم یافته نے مجھے اس ترجمے کي داد دي اور هندوستان کے بعض مشهور انشا پردازوں نے اس پر صاد کیا - بهر صورت کتاب قابل ملاحظه هے -

کل خطوط تیس هیں جو سلسله وار شایع هو رهے هیں - پورے مجموعے کی قیمت معه محصول ڈاک مبلغ ۴ - روپیه - ۱ - آنه هے - هر خط کي جدا گانه قیمت ۲ - آنه - محصول ڈاک کا اس کے علاوه هے -

شرف الدین احمد

محله کھاري کنواں - رام پور اسٹیٹ - یو - پي

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

اس سوال پر غور کر رہا تھا ' ٹھیک اُسی زمانے میں ویلس بھی اپنی تنہا سیر و سیاحت کے اثنا میں اسی سوال پر سر بزانوے تفکر و تفحص تھا - ڈارون نے اپنے مخصوص صبر و تحمل کے ساتھ ۲۰ - سال ایک نظریہ کی ترتیب میں صرف کیے جو اس سوال پر غور و فکر کا نتیجہ تھا - یہ نظریہ اُسکے دل کے تاریک تجسس کدے میں بجلی کی سی روشنی اور بجلی ہی کی سی سرعت کے ساتھ نمودار ہوا تھا ' جبکہ وہ مشہور مالتھس کا مقالہ " آبادی " کے عنوان پر سنہ ۱۸۵۸ میں پڑھ رہا تھا - ایسا ہی حال ویلس کا بھی ہوا جبکہ وہ بخار کی شدت میں مبتلا تھا ' اور اسکی وجہ سے اپنے تمام اعمال علمیہ کے ترک کر دینے پر مجبور ہو گیا تھا - بیکاری اور علالت کی تکلیف دہ تاریکی میں یکایک علم کی مسرت اور خوشی کی ایک روشنی نظر آئی ' اور کسی چیز نے خود بخود " مالتھس " کے مقالات کی یاد پیدا کر دی - وہ گو انہیں بارہا پڑھ چکا تھا لیکن اس نے ایک تازہ ترین ذوق کے ساتھ اُنکے صفحات پر نظر ڈالی اور اُسی وقت اسکے قلب پر القاء علمی کا نزول شروع ہو گیا -

(یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مالتھس نے انسانی آبادی و عمران پر بحث کی ہے اور خاص طور پر اپنے مضمون میں ان اسباب و علل پر نظر ڈالی ہے جو انسان کی ابتدائی اقوام کی آبادی کو افزائش و ترقی سے روک دیتے ہیں - مثلاً جنگ ' متعدی امراض ' حوادث طبیعیہ ' قحط سالی ' وغیرہ وغیرہ)

(بقاء اصلح)

ویلس خود لکھتا ہے ' اور اس سے زیادہ بہتر کیا ہو اگر اُسے دیکھنے کیلیے خود اُسکی زبان آنکھ کا کام دے ؟

" جبکہ میں مالتھس کا مطالعہ کر رہا تھا ' تو مجھے خیال ہوا کہ یہی اسباب عام حیوانات میں بھی موثر و کارفرما ہیں - چونکہ حیوانات کی پیدایش انسان کی پیدایش سے زیادہ ہے اسلیے اِن مہلک اسباب کی وجہ سے انکی بربادی بھی زیادہ وسیع و عظیم ہونی چاہیے تاکہ ہر نوع کی صرف مناسب اور ضروری تعداد ہی قدرت محفوظ رکھے -

حیوانات میں سلسلۂ توالد و تناسل برابر جاری ہے - اکثر جانوروں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں پانچ پانچ چھہ چھہ بچے جنتے ہیں - انسے آگے بڑھتے ہیں تو ایک ہی وقت میں بیس بیس انڈوں کو سیکتی ہوئی مرغیاں نظر آتی ہیں - اور ترقی کیجیے تو ایک ہی وقت میں سیکڑوں تک کی تعداد روح حیوانی کے ضعیف و کم اعضا مظاہر میں ملیگی -

یہ سلسلہ ایک ان گنت اور ما فوق التخمین زمانۂ ماضی سے جاری ہے پس اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس وقت تک ان حیوانات کی کثرت سے تمام کرۂ ارضی چھپ گیا ہوتا اور انسان کو بسنے کیلیے جگہ نہ ملتی ؟

مگر ایسا نہیں ہے اور دیکھنے میں بھی سال بسال انکی افزایش نسل کا کوئی تدریجی ثبوت نظر نہیں آتا -

اسکا سبب یہی ہے کہ قدرت نے ہر طرح کے حیوانات کی ایک خاص تعداد ضروری سمجھی ہے اور اس سے زیادہ ہونے نہیں دیتی - اسباب موانع افزایش تعداد ہر موقعہ پر اپنا کام کرتے رہتے ہیں -

اسی طرح میں اپنے سلسلۂ غور و فکر میں منہمک ' قدم بڑھائے آگے بڑھتا گیا - یہاں تک کہ میں ایک دوسری منزل تک پہنچا - میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اچھا ' بعض کیوں مر جاتے ہیں اور بعض کیوں زندہ رہتے ہیں ؟

کیا صرف موانع افزایش و ترقی نسل ہی کی وجہ سے ؟

لیکن وہ تو ہر وقت موجود نہیں ' اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں زندگی اور موت ' دونوں برابر کام کرتے رہتے ہیں ؟

کیا ایسا تو نہیں کہ زندگی و موت بھی کسی باقاعدہ اصول انتخاب کے ماتحت ہیں اور اچھے چن لیے جاتے ہیں اور ناقص کو ردی کرکے پھینکدیا جاتا ہے ؟

معاً یہ برق حقیقت میرے دماغ میں بجلی کی طرح کوندی کہ قدرت جو کچھہ کرتی ہے ' نسل اور اجسام کی ترقی و افزایش ہی کیلیے کرتی ہے ' وہ کوئی ایسا قانون وضع نہیں کر سکتی جن سے موانع افزایش نسل اسباب فراہم ہوں -

البتہ وہ نسل حیوانی کو بڑھانے کیلیے اور اسکی طاقت اور قواء نشو کی صحت و سلامتی کیلیے ' ایک اصول انتخاب نافذ کر چکی ہے تاکہ ہر نسل میں ادنی مر جائیں اور صرف اعلی و اصلح ہی زندہ رہیں -

جو صحیح و صالح ہوگا ' وہی زندہ رہیگا - جو ضعف و نقص سے غیر صالح ہے ' اسکو ضائع ہی ہو جانا چاہیے تاکہ نسل اور حیات کی صحت و ترقی کو نقصان نہ پہنچائے -

اگر فطرۃ ایسا کر رہی ہے ' تو یہ ترقی و افزایش کو روکنا نہیں ہے ' بلکہ عین اسی افزایش و ترقی کی حفاظت ہے

جراح سڑے گلے ہوے عضو کو جسم سے الگ کر دیتا ہے - یہ جسم کا ایک شدید نقصان ہے - لیکن ایسا نقصان ہے کہ اگر یہ نقصان نہو تو پورے جسم کے نقصان سے ہمیں دو چار ہونا پڑے -

اس نظریہ کے کشف و حصول نے میری آنکھیں کھولدیں ' میں جو اسسے پہلے اپنے تمام مشاہدات حیوانیہ میں صرف سوال تھا - اب دیکھنے لگا تو ہر طرف میرے سامنے جواب و تشفی کی صدائیں موجود تھیں !

ایک مرتب سلسلہ میرے سامنے تھا جس کا مواد اگرچہ عام معلومات میں سے تھا ' لیکن نتائج بالکل نئے تھے !

دنیا میں تغیرات پیدا کرنے والی مختلف چیزیں ہیں - زمین اور اسکے اثرات ہیں ' سمندر اور اسکی موجیں ہیں - غذا اور اسکے انواع و اقسام ہیں ' موسم اور اسکے عجیب و غریب سرعت کے ساتھہ کام کرنے والے اثرات ہیں - جب یہ تمام تغیرات طاری ہوے جیسا کہ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ' تو مختلف انواع حیات میں بھی وہ تبدیلیاں ہوئیں جو تغیر شدہ حالات کے قبول کرنے کیلیے ضروری ہیں - پھر چونکہ محیط (۱) کے تغیرات ہمیشہ سست رفتار ہوتے ہیں - انکی مثال گھڑی کی بڑی سوئی کی سی ہوتی ہے جسکے رفتار کو امتداد وقت کے بعد معلوم کر سکتے ہیں مگر دیکھہ نہیں سکتے ' اسلیے ضرور ہے کہ ہر نسل حیوانی اُن تغیرات سے متاثر ہونے کیلیے بہت وقت لیتی ہوگی جو قانون " بقاء اصلح " کے نفاذ میں موثر ہیں -

تغیرات کی اس بطی السیر حالت سے قدرت پورا کام لے رہی ہے - اس طرح نظام حیوانی کے ہر حصے میں ٹھیک اُسی طرح ترمیم و تخفیف ہو جاتی ہوگی جس طرح کی اُسے مطلوب ہے - اور جن میں ترمیم نہوتی ہوگی ' وہ اثناء ترمیم ہی میں مر جاتے ہونگے - اور اگر یہ سچ ہے تو بجاے " ہونگے " کے " ہو جاتے ہیں " کہنا چاہیے -

اسمیں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ اس طریق حفظ و ضیاع سے انواع جدیدہ میں ہر ایک نوع کے محدود خصائل ' اور دیگر انواع سے امتیازات ' واضح اور نمایاں ہو جاتے ہیں -

اسکے بعد میں نے اپنے تمام مطالعۂ حیوانات و اجسام حیہ میں اسی قانون " بقاء اصلح " کی عینک آنکھوں پر چڑھا لی - اب میری مرئیات بالکل صاف اور غیر مشتبہ تھیں "

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

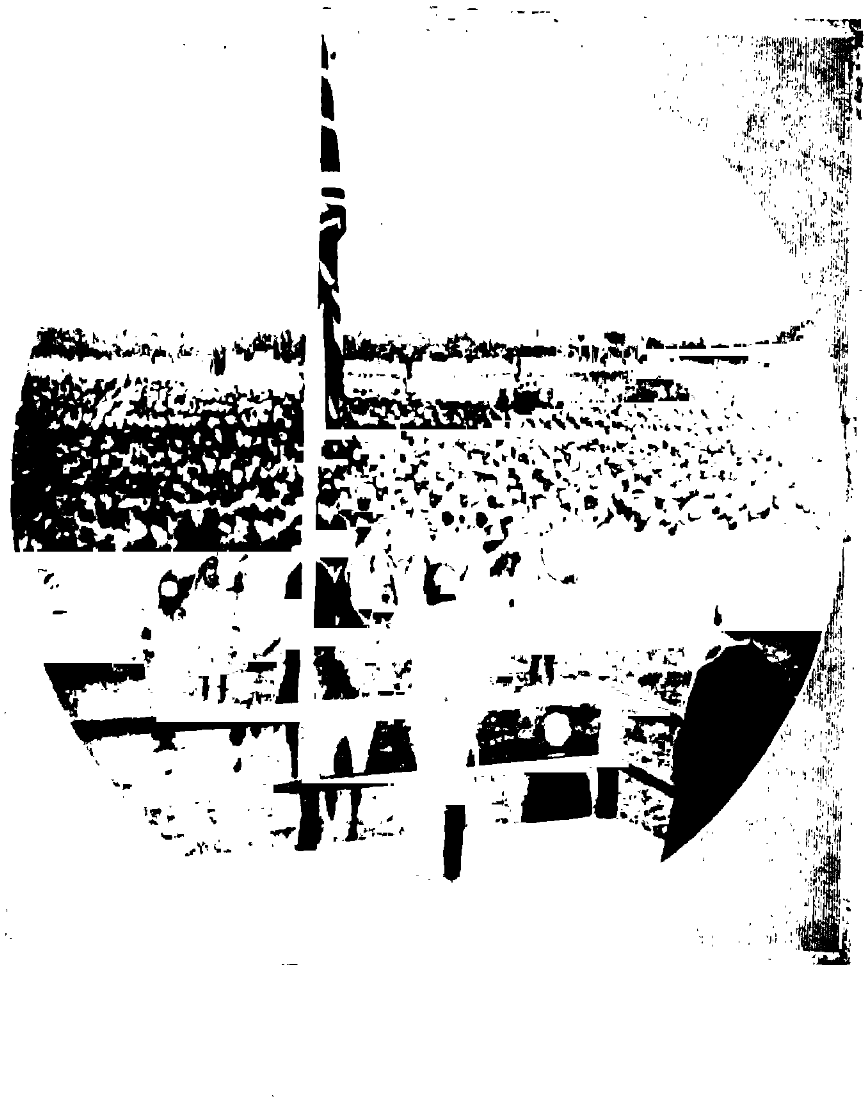
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 17, 1913.



قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

شذرات

آخری ہفتہ

سال کا آخري هفته آگیا - آج نصف سے زیادہ دسمبر گذر چکا هے' اور عنقریب جنوري سے نیا سال شروع هوجائیگا -

لیکن واقعات و حوادث کو دیکھتا هوں تو صرف سنه ۱۳ - کے دور ماه و ایام هي کا آخري هفته در پیش نہیں هے' بلکه مسلمانوں کے نئے دور تنبه و بیداري کیلیے بهي ایک آخري اسبوع عمل سامنے آنے والا هے' جسکے بعد بالکل ایک نیا دور شروع هوگا - کون کہه سکتا هے که وه زندگي کي اُمیدوں اور ولولوں کا دور هوگا' یا بیداري کے بعد غفلت' اور حرکت حیات کے بعد جمود ممات کا : والله یحیي و یمیت' والله بعما تعملون بصیر (۱۵۰ : ۳)

(حیات بعد الممات)

کم و بیش ڈیڑهه دو سال کا زمانه گذرا هے که ایک نئي حرکت مسلمانوں میں پیدا هوئي - وه جو سو رهے تهے' انهوں نے آنکهیں کهولیں - وه جو کروٹیں بدل رهے تهے' اپنے اپنے بستروں پر اُٹهکر بیٹهے' اور وه چند نفوس مهتدین جن کو دست هدایت الهي مدتوں سے اُٹها کر کهڑا کرچکا تها' بلا تامل چل کهڑے هوے : فمنهم ظالم لنفسه' و منهم مقتصد' و منهم سابق بالخیرات باذن الله - ذلك هو الفضل الکبیر (۳۲ : ۳۱) یه غفلت و بیداري کا ایک مقابله تها - اور جیسا که همیشه هوا هے اُٹهانے والے کم اور ضعیف مگر سلانے والے بہت اور قوي تهے - پر خداے توانا کا فیصله هوچکا تها' اور شیطان کا گهرانا غمگین تها - اگرچه ان صداؤں کي پہلے تحقیر کي گئي' اور پهر مقابله' لیکن دونوں کا نتیجه وهي نکلا جو همیشه نکلا هے - یعنے رات کي تاریکي نے بالاخر شکست کهائي' سپیدهٔ صبح کي نورانیت یکایک چمک اُٹهي' اور آفتاب هشیاري و ولولهٔ عمل' مشرق حق و صداقت سے با هزاران جلوه تابي و درخشندگي طلوع هوا : فسبحان الله حین تمسون وحین تصبحون ! (۴۴ : ۳۰)

یه خیالات و اعتقادات کا وه انقلاب تها' جسکا گذشته سال کے وسط میں ظهور هوا' اور پهر اسي سال رواں و مختتم کے آغاز میں مخالف امیدوں کو متالم اور موافق توقعات کو متحیر کرتا هوا دنیا کے سامنے نمایاں هوگیا - حق و باطل کي معرکه آرائي میں وه عصاے موسی کا ایک ظهور ثعباني تها' جس نے اگرچه اپنے سامنے سحر و تخئیل باطل کے هزاروں خوفناک اژدهے دیکهے' پر وه نه جهجکا' اور تمام جادوگران سحر پرست حق کي عظمت سے لرزتے هوے اور صداقت کے اعجاز سے کانپتے هوے زمین پر گر گئے : فالقي السحرة سجدا' قالوا امنا برب هارون و موسی ! (۷۳ : ۲۰)

میرا مقصود اس تغیر سے قوم کا نیا دور حسیات و تنبهات هے جو اصولاً قومي افکار و اعمال کي هر شاخ میں ظاهر هوا' اور جس کا ایک سب سے بڑا مظهر' قوم کے سیاسي معتقدات کا تغیر هے - میں اس تغیر کو کچهه وقعت نهیں دیتا جو مسلم لیگ کے نظام کار اور تعین نصب العین میں هوا' کیونکه وه صرف کاغذ پر لکهنے کي چیز هے - میں اُس انقلاب کو دیکهتا هوں جس نے چهل ساله غفلت و ضلالت کے بعد اُس چیز سے قوم کو آشنا کیا' جو اصل الاصول اعمال اور حقیقة الحقائق سیاست هے' اور جو في الحقیقة ایک اشرف و اعلی اساس شرعي و اسلامي هے' جس پر دیانهٔ حقهٔ الهیه نے اپنے تمام احکام و اعمال کي بنیاد مقدس محکم و استوار کي هے - یعنے استبداد و تقلید اشخاص کے شجرهٔ ملعونهٔ خبیثه کي جگه' قوة جمهوریة امة کے شجرهٔ زیتون مبارک کي تخم ریزي' و ید الله علی الجماعه !

(المرشدون الافندون)

اب تک مسلمانوں کي رهنمائي و دلالت کي باگ محض چند انسانوں کے هاتهوں میں تهي' اور اُنهوں نے اپنا هاتهه اس دست مخفي و بالا کے آگے بیعت کیلیے بڑها دیا تها' جس کو میں اپني زبان میں قوة شیطانیه کا سب سے بڑا مظهر کهتا هوں' کیونکه حکومت و فرماں روائي جب استبداد اور غلامي کے ساتهه جمع هوجاتي هے' تو اس سے بڑهکر دنیا میں شیطان لعین و رجیم کا کوئي تخت نہیں هوتا - پس همارے تمام کام خواه تعلیمي هوں' خواه سیاسي' کالجوں کے احاطوں کے اندر هوں' خواه مجالس کے اسٹیجوں کے اوپر' محض تماشے کي چند پتلیاں تهیں' جنکي ڈور پردہ کے اندر بیٹهنے والے تماشا گر کے هاتهوں میں تهي' اور جس طرح وه چاهتا تها' اپنا کهیل دکهلاتا تها - یه پتلیاں مختلف قسم کي اور مختلف قسم کي پٹاریوں میں رهنے والي تهیں - کوئي چاندي سونے کي تهي' اور کوئي فیشن کي خوبصورت ڈبیا کے اندر رهنے والي - کوئي چپ کهڑي رهکر اپنے سحر سکوت سے دیکهنے والوں کو محو حیرت بناتي تهي' اور کسي کي حرکت لب اپنے شان تکلم سے سحرکار و فریب نظاره تهي - کسي کا رقص برق تمکین و شکیب تها' تو کسي کا نغمه وداع عقل و تقوی - نظاره کیان محو تماشا یه سب کچهه دیکهتے تهے اور زبان حال سے کهتے تهے :

به تبسم' به خموشي' به تکلم' به نگاه'
مي تواں برد بهر شیوه دل آساں از من !

قوم صرف اسلیے تهي تا که حکموں کے آگے جهکے' جادوگروں کے سامنے سر بسجود هو' حرف سوال کا جواب جیب زر و سیم سے دے' اور صرف لیڈروں کي گاڑیاں هي کهینچتي رهے - عقل و فهم' تدبر و تفکر' فکر و راے' اور امتیاز و اجتهاد' وه جرائم تهے' جنکے کرنے کي کوئي شخص جرات نہیں کرسکتا تها - اعتراض گناه تها اور انکار احرام - دولت اور خطاب کي حکومت تهي' اور اطاعت محض کے سوا هر خیال و هر قول بغاوت - هر بڑا آدمي لیڈر تها اور هر چمکتي هوئي چیز سونا - هر لیڈر مستعفي هونے کي دهمکي دیکر تمام قوم کو آه و فغاں میں مبتلا کر دیسکتا تها' اور هر استعفا اپنے پیچهے رزولیوشنوں اور تلغرافات کا ایک پشتاره رکهتا تها - غرضکه وه امة مرحومه اور ملة قویمهٔ بیضاء' جو توحید الهي کي محافظ' انسان پرستي کیلیے پیام هلاکت' اور " ان الحکم الا لله " کي پیغام بر تهي' یکسر گرفتار تعبد' و از فرق تا بقدم مبتلاے پرستش زید و عمر هوگئي تهي : و یعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم' و یقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله' قل انبئون الله بما لا یعلم في السماوات و الارض' سبحانه و تعالی عما یشرکون - (۱۹ : ۱۰)

(دور جدید)

لیکن اس طلسم سراے بوقلموں میں نه تو بیداري کو قیام هے اور نه غفلت کیلیے استمرار - هر شے کو کسي دوسري شے کیلیے جگه خالي کرني هے - البته یه توفیق الهي هے که ضلالت کي عمر کم او ر هدایت کا دور ممتد هو - پس توفیق الهي کي نسیم مقدس ایک طوفان هلاکت بنکر چلي' جس نے هنگامے سے سروں کو جگا دیا' هشیاروں کو دوڑادیا - غلامي کا درخت بهي اپني جگه سے هلا' اور تماشے کی پتلیاں بهي کاغذ کے پرزوں کي طرح ادهر ادهر اڑنے لگیں' تا آنکه حق اور باطل میں فیصله هوگیا' اور دنیا نے دیکهه لیا که صداقت کن

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4 - 12.

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مسلمان کلکتہ ابوالکلام الدہلوی

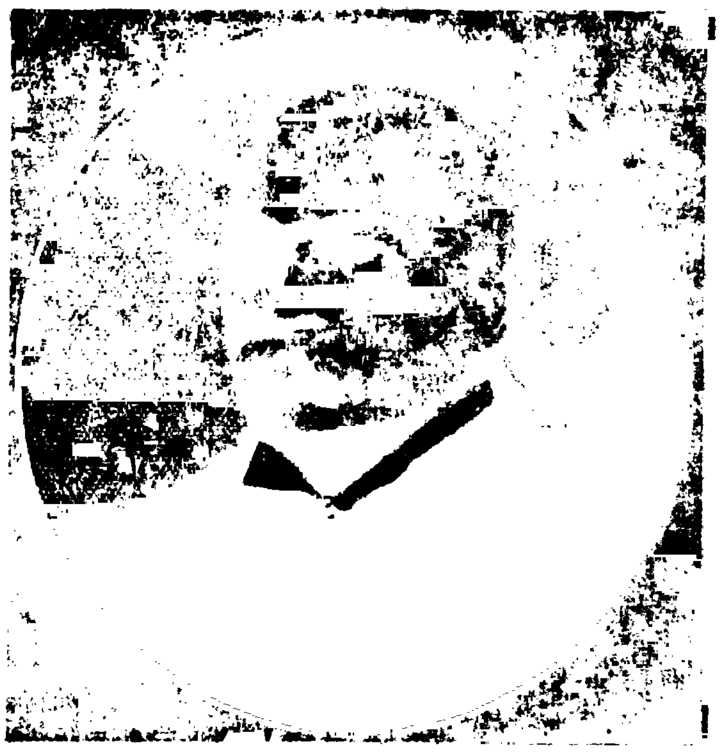
مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۲۵
Calcutta : Wednesday, December 17, 1913.

فہرست

تصاویر



مہمان محترم

یعنی لارڈ ہڈلی بالقابہ ، جنہوں نے حال میں قبول اسلام کا اعلان کیا ہے - اور جسکے متعلق آیندہ اتوار کو مسلمانان کلکتہ کا ایک عظیم الشان جلسہ ٹون ہال میں منعقد ہونے والا ہے -

آخر الانباء

جنوبی افریقہ

گذشتہ ہفتہ مسٹر گوکھلے کو ڈربن سے اطلاع ملی تھی کہ حکومت نے مسٹر لوکس کو ہدایت کر دی ہے کہ انجمن کی زیر نگرانی پولیس کے ذریعہ تقسیم غذا کی اجازت دیدیں، اس تار سے یہ امید ہوئی تھی کہ غذا کے متعلق ہندوستانی اسیران زنہ مزہ وطن کے مصائب و شدائد میں کچھہ نہ کچھہ تخفیف ہوجائیگی، مگر اس ہفتہ مسٹر گوکھلے کو جو تار انڈین نٹال ایسوسی ایشن سے موصول ہوا ہے ، اس نے اس امید کی حقیقت کو بے نقاب کردیا - تار کا مفاد یہ ہے -

" وکلاے انجمن کو تقسیم غذا کے وقت موجودگی کی اجازت نہیں - ماخوذین سے براہ راست گفتگو ممنوع ہے ، جو کچھہ باتیں ہوتی ہیں ، پولیس کے ترجمان کی وساطت سے - ماخوذین کو لوگوں سے اسقدر علیحدہ رکھا جاتا ہے کہ اگر پولیس اطلاع نہ دے تو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ بھوکے مر رہے ہیں - تھیٹروں کے متعلق اگرچہ حکومت کی طرف سے اعلان نہیں ہوا ہے، مگر وہ بھی عملاً قید خانہ ہیں - با ایں ہمہ عدم اعلان میں اسقدر اخفاے شدید کے کچھہ نہ کچھہ معنی ضرور ہیں - تلاش کے لیے ایک وارنٹ جاری کیا گیا ، انجمن کی خانہ تلاشی ہوئی، کاغذات لے لیے گئے - سب سے آخری امر یہ ہے کہ ایک ظالم ترین حکومت عالم یعنی روس کا طریقہ یہاں بھی وضع کیا گیا ہے - اب ماخوذین کو اپنے وکلا سے بھی ملنے کی اجازت نہیں "

ڈیلی ٹیلیگراف کے مراسلہ نگار نے ، جو یونین گورنمنٹ کی برأت کی چشمدید شہادت دینے کے لیے دورہ کر رہا ہے ، اپنے مراسلہ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ تین پونڈ ٹیکس کی تجویز خود حکومت ہند کی تھی -

اب ایسوسیا ٹیڈ پریس کو اطلاع ملی ہے کہ سنہ ۱۹۰۳ع میں ہندوستانی مزدوروں کی واپسی کے متعلق اپنی کسی تحریر میں بھی حکومت ہند نے یہ تجویز نہیں کیا ہے کہ جو مزدور واپس نہ آسکیں ان پر فی کس تین پونڈ ٹیکس لگایا جائے - یہ محض غلط ہے !

بالاخر یونین گورنمنٹ نے عملاً وہ تدبیر شروع کر دی ، جو وہ آزاد تحقیقات سے بچنے کے لیے کرنا چاہتی تھی -

ایک کمیشن اسلیے مقرر کیا گیا ہے کہ نیٹال میں اسٹرائک کے متعلق ہنگاموں کی پبلک طور پر تحقیقات کرکے جلد سے جلد رپورٹ پیش کرے -

یہ کمیشن امور ذیل کی تحقیقات کریگا :

وہ کیا اسباب و حالات ہیں جو اسٹرائک اور ہنگامے تک رہنما ہوے ؟

ان ہنگاموں میں کتنی طاقت استعمال کی گئی ؟

ایا اتنی طاقت اور ان اعمال شدیدہ کے استعمال کی ضرورت تھی ، جنکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسٹرائک کے سزا شدہ قیدوں کے ساتھہ کیے گئے ؟

امور مذکورہ کے متعلق سفارشیں جو کمیشن کرنا چاہے -

کمیشن ان اشخاص سے مرکب ہے :

سر ولیم سالومن کے - سی - ایم - جی - رئیس کمیشن ، ایولڈ ایسلین کے - سی - لفٹنٹ کرنل جے - ایس - وی - ای - کے - سی - وی - او -

لیکن سوال یہ ہے کہ اس کمیشن سے ہندوستانیوں کے زخموں کے لیے مرہم کا سامان ہوگا یا مزید نیش زنی و نمک پاشی کا ؟ ٹائمز کو اطلاع ملی ہے کہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانی اس کمیشن کو بالکل ناپسند کرتے ہیں ، اور اس فکر میں ہیں کہ مختلف مقامات میں جلسے کریں اور اس مضمون کے رزولیوشن پاس کیے جائیں کہ اس امر پر اظہار افسوس و نا امیدی کیا جاتا ہے کہ تحقیقات کے حدود میں جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی عام حالت اور آئندہ پالیسی شامل نہیں ، بلکہ وہ صرف اسٹرائک ہی تک محدود ہے - اور نیز یہ کہ کمیشن کی ترکیب صحیح نہیں ، کیونکہ اسکے ممبروں میں سے ایک شخص بھی خالی الذہن نہیں ہے ، ہر ایک کوئی نہ کوئی فریقانہ خاص راے ضرور رکھتا ہے -

تصحیح

گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۴۴۸ سطر ۴ میں بجاے Law of Inheritance کے Law of heredity پڑھنا چاہیے -

لیکن اب دیکھتا هوں تو خاموشي سے غلط فائده اُٹھا یا جا رها ہے اور اس مسئله کو ارتجاعیة اور تقہقر کار کا ایک پورا آله بنا لیا گیا ہے - سازشیں هو رهي هیں ' راز دارانه خطوط تقسیم کیے جا رہے هیں - لیگ کے دفتروں میں نئے ممبروں کي درخواستیں بهجوائي جا رهي هیں ' اور گویا شیاطین کي ایک پوري فوج ہے جو مسلح هو رهي ہے - یه حالت دیکھکر غیرت حقانیت و حریت ' اور جوش مقدس و مبارک حق و صداقت کا خون میري رگوں کے اندر کھولنے لگا ہے ' اور اسي کا نتیجه ہے که اس مضمون کا لب و لهجه اور انداز تحریر یقینا زیاده سخت اور گرم هوگیا ہے جو ایک عرصے سے الهلال کي تحریرات میں تقریباً مفقود تها -

میں اُن لوگوں سے ' جنکا کو میں نے تعین کے ساتھه ذکر نہیں کیا ہے مگر جنکا ضمیر خود اندر سے شہادت دیگا که جهاں کہیں کفر پرستي و نفاق کا ذکر هو ' اس ضمیر کا مرجع حقیقي اور اُس اشارے کے مشار الیه رهي هیں ' معذرت خواه هوں که اس مضمون کي سختی و اتشین انداز تحریر کیلیے مجهے معذور تصور کریں - میں انهیں یقین دلاتا هوں که میں بهت صابر ' بهت متحمل ' اور بهت ضابط هوں ' الا دو موقعه ایسے هیں ' جنکو دیکھکر میرے لیے محال قطعي هوجاتا ہے که اپنے غیظ و غضب ایماني کو ضبط کرسکوں -

ایک وه موقعه جب کسي امر دیني و شرعي کي توهین دیکھتا هوں یا کوئي متفرنج و فرنگي مآب با وجود کمال جهل و نادانی سرگرم اجتهاد و تفقه هوتا ہے -

دوسرا وه ' جب غلامي و اشخاص پرستي کے مناظر کثیفهٔ و خبیثه میرے سامنے آتے هیں ' اور اس وقت میرے دماغ کا جو کچهه حال هوتا ہے وه حیطهٔ تحریر سے باهر ہے -

میں ادهر چند دنوں سے نئے حالات سن رها هوں اور خود بعض مقامي ریشه دوانیاں میرے سامنے هیں میں اب ضبط نہیں کرسکتا ' نه تو تحریراً اور نه قولاً - انشاء الله تعالی -

(اصل معامله)

اصل معامله یه تها که سید امیر علي با لقابه مستعفي هوگئے قصه ایک ڈنر سے شروع هوا جس کے مجوز هر هائنس سر آغا خاں تھے - اُسکے ساتھه هي انهوں نے چند مطالبات کیے - جنکا خلاصه یه ہے که مسلمانوں کي سیاسي هستي صرف انهي کے هاتھه میں دیدي جاے - لندن کي شاخ مسلم لیگ بالکل خود مختار هو - اور مسلمانوں کي پالیسي وه مرتب کرے ! !

استعفا تو اب خود هي انهوں نے واپس لے لیا ہے ' اور نه لیتے تو جاتے کہاں ؟ مگر هاں مطالبات کا مسئله لیگ کیلیے چهوڑ دیا ہے -

جو لوگ سید صاحب بالقابه کے بعض مخصوص خصائص عالیه سے واقف هیں ' وه اس لطیفه سے خوب لطف اٹھالیں گے که خود مختاري اور علحدگي کے اِن مطالبات میں حضرة عالي ' روپیه کو نه بهولے اور با ایں همه اسکي بهي خواهش ہے که اٹھاره سو پاونڈ لندن لیگ کے حوالے کیے جائیں !

لیکن میں هر اُس شخص سے جو خدا کو نہیں بهولا ہے ' اور جو ایک یوم عدالت پر ایمان رکھتا ہے جهاں اُس سے پوچها جائیگا که اس نے امةٔ مرحومه کے ساتھه کیسا سلوک کیا ہے ' اور جهاں یقیناً پریوي کونسل کے کسي عضو کی سفارش مقبول نه هوگي ' انصاف کا طالب هوں که خدارا ان مطالبات پر غور کرے - مانا که سید امیر علي بڑے آدمي هیں - تسلیم کیا که وه اسپرٹ اف اسلام کے مصنف هیں - یه بهي سچ ہے که انهوں نے جنگ طرابلس میں بهت سے تلغرافات بهیجے اور مظالم بلقان کے خلاف احتجاج کیا ' لیکن کیا ان امور سے اُنهیں اس امر کا بهي حق حاصل هو گیا ہے که وه تن تنها تمام قوم کي قسمت کے مالک هو جائیں ' خود مسلمانوں کی راے ' اُنکا مشوره ' انکا اجتهاد فکر ' کوئي چیز نهو - آل انڈیا مسلم لیگ ایک عضو معطل بنکر رهجاے ' اسکے اجلاس ' اسکي کونسل ' اُسکے اعضاے خصوصي ' چند ناچنے والي پتلیاں هوں ' اور ایک شخص انگلستان میں بیٹھکر (جو بغیر کسي کي اجازت کے کسي ڈنر میں شریک نہیں هو سکتا) جو پالیسي انکي مرتب کردے ' اسي کے آگے سمعنا واطعنا کهکر سر بسجود هو جائیں ؟

کون ؟ وه مسلمان جنکو انکا پیغمبر بر حق ' صاحب وحي ' مورد خطاب ما ینطق عن الهوی بهي یه کهتا ہے که "انتم اعلم بامور دنیاکم"

یا للعجب ! پیغمبر اسلام (روحي فداه) کو تو یه حکم هو که " وشاورهم في الامر " یعني مسلمانوں سے مهمات امور میں مشوره کرو ' لیکن سید امیر علي تن تنها مسلمانوں کي قسمت کے مالک کر دیے جائیں ! فیا للبلاهة و یا للسفاهة ! ع

مدار روزگار سفله پرور را تماشا کن !

حال میں سید امیر علي کي بالقابه ایک راز دارانه گشتی خط شائع هوا ہے جسمیں وه " لندن ٹائمس " کي مدح و ستائش سے استدلال کرتے هیں - انکا مقصود یه ہے که جو شخص لندن " ٹائمس " کي بارگاه قلم میں اس درجه مقبول هو ' ضرور ہے که انکو مسلمان بهي رو پیٹ کر منائیں اور هاتھه جوڑ کے کہیں که اپنا استعفا واپس لیلے -

میں نہیں سمجھتا که اس بارے میں کیا لکھوں اور اس شخص کو کیا کهوں جو لندن ٹائمس کي تعریف کو اپني فخر یا ... قرار دیتا ہے - ابوجهل زنده هوتا تو میں " هسٹري آف دي سارا سین " کے مصنف سے پوچھتا که جس شخص کي ابوجهل تعریف کرے ' اسکے ایمان کي نسبت حضرت کي کیا راے ہے ؟

حقیقت یه ہے که سید امیر علي بالقابه نے خود هي ایک بهترین نقطهٔ فیصله همارے حوالے کردیا - ارباب فکر اب خود فیصله کرلیں که لندن ٹائمس جس شخص کا مداح اور حامي هو ' اسکا وجود بد بخت مسلمانوں کے پالیٹکس کیلیے شهد ہے یا سم قاتل ؟

(آخري فیصله)

بهر حال جو کچھه تمهارے جي میں آئے کرو - اگر تمهاري آنکھیں کھلي هوتیں تو پچھلي تنبیهیں تمهارے لیے کافي تھیں ' مگر معلوم هوتا ہے که پشت غفلت ایک اور ضرب محکم کي طلبگار ہے - اگر ایسا هي ہے تو بسم الله ' مگر یاد رکھو که خداے قادر و توانا بهي اپنے کام سے غافل نہیں : و ما الله بغافل عما تعملون -

اگر حق نے فتح پائي تو لیگ کا وجود مستحق حیات هوگا ' اور اگر مشیت الهي اسکے خلاف هوئي تو جس لیگ کو مسٹر امیر علی کے فرق استبداد پر نثار کر رہے هو ' یهاں اسي کي هستي اس احمق نے اهم و عظیم سمجھي ہے ؟ کل فاتحه خیر نه پڑها تها ' آج پڑهلیں گے - انشاء الله مسلمانوں کیلیے دوسري بهتر راهیں کھلي هوئي هیں اور وه آور زیاده انفع اور اصلح هیں -

طلب اعانت

کچھه عرصے سے کلکته میں ایک ترک خاندان مقیم ہے - میں سمجھتا هوں که مسلمانوں سے اسکي خبرگیري و خدمت گذاري کي درخواست نا موزوں نهوگي -

جناب (حمدي بے) ایک مسن ترک هیں ' جنکا بیان ہے که وه سلانیک سے اُس وقت هجرت پر مجبور هوے جب ملاعنهٔ صلیب نے اسپر قبضه کیا - حکومت عثمانیه لاکھوں مهاجرین کي اعانت کر رهي ہے مگر بهت سے مصیبت زده مصر اور هندوستان چلے گئے که شاید ارباب غیرت و همت انکي تائید کریں - جناب ممدوح عربي اور فارسي سے بهي اچھي طرح واقف هیں - شام میں عرصے تک رهچکے هیں - انکے ساتھه اُنکي حرم اور دو لڑکیاں بهي هیں -

لاکھوں مسلمانان هند کي همت و غیرت سے کچھه بعید نہیں که وه ایک شریف عثماني خاندان کي خدمت گذاري کا سامان کردیں -

کے ساتھہ ہے اور ضلالت کا بیج کن کي زمینوں میں تھا ؟ و ان في ذلك لایات لکم ان کنتم مومنین (۵۰ : ۲)

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قوم نے اُن اشخاص و افراد کي غلامي سے نکلنے کیلیے ایک نئي جد و جہد شروع کر دي ' جو خود بھي کسی شیطان کدۂ مخفي کي چوکھٹوں کے غلام تھے - اور ہر شخص کو نظر آگیا کہ لیڈر کے معني رہنما کے ہیں ' نہ کہ آقا اور اربابا من دون اللہ کے ! اصل قوۃ کار و ارادہ ' جماعت اور مشورہ کي ہے نہ کہ افراد کي ' اور پالیٹکس کے معني یہ نہیں ہیں کہ ہندوستان یا انگلستان کے حکومت کدوں کے احکام و مرضات کي پرستش کي جاے ' بلکہ وہ صداقت اور خدمت ملک و ملت کا ایک فرض مقدس ہے جو قرباني و ایثار ' اور حق پرستي و اجتہاد فکري کے بغیر انجام نہیں دیا جا سکتا - اور یہ جو چند بڑے آدمیوں کا ایک مجمع ہے ' جو بند نام و نمود اور زنجیر عزت و زخارف دنیوي میں گرفتار ہیں ' یہ صرف اغراض شخصیہ اور منافع ذاتیہ کا ایک کھیل ہے اور بس ! بل ھی فتنۃ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۴۹ : ۳۹)

جماعت اگر اپنے تئیں سمجھے اور اپني قوت سے کام لے تو تاج و تخت اسکے آگے ٹھہر نہیں سکتے - پھر چند افراد یا ایک شر ذمۂ قلیلہ کي کیا حقیقت ہے ؟ مسلمانوں میں جماعت کي اصلي قوت کا ظہور تو نہ ہوا اور اسکے لیے ایک کافي مدت مطلوب ' تاہم بیداري ضرور ہوئي اور اپني قوت کا احساس عام طور پر پیدا ہو چلا - یہ دیکھکر وہ تمام لوگ جو کل تک اپني قوت پر نازاں اور اپنے مستبدانہ احکام پر مغرور تھے ' اپنے تئیں زندہ رکھنے کیلیے مجبور ہوے کہ نئي روش کے ساتھہ دینے کا اعلان کریں - یہاں تک کہ مسلم لیگ کے جلسوں کي صدارت کیلیے لوگوں کو اعلان کرنا پڑا کہ وہ نئے مذہب کو قبول کرکے اسکي کرسي پر متمکن ہونگے - مسلمان مخالفت کا ارادہ نہ کریں !

پس نئي تحریک ایسے گروہ پر مشتمل ہوگئي ' جسمیں ایک جماعت تو مومنین مخلصین کي تھي ' دوسري منافقین مفسدین کي ' تیسري مولفۃ القلوب کي : و منہم من یومن بہ و منہم من لا یومن بہ ' و ربك اعلم بالمفسدین (۴۰ : ۱۰)

(بعد از جنگ)

جبکہ توفیق الہي کي نصرت فرمائي سے ایسا ہوا تو ضلالت کا گھرانا اجڑ گیا ' اور غلامي کے مورث اعلی یعنے شیطان کي ذریۃ ماتم کرنے لگي - اُس نے دیکھا کہ وہي لیگ جس کي پیدایش حکومت پرستي کے خمیر کي کثافت سے ہوئي تھي ' اب اُسکے آگے صرف دو ہي راستے کھلے رہگئے ہیں - یا تو قوم سے الگ ہوکر اور صرف دو تین شخصوں کا ایک سازش کدہ بنکر رہجاے ' اور اس طرح اپني موت کا اعلان کر دے ' اور یا پھر زندہ رہے تو اپني باگ حکومت غیر مسلم کي جگہ امۃ مرحومہ کے ہاتھوں میں دیدے -

یہ گروہ انقلاب وقت کے اس اثر سے مبہوت ہو گیا کہ لیگ کا وہي قائم مقام سکریٹري ' جو آغاز تحریک میں نئي تحریک کا اشد شدید مخالف تھا ' وہي لوگ جنکي ازادي و حریت صرف مسلم یونیورسٹي کے مسئلہ الحاق و عدم الحاق ہي تک محدود تھي ' وہي علم تعلیم یافتہ طبقہ جو اس تحریک کے داعیوں کو " علي گڈہ کا دشمن " سمجھکر آزردہ دل ہو جاتا تھا ' اب حریت کے دعوؤں سے خوش حال ہے اور ایک عام ہوا ایسي چل گئي ہے ' جس نے ہر شخص کو جام جدید کے نشہ سے سرمست کر دیا ہے اور جس طرف کان لگا لیے ' نئے نغمے ہي کي صدائیں آرہي ہیں :

عالم تمام مذہب اشراقیاں گرفت !!

وہ دم بخود سا ہوگیا کیونکہ کوئي حیلۂ گفتگو اُسکے لیے باقي نہیں رہا تھا ' پر اندر ہي اندر آتش نفاق کو سلگاتا اور حکومت کي وادیوں سے چلي ہوئي ہواؤں سے اسکے شعلوں کو بھڑکاتا رہا ' یہاں تک کہ مسٹر محمد علي اور سید وزیر حسن انگلستان گئے ' اور رائٹ انریبل سید امیر علي سے مناقشہ پیدا ہوگیا - وہ کہ وقت کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کوئي فرصت ایسي ہاتھہ آجاے کہ پھر مسلمانوں کي غلامي کي " مسلمہ قومي پالیسي " کا پتلہ زندہ کرکے کھڑا کیا جاسکے ' اور پھر لیگ گورنمنت کے ہاتھہ میں دیدي جاے ' معاً اپنے اپنے ماتم کدوں سے نکلے اور چھپي ہوئي ڈوروں میں مقناطیسي سرعت کے ساتھہ حرکت پیدا ہوگئي - سید امیر علي چونکہ جنگ طرابلس وغیرہ کے موقعوں پر بہت سے تار بھیج چکے تھے (جو اظہار ازادي کا سب سے زیادہ ارزاں میدان تھا ' کیونکہ اصلي امتحان ہندوستان کے سیاسي معاملات ہیں جن میں لب کشائي کرنے سے براہ راست برٹش گورنمنت پر چوٹ پڑتي ہے نہ کہ اٹلي اور بلقان کے معاملات) اسلیے انکي وقعت شخصي کو اور زیادہ نمایاں کرکے ' ایک ایسا آلہ بنایا گیا ' جسکے ذریعہ جماعت کي قوت کو پھر اشخاص کے ہاتھوں شکست دلائی جاے -

(حرکت ارتجاعیہ)

یہ ایک خالص ارتجاعي تحریک ہے جو تاریکي کي طالب اور روشني سے نفور ہے ' اور جو صرف اسلیے ہے تا خدا کي خوشنودي کي راہ سے اُسکے بندوں کو باز رکھے ' اور حکومت پرستي کے شیاطین الانس کے خونخوار پنجے پھر تیز ہو جائیں - غلامي اور حکام پرستي کا وہ شجرۂ ملعونہ و خبیثہ ' جس کي شاخیں خشک اور جسکي جڑ کھوکھلي ہو رہي ہے ' اسکو یہ دیکھتے تھے ' اور جب اسکے ہر جھڑنے والے زرد پتے پر ابلیس لعین روتا تھا ' تو یہ بھی اپني صداے شیون اسکے ماتم میں ملا دیتے تھے : لیجعل اللہ ذالک حسرۃ في قلوبہم - پس اب چاہتے ہیں کہ اپنے خبث نفاق کے آب نجس سے کفر پرستي کے اس تخم جہنمي کي دوبارہ آبیاري کریں ' اور دجال افساد کي ذریت اسکي سایہ دار شاخوں کے نیچے آکر پناہ لے :

یریدون لیطفؤ نور اللہ بافواہہم ' و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون -

(فریب کار)

میں شخصیات سے بکلي نفور و گریزاں ہوں ' اور دنیا جانتي ہے کہ حضرۃ ایزد سبحانہ و تعالی نے میرے قلم و زبان کي حرکت صرف اُسي وقت کیلیے مقدر فرما دي ہے (و الحمد للہ علی لطفہ و احسانہ) جبکہ کوئي حقیقي جماعتي و ملي مشکل درپیش ہوتي ہے - کتنے ہي مخاصمات و منافسات شخصیہ ہیں جو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن الحمد للہ کہ وہ قلم کبھي بھي انکے تذکرہ سے آلودہ نہیں ہوتا ' جو صرف دعوۃ الہیہ کا داعي ' اور محض دل کے حقیقي جوش کا ترجمان ہے -

رائٹ انریبل سید امیر علي اور مسلم لیگ کا قصہ کئي ماہ سے درپیش ہے - میں نے اسپر اول روز ہي غور کیا لیکن مجھے زیادہ تر شخصي حیثیت نظر آئي اور اسلیے سوا اُس مختصر راے کے جو ایسو سیا ئٹڈ پریس کے ذریعہ مشتہر ہوئي ' اور اسکي نسبت کچھہ نہ لکھا - میري خاموشي پر لوگوں نے اعتراض کیے ' بے شمار خطوط لکھے ' لیکن میرے کار و بار کا رشتہ اُن صداؤں کے ہاتھہ نہیں ہے جو میرے وجود سے باہر اُٹھتي ہیں -

پس میں چپ تھا اور گو قرائن و حالات حقیقت مخفیہ کي ترجماني کر رہے تھے ' تاہم سمجھتا تھا کہ اصول کا وعظ اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ خاص خاص جھگڑوں میں اپنے اُس وقت کو ضائع کروں ' جو خدا ہي جانتا ہے کہ کن کن مصائب و مشکلات سے مجھے میسر آتا ہے - مجھے یہي چاہیے کہ صرف اپنے کام اور دعوت ہي میں سرگرم رہوں - بہت سے اخبارات اس راہ میں قدم رکھنے کے شائق ہیں ' ان معاملات کو بکلي انہي کیلیے چھوڑ دوں -

مساجد و مدارس دینیه وغیره کے لیے اگر مصارف کي دقت هوگي تو خود حکومت یونان انکي مساعدت کریگي - مسئله اوقاف اس معاهده کے ساتھه ملحق کردیا گیا هے ' جو سب کمیٹي نے ترتیب دیا هے -

سب سے اهم مسئله نو مفتوحه مقامات کے عثمانیوں کي قومیت کا تھا ' اور اسکا جو کچھه فیصله هوا هے وہ کسي طرح بھي تشفي بخش نہیں کہا جا سکتا - یونان نے انکو تین سال کي مہلت دي هے - اس عرصه میں وہ فیصله کرسکتے هیں که آیا وہ یوناني هوجائیں یا عثماني رهیں ؟ اگر عثماني جنسیت انکو عزیز و محبوب هے تو انکو اپنے وطن محبوب ' اپني جائداد اور اپني زمین ' سب کو خیرباد کہکے کوچ کردینا چاهیے ' اور اگر انکو وطن اور اپني املاک و جائداد عزیز و محبوب هیں ' تو عثماني قومیت سے دست بردار هوجانا چاهیے - غرض یه تین سال کي مہلت نہیں بلکه ایک ابتلاء شدید هے جسمیں وہ ڈالے گئے هیں -

بالفاظ دیگر خود یوناني اگر چه صدیوں تک عثماني علم کے نیچے یوناني بنکے رهے ' مگر وہ اپنے اندلسي برادران دیني کے نقش قدم پر چلنا چاهتے هیں ' اور اس هجرت یا اختیار نصرانیت کي پالیسي پر عمل کرنا چاهتے هیں جسکي تعریف تمام پر جوش نصراني مورخین اندلس کرتے آئے هیں - وہ نہیں چاهتے که انکے نو مفتوحه مقامات میں ایک مسلمان بھي رهے - مدنیة حدیثه کي شرم سے وہ یه تو نہیں کہتے که جسکو همارے ملک میں رهنا هو عیسائي بنکے رهے ' بلکه یه کہتے هیں که جسکو رهنا هو وہ یوناني بنکے رهے - کیونکه وہ جانتے هیں که یونانیت اور عیسائیت دو چیزیں نہیں هیں - اور اگر بالفرض یونانیت قبول کرنے کے بعد کوئي شخص اپنا مذهب نه بدلیگا ' تو اسکا یہي نتیجه هوگا که ملکي و قومي فرائض و واجبات تو سب کي طرح اس پر بھي عائد هونگے ' اور اسے بجالانا پڑینگے ' مگر وہ قومي حقوق سے عملاً همیشه محروم رهیگا -

اسکے بعد اوقاف کا نمبر هے مگر نه معلوم انکا کیا حشر هوا ؟ کیونکه وہ اس معاهده کے ساتھه ملحق کردیے گئے هیں جو سب کمیٹي نے ترتیب دیا هے ' اور اس معاهده کي نه تفصیل آئي هے اور نه اجمال -

معاهد و معابد دینیه اور انکے متعلق جائداد کے احترام اور بوقت ضرورت مساعدة کا وعده بھي کیا گیا هے ' مگر جو لوگ تونس ' الجزائر ' بالجرم ' قازان ' اودہ ' اور برابر کے وعدوں کے حالات سے واقف هیں ' وہ جانتے هیں که اس قسم کے تمام عهد و پیمان مواعید عرقوب سے زیادہ نہیں !

مالي نقطه نظر سے یه صلحنامه صلحنامه نہیں ' بلکه ثالثي نامه هے - کیونکه املاک سرکاري ' عثماني قیدوں کے مصارف ' دخاني جهازوں کے معارضے وغیرہ وغیرہ تمام امور کے متعلق صرف اتنا هي طے هوا هے که هیگ کي مجلس ثالثي کے هاتھه میں دیدیا جائے -

غرضکه جیسا که ریوٹر ایجنسي نے اطلاع دي تھي ' تمام نزاع انگیز امور غیر منفصل هي رهے ' اور تمام اهم امور ثالثي کے هاتھه هي میں دیدیے گئے - پس اب سوال یه هے که با این همه حالات دولت عثمانیه نے کیوں صلح کي ؟ حالانکه اثناء گفتگو میں جس استقامت و استقلال کا اظهار اس نے کیا تھا تو اس سے ' یه امید تھي که وہ آخر وقت تک اپنے مطالبات پر مصر رهیگي -

نیر ایسٹ اپني ۱۴ نومبر کي اشاعت میں لکھتا هے :

" دونوں سلطنتوں کي باهمي گفتگوے مصالحت میں اس فوري تغیر کي وجه روماني وزیر داخلیه کي مداخلت هے - ایم تیک جونیسکیو (M. Take Jonescu) گذشته هفته میں اتھینس پہنچے - وہ قسطنطنیه میں ترکي وزیر داخلیه طلعت بے سے ملکے آے تھے ' اور یه بیان کیا جاتا هے که انھوں نے اس امر پر زور دیا که مناسب یه هے که بغیر کسي تاخیر کے صلح کرلیجاے -

۱۰ نومبر کو گفتگوے صلح پھر شروع هوئي اور دوسرے دن ایک عهدنامه مفاهمت کے اصول پر ترتیب دیا گیا ' جسکو روماني وزیر داخلیه نے تجویز یا پسند کیا ' نیز دونوں حکومتوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس پر با قاعده دستخط بھي هوے "

جو لوگ جنگ کي حالت سے ذرا بھي واقف هیں وہ جانتے هیں که آج کوئي بڑي سي بڑي سلطنت بھي دو تین ماہ تک جنگ بغیر مالي مشکلات کے جاري نہیں رکھسکتي ' پھر چه جائیکه دولت عثمانیه جسکو همیشه داخلي یا خارجي جنگوں سے سابقه رهتا هے اور جو دو سال سے مصروف جنگ هے ' اور جسکے خزانه کي رونق اجنبي سرمایه داروں کي بدولت هے ؟

پھر اگر جنگ چھڑتي تو اغلب یه هے که اقامت امن کے نام سے رومانیه اپني تازہ دم فوج لیکے میدان میں آجاتي ' اور اس صورت میں دولت عثمانیه کو دو ایسے دشمنوں کا مقابله کرنا پڑتا جنمیں سے ایک تو بالکل تازہ دم هوتا ' اور دوسرا گو مانده هوتا مگر بهر حال دولت عثمانیه سے کم - ظاهر هے که ایسا مقابله کہاں تک صلاح اقدام هے -

ایک اهم سوال ثالثي کے متعلق

کیا ثالثي میں دولت عثمانیه کو کامیابي کي اُمید هے ؟

اسکے جواب سے پہلے تعلقات دول کو سمجھه لینا چاهیے - برطانیه کے ساتھه یونان کے جو تعلقات هیں ' اسکا اندازہ اس واقعه سے هوسکتا هے که جب جزیرہ کریت بین القومي حکومت میں تھا ' اسوقت برطاني جهاز نے اپنے سامنے اس پر یوناني علم بلند کرایا - فرانس سے یونان کے تعلقات یه هیں که فرانسیسي افسر یوناني فوج کي تنظیم و تربیت کے لیے آئے تھے ' اور اگر ادھر جرمني سے تعلقات کي وجه سے اسمیں کوئي فرق بھي آگیا هو تاهم اسکي رخنه بندي شاہ یونان کي آمد فرانس سے هوگئي هوگي - روس سے گو خاص تعلقات نہیں ' مگر اسکے دو حلیفوں سے تو خاص تعلقات هیں ' اور اسکے علاوہ کم از کم دولت عثمانیه سے تو بهر حال زیادہ تعلقات هونگے - یه تو مفاهمت ثلاثیه کي حالت تھي ' اب رها تحالف ثلاثي تو اسکے رکن اعظم یعنی جرمني کے تعلقات کا اندازہ اس سے هوسکتا هے که شاهنشاہ جرمني نے شاہ یونان کو عقاب سراغ کا تمغه اور فیلڈ مارشل کا خطاب دیا - آسٹریا اور اطالیا سے بظاهر خاص تعلقات نہیں هیں بلکه عجب نہیں که البانیه کي وجه سے کچھه چشمک بھي هو ' کیونکه یونان البانیه کے متعلق اپنے مطامع سے ابھي تک بالکل دست بردار نہیں هوا مگر اس سے زیادہ یه ممکن هے که یہي البانیا تینوں سلطنتوں میں اتحاد کا باعث بھي هوجاے اور دولت عثمانیه کے مقابله میں اطالیا اور آسٹریا کي همدردي یونان کے ساتھه هو -

غرض که یورپ سے انصاف کي امید معلوم - البته اغراض و مصالح سے کچھه توقع هوسکتي هے ' مگر انمیں بھي بظاهر کوئي سامان امید آفریني و طمانیت بخشي کا نہیں ' اور اسلیے اس سوال کے جواب میں هم انھیں الفاظ کا اعاده کرنا چاهتے هیں ' جو هم نے خبر ثالثي پر لکھے تھے یعنے " هر چند که جنگ اور گفتگوے صلح دونوں ختم هوگئي هیں ' مگر ابھي اس داستان المناک کو ختم نه سمجھنا چاهیے ' بلکه یورپ کي نصفت پروري کي حکایت سننے کے لیے تیار رهنا چاهیے - "

الہلال

١٨ محرالحرام

صلح نامہ دولت علیہ و یونان

یا ایہا الذین آمنوا ! ان تطیعوا الـذین
کفـروا یـردوکم الی اعقابکـم فتنقلبـوا
خاسرین - بل اللـہ مولی کـم و ھو
خیـر الناصرین ! (۹۸ : ۳)

جزیرہ نمائے بلقان میں جنگ کے ھتیار رکھنے کے بعد صلح کے لیے معادثات و مفاوضات کا جو سلسلہ شروع ھوا تھا ' اب انمیں سے ھر ایک گفتگو کامیابی کے ساتھہ ختم ھوچکی ھے ' اور اس مسیحی انسانیت کشی کے تماشے پر آخری پردہ گرا دیا گیا ھے ' جو پورے جوش کے ساتھہ بلقان میں کھیلا جا رہا تھا -

مگر تمام مفاوضات مصالحت میں اپنے انجام اور درمیانی حالات کے لحاظ سے دولت علیہ اور یونان کی گفتگو سب سے زیادہ ممتاز ھے - دولت علیہ کے جائز مطالبات مگر یونان کا انکار ' انکار پر اصرار ' اور فوجی تیاری ' پھر انقطاع مفاوضت کا خدشہ ' بیم و امید اور یاس و رجاء کی جلد جلد تبدیلیاں ' اور بالآخر دفعۃ نصف شب کے بعد صلح نامہ پر دستخط ' یہ امور ایسے نہ تھے جو اس گفتگوے صلح میں خاص دلچسپی و جلب انظار و افکار پیدا نہ کرتے - مگر یہ عجیب بات ھے کہ جسقدر یہ گفتگو دلچسپ و جالب انتظار تھی ' اسی قدر اسکی تفصیل مستور و مخفی ھے -

ریوٹر ایجنسی نے جو خبر دی تھی ' وہ چند سطروں سے زیادہ نہ تھی ' اور اسکے بعد سے اسکے لب پر اسوقت تک مہر خاموشی لگ گئی ھے - یورپ کی ڈاک کے جرائد ایسے مواقع پر تفصیل کے عادی ھیں ' مگر جتنے اخبارات آئے کسی میں بھی خبر مصالحت او ر چند نوٹوں سے زیادہ نہ تھا - تعجب تو یہ ھے کہ منیچسٹر گارجین جسکو مشرق قریب کے معاملات سے خاص دلچسپی ھے ' اور جسکے مراسلہ نگارنے اثناء جنگ میں نہایت طویل طویل تار بھیجے تھے ' اور نیر ایسٹ جسکا مقصد وجود ھی معاملات مشرق ھیں ' ان دونوں کے صفحات بھی مصالحت کی تفصیل سے خالی ھیں - ایسے مواقع پر امید کی نظریں عربی ڈاک کی طرف اٹھتی ھیں ' مگر یہاں بھی تفصیل کا قحط ھے ' سب سے زیادہ حیرت تو یہ ھے کہ انھوں نے جو کچھہ لکھا بھی ھے ' وہ جرائد عثمانی کی وساطت سے نہیں ' بلکہ فرانسیسی اخبارات کے حوالے سے !

بین الدول معاھدات و اتفاقات نقد و بحث کے لیے اپنے اندر ایک وسیع میدان رکھتے ھیں ' اور جو جرائد و مجلدات سیاسیۃ اپنا منتہاے عمل صرف جمع اخبار و حوادث نہیں سمجھتے ' بلکہ اپنے پیش نظر ایک مقصد بلند یعنی قوم کی تربیت سیاسی بھی رکھتے ھیں ' انکا یہ فرض ھے کہ اتفاق یا معاھدہ کے تمام پہلوں پر پوری تفصیل کے ساتھہ بحث کریں - کیونکہ سلطنتوں کے باھمی تعلقات ' انکے حقوق و مراعات ' انکے مطالبات ' اور انکے مستقبل کے متعلق راے قایم کرنے کیلیے ان معاھدات و اتفاقات کا سامنے ھونا ضروری ھے - خصوصاً ایسی قوم میں جسکی قومی زبان کا خزانہ سیاسیات سے خالی ھو ' اور جسکے لغات اجنبیۃ جاننے والے افراد کا دائرہ مطالعہ روایات و قصص تک محدود ھو -

اس معاھدہ پر ھم نے الہلال میں اب تک کوئی تفصیلی بحث نہیں کی ' کیونکہ ریوٹر ایجنسی نے جو کلمات معدودات زبان برق سے کہے تھے ' اسمیں اسدرجہ اختصار کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ کسی تفصیلی بحث کی بنیاد نہیں بن سکتے تھے - مزید معلومات کے لیے عربی اور انگریزی ڈاک کا انتظار تھا ' لیکن چار ھفتوں سے زاید گذرنے کے بعد جو کچھہ آیا ھے وہ تشنہ کامان تفصیل کے لیے محض نا کافی ھے -

سوانح و حوادث پر جتنا زمانہ گزرتا جاتا ھے ' اتنے ھی وہ جرائد نگاری کے دائرہ سے نکلتے جاتے ھیں - پس بہتر ھے کہ واقعات کے اتنے پرانے ھونے سے پہلے کہ ان پر بحث تاریخ نگاری میں شمار کی جاے ' جو کچھہ لکھنا ھو لکھدیا جاے -

ھم نے " رفتار سیاست " میں خبر مصالحت ان الفاظ میں دی تھی :

" بالآخر دولت علیہ اور یونان میں صلح ھوگئی - صلحنامہ پر دستخط نصف شب کے بعد ھوے - نزاع انگیز امور طے نہ ھو سکے - اور یہ اس صلحنامہ کا مابہ الامتیاز ضعف ھے کہ اھم امور کا تصفیہ ثالثی کے ھاتھہ میں دیدیا گیا "

یہ ایک اجمال تھا جسکا مبنی و اساس ریوٹر ایجنسی تھی - اسکی تفصیل اس تار کو سمجھنا چاھیے جو فرانس کے مشہور و مقتدر اخبار ماتان کے مراسلہ نگار نے اسکو بھیجا تھا - یہ مراسلہ نگار تار دیتا ھے :

" ترکی اور یونان میں صلح ھوگئی - صلحنامہ پر نصف شب کے بعد دستخط ھوے اسکا خلاصہ یہ ھے :

(۱) جنگ سے پہلے جسقدر معاھدات و اتفاقات دولت علیہ اور یونان میں تھے ' وہ تمام پھر اپنی حالت سابقہ پر واپس آگئے -

(۲) گذشتہ حوادث جنگ اور انکے متعلقات و ضمنیات میں جن لوگوں کا ھاتھہ تھا ' انکو معاف دیا گیا -

(۳) جو شہر کہ دولت عثمانیہ نے چھوڑ دیے ھیں ' انکے باشندے یونانی رعایا سمجھے جائینگے ' لیکن اگر تین برس کے بعد انھوں نے جنسیت عثمانیہ میں شامل ھونا چاھا ' اور ان شہروں سے چلے گئے تو وہ اس صورت میں یونانی رعایا نہ سمجھے جائینگے -

(۴) مذکورہ بالا شہروں کے باشندوں کی جائداد انکے پاس محفوظ رھیگی - انکے حقوق کا احترام کیا جائیگا ' اور کوئی شخص اپنے حق سے اسوقت تک محروم نہ کیا جائیگا ' جب تک کہ رفاہ عام کو اسکی ضرورت نہ ھوگی - اس صورت میں حکومت مالک کو اسکا معاوضہ دیدیگی -

(۵) حکومت یونان جلالت ماب سلطان المعظم اور خاندان شاھی کی تمام جائدادوں کے احترام و رعایت کا وعدہ کرتی ھے - املاک سرکاری کا مسئلہ جو علحدہ فہرست میں بتفصیل مذکور ھیں ' ھیگ کی ثالثی کے سامنے پیش کیا جائیگا -

(۶) عثمانی قیدیوں کے مصارف کا مسئلہ بھی ثالثی کے سامنے پیش ھوگا - عثمانی افسروں کی تنخواھیں خود دولت عثمانیہ دیگی -

(۷) دخانی جہاز جو دولت عثمانیہ نے روک لیے تھے اور انکا تاوان جو انکے مالک مانگتے ھیں یہ دونوں امور ثالثی کے سامنے پیش ھونگے -

(۸) حکومت یونان اوقاف کا پورا احترام کریگی - یعنی وہ جائدادیں جو کسی دینی درسگاہ ' خانقاہ ' یا مسجد وغیرہ کے لیے موقوف ھیں - مگر انکے عشر یعنے دہ یکی کو موقوف کردیگی -

مذاکرۂ علمیہ

مـذهب نشوؤ ارتـقا کا ایـک صفحه

ڈاک؟ ر رسل و؟ ! س

ایـک طبیعي کبیـر ' جو روحاني بهي تها

غرضکه اس طرح " بقاء اصلح " کا قانون ڈاکٹر ویلس پر منکشف هوا اور وه جوں جوں اسپر غور کرتا گیا ' اتني هي اسکي صحت و حقیقت کا اذعان بڑھتا گیـا - یه انتخاب طبیعي کي بنا پر آغاز انواع کا ایک ایسا نظریه تها جسکے تسلیم کیے بغیر چاره نه تهـا - یہاں تـک که اس نے اپنے تئیں تیـار پایا که اس بارے میں علمي حلقوں سے خط و کتابت شروع کرے -

(ڈارون اور ویلـس)

ڈاکٹر ویلس نے ایک مبسوط تحریر میں اس نظریه کي تفصیل و تشریح کي اور چارلس ڈارون کے پاس بهیج دي -

ٹهیک اُسي زمانے میں ڈارون بهي اسي نظریه کا مطالعه کر رها تها اور اس نقطه تـک پہنچ چکا تها - اُس نے جب ڈاکٹر ویلس کي تحریر دیکهي تو اسکي فیاض طبعي اور دریا دلي نے گوارا نه کیا که اب اس نظریه کي دریافت کو اپني جانب منسوب کرے - اُس نے دیکها که اگر سرچشمۂ علم کے الہام میں ایک اور دماغ اس سے بازي لے گیا هے تو بہتر یہي هے که یه میدان اُسي کے لیے چهوڑ دیا جاے -

یہاں تـک که اُس نے پورا اراده کرلیا که اس بارے میں صرف ڈاکٹر ویلس کي تحریر ملـک میں شائع هونے دے اور اپني تحریر همیشه کیلیے نذر گمنامي کردے -

کچهه شک نہیں که یه واقعه تاریخ علم و ارباب علم کے فضائل و محاسن کا ایک نہایت پر اثر واقعه هے - ابهي کل کي بات هے که قطب شمالي کے انکشاف کے متعلق ایک هي وقت میں دو شخصوں کے اندر کس درجه ادب سوز مناقشۂ و مجادله هوا تها ' حتي که ثالث کے ذریعه فیصله کرنے کي خواهش کي گئي تهي ' اسکے مقابلے میں ڈارون کي یه فیاض طبعي کس درجه محترم هے که خلقت انساني کے ایک عظیم ترین نظریه کے انکشاف کی نامي عزت و شہرت سے وه خود بخود دست بردار هونے کیلیے تیار هوگیا تها !

لیکن ڈارون کے دوستوں نے اس اراده کي خبر پاتے هي اسکا محاصره کرلیا اور سخت اصرار کیا که ایسا نه کرے - علي الخصوص لائل اور ٹر نے اُسے سمجهایا که ایسا کرنا انصاف اور حق کي دانسته توهین کرنا هے - اگر ایک هي وقت میں دو شخص یکساں طور پر کسي اصول کي تحقیق تـک پہنچے هیں ' تو دنیا اتني تنـگ نہیں هے که اسمیں دو محققوں کي مساویـانه تعظیم کي گنجایش نهو -

بالاخر یہي قرار پایا که ڈارون اور ویلس ' دونوں کے رسائل ایک هي وقت میں شائع کیے جائیں -

چنانچه مشہور مجمع علمي ' لینین سوسائٹي کا جلسه منعقد هوا اور دونوں شخصوں کي تحریریں به یک وقت اسمیں پڑهکر سنائي گئیں -

لیکن ڈارون کي اخلاقي فیاضي کے تذکره میں ویلس کو بهي نہیں بهلایا جا سکتا - اسکے دل کي نیکي اور صداقت نے بهي اپنا بے نظیر جوهر هر موقعه پر ظاهر کیا - گو اُسے حق حاصل تها که وه اس نظریه کے کشف و تـکمیل میں کم ازکم اپنے حق مساوي کا ادعا کرتا ' مگر اس نے پوري کشاده دلي کے ساتهه همیشه اعتراف کیا که تقـدم فضیلت کشف اسکے معاصر ڈارون هي کو حاصل هے کیونکه "اصلیت انساني" کا وهي مصنف هے -

با ایں همه دنیا حقیقت کو نہیں بهلا سکتي - اگر ڈارون اپنے سفر میں ویلس کي دلالت سے احسان مند نہیں ' تو ویلس بهي اپني جاده پیمائي علم میں اسکي منت پذیري سے آزاد هے - یه یقیني هے که موجوده عہد کی غلغله انداز تحقیقات میں همیشه اُسکا نام ڈارون کے نام کے ساتهه زبانوں پر رهیگا -

وه اپنے آخریں سالوں میں نظریۂ ڈارون سے کسي قدر هٹ گیا تها - اُس نے " مذهب ڈارون " (مطبوعۂ : ۱۸۸۹) میں ارتقاء آلیه کي تشریح کرتے هوے اپنے تئیں گذشته شاهراه سے بہت زیاده بلندي پر الـگ کر لیا هے -

(بعـض دیگـر اشغـال علمیـه)

ویلس کي زندگي کے آخري ایام اعمال ادبیه میں صرف هوے جسکي تفصیل کي یہاں چنداں ضرورت نہیں - اس نے ریاستهاے متحده امریکه میں کئي کامیاب سفر کیے جہاں مذهب ڈارون اور اسکے همساز مـواضیع کے متعلـق اسکے خطبات نے وقعت و احتـرام حاصل کیا -

مذکوره بالا کتابوں میں اس نے ممالک حاره کے ایام سفر کے نتائج جمع کیے هیں ' اور اسطرح علم الحیات اور خصوصاً حیوانات کي تقسیم اور محاکات (جو حیوانات یا نباتات گرد و پیش کے اشیاء کي نقـل کرتے هیں اور جسکو اصطلاح میں Mimicry کہتے هیں) کے متعلق گذشته معلومات میں گرانقدر اضافے کیے هیں -

ان میدانوں کے علاوه اس نے بعض دوسرے میدانوں میں بهی قدم رکهنا چاها مگر بمشکل انمیں قابلیت دکها سکا ' اور سچ یه هے که جامعیت فن قدرت کي ایک بخشش ضرور هے مگر اسکا کوئي قانون نہیں هے - چونکه اسمیں تبلیغ و اشاعت کي ایک حقیقي روح تهي ' اسلیے ایـک غیر مقبول قاعده کي تائیـد میں جسقدر وه مسرور هوتا تها ' اس سے زیاده وه کسي حالت میں خوش نه هوتا - اسکي کتاب " معجزات اور روحانیت حدیثه " (مطبوعه سنه ۱۸۷۴ع و ایضاً مع ملحقات سنه ۱۹۰۱ع) نے اعلان کیا که وه بہت سے ترقي یافته راستیوں کے دعوں کو صحیح مانتا هے اور ایک طبیعي کا روحاني هونا خلاف عقل نہیں هے - "لینڈ نیشنلیزیشن" (مطبوعه سنه ۱۹۸۲ع)



" فدا کاران السٹر "

ائر لینڈ ھوم رول بل

السٹر کی طیاریاں

ایک خدا ، ایک بادشاہ ، اور ایک ھی پارلیمنٹ !!



" السٹر کی قومی حکومت کا علم "

انگلستان ' یعنی وھی انگلستان ' جو ھندوستا میں اُن قوانین کا نافذ کنندہ ھے ' جنکے ذریعہ زبانوں کو اعلان حق سے اور قلم کو طلب حقوق سے روکا جاتا ھے ' جو چاھتا ھے کہ انسان اسکی حکومت میں خاموش رھیں ' اور قلم معطل ھوجالیں جسکی عدالت میں سب سے بڑا جرم یہ ھے کہ سختی کو بغیر خاموشی کے جھیلا جاے ' اور تشدد کو اعتراض کے بعد قبول کیا جاے ' وھی انگلستان آجکل باشندگان ھند کیلیے ایک دوسری صورت میں بھی نظارۂ فرما ھے ' جسکے خال و خط اس ھیئت سے بالکل مختلف ھیں ' جو ھندوستان کے آئینہ کے خانۂ سیاست میں نظر آتے ھیں -

" آئر لینڈ ھوم رول بل " کی تاریخ الھلال کی گذشتہ اشاعات میں نکلتی رھی ھے - صدیوں کی جد و جہد اور ظلم و خونریزی کے بعد اب وقت آیا کہ لبرل وزارت کے موجودہ اقتدار سے وہ متمتع ھو تو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ تفریق کا خوابیدہ فتنہ جاگ اٹھا ھے ' اور السٹر کا صوبہ نہیں چاھتا کہ اُن انسانوں کو جو گو انھیں کی طرح انسان ھیں ' مگر انکی طرح پروٹسٹنٹ نہیں ' اداری خود مختاری ملے -

لیکن وھاں کی تمام پبلک نے اپنے مطالبہ کے اظہار و اعلان کیلیے جو طریقہ اختیار کیا ھے وہ ھندوستان کے اُن سیاسی حقوق طلبوں کیلیے ایک عجیب عبرت و بصیرت کا صفحہ ھے ' جنکی زبانوں پر جرم بغاوت کا قفل چڑھا دیا جاتا ھے -

تحریک السٹر بتدریج اپنی سیاسی شکل چھوڑ کے نیم فوجی شکل اختیار کر رھی ھے - سر ایڈورڈ کرسن جو اس تحریک کا مشہور قائد ھے ' قومی فدا کاروں کی فوج کی تفتیش کیلیے متصل دورے میں ھے اس امر کا اخری اعلان کردیا گیا ھے کہ اگر ڈبلن پارلیمنٹ بجبر دی گئی تو وہ اسکے روکنے کیلیے ھر ممکن تدبیر حتی کہ قوت جنگ تک استعمال کرینگے - السٹر میں اب یہ خیال عالمگیر ھو رھا ھے کہ تقریروں کا وقت گیا اب صرف عمل کا وقت ھے -

صوبہ کے بڑے بڑے تاجر جنمیں سے اکثر السٹر یونیانسٹ کی کونسلوں کے ممبر بھی ھیں ' بلووں اور خانہ جنگی کے خطرات کے لیے لوئڈ کمپنی سے اپنی جائدادوں وغیرہ کا بیمہ کر رھے ھیں - کیونکہ انکو یقین ھے کہ اگر گورنمنٹ نے السٹر کو ھوم رول پر مجبور کیا تو نہایت سنگین نتائج پیدا ھونگے - بیمہ کے علاوہ ان خطرات کے لیے معمولی کار و باری احتیاطیں بھی کر رھے ھیں -

سنگین نتائج کا خیال اب اسقدر یقین سے قریب ھو رھا ھے کہ متوسط درجہ کے کار و باری لوگ بھی اپنی فکر میں ھیں ' اور دریافت کرتے پھرتے ھیں کہ انکی املاک کے لیے اسی قسم کے بیمہ کی شرح فیس کیا ھوگی ؟

۲۸ - ستمبر کو " یوم السٹر " اور " دستخط معاھدہ " کی برسی السٹر کے تمام پروٹسٹنٹ گرجوں میں مذھبی عبادات کے ذریعہ منائی گئی ھے جس نے السٹر کی پروٹسٹنٹ آبادی میں ھوم رول کی مقاومت کی روح تازہ پیدا کردی ھے -

السٹر میں یونیانسٹ طاقتوں کی فوجی تنظیم (ارگنایزیشن) نہایت سرگرمی و استقلال کے ساتھہ جاری ھے - وہ تمام ممبر جنھوں نے " معاھدہ السٹر " پر دستخط کیے تھے ' جوق در جوق " لشکر فدا کاران السٹر " میں داخل ھونے کے لیے آ رھے ھیں - یہ حالت صرف بیلفسٹ ھی میں نہیں بلکہ تمام السٹر میں ھے -

" لشکر فداکاران " سے مقصود قومی والنٹیروں کی وہ فوج ھے جو اسلیے قائم کی گئی ھے تاکہ حکومت کا مقابلہ کرے - اسکا انتظام ایک موقت گورنمنٹ کے ھاتھہ میں ھے جو آجکل السٹر میں حکومت کر رھی ھے -

" لشکر فدکاران السٹر " کے لیے ایک جمعیت ارباب شوری (Advisery Board) قائم ھوگئی ھے - اسکا مرکز بیلفسٹ کے قدیم ٹون ھال میں ھے - السٹر کے فداکاروں کی جتنی جمعیتیں ھیں ' ان سے اس مرکز کے نہایت قریبی اور دائمی تعلقات رھینگے ' اور ان جمیعتوں اور مرکز میں تمام مراسلت بشرط ضرورت " السٹر ڈسپیچ رائڈنگ اور سگنلنگ کور " سے جائیگی تاکہ اھم و مخصوص مراسلات میں ڈاکخانہ کی وساطت ھی نہ رھے -

" فدا کاران السٹر " کی تنظیم عملاً مکمل ھوچکی ھے ' گو ابھی اسمیں داخل ھونے کے لیے لوگ برابر جوق در جوق چلے آ رھے ھیں عام اسٹاف یا جمعیت ارباب شوری جسکے بعض ممبروں کے نام ظاھر نہیں کیے گئے ھیں ' اشخاص ذیل سے مرکب ھے :

جنرل افسر کمانڈنگ السٹر والنٹیر فورس ' چیف اسٹاف افیسر ' اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ' کرنل آر - جی شارمین کرافورڈ ' کرنل آر - ایچ - ویلس سی - بی - ڈی - ایل ' کیپٹن جیمس کریگ ایم - پی ' کیپٹن اے - ریکروڈ ڈی - سی - او ' کرنل ٹی - وی - پی - ایم - کیمن -

انتظام کے افسر ان چارج کیپٹن ایف - ھال ھیں فوجی سکریٹری مسرس بی - ڈبلو - ڈی مانٹگومیری ' مرڈ کیمبل ' اور ایڈورڈ سکلیٹر جے پی - ھیں - یہ اس جمعیت کے صدر رھچکے ھیں جو " جمعیت ارباب شوری " اور فدا کاروں کی مختلف جمعیتوں کے درمیان پیغامبری کے لیے مقرر کی گئی تھی -

کیپٹن فرنک ھال نے اعلان کیا ھے کہ " لشکر فدا کاران السٹر " کی تنظیم کے متعلق جو شخص کچھہ دریافت کرنا چاھیگا یہ " جمیعت ارباب شوری " نہایت مسرت کے ساتھہ اسکا جواب دیگی - جو شخص پرانے ٹون ھال کے فوجی سکریٹری سے مراسلت کرنا چاھیگا اسکا جواب اسکے صوبہ کے سکریٹری یا اسکے ضلع کے وکیل کے متعلق کردیا جائیگا -

آجکی اشاعت کے ٹائٹل پیج پر جو تصویر دی گئی ھے ' اسکو اس موقعہ پر دیکھہ لیجیے - لشکر فداکاران السٹر قواعد جنگ میں مصروف ھے -

اصطلاحات علمیہ

اسماء علوم

(از جناب مولوی ابوالمکارم فضل الوهاب صاحب سپرنٹنڈنٹ بیکر هوسٹل - کلکته)

اصطلاحات علمیه کے سلسلے میں مولوي صاحب ممدوح نے اسماء علوم کي ایک اور فہرست مدون فرمائي ہے ، اور غالباً اس سے انکا مقصود یہ ہے کہ تمام غیر معروف و فرعي علوم کے اسماء بھي مرتب ہو جائیں -

جناب ممدوح کا ذوق علمي و شوق خدمت لغة و علم مستحق صد تحسین ہے - اور امید ہے کہ وہ اس سلسلے کو جاري رکھیں گے -

البتہ بعض اسماء علوم جو انہوں نے وضع کیے ہیں ، انکي نسبت مجھے چند امور عرض کرنا ہے - بالفعل بجنسہ انکي فہرست کا پہلا نمبر درج کر دیتا ہوں - دوسرے نمبر کے آخر میں جو کچھ عرض کرنا ہے ، عرض کرونگا -

1	Acoustics	علم الاصوات
2	Aerology	علم الهواء
3	Aeronautics	علم السفر في الهواء
4	Agriculture	علم الفلاحة
5	Amphibology	اشتباه الكلام
6	Analytics	علم البيان
7	Biography	تذكره
8	Caligraphy	عام الكتابة
9	Cardiology	علم القلب
10	Casuistry	علم الفقه
11	Chirography	علم الخط
12	Chirology	علم التكلم بالاشارات
13	Chirurgery	علم الجراحة
14	Chorography	علم اثار البلاد
15	Chromatics	علم الالوان
16	Chronology	علم تقويم التواريخ
17	Comparative Anatomy	علم التطبيق الاعضاء
18	Conchology	علم الاصداف
19	Craniology	علم الجمجمه
20	Divinity	علم اللاهوت
21	Demonology	علم الشياطين و الجن
22	Demology	
23	Demography	
24	Diplomacy	علم اصطلاحات الممالک
25	Doxology	سجلة
26	Ecclesiology	علم بناء الكنائس
27	Eclectics	علم اصول التفضيل
28	Economics	علم الادارة
29	Education	التعليم
30	Erpetology	علم الهوام
31	Etymology	علم الصرف
32	Political Geography	جغرافية الملكيه
33	Physical Geography	جغرافية الطبيعيته
34	Glossology	علم الشرح الكلمات
35	Harmonics	علم القواعد الالحان
36	Heliography	علم ضوء الشمس
37	Hieroglyphics	علم قلم المصريين القديم
38	Homœpathy	علم تطبيب المثل بالمثل
39	Homiletics	فن الوعظ
40	Horticulture	علم فلاحة الجنينات
41	House-keeping	تدبير البيت
42	Hydraulics	فن رفع الماء
43	Hydrodynamics	
44	Hydrometry	فن وزن المياه
45	Hydropathy	علم مداوة بالماء
46	Hygrometry	علم رطوبة الهواء
47	Ichnograph	رسم قاعده بناء
48	Iconography / Iconology	علم الرسم و التصوير
49	Ideology	علم التصديقات
50	Jurisprudence	علم الفقه
51	Lexieography	علم اللغة
52	Lithography	علم الطبع بواسطة الحجر
53	Lithology	علم الطبع بالاحجار
54	Logarithm	علم نسبة العداد
55	Martyrology	تاريخ الشهداء
56	Mesmerism	علم المغناطيسة في الحيوانات
57	Mnemonics	علم الحافظة
58	Moral Philosophy	فلسفه اخلاقيه
59	Mysticism	تصوف
60	Mythology	اساطير الجاهليه
61	Natural Theology	علم الكلام الطبيعي
62	Nairgation	الملاحة
63	Necromancy	السحر
64	Neology	
65	Rationalism	القول بالعقل بدون الوحي
66	Mumismatics	فن تشخيص المسكوكات
67	Obstetric	فن القباله
68	Oneiromancy	علم التعبير
69	Oratory	بلاغة
70	Osteogeny	علم تكون العظام
71	Ourology / Ouroscopy	تفسره
72	Paleography	علم الخط القديم
73	Paleology	
74	Paleontology	فن المتحجرات
75	Palilogy	ترجيع الكلمة
76	Palmistry	علم الكف
77	Philology	علم الالفاظ
78	Photometry	علم درجات النور
79	Phraseology	عبارة - اصطلاح
80	Phonetics	علم الاصوات
81	Physic	علم الطب
82	Polemics	مباحثه
83	Politics	علم السياسة
84	Pomology	فن تربية النبات
85	Pyrotechnics	علم صناعة العاب البارود
86	Sarcology	علم اللحوم
87	Sculpture	فن النقش
88	Statics	علم الاثقال
89	Statislics	فن وضع القوائم
90	Stenography	خط الاشارات
91	Symhology	فن التشبيه
92	Tautology	تكرير الالفاظ
93	Theosophy	الصوفيه
94	Therapeutics	علم الطب
95	Topography	علم البلدان
96	Toxicology	علم السموم
97	Tradition	الحديث

میں تمام زمینوں کے سلطنت کی ملکیت ہونے کی بابت اس نے نہایت پر زور دعوی کیا ہے -

اس نے چیچک کے ٹیکے کے خلاف بھی لکھا اور خواہ مخواہ اپنے آپکو ان بے انداز اشخاص کے ساتھہ بحث میں الجھا دیا جو زمین کو اب تک چوڑا یا مسطح کہتے ہیں - " تعجب انگیز صدی " (مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ ع) - میں اس نے معلومات طبیعیہ میں انیسوی صدی کے تقدمات اور طبیعی قوی پر اقتدار کی تفصیلات کیں - " طبیعت میں انسان کی جگہ " (مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ ع) میں اس نے ایک دیرینہ خیال کی تائید کرتے ہوے علمی دلائل قائم کیے ہیں - یعنی یہ کہ زمین ہی تمام کائنات کا مرکز ہے -

سنہ ۱۹۰۵ ع - میں اس نے اپنی دلچسپ اور خود نوشتہ سوانح عمری شائع کی -

(جشن پنجاہ سالہ)

زندہ شخص کا صرف دماغ ہی زندہ نہیں ہوتا - زندگی اسکے ہر عضو میں ہوتی ہے -

یہی حال زندہ اقوام کا بھی ہے - ہر قوم میں امجاد و ابطال اور رجال علم و فضل بمنزلۂ دماغ کے ہیں ' لیکن اگر وہ زندہ ہوتے ہیں تو انکے ساتھہ تمام اعضاء جسم ملت ' یعنی عام افراد ملت بھی اپنے فرض حیات سے غافل نہیں ہوتے -

سنہ ۱۸۹۰ میں انگلستان کی مجلس شاہی نے ڈارون اور ویلس کو باعتراف کشف نظریۂ ارتقا ' دو اول درجہ کے تمغے دیے ' جو فی الحقیقت سب سے بڑا اعتراف علم و خدمت علم تھا -

ڈارون اور ویلس میں جو مراسلات اقسام و انواع کے دوام و تغیرات کی نسبت ہوئی تھیں ' در اصل وہی بنیاد تھی جس سے مسئلۂ ارتقا کا اصلی حل آگے چلکر منکشف ہوا - سنہ ۱۹۰۸ میں اس مراسلۂ پر پورے پچاس سال گذر گئے تھے - لینین سوسائٹی لندن نے ان مراسلات کی پنجاہ سالہ سالگرہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اسمیں ویلس کو تمغہ پہنایا گیا -

اس جلسے میں ڈاکٹر جوزف ہوکر بھی شریک تھا - یہ وہی شخص ہے جس نے ڈارون کو مجبور کیا تھا کہ قانون بقاء اصلح کے متعلق اپنی تحریر ضائع نہ کرے - اس نے اپنی تقریر میں اس نظریہ کی تاریخ کشف و تدوین پر روشنی ڈالتے ہوے بیان کیا کہ کس طرح ڈاکٹر ویلیس نے بالکل علحدہ و مستقل . ڈارون نے اس نظریہ تک رسائی حاصل کی تھی ' اور پھر کس طرح دونوں میں اسکے متعلق مراسلت ہوئی تھی ؟ نیز یہ کہ ڈارون نے اس انکشاف کے ترک دعوی کا قطعی ارادہ کر لیا تھا ' مگر کن کن دقتوں اور مجبور کن التجاؤں کے بعد اُسے اشاعت کیلیے مجبور کیا گیا ؟

اس جلسے میں ڈاکٹر ویلیس نے نہایت انکسار کے ساتھہ ظاہر کیا کہ اس نظریہ کے کشف میں اُسے جو کچھہ حصہ ملا ہے ' وہ محض اسکی خوش قسمتی کا اتفاقی نتیجہ ہے جو ہر طرح عجیب و غریب تھا ورنہ در اصل ڈارون بیس سال پہلے اسکا دروازہ کھٹکھٹا چکا ہے - اس نے نہایت فیاضانہ جوش کے ساتھہ اعتراف کیا کہ اصل فضیلت " اصلیت نوع انسانی " کے مصنف ہی کیلیے ہے - اور وہ بالکل غیر مشترک ہے -

اصل یہ ہے کہ ڈارون نظریۂ ارتقا تک تو اپنے اوائل سیر و سیاحت ہی میں پہنچ گیا تھا ' لیکن دلائل و مشاہدات کی تکمیل کا انتظار تھا - بیس برس سے زیادہ زمانہ اسمیں بسر ہو گیا - اسی اثنا میں ڈاکٹر ویلس بھی اپنے سفر میں مستعدانہ کام فرما رہا - ڈارون نے جب دیکھا کہ اب اسقدر مواد جمع ہو گیا ہے جو اُسکی پشت پناہی کے لیے کافی ہے تو وہ طیار ہوا کہ علمی دنیا کے سامنے سے پردہ ہٹا دے -

ڈاکٹر ویلس نے اپنے لیکچر میں لکھا ہے کہ اصل نظریۂ انتخاب طبیعی کے کشف کی پیدایش ایک گھنٹے سے زیادہ عمر کی نہیں ہے - ایک ہفتہ کے اندر اُس نے مرتب کیا اور اُسکے دوسرے ہی دن ایک مراسلے کی صورت میں ڈارون کے پاس بھیجدیا -

(روحـــانیـــات)

ڈاکٹر ویلس کی زندگی کا ایک نہایت اہم واقعہ اسپریچولیزم (مذہب روحانیات) کا بھی مسئلہ ہے - وہ نہ صرف اسکا معتقد ہی تھا ' بلکہ اپنی تمام زندگی میں روحانیات کا ایک حامی کبیر اور موید شہیر رہا -

یورپ اور امریکہ کے موجودہ مذہب روحانیات ' اسکی صحت و عدم صحت ' اسکے دلائل و براہین ' مشاہدات و واردات ' نتائج و حوادث ' وغیرہ وغیرہ ' ایک موضوع مستقل ہے ' جس کو نہایت تفصیل سے قلمبند کرنا چاہیے - ویسی تفصیل تو سر دست مشکل ہے کہ وقت نہیں ' البتہ آئندہ اشاعات میں بسلسلۂ ڈاکٹر ویلس ایک اجمالی تذکرہ ضرور درج الہلال ہوگا - ڈاکٹر ویلس کے حالات بغیر اس تذکرہ کے مکمل نہیں ہوسکتے -

اعلان

منجانب رسپشن کمیٹی آل انڈیا محمڈن کانفرنس آگرہ

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس بمقام آگرہ بیپٹسٹ مشن اسکول کے احاطہ میں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو منعقد ہونگے اور قیام مہمانان کیواسطے میٹرو پول ہوٹل جو متصل مقام جلسہ مذکور ہے ' تجویز ہوا ہے - داخلہ فیس ممبری کے لیے پانچ روپیہ ' اور وزیٹری کی دو روپیہ مقرر ہے - فیس مذکور صدر دفتر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ کے پتہ سے بھیجنا چاہیے ' یا جلسہ کانفرنس میں اوس عہدہ دار کے حوالہ کرنی چاہیے جو جلسہ میں اسکام کیلیے منجانب اسٹینڈنگ کمیٹی مقرر کیے جائیں - اور جو ٹکٹ ممبری اور وزیٹری کے تقسیم کرینگے قیام وطعام کا انتظام ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کی صبح سے ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کی شام تک بشرح ذیل کیا گیا ہے :

(الف) بہ طرز انگریزی ... ۳ روپیہ ... یوم
(ب) بہ طرز ہندوستانی ... ۱ روپیہ ۸ آنہ ... یوم
(ج) ملازمان کیلیے ... ۸ آنہ ... یوم

نوٹ — فیس مقررہ میں مکان و فرنیچر ضروری روشنی گرم پانی شامل ہے - لیکن صبح کی چاء وغیرہ شامل نہیں ہے - وہ ڈیوٹی شاپ سے جو ہوٹل و پنڈال کے متصل لگائی جائیگی قیمت ادا کرنے پر مل سکیگی - اسٹیشن سے جاے قیام تک سواریکا مہیا کرنا کمیٹی کے ذمہ ہوگا - ہر ایک گاڑی والے کے پاس ٹکٹ شرح کرایہ گاڑیکا موجود ہوگا - اوسکے مطابق کرایہ ادا کرنا چاہیے -

جملہ خط و کتابت سیکرٹری کمیٹی استقبالی کے نام سے ہونی چاہیے - انکا دفتر گلاب خانہ آگرہ میں ہے ' اور جسقدر جلد ممکن ہو تشریف آوری کے ارادہ سے سیکرٹری مذکور کو غایت درجہ ۱۵ دسمبر تک مطلع کرنا چاہیے - تاکہ انتظام میں آسانی ہو -

خواجہ فیاض حسین
جائینٹ سکریٹری رسپشن کمیٹی آگرہ

اگراس تجویز سے جناب کا اتفاق هوجائے تو نیک تفاول هے - اس سے یه غرض نہیں که الهلال کو دیني مضامین سے بالکل خالي کردیا جائے - بلکه مقصود یه هے که الهلال میں اکثر مضامین سیاسي اور قلیل مذهبي هوں - البصائر میں قاطبة امور دینیه کي بحث هو تاکه :

درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق

کي مثل صادق آجائے -

البصــائر کو پرتو افگني کے لیے جلد کھڑا کیا جائے - که در انتظار مطالعه طلوع البصائر چشم جهان رو بتاریکي مي آرد - و السلام -

ـلا ں :

شیخ عبد الوهاب شعراني المصري نے اپني ایک کتاب میں اُن احسانات و نعائم الهیه کو جمع کیا هے' جو انپر حضرة حق سبحانه نے مبذول فرمائیں - اسکا نام کتاب المنن هے اور معروف و عام هے - ملاحظه فرمائي هوگي - وہ لکھتے هیں که ایک بهت بڑا احسان الله تعالی کا کسي بندے پریه هے که اُسے ایسے احباب و رفقا میسر آئیں' جو اُسکے کاموں کو سمجھیں' اسکي جانفشانیوں اور محنتوں کي قدر کریں' وہ جس جام کیفیت و ذوق سے سرشار هو' اسکا ایک ایک جرعه اُسکي طرح' اسکے دوستوں کو بھي نصیب هو' تا وہ اُس عالم سے بیخبر نه رهیں' جسکي خبریابي کیلیے کیف و حال شرط هے' نه که قیل و قال :

قــدر ایں باده نداني بخــدا تا نچشي

میں کہتا هوں که اگر علم و عمل' فضل و کمال' اور اهلیت و صلاحیت کے ساتهه ارباب ذوق اور قدر شناسان کار کا میسر آنا ایک مخصوص احسان الهی هے' تو پهر اُس شخص کیلیے آپ کیا کہتے هیں جسے بغیر هیچ گونه اهلیت و صلاحیت' و بغیر حصول مقام علم و عمل' و خدمت حق و ملت' اس مقـام رفیع و مرتبۂ جلیل سے حظ وافر نصیب هو؟ غیرازیں که ایں جا کار به فضل ست نه باستحقاق :

بر من منگر' بر کرم خویش نگر!

اگر شیخ شعراني پر الله تعالی کا یه احسان تها که انهیں ایسے احباب و رفقا ملے' جو انکے علم و فضل کے قدر فرما اور انکے عمل و تقوی کے مرتبه شناس تھے' تو الحمد لله که یه عاجز اپنے ساتهه اس سے بھي بڑھکر فضل الهي کي ایک بوالعجبي رکھتا هے - یعني با وجود جهل و بے مایگي' بندگان الهي مدحت طراز هیں' اور با وجود بے عملي و سیه کاري' مومنین مخلصین ذره نواز!

نصیب ماست بهشت اے خدا شناس برو

که مستحق کــرامت گنــا هــگارانــد !

جناب کے رسائل و مکاتیب همیشه جس حسن ظن کریمانه سے لبریز هوتے هیں' اسکو بھي اسي عالم کا نتیجه سمجھتا هوں - مگر حقیقت یه هے که اگر مالـک کي نظر صرف اپنے کرم و فضل پر هو تو غلام کو بھي چاهیے که همیشه اپنے قصور و خطا پر نظر رکھے - الهلال کا تذکره فرماتے هوے جن خدمات اور انکے نتائج کي طرف جناب نے اشاره فرمایا هے' اصل مقصد کو سامنے رکھکر دیکھیے تو وہ کیا حقیقت رکھتے هیں؟ جس منزل کیلیے شبانه روز پیهم سفر کي ضرورت هو' وهاں اگر دو چار قدم آهستگي سے اٹھے بھي تو مستحق التفات نہیں - پس میري داستان اگر خود میري زباني سننا چاهتے هیں تو سن لیجیے - نه تو علم و کمال میسر هے اور نه عمل و خدمت' نه جامعیت هے اور نه فردیت' نه تو ادعا هے اور نه انتظار مزد و تحسین - اپني اصلیت و حالت سے باخبر اور اپني بے مایگیوں سے نا واقف نہیں هوں - هاں صرف ایک چیز هے که اُس کا ادعا ضرور هے' اور صرف وهي هے که اسکي استقامت و قرار کیلیے همه وقت مضطر و بیقرار هوں - یعني اگر میرے هاتهه جام لبریز سے خالي هیں تو دل تنگ نہیں هوں' کیونکه حلق دولت تشنگي سے بھي مالا مال هے' اور اگر صداے سیرابي نہیں رکھتا تو غمگین نہیں' کیونکه الحمد لله که فغان و شیون' تشنگي کي صداقت سے خالي نہیں' اور میں سچ سچ کہتا هوں که جهاں آگ نہیں جلتي وهاں دهواں بھي نہیں هوتا' اور اگر دهواں اُٹهه رها هے تو یقین کیجیے که آگ بھي ضرور موجود هے :

در خرابا تم ندیدستي خراب

باده پنداري که پنهاں مي زنم

(۱) آپنے البصائر کا تذکره کرکے ایک ایسے تار کو چھیڑ دیا هے جو اگر اپنا نوحۂ غم شروع کردے تو عجیب نہیں که تمام رات اسکے ایک هي حرف ماتم میں ختم هو جاے :

قدرے گرید و هم بر سر افسانه رود!

میرا موجوده اعتقاد یه هے که زندگي صرف کام کرنے کیلیے هے' یهاں تـک که قلم و کاغـذ هي کي رفاقت میں پیـام اجل کا بھي استقبال کرے - لیکن آپ جانتے هیں که انسان اپنے دماغ اور ارادے کو تو سب کچهه بنا دے سکتا هے' پر اپنے جسم کو کیا کرے؟ بار بار اپني حالت کا دکھڑا رونا ٹھیک نہیں' مگر البصائر کي اشاعت کا با وجود اعلان عام' اب تـک وجود میں نه آنا' ایک ایسا داغ خجالت هے' جو مجبور کرتا هے که کچهه نه کچهه حق معذرت خواهي میں عرض حال کي اجازت پاؤں - میں فطرةً کمزور جسم و قوی رکھتا هوں - اسپر خود بھي صحت سے محروم اور نیز ایک ایسے دائم المرض بستر کا دائمي تیمار دار' جسکي تکلیفوں کے معائنه کي طاقت کا رشته با وجود پیمان صبر و شکر' بسا اوقات هاتهه سے چھوٹ جاتا هے اور علم الله' که اپنے دل میں اسکي ایک ایک صداے کرب کیلیے تازی آنی خونچکاں زخم رکھتا هوں - لیکن انسان که بندۂ علائق و محبت ما سوی الله هے' رونا جانتا هے مگر کسي کے دکهه کو دور نہیں کرسکتا - پهر بے شمار دیگر صدمات و مصائب مستمره هیں جنکي تشریح لا حاصل هے' اسپر مستزاد یه که اپنے کاموں میں رفقاء کي اعانت سے بلکل محروم اور اپنے سفر میں یکهٔ و تنها چھوڑ دیا گیا هوں - جو لوگ باهر سے میرے اچھے برے کاموں کو دیکهه رهے هیں' کاش میں انهیں دعوت دے سکتا که ابهي میرے بیت الحزن کي طرف بھي ایک مرتبه قدم رنجه فرمائیں' اور ایک شبانه روز یهاں بسر کرکے دیکھیں که یه سب کچهه جو هو رها هے' کیسي کیسي عزم شکن اور زهره گداز گرفتاریوں میں هو رها هے؟ اور پهر اُس حسن و جمال کي بخشش تحیر کو بھي دیکھیں که کیسي کچهه سحر کار و عقل فراموش هے جو اپنے ایک نگه غلط انداز سے مسحور و بیخود کرکے جو کچهه چاهتي هے' جانداد گان نظارۂ جمال سے کرا لیتي هے!

انما اشکو بثي و حزني الی الله و اعلم من الله ما لا تعلمون!

الی الله اشکــوا ما ألاقی من الهــوی

بلیلی' ففي قلبـــي جوی و حریق!

کان فــوادي فــیــه مــور بقــــادح

و فیــه لهیـــب ســاطــع و بروق!

اذا ذکرتهـــا النفس' ماتت صبـــابة

لهـــا زفــرة قـتــالــة و شهیـــق!

وقـــد صرت مجنوناً من الحب هائمـــاً

کانی عـــان في الـقیـــود وثـیــق!

مراسلات

البصـ ائـر

ادارۂ سیـ رۃ نـ ری

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب خانپور- ریاست بہاولپور

ریا کو ارباب صفا شدید ترین شرک سے شمار کرتے هیں اور ریا اوس حالت کو کہتے هیں جبکه انسان خدا کي مرضات کیلیے نہیں بلکه انسانوں کو دکھانے کیلیے کام کرنے لگتا ہے - في الحقیقۃ... یه شرک اعظم ہے که خدا سے زیاده لوگوں کو عزیز تر سمجھنا لازمي هو جاتا ہے ' اور خدا سے رو گرداني کرکے لوگوں کي طرف دل کو رجوع کرنا پڑتا ہے- اسیطرح رسوخ پیدا کرنے یا کسي کو کسي بات سے خوش کرکے کام نکالنے میں تصنع یا مدح سرائي بھي ایک نوع کا شرک ہے ' کیونکه اسکے لیے بھي ممدوح کو بڑھانا اور اوسکے اندر اپني عظمت و جبروت کا خیال پیدا کرانا اور اپنے وجود میں عبودیت بیجا کا اثر ڈالنا پڑتا ہے لهذا حدیث شریف میں ہے : احشوا التراب فی وجوه المداحین -

برقت صبح شود همچو روز معلومت
که باکه باختۂ عشق در شب دیجور ؟

یه سب کچھه صحیح ہے مگر ساتھه هي اسکے کسي کے احسان کا شکر ادا نکرنا بھي ویسا هي گناه ہے - کیونکه محسن کا مادۂ جود و احسان صورت حاصل کرنے سے بیکار هو جاتا ہے - یعنے حوصله پست اور همت ٹوٹ جاتي ہے - حقیقت میں محسن کا شکریه خدا هي کا شکریه ہے - اگر خدا محسن کو نعمت ندیتا ' اگر نعمت دیتا مگر توفیق ندیتا تو احسان کہاں سے وقوع پذیر هوتا ؟ من لم یحمد الناس لم یحمد الله -

حمد را با تو نسبتے ست درست
بر در هرکه رفت ' بر در تست !

میں مدت سے (الهـلال) کے مطالعه سے مستفیض و مستفید هوں- بے مبالغه و تکلف اور بغیر تصنع و ریو و ریا ' مگر بطریق شکر و تشکر عرض کرتا هوں که اسلامي قلوب کي زنگ خورده حالت کے لئے اگر کوئي صیقل ہے تو یهي الهـلال ' او ر حرارت افسردۂ مذهبي کے واسطے اگر کوئي آله نفس و دمیدني ہے تو یهي الهـلال ! !

صاحب الهـلال کي وسعت اراده و قوت عملي کو دیکھکر حیرت طاري هوتي ہے - جب اس نفس نفیس سے هدایت کي نسیم مقدس آتي ہے تو زمانۂ صحابهٔ کرام یاد آجاتا ہے - جسوقت اصلاح امور شرعي کیلیے کھڑا دیکھتے هیں تو ائمۂ سلف کا نمونه آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے - جب اس وجود با وجود کو آه و بکا میں پاتے هیں تو صوفیۂ صافیه کي خوش بو آنے لگتي ہے - پھر لطف یه که با ینهمه کمالات و فضائل معنویه ' طرز بیان کي بہار گل هائے رنگا رنگ ہے - انشاۂ بلاغت سحر کار او ر اعجاز بیان بین اعجاز ہے - و لله در ما قال :

لیس لله بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد !

صاحب الهـلال کي مشکلات کا صحیح اندازه تو کون کر سکتا ہے تاهم جانتا هوں که انکو تدبیر امور اسلامیه و تفکر اصلاح ملیه نے گھیر لیا ہے اور هر طرف سے مجبور و نعل در آتش کر رکھا ہے - لیکن کاش اونهیں یه بھي معلوم هوتا که ان کے کار هائے نمایاں بہت کچھه کام کر گذرے اور بہت کچھه کر رهے هیں - جناب مولانا کي محبت اور خدا و رسول اور اسلام کي محبت سمجھي جاتي ہے - صحیفۂ الهلال کي محبت قران و حدیث و آثار صحابه کي محبت خیال کیجاتي ہے سچ ہے :

حمد را با تو نسبتے ست درست
بر در هرکه رفت ' بر در تست

حضرت مولانا ! روے سخن آپکي طرف ہے - آپکو یاد هوگا که جس زمانه میں جناب نے البیان کا اعلان شائع فرمایا تھا ' تو سب سے پہلے بنده هی نے لبیک و سعدیک پکار کر عرض کیا تھا که نهایت مبارک اراده ہے - خدا مبارک کرے اور برکت دے - ارادے کے پورا کرنے میں جلدي کیجیے :

تمامش کن چو بنیادش نهادي

نیز مشوره کے طور پر لکھا تھا که الهلال سیاسي معاملات کیلیے کافي ہے - البیان کو (جسکا اب نام نامي البصائر ہے) مذهبي امور کیلیے رکھا جائے - مجھے یاد ہے که جناب نے میري التماس کو منظور فرمایا تھا -

آج الهـلال میں ذکر مجالس مولد اور ادارۂ سیرۃ نبوي کا اراده و مضمون بصارت افروز و بصیرت اندوز هوا - خون محبت کا ثوران اور شوق کا هیجان یہاں تک پہونچا که کچھه عرض کرنے کیلیے پھر مجبور هو گیا - امید که اگر جوش جنون کار میں خلاف منشا و مصلحت کچھه سرزد هو ' تو معذور سمجھا جاؤنگا

شوق نشناسد همي هنگام را

میري راے میں اس مضمون کے لیے الهـلال سے البصائر زیاده موزوں ہے - دنیا کے قیام و قوام کیلیے تقسیم عمل ضروري ہے -

جیسا که رات اور دن - تدبیر معاشرت و تفکر آخرت - سکون و حرکت دن کے لیے ' چراغ و مکان رات کے لیے - معاشرت کے لیے ساز و سامان ' آخرت کے لیے سوز و محبت - سکون کے لیے فرش ' حرکت کے لیے میدان - پس اسي بنا پر الهـلال و البصائر کو بھي الگ الگ حصه دیا جاے - سیاسي معاملات کے لیے الهلال اور دیني امور کیواسطے البصائر خاص هونے چاهیں - گویا وه دنیا میں موجب صلاح ' اور یه آخرۃ میں سبب فلاح : ربنا اتنا في الدنیا حسنة و في الاخرة حسنة ! !

بلکه میرے نزدیک تو تبرکاً و تیمناً افتتاح البصائر کا خطبات مجالس مولد هي کے بنا پر سیرۃ نبوي سے کیا جاے ' تا که موجب نزول رحمت و باعث برکت هو-

جس کا اعلان نہیں ہوا ہے ' پیشکش ارباب ذوق و بصیرۃ کرونگا - یہ سچ ہے کہ بہ حسب ظاہر میري حالت مزید محنت و صرف دماغ کي امید نہیں دلاتي ' لیکن اگر دنیا کي نظر میرے ضعف و بے سروساماني پر ہے ' تو میري نظر بھي کسي کي بخشش بے ساماں پر ہے - میري حالت کے دیکھنے والے مایوس ہوں ' پر میں جسے دیکھتا ہوں وہ اپنے دیکھنے والوں کو کبھي بھي مایوس نہیں کرتا ! و لله در ما قال :

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتـــاب تـــابـــاینـــم !

اگر اُس رب کریم نے چاہا تو دنیا کے صفحۂ اعمال میں ایک نئي نظیر کا اضافہ ہوگا اور خدا دکھلا دیگا کہ اگر اسکي مدد شامل حال ہو' تو ایک گرفتار مصائب و الودۂ علائق ہستي تن تنہا بہ یک وقت کتنے کام کرسکتي ہے ' اور پھر کس طرح اُن میں سے ہر کام کو بہ جلوۂ خاص و بہ حسن اختصاص انجام دیتي ہے ؟

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمرو خسروان بے کلہ اند !

(٦) " ادارۂ سیرۃ نبوي " کي نسبت غالبا جناب نے یہ خیال فرمایا ہے کہ اس عاجز نے قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے ' مگر اُس مضمون سے یہ مقصود نہ تہا - " ادارۂ سیرۃ " تو کئي سال سے تحت ادارۃ جنـاب مولانا شبلي قائم ہے اور سیرۃ کبیـر کي تدوین میں مصروف ' میرا مقصود صرف یہ تہا کہ عام رسائل و خطبات سیرۃ کے کام پر بھي توجہ کي جاے -

خود اس عاجز نے اپني نسبت صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ اگر ربیع الاول قادم تـک کسي بزرگ نے توجہ نہ فرمائي تو انشاء اللہ چند مقالات بطور خطبات سیرۃ لکھنے کي کوشش کرونگا - یہ خیال نہایت بہتر ہے کہ البصائر کا آغاز اسي سے ہو - و الا مر بیدہ سبحانہ -

(٧) آخر میں جناب کے اظہار حسن ظن و لطف و کرم کیلیے مکرر شکرگذار ہوں - نیز معافي خواہ کہ اس تقریب میں اپني داستان غم چھیڑني پڑي اور کئي کالم اسمیں ضائع کیے :

ہفت آسمـان بگردش و ما درمیـانہ ایم
غالب دگر مپرس کہ بر ما چہ مي رود ؟

و افوض امري الى اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد !

اعـانۂ مہاجـرین عثمـانیـہ

اسعد پاشا پریسیڈنت سوسائٹي نو آبادي مہاجرین اناطولیہ کا ایک تار ٣ - دسمبر سنہ ١٩١٣ کو موصول ہوا ' جس میں صاحب موصوف نے با حوصلہ مسلمانان ہند کے حوصلہ و ہمت کا واسطہ دلاکر قوم سے اپیل امداد مالي کي بابت فرمائي ہے -

جناب کو یاد ہوگا کہ عند الملاقات آپ سے یہ طے پایا تہا کہ بلاد ہند کے دورہ میں جناب اور ہم' سب مہاجرین کے امداد کیلیے چندہ کي تحریک کما ینبغي ملکر کرینگے -

مگر جو وقت اسکے لیے موضوع تہا وہ وقف پریشاني ہي رہا - اور ابتـک حوادث زمانہ نے اسکي مہلت ندي کہ مسلمانان ہند کسي اور طرف اپنے خیالات کو منعطف کریں -

اس انتظـار نے بہت وقت ضایع کردیا ' اور اب وہ وقت آگیا کہ صدہا خـاندان ترک مہـاجرین کے مسلمانان ہنـد کے امداد و اعـانت کے بھروسہ پر ردائي خیموں میں بے سروسـاماني سے موسمي شدت سرما کا مقابلہ کر رہے ہیں - ابتک انکو صرف شدت سرما ہي کا مقابلہ ہے - آیندہ جو وقت آنیوالا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ سخت مشکل ہوگا - تقریباً اگلے مہینہ اوائل جنوري میں برف انکو اس قابل بھي نچھوڑیگي کہ کسي اعانت و امداد کے مستحق ہوں ' یا کسي کو انکے ساتھہ سلوک و اعانت کا موقع ملے -

تعمیرات شروع ہوگئي اور تقریباً نصف تـک انجام بھي ہوچکي ہے -

اب اگر اسوقت انکـو مالي امـداد نہ پہنچي ' تو نصیب دشمنان انکو وہي روز بد دیکھنا ہوگا ' جو انسے پہلے برف باري کے نذر ہوجانے والے خاندانوں کو دیکھنا پڑا تہا -

مسلمانان ہند کي حمیت سے ہرگز اسکي امید نہیں کہ وہ اس الزام کو ا

نازت بکشم کہ نازنیني

کہکر اپنے سر لینے کے لیے تیار ہوں کہ انکے دلاے ہوے حوصلہ اور بڑھائي ہوئي ہمت پر بڑھکر خاندان ہاے ترک برف اور سرما کي بھنیت چڑھجائیں - وہ تار یہ ہے :

Constantinople.

Dr. ANSARI

Comrade, Delhi.

Colony needs money badly send funds quickly.

ESSAD

خاکسار مختار احمد - انصاري دہلي

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس

اس سال آل انڈیا مسلم لیگ کا سـالانہ اجلاس آگرہ میں بتاریخ ٢٩ - ٣٠ دسمبر سنہ ١٩١٣ع منعقد ہوگا - پہلا اجلاس گیارہ بجے دن سے شروع ہوگا -

دسمبر میں آگرہ کي آب و ہوا نہایت سرد ہوگي اسلیے چاہیے کہ موسم سرما کے کافي لباس و بستر کے ساتھہ تشریف لائیں -

ممبروں کے قیام و طعام کا انتظام میٹر و پول ہوٹل آگرہ میں کیا گیا ہے - ممبروں کي خوراک کي قیمت حسب ذیل ہوگي :—

انگریزي کہانا	٣ روپیہ	یومیہ
ہندوستاني کہانا	٢ روپیہ ٨ آنہ	یومیہ
ملازموں کا کہانا	٨ آنہ	یومیہ

لیکن اُنہیں ممبروں کے قیام و طعام کا انتظام ہمارے ذمہ ہوگا ' جو اپني تشریف آوري سے ٢٠ دسمبر سنہ ١٩١٣ ع تک ہمیں مطلع فرماویں -

کمیٹي نے ممبروں کے استقبال کا انتظام آگرہ فورٹ اور آگرہ سٹي اسٹیشنوں پر کیا ہے لہذا مناسب ہوگا کہ جناب اِنہیں دونوں اسـٹیشنوں پر تشریف لائیں جہاں آپکو سواري اور والنٹیر ہر وقت مل سکیگے ' انکے علاوہ اگر کسي اور اسٹیشن پر آپ اُترنا چاہیں تو ١٥ دسمبر سنـہ ١٩١٣ ع سے قبل اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں -

وزیٹروں سے حسب ذیل فیس داخلہ لیجائیگي :—

درجہ خاص	١٠ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ اول	٥ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ دوم	٣ روپیہ	دونوں دن کیلیے
درجہ سوم	٢ روپیہ	دونوں دن کیلیے

سید نظام الدین شاہ

آنریري سیکریٹري ریسپشن کمیٹي آل انڈیا مسلم لیگ

اطـلاع جـدیـد

چند صوبوں کے مسلمانوں کي خواہش سے اجلاس کي تاریخیں بدل دي گئیں اب ٢٩ - ٣٠ - کي جگہہ - ٣٠ - ٣١ - دسمبر کو منعقد ہونگي -

اظل بہ ریم العقـــل ما اطعـــم الکری
و الله لہ منی رنــــة و خفـــوق !
بری حبهـا جسمی وقلبـــی و مهجتی
فلــــم یبـــق الا اعظـــم و عروق !

پهر اِن تمام موانع و علائق کے ساتهه اور تمام باتوں سے قطع نظر کیجیے - صرف ایک الهلال هی کی تحریر و ترتیب ' و فکر تدوین ' و فراهمی جمیع جزئیات و متعلقات پر نظر ڈالیے که کس قدر محتاج اعانت و رفاقت هوں اور پهر اس سے بکلی محروم ؟ اگر الهلال کے مقصود اردو پریس کی موجوده نظیر کی کوئی چیز هوتی تو شاید میں روز شام کو ایک مرتب و مدون الهلال پیش کردیتا - ایک لیڈنگ ارٹیکل اور چند نوٹ کسی نه کسی طرح لکهه ڈالے اور باقی کیلیے خبریں اور مراسلات کاتب کے حواله کیں - پورا اخبار مرتب هوگیا -

یهاں تقریباً هر سطر ایڈیٹوریل هے اور تقسیم ابواب و فصول مضامین ایک وقت میں متعدد افکار و اقلام کے محتاج - یورپ میں اس طرح کے رسائل جو نکلتے هیں' تو کم ازکم انکے ادارۂ قلم تحریر (ایڈیٹوریل اسٹاف) میں ایک ایک باب کیلیے ایک ایک شخص مستقل ضـــرور هوتا هے ' جسے هفته بهر سوا اپنے موضوع کے اور کسی چیز کی فکر نہیں هوتی - مجهے ایک شخص بهی ابتک ایسا میسر نهوا ' جس کے سپرد کوئی ایک باب کردوں اور پهر بالکل مطمئن هو جاؤں که میری شرکت وقت کی اس میں کسی طرح احتیاج نه هوگی -

کہتے هیں که محبت ' روپیه ' اور تلاش ' ایسے اجزا هیں جو اگـــر جمـــع هو جـــائیں تو پهر کوئی شے نہیں جو میسر نه آـــے - مگر میرا تجربـــه تو اس بارـــے میں اس سے بالکل مختلف هے - معاوضۂ مالی کے لحاظ سے قصور نہیں کرتا' اور شاید اردو پریس کے انتهائی پیمانۂ مالی سے بهی بلند ترکیلیے هروقت طیـــار هوں - تلاش ابتدا سے جاری هے' اور محبت و خدمت و سلوک کی نسبت کیا کہوں ؟ یقین کیجیے که اگر کوئی خریدار ایک ادنی سی نظر التفات بهی رکهے تو میرا دل میرے پہلو میں نہیں بلکه هتیلی پر هے :

گوهر دل نازنیناں را نمی افتـــد قـــبول
ورنه من صد بار در راه نیازش داشتم !

(۲) اس حالت کا نتیجه یه هونا تها که اسباب کو مهیا نه پا کر ارادوں کو بهی خیر باد کہوں : لا یکلف الله نفســاً الا وسعها - لیکن مشکل یه هے که اسباب ظاهری دماغ کے ارادے کو ضعیف کرسکتے هیں' مگر دل کے اٹهے هوـــے جوش کو تو نہیں روک سکتے ؟ باهر کی دقتیں جتنی بڑهتی جاتی هیں' یقین فرمائیے که دل کا جوش بهی اتنا هی زیاده هوتا جاتا هے :

اذا هی زادت فی النوی ' زاد فی الهوی
فــلا قلبـــه یـ.ـلـ   ولا هـــی ترحـــم !

تمام مجبوریوں کو دیکهتا هوں لیکن ساتهه هی یه بهی جانتا هوں که سمندر کی طغیانیاں همیشه سے ایسی هی رهی هیں جیسی که اب هیں - جو ڈوب گئے ' انکے ساتهه سمندر کو کوئی خاص دشمنی نه تهی ' اور جو پیرکر کنارے تـــک پہنچ گئے ' انکے لیے سمندر نے اپنے خواص بدل نہیں دیے تهے - جو پیرنے والے تهے وه هاتهه پانؤں هلاکے کسی نه کسی طرح کنارے تـــک پہنچ هی گئے' اور جنکی همت نے جواب دیدیا وه بالاخر نهنـــگ و ماهی کی غذا بننے کیلیے اسکے اندر هی رهگئے - کام کرنے والوں کیلیے مصائب علائق و حیات انجیر پا نہیں هو سکتے -

(۳) کسے معلوم هے که کتنے ولولے هیں جو اٹهتے هیں اور انهیں دل سے زبان تک پہنچـــنے کی مهلت بهی نہیں دی جاتی که وقت دوسرا ' اور موسم موافق نہیں :

ده اهل شوق عوام اند و گفتگو عربی ست

لیکن ایک مخصوص دینی رساله کے خیال کو ضبط نه کرسکا که ضرورت اشد شدید نظر آئی - الهلال میں جب کبهی کسی دینی و علمی موضوع پر کچهه لکهتا هوں تو قلت ضخامت و تنوع مطالب کے خیال سے قدم قدم پر دامن قلم اولجهتا هے اور مجبوراً ارادوں کو ملتوی کردینا پڑتا هے - سب سے بڑی مقدم شے یه هے که قران حکیم کے متعلق بے اختیار جی چاهتا هے که نهایت کثرت سے هر پہلو پر بحث کیجاـــے ' اور صدها مباحث و معارف هیں جو اسکے متعلق پیش نظر هیں ' بلکه بہت سے بصورت تحریر مدون بهی هوچکے هیں ' مگر انکی اشاعت کا کوئی ذریعه نہیں -

ضرورت هے که ایک هی وقت میں قران حکیم کو مختلف اشکال بحث و معارف میں اس طرح پیش کیا جاـــے که اسکے جمال عظمت کا نظاره عام هو جاـــے -

غرضکه انهیں خیالات کی بنا پر پہلے باسم البیان اور پهر البصائر اسکا اعلان کیا گیا -

ارباب تجربۂ و کار جانتے هیں که اس قسم کے کاموں کیلیے تحریر مقالات و تالیف مضامین سے زیاده صرف وقت کی چیز محض ترتیب اور اسکی ذمه داری هوتی هے - میں نے البصائر کا اعلان تو کردیا که کسی نه کسی طرح اسکے لیے بهی وقت نکال لونگا - لیکن پهر اپنی حالت کو دیکها تو معلوم هوا که موجوده اشغال نے جو حالت مصروفیت و انهماک کی کر رکهی هے ' اب وه اس آخری درجه تک پہنچ گئی هے که اگر تهوڑا سا بهی کام اپنے ذمه اورلے لیا تو کام تو کسی نه کسی طرح هو رهیگا لیکن ساتهه هی رات کے چند گهنٹے جو آرام کے بمشکـــل میسر آجاتے هیں ' انسے بهی محروم هو جاونگا - وقال الله سبحانه : ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکه -

پس کسی قدر متوقف هوا که اگر الهلال کیلیے نہیں تو کم ازکم البصائر هی کیلیے اتنی اعانت میسر آجاـــے که کم ازکم اسکی ترتیب اور ذمه داری هی سے سبکدوش هو جاؤں - اسی فکر و انتظار میں ادهر کئی مہینے صرف هوگئے ' لیکن بالاخر نتیجه یهی نکلا که اپنے سوا نه کسی اور کا انتظار کیجیے ' اور نه یاس بنیاد امیدوں کا اپنے دل کو مدفن بنائیے !

(۴) یهی سبب هے که البصائر کا اعلان الهلال میں روک دیا گیا که اس بارے میں احباب کرام سے میری شرمندگی حد تحمل سے گذر چکی تهی -

(۵) موجوده حالت یه هے که سب سے پہلے احباب کرام سے بکمال اسف و ندامت خواستگار معافی هوں که اشاعت البصائر کا اعلان کرکے ایفاء عهد سے مقصر رها - اسکے بعد جو کچهه عرض کرسکتا هوں وه یه هے که جن کاموں کا اُس مسبب الاسباب نے اس عاجز کی زبانی اعلان کرا دیا هے ' یقین هے که انکی تـــکمیل کی بهی توفیق مرحمت فرمائیگا ' اور مجهے اپنے بندوں کی نظروں میں شرمنده و رسوا نه کریگا - میں الحمد لله که خود هی اپنے کاموں کو انجام دے رها هوں اور دونگا - اسکے فضل کارساز کے جو کرشمے دیکهه رها هوں ' اُسکی دوسروں کو خبر نهو ' مگر دیکهنے والا تو منـــکر نہیں هوسکتا - میں نے البصائر کا اعلان کیا هے تو انشاء الله یه اعلان کبهی ذلیل و شرمنده نهوگا - بغیر تعین وقـــت کے کہتا هوں که جلد سے جلد البصـــائر کو جسکا اعلان هوچکا هے ' اور وه بهی

عالم اسلامی

عراق

[illegible] آبپاشي

معاصر عربي " النهضه " نے جو بغداد سے نكلتا هے ' اس سب سے بڑي تجويز كے متعلق بحث چهيڑي هے جو دولت عثمانيه عراق بلكه تمام [illegible] ميں جاري كرنا چاهتي هے -

تجويز يه هے كه (الحله) كو پهر اسي حالت پر لے آيا جائے جو بابلي اور عربي تمدن كے زمانے ميں تهي ' اور اس سے تمام ساحلوں اور ان ساحلوں سے قرب و جوار كي زمينوں كو سيراب كيا جائے تاكه ان شهروں ميں اسكي ديرينه سرسبزي و آسودگي پهر واپس آجائے ' وهاں كے باشندے دولتمند هوجائيں ' اور اپني دولتمندي كي مساعدت سے جهل و فلاكت كو دفع كرسكيں -

" دولت عثمانيه آج سے نهيں بلكه اسوقت سے جب كه مرحوم ابو الاحرار مدحت پاشا بغداد كا والي تها ' اس مفيد و نافع تجويز كے اجرا كي فكر ميں هے - مگر وه برابر فكر هي ميں رهي يهاں تك كه دستور كا اعلان هوا - اسوقت نظريں پهر ان طلائي نعمتوں اور الهي خيرات و بركات كي طرف متوجه هوئيں جو يه عظيم الشان نهر (جس پر حكومت بابل اور دولت عباسيه نے اپنے اپنے تمدنوں كي بنياد ركهي تهي) بيكار بها ليجاتي هے - دولت عثمانيه نے نقشوں كي تياري كا كام سر وليم كاكس ايك مشهور انگريز انجنير كے متعلق كيا - وليم كاكس عراق كي پست و بلند اور آباد و ويران زمينوں ميں پهرا - مختلف سطحوں اور آينده قابل زراعت زمين كي پيمايش كي - اور اسكے بعد ايك رپورٹ پيش كي جسميں تفصيل كے ساتهه ان اعمال هندسه (انجنيرنگ وركس) كا ذكر كيا تها جنكي ان برباد شده نهروں كے دو باره اجراء ميں ضرورت هوگي -

اس رپورٹ سے معلوم هوا كه اس قسم كي زمينيں عراق ميں مصر سے بهي بهت زياده هيں -

وليم كاكس نے تجويز كيا تها كه ايك بند اسطرح باندها جاے كه نهر فرات كا پاني بلند هوكے نهر الحله ميں گرے - اس سے نهر الحله بآساني جاري هو جائيگي -

ان اعمال نظريه اور مباحث و تحقيقات فنيه كے بعد جب وه عراق سے واپس آيا تو بند كي فكر دامنگير هوئي -

ناظم پاشا نے جو اسوقت بغداد كے والي اور نيز قائد تهے ' باب عالي سے اس تجويز كي تكميل كے واسطے مراسلت كي ' اور سر جيكسن اور دولت عثمانيه ميں ايسے شرائط كے ساتهه معاهده كراديا جو دولت عثمانيه كے خزانه كے ليے سخت مضر تهے - باب عالي نے اس معاهده كو اس عذر كي بنا پر فسخ كرنا چاها كه يه معاهده سر جيكسن اور ناظم پاشا ميں تها نه كه باب عالي كے ساتهه ' مگر يه كوشش كامياب نه هوئي ' كيونكه ناظم پاشا كو ايسے اختيارات ديديے گئے تهے جنكي بنا پر انهيں معاهده پر دستخط كا حق حاصل تها - اسكے علاوه يه بهي ظاهر هے كه اس قسم كا معاهده بغير باب عالي كي موافقت كے پايه تكميل تك نهيں پهنچ سكتا تها -

اس معاهده سے خزانه كو جسقدر نقصان پهنچيگا اسكا تخمينه ڈهائي لاكهه پونڈ كيا جاتا هے يعنے ساڑهے ٣٧ لاكهه روپيه - كيونكه خزانه كو اس معاهده كي رو سے سر جيكسن كو ساڑهے چار لاكهه پونڈ دينا پڑيگا - حالانكه واقف كاروں كا بيان هے كه موجوده حالت ميں اسكے ليئے دو لاكهه پونڈ سے زياده كي ضرورت نهيں "

اسكے بعد اخبار مذكور لكهتا هے :

" ماضي پر تاسف و تحسر بيكار هے - البته اسكا يه فائده هے كه اس سے مستقبل كے ليئے عبرت و بصيرت حاصل كيجائے - اس معامله كے متعلق ميں نے جو كچهه لكها هے وه اسليے هے كه مجهے معلوم هوا هے ' دولت عثمانيه اسي سر جيكسن سے ايك اور معاهده بهي مبانيه تك نهر ليجانے كے ليے كرنے والي هے - اس نهر كا مقصد يه هے كه جب فرات ميں طغياني هو تو اسميں پاني آكے جمع هو جائے ' اور جب فرات ميں پاني كم هو جائے تو اس جمع شده پاني سے فائده اٹهايا جائے - غالباً يه معاهده بهي اسيطرح هوگا جسطرح كه پهلا معاهده هوا تها - پس ممكن هے كه حكومت سونچے اور تحرير شرائط كي خدمت ايسے اشخاص كے متعلق كرے ' جو قابل اور مخلص هوں ' تاكه دانسته يا نا دانسته خزانه خلافة اسلاميه كو نقصان نه پهنچے "

كانپور موسك (انگريزی ايڈيشن)

مصنفهٔ مسٹر بي - كے - داس - گپتا - سب ايڈيٹر بنگالي .

مچهلي بازار كانپور كے واقعه كي نهايت مشرح و مفصل حالت ' ميونسپلٹي كي كارروائي ' مسجد كا انهدام ' واقعه جانكاه ٣ - اگست ' هندوستان ميں اس كے متعلق شورش ' عدالت كي كارروائي ' اور آخر معاملات كانپور پر حضور وايسراے كا حكم - يه تمام حالات نهايت تفصيل و تشريح سے جمع كيے هيں -

مصنف به حيثيت نامه نگار بنگالي خود كانپور ميں موجود تهے اور جو كچهه انهوں نے لكها هے وه (Man on the Spot) كا مصداق هے - اسميں بهت سے واقعات ايسے بهي مليںگے جن سے پبلك اب تك واقف نهيں - كتاب دو حصے ميں شايع هوئي هے - اسكے نفع كا ايك حصه مسلمانوں كے كسي قومي كام ميں ديديا جائيگا - يه ايك ايسي كتاب هے جسكو مسلمانوں كي موجوده بيداري كي ايك موثر سرگزشت سمجهنا چاهيے - درميان ميں جابجا متعدد هاف ٹون تصويريں بهي دي هيں - تمام درخواستيں نشان ذيل پر آني چاهئيں -

قيمت ايك روپيه المشتهر

بی - كے - داس - گپتا - بنگالي آفس - بهو بازار اسٹريٹ - كلكته

طب يوناني

دهلي طب يوناني كا گهر هے ' اور هندوستاني دوا خانه كا نام خالص اور بهترين يوناني ادويه كے ليے بهت مشهور هوچكا هے - جناب حاذق الملك حكيم محمد اجمل خاں صاحب اِسي دوا خانه كے پيٹرن هيں - صدها مفرد اور مركب اصلي دوائيں مناسب قيمتوں سے اِس دوا خانه ميں فروخت هوتي هيں - فهرست ادويه مفت -

المشتهر

منيجر هندوستاني دوا خانه دهلي

يتيمونکي فـــرياد

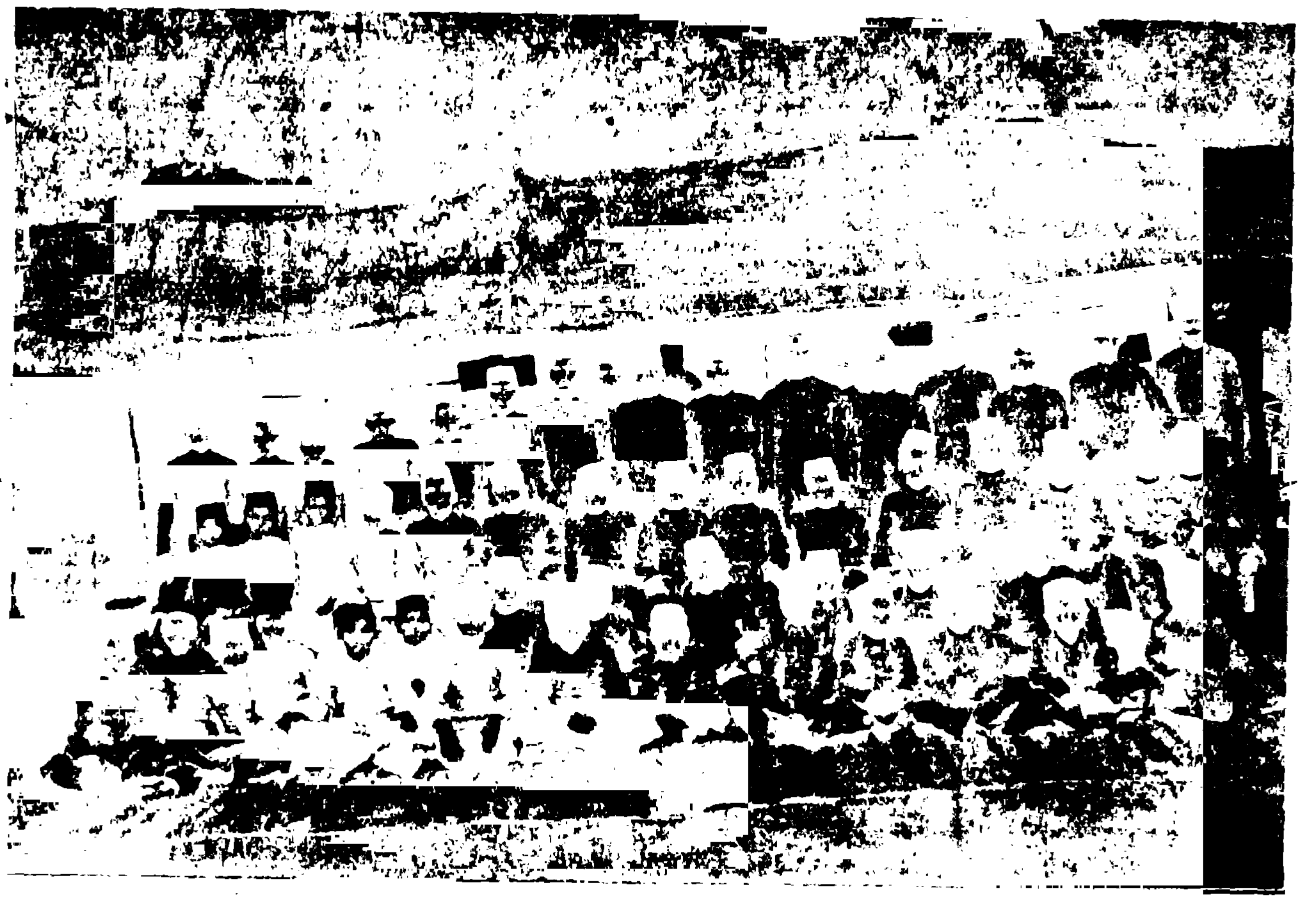
حسيني يتيموں كي دل هلا ديني والي فريادیں اگرچه مومنين کے گوش دلمیں برابر آيا كرتي هيں اور كوئي وقت اُن آوازوں کے لیے معين نهيں ليكن محرم كا زمانه جيسي خصوصيت کے ساتهه ان آهوں كي ياد تازه هونے کے لیے مخصوص هے ' اسكو مومنين کے قلوب هي خوب جانتے هيں - هر ايک دل ميں اُن كي اعانت و جاں نثاري كا ولوله ' اور هر زبان پر ياليتني كنت معهم فافوز فوزاً عظيماً كا نعره بلند هے ' اور هر آنكهه اُن كربلائي ...... زده يتيموں کے لیے خون کے آنسو رو رهي هے اور هر مومن اُن كي همدردي و جاں نثاري كا موقع نه پانے سے مثل اپنے امام عصر عجل الله ظهوره کے اس حسرت و افسوس ميں هزاروں حسرتوں کے ساتهه ان الفاظ كو اپني زبان پر جاري كررها هے كه "گو همكو زمانے نے موخر كرديا اور هم ان بيكسوں كي امداد اپني

تدبيروں سے باقاعده اور مستقل اعانت فرماتے رهيں تو بهت کچهه امداد حاصل هوسكتي هے -

خداوند عالم آپكو اپنے بچوں کے سروں پر سلامت رکھے - آپ اس زمانے ميں مجلسيں بهي منعقد كرينگے - اسيري يتيمان حسين كی ياد ميں اپنے بچوں كو بيڑياں اور زنجيريں اور طوق اور علي بند اور چهلے پهناوينگے ' اور اُنهيں ديكهكر يتيمان حسين كي حالت زار كو ياد كرکے خون کے آنسو رولينگے - ميں عرض كروں گا كه ان چيزوں كا صحيح اور بهترين مصرف اس دار اليتامى كي اعانت اور دستگيري هے -

هيں يتيمان حسيني کے هم ادنیٰ خادم
دم گريه تمهيں اي اهل عزا ياد رهے

الداعي الى الخير
خادم ايتام السيد علي غضنفر عفي عنه



آل انڈيا شيعه كانفرنس كا دار اليتامى
جسكي اعانت بلا تفريق تمام مسلمانان شيعه و سني كو كرني چاهيے

جان و مال سے نكرسکے ليكن جبتک زنده رهيں گے اسوقت تک اس حسرت ميں رويا كرينگے " اور سچ بهي يهي هے كه اب كوئي موقع بجز اس حسرت و افسوس کے باقي هي نهيں رها - مگر آئیے - هم آپ كو ايک ايسي صورت بتلائيں كه جس سے في الجمله آنسو پونچهه سكيں اور كسيقدر اس حسرت و افسوس كي تلافي هوسكے - آل انڈيا شيعه كانفرنس کے دار اليتامى ميں مصائب يتيمان حسين مظلوم پر رونيوالوں کے (۷۷) يتيم ايسے لاوارث و بيكس اور بے پدر و بے بس جمع هيں جو بے تامل ايتام آل محمد سے تعبير کیے جاسكتے هيں - حسين مظلوم کے يتيموں پر روئیے اور انهيں كي ياد ميں انكي اعانت كرکے آنسو پونچهیے -

جاڑے كا زمانه آگيا هے اُنكي بے سروساماني پر رحم كيجيے !

يتيموں كي تعداد يوماً فيوماً بڑهتي جاتي هے اور يهاں آمدني كي كوئي سبيل نظر نهيں آتي - اگر آپ حضرات زكواة ' فطره ' اور چرم قرباني اور چٹكي فنڈ اور امام ضامن اور محرم کے منتي زيور اور في مجلس ايک حصه كي قيمت اور ايسي هي ايسي سهل

... خطوط ... سے

اصل مصنف ان خطوں كا ايک جرمن فاضل هے - جس نے قلم سے جهنم کے ايسے حيرت انگيز اور پر ...... نقشے كهينچے كه يورپ كي تمام زبانوں نے اسے اپني آغوش ميں جگه دي -

يورپ کے بعض اعلى تعليم يافته نے مجهے اس ترجمے كي داد دي اور هندوستان کے بعض مشهور انشا پردازوں نے اس پر صاد كيا - بهر صورت كتاب قابل ملاحظه هے -

كل خطوط تيس هيں جو سلسله وار شائع هو رهے هيں - پورے مجموعے كی قيمت معه محصول ڈاک مبلغ ۴ - روپيه - ۱ - آنه هے - هر خط كي جدا گانه قيمت ۲ - آنه - محصول ڈاک كا اس کے علاوه هے -

شرف الدين احمد
محله بهاري كنوان - رام پور اسٹيٹ - يو - پي

هم اس عزا داري کے روا دار نہيں - برا دران شيعه اور ان کے ساتهه بعض جاهل سني بهي ان حرکات ميں شريک هيں ' تو ان کي ان حرکات کو بهي نا پسنديدگي کي نظر سے ديکهتے هيں که يه يزيد اور يزيديوں کي فتح کي نقل هے جسکي صورت ديکهنا تک همیں کبهي گورا نہيں - اگر حضرات شيعه انصاف کريں تو انهيں بهي اس کا اعتراف کرنا پڑيگا -

البته امامين عليهما السلام کي شهادت کي مجلس خود هم بهي کرتے هيں - انکي ارواح طيبه کے ليے ايصال ثواب ' سبيليں لگانا ' بهوکهوں کو کهلانا ' صدقه کرنا ' خيرات دينا ' مغموم هوکر آنکهوں سے آنسو بهانا ' هماري سعادتمندي هے - پان چهوڑ دينا اور اوس سے نفيس تر دهنيا يا گرته کهانا مفت کرم داشتن اور ايک فضول بات هے - نه کهيں سے منقول نه ماثور - نه سنت نه مستحب -

شيخ صاحب نے سنيونکو مشوره ديا هے که وه شيعوں سے اتفاق کرنيکے ليے آپس ميں جنگ و جدل کريں - ملاحظ هوں شيخ صاحب کے الفاظ :

" اور بڑي مصيبت عظمي يه هے که هميشه سے هو يا نه هو ' مگر اس زمانه ميں تو ضرور ناصبي سنيوں کے پرده ميں هيں (غالباً ناصبي کا لقب ان سنيوں کو عطا هوا هے جو تعزيے نهيں بناتے)

بيچارے سنيوں نے اپني سادگي (يعني حماقت) سے بهت سے لوگوں کو جو در حقيقت ناصبي هيں ' سني سمجها- ان لوگوں کو سني بهي اپنے ميں سے نکال ڈاليں اور مثل شيعوں کے انکي برائي کا اعلان کر ديں (تا که آپس ميں خوب جوتي پيزار هو اور ان سے بيزاري ظاهر کر ديں) پهر ديکهيے شيعه ان کے ساتهه کيسي محبت کا برتاؤ کرتے هيں "

سبحان الله - کيا عمده مشوره هے ؟ ان سے جنگ کرلو اس اميد موهوم پر که شيعوں سے اپنا مذهب چهوڑ دينے کے بعد اتفاق هو جائيگا !!

اسي اتفاق کي حمايت ميں مسئلۂ خلافت کي بهي بحث چهيڑدي هے جسميں سنيوں کا پهلو کمزور دکهلا يا هے - يهانتک که فرمايا هے که :

" اهل سنت مسئله خلافت کو ضروريات دينيه اور اصول دين سے نهيں مانتے بلکه ايک امامت دنيويه سے زائد اوسکي وقعت نهيں کرتے "

جس مقصد سے يه کها گيا هے ' اوس کے لحاظ سے سنيوں کے مذهب و معتقدات پر ايک حد تک حمله هے ' خاصکر جبکے اسکے مقابل شيعوں کے جانب سے يهانتک زور ديا گيا هو که :

" ايک امام معصوم کا منتخب هونا ضروري تها جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرماے - وه ايسا نه کرتا تو لازم آتا که اوس نے ترک اصلح کيا - ان خيالات کيوجه سے شيعه انتخاب خدا وند کي ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور هوگئے "

گذارش هے که آپ کے نزديک پروردگار عالم خاطي اور تارک اصلح هوا اور ضرور هوا - کيونکه اوس نے کسي امام معصوم کا انتخاب نهيں فرمايا - اگر فرمايا هو تو اپ کوئي آيت پيش کيجيے - مجهے اس وقت کسي مسئله ميں خواه مخواه بحث چهيڑنا مقصود نهيں هے - بلکه صرف يهه دکهلانا مد نظر هے که شيخ صاحب غلط راه چلے :

ايں ره که تو مي روي به ترکستان ست -

يهه موقع اختلافي مسائل کي بحث چهيڑنے يا دل آزاري کرنے والے فقرے لکهنے کا نهيں تها - نه اس صورت سے اتفاق ممکن هے که سنيوں کو شيعه هونے پر مجبور کيا جاے - اون کے مجبور هونے کي کوئي وجه ؟ هاں اتفاق کي يهه صورت تهي که آپ شيعوں کيطرف متوجه هوتے اور اون کو اون عقائد سے رجوع کرنے پر آماده کرتے جو سني شيعوں کے اتفاق کي راه ميں سخت حجاب واقع هوگئے هيں - زور ديتے که شيعه تبرا سے مطلقا پرهيز کريں اور اوس کو حرام سمجهيں - بتلاتے که بد گوئي و سب و شتم خود انکے اصول و اخلاق کے بهي خلاف هے -

محمد نعيم الدين عفي عنه ناظم انجمن اهلسنت و جماعت - مرادآباد

بقيه فهرست زر اعانۂ مسجد کانپور

جناب حکيم عبد الغفور صاحب ٣ روپيه - ٥ آنه - جناب عبد الکريم صاحب ٥ روپيه - جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب ٢ روپيه - جناب منشي عزيز الحکيم صاحب ١ روپيه - جناب منشي صديق صاحب ٥ آنه - جناب شاه مبين الحق صاحب ٩ آنه -

مولانا - السلام عليکم -

مبلغ ٥٠ - ٥ - ٩ بقيه مصيبت زدگان کانپور فنڈ کے تهے جو مسلمانان بريلي (جنکے اسماي گرامي درج ذيل هيں) سے وصول هوے تهے لهذا تار اور مني آرڈر فيس کے اخراجات کي وضع کرنے کے بعد مبلغ ٤٣ ساڑهے ١٢ آنه روانه خدمت هيں - اميد که بمد مصيبت زد گان کانپور درج الهلال معه فهرست کے فرمائيں -

بقيه سابقه ٣ روپيه ١ آنه - معرفت مولوي محمد خدا يار خان صاحب شهر کهنه - ٦ روپيه - ١٠ آنه - معلوم الاسم ١ روپيه - معرفت جناب عبد الرشيد بيگ ومحمد نبي و عبد الشافي صاحبان طفلان خورد سال شهر کهنه - ١٢ روپيه - اهليه مولوي عبد الرحمان صاحب ٨ آنه - جناب ثناء الله صاحب ٦روپيه - جناب بهاالدين صاحب ١٢ آ ٨ - جناب حافظ محمد شفيق صاحب ١٠ روپيه - جناب سوداگر چودهري عبد الکريم صاحب ١ روپيه ٧ آنه - تهور حسين خانصاحب ٣ روپيه ١٠ آنه - جناب نعيم الدين خانصاحب ٥ روپيه - جناب عبد السلام صاحب ١ روپيه - جناب سوخ صاحب ٣ آنه - منشي عبد العزيز صاحب اڈيٹر ٣ روپيه - نهال الدين صاحب ٥ آنه - مفتي محمود الحسن صاحب ٨ آنه -

دينے والوں نے پيسه ' چهڑا برتن اور غله تک ديا - اسلئے تفصيلي فهرست تيار نکر سکا هاں اجمالي فهرست دينا بهت ضرور هے تاکه چنده دينے ميں کسيکو اغماض نهو -

نام موضع	زراعانت		صدقه فطر		قدمس ظروف		ميزان	
	آنه	روپيه	آنه	روپيه	آنه	روپيه	آنه	روپيه
پيرار	١٤	٥٠	١٥	٩	٩	٣	٦	٦٤
نهوره	٦	١	•	•	•	•	٦	١
ادهيا	•	•	•	١٣	•	•	١٣	•
بازيد پور	٢	•	•	•	•	•	•	٢
کسيهوره	•	٣	•	•	•	•	•	٣
بهرادوان	٥	١٣	•	•	•	•	٥	١٣
ميزان							١٤	٨٤

مراسلة و مناظرة

اهل سنت و شیعه

و اعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا و اذکرو نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمة اخوانا -

جناب مولوي شیخ فدا حسین صاحب پرروفیسر دینیات شیعه علیگڈه کالج کا ایک مبسوط اور فاضلا نه مضمون یکم شوال مکرم کے الهلال میں شائع هوا هے جس کا مقصد اسقدر محمود و مسعود هے که میں اوسپر جتنا بهي اظهار مسرت کروں بجا هے - یهه تمنا میرے دلمیں مدتوں جوش مارتي رهي هے - شیخ صاحب کا اس مقصد پر قلم اٹھانا میرے مافي الضمیر سے توارد هے - فالحمد لله علي ذالک -

لیکن اس اتحاد کے تحصیل کے مختلف طریقے هیں -

یهه اتفاق کیونکر هو ؟ اس سوال کے جواب میں افسوس که میں شیخ صاحب سے متفق الراي نهیں هوں اور میري نیک نیتي اصرار کر رهي هے که میں اونهیں مفید مشورون سے مدد دوں - اونکا یهه احسان نظر انداز کردینے کے قابل نهیں هے که انهوں نے اس مسئله کو معرض بحث میں لاکر اهل خرد کو اوس پر راے زني کا موقعه دیا اور اسي کا مقتضی هے که هر شخص سچائي کے ساتهه اسپر بحث کرکے اصل مقصود حاصل کرے -

اول یهه سمجه لینا ضروري هے که اتفاق سے کونسا اتفاق مراد هے ؟ آیا دنیوي اتفاق - یعني شیعه اور سني دونوں اپني اپني مذهبي حالت پر قائم رهکر اون اختلافات کو جو محض مذهبي هیں' مذهب هي کے دائره میں محدود رکهیں' اور تمدن و معاشرت کي راه کو منازعت و جدال کي قزاقانه دست درازادیوں سے بچائیں -

یهه اتفاق تو نهایت ضروري هے که بغیر اس کے کسي متمدن قوم کو چارۂ کار نهیں - ظاهر هے که جب ایک کشتي میں مختلف اقوام کے افراد جمع هوں اور وه تباهي میں آجاے تو اوس وقت کشتي کي حالت سے بیخبر رهکر مذهبي مباحثات شروع کردینا کسي طرح دانائي کا فعل نهوگا - بلکه اوس حالت میں وه سارے قصوں جهگڑونکو بالاے طاق رکهکر صرف اوس مصیبت کے دور کرنیمیں متفقه مساعي سے کام لینگے جو اون سب پر یکساں وارد هوئی هے -

یا مجلس مناظره - فرض کیجیے که وه خاص مذهبي بحث کي مجلس هے جس میں مناظر اپنے حریف سے سرگرم گفتگو هے - اس حالت میں اگر ایک شیر درنده مجلس میں آ پهنچے تو پہلے اس نئي بلا کا دور کرنا ضروري هوگا اور یهه لحاظ نه کیا جائیگا که صرف ایک هي طرف کے لوگ مدافعت کریں !

یه اتفاق تو وه هے جو مدنیت و معاشرت نے همارے لیے لازم قرار دیا هے لیکن جهاں تک خیال هے' شیخ صاحب اس اتفاق کے درپے نهیں هیں - بلکه وه مذهبي اختلافات کو نابود کرنا چاهتے هیں' اور اسمیں شک نهیں که یه اتفاق کا فرد اکمل هے' اگر میسر آجاے تو منتشره قوت مجتمعه هوسکتي هے' اور جس دن هم اس اتفاق کي مبارک صورت دیکهیں گے' وه همارے عروج حقیقي کے صبح کا یوم طلوع هوگا -

میں نهایت خوشي کے ساتهه مرحبا کهتا هوں اوس شخص کو' جس نے اس اتفاق کي آواز سنائی - صرف اس وجه سے که مولوي شیخ فدا حسین صاحب اس اتفاق کي خواهش رکهتے هیں' میں اونکو عزت کي نگاه سے دیکهتا هوں - اور چونکه میں اونکا شریک هوں اسلیے مجهپر فرض هے که میں اونهیں مطلع کردوں که آنهوں نے اس اتفاق کے طرق تحصیل میں لغزش کي هے' اور شیخ صاحب ایسے فاضل کي شان سے بعید هے که وه ایسے اعلی مقصد پر بحث کرنیکي حالت میں اختلاف مسائل کا اس طرح ذکر کریں' جس سے اپنے هم مذهبوں کي کهلي طرفداري اور دوسرے گروه کي قوت ادله سے چشم پوشي ظاهر هوتي هو - نیز اتفاق کے حامي کو ایسے الفاظ کا استعمال بهي روا نهیں جو کسي سینه پر تیر دلدوز کیطرح زخم کرنے والے یا کسي قوم کو اشتعال دلانے والے هوں' علی هذا اونکو یه بهي مناسب نهیں که وه سنیونکو هر طرح مجبور کریں' بلکه اونکي اس روش سے خیال هوسکتا هے که کهیں وه اتفاق کے پرده میں اپنے مذهب کي ترویج تو نهیں چاهتے ؟ کیونکه اونکے طرز اتفاق کا ما حصل یه هے که شیعه تو اپنے حال پر شیعه رهیں مگر سني شیعه هوجاویں' تبرا کهیں' عزا داري کریں' حتی که شیعوں کي ایک ایک رسم کي تقلید هو' اور معهذا آپس میں جنگ و جدل بهي کریں' جب تو اتفاق ممکن هے ورنه نهیں !

اس موقعه پر مناسب هے که میں مولوي فدا حسین صاحب کے الفاظ بعینها نقل کردوں - ملاحظه هو - فرماتے هیں :

"میرا مطلب یه نهیں که شیعه اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هوجاویں (یعني شیعه تو اپنے حال پر شیعه هي رهیں' اسلیے که) ظاهر هے که وه مسئلۂ خلافت کو جزو دین و مناط ایمان سمجهتے هیں (پس اونکا اپنے مقام سے سرمو تجاوز کرنا ممکن نهیں) مگر اهل سنت مسئلۂ خلافت کو ایک امر دنیوي سے زیاده وقعت نهیں دیتے (مطلب شیخ صاحب کا یه هوا که اهل سنت اپنے اصول مذهبي سے دست بردار هوجاوین) میري راے یه هے که سنیونکو باستثناے خلفاء راشدین شیعون کے ساتهه هر اوس شخص کے برا کهنے میں همدردي کرنا چاهیے جس سے شیعه ناراض هون اور اپني ناراضي اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاهر کردین (یعني خلفاء راشدین کے سوا اور تمام صحابه کرام رضوان الله تعالی علیهم اجمعین اور ازواج مطهرات اور اولیاء کرام اور ائمه دین جس جس سے بهي شیعه ناراض هوں' سني سب پر علي الاعلان تبرا کهکر شیعون کو راضي کرین غرض اپنے بزرگان دین و پیشوایان مذهب سب کو سني گالیاں دین مگر شیعون کو ضرور رضامند کرین) لهذا سنیون کو لازم هے که قطعاً ان حرکات سے پرهیز کرین - اور شیعون کے ساتهه عزا داري اور همدردي کیا کرین نه صرف یهي بلکه اس میں حصه بهي لیا کریں"

مجهے تعجب هے که الهلال کے فاضل مدیر نے کیوں نه اس مضمون کے هر پهلو پر نظر ڈالی - اور کسلیے اسپر پوري بحث نه کي ؟

رها یه ارشاد که سني عزا داري میں شرکت و همدردي کرین تو خدا سنیون کو ایسي عزا داري سے محفوظ هي رکهے - امام مظلوم علیه السلام کي شهادت کي تاریخ اور غم غلط سامان دیکهئے تو شادي رچي هوئي هے - باجے بج رهے هیں' چراغاں هو رها هے' دهوم مچي هوئي هے' سارے عیش کے سامان جمع هیں' میلے لگائے جاتے هیں' آکهاڑے جماے جاتے هیں' تعزیونمیں صنعتونکا مقابله هے' عزا داري تهوڑي هي هے - ایک اچهي خاصي نمائش هے - جشن هے - تماشه هے - فتح یزید کي تصویر کهینچي جاتي هے -

الہه الدین	۰	۰	۳
رحیم بخش	۰	۰	۱
جهندے خاں دربان	۰	۸	۰
صاحب الدین درزي	۰	۸	۰
مولا بخش دلي والے	۰	۰	۲
احسانو دفتري	۰	۰	۱
فتح محمد	۰	۰	۱
موکهین زهر بادسي	۰	۸	۰
رزاق	۰	۰	۱
محمد الدین	۰	۰	۱
عبد الله	۰	۰	۱
پیر بہولي و مصاحب علی	۰	۰	۵
محمد صالح	۰	۰	۱
یوسف	۰	۰	۱
کوهمون زهر بادسي	۰	۰	۱
غلام حسین	۰	۸	۰
ابراهیم دوکاندار	۰	۰	۱
عمر قاسم	۰	۰	۲
سید عبد الغفور	۰	۰	۱
کولاجي زهر بادسي	۰	۰	۲
ایک کوتري ساز	۰	۸	۰
لبے حاجي	۰	۷	۰
کونگو ابن	۰	۰	۲
ٹونکهن	۰	۰	۱
حاجی ماصن چبن	۰	۰	۵
محمد ابراهیم	۰	۰	۱
محمد یحیی	۳	۸	۰
عبد القاهر	۰	۸	۰
عبد الرحمان	۰	۸	۰
عبد الحمید	۰	۰	۱
محمد موسی	۰	۸	۰
محمود علي	۰	۰	۲
حاجی کوکوجی	۰	۰	۳
حاجي نور الدین	۰	۰	۱
حاجی داؤد ما ارکهوالي کنٹراکٹر	۰	۰	۵
عبد الغفور لیڈنبن	۰	۰	۱
عبد الرحیم و سلیمان وغیره چهه آدمی	۰	۰	۶
محمد جرجیس صاحب جوهري	۰	۰	۲
نبي بخش الهه بخش	۰	۰	۱
امیرجي جوهری	۰	۰	۱
منشي اسحاق صاحب	۰	۰	۱
دلدار خاں صاحب جوهری	۰	۰	۱
چراغ درزی	۰	۰	۱
بہادر خاں	۰	۰	۱
حسین بخشي قصاب	۰	۰	۱
دوسري جگهه کا چنده وصول هوا	۰	۱۲	۶
اله دین خاں	۰	۰	۱
انتظام الدین	۰	۳	۱
کریم الدین	۰	۰	۱
منشی محمد اسحاق	۰	۰	۵

حیدر خان	۰	۰	۱
مهر الدین	۰	۰	۴
اکبر خان	۰	۰	۱
دادا بهائي	۰	۰	۱
مراد علي	۰	۰	۱
صاحب علي	۰	۸	۱
محمد یسین	۰	۰	۱
مظهر علي	۰	۸	۰
بادشاه میان	۰	۰	۲
علي امام	۰	۴	۰
ایک خاتون	۰	۰	۲
قادر بخش مستري	۰	۰	۵
حاجي مهتاب الدین	۰	۰	۱
سلطان بخش مستري	۰	۰	۲
جهندے خاں حجام	۰	۰	۱
حسیني	۰	۴	۰
بوٹا خان	۰	۴	۰
خواجه خان	۰	۰	۱
مرزا نظهر بیگ	۰	۰	۱
برکهو	۰	۰	۱
کللن خاں	۰	۰	۲
محمد بخش درزي	۰	۰	۱
محمد ابراهیم صاحب جوهري	۰	۰	۵
موسا بهائي	۰	۴	۰
منشي علي محمد دوکاندار	۰	۰	۱
سید اخلاق حسین صاحب جوهري	۰	۰	۵
مرزا دلاور علي صاحب جوهري	۰	۰	۱
محمد امین صاحب جوهري	۰	۰	۲
بشیر خان جوهري	۰	۸	۰
ڈاکٹر عبد العزیز صاحب	۰	۰	۱
عبد الغفور صاحب سوداگر	۰	۰	۱
مولوي غلام مرتضی صاحب	۰	۰	۱
محمد بخش خانسامه	۰	۰	۱
شیخ قربان علي	۰	۰	۱
ربوٹي	۰	۰	۱
حاذق علي	۰	۰	۱
کرامت خان	۰	۰	۱
رحمت الله	۰	۰	۱
علیم الله	۰	۰	۱
عبد اللطیف	۰	۰	۱
عبد المجید	۰	۰	۲
یعقوب علي دربان	۰	۰	۱
فدا حسین	۰	۰	۱
ناصر علي	۰	۰	۱
محمد الله صاحب	۰	۰	۱
عطا محمد	۰	۰	۱

نوٹ — یه فهرست عرصے سے کمپوز کي هوئي پڑي تهي لیکن عدم گنجایش کي وجه سے نکل نه سکي اس هفتے درج کردي جاتي هے - آینده اشاعت میں مجموعي حساب کے بعد هر مد کا میزان کل وغیره درج کر دیا جائیگا -

Printed & Published by A. K. AZAD, at The HILALA Electrical Prtg. & Publg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

بذریعہ جناب رمی احمد صاحب - از موضع پیوار			
ڈاکخانہ پی پن ضلع پٹنہ	۰	۸۳	۱۴
بذریعہ مہدی حسن صاحب -			
معتمد " دی مسلم فرینڈس " ہزاری باغ	۰	۳۰	۰
جناب عبد الغفار صاحب - بسین برھما	۰	۲	۰
جناب شیخ امیر صاحب - ٹھیکہ دار			
دھوند پونا	۰	۱	۰
ایک ہمدرد قوم	۰ ۰	۰	۱
جناب محمد عبد الغفار خانصاحب - چھبترہ	۰	۰	۵۰
جناب محمد زاہد علي صاحب -			
سرائے بھاگلپور	۰	۴	۹
جناب ضیا الحق صاحب - بہرنگر نلگنڈہ	۰	۹	۱۷۱
جناب محمد ادریس صاحب - پھریا	۰		۱۰
جناب امتیاز علي صاحب - ہیڈ ماسٹر			
ملیح آباد لکھنؤ	۰	۰	۳
جناب حافظ عبد الواحد صاحب -			
کرہ ندا - اعظم گڈہ	۰	۰	۳۰
خاتون وزیر النسا بیگم صاحبہ - مانگرول کاٹھیاوار	۰	۰	۵
جناب ولي محمد مومن صاحب - مانا بدر -			
کاٹھیاوار	۰	۰	۲
جناب منشي محمد شریف صاحب - درگٹي	۰	۰	۹
جناب چودھري اشتیاق احمد صاحب بریلي	۶	۱۲	۴۴
جناب ڈاکٹر محمد حسن شاهجهانپور	۰	۰	۴
ایک بزرگ از شاهجهان پور	۰	۰	۲
بذریعہ مولوي عبد الکریم صاحب ندوي - نگرنہسہ	۰	۰	۱۳

مولوي محمد شہاب الدین صاحب - مانک تلہ			
کلکتہ	۰	۰	۱۰
(اسکي تفصیل پہلے نمبر (۱) میں گذر چکي ہے)			
بذریعہ عبد الحی خانصاحب - رانچپور	۰	۰	۱۰۵
مرزا حبیب احمد صاحب - حیدر اباد	۰	۰	۱
محمد قمر الدین صاحب - علیگڈھہ	۰	۷	۱
عبد الصمد صاحب - گوراہپور	۰	۱۲	۲۳
ع - م بذریعہ ٹکٹ ڈاک	۶	۱	۱
محمد عبد الله صاحب - اعظم گڈھہ	۰	۰	۳
حاجي محمد سردار خانصاحب محمد خانصاحب			
سوداگر منڈلہ	۰	۰	۳۵
جناب ارمان صاحب بریلوي - از شاہ جہانپور	۰	۶	۲۰
" " " "	۰	۱۴	۷
جناب ابراهیم عبد الماجد صاحب - نیو بازار -			
مرگوک برھما -	۰	۲	۱۶۸
بہ تفصیل نمبر (۲)			
مہر غلام محي الدین صاحب نلگنڈہ	۰	۰	۳
محمد طیب صاحب - نصیر گنج	۰	۰	۸
محمد اطہر صاحب - جهانسي	۰	۰	۳
محمد ولایت احمد صاحب - لاهرپور	۰	۰	۱۰

فہرس زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

جناب محمد انور علي صاحب فاروقي			
پربھني دکن	۰	۰	۱۱
مولوي مشتاق حسین خانصاحب پشکار -			
رامپور	۰	۰	۸
ایک بزرگ از رامپور جونام ظاهر کرنا نہیں چاهتے	۰	۰	۸
جناب سید هاشم صاحب خضر پور	۰	۰	۵۰
ایک بزرگ از عیسی گڈہ براہ کرنا	۰	۰	۵
جناب عزیز محمد خانصاحب - پربھني دکن	۰	۰	۴
جناب عبد الله شاہ صاحب - پٹیالہ	۰	۰	۵۰
جناب سلطان احمد خانصاحب - سیتاپور -	۰	۰	۱
بزرگان نرونڈا ضلع بہرائچ بذریعہ جناب شیخ			
محمد حسین صاحب	۰	۷	۴۰
بذریعہ حکیم محمد اوصاف حسین صاحب -			
مونڈیا جاگیر - بریلي	۰	۰	۲۰
جناب سید احمد علي صاحب - ریلور -	۰	۳	۹
(نارتھ ارکاٹ)			

ایس - مہر بخش صاحب - دهاراوي - بمبئي	۰	۰	۸
امیر الدین صاحب	۰	۴	۲
لطیف الدین احمد صاحب	۰	۴	۱
محمد یوسف رحمان محمد صاحب - اعظم گڈہ	۰	۱۱	۶
بذریعہ عبدالخالق صاحب - گل امام - ڈیرہ اسمعیل خاں	۰	۰	۳
نصیر الرحمن صاحب - بھرنگ گڈہ -	۰	۰	۵
عزیز محمد خانصاحب پرلهنبي	۰	۰	۵
عبید الله خانصاحب - ٹونک	۰	۰	۱۹
حافظ احمد حسین صاحب قدوائی سیتاپور	۰	۰	۳
عبد القادر صاحب ٹکٹ کلکٹر - بڑودہ	۰	۰	۱
عبدالرزاق صاحب - نوادہ - گیا	۰	۰	۲
محمد اختر حسن خانصاحب - فتح گڈہ	۰	۱۲	۲
سید محمد علي صاحب محرر - بھوپال -	۰	۰	۲

مندرجۂ ذیل

شیخ کرامت سردار سیٹھ بگان قیمت کھال قرباني	۰	۰	۱
شیخ دین محمد میاں بگان قیمت کھال قرباني	۰	۰	۲
شیخ بھکاري مستري میاں بگان قیمت کھال قرباني	۰	۰	۴
حاجي شیر علیصاحب میاں بگان زکواۃ	۰	۸	۲
شیخ دولت مستري کانجہ گلي مانک تلہ	۰	۸	-
محمد ابراهیم درزي	۰	۰	۱
نور الدین	۰	۰	۱
عبد القادر صاحب جوهري	۰	۰	۱۰
غلام دستگیر صاحب جوهري	۰	۰	۱۰
بقیہ ۰ رز	۰	۰	۲

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر سئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

جلد ۳ | کلکته : چہارشنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۲٦

Calcutta : Wednesday, December 24, 1913



قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4 - 12.

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
مسلمان ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۲٦ | کلکته : چہارشنبه ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ هجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 24, 1913.

فہرست

تصاویر

جنوبي افريقه

مجلس تفتیش کي ترکیب عمداً جسقدر ناقص رکھي گئي ہے اسکا اندازہ اس سے هوسکتا ہے که اسکے ایک ممبر مسٹر ویلي بھي هیں جو ان افواج کے لفٹنٹ کرنل هیں جنکے طرز عمل کي تحقیقات یه مجلس کریگي ' نیز حال میں تین پونڈ ٹیکس کي علانیه تائید بھي کرچکے هیں - ظاهر ہے که ایسي مجلس پرجسمیں ایک طرف تو ایک فریق کي نیابت کا نام صفر هو ' دوسري طرف ایک فریق کا افسر بالا عضو مجلس هو ' عدم طمانیت ایک متوقع بلکه ناگزیر امر تھا - گذشته هفته اس مجلس کے خلاف کیپ ٹون ' جو هانسبرگ ' کمبرلي ' پوچف اسٹروم ' وغیرہ وغیرہ تمام هندوستانیوں کے مرکزوں میں احتجاجي جلسے هوے - ڈربن کے جلسے میں صدر نے مسٹر ویلي کي خبر عضویت مجلس پر سخت اعتراض کیا - کھیتوں اور کانوں میں هندوستانیوں کے مصائب و مشکلات کي تحقیق اور مجلس تفتیش میں انکي کافي نیابت کے متعلق رزولیوشن پاس هوے -

مگر جیسا که مسٹر گوکھلے کے نام نٹال انڈین ایسوسي ایشن کے تار سے معلوم هوتا ہے ' که حکومت جنوبي افریقه ان تمام احتجاجات و مطالبات کے جواب میں مہر بلب ہے - جسکے معني یه هیں وہ اس ضوضاء و غوغا اور شور و فغاں کو ایک مرغ بے بال و پر کي فغاں سنجي سمجھتي ہے اور اسلیے انکو کوئي وزن دینا نہیں چاهتي !

اگرچه بظاهر ریوٹر ایجنسي محض قاصد و خبر رساں ہے ' لیکن واقعه یه ہے که وہ ترویج کذب و خدع کا بھي کبھي کبھی آله بن جاتي ہے - اگر آپ وہ تار بھولگئے هیں جو اس نے جنگ طرابلس و بلقان کے اثناء میں بھیجے تھے ' تو یقیناً ابھي وہ تار تو نه بھولے هونگے جو اس نے جنوبي افریقه میں هندوستانیوں کي بغاوت و سرکشي ' اور حمله و قانون شکني ' حکومت کے نا گزیر تدابیر حفظ امن و نظام ' اور مراسله نگار ڈیلي ٹیلیگراف کي شہادت برأت حکومت کے متعلق دیے تھے -

۱۷ - دسمبر کو اس نے ایک نیا شگوفه کھلایا - جنوبي افریقه میں دوبارہ اسٹرائک کے احتمال اور بشرط وقوع اسکي وسعت و حسن تنظیم کا ذکر کرتے هوے اپني لسان تلغرافي میں مسٹر گوکھلے کے تار اور اسکي غلط تفسیر کا اسطرح ذکر کیا ' جس سے هر پڑھنے والے پر یه اثر پڑتا تھا که اگر ابکي اسٹرائک هوئي تو اسکا باعث مسٹر گوکھلے کا تار هوگا -

مسٹر گوکھلے نے اسکي تردید شائع کي ہے - وہ کہتے هیں که ان تاروں کے علاوہ جو بغرض استفسار حال بھیجے گئے هیں ' ۱۹ کي صبح سے میں نے کوئي تار اس موضوع پر نہیں بھیجا - ۱۹ کو جو تار بھیجا ہے وہ نٹال انڈین ایسوسي ایشن کے تار کا جواب ہے - یه تار بھي مسٹر گوکھلے نے شائع کردیا ہے - اسمیں انہوں نے آیندہ پالیسي کے متعلق اظہار تردد ' سخت حزم و تحوط کي تاکید ' اور سر فیروز شاہ مہتا سے ملنے کے بعد تار دینے کا وعدہ کیا ہے -

۱۸ - دسمبر کو مجلس تفتیش نے نشست شروع کي - جج سالومن نے کہا که " تحقیقات کو حتی الامکان مکمل بنانے کے لیے مجلس نے حکومت سے سفارش کي ہے که وہ مسٹر گاندھي ' پولک ' کیلن بیچ ' اور ان تمام اسٹرائک کے لیڈروں کو چھوڑ دے ' جو اسوقت جیل میں هیں - اگر یونین گورنمنٹ ' نٹال انڈین ایسوسي ایشن ' اور وہ تمام لوگ ' جنکو اس معامله سے دلچسپي ہے ' کونسل کے ذریعه اپنے خیالات کا اظہار کریں ' تو اس سے کام بہت آسان هوجائے - اگر حکومت هند اپنا وکیل بھیجنا چاهتي ہے تو اس کو حق حاصل ہے " -

مجلس کا آیندہ اجلاس ۱۲ - جنوري کو ڈربن میں هوگا -

غالباً یه مجلس کي سفارش هي تھي جسکي بناء پر مسٹر گاندھي ' پولک ' کیلن بیچ وغیرہ کو زباني وعدہ پر چھوڑ دیا گیا ہے - اسٹیشن پر ان اسیران راہ شرف و انسانیت کے استقبال میں وہ تمام جوش و خروش دکھایا گیا ' جسکے نمونے هم هندوستان کے مسلمانوں میں هر مدعي لیڈري کے استقبال میں دیکھتے هیں - اس موقعه پر جو امر قابل خصوصیت و قابل ذکر ہے وہ مسٹر گاندھي کا ثبات و استقلال ہے -

یه مجسمه شرف و فضل جب اپنے وطن عزیز کي مظلومیت کے ماتم اور اپنے اخوان وطن کے ساتھ مساوات و همسري کے اظہار کے لیے مزدوروں کا لباس پہنے هوے ڈربن کے جلسے میں آیا ' تو مجمع جسکي تعداد پانچ هزار تھي ' یکسر جوش و خروش هوگیا - مسٹر گاندھي ' پولک ' اور کیلن بیچ نے نہایت آتشین تقریریں کي - ایک رزولیوشن مجلس تفتیش میں هندوستانیوں کي عدم شرکت کے خلاف پاس هوا - دوسرے رزولیوشن میں حکومت پر زور ڈالا گیا که وہ کمیشن میں ایسے یوروپین اشخاص مقرر کرے ' جنہیں هندوستاني بھي مانتے هوں - آخر میں یه طے هوا ' که اگر یه مطالبات پورے کیے جائیں ' تو مقاومت مجہول تا فیصله مجلس تفتیش ملتوي رکھي جائے ' ورنه از سر نو زور و شور کے ساتھ شروع کي جائے -

مسٹر گاندھي نے یہي خیالات ریوٹر کے وکیل سے بھی ظاهر کیے هیں -

اگر آپ ذوق آشناے درد هیں اور اس لذت کو ضائع کرنا نہیں چاهتے تو ضرور ہے که ناخن زخم کي خبر گیري کرتے رهیں ' ورنه اگر زخم خشک هوگیا تو نه پھر وہ لذت درد هوگي ' نه وہ شورش جنوں -

مسٹر گاندھي که جامع شرائط و صفات قیادت هیں ' اس نکته سے غافل نہیں - انہوں نے طے کرلیا ہے که اپنے وطن عزیز و محبوب کے ماتم میں مزدوروں کے لباس میں رهنے کے علاوہ ۲۴ گھنٹه میں صرف ایک بار کھانا کھائینگے فثبت الله اقدامه و عظم اجورہ و رزقنا من امثاله -

تیسري ششماهي
کا
اختتام

الہلال کي تیسري جلد کا یه آخري نمبر ہے - سال تمام کي تعطیل میں آیندہ نمبر نہیں نکلے گا - جن مشترکین کرام کا نیا سال اشتراک آیندہ جنوري سے شروع هوگا ' براہ کرم وہ دفتر کو مطلع فرمائیں که آیندہ انکي خدمت میں وي - پي روانه کیا جاے یا نہیں ؟ و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین -

جسکي رفاقت اس جنگ عظیم میں انکے لیے معین و مددگار ہو جو صداقت اور بند رسم و رواج و تقلید ابا ؤ اجداد میں انکے سامنے جرپا تھي - پس خواجہ کمال الدین کے مشن کو خدا نے عین موقعہ پر بھیجدیا تا کہ وہ اس خدمت کو انجام دے -

حضرات ! ہمارا مقدم فرض ہے کہ اس موقعہ پر ہم سب خواجہ صاحب کي اعانت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں ' اور اُنھیں اس مقدس راہ میں تنہا نہ چھوڑ دیں ' جو فی الحقیقت ہم سب کي راہ ہے "

اُسکے بعد پہلا رزولیوشن پیش کیا گیا :

" مسلمانان کلکتہ کا یہ جلسہ خواجہ کمال الدین بي - اے - کا دلي شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ اسلام کو اقوام یورپ کے سامنے اسکي اصلي روشني میں پیش کر رہے ہیں ' اور جو غلط فہمیاں اور توہمات یورپ میں صدیوں سے قائم ہیں ' اسکے استیصال کیلیے کوشش کر رہے ہیں - نیز یہ جلسہ اُنھیں مبارک باد دیتا ہے کہ انکي ابتدائي کوششوں کے نتائج نہایت امید افزا ہیں "

ایڈیٹر الہلال نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے مسئلۂ اشاعت و تبلیغ اسلام کے موضوع پر کامل ایک گھنٹے تک تقریر کي ' اور بالتفصیل اُن تمام موانع کار کو بیان کیا ' جنکي وجہ سے یہ مسئلۂ باوجود ایک تسلیم کردہ اور ضروري العمل مسئلہ ہونے کے ' اب تک ہندوستان میں عملي نمونے پیش نہ کرسکا -

تقریر کے آغاز میں انھوں نے کہا کہ :

" کاموں کیلیے وقت محدود ' لیکن ضرورتیں نہایت وسیع ہوتي ہیں - میں اگر مسئلۂ دعوت اسلام کي ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھہ عرض کرنا چاہوں تو یہ خود ایک موضوع مستقل ہے - اگر میں کہوں کہ اسلام کا اصل اساس اعلان حق اور امر بالمعروف ہے تو اسکي تشریح و توضیح کیلیے کئي مبسوط تقریروں کا مجموعي وقت مطلوب ہے - اگر آپکو یاد دلانا چاہوں کہ دنیا کي ہر قوم اسلیے آئي تا کہ اپني ہستي قائم کرے ' لیکن مسلمانوں کا ظہور صرف اسلیے ہوا تا کہ دنیا کے تمام انسانوں کو حق و صداقت کے لیے ایک قوم بنا دیا جاے ' تو اس افسانے کیلیے بھي شب ہاے طویل و روز ہاے دراز چاہئیں :

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم ست
آرزوے دل مرغان چمن بسیار است

پس میں وقت کي ضرورت پر نظر رکھکر صرف ایک ہي پہلو پر چند کلمات عرض کرنا چاہتا ہوں ' یعنے " مسئلۂ تبلیغ اسلام کے وسائل عمل و موانع کار "

آج تقریباً ایک قرن سے ہندوستان کے اندر بار بار اسکا غلغلہ بلند ہوچکا ہے - بکثرت انجمنیں اس غرض سے قائم ہوئیں ' اور متعدد اشخاص نے نہایت عظیم الشان اعلانات کے ساتھہ انظار و قلوب کو اپني طرف متوجہ کیا - با ایں ہمہ اس مسئلہ کے ابتدائي عقدے بھي اب تک لاینحل ہیں ' اور اجتماعي و مشترکہ اعمال ملت کے اس عصر پر شور میں ایک انجمن ' ایک مدرسہ ' ایک کانفرنس ' اور ایک مختصر سي جماعت بھي ایسي نہیں ہے ' جسکي نسبت بغیر کسي شرمندگي کے دعوا کیا جاسکے کہ اُس نے اس مسئلہ کي حقیقت عملیہ کو پالیا ہے -

دنیا میں عمدہ افکار اور نیک ارادوں کي کبھي بھي کمي نہیں رہي - اصلي سوال عمل اور کار فرمائي کا ہے - مسئلۂ اشاعت اسلام کي ضرورت مسلم و معروف ہے - ہر مسلمان کو اسکا اعتراف ہے ' اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اسکے بہترین نتائج اُسکے سامنے موجود ہوں - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ با ایں ہمہ اعتراف و اذعان ' وہ کیا موانع کار ہیں ' جنکي وجہ سے اب تک سررشتۂ عمل تک ہمارے ہاتھہ نہ پہنچ سکے "

اسکے بعد نہایت تفصیل کے ساتھہ اُن تمام موانع کار کو ایک ایک کرکے بیان کیا ' اور چونکہ مسئلۂ اشاعت اسلام پر ایک مبسوط مقالۂ افتتاحیہ عنقریب الہلال میں لکھنا ہے ' اسلیے اسکا اعادہ یہاں ضروري نہیں -

آخر میں مقرر نے کہا :

" یہي اسباب و موانع تھے ' جنکي وجہ سے آج تک میں نے اس مسئلۂ کے متعلق کسي اعلان میں حصہ نہ لیا ' اور ہمیشہ اسي پر نظر رکھي کہ جو لوگ گرمي کے متلاشي ہیں اُنھیں پہلے ایندھن کي تلاش میں نکلنا چاہیے -

لوگوں نے مجھپر اعتراضات کیے ' اور کبھي غفلت ' اور کبھي اعراض کے الزام کا مورد قرار دیا - بعض نے کہا کہ میں سیاست کو مذہب پر ترجیح دیتا ہوں ' اور بعض نے الزام کو اس حسن ظن بیجا کي آمیزش سے ممزوج کیا کہ جس کام کیلیے موزوں ہوں ' اُسے نہیں کرتا ' مگر جس کام کیلیے مضر ہوں ' اسکے انہماک سے باز نہیں آتا -

لیکن اے حضرات ! ما لھم بذالک من علم ان یتبعون الا الظن ' و ان الظن لا یغني من الحق شیئا - وہ جس سیاست کو مذہب پر ترجیح دینے کا سوءظن رکھتے ہیں ' میں اُسے عین مذہب سمجھتا ہوں ' پھر میں نہیں جانتا کہ میں جو کچھہ کر رہا ہوں یہ مذہب ہے یا سیاست ' اور وہ کہ مجھے پالیٹکس میں دیکھکر متاسف ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ اس معرکہ زار میں میرے حملوں سے امان پائیں ' اور اس لیے میري دیني قابلیتوں کے اعتراف میں نہایت فیاض ہیں - افسوس کہ انکے لیے بھي میرے پاس کوئي تشفي نہیں ' کیونکہ میں جو کچھہ کر رہا ہوں ' اسکے لیے میرے پاس بصیرت موجود ہے ' اور معترضین کو صرف یہي چاہیے کہ صبر کریں ' تا خدا کا ہاتھہ اُنھیں وہ دکھلا دے ' جو آج میں اُنھیں سمجھا نہیں سکتا : و لو انھم صبروا ' حتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم -

یہ میرے اختیار میں تھا کہ میں اشاعت اسلام کي اُن صداؤں میں حصہ لیتا ' جو نہایت غلغلہ انداز اور موثر ہیں لیکن اس سے زیادہ انکے اندر اور کچھہ نہیں ہے - بہت آساني سے ممکن تھا کہ میں فورا ایک انجمن کے قائم کردینیکا اعلان کر دیتا ' اور ایک مشن امریکہ کو ' ایک انگلینڈ کو ' اور ایک جاپان کو روانہ کرنے کے خواب سے ہر شخص مسرور ہو جاتا لیکن میں نے اِن باتوں میں سے ایک بات بھي نہیں کي بلکہ - کبھي اشاعت اسلام کا تذکرہ بھي نہیں کیا - یہ صرف اِسي لیے تھا کہ اس مسئلہ کي حقیقت مجھپر منکشف تھي ' یہ تمام موانع نظروں کے سامنے تھے ' اور میں جانتا تھا کہ اس کام کیلیے علم ' اور ایثار ' یا دماغ اور دل ' دونوں کي ضرورت ہے ' اور بدبختي یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک شے بھي ہمارے پاس نہیں -

لیکن برادران ملت ! با وجود ان تمام حالات کے میں اب بالکل تیار ہوں کہ اشاعت اسلام کي صدا بلند کروں ' اسلیے کہ اس تاریکي میں مجھے ایک روشني نظر آئي ہے ' اور تاریکي جتني شدید ہو ' اتني ہي روشني کا چہرہ بھي زیادہ جمیل و محبوب ہوتا ہے - میں اہلیت اور صلاحیت کو بھي اپنے سامنے دیکھتا ہوں ' اور ایثار و خلوص بھي کہ شرط اولین راہ تھي ' میرے سامنے موجود ہے - یعني میں خواجہ کمال الدین بي - اے - مقیم انگلستان کي نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں "

اسکے بعد مقرر نے خواجہ صاحب کے ضروري حالات بہ تفصیل بیان کیے ' اور کہا کہ سب سے بڑي توقع جو اس جہاد حق کے

اجتماع عظیم

دعوة و تبلیغ اسلام

اجتماع - ۲۱ - دسمبر - ٹون هال - کلکته

کنتم خیر امة اُخرجت للناس ' تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تو منون بالله ' و لو امن اهل الکتاب لکان خیراً لهم ' و منهم المومنون و اکثر هم الفاسقون - (۳ : ۱۰٦)

تم دنیا کي تمام اُمتوں سے بهترین امت هو که نیک کاموں کا حکم دیتے هو' برائیوں سے روکتے هو' اور الله پر ایمان رکهتے هو' اور اگر اسي طرح یهود اور نصاری بهي سب کے سب ایمان لے آتے تو یه اُنکے حق میں بهتر تها ' مگر اُن میں سے بعض ایمان لے آئے اور افسوس که اکثر مبتلاے ضلالت هیں !

گذشته اشاعت میں دعوة و تبلیغ اسلام کے متعلق جس جلسے کے انعقاد کي خبر دي گئي تهي ' وه ۲۱ - دسمبر کو بعد ظهر ٹون هال میں منعقد هوا -

اعلان میں دو بجے کا وقت مقرر کیا گیا تها ' مگر قبل اسکے ده دو بجیں ' تمام هال حاضرین سے رک چکا تها ' اور ایک کرسي بهي خالي نه تهي جو تازه واردین کي منتظر هو -

تلاوت مقدسهٔ قرآن کریم سے جلسه کا افتتاح هوا ' اور مسٹر سید محمد شریف بیرسٹر اٹ لا کي تحریک اور مسٹر محمد محسن سپرنٹنڈنٹ فشریز کي تائید سے جناب مولوي نجم الدین احمد صاحب ریٹائر ڈپٹي کلکٹر کلکته صدارت کیلیے منتخب هوے -

جناب مولوي صاحب کي افتتاحي تقریر مختصر ' مگر جامع تهي - انهوں نے سب سے پہلے مسئلهٔ اشاعت و تبلیغ اسلام کي اهمیت کي طرف حاضرین کو توجه دلائي ' پهر اسلام کي اُس تبلیغي قوة الهیه کي طرف اشاره کیا جو خود بخود بغیر کسي خارجي سعي و کوشش کے اسکي صداقت کو مختلف شکلوں اور هیئتوں میں پهیلاتي ' اور دنیا کے دور دراز حصوں سے اپني حقانیت کا اعتراف کراتي هے - انهوں نے کها که اسلام انسانیت کي جسماني و معنوي اصلاح و فلاح کا ایک ایسا ساده و فطري دستور العمل هے جسکے اعتقاد و اعتراف کیلیے کبهي بهي تلوار اور جبر کي ضرورت نهیں هوئي بلکه طبیعت بشري نے همیشه خود بخود اسکا استقبال کیا هے ' اور انسان خواه تمدن و علوم میں کتنا هي ترقي کر جاے ' لیکن اسکي احتیاجات حیات جسماني و روحاني اسے مجبور کرتي هیں که مذهبي صداقت کو تلاش کرے اور وه ایک هي هے : و ان الدین عند الله الاسلام !

اسکے بعد انهوں نے اُس غفلت و سرشاري کي طرف توجه دلائي جو صدیوں سے عالم اسلامي پر طاري هے اور جسکا حسرت انگیز نتیجه یه هے که جو قوم اصلاح عالم کیلیے دنیا میں آئي تهي ' وه خود اصلاح کي محتاج هوگئي هے ' اور جو هاته بلند کیے گئے تهے تا که تمام دنیا کیلیے اشارهٔ هدایت کا کام دیں ' وه



خواجه کمال الدین

بد بختانه خود دوسروں کے دست هدایت کا انتظار کر رهے هیں !

انهوں نے کها که " غفلت انتهائي اور تاریکي شدید هے ' فرض بهلادیا گیا اور مقصد گم هے ' ایسي حالت میں انگلستان کے طبقهٔ امرا میں سے ایک صاحب فکر و فضل شخص کا ' یعنے لارڈ هیڈلي بالقابه کا مشرف به اسلام هونا ' یقیناً ایک ایسي خبر هے جو نه صرف اسلام کي تاثیر صداقت و حقانیت هي کي ایک تازه ترین مثال هے بلکه صداقت کے اس قدیمي اور دائمي معجزے کو بهي واضح کرتي هے که جس درجه حق کي معیت کیلیے انسان مجبور هے ' اتنا هي حق اپنے کار و بار صداقت میں اُسکي اعانت سے بے پروا هے ' اور وه اپنے اندر ایک ایسي قوت رکهتا هے جو خود هي نشو و نما پاتي هے -

" میں اُس پامال اور فرسوده اعتراض کي طرف متوجه نهونگا ' جس کا بار بار جواب دیا جا چکا هے ' اور جواب هر صاحب فکر و علم کي نظر میں اپنا اثر کهو چکا هے - یعني اسلام کي اشاعت بزور شمشیر ' لیکن کم از کم اُن متعرضین کو سر دست یه یاد دلا دینا بهتر هوگا که لارڈ هیڈلے کو مجبور کرنے کیلیے کوئي خوں ریز تلوار نهیں چمکي تهي !

لارڈ موصوف انگلستان کے امراء میں ایک صاحب فکر شخص هیں ' جو متصل تیس چالیس سال سے اسلام کا مطالعه کر رهے تهے - انهوں نے اعلان اسلام کے بعد جو تصریحات اپنے بارے میں کي هیں ' اس سے انکے اس مقدس اجتهاد فکر کا اندازه کیا جا سکتا هے - پس هماري موجوده مسرت صرف اس بنا پر نهیں هے که حلقه بگوشان اسلام میں ایک یوروپین امیر کا اضافه هوگیا ' بلکه صرف اسلیے که ایک متلاشي روح بغیر کسي خارجي تحریک و سعي کے محض اپنے طلب صادق اور جستجوے حقیقت سے منزل هدایت تک پهنچي ' اور اُن تمام بیڑیوں کے توڑنے میں کامیاب هوئي جو سوسائٹي اور رسم و رواج کے تعبد کي انسان نے اپنے پانوں میں پهن لي هے -

حضرات ! همارا فرض هے که هم اپنے مهمان کا خیر مقدم بجا لائیں اور ساته هي جهاد حق اور ایثار و فدویت کي اُس مثال عظیم کي رفعت کے اعتراف میں بخل نه کریں جو جناب خواجه کمال الدین بي - اے - مقیم لندن نے اس بارے میں همارے سامنے پیش کي هے - جیسا که آپ تمام لوگوں پر واضح هے ' خواجه صاحب بغیر کسي جماعتي اور قومي اعانت کے محض اپنے ذاتي ولولهٔ و شوق سے انگلستان گئے ' اور اشاعت اسلام کا کام شروع کردیا - کوئي کام جو اپنے اندر سچائي رکهتا هو' کبهي بهي ضائع نهیں جاتا - چند ماه کے قیام کے بعد هي انهوں نے ثابت کر دیا هے که اُنکا مشن کس درجه بهترین توقعات کا مستحق هے - کچهه شبه نهیں که لارڈ هیڈلي جو عرصے سے اپنے اندر اسلام کي صداقت کا اعتراف رکهتے تهے ' ایک ایسے رفیق کے منتظر تهے' جو انکے بعض شکوک کا ازاله کر دے ' او

الهلال

۲۰ محرالحرام

مستقبل بلاد عثمانیہ

حسنات و سئیات !

مسئلۂ عراق

عراق ایک سرسبز اور شاداب ملک ہے - اسکا چپہ چپہ بلکہ ذرہ ذرہ اپنے اندر قوت نمو کا ایک مخفی خزانہ رکھتا ہے - بہار کے زمانے میں اسکی شادابی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ایک انچ زمین بھی سبزے سے خالی نہیں ہوتی - اسکی پیداوار صدھا قسم کے اجناس پر مشتمل ہے' اور استعداد کی یہ حالت ہے کہ بہت سی گراں بہا و کم قیمت اجناس تھوڑی سی کوشش سے پیدا ہوسکتی ہیں - مختصراً یہ کہ عراق کی سر زمین میں دولت و ثروت کا ایک گنج بیکراں مدفون ہے -

اور اگر آج آبپاشی کا عمدہ انتظام ہو جائے تو یہ یہی سر زمین بلا مبالغہ و اغراق سیم و زر اگلنے لگے -

یہ بھی شومی قسمت یا جہل و غفلت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس خزینہ مدفون کے باوجود دولت عثمانیہ ہمیشہ تہیدست اور فارغ الجیب رہتی ہے' اور ایک ایسے سوال کے لیے فرنگی بنکوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی ہے' جو اگر پورا بھی ہوگا تو اسطرح کہ غلامی کا کوئی نہ کوئی حلقہ تازہ زیب گوش ہوگا -

ترکوں کی خوش قسمتی سے انکی ایشیائی مقبوضات کا بیشتر حصہ سیر حاصل و کثیر الخیرات ہے' اسکی موجودہ پیداوار دنیا کے بازاروں میں بکسکتی ہیں' اور انمیں بہت ایسی چیزوں کا اضافہ ہوسکتا ہے جنکی آج ہر جگہ مانگ ہے -

مگر باشندے جاہل اور تہیدست' حکمراں بے توجہ ہیں' غیر ملکی سرمایہ دار وسائل سفر و نقل کی عدم موجودگی کیوجہ سے وہاں اپنا روپیہ نہیں لگاسکتے - نتیجہ یہ ہے کہ تمام دفینے سربستہ پڑے ہیں - اگر آج ان ممالک کی مدفون پیدوار منڈی میں آنے لگے تو یقیناً انکی اقتصادی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہوجائے -

اس کا علاج وحید ریل اور اُسکے وسیع خطوط ہیں -

آبپاشی عراق اور بغداد ریلوے ان تمام اعمال ہندسیہ (انجینیرنگ) میں سب سے زیادہ کامیاب اور نفع خیز ثابت ہونگے' جو کبھی ایشیائی ترکی میں انجام دیے جائیں -

مگر دونوں کاموں کے لیے واقف کار اشخاص اور سرمایہ کی ضرورت ہے' اور افسوس ہے کہ آج دولت عثمانیہ دونوں سے خالی ہے - پھر اگر اول الذکر نقص کی تلافی اس طرح کیجائے کہ اجنبی انجینیروں کی خدمات حاصل کرلی جائیں تو سرمایہ کا سوال باقی رہجاتا ہے - روپیہ کا قرض ملنا آسان نہیں اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ دولت عثمانیہ جنگ کے زخموں سے چور ہو رہی ہو اور اسکی مقبوضات کا ایک معقول حصہ نکل چکا ہو -

غالباً بغداد ریلوے تو نہ رکیگی کیونکہ اسکی تیاری ترکوں پر موقوف نہیں - وہ اب جرمن ہاتھوں میں ہے اور انکے لیے روپیہ کی فراہمی کچھہ بھی مشکل نہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ترکوں کے حق میں یہ بغداد ریلوے واقعی بغداد ریلوے رہیگی ؟

البتہ عجب نہیں کہ عراق کا بخت ابھی عرصہ تک یونہیں سوتا رہے کیونکہ آبپاشی کے لیے روپیہ لگانے والا کوئی بھی نظر نہیں آتا - ممکن ہے کہ کوئی انگریزی سرمایہ دار اسکے لیے بڑھے تو یقیناً حکومت برطانیہ اسکو مدد دیگی' کیونکہ عراق عرصہ سے اسکی نظروں میں ہے اور برابر اپنے دسائس و مکائد میں مشغول ہے' مگر اسکے لیے دولت عثمانیہ کے ساتھہ جرمنی کا راضی ہونا بھی ضروری ہے اور یہ ابھی یقینی نہیں -

(شام و حجاز)

شام کی سر سبزی کے متعلق کچھہ کہنا فضول ہے - یہ تو وہ سر زمین ہے جسکو خداے قدیر و کریم نے ان امکنۂ الہیہ مخصوصہ میں شمار کیا ہے' جو اس نے بنی اسرائیل کو عطا کیں تھیں : بارکنا حولہ -

حجاز بیشک ایک ریگزار اور بے برگ و گیاہ ہے' وہاں خام پیداوار کے یہ خیرات و حواصل نہیں - لیکن کیا ہر ملک کی دولتمندی اسکی خام پیدا وار ھی پر موقوف ہے ؟ دولت و ثروت کا سرچشمہ خام پیدوار نہیں ہوتیں بلکہ مصنوعات ہیں' اور یورپ کے موجودہ تمول و اثراء کا یہی راز ہے - پس اگر حجاز کی سرزمین کے اندر روپیہ نہیں نکلسکتا' تو کون امر مانع ہے کہ اسکی سطح پر روپیہ تیار بھی نہ کیا جاے ؟

اشخاص کی کثرت اور مشاغل کی قلت قدرتاً مزدوریوں کی ارزانی کا باعث ہوگی' اور اجرت کی کمی صنعت کی کامیابی کے لیے اولین فال نیک ہے - لیکن اگر یہ بھی فرض کرلیا جائے تو دولت عثمانیہ کی ضرورتوں کا انحصار روپیہ ھی میں نہیں ہے - وہ ایسے ہوسناک و آزمند اعداء میں گھری ہوئی ہے جو بھوکے بھیڑیوں کی طرح شکار پر ٹوٹ پڑنے کے لیے اولین فرصت کے منتظر ہیں - ظاہر ہے کہ انکے حملوں کو روپیہ نہیں توڑ سکتا بلکہ تلوار کے وار روکسکتے ہیں' پھر کون ہوگا جو سر بکف بڑھیگا ؟

حجاز اگر چاندی اور سونے کے ٹکڑوں سے خلافت اسلامیہ کی مدد نہیں کرسکتا تو کچھہ غم نہیں کہ وہ اپنے فرزندوں کے قوی و شدید بازؤں اور بے خوف و ہراس دلوں سے تو مدد کرسکتا ہے - اور یہ خدمت جلالت و شرف میں تمام خدمات سے کہیں زیادہ ہے -

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر و المجاہدین فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم' فضل اللہ المجاہدین باموالہم و انفسہم علی القاعدین درجہ (۹۷ : ۴)

شام و عراق اگر دو ایسے چشمے ہیں جہاں سے دولت عثمانیہ کے لیے سیم و زر کے فوارے نکلینگے' تو حجاز ایک آتشکدہ ہے جسکے شعلے تمام یورپ کو خاکستر کرنے کے لیے کافی ہیں' اور اگر دولت عثمانیہ نے انکو اپنے قبضہ اقتدار میں کرلیا تو اسکے ہاتھہ میں ہروقت اعداء خلافت کے لیے ایک خانماں سوز میگزین رہیگا -

واقعه نے پیدا کردی ہے ' وہ یہ ہے کہ بغیر کسی اعلان و اظہار کے ' بغیر کسی ادعاؤ مواعید کے ' اور بغیر کسی قومی اعانت کی طلب کے ' وہ خود بخود انگلستان چلے گئے - اپنا روپیہ صرف کیا اور مقیم ہوگئے ' اور حقیقت یہ ہے کہ یہ راہ بغیر ذاتی قربانی کے طے نہیں ہوسکتی ' اور محض انجمنوں کے غلغلے وہ کام نہیں کرسکتے ' جسکے لیے جاں نثار دلوں کے خاموش اضطراب کی ضرورت ہے :

کاں را کہ خبر شد ' خبرش باز نیامد

اسکے بعد لارڈ ہیڈلے کا ذکر کرتے ہوے کہا کہ " صدر مجلس نے اپنی تقریر میں ایک اہم امر کی طرف اشارہ کیا ہے ' اور میں مزید توضیح کرونگا - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ وہ انسانوں کے اعتراف و انقیاد سے متاثر ہو - اگر ایک لارڈ ہیڈلے کی جگہ تمام یورپ اور امریکہ کے اُمرا اور صاحبان تاج و سریر اسکے آگے جھک جائیں ' تو اسکی عظمت و جبروت میں ایک ذرہ بھر اضافہ نہیں کرسکتے ' اور اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہو جاے ' جب بھی اسکی صداقت کی عزت نقص و زوال سے مبرا و منزہ ہے - خدا کی صداقت انسانوں کی اعانت کی محتاج نہیں - اگر انسانوں کی زبانیں اسکا اعتراف نہ کریں ' تو وہ سمندر کے ہر قطرے اور خاک ارضی کے ایک ایک ذرہ سے گواہی دلا سکتا ہے :

گر من آلودہ دامنم ' چہ عجب ؟
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست !

مسلمان خواب غفلت میں سرشار ہیں تو کیا دین حق کی اشاعت رک گئی ہے ؟ کون سا مشن ہے جو افریقہ کی وحشی آبادیوں میں کام کررہا ہے ' اور کونسی تبلیغی مہم ہے جس نے اقصاے سوڈان اور شمالی نائجیریا کے تمام باشندوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا ہے ؟ کیا یہ صداقت کا اصلی معجزہ ' اور خدا کے ہاتھہ کی ایک قدوس نمایش نہیں ہے ؟

پس اگر لارڈ ہیڈلے یا بعض دیگر امراے مغرب اسلام قبول کرتے ہیں تو فی نفسہ پیروان اسلام میں چند افراد کا اضافہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جو ہمارے لیے عجیب ہو - اس کاروبار کی تاریخ تو ابتدا ہی سے عجیب رہی ہے ' اور تاریخ اسلام کا پڑھنے والا ایسے ایسے عجیب منظروں کا خوگر ہے کہ اب دنیا میں اسکے لیے کوئی شے عجیب نہیں !

البتہ ہم لارڈ موصوف کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ تلاش حق مین کامیاب ہوے ' جو روح انسانی کا ایک مقدس فرض ہے ' اور نہایت مسرت و ابتہاج سے ایک ایسے برادر دینی کا خیر مقدم بجا لاتے ہیں ' جس کی تلاش یکسر مجتہدانہ تھی ' اور جس نے بغیر کسی خارجی تحریک و اثر کے منزل ہدایت کو پا لیا ! '

تقریر کا اختتام ان کلمات پر تھا کہ :

" وقت آ گیا ہے کہ مسلمانان ہند وقت کی مساعدت ' موسم کی موافقت ' اسباب کی فراہمی ' اور توفیق الہی کی بخشش کے اس بہترین وقت کو سمجھیں ' اور خواجہ کمال الدین کو اس راہ میں تنہا نہ چھوڑیں - خدا کے کاروبار ہماری اعانت کے محتاج نہیں - انتم الفقراء الی اللہ ' و اللہ ہو الغنی الحمید - اور ایثار و خلوص ایک طاقت ہے ' جسکی عزت کو خدا کبھی بھی شرمندۂ ناکامی نہیں کرتا ' اسکا وعدہ ہے کہ : انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی - پس آج مسلمانان ہند خواہ اس مشن کی مدد کریں ' خواہ اُسے تنہا چھوڑ دیں - اگر پیغام سچ ہے ' اور پیغام بر مخلص ' تو یاد رکھو کہ اُسکی کامیابی بھی قطعی ہے - البتہ اگر تم نے اسکی اعانت و خدمت کی سعادت حاصل نہ کی ' تو یہ شرمندگی و رسوائی کا ایک داغ سیاہ ہوگا ' جو مسلمانان ہند کے چہروں پر ہمیشہ کیلیے لگ جائیگا - فبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین ہداہم اللہ ' و اولائک ہم اولوا الالباب -

(سید محمد توفیق بے)

اسی تجویز کے سلسلے میں حاضرین کے اصرار و اشتیاق سے جناب فاضل محترم ' سید محمد توفیق بے نے مسئلۂ اشاعت و تبلیغ اسلام پر فارسی میں تقریر کی -

سید موصوف ایک عثمانی اہل قلم ' اور انجمن اتحاد و ترقی کے فدا کار شرکا میں سے ہیں - سلطان عبدالحمید مخلوع کے زمانے میں بجرم حریت خواہی جلا وطن ہوے ' اور اُن مصائب و متاعب میں حصۂ کافی لیا ' جو راہ ملت پرستی کیلیے شرط کار ہیں - انقلاب دستوری کے بعد ایک عرصے تک مشہور ترکی اخبار (طنین) کے محررین میں شامل رہے ' اور آجکل (سبیل الرشاد) کے ایک ممتاز مقالہ نگار ہیں -

انکی تقریر نہایت موثر و دلنشیں تھی - انہوں اس تاسف کا اعتراف کیا کہ دولۃ عثمانیہ کو جنگی اشتغال و استغراق نے ہمیشہ اس خدمت جلیل و اقدم سے باز رکھا ' حالانکہ ہمارا فرض تھا کہ تیغ کے سایے اور خون کے سیلاب میں بھی اپنے اس فرض حقیقی کو فراموش نہ کرتے - تاہم وقت آگیا ہے کہ پچھلی غفلتوں کا کفارہ ہو - اسلام کی اصلی فتوحات اخلاقی و قلبی ہیں - دنیا میں آج قرآن کے سوا کوئی زندہ الہامی کتاب نہیں ' اور نہ کوئی زندہ مذہب موجود ہے - تمام مذاہب کے الہامی کتب کی زبانیں السنۂ میتہ (ڈیڈ لنگویجز) میں شمار کی جاتی ہیں - صرف قرآن کریم ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب تک اُسکی زبان دنیا کے کروروں نفوس پر حاکم ' اور اُسکے بیانات لاکھوں صفحات صدور پر منقش ہیں -

انہوں نے کہا کہ آج یورپ تعلیم اسلامی کیلیے تشنہ ہے مگر پانی پلانے والے بے خبر ہیں - خواجہ کمال الدین کے رسائل و مضامین میں نے پڑھے ہیں ' انکے خلوص و ایثار کی میرے دل میں بڑی عظمت ہے - بلا شبہ تمام عالم اسلامی کا فرض ہے کہ انکی مادی و معنوی اعانت کیلیے آمادہ ہوجاے - میں انشاء اللہ بلاد عثمانیہ میں بھی عنقریب اس مسئلۂ عظیم کی تحریک کرونگا ' اسکے بعد حسب ذیل دو تجویزیں بالترتیب منظور ہوئیں :

(۱)

" یہ جلسہ مبارکباد دیتا ہے لارڈ ہیڈ لے کو کہ انہوں نے ایک عرصے کے مجتہدانہ غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا ' اور اسلام کے دائرۂ اخوت میں انکا خیر مقدم بجا لاتا ہے "

(۲)

" یہ جلسہ التجا کرتا ہے تمام مسلمانان ہند ' علی الاخص مسلمانان کلکتہ سے ' کہ خواجہ کمال الدین مقیم ووکنگ لندن کی مادی و معنوی اعانت کیلیے مستعد ہوجائیں ' اُس مقدس و اشرف کام میں ' جو انہوں نے کامل ایثار نفس اور خلوص و للہیت کے ساتھہ شروع کیا ہے "

آخر میں تجویز نمبر (۲) کی بنا پر ایک سب کمیٹی کی تحریک کی گئی ' جو ۲۵ ممبروں پر مشتمل ہو ' لیکن ممبروں کے انتخاب کو ایک دوسرے جلسے پر ملتوی رکھا گیا -

آخری تجویز یہ تھی کہ تمام تجاویز کی نقل خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے کی خدمت میں روانہ کر دی جاے -

اِن تجویزوں کے متعلق ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ' مولوی محمد نسیم وکیل مونگیر ' مولوی واحد حسین بی - اے وکیل ہائی کورٹ کلکتہ ' نواب سلطان عالم صاحب اٹرنی ' مولوی مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر " مسلمان " ' مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر محمدی وغیرہ بزرگوں نے اُردو اور انگریزی میں تقریریں کیں -

(اقوام عثمانیه)

آج ترکوں اور انکی زیر نگیں اقوام کی بعینه یہی حالت ہے - گو یه صحیح ہے که کردوں کے متعلق یوروپین ارباب قلم جسقدر لکھتے هیں' اسمیں بڑا حصه متعصبانه اغراق کا بھی ہے' تاهم اس سے انکار نهیں کیا جاسکتا که وہ ایک جنگجو اور خونریز قوم ضرور ہے - ان میں ان دونوں اوصاف کے علاوہ سرکشی و عدم انقیاد بھی ہے اور اسکے ساتھه هی جب یه بھی بیان کردیا جاے که بادیه نشیں عربوں کی طرح ان کا مشغله محض باهمی جنگ و جدل اور تاخت و تاراج ہے تو پھر انکی اصلی تصویر سامنے آجاتی ہے -

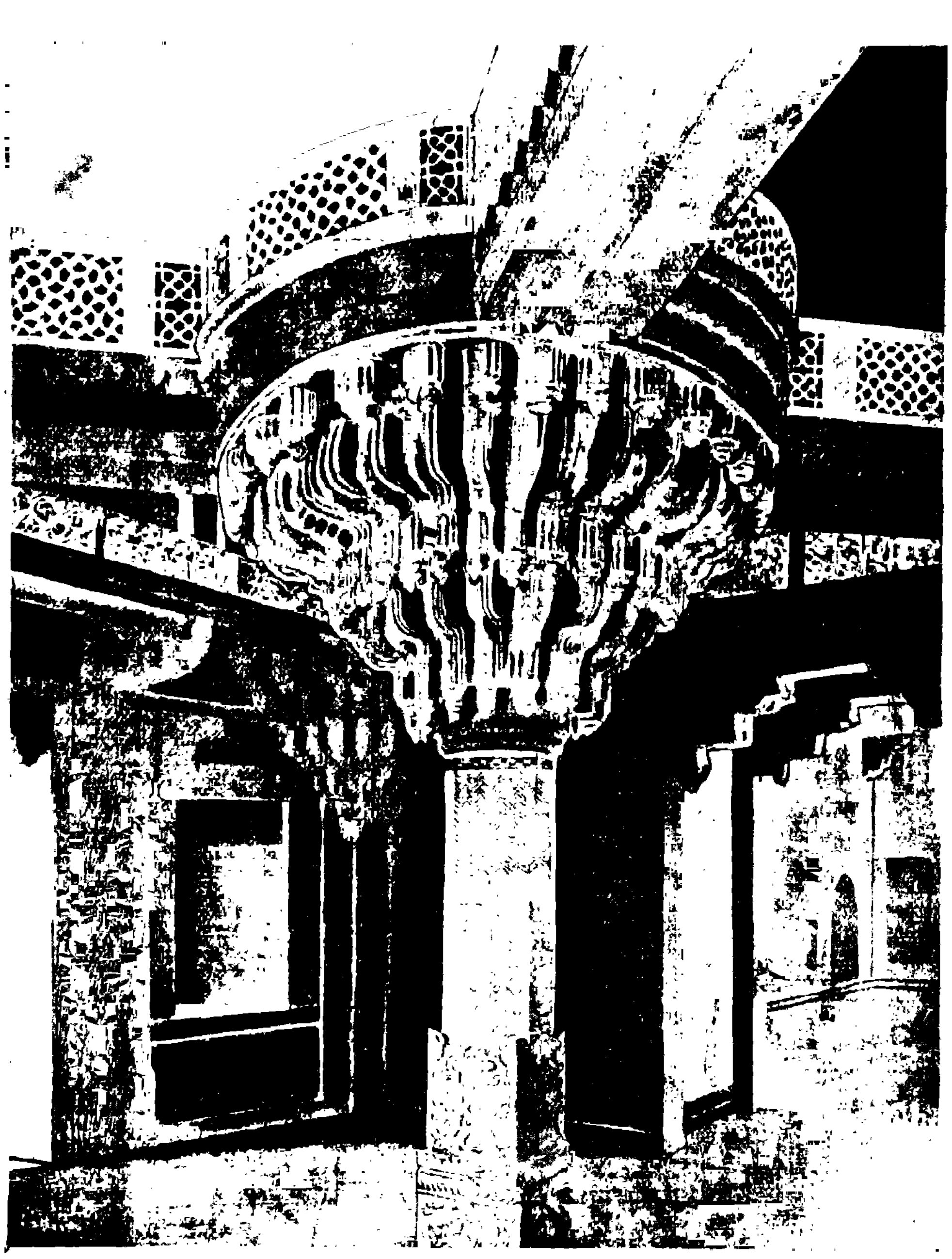
مگر یاد رکھنا چاهیے که ان صفات کے لیے تفریق مـذهب و جنس کوئی شے نهیں - کرد جسطرح ارمنیوں کے حق میں خونریز و غارتگر هیں اسیطـرح وہ ترک' عرب' بلکه خود کرد کے حق میں بھی هیں - جنگ کا هنگامه کار زار گرم هو تو اسکی نظر میں نصرانی' ارمنی' مسلم' ترک' اور امت نبی عرب' تینوں ایـک هی سطح پر هیں' تینوں کے قتل کرنے کے لیے اسکی تیغ یکساں سرعت کے ساتھه نیام سے نکلتی ہے - پس یه یورپ کا جهل یا تجاهل ہے که وہ ارمنیوں پر کردوں کی دست درازی کو حـرارت ملی اور جوش اسلامی کی طرف منسوب کرتا ہے -

خیر' یه جمله معترضه تها - ان کردوں نے سلطان عبد الحمید کے عهد میں ایک دفعه علم بغاوت بلند کیا - استیم کا قاعدہ ہے که اگر اسکا کوئی مخرج پیدا نهیں کیا جاتا تو وہ جس ظرف میں هوتی ہے اسی پر اپنا عمل شروع کردیتی ہے - عبد الحمید داهی وقت تها - اس نے اس استیم کو تلوار کی آب سے بجھانے کے بدلے اپنے هاتهوں میں لیدیا' اور بقول یورپ' اسکا رخ ارمنیوں کی طرف پھیر دیا - یورپ کا یه الزام صحیح هو یا نه هو' مگر یه واقعه ہے که پہلی بغاوت کے بعد پھر کردوں نے دوسری بغاوت نهیں کی -

اعلان دستور کے بعد انجمن اتحاد و ترقی نے بعض کارروائیاں محض یورپ کی خوشنودی و همدردی حاصل کرنے کے لیے کیں' حالانکه

و لن تـرضی عنـك الیهـود و لن النصاری' حتی تتبع ملتهم' قل ان هدی الله هو الهدی ! پس اسکے هر فعل کے متعلق یه نهیں کہا جاسکتا که یه محض دولت عثمانیه هی کی ضرورت سے تها -

عهـد دستور کا پهلا کارنامه کردوں کے سردار ابراهیم پاشا کی جلاوطنی ہے - یورپ کا راضی هونا تو معلوم' مگر اس کارروائی سے انجمن اور کردوں کے جیسے کچهه تعلقات هوگئے' آنکے نتائج قارئین جرائد سے مخفی نهیں - اگر انجمن اصلاح داخلی کی طرف متوجه هوئی تو صرف کردوں هی کی وجه سے اسکو سخت مصیبتوں کا سامنا هوگا - (لا قــدر الله)



" تاج " آگـــرہ کا ایک ستـــون
جہاں دسمبر کے آخری هفته میں مسلمانوں کا تعلیمی و سیاسی اجتماع هوگا

(عرب)

مذهبی ارادتمندیوں سے قطع نظر عربی سرشت کا خمیر بعض بهترین صفات سے ہے - اس کا خون ایک طرف تو اسقـدر گراں بها ہے که ایک شخص کی دیت میں قاتل کے سارے قبیلے کا خون نا کافی هوتا ہے' مگر دوسری طرف اس درجـه ارزاں بھی ہے که میدان جنـگ میں اسکے سیلاب بهه جاتے هیں' مگر اسکو اتنی بھی تو پروا نهیں جتنی پانی کے ایک مشکیزہ کی هوتی ہے ؟

اگر ایک گم کردہ راہ مسافر اسکے دروازہ پر آجاے تو اسکے لیے وہ اپنی عزو جاہ' مال و منال' بلکه دیدہ و دل تـک فرش راہ کردیتا ہے' اور اسطرح خدمت کرتا ہے گویا وہ صاحب خانه کا ایک غـلام زرخریـد ہے' لیکن ساتهه هی غیرت کا یه حال ہے که وہ اپنے همسروں سے ایک قـدم بھی پیچھے چلنـا گوارا نهیں کرتا -

وہ گلیم پشمیں بلکه بارها ریگ بے فرش پر بیٹھتا ہے' مگر اسکا دماغ همیشه عرش پر هوتا ہے' اور ایک سر ارائے سلطنت سے اپنے آپ کو کم نهیں سمجهتا -

متاعب و شدائد کے تحمل میں وہ نهایت بے جگر ہے - آفتاب کی تپش' باد گرم کے جھونکے' تشنگی کی شدت' فاقه کا ضعف' تیغ تیـز کے وار' اور گولیوں کی بارش' غرضکه سخت سے سخت مصیبت وہ برداشت کرسکتا ہے' مگر ظلم و تعدی کے نام سے پھول کی ایک چھڑی بھی نهیں سهسکتا - اسوقت وہ غیظ و غضب سے ایک دیو آتشیں بنجاتا ہے' اور اسکی ایک اور صرف ایک هی خواهش یه هوتی ہے که اس هستی کو مٹا دے' جس نے ظلم کے لیے اپنی انگلی کو بھی جنبش دی ہے !

قبیلے کے شیخ کے سامنے اسکی گردن همیشه جھکی رهتی ہے - اسکی ایک جنبش ابرو کسی کام کے هوجانے کے لیے کافی ہے' مگر یهی گردن جب کسی بڑے سے بڑے شاهنشاہ کے آگے آتی ہے' تو برابر بلند رهتی ہے' اور بڑے سے بڑا فرمان بھی واجب الامتثال نهیں هوتا -

(اصلی مصیبت)

یه دولت عثمانیه کے مقبوضات پر ایک اجمالي نظر تهي اس سے اندازہ هوگیا هوگا که ترکوں کي مصیبت یه نہیں که انکے پاس کلم کرنے کے لیے کولي اُمید افزاء میدان نہیں ھے ' بلکه یه ھے که انکے یہاں کلم کرنے 'والے اشخاص نہیں هیں ' اور یه بدترین بد بغتي ھے جو کسي قوم کیلیے هوسکتي ھے -

لیکن اسکا علاج ترکوں سے باهر نہیں بلکه خود انهي میں ھے ' اور اگر وہ آج غفلت و اهمال کے خواب نوشیں سے بیدار هوجالیں اور حالات سازگار هوں ' یعني یورپ عوائق و موانع پیدا نه کرے ' تو چند دنوں کے اندر دولت عثمانیه ایک وسیع و قوي ' اور متمول سلطنت هوسکتي ھے -

با ایں همه اس راہ میں چند پتهر بهي هیں ' جنکي ٹهوکر سے بچنا بہت ضروري ' مگر افسوس که بہت مشکل بهي ھے -

(شش صد ساله غلطي)

ترک کا خمیر سپهگري ھے ' اور اسي لیے وہ سپاهیانه اوصاف کا بہترین پیکر ھے - جب وہ اپنے وطن صحراء تاتار سے نکلا تها تو

هوتیں انکو اسطرح کمزور کردیتا که ایک طرف تو انکي مستقل هستي باقي نه رهتي ' دوسري طرف اسکے هاتهه میں آلــه شما بن جاتیں' اور پهر جو قومیں اسوقت بے اعوان و انصار توحش میں غرق تهیں' انکو یا تو مٹا دیتا یا انمیں اسطرح اپنا تمدن پهیلا دیتا که با لاخر اسي میں جذب هوکر رهجاتیں -

مگـر اس نے اپني سپـاهیانه کم بیني و تـرکانه تغافل سے ان سانپوں کـو اپني آستین میں پلنے دیا - یهي هیں جو آج اسکي موت کا باعث هورهے هیں -

بهت سي ایسي قومیں تهیں جنکے حق میں یه دونوں تدبیریں ناکلم رهتیں - انکو اسطرح کمزور کرنا چاهئے تها که ایک طرف تو انکي مستقل هستي نه رهتي اور دوسري طرف انکے هاتهه میں خود بخود آلۀ عمل بن جاتیں ' مگر انکو مطیع و منقاد رکهنے کے لیے تدبیر و سیاست کے بدلے همیشه شمشیر سے کلم لیا گیا -

جن ممالک میں ترک گئے ' انمیں کولي ایسا مدني و اجتماعي انقلاب پیدا نہیں کیا جس کي وجه سے لوگ عهد ماضي کو بهول جاتے ' بلکه اکثر کو بدستور رهنے دیا ' اور مسیحي آبادیاں تو همیشه مسیحي گورنروں کے ماتحت رهیں ' جو گورنر نه تهے ' خود مختار بادشاہ تهے -



شـط " دجلــه " بغـــداد

ایک سپاهي کي حیثیت سے نکلا تها' اور آج چهه سو برس گذرنے کے بعد بهي وہ " دنیا کا بهترین سپاهي ھے " یه محض حوادث و انقلابات کي کرشمه سازي تهي که تلوار کے قبضه کے ساتهه حکومت کي باگ بهي اسکے هاتهه آگئي - طینت اصلي کیونکر بدل سکتي ھے ؟ وہ اپنے مفتوحه شهروں میں بهي رها تو اسطرح رها ' گویا ایک اسلحه بند سپاهي ھے جو جرس رحیل کے انتظار میں پا برکاب کهڑا ھے ' اسلیے اس نے ایک مقیم کي طرح ملک اور اهل ملک میں انقـلاب علم پیدا کرنے کي کبهي بهي کوشش نه کي -

وہ سپاهي تها اسلیے اس نے حیله و تدبیر اور دهاء و سیاست کے بدلے تلوار کي دهار پر اپني حکومت کي بنیاد رکهي - اس نے اپني رعایا کو اس طرح مطیع و منقاد رکها که همیشه انکے سر پر اپني شمشیر علم کیے رها - یه نہیں کیا که انکو اسطرح هر طرف سے گهیرتا که وہ با لاخر اپنے آپ کو اسکے هاتهه میں ڈالدیتے' پهر ایک طرف تو انکو اتنا کمزور کردیتا که وہ اپني مستقل هستي قائم نه کرسکتے ' اور دوسري طرف انکو اس طرح تیار کرتا که وہ اسکا آلۀ عمل بنکر رهتے-

مدها قومیں اسکے زیر نگیں هوئیں - انمیں سے بهت سي چهوٹي قوموں کو وہ اپنے اندر جذب کرسکتا تها اور جو جذب نه

غرض که وہ سپاهي تهے - تلوار کے زور سے حکومت لي تهي - اسي پر اسکي بنیاد رکهي اور جب تک انکي تلوار کا دور دورہ رها' اسوقت تک انکي حکومت میں بهي فرق نه آیا -

ترکوں کي مفتوح قوموں میں سے اکثر قومیں جنگي قومیں تهیں اسلیے جنگي قومي خصوصیات یعني درشتي' تند خولي' عدم انقیاد وغیرہ انمیں موجود تهے - ممکن تها که وہ اسطرح رام هو جاتے که تعلیم و تمدن کے مختلف اشغال کے انهماک سے انکے خصائص قومي بدل دے جاتے ' لیکن یه موقع شمشیر کے بدلے سیـاست و تدبیر کا تها اور ' جس هاتهه کي انـگلیاں آهنیں قبضه کي گرفت کي عادي هو جاتي هیں' وہ سیاست کے جال نہیں پهیلا سکتیں - ترکوں نے انکي تخضیع و تسخیر کي ' تیغ استعمال کي جواب میں بهي تیغ نکلي ' مگر نتیجه یه هوا که فاتح و مفتوح همیشه برسرپیکار رهنے لگے -

اس قسم کي دست و گریباني کا نتیجه همیشه حکمراں قوم کے حق میں برا هوا ھے - مفتوح کے دل میں فاتح کي طرف سے نفرت ' جو قدرةً پہلے سے موجود هوتي ھے ' اسکي جنگي قوت کے ساتهه ملکر برابر قائم رهتي ھے - جب فاتح قوم کمزور هوجاتي ھے ' تو یهي دو چیزیں مفتوح قوم کو اسکے خلاف کهڑا کردیتي هیں -

مقالات

چه دیدم ؟

در هندوستان

اثر حضرة کاتب ادیب و خبیر محترم عثمانی ' السید محمد توفیق بے -
که از دو ماه بر سبیل سیاحت مشرف فرمای سواد هند اند -

(سیاست بریطانیه در هند)

اکثر بلاد اسلامیه که دور از هندوستان واقع اند ' باشندگان شان را از اوضاع و جریانهاے مختلفۂ متعدده هند ' چنانکه باید و شاید ' خبر و اطلاع درستي درکار نیست - آنچه در خصوص هندوستان مي شنوند و واقف مي گردند ' همۂ منابع آن اطلاعات از جرائد و صحائف فرنگ ' از بالخاصه انگلستان مي باشد که مبني بر حقائق و صحت نیست -

علة این را اگر بخواهیم در یابیم ' همانا خواهیم دید که خبر نگار هاے روز نامه هاے ایشان در هندوستان بسبب ندانستن زبان و عرف و عادات ' و عدم اختلاط با بومیان و اهل کشور ' هیچ وقت واقف از حقائق و حسیات عناصر و اقوام نمي شوند -

(سوء تفاهم و عدم طمانیة)

بلکه بعقیدۂ عاجزانه ام ' رؤساء و وزراے انگلستان که خود را مالک رقاب اهل هند و صاحب الامر و النهي در هندوستان مي شمرند' آنان هم بخوبي و بدقت از حسیات و اخطار تبعه و رعایاے خود خبر ندارند - ازین جهت از روے عقل و بصیرة ' حکومت در هندوستان با رعایاے خود تطبیق سیاست و تعقیب معاملاتے که باعث امتنان و خوشنودي اهالي ملک باشد ' نمي کنند -

مسئلۂ مسجد مقدس کانپور ' اضطراب هندیهاے جنوبي افریقه' عدم ممنونیت سکان ایالة بنگاله' اضطرار صحف و مطبوعات ' و نتایج و اطراف امثال این مسائل مهمه ' دلیل و شاهد مدعا ست -

بعکس ' لوردها و ارباب سیاست انگلستان همیشه دربارۂ هندوستان اهمیت و اعتنا به راپورت ها و آراء مامورین سفید پوست (Englo-Indian) خود داده ' و بر طبق آن اسفارات خارج از صحت' با اهل هند معامله و توزیع سیاست مي نمایند که تمام عدم خوشنودي و طمانیة را سبب یگانه همین است - ازین جهت میان حکام و تبعه یک سوء تفاهم بسیار بدے جاري و حاصل شده است - حکام انگلیسي و طفیلیان را بعدم صداقت ' و او میان ' حکومت را به نفهمیدن جریانها و عوامل و موثرات حقیقیه ' الزام مي دارند !

(از ماست که بر ماست)

گذشته ازان ' یکي از غلطي ها و خطا هاے مامورین و حکام انگلیس این ست که بواسطۂ اعداد قلیلي که به لقب هاے متنوعه و به عناوین شتی معنون و ملقب اند ' و همیشه چاپلوسي و تملق



حضرة کاتب خبیر ' السید محمد توفیق بے ' نزیل هند

انگلسیان را داب و عادت دیرینۂ مستمرۂ خود قرار داده ' حسیات و افکار تبعه و رعایا را فهمیده و یقین کرده ' سیاست خود شان را بران محور غلط دائر نموده اند - و نمي دانند که حسیات طفیلیان را از اشخاص ملقب و متملق فهمیدن و بر آراء غیر صحیحه و نیات غیر صادقۂ آنها عمل کردن ' نتیجۂ و خیم دارد - زیرا که این متملقین و مغرضین را با اهالي وطن مادةً و معناً هیچ گونه سروکارے و رابطۂ نبوده و نیست - و هیچ وقت اهل کشور به آراء و افکار این عدد قلیل معدود ' رفتار و حرکت نخواهند کرد -

(نهضۂ عامۂ حاضرۂ هند)

بحمد الله ' درین آوان سعد و مبارک تمام مسلمانان عالم - لا سیما مسلمانان هندوستان - همه از خواب غفلت دیرینه برخاسته ' و دامن همت بکمر بسته ' شاهراه تعالي و ترقي را پیش گرفته ' عقب مقصد مشروعي مي روند که نتیجه و ثمرۂ آن عائد بصوالح و مصالح خود شان ست -

آن روزے که مسلمانان جاهل ' واقف سیاست و اوضاع حالیۂ پولتیک نبودند ' گذشت - آن غیاهب و ظلمات ' و آن تیرگي و تاریکي'

وہ آزاد ہے - آزادي پر مرتا ہے - جان دیسکتا ہے ' مگر حریت معبوبه کو اپنے ہاتھہ سے نہیں دیسکتا -

غرضکه وہ بالطبع دستوري و جمهوري ہے - اسي لیے آج تک اس پر کوئي غیر قوم حکومت نه کرسکي ' بلکه ہم قوم سلاطین میں بھي جب استبداد و شخصیت شروع ہوگئي ' تو وہ بھي اس پر حکمراني نه کرسکے -

(ترک و عرب)

ایک طرف تو عربوں کا یه قومي کیریکٹر ہے ' دوسري طرف ترکوں نے سیاست و حکمراني کي نہایت غلط راہ اختیار کي - مثلاً تمام ملکي عہدوں پر فوجي افسر بھیجے - ظاہر ہے که فوجي افسروں میں عموماً ترشتي ' عجلت ' اور نا انجام اندیشي ہوتي ہے - وہ کسي کام کے لیے تدبیر و مصلحت فرمائي کے بدلے عموماً زور و طاقت کے استعمال کے عادي ہوتے ہیں - اس پر طرہ یه که وہ سخت جابر اور رشوت ستاں ہوتے تھے ' اور شاید اسکے لیے وہ مجبور تھے - جب سال سال بھر تنخواہ نه ملے ' تو مصارف کہاں سے آئیں ؟

پھر حفظ امن ' انسداد جرائم ' انتظام محاصل ' فراہمي وسائل سفر و نقل و اخبار و اعلام ' آرایش و ترقي شہر ' غرضکه نه نظم و نسق کے متعلق کوئي ایسا کام کیا ' جس سے عربوں کے دلوں پر انکي انتظامي قابلیت کا نقش بیٹھجاتا ' اور نه علم و فضل هي کے اعلي و ارفع نمونے پیش کیے جس سے عرب انکے دماغي تفوق و برتري کو تسلیم کرتے -

پس عربوں کے آئینه اعتقاد میں ترکوں کي جو تصویر اتري ' اسکے خط و خیال صرف جور و ظلم ' سفاکي و خونریزي ' اور حرص و طمع تھي - اسي لیے عربوں کي نظروں میں ترک نہایت درجه ممقوت و مبغوض تھے -

(حجاز)

یہاں تک تمام تر بحث عربي قوم سے تھي ' جو جزیرہ نماے عرب کے علاوہ شام و عراق میں بھي آباد ہے ' مگر خود اس جزیرہ نما میں تو کچھہ اور هي عالم ہے - ترکوں نے عرب پر استیلا کي بارہا کوشش کي ' اور قریباً ہمیشه نا کام رہے - سب سے آخري سعي محمد علي پاشا مؤسس خاندان خدیو مصر نے کي - اسمیں اسقدر کامیابي ہوئي که یمن اور حجاز تابع ہوگئے ' مگر نجد پھر بھي خود مختار رہا -

یمن کے خضوع و تبعیت کا اندازہ ان لوگوں کو خوب ہوگا جنکي اخبار بیني کي تاریخ جنگ طرابلس سے پہلے شروع ہوتي ہے - رہا حجاز تو اسکے زیر نگیں ہونے کے یه معني ہیں که چند مقامات مکه معظمه ' مدینه منورہ ' اور طائف میں محافظ فوج رہتي ہے ' اور دولت عثمانیه کو جسقدر وصول ہوتا ہے اس سے کئي چند زیادہ اس پر صرف کرنا پڑتا ہے -

تمام عالم اسلامي کي طرح اب عرب بھي غفلت کے خواب نوشیں میں نہیں ' حوادث کے تازیانے انہیں جگا دیا ہے ' اور کروٹوں کے لینے سے صدیوں کے خوابیدہ ہاتھہ پیروں میں حرکت سي پیدا ہوچلي ہے -

لیکن افسوس که با خبر رہزن اس قافله کو لوٹنے کي تیاریاں کر رہے ہیں -

ترکوں کو صرف دعوي ...[illegible]... هي نہیں ہے بلکه دعوي خلافت بھي ہے - اس شرف جلیل میں انکا رقیب اگر کوئي ہوسکتا ہے تو وہ عرب ہے - اور اگر عرب دعوی کریں تو یقیناً عالم اسلامي کا ایک حصه انکے ساتھہ ہو -

پس اگر (خاکم بدہن) ایسا ہوا یه آخري تیغ بھي دو نیم ہوجائیگي ' اور پھر ہمیشه کے لیے اسلام کا ہاتھہ خالي ہوجائیگا -

کچھہ بعید نہیں ہے که نادان دوستوں کے مشورے یا دوست نما دشمنوں کے اغواء سے وہ قوم یه سب کچھہ کرگزرے ' جو ابھي نو گرفتار سیاست ہے اور اس عالم کے کاروبار سے نا واقف -

(مسئله ارامنه)

ارمني اگر تنہا ہوں تو ترکوں کے لیے کوئي خطرہ نہیں ' کیونکه جسقدر بھي وہ ہیں ' اسکے لیے کرد کافي ہیں - مگر وہ اپني پشت پر یورپ کي دو عظیم الشان طاقتیں روس و انگلستان و رکھتے ہیں - انگلستان کي ہمدردي کا یه عالم ہے اگر کسي ارمني کے پیر میں کانٹے کے چبھنے کي خبر آتي هي تو ہر انگریز اپنے دل میں اسکي خلش محسوس کرتا ہے ' اور انکي مظلومیت کي داستان تو خواہ کتني هي ناقابل اعتناء ہو ' مگر انگلستان بھر میں آگ لگا دینے کے لیے کافي ہے - ہر انگلشمین کي آنکھوں سے شرارے اور زبان سے شعلے نکلنے لگتے ہیں ' اور ظلم ! ظلم !! کي صداے بازگشت سے تمام ملک گونج اٹھتا ہے -

ایشیاء میں روس کے کیا عزائم و مقاصد ہیں ؟ اسکي تفصیل کا یه موقع نہیں - بہر حال ایشیاء کوچک عرصے سے اسکي نظر میں ہے اور اپني فوج اتارنے کے لیے وہ کسي ادنی حیلے کا منتظر ہے - روس کے زیر علم ارمنیوں کي ایک کثیر تعداد ہے ' اور گو خود انکي حالت زبوں عثماني ارمنیوں کے لیے اسدرجه عبرت بخش و سبق آموز ہے که وہ روس کي حمایت میں آنے کے لیے تیار نہیں ' مگر با ایں ہمه روس نے ارمنیوں کي حمایت کے لیے ایشیاء کوچک کو تاراج کرنے کي دھمکي دي ہے - ارباب نظر کا بیان ہے که ایک دن روسي فوج کا سیلاب آئیگا ' اور اسي راہ سے آئیگا - پس اگرچه ارمني خود خطرہ نہوں مگر شدید ترین خطرات کا سر چشمه ضرور ہیں -

سب سے آخري سوال یه ہے که آیندہ نظام حکومت کیا ہو ؟ عرب اور ارمني لا مرکزیت کے خواستگار ہیں ' اور ترک مرکزیت پسند کرتے ہیں - مرکزیت کا تجربه ہوچکا ہے ' اور لا مرکزیت کا تجربه اگرچه ابھي تک نہیں ہوا ' مگر قرائن و آثار سے اسکا انجام معلوم ہے -

مراسلة و مناظره

طریق تسویه و تذکرهٔ خوانین

(مسٹر عبدالوالي - بي - اے (علیگ) از بارہ بنکي)

الهلال کے پچھلے پرچه میں ح - الف بیگم صاحبه کے خط پر آپ کا طویل مگر دلچسپ نوٹ دیکھکر مجھے خوشي هوئي که آپ کي توجه مسئلهٔ حقوق نسواں پر بھي هوئی - امید که یه توجه قایم رهیگي اور اسکے متعلق دلچسپ اور مفید خیالات دیکھنے میں آئینگے -

اسمیں کوئي شبهه نہیں که یورپ کي تہذیب یا عیسائي مذهب نے جو درجه عورت کا سوسائٹي میں قایم کیا ہے وہ بہت کم ہے به نسبت اسکے ' جو اسلام نے عورت کو دیا ہے - اسنے خوش آیند الفاظ میں خوشامد کرکے اسکي اصلي آزادي چھین لي ہے - اور یه سخت تعجب کي بات که بارجود اسقدر تعلیم اور روشن دماغي کے یورپ کي عورتوں نے اس زمانه سے بہت پیشتر آزادي حاصل کرنے میں جدو جہد کیوں نه کي -

یورپ اپني عورتوں کے ساتھه پیار کي باتیں کرتا ہے' انکو نفیس اور پیاري جنس کہتا ہے ' انکي عزت کرنیکا دعوی کرتا ہے ' لیکن اگر پوچھا جاے که انکو کچھه بھي اقتصادي آزادي دینیکو طیار ہے ؟ تو صاف انکار کر جائیگا -

یورپ کي عورت واقعي اپنے شوهر کي غلام ہے - وہ اپني ملکیت کا حق کسی چیز پر بحیثیت زوجه هونیکے نہیں رکھه سکتي' لیکن مسلم عورت اپنے والدین کا حصه پاتي ہے - اپنے شوهر سے مهر لیتي ہے ' اسلیے اقتصادي طور پر وہ بہت آزاد ہے -

یورپ کي وہ عورت جسکو کسي وجهه سے شوهر نے طلاق دیدي هو ' اسکے اگر کوئي دوسرا شوهر نه ملجاے تو سواے محتاج خانه کے دوسرا سہارا نہیں رکھتي ' لیکن مسلمان عورت طلاق کے بعد بھي اپني گذر کرسکتي ہے -

دنیا میں اصلي آزادي اقتصادي آزادي ہے که انسان اپني گذر اوقات کا کوئي ذریعه قائم کرے ' جو کچھه حقوق اور مطالبات هیں وہ اسکے بعد هیں - اگر یه آزادي انسان سے لیلو اور دنیا بھر کے حقوق دیدو تو سب خاک هیں - وہ غلام کا غلام هي بنا رهیگا -

آپ نے " آجکل کے متفرنجین مارقین " کو یه الزام دیا ہے که وہ یورپ کي کورانه تقلید کرتے هیں - یه الزام بالکل ٹھیک ہے' مگر معاف فرمائیگا که اسي قسم کي تقلید کي جھلک " معترم جنس " کے الفاظ میں بھي نظر آتي ہے ' جو آپ نے استعمال فرمائے هیں - میري سمجھه میں ابتک نہیں آتا که جنس اناث ' معترم جنس کیوں سمجھي جاے ؟ خاصکر ایسي حالت میں جبکه دوسري جنس کي فوقیت کے بھي آپ قائل هیں -

الهلال :

حقوق نسواں کا غلغله گذشته بیس برس کے اندر بہت بلند هوچکا ہے ' اور گو تحقیق کے ساتھه بہت کم لکھا گیا ہے مگر نفس موضوع سے سبھوں کو اتفاق ہے - با ایں همه عمل و نتائج معدوم -

اگر آپ چاهیں تو میرے پاس ایک لمبي چوڑي فہرست ان تعلیم یافته لوگوں کي موجود ہے ' جو باوجود ادعاء روشن خیالي و منور الفکري ' و با همهٔ لوازم تہذیب جدید و مدنیت فرنگ ' اپني زندگي کے اندر عورتوں کي غلامي و مملوکیت کے ایسے آثار مظلمه و محزنه رکھتے هیں که انسانیة کیلیے ماتم کبری ' اور اسلام کیلیے ننگ و عار ہے !!

آپ کیا پنجاب کے اُس بد بخت بیرسٹر سے واقف نہیں هیں' جسنے با ایں همه مقاله نگاري و صحافي ' و طنطنهٔ سفر فرنگ ' و طمطراق لیڈري و رهنمائي ' اپني مظلوم بیوي اور بچوں کو طعمهٔ هلاکت بننے کیلیے چھوڑ دیا' اور خود ایک متمول بیوہ کي دولت حاصل کرکے پیوسته مشغول شرب خمر' و علی الدوام مشغوف به تعطل و عیش کاري ہے ؟

پھر وہ حر الفکر' منور الخیال' تعلیم یافته' مدنیة پرست' آزاد عمل' ماتم گذار مظلومیت انسانیة' اور ناصر حقوق نسوانیه فرقه کہاں ہے ' جو هندوستان کي عورتوں کو ظلم و جبر سے نجات دلانے کیلیے مبعوث هوا ہے ؟ اور کہاں ہے وہ نئي مہذب و آزاد سوسائٹي ' جو قدامت پرست طبقه کے مظالم سے نفور' مغربي خواتین کي جلوہ آرائیوں پر متحسر' اور اسر و تقید اور حجاب نسواں پر همیشه مرثیه خواں ہے ؟ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم ؟

آپ خوش هیں که میں مسئلهٔ حقوق نسواں پر بھي متوجه هوا - گذارش ہے که آپ تو مجھے برسوں سے جانتے اور میرے خیالات سے واقف هیں - میں اگر اس مسئله پر متوجه نه تھا' تو یه کسي غفلت و اغماض کا نتیجه نه تھا ' اور نه اسکا که میرے دل میں اس جنس اشرف و اعلی کے مصائب کا کوئي درد نہیں - یه کیونکر ممکن ہے ' جبکه یورپ کے ادعا اور نمونے کي بنا پر نہیں بلکه حضرۃ داعي اسلام کے اسوۂ حسنه کي بنا پر اس قول کو اپنے سامنے پاتا هوں که "خیارکم' خیارکم لنسائکم" البته اسکے کچھه اور هي اسباب هیں - اصل یه ہے که یه تمام منزلیں جو آپ حضرات کے سامنے هیں ' مجھے بھي پیش آچکي هیں' فرق صرف اتنا ہے که آپ اب تک اُنهي کو دیکھه رہے هیں اور میں الحمد لله اُنسے آگے بڑھچکا هوں :

راهے که خضر داشت ز سر چشمه دور بود
لب تشنگي ز راہ دگر بردہ ایم ما !

اگر عورتیں مظلوم هیں تو انھیں ڈرائینگ روم کي ادعائي صحبتوں سے حقوق نہیں ملسکتے - بلکه گھر کي عملي زندگي اور حسن معاشرت و سلوک کے نمونے پیش کیجیے - اسکا طریقه یه نہیں ہے که صرف مضامین لکھتے رهیے یا ایک اخبار عورتوں کیلیے جاري کردیجیے - یه تو ابتدائی منزلیں تھیں - موجودہ منزل یه ہے که همارے اندر نمونه پیدا هو' نیز ایک ایسي اخلاقي و ایماني قوت ' جو اُن ظالموں کو کوئي معاشرتي سزا دیسکے ' جو باوجود ادعاء حریت جدیدہ' عورتوں کیلیے درندوں و وحوش سے بھي بدتر هیں -

یہي ہے که توفیق الهي نے اصل منزل حقیقة ... دکھلا دي' اور اُس ایک هي سرچشمهٔ مقصود تک پہنچا دیا جس سے اصلاح و فلاح ملت کي هر شاخ کي تشنگي دور هوسکتي ہے - میں یه نہیں کہتا که تعلیم کیلیے کوشش کرو' میں اسکا وعظ نہیں کرتا که محاسن اخلاقي حاصل کرو' میري دعوت یه نہیں ہے که پالیٹکس میں ترقي کرو ' اور یقیناً میں نے کبھي بھي بحث نه کي که عورتوں کو انکے طبیعي اور عقل و شرع کے بخشے هوے حقوق واپس کردو '

از پرتو تحصیل علوم و فنون عصریه ' و اشتمال علوم دینیهٔ اسلامیه ' لا سیما از حس غفلت و بے خبري دیرینه ' و طلوع آفتاب جهان تاب ملت پرستي و اسلام خواهي حقیقیه ' مبدل به نورانیت و درخشاني گردیده :

آن سبو بشکست و آن پیمانه ریخت !

امروز صدها مسلمانان منور الفکر ' عالم بانواع علوم و سیاست ' و داراء افکار صحیحهٔ حریت و صداقت موجود اند - اکثرے از ینان در ممالک فرنگ و مشرق سیاحت کرده و به مقتضیات عصریه واقف گشته اند - غث را از سمین و صالح را از سقیم دریافته اند -

(صحیفهٔ الهـــلال)

مطبوعات اسلامیه و بیانات و مقالات شان دلیل معروضات عاجزانهٔ این بنده است - از جملهٔ آنها جریدهٔ فریدهٔ (الهلال) غراء معترم ست که یکي از صحیفهٔ مزینه و مرصع و معتبرهٔ عالم اسلامیه بشمار ست ' و صاحب فاضلش یکي از علما و فضلاے عصر مي باشد که في الحقیقت نه محض مسلمانان هند را ' بلکه بوجودش تمـام عالم اسلامي را افتخار ست -

و همچنـان روز نامه هاے (زمیندار) و (همدرد) و (کو مراد) وغیر ها همهٔ ناصح حکومت و صـادق ملت خود مي باشند -

تمام مقالات و بیانات این جـرائـد و مجـلات اسلامیه مبني بر صدق و راستي ' و مسلک شان راست و استوار ست -

ولے افسـوس که حکومت معلیه را با ان جرائد اسـلامیـه ارتباط و التــلافي در میــان نمي باشد - بجاے اینکه معتریات روزنامه هاے خرق را معبر حسیات و افکار تبعه دانسته ' و بموجب آن عمل کنند ' افسوس ست که روز بروز ' ساعت بساعت ' بر ضغط و تشدید ' و زجر و تهدید آن صحالف و مطبوعات همت گماشته اند - این تشدید و تضئیق از طرف دولت فخیمهٔ انگلیس که خودش را یگانه حر و ازاد و محافظ حریت و انسانیهٔ ادعا مي دارد ' خیلے عجیب ست !

(یک منظر بسیار مـدهش و محزن هند)

یکی دیگر انچه موجب تاسف و تاثر قلبي این مسافر عاجز گشته عدم رفق و رافت رؤسـاے مصادر ' و عدم استعصال رفاه و منفعت طبقهٔ فقرا و عامهٔ اناس است - هزارها مسلمانان در شهرها و قریه ها از بي نوالي و بے بضاعتي در کوچه و بازار خفته ' و روزانه بیـک مشت نخود خام معدهٔ خود را سیر مي کنند - گویا این بے چارگان

از نسل بشر و از سلالهٔ انسان بنوده و نیستند ! فیا للاسف و یا للعار !!

از کثرت خرالب مالیات و موارد ' اغلب مسلمانان هند محکوم بفقر و فاقه گشته و هیچ وقت آمل به بختیاري و سعادت نیستند ! اگرچه بد بختانه داغ فقر و أسر ' نشان ناصیهٔ ما مسلمانان عالم گشته ' اما در ممالک عثمانیه و سائر بلاد اسلامیه حالت فقرا بایں درجه نیست - عجب ست که دولة فخیمهٔ انکلیس که خود را همیشه اعدل و آزاد ترین دول کرهٔ ارضي مي شمرد ' و گاهے به حمایت غلامان ابیض و اسود در بحور و انهار مراقب ' و گاهے در ممالک مشرقیه در فکر اصلاح انسانیهٔ و قیام امنیت و عدالت پیوسته مشغول سیاست بجلوه مي آید ' خود از رعایاے هندوستان تا این درجه غافل ' و ازیں هزار ها افراد انسانیت که بظاهر در کسوت حریت حیات ملبوس و بباطن در أسر فقر و فاقه مقید اند ' به هیچ وجه متوجه اصلاح حال شان نیست ؟ ان هذا لشي عجاب !

بر اولیـاء حکومت معلیه فرض و الزم ست که اندکے برفاه احوال فقراء هندوستان ساعد همت را بالا کنند - وگرنه با این اوضاع و اطوارے که دولة فخیمهٔ بریطـانیـه در هندوستـان دارد ' بنـام عـدالت و حریت حق مداخلـه در شئون دول اسلامیه ندارد !

(بریطـانیــهٔ عظمی و عالـــم اسلامي)

دولت انکلیس اگر جداً رجال با سیاست ما آگاه و خبیر داشـت ' البته با دولة علیـهٔ عثمانیـهٔ و ایران ' و با کافهٔ مسلمین هند و ملحقاتش بخوبي و انسانیت معامله و رفتار مي نمود - بدیں وسیله جذب قلوب و جلب افکار مسلمین را نموده ' یوماً فیوماً بر قدرت و قوتش مي افزود ' و هیچ وقت از هجوم المان (جرمني) یا روسیه بر هند نمي ترسید - مسلمانان صداقت شعار سینهٔ خود شان را براے حفاظت و دفاع از و سپر مي نمودند -

ولے هزاران افسوس ' بل صد هزار تاسف ' که دولة بریطانیهٔ عظمی به بنـد برسیدهٔ سوء سیـاست ' و رهنمـالي جنـاب (سر ادوارد گراے وزیر خارجیـه) یوماً فیومـاً نفوذ و اهمیت خود را درمیان تمام طبقات مسلمین ضائع و مفقود نموده است - اتفاق دولة انکلیس با روس که دشمن قدیـم اوست ؛ دربارهٔ ایران ' و نیت تقسیم آں بلاد اسلامیه ' و با فرانسه و اسپین بر سر مراکش ' و با فرانسه و روس در معاضدت و معاونت ریاست هاے بالقان ' و ایجاد حروب بالقانیه ' و خونریزي بی جهت ' و قتل نفوس



السیـــد ... د توفیق بـ بصري بـ نائب قنصل عثمـــانیه بمبي - شمـــس العلمـــا مولانا شبلي نعماني

شئون عثمانیه

دولت اسلامیه کے ایک عضو مقطوع کا انجام

تخت البانیا پر ایک نصرانی شہزادہ

آزادی کے لیے البانیوں کی قابلیت' یورپ کا اس سے مقصود' ایک بہترین انتظام کا ترک

انگلستان کی مایۂ ناز خدمت امن یعنی لندن کی مؤتمر السفراء کامیاب سمجھی جاتی ہے کہ وہ جنگ کے اہوال و فظائع میں شمہ بھر بھی تخفیف نہ کر سکی - یہ کیوں ؟ اسلیے کہ اس نے طاقت کے عفریت یعنی دول یورپ کو دست و گریباں ہونے نہ دیا ' اور مسئلہ البانیا کی گرہ کو تیغ کی نوک کے بدلے قلم کی نوک سے سلجھا دیا - مگر کیا یہ صحیح ہے ؟ کیا انگلستان نے امن کی کوئی حقیقی خدمت کی ؟ یا صرف ہنگامی و فوری ؟ کیا قواء دول کا توازن برہم نہیں ہوگیا ؟ اور ہر سلطنت کو اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کرنا پڑا ؟ اور کیا در حقیقت مسئلۂ البانیہ حسب دل خواہ حل ہوگیا ؟ ان سوالات کا جواب دینا اس شخص کے ذمے ہے جو مؤتمر السفراء (سفرا کی کانفرنس) پر ایک عام نظر ڈالنا چاہتا ہو -

مگر ہم اسوقت یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مؤتمر نے اسلام اور البانیا کے لیے کیا کیا ' اور کیوں کیا ؟

اتحاد دول در حقیقت حکومت اسلامیہ کے لیے ایک پیغام مرگ تھا ' جو وقت کے آنے سے پہلے اسے پہنچا دیا گیا ہے - اس اتحاد نے یہ بتلا دیا کہ دول کی باہمی رقابت اور عداوت کا جو تنکا اس غریق بحر فنا کیلیے سہارا تھا ' وہ بھی اب بر سر زوال ہے ' اور وہ وقت دور نہیں جب اس جسم کی جگہ سطح آب کے بدلے قعر دریا ہو ' اور عرصہ کے منتظر حریفوں میں بصلح و آشتی تقسیم ہو جائے -

اگر (خاکم بدہن) حکومت اسلامیہ کی تقسیم کے لیے کبھی آخری اتحاد ہوا تو اسکی تاریخ کا آغاز اسی مؤتمر سے ہوگا ' اور اسکے مولد و منشا ہونے کا شرف انگلستان ہی کو حاصل ہوگا -

البانیا کے لیے اس مؤتمر نے کیا کیا ' اور کیوں کیا ؟ اسکا جواب ہم انگلستان کے ایک مشہور کاتب سیاسی لوئس ولف کی زبان سے دینا چاہتے ہیں - کاتب مذکور نے البانیا کی حکمرانی پر ایک مضمون لکھا ہے جو گریفک کی تازہ اشاعت میں شایع ہوا ہے - اس مضمون میں ان تمام نقطوں پر بحث کی گئی ہے ' جو ہم لکھنا چاہتے تھے - مضمون کے ترجمے کے بعد کسی ملاحظہ کی ضرورت نہ تھی ' مگر بد قسمتی سے ہمارے ملک میں مقالات و رسائل کو ایک غلط انداز نظر سے زیادہ توجہ نصیب نہیں ہوتی ' اور مقالات سیاسیہ تو شاید اس سے بھی محروم رہتے ہیں - اسلیے پہلے چند امور کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کر دینا ضروری ہے -

دنیا ہمیشہ یہ سمجھتی تھی کہ حقائق پر اقلیم و ملک کے تغیر کا اثر نہیں پڑتا ' مگر یورپ کی سیاست نے ثابت کردیا کہ ایام کی طرح حقائق کی دنیا بھی ان تغیرات سے متاثر ہوتی ہے - یعنی اگر بلقان میں دو اور دو چار ہیں ' تو ممکن ہے کہ وہ ہندوستان میں دو اور دو پانچ ہوں -

" وطن صرف اہل وطن کے لیے ہے " یہ وہ اصول ہے جسکی تبلیغ ہمیشہ دولت عثمانیہ کی عیسائی رعایا میں یورپ نے کی ہے - عثمانی مسیحی رعایا میں سے جب کبھی کسی فرقہ نے حریت و استقلال کا مطالبہ کیا ہے تو یورپ نے ہمیشہ اسکو مطالبۂ مشروع اور حق طبیعی کا سوال قرار دیا ہے ' لیکن اگر یہی سوال ہندوستان ' مصر ' یا مغرب اقصی کی سر زمین سے بلند ہوا تو وہ یکسر بغاوت اور جرم سمجھا گیا - یہ کیا ہے کہ جو شے ہندوستان میں بغاوت و سرکشی ہے ' وہی بلقان اور آرمنیہ میں مطالبۂ مشروع اور حیات قومی کا ایک ثبوت طبیعی ہے ؟

انگلستان کو چونکہ دہاء و سیاست سے نصیب وافر ملا ہے اسلیے اس نے ہمیشہ ایسے مواقع پر دو جماعتیں کر دی ہیں ' کارکن اور سرگرم جماعت کو فوضوی (انارکسٹ) قرار دیکے انکے ابادت و استیصال کے لیے قانون کی تیغ بے پناہ سے کام لیا ہے ' اور دوسرے کو یہ کہکے سمجھا دیا ہے کہ ابھی تم تیار نہیں ہو ' جب وقت آئیگا تو ہم خود دیدینگے -

لیکن اگر البانیا کی خود مختاری کا وقت آگیا ہے جہانکی زندگی اب تک خانہ بدوشانہ اور قبیلہ وار ہے تو ہندوستان اور مصر میں کیوں خود مختاری کا وقت نہیں آیا ؟ حالانکہ یہ دونوں مقامات تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت نیز ادارت و انتظام میں یقیناً البانیا سے بدرجہا بہتر ہیں -

یہ کیا اسلیے ہے کہ البانیا دولت عثمانیہ کا جزء ہے ' اور یہ دونوں مقامات دولۃ برطانیہ کے اجزاء ہیں ؟

یورپ کی سیاست کا قوام دو جزو سے ہے ' ایک خود کامی اور دوسرا نفاق - اسکے جس عمل سیاسی کو دیکھو گے ' اسمیں یہ دونوں چیزیں ضرور موجود پاؤ گے - کسی قوم کو غلامی کی بیڑیوں سے آزاد کرنا ایک نہایت مقدس کام ہے مگر یورپ جب اسے انجام دیتا ہے تو وہ بھی خود غرضی و نفاق سے آلودہ ہوتا ہے - البانیا کو آزاد کرایا گیا ' مگر اسلیے نہیں کہ وہ ایک کامیاب و قوی سلطنت ہو بلکہ اسلیے کہ وہ ایک برزخ ہو جو یونانیوں اور سلافیوں اور اسٹریا اور اطالیا میں حائل رہے اور انکو باہم ٹکرانے نہ دے !

گو یورپ کہتا ہے کہ اسکا دامن مذہبی تعصب کے کانٹوں میں الجھا ہوا نہیں ہے اور بعض سادہ لوح باور بھی کرلیتے ہیں ' مگر کیا کیجیے ' واقعات ہمیں عدم یقین پر مجبور کرتے ہیں - ہم جب کبھی یورپ کے اعمال سیاسیۂ کو دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اسکا مقصد وحید محض اسلامی نفوذ و اقتدار کا مٹانا ' اور اسکی جگہ مسیحی مغربی اثر کو قائم کرنا ہے - یورپ نے ابتک عثمانی رعایا میں سے جن جن اقوام کو مثلاً بلغاریا ' یونان ' رومانیا کو آزاد کیا ہے ' نہ انمیں تعلیم تھی نہ تمدن اور نہ اداری و سیاسی قابلیت ' مگر با ایں ہمہ یورپ نے انہیں آزاد کرایا اور انتظام کے لیے اپنے یہاں کے اشخاص اور

کیونکه یه میري وہ چهوڑتي هوئي منزلیں هیں ' جنکو الحمد لله میلوں اور کوسوں پیچهے چهوڑ آیا هوں -

میري دعوت اب صرف ایک هي هے یعنے امر بالمعروف و النهي عن المنکر ' اور یقین کیجیے که آپ لوگوں کے پیش نظر کوئي بهي شے ایسي نہیں هے جو اسمیں نهو - البته اسمیں جو کچهه هے ' وہ دوسري صداؤں کو میسر نہیں :

یک چراغ ست دریں خانه که از پرتو آں
هر کجـا مي نگري ' انجمنے ساختـه اند !

یه کیا هے که تعلیم کي ضرورت آشکارا هے ' اعمال حسنه کا جمال سب کو مرغوب هے - اخلاق کي خوبیوں سے کسي کو انکار نہیں - بد عملي و فسق و فجور کي کوئي بهی تعریف نہیں کریگا - عورتوں کے حقوق پر ایک هنگامۂ لسان و قلم برپا هو چکا هے - اصلاح اصلاح ! ترقي ترقي ! اور عمل عمل ! سب کي زبانوں پر هے ' تاهم جو گرفتار جهل و غفلت هیں ' انکي سرشاري جهالت بدستور ' جو مبتلاے فسق و فجور هیں ' انکي جسارت و جرأت علی حالها ' اور جو مبتلاے بد عملي و ترک اخلاق حسنه هیں ' انکي حالت بدسے بد ترین ' کیا یه اسي کا نتیجه نہیں هے که هم میں دباؤ اور طاقت نا پید هے ' اور کوئي قوت ایسي نہیں رهي جو همیں قول و عمل کي تطبیق پر مجبور کرے ؟

یه دباؤ اور طاقت آج یورپ میں اجتماعي اور معاشرتي صورت میں هے ' یعنے " سوسائٹي " اور اسکے اداب و رسوم (ایٹي کٹ) ایک ایسي طاقت رکهتے هیں که هر شخص خواہ کیسا هي جري اور نـڈر هو ' لیکن اگـر سوسائٹي میں کوئي ادنی سي جگه بهي رکهتا هے تو اسکے تحفظ کیلیے مجبور هے که اپنے ظواهر اعمال میں کوئي بات ایسي نهونے دے جسکي بنا پر اپنے جگه ضائع کردے -

مسلمانوں میں یهي چیـز زیادہ قوت و اثـر کے ساتهـه کار فرما تهي ' البته اسلام کي یه خصوصیت هے که وہ هر انساني اثر و عمـل کو رشتۂ الهي سے وابسته کردیتـا هے - یهي قوت هے جس کو لسان شرع نے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے لفظ سے تعبیر کیا هے یعني هر مسلمان اسکے لیے مجبور تها کـه وہ اعمال صحیحه و حسنه اختیار کرے ' اور اگر نه کرے تو مسلمانوں کي سوسائٹي میں کسی عزت و وقار کے حاصل کرنے کا مستحق نہیں هوتا تها - یه ایک احتساب عمومي کي قوت تهي جو هر فرد کو دوسرے فرد کیلیے ایک قوۃ محتسبه بنا دیتي تهي ' اور ممکن نه تها که اس احتساب عام سے کوئي بڑے سے بڑا فرد بهي بچ سکے -

پس آج اصلي ضرورت صرف اسکي هے که قوم میں ایک دیني احتساب کي قوت پیدا کي جاے ' جو هر عمل صالح و احسن کیلیے مقوم و مظهر ' اور هر فعل زشت و بد کیلیے اپنے اندر ایک سخت معاشرتي سزا رکهتي هو ' جب تـک که هماري سوسائٹي ایک ایسا قوي دباؤ پیدا نه کریگی ' اُس وقت تک محض دعوت و غلغله بیکار هے -

ایک شخص جو اپني جانثار بیوي کیلیے خونخوار درندہ هے ' ایک نا عاقبت اندیش جو اپنے ذاتي مصالح کیلیے یا اپنے بعض نادان اعزا کي پر معصیت خوشي کیلیے اپنے لڑکیوں کو ازدواج غیر مناسب کے ذریعه قتل کر رها هے ' ایک نفس پرست جو اپنے گهر سے باهر کي زندگي میں حسن و جمال کي زیادہ بهتر نظیریں دیکهکر آمادہ هو گیا هے که اس عورت کي رفاقت ازدواجي سے اپنے تئیں آزاد کرالے ' جس بد بخت کے سامنے کوئي ایسي نظر فریب دنیا نہیں هے ' میں آپسے پوچهتا هوں که ایسا نه کرنے کیلیے اُسکے نفس شریر کو کیا مجبوري هے ' جبکه سوسائٹي هر حال میں اسکي پرستش کیلیے طیار هے ' اور اسکے لیے نور و ظلمت میں کوئي فرق نہیں ؟

جو لوگ که معصیت و بد اخلاقي اور ظلم و عدالت کشي کے مجسموں کو انکي سزا دینے کیلیے طیار نہیں ' انهیں کسي فرقے کي اعانت کرنے اور اسکے حقوق کي وکالت کا کیا حق هے ؟

قوم میں صحیح دیني حسیات پیدا کیجیے ' امر با لمعروف و نهي عن المنکر کي سنت رفته کو پهر زندہ کیجیے - اپنے اعمال کي بنیاد کسي قوم کي تقلید پر نہیں ' بلکه خود اپني تعلیمات صحیحه پر رکهیے ' اور اپنے اندر اتني قوت پیدا کیجیے که هر تعلیم نموے کے ساتهه هو اور هر اعلان عمل کے بعد - جب تـک کوئي ایسي تبدیلي پیدا نهوگي اُس وقت تـک محض ادعائي مباحث و هنگامه آرائیوں سے کچهه حاصل نہیں هوسکتا -

آخر میں آپنے ظاهر کیا هے که متفرنجین هند کو ملزم قرار دینے میں آپ میرے ساتهه هیں ' مگر " محترم جنس " کي ترکیب میں خود یورپ کا اتباع موجود هے ' اور نیز یه که جنس اُناث کے احترام و شرف کا سبب سمجهه میں بالکل نہیں آتا -

میں نے اگر جنس اناث کو " جنس محترم " لکها تو یقین کیجیے که اُس فرض تعبد و پرستش سے مرعوب هوکر نہیں لکها ' جو یورپ اپني زندگي کے بیروني مناظر میں ظاهر کرتا هے - بلکه میرے سامنے اسلام و داعي اسلام (علیه الصلوۃ والسلام) کا اُسوۂ حسنه موجود هے اور وهي مجبور کرتا هے که فطرۃ انساني کے اس اجمل ترین مظهر کے " احترام " کا اعتراف کروں -

" الرجال قوامون علی النسا " اسکے منافي نہیں ' بلکه اسي کا نتیجه هے - فطرۃ نے عورت کے ذمے حفظ و تکثیر نوع انساني کي خدمت اقدس و اعلی سپرد کي ' اور اسکا لازمي نتیجه یه تها که مردوں کو اسکے قیام حیات اور ضروریات معیشت کے فراهم کرنے پر مجبور کیا جاتا - اس اختلاف حالت سے مردوں کو جسماني قوت عورتوں کے مقابلے میں قدرتي طور پر زیادہ حاصل هے : و للرجال علیهن درجة -

بهر حال اب اس مبحث نے جنسي مساوات و عدم مساوات کے موضوع بحث کي صورت اختیـار کرلي هے - بهتر هے که چنـد دیگر مکاتیب و رسائل جو اس بارے میں آچکے هیں ' پہلے شائع کردیے جائیں ' اسکے بعد به تفصیل اپنے خیالات شائع کروں -

و نہب اموال و ہتک اعراض مسلمین ' نیز آخر کار موجب سلب اطمینان قلوب و توجہ انظار مسلمین گشتہ -

حتی سبب بیداری و تیقظ اسلامیان ' و گرد اتفاق و اتحاد گشتن ایشان ' ہمانا معاملات حاضرہ و سیاست سقیمۂ سرادوارد گرالي مي باشد -

با این حرکات مخالف عقل و حکمت ' دولت انگلیس ہیچ وقت خود را در آیندہ از ہجمات آلمان و روس ایمن و آسودہ نخواہد داشت - از بیم استیلاے آلمان و روس وقتے انگلسیان آزاد و آرام خواہند شد کہ سینہ ها و شمشیر ہاے مسلمانان سپر آں گردد!

حسبت شیئاً و غابت عنک اشیاء!

(روابط اُخوة مسلمانان ہند و عثمانیہ)

دیگر آنچہ بسیار اسباب ممنونیت و تاثر خاطر گشتہ ' ہمانا خرط ارتباط و تعلق مسلمانان ہندوستان ' و معاونت و یاري ایشان بہ مجاہدین و برادران عثماني خود شان در انساماں ست - جداً این حسیات و عواطف و علاقات در آیندہ مایۂ ہزاراں امید واري ' و فلاح عالم اسلامي ' و تمرکز مرکز حقیقیۂ خلافۂ اسلامي است -

درین شکي نیست کہ مسلمانان عثمانیہ ہم بہ ہمین حسیات و علائق قلبیہ مربوط اند - دراں سرزمین فردے و جریدۂ نیست کہ ہمۂ آں از احسانات عمیمہ و ہمدردي اخوان عزیز و محترم ہند متشکر و متحسس نباشد -

این حسیات خود شان را در ہنگام مواصلت و معاودت وفود طبیۂ ہلال احمر از ہندوستان؛ بہ برادران اسلامي خود ' مادةً و معناً ابراز و اثبات نمودہ اند -

وفد ہاے مذکورہ را با اعلی حضرة سلطان المعظم ' وزراے عظام ' رجال کبار ' جمیع طبقات ملت ' ملاقات حاصل شد - انواع عزت و اکرام و تعظیم و احترام ' در بارۂ ایشان مجري و معمول گشت - از فداکاري و برادري ایشان تقدیم تشکرات بے غایات نمودند -

(ختم مقالہ)

للہ الحمد ' ہمہ پیرو یکتا کیش و آئین ' و ہمہ باہم در دیانت مبجلۂ اسلامیہ برادریم - آیۂ کریمۂ " انما المومنون اخوة " و کلمۂ جلیلۂ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " تمام مسلمانان را زیر یک کلمہ و یک لواء الحمد جمع کردہ است!

پس باید در تائید و تقویت این اخوة و تاکید این روابط جلیلہ ہمۂ مسلمین مومنین بیش از بیش بکوشند ' تا از شر اعداء دین مقدسۂ الہي بتوانیم ' در امان و حفظ... زندگاني بنمائیم -

این فدوي جان نثار کہ بغیر از خیرخواہي و خدمت اخوان مسلمین تا اکنون مسلکے و پیشۂ تعقیب نہ کردہ ' و سالیان دراز حبس و فقر و ہمہ گونہ متاعب و مصائب را در راہ ملت پرستي و حریت خواہي متحمل گشتہ ' (و الحمد للہ علی ذلك) بکمال سعي و جہد بتقویت این حسیات شریفہ خواہم کوشید ' و حسیات و افکار محترمۂ برادران ہند خود را بذریعہ قلم و مقالات خود بہ عثمانیاں بخوبي خواہم فہمانید - ہمچناں افکار آں دیار را نیز بواسطۂ صحائف معتبرۂ اسلامیۂ ہند بہ مسلمانان ہند معرفي خواہم نمود -

بدین مقالۂ حقیرانۂ خود در بارہ عرض تشکرات از اخوان دین خود نمودہ ' سعادت و موفقیت ایشان را از درگاہ ایزد متعال التماس مي کنم -

و نیز کمال احترام و ثنا ' و بغایت ستایش وافر خود را ' با برادر با جان برابر محترم و غیور خودم (مولانا ابو الکلام آزاد) متع اللہ ... بطول حیاتہ ' عرض و تقدیم نمودہ ' صحت و سلامتي حضرتش را از حضرة واہب العطایا ... مي نمایم!

" خذ ما صفا و دع ما کدر "

س - م - توفیق

حاکم و مراسلہ نگار جریدۂ اسلامیہ " سبیل الرشاد " آستانۂ علیہ - نزیل کلکتہ

بریدِ فرنگ

مسئلۂ شام

مطامع فرانسہ در شام

سرزمین شام میں نئي ریلوے رعایت کے لیے فرانس کي موجودہ سرگرمیوں سے ان اعلانات کی پورے طور پر تائید ہوتي ہے جو اس سرزمین میں فرانس کے اقتصادي مصالح کي اہمیت ' اور انکے حفظ و ترقي کے عزم کے متعلق چند ماہ ہوے ' موسیو پوانکارے رئیس جمہوریت فرانس نے کیے تھے -

یہ واقعہ ہے کہ شام میں صرف فرانس ہي کے مصالح غالب و بالا تر نہیں ہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ ابتک وہي ایک ایسي یورپین قوم ہے ' جس نے اسکے اقتصادي سرچشموں کو آشکارا کیا ہے!

حجاز ریلوے اور اسکي موجودہ و آیندہ پیش نظر توسیع سے قطع نظر ' شام کے تمام ریلوے خطوط فرانسیسي ہیں - اسي طرح بیروت کا بندرگاہ ' کو اے کمپني اور گیس کمپني بھي فرانسیسي ہیں ' اور غیر فرانسیسي ناموں میں بیروت کي آب رساں کمپني جو کبھي شام میں برطانیہ کے اقتصادي مصالح کي یادگار وحید تھي ' اب وہ بھي فرانسیسي ہاتھوں میں آکے ختم ہوگئي ہے -

تعلیم کے میدان میں بھي فرانسیسي پیش پیش ہیں - اصلي مرکز یعني بیروت کا امریکن کالج امریکہ کے کروڑ پتي دولتمندوں کي فیاضي اور صدر کي غیر معمولي سر گرمي کے باوجود ' اس یونیورسٹی سے پیچھے رہا جاتا ہے ' جسکو گورنمنٹ سے مدد بھي ملتي ہے ' اور جیسویٹ فرقہ کے پادري چلا رہے ہیں - یہ فرانسیسي یونیورسٹي حال میں قانون اور انجینیري کا ایک ایک کالج کھول کے امریکن کالجوں سے آور آگے بڑھگئي ہے - فرانس سے آئے ہوے مذہبي مناصب و مجالس کے سیلاب نے شام میں مزید فرانسیسي سرمایہ اور دماغوں کي آمد کا فیصلہ کردیا ہے - مگر حکومت فرانس کے لیے دماغوں اور سرمایہ کي یہ معقول مقدار تسلي بخش نہیں ہے ' اور اسلیے وہ نہایت زور کے ساتھ مشن لیک (Mission Lapue) کي تعلیمي سرگرمیوں کي مدد کررہي ہے -

فرانس کي اخلاقي سرگرمیاں صرف شام ہي تک محدود نہیں ' بلکہ تمام مشرق ادنی کو اپنے آغوش میں لے رہي ہیں - اقتصادي میدان میں تو یہ حالت ہے کہ اسکا دعوی برتري و تفوق جس درجہ بھي ہو ' بالکل ظاہر و مدلل ہے

شام کے ریلوے خطوط کا نقشہ درج ذیل ہے - اس سے فرانس کے اقتصادي مصالح کي اہمیت اور بالاتري و استحقاقي حقوق کے متعلق اسکے دعوے کي صحت کا اندازہ ہوجائیگا :

نام	کیلومیٹر
بیروت و دمشق لائن	۱۴۹
دمشق ومزریب لائن	۱۰۳
رایق والبیور لائن	۳۳۱
حمص و طرابلس لائن	۱۰۲
بیت المقدس و یافا لائن	۸۷

حکمراني کے لیے اپنے یہاں کے خانداني شہزادے بھیجے اور اسطرح حکومت اسلامیہ کے اعضاء سے نئي مستقل عیسائي ریاستیں قائم کیں -

هم یه نہیں کہنا چاھتے که قرون مظلمه کي طرح آج بھي یورپ اپنے اعمال میں نصرانیت پرست ہے' مگر یه هم جانتے هیں که وہ اسلامي نفوذ کے مٹانے اور عیسائي نفوذ کي توسیع میں پوري طرح سرگرم ہے - پس یا تو یه اسلیے ہے که یورپ آج بھي اسیطرح عیسائیت پرست ہے جسطرح که پہلے تھا مگر اپنے جوش ملي کو از راہ نفاق چھپاتا ہے ' یا وہ خود تو مسیحیت کي حلقه بگوشي سے آزاد ہے' مگر اسکي سیاست آزاد نہیں -

اسکي تازہ ترین مثال البانیا ہے - البانیا کے لیے بہترین انتظام یه تھا که کوئي امیر عبد الرحمن تلاش کیا جاتا ' اور چاھا جاتا تو غالباً اسعد پاشا اس خدمت کو انجام دیسکتا ' مگر ایسا نہیں کیا گیا اور عیسائي شہزادہ یورپ سے بھیجا گیا ' تاکه یه زمین کا ٹکڑا جو هلال کے نیچے سے نکل آیا ہے ' پوري طرح صلیب کے قبضے میں آجائے ' اور اسطرح عیسائي ریاستوں کي تعداد میں ایک اور اضافه هو جائے !

بہر حال مسٹر لوریس ولف لکھتے هیں :

" تیز اور درخشاں واقعات کے اس عہد میں زندہ رھنا هر انسان کا طبیعي حق ہے "

یه وہ فقرہ ہے' جو " دسرا ایلي " نے مسز رجس ولیمس کو سنه ۱۸۶۲ ع میں اسوقت لکھا تھا' جب یوناني لارڈ اسٹینلي کو اپنا بادشاہ بنانا چاھتے تھے -

اس عہد کو مطلب پرست کہنا کتني سنگین غلطي ہے یه ایک بے پایاں داستان ہے جسکے چھیڑنے کا یه موقع نہیں - آجکل تو یه حالت ہے که کہانیوں کي طرح دفعةً تخت الٹتے اور تاج ملتے هیں !

سر ایڈورڈ گرے اور وزارتہاے عظمی (چانسلرز) کے دوسرے بھیگے ہوے کملوں کے علی الرغم ' ابھي تک هم اسي داستان بے پایاں کے عہد میں هیں - اخبارات سریرهاے سلطنت کي سرنگوني اور تاجہاے شاهي کي دریوزہ گري کي خبروں کے علاوہ دوسري خبروں میں بہت هي کم دلچسپي لیتے هیں - مثال کے لیے ایک مختصر سے هفته کي دو دهشت انگیز افواهیں هیں - " بلغاري تخت کا انقلاب ' اور " پوسٹڈم " کي المن بارک سے ایک اهم خبر" یعني شاہ البانیا کا اعلان !

اگر مسکین دزي اسوقت زندہ هوتا ' تو جسطرح وہ لارڈ اسٹینلي پر ' جسکو اس کا باپ کتاب ارزق بر چیس Blue Book in breeches میں کہا کرتا تھا اور جس کے لیے تاج یونان کي خسرو کن مهم کوئي دلکشي پیدا نه کر سکي ' رحم اور رشک کرتا تھا ' اسیطرح وہ شاهزادہ وائڈ پر رشک کرتا ' جسکے حصے میں البانیا کا تخت آیا ہے ' اور اس حکمراني البانیا کي طلائي فرصت پر پر جوش نظمیں لکھتا رهتا -

دزي سنه ۱۸۳۰ ع میں رشید پاشا سے یا مینا میں ملا تھا جسطرح که چند سال پہلے بائرن اسي شہر داستان میں علي اعظم سے ملا تھا اور ایک لحظے کے لیے قیام البانیا کا خیال خام رکھتا تھا - " ممکن ہے که هوچکا هوتا " اسکي کتاب کا یه باب بھي کیا باب ہے ! یه وہ دن تھے که یه " عجیب و غریب بچه " مشرق درخشاں میں الوري یا اسکندر کے طرز عمل کے دوبارہ جاري کرنے سے کہیں کم انگلستان کي وزارت عظمی کے خواب دیکھتا تھا !

وائڈ کا شاهزادۂ ولیم غالبا مدرسه خیالیه Romantic School کا متبع نہیں ' اور نه پوسٹڈم میں اس قسم کے خیالات کي حوصله افزائي کي جاتي ہے -

پھر تخت البانیه کي امید واري کے لیے کیا شرائط هیں ؟ یه ایک راز سربسته ہے' ابھي اسي دن ٹیمس کے ایک ظریف مراسله نگار نے مشورہ دیا تھا که پرنسیس میرئل " ایٹ هومس " کي کامیابي نے دول میں یه خیال پیدا کیا ہے که اسکا شوهر ان باهم جنگ آرا البانیوں میں اتحاد و اتفاق کے روشناس کرنے کے لیے بخوبي موزوں هوگا -

بہر نوع یه تاریخ کي عجیب و غریب بازگشت ہے - کیونکہ البانیا کي روایات (Tradition) کا آغاز کیڈ من (Cadmus) اور هارمونیا (Harmonia) کے قصے سے هوتا ہے جنکے یہاں الیریہ (Illyria) پیدا هوا ' جو تمام البانیوں کا مورث اعلی ہے -

آیا ایک ایسے تجربه کا اعادہ مناسب ہے جسکو خدا علم السیاسہ کے عہد طفلي میں کامیابی نه دیسکے ؟ یه ایک علحدہ سوال ہے

در حقیقت سچ یه ہے که شاهزادۂ وائڈ کا انتخاب نہیں هوا ہے اور نه وہ کسي خاص طریقه پر البانیه کي حکمراني کے لیے تیار کیا گیا ہے' بلکه اسکا انتخاب محض اسلیے هوا که یورپ کے طبقہ شاهزادگان میں وہ ایک ایسي ذات ہے جو یه کوشش کرکے دیکھنا چاھتي ہے' اور اسکے ساتھه هي نه تو وائنا اور روما میں اسکے متعلق شکوک هیں اور نه وہ دول یورپ کي وسیع الاختلاف سرد مہریوں کیلیے اسمیں کوئي بر انگیختگي رکھتا ہے - فہم و همت کا یہي ثبوت هو سکتا ہے اور امید ہے که ایسا ہے - اخر رومانیا اور بلغاریا کے بادشاهوں کے متعلق بھي تو کچھه زیادہ معلوم نه تھا جو اسي منصب کے لیے انتخاب کیے گئے تھے' اور ابھي تک اپنے اپنے تاجوں کو برقرار رکھے هوے هیں ؟

تاهم البانیا کي قسمت کے متعلق پیشینگوئي کرنے میں ا[ن] گذشته مثالوں پر اعتماد مناسب نہیں - یه ملک رومانیا اور بلغار[یا] بلکه عثماني شاهنشاهي کي تمام سرحدي جاگیروں سے بالکل مختلف ہے - تقسیم اقوام اجتماعي' اور نیز تاریخي حیثیت سے ایک دوسري هي دنیا کا قلعه ہے - نه تو سلافیوں سے اسکو کوئي نسبي تعلق ہے اور نه یونانیوں سے' اور نه ترک هي اسکو پوري طرح کبھي مطیع کرسکے - اجتماعي حیثیت سے یه اب تک عہد قبائل میں ہے البته یه خیال که نه کبھي وهاں ایک قوم هوئي ہے اور نه کبھي هوگي' ضرور ایک مغالطه ہے - ایک زمانے میں اسي طرح ایک قوم تھي جسطرح انگلستان انجیون بادشاهوں کے زمانے میں ایک تھا

اسکے جاگیر دار نوابوں نے (Fendel Barons) بارها بیرونی دشمنوں کے مقابله میں اپنے وطن عزیز کي متحدہ طور پر مدافعت کي' مثلا انکي جنگ زیر قیادت سکندر اعظم (یه اسکندر مقدونی نہیں بلکه اسکندر الباني ہے) - بارها یه بھي هوا که خود انمیں کسي با شوکت و صولت شخص نے (جیسے محمد شوتي یا مشہور معروف علي پاشا) بزور و جبر انمیں اتحاد قومي کي سي کیفیت پیدا کردي ' مگر یه طریقه اتحاد همیشه داخلي رها ' کبھي خارجي نه هوا ' یعني اس شبیه اتحاد کا موسس کبھي بھي غیر البانی هاتھه نه هوا -

بیشک یه ممکن ہے که البانیا کو فتح کرکے مثلاً آسٹریا کا ایک صوبه بنا دیا جائے ' جیسا که وہ کسي زمانے میں رومي سلطنت کا ایک صوبه تھا ' مگر ایک بین القومي معاهدہ اور ایک اجنبی شاهزادے کے زیر حکومت اسکو ایک قوم بنانا ' ایک مشکل

مذاكرۂ علمية

طبقات الارض

استدراک بر " تقدم علوم "

الهلال نمبر ۲۳ میں بسلسلۂ تقدم علوم و معارف " علم الانسان کے عنوان سے ایک عجالۂ مختصرہ شائع هوا تها ' جسمیں بربناے علم الارض (جیوا لوجبی) تکوین زمین کے مختلف طبقات و مراتب کي طرف اشارہ کیا تها - چونکه مقصود اختصار تها ' اسلیے پوري تشریح کے ساتهه یه موضوع بیان نه کیا جاسکا ' اور اختصار بیان سے مطلب میں ایک حد تک خلط مبحث سا هوگیا -

زمین کے طبقات کي تقسیم کئي حیثیتوں سے کي جاتي هے - ایک تقسیم بلحاظ مختلف ادوار و ازمنۂ تکوین کے هے - ایک بلحاظ طبقات و مدارج کے ' اور پهر تیسري تقسیم بلحاظ آثار حیات و نشؤ حیات کے -

ان میں سے هر تقسیم مستقل هے ' اور هر قسم کے مختلف ، مدارج و ترتیبات هیں -

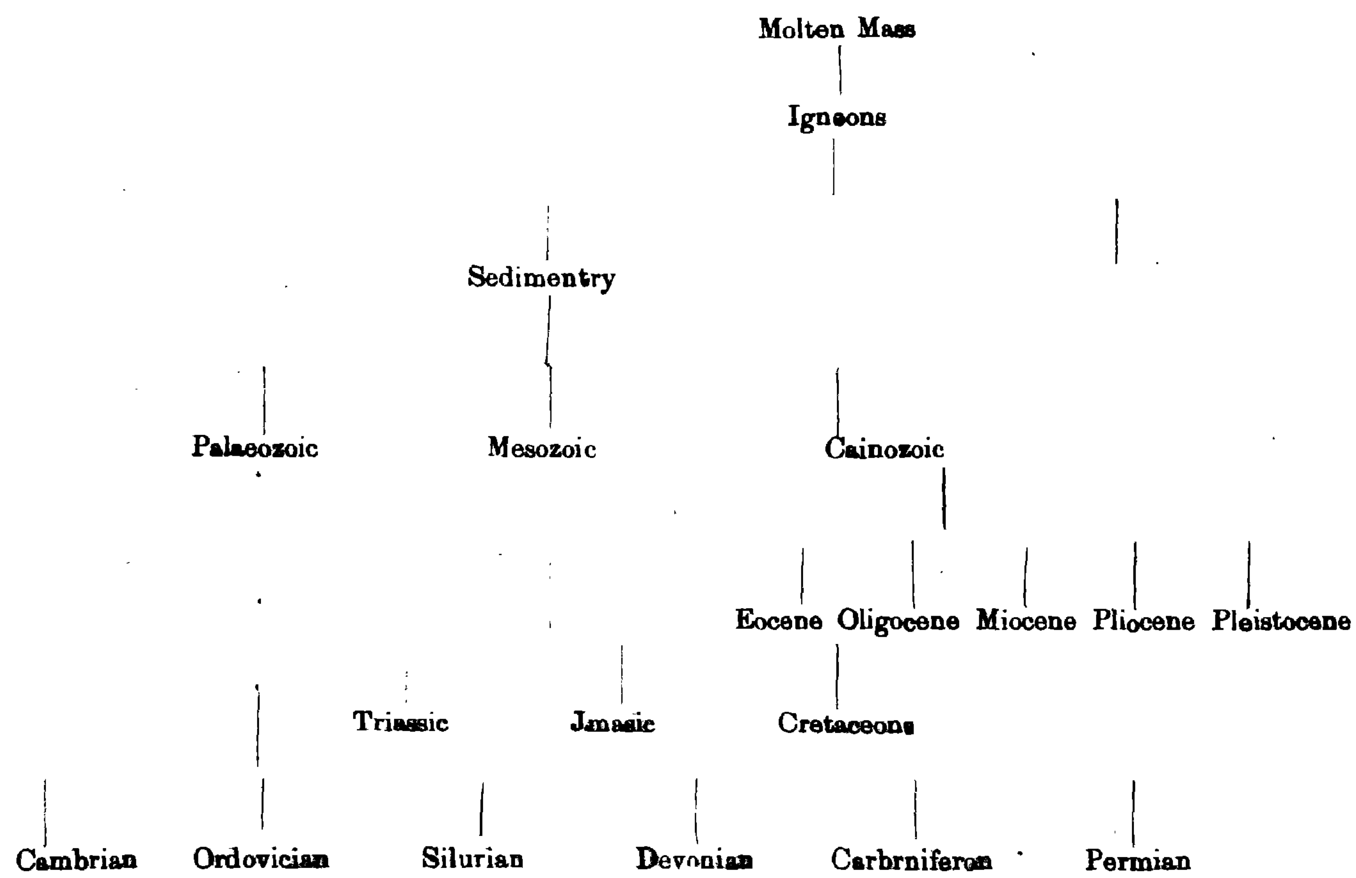
اس مضمون کا اصل موضوع چونکه طبقات الارض نه تها ' اسلیے صرف مختلف تقسیمات ارض کا حاصل اور خلاصه بیان کردیا گیا - بهت ممکن هے که بعض قارئین کرام پر معلومات ارض مشتبه هوجائیں ' اسلیے چاهتا هوں که ایک مختصر تحریر طبقات الارض کے متعلق بهی شائع کر دي جاے -

میں مولوي محمد قاسم صاحب عثماني کا ممنون هوں جنهوں نے چند مستند کتابوں کا مطالعه کرکے اس تحریر کا مواد مهیا کردیا -

علماے ارض نے اب تک تین قسم کي زمینیں دریافت کي هیں -

(۱) Igneons (اگنینس) یه زمین اگنینس اسوجهه سے کهلاتي هے که حرارت زمین کي تدریجي تبرید کے بعد سب سے پہلے بني هے - پس هم اسکو " ارض آتشیں " یا " ارض ناریه " کهه سکتے هیں -

نقشۂ طبقات الارض



(۲) Sedimentry (سیڈیمنٹري) جو شي کسي سیال چیز کے نیچے جم جاتي هے ' اُسے سي ڈي منٹ (Sediment) کهتے هیں - چونکه یه زمین پاني کے نیچے صدها قسم کي مختلف چیزوں کے بیٹهه جانے سے بني هے ' اسلیے اسکا نام (Sedimentry) رکها گیا -

(۳) Metamorphic تحول پذیر شے کو میٹا مورفک (Metomorphic) کهتے هیں - مگر اس لفظ کا اطلاق علم الارض میں زمین کي اس تغیر شدہ صورت پر هوتا هے جو زمین کي حرارت یا اسکے دباؤ کي وجه سے وقوع پذیر هوتي هے -

قسم سوم کي زمین یعني متامورفک (Metomorphic) قسم اول (اگنینس Igneons) و قسم دوم (سي ڈي منٹري Sedimentry) سے بنا کرتي هے -

قسم دوم (Sedimentry) کي تین قسمیں هیں اور پهر هر قسم کي تقسیم مختلف حیوانات کے وجود کے اعتبار سے مختلف ، طبقات یا ادوار میں کي گئي هے -

بیروت حاملیتن لائن	۱۹
ما ملیتن و جبل لائن (جسکي تعمیر عنقریب دو ماہ میں شروع ہوگي)	۱۵
کل	۸۰۶

شام میں غیر فرانسیسي ریلوے خطوط صرف وهي هیں ' جو ریلوے کے متعلق هیں - اور وہ حسب ذیل هیں

کیفا و دمشق لائن	۲۸۵
کیفا و عکري لائن	۲۳
عفولي و بیت المقدس لائن (جو ابھي زیر تعمیر ہے اور جسمیں سے ۲۳ کیلو میٹر تیار هوچکي ہے)	۱۲۰
	۲۵۸

ان بدعوؤں کي برتري بالاخر جرمني کو بھي ماننا پڑیگي -

لیس ابتدائي گفتگو سے قطع نظر جو شاهي عثماني بنک اور ڈیچ اور نیت بنک میں بغداد ریلوے کے متعلق هوئي ہے اور جسپر یورپ کے پریس نے اسقدر انتقاد کیا ہے - الیپو سے مسکیني تک توسیع خط آهن کي رعایت کي خبر سے بھي اس امر کي تصدیق هوتي ہے کہ ایشیائي ترکي میں اپنے اپنے حلقهاے اثر کے تعین کے متعلق جرمني اور فرانس میں مفاهمت کا سلسلہ جاري ہے -

فرنچ ریلوے بھي جو بي - ایچ - تي کے نام سے مشہور ہے ' الیپو برجک تک توسیع کا حق رکھتي ہے - مسکیني برجک سے جنوب میں سو میل پر واقع ہے ' اور غالباً یہ فرض کرنا بیجا نہیں کہ برجک جو ایشیاے کوچک کا ایک جزو ہے اور جرمني کے حلقہ اثر میں واقع ہے ' مسکیني کا قائم مقام بنایا گیا ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ برطانوي فریب سیاست توسیع خط مسکیني کے ساتھہ غیر همدردانہ رهي ہے ' لیکن اس امر کے باور کرنے کے لیے کہ اس رعایت کي تصدیق هوگئي ہے ' اسباب موجود هیں -

اس امر کے فرض کرنے کے بھي وجوہ موجود هیں کہ هر ایک ریلوے کي اسکیم عالم خیال سے عالم حقیقت میں داخل هوگئي ہے اور حکومت عثمانیہ کو بالاخر خط وادي جردان Jordanvalley Trace کو منظور کرنا پڑا ہے -

مجھے کم و بیش مستند ذریعہ سے معلوم هوا ہے کہ اس طرح کي ریلوے بنانے والي کمپني نے ایک انجنیر کو جو ریجي کمپني میں ملازم تھا ' حال میں یہاں مامور کیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں اسي قسم کي ایک تقرري پیرس میں بھي هوئي ہے - یہ پیش بندانہ تقرریاں ضرور ایک خاص امر کي علامت قرار دیجا سکتي هیں - کمپني چاهتي ہے کہ جونهي ترکي اپنے بلقاني همسایوں کے ساتھہ قطعي صلح کرلے ' فوراً هي کام شروع کر دیا جائے -

خط وادي جردان کے متعلق سرکاري منظوري کے حصول کو اس طویل گفتگو کا خاتمہ فرض کیا جا سکتا ہے جو فرنچ کمپني اور محکمۂ حجاز ریلوے کے درمیان اول الذکر شاخ کیفا و دیرا کے لینے کے متعلق هو رهي تھي - واقعي فرنچ ریلوے کمپني کے لیے شاخ کیفا و دیرا کے لینے کا سوال نہایت شدید اهمیت رکھتا ہے ' کیونکہ حجاز ریلوے کے شرح کرایہ کو معمولي کردینے سے دمشق و بیروت اور دمشق میزرب لائنیں لنگڑا رهي هیں ' اور بالواسطہ بیروت کے پورٹ کمپني کو بھي نقصان پہنچ رها ہے -

دندانہ دار پہیوں والي ریلوے (Cog Wheel Railway) اپنے ڈھالوں راستوں کے ناگزیر صرف عظیم ' اور اس شکست و فرسودگي کے ساتھہ جو ریلوے کے منقولہ و غیر منقولہ ذخیرے میں پیدا هوتي ہے ' ایک ایسي لائن ہے جو اقتصادي حیثیت سے بھي بالکل ناقص ہے ' اور ایک ایسي سرکاري لائن کے مقابلہ میں شاید هي کسي نے ثبات و پامردي کا فیصلہ کیا ہے ' جسے کوئي اپنا سرمایہ خطرہ میں ڈالنا نہو ' جیسے کہ حجاز ریلوے ہے -

اگر شاخ کیفا و دیرا بھي فرانس کے هاتھہ پہنچگئي تو پھر شام میں ریلوے کا موجودہ اور مجوزہ جال بتدریج عملاً بالکل فرانس کے هاتھہ میں چلا جائیگا - حجاز ریلوے کے مرکزي لائن کا وہ حصہ جو دمشق سے دیرا اور شام کے آگے مدینہ تک چلا گیا ہے ' شام میں معمولي تجارت کے بدلے زیادہ تر حاجیوں اور سپاهیوں کے لیجانے کے لیے هوگا -

رهي شاخ افولي و بیت المقدس جو هنوز زیر تعمیر ہے تو اسکي قسمت میں بھي بالاخر فرانس هي کے هاتھہ جانا ہے - اور غالباً مع اسکے متعلقہ لائن کے ' جو کیفا و ایکر کے درمیان میں ہے اور جسکے آیندہ ترکوں کے هاتھہ میں رهنے کے لیے (اگر فوجي اقتدار کي خیالي وجہ نہ هوئي تو) کوئي اور معقول سبب نہ هوگا -

ابھي یہ کہنا محض جرأت هوگا کہ شام میں فرانس کي سیاسي سرگرمیاں اسکي اقتصادي سرگرمیوں کے ساتھہ ساتھہ جائیگي - بمشکل یہ امید کي جاسکتي ہے کہ مراکش میں عمل استعماري کے ساتھہ ' جو هنوز غیر مختتم ہے ' وہ شام میں ایک دوسري مهم استعماري میں اپنے آپ کو پھنسائیگا - اور خصوصاً بالفعل - کیونکہ فرانس کے متعلق شامي مسلمانوں کي راے اچھي نہیں ' اور ممکن بغاوتوں کي پیش اندیشي کي ضرورت اور اپنے جرمن رقیب سے ' جو ایک موثر قرب میں یعنے الیگزنڈرنیا میں موجود ہے ' ممکن تصادم کے لیے تیاري ' ایک ایسي حالت ہے جو اسکي فوجي طاقت کے بیشتر حصہ کو اپني طرف پھیر لیگي -

لیکن صورت معاملہ انگلستان کے حق میں اس سے بالکل مختلف ہے ' جسکو تمام آبادي کي همدردي حاصل ہے ' جسکے قدم مصر اور سینا میں کم و بیش استحکام کے ساتھہ جمے هوے هیں ' اور جسکے هاتھہ میں مالطہ ' قبرص ' اور اسکندریہ کي وجہ سے سمندر کي بھي کمان ہے - برطاني احتلال (Occupation) یا برطاني حمایت (Protection) شام کو سرسبزي کے اعلی درجہ پر پہنچا دیگا ' اور اقتصادي حیثیت سے فرانس فوائد اندوز هوگا -

شام کے متعلق برطاني ارباب استعمار کي دلچسپیوں میں طویل جمود کے بعد اب ایک نمایاں حرکت هوتي ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ شام کي ترقي کے لیے مالي مجالس حکام (سنڈیکیٹس) زیر ترتیب هیں - شمال لبنان میں تقسیم آب و آبپاشي کي اسکیم ' جو مشہور فرم سر جان جیکس لیمیٹڈ نے اپنے هاتھہ میں لي ہے ' اور فلسطین میں تیل نکالنے کا کام جو ایک برطاني مسلسل حکام (سنڈیکیٹ) لیگي اور جس نے تلاش مقامات کا کام نہایت حوصلہ افزا نتائج کے ساتھہ شروع کر دیا ہے ' ان دونوں کاموں کو ایسا ابتدائي تجربہ خیال کیا جاسکتا ہے ' جو اسلیے هیں کہ بالاخر شام میں فرانس کے پہلو بہ پہلو برطانیہ کے اقتصادي مصالح کے پیدا کرنے کي طرف رهنمائي کریں -

شام میں سرمایہ لگانے کے لیے وسیع میدان هیں ' اور برطانیہ اور فرانس دونوں کے سرمایہ دار طرفین کے فوائد کے لیے ان میدانوں میں کام کر سکتے هیں -

(مراسلہ نگار پرلیست)

(قسم دوم Sedementry کے اقسام ثلاثہ)

(۱) Primory or Palaeozic - یہ لفظ یونانی زبان کے دو الفاظ (Paleo) اور (Zoe) سے مرکب ہے Paleo بمعنی قدیم اور (Zoe) بمعنی زندگی - اس زمین کو Palaeozoic اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں سب سے پہلے جاندار چیزوں کے آثار پائے جاتے ہیں - اس زمین کو Primory Rock بھی کہتے ہیں یعنی ابتدائی زمین - ہم اپنی اصطلاح میں " حیات قدیم " یا " عہد اول " کہیں تو بہتر ہے -

(۲) Messziicor Secondory یہ لفظ بھی یونانی زبان کے دو لفظوں Meso اور Zoe سے مرکب ہے - Meso بمعنی اوسط اور Zoe بمعنی حیات - اس زمین کو Mesozoic اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس قسم کے زمین میں " حیات قدیم " کی ذی روح اشیاء سے نسبتاً زیادہ نشو پذیر جاندار آثار پائے جاتے ہیں - اس زمین کو Secondry یعنی دوسرے قسم کی زمین بھی کہتے ہیں - اسکا لفظی ترجمہ " حیات اوسط " یا " عہد ثانی " ہے -

(۳) Cainozoie or Tertiary یہ لفظ بھی یونانی کے دو الفاظ Cano اور Zoe سے مرکب ہے - Cano بمعنی نو ساختہ یا جدید اور Zoe بمعنی حیات - اس زمین کو Canozoic اسلئے کہتے ہیں کہ اس زمین میں موجودہ ذی روح اشیاء کے آثار پائے جاتے ہیں - Tertiary بھی کہتے ہیں ' یعنی تیسرے قسم کی زمین -

(حیات قدیم یا عہد اول کے طبقات ستہ)

(۱) Cambarian اس طبقہ ارض کا نام ہے جس میں شل Shell والے جانوروں کے آثار پائے جاتے ہیں - شل سے مراد وہ جانور ہیں جسکے جسم پر خار دار اور سنگین جلد ہوتی ہے -

(وجہ تسمیہ) اس طبقہ ارض کو Sedgwick نامی ایک عالم طبقات الارض نے ۱۸۳۶ میں دریافت کیا - ویلز کی زمین میں اس قسم کے جانوروں کے نشانات ملے - چونکہ ویلز کو Cambaria بھی کہتے ہیں' اسلیے اس نے اس طبقہ کا نام اسی سر زمین کے نام پر رکھا -

(۲) Ordovician اس طبقہ ارض میں Cylindrical یعنی وہ جانور جنکا جسم طول میں ہوتا ہے مثلاً مچھلی سانپ وغیرہ اور خار دار جانوروں کے نشانات ملتے ہیں -

(وجہ تسمیہ) Ordovices (اور ڈو ویسس) ایک فرقہ کا نام ہے - جس جگہ یہ فرقہ آباد تھا - اوسی جگہ مسٹر - سی - لیپ ورتھ (C. Lapworh) نے اس طبقہ کو دریافت کیا ' اسلیے اس فرقہ کے نام پر اس طبقہ کا نام رکھا گیا -

(۳) Silurian اس طبقہ میں مچھلیوں کے آثار ملتے ہیں - اس طبقۂ ارض کو Murchion نامی ایک ارضی نے سنہ ۱۸۳۵ ع میں دریافت کیا - فرقہ سلورس Silures کے ملک Siluria میں اس طبقہ کے آثار پائے گئے تھے - پس اس محقق نے اسکا نام اسی ملک کے نام پر رکھدیا -

(۴) Devonian اس طبقہ میں سیپ وغیرہ پائے جاتے ہیں - اس طبقہ کے آثار Devonshire نامی برطانیہ کے ایک صوبہ میں پائے گئے تھے - پس اسکا نام بھی اسی صوبہ کے نام پر رکھا گیا -

(۵) Carboniferons اس طبقہ ارض میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے ہیں -

چونکہ اس طبقہ میں کوئلہ Coal بہت پایا جاتا ہے اسلئے اسکو Carboniferons کہتے ہیں یعنی " کوئلہ کا طبقہ "

(۶) Permian یہ حیات قدیم یا عہد اول کے اس آخری طبقہ کا نام ہے جس میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ذات الثدی جانوروں کے مشابہ ملتے ہیں - چونکہ اس طبقہ کی زمین ایشیا کے صوبہ پرم میں پائی گئی اس لئے اس طبقہ کا نام Permian پرمین رکھا گیا -

(حیات اوسط یا عہد ثانی کے طبقات ثلاثہ)

(۱) Triassic اس طبقہ میں ذات الثدی جانوروں کے نشانات ملتے ہیں - یہ طبقہ پہلے تین الگ الگ طبقوں میں منقسم تھا - مگر جدید تحقیق کی بنا پر جرمنی کے علمائے ارض نے اسکا نام Triasic رکھا - یعنی " اتفاق ثلاثہ " -

(۲) Jurassic - اس طبقہ میں ان رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے ہیں جو پرند کے مشابہ ہوتے تھے -

چونکہ اس طبقہ کی زمین کوہ جورہ میں پائی گئی - اس لیے اس طبقہ کا نام اسی پہاڑ کے نام پر رکھا گیا -

(۳) Cretaceons اس طبقہ میں سب سے پہلے پرند کا نشان پایا جاتا ہے - چونکہ اس طبقہ میں سفید مٹی زیادہ پائی جاتی ہے اس وجہ سے اسکے Cretaceons کہتے ہیں ' یعنی " خاک سفید کا طبقہ " -

(حیات جدیدہ یا عہد ثالثہ کے طبقات خمسہ)

(۱) Eocene یہ حیات جدیدہ یا عہد ثالث کا وہ قدیم ترین طبقہ ہے ' جس میں موجودہ عہد کے نباتات کے نشانات ملتے ہیں -

چونکہ موجودہ عہد کی ذی روح اشیاء کے آثار اسی طبقہ سے ملنا شروع ہوئے ' اس لیے اس طبقہ کو Eocene کے نام سے موسوم کیا - یہ لفظ یونانی زبان کے دو لفظوں سے مرکب ہے - اسکا لفظی ترجمہ " صبح جدید " ہے -

(۲) Oligocene اس طبقہ میں موجودہ پالتو جانوروں کی کسی ابتدائی نسل کے آثار پائے جاتے ہیں -

یہ لفظ بھی یونانی کے دو لفظوں : Oligo اور Cene سے مرکب ہے - جنکے معنی علی الترتیب کم اور جدید کے ہے -

(۳) Miocene اس طبقہ میں موجودہ ذات الثدی جانوروں کے آثار ملتے ہیں - یہ لفظ بھی یونانی کے دو الفاظ Mio اور Cene سے مرکب ہے - Cene کے معنی اوپر بیان ہوچکے' Mio کے معنی کمتر یا مختصر تر کے ہیں -

(۴) Pliocene اس طبقہ میں خار دار اور ذات الثدی' دونوں قسم کے جانوروں کے نشانات پائے جاتے ہیں -
Plio بمعنی بیش تر اور زیادہ کے ہیں -

(۵) Pleiostocene یہی طبقہ ہے کہ جس طبقے میں انسان کے آثار پائے جاتے ہیں - Pleisto کے معنی بالکل نئے کے ہیں -